عظیم الشان قرآن مجید

مترجم بدو ترجمہ و محشی بدو حاشیے

ولی اللہی خاندان کا قدیم خزینہ جدید اور تفصیلی قالب میں

(۱) ترجمہ از حضرت شاہ عبد القادرؒ ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(۲) ترجمہ از حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا

(۱) حاشیہ از موضح قرآن مؤلفہ حضرت شاہ عبد القادرؒ

(۲) حاشیہ از موضح فرقان از ابتدا تا سورۂ نساء از شیخ الہندؒ

و بقیہ فوائد از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

نوٹ حضرت شاہ عبد القادرؒ کی موضح قرآن و ترجمہ کو بعض ناشرین نے کاٹ چھانٹ اور غلط تصرف کے ساتھ طبع کیا تھا اور وہی نقل ہوتا گیا۔ ادارہ نے اس نقص کو اس طرح دور کیا ہے، کہ ۱۳۱۲ھ کا مطبوعہ مطبع کرزن کا قدیم نسخہ حاصل کر کے اس کے مطابق طبع کرایا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ اور علامہ عثمانیؒ کا ترجمہ و مکمل حاشیہ اپنی مخصوص افادیت کے ساتھ موضح قرآن کی بے نظیر شرح بھی ہے جو اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔

علوم قرآنی کے درخشندہ آفتاب و ماہتاب یکجا مطالعہ فرمائیں

نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ضرورت حدیث پر شامل ہے جو علامہ قاری محمد طیب صاحب نے خاص طور پر لکھا ہے۔ فتنہ انکار حدیث کے علی الرغم ایسا مضمون نظر سے نہیں گزرا جو ساحرانہ بھی نہیں محققانہ ہے اور اس سے ہر اصولی اعتراض خود بخود مردود ہو جاتا ہے۔

کاغذ و طباعت اعلیٰ، سائز ۲۰×۳۰، نمونہ کے صفحات مفت طلب فرمائیں۔ قدیم نسخہ محفوظ ہے

پتہ

ادارۂ علوم شرعیہ رحیم منزل نزد حاجی چاند روڈ متصل جناح پارک کراچی

toobaa-elibrary.blogspot.com

رائے گرامی مفتی اعظم پاکستان حضرت مولینا مفتی محمد شفیع صاحب صدر مجلس منتظمہ دارالعلوم کراچی

اردو زبان میں ترجمہ قرآن کی جو خدمت حق تعالیٰ نے حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لی ہے علمائے محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ ایک بے نظیر بے مثال خدمت ہے بعض معتبر حضرات نے ان کے کلمات کو الہامی کلمات فرمایا ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ موصوف نے اپنی عمر اسی خدمت میں صرف فرمادی۔ ہمیشہ کے لئے مسجد میں اعتکاف کرکے یہ خدمت انجام دی اور مسجد ہی سے آپ کا جنازہ نکلا۔

حضرت شاہ عبدالقادر قدس سرہٗ کے ترجمہ اور فوائد موضح القرآن میں اختصار کے باوجود ایسے تفسیری نکات موجود ہیں جو بہت سی بڑی تفسیروں میں ہاتھ نہیں آتے۔

یہ ترجمہ اور فوائد موضح القرآن ہندوستان کے بہت سے مطابع میں بار بار چھپا مگر تصحیح کی طرف سے عام بے توجہی کے نتیجہ میں اس میں بھی بہت سے اغلاط شامل ہو گئے تھے، حال میں مولانا قاضی عبدالرحمان صاحب نے اس کا ایک قدیم نہایت صحیح نسخہ مہیا فرماکر اس کے مطابق طباعت کا انتظام فرمایا اور پھر اس کو مطابق اصل بنانے اور احتیاط کے ساتھ تصحیح کرنے میں مقدور بھر پوری کوشش اور صرف کیا، امید ہے کہ یہ ترجمہ اور فوائد اب اغلاط سے پاک ہوں گے۔ مزید نفع کے لئے اس کے ساتھ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کا ترجمہ اور حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی شامل کردی۔ اس طرح یہ نسخہ نور علیٰ نور ہو گیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا۔ دعاء ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور قبولِ عام عطا فرمائیں۔ واللہ المستعان۔

بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ

۲۷ ر جمادی الثانیہ ۱۳۷۸ھ

رائے گرامی خطیب پاکستان حضرت مولینا احتشام الحق صاحب تھانوی، مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ اشرف آباد ٹنڈو الہ یار

اما بعد! حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی قدس سرہٗ کا ترجمہ قرآن کریم اور حواشی موضح القرآن ہند و پاکستان کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص دینی دارحلقہ میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، حضرت شاہ صاحب کا ترجمہ درحقیقت ایک الہامی ترجمہ ہے جو بعد میں آنے والے مترجمین اور مفسرین قرآن کے لئے مسلمہ ماخذ قرار پایا۔

حتیٰ کہ اہلِ علم کے حلقے میں شاہ صاحبؒ کے ترجمہ کو ام التراجم اور تفسیر کو ام التفاسیر کہا جاتا ہے لیکن افسوس کا مقام ہے تفسیر موضح القرآن کے شائع شدہ نسخے اول تو ناپید ہو گئے اور جو نسخے ملتے ہیں وہ بھی غلطیوں اور لغزشوں سے پُر ہیں۔

مولانا قاضی عبدالرحمٰن صاحب جو اچھے عالم ہونے کے ساتھ ترجمۂ قرآن کا شغف بھی رکھتے ہیں انہوں نے اپنی کوششوں سے صحیح حاصل کرلیا اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ شائع کردیا تاکہ عامۃ المسلمین بالخصوص اہل علم اس سے استفادہ کرسکیں۔ میں مولانا صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مفید اور دینی خدمت کے لئے آپ کو منتخب فرمایا اور مسلمانوں کے لئے ایک توفیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشی۔ حق تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے کی توفیق

والسلام۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن وحدیث

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے ۔ امابعد ۔۔۔ اسلام خدا کا آخری پیغام اور اس کے آسمان سے اترا ہوا آخری دین ہے جو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے پیغام اور دستور زندگی ہے۔ اس کے بعد نہ کوئی دین آنیوالا ہے نہ کوئی شریعت۔ کیونکہ نبوت ختم ہو چکی اور خاتم النبین آچکے ہیں اس لئے خاتم الانبیاء کا دین ہی قدرتی طور پر خاتم الادیان۔ ان کی شریعت خاتم الشرائع اور اس شریعت کی کتاب خاتم الکتب ہو سکتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ دین مع اپنی بنیادوں کے قیامت تک باقی اور محفوظ رہے ورنہ اس صورت میں کہ یہ دین اور شریعت تو باقی نہ رہے اور جدید شریعت آنیوالی نہ ہو تو دنیا سے حق کلیتہً منقطع ہو جاتا ہے حالانکہ دنیا کی بقاء ہی حق اور نام حق سے ہے جس دن ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا اس زمین پر باقی نہ رہے گا اسی دن قیامت قائم کردی جائے گی اور یہ سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لئے قیامت سے پہلے کوئی ساعت بھی ایسی نہیں آسکتی کہ اس میں حق اور نام حق سرے سے باقی نہ رہے ۔۔۔ سو ختم نبوت اور خاتم الشرائع کے آجانے کے بعد جبکہ کوئی نئی شریعت آنیوالی نہیں بقاء حق کی صورت اس کے سوا دوسری نہیں ہو سکتی کہ آخری دین کو قیامت تک باقی رکھا جائے اور زمانہ کی دست برد سے اس کی حفاظت ہو تاکہ کسی راہ سے بھی اس میں خلل اور زلل نہ آنے پائے۔ خواہ تلبیس کرنیوالے کتنے بھی پیدا ہو جائیں۔ فرقے اور گروہ کتنے ہی بن جائیں۔ تحریک و تاویل سے شکوک و شبہات کے دروازے کتنے ہی کھول دئے جائیں لیکن اصل دین اپنی اسی شان اور اپنی پوری پوری کیفیت و حقیقت کے ساتھ اسی انداز سے باقی رہے جس انداز سے وہ اپنی ابتدائی زندگی میں محفوظ تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی غیر معمولی حفاظت انسان اور نوع بشری کے بس کی بات نہ تھی۔ انسان مجموعہ تغیرات ہے اس کا دل و دماغ اس کی ذہنی رفتار اور طبعی رجحان و میلان بلکہ عقلی تقاضے ہمیشہ ایک حال پر نہیں رہ سکتے۔ اس تغیر پذیر ذہنیت سے ممکن نہ تھا کہ وہ یکسانی کے ساتھ اپنے دین کو ہر دور میں یکساں محفوظ رکھ سکتا۔ اگر انسان ایسی لاتبدیل فطرت کا حامل ہوتا تو تورات و انجیل بے نشان کیوں ہوتیں؟ زبور کی اصلیت کیوں گم ہو جاتی؟ صحف آدم اور صحف ابراہیم دنیا سے ناپید کیوں ہو جاتے اگر آخری دین کی حفاظت بھی مثل سابق انسانوں کے ہاتھوں میں دیدی جاتی تو اس دین کا حشر بھی وہی ہوتا جو ادیان سابقہ کا ہوا کہ اس کا نشان بھی باقی نہ رہتا اور انسان کی تغیر پذیر ذہنی رفتار اس میں بھی تغیر و تبدل کئے بغیر نہ رہتی لیکن ادیان سابقہ اگر محفوظ نہ رہے اور ختم ہو گئے تو دنیا کے بقاء میں اس لئے فرق نہ آیا کہ نبوت ختم نہ ہوئی تھی جو شریعت گم ہوتی تھی اس کی جگہ نئی شریعت نئی نبوت کے زیر سایہ اس کے قائم مقام ہو جاتی تھی اور دنیا سے حق منقطع نہ ہوتا تھا کہ فنائے دنیا کی نوبت آتی لیکن ختم نبوت کے بعد اس دین کے گم ہو جانے سے یہ صورت ممکن نہ تھی کہ نیا دین آجائے اور دنیا فنا نہ ہو اس لئے اس آخری دین کی حفاظت کی ذمہ داری خود حق تعالیٰ نے لی اور یہ اٹل وعدہ فرمایا کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون .... ہم ہی نے یہ ذکر اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ ظاہر ہے کہ حفاظت دین کی دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ محافظ دین ایسی طاقتور شخصیتیں کھڑی کی جاتی رہیں جن کا طبعی ذوق اور ذاتی میلان ہی دین کا تحفظ ہو اور وہ عقیدہ و عمل کی سرحدات کو اپنی فکری و عملی قوتوں سے اس حد تک مضبوط کرنے کی فکر میں لگی رہیں کہ اس میں کسی ادنیٰ تغیر و تبدل یا خلل کے تصور کو بھی برداشت نہ کرسکیں۔

ہر صدی کے شروع میں مجدد کی آمد

دوسری صورت یہ ہے کہ اصل قانون دین خود ایسا فطری ہو کہ اس میں خود اپنے بقاء و تحفظ کی ذاتی اسپرٹ ہو اور اس حد تک ہو کہ اسکی طبیعت ہی کسی تغیر و تبدل اور کمی بیشی کو برداشت نہ کرسکے بلکہ اس کی مضبوط ترین حجۃ و برہان اپنے فطری نمو اور طبعی قوۃ ہی سے ہر تغیر کے خطرہ کو دفع کرتی رہے جس سے اسکے آمنے سامنے اور دائیں بائیں کسی باطل کی پہنچ ہی ناممکن ہو۔ سو اس دین کی حفاظت کے لئے دونوں صورتیں اختیار کی گئیں۔ پہلی صورت۔ یعنی سرتاپا دین اور مجسم اسلام قسم کی شخصیتیں ہر ایسے دور میں مختلف انداز وں اور عنوانوں سے پیدا کی جاتی رہیں کہ جن میں دین اور اجزاء دین کے خطرہ میں پڑجانے کا کوئی امکان دیکھا گیا۔ مثلاً انسانی ذہنیت سو برس کے دور میں طبعاً متغیر ہو جاتی ہے کیونکہ سو برس میں ایک قرن ختم ہو کر دوسرے قرن کیلئے جگہ خالی کرتا ہے اور ایک نسل پوری کی پوری ختم ہو کر دنیا کی دوسری نسل کے ہاتھ میں چھوڑ جاتی ہے جس کی ذہنیت یقیناً وہ نہیں رہتی جو سو برس پہلے کے لوگوں کی تھی۔ انسان کے ذہنی ارتقا کے تحت ذہن بدل جاتا ہے، نظریات تبدیل ہو جاتے ہیں، نئے ترقی یافتہ نظریات سامنے آجاتے ہیں۔ تمدنی رجحانات پہلے سے نہیں رہتے۔ طرز زندگی میں نمایاں تبدیلیاں ہوتی ہیں؛ اور گویا انسان وہ نہیں رہتا جو سو برس پہلے کا انسان تھا اس لئے ہر قرن کے آغاز میں دین کے لئے یہ خطرہ قدرتی تھا کہ نئے انسانوں کی ذہنی تبدیلیاں اسے بدل نہ ڈالیں اور اس سابقہ رنگ کو پھیکا کرکے اس پر کوئی نیا رنگ نہ چڑھا دیں جس سے اس کا اصلی اور قدیم رنگ ناقابل التفات ہو جائے اس لئے ہر صدی کے سرے پر اسلام میں مجددوں کا وعدہ ہے جو دین کو ان نئے انسانوں کی ذہنیت کی رعایت رکھتے ہوئے تو بہ نو اور تازہ بتازہ کرتے رہیں اور اس کے اصول و فروع کو نکھار کر اس طرح سامنے لائیں کہ نئے نئے شکوک و شبہات کا قلع قمع بھی ہو جائے اور قدیم مسائل جدید دلائل کے ساتھ اور زیادہ روشن اور صاف ہو کر نئے قرن کے سامنے آجائیں۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ۔ (مشکوۃ شریف) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایسے لوگ پیدا فرماتا رہیگا جو امت کے لئے دین کو تازہ بتازہ اور نو بہ نو کرتے رہیں

دین کے مجددوں کی زندہ جماعتیں

لیکن اسکے بعد یہ اندیشہ صدی کے اندر اندر بھی باقی رہتا تھا کہ اشرار و فجار اور ملحدین و منافقین اسلام کے نام سے اسلام کا حلیہ تبدیل کردیں اور اسلام میں شکوک و شبہات پیدا کرکے اسے صحیح العقیدہ لوگوں کیلئے مشتبہ بنانیکی کوشش کریں لوگ تو مجدد کے انتظار ہی میں رہیں اور یہ شریر بد فہم گروہ رکیک تاویلات اور غلو آمیز کاوشوں سے دین میں زندقہ و الحاد پھیلانے میں کامیاب ہو جائے جس سے دین کے بنے بنائے نظام میں خلل پڑ جائے اور اس طرح دین سے دنیا کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اعتماد اٹھ جائے تو صدی کے سر کی قید چھوڑ کر صدی کے اندر اندر بھی سلف صالحین کے اخلافِ رشید پیدا کرتے رہنے کا وعدہ دیا گیا اور اطمینان دلایا گیا کہ امت پر صدی کے اندرونی حصے اور درمیانی دور میں بھی کوئی وقت ایسا نہ آئے گا کہ امت کو سلف کے نمونہ کے خلف نہ مل سکیں؟ نہیں بلکہ ضرور ملیں گے جو اپنے صحیح علم و نظر اور نکھری ہوئی شرعی حجتوں سے انسان نما شیاطین کی وسوسہ اندازیوں اور دسیسہ کاریوں کا پول کھولتے رہیں گے اور دین پر کسی نہج سے بھی آنچ نہ آنے دیں گے۔ ارشادِ نبوی ہے۔ یَحْمِلُ هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین (مشکوٰۃ شریف) (سلف کے بعد) اخلاف میں سے ایسے معتدل لوگ ہمیشہ اس علم (دین) کے حامل ہوتے رہیں گے جو غلو زدہ لوگوں کی تحریفوں اور باطل پرستوں کی دروغ بافیوں اور تلبیسوں اور جاہلوں کی رکیک تاویلوں کا پردہ چاک کرتے رہیں گے (اور ان خرافات کی نفی کرتے رہیں گے)، لیکن پھر سلف و خلف میں بھی بہرحال کچھ نہ کچھ فصل اور وقفہ ضرور ہوتا ہی، سلف کے بعد خلف کو بنتے ہوئے بھی بہرحال کچھ نہ کچھ دیر ضرور لگتی ہی ہے۔ اندیشہ تھا کہ سلف کے اٹھنے پر جبکہ خلف ابھی تک تکمیل کو نہ پہنچے ہوں۔ باطل پرست میدان خالی دیکھ کر آدھمکیں اور وقت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا ابلیسی کام کر گذریں جس سے امت میں ذہنی انتشار اور تشویش راہ پا جائے اور دین رخصت ہونے لگے تو امت کو اطمینان دلانے کے لئے یہ وعدہ بھی کیا گیا کہ کوئی بھی ساعت اور وقفہ امت پر ایسا نہ گذریگا کہ اس میں ہمہ وقت کوئی طائفہ حقہ موجود نہ رہے جو مؤیَّد من اللہ اور منصور من جانب اللہ ہو یعنی امت مرحومہ کو ہرگز پریشان نہ ہونا چاہیئے وہ لاوارثی امت نہیں زندہ نبی کی اُمت اور زندہ شریعت کی پیرو ہے جس میں دین کے معیار کی زندہ جماعتیں ہمیشہ برقرار رہیں گی۔ فرمایا گیا۔

عن معاویة قال سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم لا یزال من امتی امة قائمة بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم علی ذالك (بخاری ومسلم) معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری اُمت میں ایک جماعت ہمیشہ امرِ حق پر قائم رہے گی نہ ان کو کسی کا رسوا کرنا رسوا کر سکے گا اور نہ کسی کا خلاف انہیں نقصان پہنچا سکیگا یہاں تک کہ قیامت آجائے اور وہ اسی حالت پر مستقیم ہوں گے

دین کی نافعیت امت کے تمام قرنوں میں

حتی کہ اگر امت کو یہ بھی خطرہ پیدا ہو کہ زمانوں کے گذرنے سے گو دین باقی رہے لیکن اس کی وہ کیفیت اور رسوخ کی وہ شان باقی نہ رہے جو سلف میں تھی تو دین کی صورت ہی صورت باقی رہ جائیگی جس میں حقیقت نہ ہوگی تو ایسے بے حقیقت دین کا ہونا نہ ہونا برابر ہوگا اس لئے اسکا بھی اطمینان دلایا گیا کہ امت کی خیریت کسی دور کے طبقہ کے ساتھ مخصوص نہیں تھا وہ اول کا ہو یا آخر کا بلکہ دین کی خوبی و خوبصورتی و دین کی کیفیت و حقیقت اور یہی خیر و برکت ہر دور میں قائم رہیگی۔ چنانچہ بشارت دی گئی کہ ابشروا وابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری آخرہ خیر ام اولہ الخ۔ بشارت حاصل کرو اور خوش خبری لو کہ میری اُمت کی مثال بارش کی سی ہے نہیں جانا جا سکتا کہ اس کا اول قطرہ زمین کے لئے زیادہ نافع تھا یا آخر کا یعنی خیریت اور نافعیت اُمت کے تمام قرون میں پھیلی ہوئی ہے درجات و مراتب کا فرق ضرور ہوگا۔ اصل خیر ہر مرحلہ پر بدستور قائم رہے گی بہرحال ہر صدی کے سر پر، صدی کے اندر اور ہر صدی کی ہر ہر ساعت میں ایسی شخصیتوں کے وجود و بقاء کی خبریں اور وعدے لسانِ نبوت پر دئے گئے ہیں جو دین کی حفاظت و صیانت کے لئے جارحۂ حق اور وسائطِ الٰہی ثابت ہوں گی جس سے دین اپنی اصلی صورت و حقیقت اور کیفیت و کمیت کیساتھ تا قیامِ قیامت باقی اور محفوظ رہے گا۔ اور کوئی وقفہ بھی امت پر انقطاعِ حق کا نہیں گذریگا

دین کی دو اصلیں

مگر یہ ظاہر ہے کہ دین کی یہ حفاظت بیرونی اور خارجی وسائل سے متعلق ہے۔ ذاتی حفاظت یہ ہے کہ خود دین اپنی ساخت پرداخت اور وضع کے لحاظ سے بنفسہٖ اور بذاتِ خود محفوظ رہنے کی اسپرٹ اپنے اندر رکھتا ہو۔ اسلامی شریعت اپنے اصول و مبادی اور دلائل و براہین کے لحاظ سے بذاتِ خود بھی من جانب اللہ محفوظ اور مامون ہے جس میں کسی رخنہ اندازی کی گنجائش نہیں یعنی حفاظتِ دین کی دوسری صورت بھی اختیار کی گئی کہ خود اس کی ذاتی حجت کو محکم بنایا گیا اور وہ اس طرح کہ اس دین کی دو ہی اصلیں ہیں جو مصدرِ شریعت اور دین کا سرچشمہ ہیں۔ کتاب اللہ۔ اور سنت رسول اللہ۔ یوں اس دین کی دو اصلیں اور بھی ہیں جن کا نام اجماع اور قیاس ہے جو بلاشبہ واجب الاطاعۃ ہیں چنانچہ قرآن حکیم نے امت پر تین ہی اطاعتیں فرض بھی فرمائی ہیں۔ اطاعۃ خدا۔ اطاعت رسولؐ اور اطاعت اولی الامر یعنی راسخین فی العلم کے اجتہادی نظائر کی اطاعت یا اس قسم کے اہم قرن اہلِ رسوخ کی اجماع کردہ شی کی اطاعت جو یقیناً حجت شرعی ہے لیکن یہ قیاس اور اجماع کی دونوں اصلیں باوجود حجت شرعیہ ہونے کے تشریعی نہیں بلکہ تفریعی ہیں جو مستقل بالحجیۃ نہیں جب تک کہ ان کا رجوع کتاب و سنت کی طرف نہ ہو کیونکہ ما یجمع علیہ (جس پر اجماع کیا جائے) وہی معتبر ہو سکتا ہے جس پر پہلے سے کوئی دلیل کتاب و سنت سے قائم ہو ورنہ مجرد میل اور محض ہوی سے کسی چیز پر جمع ہو جانا اجماع نہیں درحالیکہ امت میں ایسا اجماع جو گمراہی پر ہو بھی نہیں سکتا اسی طرح قیاس کا مقیس (یعنی قیاسی جزئیہ) وہی معتبر ہو سکتا ہے جس کا مقیس علیہ (جس پر قیاس کیا جائے) کتاب و سنت میں موجود ہو اور اس مقیس اور مقیس علیہ میں کوئی رشتہ جامعیت بھی ہو جو منصوص کے حکم کو غیر منصوص میں منتقل کر دے پس انکی تشریعی حیثیت خود اصل نہیں بلکہ کتاب و سنت کے تابع ہے اس لئے دین کی مستقل حجت اور تشریعی اصلیں دو ہی رہ جاتی ہیں۔ ایک کتاب اللہ۔ دوسرے سنت رسول اللہ گو بعض علماء نے ایک تیسری چیز اجتہاد نبوت کو بھی مستقل حجت اور مصدر احکام کہا ہے لیکن وہ بھی مستقل بالحجیۃ نہیں کیونکہ جب کوئی حکم منصوص نازل نہ ہوتا اور بعد انتظار آپ اجتہاد فرماتے تو در صورت صواب بذریعہ وحی یا سکوت رضا آپ کو اس پر مستقر کر دیا جاتا جو حکم میں سنت کے ہو جاتا ورنہ علی الفور تنبیہ کر کے اس سے ہٹا دیا جاتا تھا اس لئے اس کا مرجع بھی بالآخر وحی ہی نکلی متلو ہو یا غیر متلو یعنی کتاب اللہ یا سنت نبوی۔ اس لئے مستقل حجتیں یہی دو ہی ہیں کتاب اور سنت۔ اور جبکہ یہی دو اصلیں تشریعی تھیں جو آخر کی دو تفریعی اصلوں سے بالاتر بلکہ اُن کی اساس تھیں تو قرآن کریم نے جس طرح چاروں اصلوں کو وجوب اطاعت میں جمع فرما دیا تھا (جس کی طرف ابھی اشارہ گذرا) اسی طرح اکثر مواقع پر صرف ان دو اصلوں کو وجوب اتباع میں جمع فرمایا ہے گویا نفس حجیت میں قرآن و حدیث کو مساوی اور متوازی شمار کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم۔ اے ایمان والو اطاعۃ کرو اللہ کی اور اطاعۃ کرو رسول کی اور اپنے عمل کو باطل مت کرو۔ کہیں فرمایا واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا۔ اور اطاعۃ کرو رسول کی اور ڈرتے رہو۔ کہیں ارشاد فرمایا۔ یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم۔ اے ایمان والو اجابت کرو اللہ کے حکم کی اور رسول کے حکم کی جبکہ وہ تمہیں بلائیں۔ کہیں فرمایا وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی

toobaa-elibrary.blogspot.com

الله ورسوله امرا أن يكون لهم الخيرة من امرهم اور کسی مومن اور مومنہ کیلئے اختیار نہیں ہے خواہ کہ مانیں یا نہ مانیں، جب اللہ اور رسول کیطرف سے کسی امر میں حکم آجائے ۔ ان آیات سے کلام خدا اور کلام رسول کا مستقلاً حجت شرعیہ ہونا واضح ہے جو حجیت قرآن کیساتھ ساتھ حجیت حدیث کی بھی روشن دلیل ہے لیکن بہرحال دونوں اصلوں میں باوجود دونوں کے حجت مستقلہ ہونیکے باہم ایک فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ کتاب حجۃ قاطع ہے اور حدیث سوائے متواتر کے حجت ظنی ہے کیونکہ حدیث غیر متواتر کا ثبوت اس درجہ کا نہیں جس درجہ کا قرآن حکیم کا ہے اگرچہ وجوب عمل ہر دو میں یکساں ہے اور اسی وجہ سے انکے ثبوت کا ہی فرق ان کی حجیت کا بھی ہے ۔

رسول نور مطلق اور ظلمت محض میں واسطہ وصول ہے

نیز قرآن حکیم اصل کلی ہے اور حدیث اس کا بیان ہے جسکے بغیر قرآن حکیم کے مضمرات اور مراوات کا انکشاف دشوار بلکہ عادتاً ناممکن ہے کیونکہ قرآن کریم اسلام کا صرف بنیادی قانون اور دستور اساسی ہی نہیں بلکہ معجزہ بھی ہے جو اپنے لفظ و معنی اور تعبیر و مفہوم دونوں ہی کے لحاظ سے اعجازی شان رکھتا ہے نہ الفاظ کی ترکیب و جوڑ بند اور انداز بیان ہی میں اس کا مثل لایا جانا مخلوق سے ممکن ہے اور نہ ہدایت و احکام کی جامعیت علوم و معارف کی گہرائی اور مضامین کی ہمہ گیری ہی میں اس کی نظیر بنا لیا جانا ممکن ہے چنانچہ اسکی تعبیر نے دنیا کو تھکا دیا کہ وہ اسکے چیلنجوں کے باوجود اس کا مثل نہ لاسکی ایسے ہی اسکی معنوی وسعتوں اور ہمہ گیر گہرائیوں نے بھی دنیا کو عاجز کردیا کہ وہ اس جیسی جامع علوم و معارف اور حاوی احکام و اصول کتاب یا اس کے کسی جزو جیسا کوئی جزو لاسکے جس کی ایک ایک تہ در تہ شکن میں صدہا علوم کے دریا چھپے پڑے ہیں جو تیرہ صدیوں سے مسلسل نکلتے چلے آرہے ہیں اور ہنوز ان کی تھاہ کا پتہ نہیں ۔ ؎ حرف حرفش راست اندر معنی ✽ معنی در معنی در معنی

ظاہر ہے کہ اتنے بے شمار اور لفظ لفظ میں سموئے ہوئے علوم و معارف کا اس میں سے نکال لانا بھی عامۃ خلائق کے فہم سے بالاتر تھا ورنہ اگر بشریت کا دماغ اور فہم اتنا جامع اتنا ہمہ گیر اور اتنا وسیع و عمیق ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ان سے ایسے کلام کے بنا لینے یا کسی نہ کسی حد تک اسکے مثل لے آنے کی توقع نہ کی جاسکتی اور یہ بالکل ہی ناممکن ہوتا ۔ آخر قرآن جیسا کلام جن وانس مل کر اس لئے تو نہیں لاسکتے کہ ان کے ذہن و ذکاء فہم و عقل اور علم و ادراک میں وہ لامحدودی اور ہمہ گیری نہیں جو ایسے اعجازی کلام کے لئے درکار ہے اس لئے اس تنگی فہم اور محدودیت ذہن اور قلیل و علیل علم میں یہ سکت نہیں کہ وہ قرآن جیسا وسیع و عمیق اور معجزانہ کلام صادر کرسکے ۔ سو یہی تنگی فہم اور محدودیت ذہن و فکر یہاں بھی موجود ہے جو اس معجز کلام کے تمام مشمولات کے سمجھنے میں اپنے عجز و درماندگی کو نہیں چھپا سکتی اور اس میں یہ گنجائش نہیں نکل سکتی کہ وہ قرآن کے معجزانہ اصولی اور کلی جملوں سے نکلتے ہوئے دقائق و حقائق کا ادراک اور کہیں کہیں معانی اور وجوہ میں سے مراد اور غیر مراد کا تعین محض اپنے فہم کے بل بوتے پر بلا کسی رہنمائی کے از خود کرسکے اسلئے حق تعالیٰ نے اپنے مطالب و مرادات کے بیان کی ذمہ داری خود لیکر اس بارہ میں اپنے رسول کو اپنا ترجمان بنا کر بھیجا ۔ اس حقیقت کو ان الفاظ میں بھی لایا جاسکتا ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ کی ذات لامحدود ہے اسی طرح اس کی صفات کمال بھی لامحدود ہیں اور ہر بندہ اپنے ظاہر و باطن جسم و روح قلب و دماغ فکر و فہم اور عقل و فراست سب کے لحاظ سے محدود اور متناہی ہے ۔ اس لئے یہ کسی چیز کا ادراک بغیر تحدیدات تعینات اور تشخصات کے نہیں کرسکتا اور اس کے لئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ محدود رہتے ہوئے لامحدود ذات و صفات تک رسائی پائے یا اس کا ادراک و معرفت کرے ۔ اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان بندوں ہی میں ایک برزخ اور درمیانی طبقہ پیدا فرمایا جو اپنے مخصوص کمال اور مافوق العادت احوال کے لحاظ سے تو ذات حق سے قریب تر اور اس کے کمالات کا نمونہ ہوتا ہے اور اپنے تعینات کے لحاظ سے بندوں میں شامل اور کمال بشریت کا نمونہ ہوتا ہے ۔ ع ادھر اللہ سے واصل اُدھر مخلوق میں شامل ۔ یہی طبقہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت ہے جو نور مطلق اور انسان جیسے ظلمت محض میں واسطہ وصول و قبول ہے ۔ پس جبکہ کمالات ربانی کے نمونے نبی کی ذات قدسی صفات میں ظہور کرتے ہیں تو بندوں کے لئے سہل ہو جاتا ہے کہ اس سے وابستہ ہو کر جس وابستگی بوجہ مخلوقیت کے اشتراک کے ممکن ہوتی ہے حسب استعداد خدا تک رسائی پالیں نہ بغیر اسکے کمالات خداوندی کے متشخص و متعین ہو کر سامنے آئے اور مخلوق کے اُنس و وابستگی کی کوئی صورت نہیں ۔

کلام خداوندی تک بلا کلام رسول فہم کی رسائی ناممکن ہے

اسی کے ساتھ یہ حقیقت بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ پیغمبر کی زبان سے جو ہر کلام ہدایت کسی نہ کسی کیفیت سے صادر ہوتا ہے یہ کیفیات ظاہر ہے کہ نفسانی نہیں ہوتیں جو ہر کس و ناکس پر طاری ہوسکتی ہیں بلکہ روحانی اور رحمانی ہوتی ہیں اس لئے وہ کلام درحقیقت اسی مخصوص کیفیت میں ڈوبا ہوا اسی سے سرزد ہوتا ہے اور اسی کا مظہر ہوتا ہے ۔ گویا وہ کیفیت ہی الفاظ کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے پھر اس کیفیت سے یہ کلام جبکہ اسی کیفیت کیطرف لوٹتا بھی ہے جس سے یہ کیفیت قلب میں اور زیادہ مستحکم ہو کر جڑیں پکڑتی ہے گویا اس کلام کے اول و آخر رحمانی اور روحانی کیفیت چھائی رہتی ہے غور کیا جائے تو اس کلام کی مراد اور حقیقت اسی کیفیت میں چھپی رہتی ہے کیونکہ کلام کسی نہ کسی مقصد کے لئے کیا جاتا ہے اور مقصد کسی نہ کسی باطنی کیفیت کا مقتضا ہوتا ہے اس لئے قدرتی طور پر کلام کی صحیح مراد کو وہی پا سکتا ہے جو کسی نہ کسی حد تک اس کیفیت سے آشنا اور اس کی ہم آہنگ ہو ۔ شوق کی مراد کو عشق آشنا ہی پوری طرح جان سکتا ہے ۔ عالم کی مراد کو علم آشنا ہی سمجھ سکتا ہے صناع کی مراد کو صنعت آشنا ہی پوری طرح پا سکتا ہے ۔

اسلئے کلام ادب کو ادب آشنا ہی کسی نہ کسی حد تک پا سکتا ہے جو ان کیفیات سے کبھی بھی ذرہ برابر بے کیف نہ آشنا ممکن ہے کہ کلام کے لغوی مفہوم الذہنی دماغ تک پہنچ جائے لیکن متکلم کے صحیح منشاء و مراد تک اس کیفیت سے مانوس ہوئے بغیر پہنچنا عادت کے خلاف ہے چہ جائیکہ وہ لوگ جو ان کیفیات کی متضاد اور ضد کیفیات سے مانوس اور ان میں غرق ہوں تو عادتاً وہ مراد کو سمجھانے سے بھی پوری طرح نہیں سمجھ سکتے جس سے ادراک مراد کا حق ادا ہو جائے اور اگر اتفاقاً وہ الفاظ کی مدد سے کسی حد تک مراد حق پر مطلع ہو بھی جائیں تو اس کیفیت کے بغیر اس میں مبصر نہیں بن سکتے جس سے اس کی مخفی حقائق ان پر کھل سکیں اور ان حقائق میں مضمر شدہ احوال ان پر طاری ہوسکیں جن سے حقیقی معرفت کا دروازہ کھلتا ہے اور آدمی مبصرین بن جاتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کی صفات اور ان میں بھی بالخصوص صفت علم اور اخص خصوص صفت کلام جو اس کے علوم کی ترجمان اور مبصر ہے اور اس کا مظہر اتم قرآن

toobaa-elibrary.blogspot.com

بحکم اپنی اصولیت، کلیت کمال جامعیت اور اُن شیون الٰہیہ سے بھرپور ہونے کی وجہ سے جن سے یہ کلام سرزد ہوا ہے ذات ہی کی طرح لامحدود الحقائق لامحدود المعارف اور لامحدود المطالب ہے جو ایک نوع نہیں بلکہ ماضی و مستقبل اور حال کی ہزار انواع علوم پر حاوی اور شامل ہے۔

فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم ھو الفصل لیس بالھزل ۔ اس میں تم سے پہلوں کی باتیں ہیں اور پچھلوں کی خبریں ہیں اور درمیانی حال کے احکام ہیں وہ یقینی چیز ہے مذاق نہیں من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی الھدیٰ فی غیرہ اضلہ اللہ وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم وھو الذی لا تزیغ بہ الاھواء ولا تلتبس بہ الالسنۃ ولا تشبع منہ العلماء ولا یخلق عن کثرۃ الرد ولا تنقضی عجائبہ وھو الذی لم تنتہ الجن اذ سمعتہ حتی قالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ من قال بہ صدق ومن عمل بہ اجر ومن حکم بہ عدل ومن دعا الیہ ھدی الی صراط مستقیم خذھا الیک یا اعور (ترمذی عن حارث الاعور) جس متکبر نے اسے چھوڑا اس کی گردن خدا نے توڑ دی اور جس نے ہدایت اس کے سوا ڈھونڈی اسکو خدا نے گمراہ کر دیا وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ وہ حکیمانہ یاد داشت ہے۔ وہ سیدھا راستہ ہے۔ وہ وہ چیز ہے کہ اس سے دلوں کے میلانات ٹیڑھے نہیں ہوتے اور زبانیں مشتبہ نہیں ہوتیں اور اس سے علماء کبھی سیر نہیں ہوتے وہ کثرت تلاوت سے پرانا نہیں پڑتا۔ اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے وہی ہے کہ جب جنات جیسی سرکش قوم نے اُسے سُنا تو سرکشی سے ایک دم رُک گئے اور یہی کہتے بنی کہ ہم نے عجیب کلام سنا ہے جو بزرگی کی طرف لے جاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لے آئے حقیقت یہ ہے کہ جو اسے زبان پر لایا اُس نے سچ کہا جس نے اس پر عمل کیا اسے اجر ملا جس نے اس کے ساتھ حکم کیا اس نے انصاف کیا اور جس نے اس کی طرف بلایا اسے سیدھے سچے راستہ کی ہدایت ہوئی سو اے اعور اسے مضبوط تھام لے۔

اِتنا جامع اتنا ہمہ گیر اتنا وسیع العلم کلام جو ماضی کی خبروں مستقبل کی اطلاعوں اور حال کے احکام کو سمیٹے ہوئے جس کا بولنا سچائی ہو عمل اجر ہو حکم عدل ہو دعوت ہدایت ہو اور جس کے علمی عجائبات کی کوئی حد و نہایت نہ ہو علماء کا کبھی اس سے پیٹ نہ بھرے جس کی تعبیرات اصولیت و کلیت کی انتہا پر پہونچی ہوئی ہوں جن کے لفظ لفظ سے حقائق و معارف ٹپکے پڑتے ہوں جس کی تعبیر ایسی حکیمانہ ہو کہ اس کی عبارت سے الگ الگ علوم و احکام نکلیں اور اس کی دلالت و اشارۃ سے الگ معارف الٰہیہ پیدا ہوں اور اقتضاء سے الگ پھر اس کی آیات بنیات علاوہ محکم اور ظاہر و صریح آیات کے باطنی اسرار کی آیات الگ ہوں جو اس کی نوع بنوع اعجازی فصاحت و بلاغت کی غمازی کر رہی ہوں کوئی آیت خفی ہو کوئی مجمل کوئی مشکل ہو اور کوئی کنایہ پھر ان ظواہر و بواطن کیساتھ باطنی کیفیات اور دقائق نفس پر الگ مشتمل ہوں اور نفسیات پر الگ دیانات پر الگ اور سیاسیات پر الگ ہو۔ ایسے محیر العقول اور اعجازی کلام سے معانی نکالنا مطلب اخذ کرنا اور شیون روحانیت سے آشنا بنکر مراد خداوندی کو غیر مراد سے متمیز کر کے سمجھنا ظاہر ہے کہ بلا خدائی رہنمائی کے ممکن نہ تھا اور اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ کوئی ایسا کلام اس کی تفہیم کا واسطہ بنے جسکا متکلم تو ہم فرشیوں میں سے ہو لیکن اپنے قلب صافی اور دماغ عالی کی جہت سے عرشیوں میں سے ہو وہ اس کلام سے متعلقہ شیون الٰہیہ کے عکوس و ظلال سے بھرپور ہو۔ ان کیفیات سے پوری طرح آشنا اور ان کے رنگ میں رنگا ہوا ہو جن سے یہ کلام حق نکل کر اس تک پہنچا ہے۔ ساتھ ہی مؤید من اللہ ہو اور خدا نے ہی اُسے اپنی مُراد سمجھائی ہوئی اور وہی اس کے ظاہر و باطن کی تربیت فرما کر اس کے دل و دماغ کو اپنے اس معجز کلام سے ہم آہنگ بنائے ہوئے ہو جس سے وہ ان جامع مطالب کی تشخیص و تعیین کر کے انھیں ہمارے محدود ذہنوں کے قریب کر دے ظاہر ہے کہ وہ کلام خدا ہی کے رسول کا کلام ہو سکتا تھا جس نے اوّلاً خود کلام الٰہی کو اللہ سے سُنا اور اس کی رہنمائی سے سمجھا اور اسی ذوق و کیفیت سے اپنے مخاطبوں کو سمجھایا اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے کلام کے ساتھ رسُول اور کلام رسُول اتارا تاکہ تلاوت آیات کے بعد تعلیم و تربیت کے ذریعہ جو عادتاً کلام اور افہام و تفہیم ہی سے ممکن ہے ان کیفیات میں ڈوبے ہوئے معانی کو قلوب سے قریب کیا جائے جس کی صورت عادتاً یہی ہو سکتی تھی کہ تب اہم سے ہیئت کذائی سے ماحول کے عرفی مقتضیات سے اور ساتھ ہی بتوسط الفاظ قلبی تاثیر و تصرف سے اس مراد کو نفوس میں اتارا جائے اور نہ صرف اتارا ہی جائے بلکہ دلوں کو ان مُرادی کیفیات سے اتنا ہم آہنگ کر دیا جائے کہ مرادِ حق دلوں میں اُتر اتر کر غیر مراد کے تصور کی بھی نفس میں گنجائش باقی نہ رہے۔ نظر بوجوہ بالا کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح ذاتِ خداوندی تک بلا رسُول کے واسطہ کے ہماری رسائی ناممکن تھی اسی طرح کلام خداوندی تک بلا کلام رسُول ہمارے فہموں کی رسائی ناممکن تھی۔

قرآن مجید کے نزول اور شرح و بیان کی ذمّہ داری

سو جس طرح حق تعالیٰ نے اپنا قانون و کلام خود ہی اتارنے کا ذمّہ لیا کہ مخلوق خود ویسا جامع اور اٹل قانون بنانے پر قادر نہ تھی اسی طرح کے اسکے شرح و بیان کی ذمّہ داری بھی حق تعالیٰ نے خود ہی لی کہ مخلوق بلا بتلائے اس کے ضمائر اور مخفیات و مرادات کو از خود پالینے پر قادر نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ نزول وحی کے وقت اوّل اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی کے الفاظ کو یاد رکھنے کے لئے بار بار زبان سے رٹتے اور تکرار فرماتے تاکہ ذہن میں الفاظ وحی جم جائیں تو حق تعالیٰ نے تکرار لسان سے بایں عنوان روکتے ہوئے کہ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ (اے پیغمبر اپنی زبان مت ہلاؤ جلدی نہ کرو) اور پھر قرأت حق کو محض سنتے رہنے کی ہدایت محض بایں عنوان فرماتے ہوئے کہ فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ (جب ہم اس قرآن کو پڑھیں تو آپ صرف سنتے رہیں) ذمّہ دارانہ ارشاد فرمایا۔ اِنّ علینا جمعہ وقرآنہ ہمارے ذمّہ ہے اس قرآن کا (آپ کے سینہ میں) جمع کر دینا اور آپ کی زبان سے اسے پڑھوا دینا۔ یہ ذمّہ داری ظاہر ہے کہ وحی کے الفاظ کو سینہ نبوی میں محفوظ کر دینے سے متعلق تھی کیونکہ پیغمبر کی زبان کی حرکت اور قرأت حق نیز پیغمبر کا اُسے سنتے رہنے کا تعلق الفاظ ہی سے ہو سکتا ہے معانی سے نہیں۔ معانی نہ رٹنے کی چیز ہے نہ قرأۃ کی اور نہ سننے کی اس لئے الفاظ وحی کے بلا کم و کاست سینہ نبوت میں اتار دینے اور محفوظ کر دینے کی ذمّہ داری تو اس آیت سے ثابت ہو گئی۔

اس کے بعد الفاظ وحی کے معانی و مطالب کا درجہ تھا تو انہیں بھی حضور اکرم پر نہیں چھوڑا گیا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ آپ آیات قرآنی کو سامنے رکھ کر غور فرماتے ہوں کہ اس آیت کا ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے اور ایک یہ اور ان میں سے فلاں مطلب چونکہ الفاظ پر زیادہ چسپاں ہے اس لئے یہی مرادِ خداوندی ہوگا نہیں بلکہ بیان مراد اور معانی قرآن کے کھول دینے کا ذمہ خود حق تعالیٰ ہی نے لیا اور فرمایا ثم ان علینا بیانہ پھر ہمارے ہی ذمّہ ہے اس قرآن کا بیان۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ظاہر ہے کہ یہ بیان اس قرأت کے سوا ہی کوئی چیز ہو سکتی ہے جس کا ذمہ اس آیت کے پہلے ٹکڑے میں لیا گیا تھا ورنہ اس دوسرے ٹکڑے کے اضافہ کی ضرورت نہ تھی۔ پھر یہ کہ الفاظ کے سنا دینے کو بیان کہتے بھی نہیں قرأت کہتے ہیں۔ بیان کسی مخفی یا مبہم یا غیر معلوم بیانات کے کھول دینے کو کہتے ہیں جو علم میں نہ ہو سو الفاظ جبکہ حضور سن چکے اور آپ کے علم میں آ چکے تو ان کے کھول دینے کے تو کوئی معنی ہی نہیں بن سکتے کہ یہ علاوہ محاورہ ولغت کے غلط استعمال کے تحصیل حاصل بھی ہوگا جسے محال کہا جاتا ہے اس لئے لامحالہ بیان کا تعلق لغت محاورہ اور عقل کی رو سے الفاظ سے نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ الفاظ کے بعد معانی ومرادات ہی رہ جاتے ہیں جو الفاظ سن لینے کے باوجود بھی مخاطب پر مخفی رہ سکتے ہیں اسلئے متعین ہو جاتا ہے کہ بیان کا لفظ معانی ومطالب کے لئے لایا گیا ہے جیسا کہ وہ لغۃً بھی معانی کے لئے وضع کیا گیا ہے اس لئے حاصل یہ نکلا کہ حق تعالیٰ اپنے کلام کے معانی سمجھانے کا ذمہ بھی خود ہی لیا۔

مطالب قرآنی پر کسی کو حاکم نہیں بنایا

جس سے واضح ہو گیا کہ قرآن کے الفاظ ومعانی دونوں من جانب اللہ ہیں پیغمبر علیہ السلام ان دونوں میں مدعی نہیں بلکہ ناقل وراوی ہیں یعنی نزول الفاظ جمع الفاظ حتیٰ کہ اقرار الفاظ بھی ادھر ہی سے ہوا اور بیان معانی شرح مطالب اور تعیین مراد بھی ادھر ہی سے ہوا۔ ظاہر ہے کہ جب پیغمبر کو بھی معانی ومرادات کے سمجھنے میں بیان کے تابع رکھا گیا جن پر خود قرآن اترا تو امت کی کیا مجال تھی کہ اس کے فہم کو مطالب قرآنی پر حاکم بنا کر آزاد چھوڑ دیا جاتا اور وہ سلسلۂ معانی میں مدعی یا مجتہد بن بیٹھتی اس لئے اسے بھی حق تعالیٰ نے فہم مراد میں بیان حق ہی کا تابع رکھا اور وہی بیان جو اپنے پیغمبر کے سامنے خود حق تعالیٰ نے دیا تھا جس سے آپ نے مرادات ربانی کو سمجھا تھا۔ اسی بیان کی نقل وروایت کا ذمہ اپنے پیغمبر پر عائد فرمادیا کہ وہ امت کو اس بیان سے یہ مرادات ربانی سمجھائیں اور تعلیم کردیں فرمایا:- وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون اور ہم نے اتارا تمہاری طرف (اے پیغمبر) ذکر (قرآن) تاکہ تم ان سے لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کردو جو ان کی طرف اتارا گیا اور تاکہ وہ (خود بھی) تفکر کر سکیں گویا تفکر کا درجہ بھی فہم مراد کے بعد رکھا گیا تاکہ تفکر کا تعلق تعیین مراد سے نہ ہو بلکہ اس بیان کے ذریعہ متعین شدہ مراد کے دائرہ میں محدود رہ کر فکر اپنا کام کرے تاکہ اس تفکر سے مرادات خداوندی ہی کے حقائق ولطائف کھلیں نہ غیر مراد چیزیں محض لفظوں کی آڑ لیکر پیدا نہ کی جائیں کہ وہ معارف الٰہیہ نہ ہوں گے بلکہ تخیلات نفسانیہ اور اوہام روبیہ ہوں گے جو نا قابل التفات فلسفہ ہوگا حکمت نہ ہوگی۔ دوسری جگہ قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ اور ہم نے یہ کتاب تم پر (اے پیغمبر) نہیں اتاری مگر اس لئے کہ تم کھول کر بیان کردو ان باتوں کو جن میں لوگ جھگڑے (اور اختلافات) میں پڑے ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ جھگڑا یا تو خود قرآن کے بارے میں ہوگا کہ اس کی آیت کے معنی میں لوگ اختلاف ڈالیں اور جھگڑے میں پڑ جائیں یا معاملات میں ہوگا جس میں ہر فریق اپنے کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے قرآن ہی سے سند لانے کی کوشش کرتا ہو اور اس طرح معاملہ کے حکم میں اختلاف پڑ جائے دونوں کا قرار واقعی علاج بیان رسول کو تبلایا گیا جس سے معنی ومعاملہ کا ایک رخ متعین ہو جائے پس یہ بیان دو مختلف باتوں میں ترجیح اور تشخیص کا کام دیگا اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ یہ بیان اس قرآن سے الگ ہو اگر وہ بعینہ وہی قرآن ہو تو جیسا کہ لوگوں نے خود اسی میں جھگڑا ڈالا ہوا ہے تو ان جھگڑا الو لوگوں کے لئے وہی مختلف فیہ معنی فیصلہ کیسے بن سکیں گے اس لئے نبی کے بیان کو جو بیان الٰہی ہے قرآن کے علاوہ ایک حقیقت کہا جائے گا جو ان مختلف پارٹیوں یا افراد کے سوچے سمجھے مختلف معانی کے حق میں مرجح ہوگا جس سے اختلاف چکا جائیگا اور فیصلۂ حق سامنے آجائیگا

حدیث نبوی قرآن کا بیان ہے

اس سے صاف واضح ہے کہ یہ بیان رسول اس قرآن سے الگ کوئی چیز ہے جو قرآن کے حقائق اور اوجمل شدہ معانی کو متعین طریق پر کھول کر سامنے رکھ دیتا ہے اور جبکہ وہ نکلا ہوا اسی نور سے ہے جس سے قرآن نکلا تو ہمیں اس نور کو نمایاں کرنے کی جو قوت ہوگی وہ کسی دوسرے کلام میں نہیں ہو سکتی پس اسی بیان کا نام خواہ وہ قولی ہو یا عملی سکوتی ہو یا تقریری قرآن کی اصطلاح میں بیان ہے اور حضور کی اصطلاح میں اس کا نام حدیث یا سنت ہے جو حدیث فوا منی یا علیکم بسنتی سے مفہوم ہوتا ہے۔ یہ بیان مبہمات قرآنی کے لئے ایضاح ہے مجملات قرآنی کے لئے تفصیل ہے مشکلات قرآنی کے لئے تفسیر ہے۔ مخفیات قرآنی کے لئے اظہار ہے کنایات قرآنی کے لئے تصریح ہے جسکے بغیر اختلافات کا فیصلہ اور مرادات خداوندی کی تعیین کی کوئی صورت نہیں اس لئے مجموعۂ حدیث نبوی مجموعۂ قرآن کیلئے یا ہر ہر حدیث نبوی الگ الگ کسی نہ کسی آیت کے لئے بیان ہے اور آیتوں کے مضمرات چونکہ مختلف الانواع ہیں اس لئے ان کے یہ بیانات بھی مختلف الانواع ہیں اور اس لئے ان کے اصطلاحی نام بھی جدا جدا ہو گئے۔ مثلاً اگر آیت وروایت کا بعینہ ایک ہی مضمون ہے تو حدیث کو بیان تاکید کہا جائے گا۔ اگر آیت کے مختلف محتملات میں سے کسی ایک احتمال کو حدیث نے متعین کیا ہے تو بیان تعیین کہا جائیگا اگر آیت کا پیش کردہ حکم مقدار کے لحاظ سے مبہم ہے جسے حدیث نے مشخص کیا ہے تو بیان تقدیر کہا جائے گا۔ اگر آیت کے کسی اجمال کو حدیث نے کھولا اور پھیلایا ہے تو بیان تفصیل ہوگا۔ اگر آیت کے کسی چھوڑے ہوئے مضمون مثلاً کسی قصہ کے ٹکڑے کو یا دلیل کے کسی مقدمہ کو حدیث نے اس کے ساتھ ملا دیا ہے تو بیان الحاق کہا جائے گا۔ اگر آیت کے حکم کی وجہ حدیث نے ظاہر کی ہے تو بیان توجیہ کہا جائے گا اگر آیت کے کسی کلیہ کا کوئی جزئیہ حدیث نے ذکر کر دیا ہے تو بیان تمثیل ہوگا۔ اگر حکم آیت کی علت حدیث نے واضح کی ہے تو بیان تعلیل کہا جائیگا اگر کسی قرآنی حکم کے خواص وآثار حدیث نے کھولے ہوں تو بیان تاثیر کہا جائے گا۔ اگر کسی حکم آیت کی حدود وحدیث نے واضح کی ہوں تو بیان تحدید کہا جائیگا۔ اگر کسی عام کا کوئی فرد مشخص کر دیا ہو تو بیان تخصیص کہا جائے گا۔ اگر آیت کے کسی جزئیہ کے مشابہ کوئی جزئیہ کسی مشترک علت کی بنا پر حدیث نے پیش کیا ہو تو بیان قیاس کہا جائیگا۔ اگر آیت کے کسی اصول کلی سے حدیث نے کوئی جزئیہ مستنبط کر کے پیش کیا ہے تو بیان تفریع کہا جائیگا اگر قرآن کے کسی جزئیہ سے حدیث نے کوئی کلیہ اخذ کر کے نمایاں کیا ہو تو بیان استخراج کہا جائے گا وغیرہ وغیرہ جن کی مثالیں طول کے خیال سے نقل نہیں کی گئیں غرض حدیث نبوی قرآن کا بیان ہے اور بیان کی مختلف انواع ہیں جو نوعیت مضامین کے لحاظ سے مشخص ہوتی ہیں اور انہی کی مناسبت سے اس بیان کا نام اور عنوان مشخص ہوتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتاب و سنت کے مابینی رابطے کا پتہ چلانا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے

اب یہ کام مجتہد یا راسخ فی العلم کا ہے کہ سنت کے ان بیانات کی نوعیت کا پتہ چلا کر اسی کے مناسب اس بیان کو کتاب اللہ کی طرف رجوع کر دے اور اس بیان کو اس سے ماخوذ ثابت کر دے مگر اس میں ہر کس و ناکس کا فہم معتبر ہے نہ ہر ایک کو یہ علمی قوت حاصل ہے کہ وہ کتاب سنت کے مابینی علاقہ اور رابطہ کا پتہ چلا کر اس پر حکم لگائے یہ کام ارباب استنباط اور اصحاب تفقہ و اجتہاد کا ہے کہ وہ اس غامض علم پر بتوفیق خداوندی مطلع ہوں اور عوام علماء کو مطلع کریں

حدیث تشریعیت کی حجت مستقلہ بھی ہے۔

بہر حال جس قدر بھی حدیثی احکام ہیں وہ درحقیقت قرآن ہی سے ماخوذ اور اسی کا بیان ہیں البتہ ان کی خاص نوعیت کی وجہ سے ان میں دو جہتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک جہت تابع قرآن ہونے کی ہے سو اس جہت سے اس کا نام بیان قرآن ہوگا کو اس بیان اور قرآن کا درمیانی واسطہ دقیق ہو اور بغیر عمیق علم کے ہر ایک پر نہ کھلے۔ دوسری جہت اس کی تشریع احکام کی ہے اس کی رُو سے حدیث ایک مستقل مصدر تشریع اور شریعت کی حجۃ مستقلہ ثابت ہوگی اس لیے جن نصوص سے حدیث کا بیان ہونا واضح ہوتا ہے ان سے تو حدیث کی تابعیت اور فرعیت کی شان نمایاں کی گئی ہے اور جن نصوص سے حدیث مصدر و تشریع ثابت ہوتی ہے ان سے اس کے احکام کو مثل احکام قرآن بتلا کر حدیث کا قرآن کے مماثل حجت شرعیہ واضح کیا گیا ہے جیسے حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ (خبردار رہو کہ مجھے قرآن کے ساتھ اوس کا مثل بھی دیا گیا ہے۔ ابوداؤد) یا فرمایا گیا۔ وان ماحرم رسول اللہ کما حرم اللہ (اور تحقیق رسول اللہ نے بعض چیزیں حرام کی ہیں جیسے اللہ نے حرام کیں) اس سے تشریعی طور پر حدیث کی استقلالی شان واضح کی گئی ہے رہا یہ پہلو کہ بعض وہ احکام جو احادیث میں ہیں اور قرآن میں نہیں جیسے مقدام بن معدی کرب کی حدیث میں آپ نے حجیت حدیث اور اس کی مستقل تشریعی شان کو نمایاں کرتے ہوئے فرمایا کہ حمار اہلی کی حرمت قرآن میں نہیں ہے رسول اللہ نے حرام کیا ہے یا درندوں کے گوشت کی حرمت کلام اللہ میں نہیں کلام رسول میں ہے وغیرہ وغیرہ جن سے حدیث کی نہ صرف مستقل شان تشریع ہی قرآن سے الگ ہو کر ثابت ہوتی ہے بلکہ بظاہر بعض احکام کا قرآن سے علاقہ بھی ثابت نہیں ہوتا جو بظاہر حدیث کے بیان قرآن ہونے کے منافی اور سابقہ دعوی کے خلاف ہے جس میں تمام احادیث کے بیان قرآن ہونے کا ادعا کیا گیا ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ روایات اور یہ احکام حدیث بھی بیان قرآن ہونے سے نہیں نکل سکتے۔ کیونکہ اس قسم کی روایات کے احکام گو جزوی طور پر طور پر کسی خاص آیت میں نظر نہ پڑیں مگر وہ کلی طور پر آیت کا بیان ثابت ہوں گے جیسے قرآن نے ایک مستقل اصول کی حیثیت سے بیان فرما دیا ہے کہ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا جو رسول لا کر دیں اسے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ پس اس قسم کے تمام احکام جن کو اللہ کے رسول نے مشروع فرمایا ہے درحقیقت اس مذکورہ آیت کا بیان واقع ہو رہے ہیں جس میں رسول کو حکم دینے کی ہدایت دی گئی ہے اور تشریع رسول کو تشریع الٰہی کے متوازی قرار دیا گیا ہے گویا اوپر کی دو ذکر کردہ حدیثیں درحقیقت اس آیت کا بیان واقع ہو رہی ہیں اور اس طرح حدیث نبوی کے دیئے ہوئے مستقل احکام سب اسی آیت کے نیچے آکر بیان قرآن ثابت ہو جائیں گے چنانچہ سلف صالحین اور صحابہ کرام ایسے مستقل حدیثی احکام کو اسی آیت کی رد سے قرآنی احکام اور بیان قرآن کہتے تھے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک بڑھیا نے کہا کہ آپ گودھنے والی عورت پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ قرآن میں گودھنے کی ممانعت نہیں ہے۔ فرمایا کاش تو قرآن پڑھی ہوتی۔ کیا قرآن میں یہ آیت نہیں ہے کہ جو رسول اللہ لا کر دیں اسے لیلو اور جس سے روکیں اس سے رُک جاؤ کہا ہاں یہ تو ہے۔ فرمایا کہ بس اسی کی رُو سے رسول نے واشمہ (گودھنے والی) پر لعنت کی اور اس فعل قبیح سے روکا تو یہ حکم رسول اس آیت کا بیان ہو کر قرآنی حکم ہو گیا یا جیسے امام شافعیؒ نے ایکبار حرم مکہ میں بیٹھ کر علمی جوش میں فرمایا کہ آج میں ہر سوال کا جواب قرآن سے دوں گا۔ تو کسی نے حرم میں قتل زنبور (تتیا مارنے) کا حکم پوچھا کہ قرآن میں کہاں ہے؟ (جو امام شافعیؒ کا مذہب ہے) فرمایا آیت ما آتاکم الرسول سے تو حکم رسول کا ماننا واجب نکلا۔ اور حدیث اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر (میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو) سے ابوبکر و عمر کے حکم کا ماننا واجب نکلا اور عمرؓ نے فرمایا یقتل الزنبور فی الحرم (حرم میں تتیا بھرنڈ ماری جا سکتی ہے) اس لئے یہ قتل زنبور کا حکم بیک واسطہ آیت ما آتاکم الرسول کا بیان ثابت ہو کر قرآنی حکم ثابت ہوا۔ بہر حال حدیث کی دو جہتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک بیان قرآن ہونے کی جو اس کے تفریعی ہونے کی دلیل ہے اور ایک اس کے مستقل حجت ہونے کی جو مخفی رشتہ سے گو بیان قرآن بھی ہو مگر جلی طور پر وہ حکم رسول اور حکم حدیث ہے جو حجیت میں اس کے مماثل قرآن ہونے کی جہت ہے اس لئے حدیث میں ان دو پہلوؤں کے لحاظ سے دو شانیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک اصل ہونے کی اور ایک فرع ہونے کی سو وہ قرآن کے لحاظ سے تو فرع مانی جاوے گی کہ وہ اس کا بیان ہے اور بیان تابع اصل ہوتا ہے اور اجتہادی فقہوں کے لحاظ سے اصل مانی جاوے گی کہ احکام اوس سے ماخوذ بھی ہیں اور اس سے شرح شدہ بھی ہیں۔ اس طرح حدیث ایک برزخ کبریٰ ثابت ہوئی جو قرآن سے علم لیتی ہے اور فقہ کو دیتی ہے۔ اگر حدیث درمیان میں نہ ہو۔ تو فقہ کا کوئی جوڑ براہ راست قرآن سے نہیں لگ سکتا اور مفہوم ہی نہیں ہو سکتا۔

حدیث کا تعلق قرآن اور فقہ کے ساتھ

اسی بنا پر امت میں حدیث نبوی کی جو اہمیت تسلیم کی گئی ہے وہ کسی علم کی نہیں کیونکہ وہ قرآن کی تو تفسیر ہے اور فقہ کا متن ہے اس لئے حدیث کے بغیر نہ قرآن حل ہو سکتا ہے نہ فقہ بن سکتا ہے۔ اس لئے املاء حدیث کی مجالس اور حدیث سنانے کی محفلیں جس دھوم دھام سے اسلامی حلقوں میں منعقد ہوئیں دنیا کی کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی کہ اپنے رسول کے کلام کو اس تحفظ اور تیقظ کے ساتھ کسی قوم نے محفوظ کر دکھایا ہے اور اس سے نوع بنوع مسائل و شرائع اور علوم کا استنباط کیا ہو۔ حدیث کے بارہ میں یہ دھوم دھام درحقیقت قرآن فہمی کی دھوم دھام تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ فقہ سازی کی دھوم دھام بھی تھی جو (فقہ) قرآن و حدیث کے اجمالات کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

تفصیل اور کتاب سنت کے تخم سے نکلا ہوا ایک شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑ قرآن ہے۔ بنیادی تنہ اور ساق جس پر یہ درخت کھڑا ہو ہے حدیث ہے اور پھول پتیوں کا پھیلاؤ فقہ اور مستنبطات ہیں۔ سردست اس سے بحث نہیں۔ کہ فقہی اور اجتہادی مسائل کی اسلام میں کیا نوعیت ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟ بلکہ صرف فقہ کے نشوونما اور وجود پذیر ہونیکی نوعیت پر روشنی ڈالنی ہے کہ وہ حدیث کا نتیجہ اور قرآن کا ثمرہ ہے لیکن یہ نتیجہ و ثمرہ بلاواسطہ حدیث وجود پذیر ہونا ممکن نہ تھا۔ اس لئے حدیث دو بعید چیزوں کو باہم ملا دیتی ہے یعنی کلام مجتہدین کو کلام رب العلمین سے مربوط کر دیتی ہے پس جس طرح اللہ اور بندوں کے درمیان رسول واسطہ ہیں کہ ان کے بغیر بندے خدا تک نہیں پہنچ سکتے اسی طرح کلام خدا اور کلام اجتہاد و استنباط کے درمیان کلام رسول واسطہ ہے کہ اس کے بغیر کلام عباد کو کلام خدا سے کوئی سند نہیں مل سکتی اس لئے جو طبقہ بھی حدیث کو ترک کر دیگا نہ وہ قرآن تک پہونچ سکے گا نہ فقہ تک گویا اس کے ہاتھ میں دین کی کوئی بھی اصل اور حجت باقی نہ رہے گی اور وہ محض اپنے نفسانی تخیلات کا بندہ ہوگا جنہیں اغوار شیطانی سے اوس نے فرمان خداوندی سمجھ رکھا ہوگا۔ حالانکہ اوس میں کلام خدا اور کلام رسول تو بجائے خود ہی کلام فقہاء تک کے سمجھنے کی بھی اہلیت

سند میں کلام کی گنجائش اور حجیت حدیث سے انکار

بہرحدیث نبوی دین کے لئے حجت شرعی تفریعی مسائل کے لئے ماخذ، اور قرآن کے لئے واضح ترین بیان اور شرح ہے۔ حدیث اپنے ثبوت کے لحاظ سے ظنی سہی مگر اپنی ذاتی نوعیت کے لحاظ سے قرآن کی طرح قطعی ہے اسی میں ظنیت اگر آئی ہے تو حدیث ہونیکی وجہ سے نہیں بلکہ سند کے سلسلہ سے آئی ہے۔ اگر یہی حدیثی حکم ہمیں بلاواسطہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالمشافہ دیتے تو اوس کی اطاعت فرض تھی جس طرح قرآنی حکم کی۔ اس قطعیت میں اگر فرق پڑا ہے تو کلام رسول ہونیکی جہت سے نہیں بلکہ درمیانی وسائط کیوجہ سے جس سے اس کا حکم رسول ہونا قابل غور ہوا نہ کہ حکم رسول کا ماننا قابل تامل ہوا کیونکہ اس کے ماننے کی قطعیت تو ما اتٰکم الرسول سے ثابت شدہ ہے جس کا ماننا قرآن کا ماننا اور جس سے انکار کرنا قرآن سے انکار کرنا ہے نیز اس کی اطاعت بعینہٖ خدا کی اطاعت ہے من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ اس لئے اطاعت رسول سے انکار اطاعت خداوندی سے انکار ہے جس سے دونوں کا ماننا قطعیت کے ساتھ فرض ٹھہرتا ہے۔ اس لئے بحث حدیث کی نہیں بلکہ سند اور روایات کی ہے۔ پس اگر اوس کی ست اوسی نوعیت کی ہے جو نوعیت قرآن کی روایت کی ہے تو بلا شبہ وہ حدیث مورث یقین بن جائے گی جیسے حدیث متواتر کہ اس کا ماننا فرض قطعی ہوگا۔ اگر سند اور ثبوت ہی شبہ کی گنجائش پیدا ہو جاوے تو حدیث موجب ظن ہوگی اس لئے اصولاً انکار حدیث یا انکار حجیت حدیث کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ سند میں نے کی گنجائش پیدا ہو جاتی ہے سو وہ حدیث یا حجیت حدیث کا انکار نہیں۔ اگر کوئی اس گنجائش کی وجہ سے حدیث سے انکاری ہے تو وہ دھوکہ میں ہے کیونکہ اس گنجائش زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ سند کے بارہ میں جہاں بین کی جاوے اور جس درجہ کی سند ہو اوسی درجہ کی حدیث سمجھی جائے یہ کہ حدیث یا اوس کی حجیت سے انکار کر دیا جائے پس اس سے حدیث کے حجت ہونے کے درجات متفاوت نکلیں گے یعنی جس درجہ کی سند ہوگی اسی درجہ کی حدیث ہوگی۔ اگر سند حدیث کے رجال کے سب اصول فن کے لحاظ سے ثقہ اور عادل وضابط ہوں۔ اور ساتھ ہی مسلسل اور متصل ہوں تو حدیث واجب القبول ہو جائے گی ورنہ اس درجہ کی نہیں ظاہر ہے کہ سند میں کلام کی گنجائش ہونیکا مطلب یہ نکلتا ہے کہ حدیث قطعی نہیں یا ثابت نہیں نہ یہ کہ حدیث حجت نہیں یا کلام رسول حجت نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ راستہ کی خرابی کی وجہ سے اگر کوئی شخص منزل مقصود تک نہ پہونچ سکے تو کہدے کہ منزل ہی غیر موجود یا معدوم ہوگئی۔ ایسے شخص کو مالیخولیا کا مریض کہکر پاگل خانہ بھیجا جائیگا۔ نہ کہ اسکی جوابدہی کی فکر کی جائے گی۔ اس لئے ضعف سند وغیرہ کیوجہ سے اصولاً انکار حدیث کی گنجائش نہیں نکلتی زیادہ سے زیادہ اوس سند خاص کے انکار کی گنجائش نکل آتی ہے جو اہل فن کی رائے میں مجروح ہو سو وہ انکار حدیث نہیں تنقید سند ہے۔

کلام رسول کے اثبات وتحفظ میں قرآن کا اہتمام

اس سے بھی زیادہ دانشمندی یہ ہے کہ حدیث کا انکار قرآن کے سر رکھکر کیا جائے۔ حالانکہ قرآن اوسے بیان قرآن کہہ رہا ہے۔ اوس بیان کو اہمیت دے رہا ہے اوس کے بارہ میں خدا کی ذمہ داری دکھلا رہا ہے اور پھر خدا ہی کی طرف سے اس ذمہ داری کو رسول کے سر عائد کر رہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ حدیث کے انکار کی گنجائش نہ اوس کی سند کیوجہ سے ہو سکتی ہے کیونکہ ضعف سند کی صورت میں زیادہ سے زیادہ گنجائش اس سند خاص کے انکار یا اوس پر تنقید کی نکلتی ہے جسے انکار حدیث نہیں کہا جا سکتا بتنقید سند کہا جائیگا۔ ان دو نوں کو ملا کر خلط ملط کر دینا عقل کے مختل ہونیکی علامت ہے اور نہ ہی حدیث کے انکار کی گنجائش قرآن کی آڑ لے کر ہو سکتی جبکہ قرآن اسے اپنا بیان کہکر اوسی کے ساتھ خدائی ذمہ داری دکھلا رہا ہے بہرحال کلام رسول کے اثبات و تحفظ میں قرآن کا یہ اہتمام دیکھتے ہوئے اوسی قرآن کو کلام رسول کی نفی کی دلیل سمجھ لیا جاتا۔ مالیخولیا سے بھی کچھ آگے ہی کا درجہ رکھتا ہے۔ نیز اسی طرح حدیث کا انکار اس وجہ سے کیا جاتا کہ اس میں درمیانی رواۃ کا واسطہ آگیا ہے۔ اوس سے بھی زیادہ دانشمندی کی دلیل ہے کیونکہ اس مصنوعی اصول سے تو قرآن کا اقرار و تسلیم بھی باقی نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ بھی تو ہم تک بوسائط ہی پہونچا ہے۔ اسی طرح اگر اسی وجہ سے حدیث کا انکار کیا جائے کہ اوس کے رواۃ عدد یا کیفیت میں قرآن جیسے نہیں یعنی ایسے اور اتنے نہیں جیسے اور جتنے قرآن کے ہیں۔ سو اس کا حاصل بھی زیادہ سے زیادہ یہ نکل سکتا ہے کہ چونکہ فلاں قسم حدیث کی سند قرآن کی سند جیسی نہیں اس لئے ہم اُسے قرآن جیسا قطعی الثبوت نہیں مانتے نہ یہ کہ ہم جنس حدیث کو نہیں مانتے کیونکہ یہ عبارت کہ رواۃ ایسے اور اُتنے نہیں تفاوت سند پر دلالت کرتی ہے نہ کہ انکار سند پر۔ بہرحال جنس حدیث کے انکار کے لئے کوئی اصولی راستہ نہیں نکلتا کہ منکرین حدیث اوس کے ذریعہ راہ مفر اختیار کریں۔

اب وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جنس حدیث کے بیان قرآن ہونیسے تو ہمیں انکار نہیں جبکہ اس کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے لیکن اس جنس کی انواع واقسام اور اس کے مشخص افراد کا ماننا ہمارے ذمہ ضروری نہیں جبکہ تشخص کے ساتھ قرآن نے انواع حدیث کے بارہ میں کوئی تصریح نہیں کی۔ لیکن اول تو یہ شبہ ہی جہل ہے کیونکہ قرآن اگر کوئی اصل کلی بیان کردے تو اوسکی جزوی مثالوں اور فروعات کو اوس کی تاریخ میں تلاش کرنا چاہیئے نہ کہ خود اوس کے اوراق میں ورنہ وہ دستور اساسی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیا ہوگا۔ اچھا خاصا باقی لازم ہوکر رہ جائے گا جو اوس کی شان کے منافی ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن میں تو شرعیات کی بنیادیں ہی قائم کی گئی ہیں۔ اون کی جزئیات کو بھی اوسی میں تلاش کرنا قانون اساسی کی وضع سے بے خبری بلکہ اوس کے بارہ میں بے حسی کی دلیل ہے۔ اس لئے جب جنس حدیث کو قرآن سے ثابت شدہ مان لیا گیا۔ تو اوس کی فروعات اور انواع اقسام کو بالاولیٰ ثابت شدہ مان لیا گیا۔ جبکہ فروعات جنس ہی میں مدغم ہوتی ہیں اور ضمناً وہ بھی اصل کے ساتھ ثابت شدہ مانی جاتی ہیں اس لئے اصل کے اقرار کے بعد فروع کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

تعداد رواۃ کے اعتبار سے روایت کی چار قسمیں

البتہ اس سلسلہ میں ایک مطالبہ کسی حد تک جائز سمجھا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ جب قرآن نے جنس حدیث کو خود ثابت کیا اور اوس کی اہمیت پر روشنی ڈالی تو کم از کم اس اہم ترین اصول کی کوئی ایک آدھ مثال تو اسے دینی چاہیئے تھی جس سے حدیث کے تنوع اور تعدد انواع کا جواز سمجھ میں آ جاتا جس سے آنے والوں کے لئے حدیث کے انقسام اور اون کی حد بندیوں کے لئے سند جواز مل جاتی تو میں عرض کروں گا کہ قرآن نے کمال جامعیت کے ساتھ یہ مطالبہ بھی پورا کر دیا ہے اوس نے نہ صرف انواع حدیث کی ایک آدھ مثال ہی دیدی ہے بلکہ سند اور رجال کے اعتبار سے حدیث کی بنیادی قسموں پر بھی کافی روشنی ڈالدی ہے جس سے راویوں کی تعداد اور اُن کے اوصاف کے لحاظ سے حدیث کا مقام بھی متعین ہو جاتا ہے اور اقسام کی طرف بھی راہ نمائی ہو جاتی ہے آسے سمجھنے کے لئے پہلے اِس پر غور کیا جائے کہ محدثین نے حدیث کی بنیادی تقسیم کیا کی ہے جس سے بقیہ اقسام حدیث شاخوں کی طرح اوسی سے شاخ در شاخ ہوکر نکلتی گئی ہیں سو حصر عقلی کے ساتھ تعداد رُواۃ کے اعتبار سے روایت کی چار ہی قسمیں ہو سکتی ہیں جنھیں محدثین نے فن مصطلحات الحدیث میں اوّلیت کا درجہ دیا ہے۔

خبر غریب ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہم تک حدیث کی روایت ایک ایک راوی سے ہوتی آر
اگر درمیان میں راوی کہیں ایک سے زائد ہو بھی جائیں تب بھی اسے ایک ہی ایک راوی کی روایت شمار کیا جائیگا۔ اس حدیث کا نام محدثین کی اصد
غریب یا خبر فرد ہے۔ ایسی روایت سے گو قطعی یقین حاصل نہ ہو لیکن ظن ضرور پیدا ہو جاتا ہے جس کا دین و دنیا کے تمام معاملات میں قطعی طور پر اعتبا
اور ایسی خبر نہ صرف یہ کہ رد نہیں کی جا سکتی بلکہ اس پر ہزارہا دنیوی و آخروی معاملات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے ایک مسلّمہ اور مروجہ حقیقت ہے البتہ اس میں یہ شرط ض
راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہوں۔ اور ان کے حفظ و عدالت پر کوئی تہمت نہ ہو۔

خبر عزیز دوسری صورت یہ ہے کہ پیغمبر سے لے کر ہم تک کسی روایت کو دو دو ثقہ اور عادل آدمی
آ رہے ہوں۔ خواہ درمیان میں کہیں رواۃ کا عدد دو سے بڑھ بھی جائے مگر وہ دو دو ہی کی روایت شمار ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ خبر پہلی روایت سے
لحاظ سے بڑھی ہوئی ہوگی اور اس لئے اگر پہلی روایت صرف ظن کا فائدہ دیتی تھی تو یہ غلبۂ ظن کا فائدہ دیگی۔ اور وہ معاملات میں پہلی سے زیادہ قوی حجت
ایسی خبر کو محدثین کی اصطلاح میں خبر عزیز کہتے ہیں

خبر مشہور تیسری صورت یہ ہے کہ اوپر سے نیچے تک کسی روایت کو کم از کم تین تین ثقہ آدمی روایت کرتے آ رہے ہوں۔ گو بیچ میں اس سے زیادہ بھی ہو جائیں مگر یہ روایت تین ہی تین آدمی کی شمار ہوگی ظاہر ہے کہ یہ روایت دوسری روایت سے کہیں زیادہ اقویٰ اور معاملات میں قوی ترین حجت شمار ہوگی جس کا انکار عادت و عرف میں صحیح مکابرہ اور جحود سمجھا جائیگا۔ اس خبر سے نہ صرف غلبۂ ظن بلکہ فی الجملہ یقین پیدا ہو جائیگا۔ گو ضابطہ قضاء میں وہ یقین نہ کہلائے۔ لیکن دیانۃً اسے یقین کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی جائے گی۔ ایسی خبر کو محدثین کی اصطلاح میں خبر مشہور کہتے ہیں۔

خبر متواتر چوتھی صورت یہ ہے کہ اوپر سے نیچے تک کسی روایت کو تین اور چار کی قید سے بالاتر ہوکر اتنے ثقہ اور عادل افراد روایت کرتے آ رہے ہوں جن کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عادتاً محال ہو اور کسی دور میں بھی چار سے کم نہ ہوا خواہ زائد ہو جائیں اور زائد کی کوئی حد مقرر نہیں۔ تو یہ روایت تیسری نوع روایت سے بدرجہا مضبوط اور قوۃ و اعتبار میں انتہائی حد پر پہونچی ہوئی ہوگی اور اُس سے نہ صرف دیانۃً ہی یقین حاصل ہو جائے گا بلکہ وہ یقین پیدا ہوگا جسے عرف عام اور ضابطہ و قانون میں بھی یقین ہی کہا جائے گا اور کسی حالت میں بھی اس کا رد و انکار جائز نہ ہوگا بلکہ وہ حجت قطعیہ سمجھی جائے گی۔ اس خبر کا نام اصطلاح محدثین میں خبر متواتر ہے۔

تواتر کے اقسام و درجات اب اگر تواتر افراد سے گزر کر طبقات اور بڑی بڑی جماعتوں تک پہونچ جائے اور کسی روایت کو ہر دور میں ایک جم غفیر اور جماعتیں کی جماعتیں روایت کرتی آ رہی ہوں تو ظاہر ہے کہ تواتر کی قوت میں اور زیادہ استحکام پیدا ہو جائے گا۔ تاہم جنس تواتر ایک ہی رہے گی۔ اس جنس کی ان دو قسموں کے اصطلاحی نام حضرت الاستاذ الاکبر علامہ انور شاہ قدس سرہٗ نے تجویز فرمائے تھے تواتر کی ابتدائی قسم کا نام تواتر سندی اور دوسری قسم کا نام تواتر قرنی وضع فرمایا تھا۔ پس قرآن کریم کی روایت تواتر قرنی ہے بہر حال متواتر روایت میں کسی ادنیٰ شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ ایسی خبر کا منکر زبان خلق پر مطعون یا مجنون کہلائے گا کیونکہ متواتر روایت گویا زبان حق ہوگی۔ جو زبان خلق سے کام کرے گی۔ اِس لئے اس خبر کو گویا خدا کی خبر اور خدائی نقل و روایت کہا جائیگا۔ جسے جھٹلانے کی کوئی اصولی صورت ممکن نہ ہوگی کیونکہ اس خبر کا محافظ خود خدا ہوگا نہ کہ مخلوق۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بہرحال روایت کے سلسلہ میں ایک سے لیکر چار تک حصر عقلی کے ساتھ یہ چار ہی صورتیں نکل سکتی ہیں جن میں راویوں کے لحاظ سے ہر زائد عدد والی روایت کم عدد والی روایت سے مضبوط اور محکم ہوگی اور اسی حد تک اوس کی حجیت اور اعتبار کا درجہ بڑھتا جائے گا۔ بالفاظ دیگر روایت جس قدر بھی فرد سے گزر کر جماعت کی حد میں آتی جائے گی اوسیقدر ظن سے یقین اور یقین سے کمالِ یقین کی طرف بڑھتی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ شریعت نے ایک عدد سے گزر کر دو کے عدد کو جماعت تسلیم کیا ہے۔ فرمایا گیا۔ الاثنان وما فوقہما جماعۃ دو اور دو سے زیادہ جماعت ہے۔

چنانچہ نماز میں اگر دو بھی جمع ہو جائیں تو شرعاً وہ نماز جماعت کہلائے گی اور تین ہو جائیں تو جماعت معہ ہو جائے گی گویا تین افراد کا مجموعہ شرعاً معتد بہ جماعت ہے۔ پس جماعت کی حد ایک کے بعد ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ پھر اگر عدد تین سے بھی بڑھ جائے مثلاً چار یا اس سے زائد افراد اکٹھے ہو جائیں تو وہ جماعت کبیرہ کے حکم میں آجائے گی جس سے جمعہ بھی ادا کیا جاسکے گا جس کا موضوع ہی شرعی جامعیت اور اجتماعیت ہے جیسا کہ لفظ جمعہ اور اسکے مادّہ (جمع) سے ظاہر ہے۔ پھر یہ جماعت کبیرہ اگر ثقہ اور عادل لوگوں پر مشتمل ہو جن کا ایک ایک فرد ثقت وعدالت کا مجسمہ ہو۔ گویا ایک ایک اُمّت اور جماعت کے حکم میں ہو۔ بفحوائے ان ابراهيم كان امة تو یہ جماعت ایک جماعت عظیمہ کے حکم میں ہوگی جس کی کہی ہوئی بات قطعیت کے انتہائی مقام اور یقین کے اعلیٰ ترین درجہ پر سمجھی جائے گی جس سے زیادہ یقین آور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ نہ صرف اصطلاحاً بلکہ اصولاً اور فطرتاً اوس سے قلوب اطمینان کی ٹھنڈک محسوس کریں گے۔ پس جماعت کی حد ایک کے بعد ہی شروع ہو جاتی ہے اور چار پر آکر ختم ہو جاتی ہے۔ آگے اگر درجہ ہے تو کمالِ جماعة کا ہے نہ کہ اصل جماعت کا۔ اس لئے تعداد روایت کے سلسلہ میں اعتماد و یقین اور اطمینان واعتبار کا قضیہ بھی کم از کم چار کے عدد پر پہونچکر پورا ہو جاتا ہے آگے یقین واطمینان میں اضافہ کے درجات آتے رہیں گے لیکن نفسِ یقین کا سرچشمہ چار ہی کا عدد رہے گا۔ بشرطیکہ راوی ثقہ اور عادل ہوں۔ اس لئے راویوں کے عدد کے لحاظ سے روایت کی یہی چار قسمیں حصر عقلی کے ساتھ نکلتی ہیں جو خبر غریب خبر عزیز خبر مشہور خبر متواتر کے نام سے محدثین کے یہاں معروف ہیں۔ تدبر کیا جائے تو قرآن حکیم نے جنس حدیث کے اثبات کے ساتھ روایت کی ان چاروں قسموں کی بنیادیں بھی خود ہی قائم کر دی ہیں چنانچہ ان میں سے خبر متواتر اور اوس کی حجیت کا ثبوت تو خود قرآن کریم کی ذات ہی ہے۔ جس کی روایت کا طریقہ ہی تواتر ہے جس سے وہ زمانہ نبوی سے ہم تک منقول ہوتا ہوا آرہا ہے گویا قرآن کی روایت ہی تواتر کا وجود ہے اگر تواتر سے انکار کر دیا جائے تو قرآن کا وجود ہی باقی نہیں رہتا اور ظاہر ہے کہ جو قرآن اور اوس کی حجیت کو تواتر کی بنا پر تسلیم کریگا اسے خبر متواتر اور اسکی حجیت کو بھی قطعی طور پر تسلیم کرنا پڑیگا ورنہ قرآن کی حجیت سے بھی ہاتھ دھونا پڑیگا کیونکہ تواتر قرآن کے حجت ماننے کا موجب تھا وہی تواتر حدیث متواتر میں بھی موجود ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ اوسے حجت نہ مانا جائے اور کوئی وجہ نہیں کہ علت تو دونوں جگہ مشترک ہو اور حکم الگ الگ ہو جائے۔ یہ صحیح کہ قرآن کا تواتر بہت اونچا اور ایک خاص تواتر یعنی تواتر قرن ہی جس کا مقابلہ عام تواتر نہیں کر سکتا لیکن اس فرق کا ثمرہ زیادہ سے زیادہ فرقِ مراتب نکلیگا۔ نہ کہ نفس۔ تواتر کا انکار کیونکہ اس کا حاصل یہ ہوگا کہ قرآن کریم کے تواتر سے اگر کمالِ یقین حاصل ہو جس کا درجہ اونچا ہی تو نفسِ تواتر سے نفسِ یقین حاصل ہو نہ کہ نفس تواتر غیر معتبر ہو جائے۔ پس کمال تواتر کا ثمرہ قوتِ یقین ہو نہ کہ اصل تواتر اور اوس کا ثمرہ (نفس یقین) کا انکار۔ جو لوگ قرآن کے اعلیٰ ترین تواتر کو سامنے رکھکر حدیث متواتر کی حجیت سے انکاری ہیں وہ درحقیقت قرآن متواتر کی حجیت کے بھی قائل نہیں اور یا پھر حدیث متواتر کے انکار میں جھوٹے ہیں کیونکہ کمال تواتر میں بہرحال نفس تواتر بھی موجود ہی اور کمالِ یقین میں بلاشبہ اصل یقین بھی مضمر ہے۔ پس کمالِ تواتر کی حقیقت اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہ نفس تواتر میں اضافہ ہو جائے ایسے ہی کمالِ یقین کی حقیقت اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ اصل یقین میں زیادتی ہو جائے اور کوئی شخص بھی اضافہ تک بغیر اصل سے گزرے ہوئے نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے زیادہ کا قائل درحقیقت اصل کا بھی قائل ہی جو اوس زیادہ میں مضمر ہے۔

اندریں صورت اضافہ کو سامنے رکھکر اصل کا انکار کر دینا درحقیقت اضافہ سے بھی انکار ہی ورنہ بغیر اصل کے یہ اضافہ آخر آیا کہاں سے؟ اور یہ منکر اوس تک پہونچا کیسے؟ پھر بھی اگر وہ اضافہ کا نام لیکر اصل کا انکار کرتا ہی رہے تو اوس کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے کوئی نیچے کی منزل منہدم کر کے اوپر کی منزل پر رہنے کا دعویٰ کرے۔ سو جیسے یہ شخص عقلاء کے نزدیک جھوٹا اور دروغ گو شمار ہوگا ایسے ہی وہ شخص بھی جھوٹا شمار ہوگا۔ جو قرآن متواتر کی حجیت کو تواتر کی بنا پر مان کر حدیث متواتر کی حجیت کا انکار کرنے لگے کیونکہ خبر متواتر ہی کا تو یہ تواتر ہے جس پر اضافہ ہو کر قرآن کا کمال تواتر رونما ہوا ہے۔

قرآن کے طریق روایت سے مطلق روایت خبر کا ثبوت

بہرحال خبر متواتر اور اس کی حجیت کا ثبوت خود عین قرآن اور اس کی روایت ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو قرآن کریم کی روایت سے صرف خبر متواتر ہی کا ثبوت نہیں ہوتا بلکہ نفس روایت وخبر کے معتبر ہونیکا ثبوت بھی باسانی نکل آتا ہی کیونکہ قرآن کی روایت ظاہر ہے کہ روایت متواترہ ہے اور روایت متواترہ ایک قسم ہے نفس روایت کی ۔ گویا نفس روایت وخبر مقسم کا درجہ ہی اور خبر متواتر اوس کی ایک قسم ہے اور ظاہر ہے کہ قسم کو مان کر مقسم کا انکار یا قسم کو معتبر مان کر مقسم غیر معتبر ہونیکا اقرار ایسا ہی ہی جیسا کہ کوئی مقید مان کر مطلق کا انکار کر دے یا خاص مان کر عام کا انکار کر دے حالانکہ مقید بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ مطلق نہ ہو اور خاص بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ عام نہ ہو اس لئے قرآن کی روایت خاص یعنی متواتر کا اقرار کر کے آدمی مطلق روایت کے اقرار سے کبھی بچ ہی نہیں سکتا جب کہ یہ مطلق روایت اس مقید میں موجود ہی اور خبر متواتر کے معتبر ہونے کو مان کر نفس خبر وروایت کے معتبر ماننے سے کبھی گریز کر ہی نہیں سکتا جبکہ متواتر کے اعتبار میں نفس روایت کا اعتبار بھی آ ہی گیا ہے اس لئے قرآن کے طریق روایت سے محض خبر متواتر ہی کا ثبوت نہیں ہوتا جو قسم کا مرتبہ ہی بلکہ مطلق خبر کے معتبر ہونیکا بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ثبوت ہوجاتا ہے جو مقسم کا مرتبہ ہے جس کے معنیٰ یہ نکلے کہ اصولاً نفس روایت اپنی اقسام کے ذیل میں حسب مراتب خود بلاشبہ معتبر اور واجب التسلیم ہے خواہ خود قرآن کی روایت ہو یا غیر قرآن کی۔ اس لئے حدیث کی روایت کا معتبر ماننا قرآن کی روایت کو ماننے کے بعد ضروری ہو جاتا ہے۔ البتہ دونوں کی روایت کے درجات و مراتب کی قدر راون کے احکام کے مراتب درجات کے فرق سے انکار نہیں ہو سکتا مگر اصل کے انکار کی کوئی صورت نہ ہوگی

منکرین حدیث کیلئے دو راستے

اس لئے منکروں کے لئے دو ہی صورتیں ہیں یا وہ سرے سے نقل و روایت کا انکار کریں اور کھل کر حدیث کے ساتھ قرآن کے بھی منکر ہو جائیں لیکن اگر وہ قرآن کی روایت کو مانیں تو اوسکے ضمن میں نفس روایت کو ماننا روایت حدیث کا ماننا بھی انکے سر عاید ہوتا ہی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ قرآن کو مان کر حدیث کا انکار کر دیں ورنہ وہ نفس روایت کے ہی منکر کہلائیں گے۔

قطعاً ثبوت قرآن سی خبر متواتر کا ثبوت

مزید غور کیا جائے تو روایت متواترہ کا ثبوت قرآن کی روایت ہی کو سامنے رکھنے پر موقوف نہیں بلکہ مطلقاً قرآن کے ثبوت سے بھی ہو جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ قرآن کی روایت ہی سے اس کا ثبوت پیش کیا جائے کیونکہ قرآن کو حجت ماننے پر سوال یہ ہوتا ہی کہ اس قرآن کا قرآن ہونا آخر ہمیں کیسے معلوم ہوا؟ اگر خود قرآن ہی سے معلوم ہوا تو درحالیکہ ابھی تک خود قرآن کا قرآن ہونا ہی ثابت شدہ نہ ہو۔ قرآن سے کسی چیز کا ثبوت کیسے ہو سکتا ہے؟ جسے تقدم شے علی نفسہ کہتے ہیں لامحالہ غیر قرآن ہی سے قرآن کا قرآن ہونا معلوم ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ غیر قرآن بجز پیغمبر کی خبر کے اور کیا ہو سکتا ہی؟ جو منقول ہو کر بلا کم و کاست ہم تک پہونچے اور اسی کا نام حدیث ہی اس لئے قرآن کا قرآن ہونا خود حدیث پر موقوف نکلا۔ اندریں صورت یہ کیسے ممکن ہی کہ قرآن تو واجب التسلیم ہو اور حدیث نہ ہو۔ ورنہ خود قرآن کا ثبوت اور وجود بھی ممکن نہ رہے گا۔

قطعیت قرآن سی خبر متواتر کی قطعیت کا ثبوت

ساتھ ہی یہ کہ جس خبر سے ہم کو قرآن جیسی قطعی یقینی اور اہم ترین کتاب کا علم ہو وہ خبر بھی قطعیت میں قرآن سے کم نہ ہونی چاہیئے۔ ورنہ اگر وہ ہی ظنی ہو تو قرآن کا ثبوت قطعی نہ رہے گا بلکہ ظنی ہو جائے گا جس کے انکار سے نہ کفر عائد ہوگا نہ اس پر ایمان لانا ہی فرض قطعی رہے گا۔ جس سے ایمان کا کارخانہ ہی درہم برہم ہو جائیگا اس لئے اس خبر کا قطعی اور انتہائی طور پر موجب یقین ہونا ضروری ہی اور ایسی خبر بجز متواتر کے دوسری نہیں ہو سکتی اس لئے قرآن کے ثبوت سے پہلے مگر قرآن کی نسبت کے ساتھ نہ صرف جنس حدیث ہی کا ثبوت ہاتھ لگا جو جنس اور مقسم کا مرتبہ ہے بلکہ اوس کی ایک قسم خاص خبر متواتر کا ثبوت بھی نکل آیا اسلئے قرآن کو قرآن کہنے والا کم سے کم نفس حدیث اور ایک قسم متواتر کا کبھی انکار نہیں کر سکتا ورنہ وہ تسلیم قرآن کے دعویٰ میں بھی جھوٹا اور منافق شمار کیا جاویگا۔ ہاں قرآن ہی کا کوئی کھلے بندوں انکار کرنے لگے تو ہمیں اس تحریر میں اوس سے تعرض کرنا نہیں کیونکہ منکر قرآن کا جواب دوسرا ہے جس سے یہاں بحث نہیں۔ بہرحال قرآن کو کسی کو بھی جہت سے مانا جاوے کم از کم حدیث متواتر کا ماننا ضروری ہو جائیگا۔ جس کے لئے قرآن کی روایت بھی ایک مستقل ثبوت ہے اور خود عین قرآن کے اقرار کے نسبت بھی ایک مستقل ثبوت ہے جس کے ضمن میں نفس حدیث کا ثبوت بھی خود بخود آجاتا ہے۔ اس لئے خبر متواتر کا ثبوت تو قرآن حکیم سے بحمد اللہ مل گیا۔

خبر مشہور خبر عزیز اور خبر غریب قرآن کی روشنی میں

اب حدیث کی بقیہ تین قسموں مشہور عزیز اور غریب پر قرآن کی روشنی میں غور کیجیے۔ سو خبر مشہور جو کم سے کم تین ثقہ راویوں کی روایت سے منقول ہو اس کا اور اوسکی حجیت کا ثبوت بھی ہمیں قرآن سی ملتا ہے۔ قرآن حکیم نے اصحاب القریہ کے بارہ میں فرمایا جو سورۂ یٰسین شریف میں ہے۔

واضرب لهم مثلا اصحاب القرية اذ جاءها المرسلون اذ ارسلنا اليهم اثنين فكذبوهما فعززنا بثالث فقالوا انا اليكم مرسلون۔ یاد کرو گاؤں والوں کی مثال جبکہ اون کے پاس رسول آئے۔ جب ہم نے اون کی طرف دو رسول بھیجے۔ تو انہوں نے انہیں جھٹلادیا تو ہم نے تیسرے سے قوت دی اور (ان تینوں) نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اس سے واضح ہے کہ دو کی تکذیب کر دینے پر تیسرے کا اضافہ اصولاً اس وجہ سے تھا کہ عادۃً تین ثقہ اور عادل افراد کو جھٹلانا فطرت انسانی کے خلاف ہے اور اس سے گاؤں والوں پر خدا کی حجت تمام ہو جائے گی۔ کیونکہ تین آدمی کا مجموعہ جماعت کہلاتا ہے اور عادتاً نہ تو تین افراد کی جماعت اور وہ بھی نیک اور پارسا لوگوں کی مل کر جھوٹ بول سکتی ہے اور نہ ہی اسے جھٹلایا ہی جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں نقل و روایت کے سلسلہ میں تین کا عدد پیش نظر ہے۔ رسالت کا وصف پیش نظر نہیں۔ کیونکہ رسول تو ایک بھی ثقاہت، عدالت اور صدق و امانت میں ساری دنیا سے بڑھ کر ہوتا ہی اگر گاؤں والوں کو رسالت کی عظمت پیش نظر ہوتی تو وہ ایک رسول کی بھی تکذیب کی جرأت نہ کرتے اور کرتے تو وہ خود ہی غیر معتبر ٹھہر جاتے۔ رسولوں کے عدد میں بلحاظ وصف رسالت اضافہ کی ضرورت نہ ہوتی لیکن اون پر قانونی حجت تمام کرنی تھی تو آخر کار تین کا عدد مکمل کر کے رسالت اون تک پہونچائی گئی کہ دنیا کے عام اصول پر تین سچے انسانوں کی خبر کسی طرح بھی قابل رد شمار نہیں کی جاتی۔

اس سے یہ اصول واضح ہو جاتا ہی کہ اگر تین تین کی روایت سے کوئی خبر روایت ہوتی ہوئی ہم تک پہونچے تو قرآن کی رو سے بلحاظ روایت وہ ہرگز رد نہیں کی جا سکتی کیونکہ اوس سے نہ صرف غلبۂ ظن بلکہ دیانتاً یقین حاصل ہو جاتا ہے جس میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور چکیہ یہی نوعیت خبر مشہور کی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو قرآن کریم سے خبر مشہور اور اس کی حجیت کا ثبوت بل جاتا ہے اندریں صورت خبر مشہور کے ثبوت اور اس کی حجیت کا منکر درحقیقت قرآن کے اس اصول اور آیت بالا کا منکر ہے جسکو قرآن کہا جائے گا۔

اسی طرح خبر عزیز جس کی روایت دو ثقہ راوی کریں قرآن حکیم سے ثابت اور معاملات میں از روئے قرآن حجت ہے ارشاد قرآنی ہے واشہدوا ذوی عدل منکم واقیموا الشھادۃ للہ - اور گواہ بناؤ دو عدل والوں کو اپنے میں سے اور موجہ اللہ شہادۃ قائم کرو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ دو کی شہادت محض معتبر ہی نہیں بلکہ حجت بھی ہے جس پر دین و دنیا کے ہزارہا جانی مالی۔ اخلاقی اور مابینی معاملات کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ قضاء قاضی ظاہراً و باطناً نافذ ہو جاتی ہے۔ یہ شہادت ظاہر ہے کہ روایت ہے اس روایت کا نام شہادت تعارف کے طور پر محض اس لئے رکھدیا گیا ہے کہ وہ سرکاری طور پر کسی مقدمہ یا خصومت میں قاضی یا مجسٹریٹ یا ثالث و سرپنچ کے سامنے دی جاتی ہے جس سے اس میں سرکاری اہمیت پیدا ہو جاتی ہے ورنہ وہی روایت ہے جو عدالت کے کمرہ سے باہر روایت کے نام سے موسوم ہوتی۔ ظاہر ہے کہ اس نام یا نسبت کے فرق سے کہ ایک سرکاری خبر ہے اور ایک نجی یا ایک اطلاع قضاءً ہے اور ایک دیانتاً۔ خبر کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر یہی شاہد عدالت کے کمرہ سے باہر نکل کر یہی روایت پبلک کے سامنے بیان کرے تو تبدیلئ نام و نسبت کے سوا اور فرق ہی کیا ہوگا؟ بس اب اوسے شہادت کے بجائے روایت کہنے لگیں گے۔ لیکن خبر اور مخبر کی حقیقت وہی رہے گی جو عدالت کے کمرہ میں تھی۔ اس لئے شہادت کی تمام شرائط درحقیقت روایت کی شرائط ہیں۔ پس جیسے شہادت بلا واسطہ ہو تو اس کا عینی ہونا ضروری ہے کہ شاہد اپنا مشاہدہ یا سماع بیان کرے۔ ایسے ہی روایت میں بھی راویٔ اول کے لئے بھی یہی شرط ہے کہ روایت کردہ واقعہ اس کا چشم دید یا براہ راست خود شنید ہو۔ پھر جیسے روایت بالواسطہ بھی ہوتی ہے ایسے ہی شہادت بھی بالواسطہ ہو سکتی ہے جسے شہادت علی الشہادت کہتے ہیں اور جیسے ان وسائط کی شہادت کے لئے ضروری ہے کہ جس پر شہادت کی انتہا ہو وہ اپنا چشم دید یا خود شنید واقعہ بیان کرے۔ ایسے ہی روایت کی سند کیلئے بھی ضروری ہے کہ اوس کی انتہا جس پر ہونی چاہیئے کہ راویٔ اول اپنا مشاہدہ یا سماع نقل کرے پھر ثقہ و اعتماد کی جو شرائط شاہد کے لئے ہیں وہی راوی کے لئے بھی ہیں جنکی تفصیلات فن میں مدون ہیں۔ غرض شہادت و روایت ایک چیز ہے اس لئے اگر شہادت شرعاً حجت ہے تو بلا شبہ روایت بھی حجت ہے۔ فرق ہے تو قضاء اور دیانت کا ہے نہ کہ اصل خبر کا۔

پس قرآن کریم نے آیت بالا میں دو آدمی کی شہادت کو معتبر اور حجت مانکر درحقیقت دو کی روایت کے معتبر اور حجت ہونیکا اعلان کیا ہے پس اگر یہ دو کی روایت عدالت جیسی اہم جگہ میں قانوناً معتبر ہے جس میں سیاسی اہمیت بھی موجود ہے تو انہی دو کی روایت عدالت سے باہر دیانات کے حلقوں میں جہاں وہ سیاسی اہمیت بھی نہیں ہے دیانتاً کیوں معتبر اور حجت نہ ہوگی؟ ضرور ہوگی بلکہ اوسے بدرجۂ اولیٰ معتبر اور حجت ہونا چاہیئے۔ اس لئے وہ دو کی روایت کے معتبر اور واجب التسلیم ہونے کا ماخذ بھی قرآن حکیم ثابت ہوا جس کا نام خبر عزیز تھا اور واضح ہوا کہ خبر عزیز اور اُس کی حجیت کا منکر درحقیقت آیت بالا کا منکر ہے جسے منکر قرآن کہا جائے گا۔ رہی خبر غریب جسے خبرِ فرد بھی کہا جاتا ہے اور جسے ایک ایک آدمی روایت کرے۔ سو قرآن حکیم کی ایک نہیں بیسوں آیتیں اسکے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں جن سے اوس کی حجیت پر روشنی پڑتی ہے۔

ایک ہی فرد پر سارے ادیان کا دار و مدار ہے

اول تو سارے انبیاء کے پاس تن تنہا حضرت جبریلؑ ہی کا وحی لے کر آنا اور خدا کی خبروں کی روایت کرنا ہی خبر فرد کے ثبوت کیلئے کافی ہے کیونکہ وہ ایک ہی کی خبر ہوتی تھی۔ آخر میں حضرت جبریلؑ نے حضورؐ تک پورا پورا قرآن روایت کیا تو کیا یہ خبر فرد نہ تھی۔ حق تعالےٰ نے اسی کو فرمایا انہ لقول رسول کریم۔ (قرآن) قول ہے ایک رسول کریم (جبریل) کا جس سے واضح ہے کہ قرآن کے راویٔ اول حضرت جبریلؑ ہیں جنہوں نے تن تنہا سارا قرآن حضورؐ تک پہونچایا۔ قرآن نے اس روایت کے بارہ میں آیت بالا میں تصریح کی کہ وہ روایت جبریلی تھی اور یہ بھی واضح کر دیا کہ قرآن کی روایت اور خبر فرد اون کے فرشتہ ہونے کی وجہ سے واجب التسلیم نہیں ہوئی بلکہ اس لئے کہ اون میں راویوں کے تمام محاسن روایت جمع تھے اور تمام مطاعن روایت منفی تھے۔ جو روایت کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ جیسا کہ رسول کریمؐ ذی قوت وغیرہ کے اوصاف سے واضح ہے اور آئندہ اس کی شرح آتی ہے۔ بہرحال یہ مقدس راوی کتنے بھی اوصاف قدسیہ سے متصف ہو لیکن یہ خبر بہرحال فرد ہی کی رہے گی جسے ایک شخصیت نے روایت کیا جس سے خبر فرد کا ثبوت اور اس کی حجیت نصِ قرآنی سے عیاں ہو جاتی ہے اور جبکہ جبریل علیہ السلام کی یہ اخبار غیبیہ صرف زمانہ نبوی ہی تک محدود نہیں بلکہ زمانہ آدم سے تا زمانہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

اسی ایک فرد کی خبر پر سارے ادیان اور ساری شرائع کا دار و مدار ہے جس سے خبر فرد کا نہ صرف ثبوت بلکہ اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ تمام ادیان و شرائع کا دار و مدار ہی خبر فرد پر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ آغاز ادیان کے وقت یہ اہمیت نہ خبر عزیز کو حاصل ہوتی ہے نہ مشہور و متواتر کو اس لئے خبر کی کوئی اور قسم معتبر ہو یا نہ ہو مگر خبر فرد بالضرور معتبر ماننی پڑے گی ورنہ تمام ادیان و شرائع کی بنیاد ہی معاذ اللہ منہدم ہو جائے گی۔ ممکن ہے کہ اس ثبوت میں یہ خدشہ کیا جائے کہ گفتگو ہے انسانوں کی خبر فرد میں اور نظیر لائی جا رہی ہے فرشتوں کی خبر فرد سے حالانکہ کسی جنس کے لئے نظیر ہم جنس ہی کی معتبر ہوتی ہے اور یہاں انسان اور فرشتہ میں کوئی جنسی اشتراک نہیں تو پھر ایک نوع کی نظیر دوسری نوع پر کیسے حجت ہو سکتی ہے؟ گو یہ شبہ قابل التفات نہیں جبکہ خبر کی نوعیت دونوں جگہ ایک ہے خواہ وہ فرد انسان ہو یا فرشتہ۔ یہاں فرق اگر ہے تو راویوں کی جنس کا ہے نہ کہ روایت کی جنس کا۔ روایت اور اوصافِ روایت کی نوعیت دونوں جگہ یکساں ہے اس لئے رواۃ کے تفاوتِ جنس سے روایت کے ثبوت میں کیا خلل آ سکتا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ ایک راوی چین کا ہو اور ایک عرب کا۔ ایک مشرق کا ہو ایک مغرب کا مگر جبکہ وہ اصولِ روایت کے مطابق روایت کریں تو اون کے وطنوں اور رنگوں کے فرق سے روایت میں کیا فرق پڑ سکتا ہے ایسے ہی کسی فرد کے راوی آسمان کے باشندے ہوں یا زمین کے بسنے والے مگر روایت کے تمام اصول و قوانین کی رعایت سے روایت کریں تو اوسے زمین کے باشندوں کے لئے بطور نظیر پیش کئے جانے میں آخر اشکال کیا ہو سکتا ہے؟ پھر اچھے اوصاف کا سرچشمہ بہرحال ملائکہ ہی ہیں اور انسانوں کو اون کی ملکیت سے استفادہ کا مکلف ٹھہرایا گیا ہے ظاہر ہے کہ یہاں فرشتہ سے اُس کی ذات کا استفادہ منظور نہیں کہ آدمی فرشتہ ہو جائے بلکہ فرشتہ کے اوصاف سے یہ استفادہ مطلوب ہے جو باوجود اختلاف جنس کے مطلوب ہے اور نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے چنانچہ مثالوں میں کہا جاتا ہے کہ فلاں انسان پر ملکیت کا غلبہ ہے گویا بشر کے لئے ملائکہ کی اخلاقی نظیریں حجت ہو سکتی ہیں اور اوصاف میں یہ اشتراک جنسوں کے اختلاف کے باوجود بھی ہو سکتا ہے تو روایت کے بارہ میں ملائکہ کے اوصاف روایت انسانوں کے حق میں کیوں ناقابلِ اعتبار اور ناقابلِ قیاس ہو جائیں گے؟ اس لئے یہ مذکورہ شبہ اصولاً مہمل ہے

ہر امت کے پاس اسکا ایک ہی ہادی آیا تاہم اس بحث سے الگ ہو کر جبکہ مقصود مخاطبوں کو اطمینان دلانی ہے تو ہم روایت فرد کے بارہ میں ملکی نظیر سے ہٹ کر بشری نظیر ہی قرآن کریم سے پیش کئے دیتے ہیں۔ ہم نے سابق میں خبر مشہور کے بارہ میں تین پیغمبروں کی جماعتی خبر سے استدلال کرتے ہوئے خبر مشہور کا قرآن کریم سے ثبوت پیش کیا تھا۔ اس لئے خبر فرد کے بارہ میں تن تنہا ایک پیغمبر کی خبر یقیناً خبر فرد کے ثبوت کے لئے کافی ہو جانی چاہیئے۔ سو کون نہیں جانتا کہ امت کو پیغمبر سے جو خبر بھی ملتی ہے وہ ایک ہی کی ہوتی ہے۔ یہ تو صرف اصحاب القریہ ہی کی خصوصیت تھی کہ اون کے پاس اکٹھے تین پیغمبر بھیجدیئے گئے جنہوں نے جماعتی طور پر پیغام الٰہی پہونچایا ورنہ ہر امت کے پاس امت کا ایک ہی ہادی و نذیر آیا اور اس ایک ہی نے خدائے برتر کی طرف سے خبریں دیں۔ حضرت نوح حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ہود، حضرت صالح وغیرہم علیہم الصلوٰۃ والسلام تنہا تنہا ہی اپنی امتوں کی طرف مبعوث ہوئے کہ ایک ہی ایک نے خدائی دین کی نقل و روایت خدا کی طرف سے امت کے سامنے پیش کی یہ خبر فرد نہیں تھی تو اور کیا تھی؟ اس لئے قرآن نے جتنے بھی پیغمبروں کی دعوت کا ذکر کیا ہے وہ درحقیقت خبر فرد ہی کا ذکر ہے۔ جہاں جہاں بھی اذ قال لہم نوح اذ قال لہم ہود اذ قال لہم لوط وغیرہ وغیرہ کے کلمات وارد ہوئے اور وہ حجت تھے تو یقیناً یہ خبر فرد ہی کی حجیت اور اوس کے واجب التسلیم ہونے کا زبردست ثبوت ہے جو قرآن کی بیسیوں آیتوں میں پھیلا ہوا ہے۔ پس خبر عزیز اور مشہور و متواتر کے لئے تو ایک ہی آدھ آیت بطور دلیل یا ثبوت دستیاب ہو گی لیکن خبر فرد کے لئے تو سینکڑوں آیتیں موجود ہیں جس سے اس کا ثبوت سارے ثبوتوں سے زیادہ مضبوط اور اٹل ہو جاتا ہے اور جب کہ فرشتہ سے لیکر انبیاء تک خدائی خبریں ایک ہی ایک فرد سے آئیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ تمام آسمانی شریعتوں اور ادیان کا مدار ہی خبر فرد کی روایت پر رہا ہے نہ کہ خبر مشہور و متواتر پر اس لئے بایں خصوصیت خبر فرد اپنی تمام ہم نوع خبروں سے فائق ہو جاتی ہے اور اس کا ماننا اس لئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ سارے دینوں کی مدار علیہ ہے اگر اوس سے انکار کر دیا جائے تو ساری شریعتوں کا کارخانہ ہی درہم برہم ہو جاتا ہے۔ شاید اسی لئے خبر فرد کے ثبوت کے لئے قرآن نے خود اپنی آیتوں تک کا تواتر پیش کر دیا ہے۔ جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے اور اس لئے خبر فرد کا ماننا دوسری ساری واجب التسلیم خبروں کے ماننے سے کہیں زیادہ ضروری اور قطعی ہے بلکہ غور کیا جائے تو انبیاء کی ان انفرادی روایتوں اور اخبار فرد سے صرف اصولاً ہی خبر فرد کا ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ کلام رسول کی حیثیت سے بھی خبر فرد کا ایک واقعی حقیقت اور حجت ہونا ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ انبیاء سابقین کی یہ خبریں جہاں خبر فرد تھیں وہاں حدیث رسول بھی تھیں کیونکہ کسی نبی کو بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلامی معجزہ نہیں دیا گیا جس کے الفاظ بھی منزل من اللہ ہوں صرف مضمون ہی منزل من اللہ نہ ہو پس وہ مضامین الٰہی جو عامۃ قلوب انبیاء پر الہام کئے جاتے تھے جنھیں وہ اپنے الفاظ میں امت کو سنا دیتے تھے ان کی یہ روائتیں بلحاظ الفاظ درحقیقت حدیث رسول ہوتی تھیں اور اُن کا وہی پلہ ہوتا تھا جو اسلامی شریعت میں حدیث رسول کا ہے اس لئے انبیاء علیہم السلام کی ان انفرادی خبروں سے نہ صرف خبر فرد ہی کا اصولی ثبوت قرآن سے ملا بلکہ عین حدیث رسول کے حجت ہونیکا ثبوت بھی سامنے آ گیا جو ایک کی روایت سے امت تک پہنچی ہو۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تمام خبریں جو قرآن کے علاوہ آپ نے بصورت حدیث صحابہ کو سنائیں بجز خبر فرد کے اور کیا تھیں؟ بعد میں راویوں کے عدد کی قلت و کثرۃ کے سبب وہ مشہور و متواتر بنتی گئیں لیکن اپنی ابتداء میں تو یہ سب خبر فرد ہی تھیں اس لئے خبر فرد اپنی نوع بنوع ثبوت کیساتھ قرآن کی نصوص سے سامنے آ جاتی ہے۔

رسول کی روایت وصف رسالت سے الگ ہو کر اصول روایت کی رو سے بھی حجت ہے لیکن خبر فرد کی اس نوع میں جو پیغمبر کی واحد اطلاع سے سامنے آئے ممکن ہے کہ کسی کو یہ شبہ ہو جو جبرئیل کی خبر میں ہوا تھا اور یہ کہہ دیا جائے کہ رسول کی شخصیت ایک غیر معمولی شخصیت ہے جس کے وصف رسالت کی عظمت کا ایک قدرتی دباؤ قلوب پر ہوتا ہے خواہ وہ رسول ملکی ہو یا رسول بشری ان کی خبر کا ماننا درحقیقت رسالت کے دباؤ کا اثر ہے۔ اصول فن کا تقاضا نہیں اور نہ فنی حیثیت سے وہ قرآن سے ثابت ہوتی ہے گویا رسول ملکی طرح رسول بشری کی خبر فرد بھی کوئی فنی یا اصولی خبر فرد نہیں کہ ان نظیروں سے اسے قرآن سے ثابت شدہ مانا جائے مگر میں عرض کروں گا کہ یہ شبہ بھی انکار حدیث کی طرح قرآن حکیم سے ناواقفیت اور اس میں غور نہ کرنے کے سبب پیش آیا ... کی کوشش نہیں کی بلکہ صرف

toobaa-elibrary.blogspot.com

اصول روایت اور فنی قواعد کے لحاظ سے اوس کے ماننے اور واجب التسلیم سمجھنے پر زور دیا ہے چنانچہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر فرد کی قرآن نے توثیق کی ہے وہ وصفِ رسالت کی وجہ سے نہیں بلکہ اصولِ روایت کی رُو سے کی ہے ارشاد ہے۔ والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے (ہمہ وقت) ساتھ کے رہنے والے نہ راہ (حق) سے بھٹکے اور نہ غلط راستے ہو لئے اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔ ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ خبر فرد جو تنِ تنہا حضور سے اُمت کو پہنچی اور قرآن نے اُسے واجب الاعتبار ٹھیرایا تو یہ کہہ کر نہیں کہ آپ نبی اور رسول ہیں بلکہ یہ کہکر کہ اس روایت کے راوی میں کوئی تہمت یا مطاعنِ روایت میں سے کوئی طعن موجود نہیں جو روایت کو مخدوش بناتا ہو چنانچہ سب سے پہلے حضور سے مطاعن روایت کی نفی کی اور رسول کہہ کر نہیں بلکہ صاحبکم کہہ کر جس سے واضح ہے کہ خبر فرد کے منوانے میں رسالت کا دباؤ دلوں پر ڈالنا مقصود نہیں پس اولاً ان مطاعن میں سے سب سے پہلے ضلالت کی نفی کی کیونکہ بے راہ رو اور ناواقف کی بات ہرگز قابلِ اعتبار نہیں ہوتی، پھر غوایت کی نفی کی کیونکہ کج رہ جو کہ ذہنی سمجھ رکھتا ہو اوندھی ہی سمجھے اور اوندھی ہی بات کہے، اس کی روایت ہرگز لائقِ التفات نہیں ہوتی۔ پھر ہوائے نفسانی کی نفی کی کیونکہ ہوا پرست خود غرض ہوتا ہے اور خود غرض کی بات متہم ہوتی ہے۔ موجبِ سکون اور لائقِ اعتبار نہیں ہوتی، یہ سب وہی مطاعنِ روایت ہیں جن سے روایت مجروح اور مخدوش ہو جاتی ہے، آخر میں ان منفی اوصاف کی نفی کی علت پر مطلع فرمایا کہ وہ راوی کا صاحبِ وحی ہونا ہے جو پیغمبر کے سوا دوسرا نہیں ہوتا، اور نبوت و رسالت ایک ایسا اعلیٰ مقام ہے کہ اس کے ساتھ ضلالت، غوایت اور ہوائے نفس کبھی جمع نہیں ہو سکتی۔ پس نبوت کے وصف کو اول تو صراحتاً ذکر ہی نہیں کیا گیا اور وحی کے لفظ سے کنایۃً اگر ذکر بھی فرمایا تو منصب کی حیثیت سے نہیں بلکہ مطاعن روایت کے دفعیہ کے سلسلے میں بطور علت دفع ذکر فرمایا کہ جس ذات میں وحی و نبوۃ موجود ہیں وہاں ضلالت و غوایت اور ہوائے نفس کا کیا کام جس سے خبر غیر معتبر ہو جائے، اس سے صاف واضح ہے کہ خبر فرد کے اعتبار و حجیت کو وصفِ رسالت کے دباؤ سے نہیں منوایا جا رہا ہے بلکہ رسول کی روایت کو معیارِ روایت پر پورا پورا اترنے اور اصولِ روایت کی رُو سے مطاعنِ روایت سے پاک ہونے کی وجہ سے واجب الاعتبار قرار دیا جا رہا ہے تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ رسول کی روایت وصفِ رسالت سے الگ ہو کر اصولِ روایت کی رُو سے بھی واجب الاعتبار اور حجت و سند ہے اور ظاہر ہے کہ رسول کی یہ خبر جس کے نطق کی اس آیت میں اطلاع دی گئی ہے خبر فرد ہے تو خبر فرد کے وجود اور حجیت کا واضح ثبوت اصول روایت کی رُو سے بھی قرآن سے نکل آیا۔

خبر فرد کا ثبوت قرآن نے غیر انبیاء کی نوع سے بھی دیا ہے

لیکن اس پر بھی اگر کوئی یہی کہے جائے کہ رسول کی بہرحال غیر معمولی شخصیت ہے اس لئے عمومی اور معمولی شخصیتوں کی خبر فرد کا ثبوت تو معمولی ہی قسم کی شخصیتوں کی روایت سے ہو سکتا ہے نہ کہ پیغمبروں کی غیر معمولی شخصیتوں سے، تو میں عرض کروں گا کہ قرآن نے اس کے بارے میں بھی ہمیں روشنی بخشی ہے اور خبر فرد کا ثبوت غیر رسول اشخاص سے بھی نظم قرآنی ہی میں موجود ہے ارشاد ہے۔

وَجَاءَ رجل من اقصا المدینۃ یسعٰی قال یموسٰی ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من النّٰصحین فخرج منھا خائفا یترقب

اور ایک شخص شہر کے کنارے سے دوڑتے ہوئے آئے کہنے لگے کہ اے موسیٰ اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ چلد یجئے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں پس موسیٰ وہاں سے نکل گئے خوف اور دہشت کی حالت میں (سورہ قصص پارہ ۲۰)

ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو خبر دینے والا پبلک کا ایک معمولی آدمی ہے موسیٰ علیہ السلام نے اس کی خبر مان لی جو بلاشبہ ایک فرد کی روایت تھی جماعت کی نہ تھی اور اس سے اثر بھی لیا قلب پر تو خوف کا اور ظاہر پر خروج کا فخرج منھا خائفا اس خبر فرد کو موسیٰ علیہ السلام نے مانا اور اُس سے اثر اس لئے لیا کہ راوی میں کوئی طعن مطاعن روایت میں سے محسوس نہ کیا۔ چنانچہ اس نے اپنی روایت کی توثیق خود یہ کہہ کر کی کہ انی لک من الناصحین (میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں) اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ خبر ہوائے نفس یا کسی کے بہکائے سکھائے سے غلط نہیں دے رہا ہوں بلکہ آپ کا خیر خواہ ہوں اور مخلصانہ طریق پر مطلع کرنے آیا ہوں، ظاہر ہے کہ اوصافِ راوی کے سلسلے میں سب سے بڑا وصف بے لوثی ہے جس سے خبر کی پوزیشن صاف ہوتی ہے۔ پس شخص واحد روایت کرے جو پیغمبر نہیں اور پیغمبر اس کی روایت کو قبول کر کے اُس سے اثر لے یعنی نبی غیر نبی کی روایت کو مان لے تو کیا اس سے بھی بڑھ کر خبر فرد کے ثبوت کے اور اُس کی حجیت کے معتبر ہونے کا کوئی اور ثبوت ہو سکتا ہے؛ کہ وہ غیر نبی کی خبر ہو اور نبی کی قبول کردہ ہو حالانکہ نبی کی ثقاہت و عدالت کے سامنے غیر نبی کی ثقت و عدالت کوئی چیز ہی نہیں سمندر اور قطرہ کی بھی نسبت نہیں لیکن پھر بھی فرد واحد کی روایت اس لئے مان لی گئی کہ روایت اصولِ روایت کے مطابق تھی اور راوی متہم نہ تھا، مجروح نہ تھا اور ہوائے نفسانی سے خبر نہیں دے رہا تھا، بہرحال خبر فرد کا ثبوت قرآن نے ایک طرح سے نہیں بلکہ مختلف اندازوں سے پیش کیا ملائکہ کی نوع سے لے کر انبیاء تک اور انبیاء کی نوع سے لے کر غیر انبیاء تک کی نظیریں اس بارے میں پیش کیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خبر واحد کی اس قسم خاص (خبر فرد) کے اثبات میں قرآن کو بہت زیادہ اہتمام ہے گویا منکرینِ حدیث کے برعکس اور علی الرغم قرآن اس خبر کے اثبات پر زیادہ زور دے رہا ہے جس سے منکرین زیادہ گریزاں ہیں، یعنی خبر فرد جسے وہ قابل التفات بھی سمجھنا نہیں چاہتے اگر کسی حد تک کچھ مانتے ہیں تو خبر متواتر کو تو کچھ مان لیتے ہیں جس کے لئے قرآن نے اپنی کوئی خصوصی نص بھی پیش نہیں کی صرف اپنے کو پیش کر دیا ہو جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ منکرینِ حدیث دراصل منکرینِ قرآن بلکہ دشمنانِ قرآن ہیں اور یہ بھی کہ قرآن ان کا دشمن اور اُن سے گریزاں ہے۔ وہ اگر خبر فرد کو بالکل ہی نسیاً منسیاً کر دینا چاہتے تھے تو قرآن نے اسی کو اپنی آیتوں کے عدد ہی تواتر سے ثابت کیا اور وہ متواتر کو ماننا چاہتے تھے تو اس کے اثبات کا کچھ زیادہ اہتمام نہ کیا بہرحال خبر فرد کے سلسلۂ روایت میں کچھ خصوصی اہمیت ہے جس کی طرف قرآن حکیم نے کئی کئی اندازوں سے توجہ دلائی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فاسق کی خبر کو کلیتاً رد نہیں کیا گیا

حتیٰ کہ قرآنِ حکیم نے خبر فرد کے اثبات میں اسی پر بس نہیں کر دی کہ ملائکہ، انبیاء اور عوام کی خبروں کے ہی نظائر پیش کر دیئے ہوں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یا یوں کہنا چاہیئے کہ اور زیادہ تنزل کر کے فاسق کی خبر فرد کا بھی اعتبار کر لیا اور اسے بھی کلیتہً رد نہیں کیا شرط البتہ تبیین و تحقیق کی لگا دی کہ تحقیق اور چھان بین کے بعد اسے بھی قبول کر سکتے ہو۔ چنانچہ ارشاد فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ہ (اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانستگی میں کسی قوم پر تم مصیبت ڈھاؤ اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ۔)

اس سے واضح ہے کہ شخصِ واحد کی خبر اس فاسق ہونے کے باوجود بھی معتبر اور حجت ہونے کی شان رکھتی ہے بشرطیکہ تحقیق میں آ جائے۔ اور حجت بھی ایسے اہم معاملات میں جن کے بگڑ جانے کی صورت میں ندامت اٹھانی پڑے جو کسی اہم اور بڑے ہی معاملہ کی شان ہوتی ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ شخصِ واحد کی خبر بھی قرآنی اصول پر قابلِ رد یا غیر معتبر نہیں بلکہ تبیین و تحقیق کے بعد معتبر اور بڑے بڑے معاملات میں حجت ہو جاتی ہے جس پر دیانتاً معاملہ کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ رد کا اگر کیا ہے تو قبل از تحقیق اس پر عمل کرنے سے نہ کہ مطلقاً، ورنہ یوں کہا جاتا کہ فاسق اگر کوئی خبر لائے تو ہرگز اس کی بات کا اعتبار مت کرو نہ یہ کہ تحقیق کے بعد اسے مان لو اور معتبر سمجھو، پس تحقیق کی شرط اس لئے لگائی گئی کہ خبر دہندہ اور روایت کنندہ کے فسق و فجور سے اس کی خبر میں جو بے اعتباری کی گنجائش پیدا ہو گئی تھی وہ ختم ہو جائے اور خبر قابلِ اعتبار بن جائے مگر خبر بہر حال وہ ایک ہی کی رہے گی۔ اس لئے صاف ثابت ہوا کہ ایک کی روایت معتبر اور معاملات میں حجت ہے۔ اب اگر خبر دینے والا فرد فاسق بھی نہ ہو بلکہ غیر متہم اور غیر مجروح ہو جیسے رجل لیسے کی خبر تو وہ بلا تبیین بھی اس اصول سے قابلِ قبول بن سکتی ہے اور اگر راوی غیر مجروح ہونے کے ساتھ ساتھ عادل و متقی متدین اور امین بھی ہو جیسے ملائکہ و انبیاء اور صلحا تو اس اصول پر اس کی بلا داسطہ خبر کو معتبر ماننے کے لئے قطعاً تبیین و تحقیق کی ضرورت نہیں رہنی چاہیئے لیکن اگر وسائط کیوجہ سے اس پر بھی تحقیق و تبیین کر لی جائے تو پھر تو یہ خبر بطریقِ اولیٰ واجب الاعتبار بن جائیگی مگر بہر صورت رہے گی خبر فرد ہی اس لئے خبر فرد جسے خبر غریب بھی کہتے ہیں قرآن کی رو سے معتبر اور حجت ثابت ہوگی گو اس کی حجیت درجۂ ظن ہی کی حد تک ہو کہ ظنیات بھی شرعاً حجت اور معاملات میں قانوناً مؤثر ہوتے ہیں کیونکہ ظنیات کے معنی وہمیات میں نہیں، بلکہ صرف اس کے ہیں کہ خبر پر وثوق و اعتماد کے ساتھ جانب مخالف کا احتمال بھی باقی رہے نہ یہ کہ اصل خبر بے اعتبار اور قابلِ رد ہو جائے۔ البتہ اس کے ساتھ اگر اس راوی واحد کی روایت کی جو ثقہ اور عادل ہے تحقیق بھی کر لی جائے یعنی اس خبر کے متابعات و مؤیدات اور شواہد و قرائن بھی فراہم ہو جائیں تو پھر اس خبر فرد سے ظن اس حد تک بھی ہو سکتا ہے کہ وہ یقین کی سرحد سے جا ملے، اور ایسی خبر اگر قطعیت کے ساتھ درجۂ یقین تک نہ پہنچے گی تو شبہ یقین تک ضرور پہنچ جائے گی، جس کا نام اصطلاح میں غلبۂ ظن ہے، سو ایسی خبر اصول و آئین کی رو سے نہ رد کی جا سکتی ہے نہ غیر معتبر ٹھیرائی جا سکتی ہے جب کہ قرآن خبر فرد کے سلسلے میں ایک فاسق کی خبر کو بھی کلیتہً غیر معتبر نہیں ٹھیراتا بلکہ بعد تبیین اسے معتبر قرار دیتا ہے تو ایک ثقہ اور عادل کی خبر کو اس قرآنی اصول کی روشنی میں کیسے رد کیا جا سکتا ہے؟ اس لئے خبر فرد اور اس کی حجیت کا ثبوت آیاتِ بالا سے بہت کافی وضاحت کے ساتھ ہو جاتا ہے اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خبر فرد کی حجیت کا منکر ان ساری آیتوں کا منکر ہے جسے بلاشبہ منکرِ قرآن کہا جائے گا، اور نہ صرف منکرِ قرآن بلکہ تمام کتبِ سماوی اور تمام اخبار ملائکہ و انبیاء کا منکر ثابت ہوگا۔ عیاذاً باللہ

خبر غریب اور متواتر اور عزیز و مشہور کا ماخذ قرآن ہے تو بقیہ اقسام جو ان چار کی فرع ہیں ان کا ماخذ بھی قرآن ہی ہوگا

بہر حال عدد کے لحاظ سے جبکہ یہ چار قسمیں حصر کے ساتھ اساسی اور معیاری ثابت ہو گئیں تو ایک قدرتی تقاضا یہ ہے کہ اس نوع کی بقیہ اقسام ان چاروں ہی کی فرع ہوں اور ان کے ثبوت کے ضمن میں خود بھی ثابت شدہ سمجھی جائیں وجہ یہ ہے کہ سلسلۂ سند میں راویوں کی قلت و کثرت کا وہ عدد جس سے حدیث کی بنیادی قسمیں بنتی ہیں۔ ایک سے شروع ہو کر چار ہی پر ختم ہو جاتا ہے اور چار ہی اساسی قسمیں بن جاتی ہیں جیسا کہ ابھی گذرا کہ ایک ایک راوی کی روایت ہو تو خبر غریب، دو دو کی ہو تو خبر عزیز، تین تین کی ہو تو خبر مشہور اور تین و چار کی قید سے بالاتر ہو کر اتنے ثقہ اور عادل راویوں سے منقول ہو کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عادتاً محال ہو تو خبر متواتر ہے۔ حدیث کی یہی چار قسمیں بلحاظِ عددِ رواۃ تمام اقسام کی جڑ بنیاد ہیں۔

چار سے زیادہ والی روایت ہو تب بھی ان ہی چار کی فرع ہوگی اور ایک سے کم والی روایت ہو تب بھی ان ہی چار کی شاخ کہی جائے گی کیونکہ یا وہ چار پر اضافہ ہوگا یا چار کا نقصان دونوں صورتوں میں نسبت ان چار ہی سے باقی رہے گی جس سے یہ کمی بیشی پہچانی جاوے گی۔ مثلاً اگر راویوں کا عدد چار سے بڑھ جائے اور اوپر سے نیچے تک جماعتیں روایت کریں تو وہ تواتر طبقہ ہو جائے گا جو قرآنِ کریم کی روایت کی شان ہے۔ مگر یہ خبر متواتر ہی کی ایک نوع اور قسم کہلائے گی۔ خبر متواتر سے الگ کوئی مستقل قسم نہ ہوگی کیونکہ کسی شئے پر اضافہ اس شئے ہی کا تتمہ کہلاتا ہے جو اس کے تابع ہوتا ہے نہ کہ اس سے الگ مستقل نوع، اسی طرح ان روایتوں میں سے ایک ایک راوی والی روایت میں سے اگر کہیں ایک سے بھی عدد گھٹ جائے جس ایک سے خبر غریب بنتی تھی تو وہ روایت رتبہ میں خبر غریب سے کم سہی مگر خبر غریب ہی کی شاخ کہلائے گی۔ مثلاً اگر ابتداءِ سند میں (جو ہماری جانب ہے) ایک راوی کم ہو جائے تو وہ حدیث معلق کہلائے گی، انتہاءِ سند (جو صحابی کی جانب ہے) ایک راوی گھٹ جائے تو وہ مرسل کہلائیگی اور درمیان میں سے گھٹ جائے تو معضل کہلائے گی، مگر یہ تینوں قسمیں خبر غریب ہی کی شاخ شمار ہوں گی کیوں کہ یہ سب ہی ایک ایک راوی والی روائتیں ہیں جنہیں کہیں کہیں ایک سے بھی عدد گھٹتا گیا ہے، پس مذکورہ بالا چار کے عدد پر اضافے سے پیدا شدہ قسم متواتر کی قسم ہوگی اور ایک کی کمی سے پیدا شدہ قسم غربت کی قسم ہوگی۔ اس لئے جو ماخذ خبر غریب اور خبر متواتر کا ہوگا وہی ان فرعی اقسام کا بھی ہوگا کیونکہ یہ نئی اقسام نہیں بلکہ وہی خبر غریب اور خبر متواتر ہیں جن میں فرق اگر ہوا ہے تو عدد کی قلت و کثرت کی وجہ سے صفات اور احکام کا ہوا ہے، خبر کی ذات کا نہیں ہوا، ذاتِ خبر کی وہی کی وہی ہے جسے غریب یا متواتر کہا گیا تھا۔ اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ خبر غریب اور متواتر اور عزیز و مشہور کا ماخذ قرآن ہے تو ان کی فرعات کا ماخذ بھی قرآن ہی ہوگا جب کہ یہ فرعات ذرا سے صفاتی فرق سے بعینہ وہی اصل ہیں اس لئے بے تکلف دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ عددِ رواۃ کی قلت و کثرت سے پیدا ہونے والی تمام اقسام حدیث قرآن سے ثابت ہیں کیونکہ جب ان کے اصول قرآن سے ثابت ہیں تو یہ فروع بھی یقیناً قرآن سے ثابت ہیں۔ بالخصوص جبکہ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اوصافِ رُواۃ کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں

پھر قرآن حکیم نے اسی پر بس نہیں کی کہ عددِ رُواۃ کے لحاظ ہی سے حدیث کی اساسی قسموں پر روشنی ڈالی ہو بلکہ حدیث کی ان بنیادی قسموں کی طرف بھی اصولاً راہ نمائی کی ہے جو راویوں کے عدد کے لحاظ سے نہیں بلکہ اُن کے اوصاف کے لحاظ سے پیدا ہوتی ہیں اور اپنی نوع کی بقیہ اقسام کے لئے معیار و منشاء کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ حدیث کی دوسری تقسیم اوصافِ رواۃ کے لحاظ سے کی جاتی ہے اور ان ہی اوصاف کے معیار سے راوی کے ثقہ و غیر ثقہ، معتبر و غیر معتبر اور پھر اعتبار کے تفاوت درجات یا اعلےٰ وادنیٰ کا فیصلہ کیا جاتا ہے، سو ان اوصاف کی بنیادیں بھی قرآن کریم ہی نے قائم کی ہیں، جیسا کہ عددی روایتوں میں راویوں کی معیاری تعدادیں بھی قرآن ہی نے معیّن کی تھیں۔

دو اصولی صفات عدالت اور ضبط

چنانچہ پہلے اس پر غور کیجئے کہ راوی کے وہ تمام اوصاف جو بلحاظِ روایت اسکی قبولیت کا معیار بن سکتے ہوں دو اصولی صفات کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ عدالت اور ضبط اگر روایت کے راوی عادل ہوں جنمیں عدالت کا فقدان یا نقصان نہ ہو اور ضابط ہوں جنمیں حفظ ضبط اور تیقظ و بیداری کا نقصان یا فقدان نہ ہو اور قلت عدالت و ضبط سے جو کمزوریاں راوی کو لاحق ہوتی ہیں جن کی تفصیل آگے آتی ہے اُن سے راوی پاک ہوں اور ساتھ ہی سند مسلسل اور متصل ہو تو وہ روایت صحیح لذاتہ کہلائیگی جو اوصاف راوی کے لحاظ سے روایت کا اعلیٰ مرتبہ ہے، کیونکہ اس میں عدالت و ضبط مکمل طریق پر موجود ہے جو راویوں کو ثقہ اور معتبر ثابت کرتا ہے اس لئے اس دائرہ میں حدیث کی یہ قسم بنیادی اور اساسی کہلائے گی۔ اس کے بعد جو قسم بھی پیدا ہوگی وہ اُن اوصاف کی کمی بیشی اور نقصان یا فقدان سے پیدا ہوگی اس لئے وہ اسی خبر کی فرع کہلائے گی،

نقصان و فقدانِ عدالت

مثلاً اگر راوی ساقط العدالت ہو تو اس نقصانِ عدالت یا فقدانِ عدالت سے پانچ اصولی کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں جنھیں مطاعنِ حدیث کہا جاتا ہے۔

کذب، تہمت کذب، فسق، جہالت، بدعت، یعنی راوی کاذب ہو یا کذب کی تہمت لئے ہوئے ہو یا فاسق ہو یا جاہل و نادان ہو یا بدعتی ہو تو کہا جائیگا کہ وہ عادل نہیں اس لئے اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں،

نقصان یا فقدانِ ضبط

اسی طرح اگر راوی ضابط نہ ہو تو اس نقصان حفظ یا فقدان حافظہ سے بھی پانچ ہی کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں جو روایت کو بے اعتبار بنا دیتی ہیں۔ فرطِ غفلت، کثرۃ غلط، مخالفت ثقاۃ، وہم، سوءِ حفظ یعنی راوی غفلت شعار و لاابالی ہو جس میں تیقظ و احتیاط اور بیداری مغز نہ ہو یا کثیر الاغلاط ہو یا ثقہ لوگوں سے الگ نئی اور مخالف بات کہتا ہو یا وہمی ہو کہ سے خود ہی اپنی روایت میں شبہ پڑجاتا ہو یا حافظہ خراب ہو یا بھول بھول جاتا ہو تو کہا جائے گا کہ یہ راوی ضبط و حفظ کا مضبوط نہیں اس لئے اسکی روایت کا کچھ اعتبار نہیں، لیکن اس نقصانِ عدالت و ضبط یا ان دس مطاعن کے درجات و مراتب ہیں اگر ان صفاتِ عدل و ضبط میں کوئی معمولی سی کمی ہو مگر روایت کے اور طریقوں اور سندوں کی کثرت سے ان کمزوریوں کی تلافی ہو جائے تو اس حدیث کو صحیح لغیرہ کہیں گے، اگر یہ تلافی اور جبر نقصان نہ ہو اور وہ معمولی کمزوریاں بدستور قائم رہ جائیں تو حدیث حسن لذاتہ کہلائے گی اور اس حالت میں بھی کثرۃ طرق سے تلافیٔ نقصان ہو جائے تو حدیث حسن لغیرہ کہلائے گی۔ اور اسی نسبت سے ان کے اعتبار اور حجیت کا درجہ قائم ہوگا

صحیح لذاتہ اوصافِ رواۃ کے لحاظ سے اساسی اور بنیادی قسم ہے جسکی بنیاد قرآن نے رکھی ہے

پس اوصافِ رواۃ کے لحاظ سے حدیث کی یہ چار اساسی قسمیں نکل آئیں صحیح لذاتہ صحیح لغیرہ حسن لذاتہ حسن لغیرہ اور ان میں بھی بنیادی قسم صرف صحیح لذاتہ ہے جو اپنے دائرہ میں سب سے اونچی قسم ہے بقیہ تین قسمیں اسی میں کمی آجانے سے بن جاتی ہیں جیسے عددی روایتوں میں بنیادی قسم متواتر تھی اس میں کمی اور کمزوری آجانے سے بقیہ تین قسمیں بن جاتی تھیں۔

پھر ان تین قسموں میں مطاعن کی کمزوریوں میں سے کوئی کمزوری اگر اور زیادہ بڑھ جائے تو حدیث ضعیف کی اور قسمیں پیدا ہو جائیں گی، مثلاً اگر عدالت کی کمی کذبِ راوی سے ہو تو وہ حدیث موضوع کہلائے گی۔ تہمت کذب سے ہو تو متروک جہالت راوی سے ہو تو مبہم، یا مثلاً اگر ضبط راوی میں کمی بوجہ فرطِ غفلت یا کثرۃ غلط یا مخالفت ثقاۃ کے مطاعن پیدا ہو جائیں تو حدیث شاذ کہلائے گی یا وہم و نسیان راوی ہو تو معلل یا سوئے حفظ ہو تو مختلط کہی جائے گی، مگر یہ ساری قسمیں اگر غور کیا جائے تو اُن ہی مذکورہ تین قسموں بلکہ ایک ہی بنیادی قسم صحیح لذاتہ میں کمی اور کمزوری آجانے اور اس کمزوری کے متفاوت مراتب نمایاں ہو جانے سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے ان سب کو اسی ایک اونچی قسم کی شاخیں کہا جائے گا۔ اس لئے جو ماخذ اس ایک قسم کا ہوگا وہی ان سب کا بھی ہوگا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ خبر صحیح لذاتہ کا ماخذ قرآن کریم ہے، اول تو خود قرآن کی روایت ہی صحیح ہے، اس لئے بھی صحیح الذاۃ کا ماخذ قرآن ہی ثابت ہوگا، پھر قرآن ہی نے صحیح لذاتہ کی شرائط و صفات کا قانون وضع کیا ہے اس لئے بھی وہی ماخذ ہے چنانچہ روایت کے راویوں کے ان دونوں بنیادی اوصاف عدالت و ضبط کو خبر کے رد و قبول کا معیار قرآن ہی نے قرار دیا ہے جو صحیح لذاتہ کی جوہری حقیقت ہے کیونکہ قرآن نے اوصافِ رواۃ کی یہ دو بنیادی شاخیں عدالت و ضبط شہادۃ میں قائم کی ہیں اور ہم سابق میں عرض کر چکے ہیں کہ شہادۃ درحقیقت روایت ہے اس لئے خبر شہادت کے لئے شاہد میں عدل و ضبط کی قید درحقیقت جنسِ خبر کی راوی میں قید لگائے جانے کے مترادف ہے، کیونکہ خبر ہونا دونوں جگہ قدرِ مشترک ہے، یہ الگ بات ہے کہ شہادۃ قانونی خبر ہے تو اس کے راوی میں عدالت و ضبط بدرجہ کمال ہونا چاہئے اور روایت محض دیانی خبر ہے تو اس میں ان اوصاف کی کمی بیشی بھی حسبِ تفاوتِ مراتب قابل قبول ہے، لیکن نفس خبر کیلئے بہرحال راوی کا عادل و ضابط ہونا ضروری ہے۔ سو قرآن حکیم نے شہادۃ کے لئے عدالت کی شرط تو اس آیت میں لگائی۔

وَاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ اور عادل لوگوں کو اپنے میں سے گواہ بنا لیا کرو اور شہادۃ قائم کرو۔

اس سے شاہد کی شہادت کے قبولیت کا معیار عدالت نکلا جو درحقیقت خبر کے قبول کا معیار ہے۔ شہادۃ کے لئے دوسری شرط قرآن نے حفظ و ضبط ذکر کی کہ شاہد کا حافظہ بھی متہم نہ ہو جس کا اصطلاحی لقب ضبط ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا گیا وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی الآیہ ۔ اور گواہ بنالیا کرو مردوں میں سے دو کو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم پسندیدہ سمجھو گواہوں میں سے کہ ایک ان سے بھول جائے تو دوسری یاد دلادے ۔

حاصل یہ ہوا کہ گواہوں میں اگر عورت ہو تو عورت کے لئے ایک مرد کی جگہ دو کی قید اس لئے رکھی گئی کہ اگر ایک سے بھول چوک ہو جائے جو عورت میں بوجہ معاملات میں زیادہ دخیل اور باسوخ نہ ہونے اور عدالتی کاموں سے سابقہ کم پڑنے کے زیادہ محتمل ہے تو دوسری یاد دہانی کا فرض انجام دے تاکہ شہادۃ اور روایت واقعہ میں نسیان سے غلطی نہ ہونے پائے جس سے معاملہ بگڑ جائے ، اس سے واضح ہے کہ راوی شاہد میں بھول چوک کا غالب احتمال ہوتے ہوئے اس کی شہادۃ و روایت معتبر نہیں رہتی جب تک کہ اس احتمال نسیان کی تلافی کی صورت پیدا نہ ہو جائے ظاہر ہے کہ جب احتمال نسیان بھی روایت کو مخدوش کر دیتا ہے تو خود نسیان کی صورت میں تو شہادۃ و روایت کا اعتبار کیا ہی باقی رہ سکتا ہے۔ اس سے یہ اصول نکل آیا کہ راوی یا شاہد ناقص الحفظ اور قلیل الضبط ہو تو اس کی روایت و شہادۃ معتبر نہیں ہو سکتی جس سے مطاعن حدیث کے دو بنیادی وصفوں پر روشنی پڑ گئی کہ وہ ضد عدالت یعنی ظلم ہے جسے فسق و فجور کہتے ہیں اور ضد حفظ یعنی نسیان ہے۔ پس یہ دونوں وصف جس درجہ میں بھی راوی میں ہوں گے اس کی روایت مخدوش ہو جائے گی ۔ باقی آیت کریمہ میں رفع نسیان کی حد تک عورت کی تخصیص اس لئے نہیں کی گئی کہ مرد کے لئے روایت میں نسیان اور بھول چوک قابل اعتراض یا مطاعن روایت میں سے نہیں بلکہ اس لئے کہ عورت میں اس قسم کے نسیان کا مظنہ غالب ہے جب کہ عادۃً اُسے ایسے عدالتی کاموں میں پڑنے کی نوبت شاذ و نادر ہی آتی ہے اور ساتھ ہی اس کا معاملاتی فہم بھی اتنا اونچا نہیں کہ بلا امداد غیرے قابل اعتماد ہو سو یہ تخصیص واقعہ کی خصوصیت ہوئی اصول میں تخصیص نہیں ہوئی ۔ نیز جب مرد کے لئے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ کی قید لگا دی گئی جس سے شاہد کے ساتھ طالب شہادۃ کی رضا ضروری ٹھہری اور ظاہر ہے کہ شاہد مرضی و پسندیدہ وہی ہو سکتا ہے جو شرائط شہادۃ یعنی حفظ و ضبط میں کمزور اور متہم نہ ہو اس لئے عورت کے لئے بوجہ مذکور اگر حفظ و ضبط صراحتۃً ذکر کیا گیا تو مرد کے لئے بعنوان رضا اُس کا تذکرہ فرما دیا گیا ۔ اِس لئے اِس اصول سے جو آیت کریمہ سے نکلا شہادۃ کے لئے اور جب کہ شہادۃ ہی ہے تو خبر اور روایت کے لئے خواہ اس کا راوی مرد ہو یا عورت ضبط و حفظ کا وجود ضروری ہے اور یہ کہ نسیان یا قلت حفظ روایت کے حق میں طعن اور سقوط اعتبار کا سبب ہے ۔ ادھر راوی کے لئے عدالت پہلی آیت سے ثابت ہو چکی ہے تو دونوں آیتوں کے مجموعہ سے خود بخود نکل آیا کہ قرآنی اصول پر ناقابل رد شہادۃ اور واجب التسلیم روایت وہی ہو سکتی ہے جس کے راوی عادل و ضابط ہوں اور اُن میں نہ ضعف عدالت ہو نہ ضعف حفظ بس ایسی ہی روایت کا نام محدثین کی اصطلاح میں صحیح لذاتہ ہے۔ خواہ اُسے ایک راوی روایت کرے یا دو تین یا اس سے زیادہ۔ اس لئے حدیث صحیح لذاتہ اوصاف رواۃ کے لحاظ سے اساسی اور بنیادی قسم ثابت ہوئی جس کی بنیاد قرآن عزیز نے رکھی اور اسکے راوی اوصاف عدالت و ضبط مشخص کیے۔ اس سے آگے بڑھ کر مزید تدبر کیا جائے تو واضح ہوگا کہ قرآن نے اوصاف رواۃ کے سلسلے میں صرف یہ دو بنیادی وصف ہی بیان نہیں کر دیئے جن کا نام عدالت اور ضبط ہے بلکہ ان کے نقصان و فقدان سے جو دس مطاعن روایت پیدا ہوتے ہیں ان کی طرف واضح اشارے فرما دیئے ہیں ، چنانچہ قرآن حکیم کی سند بیان کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے اس کے ابتدائی رجال پر روشنی ڈالی کہ خود حق تعالیٰ سے قرآن کی روایت کرنے والے تو جبرئیل امین ہیں اور ان سے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم روایت فرما رہے ہیں اس سلسلۃ الذہب کی کڑیوں اور ان کے اوصاف پر روشنی ڈالتے ہوئے قرآن نے فرمایا ۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۔ یہ قول ہے رسول کریم (جبریل) کا جو قوت والا ہے عرش والے کے نزدیک ذی رتبہ ہے اُس کی اطاعت کی جاتی ہے وہ امانت والا ہے اور تمہارا ساتھی (محمدؐ) مجنون نہیں ہے ، اس نے جبرئیل کو افق میں دیکھا ہے اور وہ غیب کے بارہ میں بخیل نہیں ہے اور وہ قول ہے شیطان رجیم کا ۔

رسول کریم سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں جنھوں نے قرآن کے ساتھ تقوّل کیا اور رسول اکرم کو پڑھ کر سنایا ، پس جبریل راوی اول ہیں ، قرآن نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ جبریل فرشتہ ہیں تو اُن کی ملکیت کی وجہ سے اس روایت کو واجب التسلیم سمجھو ۔ گویا ان کی بزرگی کا دباؤ مان کر روایت کو مانو نہیں بلکہ ان کی روایت کو بھی اصول روایت پر پرکھ کر ہی واجب القبول ہونے کا حکم کیا گیا ہے ، چنانچہ جبریل سے متعلق بیان فرمودہ اوصاف میں خصوصیت سے جو اوصاف قبول روایت سے متعلق ہیں وہ تین ہیں ۔ رسول ، کریم ، امین ۔ یعنی رسالت ، کرامت ، امانت اور ان ہی تین وصفوں سے چونکہ دسوں مطاعن حدیث منفی ہو جاتے ہیں اس لئے جبریل کی روایت واجب القبول ہوئی نہ کہ محض فرشتہ ہونے کی وجہ سے ، چنانچہ غور کیا جائے تو رسالت کی حقیقت علم ہے کیونکہ نبوۃ کی بنیاد ہی علم پر ہے اس لئے رسالت الٰہی درحقیقت علم الٰہی ہے ، اور جب کہ علم کی ضد جہل ہے تو جبریل امین کو رسول کہنے سے جہالت ان سے منفی ہو گئی ، جو دس مطاعن روایت میں سے ایک ہے ۔ پھر ظاہر ہے کہ رسالت ہی شریعت ہے جس کے لئے اتباع و انقیاد لازمی ہے ۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا ۔ (پھر ہم نے کر دیا تمہیں دالے پیغمبر ! امر کی شریعت پر سو آپ اس کا اتباع کیجئے ، اور متبع کبھی مبتدع نہیں ہو سکتا ، اس لئے رسالت ہی کے لفظ سے بدعت بھی منفی ہو جاتی ہے ۔ پھر جہالت ہی کا ایک شعبہ مخالفت ثقاۃ بھی ہے ۔ کیونکہ جس روایت کو بہت سے ثقہ لوگ روایت کر رہے ہوں ایک شخص اُن سب کے خلاف بالکل نئی بات کہے تو اُسے حقیقت نہیں مخالفت حقیقت کا نام دیا جائے گا اور راوی کا وہم کہا جائے گا ، جو علم کی قسم نہیں جہل کے اقسام میں سے ہے اس لئے رسالت کے لفظ سے جب جہالت منفی ہوئی تو مخالفت ثقاۃ بھی منفی ہو گئی ، اور اسی طرح وصف رسالت سے تین مطاعن روایت منفی ہوئے ۔ جہالت ، بدعت ، مخالفت ثقاۃ ۔ جبریل کی دوسری صفت کریم بیان کی گئی ہے ۔ کرامت کے لئے حسب نص قرآنی تقویٰ لازم ہے ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (تم میں سے سب سے زیادہ کرامت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ متقی ہو اور تقویٰ کے معنی حسب ارشاد قرآنی دین کے معاملے میں تذکر بلکہ یادداشت ذکر اور تیقظ کے ہیں ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۔ (جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں جب انھیں کوئی جماعت شیطانوں کی چھو دیتی ہے تو وہ بیدار ہو جاتے ہیں اور اچانک دیکھنے لگتے ہیں) اس سے واضح ہے کہ کریم (متقی یعنی ذاکر و متذکر) کبھی غافل و سہی الحفظ اور کثیر الاغلاط نہیں ہو سکتا ورنہ وہ ذاکر ہی کیا ہوا ؟ اس لئے صفت کرامت سے فرط غفلت وہم اور سوء حفظ اور کثرۃ غلط منفی ہو گئے ۔ پھر تقویٰ کی ضد فسق و فجور ہے چنانچہ عرف شرع اور لغت میں متقی کا مقابل فاسق آتا ہے اس لئے جو کریم ہو کر متقی ہوگا وہ کبھی فاسق نہیں ہو سکتا تو کریم ہی کے لفظ سے فسق کی صفت بھی منفی ہو گئی اس لئے صفت کرامت سے فرط غفلت ، کثرۃ غلط ، وہم ، سوء حفظ ، اور فسق چار مطاعن حدیث منفی ہوئے تیسری صفت امین فرمائی گئی جو روایت [illegible] کذب اور تہمت کذب کا ہونا واضح

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے اس لئے امانت سے کذب اور تہمت کذب کی صفت منفی ہوگئی۔ پس تین مطاعن جہالت۔ بدعت۔ مخالفت ثقات تو صفت رسالت سے منفی ہوئے پانچ مطاعن فرط غفلت کثرۃ غلط۔ وہم۔ سوء حفظ اور فسق صفت کرامت سے منفی ہوئے اور دو مطاعن کذب اور تہمت کذب صفت امانت سے منفی ہوئے اس طرح حدیث کے مطاعن عشرہ کی جبریل امین سے نفی ہوگئی۔

ادھر مثبت انداز میں انھیں ذی قوۃ کہا گیا کہ وہ کسی سے دبنے والے نہیں کہ دب کر کچھ کا کچھ کہدیں اور جان بوجھ کر دباؤ سے روایت کو غلط کردیں پھر عند ذی العرش مکین کہا گیا اگر مکین کے معنی مقیم کے ہیں تو حاصل یہ ہوا کہ وہ عرش والے خدا کے پاس رہتے ہیں انھیں اس سے غایت درجہ قرب ہے۔ بُعد کا نشان نہیں اس لئے روایت کو قریب سے لیتے اور سنتے ہیں بُعد کی وجہ سے جو شش آ [illegible] ہے کہ کچھ کا کچھ سن لیں اور روایت کردیں یہ ان سے ممکن نہیں اس لئے ان کا قول بلحاظ روایت بھی محفوظ ہے اور بلحاظ سماع بھی محفوظ ہے نہ سننے میں غلطی ہے نہ کہنے اور روایت کرنے میں کوئی [illegible] جس کو محدثین کی اصطلاح میں تحمل اور ادا کہتے ہیں یعنی تحمل روایت بھی مضبوط اور ادا روایت بھی مضبوط اس سے محدثین کی ان دو اصولوں (تحمل اور ادا) کا ماخذ بھی قرآن ہی ثابت ہوا اور اگر مکین کے معنی ذی عزت کے لئے جائیں تو حاصل یہ ہوگا کہ وہ عند اللہ باعزت اور دربار رب میں بارگاہ حق میں ان کا احترام ہے سو ایسا مقبول خداوندی روایت میں کتر بیونت سے کیسے کرسکتا ہے؟

پھر انھیں مطاع کہا گیا جس سے ان کی مقبولیت عامہ واضح کی گئی جس سے ان کی روایت کا کمال احترام نمایاں ہوتا ہے گویا وہ اور ان کی بات اس درجہ مقبول ہے کہ ملائکہ کا عالم ان کی بات سننے کے اشتیاق میں رہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ عند اللہ و عند الخلق ان کی محبوبیت و مقبولیت واضح کردی گئی جس سے راوی قرآن کی ذاتی پوزیشن بھی نمایاں ہوگئی اور روایت کے سلسلہ کے اوصاف بھی واضح ہوگئے۔ اور ساتھ ہی ان اوصاف کی اضداد بھی منفی ہوگئیں تو ثابت ہوگیا کہ قرآن کی روایت جو جبریل امین کے ذریعہ پیغمبر تک پہونچی محض اس لئے واجب التسلیم نہیں کہ وہ فرشتہ کی روایت ہے بلکہ اس لئے بھی واجب القبول ہے کہ وہ اصول روایت پر پوری اتر رہی ہے۔ ادھر قرآن کے دوسرے راوی حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہیں سو ان کی روایت کے بارہ میں بھی محض یہ کہدینے پر اکتفا نہیں کیا کہ وہ پیغمبر اور سرور انبیاء و رسل ہیں لہٰذا ان کی روایت کو مانو۔ بیشک قبول روایت کے لئے یہ سب سے بڑا سبب اور محرک ہے مگر ایسا کہدیئے جانے سے فنی طور پر اصول روایت کی روشنی میں روایت کا ثبوت نہ ہوتا جو منکر پر بھی حجت بن سکتا۔ اس لئے مقدس راوی ثانی کی توثیق بھی اصول روایت ہی کے لحاظ سے فرمائی گئی اور چار اوصاف بیان فرمائے گئے۔ تین منفی قسم کے اور ایک مثبت قسم کا۔ منفی اوصاف یہ ہیں کہ آپ مجنون نہیں ہیں ظاہر ہے کہ مجنون کی روایت قابل اعتبار نہیں ہوسکتی جب تک کہ راوی عاقل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ آپ غیب کے علوم کی اطلاع میں بخیل نہیں بلکہ افادۂ عامہ کا جذبہ رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ علم میں بخل ہو تو آدمی اس کے اظہار میں کتر بیونت اور قطع برید کرتا ہے جس سے روایت کبھی پوری ادا نہیں اور ناقص روایت سے مفہوم پورا نہیں ہوسکتا جو روایت کا سب سے بڑا عیب اور ادھ قسم (?) خیانت ہے مگر جو شخصیت افادی جذبہ رکھتی ہو اور اس میں علمی بخل کا نشان نہ ہو جو اکثر ارباب کمال میں ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی شخصیت روایت کی ادا میں ہمہ وقت کوشاں اور منہمک رہے گی اور اس سے نقص روایت کی غلطی کا ہوجانا ممکن نہ ہوگا۔ تیسرے یہ کہ یہ قرآن کسی شیطان رجیم کا قول نہیں بلکہ مقدس پیغمبر کا قول ہے شیطان سرچشمہ ہے تمام معائب و خبائث کا اور اس کے بالمقابل پیغمبر سرچشمہ ہوتا ہے تمام محاسن و کمالات کا جس سے پیغمبر کی جامعیت کمالات واضح کی گئی ہے جو روایت کی توثیق کیلئے کافی دلیل ہے۔ چوتھا وصف فرمایا گیا کہ انہوں نے جبریل کو افق مبین میں دیکھا ہے یعنی آپ جس راوی سے قرآن کی روایت لے رہے ہیں اس کا مشاہدہ آپ کو حاصل ہے جو روایت میں ایک بنیادی اور اہم مقام ہے پس پیغمبر میں جامعیت کمالات ثابت کرکے تو تمام ان مطاعن کی نفی کردی گئی جو جبریل سے کیگئی تھی اور رویت جبریل کا ذکر کرکے روایت کی بناء مشاہدہ پر ثابت کی گئی جو اصول روایت کے لحاظ سے بنیادی چیز ہے۔

صحیح لذاتہ کا انکار قرآن کی سینکڑوں آیتوں کا انکار ہے

اس سے واضح ہوگیا کہ قرآن حکیم نے نہ صرف اوصاف روایت کے دو بنیادی اصولوں عدالت اور ضبط ہی کو سامنے کردیا ہے بلکہ ان دو کی ضد سے جو اوصاف ذمیمہ اور روایت کے حق میں دس مطاعن پیدا ہوتے تھے ان کی بھی تفصیل فرمادی۔ بالفاظ دیگر فن روایت کی فنی بنیادیں کھولدیں جن سے صحیح روایتوں کا آئینی وجود عمل میں آیا اور فن روایت دنیا میں ظاہر ہوا جو اب تک نہ تھا۔ ساتھ ہی محدثین کی جلالت قدر بھی واضح ہوگئی کہ انہوں نے فن روایت کے وہ تمام اصول نکھار کر سامنے رکھدیئے جن کی بنیادیں قرآن نے قائم کی تھیں یعنی اتباع قرآن کی برکت سے ان کا ذہن ان تمام اصول روایت تک پہنچ گیا جو قرآن کے نظم میں لپٹے ہوئے بطور مخفی خزانہ کے محفوظ تھے۔ ظاہر ہے کہ جب اوصاف رواۃ کے لحاظ سے حدیث کی بنیادی قسم صحیح لذاتہ ہے جس کے بنیادی اوصاف دو ہیں۔ عدالت و ضبط اور ان دو کے فقدان سے اس کے منفی اوصاف دس ہیں فقدان عدالت سے پانچ کذب۔ تہمت کذب۔ فسق۔ جہالت۔ بدعت۔ اور فقدان ضبط سے پانچ فرط غفلت۔ کثرۃ غلط۔ مخالفۃ ثقات۔ وہم۔ سوء حفظ اور ان سب مثبت و منفی اوصاف کو صاف صاف قرآن حکیم نے بیان ہی نہیں کیا بلکہ ان کی بنیادیں رکھیں کسی کی عبارۃ النص میں اور کسی کی دلالت و اقتضاء میں اور پھر ان بنیادوں پر آئی ہوئی روایتوں پر دین و دنیا کے سارے معاملات فیصل کرنے کی بنیاد رکھی اس لئے حدیث صحیح لذاتہ کا انکار درحقیقت قرآن کی سینکڑوں آیتوں کا انکار ہے۔ اس لئے کسی منکر حدیث کیلئے جو اتباع قرآن کا نام نہاد مدعی ہے کم از کم اس روایت سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی جس کا نام صحیح لذاتہ ہے۔

اب رہیں اس دائرہ کی دوسری انواع حدیث جن کی تفصیل ابھی گذری سو وہ اسی صحیح لذاتہ سے پیدا شدہ ہیں کیونکہ صحیح لذاتہ کے راویوں کے اوصاف عدالت و ضبط میں نقصان یا فقدان سے یہ قسمیں حسب مراتب نقصان و فقدان بنتی ہیں اس لئے یہ ساری قسمیں اسی صحیح لذاتہ کی شاخیں اور فروع مانی جائیں گی کیونکہ ان کا وجود ہی صحیح لذاتہ کی طرف نسبۃ ہوجانے سے بنتا ہے چنانچہ ان کی تعریف میں اولاً اسی کا ذکر آئے گا اور کہا جائے گا کہ صحیح لذاتہ کیخلاف وصف کی کمی سے فلاں قسم بنی اور فلاں وصف کے نقصان سے فلاں قسم۔ اور ظاہر ہے کہ جب ان اقسام کا وجود بھی بلا صحیح لذاتہ کے ذکر کے سمجھ میں نہیں آسکتا تو یہ اسی کی کھلی علامت ہے کہ ان اقسام کا کوئی اپنا مستقل وجود نہیں بلکہ صحیح لذاتہ کے احوال و عوارض کے تابع ہے یہ احوال و عوارض گھٹتے بڑھتے ہیں تو یہ قسمیں بنجاتی ہیں ورنہ نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب ان اقسام کی اصل اصول

toobaa-elibrary.blogspot.com

یعنی صحیح لذاتہ اور اس کے رواۃ کے احوال و اوصاف کا ماخذ قرآن حکیم ہے تو ان توابع اور فروع کا ماخذ بھی قرآن ہی ماناجائے گا ورنہ ان کی ثابت شدہ تبعیت اور فرعیت باقی نہ رہے گی جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ اقسام ہی باقی نہ رہیں گی۔ اس لئے لامحالہ جیسے یہ وجود میں صحیح لذاتہ کے تابع ہیں ایسے ہی ثبوت میں بھی اسی کے تابع رہیں گی اور اس صحیح لذاتہ کا ثبوت قرآن سے واضح ہے جیسا کہ اسی تفصیل سے عرض کیا گیا تو ان کا ثبوت بھی قرآن ہی سے ثابت ہو گیا ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ تخم کا معدن تو زمین ہو اور شاخوں کا معدن زمین نہ ہو۔

قرآن نے دنیا کو روایت و حدیث کے موضوع سے آشنا کیا ہے جس پر وہ خود اور اس کا بیان (حدیث) قائم ہے

بہرحال ہم نے جنس حدیث کا ثبوت آیۃ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ سے پیش کیا پھر تعداد رواۃ کے لحاظ سے حدیث کی چار بنیادی قسموں میں سے ایک قسم متواتر کا ثبوت مجموعہ قرآن کی روایت اور پھر قرآن کے قرآن ہونے کی خبر سے پیش کیا جس کے ضمن میں جنس حدیث اور نفس روایت کا بھی مکرر ثبوت ہو گیا اور پھر ان چار میں سے بقیہ تین قسموں خبر مشہور خبر عزیز خبر غریب کا ثبوت الگ الگ صریح آیات سے پیش کیا جس سے اندازہ ہو جانا چاہیئے کہ راویوں کی عددی قلت و کثرۃ اور وحدۃ و تعدد کے معیار سے روایت کی جو بنیادی قسمیں بنتی ہیں اور محدثین نے فن مصطلحات الحدیث میں ذکر کی ہیں ان سب کی بنیادیں قرآن حکیم ہی کی قائم کردہ ہیں۔ پھر اسی طرح راویوں کے وہ اوصاف و اخلاق جن سے ان کی روایت قابل قبول بنتی ہے اور پھر ان میں بھی دو مرکزی صفات جن کی طرف تمام اوصاف رواۃ رجوع رکھتے ہیں قرآن حکیم ہی نے معین فرمائے اور وہ عدالت اور ضبط ہیں جس کے لئے دو واضح آیات پیش کی گئیں۔ پھر ان کے نقصان و فقدان سے جو دس مطاعن پیدا ہوتے ہیں ان کی اصلیں بھی قرآن ہی نے قائم کیں غرض حدیث کی روات کے اصول و فروع کی تاسیس قرآن نے کی جس سے نمایاں ہو جاتا ہے کہ حدیث کی جنس ہی نہیں بلکہ اس کی بنیادی قسموں اور اساسی اوصاف تک کی بنیاد بھی قرآن حکیم ہی نے رکھی ہے۔ اور کیوں رکھی؟ جواب یہ ہے کہ خود اپنی ہی ضرورت سے اُسے اپنی شرح و تفسیر منظور تھی تو اس نے روایت و خبر اور حدیث کے موضوع سے دنیا کو آشنا کیا جس سے اقوام عالم بے خبر تھیں وہ نہیں جانتی تھیں کہ روایت و سند کیا چیز ہے؟ اس کے صحت و سقم کا معیار کیا ہے؟ عدد کیا ہے؟ اور صفت کیا ہے؟ اور اس معیار سے طبعی طور پر کتنی قسمیں بن سکتی ہیں جن میں سے بعض بعض سے پیدا شدہ ہو سکتی ہیں اُن کے اعتبار و حجیت کے مراتب و درجات کیا ہونے چاہئیں ان کے احکام و شرائط کیا ہو سکتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ تاکہ اس فنی طریق روایت سے پیغمبر کے اقوال و افعال امت کے سامنے آئیں اور کلام الٰہی کی قولی و عملی تفسیریں اور دنیا اسوہ حسنہ سے روشناس ہو اس لئے اسناد و روایت اسلام کی ایک امتیازی خصوصیت ہے جو دوسرے مذاہب کو میسر نہیں کیونکہ قرآن نے ہی اس طریق استناد و تحقیق اور تبیین روایت کی اساس قائم کی ہے جس پر وہ خود بھی قائم ہے اور اس کا بیان (حدیث) بھی قائم ہے۔

قرآن کے نام پر سارے دین کو بے اعتبار بنانا دشمنان اسلام کا آخری منصوبہ تھا

اس لئے اسلام کے دشمنوں بالخصوص یہود و نصاریٰ اور اُن کی نفسانی اولاد پر جو اُن ہی کے رنگ پر پلی اور انہی کی تھی چاٹ کر پروان چڑھی اسلام کا یہ امتیازی نشان شاق ہوا تو انہوں نے حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اسے میٹ دینے کی کوشش کی حدیث اور اُس کے ساتھ قرآن کے طریق روایت پر شکوک و شبہات وارد کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو اُن کے دین سے بیزار کرنا چاہا۔ لیکن اس دین کے اصلی محافظ نے جو اس کا نازل کنندہ ہے اس کی حفاظت کی اور اُن کی تمام مساعی رائگاں گئیں تب انہوں نے بکمال نفاق سے آخری حربہ قرآن کے نام پر قرآنی دین کی روایت کو بے اعتبار بنانے اور بیان قرآن یعنی حدیث کو دنیا سے محو کر دینے کا منصوبہ بنایا لیکن قرآن نے انھیں پھٹکار دیا اور اُن کی وسیسہ کاریوں کو انھیں کے منہ پر مار کر ان کے علی الرغم حدیث و روایت کے سلسلہ میں حدیث سند حدیث مطاعن حدیث اوصاف رواۃ عدد رواۃ اس عدد کی قلت و کثرت سے پیدا شدہ اقسام حدیث اوصاف رواۃ اور ان کے قوت و ضعف کے معیار سے حاصل شدہ انواع روایت وغیرہ کا ماخذ قرآن نے خود اپنے کو بنایا۔ تاکہ کسی بوالہوس کو قرآن کی آڑ لیکر خود اسی کے بیان کو بے اعتبار بنانے کی جرأت نہ ہو۔ پس روایات حدیث عددی قسم کی ہوں یا وصفی قسم کی قرآن سے باہر نہیں جا سکتیں جب کہ قرآن ہی ان کے حق میں مؤسس ہے اور وہ کسی انسان کی اختراع و ایجاد سے پیدا نہیں ہو گئیں۔ البتہ ان کے رسمار و القاب اور ان کے احوال کی معتبر اصطلاحات علماء نے ان کے مناسب حال خود تجویز کر لئے سو اصطلاح کی تجویز کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ حقائق بھی ان کی اختراع کردہ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب حدیث کی قسموں کے یہ معیاری اصول اور ان کی بنیادی انواع و اقسام قرآن کی تاسیس سے قائم شدہ ہیں اور وہی ان کی فروعی اقسام کا بھی بواسطہ اصول ماخذ ہے تو انکار حدیث درحقیقت انکار قرآن ہے اور حدیث کی حجیت کا انکار فی الحقیقت قرآن کی حجیت کا انکار ہے۔

حفاظت الٰہی قرآن و بیان کی سینۂ نبوی تک!

پھر یہی نہیں کہ حدیث کی یہ بنیادیں ہی قرآن نے قائم کی ہیں اور وہ اُن کے حق میں صرف ماخذ ہی ہے بلکہ غور کیا جائے تو قرآن ہی نے حدیث کے محفوظ من اللہ ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے جس کے بعد انکار حدیث کی نہ صرف یہ کہ گنجائش باقی نہیں رہتی بلکہ یہ انکار پہاڑ سے سر پھوڑنے کے مترادف ثابت ہوتا ہے جس سے منکر کے ایمان میں یقیناً خلل پڑ سکتا ہے لیکن روایت و حدیث کے نظم میں کوئی ادنیٰ خلل نہیں آسکتا وجہ یہ ہے کہ قرآن کے ارشاد کے مطابق قرآن فہمی بلا بیان کے نہیں ہو سکتی اور یہ کہ بیان ہی سے مرادات خداوندی کھل سکتی ہیں اس لئے قرآن کی حفاظت کے معنی صرف اُس کے الفاظ کی حفاظت کے نہیں ہو سکتے بلکہ قرآن مع بیان کی حفاظت کے ہونگے کیونکہ قرآن حکیم میں ایک درجہ الفاظ و تعبیرات کا ہے جس کا تعلق قرأۃ خداوندی اور پیغمبر کی لسانی حرکت سے ہے اور ایک درجہ معانی و مطالب اور مرادات خداوندی کا ہے جس کا تعلق بیان خداوندی یا بیان نبوی سے ہے۔ پس قرآن کے تحفظ و بقاء کے معنی یہ ہیں کہ اُس کے الفاظ و تعبیرات بھی محفوظ ہوں اور معانی و مرادات یعنی بیان بھی محفوظ ہو۔ ورنہ اگر الفاظ کی حفاظت ہو جائے اور معانی کی رہ جائے تو گویا نصف قرآن کی حفاظت ہوئی اور نصف غیر محفوظ رہ گیا یا معانی کی حفاظت تو کیجائے اور الفاظ و تعبیرات کی چھوڑ دیجائے تو پھر بھی وہی نصف قرآن کی حفاظت ہوئی اور نصف کی رہ گئی اس لئے مکمل حفاظت جب ہی ہو سکتی ہے جب لفظ و معنی اور قرآن و بیان دونوں محفوظ کر دیئے جائیں ورنہ ناقص حفاظت ہو گی جسے حفاظت

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں کہا جا سکتا حالانکہ دعویٰ حفاظت کاملہ کا کیا گیا ہے جیسا کہ لفظ حافظون کے مطلق لانے سے واضح ہے اس بنا پر حق تعالیٰ نے دونوں ہی کی حفاظت کا ذمہ لیا کہ ایک کے بغیر دوسرے کا محفوظ رہنا دشوار تھا۔

چنانچہ جہاں تک حضور اکرم کی ذات کا تعلق ہے حق تعالیٰ نے اُن دونوں چیزوں کی حفاظت کی ذمہ داری عَلَيْنَا کے کلمہ سے فرمائی جو اپنے اوپر لازم کر لینے کے معنی میں آتا ہے یعنی عَلَيْنَا ہی کے کلمہ سے تو قرآن کی جمع و حفاظت کا سینۂ نبوی میں ذمہ ظاہر فرمایا اور ظاہر ہے کہ قرآن کے معنی مایقرأ کے ہیں یعنی پڑھے جانے کی چیز اور پڑھے جانے کی چیز ظاہر ہے کہ الفاظ ہی ہیں معنی نہیں ہو سکتے اس لئے اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ سے تحفظ الفاظ کا وعدہ ہوا۔ پھر عَلَيْنَا ہی کے کلمہ سے حضور کیلئے ان الفاظ کے مطالب و مرادات کھول دینے کا ذمہ لیا جسے بیان کہتے ہیں کیونکہ بیان کے معنی کھول دینے اور واضح کر دینے کے ہیں اور واضح معانی ہی کئے جاتے ہیں جو لفظوں میں مخفی اور لپٹے ہوئے ہوتے ہیں نہ کہ خود الفاظ کہ وہ ہر ایک حرف شناس کے لئے واضح ہوتے ہیں اس لئے ثم ان علینا بیانہ سے اس بیان کی حفاظت کی ذمہ داری واضح ہو گئی۔

پھر ثمّ کا لفظ بھی اس کی کھلی دلیل ہے کہ اس کے بعد علینا سے جو ذمہ داری لی جا رہی ہے اس کا پہلی ذمہ داری سے تعلق نہیں۔ ورنہ ثمّ کا لانا عبث ہو جائے گا۔ پس علینا کا تکرار اور ثم سے ان دونوں میں فصل ان دو ذمہ داریوں کو کھلے طور پر واضح کر دیتا ہے ایک الفاظ قرآن کی حفاظت کی اور ایک بیان قرآن کی حفاظت کی ظاہر ہے کہ اس بیان کو جو قرآن کے بارہ میں سینۂ نبوی میں ڈالا گیا جس تعبیر سے بھی ڈالا گیا ہو جب وہ حضور اکرم کے سینۂ مبارک میں کسی ملفوظ کی شکل میں خطور کرے تو وہ ہی حدیث نبوی ہے جس کا مضمون تو من اللہ ہے اور الفاظ من الرسول اور ثم علینا سے اسی بیان کو سینۂ نبوی میں محفوظ کر دینے کی ذمہ داری حق تعالیٰ نے فرمائی تو دوسرے لفظوں میں حدیث کے تحفظ کی ذمہ داری رسول کی ذات کی حد تک اللہ کی طرف سے ثابت ہو گئی۔ پس اگر قرآن (مایقرأ) ضائع نہیں ہو سکتا تو بیان (مایبیّن) بھی ضائع نہیں ہو سکتا حق تعالیٰ نے پہلی چیز یعنی الفاظ تو رسول تک بذریعہ قراءۃ پہنچائے۔ چنانچہ کہیں فاذا قرأناہ (جب ہم قراءۃ کرنے لگیں) فرما کر اپنے کو قاری ظاہر فرمایا اور کہیں نتلوا علیک (ہم تم پر اے نبی تلاوت کرتے ہیں) فرما کر اپنے کو تلاوت کنندہ فرمایا ادھر دوسری چیز یعنی مراد و مطالب کا بیان رسول تک بذریعہ تعلیم پہنچایا کیونکہ علم کا موضوع الفاظ کو پہنچانا نہیں ہوتا بلکہ الفاظ کے معانی و مطالب کا سمجھانا ہوتا ہے اور اس کو تعلیم کہتے ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو معلم رسول بھی فرمایا۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (اور ہم نے تعلیم دین تم کو وہ باتیں جو تم نہیں جانتے تھے اور تھا تم پر اللہ کا بڑا فضل) کہیں اس تعلیم کو ہدایت کے لفظ سے تعبیر فرمایا جس کا تعلق الفاظ سے نہیں معانی ہی سے ہے۔ چنانچہ کتاب الٰہی اور ایمان باللہ کے بارہ میں اپنا احسان جتاتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ہی اے نبی تمہیں ایمانی مقاصد کی ہدایت کی ورنہ تم اس سے پہلے ان باتوں سے واقف نہ تھے۔ ماکنت تدری ماالکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا۔

بہر حال قرآن کے الفاظ اور معانی تلاوۃ اور ہدایت و تعلیم کے ذریعہ پیغمبر تک بحفاظت تمام پہنچ گئے اور سینۂ نبوۃ میں جمع اور محفوظ ہو گئے۔

حفاظت الٰہی اس قرآن و بیان کی امت کی حد تک

گو سب جانتے ہیں کہ قرآن اُتارنے کا مقصد قیامت تک کے انسانوں کی تکمیل ہے جیسا کہ انّی رسول اللہ الیکم جمیعا سے واضح ہے۔ اس لئے محض رسول کی تعلیم اور ان پر تلاوۃ کر دینے سے یہ مقصد عظیم پورا نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یہ قرآن و بیان ساری امت تک اسی حفاظت سے نہ پہنچ جائے اور تاقیام قیامت اسی طرح محفوظ نہ ہو جائے جس طرح رسول تک پہنچا اور محفوظ ہو گیا تو حق تعالیٰ نے اسی تلاوت اور تعلیم و ہدایت کا ذمہ جو رسول کے لئے خود لیا تھا امت رسول کے لئے وہی ذمہ رسول کے سر عائد فرمایا کہ وہ امت کے لئے تلاوۃ آیات بھی کریں تاکہ الفاظ قرآنی امت تک پہنچ جائیں اور تعلیم و ہدایت کا سلسلہ بھی قائم کریں تاکہ مطالب و مرادات الٰہی بھی امت تک پہنچ جائیں اور اس طرح قرآن و بیان کے بکمال امانت و دیانت آگے تک پہنچتے رہنے کا سلسلہ قائم فرما دیں چنانچہ رسول کی ذمہ داریاں ظاہر کرتے ہوئے فرمایا گیا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ تحقیق احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین پر جب کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے ان کو پاکیزہ بناتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور دوسرے اُن لوگوں میں جو اب تک اُن سے ملے نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اس میں وہی تلاوۃ اور تعلیم کی ذمہ داری رسول پر ڈالی گئی ہے جس کی ذمہ داری رسول تک پہنچانے کی خود حق تعالیٰ نے لی تھی یہاں تک تو رسول پر منصبی ذمہ داری عائد کر دیئے جانے کی اطلاع تھی۔

لیکن یہ کہ رسول نے ذمہ داری کو عملی جامہ پہنایا یا نہیں اور قرآن کے ساتھ بیان قرآن امت تک پہنچ گیا یا نہیں تو تعلیم کے بارے میں فرمایا ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (اور تمہیں تعلیم دیتا ہے اس کی جو تم نہیں جانتے تھے) ۔ اور ہدایت کے بارے میں فرمایا وانک لتہدی الی صراط مستقیم (اور آپ اے پیغمبر البتہ ہدایت کرتے ہیں سیدھے راستہ کی) ادھر بیان کے بارے میں فرمایا وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم (اور ہم نے اے پیغمبر ان کی طرف یہ ذکر (قرآن) اتارا تاکہ آپ لوگوں کے لئے اس چیز کو کھول کھول کر بیان کر دیں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے) غرض جو تلاوۃ تعلیم بیان اور ہدایت اللہ سے رسول کی طرف آئی تھی بعینہ اسی کا رسول سے امت کی طرف آنا بھی ثابت ہو گیا اور خوب خوب نمایاں ہو گیا کہ قرآن کے ساتھ ابتداء نزول قرآن سے بیان لازم رہا ہے کیونکہ بلا بیان کے قرآن لفظ محض ہو گا جس کی مرادات اور مطالب کی تعیین و تشخیص لوگوں کی اپنی ہو گی جو محض ظنی اور قیاسی رہ جائے گی اس لئے تلاوۃ و قراءۃ کے ساتھ تعلیم و ہدایت اور بیان کی ذمہ داری خود صاحب قرآن نے لی جس سے صاف واضح ہے کہ قرآن

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے الفاظ بھی منزل من اللہ ہیں اور معانی و مرادات بھی منزل من اللہ ہیں جن کے اظہار کا نام بیان ہے اس لئے قرآن کے بارے میں اوّلین قاری حق تعالیٰ نے اپنے کو فرمایا جیسا کہ فاذا قرأ ناہ" سے ظاہر ہے ورنہ فاذا قرأتہ فرمایا جاتا اسی طرح بیان کے بارے میں اوّلین مبیّن اور مفسر قرآن بھی خود اپنے ہی کو فرمایا جیسا کہ ثم ان علینا بیانہ سے ظاہر ہے۔ ورنہ ثم ان علیک بیانہ فرمایا جاتا پس اپنے ہی کو قاریٔ اوّل اور اپنے ہی کو مبیّن اوّل فرما کر گویا اس کا دعویٰ فرمایا کہ الفاظِ قرآن ہوں یا مطالب قرآن یعنی بیان دونوں ہمارے ہی نازل کردہ ہیں اون میں سے کسی ایک میں بھی رسول کی انشاء یا ایجاد کو دخل نہیں اور دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔ نہ لفظ بلا معنی مراد کے کارآمد ہیں اور نہ مراد بلا مقررہ الفاظ کے تعبیر میں آسکتی ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر جہاں بھی نزول قرآن کا ذکر ہوگا وہاں نزول بیان بھی ساتھ ساتھ مراد لینا ضروری ہوگا کہ بغیر نزول معانی کے نزول الفاظ بے معنی ہے۔ ایسے ہی جہاں بھی حفاظت قرآن کا ذکر ہوگا وہاں بیان قرآن بھی اوس حفاظت میں شامل رکھا جانا ضروری ہوگا کہ بغیر حفاظت بیان کے قرآن کے الفاظ کی حفاظت بے معنی ہوگی۔ پس جبکہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر ہم ہی نے ذکر (قرآن) اوتارا۔

تو اس کا یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ ہم نے صرف الفاظ قرآن بلا معنی مُراد کے اتار دئیے۔ یا معانی بلا الفاظ کے نازل کر دئیے۔ بلکہ یہی اور صرف یہی مطلب لیا جائے گا کہ پورا قرآن یعنی الفاظ و معانی کا قرآن اتارا جس کے الفاظ بھی ہمارے ہی تھے اور معانی بھی ہمارے کیونکہ ہم نے ہی اوسے پڑھ کر رسول کو سنایا اور قرأۃ الفاظ کی ہوتی ہے اور ہم نے ہی بیان دیکر رسول کو سمجھایا اور سمجھانا معانی مُراد کا ہوتا ہے۔ غرض یہاں ذکر سے قرآن مع بیان مُراد ہوا کہ وہ دونوں نازل کردہ ہیں پس اسی طرح جبکہ اس آیت کے اگلے ٹکڑے میں قرآن کی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وانا لہ لحافظون اور ہم ہی اس قرآن کے محافظ ہیں۔ جس میں لہٗ کی ضمیر اوسی ذکر کی طرف راجع ہے جس کے معنی قرآن سے بیان کئے گئے تھے تو یہاں حفاظت کے دائرہ میں بھی وہی قرآن مع بیان ہی مُراد لیا جانا ضروری ہوگا۔ اور محافظت کا تعلق دونوں ہی سے ماننا پڑیگا۔ کہ قرآن اور اُس کے بیان کے ہم ہی محافظ ہیں ورنہ یہ حفاظت مکمل نہ رہے گی بلکہ ادھوری اور ناقص رہ جائے گی۔ حالانکہ آیت میں لحافظون مطلق لایا گیا ہے جس سے اصول عربیت کے مُطابق حفاظت کا فرد کامل مُراد لیا جانا ضروری ہے اور حفاظت کاملہ وہی ہے جو لفظ و معنی اور قرآن و بیان دونوں کو شامل ہو۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا جا چکا ہے۔ اسلئے آیت کے دعویٰ کا حاصل یہ نکلا کہ ہم ہی قرآن کے لفظوں کے بھی محافظ ہیں اور ہم اوسکے معنی اور بیان کے بھی محافظ ہیں۔ ورنہ اس کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے کہ وہ اوس کے الفاظ کے تو محافظ ہوں اور معانی کے نہ ہوں حالانکہ الفاظ کا مقصد معنی ہوتے ہیں جب مقصود ہی محفوظ نہ رہا تو وسائل محضہ کے محفوظ رہنے سے فائدہ ہی کیا ہوا ایسے ہی یہ بھی مطلب نہیں ہو سکتا کہ ہم اسکے معنی کے تو محافظ ہیں لفظوں کے محافظ نہیں درحالیکہ تعبیرات گم ہو جائیں تو معانی کی طرف رہنمائی ممکن نہیں کیونکہ بغیر الفاظ کے معانی موجود ہی نہیں رہ سکتے۔ چہ جائیکہ محفوظ رہیں۔ ہاں یہ صورت اوس وقت بن سکتی تھی کہ محافظون کو لفظ یا معنی کے ساتھ مقید کر کے لایا جاتا تو جس کی قید لگی ہوتی۔ صرف اوسیکی حفاظت مُراد ہوتی۔ لیکن مطلق لانے کا مطلب ہی یہ ہے کہ لفظ و معنی دونوں ہی اس حفاظت کے نیچے آئے ہوئے ہیں۔ بہرحال لفظ و معنی اور قرأۃ و بیان میں سے ایک بھی گم ہو جائے تو ذکر کی حفاظت باقی نہیں رہ سکتی جس کا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔ بلکہ ذکر ہی سرے سے باقی نہیں رہیگا۔ چہ جائیکہ وہ محفوظ رہے
وہی حفاظت اس قرآن و بیان کی تا قیام قیامت۔ پھر جیسا کہ لحافظون کا کلمہ اپنے مشمولات کی رُو سے مطلق ہے جس میں لفظ محض یا معنی محض مراد نہیں ہو سکتے بلکہ وہ اپنے اطلاق کی وجہ سے دونوں ہی کو شامل ہوگا۔ ایسے ہی یہ کلمہ (لحافظون) زمانوں کے لحاظ سے بھی مطلق ہے جس میں کسی ایک زمانہ کی قید لگی ہوئی نہیں ہے کہ یہ حفاظتِ لفظ و معنی صرف ماضی کی حد تک تھی یا صرف مستقبل اور حال کے لئے ہے بلکہ ہر زمانہ اوسکے اطلاق کے نیچے داخل ہے اور حاصل یہ ہے کہ ہم ماضی و حال اور مستقبل ہر زمانہ میں اوسکے محافظ ہیں۔ اندریں صورت کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اس حفاظت کو زمانہ نبوی یا زمانہ صحابہ کے ساتھ مقید کر دے ورنہ کلام خداوندی کے اطلاق کی تقیید لازم آئے گی جو تبدیل و تحریف کے ہم معنیٰ ہے۔ اس لئے اس حفاظت الٰہی کا دوام بھی ابدی آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔ بہرحال قرآن کے لفظ و معنی کی جو حفاظت خداوندی قرأۃ و بیان کے ذریعہ حسب دلالت علینا جمعہ اور علینا بیانہ رسُول کی ذات کی حد تک ثابت ہوئی تھی وہی حفاظت الٰہی اس قرآن و بیان کی امت کی حد تک اور وہ بھی تا قیام قیامت اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گئی خواہ اوس کا طریقہ محض نقل و روایت ہو یا خط و کتابت سو رسُول کی حد تک تو یہ قرآن و بیان بصورت الہام خداوندی روایت باطنی کے طور پر محفوظ رہا اور اُمت کی حد تک بصورتِ نقل و روایت ظاہری یا تحریر و کتابت کے طور پر محفوظ رکھا گیا اس لئے اس بیان قرآنی یعنی حدیث کا تحفظ من جانب اللہ، اللہ سے رسُول تک اور رسُول سے اُمت تک اور وہ بھی تا قیامت قرآن سے ثابت ہو گیا۔ فللہ الحمد۔
نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر اسلام آخری اور دائمی دین ہے اور قرآن آخری و دائمی کتاب ہے تو یہ آیت حفاظت اور اوس کا دعوائے حفاظت بھی دوامی اور تا قیامت تک ہونا چاہیئے ورنہ قرآن کے ایک جزء کے بھی دوامی نہ رہنے سے قرآن دائمی نہ رہے گا۔ اور جبکہ اللہ کا یہ دعویٰ حفاظتِ قرآن و بیان دائمی مانا جائے تو فعل حفاظت بھی دوامی ہی ماننا پڑیگا ورنہ اللہ کے دعوائے حفاظت کا غیر واقعی ہونا لازم آئے گا اس لئے اس حفاظت قرآن و بیان کا قیام قیامت تک وقوع میں آتا رہنا ضروری ہوگا جس سے پوری امت کی حد تک قرآن اور اوسکے بیان یعنی حدیث کا قیامت تک محفوظ من اللہ ہونا خود اس آیت کی دلالت سے ثابت ہو جاتا ہے۔
خلاصہ یہ نکلا کہ جیسے حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام کے الفاظ و مرادات کو اپنی حفاظت کے ساتھ سینۂ نبوت میں اتار کر جمع اور محفوظ کر دیا تھا ایسے ہی اوسے رسُول نے بھی اوسی حفاظت خداوندی کی مدد سے قرآن و بیان کو سینۂ امت میں منتقل فرما دیا اور اس طرح قرآن و حدیث بحفاظت الٰہی قیامت تک کی امت تک بتمام و کمال پہونچ گئے۔
فرق اتنا ہے کہ خدا سے نبی تک قرآن و بیان بلا توسط اسباب محض باطنی رشتوں سے منتقل ہوا اور رسُول سے امت تک کھلے طور پر توسط اسباب منتقل ہونے رہنے کا راستہ ہموار ہوا۔ چنانچہ جس طرح حفظِ قرآن کے ذریعہ قرآن کے الفاظ کی حفاظت کرائی گئی کہ تواتر طبقہ کے ساتھ قرآن کی روایت کی جاتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہی اور کی جاتی رہے گی اور وہ ہر قرآن میں لاکھوں سینوں کی امانت بنا رہا اور بنا رہیگا۔ ایسے ہی حفاظ حدیث کے ذریعہ حدیث یعنی اس بیان قرآن کی حفاظت کرائی گئی کہ حفاظت خداوندی نے انھیں محیر العقول حافظے عنایت کیے۔ انھوں نے اعجازی طور پر حدیث کے متنوں اور اسانید کو سلف سے خلف تک فنی طور پر یوں پہنچایا جو دیانتاً ہی نہیں قانوناً بھی قابل رد یا ناقابل قبول نہیں ہو سکتیں اور حدیث لاکھوں سینوں کی امانت بن گئی۔ پھر جس طرح مفسرین نے قرآنی علم کی حفاظت کے لئے سینکڑوں مستقل علوم و فنون وضع کئے جن کے نام تک بتلانے کے لئے مستقل کتابیں لکھی گئیں جیسے الاتقان فی علوم القرآن علامہ سیوطی کی یا جواہر القرآن غزالی کی وغیرہ وغیرہ جس سے قرآنی علوم کی انواع کے لئے اور قرآن اپنی ایک ایک لفظی اور معنوی حیثیت سے محفوظ ہو گیا جس کی بدولت حفاظت کنند علوم کے علماء کہلائے۔ ایک طبقہ نے اوسکے الفاظ کی حفاظت کی جو حفاظ کہلائے جو ہر قرن میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں رہے اور رہیں۔ ایک طبقہ نے اوسکے اعراب کی حفاظت کی اور زیر و زبر لگائے تاکہ حفاظ کی حفاظت الفاظ با ضابطہ رہے۔ اوسکے حروف کلمات رکوع اور سورتیں سب گن گن کر رکھدیں اور بکمال ضبط و حفظ گن کر محفوظ کر دیں۔ ایک طبقہ نے اوسکے طرز ادا کی حفاظت کی جو قراء و مجودین کہلائے۔ ایک طبقہ نے اوسکے طرز کتابت کی حفاظت کی جو علماء رسم الخط کہلائے۔ ایک طبقہ نے اوسکے لغات و محاورات کا تحفظ کیا جو علماء مفردات کہلائے۔ پھر اوس کے بیان کی روشنی میں جس کا نام سنت اور اسوۂ حسنہ ہے خواہ قولی ہو یا فعلی۔ معانی کی مختلف جہات کا تحفظ مختلف طبقات نے اپنے ذمہ لیا اور ان حفاظتوں کو مختلف علوم و فنون کی حیثیت دی۔ ایک طبقہ نے تفسیر باللغۃ کی اور اس کی وجوہ فصاحت و بلاغۃ کو واضح کیا جو علماء عربیت کہلائے۔ ایک طبقہ نے تفسیر بالروایت کی جو اہل الاثر کے نام سے موسوم ہوئے ایک طبقہ نے اوس کی جزئیات مستنبطہ کی حفاظت کی جو فقہاء کہلائے۔ ایک طبقہ نے درایت سے اوس کے عقلی پہلوؤں کو واضح کیا۔ جو حکماء اسلام اور اہل کلام کہلائے۔ ایک طبقہ نے اور اوس کی کلیات و جزئیات میں سے علل احکام کا استخراج کر کے اوسے لا اور قانون کی صورت میں پیش کیا جو ائمہ ہدایت اور مجتہدین کہلائے۔ ایک طبقہ نے اوس کے مواعظ و حکم اور امثال و عبر کی نگہداشت کی جو خطباء کہلائے۔ ایک طبقہ نے اوس کے وقائع اور قصص کی تبیین اور تفصیل کی جو مورخین کہلائے۔ ایک طبقہ نے اوس کے جزئی معانی سے اصول و کلیات کا استنباط کیا جن سے اوسکے علوم کا انضباط ہوا اور وہ مفکرین امت کہلائے۔ ایک طبقہ نے اوس سے مسائل استخراج کرنے کے لئے وجوہ استخراج منضبط کئے اور ان کی جامع اصطلاحات ناسخ و منسوخ محکم و متشابہ خاص و عام مطلق و مقید عبارت و دلالت اقتضاء اشارۃ مجمل و مفسر وغیرہ وضع کیں جو علماء اصول کہلائے ایک طبقہ نے اوس سے اقوام عالم کی ذہنیتوں فطرتوں اور اون کے عروج و زوال کے سیاسی اصول منضبط کئے جو علماء دائرہ کہلائے۔ ایک طبقہ نے اوس سے باطنی علوم و حقائق نفسیات کے انقلابی طرق اور شہود و انکشاف کے قواعد نکال کر اون کی حفاظت کی جو عرفاء کہلائے۔ غرض قرآن حکیم کی لفظی اور معنوی جہت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جسکی حیرت انگیز حفاظت نہ کی گئی ہو اور وہ بھی اسی شان سے کہ کوئی طریق حفاظت اختراعی نہیں بلکہ استنباطی ہے جو قرآن اور بیان قرآن سے ماخوذ اور ہر علم و فن کے اصول کے لئے احادیث و آیات سے شواہد موجود چنانچہ ان علوم میں سے جس علم کو بھی اٹھا کر دیکھا جائے وہ کبھی نہ کسی آیت یا روایت کی تفسیر نظر آتا ہے۔ جس کے مسائل کے لئے کسی نہ کسی آیت اور حدیث سے شاہد عدل پیش کر دیا گیا ہے۔ گویا قرآن کے ان علوم کی طرف سنت نے رہنمائی کی نہ کہ ان علماء کی طبائع یا معقول محض نے۔ اور اگر کہیں عقل صافی سے بھی کام لیا گیا ہے تو اسے نور سنت سے مستنیر بنا کر ہی قابل التفات سمجھا گیا ہے جس سے دنیا آج تک انگشت بدنداں ہے ولو کرہ الکافرون۔

حدیث کی حفاظت اُمت کے ہاتھوں اور اس کے مختلف ادوار

پھر جس طرح اُمت کے ہاتھوں کلام خداوندی کی حفاظت من جانب اللہ کرائی گئی بعینہ اسی طرح بیان قرآن یعنی حدیث کی حفاظت کے لئے بھی حق تعالےٰ نے امت مرحومہ کو موفق فرمایا اور اس امت نے جس طرح تحفظ کتاب میں حیرت انگیز سعی کر کے دکھلائی۔ اس سے کہیں زیادہ سنت کے تحفظ میں سرگرمی کا حق ادا کیا۔ اور وہ کچھ کر دکھایا جو دنیا کی کوئی قوم اپنی کسی سماوی کتاب کی ساتھ بھی نہیں کر سکی۔ فرق صرف یہ تھا کہ کلام الٰہی کی وحی چونکہ بلفظہ نازل ہوئی تھی اسلئے وہاں الفاظ کا تحفظ بھی لازمی تھا کہ وحی ہی کلامی بھی اور معجزہ ہی کلام کا تھا۔ مگر اس وحی غیر متلو (سنت) میں معانی و مضامین تو من اللہ تھے مگر الفاظ من منزل من اللہ تھے اس لئے یہاں تحفظ الفاظ بجنسہ ضروری نہ تھا بلکہ روایت بالمعنی کی بھی اجازت تھی اس لئے امت نے نفس مضمون وحی کی حفاظت پر پورا زور صرف کر دیا۔ گو ایک بار پھر الفاظ کو محفوظ رکھنے کی بھی انتہائی جدّ و جہد کی چنانچہ ہر حدیث کے الفاظ یا بعینہ محفوظ ہیں یا ایسے متقارب ہیں کہ قریب بعینہ کے ہیں۔ بہرحال حدیث کی غیر معمولی حفاظت من اللہ ہوئی جس کے انداز مختلف ہوئے۔ ابتداءً حفظ حدیث کا دور آیا جو دور صحابہ ہے اوس وقت زیادہ تر حدیث سینوں کی امانت رہی گو اسی زمانہ میں کتابت حدیث بھی جاری ہو چکی تھی جیسا کہ متعدد روایات میں اس کی تصریحات موجود ہیں تاہم غلبہ حفظ ہی کا تھا۔ اور صحابہ نے کمال ترین واحتیاط سے اس وعدۂ خداوندی کو حافظہ کی مدد سے پورا فرمایا کہ ہمارے ہی ذمہ قرآن کے بیان کی بھی حفاظت ہے گویا یہ وعدہ ادہی سے کیا جا رہا تھا۔ پھر تدوین حدیث کا دور آیا۔ جو تابعین سے شروع ہوتا ہے اور ممالک اسلامیہ کے مختلف اطراف و جوانب سے حفاظ حدیث نے کتابت حدیث کر کر کے حدیث کی تدوین کی۔ پھر تفرید حدیث کا دور آیا جس میں تنقیح کے ساتھ آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے حدیث کو الگ کر کے جمع کیا گیا۔ پھر تنقید حدیث کا دور آیا جبکہ وضاعین حدیث یعنی منکرین حدیث بصورت مقرین حدیث بھی کھڑے ہو گئے اور اصحاب صحاح کا وقت شروع ہو گیا جنہوں نے حدیثوں کو نکھار نکھار کر صحیح کو ضعیف سے اصل کو موضوع سے الگ کیا اور اس لئے اسناد پر زور دیا جانے لگا تاکہ اسی کی رو سے حدیث و خبر کے اعتبار و عدم اعتبار کا فیصلہ کیا جائے۔ اور سند، صفات سند، اور عدد رواۃ کے معیار سے حدیثوں کی قسمیں کی گئیں جیسا کہ قرآن ہی نے اس کی بنیاد رکھ کر اصول قائم کر دیئے تھے جن کی تفصیل گذر چکی، پھر اون کے اصطلاحی نام تجویز ہوئے اور امت نے اپنی ذکاوۃ اور علمی فراستہ کا ثبوت دیتے ہوئے حدیث کو فنی طور پر محفوظ کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حدیث کی حفاظت فنی طور پر ہوئی اور اس سے مستقل علوم و فنون بنے

بہرحال حدیث اپنے عہد طفولیت سے چل کر قرن اول میں محفوظ ہوئی۔ قرن ثانی میں مدون ہوئی۔ قرن ثالث میں منقح ہو کر آثار صحابہ سے الگ ہوئی پھر قرن رابع میں تنقید کے ساتھ نکھر کر منضبط ہوئی اور پھر قرون مابعد میں مختلف الابواب پر منقسم ہو کر مرتب ہوئی اور بالآخر اوسے فنی طور پر محفوظ کر دینے کے لئے امت نے علم حدیث کے سلسلہ میں تقریباً بیاسی علوم و فنون وضع کئے اور فن روایت کو ہر سمت اور ہر جہت سے ایسے محیر العقول طریقے سے محفوظ کیا کہ اوس کا ایک ایک گوشہ ایک ایک علم بن گیا جس پر ہزاروں کتابیں تصنیف ہوئیں جس سے علوم حدیث مثلاً متن حدیث، سند حدیث۔ اقسام حدیث، غریب الحدیث، مصطلحات الحدیث، علل حدیث، مطاعن حدیث اور اسماء الرجال وغیرہ نے مستقل علوم و فنون کی صورت اختیار کرلی۔ اور حدیث کے طفیل میں کتنے ہی اہم ترین فنون روایت منظر عام پر آگئے جس سے حدیث کی حفاظت محض لوگوں کے حافظے یا شخصی مناسبت و سعی پر معلق نہ رہی بلکہ اصول و قواعد فن۔ قوانین و آئین اور وجوہ و دلائل کی قوت سے باضابطہ بھی اوس کا تحفظ وجود میں آگیا جس کے حیرت ناک کارنامے تاریخ کی زینت اور ملت کی عظمت بنے ہوئے ہیں۔ ولو کرہ المنکرون

حفاظت قرآن و حدیث کا کرشمہ اور محافظ افراد کی مسلسل آمد کا وعدہ

پھر جس طرح قرآن و بیان کے بارہ میں حفاظت خداوندی نے یہ عظیم کرشمہ دکھلایا کہ امت کے حفاظ قرآن اور حفاظ حدیث نیز علمائے قرآن اور علمائے حدیث کو کھڑا کیا جو اوس کے لفظ و معنی اور قراءت و بیان کی حفاظت کریں اسی طرح ایسے محافظ افراد کے قیامت تک کھڑے ہوتے رہنے کا اپنے سچے وعدوں سے اطمینان بھی دلایا کہ امت میں ایک طائفہ حقہ برابر قائم رہے گا جو منصور من اللہ ہوگا۔ مخالفت کرنے والے اسے ضرر نہ پہونچا سکیں گے اور نہ رسوا کرنے والے رسوا کر سکیں گے پھر یہ بھی وعدہ دیدیا کہ ہر دور میں سلف کے بعد خلف صالح پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو غالیوں کی تحریفوں دروغ باف منکروں کی دروغ بافیوں اور جہلاء کی رکیک تاویلوں کی قلعی کھولتے رہیں گے۔ نیز یہ بھی اطمینان دلایا کہ اس سب کے باوجود پھر بھی اگر فتنہ ساز مکار لوگ قرآن یا بیان قرآن کے بارہ میں اپنی چرب زبانیوں اور جعل سازیوں سے عام قلوب کے لئے کچھ تلبیس یا التباس کا سامان پیدا کر بھی دیں گے تو ہر صدی پر مجدد آکر دین کو پھر از سر نو نکھارتے رہیں گے۔

انواع منکرین کی من وعن خبر دے دیگئی

اور سب سے بڑھ کر حفاظت الٰہی کا ایک دوسرا عظیم کرشمہ یہ بھی نمایاں ہوا کہ اس حفاظت الٰہی میں خلل ڈالنے والے رخنہ اندازوں کی انواع، اون کے دجل و فریب کی صورتوں، اور اون کے ناپاک ارادوں کی من وعن خبریں بھی دیدی گئیں تاکہ امت کے اہل حق ہوشیار رہیں اور ان مکاروں کی چالاکیاں، ایک طرفہ کارروائی کر کے امت کو گمراہی کا شکار نہ بنا سکیں۔

وضاعین

چنانچہ حدیث نبوی میں مختلف منکرین حدیث کی خبر دیگئی کہ وہ مختلف صورتوں اور مختلف اندازوں سے حدیث رسول کا اعتبار ختم کرنیکی ناپاک سعی کریں گے۔ ایک طبقہ کے بارہ میں فرمایا گیا کہ وہ وضاعین حدیث کی صورت میں نمایاں ہوگا جو وضع حدیث کے پیرایہ میں حدیث کو بے اعتبار ثابت کر کے گویا اس سے انکار کی دعوت دے گا۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث مالم تسمعوا انتم ولا اٰباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (رواہ مسلم) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ میں ایسے دجال کذاب (جھوٹے اور جعلساز) پیدا ہوں گے جو کہ تمہارے سامنے ایسی حدیثیں (گھڑ گھڑ کر) بیان کریں گے جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے آباؤ اجداد نے۔ دیکھو اون سے بچتے رہنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور مبتلائے فتنہ و فساد نہ بنا دیں۔ پس یہ تو ان لوگوں کی اطلاع تھی جنہوں نے حدیث اور بیان قرآن کو معتبر کہہ کر بلکہ اوس سے عقیدت کا اظہار کر کے عیاری سے جعلی حدیثیں گھڑیں اور اصلی حدیثوں میں رلا ملا کر شائع کیں تاکہ اصلی حدیث کا اعتبار اٹھ جائے گویا اقرار کے پیرایہ میں انکار حدیث کیا۔

منکرین

پھر ایسے لوگوں کے وجود کی بھی حضور نے خبر دی جو کھلے بندوں حدیث کا انکار کر کے اوسے بے اعتبار بنانا اور مٹا دینا چاہیں گے اور اس عیاری کے ساتھ کہ قرآن کا نام لے کر قرآن کی رو سے اس بیان قرآن کو ختم کر دینا چاہیں گے۔

عن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القراٰن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القراٰن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد الا ان یستغنی عنھا صاحبھا الخ (رواہ ابوداؤد)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار رہو کہ مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ اسی کا مثل اور بھی دیا گیا ہے۔ (حدیث) آگاہ رہو کہ ایک پیٹ بھرا تونگر قسم کا آدمی مسند و تکیہ پر بیٹھ کر کہے گا کہ لوگو بس قرآن کو مضبوط تھامو جو اس میں حلال ہو اوسے حلال سمجھو اور جو اس میں حرام ہے اسے حرام سمجھو (حدیث کا کوئی اعتبار نہیں) حالانکہ (حدیث میں) رسول اللہ نے بھی بہت سی چیزوں کو حرام کیا ہے جیسے اللہ نے حرام فرمایا ہے۔ دیکھو پالتو گدھے کا گوشت تمہارے لئے حلال نہیں۔ کچلے دانت والے درندے تمہارے لئے حلال نہیں، کسی معاہد کی گری پڑی چیز تمہارے لئے حلال نہیں۔ اِلّا یہ کہ تمہاری اطلاع کے بعد وہ خود ہی اس سے دست بردار ہو جائے وغیرہ۔

اس حدیث نے فتنہ انکار حدیث کا منشا یہی بتلا دیا کہ وہ منکروں کی شکم سیری اور پیٹ بھرے ہونے کا کرشمہ ہوگا۔ دنیا کی طرف سے بے فکری ہوگی تو دین پر ہاتھ صاف کرنے کی موجب ہوگی۔

کلا ان الانسان لیطغی ان راٰہ استغنی ہرگز نہیں۔ بات اصل یہ ہے کہ انسان سرکش ہو جاتا ہے اور دین کو حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے جب اپنے آپ کو مال و دولت کیوجہ سے مستغنی دیکھتا ہے (جیسا کہ امم سابقہ اور خود اس امت کا اس بارہ میں یہی وتیرہ رہا ہے۔

پس غور کیا جائے تو وضاعین حدیث روافض کے نقش قدم پر ہیں جنہوں نے قرآن کو محرف بتلانے کے لئے ہزاروں حدیثیں وضع کیں اور منکرین حدیث خوارج کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

نقشِ قدم پر ہیں جنہوں نے قرآن کا نام لے کر احادیث کو بے اعتبار ٹھہرایا۔

محرّفین

یہ تو وہ طبقات تھے جنہوں نے برملا انکارِ حدیث یا تحریفِ الفاظِ حدیث کا فتنہ امت میں پھیلایا۔ ایسے طبقوں کی خبر بھی دی گئی ہے جو الفاظِ حدیث کو مان کر اوس کی معنویت میں تحریف کے مرتکب ہونے والے تھے چنانچہ احادیث میں ان تحریفِ معنوی کرنے والوں کی اطلاع بھی موجود ہے جو قرآن وحدیث کو ثابت مانکر پھر اوس سے آزاد بلکہ اوس پر اپنی عقل کو حکمراں سمجھیں گے، اور معانیٔ قرآن وحدیث میں عقلِ محض اور رائے مجرد سے معنوی تحریف کر کے اون کا نقشہ بدل دینے کی کوشش کرینگے جس سے امت میں مستقل گروہ بندی کی خو پیدا ہو جائے گی۔ فرمایا گیا۔ تفرقت الیہود علی احدی وسبعین فرقۃ وتفرقت النصاریٰ علی ثنتین وسبعین فرقۃ وستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہا فی النار الا واحدۃ۔ بٹ گئے یہود اکہتر فرقوں پر اور بٹ گئے نصاریٰ بہتر فرقوں پر اور بٹ جاوے گی میری امت تہتر فرقوں پر سوائے ایک فرقہ کے سب جہنمی ہوں گے۔ یہ گروہ بندی قرآن وحدیث کے انکار کے نام پر نہیں بلکہ اقرار کے نام پر ہوئی اور امت میں اصولاً بہتر فرقے بن گئے یہ وہی معنویت تحریف ہے جو یہود ونصاریٰ کا وطیرہ تھا جس سے اون میں بہتر فرقے پیدا ہو گئے تھے اور رفتہ رفتہ توراۃ وانجیل کا اصل علم گم ہو گیا۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ۔ کلمات (دین) کو اپنی جگہ سے مٹا دیتے ہیں اور نصیحتوں سے جو یاد کرایا گیا تھا اسے بھلا بیٹھے ہیں بہرحال جس طرح قرآن وحدیث کی حفاظت کی خبر دیتے ہوئے حافظین کی انواع پر مطلع کیا گیا کہ کوئی مجدد ہوگا کوئی خلف عادل کوئی منصور علی الحق وغیرہ ایسے ہی اس حفاظتِ الٰہی میں خلل ڈالنے والے خائنوں، چوروں اور ڈکیتوں کی انواع پر بھی مطلع کر دیا گیا کہ ان میں سے کوئی دجال ہوگا۔ کوئی کذاب ہوگا اور کوئی پیٹ کا گدھا اور شیطان ہوگا۔ غرض کوئی بیانِ قرآن کے الفاظ کا منکر ہوگا کوئی اوسکے معنی کا انکار کریگا۔ کوئی اوسکی حجیت سے دستکش ہوگا کوئی اوس کی تاریخی حیثیت پر طعنہ زن ہوگا اور کوئی سرے سے قرآن ہی کو جعلی دستاویز بتلا کر اس دین سے لوگوں کو بیزار بنانے کی مہم سر انجام دیگا۔ غرض کچھ قرآن کے منکر ہونگے اور کچھ بیانِ قرآن کے۔ چنانچہ لفظ ومعنی اور اصول وقواعد کے ایک ایک گوشہ پر ان دجالین و کذابین نے حدیث وقرآن کے راستہ میں رہزنی کی اور جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ قرآن کے ساتھ اوس کا بیان لازم ہے ورنہ خود قرآن ہی باقی نہیں رہ سکتا۔ ان طبقات نے اپنی منحوس اغراض کے ماتحت قرآن کو مٹانے کے لئے اوسکے بیان کا مختلف رویوں میں انکار کیا لیکن علمائے امت اور محدثین شکر اللہ مساعیہم نے فنی طور پر جن اصول سے حفاظتِ حدیث کا فریضہ انجام دے کر حفاظتِ قرآن کا کام کیا اون ہی اصول سے منکروں کی ان ناپاک مساعی کے پرخچے اڑا دیئے جو انکارِ حدیث کے سلسلہ میں کی گئیں اور اون کی دسیسہ کاریوں کو حجت وبرہان سے پامال کر کے رکھ دیا۔ بہرحال اس سلسلہ میں اس حفاظتِ خداوندی پر قربان ہو جئے کہ جہاں قرآن وحدیث کے تحفظ کے وسائل اور جوارحِ الٰہی (حفاظ ومحدثین) پیدا کئے جنہوں نے حدیث وقرآن کو محفوظ کیا وہیں دشمنانِ حدیث وقرآن اور ان کی چالاکیوں اور انکارِ حدیث کے مختلف رویوں کی بھی پہلے ہی سے خبریں دیدیں تاکہ خدامِ قرآن وحدیث اون کے مکر وفریب پر مطلع رہیں اور اون کے دجل وفساد اور کذب وافترا کے جال میں پھنسنے نہ پائیں۔ یعنی قرآن وبیان کی حفاظتِ خداوندی کا یہ بھی ایک مستقل شعبہ تھا کہ ان دینی بنیادوں کے چالاک دشمنوں کی اطلاع دے کر دوستوں کو پہلے ہی سے خبردار کر دیا جائے۔

منکرینِ قرآن وحدیث اور حکمتِ خداوندی

تاہم جس طرح حکومت ملک کی حفاظت کی ذمہ داری لیتی ہے پولیس متعین کرتی ہے۔ کروڑوں روپیہ کا بجٹ منظور کرتی ہے۔ اور تعزیرات کے ذریعہ چوروں ڈکیتوں اور ملک میں بدامنی پھیلانے والوں کی سزاؤں کا اعلان کرتی ہے لیکن اسکے باوجود چور ڈکیت اور رہزن پھر بھی باز نہیں آتے اور اپنی شقاوتِ باطنی سے قانون کی خلاف ورزیوں کی راہ چل کر رہتے ہیں جیل بھی بھگتتے ہیں اور سزائیں بھی پاتے ہیں پیٹے بھی جاتے ہیں لیکن رات دن کے جرائم کی عادت کی وجہ سے ان کی عبرت کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں نہ وہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں اور اپنے جرائم کے کام میں مستعد رہتے ہیں۔ پس گورنمنٹ اپنے کام (حفاظتِ ملک) میں لگی رہتی ہے اور یہ جرائم پیشہ طبقہ اپنے کام (چوری، ڈکیتی اور امن سوزی) میں لگا رہتا ہے۔ اسی طرح سرکارِ خداوندی نے قرآن وحدیث کی حفاظت کی گارنٹی بھی لی۔ اوس کے لئے محافظین کی پولیس یعنی حفاظ ومحدثین بھی مقرر کئے۔ غیب سے اون کے روزینے بھی مقرر کئے اون کی مدد کا وعدہ بھی کیا اور حسبِ وعدہ مدد برابر آ بھی رہی ہے رخنہ اندازوں کے لئے اعلانِ عام بھی ہو رہا ہے کہ جو بھی اس قرآن وبیان میں رخنہ اندازی کریگا اوس کی سزا یہ اور یہ ہوگی لیکن اسکے باوجود جنکے قلوب میں شقاوتِ ازلی ہی سے ودیعت کی گئی ہے اور جو انہی جرائم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں وہ قرآن وحدیث کی تحریف سے نہ کبھی باز آئے ہیں نہ آئینگے۔ کیونکہ کتاب وسنت میں ان ناجائز تصرفات اور تحریفات کی عادۃ سے اون کی دیدۂ عبرت پٹ ہو چکی ہے اونہیں حق نظر آ سکتا ہے نہ وہ اوس کی آواز سن سکتے ہیں۔ پس جس طرح سرکارِ خداوندی بتوسط علماءِ اُمت اپنے حفاظت کے کام میں لگی ہوئی ہے اوسی طرح یہ دین کے چوروں اور ڈکیتوں کا طبقہ اپنے رخنہ اندازی کے کام میں لگا ہوا ہے باوجودیکہ ان پر دلائل کی مار بھی پڑ رہی ہے وہ بارہا دلائلِ حق کے گھیرے میں گھر کر بند بھی ہو جاتے ہیں عقلِ سلیم اور فنونِ روایت کی نقلِ صحیح کی طرف سے اون پر جوتیاں بھی پڑ رہی ہیں مگر اونہیں روز ہی انکارِ حدیث، وضعِ حدیث، تحریفِ حدیث اور تمسخر بالحدیث کی دلچسپی ہے جو اونہیں بہرحال لینی ہے اور گمراہیوں کے ساتھ مخلوق کی رہزنی کا کام کرنا ہے۔ پس جب حکمتِ الٰہی نے شیطان اور اوس کی رخنہ اندازیوں کو پیدا کر کے دین کی قوتوں کے کھولنے اور مضبوط بنانے کی راہ ڈالی اوسی حکمت نے منکرینِ قرآن اور منکرینِ حدیث اور اون کی دسیسہ کاریوں کو پیدا کر کے قرآن وحدیث کی قوتوں کے واشگاف کرنے کی راہ پیدا کی ہے۔ خلق اللہ للحروب رجالاً ورجالاً لقصعۃ وثرید مگر انجام کار نتیجہ یہ ہے کہ ان اشرار وفجار میں سے جس نے بھی دینِ حق کی ان دو بنیادوں قرآن وحدیث پر ہاتھ صاف کرنا چاہا وہی اوندھے منہ گرا اور اوس نے منہ کی کھائی یہ منکر طبقے اپنے اپنے محدود وقتوں میں اُبھرے مگر اُبھر کر رہ گئے تو ایسے گر گئے کہ آج کوئی اوسکے نقشِ قدم کا پتہ دینے والا بھی نہیں مگر قرآن وحدیث اپنے اوسی آب وتاب کے ساتھ دنیا کے سامنے چمک رہے ہیں یہی صورتِ حال منکرین اور اربابِ تمسخر واستہزا کے سامنے بھی آنیوالی ہے۔ فانا نسخر منکم کما تسخرون فسوف تعلمون

toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن اور پیغمبر کی باہمی نسبت

بہرحال اس امت کو دو عظیم اور بے مثال نعمتیں بطور ہدیۂ خداوندی دیگئی ہیں ایک زندہ کتاب اور ایک زندہ نبی اس لئے کوئی بھی بدنیت یا بدفہم اون کے آڑے نہیں آسکتا۔ مردہ چیز کو جس طرح جس کا جی چاہے ادل بدل کردے لیکن زندہ اور وہ بھی قوی و متین اور ذمہ برار حفاظت کی چیز کو ادل بدل کردینا تو بجائے خود اگر اوس پر دھول اوڑا کر کوئی ادب سے لگا ہوں سے اوجھل بھی نہیں کرسکتا۔ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ باطل اس کے پاس نہیں آسکتا نہ آگے سے نہ پیچھے سے وہ حکیم حمید کی طرف سے اوترا ہوا (کلام) ہے۔

مترجمین قرآن کے لئے حدیث کی روشنی اور اردو کے تراجم میں موضح قرآن کی حیثیت

قرآن حکیم اور اوس کے بیان کی حفاظت کا یہ بھی ایک عظیم شعبہ ہی کہ بیان قرآن (سنّت) کی روشنی میں دانایان سنت نے قرآن کے تراجم کرکے دوسری اہل زبان کو بھی اوسپر مطلع کیا تاکہ وہ دنیا کی ہر قوم میں پھیل جائے۔ اور بسہولت دنیا کی ہر قوم اوس سے استفادہ کرسکے تاکہ وہ عالمگیر ہوکر عالم کی ہر قوم کے دل میں اتر جائے اور اس طرح اوس کی عالمگیر حفاظت کا وعدہ خداوندی پورا ہوجائے۔ چنانچہ علماء اسلام قرآن کے تراجم کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور کمال دیانت وامانت اور کمال صدق وفراست سے مستند علماء ملت نے اوسکے ترجمے مختلف زبانوں میں کئے۔ الامام شاہ ولی اللہ دہلوی نے فارسی زبان میں اوس کا ترجمہ کیا۔ پھر اون کے اخلاف رشید میں سے شاہ رفیع الدین صاحبؒ نے تحت اللفظ ترجمہ کیا اور پھر اون کے خلف صالح حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے اُردو میں ترجمہ کیا جو پورا پورا تحت اللفظ ترجمہ اور بے مثل ترجمہ ہے، گویا قرآن کے ہر ہر حرف اور ہر ہر کلمہ کو اُردو میں اوس کی پوری کیفیت واصلیت کے ساتھ منتقل فرمادینے کی سعی فرمائی۔ حضرت شیخ الہند سیّدنا ومرشدنا مولانا محمود حسن صاحب قدس سرہٗ محدث دیوبندی نے اس ترجمہ کے بارہ میں اپنے استاد حضرت قاسم العلوم حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کا مقولہ نقل فرمایا کہ اگر قرآن اُردو میں نازل ہوتا تو اس کی عبارت یہی یا اوسکے قریب قریب ہوتی جو حضرت شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی ہے۔ اس ترجمہ اور اس سے متعلقہ تفسیری فوائد (موضح القرآن) میں نقل درنقل ہونے کیوجہ سے کچھ لفظی فرق پڑتا گیا چنانچہ ترجمہ اور اسکی توضیح موضح القرآن کی تعبیرات میں کچھ فرق دیکھے گئے اس لئے ضرورت تھی کہ اس ترجمہ وتفسیر کا کوئی قدیم سے قدیم نسخہ ہاتھ لگ جائے تو ان تغیرات مابعد کی اصلاح کی صورت نکل آئے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں عالی جناب محترم مولانا قاضی عبدالرحمن صاحب فاضل دیوبند جنہوں نے بکمال سعی وجانفشانی اس ترجمہ وتوضیح کا قدیم نسخہ حاصل کرکے اوسے شائع کرنے کی ہمت فرمائی۔ کوئی شبہ نہیں کہ حفاظت قرآن اور حفاظت بیان کے سلسلہ کے لئے حق تعالیٰ نے جن سعید افراد کو چنا اون میں سے ممدوح کا نام بھی ازل سے اس فہرست میں شامل تھا جس کا آج ظہور ہوگیا۔ اس لئے میں انہیں اور اون کے رفقاء کار کو اس عیبی انتخاب پر مبارکباد دیتا ہوں اور اون کے حسب ارشاد مقدمہ کی یہ چند سطریں اون کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں شاید کہ محافظین قرآن و بیان کی فہرست میں اس نالائق وناکارہ کا نام بھی شامل ہوجائے اور اوراق قرآنی کے ساتھ یہ سیہ اوراق بھی نتھی ہوکر کسی روشنی کا مستحق بن سکے اور ساتھ ہی اوس کے اعزہ واحباب اور رفقاء بھی اس نعمت سے مستفید ہوجائیں۔ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عظیم الشان قرآن مجید مترجم بدو ترجمہ و محشّٰی بدو حاشیے

ولی اللہی خاندان کا قدیم خزینہ جدید اور مفصل قالب میں

(۱) ترجمہ حضرت شاہ عبد القادرؒ ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(۲) ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا

(۱) حاشیہ موضح قرآن مؤلفہ حضرت شاہ عبد القادرؒ

(۲) حاشیہ موضح فرقان از ابتداء تا سورۂ نساء از شیخ الہندؒ و بقیہ فوائد از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

نوٹ حضرت شاہ عبد القادرؒ کی موضح قرآن اور ترجمہ کو بعض ناشروں نے کاٹ چھانٹ اور غلط تصرف کے ساتھ طبع کیا تھا اور وہی نقل ہو گیا۔ ادارہ نے اس نقص کو اس طرح دور کیا ہے کہ ۱۳۱۲ھ کا مطبوعہ مطبع کریمی کا قدیم نسخہ حاصل کر کے اس کے مطابق طبع کرایا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ اور علامہ عثمانیؒ کا ترجمہ و مکمل حاشیہ اپنی مخصوص افادیت کے ساتھ موضح قرآن کی بے نظیر شرح بھی ہے جو اس کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے
علوم قرآنی کے درخشندہ آفتاب و ماہتاب یکجا مطالعہ فرمائیں

نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ضرورت حدیث پر شامل ہے جو علامہ قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے خاص طور پر لکھا ہے۔ فتنۂ انکار حدیث کے علی الرغم ایسا مضمون نظر سے نہیں گزرا جو مناظرانہ بھی نہیں محققانہ ہے اور اس سے ہر اصولی اعتراض خود بخود مردود ہو جاتا ہے۔

کاغذ و طباعت اعلیٰ، سائز ۲۰×۲۶/۸ نمونہ کے صفحات مفت طلب فرمائیں۔ قدیم نسخہ محفوظ ہے

پتہ

ادارہ علوم شرعیہ رحیم منزل نزد حاجی چاند ووڈ متصل جناح چوک کراچی

سیرۃ النعمان

مصنفہ مولانا شبلی نعمانیؒ

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مفصل و مکمل حالات زندگی کے علاوہ تدوین فقہ کے تاریخی واقعات کو ایسے دلنشین اور فصیح پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنا آسان نہیں اس نادر روزگار کتاب کو اس کے شایان شان معیار پر طبع کیا گیا ہے سائز ۲۰×۲۶/۸ الفاظ جلی اور موتیوں کی طرح الگ الگ صفحات تقریباً چار سو ۴۰۰ بڑھیا سفید کاغذ نہایت خوبصورت رنگین سرورق مجلد بڑھیا اٹل کلاتھ سنہری ڈائیوں سے مزین قیمت آٹھ روپے

فضائل حج

مصنفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ

اردو زبان میں حج پر بے شمار کتابیں شائع ہوئیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ فضائل حج جیسی جامعیت اور خصوصیات و محاسن کی حامل ہے وہ کسی دوسری کو میسر نہیں حج و زیارت میں جیسی عاشقانہ کیفیت ہیں اس کتاب میں بھی ویسا ہی اثر آفریں اور رقت انگیز طرز ادا ہے اس کی چھپائی میں خصوصیت سے بہت اہتمام کیا گیا الفاظ جلی اور الگ الگ کہ بڑی عمر کے آدمی بھی باسانی پڑھ سکیں سائز ۲۰×۲۶/۸ عمدہ کاغذ سرورق رنگین مجلد بڑھیا اٹل کلاتھ سنہری ڈائیوں سے مزین صفحات تقریباً چار سو قیمت

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جن پر تو نے فضل کیا ان سے چار فرقے مراد ہیں نبیین اور صدیقین اور شہداء و صالحین اور جن پر غصہ ہوا ان سے یہود اور گمراہوں سے نصاریٰ مراد ہیں یہ سورت اللہ صاحب نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کریں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

الجزء الاول | سورة الفاتحة مكية وهي سبع آيات | المنزل الاول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا بہت رحیم

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ف۲ جو پالنے والا سارے جہان کا ف۳ بے حد مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ

نہایت رحم والا مالک انصاف کے دن کا تجھی کو بندگی کریں

نہایت رحم والا مالک روز جزا کا ف۴ تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

اور تجھی سے مدد چاہیں چلا ہم کو راہ

اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ف۵ بتلا ہم کو راہ

الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

سیدھی راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا

سیدھی راہ اُن لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا ف۶

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ ع

نہ اُن کی جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے ف۱

جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے ف۷

ف۱ رحمٰن اور رحیم دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں اور رحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے ترجمہ میں ان سب باتوں کا لحاظ ہے ف۲ یعنی سب تعریفیں عمدہ سے عمدہ اول سے آخر تک جو ہوئی ہیں اور جو ہوں گی خدا ہی کو لائق ہیں کیونکہ ہر نعمت اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور عطا کرنے والا وہی ہے خواہ بلاواسطہ عطا فرمائے یا بواسطہ جیسے دھوپ کی وجہ سے اگر کسی کو حرارت یا نور پہنچے تو حقیقت میں آفتاب کا فیض ہے۔ شعر: حمد را با تو نسبتے ست درست ٭ بر در ہر کہ رفت بر در تست تو اب اس کا یہ ترجمہ کرنا کہ (ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے) بڑی کوتاہی کی بات ہے جس کو اہل فہم خوب سمجھتے ہیں۔ ف۳ مجموعہ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اسی لئے اس کی جمع نہیں لاتے مگر آیت میں عالم سے مراد ہر ہر جنس (مثلاً عالم جن عالم ملائکہ، عالم انس وغیرہ) ہیں۔ اس لئے جمع لائے تاکہ جملہ افراد عالم کا مخلوق جناب باری ہونا خوب ظاہر ہو جائے ف۴ اس کے خاص کرنے کی اول وجہ تو یہی ہے کہ اس دن بڑے بڑے امور پیش آئیں گے ایسا خوفناک روز نہ پہلے ہوا نہ آگے کو ہو دوسرے اس روز بجز ذات پاک حق تعالےٰ کے کسی کو ملک و حکومت ظاہری بھی تو نصیب نہ ہوگی لمن الملك اليوم لله الواحد القهار ف۵ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ ف۶ جن پر انعام کیا گیا وہ چار فرقے ہیں نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین کلام اللہ میں دوسرے موقع پر اس کی تصریح ہے اور مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں۔ دیگر آیات و روایات اس پر شاہد ہیں اور صراط مستقیم سے محرومی کل دو طرح پر ہوتی ہے۔ عدم علم یا جان بوجھ کر کوئی فرقہ گمراہ اگلا پچھلا ان دو سے خارج نہیں ہو سکتا سو نصاریٰ تو وجہ اول میں اور یہود دوسری میں ممتاز ہیں۔ ف۷ یہ سورت خدا تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ جب ہمارے دربار میں حاضر ہو تو ہم سے یوں سوال کیا کرو اس لئے اس سورت کا ایک نام تعلیم مسئلہ بھی ہے۔ اس سورت کے ختم پر لفظ ''آمین'' کہنا مسنون ہے۔ اور یہ لفظ قرآن شریف سے خارج ہے معنی اس لفظ کے یہ ہیں کہ ''الٰہی ایسا ہی ہو'' یعنی مقبول بندوں کی پیروی اور نافرمانوں سے علیحدگی میسر ہو اس سورت کے اول نصف میں اللہ تعالیٰ کی ثنا و صفت اور دوسرے حصہ میں بندہ کے لئے دعا ہے فائدہ غیر المغضوب الخ الذین کا بدل ہے یا اس کی صفت ہے اس لئے اُس کے مناسب ترجمہ کیا گیا بعض تراجم دہلویہ میں جو اس کا ترجمہ کیا ہے خلاف ترکیب و خلاف مقصود ہے۔

ع ۱ ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ - یہ پہلی سورت ہے جو مدینے میں نازل ہوئی مگر ایک آیت وہ باتفاق حجۃ الوداع کے دن منا میں اُتری اس صورت سے پہلی آیتوں کے نازل ہونے کا سبب مالک بن حنیف یہودی مومنوں کے دل میں شک ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کتاب وہ کتاب نہیں ہے جس کی خبر اگلی کتابوں میں دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شک کو رفع کر کے مومنوں کی مدح اور کافروں کی مذمت میں آیتیں بھیجیں ______ از شاہ عبدالقادر صاحب

۳

الجزء الاول | سورۃ البقرۃ مدنیۃ وهي مائتان وثمانون وست آية وأربعون ركوعا | المنزل الاول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى

ف۱ اس کتاب میں کچھ شک نہیں راہ بتاتی ہے

ف۱ اس کتاب میں کچھ شک نہیں ف۲ راہ بتاتی ہے ف۳

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ

ڈر والوں کو جو یقین کرتے ہیں بن دیکھا اور

ڈرنے والوں کو ف۴ جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا ف۵ اور

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

درست کرتے ہیں نماز اور ہمارا دیا کچھ خرچ

قائم رکھتے ہیں نماز کو ف۶ اور جو ہم نے روزی دی ہے اُن کو اُس میں سے

يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ

کرتے ہیں اور جو یقین کرتے ہیں جو کچھ

خرچ کرتے ہیں ف۷ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ

اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

اترا تجھ پر اور جو اترا تجھ سے پہلے

نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے

ف۱ ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں ان کے اصلی معنی تک اوروں کی رسائی نہیں۔ بلکہ یہ بھید ہے اللہ اور رسول کے درمیان جو بوجہ مصلحت و حکمت ظاہر نہیں فرمایا۔ اور بعض اکابر سے جو ان کے معنی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل و تنبیہ و تسہیل مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ مراد حق تعالیٰ یہی ہے تو اب اس کو رائے شخصی کہہ کر تغلیط کرنا محض شخصی رائے ہے جو تحقیق علماء کے بالکل خلاف ہے ف۲ یعنی اس کے کلام الٰہی ہونے اور اس کے جملہ مضامین کے واقعی ہونے میں کچھ شبہ نہیں جاننا چاہیے کہ کسی کلام میں اشتباہ ہونے کی دو صورتیں ہیں ۔۱۔ یا تو خود اس کلام میں کوئی غلطی اور خرابی ہو ۔۲۔ یا سننے والے کے فہم میں خلل ہو۔ اول صورت میں محل ریب یہ کلام ہے اور دوسری صورت میں محل ریب حقیقت میں سمجھنے والے کا فہم ہے کلام بالکل حق ہے گو اس کو اپنی نافہمی سے وہ کلام محل ریب معلوم ہو سو اس آیت میں ریب کی صورت اول کی نفی فرمائی ہے تو اب یہ شبہ کہ کلام اللہ کے کلام الٰہی اور حق ہونے میں تو سب کفار کو ریب و انکار تھا پھر اس نفی کے کیا معنی۔ بالکل جاتا رہا باقی رہی صورت ثانی اس کو آگے حل کر فرما دیا گیا وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ الخ ف۳ یہاں سے اخیر قرآن تک جواب ہے اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا جو سوال بندوں کی طرف سے ہوا تھا ف۴ یعنی جو بندے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں اُن کو یہ کتاب راستہ بتلاتی ہے کیونکہ جو اپنے خدا سے خائف ہو گا اُس کو امور مرضیہ اور غیر مرضیہ یعنی طاعت و معصیت کی ضرور تلاش ہو گی اور جس نافرمان کے دل میں خوف ہی نہیں اُس کو طاعت کی کیا فکر اور معصیت سے کیا اندیشہ ف۵ یعنی جو چیزیں ان کے عقل و حواس سے مخفی ہیں۔ (جیسے دوزخ۔ جنت۔ ملائکہ وغیرہ) اُن سب کو اللہ اور رسول کے ارشاد کی وجہ سے حق اور یقینی سمجھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان امور غائبہ کا منکر ہدایت سے محروم ہے ف۶ اقامت صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ تمام حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ ف۷ سب طاعتوں کی اصل تین ہیں۔ اول جو باتیں دل سے تعلق رکھتی ہیں دوسری بدن سے تیسری مال سے سو اس آیت میں ہر سہ اصول کو ترتیب وار لے لیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ آیت نازل ہوئی ان کے حق میں جن کی موت کفر پر اللہ تعالیٰ نے اپنے علم قدیم سے جانی تھی جیسا کہ عتبہ و شیبہ و ابی جہل و ولید بن مغیرہ ف۲ اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے یاروں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور نفاق نہ کرو انہوں نے جواب دیا کہ اے ابوالحسن نفاق کی نسبت ہماری طرف کرتے ہو باوجود اس کے کہ ہم ایماندار ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کلام کے رد کرنے کے واسطے یہ آیت بھیجی ف۳ ایک آزار یہ تھا کہ جس دین کو دل نہ چاہتا تھا ناچار قبول کرنا پڑا اور دوسرا آزار اللہ نے زیادہ دیا کہ حکم کیا جہاد کا جن کے خیر خواہ تھے ان سے لڑنا پڑا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ

اور آخرت کو وہ یقین جانتے ہیں انہوں نے پائی ہے راہ رب کی اور

اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں ف۱ وہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے پروردگار کی طرف سے اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

وہی مراد کو پہنچے اور وہ جو منکر ہوئے برابر ہے تو ان کو

وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے ف۲ بیشک جو لوگ کافر ہو چکے برابر ہے ان کو

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

ڈراوے یا نہ ڈراوے وہ نہ مانیں گے ف۳ مہر کر دی اللہ نے ان کے دل پر

تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان نہ لائیں گے ف۴ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر

وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؗ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور ان کے کان پر اور ان کی آنکھوں پر ہے پردہ اور ان کو بڑی مار ہے

اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر ہے پردہ ہے ف۵ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ

اور ایک لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ان کو

اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر اور وہ ہرگز

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ

یقین نہیں دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے اور کسو کو دغا نہیں دیتے مگر

مومن نہیں ف۶ دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے اور در اصل کسی کو دغا نہیں دیتے مگر

اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ؕ ۝ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ

آپ کو اور نہیں بوجھتے ف۱ ان کے دل میں آزار ہے پھر زیادہ دیا اللہ نے

اپنے آپ کو اور نہیں سوچتے ف۷ ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر بڑھا دی اللہ نے ان کی

مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ وَاِذَا

ان کو آزار اور ان کو دکھ کی مار ہے اس پر کہ جھوٹ کہتے تھے ف۲ اور جب کہئے

بیماری ف۸ اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے اس بات پر کہ جھوٹ کہتے تھے ف۹ اور جب

قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝

ان کو فساد نہ ڈالو ملک میں کہیں ہمارا کام تو سنوار ہے

کہا جاتا ہے ان کو فساد نہ ڈالو ملک میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں ف۱۰

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ

سن رکھو وہی ہیں بگاڑنے والے پر نہیں سمجھتے اور جب کہئے

جان لو وہی ہیں خرابی کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے ف۱۱ اور جب کہا جاتا ہے

لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ

ان کو ایمان میں آؤ جس طرح ایمان میں آئے سب لوگ کہیں کیا ہم اس طرح مسلمان ہوں جیسے مسلمان ہوئے بیوقوف

ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ تو کہتے ہیں ف۱۲ کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے ہیں بے وقوف ف۱۳

ف۱۔ اس سے پہلی آیت میں ان لوگوں کا بیان تھا جن مشرکین نے ایمان قبول کیا (یعنی اہل مکہ) اور اس آیت میں اُن کا بیان ہے جو اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) مشرف باسلام ہوئے ف۲ یعنی اہل ایمان کے دونوں گروہ مذکورہ بالا دنیا میں اُن کو ہدایت نصیب ہوئی اور آخرت میں ان کو ہر طرح کی مراد ملے گی جس سے معلوم ہو گیا کہ جو نعمت ایمان اور اعمال حسنہ سے محروم رہے اُن کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہیں۔ اب اُن دونوں فریق مومنین سے فارغ ہو کر اس کے آگے کفار کی حالت بیان کی جاتی ہے۔ ف۳ ان کفار سے خاص وہ لوگ مراد ہیں جن کے لئے کفر مقرر ہو چکا اور دولت ایمان سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیئے گئے (جیسے ابوجہل ابولہب وغیرہ) ورنہ ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ جو کافر تھے مشرف باسلام ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں ف۴ ان کے دلوں پر مہر کر دی (یعنی حق بات کو نہیں سمجھتے) اور کانوں پر مہر کر دی (یعنی حق بات کو متوجہ ہو کر نہیں سنتے) اور آنکھوں پر پردہ ہے (یعنی راہ حق کو نہیں دیکھتے) کفار کا بیان ختم ہو گیا اب منافقوں کا حال اس کے بعد تیرہ آیتوں میں ذکر کیا جاتا ہے ف۶ یعنی دل سے ایمان نہیں لائے جو حقیقت میں ایمان ہے صرف زبان سے فریب دینے کے لئے اظہار ایمان کرتے ہیں ف۷ یعنی اُن کی فریب بازی کا نہ خدائے تعالیٰ پر کچھ اثر چل سکتی ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اور نہ مومنین پر کہ حق تعالیٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر اور دیگر دلائل و قرائن سے منافقین کے فریب سے آگاہ فرما دیتا ہے۔ بلکہ ان کی فریب بازی کا وبال اور اس کی خرابی حقیقت میں اُن ہی کو پہنچتی ہے مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے اگر غور کریں تو سمجھ لیں کہ اس فریب بازی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ اس کا نتیجہ خراب ہم کو پہنچ رہا ہے۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ (شاہ عبدالقادر صاحبؒ) کے فہم کی نزاکت ہے کہ یہاں یشعرون کا ظاہر ترجمہ چھوڑ کر اس کا ترجمہ بوجھنا یعنی سوچنا فرمایا۔ ف۸ یعنی اُن کے دلوں میں نفاق اور دین اسلام سے نفرت اور مسلمانوں سے حسد اور عناد یہ مرض پہلے سے موجود تھے اب نزول قرآن اور ظہور شوکت اسلام اور ترقی و نصرت اہل اسلام کو دیکھ دیکھ کر ان کی وہ بیماری اور بڑھ گئی۔ ف۹۔ اس جھوٹ کہنے سے وہی اسلام کا جھوٹا دعویٰ آمنا باللہ و بالیوم الاخر مراد ہے جو اوپر گذر چکا یعنی عذاب الیم حقیقت میں ان کے نفاق کی سزا ہے نہ مطلق جھوٹ بولنے کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کو اسی باریک فرق پر متنبہ فرمانا منظور ہے جو یکذبون کا ترجمہ جھوٹ بولنے کی جگہ "جھوٹ کہنا" فرماتے ہیں۔ فجزاہ اللہ ما ادق نظرہ ف۱۰ خلاصہ یہ ہے کہ منافقین بچند وجوہ فساد پھیلاتے تھے اوّل تو خواہشات نفسانیہ میں منہمک تھے اور انقیاد احکام شرعیہ کا ان اور متنفر تھے دوسرے مسلمانوں اور کافروں دونوں کے پاس آتے جاتے تھے اور اپنی قدر و منزلت بڑھانے کو ہر ایک کی باتیں دوسرے تک پہنچاتے رہتے تھے تیسرے کفار سے نہایت مدارات و مخالطت سے پیش آتے تھے اور امور دین کی مخالفت پر کفار پر اصلا مزاحمت نہ کرتے تھے اور کفار کے اعتراضات و شبہات کو جو دین کی باتوں پر ہوتے تھے مسلمانوں کے روبرو نقل کرتے تھے تاکہ ضعیف الاعتقاد اور ضعیف الفہم احکام شرعیہ میں متردد ہو جائیں اور جب کوئی ان فسادات سے ان کو منع کرتا تو جواب دیتے تھے کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمام قوم اور ملک مثل زمانہ سابق شیر و شکر ہو کر رہیں اور دین جدید کی وجہ سے جو مخالفت بڑھ گئی ہے بالکل جاتی رہے۔ چنانچہ زمانہ میں دنیا طلب ہوا پرست ایسا ہی کیا کرتے ہیں ف۱۱ یعنی اصلاح تو حقیقت میں یہ ہے کہ دین حق جملہ ادیان پر غالب ہو اور جملہ اغراض و منافع دنیوی سے احکام شرعیہ کی رعایت زیادہ کی جائے اور در بارۂ دین کسی کی موافقت و مخالفت کی پرواہ نہ ہو۔ع ۔ "فلک بر ولاری اغیار باش" منافقین بجائے مصالحت و مصلحت اندیشی جو کچھ کرتے ہیں وہ حقیقت میں فساد محض ہے مگر ان کو اس کا شعور نہیں ف۱۱ یعنی اپنے دلوں میں یہ سمجھتے تھے یا آپس میں یا اُن ضعفائے مسلمین سے جو کسی وجہ سے ان کے رازدار بن رہے تھے ف۱۲ سفیہ کہا سچے مسلمانوں کو کہ احکام خداوندی پر دل سے ایسے فدا تھے کہ لوگوں کی مخالفت اور اس کے نتائج بد اور انقلاب زمانہ کی مضرات گوناگوں سے اپنا بچاؤ نہ کرتے تھے بخلاف منافقین کے کہ مسلمان و کفار سب سے ظاہر پیار رکھتا تھا اور اغراض نفسانی کے سبب آخرت کا کچھ فکر نہ تھا مصلحت بینی اس درجہ غالب تھی کہ ایمان دیانت کا احکام شرع کی ضرورت نہ سمجھتے تھے فقط دعویٰ زبانی اور ضروری اعمال بمجبوری ادا کر لینے پر قناعت تھی۔

ع ۱ ۔ وقف لازم

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن: ف۱۰ یعنی اللہ نے نبی سے اسلام روشن کیا اور خلق نے اس میں راہ پائی اور منافق اس وقت اندھے ہوگئے۔ آنکھ کی روشنی نہ ہو تو مشعل کیا کام دے۔ بہرا ش کر اندھا ہو کسی کو پکارے یا کسی کی بات سنے۔ بہرا بھی ہوا، گونگا بھی وہ کیونکر راہ پر آئے۔ منافقوں کو نہ عقل کی آنکھ ہے نہ آپ سے سمجھائیں نہ مرشد کی طرف رجوع ہے کہ وہ ہاتھ پکڑے۔ نہ حق کی بات کو کان رکھتے ہیں۔ ایسے شخص سے توقع نہیں کہ پھر جاوے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی بیوقوف حقیقت میں منافقین ہی ہیں کہ مصالح اور اغراض دنیوی پا در ہوا کی وجہ سے آخرت کا خیال نہ کیا۔ فانی کو لینا اور باقی کو چھوڑنا کس قدر حماقت ہے اور مخلوقات سے ڈر کر جن سے ہر طرح اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں اور علام الغیوب سے نہ ڈرنا کہ جہاں کسی طرح کوئی امر پیش ہی نہ جاوے کتنی بڑی جہالت ہے اور صلح کل کیسے کہ جس میں احکم الحاکمین اور اس کے مقبول بندوں سے مخالفت کی جاتی ہے مگر منافقین اس درجہ بیوقوف ہیں کہ ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے۔

أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ ٱلسُّفَهَآءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا۟ ٱلَّذِينَ

سنتا ہے وہی ہیں بے وقوف پر نہیں جانتے اور جب ملاقات کریں مسلمانوں

جان لو وہی ہیں بے وقوف لیکن نہیں جانتے ف۱ اور جب ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں

ءَامَنُوا۟ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوْا۟ إِلَىٰ شَيَٰطِينِهِمْ قَالُوٓا۟ إِنَّا مَعَكُمْ

سے کہیں ہم مسلمان ہوئے اور جب اکیلے جاویں اپنے شیطانوں پاس کہیں ساتھ ہیں تمہارے ہم

سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس ف۲ تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں ف۳

إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ۝ ٱللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِى

ہم تو ہنسی کرتے ہیں اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور بڑھاتا ہے ان کو

ہم تو ہنسی کرتے ہیں ف۴ (یعنی مسلمانوں سے) اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے ف۵ اور ترقی دیتا ہے ان کو ان کی

طُغْيَٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ

ان کی شرارت میں بہکے ہوئے وہی ہیں جنہوں نے خریدی گمراہی راہ کے بدلے

سرکشی میں (اور) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں ف۶ یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی گمراہی ہدایت کے بدلے

فَمَا رَبِحَت تِّجَٰرَتُهُمْ وَمَا كَانُوا۟ مُهْتَدِينَ ۝ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ ٱلَّذِى

سو نفع نہ لائی ان کی سوداگری اور نہ راہ پائے ان کی مثال جیسے ایک شخص نے

سو نافع نہ ہوئی ان کی سوداگری ف۷ اور نہ ہوئے راہ پانے والے ف۸ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے

ٱسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهُۥ ذَهَبَ ٱللَّهُ بِنُورِهِمْ وَ

سلگائی آگ پھر جب روشن کیا اس کے گرد کو لے گیا اللہ ان کی روشنی اور

آگ جلائی پھر جب روشن کر دیا آگ نے اس کے آس پاس کو تو زائل کر دی اللہ نے ان کی روشنی اور

تَرَكَهُمْ فِى ظُلُمَٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ (۱۱)

چھوڑا ان کو اندھیروں میں نظر نہیں آتا بہرے ہیں گونگے اندھے سو وہ نہیں پھر آتے

چھوڑا ان کو اندھیروں میں کہ کچھ نہیں دیکھتے ف۹ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے ف۱۰

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَٰتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ

یا جیسے مینہ پڑتا آسمان سے اس میں ہیں اندھیرے اور گرج اور بجلی ڈالتے ہیں

یا ان کی مثال ایسی ہے جیسے زور سے مینہ پڑ رہا ہو آسمان سے اس میں ہیں اندھیرے اور گرج اور بجلی دیتے ہیں

أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ ٱلصَّوَٰعِقِ حَذَرَ ٱلْمَوْتِ ۚ وَٱللَّهُ

انگلیاں اپنے کانوں میں مارے کڑک کے ڈر سے موت کے اور اللہ

انگلیاں اپنے کانوں میں مارے کڑک کے موت کے ڈر سے اور اللہ

مُحِيطٌۢ بِٱلْكَٰفِرِينَ ۝ يَكَادُ ٱلْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَٰرَهُمْ ۖ كُلَّمَآ

گھیر رہا ہے منکروں کو قریب ہے بجلی کہ اچک لے ان کی آنکھیں جس بار

احاطہ کرنے والا ہے کافروں کا ف۱۱ قریب ہے کہ بجلی اچک لے ان کی آنکھیں جب

أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا۟ فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا۟ ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ

چمکتی ہے ان پر چلتے ہیں اس میں اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہے اور اگر چاہے اللہ

چمکتی ہے ان پر تو چلنے لگتے ہیں اس کی روشنی میں اور جب اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر چاہے اللہ

ف۲ شیاطین (یعنی شریر لوگ) مراد ان سے یا تو وہ کفار ہیں جو اپنے کفر کو سب پر ظاہر کرتے تھے یا وہ منافقین مراد ہیں جو ان میں رئیس سمجھے جاتے تھے ف۳ یعنی کفر و اعتقاد دین کے معاملہ میں ہم باطن تمہارے ساتھ ہیں تم سے کسی حالت میں جدا نہیں ہو سکتے ف۴ یعنی ظاہری موافقت جو ہم مسلمانوں سے کرتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا کہ ہم واقع میں ان کے موافق ہیں۔ ہم تو ان سے تمسخر کرتے ہیں اور ان کی بیوقوفی سب پر ظاہر کرتے ہیں کہ باوجودیکہ ہمارے افعال ہمارے اقوال کے مخالف ہیں مگر وہ اپنی بیوقوفی سے صرف ہماری زبانی باتوں پر ہم کو مسلمان سمجھ کر ہمارے مال اور اولاد پر ہاتھ نہیں ڈالتے اور مال غنیمت میں ہم کو شریک کر لیتے ہیں اور اپنی اولاد سے ہمارا نکاح کر دیتے ہیں اور ہم ان کے راز کی باتیں اڑا لاتے ہیں اور وہ اس پر بھی ہمارے فریب کو نہیں سمجھتے ف۵ چونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو فرما دیا کہ منافقین کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرو ان کے جان و مال سے ہرگز تعرض نہ کرو اس سے منافقین اپنی حماقت سے یہ سمجھ گئے کہ ایمان لانے سے جو فائدہ مسلمانوں کو ہوا وہ سب فوائد ہم کو بھی صرف زبانی اظہار اسلام سے حاصل ہو گئے اس وجہ سے بالکل مطمئن ہو گئے۔ حالانکہ انجام کار یہ امر منافقین کو سخت بلا میں پھنسانے والا ہے اس کا انجام نہایت خراب ہے تو اب انصاف کیجئے کہ حقیقت میں تمسخر مسلمانوں کا ہوا یا منافقین کا اور بایں تمسخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تمسخر کا بدلہ اور سزا ان کو دے گا۔ ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ڈھیل دی گئی حتیٰ کہ انہوں نے سرکشی میں خوب ترقی کی اور پہلے سے کہ اس کا انجام کچھ نہ سوچا اور خوش ہوئے کہ ہم مسلمانوں سے ہنسی کرتے ہیں حالانکہ معاملہ بالعکس تھا۔ جاننا چاہیے کہ آیت میں فی طغیانھم کو یمدھم کے متعلق ہے بعض تراجم دہلویہ جدیدہ میں اس کو یعمھون کے متعلق کر دیا (جس سے معنی بگڑ کر معتزلہ کے موافق اور اہل سنت کے خلاف اور استعمال اہل عرب کے مخالف ہو گئے) جو طلب اور جاننے والے اس کو خوب جانتے ہیں۔ ف۷ تجارت سے مراد یہی گمراہی کا ہدایت کے بدلے مول لینا ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے۔ ف۸ یعنی منافقین نے بظاہر ایمان قبول کیا اور دل میں کفر رکھا جس کی وجہ سے آخرت میں خراب اور دنیا میں خوار ہوئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان کے احوال پر سب کو مطلع فرما دیا۔ ایمان لاتے تو دارین میں سرخرو ہوتے تو اب ان کی تجارت سے کوئی نفع ان کو نہ پہنچا نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا اور وہ یہ نہ سمجھے کہ محض ایمان زبانی کو کافی اور نافع سمجھ کر اس خرابی اور رسوائی میں گرفتار ہوئے۔ اب ان منافقین کے مناسب حال دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ف۹ یعنی منافقوں کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اندھیری رات میں آگ روشن کرے جنگل میں راستہ دیکھنے کو اور جب آگ روشن ہو گئی اور راستہ نظر آنے کو ہوا تو خدا تعالیٰ نے اس کو بجھا دیا اور اندھیری رات میں جنگل میں کھڑا رہ گیا کہ کچھ نظر نہیں آتا ایسے ہی منافقین نے مسلمانوں کے خوف سے کلمۂ شہادت کی روشنی سے کام لینا چاہا مگر سر دست کچھ فائدہ حقیر یعنی حفظ جان و مال اٹھانے پائے تھے کہ نور کلمۂ شہادت اور منافع سب نیست و نابود ہو گئے اور مرتے ہی عذاب عظیم میں مبتلا ہوئے ف۱۰ یعنی بہرے ہیں جو سچی بات نہیں سنتے، گونگے ہیں جو سچی بات نہیں کہتے، اندھے ہیں جو اپنے نفع نقصان کو نہیں دیکھتے۔ سو جو شخص بہرا بھی ہو اور گونگا بھی ہو وہ کس طرح راہ پر آئے۔ صرف اندھا ہو تو وہ کسی کو پکارے یا کسی کی بات سنے تو اب ان سے ہرگز توقع نہیں کہ گمراہی سے حق کی طرف لوٹیں۔ ف۱۱ دوسری مثال ان منافقین کی ان لوگوں کی سی ہے کہ ان پر آسمان سے مینہ شدت کے ساتھ پڑ رہا ہو اور کئی طرح کی تاریکی اس میں ہو مثلاً بادل بھی تو برتو بہت غلیظ و کثیف ہے اور قطرات ابر کی بھی بہت کثرت اور ہجوم ہے اور رات بھی اندھیری ہے اور تاریکی شدید کے ساتھ بجلی کی کڑک اور چمک بھی ایسی ہولناک ہے کہ وہ لوگ موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں دیتے ہیں کہ آواز کی شدت سے دم نہ نکل جاوے۔ اسی طرح پر منافقین تکالیف و تہدیدات شرعیہ کو سن کر اور اپنی خواری و رسوائی کو دیکھ کر اور اغراض و مصالح دنیوی کا خیال کر کے عجب کشمکش اور خوف و پریشانی میں مبتلا ہیں اور اپنی بیہودہ تدبیروں سے اپنا بچاؤ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر حق تعالیٰ کی قدرت سب طرف سے کفار کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس کی گرفت و عذاب سے وہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن :۔ **فـــ** یعنی دین اسلام میں آخر سب نعمت ہے اور اوّل کچھ محنت ہے جیسے مینہ آخر اس سے آبادی ہے اور اوّل کڑک ہے اور بجلی ہے۔ جو لوگ منافق ہیں وہ اوّل کی سختی سے ڈر جاتے ہیں اور اُن کو سامنے آفت آتی ہے اور جیسے بجلی میں کبھی اُجالا ہے اور کبھی اندھیرا ہے اسی طرح منافق کے دل میں کبھی اقرار ہے اور کبھی انکار۔ اللہ صاحب نے اوّل سورت سے یہاں تک تین قسم کے لوگوں کا احوال فرمایا۔ اوّل مومن' دوسرے کافر جن کے دل پر مہر ہے یعنی قسمت میں ایمان نہیں۔ تیسرے منافق جو دیکھنے میں مسلمان ہیں اور دل اُن کا ایک طرف نہیں۔

ازشاہ عبدالقادر صاحبؒ

لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۲۰ ع

لے جائے اُن کے کان اور آنکھیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے **فـــ**

تو لے جائے اُن کے کان اور آنکھیں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے **فـــ**

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے بنایا تم کو اور تم سے اگلوں کو شاید تم

اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور اُن کو جو تم سے پہلے تھے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۲۱ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ

پرہیزگاری پکڑو جس نے بنا دیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان

تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ جس نے بنایا واسطے تمہارے زمین کو بچھونا اور آسمان کو

بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ

عمارت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اُس سے میوے کھانا تمہارا

چھت اور اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اُس سے میوے تمہارے کھانے کے واسطے

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۲ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا

سو نہ ٹھہراؤ اللہ کے برابر کوئی اور تم جانتے ہو اور اگر تم ہو شک میں اس کلام

سو نہ ٹھہراؤ کسی کو اللہ کے مقابل اور تم تو جانتے ہو **فـــ** اور اگر تم شک میں ہو اس کلام

نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ

سے جو اُتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو

سے جو اُتارا ہم نے اپنے بندہ پر تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی **فـــ** اور بلاؤ اس کو جو تمہارا مددگار ہو

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۲۳ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ کرو اور البتہ نہ کرو گے

اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو بیشک پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝۲۴

تو بچو آگ سے جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر تیار ہے منکروں کے واسطے

تو پھر بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار ہوئی ہے کافروں کے واسطے

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ

اور خوشی سنا ان کو جو یقین لائے اور کام نیک کئے کہ ان کو ہیں باغ بہتی نیچے

اور خوشخبری دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اُن کے واسطے باغ ہیں کہ بہتی ہیں ان

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ

ان کے ندیاں جس بار ملے اُن کو وہاں کا کوئی میوہ کھانے کو کہیں یہ وہی ہے جو

کے نیچے نہریں جب ملے گا اُن کو وہاں کا کوئی پھل کھانے کو تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو

رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّ

ملا تھا ہم کو آگے اور ان پاس وہ آوے گا ایک طرح کا اور ان کو ہیں وہاں عورتیں ستھری اور

ملا تھا ہم کو اس سے پہلے اور دیئے جائیں گے اُن کو پھل ایک صورت کے **فـــ** اور ان کے لئے وہاں عورتیں ہوں گی پاکیزہ اور

فـــ :۔ حاصل یہ ہے کہ منافقین اپنی ضلالت اور ظلماتی خیال میں مبتلا ہیں لیکن جب غلبۂ نورِ اسلام اور ظہورِ معجزات تو دیکھتے ہیں اور تاکید و تہدیدِ شرعی سنتے ہیں تو متنبہ ہو کر ظاہر میں صراطِ مستقیم کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب کوئی اذیت اور مشقت دنیوی نظر آتی ہے تو کفر پر اَڑ جاتے ہیں جیسے شدتِ باراں اور تاریکی میں بجلی چمکی تو قدم رکھ لیا پھر کھڑے ہو گئے۔ چونکہ اس کو سب کا علم ہے اور اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں تو ایسے حیلوں اور پردوں سے کیا کام نکل سکتا ہے۔ **فائدہ**۔ سورت کے اوّل سے یہاں تک تین طرح کے لوگوں کا ذکر فرمایا۔ اوّل مومنوں کا پھر کافروں کا (جن کے دلوں پر مہر ہے کہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے)۔ تیسرے منافقوں کا (جو دیکھنے میں مسلمان ہیں مگر دل اُن کا ایک طرف نہیں) **فـــ۲** اب سب بندوں کو مومن ہوں یا کافر یا منافق خطاب فرما کر توحید جناب باری سمجھائی جاتی ہے جو ایمان کے لئے اصل الاصول ہے۔ خلاصہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تم سے پہلوں کو سب کو پیدا کیا اور تمہاری ضروریات اور کل منافع کو بنایا۔ پھر اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو معبود بنانا جو تم کو نہ نفع پہنچا سکے نہ مضرت (جیسے بت) کس قدر حماقت اور جہالت ہے۔ حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اُس جیسا کوئی نہیں **فـــ۳** یہ بات گذر چکی ہے کہ اس کلام پاک میں شبہ کی وجہ یا یہ ہو سکتی تھی کہ اس کلام میں کوئی بات کھٹکے کی ہو سو اس کے دفعیہ کے لئے لا ریب فیہ۔ فرما چکے ہیں اور یا یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی کے دل میں اپنی کوتاہیٔ فہم یا زیادتِ عناد سے شبہ پیدا ہو تو یہ صورت چونکہ ممکن بلکہ موجود تھی تو اس کے رفع کرنے کی عمدہ اور سہل صورت بیان فرما دی کہ اگر تم کو اس کلام کے کلام بشری ہونے کا خیال ہے تو تم بھی تو ایک سورت ایسی فصیح و بلیغ تین آیت کی مقدار بنا دیکھو اور جب تم باوجود کمال فصاحت و بلاغت چھوٹی سی سورت کے مقابلہ سے بھی عاجز ہو جاؤ تو پھر سمجھ لو کہ یہ اللہ کا کلام ہے کسی بندے کا نہیں۔ اس آیت میں آپ کی نبوت کو مدلل فرما دیا **فـــ۴** یعنی اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ بندہ کا کلام ہے تو جس قدر قابل اور شاعر اور فصحاء و بلغاء موجود ہیں خدائے تعالیٰ کے سوا سب سے مدد لے کر بھی ایک چھوٹی سی سورت ایسی بنا لاؤ یا یہ مطلب ہے کہ خداوند کریم کے سوا تمہارے جتنے معبود ہیں سب سے تضرع اور گریہ و زاری کے ساتھ مانگو کہ اس مشکل بات میں تمہاری کچھ مدد کریں **فـــ۵** پھر اس پر بھی اگر تم ایسی ایک سورت نہ بنا سکو اور یہ بات یقینی ہے کہ ہرگز نہ بنا سکو گے تو پھر ڈرو اور بچو نارِ دوزخ سے جو سب آگوں سے تیز ہے اس کا ایندھن کافر اور پتھر ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو اور بچنے کی صورت یہی ہے کہ کلام الٰہی پر ایمان لاؤ اور وہ آگ کافروں کے واسطے تیار کی ہوئی ہے جو کہ قرآن شریف اور نبی کریم کو جھوٹا بتلاتے ہیں **فـــ۶** جنت کے میوے دنیا کے میووں سے شکل و صورت میں ملتے جلتے ہوں گے مگر لذت میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ یا جنت کے میوے باہم ایک شکل و صورت کے ہوں گے اور مزا جدا جدا تو جب کسی میوے کو دیکھیں گے تو کہیں گے وہی قسم ہے جو پہلے دنیا میں یا جنت میں کھا چکے ہیں اور چکھیں گے تو مزہ اور ہی پائیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن: ~~یعنی جنت کے میوے بکار طبیعت کے اگرچہ صورت ملتی ہو صورت دیکھ کر جانیں گے کہ وہی قسم ہے جو کھا چکے ہیں اور چکھیں گے تو مزا جدا پائیں گے۔~~ ف قرآن شریف میں کہیں مثال فرمائی ہے مکھی کی کہیں مکڑی کی۔ اسی پر کافر عیب پکڑتے تھے کہ اللہ کی شان نہیں ان چیزوں کا ذکر کرنا یہ کلام اللہ کا ہوتا تو ایسے مذکور نہ ہوتے۔ اس پر یہ دو آیتیں فرمائیں۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ جنت کی عورتیں نجاسات ظاہرہ و باطنہ (اخلاق رذیلہ) سے سب سے پاک و صاف ہوں گی فائدہ: یہاں تک تین چیزیں جن کا جاننا ضروری تھا بیان فرمائیں اول مبدا، (یعنی ہم کہاں سے آئے اور کیا تھے) دوسرے معاش کہ کیا کھائیں اور کہاں رہیں تیسرے معاد (کہ ہمارا انجام کیا ہے) ف۲ اس آیت میں اس معارضہ کا جواب دیا گیا ہے جو کفار کی طرف سے پہلی آیت پر ہوا خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب چھوٹی سی سورت بھی اس کلام جیسی ان سے نہ ہو سکی جس سے اس کا کلام الٰہی ہونا ثابت ہو چکا تو کفار نے کہا جیسا ہم اس کلام کے مقابلہ سے عاجز ہیں مگر ہم دوسری دلیل سے اس کا کلام الٰہی نہ ہونا اور کلام بشری ہونا ثابت کرتے ہیں وہ یہ کہ بڑے بزرگ عظیم الشان اپنے کلام میں ذلیل و حقیر چیزوں کے ذکر سے اجتناب کیا کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ جو سب بزرگوں سے برتر اور اعلیٰ ہے اس نے کیسے اپنے کلام میں مکھی اور مکڑی کا ذکر فرمایا اس معارضہ کا جواب دیا گیا کہ اس میں کوئی شرم اور عار کی بات نہیں کہ حق تعالیٰ مچھر یا اس سے بڑی چیز مثل مکھی اور مکڑی کے مثال بیان فرمائے کیونکہ مثال سے تو توضیح و تمثیل ممثل لہ کی مطلوب ہوتی ہے۔ حقارت اور عظمت کیا باعث اور یہ مطلوب جبھی حاصل ہوگا کہ مثال اور ممثل لہ میں پوری مطابقت ہو۔ ممثل لہ حقیر ہوگا تو اس کی مثال بھی حقیر ہونی چاہیے ورنہ تمثیل ہی بیہودہ سمجھی جائے گی۔ ہاں اگر تمثیل میں یہ ہوتا کہ مثال اور مثال دینے والے میں موافقت ضروری ہوتی تو بیشک کفار کا یہ اعتراض چل سکتا مگر اس کا تو کوئی بیوقوف بھی قائل نہ ہوگا اور تورات و انجیل و کلام حکماء و سلاطین میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں اس کے خلاف کہنا کفار کی حماقت اور عناد کی بات ہے۔ اور مافوقہا کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مچھر سے حقارت اور چھوٹائی میں زیادہ ہو جیسے مچھر کے بازو کہ بعض احادیث میں اس کو دنیا کی تمثیل میں ذکر فرمایا ہے ف۳ یعنی ایمان والے تو ان مثالوں کو حق اور مفید سمجھتے ہیں اور کفار بطور تحقیر کہتے ہیں کہ ایسی حقیر مثالوں سے خدا کی مراد اور غرض کیا ہوگی۔ جواب دیا گیا کہ اس کلام سراپا ہدایت سے بہتیروں کو گمراہی میں ڈالنا اور بہتیروں کو راہ راست دکھلانا منظور ہے (یعنی اہل حق اور اہل باطل میں تمیز تام منظور ہے جو نہایت مفید اور ضروری ہے ف۴ جیسے قطع رحم کرنا، انبیاء اور علماء اور واعظین اور مومنین اور نماز و دیگر جملہ امور سے اعراض کرنا، ف۵ فساد سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو ایمان سے نفرت دلاتے تھے اور مخالفان اسلام کو ورغلا کر مسلمانوں سے مقابلہ کراتے تھے اور حضرات صحابہ اور صلحائے امت کے عیوب نکال کر تشہیر کرتے تھے تاکہ آپ کی اور دین اسلام کی بے وقعتی لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے اور مسلمانوں کا راز مخالفوں تک پہنچاتے تھے اور طرح طرح کی رسوم و بدعات خلاف طریقۂ اسلام پھیلانے میں سعی کرتے تھے ف۶ مطلب یہ ہے کہ ان حرکات ناشائستہ کا نتیجہ جو سمجھتے ہیں توہین اسلام اور تحقیر مسلمانان سو یہ تو کبھی نہ ہو سکے گی۔ ف۷ یعنی اجسام بیجان لا حس و حرکت تھے یعنی اول عناصر تھے اس کے بعد والدین کی غذا بنے، پھر نطفہ، پھر خون بستہ پھر گوشت۔ ف۸ یعنی حالات سابقہ کے بعد نفخ روح کیا گیا جس سے رحم مادر اور اس کے بعد دنیا میں زندہ ہے۔ ف۹ یعنی جب دنیا میں وقت مرنے کا آئے گا۔ ف۱۰ یعنی قیامت کو زندہ کئے جاؤ گے حساب لینے کے واسطے۔ ف۱۱ یعنی قبروں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب و کتاب کے واسطے کھڑے کئے جاؤ گے۔ سو اب انصاف کرو کہ جب تم اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مرہون ہو اور ہر حالت و حاجت میں اس کے محتاج اور اس کے متوقع ہو۔ پھر اس سے سرکشی کرنا اور
ع ۹
۳
اس کی نافرمانی کرنا کس قدر تعجب خیز امر ہے۔ ف۱۲ اس آیت میں دوسری نعمت بیان فرمائی یعنی اللہ نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری بقا اور انتفاع کے لئے زمین میں ہر طرح کی چیزیں بکثرت پیدا فرمائیں (مطعومات اور مشروبات و ملبوسات اور ہر حرفے کے آلات و سامان) اس کے بعد متعدد آسمان بنائے گئے جن میں تمہارے لئے طرح طرح کے منافع ہیں۔ ف۱۳ اب ایک بڑی نعمت کا ذکر کیا جاتا ہے جو جملہ بنی آدم کو دی گئی اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کی آفرینش کا قصہ ہے جو تفصیل سے بیان کیا گیا اور ان کو خلیفۃ اللہ بنایا گیا پہلی آیت میں جو خلق لکم ما فی الارض جمیعا فرمایا تھا اس میں کسی کو انکار پیش آئے تو قصہ حضرت آدم سے اس کا جواب بھی بخوبی ہو گیا۔

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً
اور ان کو وہاں ہمیشہ رہنا ف۱ اللہ نہیں شرماتا اس سے کہ بیان کرے کوئی مثال ایک مچھر کی
وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے ف۱ بیشک اللہ شرماتا نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال مچھر کی

فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَأَمَّا
اس سے اوپر پھر جو یقین رکھتے ہیں سو جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے ان کے رب کا کہا اور جو
یا اس چیز کی جو اس سے بڑھ کر ہے ف۲ سو جو لوگ مومن ہیں وہ یقیناً جانتے ہیں کہ یہ مثال ٹھیک ہے جو نازل ہوئی اللہ رب کی طرف سے

الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ
منکر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے گمراہ کرتا ہے اس سے
اور جو کافر ہیں سو کہتے ہیں کیا مطلب تھا اللہ کا اس مثال سے گمراہ کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس مثال سے

كَثِيرًا ۙ وَّيَهْدِي بِهٖ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ إِلَّا الْفٰسِقِينَ ۝ الَّذِينَ
بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے اور گمراہ کرتا ہے انہیں جو بے حکم ہیں جو
بہتیروں کو اور ہدایت کرتا ہے اس سے بہتیروں کو ف۳ اور گمراہ نہیں کرتا اس مثل سے مگر بدکاروں کو جو

يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ اللّٰهُ
توڑتے ہیں قرار اللہ کا مضبوط کئے پیچھے اور توڑتے ہیں جو چیز اللہ نے فرمائی
توڑتے ہیں خدا کے معاہدہ کو مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ نے

بِهٖٓ أَنْ يُّوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝
جوڑنی اور فساد کرتے ہیں ملک میں انہیں کو آیا نقصان ف۴
جوڑنے کو ف۴ اور فساد کرتے ہیں ملک میں ف۵ وہی ہیں ٹوٹے والے ف۶

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أَمْوٰتًا فَأَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ
تم کس طرح منکر ہو اللہ سے اور تھے تم مردے پھر اس نے تم کو جلایا پھر تم کو مارتا ہے پھر
کس طرح کافر ہوتے ہو خدائے تعالیٰ سے حالانکہ تم بیجان تھے ف۷ پھر جلایا تم کو ف۸ پھر مارے گا تم کو ف۹ پھر

يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ
جلا دے گا پھر اسی پاس الٹے جاؤ گے وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے
جلائے گا تم کو ف۱۰ پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ف۱۱ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى إِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۚ وَهُوَ
سب پھر چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا ان کو سات آسمان اور وہ ہر
سب پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا ان کو سات آسمان اور خدائے تعالیٰ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي
ہر چیز سے واقف ہے اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنانا ہے
ہر چیز سے خبردار ہے ف۱۲ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنانے والا ہوں

الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوٓا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ
زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھے گا اس میں جو شخص فساد کرے وہاں اور کرے
زمین میں ایک نائب ف۱۳ کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اس کو جو فساد کرے اس میں اور خون

toobaa-elibrary.blogspot.com

الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا

خون اور ہم پڑھتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو کہا مجھ کو معلوم ہے

بہائے اور ہم بڑھتے رہتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو ف۱ فرمایا بیشک مجھ کو معلوم ہے

لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ

جو تم نہیں جانتے اور سکھائے آدم کو نام سارے پھر وہ دکھائے فرشتوں کو

جو تم نہیں جانتے ف۲ اور سکھلا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو فرشتوں کے

فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ

کہا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر ہو تم سچے بولے تو سب سے

پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو بولے پاک ہے تو

لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ

نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا

ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا بیشک تو ہی ہے اصل جاننے والا حکمت والا ف۳ فرمایا

يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ

اے آدم بتادے ان کو نام ان کے پھر جب اس نے بتادیئے نام ان کے کہا

اے آدم بتادے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام پھر جب بتادیئے اس نے ان کے نام فرمایا

أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا

میں نے نہ کہا تھا تم کو مجھ کو معلوم ہیں چھپے آسمان اور زمین کے اور معلوم ہے جو

کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو کہ میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جو

تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا

تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو

تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو ف۴ اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو

لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝

آدم کو تو سجدہ کر پڑے مگر ابلیس نے قبول نہ رکھا اور تکبر کیا اور وہ تھا منکروں میں کا

آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان ف۵ اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں میں کا ف۶

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ

اور کہا ہم نے اے آدم بس تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں محظوظ ہو کر

اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے

شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا

جس جگہ چاہو اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو گے بے انصاف پھر ڈگایا ان کو

چاہو اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم ف۷ پھر ہلا دیا ان کو

الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ

شیطان نے اس سے پھر نکالا ان کو وہاں سے جس آرام میں تھے اور کہا ہم نے تم سب اترو تم ایک

شیطان نے اس جگہ سے پھر نکالا ان کو اس عزت و راحت سے کہ جس میں تھے ف۸ اور ہم نے کہا تم سب اترو تم ایک

ف۱ ۔ ملائکہ کو جب یہ خلجان ہوا کہ ایسی مخلوق جن میں مفسد اور خونریز تک ہوں گے ہم ایسے مطیع و فرمانبردار کے ہوتے ان کو خلیفہ بنانا اس کی وجہ کیا ہوگی؟ تو بطریق استفادہ یہ سوال کیا۔ اعتراض ہر گز نہ تھا۔ رہا یہ امر کہ ملائکہ کو بنی آدم کا حال کیونکر معلوم ہوا۔ اس میں بہت سے احتمال ہیں جنات پر قیاس کیا یا حق تعالیٰ نے پہلے بتادیا تھا یا لوح محفوظ پر لکھا دیکھا۔ یا یہ سمجھ گئے کہ حاکم و خلیفہ کی ضرورت جبھی ہوگی جب ظلم و فساد ہوگا یا حضرت آدم کے قالب کو دیکھ کر بطور قیافہ سمجھ گئے ہوں (جیسا ابلیس نے حضرت آدم کو دیکھ کر کہا تھا کہ کھوکھلے ہوں گے) اور ایسا ہی ہوا۔ ف۲ ۔ فرشتوں کو سر دست بالاجمال یہ جواب دیا گیا کہ ہم خوب جانتے ہیں اس کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں تم کو ابھی تک وہ حکمتیں معلوم نہیں ورنہ اس کی خلافت اور افضلیت میں شبہ نہ کرتے۔ ف۳ ۔ خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو ہر ایک چیز کا نام مع اس کی حقیقت اور خاصیت کے اور نفع و نقصان کے تعلیم فرما دیا اور یہ علم ان کے دل میں بلا واسطہ کلام القا کر دیا۔ کیونکہ بدون اس کمال علمی کے خلافت اور دنیا پر حکومت کیونکر ممکن ہے اس کے بعد ملائکہ کو اس حکمت پر مطلع کرنے کی وجہ سے ملائکہ سے امور مذکورہ کا سوال کیا گیا کہ اگر تم اپنی اس بات میں کہ تم کار خلافت انجام دے سکتے ہو سچے ہو تو ان چیزوں کے نام و احوال بتاؤ۔ لیکن انہوں نے اپنے عجز و قصور کا اقرار کیا اور خوب سمجھ گئے کہ بدون اس علم عام کے کوئی کار خلافت زمین میں نہیں کر سکتا اور اس علم عام سے قدر قلیل ہم کو اگر حاصل ہوا بھی تو اتنی بات سے ہم قابل خلافت نہیں ہو سکتے۔ یہ سمجھ کر کہا کہ تیرے علم و حکمت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ف۴ ۔ اس کے بعد حضرت آدم سے جو تمام اشیائے عالم کی نسبت سوال ہوا تو فرفر سب امور ملائکہ کو بتادیئے کہ وہ بھی سب دنگ سارہ گئے اور حضرت آدم کے احاطہ علمی پر عش عش کر گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ جو تم نہ سمجھتے تھے کہ ہم جملہ مخفی امور آسمان و زمین کے جاننے والے ہیں اور تمہارے دل میں جو باتیں مکنون ہیں وہ بھی ہم سب کو معلوم ہیں۔ فائدہ اس سے علم کی فضیلت عبادت پر ثابت ہوئی۔ دیکھئے عبادت میں ملائکہ اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ معصوم مگر علم میں چونکہ انسان سے کم ہیں اس لئے مرتبہ خلافت انسان ہی کو عطا ہوا اور ملائکہ نے بھی اس کو تسلیم کر لیا اور ہونا بھی یونہی چاہئے کیونکہ عبادت تو خاصہ مخلوقات ہے۔ خدا کی صفت نہیں البتہ علم خدائے تعالیٰ کی صفت اعلیٰ ہے اس لئے قابل خلافت یہی ہوئے کیونکہ خلیفہ میں اپنے مستخلف عنہ کا کمال ہونا ضروری ہے۔ ف۵ ۔ جب حضرت آدم کا خلیفہ ہونا مسلم ہو چکا تو فرشتوں کو اور ان کے ساتھ جنات کو حکم ہوا کہ حضرت آدم کی طرف سجدہ کریں اور ان کو قبلہ مسجود بنائیں۔ جیسا سلاطین اپنا ولی العہد مقرر کرتے ہیں پھر ارکان دولت کو نذریں پیش کرنے کا حکم کرتے ہیں تاکہ کسی کو سرتابی کی گنجائش نہ رہے چنانچہ سب نے سجدہ مذکور ادا کیا سوائے ابلیس کے کہ اصل سے جنات میں تھا اور ملائکہ کے ساتھ کمال اختلاط رکھتا تھا اور سبب اس سرکشی کا یہ ہوا کہ جنات چند ہزار سال سے زمین میں متصرف تھے اور آسمان پر بھی جاتے تھے جب ان کا فساد اور خونریزی بڑھی تو ملائکہ نے بحکم الٰہی بعض کو قتل کیا اور بعض کو جنگل اور پہاڑوں اور جزائر میں منتشر کر دیا۔ ابلیس ان میں بڑا عالم و عابد تھا۔ اس نے جنات کے فساد سے اپنی بے لوثی ظاہر کی فرشتوں کی سفارش سے یہ بچ گیا اور ان ہی میں رہنے لگا اور اس طمع میں کہ تمام جنات کی جگہ اب مجھ کو زمین میں متصرف بنایا جاؤں۔ عبادت میں بہت کوشش کرتا رہا اور خلافت ارض کا خیال پکاتا رہا۔ جب حکم الٰہی حضرت آدم کی نسبت خلافت کا ظاہر ہوا تو ابلیس مایوس ہوا اور عبادت و ریاضت کے رائیگاں جانے پر جوش حسد میں سب کچھ کیا اور ملعون ہوا۔ ف۶ ۔ یعنی علم الٰہی میں پہلے ہی کافر تھا اور دل کا چور اب ظاہر ہوا یا یوں کہو کہ اب کافر ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ حکم الٰہی کا بوجہ تکبر انکار کیا اور حکم الٰہی کو خلاف حکمت و مصلحت اور موجب عار سمجھا۔ یہ نہیں کہ فقط سجدہ ہی نہیں کیا۔ ف۷ ۔ مشہور ہے کہ وہ درخت گیہوں کا تھا یا بقول بعض انگور یا انجیر یا ترنج وغیرہ کا واللہ اعلم۔ ف۸ ۔ کہتے ہیں کہ حضرت آدم اور حوا بہشت میں رہنے لگے اور شیطان کو اس کی عزت کی جگہ سے نکال دیا شیطان کو اور حسد بڑھا۔ بالآخر مور اور سانپ سے مل کر بہشت میں گیا اور بی بی حوا کو طرح طرح سے ایسا پھسلایا اور بہکایا کہ انہوں نے وہ درخت کھا لیا اور حضرت آدم کو بھی کھلایا۔ اور ان کو یقین دلا دیا تھا کہ اس کے کھانے سے اللہ کے ہمیشہ کو مقرب ہو جاؤ گے اور حق تعالیٰ نے جو ممانعت فرمائی تھی اس کی توجیہ گھڑ دی۔ آئندہ یہ قصہ مفصل آئے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ۱ موضح قرآن یعنی آدم کے دل میں اللہ نے کئی لفظ ڈال دیئے جو اس طرح پکارا تو بخشا گیا اور یہ لفظ سورۂ اعراف میں ہیں ف ۲ یہ بنی اسرائیل کہتے ہیں اولاد حضرت یعقوب کو انہی پر حضرت [illegible] اور توریت اتری اور فرعون سے خلاص کر کر ملک شام میں بسایا انہیں اللہ تعالیٰ نے قرار کیا تھا کہ تم توریت پر قائم رہو گے اور جو نبی میں بھیجوں اسکے مددگار رہو گے تو ملک شام تم کو رہیگا پھر وہ گمراہ ہوئے یعنی بدنیت ہوئے رشوت لیتے اور مسئلہ غلط بتاتے اور خوشامد کو مطلق بات چھپاتے اور سرداری [illegible]

ف ۱ اس خطا کی سزا میں حضرت آدم اور حوا اور حوا او لاد پیدا ہونے والی تھی سب کی نسبت یہ حکم ہوا کہ بہشت سے زمین پر جاکر رہو۔ باہم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے جسکی وجہ سے تکلیفیں پیش آئیں گی بہشت دارالعصیان اور دارالعداوت نہیں ان امور کے مناسب دار دنیا ہے جو تمہارے امتحان کے لئے بنایا گیا ہے ف ۲ یعنی دنیا میں ہمیشہ نہ رہو گے بلکہ ایک وقت معین تک وہاں رہو گے اور وہاں کی چیزوں سے بہرہ مند ہوگے اور پھر ہمارے ہی روبرو آؤ گے اور وقت معین ہر ہر شخص کی نسبت تو اس کی موت کا وقت ہے اور تمام عالم کے حق میں قیامت کا ف ۳ جب حضرت آدم نے حق تعالیٰ کا حکم عتاب آمیز سنا اور جنت سے باہر آگئے تو بحالت ندامت و انفعال گریہ وزاری میں مصروف تھے اس حالت میں

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝

ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تم کو زمین میں ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک وقت تک

دوسرے کے دشمن ہوگے ف ۱ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک ف ۲

فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ

پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اس پر بر حق وہی ہے معاف کرنے والا

پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں پھر متوجہ ہوگیا اللہ اس پر بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا

الرَّحِيمُ ۝ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى

مہربان ف ۱ ہم نے کہا تم اترو یہاں سے سارے پھر کبھی پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر

مہربان ف ۳ ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے تم سب ف ۴ پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ

تو جو کوئی چلا میرے بتائے پر نہ ڈر ہوگا ان کو اور نہ غم اور جو

تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہونگے ف ۵ اور جو لوگ

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری نشانیاں وہ ہیں دوزخ کے لوگ وہ اسی میں رہ پڑے

منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہ ہیں دوزخ میں جانیوالے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

ع ۴ — ۱۰

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي

بنی اسرائیل یاد کرو میرا احسان جو میں نے کیا تم پر اور پورا کرو قرار میرا

اے بنی اسرائیل ف ۱ یاد کرو میرے وہ احسان جو میں نے تم پر کئے ف ۲ اور تم پورا کرو میرا قرار

أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝ وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا

تو میں پورا کروں قرار تمہارا اور میرا ہی ڈر رکھو ف ۳ اور مانو جو کچھ میں نے اتارا سچ بتاتا

تو میں پورا کروں تمہارا اقرار ف ۳ اور مجھ ہی سے ڈرو ف ۴ اور مان لو اس کتاب کو جو میں نے اتاری سچ بتانے والی ہے

لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا

تمہارے پاس والی کو اور مت ہو تم پہلے منکر اس کے اور نہ لو میری آیتوں پر مول

اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے ف ۵ اور مت ہو سب میں اول منکر اس کے ف ۶ اور نہ لو میری آیتوں پر مول

قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا

تھوڑا اور مجھ ہی سے بچتے رہو ف ۷ اور مت ملاؤ سچ میں غلط اور نہ چھپاؤ

تھوڑا اور مجھ ہی سے بچتے رہو اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور مت چھپاؤ

الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا

سچ کو جان کر اور کھڑی کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو

سچ کو جان بوجھ کر اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھکو نماز

مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ

ساتھ جھکنے والوں کے کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو

میں جھکنے والوں کے ساتھ ف ۱۲ کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو

حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے چند کلمات ان کو القا اور الہام کے طور پر بتلائے جن سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ وہ کلمات یہ ہیں ربنا ظلمنا انفسنا آخر آیت تک ف ۴ مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائی مگر فی الفور جنت میں جانے کا حکم نہ فرمایا بلکہ دنیا میں رہنے کا جو حکم ہوا تھا اسی کو قائم رکھا کیونکہ مقتضائے حکمت و مصلحت یہی تھا۔ ظاہر ہے کہ زمین کے لئے خلیفہ بنائے گئے تھے نہ کہ جنت کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا کہ جو ہمارے مطیع ہونگے ان کو دنیا میں رہنا مضر نہ ہوگا بلکہ مفید۔ ہاں جو نافرمان ہیں ان کے لئے جہنم ہے اور اس تفریق و امتحان کے لئے بھی دنیا ہی مناسب ہے۔ ف ۵ جو صدمہ اور اندیشہ کسی مصیبت پر اس کے ہونے سے پہلے ہوتا ہے اس کو "خوف" کہتے ہیں اور اس کے واقع ہو چکنے کے بعد جو غم ہوتا ہے اس کو "حزن" کہتے ہیں۔ مثلاً کسی مریض کے مرجانے کے خیال پر جو صدمہ ہے وہ خوف ہے اور مرجانے کے بعد جو صدمہ ہے وہ حزن ہے۔ اس آیت میں جو خوف و حزن کی نفی فرمائی اس سے اگر خوف و حزن دنیوی مراد لیا جائے تو یہ معنی ہونگے کہ جو لوگ ہماری ہدایت کے موافق چلیں گے اس میں اس اندیشہ کی گنجائش نہیں کہ شاید یہ ہدایت حق نہ ہو شیطان کی طرف سے دھوکا اور مغالطہ ہو اور نہ وہ اس وجہ سے کہ ان کے باپ سے بالفعل بہشت چھوٹ گئی محزون ہونگے کیونکہ ہدایت والوں کو عنقریب جنت میں داخل کرا دیا جائے گا اور اگر خوف و حزن آخرت مراد ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ قیامت کو اہل ہدایت کو نہ خوف ہوگا نہ حزن مگر حزن کا نہ ہونا تو بیشک مسلم لیکن خوف کی نفی فرمانے پر ضرور یہ خلجان ہوتا ہے کہ اس روز خوف تو حضرات انبیاء علیہم السلام تک کو ہوگا کوئی بھی خوف سے خالی نہ ہوگا۔ تو بات یہ ہے کہ خوف دو طرح ہوتا ہے کبھی تو خوف کا باعث اور منشا خائف (یعنی ڈرنے والے) میں پایا جاتا ہے جیسے مجرم بادشاہی جو بادشاہ سے ڈرتا ہے تو موجب خوف جرم ہے جو مجرم کی طرف راجع ہوتا ہے اور کبھی مرجع خوف مخوف منہ یعنی جس سے ڈرتے ہیں اس میں کوئی امر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی بادشاہ صاحب جاہ و جلال کے روبرو یا شیر کے روبرو ہو تو اس کے خائف ہونے کی یہ وجہ نہیں کہ اس نے بادشاہ یا شیر کا جرم کیا ہے بلکہ قہر و جلال سلطانی اور ہیبت اور غضب و درندگی شیر موجب خوف ہے جس کا مرجع ذات سلطانی اور خود شیر ہے آیت سے پہلی قسم کی نفی ہوئی نہ دوسری قسم کی شبہ تو جب ہو سکتا تھا کہ لا خوف علیہم کی جگہ لا خوف فیہم یا لا یخافون فرماتے ف ۱ اول یا ایہا الناس اعبدوا خطاب عام تھا اور ان نعمتوں کا ذکر فرمایا تھا جو تمام بنی آدم پر عام تھیں مثلاً زمین و آسمان و جملہ اشیاء کا پیدا کرنا پھر حضرت آدم کو پیدا کر کے ان کو خلیفہ بنانا اور بہشت میں داخل کرنا وغیرہ اب ان میں سے خاص بنی اسرائیل کو خطاب کیا گیا اور خاص نعمتیں جو وقتاً فوقتاً پشت در پشت ان پر ہوتی چلی آئیں اور انہوں نے جو کفران نعمت کیا ان سب باتوں کو مفصل ذکر کیا گیا ہے کیونکہ بنی اسرائیل تمام فرقوں بنی آدم میں ممتاز اور اہل علم و کتاب و نبوت اور انبیاء کو پہچاننے والے سمجھے جاتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار نبی ان میں آچکے تھے تمام عرب کی نظریں انہی کی طرف تھیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں یا نہیں۔ اسلئے کہ ان انعامات اور شرارتوں کو بسط کے ساتھ ذکر فرمایا کہ شرما کر ایمان لائیں ورنہ اور لوگ انکی حرکات سے واقف ہو کر انکی بات کا اعتبار نہ کریں اور اسرائیل نام ہے حضرت یعقوب کا اسکے معنیٰ ہیں عبداللہ ف ۲ ہزاروں انبیاء انہیں میں بھیجے گئے۔ توریت وغیرہ کتابیں نازل فرمائیں فرعون سے نجات دی کر ملک شام میں تسلط دیا من و سلوی نازل ہوا۔ ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کیے جو نعمتیں اور خوارق عادات کسی فرقہ کو نصیب نہیں ہوئیں ف ۳ توریت میں یہ قرار کیا تھا کہ تم توریت کے حکم پر قائم رہوگے۔ اور جس پیغمبر کو بھیجوں اس پر ایمان لاکر اس کے رفیق رہو گے تو ملک شام تمہارے قبضہ میں رہیگا (بنی اسرائیل نے اسکو قبول کر لیا تھا) مگر پھر قرار پر قائم نہ رہے بدنیتی کی رشوت لیکر مسئلے غلط بتائے حق کو چھپایا۔ ایکی ریاست جاتی رہی پیغمبر کی اطاعت نہ کی بلکہ بعض پیغمبروں کو قتل کیا۔ توریت میں جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی صفت تھی اسکو بدل ڈالا اس نے گمراہ ہوئے ف ۹ یعنی منافع دنیوی کے فوت ہونے سے مت ڈرو ف ۱۰ توریت میں بتا دیا گیا تھا کہ جو نبی آئے اگر توریت کی تصدیق کرے تو اسکو جانو سچا ہے نہیں تو جھوٹا ہے جاننا چاہئے کہ احکام قرآنی دربارۂ اعتقادات اور اخبار انبیاء واحوال آخرت و اوامر و نواہی توریت وغیرہ کتب سابقہ کے موافق ہیں ہاں بعض اوامر و نواہی میں جو نسخ بھی کیا گیا ہو مگر وہ تصدیق کے مخالف نہیں تصدیق کے مخالف تکذیب ہے اور تکذیب کسی کتاب نبی کی ہو بالکل کفر ہو منسوخ تو بعض آیات قرآنی بھی ہیں مگر اسکو نعوذ باللہ کون تکذیب کہہ سکتا ہے ف ۱۱ یعنی قرآن کی دیدہ و دانستہ تکذیب کرنے والوں میں اول مت ہو کہ قیامت تک کے منکرین کا وبال تمہاری گردن پر ہو اور مشرکین مکہ نے جو انکار کیا ہے وہ جہل اور بے خبری کے سبب کیا ہے دیدہ و دانستہ ہرگز نہ تھا انہیں تو اول تم ہی ہوگے اور یہ کفر پہلے کفر سے سخت تر ہے ف ۱۲ یعنی با جماعت نماز پڑھا کرو پہلے کسی دین میں با جماعت نماز نہیں تھی اور یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا خلاصہ آیت کا یہ ہوا کہ صرف امور مذکورہ بالا نجات کیلئے تمکو کافی نہیں بلکہ تمام اصول میں نبی آخرالزماں کی پیروی کرو۔ نماز بھی ان کے طور پر پڑھو جس میں جماعت بھی [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ
اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہیں بوجھتے اور قوت پکڑو محنت سہارنے سے
اور تم تو پڑھتے ہو کتاب پھر کیوں نہیں سوچتے ہو ف۱ اور مدد چاہو صبر سے

وَالصَّلٰوةِؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ
اور نماز سے اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انھیں پر جھکے دل پگھلے ہیں جن کو
اور نماز سے ف۲ اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انھی عاجزوں پر جن کو

يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ
خیال ہے کہ اُن کو ملنا ہے اپنے رب سے اور اُن کو اُسی طرف اُلٹے جانا ف۱ اے بنی
خیال ہے کہ وہ روبرو ہونیوالے ہیں اپنے رب کے اور یہ کہ اُن کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۳ اے بنی

اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ
اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے تم کو بڑا کیا
اسرائیل یاد کرو میرے احسان جو میں نے تم پر کئے اور اُس کو کہ میں نے تم کو بڑائی دی

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا
جہان کے لوگوں پر اور بچو اُس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے ایک ذرہ
تمام عالم پر ف۴ اور ڈرو اُس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی شخص کسی کے کچھ بھی

وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝
اور قبول نہ ہو اُس کی طرف سے سفارش اور نہ لیں اُس کے بدلے میں کچھ اور نہ اُن کو مدد پہنچے ف۲
اور قبول نہ ہو اُس کی طرف سے سفارش اور نہ لیا جائے اُس کی طرف سے بدلا اور نہ اُن کو مدد پہنچے ف۵

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ
اور جب چھڑا دیا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے دیتے تم کو بڑی تکلیف ذبح کرتے
اور یاد کرو اُس وقت کو جبکہ رہائی دی ہم نے تمکو فرعون کے لوگوں سے جو کرتے تھے تم پر بڑا عذاب ذبح کرتے تھے

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝
تمہارے بیٹے اور جیتی رکھتے تمہاری عورتیں اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی بڑی
تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو ف۶ اور اس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بڑی ف۷

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ
اور جب چیرا ہم نے تمہارے پیٹھنے کے ساتھ دریا پھر بچا دیا تم کو اور ڈبا دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم
اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریا کو پھر بچا دیا ہم نے تم کو اور ڈبا دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم

تَنْظُرُوْنَ ۝ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰىٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ
دیکھتے تھے اور جب وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا پھر تم نے بنا لیا
دیکھ رہے تھے ف۸ اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا پھر تم نے بنا لیا

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
بچھڑا اُس کے پیچھے اور تم بے انصاف ہو ف۳ پھر معاف کیا ہم نے تم کو اس پر
بچھڑا موسیٰ کے بعد اور تم ظالم تھے ف۹ پھر معاف کیا ہم نے تم کو اس پر

ف۱ بعض علمائے یہود یہ کمال کرتے تھے کہ اپنے لوگوں سے کہتے تھے کہ یہ دین اسلام اچھا ہے اور خود مسلمان نہ ہوتے تھے۔ ریز علمائے یہود بلکہ اکثر ظاہر بینوں کو اس موقع پر شبہ پڑ جاتا ہے کہ جب ہم تعلیم احکام شریعت میں قصور نہیں کرتے اور حق پوشی بھی نہیں کرتے تو اس کی ضرورت نہیں کہ ہم خود بھی احکام پر عمل کریں جب ہماری ہدایت کے موافق بہت سے آدمی اعمال شریعت بجا لاتے ہیں تو بحکم قاعدہ الدال علی الخیر کفاعلہ وہ ہمارے ہی اعمال ہیں تو اس آیت میں دونوں کا بطلان فرما دیا گیا اور آیت سے مقصود یہ ہے کہ واعظ کو وعظ پر ضرور عمل کرنا چاہئے یہ غرض نہیں کہ فاسق کسی کو نصیحت نہ کرے ف۲ علمائے اہل کتاب جو بعد وضوح حق بھی آپ پر ایمان نہ لاتے تھے اس کی بڑی وجہ حب جاہ اور حب مال تھی اللہ تعالیٰ نے دونوں کا علاج بتا دیا صبر سے مال کی طلب اور محبت جاتی رہیگی اور نماز سے عبودیت و تذلل آئیگا اور حب جاہ کم ہوگی ف۳ یعنی صبر اور نماز حضور دل سے بہت بھاری ہے مگر اُن پر آسان ہے جو عاجزی کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں جن کا خیال اور دھیان یہ ہے کہ ہم کو خدا کے روبرو ہونا اور اُس کی طرف پھر جانا ہے (یعنی نماز میں خدا کا قرب اور گویا اُس سے ملاقات ہے) یا قیامت میں حساب و کتاب کے لئے روبرو جانا ہے ف۴ چونکہ تقویٰ اور کمال ایمان کا حاصل کرنا، صبر و حضور و استغراق عبادات کے ذریعے دشوار تھا اس لئے اُسکا سہل طریقہ تعلیم فرماتے ہیں اور وہ شکر ہے۔ اس وجہ سے حق تعالیٰ اپنے احسانات و انعامات جو اُن پر وقتاً فوقتاً ہوئے تھے اُن کو یاد دلاتا ہے اور اُنکی بدکرداریاں بھی ظاہر فرماتا ہے۔ انسان بلکہ حیوانات تک میں یہ مضمون موجود ہے کہ اپنے منعم کی محبت اور اُس کی اطاعت دل نشین ہو جاتی ہے اور چند رکوع میں اس مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے فائدہ اہل عالم پر فضیلت کا یہ مطلب ہو کہ جس وقت سے بنی اسرائیل کا وجود ہوا تھا اُس وقت سے لیکر اس خطاب کے نزول تک تمام فرقوں سے افضل رہے کوئی اُن کا ہم پلہ نہ تھا جب اُنھوں نے نبی آخر الزماں اور قرآن کا مقابلہ کیا تو وہ فضیلت بالکل جاتی رہی اور مغضوب علیہم اور ضلال کا لقب حاصل ہوا۔ اور حضور کے متبعین کو کنتم خیر امۃ کا خلعت ملا ف۵ جب کوئی کسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اُس کے رفیق اکثر یہی کیا کرتے ہیں کہ اول تو اُس کے ادائے حق لازم میں کوشش کرتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا تو سعی و سفارش سے بچانے کی تدبیر کرتے ہیں یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر تاوان و فدیہ دے کر چھڑاتے ہیں اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا تو بالآخر اپنے مددگاروں کو جمع کر کے زور سے اُس کی نجات کی فکر کرتے ہیں حق تعالیٰ نے اسی ترتیب کے موافق ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کو کیسا ہی مقرب خداوندی ہو مگر کسی نافرمان عدو اللہ کا فر کو منجملہ چاروں صورتوں کے کسی صورت سے نفع نہیں پہنچا سکتا۔ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں ہم پر عذاب نہ ہوگا۔ ہمارے باپ دادا جو پیغمبر ہیں ہمیں بخشوالیں گے سو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خیال تمہارا غلط ہے اس سے اُس شفاعت کا انکار نہیں نکلتا جس کے اہل سنت قائل ہیں جو دیگر آیات میں مذکور ہے۔ ف۶ فرعون نے خواب دیکھا تھا۔ نجومیوں نے اُس کی تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جو تیرے دین اور سلطنت کو غارت کر دیگا فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بیٹا پیدا ہو اُس کو مار ڈالو اور جو بیٹی ہو اُس کو خدمت کے لئے زندہ رہنے دو خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور زندہ رکھا ف۷ بلاء کے چند معنی آتے ہیں اگر ذلکم کا اشارہ ذبح کی طرف لیا جائے تو اُسکے معنی مصیبت کے ہونگے اور اگر نجات کی طرف اشارہ ہے تو بلاء کے معنی نعمت کے ہونگے اور مجموعہ کی طرف ہو تو امتحان کے معنی لیے جائیں گے ف۸ یعنی یاد کرو اے بنی اسرائیل اس نعمت عظیم کو کہ جب تمہارے باپ دادا فرعون کے ڈر سے بھاگے اور آگے دریا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا اور ہم نے تم کو بچا لیا اور فرعون اور اُسکے لشکر کو غرق کر دیا یہ قصہ آئندہ مفصل آئیگا ف۹ اور یہ قصہ اور احسان بھی یاد کرنیکے قابل ہے کہ ہم نے توریت عطا فرمانے کا وعدہ موسیٰ سے چالیس دن رات کا کیا اور اُن کے طور پر تشریف لیجانے کے بعد بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور تم بڑے بے انصاف ہو کہ بچھڑے کو خدا بنا لیا۔ مفصل یہ قصہ آئندہ آئے گا۔

۵ الربع ۵

موضح قرآن ف۱ قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے یعنی اس کی عادت کرو تو سب کام دین کے آسان پڑیں ف۲ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں پکڑے نہ جاوینگے ہمارے باپ دادے پیغمبر ہمکو چھوڑا لیں گے ف۳ اس کا قصہ سورۂ اعراف میں اور سورۂ طٰہٰ میں بیان کیا گیا ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ چکوتی وہ حکم جن سے مسلے فیصل ہوں اور روا نادوا معلوم ہو ف ۲ جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل خلاص ہو کر چلے جنگل میں انکے خیمے پھٹ گئے تو سارے دن ابر رہتا دھوپ کا بچاؤ اور اناج نہ پہنچتا تو من اور سلوی اتر نا لگے من ایک چیز تھی میٹھی دھنیئے کے سے دانے رات کو برستی لشکر کے گرد ڈھیر ہو رہتی صبح کو ہر آدمی اپنی قوت کے برابر چن لاتا اور سلوی ایک جانور کا نام ہے شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جانور جمع ہوتے اندھیرا پڑے پکڑ لاتے کباب کر کر کھاتے مدتوں تک یہی کھایا کئے ف ۳ اسی جنگل میں پھنسے تھے اپنی تقصیر سے سورۂ مائدہ میں اس کا بیان ہے پھر ایک کھانے سے تنگ ہو گئے تب ایک شہر میں پہنچایا اور حکم کیا کہ دروازے میں سجدہ کر کر جاؤ اور حطۃ کہو یعنی گناہ اترے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ
بھی شاید احسان مانو اور جب دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور چکوتی
بھی تاکہ تم احسان مانو ف ۱ اور جب ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور حق کو ناحق سے جدا

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ
شاید تم راہ پاؤ ف اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم تم نے
کرنیوالے احکام تاکہ تم سیدھی راہ پاؤ ف ۲ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے ف ۳ اے قوم تم نے

ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا
نقصان کیا اپنا یہ بچھڑا بنا لے کر اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو
نقصان کیا اپنا یہ بچھڑا بنا کر سو اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو

اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ
اپنی اپنی جان یہ بہتر ہے تم کو اپنے خالق پاس پھر متوجہ ہوا تم پر برحق
اپنی اپنی جان ف ۴ یہ بہتر ہے تمہارے لئے تمہارے خالق کے نزدیک پھر متوجہ ہوا تم پر ف ۵ بیشک

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى
وہی ہے معاف کرنے والا مہربان اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم یقین نہ کریں گے تیرا جب تک
وہی ہے معاف کرنے والا نہایت مہربان اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز یقین نہ کریں گے تیرا جبتک کہ

نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ
نہ دیکھیں اللہ کو سامنے پھر لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے پھر
نہ دیکھ لیں اللہ کو سامنے پھر آ لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھ رہے تھے پھر

بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ
اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے شاید تم احسان مانو اور سایہ کیا ہم نے تم پر
اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے تاکہ تم احسان مانو ف ۶ اور سایہ کیا ہم نے تم پر

الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ
ابر کا اور اتارا تم پر من اور سلوی کھاؤ ستھری چیزیں جو دیں ہم نے تم کو
ابر کا اور اتارا تم پر من اور سلوی ف ۷ کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تمکو دیں ف ۸

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا
اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا ہی نقصان کرتے رہے ف ۳ اور جب کہا ہم نے داخل ہو
اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ف ۹ اور جب ہم نے کہا داخل ہو

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ
اس شہر میں اور کھاتے پھرو اُس میں جہاں چاہو محظوظ ہو کر اور داخل ہو دروازے میں
اس شہر میں ف ۱۰ اور کھاتے پھرو اُس میں جہاں چاہو فراغت سے اور داخل ہو دروازے میں

سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
سجدہ کر کر اور کہو گناہ اترے تو بخشیں ہم تم کو تمہاری تقصیریں اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو ف ۳
سجدہ کرتے ہوئے ف ۱۱ اور کہتے جاؤ بخش دے تو معاف کر دینگے ہم تمہارے قصور اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو ف ۱۲

ف ۱ مطلب یہ ہے کہ باوجود اس شرک جلی کے ہم نے تم سے درگذر فرمائی اور تمہاری توبہ منظور کی اور تم کو فی الفور ہلاک نہ کیا (جیسے آل فرعون کو اس سے کم قصور پر ہلاک کر دیا تھا) کہ تم ہمارا شکر ادا کرو اور احسان مانو ف ۲ کتاب تو توریت ہے اور فرقان فرمایا اُن احکام شرعیہ کو جن سے جائز ناجائز معلوم ہو یا فرقان کہا حضرت موسیٰ کے معجزوں کو جن سے جھوٹے سچے اور کافر و مومن کی تمیز ہو یا توریت ہی کو کہا کہ وہ کتاب بھی ہے اور اس سے حق اور ناحق بھی جدا ہوتا ہے ف ۳ قوم سے مراد خاص وہ لوگ ہیں جنہوں نے بچھڑے کو سجدہ کیا ف ۴ یعنی جنہوں نے بچھڑے کو سجدہ نہ کیا تھا وہ سجدہ کرنیوالوں کو قتل کریں اور بعض کا قول ہے کہ بنی اسرائیل میں تین گروہ تھے ایک وہ جنہوں نے گوسالہ پرستی نہ کی اور دوسروں کو بھی روکا۔ دوسرے وہ جنہوں نے گوسالہ کو سجدہ کیا۔ تیسرے وہ جنہوں نے خود تو سجدہ نہ کیا مگر دوسروں کو منع بھی نہ کیا فریق دوئم کو حکم ہوا کہ مقتول ہو جاؤ تیسرے فریق کو حکم ہوا کہ اُن کو قتل کرو تاکہ اُنکے سکوت کرنے کی توبہ ہو جائے اور فریق اول اس توبہ میں شریک نہ ہوئے کیونکہ ان کو توبہ کی حاجت نہ تھی ف ۵ علماء کا اسمیں اختلاف ہے کہ مقتول ہو جانا ہی توبہ تھا یا توبہ کا تتمہ تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں قاتل عمد کی توبہ کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو وارثان مقتول کے حوالہ کر دے اُن کو اختیار ہے بدلہ لیں یا معاف کریں ف ۶ اُس وقت کو بھی ضرور یاد کرو کہ باوجود اس قدر احسانات کے جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جب تک کہ سر پیچا خدائے تعالیٰ کو نہ دیکھ لیں۔ اس پر بجلی نے تم کو ہلاک کیا اسکے بعد موسیٰ کی دعا سے ہم نے تم کو زندہ کیا اور یہ اُس وقت کا حال ہے کہ حضرت موسیٰ ستر آدمیوں کو منتخب فرما کر کوہ طور پر کلام الٰہی سننے کی غرض سے لے گئے تھے۔ پھر جب اُنہوں نے کلام الٰہی کو سنا تو انہی ستر نے کہا اے موسیٰ پردے میں سننے کا ہم اعتبار نہیں کرتے آنکھوں سے خدا کو دکھاؤ۔ اس پر اُن ستر آدمیوں کو بجلی نے ہلاک کر دیا تھا ف ۷ جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل بحکم الٰہی مصر سے شام کو چلے جنگل میں اُن کے خیمے پھٹ گئے اور گرمی آفتاب کی ہوئی تو تمام دن ابر رہتا اور اناج نہ رہا تو من و سلوی کھانے کیلئے اُترا من ایک چیز تھی شیریں دھنیئے کے سے دانے ترنجبین کے مشابہ رات کو اوس میں برس کر لشکر کے گرد ڈھیر لگ جاتے صبح کو ہر ایک اپنی حاجت کے موافق اُٹھا لیتا اور سلوی ایک پرندہ ہے جس کو بٹیر کہتے ہیں۔ شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جمع ہو جاتے۔ اندھیرا ہوئے بعد پکڑ لاتے کباب کر کے کھاتے مدتوں تک یہی کھایا کئے ف ۸ یعنی اس طیب ولذیذ غذا کو کھاؤ اور اُس پر اکتفا کرو نہ آگے کے لئے ذخیرہ جمع کر کے رکھو اور نہ دوسری غذائے مبادلہ کی خواہش کرو ف ۹ اوّل ظلم یہ کیا کہ ذخیرہ کر کے رکھا تو گوشت سڑنا شروع ہو گیا دوسرے مبادلہ چاہا کہ مسور گیہوں، ککڑی پیاز وغیرہ ملے جس سے طرح طرح کی تکلیف و مشقت میں مبتلا ہوئے ف ۱۰ جب جنگل مذکورہ بالا میں پھرتے پھرتے تنگ آ گئے اور من و سلوی کھاتے کھاتے اُکتا گئے تو بنی اسرائیل کو ایک شہر میں داخل ہونے کا حکم ہوا اُس کا نام اریحا تھا اُس میں قوم عمالقہ جو قوم عاد سے تھی مقیم تھی اور بعض نے بیت المقدس فرمایا ہے ف ۱۱ اس شہر کے دروازہ میں سے سجدۂ شکر کرتے ہوئے جاؤ (اور یہ شکر بدنی ہوا) اور بعض فرماتے ہیں کہ براہ تواضع کمر کو جھکا کر جاؤ ف ۱۲ زبان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے جاؤ (یہ شکر زبانی ہوا) جو یہ دونوں کام کریگا اُس کی خطائیں ہم معاف کر دینگے اور نیک بندوں کے لئے ثواب بڑھا دینگے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی گھٹے سے حطۃ کے بدلے کہنے لگے حِنطۃ یعنی گیہوں اور سجدے کے بدلے لگے سرین پر پھسلنے پھر شہر میں جاکر اُن پر طاعون پڑی یعنی وبا پھوڑے کی دوپہر ہی قریب ستر ہزار آدمی مرے ف۲ اس جنگل میں پانی نہ ملا تو ایک پتھر سے بارہ چشمے نکلے بارہ قوم تھے کسی میں کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تھا اُس سے پہچان لیا جب لشکر کوچ کرتا تو وہ پتھر ساتھ اُٹھا لیتے جب مقام ہوتا تو رکھ دیتے
شاہ عبدالقادر صاحب

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا

پھر بدل لی بے انصافوں نے اور بات سوائے اُسکے جو کہہ دی تھی اُنکو پھر اُتارا ہم نے

پھر بدل ڈالا ظالموں نے بات کو خلاف اُسکے جو کہدی گئی تھی اُن سے پھر اُتارا ہم نے

عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ؏

بے انصافوں پر عذاب آسمان سے انکی بے حکمی پر ف۱

ظالموں پر عذاب آسمان سے اُن کی عدول حکمی پر ف۱

ع ۱۳ ۶

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ

اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو کہا ہم نے مار اپنی عصا سے پتھر کو

اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو ہم نے کہا مار اپنے عصا کو پتھر پر

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ

پھر بہہ نکلے اُس سے بارہ چشمے پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ

سو بہہ نکلے اُس سے بارہ چشمے ف۲ پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

کھاؤ اور پیو روزی اللہ کی اور نہ پھرو ملک میں فساد مچاتے ف۲

کھاؤ اور پیو اللہ کی روزی اور نہ پھرو ملک میں فساد مچاتے ف۳

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ

اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم نہ ٹھہریں گے ایک کھانے پر سو پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو

اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم ہرگز صبر نہ کرینگے ایک ہی طرح کے کھانے پر سو دعا مانگ ہمارے واسطے اپنے پروردگار

يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَ

کر نکال دے ہم کو جو اُگتا ہے زمین سے زمین کا ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور

سے کہ نکالدے ہمارے واسطے جو اُگتا ہے زمین سے ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور

عَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ

مسور اور پیاز بولا کیا تم چاہتے ہو ایک چیز جو ادنیٰ ہے بدلے ایک چیز کے جو

مسور اور پیاز ف۴ کہا موسیٰ نے کیا لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اُس کے بدلے میں جو

هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

بہتر ہے اُترو کسی شہر میں تو تم کو ملے جو مانگتے ہو اور ڈالی گئی اُن پر

بہتر ہے ف۵ اُترو کسی شہر میں تو تم کو ملے جو مانگتے ہو ف۶ اور ڈالی گئی اُن پر

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

ذلت اور محتاجی اور کما لائے غصہ اللہ کا اِس پر کہ وہ

ذلت اور محتاجی اور پھرے اللہ کا غصہ لے کر ف۷ یہ اس لئے ہوا کہ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ

تھے نہ مانتے حکم اللہ کے اور خون کرتے نبیوں کا ناحق

نہیں مانتے تھے احکام خداوندی کو اور خون کرتے تھے پیغمبروں کا ناحق

ف۱ تبدیلی یہ کی کہ بجائے حطۃ براہ تمسخر حنطۃ کہنے لگے (یعنی گیہوں) اور سجدہ کی جگہ اپنے سرینوں پر پھسلنا شروع کیا جب شہر میں پہنچے تو اُن پر طاعون پڑا، دوپہر میں ستر ہزار یہود مرگئے ف۲ یہ قصہ بھی اُسی جنگل کا ہے پانی نہ ملا تو ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشمے نکلے اور بنی اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ ہی تھے کسی قوم میں آدمی زیادہ کسی میں کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تھا اور وجہ شناخت بھی یہی موافقت تھی۔ یا یہ مقرر کر رکھا تھا کہ پتھر کی فلاں جہت فلاں جانب سے جو چشمہ نکلے گا وہ فلاں قوم کا ہوگا اور جو کوتاہ نظران معجزات کا انکار کرتے ہیں ع نیستند آدم غلاف آدم اند دیکھو مقناطیس تو لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اُس پتھر نے پانی کھینچ لیا تو انکار کی کیا وجہ ف۳ یعنی پھر فرمایا حق تعالیٰ نے کھاؤ من وسلویٰ اور پیو ان چشموں کا پانی اور عالم میں فساد مت پھیلاؤ ف۴ یہ قصہ بھی اُسی جنگل کا ہے۔ بنی اسرائیل طعام آسمانی من وسلویٰ کھاتے کھاتے اُکتا گئے تو کہنے لگے ہم سے ایک طرح کے کھانے پر صبر نہیں ہو سکتا ہم کو تو زمین کا اناج۔ ترکاری، ساگ، سبزی چاہیے۔ ف۵ یعنی من وسلویٰ جو ہر طرح بہتر ہے لہسن اور پیاز وغیرہ سے بدلتے ہو ف۶ اگر یہی جی چاہتا ہے تو کسی شہر میں جاؤ تمہاری مطلوب چیزیں تم کو سب ملیں گی۔ پھر ایسا ہی ہوا ف۷ ذلت یہ کہ ہمیشہ مسلمان اور نصاریٰ کے محکوم اور رعیت رہتے ہیں کسی کے پاس مال ہوا تو کیا۔ حکومت سے بالکل محروم ہو گئے جو موجب عزت تھی اور محتاجی یہ کہ اول تو یہود میں مال کی قلت اور جن کے پاس مال ہو بھی تو حکام وغیرہ کے خوف سے اپنے آپ کو مفلس اور حاجتمند ہی ظاہر کرتے ہیں شدت حرص اور بخل کے باعث محتاجوں سے بدتر نظر آتے ہیں اور یہ بھی درست کہ "تونگری بدل است نہ بمال" اس لیے مالدار ہو کر بھی محتاج ہی رہے اور عظمت اور عزت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی اُس سے رجوع کر کے یہ اُس کے غضب و قہر میں آگئے ؎

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کسی فرقے پر موقوف نہیں یقین لانا شرط ہے اور عمل نیک اپنے اپنے وقت میں جس نے یہ کیا ثواب پایا یہ اس واسطے فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی پر مغرور تھے کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں ہم ہر طرح خدا کے نزدیک بہتر ہیں یہود کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ کی اُمت کو نصاریٰ کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کی اُمت کو۔ صابئین بھی ایک فرقہ ہیں حضرت ابراہیمؑ کو مانتے ہیں ف۲ جب توریت اُتری تو کہنے لگے ہم سے نہ ہو سکے گا حکم نہ ہوں گے تب پہاڑ اوپر آیا کہ گر پڑے تب ڈر کر قبول کیا ف۳ یہ قصہ سورۂ اعراف میں ہے۔ —————— شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ع ۷

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ

یہ اس سے کہ بے حکم تھے اور حد پر نہ رہتے تھے یوں ہی کہ جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ

یہ اس لئے کہ نافرمان تھے اور حد پر نہ رہتے تھے ف۱ بیشک جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ

هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابئین جو کوئی یقین لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر

یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابئین جو ایمان لایا (اُن میں سے) اللہ پر اور روزِ قیامت پر

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور کام کیا نیک تو اُن کو ہے اُنکی مزدوری اپنے رب کے پاس اور نہ اُن کو ڈر ہے

اور کام کئے نیک تو اُنکے لئے ہے اُن کا ثواب اُنکے رب کے پاس اور نہیں اُن پر کچھ خوف

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ

اور نہ وہ غم کھاویں ف۱ اور جب لیا ہم نے قرار تم سے اور اونچا کیا تم پر

اور نہ وہ غمگین ہونگے ف۲ اور جب لیا ہم نے تم سے قرار اور بلند کیا تمہارے اوپر

الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ

پہاڑ پکڑو جو ہم نے دیا تم کو زور سے اور یاد کرتے رہو جو اس میں ہے شاید تم کو

کوہ طور کو کہ پکڑو جو کتاب ہم نے تم کو دی زور سے اور یاد رکھو جو کچھ اُس میں ہے تاکہ تم

تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

ڈر ہو ف۲ پھر تم پھر گئے اُس کے بعد سو اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر

ڈرو ف۳ پھر تم پھر گئے اس کے بعد سو اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر

وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ

اور اسکی مہر تو تم خراب ہوتے اور جان چکے ہو تو جنہوں نے

اور اُسکی مہربانی تو ضرور تم تباہ ہوتے ف۴ اور تم خوب جان چکے ہو جنہوں نے کہ

اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝

تم میں سے زیادتی کی ہفتے کے دن میں تو ہم نے کہا کہ ہو جاؤ بندر پھٹکارے

تم میں سے زیادتی کی تھی ہفتہ کے دن میں تو ہم نے کہا ان سے ہو جاؤ بندر ذلیل ف۵

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

پھر ہم نے وہ دہشت رکھی اس شہر کے روبرو والوں کو اور پیچھے والوں کو اور نصیحت رکھی ڈر والوں کو ف۳

پھر کیا ہم نے اس واقعہ کو عبرت اُن لوگوں کے لئے جو وہاں تھے اور جو پیچھے آنیوالے تھے اور نصیحت ڈرنیوالوں کے واسطے ف۶

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اللہ فرماتا ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اللہ فرماتا ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے ف۷

قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

بولے کیا تو ہم کو پکڑتا ہے ٹھٹھے میں کہا پناہ اللہ کی اُس سے کہ میں ہوں نادانوں

وہ بولے کیا تو ہم سے ہنسی کرتا ہے ف۸ کہا پناہ خدا کی کہ ہوں میں جاہلوں میں ف۹

ف۱ یعنی اس ذلت اور مسکنت و غضب الٰہی کا باعث اُنکا کفر اور انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا اور اس کفر و قتل کا باعث احکام کی نافرمانی اور حدود شرع سے تجاوز تھا ف۲ یعنی کسی فرقہ خاص پر موقوف نہیں یقین لانا شرط ہے اور عمل نیک سو جس کو نصیب ہوا ثواب پایا یہ اس واسطے فرمایا کہ بنی اسرائیل اس بات پر مغرور رہتے کہ "ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں ہم ہر طرح اللہ کے نزدیک بہتر ہیں" فائدہ یہود کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ کی اُمت کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کی اُمت کو۔ صابئین ایک فرقہ ہے جس نے ہر ایک دین میں سے اچھا سمجھ کر کچھ اختیار کر لیا ہے حضرت ابراہیمؑ کو مانتے ہیں اور فرشتوں کی بھی پرستش کرتے ہیں اور زبور پڑھتے ہیں اور کعبہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں ف۳ کہتے ہیں کہ توریت نازل ہوئی تو بنی اسرائیل شرارت سے کہنے لگے کہ "توریت کے حکم تو مشکل اور بھاری ہیں ہم سے نہیں ہو سکتے" تب خدائے تعالیٰ نے ایک پہاڑ کو حکم کیا جو اُن سب کے سروں پر آن کر اُترنے لگا اور سامنے آگ پیدا ہوئی۔ گنجائش سرتابی اور نہ رہی مجبوراً احکام توریت کو قبول کیا۔ باقی یہ شبہ کہ پہاڑ سروں پر معلق کر کے تسلیم کرانا توریت کا یہ تو صریح اجبار و اکراہ ہے جو آیۂ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ اور نیز قاعدۂ تکلیف کے بھی خلاف ہے کیونکہ بنائے تکلیف تو اختیار ہے اور اکراہ منافی اختیار ہے" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکراہ دربارۂ قبول دین ہرگز نہیں۔ دین تو بنی اسرائیل پہلے سے قبول کئے ہوئے تھے اور بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تقاضا کرتے تھے کہ "کوئی کتاب شریعت ہم کو لا کر دو کہ اُس پر عمل کریں" اور اُس پر معاہدہ کر چکے تھے۔ جب توریت آئی تو عہد شکنی پر کمربستہ ہوئے تو اب پہاڑ کا معلق کرنا نقض عہد سے روکنے کے لئے تھا نہ کہ قبول دین کے لئے ف۴ یعنی عہد و میثاق کر کے پھر پھر گئے سو اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو بالکل تباہ ہو جاتے یعنی اُسی وقت ہلاک کر دیئے جاتے یا یہ کہ توبہ و استغفار بھی کرتے اور نبی آخر الزمان کی متابعت بھی کرتے تو بھی تمہاری تقصیرات معاف نہ کی جاتیں ف۵ بنی اسرائیل کو توریت میں حکم ہوا تھا کہ "شنبہ کا دن خالص عبادت کے لئے مقرر ہے اُس دن مچھلی کا شکار مت کرو" وہ لوگ فریب اور حیلہ سے ہفتہ کے دن شکار کرنے لگے تو اللہ نے اُنکو مسخ کر کے اُن کی صورت بندر کی سی کر دی ہم و شعور انسانی موجود تھا ایک دوسرے کو دیکھتا تھا اور روتا تھا۔ مگر کلام نہیں کر سکتا تھا تین دن کے بعد سب مر گئے اور یہ واقعہ حضرت داودؑ کے عہد میں ہوا۔ مفصل سورۂ اعراف میں آئے گا ف۶ یعنی اس واقعہ اور اس عقوبت کو ہم نے باعث خوف و عبرت بنا دیا اگلے اور پچھلے لوگوں کے واسطے "یعنی جنہوں نے اس عذاب کا مشاہدہ کیا اور جو آئندہ پیدا ہونگے" یا جو بستیاں شہر کے آگے اور اُس کے پیچھے آباد تھیں ف۷ یعنی یاد کرو اُس وقت کو کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص عامیل نامی مارا گیا تھا اور اُس کا قاتل معلوم نہ ہوتا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "اللہ کا یہ حکم ہے کہ ایک گائے ذبح کر کے اُس کا ایک ٹکڑا مُردے پر مارو تو وہ جی اُٹھے اور آپ اپنے قاتل کو بتا دے"۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح اُس مُردے کو جلایا اور اُس نے قاتل کو بتا دیا کہ اُس کے وارثوں نے ہی بطمع مال قتل کیا تھا ف۸ کیونکہ یہ تو دیکھا نہ سُنا کہ گائے کے ٹکڑا مارنے سے مردہ زندہ ہو جائے ف۹ یعنی ٹھٹھا کرنا احمق جاہل کا کام ہے اور وہ بھی احکام شرعیہ میں پیغمبر سے یہ ہرگز ممکن نہیں ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا اُس کا قاتل معلوم نہ تھا اُس کے وارث کسی پر دعویٰ کرتے حق تعالیٰ نے اِس طرح اُس مُردے کو جِلایا اُس نے بتایا کہ ان وارثوں ہی نے مارا تھا۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو وہ کیسی ہے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

بولے کہ دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتا دے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہو ف۱ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ○

نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی میانہ ہے ان کے بیچ اب کرو جو تم کو حکم ہے

نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی درمیان میں ہے بڑھاپے اور جوانی کے اب کر ڈالو جو تم کو حکم ملا ہے ف۲

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ

بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو بیان کر دے ہم کو کیسا ہے رنگ اُس کا کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک گائے ہے

بولے کہ دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتا دے ہم کو کیسا ہو اُس کا رنگ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا

زرد ڈہڈہا رنگ اُس کا خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو بیان کر دے ہم کو

زرد خوب گہری ہو اُس کی زردی خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو بولے دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتا دے ہم کو

مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ○

کس قسم میں ہے وہ گائیوں میں شبہ پڑا ہے ہم کو اور ہم اللہ نے چاہا تو راہ پا لیں گے

کس قسم میں ہے وہ ف۳ کیونکہ اُس گائے میں شبہ پڑا ہے ہم کو اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور راہ پا لیں گے

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ

کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک گائے ہے محنت والی نہیں جو باہتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو

کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے محنت کرنیوالی نہیں کہ جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیتی کو

مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا

بدن سے پوری ہے داغ نہیں کچھ اُس میں بولے اب لایا تو ٹھیک بات پھر اُس کو ذبح کیا اور لگتے نہ تھے

بے عیب ہے کوئی داغ اسمیں نہیں ف۴ بولے اب لایا تو ٹھیک بات پھر اُس کو ذبح کیا اور وہ لگتے نہ تھے

يَفْعَلُونَ ○ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ

کہ کریں اور جب تم نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو نکالنا ہے جو تم

کہ ایسا کریں ف۵ اور جب مار ڈالا تھا تم نے ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو

تَكْتُمُونَ ○ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَ

چھپاتے تھے پھر ہم نے کہا مارو اُس مُردے کو اُس گائے کا ایک ٹکڑا اسی طرح جلاوے گا اللہ مُردے اور

چھپاتے تھے ف۶ پھر ہم نے کہا مارو اُس مردہ پر اس گائے کا ایک ٹکڑا ف۷ اسی طرح زندہ کرے گا اللہ مُردوں کو اور

يُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ

دکھاتا ہے تم کو اپنے نمونے شاید تم بوجھو پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد سو وہ ایسے

دکھاتا ہے تم کو اپنی قدرت کے نمونے تاکہ تم غور کرو ف۸ پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد ف۹ سو وہ ہو گئے

كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۚ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ

جیسے پتھر یا اُن سے بھی سخت اور پتھروں میں تو وہ بھی ہیں جن سے پھوٹتی ہیں نہریں

جیسے پتھر یا اُن سے بھی سخت پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں نہریں

ع ۸

ف۱ یعنی اُس کی عمر کتنی ہے اور اسکے حالات کیا ہیں نوعمر ہے یا بوڑھی ف۲ یعنی اُس گائے کو ذبح کر ڈالو ف۳ یعنی واضح کرکے بتا دے کہ وہ گائے کس قسم اور کس کام کی ہے ف۴ یعنی اسکے اعضا میں کوئی نقصان نہیں اور اس کے رنگ میں دوسرے رنگ کا داغ ونشان نہیں بلکہ ساری زرد ہے ف۵ وہ گائے ایک شخص کی تھی جو اپنی ماں کی خدمت بہت کرتا تھا اور نیک بخت تھا۔ اُس شخص سے وہ گائے مول لی اتنے مال کو جتنا اُس گائے کی کھال میں سونا بھر سکیں پھر اُس کو ذبح کیا۔ اور ایسے لگتے نہ تھے کہ اتنی بڑی قیمت کو پکڑ ذبح کرینگے ف۶ یعنی تمہارے اگلے بزرگوں نے عامیل کو مار ڈالا تھا۔ پھر ایک دوسرے پر دھرنے لگا اور تم جس چیز کو چھپاتے تھے (یعنی اپنے ضعف ایمانی یا قاتل کے حال کو) اللہ تعالیٰ اُس کو ظاہر فرمانا چاہتا ہے ف۷ یعنی جب ایک ٹکڑا اُس گائے کا اُسکے مارا تو وہ بحکم الہٰی زندہ ہوگیا اور لہو زخم سے بہنے لگا اور اپنے قاتل کا نام بتا دیا جو اُسی مقتول کے بھتیجے تھے بطمع مال چچا کو جنگل میں لیجا کر مار ڈالا تھا پھر وہ اُن کا نام بتا کر گر پڑا اور مرگیا ف۸ یعنی اسی طرح زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مُردوں کو اپنی قدرت کاملہ سے اور اپنی قدرت کی نشانیاں تم کو دکھلاتا ہے کہ شاید تم غور کرو اور سمجھ لو کہ خدائے تعالیٰ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے ف۹ یعنی "عامیل کے جی اُٹھنے کے بعد" مطلب یہ کہ ایسی نشانی قدرت دیکھ کر بھی تمہارے دل نرم نہ ہوئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ

اور اُن میں تو وہ بھی ہیں جو پھٹتے ہیں اور نکلتا ہے اُن سے پانی اور اُن میں تو وہ بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں

اور اُن میں ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے اُن سے پانی اور ان میں ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ

خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا

اللہ کے ڈر سے اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کام سے اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں

کے ڈر سے اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے ف۱ اب کیا تم اے مسلمانو توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں

لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ

تمہاری بات اور ایک لوگ تھے اُن میں کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اُسکو بدل ڈالتے

تمہاری بات اور اُن میں ایک فرقہ تھا کہ سنتا تھا اللہ کا کلام پھر بدل ڈالتے تھے اُسکو جان

مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۖ وَ

بوجھ کر اور اُن کو معلوم ہے اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور

بوجھ کر اور وہ جانتے تھے ف۲ اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور

إِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

جب اکیلے ہوتے ہیں ایک دوسرے پاس کہتے ہیں تم کیوں کہہ دیتے ہو اُن سے جو کھولا ہے اللہ نے تم پر

جب تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں تم کیوں کہہ دیتے ہو اُن سے جو ظاہر کیا ہے اللہ نے تم پر

لِيُحَاجُّوكُمْ بِهِ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

کہ جھٹلادیں تمکو اسی سے تمہارے رب کے آگے کیا تم کو عقل نہیں ف۱ کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے

تاکہ جھٹلائیں تم کو اُس سے تمہارے رب کے آگے کیا تم نہیں سمجھتے ف۳ کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے

مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ

جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں اور ایک اُن میں ان پڑھ ہیں نہیں خبر رکھتے کتاب کی مگر باندھلی آرزوئیں

جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ف۴ اور بعض اُن میں ان پڑھ ہیں کہ خبر نہیں رکھتے کتاب کی سوائے جھوٹی

وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ

اور اُن پاس کچھ نہیں مگر اپنے خیال سو خرابی ہے اُن کی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر

آرزوؤں کے اور اُن کے پاس کچھ نہیں مگر خیالات ف۵ سو خرابی ہے اُن کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر

يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ

کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ مول لیویں اُس پر مول تھوڑا سو خرابی ہے اُن کو اپنے ہاتھ کے

کہہ دیتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ لیویں اُس پر تھوڑا سا مول سو خرابی ہے اُنکو اپنے ہاتھوں

أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝ وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا

لکھے سے اور خرابی ہے اُن کو اپنی کمائی سے ف۶ اور کہتے ہیں ہم کو آگ نہ لگے گی مگر کئی دن

کے لکھے سے اور خرابی ہے اُن کو اپنی اس کمائی سے ف۶ اور کہتے ہیں ہم کو ہرگز آگ نہ لگے گی مگر چند روز

مَعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ

گنتی کے تو کہہ کیا لے چکے ہو اللہ کے یہاں سے قرار تو البتہ خلاف نہ کریگا اللہ اپنا قرار یا جوڑتے ہو

گنے چنے ف۷ کہہ دو کیا تم لے چکے ہو اللہ کے یہاں سے قرار کہ اب ہرگز خلاف نہ کریگا اللہ اپنے قرار کے یا جوڑتے ہو

النصف

ف۱ یعنی بعض پتھروں سے بڑا نفع پہنچتا ہے کہ انہار اور پانی بکثرت اُن سے جاری ہوتا ہے اور بعض پتھروں سے پانی کم نکلتا ہے اور اول قسم کی نسبت نفع کم ہوتا ہے اور بعض پتھروں سے گو کسی کو نفع نہ پہنچے مگر خود اُن میں ایک اثر اور تاثر تو موجود ہے مگر اُن کے قلوب اِن تینوں قسموں کے پتھر سے سخت تر ہیں نہ اُن سے کسی کو نفع اور نہ اُن میں کوئی مضمون خیر موجود۔ اور اللہ اے یہودیو تمہارے اعمال سے بیخبر ہرگز نہیں ف۲ فرقہ سے مراد وہ لوگ ہیں "جو کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام الٰہی سننے کے لئے گئے تھے اُنھوں نے وہاں سے آکر یہ تحریف کی کہ بنی اسرائیل سے کہدیا کہ تمام کلام کے آخر میں ہم نے یہ بھی سُنا کہ اگر سکو تو ان احکام کو کر لینا ورنہ ان کے ترک کا بھی تم کو اختیار ہے) اور بعض نے فرمایا کہ کلام الٰہی سے مراد توریت ہے اور تحریف سے مراد یہ ہے کہ (اُس کی آیات میں تحریف لفظی و معنوی کرتے تھے) کبھی آپ کی نعت کو بدلا، کبھی آیت رجم کو اُڑا دیا وغیرہ ف۳ یہود میں جو لوگ منافق تھے وہ بطور خوشامد اپنی کتاب سے پیغمبر آخر الزماں کی باتیں مسلمانوں سے بیان کرتے دوسرے لوگ اُن میں سے اُن کو اس بات پر ملامت کرتے کہ اپنی کتاب کی سند اُن کے ہاتھ میں کیوں دیتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان تمہارے پروردگار کے آگے تمہاری خبر دی ہوئی باتوں سے تم پر الزام قائم کریں گے کہ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ جان کر بھی ایمان نہ لائے اور تم کو لاجواب ہونا پڑیگا ف۴ یعنی اللہ کو تو سب اُمور ظاہر ہوں یا مخفی بالکل معلوم ہیں اُن کی کتاب کی سب حجتوں کی خبر مسلمانوں کو دے سکتا ہے اور جا بجا مطلع فرما بھی دیا۔ آیت رجم کو اُنھوں نے چھپایا مگر اللہ نے ظاہر فرما کر اُن کو فضیحت کیا یہ تو اُن کے علماء کا حال ہوا جو عقلمندی اور کتاب دانی کے مدعی تھے ف۵ اور جو جاہل ہیں اُن کو تو کچھ بھی خبر نہیں کہ توریت میں کیا لکھا ہے مگر چند آرزوئیں جو اپنے عالموں سے جھوٹی باتیں سُن رکھی ہیں (مثلاً بہشت میں سوا یہودیوں کے سوا کوئی نہ جائیگا اور ہمارے باپ دادا ہم کو ضرور بخشوا لیں گے) اور یہ اُن کے خیالات بے اصل ہیں جنکی کوئی دلیل اُن کے پاس نہیں ف۶ یہ وہ لوگ ہیں جو اُن عوام جاہلوں کے موافق باتیں اپنی طرف سے بنا کر لکھ دیتے تھے اور خدا کی طرف اُن باتوں کو منسوب کرتے۔ مثلاً توریت میں لکھا تھا کہ "پیغمبر آخر الزماں خوبصورت گھونگھر والے بال، سیاہ آنکھیں، میانہ قد گندم رنگ پیدا ہوں گے" اُنھوں نے پھیر کر یوں لکھا "لمبا قد، نیلی آنکھیں، سیدھے بال" تاکہ عوام آپ کی تصدیق نہ کریں اور ہمارے منافع دنیوی میں خلل نہ آجائے ف۷ بعض نے کہا سات دن اور بعض نے چالیس دن (جتنے روز بچھڑے کی پوجا کی تھی) اور بعض نے چالیس سال (جتنی مدت تیہ میں سرگرداں رہے تھے) اور بعض نے کہا ہر ایک جتنی مدت دُنیا میں زندہ رہا۔

موضح قرآن ف۵ وہ جو اُن میں منافق تھے خوشامد کے واسطے اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزماں کی باتیں مسلمانوں کے پاس بیان کرتے اور وہ جو مخالف تھے اُن کو اس پر الزام دیتے کہ اپنے علم میں سے اُن کے ہاتھ سند کیوں دیتے ہو ف۶ یہ وہ لوگ ہیں جو عوام کو اُن کی خوشی کے موافق باتیں جوڑ کر لکھ دیتے ہیں اور نسبت کرتے ہیں خدا یا رسول کی طرف ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ

اللہ پر جو معلوم نہیں رکھتے کیوں نہیں جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اُس کو اُسکے گناہ نے

اللہ پر جو تم نہیں جانتے کیوں نہیں ف۱ جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اُسکو اُسکے گناہ نے ف۲

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سو وہی ہیں لوگ دوزخ کے اُسی میں رہ پڑے اور جو یقین لائے اور عمل نیک کئے

سو وہی ہیں دوزخ کے رہنے والے وہ اُسی میں ہمیشہ رہیں گے اور جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ (ع) وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ ع ۱۱ ۹

وہ لوگ ہیں جنت کے وہ اسی میں وہ پڑے ف۱ اور جب ہم نے لیا قرار بنی

وہی ہیں جنت کے رہنے والے وہ اُسی میں ہمیشہ رہیں گے اور جب ہم نے لیا قرار بنی

اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى

اسرائیل کا بندگی نہ کریو مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک اور قرابت والے سے

اسرائیل سے کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا اور کنبہ والوں سے

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور کہیو لوگوں کو بھلی بات اور کھڑی رکھیو نماز اور دیتے رہیو زکوٰۃ

اور یتیموں اور محتاجوں سے اور کہیو سب لوگوں سے نیک بات اور قائم رکھیو نماز اور دیتے رہیو زکات

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ

پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے تم میں اور تم کو دھیان نہیں اور جب لیا ہم نے قرار تمہارا

پھر تم پھر گئے مگر تھوڑے سے تم میں اور تم ہو ہی پھرنے والے ف۳ اور جب لیا ہم نے وعدہ تمہارا

لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ

کہ نہ کرو گے خون آپس میں اور نہ نکال دو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے اقرار کیا

کہ نہ کرو گے خون آپس میں اور نہ نکال دو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے اقرار کر لیا

وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا

اور تم جانتے ہو پھر تم ویسے ہی خون کرتے ہو آپس میں اور نکال دیتے ہو اپنے

اور تم مانتے ہو ف۴ پھر تم وہ لوگ ہو کہ ویسے ہی خون کرتے ہو آپس میں اور نکال دیتے ہو اپنے ایک

مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ

فرقہ کو اُن کے وطن سے چڑھائی کرتے ہو اُن پر گناہ سے اور ظلم سے اور اگر وہی آویں تم پاس

فرقہ کو اُن کے وطن سے چڑھائی کرتے ہو اُن پر گناہ اور ظلم سے ف۵ اور اگر وہی آویں تمہارے پاس

اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ

کسی کی قید کو اُن کی چھڑوائی دیتے ہو اور وہ بھی حرام ہے تم پر اُن کا نکال دینا پھر کیا مانتے ہو تھوڑی کتاب

کسی کے قیدی ہو کر تو اُنکا بدلا دیکر چھڑاتے ہو حالانکہ حرام ہے تم پر اُن کا نکال دینا بھی تو کیا مانتے ہو بعض کتاب کو

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي

اور منکر ہو تھوڑی سے پھر کچھ سزا نہیں اُسکی جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی

اور نہیں مانتے بعض کو ف۶ سو کوئی سزا نہیں اُسکی جو تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی

ف۱ یعنی یہ بات غلط ہے کہ یہودی ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہ رہیں گے کیونکہ خلود فی النار اور خلود فی الجنۃ کا جو قاعدہ کلیہ آگے بیان فرمایا ہے اُسی کے مطابق سب سے معاملہ ہوگا۔ یہودی اُس سے نکل نہیں سکتے ف۲ گناہ کسی کا احاطہ کرلیں۔ اُس کا یہ مطلب ہے کہ گناہ اُس پر ایسا غلبہ کرلیں کہ کوئی جانب ایسی نہ ہو کہ گناہ کا غلبہ نہ ہو حتیٰ کہ دل میں ایمان و تصدیق باقی ہوگی تو بھی احاطۂ مذکور محقق نہ ہوگا۔ تو اب کا فرہی پر یہ صورت صادق آسکتی ہے ف۳ یعنی احکام الٰہی سے اعراض کرنا تو تمہاری عادت بلکہ طبیعت ہوگئی ہے ف۴ یعنی نہ اپنی قوم کو قتل کرو اور نہ اُن کو جلاوطن کرو ف۵ مدینہ میں دو فریق یہودیوں کے تھے ایک بنی قریظہ دوسرے بنی نضیر۔ یہ دونوں آپس میں لڑا کرتے تھے اور مشرکوں کے بھی مدینہ میں دو فرقے تھے ایک "اَوس" دوسرے "خزرج" یہ دونوں بھی آپس میں دشمن تھے۔ بنی قریظہ تو اَوس کے موافق ہوئے اور بنی نضیر نے خزرج سے دوستی کی تھی۔ لڑائی میں ہر کوئی اپنے موافقوں اور دوستوں کی حمایت کرتا۔ جب ایک کو دوسرے پر غلبہ ہوتا تو کمزوروں کو جلاوطن کرتے، اُن کے گھر ڈھاتے اور اگر کوئی قید ہو کر پکڑا آتا تو سب مل جل کر مال جمع کرکے اُس کا بدلہ دے کر قید سے اُس کو چھڑاتے جیسا کہ آیندہ آیت میں آتا ہے ف۶ یعنی اپنی قوم غیر کے ہاتھ میں پھنستی تو چھڑانے کو مستعد اور خود اُن کے ستانے اور گلا کاٹنے تک کو موجود۔ اگر خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جگہ چلو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَلْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ

دُنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ

دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ

بےخبر نہیں تمہارے کام سے ف۱ وہی ہیں جنہوں نے خرید کی زندگی دنیا کی آخرت دے کر

بےخبر نہیں تمہارے کاموں سے ف۱ یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

سو نہ ہلکا ہوگا اُن پر عذاب اور نہ اُن کو مدد پہنچے گی اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو

سو نہ ہلکا ہوگا اُن پر عذاب اور نہ اُن کو مدد پہنچے گی ف۲ اور بیشک دی ہم نے موسیٰ کو

ع ١٠

الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ

کتاب اور پے در پے بھیجے اُس کے پیچھے رسول اور دیئے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح

کتاب اور پے در پے بھیجے اُسکے پیچھے رسول اور دیئے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح

وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى

اور قوت دی اُسکو روح پاک سے پھر بھلا جب تم پاس لایا کوئی رسول جو نہ چاہا

اور قوت دی اُسکو روح پاک سے ف۳ پھر بھلا کیا جب پاس لایا کوئی رسول وہ حکم جو نہ بھایا

اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ۝ وَقَالُوْا

تمہارے جی نے تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو مار ڈالتے ف۴ اور کہتے ہیں

تمہارے جی کو تو تم تکبر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو جھٹلایا ف۴ اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا ف۵ اور کہتے ہیں

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا

ہمارے دل پر غلاف ہے یوں نہیں لعنت کی ہے اللہ نے اُنکے انکار سے سو کم یقین لاتے ہیں ف۳ اور جب

ہمارے دلوں پر غلاف ہے بلکہ لعنت کی ہے اللہ نے اُنکے کفر کے سبب سو بہت کم ایمان لاتے ہیں ف۶ اور جب

جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ

ان کو پہنچی کتاب اللہ کی طرف سے سچا بتاتی اُن کے پاس والی کو اور پہلے سے فتح مانگتے

پہنچی اُنکے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے اُس کتاب کو جو اُنکے پاس ہے اور پہلے سے

يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ

تھے کافروں پر پھر جب پہنچا اُنکو جو پہچان رکھا تھا اس سے منکر ہوئے

فتح مانگتے تھے کافروں پر پھر جب پہنچا اُن کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اُس سے منکر ہو گئے

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا

سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر ف۴ بُرے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے

سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر ف۷ بُری چیز ہے وہ جسکے بدلے بیچا اُنہوں نے اپنے آپ کو کہ منکر ہوئے

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ

اللہ کے اُتارے کلام سے اس ضد پر کہ اُتارے اللہ نے اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے

اُس چیز کے جو اُتاری اللہ نے اس ضد پر کہ اُتارے اللہ اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے ف۸

ف۱ ایسا کرے "یعنی بعض احکام کو مانے اور بعض کا انکار کرے" اس لئے کہ ایمان کا تجزیہ تو ممکن نہیں تو اب بعض احکام کا انکار کرنے والا بھی کافر مطلق ہوگا۔ صرف بعض احکام پر ایمان لانے سے کچھ بھی ایمان نصیب نہ ہوگا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ اگر کوئی شخص بعض احکام شرعیہ کی تو متابعت کرے اور جو حکم کہ اُس کی طبیعت یا عادت یا غرض کے خلاف ہو اُس کے قبول میں قصور کرے تو بعض احکام کی متابعت اُس کو کچھ نفع نہیں دے سکتی ف۲ یعنی مفاد دنیوی کو آخرت کے مقابلہ میں قبول کیا یعنی کہ جن لوگوں سے عہد کیا تھا اُس کو دُنیا کے خیال سے نبھایا اور اللہ کے جو احکام تھے اُن کی پروا نہ کی تو پھر اللہ کے ہاں ایسوں کی کون سفارش یا حمایت کر سکتا ہے ف۳ مُردوں کا زندہ کرنا۔ اکمہ و ابرص وغیرہ مریضوں کا صحتیاب ہونا۔ غیب کی خبریں بتانا یہ حضرت عیسیٰ کے کھلے معجزے ہیں اور روح القدس کہتے ہیں حضرت جبریل کو جو ہر وقت اُن کے ساتھ رہتے تھے یا اسم اعظم کہ جس کی برکت سے مُردوں کو زندہ کرتے تھے ف۴ جیسا کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا ف۵ جیسا کہ حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کیا ف۶ یہود اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ "ہمارے دل غلاف کے اندر محفوظ ہیں بجز اپنے دین کے کسی کی بات ہم کو اثر نہیں کرتی۔ ہم کسی کی چاپلوسی، جوچالی یا کرشمے اور دھوکے کی وجہ سے ہرگز اُس کی متابعت نہیں کر سکتے۔" حق تعالیٰ نے فرمایا وہ بالکل جھوٹے ہیں بلکہ اُن کے کفر کے باعث اللہ نے اُن کو ملعون اور اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ اس لئے کسی طرح دین حق کو نہیں مانتے اور بہت کم دولت ایمان سے مشرف ہوتے ہیں" ف۷ اُن کے پاس جو کتاب آئی وہ قرآن ہے اور جو کتاب اُنکے پاس پہلے سے تھی وہ توریت ہوئی قرآن کے اُترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو خدا سے دعا مانگتے کہ "ہم کو نبی آخر الزماں اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی اُن کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما۔" جب حضور پیدا ہوئے اور سب نشانیاں بھی دیکھ چکے تو منکر ہو گئے اور ملعون ہوئے ف۸ یعنی جس چیز کے بدلے اُنہوں نے اپنے آپ کو بیچا وہ کفر اور انکار ہے قرآن کا اور انکار بھی محض ضد اور حسد کے سبب ۔

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنی قوم غیر کے ہاتھ پھنسنے تو چھڑانے کو موجود ہوتے ہو اور آپ ان کے ستانے میں قصور نہیں کرتے اور خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جگہ چلو ف۲ روح القدس کہتے ہیں حضرت جبریل کو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے ف۳ یہود اپنی تعریف میں کہتے تھے کہ ہمارے دل پر غلاف ہے یعنی سوا اپنے دین کے کسی کی بات ہم کو اثر نہیں کرتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق بات اثر نہ کرے یہ نشان ہے لعنت کا ف۴ جب غلبہ کافروں کا دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزماں شتاب پیدا ہو جب پیدا ہوا تو آپ ہی منکر ہوئے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ؕ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ

سو کما لائے غصے پر غصہ اور منکروں کو عذاب ہے ذلت کا اور جب کہیے

سو کما لائے غصہ پر غصہ ف۱ اور کافروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا ف۲ اور جب کہا جاتا ہے ان سے

اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَیَکْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ

مانو اللہ کا اُتارا ہیں ہم مانتے ہیں جو اُتارا ہم پر اور وہ نہیں مانتے جو پیچھے آیا اُس سے

مانو اُس کو جو اللہ نے بھیجا ہے تو کہتے ہیں ہم مانتے ہیں جو اُترا ہے ہم پر اور نہیں مانتے اُس کو سوا اُسکے ہے

وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ

اور وہ اصل تحقیق ہے سچ بتاتا اُن پاس والی کو کہہ پھر کیوں مارتے رہے ہو نبی اللہ کے پہلے سے

حالانکہ وہ کتاب بھی ہے تصدیق کرتی ہے اُس کتاب کی جو اُنکے پاس ہے ف۳ کہدے پھر کیوں قتل کرتے رہے ہو اللہ کے پیغمبروں کو پہلے سے

اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَلَقَدْ جَآءَکُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ

اگر تم ایمان رکھتے تھے اور آچکا تم پاس موسٰی صریح معجزے لے کر پھر تم نے بنا لیا

اگر تم ایمان رکھتے تھے ف۴ اور آچکا تمہارے پاس موسٰی صریح معجزے لے کر پھر بنا لیا تم نے

الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا

بچھڑا اُس کے پیچھے اور تم ظالم ہو اور جب ہم نے لیا قرار تمہارا اور اونچا کیا

بچھڑا اُس کے گئے پیچھے اور تم ظالم ہو ف۵ اور جب ہم نے لیا قرار تمہارا اور بلند کیا

فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ

تم پر پہاڑ پکڑو جو ہم نے تم کو دیا زور سے اور سنو بولے سُنا ہم نے اور

تمہارے اوپر کوہ طور کو پکڑو جو ہم نے تم کو دیا زور سے اور سنو بولے سُنا ہم نے اور

عَصَیْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِکُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا یَاْمُرُکُمْ بِهٖۤ

نہ مانا اور رچ رہا اُن کے دلوں میں وہ بچھڑا مارے کفر کے تو کہہ بُرا کچھ سکھاتا ہے تم کو

نہ مانا اور پلائی گئی اُنکے دلوں میں محبت اُسی بچھڑے کی بسبب اُنکے کفر کے ف۶ کہدے کہ بُری باتیں سکھاتا ہے تم کو

اِیْمَانُکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ قُلْ اِنْ کَانَتْ لَکُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ

ایمان تمہارا اگر تم ایمان والے ہو تو کہہ اگر تم کو ملنا ہے گھر آخرت کا

ایمان تمہارا اگر تم ایمان والے ہو کہدے کہ اگر ہے تمہارے واسطے آخرت کا گھر

عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

اللہ کے ہاں الگ سوا اور لوگوں کے تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر سچ کہتے ہو ف۱

اللہ کے ہاں تنہا سوا اور لوگوں کے تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچ کہتے ہو ف

وَلَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ وَ

اور یہ آرزو کبھی نہ کریں گے جس واسطے آگے بھیج چکے ہیں ہاتھ اُنکے اور اللہ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو اور

اور ہرگز آرزو نہ کرینگے موت کی کبھی بسبب اُن گناہوں کے کہ بھیج چکے ہیں اُنکے ہاتھ اور اللہ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو اور

لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا ۚۛ یَوَدُّ ع ۲

تو دیکھے اُن کو سب لوگوں سے زیادہ حریص جینے کے اور شریک پکڑنے والوں سے بھی ایک

تو دیکھے گا اُن کو سب لوگوں سے زیادہ حریص زندگی پر اور زیادہ حریص مشرکوں سے بھی چاہتا ہے

ف۱ ایک غضب تو یہ کہ قرآن بلکہ اُس کے ساتھ اپنی کتاب کے بھی منکر ہو کر کافر ہوئے دوسرے محض حسد اور ضد سے پیغمبر وقت سے انحراف اور خلاف کیا ف۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عذاب ذلت کے لئے نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں کو جو اُن کے معاصی پر عذاب ہوگا گناہوں سے پاک کرنے کے لئے ہوگا نہ بغرض تذلیل البتہ کافروں کو بغرض تذلیل عذاب دیا جائیگا ف۳ جو اللہ نے بھیجا یعنی انجیل و قرآن اور جو اُترا ہم پر یعنی توریت مطلب یہ ہوا کہ "بجز توریت اور کتابوں کا صاف انکار کرتے ہیں اور انجیل و قرآن کو نہیں مانتے" حالانکہ وہ کتابیں بھی سچی اور توریت کی تصدیق کرنے والی ہیں ف۴ اُن سے کہدو کہ "اگر تم توریت پر ایمان رکھتے ہو تو پھر تم نے انبیاء کو کیوں قتل کیا" کیونکہ توریت میں یہ حکم ہے کہ "جو نبی توریت کو سچا کہنے والا آئے اُس کی نصرت کرنا اور اُس پر ضرور ایمان لانا" اور قتل بھی اُن انبیاء کو کیا جو پہلے گذر چکے ہیں (جیسے حضرت زکریا اور حضرت یحیٰی) جو احکام توریت پر عمل کرتے تھے اور اُسی کی ترویج کے لئے مبعوث ہوئے تھے اُن کے مصدق توریت ہونے میں تو بیوقوف کو بھی تامل نہیں ہو سکتا (یہ بات لفظ قبل سے مفہوم ہوئی) ف۵ یعنی حضرت موسٰی کہ جن کی شریعت پر قائم ہو اور اُن کی شریعت کی وجہ سے اور شرائع حقہ کا انکار کرتے ہو خود اُنہوں نے کھلے کھلے معجزے تم کو دکھائے (جیسے عصا ید بیضا اور دریا کا پھاڑنا وغیرہ) مگر جب چند دن کے لئے کوہ طور پر گئے تو اتنے ہی میں بچھڑے کو تم نے خدا بنا لیا۔ حالانکہ موسٰی علیہ السلام اپنے درجۂ نبوت پر قائم زندہ موجود تھے تو اُس وقت تمہارا حضرت موسٰی اور اُن کی شریعت پر ایمان کہاں جاتا رہا تھا اور رسول آخر الزمان کے بغض و حسد میں آج شریعت موسوی کو اپنا پکڑ رکھا ہے کہ خدا کا حکم بھی نہیں سنتے۔ بیشک تم ظالم، تمہارے باپ دادا ظالم۔ یہ حال تو بنی اسرائیل کا حضرت موسٰی کے ساتھ تھا۔ آگے توریت کی نسبت جو اُن کے ایمان کی حالت تھی اُس کو بتاتے ہیں ف۶ یعنی احکام توریت کی جو تکلیف دی گئی اُس کو پوری ہمت و استقلال سے مضبوط پکڑو چونکہ پہاڑ سر پر معلق تھا جان کے اندیشہ سے زبان سے (یا اُس وقت) تو کہہ لیا سمعنا یعنی احکام توریت ہم نے سُن لئے اور دل سے (یا بعد میں) کہا عصینا یعنی ہم نے قبول نہیں کیا احکام کو اور وجہ اُس کی یہ تھی کہ صورت پرستی اُن کے دل میں راسخ ہو چکی تھی اُنکے کفر کے باعث وہ زنگ بالکل اُن کے دل سے زائل نہیں ہوا بلکہ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا ف یہود کہتے تھے کہ "جنت میں ہمارے سوا کوئی نہ جائیگا اور ہم کو عذاب نہ ہوگا" اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ "اگر یقینی بہشتی ہو تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو"۔

موضح قرآن ف کہتے تھے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہ جاوے گا اور ہم کو عذاب نہ ہوگا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا اگر یقیناً بہشتی ہو تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہود نے کہا کہ یہ کلام لاتا ہے جبرئیل اور وہ ہمارا دشمن ہے کئی بار ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کر گیا کوئی اور فرشتہ لاتا تو ہم مانتے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے جو کرتے ہیں بے حکم نہیں کرتے جو ان کا دشمن ہوا اللہ بے شک اس کا دشمن ہے۔
از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ
ایک چاہتا ہے کہ عمر پاوے ہزار برس اور کچھ اس کو سرکا نہ دے گا عذاب سے
ایک ایک ان میں کا عمر پاوے ہزار برس اور نہیں اس کو بچانے والا عذاب سے

أَنْ يُعَمَّرَ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ
ع ١٠
اتنا جینا اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہیں تو کہہ جو کوئی ہوگا دشمن جبریل کا سو اس نے تو
اس قدر جینا اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف۱ تو کہہ دے جو کوئی ہووے دشمن جبریل کا سو اس نے تو

نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى
اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے سچ بتاتا اس کلام کو جو آگے ہے اور راہ دکھاتا اور
اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے کہ سچا بتانے والا ہے اس کلام کو جو اس کے پہلے ہے اور راہ دکھاتا ہے اور

وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ
خوشی سناتا ایمان والوں کو جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور رسولوں کا اور جبرائیل
خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو جو کوئی ہووے دشمن اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبریل

وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ۝ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ
اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا ف۱ اور ہم نے اتاری تیری طرف آیتیں
اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا ف۲ اور ہم نے اتاریں تیری طرف آیتیں

بَيِّنَاتٍ ۖ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ ۝ أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ
واضح اور منکر نہ ہوں گے ان سے مگر وہی جو بے حکم ہیں کیا اور جس بار باندھیں گے ایک قرار پھینک دیں گے اس کو
روشن اور انکار نہ کریں گے ان کا مگر وہی جو نافرمان ہیں کیا جب کبھی باندھیں گے کوئی قرار تو پھینک دے گی

فَرِيقٌ مِنْهُمْ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ
ایک جماعت ان میں سے بلکہ اکثر وہ یقین نہیں رکھتے اور جب پہنچا ان کو رسول
اس کو ایک جماعت انہیں سے بلکہ ان میں اکثر یقین نہیں کرتے ف۳ اور جب پہنچا ان کے پاس رسول اللہ

عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
اللہ کی طرف سے سچ بتاتا ان پاس والی کو پھینک دی ایک جماعت نے کتاب پانے والوں میں
کی طرف سے تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے تو پھینک دیا ایک جماعت نے اہل کتاب سے

كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو
کتاب اللہ کی اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا ان کو خبر نہیں اور پیچھے لگے ہیں اس علم کی جو پڑھتے تھے
کتاب اللہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں ف۴ اور پیچھے ہو لئے اس علم کے جو پڑھتے تھے

الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ
شیطان سلطنت میں سلیمان کی اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے
شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت ف۵ اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے

كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ
کفر کیا لوگوں کو سکھاتے سحر اور اس علم کے جو اترا دو فرشتوں پر بابل میں
کفر کیا کہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو اترا دو فرشتوں پر شہر بابل میں

ف۱ یعنی یہودیوں نے ایسے بڑے کام کیے ہیں کہ موت سے نہایت بچتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ مرتے ہی خیر نظر نہیں آتی حتیٰ کہ مشرکین سے بھی زیادہ جینے پر حریص ہیں اس سے ان کے دعووں کی تغلیط خوب ہوگئی ف۲ یہود کہتے تھے کہ "جبریل فرشتہ اس نبی کے پاس وحی لاتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے۔ ہمارے اگلے بڑوں کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچیں۔ اگر جبریل کے بدلے اور فرشتہ وحی لائے تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے جو کچھ کرتے ہیں اللہ کے حکم سے کرتے ہیں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے جو ان کا دشمن ہے اللہ بیشک ان کا دشمن ہے ف۳ یعنی ان کی عادتِ قدیم ہے کہ جب اللہ یا رسول یا کسی شخص سے کوئی عہد مقرر کرتے ہیں تو انہی میں کی ایک جماعت اس عہد کو پسِ پشت ڈال دیتی ہے بلکہ بہت یہودی ایسے ہیں جو توریت پر ایمان ہی نہیں رکھتے ایسوں کو عہد شکنی میں کیا باک ہو سکتا ہے ف۴ رسول سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ما معھم سے توریت اور کتاب اللہ سے بھی توریت مراد ہے یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حالانکہ وہ توریت وغیرہ کتب کے مصدق تھے تو یہود کی ایک جماعت نے خود توریت کو پسِ پشت ایسا ڈال دیا کہ گویا جانتی ہی نہیں کہ یہ کیا کتاب ہے اور اس میں کیا کیا حکم ہیں سو انکو جب اپنی ہی کتاب پر ایمان نہیں تو ان سے آگے کو کیا امید کی جائے ف۵ یعنی ان احمقوں نے کتاب الٰہی تو پسِ پشت ڈالی اور شیطانوں سے جادو سیکھا اور اس کی متابعت کرنے لگے +

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی یہود نے اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور لگے تلاش میں اعمالِ سحر کے اور سحر لوگوں میں دو طرف سے آیا ہے ایک حضرت سلیمان کے عہد میں آدمی اور شیطان ملے رہتے تھے ان شیطانوں سے سیکھا اور وہ یہود اس کو نسبت کرتے حضرت سلیمان کی طرف کہ ہم کو انہیں سے پہنچا ہے اور انکو حکم جن اور انس پر اسی کے زور سے تھا سو اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ یہ کام کفر ہے سلیمان کا نہیں۔ اس کے عہد میں شیطانوں نے سکھایا ہے اور دوسرے ہاروت اور ماروت کی طرف سے شہر بابل میں دو فرشتے تھے بصورت آدمی رہتے تھے اُن کو علم سحر معلوم تھا جو کوئی طالب اُس کا جاتا اول کہہ دیتے کہ اس میں ایمان جاتا رہیگا پھر اگر وہ چاہتا تو سکھا دیتے اللہ تعالیٰ کو آزمائش منظور تھی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے سحر سے آخرت کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے اور دنیا میں بھی ضرر پاتے ہیں اور بغیر حکم خدا کچھ کر نہیں سکتے اور علم دین اور کتاب سیکھتے تو اللہ کے یہاں ثواب پاتے۔ ف۲ یہود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کلام فرماتے بعضی بات جو سُنی ہوتی چاہتے کہ پھر تحقیق کریں تو کہتے راعنا یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اُن سے مسلمان بھی سیکھ کر کسی وقت یہ لفظ کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہے تو انظرنا کہو اُسکے بھی معنی یہی ہیں اور آگے سُنتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود کو اس لفظ کے کہنے میں دغا تھی اسکو زبان دبا کر کہتے تو راعینا ہو جاتا یعنی ہمارا چرواہا اور اُن کی زبان میں راعنا احمق کو بھی کہتے ہیں۔ ف۳ یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ تمہاری کتاب میں بعضی آیت منسوخ ہوتی ہے اگر اللہ کی طرف سے تھی تو پھر کیا عیب دیکھا جو موقوف کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عیب نہ پہلی میں تھا نہ پچھلی میں یہ حاکم ہر وقت جو چاہے سو حکم کرے۔

ازشاہ عبدالقادرؒ صاحب

هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ

ہاروت اور ماروت پر اور وہ نہ سکھاتے کسی کو جب تک نہ کہتے کہ ہم تو ہیں

جن کا نام ہاروت اور ماروت ہے اور نہیں سکھاتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو جبتک یہ نہ کہدیتے کہ ہم تو

فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ

آزمانے کو سو تو مت کافر ہو پھر اُن سے سیکھتے جس چیز سے جدائی ڈالتے ہیں مرد میں اور عورت میں

آزمائش کیلئے ہیں سو تو کافر مت ہو پھر اُن سے سیکھتے وہ جادو جس سے جدائی ڈالتے ہیں مرد میں اور اسکی عورت میں

وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ

اور وہ اُس سے بگاڑ نہیں سکتے کسی کا بغیر اذن اللہ کے اور سیکھتے ہیں جس سے نقصان ہے

اور وہ اُس سے نقصان نہیں کر سکتے کسی کا بغیر حکم اللہ کے اور سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان کرے

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ

اور نفع نہیں اور جان چکے ہیں کہ جو کوئی اُس کا خریدار ہوا اسکو آخرت میں کچھ حصہ نہیں

اُنکا اور فائدہ نہ کرے اور وہ خوب جان چکے ہیں کہ جس نے اختیار کیا جادو کو نہیں اسکے لئے آخرت میں کچھ حصہ

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا

اور بہت بُری چیز ہے جس پر بیچا اپنی جانوں کو اگر اُن کو سمجھ ہوتی اور اگر وہ یقین لاتے

اور بہت ہی بُری چیز ہے جسکے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپ کو اگر اُن کو سمجھ ہوتی اور اگر وہ ایمان لاتے

وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ع يَا أَيُّهَا

اور پرہیز رکھتے تو بدلا تھا اللہ کے یہاں سے بہتر اگر اُن کو سمجھ ہوتی ف۱ اے

اور تقویٰ کرتے تو بدلا پاتے اللہ کے ہاں سے بہتر اگر اُن کو سمجھ ہوتی ف۱ اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ

ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور منکروں کو

ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سُنتے رہو اور کافروں کو

عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ

دکھ کی مار ہے ف۲ دل نہیں چاہتا اُن لوگوں کا جو منکر ہیں کتاب والوں میں اور شرک والوں میں

عذاب ہے دردناک ف۲ دل نہیں چاہتا اُن لوگوں کا جو کافر ہیں اہل کتاب میں اور نہ مشرکوں میں اس بات کو

أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ

یہ کہ اُترے تم پر کچھ نیک بات تمہارے رب سے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی مہر سے جسکو چاہے

کہ اُترے تم پر کوئی نیک بات تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسکو چاہے

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ

اور اللہ بڑا فضل رکھتا ہے جو موقوف کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو پہنچاتے ہیں اُس سے بہتر

اور اللہ بڑے فضل والا ہے ف۳ جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیجدیتے ہیں اس سے

مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۗ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ أَلَمْ تَعْلَمْ

یا اُس کے برابر کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۳ کیا تجھ کو معلوم نہیں

بہتر یا اس کے برابر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۴ کیا تجھ کو معلوم نہیں

منزل ۱

ف۱ خلاصہ یہ کہ یہود اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ کر علم سحر کے تابع ہو گئے اور سحر لوگوں میں دو طرف سے پھیلا۔ ایک حضرت سلیمان کے عہد میں۔ چونکہ جنات اور آدمی ملے جلے رہتے تھے تو آدمیوں نے شیطانوں سے سحر سیکھا اور نسبت کر دیا حضرت سلیمان کی طرف (کہ "ہم کو انہی سے پہنچا ہے اور اُن کو حکم جن اور انس پر اسی کے زور سے تھا" سو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ "یہ کام کفر کا ہے سلیمان کا نہیں"۔ دوسرے پھیلا ہاروت ماروت کی طرف سے وہ دو فرشتے تھے شہر بابل میں بصورت آدمی رہتے تھے اُن کو علم سحر معلوم تھا جو کوئی طالب اس کا جاتا اوّل اُس کو روک دیتے کہ اس میں ایمان جاتا رہیگا اس پر بھی باز نہ آتا تو اس کو سکھا دیتے۔ اللہ تعالیٰ کو اُن کے ذریعہ سے بندوں کی آزمائش منظور تھی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے علموں سے آخرت کا کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر نقصان ہے اور دنیا میں بھی ضرر ہے اور بغیر حکم خدا کے کچھ نہیں کر سکتے اور علم دین اور علم کتاب سیکھتے تو اللہ کے ہاں ثواب پاتے ف۲ یہودی اگر آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کی باتیں سُنتے۔ بعضی بات جو اچھی طرح نہ سُنتے اس کو مکرر تحقیق کرنا چاہتے تو کہتے راعنا (یعنی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہماری رعایت کرو) یہ کلمہ اُن سے سُن کر کبھی مسلمان بھی کہہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے

12

منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو اُنظرنا کہو (اُس کے معنی بھی یہی ہیں) اور ابتدا ہی

12

سے متوجہ ہو کر سُنتے رہو تو مکرر پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود اس لفظ کو بدنیتی اور فریب سے کہتے تھے اس لفظ کو زبان دبا کر کہتے تو راعینا ہو جاتا (یعنی ہمارا چرواہا) اور یہود کی زبان میں راعنا احمق کو بھی کہتے ہیں ف۳ یعنی کفار (یہود ہوں یا مشرکین مکہ) قرآن کے نزول کو تم پر ہرگز پسند نہیں کرتے بلکہ یہود تمنا کرتے ہیں کہ نبی آخر الزماں بنی اسرائیل میں پیدا ہو اور مشرکین مکہ چاہتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ہو مگر یہ تو اللہ کے فضل کی بات ہے کہ امّی لوگوں میں نبی آخر الزماں کو پیدا فرمایا ف۴ یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ "تمہاری کتاب میں بعض آیات منسوخ ہوتی ہیں اگر یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہوتی تو کسی عیب کی وجہ سے اب منسوخ ہوئی اُس عیب کی خبر کیا خدا کو پہلے سے نہ تھی" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عیب نہ پہلی بات میں تھا نہ پچھلی میں لیکن حاکم مناسب وقت دیکھ کر جو چاہے حکم کرے اُس وقت وہی مناسب تھا اور اب دوسرا حکم مناسب ہے۔ +

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی یہود کے بہکانے سے تم اپنے نبی پاس شبہے نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی پاس لائے تھے شبہے نکالنے گویا یقین چھوڑ کر انکار پکڑنا ہے۔ ——————————————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کہ اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمان و زمین کی اور تمہارے واسطے نہیں اللہ کے سوا

کہ اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور نہیں تمہارے واسطے اللہ کے سوا

مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا

کوئی حمایتی اور مدد والا کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال شروع کرو اپنے رسول سے جیسے

کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۱ کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال کرو اپنے رسول سے جیسے

سُئِلَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ

سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے پہلے اور جو کوئی لیوے انکار یقین کے بدلے وہ بھولا

سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے اس سے پہلے اور جو کوئی کفر لیوے بدلے ایمان کے تو وہ بہکا

سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

سیدھی راہ سے ف۱ دل چاہتا ہے بہت کتاب والوں کا کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان

سیدھی راہ سے ف۲ دل چاہتا ہے بہت سے اہل کتاب کا کہ کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان

اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ

ہوئے پیچھے کافر کر دیں حسد کر کر اپنے اندر سے بعد اُس کے کہ کھل چکا اُن پر

ہوئے پیچھے کافر بنا دیں بسبب اپنے دلی حسد کے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا اُن پر

الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ

حق سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم اللہ ہر

حق ف۳ سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جبتک بھیجے اللہ اپنا حکم ف۴ بیشک اللہ ہر چیز پر

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

چیز پر قادر ہے اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور جو آگے بھیجو گے

قادر ہے ف۵ اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور جو کچھ آگے بھیجدو گے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اپنے واسطے بھلائی وہ پاؤ گے اللہ کے پاس اللہ تمہارے کام

اپنے واسطے بھلائی پاؤ گے اُس کو اللہ کے پاس بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِیْرٌ ۝ وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ

دیکھتا ہے اور کہتے ہیں ہرگز نہ جاوے جنت میں مگر جو ہوں گے یہود یا نصاریٰ

سب دیکھتا ہے ف۶ اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ جاویں گے جنت میں مگر جو ہوں گے یہودی یا نصرانی ف۷

تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ بَلٰی ۚ

یہ آرزوئیں باندھ لیں ہیں اُنہوں نے کہہ لاؤ سند اپنی اگر تم سچے ہو کیوں نہیں

یہ آرزوئیں باندھ لی ہیں اُنہوں نے کہدے لے آؤ سند اپنی اگر تم سچے ہو کیوں نہیں

مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ

جس نے تابع کیا منہ اپنا اللہ کی طرف اور وہ نیکی پر ہے اُسی کو مزدوری اُسکی اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے

جس نے تابع کر دیا منہ اپنا اللہ کے اور وہ نیک کام کرنیوالا ہے تو اسی کیلئے ہے ثواب اسکا اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے

ف۱ یعنی اِدھر تو اللہ کی قدرت و ملکیت سب پر شامل اُدھر اُس کی اپنے بندوں پر اعلیٰ درجہ کی عنایت۔ تو اب مصالح اور منافع بندوں کی اطلاع۔ اور اُن پر قدرت کس کو ہو سکتی ہے اور اُس کے برابر بندوں کی خیر خواہی کون کر سکتا ہے ف۲ یعنی یہودیوں کی باتوں پر ہرگز اعتماد نہ کرنا جس کسی کو یہودیوں کے شبہ ڈالنے سے شبہ پڑ گیا وہ کافر ہوا۔ اس کی احتیاط رکھو اور یہود کے کہنے سے تم اپنے نبی کے پاس شبہے نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی کے پاس لاتے تھے ف۳ یعنی بہت سے یہودیوں کو آرزو ہے کہ کسی طرح تم کو اے مسلمانوں پھیر کر پھر کافر بنا دیں حالانکہ اُنکو واضح ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کا دین اُن کی کتاب اُن کا نبی سب سچے ہیں۔ ف۴ یعنی جب تک ہمارا حکم کوئی نہ آئے اُس وقت تک یہود کی باتوں پر صبر کرو۔ سو آخر کو حکم آ گیا کہ یہود کو مدینہ کے گرد سے نکال دو ف۵ یعنی اپنے ضعف سے تردد مت کرو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تم کو عزیز اور یہود کو ذلیل کریگا باپ کہ تاخیر عجز کی وجہ سے نہیں کی جاتی ف۶ یعنی اُن کی ایذا پر صبر کرو اور عبادات میں مشغول رہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے غافل ہرگز نہیں۔ تمہاری کوئی نیک بات ضائع نہیں ہو سکتی ف۷ یعنی یہودی تو کہتے ہیں کہ بجز ہمارے کوئی جنت میں نہ جائے گا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ بجز ہمارے کوئی بہشت میں نہ جائیگا۔

الثلثۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جن پاس علم نہیں وہ عرب کے لوگ ہیں کہ آگے حضرت ابراہیمؑ کا دین رکھتے تھے پھر آخر بہک بت پوجنے لگے۔ ایسے شخص کو مشرک کہئے وہ اپنی ہی راہ حق بتاتے تھے ف۲ نصاریٰ آپ کو منصف جانتے تھے اور یہود کو ظالم کہ آنہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے دشمنی کی اور ہم نے ان کو مانا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب نصاریٰ نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس کو ویران کیا اور یہود کی مسجد میں آ جاڑیں یہود کی ضد سے یہ کیا انصاف ہے کہ آدمیوں کی ضد سے اللہ کی مسجدیں ویران کریں اور فرماتا ہے کہ یہ بھی لائق نہیں کہ اس ملک میں حاکم رہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے وہ ملک شام مسلمانوں کے ہاتھ لگایا۔ ف۳ یہ بھی یہود و نصاریٰ کا جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلہ کو بہتر بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص ایک طرف نہیں اسکے حکم سے جس طرف منہ کرو وہ متوجہ ہے۔ ———

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ع ۱۳ ۹ ۱۴

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ

اُن پر اور نہ اُن کو غم اور یہود نے کہا نہیں نصاریٰ کچھ راہ پر

اُن پر اور نہ وہ غمگین ہونگے ف۱ اور یہود تو کہتے ہیں کہ نصاریٰ نہیں کسی راہ پر۔

وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۗ كَذٰلِكَ

اور کہا نصاریٰ نے یہود نہیں کچھ راہ پر اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب اسی طرح

اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود نہیں کسی راہ پر باوجودیکہ وہ سب پڑھتے ہیں کتاب ف۲ اسی طرح

قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کہی اُن لوگوں نے جن پاس علم نہیں اُنہیں کی سی بات اب اللہ حکم کرے گا اُن میں دن قیامت کے

کہا اُن لوگوں نے جو جاہل ہیں ان ہی کی سی بات اب اللہ حکم کرے گا اُن میں قیامت کے دن

فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ

جس بات میں جھگڑتے تھے ف۱ اور اُس سے ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ پڑھیے

جس بات میں جھگڑتے تھے ف۳ اور اُس سے بڑا ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جاوے

فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ

وہاں نام اُسکا اور دوڑا اُنکو اُجاڑنے کو ایسوں کو نہیں پہنچتا کہ پیٹھیں اُن میں

وہاں نام اُسکا اور کوشش کی اُنکے اُجاڑنے میں ف۴ ایسوں کو لائق نہیں کہ داخل ہوں اُن میں

اِلَّا خَآئِفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

مگر ڈرتے ہوئے اُن کو دُنیا میں ذلت ہے اور اُن کو آخرت میں بڑی مار ہے

مگر ڈرتے ہوئے ف۵ اُن کے لئے دُنیا میں ذلت ہے ف۶ اور اُن کے لئے آخرت میں بڑا

عَظِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۤ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ

ف۲ اور اللہ کی ہے مشرق اور مغرب سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ

عذاب ہے اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ ف۷

اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ

بر حق اللہ گنجائش والا ہے خبردار ف۳ اور کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد وہ سب سے نرالا بلکہ اُس کا مال ہے

بیشک اللہ بے انتہا بخشش کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے ف۸ اور کہتے ہیں کہ اللہ رکھتا ہے اولاد وہ تو سب باتوں سے پاک ہے بلکہ اُسی کا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں سب اُسکے آگے ادب سے ہیں نیا نکالنے والا آسمان

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں سب اُسی کے تابعدار ہیں نیا پیدا کرنے والا ہے آسمان

وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

اور زمین کا اور جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہے اُس کو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے

اور زمین کا اور جب حکم کرتا ہے کسی کام کو تو یہی فرماتا ہے اُس کو کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے ف۹

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ

اور کہنے لگے جن کو علم نہیں کیوں نہیں بات کرتا ہم سے اللہ یا ہم کو آوے کوئی آیت

اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے کیوں نہیں بات کرتا ہم سے اللہ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی آیت ف۱۰

منزل ۱

ف۱ یعنی جس نے خدا کے احکام کو مانا اور اُس کا اتباع کیا وہ احکام خواہ کسی نبی کے ذریعہ سے معلوم ہوں اور اپنی قومیت اور آئین پر تعصب نہ کیا جیسا کہ یہود کرتے ہیں تو اُنکے لئے اجر نیک ہے اور نہ کوئی امر آن میں ایسا ہے جس کی وجہ سے خوف ہو اور نہ وہ غمگین ہونگے ف۲ یہودیوں نے توریت پڑھکر سمجھ لیا کہ جب نصرانیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہا تو بیشک وہ کافر ہوگئے اور نصرانیوں نے انجیل میں صاف دیکھ لیا کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرکے کافر ہوگئے ف۳ ان جاہلوں سے مشرکین عرب اور بت پرست مراد ہیں یعنی جیسے یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کو گمراہ جانتے ہیں اسی طرح بت پرست بھی اپنے سوا سب فرقوں کو گمراہ اور بے دین بتلاتے ہیں۔ سو دنیا میں کہے جائیں قیامت کو فیصلہ ہوجائے گا فائدہ یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب کذٰلك فرما دیا تو پھر مثل قولھم فرمانے کی کیا حاجت بعض مفسرین نے جواب دیا کہ مثل قولھم توضیح اور تاکید ہے کذٰلك کے لئے اور بعض کہتے ہیں کہ یہاں دو تشبیہ جدا جدا ہیں اس لئے دو لفظ لائے ایک تشبیہ سے تو یہ غرض ہے کہ انکا اور اُن کا مقولہ باہم مشابہ ہے (یعنی جیسے وہ دوسروں کو گمراہ کہتے ہیں ایسا ہی یہ بھی) اور ایک تشبیہ سے یہ غرض ہے کہ جیسا اہل کتاب یہ دعویٰ بے دلیل اپنی ہوائے نفس اور عداوت سے کرتے تھے ایسے ہی بت پرست بھی بے دلیل محض خواہش نفسانی سے ایسا دعویٰ کرتے ہیں ف۴ اس کے شان نزول نصاریٰ ہیں کہ اُنہوں نے یہود سے مقاتلہ کرکے توریت کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا یا مشرکین مکہ کہ اُنہوں نے مسلمانوں کو محض تعصب و عناد سے حدیبیہ میں مسجد حرام (بیت اللہ) میں جانے سے روکا۔ باقی جو شخص کسی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے ف۵ یعنی اُن کفار کو لائق یہی تھا کہ مساجد اللہ میں خوف و تواضع اور ادب و تعظیم کے ساتھ داخل ہوتے کفار نے جو وہاں کی بےحرمتی کی یہ صریح ظلم ہے یا یہ مطلب ہے کہ اُس ملک میں حکومت اور عزت کے ساتھ رہنے کے لائق نہیں چنانچہ یہی ہوا کہ ملک شام اور مکہ اللہ نے مسلمانوں کو دلوا دیا ف۶ یعنی دنیا میں مغلوب ہوئے قید میں پڑے اور مسلمانوں کے باجگذار ہوئے ف۷ یہ بھی یہود و نصاریٰ کا جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلہ کو بہتر بتاتا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ مخصوص کسی طرف نہیں بلکہ تمام مکان اور جہت سے منزہ۔ البتہ اُسکے حکم سے جس طرف منہ کروگے وہ متوجہ ہے تمہاری عبادت قبول کریگا" بعض نے کہا سفر میں سواری پر نوافل پڑھنے کی بابت یہ آیت اُتری۔ یا سفر میں قبلہ مشتبہ ہوگیا تھا جب اُتری ف۸ یعنی اُس کی رحمت سب جگہ عام ہے ایک مکان کے ساتھ مخصوص نہیں اور بندوں کے مصالح اور اُنکی نیتوں کو اور اُن کے اعمال کو سب کو خوب جانتا ہے کہ بندوں کے حق میں کون سی شے مفید ہے اور کون سی مضر اُسی کے موافق حکم دیتا ہے اور جو اُس کی موافقت کرے گا اُس کو جزا اور مخالف کو سزا دے گا ف۹ یہود حضرت عزیرؑ کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس کی ذات سب باتوں سے پاک ہے بلکہ سب کے سب اُس کے ملوک اور مطیع اور مخلوق ہیں ف۱۰ یعنی اہل کتاب اور بت پرستوں میں جو جاہل ہیں وہ سب کہتے ہیں کہ "اللہ ہم سے بلا واسطہ بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس کیوں نہیں بھیجتا کہ رسالت کی تصدیق کرلیں"

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اگلی امت جو یہود تھے وہ بھی اپنے نبی سے یہی کہتے تھے جواب کے لوگ کہنے لگے۔ ف۲ یعنی تجھ پر الزام نہیں کہ انکو مسلمان کیوں نہیں کیا ف۳ یعنی یہود میں کم لوگ با انصاف بھی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھ کر وہ اس قرآن پر ایمان لائے ایک اُن کے عالم تھے عبداللہ بن سلام اُن کے ساتھ کئی اور بھی مسلمان ہوئے ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ

اسی طرح کہہ چکے ہیں اُن سے اگلے انہی کی سی بات ایک سے ہیں دل بھی اُن کے

اسی طرح کہہ چکے ہیں وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے انہی کی سی بات ایک سے ہیں دل ان کے

قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ

ہم نے بیان کردیں نشانیاں اُن لوگوں کو جن کو یقین ہے ف۱ ہم نے تجھکو بھیجا ٹھیک بات لیکر خوشی اور ڈر سنانے کو

بیشک ہم نے بیان کردیں نشانیاں اُن لوگوں کیواسطے جو یقین لاتے ہیں ف۱ بیشک ہم نے تجھکو بھیجا ہے سچا دین دیکر خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا

وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى

اور تجھ سے پوچھ نہیں دوزخ والوں کی ف۲ اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ

اور تجھ سے پوچھ نہیں دوزخ میں رہنے والوں کی ف۲ اور ہرگز راضی نہ ہونگے تجھ سے یہود اور نہ نصاریٰ

حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ

جب تک تُو تابع نہ ہو اُنکے دین کا تُو کہہ جو راہ اللہ دکھادے وہی راہ ہے اور کبھی تو چلا

جبتک تو تابع نہ ہو اُنکے دین کا ف۳ تو کہدے جو راہ اللہ بتلادے وہی راہ سیدھی ہے ف۴ اور اگر بالفرض تو تابعداری کرے

اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ

اُنکی پسند پر بعد اُس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا

اُنکی خواہشوں کی بعد اُس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنیوالا

وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

اور نہ مددگار جن کو ہم نے دی ہے کتاب وہ اُس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے پڑھنے کا سو وہ

اور نہ مددگار ف۵ وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اُس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے اُسکے پڑھنے کا وہی

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ

اس پر یقین لاتے ہیں اور جو منکر ہوگا اُس سے سو اُنہیں کو نقصان ہے ف۶ اے بنی اسرائیل

اُس پر یقین لاتے ہیں اور جو کوئی منکر ہوگا اُس سے تو وہی لوگ نقصان پانیوالے ہیں ف۶ اے بنی اسرائیل

وقف منزل ع ۱۴ ۱۴

اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝

یاد کرو احسان میرا جو میں نے تم پر کیا اور وہ کہ بڑا کیا تم کو سارے جہان پر

یاد کرو احسان ہمارے جو ہم نے تم پر کئے اور اس کو کہ ہم نے تم کو بڑائی دی اہل عالم پر

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَـيْــــًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ

اور بچو اُس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص کے ایک ذرہ اور نہ قبول ہو اُسکی طرف سے بدلا اور

اور ڈرو اُس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی کی طرف سے ذرا بھی اور نہ قبول کیا جاویگا اس کی طرف سے بدلہ اور

لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا ھُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ

نہ کام آوے اُسکو سفارش اور نہ اُن کو مدد پہنچے اور جب آزمایا ابراہیم کو اُسکے رب نے

نہ کام آوے اُسکو سفارش اور نہ اُن کو مدد پہنچے ف۷ اور جب آزمایا ابراہیم کو اُسکے رب نے

بِكَلِمٰتٍ فَاَتَـمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ

کئی باتوں میں پھر اُس نے وہ پوری کیں فرمایا میں کروں گا تجھ کو سب لوگوں کا پیشوا بولا اور

کئی باتوں میں ف۸ پھر اُسنے وہ پوری کیں تب فرمایا میں تجھ کو کردونگا سب لوگوں کا پیشوا ف۹ بولا اور میری

ف۱ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے لوگوں نے بھی ایسی ہی جہالت کی بات کہی تھی یہ نئی بات نہیں اور جو یقین لانے والے ہیں انکے لئے ہم نے نبی کے برحق ہونے کی نشانیاں بیان کردی ہیں۔ اور جو ضد اور عداوت پر اڑ رہے ہیں وہ انکار کریں تو یہ محض عناد ہو انکا۔ ف۲ یعنی تجھ پر الزام نہیں کہ اُن کو مسلمان کیوں نہیں کیا ف۳ یعنی یہود اور نصاریٰ کو امر حق سے سروکار نہیں۔ اپنی ضد پر اڑ رہے ہیں وہ کبھی تمہارا دین قبول نہ کریں گے بالفرض اگر تم ہی اُن کے تابع ہو جاؤ تو خوش ہو جاوینگے اور یہ ممکن نہیں تو اب اُن سے موافقت کی اُمید نہ رکھنی چاہئے ف۴ یعنی ہر زمانہ میں معتبر وہی ہدایت ہے جو اُس زمانہ کا نبی لائے سو اب وہ طریقہ اسلام ہے نہ طریقہ یہود و نصاریٰ ف۵ یہ بات بطریق فرض ہے یعنی بالفرض اگر آپ ایسا کریں تو قہر الٰہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یا منظور تنبیہ ہے اُمت کو کہ اگر کوئی مسلمان ہو کر قرآن کو سمجھ کر دین سے پھریگا تو اُسکو عذاب سے کوئی نہ چھڑا سکے گا ف۶ یہود میں تھوڑے آدمی منصف بھی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھ کر وہ قرآن پر ایمان لائے (جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھی) یہ آیت اُنہی لوگوں کے بارہ میں ہے۔ یعنی اُنہوں نے توریت کو غور سے پڑھا اُنہی کو ایمان نصیب ہوا اور جس نے انکار کیا کتاب کا یعنی اُس میں تحریف کی وہ خائب و خاسر ہوئے۔ ف۷ بنی اسرائیل کو جو باتیں شروع میں یاد دلائی گئیں تھیں اب اُن کے سب حالات ذکر کرنے کے بعد پھر وہی اُمور بغرض تاکید و تنبیہ یاد دلائے گئے کہ خوب دل نشین ہو جائیں اور ہدایت قبول کریں اور معلوم ہو جائے کہ اصل مقصود اس قصہ سے یہی ہے ف۸ جیسے حج کے افعال اور ختنہ اور حجامت اور مسواک وغیرہ سو حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن احکام کو اللہ کے ارشاد کے موافق اخلاص کے ساتھ بجا لائے اور سب پوری طرح سے ادا کیا جس پر لوگوں کے پیشوا بنائے گئے ف۹ یعنی تمام انبیا تیری متابعت پر چلیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ بنی اسرائیل بہت مغرور اس پر تھے کہ ہم اولاد ابراہیم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی تیرے گھر میں رہے گی اور ہم ابراہیم کے دین پر ہیں اور اُس کا دین ہر کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالیٰ اُنکو سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراہیم کی اولاد کو ہے جو نیک راہ پر چلیں اور اُسکے دو بیٹے تھے پیغمبر ایک مدت اسحٰقؑ کی اولاد میں بزرگی تھی اب اسمٰعیل کی اولاد کو پہنچی اور اسکی دعا ہے دونوں کے حق میں اور فرماتا ہے کہ دین اسلام ہمیشہ ایک ہے۔سب پیغمبر اور سب اُمتیں اُسی پر گذریں وہ یہ کہ جو حکم اللہ کا پہنچے پیغمبر کے ہاتھ سو قبول کرنا اب مسلمان ہیں اسی راہ پر اور تم اُس سے پھرے ہو۔
از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ

ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِينَ ○ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً

میری اولاد میں بھی کہا نہیں پہنچتا میرا اقرار بے انصافوں کو ف۱ اور جب ٹھہرایا ہم نے یہ گھر کعبہ اجتماع کی جگہ

اولاد میں سے بھی فرمایا نہیں پہنچے گا میرا قرار ظالموں کو ف۱ اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ

لِلنَّاسِ وَأَمْنًا ۗ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ

لوگوں کی اور پناہ اور کر رکھو جہاں کھڑا ہوا ابراہیم نماز کی جگہ اور کہہ دیا ہم نے

لوگوں کیواسطے اور جگہ امن کی ف۲ اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونیکے جگہ کو نماز کی جگہ ف۳ اور حکم کیا ہم نے

إِبْرٰهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعٰكِفِينَ وَ

ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والوں کے اور اعتکاف والوں کے اور

ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ پاک کر رکھو میرے گھر کو ف۴ واسطے طواف کرنیوالوں کے اور اعتکاف کرنیوالوں کے اور

الرُّكَّعِ السُّجُودِ ○ وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

رکوع اور سجدہ والوں کے اور جب کہا ابراہیم نے اے رب کر اس کو شہر امن کا

رکوع اور سجدہ کرنیوالوں کے اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے بنا اس کو شہر امن کا ف۵

وَّارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ

اور روزی دے اس کے لوگوں کو میوے جو کوئی اُن میں یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر

اور روزی دے اُس کے رہنے والوں کو میوے جو کوئی اُن میں سے ایمان لاوے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ف۶

قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَ

فرمایا اور جو کوئی منکر ہے اُسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنوں پھر اُسکو قید کر بلاؤنگا دوزخ کے عذاب میں اور

فرمایا اور جو کفر کریں اُسکو بھی نفع پہنچاؤنگا تھوڑے دنوں پھر اُسکو جبراً بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں اور

بِئْسَ الْمَصِيرُ ○ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ ۖ

بُری جگہ پہنچا ہے اور جب اُٹھانے لگا ابراہیم بنیادیں اُس گھر کی اور اسمٰعیل

وہ بُری جگہ ہے رہنے کی ف۷ اور یاد کر جب اُٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانۂ کعبہ کی اور اسمٰعیل

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا

اے رب قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا اے رب ہمارے اور کر ہم کو

اور دُعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے بیشک تو ہی ہے سننے والا جاننے والا ف۸ اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو

مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَأَرِنَا

حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک اُمت حکم بردار اپنی اور جتا ہم کو

حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بتلا ہم کو

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ○ رَبَّنَا وَ

دستور حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر تو ہی ہے اصل معاف کرنیوالا مہربان اے رب ہمارے اور

قاعدے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان اے پروردگار ہمارے

ابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

اُٹھا اُن میں ایک رسول اُنھیں میں کا پڑھے اُن پر تیری آیتیں اور سکھاوے اُن کو کتاب

بھیج اُن میں ایک رسول اُنہی میں کا کہ پڑھے اُن پر تیری آیتیں اور سکھلاوے اُن کو کتاب

ف۱ بنی اسرائیل اس پر بہت مغرور تھے کہ ہم اولاد ابراہیم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے وعدہ کیا ہے کہ نبوت و بزرگی تیری اولاد میں رہیگی اور ہم حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہیں۔ اور اُنکے دین کو سب مانتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ اُن کو سمجھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا وہ اُن سے تھا جو نیک راہ پر چلیں اور حضرت ابراہیمؑ کے دو بیٹے تھے ایک مدت تک حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں پیغمبری اور بزرگی رہی اب حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں پہنچی (اور انہوں نے دونوں بیٹوں کے حق میں دعا کی تھی) اور فرماتا ہے کہ دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب اُمتیں اُس پر گذریں (وہ یہ کہ جو حکم اللہ بھیجے پیغمبر کے ہاتھ اُس کو قبول کرنا) اب یہ طریقہ مسلمانوں کا ہے اور تم اُس سے پھرے ہوئے ہو۔ پہلی آیات میں اپنے انعامات بتلائے تھے اب اُن کے اس شبہ کو دفع کیا کہ بنی اسرائیل اپنے آپ کو سارے عالم کا امام اور متبوع اور سب سے افضل سمجھ کر کسی کا اتباع نہ کرتے تھے فائدہ بنی اسرائیل کے واقعات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اور اُن کی منقبت مذکور ہوئی۔ اب اُن کے ذکر کے ذیل میں خانۂ کعبہ کی حالت اور فضیلت ان آیات میں ذکر فرمائی اور اُن کے ضمن میں یہود و نصاریٰ پر الزامات بھی ہیں جیسا کہ مفسرین نے ذکر کیا ف۲ یعنی ہر سال بغرض حج وہاں لوگ مجتمع ہوتے ہیں اور جو وہاں جاکر ارکان حج بجالاتے ہیں وہ عذاب دوزخ سے مامون ہوجاتے ہیں یا وہاں کوئی کسی پر زیادتی نہیں کرتا ف۳ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر خانۂ کعبہ کو تعمیر کیا تھا اُس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان ہے اور اسی پتھر پر کھڑے ہوکر حج کی دعوت دی تھی اور وہ جنت سے لایا گیا تھا جیسے حجر اسود۔ اب اُس پتھر کے پاس نماز پڑھنے کا حکم ہے اور یہ حکم استحبابی ہے ف۴ یعنی وہاں بُرا کام نہ کرے اور ناپاک اسکا طواف نہ کرے اور تمام آلودگیوں سے صاف رکھا جاوے ف۵ حضرت ابراہیمؑ نے بوقت بنائے کعبہ یہ دعا کی کہ یہ میدان ایک شہر آباد اور با امن ہو سو ایسا ہی ہوا ف۶ یعنی اس کے رہنے والے جو اہل ایمان ہوں اُن کو روزی دے میووں کی اور کفار کے لئے دعا نہ کی تاکہ وہ مقام لوث کفر سے پاک رہے ف۷ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا میں کفار کو بھی رزق دیا جائیگا اور رزق کا حال امامت جیسا نہیں کہ اہل ایمان کے سوا کسی کو مل ہی نہ سکے ف۸ قبول کر ہم سے اس کام کو (کہ تعمیر خانۂ کعبہ ہے) تو سب کی دعا سنتا ہے اور نیت کو جانتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ع ۱۵ ۸ ۱۵

وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ

اور پکی باتیں اور اُنکو سنوارے توہی ہے زبردست حکمت والا اور کون پسند نہ رکھے

اور تہ کی باتیں اور پاک کرے اُنکو بیشک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا ف۱ اور کون ہے جو پھرے ابراہیم

مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِی الدُّنْيَا ۚ

دین ابراہیم کا مگر جو بیوقوف ہے اپنے جی سے اور ہم نے اُس کو خاص کیا دنیا میں

کے مذہب سے مگر وہی کہ جس نے احمق بنایا اپنے آپ کو اور بیشک ہم نے اُن کو منتخب کیا دنیا میں

وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ

اور وہ آخرت میں نیک ہے جب اُس کو کہا اُسکے رب نے حکم بردار ہو بولا

اور وہ آخرت میں نیکوں میں ہیں یاد کرو جب اُس کو کہا اُسکے رب نے کہ حکمبرداری کرتو بولا کہ

اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ

میں حکم میں آیا جہان کے صاحب کے اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب

میں حکمبردار ہوں تمام عالم کے پروردگار کا اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی

يٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ؕ

اے بیٹو اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین پھر نہ مریو مگر مسلمانی پر

کہ اے بیٹو بیشک اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان ف۲

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ

کیا تم حاضر تھے جس وقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجو گے

کیا تم موجود تھے جس وقت قریب آئی یعقوب کے موت جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کس کی عبادت کرو گے

مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ

بعد میرے بولے ہم بندگی کریں گے تیرے رب اور تیرے باپ دادوں کے رب کو ابراہیم اور اسمٰعیل

میرے بعد بولے ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادوں کے رب کی جو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل

وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ

اور اسحٰق وہی ایک رب اور ہم اُسی کے حکم پر ہیں وہ ایک جماعت تھی گذر گئی

اور اسحٰق ہیں وہی ایک معبود ہے اور ہم سب اُسی کے فرمانبردار ہیں ف۳ وہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ان کا ہے جو کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ اور تم سے پوچھ نہیں اُن کے کام کی

اُنکے واسطے ہے جو اُنہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے پوچھ نہیں اُن کے کاموں کی ف۴

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ

اور کہتے ہیں ہو جاؤ یہود یا نصاریٰ تو راہ پر آؤ تو کہہ نہیں بلکہ ہم نے پکڑی راہ ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا

اور کہتے ہیں کہ ہو جاؤ یہودی یا نصرانی تو تم پا لوگے راہ راست ف۵ کہدے کہ ہرگز نہیں بلکہ ہم نے اختیار کی راہ ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ

اور نہ تھا شریک والوں میں تم کہو ہم نے یقین کیا اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا

تھا اور نہ تھا شرک کرنے والوں میں ف۶ تم کہدو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اترا ہم پر اور جو اترا

ف۱ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دونوں نے مانگی کہ ہماری جماعت میں ایک جماعت فرمانبردار اپنی پیدا کر اور ایک رسول اُن میں بھیج جو اُن کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ایسا نبی جو ان دونوں کی اولاد میں ہو بجز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہیں آیا اس کی وجہ سے یہود کے گذشتہ خیال کا پورا رد ہو گیا علم کتاب سے مراد معانی و مطالب ظاہر یہ ہیں جو عبارت سے واضح ہوتے ہیں اور حکمت سے مراد اسرار مخفیہ اور رموز لطیفہ ہیں ف۲ جس ملت و مذہب کا شرف مذکور ہو چکا اسی مت کی وصیت حضرت ابراہیم و حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو فرمائی تو جو اس کو نہ مانے تھا وہ اُن کا بھی مخالف ہوا اور یہود کہتے تھے کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو یہودیت کی وصیت فرمائی سو وہ جھوٹے ہیں جیسا اگلی آیت میں آتا ہے۔ ف۳ یعنی تم حضرت یعقوب کی وصیت کے وقت تو موجود بھی نہ تھے۔ اُنہوں نے تو ملت انبیاء موصوفین کا ارشاد فرمایا تھا تم نے یہ کیا کہ یہود اپنے سوا سب کو اور نصاریٰ اپنے سوا سب کو بے دین بتانے لگے اور مذہب حق (یعنی اسلام کے) دونوں مخالف ہو گئے یہ تمہارا افترا ہے ف۴ یہودیوں کو اور نصرانیوں کو یقین تھا کہ ماں باپ کے گناہوں میں اولاد گرفتار ہوگی اور اُن کے ثواب میں بھی اولاد شریک ہوگی سو یہ غلط ہے اپنا کیا اپنے آگے آئیگا بھلا یا بُرا۔ ف۵ مطلب یہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ یہودی ہو جاؤ اور نصرانی کہتے ہیں کہ نصرانی ہو جاؤ تو تم کو ہدایت نصیب ہو۔ ف۶ یعنی کہدو اے محمدؐ کہ تمہارا کہنا ہرگز منظور نہیں بلکہ ہم موافق ہیں ملت ابراہیم علیہ السلام کے جو سب بُرے مذہبوں سے علیحدہ ہے۔ نہیں تھا وہ شرک کرنے والوں میں اشارہ ہے کہ تم دونوں فریق شرک میں مبتلا ہو۔ بلکہ مشرکین عرب بھی مذہب ابراہیمی کے مدعی تھے مگر وہ بھی مشرک تھے تو اس میں اُن پر بھی رد ہو گیا۔ اب ان فرقوں میں برخلاف انصاف کوئی بھی ملت ابراہیمی پر نہ رہا صرف اہل اسلام ملت ابراہیمی میں رہے۔

فائدہ ہر شریعت میں تین باتیں ہوتی ہیں اوّل عقائد جیسے توحید و نبوت وغیرہ سو اس میں تو سب دین والے شریک اور موافق ہیں اختلاف ممکن ہی نہیں دوسرے قواعد کلیہ شریعت کہ جن سے جزئیات و فروع مسائل حاصل ہوتے ہیں اور تمام جزئیات میں وہ کلیات ملحوظ رہتے ہیں اور ملت فی الحقیقت انہی اصول اور کلیات کا نام ہے اور ملت محمدی اور ملت ابراہیمی کا توافق و اتحاد انہی کلیات میں ہے تیسرے مجموعۂ کلیات و جزئیات و جمیع اصول و فروع (جس کو شریعت کہتے ہیں) جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ایک ہے اور شریعت جُدا جُدا ۞

toobaa-elibrary.blogspot.com

 ف۱ نصاریٰ کے پاس دستور تھا کہ جس کو اپنے دین میں داخل کرتے ایک زرد رنگ بناتے اور اسکے کپڑے بھی رنگ دیتے اور اُس پر ڈال بھی دیتے یہ اُن کے مقابل فرمایا۔

إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ

ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُس کی اولاد پر اور جو ملا

ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُس کی اولاد پر اور جو ملا

مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ

موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں

موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور جو ملا دوسرے پیغمبروں کو انکے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے اُن سب میں سے

مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ

اُن سب کے اور ہم اسی کے حکم پر ہیں پھر اگر وہ بھی یقین لاویں جس طرح پر تم یقین لائے تو

ایک میں بھی اور ہم اُسی پروردگار کے فرمانبردار ہیں ف۱ سو اگر وہ بھی ایمان لاویں جس طرح پر تم ایمان لائے ہدایت

اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ

راہ پاویں اور اگر پھر جاویں تو اب وہی ہیں ضد پر سو اب کفایت ہے تیری طرف سے اُن کو اللہ

پائی اُنہوں نے بھی اور اگر پھر جاویں تو پھر وہی ہیں ضد پر سو اب کافی ہے تیری طرف سے اُن کو اللہ

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ صِبْغَةَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً ۖ

اور وہی ہے سنتا جانتا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر

اور وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۲ ہم نے قبول کر لیا رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے

وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ ۝ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ

اور ہم اُسی کی بندگی پر ہیں ف۱ کہہ اب تم جھگڑتے ہو ہم سے اللہ میں اور وہی ہے رب ہمارا اور رب تمہارا

اور ہم اُسی کی بندگی کرتے ہیں ف۳ کہہ دے کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کی نسبت حالانکہ وہی ہے رب ہمارا اور رب تمہارا

وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۝ أَمْ تَقُولُونَ

اور ہم کو عمل ہمارے اور تم کو عمل تمہارے اور ہم اُسی کے ہیں نرے کیا تم کہتے ہو

اور ہمارے لئے ہیں عمل ہمارے اور تمہارے لئے ہیں عمل تمہارے اور ہم تو خالص اُسی کے ہیں ف۴ کیا تم کہتے ہو

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا

کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُس کی اولاد یہود تھی

کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اُس کی اولاد تو یہودی تھے

أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ

یا نصاریٰ کہہ تم بڑے خبردار یا اللہ اور اُس سے ظالم کون جس نے چھپائی گواہی جو تھی اُس پاس

یا نصرانی کہدے کہ تم کو زیادہ خبر ہے یا اللہ کو اور اُس سے بڑا ظالم کون جس نے چھپائی وہ گواہی جو ثابت ہو چکی

مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا

اللہ کی اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کام سے وہ ایک جماعت تھی گذر گئی ان کا ہوا جو

اُس کو اللہ کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے ف۵ وہ ایک جماعت تھی جو گذر چکی اُنکے واسطے ہے جو

كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ع ۱۶

کما گئے اور تمہارا ہے جو تم کماؤ اور تم سے پوچھ نہیں اُن کے کام کی

اُنہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے کچھ پوچھ نہیں اُن کے کاموں کی ف۶

ف۱ یعنی ہم سب رسولوں اور سب کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور سب کو حق سمجھتے ہیں اور اپنے اپنے زمانہ میں سب واجب الاتباع ہیں اور ہم خدا کے فرمانبردار ہیں جس وقت جو نبی ہو تو اُس کے ذریعہ سے جو احکام خداوندی پہنچیں گے اُس کا اتباع ضروری ہے بخلاف اہل کتاب کے کہ اپنے دین کے سوا سب کی تکذیب کرتے ہیں چاہے انکا دین منسوخ ہی ہو چکا ہو اور انبیاء کے احکام کو جھٹلاتے ہیں جو خدا کے احکام ہیں۔ ف۲ یعنی اُن کی دشمنی اور ضد سے خوف مت کرو اللہ اُن کے شر اور مضرت سے تمہارا حافظ ہے۔ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ خدا سب کی باتوں کو سنتا اور سب کے حال اور نیت کو جانتا ہے ف۳ یہودی ان آیتوں سے پھر گئے اور اسلام قبول نہ کیا اور نصرانیوں نے بھی انکار کر دیا اور شیخی میں آکر یہ کہنے لگے کہ ہمارے یہاں ایک رنگ ہے جو مسلمانوں کے پاس نہیں یہ نصرانیوں نے ایک زرد رنگ بنا رکھا تھا اور یہ دستور تھا کہ جب اُنکے بچہ پیدا ہوتا یا کوئی اُن کے دین میں آتا تو اُسکو رنگ میں غوطہ دیکر کہتے کہ خالص پاکیزہ نصرانی ہو گیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مسلمانو کہو ہم نے خدا کا رنگ (یعنی دین حق) قبول کیا کہ اس دین میں آکر سب طرح کی ناپاکی سے پاک ہوتا ہے ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ کی نسبت تمہارا نزاع کرنا اور تمہارا یہ سمجھنا کہ اُس کی عنایت و رحمت کا ہمارے سوا کوئی مستحق نہیں لغویات ہے۔ وہ جیسا تمہارا رب ہے ہمارا بھی رب ہے اور ہم جو کچھ اعمال کرتے ہیں خالص اسی کیلئے کرتے ہیں تمہاری طرح زعم آبا و اجداد اور تعصب و نفسانیت سے نہیں کرتے پھر کیا وجہ کہ ہمارے اعمال وہ مقبول نہ فرمائے اور تمہارے اعمال مقبول ہوں ف۵ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی بابت یہود اور نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے دروغ صریح ہے علاوہ ازیں حق تعالیٰ تو فرماتا ہے "مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا" تو اب بتلاؤ تم کو علم زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کو ف۶ یہی آیت عنقریب گذر چکی ہے مگر چونکہ اہل کتاب کے دل میں اپنی بزرگ زادگی کی وجہ سے خوب جم رہا تھا کہ ہمارے اعمال کیسے ہی بُرے ہوں بالآخر ہمارے باپ دادا ہم کو ضرور بخشوائیں گے۔ اس لئے اس بیہودہ خیال کے روکنے کے لئے تاکیداً اس آیت کو مکرر بیان فرمایا یوں کہو کہ پہلی آیت میں اہل کتاب کو خطاب تھا اور اس آیت میں آپ کی امت کو ہے کہ اس بیہودہ خیال میں اُنکا اتباع نہ کریں کیونکہ ایسی توقع اپنے بزرگوں سے ہر کسی کے دل میں آہی جاتی ہے جو سراسر بیوقوفی ہے۔ اب اس کے بعد یہود وغیرہ کی دوسری بیوقوفی کی اطلاع دیجاتی ہے جو بہ نسبت تحویل قبلہ عنقریب ظاہر ہونے والی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت جب مکے سے مدینے میں آئے ایک سوا برس نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف پھر حکم آیا کہ پڑھو کعبے کی طرف تب یہود اور بعضے کچے مسلمان اُن کے بہکانے سے شبہے لگے ڈالنے کہ وہ قبلہ تھا صاحب نبیوں کا اُس کا چھوڑنا نشان نبی کا نہیں اللہ تعالیٰ نے آگے ہی فرمایا کہ لوگ کہیں گے ف۲ یعنی ان دونوں قوموں میں جس طرح دیکھا کہ تمہارے پاس تو پوری بات اور مخالفوں پاس ناقص ایک یہ کہ تم سب نبیوں کو مانتے ہو اور یہود اور نصاریٰ کسی کو نہیں دوسری یہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے کہ ابراہیم کے وقت سے مقرر ہوا ہے ابراہیم پیشوا ہے سب کا اور یہود و نصاریٰ کا قبلہ پیچھے ثابت ہوا اسی طرح ہر بات میں تم پورے ہو اور اُمتیں ناقص اُن کو حاجت ہے کہ تم بتاؤ اور تم کو حاجت نہیں کہ کوئی بتا دے۔ ف۳ یعنی تمہارا قبلہ ابراہیم کے وقت سے کعبہ مقرر ہے اور چند روز بیت المقدس ٹھہرایا ایمان آزمانے کو اور اس میں جو لوگ ایمان پر قائم رہے اُن کو بڑا درجہ ہے ف۴ جب تک بیت المقدس کی طرف نماز تھی تو حضرت کا دل چاہتا تھا کعبے کو نماز میں آسمان کی طرف نگاہ کرتے کہ شاید فرشتہ حکم لاتا ہو کعبے کی طرف کا۔ پھر یہ آیت اُتری تب سے کعبہ مقرر ہوا ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ
اب کہیں گے بیوقوف لوگ کاہے پر پھر گئے مسلمان اپنے قبلے سے
اب کہیں گے بیوقوف لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے

الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ
جس پر تھے تو کہہ اللہ کی مشرق اور مغرب چلاوے جس کو چاہے
جس پر وہ تھے ف۱ تو کہہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب چلائے جس کو چاہے

إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا
سیدھی راہ ف اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل کہ تم ہو
سیدھی راہ ف۲ اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو اُمت معتدل تاکہ ہو تم

شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا
بتانیوالے لوگوں پر اور رسول ہو تم پر بتانے والا ف۲ اور وہ قبلہ جو ہم نے ٹھہرایا
گواہ لوگوں پر اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا ف۳ اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے

الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ
جس پر تو تھا نہیں مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جاوے گا
وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہیگا رسول کا اور کون پھر جائے گا

عَلٰى عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ ۗ
اُلٹے پاؤں اور یہ بات بھاری ہوئی مگر ان پر جن کو راہ دی اللہ نے
اُلٹے پاؤں ف۴ اور بیشک یہ بات بھاری ہوئی مگر ان پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے ف۵

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝
اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا یقین (لانا) البتہ اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان ف۳
اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا ایمان بیشک اللہ لوگوں پر بہت شفیق نہایت مہربان ہے ف۶

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠
ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا منہ آسمان میں سو البتہ پھیریں گے تجھ کو جس قبلے کی طرف تو راضی ہے
بیشک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف سو البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے ف۷

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ
اب پھیر منہ اپنا مسجد الحرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ
اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے ف۸ اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ

شَطْرَهُ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۗ
اسی کی طرف اور جن کو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے اُنکے رب کی طرف سے
اسی کی طرف ف۹ اور جن کو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے اُنکے رب کی طرف سے

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ
اور اللہ بےخبر نہیں اُن کاموں سے جو کرتے ہیں ف۴ اور اگر تو لاوے کتاب والوں پاس
اور اللہ بےخبر نہیں اُن کاموں سے جو وہ کرتے ہیں ف۱۰ اور اگر تو لائے اہل کتاب کے پاس

ف۱ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ میں تشریف لائے تو سولہ سترہ مہینے بیت المقدس ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے اسکے بعد کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آگیا تو یہود اور مشرکین اور منافقین اور بعضے کچے مسلمان اُنکے بہکانے سے شبہے ڈالنے لگے کہ یہ تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے جو قبلہ تھا پہلے انبیاء کا اب انہیں کیا ہوا جو اُس کو چھوڑ کر کعبہ کو منہ کرنے لگے کسی نے کہا کہ یہود کی عداوت و حسد سے ایسا کیا کسی نے کہا کہ یہ اپنے دین میں متردد اور متحیر ہیں جس سے ان کا نبی اللہ ہونا ظاہر نہیں ہوتا۔ مخالفوں کے اس اعتراض اور اُس کے جواب کی جو آگے ہے اللہ نے اطلاع فرما دی کہ کسی کو اُس وقت کوئی تردد نہ ہو اور جواب میں تامل نہ ہو ف۲ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ نہ ہم نے یہود کے حسد سے اور نہ کسی نفسانی تعصب اور اپنی رائے کے اتباع سے قبلہ کو بدلا بلکہ محض اتباع فرمان خداوندی ہے جو کہ ہمارا اصل دین ہے ہم نے ایسا کیا پہلے بیت المقدس کو منہ کرنے کا حکم تھا اسکو ہم نے تسلیم کیا اب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آیا اُسکو دل سے قبول کیا ہم سے اس کی وجہ پوچھنا اور ہم پر اعتراض کرنا سخت حماقت ہے۔ غلام تابعدار پر یہ اعتراض کرنا کہ تو پہلے وہ کام کرتا تھا اب یہ کام کیوں کرنے لگا عاقل کا کام نہیں اور اگر ان احکام مختلفہ کے اسرار دریافت کرتے ہو تو اُس کے تمام اسرار کون سمجھے اور تم بیوقوفوں کو کون سمجھائے البتہ اتنی بات ہر کوئی سمجھ سکتا ہے اور ہر ایک کو سمجھایا جا سکتا ہے کہ قبلہ کا معین فرمانا تو طریقہ عبادت کو تبلانے کی غرض سے ہے اصل عبادت ہرگز نہیں اور اس بارہ میں حق تعالیٰ کا معاملہ جدا جدا ہے کسی کو اپنی حکمت و رحمت کے مطابق ایک خاص رستہ بتلا یا جاتا ہے کسی کو دوسرا تمام مواقع اور جملہ جہات کا وہ مالک ہے جسکو جو وقت چاہتا ہے اسکو ایسا رستہ بتلا دیتا ہے جو نہایت سیدھا اور سب رستوں سے مختصر اور قریب تر ہو چنانچہ ہم کو اس وقت اُس قبلہ کی ہدایت فرمائی جو سب قبلوں میں افضل اور بہتر ہے ف۳ یعنی جیسا تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو حضرت ابراہیم کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے ایسا ہی ہم نے تم کو سب اُمتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام اُمتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دیے جاؤ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت و صداقت کی گواہی دیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ جب پہلی اُمتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوے کی تکذیب کرینگے اور کہیں گے کہ ہم کو تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی اُس وقت آپ کی اُمت انبیاء کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے اُمتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں اُنکی صداقت و عدالت پر گواہ ہونگے اس وقت وہ اُمتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا نہ ہم کو دیکھا ان کی گواہی کیسے مقبول ہو سکتی ہے اُس وقت آپ کی اُمت جواب دیگی کہ ہمکو خدا کی کتاب اور اُس کے رسول کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہوا اُسکی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں فائدہ: وسطا یعنی معتدل کا یہ مطلب ہے کہ یہ اُمت ٹھیک سیدھی راہ پر ہے جس میں کچھ بھی کجی کا شائبہ نہیں اور افراط و تفریط سے بالکل بری ہے ف۴ یعنی اصلی قبلہ تمہارا تو کعبہ ہی تھا جو حضرت ابراہیم کے وقت سے چلا آتا ہے اور چند روز کے لئے جو بیت المقدس مقرر کر دیا تھا وہ تو صرف امتحان کے لئے تھا کہ کون تابعداری پر قائم رہتا ہے اور کون دین سے پھر جاتا ہے سو اس میں جو لوگ ایمان پر قائم رہے اُن کا بڑا درجہ ہے فائدہ: اس آیت میں لنعلم جو صیغہ استقبال ہے اور دیگر آیات میں جو حتی نعلم اور فلیعلمن اور لما یعلم اللہ اور لنبلوکم اور لنعلم وغیرہ کلمات موجود ہیں ان کے بظاہر یہ معنی ہیں کہ حق تعالیٰ کو نعوذ باللہ اشیاء کا علم بعد کو ہوا ان چیزوں کے وجود سے پہلے علم نہ تھا حالانکہ اس کا علم ہر چیز کے ساتھ قدیم ہے کان اللہ بکل شیءٍ علیما اس لئے کئی طرح سے اسکا جواب دیا ہے بعض نے علم سے تمیز اور جدا جدا کر دینا مراد لیا ہے۔ بعض نے امتحان کے معنی لیے کسی نے علم کو بمعنی رویۃ لیا کسی نے مستقبل کو بمعنی ماضی فرمایا بعض نے صرف علم کونی اور مومنین کی طرف رجوع کیا یا مخاطبین کی طرف لوٹایا بعض اکابر محققین نے علم حالی جو بعد وجود معلوم متحقق ہوتا ہے جس پر جزا و سزا و مدح و ذم مترتب ہوتی ہو مراد لیا اور اسی کو پسند فرمایا بعض دانشمند محققین نے اسکے متعلق دو باتیں نہایت دقیق دراز بیان فرمائیں اول کا خلاصہ یہ ہے کہ حسب ارشاد ان اللہ قد احاط بکل شیءٍ علما تمام چیزیں اول سے آخر تک حقیر و عظیم قلیل و کثیر خدا کے سامنے ہیں اور سب کا علم اُسکو ایک ساتھ ہے اُسکے علم میں تقدم و تاخر ہرگز نہیں مگر آپس میں ایک دوسرے کی نسبت بیشک مقدم اور موخر کہی جاتی ہیں سو علم خداوندی کے حساب سے تو سب کی سب چیزیں دفعۃً واحدۃً موجود ہیں اس لئے وہاں ماضی حال استقبال کا ہونا بالکل غلط ہو گا البتہ تقدم و تاخر باہمی کی وجہ سے تینوں زمانے بالبداہت پیدا ہو جائیں گے سو جناب باری کبھی تو سب موقع و حکمت اپنے معلوم ہونیکے لحاظ سے کلام فرماتا ہے اور کبھی اُن وقایع کے تقدم و تاخر کا لحاظ ہوتا ہے پہلی صورت میں تو ہمیشہ بلحاظ فرق وقوع کے ہمیشہ ماضی کا صیغہ یا حال کا صیغہ مستعمل ہوتا ہے استقبال کا صیغہ مستعمل نہیں ہو سکتا اور دوسری صورت میں ماضی کے موقع میں ماضی اور حال کے موقع میں حال اور استقبال کی جگہ استقبال لایا جاتا ہے سو جہاں کہیں وقایع آئندہ کو ماضی کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے جیسا و نادیٰ اصحاب الجنۃ وغیرہ تو وہاں اس کا لحاظ ہے کہ حق تعالیٰ کو سب حاضر اور پیش نظر ہے اور جہاں امور گذشتہ کو صیغہ استقبال سے بیان فرمایا ہے جیسا اسی آیت میں الا لنعلم ہے یا اور اسکے سوا اور جہاں ہیں یہ منظور ہے کہ نسبت اپنے ماقبل کے مستقبل ہو علم الٰہی کے لحاظ سے استقبال نہیں ہے سکے علم میں صورت کا وہ جود دوسری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ... [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ ضد کرتی کہ ہمارا قبلہ بہتر یا تمہارا عبث ہی بہتری اسکو جو نیکیوں میں زیادہ ۔ ہجرت کو ایک ایک قبلے کا حکم ہوا تھا آخر سب کو ایک جگہ جمع ہونا ہے ف۲ مسجد الحرام کہتے ہیں کعبے کی مسجد کو۔ حرم کے معنی جس جگہ ادب رہنا چاہئے۔ اس مکان میں کئی باتیں منع ہیں آدمی کو مارنا اور جانور کو ستانا اور درخت اور گھاس اکھاڑنا اور پڑا مال اٹھانا۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

(بقیہ صفحہ ۲۰) ایک جگہ ایک ساتھ موجود ہوتے ہیں مثلاً آگ کو پاس ہو کر دیکھئے تو دھواں بھی آنکھ کے سامنے نظر آئیگا سو اس صورت میں آگ کا علم دونوں طرح حاصل ہوگا ایک تو بلا واسطہ کیونکہ آنکھ سے آگ کو دیکھ رہے ہیں دوسرا بواسطہ یعنی آگ کا علم دھوئیں کے واسطے سے اور یہ دونوں علم ہر چند ایک ساتھ ہیں آگے پیچھے پیدا نہیں ہوئے مگر علم بواسطہ علم بلا واسطہ میں ایسا محو ہوتا ہے کہ اسکا دھیان بھی نہیں گذرتا علی ہذا القیاس کبھی دو چیزوں کا علم بلا واسطہ بھی ایک ساتھ حاصل ہوتا ہے مثلاً آگ اور دھوئیں کو ایک ساتھ دیکھئے اسی طرح کبھی ایک شے کا علم بلا واسطہ اور دوسری شے کا علم پہلی شے کے واسطہ سے ایک ساتھ حاصل ہوتے ہیں مثلاً دھوئیں کا علم بلا واسطہ اور آگ کا علم دھوئیں کے واسطہ سے یا آگ کا علم بلا واسطہ اور دھوئیں کا علم آگ کے واسطے سے دونوں ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں۔ مگر جیسے قلم کو ہاتھ میں لیکر لکھیں تو ہر چند ہاتھ اور قلم ساتھ ہی ہلتے ہیں، لیکن پھر دل جانتے ہیں کہ ہاتھ پہلے ہلا تو قلم ہلا اسی طرح پر عقل سلیم باوجود ایک ساتھ ہونے کے ایک شے کے علم بلا واسطہ کو دوسری شے کے علم بالواسطہ سے جو بواسطہ پہلی شے کے حاصل ہوا ہو ایک طرح پر ضرور مقدم سمجھتی ہے جب یہ باتیں معلوم ہو چکیں تو اب سنئے خداوند علیم کو بھی تمام اشیاء کا علم دونوں طرح ہے بلا واسطہ اور بواسطہ کیونکہ گو یہی لوازم کا ملزومات سے اور ملزومات کا لوازم سے اور دونوں علم ازل سے برابر ساتھ ہیں گو علم بواسطہ کسی چیز کا اُسکے علم بلا واسطہ میں محو اور مضمحل ہو اور ایسا ہی ایک چیز کا علم بلا واسطہ اور دوسری چیز کا علم بالواسطہ برابر ساتھ ہے اور دونوں قدیم ہیں گو علم بلا واسطہ کو بطریق مذکور مقدم اور علم بالواسطہ کو موخر کہیں سو جہاں کہیں علم خداوندی کے ذکر میں صیغہ استقبال کا یا معنی استقبال کے پائے جاتے ہیں وہ علم بالواسطہ کے لحاظ سے ہیں زمانہ کے اعتبار سے کچھ تفاوت نہیں اور جہاں کہیں ماضی یا حال مستعمل ہے وہاں علم بلا واسطہ مراد ہے اور علم بالواسطہ کے اعتبار سے کلام فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ کلام الٰہی کے مخاطب آدمی ہیں اور اُن کو اکثر اشیاء کا علم بالواسطہ ہوتا ہے اور جہاں کہیں جناب باری نے اپنے علم میں صیغہ استقبال استعمال فرمایا ہے وہ وہی امور ہیں جو بنی آدم کو بلا واسطہ معلوم نہیں ہو سکتے اگر ایسے مواقع میں بنی آدم سے باعتبار علم بلا واسطہ کلام کیا جاتا تو ان پر پورا الزام نہ ہوتا اور جہاں یہ مصلحت نہیں وہاں باعتبار علم بلا واسطہ صیغہ ماضی یا حال کا استعمال کیا جاتا ہے مگر بنی آدم کو چونکہ اُن اشیاء کا علم بلا واسطہ ہو ہی نہیں سکتا اور اُن واسطوں کا علم قبل اُن کے وجود کے بنی آدم کو ممکن نہیں اور اس وجہ سے انکے تمام علوم برابر حاصل نہیں ہوتے تو وہ خدا کو اپنے اوپر قیاس کر کے صیغہ استقبال سے حدوث سمجھ جاتے ہیں اور حیران ہوتے ہیں کہ علم الٰہی میں تو حدوث ثابت ہو گیا مگر فہمیدہ اشخاص جو نکتہ مذکورہ سے واقف ہیں سب کو مطابق بکد گر سمجھتے ہیں والحمد شرف ف۵ اول سے آپکے نے خانہ کعبہ قبلہ مقرر ہوا تھا پھر چند روز کیلئے اتفاقاً بیت المقدس کو قبلہ مقرر فرمایا اور سب جانتے ہیں کہ امتحان اُسی چیز میں ہوتا ہے جو نفس پر دشوار ہو سو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک بجائے کعبہ بیت مقدس کو قبلہ بنانا لوگوں کو بھاری معلوم ہوا عوام مسلمین کو تو اس وجہ سے کہ وہ عموماً عرب اور قریش تھے اور کعبہ کی فضیلت کے معتقد تھے اُن کو اپنے خیال اور رسم و عادت کے خلاف کرنا پڑا اور خواص کے گھبرانے کی یہ وجہ تھی کہ ملت ابراہیمی کے خلاف تھا جس کی موافقت کے مامور تھے اور اخص الخواص جنکو ذوق سلیم اور تمیز مراتب کی لیاقت عطا ہوئی تھی وہ کعبہ کے بعد بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونے کو ترقی معکوس خیال کرتے تھے مگر جن حضرت کو حکمت وا سرار تک رسائی تھی اور حقیقت کعبہ اور حقیقت بیت المقدس کو نور فراست جدا جدا معہ فرق مراتب سمجھتے تھے وہ جانتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع اور آپ کی رسالت تمام عالم اور تمام امتوں کے لئے شامل ہے اس لئے ضرور ہے کہ استقبال بیت المقدس کی بھی نوبت آئے یہی وجہ ہے کہ شب معراج میں تمام انبیاء سابقین سے ملاقات بھی ہوئی اور ان کے بعد استقبال بیت المقدس کا بھی حکم ہوا واللہ اعلم ف۶ یہود نے کہا کہ کعبہ قبلہ اصلی ہے تو اتنی مدت کی نماز جو بیت المقدس کی طرف پڑھی تھی ضائع ہوئی بعض مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ بیت المقدس جب قبلہ اصلی نہ تھا تو جو مسلمان اُسی حالت پر مر گئے اُن کے ثواب میں نقصان رہا باقی زندہ رہنے والے تو آئندہ کو مکافات اور اُسکا تدارک کر لیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تم نے بیت المقدس کی طرف نماز محض مقتضائے ایمانی اور اطاعت حکم خداوندی کے سبب پڑھی تو تمہارے اجر و ثواب پر کسی طرح کا نقصان نہ ڈالا جائیگا ف۷ چونکہ آپکا اصلی قبلہ اور آپ کے کمالات کے مناسب خانہ کعبہ تھا اور سب قبلوں سے افضل اور حضرت ابراہیم کا بھی قبلہ وہی تھا اور ہر پیغمبر علیہ السلام کرتے تھے کہ یہ تینی شریعت میں ہمارے مخالف اور ملت ابراہیمی کے موافق ہو کر ہمارا قبلہ کیوں اختیار کرتے ہیں ان وجوہ سے جس زمانہ میں آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو دل یہی چاہتا تھا کہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آ جائے اور اسی شوق میں آسمان کی طرف سر اُٹھا کر ہر طرف کو دیکھتے تھے کہ شاید فرشتہ حکم لاتا ہو اس پر یہ آیت اُتری اور استقبال کعبہ کا حکم آگیا ف۸ یعنی کعبہ کی طرف مسجد الحرام اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں مقاتلہ کرنا اور شکار کرنا جانوروں کا اور درخت اور گھاس کا کاٹنا وغیرہ امور حرام ہیں اور کسی مسجد کی اتنی حرمت و عزت نہیں جسقدر کعبہ الحرام کی حرمت ہے جب تحویل قبلہ کا یہ حکم نازل ہوا تو آپ ... باجماعت مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے دو رکعت بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے تھے نماز ہی میں آپنے اور سب مقتدیوں نے کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا اور باقی دو رکعتیں یوں ادا کیں اس مسجد کا نام مسجد القبلتین ہو گیا یعنی دو قبلہ والی ف۹ یعنی حضر میں یا سفر میں مدینہ میں یا دوسرے شہر میں جنگل میں یا دریا میں یا خود بیت المقدس میں جہاں کہیں ہو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو ف۱۰ یعنی اہل کتاب جو تحویل قبلہ کی نسبت اعتراض کریں اسکی ہرگز پرواہ نہ کرنا کیونکہ ان کو اپنی کتاب سے معلوم ہے کہ پیغمبر آخر الزماں بیت المقدس کی طرف کچھ دنوں نماز پڑھیں گے اور آخر کو کعبہ کی طرف پڑھیں گے اور یہ بھی انکو معلوم ہے کہ اصلی اور دائمی قبلہ ان کا ملت ابراہیمی کے موافق ہوگا اس بات سے اس تحویل قبلہ کو وہ بھی حق سمجھتے ہیں مگر محض حسد سے جو چاہیں کہیں سو حق تعالیٰ ان کی باتوں کو خوب جانتا ہے جس کا نتیجہ ان کو ایک دن معلوم ہو جائے گا۔

بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ

ساری نشانیاں نہ چلیں گے تیرے قبلے پر اور نہ تو مانے اُس کا قبلہ اور نہ اُن میں ایک

ساری نشانیاں تو بھی نہ مانیں گے تیرے قبلہ کو اور نہ تو مانے اُن کا قبلہ اور نہ اُن میں ایک

بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ

مانتا ہے دوسرے کا قبلہ اور کبھی تو چلا اُن کی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا

مانتا ہے دوسرے کا قبلہ ف۱ اور اگر تو چلا اُن کی خواہشوں پر بعد اس علم کے جو

مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۘ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ

تو بے شک تو بھی ہے بے انصافوں میں جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں یہ بات

تجھ کو پہنچا تو بیشک تو بھی ہوا بے انصافوں میں ف۲ جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں اس کو

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور ایک فرقہ اُن میں چھپاتے ہیں حق کو جان کر

جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک فرقہ اُن میں کا البتہ چھپاتے ہیں حق کو جان کر

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۧ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ

حق وہی جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک کرنے والا اور ہر کسی کو ایک طرف ہے کہ

حق وہی ہے جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک لانے والا ف۳ اور ہر کسی کے واسطے ایک جانب ہے یعنی قبلہ کہ

مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ڼ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ

منہ کرتا ہے اُس طرف سو تم سبقت چاہو نیکیوں میں جس جگہ تم ہو گے کر لاوے گا اللہ اکٹھے

وہ منہ کرتا ہے اس طرف سو تم سبقت کرو نیکیوں میں جہاں کہیں تم ہو گے کر لائیگا تم کو اللہ اکٹھا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ

بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف اور جس جگہ سے تو نکلے منہ کر

بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف اور جس جگہ سے تو نکلے سو منہ کر اپنا

شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

مسجد الحرام کی طرف اور یہی تحقیق ہے تیرے رب کی طرف کو اور اللہ بے خبر نہیں

مسجد الحرام کی طرف اور بیشک یہی حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ

تمہارے کام سے ف اور جہاں تو نکلے منہ کر مسجد الحرام

تمہارے کاموں سے اور جہاں سے تو نکلے منہ کر اپنا مسجد الحرام

الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ

کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ کرو اُسی کی طرف کہ نہ رہے

کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ کرو اُسی کی طرف ف تاکہ نہ رہے

لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ڎ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۤ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

لوگوں کو تم سے جھگڑنے کی جگہ مگر جو اُن میں بے انصاف ہیں سو اُن سے مت ڈرو

لوگوں کو تم سے جھگڑنے کا موقع مگر جو اُن میں بے انصاف ہیں سو اُن سے (یعنی انکے اعتراضوں سے) مت

وقف لازم ۔ وقف منزل ۔ ع ۱۷ ۔ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منزل ۱

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی جب یہ بات ہے کہ اہل کتاب استقبال قبلہ کو حق جان کر بوجہ عناد حق پوشی کرتے ہیں اور اپنے قبلہ کی موافقت کی توقع مت رکھو وہ تو ایسے متعصب ہیں کہ اگر ان کو تمام نشانیاں جو ممکن الوقوع ہیں دکھلا دو گے جب

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہاں سے اشارہ ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ اور مضبوطی اختیار کرو ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

فوائد صفحہ ۲۸ بھی تمہارے قبلہ کو نہ مانیں گے وہ تو اس پر حریص ہیں کہ کسی طرح تمکو اپنا تابع بنالیویں اسی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ ہمارے قبلہ پر قائم رہتے تو ہم سمجھتے کہ تم نبی موعود ہو کہ شاید پھر ہمارے قبلہ کی طرف رجوع کرلیں سو یہ انکا خیال باطل اور طمع خام ہے۔ تم کسی وقت میں بھی ان کے قبلہ کا اتباع نہیں کر سکتے اب استقبال کعبہ کا حکم قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا اور دوسروں کے تابع بنانے کا ارادہ تو بعید ہے کریں پہلے اہل کتاب تو آپس میں رہا یہ، ہرگز موافق ہو جاویں یہود کا قبلہ صخرہ بیت المقدس ہے اور نصاریٰ کا قبلہ بیت المقدس کی شرقی جانب ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نفخ روح ہوا تھا جب وہ ہی باہم موافق نہیں ہو سکتے تو پھر مسلمانوں سے اس متابعت نقیضین کی توقع کرنی محض حماقت ہے ف۲ یعنی ان دلائل سے قطع نظر کرکے تھوڑی دیر کے لئے اگر مان لی جاوے کہ آپ نعوذ باللہ اہل کتاب کے قبلہ کی متابعت نزول وحی اور علم یقینی کے خلاف کر بھی لیویں تو اس تقدیر محال پر بیشک آپ بھی بے انصافوں میں شمار ہوں اور نبی سے یہ امر شنیع کسی طرح ممکن نہیں تو معلوم ہو گیا کہ قبلہ اہل کتاب کی متابعت آپ سے ہرگز ممکن نہیں کہ سراسر علم کے خلاف یعنی جہل اور گمراہی ہے ف۳ یعنی اگر تمکو یہ خیال ہو کہ کعبہ کا مسلمانوں کے لئے قبلہ ہونا اہل کتاب بھی کسی طرح تسلیم کریں اور دوسرے لوگوں کو شبہ میں ڈالتے نہ پھریں تو آپ کے نبی موعود ہونے میں [illegible] باقی نہ رہے تو جان لو کہ اہل کتاب کو تمہارا نبوت پورا علم ہے آپ کے نسب و قبیلہ و مولد و مسکن و صورت و شمائل و اوصاف و احوال سب کو جانتے ہیں جسکی وجہ سے انکو آپ کا علم اور آپکے نبی موعود ہونے کا ایسا یقین ہو جیسا بہت سے لڑکوں میں اپنے بیٹوں کو بلا تامل و تردد پہچانتے ہیں مگر اس امر کو بعض تو ظاہر کرتے ہیں اور بعض دیدہ و دانستہ امر حق کو چھپاتے ہیں لیکن انکے چھپانے سے کیا ہوتا ہے حق بات تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہو اہل کتاب مانیں یا نہ مانیں انکی بات سے کسی قسم کا تردد مت کرو ف۴ یعنی اللہ نے ہر ایک امت کیلئے ایک ایک قبلہ کا حکم فرمایا جس کی طرف بوقت عبادت اپنا منہ کیا کریں یا ہر ایک قوم مسلمان کعبہ سے جو جہت میں واقع ہو کوئی مشرق میں کوئی مغرب میں سو اسمیں جھگڑنا فضول اور اپنے قبلہ کی سمت پر ضد کرنا عبث ہے جو نیکیاں مقصود و مطلوب ہیں انکی طرف البتہ پیش قدمی کرو اور اس بحث کو چھوڑ دو جس جگہ اور جس قبلہ اور جس سمت کعبہ کی طرف تم ہوگے لائیگا تم سب کو اللہ میدان حشر میں اور تمہاری نمازیں ایسی سمجھی جائیں گی گویا ایک ہی جہت کی طرف ہوئی ہیں پھر ایسی باتیں کیوں جھگڑتے ہو ف۵ تحویل قبلہ کا حکم مکرر سہ کرر یا تو اسواسطے بیان فرمایا کہ اسکی علل متعدد تھیں تو ہر علت کو بتلانے کے لئے اس حکم کا اعادہ فرمایا قد نری تقلب وجہک الخ سے معلوم ہوا کہ اپنے رسول کی رضاجوئی اور اکرام و تکریم کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا اور لکل وجہۃ ہو مولیہا سے معلوم ہوا کہ عادت اللہ یہی ہے کہ ہر ملت اور ہر ایک رسول صاحب شریعت مستقل کیلئے اسکے مناسب ایک قبلہ مقرر ہونا چاہئے اور لئلا یکون للناس علیکم حجۃ سے معلوم ہوا کہ حکم مذکور کی علت یہ ہے کہ مخالف کا الزام عائد نہ ہو سکے یا اس تکرار کی یہ وجہ ہے کہ اول تو قبلہ قابل اہتمام دوسرے احکام آپکے میں نسخ ہونا بیوقوفوں کی سمجھ سے باہر پھر تحویل قبلہ اول نسخ ہے جو شریعت محمدی میں ظاہر ہوا اس لئے اس کی تاکید در تاکید عین حکمت و بلاغت ہے یا یہ وجہ ہے کہ اول آیۃ میں تعمیم احوال اور دوسری آیۃ میں تعمیم امکنہ اور تیسری میں تعمیم ازمنہ مراد ہے۔

وَاخْشَوْنِيْ ۝ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ كَمَآ

اور مجھ سے ڈرو اور اس واسطے کہ پورا کروں تم پر فضل اپنا اور شاید تم راہ پاؤ جیسا

اور مجھ سے ڈرو ف۱ اور اس واسطے کہ کامل کروں تم پر فضل اپنا اور تاکہ تم پاؤ راہ سیدھی ف۲ جیسا کہ

اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ

بھیجا ہم نے تم کو رسول تم ہی میں کا پڑھتا تمہارے پاس آیتیں ہماری اور تم کو سنوارتا اور

بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور

ع ۱۸

يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

سکھاتا کتاب اور تحقیق بات اور سکھاتا تم کو جو تم نہ جانتے تھے

سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اسکے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے ف۳

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

تو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو اے

سو تم یاد کرو مجھ کو میں یاد کروں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو ف۴ اے

اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

مسلمانو قوت پکڑو ثابت رہنے سے اور نماز سے بے شک اللہ ساتھ ہے ثابت رہنے والوں کے ف

مسلمانوں مدد لو صبر اور نماز سے بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے ف۵

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّ

اور نہ کہو جو کوئی مارا جائے اللہ کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندے ہیں

اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندے ہیں

لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ

لیکن تم کو خبر نہیں اور البتہ ہم آزماویں گے تم کو کچھ ایک ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے

لیکن تم کو خبر نہیں ف۶ اور البتہ ہم آزمائینگے تمکو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے

مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ

مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو کہ

مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے ف۷ اور خوشخبری دے ان صبر کرنیوالوں کو کہ

اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

جب انکو پہنچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا

جب پہنچے ان کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

ایسے لوگ انہیں پر شاباشیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں

ایسے ہی لوگوں پر عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں

الْمُهْتَدُوْنَ ۝ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ

راہ پر صفا اور مروہ جو ہیں نشان ہیں اللہ کے پھر جو کوئی

سیدھی راہ پر ف۸ بیشک صفا اور مروہ نشانیوں میں سے ہیں اللہ کی ف۹ سو جو کوئی

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی کعبہ کو منہ کرنے کا حکم اس واسطے ہوا کہ توریت میں مذکور تھا کہ حضرت ابراہیم کا قبلہ خانہ کعبہ ہے اور نبی آخر الزمان کو بھی اسی کی طرف منہ پھیرنے کا حکم ہوگا تو آپ کو تحویل الی الکعبہ کا حکم نہ ہوتا تو یہود ضرور یہ الزام لگاتے ادھر مشرکین کہ یہ کہتے کہ حضرت ابراہیم کا قبلہ تو کعبہ تھا یہ ملت ابراہیمی کا دعویٰ کرکے پھر قبلہ میں خلاف کیوں کرتے ہیں تو اب دونوں کو حجت کرنیکا حق نہ رہا مگر بے انصاف اب بھی کچھ نہ کچھ الزام نکالتے ہی جائینگے مثلاً قریش کہیں گے کہ ان کو ہمارے قبلہ کا حق ہونا اب معلوم ہوا تو اسکو اختیار کیا اسی طرح پر ہمارے اور احکام بھی رفتہ رفتہ منظور کر لیں گے اور یہود کہیں گے ہمارے قبلہ کی حقانیت ظاہر ہونے اور تسلیم کر لینے کے بعد محض حسد اور نفسانیت کے باعث اپنی رائے سے اسکو چھوڑ دیا تو ایسے بے انصافوں کے اعتراض کی کچھ پرواہ مت کرو اور ہمارے حکم کے تابع رہو ف۲ یعنی یہ قبلہ ہم نے تمہارے لئے اس واسطے مقرر فرمایا کہ دشمنوں کے طعن سے بچو اور انکے سبب سے ہمارے انعام و اکرام و برکات و انوار اور ہدایت کے پورے مستحق ہو ف۳ یعنی یہ اتمام نعمت اور تکمیل ہدایت تم پر ایسی ہوئی جیسی ابتداء میں تم پر اتمام نعمت ہو چکی ہے کہ تم میں ہی سے ایک رسول ایسا بھیجا جو تم کو احکام خداوندی سمجھا دے اور تم کو بری باتوں سے پاک کرے یعنی علماً اور عملاً تم کو کامل بنا دے ف۴ جب ہماری طرف سے نعمت مکرر ہو چکی تو اب تمکو لازم ہے کہ تم ہم کو زبان سے دل سے ذکر سے فکر سے ہر طرح سے یاد کرو تاکہ ہم تمکو یاد کرینگے یعنی نئی نئی رحمتیں اور عنایتیں تم پر ہوتی رہینگی اور ہماری نعمتوں کا شکر فرماتے کرتے رہو اور ہماری ناشکری اور معصیت سے بچتے رہو ف۵ چونکہ ذکر اور شکر اور ترک کفران جو پہلے مذکور ہوئے اور تمام طاعات اور منہیات شرعیہ کو محیط ہیں جنکا انجام دینا دشوار امر ہے اسکی

منزل ۱

سہولت کیلئے یہ طریقہ بتلایا گیا کہ صبر اور صلوٰۃ سے مدد لو کہ انکی مداومت سے تمام امور تم پر سہل کر دیئے جائینگے اور اس آیۃ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ جسکا ذکر آگے آتا ہے کہ اسمیں صبر اعلیٰ درجہ کا ہے۔ ف۶ یعنی جسنے اللہ کیلئے جان دی وہ اس جہان سے جیتے ہیں گو تم کو انکی زندگی کی خبر اور اسکی کیفیت معلوم نہیں اور یہ سب صبر کا نتیجہ ہے ف۷ پہلے تو انکا ذکر تھا جنہوں نے صبر کا اعلیٰ درجہ حاصل کیا یعنی شہداء اب فرماتے ہیں کہ تمہارا اعلیٰ عموم تھوڑی تھوڑی تکلیف اور مصیبت میں وقتاً فوقتاً امتحان لیا جائیگا اور تمہارے صبر کو دیکھا جائیگا اس درجہ میں داخل ہونا کچھ سہل نہیں اسواسطے پہلے سے تنبیہ فرما دیا ف۸ یعنی جن لوگوں نے ان مصائب پر صبر کیا اور کفران نعمت نہ کیا بلکہ ان مصائب کو وسیلہ ذکر و شکر بنایا تو انکو اے نبی ہماری طرف سے بشارت سنا دو ف۹ پہلے مذکور تھا تحویل الی الکعبہ کا اور کعبہ کے سب قبلوں میں افضل ہونیکا اسکے کمال واضح [illegible] فرماتے ہیں تاکہ و لاتم نعمتی علیکم کی تصدیق اور تکمیل خوب ہو جائے اور یوں کہئے کہ اس سے پہلے صبر کی فضیلت مذکور تھی اسپر فرمایا گیا کہ دیکھو صفا و مروہ جو شعائر اللہ میں داخل ہوئیں اور [illegible] حج و عمرہ میں ضروری ہوا اسکی وجہ یہی تو ہے کہ یہ محل صابرین یعنی حضرت ہاجرہ اور انکے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل کے آثار میں سے [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں کے کے شہر میں عرب لوگ حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے ہیں لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں پڑ گئیں تھیں ان دو پہاڑوں پر دو بت دھرے تھے حج میں وہاں بھی طواف کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے جانا کہ یہ بھی کفر کی غلطی تھی اب وہاں نہ جایا چاہیے اس پر یہ آیت اتری ف۲ یہ ان کے حق میں ہے جنکو حکم خدا کا پہنچا اور غرض دنیا کے واسطے چھپا رکھا۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ

حج کرے اس گھر کا یا زیارت تو گناہ نہیں اُس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں اور جو کوئی

حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ تو کچھ گناہ نہیں اُس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں اور جو کوئی

تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ

شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدردان ہے سب جانتا ف۱ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے

اپنی خوشی سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدردان ہے سب کچھ جاننے والا ف۱ بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ

اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ

اُتارے صاف حکم اور راہ کے نشان بعد اس کے کہ ہم اُنکو کھول چکے لوگوں کے واسطے کتاب میں

ہم نے اُتارے صاف حکم اور ہدایت کی باتیں بعد اس کے کہ ہم اُنکو کھول چکے لوگوں کیواسطے کتاب میں ف۲

اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ

اُن کو لعنت دیتا ہے اللہ اور لعنت دیتے ہیں سب لعنت دینے والے ف۲ مگر جنہوں نے توبہ کی اور

اُن پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں اُنپر لعنت کرنیوالے ف۳ مگر جنہوں نے توبہ کی اور

اَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

سنوارا اور بیان کر دیا تو اُن کو معاف کرتا ہوں اور میں ہوں معاف کرنیوالا مہربان

درست کیا اپنے کام کو اور بیان کر دیا حق بات کو تو اُن کو معاف کرتا ہوں ف۴ اور میں ہوں بڑا معاف کرنیوالا نہایت مہربان

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ

جو لوگ منکر ہوئے اور مر گئے منکر ہی اُنہی پر لعنت اللہ کی

بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے کافر ہی اُنہی پر لعنت ہے اللہ کی

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ

اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی وہ پڑے اُسی میں نہ ہلکا ہوگا اُن پر

اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی ف۵ ہمیشہ رہیں گے اُسی لعنت میں نہ ہلکا ہوگا اُن پر سے

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

عذاب اور نہ اُنکو فرصت ملے گی اور تمہارا رب اکیلا رب ہے کسی کو پوجنا نہیں اُسکے سوا

عذاب اور نہ اُنکو مہلت ملے گی ف۶ اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے کوئی معبود نہیں اُسکے سوا

الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ ع اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ

بڑا مہربان رحم والا آسمان اور زمین کا بنانا اور

بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا ف۷ بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ

رات دن کا بدلتے آنا اور کشتی جو لے کر چلتی ہے دریا میں جو چیزیں کام آویں لوگوں کو اور وہ

کے بدلتے رہنے میں اور کشتیوں میں جو کہ لیکر چلتی ہیں دریا میں لوگوں کے کام کی چیزیں اور

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

جو اُتارا اللہ نے آسمان سے پانی پھر جلایا اُس سے زمین کو مر گئے پیچھے

پانی میں جس کو کہ اُتارا اللہ نے آسمان سے پھر جلایا اُس سے زمین کو اُسکے مر گئے پیچھے

ف۱ صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں مکہ میں اہل عرب حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے اور حج کرتے تو ان دو پہاڑیوں کا بھی طواف کرتے کفر کے زمانہ میں ان دو پہاڑیوں پر کفار نے دو بت رکھے تھے اُن کی تعظیم کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ طواف ان دو بتوں کی تعظیم کے لئے ہے جب لوگ مسلمان ہوئے اور بت پرستی سے تائب ہوئے تو خیال ہوا کہ صفا اور مروہ کا طواف تو ان بتوں کی تعظیم کے لئے تھا جب بتوں کی تعظیم حرام ہوئی تو صفا اور مروہ کا طواف بھی ممنوع ہونا چاہیے یہ اُنکو معلوم نہ تھا کہ صفا اور مروہ کا طواف تو اصل میں حج کے لئے تھا کفار نے اپنی جہالت سے بت رکھ چھوڑے تھے وہ دور ہو گئے اور انصار مدینہ چونکہ کفر کے زمانہ میں بھی صفا اور مروہ کے طواف کو برا جانتے تھے تو اسلام کے بعد بھی اُنکو اس طواف میں خلجان ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ ہم پہلے سے اس کو مذموم جانتے ہیں اس پر یہ آیہ نازل ہوئی اور فریق اول اور ثانی دونوں کو بتلا دیا گیا کہ صفا اور مروہ کے طواف میں کوئی گناہ اور خرابی نہیں یہ تو اصل سے اللہ کی نشانیاں ہیں اُنکا طواف کرنا چاہیے ف۲ اس سے مراد ہیں یہود کہ توریت میں جو آپ کی تصدیق تھی اُس کو اور تحویل قبلہ وغیرہ امور کو چھپاتے تھے اور جس نے غرض دنیا کے واسطے اللہ کے حکم کو چھپایا وہ سب آیہ داخل میں ف۳ لعنت کرنیوالے یعنی جن و انس و ملائکہ بلکہ اور سب حیوانات کیونکہ اُنکی حق پوشی کے وبال میں جب عالم کے اندر قحط و با طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے اور سب اُن پر لعنت کرتے ہیں ف۴ یعنی اگرچہ اُنکی حق پوشی کے باعث بعض آدمی گمراہی میں پڑ گئے لیکن جب اُنہوں نے حق پوشی سے توبہ کر کے اظہار حق پوری طرح کر دیا تو اب بجائے لعنت ہم ان پر رحمت نازل فرماتے ہیں کیونکہ ہم تواب و رحیم ہیں ف۵ یعنی جس نے خود حق پوشی کی یا کسی دوسرے کی حق پوشی کے باعث گمراہ ہوا اور اخیر تک کافر ہی رہا اور توبہ نصیب نہ ہوئی تو وہ ہمیشہ کو ملعون اور جہنمی ہوا مرنے کے بعد توبہ مقبول نہیں بخلاف اول فریق مذکور سابق کے کہ توبہ نے اُن کی لعنت کو منقطع کر دیا کہ زندگی ہی میں تائب ہو گئے ف۶ یعنی اُنپر عذاب یکساں اور متصل رہیگا یہ نہ ہوگا کہ عذاب میں کسی قسم کی کمی ہو جاوے یا کسی وقت اُن کو عذاب سے مہلت مل جاوے ف۷ یعنی معبود حقیقی تم سب کا ایک ہی ہے اس میں تعدد کا احتمال بھی نہیں سو اب جس نے اُس کی نافرمانی کی بالکل مردود اور غارت ہوا دوسرا معبود ہوتا تو ممکن تھا کہ اُس سے نفع کی توقع باندھی جاتی یہ آقائی اور پادشاہی یا اُستادی اور پیری نہیں کہ ایک جگہ موافقت نہ آئی تو دوسری جگہ چلے گئے یہ تو معبودی اور خدائی ہے نہ اُسکے سوا کسی کو معبود بنا سکتے ہو اور نہ کسی سے اُس کے علاوہ خیر کی توقع کر سکتے ہو۔ جب آیہ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ ع ۱۹ / ۱۱ / ۳
وَّاحِدٌ نازل ہوئی تو کفار مکہ نے تعجب کیا کہ تمام عالم کا معبود اور سب کا کام بنانیوالا ایک کیسے ہو سکتا ہے اور اس کی دلیل کیا ہے اس پر آیہ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ نازل ہوئی اور اُس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائیں ؎

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جنکو لوگ پوجتے ہیں سوا اللہ کے وہ اس روز پوجنے والوں کو جواب دینگے اور انکی امید سب طرف سے ٹوٹے گی اور افسوس کھاوینگے اُسوقت کچھ فائدہ نہیں افسوس کا یہاں سے بت پرستوں کا احوال ہے ۔
ف۲ عرب کے لوگوں نے دین ابراہیم کئی طرح بگاڑ ڈالا تھا ذل سوا خدا اور وں کو پوجنے لگے اور انکی نیاز جانور ذبح کرتے کہ وہ مردار ہوتا ہے اور کفر ہے اور مویشی میں سے کئی چیزیں حرام ٹھیرائیں سورۂ مائدہ اور انعام میں جنکا بیان ہے اور گوشت
خوک حلال سمجھا ان باتوں پر اللہ تعالیٰ ان کو الزام دیتا ہے ۔ ف۳ یعنی مسئلے اپنی طرف سے بناؤ جیسے اب بھی غلط العام بہت ٹھہر رہے ہیں ——— ——— ازشاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی آسمان کے اِسقدر وسیع و اونچا اور بے ستون پیدا کرنے میں اور زمین کے اتنی وسیع اور مضبوط پیدا کرنے اور اُسکے پانی پر پھیلانے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے اور اُنکے گھٹانے اور بڑھانے میں اور کشتیوں کے دریا میں چلنے میں اور آسمان سے پانی برسانے اور اُس سے زمین کو سرسبز و تر و تازہ کرنے میں اور جملہ حیوانات میں اُس سے توالد و تناسل نشو و نما ہونے میں اور جہات مختلفہ سے ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں معلق کرنے میں دلائل عظیمہ اور شیوہ ہیں حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اُس کی قدرت اور حکمت اور رحمت پر اُنکے لئے جو صاحب عقل اور فکر ہیں فائدہ لا الٰہ الا ھو میں توحید ذات کا اور الرحمن الرحیم میں توحید صفات کا ثبوت تھا اور اِنّ فی خلق الخ میں توحید افعال کا ثبوت ہو اجس سے مشرکین کے شبہات بالکلیہ مندفع ہو گئے ۔ ف۲ یعنی آدمیوں میں جو کہ شعور و عقل میں تمام جمیع مخلوقات سے افضل ہیں بعضے ایسے بھی ہیں کہ باوجود دلائل ظاہرہ سابقہ کے پھر غیر اللہ کو حق تعالیٰ کا شریک اور اُسکے برابر بناتے ہیں ف۳ یعنی صرف اقوال و اعمال جزئیہ ہی میں انکو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں مانتے بلکہ محبت قلبی جو کہ صدور اعمال کی اصل ہے اُس تک شرک اور مساوات کی نوبت پہنچا رکھی ہے جو شرک کا اعلیٰ درجہ ہے اور شرک فی الاعمال اُس کا خادم اور تابع ہے ۔
ف۴ یعنی مشرکین کو جو اپنے معبودوں سے محبت ہے مومنین کو اپنے اللہ سے اُس سے بھی بہت زیادہ اور مستحکم محبت ہے کیونکہ مصائب دنیا میں مشرکین کی محبت بسا اوقات زائل ہو جاتی ہے اور عذاب آخرت دیکھ کر تو بالکل تبری اور بیزاری ظاہر کرینگے جیسا کہ آگے آتا ہے بخلاف مومنین کے کہ اُن کی محبت اپنے اللہ کے ساتھ ہر ایک رنج و راحت مرض و صحت دنیا و آخرت میں برابر باقی اور پائدار رہنے والی ہے اور نیز اہل ایمان کو جو اللہ سے محبت ہے وہ اُس محبت سے بھی بہت زیادہ ہے جو محبت کہ اہل ایمان ماسوی اللہ یعنی انبیاء اولیاء و علماء و صلحاء یا اپنے آباؤ اجداد اور اولاد و مال وغیرہ سے رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سے تو اس کی عظمت شان کے موافق بالاصالۃ اور بالاستقلال محبت رکھتے ہیں اور اوروں سے بالواسطہ اور حق تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کے اندازہ کے مطابق محبت رکھتے ہیں "گر فرق مراتب نکنی زندیقی" خدا اور غیر خدا کو محبت میں برابر کر دینا خواہ وہ کوئی ہو یہ مشرکین کا کام ہے ۔ ف۵ یعنی جن ظالموں نے خدا کے لئے شریک بنائے اگر وہ اُس آنے والے وقت کو دیکھ لیں کہ جس وقت اُن کو عذاب الٰہی کا مشاہدہ ہوگا کہ زور سارا اللہ ہی کے لئے ہے عذاب خداوندی سے کوئی نہیں بچا سکتا اور اللہ کا عذاب سخت ہے تو ہرگز اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف متوجہ نہ ہوں اور نہ اُن سے امید منفعت رکھیں ۔ ف۶ یعنی اُس وقت ایسا ہوگا کہ بیزار ہو جاوینگے متبوع اپنے تابعداروں سے اور بت پرست اور بتوں میں کوئی علاقہ باقی نہ رہیگا ایک دوسرے کا دشمن ہو جاویگا عذاب الٰہی دیکھ کر ف۷ اور مشرکین افسوس کرینگے کہ اگر کسی طرح ہمکو دنیا میں لوٹ جانا نصیب ہو تو ہم بھی تم سے اپنا انتقام لیں اور جیسا آج تم ہم سے جدا ہو گئے ہیں ہم بھی انکو جواب دیکر جدا ہو جائیں لیکن اس آرزو محال سے بجز افسوس کچھ نفع نہ ہوگا ف۸ یعنی جیسے مشرکین کو عذاب الٰہی اور اپنے معبودوں کی بیزاری دیکھ کر سخت حسرت ہوگی اسی طرح پر اُن کے جملہ اعمال کو حق تعالیٰ اُنکے لئے موجب حسرت بنا دیگا یعنی حج و عمرہ اور صدقات و خیرات جو اچھی باتیں کی ہونگی وہ سب تو بسبب شرک مردود ہو جائینگی اور شرک و گناہ جن قدر کئے ہوں گے اُنکا بدلہ عذاب ملیگا تو اب اُن کے نیک اور بُرے اعمال سب کے سب موجب حسرت ہونگے کسی عمل سے کچھ نفع نہ ہوگا اور ہمیشہ دوزخ میں رہینگے بخلاف موحدین اہل ایمان کے کہ اگر بسبب معاصی دوزخ میں جائیں گے تو انجام کار نجات پائیں گے ف۹ اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور بتوں کے نام پر سانڈ بھی چھوڑتے تھے اور اُن جانوروں سے نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے اور یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے کیونکہ تحلیل و تحریم کا منصب اللہ کے سوا کسی کو نہیں اس بارہ میں کسی کی بات ماننی گویا اسکو اللہ کا شریک بنانا ہے اس لئے پہلی آیات میں شرک کی خرابی بیان فرما کر اب تحریم حلال سے ممانعت کی جاتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہوتا ہے اُس میں سے کھاؤ بشرطیکہ وہ شرعاً حلال و طیب ہو نہ تو فی نفسہ حرام ہو جیسے مُردار اور خنزیر اور ما اهل به لغير الله (جن جانوروں پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے اور اُسکی قربت مقصود ہو اُن جانوروں کو ذبح سے ہو) اور نہ کسی امر عارضی سے اُس میں حرمت آگئی ہو جیسے غصب چوری رشوت سود کا مال کہ ان سب سے اجتناب ضروری ہے اور شیطان کی پیروی ہرگز نہ کرو کہ جس کو چاہا حرام کر دیا جیسے بتوں کے نام کے سانڈ وغیرہ اور جس کو چاہا حلال کر لیا جیسے ما اهل به لغير الله وغیرہ ف۱۰ یعنی مسئلے اور احکام شرعیہ اپنی طرف سے بناؤ جیسا کہ بہت سے مواقع میں دیکھا جاتا ہے کہ مسائل جزئیہ سے گذر کر امور اعتقادیہ تک نصوص شرعیہ کو چھوڑ کر اپنی طرف سے احکام تراشے جاتے ہیں اور نصوص قطعیہ اور اقوال سلف کی تحریف اور تغلیط کرتے ہیں

وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ
اور بکھیر کر اُس میں سب قسم کے جانور اور پھیرنا باؤں کا اور ابر جو حکم کا تابع ہے
اور پھیلائے اُس میں سب قسم کے جانور اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو کہ تابعدار ہے اُسکے
بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ
درمیان آسمان اور زمین کے اُن میں نمونے ہیں عقلمند لوگوں کو اور بعضے لوگ ہیں
حکم کا درمیان آسمان و زمین کے بیشک اِن سب چیزوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے ف۱ اور بعضے لوگ وہ ہیں
مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
جو پکڑتے ہیں اللہ کے سوائے اور وں کو دوست محبت رکھتے ہیں اُنکی جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والوں کو
جو بناتے ہیں اللہ کے برابر اوروں کو ف۲ اُنکی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کی ف۳ اور ایمان والوں کو
اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ
اُس سے زیادہ محبت اللہ کی اور کبھی دیکھیں بے انصاف اُسوقت کو جب دیکھیں گے عذاب کہ زور سارا
اُس سے زیادہ تر ہے محبت اللہ کی ف۴ اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم اس وقت کو جبکہ دیکھیں گے عذاب کہ قوت ساری
لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا
اللہ کو ہے اور اللہ کی مار سخت ہے جب الگ ہو جاویں جن کے
اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے ف۵ جبکہ بیزار ہو جاوینگے وہ کہ جن کی پیروی کی تھی اُن سے
مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝
ساتھ ہوئے تھے اپنے ساتھ والوں سے اور دیکھیں عذاب اور ٹوٹ جاویں اُن کے سب طرف کے علاقے
کہ جو اُنکے پیرو ہوئے تھے اور دیکھیں گے عذاب اور منقطع ہو جائیں گے اُن کے سب علاقے ف۶
وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ
اور کہیں گے ساتھ پکڑنے والے کاشکے ہم کو دوسری بار زندگی ہو تو ہم الگ ہو ویں اُن سے جیسے یہ الگ ہو گئے ہم سے
اور کہیں گے پیرو کیا اچھا ہوتا جو ہمکو دنیا کی طرف لوٹ جانا ملتا تا تو پھر ہم بھی بیزار ہو جاتے ان سے جیسے یہ ہمسے بیزار ہو گئے ف۷
كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ
اس طرح دکھاتا ہے اللہ انکو کام اُن کے افسوس دلانے کو اور اُن کو نکلنا نہیں
اسی طرح پر دکھلائیگا اللہ اُن کو اُن کے کام حسرت دلانے کو اور وہ ہرگز نکلنے والے نہیں
مِنَ النَّارِ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۡ
آگ سے ف۱ لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا
نار سے ف۸ اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ
وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا
اور نہ چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا دشمن ہے صریح ف۲ وہ تو یہی
اور پیروی نہ کرو شیطان کی ف۹ بیشک وہ تمہارا دشمن ہے صریح وہ تو یہی
يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
حکم کرے گا تم کو بُرے کام اور بے حیائی کا اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہیں ف۳
حکم کرے گا تم کو کہ بُرے کام اور بیحیائی کرو اور جھوٹ لگاؤ اللہ پر وہ باتیں جنکو تم نہیں جانتے ف۱۰

ع ۲۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جب معلوم ہوا کہ باپ دادوں کی رسم خلاف حکم خدا ہے پھر اُس پر نہ چلیے ف۲ یعنی ان کافروں کو سمجھانا ایسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانوروں کو بلاوے وہ سوائے آواز کچھ نہیں سمجھتے یہی حال ہے جو شخص کہ آپ علم نہ رکھے اور علم والوں کی بات قبول نہ کرے ف۳ یعنی حرام اتنی ہی چیزیں ہیں حرام ہیں سو بھی جب آدمی بھوک سے مرنے لگے تو یہ بھی معاف ہیں بشرطیکہ بے حکمی نہ کرے یعنی نوبت اضطرار کی نہیں پہنچی اور کھانے لگے اور زیادتی نہ کرے قدر ضرورت کھاوے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب ؒ

ف۱ یعنی حق تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنے باپ دادا کا اتباع کرتے ہیں اور یہ بھی شرک ہے چنانچہ بعض جاہل مسلمان بھی ترک نکاح بیوگان وغیرہ رسوم باطلہ میں ایسی بات کہہ گزرتے ہیں اور بعض زبان سے گو نہ کہیں مگر عمل درآمد ہے اُن کے ایسا ہی سرتسلیم ہے جب سوچ اسلام کے خلاف ہے ف۲ یعنی ان کافروں کو راہ ہدایت کی طرف بلانا ایسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانوروں کو بلائے کہ وہ سوائے آواز کے کچھ نہیں سمجھتے یہی حال اُن لوگوں کا ہے جو خود علم نہ رکھیں اور نہ علم والوں کی بات قبول کریں ف۳ یعنی یہ کفار گویا بہرے ہیں جو حق بات بالکل نہیں سنتے گونگے ہیں جو حق بات نہیں کہتے اندھے ہیں جو راہ مستقیم نہیں دیکھتے سو وہ کیونکر نہیں سمجھے کیونکہ جب اُنکے یہ سہ قویٰ مذکورہ فاسد ہوگئے تو تحصیل علم و فہم کی اب کیا صورت ہو سکتی ہے ف۴ اکل طیبات کا حکم اوپر گزر چکا تھا لیکن مشرکین چونکہ شیطان کی پیروی سے باز نہیں آتے اور احکام دینی طرف سے بنا کر اللہ کے اوپر لگاتے ہیں اور اپنے رسوم باطلہ آبائی کو نہیں چھوڑتے اور حق بات سمجھنے کی اُن میں گنجایش ہی نہیں تو اب اُن سے اعراض فرما کر خاص مسلمانوں کو اکل طیبات کا حکم فرمایا گیا اور اپنا انعام ظاہر کرکے ادائے شکر کا امر کیا گیا اسمیں اہل ایمان کے مقبول اور مطیع ہونیکی جانب اور مشرکین کے مردود و معتوب و نافرمان ہونے کی طرف اشارہ ہوگیا ف۵ مردار وہ ہے کہ خود بخود مرجائے اور ذبح کی نوبت نہ آئے یا خلاف طریقہ شرعیہ اُسکو ذبح یا شکار کیا جائے مثلاً گلا گھونٹا جائے یا زندہ جانور کا کوئی عضو کاٹ لیا جائے یا لکڑی اور پتھر اور غلیل و بندوق سے مارا جائے یا اوپر سے گر کر یا کسی جانور کے سینگ مارنے سے مرجائے یا درندہ پھاڑ ڈالے یا ذبح کے وقت قصداً تکبیر کو ترک کیا جائے کہ یہ سب مردار اور حرام ہیں البتہ دو جانور مردار کے حکم حدیث شریف میں حرمت سے مستثنیٰ اور بکو حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی ف۶ اور خون سے مراد وہ خون ہے جو رگوں سے بہتا ہے اور ذبح کے وقت نکلتا ہے اور جو خون کہ گوشت پر لگا رہتا ہے وہ حلال اور پاک ہے اگر گوشت کو بغیر دھوئے ہوئے پکا لیا جائے تو اسکا کھانا درست ہے البتہ نظافت کے خلاف ہے اور کلیجی اور تلی کہ خون منجمد ہیں بحکم حدیث شریف حلال ہیں ف۷ اور خنزیر زندہ ہو یا مردہ باقاعدہ شریعت کے موافق ذبح کر لیا جائے ہر حال میں حرام ہے اور اسکے تمام اجزاء گوشت پوست چربی ناخن بال ہڈی پٹھا ناپاک اور ان سے نفع اُٹھانا اور کسی کام میں لانا حرام ہے اس موقع پر چونکہ کھانے کی چیزوں کا ذکر ہے اسلئے فقط گوشت کا حکم بتلایا گیا مگر اس پر سب کا اجماع ہے کہ خنزیر جو کہ بے غیرتی اور بے حیائی اور حرص اور رغبت الی النجاسات میں سب جانوروں میں بڑھا ہوا ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اُسکی نسبت فانہ رجس فرمایا بلاشبہ نجس العین ہے نہ اُس کا کوئی جزو پاک اور نہ کسی قسم کا انتفاع اُس سے جائز جو لوگ کثرت سے اُس کو کھاتے ہیں اور اسکے اجزاء سے نفع اُٹھاتے ہیں اُن میں اوصاف مذکورہ واضح طور پر مشاہد ہوتے ہیں ف۸ ما اہل بہ لغیر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ اُن جانوروں پر اللہ کے سوا بت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن کسی روح خبیث یا پیر یا پیغمبر کے نامزد کرکے اور اُس جانور کی جان اُن کی نذر کرکے اُنکے تقرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض اُنکی خوشنودی کی غرض سے اُس کی جان نکالنی مقصود ہو کہ ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو بوقت ذبح تکبیر پڑھی ہو اور اللہ کا نام لیا ہو کیونکر جان کو جان آفریں کے سوا کسی دوسرے کے لئے نذر و نیاز کرنا ہرگز درست نہیں اس لئے جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر کیجائے تو اُسکی خباثت مردار کی خباثت سے بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ مردار میں تو یہی خرابی تھی کہ اُسکی جان اللہ کے نام پر نہیں نکلی اور اسکی جان تو غیر اللہ کے نامزد کر دی گئی جو عین شرک ہے سو جیسے خنزیر اور کتے پر بوقت ذبح تکبیر کہنے سے حلت نہیں آسکتی اور مردار پر اللہ کے نام لینے سے کوئی نفع نہیں ہو سکتا ایسے ہی جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر اور اُنکے نامزد کردی ہو اُس پر ذبح کے وقت نام الٰہی لینے سے ہرگز ہرگز کوئی نفع اور حلت نہیں آسکتی ہاں اگر غیر اللہ کے نامزد کرلینے کے بعد اپنی نیت سے ہی توبہ اور رجوع کرکے ذبح کریگا تو اُسکے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں علماء نے تصریح فرمادی ہے کہ اگر کسی بادشاہ کے آنے پر اُسکی تعظیم کی نیت سے جانور ذبح کیا جائے یا کسی جن کی اذیت سے بچنے کے لئے اُسکے نام کا جانور ذبح کیا جائے یا توپ کے چلنے اور انجنوں کے چلانے کے بچنے کیلئے بطور بھینٹ جانور ذبح کیا جائے تو وہ جانور بالکل مردار اور حرام اور کرنیوالا مشرک ہے اگرچہ ذبح کے وقت خدا کا نام لیا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ یعنی جو غیر اللہ کے تقرب اور تعظیم کی نیت سے جانور کو ذبح کرے اُس پر اللہ کی لعنت ہے ذبح کے وقت اللہ کا نام پاک لے یا نہ لے البتہ اسمیں کوئی حرج نہیں کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کرکے فقرا کو کھلائے اور اُسکا ثواب کسی قریب یا پیر اور بزرگ کو پہنچائے یا کسی مردہ کیطرف سے قربانی کرکے اس کا ثواب اُسکو دیا جائے کیونکہ یہ ذبح غیر اللہ کے لئے ہرگز نہیں بعضے اپنی مجبوری سے حیلہ ایسے مواقع میں بیان کرتے ہیں کہ پیروں کی نیاز وغیرہ میں ہم کو تو یہی مقصود ہوتا ہے کہ کھانا پکا کر مردہ کے نام سے صدقہ کر دیا جائے تو اول تو خوب سمجھ لیں کہ اللہ کے سامنے جھوٹے حیلوں سے بجز مضرت کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا دوسرے اُن سے یہ پوچھا جائے کہ جس جانور کی تم نے غیر خدا کے لئے نذر مانی ہے اگر اُسی قدر گوشت اُس جانور کے عوض خرید کر اور پکا کر فقیروں کو کھلا دو تو تمہارے نزدیک سے کھٹکے وہ نذر ادا ہو جاتی ہے یا نہیں اگر بلا تامل تم اس کو کر سکتے ہو اور اپنی نذر میں کسی قسم کا خلل تمہارے دل میں نہیں رہتا تو تم سچے ورنہ تم جھوٹے اور تمہارا یہ فعل شرک اور وہ جانور مردار اور حرام فائدہ یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ آیت میں حکم حرمت کو اشیاء مذکورہ میں منحصر کرکے بیان فرمایا ہے جس کا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ اشیاء مذکورہ کے سوا کوئی جانور حرام نہیں حالانکہ جملہ درندے اور گدھا اور کتا وغیرہ سب کا حرام ہے اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ اس حصر سے حکم حرمت کو اشیاء مذکورہ میں منحصر کرنا ہرگز مراد نہیں گوئی کو اعتراض کی گنجایش ہو بلکہ حکم حرمت کو حلت دھوکا سا خصوصیت فرمایا اس حکم کی جانب مخالف کا بطلان مقصود یعنی بس بات یہی ہے کہ یہ چیزیں اللہ پاک نے تم پر حرام فرما دی ہیں اسمیں دوسرا احتمال ہی نہیں یعنی ان کا حلال سمجھنا بالکل باطل اور غلط ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حکم حرمت کو اشیاء مذکورہ ہی میں منحصر مانا جائے مگر اس حصر کو اضافی یعنی خاص انہی چیزوں کے بارہ میں تسلیم کیا جائے جن کو مشرکین نے اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا جیسے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ جنکا ذکر آیندہ آئیگا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تو مُردار اور خنزیر وغیرہ کو حرام کیا تھا تم نے بحیرہ وغیرہ کی تحریم اور تعظیم کے قائل ہو گئے اور بعض تہیداً الافتراء علی اللہ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا

اور جو اُن کو چلو اس پر جو نازل کیا اللہ نے کہیں نہیں ہم چلیں گے اسکا پر جس پر دیکھا

اور جب کوئی اُن سے کہے کہ تابعداری کرو اُس حکم کی جو کہ نازل فرمایا اللہ نے تو کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم تو تابعداری کرینگے اُسکی جس پر دیکھا

عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝

اپنے باپ دادوں کو اور بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں کچھ اور نہ راہ کی خبر ف۱

ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ اُنکے باپ دادے نہ سمجھتے ہوں کچھ بھی اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ ف۱

وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً

اور مثال ان منکروں کی جیسے مثال ایک شخص کی کہ چلاتا ہے ایک چیز کو جو سنتی نہیں مگر پکارنا

اور مثال اُن کافروں کی ایسی ہے جیسے پکارے کوئی شخص ایک چیز کو جو کچھ نہ سُنے سوا پکارنے

وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اور چلانا بہرے گونگے اندھے ہیں سو اُن کو عقل نہیں ف۲ اے ایمان والو

اور چلانے کے ف۲ بہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے ف۳ اے ایمان والو

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ

کھاؤ ستھری چیزیں جو تم کو روزی دی ہم نے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اُسی کے

کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اُسی کے

تَعْبُدُونَ ۝ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ

بندے ہو یہی حرام کیا ہے تم پر مردہ اور لہو اور گوشت سؤر کا

بندے ہو ف۴ اُس نے تو تم پر یہی حرام کیا ہے مُردہ جانور ف۵ اور لہو ف۶ اور گوشت سُور کا ف۷

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ

اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کا پھر جو کوئی پھنسا جو نہ بے حکمی کرتا ہے نہ زیادتی تو اُس پر نہیں

اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا ف۸ پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی تو اُس پر کچھ

عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ

گناہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف۳ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی

گناہ نہیں ف۹ بیشک اللہ ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ف۱۰ بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی

اللّٰهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ

اللہ نے کتاب سے اور لیتے ہیں اُس پر مول تھوڑا وہ نہیں کھاتے

اللہ نے کتاب ف۱۱ اور لیتے ہیں اُس پر تھوڑا سا مول ف۱۲ وہ نہیں بھرتے

فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ

اپنے پیٹ میں مگر آگ اور نہ بات کرے گا اُنسے اللہ قیامت کے دن اور نہ سنوارے گا اُنکو

اپنے پیٹ میں مگر آگ ف۱۳ اور نہ بات کرے گا اُن سے اللہ قیامت کے دن ف۱۴ اور نہ پاک کریگا اُنکو ف۱۵

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ

اور اُن کو دکھ کی مار ہے وہی ہیں جنہوں نے خرید کی گمراہی بدلے راہ کے

اور اُن کے لئے ہے عذاب دردناک ف۱۶ یہی ہیں جنہوں نے خریدا گمراہی کو بدلے ہدایت کے

منزل ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف جو دونے اپنی کتاب میں سے نبی آخر الزماں کی صفت چھپا ڈالی اور بہت آیتوں کے معنی بدل ڈالے غرض دنیا کے واسطے ——— از شاہ عبد القادرؒ

باقی صفحہ ۳۲ - باقی بہہ دونوں اور نجیث جانور اٹھے [illegible] ہونے میں مشرکین بھی تراع کرتے تھے سو یہ حرام انہی جانوروں کے لحاظ سے ہے جنکو مشرکین نے خلاف حکم الٰہی اپنی طرف سے حرام ٹھہرا لیا تھا تمام جہان کے جانوروں سے اس کو کیا تعلق جو حصر کیا [illegible] مذکور کی نوبت آئے ف یعنی اشیائے مذکورہ حرام ہیں لیکن جب کوئی بھوک سے مرنے لگے تو اسکو لاچاری کی حالت میں کھا لینے کی اجازت ہے بشرطیکہ نافرمانی اور زیادتی نہ کرے نافرمانی یہ کہ مثلاً نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور زیادتی یہ کہ قدر ضرورت سے زائد خوب پیٹ بھر کر کھالے بس اتنا ہی کھائے جس سے مرے نہیں ف یعنی اللہ پاک تو بڑا بخشنے والا ہے بندوں کے ہر قسم کے گناہوں کو بخش دیتا ہے پھر ایسے لاچار و مضطر کی بخشش کیسے نہ فرمائیگا اور اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے کہ مجبوری کی حالت میں صاف اجازت دیدی کہ جس طرح بن پڑے اپنی جان بچالو اصلی حکم ممانعت کا لاچاری کی حالت میں تم پر سے اٹھا لیا ورنہ اس مالک الملک کا حق تھا کہ فرما دیتا تمہاری جان جائے یا رہے مگر ہمارے حکم کے خلاف ہرگز نہ کرنا ایک [illegible] بیان یہ بھی ہوتا ہے کہ بھوک سے مرتے ہوئے مضطر پر جو اس کو بے اندازہ کرنا کہ وہ [illegible] اور اس کو زائد ایک لقمہ نہ کھانے حلال نہیں تو ضرور توبہ کرے اسلئے واللہ غفور رحیم فرما کر سہولت کردی ف۱۱ یعنی اللہ نے جو کتاب آسمانی میں حلال و حرام کا حکم بھیجا یہود نے اسکو چھپایا اور اپنی طرف سے بڑھایا گھٹایا جیسا کہ پہلی آیہ میں مذکور ہو چکا ایسے ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات جو اس میں لکھی تھیں انکو بھی چھپاتے اور بدلتے تھے اور یہ دونوں سخت گناہ ہیں کیونکہ انکا مطلب اور نتیجہ یہ ہے کہ ہدایت اور طریقہ حق کسی کو نصیب نہ ہو سب گمراہ رہیں حالانکہ حق تعالیٰ نے تو کتاب اور رسول کو ہدایت خلق کیلئے بھیجا تھا سو انہوں نے خود اسکے بھی خلاف کیا اور خلق اللہ کو بھی جاہل اور گمراہ بنانا چاہا ف۱۲ یعنی اللہ کی نافرمانی اور خلق اللہ کی گمراہی پر بس نہیں کی بلکہ اس حق پوشی کے عوض میں جن کو گمراہ کرتے تھے اُن سے آمدنی اور رشوت میں مال بھی لیتے تھے جسکا نام ہدیہ اور نذرانہ اور شکرانہ رکھ چھوڑا تھا حالانکہ یہ حرام خوری مردار اور خنزیر کے کھانے سے بھی بدتر ہے اب ظاہر ہے کہ ایسی حرکات شنیعہ کی سزا کیسی سخت ہوگی جسکو آگے بتلایا جاتا ہے ف۱۳ یعنی گو ظاہر نظر میں انکو وہ مال لذیذ اور نفیس معلوم ہو رہا ہے مگر حقیقت میں وہ آگ ہے جسکو خوش ہو کر اپنے پیٹ میں بھر رہے ہیں جیسا طعام لذیذ میں زہر قاتل ملا ہوا ہو کہ کھاتے وقت لذت معلوم ہوتی ہے اور پیٹ میں جاکر آگ لگا دے ف۱۴ اس میں یہ شبہ کسیکو ہو سکتا ہے کہ دیگر آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب باری قیامت کو اُن سے خطاب فرمائیگا سو کلام نہ کریگا یہ مطلب ہے کہ لطف و رحمت کے ساتھ ان سے کلام نہ کیا جائیگا اور بطور تخویف و تذلیل و تہدید و وعید جناب باری کا اُن سے کلام کرنا جس سے انکو سخت صدمہ اور رنج ہوگا یا یوں کہئے کہ بلا واسطہ اُن سے کلام نہ کیا جائیگا اور کلام کریگا جو ذکر ہے وہ ملائکہ عذاب کی وساطت سے ہوگا فائدہ لا یکلمہم اللہ کی دھمکی سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر کسی کے دل میں محبت الٰہی خوب راسخ ہے اگر سردست محسوس نہ ہو تو اُس کو بجھا انگار زیر خاکستر سمجھنا چاہئے قیامت کو جب کل موانع دور ہونگے تو اسکا ظہور کامل ہوگا کیونکہ اگر یہ نہ ہوتا تو پھر کفار کو یہ دھمکی ایسی ہوگی کہ کوئی اپنے دشمن کو ناخوشی اور اعراض سے ڈرانے لگے جو بالکل بے سود ہے مگر یہاں جان نثار اور عاشق محبوب کو وہ جانگداز لگتے ہیں نہ اور ایس معلوم ہوا کہ قیامت کو ہر سینہ اللہ کی محبت سے ایسا لبریز ہوگا کہ یہ بے التفاتی عذاب دوزخ سے بھی بدرجہا زیادہ انکو جانگداز معلوم ہوگی ف۱۵ یعنی اہل ایمان اگر گنہگار بھی ہوں مگر دوزخ میں زمانہ معین تک رہکر اور گناہوں سے پاک ہوکر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے بخلاف کفار کے کہ وہ ہمیشہ نار میں رہینگے اور کبھی پاک ہوکر جنت میں جانیکے قابل نہ ہونگے اور شرک نے انکو بمنزلہ نجس العین کے بنا دیا ہے کہ نجاست انکی کسی طرح دور نہیں ہو سکتی اور عاصی کا حال ایسا سمجھئے کہ پاک چیز پر نجاست واقع ہوگئی نجاست زائل ہوکر پھر پاک ہوگیا ف۱۶ راضی اس سے زیادہ اور کیا عذاب الیم ہوگا کہ ظاہر بدن سے بڑھ کر انکے باطن میں بھی آگ لگی اور محبوب حقیقی اُن سے ناخوش ہوگا پھر اس مصیبت جانکاہ سے کبھی نجات نہ ملے گی نعوذ باللہ

وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

اور مار بدلے بھر کے سو کیا سہار ہے اُن کو آگ کی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ

اور عذاب بدلے بخشش کے ف سو کس قدر صبر کرنیوالے ہیں وہ دوزخ پر ف۱۷ یہ اس واسطے کہ اللہ نے

نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍ

اتاری کتاب سچی اور جنہوں نے کئی راہیں نکالیں کتاب میں وہ ضد میں

نازل فرمائی کتاب سچی اور جنہوں نے اختلاف ڈالا کتاب میں وہ بیشک ضد میں

بَعِيْدٍ ۝ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

دور پڑے ہیں ف نیکی یہی نہیں کہ منہ کرو اپنے مشرق کی طرف یا مغرب کی

دور جا پڑے ف نیکی کچھ یہی نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی ف

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ

لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر

لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر

وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اور نبیوں پر اور دیوے مال اس کی محبت پر ناتے والوں کو اور یتیموں کو اور

اور پیغمبروں پر اور دے مال اُسکی محبت پر رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور

الْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ

محتاجوں کو اور راہ کے مسافر کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور کھڑی رکھے

محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اور قائم رکھے

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ

نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے اپنے قرار کو جب قول کریں اور

نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنے والے اپنے اقرار کو جب عہد کریں اور

الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ

ٹھہرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور وقت لڑائی کے وہی

صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت ف یہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لوگ ہیں جو سچے ہوئے اور وہی بچاؤ میں آئے اسے ایمان والو

سچے اور یہی ہیں پرہیزگار ف اے ایمان والو

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ۗ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ

حکم ہوا تم پر بدلا برابر مارے گیوں میں صاحب کے بدلے صاحب اور غلام کے بدلے غلام

فرض ہوا تم پر (قصاص) برابری کرنا مقتولوں میں ف آزاد کے بدلے آزاد ف اور غلام کے بدلے غلام ف

وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۗ فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَىْءٌ فَاتِّبَاعٌ ع

اور عورت کے بدلے عورت پھر جس کو معاف ہو اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ ایک تو چاہئے موافق دستور کے پیروی کرنی

اور عورت کے بدلے عورت ف پھر جس کو معاف کیا جائے اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی تو تابعداری کرنی چاہئے

منزل ا

فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی وہ لوگ بیشک اسی قابل ہیں کیونکہ انہوں نے خود سرمایہ نجات کو غارت کیا اور گمراہی کو ہدایت کے مقابلہ میں پسند اور اختیار کیا اور اسباب مغفرت کو چھوڑ کر اسباب عذاب کو منظور کیا ف۲ یعنی اپنی خوشی سے موجبات دخول نار کو اختیار کرتے ہیں گویا آگ اُن کو نہایت مرغوب اور محبوب ہے کہ اپنی جان و مال کے بدلے اسکو خرید رہے ہیں ورنہ سب جانتے ہیں کہ عذاب نار پر صبر کرنا کیسا ہے ف۳ یہ یعنی ضلالت کو ہدایت کے بدلے اور عذاب کو مغفرت کے بدلے خریدنے کی دلیل یا اُن پر عذابات مذکورہ سابقہ کے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے جو کتاب سچی نازل فرمائی انہوں نے اسکے خلاف کیا اور طرح طرح کا اختلاف اسمیں ڈالا اور خلاف اور دشمنی میں دور جا پڑے یعنی بڑا اختلاف کیا یا طریقہ حق سے دور ہو گئے۔ ایک صورت میں یہ ہوگی کہ اُن کا صابر علی النار ہونا چونکہ بدیہی البطلان نظر آتا تھا اسلئے لفظ ذٰلک سے اخیر تک اُسکے جواب کی طرف اشارہ فرما دیا فافہم ف۴ جب آیات سابقہ اپنی برائی میں یہود و نصاریٰ دیکھتے تھے کہ ہم میں قربت کے اسباب اور آثار ہدایت و مغفرت موجود ہیں ایک کھلی بات یہی ہے کہ ہم جب قبلہ کی طرف منہ کرتے ہیں ہمیں اسکی طرف متوجہ ہو کر نماز جو افضل عبادات ہے اسکو اللہ کے حکم کے موافق ادا کرتے ہیں پھر ان خرابیوں اور عذاب کے ہم کیسے مستحق ہو سکتے ہیں اس خیال کی تردید میں فرمایا جاتا ہے کہ بڑی نیکی جو مغفرت و ہدایت کیلئے کافی ہو یہی نہیں کہ تم صرف اپنا منہ نماز میں مشرق یا مغرب کی طرف کر لیا کرو اور عقائد و اعمال ضروریہ کی پروا بھی نہ کرو ف۵ یعنی نیکی اور بھلائی جو اثر ہدایت اور سبب مغفرت ہو یہ ہے کہ اللہ اور روز قیامت اور جملہ ملائکہ اور کتب آسمانی اور انبیاء پر دل سے ایمان لاوے اور ان پر یقین کرے اور باوجود محبت اور رغبت کے اپنے مال کو علاوہ زکوٰۃ کے قریبوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور سائلوں کو جو کہ محتاج ہیں دے اور گردن چھڑانے میں یعنی مسلمان جس کو کفار نے ناحق قید کر لیا ہو اسکی رہائی میں یا مقروض کو قرضخواہ سے چھڑانے میں یا غلام کو آزاد کرانے میں یا غلام مکاتب کو خلاصی دلانے میں مال دیوے اور نماز کو خوب درستی کے ساتھ پڑھے اور چاندی اور سونے اور جملہ اموال تجارت وغیرہ سے زکوٰۃ دے اور اپنے عہد و قرار کو پورا کرے اور فقر و فاقہ و بیماری اور [illegible] ان میں نقض انداز نہ ہونے دے [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف صاحب کے بدلے صاحب اور غلام کے بدلے غلام اسی طرح عورت یعنی ہر صاحب دوسرے صاحب کے برابر ہر غلام دوسرے غلام کے برابر ہے اشراف اور کم ذات کا فرق دولت مند اور فقیر کا فرق نہیں جیسے کفر میں معمول ہوا تھا جسکو معاف ہوا یعنی مقتول کے وارث اگر قصاص موقوف کرکے مال پر راضی ہوں تو قاتل کو چاہیئے کہ اُن کو راضی کرے اور منت اُٹھا کر خون بہا پہنچا دے یہ آسانی ہوئی یعنی اگلی امت پر قصاص ہی مقرر تھا اس اُمت پر معاف کرنا اور مال پر صلح کرنا بھی ٹھیرا پھر جو کوئی زیادتی کرے یعنی صلح کرکے مبلغ خون بہا لیکر پھر مارنے کا قصد کرے ف۲ یعنی حاکموں کو چاہیئے کہ قصاص دلاتے ہیں قصور نہ کریں تا آئندہ خون کرنا بند ہو۔ ف۳ کفر کی رسم میں مرنے کا وارث اولاد کے سوا کوئی نہ تھا اولاد میں بھی فقط بیٹا سو اول اللہ صاحب نے وارث اولاد ہی رکھی ہے مردے کو فرض ہوا کہ ماں باپ کو اور ناتے والوں کو موافق انکی حاجت کے روبرو دلوا جاوے ف۴ یعنی اگر مردہ کہہ مرا تھا اور دینے والوں نے نہ دیا مردہ بے گناہ ہے وہی ہیں گنہگار ف۵ یعنی کسی نے دیکھا کہ مردہ بے انصافی سے دلوا گیا اولاد کو بہت تھوڑا بچا تو اوروں کو سمجھ کر صلح کر دے ایسا بدلنا گناہ نہیں اول اللہ صاحب نے یہ حکم فرمایا تھا بعد اس کے سورۂ نساء میں وارثوں کے حصے آپ ہی ٹھیرا دیئے اب مردے کا دلوانا موقوف ہوا ف۶ یعنی روزے سے سلیقہ آجاوے جی روکنے کا تو ہر جگہ روک سکو۔

ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِالْمَعْرُوفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

موافق دستور کے اور پہنچانا اُس کو نیکی سے یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے

موافق دستور کے، اور ادا کرنا چاہیئے اُس کو خوبی کے ساتھ ف۱ یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کیطرف سے

وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَلَكُمْ

اور مہربانی پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اس کے تو اُس کو دُکھ کی مار ہے ف۱ اور تم کو

اور مہربانی ف۲ پھر جو زیادتی کرے اس فیصلہ کے بعد تو اُسکے لئے ہے عذاب دردناک ف۳ اور تمہارے واسطے

فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ كُتِبَ

قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو شاید تم بچتے رہو ف۲ حکم ہوا ہے

قصاص میں بڑی زندگی ہے اے عقلمندو ف۴ تاکہ تم بچتے رہو ف۵ فرض کر دیا گیا

عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۚ الْوَصِيَّةُ

تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں سے موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ دلوا مرے

تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال وصیت کرنا

لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ○

ماں باپ کو اور ناتے والوں کو دستور سے مقرر ہے پرہیزگاروں کو ف۳

ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ یہ حکم لازم ہے پرہیزگاروں پر ف۶

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ

پھر جو کوئی اُس کو بدلے بعد اس کے کہ سُن چکا تو اس کا گناہ انہیں پر جنہوں نے بدلا اُس کو

پھر جو کوئی بدل ڈالے وصیت کو بعد اسکے جو سُن چکا تو اس کا گناہ اُنہی پر ہے جنہوں نے اُس کو بدلا

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا

بیشک اللہ سنتا جانتا ہے ف۴ پھر جو کوئی ڈرا دلوانے والے کی طرفداری سے یا گناہ سے

بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ف۷ پھر جو کوئی خوف کرے وصیت کرنیوالے سے طرفداری کا یا گناہ کا

۲۲ ع ۶

فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ يٰۤاَيُّهَا

پھر صلح کرا دی تو اُس پر نہیں اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اے

پھر اُن میں باہم صلح کرا دے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں ف۸ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ف۹ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

ایمان والو حکم کیا گیا تم پر روزہ کا جیسے حکم ہوا تھا

ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ

تم سے اگلوں پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ ف۶ کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی

اگلوں پر ف۱۰ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ف۱۱ چند روز ہیں گنتی کے ف۱۲ پھر جو کوئی

مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ

تم میں بیمار ہو یا سفر میں تو گنتی چاہیئے اور دنوں سے اور جن کو

تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر اُن کی گنتی ہے اور دنوں سے ف۱۳ اور جن کو

منزل ۱

(بقیہ صفحہ ۳۳) جیسا کہ آیات قرآنی میں اُس کا ذکر ہو تو اب یہود یا نصاریٰ کا صرف اپنے استقبال قبلہ پر ناز کرنا اور اپنے آپ کو طریق ہدایت پر مستقیم سمجھنا اور مستحق مغفرت کہنا بیہودہ خیال ہے تاوقتیکہ ان اعتقادات اور اخلاق و اعمال پر تمام نہ ہونگے جو اس آیہ کریمہ میں بالتفصیل مذکور ہیں صرف استقبال قبلہ سے نہ ہدایت نصیب ہو سکتی ہے نہ عذاب الٰہی سے نجات مل سکتی ہے ف یعنی جو لوگ اعتقادات و اخلاق و اعمال مذکورہ کے ساتھ متصف ہیں وہی لوگ سچے ہیں اعتقادات اور ایمان اور دین میں یا اپنے قول و قرار میں اور وہی لوگ پرہیزگار اور متقی ہیں اپنے اخلاق اور اعمال میں یا بچنے والے ہیں گناہ اور بُری باتوں سے یا عذاب الٰہی سے اہل کتاب کہ جنکو ان خوبیوں میں سے ایک بھی میسر نہیں اُنکا اپنی نسبت ایسا خیال کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے ف زمانہ جاہلیت میں یہود اور ذیل عرب نے یہ دستور کر رکھا تھا کہ شریف النسب لوگوں کے غلام کے بدلے رذیل لوگوں کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک آزاد کے بدلے دو کو قصاص میں قتل کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس آیہ میں حکم دیا کہ اے ایمان والو ہم نے تم پر مقتولین میں برابری اور مساوات کو فرض کر دیا قصاص کے معنی لغت میں برابری اور مساوات کے ہیں تم ذرا جو دستور نکالا کہ شریف اور رذیل میں امتیاز کرتے ہو یہ نقو ہے جانیں سب کی برابر ہیں غریب ہو یا امیر شریف ہو یا رذیل عالم و فاضل ہو یا جاہل جوان ہو یا بوڑھا اور بچہ تندرست ہو یا بیمار قریب المرگ صحیح الاعضا ہو یا اندھا لنگڑا فائدہ پہلی آیہ میں نیکی اور بر کے اصول مذکور تھے جن پر دار و مدار ہدایت و مغفرت تھا اور اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اہل کتاب ان خوبیوں سے بے بہرہ ہیں اور بالتصریح فرما دیا تھا کہ دین میں سچا اور متقی بدون ان خوبیوں کے کوئی نہیں ہو سکتا اب اہل اسلام کے سوا نہ اہل کتاب اسکے مصداق بن سکتے ہیں نہ جہال عرب اسلئے اب صاف واضح فرما کر خاص اہل ایمان کو مخاطب بنایا جاتا ہے اور نیکی اور بر کے مختلف فروع عبادات بدنی و مالی اور معاملات مختلفہ انکو بتلاتے ہیں کہ ان فروع کو وہی کر سکتا ہے جو اصول مذکورہ سابقہ پر پختہ ہو گویا اور لوگ اس خطاب کے قابل بھی نہ سمجھے گئے جو اُنکو سخت عار کا باعث ہونا چاہیئے اب جو احکام فروعی بالتفصیل بیان کئے جاتے ہیں درحقیقت تو اُن سے اہل ایمان کی ہدایت اور تعلیم مقصود ہے مگر ضمناً کہیں صاف کہیں تعریضاً دوسروں کی خرابی پر بھی تنبیہ کیا جاتا ہے مثلاً کتب علیکم القصاص فی القتلی میں اسی طرف اشارہ ہے کہ یہود وغیرہ نے جو قصاص میں دستور کر لیا ہے یہ انکا بیجا دبے جا اور خلاف حکم الٰہی ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ اصول مذکورہ سابقہ میں سے نہ اُن کو ایمان بالکتاب صحیح طور سے حاصل ہے نہ ایمان بالانبیاء نہ عہد خداوندی کو اُنہوں نے وفا کیا اور سختی اور مصیبت کی حالت میں اُنہوں نے صبر سے کام لیا ورنہ اپنے کسی عزیز و قریب کے مقتول ہو جانے پر اسقدر بے صبری اور نفسانیت نہ کرتے کہ فرمان خداوندی اور ارشاد انبیاء اور حکم کتاب سب کو چھوڑ کر بے گناہوں کو قتل کرنیکا حکم دیتے ف یہ توضیح ہے اس برابری کی جس کا حکم ہوا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد آزاد کے قصاص میں وہی ایک آزاد مرد قتل کیا جا سکتا ہے جو اس کا قاتل ہے یہ نہیں کہ ایک کے عوض قاتل کے قبیلہ سے بعض اشخاص دو کو یا زیادہ کو قتل کرنے لگو ف یعنی غلام کے بدلے میں وہی غلام قتل کیا جائیگا جو قاتل ہے یہ نہ ہوگا کہ کسی شریف کے غلام کے قصاص میں قاتل کو جو کہ غلام ہے اُسکو چھوڑ کر ان رذیل لوگوں میں سے کہ جنکے غلام نے قتل کیا ہے کسی آزاد کو قتل کیا جائے ف یعنی ہر ایک عورت کے قصاص میں صرف وہی عورت قتل کی جا سکتی ہے جس نے اُسکو قتل کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ شریف النسب عورت کے قصاص میں رذیل عورت کو چھوڑ کر جو کہ قاتل ہے کسی مرد کو انہیں سے قتل کرنے لگیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ہر آزاد دوسرے آزاد کے اور ہر غلام دوسرے غلام کے برابر ہے سو حکم قصاص میں مساوات چاہیئے اور تعدی جو اہل کتاب اور جہال عرب کرتے تھے موقوف ہے فائدہ اب باقی رہا یہ امر کہ آزاد کسی غلام کو یا مرد کسی عورت کو قتل کر دے تو قصاص لیا جائے گا یا نہیں سو یہ آیہ کریمہ اس سے ساکت ہے اور ائمہ کا اسمیں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ آیہ ان النفس بالنفس اور حدیث المسلمون تتکافؤ دماؤھم کو دیکھ کر قائل ہیں کہ ہر دو صورت مذکورہ میں قصاص ہوگا اور جیسے قوی اور ضعیف صحیح اور مریض معذور اور غیر معذور وغیرہ سب قصاص میں برابر ہیں ایسے ہی آزاد اور غلام مرد اور عورت کو امام ابوحنیفہ قصاص میں برابر فرماتے ہیں بشرطیکہ غلام مقتول قاتل کا غلام نہ ہو کہ وہ حکم قصاص سے اُنکے نزدیک مستثنیٰ ہے اور اگر کوئی مسلمان کافر ذمی کو قتل کر ڈالے تو اس پر بھی قصاص ہوگا امام ابوحنیفہ کے نزدیک البتہ مسلمان اور کافر حربی میں کوئی قصاص کا قائل نہیں۔

(بقیہ صفحہ ہذا) ف یعنی مقتول کے وارثوں میں سے اگر بعض بھی خون کو معاف کر دیں تو اب قاتل کو قصاص میں قتل تو نہیں کر سکتے بلکہ دیکھیں گے کہ اُن وارثوں نے معاف کس طرح پر کیا ہے بلا معاوضہ مالی محض ثواب کی غرض سے معاف کیا ہے یا دیت شرعی دیکر مصالحت کسی مقدار مال پر راضی ہو کر صرف قصاص سے دست برداری کی ہے تو اول صورت میں قاتل ان وارثوں کے مطالبہ سے بالکل سبکدوش ہو جائیگا اور دوسری صورت میں قاتل کو چاہیئے کہ وہ معاوضہ کو اچھی طرح منت اور خوشدلی کے ساتھ ادا کرے (بقیہ صفحہ ۳۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اول یہ حکم اترا کہ مریض و مسافر چاہیں تو پیچھے قضا کریں اور جن کو طاقت ہو یعنی بے عذر ہیں وہ چاہیں کہ قضا کریں تو بالفعل روزے کے بدلے ایک فقیر کو کھلا دیں اور تو بھی بہتر ہے روزہ ہی پھر اس کے بعد جو آیت اُتری اس میں فقط مریض و مسافر کو رخصت ملی قضا کی اور کسی کو نہیں۔ ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ اسی سے ٹھہرا کہ اس میں اُترا قرآن پس قرآن کی خدمت اس مہینے میں پہلے چاہئے اسی سبب سے رسول خدا نے تقید کیا تراویح کا اور آپ چند روز جماعت کرکر پھر کروائی کہ قرآن میں اشارات ہیں صریح فرض نہ ہو جاوے ف۳ اور کی آیت میں فرمایا کہ بڑائی کرو اللہ کی یعنی عید کے دن جو تکبیر کہتے ہیں آواز بلند اس واسطے دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ دور نہیں بلند آواز اور فائدے کے واسطے ہے۔ ایک شخص نے حضرت سے یہی پوچھا کہ ہمارا رب دور ہے تو ہم اُس کو پکاریں یا نزدیک ہے تو آہستہ بات کہیں اُس پر یہ آیت اُتری ——— از شاہ عبدالقادرؒ

يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ

طاقت ہے تو بدلا چاہئے ایک فقیر کا کھانا پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو

طاقت ہو روزہ کی انکے ذمہ بدلا ہو ایک فقیر کا کھانا ف۱ پھر جو کوئی خوشی سے کرے نیکی تو

خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ شَهْرُ

اُس کو بہتر ہے اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ف۱ مہینہ

اچھا ہو اُسکے واسطے ف۲ اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ف۳ مہینہ

رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ

رمضان کا جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی

رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن

مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَ

نشانیاں راہ کی اور فیصلہ ف۲ پھر جو کوئی پاوے تم میں یہ مہینہ تو وہ روزہ رکھے اور

راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جُدا کرنے کی ف۴ سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اسکے ف۵ اور

مَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ

جو کوئی ہو بیمار یا سفر میں تو گنتی چاہئے اور دنوں سے اللہ چاہتا ہے

جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اُسکو گنتی پوری کرنی چاہئے اور دنوں سے ف۶ اللہ چاہتا ہے

بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا

تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر مشکل اور اس واسطے کہ پوری کرو گنتی اور بڑائی کرو

تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو

اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي

اللہ کی اس پر کہ تم کو راہ بتائی اور شاید تم احسان مانو اور جب تجھ سے پوچھیں بندے میرے

اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو ف۷ اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے

عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي

مجھ کو تو میں نزدیک ہوں پہنچتا ہوں پکارتے کی پکار کو جس وقت پکارتا ہے تو چاہئے کہ حکم مانیں میرا

مجھ کو سو میں تو قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے تو چاہئے کہ وہ حکم مانیں میرا

وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ○ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ

اور یقین لاویں مجھ پر شاید نیک راہ پر آویں ف۳ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں

اور یقین لائیں مجھ پر تاکہ نیک راہ پر آئیں ف۸ حلال ہوا تم کو روزہ کی رات میں

الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ

بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک اُن کی

بے حجاب ہونا اپنی عورتوں سے ف۹ وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو اُن کی ف۱۰ اللہ

اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ

اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے تھے سو معاف کیا تم کو اور درگزر کی تم سے

کو معلوم ہے کہ تم خیانت کرتے تھے اپنی جانوں سے ف۱۱ سو معاف کیا تمکو اور درگزر کی تم سے

منزل ۱

(بقیہ صفحہ ۳۴) ف۲ یہ اجازت کہ قتل عمد میں چاہو قصاص لو چاہو دیت لو چاہو معاف کردو اللہ کی طرف سے سہولت اور مہربانی ہے قاتل اور وارثان مقتول دونوں پر جیسے پہلے لوگوں پر نہوئی تھی کہ یہود پر خاص قصاص اور نصاریٰ پر دیت یا عفو مقرر تھا ف۳ یعنی اس تخفیف اور رحمت کے بعد جو اگر کوئی خلاف ورزی کریگا اور دستور جاہلیت پر چلے گا یا معافی اور دیت قبول کر لینے کے بعد قاتل کو قتل کریگا تو اُسکے لئے سخت عذاب ہے آخرت میں یا ابھی اُسکو قتل کیا جاویگا ف۴ یعنی حکم قصاص بظاہر اگرچہ بھاری معلوم ہو لیکن عقلمند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی کو قتل کرنے سے رکیگا تو دونوں کی جان محفوظ رہیگی اور قصاص کے سبب قاتل اور مقتول دونوں کی جانیں بھی قتل سے محفوظ اور عرب میں جیسی ایسا ہوتا تھا کہ قاتل اور غیر قاتل کا لحاظ نہیں کرتے تھے جو ہاتھ آجاتا مقتول کے وارث اُس کو قتل کر ڈالتے تھے اور فریقین میں اسکے باعث ایک خون کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونے کی نوبت آتی تھی جب خاص قاتل ہی سے قصاص لیا گیا تو یہ تمام جانیں بچ گئیں اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قصاص قاتل کے حق میں باعث حیات اُخروی ہے ف۵ یعنی بچتے رہو قصاص کے خوف سے کسی کو قتل کرنے سے یا بچو قصاص کے سبب عذاب آخرت سے یا اس لئے کہ تم کو حکم قصاص کی حکمت معلوم ہوگئی ہے تو اُسکی مخالفت یعنی ترک قصاص سے بچتے رہو۔ ف۶ پہلا حکم قصاص یعنی مردہ کی جان سے متعلق تھا یہ دوسرا حکم اسکے مال کے متعلق ہے اور کلیات مذکورہ سابقہ میں جو وآتی المال علی حبہ ذوی القربی ارشاد ہوا تھا اُسکی تشریح ہے جاہلیت کے لوگوں میں دستور تھا کہ مردہ کا تمام مال اُس کی بیوی اور اولاد بلکہ خاص بیٹوں کو ملتا تھا ماں باپ اور سب اقارب محروم رہتے تھے اس آیہ میں ارشاد ہوا کہ ماں باپ اور جملہ اقارب کو انصاف کے ساتھ دینا چاہئے مرنیوالے پر اسی کے موافق وصیت فرض ہوئی اور یہ وصیت اُسوقت فرض تھی جبتک آیہ میراث نہیں اُتری تھی جب سورۂ نساء میں احکام میراث نازل ہوئے سب کا حصہ خدا تعالیٰ نے آپ معین فرما دیا اب ترکہ میت میں وصیت فرض نہ رہی اُسکی حاجت ہی جاتی رہی البتہ مستحب ہے مگر وارث کے لیے وصیت جائز نہیں اور تہائی ترکہ سے زائد نہ ہو ہاں اگر کسی شخص کے متعلق دین اور ودائع وغیرہ واد و ستد کا جھگڑا ہو اُس پر وصیت اب بھی فرض ہے ف۷ یعنی مردہ تو وصیت انصاف کے ساتھ کر مرا تھا مگر دینے والوں نے اُسکی تعمیل نہ کی تو مردہ پر کوئی گناہ نہیں وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوا وہی لوگ گنہگار ہونگے بیشک حق تعالیٰ سب کی باتیں سنتا ہے اور سب کی نیتوں کو جانتا ہے ف۸ یعنی اگر کسی کو مردہ کی طرف سے یہ اندیشہ یا علم ہوا کہ اُس نے کسی وجہ سے غلطی کھائی اور کسی کی بیجا رعایت کی یا دیدہ و دانستہ خلاف حکم الٰہی دے گیا پس اُس شخص نے اہل وصیت اور وارثوں میں حکم شریعت کے موافق صلح کرادی تو اُسکو کچھ گناہ نہ ہوگا وصیت میں یہ ردوبدل جائز اور بہتر ہے ف۹ یعنی حق تعالیٰ تو گنہگاروں کی بھی مغفرت فرماتا ہے تو جسنے اصلاح کی غرض سے ایک بُرائی سے سب کو بچایا اُس کی مغفرت تو ضرور فرمائیگا یا یوں کہو کہ بخشنے والا ہے وصیت کرنیوالے کو جس نے وصیت ناجائز کی تھی مگر پھر سمجھ کر اس وصیت سے اپنی زندگی ہی میں پھر گیا ف۱۰ یہ حکم روزہ کے متعلق ہے جو ارکان اسلام میں داخل ہے اور نفس کے بندوں پر چونکہ نہایت ہی شاق ہوتا ہے اس لئے تاکید اور اہتمام کے الفاظ سے بیان کیا گیا اور یہ حکم حضرت آدم کے زمانہ سے اب تک برابر جاری ہے گو تعیین ایام میں اختلاف ہوا اور اصول مذکورہ سابقہ میں جو صبر کا حکم تھا روزہ اُس کا ایک بڑا رکن ہے حدیث میں روزہ کو نصف صبر فرمایا ہے ف۱۱ یعنی روزہ سے نفس کو اُسکی مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑیگی تو پھر اُسکو اُن مرغوبات سے جو شرعاً حرام ہیں روک سکو گے اور روزہ سے نفس کی قوت و شہوت میں ضعف بھی آئیگا تو اب تم متقی ہو جاؤ گے بڑی حکمت روزہ میں یہی ہے کہ نفس سرکش کی اصلاح ہو اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں اُنکا کرنا سہل ہو جاوے اور متقی بن جاؤ۔ جاننا چاہئے کہ یہود و نصاریٰ پر بھی رمضان کے روزے فرض ہوئے تھے مگر اُنہوں نے اپنی خواہشات کے موافق اُن میں اپنی رائے سے تغیر و تبدل کیا تو لعلکم تتقون میں اُن پر تعریض ہے معنی یہ ہونگے کہ اے مسلمانو تم نافرمانی سے بچو یعنی یہود اور نصاریٰ کی طرح اس حکم میں خلل نہ ڈالو ف۱۲ یعنی چند روز گنتی کے جو زیادہ نہیں مقصود گنتی کے دنوں سے رمضان کا مہینہ ہے جیسا اگلی آیت میں آتا ہے ف۱۳ پھر اس مدت قلیل میں بھی اتنی سہولت دی گئی کہ جو بیمار ایسا ہو کہ روزہ رکھنا دشوار ہو یا مسافر ہو تو اُسکو اختیار ہے کہ روزے نہ رکھے اور روزے کھائے اتنے ہی رمضان کے سوا اور دنوں میں روزے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا متفرق کرکے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ روزہ رکھنے کی قوت رکھتے ہیں مگر ابتداء میں چونکہ روزہ کی بالکل عادت نہ تھی اس لئے ایک ماہ کامل پے در پے روزے رکھنا اُنکو نہایت شاق تھا تو اُنکے لئے یہ سہولت فرمادی گئی تھی کہ اگرچہ تمکو کوئی عذر مثل مرض یا سفر پیش نہ ہو مگر صرف عادت نہ ہونے کے سبب سے روزہ تم کو دشوار ہو تو اب تمکو اختیار ہے چاہو روزہ رکھو چاہو روزہ کا بدلا دو ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ کیونکہ جب ایک دن کا کھانا دوسرے کو دیدیا تو گویا اپنے نفس کو ایک روز کے کھانے سے روک دیا اور فی الجملہ روزہ کی مشابہت ہو گئی پھر جب وہ لوگ روزہ کے عادی ہو گئے تو یہ اجازت باقی نہ رہی جیسا اس سے اگلی آیت میں آتا ہے اور بعض اکابر نے طعام مسکین سے صدقۃ الفطر بھی مراد لیا ہے معنی یہ ہونگے کہ جو لوگ فدیہ دینے کی طاقت (بقیہ صفحہ ۳۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جب روزہ فرض ہوا تو مسلمان سارے رمضان عورت کے پاس نہ جاتے اور پہلی اُمت کی طرح رات کو سو کر پھر نہ کھاتے اس بیچ میں بعضے شخص نہ رہ سکے پھر حضرت کے پاس عرض کیا تب یہ آیت اتری یعنی تم اپنی چوری میں کرتے تھے اللہ نے منع نہیں کیا اور کھانا صبح تک رخصت ہے جب دھاری سفید پڑے وہی صبح صادق ہے اور جب تک روشنی اونچی رہے ستون سا وہ صبح کاذب ہے مگر اعتکاف میں رات دن عورت پاس نہ جاوے ف۲ نہ پہنچاؤ حاکموں تک یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو یا رشوت نہ دو کر حاکم کو فہم کر کسی کا مال کھا جاؤ ف۳ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ کیا سبب ہے چاند ایک حالت پر نہیں رہتا اللہ صاحب نے جواب فرمایا کہ اس پر حال بدلتے رکھتے ہیں تا مہینے کی حد ٹھہرے پر مہینوں سے برس ٹھہرے اسی پر خلق کے معاملے اور اللہ کی عبادت کو وقت مقرر ہو عبادت جو برس پر مقرر ہے ایک روزہ ہے جس کا حکم مذکور ہوا دوسرے حج اس کا حکم آگے شروع ہوتا ہے کفر کی غلطیوں میں ایک یہ تھی کہ جب گھر سے نکل کر احرام باندھا حج کا پھر کچھ ضرورت ہوئی کہ گھر میں جاویں تو دروازے سے نہ جاتے چھت پر چڑھ کر گرتے اللہ تعالیٰ نے اس کو غلط کیا ف۴ حج کے ساتھ یہ مذکور بھی ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے شہر مکہ جائے امان تھی اگر یہاں دشمن کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا اور حج کے اول اور آخر تین مہینے ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام عرب میں راہیں جاری ہوتیں اور لڑائی موقوف رہتی اللہ تعالیٰ ان کا حکم فرماتا ہے اس بیچ میں اور بیچ لڑائی کے حکم اور جہاد کے آداب فرماتا ہے جو فرمایا کہ اگر وہ لڑیں اُن سے لڑو اور زیادتی نہ کرو اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ ماریئے لڑنے والوں کو ماریئے۔ ——— از شاہ عبدالقادر رح

فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

پھر اب ملو اُن سے اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تم کو اور کھاؤ اور پیو

پھر ملو اپنی عورتوں سے اور طلب کرو اسکو جو لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے ف۱ اور کھاؤ اور پیو

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠

جب تک کہ صاف نظر آوے تم کو دھاری سفید جدی دھاری سیاہ سے فجر کی

جب تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید صبح کی جدا دھاری سیاہ سے ف۲

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ

پھر پورا کرو روزہ رات تک اور نہ ملو اُن سے جب اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجدوں میں

پھر پورا کرو روزہ کو رات تک ف۳ اور نہ ملو عورتوں سے جب تک کہ تم اعتکاف کرو مسجدوں میں ف۴

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ

یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی سو اُن کے نزدیک نہ جاؤ اس طرح بیان کرتا ہے اللہ اپنی آیتیں

یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی سو انکے نزدیک نہ جاؤ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ اپنی آیتیں

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

لوگوں کو شاید وہ بچتے رہیں ف اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق

لوگوں کیواسطے تاکہ وہ بچتے رہیں ف۵ اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق ف۶

وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ

اور نہ پہنچاؤ اُنہیں حاکموں تک کہ کھا جاؤ کاٹ کر لوگوں کے مال میں سے مارے گناہ کے

اور نہ اُن کو حاکموں تک کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں سے ظلم کر کے (ناحق)

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ع يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ

اور تم کو معلوم ہے ف تجھ سے پوچھتے ہیں نیا چاند کا نکلنا تو کہہ یہ وقت ٹھہرے ہیں واسطے لوگوں کے

اور تم کو معلوم ہے ف۷ تجھ سے پوچھتے ہیں حال نئے چاند کا ف۸ کہہ دے کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کیواسطے

وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِھَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ

اور واسطے حج کے اور نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ چھت پر سے لیکن نیکی وہ ہے

اور حج کیواسطے ف۹ اور نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ اُنکی پشت کی طرف سے اور لیکن نیکی یہ ہے کہ

مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

جو کوئی بچتا رہے اور گھروں میں آؤ دروازوں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید مراد کو پہنچو ف۳

جو کوئی ڈرے اللہ سے اور گھروں میں آؤ دروازوں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو ف۱۰

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے جو لڑتے ہیں تم سے اور زیادتی مت کرو اللہ

اور لڑو اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے ف۱۱ اور کسی پر زیادتی مت کرو ف۱۲ بیشک اللہ تعالیٰ

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ

نہیں چاہتا زیادتی والوں کو ف۴ اور مار ڈالو اُن کو جس جگہ پاؤ اور نکال دو

ناپسند کرتا ہے زیادتی کرنیوالوں کو اور مار ڈالو اُن کو جس جگہ پاؤ اور نکال دو اُن کو

(بقیہ فوائد صفحہ ۳۵) رکھتے ہیں وہ ایک مسکین کے کھانے کی مقدار اسکو دیدیں جسکی مقدار شرع میں گیہوں کا آدھا صاع اور جَو کا پورا صاع ہے تو اب یہ آیت منسوخ ہوگئی اور جو لوگ اب بھی یہ کہتے ہیں کہ جس کا جی چاہے روزہ رمضان میں رکھ لے اور جس کا جی چاہے فدیہ پر قناعت کرے خاص روزہ ہی ضرور رکھے یہ حکم نہیں وہ یا جاہل ہیں یا بے دین ف۳ یعنی اگر ایک دن کے کھانے سے زیادہ ایک مسکین کو دو یا کئی مسکینوں کا پیٹ بھر دے تو سبحان اللہ بہت ہی بہتر ہے ف۴ یعنی اگر تم کو روزہ کی فضیلت اور حکمت اور منافع معلوم ہوں تو جان لو کہ روزہ رکھنا فدیہ مذکورہ کے دینے سے بہتر ہے اور روزہ رکھنے کو کوتاہی نہ کرو ف۴ حدیث میں آیا ہے کہ صحف ابراہیمی اور توریت و انجیل سب کا نزول رمضان ہی میں ہوا اور قرآن شریف بھی رمضان کی چوبیسویں رات میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر سب ایک ساتھ بھیجا گیا پھر تھوڑا تھوڑا کر کے مناسب احوال آپ پر نازل ہوتا رہا اور ہر رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن نازل شدہ آپ کو کر سنا جاتے تھے ان سب حالات سے مہینے رمضان کی فضیلت اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت و خصوصیت خوب ظاہر ہوگئی اس لئے اس مہینے میں تراویح مقرر ہوئی پس قرآن کی خدمت اسی مہینے میں خوب اہتمام سے کرنی چاہئے کہ اسیواسطے مقرر اور متعین ہوا ہے ف۵ یعنی جب اس ماہ مبارک کے فضائل مخصوصہ عظیمہ تم کو معلوم ہوچکے تو اب جس کسی کو یہ مہینہ ملے اسکو روزہ ضرور رکھنا چاہئے اور بغرض سہولت ابتدا میں جو فدیہ کی اجازت بر اسئے چندے دی گئی تھی وہ موقوف ہوگئی ف۶ اس حکم عام سے یہ سمجھ میں آتا تھا کہ شاید مریض اور مسافر کو بھی افطار و قضا کی اجازت باقی نہیں رہی اور جیسے روزہ کی طاقت رکھنے والوں کو اب افطار کی ممانعت کر دی گئی ایسے ہی مسافر اور مریض کو بھی ممانعت ہوگئی ہو اس لئے مریض و مسافر کی نسبت پھر صاف فرما دیا کہ ان کو رمضان میں افطار کرنے اور اور دنوں میں اسکے قضا کرنے کی اجازت اسی طرح باقی ہے جیسے تھی ف۷ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اول رمضان میں روزہ کا حکم فرمایا اور بوجہ عذر بیمار مریض اور مسافر کو افطار کرنے کی اجازت دی اور دیگر اوقات میں اُن دنوں کی شمار کی برابر روزوں کا قضا کرنا تم پر پھر واجب فرمایا ایک ساتھ ہونے یا متفرق ہونے کی ضرورت نہیں تو ان میں اس کا لحاظ ہے کہ تم پر سہولت رہے دشواری نہ ہو اور یہ بھی منظور ہے کہ تم اپنے روزوں کی شمار پوری کر لیا کرو ثواب میں کمی نہ آ جائے اور یہ بھی منظور ہے کہ تم اس مربی و سرا سر خیر کی ہدایت پر اپنے اللہ کی بڑائی بیان کرو اور اس کو بزرگی سے یاد کرو اور یہ بھی مطلوب ہے کہ ان نعمتوں پر تم شکر کرو اور شکر کرنیوالوں کی جماعت میں داخل ہو جاؤ سبحان اللہ روزہ جیسی مفید عبادت ہم پر واجب فرمائی اور مشقت اور تکلیف کی حالت میں سہولت بھی فرمادی اور فراغت کے وقت میں اس نقصان کے جبر کا طریقہ بھی بتلا دیا ف۸ شروع میں یہ حکم تھا کہ رمضان میں اول شب میں کھانے پینے اور عورتوں کے پاس جانے کی اجازت تھی مگر سو رہنے کے بعد ان چیزوں کی ممانعت تھی بعض لوگوں نے اسکے خلاف کیا اور سو رہنے کے بعد عورتوں سے قربت کی پھر آپ سے آکر عرض کیا اور اپنے قصور کا اقرار اور ندامت کا اظہار کیا اور توبہ کی نسبت آپ سے سوال کیا تو اس پر یہ آیت اتری کہ تمہاری توبہ قبول کی گئی اور احکام مفصلہ ذیل کی اطاعت کی تاکید فرمائی گئی اور حکم سابق منسوخ فرما کر آئندہ کو اجازت دیدی گئی کہ تمام شب رمضان میں تا صبح صادق سے پہلے کھانا پینا وغیرہ تم کو حلال ہے جس کا ذکر اسکے بعد کی آیت میں آتا ہے اور آیات سابقہ میں جو بندوں پر سہولت اور عنایت کا ذکر تھا اس قرب و اجابت دعا کی بات سے اسکی بھی خوب تاکید ہوگئی اور ایک تعلق کی وجہ یہ بھی ہے کہ پہلی آیت میں تکبیر و اللہ کی بڑائی بیان کرنے کا حکم تھا آپ سے بعض نے پوچھا کہ ہمارا رب دور ہے تو ہم اسکو پکاریں یا نزدیک ہو تو آہستہ بات کریں اس پر یہ آیت اتری یعنی وہ قریب ہے ہر ایک سنتا ہے آہستہ ہو یا پکار کر اور جن موقعوں میں پکار کر تکبیر کہنے کا حکم ہے وہ دوسری وجہ سے ہے یہ نہیں کہ وہ آہستہ بات کو نہیں سنتا ف۹ رمضان کی رات میں بعد نیند کے بعد کھانا پینا عورت کے پاس جانا حرام تھا اسمیں بھی سہولت کر دی گئی اب تمام رات

میں جب چاہو عورتوں کے ساتھ اختلاط کرو ف۱۰ لباس اور پوشاک سے غرض ملابست اتصال و اختلاط ہے یعنی جس طرح بدن سے کپڑے لگے اور لپٹے ہوتے ہیں اسی طرح مرد و عورت آپس میں ملے ہیں ف۱۱ اپنے نفس کیساتھ خیانت کرنیکا مطلب یہ ہے کہ سونے کے بعد عورتوں کے پاس جا کر بوجہ مخالفت حکم الٰہی تم اپنے آپ کو گنہگار بناتے ہو جس سے تمہارے نفس مستحق عتاب ہوتے ہیں اور انکے ثواب میں نقصان پڑتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمکو معاف فرمایا اور آئندہ کو اجازت فرما دی۔

فوائد صفحہ ہذا؛ ف۱ یعنی لوح محفوظ میں جو اولاد تمہارے لئے اللہ نے مقرر فرما دی ہے عورتوں کی مباشرت سے وہ مطلوب ہونی چاہئے محض شہوت رانی مقصود نہ ہو اور اسمیں عزل کی کراہت اور لواطت کی ممانعت کیطرف بھی اشارہ ہے ف۲ یعنی جیسے رات بھر میں مجامعت کی اجازت دیگئی اسی طرح رمضان کی رات میں تمکو کھانے اور پینے کی بھی اجازت ہے صبح صادق تک ف۳ یعنی طلوع صبح صادق سے رات تک روزہ کو پورا کرو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کئی روزے متصل رکھنے اس طرح پر کہ رات کو بھی افطار کی نوبت نہ آئے مکروہ ہے ف۴ یعنی روزہ میں تو رات کو مباشرت کی اجازت ہے مگر اعتکاف میں رات دن کسی وقت عورت کے پاس نہ جائے ف۵ روزہ اور اعتکاف کے متعلق جو حکم دیا گیا جن کی رعایت ضروری ہے یہ قواعد اللہ کے مقرر فرمائے ہوئے ہیں ان سے ہرگز باہر نہ ہونا بلکہ انکے قریب (بقیہ صفحہ ۳۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی مکہ جائے امان ہے لیکن جب انہوں نے ابتدا کی اور تم پر ظلم کیا اور ایمان لانے پر ستانے لگے کہ یہ مار ڈالنے سے زیادہ ہے اب ان کو امان نہ رہی جہاں پاؤ مارو آخر جب مکہ فتح ہوا تو حضرت نے یہی حکم کیا کہ جو ہتھیار سامنے کرے اسی کو مارو اور باقی سب کو امن ف۲ یعنی اس سب پر اگر اب بھی مسلمان ہوں تو توبہ قبول ہے ف۳ یعنی لڑائی کافروں سے اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور حکم اللہ کا جاری رہے اگر تابع ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں اور ایمان تو دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان کرنا کیا حاصل ف۴ یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کو مانے کہ اس مہینے میں تم سے نہ لڑے تو تم بھی اس سے نہ لڑو اور اگلے لوگ جنہیں مہینوں میں ظلم کر لے رب مسلمانوں پر پھر مسلمان پر کیوں قصور کریں بلکہ سفر حدیبیہ میں ماہ ذیقعدہ ہو تھا حضرت عمرے کو گئے اور کافر لڑنے کو موجود ہوئے یہ آیت اسی واسطے اتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تھے کہ اگر ماہ حرام میں کافر لڑنے لگیں تو ہم کیا کریں ف۵ یعنی جہاد نہ چھوڑ بیٹھو اس میں تباہی ہلاکت ہے۔

از شاہ عبدالقادر رح

مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ

جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا اور دین سے بچلانا قتل کرنے سے زیادہ ہے اور نہ لڑو ان سے

جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ف۱ اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے بھی زیادہ سخت ہے ف۲ اور نہ لڑو ان سے

عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ

مسجد الحرام پاس جبتک وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہ پھر اگر وہ لڑیں تو ان کو مارو

مسجد الحرام کے پاس جب تک کہ وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہ پھر اگر وہ خود ہی لڑیں تم سے تو ان کو مارو

كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

یہی سزا ہے منکروں کی ف۱ پھر اگر وہ باز آویں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲

یہی ہے سزا کافروں کی ف۳ پھر اگر وہ باز آ گئیں تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے ف۴

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انتَهَوْا

اور لڑو ان سے جبتک باقی نہ رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا پھر اگر وہ باز آئیں

اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا پھر اگر وہ باز آئیں

فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ

تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر ف۳ حرمت کا مہینہ مقابل حرمت کے مہینے کے

تو کسی پر زیادتی نہیں مگر ظالموں پر ف۵ حرمت والا مہینہ بدلا (مقابل) ہے حرمت والے مہینے کا

وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ

اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو

اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر زیادتی کرو

بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ

جیسے اس نے زیادتی کی تم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ ساتھ

جیسی اس نے زیادتی کی تم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے

الْمُتَّقِينَ ۝ وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى

ہے پرہیزگاروں کے ف۴ اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان کو

پرہیزگاروں کے ف۶ اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان کو

التَّهْلُكَةِ ۛ وَأَحْسِنُوا ۛ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَأَتِمُّوا

ہلاکت میں اور نیکی کرو اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو ف۵ اور پورا کرو

ہلاکت میں ف۷ اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور پورا کرو

الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ

حج اور عمرہ اللہ کے واسطے پھر اگر تم روکے گئے تو جو میسر ہو قربانی بھیجو

حج اور عمرہ اللہ کے واسطے ف۸ پھر اگر تم روک دیئے جاؤ تو تم پر ہے جو کچھ کہ میسر ہو قربانی سے

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم

اور حجامت نہ کرو سر کی جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پھر جو کوئی تم میں

اور حجامت نہ کرو اپنے سروں کی جب تک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر ف۹ پھر جو کوئی تم میں سے

(بقیہ صفحہ ۳۶) بھی: جانا یا یہ مطلب ہو کہ اپنی رائے یا کسی تہمت سے ان میں سے مردی ذکر نا ف۸ روزہ سے طہارت نفس مقصود تھی اب تطہیر اموال کا ارشاد ہے اور معلوم ہو گیا کہ مال حلال تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہوا اور مال حرام عدو روزہ مثلاً ممنوع ہے کوئی حد نہیں جیسے چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار یا بطریق ناجائز یا سود وغیرہ ان تدبیروں سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے ف۹ نہ پہنچاؤ حاکموں تک یعنی کسی کے مال کی خبر دو ظالم حاکموں کو یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھا لو یا جھوٹی گواہی دیکر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعویٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ اور لوگوں کے ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو ف۱ آفتاب ہمیشہ ایک صورت ایک حالت پر رہتا ہے اور چاند کی صورت بدلتی اور اس کی مقدار روشنی گھٹتی رہتی ہے اس لئے لوگوں نے چاند کے کم زیادہ ہونے کی وجہ آپ سے پوچھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی پہلی آیات میں شہر رمضان اور روزہ کا ذکر تھا اس آیت میں ہلال کا ذکر ہے اور روزہ اور رویت ہلال میں تعلق ظاہر ہے کہ ایک دوسرے پر موقوف ہے اور آگے حج کا اور اس کے احکام کا ذکر ہے ذکر ہلال اس کے بھی مناسب ہے ف۲ یعنی ان سے کہہ دو کہ چاند کا اس طرح پر نکلنا اس سے لوگوں کے معاملات اور عبادات مثل قرض اجارہ عدت مدت حمل و رضاعت روزہ زکوٰۃ وغیرہ کے اوقات ہر ایک کو بے تکلف معلوم ہو جاتے ہیں بالخصوص حج کہ روزہ وغیرہ کی تو اگلے پچھلے ایام میں بھی قضا ہو سکتی ہے حج کی تو قضا بھی ایام مقررہ حج کے سوا دوسرے ایام میں نہیں کر سکتے اور حج کے خاص بیان فرمانے کی یہ بھی وجہ ہے کہ ذیقعدہ ذی الحجہ محرم رجب یہ چار مہینے اشہر حرام تھے ان میں لڑائی اور کسی کو قتل کرنا حرام تھا اہل عرب کو اگر ان مہینوں میں لڑائی پیش آتی تو مہینوں کو مقدم مؤخر کر کے لڑائی کرتے مثلاً ذی الحجہ یا محرم میں لڑائی پیش آئی تو اس کو صفر بنا لیتے اور جب صفر آتا تو اس کو ذی الحجہ یا محرم ٹھہرا لیتے اس خیال کے ابطال کی غرض سے یہاں حج کی تصریح فرمائی کہ جو ایام حج کے لئے اللہ نے مقرر فرمائے انہیں تقدم تاخر ہرگز جائز نہیں اب یہاں سے حج کے متعلقات اور اس کے احکام دور تک ذکر ہونگے ف۳ زمانہ جاہلیت کا ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب گھر سے نکل کر حج کا احرام باندھتے پھر کوئی ضرورت گھر میں جانے کی پیش آتی تو دروازہ سے نہ جاتے چھت پر چڑھ کر گھر کے اندر اترتے یا گھر کی پشت کی جانب نقب دیکر گھستے اور اس کو نیکی کی بات سمجھتے اللہ نے اسکو غلط فرما دیا فائدہ پہلے چونکہ حج کا ذکر تھا اور یہ حکم بھی حج کے متعلق تھا اس مناسبت سے اس حکم کو یہاں بیان فرمایا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ آیت میں اہلہ سے مراد اشہر حج یعنی شوال اور ذیقعدہ اور دس راتیں ذی الحجہ کی ہیں کہ احرام حج ان میں ہونا چاہئے لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ حج کے یہی ایام ہیں یا اور ایام میں بھی حج ہو سکتا ہے اللہ نے جواب دیا کہ حج کیلئے اشہر حج مقرر اور معین ہیں اور اسی کی مناسبت سے احرام کے اندر گھر میں جانے کی کیفیت ذکر فرمائی اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اپنی طرف سے کسی جائز اور مباح امر کو نیکی بنا لینا اور دین میں داخل کر لینا مذموم اور ممنوع ہے جس سے بہت سی باتوں کا بدعت اور مذموم ہونا معلوم ہو گیا ف۱۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے مکہ دار الامن تھا کوئی اپنے دشمن کو بھی مکہ میں پاتا تو کچھ نہ کہتا اور اشہر حرام یعنی ذی القعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یہ چاروں مہینے بھی امن کے تھے ان میں تمام ملک عرب میں لڑائی موقوف ہو جاتی اور کوئی کسی کو کچھ نہ کہتا ذی القعدہ ۶ھ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ کو ہمراہ لے کر عمرہ کے قصد سے مکہ کی زیارت کو تشریف لائے جب آپ مکہ کے نزدیک پہنچے تو مشرکین جمع ہو کر لڑنے کو تیار ہو گئے اور مسلمانوں کو روک دیا آخر کو اس پر صلح ہوئی کہ آپ تو بدون زیارت واپس ہو جائیں اور اگلے برس آن کر عمرہ کریں اور تین روز امن سے مکہ میں رہیں جب دوسرے برس ذی القعدہ ۷ھ میں آپ نے مکہ کا قصد فرمایا تو آپ کے اصحاب کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل مکہ اگر اب بھی وعدہ خلافی کر کے لڑنے بھڑنے کو تیار ہو گئے تو پھر ہم کیا کریں لڑیں تو شہر حرام اور حرم مکہ میں کیونکر لڑیں اور نہ لڑیں تو عمرہ کیسے کریں اس پر حکم الٰہی آیا کہ اگر وہ اس مہینہ حرام میں خلاف عہد تم سے لڑیں تو تم کو بھی بے تامل ان سے لڑو ہاں تمہاری طرف سے ابتدا اور زیادتی نہ ہونی چاہئے۔ حج کے ذیل میں عمرۂ حدیبیہ کی مناسبت سے قتال کفار کا ذکر آیا اس کے جہاد کے بعض احکام و آداب مناسب مقام مذکور فرمائے جاتے ہیں اسکے بعد پھر حج

منزل ۱ کے احکام بیان ہونگے ف۱۲ زیادتی مت کرو اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ مارے جائیں اور حرم کے اندر اپنی طرف سے لڑائی شروع نہ کیجئے۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ جس جگہ پاؤ یعنی حرم میں ہوں خواہ غیر حرم میں جہاں سے تمکو نکالا یعنی مکہ سے ف۲ یعنی دین سے پھر جانا یا دوسرے کو پھرانا یا مہینہ حرام کے اندر مار ڈالنے سے بہت بڑا گناہ ہے مطلب یہ کہ حرم مکہ میں کفار کا شرک کرنا اور کرانا زیادہ قبیح ہے حرم میں مقاتلہ کرنے سے تو اب اے مسلمانو تم کچھ اندیشہ نہ کرو اور جواب ترکی بہ ترکی دو ف۳ یعنی مکہ ضرور جائے امن ہے لیکن جب انہوں نے ابتدا کی اور تم پر ظلم کیا اور ایمان لانے پر دشمنی کرنے لگے کہ یہ بات مار ڈالنے سے بھی سخت ہے تو اب ان کو امان نہ رہی جہاں پاؤ مارو آخر جب مکہ فتح ہوا تو آپ نے یہی فرمایا کہ جو ہتھیار سامنے کرے اسی کو مارو اور باقی سب کو امن دیا ف۴ یعنی باوجود ان سب باتوں کے اگر اب بھی مسلمان ہوں اور شرک سے باز آئیں تو توبہ قبول ہے ف۵ یعنی کافروں سے لڑائی اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے خواہ دکھنے اور خاص اللہ ہی کا حکم جاری رہے سو وہ جب شرک سے باز آ جائیں تو زیادتی صرف ظالموں کے اوپر کسی پر نہیں جو بھی ستے باز رہے گئے وہ اب ظالم نہ رہے تو ان پر زیادتی بھی مت کرو جو فتنے سے باز نہ رہیں ان کو شوق سے قتل کرو ف۶ حرمت کا مہینہ یعنی ذیقعدہ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ یہاں سے حکم ہیں حج کے طریق یہ ہیں کہ احرام باندھے پھر عرفے کے دن عرفات میں حاضر ہو پھر وہاں سے چلے تو رات رہے مشعر الحرام میں پھر عید کی صبح منا میں پہنچ کر کنکر پھینکے اور حجامت کر کر احرام اتارے پھر مکے میں جا کر طواف کعبہ کرے پھر صفا اور مروہ کے بیچ دوڑے پھر منا میں آوے تین دن رہے ہر روز کنکر پھینکے پھر مکے میں جا کر طواف رخصت کرے اور چلا جاوے اور عمرے کے طریق یہ کہ احرام باندھے جس دن چاہے اور طواف کعبہ کرے اور صفا مروہ کے بیچ دوڑے پھر حجامت کر کر احرام اتارے اور حج و عمرہ میں قربانی ضرور نہیں مگر کسی سبب سے یہاں حق تعالیٰ نے تین سبب فرمائے ایک یہ کہ احرام کر کر وہ شخص روکا گیا مرض سے یا دشمن سے تو کسی کے ہاتھ قربانی بھیج دیوے جب ذبح ہو چکے تب یہ احرام سے نکلے پہلے حجامت نہ کرے دوسرا یہ کہ آزار سے یا سر کے بالوں سے عاجز ہو کر احرام کے بیچ حجامت کرے تو اس کا بدلا ہے یا قربانی پہنچانی یا تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھلانا تیسرا یہ کہ حج و عمرہ جدا جدا نہ کرے ایک ہی سفر میں دونوں ادا کرے تو قربانی خرچ یہ قربانی پیدا نہ ہو تو دس روزے تین حج کے دنوں میں اور سات پیچھے اور قربانی کم سے کم ایک بکری ایک شخص کو اور ایک گائے یا اونٹ سات شخص کو اور حج و عمرہ ملانے سے جو قربانی آئی سو مکے کے ساکنوں پر نہیں ۔ ف ۲ حج کے واسطے احرام باندھنے کا وقت غرہ شوال سے تا شب عید قرباں اس سے پہلے بہتر نہیں اور حج اور عمرہ لازم کرنا احرام سے ہے احرام یہ کہ نیت کرے شروع کرنے کی اور زبان سے کہے لبیک تمام پھر جب احرام میں داخل ہوا تو پرہیز رکھے مرد و عورت کی صحبت سے اور ہر گناہ سے اور آپس کے جھگڑے سے اور بدن کے بال اتارنے اور ناخن تراشنے اور خوشبو ملنے اور شکار مارنے سے اور مرد بدن پر سیئے کپڑے نہ پہنے اور سر نہ ڈھانکے اور عورت کپڑے پہنے سر ڈھانکے لیکن منھ پر کپڑا نہ ڈالے اور کفر کی غلطی ایک یہ تھی کہ بغیر خرچ حج جانا ثواب گنتے تھے اور توکل پر مقدور ہوتے ہوئے خرچ نہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقدور ہو تو خرچ لیکر جاؤ بڑا فائدہ یہ کہ سوال نہ کرو۔

از شاہ عبد القادر رح

مَّرِيضًا أَوْ بِهِۦٓ أَذًى مِّن رَّأْسِهِۦ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ

مریض ہو یا اُس کو دکھ دیا اُس کے سر نے تو بدلا دیوے روزے یا خیرات

بیمار ہو یا اُس کو تکلیف ہو سر کی تو بدلا دیوے روزے یا خیرات

أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَآ أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا

یا ذبح کرنا پھر جب تم کو خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ لیوے عمرہ ملا کر حج کے ساتھ [illegible]

یا قربانی ف پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کو ملا کر حج کے ساتھ تو اس پر [illegible]

اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَٰثَةِ أَيَّامٍ

میسر ہو قربانی پہنچاوے پھر جسکو پیدا نہ ہو تو روزہ تین دن کا

جو میسر ہو قربانی سے ف پھر جس کو قربانی نہ ملے تو روزے رکھے تین حج کے

فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ

حج کے وقت میں اور سات دن جب پھر کر جاؤ یہ دس ہوئے پورے یہ

دنوں میں اور سات روزے جب لوٹو یہ دس روزے ہوئے پورے ف ۳ یہ حکم

لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُۥ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَ

اُس کو ہے جسکے گھر والے نہوں رہتے مسجد الحرام پاس اور ڈرتے رہو اللہ سے اور

اسکے لئے ہے جسکے گھر والے نہ رہتے ہوں مسجد الحرام کے پاس ف اور ڈرتے رہو اللہ سے اور

اعْلَمُوٓا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَٰتٌ ۚ

جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے ف حج جو کئی مہینے ہیں معلوم

جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے حج کے چند مہینے ہیں معلوم ف ۵

فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ

پھر جس نے لازم کر لیا اُن میں حج تو بے پردہ ہونا نہیں عورتوں سے نہ گناہ کرنا نہ جھگڑا کرنا

پھر جس نے لازم کر لیا اُن میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت سے اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا

فِى الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ

حج میں اور جو کچھ تم کرو گے نیکی اللہ کو معلوم ہوگی اور خرچ راہ لیا کرو کہ

حج کے زمانہ میں اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اسکو جانتا ہے ف اور زاد راہ لے لیا کرو کہ بیشک

خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُونِ يَٰٓأُو۟لِى الْأَلْبَٰبِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

بہتر خرچ راہ ہے گناہ سے بچنا اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو ف کچھ گناہ نہیں تم پر

بہتر فائدہ زاد راہ کا بچنا ہے سوال سے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو ف کچھ گناہ نہیں

جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۚ فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ

کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا پھر جب طواف کو چلو عرفات سے

تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا ف پھر جب طواف کے لئے لوٹو عرفات سے

فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ وَإِن

تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے اور اُس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھایا اور تم

تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے ف اور اُس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھلایا اور بیشک

(بقیہ صفحہ ۳۷) عمرہ کی قضا کرنے جا رہے ہو بدلا ہے اس حرمت کے مہینہ یعنی ذیقعدہ کا کہ سال گذشتہ میں اسی مہینہ کے اندر کفار مکہ نے تم کو عمرہ سے روک دیا تھا اور مکہ میں جانے نہ دیا تھا یعنی اب تم شوق سے ان سے بدلا لو کیونکہ ادب اور حرمت رکھنے میں تو برابری ہے یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کی حرمت کرے اور اس مہینہ میں تم سے نہ لڑے تو تم بھی ایسا ہی کرو مکہ والے جو سال گذشتہ میں تم پر ظلم کر چکے اور نہ ماہ حرام کی حرمت کی نہ حرم مکہ کی نہ تمہارے احرام کا لحاظ کیا اور تم نے اس پر بھی صبر کیا اگر اس وقت بھی سب حرمتوں سے قطع نظر کر کے آمادہ جنگ ہوں تو تم بھی کسی حرمت کا خیال مت کرو بلکہ انکی پچھلی سب کسر نکالو مگر جو کرو برابر سے زیادہ مت کرو اسکی خلاف اجازت ہرگز نہیں اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا بیشک ناصر و مددگار ہے ف ۳ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت میں یعنی جہاد وغیرہ میں اپنے مال کو صرف کرو اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو یعنی جہاد کو چھوڑ بیٹھو یا اپنے مال کو جہاد میں صرف نہ کرو کہ اس سے تم ضعیف اور دشمن قوی ہوگا۔

ف ۴ حج کے متعلق میں جہاد کا ذکر جو مناسب تھا اس کو بیان فرما کر اب احکام حج و عمرہ بتلائے جاتے ہیں ف ۵ مطلب یہ ہے کہ جب کسی نے حج یا عمرہ شروع کیا یعنی اس کا احرام باندھا تو اس کا پورا کرنا لازم ہو گیا بیچ میں چھوڑ بیٹھے اور احرام سے نکل جائے یہ نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی دشمن یا مرض کی وجہ سے بیچ راہ میں رک گیا اور حج و عمرہ نہیں کر سکتا تو اس کے ذمہ پر ہے قربانی جو اسکو میسر آئے جس کا ادنیٰ مرتبہ ایک بکری ہے اس قربانی کو کسی کے ہاتھ مکہ کو بھیج اور یہ مقرر کر دے کہ فلاں روز اسکو حرم مکہ میں پہنچ کر ذبح کر دینا اور جب اطمینان ہو جائے کہ اب اپنے ٹھکانے یعنی حرم میں پہنچ کر اسکی قربانی ہو چکی ہوگی اسوقت سر کی حجامت کرا دے اس سے پہلے ہرگز نہ کرائے اس کو دم احصار کہتے ہیں کہ حج یا عمرہ سے رکنے کی وجہ سے لازم ہوتا ہے

فوائد صفحہ ہذا ف ۱ یعنی اگر حالت احرام میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں درد یا سر میں زخم ہو تو اسکو بضرورت حالت احرام میں حجامت کرنا سر کا جائز ہے مگر بدلا دینا پڑیگا تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا یا ایک دنبہ یا بکرے کی قربانی کرنا۔ یہ دم جنایت ہے کہ حالت احرام میں بوجہ عذر مرض لاچار ہو کر ممنوعات احرام کرنے پڑے ف ۲ یعنی جو محرم کہ دشمن کی طرف سے اور مرض سے مطمئن ہو خواہ اسکو کسی قسم کا اندیشہ پیش ہی نہ آیا یا دشمن کا خوف یا بیماری کا کھٹکا پیش آیا مگر جلد زائل ہو گیا احرام حج وغیرہ میں اس سے خلل نہ آنے پایا تو اس کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے حج اور عمرہ دونوں ادا کئے یعنی قران یا تمتع کیا افراد نہیں کیا تو اس پر قربانی ایک بکرا یا ساتواں حصہ اونٹ یا گائے کا لازم ہے اسکو دم قران اور دم تمتع کہتے ہیں امام ابو حنیفہ اسکو دم شکر کہتے ہیں اور اسکو اس میں سے کھانے کی اجازت دیتے ہیں اور امام شافعی اسکو دم جبر کہتے ہیں اور قربانی کرنیوالے کو اس میں سے کھانے کی اجازت بھی نہیں دیتے ف ۳ یعنی جس نے قران یا تمتع کیا اور اسکو قربانی میسر نہ ہوئی تو اسکو چاہئے کہ تین روزے رکھے حج کے دنوں میں جو کہ یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ پر ختم ہو جاتے ہیں اور سات روزے جب رکھے کہ حج سے بالکل فارغ ہو جائے دونوں کا مجموعہ دس روزے ہو گیا ف ۴ یعنی قران و تمتع اسی کے لئے ہے جو مسجد حرام یعنی حرم مکہ کے اندر یا اسکے قریب نہ رہتا ہو مکہ میں یعنی خارج از میقات کا رہنے والا ہو اور جو حرم مکہ کے رہنے والے ہیں وہ صرف افراد کریں ف ۵ شوال کے غرہ سے بقرعید کی صبح یعنی ذی الحجہ کی دسویں رات تک ان کا نام اشہر حج ہے اس لئے کہ احرام حج ان کے اندر ہوتا ہے اگر اس سے پہلے کوئی احرام حج باندھے گا تو وہ ناجائز یا مکروہ ہوگا یعنی حج کیلئے چند مہینے مقرر ہیں اور سب کو معلوم ہیں مشرکین عرب جو اپنی ضرورت میں انہیں آگے پیچھے بدل کرتے تھے جسکو دوسری آیت میں انما النسیء زیادة فی الکفر فرمایا گیا ہے یہ بالکل بے اصل اور باطل ہے ف ۶ حج لازم کیا یعنی احرام حج کا باندھا اس طرح پر کہ دل سے نیت کی اور زبان سے تلبیہ پڑھا ف ۷ ایک غلط دستور [illegible] یہ بھی تھا کہ بغیر زاد راہ خالی ہاتھ حج کو جانا ثواب سمجھتے اور اسکو توکل کہتے اور وہاں جا کر ہر ایک سے مانگتے پھرتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسکو مقدور ہو وہ خرچ ہمراہ لیکر جائے تاکہ خود سوال سے بچیں اور دوسروں کو بھی [illegible] ف ۸ حج کے سفر میں اگر سوداگری بھی کرو تو گناہ نہیں بلکہ مباح ہے دونوں کو اس میں شبہ ہوا کہ شاید تجارت کرنے سے حج میں نقصان آئے اب جسکو مقصود اصلی حج ہو اور اسکے ذیل میں تجارت بھی کرے تو اسکے ثواب میں نقصان نہ آئیگا ف ۹ مشعر الحرام ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ میں واقع ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے اس پہاڑ پر قیام کرنا افضل ہے اور تمام مزدلفہ میں جہاں قیام کرے جائز ہے سوا وادی محسر کے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ گناہ نہیں کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا یعنی حج کے سفر میں مال تجارت بیچو یا جائز روزی کمانے کو منع نہیں لوگوں نے اس میں شبہ کیا تھا کہ شاید حج قبول نہ ہو اس واسطے فرمایا ف۲ یعنی قریش کی غلطی تھی کہ مکے کے ساکن عرفات نہ جاتے کہ عرفات حرم سے باہر ہے حرم کی حد پر کھڑے رہتے سو فرمایا کہ جہاں سے سب لوگ چلیں طواف کو تم بھی چلو اور اگلی تقصیر پر نادم ہو۔ ف۳ ان آیتوں میں فرمایا کہ کفر کے وقت دستور تھا حج سے فارغ ہو کر تین دن منیٰ میں رہتے بعد خوشی کرتے اور بازار لگاتے اور اپنے باپ دادوں کے ساکے بیان کرتے اب اللہ صاحب نے اُسکے بدلے تین دن ٹھہرنا مقرر کیا کہ اللہ کو یاد کرو ان دنوں میں دو پہر کو کنکر پھینکتے ہیں اور ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے ہیں اور سوائے نماز ہر وقت اور کوئی چاہے تو دو ہی دن رہ کر رخصت ہو اور تین دن رہے تو بہتر ہے اور یہ فرمایا جن کو رغبت نری دُنیا پر ہے وہ آخرت سے محروم ہیں اب حج کا مذکور ہو چکا ——— از شاہ عبد القادر رح

كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ

تھے اس سے پہلے راہ بھولے ف۱ پھر طواف کو چلو جہاں سے سب لوگ

تم تھے اس سے پہلے ناواقف ف۱ پھر طواف کرنے کو پھرو جہاں سے سب لوگ

النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمْ

چلیں اور گناہ بخشواؤ اللہ سے اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ پھر جب پورے کر چکو

پھریں اور مغفرت چاہو اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان ف۲ پھر جب پورے کر چکو

مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ

اپنے حج کے کام تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے زیادہ

اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے تم یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو ف۳

فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ

پھر کوئی آدمی کہتا ہے اے رب دے ہم کو دنیا میں اور اس کو آخرت میں

پھر کوئی آدمی تو کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں اور اس کے لئے آخرت میں

مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً

کچھ حصہ نہیں اور کوئی اُن میں کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی

کچھ حصہ نہیں اور کوئی اُن میں کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی

وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ

النصف

اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ اِن کو ہے حصہ

اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے انہی لوگوں کے واسطے حصہ ہے

مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ

اپنی کمائی سے اور اللہ جلد لیتا ہے حساب اور یاد کرو اللہ کو کئی دن

اپنی کمائی کا ف۴ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ف۵ اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے

مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِىْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ

گنے ہوئے پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن میں اُس پر نہیں گناہ اور جو کوئی رہ گیا

چند دنوں میں ف۶ پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو ہی دن میں تو اس پر گناہ نہیں اور جو کوئی رہ گیا

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اُس پر نہیں گناہ جو کوئی ڈرتا ہے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم اُسی پاس جمع ہوگے ف۳

تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں جو کہ ڈرتا ہے ف۷ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو بیشک تم سب اُسی کے پاس جمع ہوگے ف۸

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى

اور بعضا آدمی ہے کہ خوش آوے تجھ کو اس کی بات دنیا کی زندگی میں اور گواہ پکڑتا ہے اللہ کو

اور بعضا آدمی وہ ہے کہ پسند آتی ہے تجھ کو اُسکی بات دنیا کی زندگانی کے کاموں میں اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے

مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ

اپنے دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو دوڑتا پھرے ملک میں

دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پھرے تیرے پاس سے تو دوڑتا پھرے ملک میں

ف۱ یعنی کفار بھی اللہ کا ذکر تو کرتے تھے مگر شرک کے ساتھ وہ ذکر نہ چاہئے بلکہ توحید کے ساتھ جس کی تم کو ہدایت فرمائی ف۲ زمانۂ کفر کی ایک غلطی یہ بھی تھی کہ مکہ کے لوگ عرفات تک نہ جاتے کہ عرفات حرم سے باہر ہے بلکہ حرم کی حد یعنی مزدلفہ میں ٹھہر جاتے اور قریش کے سوا اور سب عرفات تک پہنچتے اور پھر وہاں سے طواف کے لئے مکہ کو واپس آتے سو اس غلطی کو مٹایا کہ جہاں سے سب لوگ طواف کو آئیں تم بھی وہیں سے جا کر لوٹو یعنی عرفات سے اور اگلی تقصیر پر نادم ہو ف۳ یعنی دسویں ذی الحجہ کو جب افعال حج رمی جمرہ اور ذبح قربانی و سر منڈانا اور طواف کعبہ اور سعی صفا مروہ سے فراغت پا چکو تو زمانۂ قیام منیٰ میں اللہ کا ذکر کرو جیسے کفر کے زمانہ میں اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اُس سے بھی زیادہ ذکر کرنا چاہئے۔ اہل عرب کا قدیم دستور تھا کہ حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں تین روز قیام کرتے اور بازار لگاتے اور اپنے باپ دادا کی بڑائی اور فضائل بیان کیا کرتے سو اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا اور فرمایا کہ ان دنوں میں خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو ف۴ پہلے یہ فرمایا تھا کہ اللہ کا ذکر کرو اور دُعا کثرت کرو اب یہ بتلایا جاتا ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے اور اس سے دعا مانگنے والے بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ کہ جن کا مطلوب صرف دنیا ہے اُنکی دعا یہی ہے کہ انکو جو کچھ دولت عزت وغیرہ دینا ہو دنیا ہی میں دیدی جائے سو یہ لوگ تو آخرت کی نعمتوں سے بے بہرہ ہیں دوسرے وہ کہ طالب آخرت ہیں جو دنیا کی خوبی یعنی توفیق بندگی وغیرہ اور آخرت کی خوبی یعنی ثواب اور رحمت و جنت دونوں کو طلب کرتے ہیں سو ایسوں کو آخرت میں اُنکے حج اور دعا جملہ حسنات سے پورا حصہ ملیگا ف۵ یعنی قیامت کو سب کا ایک دم میں حساب لیگا یا یوں کہو کہ قیامت کو دور نہ سمجھو بلکہ جلد آنیوالی ہے اس سے کسی طرح بچاؤ ممکن نہیں اسکی فکر سے غافل مت ہو ف۶ ایام معدودات سے مراد ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں تاریخیں ہیں جنمیں حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں قیام حکم ہے ان دنوں میں رمی جمار یعنی کنکریوں کے مارنے کے وقت اور ہر نماز کے بعد تکبیر کہنے کا حکم ہے اور دیگر اوقات میں بھی ان دنوں میں چاہئے کہ تکبیر اور ذکر الٰہی کثرت سے کرے۔ ف۷ یعنی گناہ تو یہ ہے کہ ممنوعات شرعیہ سے پرہیز نہ کرے اور جو کوئی اللہ سے ڈرے اور زمانۂ حج میں پرہیزگاری کرے تو پھر اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ منیٰ میں دو دن قیام کیا یا تین دن کہ اللہ نے دونوں باتیں جائز رکھیں گو افضل یہی ہو کہ تین روز قیام کرے ف۸ یعنی حج کی خصوصیت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے ہر کام میں اور ہر وقت ڈرتے رہو کہ تم سب کو قبروں سے اٹھ کر اس کے پاس جمع ہونا ہے حساب دینے کو اب حج کا ذکر تو تمام ہو چکا مگر حج کے ذیل میں جو لوگوں کی دو قسموں کا ذکر آگیا تھا فمن الناس من یقول اور ومنھم من یقول یعنی کافر اور مومن کا تو اب اُس کی مناسبت سے تیسری قسم یعنی منافق کا حال بھی بیان کیا جاتا ہے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ حال ہے منافق کا ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ رکھے کہ میرے دل میں تمہاری محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کچھ کمی نہ کرے اور قابو پاوے تو لوٹ اور مار مچاوے اور منع کرنے سے اور ضد چڑھے زیادہ گناہ کرنے ایک شخص اخنس بن شریق تھا اس نے یہی حضرت سے یہی سلوک کیا ف۲ یہ حال ہے صاحب ایمان کا کہ اللہ کی رضا پر اپنی جان دیوے ف۳ یعنی پیغمبر اور قرآن پر یقین نہیں لاتے تو اب منتظر ہیں اللہ آوے اور ہر کسی کو اس کے عمل کے موافق جزا دیوے ——— از جناب شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ○

کہ اُس میں ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیاں اور جانیں اور اللہ دوست نہیں رکھتا فساد کرنے کو

تاکہ اس میں خرابی ڈالے اور تباہ کرے کھیتیاں اور جانیں اور اللہ ناپسند کرتا ہے فساد کو

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ

اور جو کہئے اس کو اللہ سے ڈر تو کھینچ لاوے اُسکو تکبر گناہ پر پھر بس ہے اُسکو دوزخ

اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈر تو آمادہ کرے اُسکو غرور گناہ پر سو کافی ہو اُس کو دوزخ

وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ

اور بُری طیاری ہے ف۱ اور کوئی شخص بیچتا ہے کہ اپنی جان "تلاش کرتا ہو خوشی

اور وہ بیشک بُرا ٹھکانا ہے ف۱ اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی

اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي

اللہ کی اور اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر ف۲ اے ایمان والو داخل ہو

میں ف۲ اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر ف۳ اے ایمان والو داخل ہو جاؤ

السِّلْمِ كَافَّةً ص وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ؕ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

مسلمانی میں پورے اور مت چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا صریح دشمن

اسلام میں پورے ف۴ اور مت چلو قدموں پر شیطان کے بیشک وہ تمہارا صریح

مُبِينٌ ○ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ

ہے پھر اگر ڈگنے لگو بعد اسکے کہ پہنچے تم کو صاف حکم تو جان رکھو کہ

دشمن ہے ف۵ پھر اگر تم بچلنے لگو بعد اس کے کہ پہنچ چکے تم کو صاف حکم تو جان رکھو کہ ف۵

اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِي ظُلَلٍ

اللہ زبردست ہے حکمت والا کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں کہ آوے اُن پر اللہ ان سے بڑا کرنا

اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۶ کیا وہ اُسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ آوے اُن پر اللہ بادلوں کے سائے میں

۲۵ ع ۱۴ ۹ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ؕ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ○

سایہ بانوں میں اور فرشتے اور فیصل ہووے کام اور اللہ کی طرف رجوع ہیں سب کام

سائبانوں میں اور فرشتے اور طے ہو جاوے قصہ اور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے سب کام ف۷

سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُبَدِّلْ

پوچھ بنی اسرائیل سے کتنی دیں انکو آیتیں واضح اور جو کوئی بدل ڈالے

پوچھ بنی اسرائیل سے کس قدر عنایت کیں ہم نے اُن کو نشانیاں کھلی ہوئیں ف۸ اور جو کوئی بدل ڈالے

نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○

اللہ کی نعمت بعد اس کے کہ پہنچ چکی اُس کو تو اللہ کی مار سخت ہے

اللہ کی نعمت بعد اس کے کہ پہنچ چکی ہو وہ نعمت اُسکو تو اللہ کا عذاب سخت ہے ف۹

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا م

رچھا یا ہے منکروں کو دنیا کی زندگی پر اور ہنستے ہیں ایمان والوں سے

فریفتہ کیا ہے کافروں کو دنیا کی زندگی پر اور ہنستے ہیں ایمان والوں کو ف۱۰

ف۱ یہ حال ہے منافق کا کہ ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میں سچا ہوں اور میرے دل میں اسلام کی محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کمی نہ کرے، اور قابو پاوے تو لوٹ مار مچاوے اور منع کرنے سے اُسکو زیادہ ضد چڑھے اور گناہ میں ترقی کرتا جاوے کہتے ہیں ایک شخص اخنس ابن شریق تھا نہایت فصیح و بلیغ جب آپکی خدمت میں آتا تو غایت اخلاص اور محبت اسلام ظاہر کرتا اور جب چلا جاتا تو کسی کی کھیتی جلا دیتا کسی کے جانوروں کے پیر کاٹ ڈالتا اس پر منافقین کی بُرائی میں یہ آیت نازل ہوئی ف۲ پہلی آیت میں اُس منافق کا ذکر تھا جو دین کے بدلے دُنیا لیتا تھا اُسکے مقابلہ میں اب اس آیت میں اُس مخلص کامل الایمان کا ذکر ہے جو دُنیا اور جان و مال کو طلب دین میں صرف کرتا ہے۔ کہتے ہیں حضرت صہیب رومی بارادۂ ہجرت آپ کی خدمت میں آتے تھے رستہ میں مشرکین نے اُن کو گھیر لیا صہیب نے کہا کہ میں اپنا گھر اور تمام مال انکو اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھ کو مدینہ جانے دو اور ہجرت سے نہ روکو اس پر وہ راضی ہو گئے اور صہیب آپ کی خدمت میں چلے گئے اُس پر یہ آیت مخلصین کی تعریف میں نازل ہوئی ف۳ اُسکی کتنی بڑی رحمت ہے کہ اپنے بندوں کو توفیق دیتا جو اس کی خوشی میں اپنی جان اور مال حاضر کر دیتے ہیں اور نیز ہر ایک کی جان و مال تو اللہ کی ملک ہے پھر جنت کے بدلے اُسکو خریدنا یہ محض اُس کا احسان ہے ف۴ پہلی آیت میں مومن مخلص کی مدح فرمائی تھی جس سے نفاق کا ابطال منظور تھا اب فرماتے ہیں کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو یعنی ظاہر اور باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم قبول کر لو یا کوئی عمل کرنے لگو سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کر لیا جائے مثلاً نماز اور روزہ جو کہ افضل عبادات ہیں اگر بدوں حکم شریعت کوئی اپنی طرف سے مقرر کرنے لگے جیسے عید کے دن عیدگاہ میں نوافل کا پڑھنا یا ہزارہ روزہ رکھنا یہ بدعت ہوگی خلاصہ ان آیات کا یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ اور بدعات سے بچتے رہو چند حضرات یہود سے مشرف باسلام ہوئے مگر احکام اسلام کے ساتھ احکام تورات کی بھی رعایت کرنی چاہتے تھے مثلاً ہفتہ کے دن کو معظم سمجھنا اور اونٹ کے گوشت اور دودھ کو حرام ماننا اور تورات کی تلاوت کرنا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، جس سے بدعت کا انسداد کامل فرمایا گیا ف۵ کہ اپنے وسوسے سے بے اصل چیزوں کو تمہارے ذہن نشین کر دیتا ہے اور دین میں بدعات کو شامل کرا کر تمہارے دین کو خراب کرتا ہے اور تم اُسکو پسند کرتے ہو ف۶ یعنی شریعت محمدی کے صاف صاف احکام معلوم ہونے کے بعد بھی اگر کوئی اُس پر قائم نہ ہو بلکہ دوسری طرف بھی نظر رکھے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ سب پر غالب ہے جسکو چاہے سزا دے کوئی اُس کے عذاب کو روک نہیں سکتا بڑا حکمت والا ہے جو کرتا ہے حق اور مصلحت کے موافق کرتا ہے خواہ عذاب دے یا کچھ ڈھیل دے یعنی نہ جلد بازی ہے نہ بھولنے والا نہ خلاف انصاف اور غیر مناسب امر والا ف۷ یعنی یہ لوگ حق تعالیٰ کے صاف صاف احکام کے بعد بھی اپنی کجروی سے باز نہیں آتے تو اُن کو رسول اور قرآن پر تو یقین اور اعتماد نہ ہوا اب صرف اس کی کسر ہے کہ خدائے پاک خود اور اُس کے فرشتے اُن پر آئیں اور جزا اور سزا کا قصہ جو قیامت کو ہونے والا ہے آج ہی فیصل کیا جائے سو آخر کار سب اُمور حساب اور عذاب وغیرہ کا مرجع اللہ ہی کی طرف ہے تمام حکم اُسی کے حضور سے صادر ہونگے اُس میں کوئی تردد کی بات نہیں گھبراتے کیوں ہو ف۸ اس سے پہلے فرمایا تھا کہ حق تعالیٰ کے صاف حکم کے بعد اُسکی مخالفت کرنا موجب عذاب ہے اب اُسی کی تائید میں فرماتے ہیں کہ خود بنی اسرائیل ہی سے پوچھو کہ ہم نے اُن پر کتنی آیات واضحات اور صریح احکام بھیجے جب اُن سے انحراف کیا تو مبتلائے عذاب ہوئے یہ نہیں کہ ہم نے اول ہی اُن کو عذاب دیا ہو ف۹ یعنی یہ قاعدہ البتہ محقق ہے کہ جو کوئی اللہ کے احکام سراپا ہدایت کو بدلے اور اس کے انعامات اور احسانات کا کفران کرے تو پھر اس کا عذاب سخت ہے آیات کے بدلنے والے پر کہ دنیا میں مارا جاوے اور لوٹا جائے یا جزیہ دے اور ذلیل ہو اور قیامت کو دوزخ میں جلے ہمیشہ کے لئے فائدہ نعمت کے پہنچ چکنے کا یہ مطلب کہ اُس کا علم ہو جائے یا بے تکلف حاصل ہو سکے ف۱۰ یعنی کافر جو اللہ کے صاف احکام اور اُسکے پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہو چکا اُسکی وجہ یہ ہے کہ اُن کی نظروں میں دنیا کی خوبی اور اُس کی محبت ایسی سما گئی ہے کہ اُس کے مقابلہ میں آخرت کے رنج اور راحت کو خیال ہی میں نہیں لاتے بلکہ مسلمان جو فکر آخرت میں مصروف اور اللہ کے احکام کی تعمیل میں مشغول ہیں اُلٹا اُن کو ہنستے ہیں اور ذلیل سمجھتے ہیں سو ایسے احمق نفس کے بندوں سے تعمیل احکام الٰہی ہو تو کیونکر ہو، روسائے مشرکین حضرت بلال اور عمار اور صہیب وغیرہ فقرائے مہاجرین کو دیکھ کر تمسخر کرتے کہ ان نادانوں نے آخرت کے خیال پر دنیا کی تکالیف اور مصائب کو لے سر لیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیکھو کہ ان فقیروں محتاجوں کی امداد سے عرب کے سرداروں پر غالب آنا اور دنیا بھر کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اللہ نے کتابیں اور نبی متعدد بھیجے اس واسطے نہیں کہ ہر فرقے کو جدی راہ فرمائی اللہ کے یہاں سب خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے۔ جس وقت اُس راہ سے بہکے طرف بہکے اللہ نے نبی بھیجا کہ سمجھا دے اور کتاب بھیجی کہ اس پر چلے جاویں پھر کتاب والے کتاب میں بہکے تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی۔ سب نبی اور سب کتابیں اُسی ایک راہ کے قائم کرنے کو آئی ہیں اس کی مثال جیسے تندرستی ایک ہے اور مرض بیشمار جب ایک مرض پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اسکے موافق فرمایا جب دوسرا مرض ہوا دوسری دوا اور پرہیز اسکے موافق فرمایا اب آخر کی کتاب میں ایسی راہ فرمائی کہ ہر مرض سے بچاؤ ہے۔ یہ سب کے بدلے کفایت ہے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

اور پرہیزگار اُن سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن اور اللہ روزی دیوے جس کو چاہے بے

اور جو پرہیزگار ہیں وہ ان کافروں سے بالاتر ہونگے قیامت کے دن اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے

حِسَابٍ ۝ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ

شمار لوگوں کا دین ایک ہے پھر بھیجے اللہ نے نبی

شمار ف تھے سب لوگ ایک دین پر پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر

مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ

خوشی اور ڈر سنانے والے اور اُتاری اُن کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصل کرے

خوش خبری سنانیوالے اور ڈرانے والے اور اُتاری اُن کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے

بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ

لوگوں میں جس بات میں جھگڑا کریں اور کتاب میں جھگڑا ڈالا نہیں مگر انہوں نے

لوگوں میں جس بات میں وہ جھگڑا کریں اور نہیں جھگڑا ڈالا کتاب میں مگر اُنہی لوگوں نے

اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ

جن کو ملی تھی بعد اس کے کہ اُن کو پہنچ چکے صاف حکم آپس کی ضد سے اب راہ دی اللہ نے

جنکو کتاب ملی تھی اسکے بعد کہ اُن کو پہنچ چکے صاف حکم آپس کی ضد سے پھر اب ہدایت کی اللہ نے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ

ایمان والوں کو اُس سچی بات کی جس میں وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ چلا دے

اور ایمان والوں کو اس سچی بات کی جس میں وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے اور اللہ بتلاتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ

جس کو چاہے سیدھی راہ ف کیا تم کو خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے

جس کو چاہے سیدھا راستہ ف۲ کیا تم کو یہ خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے

وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ

اور ابھی تم پر آئے نہیں احوال اُن کے جو آگے ہو چکے تم سے پہنچی اُن کو سختی

حالانکہ تم پر نہیں گزرے حالات اُن لوگوں جیسے جو ہو چکے تم سے پہلے کہ پہنچی اُن کو سختی

وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

اور تکلیف اور جھڑ جھڑائے گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اُس کے ساتھ ایمان لائے

اور تکلیف اور جھڑ جھڑائے گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اُس کے ساتھ ایمان لائے

مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ يَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا

کب آوے گی مدد اللہ کی سن رکھو مدد اللہ کی نزدیک ہے تجھ سے پوچھتے ہیں کیا چیز

کب آوے گی اللہ کی مدد سن رکھو اللہ کی مدد قریب ہے ف۳ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز

يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

خرچ کریں تو کہہ جو چیز خرچ کرو فائدے سو ماں باپ کو اور نزدیک ناتے والوں کو

خرچ کریں ف کہہ دو کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال سو ماں باپ کے لئے اور قرابت والوں کے

ف اللہ تعالیٰ اُن کے جواب میں ارشاد فرماتا ہے کہ یہ اُن کی جہالت اور کم خیالی ہے کہ دنیا پر ایسے خوش ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ یہی غربا اور فقرا قیامت کو اُن سے اعلیٰ و برتر ہونگے اور باشاہی آخرت میں جسکو چاہے بے شمار روزی عطا فرمائے چنانچہ اُنہی غریبوں کو جن پر کافر ہنستے تھے اموال بنی قریظہ اور نضیر اور سلطنت فارس اور روم وغیرہ پر اللہ نے مسلط کر دیا ف۲ حضرت آدم کے وقت سے ایک ہی سچا دین رہا ایک مدت تک اُس کے بعد دین میں لوگوں نے اختلاف ڈالا تو خدا تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجا جو اہل ایمان و طاعت کو ثواب کی بشارت دیتے تھے اور اہل کفر و معصیت کو عذاب سے ڈراتے تھے اور اُن کے ساتھ سچی کتاب بھی بھیجی تاکہ لوگوں کا اختلاف اور نزاع دور ہو اور دین حق اُن کے اختلافات سے محفوظ اور قائم رہے اور احکام الٰہی میں اُنہی لوگوں نے اختلاف ڈالا جن کو وہ کتاب ملی تھی جیسے یہود و نصاریٰ توریت و انجیل میں اختلاف و تحریف کرتے تھے اور یہ نزاع بے سمجھی سے نہیں کرتے تھے بلکہ خوب سمجھ کر محض حب دنیا اور ضد اور حسد سے ایسا کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اہل ایمان کو طریقۂ حق کی ہدایت فرمائی اور گمراہوں کے اختلافات سے بچا لیا جیسے آپ کی اُمت کو ہر عقیدہ اور ہر عمل میں امر حق کی تعلیم فرمائی اور یہود و نصاریٰ کے اختلاف اور افراط و تفریط سے اُن کو محفوظ رکھا فائدہ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ اللہ نے جو کتابیں اور نبی متعدد بھیجے تو اس واسطے نہیں کہ ہر فرقہ کو جدا طریقہ بتلایا ہو بلکہ سب کے لئے اللہ نے اصل میں ایک ہی رستہ مقرر کیا جس وقت اُس راہ سے بہکے تو اللہ نے نبی کو بھیجا اور کتاب اُتاری کہ اُسکے موافق چلیں اُسکے بعد پھر بہکے تو دوسرا نبی اور کتاب اللہ پاک نے اُسی ایک راہ کے قائم کرنے کو بھیجا اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ تندرستی ایک ہے اور بیماریاں بے شمار جب ایک مرض پیدا ہوا تو اُسکی موافق دوا اور پرہیز فرمایا جب دوسرا مرض پیدا ہوا تو دوسری دوا اور پرہیز اسی کے موافق فرمایا ایک آخری ایسا طریقہ اور قاعدہ فرما دیا جو سب بیماریوں سے بچائے اور سب کے بدلے کفایت کرے اور وہ طریقہ اسلام ہے جس کے لئے پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف بھیجے گئے۔ دوسری بات یہ معلوم ہو گئی کہ سنت اللہ یہی جاری ہے کہ برے لوگ ہر نبی مبعوث کے خلاف اور ہر کتاب الٰہی میں اختلاف کو پسند کرتے رہے اور اسمیں ساعی رہے تو اب اہل ایمان کو کفار کی بدسلوکی اور فساد سے تنگدل ہونا نہ چاہئے ف۲ پہلے مذکور ہوا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے انبیاء اور اُن کی اُمتوں کو ہمیشہ ایذائیں ہوئیں تو اب اہل اسلام کو ارشاد ہے کہ کیا تم کو اس بات کی طمع ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ حالانکہ اگلی اُمتوں کو جو ایذائیں پیش آئیں وہ تم کو پیش نہیں آئیں کہ اُن کو فقر و فاقہ اور مرض اور خوف کفار اس درجہ کو پیش آئے کہ مجبور اور عاجز ہو گئے اور اُن کی اُمت بول اُٹھی کہ دیکھئے اللہ نے جس مدد اور اعانت کا وعدہ فرمایا تھا وہ کب آئے گی یعنی بمقتضائے بشریت پریشانی کی حالت میں بے ساختہ کلمات سرزد ہونے لگے انبیاء اور مومنین کا یہ کہنا کچھ شک کی وجہ سے نہ تھا حضرت مولانا اسی کی بابت مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

در گمان افتاد جان انبیاء ۔ زاتفاق منکری اشقیاء۔ بلکہ بحالت اضطرار بمقتضائے بشریت اسکی نوبت آئی جس میں کوئی اُن پر الزام نہیں جب نوبت یہاں تک پہنچی تو رحمت الٰہی متوجہ ہوئی اور ارشاد ہوا کہ ہوشیار ہو جاؤ اللہ کی مدد آ گئی گھبراؤ نہیں سو اے مسلمانو تکالیف فقر و فاقہ سے اور دشمنوں کے غلبہ سے گھبراؤ نہیں تحمل کرو اور ثابت قدم رہو۔ ف۳ آیات سابقہ میں کلیۃً یہ مضمون بہت تاکید سے بیان ہوا کہ کفر و نفاق کو چھوڑو اور اسلام میں پوری طرح داخل ہو حکم الٰہی کے مقابل کسی کی مت سنو اللہ کی خوشی میں جان و مال خرچ کرو اور ہر طرح کی شدت اور تکلیف پر تحمل کرو اب یہاں سے اُسی کلیہ کے متعلق جزئیات کی تفصیل بیان ہوتی ہے جو کہ مال اور جان اور دیگر معاملات مثل نکاح و طلاق وغیرہ کے متعلق ہیں تاکہ اُس کلیہ کی تحقیق و تاکید خوب ذہن نشین ہو جائے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ لوگوں نے پوچھا تھا کہ مالوں میں سے کس مال کا خرچ کرنا نہایت ثواب ہے جواب فرمایا کہ مال کوئی ہو لیکن جس قدر رشتہ کا لگا ہے خرچ ہو ثواب زیادہ ہے ف ۲ حضرت نے ایک فوج بھیجی جہاد پر انہوں نے کافروں کو مارا اور لوٹ لائے مسلمانوں کو خبر تھی کہ وہ دن جمادی الثانی کا ہے اور وہ غرۂ رجب تھا کافروں نے اس پر بہت طعن کیا اور مسلمانوں کو شبہ پڑا اس پر یہ آیت اُتری یعنی ان مہینوں میں ناحق کی لڑائی اشد گناہ ہے اور جن کافروں نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور نہ کیا ان سے لڑنا منع نہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافر کو اور جو کرو گے بھلائی

اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافروں کے اور جو کچھ کرو گے تم بھلائی

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ

سو وہ اللہ کو معلوم ہے ف حکم ہوا تم پر لڑائی کا اور بُری لگی ہے تم کو اور

سو وہ بیشک اللہ کو خوب معلوم ہے ف فرض ہوئی تم پر لڑائی ف ۳ اور بُری لگتی ہے تم کو ف اور

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَھُوْا شَـيْـــًٔـا وَّھُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا

شاید تم کو بُری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تم کو اور شاید تم کو خوش لگے

شاید کہ تم کو بُری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے

شَـيْـــًٔـا وَّھُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ع

ع ۲۶ ۱۰

ایک چیز اور وہ بُری ہو تم کو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

ایک چیز اور وہ بُری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف

يَسْــــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ

تجھ سے پوچھتے ہیں حرام کے مہینے کو اس میں لڑائی کرنی تو کہہ لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے

تجھ سے پوچھتے ہیں مہینہ حرام کو کہ اس میں لڑنا کیسا ف تو کہہ دے لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے ف

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ

اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اُس کو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا

اور روکنا اللہ کی راہ سے اور اُس کو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا

اَھْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ

اُس کے لوگوں کو وہاں سے اس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے ہاں اور دین سے بچلانا مار ڈالنے سے زیادہ

اُس کے لوگوں کو وہاں سے اُس سے بھی زیادہ گناہ ہے اللہ کے نزدیک ف اور لوگوں کو دین سے بچلانا قتل سے بھی بڑھ کر ہے

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ

اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے

اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے

اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ

اگر مقدور پاویں اور جو کوئی پھرے گا تم میں اپنے دین سے پھر مر جاوے گا

اگر قابو پاویں ف اور جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے پھر مر جاوے

ھُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

کفر ہی پر تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا اور آخرت میں

حالت کفر ہی میں تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا اور آخرت میں

وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور وہ آگ والے ہیں وہ اسی میں رہ پڑے ف جو لوگ ایمان لائے

اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ف بیشک جو لوگ ایمان لائے

ف ۱ بعض اصحاب جو مالدار تھے اُنہوں نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ مال میں سے کیا خرچ کریں اور کس پر خرچ کریں اس پر یہ حکم ہوا کہ قلیل خواہ کثیر جو کچھ خدا کے لئے خرچ کرو وہ والدین اور اقارب اور یتیم اور محتاج اور مسافر وں کے لئے ہے یعنی حصول ثواب کے لئے خرچ کرنا ہو تو جتنا چاہو کرو اس کی کوئی تعیین و تحدید نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ جو مواقع ہم نے جتلائے اُن میں صرف کرو ف ۲ یعنی دین کے دشمنوں سے لڑنا فرض ہوا فائدہ جب تک آپ مکہ میں رہے آپ کو مقاتلہ کی اجازت نہ ہوئی جب مدینہ کو ہجرت فرمائی تو مقاتلہ کی اجازت ہوئی مگر صرف اُن کفار سے کہ جو خود اہل اسلام سے مقاتلہ کریں اُسکے بعد مطلقاً عموم کفار سے مقاتلہ کی اجازت ہو گئی اور جہاد فرض ہوا اگر دشمنان دین مسلمانوں پر چڑھائی کریں تو مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہے ورنہ فرض کفایہ بشرطیکہ جملہ شرائط جہاد جو کتب فقہ میں مذکور ہیں پائی جاویں البتہ جن لوگوں سے مسلمان مصالحت اور معاہدہ کر لیں یا اُن کی امن اور حفاظت میں آجائیں تو اُن سے لڑائی کرنا یا اُن کے مقابلہ میں اُنکے کسی مخالف کو مدد دینا ہرگز مسلمانوں کو جائز نہیں ف ۳ بُرے لگنے کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو دشوار اور گراں معلوم ہوتا ہے یہ نہیں کہ قابل انکار نظر آئے اور خلاف حکمت و مصلحت سمجھا جائے اور موجب ناخوشی اور نفرت ہو سو اتنی بات میں کوئی الزام نہیں جب انسان کو بالطبع زندگی سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں تو ضرور مقاتلہ سے زیادہ دشوار کوئی شے نہ ہونی چاہئے ف ۴ یعنی یہ بات ضروری نہیں کہ جس چیز کو تم اپنے حق میں نافع یا مضر سمجھو وہ واقع میں بھی تمہارے حق میں ویسی ہی ہوا کرے بلکہ ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو اپنے لئے مضر سمجھو اور وہ مفید ہو اور کسی چیز کو مفید خیال کرو اور وہ مضر ہو تم نے تو سمجھ لیا کہ جہاد میں جان و مال سب کا نقصان ہے اور ترک جہاد میں دونوں کی حفاظت اور یہ نہ جانا کہ جہاد میں دنیا اور آخرت کے کیا کیا منافع ہیں اور اس کے ترک میں کیا کیا نقصان ہیں تمہارے نفع نقصان کو خدا ہی خوب جانتا ہے تم اُسے نہیں جانتے اس لئے وہ جو حکم دے اُسکو حق سمجھو اور اپنے اس خیال کو چھوڑ دو ف ۵ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک جماعت کافروں کے مقابلہ کو بھیجی انہوں نے کافروں کو مارا اور مال لوٹ لائے مسلمان تو جانتے تھے کہ وہ اخیر دن جمادی الثانی کا ہے اور وہ رجب کا غرہ تھا جو کہ اشہر حرم میں داخل ہے کافروں نے اس پر بہت طعن کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام مہینہ کو بھی حلال کر دیا اور اپنے لوگوں کو حرام مہینہ میں لوٹ مار کی اجازت دیدی مسلمانوں نے حاضر ہو کر آپ سے پوچھا کہ ہم سے شبہ میں یہ کام ہوا اس کا کیا حکم ہے تب یہ آیت اُتری ف ۶ یعنی شہر حرام میں قتال کرنا بیشک گناہ کی بات ہے لیکن حضرات صحابہ نے تو اپنے علم کے موافق جمادی الثانی میں جہاد کیا تھا شہر حرام یعنی رجب میں نہیں کیا اس لئے مستحق عفو ہیں اُن پر الزام لگانا بے انصافی ہے ف ۷ یعنی لوگوں کو اسلام لانے سے روکنا اور خود دین اسلام کو تسلیم نہ کرنا اور زیارت بیت اللہ سے لوگوں کو روکنا اور مکہ کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا یہ باتیں شہر حرام میں مقابلہ کرنے سے بھی زیادہ گناہ ہیں اور کفار برابر یہ حرکات کرتے تھے خلاصہ یہ کہ شہر حرام میں بلا وجہ اور ناحق لڑنا بیشک اشد گناہ ہے مگر جو لوگ کہ حرم میں بھی کفر پھیلائیں اور بڑے بڑے فساد کریں اور اشہر حرم میں بھی مسلمانوں کے ستانے میں قصور نہ کریں ان سے لڑنا منع نہیں علاوہ ازیں جب مشرکین ایسے امور شنیعہ میں سرگرم ہیں تو ایک تھوڑے قصور پر مسلمانوں کی نسبت طعن کرنا جو اُن سے بوجہ لاعلمی صادر ہوا بڑی شرم کی بات ہے ف ۸ یعنی دین میں فتنہ اور فساد ڈالنا تاکہ لوگ دین حق کو قبول نہ کریں اُس قتل سے بدرجہا مذموم ہے جو مسلمانوں سے شہر حرام میں واقع ہوا مشرکین کی عادت تھی کہ دین اسلام کی باتوں میں طرح طرح سے خدشات کیا کرتے تھے تاکہ لوگ شبہ میں پڑ جائیں اور اسلام کو قبول نہ کریں چنانچہ اسی قصہ میں کہ مسلمانوں سے شہر حرام میں بوجہ لاعلمی قتل واقع ہوا اس پر مشرکین نے جو زبان درازی کی تو اس سے مقصود یہی تھا کہ لوگ قبول اسلام سے متنفر ہو جائیں تو خلاصہ یہ ہوا کہ مسلمانوں سے جو قتل صادر ہوا اُس پر مشرکین کا طعن کرنا اس وجہ سے کہ لوگ دین حق سے بچل جائیں قتل مذکور سے بدرجہا مذموم و شنیع ہے ف ۹ یعنی جب تک تم دین حق پر قائم رہو گے یہ مشرکین کسی حالت اور کسی موقع پر بھی تمہارے مقاتلہ اور مخالفت میں کمی نہیں کریں گے حرم مکہ اور شہر حرام بھی کیوں نہ ہو جیسا کہ عمرۂ حدیبیہ میں پیش آیا نہ حرم کی حرمت کی، ورنہ شہر حرام کی بلا وجہ محض عناد سے لڑنے مرنے کو مستعد ہو گئے اور مسلمانوں کے مکہ میں جانے اور عمرہ کرنے کے روادار نہ ہوئے پھر ایسے معاندین کے طعن و تشنیع کی کیا پروا کی جائے اور اُن سے مقاتلہ کرنے میں شہر حرام کی وجہ سے کیوں رُکا جائے ف ۱۰ یعنی دین اسلام سے پھر جانا اور اسی حالت پر اخیر تک قائم رہنا ایسی سخت بلا ہے کہ عمر بھر کے نیک کام اُنکے ضائع ہو جاتے ہیں کہ کسی بھلائی کے مستحق نہیں رہتے دنیا میں نہ اُنکی جان و مال محفوظ رہے نہ نکاح قائم رہے نہ اُنکو میراث ملے نہ آخرت میں ثواب ملے اور نہ کبھی جہنم سے نجات نصیب ہو ہاں اگر پھر اسلام لے آوے تو مرتد ہونے سے قبل کے اعمال حسنہ کی جزا پوری ملے گی

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ شراب اور جوئے کے حق میں کئی آیتیں اُتریں ہر ایک میں انکی برائی ہے آخر سورۂ مائدہ کی آیت اُتری کہ صاف حرام ہو گئی جو چیز نشہ لاوے سب حرام ہے اور شرط بدی یا دے اس پر مال لیا جاوے سب حرام ہے اور پوچھا لوگوں نے کہ مال کس قدر خرچ کریں حکم ہوا کہ اپنی حاجت سے افزود ہو تب خرچ کرو جیسا آخرت کا فکر ضرور ہے دنیا کا بھی فکر ضرور ہے سارا مال اٹھا ڈالو تو دنیا کی حاجت میں عاجز ہو اور یتیموں کے حق میں پہلے تقید اترا کہ جو کوئی ان کا مال کھاوے وہ اپنے پیٹ میں آتش بھرے پھر جو کوئی یتیموں کے رکھنے والے تھے اُن کا مال اور خرچ کھانے پینے کا جدا رکھنے لگے کہ ہمارے خرچ میں کوئی چیز نہ آ جاوے پھر سخت مشکل پڑی کہ ایک چیز یتیم کیواسطے تیار ہو اُس کے کام نہ آئی ضائع ہوئی تب یہ حکم اُترا خرچ اپنا اور اُن کا ملا رکھو تو مضائقہ نہیں کہ ایک وقت انکی چیز آپ خرچ کی تو دوسرے وقت اپنی چیز اُنکے کام لگائی لیکن نیت چاہیئے سنوارنے کی، اللہ نیت کو دیکھتا ہے۔
از شاہ عبدالقادر صاحب

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ

اور جنہوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں
اور جنہوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں

رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ

اللہ کی مہر کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا
اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا

وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ

اور جوئے کا تو کہہ ان میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور ان کا گناہ
اور جوئے کا ف۲ کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو اور اُن کا گناہ

اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ

فائدے سے بڑا اور پوچھتے ہیں تجھ سے کیا خرچ کریں تو کہہ جو افزود ہو
بہت بڑا ہے اُن کے فائدے سے ف۳ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں کہہ دے جو بچے اپنے خرچ سے ف۴

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ فِي الدُّنْيَا

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم شاید تم دھیان کرو دنیا میں بھی
اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم تاکہ تم فکر کرو دنیا و آخرت

وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ

اور آخرت میں بھی اور پوچھتے ہیں تجھ سے یتیموں کا حکم تو کہہ سنوارنا اُن کا بہتر ہے
کی باتوں میں ف۵ اور تجھ سے پوچھتے ہیں یتیموں کا حکم ف۶ کہہ دے سنوارنا اُن کے کام کا بہتر ہے

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ

اور اگر خرچ ملا رکھو انکا تو تمہارے بھائی ہیں اور اللہ کو معلوم ہے خراب کرنے والا اور سنوارنے والا اور اگر
اور اگر اُن کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والے اور سنوارنے والے کو ف۷ اور اگر

شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ

چاہتا اللہ تم پر مشکل ڈالتا اللہ زبردست ہے تدبیر والا ف۱ اور نکاح میں نہ لاؤ شرک والی عورتیں
اللہ چاہتا تو تم پر مشقت ڈالتا ف۸ بیشک اللہ زبردست ہے تدبیر والا ف۹ اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے

حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ

جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے کسی شرک والی سے اگرچہ تم کو خوش آوے
جب تک ایمان نہ لے آئیں اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے مشرک بی بی سے اگرچہ وہ تم کو بھلی لگے

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

اور نکاح نہ کرو شرک والوں کو جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے کسی شرک والے
اور نکاح نہ کرو مشرکین سے جب تک وہ ایمان نہ لے آویں اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے

وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ

اگرچہ تم کو خوش آوے وہ لوگ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف
اگرچہ وہ تم کو بھلا لگے ف۱۰ وہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف ف۱۱ اور اللہ بلاتا ہے جنت کی

منزل ۱

ف۱ آیۂ سابقہ سے جماعت اصحاب مذکورۂ بالا کو یہ تو معلوم ہو گیا کہ ہمارے اوپر اس بارہ کی کوئی مواخذہ نہیں مگر یہ تردد آن کو تھا کہ دیکھئے اس جہاد کا ثواب بھی ملتا ہے یا نہیں اس پر یہ آیت اُتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے واسطے اس کے دشمنوں سے لڑے یعنی کوئی غرض اُس لڑائی میں نہ تھی وہ بیشک اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے مستحق ہیں اور اللہ اپنے بندوں کی خطائیں بخشنے والا اور ان پر انعام فرمانے والا ہے وہ ایسے بے امیدوں کو محروم نہ کرے گا ف۲ شراب اور جوئے کے حق میں کئی آیتیں اُتریں ہر ایک میں اُن کی برائی ظاہر کی آخر سورۂ مائدہ کی آیۃ میں صاف ممانعت کر دی گئی اب جو چیزیں نشہ لاویں وہ سب حرام ہیں اور جو شرط بدی جاوے کسی چیز پر جیسے بارا اور جیت ہو وہ مطلق حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں ف۳ شراب پینے سے عقل زائل رہتی ہے جو تمام امور شنیعہ سے بچاتی ہے اور لڑائی اور قتل وغیرہ طرح طرح کی خرابیوں کی نوبت آتی ہے اور مختلف قسم کے امراض روحانی اور جسمانی پیدا ہوتے ہیں جو بسا اوقات باعث ہلاکت ہوتے ہیں اور جوا کھیلنے میں حرام مال کا کھانا اور سرقہ اور تضییع مال اور عیال باہم دشمنی وغیرہ طرح طرح کے مفاسد ظاہری و باطنی پیش آتے ہیں ہاں ان میں سرسری نفع بھی ہے مثلاً شراب پی کر لذت و سرور ہو گیا جوا کھیل کر بلا مشقت مال ہاتھ آ گیا ف۴ لوگوں نے پوچھا تھا کہ مال اللہ کے واسطے کس قدر خرچ کریں حکم ہوا کہ جو اپنے اخراجات ضروری سے افزود (زائد) ہو کیونکہ جیسا آخرت کا فکر ضرور ہے دنیا کا فکر بھی ضرور ہے اگر سارا مال اٹھا ڈالو تو اپنی ضروریات کیونکر پوری کرو اور جو حقوق تم پر لازم ہیں اُن کو کیونکر ادا کرو معلوم نہیں کس کس خرابی دینی اور دنیوی میں پھنسو۔ ف۵ یعنی دنیا فانی مگر محل حوائج ہے اور آخرت باقی اور دار ثواب ہے اس لئے سوچ سمجھ کر ہر ایک امر میں اُسکے مناسب مال خرچ کرنا چاہئے اور مصلحت دنیا اور آخرت دونوں کو پیش نظر رکھنا مناسب ہے اور احکام کو واضح طور پر بیان فرمانے سے یہی مطلب ہے کہ تم کو فکر کرنے کا موقع ملے ف۶ بعض لوگ یتیم کے مال میں احتیاط نہ کرتے تھے تو اُس پر حکم ہوا تھا ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن اور ان الذین یاکلون اموال الیتمٰی ظلما اس پر جو لوگ یتیموں کی پرورش کرتے تھے وہ ڈر گئے اور یتیموں کے کھانے اور خرچ کو بالکل جدا کر دیا کیونکہ شرکت کی حالت میں یتیم کا مال کھا جانا پڑتا تھا اس میں یہ دشواری ہوئی کہ ایک چیز یتیم کے واسطے تیار کی اب جو کچھ بچی وہ خراب جاتی اور پھینکنی پڑتی اس احتیاط میں یتیموں کا نقصان ہونے لگا تو آپ سے عرض کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۷ یعنی مقصود تو صرف یہ بات ہے کہ یتیم کے مال کی درستی اور اصلاح ہو سو جس صورت میں علیحدگی میں یتیم کا نفع ہو تو اُس کو اختیار کرنا چاہئے اور جہاں شرکت میں بہتری نظر آئے تو اپنا خرچ شامل کر لو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ ایک وقت اُنکی چیز کھائی تو دوسرے وقت اپنی چیز اُن کو کھلا دی کیونکہ وہ یتیم جیسے تمہارے دینی یا نسبی بھائی ہیں اور بھائیوں میں شرکت اور کھانا کھلانا بیجا نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ یتیموں کی اصلاح کی رعایت پوری رہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اس شرکت سے کس کو خیانت اور افساد مال یتیم مقصود ہے اور کس کو یتیموں کی اصلاح اور اُنکی نفع رسانی منظور ہے ف۸ مشقت ڈالتا یعنی کھانے پینے میں یتیموں کی شرکت کی اجازت بھی مباح نہ فرماتا یا یہ کہ بلا علم و بلا قصد مجبوراً بھی اگر کچھ کمی یا بیشی ہو جاتی تو اس پر بھی مواخذہ کرتا ف۹ یعنی بھاری سے بھاری حکم دے سکتا ہے اس لئے کہ وہ زبردست ہے لیکن ایسا نہ کیا بلکہ سہولت کا حکم دیا اس لئے کہ وہ حکمت اور مصلحت کے موافق کرنے والا ہے ف۱۰ پہلے مسلمان مرد اور کافر عورت اور اسکے برعکس دونوں صورتوں میں نکاح کی اجازت تھی اس آیت سے اُسکو منسوخ کر دیا گیا اگر مرد یا عورت مشرک ہو تو اُس کو نکاح مسلمان سے درست نہیں یا نکاح کے بعد ایک مشرک ہو گیا تو نکاح سابق ٹوٹ جائیگا اور شرک یہ کہ خدا کی ذات یا صفت یا کسی (صفت خداوندی) میں کسی کو خدا کا مماثل سمجھے یا خدا کے مثل کسی کی تعظیم کرے مثلاً کسی کو سجدہ کرے یا کسی کو مختار سمجھ کر اُس سے اپنی حاجت مانگے۔ باقی اتنی بات دیگر آیات سے معلوم ہوئی کہ یہود اور نصاریٰ کی عورتوں سے مسلمان مرد کا نکاح درست ہے وہ ان مشرکین میں داخل نہیں بشرطیکہ وہ اپنے دین پر قائم ہوں دہریہ اور ملحد نہ ہوں جیسے اکثر نصاریٰ آج کل نظر آتے ہیں خلاصہ تمام آیت کا یہ ہے کہ مسلمان مرد کو مشرک عورت سے نکاح کرنا درست نہیں تاوقتیکہ مسلمان نہ ہو جائے بیشک لونڈی مسلمان کافر عورت سے بہتر ہے گو وہ آزاد بی بی ہی کیوں نہ ہو اگرچہ مشرک بی بی بسبب مال اور جمال اور شرافت کے تم کو پسند آئے اور ایسے ہی مسلمان عورت کا نکاح مشرک مرد سے نہ کرو مسلمان غلام بھی مشرک سے بہت بہتر ہے گو وہ آزاد ہی کیوں نہ ہو اگرچہ مشرک مرد بسبب صورت اور دولت کے تم کو پسند ہو یعنی مسلمان ادنیٰ سے ادنیٰ بھی مشرک سے بہت افضل ہے گو وہ اعلیٰ سے اعلیٰ کیوں نہ ہو ف۱۱ یعنی مشرکین اور مشرکات جن کا ذکر ہوا اُن کے اقوال ان کے افعال اُن کی محبت اُن کے ساتھ اختلاط کرنا شرک کی نفرت اور اس کی برائی کو دل سے کم کرتا ہے اور شرک کی طرف رغبت کا باعث ہوتا ہے جس کا انجام دوزخ ہے اس لئے ایسوں کے ساتھ نکاح کرنے سے اجتناب کلی لازم ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ پہلے کافر اور مسلمان میں نسبت ناتا جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا اُن کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی کو ثابت کرے جیسے کسی کو سمجھے اُس کو ہر ایک بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا
بھلا بُرا کرنا اُسکے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اُس سے حاجت مانگے اُس کو مختار جان کر باقی یہود اور نصاریٰ کی عورت سے نکاح درست ہے ان کو مشرک نہیں فرمایا ف۲ حیض کہتے ہیں خون کو جو عورتوں کی
عادت ہے اور خلاف عادت آوے سو آزار ہے حکم ہوا کہ اُس وقت بوسہ ہو عورت سے رسول خدا نے فرمایا کہ آزار سے آگے نہ چلے پھر جب پاک ہوں تو جاوے جہاں سے حکم دیا اللہ نے یعنی دوسری جگہ جو ناپاک ہے اس کا تو حکم کبھی نہیں
ف۳ یعنی جس راہ سے چاہو جاؤ لیکن کھیتی ہی میں کھیتی وہی جہاں تخم ڈالئے تو اُگے اور آگے کی تدبیر کرو یعنی اس صحبت میں نیت چاہئے اولاد کی تا ثواب ہو۔ ف۴ یعنی خدا کی قسم اچھے کام چھوڑنے پر نہ کھائے مثلاً ماں باپ سے نہ بولوں گا یا
اس فقیر کو نہ دوں گا اور اگر کھا بیٹھے تو قسم توڑے اور کفارہ دیوے ف۵ تا کہ اپنی قسم
نہ جو منہ سے نکلے اور دل کو خبر نہ ہو ——— از شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ

وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ ۚ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝
اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو شاید وہ چوکس ہو جاویں ف۱
اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتلاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو تاکہ وہ نصیحت قبول کریں

ع ۲۷ ۵ ۱۱

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي
اور پوچھتے ہیں تجھ سے حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہے سو تم پرے رہو عورتوں سے
اور تجھ سے پوچھتے ہیں حکم حیض کا کہہ دے وہ گندگی ہے سو تم الگ رہو عورتوں سے حیض

الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ
حیض کے وقت اور نزدیک نہ ہو اُن سے جب تک پاک نہ ہو ویں پھر جب ستھرائی کر لیں تو جاؤ اُن پاس
کے وقت ف۱ اور نزدیک نہ ہو اُن کے جب تک پاک نہ ہو ویں ف۲ پھر جب خوب پاک ہو جاویں تو جاؤ اُنکے پاس

مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝
جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنے والے اور خوش آتے ہیں ستھرائی والے ف۲
جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے ف۳ بیشک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند کرتا ہے گندگی سے بچنے والوں کو ف۴

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۖ وَقَدِّمُوا
عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہاری سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو اور آگے کی تدبیر کرو
تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو ف۵ اور آگے کی تدبیر کرو

لِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝
اپنے واسطے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم کو اُسے ملنا ہے اور خوشخبری سنا ایمان والوں کو ف۳
اپنے واسطے ف۶ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم کو اُس سے ملنا ہے اور خوشخبری سُنا ایمان والوں کو

وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَ
اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو بہت کھنڈا ان اپنی قسمیں کھانے کا کہ سلوک کرو اور پرہیزگاری اور
اور مت بناؤ اللہ کے نام کو نشانہ اپنی قسمیں کھانے کیلئے کہ سلوک کرنے سے اور پرہیزگاری سے اور

تُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ
صلح درمیان لوگوں کے اور اللہ سنتا ہے جانتا ف۴ نہیں پکڑتا تم کو اللہ
لوگوں میں صلح کرانے سے بچ جاؤ ف۷ اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۸ نہیں پکڑتا تم کو اللہ

بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ ۗ
تمہاری بکاری قسموں پر لیکن پکڑتا ہے اُس کام پر جو کرتے ہیں تمہارے دل
بیہودہ قسموں پر تمہاری ف۹ لیکن پکڑتا ہے تم کو اُن قسموں پر کہ جن کا قصد کیا تمہارے دلوں نے ف۱۰

وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ
اور اللہ بخشتا ہے تحمل والا ف۵ جو لوگ قسم کھا رہتے ہیں اپنی عورتوں سے اُنکو فرصت ہے
اور اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے ف۱۱ جو لوگ قسم کھاتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے اُنکے لئے مہلت ہے

أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ ۖ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَإِنْ
چار مہینے کی پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر
چار مہینے کی پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر

ف۱ حیض کہتے ہیں اُس خون کو جو عورتوں کی عادت ہے اس حالت میں مجامعت کرنا نماز روزہ سب حرام ہیں اور خلاف عادت جو خون آئے وہ بیماری ہے اُس میں مجامعت نماز روزہ سب درست ہیں اس کا حال ایسا ہے جیسا زخم یا فصد سے خون نکلنے کا یہود اور مجوس حالت حیض میں عورت کے ساتھ کھانے اور ایک گھر میں رہنے کو بھی جائز نہ سمجھتے تھے اور نصاریٰ مجامعت سے بھی پرہیز نہ کرتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو اس پر یہ آیت اُتری آپ نے اس پر صاف فرما دیا کہ مجامعت اس حالت میں حرام ہے اور اُن کے ساتھ کھانا پینا رہنا سہنا سب درست ہیں یہود کا افراط اور نصاریٰ کی تفریط دونوں مردود ہو گئیں ف۲ پاک ہونے میں تفصیل ہے کہ اگر حیض اپنی پوری مدت یعنی دس دن پر موقوف ہوا تو اُسی وقت سے مجامعت درست ہو اور اگر دس دن سے پہلے ختم ہو گیا مثلاً چھ روز کے بعد اور عورت کی عادت بھی چھ روز کی تھی تو مجامعت خون کے موقوف ہوتے ہی درست نہیں بلکہ جب عورت غسل کر لے یا نماز کا وقت ختم ہو جائے اُسکے بعد مجامعت درست ہو گی اور اگر عورت کی عادت سات یا آٹھ دن کی تھی تو اُن دنوں کے پورا کرنے کے بعد مجامعت درست ہو گی۔ ف۳ جس موقع سے مجامعت کی اجازت دی ہے یعنی آگے کی راہ سے کہ جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے دوسرا موقع یعنی لواطت حرام ہے ف۴ یعنی جو توبہ کرتے ہیں گناہ سے جو اُن سے اتفاقیہ صادر ہوا مثلاً حالت حیض میں وطی کا مرتکب ہوا اور ناپاکی یعنی گناہوں اور وطی حالت حیض اور وطی موقع نجس سے احتراز کرتے ہیں ف۵ یہود عورت کی پشت کی طرف ہو کر وطی کرنے کو ممنوع کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس سے بچہ احول پیدا ہوتا ہے آپ سے پوچھا گیا تو اُس پر یہ آیت اُتری یعنی تمہاری عورتیں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی کے ہیں جس میں نطفہ بجائے تخم اور اولاد بمنزلہ پیداوار کے ہے یعنی اس سے مقصود اصلی صرف نسل کا باقی رکھنا اور اولاد کا پیدا ہونا ہے سو تم کو اختیار ہے آگے سے یا کروٹ سے یا پس پشت سے پڑ کر یا بیٹھ کر جس طرح چاہو مجامعت کرو مگر یہ ضرور ہے کہ تخم ریزی اُسی خاص موقع میں ہو جہاں پیداواری کی اُمید ہو یعنی مجامعت خاص فرج ہی میں ہو لواطت ہرگز ہرگز نہ ہو یہود کا خیال غلط ہے کہ اس سے بچہ احول پیدا ہوتا ہے ف۶ یعنی اعمال صالحہ اپنے لئے کرتے رہو یا یہ کہ وطی سے اولاد صالح مطلوب ہونی چاہئے محض حظ نفس مقصود نہ ہو۔ ف۷ یعنی کسی اچھے کام نہ کرنے پر خدا کی قسم کھا بیٹھے مثلاً ماں باپ سے نہ بولو گا یا فقیر کو کچھ نہ دوں گا یا باہم کسی میں مصالحت نہ کراؤں گا ایسی قسموں میں خدا کے نام کو اچھے کاموں کے ذریعہ بنانا ہوا سو ایسا ہرگز مت کرو اور اگر کسی نے ایسی قسم کھائی تو اُس کا توڑنا اور کفارہ دینا واجب ہے ف۸ یعنی اگر کوئی قسم کھاتا ہے تو اللہ اُس کو سنتا ہے اور اگر کوئی غفلت و جلال خداوندی کی وجہ سے قسم کھانے سے رکتا ہے تو اللہ اُس کی نیت کو خوب جانتا ہے تمہاری کوئی بات ظاہری اور باطنی اُس سے مخفی نہیں اس لئے نیت قلبی اور قول لسانی دونوں میں احتیاط لازم ہے ف۹ لغو اور بیہودہ قسم وہ ہے کہ منہ سے عادت اور عرف کے موافق بیساختہ اور ناخواستہ نکل جائے اور دل کو خبر تک نہ ہو ایسی قسم کا نہ کفارہ ہے نہ اسمیں گناہ ہے البتہ اگر کوئی بالقصد الفاظ قسم مثل واللہ اور باللہ کہے اور اس سے محض تاکید مقصود ہو قسم کا قصد نہ ہو تو پھر ضرور کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ کا بیان آگے آجائے گا ف۱۰ یعنی جو قسم جان بوجھ کر کھائے کہ جس میں دل بھی زبان کے موافق ہو اُس قسم کے توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا ف۱۱ غفور ہے کہ لغو اور بیہودہ قسموں پر مواخذہ نہ فرمایا حلیم ہے کہ مواخذہ میں جلدی نہیں فرماتا شاید بندہ توبہ کر لے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جس نے قسم کھائی کہ اپنی عورت پاس نہ جاوے تو چار مہینے میں جاوے اور قسم کی کفارت دے نہیں تو طلاق ٹھہرے۔ ف۲ جب مرد نے عورت کو طلاق کہا ابھی اس عورت کو اور نکاح روا نہیں جب تک تین بار حیض
آوے یا حمل ہو وے تو معلوم ہو جاوے کسی کا بیٹا کسی کو نہ لگ جاوے اسی واسطے عورت پر فرض ہے کہ اس وقت حمل ہو تو ظاہر کر دے اس مدت کا نام ہے عدت اس مدت تک مرد چاہے تو پھر عورت کو رکھ لے اگرچہ عورت کی خوشی نہ ہو
اسی واسطے فرمایا کہ عورتوں کے حق بھی مرد پر بہت ہیں لیکن اس جگہ مرد ہی کو درجہ دیا۔ —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی اگر کوئی قسم کھائے کہ میں اپنی عورت کے پاس نہ جاؤنگا تو اگر چار مہینے کے اندر عورت کے پاس گیا تو قسم کا کفارہ دیگا اور عورت اسکے نکاح میں رہیگی اور اگر چار مہینے گذر گئے اور اس کے پاس نہ گیا تو عورت پر طلاق بائن پڑ جائیگی فائدہ ایلا شرع میں اسکو کہتے ہیں کہ عورت کے پاس جانے سے چار مہینے یا زائد کے لئے یا بلا قید مدت قسم کھالے اور چار مہینے سے کم ایلا نہ ہوگا: ایلا کی تینوں صورتوں میں چار مہینے کے اندر عورت کے پاس جائیگا تو کفارہ قسم کا دینا پڑیگا ورنہ چار ماہ کے ختم پر بلا طلاق دیئے عورت مطلقہ بائنہ ہو جائے گی اور اگر چار مہینے سے کم پر قسم کھائے مثلاً قسم کھائی کہ تین مہینے عورت کے پاس نہ جاؤنگا تو یہ ایلاء شرعی نہیں اس کا یہ حکم ہے کہ اگر قسم کو توڑا مثلاً صورت مذکورہ میں تین مہینے کے اندر عورت کے پاس گیا تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر قسم کو پورا کیا یعنی تین مہینے تک مثلاً اس کے پاس نہ گیا تو نہ عورت پر طلاق پڑے گی نہ کفارہ لازم ہوگا ف۲ جب مرد نے عورت کو طلاق دی تو ابھی اس عورت کو کسی دوسرے سے نکاح روا نہیں جب تک تین حیض پورے نہ ہو جائیں تاکہ حمل ہو تو معلوم ہو جائے اور کسی کی اولاد کسی کو نہ مل جائے اس لئے عورت پر فرض ہے کہ جو انکے پیٹ میں ہو اسکو ظاہر کردیں خواہ حمل ہو یا حیض آتا ہو اور اس مدت کو عدت کہتے ہیں فائدہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہاں مطلقات سے خاص وہ عورتیں مراد ہیں کہ ان سے نکاح کے بعد صحبت یا خلوت شرعیہ کی نوبت خاوند کو آچکی ہو اور ان عورتوں کو حیض بھی آتا ہو اور آزاد بھی ہوں کسی کی لونڈی نہ ہوں کیونکہ جس عورت سے صحبت یا خلوت کی نوبت نہ آئے اس کے اوپر طلاق کے بعد عدت بالکل نہیں اور جس عورت کو حیض نہ آئے مثلاً صغیر سن ہو یا بہت بوڑھی ہوگئی یا اسکو حمل ہے تو پہلی دونوں صورتوں میں اسکی عدت تین مہینے ہیں اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور جو عورت آزاد نہ ہو بلکہ کسی کی شرعی قاعدہ کے موافق لونڈی ہو اگر اس کو حیض آتا ہو تو اسکی عدت دو حیض اور حیض نہ آئے تو اگر وہ صغیر یا بوڑھیا ہو تو اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہے اور حاملہ ہے تو وہی وضع حمل ہے دوسری آیتوں اور حدیثوں سے یہ تفصیل ثابت ہو ف۳ یعنی عدت کے اندر مرد چاہے تو عورت کو پھر رکھ لے اگرچہ عورت کی خوشی نہ ہو مگر اس لوٹانے سے مقصود سلوک اور اصلاح ہو عورت کو ستانا یا اس دباؤ میں اس سے مہر کا معاف کرانا منظور نہ ہو یہ ظلم ہے اگر ایسا کریگا گنہگار ہوگا گو رجعت بھی صحیح ہو جائے گی۔ ف۴ یعنی یہ امر تو حق ہے کہ جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں ایسے ہی عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں جن کا قاعدہ کے موافق ادا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے تو اب مرد کو عورت کے ساتھ بدسلوکی اور اس کی ہر قسم کی حق تلفی ممنوع ہوگی مگر یہ بھی ہے کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت اور فوقیت ہے تو اس لئے رجعت میں اختیار مرد کو ہی دیا گیا ف۵ اسلام سے پہلے دستور تھا کہ دس بیس جتنی بار چاہتے زوجہ کو طلاق دیتے مگر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لیتے پھر جب چاہتے طلاق دیتے اور رجعت کرلیتے اور اس صورت سے بعض شخص عورتوں کو اسی طرح بہت ستاتے اس واسطے یہ آیت اتری کہ طلاق جس میں رجعت ہو سکے کل دو بار ہے ایک یا دو طلاق تک تو اختیار دیا گیا کہ عدت کے اندر مرد چاہے تو عورت کو پھر دستور کے موافق رکھ لے یا بھلی طرح سے چھوڑ دے پھر بعد عدت کے رجعت باقی نہیں رہتی ہاں اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور اگر تیسری بار طلاق دیگا تو پھر ان میں نکاح بھی درست نہیں رہیگا جب تک دوسرا خاوند اس سے نکاح کر کے صحبت نہ کر لیوے فائدہ امساک بمعروف اور تسریح باحسان سے غرض یہ ہے کہ رجعت کرے تو موافقت اور حسن معاشرت کے ساتھ ورنہ عورت کو قید میں رکھنا اور ستانا مقصود نہ ہو جیسا کہ ان کا دستور تھا ورنہ سہولت اور خوبی کے ساتھ اس کو رخصت کرے ف۶ یعنی مردوں کو یہ روا نہیں کہ عورتوں کو جو مہر دیا ہے اسکو طلاق کے بدلہ میں واپس لینے لگیں البتہ یہ جب روا ہے کہ ناچاقی ہو اور کسی طرح دونوں میں موافقت نہ ہو اور ان کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ بوجہ شدت مخالفت ہم احکام خداوندی کی پابندی کی معاشرت باہمی میں نہ کر سکیں گے اور مرد کی طرف سے ادائے حقوق زوجہ میں قصور بھی نہ ہو ورنہ مال لینا زوج کو حرام ہے ف۷ یعنی اے مسلمانو اگر تم کو یہ ڈر ہو کہ خاوند اور بیوی میں ایسی بیزاری ہے کہ ان کی گذران موافقت سے نہ ہوگی تو پھر ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت مال دے کر اپنے آپ کو نکاح سے چھڑالے اور مرد وہ مال لے لے اسکو خلع کہتے ہیں اور جب اس ضرورت کی حالت میں زوجین کو خلع کرنا درست ہوا تو سب مسلمانوں کو اس میں سعی کرنی ضرور درست ہوگی فائدہ ایک عورت آپکی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند سے ناخوش ہوں اسکے یہاں رہنا نہیں چاہتی آپ نے تحقیق کیا تو عورت نے کہا کہ وہ میرے حقوق میں کمی نہیں کرتا اور نہ اسکے اخلاق و دین پر مجھ کو اعتراض ہے لیکن مجھ کو اس سے منافرت طبعی ہے آپ نے عورت سے مہر واپس کرا دیا اور زوج سے طلاق دلوا دی اس پر یہ آیت اتری

عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ وَالْمُطَلَّقٰتُ
ٹھہرا لیا رخصت کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا ف۱ اور طلاق والی عورتیں
ٹھہرا لیا چھوڑ دینے کو تو بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ف۱ اور طلاق والی عورتیں

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ط وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ
انتظار کروا دیں اپنے تئیں تین حیض تک اور ان کو حلال نہیں
انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک اور ان کو حلال نہیں

اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ
کہ چھپا رکھیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹ میں اگر ایمان رکھتی ہیں
کہ چھپا رکھیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹ میں اگر وہ ایمان رکھتی ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ان کے خاوندوں کو پہنچتا ہے پھیر لینا انکا اس دید میں
اللہ پر اور پچھلے دن پر ف۲ اور ان کے خاوند حق رکھتے ہیں انکے لوٹا لینے کا اس مدت میں

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ط وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
اگر چاہیں صلح کرنی اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا ان پر حق ہے موافق دستور کے
اگر چاہیں سلوک سے رہنا ف۳ اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ع اَلطَّلَاقُ
اور مردوں کو ان پر درجہ ہے اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا ف۱ طلاق
اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے ف۴ اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا طلاق رجعی ہے

مَرَّتٰنِ ص فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ط وَلَا يَحِلُّ
دو بار تک پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے اور تم
دو بار تک اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے ف۵ اور تم کو روا

لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ
نہیں کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں کو مگر کہ جب دونوں ڈریں
نہیں کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں سے مگر جبکہ خاوند عورت دونوں ڈریں

اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ط فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ لا
کہ نہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے پھر اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونوں نہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے
اس بات سے کہ قائم نہ رکھ سکیں گے حکم اللہ کا ف۶ پھر اگر تم لوگ ڈرو اس بات سے کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کا حکم

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ط تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
تو گناہ نہیں دونوں پر جو بدلا دے کر چھوٹے عورت یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے
تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر اس میں کہ عورت بدلہ دیکر چھوٹ جاوے ف۷ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں

فَلَا تَعْتَدُوْهَا ج وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
سو ان سے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کے قاعدوں سے سو وہی لوگ ہیں
سو ان سے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے سو وہی لوگ ہیں

ع ۲۸ / ۱۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی عدت تک مرد چاہے تو عورت کو پھر رکھ لے یہ بات پہلی طلاق میں ہے اور دوسری میں بعد اس کے نہ پھر سکے گی تو موافق شرع اسکے حق ادا کر سکے تو رکھے کہ پھر قضیہ نہ ہو اور نہ رکھ سکے تو رخصت کرے اکمخیت سے خدا لیکا دے کر عاجز ہو کر جو ہیں نے دیا تھا وہ پھیر جاوے یہ جب روا ہے کہ نا چاری ہو اور دونوں کی خوشی سے اور مرد کی طرف سے ادائے حق میں تصور نہ ہو اس وقت سب لوگ مل کر عورت سے کچھ پھر دلا دیں اور مرد کو راضی کر کر طلاق دلوا دیں اس کو خلع کہتے ہیں ف۲ یعنی تیسری طلاق کے بعد پھیر نہیں سکتے بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

الظّٰلِمُوْنَ ○ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ

گنہگار ف۱ پھر اگر اسکو طلاق دے تو اب اس کو حلال نہیں وہ عورت اسکے بعد جبتک نکاح نہ کرے

ظالم ف۱ پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو اب حلال نہیں اسکو وہ عورت اسکے بعد جبتک نکاح نہ

زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ

کسی خاوند سے اسکے سوا پھر اگر وہ شخص طلاق دے تب گناہ نہیں ان دونوں کو کہ پھر مل جاویں

کرے کسی خاوند سے اسکے سوا پھر اگر طلاق دیدے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جاویں

اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا

اگر خیال کریں کہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے اور یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے بیان کرتا ہے

اگر خیال کریں کہ قائم رکھیں گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی بیان فرماتا ہے انکو

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

واسطے جاننے والوں کے ف۲ اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچیں اپنی عدت تک

واسطے جاننے والوں کے ف۲ اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچیں اپنی عدت تک ف۳

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّ

تو رکھ لو ان کو دستور سے یا رخصت کرو ان کو دستور سے اور

تو رکھ لو ان کو موافق دستور کے یا چھوڑ دو ان کو بھلی طرح سے اور

لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ

مت بند کرو ان کے ستانے کو تا زیادتی کرو اور جو کوئی یہ کام کرے اس نے

نہ روکے رکھو ان کو ستانے کیلئے تاکہ ان پر زیادتی کرو ف۴ اور جو ایسا کرے گا وہ بیشک

ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ

برا کیا اپنا اور مت ٹھہراؤ حکم اللہ کے ہنسی اور یاد کرو احسان

اپنا ہی نقصان کریگا اور مت ٹھہراؤ اللہ کے احکام کو ہنسی اور یاد کرو اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ

اللہ کا جو تم پر ہے اور وہ جو اتاری تم پر کتاب اور کام کی باتیں کہ تمکو سمجھاوے

احسان جو تم پر ہے اور اس کو کہ جو اتاری تم پر کتاب اور علم کی باتیں کہ تمکو نصیحت کرتا ہے

بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ع ۲۹ ۳ ۱۳

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ سب چیز جانتا ہے

اسکے ساتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے ف۵

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت تک تو اب نہ روکو ان کو

اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پورا کر چکیں اپنی عدت کو تو اب نہ روکو ان کو اس سے

اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ

کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہو جاویں موافق دستور کے

کہ نکاح کریں اپنے انہی خاوندوں سے جبکہ راضی ہو جاویں آپس میں موافق دستور کے ف۱

ف۱ یہ سب احکام مذکورہ یعنی طلاق اور رجعت اور خلع حدود اور قواعد مقرر فرمودہ حق تعالی ہیں ان کی پوری پابندی لازم ہے کسی قسم کا خلاف اور تغیر اور کوتاہی ان میں نہ کرنی چاہیئے ف۲ یعنی اگر زوج اپنی عورت کو تیسری بار طلاق دیگا تو پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے اور دوسرا خاوند اس سے صحبت کرکے اپنی خوشی سے طلاق نہ دیدے اسکی عدت پوری کرکے پھر زوج اوّل سے نکاح جدید ہو سکتا ہے اس کو حلالہ کہتے ہیں اور حلالہ کے بعد زوج اول کے ساتھ نکاح ہونا جب ہی ہے کہ انکو حکم خداوندی کے قائم رکھنے یعنی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا خیال اور اس پر اعتماد ہو ورنہ ضرور نزاع باہمی اور اتلاف حقوق کی نوبت آئیگی اور گناہ میں مبتلا ہونگے ف۳ یعنی عدت ختم ہونے کو آئی ف۴ یعنی عدت کے ختم ہونے تک خاوند کو اختیار ہے کہ اس عورت کو موافقت اور اتحاد کے ساتھ پھر ملا لے یا خوبی اور رضامندی کے ساتھ بالکل چھوڑ دے یہ ہرگز جائز نہیں کہ قید میں رکھے کہ اسکو ستانے کے قصد سے رجعت کرے جیسا کہ بعض اشخاص کیا کرتے تھے فائدہ آیۃ سابقہ یعنی الطلاق مرتان الخ میں یہ بتلایا تھا کہ دو طلاق تک زوج کو اختیار ہے کہ عورت کو عمدگی سے پھر ملالے یا بالکل چھوڑ دے اب اس آیت میں یہ ارشاد ہوا کہ یہ اختیار صرف عدت تک ہے عدت کے بعد زوج کو اختیار مذکور حاصل نہ ہوگا اسلئے کوئی تکرار کا شبہ نہ کرے ف۵ نکاح طلاق ایلاء خلع رجعت حلالہ وغیرہ میں بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان میں حیلے کرنے اور بیہودہ اغراض کو دخل دینا مثلاً کوئی رجعت کرے اور اس سے مقصود عورت کو تنگ کرنا ہے تو گویا اللہ کے احکام کے ساتھ ٹھٹھے بازی ٹھہری نعوذ باللہ من ذلک اللہ کو سب کچھ روشن ہے ایسے حیلوں سے بجز مضرت اور کیا حاصل ہو سکتا ہے ف۱ ایک عورت کو اسکے خاوند نے ایک یا دو طلاق دی اور پھر عدت میں رجعت بھی نہ کی جب عدت ختم ہو چکی تو دوسرے لوگوں کے ساتھ زوج اول نے بھی نکاح کا پیام دیا عورت بھی اس پر راضی تھی مگر عورت کے بھائی کو غصہ آیا اور نکاح کو روک دیا اس پر یہ حکم اترا کہ عورت کی خوشنودی اور بہبودی کو ملحوظ رکھو اسی کے موافق نکاح ہونا چاہیئے اپنے کسی خیال اور ناخوشی کو دخل مت دو اور یہ خطاب عام ہے نکاح سے روکنے والوں کو سب کو خواہ زوج اول جس نے کہ طلاق دی ہے وہ دوسری جگہ عورت کو نکاح کرنے سے روکے یا عورت کے ولی اور وارث عورت کو پہلے خاوند سے یا کسی دوسری جگہ نکاح کرنے سے مانع ہوں سب کو روکنے سے ممانعت آگئی ہاں اگر خلاف قاعدہ کوئی بات ہو مثلاً غیر کفو میں عورت نکاح کرنے لگے یا پہلے خاوند کی عدت کے اندر کسی دوسرے سے نکاح کرنا چاہے تو بیشک ایسے نکاح سے روکنے کا حق ہے بالمعروف فرمانے کا یہی مطلب ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ حکم ہے عورت کے ولیوں کو کہ اسکے نکاح میں اُسی کی خوشی رکھیں جہاں وہ راضی ہو وہاں کر دیں اگرچہ اپنی نظر میں اور جگہ بہتر معلوم ہو ف۲ اگر مرد عورت میں طلاق ہوئے اور لڑکا دودھ پیتا تو ماں دو برس بند رہے اُسکے دودھ پلانے کو اور باپ اُسکا خرچ اُٹھاوے اور اگر باپ اس کام گیا تو وارث اس کے خرچ اٹھاویں اور جو دو برس سے کم میں چھڑا دیں اپنی خوشی سے تو بھی روا ہے اور اگر باپ کسی سے پلوا دے ماں کو بند نہ کر سکے تو بھی روا ہے لیکن اُسکے بدلے میں ماں کا کچھ حق نہ کاٹ رکھے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط

یہ نصیحت ملتی ہے اُسکو جو کوئی تم میں اللہ پر یقین رکھتا ہے اور پچھلے دن پر

یہ نصیحت اُس کو کیجاتی ہے جو کہ تم میں سے ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ف۱

ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اسی میں سنوار زیادہ ہے تمکو اور ستھرائی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۱

اس میں تمہارے واسطے بڑی ستھرائی ہے اور بہت پاکیزگی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۲

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ

اور لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنے لڑکوں کو دو برس پورے جو کوئی چاہے

اور بچے والی عورتیں دودھ پلاویں اپنے بچوں کو دو برس پورے جو کوئی چاہے

اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

کہ پوری کرے دودھ کی مدت اور لڑکے والے پر ہے کھانا اور پہننا اُن کا

کہ پوری کرے دودھ کی مدت ف۳ اور لڑکے والے یعنی باپ پر ہے کھانا اور کپڑا اُن عورتوں کا

بِالْمَعْرُوْفِ ط لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ج لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ

موافق دستور کے تکلیف نہیں کسی شخص کو مگر جو اُس کی گنجایش ہے نہ ضرر پاوے ماں

موافق دستور کے تکلیف نہیں دیجاتی کسی کو مگر اُسکی گنجائش کے موافق نہ نقصان دیا جاوے ماں کو

بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ج

اپنی اولاد کا اور نہ لڑکے والا اپنی اولاد کا اور وارث پر بھی یہی ذمہ ہے

اسکے بچہ کی وجہ سے اور نہ اُس کو کہ جس کا وہ بچہ ہے یعنی باپ کو اُسکے بچہ کی وجہ سے ف۴ اور وارثوں پر بھی یہی لازم ہے ف

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ

پھر اگر دونوں چاہیں دودھ چھڑانا آپس کی رضا سے اور مشورت سے تو اُن کو نہیں گناہ

پھر اگر ماں باپ چاہیں کہ دودھ چھڑالیں یعنی دو برس کے اندر ہی اپنی رضا اور مشورہ سے تو اُن پر کچھ گناہ

عَلَيْهِمَا ط وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ

اور اگر تم مرد چاہو کہ دودھ پلواؤ اپنی اولاد کو تو تم پر نہیں گناہ

نہیں ف اور اگر تم لوگ چاہو کہ دودھ پلواؤ کسی دایہ سے اپنی اولاد کو تو بھی تم پر کچھ گناہ

عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا

جب حوالہ کردیا جو تم نے ٹھہرایا تھا موافق دستور کے اور ڈرو اللہ سے اور جان رکھو

نہیں جبکہ حوالہ کردو جو تم نے دینا ٹھہرایا تھا موافق دستور کے ف اور ڈرو اللہ سے اور جان رکھو

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ

کہ اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ف اور جو لوگ مرجاویں تم میں

کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے اور جو لوگ مرجاویں تم میں سے

وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ

اور چھوڑ جاویں عورتیں وہ انتظار کروا دیں اپنے تئیں چار مہینے اور

اور چھوڑ جاویں بیبیاں عورتیں تو چاہیے کہ وہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور

ف۱ یعنی حکم جو مذکور ہوئے اُن سے اہل ایمان کو نصیحت دی جاتی ہے کیونکہ اس نصیحت سے وہی منتفع ہوتے ہیں اور یوں تو نصیحت سبھی کے لیے ہے کسی کی خصوصیت نہیں اور مومنین کے خاص کرنے سے دوسروں پر تہدید اور اُن کی تحقیر بھی مفہوم ہوتی ہے یعنی جو لوگ ان حکموں پر عمل نہیں کرتے گویا انکو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہی نہیں ف۲ یعنی عورت کو نکاح سے نہ روکنے اور اُس کے نکاح ہو جانے میں وہ پاکیزگی ہے جو نکاح سے روکنے میں ہرگز نہیں اور عورت جبکہ پہلے خاوند کی طرف راغب ہو تو اسی کے ساتھ نکاح ہو جانے میں وہ پاکیزگی ہے کہ دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے میں ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں کی باتوں کو اور نفع نقصان آیندہ کو خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔
ف۳ یعنی ماں کو حکم ہے کہ اپنے بچہ کو دو برس تک دودھ پلائے اور یہ مدت اُس کے لیے ہے جو ماں باپ بچہ کے دودھ پینے کی مدت کو پورا کرنا چاہیں ورنہ اس میں کمی بھی جائز ہے جیسا آیت کے اخیر میں آتا ہے اور اس حکم میں وہ مائیں بھی داخل ہیں جن کا نکاح باقی ہے اور وہ بھی جن کو طلاق مل چکی ہو یا اُنکی عدت بھی گذر چکی ہو ہاں اتنا فرق ہوگا کہ ناکح منکوحہ اور معتدہ کو تو دینا زوج کو ہر حال میں لازم ہے دودھ پلائے یا نہ پلائے اور عدت ختم ہو چکے گی تو پھر صرف دودھ پلانے کی وجہ سے دینا ہوگا اور اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ دودھ کی مدت کو جس ماں سے پورا کرانا چاہیں یا جس صورت میں باپ کہ دودھ پلانے کی اجرت ماں کو دلوانا چاہیں تو اُس کی انتہا دو برس کامل ہیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ علی العموم دودھ پلانے کی مدت دو برس سے زیادہ نہیں ف۴ یعنی باپ کو بچہ کی ماں کو کھانا کپڑا ہر حال میں دینا پڑے گا۔ اول صورت میں تو اس لئے کہ وہ اُس کے نکاح میں ہے دوسری صورت میں عدت میں ہے اور تیسری صورت میں دودھ پلانے کی اجرت دینی ہوگی اور بچہ کے ماں باپ بچہ کی وجہ سے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دیں مثلاً ماں بلاوجہ دودھ پلانے سے انکار کرے یا باپ بلاسبب ماں سے بچہ کو جدا کرکے کسی اور سے دودھ پلوائے یا کھانے کپڑے میں تنگی کرے ف۵ یعنی اگر باپ مرجائے تو بچہ کے وارثوں پر بھی یہی لازم ہے کہ دودھ پلانے کی مدت میں اُس کی ماں کے کھانے کپڑے کا خرچ اُٹھائیں اور تکلیف نہ پہنچائیں اور وارث سے مراد وہ وارث ہے جو محرم بھی ہو ف۶ یعنی اگر ماں باپ کسی مصلحت کی وجہ سے دو سال کے اندر ہی بچہ کی مصلحت کا لحاظ کرکے باہمی مشورہ اور رضامندی سے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُس میں گناہ نہیں مثلاً ماں کا دودھ اچھا نہ ہو ف۷ یعنی اے مردو اگر تم کسی ضرورت و مصلحت سے ماں کے سوا کسی دوسری عورت سے دودھ پلوانا چاہو تو تمہیں کچھ گناہ نہیں مگر اس کی وجہ سے ماں کا کچھ حق نہ کاٹ رکھے بلکہ دستور کے موافق جو ماں کو دینا ٹھہرایا تھا وہ دیدے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دودھ پلانے والی کا حق نہ کاٹے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ طلاق کی عدت تین حیض فرمائی اور موت کی عدت چار مہینے دس دن دونوں جب ہیں کہ حمل معلوم نہ ہو اور اگر حمل معلوم ہوا تو حمل تک ف۲ یعنی عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو روا نہیں کہ اس سے نکاح باندھ لیوے یا صاف وعدہ کر رکھے تا اس سے پہلے اور کوئی نہ کہہ بیٹھے پردہ یہ کہ ایک بات کہدے عرض سے مثلاً عورت کو کہے کہ تجھکو کوئی عزیز کرے گا یا سکے کہ مجھ کو ارادہ نکاح کا ہے ف۳ اگر نکاح کے وقت مہر کہتے ہیں نہ آیا تو بھی نکاح درست ہے مہر پیچھے ٹھہر رہے گا پھر اگر بن ہاتھ لگائے عورت کو طلاق دے تو مہر کچھ لازم نہ آیا لیکن کچھ خرچ دینا ضرور ہے خرچ کیا کہ ایک جوڑا پوشاک کا موافق اپنے حال کے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

عَشْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ

دس دن پھر جب پہنچ چکیں اپنی عدت کو تم پر گناہ نہیں جو وہ

دس دن ف۱ پھر جب پورا کر چکیں اپنی عدت کو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اُس بات میں کہ کریں وہ

فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝

اپنے حق میں کریں موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے ف۱

اپنے حق میں قاعدہ کے موافق ف۲ اور اللہ کو تمہارے تمام کاموں کی خبر ہے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ

اور گناہ نہیں تم پر اگر پردے میں کہو پیغام نکاح کا عورت کو یا

اور کچھ گناہ نہیں تم پر اس میں کہ اشارہ میں کہو پیغام نکاح ان عورتوں کا یا

أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ

چھپا رکھو اپنے دل میں معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ اُن کا دھیان کرو گے لیکن

پوشیدہ رکھو اپنے دل میں اللہ کو معلوم ہے کہ تم البتہ اُن عورتوں کا ذکر کرو گے لیکن

لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا

وعدہ نہ کر رکھو اُن سے چھپ کر مگر یہی کہ کہہ دو ایک بات جس کا رواج ہو اور نہ باندھو

اُن سے نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو چھپ کر مگر یہی کہ کہہ دو کوئی بات رواج شریعت کے موافق اور نہ ارادہ کرو

عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

گرہ نکاح کی جب تک پہنچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکھو کہ اللہ کو

نکاح کا یہاں تک کہ پہنچ جاوے عدت مقررہ اپنی انتہا کو ف۳ اور جان رکھو کہ اللہ کو

يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے تو اُس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشتا ہے

معلوم ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے سو اُس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا اور

حَلِيمٌ ۝ ع لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ ع ۳۰ ۱۴

تحمل والا ف۲ گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دو عورتوں کو جب تک یہ نہیں کہ اُنکو ہاتھ لگایا ہو

تحمل کرنیوالا ہے ف۴ کچھ گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دو تم عورتوں کو اس وقت کہ اُنکو ہاتھ بھی نہ لگایا ہو

أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ

یا مقرر کیا ہو اُن کا کچھ حق اور اُن کو خرچ دو وسعت والے پر

اور نہ مقرر کیا ہو اُن کے لئے کچھ مہر اور اُن کو کچھ خرچ دو مقدور والے پر

قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا

اُس کے موافق ہے اور تنگی والے پر اُسکے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے

اُسکے موافق ہے اور تنگی والے پر اُسکے موافق جو خرچ کہ قاعدہ کے موافق ہے لازم ہے

عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

نیکی والوں کو ف۳ اور اگر طلاق دو اُن کو

نیکی کرنے والوں پر ف۵ اور اگر طلاق دو اُن کو ہاتھ لگانے

ف۱ پہلے گذر چکا ہے کہ طلاق کی عدت میں تین حیض انتظار کرے اب فرمایا کہ موت کی عدت میں چار مہینے دس دن انتظار کرے سو اس مدت میں اگر معلوم ہو گیا کہ عورت کو حمل نہیں تو عورت کو نکاح کی اجازت ہو گی ورنہ وضع حمل کے بعد اجازت ہو گی اُس کی تشریح سورۂ طلاق میں آوے گی حقیقت میں تین حیض یا چار مہینے دس دن حمل کے انتظار اور اُسکے دریافت کرنے کے لئے مقرر فرمائے ف۲ جب بیوہ عورتیں اپنی عدت پوری کر لیں یعنی غیر حاملہ چار ماہ دس روز اور حاملہ بعد حمل تو اُن کو دستور شریعت کے موافق نکاح کر لینے میں کچھ گناہ نہیں اور زینت اور خوشبو سب حلال ہیں ف۳ خلاصہ آیت کا یہ ہوا کہ عورت خاوند کے نکاح سے جدا ہوئی تو جب تک عدت میں ہے تو کسی دوسرے کو جائز نہیں کہ اُس سے نکاح کرے یا صاف وعدہ کرا لے یا صاف پیام بھیجے لیکن اگر دل میں نیت رکھے کہ بعد عدت اس سے نکاح کرونگا یا اشارۃً اپنے مطلب کو اُسے سُنا دے تاکہ کوئی دوسرا اس سے پہلے پیام نہ دے بیٹھے مثلاً عورت کو سُنا دے کہ تجھ کو ہر کوئی عزیز رکھے گا یا کہے کہ میرا ارادہ کہیں نکاح کرنے کا ہے تو کچھ گناہ نہیں مگر صاف پیام ہرگز نہ دے ف۴ یعنی حق تعالیٰ تمہارے جی کی باتیں جانتا ہے سو ناجائز ارادہ سے بچتے رہو اور ناجائز ارادہ ہو گیا تو اُس سے توبہ کرو اللہ بخشنے والا ہے اور گنہگار پر عذاب نہ ہوا تو اس سے مطمئن ہو جائے کیونکہ وہ حلیم ہے عقوبت میں جلدی نہیں فرماتا ف۵ اگر نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا اور بلا مہر ہی نکاح کر لیا تو بھی نکاح درست ہے مہر بعد میں مقرر ہو جاویگا لیکن اس صورت میں اگر ہاتھ لگانے سے پہلے یعنی مجامعت اور خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق دیدی تو مہر کچھ لازم نہ ہوگا لیکن زوج کو لازم ہے کہ اپنے پاس سے عورت کو کچھ دیدے کم سے کم یہی کہ تین کپڑے کرتہ سربند چادر اپنی حالت کے موافق اور خوشی سے دیدے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ

ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹھہرا چکے ہو اُن کا حق تو لازم ہوا آدھا

سے پہلے اور ٹھہرا چکے تھے تم اُن کے لئے مہر تو لازم ہوا آدھا اُس کا

مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ

جو کچھ ٹھہرایا تھا مگر یہ کہ درگذر کریں عورتیں یا درگذر کرے جس کے ہاتھ گرہ ہے

کہ تم مقرر کر چکے تھے مگر یہ کہ درگذر کریں عورتیں یا درگذر کرے وہ شخص کہ اُسکے اختیار میں ہے گرہ نکاح کی

النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ

نکاح کی اور تم مرد درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو بڑائی رکھنی

یعنی خاوند اور تم مرد درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو احسان کرنا

بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ

آپس میں تحقیق اللہ جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے ف۱ خبردار رہو نمازوں سے

آپس میں بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھتا ہے ف۱ خبردار رہو سب نمازوں سے

وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝ فَإِنْ خِفْتُمْ

اور بیچ والی نماز سے اور رہو اللہ کے آگے ادب سے ف۲ پھر اگر تم کو ڈر ہو

اور بیچ والی نماز سے اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے ف۲ پھر اگر تم کو ڈر ہو کسی کا

فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ

تو پیادہ پڑھ لو یا سوار پھر جس وقت چین پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جیسا تم کو سکھایا ہے

تو پیادہ پڑھ لو یا سوار پھر جس وقت تم امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح کہ تم کو سکھایا ہے

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ

جو تم نہ جانتے تھے ف۳ اور جو لوگ تم میں مر جاویں اور چھوڑ جاویں

جس کو تم نہ جانتے تھے ف۳ اور جو لوگ تم میں سے مر جاویں اور چھوڑ جاویں

أَزْوَاجًا ۚ وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ

عورتیں وصیت کر دیں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا

اپنی عورتیں تو وہ وصیت کر دیں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک بغیر نکالنے کے گھر سے ف۴

فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ

پھر اگر وہ نکل جاویں تو گناہ نہیں تم پر جو کچھ کریں اپنے حق میں

پھر اگر وہ عورتیں آپ نکل جاویں تو کچھ گناہ نہیں تم پر اس میں کہ کریں وہ عورتیں اپنے حق میں

مِنْ مَعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ

دستور کی بات اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۵ اور طلاق والیوں کو خرچ دینا

بھلی بات اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۵ اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ہے

بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

قاعدہ کے لازم ہے پرہیزوالوں کو ف۶ اس طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے

قاعدہ کے موافق لازم ہے پرہیزگاروں پر ف۶ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تمہارے واسطے

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر مہر ٹھہر چکا تھا پھر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو آدھا مہر لازم ہوا مگر عورتیں درگذر کریں کہ بالکل چھوڑ دیویں یا مرد درگذر کرے تو بہتر ہے کیونکہ اللہ نے بڑائی دی ہے مرد کو اور اسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنے کا اپنی لڑائی کے لائق۔ چار صورتیں ہو سکتی ہیں یہاں دو کا حکم فرمایا ایک یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دوسری یہ کہ مہر ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے اور دو صورتیں باقی رہیں ایک یہ کہ مہر ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دے تو پورا مہر لازم ہوا یہ سورہ نساء میں مذکور ہے دوسری یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دے اس میں مہر مثل پورا دینا چاہیے یعنی جو اس عورت کی قوم میں رواج ہو اور جب ہاتھ لگا ف۲ بیچ والی نماز عصر ہے کہ دن اور رات کے بیچ میں ہے اس کا تقید زیادہ کیا اور طلاق کے حکموں میں نماز کا حکم فرمایا کہ دنیا کے معاملے میں غرق ہو کر بندگی نہ بھول جاؤ اسی واسطے عصر کا تقید زیادہ ہے کہ اس وقت دنیا کا شغل اکثر ہے فرمایا کہ کھڑے رہو ادب سے تو جو حرکت جس سے معلوم ہو کہ آدمی نماز میں نہیں اسی سے نماز ٹوٹتی ہے جیسا کھانا پینا یا کسی سے بات کرنی اور سوائے اسکے ف۳ یعنی لڑائی کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پر بھی اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز روا ہے گو کہ قبلے کی طرف بھی نہ ہو ف۴ یہ حکم جب تھا کہ مرنے کے اختیار پر رکھا تھا وارثوں کو دلوانا اب جو سب کے حصے اللہ صاحب نے ٹھہرا دیے عورت کا بھی ٹھہرا دیا اب مرنے کا دلوانا موقوف ہوا ف۵ پہلے خرچ فرمایا تھا یعنی جوڑا دینا اُس طلاق پر کہ مہر نہ ٹھہرا ہو اور ہاتھ نہ لگایا ہو یہاں سب پر حکم فرمایا سب طلاق والیوں کو جوڑا دینا بہتر ہے اور اُس پہلی کو ضرور ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر ہو چکا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا لازم ہے مگر عورت یا مرد کہ جس کے اختیار میں ہے نکاح کا قائم رکھنا اور توڑنا اپنے حق سے درگذر کریں تو بہتر ہے عورت کی تو درگذر یہ کہ آدھا بھی معاف کردے اور مرد کی درگذر یہ کہ جو مہر مقرر ہوا تھا پورا حوالہ کردے یا تمام مہر ادا کر چکا تھا تو آدھا نہ لوٹا بلکہ سب مہر چھوڑ دے پھر فرمایا کہ مرد درگذر کرے تو تقویٰ کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ اللہ نے اُس کو بڑائی دی اور مختار کیا نکاح باقی رکھنے کا اور طلاق دینے کا اور نفس نکاح سے تمام مہر لازم ہو جاتا ہے اب بدون ہاتھ لگائے طلاق دے کر زوج نصف مہر کو اپنے ذمہ سے ٹلاتا ہے یہ تقویٰ کے مناسب نہیں اور زوجہ کی طرف سے کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہوئی جو کچھ کیا زوج نے کیا ان وجوہ سے زوج کو زیادہ مناسب ہے کہ درگذر کرے فائدہ طلاق کی مہر اور وطی کے لحاظ سے چار صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ نہ مہر ہو نہ وطی دوسری یہ کہ مہر تو مقرر ہو مگر وطی کی نوبت نہ آئے ان دونوں صورتوں کا حکم دونوں آیتوں میں معلوم ہو چکا تیسری یہ کہ مہر مقرر ہوا اور وطی کی نوبت آئے اس میں جو مہر مقرر کیا ہے پورا دینا ہوگا۔ یہ صورت کلام اللہ میں دوسرے موقع پر مذکور ہے چوتھی یہ کہ مہر نہ ٹھہرایا تھا اور ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دی اسمیں مہر مثل پورا دینا پڑیگا یعنی جو اس عورت کی قوم میں رواج ہو اور یہی چاروں صورتیں موت زوج میں نکلیں گی مگر موت کا حکم طلاق کے حکم سے جدا ہے اگر مہر مقرر نہ کیا تھا اور ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا کہ زوج مرگیا یا ہاتھ لگانے کے بعد مرا ان دونوں صورتوں میں مہر مثل پورا لازم ہوگا اور اگر مہر مقرر کیا اور ہاتھ لگایا یا ہاتھ نہ لگایا تو ان دونوں صورتوں میں جو مہر مقرر ہوا تھا وہ پورا دینا ہوگا ف۲ بیچ والی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے کہ دن اور رات کے بیچ میں ہے اس کی تاکید زیادہ فرمائی کہ اُس وقت دنیا کا شغل زیادہ ہوتا ہے اور فرمایا کھڑے رہو ادب سے یعنی نماز میں ایسی حرکت نہ کرو کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ نماز نہیں پڑھتے ایسی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے کھانا پینا یا کسی سے بات کرنا یا ہنسنا فائدہ طلاق کے حکموں میں نماز کے حکم کو بیان فرمانے کی یا یہ وجہ ہے کہ دنیا کے معاملات اور باہمی نزاعات میں پڑ کر کہیں خدا کی عبادت کو نہ بھلا دو اور یا یہ وجہ ہے کہ ہوا و ہوس کے بندوں کو بوجہ غلبہ حرص و بخل عدل کو پورا کرنا اور انصاف سے کام لینا اور وہ بھی رنج اور طلاق کی حالت میں بہت دشوار ہے پھر وان تعفوا اور ولا تنسوا الفضل پر اور اس حالت میں اُن سے عمل کرنے کی توقع بیشک مستبعد نظر آتی تھی سو اُس کا علاج فرما دیا گیا کہ نماز کی محافظت اور اُس کی پابندی اور اُسکے حقوق کی رعایت عمدہ علاج ہے کہ نماز کو ازالہ رذائل اور تحصیل فواضل میں بڑا اثر ہے ف۳ یعنی لڑائی اور دشمن سے خوف کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پر اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز درست ہے گو قبلہ کی طرف بھی منہ نہ ہو۔ ف۴ یہ حکم اول تھا اس کے بعد جب آیت میراث نازل ہوئی اور عورتوں کا حصہ بھی مقرر ہو چکا ادھر عورت کی عدت چار مہینے دس دن کی ٹھہرا دی گئی تب سے اس آیت کا حکم موقوف ہوا ف۵ یعنی اگر وہ عورتیں اپنی خوشی سے سال کے ختم ہونے سے پہلے گھر سے نکلیں تو کچھ گناہ نہیں تم پر اے وارثو اُس کام میں کہ کریں وہ عورتیں اپنے حق میں شریعت کے موافق یعنی چاہیں خاوند کریں یا اچھی پوشاک اور خوشبو کا استعمال کریں کچھ حرج نہیں ف۶ پہلے خرچ یعنی جوڑا دینے کا حکم اُس طلاق پر آ چکا ہے کہ نہ مہر ٹھہرا ہو نہ زوج نے ہاتھ لگایا ہو اب اس آیت میں وہ حکم سب کے لئے آ گیا مگر اتنا فرق ہو کہ سب طلاق والیوں کو جوڑا دینا مستحب ہے ضروری نہیں اور پہلی صورت میں ضروری ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہاں حکم نکاح وطلاق کے تمام ہوئے ف۲ یہ پہلی امت میں ہوا کہ کئی ہزار شخص گھر بار لیکر اپنے وطن کو چھوڑ نکلے ان کو ڈر ہوا غنیم کا اور لڑنے سے جی چھپایا یا ڈر ہوا وبا کا اور یقین نہ ہوا تقدیر کا ایک منزل میں پہنچ کر سارے مر گئے پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں یہاں اس واسطے فرمایا کہ جہاد سے جی چھپانا عبث ہے موت نہیں چھوڑتی۔ ف۳ اللہ کو قرض دے یعنی جہاد میں خرچ کرے اسی طرح فرمایا مہربانی سے اور تنگی کا اندیشہ نہ کرے
اللہ کے ہاتھ کشایش ہے۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ءَايَٰتِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ خَرَجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ
اپنی آیتیں شاید تم بوجھ رکھو ف۱ تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جو نکلے اپنے گھروں سے
اپنے حکم تاکہ تم سمجھ لو ف۱ کیا نہ دیکھا تو نے اُن لوگوں کو جو کہ نکلے اپنے گھروں سے
وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ ٱلْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ ٱللَّهُ مُوتُوا۟ ثُمَّ أَحْيَٰهُمْ
اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے پھر کہا اُن کو اللہ نے مر جاؤ پیچھے اُن کو جلا دیا
اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے پھر فرمایا اُن کو اللہ نے کہ مر جاؤ پھر اُن کو زندہ کر دیا
إِنَّ ٱللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ
اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ
بیشک اللہ فضل کرنے والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ
لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَقَٰتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ
شکر نہیں کرتے ف۲ اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ
شکر نہیں کرتے ف۲ اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ بیشک
سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ مَّن ذَا ٱلَّذِى يُقْرِضُ ٱللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
سنتا ہے جانتا کون شخص ایسا ہے کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض
خوب سنتا جانتا ہے کون شخص ہے ایسا جو کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض
فَيُضَٰعِفَهُۥ لَهُۥٓ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَٱللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَ
کہ وہ اُس کو دونا کر دے کتنے برابر اور اللہ تنگی کرتا ہے اور کشایش اور
پھر دوگنا کر دے اللہ اُس کو کئی گنا اور اللہ ہی تنگی کر دیتا ہے اور وہی کشایش کرتا ہے اور
إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى ٱلْمَلَإِ مِنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ
اسی پاس اُلٹے جاؤ گے ف۳ تو نے نہ دیکھی ایک جماعت بنی اسرائیل میں
اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ف۳ کیا نہ دیکھا تو نے ایک جماعت بنی اسرائیل کو
مِنۢ بَعْدِ مُوسَىٰٓ إِذْ قَالُوا۟ لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ٱبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَٰتِلْ وقف لازم
موسیٰ کے بعد جب کہا اپنے نبی کو کھڑا کر دے ہمارے واسطے ایک بادشاہ کہ ہم لڑائی کریں
موسیٰ کے بعد ف۴ جب انہوں نے کہا اپنے نبی سے مقرر کر دو ہمارے لئے ایک بادشاہ تاکہ ہم لڑیں
فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِن كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِتَالُ
اللہ کی راہ میں وہ بولا کہ یہ بھی توقع ہے تم سے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا
اللہ کی راہ میں پیغمبر نے کہا کیا تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا
أَلَّا تُقَٰتِلُوا۟ ۖ قَالُوا۟ وَمَا لَنَآ أَلَّا نُقَٰتِلَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَقَدْ
تب نہ لڑو بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور
تو تم اُس وقت نہ لڑو وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور ہم
أُخْرِجْنَا مِن دِيَٰرِنَا وَأَبْنَآئِنَا ۖ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ ٱلْقِتَالُ
ہم کو نکال دیا ہے ہمارے گھر سے اور بیٹوں سے پھر جب حکم ہوا اُن کو لڑائی کا
تو نکال دیئے گئے اپنے گھروں سے اور بیٹوں سے پھر جب حکم ہوا اُن کو لڑائی کا

ع ۳۱ / ۷ / ۱۵
ف۱ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہاں نکاح طلاق عدت کے احکام بیان فرمائے ایسے ہی اپنے احکام و آیات کو واضح فرماتا ہے کہ تم سمجھو اور عمل کر سکو۔ یہاں نکاح و طلاق کے احکام ختم ہو چکے ف۲ یہ پہلی اُمت کا قصہ ہے کہ کئی ہزار شخص گھربار کو ساتھ لے کر وطن سے بھاگے تھے کوئی ڈر ہوا تھا غنیم کا اور لڑنے سے جی چھپایا یا ڈر ہوا تھا وبا کا اور تقدیر پر توکل اور یقین نہ کیا پھر ایک منزل پر پہنچ کر بحکم الٰہی سب مر گئے پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں اس حال کو یہاں اس واسطے ذکر فرمایا کہ کافروں سے لڑنے یا فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے میں جان اور مال کی محبت کے باعث دریغ نہ کریں اور جان لیویں کہ اللہ موت بھیجے تو چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں اور زندگی چاہے تو مردہ کو دم کے دم میں زندہ کر دے زندہ کو موت سے بچا لینا تو کوئی چیز ہی نہیں پھر اُسکی تعمیل حکم میں موت سے ڈر کر جہاد سے بچنا یا افلاس سے بچ کر صدقہ اور دوسروں پر احسان یا عفو اور فضل سے رُکنا بد دینی کے ساتھ حماقت بھی پوری ہے ف۳ یعنی جب معلوم ہو چکا کہ اللہ کے حکم میں تمہاری جان اور مال ہے تو اب تم کو چاہیئے کہ لڑو کافروں سے اللہ کے واسطے دین کے لئے اور جان لو کہ خدا تعالیٰ سنتا ہے بہانہ کرنے والوں کی باتیں اور جانتا ہے اُن کے منصوبوں کو اور چاہئے کہ خرچ کرو اللہ کے رستہ میں مال اور تنگی سے مت ڈرو کہ کشایش اور تنگی سب اُس کے اختیار میں ہے اور اُسی کی طرف لوٹ کر سب کو جانا ہے۔ قرض حسنہ اُسے کہتے ہیں جو قرض دیکر تقاضا نہ کرے اور اپنا احسان نہ رکھے اور بدلہ نہ چاہے اور اُسے حقیر نہ سمجھے اور خدا کو دینے سے جہاد میں خرچ کرنا مراد ہے یا محتاجوں کو دینا۔
ف۴ اس قصہ سے حق تعالیٰ کا بسط و قبض جو ابھی مذکور ہوا خوب ثابت ہوتا ہے یعنی فقیر کو بادشاہ بنانا اور بادشاہ سے بادشاہت چھین لینا اور ضعیف کو قوی اور قوی کو ضعیف کر دینا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف بعد حضرت موسیٰ کے ایک مدت بنی اسرائیل کا کام بنا رہا پھر جب انکی نیت بری ہو گئی اُن پر غنیم مسلط ہوا یعنی جالوت بادشاہ کافر کہ اُن کے اطراف کے شہر چھین لئے اور لوٹ لئے اور بندی پکڑ لے گیا وہاں کے بھاگے لوگ شہر بیت المقدس میں جمع ہوئے حضرت شمویل پیغمبر سے چاہا کر کوئی بادشاہ بااقبال مقرر کر دو کہ بغیر سردار بااقبال ہم لڑ نہیں سکتے ف۲ طالوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہ تھی اور کسب کرتا تھا انکی نظر میں وہ حقیر لگا پیغمبر نے فرمایا کہ سلطنت حق کسی کا نہیں اور بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن کی کشایش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبر کو ایک عصا بتایا کہ جس کا قد اسکے برابر ہو سلطنت اُس کو ہے اسکے برابر قد آسی کا آیا ف۳ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے حضرت موسیٰ اور ہارون کے لڑائی کے وقت سردار کے آگے لے چلتے اور دشمن پر حملہ کرتے تو اسکو آگے دھر لیتے پھر اللہ فتح دیتا جب بدنیت ہو گئے وہ صندوق ان سے چھینا گیا غنیم کے ہاتھ لگا اب جو طالوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود آ موجود ہوا سبب یہ کہ غنیم کے شہر میں جہاں رکھا تھا اُن پر بلا پڑی پانچ شہر ویران ہوئے تب ناچار انھوں نے دو بیلوں پر لاد کر ہانک دیا پھر فرشتے بیلوں کو ہانک کر یہاں لے آئے

از شاہ عبدالقادر صاحب

تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ وَقَالَ لَهُمْ

پھر گئے مگر تھوڑے اُن میں سے اور اللہ کو معلوم ہیں گنہگار ف۱ اور کہا اُن کو

تو وہ سب پھر گئے مگر تھوڑے سے اُن میں کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو ف۱ اور فرمایا اُن سے

نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى

اُنکے نبی نے اللہ نے کھڑا کر دیا تم کو طالوت بادشاہ بولے کہاں

اُن کے نبی نے بیشک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ کہنے لگے کیونکر

يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ

ہو گی اُس کو سلطنت ہمارے اوپر اور ہمارا حق زیادہ ہے سلطنت میں اُس سے اور اُس کو ملی نہیں

ہو سکتی ہے اُس کو حکومت ہم پر اور ہم زیادہ مستحق ہیں سلطنت کے اُس سے اور اُس کو نہیں ملی

سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ

کشایش مال کی کہا اللہ نے اُس کو پسند کیا تم سے اور زیادہ

کشایش مال میں پیغمبر نے کہا بیشک اللہ نے پسند فرمایا اُسکو تم پر اور زیادہ

بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

کشایش دی عقل میں اور بدن میں اور اللہ دیتا ہے اپنی سلطنت ف۲ جس کو چاہے

فراخی دی اُس کو علم اور جسم میں اور اللہ دیتا ہے ملک اپنا جس کو چاہے

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ

اور اللہ کشایش والا ہے سب جانتا ف۲ اور کہا اُن کو اُن کے نبی نے نشان اُس کی سلطنت کا

اور اللہ ہے فضل کرنیوالا سب کچھ جاننے والا ف۲ اور کہا بنی اسرائیل سے اُنکے نبی نے کہ طالوت کی سلطنت کی نشانی یہ ہے

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ

یہ کہ آوے تم کو صندوق جس میں دل جمعی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی چیزیں

کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق کہ جس میں تسلی خاطر ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں

مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِىْ

جو چھوڑ گئے موسیٰ اور ہارون کی اولاد اُٹھا لاویں اُس کو فرشتے اس میں

ہیں اُنمیں سے جو چھوڑ گئی تھی موسیٰ اور ہارون کی اولاد اُٹھا لاویں گے اُس صندوق کو فرشتے بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ

نشانی پوری ہے تم کو اگر یقین رکھتے ہو ف۳ پھر جب باہر ہوا طالوت

اُسمیں پوری نشانی ہے تمہارے واسطے اگر تم یقین رکھتے ہو ف۳ پھر جب باہر نکلا طالوت

بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ

فوجیں لے کر ہ کہا اللہ تم کو آزماتا ہے ایک نہر سے پھر جس نے پانی پیا اُس کا

فوجیں لے کر کہا بیشک اللہ تمہاری آزمایش کرتا ہے ایک نہر سے سو جس نے پانی پیا اُس نہر کا

فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ

وہ میرا نہیں اور جس نے اُس کو نہ چکھا وہ ہے میرا جو کوئی بھر لے

تو وہ میرا نہیں اور جس نے اُس کو نہ چکھا تو وہ بیشک میرا ہے مگر جو کوئی بھرے

ف۱ حضرت موسیٰ کے بعد کچھ عرصہ تک بنی اسرائیل کا کام درست رہا پھر جب اُن کی نیت بگڑی تب اُن پر ایک غنیم کافر بادشاہ جالوت نام مسلط ہوا اُن کو شہر سے نکال دیا اور لوٹا اور اُن کو پکڑ کر بندہ بنایا بنی اسرائیل بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے اُس وقت حضرت شمویل علیہ السلام پیغمبر تھے اُن سے درخواست کی کہ کوئی بادشاہ ہم پر مقرر کر دو کہ اُسکے ساتھ ہو کر ہم جہاد کریں فی سبیل اللہ ف۲ طالوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہ تھی غریب محنتی آدمی تھے اُن کی بنی اسرائیل نظر میں سلطنت کے قابل نظر آئے اور بوجہ مال و دولت اپنے آپ کو سلطنت کے لائق خیال کیا نبی نے فرمایا کہ سلطنت کسی کا حق نہیں اور سلطنت کی بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن میں زیادتی اور وسعت ہوئی جس میں طالوت تم سے افضل ہے فائدہ بنی اسرائیل نے جب یہ سُنا تو پھر کہا پیغمبر سے کہ اس کے سوا کوئی اور دلیل بھی اُن کی بادشاہت پر دکھلا دو تاکہ ہمارے دل میں کوئی اشتباہ نہ رہے نبی نے دعا کی جناب الٰہی میں اور طالوت کی سلطنت کی دوسری نشانی بیان فرما دی گئی ف۳ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اُس میں تبرکات تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ انبیاء کے بنی اسرائیل اُس صندوق کو لڑائی میں آگے رکھتے اللہ اس کی برکت سے فتح دیتا جب جالوت غالب آیا اُن پر تو یہ صندوق بھی وہ لے گیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کو صندوق کا پہنچانا منظور ہوا تو یہ کیا کہ وہ کافر جہاں صندوق در رکھتے وباء اور بلا آئی پانچ شہر ویران ہو گئے ناچار ہو کر دو بیلوں پر اُسکو لاد کر ہانک دیا فرشتے بیلوں کو ہانک کر طالوت کے دروازے پر پہنچا گئے بنی اسرائیل اس نشانی کو دیکھ کر طالوت کی بادشاہت پر یقین لائے اور طالوت نے جالوت پر فوج کشی کی اور موسم نہایت گرم تھا ۔

ع ۳۲ ۶ ۱۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ طالوت کے ساتھ نکلنے کو سب تیار ہوئے جوش سے اس نے تقید کیا کہ جو شخص جوان اور بے فکر ہو وہی نکلے ایسے بھی اسی ہزار نکلے اُس نے چاہا کہ ان کو آزماوے ایک منزل پانی نہ ملا بعد اسکے ایک نہر ملی اس نے تقید کیا کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیوے وہ میرے ساتھ نہ آوے تین سو تیرہ آدمی رہ گئے باقی سب موقوف ہوئے ۔ ف۲ تین سو تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد کے باپ اور اِن کے چھ بھائی تھے ان کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ ہم کو اُٹھا جالوت کو ہم ماریں گے جب مقابلہ ہوا جالوت خود نکلا کہا تم سب کو میں کفایت ہوں میرے سامنے آتے جاؤ پیغمبر نے حضرت داؤد کے باپ کو بلا کر اپنے بیٹے مجھ کو دکھا اس نے چھ بیٹے دکھائے جو قدآور تھے حضرت داؤد کو نہ دکھایا وہ قدآور نہ تھے او بکریاں چراتے تھے پیغمبر نے ان کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا اُنہوں نے کہا کہ ماروں گا پھر اسکے سامنے گئے اُنھوں نے تین پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے اس کا ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا ماتھے کو لگے اور پیچھے سے نکل گئے۔ بعد اسکے طالوت نے اپنی بیٹی ان کو نکاح کر دی بعد طالوت کے یہ بادشاہ ہوئے نادان لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کرنی نبیوں کا کام نہیں اس قصے سے معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ رہا ہے اور اگر جہاد نہ ہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کریں۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

غُرْفَةً بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا

ایک چلو اپنے ہاتھ سے پھر پی گئے اُس کا پانی مگر تھوڑے اُن میں سے پھر جب

ایک چلو اپنے ہاتھ سے پھر پی لیا سب نے اُسکا پانی مگر تھوڑوں نے اُن میں سے پھر جب

جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا

پار ہوا وہ اور ایمان والے ساتھ اُس کے کہنے لگے قوت نہیں ہم کو

پار ہوا طالوت اور ایمان والے اُس کے ساتھ تو کہنے لگے طاقت نہیں ہم کو

الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ

آج جالوت کی اور اُسکے لشکروں کی بولے جن کو خیال تھا کہ اُن کو

آج جالوت اور اُس کے لشکروں سے لڑنے کی کہنے لگے وہ لوگ جن کو خیال تھا کہ اُن کو

مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ

ملنا ہے اللہ سے بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی جماعت بہت پر

اللہ سے ملنا ہے بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا

اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہی ٹھہرنے والوں کے ف۱ اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اُس کی فوجوں کے بولے

حکم سے اور اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے ف۱ اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اُسکی فوجوں کے تو بولے

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

اے رب ہمارے ڈال دے ہم میں جتنی مضبوطی ہو اور ٹھہرا ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری

اے رب ہمارے ڈال دے ہمارے دلوں میں صبر اور جمائے رکھ ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ۭ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ قف وَقَتَلَ

اس کافر قوم پر پھر شکست دی اُن کو اللہ کے حکم سے اور مارا

اس کافر قوم پر پھر شکست دی مومنوں نے جالوت کے لشکر کو اللہ کے حکم سے اور مار ڈالا

دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا

داؤد نے جالوت کو اور دی اللہ نے اسکو سلطنت اور تدبیر اور سکھایا اُسکو جو

داؤد نے جالوت کو اور دی داؤد کو اللہ نے سلطنت اور حکمت اور سکھایا اُن کو جو

يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ

چاہا اور اگر دفع نہ کروا دے اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو خراب ہو جاوے

چاہا اور اگر نہ ہوتا دفع کرا دینا اللہ کا ایک کو دوسرے سے تو خراب ہو جاتا

الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ

ملک لیکن اللہ فضل رکھتا ہے جہان کے لوگوں پر ف۲ یہ

ملک لیکن اللہ بہت مہربان ہے جہان کے لوگوں پر ف۲ یہ

اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

آیتیں اللہ کی ہیں ہم تجھکو سناتے ہیں تحقیق اور تو بے شک رسولوں میں ہے

آیتیں اللہ کی ہیں ہم تجھ کو سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور تو بیشک ہمارے رسولوں میں ہے ف۳

ف۱ یوں سے طالوت کے ساتھ چلنے کو سب تیار ہو گئے طالوت نے کہہ دیا کہ جو کوئی جوان زور آور اور بے فکر ہو وہ چلے ایسے بھی اسی ہزار نکلے پھر طالوت نے اُن کو آزمانا چاہا ایک منزل میں پانی نہ ملا دوسری منزل میں ایک نہر ملی طالوت نے حکم کر دیا کہ جو ایک چلو سے زیادہ پانی پیوے وہ میرے ساتھ نہ چلے صرف تین سو تیرہ اُن کے ساتھ رہ گئے اور سب جدا ہو گئے۔ جنہوں نے ایک چلو سے زیادہ نہ پیا اُن کی پیاس بجھی اور جنہوں نے زیادہ پیا اُن کو اور پیاس زیادہ لگی اور آگے نہ چل سکے۔

ف۲ جب سامنے ہوئے جالوت کے یعنی وہی تین سو تیرہ آدمی اور اُنہی تین سو تیرہ میں حضرت داؤد کے والد اور اُنکے چھ بھائی اور خود حضرت داؤد بھی تھے حضرت داؤد کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ اُٹھا لے ہم کو ہم جالوت کو قتل کریں گے جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا اور کہا میں اکیلا تم سب کو کافی ہوں میرے سامنے آتے جاؤ حضرت اشموئیل نے حضرت داؤد کے باپ کو بلا کر اپنے بیٹے مجھ کو دکھلا اس نے چھ بیٹے دکھائے جو قدآور تھے حضرت داؤد کو نہیں دکھایا اُن کا قد چھوٹا تھا اور بکریاں چرانے تھے پیغمبر نے اُن کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا اُنہوں نے کہا مار دونگا پھر جالوت کے سامنے گئے اور اُنہی تینوں پتھروں کو فلاخن میں رکھ کر مارا جالوت کا صرف ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا تینوں پتھر اُس کے ماتھے پر لگے اور پیچھے کو نکل گئے۔ جالوت کا لشکر بھاگا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی پھر طالوت نے حضرت داؤد سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور طالوت کے بعد یہ بادشاہ ہوئے اس سے معلوم ہو گیا کہ حکم جہاد ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے اور اس میں اللہ کی بڑی رحمت اور احسان ہے نادان کہتے ہیں کہ لڑائی نبیوں کا کام نہیں ف۳ یہ قصہ جو بنی اسرائیل کا گذرا یعنی ہزاروں کا نکلنا اور اُن کا دفعۃً مرنا اور جینا اور طالوت کا بادشاہ ہونا یہ سب اللہ کی آیتیں ہیں جو تجھ کو سنائی جاتی ہیں اور تم بیشک اللہ کے رسولوں میں ہو یعنی جیسے پہلے پیغمبر ہو چکے ہیں ویسے ہی تم بھی یقیناً رسول ہو کہ ان قصص قرون ماضیہ کو ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہو حالانکہ نہ کسی کتاب میں آپ نے دیکھا اور نہ کسی آدمی سے سُنا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی عمل کا وقت ابھی ہے، آخرت میں نہ عمل بکتے ہیں نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جب تک پکڑنے والا نہ چھوڑے ـــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ یہ پیغمبر جن کا ذکر ہوا اُن میں فضیلت دی ہم نے بعض کو بعض پر بعضے اُن میں ایسے ہیں کہ اُن سے بات کی خدا تعالیٰ نے جیسے آدم اور موسیٰ علیہما السلام اور بلند کیا بعضوں کا درجہ جیسے کوئی ایک قوم کا نبی کوئی ایک گاؤں کا کوئی ایک شہر کا کوئی تمام جہاں کا جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عنایت ہوئے حضرت عیسیٰ کو کھلے معجزے جیسے احیائے موتی اور ابرائے اکمہ اور ابرص وغیرہ اور قوت دی اُن کو روح پاک یعنی حضرت جبرئیل کو اُن کی مدد کو بھیج کر ف۲ جو لوگ اُن انبیاء پر ایمان لائے آگے اور صاف حکم اور روشن نشانیاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی دیکھ چکے اگر خدا چاہتا تو وہ باہم نہ لڑتے اور مخالفت نہ کرتے اور کوئی اُن میں مومن اور کوئی کافر نہ ہوتا لیکن حق تعالیٰ مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی فعل اُس کا حکمت سے خالی نہیں ف۳

الجزء الثالث

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ

یہ سب رسول بڑائی دی ہم نے اُن میں ایک کو ایک سے

یہ سب رسول فضیلت دی ہم نے اِن میں بعض کو بعض سے کوئی تو وہ ہے

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

کوئی ہے کہ کلام کیا اُس سے اللہ نے اور بلند کئے بعضوں کے درجے اور دیں ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو

کہ کلام فرمایا اُس سے اللہ نے اور بلند کئے بعضوں کے درجے اور دیئے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو

الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ

نشانیاں صریح اور زور دیا اُس کو روح پاک سے اور اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے اُن کے پچھلے

معجزے صریح اور قوت دی اُس کو روح القدس یعنی جبرئیل سے ف۱ اور اگر اللہ چاہتا تو نہ لڑتے وہ لوگ جو

مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ

بعد اُن کے بعد اسکے کہ پہنچے اُن کو صاف حکم لیکن وہ پھوٹ گئے

ہوئے اُن پیغمبروں کے پیچھے بعد اس کے کہ پہنچ چکے اُن کے پاس صاف حکم لیکن اُن میں اختلاف پڑ گیا پھر کوئی تو

مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

پھر کوئی اُن میں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا اور اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے لیکن اللہ

اُن میں ایمان لائے اور کوئی کافر ہوا اور اگر چاہتا اللہ تو وہ باہم نہ لڑتے لیکن اللہ

يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ

کرتا ہے جو چاہے اے ایمان والو خرچ کرو کچھ ہمارا دیا

کرتا ہے جو چاہے ف۲ اے ایمان والو خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو روزی دی

ع ۳۳ ۵ ۱

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَ

پہلے اُس دن کے آنے سے جس میں نہ بکنا ہے نہ آشنائی ہے نہ سفارش اور

پہلے اُس دن کے آنے سے کہ جس میں نہ خرید و فروخت ہے اور نہ آشنائی اور نہ سفارش ف۳ اور

الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ

جو منکر ہیں وہی ہیں گنہگار ف۴ اللہ اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ جیتا ہے سب کا تھامنے والا

جو کافر ہیں وہی ہیں ظالم ف۴ اللہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا ف۵

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

نہیں پکڑتی اُس کو اونگھ اور نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں

نہیں پکڑ سکتی اُس کو اونگھ اور نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اُس کے پاس مگر اُس کے حکم سے جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے

ایسا کون ہے جو سفارش کرے اُس کے پاس مگر اجازت سے جانتا ہے جو کچھ خلقت کے روبرو ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ

اور جو پیچھے اور یہ کہ نہیں گھیر سکتے اُس کے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے گنجائش ہے

اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے اور وہ سب احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اُس کی معلومات میں سے مگر جتنا کہ وہی چاہے گنجائش ہے

اس سورت میں عبادات و معاملات کے متعلق احکام کثیرہ بیان فرمائے جن سب کی تعمیل نفس کو ناگوار اور بھاری ہے اور تمام اعمال میں زیادہ دشوار انسان کو جان اور مال کا خرچ کرنا ہوتا ہے اور احکام الٰہی اکثر جو دیکھے جاتے ہیں یا جان کے متعلق ہیں یا مال کے اور گناہ میں بندہ کو جان یا مال کی محبت اور رعایت ہی اکثر مبتلا کرتی ہے گویا ان دونوں کی محبت گناہوں کی جڑ اور اُس سے نجات جملہ طاعات کی سہولت کا منشاء ہے اس لئے ان دونوں کو بیان فرما کر قتال اور انفاق کو بیان فرمانا مناسب ہوا۔ وقاتلوا فی سبیل اللہ اول کا بیان تھا تو من ذا الذی یقرض اللہ دوسرے کا ذکر ہے اس کی بعد قصہ طالوت اول کی تاکید ہوئی تو اب انفقوا مما رزقنکم سے دوسرے کی تاکید منظور ہے۔ اور چونکہ انفاق مال بہت سے امور عبادات و معاملات کے موقوف ہیں، تو اس کے بیان میں زیادہ تفصیل اور تاکید سے کام لیا چنانچہ اب جو رکوع آتے ہیں اُن میں اکثر میں انفاق یعنی انفاق مال کا ذکر ہے۔ خلاصہ معنی یہ ہوا کہ عمل کا وقت ابھی ہے آخرت میں تو نہ عمل بکتے ہیں نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جب تک پکڑنے والا نہ چھوڑے ف۴ یعنی کفار نے آپ اپنے اوپر ظلم کیا جس کی خباثت سے ایسے ہو گئے کہ آخرت میں نہ کسی کی دوستی سے اُن کو نفع ہو سکے اور نہ سفارش سے ف۵ پہلی آیت سے حق سبحانہ کی عظمت شان بھی مفہوم ہوئی ہے اب اس کے بعد اس آیت کو جس میں توحید ذات اور اُس کا تقدس و جلال نہایت عظمت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے نازل فرمایا اور اسی کا لقب آیۃ الکرسی ہے اسی کو حدیث میں اعظم آیات کتاب اللہ فرمایا ہے اور بہت فضیلت اور ثواب منقول ہے اور اصل بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں تین قسم کے مضمون کو جگہ جگہ بیان فرمایا ہے علم توحید و صفات، علم احکام، علم قصص و حکایات سے بھی توحید و صفات کی تقریر و تائید مقصود ہوتی ہے یا علم احکام کی تاکید و ضرورت اور علم توحید و صفات اور علم احکام بھی باہم ایسے مربوط ہیں کہ ایک دوسرے کے لئے علت اور علامت ہے صفات حق تعالیٰ احکام شرعیہ کے حق میں منشاء اور اصل ہیں تو احکام شرعیہ صفات کے لئے بمنزلہ ثمرات اور فروع ہیں تو اب ظاہر ہے کہ علم قصص اور علم احکام سے علم توحید کو ضرور اعانت اور تقویت پہنچے گی اور علم قصص اور علم توحید و صفات سے ضرور علم احکام کی تاکید اور اُس کی ضرورت بلکہ حقیقت اور اصلیت ثابت ہوگی اور یہ طریقہ تینوں طریقوں سے مرکب ہے نہایت احسن اور سہل اور قابل قبول ہے اوّل تو اس وجہ سے کہ ایک طریقہ کی پابندی موجب ملال ہوتی ہے اور ایک علم سے دوسرے کی طرف منتقل ہو جانا ایسا ہو جاتا ہے جیسا ایک باغ کی سیر کر کے دوسرے باغ کی سیر کرنے لگے دوسرے تینوں طریقوں سے ملکر حقیقت منشاء، ثمرہ نتیجہ سب ہی معلوم ہو جائیگا۔ اور اس میں تعمیل احکام نہایت شوق و مستعدی اور رغبت و بصیرت کے ساتھ ہوگی اس لئے طریقہ مذکورہ نہایت عمدہ اور مفید اور قرآن مجید میں کثیر الاستعمال ہے اسی جگہ دیکھ لیجئے کہ اول احکام کو کس کثرت و تفصیل سے بیان فرمایا اُس کے بعد بقدر مصلحت قصص کو بیان کر کے تمام احکامات مذکورہ کے فوائد و نتائج گویا ہم کو آنکھوں سے دکھلا دیئے ان سب کے بعد آیۃ الکرسی جو کہ دربارہ توحید و صفات ممتاز آیت ہے اُس کو بیان فرما کر جملہ احکامات کی جڑ کو دلوں میں ایسا مستحکم فرما دیا کہ اکھاڑے نہ اکھڑے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جہاد کرنا یہ نہیں کہ زور سے اپنا دعویٰ قبول کرواتے ہیں بلکہ جس کام کو سب نیک کہتے ہیں اور کرتے نہیں وہی کرواتے ہیں ف۲ یعنی جہاد ہے کافروں کی ضد توڑنے کو ہدایت اللہ کرتا ہے جس کی قسمت میں رکھی ہے ان کو شبہ آیا تو ہدایت ہی اُس پر خبر دار کر دیا۔ ف۳ ایک پادشاہ تھا وہ اپنے تئیں سجدہ کرواتا تھا سلطنت کے غرور سے۔ حضرت ابراہیم نے اُس کو سجدہ نہ کیا۔ اس نے پوچھا انہوں نے کہا میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں، اُس نے کہا رب تو میں ہوں۔ انہوں نے کہا میں حاکم کو نہیں کہتا۔ رب وہ ہے جو جلاوے اور مارے۔ اُس نے دو قیدی منگائے جس کو جلانا پہنچا تھا مار ڈالا جس کو مارنا پہنچتا تھا۔ چھوڑ دیا تب انہوں نے آفتاب کی دلیل سے اسکو لاجواب کیا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ

اُس کی کرسی میں آسمان اور زمین کو اور تھکتا نہیں اُن کے تھامنے سے اور وہی ہے

اس کی کرسی میں تمام آسمانوں اور زمین کو اور گراں نہیں اُس کو تھامنا ان کا اور وہی ہے

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۞ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۗ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ

اوپر سب سے بڑا زور نہیں دین کی بات میں کھل چکی ہے صلاحیت

سب سے برتر عظمت والا ف۱ زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں بیشک جدا ہو چکی ہے ہدایت

مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

اور بیراہی اب جو کوئی منکر ہو مفسد سے اور یقین لاوے اللہ پر اُس نے پکڑی

گمراہی سے ف۲ اب جو کوئی نہ مانے گمراہ کرنیوالوں کو اور یقین لاوے اللہ پر تو اُس نے پکڑ لیا

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ اَللّٰهُ وَلِيُّ

گرہ مضبوط جو ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ سنتا ہے جانتا ف۱ اللہ کام

حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۳ اللہ مددگار ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

بنانے والا ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے اُن کو اندھیروں سے اجالے میں اور وہ جو منکر ہیں

ایمان والوں کا نکالتا ہے اُن کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو لوگ کافر ہوئے

اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ

ان کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں ان کو اجالے سے اندھیروں میں وہ ہیں

ان کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں اُن کو روشنی سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ ہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ ع ۳۴ ۳ ۲

دوزخ والے وہ اسی میں رہ پڑے ف۲ تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے

دوزخ میں رہنے والے وہ اُسی میں ہمیشہ رہیں گے کیا نہ دیکھا تو نے اُس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے

فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ

اُس کے رب پر اس واسطے کہ دی تھی اُس کو اللہ نے سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے

اس کے رب کی بابت اسی وجہ سے کہ دی تھی اللہ نے اُس کو سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے

وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ

جو جلاتا ہے اور مارتا ہے بولا میں ہوں جلاتا اور مارتا کہا ابراہیم نے اللہ تو لاتا ہے

اور مارتا ہے وہ بولا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں کہا ابراہیم نے کہ بیشک اللہ تو لاتا ہے

بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ۭ

سورج کو مشرق سے پھر تو لے آ اس کو مغرب سے تب حیران رہ گیا وہ منکر

سورج کو مشرق سے اب تو لے آ اُس کو مغرب کی طرف سے تب حیران رہ گیا وہ کافر

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّ

اور اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو ف۳ یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اور

اور اللہ سیدھی راہ نہیں دکھاتا بے انصافوں کو ف۴ یا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو کہ گذرا وہ ایک شہر پر اور

ف۱ اس آیت میں توحید ذات اور عظمت صفات حق تعالیٰ کو بیان فرمایا کہ حق تعالیٰ موجود ہے ہمیشہ سے اور کوئی اس کا شریک نہیں تمام مخلوقات کا موجد وہی ہے تمام نقصان اور ہر طرح کے تبدل اور تغیر سے منزہ ہے سب چیزوں کا مالک ہے تمام چیزوں کا کامل علم اور سب پر پوری قدرت اور اعلیٰ درجہ کی عظمت اس کو حاصل ہے۔ کسی کو نہ اتنا استحقاق نہ اتنی مجال کہ بغیر اس کے حکم کے کسی کی سفارش بھی اُس سے کر سکے کوئی امر ایسا نہیں جس کے کرنے میں اس کو دشواری اور گرانی ہو سکے۔ تمام چیزوں اور سب کی عقلوں سے برتر ہے اُس کے مقابلہ میں سب حقیر ہیں اس سے دو مضمون اور خوب ذہن نشین ہو گئے ایک تو حق تعالیٰ کی ربوبیت اور حکومت اور اپنی محکومیت اور عبدیت جس سے حق تعالیٰ کے تمام احکامات مذکورہ اور غیر مذکورہ کا بلا چون و چرا واجب التصدیق اور واجب التعمیل ہونا اور اس کے احکام میں کسی قسم کے شک و شبہ کا معتبر نہ ہونا معلوم ہو گیا۔ دوسرے عبادات و حالات کثیرہ مذکورہ سابقہ کو اور اُن کے ساتھ تنعیم و تعذیب کو دیکھ کر کسی کو خلجان ہو سکتا تھا کہ ہر ہر فرد کے اس قدر معاملات و عبادات کثیرہ ہیں کہ جن کا مجموعہ آشنا ہوا جاتا ہے کہ ان کا ضبط اور حساب کتاب محال معلوم ہوتا ہے پھر اُسکے مقابلہ میں ثواب و عقاب یہ بھی عقل سے باہر غیر ممکن معلوم ہوتا ہے سو اس آیت میں حق سبحانہ نے چند صفات مقدسہ اپنی ایسی ذکر فرمائیں کہ وہ تمام خیالات بسہولت دور ہو گئے یعنی اُس کا علم و قدرت ایسا کامل ہے کہ ایک چیز بھی ایسی نہیں جو اُس سے باہر ہو جس کا علم اور قدرت ایسا غیر متناہی اور ہمیشہ یکساں رہنے والا ہو اس کو تمام جزئیات عالم کے ضبط رکھنے اور اُن کا عوض عطا فرمانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے ف۲ جب دلائل توحید بخوبی بیان فرما دی گئیں جس سے کافر کا کوئی عذر باقی نہ رہا تو اب زور سے کسی کو مسلمان کرنے کی کیا حاجت ہو سکتی ہے عقل والوں کو خود سمجھ لینا چاہئے اور نہ شریعت کا یہ حکم ہے کہ زبردستی کسی کو مسلمان بناؤ اور اتنے تنگ نہ ہو اس حملے کو کافی ہونا عشتیں خود نفس موجود ہے اور جو جزیہ کو قبول کریگا۔ اس کا جان و مال محفوظ ہو جائیگا ف۳ یعنی جب ہدایت و گمراہی میں تمیز ہو گئی تو اب جو کوئی گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کو منظور کریگا تو اُس نے ایسی مضبوط چیز کو پکڑ لیا جس میں ٹوٹنے چھوٹنے کا ڈر نہیں اور حق تعالیٰ قول ظاہرہ کو خوب سنتا ہے، اور نیت و حالت قلبی کو خوب جانتا ہے اُس سے کسی کی خیانت اور فساد نیت چھپا نہیں رہ سکتا ف۴ پہلی آیت میں اہل ایمان و اہل کفر اور ان کے نور ہدایت اور ظلمت کفر کا ذکر تھا اب اس کی تائید میں چند نظائر بیان فرماتے ہیں نظیر اول میں نمرود بادشاہ کا ذکر ہے وہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کرواتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا نمرود نے دریافت کیا تو فرمایا کہ میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا اُس نے کہا رب تو میں ہوں' انہوں نے جواب دیا کہ میں حاکم کو رب نہیں کہتا اب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے نمرود نے دو قیدی منگا کر بے قصور کو مار ڈالا اور قصور وار کو چھوڑ دیا اور کہا کہ دیکھا میں جس کو چاہوں مارتا ہوں جسے چاہوں نہیں مارتا اس پر حضرت ابراہیم نے آفتاب کی دلیل پیش فرما کر اس مغرور احمق کو لاجواب کیا اور اس کو ہدایت نہ ہوئی یعنی لاجواب ہو کر بھی ارشاد ابراہیم علیہ السلام پر ایمان نہ لایا۔ یا یوں کہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بات کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ حالانکہ جیسا جواب پہلے ارشاد کا دیا تھا ویسا جواب دینے کی یہاں بھی گنجائش تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ شخص حضرت عزیر پیغمبر تھے۔ بخت نصر ایک بادشاہ تھا کافر بنی اسرائیل پر غالب ہوا شہر بیت المقدس کو ویران کیا تمام لوگ بندی میں پکڑے گئے تب حضرت عزیر اس شہر پر گذرے تعجب کیا کہ یہ شہر پھر کیونکر آباد ہوگا اسی جگہ ان کی روح قبض ہوئی۔ سو برس کے بعد زندہ ہوئے۔ ان کا کھانا اور پینا پاس دھرا تھا۔ اسی طرح اور سواری کا گدھا مر کر ہڈیاں اسی شکل میں دھری تھیں وہ ان کے روبرو زندہ ہوا۔ اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے اور شہر کو آباد دیکھا انہوں نے زندہ ہو کر آباد ہی دیکھا ف۲ چار جانور لائے ایک مور ایک مرغ ایک کوا ایک کبوتر اُن کو اپنے ساتھ ہلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر ایک پر دھڑ ایک پر پاؤں۔ پہلے بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اس کا سر اللہ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ ملا پھر پر لگے پھر پاؤں وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے۔ فائدہ یہ تین قصے فرمائے اس پر کہ اللہ آپ ہدایت کرے ولایت جس کو چاہے اگر شبہ پڑے تو ساتھ ہی جواب ہے۔ اب آگے پھر جہاد کا مذکور ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ

وہ گرا پڑا تھا چھتوں پر بولا کہاں جلاوے گا اُس کو اللہ مرگئے پیچھے

وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کیونکر زندہ کریگا اس کو اللہ مر گئے پیچھے

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا

پھر مار رکھا اُس شخص کو اللہ نے سو برس پیچھے پھر اٹھایا کہا تو کتنی دیر رہا بولا میں رہا ایک دن

پھر مردہ رکھا اُس شخص کو اللہ نے سو برس پھر اٹھایا اس کو ف۱ کہا تو کتنی دیر یہاں رہا بولا میں رہا ایک دن

اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ

یا دن سے کچھ کم کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کھانا

یا ایک دن سے کچھ کم ف۲ کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کھانا

وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً

اور پینا سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور تجھ کو ہم نمونہ کیا چاہیں

اور پینا سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور ہم نے تجھ کو نمونہ بنانا چاہا

لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ

لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیاں کس طرح اُن کو ابھارتے ہیں پھر اُن پر پہناتے ہیں گوشت

لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیوں کی طرف کہ ہم ان کو کس طرح ابھار کر جوڑ دیتے ہیں پھر اُن پر پہناتے ہیں گوشت ف۳

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاِذْ

پھر جب اُس پر ظاہر ہوا بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۱ اور جب

پھر جب اُس پر ظاہر ہوا یہ حال تو کہہ اٹھا کہ مجھ کو معلوم ہے کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۴ اور یاد کر جب

قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ

کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھ کو کیونکر جلاوے گا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا

کہا ابراہیم نے اے پروردگار میرے دکھلا دے مجھ کو کہ کیونکر زندہ کریگا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ

کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ تسکین ہو میرے دل کو فرمایا تو پکڑ چار جانور اڑتے

کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ تسکین ہو جاوے میرے دل کو ف۵ فرمایا تو پکڑ لے چار جانور اڑنے والے

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

پھر اُن کو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر اُن کا ٹکڑا ایک ایک پھر اُن کو بلا

پھر اُن کو ہلا لے اپنے ساتھ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر اُن کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا پھر اُن کو بلا

يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ

آویں تیرے پاس دوڑتے اور جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۲ مثال اُن کی

چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے ف۶ اور جان لے کہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۷ مثال اُن لوگوں کی جو

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ

جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اُس سے اُگیں سات

خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ اُس سے اُگیں سات

ف۱ وہ شخص حضرت عزیر پیغمبر تھے اور تمام توریت اُن کو یاد تھی بخت نصر کافر بادشاہ تھا اس نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل سے بہت سے لوگوں کو قید کر کے لے گیا ان میں حضرت عزیر بھی تھے جب قید سے چھوٹ آئے تب حضرت عزیر نے راہ میں ایک شہر دیکھا ویران اُس کی عمارت گری ہوئی دیکھ کر اپنے جی میں کہا کہ یہاں کے ساکن سب مرگئے کیونکر حق تعالیٰ اُن کو جلاوے اور یہ شہر پھر آباد ہو۔ اسی جگہ ان کی روح قبض ہوئی۔ اور ان کی سواری کا گدھا بھی مرگیا۔ سو برس تک اسی حال میں رہے اور کسی نے ان کو وہاں آکر دیکھا نہ ان کی خبر ہوئی اس مدت میں بخت نصر بھی مرگیا اور کسی بادشاہ نے اس مدت میں بیت المقدس کو آباد کیا اور اس شہر کو کمال خوب آباد کیا پھر سو برس کے بعد حضرت عزیر زندہ کئے گئے اُن کا کھانا اور پینا اسی طرح پاس دھرا ہوا تھا اور ان کا گدھا مرچکا تھا اور اُس کی بوسیدہ ہڈیاں اپنی حالت پر دھری تھیں وہ اٹھے۔ پھر وہ زندہ کیا گیا اور اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہو کر شہر میں آباد بھی ہو چکے تھے حضرت عزیر نے زندہ ہو کر آباد ہی دیکھا ف۲ جب حضرت عزیر مرے تھے اُس وقت کچھ دن چڑھا تھا اور جب زندہ ہوئے تو ابھی شام نہ ہوئی تھی تو یہ سمجھے کہ اگر میں یہاں کل آیا تھا تو ایک دن ہوا اور آج ہی آیا تھا تو دن سے بھی کم رہا ف۳ حضرت عزیر علیہ السلام کے سامنے وہ سب ہڈیاں موافق ترکیب بدن کے جمع کی گئیں پھر اُن پر گوشت پھیلایا گیا اور چمڑا درست ہوا پھر خدا کی قدرت سے یکبارگی اس میں جان آئی اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی بولی بولا ف۴ حضرت عزیر نے اس تمام کیفیت کو ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا کہ مجھ کو خوب یقین ہوا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی میں جو جانتا تھا کہ مردہ کو جلانا خدا تعالیٰ کو آسان ہے سو اب اپنی آنکھ سے دیکھ لیا یہ مطلب نہیں کہ پہلے یقین یا کچھ کمی تھی ہاں مشاہدہ نہ ہوا تھا پھر حضرت عزیر یہاں سے اٹھ کر بیت المقدس میں پہنچے کسی نے اُن کو نہ پہچانا کیونکہ یہ تو جوان رہے اور اُن کے آگے کے بچے بوڑھے ہوگئے جب انہوں نے توریت حفظ سنائی تب لوگوں کو اُن کا یقین آیا بخت نصر بنی اسرائیل کی تمام کتابیں جلا گیا تھا جن میں توریت بھی تھی ف۵ خلاصہ یہ ہوا کہ یقین پورا تھا مزید اطمینان کے خواستگار تھے جو مشاہدہ پر موقوف ہے ف۶ حضرت ابراہیم حسب ارشاد الٰہی چار جانور لائے ایک مور ایک مرغ ایک کوا ایک کبوتر اور چاروں کو اپنے ساتھ ہلایا تاکہ پہچان رہے اور بلانے سے آنے لگیں پھر چاروں کو ذبح کیا پھر ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر سب کے دھڑ رکھے ایک پر پاؤں رکھے پھر بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو بلایا تو اس کا سر اللہ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ ملا پھر پر لگے پھر پاؤں وہ دوڑتا چلا آیا پھر اسی طرح چاروں آگئے ف۷ یہاں دو خلجان گذرنے کا قوی احتمال ہے اول تو جسم بے جان متفرق الاجزاء کا زندہ ہونا قابل انکار دوسرے ان خصوصیات کو کہ وہ پرندے ہوں اور چار ہی ہوں اور چاروں بھی فلاں فلاں ہوں اور اس طرح ٹکڑے ٹکڑے اجزاء کو متفرق کر کے بلایا جائے تو زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے اس کا کوئی دخل اور ان قیود کا کوئی نفع معلوم نہیں ہوتا اس لئے اول خلجان کے جواب میں عزیز اور دوسرے کے جواب میں حکیم فرما کر دونوں شبہوں کا قلع قمع فرما دیا یعنی اس کو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست قدرت والا ہے جو چاہے کر سکتا ہے اور اس کے ہر حکم میں اس قدر حکمتیں ہوتی ہیں کہ جن کا ادراک اور احاطہ اگر کو نہ ہو تو یہ ہمارے نقصان علم کی بات ہے اس کی حکمت کا انکار ایسے امور سے ہرگز ممکن

٣٥ ع ٣٤

نہیں واللہ اعلم آیۃ الکرسی میں علم و قدرت وغیرہ صفات الٰہی کو ذکر فرمایا اس کے بعد یہ تین قصے بیان فرمائے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت کر سکتا ہے اور جس کو چاہے گمراہ کر سکتا ہے اور مارنا جلانا سب اس کے اختیار میں ہے اب جہاد اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت اور اس کے متعلق قیود و شرائط بیان فرماتے ہیں جن کا ذکر کسی قدر گذر بھی چکا ہے کیونکہ جہاد و انفاق مال میں جو موانع نظر آتے ہیں حق تعالیٰ کے علم و قدرت کے یقین کر لینے کے بعد اور اس کی عجائب قدرت کے حالات معلوم ہونے کے بعد ان کا ازالہ ہوگا ورنہ نقصان تو اُن میں ضرور آنا چاہیئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بدخوئی پر درگذر کرنی بہتر ہے اس سے کر دیوے پھر اس کو بار بار دباوے یہ سمجھے کہ میں نے تو اللہ کو دیا ہے اس کو کیا پروا ہے مگر اپنا بھلا کرتا ہوں۔ ف۲ اوپر مثال فرمائی خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا اور سات بالیں نکلیں سات سو دانے یہ یہاں فرمایا کہ نیت شرط ہے اگر دکھاوے کی نیت سے خرچ کیا تو جیسے دانہ بویا پتھر میں جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی جب مینہ پڑا وہ صاف رہ گیا اس میں سے کیا اُگے گا۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے

بالیں ہر بال میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جسکے واسطے چاہے

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ

اور اللہ کشائش والا ہے سب جانتا جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر

اور اللہ نہایت بخشش کرنیوالا ہے سب کچھ جانتا ہے ف۱ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر

لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ

پیچھے خرچ کر کے احسان نہیں رکھتے نہ ستاتے ہیں انہیں کو ہے ثواب اُن کا اپنے رب کے یہاں اور

خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انہی کے لئے ثواب اُن کا اپنے رب کے یہاں اور

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ

نہ ڈر ہے اُن پر نہ وہ غم کھاویں بات کہنی معقول اور درگزر کرنی

نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ غمگین ہوں گے ف۲ جواب دینا نرم اور درگذر کرنا

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا

بہتر اس خیرات سے جس کے پیچھے ستانا اور اللہ بے پروا ہے تحمل والا ف۱ اے

بہتر ہے اُس خیرات سے جسکے پیچھے ہو ستانا اور اللہ بے پرواہ ہے نہایت تحمل والا ف۳ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ

ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ستا کر جیسے وہ شخص کہ خرچ

ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اُس شخص کی طرح جو

يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ

کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر سو اسکی مثال

خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ف۴ سو اس کی مثال

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ

جیسے صاف پتھر اس پر پڑی مٹی پھر اس پر برسا زور کا مینہ تو اس کو کر رکھا سخت

ایسی ہو جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی ہے کچھ مٹی پھر برسا اس پر زور کا مینہ تو کر چھوڑا اس کو بالکل صاف

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کچھ ہاتھ نہیں لگتی اُن کو اپنی کمائی اور اللہ راہ نہیں دیتا

کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں دکھاتا سیدھی راہ

الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

منکروں کو ف۲ اور مثال ان کی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی خوشی چاہ کر

کافروں کو ف۵ اور مثال اُن کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشی حاصل کرنے

اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ

اور اپنا دل ثابت کر کر جیسے ایک باغ بلندی پر اس پر پڑا مینہ تو لایا

کو اور اپنے دلوں کو ثابت کر کر ایسی ہے جیسے ایک باغ ہے بلند زمین پر اس پر پڑا زور کا مینہ

ف۱ یعنی اللہ کی راہ میں تھوڑے مال کا بھی ثواب بہت ہے جیسا ایک دانہ سے سات سو دانے پیدا ہوں اور اللہ تعالیٰ بڑھائے جس کے واسطے چاہے اور سات سو سے سات ہزار اور اس سے بھی زیادہ کر دے اور اللہ بہت بخشش کرنے والا اور ہر ایک خرچ کرنیوالے کی نیت اور اُس کے خرچ کی مقدار اور مال کی کیفیت کو خوب جانتا ہے یعنی ہر ایک سے اسکے مناسب معاملہ فرماتا ہے ف۲ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کئے پر نہ زبان سے احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں طعن سے اور نہ خدمت لینے سے اور نہ تحقیر کرنے سے انہی کے لئے ہے ثواب کامل اور نہ ڈر ہے اُن کو ثواب کم ہونے کا اور نہ غمگین ہوں گے ثواب کے نقصان سے ف۳ یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کے اصرار اور بدخوئی پر درگذر کرنا بہتر ہے اُس خیرات سے کہ بار بار اُس کو شرماوے یا احسان رکھے یا طعنہ دے اور اللہ غنی ہے کسی کے مال کی اُس کو حاجت نہیں جو صدقہ اُس کی راہ میں کرتا ہے اپنے واسطے کرتا ہے اور حلیم ہے کہ ستانے پر عذاب بھیجنے میں جلدی نہیں فرماتا ف۴ یعنی صدقہ دے کر محتاج کو ستانے اور اُس پر احسان رکھنے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے یا اوروں کو دکھانے کو اس لئے صدقہ دیتا ہے کہ لوگ سخی جانیں اس طرح کی بھی خیرات کا ثواب کچھ نہیں ہوتا باقی یہ فرمانا کہ وہ یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر یہ ابطال صدقہ کے لئے قید و شرط نہیں ہیں کیونکہ صدقہ تو صرف ریا سے ہی باطل ہو سکتا ہے اگرچہ خرچ کرنے والا مومن ہی کیوں نہ ہو مگر اس قید کو صرف اس نفع کی غرض سے بڑھایا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ریاکاری مومن کی شان سے بعید ہے بلکہ یہ امر منافقین کے مناسب حال ہے ف۵ اوپر مثال بیان فرمائی تھی خیرات کی کہ ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا اور اس سے سات سو دانے پیدا ہو گئے۔ اب فرماتے ہیں کہ نیت شرط ہے اگر کسی نے ریا اور دکھاوے کی نیت سے صدقہ کیا تو اُس کی مثال ایسی سمجھو کہ کسی نے دانہ بویا ایسے پتھر پر کہ جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی جب مینہ برسا تو بالکل صاف رہ گیا اب اُس پر دانہ کیا اُگیگا۔ ایسے ہی صدقات میں ریاکاروں کو کیا ثواب ملیگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور ہاس سے مراد تھوڑا مال سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ کا بہت ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے جیسے خالص زمین پر باغ ہے جتنا مینہ برسے اُس کو فائدہ ہے بلکہ اوس بھی کافی ہے اور
نیت درست نہیں تو جس قدر زیادہ خرچ کرے اُور ضائع ہے کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوا بھی زیادہ ہے جیسے پتھر پر دانہ جتنا زور کا مینہ برسے اور ضرر کرے کہ مٹی دھوئی جائے ف ۲ اب مثال اُن کی احسان رکھنے والے کی جو دی اپنی خیرات کو ضائع
کرے جیسے جوانی کے وقت باغ حاصل کیا تو تھے سے کہ بڑی عمر میں کام آوے عین کام کے وقت جل گیا ف ۳ یعنی خیرات قبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمایا ہو حرام کا نہ ہو اور بہتر چیز اللہ کی راہ میں دیوے اور بُری چیز خیرات میں نکالنی نہ چاہئے
جیسا آپ ویسی چیز قبول نہ کرے مگر ناچار ہو کر کیونکہ اللہ بے پروا ہے محتاج نہیں اور خوبیوں والا ہے خوب کو پسند کرتا ہے ف ۴ یعنی جب دل میں خیال آوے کہ مال خیرات میں دے ڈالوں تو میں مفلس رہ جاؤں اور ہمت آوے سو یہ خیال شیطان کی طرف سے ہے اگر بخیل نہ ہو تو
جان لیوے کہ یہ شیطان کی طرف سے آیا اور جب خیال آوے کہ خیرات سے گناہ بخشے جاویں گے اور اللہ کے ہاں کمی نہیں چاہے گا تو اور دے گا تو جان لیوے کہ یہ اللہ کی طرف سے آیا

از شاہ عبد القادر صاحب رح

فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا

اپنے پھل دونے — پھر اگر نہ — پڑا اُس پر مینہ تو اوس ہی بس ہے — اور اللہ تمہارے

تو لایا وہ باغ — اپنا پھل — دو چند — اور اگر — نہ پڑا اُس پر — مینہ — تو پھوار ہی کافی ہے — اور اللہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ

کام دیکھتا ہے — ف — بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو — کہ ہووے اُس کا ایک باغ کھجور اور انگور کا

کاموں کو — خوب دیکھتا ہے ف ۱ — کیا پسند آتا ہے تم میں سے کسی کو یہ کہ — ہووے — اُس کا باغ — کھجور

وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ

نیچے اُس کے بہتی ندیاں — اُس کو وہاں حاصل سب طرح کا — میوہ

اور انگور کا — بہتی ہوں نیچے اُس کے — نہریں — اُس کو اُس باغ میں اور بھی سب طرح کا میوہ حاصل ہو

وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ

اور اس پر بڑھاپا پڑا — اور اُس کے اولاد ہیں ضعیف تب پڑا — اُس باغ پر — بگولا جس میں — آگ

اور آگیا اُس پر — بڑھاپا اور اس کی اولاد ہیں — ضعیف — تب آپڑا اُس باغ پر — ایک بگولا — جس میں

نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ﴿٤﴾

تھی تو وہ جل گیا — یوں سمجھاتا ہے — اللہ — تم کو آیتیں شاید تم دھیان کرو — ف ۲

آگ تھی جس سے وہ باغ جل گیا — یوں سمجھاتا ہے تم کو — اللہ — آیتیں — تاکہ تم — غور کرو ف ۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا

اے — ایمان والو خرچ کرو — ستھری چیزیں اپنی — کمائی میں سے اور جو ہم نے نکال دیا

اے — ایمان والو — خرچ کرو — ستھری چیزیں — اپنی کمائی میں سے اور اُس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا

لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ

تم کو — زمین میں سے — اور نیت نہ رکھو — گندی چیز پر — کہ خرچ کرو — اور تم وہ نہ لوگے

کیا تمہارے واسطے زمین سے — اور قصد نہ کرو — گندی چیز کا — اُس میں سے کہ اُس کو خرچ کرو — حالانکہ تم اُس

بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

مگر جو — آنکھیں موند لو — اور جان رکھو — کہ اللہ بے پروا ہے — خوبیوں والا ف ۳

کو کبھی نہ لوگے — مگر — یہ کہ — چشم پوشی کر جاؤ — اور جان رکھو — کہ — اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا ف ۳

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ

شیطان — وعدہ دیتا ہے تم کو مفلسی کا — اور حکم کرتا ہے — بے حیائی کا — اور اللہ وعدہ دیتا ہے

شیطان — وعدہ دیتا ہے تم کو تنگدستی کا اور حکم کرتا ہے — بے حیائی کا — اور اللہ — وعدہ دیتا ہے تم کو

مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ

اپنی بخشش کا — اور فضل کا — اور اللہ کشائش والا ہے سب جانتا — ف ۴ — دیتا ہے — سمجھ

اپنی بخشش — اور فضل کا — اور اللہ بہت کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے ف ۴ — عنایت کرتا ہے سمجھ

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَ

جس کو چاہے — اور جس کو — سمجھ — ملی — بہت — خوبی ملی — اور

جس کسی کو چاہے — اور جس کو سمجھ ملی — اُس کو — بڑی — خوبی — ملی — اور

ف ۱ زور کے مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور پھوار سے مراد تھوڑا مال خرچ کرنا اور دلوں کو ثابت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ثابت کریں دلوں کو ثواب پانے میں یعنی اُن کو یقین ہے کہ خیرات کا ثواب ضرور ملیگا سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ کرنے میں بہت ثواب ملیگا اور تھوڑی خیرات میں بھی فائدہ ہوگا جیسے خالص زمین پر باغ ہے تو جتنا مینہ برسے گا اتنا ہی باغ کو فائدہ پہنچیگا اور نیت درست نہیں تو جس قدر زیادہ خرچ کرے اتنا ہی مال ضائع ہوگا اور نقصان پہنچے گا کیونکہ زیادہ مال دینے میں ریا اور دکھاوا بھی زیادہ ہوگا۔ جیسا پتھر پر دانہ ڈالا گیا تو جتنا زور کا مینہ برسیگا اتنا ہی ضرر زیادہ ہوگا۔ ف ۲ یہ مثال اُن کی ہے جو لوگوں کو دکھانے کو صدقہ خیرات کرتے ہیں یا خیرات کرکے احسان رکھتے ہیں اور ایذا پہنچاتے ہیں یعنی جیسے کسی شخص نے جوانی اور قوت کے وقت باغ تیار کیا تاکہ ضعیفی اور بڑھاپے میں اُس سے میوہ کھائے اور ضرورت کے وقت کام آئے۔ پھر جب بڑھاپا آیا اور میوے کی پوری حاجت ہوئی تب وہ باغ عین حالت احتیاج میں جل گیا یعنی صدقہ مثل باغ میوہ دار کے ہے کہ اُس کا میوہ آخرت میں کام آ
ع ۳۶ / ۱۰ جب کسی کی نیت بُری ہوئی تو وہ باغ جل گیا پھر اُس کا میوہ جو ثواب ہے کیونکر نصیب ہو۔
۴ حق سبحانہ اسی طرح کھول کر سمجھاتا ہے تم کو آیتیں تاکہ غور کرو اور سمجھو ف ۳ یعنی عند اللہ صدقہ کے مقبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمائی کا ہو حرام کا مال اور شبہ کا مال نہ ہو اور اچھی سے اچھی چیز اللہ کی راہ میں دے بُری چیز خیرات میں نہ نکالے کہ اگر کوئی ایسی ویسی چیز دے تو تم بھی نہ چاہو لینے کو مگر شرما شرمائی۔ پر خوشی سے ہرگز نہ لو اور جان لو کہ اللہ بے پرواہ ہے تمہارا محتاج نہیں اور خوبیوں والا ہے اگر بہتر سے بہتر چیز دل کے شوق اور محبت سے دے تو پسند فرماتا ہے ف ۴ جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ اگر خیرات کروں گا تو مفلس رہ جاؤں گا اور حق تعالیٰ کی تاکید سن کر بھی ہمت ہو اور دل چاہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے اور وعدہ الٰہی سے اعراض کرکے وعدہ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتماد ہو تو اس کو یقین کر لینا چاہیے کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے یہ نہ کہے کہ شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی حکم کرنا تو درکنار رہا" اور اگر یہ خیال آوے کہ صدقہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے اور مال میں بھی ترقی اور برکت ہوگی تو جان لیوے کہ یہ مضمون اللہ کی طرف سے آیا ہے اور خدا کا شکر کرے اور اللہ کے خزانہ میں کمی نہیں سب کے ظاہر و باطن نیت و عمل کو خوب جانتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ١ یعنی منت قبول کی تو واجب ہوگئی اب ادا نہ کرے تو گنہگار ہے نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ چاہیئے مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے فلاں شخص کو دوں تو مختار ہے ف ٢ اگر نیت دکھاوے کی نہ ہو تو خیرات کھلی بھی بہتر کہ اوروں کو شوق آوے اور چھپی بھی بہتر ہے کہ لینے والا نہ شرماوے ف ٣ یعنی بڑا ثواب ہے اُن کا دینا جو اللہ کی راہ میں اٹک گئے ہیں کہ کما نہیں سکتے اور اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے جیسے حضرت کے اصحاب تھے اہل صفہ گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت میں بیٹھے علم سیکھنے کو اور جہاد کرنے کو اسی طرح اب بھی جو کوئی حفظ قرآن کو یا علم دین میں مشغول ہو تو لوگوں کو لازم ہے کہ اُن کی مدد کریں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ
وہی سمجھیں جن کو عقل ہے اور جو خرچ کروگے کوئی خیرات یا قبول کروگے
نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں ف ١ اور جو خرچ کروگے تم خیرات یا قبول کروگے

مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ اِنْ
کوئی منت سو اللہ کو معلوم ہے اور گنہگاروں کا کوئی نہیں مددگار ف ١ اگر
کوئی منت تو بیشک اللہ کو سب معلوم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ف ٢ اگر

تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ
کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ
ظاہر کرکے دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے اور اگر اس کو چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
تو تم کو بہتر ہے اور اتارتا ہے کچھ گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے کام سے
تو وہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور دور کرے گا کچھ گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے کاموں سے

خَبِيْرٌ ○ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
واقف ہے ف ٢ تیرا ذمہ نہیں اُن کو راہ پر لانا لیکن اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے
خوب خبردار ہے ف ٣ تیرا ذمہ نہیں ان کو راہ پر لانا اور لیکن اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ
اور جو مال خرچ کروگے سو اپنے واسطے جب تک نہ خرچ کروگے مگر اللہ کی
اور جو کچھ خرچ کروگے تم مال سو اپنے ہی واسطے جب تک کہ خرچ کروگے اللہ ہی کی

وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○
خوشی چاہ کر اور جو خرچ کروگے خیرات پوری ملے گی تم کو اور تمہارا حق نہ رہے گا
رضا جوئی میں اور جو کچھ خرچ کروگے خیرات سو پوری ملے گی تم کو اور تمہارا حق نہ رہیگا ف ٤

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا
دینا ہے اُن مفلسوں کو جو اٹک رہے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے
خیرات ان فقیروں کے لئے ہے جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے

فِى الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ
ملک میں سمجھے ان کو بے خبر محظوظ اُن کے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے اُن کو
ملک میں سمجھے اُن کو ناواقف مالدار اُن کے سوال نہ کرنے سے تو پہچانتا ہے اُن کو

بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ
ان کے چہرے سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو خرچ کروگے کام کی چیز
ان کے چہرے سے نہیں سوال کرتے لوگوں سے لپٹ کر ف ٥ اور جو کچھ خرچ کروگے کام کی چیز

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ع اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ ع ٣٧
وہ اللہ کو معلوم ہے ف ٣ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں رات اور دن
وہ بیشک اللہ کو معلوم ہے ف ٦ جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں رات کو اور دن کو

ف ١ یعنی جس کو چاہتا ہے دین کی باتوں میں دانائی اور خیرات کرنے میں سمجھ عنایت کرتا ہے کہ کس نیت سے اور کس مال میں سے اور کس کو اور کس طرح محتاج کو دینا چاہیئے اور جس کو سمجھ عنایت ہوئی اُس کو بڑی نعمت اور بڑی خوبی ملی ف ٢ یعنی جو کچھ خیرات کی جائے تھوڑی یا بہت بھلی نیت سے یا بری نیت سے چھپا کر یا لوگوں کو دکھا کر یا منت مانی جائے کسی طرح کی تو بیشک خدا تعالیٰ کو پورا علم ہے سب کا اور جو لوگ انفاق مال اور نذر میں حکم الٰہی کے خلاف کرتے ہیں ان کا کوئی مددگار نہیں اللہ جو چاہے اُن پر عذاب کرے منت قبول کرنے سے واجب ہو جاتی ہے اور اگر ادا نہ کی تو گنہگار ہوگا اور نذر اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے فلانے شخص کو دونگا یا اس نذر کا ثواب فلاں کو پہنچے تو کچھ مضائقہ نہیں ف ٣ اگر لوگوں کے دکھانے کی نیت نہ ہو تو خیرات کرنا لوگوں کے روبرو بھی بہتر ہے تاکہ اوروں کو بھی شوق اور رغبت ہو اور چھپا کر خیرات کرنا بھی بہتر ہے تاکہ لینے والا نہ شرمائے خلاصہ یہ کہ اظہار و اخفاء دونوں بہتر ہیں مگر موقع اور مصلحت کا لحاظ ضروری بات ہے ف ٤ جب آپ نے صحابہ کرام کو مسلمانوں کے سوا اوروں پر صدقہ کرنے سے روکا اور اس میں یہ مصلحت تھی کہ مال ہی کی غرض سے دین حق کی طرف راغب ہوں آگے فرمایا کہ یہ ثواب جب ہی تک ملیگا کہ اللہ کی خوشی مطلوب ہوگی تو یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں عام حکم آگیا کہ اللہ کی راہ میں جس کو مال دوگے تم کو اس کا ثواب دیا جائیگا مسلم غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں یعنی جس پر صدقہ کرو اس میں مسلم کی تخصیص نہیں البتہ صدقہ میں یہ ضرور ہے کہ محض لوجہ اللہ ہو ف ٥ یعنی ایسوں کا دینا بڑا ثواب ہے جو اللہ کی راہ اور اس کے دین کے کام میں مقید ہو کر چلنے پھرنے کھانے کمانے سے رک رہے ہیں اور کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے جیسے حضرت کے اصحاب تھے اہل صفہ نے گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت اختیار کی تھی علم دین سیکھنے کو اور مفسدین فتنہ پردازوں پر جہاد کرنے کو اسی طرح اب بھی جو کوئی قرآن کو حفظ کرے یا علم دین میں مشغول ہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ اُن کی مدد کریں اور چہرہ سے اُن کو پہچاننا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے چہرے زرد اور بدن دبلے ہو رہے ہیں اور آثار جہد و جہد اُن کی صورت سے نمودار ہیں ف ٦ علی العموم اور خاص کر ایسے لوگوں پر جن کا ذکر ہوا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہاں تک خیرات کا بیان تھا آگے سود کو حرام فرمایا جب خیرات کا تقید ہوا تو قرض دینا اولیٰ ہے قرض پر سود کھانا ہے کو لیا چاہئے یعنی منع سے پہلے جو لیا دنیا میں پھر دنا نہیں پہنچتا اور آخرت میں اللہ کا اختیار ہے چاہے تو بخشے باقی بعد منع کے جو کوئی لیوے وہ دوزخی ہے اور خدا کے حکم کے سامنے عقل کی دلیل لاتی اس کی یہی سزا ہے جو فرمائی ف۲ یعنی مال دار ہو کر محتاج کو قرض بھی مفت نہ دے جب تک سود نہ دھرے یہ نعمت کی ناشکری ہے۔ ف۳ یعنی منع آنے سے پہلے جو سود لے چکے اور اگلا چڑھا ہوا اب نہ مانگو ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ یہاں تک خیرات کا بیان اور اس کی فضیلت اور اس کی قیود و شرائط کا مذکور تھا اور چونکہ خیرات کرنے سے ادھر تو معاملات میں سہولت و تسہیل کی عادت ہوتی ہے اور بے مروتی و سختگی کی برائی دلنشین ہوتی ہے اور ادھر یہ ہوتا ہے کہ معاملات و اعمال میں جو گناہ ہو جاتا ہے خیرات سے اس کا کفارہ کر دیا جاتا ہے اور نیز خیرات کرنے سے اخلاق و مروت و خیر اندیشی و نفع رسانی خلق اللہ میں ترقی ہوتی ہے تو ان وجوہ سے ان آیات متعددہ میں اس کا ذکر فرمایا گیا اور سود لینا چونکہ خیرات کی ضد ہے وہاں مروت و نفع رسانی حقی تو سود میں محض بے مروتی اور ضرر رسانی اور ظلم ہے۔ اس لئے خیرات کی فضیلت کے بعد سود کی مذمت اور اس کی ممانعت کا ذکر بہت مناسب ہے اور جس قدر خیرات بھلائی ہے اتنی ہی سود میں برائی ہونی ضروری بات ہے ف۲ یعنی ربوا کھانے والے قیامت کو قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے آسیب زدہ اور مجنون اور یہ حالت اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے حلال و حرام کو یکساں کر دیا اور صرف اس وجہ سے کہ دونوں میں نفع مقصود ہوتا ہے دونوں کو حلال کہا حالانکہ بیع اور ربوا میں بڑا فرق ہے کہ بیع کو حق تعالیٰ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام فائدہ بیع میں جو نفع ہوتا ہے وہ مال کے مقابلہ میں ہوتا ہے جیسا کسی نے ایک درہم کی قیمت کا کپڑا دو درہم کو فروخت کیا اور سود وہ ہوتا ہے جس میں نفع بلا عوض ہو جیسے ایک درہم سے دو درہم خرید لیوے اول صورت میں چونکہ کپڑا اور درہم دو جدی جدی قسم کی چیزیں ہیں اور نفع اور دافع ہر ایک کی دوسرے سے جدا ہے اس لئے ان میں فی نفسہ موازنہ اور مساوات غیر ممکن ہے بضرورت خرید و فروخت موازنہ کرنے کی کوئی صورت اپنی اپنی ضرورت اور حاجت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی اور ضرورت اور رغبت ہر ایک کی از حد مختلف ہوتی ہے کسی کو ایک درہم کی اتنی حاجت ہوتی ہے کہ دس روپیہ کی قیمت کے کپڑے کی بھی اس قدر نہیں ہوتی اور کسی کو ایک کپڑے کی جو کہ بازار میں ایک درہم کا شمار ہوتا ہے اتنی حاجت ہو سکتی ہے کہ دس درہم کی بھی اتنی حاجت اور رغبت نہیں ہوتی تو اب ایک کپڑے کو ایک درہم میں کوئی خرید لیگا تو اس میں سود یعنی نفع خالی عن العوض نہیں اور اگر بالفرض اسی کپڑے کو ایک ہزار درہم کو خرید لے تو سود نہیں ہو سکتا کیونکہ فی حد ذاتہ تو ان میں موازنہ اور مساوات ہو ہی نہیں سکتی اس کے لئے اگر پیمانہ ہے تو اپنی اپنی رغبت اور ضرورت اور اس میں اتنا تفاوت ہے کہ خدا کی پناہ تو سود متعین ہو تو کیونکر ہو اور ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کریگا تو یہاں فی نفسہ مساوات ہو سکتی ہے جس کے باعث ایک درہم ایک درہم کے مقابلہ میں متعین ہوگا۔ اور دوسرا درہم خالی عن العوض ہو کر سود ہوگا اور قطعاً یہ معاملہ حرام ہوگا ف۳ یعنی سود کی حرمت سے پہلے جو تم نے سود لیا دنیا میں اس کو مالک کی طرف واپس کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا یعنی تم کو اس سے مطالبہ کا حق نہیں اور آخرت میں حق تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے اپنی رحمت سے اس کو بخشدے لیکن حرمت کے بعد بھی اگر کوئی باز نہ آیا بلکہ برابر سود لئے گیا تو وہ دوزخی ہے اور خدا تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی عقلی دلیلوں کو پیش کرنے کی سزا وہی سزا ہے جو فرمائی ف۴ اللہ سود کے مال کو مٹاتا ہے یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی بلکہ اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے انجام اس کا افلاس ہے اور خیرات کے مال کو بڑھانے سے یہ مطلب ہے کہ اس مال میں زیادتی ہوتی ہے اور اللہ برکت دیتا ہے اور اس کا ثواب بڑھایا جاتا ہے چنانچہ احادیث میں وارد ہے ف۵ مطلب یہ کہ سود لینے والے نے مالدار ہو کر اتنا بھی نہ کیا کہ محتاج کو قرض ہی بلا سود دے دیتا چاہیے تو یہ تھا کہ بطریق خیرات حاجت مند کو دیتا تو اب اس سے زیادہ اللہ کی نعمت کی ناشکری کیا ہوگی ف۶ اس آیت میں سود لینے والے کے مقابلہ میں اہل ایمان کے اوصاف اور ان کا انعام ذکر کر دیا جو سود خوار کے اوصاف و حالات اور اس کے حکم کے خلاف و ضد ہیں جس سے سود خوار کی پوری تهدید و تشنیع بھی ظاہر ہو گئی ف۷ یعنی ممانعت سے پہلے جو سود لے چکے سو لے چکے لیکن ممانعت کے بعد جو چڑھا ہے اس کو ہرگز نہ مانگو۔

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

چھپے اور کھلے تو ان کو ہے مزدوری ان کی اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہی ان پر

چھپا کر اور ظاہر میں تو ان کے لئے ہے ثواب انکا اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا

نہ وہ غم کھاویں گے جو لوگ کھاتے ہیں سود نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح

اور نہ وہ غمگین ہونگے ف۲ جو لوگ کھاتے ہیں سود نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح

يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

اٹھتا ہے وہ جس کے حواس کھو دیئے ہیں جن نے لپٹ کر یہ اس واسطے کہ

اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیئے ہوں جن نے لپٹ کر یہ حالت ان کی اس واسطے ہوگی کہ

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ

انہوں نے کہا سوداگری بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود

انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو ف۳

فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى

پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی اور باز آیا تو اس کا ہے جو آگے ہو چکا اور اس کا حکم

پھر جس کو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اس کے واسطے ہے جو پہلے ہو چکا اور معاملہ اس کا اللہ

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ

اللہ کے اختیار اور جو کوئی پھر کرے وہی ہیں دوزخ کے لوگ وہ اسی میں رہ پڑے ف۴ مٹاتا ہے اللہ

کے حوالہ ہے اور جو کوئی پھر سود لیوے تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ف۴ مٹاتا ہے

اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝

سود اور بڑھاتا ہے خیرات اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو ف۵

اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو ف۶ اور اللہ خوش نہیں کسی ناشکر گنہگار سے ف۵

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اور قائم رکھی نماز اور

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھا نماز کو اور

اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

دی زکوۃ ان کو ہے بدلا ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ان پر ڈر ہے نہ وہ غم

دیتے رہے زکوۃ ان کے لئے ہے ثواب انکا اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو خوف ہے اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ

کھاویں گے اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا

غمگین ہونگے ف۱ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے

مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا

سود اگر تم کو یقین ہے ف۲ پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ

سود اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا ف۷ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ۔

وقف منزل

وقف لازم

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اگلا سود لیا ہوا تمہارے اصل مال میں حساب کرے تو تم پر ظلم ہے اور منع کے بعد اگلا چڑھا ہوا سود تم مانگو تو تمہارا ظلم ہے ف۲ یعنی جب دیکھا کہ سود موقوف ہوا اب لگو مفلس سے تقاضا کرنے یہ نہ چاہیئے بلکہ فرصت دو اور اگر توفیق ہو تو بخش دو۔
از شاہ عبدالقادر صاحب رح

بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ
لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تم کو پہنچتے ہیں اصل مال تمہارے۔
لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے ہے اصل مال تمہارا

لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى
نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر ف۱ اور اگر ایک شخص ہے تنگی والا تو فرصت دینی چاہیئے جب تک
نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ف۱ اور اگر ہے تنگدست تو مہلت دینی چاہیئے

مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا
کشائش پاوے اور اگر خیرات کرو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم کو سمجھ ہو ف۲ اور ڈرتے
کشائش ہونے تک اور بخش دو تو بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو سمجھ ہو ف۲ اور ڈرتے رہو

يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ
رہو اس دن سے جس میں الٹے جاؤ گے اللہ کے پاس پھر پورا ملے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان
اس دن سے کہ جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف پھر پورا دیا جائیگا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان

لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ ع ۳۸ ۸ ۶
پر ظلم نہ ہوگا اے ایمان والو جس وقت معاملے کرو ادھار کے کسی وعدہ مقرر تک
پر ظلم نہ ہوگا ف۳ اے ایمان والو جب تم آپس میں معاملہ کرو ادھار کا کسی وقت

مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ
تو اس کو لکھو اور چاہیئے لکھ دے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے اور نہ کنارا کرے
مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو اور چاہیئے کہ لکھ دے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے اور انکار نہ کرے

كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ
لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اس کو اللہ نے سو وہ لکھے اور بتا دے جس پر
لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اس کو اللہ نے سو اس کو چاہیئے کہ لکھ دے اور بتلاتا جاوے وہ شخص کہ جس پر

الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ
حق دینا ہے اور ڈرے اللہ سے جو رب ہے اس کا اور نہ نقص کرے اس میں سے کچھ پھر اگر جس شخص پر دینا آیا
قرض ہے اور ڈرے اللہ سے جو اس کا رب ہے اور کم نہ کرے اس میں سے کچھ ف۴ پھر اگر وہ شخص کہ جس

عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ
بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتا سکتا
پر قرض ہے بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتلا سکتا

فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ
تو بتا دے اس کا اختیار والا انصاف سے اور شاہد کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے
تو بتلا دے کارگزار اس کا انصاف سے ف۵ اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے

فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ
پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو پسند رکھتے ہو
پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے کہ جن کو تم پسند کرتے ہو

ف۱ یعنی پہلے سود جو تم لے چکے ہو اس کو اگر تمہارے اصل مال میں محسوب کریں اور اس میں سے کاٹ لیویں تو تم پر ظلم ہے اور ممانعت کے بعد کا سود چڑھا ہوا اگر تم مانگو تو یہ تمہارا ظلم ہے ف۲ یعنی جب سود کی ممانعت آگئی اور اس کا لینا دینا موقوف ہو گیا تو اب تم مدیون مفلس سے تقاضا کرنے لگو یہ ہرگز نہ چاہیئے بلکہ مفلس کو مہلت دو اور توفیق ہو تو بخش دو۔ ف۳ یعنی قیامت کو تمام اعمال کی جزا اور سزا ملے گی تو اب ہر کوئی اپنا فکر کر لے اچھے کام کرے یا برے سود لے یا خیرات کرے ف۴ پہلے صدقہ خیرات کی فضیلت اور اس کے احکام بیان فرمائے اس کے بعد ربوا اور اس کی حرمت اور برائی مذکور ہوئی اب اس معاملہ کا ذکر ہے جس میں قرض ہوا اور آیندہ کسی مدت کا وعدہ ہوا اسکی نسبت یہ معلوم ہوا کہ ایسا معاملہ جائز ہے مگر چونکہ یہ معاملہ آیندہ مدت کے لئے ہوا ہے بھول چوک خلاف نزاع کا احتمال ہے اسلئے یہ ضرور ہے کہ اس کا تعین اور اہتمام ایسا کیا جائے کہ آیندہ کوئی قضیہ اور خلاف نہ ہو اس کی صورت یہی ہے کہ ایک کاغذ لکھو جس میں مدت کا تقرر ہو اور دونوں معاملہ والوں کا نام اور معاملہ کی تفصیل سب باتیں صاف صاف کھول کر لکھی جاویں کاتب کو چاہیئے بلا انکار جس طرح شرع کا حکم ہے اس کے موافق انصاف میں کوتاہی نہ کرے اور چاہیئے کہ مدیون اپنے ہاتھ سے لکھے یا کاتب کو اپنی زبان سے بتلائے اور دوسرے کے حق میں ذرا نقصان نہ ڈالے ف۵ یعنی جو دین دار اور مدیون ہے وہ اگر بے عقل بھولا یا سست اور ضعیف ہے مثلاً بچہ ہے یا بہت بوڑھا ہے کہ معاملہ کے سمجھنے کی سمجھ ہی نہیں ہے یا معاملہ کو کاتب کو بتلا نہیں سکتا تو ایسی صورتوں میں مدیون کے مختار اور وارث اور کارگذار کو چاہیئے کہ معاملہ کو انصاف سے بلا کم و کاست لکھوا دے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اس آیت میں دو چیز کا تقید فرمایا ایک تو دعا دے کے معاملہ کو لکھ رکھنا کہ اس میں پھر قضیہ نہ ہو اور اپنے نتئیں شبہہ نہ پڑے اور شاہد کو دیکھ کر یاد آوے دوسرے یہ کہ شاہد کر لینا ہر معاملہ پر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جن کو ہر کوئی پسند رکھے اور تقید فرمایا کہ نویسندہ اور شاہد نقصان کسی کا نہ کریں جو حق واجبی ہے سو ہی ادا کریں اور لکھنے میں جو دبیئے والا اپنی زبان سے کہے سو لکھیں یا اس کا کوئی بزرگ کہے اگر اس کو عقل نہ ہو۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ

شاہدوں میں کہ بھول جاوے ایک عورت تو یاد دلا دے اس کو وہ دوسری اور

گواہوں میں تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلا دے اس کو وہ دوسری ف۱ اور

لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْــٴَـمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا

کنارہ نہ کریں شاہد جس وقت بلائے جاویں اور کاہلی نہ کرو اس کے لکھنے سے چھوٹا ہو

انکار نہ کریں گواہ جس وقت وہ بلائے جاویں اور کاہلی نہ کرو اس کے لکھنے سے چھوٹا ہو

اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ

یا بڑا اس کے وعدہ تک اس میں خوب انصاف ہے اللہ کے ہاں اور درست رہتی ہے گواہی اور

معاملہ یا بڑا اس کی میعاد تک اس میں پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک اور بہت درست رکھنے والا ہے گواہی کو اور

اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا

لگتا کہ تم کو شبہہ نہ پڑے مگر ایسا کہ سودا ہو دست بدست کا پھیر بدل کرتے ہو

نزدیک ہے کہ شبہ میں نہ پڑو ف۲ مگر یہ کہ سودا ہو ہاتھوں ہاتھ لیتے دیتے ہو اس کو

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا

آپس میں تو گناہ نہیں تم پر کہ نہ لکھو اس کو اور شاہد کر لو جب

آپس میں تو تم پر کچھ گناہ نہیں اگر اس کو نہ لکھو اور گواہ کر لیا کرو جب

تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ

سودا کرو اور نقصان نہ کرے لکھنے والا نہ شاہد اور اگر ایسا کرو تو یہ

تم سودا کرو اور نقصان نہ کرے لکھنے والا اور نہ گواہ ف۳ اور اگر ایسا کرو تو یہ

فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

گناہ کی بات ہے تمہارے اندر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تم کو سکھاتا ہے اور اللہ سب چیز سے واقف ہے ف۴

گناہ کی بات ہے تمہارے اندر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تم کو سکھاتا ہے اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ

اور اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گرو ہاتھ میں رکھنی

اور اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو گرو ہاتھ میں رکھنی چاہیے

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ

پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا پورا کرے جس پر اعتبار کیا اپنے اعتبار کو

پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہیے کہ پورا ادا کرے وہ شخص کہ جس پر اعتبار کیا اپنی امانت کو

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ

اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اس کا اور نہ چھپاؤ گواہی کو اور جو کوئی وہ چھپاوے تو

اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اسکا اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو شخص اس کو چھپاوے تو بیشک

ع ۳۹ / ۲ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

گنہگار ہے دل اس کا اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و

گنہگار ہے دل اس کا اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے ف۵ اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور

ف۱ اور تم کو چاہیے کہ ہر معاملہ پر کم سے کم دو گواہ مردوں میں سے یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنائی جائیں اور گواہ قابل پسند یعنی لائق اعتبار اعتماد ہوں۔ ف۲ یعنی گواہ کو جس وقت گواہ بنانے کے لئے یا ادائے شہادت کے لئے بلائیں تو ان کو کنارہ یا انکار نہ چاہیے اور کاہلی اور سستی نہ کرو اس کے لکھنے لکھانے میں معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا کہ انصاف پورا اس میں ہے اور گواہی پر بھی کامل اعتماد اسی لکھنے میں ہے اور بھول چوک اور کسی کے حق ضائع ہونے سے اطمینان بھی اس میں ہے۔ ف۳ یعنی اگر سوداگری کا معاملہ دست بدست ہو جنس کے بدلے جنس یا نقد کی طرح معاملہ ہو مگر ادھار کا قصہ نہ ہو تو اب نہ لکھنے میں گناہ نہیں مگر گواہ بنا لینا اس وقت بھی چاہیے کہ اس معاملہ کے متعلق کوئی نزاع آئندہ پیش آئے تو کام آئے اور لکھنے والا اور گواہ نقصان نہ کرے یعنی مدعی اور مدعا علیہ میں سے کسی کا بھی نقصان نہ کرے بلکہ جو حق واجبی ہو وہی ادا کریں ف۴ یعنی اگر سفر میں قرض اور ادھار کا معاملہ کرو اور دستاویز کے لئے کوئی کاتب نہ ملے تو قرض کے عوض کوئی چیز مدیون کو رہن رکھ دینی چاہیے فائدہ سفر میں رہن کی حاجت بہ نسبت حضر زیادہ ہوگی کیونکہ حضر میں کتابت و شہادت سے بھی بسہولت صاحب دین کا اطمینان ممکن ہے اس لئے سفر میں رہن کا حکم ہوا ورنہ حضر میں اور کاتب کی موجودگی میں بھی رہن درست ہے جیسا کہ حدیثوں میں موجود ہے اور اگر صاحب دین کو مدیون پر اعتماد اور اس کا اعتبار ہو اور اس لئے رہن کا طالب نہ ہو تو مدیون کو لازم ہے کہ صاحب دین کا حق تمام و کمال ادا کر دے اور خدا سے ڈرتا رہے صاحب حق کے حق میں امانت سے معاملہ کرے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف یہاں سے معلوم ہوا کہ دل کے خیال پر بھی حساب ہوگا۔ یہ سن کر اصحاب نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ حکم سخت مشکل ہے۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح انکار مت کرو۔ بلکہ قبول رکھو اور الشّٰہ ہد جو چاہو۔ پھر لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور قبول کیا۔ اللہ کے ہاں یہ بات پسند ہوئی تب اگلی دو آیتیں اتریں۔ اُن میں حکم آیا کہ مقدور سے باہر چیز کی تکلیف نہیں اب جو کوئی دل میں خیال کرے گناہ کا اور عمل میں نہ لائے تو اُس کو کچھ گناہ نہیں۔ یہ دعا اللہ نے پسند فرمائی تو قبول کی حکم بھی ہم پر بھاری نہیں رکھے اور دل کا خیال بھی نہیں پکڑا اور بھول چوک بھی معاف کی۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف ۱ اس سورت میں اصول و فروع عبادات و معاملات جانی و مالی ہر قسم کے احکامات بہت کثرت سے مذکور فرمائے اور شاید اس سورت کے سنام القرآن فرمانے کی یہی وجہ ہو اس لئے مناسب ہوا کہ بندوں کو پوری تاکید و تہدید بھی ہر طرح سے فرمادی جائے۔ تاکہ تعمیل احکام مذکورہ میں کوتاہی سے اجتناب کریں سو اسی غرض سے آخر سورت میں احکام کو بیان فرما کر اس آیت کو بطور تہدید تنبیہ ارشاد فرمایا کہ تمام احکام مذکورہ سابقہ کی پابندی پر سب کو مجبور کر دیا

مَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ

زمین میں ہے اور اگر تم کھولو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے حساب لے گا

زمین میں ہے اور اگر ظاہر کرو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا تم سے

بِهِ اللَّهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ

تم سے اللہ پھر بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ سب

تم سے اللہ پھر بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب دے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ

چیز پر قادر ہے ف مانا رسول نے جو کچھ اترا اس کو اس کے رب کی طرف سے

چیز پر قادر ہے ف مان لیا رسول نے جو کچھ اترا اُس پر اس کے رب کی طرف سے

وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ

اور مسلمانوں نے سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو

اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ

ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اُس کے رسولوں میں اور بولے ہم نے سنا اور قبول کیا

کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے اور کہہ اٹھے کہ ہم نے سنا اور قبول کیا

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا

تیری بخشش چاہتے اے رب ہمارے اور تجھی تک لوٹ کر جانا ہے اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر

تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے ف اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر

وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا

جو اس کی گنجائش ہے اسی کو ملتا ہے جو کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو

جس قدر اس کی گنجائش ہے اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو

إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا

اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا

اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا

حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ

رکھا تھا ہم سے اگلوں پر اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے جس کی طاقت

رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو

لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا

ہم کو نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہمارا صاحب ہے

طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا صاحب ہے

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

تو مدد کر ہماری کافروں کی قوم پر ف

مدد کر ہماری کافروں پر ف

اور طلاق و نکاح قصاص و زکوٰۃ بیع و ربٰو وغیرہ میں جو اکثر صاحب حیلوں اور اپنی ایجاد کردہ تدبیروں سے کام لیتے ہیں، اور نا جائز امور کو جائز بنانے میں خود رائی اور سینہ زوری سے کام لیتے ہیں انکو بھی اس میں پوری تنبیہ ہوگئی دیکھیے جس کو ہم پر استحقاق عبادت حاصل ہوگا اُس کا مالک ہونا چاہیے اور جو ہماری ظاہری اور مخفی تمام اشیاء کا محاسبہ کر سکے اس کو تمام امور کا علم ہونا ضروری ہے اور جو ہماری تمام چیزوں کا حساب لے سکے اور ہر ایک کے مقابلہ میں جزا و سزا دے سکے اس کو تمام چیزوں پر قدرت ہونی ضروری ہے سو انہی تین کمالات یعنی ملک اور علم اور قدرت کو یہاں بیان فرمایا اور ان ہی کا آیۃ الکرسی میں ارشاد ہو چکا ہے مطلب یہی ہے کہ ذات پاک سبحانہ تمام چیزوں کی مالک اور خالق اس کا علم سب کو محیط اس کی قدرت سب پر شامل ہے تو پھر اس کی نافرمانی کسی امر ظاہر یا مخفی میں کر کے بندہ کیونکر نجات پاسکتا ہے ف ۲ پہلی آیت سے جب یہ معلوم ہوا کہ دل کے خیالات پر بھی حساب اور عذاب ہے تو اس پر حضرات صحابہ گھبرائے اور ڈرے اور اُن کو اتنا صدمہ ہوا کہ کسی آیت پر نہ ہوا تھا آپ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا قولوا سمعنا و اطعنا یعنی اشکال نظر آئے یا دقت مگر حق تعالیٰ کے ارشاد کی تسلیم میں ادنیٰ توقف بھی مت کرو اور بے تامل کہہ دو سمعنا و اطعنا عرض کردو آپ کے ارشاد کی تعمیل کی تو انشراح کے ساتھ یہ کلمات زبان پر بے ساختہ جاری ہوگئے مطلب اُن کا یہ ہے کہ ہم ایمان لائے اور اللہ کے حکم کی اطاعت کی یعنی اپنی دقتیں و خلجان سب کو چھوڑ کر ارشاد کی تعمیل میں مستعدی اور آمادگی ظاہر کی حق تعالیٰ کو یہ بات پسند آئی تب یہ دونوں آیتیں اتریں اول یعنی آمن الرسول الخ اس میں رسول کریم اور ان کے بعد صحابہ کرام کو اشکال مذکور پیش آیا تھا ان کے ایمان کی حق سبحانہ نے تفصیل کے ساتھ مدح فرمائی جس سے ان کے دلوں میں اطمینان ترقی پاوے اور خلجان سابق زائل ہو اس کے بعد دوسری آیت لا یکلف اللہ نفسا الخ میں فرما دیا کہ مقدور سے باہر کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی اب اگر کوئی دل میں گناہ کا خیال یا خطرہ پائے اور اس پر عمل نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں اور بھول چوک بھی معاف ہے۔ غرض صاف فرما دیا کہ جن باتوں سے بچنا طاقت سے باہر ہے جیسے برے کام کا خیال و خطرہ یا بھول چوک اُن پر مواخذہ نہیں ہاں جو باتیں بندہ کے ارادے اور اختیار میں ہیں اُن پر مواخذہ ہوگا اب آیۃ سابقہ کو سن کر جو صدمہ ہوا تھا اس کے معنی بھی اسی پچھلے قاعدہ کے موافق لئے جاتیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خلجان مذکور کا اب قلع قمع ہوگیا سبحان اللہ۔ فائدہ جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے یعنی یہود اور نصاریٰ کی طرح نہیں کہ کسی پیغمبر کو مانا اور کسی پیغمبر کو نہ مانا ف ۳ اول آیۃ پر حضرات صحابہ کو بڑی پریشانی ہوئی تھی اُن کی تسلی کے لئے یہ دو آیتیں آمن الرسول الخ اور لا یکلف اللہ نفسا الخ نازل ہوئیں اب اس کے بعد ربنا لا تؤاخذنا سے آخر سورت تک نازل فرما کر ایسا اطمینان دیا کہ کسی صعوبت اور دشواری کا اندیشہ بھی باقی نہ چھوڑا کیونکہ جن دعاؤں کا ہم کو حکم ہوا ہے اُن کا مقصود یہ ہے کہ بیشک ہر طرح کا حق حکومت اور استحقاق عبادت تجھ کو ہم پر ثابت ہے مگر اے ہمارے رب اپنی رحمت و کرم سے ہمارے لیے ایسے حکم بھیجے جائیں جن کے بجالانے میں ہم پر صعوبت اور بھاری مشقت نہ ہو نہ بھول چوک میں ہم پکڑے جائیں نہ مثل پہلی امتوں کے ہم پر شدید حکم اتارے جائیں نہ ہماری طاقت سے باہر کوئی حکم ہم پر مقرر ہو اس سہولت پر بھی ہم سے جو قصور ہو جائے اس سے درگذر اور معافی اور ہم پر رحم فرمایا جائے۔ حدیث میں ہے کہ یہ سب دعائیں مقبول ہوئیں۔ اور جب اس دشواری کے بعد جو حضرات صحابہ کو پیش آئی تھی اللہ کی رحمت سے اب ہر ایک دشواری سے ہم کو امن مل گیا تو اب اتنا اور بھی ہونا چاہیے کہ کفار پر ہم کو غلبہ عنایت ہو ورنہ ان کی طرف سے مختلف دقتیں، دینی و دنیوی ہر طرح کی مزاحمتیں پیش آ کر حسن صعوبت، انشاء اللہ کریم اللہ کے فضل سے جان کی تنگی کفار کے غلبہ کی حالت میں پھر دی گئی تو جب اطمینانی ہوگا

ع ۴۰ ‏ ۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۃ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی اس میں سو آیتیں ہیں اور بیس رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

اللہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں جیتا ہے سب کا تھامنے والا اتاری تجھ پر کتاب

اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا ف۱ اتاری تجھ پر کتاب

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

تحقیق ثابت کرتی اگلی کتاب کو اور اتاری تھی تورات اور انجیل

سچی ف۲ تصدیق کرتی ہے اگلی کتابوں کی اور اتارا توریت اور انجیل کو

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کو اور اتارا انصاف جو لوگ منکر ہیں

اس کتاب سے پہلے لوگوں کی ہدایت کیلئے ف۳ اور اتارے فیصلے ف۴ بیشک جو منکر ہوئے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ کی آیتوں سے ان کو سخت عذاب ہے اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا اللہ

اللہ کی آیتوں سے ان کے واسطے سخت عذاب ہے اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا ف۵ اللہ

لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ

اس پر چھپی نہیں کوئی چیز زمین میں نہ آسمان میں وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے

پر چھپی نہیں کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں ف۶ وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے

فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ

ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا زبردست ہے حکمت والا وہی ہے

ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہے کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا زبردست ہے حکمت والا ف۷ وہی ہے جس نے

اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ

جس نے اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں پکی ہیں جو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں

اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم یعنی ان کے معنی واضح ہیں وہ اصل ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں

مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ

کئی طرف ملتی سو جن کے دل پھرے ہوئے ہیں وہ لگتے ہیں ان کے ڈھب والیوں

متشابہ یعنی جنکے معنی معلوم یا متعین نہیں سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں متشابہات

مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڣ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ

سے تلاش کرنے گمراہی اور تلاش کرنے ان کی کل بیٹھانی اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا

کی گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا

وقف النبی صلعم

ف۱ نجران کے ساتھ عیسائیوں کا ایک موقر و معزز وفد نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس میں تین شخص عبد المسیح عاقب بحیثیت امارت و سیادت کے ایہم السید بلحاظ رائے و تدبیر کے اور ابوحارثہ بن علقمہ باعتبار سب سے بڑے مذہبی عالم اور لاٹ پادری ہونے کے عام شہرت اور امتیاز رکھتے تھے۔ یہ تیسرا شخص اصل میں عرب کے مشہور قبیلہ بنی بکر بن وائل سے تعلق رکھتا تھا پھر پکا نصرانی بن گیا۔ سلاطین روم نے اس کی مذہبی صلابت اور مجد و شرف کو دیکھتے ہوئے بڑی تعظیم و تکریم کی علاوہ بیش قرار مالی امداد کے اس کے لئے گرجے تعمیر کئے اور امور مذہبی کے اعلیٰ منصب پر مامور کیا۔ یہ وفد بارگاہ رسالت میں بڑی آن بان سے حاضر ہوا اور متنازعہ فیہ مسائل میں حضور سے گفتگو کی جس کی پوری تفصیل محمد بن اسحاق کی سیرۃ میں منقول ہے۔ سورۃ آل عمران کا ابتدائی حصہ تقریباً اسی نوے آیات تک اسی واقعہ میں نازل ہوا۔ عیسائیوں کا پہلا اور بنیادی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بعینہ خدا یا خدا کے بیٹے یا تین خداؤں میں سے ایک ہیں۔ سورۃ ہذا کی پہلی آیت میں توحید خالص کا دعویٰ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی جو صفات "حی قیوم" بیان کی گئیں۔ ذہ عیسائیوں کے اس دعوے کو صاف طور پر باطل ٹھہراتی ہیں۔ چنانچہ حضور نے دوران مناظرہ میں ان سے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ حی (زندہ) ہے جس پر کبھی موت طاری نہیں ہو سکتی۔ اسی نے تمام مخلوقات کو وجود عطا کیا اور سامان بقا پیدا کر کے ان کو اپنی قدرت کاملہ سے تھام رکھا ہے۔ برخلاف اس کے عیسیٰ علیہ السلام پر یقیناً موت و فنا آکر رہے گی اور ظاہر ہے جو شخص خود اپنی ہستی کو برقرار نہ رکھ سکے دوسری مخلوقات کی ہستی کیا برقرار رکھ سکتا ہے "نصاریٰ" نے سن کر اقرار کیا کہ بیشک صحیح ہے۔ شاید انھوں نے غنیمت سمجھا ہوگا کہ آپ اپنے اعتقاد کے موافق "عیسیٰ یاتی علیہ الفناء" کا سوال کر رہے ہیں یعنی عیسیٰ پر فنا ضرور آئے گی۔ اگر جواب نفی میں دیا تو آپ ہمارے عقیدے کے موافق کہ حضرت عیسیٰ کو موت ہوا موت آچکی ہے۔ ہم کو اور زیادہ صریح طور پر ملزم اور مفحم کر سکیں گے۔ اس لئے لفظی مناقشہ میں پڑنا مصلحت نہ سمجھا۔ اور ممکن ہے یہ لوگ اُن فرقوں میں سے ہوں جو عقیدۂ اسلام کے موافق مسیح علیہ السلام کے قتل و صلب کا قطعاً انکار کرتے تھے اور رفع جسمانی کے قائل تھے جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ نے "الجواب الصحیح" میں اور "الفارق بین المخلوق والخالق" کے مصنف نے تصریح کی ہے کہ شام و مصر کے نصاریٰ عموماً اسی عقیدہ پر تھے۔ مدت کے بعد پولوس نے عقیدۂ صلب کی اشاعت کی پھر یہ خیال یورپ سے مصر و شام وغیرہ پہنچا۔ بہرحال نبی کریم صلعم کا "ان عیسیٰ اتیٰ علیہ الفناء" کے بجائے "یاتی علیہ الفناء" فرمانا، درآں حالیکہ پہلے الفاظ تردید الوہیت مسیح کے موقع پر زیادہ صاف اور مسکت ہوتے۔ ظاہر کرتا ہے کہ موقع الزام میں بھی مسیح علیہ السلام پر موت سے پہلے لفظ موت کا اطلاق آپ نے پسند نہیں کیا۔ ف۲ یعنی قرآن کریم جو عین حکمت کے موافق نہایت برمحل سچائی اور انصاف کو اپنی آغوش میں لیکر اترا۔ ف۳ یعنی قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور اگلی کتابیں (تورات و انجیل وغیرہ) پہلے سے قرآن اور اس کے لانے والے کی طرف لوگوں کی رہنمائی کر رہی تھیں اور اپنے اپنے وقت میں مناسب احکام و ہدایات دیتی تھیں۔ گویا بتلا دیا کہ "الوہیت" یا "ابنیت مسیح" کا عقیدہ کسی آسمانی کتاب میں موجود نہ تھا کیونکہ اصول دین کے اعتبار سے تمام کتب سماویہ متفق و متحد ہیں شرکیہ عقائد کی تعلیم کہیں نہیں دی گئی۔ ف۴ یعنی ہر زمانہ کے مناسب ایسی چیزیں اتاریں جو حق و باطل حلال و حرام اور جھوٹ سچ کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہوں۔ اس میں قرآن کریم، کتب سماویہ، معجزات انبیاء سب داخل ہو گئے اور ادھر بھی اشارہ ہو گیا کہ جن مسائل میں یہود و نصاریٰ جھگڑتے چلے آ رہے ہیں ان اختلافات کا فیصلہ بھی قرآن کے ذریعہ سے کر دیا گیا۔ ف۵ یعنی ایسے مجرموں کو نہ سزا دیے بغیر چھوڑیگا نہ وہ اس کے زبردست اقتدار سے چھوٹ کر بھاگ سکیں گے۔ اس میں بھی الوہیت مسیح کے ابطال کی طرف لطیف اشارہ ہو گیا۔ کیونکہ جو اختیار و اقتدار کلی خدا کے لئے ثابت کیا گیا، ظاہر ہے وہ مسیح میں نہیں پایا جاتا بلکہ نصاریٰ کے نزدیک حضرت مسیح کسی کو سزا تو کیا دے سکتے خود اپنے کو باوجود سخت تضرع و الحاح کے ظالموں کے پنجے سے نہ چھڑا سکے۔ پھر خدا یا خدا کا بیٹا کیسے بن سکتے ہیں؟ بیٹا وہ ہی کہلاتا ہے جو باپ کی نوع سے ہو۔ لہٰذا خدا کا بیٹا خدا ہی ہونا چاہیے۔ ایک عاجز مخلوق کو معتقدہ قادر مطلق کا بیٹا کہنا، باپ اور بیٹے دونوں پر سخت عیب لگانا ہے۔ العیاذ باللہ۔ ف۶ یعنی جس طرح اس کا اقتدار و اختیار کامل ہے علم بھی محیط ہے، عالم کی کوئی چھوٹی بڑی چیز ایک سکنڈ کے لئے اس سے غائب نہیں۔ سب مجرم و بری، اور تمام جرموں کی نوعیت و مقدار اس کے علم میں ہے۔ مجرم بھاگ کر روپوش ہونا چاہے تو کہاں ہو سکتا ہے؟ یہیں سے تنبیہ کر دی گئی کہ مسیح علیہ السلام خدا نہیں ہو سکتے کیونکہ ایسا علم محیط ان کو حاصل نہ تھا۔ وہ اسی قدر جانتے تھے جتنا حق تعالیٰ ان کو بتلا دیتا تھا۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم کے جواب میں خود نصاریٰ نجران نے اقرار کیا اور آج بھی اناجیل مروجہ سے ثابت ہے۔ ف۷ یعنی اپنے علم و حکمت کے مطابق کمال قدرت سے جیسا اور جس طرح چاہا ماں کے پیٹ میں تمہارا نقشہ بنایا مذکر، مونث، خوبصورت، بدصورت جیسا چاہا پیدا کرنا اختیار کر دیا۔ ایک پانی کے قطرہ کو کتنی پلٹیاں دے کر آدمی کی صورت عطا فرمائی۔ جس کی قدرت و صنعت کا یہ حال ہے کیا اس کے علم میں کمی ہو سکتی ہے۔ یا کوئی انسان جو خود بھی بطن مادر کی تاریکیوں میں رہ کر آیا ہو اور عام بچوں کی طرح کھانا پینا پیشاب پاخانہ کرتا ہو، اس خدائے قدوس کا بیٹا یا پوتا کہلایا جا سکتا ہے؟ کیونکہ مسلمانۂ تعالیٰ عمّا یقولون علوًّا کبیرًا۔ عیسائیوں کا سوال تھا کہ جب مسیح کا ظاہری باپ کوئی نہیں تو بجز خدا کے کس کو باپ کہیں "یُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ" میں اس کا جواب بھی ہو گیا۔ یعنی خدا کو قدرت ہے رحم میں جس طرح چاہے آدمی کا نقشہ طیار کر دے۔ خواہ ماں باپ دونوں کے ملنے سے یا صرف ماں کی قوت منفعلہ سے۔

(بقیہ صفحہ ۱۴۶ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اس سورت میں نصاریٰ کو سمجھانا منظور ہے۔ کہ حضرت مریم کو خدا کی عورت کہتے اور حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا، اور وہ بہکتے اس پر کہ اللہ کی مہربانی کے الفاظ ان کے حق میں نکلے ہیں جو بندگی سے زیادہ مرتبہ جانیں۔ اس واسطے اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جن کے معنی صاف نہیں کھلتے تو گمراہ ہو ... اُن کے معنی عقل سے لگے بنانے اور جو مضبوط علم رکھتے وہ اُن کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھیں جو کتاب کی محکم ہیں
اس کے موافق سمجھ پڑے تو سمجھے اور جو نہ پاوے تو اللہ پر چھوڑے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۶۳ ... اسی لئے آگے فرمایا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنی زبردست ایسی قدرت کو کوئی محدود نہیں کر سکتا، اور حکیم ہے جہاں جیسا مناسب جانتا ہو کرتا ہے۔ حوا کو بدون ماں کے، مسیح کو بدون باپ کے، آدم کو بدون ماں باپ دونوں کے پیدا کر دیا ...
فوائد صفحہ ہذا ف۱ نصاریٰ نجران نے تمام دلائل سے عاجز ہو کر بطور معارضہ کہا تھا کہ آخر آپ حضرت مسیح کو "کلمۃ اللہ" اور "روح اللہ" مانتے ہیں، بس ہمارے اثبات مدعا کے لئے یہ الفاظ کافی ہیں۔ یہاں اس کا تحقیقی جواب ایک عام اصول اور

إِلَّا اللَّهُ ۘ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ
سوائے اللہ کے اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب کچھ ہمارے رب کی طرف
سوا اللہ کے اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے سب ہمارے رب کی طرف

رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ○ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ
سے ہے اور سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے ف۱ اے رب ہمارے مت پھیر ہمارے دل جب ہم کو ہدایت
سے اتری ہیں، اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے ف۱ اے رب نہ پھیر ہمارے دلوں کو جب

إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ○
دے چکا اور دے ہم کو اپنے پاس سے مہربانی تو ہی ہے سب دینے والا
تو ہم کو ہدایت کر چکا اور عنایت کر ہم کو اپنے پاس سے رحمت تو ہی ہے سب کچھ دینے والا ف۲

رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ
اے رب تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں شبہ نہیں بیشک اللہ خلاف نہیں کرتا
اے رب تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں کچھ شبہ نہیں بیشک اللہ خلاف نہیں کرتا

الْمِيعَادَ ○ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَ
وعدہ جو لوگ منکر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کو ان کے مال اور
اپنا وعدہ ف۳ بیشک جو لوگ کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کو ان کے مال اور

لَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ○ كَدَأْبِ
نہ اولاد اللہ کے آگے کچھ اور وہی ہیں ایندھن دوزخ کی جیسے دستور
نہ ان کی اولاد اللہ کے سامنے کچھ اور وہی ہیں ایندھن دوزخ کے ف۴ جیسے دستور

آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ
فرعون والوں کا اور جو ان سے پہلے تھے جھٹلائے ہماری آیتیں پھر پکڑا ان کو
فرعون والوں کا اور جو ان سے پہلے تھے جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو پھر پکڑا ان کو

اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا
اللہ نے ان کے گناہوں پر اور اللہ کی مار سخت ہے کہہ دے منکروں کو
اللہ نے ان کے گناہوں پر اور اللہ کا عذاب سخت ہے ف۵ کہہ دے کافروں کو

سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ قَدْ كَانَ
اب تم مغلوب ہوگے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کو اور کیا بری تیاری ہے ابھی ہو چکا ہے
اب تم مغلوب ہوگے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور کیا برا ٹھکانا ہے ف۶ ابھی گزر چکا ہے

لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ
تم کو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور
تمہارے سامنے ایک نمونہ دو فوجوں میں جن میں مقابلہ ہوا ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور

أُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ
دوسری منکر ہے ان کو دیکھتے ہیں اپنے دو برابر صریح آنکھوں سے اور اللہ زور دیتا ہے
دوسری فوج کافروں کی ہے دیکھتے ہیں یہ ان کو اپنے سے دو چند صریح آنکھوں سے اور اللہ زور دیتا ہے

منزل ۱

ضابطہ کی صورت میں دیا۔ جس کے سمجھ لینے کے بعد ہزاروں نزاعات و مناقشات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اس کو یوں سمجھو کہ قرآن کریم بلکہ تمام کتب الٰہیہ میں دو قسم کی آیات پائی جاتی ہیں ایک وہ جن کی مراد معلوم و متعین ہو، خواہ اس لئے کہ لغت و ترکیب و غیرہ کے لحاظ سے الفاظ میں کوئی ابہام و اجمال نہیں نہ عبارت کئی معنی کا احتمال رکھتی ہے نہ جو مدلول سمجھا گیا وہ عام قواعد مسلمہ کے مخالف ہے، اور یا اس لئے کہ عبارت و الفاظ میں گو لغۃً کئی معنی کا احتمال ہو سکتا تھا لیکن شارع کی نصوص مستفیضہ یا اجماع معصوم یا مذہب کے عام اصول مسلمہ سے قطعاً متعین ہو چکا کہ متکلم کی مراد وہ معنی نہیں۔ یہ ایسی آیات کو محکمات کہتے ہیں اور فی الحقیقت کتاب کی ساری تعلیمات کی جڑ اور اصل اصول یہی آیات ہوتی ہیں۔ دوسری قسم آیات کی "متشابہات" کہلاتی ہے۔ یعنی جن کی مراد معلوم و متعین کرنے میں کچھ اشتباہ و التباس واقع ہو جائے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس دوسری قسم کی آیات کو پہلی قسم کی طرف راجع کر کے دیکھنا چاہئے۔ جو معنی اس کے خلاف پڑیں ان کی قطعاً نفی کی جائے اور متکلم کی مراد وہ سمجھی جائے جو "آیات محکمات" کے مخالف نہ ہو۔ اگر باوجود اجتہاد و سعی بلیغ کے متکلم کی مراد کی بعدی پوری تعیین نہ کر سکیں تو زیادہ ہمہ دانی کے ہم کو حد سے گزرنا نہیں چاہئے۔ جہاں قلت علم اور قصور استعداد کی وجہ سے بہت سی حقائق پر ہم دسترس نہیں پا سکتے اس کو بھی اسی فہرست میں شامل کر لیں۔ مگر زنہار ایسی تاویلات اور سر پھیر نہ کریں جو مذہب کے اصول مسلمہ اور آیات محکمہ کے خلاف ہوں۔ مثلاً قرآن حکیم نے مسیح علیہ السلام کی نسبت تصریح کر دی۔ "اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ" یا "اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ" الخ یا "ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ○ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ" اور جا بجا ان کی الوہیت و ابنیت کا رد کیا۔ اب ایک شخص ان سب محکمات سے آنکھیں بند کر کے "كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ" وغیرہ متشابہات کو لے دوڑے اور اس سے وہ معنی چھوڑ کر جو محکمات کے موافق ہوں ایسے سطحی معنی لینے لگے جو کتاب کی عام تصریحات اور متواتر بیانات کے منافی ہوں یہ کجروی اور ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہوگی۔ بعض قاسی القلب تو چاہتے ہیں کہ اس طرح مغالطہ دے کر لوگوں کو گمراہی میں پھنسا دیں اور بعض کمزور عقیدہ والے دھلا دلیل ایسے متشابہات سے اپنی رائے و ہوا کے مطابق کھینچ تان کر مطلب نکالنا چاہتے ہیں حالانکہ ان کا صحیح مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے وہ ہی اپنے کرم سے جس کو جتنا چاہے حصہ پر آگاہ کر دیتا ہے۔ جو لوگ مضبوط علم رکھتے ہیں وہ محکمات و متشابہات سب کو حق جانتے ہیں انہیں یقین ہے کہ دونوں قسم کی آیات ایک ہی سرچشمہ سے آئی ہیں جن میں تناقض و تہافت کا امکان نہیں، اسی لئے وہ متشابہات کو محکمات کی طرف لوٹا کر مطلب سمجھتے ہیں۔ اور جو حصہ ان کے دائرہ فہم سے باہر رہتا ہے اسے اللہ پر چھوڑتے ہیں کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے (تنبیہ) بندہ کے نزدیک اس آیت کا مضمون سورہ حج کی آیت "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى" الی آخر الآیہ کے مضمون سے بہت مشابہ ہے جیسے انشاء اللہ اس کے موقع پر بیان کیا جائے گا۔ ف۱ یعنی راسخین فی العلم جو کمال علمی اور قوت ایمانی پر مغرور و مطمئن نہیں ہیں بلکہ ہمیشہ حق تعالیٰ سے استقامت اور مزید فضل و عنایت کے طلبگار رہتے ہیں کہ الٰہی ہدایت کے بعد ہم کو کج نہ ہو جائے اور خدا نخواستہ دل سیدھے ہونے کے بعد کج نہ کر دئے جائیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلعم امت کو سنانے کے لئے اکثر یہ دعا کرتے تھے "یا مقلب القلوب ثبت قلبی علٰی دینک" ف۳ یعنی وہ دن ضرور آ کر رہے گا اور نزاکت اور جن مسائل میں جھگڑتے تھے سب کا دو ٹوک فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر ہر ایک مجرم کو اپنی کجروی اور ہٹ دھرمی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اسی خوف سے ہم ان کے راستے سے بیزار اور آپ کی رحمت و استقامت کے طالب ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ خلاف واست اختیار کر کے کسی بدنیتی اور نفسانیت کی بنا پر کوئی شخص آخروی فلاح مقصود نہیں

ف۴ کیا آیات سے لوگ جیسے ساتھ کا فروں کا انجام بھی بتلا دیا کہ ان کو کوئی چیز دنیا و آخرت میں خدائی سزا سے نہیں بچا سکتی۔ جیسا کہ ہم ابتداء سورۃ میں لکھ چکا ہوں۔ ان آیات میں اصلی خطاب وفد "نجران" کو تھا جو عیسائی مذہب و قوم کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت کہنا چاہئے۔ امام فخر الدین رازی نے محمد بن اسحٰق کی سیرت سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ وفد نجران سے بقصد مدینہ روانہ ہوا تو ان کا بڑا پادری ابو حارثہ بن علقمہ ... کی تو اس کے بھائی کرز بن علقمہ کی زبان سے نکلا "تَعِسَ الْاَبْعَدُ" ... مراد محمد صلعم تھے، ابو حارثہ نے کہا ... نبی ہیں جن کی بشارت ... (بقیہ فوائد صفحہ ۶۵ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جنگ بدر میں جس کا قصہ سورۂ انفال میں ہے مسلمانوں سے کافر تین برابر تھے پر اللہ دو ہی برابر دکھاتا تھا کہ خوف نہ کھاویں پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس سے چاہئے کہ سبب کا فریفتہ ہو کر نہ رہیں۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ فوائد ۶۴۔ ان کے اسلام کا سبب ہوا رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ میرے نزدیک ان آیات الی الوارثہ کے ان ہی کلمات کا جواب ہے۔ گویا دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ان کا فاسد عقیدہ کا رد کر کے متنبہ فرما دیا کہ وضوح حق کے بعد جو لوگ محض دنیوی متاع (اموال و اولاد وغیرہ) کی خاطر ایمان نہیں لاتے وہ خوب سمجھ لیں کہ مال و دولت اور جتھے نہ ان کو دنیا میں خدائی سزا سے بچا سکتے ہیں نہ آخرت میں عذاب عظیم سے۔ چنانچہ اس کی تازہ مثال ابھی بدر کے موقع پر مسلمان اور مشرکین کی لڑائی میں دیکھ چکے ہو۔ دنیا کی بہار محض چند روزہ ہے، مستقبل کی کامیابی ان ہی کے لئے ہے جو خدا سے ڈرتے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ وہ رنگ یہ مضمون چلا گیا ہے اور عموم الفاظ کے اعتبار سے یہود و مشرکین وغیرہ دوسرے کفار کو بھی خطاب میں لپیٹ لیا گیا گو اصلی مخاطب نصاریٰ نجران تھے۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا۔ اور جس طرح وہ پکڑے گئے تم بھی خدا کی پکڑ میں آنے والے ہو۔ ف یعنی دھمکا دیا ہے کہ تم سب کیا یہود کیا نصاریٰ اور کیا مشرکین عنقریب خدائی لشکر کے سامنے مغلوب ہو کر ہتھیار ڈال دو گے۔ یہ تو دنیا کی ذلت ہوئی اور آخرت میں جو گرم مکان تیار ہے وہ الگ رہا۔ بعض روایات میں ہے کہ بدر سے واپسی کے بعد حضور نے یہود کو فرمایا کہ تم حق کو قبول کر لو، ورنہ جو حال قریش کا ہوا تمہارا ہوگا۔ کہنے لگے، اے محمد (صلعم) اس دھوکہ میں نہ رہنا کہ تم نے قریش کے چند ناتجربہ کاروں پر فتح حاصل کر لی۔ ہم سے مقابلہ ہوا تو پتہ لگ جائے گا کہ ہم کیسے آزمودہ سپاہی اور بہادر آدمی ہیں۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ "بدر" کی فتح دیکھ کر "یہود" کچھ تصدیق کی طرف مائل ہوتے تھے۔ پھر کہا کہ جلدی مت کرو، دیکھو آئندہ کیا پیش آتا ہے۔ دوسرے سال "احد" کی واقعی دیکھ کر ان کے دل سخت ہو گئے اور حوصلے بڑھ گئے حتیٰ کہ عہد شکنی کر کے مسلمانوں سے لڑائی کا سامان کیا۔ کعب بن اشرف ساٹھ سواروں کے ساتھ مکہ پہنچا اور ابو سفیان وغیرہ سرداران قریش سے ملا اور کہا ہم تم ایک ہیں، متحدہ محاذ قائم کر کے محمد کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ واللہ اعلم۔ بہر حال مقصود یہ ہی دونوں ہیں خدا نے دکھلا دیا کہ جزیرۃ العرب میں مشرک کا نام نہ رہا اور یہود "تلوار" کے گھاٹ اتارے گئے۔ بنی نضیر جلا وطن ہوئے۔ نجران کے عیسائیوں نے ذلیل ہو کر سالانہ جزیہ دینا قبول کیا۔ اور تقریباً ایک ہزار سال تک دنیا کی بڑی بڑی مغرور و متکبر قومیں مسلمانوں کی بلندی و برتری کا اعتراف کرتی رہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ جنگ بدر میں کفار تقریباً ایک ہزار تھے جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے دوسری طرف مسلمان مجاہدین تین سو سے کچھ اوپر تھے جن کے پاس کل ستر اونٹ، دو گھوڑے، چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ ان تماشہ یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دو گنا نظر آتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں کی کثرت کا تصور کر کے مرعوب ہوتے تھے اور مسلمان اپنے سے دو گنی تعداد دیکھ کر اور زیادہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور کمال توکل و استقلال سے خدا کے وعدہ "اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ" پر تکیہ کر کے فتح و نصرت کی امید رکھتے تھے۔ اگر ان کی پوری تعداد جو تگنی تھی منکشف ہو جاتی تو ممکن تھا خوف طاری ہو جاتا اور یہ صرف فریقین کا دوگنی تعداد دیکھنا بعض احوال میں تھا۔ ورنہ بعض احوال وہ تھے جب ہر ایک اور دوسرے فریق کی جمعیت کم محسوس ہوئی۔ جیسا کہ سورۂ "انفال" میں آئے گا۔ بہر حال ایک قلیل اور بے سر و سامان جماعت کو ایسی مضبوط جمعیت کے مقابلہ میں ان کی پیشین گوئی کے موافق جو مکہ میں ہو چکی تھی، اس طرح مظفر و منصور کرنا، آنکھیں رکھنے والوں کے لئے بہت بڑا عبرتناک واقعہ ہے۔ ف۲ یعنی جب ان ہی چیزوں کر آدمی خدا سے غافل ہو جائے جیسے حدیث میں فرمایا۔ "ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء" ورنہ جب تک وہ نہ رہے کوئی ضرر رساں فتنہ نہ ہو تو ان سے بڑھ کر نہیں، اگر عورت سے مقصود اعفاف اور کثرت اولاد ہو تو مذموم نہیں بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے کہ اگر اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو، حکم دے تو فرمانبردار رہے، کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے۔ اسی طرح باقی چیزیں جنہیں متاع دنیا کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے سب کا حکم درجہ بدرجہ نیت اور طریق کار کے تفاوت سے متفاوت ہے۔

يَنْصُرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝

اپنی مدد کا جس کو چاہے اسی میں خبرداروں کو جن کو آنکھ ہے ف۱
اپنی مدد کا جس کو چاہے اسی میں عبرت ہے دیکھنے والوں کو ف۱

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ

رچھایا ہے لوگوں کو مزوں کی محبت پر عورتوں اور بیٹوں اور ڈھیر
فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں ف۲ اور بیٹے اور خزانے

الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ

جوڑے ہوئے سونے کے اور روپے کے اور گھوڑے پلے ہوئے اور مواشی
جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے ف۳ اور مویشی

وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

اور کھیتی سے یہ برتنا ہے دنیا کی زندگی میں اور اللہ جو ہے اسی پاس ہے اچھا ٹھکانا
اور کھیتی یہ فائدہ اٹھانا ہے دنیا کی زندگی میں اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا ف۴

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ

تو کہہ میں بتاؤں تم کو اس سے بہتر پرہیزگاروں کو اپنے رب کے ہاں باغ ہیں
کہہ دے کیا بتاؤں میں تم کو اس سے بہتر پرہیزگاروں کے لئے اپنے رب کے ہاں باغ ہیں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ

جن کے نیچے بہتی ندیاں رہ پڑے انہیں میں اور عورتیں ہیں ستھری اور
جن کے نیچے جاری ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور عورتیں ہیں ستھری ف۵ اور

رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ

رضامندی اللہ کی اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے وہ جو کہتے ہیں
رضامندی اللہ کی ف۶ اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے ف۷ وہ جو کہتے ہیں

رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِیْنَ

اے رب ہمارے ہم یقین لائے ہیں سو بخش ہم کو گناہ ہمارے اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے محنت اٹھانے والے
اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں سو بخش دے ہم کو گناہ ہمارے اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے ف۸ وہ صبر کرنے والے ہیں

وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْمُنْفِقِیْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

اور سچے اور بندگی میں لگے رہتے اور خرچ کرتے اور گناہ بخشواتے پچھلی رات کو
اور سچے اور حکم بجا لانے والے اور خرچ کرنے والے اور گناہ بخشوانے والے پچھلی رات میں ف۹

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا

اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اور فرشتوں نے اور علم والوں نے وہی حاکم
اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا ف۱۰ اور فرشتوں نے ف۱۱ اور علم والوں نے بھی ف۱۲ وہی حاکم

بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ

انصاف کا کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے زبردست ہے حکمت والا دین جو ہے اللہ کے ہاں
انصاف کا کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے زبردست ہے حکمت والا ف۱۳ بیشک دین جو ہے اللہ کے ہاں

کثرت ایسے افراد کی ہے جو عیش و عشرت کے سامانوں میں پھنس کر خدا تعالیٰ کو اور اپنے انجام کو بھول جاتے ہیں، اس لئے "زُیِّنَ لِلنَّاسِ" میں سطح کلام کی عام رکھی گئی ہے۔ ف۳ یعنی جن پر مہر یا نشان لگا دیا گیا ہے، یا پانچ کلیان گھوڑے جن کے ہاتھ پاؤں اور پیشانی پر قدرتی نشان ہوتے ہیں، یا جو گھوڑے چراگاہ میں چرنے کے لئے چھوڑے گئے ہوں۔ ف۴ یعنی اصلی فلاح ان چیزوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ محض دنیا میں چند روزہ گزر اٹھایا جا سکتا ہے کا اسباب مستقل اور اچھا ٹھکانا چاہئے تو خدا کے پاس ملے گا۔ اس کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنے کی فکر کرو۔ اگلی آیت میں بتلاتے ہیں کہ وہ اچھا ٹھکانا کیا ہے اور کن لوگوں کو ملتا ہے۔ ف۵ یعنی جسم کی ہر قسم کی گندگی سے پاک و صاف۔ ف۶ یعنی کہ اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہو سکتی ہے۔ جنت بھی فی الحقیقت اس لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضائے الٰہی ہے۔ ف۷ یعنی تمام اعمال و احوال کو دیکھتے ہیں ... کرنے والے سے لئے اپنے ... ہر ایک کو ... ... [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ان پڑھ کہتے تھے عرب کے لوگوں کو کہ نہ تھے پاس اگلے پیغمبروں کا علم نہ تھا۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۶۵ ف معلوم ہوا کہ گناہ معاف ہونے کے لئے ایمان لانا شرط ہے ف یعنی اللہ کے راستے میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر بھی اس کی فرمانبرداری پر جمے رہتے، اور معصیت سے رکے رہتے ہیں۔ زبان کے، دل کے، نیت کے معاملہ کے سچے ہیں۔ پوری تسلیم و انقیاد کے ساتھ خدا کے احکام بجا لاتے ہیں۔ خدا کی دی ہوئی دولت کو اس کے بتلائے ہوئے مواقع میں خرچ کرتے ہیں۔ اور پچھلی رات میں اٹھ کر جو طمانیت و اجابت کا وقت ہوتا ہے لیکن اٹھنا اس وقت آسان نہیں ہوتا، اپنے رب سے گناہ اور تقصیرات معاف کراتے ہیں۔ «کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون وبالاسحار ہم یستغفرون» (ذاریات رکوع ۱) یعنی اکثر رات عبادت میں گزارتے اور سحر کے وقت استغفار کرتے کہ خداوندا! عبادت میں جو تقصیر رہ گئی اپنے فضل سے معاف فرمانا۔ ف ۱ ابتداء میں نصاریٰ نجران سے خطاب تھا اور نہایت لطیف انداز سے الوہیت مسیح کے عقیدہ کا ابطال اور توحید خالص کا اعلان کر کے ایمان لانے کی ترغیب دی گئی تھی۔ درمیان

میں ان موانع کا ذکر فرمایا جو انسان کو وضوح حق کے باوجود شرف ایمان سے محروم رکھتے ہیں، یعنی مال و اولاد اور سامان عیش و عشرت۔ ان آیات میں مومنین کی صفات بیان کرنے کے بعد پھر اصل مضمون توحید وغیرہ کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی توحید خالص ماننے میں کیا تردد ہو سکتا ہے، جبکہ خود حق تعالیٰ اپنی تمام کتابوں میں برابر اس مضمون کی گواہی دیتا رہا ہے۔ اور اس کی فعلی کتاب (صحیفۂ کائنات) کا ایک ایک ورق بلکہ ایک ایک نقطہ شہادت دیتا ہے کہ بندگی کے لائق رب العالمین کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ «وفی کل شیء لہ آیۃ ؛ تدل علی انہ واحد» «سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شیء شہید» (حم سجدہ رکوع ۶) ف ۲ ظاہر ہے فرشتوں کی گواہی خدا کی گواہی کے خلاف کیسے ہو سکتی ہے۔ فرشتہ تو نام ہی اس مخلوق کا ہے جو صدق و حق کے راستہ سے سرتابی نہ کر سکے۔ چنانچہ فرشتوں کی تسبیح و تحمید تمام تر توحید و تنزیہ باری پر مشتمل ہے۔ ف ۳ علم والے ہر زمانے میں توحید کی شہادت دیتے رہے ہیں اور آج تو عام طور پر توحید کے خلاف ایک لفظ کہنا جہل محض کا مرادف سمجھا جاتا ہے۔ مشرکین بھی دل میں مانتے ہیں کہ علمی اصول مشرکانہ عقائد کی تائید نہیں کر سکتے۔ ف ۴ انصاف کرنے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، زبردست ہو کہ اس کے فیصلہ سے کوئی سرتابی نہ کر سکے اور حکیم ہو کہ حکمت و دانائی سے پوری طرح جانچ تول کر ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے، کوئی غلطی کا موقع نہ دے۔ چونکہ حق تعالیٰ عزیز و حکیم ہے لہٰذا اس کے منصف علی الاطلاق ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ غالباً اس لفظ "قائما بالقسط" میں عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کا بھی رد ہو گیا۔ بھلا یہ کہاں کا انصاف ہو گا کہ ساری دنیا کے جرائم ایک شخص پر لاد دیئے جائیں اور وہ تنہا سزا پا کر سب مجرموں کو ہمیشہ کے لئے بری اور پاک کر دے۔ خدائے عادل و حکیم کی بارگاہ ایسی گستاخیوں سے کہیں بالا و برتر ہے۔

الْاِسْلَامُ ۟ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

سو بیچ مسلمانی حکم برداری | اور مخالف نہیں ہوئے | کتاب والے | مگر جب ان کو

سو یہی مسلمانی حکم برداری ف ۱ اور مخالف نہیں ہوئے کتاب والے مگر جب ان کو

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ

معلوم ہو چکا | آپس کی ضد سے | اور جو کوئی منکر ہو اللہ کے حکموں سے | تو اللہ

معلوم ہو چکا آپس کی ضد اور حسد سے ف ۲ اور جو کوئی انکار کرے اللہ کے حکموں کا تو اللہ

سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ

شتاب والا ہے | حساب | پھر جو تجھ سے جھگڑیں | تو کہہ میں نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے حکم پر اور جو کوئی

جلد ہی حساب لینے والا ف ۳ پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو کہہ دے میں نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے حکم پر اور انہوں نے

اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ

میرے ساتھ ہے | اور کہہ دے کتاب والوں کو | اور ان پڑھوں کو کہ تم بھی تابع ہوتے ہو | پھر اگر

بھی کہ جو میرے ساتھ ہیں ف ۴ اور کہہ دے کتاب والوں کو اور ان پڑھوں کو کہ تم بھی تابع ہوتے ہو پھر اگر

اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ

تابع ہوئے تو راہ پر آئے | اور اگر ہٹ رہے | تو تیرا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا | اور اللہ کی

وہ تابع ہوئے تو انہوں نے راہ پائی سیدھی اور اگر منہ پھیریں تو تیرے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ کی

بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۠ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ

نگاہ میں ہیں بندے ف | جو لوگ منکر ہیں | اللہ کی آیتوں سے | اور مار ڈالتے ہیں

نگاہ میں ہیں بندے ف ۵ جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں

النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ

نبیوں کو | ناحق | اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے | انصاف کو

پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کرنے کا

النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ

لوگوں میں سے | سو ان کو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی | وہی ہیں جن کی | محنت

لوگوں میں سے سو خوشخبری سنا دے ان کو عذاب دردناک کی ف ۶ یہی ہیں جن کی محنت

اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ

ضائع ہوئی | دنیا میں | اور آخرت میں | اور کوئی نہیں ان کا مددگار | تو نے

ضائع ہوئی دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار ف ۷ کیا نہ دیکھا تو نے

اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی كِتٰبِ اللّٰهِ

نہ دیکھے | وہ لوگ | جن کو ملا ہے کچھ ایک حصہ کتاب کا | ان کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف

ان لوگوں کو جن کو ملا کچھ ایک حصہ کتاب کا ف ۸ ان کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف

لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ

کہ ان میں حکم کرے | پھر ہٹ رہے ہیں | بعضے ان میں | تغافل کر کر | یہ

تاکہ وہ کتاب ان میں حکم کرے پھر منہ پھیرتے ہیں بعضے ان میں سے تغافل کر کے ف ۹ یہ

ع ۱۱ ۱۰

فوائد صفحہ ہذا ف ۱ اسلام کے اصلی معنی سونپ دینے کے ہیں۔ مذہب اسلام کو بھی اسی لحاظ سے اسلام کہا جاتا ہے کہ ایک مسلم اپنے کو ہمہ تن خدائے واحد کے سپرد کر دیتا اور اس کے احکام کے سامنے گردن ڈال دینے کا اقرار کرتا ہے گویا "اسلام" انقیاد و تسلیم کا اور "مسلمانی" حکم برداری کا دوسرا نام ہوا۔ یوں تو شروع سے آخیر تک تمام پیغمبر یہی مذہب اسلام لے کر آئے اور اپنے اپنے زمانہ میں اپنی اپنی قوم کو مناسب وقت احکام پہنچا کر طاعت و فرمانبرداری اور خالص خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلاتے رہے ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلعم نے تمام دنیا کو جو اکمل، جامع ترین، عالمگیر اور ناقابل تنسیخ ہدایات دیں وہ تمام شرائع سابقہ حقہ پر بیش از بیش مشتمل ہونے کی وجہ سے خصوصی رنگ میں "اسلام" کے نام سے موسوم و ملقب ہوئیں۔ بہرحال اس آیت میں نصاریٰ نجران کے سامنے خصوصاً اور تمام اقوام و ملل کے سامنے عموماً اعلان کیا گیا ہے کہ دین و مذہب صرف ایک ہی چیز کا نام ہو سکتا ہے وہ یہ کہ بندہ دل و جان سے اپنے کو خداوند قدوس کے سپرد کر دے اور جس وقت جو حکم اس کی طرف سے پائے بے چون و چرا تسلیم کر لے۔ اب جو لوگ خدا کے لئے بیٹے تجویز کریں، مسیح و مریم کی تصویروں اور صلیب کی لکڑی کو پوجیں، خنزیر کھائیں، آدمی کو خدا یا خدا کو آدمی بنا دیں، انبیاء و اولیاء کو قتل کر ڈالنا معمولی بات سمجھیں، دین حق کو مٹانے کی ناپاک کوششوں میں لگے رہیں، موسیٰ و مسیح کی بشارات کے موافق جو پیغمبر ان دونوں سے بڑھ کر نشان دکھلاتا ہوا آیا، جان بوجھ کر اس کی تکذیب اور اس کے کلام و احکام سے ٹھٹھا کریں، یا جو بے وقوف پتھروں اور منحوس ستاروں اور دریا، چاند، سورج کے آگے سجدہ کریں اور حلال و حرام کا معیار محض ہوائے نفس کو ٹھہرا لیں، کیا ان میں کوئی جماعت اس لائق ہے کہ اپنے کو مسلم اور ملت ابراہیمی کا پیرو کہہ سکے۔ العیاذ باللہ۔ "وفی روایۃ محمد بن اسحاق فقال رسول اللہ صلعم اسلموا۔ فقالوا قد اسلمنا۔ فقال صلعم

منزل ۱

کذبتم کیف یصح اسلامکم وانتم تثبتون للہ ولدا وتعبدون الصلیب وتاکلون الخنزیر" (تفسیر کبیر) ف ۲ یعنی اسلام ایک واضح اور روشن چیز ہے جس قسم کے دلائل سے موسیٰ و مسیح کی رسالت یا تورات و انجیل کا کتاب سماوی ہونا ثابت کیا جا سکتا ہے، اس سے بہتر مضبوط اور زندہ دلائل محمد صلعم کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے کے موجود ہیں۔ بلکہ خود وہ کتابیں آپ کی حقانیت کی شہادت دے رہی ہیں۔ توحید خالص ایک صاف مضمون ہے جس کے خلاف اہل کتاب کا نظریہ محض ایک بے معنی چیستاں ہو کر رہ جاتا ہے جس کی کوئی علمی اصول تائید نہیں کرتا۔ اب جو اہل کتاب مخالف اسلام ہو کر ان روشن حقائق کو جھٹلا رہے ہیں اور حق تعالیٰ کی حکم برداری سے سرتابی کریں بجز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ محض ضد، حسد، عناد اور جاہ و مال کی حرص ہے ایسا کر رہے ہیں، جیسا کہ پہلے (ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم) کے فوائد میں خود ابو حارثہ بن علقمہ رئیس وفد نجران کا اقرار (بقیہ فوائد بر صفحہ ۶۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موقع قرآن ف یہ ذکر یہود کا ہے کہ قضیے میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرور پر کہ اُس کے گلے جھوٹ بناکر کہتے ہیں کہ ہم میں اگر کوئی بہت بڑا گنہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا ف یعنی
یہود جانتے ہیں کہ جو اوّل ہم میں بزرگی تھی وہی ہمیشہ رہے گی۔ اللہ کی قدرت سے غافل ہیں جسکو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دیوے اور جس سے چاہے چھین لیوے اور ذلیل کرے اور جاہلوں میں سے کامل پیدا کرے اور کاملوں میں سے
جاہل اور جس کو دیا چاہے بے حساب دیوے ——————————————— ازشاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

بقیہ فوائد صفحہ ۶۶ - د اعتراف نقل کیا جا چکا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کی قدیم عادت ہے۔ یہود و نصاریٰ کے باہم جو اختلافات ہوئے یا ہر ایک مذہب میں جو بہت سے فرقے ہیں پھر مخالف باہمی خوفناک محاربات اور خونریزیوں پر منتہی ہوئے تاریخ بتلاتی ہے کہ اس کا منشا عموماً غلط فہمی یا جہل نہ تھا، بلکہ اکثر حالات میں محض سیم و زر کی محبت اور جاہ پرستی سے یہ فرقہ وار اختلافات پیدا ہوئے ف دنیا میں بھی ورنہ آخرت میں ضرور۔ ف جیسا کہ دو فوائد پہلے نقل کیا جا چکا۔ وہ جھگڑتے تھے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ یہاں ان کو تبلایا گیا کہ ایسا زبانی اسلام کس کام کا۔ آؤ دیکھو، اسلام اسے کہتے ہیں جو محمد صلعم اور ان کے جان نثار ساتھیوں کے پاس ہے۔ ابھی بیان ہو چکا کہ اسلام نام ہے تسلیم و انقیاد کا، یعنی بندہ ہمہ تن اپنے کو خدا کے ہاتھ میں دیدے۔ سو محمد صلعم اور مہاجرین و انصار کو دیکھو کس طرح انہوں نے شرک، بت پرستی، بداخلاقی، فسق و فجور، اور ظلم و عدوان کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان، مال، وطن، کنبہ، بیوی بچے، غرض تمام مرغوب و محبوب چیزیں حق تعالیٰ کی خوشنودی پر نثار کر دیں اور کس طرح ان کا چہرہ اور آنکھیں ہر وقت حکم الٰہی کی طرف لگی رہتی ہیں کہ ادھر سے حکم آئے اور ہم تعمیل کریں۔ اس کے بالمقابل تم اپنا حال دیکھو کر خود اپنی خلوتوں میں اقرار کرتے ہو کہ محمد صلعم حق پر ہیں۔ مگر ان پر ایمان لاتے ہو تو دنیا کا مال و جاہ چھٹتا ہے۔ بہر حال اگر باوجود وضوح حق کے اسلام کی طرف نہیں آتے، تم جانو ہم تو اپنے کو ایک خدا کے سپرد کر چکے ہیں۔ ف یعنی سوچ لو، کیا تم بھی ہماری طرح خدا کے تابعدار بندے ہو یا اب بنتے ہو۔ ایسا ہو تو سیدھے رستہ پر لگ گئے اور ہمارے بھائی بن گئے، ورنہ ہمارا کام سمجھا دینا اور نشیب و فراز بتلا دینا تھا۔ وہ کر چکے، آگے سب بندے اور ان کے اعمال ظاہری و باطنی خدا کی نظر میں ہیں، وہ ہر ایک کا حساب کرے گا۔ تنبیہ: ان پڑھ کہتے تھے عرب کے مشرکوں کو کہ ان کے پاس کتب سماویہ کا علم نہ تھا۔ ف حدیث میں ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں تینتالیس نبی اور ایک سو ستر یا ایک سو بارہ صالحین کو شہید کیا۔ یہاں نصاریٰ نجران اور دوسرے کفار کو سنایا جا رہا ہے کہ احکام الٰہی سے منکر ہو کر انبیاء اور انصاف پسند ناصحین سے مقابلہ کرنا اور پہلے درجہ کی شقاوت و سنگدلی ہے۔ اگر تمہارے بس میں ہو تو کچھ کم مسلمانوں جیسی نہیں۔ ایسے لوگ سخت دردناک عذاب کے مستحق اور دونوں جہان کی کامیابی سے محروم ہیں۔ ان کی محنت برباد اور ان کی کوششیں اکارت ہوں گی اور دنیا و آخرت میں جب سزا ملے گی تو کوئی بچانے والا اور مدد کرنے والا نہ ملے گا۔ ف یعنی تھوڑا بہت حصہ تورات و انجیل وغیرہ کا جو ان کی تحریفات لفظی و معنوی سے بچ کر رہ گیا ہے، یا جو تھوڑا بہت حصہ فہم کتاب کا ملا۔ ف یعنی جب انہیں سو جھ بوجھ دی جاتی ہے کہ قرآن کریم کی طرف آؤ جو خود تمہاری تسلیم کردہ کتابوں کی بشارات کے موافق آیا اور تمہارے اختلافات کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے، تو ان کے علماء کا ایک فریق تغافل برت کر منہ پھیر لیتا ہے۔ حالانکہ قرآن کی طرف دعوت فی الحقیقت تورات و انجیل کی طرف دعوت دینا ہے۔ بلکہ کچھ بعید نہیں کہ اس جگہ کتاب اللہ سے مراد تورات و انجیل ہی ہو۔ یعنی جب ہم تمہارے نزاعات کا فیصلہ تمہاری ہی کتاب پر چھوڑتے ہیں، مگر غضب تو یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات اور پست اغراض کے سامنے خود اپنی کتاب کی ہدایات سے بھی منہ پھیر لیتے ہیں۔ نہ اس کی بشارات سنتے ہیں نہ احکام پر کان دھرتے ہیں۔ چنانچہ رجم زانی کے مسئلہ میں تورات کے حکم منصوص سے صریح روگردانی کی جیسا کہ آگے سورۂ مائدہ میں آئے گا۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی ان کے تمرد و طغیان اور گناہوں پر جری ہونے کا سبب یہ ہے کہ سزا کی طرف سے بے خوف ہیں۔ ان کے بڑے جھوٹ بنا کر کہہ گئے کہ ہم میں اگر کوئی سخت گنہگار بھی ہوگا تو گنتی کے چند روز سے زیادہ عذاب نہ پائیگا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں گذر چکا۔ اور اسی طرح کی بہت سی باتیں گھڑ رکھی ہیں مثلاً کہتے تھے کہ ہم تو اللہ کے چہیتے بیٹے ہیں۔ یا انبیاء کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ یعقوب علیہ السلام سے وعدہ کر چکا ہے کہ ان کی اولاد کو سزا نہ دیگا مگر یوں ہی برائے نام قسم کھلانے کو۔ اور نصاریٰ نے تو کفارہ کا مسئلہ ایجاد کر کے گناہ و معصیت کا سارا حساب ہی بیباق کر دیا۔ العیاذ باللہ۔ ف یعنی اس وقت پتہ چلے گا کہ کس اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے جب محشر میں تمام اولین و آخرین اور خود اپنے بزرگوں کے سامنے رسوا ہوں گے اور ہر عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ نہ کفارہ کا مسئلہ یاد رہیگا نہ نسبی تعلقات اور من گھڑت عقیدے کام دیں گے

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَّغَرَّهُمْ

اس واسطے کہ کہتے ہیں ہم کو ہرگز نہ لگے گی آگ مگر کئی دن گنتی کے اور بہکے ہیں

اس واسطے کہ کہتے ہیں وہ ہم کو ہرگز نہ لگے گی آگ دوزخ کی مگر چند دن گنتی کے اور بہکے ہیں

فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ

اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر ف پھر کیا ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے ایک دن

اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر ف پھر کیا ہوگا حال جب ہم ان کو جمع کریں گے ایک دن

لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

جس میں شبہ نہیں اور پورا پاوے گا ہر کوئی اپنا کیا اور اُن کا حق نہ رہے گا

کہ اس کے آنے میں کچھ شبہ نہیں اور پورا پاویگا ہر کوئی اپنا کیا ف اور ان کی حق تلفی نہ ہوگی ف ۳

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے

تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے

مِمَّنْ تَشَاۗءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ

جس سے چاہے اور عزت دیوے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی

جس سے چاہے اور عزت دیوے جسکو چاہے اور ذلیل کرے جس کو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی

اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ

بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے تو لاوے رات کو دن میں اور تو لاوے دن کو

بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے ف تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرے دن کو

فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ

رات میں اور تو نکالے جیتا مردہ سے اور نکالے مردہ جیتا سے اور تو رزق

رات میں ف اور تو نکالے زندہ مردہ سے اور نکالے مردہ زندہ سے ف اور تو رزق

مَنْ تَشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ

دے جسکو چاہے بے شمار ف نہ پکڑیں مسلمان کافروں کو رفیق

دے جس کو چاہے بے شمار ف نہ بنادیں مسلمان کافروں کو دوست

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ

مسلمانوں کے سوا اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اللہ کا کوئی نہیں

مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اسکو اللہ سے کوئی تعلق

اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ

مگر یہ کہ تم کو پکڑا چاہو ان سے بچاؤ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے آپ سے اور اللہ ہی تک

مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بچاؤ ف اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور اللہ ہی کی طرف

الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ

پہنچنا ہے تو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا ظاہر کرو گے وہ اللہ کو معلوم ہوگی

لوٹ کر جانا ہے ف تو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات یا اسے ظاہر کرو گے جانتا ہے اس کو

منزل ۱

ف یعنی فرضی جرائم پر سزا نہ ہوگی، ان کا اصل پر ہوگی جن کا جرم ہونا خود تسلیم کریں گے اور جس قدر سزا کا استحقاق ہوگا، اس سے زیادہ نہ دی جائے گی نہ کسی کی اونیٰ سے اونیٰ نیکی ضائع ہو سکے گی۔ ف جیسا کہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے وفد نجران کے رئیس ابوحارثہ بن علقمہ نے کہا تھا کہ ہم محمد (صلعم) پر ایمان لائیں تو روم کے بادشاہ جو ہماری عزت اور مالی خدمت کرتے ہیں سب بند کر دیں گے۔ شاید یہاں دعا و مناجات کے رنگ میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ بادشاہوں کی سلطنت اور ابھی دی ہوئی عزتوں پر تم مفتون ہو رہے ہو، تو خوب سمجھ لو کہ کل سلطنت و عزت کا اصلی مالک خدا ہے، تمام قدرت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے جسکو چاہے دے اور جس سے چاہے سلب کر لے۔ کیا یہ امکان نہیں کہ روم و فارس کی سلطنتیں اور عزتیں چھین کر مسلمانوں کو دیدی جائیں۔ ایک وہ دن تھا کہ کفر و ہجوم کی آندھیاں مسلمانوں کی موجودہ بے سر و سامانی اور دشمنوں کی طاقت کو دیکھتے ہوئے بیشک یہ چیز تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ اسی لئے یہود و منافقین مذاق اڑاتے تھے، مگر قریش کے حملے کے وقت مدینہ کے گرد خندق کھود رہے تھے مسلمان قیصر و کسریٰ کے تاج و تخت پر قبضہ پانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ مگر حق تعالیٰ نے چند ہی سال میں دکھلا دیا کہ روم و فارس کے جن خزانوں کی کنجیاں آنحضرت صلعم کو دکھلائی گئی تھیں، حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں وہ کس طرح مجاہدین اسلام کے درمیان تقسیم ہوئے۔ اصل یہ ہے کہ جیسا دنیاوی سلطنت و دولت کا یہی حال ہے جب خدا دینا چاہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کوئی کسی کی محبت کا دعویٰ کرے تو اسی طرح [illegible] ف۲ یعنی بندے کی آیت [illegible]
[illegible] جو محبت اللہ کی بندوں پر کرتی ہے جو سن چکے، اور پہنچے نقد آخر مقربین کو فرماتے [illegible]
ہیں ایسے لفظوں سے شبہ نہ کیا چاہیئے۔ ف۳ عمران حضرت موسیٰ کے باپ کا نام بھی ہے، اور حضرت مریم کے باپ کا نام بھی ہے۔ شاید یہاں یہی منظور رہے۔ ف۴ اس وقت میں دستور تھا بعضے لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ
کی نیاز کرتے۔ پھر تمام عمر ان کو دنیا کے کام میں نہ لگاتے اور ہمیشہ مسجد میں وہ عبادت کیا کرتے۔ عمران کی عورت کو حمل تھا اس نے آگے سے یہی نذر کر رکھی۔ ——————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد بابتہ صفحہ ۶۷۔ سلطنت و عزت کا آخری مقام (یعنی منصب نبوت و رسالت) بنی اسرائیل سے منتقل کر کے بنی اسمٰعیل پر پہنچا دیا۔ تو در حقیقت ظاہری سلطنت کا عرب کے فاقہ بدوشوں کی طرف منتقل کر دینا کیا مستبعد ہے گویا یہ دعا ایک طرح کی

اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اور اس کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اور اللہ ہر چیز

اللہ ف۱ اور اسکو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖۚ

پر قادر ہے جس دن پاوے گا ہر شخص جو کی ہے نیکی روبرو

پر قادر ہے ف۲ جس دن موجود پاوے گا ہر شخص جو کچھ کی ہے اس نے نیکی اپنے سامنے

وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ بَعِيْدًا ۗ

اور جو کی ہے برائی آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس میں تفرق پڑ جائے دور کا

اور جو کچھ کی ہے اس نے برائی آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس میں فرق پڑ جاوے دور کا ف۳

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ ڈراتا ہے تم کو آپ سے اور اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر تو کہہ اگر تم

اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے اور اللہ بہت مہربان ہے بندوں پر ف۴ تو کہہ اگر تم

تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ

محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ

محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

بخشنے والا مہربان ہے ف۱ تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر وہ ہٹ رہیں تو اللہ

بخشنے والا مہربان ہے ف۵ تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو

لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

نہیں چاہتا منکروں کو ف۲ اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو

محبت نہیں ہے کافروں سے ف۶ بیشک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو

وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے ف۳ کہ اولاد ہے ایک دوسرے کی اور اللہ سنتا

اور عمران کے گھر کو ف۷ سارے جہان سے ف۸ جو اولاد تھے ایک دوسرے کی ف۹ اور اللہ سننے والا

عَلِيْمٌ ۝ۚ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ

جانتا ہے جب بولی عورت عمران کی کہ اے رب میرے نذر کیا جو کچھ میرے

جاننے والا ہے ف۱۰ جب کہا عمران کی عورت نے کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے

بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

پیٹ میں ہے آزاد ہو کو مجھ سے قبول کر تو ہی ہے اصل سنتا جانتا ف۴

پیٹ میں ہے سب سے آزاد رکھ کر سو تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سننے والا جاننے والا ف۱۱

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

پھر جب اس کو جنی بولی اے رب میں نے یہ لڑکی جنی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے

پھر جب اس کو جنا بولی اے رب میں نے تو اس کو لڑکی جنی ف۱۱ اور اللہ کو خوب معلوم ہے

منزل ۱

پیشین گوئی تھی کہ عنقریب دنیا کی کایا پلٹ ہونے والی ہے جو قوم دنیا سے الگ تھلگ پڑی تھی، وہ قوموں اور سلطنتوں کی مالک ہو گی، اور جو بادشاہت کر رہے تھے انکو اپنی بد اعمالیوں کی بدولت پستی و ذلت کے غار میں گرایا جائے گا۔ (تنبیہ) بیدک الخیر یعنی بیشک خدا کے ہاتھوں میں ہر قسم کی خیر و خوبی ہے، اور شر کا پیدا کرنا بھی اس کے اعتبار سے خیر ہی ہے کیونکہ مجموعہ عالم کے اعتبار سے اس میں ہزار ہا حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ فی الحدیث "والخیر کلہ فی یدیک والشر لیس الیک" ف۴ یعنی کبھی رات کو گھٹا کر دن کو بڑھا دیتا ہے کبھی اس کا عکس کرتا ہے۔ مثلاً ایک موسم میں ۱۴ گھنٹہ کی رات اور دس گھنٹہ کا دن ہے چند ماہ بعد رات کے چار گھنٹے کاٹ کر دن میں داخل کر دیئے۔ اب رات دس گھنٹہ کی رہ گئی اور دن ۱۴ گھنٹہ کا ہو گیا۔ یہ سب انقلابات تیرے ہاتھ میں ہیں بجز شمس و قمر وغیرہ تمام سیارات بدون تیرے ارادہ کے ذرا حرکت نہیں کر سکتے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی راتیں ف۵ یعنی بیضہ کو مرغی سے مرغی کو بیضہ سے، [illegible] عالم کو جاہل سے، کامل کو ناقص سے، ناقص کو کامل سے نکالنا تیری ہی قدرت کا کام ہے۔ ف۶ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں، یہود جانتے تھے کہ جیسے جو بزرگی ہم میں تھی، وہ ہی ہمیشہ رہے گی اللہ کی قدرت سے غافل ہیں جس کو چاہے عزیز کرے، اور سلطنت دے، اور جس سے چاہے چھین لے اور ذلیل کر دے، اور جاہلوں میں کامل پیدا کرے (جیسے عرب ہے امیوں میں سے کئے) اور کاملوں میں سے جاہل (جیسے بنی اسرائیل میں ہوا) اور جس کو چاہے رزق بے حساب دیدے، ف۷ یعنی جب حکومت و سلطنت جاہ و عزت اور ہر قسم کے تقلبات و تصرفات کی زمام اکیلے خدا وند قدوس کے ہاتھ میں ہے تو مسلمانوں کو جو [illegible] ہیں اس پر یقین رکھتے ہیں شایاں نہیں کہ اپنے اسلامی بھائیوں کی اخوۃ و دوستی پر اکتفا نہ کر کے خواہ دشمنان خدا کی موالات و مدارات کی طرف قدم بڑھائیں خدا اور رسول کے دشمن، ان کے دوست کبھی نہیں بن سکتے [illegible] محبت و موالات سے [illegible] نہیں ایک مسلمان کی سب امیدیں اور خوف صرف خدا وند رب العزت سے وابستہ ہونے چاہئیں اور اس کے اعتماد و وثوق اور محبت و مناصرت کے مستحق وہی لوگ ہیں جو حق تعالیٰ سے [illegible] کا تعلق رکھتے ہوں [illegible]

[illegible] سے زیادہ خالق سے خوف کھائے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی ممکن ہے آدمی اپنی نیت اور دل کی بات آدمیوں سے چھپا لے لیکن وہ سلطان قدر کو فریب نہیں دے سکتا۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح ف۲ جب [illegible] قدرت محیط اور قدرت ایسی عام و تام ہو تو مجرم کے لئے اخفاء جرم یا سزا سے بچ کر بھاگ جانے کی کوئی صورت نہیں۔ ف۳ یعنی قیامت کے دن ہر نیکی بدی آدمی کے سامنے حاضر ہوگی [illegible]

[illegible]

موضح قرآن ف یہ بیچ میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو بہتر معلوم ہے اور بیٹا نہ ہو جیسی وہ بیٹی - باقی اس کا کلام ہے وہ ناامید ہوئی کہ میری نذر پوری نہ پڑی کیونکہ دستور لڑکی کے نیاز کرنے کا نہ تھا - ف ان کی ماں نے خواب دیکھا کہ اگرچہ یہ لڑکی ہے اللہ نے یہی نیاز میں قبول کی اس کو مسجد میں لے جا دھرے بزرگوں نے پہلے کہا کہ لڑکی کا رکھنا دستور نہیں جب اس کا خواب سنا تب قبول کیا اور حضرت زکریا کی عورت ان کی خالہ تھی - وہی رکھنے لگی ان کے واسطے الگ مسجد میں ایک حجرہ بنایا - دن کو یہ وہاں عبادت کرتیں، رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ گھر لے جاتے ان سے یہ کرامت دیکھی کہ بے موسم میوہ خدا کے یہاں سے آتا - تب حضرت زکریا جو ساری عمر اولاد سے ناامید تھے اب امید دار ہوئے .... کہ شاید مجھ کو بھی بے موسم دے اسی جگہ اولاد کی دعا کی - ف گواہی دے گا اللہ کے حکم کی یعنے مسیح کی جو حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے حضرت یحییٰ لوگوں کو آگے سے خبر دیتے تھے حضرت عیسیٰ کو اللہ نے خطاب دیا اپنا حکم یعنے محض حکم سے پیدا ہوئے بغیر باپ کے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۶۸ - روشنی کو مشعل راہ بنانا ہے اسی قدر سمجھنا چاہئے کہ خدا کی محبت کے دعوے میں سچا اور کھرا ہے اور جتنا اس دعوے میں سچا ہوگا اتنا ہی حضور کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگے گا اور اللہ کی محبت اور حضور کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی گویا توحید وغیرہ کے بیان سے فارغ ہو کر یہاں سے نبوت کا بیان شروع کیا گیا اور پیغمبر آخر الزمان کی اطاعت کی دعوت دی گئی۔ ف یہود و نصاریٰ کہتے تھے نحن ابناء اللہ واحباءہ (ہم خدا کے بیٹے اور محبوب ہیں) یہاں بتلا دیا گیا کہ کافر کبھی خدا کا محبوب نہیں ہو سکتا اگر واقعی محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کے احکام کی تعمیل کرو پیغمبر کا کہا مانو اور خدا کے سب سے بڑے محبوب کے نقش قدم پر چلے آؤ وفد نجران نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم مسیح کی تعظیم و عبادت اللہ کی محبت و تعظیم کے لئے کرتے ہیں اس کا بھی جواب ہو گیا آگے خدا تعالیٰ کے چند محب و محبوب بندوں کا حال سنایا گیا اور وفد نجران کی رعایت سے حضرت مسیح علیہ السلام کی سوانح زیادہ شرح و بسط کے ساتھ بیان کی گئی ہے جو تمہید ہے خاتم الانبیاء صلعم کے ذکر مبارک کی جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا ف "عمران" دو ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد دوسرے حضرت مریم کے والد۔ اکثر سلف نے یہاں عمران ثانی مراد لیا ہے کیونکہ آگے اذ قالت امرأت عمران الخ سے اسی دوسرے عمران کے گھرانے کا قصہ بیان ہوا ہے اور غالباً سورۃ کا نام آل عمران اسی بناء پر ہوا کہ اس میں عمران ثانی کے گھرانے (یعنی حضرت مریم و مسیح علیہ السلام) کا واقعہ بہت بسط و تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے ف خدا کی مخلوقات میں زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، شجر، حجر سب ہی شامل تھے۔ مگر اس نے اپنے علم محیط اور حکمت بالغہ سے کمالات روحانیہ اور کمالات جسمانیہ کا جو مجموعہ ابو البشر آدم علیہ السلام میں ودیعت کیا وہ مخلوقات میں سے کسی کو نہ دیا بلکہ آدم کو مسجود ملائکہ بنا کر ظاہر فرما دیا کہ آدم کا اعزاز و اکرام اس کی بارگاہ میں ہر مخلوق سے زیادہ ہے آدم کا یہ انتخاب اور اصطفاء کی فضل و شرف جسے ہم نبوت سے تعبیر کرتے ہیں کچھ ان کی شخصیت پر محدود و منحصر نہ تھا بلکہ منتقل ہو کر ان کی اولاد میں نوح علیہ السلام کو ملا پھر منتقل ہوتا ہوا انہی کی اولاد حضرت ابراہیم تک پہنچا۔ یہاں سے ایک نئی صورت پیدا ہو گئی آدم و نوح کے بعد جتنے انسان دنیا میں آباد ہے تھے وہ سب ان دونوں کی نسل سے تھے۔ کوئی خاندان دونوں کی ذریت سے باہر نہ تھا بر خلاف اس کے ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی نسل کے علاوہ دنیا میں دوسرے بہت خاندان موجود ہے لیکن جس خدا نے اپنی بے شمار مخلوقات میں سے منصب نبوت کے لئے آدم کا انتخاب کیا تھا اسی کے علم محیط اور اختیار کامل نے آئندہ کے لئے ہزاروں گھرانوں میں سے اس منصب جلیل کے واسطے ابراہیم کے گھرانے کو مخصوص فرما دیا جس قدر انبیاء و رسل ابراہیم کے بعد آئے انہی کے دو صاحبزادوں اسحاق و اسمٰعیل کی نسل سے آئے چونکہ عموماً نسب کا سلسلہ باپ کی طرف سے چلتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے تھے اس لحاظ سے وہم ہو سکتا تھا کہ ان کو نسل ابراہیمی سے مستثنیٰ کرنا پڑے گا اس لئے حق تعالیٰ نے "آل عمران" اور "ذریۃ بعضها من بعض" فرما کر متنبہ کر دیا کہ حضرت مسیح جب صرف ماں سے پیدا ہوئے تو ان کا سلسلۂ نسب بھی ماں ہی کی طرف سے لیا جائے گا نہ کہ معاذ اللہ خدا کی طرف سے اور ظاہر ہے کہ ان کی والدہ مریم صدیقہ کے باپ عمران کا سلسلہ حضرت ابراہیم پر منتہی ہوتا ہے تو آل عمران آل ابراہیم کی ایک شاخ ہوئی اور کوئی پیغمبر خاندان ابراہیمی سے باہر نہ ہوا ف سب کی دعاؤں اور باتوں کو سنتا اور سب کے ظاہری اور باطنی احوال و استعداد کو جانتا ہے لہٰذا یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ یوں ہی کیف ما اتفق انتخاب کر لیا ہوگا وہاں کا ہر کام پورے علم و حکمت پر مبنی ہے ف عمران کی عورت کا نام حنہ بنت فاقوذ" اس نے اپنے زمانہ کے رواج کے موافق منت مانی تھی کہ خداوندا! جو بچہ میرے پیٹ میں ہے میں اسے "محرر" (تیرے نام پر آزاد) کرتی ہوں اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تمام دنیوی مشاغل اور قید نکاح وغیرہ سے آزاد رہ کر ہمیشہ خدا کی عبادت اور کلیسا کی خدمت میں لگا رہے گا اے اللہ تو اپنی مہربانی سے میری نذر قبول فرما تو میری عرض کو سنتا اور میری نیت و اخلاص کو جانتا ہے گویا لطیف طرز میں استدعا ہوئی کہ لڑکا پیدا ہو کیونکہ لڑکیاں اس خدمت کے لئے قبول نہیں کی جاتی تھیں ف یہ حسرت و افسوس سے کہا کیونکہ خلاف توقع پیش آیا اور لڑکی قبول کرنے کا دستور نہ تھا - فوائد صفحہ ہذا ف یہ درمیان میں بطور جملہ معترضہ حق تعالیٰ کا کلام ہے یعنی اسے معلوم نہیں کیا چیز جنی اس لڑکی کی قدر و قیمت کو خدا ہی جانتا ہے جس طرح کے بیٹے کی اسے خواہش تھی وہ اس بیٹی کو کہاں پہنچ .... سکتا تھا یہ بیٹی بذات خود مبارک و مسعود ہے اور اس کے وجود میں ایک عظیم الشان مبارک و مسعود بیٹے کا وجود منطوی ہے ف حق تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی حدیث میں ہے کہ آدمی کے بچہ کو ولادت کے وقت جب ماں سے جدا ہو کر زمین پر آتا ہے شیطان مس کرتا ہے مگر عیسیٰ اور مریم مستثنیٰ ہیں اس کا مطلب دوسری احادیث کے ملانے سے یہ ہوا کہ بچہ اصل فطرت صحیحہ پر پیدا کیا جاتا ہے جس کا ظہور بڑے ہو کر عقل و تمیز آنے کے بعد ہوگا۔ لیکن گرد و پیش کے حالات اور خارجی اثرات کے سامنے بسا اوقات اصل فطرت دب جاتی ہے جس کو حدیث میں فابواہ یہودانہ وینصرانہ سے تعبیر کیا ہے پھر جس طرح ایمان و طاعت کا بیج اس بچہ کی فطرت میں غیر مرئی طور پر رکھ دیا گیا حالانکہ اس وقت اس کو ایمان تو کیا ہوتا کوئی محسوسات کا ادراک و شعور بھی نہیں تھا۔ اسی طرح خارجی اثر اندازی کی ابتداء بھی ولادت کے بعد ایک قسم کے مس شیطانی سے غیر محسوس طور پر ہو گئی۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص اس مس شیطانی کا اثر قبول کرے یا قبول کرے تو آئندہ عمل کر وہ برابر باقی رہے تمام انبیاء علیہم السلام کی ولادت بہر حال ....

بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ
جو کچھ جنی اور بیٹا نہ ہو جیسی وہ بیٹی اور میں نے اس کا نام رکھا مریم
جو کچھ اس نے جنا اور بیٹا نہ ہو جیسی وہ بیٹی ف اور میں نے اس کا نام رکھا مریم

وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے ف
اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے ف

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا
پھر قبول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول کرنا اور بڑھایا اس کو اچھی طرح کا بڑھانا
پھر قبول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑھایا اس کو اچھی طرح بڑھانا

زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا
اور سپرد کی زکریا کو جس وقت آتا اس پاس زکریا حجرے میں پاتا اس پاس کچھ
اور سپرد کی زکریا کو ف جس وقت آتے اس کے پاس زکریا حجرے میں پاتے اس کے پاس کچھ

رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
کھانا بولا اے مریم کہاں سے آیا تجھ کو یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے
کھانا ف کہا اے مریم کہاں سے آیا تیرے پاس یہ کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا
اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے قیاس ف وہاں دعا کی زکریا نے
اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے قیاس ف وہیں دعا کی زکریا نے

رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ
اپنے رب سے کہا اے رب میرے عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے شک
اپنے رب سے کہا اے رب میرے عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بیشک تو

سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىْ فِى
تو سننے والا ہے دعا پھر اس کو آواز دی فرشتوں نے جب وہ کھڑا تھا نماز میں حجرے
سننے والا ہے دعا کا ف پھر اس کو آواز دی فرشتوں نے جب وہ کھڑے تھے نماز میں

الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ
کے اندر کہ اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی
حجرے کے اندر کہ اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی ف جو گواہی دے گا اللہ کے ایک حکم کی ف

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اَنّٰى
اور سردار ہوگا اور عورت پاس نہ جاوے گا اور نبی ہوگا نیکوں میں ف بولا اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو
اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جاوے گا ف اور نبی ہوگا صالحین سے ف کہا اے رب کہاں سے

يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ
لڑکا اور مجھ پر آیا بڑھاپا اور عورت میری بانجھ ہے کہا
ہوگا میرے لڑکا اور پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا اور عورت میری بانجھ ہے فرمایا

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف پھر جب حضرت یحییٰ ماں کے پیٹ میں پڑے تو حضرت زکریا کو تین روز یہی حالت رہی کہ آدمی سے کلام نہ کر سکتے اس وقت ان کی عمر ایک کم سو برس کی تھی اور ان کی عورت کی عمر دو کم سو اور انہی دنوں میں حضرت مریم کے پیٹ میں حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے ۔۱۲منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریم کی ماں کا خواب سنا تو سب لگے چاہنے کہ ہم پالیں مریم کو فیصلہ اس پر ہوا کہ ہر ایک نے اپنا قلم جس سے توریت لکھتے تھے بہتے پانی میں ڈالا سب قلم بہاؤ پر بہے اور حضرت زکریا کا قلم الٹا اوپر بہا تب ان ہی طرف ان کا پالنا ٹھہرا ۔۱۲منہ رحمہ اللہ ف حضرت عیسےٰ کی بشارت پہلے نبیوں نے دی تھی کہ مسیح پیدا ہوگا جس سے بنی اسرائیل کا عروج ہوگا مسیح کے معنی جس کے ہاتھ لگا سے بیمار اچھے ہوں یا جس کو کہیں وطن نہ ہو ہمیشہ سیاحی میں رہے سو حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے اور یہود ان کو نہیں مانتے جب یہود میں دجال پیدا ہوگا وہ آپ کو مسیح کہے گا یہود اس کو مسیح جانیں گے ۱۲منہ رحمہ اللہ ف یعنی جوانی کی باتیں سکھاوے گا لوگوں کو سو وہ باتیں حضرت عیسےٰ نے ماں کی گود میں کہیں یا نبی ہو کر کہیں ۱۲منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۤءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ

اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے بولا اے رب مجھ کو دے کچھ نشانی کہا

اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے ف کہا اے رب مقرر کر میرے لئے کچھ نشانی ف فرمایا

اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

نشانی تیری یہ کہ نہ بات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارت سے اور یاد کر اپنے

نشانی تیرے لئے یہ ہے کہ نہ بات کرے گا تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے ف اور یاد کر اپنے رب کو

كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰۤئِكَةُ يٰمَرْيَمُ

ع ۱۱ ۱۲

رب کو بہت اور تسبیح کر شام اور صبح ف اور جب فرشتے بولے کہ اے مریم

بہت اور تسبیح کر شام اور صبح ف اور جب فرشتے بولے اے مریم

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَاۤءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہان کی عورتوں سے

اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہان کی عورتوں پر ف

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے

اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر ف اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے ف

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۤءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

یہ خبریں غیب کی ہیں ہم بھیجتے ہیں تجھ کو اور تو نہ تھا ان کے پاس

یہ خبریں غیب کی ہیں جو ہم بھیجتے ہیں تجھ کو ف اور تو نہ تھا ان کے پاس جب

يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پالے مریم کو اور تو نہ تھا ان کے پاس

ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پرورش میں لے مریم کو اور تو نہ تھا ان کے پاس

اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰۤئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ

جب وہ جھگڑنے لگے ف جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے

جب وہ جھگڑتے تھے ف جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا

ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا میں

ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا میں

وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَ

اور آخرت میں اور نزدیک والوں میں ف اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب ماں کی گود

اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں ف اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب کہ ماں کی گود

كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ

میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے ف بولی اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا

میں ہوگا اور جب کہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے ف بولی اے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا

بقیہ فوائد صفحہ ۶۹ عصمت کا تکفل چونکہ حق تعالیٰ نے کیا ہے اس لئے اگر فرض کرو ابتدائے ولادت میں یہ صورت ان کو پیش آئی ہو اور مریم و عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اس ضابطہ سے مستثنیٰ نہ ہوں تو اس میں پھر بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان مقدس و معصوم بندوں پر شیطان کی اس حرکت کا کوئی معتد بہ اثر قطعاً نہیں پڑ سکتا۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ مریم و عیسیٰ علیہ السلام کو مس شیطان سے یہ صورت مس سے بچایا ہی نہ آئی ہو اور دوں کو پیش آئی مگر کوئی اثر نہ ہوا اس قسم کے جزئی امتیازات فضیلت کلی ثابت کرنے کا موجب نہیں ہو سکتے حدیث میں ہے کہ دو بچیاں کچھ اشعار گا رہی تھیں حضور لیٹے ادھر سے منہ پھیر لیا ابوبکر آئے مگر لڑکیاں بدستور مشغول رہیں اس کے بعد حضرت عمر آئے لڑکیاں اٹھ کر بھاگ گئیں حضور نے فرمایا کہ عمر جس راستے پر چلتا ہے شیطان وہ رستہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے کیا اس سے کوئی خوش فہم یہ مطلب لے سکتا ہے کہ رسول اللہ صلعم حضرت عمر کو اپنے سے افضل ثابت کر رہے ہیں ہاں ابو ہریرہ کا مس شیطان کی حدیث کو آیت ہذا کی تفسیر بنانا بظاہر چسپاں نہیں ہوتا الا یہ کہ آیت وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ الخ میں واو عطف کو ترتیب کے لئے نہ سمجھا جائے یا حدیث میں مستثنیٰ سے صرف مسیح کے مریم سے پیدا ہونے کا واقعہ مراد ہو مریم و مسیح الگ الگ مراد نہ ہوں جیسا کہ بخاری کی ایک روایت میں صرف عیسیٰ کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ واللہ اعلم ف۲ یعنی گو لڑکی تھی مگر حق تعالیٰ نے لڑکے سے بڑھ کر اسے قبول فرمایا۔ بیت المقدس کے مجاورین کے دلوں میں ڈال دیا کہ عام دستور کے خلاف لڑکی کو قبول کریں اور ویسے بھی مریم کو مقبول صورت بنایا اور اپنے مقبول بندہ زکریا کی کفالت میں دیا اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے سرفراز کیا جسمانی، روحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے غیر معمولی طور پر بڑھایا جب مجاورین میں اس کی پرورش کے متعلق اختلاف ہوا تو قرعہ انتخاب حضرت زکریا کے نام نکال دیا تا لڑکی اپنی خالہ کی آغوش شفقت میں تربیت پائے اور زکریا کے علم و دیانت سے مستفید ہو زکریا نے پوری مراعاۃ اور جد و جہد کی جب مریم سیانی ہوئیں تو مسجد کے پاس ان کے لئے ایک حجرہ مخصوص کر دیا مریم دن بھر وہاں عبادت وغیرہ میں مشغول رہتی اور رات اپنی خالہ کے گھر گذارتی ف۳ اکثر سلف کے نزدیک رزق سے مراد ظاہری کھانا ہے۔ کہتے ہیں مریم کے پاس بے موسم میوے آتے گرمی کے پھل سردی میں سردی کے گرمی میں اور مجاہد سے ایک روایت ہے کہ رزق سے مراد علمی صحیفے ہیں جن کو روحانی غذا کہنا چاہیے بہرحال اب کھلم کھلا مریم کی برکات و کرامات اور غیر معمولی نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے جن کا بار بار مشاہدہ ہو کر زکریا سے نہ رہا گیا اور از راہ تعجب پوچھنے لگے کہ مریم یہ چیزیں تم کو کہاں سے پہنچتی ہیں ف۴ یعنی خدا کی قدرت ایسی طرح مجھ کو یہ چیزیں پہنچا دیتی ہے جو قیاس و گمان سے باہر ہے ف۵ حضرت زکریا بالکل بوڑھے ہو چکے تھے ان کی بیوی بانجھ تھی اولاد کی کوئی ظاہری امید نہ تھی مریم کی نیکی و برکت اور غیر معمولی خوارق دیکھ کر وفور قلب میں ایک جوش اٹھا اور قدرتی تحریک ہوئی کہ میں بھی اولاد کی دعا کروں امید ہے مجھے بھی بے موسم میوہ مل جائے یعنی بڑھاپے میں اولاد مرحمت ہو ف۶ دعا قبول ہوئی بشارت ملی کہ لڑکا ہوگا جس کا نام یحییٰ رکھا گیا ف۷ ایک حکم سے یہاں مسیح علیہ السلام مراد ہیں۔ جو خدا کے حکم سے بدون باپ پیدا ہوئے۔ حضرت یحییٰ لوگوں کو پہلے سے خبر دیتے تھے کہ مسیح پیدا ہونے والے ہیں ف۹ یعنی لذات و شہوات سے بہت زیادہ رکنے والا ہوگا اللہ کی عبادت میں اس قدر مشغول رہے گا کہ عورت کی طرف التفات کرنے کی نوبت نہ آئے گی یہ حضرت یحییٰ کا مخصوص حال تھا جس سے امت محمدیہ کے لئے کوئی ضابطہ نہیں بن سکتا۔ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعلیٰ امتیاز یہ ہے کہ کمال معاشرت کے ساتھ کمال عبادت کو جمع فرمایا ف۱۰ یعنی صلاح و رشد کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوگا جسے نبوت کہتے ہیں یا صالح کے معنی شائستہ کے لئے جائیں یعنی نہایت شائستہ ہوگا۔ فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی اس کی قدرت و مشیت سلسلہ اسباب کی پابند نہیں گو اس عالم میں اس کی عادت یہی ہے کہ اسباب عادیہ سے مسببات کو پیدا کرے لیکن کبھی کبھی اسباب عادیہ کے خلاف غیر معمولی طریقے سے کسی چیز کا پیدا کر دینا بھی اس کی خاص عادت ہے اصل یہ ہے کہ مریم صدیقہ کے پاس خارق عادت طریقہ سے رزق کا پہنچنا اور بیت سے غیر معمولی واقعات کا ظہور پذیر ہونا یہ دیکھ کر مریم کے حجرہ میں دیا تھا حضرت زکریا کا دعا کرنا جس پھل کو ان کی بانجھ عورت کو بڑھاپے میں غیر متعاد طور پر اولاد ملنا ان سب نشانات کو قدرت کی طرف سے اس عظیم الشان آیت الٰہیہ کی تمہید سمجھنا چاہیے جو مریم کے وجود سے بدون قران زوج مستقبل قریب میں ظاہر ہونے والی تھی گویا حضرت یحییٰ کی غیر متعاد ولادت پر کَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۤءُ فرمانا تمہید تھی كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۤءُ کی جو آگے حضرت مسیح کی غیر متعاد ولادت کے سلسلے میں آنا چاہتا ہے ف۲ جس سے معلوم ہو جائے کہ اب حمل قرار پا گیا ہے تاکہ قرب ولادت کے آثار دیکھ کر مسرت تازہ حاصل ہو اور شکر نعمت میں پیش از پیش مشغول رہوں ف۳ یعنی جب تجھ کو یہ حالت پیش آئے کہ تین دن رات لوگوں سے بجز اشارہ کے کوئی کلام نہ کر سکے اور تیری زبان خالص ذکر الٰہی کے لئے وقف ہو جائے تو سمجھ لینا کہ استقرار حمل ہو گیا۔ سبحان اللہ نشانی بھی ایسی مقرر کی کہ نشانی کی نشانی ہو اور اطلاع پانے سے جو غرض تھی (شکر نعمت) وہ علیٰ وجہ الکمال حاصل ہو جائے۔ گویا خدا کے ذکر و شکر کے سوا چاہیں بھی تو دنیا کی دوسری بات نہ کر سکیں ف۴ یعنی اس وقت خدا کو بہت کثرت سے یاد کرنا اور صبح و شام تسبیح و تہلیل میں لگے رہنا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے کلام نہ کر سکنا تو اضطراری تھا تاکہ ان دنوں میں محض ذکر و شکر کے لئے فارغ کر دیئے جائیں لیکن خود ذکر و فکر میں مشغول رہنا اضطراری نہ تھا اسی لئے اس کا امر فرمایا گیا ف۵ حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کا قصہ جو بعض مناسبات سے درمیان میں آگیا تھا اور جس میں اصطفاء آل عمران کی تاکید اور حضرت مسیح علیہ السلام کے قصہ کی تمہید تھی یہاں ختم کر کے پھر مریم و مسیح کے واقعات کی طرف کلام منتقل کیا گیا ہے چنانچہ مسیح سے پہلے ان کی والدہ کا فضل و شرف ذکر فرماتے ہیں یعنی فرشتوں نے مریم سے کہا (بقیہ بر صفحہ ۷۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت عیسےٰ کو توریت اور ہر کتاب بغیر پڑھے آتی تھی اور یہ سب معجزے ہونے تھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ ف۲ حضرت عیسےٰ کے وقت توریت میں سے کئی حکم جو مشکل تھے موقوف ہوئے باقی وہی توریت کا حکم تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۷۰ کہ اللہ نے تجھ کو پہلے دن سے چھانٹ لیا کر باوجود لڑکی ہونے کے اپنی نیاز میں قبول کیا۔ طرح طرح کے احوال رفیعہ اور کرامات سنیہ عطا فرمائیں۔ ستھرے اخلاق پاک طبیعت اور ظاہری و باطنی نزاہت عطا فرما کر اپنی بمحض کی خدمت کے لائق بنایا اور جہان کی عورتوں پر تجھ کو بعض وجوہ سے فضیلت بخشی مثلاً ایسی استعداد اور کسی کو ملی کہ بدون مس بشر تنہا اس کے وجود سے حضرت مسیح جیسے اولوالعزم پیغمبر پیدا ہوں یہ امتیاز دنیا میں کسی عورت کو حاصل نہیں ہوا ف۲ یعنی خدا نے جب آپ کی عزت اور بلند رتبہ تجھ کو عطا فرمایا تو چاہئے کہ ہمیشہ اخلاص و تذلل کے ساتھ اپنے پروردگار کے آگے جھکی رہے اور وظائف عبودیت کے انجام دینے میں پیش از پیش سرگرمی دکھلائے تاحق تعالیٰ نے تجھے جس امر عظیم کے برپا کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ ظہور پذیر ہو ف۳ یعنی اکیلی نماز کی طرف رکوع کرنے والوں کی طرح رکوع کرتی رہو یا یہ مطلب ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو اور چونکہ کم از کم رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہونے والا اس رکعت کو پانے والا سمجھا جاتا ہے شاید اس لئے نماز کو بعنوان رکوع تعبیر کیا گیا کما یفہم من کلام ابن تیمیہ فی فتاواہ واللہ اعلم اس تقدیر پر اگر اقنتی میں قنوت سے قیام مراد لیں تو قیام رکوع و سجود تینوں ہیئات صلوٰۃ کا ذکر آیت میں ہو جائے گا (تنبیہ) ممکن ہے اس وقت عورتوں کو عام طور پر جماعت میں شریک ہونا جائز ہو یا خاص فتنہ سے مامون ہونے کی صورت میں اجازت ہو یا مریم کی خصوصیت ہو یا مریم اپنے حجرہ میں رہ کر تنہا یا دوسری عورتوں کی ہمراہ اقتدا کرتی ہوں سب احتمالات ہیں واللہ اعلم ف۴ یعنی ظاہری حیثیت سے آپ کچھ پڑھے لکھے نہیں پہلے سے اہل کتاب کی کوئی معتد بہ صحبت نہیں رہی جن سے واقعات ماضیہ کی ایسی تحقیقی صورت کو جو نہیں اور صحبت رہتی بھی تو کیا تھا وہ لوگ خود ہی اوہام و خرافات کی اندھیریوں میں پڑے بھٹک رہے تھے کسی نے عداوت میں اور کسی نے حد سے زیادہ محبت میں آکر صحیح واقعات کو مسخ کر رکھا تھا پھر اندھے کی آنکھ سے روشنی حاصل ہونے کی کیا توقع ہو سکتی تھی۔ ان دین حالات میں ایسے امور کو دونوں قسم کی صورتوں میں ان واقعات کو ایسی صحت اور بسط و تفصیل سے سنانا جو بڑے بڑے مدعیان علم کتاب کی آنکھوں میں چکا چوند کر دیں اور کسی کو مجال انکار باقی نہ چھوڑے اس کی کھلی دلیل ہے کہ بذریعہ وحی آپ کو یہ علم دیا گیا تھا کیونکہ آپ نے بچشم خود ان حالات کا معائنہ کیا اور نہ علم حاصل کرنے کا کوئی خارجی ذریعہ آپ کے پاس موجود تھا ف۵ جب حضرت مریم نذر میں قبول کر لی گئیں تو مسجد کے مجاورین میں جھگڑا ہوا کہ انہیں کس کی پرورش میں رکھا جائے آخر قرعہ اندازی کی نوبت آئی سب نے اپنے اپنے قلم جن سے تورات لکھتے تھے چلتے پانی میں چھوڑ دیئے کہ جس کا قلم پانی کے بہاؤ پر نہ بہے بلکہ الٹا پھر جائے اس کو حقدار سمجھیں اس میں بھی قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلا۔ اور حق حقدار کو پہنچ گیا ف۶ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہاں اور قرآن مجید میں کئی جگہ کلمۃ اللہ فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ (نساء رکوع ۲۳) یوں تو اللہ کے کلمات بے شمار ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا (کہف رکوع ۱۱) لیکن بالتخصیص حضرت مسیح کو "کلمۃ اللہ" (اللہ کا حکم) کہنا اس حیثیت سے ہے کہ ان کی پیدائش باپ کے توسط کے بدون عام سلسلۂ اسباب کے خلاف محض خدا کے حکم سے ہوئی اور جو فعل عام اسباب عادیہ کے سلسلے سے خارج ہو عموماً اس کی نسبت براہ راست حق تعالیٰ کی طرف کر دی جاتی ہے جیسے فرمایا۔ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (انفال رکوع ۲) تنبیہ۔ مسیح اصل عبرانی میں "ماشیح" یا "مشیحا" تھا جس کے معنی مبارک کے ہیں معرب ہو کر مسیح بن گیا اور دجال کو جو مسیح کہا جاتا ہے وہ بالاجماع عربی لفظ ہے جس کی وجہ تسمیہ اپنے موقع پر کئی طرح بیان کی گئی ہے۔ مسیح کا دوسرا نام یا لقب "عیسےٰ" ہے یہ اصل عبرانی میں "ایشوع" تھا معرب ہو کر عیسیٰ بنا جس کے معنی سید کے ہیں یہ بات خاص طور پر قابل غور ہے کہ قرآن کریم نے یہاں ابن مریم کو حضرت مسیح کے لئے بطور جزو علم کے استعمال کیا ہے کیونکہ خود مریم کو بشارت سناتے وقت یہ کہنا کہ تجھے کلمۃ اللہ کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا بیٹے کا پتہ بتلانے کے لئے نہ تھا۔ بلکہ اس پر متنبہ کرنا تھا کہ باپ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت صرف ماں ہی کی طرف ہوا کرے گی جس کو لوگوں کو خدا کی یہ آیت عجیبہ ہمیشہ یاد دلانے اور مریم کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے گویا نام کا جزو بنا دی گئی۔ ممکن تھا کہ حضرت مریم کو مقتضائے بشریت یہ بشارت سن کر تشویش ہو کہ دنیا کس طرح باور کرے گی کہ تنہا عورت سے لڑکا پیدا ہو جائے ناچار مجھ پر تہمت رکھیں گے اور بچہ کو ہمیشہ برے لقب سے مشہور کر کے ستائیں گے۔ میں کس طرح برأت کروں گی اس لئے آگے وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کہہ کر اطمینان کر دیا اس کو نہ صرف آخرۃ میں بلکہ دنیا میں بھی بڑی عزت و وجاہت عطا کرے گا اور دشمنوں کے سارے الزام جھوٹے ثابت کر دے گا۔ وجیہ کا لفظ یہاں ایسا سمجھو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا (احزاب رکوع ۹) گویا جو لوگ وجیہ ہوتے ہیں ان کو حق تعالیٰ خصوصی طور پر جھوٹے طعن و تشنیع یا الزامات سے بری کرتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے نسب پر جو خبیث باطن طعن کریں گے یا خدا کو یا کسی الشان کو جھوٹ موٹ ان کا باپ بتلائیں گے یا خلاف واقع ان کو مصلوب و مقتول یا بحالت زندگی مردہ کہیں گے یا الوہیت و ابنیت وغیرہ کے باطل عقائد کی مشرکانہ تعلیم ان کی طرف منسوب کریں گے اس طرح کے تمام الزامات سے حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں علانیہ بری ظاہر کر کے ان کی وجاہت و ذاتیت کا علی رؤس الاشہاد اظہار فرمائے گا جو وجاہت ان کو ولادت و بعثت کے بعد دنیا میں حاصل ہوئی اس کی پوری پوری تکمیل نزول کے بعد ہوگی جیسا کہ اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے پھر آخرت میں خصوصیت کے ساتھ ان سے أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي ... کا سوال کر کے اور انعامات خصوصی یاد دلا کر تمام اولین و آخرین کے روبرو وجاہت و کرامت کا اظہار ہوگا جیسا کہ سورہ مائدہ میں مذکور ہے اور نہ صرف یہ کہ دنیا و آخرت میں با وجاہت ہوں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے اخص خواص مقربین میں ان کا شمار ہوگا ف یعنی نہایت شائستہ اور اعلیٰ درجہ کے نیک ہوں گے ...

وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ

اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے کہا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب حکم

اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے ف فرمایا اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

کرتا ہے ایک کام کو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو وہ ہوتا ہے اور سکھاوے گا اس کو کتاب اور کام کی

کرتا ہے کسی کام کا تو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے ف۲ اور سکھاوے گا اس کو کتاب اور تہ

وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ۝ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي

باتیں اور توریت انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف کہ میں

کی باتیں اور توریت اور انجیل ف۳ اور کرے گا اس کو پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف بیشک میں

قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ

آیا ہوں تم پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی طرف سے کہ بنا دیتا ہوں میں تم کو مٹی کی صورت

آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے

كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ

جانور کی صورت پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاتے اڑتا جانور اللہ کے حکم سے اور چنگا

پرندہ کی شکل پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا جانور اللہ کے حکم سے ف۴ اور اچھا کرتا ہوں

الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم

کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتا دیتا ہوں تم کو جو

مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے ف۵ اور بتا دیتا ہوں تم کو

بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں اس میں نشانی پوری ہے

جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں ف اس میں نشانی پوری ہے تم کو

لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ

تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو ف اور سچ بتاتا ہوں تورات کو جو

اگر تم یقین رکھتے ہو اور سچا بتاتا ہوں اپنے سے پہلی کتاب کو جو

التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُم

مجھ سے پہلے کی ہے اور اس واسطے کہ حلال کر دوں تم کو بعضی چیز جو حرام تھی تم پر اور آیا ہوں تم

توریت ہے اور اس واسطے کہ حلال کر دوں تم کو بعضی وہ چیزیں جو حرام تھیں تم پر ف اور آیا ہوں

بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ

پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب

تمہارے پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۹ بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

فَاعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝ فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ

تمہارا سو اس کو بندگی کرو یہ سیدھی راہ ہے ف۲ پھر جب معلوم کیا عیسےٰ نے

سو اس کی بندگی کرو یہی راہ سیدھی ہے ف۱ پھر جب معلوم کیا عیسےٰ نے

منزل ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت عیسٰیؑ کے بارہ یار کا خطاب تھا حواری، حواری اصل کہتے ہیں دھوبی کو ان میں پہلے دو شخص جو ان کے تابع ہونے دھوبی تھے حضرت عیسٰیؑ نے کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو میں تم کو دل دھونے سکھاؤں وہ ساتھ ہوئے اسی طرح سب کا یہی خطاب ٹھہر گیا ف۲ اس بات کے معنی یہ کہ حضرت جیسے اصل رسول تھے واسطے بنی اسرائیل کے جب معلوم کیا کہ یہ میرا دین قبول نہ کریں گے چاہا کہ اور کوئی میرے دین کو رواج دے حواریوں کے ہاتھ سے غیروں کو دین پہنچا اب تک بنی اسرائیل ان کے دین میں کم ہیں ۱۲ منہ رح ف۳ یہود کے عالموں نے اس وقت کے بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص ملحد ہے توریت کے حکم سے خلاف بتاتا ہے اس نے لوگ بھیجے کہ ان کو پکڑ لاویں جب وہ پہنچے حضرت عیسٰیؑ کے یار سرک گئے اس تنہائی میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسٰیؑ کو آسمان میں اٹھالیا۔ اور ایک صورت ان کی رہ گئی اسی کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھایا ۱۲ منہ رح ف۴ حضرت عیسٰیؑ کے تابع اول نصارے تھے اب مسلمان ہیں سو ہمیشہ یہود پر غالب رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ

نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں کہا حواریوں نے ہم ہیں

بنی اسرائیل کا کفر ف۱ بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں ف۲ کہا حواریوں نے ہم ہیں

اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ

مدد کرنے والے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا ف۳ اے رب ہم نے

مدد کرنے والے اللہ کی ف۳ ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا ف۴ اے رب ہم نے یقین

اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ

یقین کیا جو تو نے اتارا اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں اور فریب کیا

کیا اس چیز کا جو تو نے اتاری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں ف۵ اور مکر کیا

اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ۝ ع اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ

ان کافروں نے اور فریب کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے ف۳ جس وقت کہا اللہ نے اے عیسٰی میں تجھ کو پھیر لوں گا

ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے ف۶ جس وقت کہا اللہ نے اے عیسٰی میں لے لونگا

وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ

اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کردوں گا کافروں سے اور رکھوں گا تیرے

تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا ان کو جو تیرے

اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ

تابعوں کو منکروں سے اوپر قیامت کے دن تک پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا

تابع ہیں غالب ان لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا

فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ

پھر فیصلہ کردوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے ف۴ سو وہ جو کافر ہوئے

پھر فیصلہ کردوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے سو وہ لوگ جو

كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ

ان کو عذاب کروں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں

کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں

مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ

ان کا مددگار اور وہ جو یقین لائے اور عمل نیک کئے سو ان کو پورا

ان کا مددگار اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام نیک کئے سو ان کو پورا دے گا

اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ

دے گا ان کا حق اور اللہ کو خوش نہیں آتے بے انصاف یہ پڑھ سناتے ہیں ہم تجھ کو

ان کا حق اور اللہ کو خوش نہیں آتے بے انصاف ف۱ یہ پڑھ سناتے ہیں ہم تجھ کو

الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ

آیتیں اور مذکور تحقیق عیسٰی کی مثال اللہ کے نزدیک جیسی مثال

آیتیں اور بیان تحقیقی بیشک عیسٰی کی مثال اللہ کے نزدیک جیسے مثال

ع ۵ / ۱۴

فوائد لقیہ ۷ گود میں پھرتے ہوئے عجیب وغریب باتیں کرینگے ان الفاظ سے فی الحقیقت مریم کی پوری تسکین کردی گئی گذشتہ بشارات سے ممکن تھا یہ خیال کرتیں کہ وجاہت تو خوب حاصل ہو گی مگر یہاں تو ولادت کے بعد ہی طعن وتشنیع کا ہدف بننا پڑے گا اس وقت بریت کی کیا صورت ہو گی اس کا جواب دے دیا کہ گھبراؤ نہیں تم کو زبان ہلانے کی ضرورت نہ پڑے گی بلکہ تم کہہ دینا کہ میں نے آج روزہ رکھ چھوڑا ہے کلام نہیں کر سکتی بچہ خود جواب دہی کرے گا جیسا کہ سورۂ "مریم" میں پوری تفصیل آئے گی بعض محققین نے کہا ہے کہ "وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا" سے حضرت مریم کی تسلی کردی تھی کہ لڑکا تو نکا رہو گا تمام لڑکوں کی طرح بچپن اور کہولت میں کلام کرے گا لیکن عجیب بات ہے کہ محشر میں بھی لوگ حضرت عیسٰی کو یوں خطاب کریں گے "یٰعِیْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗۤ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا" اور خود حق تعالیٰ بھی قیامت کے دن فرمائیں گے "اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا" کیا وہاں بھی اس خاص نشان کا بیان فرمانا اسی لئے ہے کہ مریم کو اطمینان ہو جائے کہ لڑکا گونگا نہیں عام لڑکوں کی طرح بولنے والا ہے اعاذنا اللہ من الغوایۃ والضلالۃ **فوائد صفحہ ۷۲** ف۱ معلوم ہوا کہ وہ بشارت سے یہی سمجھیں کہ لڑکا بہ حالت موجودہ ہونے والا ہے ورنہ تعجب کا کیا موقع تھا ف۲ یعنی اسی طرح بدون مس بشر کے ہو جائے گا خلاف عادت ہونے کی وجہ سے تعجب نہ کر۔ حق تعالیٰ جو چاہے اور جس طرح چاہے پیدا کرے اس کی قدرت کی حد بندی نہیں ہو سکتی ایک کام کا ارادہ کیا اور ہو گیا نہ وہ مادہ کا محتاج نہ اسباب کا پابند ف۳ یعنی لکھنا سکھلائے گا۔ یا عام کتب ہدایت کا علم اور توراۃ وانجیل کا خصوصاً علم عطا فرمائیگا اور بڑی گہری حکمت کی باتیں تلقین کرے گا اور بندہ کے خیال میں ممکن ہے کتاب وحکمت سے مراد قرآن وسنت ہو کیونکہ حضرت مسیح نزول کے بعد قرآن وسنت رسول اللہ صلعم کے موافق حکم کریں گے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ ان چیزوں کا علم دیا جائے واللہ اعلم ف۴ یعنی پیغمبر ہو کر بنی قوم بنی اسرائیل سے یہ فرمائیں گے ف۵ محض شکل وصورت بنانے کو "خلق" سے تعبیر کرنا صرف ظاہری حیثیت سے ہے جیسے حدیث صحیح میں مورتی تصویر بنانے کو خلق سے تعبیر فرمایا "احیوا ما خلقتم" یا خدا کو "احسن الخالقین" فرما کر بتلا دیا کہ محض ظاہری صورت کے لحاظ سے غیر اللہ پر بھی یہ لفظ بولا جا سکتا ہے اگرچہ حقیقت تخلیق کے لحاظ سے حق تعالیٰ کے سوا کوئی خالق نہیں کہلا سکتا۔ شاید اسی لئے یہاں یوں فرمایا (انی اخلق لکم من الطین طیرا) میں مٹی سے پرندہ بنا دیتا ہوں، اور کہا کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں پھر وہ پرندہ اللہ کے حکم سے بن جاتا ہے بہرحال یہ معجزہ آپ نے دکھلایا اور کہتے ہیں کہ بچپن میں ہی بطور ارہاص آپ سے یہ خرق عادت ظاہر ہوا تاکہ تہمت لگانے والوں کو ایک چھوٹا سا نمونہ قدرت خداوندی کا دکھلاویں کہ جب میرے پھونک دینے پر خدا تعالیٰ مٹی کی بے جان صورت کو جاندار بنا دیتا ہے اسی طرح اگر اس نے بدون مس بشر محض روح القدس کے نفخ سے ایک برگزیدہ عورت کے پانی پر روح عیسوی فائز کردیا تو کیا تعجب ہے بلکہ حضرت مسیح چونکہ نفخ جبرئیل سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے جانی نفخ کو اسی نوعیت ولادت کا ایک اثر سمجھنا چاہیئے سورۂ مائدہ کے آخر میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ان معجزات وخوارق پر دوسرے رنگ میں کلام کیا جائے گا وہاں ملاحظہ کیا جائے خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح پر کمالات ملکیہ وروحیہ کا غلبہ تھا اسی کے مناسب آثار ظاہر ہوتے تھے لیکن اگر بشر کو ملک پر فضیلت حاصل ہے اور اگر ابو البشر کو مسجود ملائکہ بنایا گیا ہے تو کوئی شبہ نہیں کہ جس میں تمام کمالات بشریہ (جو عبارت ہے مجموعہ کمالات روحانیہ وجسمانیہ سے) اعلیٰ درجہ پر ہوں گے اس کو حضرت مسیح سے افضل ماننا پڑے گا اور وہ ذات قدسی صفات محمد رسول اللہ صلعم کی ہے ف۶ اس زمانہ میں اطباء وحکماء کا زور تھا حضرت مسیح کو ایسے معجزات مرحمت ہوئے جو اگرچہ ان کے سب سے زیادہ مایہ ناز فن میں حضرت مسیح کا نمایاں تفوق ثابت کریں بلاشبہ مردہ کو زندہ کرنا حق تعالیٰ کی صفت ہے جیسا کہ "باذن اللہ" کی قید سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح اس کا ذریعہ بننے کی وجہ سے توسعاً اپنی طرف نسبت کر رہے ہیں یہ کہنا کہ حق تعالیٰ قرآن کریم میں یا نبی کریم صلعم احادیث میں اعلان کر چکے ہیں کہ ازل سے ابد تک کسی مردہ کو دنیا میں دوبارہ زندہ

منزل ا

نہیں کیا جائے گا بڑا دعوی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اگر اس نے قرآن میں "فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ" فرما کر یہ بتلایا کہ مرنے والے کی روح خدا تعالیٰ روک لیتا ہے اور سونے والے کی اس طرح نہیں روکتا تو یہ کب کہا ہے کہ اس روک لینے کے بعد دوبارہ اسے لوٹا دینے کا اختیار نہیں رہتا یا روکتا ہی نہیں۔ معجزہ وہ ہی ہے جو حق تعالیٰ کی عام عادت کے خلاف مدعی نبوت کی تصدیق کے لئے ظاہر کیا جائے پس یہی نصوص کہ جو کسی چیز کی نسبت خدا کی عام عادت بیان کرتی ہوں یہ استدلال کرنا کہ ان سے معجزات کی نفی ہوتی ہے سرے سے معجزہ کے وجود کا انکار اور دینی جہالت وغباوت کا اظہار ہے۔ معجزہ اگر عام قانون عادت کے موافق ہو تو وہ معجزہ کیوں کہیں گے حضرت مسیح علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا یا ابراء اکمہ وابرص اور احیاء موتیٰ وغیرہ معجزات دکھلانا اہل اسلام میں تمام سلف وخلف کے نزدیک مسلم رہا ہے صحابہ وتابعین میں ایک قول بھی اس کے انکار میں دکھلایا نہیں جا سکتا۔ آج جو ملحد یہ دعویٰ کرے کہ ان خوارق کا ماننا محکمات قرآنی کے خلاف ہے گویا وہ یہی یہودیوں کو محکمات بتلاتا ہے جن کو صحیح مطلب سمجھنے سے تمام امت عاجز رہی یا یہ کہ سب محکمات کو چھوڑ کر اور متشابہات کے پیچھے پڑ کر "فی قلوبہم زیغ" کا مصداق بن گئے آجکل کے ملحدین کے سوا متشابہات کو محکمات کی طرف ... متشابہات پر عمل کرنا معجزات کی نفی پر عموم عادت سے دلیل لانا یہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف نصاریٰ اس بات پر حضرت سے بہت جھگڑے کہ عیسیٰ بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ اگر وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کو تو ان کا باپ بھی نہ تھا [illegible]
ف اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ سے اس طرح مباہلہ کریں اگر قائل نہیں ہوتے ان کے ساتھ قسم کرو [illegible] اور اولاد سے حاضر ہوں [illegible]
اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لے کر گئے ان نصاریٰ کی جو دو راستے انہوں نے مقابلہ نہ کیا اور جزیہ دینا قبول کر لیا ۱۲ منہ — از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۱۷۰ [illegible]

[illegible]

آدم ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○
آدم کی بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو ہو جا وہ ہو گیا ف
آدم کی بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو کہ ہو جا وہ ہو گیا ف

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ فَمَنْ حَآجَّكَ
حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے پھر تو مت رہ شک میں پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے
حق وہ ہے جو تیرا رب کہے پھر تو مت رہ شک لانے والوں سے ف پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے

فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا
اس بات میں بعد اس کے کہ پہنچ چکا تجھ کو علم تو تو کہہ آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے
اس قصہ میں بعد اس کے کہ آ چکی تیرے پاس خبر سچی تو تو کہہ دے آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے

وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ
اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر دعا کریں
اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان پھر التجا کریں ہم سب

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ
اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر ف یہ جو ہے سو یہی ہے
اور لعنت کریں اللہ کی ان پر کہ جو جھوٹے ہیں ف بیشک یہی ہے

الْقَصَصُ الْحَقُّ ج وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
بیان تحقیق اور کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست
بیان سچا اور کسی کی بندگی نہیں ہے سوائے اللہ کے ف اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست

الْحَكِيْمُ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ ع قُلْ
حکمت والا پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنے والے تو کہہ
حکمت والا ف پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنے والے ف تو کہہ

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
اے کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ
اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْــًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا
بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراویں اس کا کسی چیز کو اور نہ پکڑیں آپس میں ایک
کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہراویں اس کا کسی کو اور نہ بناوے کوئی

بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا
ایک کو رب سوا اللہ کے پھر اگر وہ قبول نہ رکھیں تو کہو شاہد رہو
کسی کو رب سوائے اللہ کے ف پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو گواہ رہو

بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ
کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں اے کتاب والو کیوں جھگڑتے ہو
کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں ف اے اہل کتاب کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم

ف یعنی میری رسالت کے نشان جب دیکھ چکے تو اب خدا سے ڈر کر میری [illegible]
ف یعنی سب باتوں کی ایک بات اور ساری جڑوں کی اصل جڑ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو میرا اور اپنا دونوں کا یکساں رب سمجھو (باپ بیٹے کے رشتے قائم نہ کرو) اور اسی کی بندگی کرو [illegible] یہی توحید خالص ہے [illegible]

فوائد صفحہ ۲ [illegible]

[illegible]

منزل ۱

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہود و نصاریٰ کا ایک جھگڑا یہ تھا کہ ہر کوئی کہتا تھا کہ ابراہیم ہمارے دین پر تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ - ف۲ اللہ صاحب نے فرمایا کہ ابراہیم کو یہودی یا نصرانی اگر اس معنی سے کہتے ہو کہ توریت اور انجیل پر عمل کرتا تھا یہ کو صریح بے عقلی ہے توریت اور انجیل اس سے بعد نازل ہوئی ہیں اور اگر یہ غرض ہے کہ بس دقت میں اہل ہدایت کا نام یہودی تھا یا نصاریٰ تو بھی غلط ہے بلکہ ابراہیم نے اپنے تئیں حنیف کہا ہے یا مسلم۔ حنیف کے معنی جو کوئی ایک راہ کی پکڑے اور سب باطل چھوڑے اور مسلم کے معنی حکم بردار اگر یہ غرض ہے کہ دینوں میں یہود کے دین کو یا نصاریٰ کے زیادہ مناسبت ہے ابراہیم کے دین سے سو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ زیادہ مناسبت ابراہیم سے اس وقت کی امت کو تھی یا پچھلی امتوں میں اس نبی کی امت کو ہے تو یہ امت نام میں بھی اور راہ میں بھی ابراہیم سے مناسبت زیادہ رکھتی ہے پھر فرمایا کہ اپنی راہ کے حق ہونے پر کسی کی موافقت سے دلیل جب پکڑے کہ اپنے اوپر دعویٰ نہ آئے جو سو یہ اللہ والی ہے مسلمانوں کا کہ یہ اس کے حکم پر چلتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۳ یعنی توریت کے قائل ہو پھر اس کے خلاف کہتے ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۷۲ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ الخ صرف آخرت سے متعلق نہیں بلکہ دنیا و آخرت دونوں سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ آگے تفصیل کے موقع پر فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کا لفظ صاف شہادت دے رہا ہے اور یہ اس کا قرینہ ہے کہ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ کے معنی قرب قیامت کے ہیں چنانچہ احادیث صحیحہ میں مصرح ہے کہ قیامت سے پہلے ایک مبارک وقت ضرور آنے والا ہے جب سب اختلافات مٹا کر ایک دین باقی رہ جائے گا و للہ الحمد اولاً و آخراً چند امور اس آیت کے متعلق یاد رکھنے چاہئیں لفظ "توفی" کے متعلق کلیات ابو البقاء میں ہے التوفی الاماتۃ و قبض الروح وعلیہ استعمال العامۃ او الاستیفاء و اخذ الحق وعلیہ استعمال البلغاء "اھ "توفی" کا لفظ عوام کے یہاں موت دینے اور جان لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن بلغاء کے نزدیک اس کے معنی ہیں پورا وصول کرنا اور ٹھیک لینا گویا ان کے نزدیک موت پر بھی "توفی" کا اطلاق اسی حیثیت سے ہوا کہ موت میں کوئی عضو خاص نہیں بلکہ خدا کی طرف سے پوری جان وصول کرلی جاتی ہے اب اگر فرض کرو خدا تعالیٰ نے کسی کی جان بدن سمیت لے لی تو اسے بطریق اولیٰ توفی کہا جائے گا ابن اہل لغت نے "توفی" کے معنی قبض روح کے لکھے ہیں انہوں نے یہ نہیں کہا کہ قبض روح مع البدن کو توفی نہیں کہتے نہ کوئی ایسا ضابطہ بتلایا ہے کہ جب "توفی" کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو تو بجز موت کے کوئی معنی نہ ہو سکیں ان چونکہ عموماً قبض روح کا وقوع بدن سے جدا کر کے ہوتا ہے اس لئے کثرت و عادت کے لحاظ سے اکثر موت کا لفظ اس کے ساتھ رکھ دیتے ہیں ورنہ لفظ کا لغوی مدلول قبض روح مع البدن کو شامل ہے دیکھئے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا (زمر رکوع ۵) میں "توفی انفس" (قبض ارواح) کی دو صورتیں بتلائیں موت اور نیند اور تقسیم سے ظاہر ہے کہ توفی "کر انفس" پر دار کر کے "حین موتہا" کی قید لگا کر بتلادیا کہ توفی "اور موت" دو الگ الگ چیزیں ہیں اصل یہ ہے کہ قبض روح کے مختلف مدارج ہیں ایک درجہ وہ ہے جو موت کی صورت میں پایا جاتا ہے دوسرا وہ جو نیند کی صورت میں ہو قرآن کریم نے بتلادیا کہ وہ دونوں پر "توفی" کا لفظ اطلاق کرتا ہے کچھ موت کی تخصیص نہیں يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (انعام رکوع ۷) اب جس طرح اس نے دو آیتوں میں نوم پر "توفی" کا اطلاق جائز رکھا حالانکہ نوم میں قبض روح بھی پورا نہیں ہوتا اسی طرح اگر "آل عمران" اور "مائدہ" کی دو آیتوں میں توفی "کا لفظ قبض روح مع البدن پر اطلاق کر دیا گیا تو کون سا استحالہ لازم آتا ہے بالخصوص جب یہ دیکھا جائے کہ موت اور نوم میں لفظ توفی کا استعمال قرآن کریم ہی نے شروع کیا ہے جاہلیت والے "توفی" اس حقیقت سے ہی نا آشنا تھے کہ موت یا نوم میں خدا تعالیٰ کوئی چیز آدمی سے وصول کر لیتا ہے اس لئے لفظ توفی کا استعمال موت اور نوم پر ان کے یہاں شائع نہ تھا قرآن کریم نے موت وغیرہ کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے اول اس لفظ کا استعمال شروع کیا تو اس کو حق ہے کہ موت و نوم کی طرح اخذ روح مع البدن کے نادر موقع میں بھی اسے استعمال کرے بہرحال آیت حاضرہ میں جمہور کے نزدیک توفی سے موت مراد نہیں اور ابن عباس سے بھی صحیح ترین روایت یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے کما فی روح المعانی وغیرہ زندہ اٹھائے جانے یا دوبارہ نازل ہونے کا انکار سلف میں کسی سے منقول نہیں بلکہ "تلخیص الحبیر" میں حافظ ابن حجر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے احادیث نزول کو متواتر کہا ہے اور "اکمال الاکمال المعلم" میں امام مالک سے اس کی تصریح نقل کی ہے پھر جو معجزات حضرت مسیح علیہ السلام نے دکھلائے ان میں علاوہ دوسری حکمتوں کے ایک خاص مناسبت آپ کے رفع الی السماء کے ساتھ پائی جاتی ہے آپ نے شروع ہی سے متنبہ کر دیا کہ جب ایک مٹی کا پتلا جس کی کیچڑ کو مارنے سے باذن اللہ پرندہ بن کر اور ہوا میں اڑا جاتا ہے کیا وہ بشر جس پر خدا نے روح اللہ کا لفظ اطلاق کیا اور روح القدس کی پھونک سے پیدا ہوا یہ ممکن نہیں کہ خدا کے حکم سے اڑ کر آسمان تک چلا جائے جس کے ہاتھ لگانے یا دعا کرنے پر حق تعالیٰ کے حکم سے اندھے اور کوڑھی اچھے اور مردے زندہ ہو جائیں اگر وہ ہمیشہ کے لئے موت و فساد سے الگ ہو کر ہزاروں برس تک فرشتوں کی طرح آسمان پر زندہ اور تندرست رہے تو کیا استبعاد ہے قال قتادۃ فطار مع الملائکۃ فھو معھم حول العرش وصار انسیا ملکیا سماویا ارضیا (بغوی) اس موضوع پر مستقل رسالے اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں مگر میں اہل علم کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے مخدوم علامہ عدیم النظیر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری اطال اللہ بقاءہ نے رسالہ "عقیدۃ الاسلام" میں جو علمی نقل و جواہر و دقائق جمع کئے ہیں ان کے جمع ہونے کی ہمت کرنا بڑی بات ہے بلکہ ایسی جامع کتاب اس موضوع پر نہیں لکھی گئی

إِبْرٰهِيمَ وَمَآ أُنزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْإِنجِيلُ إِلَّا مِنۢ بَعْدِهِۦٓ ۚ

ابراہیم پر اور توریت اور انجیل تو اتریں اس کے بعد

کی بابت اور توریت اور انجیل تو اتریں اس کے بعد

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ هٰٓأَنتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حٰجَجْتُمْ فِيمَا لَكُم بِهِۦ

کیا تم کو عقل نہیں ف۱ سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات میں تم کو کچھ

کیا تم کو عقل نہیں سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات میں تم کو

عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِۦ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ

خبر نہیں اب کیوں جھگڑتے ہو جس بات میں تم کو خبر نہیں اور اللہ

کچھ خبر تھی اب کیوں جھگڑتے ہو جس بات میں تم کو کچھ خبر نہیں اور اللہ

يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ مَا كَانَ إِبْرٰهِيمُ يَهُودِيًّا

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے نہ تھا ابراہیم یہودی

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف نہ تھا ابراہیم یہودی

وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ

اور نہ تھا نصرانی لیکن تھا ایک طرف کا حکم بردار اور نہ تھا

اور نہ تھا نصرانی لیکن تھا حنیف یعنی سب جھوٹے مذہبوں سے بیزار اور حکم بردار اور نہ تھا

الْمُشْرِكِينَ ○ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ

شرک والا لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو ساتھ رہتے

مشرک ف لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو ساتھ تھا اس کے

وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِىُّ الْمُؤْمِنِينَ ○

اور اس نبی کو اور ایمان والوں کو اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا ف

تھے۔ اور اس نبی کو اور جو ایمان لائے اس نبی پر ف۳ اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا ف

وَدَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا

آرزو ہے بعضے کتاب والوں کو کسی طرح تم کو راہ سے بہکا دیں اور نہیں

آرزو ہے بعضے اہل کتاب کو کہ کسی طرح گمراہ کریں تم کو اور

يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ○ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ

راہ بھلاتے مگر آپ کو اور نہیں سمجھتے اے کتاب والو

گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے ف۵ اے اہل کتاب

لِمَ تَكْفُرُونَ بِـَٔايٰتِ اللَّهِ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ ○ يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ

کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور تم قائل ہو ف۱ اے کتاب والو

کیوں انکار کرتے ہو اللہ کے کلام کا اور تم قائل ہو ف۶ اے اہل کتاب

لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبٰطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ

کیوں ملاتے ہو صحیح میں غلط اور چھپاتے ہو سچی بات کو جان کر

کیوں ملاتے ہو سچ میں جھوٹ اور چھپاتے ہو سچی بات

فوائد صفحہ ۷۴ ف۱ نصاریٰ اس بات پر حضرت سے بہت جھگڑے کہ مسیح بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے آخر کچھ نہ بن پڑا تو کہنے لگے کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کس کا بیٹا ہے ان کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کے نہ باپ تھا نہ ماں ... [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف آیت کے معنی ہم تو موقوف ہی کر دیا ہے تھے غرض کے واسطے اور بعضی آیتوں کے معنی بگاڑ دیتے اور بعضی چیز چھپا رکھی تھی بہر کیف کہ خبر کرتے تھے جیسے بیان پیغمبر آخر الزمان کا ف یعنی یہود نے آپس میں مشورت کی کہ تم صبح کو جا کر ظاہر میں مسلمان ہو جاؤ اور شام کو پھر جاؤ تو شاید مسلمان بھی پھر جاویں جانیں کہ یہ لوگ منصف تھے کہ اپنا دین چھوڑ کر جا ملے دین میں آئے تھے پھر کچھ ایسی خلل پائی کر پھر گئے اور آپس میں کہا کہ دل سے ہرگز یقین نہ کرو تم اپنے دین والوں کی بات اور کسی کے حق میں یہ اسلام تو آ جائے سو اللہ تعالیٰ نے ان کا فریب کھول دیا فرمایا کہ تم کو ہدایت دی جو اللہ نے تمہارے فریب سے کوئی گمراہ نہ ہو گا مگر تم یہ حسد کرتے ہو کہ آگے نبوت اور بزرگی بنی اسرائیل میں تھی اب اور قوم میں کیوں ہوئی یا دین کی مدد گاری میں ہمارے مقابل ار کوئی کیوں
رہا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہا دیا کسی کا حق نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ —————— از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۷۳۔ کہ اللہ نے بنی اسمٰعیل میں نبی بھیجنے کا وعدہ کیا تھا کچھ بعید نہیں یہ وہی نبی ہوں پس ایک نبی سے مباہلہ و ملاعنہ کرنے کا نتیجہ کسی قوم کے حق میں یہی نکل سکتا ہے کہ ان کا کوئی چھوٹا بڑا ہلاکت یا عذاب الٰہی سے نہ بچے اور پیغمبر کی لعنت کا اثر نسلوں تک پہنچ کر رہے بہتر یہی ہے کہ ہم ان سے صلح کر کے اپنی بستیوں کی طرف روانہ ہو جائیں

تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ

جان کر ف اور کہا ایک لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہ مان لو جو کچھ

جان کر ف اور کہا بعضے اہل کتاب نے مان لو جو کچھ

اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ

اترا مسلمانوں پر دن چڑھے اور منکر ہو جاؤ آخر دن شاید

اترا مسلمانوں پر دن چڑھے اور منکر ہو جاؤ آخر دن میں شاید

یَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

وہ پھر جاویں اور یقین نہ کرو مگر اسی کا جو چلے تمہارے دین پر تو کہہ

وہ پھر جاویں ف اور نہ مانیو مگر اسی کی جو چلے تمہارے دین پر ف کہہ دے کہ بیشک

الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ

ہدایت وہی ہے جو ہدایت اللہ کرے یہ اس واسطے کہ کسی اور کو ملا جیسا کچھ تم کو ملا تھا یا

ہدایت وہی ہے جو اللہ ہدایت کرے ف اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اور کسی کو بھی کیوں مل گیا جیسا کچھ

یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ

مقابلہ کیا تم سے تمہارے رب کے آگے تو کہہ بڑائی اللہ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے

تم کو ملا تھا یا وہ غالب کیوں آ گئے تم پر رب کے آگے ف تو کہہ بڑائی اللہ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے

مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ ۙ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار خاص کرتا ہے اپنی مہربانی

جس کو چاہے اور اللہ بہت کشائش والا ہے خبردار خاص کرتا ہے اپنی مہربانی

مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

جس پر چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف اور بعض اہل کتاب میں سے وہ

جس پر چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف اور بعضے اہل کتاب میں

مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ

کہ اگر تو اس پاس امانت رکھے ڈھیر مال کا ادا کرے تجھ کو اور بعض ان میں وہ ہے کہ اگر تو اس پاس

وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس امانت رکھے ڈھیر مال کا تو ادا کر دیں تجھ کو اور بعضے ان میں وہ ہیں

بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَیْهِ قَآئِمًا ؕ

امانت رکھے ایک اشرفی پھیر نہ دے تجھ کو مگر جب تک تو رہے اس کے سر پر کھڑا

کہ اگر تو ان کے پاس امانت رکھے ایک اشرفی تو ادا نہ کریں تجھ کو مگر جب تک کہ تو رہے اس کے سر پر کھڑا ف

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَلَیْنَا فِی الْاُمِّیّٖنَ سَبِیْلٌ ۚ

یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہہ رکھا ہے نہیں ہم پر جاہلوں کے حق کا گناہ

یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہہ رکھا ہے کہ نہیں ہے ہم پر ان لوگوں کے حق لینے میں کچھ گناہ ف

وَیَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى

اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر جانتے کیوں نہیں جو کوئی پورا کرے

اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ جانتے ہیں ف کیوں نہیں جو کوئی پورا کرے

ع ۸
۱۵

کیونکہ سارے عرب سے لڑائی مول لینے کی طاقت ہم میں نہیں یہی تجویز پاس کر کے حضور کی خدمت میں پہنچے آپ حضرت حسن، حسین، فاطمہ، علی رضی اللہ عنہم کو ساتھ لئے باہر تشریف لا رہے تھے یہ نورانی صورتیں دیکھ کر ان کے لاٹ پادری نے کہا کہ میں ایسے پاک چہرے دیکھ رہا ہوں جن کی دعا پہاڑوں کو ان کی جگہ سے سرکا سکتی ہے ان سے مباہلہ کر کے ہلاک نہ ہو ورنہ ایک نصرانی زمین پر باقی نہ رہے گا۔ آخر انہوں نے مقابلہ چھوڑ کر سالانہ جزیہ دینا قبول کیا اور صلح کر کے واپس چلے گئے حدیث میں ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مباہلہ کرتے تو وادی آگ بن کر ان پر برستی اور خدا تعالیٰ نجران کا بالکل استیصال کر دیتا۔ ایک سال کے اندر اندر تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے (تنبیہ) قرآن نے یہ نہیں بتلایا کہ مباہلہ کی صورت نبی کریم صلعم کے بعد بھی اختیار کی جا سکتی ہے اور یہ کہ مباہلہ کا اثر کیا ہمیشہ وہی ظاہر ہونا چاہئے جو آپ کے مباہلہ میں ظاہر ہوتا۔ البتہ بعض سلف کے طرز عمل اور بعض فقہائے حنفیہ کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ مباہلہ کی مشروعیت اب بھی باقی ہے مگر ان چیزوں میں جن کا ثبوت بالکل قطعی ہو یہ ضروری نہیں کہ مباہلہ میں بچوں، عورتوں کو بھی شریک کیا جائے نہ مباہلین پر اس قسم کا عذاب آنا ضروری ہے جو پیغمبر صلعم کے مباہلہ پر آتا بلکہ ایک طرح کا اتمام حجت کر کے بحث و جدال سے الگ ہو جانا ہے اور میرے خیال میں مباہلہ ہر ایک کاذب کے ساتھ نہیں صرف کاذب معاند کے ساتھ ہونا چاہئے ابن کثیر لکھتے ہیں ثم قال تعالیٰ آمرا رسوله صلعم ان یباھل من عاند الحق ف اس بحث کے بعد ظہور و البیان واللہ اعلم ف دعوت مباہلہ کے ساتھ تبلا دیا کہ مباہلہ اس پر کیا جاتا تھا کہ جو کچھ حضرت مسیح کے متعلق قرآن میں بیان ہوا وہ ہی سچا بیان ہے اور خدا کی بارگاہ ہر قسم کے شرک اور باپ بیٹے وغیرہ کے تعلقات سے پاک ہے ف اپنی زبردست قدرت و حکمت سے جھوٹے اور سچے کے ساتھ وہ ہی معاملہ کرے گا جو اس کے حسب حال ہو ف اگر نہ دلائل سے مانیں نہ مباہلہ پر آمادہ ہوں تو سمجھ لو کہ احقاق حق مقصود نہیں محض جدال ہے عقائد کی صداقت پر وثوق ہے محض فتنہ و فساد پھیلانا ہی چاہتا ہے تو خوب سمجھ لیں کہ سب مفسدین اللہ کی نظر میں ہیں ف پہلے نقل کیا جا چکا کہ حضور نے جب وفد نجران کو کہا اسلموا تسلموا (مسلم بن جاؤ) تو کہنے لگے اسلمنا (ہم مسلم ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی طرح ان کو بھی مسلم ہونے کا دعویٰ تھا اسی طرح جب یہود و نصاریٰ کے سامنے توحید پیش کی جاتی تو کہتے کہ ہم بھی خدا کو ایک کہتے ہیں بلکہ ہر مذہب والا کسی نہ کسی رنگ میں جا کر اقرار کرتا ہے کہ بڑا خدا ایک ہی ہے یہاں اسی طرف توجہ دلائی گئی کہ بنیادی عقیدہ (خدا کا ایک ہونا اور اپنے کو مسلم ماننا) جس پر ہم دونوں متفق ہیں ایسی چیز ہے جو ہم سب کو ایک کر سکتا ہے بشرطیکہ تم محض اپنے تصرف اور تحریف سے اس کی حقیقت بدل نہ ڈالیں ضرورت اس کی ہے کہ جس طرح زبان سے مسلم و موحد کہتے ہو حقیقتاً و عملاً بھی اپنے کو تنہا خدائے وحدہ لاشریک لہ کے سپرد کر دو نہ اس کے سوا کسی کی بندگی کرو نہ اس کی صفات خاصہ میں کسی کو شریک ٹھہراؤ نہ کسی پادری عالم، فقیر، پیر، پیغمبر کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو صرف رب قدیر کے ساتھ کیا جانا چاہئے مثلاً کسی کو اس کا بیٹا پوتا بنانا یا نصوص شریعت سے قطع نظر کر کے محض کسی کے حلال و حرام کر دینے پر اشیاء کی حلت و حرمت کا مدار رکھنا جیسا کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے یہ سب امور دعویٰ اسلام و توحید کے منافی ہیں۔ ف یعنی تم دعوے اسلام و توحید کر کے پھر گئے ہم بحمد اللہ اس پر قائم ہیں کہ اپنے کو محض خدائے واحد کے سپرد کر دیا ہے اور اسی کے تابع فرمان ہیں۔

فوائد صفحہ ہذا ف جیسے دعوے اسلام و توحید سب میں مشترک تھا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی تعظیم و تکریم میں بھی سب شریک تھے اور یہود و نصاریٰ میں سے ہر ایک فرقہ دعویٰ کرتا تھا کہ ابراہیمؑ ہمارے دین پر تھے یعنی معاذ اللہ یہودی تھے یا نصرانی اس کا جواب دیا تورات و انجیل جن کے پیرو یہودی یا نصرانی کہلاتے ابراہیمؑ سے سیکڑوں برس بعد آئیں پھر ابراہیمؑ کو نصرانی یا یہودی کیسے کہہ سکتے ہیں بلکہ جس طرح کے تم یہودی یا نصرانی ہو وہ نام بھی ان کے بعد خود موسیٰ یا عیسیٰ علیہ السلام [illegible]

مسلمان [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ اللہ صاحب مسلمانوں کو سناتا ہے کہ جن کی یہ نیت ہے کہ پرایا حق کھانے کو یہ مسئلہ بنایا کہ ہم کو غیر دین والوں کی امانت میں خیانت کرنی روا ہے ان کی بات دین کے مقدمہ میں کیا سند ہے کے ہمارے ہاں بھی کافر حربی کا مال زور سے لینا روا ہے لیکن امانت میں خیانت روا نہیں۔ ۲ اور ف یہ حجہ و بے صفت تھی کہ ان سے اللہ نے قرار لیا تھا اور قسمیں دی تھیں کہ ہر نبی کے مددگار رہیو پھر غرض دنیا کے واسطے پھر گئے اور جو کوئی جھوٹی قسم کھا دے دنیا لینے کے واسطے اس کا یہی حال ہے ۔ ف یعنی بعضے پڑھنے والوں کو دغا دیتے ہیں اپنی عبارت بنا کر قرآن کی طرح پڑھ کر کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے ۔ الرشاہ عبدالقادر صاحب

تفسیر فوائد صفحہ ۔ حضرت ابراہیم سے اشبہ ہے اور ان کی دعا کی موافق آیا ہے جیسا کہ سورہ بقرہ میں گزرا۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتک الخ اسی لئے ہر قوم کی کتاب بادشاہ نجاشی مسلمان مہاجرین کو خوب سمجھا تھا شاید اسی قسم کی مناسبات کی وجہ سے درود شریف میں کما صلیت علی ابراہیم فرمایا یعنی اس نوعیت اور نمونہ کی صلوٰۃ نازل فرمائیے جو ابراہیم و آل ابراہیم پر کی تھی جامع ترمذی میں حدیث ہے ان لکل نبی ولاۃ من النبیین و ان ولیی ابی خلیل ربی یعنی اس مضمون کی تفصیل آئندہ کسی سورت میں آئے گی انشاء اللہ ف یعنی اپنی

بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
اپنا اقرار اور پرہیزگار ہے تو اللہ چاہتا ہے پرہیزگاروں کو ف جو لوگ
اپنا اقرار اور وہ پرہیزگار ہے تو اللہ کو محبت ہے پرہیزگاروں سے ف جو لوگ
يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ
خرید کرتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول ان کو
مول لیتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا سا مول ف ان کا
لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ
کچھ حصہ نہیں آخرت میں اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا
کچھ حصہ نہیں آخرت میں اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا
اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
ان کی طرف قیامت کے دن اور نہ سنوارے گا ان کو اور ان کو دکھ کی مار ہے ف
ان کی طرف قیامت کے دن اور نہ پاک کرے گا ان کو اور ان کے واسطے عذاب ہے دردناک ف
وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ
اور ان میں ایک لوگ ہیں کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب کہ تم جانو
اور ان میں ایک فریق ہے کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب تاکہ تم جانو کہ وہ
مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ
وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ
کتاب میں ہے اور وہ نہیں کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ
عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
کا کہا ہے اور وہ نہیں اللہ کا کہا اور اللہ پر
کا کہا ہے اور وہ نہیں اللہ کا کہا ف اور اللہ پر جھوٹ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ
جھوٹ بولتے ہیں جان کر ف کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اس کو
بولتے ہیں جان کر کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دیوے
الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا
دیوے کتاب اور حکم اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے
کتاب اور حکمت اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے
لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ
بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر ولیکن تم مربی ہو جاؤ جیسے تھے
ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر ف لیکن یوں کہے کہ تم اللہ والے ہو جاؤ جیسے کہ تم سکھلاتے تھے
الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا
کتاب سکھاتے اور جیسے تھے تم پڑھتے اور نہ یہ کہے تم کو کہ ٹھہراؤ
کتاب اور جیسے کہ تم آپ بھی پڑھتے تھے ف اور نہ یہ کہے تم کو کہ ٹھہراؤ

راہ کے اتحاد ہو۔ یہ غرض کسی کی موافقت و مشابہت سے دلیل جب پکڑتے کہ اپنے اوپر وحی آتی ہو بس اللہ والی ہے مسلمانوں کو اکر دیں راہ راست ہی کے حکم پہ چلتے ہیں موضح القرآن ف پہلے ایسا اعتقاد کہ تو کسی کا بی تمنا بتلایا کہ جب مؤمنین کا ولی اللہ ہے تو تمہارا وہ ان کا کیا بگاڑ سکتا ہے بیشک بعض اہل کتاب چاہتے ہیں کہ جس طرح خود گمراہ ہیں مسلمانوں کو بھی راہ حق سے ہٹا دیں لیکن مسلمان ان کے جال میں پھنسنے والے نہیں۔ البتہ یہ لوگ اپنی گمراہی کے وبال میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ ان کی بے ہودہ کوششوں کا ضرر خود ان ہی کو پہنچتا ہے وہ فی الحال نہیں سمجھتے ف یعنی تم تورات وغیرہ کے قائل ہو جن میں پیغمبر عربی صلعم اور قرآن کریم کے متعلق بشارات موجود ہیں جن کو تمہارے دل سمجھتے ہیں اور اپنی خلوتوں میں ان چیزوں کا اقرار بھی کرتے ہو پھر کھلم کھلا قرآن پر ایمان لانے اور خاتم الانبیاء کی صداقت کا اقرار کرنے سے کیا چیز مانع ہے خوب سمجھ لو قرآن کا انکار کرنا تمام پچھلی کتب سماویہ کا انکار کرنا ہے۔

فوائد ف ۱ تورات کے بعض احکام تو اغراض دنیوی کی خاطر سرے سے موقوف ہی کر دیئے تھے بعض آیات میں تحریف لفظی کی تھی بعض کے معنی بدل دیئے تھے اور بعض چیزیں چھپا رکھی تھیں کسی پر بھی کو خبر نہ کرتے تھے جیسے بشارات پیغمبر آخر الزمان صلعم کی ف ۲ ان آیتوں میں اہل کتاب کی چالاکیاں اور خیانتیں ذکر کی جا رہی ہیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ اپنے کچھ آدمی صبح کے وقت بظاہر مسلمان بن جائیں اور مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھیں اور شام کو یہ کہہ کر مرتد ہو جائیں کہ ہم نے بڑے بڑے علماء سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی بشارت دی گئی تھی اور تجربہ سے ان کے حالات بھی اہل حق کی طرح کے ثابت نہ ہوئے اسلام سے پھر جایا کریں نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے ضعیف الایمان ہماری یہ حرکت دیکھ کر اسلام سے پھر جائیں گے اور سمجھ لیں گے کہ مذہب اسلام میں ضرور کوئی عیب و نقص دیکھا ہوگا جو یہ لوگ داخل ہونے کے بعد اس سے نکلے نیز عرب کے جاہلوں میں اہل کتاب کے علم و فضل کا چرچا تھا اس بنا پر یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ یہ جدید مذہب اگر سچا ہوتا تو ایسے اہل علم اسے رد نہ کرتے بلکہ سب سے آگے بڑھ کر قبول کرتے ف ۳ یعنی یہود مسلمانوں کے سامنے جا کر نفاق سے اپنے کو مسلمان ظاہر کریں انہیں یہ برابر ملحوظ رہے کہ وہ سچ مچ مسلمان نہیں بن گئے بلکہ بدستور یہودی ہیں اور سچے دل سے کسی کی بات مان سکتے ہیں جو ان کے دین پر چلتا ہو اور شریعت موسوی کے اتباع کا دعویٰ رکھتا ہو بعض نے ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم کے یہ معنی کئے ہیں کہ ظاہری طور پر جو ایمان لاؤ اور اپنے کو مسلمان بتاؤ وہ محض ان لوگوں کی وجہ سے جو تمہارے دین پر چلنے والے ہیں یعنی اس تدبیر سے اپنے ہم مذہبوں کی حفاظت مقصود ہونی چاہئے کہ وہ مسلمان نہ بن جائیں یا جو بن چکے ہیں اس تدبیر سے واپس آ جائیں ف ۴ یعنی ہدایت تو اللہ کے دیئے سے ملتی ہے جس کے دل میں اللہ نے ہدایت کا نور ڈال دیا تمہاری ان پر فریب چالبازیوں سے وہ گمراہ ہونے والا نہیں ف ۵ یعنی یہ مکاریاں اور تدبیریں محض از راہ حسد اس جلن میں کی جاتی ہیں کہ دوسروں کو اس طرح کی شریعت اور نبوت و رسالت کیوں دی جا رہی ہے جیسی پہلے تم کو دی گئی تھی یا مذہبی و دینی حجت میں دوسرے لوگ تم پر غالب آ کر کیوں آگے نکلے جا رہے ہیں اور خدا کے آگے تمہیں ملزم گردان رہے ہیں یہود ہمیشہ اس خیال کی اشاعت کرتے رہتے تھے کہ دنیا میں تنہا ہماری ہی قوم علم و شریعت کی اجارہ دار ہے تورات ہم پر اتری ہوئی ہے جیسے اولو العزم پیغمبر ہم میں آئے پھر عرب کے امیوں کو اس فضل و کمال سے کیا واسطہ لیکن تورات سفر استثنا کی عظیم الشان پیشین گوئی غلط نہیں ہو سکتی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے ایک موسیٰ جیسا صاحب شریعت مستقلہ نبی اٹھائے گا اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے گا انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (مزمل رکوع ۱) چنانچہ نبی آخری کے ہر دولت سے وہ علم و فضل حجت و برہان اور مذہبی جدوجہد کے میدان مقابلہ میں نہ صرف بنی اسرائیل بلکہ دنیا کی تمام اقوام سے گوئے سبقت لے گئے فالحمد للہ علی ذٰلک (تنبیہ) اس آیت کی تقریر کئی طرح سے کی گئی ہے لیکن ہم نے وہی تقریر اختیار کی جس کی طرف مترجم محقق قدس اللہ روحہ کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں ف یعنی اللہ کے خزانوں میں کمی نہیں اور اسی کو خبر ہے کہ کس کو کیا چیز کس قدر ملنی چاہئے نبوت شریعت ایمان و اسلام اور ہر قسم کی مادی و روحانی فضائل و کمالات کا تقسیم کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے جس وقت جسے مناسب جانے عطا کر جاتا ہے۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام رکوع ۱۵) ف اہل کتاب کی دینی خیانت و نفاق کے سلسلے میں دنیوی خیانت کا ذکر آ گیا جس سے ان پر روشنی پڑتی ہے کہ جو لوگ چار پیسے پر نیت خراب کر لیں اور امانت داری و دیانت میں ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ دینی معاملات میں امین ثابت ہوں گے چنانچہ ان میں بہت سے وہ ہیں جن کے پاس زیادہ تو کیا ایک اشرفی بھی امانت رکھی جائے تو تھوڑی دیر بعد مکر جائیں اور جب تک کوئی تقاضا کرنے کو ہر وقت ان کے سر پر کھڑا نہ رہے اور بجا کرنے کو ادا نہ کریں بیشک ان میں سب کے سب ایسے نہیں بعض ایسے بھی ہیں جن کے پاس اگر سونے کا ڈھیر بھی رکھ دیا جائے تو ایک رتی خیانت نہ کریں لیکن یہ ہی خوش معاملہ اور امین۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تمہارا نبی ہم کو چاہتا ہے کہ بندگی کرو اللہ کی ہم تو آگے سے اسی کی بندگی کرتے ہیں مگر وہ چاہتا ہے کہ میری بندگی کرو سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ نبی کرے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر مسلمان لاوے پھر کیوں کر الٹی بات سکھاوے مگر تم کو یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں رہی اب میری صحبت میں وہی کمال حاصل کرو۔ ف۲ یعنی ہر ایک نبی سے اللہ نے قرار لیا ہے کہ تم کو دیا اس کے سوا اور دین قبول نہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۷۵، لوگ یہ یہود مدینہ سے بیزار ہو کر اسلام کے حلقہ بگوش بنتے رہے ہیں مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم ف۲ یعنی یہ باتیں کھانے کو مسئلہ بنایا کہ عرب کے امی جو جاہل مذہب پر ہیں ان کا مال مارنے اور ان کی امانت میں خیانت کی جائے تو کچھ گناہ نہیں خصوصاً وہ عرب جو اپنا آبائی دین چھوڑ کر مسلمان بن گئے ہیں ان کا مال ہمارے لئے حلال کر دیا ہے ف۳ یعنی یہ جان بوجھ کر خدا کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں امانت میں خیانت کرنے کی خدا نے ہرگز اجازت نہیں دی اسی طرح اسلامی فقہ کا مسئلہ یہی ہے کہ مسلم ہو یا کافر کسی کی امانت میں خیانت جائز نہیں۔

فوائد صفحہ ۷۶، ف۱ یعنی خیانت و بد عہدی ایسی گناہ کیوں نہیں جب کہ خدا تعالیٰ کا عام قانون یہ ہے کہ جو کوئی خدا کے اور بندوں کے جائز عہد پورے کرے اور عقائد و ذکر تقویٰ کی راہ چلے یعنی فاسد خیالات، مذموم اعمال اور برے اخلاق سے پرہیز کرے اس سے خدا محبت کرتا ہے ان ہی امانت داری کی خصلت بھی آ گئی ف۲ یعنی جو لوگ دنیا کی متاع قلیل کے بدلے خدا کے عہد اور آپس کی قسموں کو توڑ ڈالتے ہیں نہ باہمی معاملات درست رکھتے ہیں نہ خدا سے جو قول و قرار کیا تھا اس پر قائم رہتے ہیں بلکہ مال و جاہ کی حرص میں احکام شرعیہ کو بدلتے اور کتب سماویہ میں تحریف کرتے رہتے ہیں ان کا انجام آگے بیان ہوتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ یہود میں صفت تھی کہ اللہ نے ان سے اقرار لیا تھا اور نبیوں نے بھی تاکید کی کہ ہر نبی کے مددگار رہو۔ پھر غرض دنیا کے واسطے پھر گئے اور جو کوئی جھوٹی قسم کھائے دنیا لینے کے واسطے اس کا بھی یہی حال ہے ف۳ اس قسم کی آیت سورۂ بقرہ کے اکیسویں رکوع میں گزر چکی وہاں کے فوائد میں الفاظ کی تشریح دیکھ لی جائے ف۴ یہ اہل کتاب کی تحریف کا حال بیان فرمایا یعنی آسمانی کتاب میں کچھ چیزیں اپنی طرف سے بڑھا گھٹا کر ایسے انداز اور لہجہ میں پڑھتے ہیں کہ ناواقف سننے والا دھوکہ میں آ جائے اور یہ سمجھے کہ یہ بھی آسمانی کتاب کی عبارت ہے یہ بس نہیں بلکہ زبان سے دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ یہ سب اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے حالانکہ نہ وہ مضمون کتاب میں موجود ہے اور نہ خدا کے پاس سے آیا ہے بلکہ خود اس تحریف شدہ کتاب کو بھی بحیثیت مجموعی خدائی کتاب نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس میں طرح طرح کے تصرفات اور جعل سازیاں کی گئی ہیں آج بائبل کے جو نسخے دنیا میں موجود ہیں ان میں باہم شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض ایسے مضامین درج ہیں جو قطعاً خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتے اس کی کچھ تفصیل «روح المعانی» میں موجود ہے اور اثبات تحریف پر ہمارے علماء نے مبسوط بحثیں کی ہیں جزاہم اللہ عنا احسن الجزاء ف۵ وفد نجران کی موجودگی میں بعض یہود و نصاریٰ نے کہا تھا کہ اے محمد! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اسی طرح پرستش کرنے لگیں جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کو پوجتے ہیں آپ نے فرمایا معاذ اللہ کہ ہم غیر اللہ کی بندگی کریں یا دوسروں کو اس کی دعوت دیں حق تعالیٰ نے ہم کو اس کام کے لئے نہیں بھیجا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جس بشر کو حق تعالیٰ کتاب و حکمت اور قوت فیصلہ دے کر منصب جلیل پر فائز کرے کہ وہ ٹھیک ٹھیک پیغام الٰہی پہنچا کر لوگوں کو اس کی بندگی اور وفاداری کی طرف متوجہ کرے اس کا یہ کام کبھی نہیں ہو سکتا کہ ان کو خالص ایک خدا کی بندگی سے ہٹا کر خود اپنا یا کسی دوسری مخلوق کا بندہ بنانے لگے اس کے تو یہ معنی ہوں گے کہ خداوند قدوس نے جس کو جس منصب کا اہل جان کر بھیجا تھا فی الواقع وہ اس کا اہل نہ تھا دنیا کی کوئی گورنمنٹ بھی اگر کسی شخص کو ایک ذمہ داری کے عہدہ پر مامور کرتی ہے تو پہلے دو باتیں سوچ لیتی ہے (۱) یہ شخص گورنمنٹ کی پالیسی کو سمجھنے اور اپنے فرائض کو انجام دینے کی لیاقت رکھتا ہے یا نہیں (۲) گورنمنٹ کے احکام کی تعمیل کرنے اور رعایا کو جادۂ وفاداری پر قائم رکھنے کی کہاں تک اس سے توقع کی جا سکتی ہے کوئی بادشاہ یا پارلیمنٹ ایسے آدمی کو نائب السلطنت یا سفیر مقرر نہیں کر سکتی جس کی نسبت حکومت کے خلاف بغاوت پھیلانے یا اس کی پالیسی اور احکام سے انحراف کرنے کا ادنیٰ شبہ ہو بیشک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کی قابلیت یا جذبۂ وفاداری کا اندازہ حکومت بے خبری سے غلط کر گئی ہو لیکن خداوند قدوس کے یہاں یہ بھی احتمال نہیں اگر کسی فرد کی نسبت اس کو علم ہے کہ پیغمبری وفاداری اور اطاعت شعاری سے بال برابر تجاوز نہ کرے گا تو محال ہے کہ وہ آگے چل کر اس کے خلاف ثابت ہو جیسے ورنہ علم الٰہی کا غلط ہونا لازم آئے گا العیاذ باللہ یہیں سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ سمجھ میں آ جاتا ہے دیکھا جائے علامہ ابوحیان فی البحر و نقلہ مولانا قاسم النانوتوی والعارف فی تفسیرہ پھر جب انبیاء علیہم السلام ادنیٰ عصیان سے پاک ہیں تو شرک و دعوت کے مقابلہ میں بغاوت کرنے کا امکان کہاں باقی رہ سکتا ہے اسی میں نصاریٰ کے اس دعوے کا بھی رد ہو گیا جو کہتے تھے کہ الوہیت مسیح کا عقیدہ ہم کو خود مسیح علیہ السلام نے تعلیم فرمایا ہے اور ان مسلمانوں کو بھی نصیحت کر دی گئی جنہوں نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا تھا کہ ہم سلام کی جگہ آپ کو سجدہ کیا کریں تو کیا حرج ہے اور اہل کتاب پر بھی تعریض ہو گئی جنہوں نے اپنے احبار و رہبان کو خدائی کا درجہ دے رکھا تھا۔ (راجع تفسیر ابن کثیر۔ تنبیہ)

الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ
فرشتوں کو اور نبیوں کو رب کیا تم کو کفر سکھاوے گا بعد اس کے کہ تم
فرشتوں کو اور نبیوں کو رب ف۱ کیا تم کو کفر سکھائے گا بعد اس کے کہ
اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ
مسلمان ہو چکو ف۱ اور جب لیا اللہ نے قرار نبیوں کا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا
تم مسلمان ہو چکے ہو ف۲ اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا
مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ
کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والی کو تو
کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتا دے تمہارے پاس والی کتاب کو
لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى
اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اور اس شرط
تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا
ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ
پر لیا میرا ذمہ بولے ہم نے اقرار کیا فرمایا اب تم شاہد رہو اور میں بھی تمہارے
عہد قبول کیا بولے ہم نے اقرار کیا ف۳ فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ
مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
ساتھ شاہد ہوں ف۲ پھر جو کوئی پھر جاوے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں بے حکم
گواہ ہوں ف۴ پھر جو کوئی پھر جائے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں
الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي
اب کچھ اور دین ڈھونڈتے ہیں سوا دین اللہ کے اور اسی کے حکم میں ہے جو کوئی
نافرمان ف۵ اب کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں سوائے دین اللہ کے اور اسی کے حکم میں ہے جو کوئی
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ
آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا زور سے اور اسی کی طرف پھر جاویں گے ف۳ تو کہہ
آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے ف۶ اور اسی کی طرف سب پھر جائیں گے ف۷ تو کہہ
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ
ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم پر اور
ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اترا ہم پر اور جو کچھ اترا ابراہیم پر اور
اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ
اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور
اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور
عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ
عیسیٰ کو اور سب نبیوں کو اپنے رب کی طرف سے ہم جدا نہیں کرتے ان میں کسی کو اور ہم
عیسیٰ کو اور جو ملا سب نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ہم جدا نہیں کرتے ان میں کسی کو اور ہم اسی کے

ع ۱۶

منزل ۱

ف۱ ما کان لبشر الخ میں ابوحیان کے نزدیک ایسی طرح کی نفی ہے جیسے ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا میں یا وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ میں ہے صاحب المنار نے موضح القرآن میں بھی یہی معنی کئے اور وہ لوگوں کو کفر و شرک سے نکال کر مسلمان کرنے آئے پھر کیوں کر ان کو کفر سکھلائے گا ہاں تم کو دلائے (الی کتاب) یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں رہی اب میری صحبت میں پیروی کمال حاصل کرو اور عالم حکیم فقیہ عارف ربانی بنو ف۲ ... اور بچے خدا پرست بن جاؤ ... اب قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے سے حاصل ہو سکتی ہے فوائد صفحہ ہذا ف۱ جیسے نصاریٰ نے مسیح و روح القدس کو اور بعض مشرکین نے فرشتوں کو خدا بنا لیا تھا جب فرشتے اور پیغمبر خدائی میں شریک نہیں ہو سکتے تو کوئی اور کیسے ہو سکتا ہے ... تو صلیب کی ... ابھی پہلے ... (بقیہ صفحہ ۷۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی سو پہلے اقرار کرتے تھے کہ یہ نبی تحقیق ہے جب ان سے مقابلہ ہوا تو منکر ہو گئے اور بڑھتے گئے انکار میں یعنی لڑائی کو مستعد ہوئے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی یعنی ان کو توبہ کرنا ہی نصیب نہ ہوگا کہ قبول ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ______ از شاہ عبد القادر صاحب

(بقیہ فوائد صفحہ ۷۷) — نہیں دے سکتا۔ بندگی صرف ایک خدا کی کی جاتی ہے البتہ انبیاء کا حق یہ ہے کہ لوگ ان پر ایمان لائیں ان کا کہا مانیں اور ہر قسم کی مدد کریں عام لوگوں کا تو کیا ذکر ہے حق تعالیٰ نے خود پیغمبروں سے بھی یہ پختہ عہد لے چھوڑا ہے کہ جب تم میں سے کسی نبی کے بعد دوسرا نبی آئے (جو یقیناً پہلے انبیاء اور ان کی کتابوں کی اجمالاً یا تفصیلاً تصدیق کرتا ہوا آئے گا) تو ضروری ہے کہ پہلا نبی پچھلے کی صداقت پر ایمان لائے اور اس کی مدد کرے اگر اس کا زمانہ پائے تو بنات خود اور نہ پائے تو اپنی امت کو پوری طرح ہدایت و تاکید کر جائے کہ بعد میں آنے والے پیغمبر پر ایمان لا کر اس کی اعانت و نصرت کرنا کہ یہ وصیت کر جانا بھی اس کی مدد کرنے میں داخل ہے اس عام قاعدہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد بلا استثناء تمام انبیائے سابقین سے لیا گیا ہوگا اور سابقوں نے اپنی اپنی امتوں سے یہی قول و قرار لے لیے ہوں گے کیونکہ ایک آپ ہی کی ذات منبع الکمالات ہستی تھی جو عالم غیب میں سب سے پہلے اور عالم شہادت میں سب انبیاء کے بعد جلوہ افروز ہونے والی تھی اور جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا اور آپ ہی کا وجود باجود تمام انبیائے سابقین اور کتب سماویہ کی حقانیت پر مہر تصدیق ثبت کرنے والا تھا چنانچہ حضرت علی اور ابن عباس وغیرہ سے منقول ہے کہ اس قسم کا عہد انبیاء سے لیا گیا اور خود آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آج موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو میری اتباع کے بدون چارہ نہ ہوتا اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو کتاب اللہ (قرآن کریم) اور تمہارے نبی کی سنت پر فیصلے کریں گے محشر میں شفاعت کبریٰ کیلئے پیشقدمی کرنا اور تمام بنی آدم کا آپ کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء کی امامت کرنا حضور کی اسی سیادت عامہ و امامت عظمیٰ کے آثار میں سے ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم ف یہ الفاظ محض عہد کی تاکید و اہتمام کے واسطے فرمائے کیونکہ جس عہد نامہ پر خدا تعالیٰ اور پیغمبروں کی گواہی ہو اس سے زیادہ پکی دستاویز کہاں ہو سکتی ہے ف جس چیز کا عہد خدا نے تمام انبیاء سے لیا اور انبیاء نے اپنی اپنی امتوں سے اب اگر دنیا میں کوئی شخص اس سے روگردانی کرے تو بلاشبہ پرلے درجہ کا بدعہد اور نافرمان ہوگا (بذل المال ج ل باب ۱۳ آیت ۱) ف یعنی مقرر ہے کہ آسمان و زمین میں سب چیزیں ان کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آ دیں کیونکہ موسیٰ نے اپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھائے گا جو کچھ وہ تمہیں کہے اس کی سب سنو ف یعنی ہمیشہ سے خدا کا دین اسلام رہا ہے جس کے معنی ایک حکم داری یہ مطلب یہ ہے کہ جس وقت حق تعالیٰ کا جو حکم کسی راستباز و صادق القول پیغمبر کے توسط سے پہنچے اس کے سامنے گردن جھکا دو پس آج جو احکام و ہدایات سید المرسلین خاتم الانبیاء لے کر آئے وہی خدا کا دین ہے کیا اسے چھوڑ کر نجات و فلاح کا کوئی اور راستہ ڈھونڈتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ خدا کا دین چھوڑ کر کہیں ابدی نجات اور حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی آدمی کو سزاوار نہیں کہ اپنی خوشی اور شوق و رغبت سے اس خدا کی حکم داری اختیار کرے جسکے حکم تکوینی کے نیچے تمام آسمان و زمین کی چیزیں ہیں خواہ وہ حکم تکوینی ان کے ارادہ اور خوشی کے توسط سے ہو جیسے فرشتے اور فرمانبردار بندوں کی اطاعت میں یا بجبر و لاچاری سے جیسے عالم کا ذرہ ذرہ ان آثار و حوادث میں جن کا وقوع و ظہور بدون خرق کی مشیت و ارادہ کے ہوتا ہے حق تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کا تابع ہے ف سب کو آخر کار رب وہیں لوٹ کر جانا ہے تو عقلمند کو چاہئے کہ پہلے سے تیاری کر رکھے یہاں نافرمانیاں کیں تو وہاں کیا منہ دکھلائے گا۔ فوائد صفحہ ہذا ف یعنی جو کچھ جس زمانے میں خدا کی طرف سے اتارا یا کسی پیغمبر کو دیا گیا ہم بلا تفریق سب کو حق مانتے ہیں ایک مسلم فرمانبردار کا یہ وتیرہ نہیں کہ خدا کے بعض پیغمبروں کو مانے بعض کو نہ مانے گویا آخر میں وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ کہہ کر اسلام کی حقیقت بتلا دی اور آگاہ کر دیا کہ اسلام کسی نبی برحق اور کسی آسمانی کتاب کی تکذیب کا روادار نہیں اس کے نزدیک جس طرح قرآن کریم اور پیغمبر عربی صلعم کا نہ ماننا کفر ہے ایسے ہی کسی ایک نبی یا کتاب سماوی کا انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے بیشک پیغمبر آخر الزمان کی یہی شان ہونی چاہئے کہ وہ تمام پہلی کتابوں اور نبوتوں کا مصدق ہو اور اس طرح کی تمام اقوام کو جن کے پاس مقامی تدریجی ہادی آتے رہے تھے جامعیت کبریٰ کے سب سے بڑے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کا راستہ بتلائے (عثمانی) اسی قسم کی آیت پارہ الٓمّ کے آخر میں آ چکی ہے اس کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں ف یعنی جب خدا کا دین اسلام اپنی مکمل صورت میں آ پہنچا تو کوئی جھوٹا یا نامکمل دین قبول نہیں کیا جا سکتا۔ طلوع آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا محض لغو اور کھلی حماقت ہے مقامی نبوتوں اور ہدایتوں کا عہد گزر چکا۔ اب سب سے بڑی اور آخری اور عالمگیر نبوت و ہدایت سے ہی روشنی حاصل کرنی چاہئے گویہ ہی تمام روشنیوں کا خزانہ ہے جس میں پہلی تمام روشنیاں مدغم ہو چکی ہیں ف فانک شمس والملوک کواکب اذا طلعت لم یبدُ منہن کوکب ف یعنی ثواب و کامیابی سے قطعاً محروم ہے اس میں ادھر اشارہ کیا ہو گا کہ اس المال ہی کھو بیٹھا حق تعالیٰ نے جس صحیح

مُسْلِمُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ

اسی کے حکم پر ہیں اور جو کوئی چاہے سوا اسلام کی حکم برداری کے اور دین سو اس سے ہرگز

فرمانبردار ہیں ف اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول

مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا

قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے کیونکر راہ دے گا اللہ ایسے

نہ ہوگا ف اور وہ آخرت میں خراب ہے ف کیونکر راہ دے گا اللہ ایسے لوگوں کو

كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاۗءَھُمُ

لوگوں کو کہ منکر ہو گئے مان کر اور شاہد ہو چکے کہ رسول سچا ہے اور آ چکے

کہ کافر ہو گئے ایمان لا کر اور گواہی دے کر کہ بیشک رسول سچا ہے اور آئیں ان کے پاس

الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ

ان کو نشان اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے

نشانیاں روشن اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ف ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے

اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ

کہ ان پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی پڑے رہیں

کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی ف ہمیشہ رہیں گے

فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

اس میں نہ ہلکا ہو ان پر عذاب اور نہ ان کو فرصت ملے مگر جنہوں نے

اس میں ف نہ ہلکا ہوگا ان سے عذاب اور نہ ان کو فرصت ملے ف مگر جنہوں نے

تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ

توبہ کی اس کے بعد اور سنوار پکڑی تو البتہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے جو

توبہ کی اس کے اور بعد نیک کام کئے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ

لوگ منکر ہوئے مان کر پھر بڑھتے رہے انکار میں ہرگز قبول نہ ہوگی

جو لوگ منکر ہوئے مان کر پھر بڑھتے رہے انکار میں ہرگز قبول نہ ہوگی

تَوْبَتُھُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا

ان کی توبہ اور وہی ہیں راہ بھولے ف جو لوگ منکر ہوئے اور مر گئے

ان کی توبہ اور وہی ہیں گمراہ ف جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے

وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ

اور منکر ہی تو ہرگز قبول نہ ہوگا ایسے کسی سے زمین بھر کر سونا اگرچہ

کافر ہی تو ہرگز قبول نہ ہوگا کسی ایسے سے زمین بھر کر سونا ف اور

لَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝

بدلا دیوے یہ ان کو دکھ کی مار ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار

اگر چہ بدلا دیوے اس قدر سونا ان کو عذاب دردناک ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار ف

ع ۱۱ ۱۶

منزل ۱

فطرت پر پیدا کیا تھا اپنے سوء اختیار اور غلط کاری سے اسے بھی تباہ کر ڈالا ف جن لوگوں نے وضوح حق کے بعد جان بوجھ کر کفر اختیار کیا یعنی دل میں یقین رکھتے ہیں اور آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ملکہ اپنی خاص مجلسوں میں اقرار کرتے ہیں کہ بیشک یہ رسول سچا ہے اس کی حقانیت و صداقت کے روشن دلائل کھلے نشانات اور صاف بشارات ان کو پہنچ چکی ہیں اس پر بھی کبر و حسد و تعصب یا حب مال و جاہ اسلام قبول کرنے اور کفر و عدوان کے چھوڑنے سے مانع ہے جیسا کہ عموماً یہود و نصاریٰ کا حال تھا ایسے ہٹ دھرم، ضدی، معاندین کی نسبت کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ باوجود اس طرح کا رویہ قائم رکھنے کے خدا تعالیٰ ان کو نجات و فلاح اور اپنی خوشنودی کے راستے پر لے جائیگا یا جنت تک پہنچنے کی راہ دے گا اس کی عادت نہیں کہ ایسے بے انصاف متعصب ظالموں کو حقیقی کامیابی کی راہ دے جو لوگ ایمان لا کر اپنی بدبختی کو پیا اس کر لو جو کبھی معرفت و یقین کے درجہ سے بڑھ کر ایک مرتبہ مسلمان بھی ہو چکے تھے پھر مرتد ہو گئے یہ ان میں داخل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ اور بدبخت واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے ان سے بڑھ کر لعنت و نفرت ... (بقیہ صفحہ ۷۹ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جو چیز سے دل بہت لگا ہو اس کا خرچ کرنا زیادہ ہے اور ثواب ہر چیز میں ہے شاید یہود کے ذکر میں یہ آیت اس واسطے فرمائی کہ انکو اپنی ریاست بہت عزیز تھی جس کے واسطے نبی کے تابع نہ ہوتے تھے جبتک وہ چیز نہ چھوڑیں اللہ کی راہ میں درجہ ایمان نہ پاویں ف۲ یہود کہتے کہ تم کہتے ہو ہم ابراہیم کے دین پر ہیں اور ابراہیم کے گھرانے میں جو چیزیں حرام ہیں سو کھاتے ہو جیسے اونٹ کا گوشت اور دودھ اللہ نے فرمایا کہ جتنی چیزیں اب رگ کو کھاتے ہیں ابراہیم کے وقت حلال تھیں جبتک توریت نازل ہوئی توریت میں خاص بنی اسرائیل پر حرام ہوئی ہیں مگر ایک اونٹ توریت سے پہلے حضرت یعقوب نے اس کے کھانے سے قسم کھائی تھی انکی تبعیت سے انکی اولاد نے بھی چھوڑ دیا تھا اس قسم کا سبب یہ تھا کہ انکو ایک مرض ہوا تھا انہوں نے نذر کی کہ اگر میں صحت پاؤں تو جو میری بہت مرغوب چیز ہو وہ چھوڑ دوں انکو یہی گوشت بہت بھاتا تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا ف۳ یہ بھی یہود کا شبہ تھا کہ ابراہیم کا گھرانا ہمیشہ سے شام میں رہا اور بیت المقدس کو قبلہ رکھا اور تم مکے میں رہا اور کعبہ کو قبلہ کرو ... کیونکہ اس ابراہیم کے ... اللہ نے فرمایا کہ ابراہیم کے ہاتھ سے اول عبادت خانہ اللہ کے نام پر یہی بنا اور اس میں بزرگی کی نشانیاں اور خوارق ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں اصل مقام ابراہیم کا یہی ہے۔ از شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ... [illegible]

ربع

<table>
<tr><td colspan="2">لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا</td></tr>
<tr><td colspan="2">نہ پہنچو گے نیکی کی حد کو جب تک نہ خرچ کرو کچھ ایک جس سے محبت رکھتے ہو اور جو چیز خرچ کرو گے</td></tr>
<tr><td colspan="2">ہرگز نہ حاصل کرسکو گے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیزوں سے کچھ اور جو چیز خرچ</td></tr>
<tr><td colspan="2">مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ</td></tr>
<tr><td colspan="2">سو وہ اللہ کو معلوم ہے ف۱ سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو</td></tr>
<tr><td colspan="2">کروگے سو اللہ کو معلوم ہے ف۱ سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو</td></tr>
<tr><td colspan="2">اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ</td></tr>
<tr><td colspan="2">مگر جو حرام کرلی تھی اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونے سے پہلے</td></tr>
<tr><td colspan="2">مگر وہ جو حرام کرلی تھی اسرائیل نے اپنے اوپر توریت نازل ہونے سے پہلے ف۲</td></tr>
<tr><td colspan="2">قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ فَمَنِ</td></tr>
<tr><td colspan="2">تو کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر سچے ہو پھر جو کوئی</td></tr>
<tr><td colspan="2">تو کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر سچے ہو ف۳ پھر جو کوئی</td></tr>
<tr><td colspan="2">افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝</td></tr>
<tr><td colspan="2">باندھے اللہ پر جھوٹ اس کے بعد تو وہی ہیں بے انصاف ف۴</td></tr>
<tr><td colspan="2">جوڑے اللہ پر جھوٹ اس کے بعد تو وہی ہیں بڑے بے انصاف ف۱</td></tr>
<tr><td colspan="2">قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ</td></tr>
<tr><td colspan="2">تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا</td></tr>
<tr><td colspan="2">تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہو جاؤ دین ابراہیم کے جو ایک ہی کا ہو رہا تھا اور نہ تھا</td></tr>
<tr><td colspan="2">مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ</td></tr>
<tr><td colspan="2">شرک کرنے والا تحقیق پہلا گھر جو ٹھہرا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکے میں ہے</td></tr>
<tr><td colspan="2">شرک کرنے والا ف۲ بیشک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے ف۳</td></tr>
<tr><td colspan="2">مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬</td></tr>
<tr><td colspan="2">برکت والا اور نیک راہ جہان کے لوگوں کو اس میں نشانیاں ظاہر ہیں کھڑے ہونے کی جگہ ابراہیم کے</td></tr>
<tr><td colspan="2">برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کو اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے مقام ابراہیم</td></tr>
<tr><td colspan="2">وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ</td></tr>
<tr><td colspan="2">اور جو کوئی اس کے اندر آیا اسکو امن ملا اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی</td></tr>
<tr><td colspan="2">اور جو اس کے اندر آیا اسکو امن ملا ف۴ اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص</td></tr>
<tr><td colspan="2">اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝</td></tr>
<tr><td colspan="2">پاوے اس تک راہ اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ پروا نہیں رکھتا لوگوں کی ف۵</td></tr>
<tr><td colspan="2">قدرت رکھتا ہو اسکی طرف راہ چلنے کی اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پروا نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی ف۵</td></tr>
<tr><td colspan="2">قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى</td></tr>
<tr><td colspan="2">تو کہہ اے اہل کتاب کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور اللہ کے روبرو ہے</td></tr>
<tr><td colspan="2">تو کہہ اے اہل کتاب کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور اللہ کے روبرو ہے</td></tr>
</table>

... اللہ پر لعنت کرتے ہیں ... [illegible]

ف۶ ایسے سخت بے حیا مجرموں اور شدید ترین باغیوں کو کون بادشاہ معافی دے سکتا ہے؟ لیکن یہ اس غفور رحیم ہی کی بارگاہ ہے کہ اس قدر شدید جرائم اور بغاوت کے بعد بھی اگر مجرم نادم ہو کر سچے دل سے توبہ اور نیک چال چلن اختیار کرے تو سب گناہ یک قلم معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اللّٰھم اغفر ذنوبی انک انت غفور رحیم۔ ف۷ یعنی جو لوگ حق کو مان کر اور جان بوجھ کر منکر ہوئے پھر انکار میں ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ کفر سے بچنے کا نام نہ لیا، حق اور اہل حق کی عداوت ترک کی بلکہ حق پرستوں کے ساتھ بغض و عناد اور جنگ و جدل کرتے رہے، جب مرنے کا وقت آیا اور فرشتے جان نکالنے آئے ... ظاہر طور پر رسمی الفاظ توبہ کے کہہ دیے ... ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ... ف۸ یعنی دنیا کی طرح وہاں سونے چاندی کی رشوت ... فرض کرو ایک کافر کے پاس اگر اتنا ڈھیر سونے کا ہو جس سے ساری زمین بھر جائے اور وہ سب خرچ کر دے تو خدا کے یہاں اس کی ذرہ برابر وقعت نہیں نہ آخرت میں یہ عمل کچھ کام دے گا ... جو عمل روح ایمان سے خالی ہو ... آخرت کی ابدی زندگی میں کام نہیں دے سکتا ... اگر فرض کرو کافر کے پاس وہاں اتنا مال ہو اور خود اپنی رہائی کے درخواست کرے ... اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ ...

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ کسی چیز خرچ کی، کہاں خرچ کی ... جتنی محبوب اور پیاری چیز جس طرح کے مصرف میں جس قدر اخلاص و حسن نیت سے خرچ کرو گے اسی کے موافق خدا تعالیٰ کے یہاں سے بدلہ ملنے کی امید رکھو ... حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہوا ہے اس کا خرچ کرنا بڑا درجہ ہے یوں ثواب ہر چیز میں ہے۔ شاید یہود کے ذکر میں یہ آیت اس واسطے نازل فرمائی کہ انکو اپنی ریاست بہت عزیز تھی جس کے تلف ہونے کو نبی کے تابع نہ ہوتے تھے تو جب تک وہ بھی اللہ کے راستہ میں نہ چھوڑیں درجہ ایمان نہ پائیں گے۔ پہلی آیت سے یہ مناسبت ہوئی کہ وہاں کافر کا مال خرچ کرنا بیکار بتلایا تھا اب اس کے مقابل بتلا دیا کہ مومن جو خرچ کرے اس سے نیکی میں کمال حاصل ہوتا ہے۔ ف۲ یہود آنحضرت صلعم اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تم اپنے کو دین ابراہیم پر کیسے بتلاتے ہو جبکہ وہ چیزیں کھاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کے گھرانے پر حرام کی تھیں جیسے اونٹ کا گوشت اور دودھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جتنی چیزیں اب لوگ کھاتے ہیں سب ابراہیم کے وقت میں حلال تھیں جب تک تورات نازل ہوئی۔ بیشک تورات میں خاص بنی اسرائیل پر بعض چیزیں حرام ہوئی ہیں۔ مگر ایک اونٹ تورات سے پہلے حضرت اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے اسکے کھانے سے قسم کھائی تھی ... انکی اولاد نے بھی چھوڑ دیا تھا اور اس قسم کا سبب یہ تھا کہ یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا درد تھا، اسوقت نذر مانی کہ اگر صحت پاؤں تو جو چیز میری رغبت کی ہو اسے چھوڑ دوں گا۔ انکو یہی (اونٹ کا گوشت اور دودھ) بہت مرغوب تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا۔ اس قسم کی نذر جو تحریم حلال پر مشتمل ہو ہماری شریعت میں روا نہیں کما قال تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (تحریم۔ رکوع ۱) اگر کرلی تو توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔ (تنبیہ) پہلی آیت میں محبوب چیز کے خرچ کرنے کا ذکر تھا، اس آیت میں یعقوب کا ایک محبوب چیز کو چھوڑ دینا مذکور ہے۔ اس طرح دونوں آیتوں میں لطیف مناسبت ہوگئی۔ نیز ان آیات میں تنبیہ کیا گیا ہے کہ پہلی شرائع میں نسخ واقع ہوا ہے جو چیز ایک زمانہ میں حلال تھی بعد میں حرام ہوگئی۔ اگر اسی طرح اب شریعت محمدیہ اور شرائع سابقہ میں حلال و حرام کے اعتبار سے تفاوت ہو تو انکار و استبعاد کی کوئی وجہ نہیں۔ ف۳ یعنی اگر تم سچے ہو کہ یہ چیزیں ابراہیم کے زمانہ سے حرام تھیں تو لاؤ مستند خود اپنی مسلم کتاب تورات میں دکھلا دو۔ اگر اس میں بھی نہ نکلا تو تمہارے کاذب و مفتری ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے ... روایات ہیں کہ یہود اس پر ... مبہوت ہوگئے اور اس طرح نبی امی صلعم کی صداقت پر ایک اور دلیل قائم ہوگئی۔ ف۴ یعنی ایسی بے انصافی ہوگی اگر اس کے بعد بھی اپنی ہٹ کی ایک ٹانگ کا قصہ ہو کہ نہیں یہ چیزیں ابراہیم کے زمانہ سے حرام ہیں اور دین ابراہیم کے خلاف ہیں۔ ف۱ یعنی خدا تعالیٰ نے حلال و حرام کے متعلق نیز اسلام اور محمد صلعم کے باب میں جو سچی سچی اور کھری کھری باتیں تم کو سنا دیں جن کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا، اب چاہیے کہ تم بھی مسلمانوں کی طرح اصلی دین ابراہیم کی پیروی کرو اور اس اصول کا اتباع کرنے لگو جن میں سب سے بڑی چیز توحید خالص تھی ... یعنی جیسے کہ تم ... بت پرستی چھوڑ کر بیچے موحد مسلم بن جاؤ۔ ف۲ مسلمانوں کی اس دعوے پر کہ ہم سب سے زیادہ ابراہیم کے اشبہ و اقرب ہیں یہود کو یہ بھی اعتراض تھا کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد ... عراق چھوڑ کر شام کی ہجرت کی وہیں رہے ... بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو اپنا قبلہ بنا لیا ... سرزمین شام ... [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شبہوں کا جواب دے کر مسلمانوں کو فرمایا کہ ان کی بات مت سنو یہی طریق ہے تمہیں توشبہے سنتے سنتے اپنی راہ سے نکل جاؤ گے اب بھی ہر مسلمان کو چاہئے کہ شبہ والوں کی بات نہ سنے اسی میں دین کی سلامتی ہے اور جھگڑنے سے شبہے پڑتے ہیں۔ ف۲ ایک مجلس میں مسلمان تھے اور یہود بیٹھے، یہود نے مسلمانوں کو آپس میں لڑوادیا اور قریب ہوا کہ شمشیر چلے حضرت آپ وہاں پہنچے اور صلح کردی۔ ف۳ اوس اور خزرج کے لوگ دو فرقے تھے اسلام سے پہلے آپس میں لڑ چکے تھے اور دونوں طرف بہت لوگ مرے تھے اس وقت یہود نے دونوں کو وہی لڑائی یاد دلا کر غصہ دلایا حق تعالیٰ مسلمانوں کو خبردار کرتا ہے کہ تم ہشیار رہو اور آپس کا اتفاق غنیمت سمجھو اور یہود کی تحریک سے پھوٹ کر خراب نہ ہو ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

مَا تَعْمَلُوْنَ ۞ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ

جو کرتے ہو تو کہہ اے اہل کتاب کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے

جو تم کرتے ہو ف۱ تو کہہ اے اہل کتاب کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

ایمان لانے والے کو ڈھونڈتے ہو اس میں عیب اور تم خبر رکھتے ہو اور اللہ بے خبر نہیں

ایمان لانیوالوں کو کہ ڈھونڈتے ہو اس میں عیب اور تم خود جانتے ہو اور اللہ بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ

تمہارے کام سے اے ایمان والو اگر تم مانو گے بعضے

تمہارے کام سے ف۲ اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے بعضے

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۞ وَكَيْفَ

اہل کتاب کی بات تو پھر کر دیں گے تم کو ایمان لائے پیچھے منکر ف۱ اور تم کس طرح

اہل کتاب کا تو پھر کر دیں گے وہ تم کو ایمان لائے پیچھے کافر ف۳ اور تم کس طرح

تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ

منکر ہو اور تم پر پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں اس کا رسول ہے اور

کافر ہوتے ہو اور تم پر پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں اس کا رسول ہے اور

مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ ع ۱۰

جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو وہ پہنچا سیدھی راہ پر

جو کوئی مضبوط پکڑے اللہ کو تو اس کو ہدایت ہو گئی سیدھے رستہ کی ف۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہئے اس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہئے اس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر

مُّسْلِمُوْنَ ۞ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ

مسلمان اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور

مسلمان ف۲ اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو ف۳ اور

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ

یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں

یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب کہ تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ

اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے

اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی ف۴ اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے

فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۞

پھر تم کو خلاص کیا اس سے اسی طرح کھولتا ہے اللہ تم پر نشانیاں اپنی شاید تم راہ پاؤ ف۱

پھر تم کو اس سے نجات دی ف۵ اسی طرح کھولتا ہے اللہ تم پر آیتیں تاکہ تم راہ پاؤ ف۱

(بقیہ صفحہ ۹) ایک طرف بڑے بڑے ہو کر منہ سے دعویٰ کر سکتے ہو کہ ابراہیم و ملت ابراہیم سے تم کو زیادہ قرب ہے اسی مناسبت سے ... اس آیت میں ... کو بتلایا گیا کہ بیت المقدس وغیرہ مقامات مقدسہ تو بعد میں تعمیر ہوئے ہیں دنیا میں سب سے پہلا متبرک گھر جو لوگوں کی توجہ الی اللہ کیلئے مقرر کیا گیا اور ایک عبادت گاہ اور نشان ہدایت کے بنایا گیا وہ یہی کعبہ شریف ہے جو اس مبارک شہر مکہ معظمہ میں واقع ہوا ہے ف۲ حق تعالیٰ نے شروع سے اس گھر کو ظاہری و باطنی حسی و معنوی برکات سے معمور کیا اور سارے جہان کی ہدایت کا سرچشمہ ٹھہرایا ہے ... روئے زمین پر کسی مکان میں وہ برکت و ہدایت پائی جاتی ہے اسی بیت مقدس کا ایک عکس اور پرتو سمجھنا چاہئے یہیں سے رسول الثقلین کو اٹھایا مناسک حج ادا کرنے کیلئے سارے جہان کو اسی کی طرف دعوت دی گئی ... جب اسلام کے پیرو ان کو مشرق و مغرب میں اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا، ایک طواف کرنے والوں پر عجیب و غریب برکات و انوار کا افاضہ فرمایا انبیاء سابقین بھی حج ادا کرنے کیلئے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شہر کے پہلو میں ... اور طرح طرح کی ظاہر و باہر نشانیاں قدرت نے بیت اللہ کی برکت سے اس سرزمین میں رکھ دیں۔ اسی لئے ہر زمانہ میں مختلف مذاہب والے اس کی غیر معمولی تعظیم و احترام کرتے رہے اور ہمیشہ وہاں داخل ہونے والے کو مامون سمجھا گیا اسکے پاس مقام ابراہیم کی موجودگی پتہ دے رہی ہے کہ یہاں ابراہیمؑ کے قدم آئے ہیں اور اسکی تاریخ جو تمام عرب کے نزدیک بلا نکیر مسلم چلی آرہی ہے جتلاتی ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا تھا اور خدا کی قدرت سے اس پتھر میں ابراہیمؑ کے قدم کا نشان پڑ گیا تھا جو آج تک محفوظ چلا آتا ہے گویا علاوہ تاریخی روایات کے اس مقدس پتھر کا وجود ایک ٹھوس دلیل اس کی ہے کہ یہ گھر طوفان نوح کی تباہی کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے پاک ہاتھوں سے تعمیر ہوا جن کی مدد کیلئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شریک کار رہے جیسا کہ پارہ الم کے آخر میں گذر چکا ف۳ اس پاک گھر میں جمال خداوندی کی کوئی خاص تجلی ہے جسکی وجہ سے ادائے حج کیلئے اسے مخصوص کیا گیا کیونکہ حج ایک ایسی عبادت ہے جسکی مراد اس جمیل مطلق اور محبوب برحق کے عشق و محبت کے جذبہ کا اظہار کرنا ہے لیس ضروری ہے کہ جسے اسکی محبت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیار محبوب میں حاضری دے اور دیوانہ وار وہاں کا چکر لگائے (اس مضمون کو حضرت مولانا محمد قاسم قدس اللہ سرہٗ نے "قبلہ نما" میں بڑی شرح و بسط سے لکھا ہے) جو مدعی محبت اسی تکلیف اٹھانے سے بھی انکار کرے سمجھ لو کہ جھوٹا عاشق ہے۔ اختیار ہے جہاں چاہے جائے گویا اپنا نقصان خود کرتا ہے اور محروم رہیگا اس محبوب حقیقی کو کسی کی کیا پرواہ ہے کوئی یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اسکا کیا بگڑتا ہے (احکام حج کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھنی چاہئے)

۱۰
ع ۱۰
۱

فوائد صفحہ ہذا ف۱ پہلے سے خطاب یہود و نصاریٰ کو کیا جا رہا تھا، درمیان میں انکے بعض شبہات کا جواب دیا گیا یہاں سے پھر ان کو تنبیہ و توبیخ کی گئی یعنی حق واضح آنکے واضح دلائل اور قرآن کریم کی سچی باتیں سننے کے بعد بھی تسلیم نہیں کیا بلکہ اپنے کتاب کے برخلاف کلام اللہ اور اسکے لانے والے کے انکار پر ڈٹے رہے اور کیا تمہاری سب ... خدا کے سامنے ہیں تمہاری نیتوں اور تدبیروں کو وہ خوب جانتا ہے جو وقت پر تمہاری رتی رتی کا حساب لیکر چھوڑیگا ف۲ یعنی نہ صرف یہ کہ خود ایمانی سعادت حاصل کرنے سے محروم ہو دوسروں کو بھی چاہتے ہو کہ اللہ کے راستہ سے روک دو اور جو سعید روحیں مشرف بایمان ہو چکی ہیں انکو اسلام کے فرضی عیب بتلا کر دین اسلام سے واپس لے آؤ۔ پھر یہ حرکتیں محض جہل و بیخبری سے نہیں کرتے بلکہ سمجھ بوجھ کر سیدھی باتوں کو ٹیڑھا ثابت کرنے کی فکر میں رہتے ہو، تمہارے اس شر سے خدا بیخبر نہیں، مناسب وقت پر اسکی سزا دیگا ف۳ پہلے اہل کتاب کو ڈانٹا تھا کہ ایمان والوں کو کیوں گمراہ کرتے ہو، یہاں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ تم ان مفسدین کے بہکاوے میں نہ آنا۔ اگر ان کے اشاروں پر چلو گے تو اندیشہ ہے کہ آہستہ آہستہ نور ایمان سے نکل کر کفر کی تاریکیوں میں دوبارہ نہ جا گرو ف۴ یعنی بہت بعید ہے کہ وہ قوم ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف جائے یا کافروں جیسے کام کرنے لگے جن کے درمیان خدا کا عظیم الشان پیغمبر جلوہ افروز ہو جو شب و روز ان کو اللہ کا منور کلام اور اسکی تازہ بتازہ آیتیں پڑھ کر سناتا رہتا ہو... اس لئے وہ ہر طرف سے قطع نظر کر کے ایک خدا کو مضبوط پکڑ لیتا اور اسی پر دل سے اعتماد و توکل کیا اسے کوئی طاقت کامیابی کے سیدھے رستے سے ادھر ادھر نہیں ہٹا سکتی (تنبیہ) انصار مدینہ کے دو خاندانوں اوس و خزرج کے باہم اسلام سے قبل سخت عداوت اور دشمنی تھی، تھوڑی تھوڑی باتوں پر لڑائی اور خونریزی کا بازار گرم ہو جاتا تھا جو برسوں تک سرد نہ

منزل ۱

ہوتا تھا۔ چنانچہ "بعاث" کی مشہور جنگ ایک سو بیس سال تک جاری رہی آخر پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت پر ان کی قسمت کا ستارہ چمکا اور اسلام کی تعلیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے دونوں قبیلوں کو جو صدیوں سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہتے تھے شیر و شکر کر دیا اور دونوں مضبوط برادرانہ تعلقات قائم کر دیئے۔ یہود مدینہ کو ان دونوں حریف خاندانوں کا اس طرح مل بیٹھنا اور متفقہ طاقت سے اسلام کی خدمت و حمایت کرنا ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ ایک مرتبہ یہودی شماس بن قیس نے کسی فتنہ پرداز شخص کو بھیجا کہ جس مجلس میں دونوں خاندان جمع ہوں جا کر کسی ترکیب سے بعاث کی لڑائی کا ذکر چھیڑ دے چنانچہ اس نے مناسب موقع پا کر بعاث کی یا تازہ کرتے ہوئے اشعار سنانے شروع کر دیئے۔ اشعار کا سننا تھا کہ ایک مرتبہ پھر ... جاہلیت کی تلواریں ... [illegible] ... جاہلیت کی تاریکیوں کو دور کر کے ... [illegible] ... بحال کر کے ... [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف سلوم ہوا کر مسلمانوں میں فرض ہے ایک جماعت قائم رہے جہاد کرنے کو اور دین کی باتوں کا تقید رکھنے کو تا دین کے خلاف کوئی نہ کرے اور جو اس کام پر قائم رہیں وہی کامیاب ہیں اور یہ کہ کوئی کسی سے تفرقہ نہ کرے جیسے یہود نصاریٰ بدین ہوئے یہ راہ مسلمانی کی نہیں ف۲ معلوم ہوا کر سیاہ منہ اُن کے ہیں جو مسلمانی میں کفر کرتے ہیں یعنی منہ سے کلمہ اسلام کہتے ہیں اور عقیدہ خلاف اسلام رکھتے ہیں سب فرقے گمراہ یہی حکم رکھتے ہیں ف۳ یعنی جہاد اور امر معروف کا جو حکم فرمایا ظلم نہیں خلق پر اس میں انکی تربیت ہے۔ ف۴ یعنی جہاد میں خلق کی جان و مال تلف ہو تو مالک کے حکم سے ہے سب چیز مال اللہ کا ہے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

(بقیہ فوائد صفحہ ۸۰) اس قصہ کے متعلق یہ کئی آیتیں نازل ہوئیں۔ ف۳ یعنی ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر خدا کا ہونا چاہیے کہ اپنے مقدور بھر پرہیزگاری و تقویٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور ہمیشہ اُس سے استقامت کا طالب رہے۔ شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستہ سے ڈگمگا دیں لہٰذا چاہیے کہ انہیں مایوس کر دو اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمانی کے خلاف نہ کرو۔ تمہارا جینا اور مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہیے ف۴ یعنی سب مل کر قرآن کو مضبوط تھامے رہو جو خدا کی مضبوط رسی ہے۔ یہ رسی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے۔ اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہو گے کوئی شیطان شرانگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابل اختلال ہو جائیگی۔ قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم حیات تازہ حاصل کرتی ہے۔ لیکن تمسک بالقرآن کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن پاک کو اپنی آراء و اہواء کا تختۂ مشق بنایا جائے بلکہ قرآن کریم کا مطلب وہ ہی معتبر ہوگا جو احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو ف۵ یعنی مدتوں کی عداوتیں اور کینے نکال کر خدا نے نبی کریم صلعم کی برکت سے تمکو بھائی بھائی بنا دیا جس سے تمہارا دین اور دنیا دونوں درست ہوئے اور ایسی ساکھ قائم ہو گئی جسے دیکھ کر تمہارے دشمن مرعوب ہوتے ہیں یہ برادرانہ اتحاد خدا کی اتنی بڑی نعمت ہے جو روئے زمین کا خزانہ خرچ کر کے بھی میسر نہ آسکتی تھی۔ ف۶ یعنی کفر و عصیان کی بدولت دوزخ کے بالکل کنارے پر کھڑے تھے کہ موت آئی اور اسمیں گرے۔ خدا نے تمہارا ہاتھ پکڑ کر اُس سے بچایا اور نبی کریم صلعم کے ذریعہ سے ایمان و ایقان کی روشنی سینوں میں ڈالی۔ حق تعالیٰ کے اِن عظیم الشان دینی و دنیوی احسانات کو یاد رکھو گے تو کبھی گمراہی کی طرف واپس نہ جاؤ گے ف۷ یعنی یہ باتیں اسقدر کھول کھول کر سنانے سے مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ ٹھیک راستہ پر چلتے رہو۔ ایسی مہلک و خطرناک غلطی کا پھر اعادہ نہ کرو اور کسی شیطانی اغوا سے استقامت کی راہ نہ چھوڑو۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی تقویٰ، اعتصام بحبل اللہ، اتحاد و اتفاق قومی زندگی، اسلامی مواخات یہ سب چیزیں اُسوقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کیلئے قائم رہے۔ اُس کا وظیفہ یہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن و سنت کیطرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست یا برائیوں میں مبتلا دیکھے اُسوقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہ ہی حضرات کر سکتے ہیں جو معروف و منکر کا علم رکھتے اور قرآن و سنت سے باخبر ہوں نیز ساتھ ہی ہوشمند اور موقع شناس ہوں، ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کر دے یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث کا موجب ہو جائے یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کے موقع پر نرمی برتنے لگے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں میں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا گیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو۔ حدیث میں ہے کہ جب لوگ منکرات میں پھنس جائیں اور کوئی روکنے والا نہ ہو تو عام عذاب آنے کا اندیشہ ہے۔ باقی یہ کہ کن احوال و اوقات میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک میں آدمی معذور سمجھا جا سکتا ہے اور کن مواقع میں واجب یا مستحب ہے اسکی تفصیل کا یہ موقع نہیں ابوبکر رازی نے "احکام القرآن" میں اس پر نہایت مبسوط کلام کیا ہے۔ فلیراجع ف۲ یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح مت ہو جو خدا تعالیٰ کے صاف احکام پہنچنے کے بعد محض اوہام و اہواء کی پیروی کر کے اصول شرائع میں متفرق اور فروع میں مختلف ہو گئے۔ آخر فرقہ بندیوں نے اُن کے مذہب و قومیت کو تباہ کر ڈالا اور سب کے سب عذاب الٰہی کے نیچے آگئے (تنبیہ) اس آیت سے اُن اختلافات اور فرقہ بندیوں کا مذموم و مہلک ہونا معلوم ہوا جو شریعت کے صاف احکام پر مطلع ہونے کے بعد پیدا کئے جائیں۔ افسوس ہے کہ آج مسلمان کہلانے والوں میں بھی سینکڑوں فرقے شریعت اسلامیہ کے صاف و صریح اور مسلّم و محکم اصول سے الگ ہو کر اور ان میں اختلاف ڈالکر اس عذاب کے نیچے آئے ہوئے ہیں تاہم اسی طوفان بے تمیزی میں اللہ و رسول کے وعدہ کے موافق ایک عظیم الشان جماعت بحمد اللہ خدا کی رسی کو مضبوط تھامے ہوئے ما انا علیہ و اصحابی کے مسلک پر قائم ہے اور تا قیام قیامت قائم رہیگی باقی فروعی اختلافات جو صحابہ رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین میں ہوئے ہیں انکو آیت ماخوذ سے کوئی تعلق نہیں اس فروعی اختلاف کے اسباب پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے اپنی تصانیف میں کافی و شافی بحث کی ہے ف۳ یعنی بعضوں کے چہرہ پر ایمان و تقویٰ کا نور چمکتا ہوگا اور عزت و وقار کیساتھ شاداں و فرحاں نظر آئیں گے۔ انکے برخلاف بعضوں کے منہ کفر و نفاق یا فسق و فجور کی سیاہی سے کالے ہونگے، صورت سے ذلت و رسوائی ٹپک رہی ہوگی گویا ہر ایک کا ظاہر باطن کا آئینہ بن جائیگا ف۴ یہ الفاظ مرتدین، منافقین، اہل کتاب، عام کفار یا مبتدعین و فساق فجار سب کے حق میں کہے جا سکتے ہیں "مرتد" تو اُسی کو کہتے ہیں جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے: "منافق" زبان سے اقرار کر لینے کے بعد دل سے کافر رہتا ہے۔ "اہل کتاب" اپنے نبیوں اور کتابوں پر ایمان لانے کے مدعی ہیں جنکا مطلب یہ ہے کہ اُنکی سب بشارتوں کو جو نبی کریم کے متعلق دی گئی تھیں تسلیم کریں اور اُنکی ہدایات کے موافق حضور پر ایمان لائیں مگر وہ انکار میں سب سے آگے رہتے ہیں گویا اپنے نبی اور کتاب پر ایمان لانے کے بعد کافر بن رہے ہیں۔ مبتدعین کا دعوی زبان سے یہ ہوتا ہے کہ ہم قرآن و سنت کے متبع ہیں اور نبی کریم پر ایمان رکھتے ہیں مگر اسکے بعد بہت سی بے اصل اور باطل چیزیں دین میں شامل کر کے یا بعض ضروریات دین کا انکار کر کے اصل دین سے نکل جاتے ہیں، اس طرح وہ بھی [illegible] ایمان کے بعد کفر کے مخاطب ہوئے۔ رہے فساق جنکا عقیدہ صحیح ہو۔ اگر ان سے یہ خطاب ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ ایمان لانے کے بعد کافروں جیسے عمل کیوں کئے گویا کفر سے عملی کفر مراد ہوگا اور اگر عام کفار کے حق میں یہ خطاب مانا جائے تو یہ حاصل ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے سب کو دین فطرت پر پیدا کیا اُس فطرت ایمانی کو ضائع کر کے کافر کیوں بنے۔ باقی سیاق آیات سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کفر سے کفر فعلی یعنی اختلاف و تفریق مذموم مراد ہو۔ واللہ اعلم ف۵ یعنی جنت میں [illegible] ہر قسم کی رحمت کے سامان کئے گئے ہیں ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد [illegible] اور وہ ہی جگہ ہے جہاں [illegible] محض ستانا اور دق کرنا ہو (بقیہ صفحہ ۸۲)

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے پسند بات کو

اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا

وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۞ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ

اور منع کرتی رہے ناپسند سے اور وہی پہونچے مراد کو ف اور مت ہوؤ ان کی طرح

اور منع کرتی رہے برائی سے اور وہی پہنچے اپنی مراد کو ف۱ اور مت ہو ان کی طرح جو

تَفَرَّقُوۡا وَاخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ

جو پھوٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے اُن کو صاف حکم اور اُن کے واسطے

متفرق ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ پہنچ چکے اُن کو حکم صاف اور اُن کو

عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۞ يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ‌ ۚ فَاَمَّا

بڑا عذاب ہے جس دن سفید ہوں گے بعضے منہ اور سیاہ ہونگے بعضے منہ سو وہ

بڑا عذاب ہے ف۲ جس دن کہ سفید ہونگے بعضے منہ اور سیاہ ہونگے بعضے منہ ف۳ سو وہ

الَّذِيۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ

جو سیاہ ہوئے اُنکے منہ آیا تم کافر ہو گئے ایمان میں آکر اب چکھو عذاب

لوگ کہ سیاہ ہوئے منہ اُن کے اُن سے کہا جائیگا کیا تم کافر ہو گئے ایمان لاکر ف۴ اب چکھو عذاب

بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ۞ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ ابۡيَضَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ فَفِىۡ رَحۡمَةِ

بدلا اُس کفر کرنے کا اور وہ جن سفید ہوئے اُنکے منہ سو رحمت میں ہیں

بدلا اُس کفر کرنے کا اور وہ لوگ کہ سفید ہوئے منہ اُنکے سو رحمت میں ہیں

اللّٰهِ‌ؕ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۞ تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَـقِّ‌ؕ

اللہ کی وہ اُس میں رہ پڑے ف۱ یہ حکم ہیں اللہ کے ہم سُناتے ہیں تجھ کو تحقیق

اللہ کی وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے ف۵ یہ حکم ہیں اللہ کے ہم سُناتے ہیں تجھ کو ٹھیک ٹھیک

وَمَا اللّٰهُ يُرِيۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۞ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

اور اللہ نہیں چاہتا ظلم جہان والوں پر ف۳ اور اللہ کا مال ہے جو کچھ ہے آسمان اور

اور اللہ ظلم کرنا نہیں چاہتا خلقت پر ف۶ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے

الۡاَرۡضِ‌ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ۞ كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ

زمین میں اور اللہ تک رجوع ہے ہر کام کی ف۴ تم ہو بہتر سب اُمتوں سے جو پیدا ہوئی ہیں

زمین میں اور اللہ کی طرف رجوع ہے ہر کام کا ف۷ تم ہو بہتر سب اُمتوں سے جو بھیجی گئی

لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ

لوگوں میں حکم کرتے ہو اچھی بات کا اور منع کرتے ہو بُری بات سے اور ایمان لاتے ہو

عالم میں ف۸ حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو بُرے کاموں سے ف۹ اور ایمان لاتے ہو

بِاللّٰهِ‌ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ لَڪَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ‌ؕ مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ

اللہ پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو اُن کو بہتر تھا کوئی ہیں اُن میں ایمان پر

اللہ پر ف۱۰ اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو اُن کے لئے بہتر تھا کچھ تو اُن میں سے ہیں ایمان پر

۱۱۰

ع ۲/۱۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

اور اکثر وہ بے حکم ہیں ف وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے مگر ستانا اور اگر تم سے لڑیں گے

اور اکثر ان میں نافرمان ہیں ف وہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا مگر ستانا زبان سے اور اگر تم سے لڑیں گے

يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ

تم سے پیٹھ دیں گے پھر اُن کو مدد نہ ہوگی ماری گئی ہے اُن پر ذلت

تو پیٹھ دے جائیں گے پھر اُن کی مدد نہ ہوگی ف ماری گئی اُن پر ذلت

اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ

جہاں دیکھئے سوائے دست آویز اللہ کے اور دست آویز لوگوں کے اور کما لائے

جہاں دیکھے جائیں سوائے دست آویز اللہ کے اور دست آویز لوگوں کے ف اور کمایا انہوں

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا

غصہ اللہ کا اور ماری گئی اُن پر محتاجی یہ اس واسطے کہ وہ

نے غصہ اللہ کا اور لازم کردی گئی اُنکے اوپر حاجتمندی یہ اس واسطے کہ وہ انکار

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ

منکر رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے نبیوں کو ناحق یہ

کرتے رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے ہیں پیغمبروں کو ناحق یہ

بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

اس سے کہ بے حکم ہوئے اور حد سے بڑھتے ہیں ف وہ سب برابر نہیں اہل کتاب میں

اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور حد سے نکل گئے ف وہ سب برابر نہیں اہل کتاب میں

اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○

ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدہ کرتے ہیں

ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدے کرتے ہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

یقین لاتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر اور حکم کرتے ہیں پسند بات کو اور

ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں اچھی بات کا اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ

منع کرتے ہیں ناپسند سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں پر اور وہ لوگ

منع کرتے ہیں بُرے کاموں سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں پر اور وہی لوگ

الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ

نیک بختوں میں ہیں اور جو کریں گے نیک کام سو نا قبول نہ ہوگا اور اللہ کو

نیک بخت ہیں ف اور جو کچھ کریں گے وہ لوگ نیک کام اس کی ہرگز ناقدری نہ ہوگی ف اور اللہ کو

عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ

خبر ہے پرہیزگاروں کی ف وہ لوگ جو منکر ہیں اُن کے کام نہ آویں گے اُن کے مال

خبر ہے پرہیزگاروں کی ف وہ لوگ جو کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے اُن کو اُن کے مال

موضح قرآن ف یہ اُمت سب اُمت سے بہتر ہے اسی دو صفت سے امر معروف یعنی جہاد اور ایمان یعنی توحید کا عقیدہ اس قدر اور دین میں نہیں ہے ف سوائے دستاویز یہود دنیا میں کہیں اپنی حکومت سے نہیں رہتے بغیر دستاویز اللہ کے کہ بعضی رئیس، توریت کی عمل میں لاتے ہیں اسکے طفیل سے پڑے ہیں اور بغیر دستاویز لوگوں کے یعنی کسی کی رعیت ہیں اسکی پناہ میں پڑے ہیں۔ ف یہود میں پانچ سات آدمی حق پرست تھے وہ مسلمان ہوگئے ان کے سردار عبداللہ بن سلام تھے حق تعالیٰ ہر جگہ اہل کتاب کی مذمت میں سے اُن کو نکال لیتا ہے یہ بھی انہیں کا مذکور تھا۔ ——— (از شاہ عبدالقادر صاحبؒ)

(بقیہ فوائد صفحہ ۸۱) یا محض رحمت پر عذاب کرینگے یا تھوڑی سزا کی جگہ زائد سزا جاری کرے یا کسی کی ادنیٰ ترین نیکی کا صلہ نہ دے وغیرہ ذلک۔ خوب سمجھ لو اُسکا جو حکم ہو خالص بندوں کی تربیت کیلئے اور جو معاملہ کسی کے ساتھ ہے عین حکمت و مصلحت کے موافق ہے۔ ف جب ہر چیز اللہ کی مملوک و مخلوق اور ہر کام کا انجام اُسی کے ہاتھ میں ہے تو ظلم کیونکر اور کس لئے کیا جائیگا۔ ف گزشتہ رکوع کے شروع میں فرمایا تھا یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ الخ درمیان میں اُسی کے مناسب کچھ اوامر و نواہی اور وعدہ وعید آگئی یہاں سے پھر اسی اول مضمون کی تکمیل کیجاتی ہے یعنی اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے تم کو تمام اُمتوں میں بہترین اُمت قرار دیا ہے۔ اسکے علم ازلی میں پہلے سے یہی مقدر ہو چکا تھا جس کی خبر بعض انبیائے سابقین کو بھی دیدی گئی تھی کہ جس طرح نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلعم تمام نبیوں سے افضل ہونگے آپ کی اُمت بھی جملہ اُمم و اقوام پر گوئے سبقت لیجائیگی کیونکہ اسکو سب سے اشرف و اکرم پیغمبر نصیب ہوگا اور اتم و اکمل شریعت ملیگی۔ علوم و معارف کے دروازے اُس پر کھول دیئے جائینگے۔ ایمان وعمل و تقویٰ کی تمام شاخیں اُنکی محنت اور قربانیوں سے سرسبز و شاداب ہونگی وہ کسی خاص قوم و نسب یا مخصوص ملک و اقلیم میں محصور نہ ہوگی بلکہ اُس کا دائرۂ عمل سارے عالم کو اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہوگا۔ گویا اُسکا وجود ہی اس لئے ہوگا کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہانتک ممکن ہو انہیں جنت کے دروازوں پر لاکر کھڑا کردے۔ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

تنبیہ: اس سورت کے نویں رکوع میں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ سے نبی کریم کی اعلیٰ و جامعیت کبریٰ کا بیان ہوا تھا۔ دسویں رکوع میں اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ سے اس اُمت کے قبلہ کی برتری دکھلائی گئی۔ گیارھویں رکوع میں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا الخ سے اس اُمت کی کتاب و شریعت کی مضبوطی کا اظہار فرمایا۔ اب یہاں بارھویں رکوع کے آغاز سے خود اُمت مرحومہ کی افضلیت و عظمت کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ ف "منکر" (بُرے کاموں) میں کفر، شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق و فجور اور ہر قسم کی بد اخلاقی اور نامعقول باتیں شامل ہیں۔ ان سے روکنا بھی کئی طرح ہوگا۔ کبھی زبان سے، کبھی ہاتھ سے، کبھی قلم سے، کبھی تلوار سے۔ غرض ہر قسم کا جہاد اس میں داخل ہوگیا۔ یہ صفت جس قدر عموم و اہتمام سے اُمت محمدیہ میں پائی گئی، پہلی اُمتوں میں اُسکی نظیر نہیں ملتی۔ ف اللہ پر ایمان لانے میں اُس کی توحید پر، اُس کے رسولوں پر اور کتابوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ توحید خالص و کامل کا جتنا شیوع اور اہتمام کسی اُمت میں نہیں رہا جو بحمد اللہ اس اُمت میں رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص تم میں سے چاہتا ہے کہ اس اُمت (خیر الامم) میں شامل ہو جائے، اللہ کی شرط پوری کرے یعنی امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ایمان باللہ جس کا حاصل ہے خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرنا جو شان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی تھی۔

فوائد صفحہ ہذا: ف یعنی اہل کتاب اگر ایمان لاتے تو وہ بھی اس خیر الامم میں شامل ہو سکتے تھے جس سے دنیا میں عزت بڑھتی اور آخرت میں دوہرا اجر ملتا مگر افسوس ہے اُن میں سے چند افراد کے سوا (مثلاً عبداللہ بن سلام یا نجاشی وغیرہ) کسی نے حق کو قبول نہ کیا، باوجود وضوح حق کے نافرمانی ہی پر اڑے رہے۔ ف یعنی اگر اکثر نافرمان ہیں تو بہت ہوں، تم کو انکی اکثریت یا مادی ساز و سامان سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں (اے خیر الامم!) خدا کا وعدہ ہے کہ یہ شیطانی لشکر تمہارا کچھ بگاڑ نہ سکے گا، بشرطیکہ تم اپنے کو خیر الامم ثابت کر دو۔ بس یہ اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ زبان سے گالی دیں اور نامردوں کی طرح تمکو برا بھلا کہتے پھریں، یا کوئی چھوٹی موٹی عارضی تکلیف پہنچا دیں، باقی تم پر غالب و مسلط ہو جائیں یا کوئی بڑا قومی نقصان پہنچا سکیں، یہ کبھی نہ ہوگا۔ اگر لڑائی میں تمہارے مقابلہ پر آئے تو پیٹھ دے کر بھاگیں گے اور کسی طرف سے اُن کو مدد نہ پہنچے گی جو اُنکی ہزیمت کو روک سکے۔ یہ پیشینگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد میں اہل کتاب کا یہی حشر ہوا۔ اسلام اور مسلمانوں کی تباہی کیلئے اُنہوں نے ایڑی چوٹی کا زور خرچ کر دیا مگر بال بیکا نہ کر سکے، جہاں مقابلہ ہوا ٹڈی دل کی طرح بھاگے۔ ہر موقع پر خدا کی نصرت و امداد خیر الامم کے شامل حال رہی اور دشمن بدحواسی اور بیکسی کی حالت میں مقہور و مخذول ہو کر بھاگے یا قید ہوئے یا رعیت بن کر رہے یا جہنم میں پہنچ گئے۔ فللہ الحمد والمنہ۔ ف یہ آیتیں اہل کتاب میں سے خاص یہود کے متعلق معلوم ہوتی ہیں جیسا کہ سیاق کلام اور قرآن کی دوسری آیات سے ظاہر ہے۔ یعنی یہود پر ہمیشہ کیلئے ذلت کی مہر کر دی گئی، یہ بدبخت جہاں کہیں پائے جائیں، ذلت کا نقش اُن سے محو نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی یہود بھی آزادی و خود مختاری سے اپنے جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے کیونکہ اُنکی آزاد حکومت کسی جگہ نہیں مگر سوائے دستاویز اللہ کے، یعنی بعض بچے کچھے جو توراۃ کی عمل میں لاتے ہیں اسکے طفیل سے پڑے ہیں اور سوائے دستاویز لوگوں کے، یعنی کسی کی رعیت ہیں اسکی پناہ میں پڑے ہیں (کذا فی الموضح) بعض مفسرین نے "حبل من اللہ" و "حبل من الناس" سے اللہ کا ذمہ اور مسلمانوں کا عہد مراد لیا ہے یعنی بجز اسکے کہ مسلمانوں سے عہد کرکے اور ذمی بن کر امن میں آجائیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حبل من اللہ سے اسلام مراد ہے یعنی اسلام لا کر اس ذلت سے نکل سکتے ہیں یا معاہدہ کر کے ابھی جان و مال کی طرف سے مامون کر دیتا ہے واللہ اعلم ف یعنی نافرمانی کر کے حد سے نکل گئے جسکا انتہائی اثر یہ تھا کہ اللہ کی صریح آیتوں کے انکار اور معصوم پیغمبروں کے قتل پر آمادہ ہوگئے۔ اسی مضمون کی آیت بقرہ پارہ "الم" میں گذر چکی ہے۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کیے جائیں۔ ف یعنی سب اہل کتاب کا حال یکساں نہیں، اتنے بُروں میں کچھ اچھے بھی ہیں۔ انہی مسخ اشقیاء کے درمیان چند سعید روحیں ہیں جنکو حق تعالیٰ نے قبول حق کی توفیق دی اور اسلام کی آغوش میں آگئے اور جادۂ حق پر ایسے مستقیم ہوگئے کہ کوئی طاقت ہلا نہیں سکتی۔ وہ رات کی تاریکی میں میٹھی نیند اور آرام چھوڑ کر خدا کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اس کے سامنے خضوع و تذلل اختیار کرتے ہیں، جبیں نیاز زمین پر رکھتے ہیں، نماز میں اُسکا کلام پڑھتے ہیں۔ [illegible]

منزل ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی جو مال خرچ کیا اور اللہ کی رضا پر نہ دیا آخرت میں وہ دیا نہ دیا برابر ہے ف۲ یعنی مسلمانوں کو کافروں سے دوستی نہ کرنی چاہئے وہ ہر طرح دشمن ہیں ـــــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

(بقیہ فوائد صفحہ ۸۲) مَوۡتَتِبَیَّنَ بِمَا صَبَرُوۡا (قصص رکوع ۶) اور حدیث صحیح میں نبی کریم صلعم نے اسکی تشریح فرمادی ف اسی لئے جب یہود کی برائیوں کا ذکر کیا تو حق تعالیٰ ان پرہیزگاروں کو مستثنیٰ کر دیا تاکہ اور پرہیزگاری کے موافق دنیا و آخرت میں انکے ساتھ معاملہ بھی بالکل ممتاز کیا جائے گا۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف صالحین و متقین کے بالمقابل بیان کافروں کا حال و انجام ذکر فرماتے ہیں پہلے فرمایا تھا وَمَا يَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلَنۡ يُّكۡفَرُوۡهُ یعنی مومنین کی ادنیٰ ترین نیکی بھی کام آئے گی، انکے کسی بھلے کام کی بے قدری نہیں کیجائے گی۔ اسکے برخلاف کافر جو کچھ مال و قوت دنیا میں خرچ کرے خواہ اپنے نزدیک بڑا ثواب اور خیرات کا کام سمجھ کر کرتا ہو آخرت میں اُسکی کوئی قدر و قیمت اور پرسش نہیں کیونکر ایمان و معرفت صحیحہ کی روح نہ ہونے سے اسکا ہر ایک عمل بیجان اور مردہ ہے۔ اس کی جزا بھی ایسی ہی فانی و زائل، اس دار فانی میں مل رہے گی۔ عمل کی ابدی حفاظت کرنیوالی چیز ایمان و ایقان ہو اسکے بدون عمل کی مثال ایسی سمجھو جیسے کسی شریر ظالم نے کھیتی یا باغ لگایا اور اُسکو برف پالے سے بچانے کا کوئی انتظام نہ کیا چند روز اُسکی سرسبزی و شادابی کو دیکھ کر خوش ہوتا اور بہت کچھ امیدیں باندھتا رہا۔ یکایک اُس کی شرارت و بدبختی سے سرد ہوا چلی برف پالا اسقدر گرا کہ ایکدم میں ساری لہلہاتی کھیتی جلا کر رکھ دی آخر اپنی کلی تباہی و بربادی پر کف افسوس ملتا رہ گیا۔ نہ اُمیدیں پوری ہوئیں نہ احتیاج کے وقت اُس کی پیداوار سے منتفع ہوا اور جو نکہ یہ تباہی ظلم و شرارت کی سزا تھی اسلئے اس مصیبت پر کوئی اجر اُخروی بھی نہ ملا جیسا کہ مومنین کو ملتا ہے بعینہ یہ مثال اُن کفار کی ہے جو کفر و شرک پر قائم رہتے ہوئے اپنے خیال میں بہت کچھ خیرات کرتے ہیں باقی وہ بدبخت جن کا زور و قوت اور پیسہ حق اور اہل حق کی دشمنی یا فسق و فجور میں خرچ ہوتا ہو اُنکا تو پوچھنا ہی کیا ہے، وہ نہ صرف بیکار خرچ کر رہے ہیں بلکہ روپیہ خرچ کر کے اپنے لئے اور زیادہ وبال خرید رہے ہیں۔ ان سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ مال ہو یا اولاد کوئی چیز عذاب الٰہی سے نہ بچا سکیگی اور نہ متقین کے مقابلہ پر وہ (اپنی توقعات) میں کامیاب ہونگے (تنبیہ) "ریح" کا لفظ مفرد قرآن میں عموماً عذاب کے موقع پر استعمال ہوا ہے۔ "رِيۡحٌ فِيۡهَا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ" "الخ" "وَلَئِنۡ اَرۡسَلۡنَا رِيۡحًا" الخ "اِنَّا اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا" اور رحمت کے موقع پر جمع کا لفظ "ریاح" لاتے ہیں۔ "يُّرۡسِلَ الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ" "وَاَرۡسَلۡنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ" "يُرۡسِلُ الرِّيٰحَ بُشۡرًا" "كذا ذكره ابو حيان". ف۲ یہ نہ سمجھا جائے کہ کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں کیجاتی تو اس پر معاذ اللہ خدا کی طرف سے ظلم ہوا۔ نہیں یہ ظلم تو انھوں نے اپنی جانوں پر خود اپنے ہاتھوں سے کیا ہے، نہ کفر اختیار کرتے نہ یہ روز بد دیکھنا پڑتا ف۳ یہ آیتیں بعض کہتے ہیں یہود کے متعلق نازل ہوئیں کیونکہ بعض مسلمان جوار (ہمسائگی) حلف (دوستانہ معاہدہ) وغیرہ کی بناء پر جو تعلقات قبل از اسلام اُن سے رکھتے چلے آرہے تھے بعد از اسلام بھی بدستور اُنسے قائم رہے اور دوستی پر اعتماد کر کے اُن سے مسلمانوں کے بعض رازدارانہ مشوروں کے اخفاء کا بھی اہتمام نہ کیا۔ اور بعض کے نزدیک یہ آیتیں منافقین کے حق میں نازل ہوئیں۔ کیونکہ عام طور پر لوگ ظاہر میں مسلمان سمجھ کر اُن سے پوری احتیاط نہ کرتے تھے جس سے سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا حق تعالیٰ نے یہاں صاف صاف آگاہ کر دیا کہ مسلمان اپنے اسلامی بھائیوں کے سوا کسی کو بھیدی اور رازدار نہ بنائیں کیونکر یہود ہوں یا نصاریٰ منافقین ہوں یا مشرکین ان میں کوئی جماعت تمہاری حقیقی خیرخواہ نہیں۔ بلکہ ہمیشہ یہ لوگ اسی کوشش میں رہتے ہیں کہ تمہیں پاگل بنا کر نقصان پہنچائیں اور دینی و دنیوی خرابیوں میں مبتلا کریں۔ انکی خواہش یہی ہے کہ تم تکلیف میں رہو اور کسی نہ کسی تدبیر سے تم کو دینی یا دنیوی ضرر پہنچ جائے جو دشمنی اور بغض اُنکے دلوں میں ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہے لیکن بسا اوقات عداوت و غیظ کے جذبات سے مغلوب ہو کر کھلم کھلا ایسی باتیں کر گذرتے ہیں جو انکی گہری دشمنی کا صاف پتہ دیتی ہیں۔ مارے دشمنی اور حسد کے انکی زبان قابو میں نہیں رہتی پس عقلمند آدمی کا کام نہیں کہ ایسے خبیث باطن دشمنوں کو اپنا رازدار بنائے۔ خدا تعالیٰ نے دوست و دشمن کے احوال و ظروف کے احکام کھول کر بتا دیئے ہیں جسمیں عقل ہوگی اُن سے کام لیگا (موالات کفار کے متعلق کچھ تفصیل پہلے اسی سورت میں گذر چکی اور کچھ "مائدہ" وغیرہ میں آئیگی) ف۴ یعنی یہ کیسی بے موقع بات ہے کہ تم اُنکی دوستی کا دم بھرتے ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں بلکہ جڑ کاٹنے والے دشمن ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ تم تمام آسمانی کتابوں کو مانتے ہو خواہ وہ کسی قوم کی ہوں اور کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوئی ہوں (جن کے نام خدا نے نام بتلا دیئے اُنپر علی التعیین اور جنکے نام نہیں بتلائے اُن پر بالاجمال ایمان رکھتے ہو) اسکے برخلاف یہ لوگ تمہاری کتاب اور پیغمبر کو نہیں مانتے بلکہ خود اپنی کتابوں پر بھی ان کا ایمان صحیح نہیں۔ اس لحاظ سے چاہئے تھا کہ وہ تم سے قدرے محبت کرتے اور تم اُن سے سخت نفور و بیزار رہتے مگر یہاں معاملہ برعکس ہو رہا ہے ف۵ منافقین تو کہتے ہی تھے عام یہود و نصاریٰ بھی بطرف دھوکے کے گفتگو میں "آمنا" (ہم مسلمان ہیں) کہکر یہ مطلب لے لیتے تھے کہ ہم اپنی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کو تسلیم کرتے ہیں ف۶ یعنی اسلام کا عروج اور مسلمانوں کی باہمی الفت و محبت دیکھکر یہ لوگ جلے مرتے ہیں اور چونکہ اُسکے خلاف کچھ بس نہیں چلتا اس لئے فرط غیظ و غضب سے دانت پیستے اور اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ ف۷ یعنی خدا تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کو اور زیادہ ترقیات و فتوحات عنایت

وَلَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا ؕ وَاُولٰۤـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا

اور نہ اولاد اللہ کے آگے کچھ اور وہ دوزخ کے لوگ ہیں وہ اُس میں

اور نہ اولاد اللہ کے آگے اور وہی لوگ رہنے والے ہیں آگ میں دوزخ کی وہ اُس آگ

خٰلِدُوۡنَ ○ مَثَلُ مَا يُنۡفِقُوۡنَ فِىۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَثَلِ

رہ پڑے جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں اُس کی مثال جیسے

میں ہمیشہ رہنے جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں اُس کی مثال جیسے

رِيۡحٍ فِيۡهَا صِرٌّ اَصَابَتۡ حَرۡثَ قَوۡمٍ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَاَهۡلَكَتۡهُ ؕ

ایک باؤ اُس میں پالا وہ مار گئی کھیتی ایک لوگوں کی جنھوں نے اپنے حق میں بُرا کیا تھا پھر اُسکو نابود کر گئی

ایک ہوا کہ اس میں ہو پالا جا لگی کھیتی کو اُس قوم کی کہ انھوں نے اپنے حق میں بُرا کیا تھا پھر اُس کو نابود کر گئی ف

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰـكِنۡ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

اور اللہ نے انپر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں ف اے ایمان والو

اور اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں ف۲ اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ

نہ ٹھہراؤ بھیدی اپنے غیر کو وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں اُنکی خوشی ہے تم جسقدر تکلیف پاؤ

نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کے سوا وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں اُنکی خوشی ہے تم جسقدر تکلیف

قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۖۚ وَمَا تُخۡفِىۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ ؕ

نکلی پڑتی ہے دشمنی اُنکی زبان سے اور چھپا ہے اُن کے جی میں سو اس سے زیادہ

میں رہو نکلی پڑتی ہے دشمنی اُن کی زبان سے اور جو مخفی ہے اُن کے جی میں وہ اس سے بہت زیادہ ہے

قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ○ هٰۤاَنۡتُمۡ اُولَاۤءِ

ہم نے بتا دیئے تم کو پتے اگر تم کو عقل ہے ف۲ سنتے ہو تم لوگ

ہم نے بتا دیئے تم کو پتے اگر تم کو عقل ہے ف۳ سُن لو تم لوگ

تُحِبُّوۡنَهُمۡ وَلَا يُحِبُّوۡنَكُمۡ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوۡكُمۡ

اُن کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو اور جب تم سے ملتے ہیں

اُن کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو ف۴ اور جب تم سے ملتے ہیں

قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَيۡكُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ قُلۡ

کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں دشمنی سے تو کہہ

کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں ف۵ اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے ف۶ تو کہہ

مُوۡتُوۡا بِغَيۡظِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ○ اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ

مرو تم اپنی دشمنی میں اللہ کو معلوم ہے جیوں کی بات اگر ملے

مرو تم اپنے غصہ میں ف۷ اللہ کو خوب معلوم ہیں دلوں کی باتیں ف۸ اگر تم کو ملے

حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا ؕ وَاِنۡ

کچھ بھلائی بُری لگے اُنکو اور اگر تم پر پہنچے بُرائی خوش ہوں اُس سے اور اگر

کچھ بھلائی تو بُری لگتی ہے اُنکو اور اگر تم پر پہنچے کوئی بُرائی تو خوش ہوں اُس سے ف۹ اور اگر

فرمائیگا تم غیظ کھا کھا کر مرتے رہو۔ اگر اُنکا بس چلے مگر مر جاؤ گے تب بھی تمہاری آرزو میں پوری نہ ہونگی خدا اسلام کو غالب اور سربلند کر کے رہیگا ف۸ اسی لئے مسلمانوں کو ان شریروں کے باطنی حالات اور قلبی جذبات پر مطلع کر دیا اور سزا بھی انکو ایسی دیگا جو اندرونی شرارتوں اور خبث باطن کے مناسب ہو ف۹ اگر تمہاری ذراسی بھلائی دیکھتے ہیں مثلاً مسلمانوں کا اتحاد و یکجہتی یا دشمنوں پر غلبہ، تو حسد کی آگ میں جھلسنے لگتے ہیں اور جہاں تم پر کوئی مصیبت نظر آئی خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے۔ بھلا ایسی کینہ ور قوم سے ہمدردی اور خیرخواہی کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ جو دوستی کا ہاتھ اُن کی طرف بڑھایا جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اکثر منافق بھی یہود میں ملے تھے۔ اس واسطے ان کے ذکر کے ساتھ انکا ذکر بھی فرمایا۔ اب آگے جنگ اُحد کی باتیں مذکور کیں کہ اسمیں مسلمانوں نے بچنے کا فروں کا کہا مان لیا تھا اور لڑائی سے پھر چلے تھے اور منافقوں نے اپنے نفاق کی باتیں ظاہر کی تھیں ف۲ جب حضرت مکے سے مدینہ میں آئے اسکے ایک برس چھ مہینے بعد جنگ بدر ہوئی مکہ کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے فتح دی مسلمانوں کو۔ ستر آدمی کافر مارے گئے اور ستر اسیر آئے۔ اگلے سال کافر جمع ہو کر مدینے پر چڑھ آئے۔ حضرت نے مسلمانوں سے مشورت کی اکثر کہنے لگے کہ ہم شہر میں لڑینگے۔ حضرت کی مرضی بھی یہی تھی۔ اور بعضے کہنے لگے کہ یہ عار ہے۔ بلکہ ہم میدان میں مقابل ہونگے۔ آخر یہی مشورت قبول ہوئی۔ جب حضرت شہر سے باہر چلے عبد اللہ ابن اُبی کا فرقہ جسے کہا سن وہ بھی شریک جنگ تھا۔ ناخوش ہو کر پھر گیا کہ ہمارا قول پر عمل نہ کیا اور اسکے بہکانے سے دو قبیلے انصار کے بھی پھر چلے۔ آخر ان کے سردار عوام کو سمجھا کر لے آئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تقویت دیتا ہے کہ اللہ پر توکل چاہیئے اطاعت حکم میں اندیشہ نہ کریئے۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

ٹھہرے رہو اور بچتے رہو کچھ نہ بگڑے گا تمہارا اُنکے فریب سے جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے

تم صبر کرو اور بچتے رہو تو کچھ نہ بگڑے گا تمہارا اُنکے فریب سے بیشک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب

مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ

بس میں ہے ف۱ اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے

اللہ کے بس میں ہے ف۱ اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھلانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے

لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ ھَمَّتْ طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ

ٹھکانوں پر اور اللہ سنتا جانتا ہے جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے

ٹھکانوں پر اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے

اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا اُن کا اور اللہ ہی پر چاہیئے بھروسا کریں مسلمان ف۲

کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا اُن کا اور اللہ ہی پر چاہیئے بھروسہ کریں مسلمان

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اور تمہاری مدد کرچکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم بے مقدور تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم

اور تمہاری مدد کرچکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

احسان مانو جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو کیا تم کو کفایت نہیں کہ تمہاری مدد بھیجے

احسان مانو ف۲ جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو کیا تم کو کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو بھیجے

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۭ بَلٰٓى ۙ اِنْ

رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اُترے البتہ اگر

رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اُترنے والے ف۳ البتہ اگر تم

تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ

تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو اور وہ آویں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب

تم صبر کرو اور بچتے رہو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ

پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر اور یہ تو اللہ نے

پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر ف۴ اور یہ تو اللہ نے تمہارے

اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ

تمہارے دل کی خوشی کی اور تا تسکین ہو تمہارے دلوں کو اور مدد ہے نری

دل کی خوشی کی اور تاکہ تسکین ہو تمہارے دلوں کو اس سے اور مدد ہے صرف اللہ ہی کی

اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَھُمْ

اللہ کے پاس سے جو زبردست ہے حکمت والا تا کاٹ ڈالے بعضے کافروں کو یا اُن کو ذلیل کرے

طرف سے جو کہ زبردست ہے حکمت والا ف۵ تاکہ ہلاک کرے بعضے کافروں کو یا اُن کو ذلیل کرے

ع ۱۲ (۱۱) ۴

الربع

فوائد صفحہ ہذا ف۱ ممکن تھا کسی کو یہ خیال گذرے کہ جب ہم اُن سے دوستانہ تعلقات نہ رکھینگے تو وہ زیادہ غیظ و غضب میں آ کر ہمارے خلاف تدبیریں کرینگے اور بیش از بیش نقصان پہنچانا چاہیں گے اس کا جواب دیا کہ تم صبر و استقلال اور تقویٰ و طہارت پر ٹھیک ٹھیک قائم رہو گے تو اُنکا کوئی داؤ فریب تم پر کارگر نہ ہوگا جو کاروائیاں وہ کرتے ہیں سب خدا کے علم میں ہیں اور اسکو ہر وقت قدرت حاصل ہے کہ اُنکا مار پود بکھیر کر رکھ دے تم اپنا معاملہ خدا سے صاف رکھو پھر تمہارے راستہ سے سب کانٹے صاف کردیئے جائیں گے۔ آگے غزوۂ اُحد کا واقعہ یاد دلاتے ہیں کہ اسمیں بعض مسلمان منافقین کی ملمع سازی سے کچھ اثر پذیر ہوگئے تھے اور قریب تھا کہ مسلمانوں کے دو قبیلے صبر و تقویٰ کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھیں جس سے منافقین کو خوش ہونیکا موقع ہاتھ آئے مگر خدا تعالیٰ نے دستگیری فرمائی اور اُن قبیلوں کو سخت مہلک ٹھوکر سے بچایا ف۲ اس آیت میں جنگ اُحد کا واقعہ یاد دلایا ہے۔ صورت یہ ہوئی تھی کہ رمضان المبارک ۲ھ میں بدر کے مقام پر قریشی فوج اور مسلمان مجاہدین میں مڈ بھیڑ ہوگئی جس میں کفار مکہ کے ستر نامور اشخاص مارے گئے اور اسی قدر گرفتار ہوئے۔ اس تباہ کن اور ذلت آمیز شکست سے قریش کا شعلۂ انتقام بھڑک اٹھا جو سردار مارے گئے تھے اُن کے اقارب نے تمام عرب کو غیرت دلائی اور اہل مکہ سے اپیل کی کہ تجارتی قافلہ جو مال شام سے لایا ہے اور وہی باعث جنگ بدر کا ہوا تھا سب اسی مہم کی نذر کردیں تاکہ ہم محمد (صلعم) اور اُن کے ساتھیوں سے اپنے مقتولین کا بدلہ لے سکیں سب نے منظور کیا اور ۳ہجری میں قریش کے ساتھ بہت گرد و پیش قبائل بھی مدینہ پر چڑھائی کرنے کی غرض سے نکل پڑے حتیٰ کہ عورتیں بھی ساتھ آئیں تاکہ موقع پیش آنے پر مردوں کو غیرت دلا کر پسپائی سے روک سکیں جس وقت یہ تین ہزار کا لشکر اسلحہ وغیرہ سے پوری طرح آراستہ ہو کر مدینے سے تین چار میل جبل اُحد کے قریب خیمہ زن ہوا تو نبی کریم صلعم نے مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ آپ کی رائے مبارک یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ بہت آسانی اور کامیابی کیساتھ کیا جاسکتا ہے اسی کی تائید آپ کے ایک خواب سے ہوتی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی سے بھی رائے لی گئی جو حضور کی رائے سے موافق تھی مگر بعض پرجوش مسلمان جنھیں بدر کی شرکت نصیب نہ ہوئی تھی اور شوق شہادت بے چین کر رہا تھا مصر ہوئے کہ ہم کو باہر نکل کر مقابلہ کرنا چاہیئے تاکہ دشمن ہماری نسبت بزدلی اور کمزوری کا گمان نہ کرے۔ کثرت رائے اسی طرف ہوگئی۔ اسی بحث میں آپ مکان کے اندر تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر باہر آئے۔ اُسوقت بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ ہم نے آپکی رائے کے خلاف مدینہ سے باہر لڑائی کرنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کا منشا نہ ہو تو یہیں تشریف رکھیے۔ فرمایا ایک پیغمبر کو سزاوار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اور ہتھیار لگالے پھر بدون قتال کئے بدن سے اُتارے۔ جب آپ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تقریباً ایک ہزار آدمی آپکے ساتھ تھے مگر عبد اللہ بن اُبی تقریباً تین سو آدمیوں کو (جن میں بعض مسلمان بھی تھے) ساتھ لے کر راستہ سے یہ کہتا ہوا واپس ہوگیا کہ جب میرا مشورہ نہ مانا اور دوسروں کی رائے پر عمل کیا تو ہم کو لڑنے کی ضرورت نہیں کیوں خواہ مخواہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں بعض بزرگوں نے سمجھایا بھی مگر کچھ اثر نہیں ہوا۔ آخر آپ کل سات سو سپاہیوں کی جمعیت لیکر میدان جنگ میں پہنچ گئے آپ نے بنفس نفیس فوجی قاعدے سے صفیں ترتیب دیں ہر ایک دستہ کو اسکے مناسب ٹھکانے پر بٹھلایا اور فرمایا جبتک میں حکم نہ دوں کوئی قتال نہ کرے۔ اسی اثناء میں عبد اللہ بن اُبی کی علیحدگی سے دو قبیلے بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دلوں میں کچھ کمزوری پیدا ہوئی مسلمانوں کی قلیل جمعیت پر نظر کرکے دل چھوڑنے لگے اور خیال آیا کہ میدان سے سرک جائیں مگر حق تعالیٰ نے انکی مدد اور دستگیری فرمائی دلوں کو مضبوط کردیا اور سمجھایا کہ مسلمانوں کا بھروسہ تنہا خدائے واحد کی اعانت و نصرت پر ہونا چاہیئے تعداد اور سامان وغیرہ کوئی چیز نہیں۔ جب وہ ظفر و منصور کرنا چاہے تو سب سامان رکھے رہ جاتے ہیں اور غیبی تائید سے فتح مبین حاصل ہو جاتی ہے جیسے معرکۂ بدر میں ہوا۔ پس مسلمانوں کو صرف اللہ سے ڈرنا چاہیئے تاکہ اسکی طرف سے مزید انعام و احسان ہو اور مزید شکر گذاری کا موقع ملے غزوۂ بدر کی پوری تفصیل سورۂ انفال میں آئیگی وہاں کے فوائد ملاحظہ کئے جائیں۔ تنبیہ دو فرقوں سے مراد وہی بنو سلمہ و بنو حارثہ ہیں۔ گو اس آیت میں اُن پر چشمک کی گئی لیکن انہیں کے بعض بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کا نازل نہ ہونا ہم کو پسند نہ تھا کیونکہ "وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا" کی بشارت عتاب سے بڑھ کر ہے ف۳ یعنی

جو آسمان سے خاص اسی کام کیلئے اُتارے گئے ہوں۔ اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ بدر کا ہے جب کفار کی جمعیت اور تیاری دیکھ کر مسلمانوں کو تشویش ہوئی تو آپ نے تسلی کے لیے ایسا فرمایا چنانچہ فرشتوں کی کمک آسمان سے بھیجی سورۂ انفال میں اس کا مفصل بیان آئیگا۔ وہیں نزول ملائکہ کی حکمت اور عدد ملائکہ کے ظاہری تعارض پر کلام کیا جائیگا ف۴ یعنی تین ہزار بیشک کافی ہیں تاہم اگر تم نے صبر و استقلال کا ثبوت دیا اور تقویٰ اختیار کیے نافرمانی سے بچتے رہے اور کفار کی فوج ایکدم تم پر ٹوٹ پڑی تو تین ہزار کے بجائے پانچ ہزار فرشتے بھیج دیئے جائیں گے جن کی خاص علامتیں ہونگی اور اُن کے گھوڑوں پر بھی خاص نشان ہونگے چونکہ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار تھی اولاً اسکے مناسب ایک ہزار فرشتوں کا وعدہ فرمایا جیسا کہ سورۂ انفال میں آئیگا پھر مسلمانوں کی گھبراہٹ دور فرمانے کیلیے تعداد دگنی کردی گئی کیونکہ کفار کی تعداد مسلمانوں سے تگنی تھی۔ اسکے بعد شعبی کی روایت کے موافق جب مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کی مدد کے لیے آرہا ہے تو ایک جدید اضطراب پیدا ہو گیا اُسوقت مزید تسکین و تقویت کیلئے وعدہ فرمایا کہ اگر تم صبر و تقویٰ سے کام لوگے تو پانچ ہزار فرشتے تمہاری مدد کو بھیجے جائینگے۔ اگر مشرکین کی کمک بالکل ناگہانی طور پر آپہنچے تب بھی فکر مت کرو خدا تعالیٰ بروقت تمہاری مدد کریگا پانچ ہزار کا عدد اس سے رکھا ہو کہ لشکر کے پانچ حصے ہوتے تھے ہر ایک حصہ کو ایک ایک ہزار فرشتے پر منقسم

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ نے پیغمبر کو تربیت فرمائی کہ بندے کو اختیار نہیں اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں لیکن چاہے اُنکو ہدایت دے اور چاہے عذاب کرے اپنی طرف سے بددعا نہ کرو ف۲ شاید سود کا ذکر یہاں اس واسطے فرمایا کہ اوپر مذکور ہوا جہاد میں نامردی کا اور سود کھانے سے نامردی آتی ہے دو سبب سے ایک یہ کہ مال حرام کھانے سے توفیق طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت جہاد ہے دوسرے یہ کہ سود لینا کمال بخل ہے کہ اپنا مال جتنا دیا تھا لیا چاہے پھر کسی کا کام نکلا یہ بھی مفت نہ چھوڑے اسکا جدا بدلہ چاہے تو جس کو مال پر اتنا بخل ہو وہ جان کب دیا چاہے ۔————— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

(بقیہ صفحہ ۸۴) کی کمک پہنچادی جائیگی چونکہ کرز بن جابر کی مدد مشرکین کو نہ پہنچی اس لئے بعض کہتے ہیں کہ پانچ ہزار کا وعدہ پورا نہیں کیا گیا کیونکہ وہ بیاتوکم مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا پر معلق تھا اور بعض کا قول ہے کہ پانچ ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ واللہ اعلم۔ اس کا مزید بیان آگے آل میں دیکھو ف۵ یعنی یہ سب غیبی سامان غیر معمولی طور پر ظاہری اسباب کی صورت میں محض اس لئے مہیا کیے گئے کہ تمہارے دلوں سے اضطراب دور ہو اور سکون و اطمینان نصیب ہو ورنہ خدا کی مدد کچھ ان چیزوں پر موقوف و منحصر نہیں نہ اسباب کی پابند ہے وہ چاہے تو محض اپنی زبردست قدرت سے بدون فرشتوں کے تمہارا کام بنا دے یا بدون تمہارے توسط کے کفار کو خائب و خاسر کردے یا ایک فرشتہ سے وہ کام لے جو پانچ ہزار سے لیا جاتا ہو فرشتے بھی جو امداد پہنچاتے ہیں وہ اسی خداوند قدیر کی قدرت و مشیت سے پہنچا سکتے ہیں مستقل طاقت و اختیار کسی میں نہیں۔ آگے یہ اُسی کی حکمت ہے کہ کس موقع پر کس قسم کے اسباب و وسائل سے کام لینا مناسب ہے تکوینیات کے رازوں کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہے

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی فرشتے بھیجنے سے مقصود تمہاری مدد کرنا تھا کہ تمہارے دل مضبوط ہوں اور خدا کی طرف سے بشارت و طمانیت پاکر پوری دلجمعی اور پامردی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو جس سے یہ غرض تھی کہ کافروں کا زور ٹوٹے، انکا بازو کٹ جائے یعنی بڑے نامور مشرک کچھ مارے جائیں کچھ ذلیل و خوار ہوں اور بقیۃ السیف ہزار رسوائی و ناکامی واپس ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا ستر سردار جن میں اس اُمت کا فرعون ابوجہل بھی تھا مارے گئے ستر قید ہوئے اور بقایا ذلیل و نامراد ہو کر مکہ واپس جا پہنچے ف۲ "اُحد" میں ستر صحابہ شہید ہوئے جن میں حضورؐ کے چچا سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے مشرکین نے نہایت وحشیانہ طور پر شہداء کا مُثلہ کیا (ناک کان وغیرہ کاٹے) پیٹ چاک کئے حتیٰ کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جگر نکال کر ہندہ نے چبایا مفصل واقعہ آگے آئے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلعم کو بھی اس لڑائی میں چشم زخم پہنچا۔ سامنے کے چار دانتوں میں سے نیچے کا دایاں دانت شہید ہوا۔ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں گھس گئیں پیشانی زخمی ہوئی اور بدن مبارک لہولہان تھا۔ اسی حالت میں آپ کا پاؤں لڑکھڑایا اور زمین پر گر کر بیہوش ہوگئے۔ کفار نے مشہور کر دیا "اِنَّ محمداً قد قُتِل" (محمد صلعم مارے گئے) اس سے مجمع بدحواس ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا اس وقت زبان مبارک سے نکلا کہ "وہ قوم کیونکر فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ زخمی کیا جو ان کو خدا کی طرف بلاتا تھا" مشرکین کے وحشیانہ شرائط و مظالم کو دیکھ کر آپ سے نہ رہا گیا اور ان میں سے چند نامور اشخاص کے حق میں آپ نے بددعا کا ارادہ کیا یا شروع کردی جس میں ظاہر ہے آپ ہر طرح حق بجانب تھے مگر حق تعالیٰ کو منظور تھا کہ آپ اپنے منصب جلیل کے موافق اس سے بھی بلند مقام پر کھڑے ہوں۔ وہ ظلم کرتے جائیں۔ آپ خاموش رہیں جتنی بات کا آپ کو حکم ہے (مثلاً دعوت و تبلیغ اور جہاد وغیرہ) اسے انجام دیتے رہیں۔ باقی ان کا انجام ہمارے حوالے کریں۔ اسکی جو حکمت ہوگی کریگا آپ کی بددعا سے وہ ہلاک کردیئے جائیں کیا اسکی جگہ یہ بہتر نہیں کہ ان ہی ذریعہ سے اسلام کا محافظ اور آپ کا جان نثار عاشق بنا دیا جائے؟ چنانچہ جن لوگوں کے حق میں آپ بددعا کرتے تھے چند روز کے بعد سب کو خدا تعالیٰ نے آپ کے قدموں پر لا ڈالا اور اسلام کا جانباز سپاہی بنا دیا غرض لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ میں آنحضرت صلعم کو متنبہ فرمایا کہ بندہ کو اختیار نہیں نہ اسکا علم محیط ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے۔ اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں، لیکن چاہے وہ اُن کو ہدایت دے چاہے عذاب کرے۔ تم اپنی طرف سے بددعا نہ کرو۔ بعض روایات سے ان آیات کی شانِ نزول کچھ اور معلوم ہوتی ہے یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں فتح الباری میں کئی جگہ اس پر شافی کلام کیا ہے۔ فلیراجع ف۳ یعنی تمام زمین آسمان میں خدائے واحد کا اختیار چلتا ہے سب اُسی کی ملک و مخلوق ہے۔ وہ جسکو مناسب جانے ایمان کی توفیق دیکر بخش دے اور جسے چاہے کفر کی سزا میں پکڑ لے۔ شاید اخیر میں وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ذکر کر کے اشارہ کردیا کہ ان لوگوں کو جن کے حق میں آپ بددعا کرنا چاہتے تھے، ایمان دے کر مغفرت و رحمت کا مورد بنایا جائیگا ف۴ جنگ اُحد کے تذکرہ میں سود کی ممانعت کا ذکر بظاہر بے تعلق معلوم ہوتا ہے مگر شاید یہ مناسبت ہو کہ اوپر اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا میں مجاہد کے موقع پر نامردی دکھلانے کا ذکر ہوا تھا اور سود کھانے سے نامردی پیدا ہوتی ہے، دو سبب سے۔ ایک یہ کہ مال حرام کھانے سے توفیق طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت جہاد ہے۔ دوسرے یہ کہ سود لینا انتہائی بخل پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سود خوار چاہتا ہے کہ اپنا مال جتنا دیا تھا لے اور بیچ میں کسی کا کام نکلا یہ بھی مفت نہ چھوڑے اس کا علیحدہ معاوضہ وصول کرے۔ تو جسکو مال میں اتنا بخل ہو کر خدا کیلئے کسی کی ذرہ بھر ہمدردی نہ کر سکے وہ خدا کی راہ میں جان کب دے سکے گا ابوحیان نے لکھا کہ اس وقت

فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ

کو پھر جاویں نامراد تیرا اختیار کچھ نہیں یا اُن کو توبہ

تو پھر جاویں محروم ہو کر ف۱ تیرا اختیار کچھ نہیں یا اُن کو توبہ دیوے

عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

دیوے یا اُن کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں ف۱ اور اللہ کا مال ہے جو کچھ آسمان اور

خدائے تعالیٰ یا اُن کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں ف۲ اور اللہ ہی کا مال ہو جو کچھ آسمانوں میں ہو اور

مَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

زمین میں ہے بخشے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ

جو کچھ کہ زمین میں ہے بخش دے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ

ع ۱۳

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا

بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو مت کھاؤ سود دونے پر

بخشنے والا مہربان ہے ف۳ اے ایمان والو مت کھاؤ سود ف۴ دونے پر

مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ

دونا اور ڈرو تم اللہ سے شاید تمہارا بھلا ہو ف۱ اور بچو اُس آگ سے جو

دونا ف۵ اور ڈرو اللہ سے تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۶ اور بچو اُس آگ سے جو

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

تیار ہوئی کافروں کیواسطے اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا شاید تم پر رحم ہو

تیار ہوئی ہے کافروں کے واسطے ف۷ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو ف۸

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ

اور دوڑو اپنے رب کی بخشش پر اور جنت کی طرف جس کا پھیلاؤ ہے آسمان اور

اور دوڑو بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف ف۹ جس کا عرض ہے آسمان اور

الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ

زمین تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے وہ لوگ جو خرچ کیے جاتے ہیں خوشی میں

زمین ف۱۰ تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے جو خرچ کیے جاتے ہیں خوشی میں

وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ

اور تکلیف میں اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ

اور تکلیف میں ف۱۱ اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا

چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا بُرا کریں

چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو ف۱۲ اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ کھلا گناہ یا بُرا کام کریں

اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ

اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون گناہ

اپنے حق میں ف۱۳ تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ

منزل ۱

یہود وغیرہ سے مسلمانوں کے سودی معاملات اکثر ہوتے رہتے تھے۔ اسی لیے اُن سے تعلقات قطع کرنا مشکل تھا چونکہ پہلے لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً کا حکم ہو چکا ہے اور اُحد کے قصہ میں بھی منافقین یہود کی حرکات کو بہت دخل تھا اس لئے متنبہ فرمایا کہ سودی لین دین ترک کرو۔ ورنہ اسکی وجہ سے خواہی نخواہی اُن ملعونوں کے ساتھ تعلقات قائم رہیں گے جو آیندہ نقصان اٹھانے کا موجب ہونگے ف۵ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تھوڑا سود دیا کرو دونا چوگنا مت لو۔ بات یہ ہے کہ جاہلیت میں سود اسی طرح لیا جاتا تھا جیسے ہمارے یہاں کے بنیے لیتے ہیں۔ سود پر سود اور سود در سود بڑھاتے چلے گئے یہاں تک کہ سو روپے میں ہزاروں روپیہ کی جائدادوں کے مالک بن بیٹھے، اسی صورت کو یہاں اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً سے تعبیر فرمایا یعنی اول تو سود مطلقاً حرام و قبیح اور صورت تو بہت ہی زیادہ شنیع و قبیح ہے جیسے کوئی کہے میاں مسجد میں گالیاں مت بکو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسجد سے باہر بکنے کی اجازت ہے بلکہ مزید تقبیح و تشنیع کے موقع پر ایسے الفاظ بولتے ہیں ف۶ یعنی سود کھانے میں بھلا نہیں بلکہ تمہارا بھلا اسی میں ہے کہ خدا سے ڈر کر سود کھانا چھوڑ دو ف۷ یعنی سود کھانیوالا دوزخ میں جائے جو اصل میں کافروں کے واسطے بنائی گئی تھی ف۸ رسول کا حکم ماننا بھی فی الحقیقت خدا ہی کا حکم ماننا ہے کیونکہ اسی نے حکم دیا ہے کہ ہم پیغمبر کا حکم مانیں اور انکی پوری اطاعت کریں (بقیہ صفحہ ۸۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی کافروں کا مقابلہ نبیوں سے قدیم دستور ہے ہر ملک کی خبر تحقیق کرو تو جانو کہ اول نبیوں پر بھی تکلیفات گذری ہیں۔ آخر جھٹلانے والے خراب ہوئے جنگ احد میں ستر مسلمان کامل شہید ہوئے اور لڑائی بگڑی اس واسطے حق تعالیٰ تقویت فرماتا ہے ف۲ یعنی فتح اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا درجہ ملنا تھا اور مومن اور منافق کا پرکھنا منظور تھا اور سزا دھرنا۔ اس واسطے اتنی شکست ہوئی۔ نہیں تو اللہ کافروں سے راضی نہیں۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

(بقیہ صفحہ ۸۵) جن اصحوں کو اطاعت اور عبادت میں فرق نظر نہ آیا وہ اطاعت رسول کو شرک کہنے لگے۔ چونکہ جنگ احد میں رسول کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی تھی (جیسا کہ آگے آتا ہے) اس لیے آیندہ کے لئے ہشیار کیا جاتا ہے کہ خدا کی رحمت اور فلاح و کامیابی کی امید اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ و رسول کے کہنے پر چلو ف۹ یعنی اُن اعمال و اخلاق کی طرف جھپٹو جو حسب وعدۂ خداوندی اُس کی بخشش اور جنت کا مستحق بناتے ہیں ف۱۰ چونکہ آدمی کے دماغ میں آسمان و زمین کی وسعت سے زیادہ اور کوئی وسعت نہیں آسکتی تھی اس لئے سمجھانے کیلئے جنت کے عرض کو اُسی سے تشبیہ دی گئی گویا بتلا دیا کہ جنت کا عرض زیادہ سے زیادہ سمجھو پھر جب عرض اتنا ہے تو طول کا حال خدا جانے کیا کچھ ہوگا ف۱۱ یعنی نہ عیش و خوشی میں خدا کو بھولتے ہیں نہ تنگی و تکلیف کے وقت خرچ کرنے سے جان چراتے ہیں ہر موقع پر اور ہر حال میں حسب مقدرت خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں سود خواروں کی طرح بخیل اور پیسے کے پجاری نہیں۔ گویا جانی جہاد کے ساتھ مالی جہاد بھی کرتے ہیں ف۱۲ غصہ کو پی جانا بھی بڑا کمال ہے اُس پر مزید یہ کہ لوگوں کی زیادتی یا غلطیوں کو بالکل معاف کر دیتے ہیں اور نہ صرف معاف کرتے ہیں بلکہ احسان اور نیکی سے پیش آتے ہیں۔ غالباً پہلے جن لوگوں کی نسبت بددعا کرنے سے روکا تھا یہاں اُن کے متعلق غصہ دبانے اور عفو و درگذر سے کام لینے کی ترغیب دی گئی ہے نیز جن بعض صحابہ نے جنگ احد میں عدول حکمی کی تھی یا فرار اختیار کیا تھا اُنکی تقصیر معاف کرنے اور شان عفو و احسان اختیار کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ ف۱۳ یعنی کھلا کوئی بے حیائی کا کام کر گذریں جس کا اثر دوسروں تک متعدی ہو یا کسی اور بُری حرکت کے مرتکب ہو جائیں جسکا ضرر اُن ہی کی ذات تک محدود رہے۔

الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

بخشتا ہے سوا اللہ کے اور اڑتے نہیں اپنے کئے پر جانتے

بخشنے والا سوا اللہ کے اور اڑے نہیں اپنے کئے پر اور وہ جانتے ہیں

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

اُن کی جزا ہے بخشش اُن کے رب کی اور باغ جن کے نیچے بہتی

اُنہی کی جزا ہے بخشش اُن کے رب کی اور باغ جن کے نیچے نہریں

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِن

نہریں رہ پڑے اُن میں اور خوب مزدوری ہے کام کرنیوالوں کی ہو چکے ہیں

بہتی ہیں ہمیشہ رہینگے وہ لوگ اُن باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنیوالوں کی ف۱ ہو چکے ہیں تم

قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تم سے آگے دستور سو پھرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا آخر

سے پہلے واقعات سو پھرو زمین میں اور دیکھو کہ کیا ہوا انجام

الْمُكَذِّبِينَ ۝ هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝

جھٹلانے والوں کا ف یہ بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ڈر والوں کو

جھٹلانے والوں کا ف۲ یہ بیان ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے ڈرنے والوں کو ف۳

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اور سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تم ہی غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو

اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو ف۴

إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ

اگر تم نے زخم پایا تو وہ لوگ بھی پا چکے ہیں زخم ویسا ہی اور یہ

اگر پہنچا تم کو زخم تو پہنچ چکا ہے اُن کو بھی زخم ایسا ہی اور یہ

الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا

دن بدلتے لاتے ہیں ہم لوگوں میں اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے

دن باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم اُن لوگوں میں ف اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے ف

وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ

اور کرلے تم میں بعضے شہید اور اللہ چاہتا نہیں ناحق والوں کو اور اس واسطے کہ نکھارے

اور کرے تم میں سے شہید اور اللہ کو محبت نہیں ظلم کرنیوالوں سے ف اور اس واسطے کہ پاک

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا

اللہ ایمان والوں کو اور مٹا دے منکروں کو ف کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤگے

صاف کرے اللہ ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو ف کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤگے

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ

جنت میں اور ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم کرے

جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا

منزل ۱

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی خدا کی عظمت و جلال، اُسکے عذاب و ثواب، اُسکے حقوق و احکام، اُسکی عدالت کی پیشی اور وعدہ و وعید کو دل سے یاد کر کے زبان سے بھی اُسکی یاد شروع کر دی۔ خوف زدہ اور مضطرب ہو کر اُسے پکارا، اُس کے سامنے سر بسجود ہوئے (جیسا کہ صلوٰۃ التوبہ کی حدیث میں آیا ہے) پھر جو شرعی طریقہ گناہوں کے معاف کرانے کا ہے اُسکے موافق معافی اور بخشش طلب کی۔ مثلاً اہل حقوق کے حقوق ادا کیے یا اُن سے معاف کرائے اور خدا کے سامنے توبہ و استغفار کیا (کیونکہ اصل بخشنے والا تو وہی ہے) جو گناہ بمقتضائے بشریت ہو گیا تھا اس پر اڑے نہیں بلکہ یہ جان کر کہ حق تعالیٰ بندوں کی سچی توبہ قبول کرتا ہے ندامت و اقلاع کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے اُسکے حضور میں حاضر ہو گئے۔ یہ لوگ بھی دوسرے درجہ کے متقین میں ہیں جن کیلئے جنت تیار کی گئی ہے۔ حق تعالیٰ ان تائبین کے گناہ معاف کر کے اپنی جنت میں جگہ دے گا۔ اور جو توبہ یا اور عمل نیک کیے ہونگے اُن کا بہترین معاوضہ ملے گا ف۲ یعنی تم سے پہلے بہت قومیں اور قرنیں گذر چکیں بڑے بڑے واقعات پیش آ چکے، خدا تعالیٰ کی عادت بھی بارہا معلوم کرا دی گئی کہ اُن میں سے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی عداوت اور حق کی تکذیب پر کمر باندھی اور خدا و رسول کی تصدیق و اطاعت سے منہ پھیر کر حرام خوری اور ظلم و عصیان پر اصرار کرتے رہے، اُن کا کیسا بُرا انجام ہوا۔ یقین نہ ہو تو زمین میں چل پھر کر اُن کی تباہی کے آثار دیکھ لو جو آج بھی تمہارے ملک کے قریب موجود ہیں۔ ان واقعات میں غور کرنے سے معرکۂ احد کے دونوں حریفوں کو سبق لینا چاہئے۔ یعنی مشرکین جو پیغمبر خدا کی عداوت میں حق کو کچلنے کیلئے نکلے، اپنی تھوڑی سی عارضی کامیابی پر مغرور نہ ہوں کہ اُن کا آخری انجام بجز ہلاکت و بربادی کے کچھ نہیں اور مسلمان کفار کی سختیوں اور وحشیانہ دراز دستیوں یا اپنی ہنگامی لیسپائی سے ملول و مایوس نہ ہوں کہ آخر حق غالب و منصور ہو کر رہیگا۔ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے جو ٹل نہیں سکتی ف۳ یعنی عام لوگوں کے کان کھولنے کیلئے قرآن میں یہ مضامین بیان کیے جا رہے ہیں جنکو سن کر خدا سے ڈرنیوالے ہدایت و نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ باقی جسکے دل میں خدا کا خوف نہ ہو، ناصحانہ تنبیہات سے کیا منتفع ہو سکتا ہے ف۴ یہ آیات جنگ احد کے بارہ میں نازل ہوئیں جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چور چور ہو رہے تھے اُن کے بڑے بڑے بہادروں کی لاشیں آنکھوں کے سامنے مثلہ کی ہوئی پڑی تھیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اشقیاء نے مجروح کر دیا تھا اور بظاہر کامل ہزیمت کے سامان نظر آ رہے تھے۔ اس ہجوم شدائد و یاس میں خداوند قدوس کی آواز سنائی دی کہ لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (دیکھنا! سختیوں سے گھبرا کر دشمنان خدا کے مقابلہ میں نامردی اور سستی پاس نہ آنے پائے، پیش آمدہ حوادث و مصائب پر غمگین ہو کر بیٹھ رہنا مومن کا شیوہ نہیں، یاد رکھو آج بھی تم ہی معزز و سر بلند ہو کہ حق کی حمایت میں تکلیفیں اٹھانے اور جانیں دینے سے ہو اور یقیناً آخری فتح بھی تمہاری ہے۔ انجام کار تم ہی غالب ہو کر رہو گے بشرطیکہ ایمان و ایقان کے راستہ پر مستقیم رہو اور حق تعالیٰ کے وعدوں پر کامل وثوق رکھتے ہوئے اطاعت رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤ) اس خدائی آواز نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا اور مُردہ جسموں میں حیات تازہ پھونک دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کفار جو بظاہر غالب آ چکے تھے، زخم خوردہ مجاہدین کے جوابی حملہ کی تاب نہ لا سکے اور سر پر پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگے۔ ف۵ مسلمانوں کو جنگ میں جو شدید نقصان اٹھانا پڑا تھا اُس سے سخت شکستہ خاطر تھے مزید برآں منافقین اور دشمنوں کے طعنے سن کر اور زیادہ اذیت پہنچتی تھی کیونکہ منافقین کہتے تھے کہ محمد صلعم سچے پیغمبر ہوتے تو یہ نقصانات کیوں پہنچتے یا تھوڑی دیر کیلئے بھی عارضی ہزیمت کیوں پیش آتی۔ حق تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانوں کو تسلی دی کہ اگر اس لڑائی میں تم کو زخم پہنچا یا تکلیف اٹھانی پڑی تو اسی طرح کے حوادث فریق مقابل کو پیش آ چکے ہیں۔ احد میں تمہارے ستر آدمی شہید اور بہت سے زخمی ہوئے تو ایک سال پہلے بدر میں اُنکے ستر جہنم رسید اور بہت سے زخمی ہو چکے ہیں اور خود اس لڑائی میں بھی ابتداءً اُن کے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے جیسا کہ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ پھر بدر میں اُن کے ستر آدمی ذلت کے ساتھ قید ہوئے تمہارے ایک فرد نے بھی ذلت قبول نہ کی۔ بہرحال اپنے نقصان کا اُن کے نقصان سے مقابلہ کرو تو غم و افسوس کا کوئی موقع نہیں، نہ اُنکے لئے گھبرا کر ہمت ہارنے کی جگہ ہے۔ باقی ہماری عادت ہمیشہ یہ رہی ہے کہ سختی نرمی اور شکستگی تکلیف و راحت کے دنوں کو لوگوں میں (بقیہ بر صفحہ ۸۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اس جنگ اُحد میں بعضے مسلمان کا دل بھی ہٹ گیا تھا اسواسطے کہ کافر نے اپنی فوج میں پکارا کہ میں محمد کو مار آیا اور حضرت کے زخم سے خون بہت گیا تھا ضعف آ کر ایک گڑھے میں گر رہے تھے مسلمانوں نے حضرت کو نہ دیکھا یہ بات یقین ہو گئی جب حضرت ہوشیار ہوئے تو میدان میں جو لوگ حاضر رہے تھے انکو جمع کر کر پھر لڑائی قائم کی تب کافر پھر کر چلے گئے سو اللہ نے فرمایا کہ رسول نہ خدا ہے یا نہ رب دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہو اس سے اشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات پر بعضے لوگ پھر جاویں گے اور جو قائم رہیں گے انکو بڑا ثواب ہے اسی طرح ہوا بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے حضرت صدیق نے انکو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا ۔ ف۲ یعنی جو لوگ دین پر ثابت رہیں گے انکو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی لیکن جو کوئی اس قسمت کی قدر جانے

ازشاہ عبدالقادر صاحب

(بقیہ فوائد صفحہ ۸۶) لوگ ملا جلا کرتے رہتے ہیں جس میں بہت سی حکمتیں مضمر ہیں۔ پھر جب وہ دکھ اٹھا کر باطل کی حمایت میں ہمت نہیں ہارے تو تم حق کی حمایت میں کیوں ہمت ہار سکتے ہو ف یعنی سچے ایمان والوں کو منافقوں سے الگ کر دے۔ دونوں کا رنگ صاف صاف اور جدا جدا نکھر آئے گا ف ظالمین سے مراد اگر مشرکین ہیں جو احد میں فریق مقابل تھے تو یہ مطلب ہو گا کہ ان کی عارضی کامیابی کا سبب یہ نہیں کہ خدا اُن سے محبت کرتا ہے بلکہ دوسرے اسباب ہیں اور منافقین مراد ہوں جو عین موقع پر مسلمانوں سے الگ ہو گئے تھے تو یہ بتلا دیا کہ خدا کے نزدیک مبغوض تھے اس لئے ایمان و شہادت کے مقام سے اُنہیں دور پھینک دیا گیا ف یعنی فتح اور شکست بڑی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا مقام عطا فرمانا تھا۔ مومن و منافق کا پرکھنا مسلمانوں کو سدھانا یا ذنوب سے پاک کرنا اور کافروں کو آہستہ آہستہ مٹا دینا منظور تھا کہ جب وہ اپنی عارضی غلبہ اور وقتی کامیابی پر مسرور و مغرور ہو کر کفر و طغیان میں پیش از پیش غلو کریں گے۔ خدا کے قہر و غضب کے اور زیادہ مستحق ہونگے اس واسطے یہ عارضی ہزیمت مسلمانوں کو ہوئی نہیں تو اللہ کافروں سے راضی نہیں ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی جنت کے جن اعلیٰ مقامات اور بلند درجات پر خدا تم کو پہنچانا چاہتا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کر بس یونہی آرام سے وہاں جا پہنچیں گے اور خدا تعالیٰ امتحان لیکر یہ نہ دیکھیگا کہ تم میں کتنے خدا کی راہ میں لڑنے والے اور کتنے لڑائی کے وقت ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ ایسا خیال نہ کرنا مقامات عالیہ پر وہ ہی لوگ فائز کیے جاتے ہیں جو خدا کے راستے میں ہر طرح کی سختیاں جھیلنے اور قربانیاں پیش کرنے کیلئے تیار ہوں ؎

ہر رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا ✣ ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

ف۲ جو صحابہ بدر کی شرکت سے محروم رہ گئے تھے، شہدائے بدر کے فضائل سن سن کر تمنا کیا کرتے تھے کہ خدا پھر کوئی موقع لائے جو ہم بھی خدا کی راہ میں مارے جائیں اور شہادت کے مراتب حاصل کریں۔ انہی حضرات نے احد میں یہ مشورہ دیا تھا کہ مدینہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہئے۔ ان کو فرمایا کہ جس چیز کی پہلے تمنا رکھتے تھے وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ چکی اب آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹنا کیا؟ حدیث میں ہے کہ لقاء عدو کی تمنا مت کرو اور جب ایسا موقع پیش آجائے تو ثابت قدم رہو ف۳ واقعہ یہ ہے کہ احد میں نبی کریم صلعم نے بنفس نفیس لشکر قائم کیا۔ تمام صفوف درست کرنے کے بعد پہاڑ کا ایک درہ باقی رہ گیا جہاں سے اندیشہ تھا کہ دشمن لشکر اسلام کے عقب پر حملہ آور ہو جائے۔ اس پر آپ نے پچاس تیر اندازوں کو جن کے سردار حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ تھے، مامور فرما کر تاکید کر دی کہ ہم خواہ کسی حالت میں ہوں تم یہاں سے مت ہٹنا مسلمان غالب ہوں یا مغلوب حتیٰ کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ان کا گوشت نوچ کر کھا رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ مت چھوڑنا (انا لن نزال غالبین ما ثبتم مکانکم (بغوی)) ہم برابر اُس وقت تک غالب رہیں گے جب تک تم اپنی جگہ قائم رہو گے۔ الغرض فوج کو پوری ہدایت دینے کے بعد جنگ شروع کی گئی، میدان کارزار گرم تھا غازیان اسلام بڑھ بڑھ کر جوہر شجاعت دکھا رہے تھے۔ ابودجانہ، علی مرتضیٰ اور دوسرے مجاہدین کی ایسی جنگی حالت وہیں کہ سامنے مشرکین قریش کی کمریں ٹوٹ چکی تھیں ان کو راہ فرار کے سوا اب کوئی راستہ نظر نہ آتا تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ کفار کو شکست فاش ہوئی وہ بدحواس ہو کر بھاگے ان کی عورتیں جو غیرت دلانے کو آئی تھیں پائنچے چڑھا کر ادھر ادھر بھاگتی نظر آئیں۔ مجاہدین نے مال غنیمت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ منظر جب تیر اندازوں نے دیکھا تو سمجھے کہ اب فتح کامل ہو چکی دشمن بھاگ رہا ہے یہاں بیکار ٹھہرنا کیا ضرور ہے چل کر دشمن کا تعاقب کریں اور غنیمت میں حصہ لیں۔ عبداللہ بن جبیر نے رسول اللہ صلعم کا ارشاد یاد دلایا وہ سمجھے کہ آپ کے ارشاد کا اصلی منشا ہم پورا کر چکے ہیں یہاں ٹھہرنے کی حاجت نہیں یہ خیال کر کے سب غنیمت پر جا پڑے صرف عبداللہ بن جبیر اور ان کے گیارہ ساتھی درہ کی حفاظت پر باقی رہ گئے۔ مشرکین کے سواروں کا رسالہ خالد بن الولید کے زیر کمان تھا (جو اُس وقت تک حضرت اور رضی اللہ عنہ نہیں بنے تھے) انہوں نے پلٹ کر درہ کی طرف سے حملہ کر دیا تھا دس بارہ تیر انداز ڈھائی سو سواروں کی یلغار کو کہاں روک سکتے تھے تاہم عبداللہ بن جبیر اور ان کے رفقاء نے مدافعت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور اسی میں جان دے دی۔ مسلمان مجاہدین عقب سے مطمئن تھے کہ ناگہاں مشرکین کا رسالہ ان کے سروں پر جا پہنچا اور سامنے سے مشرکین کی فوج جو بھاگی جا رہی تھی پیچھے پلٹ پڑی۔ مسلمان دونوں طرف سے گھر گئے اور بہت زور کا رن پڑا کتنے ہی مسلمان شہید اور زخمی ہوئے۔ اسی افراتفری میں

الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ

ثابت رہنے والے — اور تم آرزو کرتے تھے — مرنے کی — اُس کی ملاقات سے

ثابت رہنے والوں کو ف۱ اور تم تو آرزو کرتے تھے — مرنے کی — اُس کی ملاقات سے

۱۴ ع ۱۴ ۵

تَلْقَوْهُ ۪ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَمَا مُحَمَّدٌ

پہلے — سو اب دیکھا تم نے اُس کو آنکھوں کے سامنے — اور محمدؐ

پہلے — سو اب دیکھ لیا تم نے اسکو آنکھوں کے سامنے ف۲ — اور محمد تو

اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ

تو ایک رسول ہے — ہو چکے پہلے اُس سے — بہت رسول — پھر کیا اگر وہ مر گیا یا

ایک رسول ہے — ہو چکے اُس سے پہلے — بہت رسول — پھر کیا اگر وہ مر گیا یا

قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ

مارا گیا — تم پھر جاؤ گے — اُلٹے پاؤں — اور جو کوئی پھر جاوے گا اُلٹے پاؤں — وہ نہ

مارا گیا — تو تم پھر جاؤ گے — اُلٹے پاؤں — اور جو کوئی پھر جائے گا اُلٹے پاؤں تو ہرگز نہ

يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

بگاڑے گا اللہ کا کچھ — اور اللہ ثواب دے گا بھلا ماننے والوں کو ف۱ — اور کوئی جی

بگاڑے گا اللہ کا کچھ — اور اللہ ثواب دے گا شکر گزاروں کو ف۳ — اور کوئی مر

اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا

مر نہیں سکتا — بغیر حکم اللہ کے — لکھا ہوا وعدہ — اور جو کوئی چاہے گا بدلا دنیا کا

نہیں سکتا — بغیر حکم اللہ کے — لکھا ہوا ہے ایک وقت مقرر ف۴ اور جو کوئی چاہیگا بدلہ دنیا کا

قف

نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى

ہم دیں اس میں سے دیویں گے اسکو — اور جو کوئی چاہے گا — بدلا آخرت کا — اُس میں سے دیں گے اسکو اور ہم ثواب دینگے

دیویں گے ہم اسکو دنیا ہی سے ف۵ اور جو کوئی چاہیگا — بدلہ آخرت کا اُس میں سے دیویں گے ہم اسکو ف۶ اور ہم ثواب دینگے

اَلشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ

احسان ماننے والوں کو ف۷ اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب

احسان ماننے والوں کو ف اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب

فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَ

پھر نہ ہارے ہیں کچھ — تکلیف پہنچنے سے — اللہ کی راہ میں — اور نہ سست ہوئے ہیں

پھر نہ ہارے ہیں کچھ — تکلیف پہنچنے سے — اللہ کی راہ میں — اور نہ سست ہوئے ہیں اور

مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ

نہ دب گئے ہیں — اور اللہ چاہتا ہے ثابت رہنے والوں کو — اور کچھ نہیں بولے

نہ دب گئے ہیں — اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے ف۸ اور کچھ نہیں بولے

اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِىْٓ اَمْرِنَا وَ

مگر یہی کہا کہ — اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ — اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور

مگر یہی کہا کہ — اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ — اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور

منزل ۱

ابن قمیئہ نے ایک بھاری پتھر نبی کریم صلعم پر پھینکا جس سے دندان مبارک شہید اور چہرہ انور زخمی ہوا۔ ابن قمیئہ نے چاہا کہ آپ کو قتل کر دے مگر مصعب بن عمیر نے (جن کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھا) مدافعت کی۔ نبی کریم صلعم زخم کی شدت سے زمین پر گرے۔ کسی شیطان نے آواز لگائی کہ آپ قتل کر دیئے گئے۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش خطا ہو گئے اور پاؤں اکھڑ گئے بعض مسلمان ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ بعض ضعفا کو خیال ہوا کہ مشرکین کے سردار ابوسفیان سے امن حاصل کریں۔ بعض منافقین کہنے لگے کہ جب محمد قتل کر دیئے گئے تو اسلام چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب میں واپس چلا جانا چاہئے۔ اُس وقت انس بن مالک کے چچا انس ابن النضر نے کہا کہ اگر محمد مقتول ہو گئے تو رب محمد تو مقتول نہیں حضور کے بعد تمہارا زندہ رہنا کس کام کا ہے جس چیز پر آپ قتل ہوئے تم بھی اسی پر کٹ مرو اور جس چیز پر آپ نے جان دی ہے اُسی پر تم بھی جان دے دو۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے حملہ کیا لڑے اور مارے گئے رضی اللہ عنہ۔ اسی اثناء میں حضور نے آواز دی الیّ عباد اللہ انا رسول اللہ (اللہ کے بندو ادھر آؤ! میں خدا کا پیغمبر ہوں) کعب بن مالک آپ کو پہچان کر چلائے یا معشر المسلمین "مسلمانو بشارت حاصل کرو! رسول اللہ یہاں موجود ہیں" آواز کا سننا تھا کہ مسلمان ادھر ہی سمٹنا شروع ہو گئے (بقیہ صفحہ ۸۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی وہ چور ہیں خدا کے اور چور کے جی میں ڈر ہوتا ہے اس واسطے اللہ نے انکے دل میں ہیبت ڈالے گا ف۲ یعنی اول غلبہ مسلمانوں کا تھا کہ کافروں کو مارتے تھے اور وہ بھاگتے تھے اور آثار فتح کے نظر آتے تھے کسی کو خوشی تھی مال کی اور کسی کو غلبہ اسلام کی جب مسلمانوں سے پیغمبر کی بے حکمی ہوئی تب مقدمہ اُلٹا ہوگیا وہ بے حکمی ایک یہ کہ حضرت نے پچاس آدمی تیر انداز پہاڑ کی راہ پر کھڑے کئے تھے کہ نگہبانی کو باقی لشکر لڑتے لگا جب ان تیر اندازوں نے فتح اور غنیمت دیکھی اس جگہ سے چلے کہ ہم بھی غنیمت جمع کریں رہ گئے وہاں دس آدمی رہ گئے اس طرف سے کافروں کی فوج پہاڑی پر آ پڑی دوسری یہ کہ جب کافر بھاگنے لگے مسلمان دوڑے تعاقب کو حضرت پیچھے سے پکارتے رہے کہ میری طرف آؤ آگے مت جاؤ اس طرف جو غنیمت نظر آئی لوگ نہ ٹھہرے اسی پر پھر شکست پڑی ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ

ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
ثابت رکھ ہمارے قدم اور مدد دے ہمکو منکر قوم پر پھر دیا اللہ نے ان کو
ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر ف۱ پھر دیا اللہ نے ان کو

ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
ثواب دنیا کا بھی اور خوب ثواب آخرت کا اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو
ثواب دنیا کا اور خوب ثواب آخرت کا اور اللہ محبت رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں سے ف۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى
اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے منکروں کا تو تم کو پھیر دیں گے
اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو پھیر دینگے

اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ
اُلٹے پاؤں پھر جا پڑو گے نقصان میں ف بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور اسکی مدد سب سے
اُلٹے پاؤں پھر جا پڑو گے تم نقصان میں ف۳ بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور اُس کی مدد

النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ
بہتر اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دل میں ہیبت
سب سے بہتر ہے ف اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دل میں ہیبت

بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ
اس واسطے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جسکی اُسنے سند نہیں اُتاری اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے
اس واسطے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جس کی اُس نے کوئی سند نہیں اُتاری اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے

وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ
اور بری بستی ہے بے انصافوں کی ف۲ اور اللہ تو سچ کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب
اور وہ بُرا ٹھکانا ہے ظالموں کا ف اور اللہ تو سچا کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب

اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰىٓ اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ
تم لگے انکو کاٹنے اُسکے حکم سے جب تک کہ تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا
تم قتل کرنے لگے انکو اسکے حکم سے ف۵ یہاں تک کہ جب تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور

وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ
بے حکمی کی بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز کوئی تم میں سے چاہتا تھا
نافرمانی کی ف بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز کوئی تم میں سے چاہتا تھا

الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ
دنیا اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت پھر تم کو اُلٹ دیا اُن سے اس واسطے کہ تم کو آزمادے
دنیا اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت ف پھر تمکو اُلٹ دیا انپر سے تاکہ تم کو آزمادے ف

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ
اور وہ تو تم کو معاف کر چکا اور اللہ فضل رکھتا ہے مومنوں پر جب
اور وہ تو تم کو معاف کر چکا ف اور اللہ کا فضل ہے ایمان والوں پر ف۱ جب

۱۵ ع ۵ ۶

(بقیہ فوائد صفحہ ۸۷) تیس صحابہ نے آپ کے قریب ہو کر مدافعت کی اور مشرکین کی فوج کو منتشر کر دیا اس موقع پر سعد بن ابی وقاص، طلحہ، ابو طلحہ اور قتادہ بن النعمان وغیرہ نے بڑی جانبازیاں دکھلائیں آخر مشرکین میدان چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور ہوئے اور یہ آیات نازل ہوئیں وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ یعنی محمد (صلعم) بھی آخر خدا تو نہیں۔ ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے کتنے رسول گزر چکے جن کے بعد اُن کے متبعین نے دین کو سنبھالا اور جان و مال فدا کر کے قائم رکھا۔ آپ کا اس دنیا سے گزرنا بھی کچھ اچنبھا نہیں۔ اسوقت نہ سہی اگر کسی وقت آپ کی وفات ہو گئی یا شہید کر دیئے گئے تو کیا تم دین کی خدمت و حفاظت کے راستہ سے اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ ترک کر دو گے (جیسے اس وقت محض خبر قتل سُن کر بہت سے لوگ حوصلہ چھوڑ کر بیٹھنے لگے تھے) یا منافقین کے مشورہ کے موافق العیاذ باللہ سرے سے دین کو خیرباد کہدو گے۔ تم سے ایسی اُمید ہرگز نہیں اور کسی نے ایسا کیا تو اپنا ہی نقصان کریگا خدا کا کیا بگاڑ سکتا ہے وہ تمہاری مدد کا محتاج نہیں بلکہ تم شکر کرو اگر اس نے اپنے دین کی خدمت میں لگا لیا۔ منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنم، منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشتت۔ اور شکر یہی ہے کہ ہم بیش از بیش خدمت دین میں مضبوط و ثابت قدم ہوں۔ اسمیں اشارہ نکلتا ہے کہ حضرت کی وفات پر بعضے لوگ دین سے پھر جائیں گے اور جو قائم رہیں گے اُن کو بڑا ثواب ہے۔ ایسا ہی ہوا کہ بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے۔ صدیق اکبر نے انکو پھر مسلمان کیا اور بعض مارے گئے۔

(تنبیہ) قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ میں "خلت" "خلو" سے مشتق ہے جسکے معنی ہیں "گزرنے" اور چھوڑ کر چلے جانے کے ہیں۔ اسکے لئے موت لازم نہیں جیسے فرمایا وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ یعنی جب تمہیں چھوڑ کر علیحدہ ہوتے ہیں نیز "الرسل" میں لام استغراقی نہیں، لام جنس ہے کیونکہ اثبات مدعا میں استغراق کو کوئی دخل نہیں بعینہ اسی قسم کا جملہ حضرت مسیح کی نسبت فرمایا مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کیا لام استغراق لیکر اسکے یہ معنی ہونگے کہ تمام پیغمبر مسیح سے پہلے گزر چکے۔ کوئی اُن کے بعد آنیوالا نہ رہا۔ لامحالہ لام جنس لینا ہوگا وہ ہی یہاں لیا جائے۔ اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے مصحف اور ابن عباس کی قرأت میں "الرسل" نہیں "رسل" نکرہ ہے۔ باقی "خلو" کی تفصیل میں صرف موت یا قتل کا ذکر اس لئے کیا کہ موت طبعی بہرحال آنیوالی تھی اور قتل کی خبر اسوقت مشہور کی گئی تھی اور چونکہ صورت موت کا وقوع میں آنا مقدر تھا اس لئے اسکو قتل پر مقدم کیا گیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور کی وفات کے بعد جب صحابہ کے مجمع میں یہ پوری آیت "الشاکرین" تک بلکہ آیت اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بھی پڑھی تو لوگ "قد خلت" اور "افائن مات" اور "انک میت" سے "خلو" اور "موت" کے جواز و عدم استبعاد پر متنبہ ہو گئے جو صدیق اکبر کی غرض تھی۔ موت کے واقع ہو چکنے پر نہ صدیق اکبر نے اس سے استدلال کیا نہ کسی اور نے سمجھا۔ اگر یہ الفاظ موت واقع ہو چکنے کی خبر دیتے تو چاہئے تھا کہ نزول آیت کے وقت یعنی وفات کے سات برس پہلے ہی سمجھ لیا جاتا کہ آپکی وفات ہو چکی ہے۔ اس تقریر سے بعض محرفین کی سب تحریفات ہباءً منثورا ہو جاتی ہیں۔ بخوف تطویل ہم زیادہ بسط نہیں کر سکتے۔ اہل علم کے لئے اشارے کر دیئے ہیں۔

ف۲ جب کوئی شخص بدون حکم الٰہی کے نہیں مر سکتا خواہ کتنے ہی اسباب موت کے جمع ہوں اور ہر ایک کی موت وقت مقدر پر آنی ضرور ہے خواہ بیماری سے ہو یا قتل سے یا کسی اور سبب سے تو خدا پر توکل کرنیوالوں کو اس سے گھبرانا نہیں چاہئے اور نہ کسی بڑے یا چھوٹے کی موت کو سُن کر مایوس و بددل ہو کر بیٹھ رہنا چاہئے۔ ف۳ یعنی اگر چاہیں جیسا کہ فرمایا عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ (بنی اسرائیل رکوع ۲) ف۴ یعنی اسکو آخرت میں یقیناً بدلہ ملیگا۔ اس آیت کے پہلے جملہ میں اُن لوگوں پر تعریض ہے جنہوں نے مال غنیمت کی جمع میں مشغول ہو کر حکمی کی، اور دوسرے میں اُن کا ذکر ہے جو برابر فرمانبرداری پر ثابت قدم رہے۔ ف۵ یعنی جو لوگ اس دین پر ثابت قدم رہیں گے انکو دین بھی ملیگا اور دنیا بھی لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے (کذا فی الموضح) ف۶ یعنی تم سے پہلے بہت اللہ والے نبیوں کے ساتھ ہو کر کفار سے جنگ کر چکے جسمیں بہت تکلیفیں اور سختیاں اُٹھائیں لیکن اُن شدائد و مصائب سے اُن کے ارادوں میں سستی ہوئی نہ ہمت ہارے نہ کمزوری دکھائی نہ دشمن کے سامنے دبے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ثابت قدم رہنے والوں سے خاص محبت کرتا ہے۔ یہ اُن مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی اور غیرت دلائی جنہوں نے احد میں کمزوری دکھلائی تھی حتیٰ کہ بعض نے یہ کہدیا تھا کہ کسی کو بیچ میں ڈال کر ابو سفیان سے امن حاصل کر لیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جب پہلی اُمتوں کے حق پرستوں نے مصائب و شدائد میں اسقدر صبر و استقلال کا ثبوت دیا تو اس اُمت کو (جو خیر الامم ہے) اُن سے بڑھ کر صبر و استقامت کا ثبوت دینا چاہئے۔

منزل ۱

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی مصائب و شدائد کے ہجوم میں نہ گھبراہٹ کی کوئی بات کہی نہ مقابلہ سے ہٹ جانے اور دشمن کی اطاعت قبول کرنے کا ایک لفظ زبان سے نکالا۔ بولے تو یہ ہی بولے کہ خداوندا! تو ہم سب کی تقصیرات اور زیادتیوں کو معاف فرمادے ہمارے دلوں کو مضبوط و مستقل رکھ تا ہمارا قدم جادۂ حق سے نہ ڈگمگانے لگے اور منکر کافروں کے مقابلہ میں مدد پہنچا وہ سمجھے کہ بسا اوقات معصیت کے آنے میں لوگوں کے گناہوں اور کوتاہیوں کو دخل ہوتا ہے اور ہم میں کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس سے کبھی کوئی تقصیر نہ ہوئی ہوگی۔ بہرحال بجائے اسکے کہ مصیبت سے گھبرا کر مخلوق کی طرف جھکتے اپنے خالق و مالک کی طرف جھکے ف۲ یعنی دنیا میں اچھی فتح و ظفر کا سکہ بٹھا دیا وجاہت و قبول عطا کیا اور آخرت کا جو بہترین ثواب ملا سکا تو پوچھنا ہی کیا ہے دیکھو جو لوگ خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھیں اور نیک کام کریں اُن سے خدا ایسی محبت کرتا ہے اور ایسا پھل دیتا ہے ف۳ یعنی جنگ اُحد میں ... بعض خیر خواہی کے پردہ میں (بقیہ فوائد صفحہ ۸۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی تم نے رسول کا دل تنگ کیا اسکے بدلے تم پر تنگی آئی تا آگے کو یاد رکھو کر حکم پر چلنے کچھ ہاتھ سے جاوے یا کچھ بلا سامنے آوے ف۲ اس شکست میں جن کو شہید ہونا تھا ہو چکے اور جن کو بھاگنا تھا بھاگ گئے اور جو میدان میں باقی رہے ان پر اونگھ آئی اسکے بعد رعب و دہشت دفع ہو گئی اور اتنی دیر حضرت کو منتی رہی پھر جب ہوشیار ہوئے سب نے حضرت پاس جمع ہو کر پھر لڑائی قائم کی اور سست ایمان والے بکنے لگے کہ کچھ بھی کام ہمارے ہاتھ ہے ظاہر یہ معنی کہ اس شکست کے بعد کچھ بھی ہمارا کام بنا رہے گا یا بالکل بگڑ چکا یا یہ معنی کہ اللہ نے چاہا سو کیا ہمارا کیا اختیار اور نیت میں یہ معنی تھے کہ ہماری مشورت پر عمل نہ کیا جو اتنے لوگ مرے اللہ تعالیٰ نے دونوں معنوں کا جواب فرما دیا اور بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو اس میں حکمت منظور تھی تا صادق اور منافق معلوم ہو جاویں —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ

تم چڑھے جاتے تھے اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول پکارتا تھا تمکو پچھاڑی میں

تم چڑھے چلے جاتے تھے اور پیچھے پھر کر نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول پکارتا تھا تم کو تمہارے پیچھے سے ف۱

فَاَثَابَکُمْ غَمًّا ۢ بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ ؕ

پھر تم کو تنگ کیا بدلا تمہارے تنگ کرنے کا تو تم غم نہ کھایا کرو جو ہاتھ سے جاوے اور جو سامنے آوے

پھر پہنچا تم کو غم عوض میں غم کے تاکہ تم غم نہ کیا کرو اس پر جو ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس پر کہ جو کچھ پیش آجاوے ف۲

وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ

اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی ف۱ پھر تم پر اتاری تنگی کے بعد امن کو

اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی ف۳ پھر تم پر اتارا تنگی کے بعد

اَمَنَۃً نُّعَاسًا یَّغْشٰی طَآئِفَۃً مِّنْکُمْ ۙ وَطَآئِفَۃٌ قَدْ اَھَمَّتْھُمْ

اونگھ کہ گھیر رہی تھی تم میں بعضوں کو اور بعضوں کو فکر پڑا تھا

امن کو جو اونگھ تھی کہ ڈھانک لیا اس اونگھ نے بعضوں کو تم میں سے ف۴ اور بعضوں کو فکر پڑ رہا تھا

اَنْفُسُھُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاھِلِیَّۃِ ؕ یَقُوْلُوْنَ

اپنے جی کا خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں کے کہتے تھے

اپنی جان کا ف۵ خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں جیسے ف۶ کہتے تھے

ھَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ ؕ یُخْفُوْنَ

کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ تو کہہ سب کام ہے اللہ کے ہاتھ اپنے جی میں

کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ میں ف۷ تو کہہ سب کام ہے اللہ کے ہاتھ ف۸ وہ اپنے

فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَکَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ کَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ

چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا ہمارے

جی میں چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا ہمارے

شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا ھٰھُنَا ؕ قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ

ہاتھ تو ہم مارے نہ جاتے اس جگہ تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں البتہ باہر نکلتے جن پر

ہاتھ تو ہم مارے نہ جاتے اس جگہ ف۹ تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں البتہ باہر نکلتے جن

کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِھِمْ ۚ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیْ

لکھا تھا مارا ہی جانا اپنے پڑاؤ پر اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ

پر لکھ دیا تھا مارا جانا اپنے پڑاؤ پر ف۱۰ اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ

صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ

تمہارے جی میں ہے اور نکھارنا تھا جو تمہارے دل میں ہے اور اللہ کو معلوم ہے جی

تمہارے جی میں ہے اور صاف کرنا تھا اس کا جو تمہارے دل میں ہے اور اللہ جانتا ہے دلوں

الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا

کی بات ف۳ جو لوگ تم میں ہٹ گئے جس دن بھڑیں دو فوجیں سو

کے بھید ف۱۱ جو لوگ تم میں سے ہٹ گئے جس دن لڑیں دو فوجیں سو

(بقیہ فوائد صفحہ ۸۸) سمجھانے لگے تا آیندہ لڑائی پر دلیری نہ کریں حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب مت کھاؤ اگر خدا نخواستہ ان کے چکموں میں آؤ گے تو جس ظلمت سے خدا نے نکالا ہے پھر الٹے پاؤں اسی میں جا گرو گے اور رفتہ رفتہ دین حق کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائیگا جس کا نتیجہ دنیا و آخرت کے خسارے کے سوا کچھ نہیں۔ پہلے اللہ والوں کی راہ پر چلنے کی ترغیب دی تھی یہاں بدباطن شریروں کا کہا ماننے سے منع کیا تا مسلمان ہوشیار رہیں اور اپنا نفع نقصان سمجھ سکیں ف۴ لہٰذا اسی کا کہنا ماننا چاہئے اور اُسی کی مدد پر بھروسہ رکھنا چاہئے جسکی مدد پر خدا ہو اُس کو کیا حاجت ہے کہ دشمنان خدا کی مدد کا منتظر رہے یا اُن کے سامنے گردن اطاعت خم کرے۔ جس وقت میں ہو کر اُحد سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے "ہبل کی جے" پکاری اور کہا "لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم" آپ نے فرمایا جواب دو "اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم" ف۵ یعنی یہ تو تمہارا امتحان تھا۔ اب ہم کافروں کے دلوں میں ایسی ہیبت اور رعب ڈالدینگے کہ وہ باوجود تمہارے زخمی اور کمزور ہونے اور نقصان اٹھانے کے تم پر پلٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکیں۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ابوسفیان اپنی فوج لیکر بے نیل و مرام میدان سے بھاگا راستہ میں ایک مرتبہ خیال بھی آیا کہ ایک غلطی ماری زخم خوردہ فوج کو ہم یونہی آزاد چھوڑ کر چلے آئے چلو پھر واپس ہو کر ان کا کام تمام کردیں مگر ہیبت حق اور رعب اسلام کے اثر سے ہمت نہ ہوئی کہ اس خیال کو عمل میں لاسکے۔ برخلاف اسکے مسلمان مجاہدین نے "حمراء الاسد" تک اُنکا تعاقب کیا اور اس کے بعد کبھی موقع نہ دیا کہ اُحد کے واقعات کا اعادہ ہو سکے۔ (تنبیہ) مشرک خواہ کتنا ہی زور دکھلائے اسکا دل کمزور ہوتا ہے کیونکہ وہ کمزور مخلوق کی عبادت کرتا ہے جس جیسا معبود ویسا عابد ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ (حج رکوع ۱۰) اور ویسے بھی اصلی زور قوت تو فی الحقیقت خدا کی تائید و امداد سے ہے جس سے کفار مشرکین یقیناً محروم ہیں۔ اسی لئے جبتک مسلمان مسلمان رہے ہمیشہ کفار اُن سے خائف و مرعوب رہے۔ بلکہ ہم آج تک مشاہدہ کرتے ہیں کہ باوجود مسلمانوں کے سخت انتشار و تشتت اور ضعف و تنزل کے دنیا کی تمام کافر طاقتیں اس سوئے ہوئے زخمی شیر سے ڈرتی رہتی ہیں۔ اور ہمیشہ فکر رکھتی ہیں کہ یہ قوم بیدار ہونے نہ پائے۔ علمی اور مذہبی مناظروں میں اسلام کا یہی رعب مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ میرا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بیشک اسی کا اثر ہے جو اُمت مسلمہ کو ملا فللہ الحمد علیٰ ذٰلک والمنۃ ف۶ نبی کریم صلعم نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اگر صبر و استقلال سے کام لوگے حق تعالیٰ تمکو غالب کریگا چنانچہ خدا نے اپنا وعدہ ابتدائے جنگ میں سچا کر دکھایا۔ انہوں نے خدا کے حکم سے کفار کو مار مار کر ڈھیر کر دیا۔ سات یا نو آدمی جن کے ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا یکے بعد دیگرے دیا گیا تھا سب وہیں کھیت ہوئے آخر بدحواس ہو کر بھاگے مسلمان فتح و کامرانی کا چہرہ صاف دیکھ رہے تھے اور اموال غنیمت اُن کے سامنے پڑے تھے کہ تیر اندازوں کی غلطی سے خالد بن الولید نے فائدہ اٹھایا اور یک بیک لڑائی کا نقشہ بدل دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں ف۷ یعنی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو حکم تیر اندازوں کو دیا تھا اُسکے خلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے کوئی کہتا تھا کہ ہم کو یہیں جمے رہنا چاہئے۔ اکثر نے کہا اب یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں چل کر غنیمت حاصل کرنی چاہئے۔ آخر اکثر تیر انداز اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے اور مشرکین نے اسی راستہ سے دفعۃً حملہ کر دیا۔ دوسری طرف حضور کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی۔ ان چیزوں نے قلوب میں کمزوری پیدا کر دی جس کا نتیجہ فشل و جبن کی صورت میں ظاہر ہوا۔ گویا فشل کا سبب تنازع اور تنازع کا سبب عصیان تھا ف۸ یعنی بعضے لوگ دنیوی متاع (مال غنیمت) کی خوشی میں پھسل پڑے جسکا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہم نے کبھی محسوس نہ کیا تھا کہ ہم میں کوئی آدمی دنیا کا طالب بھی ہے ف۹ یعنی جو تمہارے سامنے سے بھاگ رہے تھے، اب تم اُن کے آگے سے بھاگنے لگے۔ تمہاری غلطی اور کوتاہی سے معاملہ الٹا اور اسمیں بھی تمہاری آزمائش تھی۔ تاکچے اور پکے صاف ظاہر ہو جائیں ف۱۰ یعنی جو غلطی ہوئی تھی خدا تعالیٰ اسے بالکل معاف کرچکا۔ اب کسی کو جائز نہیں کہ انپر اس حرکت کی وجہ سے طعن و تشنیع کرے ف۱۱ کہ ان کی کوتاہیوں کو معاف کر دیا ہے اور عتاب میں بھی لطف و شفقت کا پہلو ملحوظ رکھا ہے

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی تم بھاگ کر پہاڑوں اور جنگلوں کو چڑھے چلے جا رہے تھے اور گھبراہٹ میں پیچھے مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ اس وقت خدا کا پیغمبر بدستور اپنی جگہ کھڑا ہوا تم کو اس قبیح حرکت سے روکتا تھا اور اپنی طرف بلاتا تھا مگر تم تشویش و اضطراب میں آواز کہاں سننے والے تھے۔ آخر جب کعب بن مالک چلائے تب لوگوں نے سنا اور واپس آ کر اپنے نبی کے گرد جمع ہو گئے۔ ف۲ یعنی تم نے رسول کا دل تنگ کیا اُس کے بدلے تم پر تنگی آئی تم کا بدلہ ملا تا آگے کو یاد رکھو کہ ہر حالت میں رسول کے حکم پر چلنا چاہئے خواہ کوئی نفع کی چیز مثلاً غنیمت وغیرہ ہاتھ سے جائے یا کچھ بلا سامنے آئے۔ (تنبیہ) اکثر مفسرین نے فَاَثَابَکُمْ غَمًّا ۢ بِغَمٍّ کے معنی یوں کئے ہیں کہ خدا نے تمکو غم پر غم دیا۔ یعنی ایک غم تو ابتدائی فتح و کامیابی کے فوت ہونے کا تھا دوسرا اپنے آدمیوں کے مارے جانے اور زخمی ہونے اور نبی کریم صلعم کی خبر شہادت مشہور ہونے سے پہنچا بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ فتح و کامرانی کے فوت ہونے، غنیمت کے ہاتھ سے نکل جانے اور نقصان جانی و بدنی اٹھانے کا جو غم تھا اُس کے جوش میں ایک اور اہم غم دیدیا گیا جس نے پہلے سب غموں کو بھلا دیا یعنی نبی کریم صلعم کے مقتول ہونے کی افواہ اسی غم کی شدت میں لگے پیچھے کا کچھ ہوش نہ رہا حتیٰ کہ حضور کی آواز کو بھی نہ سنا کہ ایک طرف تمہارے حضرت شفقت ہونے کی وقت ... دوسری طرف رسول ... پیش آجاتی ہے ف۳ ... اور بیتوں کو جاننا کہ اسی کے موافق معاملہ کرنا ہے والقصہ ہر صفحہ ۹۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ اس جنگ میں جو لوگ ہٹ گئے ہیں ان پر گناہ نہیں رہا ف۲ یعنی نیک کام پر نکلے یا مارے گئے تو مقتے پر افسوس نہ کرے اس میں انکار آتا ہے تقدیر کا اور آخرت کا فائدہ نہ سمجھے دنیا کے جینے کو عزیز رکھنا یہ سب خصلت ہے کافروں کی ف۳ شاید حضرت کا دل مسلمانوں سے خفا ہوا ہوگا اور چاہا ہوگا کہ اب سے ان کی مشورت نہ لیجئے سو حق تعالیٰ نے سفارش کی اور فرمایا کہ اول مشورت لینی بہتر ہے جب ایک بات ٹھہر چکے تو پھر اس وسوسے میں نہ پڑے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

تفسیر فوائد صفحہ (۸۹) ف۱ یعنی اس جنگ میں جن کو شہید ہونا تھا ہو چکے، اور جن کو ہٹنا تھا ہٹ گئے اور جو میدان میں باقی رہے ان ہی سے مخلص مسلمانوں پر حق تعالیٰ نے ایک دم غنودگی طاری کر دی لوگ کھڑے کھڑے اونگھنے لگے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کئی مرتبہ تلوار چھوٹ کر زمین پر گر پڑی یہ ایک حسی اثر اس باطنی سکون واطمینان کا تھا جو ایسے ہنگامہ رستخیز میں مومنین کے قلوب پر محض خدا کے فضل ورحمت سے وارد ہوا اس کے بعد دشمن کا خوف وہراس سب کافور ہوگیا یہ کیفیت بہیں اس وقت پیش آئی جب لشکر مجاہدین میں ظاہراً کوئی نظم قائم نہ رہا تھا، بہت سی لاشیں خاک وخون میں تڑپ رہی تھیں سپاہی زخموں سے چور چور ہو رہے تھے حضور کے قتل کی افواہ نے رہے سہے ہوش وحواس کھو دیئے تھے گویا یہ سونا بیدار ہونے کا پیام تھا غنودگی طاری کر کے ان کی ساری تھکن دور کر دی گئی اور متنبہ فرما دیا کہ خوف و ہراس اور تشویش واضطراب کا وقت جا چکا اب مامون ومطمئن ہو کر اپنا فرض انجام دو۔ فوراً صحابہ نے حضور کے گرد جمع ہو کر لڑائی کا محاذ قائم کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد مطلع صاف تھا۔ دشمن سامنے سے بھاگتا نظر آیا۔ (تنبیہ) ابن مسعود فرماتے ہیں کہ عین لڑائی کے موقع پر نعاس (اونگھ) کا طاری ہونا اللہ کی طرف سے (فتح وظفر کی علامت ہے) حضرت علیؓ کی فوج کو "صفین" میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا ف۲ یہ بزدل اور ڈرپوک منافقین ہیں جن کو نہ اسلام کی فکر تھی، نہ نبی کریم صلعم کی محض اپنی جان بچانے کی فکر میں ڈر رہے تھے کہیں ابو سفیان کی فوج نے دوبارہ حملہ کر دیا تو ہمارا کیا حشر ہوگا اس خوف وفکر میں اونگھ یا نیند کہاں ؟ ف۳ یعنی وہ اللہ کے وعدے کہاں گئے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا قصہ ختم ہوا۔ اب پیغمبر اور مسلمان اپنے گھر واپس جانے والے نہیں سب یہیں کام آئیں گے جیسے دوسری جگہ فرمایا بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمؤمنون الی اھلیھم ابدا (فتح رکوع ۲) ف۴ یعنی کچھ بھی ہمارا کام بنا رہے گا یا بالکل بگڑ چکا۔ یا یہ کہ ہم محمد (صلعم) کا ساتھ دینے والوں کے ہاتھ میں کچھ بھی فتح وظفر آئی۔ یا یہ معنی کہ اللہ نے جو چاہا سو کیا ہمارا یا کسی کا کیا اختیار ہے یہ تو الفاظ کے ظاہری معنی تھے، لیکن جو دل میں نیت تھی وہ آگے آتی ہے ف۵ یعنی منافقین کا یہ قول ھل لنا من الامر من شیء کلمۃ حق ارید بہا الباطل ہے۔ بیشک یہ صحیح ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں، سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے بنائے یا بگاڑے، غالب کرے یا مغلوب، آفت بھیجے یا راحت، کامیاب کرے یا ناکام۔ ایک ہی واقعہ کو ایک قوم کے حق میں رحمت اور دوسری کے لئے نقمت بنا دے سب اس کے قبضہ میں ہے، مگر تم اس قول سے اپنے دل میں جو معنی لے رہے ہو خدا تمہارے دل کے چور سے واقف ہے جیسے آگے بیان کیا جائے گا۔ ف۶ اصل چور دل کا یہ تھا ھل لنا من الامر من شیء کہکر دل میں یہ مطلب لیتے تھے اور بچے مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر آپس میں بھی کہتے ہوں گے کہ میاں شروع میں ہماری رائے نہ مانی چند جوشیلے ناتجربہ کاروں کے کہنے پر مدینہ سے باہر لڑنے چلے گئے، آخر منہ کی کھائی، اگر کچھ کام ہمارے اختیار میں ہوتا اور ہمارے مشورے پر عمل کیا جاتا تو اس قدر نقصان کیوں اٹھانا پڑتا ہماری برادری کے اتنے آدمی مارے گئے یہ کیوں مارے جاتے (اکثر منافقین نیز انصار مدینہ کی برادری میں شامل تھے اس لئے ما قتلنا ھٰھنا میں اُنکے مارے جانے کو اپنا مارا جانا کہا) یا یہ مطلب ہو کہ اگر محمد صلعم کے کہنے کے موافق فتح وظفر اور غلبہ مسلمانوں کیلئے ہوتا تو یہ قتل وجرح کی مصیبت ہم پر کیوں ٹوٹتی۔ (تنبیہ) بظاہر یہ باتیں منافقین نے مدینہ میں کہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن اُبی جنگ شروع ہونے سے بیشتر اپنی جمعیت کو ساتھ لیکر واپس ہوگیا تھا اس صورت میں "ھٰھنا" کا اشارہ قرب کی وجہ سے اُحد کی طرف ہوگا لیکن بعض روایات سے ایک منافق معتب بن قشیر کا میدان جنگ میں یہ کلمات کہنا ثابت ہوتا ہے، تو شاید بعض منافقین عبداللہ بن اُبیؔ کے ہمراہ کسی مصلحت سے واپس نہ ہوئے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔ ف۱ یعنی اس طعن وتشنیع یا حسرت وافسوس سے کچھ حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی جو اجل، موت کی جگہ سبب اور وقت لکھ دیا ہے کبھی ٹل نہیں سکتا۔ اگر تم گھروں میں گھسے بیٹھے رہتے اور فرض کرو تمہاری ہی رائے سنی جاتی تب بھی جن کی قسمت میں احد کے قریب جس جس پڑاؤ پر مارا جانا لکھا جا چکا تھا وہ کسی نہ کسی سبب سے ضرور اُدھر نکلتے اور وہیں مارے جاتے یہ خدا کا انعام ہے کہ جہاں مارا جانا مقدر تھا مارے گئے، مگر اللہ کے راستے میں خوشی کے ساتھ بہادروں کی موت شہید ہوئے۔ پھر اس پر پچھتانے اور افسوس کرنے کا کیا موقع ہے مردان خدا کو اپنے پر قیاس مت کرو۔

اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ

ان کو ڈگا دیا شیطان نے کچھ اُن کے گناہ کی شامت سے اور اُن کو بخش چکا ہے اللہ

ان کو بہکا دیا شیطان نے ان کے گناہ کی شامت سے اور اُن کو بخش چکا اللہ

۱۶ ع

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۧ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا

اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا ف۱ اے ایمان والو تم نہ ہو ان کی طرح

اللہ بخشنے والا ہے تحمل کرنے والا ف۱ اے ایمان والو تم نہ ہو

كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ

جو منکر ہوئے اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جب سفر کو نکلیں ملک میں

ان کی طرح جو کافر ہوئے ف۲ اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو ف۳ جب وہ سفر کو نکلیں ملک میں

اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ

یا ہوں جہاد میں کہ اگر رہتے ہم پاس نہ مرتے اور نہ مارے جاتے کہ اللہ

یا ہوں جہاد میں اگر رہتے ہمارے پاس تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ

اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ

اس سے ڈالے افسوس ان کے دل میں اور اللہ ہے جلاتا اور مارتا اور اللہ

ڈالے اس گمان سے افسوس ان کے دلوں میں ف۴ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے ف۵ اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ

تمہارے کام دیکھتا ہے اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ میں یا

تمہارے سب کام دیکھتا ہے ف۶ اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ میں یا

مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ

مر گئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر

مر گئے ف۷ تو بخشش اللہ کی اور مہربانی اُس کی بہتر ہے اُس چیز سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر

مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

تم مر گئے یا مارے گئے اللہ ہی پاس اکٹھے ہوگے ف۱ سو کچھ اللہ کی مہر ہے جو تو نرم دل ملا

تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ اللہ ہی کے آگے اکٹھے ہوگے تم سب ف۸ سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے

لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪

اُن کو اور اگر تو ہوتا سخت گو سخت دل تو منتشر ہو جاتے تیرے گرد سے

جو تو نرم دل مل گیا اُن کو اور اگر تو ہوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ

سو تو اُن کو معاف کر اور بخشش مانگ انکے واسطے اور ان سے مشورت لے کام میں پھر جب ٹھہر چکا

سو تو ان کو معاف کر اور اُن کے واسطے بخشش مانگ اور ان سے مشورہ لے کام میں پھر جب قصد کر چکا تو اس

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ

تو بھروسہ کر اللہ پر اللہ چاہتا ہے توکل والوں کو ف۲ اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا

کام کا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر اللہ کو محبت ہے توکل والوں سے ف۹ اگر اللہ تمہاری مدد کریگا

منزل ۱

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ تو دلوں کے پوشیدہ بھید جانتا ہے اس سے کسی کی کوئی حالت پوشیدہ نہیں مقصود یہ تھا کہ تم سب کو ایک آزمائش میں ڈالا جائے تاکہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے وہ باہر نکل پڑے، امتحان کی بھٹی میں کھوٹا کھرا الگ ہو جائے۔ مخلصین کامیابی کا صلہ پائیں اور ان کے قلوب آئندہ کے لئے وساوس اور کمزوریوں سے پاک وصاف ہوں، منافقین کا اندرونی نفاق کھل جائے اور لوگ صاف طور پر ان کے خبث باطن کو سمجھنے لگیں۔

۹۱ فوائد صفحہ ہذا ف۱ مخلصین سے بھی بعض اوقات کوئی ... شیطان کو موقع ملتا ہو کہ دوسری لغزش پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ اس سے مراد مسلمانوں کی خاطر جمع کرتی ہے یہ نہ جانیں کہ حضرت نے ہم کو ظاہر معاف کیا اور دل میں خفا ہیں پھر کبھی خفگی نکالیں گے یہ نبیوں کا نہیں کہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ یا مسلمانوں کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ حضرت پر گمان ذکر ہیں کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکھیں شاید اس واسطے فرمایا کہ وہ تیرانداز مورچہ چھوڑ کر دوڑے غنیمت کو کیا حضرت انکو حصہ نہ دیتے یا بعضی چیز چھپا رکھتے اور کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں غنیمت سے ایک چیز کم ہوئی کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف ۲ یعنی نبی اور سب خلق برابر نہیں طمع کے کام دنی کام نبیوں سے نہیں ہوتے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

بقیہ صفحہ ۹۰ غلطیوں اور لغزشوں کی طرف آمادہ کرے۔ جنگ احد میں بھی جو مخلص مسلمان ہٹ گئے تھے کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے ان کا گرا ہوا قدم ڈگمگا دیا چنانچہ ایک گناہ تو یہی تھا کہ تیر اندازوں کی بڑی تعداد نے نبی کریم صلعم کے حکم کی پابندی نہ کی مگر خدا کا فضل دیکھو کہ اس کی سزا میں کوئی تباہ کن شکست نہیں دی بلکہ ان حضرات پر اب کوئی گناہ بھی نہیں رہا حق تعالیٰ کہتا ہے کہ ان کی تقصیر معاف فرما چکا ہے کسی کو طعن و ملامت کا حق نہیں ف ۳ یعنی تم ان کافروں اور منافقوں کی طرح اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بجز دل میں جگہ نہ دینا کہ گھر میں بیٹھے رہتے تو نہ موت آتی نہ مارے جاتے ف ۴ چونکہ منافقین ظاہر میں مسلمان بنے ہوئے تھے اس لئے مسلمانوں کو اپنا بھائی کہا یا اس لئے کہ نسبی طور پر وہ اور انصار مدینہ برادری کے بھائی بند تھے اور چونکہ یہ بات خیر خواہی و ہمدردی کے پیرایہ میں کہتے تھے اس لئے لفظ اخوان سے تعبیر کیا گیا ف ۵ یعنی خواہ مخواہ یا بستر پر مر جاتے۔ ہمارے پاس اپنے گھر بیٹھے رہتے تو کیوں مرتے یا کیوں مارے جاتے۔ یہ کہنا اس غرض سے تھا کہ سننے والے مسلمانوں کے دل میں حسرت و افسوس پیدا ہو کہ واقعی بے سوچے سمجھے نکل کھڑے ہوئے اور لڑائی کی آگ میں کود پڑنے کا یہ نتیجہ ہوا۔ گھر بیٹھے تو یہ مصیبت کیوں دیکھنی پڑتی مگر مسلمان ایسے کچے نہ تھے جو ان چکموں میں آجاتے ان باتوں سے منافقین کا جرم کھل گیا بعض مفسرین نے لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ میں "لام عاقبت" لیکر یوں معنی کیے ہیں کہ منافقین کے زبان و دل پر یہ باتیں اس لئے جاری کیں کہ خدا ان کو ہمیشہ اسی حسرت و افسوس کی آگ میں جلتا چھوڑ دے اور دوسری حسرت ان کو یہ دیکھ کر ہو کہ مسلمان ہماری طرح نہ ہوئے اور ہماری باتوں پر کسی نے کان نہ دھرا گویا اس طرح لِيَجْعَلَ کا تعلق لَا تَكُونُوا الخ سے بھی ہو سکتا ہے ف ۶ یعنی مارنا جلانا اللہ کا کام ہے بہتیرے آدمی عمر بھر سفر کرتے اور لڑائیوں میں جاتے ہیں مگر موت گھر ہی بستر پر آتی ہے اور کتنے ہی آدمی گھر کے کونے میں پڑے رہنے کے خوگر ہیں لیکن اخیر میں خدا کوئی سبب کھڑا کر دیتا ہے کہ وہ باہر نکلیں اور وہیں مریں یا مارے جائیں۔ بندہ کی روک تھام سے یہ چیز ٹلنے اور بدلنے والی نہیں۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت فرمایا کہ میرے بدن پر ایک بالشت جگہ تلوار یا نیزہ کے زخم سے خالی نہیں مگر آج میں ایک اونٹ کی طرح (بستر میں) مر رہا ہوں "فَلَا نَامَتْ أَعْيُنُ الْجُبَنَاءِ" (خدا کرے یہ دیکھ کر نامردوں کی آنکھیں کھلیں) ف ۷ کہ منافقین و کفار کس روش پر جا رہے ہیں اور مسلمان کہاں تک ان کے فتنہ اور بیہودگی سے علیحدہ رہتے ہیں ہر ایک کو اس کی حالت کے مناسب بدلہ دیگا ف ۸ یعنی اسی کی راہ میں ف ۹ یعنی فرض کرو تم سفر یا جہاد میں نہ نکلے اور فی الحال موت سے بچ گئے تاہم ضروری ہے کہ کبھی نہ کبھی مرو گے یا مارے جاؤ گے پھر بہر حال خدا کے سامنے سب کو جمع ہونا ہے اس وقت پتہ چل جائیگا کہ جو خوش قسمت اللہ کی راہ میں نیک کام کرتے ہوئے مرے یا مارے گئے ان کو خدا تعالیٰ کی بخشش و مہربانی سے کیسا وافر حصہ ملا جس کے سامنے تمہاری دنیا کی کمائی اور جمع کی ہوئی دولت و ثروت سب ہیچ ہے۔ الحاصل اگر منافقین ہی کا قول تسلیم کر لیا جائے کہ گھر سے نہ نکلتے تو نہ مارے جاتے تب بھی سراسر خسارہ تھا کیونکہ اس صورت میں اُس موت سے محروم رہ جاتے جس پر ایسی ایسی لاکھوں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں بلکہ جو حقیقت میں موت نہیں حیات ابدی ہے ؎

فنائی اللہ کی تہ میں بقا کا راز مضمر ہے ... جو جینا ہے تو مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ

ف ۱۰ مسلمانوں کو ان کی کوتاہیوں پر متنبہ فرمانے اور معافی کا اعلان سنانے کے بعد نصیحت کی تھی کہ آئندہ اس قماش کے لوگوں کی باتوں سے فریب مت کھانا۔ اس آیت میں ان کے عفو تقصیر کی تکمیل کی گئی ہے۔ چونکہ جنگ احد میں سخت خوفناک غلطی اور زبردست کوتاہی مسلمانوں سے ہوئی تھی شاید آپ کا دل خفا ہوا ہوگا اور چاہا ہوگا کہ آئندہ ان سے مشورہ لیکر کام نہ کیا جائے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے نہایت عجیب و غریب پیرایہ میں آپ کی سفارش کی اول اپنی طرف سے معافی کا اعلان کر دیا کیونکہ خدا کو معلوم تھا کہ آپ کا غصہ اور رنج خالص اپنے پروردگار کیلئے ہوتا ہے پھر فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ یعنی اللہ کی کتنی بڑی رحمت آپ پر اور ان پر ہے کہ آپ کو اس قدر خوش اخلاق اور نرم خو بنا دیا کوئی اور ہوتا تو خدا جانے ایسے سخت معاملہ میں کیا رویہ اختیار کرتا یہ کچھ اللہ ہی کی مہربانی ہے کہ تجھ جیسا شفیق و نرم دل پیغمبر ان کو مل گیا۔ فرض کیجئے اگر خدا نخواستہ آپ کا دل سخت ہوتا اور مزاج میں شدت ہوتی تو یہ قوم آپ کے گرد کہاں جمع رہ سکتی تھی ان سے کوئی غلطی ہوتی اور آپ سخت گرفت کرتے تو خوف و دہشت کے مارے پاس بھی نہ آ سکتے اس طرح یہ لوگ بڑی خیر و سعادت سے محروم رہ جاتے اور جمعیت اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا لیکن حق تعالیٰ نے آپ کو نرم دل اور نرم خو بنایا۔ آپ اصلاح کے ساتھ ان کی کوتاہیوں سے اغماض کرتے رہتے ہیں۔ سو یہ کوتاہی بھی جہاں تک آپ کے حقوق کا تعلق ہے معاف کر دیجئے اور گو خدا اپنا حق معاف کر چکا ہے تاہم ان کی مزید دلجوئی اور تطییب خاطر کے لئے ہم سے بھی ان کیلئے معافی طلب کریں، تاکہ شکستہ دل آپ کی خوشنودی اور انبساط محسوس کر کے بالکل مطمئن و منشرح ہو جائیں۔ اور صرف معاف کر دینا ہی نہیں آئندہ بدستور ان سے معاملات میں مشورہ لیا کریں۔ مشاورت کے بعد جب ایک بات طے ہو کر پختہ ارادہ کر لیا جائے پھر خدا پر توکل کر کے اسکو بلا پس و پیش کر گذرے۔ خدا تعالیٰ متوکلین کو پسند کرتا اور ان کے کام بنا دیتا ہے (تنبیہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سے سوال کیا گیا "عزم" کیا ہے؟ فرمایا مُشَاوَرَةُ أَهْلِ الرَّأْيِ ثُمَّ اتِّبَاعُهُمْ اور مجمع الزوائد میں حضرت علی کی حدیث ہے کہ یا رسول اللہ حوادث جو کتاب و سنت میں نہ پائیں اس میں کیا طریقہ استعمال کریں؟ فرمایا فقہاء عابدین (سمجھدار خدا پرستوں) سے مشورہ کرو کوئی خاص رائے جاری کرو (اور کسی اکیلے دو کی رائے مت جاری کرو)

فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ

تو کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور جو وہ تم کو چھوڑ دے گا پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے گا

تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکیگا اور اگر مدد نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا کون ہے جو مدد کر سکے تمہاری

مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا كَانَ

اس کے بعد اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے مسلمانوں کو اور نبی کا

اس کے بعد اور اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے مسلمانوں کو ف ۱ اور نبی کا

لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ

کام نہیں کہ کچھ چھپا رکھے اور جو کوئی چھپاوے گا وہ لاوے گا اپنا چھپایا ہوا قیامت کے دن پھر

کام نہیں کہ کچھ چھپا رکھے اور جو کوئی چھپاوے گا وہ لائے گا اپنی چھپائی چیز دن قیامت کے پھر

تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ أَفَمَنِ اتَّبَعَ

پورا پاوے گا ہر کوئی اپنا کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف ۱ کیا ایک شخص جو تابع

پورا پاوے گا ہر کوئی جو اس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف ۲ کیا ایک شخص جو تابع ہے

رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَ

اللہ کی مرضی کا برابر ہے اُس کے جو کمایا لایا اللہ کا غصہ اور اُس کا ٹھکانا دوزخ اور

اللہ کی مرضی کا برابر ہو سکتا ہے اُسکے جس نے کمایا غصہ اللہ کا اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور

بِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ

کیا بری جگہ پہنچا لوگ کئی درجے ہیں اللہ کے ہاں اور اللہ دیکھتا ہے

کیا ہی بری جگہ پہنچا ف ۳ لوگوں کے مختلف درجے ہیں اللہ کے ہاں اور اللہ دیکھتا ہے

بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ

جو کرتے ہیں ف ۲ اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا

جو کچھ کرتے ہیں ف ۴ اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر جو بھیجا

فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

اُن میں رسول اُنہی میں کا پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اُس کی اور سنوارتا ہے اُنکو

اُن میں رسول اُنہی میں کا ف ۵ پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اُسکی اور پاک کرتا ہے اُنکو یعنی شرک

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي

اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب اور کام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح

وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے اُن کو کتاب اور کام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح

ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ

گمراہ تھے کیا جس وقت تم کو پہنچی ایک تکلیف کہ تم پہنچا چکے ہو

گمراہی میں تھے ف ۶ کیا جب وقت پہنچی تم کو ایک تکلیف کہ تم پہنچا چکے ہو

مِثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ ۗ إِنَّ

اس کے دو برابر کہتے ہو یہ کہاں سے آئی تو کہہ یہ آئی تم کو اپنی طرف سے

اُس سے دو چند تو کہتے ہو یہ کہاں سے آئی ف ۷ تو کہہ دے یہ تکلیف تم کو پہنچی تمہاری ہی طرف سے ف ۸ بیشک

منزل ۱

فوائد صفحہ (۹۱) ف ۱ پہلے آپ کو فرمایا تھا "بھروسہ کرو اللہ پر" یہاں بتلایا کہ بھروسہ کے لائق ایسی ہی ذات ہو سکتی ہے جو سب سے زبردست اور غالب ہو۔ سب مسلمانوں کو اسکی امداد پر توکل کرنا چاہیئے۔ گویا مسلمانوں کی تقصیر خود معاف کرنے اور اپنے پیغمبر سے معاف کرا دینے کے بعد ان کو نصیحت کی جاتی ہے کہ کسی کے بہکے سننے میں نہ آئیں، خالص خدا پر بھروسہ رکھیں، اس کی مدد ہوگی تو کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آ سکتی ... دیکھ چکے اور کسی مصلحت سے وہ مدد نہ کرے تو پھر کوئی مدد نہیں کر سکتا (بقیہ برصفحہ ۹۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی تم بدر کی لڑائی میں ستر کافروں کو مار چکے ہو اور ستر کو پکڑ لائے تھے اسی لڑائی میں تمہارے ستر آدمی شہید ہوئے تو بد دل کیوں ہوتے ہو سو یہ بھی اپنے قصور سے کہ بے حکمی سے لڑے یا قصور یہ کہ بدر کے اسیروں کو مار نہ ڈالا مال لیکر چھوڑ دیا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر انکو چھوڑتے ہو تو تم میں ستر آدمی شہید ہوں گے وہ لوگوں نے قبول کر کر مال لیا تھا انکو چھوڑا ف۲ یہ بھی منافقوں کا کلام تھا کہ ہم کو معلوم ہو لڑائی یعنی ظاہر میں کہ اجس وقت لڑائی دیکھیں گے تو شامل ہوں گے یا کہا کہ ہم لڑائی کے قاعدے سے واقف نہیں اور دل میں طعن دیا کہ ہماری مشورت نہیں مانتے انکو معلوم نہیں کہ ایسے لفظ سے کفر کے قریب ہو گئے اور ایمان سے دور۔ —— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

(بقیہ صفحہ ۹۱) جیسا کہ اُحد میں تجربہ ہو گیا ف۵ یعنی اس سے غرض یہ تو مسلمانوں کی پوری طرح خاطر جمع کرنا ہے تا یہ وسوسہ نہ لائیں کہ شاید حضرت نے ہم کو بظاہر معاف کر دیا اور دل میں خفا ہیں پھر کبھی خفگی نکالیں گے یہ کام نبیوں کا نہیں کہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ یا مسلمانوں کو سمجھانا ہے کہ حضرت کی عظمت اور عصمت و امانت کو پوری طرح مستحضر رکھیں آپ کی نسبت کبھی کوئی لغو اور بیہودہ خیال نہ لائیں مثلاً یہ گمان نہ کریں کہ غنیمت کا کچھ مال چھپا رکھیں گے (العیاذ باللہ) شاید یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ تیر انداز غنیمت کے لیے مورچہ چھوڑ کر دوڑے تھے کیا حضرت ان کو حصہ نہ دیتے یا بعض چیزیں چھپا رکھتے؟ اور

اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ

اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۱ اور جو کچھ تم کو سامنے آیا جس دن بھڑیں دو فوجیں

اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو کچھ تم کو پیش آیا اُس دن کہ ملیں دو فوجیں

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ

سو اللہ کے حکم سے اور اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور تا معلوم کرے جو

سو اللہ کے حکم سے اور اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور تا کہ معلوم کرے اُن کو جو

نَافَقُوْا ۚۖ وَقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ

منافق تھے اور کہا اُن کو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن

منافق تھے ف۱ اور کہا گیا اُن کو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن کو ف۲

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ یَوْمَىِٕذٍ

بولے ہم کو معلوم ہو لڑائی تو تمہارا ساتھ کریں وہ لوگ اس دن کفر کی طرف

بولے اگر ہم کو معلوم ہو لڑائی تو البتہ تمہارے ساتھ رہیں ف۳ وہ لوگ اُس دن کفر کے

اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ

نزدیک ہیں ایمان سے کہتے ہیں اپنے منہ سے جو نہیں

قریب ہیں بہ نسبت ایمان کے ف۴ کہتے ہیں اپنے منہ سے جو نہیں

فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ۚ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا

اُنکے دل میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو چھپاتے ہیں ف۵ وہ جو کہتے ہیں

اُنکے دل میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں ف۶ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں

لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا

اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں اگر وہ ہماری بات مانتے تو نہ مارے جاتے تو کہہ اب ہٹا دیجیو

اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں اگر وہ ہماری بات مانتے تو مارے نہ جاتے ف۷ تو کہہ دے اب ہٹا دیجو

عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ وَلَا تَحْسَبَنَّ

اپنے اوپر سے موت اگر تم سچے ہو اور نہ سمجھ

اپنے اوپر سے موت کو اگر تم سچے ہو ف۸ اور تو نہ سمجھ

الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ

جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندے ہیں

اُن لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے

رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ

اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا اُنکو اللہ نے اپنے فضل سے

رب کے پاس کھاتے پیتے خوشی کرتے ہیں اُس پر جو دیا اُن کو اللہ نے اپنے فضل سے

وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ

اور خوش وقت ہوتے ہیں اُن کی طرف سے جو ابھی نہیں پہنچے اُن میں پیچھے سے

اور خوش وقت ہوتے ہیں اُنکی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے اُنکے پاس اُن کے پیچھے سے

بعض روایات میں ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک چیز (چادر یا تلوار) غنیمت میں سے گم ہو گئی تھی، کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی۔ اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بہرحال مسلمانوں کو سمجھانا ہے کہ اگر حضور اپنی نرم خوئی اور خوش خلقی سے تمہاری غلطیوں کو معاف کرتے ہیں تو تمکو حضور کی عظمت شان اور عصمت و نزاہت کا بہت زیادہ پاس رکھنا چاہیے، کسی قسم کا گندہ اور رکیک خیال مومنین کے پاس نہ آنے پائے، دوسری طرف چونکہ آپ کی شفقت و نرم دلی یاد دلا کر جنگ اُحد کے متعلق مسلمانوں کی کوتاہی کو معاف کرایا جا رہا تھا، اسی ذیل میں ایک دوسری کوتاہی بھی یاد دلا دی جو بدر سے متعلق تھی کہ آپ اپنی نرم خوئی سے اُس پر بھی کچھ دھیان نہ کریں تنبیہ "غلول" کے اصل معنی غنیمت میں خیانت کرنے کے ہیں لیکن کبھی مطلق خیانت کے معنی میں آتا ہے بلکہ بعض دفعہ محض ایک چیز کے چھپا لینے پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جیسے ابن مسعود نے فرمایا غلوا مصاحفکم ف۴ یعنی پیغمبر جو ہر حال میں خدا کی مرضی کا تابع بلکہ دوسروں کو بھی اُس کی مرضی کا تابع بنانا چاہتا ہے، کیا اُن لوگوں کے سے کام کر سکتا ہے جو خدا کے غضب کے نیچے اور دوزخ کے مستحق ہیں؟ ممکن نہیں ف۵ یعنی نبی اور سب خلقت برابر نہیں طمع وغیرہ کے پست اور ذلیل کام نبیوں سے نہیں ہو سکتے حق تعالیٰ سب کو جانتا ہے کہ کون کس درجہ کا ہے اور سب کے کام دیکھتا ہے کیا وہ ایسی پست طبیعت والوں کو منصب نبوت پر سرفراز فرمائیگا، العیاذ باللہ ف۶ یعنی انہی کی جنس اور قوم میں کا ایک آدمی رسول بنا کر بھیجا جسکے پاس بیٹھنا بات چیت کرنا، زبان سمجھنا اور ہر قسم کے انوار و برکات کا استفادہ کرنا آسان ہے، اُسکے احوال، اخلاق سوانح زندگی، امانت و دیانت، خدا ترسی اور پاکبازی سے وہ خوب طرح واقف ہیں۔ اپنی ہی قوم اور کنبے کے آدمی سے جب معجزات ظاہر ہوتے دیکھتے ہیں تو یقین لانے میں زیادہ سہولت ہوتی ہے۔ فرض کرو کوئی جن یا فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو معجزات دیکھ کر یہ خیال کر لینا ممکن تھا کہ جونکہ جنس بشر سے جداگانہ مخلوق ہو شاید یہ خوارق اسکی خاص صورت نوعیہ اور طبیعت ملکیہ و جنیہ کا نتیجہ ہوں، ہمارا اُس سے عاجز رہ جانا دلیل نبوت نہیں بن سکتا، بہرحال مومنین کو خدا کا احسان ماننا چاہیے کہ اُس نے ایسا رسول بھیجا جس سے بے تکلف فیض حاصل کر سکتے ہیں اور وہ باوجود معزز ترین اور بلند ترین منصب پر فائز ہونے کے اُن ہی کے مجمع میں نہایت نرم خوئی اور ملاطفت کے ساتھ گھلا ملا رہتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم ف۷ اس مضمون کی آیت سورۂ بقرہ میں دو جگہ گذر چکی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور کی چار شانیں بیان کی گئیں (۱) "تلاوت آیات" (اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا جن کے ظاہری معنی وہ لوگ اہل زبان ہونے کی وجہ سے سمجھ لیتے تھے اور اُس پر عمل کرتے تھے (۲) "تزکیۂ نفوس" (نفسانی آلائشوں اور تمام مراتب شرک و معصیت سے اُنکو پاک کرنا اور دلوں کو مانجھ کر صیقل بنانا) یہ چیز آیات اللہ کے عام مضامین پر عمل کرنے حضور کی صحبت اور خصوصی توجہ و تصرف سے باذن اللہ حاصل ہوتی تھی (۳) "تعلیم کتاب" (کتاب اللہ کی مراد بتلانا) اس کی ضرورت خاص خاص مواقع میں پیش آتی تھی۔ مثلاً ایک لفظ کے کچھ معنی عام تبادر اور محاورہ کے لحاظ سے سمجھ کر صحابہ کو کوئی اشکال پیش آیا، اُس وقت آپ کتاب اللہ کی اصلی مراد جو قرائن مقام سے متعین ہوتی تھی بیان فرما کر شبہات کا ازالہ فرما دیتے تھے جیسے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الخ اور دوسرے مقامات میں ہوا (۴) "تعلیم حکمت" (حکمت کی گہری باتیں سکھلانا) اور قرآن کریم کے خالص اسرار و لطائف اور شریعت کی دقیق و عمیق علل پر مطلع کرنا خواہ تصریحاً یا اشارۃً۔ آپ نے خدا کی توفیق و اعانت سے علم و عمل کے ان اعلیٰ مراتب پر اس درماندہ قوم کو فائز کیا جو صدیوں سے انتہائی جہل و حیرت اور صریح گمراہی میں غرق تھی، آپ کی چند روزہ تعلیم و صحبت سے وہ ساری دنیا کے لیے ہادی و معلم بن گئی، لہٰذا انہیں چاہیے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر پہچانیں اور کبھی بھولے سے ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپ کا دل متألم ہو ف۸ پہلے سے اُحد کا قصہ چلا آتا تھا، درمیان میں جو کوتاہی ہوئی تھی اُسکے عفو کا ذکر ہوا اور اسی کی مناسبت سے نبی کریم صلعم کے اخلاق و حقوق یاد دلائے گئے۔ اب پھر اُحد کے قصہ کی طرف عود کیا جاتا ہے یعنی جنگ اُحد میں جو تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑا کیا اُس پر تم تعجب سے کہتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں آ گئی، ہم تو مسلمان مجاہد تھے جو خدا کے راستہ میں اُس کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے نکلے تھے، خدا تعالیٰ نے پیغمبر کی زبانی نصرت و امداد کا وعدہ فرمایا تھا، پھر یہ مصیبت ہم پر کیونکر اور کدھر سے نازل ہوئی۔ ایسا کہتے وقت سوچنا چاہیے کہ جسقدر تکلیف تمکو پہنچی اُس سے دوچند تکلیف اُنکو تم سے پہنچ چکی ہے۔ اُحد میں تمہارے تقریباً ستر آدمی شہید ہوئے۔ بدر میں اُنکے ستر مارے جا چکے اور ستر تمہارے

منزل ۱

ہاتھ قید ہوئے جنہیں تمکو پورا قابو حاصل تھا چاہتے تو قتل کر ڈالتے پھر اُحد میں بھی ابتدا اُن کے بیس سے زائد قتل ہو چکے ہیں، اگر تھوڑی دیر کیلئے تمکو ہزیمت ہوئی تو بدر میں اُنکو تباہ کن ہزیمت مل چکی اور اُحد میں بھی جب تم جم کر لڑے وہ شکست کھا کر میدان چھوڑ کر چلے گئے۔ ایسی صورت میں انصاف تمکو اپنی تکلیف کا شکوہ کرنے کا اور زیادہ بد دل ہونے کا موقع نہیں ف۹ اگر غور کرو تو تم خود ہی اس مصیبت کا سبب بنے ہو تم نے جوش میں آ کر پیغمبر کی اور بعض تجربہ کاروں کی رائے قبول نہ کی اپنی پسند اور اختیار سے مدینہ کے باہر جا کر جنگ قائم کیا پھر باوجود نبی کی شدید تاکید کے تیر اندازوں نے اہم مورچہ چھوڑ کر مرکز خالی کر دیا اور ایک سال پہلے جبکہ ساری بدر کے متعلق تمکو اختیار دیا تھا کہ یا انہیں قتل کر دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو اس شرط پر کہ آئندہ اتنے ہی آدمی تم سے مارے جائینگے تو تم نے فدیہ کی صورت اختیار کی اور شرط کو قبول کر لیا، اب وہی شرط پوری کرائی گئی تو تعجب و انکار کا کیا موقع ہے یہ چیز تو خود اپنی طرف سے تم قبول کر چکے تھے (اساری بدر کا پورا قصہ سورۂ انفال میں آئے گا)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک طرح کی زندگی ہے کہ اور مردوں کو نہیں، کھانا پینا عیش و خوشی بھی انکو پوری ہے اور وں کو قیامت کے بعد ہوگی۔ ف۲ جب جنگ اُحد تمام ہوئی ابو سفیان سردار تھا کافروں کا کہہ گیا کہ اگلے سال بدر پر لڑائی ہے اور حضرت نے قبول کر لیا جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگوں کو حکم دیا کہ چلو لڑائی کو اس وقت جنہوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو یہ بشارت ہے کہ شکست کے بعد پھر جرات کی۔ ف۳ ابو سفیان نے چاہا کہ حضرت وعدے پر نہ آویں تو الزام انہیں پر رہے اور لڑائی سے خوف کھایا ایک شخص مدینے کی طرف جاتا تھا اسکو کچھ دینا کیا کہ وہاں اس طرف کی ایسی خبریں کہیو کہ وہ خوف کھاویں اور جنگ کو نہ آویں وہ شخص، یہ میں پہنچ کر کہنے لگا کہ مکے کے لوگوں نے بڑی جمعیت کی ہے تمکو لڑنا بہتر نہیں مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے استقلال دیا انہوں نے یہی کہا کہ ہم کو اللہ بس ہے آخر بدر پر گئے تین روز رہ کر تجارت کر کر نفع لے کر پھر آئے اگلی آیتوں میں بھی یہی ذکر ہے۔ ف۴ یعنی وہ شخص جو خبر کہتا تھا اس کو شیطان سکھاتا تھا۔ ـــــــــــ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ

اس واسطے کہ نہ ڈر ہے اُن پر نہ اُن کو غم خوش وقت ہوتے ہیں اللہ کی

اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر اور نہ ان کو غم خوش وقت ہوتے ہیں اللہ

مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

نعمت اور فضل سے اور اس سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی ف۱

کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ

جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اس کے کہ ان میں پڑ چکا تھا گھاؤ

جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا بعد اس کے پہنچ چکے تھے ان کو زخم

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ الَّذِينَ قَالَ

جو اُن میں نیک ہیں اور پرہیزگار اُن کو ثواب بڑا ہے ف۲ جن کو کہا

جو ان میں نیک ہیں اور پرہیزگار اُن کو ثواب بڑا ہے جن کو کہا

لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ

لوگوں نے کہ اُنھوں نے جمع کیا ہے اسباب تمہارے مقابلہ کو سو تم اُن سے خطرہ کرو پھر اُنکو زیادہ کیا

لوگوں نے کہ مکہ والے آدمیوں نے جمع کیا ہے سامان تمہارے مقابلہ کو سو تم اُن سے ڈرو تو اور زیادہ ہوا ان کا

إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانقَلَبُوا

ایمان اور بولے بس ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے ف۳ پھر چلے آئے

ایمان اور بولے کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے ف۴ پھر چلے آئے مسلمان

بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ

اللہ کے احسان سے اور فضل سے کچھ نہ پہنچی انھیں برائی اور چلے اللہ کی رضا

اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ پہنچی اُن کو برائی اور تابع ہوئے اللہ کی

اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ

پر اور اللہ کا فضل بڑا ہے یہ جو ہے سو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے

مرضی کے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۵ یہ جو ہے سو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے

أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اپنے دوستوں سے سو تم اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو ف۴

اپنے دوستوں سے سو تم اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ف۶

وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا

اور تجھ کو غم نہ آوے اُن لوگوں سے جو دوڑ کر گرتے ہیں کفر کرنے وہ نہ بگاڑیں گے

اور غم میں نہ ڈالیں تجھ کو وہ لوگ جو دوڑتے ہیں کفر کی طرف وہ نہ بگاڑیں گے

اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ

اللہ کا کچھ اللہ چاہتا ہے کہ اُن کو فائدہ نہ دے آخرت میں اور اُن کو

اللہ کا کچھ اللہ چاہتا ہے کہ اُن کو فائدہ نہ دے آخرت میں اور ان کیلئے

منزل ۱

فوائد صفحہ ۹۲ ف۱ جسکو جب چاہے غالب اور جب چاہے مغلوب کر دے مغلوب کرنا اس لئے نہیں کہ وہ اُسوقت غالب کرنے پر قادر نہ تھا بلکہ اس لئے کہ تمہارے کسب و اختیار سے صورت حال ایسی پیدا ہو گئی کہ حق تعالیٰ غلبہ عطا کرنے میں مصلحت نہ تھی بہرحال جو کچھ ہوا اُس کے حکم و مشیت سے ہوا جس کا سبب تم تھے اور حکمت یہ تھی کہ ایک طرف پر مومن مخلص کا ایمان و اخلاص کا اور دوسری جانب ہر منافق کے نفاق کا درجہ ظاہر ہو جائے کھوٹے اور کھرے میں کسی کو کچھ اشتباہ نہ رہے ف۲ جنگ شروع ہونے سے پہلے جب رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی تین سو آدمیوں کو ساتھ لیکر واپس جانے لگا اُسوقت بعض صحابہ نے اس کو سمجھایا کہ ایسے موقع پر جان بچا کر آؤ اگر دعویٰ اسلام میں سچے ہو تو اللہ کی راہ میں لڑو ورنہ کم از کم دشمن کو دفع کرنے میں ہم لوگوں کے مجمع میں شریک رہو تا کثرت تعداد کا اثر دشمن پر پڑے۔ یا یہ کہ خدا کی راہ میں دین کی خاطر نہیں لڑتے تو حمیت وطنی و قومی یا اپنے اموال و اولاد کی حفاظت کیلئے دشمن کی مدافعت کرو کیونکہ دشمن اگر کامیاب ہوا تو انتقام لینے میں مومنین و منافقین کی تمیز نہ کریگا، عام مسلمانوں کی طرح تم بھی نقصان اٹھاؤ گے۔ غرض ان پر ہر طرح ان کے مذاق کے موافق اتمام حجت کیا گیا تا جو کچھ دلوں میں ہے علانیہ ظاہر ہو جائے ف۳ یعنی لڑائی ہوتی نظر نہیں آتی خواہ مخواہ کا ایک ڈھنگ ہے اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ واقعی لڑائی ہونے والی ہے تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ جب لڑائی ہی نہ ہوگی تو شامل ہو جائیں گے یا یہ مطلب تھا کہ کوئی ڈھنگ کا مقابلہ ہوتا تو ہم ساتھ رہتے۔ بھلا یہ کوئی مقابلہ ہے کہ ایک طرف تین ہزار کا لشکر اور دوسری طرف صرف ایک ہزار بے سروسامان آدمی یہ لڑائی کیا ہے محض اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے یا لو نعلم قتالا سے یہ ظاہر کرتے تھے کہ صاحب ہم فنون جنگ اور لڑائی کے قاعدوں سے واقف ہوتے تو آپ کے ساتھ رہتے۔ گویا دل میں جس بنا کر جانے مشورہ پر چلے تھیں اوروں کی رائے پر عمل کیا تو ہم کو لڑائی کے قاعدوں سے ناواقف سمجھے اور آپ واقف بنے پھر ہمیں ساتھ کیوں لیتے ہو بہرحال جھوٹے حیلے حوالے کر کے چلے گئے۔ ف۴ منافقین دل سے کافر اور زبان سے ایمان کا اظہار کرتے تھے اور اسی زبانی اسلام کی بنا پر مسلمانوں میں ملے جلے رہتے تھے اس روز میں موقع پر پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو چھوڑ کر چلے جانے اور جھوٹے حیلے تراشنے سے اچھی طرح نفاق کی قلعی کھل گئی۔ اب ظاہر میں بھی بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہو گئے اور اپنے فعل سے مسلمانوں کو نقصان اور کافروں کو تقویت پہنچائی۔ ف۵ یعنی زبان سے لو نعلم قتالا لاتبعناکم کہتے ہیں اور جو دل میں ہے صاف نہیں کہتے۔ دل میں یہ تھا کہ اچھا ہے مسلمان مغلوب و ذلیل ہوں اور ہم خوشی سے بغلیں بجائیں۔ ف۶ یعنی خود نامرد بنکر بیٹھ رہے اور اپنی برادری کے بھائیوں (انصار مدینہ) کو کہتے ہیں کہ ہماری بات مان کر گھر میں بیٹھے رہتے تو مارے نہ جاتے ف۷ یعنی اگر گھر میں بیٹھ رہنے سے جان بچ سکتی ہو تو دیکھیں موت کو گھر میں کس طرح نہ آنے دیں گے۔ اگر یہاں رہ کر بھی موت سے بچنا نہیں چھوڑتی تو پھر بہادروں کی طرح میدان میں عزت کی موت کیوں نہ مریں

فوائد صفحہ ۹۳ ف۱ یعنی گھر میں بیٹھے رہنے سے موت تو رک نہیں سکتی، ہاں آدمی اُس موت سے محروم رہتا ہے جسکو موت کے بجائے حیات جاودانی کہنا چاہئے۔ شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مُردوں کو نہیں ملتی، اُن کو حق تعالیٰ کا خاص قرب حاصل ہوتا ہے بڑے عالی درجات و مقامات پر فائز ہوتے ہیں جنت کا رزق آزادی سے پہنچتا ہے جس طرح ہم اعلیٰ درجہ کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر جدھر چاہیں جہاں چاہیں اڑتے چلے جاتے ہیں شہداء کی ارواح "حواصل طیور خضر" میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی رہتی ہیں۔ ان "طیور خضر" کی کیفیت و کمالات کو اللہ ہی جانے، وہاں کی چیزیں ہمارے احاطہ خیال میں کہاں آ سکتی ہیں۔ اسوقت شہداء بیحد مسرور و مبتہج ہوتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے دولت شہادت عنایت فرمائی، اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کر دیا جو وعدے شہیدوں کیلئے پیغمبر علیہ السلام کی زبانی کیے گئے تھے انہیں آنکھوں سے مشاہدہ کر کے بے انتہا خوش ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا بلکہ خیال و گمان سے بڑھ کر بدلہ دیتا ہے۔ پھر نہ صرف یہ کہ اپنی حالت پر شاداں و فرحاں ہوتے ہیں بلکہ اپنے اُن مسلمان بھائیوں کا تصور کر کے بھی انہیں ایک خاص خوشی حاصل ہوتی ہے جنکو اپنے پیچھے جہاد فی سبیل اللہ اور دوسرے امور خیر میں مشغول چھوڑ آئے ہیں کہ وہ بھی اگر ہماری طرح اللہ کی راہ میں مارے گئے یا کم از کم ایمان پر مرے تو اپنی اپنی حیثیت کے موافق ایسی ہی پر لطف اور بے خوف زندگی کے مزے لوٹیں گے۔ نہ انکو اپنے آگے کا ڈر ہوگا نہ پیچھے کا غم، مامون و مطمئن سیدھے خدا کی رحمت میں داخل ہو جائیں گے بعض روایات میں ہے کہ شہدائے اُحد یا شہدائے بیر معونہ نے خدا کے ہاں پہنچ کر تمنا کی تھی کہ کاش ہمارے اس عیش و تنعم کی خبر کوئی جا کے بھائیوں کو پہنچا دے تا وہ بھی اس زندگی کی طرف جھپٹیں اور ہمارے حال پر نہ کڑھیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں پہنچاتا ہوں اس پر یہ آیات نازل کیں اور انکو مطلع کر دیا گیا کہ ہم نے تمہاری تمنا کے موافق خبر پہنچا دی اس پر وہ اور زیادہ خوش ہوئے ف۲ ابو سفیان جب اُحد سے مکہ کو واپس گیا تو راستے میں خیال آیا کہ ہم نے بڑی غلطی کی، ہزیمت یافتہ اور زخم خوردہ مسلمانوں کو یونہی چھوڑ کر چلے آئے مشورے ہونے لگے کہ پھر مدینہ واپس چل کر ان کا قصہ تمام کر دیں۔ آپ کو خبر ہوئی تو اعلان فرمایا کہ جو لوگ کل ہمارے ساتھ لڑائی میں حاضر تھے آج دشمن کا تعاقب کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ مسلمان مجاہدین باوجودیکہ تازہ زخم کھائے ہوئے تھے اللہ اور رسول کی پکار پر نکل پڑے۔ آپ ان مجاہدین کی جمعیت لیکر مقام حمراء الاسد تک ... مسلمان ... میں سخت رعب و دہشت طاری ہو گئی (بقیہ بر صفحہ ۹۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی منافق لوگ کہ جہاں مسلمانوں کے بیچ آبیٹھے اور کفر کی باتیں کرنے لگے ف۲ یعنی حق تعالیٰ مومن اور منافق اسی طرح جُدا کرتا ہے اور غیب سے خبر کسی کو نہیں پہنچاتا مگر رسولوں کو ف۳ جو کوئی زکوٰۃ نہ دیگا اس کا مال اژدہا بن کر گلے میں پڑے گا اور اسکے بچے چیرے گا اور اللہ وارث ہے یعنی آخر تم مرجاؤ گے اور مال اسی کا ہو رہیگا تم اپنے ہاتھ سے دو تو ثواب پاؤ ——— (از شاہ عبدالقادر صاحب رح)

فوائد صفحہ ۹۳) دوبارہ حملہ کا ارادہ فسخ کر کے مکہ کی طرف بھاگا۔ عبدالقیس کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ آرہا تھا۔ ابوسفیان نے اُن لوگوں کو کچھ دیکر آمادہ کیا کہ وہ مدینہ پہنچ کر ایسی خبریں شائع کریں جن کو سُن کر مسلمان ہماری طرف سے مرعوب و خوف زدہ ہو جائیں اُنہوں نے مدینہ پہنچکر کہنا شروع کیا کہ مکہ والوں نے بڑا بھاری لشکر اور سامان مسلمانوں کے استیصال کی غرض سے تیار کیا ہے۔ یہ سُن کر مسلمانوں کے دلوں میں خوف کی جگہ جوش ایمان بڑھ گیا اور کفار کی جمعیت کا حال سُن کر کہنے لگے "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" ساری دنیا کے مقابلہ میں اکیلا خدا ہم کو کافی ہے۔ اسی پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جنگ اُحد تمام ہونے پر ابوسفیان نے اعلان کیا تھا کہ اگلے سال بدر پر پھر لڑائی ہے حضرت نے قبول کر لیا۔ جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگوں کو حکم دیا کہ جہاد کیلئے چلو اگر کوئی نہ جائیگا تب بھی اللہ کا رسول تنہا جائیگا۔ اُدھر سے ابوسفیان فوج لیکر کرمے نکلا۔

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن

مار ہے بڑی ف۱ جنہوں نے خرید کیا کفر ایمان کے بدلے نہ

عذاب ہے بڑا ف۱ جنہوں نے مول لیا کفر کو ایمان کے بدلے وہ نہ

يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ

بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور انکو دکھ کی مار ہے اور یہ نہ سمجھیں

بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور اُنکے لئے عذاب ہے دردناک ف۲ اور یہ نہ سمجھیں

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ

منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہیں اُن کو کچھ بھلا ہے اُنکے حق میں ہم تو فرصت دیتے ہیں اُن کو

کافر کہ ہم جو مہلت دیتے ہیں اُن کو کچھ بھلا ہے اُن کے حق میں ہم تو مہلت دیتے ہیں اُن کو

لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ مَّا كَانَ اللَّهُ

تا بڑھتے جاویں گناہ میں اور اُن کو ذلت کی مار ہے اللہ وہ نہیں

تاکہ ترقی کریں وہ گناہ میں اور اُن کے لئے عذاب ہے خوار کرنے والا ف۳ اللہ وہ نہیں

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ

کہ چھوڑ دے گا مسلمانوں کو جس طرح پر تم ہو جب تک جدا نہ کرے ناپاک کو

کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو اس حالت پر تم ہو جب تک کہ جُدا نہ کر دے ناپاک کو

الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي

پاک سے اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو خبر دے غیب کی لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے

پاک سے اور اللہ نہیں ہے کہ تم کو خبر کر دے غیب کی لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے

مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِن تُؤْمِنُوا

اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر اور اگر تم یقین پر رہو

اپنے رسولوں میں جس کو چاہے ف۴ سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر اور اگر تم یقین پر رہو

وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ

اور پرہیزگاری پر تم کو بڑا ثواب ہے ف اور نہ سمجھیں جو لوگ بخل کرتے ہیں

اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے ف۵ اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں

بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ

ایک چیز پر دی ہے ان کو اللہ نے اپنے فضل سے یہ بہتر ہے اُنکے حق میں بلکہ یہ بُرا ہے انکے واسطے

اُس چیز پر جو اللہ نے اُن کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے اُنکے حق میں بلکہ یہ بہت بُرا ہے اُنکے حق میں

سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ

آگے طوق پڑے گا ان کو جس پر بخل کیا تھا قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمان

طوق بنا کر ڈالا جائیگا اُنکے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ف۱ اور اللہ وارث ہے آسمان

وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ ع لَّقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ ع ۱۸ / ۹ / ۹

و زمین کا اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے ف۳ اللہ نے سنی اُن کی بات

اور زمین کا ف اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے ف۱ بیشک اللہ نے سُنی اُن کی بات

تھوڑی دور چل کر ہمت ٹوٹ گئی رعب چھا گیا۔ قحط سالی کا عذر کر کے چاہا کہ مکہ واپس جائے مگر صورت ایسی ہو کہ الزام مسلمانوں پر رہے۔ ایک شخص مدینہ جاتا تھا اسکو کچھ دینا کیا کہ وہاں پہنچ کر اس طرح کی ایسی خبریں مشہور کرنا جن کو سُنکر مسلمان خوف کھائیں اور جنگ کو نہ نکلیں وہ مدینہ پہنچ کر کہنے لگا کہ مکہ والوں نے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے تم کو لڑنا بہتر نہیں۔ مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے استقلال دیا انہوں نے یہی کہا کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ آخر مسلمان حسب وعدہ بدر پہنچے وہاں بڑا بازار لگتا تھا تین روز رہ کر تجارت کر کے خوب نفع کما کر مدینہ واپس آئے۔ اس غزوہ کو "بدر صغریٰ" کہتے ہیں۔ اُس وقت جن لوگوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے انکو یہ بشارت ہو کہ اُحد میں زخم کھا کر اور نقصان اُٹھا کر پھر ایسی جرأت کی مسلمانوں کی اس جرأت و مستعدی کی خبر سُن کر مشرکین راستہ سے لوٹ گئے چنانچہ مکہ والوں نے اس مہم کا نام "جیش السویق" رکھ دیا یعنی وہ لشکر جو محض ستو پینے گیا تھا پی کر واپس آگیا (تنبیہ) یہ جو فرمایا للذین احسنوا منھم واتقوا محض اُنکی مدح سرائی اور تنویہ شان کے لئے ہے ورنہ وہ سب کے سب ایسے ہی تھے ف۳ یعنی اللہ کا فضل دیکھو نہ کچھ لڑائی کرنی پڑی نہ کانٹا چبھا مفت میں ثواب کمایا، تجارت میں نفع حاصل کر کے اور دشمنوں پر دھاک بٹھلا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی لئے ہوئے صحیح سلامت گھر واپس آگئے (تنبیہ) "بدر صغریٰ" کی طرح "غزوۂ حمراء الاسد" میں بھی ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ سامان کی خرید و فروخت ہوئی تھی اور مسلمانوں نے بھاری نفع کمایا تھا غالباً وَفَضْلٍ سے یہی مالی نفع مراد ہو ف۴ یعنی جو اُدھر سے آکر مرعوب کن خبریں پھیلا رہا ہے وہ شیطان ہے یا شیطان کے اغواء سے ایسا کر رہا ہے جس کی غرض یہ ہے کہ اپنے چیلے چانٹوں اور بھائی بندوں کا رعب تم پر بٹھلا کر خوف زدہ کر دے سو تم اگر ایمان رکھتے ہو (اور ضرور رکھتے ہو جس کا ثبوت عملاً دے چکے) تو ان شیطانوں سے اصلاً مت ڈرو صرف مجھ سے ڈرتے رہو کہ ؎

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید ⁂ ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی شیطان کی دھمکیوں سے مومن نہیں ڈرتے۔ ہاں منافق اُسکی باتیں سُن کر کفر کی طرف دوڑتے ہیں آپ ان ملعون منافقوں کی حرکات سے کچھ غمگین اور فکرمند نہ ہوں یہ اللہ کے دین اور اُسکے پیغمبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اپنا ہی نقصان کرتے ہیں ان کا حد سے زیادہ نفاق و شقاق پتہ دے رہا ہے کہ حق تعالیٰ انہیں انجام کار حقیقی کامیابی اور فوائد سے محروم رکھیگا اور بہت سخت سزا دیگا جو لوگ ایسے معاند اور شریر کھڑے ہوں اللہ کی عادت اُنکے ساتھ تو یہ ہے آپ ایسوں کے غم میں اپنے کو زیادہ گھلانے کی ضرورت نہیں ف۲ یعنی جنہوں نے ایمانی فطرت کو چھوڑ کر کفر اختیار کیا خواہ یہود و نصاریٰ ہوں یا مشرکین یا منافقین یا کوئی اور وہ سب ملکر بھی اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہاں اپنے پاؤں پر خود اپنے ہاتھ سے کلہاڑی مار رہے ہیں جس کا نتیجہ دردناک عذاب کی صورت میں بھگتنا پڑے گا ف۳ یعنی ممکن ہے کافروں کو اپنی لمبی عمریں، خوشحالی اور دولت و ثروت وغیرہ کی فراوانی دیکھ کر خیال گزرے کہ ایسے مغضوب و مطرود ہوتے تو ہم کو اتنی فراخی اور مہلت کیوں دیجاتی اور ایسی بھلی حالت میں کیوں رکھے جاتے؟ سو وہ خوش رہے کہ مہلت دینا اُنکے حق میں کچھ بھلی بات نہیں، مہلت دینے کا نتیجہ تو یہی ہوگا کہ جن کو شامت سمیٹ کر کفر پر مرنا ہے وہ اپنے اختیار اور آزادی سے توب جی بھر کر ارمان نکال لیں اور گناہوں کا ذخیرہ فراہم کر لیں۔ وہ سمجھتے رہیں کہ ہم بڑی عزت سے ہیں حالانکہ ذلیل و خوار کرنیوالا عذاب اُنکے لئے تیار ہے۔ اب سوچ لیں کہ مہلت دینا اُن جیسوں کے حق میں بھلا ہوا یا بُرا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ف۴ یعنی جس طرح خوشحالی اور مہلت دینا کفار کے حق میں مقبولیت کی دلیل نہیں اسی طرح اگر مخلص مسلمانوں کو مصائب اور ناخوشگوار حوادث پیش آئیں (جیسے جنگ اُحد میں آئے) یہ اس کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ کے نزدیک مغضوب ہیں بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس گول مول حالت پر چھوڑنا نہیں چاہتا جس پر اب تک رہے ہیں یعنی بہت سے کافر از راہ نفاق کلمہ پڑھ کر دھوکہ دینے کے لئے اُن میں ملے جلے رہتے تھے جن کے ظاہر حال پر منافق کا لفظ کہنا مشکل تھا۔ لہٰذا ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے واقعات و حالات رونما کرا دے جو کھرے کو کھوٹے سے اور پاک کو ناپاک سے کھلے طور پر جدا کر دیں۔ جنگ اُحد کو آسان تھا کہ تمام مسلمانوں کو بدون امتحان میں ڈالے منافقوں کے ناموں اور کاموں سے مطلع کر دیتا۔ لیکن اسکی حکمت و مصلحت مقتضی نہیں کہ سب لوگوں کو اس قسم کے غیوب سے آگاہ کر دیا کرے۔ ہاں وہ اپنے رسولوں کا انتخاب کر کے جس قدر غیوب کی یقینی اطلاع دینا چاہے دیدیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ عام لوگوں کو بلا واسطہ کسی غیب کی یقینی اطلاع نہیں دیجاتی انبیاء علیہم السلام کو دیجاتی ہے۔ مگر جس قدر خدا چاہے ف۵ یعنی خدا کا جو خاص معاملہ پیغمبروں سے ہے اور پاک و ناپاک کو جدا کرنے کی نسبت جو عام عادت حق تعالیٰ کی ہے یہ ذکر اسمیں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں، تمہارا کام یہ ہے کہ اللہ و رسول کی باتوں پر یقین رکھو اور تقویٰ و پرہیزگاری پر قائم رہو پھر تو سب کچھ کما لیا ف۱ ابتدائے سورت کا بڑا حصہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے متعلق تھا۔ درمیان میں خاص مناسبات و وجوہ کی بنا پر غزوۂ اُحد کی تفصیلات آگئیں، انہیں بقدر کفایت تمام کر کے یہاں سے پھر اہل کتاب کی شنائع بیان کی جاتی ہیں چونکہ ان میں سے یہود کا معاملہ بہت مفترت رساں اور تکلیف دہ تھا۔ منافقین بھی اکثر ان ہی میں کے تھے اور اوپر کی آیت میں آگاہ کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ اب خبیث کو طیب سے ... (بقیہ برصفحہ ۹۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہود نے جو یہ آیت سنی کہ اقرضوا اللہ کہنے لگے کہ اللہ ہم سے قرض مانگتا ہو تو اللہ محتاج ہے اور ہم دولتمند ہیں ف۲ بعضے رسولوں سے معجزہ ہوا تھا کہ کچھ چیز اللہ کی نیاز رکھی پھر آسمان سے آگ آئی اس کو کھا گئی تب وہ قبول ہوئی۔ اب یہود بہانے پکڑتے تھے کہ ہمکو حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکھیں اس پر یقین نہ لاویں اور یہ جھوٹے بہانے تھے۔ ہر نبی کو معجزہ ملا ہے جدا۔ سب کو ایک ہی معجزہ کیا لازم ہے۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۹۴) اس لئے بتلا دیا کہ یہود و منافقین جیسے جہاد کے موقع سے بھاگتے ہیں مال خرچ کرنے سے بھی جی چراتے ہیں لیکن جس طرح جہاد سے بچ کر دنیا میں چند روز کی مہلت حاصل کر لینا اُن کے حق میں کچھ بہتر نہیں ایسے ہی بخل کر کے بہت مال اکٹھا کر لینا بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اگر دنیا میں فرض کرو کوئی مصیبت پیش نہ بھی آئی تو قیامت کے دن یقیناً یہ جمع کیا ہوا مال عذاب کی صورت میں اُن کے گلے کا ہار بن کر رہیگا۔ انہیں مسلمانوں کو بھی کھٹکا دیا کہ زکوٰۃ دینے اور ضروری مصارف میں خرچ کرنے سے کبھی جی نہ چرائیں۔ ورنہ جو شخص بخل و حرص وغیرہ رذیل خصلتوں میں یہود و منافقین کی روش اختیار کریگا اُسے بھی اپنے درجہ کے موافق اسی طرح کی سزا کا منتظر رہنا چاہئے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مانعین زکوٰۃ کا مال سخت زہریلے اژدہے کی صورت میں متمثل کر کے اُن کے گلے میں ڈالا جائیگا۔ نعوذ باللہ منہ۔

ف یعنی آخر تم مر جاؤ گے اور سب مال اُسی کا ہو رہیگا جس کا حقیقت میں پہلے سے تھا انسان اپنے اختیار سے دے تو ثواب پائے۔ ف یعنی بخل یا سخاوت جو کچھ کرو گے اور جیسی نیت سے کرو گے خدا تعالیٰ سب کی خبر رکھتا ہو اُسی کے موافق بدلہ دے گا۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی محض اتنا ہی نہیں کہ یہود انتہائی بخل کی وجہ سے پیسہ خرچ کرنا نہیں جانتے بلکہ جب خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم سنتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی جناب میں گستاخانہ کلمات بکنے سے بھی نہیں شرماتے۔ چنانچہ جب آیت مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا نازل ہوئی کہنے لگے اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے تو اللہ فقیر محتاج ہے اور ہم غنی مالدار ہیں حالانکہ ایک غبی اور کوڑ مغز بھی سمجھ سکتا ہے کہ انفاق فی وجوہ الخیر کو قرض سے تعبیر فرمانے میں انتہائی رحمت و شفقت کا اظہار تھا۔ ظاہر ہے کہ خدا اپنا دیا ہوا مال ہم سے ہماری مصالح میں ہمارے ہی دنیوی و اُخروی فائدہ کے لئے خرچ کراتا ہے اُسکو ہمارے خرچ سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا اور بفرض محال پہنچے بھی تو مال اور ہر چیز اُسی کی ملوک ہے۔ پھر حقیقی معنی میں اُسکو قرض کیسے کہہ سکتے ہیں۔ یہ اُس کا کمال کرم و احسان ہے کہ اس خرچ کا بہترین معاوضہ دینا بھی اپنے ذمہ لازم کر لیا اور اُس کو لفظ قرض سے ادا کر کے اس لزوم کو بہت مؤکد و مسجل کر دیا مگر یہود اپنی کور چشمی اور خبث باطن سے احسان ماننے کے بجائے ان لفظوں کی ہنسی اُڑانے لگے اور اللہ ذوالجلال کی جناب رفیع میں تمسخر اور زبان کرنے سے باز نہ رہے۔ اُسکو فرمایا کہ اللہ نے تمہاری یہ باتیں سن لیں اس پر جو کارروائی ہوگی اُسکے منتظر رہو ف۲ یعنی عام ضابطہ کے موافق یہ ملعون اور ناپاک قول تمہارے دفتر سیئات میں درج کر لئے دیتے ہیں جہاں تمہاری قوم کے دوسرے ملعون اور ناپاک افعال درج ہیں۔ مثلاً معصوم نبیوں کا ناحق خون بہانا کیونکہ جس طرح یہ نالائق جملہ ایک نمونہ ہے تمہاری خدا شناسی کا، وہ نالائق کام نمونہ ہے تمہاری تعظیم انبیاء کا۔ جب یہ پورا کاسل چٹھا ہوگی اُس وقت کہا جائیگا کہ تو اپنی شرارتوں کا مزہ چکھو اور جس طرح تم نے طعن و تمسخر سے اولیاء اللہ کے دل جلائے تھے اب عذاب الٰہی کی بھٹی میں جلتے رہو ف۳ یعنی جو کمایا تھا سامنے آیا خدا کے یہاں ذرہ برابر ظلم نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ (نساء رکوع ۶) اگر بفرض محال ظلم کرنا خدا کی صفت ہوتی تو اُس کی دوسری صفات کی طرح وہ بھی کامل ہی ہوتی اس لئے اگر معاذ اللہ خدا کو ظالم فرض کیا جائے تو پھر "ظالم" کیا "ظلام" ہی کہنا پڑیگا۔ اسکا ایک رتی ظلم بھی پہاڑوں سے کم نہیں ہو سکتا گویا "ظلام" کا صیغہ لا کر متنبہ کر دیا کہ اس کی بارگاہ میں ادنیٰ ظلم تجویز کرنا انتہائی ظالم قرار دینے کا مرادف ہے تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا ف۴ بعضے رسولوں سے یہ معجزہ ظاہر ہوا تھا کہ قربانی یا کوئی چیز اللہ نام کی نیاز کی تو آسمان سے آگ آ کر اُس کو کھا گئی یہ علامت تھی اُسکے قبول ہونے کی۔ چنانچہ موجودہ "بائبل" میں بھی حضرت سلیمانؑ کے متعلق ایسا واقعہ مذکور ہے۔ اب یہود بہانہ پکڑتے تھے کہ ہم کو یہ حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکھیں اُس پر یقین نہ لاویں اور یہ محض جھوٹے بہانے تھے۔ اس قسم کا کوئی حکم اُنکی کتابوں میں موجود نہ تھا نہ آج موجود ہے۔ اور نہ ہر ایک نبی کی نسبت یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ اُسکو یہ معجزہ ملا تھا۔ ہر پیغمبر کو حق تعالیٰ نے اوقات و احوال کے مناسب معجزات دیئے ہیں۔ لازم نہیں کہ ہر نبی ایک ہی معجزہ دکھلائے تو سچا ثابت ہو۔ ف۵ یعنی اگر واقعی اپنے دعوے میں سچے ہو اور اسی خاص معجزہ کے دکھلانے پر تمہارا ایمان کا موقوف ہے تو پہلے ایسے نبیوں کو تم نے کیوں قتل کیا جو اپنی صداقت کی کھلی نشانیوں کے ساتھ خاص یہ معجزہ بھی لے کر آئے تھے تمہارے اسلاف کا یہ فعل جس پر تم بھی آج تک راضی ہو گیا اسکی دلیل نہیں کہ یہ سب تمہاری حیلہ سازی اور ہٹ دھرمی ہے کہ کوئی پیغمبر جب تک خاص یہی معجزہ نہ دکھلائیگا ہم نہ مانیں گے ف۶ آپ کو تسلی دیجاتی ہے کہ ان ملعونوں کی کج بحثی اور ہٹ دھرمی سے ملول و دلگیر نہ ہوں اور نہ دوسرے مکذبین کی پروا کریں۔ آپ سے پہلے کتنے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں جو صاف نشانیاں (معجزات) چھوٹے صحیفے اور بڑی روشن کتابیں لیکر آئے تھے۔ انبیاء صادقین کی تکذیب معاندین کی قدیم عادت رہی ہے آپکو کچھ انوکھی بات پیش نہیں آئی۔ ف۷ یعنی موت کا مزہ سب کو چکھنا ہے اسکے بعد قیامت کے دن ہر جھوٹے سچے اور مصدق و مکذب اپنے کئے کا پورا بدلہ مل رہیگا۔ "پورے" کا یہ مطلب کہ کچھ تھوڑا سا ممکن ہے قیامت سے پہلے ہی مل جائے مثلاً دنیا میں یا قبر میں ف۸ یعنی دنیا کی ظاہری بہار اور ظاہری ٹیپ ٹاپ بہت دھوکہ میں ڈالنے والی چیز ہے جس پر مفتوں ہو کر اکثر بے وقوف آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انسان کی اصلی کامیابی یہ ہے کہ یہاں رہ کر انجام کو سوچے اور وہ کام کرے جو عذاب الٰہی سے بچا دیوالا اور جنت تک پہنچا دینے والا ہو۔ (تنبیہ) آیت میں اُن بعض متصوفین کا بھی رد ہو گیا جو دعوے کیا کرتے ہیں کہ ہمیں نہ جنت کی طلب، نہ دوزخ کا ڈر۔ معلوم ہوا کہ دوزخ سے دور رہنا اور جنت میں داخل ہو جانا ہی اصل کامیابی ہے۔ کوئی اعلیٰ ترین کامیابی جنت سے باہر رہ کر نصیب نہیں ہو سکتی۔ وفی الحدیث حولہا ندندن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ہم کو بھی یہ کامیابی عنایت فرمائے۔

لَّقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا

بات جنھوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں اب لکھ رکھیں گے ہم اُن کی بات

جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ف۱ اب لکھ رکھیں گے ہم ان کی بات

وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ

اور جو خون کئے ہیں نبیوں کے ناحق اور کہیں گے چکھو جلن کی مار ف۱

اور جو خون کئے ہیں انہوں نے انبیاء کے ناحق اور کہیں گے چکھو عذاب جلتی آگ کا ف۲

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۚ

یہ بدلا اُس کا ہے جو تم نے بھیجا اپنے ہاتھوں اور اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر

یہ بدلہ اس کا ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا اور اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۳

اَلَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَاۤ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى

وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمکو کہہ رکھا ہے کہ ہم یقین نہ کریں کسی رسول کا جب تک

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کہہ رکھا ہے کہ یقین نہ کریں کسی رسول کا جب تک

یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ

نہ لاوے ہم پاس ایک نیاز جس کو کھا جاوے آگ تو کہہ تم میں آچکے کتنے رسول مجھ سے پہلے

نہ لاوے ہمارے پاس قربانی کہ کھا جائے اس کو آگ ف۴ تو کہہ تم میں آچکے کتنے رسول مجھ سے پہلے

بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

نشانیاں لے کر اور یہ بھی جو تم نے کہا پھر کیوں قتل کیا تم نے ان کو اگر تم سچے ہو ف۲

نشانیاں لے کر اور یہ بھی جو تم نے کہا پھر اُن کو کیوں قتل کیا تم نے اگر تم سچے ہو ف۵

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ

پھر اگر یہ تجھ کو جھٹلاویں تو آگے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت رسول جو لائے نشانیاں اور

پھر اگر یہ تجھ کو جھٹلا دیں تو پہلے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت رسول جو لائے نشانیاں اور

الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ۚ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

ورق اور کتاب چمکتی ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو پورا

صحیفے اور کتاب روشن ف۶ ہر جی کو چکھنی ہے موت اور تم کو پورے

اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ

بدلا ملے گا قیامت کے دن پھر جس کو سرکا دیا آگ سے اور داخل کیا جنت میں

بدلے ملیں گے قیامت کے دن ف۷ پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں

فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۞ لَتُبْلَوُنَّ

اس کا کام بنا اور دنیا کی زندگی تو یہی ہے دغا کی جنس البتہ تم آزمائے جاؤ گے

اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی ف۸ البتہ تمہاری آزمائش

فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

مال سے اور جان سے اور البتہ سنو گے اگلی کتاب والوں سے

ہوگی مالوں میں اور جانوں میں اور البتہ سنو گے تم اگلی کتاب والوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ وہی یہود مسئلے غلط بتاتے اور رشوتیں کھاتے اور پیغمبر کی صفت چھپاتے پھر خوش ہوتے کہ ہم کو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور امید رکھتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ خوب عالم اور دین دار وحق پرست ہیں ف۲ یعنی نبی سے معجزہ مانگنا کیا ضرور جو بات وہ کہتا ہے یعنی توحید اسکی نشانیاں سارے عالم میں نمودار ہیں۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ یہ خطاب مسلمانوں کو ہے کہ آیندہ بھی جان ومال میں تمہاری آزمائش ہوگی اور ہر قسم کی قربانیاں کرنی پڑیں گی قتل کیا جانا، زخمی ہونا، قید وضعف کی تکلیف اُٹھانا، بیمار پڑنا، اموال کا تلف ہونا، اقارب کا چھوٹنا، اس طرح کی سختیاں پیش آئیں گی نیز اہل کتاب اور مشرکین کی زبانوں سے بہت جگر خراش اور دل آزار باتیں سُننا پڑیں گی اُن سب کا علاج صبر و تقویٰ ہے۔ اگر صبر و استقلال اور پرہیزگاری سے اِن سختیوں کا مقابلہ کروگے تو یہ بڑی ہمت اور اولو العزمی کا کام ہوگا جس کی تاکید حق تعالیٰ نے فرمائی ہے (تنبیہ)

مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا

سے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت اور اگر تم ٹھہرے رہو

سے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت اور اگر تم صبر کرو

وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ

اور پرہیزگاری کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں اور جب اللہ نے قرار لیا

اور پرہیزگاری کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں ف۱ اور جب اللہ نے عہد لیا

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ

کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کروگے لوگوں پاس اور نہ چھپاؤگے

کتاب والوں سے کہ اُس کو بیان کروگے لوگوں سے اور نہ چھپاؤگے

فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ

پھر پھینک دیا وہ قرار اپنی پیٹھ کے پیچھے اور خرید کیا اُس کے بدلے مول تھوڑا

پھر پھینک دیا اُنہوں نے وہ عہد اپنی پیٹھ کے پیچھے اور خرید کیا اُسکے بدلے تھوڑا سا مول

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا

سو کیا بُری خرید کرتے ہیں تو نہ سمجھ کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر

سو کیا بُرا ہے جو خریدتے ہیں ف۲ تو نہ سمجھ کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر

وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ

اور چاہتے ہیں تعریف بن کیے پر سو مت جان کہ وہ خلاص ہیں

اور تعریف چاہتے ہیں بن کیے پر سو مت سمجھ اُن کو کہ چھوٹ گئے

مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَ

عذاب سے اور اُن کو دُکھ کی مار ہے ف۱ اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور

عذاب سے اور اُن کیلئے عذاب ہے دردناک ف۳ اور اللہ ہی کیلئے ہے سلطنت آسمان اور

الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ

19 ع 10

زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے آسمان و زمین کا

زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۴ بیشک آسمان اور

وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝

بنانا اور رات و دن کا بدلتے آنا اسمیں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ف۲

زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آنا جانا اسمیں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ف۵

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَ

وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور

وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ف۱ اور

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا

دھیان کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں اے رب ہمارے تو نے یہ

فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ

بخاری کی ایک حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت بدر سے پہلے نازل ہوئی۔ قتال کا حکم اس کے بعد ہوا تاہم صبر و تقویٰ کا حکم مشروعیت قتال کے باوجود بھی فی الجملہ باقی ہے جس پر اخیر تک عمل ہوتا رہا ہے۔ ہاں صبر و عفو اور تغلیظ و تشدید کے مواقع کا پہچاننا ضروری ہے جو نصوص شرعیہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس آیت کو یہاں رکھنے سے شاید یہ غرض ہے کہ تم اِن کفار و منافقین کی گستاخیوں اور شرارتوں پر حد سے زیادہ جوش مت کھاؤ، ابھی بہت کچھ سُننا پڑیگا اور تکلیفیں اُٹھانی پڑیں گی صبر و استقلال سے اُنکا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہو۔ نیز دنیا کی زندگانی جس پر فکر جو محض دھوکہ کی ٹٹی ہے، اس بات سے غافل نہ ہو کہ خدا تعالیٰ جان اور مال دونوں میں تمہاری آزمائش کرنے والا ہے ف۲ یعنی علمائے اہل کتاب سے عہد لیا گیا تھا کہ جو احکام و بشارات کتاب اللہ میں ہیں انہیں صاف صاف لوگوں کے سامنے بیان کرینگے اور کوئی بات نہیں چھپائینگے نہ ہیر پھیر کرکے انکے معنی بدلیں گے۔ مگر اُنہوں نے ذرہ برابر پرواہ نہ کی اور دنیا کے تھوڑے سے نفع کی خاطر سب عہد و پیمان توڑ کر احکام شریعت بدل ڈالے۔ آیات اللہ میں لفظی و معنوی تحریفات کیں جس چیز کا ظاہر کرنا سب سے زیادہ ضروری تھا یعنی پیغمبر آخر الزماں کی بشارت اُسی کو سب سے زیادہ چھپایا۔ جسقدر مال خرچ کرنے میں بخل کرتے اُس سے بڑھ کر علم خرچ کرنے میں کنجوسی دکھائی اور اس کنجوسی کا منشاء بھی مال و جاہ اور متاع دنیا کی محبت کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہاں متنبہ مسلمان اہل علم کو متنبہ فرمادیا کہ تم دنیا کی محبت میں پھنسکر ایسا نہ کرنا۔

ف۳ یہود مسئلے غلط بتاتے، رشوتیں کھاتے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات و بشارات جان بوجھ کر چھپاتے تھے پھر خوش ہوتے کہ ہماری چالاکیوں کو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور اُمید رکھتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ بڑے عالم اور دیندار حق پرست ہیں۔ دوسری طرف منافقین کا حال بھی اُن کے مشابہ تھا۔ جب جہاد کا موقع آتا گھر میں چھپ کر بیٹھے رہتے اور اپنی اس حرکت پر خوش ہوتے کہ دیکھو کیسے جان بچائی۔ جب حضور جہاد سے واپس تشریف لاتے تو غیر حاضری کے جھوٹے عذر پیش کرکے چاہتے کہ آپ سے اپنی تعریف کرائیں۔ اِن سب کو بتلا دیا گیا کہ یہ باطل دنیا و آخرت میں خدا کے عذاب سے چھوٹ نہیں سکتیں۔ اول تو ایسے لوگ دنیا ہی میں فضیحت ہوتے ہیں، ورنہ کسی وجہ سے یہاں بچ گئے تو وہاں کسی تدبیر سے نہیں چھوٹ سکتے (تنبیہ) آیت میں گو تذکرہ یہود یا منافقین کا ہو لیکن مسلمانوں کو بھی سُنانا ہے کہ بُرا کام کرکے خوش نہ ہوں بھلا کرکے اترائیں نہیں اور جو اچھا کام کیا نہیں اس پر تعریف کے اُمیدوار نہ ہوں بلکہ کرنے کے بعد بھی مدح سرائی کی ہوس نہ رکھیں ف۴ جب آسمان و زمین میں اُسی کی سلطنت ہو تو مجرم بھاگ کر پناہ کہاں لے سکتا ہے اور جو ہر چیز پر قادر ہے اُس کے نفوذ و اختیار سے کون باہر ہو سکتا ہے ف۵ یعنی عقلمند آدمی جب آسمان و زمین کی پیدائش اور اُن کے عجیب و غریب احوال اور دائما رات دن کے مضبوط و محکم نظام میں غور کرتا ہے تو اُسکو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا مرتب و منظم سلسلہ ضرور کسی ایک مختار کل اور قادر مطلق فرمانروا کے ہاتھ میں ہے جس نے اپنی عظیم قدرت و اختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی حد بندی کر رکھی ہے۔ کسی چیز کی مجال نہیں کہ اپنے محدود وجود اور دائرہ عمل سے باہر قدم نکال سکے۔ اگر اس عظیم الشان مشین کا ایک پرزہ یا اس کارخانہ کا ایک مزدور بھی مالک علی الاطلاق کی قدرت و اختیار سے باہر ہوتا تو مجموعہ عالم کا یہ مکمل و محکم نظام ہرگز قائم نہ رہ سکتا ف۱ یعنی کسی حال خدا سے غافل نہیں ہوتے۔ اُس کی یاد ہمہ وقت اُن کے دل میں اور زبان پر جاری رہتی ہے جیسے حدیث میں رسول اللہ صلعم کی نسبت عائشہ صدیقہ نے فرمایا كَانَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ أَحْيَانِهٖ نماز بھی خدا کی بہت بڑی یاد ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا کہ جو کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے بیٹھ کر اور جو بیٹھ کر نہ سکے لیٹ کر پڑھ لے بعض روایات میں ہے کہ جس رات میں یہ آیات نازل ہوئیں نبی کریم صلعم کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں اللہ کو یاد کرکے روتے رہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی ذکر و فکر کے بعد کہتے ہیں کہ خداوندا یہ عظیم الشان کارخانہ آپ نے بیکار پیدا نہیں کیا جس کا کوئی مقصد نہ ہو یقیناً ان عجیب و غریب حکیمانہ انتظامات کا سلسلہ کسی عظیم و جلیل نتیجہ پر منتہی ہونا چاہئے۔ گویا یہاں عقلاً فکر و ذہن صحیح آخرت کی طرف منتقل ہو گیا جو فی الحقیقت دنیا کی موجودہ زندگی کا آخری نتیجہ ہے۔ اسی لئے آگے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی دعا کی اور درمیان میں خدا کی تسبیح و تنزیہ بیان کر کے اشارہ کر دیا کہ جو احمق قدرت کے ایسے صاف و صریح نشان دیکھتے ہوئے تجھ کو نہ پہچانیں یا تیری شان کو گھٹائیں یا کارخانہ عالم کو محض عبث و لعب سمجھیں، تیری بارگاہ ان سب کی ہزلیات و خرافات سے پاک ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین اور دیگر مصنوعات الٰہیہ میں غور و فکر کرنا وہ ہی محمود ہو سکتا ہے جس کا نتیجہ خدا کی یاد اور آخرت کی طرف توجہ ہو۔ باقی جو لوگ صرف ان مصنوعات کے تار و پود میں الجھ کر رہ جائیں اور صانع کی صحیح معرفت تک نہ پہنچ سکیں، خواہ دنیا انہیں بڑا محقق اور سائنسدان کہا کرے مگر قرآن کی زبان میں وہ اولوا الالباب نہیں ہو سکتے بلکہ پہلے درجہ کے جاہل و احمق ہیں۔ ف۲ جو شخص جتنی دیر دوزخ میں رہے گا اسی قدر رسوائی سمجھو۔ اس قاعدہ سے دائمی رسوائی صرف کفار کیلئے ہے جن آیات میں مؤمنین سے خزی (رسوائی) کی نفی کی گئی ہے وہاں یہ ہی معنی سمجھنے چاہئیں۔ ف۳ یعنی جس کو خدا دوزخ میں ڈالنا چاہے کوئی حمایت کر کے بچا نہیں سکتا، ہاں جن کو ابتداء یا آخر میں چھوڑنا اور معاف کر دینا ہی منظور ہو گا جیسے عصاۃ مؤمنین ان کے شفعاء کو اجازت دی جائے گی کہ سفارش کر کے بخشوائیں وہ اس کے مخالف نہیں بلکہ آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ف۴ یعنی نبی کریم صلعم جنہوں نے بڑی اونچی آواز سے دنیا کو پکارا یا قرآن کریم جس کی آواز گھر گھر پہنچ گئی ف۵ پہلے ایمان عقلی کا ذکر تھا یہ ایمان سمعی ہوا جس میں ایمان بالرسول اور ایمان بالقرآن بھی درج ہو گیا ف۶ یعنی ہمارے بڑے بڑے گناہ بخش دے اور چھوٹی موٹی برائیوں پر پردہ ڈال دے اور جب اٹھانا ہو نیک بندوں کے زمرہ میں شامل کر کے دنیا سے اٹھائے ف۷ یعنی پیغمبروں کی زبانی، ان کی تصدیق کرنے پر جو وعدے آپ نے کئے ہیں (مثلاً دنیا میں آخر کار اعداء اللہ پر غالب و منصور کرنا اور آخرت میں جنت و رضوان سے سرفراز فرمانا) ان سے ہم کو اس طرح بہرہ اندوز کیجئے کہ قیامت کے دن جاری کسی قسم کی ادنیٰ رسوائی بھی نہ ہو ف۸ یعنی آپ کے ہاں تو وعدہ خلافی کا احتمال نہیں ہم میں احتمال ہے کہ مبادا ایسی غلطی نہ کر بیٹھیں جو آپ کے وعدوں سے مستفید نہ ہو سکیں۔ اسی لئے درخواست ہے کہ ہم کو ان اعمال پر مستقیم رہنے کی توفیق دیجئے جن کی آپ کے وعدوں سے متمتع ہونے کے لئے ضرورت ہے ف۹ یعنی مرد ہو یا عورت ہمارے ہاں کسی کی محنت ضائع نہیں ہوتی جو کام کرے گا اس کا پھل پائے گا۔ یہاں عمل شرط ہے۔ نیک عمل کر کے ایک عورت بھی اپنی استعداد کے موافق آخرت کے وہ درجات حاصل کر سکتی ہے جو مرد حاصل کر سکتے ہیں۔ جب تم مرد و عورت ایک نوع انسانی کے افراد ہو ایک آدم سے پیدا ہوئے ہو، ایک رشتہ اسلامی میں منسلک ہو، ایک جیسی زندگی اور امور معاشرت میں شریک رہتے ہو تو اعمال اور ان کے ثمرات میں بھی اپنے کو ایک ہی سمجھو۔ روایات میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ قرآن میں کہیں ہم عورتوں کی ہجرت وغیرہ اعمال حسنہ کا بالتخصیص ذکر نہیں آتا۔ اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا ف۱۰ یعنی جب کسی عمل کرنے والے کا چھوٹا موٹا عمل بھی ضائع نہیں ہوتا، پھر ان مردان خدا کا تو پوچھنا ہی کیا ہے جنہوں نے کفر و عصیان چھوڑنے کے ساتھ دار الکفر بھی چھوڑ دیا وطن، خویش و اقارب، اہل و عیال اور مال و منال سب کو خیرباد کہہ کر دار الاسلام کی طرف نکل کھڑے ہوئے کفار نے ان پر وہ ظلم و ستم توڑے کہ گھروں میں ٹھہرنا محال ہو گیا۔ وطن چھوڑنے اور گھربار ترک کرنے پر بھی دشمنوں نے چین نہ لینے دیا۔ طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے رہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ وہ میرا نام لیتے تھے اور میرا حکم ترک نہ کرتے تھے یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ (الممتحنہ رکوع ۱) وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ (بروج رکوع ۱) آخر وہ میرے راستہ میں لڑے اور لڑ کر جان دے دی۔ یہ بندے ہیں جن کی تمام تقصیرات معاف کر دی گئیں اور جنت ان کا انتظار کر رہی ہے ف۱۱ یعنی اچھا بدلہ تو خدا ہی کے پاس ہے اور کہیں سے نہیں مل سکتا یا یہ مطلب ہو کہ اس بدلہ سے بھی اچھا بدلہ خدا کے پاس ہے یعنی اس کا دیدار مبارک۔ رزقنا اللہ و سائر المؤمنین۔

بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ

عبث نہیں بنایا تو پاک ہے عیب سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے ف۱ اے رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں

عبث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے ف۱ اے رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں

النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا

ڈالا سو اس کو رسوا کیا اور گنہگاروں کا کوئی نہیں مددگار اے رب ہمارے ہم نے

ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا ف۲ اور نہیں کوئی گنہگاروں کا مددگار ف۳ اے رب ہمارے

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ

سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے

ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر ف۴ سو ہم ایمان لے آئے ف۵

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ

اے رب ہمارے اب بخش ہم کو گناہ ہمارے اور اتار ہماری برائیاں اور موت دے ہم کو نیکوں کے ساتھ

اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دور کر دے ہم سے برائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ ف۶

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ دیا تو نے اپنے رسولوں کے ہاتھ اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن

اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطے سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن ف۷

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ

تحقیق تو خلاف نہیں کرتا وعدہ پھر قبول کی ان کی دعا ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا

بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ف۸ پھر قبول کی ان کی دعا ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ

محنت کسی محنت والے کی تم میں مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو پھر جو لوگ

محنت کسی محنت کرنے والے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو ف۹ پھر وہ لوگ کہ

ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا

اپنے وطن سے چھوٹے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے

ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے

وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَيِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اور مارے گئے میں اتاروں گا ان سے برائیاں ان کی اور داخل کروں گا باغوں میں جن کے

اور مارے گئے البتہ دور کروں گا میں ان سے برائیاں ان کی اور داخل کروں گا ان کو باغوں میں جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ

نیچے بہتی ندیاں بدلا اللہ کے یہاں سے اور اللہ ہی کے یہاں اچھا

نیچے بہتی ہیں نہریں ف۱۰ یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے اور اللہ کے ہاں ہے اچھا

الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ

بدلا ہے تو نہ بہک اس پر کہ آتے جاتے ہیں کافر شہروں میں یہ فائدہ ہے تھوڑا سا

بدلہ ف۱۱ تجھ کو دھوکا نہ دے چلنا پھرنا کافروں کا شہروں میں یہ فائدہ ہے تھوڑا سا

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ۱ ثابت رہو یعنی دین پر اور مقابلے میں یعنی جہاد میں اور لگے رہو یعنی کافروں کے سامنے ۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف ۱ یعنی کفار جو ادھر اُدھر تجارت وغیرہ کر کے دولت کماتے اور اکڑتے پھرتے ہیں مسلمان کو چاہئے کہ اُن سے دھوکہ نہ کھائے ۔ یہ محض چند روزہ کی بہار ہے ۔ اگر ایک شخص کو چار دن پلاؤ قورمے کھلانے کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا دیجائے تو وہ کیا خوش عیش ہوا اور جس عیش وہ کہ جو تھوڑی سی محنت اور تکلیف اُٹھا کر ہمیشہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی راحت و آسائش کا سامان مہیا کرلے ف ۲ اب اس عیش و کامیابی کا اُس چندروزہ بہار سے مقابلہ کرو کہ یہ بہتر ہے یا وہ ؟ ف ۳ جہاں اس نے سمجھا کہ مہمان کو اپنے کھانے پینے کی کچھ فکر کرنی نہیں پڑتی عزت و آرام سے بیٹھے بٹھائے ہر چیز تیار ملتی ہے

ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

پھر اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری تیاری ہے لیکن جو لوگ ڈرتے رہے

پھر اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے ف ۱ لیکن جو لوگ ڈرتے رہے

رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا

اپنے رب سے اُن کو باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ندیاں رہ پڑے اُن میں مہمانی

اپنے رب سے اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے اُن میں ف ۲ مہمانی

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ

اللہ کے یہاں سے اور جو اللہ کے یہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کو اور کتاب والوں

ہو اللہ کے ہاں سے ف ۳ اور جو اللہ کے ہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کیواسطے اور کتاب والوں میں

الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

میں بعضے وہ جو مانتے ہیں اللہ کو اور جو اُترا تمہاری طرف اور جو اُترا اُن کی طرف

بعضے وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور جو اُترا تمہاری طرف اور جو اُترا اُن کی طرف

خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

دبے ہوئے ہیں اللہ کے آگے نہیں خرید کرتے اللہ کی آیتوں پر تھوڑا مول وہ جو ہیں اُن کو

عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا یہی ہیں جن کے لئے

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ان کی مزدوری ہے اُن کے رب کے یہاں بیشک اللہ شتاب لیتا ہے حساب اے

مزدوری ہے اُنکے رب کے ہاں ف ۴ بیشک اللہ جلد لیتا ہے حساب ف ۵ اے ایمان

اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ع

ایمان والو ثابت رہو اور مقابلے میں مضبوطی کرو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مُراد کو پہنچو ف ۱

والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم اپنی مُراد کو پہنچو ف ۶

سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۂ نساء مدینہ میں نازل ہوئی اور اسمیں ایک سو ستتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تم کو ایک جان سے

اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ

اور اُسی سے بنایا اُس کا جوڑا اور بکھیرے اُن دونوں سے بہت مرد اور عورتیں

اور اُسی سے پیدا کیا اُس کا جوڑا اور پھیلائے اُن دونوں سے بہت مرد اور عورتیں ف ۱

ف ۴ اوپر عام متقین کا حال بیان ہوا تھا ۔ اب اہل کتاب میں جو متقی ہوں انکا خصوصیت سے ذکر فرماتے ہیں ۔ یعنی جو اہل کتاب اللہ پر ٹھیک ٹھیک ایمان لائے قرآن کو مانا اور چونکہ خود قرآن تورات وانجیل کی تصدیق کرتا ہے اُن کو بھی مانا ۔ مگر اُس طرح نہیں جیسے دنیا پرست احبار مانتے تھے کہ تھوڑے سے دنیوی فائدہ کی خاطر آیات اللہ کو چھپالیا یا بدل ڈالا ۔ بلکہ خدا کے آگے عاجزی اور اخلاص سے گئے اور جس طرح اُس نے کتابیں اُتاریں تھیں ٹھیک ٹھیک اُسی اصلی رنگ میں انکو تسلیم کیا ۔ نہ بشارات کو چھپایا نہ احکام کو بدلا ۔ ایسے پاکباز حق پرست اہل کتاب کے لئے اللہ کے ہاں مخصوص اجر ہے ۔ چنانچہ قرآن و حدیث کی تصریحات سے ثابت ہے کہ ایسے اہل کتاب کو دوہرا اجر ملیگا ف ۵ یعنی حساب کا دن کچھ دور نہیں جلد آنے والا ہے اور جب حساب شروع ہو گا تمام دنیا کا پائی پائی حساب بہت جلد بیباق کر دیا جائیگا ف ۶ خاتمہ پر مسلمانوں کو ایک نہایت جامع و مانع نصیحت فرمادی جو گویا ساری سورت کا ماحصل ہے یعنی اگر کامیاب ہونا اور دنیا و آخرت میں مراد کو پہنچنا چاہتے ہو تو سختیاں اٹھا کر بھی طاعت پر جمے رہو معصیت سے رکو ۔ دشمن کے مقابلہ میں مضبوطی اور ثابت قدمی دکھلاؤ ۔ اسلام اور حدود اسلام کی حفاظت میں لگے ہو جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہو وہاں آہنی دیوار کی طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹے جاؤ ۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (انفال رکوع ۸) اور ہر وقت ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہو ۔ یہ کرلیا تو سمجھو مُراد کو پہنچ گئے ۔ اللّٰھم اجعلنا مفلحین وفائزین بفضلک وبرحمتک فی الدنیا والاٰخرۃ اٰمین ۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلعم تہجد کیلئے اُٹھتے تو آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر یہ دس آیتیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ختم سورۃ تک تلاوت کرتے تھے ۔

تم سورۃ آل عمران بمنہ و حسن توفیقہ ۔ فللہ الحمد والمنۃ وعلیٰ رسولہ الف الف سلام وتحیہ

ف ۱ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے اول تو حضرت حوا کو انکی بائیں پسلی سے نکالا پھر ان دونوں سے تمام مرد اور عورتوں کو پیدا کیا اور دنیا میں پھیلایا تو حقیقت میں تمام آدمی ایک جان اور ایک شخص سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے مطلب یہ ہے کہ جب تم سب کو عدم سے وجود میں ع ۲۰ / ۱۱
لانیوالا اور پھر تم کو باقی اور قائم رکھنے والا وہی ہے تو اُس سے ڈرنا اور اُس کی فرمانبرداری ضروری بات ہے ۔ اس سے اشارہ ہو گیا دو مضمونوں کی طرف اول یہ کہ اللہ تعالیٰ تم سب کا خالق اور موجد ہے دوسرے یہ کہ تمام آدمیوں کے لئے سبب وجود کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے سب کو پیدا فرمایا ایک ہی جان یعنی ابوالبشر آدم علیہ السلام ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارا اصلی تعلق تو اللہ سے ہے کیونکہ علت تامہ اور اس کے معلول میں جسقدر تعلق اور قرب اور علاقہ احتیاج ہوتا ہے وہ کسی میں ممکن نہیں اُس کے بعد وہ تعلق اور قرب ہے جو افراد انسانی میں باہم پایا جاتا ہے کیونکہ اُنکا سبب وجود اور مخلوق منہ بالکل شے واحد ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ اول تو ہمارے ذمہ پروردگار کی اطاعت لازم ہونی چاہئے کہ وہ ہمارا خالق ہے اُس کے بعد تمام مخلوقات میں خاص اپنے بنی نوع کی رعایت اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہم پر ضروری ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے لئے مخلوق منہ اور سبب وجود ایک چیز کو مقرر فرمایا تو جو قرب اور جو اتحاد افراد انسانی میں باہم موجود ہے وہ کسی دوسری چیز کے ساتھ حاصل نہیں اسی وجہ سے شرعاً اور عقلاً آدمیوں میں باہم حسن سلوک ایسا ضروری اور بدسلوکی اسقدر مذموم ہے جو اوروں کے ساتھ نہیں جس کی تفصیل نصوص اور احکام شرعیہ میں برابر موجود ہے شیخ علیہ الرحمہ نے اسی مضمون کو بیان کیا ہے ۔ قطعہ

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند ۔۔۔ کہ در آفرینش ز یک جوہر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔۔۔ دگر عضوہا را نماند قرار

تو اس موقع میں حق تعالیٰ نے اپنی خالقیت ظاہر فرما کر اپنی اطاعت کا حکم دیا اور بنی آدم کے اتحاد اصلی کو جتلا کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ باہم ایک ہو کر رہو ۔ چنانچہ آیت کے آیندہ حصہ میں اس اشارہ کو ظاہر کر دیا ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک آدم سے حوا کو بنایا پھر اُنسے سارے لوگ اور خبردار رہو ناتوں سے یعنی بدسلوکی مت کرو آپس میں ف۲ جس لڑکے کا باپ مر جائے تو اُسکے بڑوں کو تاکید ہے کہ اس مال میں بد نیتی نہ کریں
جب حوالے کردیں ف۳ یعنی اگر جانو کہ یتیم لڑکی کو ہم نکاح کرینگے تو اس کا حق نہ ادا کر سکیں گے کیونکہ اس کا حق مانگنے والا نہیں تو اور عورتیں بہت ہیں کچھ کمی نہیں ایک مرد کو دو بھی تین بھی چار بھی روا ہیں اس سے زیادہ نہیں
کرنا مشکل ہے زیادہ میں کب ہو سکا سوا مقدور بھی جب کر دکھ جانو انصاف سے رہو گے نہیں تو ایک ہی بس ہے یا اپنی لونڈی کفایت ہے جسکی کئی عورتیں ہوں تو واجب ہے کھانے پہننے میں اور دینے لینے میں برابر رکھے اور رات رہنے میں باری
کریگا تو قیامت میں اُسکا آدھا بدن گرا چلے گا اور تقید فرمایا کہ عورت کا مہر پورا خوشی سے ادا کرو اگر وہ خوشی سے کچھ چھوڑ دے تو روا ہے۔ ف۵ یعنی لڑکا بے عقل ہے تو اس کا مال اسکے ہاتھ میں نہ دو اُسکا نتیجہ آئیں یہاں جب بالغ ہو اور عقل پیدا
کرے تب مال حوالے کرو لیکن بات معقول کہو یعنی تسلی کرو کہ مال تیرا ہے ہمارا نہیں ہم تیری خیرخواہی کرتے ہیں ۔ــــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ
اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا واسطہ دیتے ہو آپس میں اور خبردار رہو ناتے والوں سے اللہ ہے تم پر
اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکے واسطہ سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے ف۱ بیشک اللہ تم پر
رَقِیْبًا ۝ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ
مطلع ف۱ اور دے ڈالو یتیموں کو اُن کے مال اور بدل نہ ڈالو گندا ستھرے سے
نگہبان ہے ف۲ اور دے ڈالو یتیموں کو اُن کا مال اور بدل نہ لو بُرے مال کو اچھے مال سے
وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ۝
اور نہ کھاؤ اُنکے مال اپنے مالوں کے ساتھ بیشک یہ بڑا وبال ہے ف۲
اور نہ کھاؤ اُن کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال ف۳
وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ
اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کروگے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تمکو خوش آویں
اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرسکوگے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرلو جو اور عورتیں تم کو خوش
النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً
عورتیں دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھوگے تو ایک ہی
آویں دو دو تین تین چار چار ف۴ پھر اگر ڈرو کہ اُن میں انصاف نہ کرسکوگے تو ایک ہی نکاح کرو
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ
یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے اس میں لگتا ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو اور دے ڈالو عورتوں کو
یا لونڈی جو اپنا مال ہے ف۵ اس میں اُمید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑوگے ف۶ اور دے ڈالو عورتوں کو
صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا
ان کے مہر خوشی سے پھر اگر وہ چھوڑ دیں تم کو اس میں سے کچھ دل کی خوشی سے
مہر اُن کے خوشی سے ف۷ پھر اگر وہ اُس میں سے کچھ چھوڑ دیں تم کو اپنی خوشی سے
فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا ۝ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ
تو اسکو کھاؤ رچتا پچتا ف۵ اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال جسے بنائی
تو اسکو کھاؤ رچتا پچتا ف۸ اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال جن کو بنایا ہے
اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا
اللہ نے تمہاری گذران اور اُن کو اُس میں کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو اُن سے بات
اللہ نے تمہارے گذران کا سبب اور اُن کو اُس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو اور کہو اُن سے بات
مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ
معقول ف۶ اور سدھاتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو
معقول ف۹ اور سدھاتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو
مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا
اُن میں ہوشیاری تو حوالے کرو اُنکو اُن کے مال اور کھا نہ جاؤ اُن کو اُڑا کر
اُن میں ہوشیاری تو حوالہ کر دو اُن کے مال اُن کا ف۱۰ اور کھاؤ نہ یتیموں کا مال ضرورت سے زیادہ

ف۱ خالق اور رب یعنی موجد اور مربی ہونے کے علاوہ اللہ سے ڈرنے اور اسکی اطاعت کے وجوب کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ تم اُسکا واسطہ دے کر آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حقوق اور فوائد طلب کرتے ہو اور آپس میں اُسکی قسمیں دیتے ہو اور اُن پر اطمینان حاصل کرتے کراتے ہو یعنی اپنے باہمی معاملات اور حاجات عارضہ میں بھی اُسی کا ذریعہ پکڑتے ہو مطلب یہ ہوا کہ وجود اور بقا میں ہی اختلاف منحصر نہیں بلکہ تمام حاجتوں اور کاموں میں بھی اسکے محتاج ہو اس لئے اُس کی اطاعت کا ضروری ہونا اور بھی متحقق ہوگیا اسکے بعد تم کو یہ حکم ہے کہ قرابت سے بھی ڈرو یعنی اہل قرابت کے حقوق ادا کرتے رہو اور قطع رحم اور بدسلوکی سے بچو نبی نوع یعنی تمام افراد انسانی کے ساتھ علی العموم سلوک کرنا تو آیت کے پہلے حصہ میں آچکا تھا اہل قرابت کے ساتھ چونکہ قرب و اتحاد مخصوص اور بڑھا ہوا ہے اس لئے اُن کی بدسلوکی سے اب خاص طور پر ڈرایا کیونکہ انکے حقوق دیگر افراد انسانی سے بڑھے ہوئے ہیں چنانچہ حدیث قدسی قال اللہ تبارک و تعالی انا اللہ و انا الرحمن خلقت الرحم و شققت لها من اسمی فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته اور حدیث خلق اللہ الخلق فلما فرغ منه قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمن فقال مه قالت هذا مقام العائذ بك من القطیعة قال الا ترضین ان اصل من وصلك واقطع من قطعك قالت بلی یا رب قال فذاك اور حدیث الرحم شجنة من الرحمن فقال اللہ من وصلك وصلته ومن قطعك قطعته اور حدیث الرحم معلقة بالعرش تقول من وصلنی وصله اللہ ومن قطعنی قطعه اللہ اس پر شاہد ہیں اور رحم کے اختصاص مذکور اور تعلق کی طرف مشیر ہیں آیت جسکا یہ نکلا کہ معدن وجود اور منشاء وجود کے اتحاد کے باعث تو تمام بنی آدم سے رعایت حقوق اور حسن سلوک ضروری ہے اسکے بعد اگر کسی موقع میں کسی خصوصیت کی وجہ سے اتحاد میں زیادتی ہو جائے گی جیسے اقارب میں یا کسی موقع میں شدت احتیاج پائی جائے گی جیسے یتامی اور مساکین وغیرہ تو وہاں رعایت حقوق میں بھی ترقی ہو جائیگی ان کے علاوہ جب حکم خداوندی بھی صاف آگیا کہ ارحام کے حقوق کی رعایت اور حفاظت رکھو تو اب تو اسکی تاکید انتہا کو پہنچ گئی چنانچہ اس سورت میں اکثر احکام اسی تعلق عام اور دیگر تعلقات خاصہ کے متعلق مذکور ہیں گویا وہ احکام اس امر کلی کی جو کہ یہاں مذکور ہوا تفصیل ہیں۔ ف۲ یعنی تمہارے تمام احوال و اعمال سے واقف ہے اسکے حکم کی مخالفت کروگے تو ثواب پاؤگے ورنہ مستحق عذاب ہوگے اور تمہارے تعلقات ارحام اور اُن کے مراتب اور ہر ایک کے مناسب اُسکے حقوق کو بھی خوب جانتا ہے اس لئے اسکے متعلق جو تم کو حکم دے اسکو حق سمجھو اور اُس پر عمل کرو ف۳ یعنی یتیم بچے جن کا کہ باپ مر گیا ہو اُن کے متعلق اُنکے ولی اور سرپرست کو یہ حکم ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائیں تو اُن کا مال اُن کے سپرد کردے اور زمانہ تولیت میں یتیموں کی کسی اچھی چیز کو لے کر اُسکے معاوضہ میں بُری اور گھٹیا چیز اُن کے مال میں شامل نہ کردے اور اُنکے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھا دے مثلاً ولی کو اجازت ہے کہ اپنا اور یتیم کا کھانا شریک اور شامل رکھے مگر یہ ضرور ہے کہ یتیم کا نقصان نہ ہونے پائے یہ نہ ہو کہ اس شرکت کے بہانے سے یتیم کا مال کھا جاوے اور اپنا نفع کرے کیونکہ یتیم کا مال کھانا سخت گناہ ہے۔ احکام متعلقہ ارحام میں یتیموں کے حکم کو شاید اس لئے مقدم بیان فرمایا کہ یتیم اپنی بے سروسامانی اور مجبوری اور بیچارگی کی وجہ سے کسی کی رعایت و حفاظت اور شفقت کا نہایت محتاج ہے اور اسی اہتمام کی وجہ سے تبدیل اور شرکت کے نقصان کی بھی کھول کر ممانعت فرمادی اور آئندہ متعدد آیات میں بھی یتیموں کے متعلق چند احکام ارشاد ہوئے جن سے اہتمام مذکور ظاہر و باہر معلوم ہوتا ہے اور یہ تمام احکام اور تاکیدات جملہ یتیموں کے حق میں ہیں البتہ وہ یتیم جو قرابت دار ہیں اُن کے بارہ میں تاکید میں زیادہ شدت ہوگی اور یہی شان نزول اور سبب ربط بین الآیات ہیں اور عادت و عرف کے بھی موافق ہیں کیونکہ یتیم بچہ کا ولی اکثر اُس کا کوئی قریب ہی ہوتا ہے۔ ف۴ احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ یتیم لڑکیاں جو اپنے ولی کی تربیت میں ہوتی تھیں اور وہ لڑکی اس ولی کے مال اور باغ میں بوجہ قرابت باہمی شریک ہوتی تو اب دو صورتیں پیش آتیں کبھی تو یہ ہوتا کہ ولی کو اُس کا جمال اور مال دونوں مرغوب ہوتے تو وہ ولی اُس سے تھوڑے سے مہر پر نکاح کرلیتا کیونکہ دوسرا شخص اس لڑکی کا حق مانگنے والا تو کوئی ہے ہی نہیں اور کبھی یہ ہوتا کہ یتیم لڑکی کی صورت تو مرغوب نہ ہوتی مگر ولی یہ خیال کرتا کہ اگر دوسرے سے نکاح کردونگا تو لڑکی کا مال میرے قبضہ سے نکل جائیگا اور میرے مال میں دوسرا شریک ہو جاویگا اس مصلحت سے نکاح تو جوں توں کرلیتا مگر منکوحہ سے کچھ رغبت نہ رکھتا۔ اسی پر یہ آیت اتری اور اولیا کو ارشاد ہوا کہ اگر تم کو اس بات کا ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کی بابت انصاف نہ کرسکوگے اور اُن کے مہر اور اُنکے ساتھ حسن معاشرت میں تم سے کوتاہی ہوگی تو تم اُن سے نکاح مت کرو بلکہ اور عورتیں جو تم کو مرغوب ہوں اُن سے ایک چھوڑ چار تک کی تمکو اجازت ہے قاعدہ شریعت کے موافق اُن سے نکاح کرو تاکہ یتیم لڑکیوں کو بھی نقصان نہ پہنچے کیونکہ تم انکے حقوق کے حامی ہوگے اور تم بھی کسی خرابی اور گناہ میں نہ پڑو جاننا چاہئے کہ مسلمان آزاد کیلئے زیادہ سے زیادہ چار نکاح تک اور غلام کے لئے دو تک کی اجازت ہے اور حدیثوں میں بھی اسی کی تصریح ہے اور ائمہ دین کا بھی اسی پر اجماع ہو اور تمام امت کیلئے یہی حکم ہے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپکا امتیاز ہے کہ اس سے زائد کی اجازت ہوئی

منزل ۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی یتیم کا مال اپنے خرچ میں نہ لاؤ مگر اس کار کے کفنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق دستور لیوے اور جس وقت باپ مرے تو پنچایت کے روبرو یتیم کا مال لکھ کر امانت دار کو سونپ دیں جب یتیم بالغ ہو تو اس کے موافق حوالے کرے جو خرچ ہوا وہ سمجھا دے اور اس وقت بھی شاہدوں کو دکھا دے ف۲ کفر کی رسم میں عورت کو وارث نہ گنتے اب عورت کو بھی میراث ٹھہری ف۳ یعنی جس وقت میراث تقسیم ہو اور برادری کے لوگ جمع ہوں تو جن کو حصہ نہیں پہنچا اور قرابتی ہیں یا یتیم یا محتاج ہیں تو کچھ کھلا کر رخصت کرو اور بات معقول کہو یعنی جواب سخت نہ دو اور اگر توقع زیادہ کریں تو عذر کرو ف۴ یعنی میت کے پیچھے اسکی اولاد کے حق میں قصور نہ کریں اپنے اوپر قیاس کریں کہ ہماری اولاد رہ جاوے دیکھیے تو ہم کو ان کا کیسا ڈر ہوگا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

(بقیہ صفحہ ۹۹) فائدہ یتیم لڑکیوں کے نکاح کی تیسری صورت یہ بھی درست ہے کہ جب یتیم لڑکی کی طرف صورت اور مال دونوں وجہ سے بے رغبتی ہوتی تھی اسکا نکاح ولی دوسری جگہ کردیتا تھا اگر ظاہر ہے کہ اس آیت کو اس صورت سے تعلق نہیں ف۵ یعنی اگر تم کو ڈر ہو کہ کئی عورتوں میں انصاف اور مساوات کے مطابق معاملہ نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی نکاح پر قناعت کرو یا صرف لونڈیوں پر ایک ہو یا زیادہ بس کردیا جاہو تو ایک منکوحہ کے ساتھ ایک یا چند لونڈیوں کو جمع کرو ف یعنی صرف ایک عورت سے نکاح کرنے میں یا فقط اپنی لونڈی یا اپنی لونڈیوں پر قناعت کرتے میں یا ایک نکاح کے ساتھ ایک لونڈی یا چند لونڈیوں کو جمع کرنے میں اس بات کی توقع ہے کہ تم بے انصافی اور خلاف عدل سے محفوظ رہو کیونکہ زوجات کے جو حقوق ہیں وہ اپنی مملوکہ لونڈی کے نہیں کہ ان میں عدل نہ ہونے سے تم پر مواخذہ ہو نہ انکے لئے مہر ہے نہ معاشرت کے لئے کوئی حد مقرر ہے ہو فائدہ جسکے کئی عورتیں ہوں تو اس پر واجب ہے کہ کھانے پینے اور لینے دینے میں ان کو برابر رکھے اور رات کو ان کے پاس رہنے میں باری برابر باندھے اگر برابری نہ کریگا تو قیامت کو وہ مفلوج ہوگا ایک کروٹ گھسٹتی چلیگی اور کسی کے نکاح میں ایک حرہ اور ایک لونڈی ہو تو لونڈی کو حرہ سے نصف باری ملیگی اور جو لونڈی اپنی ملک میں ہو اسکا باری میں کوئی حق مقرر نہیں مالک کی خوشی پر ہے ف یعنی جن عورتوں سے نکاح کرو ان کے مہر خوشدلی اور رغبت کے ساتھ خود ادا کردو انکا کوئی حامی اور تم سے تقاضا کر کے وصول کرنیوالا ہو یا نہ ہو ایسا کرو تو پھر یتیم لڑکیوں سے نکاح کر لینے کوئی حرج ہی نہیں حرج تو جب ہے کہ مہر دیتے ہیں یا ان کے کسی حق کے ادا کرنے میں گرانی ہو ف یعنی اگر عورت اپنی خوشی سے مہر میں سے کوئی مقدار زوج کو معاف کردے یا لیکر پھر زوج کو ہبہ کردے تو اس میں کچھ حرج نہیں زوج اس کو خوشی سے کھا لے جو کھانا لذیذ ہو اور طبیعت اسکو رغبت کے ساتھ قبول کرے اسکو ہنئ کہتے ہیں اور جو کھانا ہضم ہو کر تحریک بجز و بدن اور موجب صحت و قوت ہو وہ مریٔا ہے ف۹ یعنی بے سمجھ لڑکوں کے ہاتھ میں انکا وہ مال مت دیدو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کے لئے سامان معیشت بنایا ہے بلکہ اسکی پوری حفاظت رکھو اور اندیشہ ہلاکت سے بچاؤ اور جب تک انکو نفع نقصان کا ہوش نہ آئے اسوقت تک انکو اسمیں سے کھلاؤ پہناؤ اور تسلی کرتے رہو کہ یہ سب مال تمہارا ہی ہے ہم تو تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں جب سمجھدار ہو جاؤ گے تم کو ہی دیدینگے ف۱ یعنی یتیموں کو سدھاتے اور آزماتے رہو بلوغ کے وقت تک پھر بلوغ کے بعد اگر ان میں اپنے نفع نقصان کی سمجھ اور حفاظت و انتظام مال کا سلیقہ پاؤ تو انکا مال ان کے حوالہ کردو یتیموں کے سدھانے اور آزمانے کی عمدہ صورت یہی ہے کہ کم قیمت معمولی چیزوں کی ان سے خرید و فروخت کرائی جائے اور انکا طریقہ انکو بتایا جائے اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ کی بیع و شرا ولی کی اجازت سے صحیح ہوگی وہ درست ہوگی امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے اور اگر بالغ ہو کر بھی انمیں ہوشیاری نہ آئے تو امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ پچیس برس کی عمر تک انتظار کرو اس درمیان میں جب اس کو سمجھ آجائے مال اسکے حوالہ کردو ورنہ پچیس سال پر ہر حال میں اسکا مال اسکو دیدو پوری سمجھ آئے یا نہ آئے۔

وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ
اور گھبرا کر کہ یہ بڑے نہ ہو جاویں اور جو کوئی آسودہ ہے تو چاہیئے بچتا رہے اور
اور حاجت سے پہلے کہ یہ بڑے نہ ہو جائیں ف اور جس کو حاجت نہ ہو تو مال یتیم سے بچتا رہے اور
مَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ
جو کوئی محتاج ہے تو کھاوے موافق دستور کے پھر جب ان کو حوالے کرو
جو کوئی محتاج ہو تو کھاوے موافق دستور کے ف۱ پھر جب ان کو حوالہ کرو
أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝
ان کے مال تو شاہد کرلو اس پر اور اللہ بس ہے حساب سمجھنے والا ف۱
ان کے مال تو گواہ کرلو اس پر اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو ف۳
لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ
مردوں کو بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور ناتے والے اور عورتوں کو بھی
مردوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کا بھی
نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ
حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور ناتے والے اس میں تھوڑا ہیں یا بہت میں
حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے تھوڑا ہو یا بہت ہو
نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
حصہ مقرر کیا ہوا ف۲ اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم
حصہ مقرر کیا ہوا ہے ف۲ اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم
وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝
اور محتاج تو ان کو کچھ کھلادو اس میں سے اور کہو ان کو بات معقول ف۳
اور محتاج تو ان کو کچھ کھلادو اس میں سے اور کہہ دو ان کو بات معقول ف۵
وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا
اور چاہیئے ڈریں وہ لوگ کہ اگر چھوڑیں اپنے پیچھے اولاد ضعیف تو خطرہ کھاویں
اور چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ کہ اگر چھوڑتے اپنے پیچھے اولاد ضعیف تو ان پر اندیشہ کریں
عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ
ان پر تو چاہیئے ڈریں اللہ سے اور کہیں بات سیدھی ف۴ جو لوگ
ان کے پیچھے ایسا ہی حال جنکا ہوگا تو چاہیئے کہ ڈریں اللہ سے اور کہیں بات سیدھی ف۶ جو لوگ کہ
يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ
کھاتے ہیں مال یتیموں کے ناحق وہ یہی کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں
کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر
نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ
آگ اور اب بیٹھیں گے آگ میں ۰ کہہ رکھتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد میں مرد کو
لیتے ہیں اور عنقریب داخل ہونگے آگ میں ف۷ حکم کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں کہ ایک مرد کا

ع ۱۰
۱۲

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی یتیم کے مال کو ضرورت سے زیادہ صرف کرنا منع ہے مثلاً ایک پیسہ کی جگہ دو پیسے صرف کرو اور یہ بھی منع ہے کہ اس بات سے گھبرا کر کہ یتیم بڑے ہو کر اپنا مال ہم سے لیلینگے خرچ کرنے میں جلدی کرنے لگو خلاصہ یہ ہوا کہ یتیم کے مال کو بقدر ضرورت اور بروقت ضرورت صرف کرنا چاہیئے ف۲ یعنی یتیم کا مال ولی اپنے خرچ میں نہ لائے اور اگر یتیم کی پرورش کرنیوالا محتاج ہو تو البتہ اپنی خدمت کرنے کے موافق یتیم کے مال میں سے دستور کے موافق لیوے مگر غنی کو کچھ لینا ہرگز جائز نہیں ف۳ جب کسی بچہ کا باپ مرجائے تو چاہیئے کہ چند مسلمانوں کے روبرو یتیم کا مال لکھ کر امانتدار کو سونپ دیں جب یتیم بالغ ہوشیار ہوجائے تو اس تحریر کے موافق اسکا مال اسکے حوالہ کردیں اور جو کچھ خرچ ہوا ہو وہ اسکو سمجھا دیں اور جو کچھ یتیم کے حوالہ کیا جائے شاہدوں کو دکھلا کر حوالہ کریں شاید کسی وقت اختلاف ہو تو سہولت سے طے ہوسکے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کی حفاظت کرنیوالا اور حساب سمجھنے والا کافی ہے اسکو کسی حساب یا شہادت کی حاجت نہیں یہ سب باتیں ہماری سہولت اور صفائی کی وجہ سے مقرر فرمائیں۔ جاننا چاہیئے کہ یتیم کا مال لینے اور دینے کے وقت گواہ کرنا اور اس کو لکھ لینا مستحب ہے ف۴ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے یہ رسم تھی کہ بیٹیوں کو چھوٹی ہوں یا بڑی میراث نہیں دیتے تھے اور بیٹے جو نابالغ ہوتے تھے انکو بھی میراث نہیں ملتی تھی صرف مرد جوان کو جو ہتھیار اور دشمنوں سے مقابلہ کے کام کے ہوتے تھے وہ وارث گنے جاتے تھے

جس کی وجہ سے یتیم بچوں کو میراث سے کچھ بھی حصہ نہیں ملتا تھا انکے بارہ میں یہ آیت اتری جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ اور دیگر قرابت والوں کے مال متروکہ میں سے مردوں یعنی بیٹوں کو خواہ وہ بچے ہوں یا جوان انکا حصہ ملیگا اور عورتوں یعنی بیٹیوں کو بھی بالغ ہوں یا نابالغ ماں باپ وغیرہ اقارب کے ترکہ میں سے انکا حصہ دیا جائیگا اور یہ حصے مقرر کئے ہوئے ہیں جنکا دینا ضروری ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت اس سے اہل جاہلیت کی رسم مذموم کا ابطال ہوگیا اور یتیموں وغیرہ کے حقوق کی حفاظت فرما کر ان کی حق تلفی کو روکدیا فائدہ اس آیت میں حق والوں کا حق اور انکا مقرر اور متعین ہونا اجمالاً بتلا دیا گیا آئندہ رکوع میں وارثوں کے حصہ کی تفصیل آتی ہے ف۵ یعنی تقسیم میراث کے وقت برادری اور کنبہ کے لوگ جمع ہوں تو جو رشتہ دار ایسے ہیں جنکو میراث میں حصہ نہیں پہنچتا یا جو یتیم اور محتاج ہوں انکو کچھ کھلا کر رخصت کردینا کوئی چیز ترکہ میں سے حسب موقع انکو بھی دیدو کہ یہ سلوک کرنا مستحب ہے اور اگر مال میراث میں سے کھلانے یا کچھ دینے کا موقع نہ ہو خلاً وہ یتیموں کا مال ہے اور وصیت نہیں کی تو ان لوگوں سے معقول بات کہکر رخصت کرو یعنی نرمی سے عذر کردو کہ یہ مال یتیموں کا ہے اور میت نے وصیت نہیں کی اس لئے ہم مجبور ہیں۔ ابتدائے سورت میں بیان ہو چکا ہے کہ تمام قرابت والے اور بالخصوص یتامیٰ اور مساکین جو قریب کے ہیں ان کی رعایت اور بھی زیادہ ہونی چاہئے اس سے تقسیم میراث رلانا مقصود ہے اور اہل اسلام کو ترغیب ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اس آیت میں دو میراثیں فرمائیں اولاد کی اور ماں باپ کی اولاد اگر ملی ہوئی ہیں دو قسم یعنی مرد و عورت تو مرد کا دوسرا حصہ عورت کا اکہرا اور اگر فقط عورتیں ہیں تو ایک کو آدھا مال اور زیادہ ہوں دو تہائی برابر بانٹ لیویں اور
ماں کا حصہ اگر میت کی اولاد ہے یا بھائی بہن ہیں ایک سے زیادہ تو چھٹا حصہ اور اگر دونوں نہیں تو تہائی اور باپ کا حصہ اگر میت کو اولاد ہے تو چھٹا حصہ اور اگر اولاد نہیں تو عصبہ ہوا اور میت کا مال اول اسکے دفن کفن میں لگائیے جو بچے وہ
قرض میں دیجئے اس سے جو بچے تو اس کی وصیت میں ایک تہائی تک لگائیے اس کے پیچھے جو رہ جاوے اسمیں میراث کے حصے ہیں اور ان دونوں حصوں میں عقل کا دخل نہیں اللہ صاحب نے مقرر فرمائے وہ سب جانتا ہے۔ از شاہ عبدالقادر رحمۃ
دہلیہ فوائد عثمانی۔ ایسے وقت انکو کچھ حتی الوسع کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے وارث نہ ہو تو حسن سلوک سے محروم نہ رہیں ف یہ ارشاد اول میں تو یتیم کے ولی اور وصی کے لئے ہے دوسرا عام ہے اوروں کو بھی اس کا خیال رہے مطلب یہ ہے کہ اپنے مرنے کے بعد جیسا ہر کوئی
اس بات سے ڈرتا ہے کہ میری اولاد کے ساتھ سختی اور برائی سے معاملہ کیا جائے ایسا ہی تمکو بھی چاہیے کہ یتیم کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اپنے بعد اپنی اولاد کے ساتھ پسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو اور یتیموں سے سیدھی اور اچھی بات کہو یعنی جس سے انکا دل نہ ٹوٹے

مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ

حصہ برابر دو عورت کے پھر اگر ہوویں نری عورتیں دو سے اوپر تو ان کو

حصہ ہے برابر دو عورتوں کے ف پھر اگر صرف عورتیں ہی ہوں دو سے زیادہ تو ان کے لئے ہے

ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ

دو تہائیاں جو چھوڑ مرا اور اگر ایک ہے تو اس کو آدھا اور میت کے ماں باپ کو

دو تہائی اس مال سے جو چھوڑ مرا اور اگر ایک ہی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے ف اور میت کے ماں باپ کو

لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

ہر ایک کو دونوں میں چھٹا حصہ اس مال سے جو چھوڑ مرا اگر میت کی اولاد ہے

ہر ایک کے لئے دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے اس مال سے جو کہ چھوڑ مرا اگر میت کے اولاد ہے ف

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ

پھر اگر اس کو اولاد نہیں اور وارث ہیں اس کے ماں باپ تو اس کی ماں کو تہائی پھر اگر

اور اگر اس کے اولاد نہیں اور وارث ہیں اسکے ماں باپ تو اس کی ماں کا ہے تہائی ف پھر اگر

كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ

میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ بعد وصیت کے جو دلوا مرا

میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کا ہے چھٹا حصہ ف بعد وصیت کے جو کر مرا

اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ

یا قرض کے تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں کون نزدیک ہے تمہارے کام میں

یا بعد ادائے قرض کے ف تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں کون نفع پہنچائے تم کو زیادہ

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ

حصہ باندھا اللہ کا ہے اللہ خبردار ہے حکمت والا ف اور تم کو آدھا مال

حصہ مقرر کیا ہوا اللہ کا ہے بیشک اللہ خبردار ہے حکمت والا ف اور تمہارا ہے آدھا مال

مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ

جو چھوڑ مریں تمہاری عورتیں اگر نہ ہو انکے اولاد پھر اگر ان کے

جو کہ چھوڑ مریں تمہاری عورتیں اگر نہ ہو ان کے اولاد اور اگر ان کے اولاد

وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ

اولاد ہے تو تم کو چوتھائی مال اس سے جو چھوڑ مریں بعد وصیت کے جو دلوا مریں

ہے تو تمہارے واسطے چوتھائی ہے اس میں سے جو چھوڑ گئیں بعد وصیت کے جو کر گئیں

بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ

یا قرض کے اور عورتوں کو چوتھائی مال اس سے جو چھوڑ مرو تم اگر نہ ہو تم کو

یا بعد قرض کے ف اور عورتوں کے لئے چوتھائی مال ہے اس میں سے جو چھوڑ مرو تم اگر نہ ہو تمہارے

وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

اولاد پھر اگر تم کو اولاد ہے تو ان کو آٹھواں حصہ اس سے جو تم نے چھوڑا

اولاد اور اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے اسمیں سے کہ جو کچھ تم نے چھوڑا

اور ان کا نقصان نہ ہو بلکہ ان کی اصلاح ہو ف آیات متعددہ سابقہ میں یتیموں کے مال کے متعلق مختلف طرح سے احتیاط کرنے کا حکم تھا اور انکے مال میں خیانت کو بڑا گناہ ہونا کہا ہے اب اخیر میں مال یتیم میں خیانت کرنے پر وعید شدید بیان فرما کر اس حکم کو خوب موکد کر دیا کہ جو کوئی یتیم کا مال بلا استحقاق کھاتا ہو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے یعنی اس کھانے کا یہ انجام ہوگا اور جملہ اخیر میں اسکو ظاہر کر دیا گیا۔

فوائد صفحہ ہذا ف اوپر اقارب میت کے وارث ہونے کا ذکر ہوا تھا اور انکے حصوں کے تقرر اور تعیین کی طرف اجمالی اشارہ فرما دیا تھا اب اقارب اور انکے حصوں کی تفصیل بتلائی جاتی ہے اور اس سے پہلے سے یتیموں کے حق میں تشدد اور تاکیدات کا ذکر چلا آرہا تھا جس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اقارب میت میں اگر کوئی یتیم ہو تو اس کا حصہ دینے میں بہت ہی احتیاط اور اہتمام چاہیے اہل عرب کی قدیم رسم کے موافق ان کو میراث سے محروم کر دینا سخت ظلم اور بڑا گناہ ہے اب اقارب میں سب سے پہلے اولاد کے حصہ کو بیان فرمایا کہ اگر کسی میت کی اولاد بیٹا بیٹی دونوں ہوں تو ان کی میراث دینے کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر حصہ پائیگا مثلاً اگر ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہوں تو نصف مال بیٹے کا اور نصف دونوں بیٹیوں کا ہوگا اور اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوگی تو دو ثلث بیٹے کا اور ایک ثلث بیٹی کا ہوگا ف یعنی اور اگر کسی میت نے اولاد میں صرف عورتیں یعنی بیٹیاں ہی چھوڑیں بیٹا نہیں چھوڑا تو وہ اگر دو سے زیادہ ہوں تب بھی انکو دو تہائی ملیگا اور اگر صرف ایک ہی بیٹی چھوڑی ہو تو اسکو میت کے ترکہ کا نصف ملیگا۔ جاننا چاہیے کہ للذکر مثل حظ الانثیین کے ذیل میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایک بیٹی کو ایک بیٹے کے ساتھ ایک ثلث ملیگا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ ایک بیٹی کو دوسری بیٹی کے ساتھ بطریق اولیٰ ایک ثلث ملیگا کیونکہ بیٹے کا حصہ بیٹی سے زائد ہے تو جب بیٹے کی وجہ سے اس کا حصہ ایک ثلث سے کم نہیں ہوا تو دوسری بیٹی کی وجہ سے کیسے گھٹ سکتا ہے سو دو بیٹیوں کا حکم چونکہ پہلی آیت سے معلوم ہو چکا تھا اس لیے اس آیت میں دو بیٹیوں سے زائد کا حکم تبلا دیا تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ دو بیٹیوں کا حق جب ایک بیٹی سے زائد ہے تو شاید تین یا چار بیٹیوں کا حق دو بیٹیوں سے زائد ہوگا سو یہ بات ہرگز نہیں بلکہ بیٹیاں جب ایک سے زائد ہونگی دو ہوں یا دس ان کو دو ثلث ملیگا۔ فائدہ اولاد کے وارث ہونے کی دو صورتیں آیت میں مذکور ہوئیں اول یہ کہ لڑکا اور لڑکی دونوں طرح کی اولاد ہو دوسری یہ کہ صرف دختری اولاد ہو اس کی دو صورتیں ہیں ایک لڑکی ہو یا ایک سے زاید تو اب صرف ایک صورت باقی رہ گئی وہ یہ کہ صرف پسری اولاد ہو سو اسکا حکم یہ ہے کہ تمام میراث اسکو مل جائیگی خواہ ایک بیٹا ہو یا زائد ف اب ماں باپ کی میراث کی تین صورتیں بیان فرماتے ہیں صورت اول کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد ہو بیٹا یا بیٹی تو میت کے ماں باپ کو ترکہ میت میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا ف دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کی اولاد کچھ نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی وارث ہوں تو اس کی ماں کو ایک ثلث ملیگا یعنی باقی دو ثلث اس کے باپ کو ملیں گے ف تیسری صورت یہ ہے کہ اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں خواہ حقیقی ہوں یا صرف باپ یا صرف ماں میں شریک ہوں اور اولاد کچھ بھی نہیں تو اب اسکی ماں کو چھٹا حصہ ملیگا یعنی باقی سب اسکے باپ کو ملیگا بھائی بہن کو کچھ نہ ملیگا اور اگر صرف ایک بھائی یا ایک بہن ہوگی تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو دو ثلث ملیں گے جیسا کہ دوسری صورت مذکورہ بالا میں تھا ف یعنی جسقدر وارثوں کے حصے گذر چکے یہ سب میت کی وصیت اور اس کے قرض کو جدا کر لینے کے بعد وارثوں کو دیئے جائیں گے اور وارثوں کا مال وہی ہوگا جو مقدار وصیت و قرض کے نکال لینے کے بعد باقی رہیگا اور نصف اور ثلث وغیرہ اسی کا مراد ہے نہ تمام مال کا فائدہ میت کا مال اول اس کے کفن اور دفن کو لگایا جائے جو اس سے بچے وہ اس کے قرض میں دیا جائے پھر جو باقی رہے اسکو میت کی وصیت میں ایک تہائی تک صرف کیا جائے اسکے بعد جو ہے وارثوں پر تقسیم کیا جائے ف اس آیت میں دو میراث بیان فرمائیں اولاد کی اور ماں باپ کی اب فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ بات تمکو معلوم نہیں کہ کس سے تمکو نفع پہنچیگا اور کتنا نفع پہنچیگا اس لیے تمکو اسمیں دخل نہ دینا چاہیے جو کچھ کسی کا حصہ حق تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے تم اسکی پابندی کرو کہ اسکو تمام چیزوں کی خبر ہے اور بڑا حکمت والا ہے ف اب زوجین کی میراث کو بیان فرمایا جاتا ہے کہ مرد کو اس کی عورت کے مال میں سے آدھا مال ملیگا اگر عورت کے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر عورت کے اولاد ہے خواہ ایک ہی بیٹا یا بیٹی ہو اور اسی مرد سے ہو یا دوسرے مرد سے تو مرد کو عورت کے مال میں سے ایک چوتھائی مال ملیگا قرض اور وصیت کے بعد۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ یہاں تک مرد و عورت کی میراث فرمائی عورت کے مال میں مرد کو آدھا ہو اگر عورت کو اولاد نہیں اور اگر اولاد ہے اس مرد سے یا اور مرد سے تو مرد کو چوتھائی اور اسی طرح مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی اگر مرد کو اولاد نہیں اگر اولاد ہے تو عورت کو آٹھواں حصہ ہر جنس مال میں نقد یا جنس سلاح یا زیور حویلی یا باغ باقی عورت کا مہر میراث سے جدا ہے قرض میں داخل ہے ف ۲ یہاں میراث فرمائی بھائی بہن کی سو باپ کے اور بیٹے کے ساتھ بھائی بہن کو کچھ نہیں جب باپ بیٹا نہ ہو تب بھائی بہن کو پہنچے بھائی بہن تین طرح کے ہیں سگے جو ماں باپ میں شریک ہیں یا سوتیلے جو باپ میں شریک ہیں یا اخیافی جو ماں میں شریک ہیں یہ میراث ان تیسوں کی ہے ایک کو چھٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی ان میں مرد و عورت کو برابر اور وہ دو قسم کے بھائی بہن مثل اولاد کے ہیں جب باپ بیٹا نہ رہا ہو سگے ہوں تو سوتیلے اس سورت کے آخر انکی میراث ہے اور یہ فرمایا کہ وصیت پہلے ہے جب اوروں کا نقصان نہ کیا نقصان دو طرح کا ہے ایک یہ کہ مال کی تہائی سے زیادہ دلوائے وہ تہائی تک جاری ہے زیادہ نہیں دوسرا یہ کہ جس کو میراث کا حصہ ملیگا اسکو اپنی طرف سے رعایت کر کر زیادہ کچھ دلوا دے وہ معتبر نہیں اگر سب راضی ہوں تو یہ دونوں وصیتیں قبول رکھیں نہیں تو نہ رکھیں اور یہ پانچ میراثیں جو فرمائیں یہ حصہ داروں کی ہیں اور ان کے سوا اور قسم کے وارث ہیں جنکو عصبہ کہتے ہیں ان کو حصہ نہیں اگر عصبہ ہو اور حصہ دار نہ ہو تو سب مال عصبہ لیوے اور جو دونوں ہوں تو حصہ داروں سے جو بچے وہ عصبہ ہوئے اور جو نہ بچے نہ لیوے اور عصبہ اصل تو وہ کہ مرد ہو عورت نہ ہو اور عورت کا واسطہ نہ رکھے

مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ
جو تم نے چھوڑا بعد وصیت کے جو تم دلوا مرو یا قرض کے ف ۱ اور اگر جس مرد کی
بعد وصیت کے جو تم کر مرو یا قرض کے ف ۱ اور اگر وہ مرد کہ جس کی

يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
میراث ہے باپ بیٹا نہیں رکھتا یا عورت ہو اور اسکا ایک بھائی ہے یا بہن تو دونوں میں ہر ایک کو
میراث ہو باپ بیٹا کچھ نہیں رکھتا یا عورت ہو ایسی ہی اور اُس میت کے ایک بھائی ہو یا بہن ہے تو دونوں میں سے ہر ایک کا

السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ
چھٹا حصہ پھر اگر زیادہ ہوئے اس سے تو سب شریک ہیں ایک تہائی میں
چھٹا حصہ ہے ف ۲ اور اگر زیادہ ہوں اس سے تو سب شریک ہیں ایک تہائی میں

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً
بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے جب اوروں کا نقصان نہ کیا ہو یہ کہہ رکھا ہے
بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے جب اوروں کا نقصان نہ کیا ہو ف ۳ یہ حکم ہے

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ
اللہ نے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا ف یہ حدیں باندھی اللہ کی ہیں اور جو کوئی
اللہ کا اور اللہ ہے سب کچھ جاننے والا تحمل کرنیوالا ف ۱ یہ حدیں باندھی ہوئی اللہ کی ہیں اور جو کوئی

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے وہ داخل کرے اسے باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں
حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اُسکو داخل کریگا جنتوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ
رہ پڑے اُن میں اور وہی ہے بڑی مراد ملنی اور جو کوئی بے حکمی کرے اللہ کی
ہمیشہ رہیں گے اُن میں اور یہی ہے بڑی مراد ملنی اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی

وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَلَهٗ
اور اس کے رسول کی اور بڑھ جائے حدوں سے اُس کی ڈالے اسکو داخل کرے آگ میں وہ پڑا رہے اُس میں اور اسکو
اور اُسکے رسول کی اور نکل جاوے اُس کی حدوں سے ڈالے گا اُس کو آگ میں ہمیشہ رہیگا اُس میں اور اُسکے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع وَالّٰتِىْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ
ذلت کی مار ہے اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں
ذلت کا عذاب ہے ف ۵ اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ
تو شاہد لاؤ اُن پر چار مرد اپنے پھر اگر وہ گواہی دیں تو انکو بند رکھو
تو گواہ لاؤ اُن پر چار مرد اپنوں میں سے پھر اگر وہ گواہی دیدیں تو بند رکھو اُن عورتوں کو

فِى الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝
گھروں میں جب تک بھر لیوے اُن کو موت یا کردے اللہ اُن کی کچھ راہ ف ۱
گھروں میں یہاں تک کہ اٹھا لیوے اُنکو موت یا مقرر کردے اللہ اُن کے لئے کوئی راہ ف ۶

اس کے چار درجے ہیں اول درجے میں بیٹا اور پوتا ہے۔ دوسرے درجے میں باپ اور دادا۔ تیسرے درجے میں بھائی اور بھتیجا۔ چوتھے درجے میں چچا اور چچا کا بیٹا یا پوتا ایک درجے میں اگر کئی شخص ہوں تو جو میت سے قریب ہو وہ مقدم ہے۔ جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی پھر سوتیلے سے سگا باقی اولاد میں اور بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہے اور دور میں نہیں اگر دونوں قسم کے وارث نہ ہوں تو تیسری قسم میں ذوالارحام یعنی ایسے قرابت والے جن میں واسطہ عورت کا ہے اور حصہ دار نہیں جیسے نواسا اور نانا اور بھانجا اور ماموں خالہ پھوپھی اور انکی اولاد ان کا حساب بھی عصبے کا سا ہے ف ۳ یہ حکم زنا کا فرمایا کہ چار مرد مسلمان گواہ چاہئیں پھر بھی اور نازل نہ فرمائی وعدہ رکھا۔ آخر حد نازل ہوئی سورۂ نور میں ۱۲

ف ۱ اور اسی طرح عورت کو اُسکے خاوند کے مال میں سے چوتھائی حصہ ملیگا اگر مرد کی اولاد کچھ نہ ہو اور اگر مرد کے اولاد ہے خواہ اسی عورت سے یا دوسری عورت سے تو عورت کو آٹھواں حصہ ملیگا خاوند کے اُس مال میں سے جو وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد بچے گا مال کی ہر قسم میں سے نقد ہو یا جنس سلاح ہو یا زیور حویلی ہو یا باغ باقی رہا عورت کا مہر وہ میراث سے جدا ہے وہ قرض میں داخل ہے۔ یہ کل دو صورتیں ہوئیں جیسا کہ مرد کی میراث میں بھی دو صورتیں تھیں ف ۲ یہاں سے اخیافی بھائی بہن کی میراث کا ذکر ہے جو کہ صرف ماں ہی میں شریک ہوں سو جاننا چاہئے کہ باپ اور بیٹے کے ہوتے تو بھائی اور بہن کو کچھ نہیں پہنچتا ہاں اگر باپ اور بیٹا نہ ہو گا تو بھائی اور بہن کو میراث ملیگی بھائی اور بہن تین طرح کے ہیں سگے جہاں باپ دونوں میں شریک ہوں جنکو عینی کہتے ہیں یا وہ سوتیلے جو صرف باپ میں شریک ہوں جنکو علاتی کہتے ہیں یا وہ سوتیلے جو صرف ماں میں شریک ہوں جنکو اخیافی کہتے ہیں اس آیت میں قسم اخیر کا ذکر ہے چنانچہ متعدد صحابہ کی قراءۃ میں وله اخ او اخت کے بعد من الام کا کلمہ صریح موجود ہے اور اس پر سب کا اجماع ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس میت کے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ماں باپ بیٹا بیٹی کچھ نہ ہو اور اسکے ایک بھائی یا ایک بہن اخیافی ہو تو اُن دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور مرد اور عورت یعنی اخیافی بھائی اور بہن کا برابر حصہ ہے کمی زیادتی نہیں باقی رہے دو قسم کے بھائی بہن یعنی عینی اور علاتی سو ان دونوں قسموں کا حکم مثل اولاد کے ہو بشرطیکہ میت کے باپ بیٹا کچھ نہ ہو مقدم عینی ہے وہ نہ ہو تو پھر علاتی۔ اسی سورت کے اخیر میں ان دونوں کی میراث کا ذکر آئیگا فائدہ جاننا چاہئے کہ کلالہ کی تفسیر جو یہ کی گئی کہ اسکے باپ بیٹا نہ ہو سب کو مسلم ہے مگر امام ابو حنیفہ دادی اور پوتی کی بھی نفی کرتے ہیں اور جو حکم باپ بیٹے کا ہے وہی دادی پوتی کا فرماتے ہیں اور حضرات صحابہ کے وقت سے یہ اختلاف علماء میں چلا آتا ہے ف ۳ یعنی اگر اخیافی بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ان سب کو ایک تہائی مال میراث میں ملیگا اور پہلی صورت میں سدس اور دوسری صورت میں ثلث جو دیا جائیگا تو وصیت اور دین کے بعد جو باقی رہیگا اُسکا سدس اور ثلث دیا جائیگا اور وصیت میراث پر مقدم جب ہوگی جب اوروں کو نقصان نہ پہنچایا ہو اور نقصان کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت ہو دوسری یہ کہ جس وارث کو میراث میں سے حصہ ملیگا اُسکے لئے کچھ وصیت بھی کر جائے یہ دونوں صورتیں درست نہیں البتہ اگر سب وارث اس کو قبول کر لیں تو خیر ورنہ یہ وصیتیں مردود ہیں۔ فائدہ وارثوں سے چونکہ اندیشہ تھا کہ قرض میت میں سے میت کا دین اور وصیت ادا نہ کریں بلکہ تمام مال آپ ہی رکھ لیں اس لئے میراث کے ساتھ بار بار دین اور وصیت کا حکم تاکیداً بیان کیا گیا اور وصیت چونکہ تبرع اور احسان ہے اور بسا اوقات کوئی شخص معین اسکا مستحق نہیں ہوتا اور اس وجہ سے اُسکے ضائع ہونیکا احتمال قوی تھا تو اس لئے بغرض اہتمام و احتیاط وصیت کو ہر جگہ دین سے پہلے ذکر فرمایا حالانکہ وصیت کا درجہ دین کے بعد ہے جیسا پہلے گزرا نیز وصیت حق مورث ہے جیسے تجہیز و تکفین بخلاف وراثت اور دین کے کہ وہ دوسروں کا حق ہے تو اس حیثیت سے وصیت دین سے مقدم ہوگی گو دوسری وجہ سے دین وصیت پر مقدم ہے اور یہاں جو غیر مضار کی قید لگائی یہی قید مقامات سابقہ میں بھی معتبر ہوگی ف ۴ شروع رکوع سے یہاں تک جو میراثیں بیان فرمائیں وہ پانچ ہیں بیٹا بیٹی اور ماں باپ اور زوج اور زوجہ اور اخیافی بھائی بہن ان پانچوں کو ذوی الفروض اور حصہ دار کہتے ہیں ان پانچوں میراث کو بیان فرما کر بطور تاکید

فرما دیا کہ یہ حکم ہے اللہ کا اسکی تعمیل ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے کس نے اطاعت کی اور کس نے نافرمانی کی کس نے میراث، وصیت و دین میں حق اور انصاف کے موافق کیا کس نے بے انصافی کی اور ضرر پہنچایا باقی ظلم و بے انصافی کی سزا میں تاخیر ہونے سے کوئی دھوکا نہ کھائے کیونکہ حق تعالیٰ کا حکم بھی بعجلت کامل ہے فائدہ جاننا چاہئے کہ ذوی الفروض کے سوا کہ جنکا بیان اس رکوع میں گزرا ایک دوسری قسم کے وارث ہیں جنکو عصبہ کہتے ہیں انکے لئے کوئی حصہ مثل نصف ثلث وغیرہ کے مقرر نہیں بلکہ ذوی الفروض سے جو فاضل ہو گا وہ انکو ملیگا مثلاً اگر کسی کے عصبہ ہو اور ذوی الفروض میں سے کوئی نہ ہو تو اسکا مال تمام عصبہ کو ملیگا اور جو دونوں ہوں تو ذوی الفروض کو دیکر جو مال بچیگا وہ عصبہ کو دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بچا تو عصبہ کو کچھ نہ ملیگا اور عصبہ اصل میں وہ ہے جو مرد ہو عورت نہ ہو اور اسمیں اور میت میں عورت کا واسطہ بھی نہ ہو اور اسکے چار درجے ہیں اول درجہ میں بیٹا اور پوتا ہے دوسرے درجہ میں باپ اور دادا تیسرے درجہ میں بھائی اور بھتیجہ چوتھے درجہ میں چچا اور چچا کا بیٹا یا اسکا پوتا اگر کئی شخص ہوں تو جو میت سے قریب تر ہو وہ مقدم ہوگا جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی مقدم ہے پھر سوتیلے سے سگا مقدم ہے اور ان چاروں کے سوا اولاد میں اور بھائیوں میں مرد کیساتھ عورت بھی عصبہ ہو جاتی ہے یعنی بیٹے کیساتھ بیٹی اور بھائی کے ساتھ بہن بھی عصبہ ہوگی یہ عصبہ (بقیہ صفحہ ۱۰۳ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اگر دو مرد فعل بد کریں ان کا حکم اس وقت مجمل ایذا دینی فرمائی اور توبہ کریں تو ایذا نہ دو پھر جب حد زنا نازل ہوئی تو اس کی مدد بیری نہ فرمائی اس میں علماء کو اختلاف رہا کوئی کہے اسکی بھی یا شمشیر سے قتل کرنا کچھ اور جور
ف۲ یعنی موت جب یقین ہوگئی اور آخرت نظر آنے لگی تب توبہ قبول نہیں اور اس سے پہلے قبول ہے مسلمان کی توبہ اور کافر اگر گناہ سے توبہ کرے وہ گناہ نہیں اترتا مگر جو مسلمان ہو کر مرے۔ ف۳ اس آیت میں دو حکم ہیں میت مرجاوے تو اسکی
عورت بے نکاح کی مختار ہے میت کے بھائیوں کو زور آوری سے اپنے نکاح میں لینا نہیں پہنچتا اور نہ ان کو روکنا ہو بچے نکاح سے کہ عاجز ہو کر جو کچھ میت نے دیا تھا پھیر جائے مگر بے شرع بات سے روکنا اچھا جانئے دوسرا حکم یہ کہ عورتوں سے
گزران کرے تحمل کے ساتھ اگر ان میں بعضی چیز ناپسند ہو تو شاید کچھ خوبی بھی ہو بدخو کے ساتھ بدخوئی نہ چاہئے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۱۰۲ اصلی نہیں بلکہ فرعی ہیں اور اولاد اور بھائیوں کے سوا عورت عصبہ نہ ہوگی مثلاً چچا کا بیٹا عصبہ ہوگا اسکے ساتھ بہن عصبہ نہیں ہوسکتی فائدہ ان دونوں قسم مذکورہ بالا یعنی ذوی الفروض اور عصبہ کے سوا امام ابو حنیفہ کے نزدیک وارث کی تیسری قسم ذوی الارحام ہیں یعنی ایسے قرابت والے کہ اُن میں اور میت میں عورت کا واسطہ ہو اور وہ ذوی الفروض میں نہ ہوں اور عصبہ بھی نہ ہوں جیسے نواسا اور نانا اور بھانجا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی اور انکی اولاد جب کسی میت کے ذوی الفروض اور عصبہ کوئی بھی نہ ہوگا تو اسکی میراث ذوی الارحام کو ملیگی تفصیل کتب فرائض میں مذکور ہے ف۴ یعنی تمام احکام مذکورہ سابقہ متعلق حقوق یتامیٰ اور وصیت اور میراث اللہ کے مقرر فرمودہ ضابطے اور قاعدے ہیں اور جو کوئی اطاعت کریگا احکام الٰہی کی جن میں حکم وصیت و میراث بھی داخل ہے اسکے لئے ہمیشہ کو جنت ہے اور جو کوئی نافرمانی کریگا اور حدود خداوندی سے بالکل خارج ہو جائیگا وہ ہمیشہ کو ذلت کیساتھ عذاب جہنم میں گرفتار رہیگا ف۵ یتامیٰ اور وراثت کو بیان فرما کر اب دیگر احکام متعلقہ اقارب کو جتلایا جاتا ہے پہلے عورتوں کے متعلق چند باتیں ارشاد ہوتی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کی تادیب اور سیاست ضروری امر ہے اور اُن پر کسی قسم کی تعدی اور ظلم بھی نہ کیا جائے اہل جاہلیت کے یہاں عورتوں کی بابت دونوں باتوں میں بہت بے اعتدالیاں ہوتی تھیں اور اس آیت میں تادیب کے متعلق حکم ہے کہ اگر کسی کی زوجہ کا مرتکب زنا ہونا معلوم ہو تو اسکے لئے چار گواہ مسلمانوں میں سے عاقل بالغ آزاد قائم ہونے چاہیئیں اگر چار آدمی گواہی دیں تو اُس عورت کو گھر میں مقید رکھنا چاہئے گھر سے باہر جانا اور کسی سے ملنا اختلاط بالکل روک دیا جائے یہاں تک کہ وہ عورت مرجائے یا اللہ تعالیٰ اسکے لئے کوئی حکم اور سزا مقرر فرمائے اسوقت تک زانیہ کیلئے کوئی حد مقرر نہیں فرمائی بلکہ اسکا وعدہ کیا چنانچہ کچھ عرصے کے بعد سورۂ نور میں اسکی حد نازل فرمادی کہ باکرہ کے لئے سو کوڑے اور ثیبہ کے واسطے سنگسار کرنا ہے

وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا
اور جو دو کرنے لگے تم میں سے کریں وہی کام تو ستاؤ انکو پھر اگر توبہ کریں اور سنوار پکڑیں تو اُنکا خیال
اور جو دو مرد کریں تم میں سے وہی بدکاری تو اُن کو ایذا دو ف۱ پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں تو

عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ
چھوڑدو اللہ توبہ قبول کرتا ہے مہربان ف۲ توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور
انکا خیال چھوڑدو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۲ توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور تو

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ
سو اُن کی جو بُرا کرتے ہیں نادانی سے پھر توبہ کرتے ہیں شتاب
انہی کی ہے جو کرتے ہیں بُرا کام جہالت سے پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے

فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ
تو اُن کو معاف کرتا ہے اللہ اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا اور اُن کی
تو اُن کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ف۳ اور ایسوں کی

التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓي اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ
توبہ نہیں جو کرتے جاتے ہیں بُرے کام جب تک سامنے آئی ایسے کسی کے موت
توبہ نہیں جو کئے جاتے ہیں بُرے کام یہاں تک کہ جب سامنے آجائے اُن میں سے کسی کے موت

قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا
کہنے لگا میں نے توبہ کی اب اور نہ اُن کی جو مرتے ہیں کفر میں اُنکے واسطے ہم نے تیار کی
تو کہنے لگا میں توبہ کرتا ہوں اب اور نہ ایسوں کی توبہ جو کہ مرتے ہیں حالت کفر میں اُنکے لئے تو ہم نے تیار

لَھُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا
ہے دکھ کی مار ف۲ اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو
کیا ہے عذاب دردناک ف۴ اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو

النِّسَاۗءَ كَرْهًا ۭ وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْھُنَّ
عورتوں کو زور سے اور نہ اُن کو بند کرو کہ لے لو اُن سے کچھ اپنا دیا
عورتوں کو زبردستی اور نہ روکے رکھو اُن کو اس واسطے کہ لے لو اُن سے کچھ اپنا دیا ہوا

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ
مگر جب وہ کریں بے حیائی صریح اور گذران کرو ان کے ساتھ معقول
مگر کہ وہ کریں بے حیائی صریح ف۵ اور گذران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح

فَاِنْ كَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَـيْـــًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا
پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو شاید تم کو نہ بھاوے ایک چیز اور اللہ نے رکھی اُس میں بہت
پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو شاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز اور اللہ نے رکھی ہو اُس میں بہت

كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ
خوبی ف۳ اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور
خوبی ف۶ اور اگر بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت کو اور

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی دو شخص خواہ ایک مرد اور ایک عورت ہو خواہ دونوں مرد ہوں اگر فعل بد کریں تو اُن کی سزا مجملاً ایذا دینا ارشاد فرمایا زبان سے یا ہاتھ سے بقدر مناسب اُنکو تنبیہ و تادیب کرنیکا حکم ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک زنا اور لواطت دونوں کا یہی حکم تھا کہ حاکم اور قاضی کے نزدیک زجر و عبرت کیلئے جتنی سزا اور سب و شتم و ضرب مناسب ہو اتنی سزا دیجائے مگر جب سورۂ نور میں حد زنا نازل ہوئی تو لواطت کیلئے کوئی جدا حد بیان نہ فرمائی اس میں علماء کا اختلاف رہا کہ لواطت کی بھی وہی حد ہو جو زنا کیلئے بیان ہوئی یا لواطت کی وہ سزا ہی باقی رہی جو پہلے تھی یا اس کی سزا قتل کرنا کسی دوسرے طریقہ سے اولیٰ ہے۔ فائدہ اس آیت کو بعض نے علاوہ زنا پر محمول کیا ہے اور بعض نے لواطت پر اور بعض نے دونوں کو شامل رکھا ہے ف۲ یعنی اسکے بعد اگر وہ بدکاری سے توبہ کرلیں اور آئندہ کو اپنے اعمال کی درستی کرلیں تو اب انکے پیچھے مت پڑو اور زجر و ملامت سے ستانا چھوڑ دو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ کا قبول کرنیوالا اور اُن پر مہربانی فرمانے والا ہے تمکو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے ف۳ یعنی توبہ تو بیشک ایسی چیز ہے کہ زنا اور لواطت جیسے سنگین جرم بھی اس سے اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے جیسا کہ آیت سابقہ سے مفہوم ہوا لیکن اس کا بھی ضرور لحاظ رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے قبول توبہ کا ذمہ لیا ہے وہ اصل میں اُن لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو نادانی اور نادانی سے کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ کر لیتے ہیں مگر جب اپنی خرابی پر متنبہ اور مطلع ہوتے ہیں تو جلدی نادم ہوتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں سو ایسوں کی خطائیں اللہ ضرور معاف فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اسکو معلوم ہے کس نے نادانی سے گناہ کیا اور کس نے اخلاص سے توبہ کی اور حکمت والا ہے جس توبہ کا قبول کرنا موافق حکمت ہوتا ہے اسکو قبول فرما لیتا ہے۔ فائدہ قید جہالت اور قید قریب سے معلوم ہوگیا کہ جو شخص گناہ کو کرے نادانی سے اور تنبیہ کے بعد توبہ کرلے جلدی سے تو بقاعدہ عدل و حکمت اسکی توبہ مقبول ہونی ضرور ہے اور جس نے جان بوجھ کر دیدہ و دانستہ اللہ کی نافرمانی پر جرأت کی یا اطلاع کے بعد اس نے توبہ میں تاخیر کی اور عرصے تک معصیت پر قائم رہا تو بقاعدہ عدل و انصاف اسکی خطا اصل میں معافی کے قابل نہیں اس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا محض فضل ہوگا اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ ان دونوں توبہ کو بھی قبول کر لیتا ہے یہ اس کا احسان ہے مگر ذمہ داری صرف اول صورت میں ہے باقی میں نہیں ف۴ یعنی اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برابر گناہ کیے جاتے ہیں اور باز نہیں آتے یہاں تک کہ جب موت نظر آگئی تو اُس وقت کہنے لگا کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ انکی توبہ قبول ہوگی جو کفر پر مرگئے اور اُنکے بعد عذاب اُخروی کو دیکھ کر توبہ کریں ایسے لوگوں کے واسطے عذاب شدید تیار ہے۔ جاننا چاہئے کہ

یہ دونوں آیتیں جو دربارۂ قبول توبہ اور عدم قبول توبہ یہاں مذکور ہیں ہم نے جو ان کا مطلب بیان کیا بعض اکابر محققین کی تحقیق کے موافق ہے اور اسمیں یہ خوبی ہے کہ قید جہالت اور لفظ قریب دونوں اپنے ظاہری معنی پر قائم رہے اور علی اللہ کے معنی بھی خوب ہو گئے اور اس موقع پر قبول اور عدم قبول توبہ کے ذکر فرمانے سے جو مقصد ہے یعنی توبہ کیف ما اتفق مقبول نہیں اور توبہ کی چند صورتیں ہیں اور انکی مقبولیت میں باہم فرق ہے تاکہ کوئی توبہ کے اعتماد پر معاصی پر جری نہ ہو جائے یہ مقصد بھی اس صورت میں خوب حاصل ہو جاتا ہے مگر مفسرین حضرات نے علی العموم جو ان آیتوں کا مطلب ارشاد فرمایا ہے تو قید جہالت کو احترازی اور شرطی نہیں لیتے بلکہ قید واقعی فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گناہ ہمیشہ جہل اور حماقت ہی سے ہوتا ہے اور قریب کے معنی یہ لیتے ہیں کہ حضور موت سے پہلے جس قدر وقت ہو وہ قریب ہی ہے کیونکہ دنیا کی زندگی قلیل ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اللہ توبہ قبول فرمانیکا وعدہ اُن سے ہے کہ سفاہت اور عدم انجام بینی سے گناہ کر لیتے ہیں اور پھر موت کے آنے سے پہلے تائب ہو جاتے ہیں اور جو لوگ کہ موت کو مشاہدہ کر چکے اور نزع کی حالت کو پہنچ چکے یا جو لوگ کفر پر مر چکے تو اسوقت کی توبہ قبول نہیں اور ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ اس تقریر کے موافق توبہ کرنیوالوں کی وہ [illegible] (بقیہ صفحہ ۱۰۴ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی مرد عورت تک پہنچا تو اس کا تمام مہر لازم ہوا اب الٹا کچھ بھی نہیں چھوٹتا اور وعدہ گاڑھا یہی کہ حکم شرع سے عورت مرد کے قبضے میں آئی ف۲ اگلا اس کا مالک نہیں ف۳ مگر جو ہو چکا یعنی کفر میں اس کا پیچھا کرتے تھے سو اسلام کے بعد وہ گناہ نہ رہا اب آگے پرہیز چاہئے ۔ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۱۰۲ ۔ عالم آخرت کے دیکھنے سے پہلے کی توبہ البتہ قبول ہوتی ہے اتنا فرق ہے کہ جب تقریر اول صورت اول میں تو قبول توبہ قاعدہ عدل وانصاف کے موافق ہے اور دوسری صورتوں میں قبول توبہ اس کا محض فضل ہو گا ف۲ حسب بیان سابق جو کی ابتدائی بابت تادیب و سیاست کا حکم دے کر اب اہل جاہلیت کی اس ظلم وتعدی کو روکا جاتا ہے جو تعدی عورتوں پر وہ طرح طرح سے کیا کرتے تھے سو منجملہ ان صورتوں کے ایک صورت یہ ہوتی تھی کہ جب کوئی مرجاتا تو اسکی عورت کو میت کا سوتیلا بیٹا یا بھائی یا اور کوئی وارث لے لیتا پھر چاہتا تو اس سے نکاح کر لیتا یا بغیر نکاح ہی اپنے گھر میں رکھتا یا کسی دوسرے سے نکاح کر کے اسکا مہر کل یا بعض لے لیتا یا ساری عمر اسکو اپنی قید میں رکھتا اور اسکے مال کا وارث ہوتا اسکی بابت یہ آیت نازل ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی مرجائے تو اس کی عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میت کے بھائی اور اسکے کسی وارث کو یہ اختیار نہیں کہ زبردستی اپنے نکاح میں لے لے نہ وہ عورت کو نکاح سے روک سکتے ہیں کہ وہ مجبور ہو کر خاوند کے ورثہ سے جو اسکو ملا تھا کچھ پھیر دے اور صریح بدچلنی کریں تو انکو روکنا چاہئے ف۳ یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں اخلاق اور سلوک سے معاملہ رکھو جاہلیت میں جیسا ذلت اور سختی کا برتاؤ عورتوں کیساتھ کیا جاتا تھا اسکو چھوڑ دو پھر اگر تمکو کسی عورت کی کوئی خو اور عادت خوش نہ آئے تو صبر کرو شاید اسمیں کوئی خوبی بھی ہو اور ممکن ہے کہ تم کو نا پسندیدہ ہو کوئی چیز اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے کوئی بڑی منفعت دینی یا دنیوی رکھ دے سو تم کو تحمل کرنا چاہئے اور بدخو کے ساتھ بدخوئی نہ چاہیئے۔

آتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ
دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اس میں سے کچھ کیا لیا چاہتے ہو
دے چکے ہو ایک کو بہت سا مال تو مت پھیر لو اس میں سے کچھ کیا لیا چاہتے ہو اسکو

بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ
ناحق اور صریح گناہ سے اور کیونکر اس کو لے سکے اور پہنچ چکے
ناحق اور صریح گناہ سے ف۱ اور کیونکر اس کو لے سکتے ہو اور پہنچ چکا ہے

بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝ وَلَا تَنكِحُوا
ایک دوسرے تک اور لے چکیں تم سے عہد گاڑھا ف۲ اور نکاح میں نہ لاؤ
تم میں کا ایک دوسرے تک اور لے چکیں وہ عورتیں تم سے عہد پختہ ف۲ اور نکاح میں نہ لاؤ

مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ
جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ مگر جو آگے ہو چکا
جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ مگر جو پہلے ہو چکا یہ

فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ ع حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَ
بے حیائی ہے اور کام غضب کا اور بری راہ ہے ف۳ حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور
بےحیائی ہے اور کام غضب کا اور برا چلن ہے ف۳ حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور

بَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ
بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور
بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بیٹیاں بھائی کی اور

الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ
بہن کی بیٹیاں اور جن ماؤں نے تم کو دودھ دیا اور دودھ کی بہنیں
بہن کی ف۴ اور جن ماؤں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں ف۵

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ
اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور انکی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن عورتوں سے
اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جنکو جنا ہے تمہاری ان عورتوں

اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے صحبت نہیں کی تو تم پر گناہ نہیں
نے جن سے تم نے صحبت کی اور اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں ان کے نکاح میں

وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ
اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھی کرو
اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو

الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝
دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا اللہ بخشنے والا مہربان ہے
دو بہنوں کو مگر جو پہلے ہو چکا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۶

فوائد صفحہ ہٰذا ۔ ف۱ اسلام سے پہلے یہ بھی ہوتا تھا کہ جب کوئی چاہتا کہ پہلی عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کرے تو پہلی عورت پر تہمت لگاتا اور مختلف طرح سے اس کو زیادتی اور سختی کرتا کہ مجبور ہو کر مہر واپس کر دے اور نکاح جدید میں کام آئے یہ آیت اسکی ممانعت میں نازل ہوئی کہ جب پہلی عورت کو چھوڑ کر دوسری کرو اور پہلی عورت کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اب اسمیں سے کچھ بھی واپس مت لو کیا تم بہتان باندھ کر اور صریح ظلم کر کے زوجہ اولیٰ سے وہ مال لینا چاہتے ہو یہ ہرگز جائز نہیں ف۲ یعنی جب مرد اور عورت نکاح کے بعد مل چکے اور صحبت کی نوبت آ چکی تو اسکے معاوضہ میں تمام مہر بذمہ مرد پر واجب ہو چکا تو اب کس وجہ سے مرد اس مہر کو واپس لے سکتا ہے اور درصورت مہر ادا نہ کرنے کے کیسے اسکے مہر کو دبا سکتا ہے اب تو بجز اسکے کہ عورت ہی اپنی خوشی سے معاف کر بیٹھے کوئی صورت رستگاری کی نہیں ہو سکتی اور وہ عورتیں تم سے بہت مضبوط اور گاڑھا اقرار تم سے لے چکیں جسکی وجہ سے وہ تمہارے قبضہ اور تصرف میں آ چکیں اور تم ان سے پورے متمتع ہو چکے نہیں تو تم کو ان پر تصرف کا کیا اختیار تھا۔ اب استقرار تکمیل اور قبضہ کامل اور تصرف تام کے بعد عورتوں کے مہر کو واپس لینا یا ان کا مہر نہ دینا کیسے ہو سکتا ہے فائدہ جاننا چاہیے کہ جیسا مجامعت کے بعد تمام مہر ذمہ مرد لازم ہو جاتا ہے ایسا ہی اگر مجامعت کی تو نوبت نہ آئے مگر خلوت صحیحہ ہو گئی تو بھی پورا مہر واجب الادا ہو گا ہاں اگر خلوت صحیحہ کی بھی نوبت نہ آئی اور زوج نے طلاق دیدی تو پھر نصف مہر ادا کرنا ہو گا ف۳ جاہلیت والے اپنی سوتیلی ماں اور بعض دیگر محرمات سے بھی نکاح کر لیتے تھے جسکا تذکرہ ابھی گزرا اسکی ممانعت کیجاتی ہے کہ جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ان سے نکاح مت کرو یہ بے حیائی اور اللہ کے غضب اور نفرت کرنے کی بات ہے اور بہت برا طریقہ ہے زمانہ جاہلیت میں بھی سمجھدار لوگ اسکو مذموم سمجھتے تھے اور اس نکاح کو نکاح مقت اور اس نکاح سے جو اولاد ہوتی اسکو مقتی کہتے تھے سوا ایسے نکاح جو ہو چکے ہو چکے آئندہ کو ہرگز ایسا نہ ہو فائدہ باپ کی منکوحہ کا جو حکم ہے اسی حکم میں دادے اور نانے کی منکوحہ بھی داخل ہے کتنا ہی اوپر کا دادا اور نانا کیوں نہ ہو ف۴ سوتیلی ماں کی حرمت بیان فرما کر اب جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں ان سب کو بیان فرماتے ہیں وہ عورتیں چند قسم ہیں اول انکو بیان کیا ہے جو علاقہ نسب کی وجہ سے حرام ہیں اور وہ سات ہیں۔ ماں۔ بیٹی۔ بہن۔ پھوپھی۔ خالہ۔ بھتیجی۔ بھانجی۔ ان میں سے کسی کے ساتھ کسی کو نکاح کرنا جائز نہیں فائدہ ماں کے حکم میں دادی نانی اور اوپر تک کی سب داخل ہیں ایسے ہی بیٹی میں پوتی اور نواسی نیچے تک کی سب داخل ہیں اور بہن میں عینی اور علاتی اور اخیافی سب داخل ہیں اور پھوپھی میں باپ دادا اور اوپر تک کی پشتوں کی بہن سگی ہو یا سوتیلی سب آ گئیں اور خالہ میں ماں اور نانی اور نانی کی نانی سب کی بہن تینوں قسم کی داخل ہیں اور بھتیجی میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد اور اولاد الاولاد سب داخل ہیں اور بھانجی میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد اور اولاد الاولاد داخل ہیں۔ ف۵ محرمات نسبی کے بعد اب محرمات رضاعی کو بیان کیا جاتا ہے اور وہ دو ہیں ماں اور بہن اور اسمیں اشارہ ہے کہ ساتوں رشتے جو نسب میں بیان ہوئے رضاعت میں بھی حرام ہیں یعنی رضاعی بیٹی اور پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں چنانچہ حدیثوں میں یہ حکم موجود ہے ف۶ اب محرمات مصاہرۃ کا ذکر ہے یعنی علاقہ نکاح کی وجہ سے جن سے نکاح حرام ہوتا

منزل ۱

ہو اور اسکی دو قسمیں ہیں اول وہ کہ ان سے ہمیشہ کیلئے نکاح ناجائز ہے اور وہ زوجہ کی ماں اور اس زوجہ کی بیٹی ہے جس زوجہ سے کہ تم نے صحبت کی ہو لیکن اگر صحبت سے پہلے کسی عورت کو طلاق دیدو تو اس کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے اور تمہارے بیٹوں کی عورتیں ہیں اور اسمیں سے نیچے تک کے پوتوں اور نواسوں کی عورتیں داخل ہیں کہ ان سے کبھی تمہارا نکاح درست نہیں ہو سکتا۔ دوسری قسم وہ ہے کہ ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح کی ممانعت نہیں بلکہ جب تک کوئی عورت تمہارے نکاح میں ہے اسوقت تک اس عورت کی ان قرابت والی عورتوں سے نکاح کی ممانعت رہی جب اس عورت کو طلاق دیدی یا وہ مرگئی تو ان سے نکاح درست ہو جائیگا اور وہ زوجہ کی بہن ہے کہ زوجہ کی موجودگی میں تو اس سے نکاح نہیں ہو سکتا اور بعد میں درست ہے اور یہی حکم ہے زوجہ کی پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی کا فائدہ یہ جو فرمایا کہ عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو کہ تمہاری پشت سے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ تمہارے بیٹے یا پوتے نسبی ہوں منہ بولے بیٹے نہ ہوں جنکو متبنیٰ کہتے ہیں اور رضاعی اسکا احتراز نہیں اور الا ما قد سلف کا یہ مطلب ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اس حکم سے پہلے جو دو بہنوں کو جمع کر لیتے تھے وہ معاف ہے اور تمہاری پرورش کرنا قید اتفاقی ہے یعنی اس کی ضرورت نہیں کہ تم کو فرمانے سے یہ مطلب ہے کہ تم ان کی پرورش کرو اور انکی پرورش کرتے ہو (بقیہ صفحہ ۱۰۵ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف سات ناطے حرام فرمائے ایک ماں اس میں داخل ہے نانی اور دادی یعنی جو عورت اس شخص کی جڑ ہے۔ دوسری بیٹی اس میں داخل ہو نواسی اور پوتی یعنی جو اس کی شاخ ہے۔ تیسری بہن چوتھی بھتیجی پانچویں بھانجی یعنی جو اس کے ماں باپ میں ملتی ہو چھٹی پھوپھی اور ساتویں خالہ یعنی جو ماں باپ سے اوپر ملتی ہیں بشرطیکہ بواسطہ ملتی ہو اور جو دو واسطے سے ملے وہ حلال ہے۔ جیسے پھوپھی کی بیٹی۔ اور دودھ کے دو ناطے فرمائے ماں اور بہن اشارہ ہے کہ ساتوں ناطے اس میں بھی حرام ہیں اور سسرال کے چار ناطے فرمائے عورت کو مرد کی جڑ اور شاخ اور مرد کو عورت کی جڑ اور شاخ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد صحبت بھی ہوئی ہو اور جڑ فقط نکاح سے حرام ہے دودھ سے بھی یہ چار ناتے حرام ہوئے لیکن دودھ پینا وہ معتبر ہے کہ اسی عمر میں پئے بڑی عمر میں پیا معتبر نہیں اس جگہ ناتا سگا اور سوتیلا اور اخیافی سب برابر ہے اور دودھ میں بھی سوتیلا ناتا معتبر ہے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا جمع کرنا دو بہنوں کا اس اشارت سے معلوم ہوا کہ ساتوں ناتوں کا جمع کرنا حرام ہے اور سسرال کے ناتوں میں جمع کرنا حرام نہیں آگے پیچھے حرام فرمائی نکاح بند کی عورت یعنی ایک کے نکاح میں ہے تو پھر کسی کو اسکا نکاح حرام ہے مگر یہ کہ اپنی ملک ہو جاوے اسی کی صورت یہ کہ کافر مرد اور عورت میں نکاح تھا، وہ عورت قید میں آئی جسکو پہنچی اسکو حلال ہے۔ اگر دودھ کا ناتا یا سسرال کا مرد کو اپنی لونڈی سے ہے تو اس کی صحبت حرام ہے مگر ملک میں رہا کرے اور یہ جو فرمایا کہ عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں یعنی لے پالک کو بیٹا نہ جانو کسی حکم میں وہ بیٹا نہیں۔ ف یعنی جو عورتیں حرام فرمائیں ان کے سوا سب حلال ہیں لیکن چار شرط سے۔ اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول درمیان آوے۔ دوسرے یہ کہ مال دینا قبول کرو یعنی مہر۔ تیسرے یہ کہ قید میں لانے کی غرض ہو مستی نکالنے کی نہ ہو یعنی ہمیشہ کو وہ عورت اس مرد کی ہو جاوے اس کے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آوے کہ مہینے تک یا برس تک اس سے متعہ حرام ٹھہرا چوتھی شرط سورۂ مائدہ میں فرمائی اور یہاں بھی لونڈیوں کے نکاح میں آگے فرمائی ہے کہ چھپی یاری نہ ہو یعنی لوگ شاہد ہوں کہ سے کم دو مرد یا ایک مرد دو عورت پھر فرمایا کہ جو کام میں آئی اسکا مہر پورا دینا پڑا یعنی کام میں آئی یعنی صحبت ہوئی یا خلوت ہوئی۔ اب کسی طرح مہر نہیں چھوٹتا اور جب تک کام میں نہیں آئی تو اگر مرد چھوڑے تو آدھا مہر دے اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح ٹوٹ جاوے تو سب مہر اتر گیا پھر فرمایا کہ بعد مہر مقرر کرنے کے جو دونوں اپنی خوشی سے بڑھا دیں۔ یا گھٹا دیں وہ بھی معتبر ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ع ۵ ۱۵ ۱۰

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ

اور نکاحی عورتیں مگر جن کے مالک ہو جاویں تمہارے ہاتھ حکم ہوا اللہ کا

اور خاوند والی عورتیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ حکم ہوا اللہ کا

عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

تم پر ف اور حلال ہوئیں تم کو جو ان کے سوا ہیں یوں کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے

تم پر ف اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا بشرطیکہ طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے

مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو پھر جو کام میں لائے تم اُن عورتوں میں سے آنکو دو

قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو ف پھر جس کو کام میں لائے تم اُن عورتوں میں سے تو اُن کو دو

اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ

اُن کے حق جو مقرر ہوئے اور گناہ نہیں تم کو اس میں جو ٹھہرا لو تم دونوں آپس کی رضا سے مقرر

اُن کے حق جو مقرر ہوئے ف اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ ٹھہرا لو تم دونوں آپس کی رضا سے مقرر

الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ

ہوئے پیچھے اللہ ہے خبردار حکمت والا ف اور جو کوئی نہ رکھتا ہو مقدور

کیے پیچھے بیشک اللہ ہے خبردار حکمت والا ف اور جو کوئی نہ رکھے تم میں مقدور

طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

تم میں کہ نکاح میں لاوے بیبیاں مسلمان تو جو ہاتھ کا مال ہیں

اس کا کہ نکاح میں لائے بیبیاں مسلمان تو نکاح کرے اُن سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں

مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ

آپس کی تمہاری مسلمان لونڈیاں اور اللہ کو بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس میں

جو کہ تمہارے آپس کی لونڈیاں ہیں مسلمان ف اور اللہ کو خوب معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس میں

بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

ایک ہو سو اُن کو نکاح کر لو اُن کے لوگوں کے حکم سے اور دو اُن کے مہر موافق دستور کے

ایک ہو ف سو اُن سے نکاح کرو اُن کے مالکوں کی اجازت سے اور دو اُن کے مہر موافق دستور کے

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ

قید میں آتیاں نہ مستی نکالتیاں اور نہ یار کرتیاں چھپ کر پھر جب وہ قید میں آ چکیں

قید میں آنے والیاں ہوں نہ مستی نکالنے والیاں اور نہ چھپی یاری کرنے والیاں ف پھر جب وہ قید نکاح میں آ چکیں

فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ

اور اگر کریں بیحیائی کا کام تو اُن پر آدھی وہ مار جو بیبیوں پر

تو اگر کریں بے حیائی کا کام تو اُن پر آدھی سزا ہے بیبیوں کی سزا

الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ

مقرر ہے یہ اُس کے واسطے جو کوئی تم میں ڈرے تکلیف میں پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے

سے ف یہ اُس کے واسطے ہے جو کوئی تم میں سے ڈرے تکلیف میں پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے

(بقیہ صفحہ ۱۰۴) یعنی تم لاولد جیسا انکے سے معاملہ کرتے ہو اور گویا اولاد ہی سمجھتے ہو اس سے اُن کے نکاح کی حرمت اور ظاہر ہو گئی یہ مطلب نہیں کہ انکی حرمت کیلئے گود میں رکھنا ضروری ہے۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف محرمات کو ذکر فرما کر اخیر میں اب ان عورتوں کی حرمت بیان فرمائی جو کسی کے نکاح میں ہوں یعنی جو عورت کسی کے نکاح میں ہو اسکا نکاح اور کسی سے نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ بذریعہ طلاق یا وفات زوج نکاح سے جدا نہ ہو جائے اور عدت طلاق یا عدت وفات پوری نہ کر لے اس وقت تک کوئی اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر کوئی عورت خاوند والی تمہاری ملک میں آ جائے تو وہ اس حکم حرمت سے مستثنیٰ ہے اور وہ تم پر حلال ہے گو اس کا خاوند زندہ ہو اور اس نے طلاق بھی اسکو نہیں دی اور اسکی صورت یہ ہے کہ کافر مرد اور کافر عورت میں باہم نکاح ہو اور مسلمان دار الحرب پر چڑھائی کر کے اس عورت کو قید کر کے دار الاسلام میں لے آئیں تو وہ عورت جس مسلمان کو ملے گی اسکو حلال ہے گو اسکا زوج دار الحرب میں زندہ موجود ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی اب سب محرمات کو بیان فرما کر اخیر میں تاکید فرما دی کہ یہ اللہ کا حکم ہے اس کی پابندی تم پر لازم ہے فائدہ جو عورت کافرہ دار الحرب سے پکڑی ہوئی آئے اسکے حلال ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک حیض گذر جائے اور وہ عورت مشرک بت پرست نہ ہو بلکہ اہل کتاب میں سے ہو۔ ف یعنی جن عورتوں کی حرمت بیان ہو چکی اُن کے سوا سب حلال ہیں چار شرطوں کے ساتھ اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول دونوں طرف سے ہو جائے۔ دوسری یہ کہ مال یعنی مہر دینا قبول کرو تیسری یہ کہ اُن عورتوں کو قید میں لانا اور اپنے قبضہ میں رکھنا مقصود ہو صرف مستی نکالنا اور شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے یعنی ہمیشہ کے لئے وہ اس کی زوجہ ہو جائے چھوڑے بغیر کبھی نہ چھوٹے مطلب یہ کہ کوئی مدت مقرر نہ ہو اس سے متعہ کا حرام ہونا معلوم ہو گیا جس پر اہل حق کا اجماع ہے۔ چوتھی شرط جو دوسری آیتوں میں مذکور ہے یہ ہے کہ مخفی طور پر دوستی نہ ہو یعنی کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت اس معاملہ کی گواہ ہوں اگر بدوں دو گواہوں کے ایجاب و قبول ہو گا تو وہ نکاح درست نہ ہو گا زنا سمجھا جائے گا ف یعنی جس عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد زوج نے اُس سے کسی مدت معین قلیل یا طویل تک نفع بھی حاصل کر لیا کم سے کم یہ کہ ایک ہی دفعہ وطی یا خلوت صحیحہ کی نوبت آئی تو اب اس عورت کا پورا مہر دینا لازم ہو بدوں عورت کے بخشے کسی طرح چھوٹ نہیں سکتا البتہ جب تک عورت بالکل کام میں نہ آوے اور زوج طلاق دیدے تو مہر مقررہ کا آدھا دینا ہو گا اور اگر عورت نے انقطاع سے پہلے کوئی ایسی بات کی کہ نکاح ٹوٹ گیا تو زوج کے ذمہ سے سب مہر اتر جائیگا کچھ دینا نہ پڑے گا ف یعنی اگر زوجین مہر مقرر کر لینے کے بعد کسی بات پر راضی ہو جائیں۔ مثلاً عورت اپنی خوشی سے مہر میں سے کچھ کم کر دے یا مرد اپنی رضا سے مہر مقررہ سے کچھ زیادہ دے تو وہ مختار ہیں اس میں کچھ گناہ نہیں یہ نہیں کہ مہر مقرر ہو کر زوج کچھ کم کر دے یا عورت اُس سے کچھ زیادہ لے لے گو ناجائز ہے ہاں رضامندی باہمی ضرور ہونی چاہئے اخیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں اور ہر طرح کے نفع و نقصان کو خوب جانتا ہے اور جو حکم فرماتا ہو وہ سراسر حکمت آمیز ہوتا ہے اسکی متابعت میں تمہارے لئے دارین کی خوبی اور بہبودی ہے اور مخالفت میں سراسر نقصان اور خرابی ہے ف یعنی جس کو اس بات کا مقدور نہ ہو کہ آزاد عورت سے نکاح کر سکے اور اسکے مہر اور نفقہ کا تحمل کر سکے تو بہتر ہے کہ ایسا شخص آپس میں کسی کی مسلمان لونڈی سے نکاح کرے کہ اُس کا مہر کم ہوتا ہے اور نفقہ میں بھی یہ سہولت ہے کہ اگر مالک نے اسکو اپنے یہاں رکھا جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو زوج اسکے نفقہ سے فارغ البال رہیگا اور اگر زوج کے حوالہ کر دیا تو بھی بہ نسبت نفقہ حرہ تخفیف ضرور رہیگی فائدہ جس کو آزاد عورت سے نکاح کرنے کی مقدرت ہو اسکو لونڈی سے نکاح کرنا امام شافعی وغیرہ کے نزدیک حرام ہے اور امام ابوحنیفہ کے مذہب میں مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی صحت نکاح کیلئے لونڈی کا مسلمان ہونا اکثر علماء کے نزدیک ضروری ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک افضل ہے اگر لونڈی کتابیہ سے نکاح کریگا تو وہ بھی امام کے نزدیک جائز ہو گا ہاں اگر کسی کے نکاح میں آزاد عورت ہو تو اسکو لونڈی سے نکاح کرنا سب کے نزدیک حرام ہے ف یعنی اللہ تعالیٰ کو تم سب کے ایمان کی اصلی کیفیت معلوم ہے تم کو ظاہر پر اکتفا کرنا چاہئے بعضی لونڈی کا ایمان اللہ کے نزدیک بعضی آزاد عورت کے ایمان سے بہتر اور افضل ہو سکتا ہے تو ایسی جگہ ... اور نکاح ... تم سب ایک ہو ... (بقیہ صفحہ ۱۰۶ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف فرمایا کہ جسکو مقدور نہ ہو آزاد عورت نکاح کرنیکا اور صبر میں ڈرتا ہو کہ مجھ سے حرام ہو جاوے تو روا ہے کہ کسی کی لونڈی نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاید لازم ہوا ہے۔
اور جس کے نکاح میں ایک عورت آزاد ہے اسکو کسی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں اور اُن پر جو آدمی مار فرمائی یعنی آزاد مرد یا عورت اگر نکاح سے فائدہ لے چکے پھر زنا کرے تو سنگسار ہوے اور بغیر نکاح کے زنا کرے تو سو کوڑے مارے سو
فرمایا کہ لونڈیوں کو نکاح کئے پر بھی زنا کی حد پچاس کوڑے ہیں زیادہ نہیں یہی حکم ہے غلام کا ف۲ یعنی بری صحبت جو آدمی کا دل دوڑا دے بڑے کام پر اور شرع پر مقید نہ رہنے دے ف۳ یعنی شرع میں کسی چیز کی تنگی نہیں کہ کوئی حلال چھوڑے
اور حرام کو دوڑے ف۴ یعنی مقدور نہ ہو کہ ہم مسلمان دوزخ میں کیوں جاویں گے اللہ پر یہ بھی آسان ہے ف۵ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر قرآن یا حدیث میں صاف وعدہ دیا دوزخ کا یا اللہ کے غصے کا یا مقرر فرمائی اور صغیرہ وہ جس کو منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہیں۔
——————از شاہ عبدالقادر صاحب رح

لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ

تمہارے حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے واسطے اور چلاوے تم کو

تمہارے حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے واسطے اور چلائے تم کو

سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

اگلوں کی راہ اور تم کو معاف کرے اور اللہ جانتا ہے حکمت والا

پہلوں کی راہ اور معاف کرے تم کو اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ف

وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ

اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہووے اور جو لوگ لگے ہیں اپنے مزوں کے پیچھے وہ چاہتے ہیں

اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہووے اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو لگے ہوئے ہیں اپنے مزوں کے پیچھے

أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ

کہ تم مڑ جاؤ راہ سے بہت دور ف اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان

کہ تم پھر جاؤ راہ سے بہت دور ف اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان

الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم

بنا ہے کمزور ف اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے

بنا ہے کمزور ف اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے

بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَ

آپس میں ناحق مگر یہ کہ سودا ہو آپس کی خوشی سے اور

آپس میں ناحق مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے ف اور

لَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَن يَفْعَلْ

نہ خون کرو آپس میں اللہ کو تم پر رحم ہے اور جو کوئی یہ

نہ خون کرو آپس میں بیشک اللہ تم پر مہربان ہے ف اور جو کوئی یہ کام

ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى

کام کرے زور اور ظلم سے تو ہم ڈالیں گے اسکو آگ میں اور یہ اللہ

کرے تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اس کو ڈالیں گے آگ میں اور یہ اللہ

اللَّهِ يَسِيرًا ۝ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ

پر آسان ہے ف اگر تم بچتے رہو گے بڑی چیزوں سے جو تمکو منع ہوئیں تو ہم اتار دیں گے تم سے

پر آسان ہے ف اگر تم بچتے رہو گے اُن چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دیں گے تم سے

سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ۝ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ

تقصیریں تمہاری اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں ف اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی

چھوٹے گناہ تمہارے اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں ف اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی

اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۖ وَ

اللہ نے ایک کو ایک سے مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور

دی اللہ نے ایک کو ایک پر ف مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور

ع ۱۴

(بقیہ صفحہ ۱۰۵) ایک دین میں شریک ہو پھر لونڈیوں سے نکاح کرنے کو کیوں معیوب اور ننگ و عار سمجھتے ہو اس کلام سے لونڈیوں کے نکاح کی طرف توجہ دلانا اور اُن سے نفرت کو دور کرنا مطلوب ہے ف۲ یعنی تو اب مناسب ہے کہ حسب بیان بالا اُن لونڈیوں سے نکاح کر لیا کرو اُن کے مالکوں سے اجازت لے کر اور قاعدہ اور دستور کے موافق اُنکا مہر دیدیا کرو جبکہ وہ خوشی سے قید نکاح میں آئیں مستی نکالنے والیاں اور چھپی اور مخفی یاری کرنے والیاں ہرگز نہ ہوں یعنی زنا نہ ہو کہ اُس میں مہر ہرگز لازم نہ ہو سکے گا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ زنا میں مہر لازم نہیں ہوتا اور نکاح کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہے ف۳ یعنی جو آزاد مرد یا عورت نکاح سے فائدہ اٹھا چکے یعنی مجامعت کی نوبت آ چکی ہو اور پھر وہ زنا کرے تو وہ سنگسار کیا جائیگا اور اگر نکاح نہیں ہوا یا نکاح سے پہلے ہی زنا کیا تو اسکے لئے سو کوڑوں کا حکم ہے اور لونڈی اور غلام نے قبل نکاح اور بعد نکاح ہر حالت میں صرف پچاس کوڑے ہیں زیادہ نہیں۔

فوائد صفحہ ۱۰۶) یعنی لونڈیوں سے نکاح کرنے کا ارشاد اور استحسان اسی کے حق میں ہے جو کوئی شخص تم میں ڈرتا ہو مشقت یعنی زنا میں مبتلا ہونے سے اور اگر تم صبر کرو اور باندیوں سے نکاح نہ کرو تو بہت اچھا ہے تمہارے حق میں کیونکہ اولاد آزاد ہوگی ہاں جسکو صبر و تحمل میں کھٹکا ہو تو اس کو مجبوری ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی لونڈی سے نکاح کر لے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے صبر کرنے والوں پر ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کو ان احکام کے ارشاد سے مطلوب یہی ہے کہ تمکو حلال اور حرام کا حال معلوم ہو جائے اور تم کو پہلے انبیاء کا راستہ نصیب ہو جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ اور مغفرت کرے تمہاری اور اللہ کو تمہارے مصالح اور تمام حالات کا پورا علم ہے اور اسکے ہر حکم اور ہر تدبیر میں حکمت ہے تو اب اگر اسکے حکم کی اطاعت نہ کرو گے تو ہدایت سے محروم اور پہلوں کے بھی مخالف اور اللہ کی رحمت اور مغفرت سے محروم رہو گے فائدہ پہلے سے زنا اور ربوا کی حرمت اور اُن سے توبہ کرنا اور عورتوں کے متعلق جیسے احکام اور جن عورتوں سے نکاح حرام ہے انکا ذکر اور نکاح کے متعلق مہر وغیرہ قیود و شرائط کا تذکرہ اور بدکاری سے ممانعت اور اس پر سزا کا ذکر تھا اور بعض وجوہ سے لوگوں کو ان حکموں کی اطاعت دشوار تھی۔ اسلئے اس آیت میں اور آئندہ کی دو آیتوں میں اُن احکام کی پابندی کو خوب مؤکد اور مستحکم کر کے مخالفت سے روکا گیا واللہ اعلم۔

ف۳ یعنی یہ مختلف قیدیں جو پہلے گذریں اس سے مطلوب تم پر رحمت فرمانا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان قیدوں کی نسبت حکم فرمایا اور جو لوگ اپنی شہوتوں پر فریفتہ ہیں وہ البتہ یہی چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستہ سے دور جا پڑو یعنی اُنہی کی طرح تم بھی اپنی شہوات کا اتباع کرو اور گمراہ ہو جاؤ گو اسمیں جو کچھ خرابی ہو کر گزرو۔ ف۴ یعنی انسان کو اللہ نے ضعیف بنایا ہے اسکو ..... معلوم ہو کہ یہ اپنی شہوات و مرغوبات سے کہاں تک صبر کر سکتا ہے تو اس لئے ہر حکم میں تخفیف کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے یہ نہیں ہوا کہ انسان کے حق میں جو مفید دیکھا وہ اس کے ذمہ لگا دیا سہل ہو یا دشوار مثلاً عورتوں اور شہوت سے صبر کرنا آدمی کو بہت دشوار تھا اس لئے اسکی خواہش پورا کرنے کیلئے طریقے جائز اللہ نے بتلا دیئے کہ اُس سے اپنا مطلب حاصل کر سکے یہ نہیں کہ تقاضائے شہوت سے بالکل روک دیا گیا ہو۔ حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے شریعت میں تنگی نہیں فرمائی کہ کوئی حلال کو چھوڑے اور حرام کی طرف دوڑے۔ خلاصہ ان آیتوں کا یہ نکلا کہ نفس کو شہوات سے بچانا اور اُن تمام قیدوں کا پابند ہونا جو عورتوں کے بارے میں مذکور ہوئیں ہرگز دشوار امر نہیں اور اُنکی پابندی نہایت ضروری اور سراسر مفید ہے ف۵ مطلب یہ ہے کہ کسی کو کسی کا مال ناحق کھا لینا مثلاً جھوٹ بول کر یا دغا بازی سے یا چوری سے ہرگز درست نہیں ہاں اگر سوداگری یعنی بیع و شراء کرو تم باہمی رضامندی سے تو اسمیں کچھ حرج نہیں اس مال کو کھاؤ جسکا خلاصہ یہی نکلا کہ جائز طریقہ سے لینے کی ممانعت نہیں جو مال کو ترک کرنا تم پر دشوار ہو۔

ف۶ یعنی آپس میں ایک دوسرے کو قتل بھی مت کرو بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے بلا وجہ کسی کے مال یا جان میں تصرف کرنے کو منع فرما دیا اور تم پر ایسے احکام بھیجے جن میں سراسر تمہارا بھلا ہے بہبودی اور حرمت ہو ف۷ یعنی اور جو کوئی ظلم اور زیادتی سے باز نہ آئے بلکہ ناحق دوسروں کا مال کھائے یا ظلماً کسی کو قتل کر ڈالے تو اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کو آگ میں ڈال دینا خدا تعالیٰ کو دشوار نہیں بالکل سہل اور آسان ہے تو اب کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ ہم تو مسلمان ہیں دوزخ میں کیسے جا سکتے ہیں اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے اسکو عدل و انصاف سے کون چیز روک سکتی ہے ف۸ پہلی آیت میں مذکور تھا کہ جو کوئی ظلماً کسی کے مال یا جان کو نقصان پہنچائیگا تو اُس کی سزا جہنم ہے جس سے معلوم ہو گیا تھا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی بندہ کے لئے موجب عذاب ہے اب اس آیت میں گناہوں سے بچنے کی ترغیب اور گناہوں سے اجتناب کرنے پر وعدہ مغفرت اور جنت کی توقع اور طمع دلائی جاتی ہے تاکہ اسکو معلوم کر کے ہر ایک آدمی گناہوں سے احتراز کرنے کی کوشش کرے اور معلوم ہو جائے کہ جو کبیرہ گناہ مثلاً کسی کا مال غصب یا سرقہ کرنے یا کسی کو ظلماً قتل کر لینے سے بچ گیا جنکا ذکر ابھی گذرا تو اسکے وہ تمام صغیرہ گناہ بخشے جائیں گے جنکا مرتکب بغرض تحصیل و تکمیل سرقہ اور قتل ہوا تھا۔ اس آیت میں چند باتیں بحث طلب ہیں مگر اصل سب کی یہی ہے کہ آیت کا اصلی اور واحد مطلب معلوم ہو جائے جس سے تمام امور کا جان لینا سہل ہو جائے۔ سو معتزلہ اور اُنکے موافقین نے سرسری طور پر اس آیت کا یہ مضمون سمجھ لیا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو گے یعنی کبیرہ گناہ ایک بھی نہ کرو گے تو پھر محقق صغیرہ گو کتنے ہی ہوں تم کو معاف کر دیئے جائینگے اور اگر صغائر کے ساتھ کبیرہ بھی ایک یا دو بھی شامل ہو گیا تو اب معافی ممکن نہیں بلکہ سب کی سزا ضروری ہو گئی اور اہل سنت فرماتے ہیں کہ ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کو معافی اور مؤاخذہ کا اختیار بدستور محقق ہے اول صورت میں معافی کا لازم ہونا اور دوسری صورت میں مؤاخذہ ... کا جواب کسی نے تو یہ دیا کہ (بقیہ مضمون علیحدہ صفحہ پر دیکھیں)

toobaa-elibrary.blogspot.com

لِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِن فَضْلِهِ ۚ إِنَّ

عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ سے اُس کا فضل

عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ سے اُس کا فضل بیشک

اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ

اللہ کو ہر چیز معلوم ہے ف اور ہر کسی کے ہم نے ٹھہرادیے وارث اس مال میں جو

اللہ کو ہر چیز معلوم ہے ف اور ہر کسی کے لئے ہم نے مقرر کر دیئے ہیں وارث اس مال کے کہ چھوڑ

الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ

چھوڑ جاویں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے قرار باندھا تم نے انکو پہنچا دو

مریں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے معاہدہ ہوا تمہارا اُن کو دیدو

نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ

انکا حصہ اللہ کے روبرو ہے ہر چیز ف مرد حاکم ہیں

اُن کا حصہ بیشک اللہ کے روبرو ہے ہر چیز ف۲ مرد حاکم ہیں

عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَآ أَنفَقُوا مِنْ

عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کیے اُنھوں نے

عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کیے اُنہوں نے

أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۚ

اپنے مال پھر جو نیک بخت ہیں سو حکم بردار ہیں خبرداری کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی خبرداری سے

اپنے مال ف۳ پھر جو عورتیں نیک ہیں سو تابعدار ہیں نگہبانی کرتی ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے ف۴

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ

اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو سو اُن کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں

اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو تو اُن کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں

وَاضْرِبُوهُنَّ ۖ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ

اور مارو انکو پھر اگر تمہارے حکم میں آویں تو مت تلاش کرو اُن پر راہ الزام کی بیشک اللہ

اور مارو ف۵ پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو اُن پر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے

كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا

ہے سب سے اوپر بڑا ف۶ اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونوں ضد رکھتے ہیں آپس میں تو کھڑا کرو ایک منصف

سب سے اوپر بڑا ف۶ اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف

مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ

مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے اگر یہ دونوں چاہیں گے صلح تو اللہ ملاپ دے گا

مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے ف۷ اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرا دیں تو اللہ موافقت کر دے گا

بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا

اُن میں اللہ سب جانتا اور خبر رکھتا ہے اور بندگی کرو اللہ کی اور ملا ؤ مت

اُن دونوں میں بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے ف۸ اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو

منزل ۱

موضح قرآن ف۱ عورتوں نے حضرت سے پوچھا کہ کیا سبب ہے، حق تعالیٰ ہر جگہ مردوں پر حکم فرماتا ہے عورتوں کا نام نہیں لیتا اور میراث میں مرد کو حصہ دوہرا ٹھہرایا اس پر یہ آیت اُتری ف۲ اکثر لوگ حضرت کے ساتھ اکیلے مسلمان ہوئے تھے انکے اقربا کافر رہے، تو حضرت نے دو دو مسلمانوں کو آپسمیں بھائی کر دیا وہی ایک دوسرے کا وارث ہوتا جب ان کے اقربا مسلمان ہوئے تب یہ آیت اُتری کہ میراث ہے قرابت ہی پر اور قول کے بھائیوں سے زندگی میں سلوک ہے یا مرتے وقت کچھ وصیت کر دو ف۳ یعنی اللہ نے مرد کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو حکم برداری چاہیے اور اگر ایک عورت بدخوئی کرے تو مرد پہلے درجے سمجھا دے دوسرے درجہ جدا سوئے لیکن اسی گھر میں پھر آخر درجے مارے بھی لیکن نہ ایسا کہ ضرب پہنچے پھر اگر بظاہر مطیع ہو جاوے تو کریدہ کرے تقصیروں پر اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی مردوں اور عورتوں کیلئے حصہ مقرر ہو جیسا کچھ وہ کام کرتے ہیں، خلاصہ یہ ہوا کہ ہر ایک کو اُسکے عمل کا بدلا پورا ملتا ہے اس میں ہرگز کمی نہیں کیجاتی جو کسی کو شکایت کا موقع ملے ہاں یہ بات دوسری ہے کہ وہ اپنی حکمت اور رحمت کے مطابق کسی کو خاص بڑائی اور فضیلت عنایت کرے، اسکی حرص اور شکایت کرنی بیجا ہوس ہے، البتہ اپنے عمل کے معاوضہ سے اور زیادہ ثواب و انعام مانگو تو بہتر اور مناسب ہے اسمیں کچھ خرابی نہیں تو جب جو فضل کا طالب ہو اسکو لازم ہے کہ عمل کے ذریعہ سے طلب کرے حسد اور تمنی سے فضل کا طالب نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو ہر ایک چیز کا پورا علم ہے ہر ایک کے درجہ اور اُسکے استحقاق کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کے مناسب شان اُس سے معاملہ کرتا ہے ثواب جسکو فضیلت عطا کرتا ہے سراسر علم اور حکمت کے مطابق ہے کوئی اپنی لاعلمی کی وجہ سے کیوں اُسمیں غلطیاں کرے ف۲ یعنی مرد ہو یا عورت ہر ایک کیلئے تم میں سے اے مسلمانوں ہم نے وارث مقرر کر دیئے اُس مال کے جسکو چھوڑ مریں والدین اور قرابت والے کسی کو اس سے محروم نہیں رکھا اور جن لوگوں سے تمہارا معاہدہ ہوا ہے انکو انکا حصہ ضرور پہنچا دو اللہ تعالیٰ کو تمام امور کا علم ہے کہ وارثوں کا کیا حصہ ہونا چاہیے اور جن سے معاہدہ ہوا ہے انکو کیا ملنا چاہیے اور ہمارے ان احکام کو کون بجالاتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے فائدہ اکثر لوگ حضرت کے ساتھ اکیلے اکیلے مسلمان ہو گئے تھے اور انکا سب کنبہ اور تمام اقربا کافر رہے تھے تو اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو مسلمانوں کو آپسمیں بھائی کر دیا تھا وہی دونوں آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے جب ان کے اقربا بھی مسلمان ہو گئے تب یہ آیت اُتری کہ میراث تو اقربا اور رشتہ داروں ہی کا حق ہے اب رہ گئے وہ منہ بولے بھائی تو اُن کے لئے میراث نہیں ہاں زندگی میں اُنکے ساتھ سلوک ہے اور مرتے وقت کچھ وصیت کر دے تو مناسب ہے مگر میراث میں کوئی حصہ نہیں ف۳ پہلی آیتوں میں مذکور تھا کہ مرد اور عورتوں کے حقوق کی پوری رعایت فرمائی گئی اگر رعایت حقوق میں فرق ہوتا تو عورتوں کو شکایت کا موقع ہوتا۔ اب اس آیت میں مرد اور عورت کے درجہ کو بتلاتے ہیں کہ مرد کا درجہ بڑھا ہوا ہے عورت کے درجہ سے اس لئے فرق مراتب کے باعث جو احکام میں فرق ہو گا وہ سراسر حکمت اور قابل رعایت ہو گا اسمیں عورت اور مرد بقاعدہ حکمت ہرگز برابر نہیں ہو سکتے عورتوں کو اس کی خواہش کرنی بالکل بیجا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے حاکم اور نگراں حال بنایا اور وجہ اول بڑی اور وہبی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصل سے بعضوں کو بعضوں پر یعنی مردوں کو عورتوں پر علم و عمل میں کہ جن دونوں پر تمام کمالات کا مدار ہے فضیلت اور بڑائی عطا فرمائی جسکی تشریح احادیث میں موجود ہے دوسری وجہ کسبی ہے یہ کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں مہر اور خوراک اور پوشاک جملہ ضروریات کا تکفل کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی حکم برداری چاہیے فائدہ ایک صحابیہ نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی آخر مرد نے ایک طمانچہ مارا عورت نے اپنے باپ سے فریاد کی عورت کے باپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر احوال ظاہر کیا آپ نے فرمایا کہ خاوند سے بدلہ لیوے اتنے میں یہ آیت اُتری آپ پر آپ نے فرمایا کہ ہم نے کچھ چاہا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ اور چاہا اور جو کچھ اللہ نے چاہا وہی بہتری ہے ف۴ یعنی جو عورتیں نیک ہیں وہ مردوں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کے پیٹھ پیچھے اسکی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں ف۵ یعنی اگر کوئی عورت خاوند سے بدخوئی کرے تو پہلا درجہ تو یہ ہے کہ مرد اسکو زبانی فہمائش کرے اور سمجھا دے اگر نہ مانے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ جدا سووے لیکن اسی گھر میں اس پر بھی نہ مانے تو آخری درجہ یہ ہے کہ اسکو مارے بھی پر نہ ایسا کہ جس کا نشان باقی رہے یا ہڈی ٹوٹے ہر تقصیر کا ایک درجہ ہے اسی کے موافق تادیب اور تنبیہ کی اجازت ہے جسکے تین درجے ترتیب وار آیت میں مذکور ہیں اور مارنا پیٹنا آخر کا درجہ ہے جو سزا قصور پر ہے ہاں قصور زیادہ ہو تو مارنے میں حرج نہیں جسقدر مناسب ہو مارے پیٹے مگر اسکا لحاظ رہے کہ ہڈی نہ ٹوٹے اور نہ ایسا زخم پہنچائے کہ جسکا نشان باقی رہ جائے ف۶ یعنی وہ عورتیں تمہاری نصیحت یا علیحدگی یا ضرب و تادیب کے بعد اگر بدخوئی اور نافرمانی سے باز آجائیں اور بظاہر مطیع ہو جائیں تو تم بھی بس کر جاؤ اور انکے قصوروں کی کھود کرید مت کرو اور خواہ مخواہ اُن کے الزام بنانے میں خدا سے ڈرو بیشک اللہ تم سب پر غالب اور سب پر حاکم ہے نہ عورتوں کے معاملہ میں خواہ مخواہ کی بدگمانی سے کام لو اور نہ تھوڑے سے قصور پر آخری سزا دینے لگو بلکہ ہر قصور کی ایک حد ہے اور مارنا اخیر کا درجہ ہے ف۷ یعنی اب مسئلہ تو اگر تم کو اندیشہ ہو کہ خاوند اور عورت میں مخالفت اور ضد ہے وہ اپنے باہمی نزاع کو خود نہ سلجھا سکیں گے تو تم کو چاہیے کہ ایک منصف مرد کے اقارب میں سے اور ایک منصف عورت کے اقارب میں سے مقرر کر کے بغرض فیصلہ زوجین کے پاس بھیجو کیونکہ اقارب کو اُن کے حالات بھی زیادہ معلوم ہوں گے اور اُن سے خیرخواہی کی بھی زیادہ اُمید ہے یہ دونوں منصف احوال کی تحقیق کریں گے اور جسکا جتنا قصور دیکھیں گے اسکو سمجھا کر باہم موافقت کرا دیں گے ف۸ یعنی اگر دونوں منصف اصلاح بین الزوجین کا قصد کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کے حسن نیت اور حسن سعی سے زوجین میں موافقت کرا دے گا بیشک اللہ تعالیٰ کو تمام چیزوں کا علم اور اطلاع ہے۔ رفع نزاع اور حصول اتفاق کے اسباب اور کیفیات اسکو خوب معلوم ہیں اس لئے نزاع زوجین کے رفع ہونے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ انشاء اللہ۔

ع ٥ / ٤

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اول اللہ کا حق ادا کرو پھر ماں باپ کا پھر ان سب کا درجہ بدرجہ ہمسایہ قریب کا حق زیادہ ہے ہمسایہ اجنبی سے قریب یعنی قرابتی اور برابر کا رفیق جو ایک کام میں شریک ہو جیسے ایک اُستاد کے شاگرد یا ایک خاوند کے دو نوکر اور فرمایا کہ انکے حق ادا نہ کرنے والا وہی ہے جس کے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہے کہ کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا۔ ف۲ یعنی مال دینے میں بخل کرنا جیسا اللہ کے نزدیک بُرا ہے ویسا ہی خلق کے دکھانے کو دینا اور قبول وہ ہے جو حقداروں کو دے جن کا مذکور اول ہوا اور خدا کے یقین اور آخرت کی توقع سے دے ف۳ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نقصان کسی طرح نہیں آخرت کا ثواب بے شمار ہے اور دنیا میں بھی عوض پاتا ہے اس پر رسول خدا نے قسم کھائی ہے

—— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ

اُس کے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے نیکی اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور

اُس کا کسی کو ف۱ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور

الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ

فقیروں سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے

فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے

وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ

اور راہ کے مسافر سے اور اپنے ہاتھ کے مال سے اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو

اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کیساتھ بیشک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے

مُخْتَالًا فَخُوْرَۨا ۝ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ

اتراتا بڑائی کرتا ف۱ وہ جو بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل

والا بڑائی کرنے والا ف۲ جو کہ بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل

وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا

اور چھپاتے ہیں جو اُن کو دیا اللہ نے اپنے فضل سے اور رکھی ہے ہم نے منکروں کو ذلت

اور چھپاتے ہیں جو اُن کو دیا اللہ نے اپنے فضل سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے عذاب

مُّهِيْنًا ۝ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

کی مار اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھانے کو اور اور یقین نہیں

ذلت کا ف۳ اور وہ لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھلانے کو اور ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ

رکھتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر اور جس کا ساتھی ہوا شیطان تو بہت بُرا

اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر اور جس کا ساتھی ہوا شیطان تو وہ بہت بُرا

قَرِيْنًا ۝ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا

ساتھی ہے ف۲ اور کیا نقصان تھا اُنکا اگر یقین لاتے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور خرچ کرتے اللہ

ساتھی ہے ف۴ اور کیا نقصان تھا اُنکا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور خرچ کرتے اللہ

رَزَقَھُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِــيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ

کے دیے ہوئے میں سے اور اللہ کو اُن کی خوب خبر ہے اللہ حق نہیں رکھتا کسی کا ایک

کے دیے ہوئے میں سے اور اللہ کو اُن کی خوب خبر ہے ف۵ بیشک اللہ حق نہیں رکھتا کسی کا ایک

ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْھَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا

ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اُسکو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا

ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اُس کو دونا کر دیتا ہے اور دیتا ہے اپنے پاس سے بڑا

عَظِيْمًا ۝ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ

ثواب ف۳ پھر کیا حال ہوگا جب بلا دینگے ہم ہر اُمت میں سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے تجھ کو

ثواب ف۶ پھر کیا حال ہوگا جب بلاوینگے ہم ہر اُمت میں سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے تجھ کو

وقف النبی علیہ السلام

ف۱ یعنی عبادت اور نیک عمل خدا پر یقین کرکے اور ثواب آخرت کی توقع سے کرو فخر اور ریا سے مال دینا یہ بھی شرک ہو گو کم درجہ کا ہو ف۲ یتامیٰ اور نساء اور ورثہ اور زوجین کے حقوق اور اُنکے ساتھ حسن معاملہ کو بیان فرما کر اب یہ ارشاد ہے کہ ہر ایک کا حق درجہ بدرجہ تعلق کے موافق اور حاجتمندی کے مناسب ادا کرو سب سے مقدم اللہ تعالیٰ کا حق ہے پھر ماں باپ کا پھر درجہ بدرجہ سب واسطہ داروں اور حاجتمندوں کا اور ہمسایہ قریب اور غیر قریب سے مراد قرب و بعد نسبی ہو یا قرب و بعد مکانی. صورت اولیٰ میں یہ مطلب ہوگا کہ ہمسایہ قرابتی کا حق ہمسایہ اجنبی سے زیادہ ہوگا اور صورت ثانیہ کا مدعا یہ ہوگا کہ پاس کے ہمسایہ کا حق ہمسایہ بعید یعنی جو کہ فاصلہ سے رہتا ہے اُس سے زیادہ ہے اور پاس بیٹھنے والے میں رفیق سفر اور پیشہ کے اور کام کے شریک اور ایک آقا کے دو نوکر اور ایک اُستاد کے دو شاگرد اور دوست اور شاگرد اور مرید وغیرہ سب داخل ہیں اور مسافر میں مہمان غیر مہمان دونوں آگئے اور مال مملوک غلام اور لونڈی کے علاوہ دیگر حیوانات کو بھی شامل ہے آخر میں فرما دیا کہ جسکے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہوتی ہے کہ کسی کو اپنی برابر نہ سمجھے اپنے مال پر مغرور اور عیش میں مشغول ہو وہ اُن حقوق کو ادا نہیں کرتا سو اس سے احتراز رکھو اور خبردار ہو ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خود پسند اور تکبر کرنیوالوں کو جو کہ بخل کرتے ہیں اور اپنے مال اور علم خدا داد کو لوگوں سے چھپاتے ہیں کسی کو نفع نہیں پہنچاتے اور قولاً اور عملاً دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دلاتے ہیں اور ان کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے فائدہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں خود بھی بخل کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی روکنا چاہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جو توریت میں مذکور تھے اور حقانیت اسلام کی آیات جو موجود تھیں اُن کو چھپاتے تھے سو مسلمانوں کو اس سے احتراز لازم ہے ف۴ اور وہ خود پسند متکبر وہ لوگ ہیں کہ اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتے ہیں یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے میں تو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دیتے ہیں لیکن لوگوں کے دکھلانے کو اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں اور اُن کو نہ اللہ پر ایمان ہے نہ قیامت کے دن پر کہ حصول رضائے حق تعالیٰ اور تحصیل ثواب اُخروی اُن کو مقصود ہو۔ اور اللہ کے یہاں مقبول اور پسندیدہ یہ ہے کہ اُن حقداروں کو دیا جائے جن کا اول ذکر ہو چکا اور دینے میں اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی توقع ہو اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ کی راہ میں جیسا بخل کرنا بُرا ہے ویسا ہی لوگوں کو دکھلانے کو خرچ کرنا بُرا ہے اور ایسا کام وہی کرتے ہیں جن کا رفیق شیطان ہے جو اُن کو ایسے کام پر آمادہ کرتا ہے ف۵ یعنی ان کافروں کا کچھ نقصان نہ تھا اگر وہ بجائے کفر اللہ اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور بجائے بخل و ریا اللہ کی راہ میں مال کو خرچ کرتے بلکہ اُن کا سراسر نفع تھا فرد تو اس میں ہے جسکو وہ اختیار کر رہے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کیا اور کس نیت سے کر رہے ہیں اُسی کا عوض اُنکو ملیگا۔ پہلی آیت میں ینفقون اموالھم فرمایا تھا مال کو اُنہی کی طرف منسوب کیا تھا۔ اب وانفقوا مما رزقھم اللہ فرمایا اسمیں لطیف اشارہ ہے کہ وہ لوگ اپنا مال سمجھ کر جسطرح جی چاہتا ہے خرچ کرتے ہیں اُنکو چاہیے تھا کہ اللہ کا مال سمجھ کر اُسکے حکم کے موافق خرچ کرتے۔ ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ کسی کا حق ..... ایک ذرہ کی برابر بھی ضائع نہیں فرماتا سو ان کافروں پر جو عذاب ہوگا وہ عین انصاف اور اُنہی کی بداعمالی کا بدلہ ہے اور اگر ذرہ برابر بھی کسی کی نیکی ہوگی تو اضعاف مضاعف اُسکا اجر دیگا اور اپنی طرف سے ثواب عظیم بطور انعام اُس کو عنایت کریگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

تو اب اس مناسبت سے حق تعالیٰ شانہٗ نے مسلمانوں کو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے اول منع فرمایا کہ یہ جہل کی حالت ہے اس کے بعد جنابت میں نماز پڑھنے سے روکا کہ یہ حالت ملائکہ سے بعد اور شیاطین سے قرب کی حالت ہے حدیث میں وارد ہے کہ جہاں جنبی ہوتا ہے وہاں ملائکہ نہیں آتے واللہ اعلم - اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے ایمان والو! جب تم کو کفر اور ریا کی خرابی معلوم ہو چکی اور ان کے اضداد کی خوبی واضح ہو چکی تو اس سے نشہ اور جنابت کی حالت میں نماز پڑھنے کی خرابی کو بھی خوب سمجھ لو کہ ان کا منشاء بھی وہی ہے جو کفر و ریا کا منشاء تھا اس لئے نشہ میں نماز کے نزدیک نہ جانا چاہیئے تاوقتیکہ تم کو اس قدر ہوش نہ آجائے کہ جو منہ سے کہو اس کو سمجھ بھی سکو اور نہ حالتِ جنابت میں نماز کے نزدیک جانا چاہیئے تاوقتیکہ غسل نہ کر لو مگر حالت سفر میں اس کا حکم آگے مذکور ہے۔ فائدہ یہ حکم اس وقت تھا کہ نشہ اس وقت تک حرام نہ ہوا تھا لیکن نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی روایات میں منقول ہے کہ ایک جماعت صحابہ کی دعوت میں جمع تھی چونکہ شراب اس وقت تک حرام نہ ہوئی تھی اس لئے انہوں نے شراب پی تھی مغرب کا وقت آ گیا تو سب اسی حالت میں نماز کو کھڑے ہو گئے۔ امام نے سورۂ قل یاایہا الکافرون میں لا اعبد ما تعبدون کی جگہ اعبد ما تعبدون بیہوشی میں پڑھ دیا جس سے معنی بالکل خلاف اور غلط ہو گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اب اگر نیند کے غلبہ یا بیماری کی وجہ سے کسی کا ایسا حال ہو جائے کہ اس کی خبر نہ رہے کہ میں نے کیا کہا تو ایسی حالت کی نماز بھی درست نہ ہوگی جب ہوش آئے تو اس کی قضا ضرور کرے ف۴ یعنی حالتِ جنابت میں نماز کا نہ پڑھنا تاوقتیکہ غسل نہ کر لے یہ حکم جب ہے کہ کوئی عذر نہ ہو اور اگر کوئی ایسا عذر پیش آئے کہ پانی کے استعمال سے معذوری ہو۔ اور طہارت کا حاصل کرنا ضروری ہو تو ایسے وقت میں زمین سے تیمم کر لینا کافی ہے۔ اب پانی کے استعمال سے معذوری کی تین صورتیں بتلائیں ایک بیماری کہ اس میں پانی ضرر کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ سفر درپیش ہے اور پانی اتنا موجود ہے کہ وضو کرے تو پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے۔ دور تک پانی نہ ملے گا۔ تیسری یہ کہ پانی بالکل موجود ہی نہیں اس پانی موجود نہ ہونے کی صورت کے ساتھ دو صورتیں طہارت کے ضروری ہونے کی بیان فرمائیں ایک یہ کہ کوئی جائے ضرور سے فارغ ہو کر آیا اس کو وضو کی حاجت ہے۔ دوسری یہ کہ عورت سے صحبت کی ہو تو اس کو غسل کی ضرورت ہے فائدہ تیمم کی صورت یہ ہے کہ پاک زمین پر دونوں ہاتھ مارے پھر سارے منہ پر اچھی طرح مل لیوے۔ پھر دونوں ہاتھ زمین پر مار کر دونوں ہاتھ مع کہنیوں تک مل لے مٹی طاہر ہے اور بعض چیزوں کے لئے مثل پانی کے مطہر بھی ہے مثلاً خف، تلوار، آئینہ وغیرہ اور جو نجاست زمین پر گر کر خاک ہو جاتی ہے وہ بھی پاک ہو جاتی ہے اور نیز ہاتھ اور چہرہ پر مٹی ملنے میں تذلل اور عجز بھی پورا ہے جو گناہوں سے معافی مانگنے کی اعلیٰ صورت ہے سو جب مٹی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست کو زائل کرتی ہے تو اس لئے بوقت معذوری پانی کی قائم مقام کی گئی اس کے سوا مقتضائے آسانی و سہولت جس پر حکم تیمم مبنی ہے یہ ہے کہ پانی کی قائم مقام ایسی چیز کی جائے جو پانی سے زیادہ سہل الوصول ہو سو زمین کا ایسا ہونا ظاہر ہے کیونکہ وہ سب جگہ موجود ہے۔ معہذا خاک انسان کی اصل ہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع کرنے میں گناہوں اور خرابیوں سے بچاؤ ہے۔ کافر بھی آرزو کریں گے کہ کسی طرح خاک میں مل جائیں جیسا پہلی آیت میں مذکور ہوا۔ ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے وقت تیمم کی اجازت دے دی اور مٹی کو پانی کے قائم مقام کر دیا اس لئے کہ وہ سہولت اور معافی دینے والا ہے۔ اور بندوں کی خطائیں بخشنے والا ہے اپنے بندوں کے نفع اور آسائش کو پسند فرماتا ہے جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں نشہ کی حالت میں جو کچھ کا کچھ پڑھا گیا تھا وہ بھی معاف کر دیا گیا۔ جس سے یہ خلجان نہ رہا کہ آئندہ کو تو ایسی حالت میں نماز نہ پڑھیں گے۔ مگر جو پہلے غلطی ہو گئی شاید اس کی نسبت مواخذہ ہو ف۶ ان آیات میں یہود کے بعض قبائح اور ان کے مکر و فریب کا بیان ہے اور ان کی ضلالت اور کفر پر خود ان کو اور نیز دوسروں کو مطلع کرنا ہے تاکہ ان سے علیحدہ رہیں چنانچہ ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا سے لے کر یاایہا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ تک یہود کے قبائح مذکور ہو چکے ہیں۔ بیچ میں ایک خاص مناسبت سے نشہ اور جنابت میں نماز سے ممانعت فرما کر پھر یہود کے قبائح کا بیان ہے۔ یہود کو کتاب سے کچھ حصہ ملا یعنی لفظ پڑھنے کو ملے اور عمل کرنا جو اصل مقصود تھا نہیں ملا اور گمراہی خرید کرتے ہیں۔ یعنی پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور اوصاف کو دنیا کی عزت و رشوت کے واسطے چھپاتے ہیں اور جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی دین سے پھر کر گمراہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ اے مسلمانو تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے تم ایسا ہرگز نہیں جانتے سو اللہ کے فرمانے پر اطمینان کرو اور ان سے بچو اور اللہ تعالیٰ تم کو نفع پہنچانے اور نقصان سے بچانے کے لئے کافی ہے اس لئے دشمنوں سے اس قسم کا اندیشہ مت کرو اور دین پر قائم رہو ف۷ یعنی یہود میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو توریت میں نازل فرمایا اس کو اپنے ٹھکانے سے پھیرتے اور بدلتے ہیں یعنی تحریف لفظی اور معنوی کرتے ہیں ف۸ یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کوئی حکم سناتے تو یہود جواب میں کہتے ہم نے سن لیا مطلب یہ ہوا کہ قبول کر لیا۔ لیکن آہستہ سے کہتے تھے کہ نہ مانا یعنی ہم نے فقط کان سے سنا دل سے نہیں مانا ف۹ یعنی اور جب یہود حضرت سے خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سن نہ سنایا جائیو تو۔ یعنی ایسے کلام بولتے ہیں جس کے دو معنی ہوں ایک کے معنی اعتبار سے دعا ر با لعظیم ہو تو دوسرے معنی کی رو سے بددعا اور تحقیر ہو سکے چنانچہ یہ کلام بظاہر دعائے خیر ہے مطلب یہ کہ تو ہمیشہ غالب اور معزز رہے کوئی تجھ کو بری اور خلاف بات نہ سنا سکے اور دل میں نیت

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر اُمت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال اس وقت کے پیغمبر سے اور معتبر نیک بختوں سے بیان کروا دیں گے منکروں کا انکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان ہوگی تب منکر آرزو کریں گے کہ ہم انسان نہ ہوتے مٹی میں مل کر خاک ہو جاتے ف۲ یعنی اس آیت میں ذکر ہے تیمم کا وہ جو مذکور ہوا کہ کافر آخرت میں آرزو کریں گے کہ خاک میں مل جاویں خاک انسان کی پیدائش ہے اور اپنی پیدائش کی طرف جانا گناہوں سے بچاؤ ہے، اس واسطے مٹی ملنے سے بھی طہارت ٹھہرائی۔ پہلے حکم فرمایا کرتا تھا کہ نشہ میں نماز کے پاس نہ جاؤ یہ حکم جب تھا کہ نشا حرام نہ ہوا تھا لیکن نماز سے مانع ٹھہرا تھا اور اگر جیسے نیند سے بیہوش ہو یا مرض سے کہ اپنے منہ کا لفظ نہ سمجھے تو اس حالت کی نماز درست نہیں پھر قضا کرے۔ پھر فرمایا کہ جنابت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک غسل نہ کر لو مگر راہ چلتے یعنی سفر میں کہ اس کا حکم آگے ہے۔ پھر فرمایا اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین سے تیمم کرو۔ پانی کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورت سے۔ ایک صورت پانی کے عذر کی یہ کہ مریض ہو اور پانی ضرر کرتا ہو۔ دوسری یہ کہ سفر میں پیش ہے پانی پینے کو رکھا ہے آگے دور تک نہ ملے گا۔ تیسری یہ کہ پانی موجود ہی نہیں۔ اس تیسری کے ساتھ دو صورتیں طہارت کی ضرورت کی فرمائیں، ایک یہ کہ آدمی جائے ضرور سے آیا وضو کی حاجت ہے۔ دوسری یہ کہ عورت سے لگا غسل کی حاجت ہے۔ اور تیمم کے طریق یہ کہ زمین پاک پر دونوں ہاتھ مارے پھر منہ کو مل لے — پھر دونوں ہاتھ مارے پھر ہاتھوں کو مل لے کہنیوں تک ف۳ یہود کو فرمایا کہ کچھ حصہ ملا ہے کتاب کا یعنی لفظ پڑھتے ہیں اور سمجھنا اور عمل کرنا نہیں ملا ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا ؕ یَوْمَىِٕذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ

ان لوگوں پر احوال بتانے والا اُس دن آرزو کریں گے جو لوگ منکر ہوئے تھے اور رسول کی بے حکمی کی تھی

ان لوگوں پر احوال بتانے والا ف۱ اُس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے تھے اور رسول کی نافرمانی کی تھی

لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ لَا یَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا ۠ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

کسی طرح ملا دیجئے اُن کو زمین میں اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے ایک بات ف۱ اے ایمان

کہ برابر ہو جاویں زمین کے اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات ف۲ اے ایمان

ع ۶ / ۴

اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

والو نزدیک نہ ہو نماز کے جب تم کو نشا ہو جب تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو

والو نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو

وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى

اور نہ جب جنابت میں ہو مگر راہ چلتے ہوئے جب تک کہ غسل کر لو اور اگر تم مریض ہو

اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو ف۳ اور اگر تم مریض ہو

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ

یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص تم میں جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتوں سے

یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص تم میں جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ

پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور

پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور

اَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ

ہاتھوں کو اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے ہارا ف۲ تو نے نہیں دیکھا جنہیں

ہاتھوں کو ف۴ بیشک اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا ف۵ کیا تو نے نہ دیکھا اُن کو جن کو

اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ

ملا ہے ایک حصہ کتاب سے خرید کرتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ

ملا ہے کچھ حصہ کتاب سے خرید کرتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ

تَضِلُّوا السَّبِیْلَ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآىِٕكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِیًّا ۙۗ وَّ

تم بھی بہکو راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ بس ہے حمایتی اور

تم بھی بہک جاؤ راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے حمایتی اور

كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِیْرًا ۝ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

اللہ بس ہے مددگار ف۳ وہ جو یہود ہیں بے ڈھب کرتے ہیں بات کو

اللہ کافی ہے مددگار ف۶ بعضے لوگ یہودی پھیرتے ہیں بات کو اُس کے

مَّوَاضِعِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ

اُس کے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو اور

ٹھکانے سے ف۷ اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا ف۸ اور کہتے ہیں کہ سن نہ سنایا جائیو ف۹ اور

ف۱ یعنی ان کافروں کا کیا برا حال ہوگا جس وقت کہ بلاویں گے ہم ہر اُمت اور ہر قوم میں سے گواہ اُنکے حالات بیان کرنیوالا اور اُنکے واقعی معاملات ظاہر کرنیوالا اس سے مراد ہر اُمت کا نبی اور ہر عہد کے صالح اور معتبر لوگ ہیں کہ روز قیامت کو نافرمانوں کی نافرمانی اور فرمانبرداروں کی فرمانبرداری بیان کریں گے اور سب حالات کی گواہی دینگے اور تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پر یعنی تمہاری اُمت پر مثل دیگر انبیاء علیہم السلام کے احوال بتانیوالا اور گواہ بنا کر لاوینگے اور یہی احتمال ہے کہ هٰۤؤُلَآءِ سے اشارہ انبیاء سابقین یا کفار مذکورہ بالا کی طرف ہو اول صورت میں انبیاء مراد ہوں تو مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سابقین کی صداقت پر گواہی دینگے جبکہ اُن کی اُمتیں اُن کی تکذیب کریں گی اور دوسرے احتمال سے کفار مراد ہوں تو مطلب یہ ہے کہ انبیاء سابقین جیسا اپنی اپنی اُمت کے کفار فساق کے کفر و فسق کی گواہی دینگے تم بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُن سب کی بد اعمالی پر گواہ ہو گے جس سے اُنکی خرابی اور برائی خوب محقق ہوگی ف۲ یعنی جس دن ہر اُمت میں سے اُن کے حالات بیان کرنیوالا بلایا جائیگا اُسدن کافر اور نافرمان لوگ اس بات کی تمنا کریں گے کہ کاش ہم زمین میں ملا دیئے جاتے اور مٹی میں مل کر نیست و نابود ہو جاتے آج پیدا نہ ہوتے اور ہم سے حساب و کتاب نہ ہوتا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کسی بات کا اخفا نہ کر سکیں گے اور ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ شروع سورت سے مسلمانوں کو اقارب اور زوجین وغیرہ کے ادائے حقوق کی تاکید اور کسی کی حق تلفی کرنے اور جانی مالی نقصان پہنچانے کی ممانعت اور معاصی کی خرابی پر مطلع کر کے اُسکے بعد وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا فرما کر اقارب اور یتامیٰ اور مساکین اور ہمسایوں وغیرہ کے ساتھ احسان و سلوک کرنیکا ارشاد کر کے اُسی کے ذیل میں تکبر اور خود پسندی اور بخل و ریا سے ڈرایا تھا جو ایسے عیب ہیں کہ دوسروں کے حق ادا کرنے اور کسی کے ساتھ سلوک کرنے سے روکتے بھی ہیں اور روپیہ پیسہ دینے والوں اور لوگوں کیساتھ سلوک کرنیوالوں کی طبیعت میں خواہ مخواہ آ لگے بھی لگتے ہیں۔ اب ان تمام حکموں کے آخر میں پھر مسلمانوں کو صریح خطاب فرما کر خاص نماز کی بابت جو سب عبادتوں میں اعلیٰ اور افضل اور ارکان شریعت میں جسقدر اُسکا اہتمام کیا ہے اور اُسکے ارکان و شرائط و آداب وغیرہ کو مفصل بتلایا ہے کسی عبادت کا اسقدر اہتمام نہیں کیا دو باتوں کی تاکید فرمائی جو اُمور متعلقہ صلوٰۃ سب سے اہم اور نفس پر شاق ہیں اور ارکان صلوٰۃ کی صحت اور خوبی کیلئے جسم اور جان ہیں۔ اول یہ کہ نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ تاوقتیکہ جو منہ سے نکلے اُسکو سمجھ بھی لو اور جنابت میں بھی نماز سے دور رہو یہاں تک کہ غسل کر کے تمام بدن کو خوب پاک کر لو کیونکہ نماز میں مدار و اہتمام باالشان ہیں ایک حضور اور خشوع دوسرے طہارت اور نظافت اور جملہ اُمور متعلقہ صلوٰۃ میں یہی دو امر نفس پر شاق بھی ہیں اور نشہ خشوع اور حضور کے مخالف ہے تو جنابت طہارت اور نظافت کے منافی ہے بلکہ نشہ چونکہ مثل نوم اور غشی ناقض وضو ہے تو اس نیز طہارت کے بھی مخالف ہے تو مطلب یہ ہوا کہ نماز کو پورے اہتمام سے پڑھو اور جملہ اُمور ظاہری اور باطنی کا لحاظ رکھو گو نفس پر شاق ہو باقی اس خاص موقع پر اس تاکید اور تفہیم کے ارشاد فرمانے سے دو نفع معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ احکام کثیرہ مذکورہ بالا جن میں حقوق اور معاملات باہمی اور عبادات جانی و مالی کا ذکر تھا اُن سب کو بجا لانے کیساتھ بخل و ریا اور خود پسندی اور بڑائی سے بھی مجتنب رہنا چونکہ نفس پر شاق ہے اور سننے والوں کو خلجان کا موقع ہے تو اس دشواری اور خلجان کا علاج بتانا منظور ہے یعنی نماز کو اس کی شرائط و آداب ظاہری و باطنی کے ساتھ ادا کرو گے تو جملہ اوامر و نواہی مذکورہ بالا کی تعمیل تم پر سہل ہو جائے گی کیونکہ نماز کی وجہ سے جملہ اوامر و عبادات میں سہولت اور رغبت اور تمام منہیات اور معاصی سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ دیگر آیات و احادیث میں مذکور ہے اور علماء محققین نے تصریح فرمائی ہے۔ دوسرے یہ کہ احکام کثیرہ سابقہ کو شن کر بعید نہیں جو کاہل کم ہمت اپنے آپ کو مجبور خیال کر کے ہمت ہار دیں اور اُس کاہلی کا اثر

نماز میں بھی ظاہر ہونے لگے جس کے شرائط و آداب بہت کچھ ہیں اور جو ہر وقت موجود ہے اسلئے نماز کا اہتمام مناسب ہوا۔ الحاصل جو کوئی اقامت صلوٰۃ کا اہتمام اور التزام رکھیگا اُسکو دیگر احکام جانی و مالی میں بھی آسانی اور سہولت ہوگی اور جو کوئی دیگر احکام میں کاہلی اور بے پروائی کرتا ہے اس سے اقامت صلوٰۃ میں بھی کوتاہی کرنا بعید نہیں۔ واللہ اعلم ف۳ پہلی آیات میں مسلمانوں کو خطاب تھا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا آخر آیات اور اسی کے ذیل میں کفار کی مذمت بیان فرمائی تھی جو کہ امور مذکورہ سابقہ کی مخالفت کرتے تھے اب اس کے بعد پھر مسلمانوں کو در بارۂ صلوٰۃ بعض خاص ہدایتیں کیجاتی ہیں اور ان ہدایات کو ماقبل کیساتھ یہ مناسبت ہے کہ اس سے پہلے کفار اور اہل کتاب کی دو خرابیوں کا خاص طور سے ذکر تھا ایک اللہ پر ایمان نہ لانا دوسرے اپنا مال اللہ کے لئے خرچ نہ کرنا بلکہ لوگوں کے دکھلانے کو اور اپنی عزت بڑھانے کو مال خرچ کرنا اور ظاہر ہے کہ پہلی خرابی کا منشا تو علم کا نقصان اور جہل کا غلبہ ہے اور دوسری خرابی کی وجہ ہوائے نفس اور اپنی خواہش ہو جس سے معلوم ہوگیا کہ گمراہی کے بڑے سبب دو ہیں اول جہل جس میں حق و باطل کی تمیز ہی نہیں ہوتی دوسرے خواہش و شہوت جس سے باوجود تمیز حق و باطل حق کے موافق عمل نہیں کر سکتا کیونکہ شہوات سے قوت عقلی ضعیف اور قوت بہیمیہ قوی ہو جاتی ہے چنانچہ نتیجہ ملا کہ ہے نشہ اور شہوات نفسانی سے قرب ہے جو ہمت سی خرابیوں کی جڑ ہے (بقیہ ضمیمہ میں دیکھیے)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف راعنا لفظ بولتے تھے اس کا بیان سورۂ بقر میں ہوا اسی طرح حضرت بات فرماتے تو جواب میں کہتے سُنا ہم نے اسکے معنی یہ ہیں کہ قبول کیا لیکن آہستہ کہتے کہ نہ مانا یعنی فقط کان سے سُنا دل سے نہ سُنا اور حضرت کو خطاب کرتے تو کہتے سُن نہ سنا جائیو ظاہر میں یہ دعا نیک ہے کہ تو ہمیشہ غالب رہے کوئی تجھ کو بُری بات نہ سُنا سکے اور دل میں نیت رکھتے کہ تو بہرا ہو جائیو ایسی شرارت کرتے پھر دین میں عیب دیتے کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب معلوم کرتا وہی اللہ صاحب نے واضح کر دیا ف۲ یعنی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ عذاب یا تو صورت بدلی جاوے جانور بن جاؤ ہفتے والوں کی طرح انکا بیان ہے سورۂ اعراف میں ف۳ یہودیوں کو حضرت سے مخالفت ہوئی تو مکے کے مشرکوں سے متفق ہوئے اور انکی خاطر سے بتوں کی تعظیم کی اور کہا کہ تمہاری راہ بہتر ہے مسلمانوں سے اور یہ سب ان کا حسد تھا کہ نبوت اور دین کی ریاست سوائے ہمارے اور کسی میں کیوں ہو وے اللہ صاحب اسی پر ان کو الزام دیتا ہے ان سب آیتوں میں یہی مذکور ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

رَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا

راعنا موڑ دیکر اپنی زبان کو اور عیب دے کر دین میں اور اگر وہ کہتے ہم نے سُنا

کہتے ہیں راعنا ف موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب لگانے کو دین میں ف۲ اور اگر وہ کہتے ہم نے سُنا

وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ

اور مانا اور سُن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا اُن کے حق میں اور درست لیکن لعنت کی اُنکو

اور مانا اور سُن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا اُن کے حق میں اور درست لیکن لعنت کی اُنپر

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اللہ نے اُن کے کفر سے سو ایمان نہیں لاتے مگر کم ف اے کتاب والو

اللہ نے انکے کفر کے سبب سو وہ ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم ف۳ اے کتاب والو

اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ

ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا سچ بتاتا تمہارے پاس والی کو پہلے اس سے کہ ہم مٹا ڈالیں

ایمان لاؤ اُس پر جو ہم نے نازل کیا تصدیق کرتا ہے اُس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے پہلے اس سے کہ ہم مٹا ڈالیں

وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ

کتنے منہ پھر اُلٹ دیں اُن کو پیٹھ کی طرف یا اُن کو لعنت کریں جیسے لعنت کی ہفتے

بہت سے چہروں کو پھر اُلٹ دیں اُنکو پیٹھ کی طرف یا لعنت کریں اُن پر جیسے ہم نے لعنت کی ہفتہ کے دن

السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ

والوں کو اور اللہ نے جو حکم کیا سو ہوا ف۲ تحقیق اللہ نہیں بخشتا یہ کہ اسکا شریک

والوں پر اور اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہتا ہے ف۲ بیشک اللہ نہیں بخشتا اُس کو جو اُس کا

بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ

پکڑیے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جسکو چاہے اور جس نے ٹھہرایا شریک اللہ کا اُس نے

شریک کرے اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اُس نے

افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

بڑا طوفان باندھا تو نے نہ دیکھا ان کو جو پاکیزہ کہتے ہیں آپ کو

بڑا طوفان باندھا ف کیا تو نے نہ دیکھا اُن کو جو اپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ

بلکہ اللہ پاکیزہ کرتا ہے جس کو چاہے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا تاگے برابر ف۳ دیکھ کیسا

بلکہ اللہ ہی پاکیزہ کرتا ہے جس کو چاہے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا تاگے برابر ف دیکھ کیسا

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ع اَلَمْ تَرَ

باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور کفایت ہو یہی گناہ صریح تو نے نہ دیکھے

باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور کافی ہے یہی گناہ صریح ف کیا تو نے نہ دیکھا

اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو

اُن کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا جو مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو

ف۱ یعنی حضرت کی خدمت میں آتے تو یہود راعنا کہتے اس کے بھی دو معنی ہیں ایک اچھے ایک بُرے جن کا بیان سورۂ بقر میں گذر چکا اچھے معنی تو یہ کہ ہماری رعایت کرو اور شفقت کی نظر کرو کہ تمہارا مطلب سمجھ لیں اور جو پوچھنا ہو پوچھ سکیں اور بُرے معنی یہ کہ یہود کی زبان میں یہ کلمہ تحقیر کا ہے یا زبان کو دبا کر راعینا کہتے یعنی تو ہمارا چرواہا ہے اور یہ اُن کی محض شرارت تھی کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے بھی بکریاں چرائی ہیں ف۲ یعنی یہود ان کلمات کو اپنے کلام میں رلا ملا کر ایسے انداز سے کہتے کہ سننے والے اچھے ہی معنوں پر حمل کرتے اور بُرے معنوں کی طرف دھیان بھی نہ جاتا اور دل میں بُرے معنی مراد لیتے اور پھر دین میں یہ عیب لگاتے کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب ضرور معلوم کر لیتا سو اللہ تعالیٰ نے اُن کے فریب کو خوب کھول دیا ف۳ حق تعالیٰ یہود کے تین قول مذموم بیان فرما کر اب بطور ملامت و ہدایت ارشاد کرتے ہیں کہ اگر یہود عصینا کی جگہ اطعنا کہتے اور بجائے اسمع غیر مسمع کے صرف اسمع کہتے اور راعنا کے عوض انظرنا کہتے تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا اور یہ بات درست اور سیدھی ہوتی اور اُس بیہودگی اور شرارت کی گنجائش نہ ہوتی جو کلمات سابقہ سے یہود بُرے معنی اپنے دل میں مراد لیا کرتے تھے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو اُنکے کفر کے باعث اپنی رحمت اور ہدایت سے دور کر دیا اس لئے وہ مفید اور سیدھی باتوں کو نہیں سمجھتے اور ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے سے آدمی کہ وہ ان خباثتوں اور شرارتوں سے مجتنب رہے اور اسوجہ سے اللہ کی لعنت سے محفوظ رہے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور اُنکے ساتھی ف۴ آیات سابقہ میں یہود کی ضلالت اور مختلف قبائح کا ذکر فرما کر اب اُنکو بطور خطاب ایمان اور تصدیق قرآن کا حکم کیا جاتا ہے اور اُس کی مخالفت سے ڈرایا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اے اہل کتاب ایمان لاؤ قرآن پر جس کے احکام مصدق اور موافق ہیں توریت کے ایمان لاؤ اس سے پہلے کہ مٹا ڈالیں ہم تمہارے چہروں کے نشانات یعنی آنکھ ناک وغیرہ مطلب یہ کہ تمہاری صورتیں بدل دی جائیں پھر اُلٹ دیں تمہارے چہروں کو پیٹھ کی طرف یعنی چہرہ کو ملوس اور ہموار کر کے پیچھے کی طرف اور گُدّی کو آگے کی طرف کر دیں یا ہفتہ کے دن والوں کی طرح تم کو مسخ کر کے جانور بنا دیں اصحاب سبت کا قصہ سورۂ اعراف میں مذکور ہے ف۵ یعنی شرک کبھی نہیں بخشا جاتا بلکہ اُس کی سزا دائمی ہے البتہ شرک سے نیچے جو گناہ ہیں صغیرہ ہوں یا کبیرہ وہ سب قابل مغفرت ہیں اللہ تعالیٰ جس کی مغفرت چاہے اُسکے صغیرہ کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے کچھ عذاب دے کر یا بلا عذاب دیئے اشارہ اس کی طرف ہے کہ یہود چونکہ کفر اور شرک میں مبتلا ہیں وہ مغفرت کی توقع نہ رکھیں ف۶ یعنی یہود باوجود اس قدر خرابیوں کے پھر بھی اپنے آپ کو پاک و صاف اور مقدس کہتے ہیں حتیٰ کہ اپنے آپ کو ابناء اللہ اور احباء اللہ بتلاتے ہیں جو بالکل لغویات ہے بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اُس کو پاکیزہ اور مقدس کرتا ہے یہود کے کہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا اور ان جھوٹی تعلی کرنے والوں پر ادنیٰ سا ظلم بھی نہ ہوگا یعنی یہ لوگ اپنے عذاب بے نہایت میں گرفتار ہونگے اُن پر ناحق عذاب ہرگز نہ ہوگا فائدہ یہودی جو گوسالہ کو پوجتے تھے اور حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے انہوں نے جب آیت سابقہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ کو سُنا تو کہنے لگے کہ ہم مشرک نہیں بلکہ ہم تو خاص بندے اور پیغمبر زادے ہیں اور پیغمبری ہماری میراث ہے خدا تعالیٰ کو اُنکی یہ شیخی پسند نہ آئی اُس پر یہ آیت نازل فرمائی ف۷ یعنی کیسی تعجب کی بات ہے کہ اللہ پر کیسی جھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور باوجود ارتکاب کفر اور شرک کے اپنے آپ کو اللہ کا دوست کہتے ہیں اور اللہ کے نزدیک مقبول ہونے کے مدعی ہیں اور ایسی سخت تہمت صریح گنہگار ہونے کے لئے بالکل کافی ہے ✤

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی ہمیشہ سے اللہ نے ابراہیم کے گھر میں بزرگی دی ہو اب بھی اُسی کے گھر میں ہے پھر جو کوئی قبول نہ رکھے وہی بے انصاف ہے۔ ____ از شاہ عبدالقادر صاحب ؒ

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هٰٓؤُلَآءِ أَهْدٰى مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا

اور کہتے ہیں کافروں کو کہ انہوں نے زیادہ پائی ہے مسلمانوں سے

اور کہتے ہیں کافروں کو کہ یہ لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں مسلمانوں

سَبِيلًا ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۖ وَمَن يَلْعَنِ اللّٰهُ فَلَن

راہ وہی ہیں جن کو لعنت کی اللہ نے اور جس کو لعنت کرے اللہ پھر تو

سے ف۱ یہ وہی ہیں جن پر لعنت کی ہے اللہ نے اور جس پر لعنت کرے اللہ تو

تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۝ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ

نہ پاوے کوئی اُسکا مددگار آیا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو یہ نہ دیں گے

ہ پاوے گا تو اُسکا کوئی مددگار ف۲ کیا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو یہ نہ دیں گے

النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِن

لوگوں کو ایک تل برابر یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس پر جو دیا اُن کو اللہ نے اپنے

لوگوں کو ایک تل برابر ف۳ یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اُس پر جو دیا ہے اُن کو اللہ نے اپنے

فَضْلِهِ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ إِبْرٰهِيمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُم

فضل سے سو ہم نے تو دی ہے ابراہیم کے گھر میں کتاب اور علم اور اُنکو دی ہم نے

فضل سے سو ہم نے تو دی ہے ابراہیم کے خاندان میں کتاب اور علم اور اُنکو دی ہے ہم نے

مُّلْكًا عَظِيمًا ۝ فَمِنْهُم مَّنْ اٰمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن صَدَّ عَنْهُ ۚ

بڑی سلطنت پھر اُن میں کسی نے اُس کو مانا اور کوئی اُس سے اٹک رہا

بڑی سلطنت ف۴ پھر اُن میں سے کسی نے اُس کو مانا اور کوئی اُس سے ہٹا رہا

وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ

اور دوزخ بس ہے جلتی آگ ف۱ جو لوگ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اُن کو ہم ڈالیں گے

اور کافی ہے دوزخ کی بھڑکتی آگ ف۵ بیشک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اُن کو ہم ڈالیں گے

نَارًا ۖ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنٰهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا

آگ میں جس وقت پک جاوے گی کھال اُن کی بدل کر دیں گے اُنکو اور کھال چکھتے رہیں

آگ میں ف۶ جس وقت جل جائے گی کھال اُن کی تو ہم بدل دیویں گے اُنکو اور کھال تاکہ چکھتے رہیں

الْعَذَابَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَ

عذاب اللہ ہے زبردست حکمت والا اور جو لوگ یقین لائے اور

عذاب ف۷ بیشک اللہ ہے زبردست حکمت والا ف۸ اور جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ

کریں نیکیاں اُن کو ہم داخل کرینگے باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

کام کئے نیک البتہ اُن کو ہم داخل کرینگے باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّهُمْ فِيهَآ أَزْوٰجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَنُدْخِلُهُمْ

رہ پڑے وہاں ہمیشہ اُن کو وہاں عورتیں ہیں ستھری اور اُنکو ہم داخل کرینگے

رہا کریں اُن میں ہمیشہ اُن کے لئے وہاں عورتیں ہیں ستھری اور اُن کو ہم داخل کرینگے

ف۱ اس آیت میں بھی یہود کی شرارت اور خباثت کا اظہار ہے قصہ یہ ہے کہ یہود میں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت بڑھی تو مشرکین مکہ سے ملے اور اُن سے متفق ہوئے اور اُنکی خاطرداری کی ضرورت سے بتوں کی تعظیم کی اور کہا کہ تمہارا دین مسلمانوں کے دین سے بہتر ہے اور اس کی وجہ صرف حسد تھا اس پر کہ نبوت اور دین کی ریاست ہمارے سوا دوسروں کو کیوں مل گئی اس پر اللہ تعالیٰ اُن کو الزام دیتا ہے۔ اِن آیات میں اسی کا مذکور ہے ف۲ یعنی یہ لوگ جنہوں نے اہل کتاب ہو کر اغراض نفسانی کی وجہ سے بتوں کی تعظیم کی اور طریقہ کفر کو طریقہ اسلام سے افضل بتلایا ان پر اللہ کی لعنت ہو اور جس پر لعنت کرے اللہ اُسکا دنیا اور آخرت میں کوئی حامی اور مددگار نہیں ہو سکتا۔ سو اب اُنھوں نے اپنی اعانت کی طمع میں جو مشرکین مکہ سے موافقت کی بالکل لغو ہے چنانچہ دنیا میں یہود نے ازحد ذلتیں اُٹھائیں اور آخرت میں بھی عذاب میں مبتلا ہو گئے ف۳ یہود اپنے خیال میں جانتے تھے کہ پیغمبری اور دین کی سرداری ہماری میراث ہے اور ہمیں کو لائق ہے اس لئے عرب کے پیغمبر کی متابعت سے عار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آخر کو حکومت اور بادشاہت ہمیں کو پہنچ رہیگی برائے چندے اوروں کو بھی مل جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی مطلب آیت کا یہ ہے کہ کیا یہود کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں یعنی ہرگز نہیں اگر یہ حاکم ہو جائیں تو لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیں یعنی ایسے بخیل ہیں کہ بادشاہت میں فقیر کو تل برابر بھی نہ دیں ف۴ یعنی کیا یہود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب پر اللہ کے فضل و انعام کو دیکھ کر حسد میں مرے جاتے ہیں سو یہ تو بالکل اُن کی بیہودگی ہے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم کے گھرانے میں کتاب اور علم اور سلطنت عظیم عنایت کی ہے پھر یہود آپ کی نبوت اور عزت پر کیسے حسد اور انکار کرتے ہیں اب بھی تو ابراہیم ہی کے گھر میں ہے ف۵ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے میں خدا نے تعالیٰ نے ہمیشہ سے بزرگی دی ہے اور اب بھی اُسی کے گھرانے میں ہے سو جو کوئی بلا وجہ محض حسد سے اُسکو نہ ملنے اُس کے جلانے کے لئے دوزخ کی بھڑکتی آگ کافی ہے

ف۶ پہلی آیت میں مومن و کافر کا ذکر تھا اب مطلق مومن اور کافر کی جزا و سزا بطور قاعدہ کلیہ کے ذکر فرماتے ہیں تاکہ ایمان کی طرف پوری ترغیب اور کفر سے پوری ترہیب ہو جائے ف۷ یعنی کافروں کے عذاب میں نقصان اور کمی نہ آنے کی غرض سے اُنکی کھال کو جل جانے کے وقت دوسری کھال بدل دی جائے گی مطلب یہ ہوا کہ کافر ہمیشہ عذاب میں یکساں مبتلا رہیں گے ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ بیشک زبردست اور غالب ہے کافروں کو ایسی سزا دینے میں کوئی دقت اور دشواری نہیں اور حکمت والا ہے کافروں کو یہ سزا دینی عین حکمت کے موافق ہے ۞

الربع

الربع

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی امانت میں خیانت مت کرو اور چکوتی میں خاطر نہ کرو خواہ رشوت کے واسطے خواہ کسی کے واسطے یہ عادتیں یہود میں بہت تھیں اسی واسطے بعضے کچے مسلمان قضیہ چکانے کو حضرت پاس نہ آتے کہ یہ کسی کی خاطر نہ رکھیں گے اور یہود کے عالموں پاس جاتے کہ وہ خاطر کرینگے آگے مسلمانوں کو تقید فرمایا کہ جب تک ہر قضیے میں اور ہر حکم میں رسول ہی کی طرف رجوع نہ رکھو اور دل سے اُس کے حکم پر راضی نہ ہو جب تک تم کو ایمان نہیں۔ ف۲ اختیار والے بادشاہ اور قاضی اور جو کسی کام پر مقرر ہیں انکے حکم پر چلنا فرض ہے جب تک وہ خلاف خدا اور رسول حکم نہ کرے اگر صریح خلاف حکم کرے تو وہ حکم نہ ملیے پس اگر دو مسلمان جھگڑتے ہیں ایک نے کہا چل شرع میں رجوع کریں دوسرے نے کہا میں شرع نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کام نہیں وہ بے شک کافر ہوا ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ظِلًّا ظَلِيلًا ۝ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ

گھن کی چھاؤں میں — اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچاؤ امانتیں امانت

گھن کی چھاؤں میں ف۱ بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچادو امانتیں امانت

أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ

والوں کو اور جب چکوتی کرنے لگو لوگوں میں تو چکوتی کرو انصاف سے

والوں کو اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے ف۲

إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝

اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو اللہ ہے سنتا دیکھتا ف

اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بیشک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا ف۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور

الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ

اختیار والے ہیں تم میں سے پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو اللہ کی اور

حاکموں کا جو تم میں سے ہوں ف۴ پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اُس کو رجوع کرو طرف اللہ کے اور

الرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ

رسول کی طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ

رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ف۵ یہ بات

خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ

خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا ہے ف۲ تونے نہ دیکھے وہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ

اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اُس کا انجام ف۶ کیا تونے نہ دیکھا اُن کو جو دعوی کرتے ہیں کہ

ع ۵

آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن

یقین لائے ہیں جو اُترا تیری طرف اور جو اُترا تجھ سے پہلے چاہتے ہیں کہ

ایمان لائے ہیں اُس پر جو اُترا تیری طرف اور جو اُترا تجھ سے پہلے چاہتے ہیں کہ

يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ ۖ وَ

قضیہ لیجاویں شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہے اُن کو کہ اُس سے منکر ہو جاویں اور

قضیہ لیجاویں شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہے اُن کو کہ اُسکو نہ مانیں اور

يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ

چاہتا ہے شیطان کہ اُن کو بہکا کر دور لے ڈالے اور جو اُن کو کہیے

چاہتا ہے شیطان کہ اُن کو بہکا کر دور جا ڈالے ف۷ اور جب اُن کو

لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ

آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اُسنے اُتارا اور رسول کی طرف تو تو دیکھے منافقوں کو

کہے کہ آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اُس نے اُتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے تو منافقوں کو

ف۱ یعنی مومن ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور اُن کو عورتیں ایسی ملیں گی جو حیض اور دیگر آلائشوں سے پاک ہونگی اور اُن کو گہری چھاؤں میں داخل کرینگے جو آفتاب کی دھوپ سے بالکل محفوظ ہوگی ف۲ یہود میں عادت تھی کہ امانت میں خیانت کرتے اور فیصل خصومات میں رشوت وغیرہ کی وجہ سے کسی کی خاطر اور رعایت کرکے خلاف حق حکم دیتے اس لئے مسلمانوں کو ان دونوں باتوں سے اس آیت میں روکا گیا منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا تو عثمان بن طلحہ کلید بردار خانہ کعبہ نے کنجی دینے سے انکار کیا تو حضرت علی نے اُس سے چھین کر دروازہ کھول دیا۔ آپ فارغ ہو کر جب باہر تشریف لائے تو حضرت عباس نے آپ سے درخواست کی کہ یہ کنجی مجھ کو مل جائے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی اور کنجی عثمان بن طلحہ ہی کے حوالہ کی گئی ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ جو تم کو ادائے امانت اور عدل کے موافق حکم دینے کا حکم فرماتا ہے تمہارے لئے سراسر مفید ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری کھلی اور چھپی اور موجودہ اور آیندہ باتوں کو خوب جانتا ہے تو اب اگر تم کو کہیں ادائے امانت یا عدل مفید معلوم نہ ہو تو حکم الٰہی کے مقابلہ میں اُس کا اعتبار نہ ہوگا ف۴ پہلی آیت میں حکام کو عدل کا حکم فرما کر اب اوروں کو حکام کی متابعت کا حکم دیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام کی اطاعت جبھی واجب ہوگی جب وہ حق کی اطاعت کرینگے فائدہ حاکم اسلام بادشاہ یا اُس کا صوبہ دار یا قاضی یا سردار لشکر اور جو کوئی کسی کام پر مقرر ہو اُنکے حکم کا ماننا ضروری ہے جب تک کہ وہ خدا اور رسول کے خلاف حکم نہ دیں اگر خدا اور رسول کے حکم کے صریح خلاف کہے تو اُس حکم کو ہرگز نہ مانے ف۵ یعنی اور اگر تم میں اور اولوالامر میں باہم اختلاف ہو جائے کہ حاکم کا یہ حکم اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اُس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف رجوع کر کے طے کر لیا کرو کہ وہ حکم فی الحقیقت اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہے یا مخالف اور جو بات محقق ہو جائے اُسی کو بالاتفاق مسلم اور معمول بہ سمجھنا چاہئے اور اختلاف کو دور کر دینا چاہئے اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے کیونکہ جس کو اللہ اور قیامت پر ایمان ہوگا وہ ضرور اختلاف کی صورت میں اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کریگا اور اُن کے حکم کی مخالفت سے بچ کر ڈریگا جس سے معلوم ہو گیا کہ جو اللہ اور رسول کے حکم سے بھاگے گا وہ مسلمان نہیں اس لئے اگر دو مسلمان آپس میں جھگڑیں ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کریں دوسرے نے کہا میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھ کو شرع سے کام نہیں تو اُسکو بیشک کافر کہیں گے ف۶ یعنی اپنے تنازعات اور اختلافات کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرنا اور اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنی مفید ہے آپس میں جھگڑنے یا اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرنے سے اس رجوع کا انجام بہتر ہے ف۷ یہود فیصل خصومات میں رعایت و رشوت کے عادی تھے اس لئے جو لوگ جھوٹے اور منافق اور خائن ہوتے وہ اپنا معاملہ یہودیوں کے عالموں کے پاس لیجانا پسند کرتے کہ وہ خاطر کرینگے اور آپ کے پاس ایسے لوگ اپنا معاملہ لانا پسند نہ کرتے کہ آپ حق کی رعایت کرینگے اور کسی کی اصلا رعایت نہ کرینگے سو مدینے میں ایک یہودی اور ایک منافق کہ ظاہر میں مسلمان تھا کسی امر میں دونوں جھگڑ پڑے یہودی جو سچا تھا اُس نے کہا کہ چل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور منافق جو جھوٹا تھا اُس نے کہا کہ چل کعب بن اشرف کے پاس جو یہودیوں میں عالم اور سردار تھا آخر وہ دونوں آپؐ کی خدمت میں جھگڑا لیکر آئے تو آپؐ نے یہودی کا حق ثابت فرمایا منافق جو باہر نکلا تو کہنے لگا کہ اچھا حضرت عمرؓ کے پاس چلو وہ جو فیصلہ کر دیں وہی منظور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا غالباً یہ سمجھا ہوگا کہ میں مدعی اسلام ہوں اس لئے یہودی کے مقابلہ میں میری رعایت کرینگے اور حضرت عمرؓ آپؐ کے حکم سے مدینہ میں جھگڑے فیصل کیا کرتے تھے چنانچہ وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے جب حضرت عمرؓ نے یہ جھگڑا سنا اور یہودی کے بیان سے انکو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ قضیہ آپ کی خدمت میں جا چکا ہے اور آپ اس معاملہ میں یہودی کو سچا اور غالب کر چکے ہیں تو حضرت عمرؓ نے اس منافق کو قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو کوئی ایسے قاضی کے فیصلہ کو نہ مانے اُسکا فیصلہ یہی ہے پھر اُسکے وارث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضرت عمرؓ پر قتل کا دعویٰ کیا اور قسمیں کھانے لگے کہ حضرت عمرؓ کے پاس تو صرف اس وجہ سے گئے تھے کہ شاید وہ اس معاملہ میں باہم صلح کرا دیں یہ وجہ نہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے انکار تھا اُس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ ان آیات میں اصل حقیقت ظاہر فرما دی گئی اور حضرت عمرؓ کا لقب فاروق فرمایا +

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ مدینے میں ایک یہودی اور ایک منافق ظاہر میں مسلمان تھا جھگڑنے لگے یہودی نے کہا چل محمد پاس صلی اللہ علیہ وسلم منافق نے کہا کہ چل کعب بن اشرف پاس وہ یہودیوں کا سردار تھا آخر حضرت پاس آئے حضرت نے یہودی کا حق ثابت کیا۔ منافق نے باہر نکل کر کہا کہ چلو عمرؓ کے پاس وہ حضرت کے حکم سے مدینے میں قاضی تھے۔ منافق نے جانا کہ حمیت اسلام کرینگے۔ جب گئے اُن کے آگے یہودی نے کہہ دیا کہ حضرت پاس ہم جا چکے ہیں وہ مجکو سچا کر چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے منافق کی گردن ماری اس کے وارث حضرت پاس خون کا دعویٰ کرکے آئے۔ اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم گئے تھے اس لئے کہ شاید صلح کروا دیں۔ تب یہ آیتیں اتریں اور ان کا نام فاروق فرمایا۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ

بند ہو رہتے ہیں تیری طرف سے الگ کر پھر وہ کیسا کہ جب اُن کو پہنچے مصیبت

کرکتے ہیں تجھ سے رُک کر ف۱ پھر کیا ہو کہ جب اُن کو پہنچے مصیبت

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ

اپنے ہاتھوں کے کیئے سے پیچھے آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی

اپنے ہاتھوں کے کیئے ہوئے سے پھر آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی

اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ

مگر بھلائی اور ملاپ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو

مگر بھلائی اور ملاپ ف۲ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو اُن

قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا ۢ

اُن کے دل میں ہے سو تو اُن سے تغافل کر اور اُنکو نصیحت کر اور اُن سے کہہ اُن کے حق میں بات

کے دل میں ہے سو تو اُن سے تغافل کر اور اُنکو نصیحت کر اور اُن سے کہہ اُن کے حق میں بات

بَلِيْغًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ

کام کی اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اُس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے اور

کام کی ف۳ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اُس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے اور

لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ

ان لوگوں نے جس وقت اپنا بُرا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور

اگر وہ لوگ جس وقت اُنہوں نے اپنا بُرا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی چاہتے اور

اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ فَلَا وَ

بخشواتا اُن کو رسول اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان سو قسم ہے

رسول بھی اُن کو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان ف۴ سو قسم ہے

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا

تیرے رب کی اُن کو ایمان نہ ہوگا جبتک تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اُٹھے آپس میں پھر نہ پاویں

تیرے رب کی وہ مومن نہ ہونگے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اُس جھگڑے میں جو اُن میں اُٹھے پھر نہ پاویں

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ وَلَوْ اَنَّا

اپنے جی میں خفگی تیری چکوتی سے اور قبول رکھیں مان کر اور اگر ہم

اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے ف۵ اور اگر ہم

كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ

اُن پر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر

اُن پر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر

مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ

تو کوئی نہ کرتے مگر تھوڑے اُن میں سے اور اگر یہ ہی کریں جو اُن کو نصیحت ہوتی ہے

تو ایسا نہ کرتے مگر تھوڑے اُن میں سے اور اگر یہ لوگ کریں وہ جو اُنکو نصیحت کی جاتی ہے

ف۱ یعنی جب کسی جھگڑے میں منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو حکم نازل فرمایا ہے اُس کی طرف آؤ اور اُس کے رسول کے روبرو اپنے جھگڑے کو لاؤ تو ظاہر میں چونکہ مدعی اسلام ہیں اس لئے صاف طور پر تو انکار کر نہیں سکتے مگر آپ کے پاس آنے سے اور حکم الٰہی پر چلنے سے بچتے ہیں اور رُکتے ہیں کہ کسی ترکیب سے جان بچ جائے اور رسول کو چھوڑ کر جہاں ہمارا جی چاہے اپنا جھگڑا لیجائیں۔ ف۲ یعنی یہ تو سب کچھ ہوا مگر یہ منافق لوگ اُس وقت کیا کرینگے جس وقت پہنچنے لگے اُن کو عذاب اُن کے کرتوت کا یعنی فیصل خصومات میں آپ کے پاس آنے سے جو رُکتے اور بچتے ہیں جب اُس کا عذاب اُن پر آنے لگے تو پھر یہ منافق اُس وقت کیا کر سکتے ہیں اس کے سوا کہ آئیں رسول کی خدمت میں قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہم تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں صرف اس وجہ سے گئے تھے کہ شاید وہ باہم صلح اور ملاپ کرا دیں رسول کے ارشاد سے اعراض کرنا اور جان بچانا ہرگز ہم کو منظور نہ تھا۔
ف۳ اس آیت میں حق تعالیٰ نے اُن کی قسم اور اُن کی معذرت سابقہ کی تکذیب فرمائی کہ منافقین جو کچھ زبانی باتیں بنائیں بنلانے دو اللہ تعالیٰ کو اُن کے دل کی باتیں خوب معلوم ہیں یعنی اُن کے نفاق اور اُن کے جھوٹ کو خوب جانتا ہے سو آپ بھی حلم خداوندی پر بس کرکے منافقوں کی بات سے تغافل کیجئے اور اُن کی بات کی پروا نہ کیجئے مگر اُنکو نصیحت کرنے اور کام کی باتیں جتانے میں ہرگز کوتاہی نہ فرمائیں اور اُن کی ہدایت سے مایوس نہ ہوجیے۔ ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ جس رسول کو اپنے بندوں کی طرف بھیجتا ہے سو اسی غرض کے لیئے بھیجتا ہے کہ اللہ کے حکم کے موافق بندے اُن کے کہنے کو مانیں تو اب ضرور تھا کہ یہ لوگ رسول کے ارشاد کو بلا تامل پہلے ہی سے دل و جان سے تسلیم کرتے اور اگر گناہ اور بُرا کرنے کے بعد بھی متنبہ ہوجاتے اور اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی اُن کی معافی کی دعا کرتا تو پھر بھی حق تعالیٰ اُن کی توبہ قبول فرما لیتا مگر اُنہوں نے تو یہ غضب کیا کہ اوّل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جو بعینہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا بچے اور بچے پھر جب اس کا وبال اُن پر پڑا تو اب بھی متنبہ اور تائب نہ ہوئے بلکہ لگے جھوٹی قسمیں کھانے اور تاویلیں گھڑنے پھر ایسوں کی مغفرت ہو تو کیونکر ہو ف۵ یعنی منافق لوگ کس بیہودہ خیال میں ہیں اور کیسے بیہودہ حیلوں سے کام نکالنا چاہتے ہیں اُن کو خوب سمجھ لینا چاہئے ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ تم کو اے رسول اپنے تمام چھوٹے بڑے مالی جانی نزاعات میں منصف اور حاکم نہ جان لیں گے کہ تمہارے فیصلہ اور حکم سے اُن کے جی میں کچھ تنگی اور ناخوشی نہ آنے پائے اور تمہارے ہر ایک حکم کو خوشی کے ساتھ دل سے قبول نہ کرلیں گے اُس وقت تک ہرگز اُنکو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا اب جو کرنا ہو سوچ سمجھ کر کریں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی مالک کے حکم میں تو جان تک دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ اگر اللہ ویسے حکم فرماتا تو یہ منافق کب کر سکتے یہ حکم تو نصیحت کے ہیں انہیں پر چلیں تو نفاق جاتا رہے اور مومن ہو جاویں کیا یہ غنیمت نہیں سمجھتے۔ ف۲ نبی وہ
ہیں جنکو اللہ کی طرف سے وحی آوے یعنی فرشتہ ظاہر میں پیغام کہہ جاوے اور صدیق وہ کہ جو وحی میں آوے اُنکا جی آپ ہی اُس پر گواہی دے اور شہید وہ جنکو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ اُس پر جان دیتے ہیں اور نیکبخت وہ جن کی طبیعت
نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہیں لیکن حکم برداری میں لگے جاتے ہیں اللہ اُن کو بھی اُن کے ساتھ گنے گا۔ ف۳ آگے سو ذکر ہے جہاد کا ف۴ یعنی لڑائی میں اپنا بچاؤ کرنا زرہ سپر باندھ کر تدبیروں سے منع نہیں ف۵ یعنی ایسا شخص
منافق ہے کہ خدا کے حکم پر نہیں دوڑتا بلکہ دنیا کا نفع تکتا ہے اگر لوگوں کو اس کام میں تکلیف پہنچی تو اپنے الگ رہنے پر ریجھتا ہے اور اگر لوگوں کو فائدہ پہنچا تو پچھتاتا ہے اور دشمنوں کی طرح حسد کرتا ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ
تو اُن کے حق میں بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہوں دین میں ف۱ اور ایسے میں ہم دیں اُن کو
تو البتہ اُنکے حق میں بہتر ہو اور زیادہ ثابت رکھنے والا ہو دین میں اور اُس وقت البتہ دیں ہم اُن کو اپنے
لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَ
اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلاویں اُن کو سیدھی راہ اور
پاس سے بڑا ثواب اور چلاویں اُن کو سیدھی راہ ف۲ اور
مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
جو لوگ چلتے ہیں حکم میں اللہ کے اور رسول کے سو وہ اُن کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے نوازا
جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اُسکے رسول کا سو وہ اُن کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ
نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت
کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ
اور خوب ہے اُنکی رفاقت ف۱ یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بس ہے
اور اچھی ہے اُن کی رفاقت ف۳ یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کافی ہے
عَلِيْمًا ۝ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ ع ۹ ۱۱ ۶
خبر رکھنے والا ف۳ اے ایمان والو کرلو اپنی خبرداری پھر کوچ کرو جدی جدی فوج
جاننے والا ف۳ اے ایمان والو لے لو اپنے ہتھیار پھر نکلو جدی جدی فوج ہو کر
اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ
یا سب اکٹھے ف۴ اور تم میں کوئی ایسا ہے کہ البتہ دیر لگاوے پھر اگر تم کو
یا سب اکٹھے ف۴ اور تم میں بعضا ایسا ہے کہ البتہ دیر لگا دے گا ف۵ پھر اگر تم کو کوئی مصیبت
مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝
مصیبت پہنچی کہے گا اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں نہ ہوا اُن کے ساتھ
پہنچے تو کہے اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں نہ ہوا اُن کے ساتھ ف۶
وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ
اور اگر تم کو پہنچا فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگا کہ گویا نہ تھی تم میں
اور اگر تم کو پہنچا فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگیگا کہ گویا نہ تھی تم میں
وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝
اور اسمیں کچھ دوستی اے کاش کے میں ہوتا اُنکے ساتھ تو بڑی مراد پاتا ف۶
اور اُس میں کچھ دوستی اے کاشکہ میں ہوتا اُنکے ساتھ تو پاتا بڑی مراد ف۷
فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
سو چاہیے لڑیں اللہ کی راہ میں جو لوگ بیچتے ہیں دنیا کی زندگی
سو چاہیے لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں دنیا کی زندگی

ف۱ یعنی سب کی جانوں کا مالک چونکہ خدا تعالیٰ ہے اس لئے اُسکے حکم میں تو کسی کو جان سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیئے سو اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو کہیں اپنی جانوں کے ہلاک کر ڈالنے اور جلاوطن ہو جانے کا حکم فرما دیتا جیسے کہ بنی اسرائیل پر حکم کر دیا تھا تو بجا نہ لاتے اُس حکم کو مگر گنے چنے صرف سچے اور پکے ایمان والے یہ منافق ایسے حکم پر کیسے عمل کر سکتے تھے اب اُنکو سمجھنا چاہیئے کہ اُنکو ہم نے جو حکم دے رکھے ہیں وہ محض اُنکی نصیحت اور خیر خواہی کے ہیں نہ جان کی ہلاکت کا حکم دیا گیا نہ جلاوطن ہونیکا اگر انہی آسان اور سہل حکموں پر چلیں تو نفاق بالکل جاتا رہے اور خالص مسلمان ہو جائیں مگر افسوس سمجھتے نہیں اور حالت موجودہ کو غنیمت نہیں سمجھتے کہ ذرا سی بات میں دین اور دنیا دونوں درست ہوئے جاتے ہیں ف۲ نبی وہ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے وحی آئے یعنی فرشتہ ظاہر میں آکر پیغام کہہ جائے اور صدیق وہ کہ جو پیغام اور احکام خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کو آئے اُنکا جی آپ ہی اُس پر گواہی دے اور بلا دلیل اُس کی تصدیق کرے اور شہید وہ کہ پیغمبروں کے حکم پر جان دینے کو حاضر ہیں اور صالح اور نیکبخت وہ کہ جنکی طبیعت نیکی ہی پر پیدا ہوئی ہو اور بُری باتوں سے اپنے نفس اور بدن کی اصلاح اور صفائی کر چکے ہیں مطلب یہ ہو کہ یہ چار قسمیں مذکورہ جو اُمت کے باقی افراد سے افضل ہیں ان کے ماسوا جو مسلمان ہیں اور درجہ میں اُنکے برابر نہیں لیکن اللہ اور رسول کی فرمانبرداری میں مشغول ہیں وہ لوگ بھی انہی کی شمار اور ذیل میں لیے جائیں گے اور ان حضرات کی رفاقت بہت ہی خوبی اور فضیلت کی بات ہے اسکو کوئی حقیر نہ سمجھے فائدہ اس آیت میں اشارہ ہو گیا کہ منافقین جنکا ذکر پہلے سے ہو رہا ہے وہ اس رفاقت اور معیت سے محروم ہیں ف۳ یعنی اللہ اور رسول کے حکم ماننے والوں کو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی رفاقت میسر آنی اللہ کا بڑا انعام اور اُسکا محض فضل ہے اُن کی اطاعت کا معاوضہ نہیں جس سے منافقین بالکل محروم ہیں اور اللہ کافی ہے جاننے والا اور خبر رکھنے والا وہ ہر ایک مخلص اور منافق اور ہر مطیع کی طاعت اور اُسکے استحقاق اصلی اور مقدار فضل کو بالتفصیل جانتا ہے تو اب کسی کو ان امور کی تفاصیل کی وجہ سے وعدہ الٰہی کے پورا ہونے میں خلجان نہ پیدا نہ ہو ف۴ یہاں سے جہاد کا ذکر ہے اس سے پہلی آیت میں یہ ذکر تھا کہ جو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کریگا اُسکو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی رفاقت انعام میں ملیگی اور احکام خداوندی میں حکم جہاد چونکہ شاق اور دشوار ہے خصوصاً منافقین پر جنکا ذکر اوپر سے آ رہا ہے اس لئے جہاد کا حکم فرمایا کہ ہر کوئی حضرات انبیاء، صدیقین وغیرہم کی رفاقت اور معیت کی اُمید نہ کرنے لگے منقول ہے کہ شروع اسلام میں بہت سے ضعیف الاسلام بھی دعوت اسلامی کو قبول کر چکے تھے پھر جب جہاد فرض ہو گیا تو بعض متزلزل ہو گئے اور بعض کفار کے ہمزبان ہو کر آپ کی مخالفت کرنے لگے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی مطلب یہ ہو کہ اے مسلمانو منافقوں کی کیفیت تو تم کو پہلے سے معلوم ہو چکی اب ضروری یہ ہے کہ تم اپنا ہر طرح سے بچاؤ اور اپنی خبرداری اور احتیاط کرو ہتھیاروں سے ہو یا تدبیر و عقل سے ہو یا سامان سے اور دشمنوں کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے گھر سے باہر نکلو متفرق طور پر یا سب اکٹھے ہو کر جیسا موقع ہو ف۵ یعنی اے مسلمانو تمہاری جماعت میں بعضے ایسے بھی گھسے ہوئے ہیں کہ جہاد کو جانے میں دیر لگاتے ہیں اور رکتے ہیں اور حکم خداوندی کی تعمیل نہیں کرتے بلکہ نفع دنیوی کو تکتے رہتے ہیں اور اس سے مراد منافق ہیں جیسے عبداللہ بن ابی اور اُس کے ساتھی کہ یہ لوگ گو ظاہر میں اسلام قبول کر چکے تھے مگر اُن کو سب باتوں سے مقصود صرف دنیا کا نفع تھا حق تعالیٰ کی فرمانبرداری سے کوئی غرض اُن کو نہ تھی ف۶ پہلے گذر چکا کہ منافق لوگ نکلنے میں دیر لگاتے ہیں اور جہاد میں جانے والوں کی حالت کو تکتے رہتے ہیں کہ کیا گذری اب فرماتے ہیں کہ جانے کے بعد اگر مسلمانوں کو جہاد میں کوئی صدمہ پہنچ گیا مثلاً مقتول ہو گئے یا شکست پیش آگئی تو منافق بہت خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کا بڑا فضل ہوا کہ ہم لڑائی میں اُن کے ساتھ نہ تھے ورنہ ہماری بھی خیر نہ تھی الحمدللہ خوب بچے ف۷ یعنی اور اگر مسلمانوں پر اللہ کا فضل ہو گیا مثلاً فتح ہو گئی یا مال غنیمت بہت سا ہاتھ آگیا تو منافق سخت پچھتاتے ہیں اور دشمنوں کی طرح غلبہ حسد سے کہتے ہیں ہائے افسوس میں جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ ہوتا تو مجھ کو بھی بڑی کامیابی نصیب ہوتی یعنی لوٹ کا مال ہاتھ آتا یعنی منافقوں کو فقط اپنی محرومی پر افسوس نہیں ہوتا بلکہ اپنی محرومی سے زیادہ مسلمانوں کی کامیابی پر حسد اور قلق ہوتا ہے +

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ دنیا کی زندگی پر نظر نہ رکھیں، آخرت چاہیں اور سمجھیں کہ اللہ کے حکم میں ہر طرح نفع ہے۔ ف۲ یعنی دو واسطے لڑائی تم کو ضرور ہے۔ ایک تو اللہ کا دین بلند کرنے کو دوسرے مظلوم مسلمان جو کافروں کے ہاتھ میں پھنس پڑے ہیں اُن کے خلاص کرنے کو شہر مکے میں ایسے لوگ بہت تھے کہ حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور اُن کے اقربا اُن پر ظلم کرنے لگے۔ کہ مسلمان سے پھر کافر کریں۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ
آخرت پر اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہووے سو
آخرت کے بدلے اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں پھر مارا جاوے یا غالب ہووے تو

نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ہم دیں گے اُسکو بڑا ثواب ف۱ اور تم کو کیا ہے کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں
ہم دیں گے اُس کو بڑا ثواب ف۱ اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ
اور واسطے اُن کے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور لڑکے جو
اور اُن کے واسطے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ
کہتے ہیں اے رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہیں اس کے لوگ اور
کہتے ہیں اے رب ہمارے نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور

اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ○
پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار ف۲
کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار ف۲

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ
وہ جو ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور وہ جو منکر ہیں سو لڑتے ہیں
جو لوگ ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں سو لڑتے ہیں

فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ
مفسدوں کی راہ میں سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے بے شک فریب شیطان کا
شیطان کی راہ میں سو لڑو تم شیطان کے حمایتیوں سے بیشک فریب شیطان کا

كَانَ ضَعِيْفًا ۧ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ
سست ہے تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جن کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ بند رکھو اور
سست ہے ف۳ کیا تو نے نہ دیکھا اُن لوگوں کو جن کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ تھامے رکھو اور

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا
قائم کرو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر جب حکم ہوا اُن پر لڑائی کا اُسی وقت
قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ ف۴ پھر جب حکم ہوا اُن پر لڑائی کا اُسی وقت

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ
ایک جماعت ان میں ڈرنے لگی لوگوں سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اُس سے زیادہ ڈر
اُن میں ایک جماعت ڈرنے لگی لوگوں سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اس سے بھی زیادہ ڈر

وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ
اور کہنے لگے اے رب ہمارے کیوں فرض کی ہم پر لڑائی کیوں نہ جینے دیا ہم کو تھوڑی سی
اور کہنے لگے اے رب ہمارے کیوں فرض کی ہم پر لڑائی کیوں نہ چھوڑے رکھا ہم کو تھوڑی مدت

ف۱ یعنی اگر منافق لوگ جہاد سے رک کر رہیں تو رکیں اور اپنے نشیب و فراز دنیوی کو تکتے رہیں مگر جو لوگ کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا پر لات مار چکے ہیں اُن کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں بے تامل لڑیں اور دنیا کی زندگی اور اُس کے مال و دولت پر نظر نہ رکھیں اور سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حکم برداری میں ہر طرح نفع ہے خواہ غالب ہوں یا مغلوب مال ملے یا نہ ملے ف۲ یعنی دو وجہ سے تم کو کافروں سے لڑنا ضروری ہے ایک تو اللہ کے دین کو بلند اور غالب کرنے کی غرض سے دوسرے جو لوگ مظلوم مسلمان کافروں کے ہاتھ میں پھنس پڑے ہیں اُن کو چھڑانے اور خلاصی دینے کی وجہ سے مکہ میں بہت لوگ تھے کہ حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور اُن کے اقربا اُنکو ستانے لگے کہ پھر کافر ہو جائیں سو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ تم کو دو وجہ سے کافروں سے لڑتا ضرور ہے تاکہ اللہ کا دین بلند ہو اور مسلمان جو کہ مظلوم اور کمزور ہیں کفار مکہ کے ظلم سے نجات پائیں ف۳ یعنی جب یہ بات ظاہر ہے کہ مسلمان اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر لوگ شیطان کی راہ میں سو پھر تو مسلمانوں کو شیطان کے دوستوں یعنی کافروں کے ساتھ لڑنا بلا تامل ضروری ہوا اللہ تعالیٰ اُن کا مددگار ہے کسی قسم کا تردد نہ چاہیے اور سمجھ لو کہ شیطان کا حیلہ اور فریب کمزور ہے مسلمانوں پر نہ چل سکیگا۔ اس سے مقصود مسلمانوں کو جہاد پر ترغیب دلانا اور ہمت بندھانا ہے جس کا ذکر آیات آیندہ میں بالتصریح آتا ہے ف۴ مکہ میں ہجرت کرنے سے پہلے کافر مسلمانوں کو بہت ستاتے تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کرتے اور رخصت مانگتے کہ ہم کفار سے مقاتلہ کریں اور اُن سے ظلم کا بدلہ لیں آپ مسلمانوں کو لڑائی سے روکتے کہ مجھ کو مقاتلہ کا حکم نہیں ہوا بلکہ صبر اور درگذر کرنے کا حکم ہے اور فرماتے کہ نماز اور زکوٰۃ کا جو حکم تم کو ہو چکا ہے اُسکو برابر کیے جاؤ کیونکہ جب تک آدمی اطاعت خداوندی میں اپنے نفس پر جہاد کرنے کا اور تکالیف جسمانی کا خوگرفتہ ہو اور اپنے مال خرچ کرنے کا عادی نہ ہو تو اُس کو جہاد کرنا اور اپنی جان کا دینا بہت دشوار ہے اس بات کو مسلمانوں نے قبول کر لیا تھا۔

ع ۱۰ ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جنگ مسلمان کے ہیں تھے اور کافر ایذا دیتے تو اللہ تعالیٰ اُن کو لڑنے سے تھامتا تھا اور صبر کا حکم فرماتا تھا۔ اب جو حکم لڑائی کا آیا تو چاہیے کہ ہماری مراد ملی لیکن بعضے کچے مسلمان کنارہ کرتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے برابر آدمیوں سے خطرہ کرتے ہیں ف۲ یہ منافقوں کا ذکر ہے کہ اگر تدبیر جنگ درست آئی اور فتح و غنیمت ملی تو کہیں اللہ کی طرف سے ہوئی یعنی اتفاقاً بن گئی۔ حضرت کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے تھے اور اگر بگڑ گئی تو الزام رکھتے حضرت کی تدبیر پر۔ اللہ صاحب نے فرمایا کہ سب اللہ کی طرف سے ہے یعنی پیغمبر کی تدبیر اللہ کا الہام ہے۔ غلط نہیں اور بگڑی کو بگڑا نہ بوجھو یہ اللہ تم کو سدھاتا ہے تمہاری تقصیر پر۔ اگلی آیت میں کھول کر فرمایا ف۳ بندہ کو چاہیے نیکی کو اللہ کا فضل سمجھے اور تکلیف اپنی تقصیر سے اور رسول پر الزام نہ رکھے تقصیروں سے اللہ واقف ہے اور وہی جزا دیتا ہے۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ

عمر تو کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگار کو

تک ف۱ کہہ دے کہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے پرہیزگار کو

وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ

اور تمہارا حق نہ رہے گا ایک تاگا ف جہاں تم ہوگے موت تم کو آپکڑیگی اگرچہ تم ہو

اور تمہارا حق نہ رہیگا ایک تاگے برابر ف۲ جہاں کہیں تم ہوگے موت تم کو آ پکڑے گی اگرچہ تم ہو

فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ

مضبوط برجوں میں اور اگر پہنچے ان لوگوں کو کچھ بھلائی کہیں یہ اللہ کی

مضبوط قلعوں میں ف۳ اور اگر پہنچے لوگوں کو کچھ بھلائی تو کہیں یہ اللہ کی طرف

اللَّهِ ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ

طرف سے ہو اور اگر انکو پہنچے کچھ برائی کہیں یہ تیری طرف سے ہے تو کہہ سب

سے ہے اور اگر انکو پہنچے کچھ برائی تو کہیں یہ تیری طرف سے ہے ف۴ کہہ دے کہ سب

مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝

اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے اُن لوگوں کا لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات ف

اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے اُن لوگوں کا ہرگز نہیں لگتے کہ سمجھیں کوئی بات ف۵

مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن

جو تجھ کو بھلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سے ہو اور جو تجھکو برائی پہنچے سو تیرے

جو پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی سو اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھکو برائی پہنچے سو تیرے

نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ مَّن يُطِعِ

نفس کی طرف سے اور ہم نے تجھ کو بھیجا پیغام پہنچانے کو اور اللہ بس ہے سامنے دیکھتا ف۳ جن نے حکم مانا

نفس کی طرف سے ہے ف۶ اور ہم نے تجھ کو بھیجا پیغام پہنچانیوالا لوگوں کو اور اللہ کافی ہے سامنے دیکھنے والا ف۷ جس نے حکم مانا

الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝

رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا اور جو اُلٹا پھرا تو ہم نے نہیں بھیجا اُن پر نگہبان

رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا اور جو اُلٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا اُن پر نگہبان ف۸

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِندِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ

اور کہتے ہیں کہ قبول کیا پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے مشورہ کرتے ہیں بعضے اُن میں رات کو

اور کہتے ہیں کہ قبول ہے پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے تو مشورہ کرتے ہیں بعضے بعضے اُن میں سے رات کو

غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۖ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ

سوا تیری بات کے اور اللہ لکھتا ہے جو ٹھہراتے ہیں سو تو تغافل کر اُن سے اور

اُس کے خلاف جو تجھ سے کہہ چکے تھے اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورہ کرتے ہیں سو تو تغافل کر اُن سے اور

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ

بھروسا کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا کیا غور نہیں کرتے قرآن میں

بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ کافی ہے کارساز ف۹ کیا غور نہیں کرتے قرآن میں

ف۱ یعنی ہجرت کرنے کے بعد جب مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کا حکم ہوا تو اُن کو تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ ہماری درخواست قبول ہوئی اور مراد ملی مگر بعضے کچے مسلمان کافروں کے مقابلہ سے ایسے ڈرنے لگے جیسا کہ اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے یا اس سے بھی زیادہ اور آرزو کرنے لگے کہ تھوڑی مدت اور بھی قتال کا حکم نہ آتا اور ہم زندہ رہتے تو خوب ہوتا ف۲ یعنی جو کہ حیات اور منافع دنیوی کی رغبت کے باعث اُن لوگوں کو حکم جہاد بھاری معلوم ہوا تو اس لئے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن سے کہہ دو کہ دنیا کے تمام منافع حقیر اور سریع الزوال ہیں اور ثواب آخرت کا بہتر ہے اُنکے لئے جو اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں سو تمکو چاہیے کہ منافع دنیا کا لحاظ نہ کرو اور حق تعالیٰ کی فرمانبرداری میں کوتاہی نہ کرو اور جہاد کرنے سے نہ ڈرو اور اطمینان رکھو کہ تمہاری محنت اور جانفشانی کا ثواب ادنیٰ سا بھی ضائع نہ ہوگا سو تمکو ہمت اور شوق کے ساتھ جہاد میں مصروف ہونا چاہیے ف۳ یعنی کیسے ہی مضبوط اور محفوظ اور مامون مکان میں رہو مگر موت تم کو کسی طرح نہ چھوڑے گی کیونکہ موت ہر ایک کے واسطے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے اپنے وقت پر ضرور آئے گی کہیں ہو سو اگر جہاد میں نہ جاؤ گے تو بھی موت سے ہرگز نہیں بچ سکتے تو اب جہاد سے گھبرانا اور موت سے ڈرنا اور کافروں کے مقابلہ سے خوف کرنا بالکل نادانی اور اسلام میں کچے ہونے کی بات ہے ف۴ یعنی اُن منافقین کا اور عجیب حال سنو اگر تدبیر لڑائی کی درست آئی اور فتح ہوئی اور غنیمت کا مال ہاتھ آگیا تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے یعنی اتفاقی بات ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے اور اگر تدبیر بگڑ جاتی اور ہزیمت و نقصان پیش آجاتا تو الزام رکھتے آپ کی تدبیر پر ف۵ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دیدو کہ بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہے سب باتوں کا موجد اور خالق اللہ تعالیٰ ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تدبیر بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اللہ ہی کا الہام ہے۔ تمہارا الزام رکھنا نبی پر غلط اور سراسر کم فہمی ہو اور بگڑی کو بگڑا نہ سمجھو یہ اللہ کی حکمت ہے وہ تم کو سدھاتا ہے اور آزماتا ہے تمہارے قصوروں پر یہ جواب اجمالی ہوا منافقین کے الزام کا اگلی آیت میں اس کی تفصیل آتی ہے ف۶ یعنی اصل بات یہ ہے کہ جملہ بھلائی اور برائی کا موجد ہر چند اللہ ہے مگر بندہ کو چاہیے کہ نیکی اور بھلائی کو حق تعالیٰ کا فضل اور احسان سمجھے اور سختی اور برائی کو اپنے اعمال کی شامت جانے اُسکا الزام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ رکھے پیغمبر ان امور کیلئے نہ موجد ہے نہ سبب بلکہ موجد یعنی ان باتوں کا پیدا کرنیوالا تو اللہ ہے اور سبب تمہارے عمل ف۷ حق تعالیٰ رسول سے منافقوں کے الزام کو دور فرما کر ارشاد کرتا ہے کہ ہم نے تمکو تمام لوگوں کے لئے رسول کر کے بھیجا اور ہم کو سب کچھ معلوم ہے ہم سب کے اعمال کا بدلہ دے لیں گے تم کسی سے کچھ ہو وہ انکار و الزام کی پروا نہ کرو اپنا کار رسالت کئے جاؤ ف۸ آپ کی رسالت کو محقق فرما کر اب خدا تعالیٰ آپ کے متعلق یہ حکم سناتا ہے کہ جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کریگا وہ بیشک ہمارا تابعدار ہے اور جو اس سے روگردانی کریگا تو ہم نے تجھ کو اے رسول اُن لوگوں پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا کہ اُن کو گناہ نہ کرنے دے ہم اُن کو دیکھ لیں گے تیرا کام صرف پیغام پہنچانا ہے آگے ثواب یا عقاب یہ ہمارا کام ہے ف۹ ان منافقین کی اور مکاری سنو آپ کے روبرو آکر تو کہہ جاتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا حکم تیرا اور باہر جا کر مشورہ کرتے ہیں آپکے خلاف یعنی تیری نافرمانی اور مخالفت کا مشورہ کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں اُنکے سب مشورے لکھے جاتے ہیں اُنکو سزا دینے کے لئے سو اے نبی اُن سے تغافل کر اور کسی بات کی پرواہ مت کر اور اپنے سب کام اللہ کے حوالے کر دے وہ تیرے لئے کافی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی مخلوق ہر حال میں اس حال کے موافق ہوتا ہے غصے میں مہربانی والوں کی طرف دھیان نہیں رکھتا اور مہربانی میں غصے والوں کی طرف دنیا کے بیان میں آخرت یاد نہ آوے اور آخرت کے بیان میں دنیا بے پروائی میں عنایت کا ذکر نہیں اور عنایت میں بے پروائی کا تو اس حال کا کلام سننے دوسرے حال سے مخالف نظر آوے اور قرآن شریف جو خالق کا کلام ہے یہاں ہر چیز کے بیان میں دونوں جانب بھی نظر ہوتی ہے غور کرنے سے معلوم ہو کہ ہر چیز کا بیان ہر مقام میں ایک دار ہے بیان منافقوں کا مذکور تھا اس میں بھی ہر بات پر الزام اسی قدر ہے جتنا چاہئے اور جماعت میں سے انہیں پر الزام ہے جو لائق الزام ہیں اسی واسطے فرمایا کہ بعضے ان میں سے یوں کرتے ہیں۔ ف۲ یعنی کہیں سے کچھ خبر آوے تو اول پہنچاویں سردار تک اور اسکے نائبوں تک جب وہ صحیح کر لیں اور اس پر مدار رکھیں۔ تب آپ اس پر عمل کریں۔ حضرت نے ایک شخص کو بھیجا ایک قوم کی زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے استقبال کو اس نے سمجھا کہ نکلے ہیں میرے مارنے کو الٹا پھر آیا اور شہر مدینے میں مشہور کیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی۔ ہنوز حضرت تک خبر نہ پہنچی کہ شہر میں شہرہ ہوا اسی قسم سے ہر خبر بے تحقیق اور بغیر خبر سردار کے مشہور کرنے لگے کہ وہ خبر آخر غلط نکلی یہ جو فرمایا کہ اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو شیطان کے پیچھے چلتے مگر تھوڑے یعنی ہر وقت احکام تربیت کے نہ پہنچتے تو کم لوگ ہدایت پر قائم رہیں ف۳ مثلاً کوئی محتاج کی سفارش کر کر دولتمند سے کچھ دلوا دے تو یہ بھی شریک ہوا ثواب خیرات میں اور جو کوئی کافر یا مفسد کو سفارش کر کر بچوا دے کہ پھر وہ فساد کرے یہ بھی شریک ہوا اس فساد میں ف۴ مثلاً کوئی کہے السلام علیکم تو واجب اسکا جواب اگر برابر چاہے تو وعلیکم السلام اور اگر زیادہ ثواب چاہے تو ورحمۃ اللہ بھی کہے اور اگر اس نے یوں کہا تو آپ کہے وبرکاتہ۔ از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ وَ
اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کے تو پاتے اُس میں بہت تفاوت ف۱ اور
اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت ف۱ اور

اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ
جب اُن پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی اُسکو مشہور کرتے ہیں اور اگر اُسکو پہنچاتے
جب اُنکے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں ف۲ اور اگر اسکو پہنچا دیتے

اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ
رسول تک اور اپنے اختیار والوں تک تو تحقیق کرتے اُسکو جو اُن میں تحقیق کرنیوالے ہیں
رسول تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے اُسکو جو اُن میں تحقیق کرنیوالے

مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا
اُس کی اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اُس کی مہر تو تم شیطان کے پیچھے مگر
ہیں اُسکی ف۳ اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اُس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر

قَلِيْلًا ○ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ
تھوڑا ف۴ سو تو لڑ اللہ کی راہ میں تجھ پر ذمہ نہیں مگر اپنی جان سے اور تاکید کر
تھوڑے ف۴ سو تو لڑ اللہ کی راہ میں تو ذمہ دار نہیں مگر اپنی جان کا اور تاکید کر

الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ
مسلمانوں کو قریب ہے کہ اللہ بند کرے لڑائی کافروں کی اور اللہ ہو سخت
مسلمانوں کو قریب ہے کہ اللہ بند کر دے لڑائی کافروں کی ف۵ اور اللہ بہت سخت ہے

بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ○ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ
لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں اُسکو بھی ملے
لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں ف۶ جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں اُسکو بھی ملے گا

نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ
اس میں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بُری بات میں اُس پر بھی ہو ایک بوجھ اُس میں سے
اس میں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بُری بات میں اُس پر بھی ہو ایک بوجھ اُسمیں سے ف۷

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ○ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا
اور اللہ ہے ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا ف۸ اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو
اور اللہ ہے ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ف۸ اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو

بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ○
اُس سے بہتر یا وہی کہو اُلٹ کر اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا ف۹
اُس سے بہتر یا وہی کہو اُلٹ کر بیشک اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا ف۹

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ
اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن اُس میں شک نہیں
اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں بیشک تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن اس میں سے کچھ شبہ نہیں

النصف

منزل ۱

ف۱ پہلی آیات سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول اللہ ہونا اور آپ کی اطاعت بعینہ خدا کی اطاعت ہونی اور آپ کے نافرمانوں پر حق تعالیٰ کا عذاب ہونا تو خوب ظاہر ہو گیا مگر منافق اور آپکے مخالف یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی گواہی اور آپکے ارشادات کی تسلیم و تصدیق میں تو ہم کو تامل نہیں مگر یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ خدا کا کلام ہے بشر کا بنایا ہوا نہیں تو حق تعالیٰ اسکا جواب دیتا ہے کہ یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے جس سے صاف معلوم ہو جائے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے دیکھو اگر قرآن اللہ کا کلام نہ ہوتا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو تو ضرور قرآن میں بہت سے مواقع میں طرح طرح کے اختلافات ملتے دیکھو آدمی ہر حالت میں اسی حالت کے موافق کلام کرتا ہو جو حالت پیش ہوتی ہو دوسری حالت کا دھیان نہیں ہوتا غصہ میں مہربانی والوں کا دھیان نہیں رہتا اور مہربانی میں غصہ والوں کا دنیا کے بیان میں آخرت کا لحاظ نہ رہے اور آخرت کے بیان میں دنیا کا۔ بے پروائی میں عنایت کا ذکر نہیں اور عنایت میں بے پروائی کا یا مجمل ایک حال کا کلام دوسرے حال کے کلام سے مختلف نظر آئیگا لیکن قرآن شریف چونکہ خالق کا کلام ہے یہاں ہر چیز کے بیان میں دوسری جانب بھی نظر رہتی ہے غور و فہم سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں ہر چیز کا بیان ہر مقام میں ایک انداز سے ہے دیکھئے یہاں منافقوں کا مذکور تھا جو سخت عتاب کے مستحق ہیں سو یہاں بھی انکی باتوں پر اسی قدر الزام ہے جتنا چاہئے اور جو الزام انکی ایک خاص جماعت پر تھا وہ خاص انہی پر لگایا گیا اور فرما دیا کہ بعضے انہیں سے ایسا کرتے ہیں یہ نہیں کہ غصہ وغیرہ کی حالت میں کلام اپنی حد سے نکل جائے اور دوسری حالت کے کلام سے مختلف نظر آئے اور نیز یہ مطلب بھی ہے کہ ہم برابر دیکھتے ہیں کہ جب آدمی کوئی کلام طویل کرتا ہو تو وہ یکساں نہیں ہوتا بلکہ کوئی جملہ فصیح کوئی غیر فصیح کوئی صحیح کوئی غلط کوئی سچا کوئی کاذب کوئی موافق کوئی باہم متناقض ضرور معلوم ہوتا ہے اور قرآن اتنی بڑی کتاب ان جملہ اختلافات سے پاک ہے تو یہ طاقت بشری سے باہر ہے فائدہ انہیں اسکی طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ جو تدبر اور فہم سے کام نہ لے وہ قرآن میں شبہات اور اختلافات کا وہم چلا سکتا ہے مگر فہیم ایسا نہیں کر سکتا دیکھو جو اسی مقام میں تدبر نہ کرے وہ کہہ سکتا ہے کہ اول تو فرما دیا قل کل من عند اللہ پھر فرما دیا ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک سو تو تناقض اور اختلاف ہو گیا واللہ اعلم ف۲ یعنی ان منافقوں اور کم سمجھ مسلمانوں کی ایک خرابی یہ بھی کہ جب کوئی بات امن کی پیش آتی ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے صلح کا قصد فرمانا یا لشکر اسلام کی فتح کی خبر سننا یا کوئی خبر خوفناک سن لیتے ہیں جیسے دشمنوں کا کہیں جمع ہونا یا مسلمانوں کی شکست کی خبر آنا تو انکو بلا تحقیق کئے مشہور کرنے لگتے ہیں اور اسمیں اکثر فساد و نقصان مسلمانوں کو پیش آجاتا ہے منافق ضرر رسانی کی غرض سے اور کم سمجھ مسلمان کم فہمی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے ف۳ یعنی کہیں سے کچھ خبر آئے تو چاہئے کہ اول پہنچائیں سردار تک اور اسکے نائبوں تک جب وہ اس خبر کو تحقیق اور تسلیم کر لیویں تو انکے کہنے کے موافق اسکو کہیں نقل کریں اور اس پر عمل کریں فائدہ حضرت نے ایک شخص کو ایک قوم کے یہاں زکوٰۃ لینے کو بھیجا وہ قوم اسکے استقبال کو باہر نکلی اس نے خیال کیا کہ میرے مارنے کو آئے ہیں لوٹ کر مدینہ میں آگیا اور مشہور کر دیا کہ فلاں قوم مرتد ہو گئی تمام شہر میں شہرت ہو گئی آخر کو غلط نکلی ف۴ یعنی اگر اللہ اپنے فضل سے تمہاری اصلاح اور تربیت کیلئے احکام نہ بھیجتا اور تمکو وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ہدایت اور تنبیہ نہ فرماتا رہتا جیسا کہ اس موقع پر رسول اور سرداروں کی طرف رجوع کرنے کو فرمایا تو تم گمراہ ہو جاتے مگر چند خواص جو کامل العقل اور کامل الایمان ہیں ان تنبیہات کو اللہ کا انعام سمجھو اور شکر کرو اور پوری تعمیل کرو ف۵ یعنی اگر کافروں کی لڑائی سے یہ منافق اور کچے مسلمان جنکا ذکر اوپر گذرا ڈرتے ہیں تو اے رسول تو تنہا اپنی ذات سے جہاد کر تیری تو قسمت کا اللہ تعالیٰ تیرا مددگار ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی تاکید کر دے جو ساتھ دے اسکی یہ دولت ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی لڑائی کو روک دیگا فائدہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں ضرور جہاد کیلئے جاتا ہوں اگرچہ ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کل ستر ہمراہیوں کے ساتھ بدر صغریٰ کو بغرض جہاد تشریف لیگئے جسکا وعدہ ابو سفیان سے غزوہ احد کے بعد ہوا تھا جسکا ذکر پہلی سورت میں گذر چکا ہے حق تعالیٰ نے ابو سفیان اور کفار قریش کے دل میں رعب اور خوف ڈال دیا کوئی مقابلہ میں نہ آیا اور وعدہ سے جھوٹے ہوئے اور حق سبحانہ نے اپنے ارشاد کے موافق کافروں کی لڑائی کو بند کر دیا اور آپ ہمراہیوں سمیت خیر اور سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لے آئے ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ کی لڑائی اور اسکا عذاب کافروں کے ساتھ لڑنے سے بہت سخت ہے سو جو لوگ کافروں کے ساتھ لڑنے اور انکو مارنے اور انکے ہاتھ سے مارے جانے سے ڈرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اسکے عذاب کا کیونکر تحمل کر سکتے ہیں ف۷ یعنی اگر کوئی نیک کام میں سعی سفارش کرے جیسا نبی علیہ السلام کا مسلمانوں کو جہاد کی تاکید فرمانا یا کوئی بُری بات میں ساعی ہو جیسا منافق اور سست مسلمانوں کا جہاد سے ڈر کر دوسروں کو بھی ڈرانا تو اول صورت میں ثواب کا اور دوسری صورت میں گناہ کا حصہ ملیگا ایسے ہی اگر کوئی محتاج کی سفارش کر کے دولتمند سے کچھ دلوائے تو یہ بھی خیرات کے ثواب میں شریک ہو گا اور جو کوئی کافر مفسد یا سارق کی سفارش کر کے چھڑوائے پھر وہ فساد اور چوری کرے تو یہ بھی شریک ہو گا فساد اور چوری میں ف۸ یعنی خدا تعالیٰ تمام چیزوں پر قادر اور ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا ہے تو نیکی اور بدی کے حصہ دینے میں اسکو کوئی دشواری نہیں ف۹ یعنی کسی مسلمان کو سلام کرنا یا دعا دینا درحقیقت یہ بھی اسکی شفاعت کرنا ہے تو حق تعالیٰ شفاعت حسنہ کی ایک خاص صورت کو (بقیہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہاں منافق فرمایا ہے۔ ان لوگوں کو۔ جو ظاہر میں بھی وہ مسلمان نہ تھے لیکن حضرت کے ساتھ محبت اور ملاپ جتاتے تھے اس غرض سے کہ ان کی فوج ہماری قوم پر جاوے تو ہماری جان و مال بچ رہے۔ جب مسلمان خبردار ہوئے کہ
اُن کی آمد و رفت اِس غرض کو ہے دل کی محبت سے نہیں تو بعضے کہنے لگے ان سے صحبت و ملاقات ترک کرنے تاکہ ایک طرف ہو جاویں۔ اور بعضوں نے کہا کہ ملے جائیے اسی میں شاید ایمان لاویں۔ اللہ نے فرمایا کہ ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ ہے۔ اس
کا فکر تم کو کیا ضرور باقی ایسوں سے جو معاملے چاہیں سو آگے فرما دیئے ف۲ یعنی جب تک تم میں نہ آملیں تب تک اُن کو برے بھلے میں شریک نہ کرو اور لڑائی میں اُن کو مت بچاؤ۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ع ۱۱ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۟ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ
اور اللہ سے سچی کس کی بات پھر تم کو کیا پڑا ہے منافقوں کے واسطے
اور اللہ سے سچی کس کی بات ف۱ پھر تم کو کیا ہوا کہ منافقوں کے معاملہ میں

فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ
دو جانب ہو رہے ہو اور اللہ نے اُن کو اُلٹ دیا اُن کے کاموں پر کیا تم چاہتے ہو کہ
دو فریق ہو رہے ہو اور اللہ نے اُن کو اُلٹ دیا بسبب اُن کے اعمال کے کیا تم چاہتے ہو کہ

تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
راہ پر لاؤ جس کو بچلا دیا اللہ نے اور جس کو اللہ راہ نہ دے پھر تو نہ پاوے اُس کے واسطے
راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ ہرگز نہ پاوے گا تو اُسکے لئے

سَبِيْلًا ۟ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً
کہیں راہ ف۱ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جیسے وہ ہوئے پھر سب برابر ہو جاؤ
کوئی راہ ف۲ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو پھر تم سب برابر ہو جاؤ

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
سو تم اُن میں کسی کو مت پکڑو رفیق جب تک وطن چھوڑ آویں اللہ کی راہ میں
سو تم اُن میں سے کسی کو دوست مت بناؤ یہاں تک کہ وطن چھوڑ آویں اللہ کی راہ میں

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪
پھر اگر قبول نہ رکھیں تو اُنکو پکڑو اور مار ڈالو جہاں پاؤ
پھر اگر اسکو قبول نہ کریں تو اُن کو پکڑو اور مار ڈالو جہاں پاؤ

وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۟ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ
اور نہ ٹھہراؤ کسی کو رفیق اور نہ مددگار ف۲ مگر وہ جو مل رہے ہیں
اور نہ بناؤ اُن میں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار ف۳ مگر وہ لوگ جو ملاپ رکھتے ہیں

اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ
ایک قوم سے جن میں اور تم میں عہد یا آئے ہیں تمہارے پاس خفا ہو گئے ہیں
ایک قوم سے کہ تم میں اور اُن میں عہد ہے یا آئے ہیں تمہارے پاس کہ تنگ ہو گئے ہیں

صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ
دل اُن کے تمہارے لڑنے سے اور اپنی قوم کے لڑنے سے بھی اور اگر
دل اُن کے تمہاری لڑائی سے اور اپنی قوم کی لڑائی سے بھی اور اگر

شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ
اللہ چاہتا تو اُن کو تم پر زور دیتا پھر تم سے لڑتے تو اگر تم سے کنارہ پکڑیں
اللہ چاہتا تو اُن کو تم پر زور دے دیتا تو ضرور لڑتے تم سے سو اگر یکسو رہیں وہ تم سے

فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ
پھر نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح لا دیں تو اللہ نے نہیں دی تم کو
پھر تم سے نہ لڑیں اور پیش کریں تم پر صلح تو اللہ نے نہیں دی تم کو

(بقیہ صفحہ ۱۱۷) جو مسلمانوں میں شائع ذائع ہو صراحت کیسا تھ بیان فرماتا ہو کہ جب کوئی اے مسلمانو تم کو دعا دے یا سلام کرے تو تم کو بھی اُسکا جواب دینا ضرور چاہئے یا تو وہی کلمہ تم بھی اُسکو کہو یا اُس سے بہتر مثلاً اگر کسی نے کہا السلام علیکم تو دلعیب چاہئیے کہ اُسکے جواب میں وعلیکم السلام ہو اور زیادہ ثواب چاہو تو ورحمۃ اللہ بھی بڑھا دو اور اگر اُس نے یہ لفظ بڑھایا ہو تو تم وبرکاتہ زیادہ کرو۔ اللہ کے یہاں ہر ہر چیز کا حساب ہوگا اور اُس کی جزا ملیگی۔ سلام اور اُسکا جواب بھی اسمیں آگیا۔ فائدہ اس سے شفاعت حسنہ کی پوری ترغیب ہوگئی اور شفاعت سیئہ کی خرابی اور مضرت معلوم ہوگئی کیونکہ جو شفاعت حسنہ کریگا اُسکو اللہ تعالیٰ ثواب دے گا اور جسکی شفاعت کی ہے اُس پر اُسکے ساتھ حسن سلوک اور مکافات کا حکم فرما دیا بخلاف شفاعت سیئہ کے کہ بجز معصیت اور محرومی کے کچھ نہ ملے گا۔

ف۱ یعنی قیامت کا آنا اور ثواب و عقاب کے سب وعدوں کا پورا ہونا سب سچ ہو اسمیں تخلف نہیں ہوگا ان باتوں کو سرسری خیال نہ کرو ف۲ ان منافقوں میں وہ لوگ داخل ہیں جو ظاہر میں بھی ایمان نہ لائے تھے بلکہ ظاہر و باطن کفر پر قائم تھے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ ظاہری میل جول اور محبت کا معاملہ رکھتے تھے اور غرض اُنکی یہ تھی کہ مسلمانوں کی فوج ہماری قوم پر چڑھائی کرے تو ہمارے جان و مال اس حیلہ سے محفوظ رہیں جب مسلمانوں کو معلوم ہوگیا کہ اُن کا آنا جانا اس غرض سے ہے دل کی محبت سے نہیں تو بعض مسلمانوں نے کہا کہ ان خبریروں سے ملنا ترک کر دینا چاہئے تاکہ ہم سے جدا ہو جائیں اور بعضوں نے کہا اُن سے ملے جائیے شاید ایمان لے آئیں اُس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہدایت و گمراہی اللہ کے قبضہ میں ہے تم اُسکا ہرگز فکر مت کرو اور اُن لوگوں سے بالاتفاق وہ معاملہ کرنا چاہئے جو آیندہ مذکور ہے دو فریق مت ہو ف۳ یعنی یہ منافق لوگ تو کفر پر ایسے جمے ہوئے ہیں کہ خود تو اسلام کیا قبول کرینگے وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی اُنکی مثل کافر ہو کر اُن کے برابر ہو جاؤ سو اب تم کو چاہئے کہ وہ جب تک ایمان قبول کرکے اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس نہ چلے آئیں اُسوقت تک اُن کو دوست نہ بناؤ نہ اپنے کسی کام میں اُن کو دخل دو اور نہ اُن کی حمایت اور اعانت کرو اور اگر وہ لوگ ایمان اور ہجرت کو قبول نہ کریں تو اُن کو قید کرو اور قتل کرو جہاں قابو پاؤ اور اجتناب کلی رکھو اور اُن سے کوئی تعلق نہ رکھو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اس ملنے گھلنے سے تو اُن کو لڑائی میں مت بچاؤ مگر دو صورت سے یا وہ ہم قسم ہیں تمہارے صلح والوں سے تو وہ بھی صلح میں داخل ہیں یا لڑائی سے عاجز ہو کر تم سے آپ صلح کریں اس پر کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے ہو کر تم سے لڑیں نہ تمہاری طرف ہو کر اُن سے تو اگر اس عہد پر قائم رہیں تو تم بھی اللہ کا احسان جانو کہ ہمارے لڑنے سے بند ہوئے ف۲ یعنی بعضے ہیں کہ عہد بھی کر جاتے ہیں کہ نہ تم سے لڑیں نہ اپنی قوم سے لیکن قائم نہیں رہتے۔ جب اپنی قوم کا غلبہ دیکھتے ہیں اُن کے رفیق ہو جاتے ہیں تو اُن سے تم بھی خصومت کرو تمہارے ہاتھ سند لگی کہ وہ عہد پر قائم نہ رہے ف۳ چوک کی صورتیں کئی ہیں یہاں وہ مذکور ہے کہ مسلمان کو کافروں میں اشتباہ نہ کیا اور مار ڈالا ہر طرح خطا کی قتل میں دو چیزیں لازم ہیں ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان اور مقدور نہ ہو تو روزے دو مہینے متصل یہ اپنی تقصیر کا تدارک ہے اللہ کی جناب میں دوسری خونبہا ادا کرنی اس کے وارثوں کو یہ ان کا حق ہے اگر وہ خیرات کر کر چھوڑ دیں تو مختار ہیں سوا اگر اس کے وارث مسلمان ہیں یا کافر ہیں لیکن صلح رکھتے ہیں تو ادا کرنی واجب ہے اور اگر کافر ہیں اور دشمن ہیں تو واجب نہیں خونبہا مذہب حنفی میں مسلمان کی دو ہزار سات سو چالیس روپیہ ہیں تخمیناً اور دینے آتے ہیں قاتل کی برادری کو تین برس میں سب تفرق ادا کریں۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی اس ظاہری ملنے جلنے سے اُن کو قید اور قتل سے مت بچاؤ مگر کل دو طرح سو ایک تو یہ کہ جن لوگوں سے تمہاری صلح ہے اُن سے اُن کا بھی معاہدہ اور مصالحت ہو تو وہ بھی صلح میں داخل ہو گئے۔ دوسری طرح یہ کہ جو لوگ لڑائی سے عاجز ہو کر تم سے صلح کریں اور اس بات کا عہد کریں کہ نہ اپنی قوم کے طرفدار ہو کر تم سے لڑینگے اور نہ تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں گے اور اس عہد پر قائم بھی رہیں تو ایسے لوگوں سے بھی مت لڑو اور اُن کی مصالحت کو منظور کر لو اور اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھو کہ تمہاری لڑائی سے باز آئے اللہ چاہتا تو اُن کو تم پر جری اور غالب تر کر دیتا ف۲ یعنی بعضے لوگ ایسے بھی ہیں کہ تم سے عہد کر جاتے ہیں کہ نہ تم سے لڑینگے نہ اپنی قوم سے تاکہ تم سے اور اپنی قوم دونوں سے امن میں رہیں لیکن اس عہد پر قائم نہیں رہتے بلکہ جب اپنی قوم کا غلبہ دیکھتے ہیں تو اُن کے مددگار ہو جاتے ہیں تو ایسے لوگوں سے تم بھی درگزر مت کرو تمہارے ہاتھ تو صریح حجت آگئی کہ اُنہوں نے اپنا عہد خود توڑ ڈالا ف۳ اس موقع پر قتل خطا کے احکام بیان فرمائے جاتے ہیں اور یہ کہ کلمہ اسلام کہنے والے کو قتل کرنا گناہ عظیم ہے ہاں اگر غلطی سے مارا گیا تو مجبوری کی بات ہے اور اُس کے احکام یہ ہیں اور اسی کے ذیل میں مجاہدین کی فضیلت اور دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنے کی ضرورت اور سفر اور خوف کی نماز کی کیفیت بیان فرمائی جاتی ہے فائدہ قتل خطا یعنی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دینے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً غلطی سے مسلمان کو شکار سمجھ کر مار ڈالا یا تیر اور گولی شکار پر چلائی چوک کر کسی مسلمان کے جا لگے ایک صورت قتل خطا کی یہ بھی ہے کہ ایک مسلمان کافروں میں ہو اور اُسکو کوئی مسلمان کافر سمجھ کر بوجہ لاعلمی قتل کر ڈالے اور یہاں اسی صورت کا بیان فرمانا مقصود ہے مجاہدین کو یہ بات اکثر پیش آجاتی ہے اور آیات سابقہ کے یہی مناسب ہے تو قتل خطا کی اور صورتوں کا بھی حکم یہی ہے وہ صورتیں بھی اسمیں آگئیں فائدہ اس آیت میں قتل خطا کے دو حکم تبلائے گئے ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان کا اور اس کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے متصل روزے رکھنا یہ کفارہ ہے خدا تعالیٰ کی جناب میں اپنی خطا کا دوسرے اُس مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا یہ اُن کا حق ہے۔ اُن کے معاف کرنے سے معاف بھی ہو سکتا ہے اور کفارہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق تین صورتیں ہو سکتی ہیں کیونکہ جس مسلمان کو غلطی سے قتل کیا اس کے وارث مسلمان ہونگے یا کافر اگر کافر ہیں تو اُن سے مصالحت ہے۔ یا دشمنی اول دونوں صورتوں میں مقتول کے وارثوں کو خونبہا دینا پڑیگا۔ تیسری صورت میں خون بہا لازم نہ ہوگا اور کفارہ سب صورتوں میں ادا کرنا ہوگا۔ فائدہ خونبہا مذہب حنفی میں تخمیناً دو ہزار سات سو چالیس روپے ہوتے ہیں۔ یہ روپیہ قاتل کی برادری کو تین برس میں متفرق طور پر دینا ہوگا مقتول کے وارثوں کو۔

عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَ
اُن پر راہ ف۱ اب تم دیکھو گے ایک اور لوگ چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اور
اُن پر راہ ف۱ اب تم دیکھو گے ایک اور قوم کو جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اور

يَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ
اپنی قوم سے بھی جس بار بلائے جاتے ہیں فساد کرنے کو اُلٹ جاتے ہیں اُس ہنگامہ میں پھر اگر
اپنی قوم سے بھی جب کبھی لوٹائے جاتے ہیں وہ فساد کی طرف تو اُسکی طرف لوٹ جاتے ہیں پھر اگر

لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ
تم سے کنارہ نہ کریں اور صلح نہ لاویں اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو اُن کو پکڑو
وہ تم سے یکسو نہ رہیں اور نہ پیش کریں تم پر صلح اور اپنے ہاتھ نہ روکیں تو اُن کو پکڑو

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا
اور مار ڈالو جہاں پاؤ اور اُن پر ہم نے ملا دی تم کو سند
اور مار ڈالو جہاں پاؤ اور اُن پر ہم نے تم کو دی ہے کھلی

۱۲ ع ۹ مُّبِيْنًا ۝ؑ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ
صریح ف۲ اور مسلمان کا کام نہیں کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر اور جس نے
سند ف۲ اور مسلمان کا کام نہیں کہ قتل کرے مسلمان کو مگر غلطی سے ف۳ اور جو

قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
مارا مسلمان کو چوک کر تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور خون بہا پہنچانی
قتل کرے مسلمان کو غلطی سے تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور خونبہا پہنچائے

اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ
اسکے گھر والوں کو مگر کہ وہ خیرات کریں پھر اگر وہ تھا ایک قوم میں کہ تمہارے دشمن ہیں
اسکے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ
اور آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایک قوم میں
اور خود وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایسی قوم میں

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ
کہ تم میں اور اُن میں عہد ہے تو خون بہا پہنچانی اُسکے گھر والوں کو اور آزاد کرنی
کہ تم میں اور اُن میں عہد ہے تو خون بہا پہنچائے اُسکے گھر والوں کو اور آزاد کرے

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ؗ
گردن ایک مسلمان کی پھر جس کو پیدا نہ ہو تو روزہ دو مہینے لگے تار
گردن ایک مسلمان کی پھر جس کو میسر نہ ہو تو روزے رکھے دو مہینے کے برابر

تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّقْتُلْ
بخشوانے کو اللہ سے اور اللہ جانتا سمجھتا ہے ف۳ اور جو کوئی مارے
گناہ بخشوانے کو اللہ سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ف۴ اور جو کوئی قتل کرے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ابن عباس نے فرمایا کہ مسلمان اگر قصد کر کر مسلمان کو مار ڈالے وہ دوزخی ہو چکا اُسکی توبہ قبول نہیں باقی اور علماء نے کہا کہ سزا اُس کی یہی ہے یہاں جو مذکور ہوئی آگے اللہ مالک ہے لیکن اگر قصاص میں مارا گیا تو سب کے قول میں پاک ہوا ف۲ حضرت کے وقت میں مسلمانوں کی فوج پہنچی ایک بستی پر۔ وہاں ایک مسلمان تھا اپنے مواشی کنارے کر کر کھڑا ہوا تھا مسلمانوں سے سلام علیک کی۔ لوگوں نے سمجھا کر غرض کو مسلمانی جتاتا ہے اُسکو مارا اور مواشی چھین لیے۔ اُس پر یہ آیت اُتری یہ جو فرمایا کہ تم ایسے ہی تھے پہلے یعنے غرض دنیا پر خون ناحق کرنے والے لیکن مسلمان ہو کر یہ کام نہ چاہئے۔ یا تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی کافروں کے شہر میں رہتے تھے مستقل حکومت نہ رکھتے تھے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ

مسلمان کو قصد کر کر تو اُس کی سزا دولرخ ہے پڑا رہے اُسی میں اور اللہ اُس پر غضب

مسلمان کو جان کر تو اُس کی سزا دولرخ ہے پڑا رہیگا اُسی میں اور اللہ کا اُس پر

عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ہوا اور اُس کو لعنت کی اور اُس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب ف۱ اے

غضب ہوا اور اُس کو لعنت کی اور اُسکے واسطے تیار کیا بڑا عذاب ف۱ اے ایمان

اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا

ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کرو اور مت کہو

والو جب سفر کرو اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لیا کرو اور مت کہو

لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ

جو شخص تمہاری طرف سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں چاہتے ہو مال

اُس شخص کو جو تم سے سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں تم چاہتے ہو اسباب

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ

دنیا کی زندگی کا تو اللہ کے یہاں بہت غنیمتیں ہیں تم ایسے ہی تھے

دنیا کی زندگی کا سو اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں ف۲ تم بھی تو ایسے ہی تھے

مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کرو اللہ

اس سے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کر لو ف۳ بیشک اللہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

تمہارے کام سے واقف ہے ف۲ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان

کاموں سے خبردار ہے ف۴ برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان

غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

جن کو بدن کا نقصان نہیں اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے

جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنیوالے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے

وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى

اور جان سے اللہ نے بڑائی دی لڑنے والوں کو اپنے مال اور جان سے ان

اور جان سے اللہ نے بڑھا دیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے بیٹھ

الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ

پر جو بیٹھتے ہیں درجے میں اور سب کو وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا اور زیادہ کیا اللہ نے

رہنے والوں پر درجہ اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بھلائی کا اور زیادہ کیا اللہ نے

الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ

لڑنے والوں کو بیٹھنے والوں سے بڑے ثواب میں بہت درجوں میں اپنی طرف کے اور

لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں جو کہ درجے ہیں اللہ کی طرف سے اور

ف۱ یعنی اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو غلطی سے نہیں بلکہ قصداً اور مسلمان معلوم کرنے کے بعد قتل کریگا تو اُس کے لئے آخرت میں جہنم اور لعنت اور عذاب عظیم ہے کفارہ سے اُس کی رہائی نہیں ہوگی باقی رہی دنیوی سزا وہ سورۂ بقرہ میں گذر چکی فائدہ جمہور علماء کے نزدیک خلود اُس کے لئے ہے جو مسلمان کے قتل کو حلال سمجھے کیونکہ اُس کے کفر میں شک نہیں یا خلود سے مراد یہ ہے کہ مدت دراز تک جہنم میں رہیگا یا وہ شخص مستحق تو اسی سزا کا ہے آگے اللہ مالک ہے جو چاہے کرے واللہ اعلم ف۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج کو ایک قوم پر جہاد کے لئے بھیجا اُس قوم میں ایک شخص مسلمان تھا جو اپنا مال و اسباب اور مواشی اُن میں سے نکال کر علیحدہ کھڑا ہو گیا تھا اُس نے مسلمانوں کو دیکھ کر السلام علیکم کہا مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ یہ بھی کافر ہے اپنی جان اور مال بچانے کی غرض سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اس لئے اُسکو مار ڈالا اور اُسکے مواشی اور اسباب سب لے لیا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو تنبیہ اور تاکید فرمائی گئی کہ جب تم جہاد کے لئے سفر کرو تو تحقیق سے کام لو بے سوچے سمجھے کام مت کرو جو تمہارے سامنے اسلام ظاہر کرے اُسکے مسلمان ہونے کا ہرگز انکار مت کرو اللہ کے پاس بہت کچھ غنیمتیں ہیں ایسے حقیر سامان پر نظر نہ کرنی چاہئے ف۳ تم ایسے ہی تھے اس سے پہلے یعنی اسلام سے پہلے دنیا کی غرض سے ناحق خون کیا کرتے تھے لیکن اب مسلمان ہو کر ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے بلکہ جس پر مسلمان ہونے کا احتمال بھی ہو تو اُس کے قتل سے بچو یا یہ مطلب ہے کہ اس سے پہلے شروع زمانۂ اسلام میں تم بھی کافروں کے شہر میں رہتے تھے تمہاری مستقل حکومت اور مستقل بود و باش نہ تھی تو جیسا اُس حالت میں تمہارا اسلام معتبر سمجھا گیا اور تمہارے جان و مال کی حفاظت و رعایت کی گئی ایسا ہی اب تمکو بھی اس طرح کے مسلمانوں کی رعایت اور حفاظت لازم ہے بلا تحقیق اُن کو قتل مت کرو احتیاط اور غور سے کام کرنا چاہئے ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر اعمال اور دلی اغراض سب پر مطلع ہے تو اب جس کو قتل کرو محض اللہ کے حکم کے موافق قتل کرو اپنی کسی غرض کا اصلاً دخل نہ ہو اور یہ بھی مقصد ہے کہ اگر کوئی کافر فقط اپنے جان و مال کے خوف سے تمہارے روبرو اسلام ظاہر کرے اور دھوکا دیکر اپنی جان بچالے تو اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اُس کے عذاب سے نہیں بچ سکتا مگر تم اُس کو کچھ مت کہو یہ تمہارے کرنے کی بات نہیں ہم دیکھ لیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی نقصان والے یعنی اپاہج جہاد کے حکم سے معاف ہیں باقی لوگوں میں لڑنے والوں کو بڑے درجے ہیں کہ بیٹھنے والوں کو نہیں اگرچہ بیٹھنے والے بھی جنتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں بعضے جہاد کرتے رہیں تو نہ کرنے والے معاف ہیں اور سب موقوف کریں تو سب گنہگار ف۲ یہ حال فرمایا ان کا جو کافروں کے ملک میں دل سے مسلمان ہیں اور ظاہر نہیں ہو سکتے اُنکے ظلم سے تو اگر ابھی کافی آپ کرتے ہیں اور سفر کی تدبیر سے واقف نہیں تو ان کا عذر قبول نہیں اور ملک میں جا رہیں زمین اللہ کی کشادہ ہے اور اگر ناچار ہیں بے بس ہیں تو امید ہے کہ معاف ہوں ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ جس ملک میں مسلمان کھلا نہ رہ سکے وہاں سے ہجرت فرض ہے یعنی روزی کا ڈر نہ چاہیے کہ بہت جگہ روزی مل رہتی ہے کشائش سے اور یہ خطرہ نہ چاہیے کہ شاید راہ ہی میں مارے جاویں کہ اس میں ثواب پورا ہے۔ اور موت اپنے وقت سے پہلے نہیں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

۱۳ ع ۵ ۱۰

مَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
اور بخشش میں اور مہربانی میں اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۱ جن لوگوں کی جان
بخشش ہے اور مہربانی ہو ف۱ اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۲ وہ لوگ کہ جن کی

تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا
کھینچتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں
جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں اُن سے فرشتے تم کس حال میں تھے وہ کہنے لگے

كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ
ہم تھے مغلوب اس ملک میں کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین اللہ کی
ہم تھے بے بس اُس ملک میں کہتے ہیں فرشتے کیا نہ تھی زمین اللہ کی

وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ
کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں سو ایسوں کا ٹھکانا ہے دوزخ اور
کشادہ جو چلے جاتے وطن چھوڑ کر وہاں سو ایسوں کا ٹھکانا ہے دوزخ اور

سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ
بہت بری جگہ پہنچے مگر جو ہیں بے بس مرد اور عورتیں
وہ بہت بری جگہ پہنچے مگر جو ہیں بے بس مردوں اور عورتوں

وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝
اور لڑکے نہ کر سکتے ہیں تلاش اور نہ جانتے ہیں راہ
اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر اور نہ جانتے ہیں کہیں کا راستہ

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝
سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنیوالا بخشتا ف۳
سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنیوالا بخشنے والا ف۳

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِى الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاویگا اُسکے مقابلہ میں جگہ بہت
اور جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے گا اُس کے مقابلہ میں جگہ بہت

وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
اور کشائش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف
اور کشائش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور رسول کی طرف

ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
پھر آ پکڑے اُس کو موت سو ٹھہر چکا اُسکا ثواب اللہ پر اور اللہ
پھر آ پکڑے اُس کو موت تو مقرر ہو چکا اُس کا ثواب اللہ کے ہاں اور ہے اللہ

۱۴ ع ۱۴ ۱۱

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ
بخشنے والا مہربان ہے ف۴ اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ
بخشنے والا مہربان ف۴ اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تم پر گناہ

ف۱ اس سے پہلے مسلمان کو نادانستگی اور چوک سے قتل کر دینے پر عتاب اور تنبیہ فرمائی تھی اس لئے یہ احتمال تھا کہ کوئی جہاد کرنے سے رُک جائے کیونکہ مجاہدین کو ایسی صورت پیش آ ہی جاتی ہے اس لئے مجاہدین کی فضیلت بیان فرما کر جہاد کی رغبت دلائی گئی خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ لنگڑے لُنجے اندھے بیمار معذور لوگوں کو تو جہاد کرنے کا حکم نہیں باقی سب مسلمانوں میں جہاد کرنے والوں کے بڑے درجے ہیں جو جہاد نہ کرنے والوں کے نہیں اگرچہ جنتی وہ بھی ہیں جو جہاد نہیں کرتے اس سے معلوم ہو گیا کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں یعنی اگر مسلمانوں کی کافی مقدار اور ضرورت کے موافق جماعت جہاد کرتی رہے تو جہاد نہ کرنیوالوں پر کوئی گناہ نہیں ورنہ سب گنہگار ہوں گے ف۲ یعنی حق تعالیٰ غفور و رحیم ہے جہاد کرنے والوں کے بارہ میں اجر و مغفرت و رحمت کے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ضرور پورے فرمائیگا یا یہ کہ مجاہد کے ہاتھ سے نادانستگی میں اگر کوئی مسلمان قتل ہو گیا تو حق تعالیٰ معاف فرما دیگا ان شاء اللہ جہاد سے مت رکو ف۳ بعضے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ دل سے تو سچے مسلمان ہیں مگر کافروں کی حکومت میں ہیں اور اُن سے مغلوب ہیں اور کافروں کے خوف سے اسلامی باتوں کو عمل کر نہیں کر سکتے نہ حکم جہاد کی تعمیل کر سکتے ہیں سو اُن پر فرض ہے کہ وہاں سے ہجرت کریں اس رکوع میں اسی کا ذکر ہے آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں یعنی کافروں کے ساتھ مل رہے ہیں اور ہجرت نہیں کرتے تو فرشتے اُن سے مرنے کے وقت پوچھتے ہیں کہ تم کس دین پر تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان تھے مگر بوجہ ضعف و کمزوری کے دین کی باتیں نہ کر سکتے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کی زمین تو بہت وسیع تھی تم یہ تو کر سکتے تھے کہ وہاں سے ہجرت کر جاتے سو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے البتہ جو لوگ ضعیف ہیں اور عورتیں اور بچے کہ نہ وہ ہجرت کی تدبیر کر سکتے ہیں نہ انکو کوئی ہجرت کا رستہ معلوم ہے وہ قابل معافی ہیں فائدہ اس سے معلوم ہو گیا کہ مسلمان جس ملک میں کھلا نہ رہ سکے وہاں سے ہجرت فرض ہے اور سوائے اُن لوگوں کے جو بالکل معذور اور بے بس ہوں اور کسی کو وہاں پڑے رہنے کی اجازت نہیں ف۴ اس آیت میں ہجرت کی ترغیب ہے اور مہاجرین کو تسلی دیجاتی ہے یعنی جو شخص اللہ کے واسطے ہجرت کریگا اور اپنا وطن چھوڑے گا تو اُس کو رہنے کے لئے بہت جگہ ملیگی اور اُس کی روزی اور معیشت میں فراخی ہوگی تو ہجرت کرنے میں اس سے مت ڈرو کہ کہاں رہیں گے اور کیا کھائیں گے اور یہ بھی خطرہ نہ کرو کہ شاید رستہ ہی میں موت آ جائے تو ادھر کے ہوں نہ اُدھر کے کیونکہ اس صورت میں بھی ہجرت کا پورا ثواب ملے گا اور موت تو اپنے وقت ہی پر آتی ہے وقت مقرر سے پہلے نہیں آ سکتی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف سفر جو گنا منزل کا ہو اُس میں چار رکعت فرض میں سے دو ہی پڑھنی چاہئیں اور کافروں کے ستانے کا ڈر اُس وقت تھا جب حکم آیا اس تقریب سے معافی ملی ہر وقت کو اور پوری نہ پڑھے کہ اللہ صاحب کی بخشش سے بے پروائی ہوتی ہے اور سنت تاکید سفر میں نہیں رہتا۔ ف۲ یہ نماز خوف فرمائی کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصے ہو جاوے ہر جماعت آدھی نماز امام کے شریک ہو اور آدھی جدی پڑھے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل ہے اور اس وقت نماز میں آمد و رفت معاف ہے اور ہتھیار اور زرہ یا سپر ساتھ رکھیں اور اس قدر بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کریں تنہا پڑھ لیں پیادہ اور سوار اشارت سے اگر یہ بھی فرصت نہ ہو تو قضا کریں۔

جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ

گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستاویں گے

نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستاویں گے تم کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا

تم کو کافر البتہ کافر تمہارے دشمن ہیں صریح ف۱ اور جب

کافر البتہ کافر تمہارے صریح دشمن ہیں ف۱ اور جب

كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

تو اُن میں ہو پھر اُن کو نماز بپا کرے تو چاہئے ایک جماعت ان کی

تو اُن میں موجود ہو پھر نماز میں کھڑا کرے تو چاہئے ایک جماعت اُن کی کھڑی ہو

مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ

کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیویں اپنے ہتھیار پھر یہ سجدہ کر چکیں تو ہو رہے

تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیویں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کریں تو ہٹ جاویں تیرے

وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

ہو جاویں اور آوے دوسری جماعت جن نے نماز نہیں کی وہ نماز کریں تیرے ساتھ

پاس سے اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ

اور پاس لیویں اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو

اور ساتھ لیویں اپنا بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو

عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ

اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تو تم پر جھک پڑیں ایک حملہ کر کر

اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تاکہ تم پر حملہ کریں یکبارگی ف۲

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى

اور گناہ نہیں تم پر اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو

اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو

اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

کہ اُتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لو اپنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہے منکروں کے واسطے

کہ اُتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لے لو اپنا بچاؤ ف۳ بیشک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے

عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا

ذلت کی مار ف۲ پھر جب نماز کر چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے

عذاب ذلت کا ف۴ پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے

وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

اور بیٹھے اور پڑے پھر جب خاطر جمع سے ہو تو درست کرو نماز

اور بیٹھے اور لیٹے ف۵ پھر جب خوف جاتا رہے تو درست کرو نماز کو

ف۱ یعنی جب تم جہاد وغیرہ کے لئے سفر کرو اور کافروں سے جو کہ تمہارے صریح دشمن ہیں اس کا خوف ہو کہ وہ موقع پا کر ستائیں گے تو نماز کو مختصر رکھو یعنی جو نماز حضر میں چار رکعت کی ہے اس کی دو رکعت پڑھو **فائدہ** ہمارے یہاں سفر تین منزل کا ہونا ضروری ہے اس سے کم ہوگا تو قصر جائز نہ ہوگا اور کافروں کے ستانے کا ڈر اُس وقت موجود تھا جب یہ حکم نازل ہوا جب یہ ڈر جاتا رہا تو اس کے بعد بھی آپ سفر میں دو رکعت ہی پڑھتے رہے اور صحابہ کو بھی اسی کی تاکید فرمائی اب ہمیشہ سفر میں قصر کرنے کا حکم ہے خوف مذکور ہو یا نہ ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے شکریہ کے ساتھ قبول کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے ف۲ پہلے نماز سفر کا بیان تھا یہ نماز خوف کا بیان ہے یعنی کافروں کی فوج مقابلہ میں ہو تو مسلمانوں کی فوج دو حصے ہو جائے ایک حصہ امام کے ساتھ آدھی نماز پڑھ کر دشمن کے مقابلہ میں جا کر کھڑا ہو جائے دوسرا حصہ آ کر امام کے ساتھ نصف باقی پڑھے امام کے سلام کے بعد دونوں جماعتیں اپنی آدھی نماز رہی ہوئی جدی جدی پڑھ لیں اگر مغرب کی نماز ہو تو اول جماعت دو رکعت اور دوسری جماعت ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے اور اس حالت میں نماز کے اندر آمد و رفت معاف ہے اور تلوار زرہ سپر وغیرہ کے اپنے ساتھ رکھنے کا بھی ارشاد فرمایا تاکہ کفار موقع پا کر یکبارگی حملہ نہ کر دیں ف۳ یعنی اگر بارش یا بیماری اور ضعف کی وجہ سے ہتھیار کا اٹھانا مشکل ہو تو ایسی حالت میں ہتھیار اتار کر رکھ دینے کی اجازت ہے لیکن اپنا بچاؤ کر لینا چاہئے مثلاً زرہ سپر خود ساتھ لے لو **فائدہ** اگر دشمنوں کے خوف سے اتنی مہلت بھی نہ ملے کہ نماز خوف بصورت مذکور ادا کر سکیں تو جماعت موقوف کر کے تنہا تنہا نماز پڑھ لیں پیادہ ہو کر اور سواری سے اُترنے کا بھی موقع نہ ملے تو سواری پر اشارہ سے نماز پڑھ لیں۔ اگر اس کی بھی مہلت نہ ملے تو پھر نماز کو قضا کر دیں۔ ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق تدبیر اور احتیاط اور اہتمام کے ساتھ کام کرو اور اللہ کے فضل سے اُمید رکھو وہ کافروں کو تمہارے ہاتھ سے ذلیل و خوار کرا دیگا کافروں سے خوف مت کرو ف۵ یعنی خوف کے وقت بوجہ تنگی اور بے اطمینانی اگر نماز میں کسی طرح کی کوتاہی ہو گئی تو نماز خوف سے فراغت کے بعد ہر وقت اور ہر حالت میں کھڑے ہو یا بیٹھے یا لیٹے اللہ کو یاد کرو حتیٰ کہ عین ہجوم اور مقابلہ کے وقت بھی کیونکہ وقت کی تعیین اور دیگر قیود کی پابندی تو بحالت نماز تھی جس کی وجہ سے تنگی اور بے اطمینانی پیش آنیکا موقع ہے۔ اس کے سوا ہر حالت میں بلا دقت اللہ کو یاد کر سکتے ہو کسی حالت میں اسکی یاد سے غافل نہ ہو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی آیت کے ذیل میں فرمایا کہ صرف وہ شخص کہ جس کے عقل و حواس کسی وجہ سے مغلوب ہو جائیں البتہ معذور ہے ورنہ کوئی شخص اللہ کی یاد نہ کرنے میں معذور نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی خوف کے وقت اگر نماز میں کوتاہی ہو تو بعد نماز اس طرح اللہ کو یاد کرو ایک نماز میں یہ قید ہے کہ وقت بھی پر جا ہئے اور یاد اللہ کی ہر حال میں درست ہو ف۲ یہ اول و آخر کئی آیت میں ذکر ہوا ایک قصے کا حضرت کے وقت ایک لڑائی کی زرہ آئے یہاں دھری گم ہوگئی صبح کو تلاش کی تو آٹے کا خط دیکھا ایک شخص کے گھر تک اُس کا نام طعمہ بن اُبیرق وہاں جھاڑا لیا تو نہ پائی وہ خط آگے دیکھا ایک یہودی کے گھر تک زید نام وہاں پائی اُس یہودی نے کہا کہ مجھ کو سپرد کی طعمہ نے۔ طعمہ کے لوگ بھی بڑی ہوں جو وہی ہے طعمہ کی قوم مسلمان تھے کو مشورت کی کہ ہم حضرت کے پاس مل کر گواہی دینگے کہ طعمہ بری ہے تو حضرت ہماری حمایت کرینگے اور یہودی چور ٹھہرے گا صبح کو یہی کیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حضرت کو خبردار کر دیا منافقت جیسے بھی طعمہ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا
بیشک نماز ہے مسلمانوں پر وقت باندھا حکم ف۱ اور مت ہارو
بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقرر وقتوں میں ف۱ اور ہمت نہ ہارو

فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا
اُنکا پیچھا کرنے سے اگر تم بے آرام ہو تو وہ بھی بے آرام ہیں جس طرح
اُن کا پیچھا کرنے سے اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں جس طرح

تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
تم ہو اور تم کو اللہ سے امید ہے جو اُن کو نہیں اور اللہ ہے
تم ہوتے ہو اور تم کو اللہ سے اُمید ہے جو اُن کو نہیں اور اللہ سب کچھ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
جانتا ہے حکمت والا ہم نے اُتاری تجھ کو کتاب سچی کہ تو انصاف کرے
جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ بیشک ہم نے اُتاری تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے

بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝
لوگوں میں جو سوجھاوے تجھ کو اللہ اور تو مت ہو دغابازوں کی طرف سے جھگڑنے والا
لوگوں میں جو کچھ سمجھاوے تجھ کو اللہ اور تو مت ہو دغابازوں کی طرف سے جھگڑنے والا ف۳

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ
اور بخشوا اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان اور مت جھگڑ
اور بخشش مانگ اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۴ اور مت جھگڑ

عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ
اُن کی طرف سے جو اپنے جی میں دغا رکھتے ہیں اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو
اُن کی طرف سے جو اپنے جی میں دغا رکھتے ہیں اللہ کو پسند نہیں جو کوئی ہو

خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ
دغاباز گنہگار چھپتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپتے
دغاباز گنہگار شرماتے ہیں لوگوں سے اور نہیں شرماتے

مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ
اللہ سے اور وہ اُن کے ساتھ ہے جب رات کو ٹھہراتے ہیں جو بات کہ وہ راضی نہیں
اللہ سے اور وہ اُن کے ساتھ ہے جبکہ مشورہ کرتے ہیں رات کو اُس بات کا جس سے اللہ راضی نہیں

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ
اور جو کرتے ہیں اللہ کے قابو میں ہے ف۵ سنتے ہو تم لوگ جھگڑے
اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے ف۵ سنتے ہو تم لوگ جھگڑا کرتے ہو

عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اُن کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پھر کون جھگڑے گا اُنکے بدلے اللہ سے قیامت کے دن
اُن کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پھر کون جھگڑا کرے گا اُنکے بدلے اللہ سے قیامت کے دن

ف۱ یعنی جب خوف مذکور جاتا رہے اور خاطر جمع ہو جائے تو پھر جو نماز پڑھو اطمینان اور تعدیل ارکان اور رعایت شروط اور محافظت آداب کے ساتھ پڑھو جیسا امن کی حالت میں پڑھنی چاہئے اور جو حرکات زائدہ کی اجازت دی گئی وہ حالت خوف کے ساتھ مخصوص ہیں بیشک نماز فرض ہے وقت معین پر سفر حضر اطمینان خوف ہر حالت میں اُسی وقت میں ادا کرنا ضرور ہے یہ نہیں کہ جب چاہو پڑھ لو یا یہ مطلب ہے کہ نماز کے متعلق حق تعالیٰ نے پورا ضبط اور تعین فرما دیا ہے کہ حضر میں کیا ہونا چاہئے اور سفر میں کیا اطمینان میں کیا کرنا چاہئے اور خوف میں کیا سو ہر امر میں اسکی پابندی چاہئے ف۲ یعنی کفار کی جستجو اور ان کے تعاقب میں ہمت سے کام لو اور بزدلی نہ کرو اگر تم کو کچھ لڑائی سے زخم اور درد پہنچا ہے تو اس تکلیف میں تو وہ بھی شریک ہیں اور تم کو حق تعالیٰ سے وہ امیدیں ہیں جو ان کو نہیں یعنی دنیا میں کفار پر غلبہ اور آخرت میں ثواب عظیم اور اللہ تعالیٰ تمہارے مصالح اور تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے اُس کا جو حکم ہے اس میں تمہارے لئے بڑے منافع اور حکمتیں ہیں دین اور دنیا دونوں کے لئے سو اُس کے امتثال کو غنیمت اور بڑی نعمت سمجھو ف۳ منافق اور ضعیف الاسلام لوگوں میں جب کوئی کسی گناہ اور خرابی کا مرتکب ہوتا تو سزا اور بدنامی سے بچنے کے لیے حیلہ گھڑتے اور آپ کی خدمت میں ایسے انداز سے اس کا اظہار کرتے کہ

۱۵ ع ۱۲

آپ اُن کو بری سمجھ جائیں بلکہ کسی بری الذمہ کے ذمہ تہمت لگا کر اُسکے مجرم بنانے میں کوشش کرتے اور وہ اہل کر باہم مشورہ کرتے چنانچہ ایک دفعہ یہ ہوا کہ ایک ایسے ہی مسلمان نے ایک دوسرے مسلمان کے گھر میں نقب دیا ایک تھیلا آٹے کا اور اُس کے ساتھ کچھ ہتھیار چرا کر لے گیا اس تھیلے میں اتفاقاً سوراخ تھا چور کے گھر تک رستہ میں آٹا گرتا گیا چور نے یہ تدبیر کی کہ مال اپنے گھر میں نہ رکھا بلکہ رات ہی میں وہ مال لیجا کر ایک یہودی کے پاس امانت رکھ آیا جو اُس کا واقف تھا۔ صبح کو مالک نے آٹے کے سراغ پر چور کو جا پکڑا اگر تلاشی پر اسکے گھر میں کچھ نہ نکلا اور چور نے قسم کھالی کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں آٹے کا سراغ آگے کو چلتا نظر آیا تو مالک نے اُسی سراغ پر یہودی کو جا پکڑا اُس نے مال کا اقرار کر لیا کہ میرے گھر میں موجود ہے مگر میرے پاس تو رات فلاں شخص امانت رکھ گیا ہے میں چور نہیں ہوں مالک نے یہ قضیہ حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچایا چور کی قوم اور اُسکی جماعت نے اتفاق کیا کہ جس طرح ہو سکے اُس پر چوری ثابت نہ ہونے دو اور یہودی کو چور بناؤ چنانچہ یہودی سے جھگڑے اور آپ کی خدمت میں چور کی حمایت پر قسمیں کھائیں گواہی دی قریب تھا کہ یہودی چور سمجھا جائے اور مجرم قرار دیا جائے اس پر حق سبحانہ نے متعدد آیتیں نازل فرمائیں اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سب کو متنبہ فرما دیا کہ چور یہی مسلمان ہے یہودی اس سے بری تھا اور بے قصور ہے اور ہمیشہ کے لئے ایسے لوگوں کی قلعی کھول کر سب کو متنبہ کر دیا آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول ہم نے اتاری کتاب سچی تجھ پر اس لئے اتاری کہ ہمارے سمجھانے اور تبلانے کے موافق تمام لوگوں میں نیک ہوں یا بد مومن ہوں یا کافر حکم اور انصاف کیا جائے اور جو دغاباز ہیں اُنکی بات کا اعتبار اور اُنکی طرفداری ہرگز مت کرو اور اُنکی قسم اور اُنکی گواہی پر کسی بے قصور کو مجرم مت بناؤ یعنی ان دغابازوں کی طرف ہو کر یہودی سے مت جھگڑو ف۴ یعنی قبل تحقیق صرف ظاہر حال کو دیکھ کر چور کو بری اور یہودی مذکور کو چور خیال کر لینا تمہاری عصمت اور عظمت شان کے مناسب نہیں اس سے استغفار چاہئے اس ہی کا مل تنبیہ ہوگئی اُن مخلصین صحابہ کو جو بوجہ تعلق اسلامی یا قومی وغیرہ چور پر حسن ظن کرکے یہودی کے چور بنانے میں ساعی ہوئے ف۵ پہلی آیت میں جب اُن لوگوں کی دغا اور بُرائی صاف جتلا دی گئی تو شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ شفقت جو آپ کو تمام خلق بالخصوص اپنی اُمت پر تھا حق تعالیٰ سے اُن خطا واروں کی معافی چاہی اس پر ارشاد ہوا کہ اُن دغابازوں کی طرف ہو کر اللہ سے کیوں جھگڑتے ہو ایسے لوگ اللہ کو خوش نہیں آتے یہ تو لوگوں سے چھپ چھپ کر راتوں کو ناجائز مشورہ کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں شرماتے جو ہر وقت اُنکے ساتھ ہے اور اُنکے تمام امور پر حاوی ہے اور اگر آپ نے اُنکی معافی نہ بھی مانگی ہو تو بھی معافی مانگنے کا احتمال تو بالیقین موجود تھا۔ دیکھئے دوسری جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بابت یجادلنا فی قوم لوط ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب ارشاد صریح موجود ہے سو اسکی پیش بندی کیلئے حق تعالیٰ نے یہ ارشاد فرما کر ان لوگوں کی سفارش سے آپ کو روک دیا واللہ اعلم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف گناہ فرمایا کبیرہ کو اور اپنا برا فرمایا صغیرہ کو یہ ان لوگوں کو حکم ہے کہ توبہ کریں تو قبول ہے ف۲ یعنی قوم اپنے دل میں آپ شرمندہ نہ رہیں کہ ہم کو عیب لگا اور آگے عیب لگنے کے خطرے سے اپنے کی حمایت نہ کریں جب تک تحقیق نہ ہو
کیونکہ اللہ تو خبردار ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

أَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ
یا کون ہوگا اُن کا کام بنانے والا اور جو کوئی کرے گناہ یا
یا کون ہوگا اُن کا کارساز ف۱ اور جو کوئی کرے گناہ یا

يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝
اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوادے پاوے اللہ کو بخشتا مہربان ف۲
اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوادے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان ف۲

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
اور جو کوئی کماوے گناہ سو کماتا ہے اپنے حق میں اور اللہ سب
اور جو کوئی کرے گناہ سو کرتا ہے اپنے ہی حق میں اور اللہ سب کچھ

عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ
جانتا ہے حکمت والا ف۳ اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر لگاوے
جاننے والا حکمت والا ہے ف۳ اور جو کوئی کرے خطا یا گناہ پھر تہمت لگاوے

بِهٖ بَرِيْۗــــــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ
بے گناہ کو اُس نے سر دھرا طوفان اور گناہ صریح اور اگر نہ ہوتا تجھ پر
کسی بے گناہ پر تو اُس نے اپنے سر دھرا طوفان اور گناہ صریح ف۴ اور اگر نہ ہوتا تجھ پر

اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ
فضل اللہ کا اور مہر تو قصد کیا ہی تھا اُن میں ایک جماعت نے کہ تجھ کو بہکا دے
اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت تو قصد کر ہی چکی تھی اُن میں ایک جماعت کہ تجھ کو بہکا دیں

وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ
اور بہکا نہ سکتے مگر آپ کو اور تیرا کچھ نہ بگاڑتے اور اللہ نے
اور بہکا نہیں سکتے مگر اپنے آپ کو اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ نے

اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ
نازل کی تجھ پر کتاب اور کام کی بات اور تجھ کو سکھایا جو تو نہ جان سکتا
اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ
اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے کچھ بھلی نہیں اکثر اُن کی
اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے ف۵ کچھ اچھے نہیں اُن کے اکثر

نَّجْوٰىھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ
مشورت مگر جو کوئی کہے خیرات کو یا نیک بات کو یا صلح کروانے کو
مشورے مگر جو کوئی کہ کہے صدقہ کرنے کو یا نیک کام کو یا صلح کرانے کو

بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ
لوگوں میں اور جو کوئی یہ چیزیں کرے اللہ کی خوشی چاہ کر تو ہم
لوگوں میں اور جو کوئی یہ کام کرے اللہ کی خوشی کے لئے تو

ف۱ اس میں خطاب ہے چور کی قوم اور اُن لوگوں کو جو چور کے طرفدار ہوئے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اس بیجا حمایت سے چور کو قیامت میں کوئی نفع نہیں ہو سکتا۔ ف۲ سوء اور ظلم سے بڑے اور چھوٹے گناہ مراد ہیں یا سوء سے وہ گناہ مراد ہے جس سے دوسرے کو ضرر پہنچے جیسے کسی پر تہمت لگانی اور ظلم وہ ہے کہ اس کی خرابی اپنے ہی نفس تک رہے یعنی گناہ کیسا ہی ہو اسکا علاج استغفار اور توبہ ہے توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ البتہ معاف فرما دیتا ہے اگر آدمیوں نے جان بوجھ کر فریب سے کسی مجرم کی برأت ثابت کر دی یا غلطی سے مجرم کو بے قصور سمجھ گئے تو اس سے اُسکے جرم میں تخفیف بھی نہیں ہو سکتی البتہ توبہ سے بالکل معاف ہو سکتا ہے
۱۶ ع ۸ ۱۳ اس میں اُس چور کو اور اُس کے سب طرفداروں کو جو دیدہ و دانستہ طرفدار بنے ہوں یا غلطی سے سبھی کو توبہ اور استغفار کا ارشاد ہو گیا اور اشارہ لطیف اس طرف بھی ہو گیا کہ اب بھی اگر کوئی اپنی بات پر جما رہیگا اور توبہ نہ کریگا تو اللہ کی بخشش اور اُس کی رحمت سے محروم ہوگا ف۳ یعنی جو اپنے قصد سے گناہ کرے گا اُس کا وبال تو اُسی پر پڑے گا اور اُس کی سزا خاص اُسی کو دیجائیگی کسی دوسرے کو سزا نہیں ہو سکتی کیونکہ ایسا تو وہ کر سکتا ہے جسکو واقعی بات کی خبر نہ ہو یا حکمت سے بے بہرہ ہو مگر حق سبحانہ تعالیٰ تو بطور مبالغہ علیم و حکیم ہو وہاں اس کی گنجایش کہاں تو اب خود چوری کرکے یہودی کے سر لگانے سے کیا نفع ہو سکتا ہے۔ ف۴ یعنی جس نے چھوٹا یا بڑا گناہ کرکے کسی بے گناہ کے ذمہ لگایا تو اُس پر تو دو گناہ لازم ہو گئے ایک جھوٹی تہمت دوسرا وہ اصلی گناہ تو ظاہر ہو گیا کہ خود چوری کرکے یہودی پر تہمت دھرنے سے اور وبال بڑھ گیا نفع خاک بھی نہ ہوا اور معلوم ہو گیا کہ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا توبہ خالص کے سوا اُسکا کوئی علاج نہیں ف۵ اس میں خطاب ہے رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف اور اظہار ہے اُن خائنوں کے فریب کا اور بیان ہے آپ کی عظمت شان اور عصمت کا اور اس کا کہ آپ کمال علمی میں جو کہ تمام کمالات سے افضل اور اول ہے سب سے فائق ہیں اور اللہ کا فضل آپ پر بے نہایت ہے جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا اور اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ آپ کو جو چور کی برأت کا خیال ہوا تھا وہ ظاہر حال کو دیکھ کر اور اقوال و شہادات کو سن کر اور اُسکو سچ سمجھ کر ہو گیا تھا۔ میلان عن الحق یا مداہنت فی الحق ہرگز ہرگز اُسکا باعث نہ تھا اور اتنی بات میں کچھ برائی نہ تھی بلکہ یہی ہونا ضروری تھا جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حقیقۃ الامر ظاہر ہو گئی کوئی خلجان باقی نہ رہا اور ان سب باتوں سے مقصود یہ ہے کہ آئندہ کو وہ فریب باز تو آپ کے بہکانے اور دھوکہ دینے سے رک جائیں اور مایوس ہو جائیں اور آپ اپنی عظمت اور تقدس کے موافق غور اور احتیاط سے کام لیں واللہ اعلم +

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف منافق لوگ حضرت سے کان میں باتیں کرتے تاکہ لوگوں میں اپنا اعتبار بڑھاویں اور مجلس میں بیٹھ کر آپس میں کان میں باتیں کرتے کسی کا عیب کسی کا گلہ اسکو اللہ صاحب نے فرمایا کہ ایسی مشورت اکثر بے خیر ہے مگر صاف بات کو حاجت نہیں چھپانے کی مگر کہ اسمیں دغا بازی ہو اور چھپانے خیرات کو تا کہ لینے والا شرمندہ نہ ہو یا مسئلہ دین کی غلطی بتانے کو تا نادان خجل نہ ہو یا لڑائی میں صلح کرانے کو جتنے والا جوش میں اٹھ نہیں سکتا اور اپنی بیچ کی بات کہتے ہیں ف اگر رسول نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں پس جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہے اور منکر ہو سو دوزخی ہے ف اوپر سے ذکر تھا منافقوں کا جو پیغمبر کے حکم پر راضی نہ ہوتے اور جدی راہ چلتے پھر یہ آیت فرمائی کہ اللہ شرک نہیں بخشتا تو شرک فرمایا حکم میں شریک کرنے کو یعنی سوائے دین اسلام کے کوئی دین کا حکم پسند رکھے اور اس پر چلے پس جو دین ہے سوا اسلام کے سب شرک ہوا اگرچہ پوجنے میں شرک نہ کرتے ہوں۔ ف یعنی تیرے بندے اپنے مال میں میرا حصہ ٹھہرا رکھیں گے جیسے دستور ہے بتوں کی نیاز نکالتے ہیں ف جانوروں کے کانوں کو چیر دینا کافروں کا دستور تھا۔ گائے بکری کا ایک بچہ بت کے نام کا کر دیتے تو اسکے کان میں نشان ڈال دیتے اور صورت بدلنا یہ کہ لڑکے کے سر میں چوٹی رکھتے بت کے نام کی مسلمان کو ان کاموں سے بچنا ضرور ہے اپنے بزرگوں سے یہ معاملہ کرنے کا فرمایا جیسے گنڈے جو ہر کہیں کی جہاں گزرتے ہے ۔۔۔ از شاہ عبد القادر صاحب رح

نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا

اُس کو دینگے بڑا ثواب ف اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی

ہم اُسکو دیں گے بڑا ثواب ف اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کہ

تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى

اُس پر راہ کی بات اور چلے سب مسلمانوں کی راہ سے سو ہم اُسکو حوالے کریں وہی طرف جو

کھل چکی اُس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو ہم حوالہ کرینگے اُسکو وہی طرف جو

وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ ع اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ ۱۷ ع ۱۴

اُسنے پکڑی اور ڈالیں اُسکو دوزخ میں اور بہت بری جگہ پہنچا ف اللہ یہ نہیں بخشتا کہ

اُسنے اختیار کی اور ڈالینگے ہم اُسکو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا ف۲ بیشک اللہ نہیں بخشتا اُس کو جو

يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ

اُس کا شریک ٹھہرائے اور اُس سے نیچے بخشتا ہے جس کو چاہے اور جس نے اللہ کا شریک

اُس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اُس کے سوا جس کو چاہے ف۳ اور جس نے شریک ٹھہرایا

بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

ٹھہرایا وہ دور پڑا بھول کر ف اس کے سوا پکارتے ہیں

اللہ کا وہ بہک کر دور جا پڑا ف۴ اللہ کے سوا نہیں پکارتے

اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ

سو عورتوں کو اور اُسکے سوا پکارتے ہیں سو شیطان سرکش کو جسکو لعنت کی اللہ نے اور

مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو جس پر لعنت کی اللہ نے ف

قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

وہ بولا کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں سے حصہ ٹھہرایا ہوا ف اور اُن کو بہکاؤں گا

اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لونگا تیرے بندوں سے حصہ مقررہ ف اور ان کو بہکاؤں گا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ

اور اُنکو توقعیں دوں گا اور اُنکو سکھاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور اُن کو سکھاؤں گا کہ

اور اُنکو امیدیں دلاؤنگا اور اُنکو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور اُن کو سکھلاؤں گا

فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ

بدلیں صورت بنائی اللہ کی اور جو کوئی پکڑے شیطان کو رفیق اللہ کو

کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی ف اور جو کوئی بناوے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ

اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَ

چھوڑ کر وہ ڈوبا صریح نقصان میں ف اُن کو وعدہ دیتا ہے اور توقعیں بتاتا ہے اور

کر تو وہ پڑا صریح نقصان میں اُن کو وعدہ دیتا ہے اور اُنکو امیدیں دلاتا ہے اور

مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ز

جو کچھ وعدہ دیتا ہے اُنکو شیطان سو سب دغا ہے ایسوں کا ٹھکانا ہے دوزخ

جو کچھ وعدہ دیتا ہے اُن کو شیطان سو سب فریب ہے ایسوں کا ٹھکانا ہے دوزخ

منزل ۱

ف منافق اور حیلہ گر آکر آپ سے کان میں باتیں کرتے تاکہ لوگوں میں اپنا اعتبار بڑھائیں اور مجلس میں بیٹھ کر آپس میں بیہودہ سرگوشی کیا کرتے کسی کی عیب جوئی کسی کی غیبت کسی کی شکایت کرتے اسپر ارشاد ہوا کہ جو لوگ باہم کانوں میں مشورت کرتے ہیں اکثر مشورے خیر سے خالی ہوتے ہیں صاف اور سچی بات کو چھپانے کی حاجت نہیں اسمیں کوئی فریب ہوتا ہو البتہ چھپا کر صدقہ اور خیرات کی بات کو چھپانے تاکہ لینے والا شرمندہ نہ ہو یا کسی ناواقف کو غلطی سے بچانے اور اسکو اچھی بات اور صحیح مسئلہ بتانے کو چھپا کر بتائیں تاکہ اسکو ندامت نہ ہو یا دو میں لڑائی ہو اور غصہ والا جوش میں صلح نہیں کرتا تو اول کوئی تدبیر بنا کر پھر اسکو سمجھائے حق کو اور یہ کی بھی اجازت ہے۔ آخر میں فرمایا کہ جو کوئی امور مذکورہ کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے کریگا اسکو بڑا عظیم الشان ثواب عنایت ہوگا یعنی ریاکاری یا کسی اور غرض دنیاوی کیلئے نہ ہونا چاہئے ف یعنی جب کسی کو حق بات واضح ہو چکے پھر اسکے بعد بھی رسول کے حکم کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنی جدی راہ اختیار کرے تو اسکا ٹھکانا جہنم ہے جیسا کہ اس چور نے کیا جسکا ذکر ہو چکا بجائے اس کے کہ قصور کا اعتراف کرکے توبہ کرتا یہ کیا کہ ہاتھ کٹنے کے خوف سے مکہ بھاگ گیا اور مشرکین میں مل گیا فائدہ اکابر علماء نے اس آیت سے یہ مسئلہ بھی نکالا کہ اجماع امت کا مخالف اور منکر جہنمی ہے یعنی اجماع امت کو ماننا فرض ہے حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ اختیار کی وہ دوزخ میں جا پڑا ف۳ یعنی شرک سے نیچے کے گناہ جسکے چاہیگا اللہ بخشدیگا مگر شرک کو ہرگز نہیں بخشیگا شرک کیلئے عذاب ہی مقرر فرما چکا تو چوری کرنا اور تہمت چوری لگانا اگرچہ کبیرہ گناہ تھے مگر یہ بھی احتمال تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس چور کو بخش دیتا لیکن جب وہ چور رسول کے حکم سے بھاگا اور مشرکوں میں جا ملا تو اب اس کی مغفرت کا احتمال بھی نہ رہا فائدہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ شرک یہی نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش کرے بلکہ اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو پسند کرنا یہ بھی شرک ہے ف۴ اور جا پڑا اس لئے کہ وہ شخص تو اللہ ہی سے صریح منحرف ہو گیا اور اللہ کے مقابلہ میں دوسرا معبود بنا کر شیطان کا پورا مطیع ہو چکا اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اسکی رحمت سے مستغنی ہو بیٹھا اور رجا تمنی حدود جا پڑا تو اللہ کی رحمت اور اسکی مغفرت کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے بلکہ ایسے شخص کی مغفرت تو خلاف حکمت ہونی چاہئے یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگوں کو مغفرت سے صاف مایوس فرما دیا اور مسلمان کتنا ہی سخت گنہگار ہو چونکہ اس کی خرابی صرف اعمال تک ہے اسکا عقیدہ اور تعلق اور توقع سب جوں کی توں موجود ہیں اسکی مغفرت ضرور ہوگی جلدی یا دیر کے بعد اللہ جب چاہیگا بخش دیگا ف یعنی ان مشرکوں نے اللہ کے سوا جو اپنا معبود بنایا تو ان بتوں کو جنکو عورتوں کے نام سے نامزد کر رکھا ہے جیسے عزّیٰ اور مناۃ اور نائلہ وغیرہ اور حقیقۃ الامر دیکھئے تو یہ مشرکین شیطان سرکش ملعون ہی کی عبادت کرتے ہیں اسی نے تو بہکا کر ایسا کرایا اور بت پرستی کرنے میں اسکی اطاعت اور اسکی عین خوشی ہے۔ اس سے مشرکین کی پرلے سرے کی ضلالت اور جہالت ظاہر فرمانی مقصود ہے دیکھئے اول تو اللہ کے سوا کسی کو معبود بنانا اس سے بڑھ کر ضلالت کیا ہو سکتی ہے پھر بنایا تو کس کو پتھروں کو جنمیں کسی قسم کی حس و حرکت بھی نہیں اور عورتوں کے نام سے موسوم ہیں اور کس کے بتلانے سے شیطان مردود و ملعون خداوندی کے بہکانے سے کیا اس ضلالت اور جہالت کی نظیر مل سکتی ہے اور کوئی احمق سے احمق بھی اسکو قبول کر سکتا ہے ف جب شیطان سجدہ نہ کرنے پر ملعون اور مردود کیا گیا تو اس نے تو اسی وقت کہا تھا کہ میں تو غارت ہوا ہی تھا مگر میں بھی تیرے بندوں اور اولاد آدم میں سے اپنے لئے ایک مقدار معلوم اور بڑا حصہ لونگا یعنی انکو گمراہ کرکے اپنے ساتھ جہنم میں لیجاؤنگا جیسا کہ سورۂ حجر اور بنی اسرائیل وغیرہ میں مذکور ہے مطلب یہ ہوا کہ حضرت آدم اور ملعون ہونے کے علاوہ شیطان تو جملہ بنی آدم کا اول روز سے سخت دشمن اور بدخواہ ہے اور اس دشمنی کو صاف ظاہر کر چکا ہے تو اب یہ احتمال بھی نہ رہا کہ گو شیطان ہر طرح سے خبیث و گمراہ ہے مگر شاید کسی کو خیر خواہانہ کوئی نفع کی بات بتلادے بلکہ یہ معلوم ہو گیا کہ وہ دشمن ازلی تو بنی آدم کو جو کچھ بتلائیگا انکی گمراہی اور بربادی ہی کی بات بتلائیگا پھر ایسے گمراہ اور بدخواہ کی اطاعت کرنی کسقدر جہالت اور نادانی ہے حصہ مقررہ لینے کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تیرے بندے اپنے مال میں میرا حصہ ٹھہرائیں گے جیسا کہ لوگ بت یا جن وغیرہ غیر اللہ کی نذر اور نیاز کرتے ہیں ف یعنی جو لوگ میرے حصہ میں آئیں گے انکو طریق حق سے گمراہ کرونگا اور انکو حیات دنیوی اور خواہشات دنیوی کے حصول کی اور قیامت اور حساب کتاب اور اخروی کے نہ ہونے کی امید دلاؤنگا اور اس بات کی تعلیم دونگا کہ جانوروں کے کان چیر کر بتوں کے نام پر انکو چھوڑینگے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی صورتوں کو اور اُس کی مقرر کی ہوئی باتوں کو بدل ڈالیں گے فائدہ کافروں کا دستور تھا کہ گائے بکری اور اونٹ کا بچہ بت کے نام کا کر دیتے اور اسکے کان [illegible] کر دیتے اور صورت بدلنا جیسے خوجہ کرنا یا بدن کو سوئی سے گود کر نیل بھرنا یا داغ دینا یا مردوں کے سر پر چوٹیاں رکھنی کسی کے نام کی مسلمانوں کو ان کاموں سے بچنا ضرور ہے داڑھی منڈانا بھی اسی تغییر میں داخل ہے اور اللہ کے [illegible] چیز اس نے حلال کر دی اس کو حرام کرنا یا حرام کو حلال کرنا اسلام سے نکال دیتا ہے تو جو کوئی ان باتوں میں مبتلا ہو اسکو یقین کر لینا چاہئے کہ میں شیطان کے مقررہ حصہ میں داخل ہوں جسکا ذکر گذرا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کتاب والوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے ہیں، جن گناہوں پر خلق پکڑی جاوے گی ہم نہ پکڑے جاویں گے۔ ہمارے پیغمبر حمایت کریں گے اور نادان مسلمان بھی اپنے حق میں یہی خیال رکھتے ہیں۔ سو فرمادیا کہ جو بُرا کرے گا سزا پاوے گا
کوئی جو حمایت کسی کی پیش نہیں جاتی اللہ کا پکڑا اوری چھوڑے تو چھوٹے، دنیا کی مصیبت میں آدمی قیاس کرلے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ○ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور نہ پاویں گے وہاں سے کہیں بھاگنے کو جگہ اور جو لوگ یقین لائے اور عمل کئے نیک

اور نہ پاویں گے وہاں سے کہیں بھاگنے کو جگہ ف۱ اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے

سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا

اُن کو ہم داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں رہ پڑے وہاں

انکو ہم داخل کریں گے باغوں میں کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں اُن میں ہی

أَبَدًا ط وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ط وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا ○ لَيْسَ

ہمیشہ کو وعدہ ہے اللہ کا سچا اور اللہ سے سچی کس کی بات نہ

ہمیشہ وعدہ ہے اللہ کا سچا اور اللہ سے سچا کون ف۲ نہ

بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ ط مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهٖ وَ

تمہاری آرزو پر ہے نہ کتاب والوں کی آرزو پر جو کوئی بُرا کرے گا اُسکی سزا پاویگا اور

تمہاری امیدوں پر مدار ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر جو برا کام کریگا اُسکی سزا پاویگا اور

لَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ○ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ

نہ پاوے گا اللہ کے سوا اپنا حمایتی نہ مددگار ف۳ اور جو کوئی کچھ عمل

نہ پاوے گا اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار اور جو کوئی کام کرے

الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

نیک کرے گا مرد ہو یا عورت اور ایمان رکھتا ہوگا سو وہ لوگ داخل ہونگے جنت میں

اچھے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہو سو وہ لوگ داخل ہونگے جنت میں

وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ○ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ

اور اُن کا حق نہ رہے گا تل بھر اور اُس سے بہتر کس کی راہ جس نے منہ دھرا اللہ کے حکم پر

اور اُنکا حق ضائع نہ ہوگا تل بھر ف۴ اور اس سے بہتر کس کا دین ہوگا جس نے پیشانی رکھی اللہ کے حکم پر

وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ط وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيمَ

اور نیکی میں لگا ہے اور چلا دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور اللہ نے کرلیا ابراہیم کو

اور نیک کاموں میں لگا ہوا ہو اور چلا دین ابراہیم پر جو ایک ہی طرف کا تھا اور اللہ نے بنالیا ابراہیم کو

خَلِيلًا ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

یار اور اللہ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ کے ڈھب میں

خالص دوست ف۵ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں اور سب چیزیں اللہ کے

شَيْءٍ مُّحِيطًا ○ ع وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ ع ۱۸ ۱۵

ہے سب چیز اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی تو کہہ اللہ تم کو رخصت دیتا ہے

قابو میں ہیں ف۶ اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی کہہ دے اللہ تم کو اجازت دیتا ہے

فِيهِنَّ لا وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي

اُن کی اور وہ جو تم کو سناتے ہیں کتاب میں سو حکم ہے یتیم عورتوں کا جن کو

اُن کی اور وہ جو تم کو سنایا جاتا ہے قرآن میں سو حکم ہے اُن یتیم عورتوں کا جن کو

ف۱ یعنی جب شیطان کی خباثت و شرارت اور اسکی عداوت کی کیفیت خوب معلوم ہوچکی تو اب اسمیں کچھ شک نہ رہا کہ اپنے سچے معبود سے منحرف ہوکر جو کوئی اُس کی موافقت کریگا سخت نقصان میں پڑے گا اُسکے تمام وعدے اور اُمیدیں محض فریب ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سب کا ٹھکانا دوزخ ہے اُس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی ف۲ یعنی اور وہ لوگ جو شیطان کی خرابی سے محفوظ ہیں اور ارشاد خداوندی کے موافق ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ ہمیشہ کے لئے باغ و بہار میں رہینگے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے جس سے سچی کسی کی بات نہیں ہوسکتی پھر ایسے سچے وعدہ کو چھوڑ کر شیطان کی جھوٹی باتوں میں آنا کس قدر گمراہی اور کتنی بڑی مضرت کو سر پر لینا ہے ف۳ کتاب والوں یعنی یہودیوں اور نصرانیوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے ہیں جن گناہوں پر خلقت پکڑی جائیگی ہم نہ پکڑے جائینگے ہمارے پیغمبر حمایت کرکے ہمکو بچالیں گے اور نادان اہل اسلام بھی اپنے حق میں یہی خیال کر لیا کرتے ہیں سو فرمادیا کہ نجات اور ثواب کسی کی امید اور خیال پر موقوف اور منحصر نہیں جو برا کریگا پکڑا جائیگا کوئی بجز اللہ کے عذاب کے وقت کسی کی حمایت کام نہیں آسکتی اللہ جسکو پکڑے وہی چھوڑے تو چھوٹے دنیا کی مصیبت اور بیماری کو دھیان کرلو اور جو کوئی عمل نیک کریگا بشرطیکہ ایمان بھی رکھتا ہو سو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور اپنی نیکیوں کا پورا ثواب پائیں گے خلاصہ یہ کہ ثواب و عقاب کا تعلق اعمال سے ہے کسی کی اُمید اور آرزو سے کچھ نہیں ہوتا سو ان اُمیدوں پر لات مارو اور نیک کاموں میں ہمت کرو ف۴ پہلے معلوم ہوچکا کہ اللہ کے نزدیک اعمال کا اعتبار ہے بیہودہ آرزو کا کوئی نتیجہ نہیں اہل کتاب وغیرہ سب کے لئے یہی قاعدہ مقرر ہے جس میں اشارہ تھا اہل اسلام یعنی حضرات صحابہ کی تعریف اور فضیلت کی طرف اور اہل کتاب کی مذمت اور برائی کی طرف اب کھول کر فرماتے ہیں کہ دینداری میں ایسے شخص کا مقابلہ کون کرسکتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم پر سر رکھے ہوئے ہو اور نیک کاموں میں دل سے لگا ہوا ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی سچی پیروی کرتا ہو جو سب کو چھوڑ کر اللہ کا ہوگیا تھا اور اُسکو اللہ نے اپنا دوست بنالیا ظاہر ہے کہ یہ تینوں خوبی حضرات صحابہ میں علیٰ وجہ الکمال موجود تھیں نہ اہل کتاب میں اب اس سے اہل کتاب کی وہ آرزو جو پہلے گذری لغو محض اور باطل ہوگئی ف۵ یعنی زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے سب اُسکے بندے اور اُسکی مخلوق اور مملوک ہیں اور اُسکے قبضہ میں ہیں اپنی رحمت اور حکمت سے جس کے ساتھ جیسا چاہے معاملہ کرے اُسکو کسی کی حاجت نہیں خلیل بنانے سے کوئی دھوکا نہ کھائے اور اہل عالم کے جملہ اعمال خیر و شر کی جزا اور سزا میں تردد نہ کرے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اس سورت کے اول میں تقید تھا یتیم کے حق کا اور فرمایا تھا کہ لڑکی یتیم جس کا ولی نہیں مگر چچا کا بیٹا اگر جانے کہ میں اُس کا حق نہ ادا کروں گا تو آپ اس کو نکاح میں نہ لاوے کسی اور کو دے کہ آپ اُس کا حمایتی رہے۔ تو مسلمانوں نے ایسی عورتوں کو نکاح میں لانا موقوف کیا پھر دیکھا کہ بعضی جگہ لڑکی کے حق میں بہتر ہے کہ اپنا ولی ہی نکاح میں لاوے جو وہ اس کی خاطر کرے گا غیر نہ کرے گا تب حضرت سے رخصت مانگی اس پر یہ آیت اُتری رخصت ملی اور فرمایا کہ وہ جو کتاب میں منع سُنا تھا سو جب ہے کہ اُن کا حق پورا نہ دو اور یتیم کے حق کی تاکید تھی اور جو بھلائی کیا چاہو تو رخصت ہے ف۲ یعنی مرد کا دل اس سے پھرے اور عورت اس کی خوشی کرنے کو اپنا حق کچھ چھوڑ دے تو یہ بھی صلح ہے سلطنت دھری ہے حرص یعنی مال بچانا کسی کو خوش لگتا ہے البتہ مرد راضی ہو جاوے گا ف۳ یعنی انسان کی طبع میں مال کی حرص ہے اور ایک عورت پر زیادہ دل جاتا سو چاہئے تا مقدور آپ کرتا رہے بعد اس کے اللہ بخشنے والا ہے اور دھر میں لٹکتی یعنی نہ اُس کو آپ آرام سے رکھو نہ چھوڑ دو کہ اور کسی سے نکاح کرے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ

تم نہیں دیتے جو اُن کا مقرر ہے اور چاہتے ہو کہ اُنکو نکاح میں لو اور مغلوب

تم نہیں دیتے جو اُن کے لئے مقرر کیا ہے اور چاہتے ہو کہ اُن کو نکاح میں لے آؤ اور حکم ہے ناتواں

مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

لڑکوں کا اور یہ ہے کہ قائم رہو یتیموں کے حق میں انصاف پر اور جو کرو گے بھلائی

لڑکوں کا اور یہ کہ قائم رہو یتیموں کے حق میں انصاف پر ف۱ اور جو کرو گے بھلائی

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا

سو وہ اللہ کو معلوم ہے ف۲ اور اگر ایک عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے

سو وہ اللہ کو معلوم ہے ف۲ اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے

اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ

یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہیں دونوں پر کہ کر لیں آپس میں کچھ صلح اور صلح

یا جی پھر جانے سے تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر کہ کر لیں آپس میں کسی طرح صلح اور صلح

خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ

خوب چیز ہے اور جیوں کے سامنے دھری ہے حرص اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری تو

خوب چیز ہے ف۳ اور دلوں کے سامنے موجود ہے حرص ف۴ اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو

اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا

اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے ف اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے

اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے

بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا

عورتوں کو اگرچہ اس کا شوق کرو سو نرے پھرے نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو

عورتوں کو اگرچہ اس کی حرص کرو سو بالکل پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک عورت

كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

جیسے ادھر میں لٹکتی اور اگر سنوارتے رہو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان

کو جیسے ادھر میں لٹکتی ف۱ اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ

ہے ف۲ اور اگر دونوں جدے ہو جاویں تو اللہ ہر ایک کو محفوظ کرے گا اپنی کشایش سے اور اللہ

مہربان ہے ف۲ اور اگر دونوں جدا ہو جاویں تو اللہ ہر ایک کو بے پروا کر دے گا اپنی کشایش سے اور

اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَ

کشایش والا تدبیر جانتا اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اور

اللہ کشایش والا تدبیر جاننے والا ہے ف۳ اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور

لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا

ہم نے کہہ رکھا ہے پہلی کتاب والوں کو اور تم کو کہ ڈرتے رہو

ہم نے حکم دیا ہے پہلے کتاب والوں کو اور تم کو کہ ڈرتے رہو

ف۱ اس سورت کے اول میں تاکید فرمائی تھی یتیموں کے حق ادا کرنے کی اور فرمایا تھا کہ یتیم لڑکی جس کا والی مثلاً چچا کا بیٹا ہو اگر جانے کہ میں اس کا حق پورا ادا نہ کر سکوں گا تو خود اس لڑکی سے نکاح نہ کرے بلکہ کسی اور سے اُس کا نکاح کر دے اور آپ اُس کا حمایتی بنا رہے اس پر مسلمانوں نے ایسی عورتوں سے نکاح کرنا موقوف کر دیا تھا مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ بعضی جگہ لڑکی کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اُس کا والی ہی اپنے نکاح میں لائے جیسی رعایت وہ کرے گا غیر نہ کرے گا تب مسلمانوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی اجازت مانگی اُس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رخصت مل گئی اور فرمایا کہ وہ جو پہلی ممانعت سنائی گئی تھی وہ خاص اُس صورت میں تھی کہ اُنکا حق پورا ادا نہ کرو اور یتیموں کے حق ادا کرنے کی تاکید کی گئی تھی اور جو یتیموں کے ساتھ سلوک اور بھلائی کرنے کے ارادہ سے ایسا نکاح کیا جائے تو اجازت ہے فائدہ عرب والے عورتوں بچوں یتیموں کو بعض حقوق میں محروم رکھتے تھے میراث نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میراث اُس کا حق ہے جو دشمنوں سے لڑائی کرے یتیم لڑکیوں سے ان کے اولیاء نکاح کر کے نفقہ اور مہر میں کمی اور اُنکے مال میں بیجا تصرف کرتے تھے چنانچہ اس سورت کے اول میں ان باتوں کی تاکیدات گذر چکیں اب اس موقع پر چند رکوع پہلے سے جو ارشاد چلا آرہا ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ واجب الاتباع حکم الٰہی ہے کسی کی عقل کسی کا دستور کسی کا حکم کسی کی آرزو اور قیاس قابل اعتبار نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے کسی کی بات سننا اور اللہ کے حکم کو چھوڑ کر اُس پر عمل کرنا صریح کفر اور گمراہی ہے اور اس مضمون کو طرح طرح سے تاکیدات بلیغہ کیساتھ ظاہر کر کے دکھلایا ہے اب اُسکے بعد آیات سابقہ کا حوالہ دے کر بعضے اور مسائل عورتوں اور یتیم لڑکیوں کے نکاح کے متعلق بتلائے جاتے ہیں تاکہ ان تاکیدات کے بعد کسی کو عورتوں کے حقوق دینے میں کوئی بات باقی نہ رہے روایت ہے کہ جب عورتوں کے متعلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم میراث ظاہر فرمایا تو بعض عرب کے سردار آپ کی خدمت میں آئے اور تعجب سے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ بہن اور بیٹی کو میراث دلواتے ہیں حالانکہ میراث تو اُن کا حق ہے جو دشمنوں سے لڑیں اور غنیمت کا مال لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک حق تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ اُنکو میراث دیجائے۔ نیز اشارہ ہے اس طرف کہ ارشاد ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للّٰہ کے مصداق حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں کہ نکاح مہر نفقہ معاملات میں اپنے زیردستوں کی ادنیٰ حق تلفی روا نہیں رکھتے اور حکم خدا کے مقابلہ میں اپنے منافع اور اغراض ذاتی اور اپنی قوم کے رسم و رواج کی اصلا پروا نہیں کرتے ہیں حکم الٰہی کی مخالفت کے احتمال سے بھی پرہیز کرتے ہیں جو کرتے ہیں صاف اجازت لینے کے بعد کرتے ہیں۔ واللہ اعلم ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری ذرہ ذرہ بھلائی معلوم ہے سو یتیموں اور عورتوں کے حق میں جو بھلائی کرو گے اُسکا ثواب ضرور پاؤ گے ف۳ یعنی اگر کوئی عورت خاوند کا دل اپنے سے پھرا دیکھے اور اُسکو خوش اور متوجہ کرنے کو اپنے مہر یا نفقہ وغیرہ میں سے کچھ چھوڑ کر اُسکو راضی کرے تو اس مصالحت میں کسی کے ذمہ کچھ گناہ نہیں زوجین میں مصالحت اور موافقت بہت ہی اچھی بات ہے البتہ بے وجہ عورت کو تنگ کرنا اور بلا رضا اُسکے مال میں تصرف کرنا ظلم ہے ف۴ یعنی اپنے نفع اور مال کی حرص اور بخیلی ہر ایک کے جی میں گھسی ہوئی ہے سو نظر بر مصلحت اگر عورت مرد کو کچھ نفع پہنچائیگی تو مرد خوش ہو جائیگا ف۵ یعنی اگر عورتوں کے ساتھ سلوک نیک کرو گے اور بدسلوکی اور لڑائی سے پرہیز رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تو تمہاری سب باتوں سے خبردار ہے اس نیکی کا ثواب ضرور عنایت کریگا ظاہر ہے کہ اس صورت میں نہ اعراض اور ناخوشی کی نوبت آئیگی اور نہ راضی کرنے اور اپنے کسی حق چھوڑنے کی ضرورت ہوگی ف۶ یعنی اگر کئی عورتیں نکاح میں ہوں تو یہ تو تم سے نہ ہو سکیگا کہ محبت قلبی اور ہر امر میں بالکل مساوات اور برابری رکھو

اب ایسا ظلم بھی نہ کرو کہ ایک کی طرف تو بالکل جھک جاؤ اور دوسری کو درمیان میں لٹکتی رکھو نہ خود ہی آرام سے رکھو نہ بالکل علیحدہ ہی کرو جو دوسرے سے نکاح کر سکے ف یعنی اگر اصلاح اور مصالحت کا معاملہ کرو گے اور تعدی اور حق تلفی سے تا بمقدور بچتے رہو گے [illegible] ف۳ یعنی اگر زوجین جدائی ہی کو پسند کریں اور طلاق کی نوبت آئے تو کچھ حرج نہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کا کارساز ہے اور سب کی حاجات کا پورا کرنیوالا ہے اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ تعدیل کو راحت سے رکھے اور ایذا [illegible] مناسب ہے واللہ اعلم +

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ تین بار فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں پہلی بار کشایش کا بیان ہے۔ دوسری بار بے پروائی کا اگر تم منکر ہو۔ تیسری بار کارسازی کا اگر تم تقویٰ پکڑو۔ ف۲ یعنی سب مل کر شرع پر قائم ہو تو اللہ دنیا بھی دے اور آخرت بھی ف۳ یعنی گواہی میں محفوظ کی خاطر نہ کرو اور محتاج پر ترس نہ کھاؤ اور قرابت نہ دیکھو حق ہو سو کہو اور اگر پیچ کہا یا سرملی زبان سے کہ سننے کو شبہ پڑا یا تمام قصہ نہ کہا کچھ بات کام کی رکھ لی یہ بھی گناہ میں داخل ہے

از شاہ عبد القادر صاحب رح

لِلّٰهِ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَ

اللہ سے اور اگر منکر ہوگے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اور

اللہ سے اور اگر نہ مانوگے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہو زمین میں اور

كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں سراہا اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں زمین میں

اللہ ہے بے پروا سب خوبیوں والا اور اللہ کا ہو جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ

اور اللہ بس ہے کام بنانے والا ف۱ اگر چاہے تم کو دور کرے لوگو اور لے آوے

اور اللہ کافی ہے کارساز ف۱ اگر چاہے تو تم کو دور کردے اے لوگو اور لے آئے

بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ

اور لوگ اور اللہ کو یہ قدرت ہے جو کوئی چاہتا ہو

اور لوگوں کو اور اللہ کو یہ قدرت ہے ف۲ جو کوئی چاہتا ہو

ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

انعام دنیا کا سو اللہ کے ہاں ہے انعام دنیا کا اور آخرت کا اور اللہ ہے

ثواب دنیا کا سو اللہ کے یہاں ہو ثواب دنیا کا اور آخرت کا ف۳ اور اللہ

سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ۧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ

سب سنتا دیکھتا ف اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر

سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ف۴ اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر

شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ

گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو اپنا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا اگر

گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا ف۵ اگر

يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ

کوئی محفوظ ہے یا محتاج ہے تو اللہ اُن کا خیرخواہ ہو تم سے زیادہ ہو سو تم جی کی چاہ نہ مانو اس

کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ اُنکا خیرخواہ تم سے زیادہ ہو سو تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف

تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

بات میں کہ برابر سمجھو اور اگر تم زبان ملوگے یا بچا جاؤگے تو اللہ تمہارے کام سے

کرنے میں ف۶ اور اگر تم زبان ملوگے یا بچا جاؤگے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے

خَبِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ

واقف ہے ف۲ اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور کتاب پر جو

واقف ہے ف۷ اے ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اور اُس کتاب پر جو

نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ

نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے

نازل کی ہو اپنے رسول پر اور اُس کتاب پر جو نازل کی تھی پہلے اور جو کوئی یقین نہ رکھے

ف۱ اوپر سے ترغیب و ترہیب کا ذکر چلا آتا تھا یعنی حکم خداوندی کی اطاعت کرنا اور اُسکی مخالفت سے بچنا سب کو ضرور ہے اُسکے ہوتے ہوئے کسی کی بات کی طرف کان رکھنا ہرگز جائز نہیں بیچ میں چند حکم یتیموں اور عورتوں کے متعلق جن میں لوگ مبتلا تھے بیان فرما کر پھر اُسی ترغیب و ترہیب کا بیان ہے۔ ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تم کو اور تم سے پہلوں کو سب کو یہ حکم سنا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اُس کی نافرمانی نہ کرو تو اب اگر کوئی اُسکے حکم کو نہ ملنے تو وہ جب چیزوں کا مالک ہے اُسکو کسی کی پروا نہیں یعنی اپنا ہی کچھ بگاڑیگا اُسکا کچھ نقصان نہیں اور فرمانبرداری کروگے تو سمجھ لو کہ وہ تمام چیزوں کا مالک ہے تمہارے سب کام بنا سکتا ہے۔ تین دفعہ فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ اوّل سے کشایش اور وسعت مقصود ہے کہ اُسکے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں دوسری سے بے نیازی اور بے پروائی کا بیان مقصود ہے کہ اُسکو کسی کی پروا نہیں اگر تم منکر ہو تیسری دفعہ میں رحمت اور کارسازی کا اظہار ہو بشرطیکہ تقویٰ کرو ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ تم سب کو فنا کردے اور دنیا سے اُٹھالے

19
ع
۸
16

اور دوسرے لوگ مطیع و فرمانبردار پیدا کردے اس سے بھی حق تعالیٰ کا استغنا اور بے نیازی خوب ظاہر ہوگئی اور نافرمانوں کو پوری تہدید اور تخویف بھی ہوگئی ف۳ یعنی اگر اُس کی تابعداری کرو تو تمکو دنیا بھی دے اور آخرت بھی پھر صرف دنیا کے پیچھے پڑنا اور اُس کی نافرمانی کرکے آخرت سے محروم رہنا بڑی نادانی ہے ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام دیکھتا ہے اور سب باتیں سنتا ہے جس کے طالب ہوگے وہی ملے گا ف۵ یعنی گواہی سچی اور اللہ کے حکم کے موافق دینی چاہیے اگرچہ اُس میں تمہارا یا تمہارے کسی عزیز قریب کا نقصان ہوتا ہو جو حق ہو اُسکو صاف ظاہر کردینا چاہیے دنیوی نفع کے لئے آخرت کا نقصان نہ لو ف۶ یعنی سچی گواہی دینے میں اپنی کسی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ مالدار کی رعایت کرکے یا محتاج پر ترس کھا کر سچ کو چھوڑ بیٹھو جو حق ہو سو کہو اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ اُن کا خیرخواہ اور اُن کے مصالح سے واقف ہے اور اُسکے یہاں کس چیز کی کمی ہے ف۷ زبان ملنا یہ کہ سچی بات تو کہی مگر زبان دباکر اور پیچ سے کہ سننے والے کو شبہ پڑجائے یعنی صاف صاف سچ نہ بولا اور بچا جانا یہ کہ پوری بات نہ کہی بلکہ کچھ بات کام کی رکھ لی سو ان دونوں صورتوں میں گو جھوٹ تو نہیں بولا مگر بوجہ عدم اظہار حق گنہگار ہوگا۔ گواہی سچی اور صاف اور پوری دینی چاہیے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ایمان والے فرمایا ہے ان کو جو ظاہر میں مسلمان ہیں سو ان کو تقید ہے کہ جب تک دل سے یقین نہ لاویں ان سب چیزوں کا تو خدا کے یہاں مسلمان نہیں ف۲ یعنی ظاہر میں مسلمان رہے اور دل سے بھٹکتے رہے تو آخر کو بے یقین مرے تو کافر کے برابر ہیں انکو بخشش نہیں اور ظاہر کی مسلمانی سے وہاں راہ نہ ملے گی ف۱۳ جو شخص ایک مجلس میں اپنے دین کے عیب سنے پھر انہیں میں بیٹھے اگرچہ آپ نہ کہے وہ منافق ہے

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ

اللہ پر اور اُس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور پچھلے دن پر وہ دور پڑا

اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر

ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

بھول کر ف۱ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر منکر ہوئے پھر مسلمان ہوئے پھر منکر ہوئے

دور جا پڑا ف۱ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے

ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۞

پھر بڑھتے گئے انکار میں اللہ اُن کو بخشنے والا نہیں اور نہ اُن کو دیوے راہ ف۲

پھر بڑھتے رہے کفر میں تو اللہ اُن کو ہرگز بخشنے والا نہیں اور نہ دکھلاوے اُن کو راہ ف۲

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۞ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ

خوشی سنا منافقوں کو کہ اُن کو ہے دُکھ کی مار وہ جو پکڑتے ہیں کافروں کو

خوشخبری سُنادے منافقوں کو کہ اُنکے واسطے ہے عذاب دردناک وہ جو بناتے ہیں کافروں کو

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ

رفیق مسلمان چھوڑ کر کیا ڈھونڈتے ہیں اُن کے پاس عزت سو

اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا ڈھونڈتے ہیں اُن کے پاس عزت سو

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ

عزت اللہ کی ہے ساری اور حکم اُتار چکا تم پر کتاب میں کہ جب سُنو

عزت تو اللہ ہی کے واسطے ہے ساری ف۳ اور حکم اُتار چکا تم پر قرآن میں کہ جب سنو

اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا

اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ بیٹھو اُن کے ساتھ جبتک وہ نہ بیٹھیں

اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ بیٹھو اُن کے ساتھ یہاں تک کہ مشغول ہوں

فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ڮ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ

اور بات میں اُس کے سوا نہیں تو تم بھی اُن سے برابر ہوئے اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں کو اور

کسی دوسری بات میں نہیں تو تم بھی انہی جیسے ہوگئے اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں کو اور

الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۞ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ

منکروں کو دوزخ میں ایک جگہ ف۳ وہ جو تکا کرتے ہیں تم کو پھر اگر

کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ ف۴ وہ منافق جو تمہاری تاک میں ہیں پھر اگر

لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ

تم کو فتح ملے اللہ کی طرف سے کہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ اور اگر ہوئی کافروں کی

تم کو فتح ملے اللہ کی طرف سے تو کہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ اور اگر نصیب ہو

نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ

قسمت کہیں ہم نے گھیر نہ لیا تھا تم کو اور بچا دیا مسلمانوں سے سو اللہ

کافروں کو تو کہیں کیا ہم نے گھیر نہ لیا تھا تم کو اور بچا دیا تم کو مسلمانوں سے ف۵ سو اللہ

ف۱ یعنی جو اسلام قبول کرے اسکو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر دل سے یقین لائے اُس کے ارشادات میں سے اگر کسی ایک ارشاد پر بھی یقین نہ لائیگا تو وہ مسلمان نہیں صرف ظاہری اور زبانی بات کا اعتبار نہیں ہے ف۲ یعنی ظاہر میں تو مسلمان ہوئے اور دل میں مذبذب رہے اور آخر کو بے یقین لاشئے ہی مر گئے اُن کو نجات کا رستہ نہیں ملیگا وہ کافر ہیں ظاہر کی مسلمانی کچھ کام نہ آئے گی۔ اس سے مراد منافقین ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہودیوں کی شان میں ہے کہ اول ایمان لائے پھر گوسالہ کی عبادت کرکے کافر ہو گئے پھر توبہ کرکے مومن ہوئے پھر عیسیٰ علیہ السلام سے منکر ہو کر کافر ہوئے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرکے کفر میں ترقی کر گئے ف۳ یعنی منافق لوگ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور اُن کا یہ خیال کہ کافروں کے پاس بیٹھ کر ہمکو دنیا میں عزت ملیگی بالکل غلط ہے سب عزت اللہ تعالیٰ کیواسطے ہے جو اس کی اطاعت کریگا اُس کو عزت ملے گی خلاصہ یہ ہوا کہ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل وخوار رہیں گے ف۴ یعنی اے مسلمانوں خدا تعالیٰ پہلے قرآن شریف میں تم پر حکم بھیج چکا ہے کہ جس مجلس میں احکام خداوندی کا انکار اور تمسخر کیا جاتا ہو وہاں ہرگز نہ بیٹھو ورنہ تم بھی ویسے ہی سمجھے جاؤ گے البتہ جس وقت دوسری باتوں میں مشغول ہوں تو اُسوقت اُن کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت نہیں۔ منافقوں کی مجالس میں آیات واحکام الٰہی پر انکار واستہزاء ہوتا تھا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یہ جو فرمایا کہ حکم اُتار چکا تم پر یہ اشارہ ہے آیت وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ الیٰ آخرہ کی طرف جو پہلے نازل ہو چکی تھی۔ فائدہ اس سے معلوم ہو گیا کہ جو شخص مجلس میں اپنے دین پر طعنہ اور عیب سنے اور پھر انہی میں بیٹھا رہے اگرچہ آپ کچھ نہ کہے وہ منافق ہے ف۵ یعنی یہ منافق وہ ہیں جو برابر تمہاری تاک اور انتظار میں لگے رہتے ہیں پھر اگر تمہاری فتح ہو تو تم سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھی نہیں مال غنیمت میں ہم کو بھی شریک کرو اور اگر کافروں کو لڑائی میں کچھ حصہ مل گیا یعنی وہ غالب ہوئے تو اُن سے کہتے ہیں کہ کیا ہم نے تم کو گھیر نہ لیا تھا اور تمہاری حفاظت نہیں کی اور ہم نے کیا تمکو مسلمانوں کے ضرر سے نہیں بچایا۔ لوٹ میں ہم کو بھی حصہ دو فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ دین حق پر ہو کر گمراہوں سے بھی بنائے رکھنا یہ بھی نفاق کی بات ہے ٭

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص راہِ حق میں ہو اور گمراہوں سے بھی بنائے رکھے یہ بھی نفاق ہے، — از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

چکوتی کریگا تم میں قیامت کے دن اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر

فیصلہ کرے گا تم میں قیامت کے دن اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر

سَبِيْلًا ۠ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا

ع ۲۰ ۱۶

راہ ف۱ منافق جو ہیں دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی اُن کو دغا دے گا اور جب

غلبہ کی راہ ف۱ البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی اُن کو دغا دے گا ف۲ اور جب

قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں جی ہارے دکھانے کو لوگوں کے اور یاد نہ کریں اللہ کو

کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہارے جی سے لوگوں کے دکھانے کو اور یاد نہ کریں اللہ کو

اِلَّا قَلِيْلًا ۙ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ ؕ

مگر کم اُدھر میں لٹکتے دونوں کے بیچ نہ اُن کی طرف اور نہ اِن کی طرف

مگر تھوڑا سا ف۳ ادھر میں لٹکتے ہیں دونوں کے بیچ نہ اِن کی طرف اور نہ اُن کی طرف

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جسکو بھٹکا دے اللہ پھر تو نہ پاوے اُس کے واسطے کہیں راہ اے ایمان والو

اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہ پا وے گا تو اُسکے واسطے کہیں راہ ف۴ اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ

نہ پکڑو کافروں کو رفیق مسلمان چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو اپنے

نہ بناؤ کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو

تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ

اوپر اللہ کا الزام صریح منافق ہیں سب سے نیچے درجے میں

اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح بیشک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں

مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا

آگ کے اور ہرگز نہ پا وے تو اُنکے واسطے کوئی مددگار مگر جنہوں نے توبہ کی اور سنوارا

دوزخ کے اور ہرگز نہ پاویگا تو اُنکے واسطے کوئی مددگار ف۵ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی

وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

آپ کو اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور نرے حکم بردار ہوئے اللہ کے سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ

اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص حکم بردار ہوئے اللہ کے سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ

اور آگے دے گا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب کیا کرے گا اللہ تم کو

اور جلد دے گا اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب ف۶ کیا کرے گا اللہ

بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

عذاب کر کر اگر تم حق مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدر دان ہے سب جانتا

تم کو عذاب کرکے اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو اور اللہ قدر دان ہے سب کچھ جاننے والا ف۷

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ تم میں اور اُن میں حکم فیصل فرماوے گا کہ تم کو جنت دیگا اور اُنکو جہنم میں ڈالیگا دنیا میں جو کچھ اُن سے ہو سکے کر دیکھیں مگر اہل ایمان کی بیخ کنی ہرگز نہ کر سکیں گے جو اُنکی دلی تمنا ہے ف۲ یعنی دل سے کافر ہیں اور ظاہر میں مسلمان تاکہ دونوں طرف کی مضرت اور ایذا سے محفوظ رہیں اور دونوں سے فائدہ اُٹھاتے رہیں حق تعالیٰ نے اُن کی اس دغابازی کی یہ سزا دی کہ اُن کی تمام شرارتوں اور مخفی خباثتوں کو اپنے نبی پر ظاہر فرما کر ایسا ذلیل کیا کہ کسی قابل نہ رہے اور سب دغابازی مسلمانوں پر کھل گئی اور آخرت میں جو اس کی سزا ملے گی وہ بھی ظاہر فرما دی چنانچہ آیات آئندہ میں ذکر آتا ہے خلاصہ یہ کہ اُن کی دھوکہ بازی سے تو کچھ نہ ہوا اور اللہ نے اُنکو ایسا دھوکہ میں ڈالا کہ دنیا و آخرت دونوں غارت ہوئیں ف۳ یعنی نماز جو نہایت سہل اور خالص عبادت ہے اور اُس کے ادا کرنے میں جانی مالی کسی مضرت کا بھی اندیشہ نہیں منافق لوگ اس سے بھی جان چراتے ہیں مجبوری لوگوں کے دکھانے کو اور دھوکہ دینے کو پڑھ لیتے ہیں کہ اُن کے کفر کی کسی کو اطلاع نہ ہو اور مسلمان سمجھے جاویں پھر ایسوں سے اور کسی بات کی کیا توقع ہو سکتی ہے اور وہ کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں ف۴ یعنی منافقین تو بالکل تردد اور حیرت میں گرفتار ہیں نہ اُنکو اسلام پر اطمینان ہے نہ کفر پر سخت پریشانی میں مبتلا ہیں کبھی ایک طرف جھکتے ہیں کبھی دوسری طرف اور اللہ جسکو بھٹکانا اور گمراہ کرنا چاہے اُسکو نجات کا راستہ کہاں مل سکتا ہے ف۵ یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے نفاق کی جیسا کہ منافقین کرتے ہیں سو تم اے مسلمانو ایسا ہرگز مت کرنا ورنہ خداوند تعالیٰ کا صریح الزام اور پوری حجت تم پر قایم ہو جائیگی کہ تم بھی منافق ہو اور منافقوں کے لئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ مقرر ہے اور کوئی اُنکا مددگار بھی نہیں ہو سکتا کہ اس طبقہ سے اُنکو نکالے یا عذاب میں کچھ تخفیف کرا دے مسلمانوں کو ایسی بات سے دور رہنا چاہئے ف۶ یعنی جو منافق اپنے نفاق سے توبہ کرے اور اپنے اعمال کی درستی کرے اور اللہ کے پسندیدہ دین کو خوب مضبوط پکڑے اور اللہ پر توکل کرے اور دنیا وغیرہ خرابیوں سے دین کو پاک و صاف رکھے تو وہ خالص مسلمان ہے دین و دنیا میں ایمان والوں کے ساتھ ہوگا اور ایمان والوں کو بڑا ثواب ملنے والا ہے اُنکے ساتھ اُنکو بھی ملیگا جنہوں نے نفاق سے سچی توبہ کی ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ نیک کاموں کا قدر دان ہے اور بندوں کی سب باتوں کو خوب جانتا ہے سو جو شخص اُسکے حکم کو ممنونیت اور شکر گذاری کے ساتھ تسلیم کرتا ہے اور اُس پر یقین رکھتا ہے تو اللہ عادل رحیم کو ایسے شخص پر عذاب کرنے سے کوئی تعلق نہیں یعنی ایسے شخص کو ہرگز عذاب نہ دیگا وہ تو سرکش اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ضح قرآن ف لیعنی کسی کا عیب دین یا دنیا معلوم کرے تو اُس کو مشہور نہ کرے کیونکہ اللہ سنتا جانتا ہے وہ ہر کسی کی جزا دے گا اسی کو غیبت کہتے ہیں اسمیں مظلوم کو روا ہے کہ ظالم کا ظلم بیان کرے۔ اسی طرح اور بھی کئی مقام ہیں جن میں غیبت روا ہے
یہ حکم یہاں شاید اس پر فرمایا کہ منافق کا نام مشہور نہ کرے جیسے حضرت نے مشہور نہیں کیا۔ اس میں اُس کا دل زیادہ بگڑتا ہے۔ مبہم نصیحت کرے منافق آپ سمجھ لیگا۔ اس میں شاید ہدایت پاوے ف۲ یعنی منافق کو چاہیو کہ صاف کرو کوئی برے طعن سے چھپا سمجھانا
بہتر ہے اور درگذر خوب ہے۔ اللہ بھی جانتا بوجھتا بندوں سے درگذر کرتا ہے ف۳ یہاں سے ذکر ہے یہود کا قرآن میں اکثر اُنکا اور منافقوں کا ذکر اکٹھا ہی فرمایا ہے اور اللہ کا ماننا یہی ہے کہ زمانے کے پیغمبر کا حکم مانے اس بغیر اللہ کا ماننا غلط ہے۔

ارشاد خیر الدین صاحب ——————

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ
اللہ کو خوش نہیں آتا بُری بات کا پکارنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو
اللہ کو پسند نہیں کسی کی بُری بات کا ظاہر کرنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا
اور اللہ ہے سنتا جانتا ف۱ اگر تم کھلی کرو کچھ بھلائی یا اُسکو چھپاؤ یا معاف کرو
اور اللہ ہے سننے والا جاننے والا ف۱ اگر تم کھول کر کرو کوئی بھلائی یا اُسکو چھپاؤ یا معاف کرو
عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ
بُرائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا ہے مقدور رکھتا ف۲ جو لوگ منکر ہیں
بُرائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا بڑی قدرت والا ہے ف۲ جو لوگ منکر ہیں
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
اللہ سے اور اُس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اُسکے رسولوں میں
اللہ سے اور اُس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اُسکے رسولوں میں
وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ
اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ
اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ
يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ
نکالیں بیچ میں ایک راہ ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر
نکالیں اس کے بیچ میں ایک راہ ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر
وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
اور ہم نے تیار رکھی ہے منکروں کے واسطے ذلت کی مار ف۳ اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور
اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب ف۳ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور
رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ
اُسکے رسولوں پر اور جدا نہ کیا کسی کو اُن میں اُن کو دے گا اُن کے
اُسکے رسولوں پر اور جدا نہ کیا اُن میں سے کسی کو اُن کو جلد دے گا
۲۱ ع ۱۱ ۱ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ
ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان تجھ سے مانگتے ہیں کتاب والے
اُنکے ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۴ تجھ سے درخواست کرتے ہیں اہل کتاب
اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ
کہ اُن پر اُتار لادے کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے
کہ تو اُن پر اُتار لادے لکھی ہوئی کتاب آسمان سے سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے
مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ
بڑی چیز بولے ہمیں دکھادے اللہ کو سامنے پھر اُن کو پکڑا بجلی نے اُن کے گناہ پر
بڑی چیز اور کہا ہم کو دکھلا دے اللہ کو بالکل سامنے سو آپڑی اُن پر بجلی اُنکے گناہ کے باعث

ف۱ یعنی اگر کسی میں دین یا دنیا کا عیب معلوم ہو تو اُسکو مشہور نہ کرنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سب کی بات سنتا ہے اور سب کے کام کو جانتا ہے ہر ایک کو اُسکے موافق جزا دیگا اسی کو غیبت کہتے ہیں البتہ مظلوم کو رخصت ہے کہ ظالم کا ظلم لوگوں سے بیان کرے ایسے ہی بعض اور صورتوں میں بھی غیبت روا ہے اور یہ حکم یہاں شاید اس لئے فرمایا کہ مسلمان کو چاہیئے کہ کسی منافق کا نام مشہور نہ کرے اور علی الاعلان اُس کو بدنام نہ کرے اس میں وہ بگڑ کر شاید بیباک ہو جائے بلکہ مبہم نصیحت کرے منافق آپ سمجھ لیگا یا تنہائی میں نصیحت کرے اس طرح شاید ہدایت قبول کرے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے کسی کا نام لیکر مشہور نہیں فرماتے تھے ف۲ اس آیت میں مظلوم کو معافی کی رغبت دلانی منظور ہے کہ حق تعالےٰ زبردست اور قدرت والا ہو کر خطا والوں کی خطا بخشتا ہے بندۂ زبردست عاجز کو تو بطریق اولیٰ دوسروں کا قصور معاف کر دینا چاہیئے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مظلوم کو ظالم سے بدلہ لینا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ صبر کرے اور بخش دے۔ آیت میں اشارہ ہے اس طرف کہ منافقوں کی اصلاح چاہتے ہو تو اُن کی ایذا اور شرارت پر صبر کرو اور نرمی اور پردہ سے اُنکو سمجھاؤ ظاہر کی طعن اور لعن سے بچو اور کھلا مخالف مت بناؤ۔ ف۳ یہاں سے ذکر ہے یہود کا۔ چونکہ یہود میں نفاق کا مضمون بہت تھا اور آپ کے زمانہ میں جو منافق تھے وہ یہود تھے یا یہودیوں سے ربط اور محبت رکھنے والے اور اُنکے مشورہ پر چلنے والے تھے اس لئے قرآن شریف میں اکثر ان دونوں فریق کا ذکر اکٹھا فرمایا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ سے اور اُس کے رسولوں سے منکر ہیں اور اللہ اور اُس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں یعنی اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں پر ایمان نہیں لاتے، اور بعض رسولوں کو تو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے، اور مطلب یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے بیچ میں ایک نیا مذہب اپنے لئے نکالیں ایسے ہی لوگ اصل اور خبیث کافر ہیں اُن کے لئے خواری اور ذلت کا عذاب تیار ہے۔ فائدہ اللہ کا ماننا جبھی معتبر ہے کہ اُنکے زمانہ کے پیغمبر کی تصدیق کرے اور اُسکا حکم مانے بدون تصدیق نبی کے اللہ کا ماننا غلط ہے اُس کا اعتبار نہیں بلکہ ایک نبی کی تکذیب اللہ کی اور تمام رسولوں کی تکذیب سمجھی جاتی ہے یہود نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی تو حق تعالیٰ کی اور تمام انبیاء کی تکذیب کرنیوالے قرار دیے گئے اور پکے کافر سمجھے گئے ف۴ یعنی اور جن لوگوں نے کسی نبی کو جدا نہیں کیا بلکہ ایمان لائے اللہ پر اور اُس کے سب رسولوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اُن کو بڑے ثواب عطا فرمائے گا اس سے مراد مسلمان ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب پر ایمان لائے +

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے مارا عیسیٰ کو اور مسیح اور رسول خدا نہیں کہتے یہ اللہ نے ان کی خطا ذکر فرمائی اور فرمایا کہ اُس کو ہرگز نہیں مارا حق تعالیٰ نے اسکی ایک صورت اُن کو بنا دی اُس صورت کو سولی پر چڑھایا پھر فرمایا کہ
نصاریٰ بھی اوّل سے یہی کہتے ہیں کہ مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہے لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کئی باتیں کہتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ بدن کو مارا اُن کی روح اللہ پاس چڑھ گئی بعضے کہتے ہیں مارا تھا پھر تین روز میں زندہ ہو کر بدن سے چڑھ گئے پھر فرمایا وہ بات ثابت
نہیں ہوتی کہ اُسکو نہیں مارا سو یہ خبر اللہ کو ہے اُس نے بتایا کہ اُس کی صورت کو مارا اور اُن کے پکڑتے وقت نصاریٰ سرک گئے تھے اور یہود بھی نہ پہنچے تھے اُس آن کی خبر اِن کو نہ اُن کو ـــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ
پھر بنا لیا بچھڑا نشانیاں پہنچے پیچھے پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا
پھر بنا لیا بچھڑے کو بہت کچھ نشانیاں پہنچ چکنے کے بعد پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا ف ۱
وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ
اور دیا موسیٰ کو غلبہ صریح اور ہم نے اُٹھایا اُن پر پہاڑ
اور دیا ہم نے موسیٰ کو غلبہ صریح ف ۲ اور ہم نے اُٹھایا اُن پر پہاڑ
بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا
اُن کے قول لینے میں اور ہم نے کہا داخل ہو دروازے میں سجدہ کرکر اور ہم نے کہا زیادتی نہ کرو
قرار لینے کے واسطے ف ۳ اور ہم نے کہا داخل ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے ف ۴ اور ہم نے کہا کہ زیادتی مت کرو
فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ
ہفتے کے دن میں اور اُن سے لیا قول گاڑھا سو اُن کے قول توڑنے
ہفتہ کے دن میں اور ہم نے اُن سے لیا قول مضبوط ف ۵ اُن کو جو سزا ملی سو اُنکی عہد شکنی پر
وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا
اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر
اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر
غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝
غلاف ہے کوئی نہیں پر اللہ نے مہر کی ہے اُن پر مارے کفر کے سو یقین نہیں لاتے مگر کم
غلاف ہے سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی اُن کے دل پر کفر کے سبب سو ایمان نہیں لاتے مگر کم ف ۶
وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا
اور اُن کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہم نے مارا
اور اُن کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر اور اُنکے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا
الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور نہ اُس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا
مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا ف ۷ اور اُنہوں نے نہ اُسکو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ
ولیکن وہی صورت بن گئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں کچھ
ولیکن وہی صورت بن گئی اُنکے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں
مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ۙ
نہیں اُن کو اس کی خبر مگر اٹکل پر چلنا اور اُس کو مارا نہیں بے شک
کچھ نہیں اُن کو اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اُس کو قتل نہیں کیا بیشک
بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ
بلکہ اُس کو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ف ۱ اور جو فرقہ ہے
بلکہ اُس کو اُٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا ف ۸ اور جتنے فرقے ہیں

ف ۱ یہودیوں کے چند سردار آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اگر تم سچے پیغمبر ہو تو ایک کتاب لکھی لکھائی یکبارگی آسمان سے لا دو جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت لائے تھے اُس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس تمام رکوع میں الزامات کو اُن کے جواب میں ذکر فرمایا ہے اُسکے بعد تحقیقی جواب دیا ہے۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہودی جو تم سے عناداً ایسی کتاب طلب کرتے ہیں اُنکی یہ بیباکی اور سرکشی تعجب کی بات نہیں اُن کے بزرگوں نے تو اس سے بھی بڑی اور سخت بات اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام سے طلب کی تھی کہ خداوند تعالیٰ کو آشکارا ہمکو دکھا دو ورنہ ہم تمہارا یقین نہ کرینگے جیسا کہ سورۂ بقر میں گذرا اُس پر یہ ہوا کہ اُن کہنے والوں پر بجلی آ پڑی اور سب مر گئے پھر حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اُن کو زندہ کر دیا۔ ایسی عظیم الشان نشانیاں دیکھ کر پھر یہ کیا کہ بچھڑے کو پوجنے لگے بالآخر حق تعالیٰ نے اُس سے بھی درگذر فرمائی سورۂ بقر میں کسی قدر تفصیل سے مذکور ہو چکا ہے ف ۲ غلبہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس بچھڑے کو تو ذبح کر کے آگ میں جلا دیا اور اُس کی راکھ ہوا میں دریا پر اُڑا دی اور ستر ہزار آدمی بچھڑے کو سجدہ کرنیوالے قتل کیے گئے ف ۳ یعنی جب یہود نے کہا تھا کہ توریت کے حکم سخت ہیں ہم نہیں مانتے تو اُسوقت کوہ طور کو زمین سے اُٹھا کر اُنکے سروں پر معلق قائم کر دیا تھا کہ ان حکموں کو قبول کرو اور مضبوطی سے پکڑو ورنہ پہاڑ ڈالا جاتا ہے ف ۴ یہود کو حکم ہوا تھا کہ شہر میں داخل ہو سجدہ کر کے اور سر جھکائے ہوئے اُنہوں نے سجدہ کے بدلے سُرین پر سرکنا اور پھسلنا شروع کیا۔ جب شہر میں پہنچے تو اُن پر طاعون پڑا دوپہر میں قریب ستر ہزار کے مر گئے ف ۵ یہودیوں کو حکم تھا کہ ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں اور سب دنوں سے زیادہ ہفتہ ہی کے دن مچھلیاں دریا میں بکثرت نظر آتیں یہودیوں نے یہ حیلہ کیا کہ دریا کے پاس حوض بنائے ہفتہ کے دن جب مچھلیاں دریا سے حوضوں میں آتیں تو اُن کو بند کر رکھتے پھر دوسرے دن حوضوں میں سے شکار کرتے اس فریب اور عہد شکنی پر اللہ تعالیٰ نے اُنکو بندر کر دیا جو جانوروں میں بہت خسیس اور مکار ہے ف ۶ یعنی یہود نے اُس عہد کو توڑ دیا تو حق تعالیٰ نے اُنکی اس عہد شکنی پر اور آیات الٰہی سے منکر ہونے پر اور انبیاء علیہم السلام کے ناحق قتل کرنے پر اور اُن کے اس کہنے پر کہ ہمارے دل تو غلاف میں ہیں اُن پر سخت سخت عذاب مسلط فرمائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو ہدایت کی تو کہنے لگے ہمارے دل پردہ میں ہیں تمہاری بات وہاں تک پہنچ نہیں سکتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ کفر کے سبب اُنکے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے جس کے باعث اُنکو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا مگر تھوڑے لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور اُنکے ساتھی ف ۷ یعنی اور نیز اس وجہ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منکر ہو کر دوسرا کفر کمایا اور حضرت مریم پر طوفان عظیم باندھا اور اُن کے اس قول پر کہ فخر سے کہتے تھے ہم نے مار ڈالا عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول اللہ تھا ان تمام وجوہ سے یہود پر عذاب اور مصیبتیں نازل ہوئیں ف ۸ اللہ تعالیٰ اُن کے قول کی تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا یہود جو مختلف باتیں اس بارہ میں کہتے ہیں اپنی اپنی اٹکل سے کہتے ہیں اللہ نے اُنکو شبہ میں ڈال دیا خبر کسی کو بھی نہیں واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے اور اُس کے ہر کام میں حکمت ہے قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی اُن کے گھر میں داخل ہوا حق تعالیٰ نے اُن کو تو آسمان پر اُٹھا لیا اور اُس شخص کی صورت حضرت مسیح علیہ السلام کی صورت کے مشابہ کر دی جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اُسکو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرہ کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے کسی نے کہا کہ یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں گیا اور ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا علم کسی کو بھی نہیں حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اللہ نے اُٹھا لیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں آکر اُس کو ماریں گے اور یہود و نصاریٰ سب اُن پر ایمان لاویں گے کہ یہ مرے نہ تھے ف۲ یعنی اوپر سے سب شرارتیں ان کی جو ذکر کیں
بعضی پہلے ہو تیں اور بعضی پیچھے لیکن مجمل یہ کہ گناہ پر دلیر تھے اس واسطے ان کے نئے شریعت سخت رکھی کہ سرکشی ٹوٹے ــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کتاب والوں میں سو اُس پر یقین لاویں گے اُسکی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا

اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لاویں گے اُس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن

يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

اُن کا بتانے والا ف سو یہود کے گناہ سے ہم نے حرام کیں اُن پر

ہوگا اُن پر گواہ ف سو یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں اُن پر

طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ

کتنی پاک چیزیں جو اُن کو حلال تھیں اور اس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت ف۲ اور اُن کے

بہت سی پاک چیزیں جو اُن پر حلال تھیں اور اس وجہ سے کہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت اور اس وجہ سے

الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ

سود لینے پر اور اُن کو اس سے منع ہو چکا ہے اور لوگوں کے مال کھانے پر ناحق اور

کہ سود لیتے تھے اور اُنکو اس کی ممانعت ہو چکی تھی اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق اور

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي

تیار رکھی ہے ہم نے ان میں منکروں کے واسطے دُکھ کی مار لیکن جو ثابت ہیں

تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے جو اُن میں ہیں عذاب دردناک ف۳ لیکن جو پختہ ہیں علم

الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

علم پر اُن میں اور ایمان والے ہیں سو مانتے ہیں جو اُترا تجھ کو اور جو اُترا

میں اُن میں اور ایمان والے سو مانتے ہیں اُسکو جو نازل ہوا تجھ پر اور جو نازل ہوا

ع ٢٢ ١٠ ٢ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

تجھ سے پہلے اور آفریں نماز پر قائم رہنے والوں کو اور دینے والے زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے

تجھ سے پہلے اور آفریں ہے نماز پر قائم رہنے والوں کو اور جو دینے والے ہیں زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ

اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسوں کو ہم دیں گے بڑا ثواب ہم نے وحی بھیجی

اللہ پر اور قیامت کے دن پر سو ایسوں کو ہم دیں گے بڑا ثواب ف۴ ہم نے وحی بھیجی

اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ

تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور نبیوں کو اُسکے بعد اور وحی بھیجی

تیری طرف ف۵ جیسے وحی بھیجی نوح پر اور اُن نبیوں پر جو اُسکے بعد ہوئے ف۵ اور وحی بھیجی

اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى

ابراہیم کو اور اسمٰعیل کو اور اسحٰق کو اور یعقوب کو اور اُس کی اولاد کو اور عیسیٰ کو

ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر اور عیسیٰ پر

وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَ

اور ایوب کو اور یونس کو اور ہرون کو اور سلیمان کو اور ہم نے دی داؤد کو زبور اور

اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان پر اور ہم نے دی داؤد کو زبور اور

ف حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں تشریف لا کر اُسے قتل کریں گے اور یہود اور نصاریٰ اُن پر ایمان لائیں گے کہ بیشک عیسیٰ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے حالات اور اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا ف۲ یہود کی اگلی پچھلی سخت سخت شرارتیں ذکر فرما کر جس سے اُن کی سرکشی اور اُنکے گناہوں پر دلیر ہونا ظاہر ہو گیا اب فرماتے ہیں کہ اسی واسطے ہم نے اُن پر شریعت بھی سخت رکھی کہ اُن کی سرکشی ٹوٹے تو اب یہ شبہ نہ رہا کہ تحریم طیبات قرآن پر تو ریت میں کی گئی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخالفت کرنا اور حضرت مریم پر تہمت اُنکا نازل توریت کے بہت بعد میں ہوا تو سزا جرم سے مقدم کیسے ہو گئی۔ اس تمام رکوع کا خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے اہل کتاب برابر ایک سے ایک زائد شرارت اور نافرمانی اور عہد شکنی اور حضرات انبیاء کو ایذا رسانی کرتے چلے آئے ہیں اب اگر اے محمد رسول اللہ تم سے حسد اً توریت جیسی کتاب دفعۃً واحدۃً طلب کریں اور قرآن شریف جو سب کتابوں سے افضل ہو اس پر کفایت نہ کریں تو ان متعصب نالائقوں سے کیا مستبعد ہے انکی اس قسم کی ناشائستہ حرکات سے تعجب مت کرو اور متحیر نہ ہو ان کی تمام حرکات چھوٹی بڑی اگلی پچھلی ہم کو خوب معلوم ہیں ہم نے بھی شریعت سخت اُن کے لئے دنیا میں رکھی اور آخرت میں عذاب شدید ان کے واسطے تیار کر رکھا ہے ف۳ یعنی بنی اسرائیل میں جن کا علم مضبوط ہے جیسے عبداللہ بن سلامؓ اور اُنکے ساتھی اور جو لوگ کہ صاحب ایمان ہیں وہ مانتے ہیں قرآن اور توریت و انجیل سب کو اور نماز کو قائم رکھنے والوں کا تو کیا کہنا ہے اور دینے والے زکوٰۃ کے اور ایمان رکھنے والے اللہ پر اور قیامت پر ایسے لوگوں کو ہم دیں گے بڑا ثواب بخلاف اوّل فریق کے اُن کیلئے عذاب سخت موجود ہے ف۴ اہل کتاب اور مشرکین بلکہ جملہ کفار قرآن مجید کی حقانیت اور صداقت میں طرح طرح سے بیہودہ شبہ پیدا کرتے دیکھئے اس موقع میں یہی کہہ دیا کہ جیسے توریت سب کی سب ایک دفعہ اُتری تھی ایسے ہی تم بھی ایک کتاب آسمان سے لا دو تو ہم تم کو سچا جانیں بقول شخصے خوئے بدرا بہانۂ بسیار سو حق تعالیٰ نے اس جگہ چند آیتیں نازل فرما کر اُس کی حقیقت واضح کر دی اور وحی کی عظمت اور کفار کے سب خیالات اور شبہات بیہودہ کو رد کر دیا اور وحی الٰہی کی متابعت کو عاشہ اور قرآن مجید کی اطاعت کو تخصیص کے ساتھ بیان فرما کر بتلا دیا کہ حکم الٰہی کا ماننا سب پر فرض ہے کسی کا کوئی عذر اس میں نہیں چل سکتا جو اُس کے تسلیم کرنے میں تردد یا تامل یا انکار کرے وہ گمراہ اور بے دین ہے اب یہاں سے تحقیقی جواب دیا جاتا ہے ف۵ اس سے معلوم ہو گیا کہ وحی خاص اللہ کا حکم اور اُس کا پیام ہے جو پیغمبروں پر بھیجا جاتا ہے اور انبیاء سابقین پر جیسے وحی الٰہی نازل ہوئی ویسے ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی بھیجی تو جس نے اُسکو مانا اس کو بھی ضرور ماننا چاہئے اور جس نے اس کا انکار کیا گویا اُن سب کا منکر ہو گیا اور حضرت نوحؑ اور اُن سے پچھلوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ شاید یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت سے جو وحی شروع ہوئی تو اُس وقت بالکل ابتدائی حالت تھی حضرت نوح علیہ السلام پر اُس کی تکمیل ہو گئی گویا اوّل حالت محض تعلیمی حالت تھی حضرت نوحؑ کے زمانہ میں وہ حالت پوری ہو کر اس قابل ہو گئی کہ اُن کا امتحان لیا جائے اور فرمانبرداروں کو انعام اور نافرمانوں کو سزا دی جائے۔ چنانچہ انبیائے اولوالعزم کا سلسلہ بھی حضرت نوح علیہ السلام سے ہی شروع ہوا اور وحی الٰہی سے سرتابی کرنے والوں پر بھی اوّل عذاب حضرت نوحؑ کے وقت سے شروع ہوا۔ خلاصہ یہ کہ پہلے حکم الٰہی اور انبیاء کی مخالفت پر عذاب نازل نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کو معذور سمجھ کر اُن کو ڈھیل دی جاتی تھی اور سمجھانے ہی کی کوشش کی جاتی تھی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب مذہبی تعلیم خوب ظاہر ہو چکی اور لوگوں کو حکم خداوندی کی متابعت کرنے میں کوئی خفا باقی نہ رہا تو اب نافرمانوں پر عذاب نازل ہوا۔ اوّل حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیا اُس کے بعد حضرت ہود حضرت صالح حضرت شعیب علیہم السلام وغیرہ کے زمانہ میں کافروں پر قسم قسم کے عذاب آئے تو گویا یکی دی کو حضرت نوحؑ اور اُن کے پچھلوں کی وحی کے ساتھ تشبیہ دینے میں اہل کتاب اور مشرکین مکہ کو پوری تنبیہ کر دی گئی کہ جو آپ کی وحی یعنی قرآن کو نہ مانے گا وہ عذاب عظیم کا مستحق ہوگا

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی عذر کی جگہ نہ رہے کہ ہم کو تیری مرضی و نامرضی معلوم ہوتی تو اُس پر چلتے یہ اللہ کی حکمت اور تدبیر ہے اور اگر زبردستی کرے تو اُس کی حاجت نہیں۔ ف۲ یعنی وحی ہر پیغمبر کو آتی رہی ہے کچھ نیا کام نہیں۔ پر اس کلام میں اللہ نے اپنا خاص علم اُتارا۔ اور اللہ اس حق کو ظاہر کر دے گا۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ جس قدر ہدایت اس نبی سے ہوئی اور کسی سے نہ ہوئی۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحہ

رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ
کتنے رسول جن کا احوال سنایا ہم نے تجھ کو آگے اور کتنے رسول جن کا احوال نہیں سنایا
بھیجے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو اس سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا

عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ
تجھ کو اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر کتنے رسول خوشی اور
تجھ کو اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر ف۱ بھیجے پیغمبر خوشخبری اور

مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ
ڈر سنانے والے تا نہ رہے لوگوں کو اللہ پر جگہ الزام کی رسولوں کے بعد
ڈر سنانے والے تاکہ باقی نہ رہے لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسولوں کے بعد

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ
اور اللہ زبردست حکمت والا ف۱ لیکن اللہ شاہد ہے اس پر جو تیری طرف نازل کیا
اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۲ لیکن اللہ شاہد ہے اس پر جو تجھ پر نازل کیا

اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ۭ
کہ یہ نازل کیا ہے اپنے علم کے ساتھ اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ بس ہے حق ظاہر کرنیوالا ف۲
کہ یہ نازل کیا ہے اپنے علم کے ساتھ اور فرشتے بھی گواہ ہیں اور اللہ کافی ہے حق ظاہر کرنے والا ف۳

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا
جو لوگ منکر ہوئے اور اٹکے اللہ کی راہ سے وہ دور پڑے ہیں
جو لوگ کافر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے وہ بہک کر دور

بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ
بھول کر جو لوگ منکر ہوئے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں ان کو اور
جا پڑے جو لوگ کافر ہوئے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں اُن کو اور

لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ۙ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ
نہ ان کو ملا دے راہ مگر راہ دوزخ کی پڑے رہیں اُس میں ہمیشہ اور
نہ دکھلا دے گا اُن کو سیدھی راہ مگر راہ دوزخ کی رہا کریں اُس میں ہمیشہ اور

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ
یہ اللہ پر آسان ہے لوگو تم پاس رسول آ چکا ٹھیک بات لے کر
یہ اللہ پر آسان ہے ف۴ اے لوگو تمہارے پاس رسول آ چکا ٹھیک بات لیکر

مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
تمہارے رب کی سو مانو کہ بھلا ہو تمہارا اور اگر نہ مانو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و
تمہارے رب کی سو مان لو تاکہ بھلا ہو تمہارا اور اگر نہ مانو گے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ
زمین میں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے
زمین میں اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ف۵ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے

ف۱ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جو انبیاء ہوئے اُن سب کو بالاجمال ذکر فرما کر جو اُن میں اولوالعزم ہیں اور جو مشہور اور جلیل القدر ہیں اُن کو تخصیص اور تفصیل کے ساتھ ذکر فرما دیا جس سے خوب معلوم ہو گیا کہ آپ کے اوپر جو وحی نازل ہوئی اُسکا حق ہونا اور اُس کا ماننا ایسا ہی ضروری ہے جیسا تمام اولوالعزم اور مشاہیر انبیاء کی وحی کو اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انبیاء پر جو وحی آتی ہے کبھی فرشتہ پیغام لیکر آتا ہے کبھی کتاب لکھی ہوئی ملجاتی ہے کبھی بغیر پیغام اور بدون واسطہ کے خود اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بات کرتا ہے مگر ان سب صورتوں میں چونکہ وہ اللہ کا ہی حکم ہے کسی دوسرے کا حکم نہیں تو بندوں پر اُس کی اطاعت یکساں فرض ہے بندوں تک پہنچنے کا طریقہ تحریر ہو خواہ تقریر ہو خواہ پیغام ہو تو اب یہود کا یہ کہنا کہ توریت کی طرح پوری کتاب ایک دفعہ میں آسمان سے لاؤ گے تو ہم تم کو سچا جانیں گے ورنہ نہیں کتنی بے ایمانی اور حماقت ہے جب وحی حکم الٰہی ہے اور اُس کے نازل ہونے کی صورتیں البتہ متعدد ہیں تو پھر کسی صورت میں آجے اُسکے ماننے میں تردد اور انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فلاں خاص طریقہ سے آئے گی تو مانوں گا ورنہ نہیں صریح کفر ہے اور کھلی حماقت ف۲ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو برابر بھیجا کہ مومنوں کو خوشخبری سنائیں اور کافروں کو ڈرائیں تاکہ لوگوں کو قیامت کے دن اس عذر کی جگہ نہ رہے کہ ہم کو تیری مرضی اور غیر مرضی معلوم نہ تھی معلوم ہوتی تو ضرور اُس پر چلتے سو جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو معجزے دیکر بھیجا اور پیغمبروں نے راہ حق بتلائی تو اب دین حق کے قبول نہ کرنے میں کسی کا کوئی عذر نہیں سنا جا سکتا۔ وحی الٰہی ایسی قطعی حجت ہے کہ اُس کے روبرو کوئی حجت نہیں چل سکتی بلکہ سب حجتیں قطع ہو جاتی ہیں اور یہ اللہ کی حکمت اور تدبیر ہے اور زبردستی کرے تو کون روک سکتا ہے مگر اُسکو پسند نہیں ف۳ یعنی وحی ہر پیغمبر کو آتی رہی یہ کچھ نئی بات نہیں سب کو معلوم ہے لیکن اس قرآن میں اللہ نے اپنا خاص علم اُتارا اور اللہ اس حق کو ظاہر کر دیگا چنانچہ جاننے والے جانتے ہیں کہ جو علوم اور حقائق قرآن مجید میں سے حاصل ہوئے اور برابر حاصل ہوتے رہیں گے وہ کسی کتاب سے نہیں ہوئے اور جسقدر ہدایت لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور کسی سے نہیں ہوئی۔ ف۴ قرآن مجید اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور توثیق کے بعد فرماتے ہیں کہ اب جو لوگ آپ سے منکر ہوئے اور توریت میں جو آپ کے اوصاف اور حالات موجود تھے اُن کو چھپا لیا اور لوگوں پر کچھ کا کچھ ظاہر کر کے اُن کو بھی دین حق سے باز رکھا سو ایسوں کو نہ مغفرت نصیب ہو نہ ہدایت جس سے خوب واضح ہو گیا کہ ہدایت آپ کی متابعت میں منحصر ہے اور گمراہی آپ کی مخالفت کا نام ہے جس سے یہود کو پوری سرزنش ہو گئی اور اُنکے خیالات کی تغلیط واضح ہو گئی ف۵ آپ کی اور آپ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے مخالفین یعنی اہل کتاب کی تغلیط اور تضلیل بیان فرما کر اب عام سب لوگوں کو منادی کیجاتی ہے کہ اے لوگو ہمارا رسول سچی کتاب اور سچا دین لیکر تمہارے پاس پہنچ چکا اب تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ اُس کی بات مانو اور نہ مانو گے تو خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور تمہارے تمام احوال اور افعال سے خبردار ہے تمہارے اعمال کا پورا حساب و کتاب ہو کر اُس کا بدلہ ملیگا - فائدہ اس ارشاد سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ وحی جو پیغمبر پر نازل ہو اُس کا ماننا فرض اور اُس کا انکار کفر ہے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ خطاب ہے نصاریٰ کو کہ اللہ کو تین جگہ بتاتے ہیں باپ اور بیٹا اور روح القدس فرمایا کہ دین کی بات میں مبالغہ عیب ہے ایک شخص سے اعتقاد جو تو اس کی تعریف میں حد سے نہ بڑھے جتنی بات تحقیق ہو وہی کہئے۔ اور فرمایا کہ فی الحقیقت بیٹا جنے یہ اللہ کو لائق نہیں اور بیٹا کرے تو اس کو پیش کار کی حاجت نہیں وہ بس ہے کام بنانے والا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر بات تحقیق مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا

دین کی بات میں اور مت کہو اللہ کی شان میں مگر پکی بات بیشک مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز فَاٰمِنُوْا

رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اسکے یہاں کی سو مانو

وہ رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام ہے جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اسکے ہاں کی سو مانو

بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ قف وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ

اللہ کو اور اسکے رسولوں کو اور مت بتاؤ اس کو تین یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا اللہ جو ہے سو ایک

اللہ کو اور اسکے رسولوں کو اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑو بہتر ہوگا تمہارے واسطے بیشک اللہ معبود ہے

وقف لازم

وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

معبود ہے اس لائق نہیں کہ اس کی اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمان و

اکیلا اسکے لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد ہو ف۱ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

ع ۲۳ ۹ ۳

الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۟ ع لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ

زمین میں ہے اور اللہ بس ہے کام بنانے والا ف۱ مسیح ہرگز برا نہیں ماننے اس سے کہ

زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کارساز ف۲ مسیح کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ

عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیک والے اور جو کوئی کنیاوے اللہ کی بندگی سے

بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتوں کو جو مقرب ہیں ف۳ اور جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو ایمان لائے ہیں اور

اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو لوگ ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ

عمل کئے نیک سو ان کو پورا دے گا انکا ثواب اور بڑھتی دے گا اپنے فضل سے

عمل کئے انہوں نے اچھے تو ان کو پورا کردیگا ان کا ثواب اور زیادہ دے گا اپنے فضل سے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لا

اور جنہوں نے کنیایا اور تکبر کیا سو ان کو مارے گا دکھ کی مار

اور جنہوں نے عار کی اور تکبر کیا سو انکو عذاب دیگا عذاب دردناک

وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا

اور نہ پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ مددگار لوگو

اور نہ پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۴ اے

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا

تم پاس پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند اور اتاری ہم نے تم پر روشنی

لوگو تمہارے پاس پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند اور اتاری ہم نے تم پر روشنی

ف۱ اہل کتاب اپنے انبیاء کی تعریف میں غلو سے کام لیتے اور حد سے نکل جاتے خدا اور خدا کا بیٹا کہنے لگتے سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کی بات میں مبالغہ مت کرو اور جس سے اعتقاد ہو اسکی تعریف میں حد سے نہ بڑھنا چاہئے۔ جتنی بات تحقیق ہو اس سے زیادہ نہ کہے اور حق تعالیٰ کی شان مقدس میں بھی وہی بات کہو جو سچی اور محقق ہو اپنی طرف سے کچھ مت کہو۔ تم نے یہ کیا غضب کیا کہ حضرت عیسیٰ کو جو کہ رسول اللہ ہیں اور اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے تھے انکو حق کے خلاف خدا کا بیٹا کہنے لگے اور تین خدا کے معتقد ہو گئے ایک خدا دوسرے حضرت عیسیٰ تیسرے حضرت مریم ان باتوں سے باز آؤ اللہ تعالیٰ واحد اور یکتا ہے کوئی اسکا شریک نہیں اور نہ کوئی اسکا بیٹا ہو سکے اس کی ذات پاک اس سے منزہ اور مقدس ہے یہ تمام خرابی اس کی ہے کہ تم نے وحی کی اطاعت اور پابندی نہ کی وحی کی متابعت کرتے تو خدا کے لئے بیٹا نہ مانتے اور تین خدا کے قائل ہو کر صریح مشرک نہ ہوتے اور محمد رسول اللہ سید الرسل اور قرآن مجید افضل الکتب کی تکذیب کر کے آج ڈبل کافر نہ بنتے فائدہ اہل کتاب کے ایک فریق نے تو حضرت عیسیٰ کو رسول بھی نہ مانا اور قتل کرنا پسند کیا جن کا ذکر پہلے گذرا دوسرے فریق نے انکو خدا کا بیٹا کہا دونوں کافر ہو گئے۔ دونوں فریق کی گمراہی کا سبب یہی ہوا کہ وحی کا خلاف کیا اس سے ظاہر ہو گیا کہ نجات وحی کی متابعت میں منحصر ہے۔ ف۲ یعنی آسمانوں اور زمین میں نیچے سے اوپر تک جو کچھ ہے سب اسکی مخلوق اور اسکی مملوک اور اسکے بندے ہیں۔ پھر کوئی اسکا شریک یا اس کا بیٹا کون اور کیونکر ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کام بنانے والا ہے اور سب کی کارسازی کے لئے وہی کافی اور بس ہے کسی دوسرے کی حاجت نہیں پھر بتلائیے اسکو شریک یا بیٹے کی حاجت کیسے ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ نہ کسی مخلوق میں اسکے شریک بننے کی قابلیت اور لیاقت اور نہ اس کی ذات پاک میں اس کی گنجائش اور نہ اسکو اسکی حاجت جس سے معلوم ہو گیا کہ مخلوقات میں سے کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک یا بیٹا کہنا اس کا کام ہے جو ایمان اور عقل دونوں سے محروم ہو۔ فائدہ مضمون بالا سے یہ سمجھ میں آ گیا کہ جو کوئی حق تعالیٰ کیلئے بیٹا یا کسی کو اسکا شریک مانتا ہو وہ حقیقت میں جمیع موجودات کو مخلوق باری اور باری تعالیٰ کو خالق جملہ موجودات نہیں مانتا اور نیز اللہ تعالیٰ کو سب کی حاجت براری اور کارسازی کیلئے کافی نہیں جانتا گویا خدا کو خدائی سے نکال کر مخلوقات اور ممکنات میں داخل کر دیا تو اب ارشاد سبحانہ ان یکون لہ ولد میں جس ناپاکی کی طرف اشارہ خفی تھا اس کا پتہ چل گیا اور فرزند حقیقی اور فرزند مجازی اور ظاہری دونوں میں وہ ناپاکی چونکہ برابر موجود ہے تو خوب سمجھ میں آ گیا کہ اس کی ذات مقدس جیسے اس سے پاک ہے کہ اسکے بیٹا پیدا ہو ایسا ہی اس سے بھی پاک اور برتر ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بیٹا بنائے ف۳ یعنی اللہ کا بندہ ہونا اور اسکی عبادت کرنا اور اسکے حکموں کو بجا لانا تو اعلیٰ درجہ کی شرافت اور عزت ہے حضرت مسیح علیہ السلام اور ملائکہ مقربین سے اس نعمت کی قدر اور ضرورت پوچھئے ان کو اس سے کیسے ننگ اور عار آ سکتا ہے البتہ ذلت اور غیرت تو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی بندگی میں ہے جیسے نصاریٰ نے حضرت مسیح کو ابن اللہ اور معبود مان لیا اور مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مان کر انکی اور بتوں کی عبادت کرنے لگے سو ان کیلئے ہمیشہ کو عذاب اور ذلت ہے ف۴ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی سے ناک چڑھاویگا اور سرکشی کریگا تو وہ یونہی نہ چھوڑ دیا جائیگا بلکہ ایک روز سب کو اللہ کے سامنے جمع ہونا ہے اور حساب دینا ہے سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے یعنی اللہ کی بندگی پوری بجا لائے انکو انکے کاموں کا پورا ثواب ملیگا بلکہ اللہ کے فضل سے بڑی بڑی نعمتیں ان کے ثواب سے زیادہ بھی انکو عنایت ہونگی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بندگی سے ناک چڑھائی اور سرکشی کی وہ عذاب عظیم میں گرفتار ہونگے اور کوئی ان کا خیر خواہ اور مددگار نہ ہوگا جن کو اللہ کی بندگی میں شریک کر کے عذاب میں پڑے وہ بھی کام نہ آئیں گے سو اب نصاریٰ خوب سمجھ لیں کہ ان دونوں قوموں میں سے ان کے مناسب حال کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے موافق شان کیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ کلالہ کے معنی ہارا ضعیف یہاں فرمایا اُسکو جس کے وارثوں میں باپ اور بیٹا نہیں کہ اصل وارث وہی تھے تو اُسوقت سگے بھائی بہن کو بیٹا بیٹی کا حکم ہے۔ سگے نہ ہوں تو یہی حکم سوتیلوں کا رہی ایک بہن کو آدھا اور دو کو دو تہائی اور بیٹے ہوں بھائی بہن۔ تو مرد کو حصہ دوہرا عورت کو اکہرا اور جو نرے بھائی ہوں قرآن کو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہیں یعنی حصہ میں معین نہیں وہ عصبہ ہیں فائدہ اگر بیٹی ہو اور بہن ہو تو حصہ بیٹی کو اور بہن عصبہ ہے یعنی حصہ داروں سے بچے سو وہ لے ف۲ یعنی جب آدمی مسلمان ہوا تو سب حکم اللہ کے قبول کرنے ٹھہرا چکا اب آگے حکم فرمائے اُن کو قبول کرو ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ				
واضح	سو جو	یقین لائے اللہ پر	اور اُس کو مضبوط پکڑا	تو اُن کو داخل کرے گا
واضح	سو جو لوگ	ایمان لائے اللہ پر	اور اُس کو مضبوط پکڑا	تو اُن کو داخل کرے گا
فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝				
اپنی مہر میں	اور فضل میں	اور پہنچادے گا	اپنی طرف	سیدھی راہ پر
اپنی رحمت میں	اور فضل میں	اور پہنچا دیگا اُن کو	اپنی طرف	سیدھے راستہ پر ف۱
يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ				
حکم پوچھتے ہیں تجھ سے	تو کہہ اللہ حکم بتاتا ہے	تم کو	کلالے کا	اگر ایک مرد مرگیا
حکم پوچھتے ہیں تجھ سے	سو کہہ دے اللہ حکم بتاتا ہے	تم کو	کلالہ کا ف۲	اگر کوئی مرد مرگیا
لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ				
کہ اُس کو بیٹا نہیں	اور اُس کو ایک بہن ہے	تو اُس کو پہنچے آدھا	جو چھوڑ مرا	اور وہ بھائی وارث
اور اُس کے بیٹا نہیں	اور اُس کے ایک بہن ہے	تو اُس کو پہنچے آدھا اس کا	جو چھوڑ مرا ف۳	اور وہ بھائی وارث ہے
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ				
ہے اس بہن کا اگر نہ رہے اُس کو بیٹا	پھر اگر	بہنیں دو ہوں	تو اُنکو پہنچے	دو تہائی
اس بہن کا اگر نہ ہو اُس کے بیٹا ف۴	پھر اگر	بہنیں دو ہوں	تو اُنکو پہنچے	دو تہائی
مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ				
جو کچھ چھوڑ مرا	اور اگر	کئی شخص ہیں اُس ناتے کے	مرد اور عورتیں	تو مرد کو عورت کے دو حصے
اُس مال کا جو چھوڑ مرا ف۵	اور اگر	کئی شخص ہوں اسی رشتہ کے	کچھ مرد کچھ عورتیں	تو ایک مرد کا حصہ ہے برابر
الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝				
برابر	بیان کرتا ہے اللہ	تمہارے واسطے کہ نہ بہکو	اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۱	
دو عورتوں کے ف۶	بیان کرتا ہے اللہ	تمہارے واسطے تاکہ تم گمراہ نہ ہو ف۷	اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۸	

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۃ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے	جو بڑا	مہربان	رحمت	دینے والا
شروع اللہ کے نام سے	جو بےحد	مہربان	نہایت رحم	والا ہے ف
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ				
اے	ایمان والو	پورے کرو قرار ف۱	حلال ہوئے تم کو چوپائے	مواشی
اے	ایمان والو	پورا کرو عہدوں کو ف۲	حلال ہوئے تمہارے لئے چوپائے	مواشی ف۳
اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّى الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ				
سوا اُس کے	جو تم کو سناویں گے	مگر حلال نہ جانو شکار کو	اپنے احرام میں	اللہ حکم کرتا ہے
سوائے اُنکے	جو تم کو آگے سنائے جاوینگے ف۴	مگر حلال نہ جانو شکار کو	احرام کی حالت میں ف۵	اللہ حکم کرتا ہے

ف۱ پہلے سے وحی الٰہی اور بالخصوص قرآن مجید کی عظمت اور اس کی حقانیت کا بیان اور اُسکی متابعت اور اتباع کی تاکیدات کا ذکر تھا اسی کے ذیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اور ان کے ابن اللہ ہونے کا ذکر کیا تھا جس کے قائل نصاریٰ تھے اُسکی تردید اور ابطال کے بعد اخیر میں پھر اُسی اصلی اور ضروری بات کی سب کو تاکید فرمائی جاتی ہے کہ اے لوگو تمہارے پاس رب العلمین کیطرف سے حجۃ کامل اور نور روشن پہنچ چکا جو ہدایت کے لئے کافی اور وافی ہے یعنی قرآن مجید۔ اب کسی تامل اور تردد کی گنجائش نہیں سو جو کوئی اللہ پر ایمان لائیگا اور اس مقدس کتاب کو مضبوط پکڑیگا وہ اللہ کی رحمت اور فضل میں داخل ہوگا اور سیدھی راہ سے اُس تک پہنچیگا اور جو اُسکے خلاف کریگا اُس کی گمراہی اور خرابی اسی سے سمجھ لیجئے ف۲ شروع سورت میں آیت میراث میں کلالہ کی میراث کا ذکر گزر چکا ہے اس کے بعد جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُس کے متعلق زیادہ تفصیل پوچھنی چاہی تو اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کلالہ کے معنی کمزور اور ضعیف۔ یہاں وہ شخص مراد ہے جس کے وارثوں میں باپ اور اولاد میں سے کوئی نہ ہو جیسا کہ پہلے بیان ہوا کیونکہ اصلی وارث والد اور ولد ہی ہیں جبکے یہ نہیں تو اُس کے حقیقی بھائی بہن کو بیٹا بیٹی کا حکم ہے اور اگر حقیقی نہ ہوں تو یہی حکم سوتیلوں کا ہے جو کہ باپ میں شریک ہوں ایک بہن ہو تو آدھا اور دو بہن ہوں تو دو تہائی اور اگر بھائی اور بہن دونوں ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا ملیگا اور اگر فقط بھائی ہوں بہن کوئی نہ ہو تو وہ بہن کے مال کے وارث ہونگے یعنی اُن کا کوئی حصہ معین نہیں کیونکہ وہ عصبہ ہیں جیسا کہ آیت میں آگے یہ سب صورتیں مذکور ہیں اب باقی رہ گئے وہ بھائی بہن جو صرف ماں میں شریک ہوں جنکو اخیافی کہتے ہیں سو اُن کا حکم شروع سورت میں فرما دیا گیا اُن کا حصہ معین ہے ف۳ یعنی اگر کوئی مرد مرگیا اور اُس نے ایک بہن چھوڑی نہ بیٹا چھوڑا نہ باپ تو اُسکو میراث میں نصف مال ملیگا ف۴ یعنی اور اگر اسکے برعکس ہو یعنی کوئی عورت لاولد مرگئی اور اُس نے بھائی اعیانی یا علاتی چھوڑا تو وہ بہن کے مال کا وارث ہوگا کیونکہ وہ عصبہ ہے اور اگر اُس نے لڑکا چھوڑا تو بھائی کو کچھ نہ ملیگا اور لڑکی چھوڑی تو لڑکی سے جو بچیگا وہ اس بھائی کو ملیگا اور بھائی یا بہن اخیافی چھوڑے تھی تو اُسکے لئے چھٹا حصہ معین ہے جیسا کہ ابتداء سورت میں ارشاد ہوا ف۵ اور اگر دو سے زیادہ بہنیں چھوڑے تو اُنکو بھی دو تہائی دیا جائے گا ف۶ کچھ مرد اور کچھ عورتیں یعنی کچھ بھائی اور کچھ بہنیں چھوڑیں تو بھائی کا دوہرا اور بہن کا اکہرا حصہ ہے جیسا کہ اولاد کا حکم ہے ف۷ یعنی اللہ رحیم و کریم محض اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اور اُن کو گمراہی سے بچانے کی غرض سے اپنے احکام حقہ صادقہ بیان فرماتا ہے جیسا یہاں میراث کلالہ کو

۲۴۷ ع ۲۴

بیان فرما دیا۔ اس کی اس میں کوئی غرض نہیں وہ سب سے غنی اور بے نیاز ہے تو اب جو اس مہربانی کی قدر نہ کرے بلکہ اُسکے حکم سے انحراف کرے اُسکی شقاوت کا کیا ٹھکانا اس سے معلوم ہوگیا کہ بندہ کو جملہ احکام کی تابعداری لازم ہے اگر ایک معمولی اور جزوی امر میں بھی خلاف کریگا تو گمراہی ہے پھر جو لوگ اُس کی ذات پاک اور اُس کی صفات کمال میں اُسکے حکم کا خلاف کرتے ہیں اور اپنی عقل اور اپنی خواہش کو اُسکے مقابلہ میں اپنا مقتدا بناتے ہیں اُن کی ضلالت اور خباثت کو اسی سے سمجھ لیجئے کہ کس درجہ کی ہوگی ف۸ اس سے پہلے معلوم ہوا تھا کہ حق سبحانہ اپنے بندوں کی ہدایت کو پسند فرماتا ہے اب فرمایا کہ اُسکو سب چیزیں معلوم ہیں تو مطلب یہ نکلا کہ مسائل دینیہ میں جو ضرورت پیش آئے اُسکو پوچھ لو سو اس ارشاد میں صحابہ نے جو کلالہ کے مسئلہ میں استفسار فرمایا تھا اُس کی تحسین کی طرف اور آئندہ کو ایسے سوالات کرنے کی ترغیب کی طرف اشارہ سمجھ میں آتا ہے اور یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے یعنی تم نہیں جانتے تم تو یہ بھی نہیں بتلا سکتے کہ کلالہ اور اُس کے سوا دیگر صورتوں میں جو حصہ مقرر فرمایا گیا اُس کی وجہ حقیقت میں کیا ہے پھر آدمی کی عقل اس قابل کب ہو سکتی ہے کہ اُس کے بھروسہ حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں وحی کے خلاف یہ جرأت کرے جو لوگ تعلقات اور اپنے اقارب کے فرق اور امتیاز سے عاجز ہو وہ ذات بیچون و بیچگون اور اُسکی صفات کو بدون اُس کے بتلائے کیا سمجھ سکتا ہے فائدہ اس جگہ کلالہ کے حکم اور اسکے سبب نزول کو بیان فرمانے سے چند باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ جیسا پہلے وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض فرما کر اُس کے بعد بطریق تمثیل اہل کتاب کا حال ذکر فرمایا تھا ایسے ہی ارشاد فاما الذین اٰمنوا باللہ واعتصموا بہ الی آخر الآیۃ کے بعد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین کو بطریق تمثیل ذکر فرمایا تاکہ وحی سے انحراف کرنے والوں کی گمراہی اور برائی اور وحی کا اتباع کرنیوالوں کی حقانیت اور بھلائی خوب سمجھ میں آجائے اسی کے ذیل میں دوسری

بات یہ بھی ظاہر ہوگئی کہ اہل کتاب نے تو یہ غضب کیا کہ ذات احدیت سبحانہ و تعالیٰ کے لئے شریک اور اولاد جیسے شنیع امر کو اپنا ایمان بنا لیا اور وحی الٰہی کا خاتم طریک کر خلاف کیا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت ہے کہ اصولی ایمان اور عبادات تو کیا معاملات جزئیہ اور معمولی مسائل متعلقہ میراث نکاح وغیرہ میں بھی وحی کے متبع ہیں اور سراسر رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے منہ کو تکتے ہیں اپنی عقل اور خواہش کو حاکم نہیں سمجھتے اگر ایک دفعہ میں تشفی نہ ہوئی تو پھر حاضر خدمت ہو کر دریافت کر رہے ہیں۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت سید المرسلین بھی بلا حکم وحی اپنی طرف سے حکم نہ فرماتے تھے اگر کسی امر میں حکم وحی موجود نہ ہوتا تو حکم فرمانے میں نزول وحی کا انتظار فرماتے معلوم ہوگیا کہ ذات پاک وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی حاکم نہیں۔ چنانچہ آیات متعددہ میں ان الحکم الا للہ وغیرہ صاف مذکور ہے باقی جو ہیں وہ سب واسطہ ہیں اُن کے ذریعہ سے اوروں کو حکم الٰہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۱۳۶

پہنچایا جاتا ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ کوئی واسطہ قریب ہے کوئی بعید جیسا حکم سلطانی پہنچانے کے لئے وزیر اعظم اور دیگر مقربین شاہی اور حکام اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ بدرجہ سب واسطہ ہوتے ہیں پھر اس سے زیادہ گمراہی کیا ہوگی کہ کسی امر میں وحی الٰہی کے مقابلہ میں کوئی گمراہ کسی کی بات سُنے اور اس پر عمل کرے شعر :
آنانکہ زروئے تو بجائے نگر آنند ٭ کوتہ نظر آنند چہ کوتہ نظر آنند۔ نیز اشارہ ہے اس طرف کہ ایک دفعہ تمام کتاب کے نازل ہونے میں جیسا کہ اہل کتاب درخواست کرتے ہیں وہ خوبی نہیں جو حسب حاجت اور حسب موقع متفرق نازل ہونے میں ہے کیونکہ ہر کوئی اپنی ضرورت کے موافق اس صورت میں سوال کر سکتا ہے اور بذریعہ وحی متلو اس کو جواب مل سکتا ہے جیسا کہ اس موقع میں اور قرآن مجید کے بہت سے مواقع میں موجود ہے اور یہ صورت مفید تر ہونے کے علاوہ بوجہ شرافت ذکر خداوندی و عزت خطاب حق عز و جل ایسے فخر عظیم پر مشتمل ہے جو کسی امت کو نصیب نہیں ہوا واللہ ذو الفضل العظیم جس صحابی کی بھلائی میں یا اس کے سوال کے جواب میں کوئی آیت نازل ہوئی وہ اس کے مناقب میں شمار ہوتی ہے اور اختلاف کے موقع میں جس کی رائے یا جس کے قول کے موافق وحی متلو اتری قیامت تک ان کی خوبی اور نام نیک باقی رہے گا سو کلالہ کے متعلق سوال و جواب کا ذکر فرما کر اس طرح کے بالعموم سوالات اور جوابات کی طرف اشارہ فرما دیا۔ اور شاید اسی اشارہ کی غرض سے سوال کو مطلق رکھا مسئول عنہ کو سوال کے ساتھ ذکر نہ فرمایا بلکہ جواب میں اس کی تصریح فرمائی جس کی دوسری نظیر قرآن شریف میں نہیں اور نیز جواب کو بالتصریح حق تعالیٰ کی طرف منسوب فرمایا۔ واللہ اعلم واللہ الہادی۔ الحاصل جملہ احکام کے لئے وحی الٰہی منشا اور اصل ہے اور ہدایت اسی کی متابعت پر موقوف ہے اور کفر و ضلالت اسی کی مخالفت میں منحصر ہے اور چونکہ آپ کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ اور جملہ مشرکین اور جملہ اہل ضلالت کی گمراہی کی جڑ یہی مخالفت تھی اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بہت جگہ وحی کی متابعت کی خوبی اور اس کی مخالفت کی خرابی پر متنبہ فرمایا بالخصوص اس موقع میں تو دو رکوع اس مہتم بالشان مضمون کے لئے نازل فرمائے اور تفصیل اور تمثیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ شاید اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں باب "کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منعقد فرما کر آیۃ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہٖ کو ترجمۃ الباب میں داخل کیا اور ان دونوں رکوع کی طرف اشارہ کر گئے گویا مطلب یہ ہے وقولہ تعالیٰ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہٖ الی اٰخر مضمون الوحی۔ واللہ اعلم۔

ف ۹ ایمان شرعی دو چیزوں کا نام ہے صحیح معرفت اور تسلیم و انقیاد یعنی خدا اور رسول کے جملہ ارشادات کو صحیح و صادق سمجھ کر تسلیم و قبول کے لئے اخلاص سے گردن جھکا دینا اس تسلیمی جزو کے لحاظ سے ایمان فی الحقیقۃ تمام قوانین و احکام الٰہیہ کے ماننے اور جملہ حقوق ادا کرنے کا ایک مضبوط عہد و اقرار ہے گویا حق تعالیٰ کی ربوبیت کاملہ کا وہ اقرار جو عہد الست کے سلسلے میں لیا گیا تھا جس کا نمایاں اثر انسان کی فطرت اور سرشت میں آج تک موجود ہے اسی کی تجدید و تشریح ایمان شرعی سے ہوتی ہے پھر ایمان شرعی میں جو کچھ اجمالی عہد و پیمان تھا۔ اسی کی تفصیل پورے قرآن و سنت میں دکھلائی گئی ہے اس صورت میں دعویٰ ایمان کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ تمام احکام الٰہیہ میں خواہ ان کا تعلق براہ راست خدا سے ہو یا بندوں سے جسمانی تربیت سے ہو یا روحانی اصلاح سے، دنیوی مفاد سے ہو یا اُخروی فلاح سے، شخصی زندگی سے ہو یا حیات اجتماعی سے صلح سے ہو یا جنگ سے اس کا عہد کرتا ہے کہ ہر نہج سے اپنے مالک کا وفادار رہے گا۔ نبی کریم صلعم جو عہد و پیمان اسلام، جہاد، سمع و طاعت یا دوسرے عمدہ خصال اور امور خیر کے متعلق صحابہ سے بہ شکل بیعت لیتے تھے وہ اسی عہد ایمانی کی ایک مخصوص صورت تھی اور چونکہ ایمان کے ضمن میں بندہ کو حق تعالیٰ کے جلال و جبروت کی صحیح معرفت اور اس کی شان انصاف و انتقام اور وعدوں کی سچائی کا پورا پورا یقین بھی ہو چکا ہے اس کا مقتضا یہ ہے کہ وہ بدعہدی اور غداری کے مہلک عواقب سے ڈر کر اپنے عہدوں کو جو خدا سے یا بندوں سے یا خود اپنے نفس سے کئے ہوں اس طرح پورا کرے کہ مالک حقیقی کی وفاداری میں کوئی فرق نہ آنے پائے اس تقریر کے موافق عقود (عہدوں) کی تفسیر میں جو مختلف چیزیں سلف سے منقول ہیں ان سب میں تطبیق ہو جاتی ہے اور آیت میں "ایمان والو" کے لفظ سے خطاب فرمانے کا لطف مزید حاصل ہوتا ہے ف ۱۰ سورۂ نساء میں گزر چکا کہ یہود کو ظلم و بدعہدی کی سزا میں بعض حلال و طیب چیزوں سے محروم کر دیا گیا تھا فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبات (نساء رکوع ۲۲) جن کی تفصیل سورۂ انعام میں ہے اس امت مرحومہ کو ایفائے عہد کی ہدایت کے ساتھ ان چیزوں سے بھی منتفع ہونے کی اجازت دیدی گئی۔ یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ بکری اور اسی جنس کے تمام اہلی اور وحشی (پالتو اور جنگلی) چرپائے مثلاً ہرن، نیل گائے وغیرہ تمہارے لئے ہر حالت میں حلال کئے گئے بجز ان حیوانات یا حالات کے جن کے متعلق حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں یا نبی کریم صلعم کی زبانی تمہارے جسمانی یا روحانی یا اخلاقی مصلحت کے لئے ممانعت فرما دی ہے ف ۱۱ غالباً اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو اسی رکوع کی تیسری آیت میں بیان کی گئی ہیں یعنی حرمت علیکم المیتۃ سے ذٰلکم فسق تک ف ۱۲ محرم کو صرف خشکی کے جانور کا شکار جائز نہیں۔ دریائی شکار کی اجازت ... حرمت کا لحاظ اس سے ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ مواشی وہ جانور ہیں جن کو لوگ پالتے ہیں کھانے کو جیسے گائے بکری بھیڑ جنگل کے ہرن اور نیل گاؤ وغیرہ اسی میں داخل ہیں کہ جنس ایک ہے۔ ان کو احرام کے وقت اور اسی طرح حرم کے مکان میں حرام فرمایا۔ اس کے ساتھ حرم کے آداب اور بھی فرما دیئے ف۲ حلال نہ سمجھو یعنی بے ادبی نہ کرو اللہ کے نام کی چیزوں پر یعنی کافر بھی اگر نیاز کعبہ لاوے تو لوٹ مت لو اور راہ حرام میں اس کو نہ مارو۔ اور پٹکن والیاں بھی وہ قربانی کے جانور ہیں جو گلے کو لٹکاتے ہیں نشان کو۔ اور فرمایا کافروں نے تم کو روکا تھا مسجد سے تم زیادتی نہ کرو یعنی آنے کو نہ روکو یا آگے سے منع کردو کہ کافر آوے تو یہ روا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر جس کام میں اللہ کو تعظیم کرے اس کام کو فضیحت نہ کرے مگر جو بت کی تعظیم کرے تو البتہ اہانت کرے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

مَا يُرِيدُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ

جو چاہے ف۱ اے ایمان والو حلال نہ سمجھو اللہ کے نام کی چیزیں اور نہ ادب والا

جو چاہے ف۱ اے ایمان والو حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیوں کو ف۲ اور نہ ادب والے

الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ

مہینہ اور نیاز کے جانور جو کعبہ کو جاویں اور نہ گلے میں پٹکن والیاں اور نہ آنے والوں کو ادب والے گھر کی طرف

مہینہ کو ف۳ اور نہ اُس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور نہ جن کے گلے میں پٹا ڈال کر لیجاویں کعبہ کو ف۴ اور نہ آنیوالوں کو حرمت والے گھر کی طرف

يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّن رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا

ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا اور خوشی اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرو

جو ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا اور اُسکی خوشی ف۵ اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرلو ف۶

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اور باعث نہ ہو تم کو ایک قوم کی دشمنی کہ تم کو روکتے تھے ادب والی مسجد سے

اور باعث نہ ہو تم کو اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی مسجد سے

أَن تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى

اس پر کہ زیادتی کرو اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ

اس پر کہ زیادتی کرنے لگو ف۷ اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو

الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

پر اور زیادتی پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کا عذاب سخت ہے ف۱

گناہ پر اور ظلم پر ف۸ اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ف۹

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ

حرام ہوا تم پر مردہ اور لہو اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا

حرام ہوا تم پر مردہ جانور ف۱۰ اور لہو ف۱۱ اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا

لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ

اللہ کے سوا کا اور جو مر گیا گھٹ کر یا چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مارے سے

جائے اللہ کے سوا کسی اور کا اور جو مر گیا ہو گلا گھونٹنے سے یا چوٹ سے یا اونچے سے گر کر یا سینگ مارنے سے

وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن

اور جس کو کھایا پھاڑنے والے نے مگر جو تم نے ذبح کرلیا اور جو ذبح کیا کسی تھان پر اور یہ کہ

اور جس کو کھایا ہو درندہ نے مگر جس کو تم نے ذبح کرلیا اور حرام ہے جو ذبح ہوا کسی تھان پر ف۱۲ اور یہ کہ

تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا

بانٹا کرو پانسے ڈالکر یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہوئے کافر

تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے ف۱۳ یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہوگئے کافر

مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ

تمہارے دین سے سو اُن سے تم مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں پورا دے چکا تم کو

تمہارے دین سے سو اُن سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو ف۱۴ آج میں پورا کرچکا تمہارے لئے

منزل ۲

ف۱ جس خدا نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا پھر کمال حکمت سے اُن میں باہم فرق مراتب رکھا ہر نوع میں اُسکی استعداد کے موافق جدا جدا خواص و قوٰی ودیعت کئے۔ زندگی اور موت کی مختلف صورتیں تجویز کیں بلاشبہ اسی خدا کو اپنی مخلوقات میں یہ حق حاصل ہے کہ اپنے اختیار کامل علم محیط اور حکمت بالغہ کے اقتضاء سے جس چیز کو جس کسی کے لئے جن حالات میں چاہے حلال یا حرام کردے لایسئل عما یفعل وھم یسئلون ف۲ یعنی جو چیزیں حق تعالیٰ کی عظمت و معبودیت کے لئے علامات اور نشانات خاص قرار دی گئی ہیں اُن کی بے حرمتی مت کرو۔ ان میں حرم محترم بیت اللہ شریف، جمرات، صفا مروہ، ہدی، احرام، مساجد، کتب سماویہ وغیرہ تمام حدود و فرائض اور احکام دینیہ شامل ہیں۔ آگے ان نشانیوں میں سے بعض مخصوص چیزوں کا جو حج سے متعلق ہیں ذکر فرماتے ہیں جیسا کہ اس سے پہلی آیت میں بھی محرم کے متعلق احکام ذکر کئے گئے تھے ف۳ ادب والے مہینے چار ہیں منہا اربعۃ حرم (توبہ رکوع ۵) ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب۔ ان کی تعظیم و احترام یہ ہے کہ دوسرے مہینوں سے بڑھ کر ان میں نیکی اور تقویٰ کو لازم پکڑے اور شرور و فساد سے بچنے کا اہتمام کیا جائے خصوصاً حاجیوں کو ستا کر اور دق کر کے حج بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ گو یہ امور سال کے بارہ مہینوں میں واجب العمل ہیں لیکن ان محترم مہینوں میں بالخصوص بہت زیادہ مؤکد قرار دیئے گئے۔ باقی دشمنان اسلام کے مقابلہ میں ابتداءً اقدام تو جمہور کے نزدیک یہی ہے بلکہ ابن جریر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس کی ان مہینوں میں ممانعت نہیں رہی کما بیان سورۃ توبہ میں آئیگا انشاء اللہ ف۴ قلائد قلادہ کی جمع ہے جس سے مراد وہ ہار یا پٹہ ہیں جو ہدی کے جانور کے گلے میں نشان کے طور پر ڈالتے تھے۔ ہدی کا جانور بیکار چھوڑ تعرض نہ کیا جائے اور دیکھنے والوں کو اسی حیالی کی ترغیب بھی ہو قرآن کریم نے ان چیزوں کی تعظیم و حرمت کو باقی رکھا وہی ہوا کیوں کہ ان کا تعرض کرنا ممنوع قرار دیا ف۵ بظاہر یہ شان صرف مسلمانوں کی ہے یعنی جو مخلص مسلمان حج و عمرہ کیلئے جائیں اُنکی تعظیم و احترام کرو اور اُنکی راہ میں روڑے مت اٹکاؤ۔ اور جو مشرکین حج بیت اللہ کو آتے تھے اگر وہ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں کیونکہ وہ بھی اپنے زعم اور عقیدہ کے موافق خدا کے فضل و قرب اور خوشنودی کے طالب ہوتے تھے تو کہنا پڑیگا کہ یہ حکم اُس وقت سے پہلے کا ہے جبکہ "انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ھذا" کی منادی کرائی گئی ف۶ یعنی حالت احرام میں شکار کی جو ممانعت کی گئی تھی وہ احرام کھلنے کے بعد باقی نہیں رہی ف۷ پچھلی آیت میں جن شعائر کو حق تعالیٰ نے معظم و محترم قرار دیا تھا سنہ ۶ ہجری میں مشرکین مکہ نے اُن سب کی اہانت کی نبی کریم صلعم اور تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ ذوالقعدہ میں محض عمرہ ادا کرنے کیلئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچکر مشرکین نے اس مذہبی وظیفہ کی بجا آوری سے روک دیا۔ نہ حالت احرام کا خیال کیا نہ کعبہ کی حرمت کا نہ محترم مہینہ کا، نہ ہدی و قلائد کا۔ مسلمان شعائر اللہ کی اس توہین اور مذہبی فرائض سے روک دیئے جانے پر جس ظالم اور وحشی قوم کے مقابلہ میں جس قدر بھی غیظ و غضب اور بغض و عداوت کا اظہار کرتے وہ حق بجانب تھے اور جوش انتقام میں اگر وحشت ہوکر جو کارروائی بھی کر بیٹھتے وہ ممکن تھی۔ لیکن اسلام کی محبت و عداوت دونوں تلی ہوئی ہیں۔ قرآن کریم نے ایسے جابر و ظالم دشمن کے مقابلہ پر بھی اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کا حکم دیا۔ عموماً آدمی زیادہ محبت یا زیادہ عداوت کے جوش میں حد سے گذر جاتا ہے اس لئے فرمایا کہ سخت دشمنی تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کر بیٹھو اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دو ف۸ اگر کوئی شخص بالفرض جوش انتقام میں زیادتی کر بیٹھے تو اُسکے روکنے کی تدبیر یہ ہے کہ جماعت اسلام اُسکے ظلم و عدوان کی اعانت نہ کرے بلکہ سب مل کر نیکی اور پرہیزگاری کا مظاہرہ کریں۔ اور اشخاص کی زیادتیوں اور بے اعتدالیوں کو روکیں ف۹ یعنی حق پرستی انصاف پسندی اور تمام عمدہ اخلاق کی جڑ خدا کا خوف ہے اور اگر خدا سے ڈر کر نیکی میں تعاون اور بدی سے ترک تعاون نہ کیا تو عام عذاب کا اندیشہ ہے ف۱۰ اس آیت سے جن چیزوں کا کھانا حرام ہوا اُن میں اول "میتہ" یعنی مردار ہے جو جانور بدون ذبح کئے مر جائے اُسکا خون اور حرارت غریزیہ گوشت ہی میں محتبس اور جذب ہوکر رہ جاتی ہے جس کی سمیت اور گندگی سے کئی قسم کے بدنی اور دینی مضار لاحق ہوتے ہیں۔ ابن کثیر شاید اسی تعلیل پر متنبہ فرمانے کیلئے میتہ (مردہ جانور) کے بعد دم (خون) کی حرمت مذکور ہوئی اُسکے بعد حیوانات کی ایک خاص نوع "خنزیر" کی تحریم کا ذکر کیا جس کی بے حیائی، نجاست اور بے حیائی مشہور عام ہے شاید اسی لئے شریعت حقہ نے اُس کو (خون) کی طرح اُسکو نجس العین قرار دیا۔ ان تین چیزوں کے ذکر کے بعد جن کی دوات میں ذاتی گندگی اور خباثت پائی جاتی تھی محرمات کی ایک دوسری قسم کا ذکر فرمایا یعنی وہ جانور جو اپنی ذات کے اعتبار سے حلال ہو مگر مالک حقیقی کے سوا کسی اور کی نیاز کے طور پر نامزد کردیا گیا ہو اُسکا کھانا بھی نیت کی خباثت اور عقیدہ کی گندگی کی بنا پر حرام ہے کسی جاندار کی جان صرف اسی مالک و خالق کے حکم اور نام پر لیجا سکتی ہے جسکے حکم اور ارادہ سے اُس پر موت و حیات طاری ہوتی ہے۔ باقی منخنقہ ... کے حکم میں داخل ہیں جیسا کہ "ما ذبح علی النصب"۔ "ما اھل لغیر اللہ" کے ساتھ ملحق ہے۔ جاہلیت میں ان سب چیزوں کے کھانے کی عادت تھی اسی لئے استقصاء و تفصیل سے ان کا بیان فرمایا ف۱۱ یعنی بہتا ہوا خون ... حرام کا ذکر فرمایا تھا یعنی وہ جانور جو تقرب الی اللہ کی غرض سے خدا کے سوا دوسروں کی عبادت گاہ کی نیاز کے طور پر ذبح کیا جاتا ہے ... ما ذبح علی النصب ... (بقیہ صفحہ ۱۳۸ پر دیکھئے)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف مواشی میں سے یہ چیزیں حرام فرمائیں، سؤر اور ہر چیز کا لہو اور جو آپ مرا، کسی طرح بغیر ذبح کے، اور جو غیر خدا کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا، اور جو کسی مکان کی تعظیم پر ذبح کیا، سوائے خانۂ خدا کے، مگر یہ چیزیں مضطر کو معاف ہیں، اور بانٹنا کرنا پانسوں سے جانوروں کا ایک جوا تھا کہ شرط بد کر ایک جانور دس شخص مل کر خریدتے اور ذبح کیا، اور دس پانسے تھے کسی پر لکھا آدھا، کسی پر پاؤ، کم زیادہ، کوئی خالی، پھر بانٹتے تھے تو ہر ایک کے نام پر جو پانسا آیا وہی حصہ اسکو ملا یا خالی گیا، خرید کی تمام حرام، یہ بھی آگے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کے نام پر جانور ذبح ہو یا غیر خدا کی تعظیم پر وہ مردار ہے۔ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمہارا دے چکا، یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے۔ اسکے بعد تین مہینے حضرت زندہ رہے ہیں۔ ف مواشی کا حکم تو فرمایا، بعض لوگوں نے اور چیزیں پوچھیں تو فرمایا کہ ستھری چیزیں تم کو حلال ہیں یعنی حضرت نے جو چیزیں منع فرمائیں معلوم ہوا کہ وہ ستھری نہیں جیسے پھاڑنے والے جانور، چوپائے یا پرندہ، مثلاً شیر یا چیتا یا باز یا چیل اور اسی میں داخل ہوئے مردار خور جانور جیسے کوا اور گدھا، اور گھریلو جانوروں میں گدھا اور خچر، اور پہلے حرام فرمایا ہے وہ جانور جس کو پھاڑنے والے نے کھایا اب اسمیں سے شکاری سدھائے جانور کا مارا ہوا حلال کیا جب اس نے آدمی کی تو سکھلائی ہو گویا آدمی نے ذبح کیا، لیکن سدھانا شرط ہے۔ سدھانا وہ کہ پکڑ کر رکھ چھوڑے آپ نہ کھاوے اور شکار کا نام لینا فرمایا ہے وہ چھوڑنے کے وقت مگر اس بغیر ذبح درست نہیں اگر جیتا ملے تو ذبح کرے۔ ف فرمایا کہ آج تم کو سب ستھری چیزیں حلال ہوئیں یعنی حضرت ابراہیم کے وقت سب حلال تھیں جب تورات نازل ہوئی تو یہود کی سزا میں اکثر چیزیں منع ہوئیں اور انجیل میں حلال حرام بیان نہ ہوا اب قرآن میں وہی دین ابراہیم کے موافق سب حلال ہوئیں اور فرمایا کہ کتاب والوں کا کھانا حلال ہے یعنی ان کا ذبح اور یہ ذبح کی شرط فرمائی کہ اللہ کا نام ذکر ہو اور غیر کی تعظیم نہ ہو، یہاں اور شرط زیادہ کی کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب یعنی یہود یا نصاریٰ اور کسی دین مذہب والے کا ذبح نہیں حلال اگرچہ نام اللہ کا لے اس کا دین معتبر نہیں اور فرمایا کہ اسی طرح مسلمان کو عورت نکاح کرنی انکی حلال ہے اور دوں کی نہیں، سو جن فرقوں سے آپس میں نکاح درست ہو اسی طرح انکا ذبح درست ہے، پھر فرمایا کہ اہل کتاب کو اور کفار سے جو حکم ہی مخصوص کیا یہ فقط دنیا میں ہے اور آخرت میں ہر کافر خراب ہے۔ اگر عمل نیک بھی کرے تو قبول نہیں۔

دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ

دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے دین مسلمانی

دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا ف اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین ف

فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

پھر جو کوئی ناچار ہو گیا بھوک میں کچھ گناہ پر نہیں ڈھلتا تو اللہ ہی بخشنے والا ہے

پھر جو کوئی لاچار ہو جاوے بھوک میں لیکن گناہ پر مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا

رَّحِيمٌ ۝ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَ

مہربان ف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ان کو کیا حلال ہے تو کہہ تم کو حلال ہیں ستھری چیزیں۔ اور

مہربان ہے ف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز ان کے لئے حلال ہے کہہ دے تم کو حلال ہیں ستھری چیزیں ف اور

مَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ

جو سدھاؤ شکاری جانور دوڑانے کو کہ ان کو سکھاتے ہو کچھ ایک جو اللہ نے تم کو سکھایا ہے

جو سدھاؤ شکاری جانور شکار پر دوڑانے کو کہ ان کو سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ نے تم کو سکھایا ہے

فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا

سو کھاؤ اس میں سے کہ رکھ چھوڑیں تمہارے واسطے اور اللہ کا نام لو اس پر اور ڈرتے رہو

سو کھاؤ اس میں سے جو پکڑ رکھیں تمہارے واسطے اور اللہ کا نام لو اس پر ف اور ڈرتے رہو

اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ

اللہ سے اللہ شتاب لینے والا ہے حساب ف آج حلال ہوئیں تم کو سب چیزیں ستھری اور

اللہ سے بیشک اللہ جلد لینے والا ہے حساب ف آج حلال ہوئیں تم کو سب ستھری چیزیں ف اور

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنَاتُ

کتاب والوں کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے اور قید والی عورتیں

اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے ف اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے ف اور حلال ہیں تم کو

مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ

مسلمان اور قید والی عورتیں پہلی کتاب والوں کی

پاک دامن عورتیں مسلمان ف اور پاک دامن عورتیں ان میں سے جن کو دی گئی کتاب ف تم سے پہلے

إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي

جب ان کو دو مہر ان قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی

جب دو ان کو مہر ان کے قید میں لانے کو ف نہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی

أَخْدَانٍ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ

کرنے کو اور جو کوئی منکر ہو ایمان سے اس کی محنت ضائع ہوئی اور آخرت میں

کرنے کو ف اور جو منکر ہوا ایمان سے تو ضائع ہوئی محنت اسکی اور آخرت میں وہ

مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ

وہ ہارنے والوں میں ہے ف اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو

ٹوٹے والوں میں ہے ف اے ایمان والو ف جب تم اٹھو ف نماز کو

ع ١

منزل ٢

ازشاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

بقیہ فوائد ٣ ١٣ اور فرق واضح ہوگیا۔ ابن کثیر۔ ف ١٣ بعض مفسرین نے ازلام سے تقسیم کے تیر مراد لئے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں گوشت وغیرہ کے بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے اور وہ ایک صورت قمار (جوئے) کی تھی جیسے آجکل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے لیکن حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ محققین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں جن سے مشرکین کسی اشکال اور تردد کے وقت اپنے ارادوں اور کاموں کا فیصلہ کرتے تھے یہ تیر خانہ کعبہ میں قریش کے سب سے بڑے بت ہبل کے پاس رکھے تھے انمیں سے کسی پر "امرنی ربی" لکھا تھا (میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر "نہانی ربی" (منع کیا میرے رب نے مجھ کو) اسی طرح بعض تیروں پر بعض کلمات اور بعض تیر خالی تھے۔ جب کسی کام میں تردد ہوا تو تیر نکال کر دیکھ لیتے اگر "امرنی ربی" والا تیر نکل آیا تو کام شروع کر دیا اور اس کے خلاف نکلا تو رک گئے وعلیٰ ہذا القیاس گویا بتوں سے یہ ایک قسم کا مشورہ اور استعانت تھی چونکہ اس رسم کا جزو خالص شرک، اوہام پرستی اور افترا علی اللہ پر تھا اس لئے قرآن کریم نے متعدد مواقع میں نہایت تغلیظ و تشدید کے ساتھ اس کی حرمت کو ظاہر فرمایا ہے اس تقریر کے موافق "ازلام" کا ذکر "نصب" کی مناسبت سے ہوا اور مردار، خون، خنزیر وغیرہ حسی خبیث اور گندی چیزوں کی تحریم کے سلسلہ میں منسلک کر کے بتلا دیا کہ انکی معنوی اور اعتقادی نجاست و خباثت ان چیزوں سے کم نہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں رجس کے اطلاق سے ظاہر ہوتا ہے۔ ف ١٤ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ زندگی کے ہر شعبہ اور علوم ہدایت کے ہر باب کے متعلق اصول و قواعد بیان ہو چکے تھے اور فروع و جزئیات کا بیان بھی کافی تفصیل اور جامعیت سے کیا جا چکا تھا ... اسلام کیلئے قیامت تک قانون الٰہی کے سوا کوئی دوسرا قانون قابل التفات نہیں رہا تھا نبی کریم صلعم کی تربیت سے ... جماعت تیار ہو چکی تھی جس کو قرآنی تعلیم کا مجسم نمونہ کہا جا سکتا تھا، مکہ معظمہ فتح ہو چکا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کمال وفاداری کے ساتھ خدا سے عہد و پیمان پورے کر رہے تھے، نہایت گہری غذائیں اور زہریلی ... قوم مادی اور روحانی طیبات کے ذائقہ سے لذت اندوز ہو چکی تھی ... کا ادب و احترام قلوب میں راسخ ہو چکا تھا، کفرت و اوہام اور انصاب و ازلام کا تار و پود بکھر چکا تھا شیطان جزیرۃ العرب کی طرف سے ہمیشہ کیلئے مایوس کر دیا گیا تھا کہ دوبارہ وہاں انکی پرستش ہو سکے ان حالات میں ارشاد ہوا "الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوہم واخشون" یعنی آج کفار اس بات سے مایوس ہو گئے ہیں کہ تم کو تمہارے دین قیم سے ہٹا کر پھر "ازلام" وغیرہ کی طرف لے جائیں۔ یا دین اسلام کو مغلوب کر لینے کی توقعات باندھیں یا احکام دینیہ میں کسی تحریف و تبدیلی کی امید قائم کر سکیں۔ آج تم کو کامل و مکمل مذہب مل چکا جس میں کسی ترمیم کا آئندہ امکان نہیں۔ خدا کا انعام تم پر پورا ہو چکا جس کے بعد تمہاری جانب سے اسکے ضائع کر دینے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ خدا نے ابدی طور پر اسی دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ اس لئے اب کسی ناسخ کے آنے کا بھی احتمال نہیں ایسے حالات میں تم کو کفار سے خوف کھانے کی کوئی وجہ نہیں وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ البتہ اس محسن حقیقی اور منعم حقیقی کی ناراضی سے ہمیشہ ڈرتے رہو جس کے ہاتھ میں تمہاری ساری مجلح و فلاح اور کل سود و زیاں ہے گویا "فلا تخشوہم واخشون" میں اسی پر متنبہ فرمایا کہ اب مسلم قوم کو کبھی کسی قسم کا کوئی اندیشہ نہیں جب تک ان میں خشیۃ الٰہی اور تقویٰ کی شان موجود رہے۔

... ف یعنی اس کے بندہ ... قصص میں پوری سچائی، بیان میں پوری تاثیر اور قوانین و احکام میں پورا توسط و اعتدال موجود ہے جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود و ناتمام تھیں ... قرآن و سنت کے متعلق ... جو احکام ... ف سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی ... قرآن ... اسلام ... جو تعلیم ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے عرض کیا کہ امیر المومنین! اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ جس روز یہ ہم پر نازل کی گئی مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔ یہ آیت سنہ ۱۰ ہجری میں "حجۃ الوداع" کے موقع پر "عرفہ" کے روز "جمعہ" کے دن "عصر" کے وقت نازل ہوئی جبکہ میدان عرفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیا و ابرار رضی اللہ عنہم کا مجمع کثیر تھا۔ اس کے بعد صرف اکیاسی روز حضورؐ اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔ ف ۴ یعنی حلال و حرام کا قانون تو مکمل ہو چکا اسمیں اب کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ البتہ مضطر جو بھوک پیاس کی شدت سے بیتاب اور لاچار ہو وہ اگر حرام چیز کھا پی کر جان بچالے بشرطیکہ مقدار ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور لذت مقصود نہ ہو (غیر باغ ولا عاد) تو حق تعالیٰ اس تناول محرم کو اپنی بخشش اور مہربانی سے معاف فرما دیگا۔ گویا وہ چیز تو حرام ہی رہی مگر اسے کھا پی کر جان بچانیوالا خدا کے نزدیک مجرم نہ رہا۔ یہ بھی اتمام نعمت کا ایک شعبہ ہوا۔ ف ۵ پچھلی آیات میں بہت سی حرام چیزوں کی فہرست دیکھ کر قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حلال چیزیں کیا کیا ہیں؟ اسکا جواب دیدیا کہ حلال کا دائرہ تو بہت وسیع ہے چند چیزوں کو چھوڑ کر جنمیں کوئی دینی یا بدنی نقصان تھا دنیا کی تمام ستھری اور پاکیزہ چیزیں حلال ہی ہیں۔ اور چونکہ شکاری جانور سے شکار کرنیکے متعلق بعض لوگوں نے خصوصیت سے سوال کیا تھا اس لئے آیت کے اگلے حصہ میں اسکو تفصیلاً بتلا دیا گیا۔ ف ۶ شکاری کتے یا باز وغیرہ سے شکار کیا ہوا جانور ان شرطوں سے حلال ہے (۱) شکاری جانور سدھا ہوا ہو (۲) شکار پر چھوڑا جائے (۳) اسے اس طریقہ سے تعلیم دیگئی ہو جسکو شریعت نے معتبر رکھا ہے یعنی کتے کو سکھلایا جائے کہ شکار کو پکڑ کر کھائے نہیں اور باز کو یہ تعلیم دیجائے کہ جب اسکو بلاؤ گو شکار کے پیچھے جا رہا ہو فوراً چلا آئے اگر کتا شکار کو خود کھانے لگے یا باز بلانے سے نہ آئے تو سمجھا جائیگا کہ جب اسکے کہنے میں نہیں تو شکار بھی اسکے لئے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے۔ اسی کو حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "جب اسنے آدمی کی خو سیکھی تو گویا آدمی نے ذبح کیا" (۴) چھوڑنے کے وقت اللہ کا نام لو یعنی بسم اللہ کہہ کر چھوڑو۔ ان چار شرطوں کی تصریح تو نص قرآنی میں ہو گئی۔ پانچویں شرط جو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک معتبر ہے کہ شکاری جانور شکار کو زخمی بھی کردے کہ خون بہنے لگے۔ اسکی طرف لفظ "جوارح" اپنے مادہ "جرح" کے اعتبار سے مشعر ہے۔ ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو شکاری جانور کا مارا ہوا شکار حرام ہے۔ ہاں اگر مرا نہ ہو اور ذبح کر لیا جائے تو "وما اکل السبع الا ما ذکیتم" کے قاعدہ سے حلال ہوگا۔ ف ۷ یعنی ہر حالت میں خدا سے ڈرتے رہو کہیں "طیبات" کے استعمال اور شکار وغیرہ سے منتفع ہونے میں حدود و قیود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو جائے۔ عموماً آدمی دنیوی لذتوں میں منہمک ہو کر اور شکار وغیرہ مشاغل میں پڑ کر خدا اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ اسلئے تنبیہ کی ضرورت تھی کہ خدا کو مت بھولو اور یاد رکھو کہ حساب کا دن کچھ دور نہیں خدا کے انعامات اور تمہاری شکر گزاری کا موازنہ اور ذرہ ذرہ کا حساب ہونیوالا ہے۔ ف ۸ یعنی جیسے آج دین کامل تمکو دیا گیا۔ دنیا کی تمام پاکیزہ نعمتیں بھی تمہارے لئے دائمی طور پر حلال کر دیگئیں جو کبھی منسوخ نہ ہونگی۔ ف ۹ یہاں طعام (کھانے) سے مراد ذبیحہ ہے یعنی کوئی یہودی یا نصرانی (بشرطیکہ اسلام سے مرتد ہو کر یہودی یا نصرانی نہ بنا ہو) اگر حلال جانور ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام نہ لے تو اسکا کھانا مسلمان کو حلال ہے۔ مرتد کے احکام جداگانہ ہیں۔ ف ۱۰ اس مقام پر اسکا ذکر بطور مجازات و مکافات کے استطراداً فرما دیا یعنی بعض احادیث میں جو آیا ہے "لا یاکل طعامک الا تقی" (تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار) اسکا مطلب یہ نہیں کہ غیر پرہیزگاروں کیلئے تمہارا کھانا حرام ہے۔ جب مسلمان کیلئے کافر کتابی کے ذبیحہ کی اجازت ہو گئی تو ایک موحد مسلم کا ذبیحہ اور کھانا دوسروں کیلئے کیوں حرام ہوگا۔ ف ۱۱ "پاکدامن" کی قید شاید ترغیب کیلئے ہو یعنی ایک مسلمان کو چاہئے کہ نکاح کرتے وقت پہلی نظر عورت کی عفت اور پاکدامنی پر ڈالے۔ یہ مطلب نہیں کہ پاکدامن کے سوا کسی اور سے نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ ف ۱۲ اہل کتاب کے ایک مخصوص حکم کیساتھ دوسرا (مخصوص حکم) بیان فرما دیا یعنی یہ کہ کتابی عورت سے نکاح کرنا شریعت میں جائز ہے مشرکہ سے اجازت نہیں "ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن" (بقرہ رکوع ۲۷) مگر یہ یاد رہے کہ ہمارے زمانہ کے نصاریٰ عموماً برائے نام نصاریٰ ہیں انمیں کثرت وہ ہیں جو نہ کسی کتاب آسمانی کے قائل ہیں نہ مذہب کے نہ خدا کے۔ انپر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا انکے ذبیحہ اور نساء کا حکم اہل کتاب کا سا نہ ہوگا۔ نیز یہ ملحوظ رہے کہ کسی چیز کے حلال ہونیکے معنی یہ ہیں کہ اسمیں فی حد ذاتہ کوئی وجہ تحریم کی نہیں۔ لیکن اگر خارجی اثرات و حالات ایسے ہوں کہ اس حلال سے منتفع ہونے میں بہت سے حرام کاموں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہو بلکہ کفر میں مبتلا ہونیکا احتمال ہو تو ایسے حلال سے انتفاع کی اجازت نہیں دیجائیگی۔ موجودہ زمانہ میں یہود و نصاریٰ کیساتھ کھانا پینا بے ضرورت اختلاط کرنا انکی عورتوں کے جال میں پھنسنا یہ چیزیں جو خطرناک نتائج پیدا کرتی ہیں وہ مخفی نہیں۔ لہٰذا بددینی اور بددینی کے اسباب و ذرائع سے اجتناب ہی کرنا چاہئے۔ ف ۱۳ یعنی قید نکاح میں لانے کو۔ گویا اس طرف اشارہ ہو گیا کہ نکاح بظاہر قید ہے لیکن یہ قید ان آزادیوں اور ہوس رانیوں سے بہتر ہے جنکی طلب میں انسان نما بہائم سلسلہ ازدواج ہی کو معدوم کر دینا چاہتے ہیں۔ ف ۱۴ جسطرح پہلے عورت کی پاکدامنی کا ذکر کیا تھا یہاں مرد کو پاکباز و عفیف رہنے کی ہدایت فرما دی۔ "الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات" (نور رکوع ۳) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی نظر میں نکاح کی غرض گوہر عصمت کو محفوظ اور مقصد تزوج کو پورا کرنا ہے شہوت رانی اور ہوا پرستی مقصود نہیں۔ ف ۱۵ جن کتابی عورتوں سے نکاح کی اجازت ہوئی اسکا فائدہ یہ ہونا چاہئے کہ مومن خاوند کی حقانیت عورت کے دل پر اثر کر جائے نہ یہ کہ کتابیات پر مفتون ہو کر اپنی متاع ایمانی ہی کو گنوا بیٹھے اور "خسر الدنیا والآخرۃ" کا مصداق ہو کر رہ جائے۔ چونکہ کافر عورت سے نکاح کرنے میں اس فتنہ کا قوی احتمال ہو سکتا ہے اس لئے "ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ" کی تہدید نہایت ہی برمحل ہے۔ یہ میرا خیال ہے۔ باقی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "اہل کتاب کو کفار سے دو حکم میں مخصوص کیا یہ فقط دنیا میں ہے اور آخرت میں ہر کافر خراب ہے۔ اگر عمل نیک بھی کرے تو قبول نہیں"۔ ف ۱۶ امت محمدیہ پر جو عظیم الشان احسانات کیے گئے ان کا بیان سن کر ایک شریف اور حق شناس مومن کا دل شکر گزاری اور اطاعت و وفاداری کے جذبات سے لبریز ہو جائیگا اور فطرۃً طور پر اس کی یہ خواہش ہوگی کہ اس منعم حقیقی کی بارگاہ رفیع میں دست بستہ حاضر ہو کر جبین نیاز خم کرے اور اپنی غلامانہ عبودیت اور انتہائی محبوبیت کا کچھ ثبوت دے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ جب ہمارے دربار میں حاضری کا ارادہ کرو یعنی نماز کے لئے اٹھو تو پاک صاف ہو کر آؤ۔ [illegible] کی آیت وضو سے پہلی آیت میں دی گئی یعنی طیبات اور محصنات۔ وہ ایک حد تک انسان کو ملکوتی صفات سے دور اور بہیمیت سے نزدیک کرنے والی چیزیں ہیں اور کل احداث (موجب وضو و غسل) ان ہی کے سیدھے لازمی نتیجہ کے طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا مرغوبات نفسانی سے یکسو ہو کر جب ہماری طرف آنے کا قصد کرو تو پہلے بہیمیت کے اثرات اور "اکل و شرب" وغیرہ سے پیدا کئے ہوئے تکدرات سے پاک ہو جاؤ۔ یہ پاکی "وضو" اور "غسل" سے حاصل ہوتی ہے نہ صرف یہ کہ وضو کرنے سے مومن کا بدن پاک صاف ہو جاتا ہے بلکہ جب وضو باقاعدہ کیا جائے تو پانی کے قطرات کے ساتھ گناہ بھی جھڑتے جاتے ہیں۔ ف ۱۷ یعنی سو کر اٹھو یا دنیا کے مشاغل چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑے ہو تو پہلے وضو کر لو لیکن وضو کرنا ضروری اسوقت ہے جبکہ پہلے سے باوضو نہ ہو جیسا کہ آخر میں ان احکام کی جو غرض و غایت "ولکن یرید لیطہرکم" سے بیان فرمائی ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ ہاتھ منہ وغیرہ دھونے کا وجوب اسی لئے ہے کہ حق تعالیٰ تم کو پاک کر کے اپنے دربار میں جگہ دے۔ اگر یہ پاکی پہلے سے حاصل ہے اور کوئی ناقض وضو پیش نہیں آیا تو پاک کو پاک کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسکو ضروری قرار دینے سے "امت" حرج میں پڑتی ہے جسکی نفی "ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج" میں کی گئی۔ ہاں مزید نظافت و نورانیت اور نشاط حاصل کرنے کے لئے اگر تازہ وضو کر لیا جائے تو مستحب ہوگا۔ شاید اسی لئے "اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم" الآیۃ میں سطح کلام کی ایسی رکھی ہے جس سے ہر مرتبہ نماز کی طرف جانے کے وقت تازہ وضو کی ترغیب مترشح ہوتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو یاد دلاتا ہے کہ میرے عہد پر قائم رہو اسی طرح ہم کو تقید فرمایا کہ عہد یاد رکھو وہ عہد یہ ہے کہ جب لوگ مسلمان ہوتے تو حضرت سے بیعت کرتے یعنی ہاتھ پکڑ کر قول دیتے بہت چیزوں کے کرنے جیسے پانچ نمازیں روزہ رمضان اور زکات اور حج اور خیرخواہی ہر مسلمان کی اور بہت چیزیں چھوڑنے پر جیسے شرک اور زنا اور چوری اور تہمت لگانی بے گناہ کو اور سردار سے مخالفت کرنی اسی عہد پر فرمایا کہ قائم رہو ف کافروں نے مسلمانوں سے بڑی دشمنی کی تھی جب مسلمان ہوئے تو فرمایا کہ ان سے وہ دشمنی نہ نکالو اور ہر جگہ یہی حکم ہے حق بات میں دوست اور دشمن برابر ہے ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ
تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو
تو دھولو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو ف۱

وَاَرۡجُلَكُمۡ اِلَى الۡكَعۡبَيۡنِ ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا ؕ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ
اور پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو اور اگر تم
اور پاؤں ٹخنوں تک ف۲ اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو ف۳ اور اگر تم

مَّرۡضٰۤى اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡكُمۡ مِّنَ الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ
بیمار ہو یا سفر میں یا ایک شخص تم میں سے آیا ہے جائے ضرور سے یا لگے ہو
بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں آیا ہے جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو

النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا فَامۡسَحُوۡا بِوُجُوۡهِكُمۡ
عورتوں سے پھر نہ پاؤ پانی تو قصد کرو زمین پاک کا اور مل لو اپنے منہ
عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ

وَاَيۡدِيۡكُمۡ مِّنۡهُ ؕ مَا يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيَجۡعَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّلٰـكِنۡ
اور ہاتھ وہاں سے اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ مشکل رکھے اور لیکن
اور ہاتھ اُس سے ف۴ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے ف۵ لیکن

يُّرِيۡدُ لِيُطَهِّرَكُمۡ وَلِيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۞ وَاذۡكُرُوۡا
چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنا احسان پورا کیا چاہتا ہے تم پر کہ شاید احسان مانو اور یاد کرو
چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے ف۶ اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تاکہ تم احسان مانو ف۷ اور یاد کرو

نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمِيۡثَاقَهُ الَّذِىۡ وَاثَقَكُمۡ بِهٖۤ ۙ اِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَ
احسان اللہ کا اپنے اوپر اور عہد اُس کا جو تم سے ٹھہر گیا ہے، جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور
احسان اللہ کا اپنے اوپر اور عہد اُس کا جو تم سے ٹھہرایا تھا جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور

اَطَعۡنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۞ يٰۤاَيُّهَا
مانا . اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ جانتا ہے جیوں کی بات ف۸ اے
مانا ف۹ اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات ف۱۰ اے

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۖ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ
ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی
ایمان والو کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی ف۱۱ اور کسی قوم کی دشمنی

شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى وَ
کے باعث عدل نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات لگتی ہے تقویٰ سے اور
کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو ف۱۲ عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ کو ف۱۳ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۞ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو ف وعدہ دیا ہے اللہ نے ایمان والوں کو
ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱۴ وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں سے

ف۱ یعنی تر ہاتھ سر پر پھیر لو نبی کریم صلعم سے مقدار ناصیہ سے کم کا مسح ثابت نہیں ہوا۔ مقدار ناصیہ چوتھائی سر کے قریب ہے۔ حنفیہ اس قدر مسح کو فرض کہتے ہیں باقی اختلافات اور دلائل کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ف۲ مترجم محقق نے پاؤں کے بعد لفظ "مل" نہ لکھ کر نہایت لطیف اشارہ فرما دیا کہ "ارجلکم" کا عطف مغسولات پر ہے یعنی جس طرح منہ ہاتھ دھونے کا حکم ہے پاؤں بھی ٹخنوں تک دھونے چاہئیں سر کی طرح مسح کافی نہیں۔ چنانچہ اہل السنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے اور احادیث کثیرہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر پاؤں ننگے ہوں تو دھونا فرض ہے۔ ہاں "موزوں" پر ان شرائط کے موافق جو کتب فقہ میں مذکور ہیں مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن تک مسح کر سکتا ہے ف۳ یعنی جنابت سے پاک ہونے میں صرف اعضائے اربعہ کا دھونا اور مسح کرنا کافی نہیں۔ سطح بدن کے جس حصہ تک پانی بدون تعذر کے پہنچ سکتا ہو وہاں تک پہنچانا ضروری ہے۔ اسی لئے حنفیہ غسل میں "مضمضہ" اور "استنشاق" (کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا) کو بھی ضروری کہتے ہیں۔ وضو میں ضروری نہیں سنت ہے۔ ف۴ یعنی مرض کی وجہ سے پانی کا استعمال مضر ہو یا سفر میں پانی بقدر کفایت نہ ملے یا مثلاً کوئی قضائے حاجت کر کے آیا اور وضو کی ضرورت ہو یا جنابت کی وجہ سے غسل ناگزیر ہے مگر پانی کے حاصل کرنے یا استعمال کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہیں تو ان صورتوں میں وضو یا غسل کی جگہ تیمم کرے۔ وضو اور غسل دونوں کے تیمم میں کوئی فرق نہیں کیونکہ تیمم کی مشروعیت سے جو غرض ہے وہ ہر صورت یکساں طور پر حاصل ہوتی ہے۔ تیمم کے اسرار و مسائل اور اس آیت کے فوائد سورۂ نساء کے ساتویں رکوع میں مفصل گذر چکے۔ (تنبیہ) مترجم محقق قدس سرہ نے "لٰمستم النساء" کا جو ترجمہ کیا ہے (یا پاس گئے ہو عورتوں کے) وہ محاورہ کے اعتبار سے حالت جنابت ہی پر دلالت کرتا ہے۔ یہ ترجمہ ابن عباس اور ابو موسیٰ اشعری کی تفسیر کے موافق ہے جسے ابن مسعود نے بھی سکوتاً تسلیم کیا ہے (کما فی البخاری) نیز مترجم علام نے "فتیمموا" کے ترجمہ میں "قصد کرو" کہہ کر اشارہ فرما دیا کہ اہل اللغت کے اعتبار سے تیمم کے معنی جو "قصد" معتبر ہے اور اس لغوی معنی کی مناسبت کا خیال رکھتے ہوئے تیمم شرعی میں بھی قصد یعنی نیت کو علماء نے ضروری قرار دیا ہے ف۵ اسی لئے جو احداث کثیر الوقوع ہیں ان میں سارے جسم کا دھونا ضروری نہ رکھا صرف وہ اعضاء (منہ، ہاتھ، پاؤں، سر) جنکو اکثر کھلا رہنے والے عموماً کھلا رکھنے میں مشغول رہتے ہیں انکا دھونا اور مسح کرنا ضروری بتلایا تاکہ زیادہ تنگی اور دقت نہ ہو۔ ہاں "حدث اکبر" یعنی "جنابت" جو احیاناً پیش آتی ہے اور اس حالت میں نفس کو ملکوتی خصائل کی طرف ابھارنے کیلئے کسی غیر معمولی تنبیہ کی ضرورت ہے اس کے ازالہ کیلئے تمام بدن کا دھونا فرض کیا۔ پھر "مرض" اور "سفر" وغیرہ حالات میں کس قدر آسانی فرما دی۔ اول تو پانی کی جگہ "مٹی" کو مطہر بنا دیا۔ پھر اعضائے وضو میں سے نصف کی تخفیف اس طرح کر دی کہ جہاں پہلے ہی سے تخفیف تھی یعنی سر کا مسح اسے بالکل اڑا دیا اور پاؤں کو شاید اس لئے ساقط کر دیا کہ وہ عموماً مٹی میں یا مٹی کے قریب رہتے ہیں اور تمام اعضائے بدن کی نسبت سے گرد و غبار میں انکا تلوث شدید تر ہے ابتداً ان پر مٹی کا ہاتھ پھیرنا بیکار سا تھا۔ بس وہ حصر رہ گئے منہ اور ہاتھ ان ہی کو ملنے سے وضو اور غسل دونوں کا تیمم ہو جاتا ہے ف۶ کیونکہ وہ خود پاک ہے تو پاکی ہی پسند کرتا ہے ف۷ پچھلے رکوع میں جو انعامات عظیمہ بیان ہوئی تھیں انکو سن کر بندہ کے دل میں جوش اٹھا کہ اس منعم حقیقی کی بندگی کے لئے فوراً کھڑا ہو جائے۔ اسے بتلا دیا کہ ہماری طرف آؤ تو کس طریقہ سے پاک ہو کر آؤ۔ یہ بتلانا خود ایک نعمت ہوئی اور بدن کی سطح ظاہر پر پانی ڈالنے یا مٹی لگانے سے اندرونی پاکی عطا فرمانا یہ دوسری نعمت ہوئی۔ بندہ ابھی پچھلی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کر سکا تھا قصد ہی کر رہا تھا کہ یہ جدید انعامات فائض ہو گئے۔ اسلئے ارشاد ہوا "لعلکم تشکرون" یعنی ان پہلی نعمتوں کو یاد کر لیجئے پہلے ان جدید نعمتوں کا جو "احکام وضو" وغیرہ کے ضمن میں مبذول ہوئیں شکر ادا کرنا چاہئے۔ شاید اسی لعلکم تشکرون سے حضرت جلال نے تحیۃ الوضو کا سراغ لگایا ہو۔ اس درمیانی نعمت کے شکر پر متوجہ کرنے کے بعد اگلی آیت میں ان سابق نعمتوں اور احسانات عظیمہ کو جو یاد دلاتے ہیں جنکی شکرگزاری کیلئے بندہ اپنے مولا کے حضور میں کھڑا ہونا چاہتا تھا چنانچہ فرماتے ہیں "واذکروا نعمۃ اللہ علیکم" الخ ف۸ قائم عہدہ جو یقرہ کے اخیر میں مومنین کی زبان سے نقل فرمایا "وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر" اور رکوع ۴ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت صلعم کے دست مبارک پر بیعت کرتے تھے اسوقت بھی یہ اقرار کرتے تھے کہ ہم اپنی استطاعت کے موافق آپکی ہر بات کو سنیں گے اور مانیں گے خواہ ہمارے منشاء اور طبیعت کے موافق ہو یا خلاف۔ یہ تو عام عہد تھا اس کے بعد بعض ارکان اسلام یا حسب حال اہم چیزوں کے متعلق خصوصیت سے بھی عہد لیا جاتا تھا گویا اس سورت کے شروع میں جو "اوفوا بالعقود" فرمایا تھا وہاں جن عہود و مواثیق کا ذکر کر کے جنکو مسلمانوں نے اپنے عہد کی مزید ترغیب ہوتی ہو پورہ بھی اچھی سبق یاد دلا دیا گیا۔ ف۹ ایک شریف اور حیادار آدمی کی گردن اپنے محسن اعظم کے سامنے جھک جانی چاہئے۔ مروت و شرافت اور آئندہ مزید احسانات کی توقع اسی کو مقتضی ہو کر بندہ اس منعم حقیقی کا فرمان بجا لائے خصوصاً جبکہ زبان سے اطاعت و وفاداری کا پختہ عہد و اقرار بھی کر چکا ہو ممکن ہے حق تعالیٰ کی بے انتہا مہربانیاں دیکھ کر بندہ مغرور ہو جائے اسکی نعمتوں کی قدر اور اپنے قول و قرار کی کوئی پرواہ نہ کرے اسلئے فرمایا (بقیہ صفحہ ۱۴۰ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل کو عہد لینے کا حضرت موسیٰ کی آخر عمر میں یہ قرار لیے ہیں یہ سورت حضرت کی آخر عمر میں نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسی واسطے کہ ہم کو بھی یہی تقید ہے ایک عہد اُس اُمت سے تھا کہ رسول جو آپیے پیدا ہیں
اس کی مدد کریں اُس کے بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفاء کی اطاعت کریں یہ مذکورہ بارہ سرداروں کا بیان فرمایا اسی اشارے کو کہ حضرت نے بتایا ہے میری اُمت میں بارہ خلیفے ہوں گے قوم قریش سے اللہ فرمایا ہے کہ جو خرابی ہوئی پہلی اُمتوں میں۔ وہی ہوگی تم میں
پیچھے وہ خراب ہوئے پیغمبروں کی مخالفت سے یہ اُمت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کر کر ــــــ الشاہ عبدالقادر صاحب رح

(بقیہ صفحہ ۱۳۹) "واتقوا اللہ" یعنی خدا سے ہمیشہ ڈرتے رہو۔ وہ ایک لمحہ میں تم سے سب نعمتیں چھین سکتا ہے اور ناشکری اور بدعہدی کی سزا میں بہت سخت پکڑ سکتا ہے بہرحال مروت شرافت، اُمید اور خوف ہر چیز کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اُسکی مخلصانہ اطاعت اور وفاداری میں پوری مستعدی دکھلائیں کیونکہ وہ "علیم بذات الصدور" ہے۔ ہم جو کچھ کریں گے وہ ہمارے اخلاص و نفاق، ریاکاری یا قلبی نیازمندی کو خوب جانتا ہے نقط زبان سے "سمعنا واطعنا" کہنے یا شکر گذاری کی رسمی اور ظاہری نمائش سے ہم اسکو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ ف۱ اس سے پہلی آیت میں مومنین کو حق تعالیٰ کے احسانات اور اپنا عہد و پیمان یاد کرنے کا حکم دیا تھا یہاں بتلا دیا کہ صرف زبان سے یاد کرنا نہیں بلکہ عملی رنگ میں اُن سے اسکا ثبوت مطلوب ہے۔ اس آیت میں اسی پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر تم نے خدا کے بیشمار احسانات اور اپنے عہد و اقرار کو بُھلا نہیں دیا تو لازم ہے کہ اس محسن حقیقی کے حقوق ادا کرنے اور اپنے عہد کو سچا کر دکھانے کیلئے ہر وقت کمربستہ رہو اور جب کوئی حکم اپنے آقائے ولی نعمت کیطرف سے ملے فوراً تعمیل حکم کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور خدا کے حقوق کیساتھ مخلوق کے حقوق ادا کرنے میں بھی پوری جدوجہد اور اہتمام کرو چنانچہ "قوامین للہ" میں "حقوق اللہ" کی اور "شہداء بالقسط" میں "حقوق العباد" کی طرف اشارہ ہو۔ اسی قسم کی ایک آیت "والمحصنات" کے آخر میں گذر چکی ہو صرف اسقدر فرق ہو کہ وہاں "بالقسط" کو "للہ" پر مقدم کر دیا ہو شاید اسلئے کہ وہاں دور سے "حقوق العباد" کا ذکر چلا آرہا تھا اور یہاں پہلے سے "حقوق اللہ" پر زیادہ زور دیا گیا ہو اس لحاظ سے وہاں "بالقسط" کی اور یہاں "للہ" کی تقدیم مناسب ہوئی نیز یہاں سیاق میں بغض و دشمن سے معاملہ کرنیکا ذکر ہو جسکے ساتھ "قسط" کو یاد دلانے کی ضرورت ہو اور سورۂ نساء کے سیاق میں جو چیزوں کا ذکر ہے اس لئے وہاں سب سے بڑے محبوب (اللہ) کو یاد دلایا گیا۔ ف۲ "عدل" کا مطلب ہے کسی شخص کے ساتھ بدون افراط و تفریط کے وہ معاملہ کرنا جسکا وہ واقعی مستحق ہے عدل و انصاف کی ترازو ایسی صحیح اور برابر ہونی چاہئے کہ عمیق سے عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت بھی اُسکے دونوں پلوں میں سے کسی پلہ کو جھکا نہ سکے۔ ف۳ جو چیزیں شرعاً ملک یا کسی درجہ میں مضر ہیں اُن سے بچاؤ کرتے رہنے سے جو ایک خاص نورانی کیفیت آدمی کے دل میں راسخ ہو جاتی ہے اُسکا نام "تقویٰ" ہے تحصیل تقویٰ کے اسباب قریبہ و بعیدہ بہت سے ہیں۔ تمام اعمال حسنہ اور خصال خیر کو اُسکے اسباب و معدات میں شمار کیا جاسکتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ "عدل و قسط" یعنی دوست و دشمن کیساتھ یکساں انصاف کرنا اور حق کے معاملہ میں جذبات محبت و عداوت سے قطعاً مغلوب نہ ہونا یہ خصلت حصول تقویٰ کے مؤثر ترین اور قریب ترین اسباب میں سے ہے۔ اسی لئے "ھو اقرب للتقوٰی" فرمایا (یعنی یہ عدل جسکا حکم دیا گیا تقویٰ سے نزدیک تر ہے کہ اُسکی مزاولت کے بعد تقویٰ کی کیفیت بہت جلد حاصل ہو جاتی ہے) ف۴ یعنی ایسا عدل و انصاف جسے کوئی دوستی یا دشمنی نہ روک سکے اور جسکے اختیار کرنے سے آدمی کو متقی بنا سہل ہو جاتا ہے اسکے حصول کا واحد ذریعہ خدا کا ڈر اور اسکی شان "علام" کا خوف ہے اور یہ "ان اللہ خبیر بما تعملون" کے مضمون کا بار بار مراقبہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے جب کسی مومن کے دل میں یہ یقین مستحضر ہو گا کہ ہماری کوئی چھپی یا کھلی حرکت حق تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں تو اُسکا قلب خشیۃ الٰہی سے لرزنے لگے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمام معاملات میں عدل و انصاف کا راستہ اختیار کریگا اور احکام الٰہیہ کے امتثال کے لئے ہمہ تن تیار رہیگا۔ پھر اس نتیجہ پر ثمرہ وہ ملیگا جسے اگلی آیت میں بیان فرمایا ہے "وعد اللہ الذین آمنوا الخ"

رفو دمحقوہا۔ ف۱ یعنی نصرت یہ کہ اُن کوتاہیوں کو معاف کر دینگے جو مقتضائے بشریت رہ جاتی ہیں بلکہ عظیم الشان اجر و ثواب بھی عطا فرمائیں گے ف۲ پہلے فریق کے بالمقابل اُس جماعت کی سزا ذکر کی گئی جس نے قرآن کریم کی ان صاف و صریح حقائق کو جھٹلایا یا اُن نشانات کی تکذیب کی جو سچائی کی طرف رہنمائی کرنے کیلئے خدا کی طرف سے دکھلائے جاتے ہیں ف۳ عمومی احسانات یاد دلانے کے بعد بعض خصوصی احسان یاد دلاتے ہیں یعنی قریش مکہ اور اُنکے ہمنواؤں نے حضور پر نور صلعم کو صدمہ پہنچانے اور اسلام کو مٹانے کیلئے کسقدر ہاتھ پاؤں مارے مگر حق تعالیٰ کے فضل و رحمت نے اُنکا کوئی داؤ چلنے نہ دیا۔ اس احسان عظیم کا اثر یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان غلبہ اور قابو حاصل کر لینے کے باوجود اپنے دشمنوں کو ہر قسم کے ظلم اور زیادتی سے محفوظ رکھیں اور جوش انتقام میں عدل و انصاف کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑیں جیسا کہ پچھلی آیات میں اسکی تاکید کی گئی ہو ممکن ہے کسی کو یہ شبہ گذرے کہ ایسے معاند دشمنوں کے حق میں اسقدر رواداری کی تعلیم کہیں اصول سیاست کے خلاف نہ ہوگی۔ کیونکہ ایسا نرم برتاؤ دیکھ کر مسلمانوں کے خلاف شریروں اور مفسدوں کی جرأت بڑھ جائیگی قوی احتمال ہے اسکا ازالہ "واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون" سے فرما دیا یعنی مومن کی سب سے بڑی سیاست "تقویٰ" اور "توکل علی اللہ" ہے خدا سے ڈرنا اور اسی پر بھروسہ کرنا ہے خدا سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں اُس سے اپنا معاملہ صاف رکھو اور جو عہد و اقرار کئے ہیں اُنہیں پوری وفاداری دکھلاتے رہو۔ پھر بحمد اللہ کسی سے کوئی خطرہ نہیں۔

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
جو نیک عمل کرتے ہیں کہ اُن کو بخشنا ہے اور بڑا ثواب ہے اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں
اور جو نیک عمل کرتے ہیں کہ اُنکے واسطے بخشش اور بڑا ثواب ہے ف۱ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلائیں

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا
ہماری آیتیں وہ ہیں دوزخ والے اے ایمان والو یاد رکھو
ہماری آیتیں وہ ہیں دوزخ والے ف۲ اے ایمان والو یاد رکھو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ
احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا ایک لوگوں نے کہ تم پر ہاتھ چلا دیں پھر روک لئے
احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا لوگوں نے کہ تم پر ہاتھ چلا دیں پھر روک دیئے

اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝
تم سے اُن کے ہاتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ پر چاہئے بھروسہ ایمان والوں کو
تم سے اُن کے ہاتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ ہی پر چاہئے بھروسہ ایمان والوں کو ف۳

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ
اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل کا اور اُٹھائے ہم نے اُن میں
اور لے چکا ہے اللہ عہد بنی اسرائیل سے ف۴ اور مقرر کیے ہم نے اُن میں

عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ
بارہ سردار اور کہا اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں تم اگر کھڑی رکھو گے نماز اور
بارہ سردار ف۵ اور کہا اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں ف۶ اگر تم قائم رکھو گے نماز اور

اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ
دیتے رہو گے زکوٰۃ اور یقین لاؤ گے میرے رسولوں کو اور اُنکو مدد کرو گے اور قرض دو گے اللہ کو
دیتے رہو گے زکوٰۃ اور یقین لاؤ گے میرے رسولوں پر اور مدد کرو گے اُنکی ف۷ اور قرض دو گے اللہ کو ف۸

قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ
اچھی طرح کا قرض تو میں اُتاروں گا تم سے بُرائیاں تمہاری اور داخل کرونگا تم کو باغوں میں
اچھی طرح کا قرض ف۹ تو البتہ دور کرونگا میں تم سے گناہ تمہارے اور داخل کرونگا تم کو باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ
بہتی نیچے اُن کے نہریں پھر جو کوئی منکر ہوا تم میں اس کے بعد وہ بیشک
کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ف۱۰ پھر جو کوئی کافر ہوا تم میں سے اس کے بعد تو وہ بیشک

ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا
بھولا سیدھی راہ سو اُن کے عہد توڑنے پر ہم نے اُنکو لعنت کی اور کر دیئے اُنکے
گمراہ ہوا سیدھے راستہ سے ف۱۱ سو اُن کے عہد توڑنے پر ہم نے اُنپر لعنت کی ف۱۲ اور کر دیا ہم نے

قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا
دل سیاہ بدلتے ہیں کلام کو اپنے ٹھکانے سے اور بھول گئے
اُنکے دلوں کو سخت پھیرتے ہیں کلام کو اُسکے ٹھکانے سے ف۱۳ اور بھول گئے

رکوع ۹

اگلی آیت میں ہماری عبرت کیلئے ایک ایسی قوم کا ذکر فرما دیا جس نے خدا سے عہد کر کے بدعہدی اور غداری کی تھی وہ کس طرح ذلیل و خوار ہوئی ف۴ یعنی کچھ اُمت محمدیہ ہی کی خصوصیت نہیں۔ امتوں سے بھی عہد لئے جا چکے ہیں ف۵ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے بارہ سردار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چنے تھے جنکے نام بھی مفسرین نے تورات سے نقل کئے ہیں۔ اُنکا فرض یہ تھا کہ وہ اپنی قوم پر عہد کی نگرانی رکھیں اور اُنکے احوال کی نگرانی رکھیں۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے جب "انصار" نے "لیلۃ العقبہ" میں نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی تو اُن میں سے بھی بارہ ہی نقیب نامزد ہوئے جن میں بارہ آدمیوں نے اپنی قوم کی طرف سے حضور کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ جابر بن سمرہ کی ایک حدیث میں نبی کریم صلعم نے اس اُمت میں بارہ خلفاء کی پیشینگوئی فرمائی اُن کا عدد بھی نقباء بنی اسرائیل کے موافق ہو اور مفسرین نے تورات سے نقل کیا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیری ذریت میں سے بارہ سردار پیدا کرونگا غالباً یہ وہی بارہ ہیں جنکا ذکر جابر بن سمرہ کی حدیث میں ہے ف۶ یعنی میری تائید و نصرت تمہارے ساتھ ہے اور سب بنی اسرائیل کو کہہ دیا ہے کہ جب تم ان احکام پر عمل کرو گے اور جس قدر رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آتے رہیں گے اُن کی مدد کرو گے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے کلام سے اثر پکڑنا اور حکم شرع پر محبت سے قائم رہنا چھوٹ جاوے اور فقط مذہب کا جھگڑا اور رسمیت رہ جاوے تو راہ سے بہکے ——— ارشاد علی انقادری صاحب ...
(بقیہ صفحہ ۱۴۰) پورا اُنکا پورا ساتھ دو کہ جان سے بھی اور مال سے بھی ف خدا کو قرض دینے سے مراد اُسکے دین اور اُسکے پیغمبروں کی حمایت میں مال خرچ کرنا ہے [illegible]
[illegible]

حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا

ایک فائدہ لینا اس نصیحت سے جو انکو کی تھی اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے انکی ایک دغا کی مگر

نفع اٹھانا اس نصیحت سے جو انکو کی گئی تھی ف اور ہمیشہ تو مطلع ہوتا رہتا ہے اُن کی کسی دغا پر ف مگر

قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

تھوڑے لوگ اُن میں سو معاف کر اور درگزر کر اُن سے اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو

تھوڑے لوگ اُن میں سے ف سو معاف کر اور درگزر کر اُن سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو ف

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

اور وہ جو کہتے ہیں آپ کو نصاریٰ اُن سے بھی لیا تھا ہم نے عہد اُنکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا

اور وہ جو کہتے ہیں اپنے کو نصاریٰ ف اُن سے بھی لیا تھا ہم نے عہد اُن کا پھر بھول گئے نفع اٹھانا اُس

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ

اُس نصیحت سے جو انکو کی تھی پھر ہم نے لگادی اُنکے آپس میں دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک

نصیحت سے جو انکو کی گئی تھی ف پھر ہم نے لگادی آپس میں اُنکے دشمنی اور کینہ ف قیامت کے دن تک ف

وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ

اور آخر جتادے گا انکو اللہ جو کچھ کرتے تھے ف اے کتاب والو

اور آخر جتادے گا انکو اللہ جو کچھ کرتے تھے ف اے کتاب والو تحقیق

جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ

آیا ہے تم پاس رسول ہمارا کھولتا ہے تم پر بہت چیزیں جو تم چھپاتے تھے کتاب کی

آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا ظاہر کرتا ہے تم پر بہت سی چیزیں جن کو تم چھپاتے تھے کتاب میں سے

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور درگذر کرتا ہے بہت چیزوں سے تم پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی

اور درگذر کرتا ہے بہت چیزوں سے ف بیشک تمہارے پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب ظاہر کرنے والی

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ

جس سے اللہ راہ پر لاتا ہے جو کوئی تابع ہوا اُس کی رضا کا بچاؤ کی راہ پر اور اُنکو نکالتا ہے

جس سے اللہ ہدایت کرتا ہے اُس کو جو تابع ہوا اُس کی رضا کا سلامتی کی راہیں اور اُن کو نکالتا ہے

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور اُنکو چلاتا ہے سیدھی راہ

اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور اُنکو چلاتا ہے سیدھی راہ ف

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ

بےشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے وہی مسیح مریم کا بیٹا تو کہہ

بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا ف تو کہہ دے

فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ

پھر کسی کا کچھ چلتا ہے اللہ سے اگر وہ چاہے کہ کھپاوے مسیح مریم کے بیٹے کو

پھر کس کا بس چل سکتا ہے اللہ کے آگے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح مریم کے

[illegible]

منزل ۲

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اللہ صاحب کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تا اُن کی اُمت اُنکو بندگی کی حد سے زیادہ نہ چڑھاویں والا نبی اس لائق کاہے کو ہیں ف۲ حضرت عیسیٰ کے بعد کوئی رسول نہ آیا تھا سو فرمایا کہ تم افسوس کرتے کہ ہم رسولوں کے وقت میں نہ ہوئے کہ تربیت اُن کی پاتے، اب یہ حضرت تمکو رسول کی صحبت میسر ہوئی غنیمت جانو اور اللہ قادر ہے اگر تم نہ قبول کرو گے اور خلق کو روزی کر دیگا تم سے بہتر جیسے حضرت موسیٰ کے ساتھ جہاد کرنا قبول نہ کیا اُن کی قوم نے اللہ نے انکو محروم کر دیا اور وروں کے ہاتھ ملک شام فتح کروایا ــــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

(بقیہ صفحہ ۱۴۱) نتیجہ معلوم ہو جائیگا ف۲ یہ سب "یہود" و "نصاریٰ" کو خطاب ہے کہ وہ نبی آخر الزماں صلعم جنکی آمد کی بشارات تمہاری کتابوں میں بمقدار تحریف ہونے پر بھی کسی نہ کسی عنوان سے موجود ہیں تشریف لے آئے جنکے منہ میں خدا نے اپنا کلام ڈالا ہے اور جنہوں نے اُن احکام کی تکمیل کی جو حضرت مسیح ناتمام چھوڑ گئے تھے "توراۃ" و "انجیل" کی جن باتوں کو تم چھپاتے تھے اور بدل بدل کر بیان کرتے تھے اُنہیں کی سب ضروری باتیں اس نبی آخر الزماں نے ظاہر فرما دیں اور جن باتوں کی اب چنداں ضرورت نہ تھی اُن سے درگذر کیا ف۱ شاید "نور" سے خود نبی کریم صلعم اور "کتاب مبین" سے قرآن کریم مراد ہو یعنی یہود و نصاریٰ جو وحی الٰہی کی روشنی کو ضائع کر کے اہواء و آراء کی تاریکیوں اور باہمی خلاف و شقاق کے گڑھوں میں پڑے ہوئے بھٹک رہے ہیں جس سے نکلنے کا بجز اس کے کوئی امکان نہیں کہ اس کتاب مبین کی روشنی میں چلیں ان سے کہہ دو کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آ گئی۔ اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو اس روشنی میں حق تعالیٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو، سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے اور اندھیرے سے نکل کر اجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے اور جسکی رضا کے تابع ہو کر چل رہے ہو اسی کی دستگیری سے صراط مستقیم کو بے تکلف طے کر لو گے ف۳ یعنی مسیح کے علاوہ خدا کوئی اور چیز نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ نصاریٰ میں سے "فرقہ یعقوبیہ" کا ہے جنکے نزدیک مسیح کے قالب میں خدا حلول کئے ہوئے ہے (معاذ اللہ) یا یوں کہا جائے کہ جب "نصاریٰ" حضرت مسیح کی نسبت "الوہیت" کے قائل ہیں اور ساتھ ہی توحید کا بھی زبان سے اقرار کرتے جاتے ہیں یعنی خدا ایک ہی ہے تو ان دونوں دعووں کا لازمی نتیجہ یہ ہو کہ انکے نزدیک مسیح کے سوا کوئی خدا نہ ہو۔ بہرحال کوئی صورت لیجائے اس عقیدہ کے کفر صریح ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے (فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی اگر فرض کرو خدائے قادر و قہار یہ چاہے کہ حضرت مسیح اور مریم اور اگلے پچھلے کل زمین پر بسنے والوں کو کشتا کر کے ایک دم میں ہلاک کر دے تو تم ہی بتلاؤ کہ اسکا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے یعنی اول دنیا کے سارے انسان بھی اگر فرض کرو مجتمع کر دیئے جائیں اور خدا ایک آن میں سب کو ہلاک کرنا چاہے تو سب کی اجتماعی قوت اس کے ارادہ کو تھوڑی دیر کے لئے ملتوی نہیں کر سکتی کیونکہ مخلوق کی قدرت جو عطائی اور محدود ہے اس کی ذاتی اور لامحدود قدرت کے مقابلہ میں عاجز محض ہے جس کا اعتراف خود وہ لوگ بھی کرتے ہیں جنکے رد میں یہ خطاب کیا جا رہا ہے بلکہ خود مسیح بن مریم بھی جنکو یہ لوگ خدا بتا رہے ہیں اسکے معترف ہیں چنانچہ مرقس کی انجیل میں حضرت مسیح کا یہ مقولہ موجود ہے "اے باپ ہر چیز تیری قدرت کے تحت میں ہے تو مجھ سے یہ (موت) کا پیالہ ٹلا دے اس طرح نہیں جو میں چاہتا ہوں بلکہ اس طرح جیسے تیرا ارادہ ہے" پس جب حضرت مسیح علیہ السلام جنکو تم خدا کہتے ہو اور انکی والدہ ماجدہ مریم صدیقہ جو تمہارے زعم میں خدا کی ماں ہوئیں وہ دونوں بھی تمام من فی الارض کے ساتھ ملکر خدا کی مشیت و ارادہ کے سامنے عاجز ٹھہرے تو خود مسیح کو یا انکی والدہ یا کسی اور مخلوق کی نسبت خدائی کا دعویٰ کرنا کس قدر گستاخی اور شوخ چشمی ہوگی۔ آیت کی اس تقریر میں ہم نے "ہلاک" کو "موت" کے معنی میں لیکر "جمیعاً" کے لفظ کی تھوڑی سی وضاحت کر دی جو در اصل لفظ "جمیعاً" کا ہم نے بیان کیا وہ اہم آیت کی تصریحات کے بالکل موافق ہو۔ سوا یہ بھی ممکن ہو کر آیت میں "ہلاک" کے معنی "موت" کے نہ لئے جائیں جیسا کہ راغب نے لکھا ہے کبھی "ہلاک" کے معنی ہوتے ہیں "کسی چیز کا مطلق فنا اور نیست و نابود ہو جانا" مثلاً کل شی ھالک الا وجھہ یعنی خدا کی ذات کے سوا ہر چیز نابود ہونے والی ہے۔ اس معنی پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر خدائے قدیر حضرت مسیح اور انکی والدہ اور تمام من فی الارض کو قطعی نیست و نابود اور بالکلیہ فنا کر ڈالنے کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اُسکے ارادہ کو روک دیگا۔

اوست سلطان ہر چہ خواہد آں کند — عالمے را در دمے ویراں کند

مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

اور اُس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سارے اور اللہ کو ہے سلطنت آسمان

بیٹے کو اور اُس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سب کو ف۱ اور اللہ ہی کے واسطے ہے سلطنت آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اور زمین کی اور جو دونوں کے بیچ بناتا ہے جو چاہے اور اللہ ہر چیز پر

اور زمین کی اور جو کچھ درمیان اِن دونوں کے ہے پیدا کرتا ہے جو چاہے ف۲ اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيرٌ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَ

قادر ہے ف۱ اور کہتے ہیں یہود اور نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور

قادر ہے ف۳ اور کہتے ہیں یہود اور نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور

أَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ

اُس کے پیارے تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر کوئی نہیں تم بھی ایک انسان ہو

اُسکے پیارے ف۲ تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر ف۳ کوئی نہیں بلکہ تم بھی ایک آدمی ہو

مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَلِلَّهِ

اُسکی پیدائش میں بخشے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ

اُس کی مخلوق میں ف۴ بخشے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے ف۵ اور اللہ ہی کیلئے ہے

مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور جو دونوں کے بیچ ہے اور اُسی کی طرف رجوع ہے

سلطنت آسمان اور زمین کی اور جو کچھ دونوں کے بیچ میں ہے اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۶

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ

اے کتاب والو آیا ہے تم پاس رسول ہمارا کھولتا ہے تم پر تھڑا پڑے پیچھے

اے کتاب والو آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا کھولتا ہے تم پر ف۱ رسولوں کے

مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ ۖ

رسولوں کا کبھی تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا

انقطاع کے بعد کبھی تم کہنے لگو کہ ہمارے پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا

فَقَدْ جَاءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

سو آ چکا تم پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۲

سو آ چکا تمہارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا ف۱ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۲

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر ف۳

إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ

جب پیدا کئے تم میں نبی اور کر دیا تم کو بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا

جب پیدا کئے تم میں نبی ف۴ اور کر دیا تم کو بادشاہ ف۵ اور دیا تم کو جو نہیں دیا تھا

منزل ۲

حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تا انکی امت بندگی کی حد سے زیادہ نہ چڑھا دے والا نبی اس لائق کاہے کو ہیں" کہ انکے مرتبہ عالی اور وجاہت عند اللہ کا خیال کرتے ہوئے ایسا خطاب کیا جاتا ف۲ جو چاہے اور جس طرح چاہے جیسے حضرت "مسیح" کو بدون باپ کے، حضرت حوا کو بدون ماں کے اور حضرت آدم علیہ السلام کو بدون ماں اور باپ کے پیدا کر دیا ف۳ کسی کا زور اُسکے سامنے نہیں چل سکتا سب عاجز و لاچار ہیں اور مجبور ہیں ف۴ شاید اپنے کو بیٹے "یعنی اولاد" اس لئے کہتے ہوں کہ "بائبل" میں خدا نے اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کو اپنا پلوٹھا بیٹا اور اپنے کو اُسکا باپ کہا ہے۔ اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "ابن اللہ" مانتے ہیں تو اسرائیل کی اولاد اور حضرت مسیح کی اُمت ہونے کی وجہ سے شاید "ابناء اللہ" کا لفظ اپنی نسبت استعمال کیا ہو گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ "بیٹا" کہنے سے مراد یہ ہو کہ ہم خدا کے خواص اور محبوب ہیں جیسے بیٹے اولاد ہی ہوتے ہیں۔ اس صورت میں "ابناء" کا حاصل وہی ہو جائیگا جو "احباء" کا ہے ف۵ یعنی کسی مخلوق کا حقیقۃً "ابن اللہ" ہونا بالکل محال اور بدیہی البطلان ہے اور خدا کا محبوب بھی جانا ممکن تھا مگر جیسے تم دعوے کر رہے ہو وہ بالکل اس سے اس جملہ میں "اول" محبوبیت "ارہا وہ بیضا" کے دعوے کا رد کیا گیا یعنی جو قوم علانیہ بغاوتوں اور شدید ترین گناہوں کی بدولت دنیا میں کئی طرح کی رسوائیوں اور عذاب میں گرفتار رہ چکی اور آخرت میں بھی جس کے تمام کی سزا کا عقلاً و نقلاً استحقاق ثابت ہو چکا کیا ایسی باغی اور مجرم قوم کی نسبت ایک منٹ کیلئے بھی کوئی ذی شعور یہ خیال کر سکتا ہے کہ وہ خدا کی محبوب اور پیاری ہوگی؟ خدا کی کسی کا نسبی رشتہ نہیں، اُسکا پیار اور اُسکی محبت صرف اطاعت اور حسن عمل سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ایسے کٹر مجرموں کو رحمت سے الگ سزا کے مستحق اور مورد بن چکے ہوں وہ بھی خدا کے محبوب بن جائیں "نحن ابناء اللہ واحباؤہ" کا دعویٰ کریں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو باوجودیکہ اُنکا صلبی بیٹا تھا فرمایا انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح (ہود رکوع ۴) ف۶ "بشر" اصل لغت میں کھال کی اوپر والی سطح کو کہتے ہیں۔ تھوڑی سی مناسبت سے آدمی کو "بشر" کہنے لگے۔ شاید اس لفظ کو یہاں اختیار کرنے میں یہ نکتہ ہو کہ تم خدا کا بیٹا اور پیارا تو درکنار شریف اور ممتاز انسان بھی نہیں کہا جا سکتا بجز "بشر" اور شکل و صورت کے جنکی پیدائش بھی عام آدمیوں کی سی ہوتی ہے ف۵ آیت کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ خدا کی رحمت اور حکمت کے لائق ہوں اُنکو بخشے اور سزا دے یعنی حکمت و انصاف سے سزا دینا چاہے تو اُن میں کون ہے جو روک سکے۔ "بعد ان" کا تعلق بعض لوگوں کے نزدیک "علیٰ فترۃ من الرسل" سے ہے (بقیہ صفحہ ۱۴۳ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت ابراہیم اپنے باپ کا وطن چھوڑ نکلے اللہ کی راہ میں اور ملک شام میں آکر ٹھہرے اور مدت تک اُنکو اولاد نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے اُنکو بشارت فرمائی کہ تیری اولاد بہت پھیلاؤں گا اور زمین شام اُنکو دونگا اور نبوت اور دین اور کتاب اور سلطنت اُنہیں رکھونگا پھر حضرت موسیٰ کے وقت وہ وعدہ پورا کیا بنی اسرائیل کو فرعون کی بیگار سے خلاص کیا اور اُسکو غرق کیا اور اُنکو فرمایا کہ تم جہاد کرو عمالقہ سے ملک شام چھین لو پھر ہمیشہ وہ ملک تمہارا ہے حضرت موسیٰ نے بارہ شخص کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے پر سردار کیا تھا اُنکو بھیجا کہ اُس ملک کی خبر لا دیں وہ خبر لائے تو ملک شام کی خوبیاں بہت بیان کیں اور وہاں جو مسلط تھے عمالقہ اُن کی قوت و زور بھی بیان کیا حضرت موسیٰ نے اُنکو کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک کی بیان کرو اور قوت دشمن مت کہو اُن میں سے دو شخص اس حکم پر رہے اور دس نے قوم نے سنا تو نامردی کرنے لگے اور چاہا کہ پھر اُلٹے مصر جاویں اس تقصیر سے چالیس برس فتح شام کو دیر لگی اسقدر مدت جنگلوں میں بھٹکتے رہے جب اُس قرن کے لوگ سب مر چکے مگر وہ دو شخص کہ وہی حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے اُن کے ہاتھ سے فتح ہوئی

— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِينَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ	
کسی کو جہان میں اے قوم داخل ہو زمین پاک میں	
کسی کو جہان میں ف اے قوم داخل ہو زمین پاک میں	
الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلٰى أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خٰسِرِينَ ۝	
جو لکھ دی ہے اللہ نے تمکو اور اُلٹے نہ جاؤ اپنی پیٹھ پر پھر جا پڑوگے نقصان میں ف۱	
جو مقرر کردی ہے اللہ نے تمہارے واسطے ف۱ اور نہ لوٹو اپنی پیٹھ کی طرف پھر جا پڑوگے نقصان میں ف۲	
قَالُوا يٰمُوسٰى إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ ۖ وَإِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى	
بولے اے موسیٰ وہاں ایک لوگ ہیں زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جاوینگے جب تک	
بولے اے موسیٰ وہاں ایک قوم ہے زبردست ف۳ اور ہم ہرگز وہاں نہ جاوینگے یہاں تک کہ	
يَخْرُجُوا مِنْهَا ۚ فَإِنْ يَّخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دٰخِلُونَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ	
وہ نکل جکیں وہاں سے پھر اگر وہ نکلیں وہاں سے تو ہم داخل ہوں کہا دو مردوں نے	
وہ نکل جاویں اُسمیں سے پھر اگر وہ نکل جاوینگے اُسمیں سے تو ہم ضرور داخل ہو نگے ف کہا دو مردوں نے	
مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ	
ان ڈرنے والوں میں سے کہ اللہ کی نوازش تھی اُن دو پر پیٹھ جاؤ اُن پر حملہ کر کر دروازے میں	
اللہ سے ڈرنے والوں میں سے کہ خدا کی نوازش تھی اُن دو پر ف گھس جاؤ اُن پر حملہ کر کے دروازہ میں	
فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غٰلِبُونَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ	
پھر جب تم اُس میں پیٹھے تو تم غالب ہو اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر	
پھر جب تم اُس میں گھس جاؤگے تو تم ہی غالب ہوگے ف اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر	
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ قَالُوا يٰمُوسٰى إِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا	
یقین رکھتے ہو بولے اے موسیٰ ہم ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر	
یقین رکھتے ہو ف بولے اے موسیٰ ہم ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر جب تک	
دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقٰتِلَا إِنَّا هٰهُنَا	
جبتک وہ رہیں گے اُس میں سو تو جا اور تیرا رب دونوں لڑو ہم یہاں ہی	
وہ رہینگے اُس میں سو تو جا اور تیرا رب اور تم دونوں لڑو ہم تو یہیں	
قٰعِدُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ	
بیٹھے ہیں بولا اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو تو فرق کرلو	
بیٹھے ہیں ف بولا اے رب میرے میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی ف۱ سو جدائی	
بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ ۝ قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ	
ہم میں اور بے حکم لوگوں میں کہا تو وہ حرام ہوئی ان پر	
کردے تو ہم میں اور اس نافرمان قوم میں فرمایا تحقیق وہ زمین حرام کی گئی ہے اُن پر	
أَرْبَعِينَ سَنَةً ۚ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ	
چالیس برس سر مارتے پھریں گے ملک میں سو تو افسوس نہ کر بے حکم	
چالیس برس سر مارتے پھرینگے ملک میں سو تو افسوس نہ کر نافرمان	

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۴۲) یہود و نصاریٰ کی مختلف قسم کی شرارتوں اور حماقتوں کو بیان فرما کر تنبیہ فرمائی کہ اب ہمارا رسول تمہارے پاس آچکا جو تمہاری غلط کاریوں کو واضح کرتا اور تمکو ظلمت کو نکال کر نور کی طرف لیجانا چاہتا ہے آگے بعد اس پر تنبیہ فرمایا کہ اب نور ہدایت کی طرف جانا دو چیزوں پر موقوف ہے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی صحیح معرفت حاصل کرو اور مخلوق و خالق کے تعلق کے متعلق غلط عقیدہ مت جماؤ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم سے یہاں تک اسی جزو کا بیان تھا دوسری چیز یہ ہے کہ نبی الانبیاء صلعم پر ایمان لاؤ جو تمام انبیائے سابقین کے کمالات کے جامع اور شرائع الٰہیہ کے سب سے آخری شارح ہیں اس جزو کا بیان اس آیت یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علیٰ فترۃ الایۃ میں کیا گیا ہے ف۱۰ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد تقریباً چھ سو برس سے انبیاء کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا ساری دنیا الا ماشاء اللہ جہل و غفلت اور اوہام و اہواء کی تاریکیوں میں پڑی تھی ہدایت کے چراغ گل ہو چکے تھے ظلم و عدوان فساد و الحاد کی گھٹا تمام آفاق پر چھا رہی تھی اسوقت سارے جہان کی اصلاح کیلئے خدا نے سب سے بڑا ہادی اور نذیر و بشیر بھیجا جو جاہلوں کو فلاح و دین کے راستے جتلا غافلوں کو اپنے انذار و تخویف سے بیدار کرے اور پست ہمتوں کو بشارتیں سنا کر ابھارے اس طرح ساری مخلوق پر خدا کی حجت تمام ہو گئی کوئی ملنے یا نہ ملنے ف۱۱ یعنی تم اگر اس پیغمبر کی بات نہ مانوگے تو خدا کو قدرت ہے کہ کسی دوسری قوم کو کھڑی کردے جو اُسکے پیغام کو پوری طرح قبول کریگی اور پیغمبر کا ساتھ دیگی خدا کا کام کچھ تم پر موقوف نہیں ف۱۲ موضح القرآن میں ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے باپ کا وطن چھوڑ نکلے اللہ کی راہ میں اور ملک شام میں آکر ٹھہرے اور مدت تک اُنکے اولاد نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ تیری اولاد بہت پھیلاؤنگا اور زمین شام اُنکو دونگا اور نبوت دین کتاب اور سلطنت اُن میں رکھونگا پھر حضرت موسیٰ کے وقت وہ وعدہ پورا کیا بنی اسرائیل کو فرعون کی بیگار سے خلاص کیا اور اُسکو غرق کیا اور اُنکو فرمایا کہ جہاد کرو عمالقہ سے ملک شام فتح کرو پھر ہمیشہ وہ ملک شام تمہارا ہے حضرت موسیٰ نے بارہ شخص بارہ قبیلوں بنی اسرائیل پر سردار کیے تھے اُنکو بھیجا کہ اس ملک کی خبر لادیں وہ خبر لائے تو ملک شام کی بہت خوبیاں بیان کیں اور وہاں جو عمالقہ مسلط تھے اُنکا زور و قوت بیان کیا حضرت موسیٰ نے اُنکو کہا کہ تم قوم کے سامنے ملک کی خوبی بیان کرو اور دشمن کی قوت کا ذکر مت کرو۔ اُن میں سے دو شخص اس حکم پر رہے اور دس نے خلاف کیا۔ قوم نے سنا تو نامردی کرنے لگی اور چاہا کہ پھر اُلٹے مصر چلے جائیں۔ اس تقصیر کی وجہ سے چالیس برس فتح میں دیر لگی۔ اسقدر مدت جنگلوں میں بھٹکتے پھرتے رہے۔ جب اُس قرن کے لوگ مر چکے مگر وہ دو شخص کہ وہ ہی حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے اُنکے ہاتھ سے فتح ہوئی ف۱۳ یعنی تمہارے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم سے لیکر آج تک کتنے نبی تم میں پیدا کیے۔ مثلاً حضرت اسمٰعیل۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ یوسف۔ اور خود موسیٰ و ہارون علیہم الصلوٰۃ والسلام پھر اُنکے بعد بھی یہی سلسلہ مدت دراز تک قائم رکھا ف۱۴ یعنی فرعونیوں کی ذلیل ترین غلامی سے آزادی دلا کر اُنکے اموال و املاک پر قابض کیا اور اس سے پہلے تم ہی میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزائن اور سلطنت پر کیسا تسلط عطا فرمایا پھر مستقبل میں بھی حضرت سلیمان وغیرہ نبی اور بادشاہ پیدا کیے گویا دین اور دنیا دونوں کی اعلیٰ نعمتوں سے تمکو سرفراز کیا کیونکہ دینی مناصب میں سب سے اعلیٰ منصب نبوت اور دنیوی اقبال کی آخری حد آزادی اور بادشاہت ہے یہ دونوں چیزیں مرحمت کی گئیں۔

فوائد صفحہ ۱۴۳ ف۱ یعنی اُس وقت جب موسیٰ علیہ السلام کو یہ خطاب فرما رہے تھے۔ بنی اسرائیل پر تمام دنیا کے لوگوں سے زیادہ خدا کی نوازشیں ہو چکیں۔ اور اگر احداً من العالمین کو عموم پر محمول کیا جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کہ امت محمدیہ کی نسبت خود قرآن میں تصریح ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (آل عمران) اور وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس (البقرہ رکوع ۱۷) ف۲ یعنی خود پیغمبر حضرت ابراہیم سے وعدہ فرمایا تھا کہ تیری اولاد کو یہ ملک دونگا وہ وعدہ ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ بجز اُن کی جو لوگ ہٹینگے اپنی ہی بُرائی کو پیدا ہو ف۳ یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں بزدلی اور پست ہمتی دکھا کر خدا کی طرف مت بھاگو ف۴ یعنی بہت قوی ہیکل تنومند اور پرُ رعب ف۵ یعنی مقابلہ کی ہمت ہم میں نہیں ہاں بلا لڑے بھڑے وہ اپنے آپ نکال لیں تو آپ معجزہ کے زور سے اُنہیں نکال دیں ف وہ دو شخص حضرت یوشع بن نون اور کالب ابن یوفنا تھے جو خدا سے ڈرتے تھے۔ اسی لئے عمالقہ وغیرہ کا کچھ ڈر اُنکو نہ تھا۔

ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید ترسید از وے جن و انس و ہر کہ دید

ف یعنی ہمت کر کے شہر کے پھاٹک تک چلے چلو تو خدا تم کو غالب کرے گا۔ خدا اُسی کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد کرے ف۷ معلوم ہوا کہ اسباب مشروعہ کو ترک کرنا توکل نہیں۔ توکل یہ ہے کہ کسی نیک مقصد کیلئے انتہائی کوشش اور جہاد کرے پھر اُسکے ثمرہ و نتیجہ کیلئے خدا پر بھروسہ رکھے۔ اپنی کوشش پر نازاں اور مغرور نہ ہو باقی اسباب مشروعہ کو چھوڑ کر خالی اُمیدیں باندھتے رہنا توکل نہیں تعطل ہے ف یہ اس قوم کا مقولہ ہے جو نحن ابناء اللہ واحباؤہ کا دعویٰ رکھتی تھی مگر یہ گستاخانہ کلمات اُنکے سنگدل و تمرد و طغیان سے کچھ بھی مستبعد نہیں ف۱۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سخت دلگیر ہو کر یہ دعا فرمائی جبکہ تمام قوم کی ہمت پست ہو گئی اور بزدلانہ عصیان کو شعار بنا لیا ہاں ہارون علیہ السلام کے سوا کہ وہ بھی نبی معصوم تھے اور کسی کا ذکر نہیں کیا۔ یوشع اور کالب بھی دونوں کے ساتھ شمار ہوگئے۔

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اہل کتاب کو یہ قصہ سنایا اس پر کہ اگر تم رفاقت نہ کرو گے پیغمبر کی تو یہ نعمت اوروں کے نصیب ہو گی آگے اسی پر قصہ سنایا ہابیل و قابیل کا کہ حسد بہت برا ہے حسد والا مردود ہے۔ ف۲ حضرت آدم کی اولاد ہونے لگی ایک حمل میں دو شخص بیٹا اور بیٹی اس وقت میں بہن بھائی کا نکاح روا تھا ضرورت کو۔ حضرت آدم تو بھی احتیاط کرتے ایک حمل کے بھائی بہن نہ ملاتے۔ ایک بیٹی حضرت آدم ہابیل کو دینے لگے اسی کو قابیل لگا مانگنے انہوں نے دونوں کی خاطر رکھی کہا تم دونوں اللہ کی نیاز کرو۔ ہابیل جو نبی کے حکم پر تھا اس کی نیاز غیب سے آتش آ کر جلا گئی یعنی قبول ہوئی۔ قابیل کی نیاز جھوڑ گئی۔ قابیل نے حسد سے چاہا کہ ہابیل کو مار ڈالے آخر مار ڈالا۔ اب جہاں خون ناحق ہوتا ہے اس پر بھی ایک وبال چڑھتا ہے۔ ف۳ اگر کوئی ناحق کسی کو مارنے لگے اسکو رخصت ہے کہ ظالم کو مارے اور اگر صبر کرے تو شہادت کا درجہ ہے۔ ف۴ یعنی تیرے گناہ عمر کے مجھ پر ثابت رہیں اور میرے خون کا گناہ چڑھے اور میری عمر کے گناہ اُتریں۔ ف۵ اس سے پہلے کوئی انسان مرا نہ تھا کہ معلوم ہو مردے کا بدن کیا کرے قابیل ہابیل کو مار کر ڈرا کہ اس کا بدن بنا رہیگا تو لوگ دیکھ کر مجھ کو پکڑیں گے۔ اسکو پیٹھ پر لادے پھرا کیے آخر اللہ نے ایک کوا بھیجا اس نے زمین کو کریدا اُس کو دکھا کر اس سے یہ سمجھا کہ اس کے بدن کو دفن کرنا چاہیئے اور نقل میں یوں آیا ہے کہ ایک کوے نے زمین کریدکر دوسرے کوے مردے کو دفن کیا اُس نے دفن بھی دیکھا اور بھائی کی خیر خواہی دوسرے بھائی کے حق میں بھی دیکھی تب اپنے عمل سے پشیمان ہوا۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا

لوگوں پر ف۱ اور سنا اُن کو تحقیق احوال آدم کے دو بیٹوں کا جب نیاز کی

لوگوں پر ف۱ اور سنا اُن کو حال واقعی آدم کے دو بیٹوں کا ف۲ جب نیاز کی دونوں

قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ

دونوں نے کچھ نیاز پھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے کہا

نے کچھ نیاز اور مقبول ہوئی ایک کی اور نہ مقبول ہوئی دوسرے ف۳ کی کہا

لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ

میں تجھ کو مار ڈالوں گا وہ بولا کہ اللہ قبول کرتا ہے ادب والوں سے ف۲ اگر تو ہاتھ

میں تجھ کو مار ڈالوں گا ف۴ وہ بولا اللہ قبول کرتا ہے تو پرہیزگاروں سے ف۵ اگر تو ہاتھ

اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ

چلادے گا مجھ پر مارنے کو میں نہ ہاتھ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو میں

چلادے گا مجھ پر مارنے کو میں نہ ہاتھ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو ف۶ میں

اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَ

ڈرتا ہوں اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا ف۳ میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور

ڈرتا ہوں اللہ سے جو پروردگار ہے سب جہان کا ف۷ میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور

اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ۚ

اپنا گناہ پھر ہو دوزخ والوں میں اور یہی سزا ہے بے انصافوں کی ف۴

اپنا گناہ ف۸ پھر ہو جاوے تو دوزخ والوں میں اور یہی ہے سزا ظالموں کی ف۹

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

پھر اس کو راضی کیا اس کے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے پھر اُس کو مار ڈالا تو ہو گیا زیاں والوں میں

پھر اسکو راضی کیا اسکے نفس نے خون پر اپنے بھائی کے قتل پھر اسکو مار ڈالا سو ہو گیا نقصان اٹھانیوالوں میں ف۱۰

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کریدتا زمین کو کہ اس کو دکھاوے کس طرح چھپاتا ہے

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا جو کریدتا تھا زمین کو تاکہ اسکو دکھلا دے کس طرح چھپاتا ہے

سَوْاَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا

عیب اپنے بھائی کی بولا اے خرابی مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس

لاش اپنے بھائی کی بولا اے افسوس مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں برابر اس

الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْاَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ڔ

کوے کے کہ میں چھپاؤں عیب اپنے بھائی کا پھر لگا پچھتانے ف۵

کوے کے کہ میں چھپاؤں لاش اپنے بھائی کی ف۱۲ پھر لگا پچھتانے ف۱۳

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ڔ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ

اسی سبب سے لکھا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی مار ڈالے

اسی سبب سے لکھا ہم نے ف۱۴ بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی قتل کرے

ف۱ یعنی تیرائی کی دعا حقیقی اور ظاہری طور پر تو قبول نہ ہوئی۔ ہاں معنوی جدائی ہو گئی کہ وہ سب تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر حیران و سرگرداں پھرتے تھے اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام پیغمبرانہ "سینات" اور پورے قلبی سکون کے ساتھ اپنے منصب ارشاد و اصلاح پر قائم رہے جیسے کسی بستی میں عام وبا پھیل پڑے اور ہزاروں بیمار دن کے مجمع میں دو چار تندرست اور قوی القلب ہوں جو آنکھے معالجہ چارہ سازی اور تفقد احوال میں مشغول رہیں۔ اگر "فافرق بیننا" کا ترجمہ "جدائی کر دے" کی جگہ "فیصلہ کر دے" ہوتا تو یہ مطلب زیادہ واضح ہو جاتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ سب قصہ اہل کتاب کو سنایا اس پر کہ تم پیغمبر آخر الزمان کی رفاقت نہ کرو گے جیسے تمہارے اجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت چھوڑ دی تھی اور چالیس برس جان چرا بیٹھے تھے تو یہ نعمت اوروں کو نصیب ہو گی چنانچہ نصیب ہوئی۔ ایک لمحہ کے لئے اس سارے رکوع کو سامنے رکھ کر امت محمدیہ کے احوال پر غور کیجئے اُن پر خدا کے وہ انعامات ہوئے جو نہ پہلے کسی امت پر ہوئے نہ آئندہ ہوں گے۔ اُن کے لئے خاتم الانبیاء سید الرسل صلعم کو ابدی شریعت دے کر بھیجا۔ اُن میں وہ علماء اور ائمہ پیدا کئے جو باوجود غیر نبی ہونے کے انبیاء کی وراثت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ ایسے ایسے خلفاء نبی علیہ السلام کے بعد امت کے قائد بنے جنہوں نے سارے جہان کو اخلاق اور اصول سیاست وغیرہ کی ہدایت کی۔ اس امت کو بھی جہاد کا حکم ہوا۔ عمالقہ کے مقابلہ پر نہیں روئے زمین کے تمام جبارین کے مقابلہ میں۔ محض سرزمین شام ہی فتح کرنے کے لئے نہیں بلکہ شرق و غرب میں کلمۃ اللہ بلند کرنے اور فتنہ کی جڑ کاٹنے کے لئے بنی اسرائیل سے خدا نے ارض مقدسہ کا وعدہ کیا تھا لیکن اس امت سے یہ فرمایا وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا (نور رکوع ۷) اگر بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام نے پیٹھ پھیرنے سے منع کیا تھا تو اس امت کو بھی خدا نے اس طرح خطاب کیا۔ یا ایہا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوہم الادبار (انفال رکوع ۲) انجام یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفقاء تو صاف اس قدر کہہ کر یہاں تک کہہ گزرے کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون۔ تم اور تمہارا پروردگار جا کر لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن اصحاب محمد صلعم نے یہ کہا کہ خدا کی قسم اگر آپ سمندر کی موجوں میں گھس جانے کا حکم دیں گے تو ہم اسی میں کود پڑیں گے اور ایک شخص بھی ہم میں سے علیحدہ نہیں رہیگا۔ امید ہے کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے وہ چیز دکھلائیگا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ہم اپنے پیغمبر کے ساتھ ہو کر اس کے داہنے اور بائیں، آگے اور پیچھے ہر طرف جہاد کریں گے۔ خدا کے فضل سے ہم وہ نہیں ہیں جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا "اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون" اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جیسی مدت بنی اسرائیل فتوحات سے محروم ہو کر وادی تیہ میں بھٹکتے رہے اسی کم مدت میں اصحاب رسول اللہ صلعم کے اسپ مشرق و مغرب میں ہدایت و ارشاد کا جھنڈا گاڑ دیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذٰلک لمن خشی ربہ۔ ف۲ یعنی آدم کے دو صلبی بیٹوں قابیل و ہابیل کا قصہ ان کو سناؤ کیونکہ اس قصہ میں ایک بھائی کے دوسرے بھائی کی مقبولیت اور تقویٰ پر حسد کرنے اور اسی غیظ میں اس کو ناحق قتل کر ڈالنے کا ذکر ہے اور ناحق خون کرنے کے جو اثرات بیان کئے ہیں پچھلے رکوع میں یہ بتلایا تھا کہ بنی اسرائیل کو جب یہ حکم دیا گیا کہ ظالموں اور جباروں سے قتال کرو تو خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے۔ اب ہابیل و قابیل کا قصہ سنا کر اسکی تمہید کرتے ہیں کہ متقی اور مقبول بندوں کا قتل جو شدید ترین جرائم میں سے ہے اور جس سے ان لوگوں کو بے انتہا شدید وعید کیا تھا تو بنی اسرائیل اسکے لئے ہمیشہ کیسے مستعد اور تیار نظر آتے ہیں پہلے ہی کتنے نبیوں کو قتل کیا اور آج بھی خدا کے سب سے بڑے پیغمبر کے خلاف از راہ بغض و حسد کیسے کیسے منصوبے گانٹھتے رہتے ہیں گویا ظالموں اور جباروں کے مقابلہ سے جان چرانا اور بے گناہ معصوم بندوں کے خلاف قتل و اسرکی سازشیں کرنا یہ اس قوم کا شیوہ رہا ہے اور اس پر نحن ابناء اللہ و احباؤہ کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں۔ اس تقریر کے موافق قابیل و ہابیل کا قصہ پھر اس پر من اجل ذٰلک کتبنا علی بنی اسرائیل آیہ کی تفریع یہ سب تمہید ہوگی اس مضمون کی جو اس قصہ اور تفریع کے ختم پر فرمایا "ولقد جاءتہم رسلنا بالبینات ثم ان کثیرا منہم بعد ذٰلک فی الارض لمسرفون۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الخ"

ف۳ یعنی آدم علیہ السلام دستور کے موافق جو لڑکی ہابیل کے نکاح میں دی جانی تھی قابیل اسکا طالب رہا۔ آخر حضرت آدم کے اشارہ سے دونوں نے خدا کے لئے کچھ نیاز کی کہ جس کی نیاز مقبول ہو جائے لڑکی اسی کو دیدی جائے۔ آدم علیہ السلام کو غالباً یقین تھا کہ ہابیل ہی کی نیاز مقبول ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا آتش آسمانی ظاہر ہوئی اور ہابیل کی نیاز کو کھا گئی۔ یہ ہی علامت اس وقت قبول عند اللہ کی تھی۔ ف۴ قابیل یہ دیکھ کر آتش حسد میں جلنے لگا اور بجائے اسکے کہ مقبولیت کے وسائل اختیار کرتا غیظ و غضب میں اپنے حقیقی بھائی کو قتل کی دھمکی دینے لگا۔ ف۵ یعنی ہابیل نے سمجھایا کہ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ خدا کے یہاں کسی کی زبردستی نہیں چلتی تقویٰ چاہئے اگر تو بھی تقویٰ اختیار کرے تو خدا کو تجھ سے کوئی ضد نہیں ف۶ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر کوئی ناحق کسی کو مارنے لگے اسکو رخصت ہے اگر قابیل اشرتی مصلحت و ضرورت ہو وہاں ہاتھ اٹھانے میں شرعی مصلحت و ضرورت ہو وہاں ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا جائز نہیں۔ مثلاً کافروں یا باغیوں سے قتال کرنا۔ والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون ہی کی خون میں اپنے ہاتھ رنگیں کرے۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ جیسا آدم کا بیٹا تو یہ پیلا شخص جس نے اس آیت پر عمل کر کے دکھلایا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے باغیوں کے مقابلہ میں اپنے مقابلہ میں ہاتھ نہیں اٹھایا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اول روئے زمین پر بڑا گناہ یہی ہوا اس سے آگے رسم پڑی۔ اسی سبب سے توریت میں اس طرح فرمایا کہ ایک کو مارا جیسا سب کو مارا یعنی ایک کے کرنے سے اور دلیر ہوتے ہیں تو سب کے گناہ میں وہ اول بھی شریک ہوا اور ایک کو جلایا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچا دیا ف اول فرمایا کہ خون کرنا گناہ ہے مگر بدلے میں یا فساد کی سزا میں۔ اب اس کا بیان کیا کہ جو کوئی لڑائی کرے اللہ و رسول سے یعنی حاکم کے مخالف ہو کر ملک کو غارت کرے۔ وہ ہاتھ لگے تو سولی پر چڑھا کر مارئیے یا قتل کریئے یا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹئے یا قید میں ڈال رکھئے جیسی خطا ہو ویسی سزا ف اگر ایک شخص راہ لوٹتا تھا۔ اب اس نے موقوف کیا اور اسباب اس کام کا دور کیا تو اس پر حد نہیں آتی ف یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر اسکے اپنی عقل سے کرو سو قبول نہیں ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

ایک جان سوائے بدلے جان کے یا فساد کرنے بغیر ملک میں تو گویا مار ڈالا سب لوگوں کو

ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں ف تو گویا قتل کر ڈالا اُس نے سب

جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ

اور جس نے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا سب لوگوں کو اور لا چکے ہیں ان پاس

لوگوں کو اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو ف اور لا چکے ہیں انکے پاس

رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ

رسول ہمارے صاف حکم پھر بہت لوگ اُن میں اس پر بھی ملک میں

رسول ہمارے کھلے ہوئے حکم ف پھر بہت لوگ ان میں سے اس پر بھی ملک میں

لَمُسْرِفُوْنَ ۝ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ

دست درازی کرتے ہیں ف۔ یہی سزا ہے اُن کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اسکے رسول سے اور

دست درازی کرتے ہیں ف یہی سزا ہے اُن کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور

يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْۤا اَوْ يُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ

دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو کہ اُن کو قتل کیجئے یا سولی چڑھایئے یا کاٹئے

دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو ف کہ انکو قتل کیا جائے یا سولی چڑھائے جاویں یا کاٹے جاویں

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ

اُن کے ہاتھ اور پاؤں مقابل کا یا دور کر دیجئے اُس ملک سے

اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے ف یا دور کر دیئے جاویں اُس جگہ سے ف

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

یہ اُن کی رسوائی ہے دنیا میں اور اُن کو آخرت میں بڑی مار ہے ف

یہ اُن کی رسوائی ہے دنیا میں اور اُن کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے ف

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ

مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ

مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے قابو پانے سے پہلے تو جان لو کہ

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو

اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِىْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اُس تک وسیلہ اور لڑائی کرو اُس کی راہ میں شاید تمہارا بھلا ہو ف

اس تک وسیلہ ف اور جہاد کرو اُس کی راہ میں تاکہ تمہارا بھلا ہو ف

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

وہ جو کافر ہیں اگر اُن کے پاس ہو جتنا کچھ زمین میں ہے سارا اور اُس کے

جو لوگ کافر ہیں اگر اُن کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا اور اُس کے ساتھ

ع ٥

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۴۴) جنہوں نے اپنا گلا کٹوا دیا لیکن اپنی رضا سے کسی مسلمان کی انگلی نہ کٹنے دی ف یعنی میرے قتل کا گناہ بھی اپنے دوسرے گناہوں کے ساتھ حاصل کرلے۔ ابن جریر نے مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے کہ یہاں یہی معنی ہیں۔ باقی جنہوں نے یہ لکھا کہ قیامت میں مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈالے جائیں گے وہ مضمون بھی ایک حیثیت سے صحیح ہے مگر محققین کے نزدیک وہ اس آیت کی تفسیر نہیں۔ اب ہابیل کے کلام کا حاصل یہ ہوا کہ اگر تو نے یہی ٹھان لی ہے کہ میرے قتل کا وبال اپنے سر رکھے تو میں نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ کوئی مدافعت اپنی جانب سے نہ کروں تاکہ کوئی حرف بھی مجھ پر نہ آنے پائے ف یعنی تیری عمر بھر کے گناہ تجھ پر ثابت رہیں اور میری خونریزی کا گناہ چڑھے اور مظلومیت کی وجہ سے میرے گناہ اتریں (موضح القرآن) ف شاید ابتداء میں کچھ جھجک ہوگی۔ شدہ شدہ نفس امارہ نے خیال پختہ کر دیا اور یہی کیفیت عموماً معاصی کی ابتداء میں ہوتی ہے ف دنیوی خسران تو یہ کہ ایسا نیک بھائی جو قوت بازو بنتا ہاتھ سے کھو دیا اور خود پاگل ہو کر مرا۔ حدیث میں ہے کہ "ظلم" اور "قطع رحم" دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا آخرت سے پہلے یہاں بھی ملتی ہے۔ اور اخروی خسران یہ کہ ظلم، قطع رحم، قتل عمد اور برا ہی کا دروازہ دنیا میں کھول دینے سے ان سب گناہوں کی سزا کا مستوجب ہوا اور آئندہ بھی جتنے اس نوعیت کے گناہ دنیا میں کئے جائیں گے سب میں بانی ہونے کی وجہ سے اسکی شرکت رہی جیسا کہ حدیث میں صراحۃً ہے ف چونکہ اس سے پہلے کوئی انسان مرا نہ تھا اس لئے قتل کے بعد اسکی سمجھ میں نہ آیا کہ لاش کو کیا کرے۔ آخر ایک کوے کو دیکھا کہ زمین کرید رہا ہے یا دوسرے مردہ کوے کو مٹی ہٹا کر زمین میں چھپا رہا ہے۔ اسے دیکھ کر کچھ عقل آئی کہ میں بھی اپنے بھائی کی لاش کو دفن کر دوں اور افسوس بھی ہوا کہ میں عقل و فہم اور بھائی کی ہمدردی میں اس جانور سے بھی گیا گزرا ہوا شاید اسی لئے حق تعالیٰ نے ایک ادنیٰ جانور کے ذریعہ سے اُسے تنبیہ فرمائی کہ وہ اپنی وحشت اور حماقت پر کچھ شرمائے جانوروں میں کوے کی یا خصوصیت ہو کہ اپنے بھائی کی لاش کو کھلا چھوڑ دینے پر بہت شور مچاتا ہو ف پچھتانا وہ نافع ہے جسکے ساتھ گناہ سے معذرت و انکسار اور تدارک بھی ہو۔ اس موقع پر اس کا پچھتانا حق تعالیٰ کے عصیان پر نہیں بلکہ اپنی بدحالی پر تھا جو قتل کے بعد اسے لاحق ہوئی ف یعنی اس قتل میں جو دنیوی اور اخروی خسران ہے اور جو دنیوی نتائج اس پر مرتب ہوتے ہیں حتیٰ کہ خود قاتل بھی اس حرکت کے بعد ساری عمر پچھتاتا اور کف افسوس ملتا ہے۔ اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ ہدایت کر الخ

فوائد صفحہ ہذا ف ملک میں فساد کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً اہل حق کو دین حق سے روکے یا پیغمبروں کی اہانت کرے یا العیاذ باللہ "مرتد ہو کر اپنے وجود سے دوسروں کو مرتد ہونے کی ترغیب دے۔ وقس علیٰ ذلک ف یعنی اول روئے زمین پر بڑا گناہ یہ ہی ہوا کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔ اسکے بعد یہ رسم پڑ گئی اسی سبب سے تورات میں اس طرح فرمایا کہ "ایک کو مارا جیسے سب کو مارا" یعنی ایک کے ناحق خون کرنے سے دوسرے بھی اس جرم پر دلیر ہوتے ہیں۔ تو اس حیثیت سے جو شخص ایک کو قتل کر کے بدامنی کی جڑ قائم کرتا ہے گویا وہ سب انسانوں کے قتل اور عام تباہی کا دروازہ کھول رہا ہے اور جو کسی ایک کو زندہ کرتا یعنی کسی ظالم قاتل کے ہاتھ سے بچاتا ہے گویا وہ اپنے عمل سے سارے انسانوں کے بچانے اور مامون کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ ف مترجم رحمہ اللہ نے "بینات" سے کھلے ہوئے حکم مراد لئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بینات سے وہ کھلے کھلے نشان مراد لئے جائیں جن سے کسی پیغمبر کے من عند اللہ ہونے کی تصدیق ہوتی ہو ف یعنی "بنی اسرائیل کے بہت سے لوگ ایسے کھلے نشان دیکھ کر اور ایسے کھلے احکام سنکر بھی اپنے ظلم، طغیان اور دست درازیوں سے باز نہ آئے انبیاء معصومین کو قتل اور آپس میں ناحق خون کرنا ان کا ہمیشہ سے وتیرہ رہا ہے اور آج بھی خاتم الانبیاء صلعم کو معاذ اللہ قتل یا ایذا رسانی اور مسلمانوں کی تذلیل کیلئے ہر قسم کی سازشیں کرتے رہتے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے کہ جب حکم تورات کے موافق کہ ایک ادنیٰ کسی ایک آدمی کا ناحق مار ڈالنا اتنا بڑا جرم ہے گویا اس کا قاتل تمام دنیا کی انسانی نسل کا قاتل ہے تو دنیا کے سب سے بڑے کامل و اکمل انسان اور سب سے زیادہ مقبول و مقدس جماعت کے قتل و ایذا رسانی کے درپے ہونا اور ان سے لڑائی اور مقابلہ کیلئے کمر باندھنا خدا کے نزدیک کتنا بھاری جرم ہو گا۔ خدا کے سفیر سے لڑائی تو درحقیقت خدا ہی سے لڑائی کرنا ہے شاید اسی لئے اگلی آیت میں ان لوگوں کی دنیوی اور اخروی سزا کا ذکر کیا گیا ہے جو خدا اور پیغمبر سے لڑائی کرتے ہیں یا دنیا میں طرح طرح کے فساد پھیلا کر "مسرفون فی الارض" کے مصداق بنتے ہیں ف یعنی بدامنی کرتے ہیں اکثر مفسرین نے اس جگہ رہزنی اور ڈکیتی مراد لی ہے مگر الفاظ کو عموم پر رکھا جائے تو مضمون زیادہ وسیع ہو جاتا ہے آیۃ کو جو شان نزول احادیث صحیحہ میں بیان ہوئی وہ بھی اسی کو مقتضی ہے کہ الفاظ کو انکے عموم پر رکھا جائے: "اللہ اور اسکے رسول سے جنگ کرنا" یا "زمین میں فساد اور بدامنی پھیلانا" یہ دو لفظ ایسے ہیں جن میں کفار کے حملے، ارتداد کا فتنہ، رہزنی، ڈکیتی، ناحق قتل و نہب، مجرمانہ سازشیں اور مغویانہ پروپیگنڈا سب داخل ہو سکتے ہیں اور ان میں سے ہر جرم ایسا ہے جسکا ارتکاب کرنے والا ان چار سزاؤں میں سے جو آگے مذکور ہیں کسی نہ کسی سزا کا ضرور مستحق ٹھہرتا ہے ف یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں ف کیس اور لیجا کر انھیں قید کر دیں کما ہو مذہب الامام ابی حنیفہ رحمہ اللہ ف ڈاکوؤں کے احوال چار ہو سکتے تھے (۱) قتل کیا ہو مگر مال لینے کی نوبت نہ آئی (۲) قتل بھی کیا اور مال بھی لیا (۳) مال چھین لیا مگر قتل نہیں کیا (۴) نہ مال چھین سکے نہ قتل کر سکے قصد اور تیاری کر چکے تھے کہ گرفتار ہو گئے۔ چاروں حالتوں میں بالترتیب یہی چار سزائیں ہیں جو بیان ہوئیں ف یعنی مذکورہ بالا سزائیں حدود اور حقوق اللہ کے طور پر تھیں وہ گرفتاری سے قبل توبہ کر لینے سے معاف ہو جائیں گی حقوق العباد معاف نہ ہوں گے اگر کسی کا مال لیا تھا تو ضامن رہنا ہو گا قتل کیا تھا تو وارثین کو قصاص لینے کا حق ہو گا

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ اس پر فرمایا کہ کوئی تعجب نہ کرے کہ چور کو تھوڑی خطا پر بڑی سزا فرمائی ف۲ یعنے منافق تھے کہ دل میں یہود سے ملے تھے اور بیٹھے ہوتے تھے حضرت پاس آمد و رفت کرتے تھے اللہ نے فرمایا یہ لوگ جاسوسی کو آتے ہیں کہ تمہارے دین میں سے کچھ عیب چن کر لے جاویں اپنے سرداروں پاس جو یہاں نہیں آتے اور فی الحقیقت عیب کہاں ہے لیکن بات کو غلط تقریر کر کر ہنر کو عیب کرتے ہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۱۷۵ قصاص لیا جائے گا۔ ہاں ان چیزوں کے معاف کرنے کا حق صاحب مال اور ولی مقتول کو حاصل ہے۔ باقی حدود مثلاً حد زنا، حد شرب خمر، حد سرقہ اور حد قذف وغیرہ سے متعلق ...

کہ تم اذان کے بعد میرے لئے خدا سے وہی مقام طلب کیا کرو تو اس مقام کا نام بھی "وسیلہ" اسی لئے رکھا گیا کہ جنت کی تمام منزلوں میں وہ سب سے زیادہ عرش رحمٰن کے قریب ہے اور حق تعالیٰ کے مقام قرب میں سب سے بلند واقع ہوا ہے۔ بہرحال پہلے فرمایا کہ ڈرتے رہو اللہ سے لیکن یہ ڈر ایسا نہیں جیسے آدمی سانپ بچھو یا شیر بھیڑیے سے ڈر کر دور بھاگتا ہے بلکہ اس بات سے ڈرنا کہ کہیں اس کی خوشنودی اور رحمت سے دور نہ جا پڑو۔ اسی لئے "اتقوا اللہ" کے بعد "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" فرمایا یعنی اس کی ناخوشی اور بعد و مہجوری سے ڈر کر قرب و وصول حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز سے قریب ہم اسی وقت ہو سکتے ہیں جبکہ درمیانی راستہ قطع کر لیں یعنی چل کر اس کے پاس پہنچ سکتے ہوں۔ اسی کو فرمایا "وجاھدوا فی سبیلہ" جہاد کرو اس کی راہ میں یعنی اس پر چلنے کی پوری پوری کوشش کرو "لعلکم تفلحون" تاکہ تم اس کی نزدیکی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکو ف۱۱ پچھلے رکوع کے آخر میں ان لوگوں کی دنیوی و اخروی سزا بیان فرمائی تھی جو خدا اور رسول سے جنگ کرتے اور ملک میں بدامنی اور فساد پھیلاتے ہیں۔ اس رکوع میں مسلمانوں کو جو ان سزاؤں سے ڈرا کر بتایا گیا کہ جب شقی اور بدبخت لوگ خدا اور رسول سے جنگ کرتے ہیں تو تم خدا اور رسول

فوائد صفحہ ہذا ف۱ پچھلی آیت میں بتلایا تھا کہ انسان خدا سے ڈر کر اس کا قرب حاصل کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے ہی سے فلاح و کامیابی کی امید کر سکتا ہے۔ اس آیت میں متنبہ فرمایا کہ جن لوگوں نے خدا سے روگردانی کی وہ آخرت میں اگر روئے زمین کے سارے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد خرچ کر ڈالیں گے اور فدیہ دے کر عذاب الٰہی سے چھوٹنا چاہیں گے تو یہ ممکن نہ ہوگا۔ غرض وہاں کی کامیابی "تقویٰ" "ابتغائے وسیلہ" اور "جہاد فی سبیل اللہ" سے حاصل ہوتی ہے۔ رشوت اور فدیہ سے نہیں ہو سکتی ف۲ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ بہت سے گنہگار مومنین ایک مدت تک "دوزخ" میں رہ کر پھر نکالے جائیں گے اور حق تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ آیت ان احادیث کے مخالف نہیں کیونکہ یہاں شروع آیت سے صرف کفار کا حال بیان کیا گیا ہے۔ مومنین کے متعلق اس آیت میں کوئی حرف نہیں ف۳ یعنی پہلی مرتبہ چوری کرے تو داہنا ہاتھ گٹے پر سے کاٹ دو۔ باقی تفاصیل کتب فقہ میں ملیں گی۔ پچھلے رکوع میں ڈکیتی وغیرہ کی سزا ذکر کی گئی تھی۔ درمیان میں بعض مناسبات کی وجہ سے جن کو ہم بیان کر چکے ہیں مومنین کو چند ضروری نصائح کی گئیں۔ اب پھر اسی پچھلے مضمون کی تکمیل کی جاتی ہے۔ یعنی وہاں ڈکیتی کی سزا مذکور ہوئی تھی۔ اس آیت میں چوری کی سزا بتلا دی ف۴ یعنی جو سزا چور کو دی جا رہی ہے وہ مال مسروق کا بدلہ نہیں بلکہ اس کے فعل سرقہ کی سزا ہے تاکہ اسے اور دوسرے چوروں کو تنبیہ ہو جائے۔ بلا شبہ جہاں یہ حدود جاری ہوتی ہیں وہ چاروں کی سزا پانے کے بعد چوری کا دروازہ قطعاً بند ہو جاتا ہے۔ آج کل مدعیان "تہذیب" اس قسم کی حدود کو وحشیانہ سزا سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن چوری کرنا اگر ان صاحبوں کے نزدیک کوئی مہذب فعل نہیں تو یقیناً آپ کی مہذب سزا اس غیر مہذب و شنیع فعل کے استیصال میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر تھوڑی سی وحشت کا تحمل کرنے سے بہت سے چور مہذب بنائے جا سکتے ہوں تو حامیین تہذیب کو خوش ہونا چاہئے کہ آخر "تہذیبی مشن" میں اس وحشت سے مدد مل رہی ہے۔ بعض نام نہاد مفسرین اس کوشش میں ہیں کہ "قطع ید" (ہاتھ کاٹنے) کی سزا کو چوری کی انتہائی سزا قرار دے کر اس سے ہلکی سزا دینے کا اختیار شریعت حقہ سے حاصل کریں مگر مشکل یہ ہے کہ نہ تو چوری کی اس سے ہلکی سزا قرآن کریم میں کہیں موجود ہے اور نہ عہد نبوت یا عہد صحابہ میں اس کی کوئی نظیر پائی گئی۔ کیا کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اتنے طویل عرصہ میں جتنے چور پکڑے گئے ان میں ایک بھی ابتدائی چور نہ تھا جس پر کم از کم بیان جواز ہی کے طور پر "قطع ید" سے ہلکی کوئی ابتدائی سزا جاری کی جاتی۔ کسی ملحد نے پرانے زمانہ میں اس "حد سرقہ" پر یہ بھی شبہ کیا تھا کہ جب شریعت نے ایک ہاتھ کی دیت پانسو دینار رکھی ہے تو اتنا قیمتی ہاتھ چند کے کاٹنے پر پانسو دینار واجب ہوں دس پانچ روپیہ کی چوری میں کس طرح کاٹا جا سکتا ہے۔ ایک عالم نے اس کے جواب میں کیا خوب فرمایا "انہا لما کانت امینۃ کانت ثمینۃ فلما خانت ہانت" یعنی جب تک ہاتھ امین تھا وہ قیمتی تھا جب (چوری کر کے) خائن ہوا تو ذلیل ہوا ف۵ چونکہ غالب ہے اس لئے حق ہے کہ جو چاہے قانون نافذ کرے کوئی چون و چرا نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ حکمت والا بھی ہے اس لئے یہ احتمال نہیں کہ محض اپنے اختیار کامل سے کام لے کر کوئی قانون بے موقع نافذ کرے نیز وہ اپنے ناتواں بندوں کے اموال کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کر سکے۔ یہ اس کی عزت اور غلبہ کے منافی ہے اور چوروں ڈاکوؤں کو یونہی آزاد چھوڑ دے یہ اس کی حکمت کے خلاف ہے ف۶ یعنی توبہ اگر ٹھیک ہو جس کے لئے یہ بھی ضروری ہو کہ چوری کا مال مالک کو واپس کرے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو ضمان دے اور ضمان نہ دے سکے تو معاف کرا لے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور آئندہ کیلئے اس سے مجتنب رہنے کا عزم رکھے تو اس قسم کی توبہ سے امید ہے کہ حق تعالیٰ اخروی عقوبت جس کے مقابلہ میں دنیوی سزا کچھ حقیقت نہیں اس سے بچا لے ف۷ جب حقیقی سلطنت و حکومت اسی کی ہے تو بلاشبہ اسی کو یہ اختیار ہوگا کہ جسے مناسب جانے معاف کر دے اور جسے اپنی حکمت و عدل کے موافق سزا دینا چاہے سزا دے اور نہ صرف یہ کہ اسے معاف کرنے اور سزا دینے کے کلی اختیارات حاصل ہیں بلکہ ان اختیارات کے استعمال کو کوئی روکنے والا بھی نہیں کیونکہ ہر چیز پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے ف۸ پچھلی آیات میں ڈکیتی اور چوری وغیرہ کی حدود بیان کی گئی تھیں۔ اب بعض ان اقوام کا حال سناتے ہیں جنہوں نے "حدود اللہ" میں تحریف کر کے اپنے کو عذاب عظیم کا مستحق ٹھہرایا۔ ان کا مفصل واقعہ بغوی نے یہ لکھا ہے کہ خیبر کے ایک یہودی ... آپس میں یہ مشورہ ہوا کہ یہ شخص جو شریعت ...

مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ

ساتھ اتنا اور کہ چھڑوائی میں دیں اپنی قیامت کے عذاب سے وہ ان سے قبول نہ ہو

اتنا ہی اور ہو تاکہ بدلہ میں دیں اپنے قیامت کے عذاب سے تو ان سے قبول نہ ہوگا

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ

اور ان کو دکھ کی مار ہے چاہیں گے کہ نکل جاویں آگ سے اور

اور انکے واسطے عذاب دردناک ہے ف۱ چاہیں گے کہ نکل جاویں آگ سے اور

مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ وَالسَّارِقُ

وہ نکلنے والے نہیں اور ان کو عذاب دائم ہے اور جو کوئی چور ہو مرد

وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور انکے لئے عذاب دائمی ہے ف۲ اور چوری کرنیوالا مرد

وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ

یا عورت تو کاٹ ڈالو انکے ہاتھ سزا ان کی کمائی کی تنبیہ اللہ کی

اور چوری کرنیوالی عورت کاٹ ڈالو انکے ہاتھ ف۳ سزا میں ان کی کمائی کی تنبیہ ہے اللہ کی

اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ

طرف سے اور اللہ زور آور ہے حکمت والا پھر جس نے توبہ کی اپنی تقصیر کے پیچھے اور سنوار پکڑی

طرف سے ف۴ اور اللہ غالب ہے حکمت والا ف۵ پھر جس نے توبہ کی اپنے ظلم کے پیچھے اور اصلاح کی

فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ

تو اللہ اس کو معاف کرتا ہے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے تو نے معلوم نہیں کیا

تو اللہ قبول کرتا ہے اس کی توبہ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۶ تجھ کو معلوم نہیں

اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَ

کہ اللہ کو ہے سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے جس کو چاہے اور

کہ اللہ ہی کے واسطے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے جس کو چاہے اور

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ

بخشے جس کو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اے رسول

بخشے جس کو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہے ف۷ اے رسول

لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا

تو غم نہ کھا ان کا جو دوڑ کر گرتے ہیں منکر ہونے میں وہ جو کہتے ہیں

غم نہ کر ان کا جو دوڑ کر گرتے ہیں کفر میں ف۸ وہ لوگ جو کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ڔ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ڔ

ہم مسلمان ہیں اپنے منہ سے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور وہ جو یہودی ہیں

ہم مسلمان ہیں اپنے منہ سے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور وہ جو یہودی ہیں ف۹

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ

جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کو اور جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو تجھ تک نہیں آئی بدلتے ہیں

جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کیلئے وہ جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو تجھ تک نہیں آئے ف۱۰ بدل ڈالتے ہیں

منزل ۲

ع ۱۲ ... ع ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہود میں کئی قصے ہوئے کہ اپنے قضیا حضرت پاس لائے فیصلے کو وہ سردار یہود آپ نہ آتے بیچ والوں کے ہاتھ بھیجتے اور کہہ دیتے کہ ہمارے معمول کے موافق حکم کریں تو قبول رکھو نہیں تو نہ رکھو غرض یہ تھی کہ حکم توریت کے خلاف معمول باندھے تھے ایک یہ بھی اگر ہمارے موافق حکم کر دے تو ہم کو اللہ کے یہاں سند ہو جاوے اور جانتے تھے کہ اگر توریت کی خبر نہیں جو ہمارا معمول سنیں گے سو حکم کرینگے اللہ تعالیٰ نے حضرت کو خبر دار کیا موافق توریت ہی کے حکم فرمایا اور توریت ہی سے ثابت کر کر اُن کو قائل کیا۔ ایک قصہ رجم کا تھا کہ وہ منکر ہوئے آخر پھر توریت سے قائل کیا اور ایک قصاص کا تھا کہ وہ اشراف اور کم ذات کا فرق کر آتے تھے اور توریت میں فرق نہیں رکھا۔ ف حضرت کے دل میں آرزو تھی کہ اس مقدمے میں یہودی آویں تو خوش ہوں اور اگر اپنے دین پر فیصلہ کروں تو نا قبول رکھیں اور اگر اُنکا معمول جاری کروں تو حضرت اللہ غلط ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اختیار رکھو یا تغافل کرو اُن کی ناخوشی کا خطرہ نہیں۔ یا حکم کرو تو اپنے دین کے موافق کرو۔ پھر حضرت نے وہی حکم فرمایا اُن کو قائل کر کر۔

———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

اَلْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا

بات کو اُس کا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر تم کو یہ ملے

بات کو اُس کا ٹھکانا چھوڑ کر ف کہتے ہیں اگر تم کو یہ حکم ملے

فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ

تو لو اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہو اور جس کو اللہ نے بچلانا چاہا

تو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو بچتے رہنا ف۲ اور جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا

فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ

سو تو اُس کا کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے یہاں وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا

سو تو اُس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں ف۳ یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا

اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

کہ دل پاک کرے اُن کو دنیا میں ذلت ہے اور اُن کو آخرت میں

کہ دل پاک کرے اُن کے ف۴ اُن کو دنیا میں ذلت ہے اور اُن کو آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ

بڑی مار ہے ف بڑے جاسوس جھوٹ کہنے کو اور بڑے حرام کھانے والے سو اگر

بڑا عذاب ہے جاسوسی کرنے والے جھوٹ بولنے کے لئے اور بڑے حرام کھانے والے سو اگر

جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ

آویں تجھ پاس تو حکم کر دے اُن میں یا تغافل کر اُن سے اور اگر تو تغافل کرے گا

آویں وہ تیرے پاس تو فیصلہ کر دے اُن میں یا منہ پھیر لے اُن سے ف اور اگر تو منہ پھیرے گا اُن سے

فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَـيْـــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

تو تیرا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اگر حکم کرے تو حکم کر اُن میں انصاف کا

تو وہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر تو فیصلہ کرے تو فیصلہ کر اُن میں انصاف سے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ

اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو ف۲ اور کس طرح تجھ کو منصف کریں گے اور اُنکے پاس

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو ف۱ اور وہ تجھ کو کس طرح منصف بنائیں گے اور اُنکے پاس تو

التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَ

توریت ہے جس میں حکم اللہ کا پھر اس پیچھے پھرے جاتے ہیں اور

توریت ہے جس میں حکم ہے اللہ کا پھر اُس کے پیچھے پھرے جاتے ہیں اور

مَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ۧ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى

وہ ماننے والے نہیں ہم نے اُتاری توریت اُس میں ہدایت

وہ ہرگز ماننے والے نہیں ہیں ف ہم نے نازل کی توریت کہ اُس میں ہدایت

وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا

اور روشنی اُس پر حکم کرتے پیغمبر جو حکم بردار تھے یہود کو

اور روشنی ہے ف۵ اُس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے ؟ یہود کو

(بقیہ فوائد صفحہ ١٧٦) ہیں یعنی محمد صلعم، ان کی کتاب میں زانی کے لئے "رجم" کا حکم نہیں کوڑے مارنے کا ہو تو بنی قریظہ کے یہود میں سے کچھ آدمی اُنکے پاس لے جاؤ کیونکہ وہ آپ کے ہمسایہ ہیں اور اُن سے صلح کا معاہدہ بھی کر چکے ہیں۔ وہ اُنکا خیال معلوم کر لیں گے۔ چنانچہ ایک جماعت اس کام کیلئے روانہ کی گئی کہ نبی کریم صلعم کا عندیہ معلوم کرے کہ "زانی محصن" کی کیا سزا تجویز کرتے ہیں۔ اگر وہ کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اُس پر رکھ کر قبول کر لو۔ اور "رجم" کا حکم دیں تو مت مانو۔ اُنکے دریافت کرنے پر حضورؐ نے فرمایا کہ تم میرے فیصلہ پر رضامند ہو گے؟ انہوں نے اقرار کر لیا۔ خدا کی طرف سے جبرئیل "رجم" کا حکم لے آئے مگر وہ لوگ اپنے اقرار سے پھر گئے۔ آخر حضورؐ نے فرمایا کہ فدک کا رہنے والا ابن صوریا تم میں کیسا شخص ہے؟ سب نے کہا کہ آج روئے زمین پر شرائع موسویہ کا اُس سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ آپ نے اُسکو بلایا اور نہایت ہی شدید حلف دے کر پوچھا کہ "تورات" میں اس گناہ کی سزا کیا ہے؟ باوجودیکہ دوسرے یہود اس حکم کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے جس کا پردہ حضرت عبداللہ بن سلام کے ذریعہ فاش ہو چکا تھا تاہم ابن صوریا نے جو اُنکا مسلّم معتمد تھا کسی نہ کسی وجہ سے اس کا اقرار کر لیا کہ بیشک تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہی ہے۔ بعدہٗ اُس نے سب حقیقت ظاہر کی کہ کس طرح یہود نے رجم کو اُڑا کر زنا کی سزا یہ رکھ دی کہ زانی کو کوڑے لگائے جائیں اور کالا منہ کر کے اور گدھے پر اُلٹا سوار کرا کر گشت کرایا جائے۔ الحاصل حضور پرنور صلعم نے اُن دونوں مرد و عورت پر رجم کی سزا جاری کی اور فرمایا کہ اے اللہ آج میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو دنیا میں زندہ کیا اُسکے بعد کہ وہ اُسے مردہ کر چکے تھے۔ یہ واقعہ ہے۔ ف۹ یعنی منافقین اور یہود نے ترغیب۔ ف۱ سماعون کے معنی ہیں بہت زیادہ سننے والے اور کان دھرنے والے "بہت زیادہ سننا" کبھی تو جاسوسی پر اطلاق کیا جاتا ہے اور کبھی اُس کے معنی ہوتے ہیں "بہت زیادہ قبول کرنے والا" جیسے "سمع اللہ لمن حمدہ" میں سننے کے معنی قبول کرنے کے ہیں۔ مترجم رحمہ اللہ نے یہاں پہلے معنی مراد لیے ہیں لیکن ابن جریر وغیرہ محققین نے دوسرے معنی پر حمل کیا ہے۔ "سماعون للکذب" یعنی جھوٹ اور باطل کو بہت زیادہ ماننے اور قبول کرنے والے "سماعون لقوم آخرین" یعنی دوسری جماعت جس نے ان کو بھیجا اور خود تمہارے پاس نہیں آئی اُن کی بات بہت زیادہ ماننے والے۔ فوائد صفحہ ہذا۔ ف یعنی خدا کے احکام میں تحریف کرتے ہیں یا کہیں کی بات کہیں لگا دیتے ہیں۔ ف۲ یعنی اگر کوڑے لگانے کا حکم ملے تو قبول کر و ورنہ نہیں۔ گویا خدا کی شریعت کو اپنی خواہش کے تابع رکھنا چاہتے تھے۔ ف۳ ہدایت و ضلالت، خیر و شر کوئی چیز بھی بدون ارادۂ خداوندی کے عالم وجود میں نہیں آ سکتی۔ یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس کا انکار کرنا اسکے تسلیم کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص چوری کرنیکا ارادہ کرتا ہے لیکن خدا کا ارادہ یہ ہے کہ چوری نہ کرے۔ اب وہ شخص اگر اپنے ارادہ میں کامیاب رہا تو لازم آتا ہے کہ خدا اُسکے مقابلہ میں معاذ اللہ عاجز ہو اور اگر خدا ہی کا ارادہ بندہ کے ارادہ پر غالب رہتا ہے تو لازم آتا ہے کہ دنیا میں کہیں چوری یا کسی شر کا وجود نہ رہے اور اگر خدا تعالیٰ خیر و شر میں سے کسی کا بھی ارادہ نہیں کرتا تو اس کا معطل یا غفلت یا مغلوبیت لازم آتی ہے۔ تعالیٰ اللہ عن کل الشرور و تقدس۔ ان تمام شقوں پر غور کرنے کے بعد ناچار وہی ماننا پڑیگا کہ کوئی چیز بھی اُسکے ارادۂ تخلیق کے بدون موجود نہیں ہو سکتی۔ یہ مسئلہ نہایت مہم اور طویل الذیل ہے۔ ہمارا قصد ہے کہ اس قسم کے مسائل کے متعلق مستقل مضمون لکھ کر فوائد کے ساتھ ملحق کر دیا جائے۔ واللہ الموفق۔ ف۴ اول منافقین اور یہود کا ذکر مجمل بیان فرمایا جس میں یہ چند اعمال بالخصوص ذکر کئے گئے۔ ہمیشہ جھوٹ اور باطل کی طرف جھکنا۔ اہل حق کے خلاف جاسوسی کرنا، باطل اور شریر جماعتوں کو مدد پہنچانا۔ ہدایت کی باتوں کو تحریف کر کے بدل ڈالنا۔ اپنی خواہش اور مرضی کے خلاف کسی حق بات کو قبول نہ کرنا جس قوم میں یہ خصال پائی جائیں اُسکی مثال ایسے مریض کی سمجھو جو نہ دوا استعمال کرے نہ مہلک اور مضر چیزوں سے پرہیز قائم رکھ سکے، اطبا اور ڈاکٹروں کا مذاق اُڑائے، فہمایش کرنے والوں کو گالیاں دے، نسخہ پھاڑ کر پھینک دے یا اپنی رائے سے اُسکے اجزاء بدل ڈالے اور دیدہ دلیری کرے کہ جو دوا مرضی اور مذاق کے خلاف ہوگی کبھی استعمال نہ کرونگا۔ ان حالات کی موجودگی میں کوئی ڈاکٹر یا طبیب

خواہ اُس کا باپ ہی کیوں نہ ہو اگر معالجہ سے دست بردار ہو کر یہی ارادہ کرلے کہ بیشک ٢ مریض کو اب اُسکی بے اعتدالیوں، غلط کاریوں، ضد اور ہٹ کا خمیازہ بھگتنے دو تو کیا یہ طبیب کی بے رحمی ہے۔ منافی کا ثبوت ہوگا یا خود مریض کی خودکشی سمجھی جائے گی۔ اب اگر مریض اس بیماری سے ہلاک ہو گیا تو طبیب کو مورد الزام نہیں ٹھہرا سکتے کہ اُس نے علاج نہ کیا اور تندرست کرنا نہ چاہا بلکہ سیا زور و ملزم ہے کہ اس نے اپنے ہاتھوں اپنے کو تباہ کیا اور طبیب کو موقع نہ دیا کہ وہ اُسکی صحت واپس لانے کی کوشش کرتا۔ ٹھیک اسی طرح یہاں یہود کی خرافات، ضد اور ہٹ دھرمی کو بیان فرما کر جو یہ لفظ فرمائے ومن یرد اللہ فتنتہٗ الخ (جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا) اور اولٰئک الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبہم (یہ ہی وہ لوگ ہیں جنکو اللہ نے نہ چاہا کہ اُن کے دلوں کو پاک کرے) اس سے یہ ہی مطلب ہے کہ خدا نے اُنکی سوء عمل اور بدکاریوں کی وجہ سے اپنی نظرِ لطف و عنایت اُن پر سے اُٹھالی جسکے بعد اُنکے راہ پر آنے اور پاکی قبول کرنیکی کوئی توقع نہیں رہی۔ آپ اِن کے غم میں اپنے کو نہ گھلائیں۔ قولہ تعالیٰ لا یحزنک الذین الخ باقی یہ شبہ کہ خدا تو اب بھی قادر تھا کہ اُن کی سب شرارتوں اور غلط کاریوں کو جبراً روک دیتا اور مجبور کر دیتا کہ وہ کوئی ضد اور ہٹ کر ہی نہ سکیں، تو بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خدا کی قدرت کے سامنے یہ چیز کچھ مشکل نہ تھی ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعا لیکن ... (بقیہ صفحہ ١٧٨)

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیکن اس دنیا کا سارا نظام ہی ایسا رکھا گیا ہے کہ بندوں کو خیر و شر کے اکتساب میں مجبور محض نہ بنایا جائے۔ اگر صرف خیر کے اختیار پر سب کو مجبور کر دیا جاتا تو تخلیق عالم کی حکمت و مصلحت پوری نہ ہوتی اور حق تعالیٰ کی بہت سی صفات ایسی رہ جاتیں کہ اُن کے ظہور کیلئے کوئی محل نہ ملتا مثلاً عفوؒ، غفور، حلیم، منتقم، ذوانتقام، بطش الشدید، قائم بالقسط، مالک یوم الدین وغیرہ۔ حالانکہ عالم کے پیدا کرنے سے غرض ہی یہ ہے کہ اسکی تمام صفات کمالیہ کا مظاہرہ ہو۔ کوئی مذہب یا کوئی انسان جو خدا کو فاعل مختار مانتا ہو انجام کار اسکے سوا کوئی دوسری توجیہ نہیں بتلا سکتا۔ لیبلوکم ایکم احسن عملاً (سورۂ ملک رکوع ۱) اس سے زائد تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں بلکہ اس قدر بھی ہمارے موضوع سے زائد ہی ہے ف۲ ابن عباس مجاہد اور عکرمہ وغیرہ اکابر سلف سے منقول ہے کہ مضمون کو یہ اختیار ابتداء میں تھا آخر میں جب اسلام کا تسلّط اور نفوذ کامل ہو گیا تو ارشاد ہوا وان احکم بینھم بما انزل اللہ یعنی اُنکے نزاعات کا فیصلہ قانون شریعت کے موافق کر دیا کرو۔ مطلب یہ کہ اعراض اور کنارہ کشی کی ضرورت نہیں ف۳ قرآن کریم نے بار بار اس پر زور دیا ہے کہ کوئی شخص کتابی شریعت کا ہو یا غیر اسلام کا انصاف کیوں نہ ہو مگر اُسکے حق میں بھی ہمارا دامن عدالت ناانصافی کے چھینٹوں سے داغدار نہ ہونے پائے۔ یہ ہی وہ خصلت ہے جسکے سہارے زمین و آسمان کا نظام قائم رہ سکتا ہے ف۴ یعنی تعجب کی بات ہے کہ آپ کو حکم ٹھہراتے ہیں اور جس تورات کو کتاب آسمانی مانتے ہیں

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا
اور درویش اور عالم اسواسطے کہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اُسکے
اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم ف۱ اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب پر اور اُس کی
عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا
خبردار تھے سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور مت خرید کرو
خبرگیری پر مقرر تھے ف۲ سو تم نہ ڈرو لوگوں سے اور مجھ سے ڈرو اور مت خریدو
بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ
میری آیتوں پر مول تھوڑا اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ
میری آیتوں پر مول تھوڑا ف۳ اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ
ہیں منکر اور لکھ دیا ہم نے اُن پر اس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی
ہیں کافر ف۴ اور لکھ دیا ہم نے اُن [illegible] ب [illegible] کہ جی کے بدلے جی
وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ [illegible] ذُنِ [illegible]
اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور
اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے [illegible] ناک اور کان کے بدلے کان اور
وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ [illegible] تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ
دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ برابر پھر جس نے بخش دیا تو اُس سے
دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ انکے برابر ف۵ پھر جس نے معاف کر دیا تو وہ
كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ [illegible] اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
وہ پاک ہوا اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہی لوگ ہیں
گناہ سے پاک ہو گیا ف۶ اور جو کوئی حکم نہ کرے اسکے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں
الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا
بے انصاف اور پیچھا بھیجا ہم نے اُنہی کے قدموں پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو سچا بتاتا
ظالم ف۷ اور پیچھے بھیجا ہم نے انہی کے قدموں پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو ف۸ تصدیق کرنے والا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ
توریت کو جو آگے سے تھی اور اُس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور
توریت کی جو آگے سے تھی اور اُسکو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور
نُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّ
روشنی اور سچا کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور
روشنی تھی اور تصدیق کرتی تھی اپنے سے اگلی کتاب توریت کی اور راہ بتلانیوالی اور
مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
نصیحت ڈر والوں کو اور چاہیئے کہ حکم کریں انجیل والے اُس پر جو اللہ نے اتارا
نصیحت تھی ڈرنے والوں کو ف۹ اور چاہیئے کہ حکم کریں انجیل والے موافق اُسکے جو کہ اتارا اللہ نے

اُس کے فیصلہ پر بھی راضی نہیں تو حقیقت میں انکا ایمان کسی پر بھی نہیں نہ قرآن پر نہ تورات پر۔ اگلے رکوع میں تورات و انجیل کی مدح فرما کر متنبہ کیا ہے کہ کیسی عمدہ کتاب اور کیسے علوم ہدایت تھے جن کی ان نالائقوں نے بے قدری کی اور ایسا ضائع کیا کہ آج اصل چیز کا پتہ لگانا بھی مشکل ہو گیا۔ آخر حق تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے بالکل آخر میں وہ کتاب بھیجی جو اُن سب پہلی کتابوں کے مطالب عالیہ کی محافظ اور مصدق ہے اور جسکی ابدی حفاظت کا انتظام نازل کرنے والے نے خود اپنے ذمہ لیا ہے فللہ الحمد والمنة ف۱ یعنی وصول الی اللہ کے طالبین کیلئے ہدایت کا اور شبہات و مشکلات کی ظلمت میں پھنس جانے والوں کے لئے روشنی کا کام دیتی ہے۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی تورات میں ایسا عظیم الشان دستور العمل اور آئین ہدایت تھا کہ کثیر التعداد پیغمبر اور اہل اللہ اور علماء برابر اسی کے موافق حکم دیتے اور نزاعات کے فیصلے کرتے تھے ف۲ یعنی تورات کی حفاظت کا انکو ذمہ دار بنایا گیا تھا۔ قرآن کریم کی طرح "اناله لحافظون" کا وعدہ نہیں ہوا۔ تو جب تک علماء و احبار نے اپنی ذمہ داری کا احساس کیا "تورات" محفوظ و معمول رہی آخر دنیا پرست علماء سوء کے ہاتھوں سے تحریف ہو کر ضائع ہوئی ف۳ یعنی لوگوں کے خوف یا دنیوی طمع کی وجہ سے آسمانی کتاب میں تبدیل و تحریف مت کرو۔ اس کے احکام و اخبار کو مت چھپاؤ اور خدا کی تعذیب و انتقام سے ڈرتے رہو۔ تورات کی عظمت شان اور مقبولیت جتلانے کے بعد یہ خطاب یا تو اُن روساء و علماء یہود کو کیا گیا ہے جو نزول قرآن کے وقت موجود تھے کیونکہ انہوں نے حکم رجم سے انکار کر دیا تھا اور نبی کریم صلعم کے متعلق پیشین گوئیوں کو چھپاتے اور انکے معنی میں عجیب طرح کے ہیر پھیر کرتے تھے۔ اور یا درمیان میں امت مسلمہ کو نصیحت ہے کہ تم دوسری قوموں کی طرح کسی سے ڈر کر یا حب مال و جاہ میں پھنسکر اپنی آسمانی کتاب کو ضائع مت کرنا۔ چنانچہ اس امت نے بحمد اللہ ایک حرف بھی اپنی کتاب کا کم نہیں کیا اور آج تک اسکو مبطلین کی تغییر و تحریف سے محفوظ رکھنے میں کامیاب رہے اور ہمیشہ رہیں گے۔ ف۴ "ما انزل اللہ" کے موافق حکم نہ کرنے سے غالباً یہ مراد ہے کہ منصوص حکم کے وجود ہی سے انکار کر دے اور اُس کی جگہ دوسرے احکام اپنی رائے اور خواہش سے تصنیف کرے۔ جیسا کہ یہود نے حکم "رجم" کے متعلق کیا تھا تو ایسے لوگوں کے کافر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے اور اگر مراد یہ ہو کہ "ما انزل اللہ" کو عقیدۃً ثابت مان کر پھر فیصلہ عملاً اس کے خلاف کرے تو کافر سے مراد عملی کافر ہوگا یعنی اسکی عملی حالت کافروں جیسی ہے ف۵ قصاص کا یہ حکم شریعت موسوی میں تھا اور بہت سے علمائے اصول نے تصریح کی ہے کہ جو پچھلی شرائع قرآن کریم یا ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نقل فرمائیں بشرطیکہ انکی نسبت کسی جگہ حضور نے کوئی انکار یا ترمیم نہ فرمائی ہو تو وہ اس امت کے حق میں بھی تسلیم کیجائیں گی۔ گویا یہود ان کو رد نہ کرکے انکو شرائع ماقبل کی قبولیت کی دلیل ہے ف۶ یعنی جروح کے قصاص کو معاف کر دینا مجروح کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تصریح آئی ہے اور بعض مفسرین نے اس آیت کو جارح کے حق میں رکھا ہے یعنی اگر مجروح نے جارح کو معافی دیدی تو اسکا گناہ معاف ہو جائیگا واللہ اعلم ف۷ یہود نے حکم قصاص کے خلاف بھی تعامل قائم کر لیا تھا۔ اُن میں "بنی النضیر" جو زیادہ معزز اور قوی سمجھے جاتے تھے "بنو قریظہ" سے پوری دیت وصول کرتے اور جب اُن کو دینے کی نوبت آتی تو نصف دیت ادا کرتے۔ بنی قریظہ نے اپنی کمزوری کی وجہ سے اُن سے اس طرح کا معاہدہ کر رکھا تھا اتفاقاً بنی قریظہ کے ہاتھ سے بنی نضیر کا آدمی مارا گیا انہوں نے دستور سابق کے موافق اُس سے پوری دیت طلب کی۔ بنی قریظہ نے جواب دیا کہ جاؤ وہ زمانہ گیا جب ہم نے تمہاری قوت سے مجبور ہو کر یہ ظلم منظور کر لیا تھا۔ اب محمد صلعم مدینہ میں آ چکے ہیں انکا دور دورہ ہے یہ ممکن نہیں کہ ہم جو دیت تم سے لیتے ہیں اُس سے دگنی ادا کریں۔ اس سے غرض یہ تھی کہ جناب محمد رسول اللہ صلعم کی موجودگی میں محال ہے کہ کوئی قوی ضعیف کو کچل سکے یا دبا سکے کیونکہ سب کو یقین تھا کہ آپ ضعیف و قوی کے ساتھ یکساں انصاف کرتے ہیں۔ اور ہاتھ کے ظالم کے مقابلہ میں ضعفاء کی دستگیری فرماتے ہیں انجام کار یہ معاملہ حضور کی عدالت میں پیش ہوا اور بنی قریظہ نے جو خیال اُس پیکر عدل و انصاف کی نسبت ظاہر کیا تھا بالکل درست صحیح نکلا حکم قصاص کے بعد ومن لم یحکم بما انزل اللہ الخ فرمانے سے اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور چونکہ رجم کی طرح قصاص کے حکم شرعی ہونے سے صریحاً انکار نہیں کیا تھا بلکہ آپس کی مفاہمت سے خلاف حکم شرعی ایک دستور قائم کر لیا تھا۔ تو قانون عدل کی یہ اعتقادی نہیں صرف عملی مخالفت ہوئی۔ اسی لئے یہاں کافرون کی جگہ ظالمون فرمایا۔ یعنی یہ ظلم صریح ہے کہ قوی سے کم اور ضعیف سے زیادہ دیت لیجائے ف۸ یعنی انہی کے نقش قدم پر ہی چلتے تھے ف۹ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اپنی زبان سے تورات کی تصدیق فرماتے تھے اور جو کتاب (انجیل) انکو دی گئی تھی وہ بھی تورات کی تصدیق کرتی تھی اور انجیل کی نوعیت بھی نور و ہدایت ہونے میں تورات کی طرح تھی۔ احکام و شرائع کے اعتبار سے دونوں میں بہت ہی کم فرق تھا جیسا کہ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم میں اشارہ کیا گیا ہے اور یہ فرق تورات کی تصدیق کے منافی نہیں جیسے آج ہم قرآن کو ماننے اور صرف اُسی کے احکام کو تسلیم کرنے کے باوجود بحمد اللہ تمام کتب سماویہ کے من عند اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یا تو عیسائی جو نزول انجیل کے وقت موجود تھے انکو یہ حکم دیا گیا تھا اُسی کو یہاں نقل فرما رہے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت جو عیسائی مخاطب تھے اُن سے کہا گیا ہو کہ جو کچھ انجیل میں اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے اُس کے موافق ٹھیک ٹھیک حکم کریں، یعنی اُن پیشینگوئیوں کو چھپانے یا الفاظ و محمل تاویلات سے بدلنے کی کوشش نہ کریں جو انجیل میں پیغمبر آخر الزماں اور مقدس "فارقلیط" کی نسبت حضرت مسیح کی زبانی کی گئی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی سخت نافرمانی ہوگی کہ جس ہادی جلیل اور مصلح عظیم کے متعلق حضرت مسیح یہ فرمائیں کہ "جب وہ روح حق آئے گی تو تمہیں سچائی کی ساری راہیں بتائے گی" اُسی کی تکذیب پر کمربستہ ہو کر اپنے لئے ابدی خسران قبول کرو۔ کیا اقدس مسیح اور اُسکے پروردگار کی فرمانبرداری کے یہی معنی ہیں ف۲ "مہیمن" کے کئی معنی بیان کیے گئے ہیں۔ امین، غالب، حاکم، محافظ و نگہبان، اور ہر معنی کے اعتبار سے قرآن کریم کا کتب سابقہ کے لئے "مہیمن" ہونا صحیح ہے۔ خدا کی جو امانت تورات و انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں ودیعت کی گئی تھی وہ مع شے زائد قرآن میں محفوظ ہے جس میں کوئی خیانت نہیں ہوئی اور جو بعض فروعی چیزیں اُن کتابوں میں اُس زمانہ یا اُن مخصوص مخاطبین کے حسب حال تھیں اُن کو قرآن نے منسوخ کر دیا اور جو حقائق ناتمام تھیں اُنکی پوری تکمیل فرما دی ہے اور جو حصہ اسوقت کے اعتبار سے غیر مہم تھا اسے بالکل نظر انداز کر دیا ہو۔ ف۳ یہود میں باہم کچھ نزاع ہو گئی تھی۔ ایک فریق جس میں اُن کے بڑے بڑے مشہور علماء اور رؤساء تھے حضور

فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اُسمیں اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اُتارے پر سو وہی لوگ ہیں بے حکم

اُس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے موافق اُسکے جو کہ اُتارا اللہ نے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ف۱

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ

اور تجھ پر اُتاری ہم نے کتاب تحقیق سچا کرتی سب اگلی کتابوں کو

اور تجھ پر اُتاری ہم نے کتاب سچی تصدیق کرنے والی سابقہ کتابوں

الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ ۖ وَ

اور سب پر شامل سو تو حکم کر اُن میں جو اُتارا اللہ نے اور

کی اور اُنکے مضامین پر نگہبان ف۲ سو تو حکم کر اُن میں موافق اُسکے جو کہ اُتارا اللہ نے ف۳ اور

لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ

اُنکی خوشی پر مت چل چھوڑ کر حق راہ جو تیرے پاس آئی ہر ایک کو تم میں دیا ہم نے

اُن کی خوشی پر مت چل چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا ف۴ ہر ایک کو تم میں سے دیا ہم نے

شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ

ایک دستور اور راہ اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک دین پر کرتا

ایک دستور اور راہ ف۵ اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک دین پر کر دیتا

لَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللَّهِ

لیکن تم کو آزمانا چاہتا ہے اپنے دیئے حکم میں سو تم بڑھ کر لو خوبیاں اللہ کے پاس

لیکن تمکو آزمانا چاہتا ہے اپنے دیئے ہوئے حکموں میں ف۶ سو تم دوڑ کر لو خوبیاں ف۷ اللہ کے پاس

مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

تم سب کو پہنچنا ہے پھر جتا دے گا جس بات میں تم کو اختلاف تھا

تم سب کو پہنچنا ہے پھر بتا دے گا جس بات میں تم کو اختلاف تھا ف۸

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَ

اور یہ فرمایا کہ حکم کر اُن میں جو اللہ نے اُتارا اور مت چل اُن کی خوشی پر اور

اور یہ فرمایا کہ حکم کر اُن میں موافق اُس کے جو کہ اُتارا اللہ نے اور مت چل اُن کی خوشی پر اور

احْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ

بچتا رہ اُن سے کہ تجھ کو بہکا نہ دیں کسی حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجھ پر

بچتا رہ اُن سے کہ تجھ کو بہکا نہ دیں کسی ایسے حکم سے جو اللہ نے اُتارا تجھ پر ف۹

فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ

پھر اگر نہ مانیں تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہنچاوے اُن کو کچھ سزا اُن کے گناہوں کی

پھر اگر نہ مانیں تو جان لے کہ اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہنچاوے اُن کو کچھ سزا اُنکے گناہوں کی ف۱۰

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۝ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ

اور لوگوں میں بہت ہیں بے حکم اب کیا حکم چاہتے ہیں کفر کے وقت کا

اور لوگوں میں بہت ہیں نافرمان ف۱۱ اب کیا حکم چاہتے ہیں کفر کے وقت کا

صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور فیصل نزاع کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ آپکو معلوم ہے کہ عموماً قوم یہود ہمارے اقتدار و اقتدار میں ہے، اگر آپ فیصلہ ہمارے موافق کر دینگے تو ہم مسلمان ہو جائینگے اور ہمارے اسلام لانے سے جمہور یہود اسلام قبول کر لیں گے۔ نبی کریم صلعم نے اس رشوتی اسلام کو منظور نہ کیا اور اُنکی خواہشات کی پیروی سے صاف انکار فرما دیا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابن کثیر) ف۴ گذشتہ فائدہ میں اِن آیات کی جو شان نزول ہم لکھ چکے ہیں اُس سے صاف عیاں ہے کہ آیت کا نزول بعد اس کے ہوا کہ آپ اُن کی خوشی اور خواہش پر چلنے سے انکار فرما چکے تھے تو یہ آیات آپکی استقامت کی تصویب اور آئندہ بھی ایسی ہی شان عصمت پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کیلئے نازل ہوئیں، جو لوگ اس قسم کی آیات کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان عصمت کے خلاف تصور کرتے ہیں وہ نہایت ہی قاصر الفہم ہیں۔ اوّل تو کسی چیز سے منع کرنا اسکی دلیل نہیں کہ جسکو منع کیا جا رہا ہے وہ اس ممنوع چیز کا ارتکاب کرنا چاہتا تھا دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی "معصومیت" کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی معصیت اُن سے صادر نہیں ہو سکتی یعنی کسی کام کو یہ سمجھتے ہوئے کہ خدا کو ناپسند ہے ہرگز اختیار نہیں کر سکتے اور اگر اتفاقاً کسی وقت بھول چوک یا رائے و اجتہاد کی غلطی سے راجح و افضل کی جگہ مرجوح و مفضول کو اختیار کر لیں یا غیر مرضی کو مرضی سمجھکر عمل کر گزریں جسکو اصطلاح میں "زلّۃ" کہتے ہیں۔ تو اس طرح کے واقعات مسئلہ عصمت کے منافی نہیں، جیسا کہ حضرت آدم اور بعض دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات شاہد ہیں۔ اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد "ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق" اور "واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک" اور اسی طرح کی دوسری آیات کا مطلب سمجھنے میں کوئی خلجان نہیں رہتا کیونکہ ان میں صرف اس بات پر متنبہ کیا گیا ہے کہ آپ ان ملعونوں کی تلمیع اور سخن سازی سے قطعاً متاثر نہ ہوں اور کوئی ایسی رائے قائم نہ فرمائیں جسمیں بلا قصد اُن کی خواہشات کے اتباع کی صورت پیدا ہو جائے۔ مثلاً اسی قصہ میں جو ان آیات کی شان نزول ہے یہود نے جیسی عیارانہ اور پُر فریب صورت حضور کے سامنے پیش کی تھی کہ اگر آپ ان کے حسب منشا فیصلہ کر دیں تو سب یہود مسلمان ہو جائیں گے۔ وہ جانتے تھے کہ اسلام سے بڑھکر دنیا میں کوئی چیز آپکے نزدیک محبوب اور عزیز نہیں۔ ایسے موقع پر امکان تھا کہ بڑے سے بڑا مستقیم انسان بھی یہ رائے قائم کرلے کہ اتنی ایک چھوٹی سی خواہش کے قبول کر لینے میں جبکہ اتنی عظیم الشان دینی منفعت کی توقع ہو کیا مضائقہ ہے۔ اس طرح کے خطرناک اور مزلۃ الاقدام موقع پر قرآن کریم پیغمبر علیہ السلام کو متنبہ کرتا ہے کہ دیکھو بھول کر بھی کوئی ایسی رائے قائم نہ کر لیجئے جو آپ کی شان رفیع کے مناسب نہ ہو۔ حضور کا کمال تقویٰ اور انتہائی فہم و تدبر تو نزول آیت سے پہلے ہی اُن ملاعین کے مکر و فریب کو رد کر چکا تھا۔ لیکن فرض کیجئے اگر ایسا نہ ہو چکا ہوتا تب بھی آیت کا مضمون جیسا کہ ہم تقریر کر چکے ہیں حضور کی شان عصمت کے اصلا مخالف نہیں ف۵ یعنی خدا نے ہر امت کا آئین اور طریق کار اُس کے احوال و استعداد کے مناسب جدا گانہ کیا ہے اور باوجود یکہ تمام انبیاء اور ملل سماویہ اصول دین اور مقاصد کلیہ میں جن پر نجات ابدی کا مدار ہے باہم متحد اور ایک دوسرے کے مصدق رہے ہیں۔ پھر بھی جزئیات و فروع کے لحاظ سے ہر امت کو اُنکے ماحول اور مخصوص استعداد کے موافق خاص خاص احکام و ہدایات دی گئیں۔ اس آیت میں اسی فرعی اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے جو سب انبیاء علیہم السلام کو آپس میں علّاتی بھائی فرمایا ہے جنکا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں۔ اُس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اصول سب کے ایک ہیں اور فروع میں اختلاف ہے اور چونکہ بچہ کی تولید میں باپ فاعل و مفیض اور ماں قابل اور محل افاضہ بنتی ہے اس سے نہایت لطیف اشارہ اس طرف بھی ہو گیا کہ شرائع سماویہ کا اختلاف مخاطبین کی قابلیت و استعداد پر مبنی ہے ورنہ مبدأ فیاض میں کوئی اختلاف و تعدد نہیں۔ سب شرائع و ادیان سماویہ کا سرچشمہ ایک ہی ذات اور اُسکا علم ازلی ہے ف۶ یعنی کون تم میں سے خدا کی مالکیت مطلقہ، علم محیط اور حکمت بالغہ پر یقین کرکے ہر نئے حکم کو حق و صواب سمجھ کر بطوع و رغبت قبول کرتا ہے اور ایک وفادار غلام کی طرح ہر جدید حکم کے سامنے گردن جھکا دینے کیلئے تیار رہتا ہے ف۷ یعنی شرائع کا اختلاف دیکھکر خواہ مخواہ کی قیل و قال اور کج بحثیوں میں پڑ کر وقت نہ گنواؤ۔ وصول الی اللہ کا ارادہ کر لو تو تم کو عملی زندگی میں اپنی دوڑ دھوپ رکھنی چاہئے اور جو اخلاق اور اعمال کی خوبیاں شریعت سماویہ پیش کر رہی ہے اُن کے لینے میں چستی دکھلانی چاہئے۔ ف۸ تو انجام کا خیال کرکے حسنات و خیرات کی تحصیل میں مستعدی دکھلاؤ۔ اختلافات کی سب حقیقت وہاں جاکر کھل جائے گی ف۹ یعنی آپس کے اختلافات میں خواہ دنیا کیسی ہی دست و گریباں رہے آپکو یہی حکم ہے کہ ما انزل اللہ کے موافق حکم دیتے رہیں اور کسی کے کہنے سننے کی کوئی پروا نہ کریں۔ ف۱۰ پوری سزا تو قیامت میں ملیگی لیکن کچھ تھوڑی سی سزا دے کر یہاں بھی مجرم کو یا دوسرے دیکھنے والوں کو ایک گونہ تنبیہ کر دی جاتی ہے ف۱۱ یعنی آپ ان لوگوں کے اعراض و انحراف سے زیادہ ملول نہ ہوں۔ دنیا میں فرمانبردار بندے ہمیشہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ "وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین" (یوسف ع ۱۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی منافق کافروں سے دوستی لگائے جاتے ہیں کہ ہم پر گردش نہ آجائے یعنی مسلمان مغلوب ہو جاویں تو اُن کی دوستی ہمارے کام آوے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب قریب ہے کہ کافر ہلاک ہوں یعنی مسلمانوں کی اُن پر فتح ہو یا کچھ اور حکم آوے یعنی کافر ملک سے ویران ہوں آخر یہود کو حکم فرمایا جلا وطن کرنے کا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ

ف۱ یعنی جو لوگ خدا کی شہنشاہیت، رحمت کاملہ اور علم محیط پر یقین کامل رکھتے ہیں اُنکے نزدیک دنیا میں کسی کا حکم خدا کے حکم کے سامنے لائق التفات نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا یہ لوگ احکام آلٰہیہ کی روشنی آجانے کے بعد ظنون و اہواء اور کفر و جاہلیت کے اندھیرے ہی کی طرف جانا پسند کرتے ہیں ف۲ "اولیاء" ولی کی جمع ہے۔ "ولی" دوست کو بھی کہتے ہیں، قریب کو بھی، ناصر اور مددگار کو بھی۔ غرض یہ ہے کہ "یہود و نصاریٰ" بلکہ تمام کفار سے جیسا کہ سورۂ "نساء" میں تصریح کی گئی ہے، مسلمان دوستانہ تعلقات قائم نہ کریں۔ اس موقع پر ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ موالات، مُروت، حسن سلوک، مصالحت، رواداری اور عدل و انصاف یہ سب چیزیں الگ الگ ہیں۔ اہل اسلام اگر مصلحت سمجھیں تو ہر کافر سے صلح اور عہد و پیمان مشروع طریقہ پر کر سکتے ہیں۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لہا وتوکل علی اللہ (انفال رکوع ۸) عدل و انصاف کا حکم جیسا کہ گذشتہ آیات سے معلوم ہو چکا، مسلم و کافر ہر فرد بشر کے حق میں عام ہے۔ "مروۃ" اور "حسن سلوک" یا "رواداری" کا برتاؤ اُن کفار کے ساتھ ہو سکتا ہے جو جماعت اسلام کے مقابلہ میں دشمنی اور عناد کا مظاہرہ نہ کریں۔ جیسا کہ سورۂ "ممتحنہ" میں تصریح ہے۔ باقی "موالاۃ" یعنی دوستانہ اعتماد اور برادرانہ مناصرۃ و معاونت، تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ یہ تعلق کسی غیر مسلم سے قائم کرے۔ البتہ صوری موالات جو "الا ان تتقوا منہم تقاۃ" کے تحت میں داخل ہو اور عام تعاون جس کا اسلام اور مسلمانوں کی پوزیشن پر کوئی بُرا اثر نہ پڑے اسکی اجازت ہے۔ بعض خلفائے راشدین سے اس بارہ میں جو غیر معمولی تشدید و تضییق منقول ہے اسکو محض سد ذرائع اور مزید احتیاط پر مبنی سمجھنا چاہیئے۔ ف۳ یعنی مذہبی فرقہ بندی اور اندرونی بغض و عداوت کے باوجود وہ باہم ایک دوسرے کے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ یہودی، یہودی کا، نصرانی، نصرانی کا دوست بن سکتا ہے اور جماعت اسلام کے مقابلہ میں سب کفار ایک دوسرے کے دوست اور معاون بن جاتے ہیں۔ الکفر ملۃ واحدۃ ف۴ یعنی اُن ہی کے زمرہ میں شامل ہے۔ یہ آیتیں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے باب میں نازل ہوئی تھیں۔ یہود سے اُس کا بہت دوستانہ تھا اُسکا گمان یہ تھا کہ اگر مسلمانوں پر کوئی اُفتاد پڑی اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت مغلوب ہو گئی تو یہود سے ہماری یہ دوستی کام آئے گی۔ اسی واقعہ کی طرف اگلی آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ تو فی الحقیقت یہود کے ساتھ منافقین کی موالات کا اصلی منشاء یہ تھا کہ یہود جماعت اسلام کے مقابل اور مذہب اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص یہود و نصاریٰ یا کسی جماعت کفار کیساتھ اس نیت اور حیثیت سے موالات کرے کہ وہ دشمن اسلام ہے اُسکے کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ منافقین میں کچھ لوگ اور بھی تھے جنہوں نے جنگ اُحد میں لڑائی کا پانسہ پلٹا ہوا دیکھ کر کہنا شروع کیا تھا کہ ہم تو اب فلاں یہودی یا فلاں نصرانی سے دوستانہ گانٹھیں گے اور ضرورت پیش آنے پر اُن ہی کا مذہب اختیار کر لیں گے۔ اس قماش کے لوگوں کی نسبت بھی "ومن یتولہم منکم فانہ منہم" کا ظاہری مدلول علانیہ صادق ہے۔ رہے وہ مسلمان جو اس قسم کی نیت اور منشاء سے خالی ہو کر یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کریں، چونکہ اُنکی نسبت بھی قوی خطرہ رہتا ہے کہ وہ کفار کی حد سے زیادہ ہم نشینی اور اختلاط سے متاثر ہو کر رفتہ رفتہ اُن ہی کا مذہب اختیار کر لیں، یا کم از کم شعائر کفر اور رسوم شرکیہ سے کارہ اور نفور نہ رہیں۔ اس اعتبار سے فانہ منہم کا اطلاق اُنکے حق میں بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ حدیث المرء مع من احب نے اس مضمون کی طرف توجہ دلائی ہے ف۵ یعنی جو لوگ کہ دشمنان اسلام سے موالات کر کے خود اپنی جان پر اور مسلمانوں پر ظلم کرتے ہیں اور جماعت اسلام کے مغلوب و مقہور ہونے کا انتظار کر رہے ہیں، ایسی بدبخت، معاند اور دغاباز قوم کی نسبت یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ کبھی راہ ہدایت پر آئیگی۔ ف۶ یہ وہی لوگ ہیں جنکے دلوں میں شک اور نفاق کی بیماری ہے چونکہ خدا کے وعدوں پر اعتقاد اور مسلمانوں کی حقانیت پر یقین نہیں اسی لئے دوڑ دوڑ کر کافروں کے آغوش میں پناہ لینا چاہتے ہیں تاکہ اُنکے موہوم غلبہ کے وقت ثمرات فتح سے متمتع ہو سکیں اور اُنکے زعم میں جو گردشیں اور آفات جماعت اسلام پر آنیوالی تھیں، اُن سے محفوظ رہیں۔ نخشی ان تصیبنا دائرۃ کے یہی معنی اُنکے دلوں میں مکنون تھے۔ لیکن یہی الفاظ (نخشی ان تصیبنا دائرۃ) جب پیغمبر علیہ السلام اور مخلص مسلمانوں کے سامنے یہود سے دوستانہ رکھنے کی معذرت میں کہتے تھے تو گردش زمانہ کا یہ مطلب ظاہر کرتے کہ یہود ہمارے ساہوکار ہیں ہم اُن سے قرض و دام لیتے ہیں۔ اگر کوئی مصیبت قحط وغیرہ کی پڑی تو وہ ہمارے دوستانہ تعلقات کی وجہ سے آڑے وقت میں کام آجائیں گے۔ ان ہی خیالات کا جواب آگے دیا گیا ہے ف۷ یعنی وہ وقت نزدیک ہے کہ حق تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فیصلہ کُن فتوحات اور غلبہ عطا فرمائے اور مکہ معظمہ میں بھی جو تمام عرب کا مسلّم مرکز تھا حضور کو فاتحانہ داخل کرے یا اس کے ماسوا اپنی قدرت اور حکم سے کچھ اور امور بروئے کار لائے جنہیں دیکھ کر ان منافقین کی ساری باطل توقعات کا خاتمہ ہو اور اُنہیں منکشف ہو جائے کہ دشمنان اسلام کی موالات کا نتیجہ دنیوی ذلت و رسوائی اور اُخروی عذاب الیم کے سوا کچھ نہیں۔ جب فضیحت و خسران کے یہ نتائج سامنے آجائینگے اُس وقت بجز پچھتانے اور کف افسوس ملنے کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔ الآن قد ندمت وما ینفع الندم۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسلام کے عام غلبہ اور فتح مکہ وغیرہ کو دیکھ کر تمام اعدائے اسلام کے حوصلے پست ہو گئے۔ بہت سے یہود مارے گئے بہت سے جلا وطن ہوئے۔ منافقین کی ساری اُمیدوں پر پانی پھر گیا۔ مسلمانوں کے سامنے صریح طور پر جھوٹے ثابت ہوئے۔ موالات یہود میں جو کوششیں کی تھیں وہ اکارت گئیں اور خسران دنیوی اور ہلاکت ابدی کا طوق گلے میں پڑا۔ اگلی آیت میں اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ سے بہتر کون ہے حکم کرنے والا یقین رکھنے لوگوں کو اے ایمان

اور اللہ سے بہتر کون ہے حکم کرنے والا یقین کرنے والوں کے واسطے ف۱ اے ایمان

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

والو مت پکڑو یہود و نصاریٰ کو رفیق وہ آپس میں رفیق ہیں

والو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست ف۲ وہ آپس میں دوست ہیں ایک

بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

ایکدوسرے کے اور جو کوئی تم میں اُن سے رفاقت کرے وہ اُنہی میں ہے اللہ راہ نہیں دیتا

دوسرے کے ف۳ اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے اُن سے تو وہ اُنہی میں ہے ف۴ اللہ ہدایت نہیں کرتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ

بے انصاف لوگوں کو اب تو دیکھے گا جن کے دل میں آزار ہے دوڑ کر ملتے ہیں

ظالم لوگوں کو ف۵ اب تو دیکھے گا اُن کو جن کے دل میں بیماری ہے دوڑ کر ملتے ہیں

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ

اُن میں کہتے ہیں ہم کو ڈر ہے کہ نہ آجاوے ہم پر گردش سو شاید اللہ جلد

اُن میں کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ نہ آجائے ہم پر گردش زمانہ کی ف۶ سو قریب ہے کہ اللہ جلد

يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ

بھیجے فیصلہ یا کچھ حکم اپنے پاس سے تو پچھر کو لگیں اپنے جی کی چھپی

ظاہر فرمادے فتح یا کوئی حکم اپنے پاس سے تو لگیں اپنے جی کی چھپی

اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ۭ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ

بات پر پچھتانے ف اور کہتے ہیں مسلمان یہ وہی لوگ ہیں کہ

بات پر پچھتانے ف۷ اور کہتے ہیں مسلمان کیا یہ وہی لوگ ہیں جو

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

قسمیں کھاتے تھے اللہ کی تاکید سے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں خراب گئے اُنکے عمل

قسمیں کھاتے تھے اللہ کی تاکید سے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں برباد گئے اُن کے عمل

فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ

پھر رہ گئے نقصان میں اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے پھرے گا اپنے

پھر رہ گئے نقصان میں اے ایمان والو جو کوئی تم میں پھرے گا اپنے

دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَي

دین سے تو آگے اللہ لاوے گا ایک لوگ کہ اُنکو چاہتا ہے اور وہ چاہتے ہیں اُسکو نرم دل ہیں

دین سے تو اللہ عنقریب لاویگا ایسی قوم کو کہ اللہ اُنکو چاہتا ہے اور وہ اُسکو چاہتے ہیں نرم دل ہیں

الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

مسلمانوں پر اور زبردست ہیں کافروں پر لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں

مسلمانوں پر زبردست ہیں کافروں پر لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جب حضرت کی وفات پر عرب دین سے پھرے، تو حضرت صدیق نے یمن سے مسلمان بلائے اُن سے جہاد کروایا کہ تمام عرب پھر مسلمان ہوئے یہ اُنکے حق میں بشارت ہے ف۲ بعضے یہود اور بعضے مشرک اذان کی آواز پر ہنستے۔ یہ اُن کی بے عقلی تھی۔ اللہ کی بڑائی ہر دین میں بہتر ہے۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ

ف۱ اس آیت میں اسلام کی ابدی بقا اور حفاظت کے متعلق عظیم الشان پیشین گوئی کی گئی ہے۔ پچھلی آیات میں کفار کی موالات سے منع کیا گیا تھا ممکن تھا کہ کوئی شخص یا قوم موالات کفار کی بدولت مرتد ہو کر اسلام سے پھر جائے جیسا کہ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ میں تنبیہ کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے نہایت قوت اور صفائی سے آگاہ کر دیا کہ ایسے لوگ اسلام سے پھر کر کچھ اپنا ہی نقصان کرینگے، اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے، حق تعالیٰ مرتدین کے بدلے میں یا اُنکے مقابلہ پر ایسی قوم کو لے آئیگا جنکو خدا کا عشق ہو اور خدا اُن کو محبت کرے وہ مسلمانوں پر شفیق و مہربان اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں غالب اور زبردست ہونگے۔ یہ پیشین گوئی بحمد اللہ تعالیٰ ہر قرن میں پوری ہوتی رہی۔ ارتداد کا سب سے بڑا فتنہ نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد صدیق اکبر رضؓ کے عہد میں پیدا ہوا کئی طرح کے مرتدین اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے مگر صدیق اکبرؓ کی ایمانی جرأت اور اعلیٰ تدبر اور مخلص مسلمانوں کی سرفروشانہ اور عاشقانہ خدمات اسلام نے اس آگ کو بجھایا اور سارے عرب کو متحد کر کے از سر نو اخلاص و ایمان کے راستہ پر گامزن کر دیا۔ آج بھی ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ جب کبھی چند جاہل اور طامع افراد اسلام کے حلقہ سے نکلنے لگتے ہیں تو اُن سے زیادہ وقعت دار اُن سے بہتر تعلیم یافتہ اور محقق غیر مسلموں کو اسلام فطری کشش سے اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے خدا ایسے وفادار اور جان نثار مسلمانوں کو کھڑا کر دیتا ہے جنہیں خدا کے راستہ میں کسی کی ملامت اور طعن و تشنیع کی پروا نہیں ہوتی ف۲ انسان کی بڑی سعادت اور اُس پر خدا کا بڑا فضل یہ ہے کہ وہ فتنہ کے وقت خود جادۂ حق پر ثابت قدم رہ کر دوسروں کو ہلاکت سے بچانے کی فکر کرے۔ خدا جن بندوں کو چاہے اس سعادت کبریٰ اور فضل عظیم سے حصہ وافر عطا فرماتا ہے اُسکا فضل غیر محدود ہے اور وہ ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا بندہ اس کا اہل اور مستحق ہے۔
ف۳ پچھلی آیتوں میں یہود و نصاریٰ کی موالات اور رفاقت سے مسلمانوں کو منع کیا گیا تھا جنکو سُننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات محبت و وداد اور معاملات رفاقت کن سے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں بتلا دیا گیا کہ اُنکا رفیق اصلی خدا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مخلص مسلمانوں کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا ف۴ کفار کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت عدد کو دیکھتے ہوئے ممکن تھا کہ کوئی ضعیف القلب اور ظاہر بین مسلمان اس تردد میں پڑ جاتا کہ تمام دنیا سے موالات منقطع کرنے اور چند مسلمانوں کی رفاقت پر اکتفا کر لینے کے بعد غالب ہونا تو درکنار، کفار کے حملوں سے اپنی زندگی اور بقا کی حفاظت بھی دشوار ہے ایسے لوگوں کی تسلی کیلئے فرما دیا کہ مسلمانوں کی قلت اور ظاہری بے سروسامانی پر نظر مت کرو۔ جس طرف خدا اور اُس کا رسول اور سچے وفادار مسلمان ہونگے وہ ہی پلہ بھاری رہیگا یہ آیتیں خصوصیت سے حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کی منقبت میں نازل ہوئی ہیں یہود بنی قینقاع سے اُن کے بہت زیادہ دوستانہ تعلقات تھے۔ مگر خدا اور رسول کی موالات اور مومنین کی رفاقت کے سامنے انہوں نے اپنے سب تعلقات منقطع کر دیئے ف۵ کفار سے مراد یہاں مشرکین ہیں۔ جیسا کہ مقابلہ سے ظاہر ہے ف۶ گذشتہ آیات میں مسلمانوں کو موالات کفار سے منع فرمایا تھا۔ اس آیت میں ایک خاص مؤثر عنوان سے اُسی ممانعت کی تاکید کی اور موالات سے نفرت دلائی گئی ہے۔ ایک مسلمان کی نظر میں کوئی چیز اپنے مذہب سے زیادہ معظم و محترم نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اُسے بتایا گیا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین تمہارے مذہب پر طعن و استہزاء کرتے ہیں اور شعائر اللہ (اذان وغیرہ) کا مذاق اُڑاتے ہیں اور جو اُن میں خاموش ہیں وہ بھی ان افعال شنیعہ کو دیکھ کر اظہار نفرت نہیں کرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کفار کی ان احمقانہ اور کمینہ حرکات پر مطلع ہو کر کوئی فرد مسلم جس کے دل میں خشیت الٰہی اور غیرت ایمانی کا ذرا سا شائبہ ہو کیا ایسی قوم سے موالات اور دوستانہ راہ و رسم پیدا کرنے یا قائم رکھنے کو ایک منٹ کیلئے بھی گوارا کریگا، اگر اُنکے کفر و عناد اور عداوت اسلام سے بھی قطع نظر کر لیجائے تو دین قیم کے ساتھ اُنکا یہ تمسخر و استہزاء ہی علاوہ دوسرے اسباب کے ایک مستقل سبب ترک موالات کا ہے ف۷ یعنی جب اذان کہتے ہو تو اُس سے چڑتے ہیں اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔ جو اُنکی کمال حماقت اور بے عقلی کی دلیل ہے۔ کلمات اذان میں خداوند قدوس کی عظمت و کبریائی کا اظہار توحید کا اعلان، نبی کریم صلعم جو تمام انبیاء سابقین اور کتب سماویہ کے مصدق ہیں اُنکی رسالت کا اقرار، نماز جو تمام اوضاع عبودیت کو جامع اور غایت درجہ کی بندگی پر دال ہے اُسکی طرف دعوت، فلاح دارین اور اعلیٰ سے اعلیٰ کامیابی حاصل کرنیکے لئے بلاوا۔ ان چیزوں کے سوا اور کیا ہوتا ہے۔ پھر ان میں کونسی چیز ہے جو ہنسی اُڑانے کے قابل ہو۔ ایسی نیکی اور حق و صداقت کی آواز پر تمسخر اور استہزاء کرنا صرف اُسی شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کا دماغ عقل سے یکسر خالی ہو اور جسے نیک و بد کی قطعاً تمیز باقی نہ رہے۔ بعض روایات میں ہے کہ مدینہ میں ایک نصرانی جب اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ سنتا تو کہتا "قد حرق الکاذب" (جھوٹا جل گیا یا جل جائے) اُس کی نیت تو ان الفاظ سے جو کچھ ہو مگر یہ بات بالکل اُسکے حسب حال تھی کیونکہ وہ خبیث جھوٹا تھا اور اسلام کا عروج و شیوع دیکھ کر آتش حسد میں جلا جاتا تھا اتفاقاً ایک شب میں کوئی چھوکری آگ لیکر اُسکے گھر میں آئی۔ وہ اور اُسکے اہل و عیال سو رہے تھے ذرا سی چنگاری نادانستہ اُسکے ہاتھ سے گر گئی جس سے سارا گھر مع سونے والوں کے جل گیا اور اس طرح خدا نے دکھلا دیا کہ جھوٹے لوگ دوزخ کی آگ سے پہلے ہی دنیا کی آگ میں کس طرح جل جاتے ہیں سادگی کے ساتھ استہزاء کرنیکا ایک اور واقعہ صحیح روایات میں منقول ہے وہ یہ کہ فتح مکہ کے بعد آپ حنین سے واپس ہو رہے تھے راستہ میں حضرت بلالؓ نے اذان کہی چند نوعمر لڑکے جنمیں ابو محذورہ بھی تھے اذان کی ہنسی اور نقل کرنے لگے آپ نے سب کو پکڑ بلوایا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ابو محذورہ کے دل میں خدا نے اسلام ڈال دیا اور حضورؐ نے اُنکو مکہ کا مؤذن مقرر فرما دیا۔ اس طرح خدا کی قدرت نقل سے اصل ہی بن گئی ف۸ کسی کام پر طعن کرنا یا ہنسی اُڑانا دو وجہ سے ہو سکتا ہے۔ یا تو وہ کام ہی قابل استہزاء ہو یا کام کرنیوالے کی حالت تمسخر کے لائق ہو پچھلی آیت میں بتلا دیا گیا کہ ... اذان کے متعلق جہالت پر [illegible] (بقیہ بر صفحہ ۱۵۲)

وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ
اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جس کو چاہے
اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے ف۲ یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جس کو چاہے

وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ
اور اللہ کشایش والا ہے خبردار ف۳ تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اُس کا رسول اور ایمان
اور اللہ کشایش والا ہے خبردار ف۳ تمہارا رفیق تو وہی اللہ ہے اور اُس کا رسول اور جو

آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝
والے جو قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں زکات اور وہ نوے ہوئے ہیں
ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرنیوالے ہیں ف۴

وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور ایمان والوں کی تو اللہ کی جماعت وہی ہوگی
اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور ایمان والوں کو تو اللہ کی جماعت وہی

الْغَالِبُونَ ۝ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا
ع ۱۲ غالب اے ایمان والو رفیق نہ پکڑو ایسوں کو جو ٹھہراتے ہیں
سب پر غالب ہے ف۵ اے ایمان والو مت بناؤ اُن لوگوں کو جو ٹھہراتے ہیں

دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَ
تمہارا دین ہنسی اور کھیل وہ جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور
تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل وہ لوگ جو کتاب دیے گئے تم سے پہلے اور

الْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ
وہ جو کافر ہیں اور ڈرو اللہ سے اگر یقین رکھتے ہو اور جس وقت پکارو
نہ کافروں کو ف۶ اپنا دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے ف۷ اور جب تم پکارتے ہو

إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ
نماز کو اُسکو ٹھہراویں ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے کہ وہ لوگ
نماز کے لئے تو وہ ٹھہراتے ہیں اسکو ہنسی اور کھیل یہ اس واسطے کہ وہ لوگ

لَّا يَعْقِلُونَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنقِمُونَ مِنَّا
بے عقل ہیں ف۸ تو کہہ اے کتاب والو کیا بیر ہے تم کو ہم سے
بے عقل ہیں ف۸ تو کہہ اے کتاب والو کیا ضد ہے تم کو ہم سے

إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلُ
مگر یہی کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور جو ہم کو اُترا اور جو اُترا پہلے
مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے

وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ
اور یہی کہ تم میں اکثر بے حکم ہیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں ان میں کس کی بری
اور یہی کہ تم میں اکثر نافرمان ہیں ف۹ تو کہہ میں تم کو بتلاؤں ان میں کس کی

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

(بقیہ فوائد صفحہ ۱۵۱) بعنوان سوال تنبیہ کیا گیا ہے یعنی استہزاء کرنیوالے جو خیر سے اہل کتاب اور عالم شرائع ہونیکا بھی دعویٰ رکھتے ہیں وہ ذرا سوچ کر انصاف سے بتائیں کہ مسلمانوں سے انکو اتنی ضد کیوں ہے اور کیا ایسی برائی وہ ہماری طرف دیکھتے ہیں جو انکے زعم میں لائق استہزاء ہو بجز اس کے کہ ہم اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ پر اور اسکی اُتاری ہوئی تمام کتابوں اور اسکے بھیجے ہوئے تمام پیغمبروں پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں اور اسکے بالمقابل استہزاء کرنیوالوں کا حال یہ ہے کہ نہ خدا کی سچی اور صحیح توحید پر قائم ہیں اور نہ تمام انبیاء و رسل کی تصدیق و تکریم کرتے ہیں۔ اب تم ہی انصاف سے کہو کہ اتہام و جرم کے ناافرمان کو خدا کے فرمانبردار بندوں پر آوازہ کسنے اور طعن و تشنیع کرنے کا کہاں تک حق حاصل ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی اگر "ایمان باللہ" پر مستقیم ہونا اور ہر اس چیز کی جو خدا کی طرف سے کسی زمانہ میں نازل ہو سچے دل سے تصدیق کرنا ہی تمہارے زعم میں مسلمانوں کا سب سے بڑا جرم اور سب سے بڑی برائی ہو اور اسی وجہ سے تم انکو مورد طعن و ملامت بناتے ہو تو آؤ کہ میں تم کو ایک ایسی قوم کا پتہ بتلاؤں جو اپنی شرارت اور گندگی کی وجہ سے بدترین خلائق رہ چکی ہے جن پر خدا کی لعنت اور غضب کا اثر آج بھی نمایاں طور پر آشکارا ہے جسکے بہت سے افراد اپنی بدکاری اور بے حیائی اور حرص دنیا کی سزا میں بندر اور سؤر بنائے جا چکے ہیں اور جس نے خدا کی بندگی سے نکل کر شیطان کی غلامی اختیار کر لی اگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ بدترین خلائق اور گمراہ ترین قوم ہی اصلی معنی میں تمہارے طعن و استہزاء کی مستحق ہو سکتی ہے اور وہ خود تم ہی ہو۔ ف۲ یہاں اُن ہی استہزاء کرنیوالوں کے بعض مخصوص افراد کا بیان ہے جو منافقانہ طور پر مذہب اسلام پر طعن و تشنیع کرتے اور مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے تھے لیکن جب نبی کریم صلعم یا مخلص مسلمانوں سے ملتے تو ازراہ نفاق اپنے کو مسلمان ظاہر کرتے حالانکہ شروع سے آخر تک ایک منٹ کیلئے بھی انہیں اسلام سے تعلق نہیں ہوا نہ پیغمبر علیہ السلام کے ربانی دعوت و تذکیر کا کوئی اثر انہوں نے قبول کیا۔ کیا محض لفظ ایمان اور اسلام زبان سے بول کر وہ خدا کو معاذ اللہ دھوکہ دے سکتے ہیں۔ اگر اُس "عالم الغیب والشہادۃ" کی نسبت جو ہر قسم کے ضمائر و سرائر پر مطلع ہو ایسا گمان ہے کہ محض لفظی ایمان سے اُسے خوش کر لیں گے تو اس سے بڑھ کر کونسی حرکت قابل استہزاء و تمسخر ہو سکتی ہے گویا اس آیت سے یہود و نصاریٰ کے اُن حماقت آمیز افعال و حرکات کا بیان شروع ہوا جنپر متنبہ کیے جانے کے بعد مسلمانوں کا استہزاء کرنے کے بجائے انہیں خود اپنا استہزاء کرنا چاہیے۔ اگلی آیات میں بھی اسی مضمون کی تتمیم و تکمیل ہے۔ ف۳ غالباً "اثم" سے لازمی اور "عدوان" سے متعدی گناہ مراد ہیں یعنی ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ بہت شوق اور رغبت سے ہر قسم کے گناہوں کی طرف جھپٹتے ہیں، خواہ اُنکا اثر اپنی ذات تک محدود ہو یا دوسروں تک پہنچے جن کی اخلاقی حالت ایسی ذلیل ہو اور حرام خوری اُنکا شیوہ ٹھہر گیا ہو اُنکی برائی میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔ یہ تو اُنکے عوام کا حال تھا۔ آگے خواص کا بیان کیا گیا ہے۔ ف۴ جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے تو اُسکے عوام گناہوں اور نافرمانیوں میں غرق ہو جاتے ہیں اور اُسکے خواص یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا حال یہی ہوا کہ لوگ عموماً دنیوی لذات و شہوات میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال اور اُسکے قوانین و احکام کو بھلا بیٹھے اور جو مشائخ اور علماء کہلاتے تھے انہوں نے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا فریضہ ترک کر دیا کیونکہ دنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے بھی آگے تھے۔ مخلوق کا خوف یا دنیا کا لالچ حق کی آواز بلند کرنے سے مانع ہوتا تھا اسی سکوت اور مداہنت سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں۔ اسی لئے اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو قرآن و حدیث کی بیشمار نصوص میں بہت ہی سخت تاکید و تشدید کیگئی ہے کہ کسی وقت اور کسی شخص کے مقابلہ میں اس "فرض امر بالمعروف" کے ادا کرنے سے تغافل نہ برتیں۔ ف۵ نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت اہل کتاب کے قلوب اُنکی شرارت، کفر و طغیان، بدکاری، حرامخوری وغیرہ کی ممارست سے اسقدر مسخ ہو گئے تھے کہ بارگاہ ربوبیت میں گستاخی کرنے سے بھی اُنکو کچھ باک نہ ہوتا تھا۔ خدا وند قدوس کا مرتبہ اُنکے یہاں ایک معمولی انسان کی حیثیت سے زیادہ نہ رہا تھا۔ حق تعالیٰ کی جناب میں بے تکلف ایسے واہی تباہی کلمات بک دیتے تھے جنہیں سُن کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ کبھی کہتے ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء کبھی یہ الفاظ منہ سے نکالتے یداللہ مغلولۃ (خدا کا ہاتھ بند ہو گیا) اس سے مراد یا تو وہی ہوگی جو ان اللہ فقیر سے یعنی کہ خدا معاذ اللہ تنگدست ہو گیا اُس کے خزانہ میں کچھ رہا نہیں اور یا "غل ید" کا یہ بخل و امساک ہو یعنی تنگدست تو نہیں مگر آجکل بخل کرنے لگا ہو (العیاذ باللہ) بہر حال کوئی معنی ہوں اس کلمۂ کفر کا منشاء یہ تھا کہ جب تمرد و طغیان کی پاداش میں حق تعالیٰ نے ان ملاعین پر ذلت و نکبت، ضیق عیش، بدحالی اور تنگ دماغی مسلط فرما دی تو بجائے اسکے کہ اپنی سیہ کاریوں اور شرارتوں پر متنبہ اور نادم ہوتے، اُلٹے حق تعالیٰ کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگے۔ شاید یہ خیال ہوا ہو گا کہ ہم تو پیغمبروں کی اولاد بلکہ خدا کے بیٹے اور اُسکے پیارے تھے۔ پھر یہ کیا معاملہ ہونے لگا کہ آج بنی اسمٰعیل تو دنیا میں چھیتے جا رہے ہیں۔ زمینی فتوحات اور آسمانی برکات اُن پر کشادہ کر دی گئی ہیں اور ہم بنی اسرائیل کو خدا صرف ہمارا اور ہم اُسکے تھے۔ اس طرح ذلیل و مغلوب اور تنگ حال ہو کر رہ گئے چھوٹے ہیں ہم تو وہی اسرائیل کی اولاد اور "ابناء اللہ و احباءہ" آج بھی ہیں جو پہلے تھے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس خدا کے ہم اولاد اور محبوب تھے (معاذ اللہ) اُسکے خزانہ میں کمی آ گئی یا آجکل بخل و امساک نے اُسکا ہاتھ بند کر دیا ہے۔ احمق اتنا نہ سمجھے کہ حق تعالیٰ کے خزائن لامحدود اور اُسکے کمالات غیر متبدل اور غیر متناہی ہیں۔ اگر معاذ اللہ اُسکے خزانہ میں کچھ نہ رہتا یا مخلوق کی ضروریات و حاجات سے وہ ہاتھ کھینچ لیتا تو دنیا کا نظام کس طرح قائم رہ سکتا تھا اور جو روزانہ آنکھوں کے سامنے فتوحات عظیمہ پیغمبر علیہ السلام اور آپکے رفقاء کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو یہ کس کے خزانہ اور دست کرم کا

مَثُوبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۗ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ

جزا ہے اللہ کے یہاں وہی جس کو اللہ نے لعنت کی اور اُس پر غضب ہوا اور اُن میں

بُری جزا ہے اللہ کے ہاں وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اُس پر غضب نازل کیا اور اُن میں

مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ

بعضے بندر کیے اور سؤر اور پوجنے لگے شیطان کو وہی بدتر ہیں

سے بعضوں کو بندر کر دیا اور بعضوں کو سؤر اور جنہوں نے بندگی کی شیطان کی وہی لوگ بدتر ہیں

مَّكَانًا وَّأَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيلِ ۝ وَإِذَا جَآءُوكُمْ قَالُوٓا آمَنَّا

درجے میں اور بہت بہکے سیدھی راہ سے اور جب تم پاس آویں کہیں ہم یقین لائے

درجہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے ف۱ اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے

وَقَدْ دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا

اور منکر ہی آئے تھے اور اُسی طرح نکلے اور اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا

اور حالت یہ ہے کہ کافر ہی آئے تھے اور کافر ہی چلے گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے

يَكْتُمُونَ ۝ وَتَرٰى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَ

رہے تھے اور تو دیکھے بہت اُن میں دوڑتے ہیں گناہ پر اور

تھے ف۲ اور تو دیکھے گا بہتوں کو اُن میں سے کہ دوڑتے ہیں گناہ پر اور

الْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

زیادتی پر اور حرام کھانے پر کیا بُرے کام ہیں جو کر رہے ہیں

ظلم اور حرام کھانے پر بہت بُرے کام ہیں جو کر رہے ہیں ف۳

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَ

کیوں نہیں منع کرتے اُنکے درویش اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور

کیوں نہیں منع کرتے اُن کے درویش اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور

أَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ

حرام کھانے سے کیا بُرے عمل ہیں جو کر رہے ہیں اور یہود کہتے ہیں

حرام کھانے سے بہت ہی بُرے عمل ہیں جو کر رہے ہیں ف۴ اور یہود کہتے ہیں

يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ

اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا انہیں کے ہاتھ باندھے جاویں اور لعنت ہے انکو اس کہنے پر بلکہ اُس کے

اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ف۵ اُنہی کے ہاتھ بند ہو جاویں ف۶ اور لعنت ہے اُنکو اس کہنے پر بلکہ اُسکے تو

مَبْسُوطَتَانِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَّآ

دونوں ہاتھ کھلے ہیں خرچ کرتا ہے جسطرح چاہے اور اُن میں بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو تجھ کو

دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں ف۷ خرچ کرتا ہے جس طرح چاہے ف۸ اور اُن میں بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو

أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ

اُترا تیرے رب کی طرف سے اُنکو بڑھے گی اور شرارت اور انکار اور ہم نے ڈال رکھی ہے اُن میں دشمنی

تجھ پر اُترا تیرے رب کی طرف سے شرارت اور انکار ف۹ اور ہم نے ڈال رکھی ہے اُن میں دشمنی

وقف لازم

منزل ۲

ہی فتح ہو رہا ہے۔ بندہ اُنکو سمجھ لینا چاہیے کہ اُس کا ہاتھ تو بند نہیں ہوا البتہ گستاخیوں اور شرارتوں کی نحوست سے خدا کی جو لعنت اور پھٹکار تم پر پڑی ہے اُس نے تمہارے حق میں خدا کی زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی ہے اور آئندہ اور زیادہ تنگ ہو جائیگی

موضح قرآن ف۱ یہود میں یہ لفظ رواج تھا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہوا یعنی ہم پر روزی تنگ ہوئی یہ کفر کا لفظ ہے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ کبھی بند نہیں دونوں ہاتھ کھلے ہیں مہر کا اور قہر کا تم پر اب قہر کا ہاتھ کھلا ہے مہر کا اوروں پر فرمایا کہ اللہ نے ان میں اتفاق نہیں رکھا جب آگ سلگاتے ہیں یعنی فتنہ انگیزی کرتے ہیں کہ آپس میں سب کو ملا کر مسلمانوں سے لڑیں وہ اللہ بجھا دیتا ہے آپس میں پھوٹ جاتے ہیں۔

ف۲ کھاویں اوپر نیچے سے یعنی آسمان میں سے اُن کو رزق فراغ آوے

ف۳ یعنی یہ اگلی بات کہ صاف اہل کتاب کو گمراہ کہو جب تک یہ کلام اللہ کا قبول نہ کریں اس میں اگرچہ وہ دشمن ہوں تم بے فکر پہنچاؤ اور خطرہ نہ کرو۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ

اور بیر قیامت کے دن تک جب ایک آگ سلگاتے ہیں لڑائی کے واسطے

اور بیر قیامت کے دن تک ف۱ جب کبھی آگ سلگاتے ہیں لڑائی کے لئے

أَطْفَأَهَا اللَّهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ

اللہ اس کو بجھاتا ہے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے اور اللہ نہیں چاہتا

اللہ اُس کو بجھا دیتا ہے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرتے ہوئے اور اللہ پسند نہیں کرتا

الْمُفْسِدِينَ ۝ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا

فساد والوں کو ف۱ اور اگر کتاب والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اتار دیتے

فساد کرنیوالوں کو ف۲ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم دور کر دیتے

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ

اُن کی برائیاں اور اُن کو داخل کرتے نعمت کے باغوں میں اور اگر وہ

اُن سے اُن کی برائیاں اور اُن کو داخل کرتے نعمت کے باغوں میں ف۳ اور اگر وہ

أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ

قائم رکھیں توریت اور انجیل کو اور جو اترا اُن کو اُن کے رب کی طرف سے

قائم رکھتے توریت اور انجیل کو اور اُس کو جو کہ نازل ہوا اُن پر اُنکے رب کی طرف سے

لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم ۚ مِّنْهُمْ أُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۖ

تو کھاویں اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کچھ لوگ اُن میں سیدھے ہیں

تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے ف۴ کچھ لوگ اُن میں ہیں سیدھی راہ پر ف۵

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۝ ع يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا

اور بہت اُن کے برے کام کر رہے ہیں ف۲ اے رسول پہنچا جو

اور بہت سے اُن میں برے کام کر رہے ہیں اے رسول پہنچا دے جو

9

ع

10

أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ

اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اُس کا پیغام

تجھ پر اُترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اُس کا پیغام

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور اللہ تجھ کو بچا لے گا لوگوں سے اللہ راہ نہیں دیتا منکر

اور اللہ تجھ کو بچا لے گا لوگوں سے بیشک اللہ راستہ نہیں دکھلاتا قوم

الْكَافِرِينَ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ

قوم کو ف۳ تو کہہ اے کتاب والو تم کچھ راہ پر نہیں جب تک

کفار کو ف۶ کہہ دے اے کتاب والو تم کسی راہ پر نہیں جب تک نہ

تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ ۗ

نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو تم کو اترا تمہارے رب سے

قائم کرو توریت اور انجیل کو اور جو تم پر اُترا تمہارے رب کی طرف سے ف۷

(بقیہ صفحہ ۱۵۲) اُس کے خزانہ میں کچھ رہا نہیں ... تنگدست تو نہیں مگر آجکل بخل کرنے لگا ہو یا معاذ اللہ ... تھا کہ جب تمرد و طغیان کی پاداش میں حق تعالیٰ نے ان ملاعین پر ذلت و نکبت ... اور تنگ حالی مسلط فرما دی تو بجائے اسکے کہ اپنی سیہ کاریوں اور شرارتوں پر ... حق تعالیٰ کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگے۔ شاید یہ خیال ہوا ہو گا کہ ہم تو پیغمبروں کی اولاد ... بیٹے اور اسکے پیارے تھے پھر یہ کیا معاملہ ہونے لگا کہ آج ہمیں ... فتوحات اور آسمانی برکات آپ پر کشادہ کر دی گئیں ... تھے اسطرح ذلیل و مغلوب اور تنگ حال ہو کر ... مارے پھرتے ہیں ... [illegible]

... عروج و فروغ پیغمبر علیہ السلام اور اُنکے رفقا کا ... کرم کا رہین منت ہوتا ... سے خدا کی جو لعنت اور پھٹکار تم پر پڑی ہو ... ف۱ یہ دعا کے رنگ میں پیشینگوئی یا اُنکی حالت واقعی کی خبر دی گئی ہے ... اُنکے ہاتھ بالکل بند کر دیئے گئے ف۲ حق تعالیٰ کے لئے جہاں ہاتھ یا ... ہیں ... یہ وہم نہ ہونا چاہیئے کہ وہ معاذ اللہ مخلوق کی طرح جسم ... ہے بس جس طرح خدا کی ذات اور وجود ... علم وغیرہ تمام صفات کی کوئی نظیر اور مثال ... سوا یہاں نہیں ہو سکتی ... ورائے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ... منزل تمام گشت ... کو خیال کرو ... معانی ہیں اسکی ذات اور شان اقدس کے لائق ... ورا الوراء ہیں جیسے لیس کمثلہ شیء وہو السمیع البصیر (شوریٰ رکوع ۲) حضرت شاہ ... پر جو فائدہ لکھا ہے اسمیں ... مراد مہر ... ید اللہ ... امتہ محمدیہ پر اور قہر کا بنی اسرائیل پر کھلا ہے جیسا کہ اگلی آیتوں میں اشارہ فرمایا ف۳ یعنی ... وہ ہی خوب جانتا ہے کہ کس وقت کس پر کس قدر خرچ کیا جائے کبھی ایک وفادار کو امتحاناً ... مال کی فراخی سے تنگی اور عسرت میں مبتلا کر دیتا ہے اور کبھی اسکی وفاداری کے صلہ میں ... آخرت سے پہلے دنیوی برکات کے دروازے بھی کھول دیتا ہے ... ایک مجرم متمرد پر کبھی آخرت کی سزا سے پہلے تنگ حالی ضیق معیشت اور مصائب و آفات وغیرہ کی سزا بھیجتا ہے ... کر فراخ کر کے مزید مہلت دیتا ہے ... شقاوت کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو کر انتہائی سزا کا مستحق ہو ... کی موجودگی میں کسی شخص کے مقبول و مردود ہونے کا فیصلہ ... جا سکتا ہو جیسے طرح ایک چیز ... اور قرائن سے جدا ہو گیا ہے کہ ایک بطور سزا اور دوسرا ... گستاخی کا جواب دیا جا چکا ہے لیکن قرآن کے ایسے حکیمانہ جوابات ... نہیں ہوگی بلکہ کلام الٰہی سنکر شرارت اور انکار میں اور زیادہ ترقی کرینگے ... ہماری بیماری ... کو زیادہ کر دیتی ہے تو اسمیں غذا کا قصور نہیں بلکہ مریض کے مزاج کی خرابی ہے۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ اگرچہ ترتیب میں خاص یہود کا تذکرہ کیا تھا لیکن "القینا بینہم العداوۃ" ... مراد غالباً ... سب اہل کتاب کا حال ... جیسا کہ پہلے اسی سورۃ میں گزر چکا اور اگلی آیت میں بھی سب اہل کتاب کو خطاب فرمایا ... ہوا کر جوں جوں انکی شرارت اور انکار کو ترقی ہوگی اسی قدر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ... اور منصوبے گانٹھیں گے اور لڑائی کی آگ سلگانے کیلئے تیار ہونگے لیکن اُن کے ... آپس میں پھوٹ پڑ چکی ہے جو مٹ نہیں سکتی ... کی جنگی تیاریاں کامیاب نہیں ہوئیں ف۲ ... اخوت مستحکم رہیگی اور مفسد ... فتنہ اور فساد سے مجتنب رہنے کا انجام ... ف۳ یعنی باوجود اس قدر شرارت اور جرائم کے ... اپنے رویہ سے تائب ہو کر نبی کریم صلعم اور قرآن پر ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو دروازہ توبہ کا بند نہیں ہوا ... ف۴ یعنی قرآن کریم جو توراۃ و انجیل کے بعد ... ہدایت کیلئے نازل ہوا اسکو قائم کرتے ... تورات و انجیل ... آخر الزمان صلعم جو کتب سابقہ کی پیشین گوئیوں کے مطابق بھیجے گئے ... (بقیہ صفحہ ۱۵۴)

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ طُغْيَانًا

اور اُن میں بہتوں کو بڑھے گی اُس کلام سے جو تجھ کو اترا تیرے رب سے شرارت

اور اُن میں بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو تجھ پر اُترا تیرے رب کی طرف سے شرارت

وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

اور انکار سو تو افسوس نہ کھا اس قوم منکروں پر البتہ جو مسلمان ہیں

اور کفر سو تو افسوس نہ کر اس قوم کفار پر بیشک جو مسلمان ہیں

وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ

اور جو یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر

اور جو یہودی ہیں اور فرقہ صابی اور نصاریٰ جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اور پچھلے دن پر اور عمل کرے نیک نہ اُن پر ڈر ہے نہ وہ

اور روز قیامت پر اور عمل کرے نیک نہ اُن پر ڈر ہے نہ وہ

يَحْزَنُونَ ۝ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا

غم کھاویں ہم نے لیا تھا قول بنی اسرائیل سے اور بھیجے

غمگین ہوں گے ہم نے لیا تھا پختہ قول بنی اسرائیل سے اور بھیجے

إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ

اُن کی طرف رسول جب آیا اُن پاس کوئی رسول جو نہ خوش آیا اُن کے جی کو

اُن کی طرف رسول جب لایا اُن کے پاس کوئی رسول وہ حکم جو خوش نہ آیا اُن کے جی کو

فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ۝ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ

کتوں کو جھٹلایا اور کتوں کا خون کرنے لگے اور خیال کیا کہ کچھ خرابی نہ ہوگی

تو بہتوں کو جھٹلایا اور بہتوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور خیال کیا کہ کچھ خرابی نہ

فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا

سو اندھے ہو گئے اور بہرے پھر اللہ متوجہ ہوا اُن پر پھر اندھے اور

ہوگی سو اندھے ہو گئے اور بہرے پھر توبہ قبول کی اللہ نے اُن کی پھر اندھے اور

وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ كَفَرَ

بہرے ہوئے اُن میں بہت اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہیں بیشک کافر

بہرے ہوئے اُن میں سے بہت اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں بیشک کافر ہوئے

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ

جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے

جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ

کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا مقرر جس نے شریک کیا

کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی رب ہے میرا اور تمہارا بیشک جس نے شریک ٹھہرایا

[illegible]

منزل ۲

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ نصاریٰ میں دو قول ہیں بعضے کہتے ہیں اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا اور بعضے کہتے ہیں تین حصہ ہو گیا ایک اللہ رہا ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں صریح کفر ہیں، کا ملوں کے حق میں یہی کہتے جو آگے فرمایا ف۲ یعنی اس سے زیادہ کیا نشانی کہ جو شخص کھانا کھاوے اُسے سب حاجت بشری تھے۔ اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

(بقیہ صفحہ ۱۵۴) اس سے گزر کر اسقدر رشدید مظالم اور باغیانہ جرائم کا ارتکاب کر کے بالکل بے فکر ہو بیٹھے۔ گویا ان حرکات کا کوئی خمیازہ بھگتنا نہیں پڑیگا اور ظلم و بغاوت کے خراب نتائج کبھی سامنے نہ آئیں گے۔ یہ خیال کر کے خدائی نشانات اور خدائی کلام کی طرف سے بالکل ہی اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو نا کرنی کام تھے وہ کئے حتیٰ کہ بعض انبیاء کو قتل اور بعض کو قید کیا آخر خدا تعالیٰ نے اُن پر بخت نصر کو مسلط فرمایا پھر ایک مدت دراز کے بعد بعض ملوک فارس نے بخت نصر کی قید ذلت و رسوائی سے چھڑا کر بابل سے بیت المقدس کو واپس کیا، اُسوقت ان لوگوں نے توبہ کی اور اصلاح حال کی طرف متوجہ ہوئے، خدا نے توبہ قبول کی لیکن کچھ زمانہ کے بعد پھر وہی شرارتیں سوجھیں اور بالکل اندھے بہرے ہو کر حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے قتل کی جرأت کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر تیار ہو گئے ف۲ یعنی وہ اگرچہ خدا کے غضب و قہر کی طرف سے اندھے ہو گئے ہیں لیکن خدا اُن کی تمام حرکات کو برابر دیکھتا رہا ہے۔ چنانچہ اُن حرکات کی سزا اب اُمت محمدیہ کے ہاتھوں سے دلوا رہا ہے۔

بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا

اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اُس پر جنت اور اُس کا ٹھکانا دوزخ اور کوئی

اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اُس پر جنت اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی نہیں

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ

نہیں گنہگاروں کی مدد کرنے والا بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا

گنہگاروں کی مدد کرنے والا ف۱ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ ہے تین میں کا

ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا

ایک اور بندگی کسی کو نہیں مگر ایک معبود کو اور اگر نہ چھوڑیں گے جو بات

ایک ف۲ حالانکہ کوئی معبود نہیں بجز ایک معبود کے اور اگر نہ باز آویں گے اس بات سے کہ

يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ

کہتے ہیں البتہ جو اُن میں منکر ہیں پاویں گے دکھ کی مار ف۱ کیوں نہیں توبہ کرتے

کہتے ہیں تو بیشک پہنچیگا اُن میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو عذاب دردناک کیوں نہیں توبہ کرتے

اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ

اللہ کے پاس اور گناہ بخشواتے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور کچھ نہیں مسیح

اللہ کے آگے اور گناہ بخشواتے اُس سے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۳ نہیں ہے مسیح

ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ

مریم کا بیٹا مگر رسول ہے گزر چکے اُس سے پہلے رسول اور اُسکی ماں

مریم کا بیٹا مگر رسول گزر چکے اُس سے پہلے بہت رسول ف۴ اور اُسکی ماں

صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ

ولی ہے دونوں کھاتے تھے کھانا دیکھ ہم کیسے بتاتے ہیں اُن کو نشانیاں

ولی ہے ف۵ دونوں کھاتے تھے کھانا دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں اُن کو دلیلیں

ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

پھر دیکھ کہاں اُلٹے جاتے ہیں ف۱ تو کہہ تم ایسی چیز پوجتے ہو اللہ کو چھوڑ کر

پھر دیکھ وہ کہاں اُلٹے جا رہے ہیں ف۶ تو کہہ دے تم ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر

مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ

جو مالک نہیں تمہارے بُرے کی نہ بھلے کی اور اللہ وہی ہے سُنتا جانتا تو کہہ

جو مالک نہیں تمہارے بُرے کی اور نہ بھلے کی اور اللہ وہی ہے سُننے والا جاننے والا ف۷ تو کہہ

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ

اے اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا اور مت چلو خیال پر ایک

اے اہل کتاب مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا ف۸ اور مت چلو خیالات پر

قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ

لوگوں کے جو بہک گئے ہیں آگے اور بہکا گئے بہتوں کو اور بھولے سیدھی

ان لوگوں کے جو گمراہ ہو چکے پہلے اور گمراہ کر گئے بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی

وقف لازم

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یہاں سے نصاریٰ کے ایمان باللہ کی کیفیت دکھلائی گئی ہے کہ وہ کہاں تک حقانیت کے اس معیار پر پورے اُترے۔ اُن کے ایمان باللہ کا حال یہ ہے کہ عقل کے خلاف فطرت سلیمہ کے خلاف اور خود حضرت مسیح کی تصریحات کے خلاف مسیح ابن مریم کو خدا بنا دیا: "ایک تین اور تین ایک" کی بھول بھلیاں تو محض برائے نام ہے۔ حقیقۃً سارا زور و قوت صرف حضرت مسیح کی الوہیت ثابت کرنے پر صرف کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود حضرت مسیح علیہ السلام خدا کے رب ہونے اور دوسرے آدمیوں کی طرح اپنے مربوب ہونے کا علانیہ اعتراف فرما رہے ہیں اور جس شرک میں اُن کی اُمت مبتلا ہونے والی تھی اُسکی بُرائی کس زور شور سے بیان کر رہے ہیں۔ پھر بھی ان اندھوں کو عبرت نہیں ہوتی ف۲ یعنی حضرت مسیح، روح القدس اور اللہ، یا مسیح، مریم اور اللہ تینوں خدا ہیں (العیاذ باللہ) اُن میں کا ایک حصہ دار اللہ ہوا پھر وہ تینوں ایک اور وہ ایک تین ہیں۔ جیسا کہ متکلمین کا عقیدہ ہے یہی ہے اور اس خلاف عقل و بداہت عقیدہ کو عجیب گول مول اور پیچدار عبارتوں سے ادا کرتے ہیں اور جب کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس کو ایک ماوراء العقل حقیقت قرار دیتے ہیں۔ سچ ہے ولن یصلح العطار ما افسد الدھر ف۳ یہ اُسی غفور رحیم کی شان ہے کہ ایسے ایسے باغی اور گستاخ مجرم بھی جب شرمندہ ہو کر اور اصلاح کا عزم کر کے حاضر ہوں تو ایک منٹ میں عمر بھر کے جرائم معاف فرما دیتا ہے ف۴ اُسی مقدس و معصوم جماعت کے یہ بھی ایک فرد ہیں آنہیں خدا بنانا یہ تمہاری سفاہت ہے ف۵ جمہور اُمت کی تحقیق یہی ہے کہ خواتین میں نبوت نہیں آئی۔ یہ منصب رجال ہی کے لئے مخصوص رہا ہے وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم من اھل القریٰ (یوسف۔ رکوع ۱۲) حضرت مریم بتول بھی ایک ولی بی بی تھیں نبی نہیں ف۶ غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو شخص کھانے پینے کا محتاج ہو وہ تقریباً دنیا کی ہر چیز کا محتاج ہے۔ زمین، ہوا، پانی، سورج، حیوانات حتیٰ کہ بیلے اور کدالے بھی سے استغنا نہیں ہو سکتا۔ غلہ کے پیٹ میں پہنچنے اور ہضم ہونے تک خیال کرو بالواسطہ یا بلاواسطہ کتنی چیزوں کی ضرورت ہے۔ پھر کھانے سے جو اثرات و نتائج پیدا ہوں گے اُنکا سلسلہ کہاں تک جاتا ہے۔ احتیاج و افتقار کے اس طویل الذیل سلسلہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم الوہیت مسیح و مریم کے ابطال کو بشکل استدلال یوں بیان کر سکتے ہیں کہ مسیح و مریم اکل و شرب کی ضروریات سے مستغنی نہ تھے جو مشاہدہ اور تواتر سے ثابت ہے اور جو اکل و شرب سے مستغنی نہ ہو وہ دنیا کی کسی چیز سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ پھر تم ہی کہو کہ جو ذات تمام انسانوں کی طرح اپنی بقا میں عالم اسباب سے مستغنی نہ ہو وہ خدا کیونکر بن سکتی ہے۔ یہ ایسی قوی اور واضح دلیل ہے جسے عالم و جاہل یکساں طور پر سمجھ سکتے ہیں یعنی کھانا پینا اُلوہیت کے منافی ہے۔ اگرچہ نہ کھانا اُلوہیت کی دلیل نہیں ورنہ سارے فرشتے خدا بن جائیں معاذ اللہ ف۷ یعنی جب مسیح کو خدا کہا تو لازم ہے کہ معبود بھی ہو۔ مگر معبود بننا صرف اُسی ذات کے ساتھ مختص ہے جو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک اور پورا اختیار ہو کیونکہ عبادت انتہائی تذلل کا نام ہے اور انتہائی تذلل اُسی کے سامنے اختیار کر سکتے ہیں جو انتہائی عزت اور غلبہ رکھنے والا اور اُن سب کی سُننے والا اور سب کے سب احوال کا پوری طرح جاننے والا ہو۔ آئیں تثلیث کے عقیدہ شرکیہ کے ساتھ تمام مشرکین کا رد ہو گیا۔ ف۸ عقیدہ کا مبالغہ یہ ہے کہ ایک مولود بشری کو خدا بنا دیا۔ اور عمل میں غلو وہ ہے جسے رہبانیت کہتے ہیں ورھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم (الحدید۔ رکوع ۴) یہود کی جو قبائح بیان کی جا چکیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا پرستی میں غرق ہونے کی وجہ سے دین اور دینداروں کی اُنکے یہاں کوئی عظمت و وقعت نہ تھی حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کی اہانت و قتل وغیرہ اُنکا خاص شعار تھا۔ برخلاف اس کے نصاریٰ نے تعظیم انبیاء میں اسقدر غلو کیا کہ ان میں سے بعض کو خدا کا بیٹا کہنے لگے اور ترک دنیا کر کے رہبانیت اختیار کر لی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی اصل انجیل وغیرہ کتب سماویہ میں اس عقیدہ شرکیہ کا کہیں پتہ نہ تھا۔ بعد میں یونانی بت پرستوں کی تقلید میں پولوس نے ایجاد کیا اُسی پر سب چل پڑے اور اُسی پر جمے رہے۔ ایسی اندھی تقلید سے نجات کی توقع رکھنا کسی عاقل کو زیبا نہیں۔ ف۲ یعنی
یوں تو تمام کتب سماویہ میں کافروں پر لعنت کی گئی ہے لیکن بنی اسرائیل کے کافروں پر جب وہ عصیان و تمرد میں حد سے گذر گئے کہ نہ مجرم کسی طرح ارتکاب جرائم سے باز آتا تھا اور نہ غیر مجرم مجرم کو روکتا تھا بلکہ سب شیر و شکر ہو کر بے تکلف ایک دوسرے کے ہم پیالہ و ہم نوالہ
بنے ہوئے تھے منکرات و فواحش کا ارتکاب کرنے والوں پر کسی طرح کے انقباض تکدر اور ترش روئی کا اظہار بھی نہ ہوتا تھا تب خدا نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے اُن پر لعنت کی۔ جیسے کہ ... حد سے گذر چکی تھی
ابھی جو ایسے جلیل القدر انبیاء کے توسط سے کی گئی اخیر معنوی طور پر تباہ کن ثابت ہوئی۔ غالباً اسی لعنت کے نتیجہ میں اُن میں کے بہت سے افراد ظاہراً و باطناً بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیئے گئے اور باطنی مسخ کا دائرہ تو اس قدر وسیع ہوا کہ ان کے بہت سے لوگ آج بھی
اُن مسلمانوں کو چھوڑ کر جو خدا کی تمام کتب سماویہ تمام انبیاء کی تصدیق و تعظیم کرتے ہیں مشرکین مکہ سے جو خالص بت پرست اور نبوات وغیرہ سے جاہل محض ہیں، مسلمانوں کے خلاف دوستی گانٹھتے ہیں۔ اگر ان اہل کتاب کو خدا پر نبی پر اور وحی الٰہی پر واقعی اعتقاد ہوتا تو یہ ممکن
نہ تھا کہ اُس قوم کی ضد میں جو ان تمام چیزوں کو مکمل طور پر مانتے ہیں بت پرستوں سے ساز باز کرتے۔ یہ بے حسی، بد مذاقی اور خدا پرستوں سے بھاگ کر بت پرستوں سے دوستی کرنا، اُسی لعنت اور پھٹکار کا اثر ہے جس نے اُنہیں خدا کی رحمت عظیمہ سے کوسوں دور پھینک دیا ہے۔ پچھلی آیات میں اُنکی گذشتہ کفریات اور جرائم کو بیان کر کے غلو فی الدین اور گمراہوں کی کورانہ تقلید سے منع فرمایا تھا تاکہ اب بھی اپنی ملعون حرکات سے تائب ہو کر حق و صداقت کے راستہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ اس رکوع میں اُن کی موجودہ حالت پر متنبہ کرتے ہوئے بتلایا کہ جو لعنت داؤد اور مسیح علیہما السلام کی زبانی ہوئی تھی اُس کے آثار آج تک موجود ہیں۔ اہل اللہ اور عارفین سے نفرت و عداوت اور جاہل مشرکوں سے محبت یہ کھلی دلیل اس کی ہے کہ اُنکے قلوب خدائی لعنت کے اثر سے بالکل مسخ ہو چکے ہیں۔ اگر اب بھی اُنہوں نے اپنی حالت کو نہ سنبھالا اور حق کی طرف رجوع نہ کیا تو ایسی شدید لعنت کے مورد بنیں گے جو خدا تعالیٰ سید الانبیاء خاتم الرسل صلعم کی زبان سے اُن پر بھیجے گا۔ ف۳ لا یتناہون کے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) "نہیں رُکتے تھے" کما فی روح المعانی (۲) "نہیں روکتے تھے ایک دوسرے کو" کما ہو المشہور۔ جب بدی کسی قوم میں پھیلے اور کوئی روکنے ٹوکنے والا بھی نہ ہو تو عذاب عام کا اندیشہ ہے۔ ف۴ کافروں سے مراد مشرکین ہیں اور ان آیات کا مصداق یہود مدینہ تھے جنہوں نے مشرکین مکہ کے ساتھ سازش کر کے مسلمانوں سے لڑائی کی ٹھانی تھی۔ ف۵ یعنی جو ذخیرہ اعمال کا مرنے سے پہلے آخرت کے لئے بھیج رہے ہیں وہ ایسا ہے جو اُن کو غضب الٰہی اور عذاب ابدی کا مستحق بناتا ہے۔ ف۶ "النبی" سے بعض مفسرین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بعض نے رسول کریم صلعم کو مراد لیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اگر ان یہود کو واقعی یقین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت اور تعلیمات پر ہوتا تو نبی آخر الزمان کے مقابلہ میں جن کی بشارت خود موسیٰ علیہ السلام دے چکے ہیں، مشرکین سے دوستی نہ کرتے یا یہ کہ اگر نبی کریم صلعم پر مخلصانہ ایمان لے آتے تو ایسی حرکت ان سے سرزد نہ ہوتی کہ دشمنان اسلام سے ساز باز کریں۔ اس دوسری تقدیر پر آیت منافقین یہود کے حق میں ہوگی ف۷ خدا کی اور خود اپنے تسلیم کردہ پیغمبر کی نافرمانی کرتے کرتے یہ حالت ہوگئی کہ اب موحدین پر مشرکین کو ترجیح دیتے ہیں۔ افسوس کہ آج ہم بہت سے نام نہاد مسلمانوں کی حالت بھی یہی پاتے ہیں کہ مسلمان اور کفار کے مقابلہ کے وقت کافروں کو دوست بناتے اور اُنہی کی حمایت و وکالت کرتے ہیں اللّٰھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

ع ۱۰ ۱۱ ۱۴

السَّبِيلِ ۝ ع لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ عَلٰى
راہ سے ۔ لعنت کھائی منکروں نے بنی اسرائیل میں سے
راہ سے ف۱ ملعون ہوئے کافر بنی اسرائیل میں کے
لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا
داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بیٹے مریم کی یہ اس سے کہ گنہگار تھے اور حد پر نہ
داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے
يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ
رہتے تھے آپس میں منع نہ کرتے بُرے کام سے جو کر رہے تھے کیا
گذر گئے تھے ف۲ آپس میں منع نہ کرتے بُرے کام سے جو وہ کر رہے تھے ف۳ کیا ہی برا کام ہے
مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ تَرٰى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ
بُرا کام ہے جو کرتے تھے تو دیکھے اُن میں بہت لوگ رفیق ہوتے ہیں کافروں کے
جو کرتے تھے تو دیکھتا ہے اُن میں کہ بہت سے لوگ دوستی کرتے ہیں کافروں سے ف۴
لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ
بُری تیاری بھیجی ہے اپنے واسطے کہ اللہ کا غضب ہوا اُن پر اور ہمیشہ وہ عذاب
کیا ہی بُرا سامان بھیجا اُنہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ اللہ کا غضب ہوا اُن پر اور وہ ہمیشہ عذاب
هُمْ خٰلِدُونَ ۝ وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ أُنْزِلَ
میں ہیں اور اگر یقین رکھتے اللہ پر اور نبی پر اور جو اُس پر
میں رہنے والے ہیں ف۵ اور اگر وہ یقین رکھتے اللہ پر اور نبی پر اور جو نبی
إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ۝
اُترا تو اُن کو رفیق نہ ٹھہراتے پر اُن میں بہت لوگ بے حکم ہیں
پر اُترا تو کافروں کو دوست نہ بناتے ف۶ لیکن اُن میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں ف۷
لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ
تو پاوے گا سب لوگوں میں زیادہ دشمنی مسلمانوں سے یہود کو
تو پاوے گا سب لوگوں سے زیادہ دشمن مسلمانوں کا یہودیوں کو
وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ
اور شریک والوں کو اور تو پاوے گا سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں کی
اور مشرکوں کو اور تو پاوے گا سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں
آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّا نَصٰرٰى ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ
وے لوگ جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں یہ اس واسطے کہ اُن میں
کے اُن لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس واسطے کہ نصاریٰ میں
قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَّأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝
عالم ہیں اور درویش ہیں اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے
عالم ہیں اور درویش ہیں اور اس واسطے کہ وہ تکبر نہیں کرتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن کے میں کافروں نے جب مسلمانوں پر ظلم کیا تو حضرت نے اذن دیا کہ اور ملک میں نکل جاؤ۔ قریب اسی آدمی مسلمان پہلے تنہا پیچھے کو جمیعت ملک حبشہ میں جا رہے وہاں کا بادشاہ خوب منصف تھا پھر مکے کے کافروں نے اُس کو بہکایا کہ اس قوم کو رہنے نہ دو کہ حضرت عیسیٰ کو غلام کہتے ہیں تب بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا اور قرآن پڑھوا کر سنا وہ اور اُس کے علما بہت روئے اور کہا حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے میرے بعد بیٹش از قیامت ایک نبی اور آوے گا وہ بیشک یہی نبی ہے۔ وہ بادشاہ خفیہ مسلمان ہوا اُن کے حق میں یہ آیتیں ہیں ف۲ جو چیز شریع میں صاف حلال ہو اُس سے پرہیز کرنا بُرا ہے۔ یہ دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زہد کے سبب سے اپنے اوپر تنگ کر لے کہ یہ رہبانیت ہمارے دین میں پسند نہیں بلکہ تقویٰ چاہئے کہ جو منع ہوا اُسکے نزدیک نہ جاوے دوسرے یہ کہ قسم کھا بیٹھا ایک کام پر یہ بھی بہتر نہیں جو کام موافق شرع ہے اُس سے قسم نہ کھائے اور کھا بیٹھا تو توڑ دے اور کفارہ دے یہ آگے فرمایا ہے ۔ از شاہ عبد القادر صاحب رح
ف۱ ان آیات میں بتلایا گیا کہ یہود کو مشرکین سے دوستی کیونکر محض اسلام اور مسلمانوں کی عداوت و بغض کی وجہ سے ہے۔ نبی کریم صلعم کو جن اقوام سے زیادہ سابقہ پڑتا تھا اُنہیں یہ دونوں قومیں یہود اور مشرکین بھی اقرب اسلام و مسلمین کی شدید ترین دشمن تھیں مشرکین

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ
اور جب سنتیں جو اترا رسول پر تو دیکھے انکی آنکھیں
اور جب سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول پر تو دیکھے تو ان کی آنکھوں کو
تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا
ابلتی ہیں آنسوؤں سے اس پر جو پہچانی بات حق کہتے ہیں اے رب ہم نے یقین کیا
کہ ابلتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ انہوں نے پہچان لیا حق بات کو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا
سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لاویں اللہ پر اور پہنچا ہم پاس
سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لاویں اللہ پر اور اُس چیز پر جو پہنچی ہمکو
مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ○
حق اور ہم کو توقع ہے کہ داخل کرے ہمکو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے
حق سے اور توقع رکھیں اسکی کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے
فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
پھر اُن کو بدلا دیا اُن کے رب نے اس کہنے پر باغ نیچے اُن کے بہتی نہریں رہا کریں
پھر انکو بدلے میں دیئے اللہ نے اس کہنے پر ایسے باغ کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں
فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ○ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا
ان میں اور یہ ہے بدلا نیکی کرنیوالوں کا اور جو منکر ہوئے اور جھٹلانے لگے
ان میں ہی اور یہ ہے بدلا نیکی کرنے والوں کا اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلانے لگے
ع ۱۱ بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا
۹ ہماری آیتیں وے ہیں دوزخ کے لوگ ف۱ اے ایمان والو مت حرام ٹھہراؤ
ہماری آیتوں کو وہ ہیں دوزخ کے رہنے والے ف۱ اے ایمان والو مت حرام ٹھہراؤ
طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
ستھری چیزیں جو اللہ نے تم کو حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ نہیں چاہتا
وہ لذیذ چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ پسند نہیں کرتا
الْمُعْتَدِينَ ○ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا
زیادتی والوں کو اور کھاؤ اللہ کے دیے سے جو حلال ہو ستھرا اور ڈرتے رہو
حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہو اور ڈرتے رہو
اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ○ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ
اللہ سے جس پر یقین رکھتے ہو ف۲ نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری
اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو ف۲ نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری
فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ
بے فائدہ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے جو قسم تم نے گرہ باندھی
بیہودہ قسموں پر ف۳ لیکن پکڑتا ہے اُس پر جس قسم کو تم نے مضبوط باندھا

مکہ کی ایذا رسانیاں تو اظہر من الشمس ہیں لیکن مغرور یہود نے بھی کوئی کینہ و حرکت اٹھا نہ رکھی، کبھی حضور کو تنہائی میں پتھر کی چٹان گرا کر شہید کرنا چاہا، کھانے میں زہر دینے کی کوشش کی، سحر اور ٹونکے کرائے، غرض غضب پر غضب اور لعنت پر لعنت حاصل کرتے رہے۔ بخلاف ان کے نصاریٰ باوجودیکہ وہ بھی کافر ہیں جتنے اسلام سے بچتے تھے مسلمانوں سے بچانے میں اتنی دشمنی نہ تھی۔ تاہم اُن میں قبول حق کی استعداد ان دونوں گروہوں سے زیادہ تھی اُنکے دل اسلام اور مسلمانوں سے محبت کرنے کی طرف نسبتہً جلد مائل ہو جاتے تھے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ اس وقت تک اُن میں علم دین کا چرچا دوسری قوموں سے زائد تھا۔ اپنے طریقے کے موافق ترک دنیا اور زاہدانہ زندگی اختیار کرنے والے اُنمیں بکثرت پائے جاتے تھے۔ نرم دلی اور تواضع اُنکی خاص صفت تھی۔ جس قوم میں یہ خصال کثرت سے پائی جائیں اُسکا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ اُس میں قبول حق اور سلامت روی کا مادہ دوسری اقوام سے زیادہ ہو کیونکہ قبول حق سے مانع زیادہ تر تین چیزیں ہوتی ہیں جہل، حب دنیا یا حسد و تکبر وغیرہ۔ نصاریٰ میں قسیسین کا وجود جہل کو، رہبان کی کثرت حب دنیا کو مزیل اور تواضع کی صفت کبر و نخوت وغیرہ کو کم کرتی تھی۔ چنانچہ قیصر شاہ روم، مقوقس مصر اور نجاشی ملک حبشہ نے جو کچھ رویہ نبی کریم صلعم کے پیغام رسالت کے ساتھ برتا وہ اسکا شاہد ہے کہ اس وقت نصاریٰ میں قبول حق اور مودۃ مسلمین کی صلاحیت نسبتہً دوسری قوموں سے زیادہ تھی۔ مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر جب ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے حبشہ کو ہجرت کی اور مشرکین نے وہاں بھی ملک حبشہ کے دربار تک پہنچ کر پیچھا نہ چھوڑا تو بادشاہ نے ایک روز مسلمانوں کو بلا کر کچھ سوالات کئے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت بھی اُنکا عقیدہ دریافت کیا۔ حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کی آیات پڑھیں اور اپنا عقیدہ صاف صاف بیان فرمایا۔ بادشاہ بے انتہا متاثر ہوا اور اقرار کیا کہ جو کچھ قرآن نے حضرت عیسیٰ کی نسبت عقیدہ ظاہر کیا ہے وہ بلا کم و کاست صحیح ہے۔ اسنے کتب سابقہ کی بشارات کے موافق حضور پرنور صلعم کو نبی آخر الزمان تسلیم کیا۔ قصہ طویل ہے۔ انجام کار ہجرت کے کئی سال بعد ایک وفد جو ستر یا اسی حبشی نصرانیوں پر مشتمل تھا نبی کریم صلعم کی خدمت اقدس میں روانہ کیا۔ یہ لوگ جب مدینہ پہنچے اور قرآن کریم کے سماع سے مشرف ہوئے تو کلام الٰہی سن کر وفور گریہ و بکا ہو گئے آنکھوں سے آنسو اور زبان پر ربنا آمنا الخ کلمات جاری تھے۔ ان آیات میں اسی جماعت کا حال بیان فرمایا ہے۔ قیامت تک کیلئے کوئی خبر نہیں دی گئی کہ ہمیشہ عیسائیوں اور یہود و مشرکین وغیرہ کے تعلقات کی نوعیت اسلام و مسلمین کیساتھ یہی رہے گی۔ آج جو لوگ عیسائی کہلاتے ہیں اُن میں کتنے قسیس و رہبان ان متواضع و منکسر المزاج ہیں اور کتنے ہیں جنکی آنکھیں کلام الٰہی سن کر آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ جب اقرب مودۃ کی علت ہی جو ذٰلک بان منھم قسیسین الخ سے بیان کی گئی موجود نہیں تو معلول یعنی اقرب مودت کیونکر موجود ہوگا۔ بہرحال جو اوصاف عہد نبوی کے عیسائیوں اور یہود و مشرکین کے بیان ہوئے وہ جب کبھی اور جہاں کہیں جس مقدار میں موجود ہوں گے اُسی نسبت سے اسلام و مسلمین کی محبت و عداوت کو تسلیم کر لیا جائے۔ ف۱ آغاز سورت میں اوفوا بالعقود کی تاکید کے بعد حلال و حرام کا بیان شروع ہوا تھا اسی ضمن میں خاص خاص مناسبات سے جنکا ذکر موقع بر موقع ہم کر چکے ہیں اور بہت سے مفید مضامین کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ الشیء بالشیء یذکر بات میں سے بات نکلتی رہی، تمام مستطرادی مضامین کو تمام کر کے اس پارہ کے پہلے رکوع سے پھر اصل موضوع بحث کی طرف عود کیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ اس رکوع سے متصل پہلے رکوع میں جو مضمون گذرا اُس سے بھی اس رکوع کا مضمون پوری طرح مربوط ہے کیونکہ پچھلے رکوع میں یہود و نصاریٰ کی جو فضائح بیان کی گئیں سمجھنے والوں کے نزدیک اُنکا خلاصہ دو چیزیں تھیں یعنی یہود کا لذات و شہوات دنیا اور حرام خوری میں ہمہ تن منہمک ہونا اور نصاریٰ کا دین میں غلو اور افراط جو آخر کار رہبانیت وغیرہ تک پہنچا۔ یہ رہبانیت و ترک دنیا یا رہبانیت کا بیشتر اور منشأ اصلی کو اختیار کرنے یا تجرد وغیرہ کو ملک ذات حق ہو کر ذکر ان منھم قسیسین و رہبانا کہکر بشرط حسن نیت ان کی مدح میں پیش کیا گیا۔ لیکن چونکہ پیغمبر کا تجرد و ترک دنیا بس متعدد عظیم اور قانون قدرت کے راستہ میں حائل تھا جو خالق عالم نے عالم کی تخلیق میں مرعی رکھا ہے اس لئے وہ عالمگیر مذہب جو ابدی طور پر تمام بنی نوع انسان کی فلاح دارین اور صلاح معاش و معاد کا متکفل ہو کر آیا ہے ضروری تھا کہ اس طریقہ کے بیزارانہ طریق عبادت پر سختی سے نکتہ چینی کرے

کوئی آسمانی کتاب آج تک ایسی جامع، معتدل، فطری تعلیم انسانی ترقیات کے ہر شعبہ کے متعلق پیش نہیں کر سکتی جو قرآن کریم نے ان دو آیتوں میں پیش کی ہے۔ ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو صاف طور پر ہدایت دی ہے کہ کسی لذیذ حلال و طیب چیز کو محض اعتقاد یا عملاً حرام ٹھہرا لیں۔ نہ صرف یہی بلکہ انکو خدا کی پیدا کی ہوئی حلال و طیب نعمتوں سے متمتع ہونے کی ترغیب دی ہے مگر سلبی اور ایجابی دو شرطوں کے ساتھ (۱) اعتدال کو ہر حال میں (حد سے نہ بڑھیں) (۲) اور تقویٰ اختیار کریں (خدا سے ڈرتے رہیں) اعتدال کے دو مطلب ہو سکتے ہیں حلال چیزوں کے ساتھ حرام کا سا معاملہ کرنے لگیں اور نصاریٰ کی طرح رہبانیت میں مبتلا ہو جائیں یا لذائذ و طیبات سے تمتع کرنے میں حد اعتدال سے گذر جائیں حتی کہ لذات و شہوات میں منہمک ہو کر یہود کی طرح حیات دنیا ہی کو اپنا مطمح نظر بنالیں۔ الغرض غلو و جفا اور افراط و تفریط کے درمیان متوسط و معتدل راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ نہ تو لذائذ دنیوی میں غرق ہو جائیں اجازت ہے اور نہ از راہ رہبانیت مباحات و طیبات کو چھوڑ دینگی۔ از راہ رہبانیت کی قید ہم نے اس لئے لگائی کہ بعض اوقات بدنی یا نفسی علاج کی غرض سے کسی مباح سے عارضی طور پر پرہیز کرنا، ممانعت میں داخل نہیں نیز مسلمان تقویٰ کے امر میں جسکے معنی ہیں خدا سے ڈر کر ممنوعات سے اجتناب کرنا ۔۔۔ (۱۵۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جس بات پر قصد کر کر قسم کھائی آئندہ کو پھر اسکے خلاف ہو تو تین بات ہیں سے ایک کرے جو چاہے یا دس محتاج کو کھلانا یعنی ہر ایک کو اناج دینا دو سیر گیہوں یا چار سیر جو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا اگر ان تینوں میں
کسی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے اور اپنی قسم کو چاہئے تھامنا یعنی نامقدور قسم نہ کھاوے اور زبان کی یہ عادت نہ کرے۔ ف۲ شراب جس چیز کا پانی سڑا لیکر نشہ لاوے انگور کا ہو یا کھجور کا وہ سب حرام اور نجس ہو باقی جو چیز نشہ لاوے اور نجس نہیں لیکن حرام ہو اور جوا
شرط بدنا کسی چیز پر جیسے جیت اور ہار ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں باقی جو کھیل کہ اُن میں شرط بدنی رواج ہے اگر بغیر شرط کھیلے تو جواز ہوا لیکن یہ کہ شیطان اس بہانے سے روکتا ہے اللہ کی یاد اور نماز سے سو ہوئے ۔۔۔۔ ارشاد عبد القادر صاحب
(بقیہ صفحہ ۱۵۷) اگر کوئی شخص کسی وقت یا (بوجہ) احتیاط مباحات ترک کرے تو زہد نہیں بلکہ ورع و تقویٰ ہے جو حدیث میں آیا لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس به حذرا مما به باس (ترمذی) الحاصل ترک لذات اور تقویٰ کی قید
ہر قسم کی طیبات سے مومن مستفید ہو سکتا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقیات کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ف۳ یعنی اس پر دنیا میں کفارہ نہیں جیسا کہ یمین منعقدہ میں واجب ہے "لغو" "یمین" قسم کی تفسیر پارہ سیقول کے اواخر میں گذر چکی چونکہ اوپر تحریم طیبات کا ذکر تھا اور تحریم
کی ایک قسم "یمین" بھی ہو اسلئے "یمین" کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ
سو اُس کا اُتار کھلانا دس محتاجوں کو بیچ کا کھانا جو دیتے ہو
سو اُس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ
اپنے گھر والوں کو یا اُن کو کپڑا دینا یا ایک گردن آزاد کرنی پھر جس کو پیدا نہ ہو تو روزے
اپنے گھر والوں کو ف۱ یا کپڑا پہنا دینا دس محتاجوں کو ف۲ یا ایک گردن آزاد کرنی ف۳ پھر جس کو میسر نہ ہو تو روزے رکھنے ہیں

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْۤا
تین دن کا یہ اُتارا ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو اور تھامتے رہو
تین دن کے ف۴ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو اور حفاظت رکھو

اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
اپنی قسمیں یوں بتاتا ہے اللہ تم کو اپنے حکم شاید تم احسان مانو ف۱
اپنی قسموں کی ف۵ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے لئے اپنے حکم تاکہ تم احسان مانو ف۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بُت اور پانسے
اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بُت اور پانسے ف۷

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو
سب گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ ف۸

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ
شیطان یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر
شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور بیر

فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ
شراب سے اور جوئے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے
بذریعہ شراب اور جوئے کے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
پھر اب تم باز نہ آؤ گے ف۲ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا
سو اب بھی تم باز آؤ گے ف۹ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا

وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ
اور بچتے رہو پھر اگر تم پھرو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا
اور بچتے رہو پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے

الْمُبِيْنُ ۝ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ
کھول کر جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کیے اُن پر نہیں گناہ
کھول کر ف۱۰ جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کیے اُن پر گناہ نہیں

فوائد صفحہ ھذا ف۱ یعنی قسم توڑنے کے بعد یہ کفارہ دیا جائیگا۔ کھانا دینے میں اختیار ہے خواہ دس مساکین کو گھر بٹھلا کر کھانا کھلا دے یا صدقہ فطر کی برابر ہر مسکین کو غلہ یا اُسکی قیمت ادا کر دے ف۲ اس قدر جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائے مثلاً کرتہ اور پاجامہ یا لنگی اور چادر ف۳ یعنی ایک بردہ آزاد کرنا اسمیں مومن ہونا شرط نہیں ف۴ یعنی متواتر روزے تین دن کے رکھے اور میسر نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ صاحب نصاب نہ ہو کما فی روح المعانی ف۵ قسموں کی حفاظت یہ ہے کہ بے ضرورت بات بات پر قسمیں نہ کھائے یہ عادت بھلی نہیں۔ اور اگر قسم کھائی تو تا مقدور پوری کرے اور اگر کسی وجہ سے توڑے تو کفارہ ادا کرے یہ سب چیزیں حفاظت یمین میں داخل ہیں ف۶ کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم طیبات سے گریز کیا تو اس گریز سے منع فرمایا اور اگر کسی نے غلطی سے طیبات کو اپنے اوپر حرام ہی کر لیا تو اُسکو حفاظت یمین کے ساتھ اُس سے حلال ہونیکا طریقہ بھی بتلا دیا ف۷ "انصاب" و "ازلام" کی تفسیر اسی سورت کی ابتداء میں "وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام" کے تحت میں گذر چکی ف۸ اس آیت سے پہلے بھی بعض آیات خمر (شراب) کے بارہ میں نازل ہو چکی تھیں۔ اول یہ آیت نازل ہوئی۔ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما (بقرہ رکوع ۲۷) گو اس سے نہایت واضح اشارہ تحریم خمر کی طرف کیا جا رہا تھا مگر چونکہ صاف طور پر اسکے چھوڑنے کا حکم نہ تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سُن کر کہا اللھم بین لنا بیانا شافیا اس کے بعد دوسری آیت آئی یا ایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکارٰی الی آخر الآیۃ (نساء رکوع ۶) اسمیں بھی تحریم خمر کی تصریح نہ تھی۔ گو نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی اور یہ قرینہ اسی کا تھا کہ غالباً یہ چیز عنقریب کلیۃً حرام ہونے والی ہو۔ مگر چونکہ عرب میں شراب کا رواج انتہا کو پہنچ چکا تھا اور اُسکا دفعۃً چھڑا دینا مخاطبین کے لحاظ سے سہل نہ تھا اس لئے نہایت حکیمانہ تدریج سے اولاً قلوب میں اُسکی نفرت بٹھلائی گئی اور آہستہ آہستہ حکم تحریم سے مانوس کیا گیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس دوسری آیت کو سُن کر پھر وہی لفظ کہے "اللھم بین لنا بیانا شافیا" آخر کار "مائدہ" کی یہ آیتیں جو اس وقت ہمارے سامنے ہیں "یا ایھا الذین امنوا" سے "فھل انتم منتھون" تک نازل کی گئیں جنمیں صاف صاف بت پرستی کی طرح اس گندی چیز سے بھی اجتناب کرنیکی ہدایت تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ "فھل انتم منتھون" سنتے ہی چلا اُٹھے "انتھینا انتھینا" لوگوں نے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے خُم خانے برباد کر دیئے۔ مدینہ کی گلی کوچوں میں شراب پانی کی طرح بہتی پھر رہی تھی سارا عرب اس گندی شراب کو چھوڑ کر معرفت ربانی اور محبت و اطاعت نبوی کی شراب طہور سے مخمور ہو گیا اور ام الخبائث کے مقابلہ پر حضور کا یہ جہاد ایسا کامیاب ہوا جس کی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ جس چیز کو قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو برس پہلے اتنی شدت سے روکا تھا آج سب سے بڑے شراب خوار ملک امریکہ وغیرہ اُسکی خرابیوں اور نقصانات کو محسوس کر کے اسکے مٹا دینے پر تُلے ہوئے ہیں۔ فللہ الحمد والمنۃ ف۹ شراب پی کر جب عقل جاتی رہتی ہو تو بعض اوقات شرابی پاگل ہو کر آپس میں لڑ پڑتے ہیں حتی کہ نشہ اُترنے کے بعد بھی بعض دفعہ لڑائی کا اثر باقی رہتا ہے اور باہمی عداوتیں قائم ہو جاتی ہیں۔ یہی حال بلکہ کچھ بڑھ کر جوئے کا ہے۔ اسمیں ہار جیت پر سخت جھگڑے اور فساد برپا ہوتے ہیں جس سے شیطان کی اور مہم بہانہ کا خوب موقع ملتا ہے۔ یہ تو ظاہری خرابی ہوئی اور باطنی نقصان یہ ہے کہ ان چیزوں میں مشغول ہو کر انسان خدا کی یاد اور عبادت الٰہی سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اس کی دلیل مشاہدہ اور تجربہ ہے۔ شطرنج کھیلنے والوں ہی کو دیکھ لو۔ نماز تو کیا کھانے پینے اور گھر بار کی بھی خبر نہیں رہتی۔ جب یہ چیز اسقدر ظاہری و باطنی نقصانات پر مشتمل ہے تو کیا ایک مسلمان اتنا سُن کر بھی باز نہ آئیگا ف۱۰ اگر کسی چیز کے منافع و مضار کا احاطہ نہ کر سکو تب بھی خدا اور رسول کے احکام کا امتثال کرو اور قانون کی خلاف ورزی سے بچتے رہو۔ اگر نہ بچو گے تو ہمارے پیغمبر تمکو قانون و احکام الٰہی کھول کر پہنچا چکے۔ نتیجہ خلاف ورزی کا خود سوچ لو کیا ہوگا؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر کی حالت میں اگر حرام چیز کھائی تھی پھر مسلمان ہوا ڈر کر اور منع پہنچا تو اسکو ڈر کر چھوڑ دیا پھر آگے نیکی پر رہا ڈر کر ایمان کے اعمال پر قائم رہا تو ان تینوں سبب کے آگے وہ گناہ نہ رہا [illegible]

[illegible]

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف نہایت صحیح اور قوی احادیث میں ہے کہ جب تحریم خمر کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ان مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے حکم تحریم آنے سے پہلے شراب پی اور اسی حالت میں انتقال کر گئے [illegible]

فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّ

جو کچھ پہلے کھا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور عمل نیک کیے پھر ڈرے اور

اسمیں جو کچھ پہلے کھا چکے جب کہ آیندہ کو ڈر گئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کیے پھر ڈرتے رہے اور

آمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

یقین کیا پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو ف۱ اے

یقین کیا پھر ڈرتے رہے اور نیکی کی اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو ف۱ اے ایمان

آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

ایمان والو البتہ تم کو آزماوے گا اللہ کچھ ایک شکار کے حکم سے جس پر پہنچتے ہیں ہاتھ تمہارے اور نیزے

والو البتہ تمکو آزما دیگا اللہ ایک بات سے اس شکار میں کہ جس پر پہنچتے ہیں ہاتھ تمہارے اور نیزے تمہارے ف۲

لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ

کہ معلوم کرے اللہ کہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے پھر جس نے زیادتی کی اس کے بعد تو اس کو

تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے ف۳ پھر جس نے زیادتی کی اس کے بعد تو اسکے لیے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ

دکھ کی مار ہے ف۲ اے ایمان والو نہ مارو شکار جس وقت تم ہو

عذاب دردناک ہے اے ایمان والو نہ مارو شکار جس وقت تم ہو

حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ

احرام میں اور جو کوئی تم میں اسکو مارے جان کر تو بدلا ہے اس مارے کے برابر مواشی میں سے

احرام میں ف۴ اور جو کوئی تم میں اسکو مارے جان کر ف۵ تو اس پر بدلا ہے اس مارے ہوئے کے برابر مویشی میں سے

يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ

وہ کر ٹھہرادیں دو معتبر تمہارے کر نیاز پہنچاوے کعبہ تک یا گناہ کا اتارا ہے کئی

جو تجویز کریں دو آدمی معتبر تم میں سے اس طرح سے کہ وہ جانور بدلے کا بطور نیاز پہنچایا جاوے کعبہ تک یا اس پر کفارہ ہے چند

مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا

محتاج کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ چکھے سزا اپنے کام کی اللہ نے

محتاجوں کو کھلانا یا اس کے برابر روزے تاکہ چکھے سزا اپنے کام کی ف۶ اللہ نے

اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی پھر کرے گا اس سے بدلہ لے گا اللہ اور اللہ زبردست ہے

معاف کیا جو کچھ ہو چکا ف۷ اور جو کوئی پھر کرے گا اس سے بدلا لے گا اللہ اور اللہ زبردست ہے

ذُو انتِقَامٍ ۝ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ

بدلہ لینے والا ف۵ حلال ہوا تم کو دریا کا شکار اور اس کا کھانا فائدے کو تمہارے اور

بدلا لینے والا ف۸ حلال ہوا تمہارے لیے دریا کا شکار اور دریا کا کھانا تمہارے فائدہ کے واسطے اور

لِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا

مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر شکار جنگل کا جب تک رہو احرام میں اور ڈرو

سب مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر جنگل کا شکار جب تک تم احرام میں رہو اور ڈرتے رہو

منزل ۲

[illegible]

[illegible]

موضح قرآن ف۱ احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہو اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سے جدا ہو کر مر گئی اس نے نہیں پکڑی وہ بھی حلال ہو فرمایا تمہارے فائدے کو رخصت دی پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کے طفیل ہو حلال ہو پھر فرمایا کہ اور سب مسافروں کے فائدے کو مچھلی اگرچہ تالاب میں ہو وہ بھی شکار دریا ہے۔ یہ حکم شکار کا معلوم ہوا احرام کے اندر اور احرام میں قصد ہے کہ کا اس شہر کہ اور گرد و پیش میں ہمیشہ شکار مارنا حرام ہے بلکہ شکار کو ڈرانا اور ہوکانا بھی ف۲ عرب کا ملک بے حاکم تھا ہمیشہ آپس میں جنگ رہتا تو کعبہ کی بزرگی سب کو تھی اس پر وہاں امن ہوتا۔ اسی پر کوئی سفر کر اپنا مطلب حاصل کرتا اور قربانی کیساتھ قلادہ دیکھ کر رہ جاتا اس طرح تھوڑا اسی چیز تھی ف۳ یعنی موافق حکم شرع کے جو تھوڑے وہ پاک ہو تھوڑا بہتر ہو اور خلاف شرع جو بہت ہو وہ ناپاک ہو اس کی بہتایت پر نظر کرے کہ بڑی کا دراثت ایک سیر ہے ف۴ یعنی آپ سے نہ پوچھو کہ یہ چیز روا ہے یا نہیں، یہ کام کریں یا نہ بلکہ جو فرمایا اس پر عمل کرو۔ جو نہ فرمایا اسکو معاف جانو۔ اسمیں دین آسان رہے۔ اور جو ہر بات کا جواب آنے تو دین تنگ ہو جائے پھر عمل نہ کر سکو جیسے مثلاً نہ کریں گے۔ پھر کوئی بعض نہیں جیسا شبہ نہ فرمایا وہ بہت ہی ہو اور اسی طرح بیفائدہ باتیں پوچھنی۔ کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا یا میری عورت حشر میں کیسی ہو۔ اگر وہ قبر جواب دے تو شاید برا جواب آوے پھر پشیمان ہو ——— ارشاد عبدالقادر صاحب رح

اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

اللہ سے جس پاس جمع ہو گے ف۱ اللہ نے کیا ہے کعبہ جو گھر

اللہ سے جس کے پاس تم جمع ہو گے ف۱ اللہ نے کر دیا کعبہ کو جو کہ گھر ہے

الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَاۗىِٕدَ ۭ ذٰلِكَ

بزرگی کا ٹھہراؤ لوگوں کے واسطے اور مہینہ بزرگی کا اور قربانی نیچانی اور گلے میں نشان والیاں یہ اس واسطے

بزرگی والا قیام کا باعث لوگوں کیلئے اور بزرگی والے مہینوں کو اور قربانی کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جن کے گلے میں پٹہ ڈالکر لیجاویں کعبہ کو ف۲

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ

کہ تم سمجھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اور

یہ اس لئے کہ تم جان لو کہ بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور

اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۲ جان رکھو کہ اللہ کی مار سخت ہے

اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا عَلَي الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول پر ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا اور

اور بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۳ رسول کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا اور

اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ قُلْ لَّا يَسْتَوِي

اللہ کو معلوم ہے جو ظاہر میں کرو گے اور جو چھپا کر تو کہہ برابر نہیں

اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر میں کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو ف۴ تو کہہ دے کہ برابر نہیں

الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

گندا اور پاک اگرچہ تجھ کو خوش لگے گندے کی بہتایت سو ڈرتے رہو اللہ سے

ناپاک اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے ناپاک کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے

يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اے عقلمندو شاید تمہارا بھلا ہو ف۳ اے ایمان والو

اے عقلمندو تاکہ تمہاری نجات ہو ف۵ اے ایمان والو

لَا تَسْــَٔـلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــَٔـلُوْا عَنْهَا

مت پوچھو بہت چیزیں کہ اگر تم پر کھولے تو تمکو بری لگیں اور اگر پوچھو گے

مت پوچھو ایسی باتیں کہ اگر تم پر کھولی جاویں تو تم کو بری لگیں اور اگر پوچھو گے یہ باتیں

حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

جس وقت قرآن اترتا ہے تو کھولی جاویں گی اللہ نے ان سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشتا ہے

ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جاویں گی ف۶ اللہ نے ان سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشنے والا

حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝

تحمل والا ویسی باتیں پوچھ چکے ہیں ایک لوگ تم سے پہلے پھر سویرے ان سے منکر ہو گئے ف۴

تحمل والا ہے ایسی باتیں پوچھ چکی ہے ایک جماعت تم سے پہلے پھر ہو گئے ان باتوں سے منکر ف۷

ف۱ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہو اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سے جدا ہو کر مر گئی اس نے نہیں پکڑی وہ بھی حلال ہو، فرمایا یہ تمہارے فائدہ کو رخصت دی پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کے طفیل سے حلال ہو، فرمایا کہ اور سب مسافروں کے فائدہ کو مچھلی اگرچہ تالاب میں ہو وہ بھی شکار دریا ہے۔ یہ حکم شکار کا معلوم ہوا احرام کے اندر اور احرام میں قصد ہے کہ کا اس شہر کہ اور گرد و پیش میں ہمیشہ شکار مارنا حرام ہو بلکہ شکار کو ڈرانا اور ہوکانا بھی ف۲ کعبہ شریف دینی اور دنیوی دونوں حیثیت سے لوگوں کے قیام کا باعث ہے۔ حج و عمرہ تو وہ عبادات ہیں جنکا ادا کرنا براہ راست کعبہ ہی سے متعلق ہے۔ لیکن نماز کے لئے بھی استقبال قبلہ شرط ہے اس طرح کعبہ لوگوں کی دینی عبادات کے قیام کا سبب ہو گیا۔ پھر حج وغیرہ کے موقع پر تمام بلاد اسلامیہ سے لاکھوں مسلمان جب وہاں جمع ہوتے ہیں تو بیشمار تجارتی سیاسی اخلاقی مذہبی اور روحانی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ خدا نے اس جگہ کو "حرم آمن" بنایا اسلئے انسانوں بلکہ بہت جانوروں تک کو وہاں رہ کر امن نصیب ہوتا ہے۔ عہد جاہلیت میں جبکہ ظلم و خونریزی اور فتنہ و فساد محض معمولی بات تھی ایک آدمی اپنے باپ کے قاتل سے بھی حرم شریف میں تعرض نہ کر سکتا تھا۔ مادی حیثیت سے انسان یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ اس "وادی غیر ذی زرع" میں کتنی افراط سے سامان خورد و نوش اور نفیس قسم کے پھل اور میوے کہاں سے کھنچے چلے آتے ہیں۔ یہ سب حیثیات "قیاما للناس" میں معتبر ہو سکتی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علم الٰہی میں پہلے ہی مقدر ہو چکا تھا کہ نوع انسان کے لئے اسی جگہ سے عالمگیر اور ابدی ہدایت کا چشمہ پھوٹیگا، اور معلم اعظم سید کائنات محمد رسول اللہ صلعم کے مولد و مسکن مبارک بننے کا شرف بھی سارے جہان میں سے اسی خاک پاک کو حاصل ہوگا۔ ان سب وجوہ سے کعبہ کو "قیاما للناس" کہہ سکتے ہیں کیونکہ کعبہ تمام روئے زمین کے انسانوں کے حق میں اصلاح اخلاق، تکمیل روحانیت اور علوم ہدایت کا مرکزی نقطہ ہے اور کسی چیز کا قیام اپنے مرکز کے بدون نہیں ہو سکتا۔ اسکے علاوہ محققین کے نزدیک "قیاما للناس" کا مطلب یہ ہے کہ کعبہ شریف کا مبارک وجود کل عالم کو قیام اور بقاء کا باعث ہے دنیا کی آبادی اسی وقت تک ہے جبتک خانہ کعبہ اور اسکا احترام کرنیوالی مخلوق موجود ہے۔ جس وقت خدا کا ارادہ یہ ہوگا کہ کارخانہ عالم کو ختم کیا جائے تو سب کاموں سے پہلے اسی مبارک مکان کو جسے "بیت اللہ شریف" کہتے ہیں اٹھا لیا جائیگا۔ جیسا کہ بنا کے وقت بھی زمین پر سب سے پہلا مکان یہی بنایا گیا تھا "ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ" اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ ایک سیاہ فام حبشی جسے ذوالسویقتین کے لقب سے ذکر فرمایا ہے، حضرت کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھیڑ کر ڈالدیگا جبتک خدا کو اس دنیا کا نظام قائم رکھنا منظور ہے کوئی طاقت بیت اللہ کو منہدم کرنا چاہے اس ناپاک ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اصحاب فیل کا قصہ تو ہر شخص نے سنا ہے لیکن انکے بعد بھی ہر زمانہ میں کتنی قوموں اور شخصوں نے اپنے مخصوص اغراض کی بناء پر حملے کئے ہیں یہ محض خدائی حفاظت اور اسلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے کہ باوجود سامان و اسباب ظاہرہ کے فقدان کے آجتک کوئی شخص اس ناپاک مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے گا اور جب عمارت کعبہ کے گرا دینے میں قدرت کی طرف سے مزاحمت نہ رہیگی تو سمجھ لو کہ عالم کی ویرانی کا حکم آن پہنچا۔ دنیا کی حکومتیں اپنے دار السلطنت اور قصر شاہی کی حفاظت کیلئے لاکھوں سپاہی کٹوا دیتی ہیں لیکن اگر خود ہی قصر شاہی کو کسی مصلحت سے تبدیل یا ترمیم کرنا چاہیں تو معمولی مزدوروں سے اسکے گرا دینے کا کام لے لیا جاتا ہے شاید اسی لئے امام بخاری رح نے "باب جعل اللّٰه الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس الآیۃ" میں ذوالسویقتین کی حدیث درج کر کے "قیاما للناس" کے اسی مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے، جو ہم نقل کر چکے ہیں۔ (از تقریر شیخنا الاعظم قدس سرہ عرفی درس البخاری) بہرحال آیت زیر بحث میں احکام "محرم" بیان فرمانے کے بعد کعبہ شریف کی عظمت و حرمت بیان کرنا مقصود ہے۔ پھر "کعبہ" اور "احرام" کی مناسبت سے "شہر حرام" اور "ہدی" و "قلائد" کا بھی ذکر فرما دیا جیسا کہ اسی سورت کے شروع میں غیر محل الصید و انتم حرم کے ساتھ لا تحلوا شعائر اللّٰه ولا الشھر الحرام ولا الھدی ولا القلائد کو جمع فرمایا تھا واللّٰه اعلم ف۳ یعنی کعبہ وغیرہ کو قیاما للناس بنانا جن مصالح دینی و دنیوی کی رعایت سے ہے اور نظام عالم کا بالکل خلاف قیاس و عظیم الشان پیشین گوئی کی ہے وہ اسکی دلیل ہے کہ آسمان و زمین کی کوئی چیز حق تعالیٰ کے غیر محدود علم کے احاطہ سے باہر نہیں ہو سکتی ف۴ یعنی جو احکام حالت احرام یا احترام کعبہ وغیرہ کے متعلق دیئے گئے اگر انکی جان بوجھ کر خلاف ورزی کرو گے تو سمجھ لو کہ خدا کا عذاب بہت سخت

ہے۔ اور بھول چوک سے کوئی تقصیر ہو جائے یا کفارہ وغیرہ سے اسکی تلافی کرو تو بیشک وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان بھی ہے ف۵ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا کا قانون اور پیام پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا، اور رضا کی حجت بندوں پر تمام ہو چکی اب تمہارے ظاہر و باطن میں جیسا عمل کرو گے وہ سب خدا کے سامنے ہے حساب و جزا کے وقت ذرہ ذرہ تمہارے سامنے رکھ دیا جائیگا ف۶ اس رکوع سے پہلے رکوع میں فرمایا تھا کہ طیبات کو حرام مت ٹھہراؤ بلکہ ان سے اعتدال کیساتھ تمتع کرو۔ اسی مضمون کی تکمیل کے لئے خمر و میسر وغیرہ چند ناپاک اور خبیث چیزوں کی حرمت بیان فرمائی اسی سلسلہ میں محرم کے لئے شکار کو حرام کیا یعنی جس طرح خمر و میسر وغیرہ خبیث چیزیں ہیں اسیطرح محرم کے لئے شکار کو سمجھو محرم کی مناسبت سے چند متعلقہ چیزوں کا بیان آگیا۔ بعد ازاں متنبہ فرماتے ہیں کہ طیب اور خبیث یکساں نہیں ہو سکتے۔ تھوڑا کا چیز اگر طیب یعنی حلال ہو وہ بہت سی خبیث و حرام سے بہتر ہے۔ عقلمند کو چاہئے کہ ہمیشہ طیب و حلال کو اختیار کرے۔ گندی اور خراب چیزوں کی طرف خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی زیادہ ہوں اور بھلی معلوم ہوں نظر اٹھا کر نہ دیکھے ف۷ پچھلے رکوع کا حاصل احکام وغیرہ ہو تو اور مسائل سے روکنا تھا یعنی جو طیبات خدا نے حلال کی ہیں انکو حرام مت ٹھہراؤ اور جو چیزیں ہیں خبیث و حرام ہیں ان کے متعلق فضول اور دور از کار سوالات مت کیا کرو (بقیہ صفحہ ۱۶۲ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کفار کی رسم تھی کہ مواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو اور اس کو بحیرہ کہتے اور کوئی جانور بت کے نام پر آزاد کرتے اس کو سائبہ کہتے اختیار پر چھوڑ دیتے وہ سائبہ تھا اور بعض شخص نے ٹھہرایا کہ جو بچہ نر ہو وہ بت کی نیاز کرو اور جو مادہ ہو وہ ہم رکھیں پھر اگر نر و مادہ ملے ہوتے تو نر بھی آپ کھاتا مادہ کے ساتھ یہ وصیلہ تھا اور جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے لائق سواری کے اور بوجھ کے اس باپ کو لاد نا موقوف کرتے اور چھوڑ دیتے وہ حامی تھا یہ سب غلط ہیں ڈال کر اس کو حکم شرعی سمجھتے تھے ف۲ یعنی باپ کا احوال معلوم ہو کہ حق کا تابع تھا اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ پکڑے نہیں تو عیث ہے ف۳ یعنی ان مسئلوں کو تم نے جانا تم ان پر عمل کرو اور جو کوئی اصل دین ہی نہیں مانتا اس کو سلنے جتانا کیا حاصل اول دین سمجھائے اگر وہ مانے تب بتلانا ہے

از شاہ عبدالقادر صاحب ؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۱۶۰ سلسلہ میں محرم کے شکار کو حرام کیا یعنی جس طرح خمر میتہ خنزیر وغیرہ خبیث چیزیں ہیں اسی طرح محرم کے شکار کو بحالت محرم کی مناسبت سے چند ضمنی چیزوں کا بیان فرمانے کے بعد اب تنبیہ فرماتے ہیں کہ طیب اور خبیث یکساں نہیں ہو سکتے گو کتنی ہی چیزیں طیب حلال ہو وہ بہت سی خبیث و حرام چیزوں سے بہتر ہیں عقلمند کو چاہئے کہ ہمیشہ طیب و حلال کو اختیار کرے گندی اور حرام چیزوں کی طرف خواہ دیکھنے میں کتنی ہی زیادہ ہوں اور بھلی لگیں نظر نہ اٹھائے ف۴ پچھلے دور کوع کا ماحصل احکام دینیہ میں غلو اور تساہل سے روکنا تھا یعنی جو طیبات خدا نے حلال کی ہیں انکو بے وجہ حرام مت ٹھہراؤ اور جو چیزیں خبیث و حرام ہیں خواہ دائمی طور پر یا خاص احوال و اوقات میں ان سے پرہیز کرو۔ درمیان میں ان آیات میں تنبیہ فرمادی کہ جو چیزیں شارع نے تصریحاً بیان نہیں فرمائیں انکے متعلق فضول اور دور از کار سوالات مت کیا کرو .... جس طرح تحلیل و تحریم کے سلسلہ میں شارع کا بیان موجب ہدایت و بصیرت ہے اسکا سکوت بھی ذریعہ رحمت و سہولت ہے۔ جس چیز کو کمال حکمت و عدل سے حلال یا حرام کریگا وہ حلال یا حرام ہوگی اور جس سے سکوت کیا اس میں گنجائش اور توسیع رہیگی مجتہدین کو اس کا موقع ملا عمل کرنے اس کے فعل و ترک میں آزاد رہیگا لیکن اگر ایسی چیزوں کی نسبت خواہ مخواہ کھود کرید اور بحث و سوال کا دروازہ کھولا جائیگا حالانکہ قرآن شریف نازل ہو رہا ہو اور تشریع کا باب مفتوح ہو تو بہت ممکن ہے کہ سوالات کے جواب میں بعض ایسے احکام نازل ہو جائیں جنکے بعد تمہاری یہ آزادی اور گنجائش باقی نہ رہے پھر یہ سخت شرم کی بات ہوگی کہ جو چیز خود مانگ کر لی ہو اس کو نباہ سکیں سنت اللہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب کسی معاملہ میں بکثرت سوال اور کرید کی جائے .... اور خواہ مخواہ شقوق و احتمالات نکالے جائیں تو ادھر سے تشدید اور سختی بڑھتی جاتی ہے کیونکہ اس طرح کے سوالات ظاہر کرتے ہیں کہ گویا سائلین کو اپنے نفس پر بھروسہ ہے اور جو حکم ملے گا اس کے اٹھانے کے لئے وہ ہمہ وقت تیار ہیں یہ ادعا جو بندہ کے ضعف و افتقار کے مناسب نہیں مستحق بنا دیتا ہے کہ ادھر سے حکم میں کچھ سختی ہو اور جتنا اپنے کو اہل ظاہر کیا ہے ویسا ہی موافق امتحان بھی سخت ہو چنانچہ بنی اسرائیل کے ذبح بقرہ والے قصہ میں ایسا ہی ہوا۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک شخص بول اٹھا کیا ہر سال یا رسول اللہ؟ فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور پھر تم ادا نہ کر سکتے جس چیز میں میں تم کو آزاد چھوڑ دوں تم بھی مجھ کو چھوڑ دو۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ مسلمانوں میں وہ شخص بڑا مجرم ہے جس کے سوالات کی بدولت ایسی چیز حرام کی گئی جو حرام نہ تھی بہرحال یہ آیت احکام شرع کے باب میں اس طرح کے دور از کار اور بے ضرورت سوالات کا دروازہ بند کرتی ہے باقی بعض احادیث میں جو مذکور ہے کہ کچھ لوگ نبی کریم صلعم سے جزئی واقعات کے متعلق فضول سوال کرتے تھے انکو روکا گیا تو وہ ہماری تقریر کے مخالف نہیں ہم نے لاتسئلوا عن اشیاء میں اشیاء کو عام رکھا ہے جو واقعات و احکام دونوں کو شامل ہے اور تسؤکم میں بھی جو برا لگنے کے معنی پر مشتمل ہے تعمیم کر لی جائے حاصل یہ ہوگا کہ نہ احکام کے باب میں فضول سوالات کیا کرو اور نہ واقعات کے سلسلہ میں کیونکہ ممکن ہے جو جواب آئے وہ تم کو ناگوار ہو مثلاً کوئی سخت حکم آیا یا کوئی قید بڑھ گئی یا ایسے واقعہ کا اظہار ہوا جس پر تمہاری فضیحت ہو یا بیہودہ سوالات پر لعنت بلائی گئی سبب احتمالات تسؤکم کے تحت میں داخل ہیں باقی ضروری بات پوچھنے یا شبہ ناشی عن دلیل کے رفع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ف۵ یا تو مراد یہ کہ ان اشیاء کو درگذر کر دیا یعنی جب خدا نے انکے متعلق کوئی حکم نہ دیا تو انسان انکے بارہ میں آزاد ہو۔ خدا ایسی چیزوں پر گرفت نہ کریگا چنانچہ اسی سے بعض علمائے اصول نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور یا یہ کہ ان فضول سوالات کو جو پہلے کر چکے ہو اللہ نے درگذر کی آئندہ احتیاط رکھو۔ ف۶ حدیث صحیح میں ہے کہ پہلی قومیں کثرت سوال اور انبیاء سے اختلاف کرنے کی بدولت ہلاک ہو چکی ہیں۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حامی یہ سب زمانۂ جاہلیت کے رسوم و شعائر کے متعلق ہیں مفسرین نے انکی تفسیر میں بہت اختلاف کیا ہے ممکن ہے ان میں سے ہر ایک کا اطلاق مختلف صورتوں پر ہوتا ہو ہم صرف سعید بن المسیب کی تفسیر جو بخاری میں منقول ہے بیان کرتے ہیں "بحیرہ" جس جانور کا دودھ بتوں کے نام کر دیتے تھے کوئی اپنے کام میں نہ لاتا تھا "سائبہ" جو جانور بتوں کے نام پر ہمارے زمانہ کے سانڈ کی طرح چھوڑ دیا جاتا تھا "وصیلہ" جو اونٹنی مسلسل مادہ بچے جنے درمیان میں نر بچہ جنے نہ ہو اسے بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے "حامی" نر اونٹ جو ایک خاص عدد سے جفتی کر چکا ہو اسے بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے علاوہ بریں کہ یہ چیزیں شعائر شرک میں ہو کر جس جانور کے گوشت یا دودھ یا سواری وغیرہ سے منتفع ہونے کو حق تعالیٰ نے جائز رکھا اس کی حلت و حرمت پر اپنی طرف سے قیود لگانا گویا اپنے لئے منصب تشریع تجویز کرنا تھا اور بڑا ستم ظریفی یہ تھی کہ ایسی مشرکانہ رسوم کو حق تعالیٰ کی خوشنودی اور قربت کا ذریعہ تصور کرتے تھے اسکا جواب دیا کہ اللہ نے ہرگز یہ رسوم مقرر نہیں کیں، ان کے بڑوں نے خدا پر یہ بہتان باندھا اور اکثر بے عقل عوام نے اسے قبول کر لیا الغرض یہاں تنبیہ کی گئی کہ جس طرح فضول و بیکار سوالات کر کے احکام شرعیہ میں تنگی اور سختی کرانا جرم ہے اس سے کہیں بڑھ کر یہ جرم ہے کہ بدون حکم شارع کے محض اپنی آراء و اہوا سے حلال و حرام تجویز کر لئے جائیں ف۲ جاہلوں کی سب سے بڑی حجت یہی ہوتی ہے کہ جو کام باپ، دادا سے ہوتا آیا ہے اس کا خلاف کیسے کریں۔ ان کو بتلایا گیا کہ اگر تمہارے اسلاف بے عقل یا بے راہ ہوں تو ہر حالت میں ان کی اقتدا کئے جاؤ گے پھر بھی تم انہی کی راہ چلو گے؟ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "باپ کا حال معلوم ہو کہ حق کا تابع اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ پکڑے نہیں تو عبث ہے" یعنی کیف ما اتفق ہر کسی کی کورانہ تقلید جائز نہیں۔ ف۳ یعنی اگر کفار رسوم شرکیہ اور آباء و اجداد کی اندھی تقلید کو باوجود اس قدر فہمائش و نصیحت کے باز نہیں آتے تو تم زیادہ اس غم میں مت پڑو کسی کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہیں بشرطیکہ تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو۔ سیدھی راہ یہ ہی ہے کہ آدمی ایمان و تقوی اختیار کرے، خود نیکی سے رکے اور دوسروں کو روکنے کی امکانی کوشش کرے پھر بھی اگر دنیا ہے [illegible]

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ

نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی

نہیں مقرر کیا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی

وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ

اور لیکن کافر باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور ان میں بہتوں کو

ولیکن کافر باندھتے ہیں اللہ پر بہتان اور ان میں اکثروں کو

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى

عقل نہیں ف۱ اور جب کہئے ان کو آؤ اس طرف جو اللہ نے نازل کیا اور رسول

عقل نہیں ف۱ اور جب کہا جاتا ہے ان کو آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور رسول

الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ

کی طرف کہیں ہم کو کفایت ہے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اگر

کی طرف تو کہتے ہیں ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اگر

اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ان کے باپ نہ علم رکھتے ہوں کچھ اور نہ راہ جانتے تو بھی ف۲ اے

ان کے باپ دادے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں تو بھی ایسا ہی کریں گے ف۲ اے

اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ

ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی بہکا جب تم ہوئے راہ پر

ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہوا جبکہ تم ہوئے راہ پر ف۳

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا

اللہ پاس پھر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جتا دیگا جو کچھ تم کرتے تھے۔ ف۳ اے

اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جتلا دیگا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۴ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

ایمان والو گواہ تمہارے اندر جب پہنچے کسی کو تم میں موت جب لگے وصیت

ایمان والو گواہ درمیان تمہارے جبکہ پہنچے کسی کو تم میں موت وصیت

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ

کرنے دو شخص معتبر چاہئیں تم میں سے یا دو اور ہوں سوا تمہارے اگر تم نے

کے وقت دو شخص معتبر ہونے چاہئیں ف۵ تم میں کے یا دو شخص اور ہوں تمہارے سوا ف۶ اگر تم نے

ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا

سفر کیا ہو ملک میں پھر پہنچے تم پر مصیبت موت کی دونوں کو کھڑا کرو

سفر کیا ہو ملک میں پھر پہنچے تم کو مصیبت موت کی تو کھڑا کر دو ان دونوں کو

مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ

بعد نماز کے وہ قسم کھاویں اللہ کی اگر تم کو شبہ پڑے کہیں کہ ہم نہیں بیچتے قسم مال پر

بعد نماز کے ف۷ وہ دونوں قسم کھاویں اللہ کی اگر تم کو شبہ پڑے کہیں کہ ہم نہیں لیتے قسم کے بدلے

toobaa-elibrary.blogspot.com

[illegible]

ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

اگرچہ ہم سے قرابت ہو اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی گواہی نہیں تو ہم

مال اگرچہ کسی کو ہم سے قرابت بھی ہو اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی گواہی نہیں تو ہم بے شک

الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ

گناہگار ہیں ف پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ دونوں حق دبا گئے گناہ سے تو دو اور کھڑے ہوں

گنہگار ہیں ف پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ دونوں حق بات دبا گئے تو دو گواہ اور کھڑے ہوں

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ

ان کی جگہ جن کا حق دبا ہے ان میں جو بہت نزدیک ہیں پھر قسم کھاویں اللہ کی

ان کی جگہ ف ان میں سے کہ جن کا حق دبا ہے جو سب سے زیادہ قریب ہوں میت کے پھر قسم کھاویں اللہ کی

لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

کہ ہماری گواہی تحقیق ہے ان کی گواہی سے اور ہم نے زیادتی نہیں کی نہیں تو ہم بے

کہ ہماری گواہی تحقیقی ہے پہلوں کی گواہی سے اور ہم نے زیادتی نہیں کی نہیں تو ہم بے شک

الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ

انصاف ہیں اس میں لگتا ہے کہ شہادت ادا کریں راہ پر یا

ظالم ہیں ف اس میں امید ہے کہ ادا کریں شہادت کو ٹھیک طرح پر اور

يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ

ڈریں کہ الٹی پڑے گی قسم ہماری ان کی قسم کے بعد اور ڈرتے رہو اللہ کو اور سن رکھو اور اللہ

ڈریں کہ الٹی پڑے گی قسم ہماری ان کی قسم کے بعد ف اور ڈرتے رہو اللہ کو اور سن رکھو اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ع يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ

راہ نہیں دیتا بے حکم لوگوں کو ف جس دن اللہ جمع کرے گا رسول پھر کہے گا تم کو کیا

نہیں چلاتا سیدھی راہ پر نافرمانوں کو ف جس دن اللہ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا

اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

جواب دیا بولیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی بات جانتا ف جب کہے گا اللہ

جواب ملا تھا ف وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں ف تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا ☆ جب کہیگا اللہ ف

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ

اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب مدد کی میں نے تجھ کو

اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر اور تیری ماں پر ف جب مدد کی میں نے تیری

بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ

روح پاک سے تو کلام کرتا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو

روح پاک سے تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ

کتاب اور پکی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے

کتاب اور تہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا تھا گارے سے

رکوع ۱۵

قبول کیا یا ترک کیا اور پیغمبر جواب کیسیں گے اللہ کے علم پر کہ ہمکو دل کی خبر نہیں ظاہر کی خبر ہے ہمکو سنایا جو منظور تھا پیغمبروں کی شفاعت پر تا معلوم کریں کہ اللہ کے آگے کوئی کسی کے دل پر گواہی نہیں دیتا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرتا

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۱۶۱ [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف بنی اسرائیل کو روکا تجھ سے یعنی قتل کرنے نہ دیا ف۲ ہوسکے یعنی کہ ہمارے واسطے تمہاری دعا سے اس قدر خرق عادات کرے یا نہ کرے فرمایا ڈرو اللہ سے یعنی بندہ چاہیئے اللہ کو نہ آزماوے کہ میرا کہا مانتا ہے یا نہیں اگرچہ خاوند بہتری مہربانی کرے ف۳ یعنی برکت کی امید پر مانگتے ہیں اور معجزہ ہمیشہ مشہور رہے آزمانے کو نہیں ——— از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۱۶۲ "وکنت علیہم شہیداً" الخ" اس سے آخری معنی کی تائید ہوتی ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ جب حوض پر بعض لوگوں کی نسبت حضور فرمائیں گے خدایا اصحابی تو جواب ملے گا لاتدری ما احدثوا بعدک یعنی آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے پیچھے انہوں نے کیا حرکات کیں ف۲ غالباً پورا رکوع آنے والے رکوع کی تمہید ہے احسانات یاد دلا کر وہ سوال ہوگا جو آئندہ رکوع میں مذکور ہے ف۹ اول تو اولاد پر احسان کرنا ماں باپ پر احسان ہے دوسرے ظالم لوگ جو تہمت مریم صدیقہ پر لگاتے تھے حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی براءت و نزاہت کے لئے برہان مبین بنا دیا اور تولد مسیح سے پہلے اور بعد عجیب و غریب نشانات حضرت مریم کو دکھلائے جو ان کی تقویت و تسکین کا باعث ہوئے یہ احسانات بالواسطہ ان پر تھے۔

كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِي ۖ وَتُبْرِئُ

جانور کی صورت میرے حکم سے پھر دم پھونکتا اس میں تو ہو جاتا جانور میرے حکم سے اور چنگا کرتا

جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو ہو جاتا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا

الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ

ماں کے پیٹ کا اندھا اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑے کرتا مردے میرے حکم سے اور جب

مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے ف اور جب

كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَٰٓءِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَـٰتِ فَقَالَ الَّذِينَ

روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لایا ان پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو

روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لیکر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو

كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَـٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى

کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ جادو ہے صریح ف اور جب میں نے دل میں ڈالا

کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح ف اور جب میں نے دل میں ڈال دیا

الْحَوَارِيِّـۧنَ أَنْ ءَامِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ۖ قَالُوٓا ءَامَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا

حواریوں کے کہ یقین لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر بولے ہم یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم

حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم

مُسْلِمُونَ ۝ إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يَـٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ

حکم بردار ہیں جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے

فرمانبردار ہیں ☆ جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرا

يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَن يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۖ قَالَ

رب سے ہو سکے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا آسمان سے بولا

رب کر سکتا ہے ف۲ کہ اتارے ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے ف۳ بولا

اتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ قَالُوا نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا

ڈرو اللہ سے اگر تم کو یقین ہے ف بولے ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے

ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے ف بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے

وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَن قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا

اور چین پاویں ہمارے دل اور ہم جانیں کہ تو نے ہم کو سچ بتایا اور رہیں ہم اس پر

اور مطمئن ہو جاویں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور رہیں ہم اس پر

مِنَ الشَّـٰهِدِينَ ۝ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَآ أَنزِلْ

گواہ بولا عیسیٰ مریم کا بیٹا اے اللہ رب ہمارے اتار

گواہ ف کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ رب ہمارے اتار

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَءَاخِرِنَا وَءَايَةً

ہم پر ایک خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے پہلوں اور پچھلوں کو اور نشانی

ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہماری پہلوں اور پچھلوں کے واسطے ف اور نشانی

فوائد صفحہ ہذا ف گود میں جو کلام کیا اس کا ذکر سورہ مریم میں آچکا "انی عبد اللہ اتانی الکتاب الی آخرہ" تعجب ہے کہ عیسائیوں نے حضرت مسیح کے "تکلم فی المہد" کا کچھ ذکر نہیں کیا البتہ یہ لکھا ہے کہ بارہ برس کی عمر میں یہود کے سامنے انہوں نے ایسی حکیمانہ دلائل و براہین بیان فرمائیں کہ تمام علماء عاجز و مبہوت رہ گئے اور سامعین عش عش کرنے لگے یوں تو "روح القدس" سے حسب مراتب سب انبیاء علیہم السلام بلکہ بعض مومنین کی بھی تائید ہوتی ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن کا وجود ہی "نفخہ جبرئیلیہ" سے ہوا، کوئی خاص قسم کی فطری مناسبت اور تائید حاصل ہے جسے تفضیل انبیاء کے صدد میں بیان فرمایا گیا "تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اللہ ورفع بعضہم درجات وآتینا عیسی ابن مریم البینات وایدناہ بروح القدس" (بقرہ رکوع ۳۳) "روح القدس" کی مثال "عالم ارواح" میں ایسی سمجھو جیسے عالم مادیات میں قوت کہربائیہ (بجلی) کا خزانہ جس وقت اس خزانہ کا مدیر صحیح اصول کے موافق کرنٹ چھوڑتا اور جن اشیاء میں بجلی کا اثر پہنچانا ہے ان کا کنکشن درست کر دیتا ہے تو فوراً خاموش اور ساکن مشینیں بڑے زور سے گھومنے لگتی ہیں اگر کسی مریض پر بجلی کا عمل کیا گیا تو مشلول اعضاء اور بے حس ہو جانے والے اعصاب میں بجلی کے پہنچنے سے حس و حرکت پیدا ہو جاتی ہے بعض اوقات بیمار کے حلقوم میں جس کی زبان بالکل بند ہو گئی ہو قوت کہربائیہ کے پہنچنے سے قوت گویائی واپس کی گئی ہے حتی کہ بعض غالی ڈاکٹروں نے تو یہ دعوی کر دیا کہ ہر قسم کی بیماری کا علاج قوت کہربائیہ سے کیا جا سکتا ہے (دائرۃ المعارف فرید وجدی) جب اس مہمل مادی کہربائیہ کا حال یہ ہے تو اندازہ کرلو کہ "عالم ارواح" کی کہربائیہ جس کا خزانہ روح القدس ہے کیا کچھ طاقت ہوگی حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کا تعلق روح القدس سے کسی ایسی خاص نوعیت اور اصول کے ماتحت رکھا ہے جس کا اثر کھلے ہوئے غلبہ روحیت، تجرد اور مخصوص آثار حیات کی شکل میں ظاہر ہوا ان کا "روح اللہ" سے ملقب ہونا، بچپن، جوانی اور کہولت میں یکساں کلام کرنا، خدا کے حکم سے

الربع

انا مٹی کے جانور کا باذن اللہ تیار کرلینا، انہیں باذن اللہ روح حیات سے حصہ دلانا جس الحلاج مریضوں کی حیات کو باذن اللہ بدون توسط اسباب طبیعیہ کے کارآمد اور عیب سے پاک کر دینا حتیٰ کہ مردہ لاشوں میں باذن اللہ دوبارہ روح حیات کو واپس لے آنا، بنی اسرائیل کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا کر آسمان پر اٹھایا جانا اور آپ کی حیات طیبہ پر اس قدر طول عمر کا کوئی اثر نہ ہونا، وغیرہ وغیرہ یہ سب آثار اسی تعلق خصوصی سے پیدا ہوئے ہیں جو رب العزت نے کسی مخصوص نوعیت و اصول سے آپ کے اور روح القدس کے مابین قائم فرمایا ہے ہر پیغمبر کے ساتھ کچھ امتیازی معاملات خدا تعالیٰ کے ہوتے ہیں جن کے علل و اسرار کا احاطہ اسی علام الغیوب کو ہے ان ہی امتیازات کو علماء کی اصطلاح میں "فضائل جزئیہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں، ایسی چیزوں سے کلی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ "الوہیت" ثابت ہو "واذ تخلق من الطین" میں خلق کا لفظ محض صوری اور ظاہری لحاظ سے استعمال کیا گیا ہے ورنہ خالق حقیقی "احسن الخالقین" کے سوا کوئی نہیں اسی لئے "باذنی" کا بار بار اعادہ کیا گیا اور "آل عمران" میں حضرت مسیح کی زبان سے باذن اللہ کی تکرار کرائی گئی بہرحال جو خوارق ان آیات میں اور ان سے پہلے "آل عمران" میں حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب ہوئے ہیں ان کا انکار یا تحریف یا سرف اسی ملحد کا کام ہو سکتا ہے جو آیات اللہ کو اپنی عقل شخصی کے تابع کرنا چاہے باقی جو لوگ قانون قدرت کا نام لے کر معجزات

الربع

وخوارق کا انکار کرنا چاہتے ہیں ان کا جواب ہم نے ایک مستقل مضمون میں دیا ہے اس کے مطالعہ سے ان شاء اللہ تمام شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے گا ف۲ معجزات اور فوق العادت تصرفات کو جادو کہنے لگے اور انجام کار حضرت مسیح کے قتل کے درپے ہوئے حق تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے حضرت مسیح کو آسمان پر اٹھالیا اس طرح یہود کو ان کے ناپاک مقصد میں کامیاب ہونے سے روک دیا گیا ف۳ "کر سکتا ہے" اس لئے کہا کہ آپ کی رعایت اور دعا سے ہمارے لئے بطور "خرق عادت" نہ معلوم ایسا کرے یا نہ کرے ف۴ یعنی آسمان کی طرف سے بے محنت روزی پہنچا کرے۔ یہ ضرور نہیں کہ وہ خوان جنت ہی کا ہو ف۵ یعنی ایماندار بندہ کو لائق نہیں کہ ایسی عجیب معجزانہ فرمائشیں کر کے خدا کو آزمائے خواہ اس کی طرف سے کتنی ہی مہربانی کا اظہار ہو، روزی ان ہی ذرائع سے طلب کرنا چاہئے جو قدرت نے اس کی تحصیل کے لئے مقرر فرما دیئے ہیں بندہ جب خدا سے ڈر کر تقویٰ اختیار کرے اور اسی پر ایمان و اعتماد رکھے تو حق تعالیٰ ایسی جگہ سے اسکو رزق پہنچائے گا جہاں سے وہم و گمان بھی نہ ہوگا "ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب" (الطلاق رکوع ۱) ف۶ یعنی آزمانے کو نہیں مانگتے، بلکہ برکت کی امید پر مانگتے ہیں کہ غیب سے بے محنت روزی ملتی رہے تا اطمینان قلب اور دلجمعی سے عبادت میں لگے رہیں اور آپ نے جو غیبی خبریں نعمائے جنت وغیرہ کے متعلق دی ہیں، ایک چھوٹا سا نمونہ دیکھ کر ان کا عین الیقین کامل ہو جائے اور ایک عینی شاہد کے طور پر ہم اس کی گواہی دیں جب یہ معجزہ ہمیشہ مشہور رہے (بعض مفسرین نے نقل کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دلبقیہ ۱۶۴)

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کہتے ہیں وہ خوان اترا یکشنبہ کو وہ روز نصاریٰ کی عید ہے جیسے ہم کو روز جمعہ ف بعضے کہتے ہیں وہ خوان اترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں اغنیا اور چنگے بھی لگے کھانے پھر قریب اسی آدمی سور اور بندر ہو گئے یہ عذاب پہلے یہود میں ہوا تھا پیچھے کسی کو نہیں ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ نہیں اترا یہ تہدید سن کر مانگنے والے ڈر گئے نہ مانگا لیکن پیغمبر کی دعا عبث نہیں اور اس کلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی امت میں آسودگی مال سے ہمیشہ رہے اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دل کے چین سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خرچ کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے اس میں مسلمان کو عبرت ہے کہ اپنا مدعا خرق عادت کی راہ سے نہ چاہے کہ پھر اس کی شکر گذاری بہت مشکل ہے اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہے۔ اس قصے میں بھی ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۱۶۳ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم خدا کے لئے تیس دن کے روزے رکھ کر جو کچھ طلب کرو گے وہ دیا جائے گا۔ حواریین نے روزے رکھے اور مائدہ طلب کیا۔ ونعلم ان قد صدقتنا سے یہی مراد ہے۔ واللہ اعلم ف یعنی جس دن میں مائدہ آسمانی نازل ہو، ہمارے اگلے پچھلے لوگوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے اس تقریر کے موافق تکون لنا عیدا کا اطلاق ایسا ہوگا جیسا کہ الیوم اکملت لکم دینکم کے متعلق بخاری میں یہود کا یہ مقولہ نقل کیا ہے انکم تقرؤن آیۃ لو نزلت فینا لاتخذناہا عیدا، جس طرح آیت کو عید بنانے کا مطلب اس کے یوم نزول کو عید بنانا ہے دیکھو روح المعانی الروایات الاثر اسی پر مائدہ کے عید ہونے کو بھی قیاس کر لو کہتے ہیں کہ وہ خوان اتوار کو اترا جو نصاریٰ کے یہاں ہفتہ کی عید ہے جیسے مسلمانوں کے یہاں جمعہ

مِنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ○ قَالَ اللّٰهُ إِنِّي

تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے بہتر رزق دینے والا ف کہا اللہ نے میں

ہو تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے سب سے بہتر روزی دینے والا ف کہا اللہ نے میں بیشک

مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا

اتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری کرے اس کے پیچھے تو میں اس کو وہ عذاب کروں گا

اتار دوں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری کریگا اس کے بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا

لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِينَ ○ ع وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ ع ۱۵ / ۵

جو نہ کروں گا کسی کو جہان میں ف اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم

جو کسی کو نہ دوں گا جہان میں ف اور جب کہیگا اللہ اے عیسیٰ مریم

مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ

کے بیٹے تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہراؤ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوائے

کے بیٹے تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہرا لو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا

اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ

اللہ کے بولا تو پاک ہے مجھ کو نہیں بن آتا کہ کہوں جو مجھ کو پہنچتا نہیں اگر

اللہ کے ف کہا تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں اگر

كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ

میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے

میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے

إِنَّكَ أَنْتَ عَلّٰمُ الْغُيُوبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ

برحق تو ہی ہے جانتا چھپی بات میں نے نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ

بیشک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا ف میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۚ

بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا

بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا ف اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

پھر جب تو نے مجھے بھر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی اور تو ہر چیز سے

پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی اور تو ہر چیز سے

شَهِيدٌ ○ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ

خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ بندے تیرے ہیں اور اگر ان کو معاف کرے تو تو ہی

خبردار ہے ف اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو ہی

أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِينَ

ہے زبردست حکمت والا فرمایا اللہ نے یہ وہ دن ہے کہ کام آویگا سچوں کو

ہے زبردست حکمت والا ف فرمایا اللہ نے یہ دن ہے کہ کام آویگا سچوں کے

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی تیری قدرت کی اور میری نبوت و صداقت کی نشانی ہو ف یعنی بدون تعب کسب کے روزی عطا فرمائے آپ کے یہاں کیا کمی ہے اور کیا مشکل ہے۔ ف جب نعمت غیر معمولی اور نرالی ہوگی تو اس کی شکر گذاری کی تاکید بھی معمول سے بہت بڑھ کر ہونی چاہئے اور ناشکری پر عذاب بھی غیر معمولی اور نرالا آئے گا۔ موضح القرآن میں ہے "بعضے کہتے ہیں وہ خوان اترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں اغنیا اور چنگے بھی لگے کھانے پھر قریب اسی آدمی کے سور اور بندر ہو گئے یہ عذاب پہلے یہود میں ہوا تھا پیچھے کسی کو نہیں ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ نہیں اترا یہ تہدید سن کر مانگنے والے ڈر گئے نہ مانگا لیکن پیغمبر کی دعا عبث نہیں اور اس کلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی امت میں آسودگی مال ہمیشہ رہی اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دل کے اطمینان سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خرچ کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے اس میں مسلمان کو عبرت ہے کہ اپنا مدعا خرق عادت کی راہ سے نہ چاہے کہ پھر اس کی شکر گذاری بہت مشکل ہے اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہے اس قصہ میں بھی ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی۔" ف پچھلا رکوع حقیقت میں اس رکوع کی تمہید تھی۔ پچھلے رکوع کی ابتداء میں یوم یجمع اللہ الرسل فرما کر آگاہ کیا تھا کہ قیامت کے دن تمام مرسلین سے ان کی امتوں کے جواب میں علیٰ رؤس الاشہاد سوال و جواب ہونگے پھر ان میں سے خاص حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا جن کو کروڑوں آدمیوں نے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے کہ ان سے بالخصوص اس عقیدہ باطلہ کی نسبت دریافت کیا جائے گا لیکن اول وہ عظیم الشان احسانات اور ممتاز انعامات یاد دلائیں گے جو ان پر اور ان کی والدہ ماجدہ پر ہوئے بعدہ ارشاد ہوگا ءانت قلت للناس اتخذونی الخ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی خدا کے سوا معبود مانو حضرت مسیح علیہ السلام اس سوال پر کانپ اٹھیں گے اور وہ عرض کریں گے جو آگے آتا ہے آخر میں ارشاد ہوگا ہذا یوم ینفع الصادقین صدقہم۔ "یوما" کا اشارہ اسی یوم کی طرف ہے جو یوم یجمع اللہ الرسل میں مذکور تھا بہرحال یہ سب واقعہ روز قیامت کا ہے جسے محقق الوقوع ہونے کی وجہ سے قرآن و حدیث میں بصیغہ ماضی (قال) تعبیر فرمایا ہے۔ ف یعنی میرا ایسی گندی بات کہنا کب ممکن تھا آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ الوہیت وغیرہ میں کسی کو اس کا شریک کیا جائے اور جس کو آپ پیغمبری کا منصب جلیل عطا فرمائیں اس کی یہ شان نہیں کہ کوئی ناحق بات منہ سے نکالے پس آپ کی سبوحیت اور میری عصمت دونوں کا اقتضاء یہ ہے کہ میں ایسی ناپاک بات کبھی نہیں کہہ سکتا اور سب دلائل کو چھوڑ کر آخری بات یہ ہے کہ آپ کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں اگر فی الواقع میں ایسا کہتا تو آپ کے علم میں ضرور موجود ہوتا آپ خود جانتے ہیں کہ میں نے خفیہ یا علانیہ کوئی ایسا حرف منہ سے نہیں نکالا بلکہ میرے دل میں اس طرح کے گندے خیال کا خطور بھی نہیں ہوا آپ سے میرے یا کسی کے دل کے چھپے ہوئے بھید اور خطرے پوشیدہ نہیں۔ ف یعنی میں نے آپ کے حکم سے سرمو تجاوز نہیں کیا اپنی الوہیت کی تعلیم تو کیسے دے سکتا تھا اس کے بالمقابل میں نے انکو صرف تیری بندگی کی طرف بلایا اور کھول کھول کر بتلا دیا کہ میرا اور تمہارا سب کا رب و پروردگار وہی ایک خدا ہے جو تنہا عبادت کے لائق ہے چنانچہ آج بھی بائبل میں صریح نصوص اس مضمون کی بکثرت موجود ہیں۔ ف یعنی میں نے مخلوق کو تیری توحید اور عبودیت کی طرف دعوت دی بلکہ جب تک ان کے اندر قیام پذیر رہا برابر ان کے احوال کی نگرانی اور خبر گیری کرتا رہا کہ کوئی غلط عقیدہ پھیلنے نہ پائے

خیال قائم نہ کر لیں البتہ ان میں قیام کرنے کی جو مدت آپ کے علم میں مقدر تھی جب وہ پوری کر کے آپ نے مجھ کو ان میں سے اٹھا لیا [illegible] تو خاص آپ ہی ان کے احوال کے نگراں اور خبردار ہو سکتے تھے میں اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ تنبیہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات یا رفع الی السماء [illegible] آل عمران میں زیر آیت [illegible] توفی کے لئے موت لازم ہے [illegible] حدیث میں نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ [illegible] قیامت کے دن اسی طرح [illegible] جیسے عبد صالح عیسیٰ علیہ السلام نے کہا وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اندھیرا اجالا یعنی رات دن ہے اور اشارت ہیں راہ غلط کو اندھیرا کہتے ہیں اور راہ صحیح کو اجالا سو راہ صحیح ایک ہے اس کے سوا سب راہیں غلط ہیں وہ بہت ہیں ف۲ وعدہ ٹھہرا مرنے کا وقت سو ایک اجل ہے ہر شخص کی وہ نہیں جانتا پر فرشتے جانتے ہیں اور ایک اجل ہے سب خلق کی سو کوئی نہیں جانتا اس اجل سے قیاس کر لیا اس اجل کو اور شک نہ لائے ـــــــ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۱۶۴ ملاحظہ کیجئے جیسے نکے یہاں ہے آپ نے فرمایا ہٰذا کما قال قوم موسٰی اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ یہ تو ایسا ہوا جیسے موسیٰ کی قوم نے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے بھی ایسا معبود تجویز کر دو جیسا ان بت پرستوں کا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس تشبیہ کو سن کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ صحابہ نے معاذ اللہ بت پرستی کی درخواست کی تھی؟ اس طرح کی تشبیہات سے نصوص محکمہ اور اجماع امت کے مخالف عقائد پر تمسک کرنا صرف اسی جماعت کا حصہ ہو سکتا ہے جن کی نسبت یہ ارشاد ہوا فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ ف۲ یعنی آپ اپنے بندوں پر ظلم اور بیجا سختی نہیں کر سکتے اس لئے اگر ان کو سزا دیں گے تو عین عدل و حکمت پر مبنی ہوگی اور فرض کیجئے معاف کر دیں تو یہ معافی بھی ازراہ تجبر و سفاہت نہ ہوگی۔ چونکہ آپ "عزیز" زبردست اور غالب ہیں اس لئے کوئی مجرم آپ کے قبضۂ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا کہ آپ اس پر قابو نہ پا سکیں اور چونکہ "حکیم" حکمت والے ہیں اس لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی مجرم کو یونہی بے موقع چھوڑ دیں۔ بہرحال جو فیصلہ آپ ان مجرمین کے حق میں کریں گے وہ بالکل حکیمانہ اور قادرانہ ہوگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ کلام چونکہ محشر میں ہوگا جہاں کفار کے حق میں کوئی شفاعت اور استدعاء رحم وغیرہ نہیں ہو سکتی اسی لئے حضرت مسیح نے عزیز حکیم کی جگہ غفور رحیم وغیرہ صفات کو اختیار نہیں فرمایا۔ برخلاف اس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا میں اپنے پروردگار سے عرض کیا تھا رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم (اے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا تو جو ان میں سے میرے نقش قدم پر چلا وہ میرا آدمی ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو آپ غفور رحیم ہیں) یعنی ابھی موقع ہے کہ آپ اپنی رحمت سے آئندہ ان کو توبہ و رجوع الی الحق کی توفیق دے کر پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیں۔

فوائد صفحہ ہٰذا ف۱ جو لوگ عقائد اور اقوال و اعمال میں سچے رہے ہیں جیسے حضرت مسیح علیہ السلام آج ان کی سچائی کا پھل آنے لگا ف۲ بڑی کامیابی حق تعالیٰ کی رضا ہے اور جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ محل رضائے الٰہی ہے ف۳ یعنی ہر وفادار اور مجرم کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو ایک شہنشاہ مطلق کی عظمت و جلال کے مناسب ہے۔ ف۴ یہ سورت مکی ہے صرف چند آیات کو بعض علماء نے مستثنیٰ کیا ہے روایات میں ہے کہ پوری سورت بیک وقت بے شمار فرشتوں کے جلوس میں نازل ہوئی مگر ابن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں ان روایات کی صحت سے انکار کیا ہے جو پوری سورت کے وحدت نزول پر دال ہیں۔ واللہ اعلم۔ ابو اسحاق اسفرائنی کہتے ہیں کہ توحید کے تمام اصول و قواعد پر یہ سورت مشتمل ہے ف۵ "مجوس" دنیا کے دو خالق مانتے ہیں "یزداں" جو خالق خیر ہے اور "اہرمن" جو خالق شر اور دونوں کو نور و ظلمت سے ملقب کرتے ہیں۔ ہندوستان کے مشرک تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے قائل ہیں۔ آریہ سماج باوجود ادعائے توحید "مادہ" اور "روح" کو خدا کی طرح غیر مخلوق اور انادی کہتے اور خدا کو اپنی صفت تکوین و تخلیق وغیرہ میں ان دونوں کا محتاج بتلاتے ہیں۔ عیسائیوں کو باپ بیٹے کا توازن و تناسب قائم رکھنے کے لئے آخر تین ایک اور ایک تین کا مشہور عقیدہ اختیار کرنا پڑا۔ یہودیوں نے خدا تعالیٰ کے لئے وہ صفات تجویز کیں کہ ایک معمولی انسان بھی نہ صرف اس کا ہمسر بلکہ اس سے برتر ہو سکتا ہے۔ عرب کے مشرکین نے تو خدائی کی تقسیم میں یہاں تک سخاوت دکھلائی کہ شاید ان کے نزدیک پہاڑ کا ہر پتھر نوع انسانی کا معبود بننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ غرض آگ، پانی، سورج، ستارے، درخت، پتھر، حیوان کوئی چیز لوگوں نے نہ چھوڑی جسے خدائی کا کچھ حصہ نہ دیا اور عبادت و استعانت وغیرہ کے وقت ان کے خدا کی برابر نہ بٹھایا ہو۔ حالانکہ وہ ذات پاک جو تمام صفات کمال کی جامع اور ہر قسم کی خوبیوں کا منبع ہونے کی وجہ سے سب تعریفوں اور ہر طرح کی حمد و ثنا کی بلا شرکت غیرے مستحق ہے جس نے آسمان و زمین یعنی کل علویات و سفلیات کو پیدا کیا اور رات دن اندھیرا اجالا، علم و جہل، ہدایت و ضلالت، موت و حیات، غرض متقابل کیفیات اور متضاد احوال ظاہر فرمائے اسے اپنے افعال میں نہ کسی حصہ دار یا مددگار کی ضرورت ہو سکتی ہے نہ بیوی اور اولاد کی، نہ اس کی معبودیت اور الوہیت میں کوئی شریک ہو سکتا ہے نہ ربوبیت میں نہ اس کے ارادہ پر کوئی غالب آ سکتا ہے اور نہ اس پر کسی کا دباؤ اور زور چل سکتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ ان حقائق کو سمجھنے کے بعد بھی کس طرح لوگ کسی چیز کو خدائی کا مرتبہ دیتے ہیں۔ ف۱ اوپر "عالم کبیر" کی پیدائش کا ذکر تھا یہاں "عالم صغیر" (انسان) کی خلقت کو بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو شروع میں بیجان مٹی سے آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کر کے کس طرح حیات اور کمالات انسانی کا فیضان کیا اور آج بھی مٹی سے غذائیں نکلتی ہیں غذاؤں سے نطفہ اور نطفہ سے انسان بنتے رہتے ہیں۔ غرض اس طرح تم کو عدم سے وجود میں لا کر پھر ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر کر دیا جبکہ آدمی دوبارہ اسی مٹی میں جا ملتا ہے جس سے پیدا کیا گیا تھا۔ اسی پر قیاس کر سکتے ہو کہ "عالم کبیر" کی فنا کا بھی ایک وقت مقرر ہے جسے "قیامت کبریٰ" کہتے ہیں۔ "قیامت صغریٰ" یعنی شخصی موتیں چونکہ ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں ان کا علم بھی لوگوں کو ہوتا رہتا ہے لیکن "قیامت کبریٰ" کی ٹھیک مدت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ تعجب ہے کہ "عالم صغیر" یعنی انسانوں میں زندگی اور فنا کا سلسلہ دیکھتے ہوئے بھی عالم کبیر کی فنا میں کوئی آدمی تردد کرتا ہے ف۲ یعنی تمام آسمانوں اور زمینوں میں تنہا وہی معبود، مالک، بادشاہ، متصرف اور مدبر ہے اور یہ نام مبارک (اللہ) بھی صرف اسی کی ذات مستجمع الصفات کے لئے مخصوص رہا ہے پھر اوروں کے لئے استحقاق معبودیت کہاں سے آیا ف۳ جب تمام زمین و آسمان میں اسی کی حکومت ہے اور وہ بلا واسطہ ہر کھلی چھپی چیز اور انسان کے ظاہر و باطن اور چھوٹے بڑے عمل پر مطلع ہے تو عابد کو اپنی عبادت و استعانت وغیرہ میں کسی غیر اللہ کو شریک ٹھہرانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مشرکین جو ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفٰی کہا کرتے تھے یہ ان کا اور ان کے ہمنواؤں کا جواب ہوا اور پہلے و اجل مسمی عندہ سے جو قیامت کی طرف اشارہ کیا تھا یہاں (بقیہ صفحہ ۱۹۷)

صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ
ان کا سچ ان کو ہیں باغ جن کے نیچے بہتی نہریں رہا کریں ان میں ہمیشہ
اُن کا سچ ف۱ اُن کے لئے ہیں باغ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ لِلّٰهِ
اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے بڑی مراد ملنی اللہ کو ہے
اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے یہی ہے بڑی کامیابی ف۲ اللہ ہی کے لئے

۱۶ ع ۶
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ ع
سلطنت آسمان و زمین کی اور جو ان کے بیچ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
سلطنت ہے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ف۳

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا
سورۂ انعام ف۴ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو پینسٹھ یا چھیاسٹھ آیتیں ہیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ
سب تعریف اللہ کو جس نے بنائے آسمان و زمین اور ٹھہرائیں اندھیریاں اور
سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنایا اندھیرا اور

النُّوْرَ ۥ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ
اجالا پھر یہ منکر اپنے رب کے ساتھ کسی کو برابر کرتے ہیں ف۱ وہی ہے جس نے بنایا تم کو
اجالا ف۵ پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ اوروں کو برابر کئے دیتے ہیں ف۶ وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو

مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ○
مٹی سے پھر ٹھہرا دیا ایک وعدہ اور ایک وعدہ ٹھہر رہا ہے اس کے پاس پھر تم شک لاتے ہو ف۲
مٹی سے پھر مقرر کر دیا ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم شک کرتے ہو ف۱

وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَ
اور وہی اللہ ہے آسمان و زمین میں جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور
اور وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں ف۲ جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ○ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا
جانتا ہے جو کماتے ہو اور نہیں پہنچتی ان کو کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں مگر
جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۳ اور نہیں آتی اُن کے پاس کوئی نشانی اُن کے رب کی نشانیوں میں سے مگر

كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ○ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ
کرتے ہیں اس سے تغافل سو جھٹلا چکے حق بات کو جب ان تک پہنچی اب
کرتے ہیں اس سے تغافل ف۴ سو بیشک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب اُن تک پہنچا سو اب

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جس کی قسمت میں ہدایت نہیں اس کا شبہ کبھی نہیں جاتا ف۲ کہتے تھے کہ ہمارے دیکھتے فرشتہ اترے سو جب آدمی فرشتوں کو دیکھیں تو عالم غیب ظاہر ہووے پھر عمل کی خرابی غیب ہے ظاہر ہو آنے لگے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۱۶۵ ا سلسلۂ مجازات پر متنبہ فرمادیا کہ زمین و آسمان میں حکومت ہماری ہے اور تمہارے سب کھلے چھپے نیک و بد اعمال بھی ہمارے علم میں موجود ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ تم یوں ہی مہمل چھوڑ دیئے جاؤ ف۳ "آیات" میں احتمال ہے کہ تکوینی آیات مراد ہوں یا تنزیلی۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ حق سے مراد غالباً قرآن کریم ہے جو نشانہائے قدرت سے تغافل برتنے والوں کی بدانجامی اور دنیوی و اُخروی سزا کو بیان کرتا ہے اُسے سن کر منکرین تکذیب و استہزاء کرتے تھے۔ انہیں جتلادیا کہ جس بات پر تم ہنستے اور آوازے کستے ہو وہ حقیقت ثابتہ بن کر عنقریب تمہارے سامنے آجائے گی آگے ان اقوام کا حوالہ دیا ہے جو آیات اللہ کی تکذیب و استہزاء اور بداعمالیوں کی بدولت ہلاک کی گئیں ف۲ یعنی عاد و ثمود وغیرہ جن کو تم سے بڑھ کر طاقت اور ساز و سامان دیا گیا تھا بارشوں اور نہروں کی وجہ سے انکے باغ اور کھیت شاداب تھے، عیش و خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ جب انہوں نے بغاوت و تکذیب پر کمر باندھی اور نشانہائے قدرت کی ہنسی اڑانے لگے تو ہم نے انکے جرموں کی پاداش میں ایسا پکڑا کہ نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑا پھر انکے بعد دوسری امتیں پیدا کیں اور منکرین و مکذبین کے ساتھ یہی سلسلہ جاری رہا گیا مجرمین تباہ ہوتے رہے اور دنیا کی آبادی میں کچھ خلل نہیں پڑا ف۳ بعض مشرکین مکہ نے کہا تھا کہ اگر آپ آسمان سے ایک لکھی لکھائی کتاب لے آئیں اور اسکے ساتھ چار فرشتے بھی ہوں جو ہمارے سامنے ہو کر گواہی دیں کہ بیشک یہ کتاب خدا کی بھیجی ہوئی ہے تو ہم ایمان لے آئیں گے اس کا جواب دیا کہ جو لوگ بحالت موجودہ قرآن کو جادو اور اس کے لانے والے کو جادوگر بتلاتے ہیں اگر واقعی ہم ان پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب بھی آسمان سے اتار دیں جسے یہ ہاتھوں سے چھو کر معلوم کرلیں کہ کوئی تخییل یا نظر بندی نہیں ہے تب بھی یہی کہیں گے کہ یہ تو صریح جادو ہے جس بدبخت کے حصہ میں ہدایت نہیں ہوتی اس کا شبہ کبھی نہیں مٹتا۔ ف۴ یعنی جو ہمارے روبرو ہو کر ان کے صدق کی گواہی دیتا ف۵ اگر فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے تو یہ لوگ ایک منٹ کے لئے بھی اس کا تحمل نہ کرسکیں اس کے رعب و ہیبت سے دم نکل جائے یہ صرف انبیاء علیہم السلام ہی کا ظرف ہوتا ہے جو اصلی صورت میں فرشتہ کی رویت کا تحمل کرسکتے ہیں نبی کریم صلعم نے عمر بھر میں دو مرتبہ حضرت جبرئیل کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا ہے اور کسی نبی کی نسبت ایک مرتبہ بھی ثابت نہیں دوسرے اگر ان لوگوں کی ایسی عظیم الشان خارق عادت فرمائش پوری کردی جائے اور اس پر بھی نہ مانے جیسا کہ انکے معاندانہ احوال و اطوار سے ظاہر ہے تو سنت اللہ کے موافق پھر قطعاً مہلت نہ دیجائے گی اور ایسا عذاب آئے گا جو فرمائش کرنے والوں کو بالکل نیست و نابود کردیگا اس لحاظ سے اس طرح کی فرمائشوں کا پورا نہ کرنا بھی عین رحمت سمجھنا چاہیئے ف۶ چونکہ فرشتہ کو اصلی صورت میں بھیجنے کی نفی تو پہلی آیت میں ہوچکی اب دوسرے احتمال کا جواب دیتے ہیں وہ یہ کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں بھیجا جائے کیونکہ اسی صورت میں مجانست صوری کی بنا پر لوگ اس کے نمونہ اور تعلیم سے متمتع ہوسکتے ہیں لیکن اس تقدیر پر منکرین کے شبہات کا ازالہ نہیں ہوسکتا جو شکوک و شبہات رسول کے بشر ہونے پر کرتے تھے وہ ملک کے بصورت بشر آنے پر بھی بدستور کرتے رہیں گے ف۷ معاندین کی فرمائشوں کا جواب دینے کے بعد حضور کی تسلی کی جاتی ہے کہ آپ ان کے استہزاء اور تمسخر سے دلگیر نہ ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں انبیائے سابقین کو بھی ان ہی حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے پھر جو انکے مکذبین اور دشمنوں کا حشر ہوا سب کے سامنے ہے انکو بھی خدا اسی طرح سزا دے سکتا ہے جو اگلے مجرموں کو دیجی ف۸ یعنی ملک کی سیر و سیاحت اور تباہ شدہ اقوام کے آثار کا ملاحظہ کرنے کے بعد اگر نظر عبرت سے واقعات ماضیہ کو دیکھو گے تو انبیاء کی تکذیب کرنیوالی قوموں کا جو انجام دنیا میں ہوا وہ صاف نظر آجائے گا اسی سے قیاس کرلو کہ جب تکذیب کرنیوالوں کا یہ حشر ہوا تو استہزاء کرنے والوں کا کیا حشر ہوگا

يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا

آگے آوے گی اپر حقیقت اُس بات کی جس پر ہنستے تھے کیا دیکھتے نہیں کتنی ہلاک کیں ہم نے

آئی جاتی ہے ان کے آگے حقیقت اُس بات کی جس پر ہنستے تھے ف۱ کیا دیکھتے نہیں کہ کتنی ہلاک کردیں ہم نے

مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَ

پہلے ان سے سنگتیں اُن کو جمایا تھا ہم نے ملک میں جتنا تم کو نہیں جمایا اور

ان سے پہلے اُمتیں جن کو جمادیا تھا ہم نے ملک میں اتنا کہ جتنا تم کو نہیں جمایا اور

أَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن

چھوڑ دیا ہم نے اُن پر آسمان برستا اور بنادیں نہریں بہتی ان

چھوڑ دیا ہم نے اُن پر آسمان کو لگاتار برستا ہوا اور بنادیں ہم نے نہریں بہتی ہوئی اُن

تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ○

کے نیچے پھر ہلاک کیا اُن کو ان کے گناہوں پر اور کھڑی کی ان کے پیچھے اور سنگت

کے نیچے پھر ہلاک کیا ہم نے اُن کو انکے گناہوں پر اور پیدا کیا ہم نے ان کے بعد اور اُمتوں کو ف۲

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِي قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ

اور اگر اتاریں ہم تجھ پر لکھا ہوا کاغذ میں پھر ٹٹول لیں اس کو اپنے ہاتھ سے البتہ کہیں گے

اور اگر اتاریں ہم تجھ پر لکھا ہوا کاغذ میں پھر چھو لیویں وہ اُس کو اپنے ہاتھوں سے البتہ کہیں گے

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ○ وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ

منکر یہ کچھ نہیں مگر جادو صریح ف۱ اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا

کافر یہ نہیں ہے مگر صریح جادو ف۳ اور کہتے ہیں کیوں نہیں اترا

عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ ○

اس پر کوئی فرشتہ اگر ہم فرشتہ اتاریں تو فیصل ہوچکے کام پھر اُن کو فرصت نہ ملے ف۲

اس پر کوئی فرشتہ ف۴ اور اگر ہم اتاریں فرشتہ تو طے ہوجاوے قصہ پھر اُن کو مہلت بھی نہ ملے ف۵

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ ○

اور اگر ہم رسول کرتے کوئی فرشتہ تو وہ بھی صورت میں ایک مرد کرتے اور ان پر شبہ ڈالتے وہی شبہ جو لاتے ہیں

اور اگر ہم رسول بناکر بھیجتے کسی فرشتہ کو تو وہ بھی آدمی ہی کی صورت میں ہوتا اور انکو اسی شبہ میں ڈالتے جس میں اب پڑ رہے ہیں ف۶

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم

اور ہنسی کرتے رہے ہیں کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے پھر الٹ پڑی ان سے ہنسی والوں پر

اور بلاشبہ ہنسی کرتے رہے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے پھر گھیر لیا اُن سے ہنسی کرنے والوں کو

مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○ ع قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا

جس بات پر ہنسا کرتے تھے تو کہہ پھرو ملک میں تو دیکھو

اس چیز نے کہ جس پر ہنسا کرتے تھے ف۷ تو کہہ دے کہ سیر کرو ملک میں پھر دیکھو

ع ۱ ۱۰

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○ قُل لِّمَن مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَ

آخر کیسا ہوا جھٹلانے والوں کا پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ ہے آسمان و

کیا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ف۸ پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

 ف معلوم ہوا کہ بھلائی پہنچایا جاتا ہے ———

ف جب تمام آسمان وزمین میں اسی خدا کی حکومت ہے جیسا کہ مشرکین کو بھی اقرار تھا تو مکذبین و مستہزئین کو فوری سزا سے کہاں پناہ مل سکتی ہے؟ یہ صرف اس کی رحمت عامہ ہے کہ جرائم کو دیکھ کر فوراً سزا جاری نہیں کرتا اور قیامت کے دن بھی جو بلا شبہ آنے والا ہے محض ان ہی بدبختوں کو بے ایمانی کی سزا دے گا جو باختیار خود جان بوجھ کر اپنے کو نقصان و ہلاکت کے گڑھے میں ڈال چکے ہیں ف قل لمن ما فی السموات والارض میں مکان کی تعمیم تھی وله ما سکن فی الليل والنهار میں زمانہ کے اعتبار سے تعمیم ہے یعنی ہر جگہ اور ہر وقت اسی کی حکومت اور قبضہ و اقتدار ہے ہر وہ چیز جو رات میں یا دن میں آرام سے زندگی بسر کرتی اور کتنے معلوم و نامعلوم دشمنوں سے مامون و محفوظ رہتی ہے یہ اسی کی رحمت کاملہ کے آثار میں سے ہے قل من یکلؤکم بالليل والنهار من الرحمن (انبیاء) وہی ہے جو دن کے شور و غل اور رات کے اندھیرے اور سناٹے میں ہر ایک کی پکار سنتا اور سب کی حوائج و ضروریات کو بخوبی جانتا ہے پھر تم ہی بتاؤ کہ ایسے پروردگار کو چھوڑ کر کسی اور سے مدد طلب کرنا کہاں تک موزوں ہوگا ف کھلانا اشارہ ہے سامان بقاء کی طرف یعنی ایجاد و ابقاء دونوں میں اسی کے سب محتاج ہیں اس کو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز میں بھی ہماری احتیاج نہیں پھر اس سے علیحدہ ہو کر کسی کو مددگار بنانا انتہائی حماقت نہیں تو اور کیا ہے ف ایسے پروردگار کے احکام کے سامنے جس کی صفات اوپر مذکور ہوئیں ضرور ہے کہ سب بندے بلا شرکت غیرے گردن ڈال دیں اور سب سے پہلے اس اکمل ترین بندہ کو انتہائی انقیاد و تسلیم کا حکم ہے جو تمام دنیا کے لئے نمونۂ طاعت و عبودیت بنا کر بھیجا گیا تھا صلی اللہ علیہ وسلم ف یہ آپ پر رکھ کر اوروں کو سنایا گیا ہے یعنی بفرض محال اگر خدا کے معصوم و برگزیدہ ترین بندے سے بھی کسی طرح کا عصیان سرزد ہو تو عذاب الٰہی کا اندیشہ ہوتا ہے پھر کسی دوسرے کو کب لائق ہے کہ باوجود شرک و کفر اور تکذیب انبیاء وغیرہ ہزاروں طرح کے جرائم میں مبتلا ہونے کے عذاب الٰہی سے بے فکر اور مامون ہو کر بیٹھے رہیں۔ ف جنت اور رضائے الٰہی کے اعلیٰ مدارج کا حاصل کرنا تو بہت اونچا مقام ہے اگر آدمی سے قیامت کے دن کا عذاب ٹل جائے تو یہ ہی بہت بڑی کامیابی سمجھو کہ قال عمر رضی اللہ عنہ کفافا لا لی ولا علی ف دنیا یا آخرت میں جو تکلیف یا راحت خدا کسی کو پہنچانا چاہے۔ نہ کوئی مقابلہ کر کے روک سکتا ہے اور نہ اس کے طلب و اقتدار کے نیچے سے نکل کر بھاگ سکتا ہے وہ ہی پوری طرح خبردار ہے کہ کس بندے کے کیا حالات ہیں اور ان حالات کے مناسب کس قسم کی کارروائی قرین حکمت ہوگی ف جب یہ فرمایا کہ خدا ہی سب نفع و ضرر کا مالک، تمام بندوں پر غالب و قاہر اور رتی رتی سے خبردار ہے تو اس کی شہادت سے زبردست اور بے لوث شہادت کس کی ہو سکتی ہے پس میں ہی اپنے تمہارے درمیان اسی کو گواہ ٹھہراتا ہوں کیونکہ میں نے دعویٰ رسالت کر کے جو کچھ اس کے پیغامات تم کو پہنچائے اور جو کچھ تم نے اس کے جواب میں میرے ساتھ اور خود پیغام ربانی کے ساتھ برتاؤ کیا وہ سب اس کی آنکھ کے سامنے ہے وہ خود اپنے علم محیط کے موافق میرا اور تمہارا فیصلہ کر دے گا۔

الْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ

زمین میں کہہ اللہ کا ہے اس نے لکھی ہے اپنے ذمے مہربانی البتہ تم کو جمع کرے گا قیامت کے

زمین میں کہہ دے اللہ کا ہے اس نے لکھی ہے اپنے ذمہ مہربانی البتہ تم کو اکٹھا کر دے گا قیامت کے

الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

دن تک اس میں شک نہیں جنھوں نے ہاری اپنی جان وہی نہیں مانتے

دن تک کہ اس میں کچھ شک نہیں جو لوگ نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے ف

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَغَيْرَ

اور اسی کا ہے جو بسیرا لیتا ہے رات میں اور دن میں اور وہی ہے سب سنتا جانتا تو کہہ کیا

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آرام پکڑتا ہے رات میں اور دن میں اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا ☆ تو کہہ دے کیا اور کسی

اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ

اور کوئی پکڑوں اپنا مددگار اللہ کے سوا جو بنانے والا آسمان و زمین کا اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھلاتا

کو بناؤں اپنا مددگار اللہ کے سوا جو بنانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا ف اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسکو کوئی نہیں کھلاتا

قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

تو کہہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حکم مانوں اور تو نہ ہو شریک

ف کہہ دے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حکم مانوں ف اور تو ہرگز نہ ہو

الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ

پکڑنے والا تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا ایک بڑے دن

شرک والا ☆ تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن

عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝

کے عذاب کو جس پر سے وہ ٹلا اس دن اس پر رحم کیا اور یہی ہے بڑی مراد ملنی

کے عذاب سے ف جس پر سے ٹل گیا وہ عذاب اس دن تو اس پر رحم کر دیا اللہ نے اور یہی ہے بڑی کامیابی ف

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ

اور اگر پہنچاوے تجھ کو اللہ کچھ سختی پھر اس کو کوئی نہ اٹھاوے سوا اس کے اور اگر تجھ کو پہنچاوے

اور اگر پہنچا دے تجھ کو اللہ کچھ سختی تو کوئی اسکو دور کرنیوالا نہیں سوا اس کے اور اگر تجھ کو پہنچا دے

بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ

بھلائی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے ف اور اسی کا زور پہنچتا ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے

بھلائی تو وہ ہر چیز پر قادر ہے ☆ اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر اور وہی ہے

الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ قُلْ اَىُّ شَىْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ

حکمت والا خبردار تو کہہ کس چیز کی بڑی گواہی تو کہہ اللہ گواہ ہے

بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا ف تو پوچھ سب سے بڑا گواہ کون ہے کہہ دے اللہ گواہ ہے

بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ

میرے اور تمہارے بیچ اور اترا ہے مجھ کو یہ قرآن کہ تم کو اس سے خبردار کر دوں اور جس کو یہ پہنچے

میرے اور تمہارے درمیان ف اور اترا ہے مجھ پر یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے خبردار کر دوں اور جس کو یہ پہنچے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہاں گواہی فرمایا قسم کو یعنی میں قسم کھاتا ہوں اللہ کی اس سے زیادہ کون قسم ہوئی ف۲ یعنی مجھ نے جھوٹ باندھا مجھ سے بدتر کوئی نہیں اور اگر میں نے سچ پہنچایا پھر تم نے جھٹلایا تو تم سے گنہگار کوئی نہیں پھر اپنا فکر کرو۔ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

ف۱ یعنی اگر سمجھو تو میرے صدق پر خدا کی بیتی اور کھلی ہوئی شہادت یہ قرآن موجود ہے جو کلام الٰہی ہونے پر خود ہی اپنی دلیل ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ میرا کام یہ ہے کہ تم کو اور جس جس کو یہ کلام پہنچے خدائی پیغام سے خبردار کردوں جس میں توحید و معاد وغیرہ تمام اصول دین کی ہدایت کی گئی ہے کیا اس قدر اتمام حجت ہو چکنے اور ایسا قطعی اور صریح پیغام توحید سننے کے بعد بھی تم یہی کہتے رہو گے کہ خدا کے سوا اور بھی معبود ہیں تم کو اختیار ہے جو چاہو بکو میں تو کبھی ایسا لفظ زبان پر نہیں لا سکتا بلکہ صاف صاف اعلان کرتا ہوں کہ لائق عبادت صرف وہی ایک خدا ہے باقی جو کچھ تم شرک کرتے ہو میں اس سے قطعاً بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتا ہوں۔ (تنبیہ) "ومن بلغ" نے بتلا دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام جن وانس اور مشرق و مغرب کے لئے ہے ف۲ یعنی اس کے علاوہ کہ میری صداقت کا خدا گواہ ہے اور قرآن کریم اس کی ناطق اور ناقابل تردید شہادت دے رہا ہے، وہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) بھی جن کی طرف کتب سماویہ کا عالم سمجھ کر تم میرے

أئنكم لتشهدون أن مع الله آلهة أخرى قل لا أشهد قل إنما
کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں تو کہہ میں نہ گواہی دوں گا تو کہہ وہی
کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں تو کہہ دے میں تو گواہی نہ دوں گا کہہ دے وہی

هو إله واحد وإنني بريء مما تشركون ○ الذين آتيناهم الكتب
ہے معبود ایک اور میں قبول نہیں رکھتا جو تم شریک کرتے ہو ف۱ جن کو ہم نے دی ہے کتاب
ہے معبود ایک اور میں بیزار ہوں تمہارے شرک سے ف جن کو ہم نے دی ہے کتاب

يعرفونه كما يعرفون أبناءهم الذين خسروا أنفسهم فهم
اس کو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جنہوں نے ہاری اپنی جان وہی
وہ پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جو لوگ نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی

لا يؤمنون ○ع ومن أظلم ممن افترى على الله كذبا أو كذب
نہیں مانتے اور اس سے ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا جھٹلا دے
ایمان نہیں لاتے ف۲ اور اس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلا دے

بآياته إنه لا يفلح الظالمون ○ ويوم نحشرهم جميعا ثم نقول
اس کی آیتیں مقرر بھلا نہیں پاتے گنہگار ف۲ اور جس دن ہم جمع کرینگے ان سب کو پھر کہیں گے
اس کی آیتوں کو بلاشک بھلائی نصیب نہیں ہوتی ظالموں کو ف۳ اور جس دن ہم جمع کرینگے ان سب کو پھر کہیں گے

للذين أشركوا أين شركاؤكم الذين كنتم تزعمون ○ ثم
شریک والوں کو کہاں ہیں شریک تمہارے جن کا تم دعویٰ کرتے تھے پھر
ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا تھا کہاں ہیں شریک تمہارے جن کا تم کو دعویٰ تھا ف۴ پھر

لم تكن فتنتهم إلا أن قالوا والله ربنا ما كنا مشركين ○ انظر
نہ رہے گی ان کی شرارت مگر یہی کہ کہیں گے قسم اللہ کی اپنے رب کی ہم شریک نہ کرتے تھے دیکھ تو
نہ رہے گا انکے پاس کوئی فریب مگر یہی کہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے ہم نہ تھے شرک کرنیوالے ف۵ دیکھو تو

كيف كذبوا على أنفسهم وضل عنهم ما كانوا يفترون ○ ق
کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر اور کھوئی گئیں ان سے جو باتیں بناتے تھے اور
کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر اور کھوئی گئیں ان سے وہ باتیں جو بنایا کرتے تھے ف۶ اور

ومنهم من يستمع إليك وجعلنا على قلوبهم أكنة أن يفقهوه
بعضے ان میں کان رکھتے ہیں تیری طرف اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف رکھے ہیں کہ اس کو نہ سمجھیں
بعضے ان میں کان لگائے رہتے ہیں تیری طرف اور ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے ہیں پردے تاکہ اسکو نہ سمجھیں

وفي آذانهم وقرا وإن يروا كل آية لا يؤمنوا بها حتى إذا
اور ان کے کانوں پر بوجھ اور اگر دیکھیں ساری نشانیاں یقین نہ لاویں ان پر جب تک نہ
اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لاویں ان پر ف۷ یہاں تک کہ جب

جاءوك يجادلونك يقول الذين كفروا إن هذا إلا أساطير
آویں تیرے پاس جھگڑنے کو تجھ سے کہتے ہیں وے منکر یہ کچھ نہیں مگر نقلیں ہیں
آتے ہیں تیرے پاس تجھ سے جھگڑنے کو تو کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہے یہ مگر کہانیاں

ع ۲ / ۱۰

معاملہ میں رجوع کرتے ہو، اپنے دلوں میں پورا یقین رکھتے ہیں کہ بلاشبہ میں وہی "نبی آخر الزمان" ہوں جس کی بشارت انبیائے سابقین دیتے چلے آئے ہیں اکو جس طرح بہت سے بچوں میں سے اپنی اولاد کے شناخت کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ایسے ہی نبی کریم صلعم اور قرآن کریم کی صداقت کے معلوم کرنے میں بھی کوئی شبہ اور دھوکہ نہیں ہے۔ البتہ حسد، کبر، تقلید، اور حب جاہ و مال وغیرہ اجازت نہیں دیتے کہ مشرف بایمان ہو کر اپنی جانوں کو نقصان دائمی اور ہلاکت ابدی سے بچائیں۔ ف۳ یعنی نبی نہ ہو اور خدا پر افترا کر کے دعوائے نبوت کر بیٹھے یا سچے نبی سے جس کی صداقت کے دلائل واضحہ موجود ہوں خدا کا پیام سن کر تکذیب پر کمربستہ ہو جائے، ان دونوں سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں ہو سکتا اور سنۃ اللہ یہ ہے کہ ظالم کو انجام کار کامیابی اور بھلائی نصیب نہیں ہوتی پس اگر فرض کرو معاذ اللہ میں مفتری ہوں تو ہرگز کامیاب نہ ہونگا اور تم مکذب ہو جیسا کہ دلائل سے ظاہر ہے تو تمہاری خیریت نہیں لہٰذا حالات میں غور کر کے اور انجام سوچ کر عاقبت کی فکر کرو اور اس دن سے ڈرو جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ ابن کثیرؒ نے آیت کے یہی معنی لئے ہیں اور بعض مفسرین نے "افترا علی اللہ" سے مشرکین کا شرک مراد لیا جیسا کہ آگے "وضل عنھم ما کانوا یفترون" میں اشارہ ہے واللہ اعلم ف۴ یعنی جن کی نسبت تم کو دعویٰ تھا کہ وہ خدائی کے حصہ دار اور شدائد میں تمہارے شفیع و مددگار ہیں آج ایسی سختی اور مصیبت کے وقت کہاں چلے گئے کہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آتے ف۵ یعنی بجز انکار و برأت کے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے گی باطل معبودین کی جس عقیدت و محبت میں منہمک ہو رہے تھے اس کی حقیقت صرف اتنی رہ جائے گی کہ ساری عمر کے عقیدہ اور تعلق سے بھی انکار کر بیٹھیں گے ف۶ یعنی اس صریح جھوٹ سے مشرکین کی انتہائی بدحواسی اور شرکاء کی نہایت بیچارگی اور درماندگی کا اظہار ہوگا۔ کاش مشرکین اس رسوا کن انجام کو دنیا ہی میں سمجھ لیں ف۷ یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو بغرض اعتراض و عیب جوئی قرآن کریم اور حضور کی باتوں کی طرف کان لگاتے تھے ہدایت سے منتفع ہونا اور حق کو قبول کرنا مقصود نہ تھا نصیحت و ہدایت سے ممتد اعراض اور تعنت کی مسلسل تعلیل کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ قبول حق کے وسائل و قویٰ انجام کار ماؤف ہو کر رہ گئے حق کے سمجھنے سے انکے دل محروم کر دیئے گئے۔ پیغام ہدایت کا سننا کانوں کو بھاری معلوم ہونے لگا۔ آنکھیں نظر عبرت سے ایسی خالی ہو گئیں کہ ہر قسم کے نشانات دیکھ کر بھی ایمان لانے کی توفیق نہیں ہوتی اور لطف یہ ہے کہ اس حالت موت پر قانع و مسرور بھی ہیں بلکہ فخر کے لہجہ میں اس کا اعلان کرتے ہیں۔ سورہ حم السجدہ میں ہے "فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب فاعمل اننا عاملون" اس آیت سے معلوم ہوا کہ سماع آیات سے منتفع نہ ہونا اور دلوں پر پردہ پڑ جانا خود انکے اعراض کا نتیجہ تھا اور یہ اعراض ہی اس کیفیت کے حدوث کا سبب ہوا ہے۔ "واذا تتلی علیہ ایاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعھا کان فی اذنیہ وقرا" (لقمان) اسباب پر مسببات کا مرتب کرنا چونکہ خالق جل و علا کے سوا کسی کا کام نہیں ہو سکتا اسی لئے آیت حاضرہ "وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ" میں پردے وغیرہ ڈالنے کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف کردی گئی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی دوزخ کے کنارے پر بھیج کر حکم ہوگا کہ ٹھہراؤ۔ تو کافروں کو توقع پڑے گی کہ شاید ہم کو پھر دنیا میں بھیجیں تو اب کی بار کفر نہ کریں۔ وہاں لاویں سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس واسطے اُن کو نہیں ٹھہرایا بلکہ اس واسطے کہ اُن کے منہ
اقرار کروایا کہ ہم نے کفر کیا تھا اور آگے پہلے منکر ہوئے تھے کہ ہم شریک نہ کرتے تھے اور پیغمبر بھیجا اُن کو جھٹ ہے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الْاَوَّلِيْنَ ○ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ
اگلوں کی — اور وہ اس سے منع کرتے ہیں اور اس سے بھاگتے ہیں اور ہلاک کرتے نہیں
پہلے لوگوں کی — اور یہ لوگ روکتے ہیں اس سے اور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا
مگر آپ کو اور نہیں سمجھتے اور کبھی تو دیکھے جس وقت اُن کو کھڑا کیا جاوے آگ پر تو کہتے ہیں
مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے ف۱ اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ کھڑے کئے جاویں گے وہ دوزخ پر پس کہیں گے

يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ بَلْ
اے کاش کہ ہم کو پھر بھیجیں اور ہم نہ جھٹلاویں اپنے رب کی آیتیں اور رہیں ایمان والوں میں کوئی نہیں
اے کاش ہم پھر بھیج دیئے جاویں اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور ہو جاویں ہم ایمان والوں میں ف۲ کوئی

بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ
بلکہ کھل گیا اُن سے جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر پھر بھیجے تو پھر کریں وہی جو منع ہوا تھا اُن کو
نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو چھپاتے تھے پہلے ف۳ اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جس سے منع کیے

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ وَقَالُوْٓا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ
اور وہ جھوٹ بولتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو زندگی نہیں مگر یہی دنیا میں اور ہم کو پھر نہیں
گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں ف۴ اور کہتے ہیں ہمارے لیے زندگی نہیں مگر یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں

بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا
اٹھنا اور کبھی تو دیکھے جس وقت اُن کو کھڑا کیا ہے اُن کے رب کے سامنے فرمایا اب یہ سچ نہیں
زندہ ہونا ف۵ اور کاش کہ تو دیکھے جس وقت اور وہ کھڑے کیے جاویں گے اپنے رب کے سامنے فرمائے گا کیا یہ سچ

ع ۳ ۱۰ ۹ بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○
بولے کیوں نہیں قسم ہمارے رب کی فرمایا تو چکھو عذاب بدلا اپنے کفر کا
نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے اپنے رب کی فرمائے گا تو چکھو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے ف۶

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ
خراب ہوئے جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا جب تک کہ آ پہنچی اُن پر قیامت
تباہ ہوئے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا یہاں تک کہ جب آ پہنچے گی اُن پر قیامت

بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ
بے خبر کہنے لگے اے افسوس کہ ہم نے قصور کیا اس میں اور وہ اٹھاتے ہیں اپنے بوجھ
اچانک تو کہیں گے اے افسوس کیسی کوتاہی ہم نے اس میں کی اور وہ اٹھاویں گے اپنے بوجھ

عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ○ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ
اپنی پیٹھ پر سنتا ہے برا بوجھ ہے جو اٹھاتے ہیں اور کچھ نہیں دنیا کا جینا مگر کھیل
اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو جاؤ کہ برا بوجھ ہے جس کو وہ اٹھاویں گے ف۷ اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل

وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
اور جی بہلانا اور پچھلا گھر جو ہے سو بہتر ہے ڈر والوں کو کیا تم کو سمجھ نہیں
اور جی بہلانا اور آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے کیا تم نہیں سمجھتے ف۸

ف۱ یعنی ان میں نہ فہم رہا ہے نہ انصاف۔ ایمان لانا اور ہدایت ربانی سے متمتع ہونا تو کیا ان کی غرض تو حضور کی خدمت میں آنے سے صرف مجادلہ (جھگڑنا) اور پھبتیاں اڑانا ہے۔ چنانچہ قرآنی حقائق و بیانات کو ساذا اساطیر الاولین کہتے ہیں۔ پھر اس تکذیب و رد و تمسخر پر اکتفا نہیں کوشش یہ ہے کہ دوسروں کی طرف بھی اپنی بیماری کا تعدیہ کریں۔ چنانچہ لوگوں کو حق سے روکتے ہیں اور خود بھی اُس سے دور بھاگتے ہیں تاکہ انہیں دیکھ کر دوسرے قبول حق سے نفور و بیزار ہو جائیں۔ مگر ان تمام ناپاک کوششوں سے نہ تو اللہ دین حق کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے وہ تو غالب ہو کر رہیگا اور نہ رسول اللہ صلعم کو کہ آپ کی عصمت و رفعت کا تکفل حق تعالیٰ فرما چکا ہے۔ ہاں یہ احمق خود اپنے لئے ہلاکت ابدی کا سامان فراہم کر رہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں کہ ہم اپنے ہاتھ سے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ ف۲ یعنی آیات اللہ کی تکذیب و استہزاء وغیرہ ساری قیل و قال اُسوقت تک ہے جب تک خدائی سزا کا ہولناک جو شر یا منظر سامنے نہیں۔ جس وقت دوزخ کی ذرا سی ہوا بھی لگ جائے گی تو ساری شیخی کرکری ہو جائیگی اور بیزار تمنا یہ درخواست کرینگے کہ ہم کو دنیا میں پھر بھیج دیا جائے تاکہ آئندہ کبھی اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور پکے ایماندار بنکر رہیں "الآن قد ندمت وما ینفع الندم"۔ ف۳ یعنی اب بھی دنیا میں واپس جانے کی تمنا عزم صحیح اور ایمانی رغبت و شوق سے نہیں بلکہ جب مجازاۃ و مکافات عمل کا وہ منظر سامنے آگیا جسے باوجود وضوح اور انکار کے پردہ میں چھپایا کرتے تھے، عذاب الٰہی کو آنکھوں سے دیکھ لیا، تمام اعمال شنیعہ کا جو چھپ چھپ کر کیے جاتے تھے راز فاش ہو گیا، ابھی ابھی جو واللہ ربنا ما کنا مشرکین کہہ چکے تھے اُس جھوٹ کی بھی قلعی کھل گئی۔ غرضیکہ جن کے جو اثرات مخفی اور غیر مرئی طور پر اندر ہی اندر ان نالائقوں کے دلوں میں پرورش پا رہے تھے وہ دردناک عذاب کی صورت میں متشکل ہو کر سامنے آگئے تو محض جان بچانے کے لئے دوبارہ دنیا میں واپس کیے جانے کی تمنا کرنے لگے۔ ف۴ یہ اب بھی جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں واپس ہو کر پکے ایماندار بن جائینگے اور ہرگز آیات اللہ کی تکذیب نہ کرینگے۔ اشقیاء اگر دنیا میں واپس کر دیے جائیں تو بدی اور شرارت کی جو قوتیں ان میں رکھی ہیں پھر انہی کو کام میں لائیں گے اور جس مصیبت سے گھبرا کر واپس جانے کی تمنا کر رہے ہیں اُسے خواب و خیال کی طرح فراموش کر دینگے جیسا کہ بسا اوقات دنیوی مصائب و مہالک میں پھنسکر آدمی انابت و توبہ اختیار کر لیتا ہے پھر جہاں چند روز گذرے پھر کچھ بھی یاد نہیں رکھتا کہ اُس وقت کیا عہد و پیمان کیے تھے کان لم یدعنا الیٰ ضر مسہ۔ ف۵ یعنی خوب مزے اڑالو۔ دنیوی عیش کو خواہ مخواہ فکر آخرت سے منغص مت کرو یہ ہی حال آج کل یورپ کے مادہ پرستوں کا ہے۔ ف۶ یعنی جب حقیقت آنکھوں کے سامنے آجائے گی اور بعث بعد الموت وغیرہ کے اقرار سے چارہ نہ رہیگا تب کہا جائیگا کہ انکار حقیقت اور کفر بالمعاد کا مزہ چکھو۔ ف۷ انسان کی بڑی شقاوت اور بدبختی یہ ہے کہ لقاء اللہ سے انکار کرے اور زندگی کے اس بلند ترین مقصد کو جھوٹ سمجھے۔ یہاں تک کہ جب موت یا قیامت سر پر آکھڑی ہو تب بیخبری کف افسوس ملتا رہ جائے کہ ہائے ہم نے اپنی دنیوی زندگی میں یا یوم قیامت کے لئے تیاری کرنے میں کیسی ناقابل تلافی کوتاہی کی۔ اُس وقت اس افسوس و حسرت سے کچھ نہ ہوگا جرموں اور شرارتوں کے بار گراں کو جس سے اس کی پشت خمیدہ ہوگی یہ ناوقت کا تاسف و تحسر ذرا بھی ہلکا نہ کر سکے گا۔ ف۸ کفار تو یہ کہتے تھے کہ دنیوی زندگی کے سوا کوئی زندگی ہی نہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ فانی اور مکدر زندگانی حیات اُخروی کے مقابلہ میں محض ہیچ اور بے حقیقت ہے۔ یہاں کی زندگی کے صرف اُن ہی لمحات کو زندگی کہا جا سکتا ہے جو آخرت کی درستی میں خرچ کیے جائیں۔ بقیہ تمام اوقات جو آخرت کی فکر و تیاری سے خالی ہوں ایک عاقبت اندیش کے نزدیک لہو و لعب سے زائد وقعت نہیں رکھتے۔ پرہیزگار اور سمجھدار جانتے ہیں کہ اُن کا اصلی گھر آخرت کا گھر اور اُن کی حقیقی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ

ہم جانتے ہیں کہ تجھ کو غم دلاتی ہیں اُن کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن

ہم کو معلوم ہے کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں اُن کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن

الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ

بے انصاف اللہ کے حکموں سے منکر ہوئے جاتے ہیں اور جھٹلایا ہے بہت رسولوں کو تجھ سے پہلے

یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور جھٹلائے گئے ہیں بہت سے رسول تجھ سے پہلے

فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ

پھر صبر کرتے رہے جھٹلانے پر اور ایذا پر جب تک پہنچی اُن کو مدد ہماری اور کوئی بدلنے والا نہیں

پس صبر کرتے رہے جھٹلانے پر اور ایذا پر یہاں تک کہ پہنچی اُن کو مدد ہماری اور کوئی نہیں بدل سکتا

لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَإِن كَانَ

اللہ کی باتیں اور تجھ کو پہنچ چکا ہے کچھ احوال رسولوں کا اور اگر تجھ پر

اللہ کی باتیں اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں کچھ حالات رسولوں کے ف۱ اور اگر تجھ پر

كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَن تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ

بھاری ہے اُن کا تغافل کرنا تو اگر تو سکے کہ ڈھونڈھ نکالے کوئی سرنگ زمین میں

گراں ہے اُن کا منہ پھیرنا تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ ڈھونڈھ نکالے کوئی سرنگ زمین میں

أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُم بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى

یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر اُن کو لاوے ایک نشانی اور اگر اللہ چاہتا جمع کرتا سب کو

یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لادے اُنکے پاس ایک معجزہ اور اگر اللہ چاہتا تو جمع کر دیتا سب کو سیدھی

الْهُدَىٰ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ

راہ پر سو مت ہو نادانوں میں ف۱ مانتے وہ ہیں جو سنتے ہیں

راہ پر سو تو مت ہو نادانوں میں ف۳ مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں

وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

اور مُردوں کو اٹھاوے گا اللہ پھر اُس کی طرف جاویں گے ف۲ اور کہتے ہیں کیوں نہیں اُتری اُس پر

اور مردوں کو زندہ کریگا اللہ پھر اُسکی طرف لائے جاوینگے ف۴ اور کہتے ہیں کیوں نہیں اُتری اُس پر

آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَن يُنَزِّلَ آيَةً وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

نشانی اس کے رب سے تو کہہ اللہ کو قدرت ہے کہ اتارے کچھ نشانی لیکن اُن بہتوں کو

کوئی نشانی اُسکے رب کیطرف سے ف۵ کہہ دے کہ اللہ کو قدرت ہے اس بات پر کہ اتارے نشانی لیکن اُن میں اکثر

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ

سمجھ نہیں اور کوئی چلتا نہیں زمین میں نہ جانور ہے کہ اڑتا ہے دو پر سے

نہیں جانتے ف۶ اور نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے

إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم ۚ مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ

مگر ایک ایک امت ہے تمہاری طرح چھوڑی نہیں ہم نے لکھنے میں کوئی چیز پھر اپنے رب کی طرف

مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح ہم نے نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز پھر سب اپنے رب کے سامنے

ف۱ خلائق کے حال پر شفقت و ہمدردی سارے جہان سے زیادہ نبی کریم صلعم کے دل میں ڈالی گئی تھی۔ آپ ان بدبختوں کی تکذیب و اعراض مستقبل کی تباہی اور خسارہ کا دور اندیشانہ کلمات سے سخت رنج اور صدمہ محسوس فرماتے تھے۔ ان آیات میں آپکو تسلی اور اُن اشقیاء کو دھمکی دی گئی ہے کہ آپ انکے اعراض و تکذیب سے اسقدر دلگیر اور غمگین نہ ہوں۔ یہ لوگ جو تکذیب کر رہے ہیں فی الحقیقت آپکو نہیں جھٹلاتے کیونکہ آپ کو تو پہلے سے بالاتفاق صادق و امین سمجھتے تھے۔ بلکہ خدا کی آیات و نشانات کا جو پیغمبر علیہ السلام کی تصدیق و تبلیغ کے لئے بھیجی گئی ہیں جان بوجھ کر از راہ ظلم و عناد انکار کر رہے ہیں تو آپ بھی ان ظالموں کا معاملہ خدا کے سپرد کر کے مطمئن ہو جائیے۔ وہ خود انکے ظلم اور آپکے صبر کا پھل دینے والا ہے۔ انبیائے سابقین کے ساتھ بھی جنکے کچھ حالات آپکو سنائے جا چکے ہیں اُنکی قوموں نے تکذیب و ایذا رسانی کا برتاؤ کیا جس پر خدا کے معصوم پیغمبر نہایت اولوالعزمی سے صبر کرتے رہے حتی کہ حسب وعدہ خدا کی مدد پہنچی اور بڑے زبردست متکبرین کے مقابلہ میں اُن کو مظفر و منصور کیا گیا۔ آپ سے جو نصر و ظفر کے وعدے کیے گئے ہیں ایک ایک کر کے پورے ہونگے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں مگر خدا کا وعدہ نہیں ٹل سکتا۔ کس کی طاقت ہے جو خدا کی باتوں کو بدل ڈالے یعنی جو اس نے کہا ہے ایسے واقع نہ ہونے دے۔ مکذبین کو یاد رکھنا چاہئے کہ اُنکی جنگ حقیقۃً محمد صلعم کی ذات سے نہیں بلکہ رب محمد سے ہے جس نے آپکو اپنا سفیر اعظم اور معتمد بنا کر کھلے نشانات کے ساتھ بھیجا ہے۔ محمد صلعم کی تکذیب اُن خدائی نشانات کی تکذیب ہے ف۲ کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ پیغمبر ہیں تو ان کے ساتھ ہمیشہ ایسا نشان رہنا چاہئے جسے ہر کوئی دیکھ کر یقین کرنے اور ایمان لانے پر مجبور ہو جایا کرے۔ آنحضرت صلعم چونکہ تمام دنیا کی ہدایت پر حریص تھے شاید آپکے دل نے چاہا ہوگا کہ ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا جائے اس لئے حق تعالیٰ نے یہ تربیت فرمائی کہ تکوینیات میں مشیت الٰہی کے تابع رہو۔ تکوینی مصالح اسکو مقتضی نہیں کہ ساری دنیا کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا جائے ورنہ خدا تو اس پر بھی قادر تھا کہ بدون توسط پیغمبروں اور نشانوں کے شروع ہی سے سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ جب خدا کی حکمت ایسے مجبور کن معجزات اور فرمائشی نشانات دکھلانے کو مقتضی نہیں تو مشیت الٰہی کے خلاف کسی کو یہ طاقت کہاں ہے کہ وہ زمین یا آسمان میں سے سرنگ یا سیڑھی لگا کر ایسا فرمائشی اور مجبور کن معجزہ نکال کر دکھلا دے۔ خدا کے قوانین حکمت و تدبیر کے خلاف کسی چیز کے وقوع کی امید رکھنا نادانوں کا کام ہے ف۳ یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں گے جنکے دل کے کان بہرے ہو گئے وہ سنتے ہی نہیں پھر مانیں کس طرح؟ ہاں یہ کافر جو قلبی و روحانی حیثیت سے مُردوں کی طرح ہیں قیامت میں دیکھکر یقین کرینگے اور اُن چیزوں کو مانیں گے جن کا انکار کرتے تھے ف۴ یعنی اُن نشانیوں میں سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری جن کی وہ فرمایش کرتے تھے۔ کما فی قولہ تعالیٰ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانہار خلالہا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل رکوع ۱۰) ورنہ ویسے تو آپ پر بیشمار علمی و عملی معجزات و نشانات بارش کی طرح اُترتے رہتے تھے ف۵ یعنی خدا فرمائشی معجزات دکھلانے سے عاجز نہیں لیکن جن قوانین حکمت و رحمت پر نظام تکوینی کی بنیاد ہے تم میں سے اکثر اُنکے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اُن قوانین کا اقتضاء یہی ہے کہ تمام فرمائشی معجزات نہ دکھلائے جائیں۔

النصف

موضح قرآن ف۱ کافر کہتے تھے کہ یہ نبی ہے تو اس کے ساتھ ہمیشہ ایک نشانی رہے کہ ہر کوئی دیکھے اور یقین لاوے سو شاید حضرت کا دل بھی چاہا ہو اس واسطے تربیت فرمائی کہ اللہ کے تابع رہو اسکو منظور ہوتا تو بن نشانی سب کے دل پھیر لاتا۔ ف۲ یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دئیے وہ سنتے نہیں تو کس طرح مانیں مگر یہ کافر مثال مردے کے ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کریں گے ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ...... یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں سب جہان میں ہیں۔ ہر قسم کے جانوروں کا کارخانہ ایک قاعدے پر باندھا ہے۔ انسان کا بھی ایک قاعدہ رکھا ہے وہ پیغمبر دیا کی زبان سے انکو سکھاتا ہے۔ اگر وہ جیسا کریں یہی تقاضی بس پیغمبروں کے قول پر لیکن بہرا اور گونگا اندھیرے میں پڑا کیا دیکھے اور کیا سمجھے۔ اور یہ جو فرمایا چھوڑی نہیں ہم نے لکھنے میں کوئی چیز۔ یعنی لوح محفوظ میں سب لکھا ہے ف۲ یعنی گنہگار کو حق تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے۔ اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو بچ گیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو پھر اسکو بھلا وا دیا اور خوبی کے دروازے کھولے جب خوب گناہ میں غرق ہوا تو بے خبر پکڑا گیا۔ یہ اشارہ ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کروں —— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

يُحْشَرُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ مَنْ

اکٹھے ہونگے اور وہ جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتیں بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں جس کو

جمع ہونگے ف۱ اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ف۲ جس کو

يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ ۖ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ قُلْ

چاہے اللہ گمراہ کرے اور جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر ف۱ تو کہہ

چاہے اللہ گمراہ کرے ف۳ اور جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر تو کہہ

أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ

دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوا کسی کو پکارو گے

دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ

بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو پھر کھول دیتا ہے جس پر پکارتے تھے

بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو پھر دور کر دیتا ہے اس مصیبت کو جس کیلئے تم اسکو پکارتے ہو

ع ۴ ۱۱ ۱۰

إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ۝ ع وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ

اگر چاہتا ہے اور بھول جاتے ہو جنکو شریک کرتے تھے اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت امتوں پر تجھ سے پہلے

اگر چاہتا ہے اور تم بھول جاتے ہو جنکو شریک کرتے تھے ف۱ اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت سی امتوں پر تجھ سے پہلے

فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذْ

پھر ان کو پکڑا سختی میں اور تکلیف میں شاید وہ گڑگڑاویں پھر کیوں نہ جب

پھر ان کو پکڑا ہم نے سختی میں اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑاویں پھر کیوں نہ گڑگڑائے جب

جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ

پہنچا ان پر عذاب ہمارا گڑگڑائے ہوتے و لیکن سخت ہوگئے دل انکے اور بھلے دکھائے انکو شیطان نے

آیا ان پر عذاب ہمارا لیکن سخت ہوگئے دل انکے اور بھلے کر دکھلائے انکو شیطان نے

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ

جو کام کر رہے تھے پھر جب بھول گئے جو نصیحت تھی ان کو کھول دیے ہم نے ان پر دروازے ہر

جو کام وہ کر رہے تھے پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو انکو کی گئی تھی کھول دیے ہم نے ان پر دروازے ہر

شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ۝

چیز کے یہاں تک کہ خوش ہوئے پائی ہوئی چیز سے پکڑا ہم نے ان کو بے خبر پھر تبھی وہ رہ گئے ناامید ف۲

چیز کے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ان چیزوں پر جو انکو دی گئیں پکڑ لیا ہم نے انکو اچانک پس اس وقت وہ رہ گئے ناامید ف۵

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ قُلْ

پھر کٹ گئی جڑ ان ظالموں کی اور سب سراہنا ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا تو کہہ

پھر کٹ گئی جڑ ان ظالموں کی اور سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا ف۶ تو کہہ

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ مَنْ

دیکھو اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر کر دے تمہارے دل پر کون وہ

دیکھو تو اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر کر دے تمہارے دلوں پر ف۷ تو کون

ف۱ ان آیات میں بعض حکمتوں پر متنبہ کیا گیا ہے جو فرمائشی نشانات نہ دکھلائے جانے میں مرعی ہیں۔ یعنی تمام حیوانات خواہ زمین پر رینگتے ہوں یا ہوا میں اڑتے ہوں وہ بھی انسانوں کی طرح ایک امتیں ہیں ان میں سے ہر نوع کو حق تعالیٰ نے ایک خاص وضع اور فطرت پر پیدا کیا جو انکے معین خواص و افعال کے دائرہ میں کام کرتی ہے۔ کوئی جانور اپنے افعال و حرکات کے محدود حلقہ سے جو قدرت نے باعتبار اس کی فطرت و استعداد کے مشخص کر دیئے ہیں ایک قدم باہر نہیں نکال سکتا۔ چنانچہ ابتدائے آفرینش سے آج تک کسی حیوان نے اپنی نوع کے محدود دائرۂ عمل میں کسی طرح کی ترقی نہیں کی۔ اسی طرح ہر چیز کی استعداد و فطرت کو خیال کر لیجئے حق تعالیٰ کے علم قدیم اور لوح محفوظ میں تمام انواع و اجناس کی تدبیر و تربیت کے اصول و فروع منضبط ہیں۔ کوئی چیز نہ اس زندگی میں اور نہ مرنے کے بعد اس مکمل انضباط و انتظام سے باہر جا سکتی ہے۔ انسان جس حیوان ہے "با اختیار اور ترقی کن" حیوان ہے اسی کسب و اختیار اور ترقی کن عقل و تمیز کی موجودگی نے اسکے "نظام تکوینی اور قانون حیات" کو دوسرے تمام حیوانات سے ایسا اعلیٰ اور ممتاز بنا دیا ہے کہ اب اسے حیوان کہتے بھی شرم آتی ہے وہ بخلاف باقی حیوانات کے دیکھنے سننے اور پوچھنے سے نئی نئی معلومات حاصل کرتا اور قوت فکریہ سے انکو ترتیب دیکر حیات جدیدہ کی طرف ترقی کرتا رہتا ہے وہ نیک و بد میں تمیز کرنے، نافع و ضار کے پہچاننے، آغاز و انجام سمجھنے پر قادر اور کسی عمل کے کرنے یا چھوڑنے میں فی الجملہ آزاد ہے۔ اسی لئے اسکو خدا کی جانب سے ایسے نشانات دکھلائے جاتے ہیں جن میں غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے اور فکر و کسب کی فطری آزادی کو سلب کر دینے والے نہ ہوں۔ اور اگر وہ خدا کے دیئے ہوئے قوائے عقلیہ سے ٹھیک طور پر ان میں غور کرے تو اسے حق و باطل اور نیک و بد کی تمیز کرنے میں کچھ دقت نہ ہو پس ایسے فرمائشی نشانات و معجزات کی درخواست کرنا جو ہمہ وجوہ ایمان لانے پر مجبور کر دیں انسان کی فطری آزادی اور اسکے نظام ترکیبی کو تباہ کرنے بلکہ انسان کو عام حیوانات کی صف میں اتار لانے کا مرادف ہے۔ اور اگر فرمائشی نشان ہمہ وجوہ مجبور کن نہ ہوں تو ان کا دکھلانا بیکار ہے۔ کیونکہ ان میں بھی وہی غیر ناشی عن دلیل شکوک و شبہات پیدا کر لیے جائیں گے جو ہزاروں غیر فرمائشی نشانات میں کیے جا چکے۔ ف۲ نہ کہنے والے کی سنتے ہیں نہ خود دوسرے سے پوچھتے ہیں اور نہ اندھیرے میں کچھ دیکھ سکتے ہیں۔ جب سب قوتیں اپنی بے اعتدالیوں سے بیکار کر لیں تو حق کی تصدیق و قبول کا کیا ذریعہ ہو؟ ف۳ گمراہ کرنا اسی کو چاہتا ہے جو خود ذرائع ہدایت کو اپنے اوپر مسدود کر لیتے ہیں ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ (اعراف، رکوع ۲۲) ف۴ جب اندھے بہرے گونگے ہو کر آیات اللہ کو جھٹلایا اور گمراہی کے عمیق غار میں جا پڑے اس پر اگر دنیا میں یا قیامت میں خدا کا سخت عذاب نازل ہو تو سچ سچ بتلاؤ کہ خدا کے سوا اس وقت کسے پکارو گے۔ دنیا کی چھوٹی چھوٹی مصیبتوں میں بھی جب گھر جاتے ہو تو مجبور ہو کر اسی خدائے واحد کو پکارتے ہو اور سب شرکاء کو بھول جاتے ہو فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین جس پر اگر خدا چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور بھی کر دیتا ہے۔ اسی سے اندازہ کر لو کہ نزول عذاب یا ہول قیامت سے بچانے والا بجز خدا کے اور کون ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کس قدر حماقت اور اندھاپن ہے کہ اس خدا کی عظمت اور جلال کو فراموش کر کے اس کی نازل کی ہوئی آیات کی تکذیب اور فرمائشی آیات کا مطالبہ کرتے ہو۔ ف۵ گذشتہ آیت میں عذاب آنے کا احتمال بیان ہوا تھا۔ اب واقعات کا حوالہ دیتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں اس طرح کے عذاب آچکے ہیں۔ نیز متنبہ فرما دیا کہ جب مجرم کو ابتداءً ہلکی تنبیہ کی جائے تو اسکو فوراً خدا کی طرف رجوع ہونا چاہئے سخت دلی اور اغوائے شیطانی سے اسے ہلکا نہ سمجھے۔ موضح القرآن میں ہے کہ گنہگار کو اللہ تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے۔ اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو بچ گیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو پھر بھلاوا دیا اور وسعت عیش کے دروازے کھولے۔ جب نعمتوں کی شکرگزاری اور انعام و احسان سے متاثر ہونے کے بجائے خوب گناہ میں غرق ہوا تو دفعۃً بے خبر پکڑا گیا۔ یہ ارشاد ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے۔ یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کروں۔ ف۶ ظالموں کا استیصال بھی اس کی ربوبیت عامہ کا اثر اور مجموعۂ عالم کے لئے رحمت عظیم ہے اسی لئے یہاں حمد و شکر کا اظہار فرمایا۔ ف۷ کہ نہ تم سن سکو نہ دیکھ سکو نہ دل سے سمجھ سکو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی توبہ کو دیر نہ کرے جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ ملے۔ ف۲ یعنی شاید اس دیر میں عذاب پہنچ جائے تو اگر توبہ کر چکا ہو اُس عذاب سے بچ رہے فائدہ فتح الرحمان میں یوں ترجمہ کیا ہے۔ کیا ہلاک کیے جاویں یعنی ہلاک نہ ہوویں مگر ظالم لوگ ف۳ یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کرے۔ ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے ف۴ یعنی ریشن کر گناہ سے بچتے رہیں ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

اَلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝

وہ رب ہے اللہ کے سوائے جو تم کو یہ لا دیوے دیکھ ہم کیسی پھیرتے ہیں باتیں پھر وہ کنارہ کرتے ہیں ف۱

ایسا رب ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لا دیوے ف۱ دیکھ ہم کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں باتیں پھر بھی وہ کنارہ کرتے ہیں

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا

تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا بے خبر یا روبرو کوئی ہلاک ہوگا مگر

تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا اچانک ف۲ یا ظاہر ہو کر تو کون ہلاک ہوگا

الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

وہی لوگ جو گنہگار رہیں اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں نہیں مگر خوشی اور ڈر سنانے کو

ظالم لوگوں کے سوا ف۳ اور ہم رسول نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے کو

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

پھر جو کوئی یقین لایا اور سنوار پکڑی تو نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غم کھاویں اور جنہوں نے جھٹلائیں

پھر جو کوئی ایمان لایا اور سنور گیا تو نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں اور جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ

ہماری آئیتیں اُنکو لگے گا عذاب اس پر کہ بے حکمی کرتے تھے تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے

ہماری آیتوں کو اُنکو پہنچیگا عذاب اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے ف۴ تو کہہ میں نہیں کہتا تم سے

عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ

کہ مجھ پاس ہیں خزانے اللہ کے نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں

کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں ف۵

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ

میں اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو حکم آتا ہے تو کہہ کب برابر ہوئے اندھا اور دیکھتا

میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے تو کہدے کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا

اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى

کیا تم دھیان نہیں کرتے ف۶ اور خبردار کر دے اس قرآن سے جن کو ڈر ہے کہ جمع ہوں گے اپنے

سو کیا تم غور نہیں کرتے ف۶ اور خبردار کر دے اس قرآن سے اُن لوگوں کو جن کو ڈر ہے اس کا کہ وہ جمع ہونگے اپنے

رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

رب کے پاس اُنکا کوئی نہیں اُس کے سوا حمایتی نہ سفارش والا شاید وہ بچتے رہیں ف۷

رب کے سامنے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا نہ کوئی اُنکا حمایتی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا ف۷ تاکہ وہ بچتے رہیں ف۸

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ

اور نہ ان کو ہانک جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہیں

اور مت دور کر اُن لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہیں

وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ

اُس کا منہ تجھ پر نہیں اُن کے حساب میں سے کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے

اُسی کی رضامندی تجھ پر نہیں ہے اُن کے حساب میں سے کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے

ف۱ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "یعنی توبہ میں دیر نہ کرے جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ ملے" اور اس لئے توبہ و استغفار کی توفیق نہ ہو سکے ف۲ "اچانک" یعنی وہ عذاب جسکی کچھ علامات پہلے سے ظاہر نہ ہوں۔ واہذا "جہرۃً" سے مراد وہ عذاب ہو سکتا ہے جسکے آنے سے قبل علامات ظاہر ہونے لگیں۔ ف۳ یعنی توبہ میں دیر نہ کرنا چاہیئے شاید اس دیر میں عذاب پہنچ جائے جس کا خمیازہ صرف ظالموں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر پہلے ہی ظلم و عدوان سے توبہ کر چکا ہوگا تو اس عذاب سے بچ رہیگا ف۴ یعنی تم جو عذاب الٰہی سے نڈر اور بےفکر ہو کر بیہودہ فرمائشیں اور دور دراز کا سوالات کر کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دق کرتے اور ان کی تصدیق کیلئے خود ساختہ معیار تراشتے ہو خوب سمجھ لو کہ پیغمبر دنیا میں اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ تمہاری ایسی واہی تباہی فرمائشیں پوری کرتے رہا کریں۔ اُنکی بعثت کی غرض صرف "تبشیر و انذار" اور "تبلیغ و ارشاد" ہے وہ خدا کی طرف سے اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ فرمانبرداروں کو بشارات سنائیں اور نافرمانوں کو اُن کے انجام بد پر متنبہ کر دیں۔ آگے ہر شخص کی کمائی اُسکے ساتھ ہے جس نے انبیاء علیہم السلام کی باتوں پر یقین کیا اور اعتقاداً وعملاً اپنی حالت درست کر لی حقیقی امن اور چین اسکو نصیب ہوا۔ اور جس نے خدا کی آیات کو جھٹلا کر ہدایت الٰہی سے روگردانی کی وہ نافرمانی اور بغاوت کی وجہ سے سخت تباہی اور عذاب عظیم کے نیچے آ گیا۔ العیاذ باللہ ف۵ اس آیت میں منصب رسالت کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یعنی کوئی شخص جو مدعی نبوت ہو اُسکا دعویٰ یہ نہیں ہوتا کہ تمام مقدورات الٰہیہ کے خزانے اُسکے قبضہ میں ہیں کہ جب اُس سے کسی امر کی فرمائش کیجائے وہ ضرور ہی کر دکھلائے یا تمام معلومات غیبیہ و شہادیہ پر خواہ اُنکا تعلق فرائض رسالت سے ہو یا نہ ہو اُس کو مطلع کر دیا گیا ہے کہ جو کچھ تم پوچھو وہ فوراً بتلا دیا کرے یا نوع بشر کے علاوہ وہ کوئی اور نوع ہے جو لوازم و خواص بشریہ سے اپنی برأت و نزاہت کا ثبوت پیش کرے۔ جب ان باتوں میں سے وہ کسی چیز کا مدعی نہیں تو فرمائشی معجزات اُس سے طلب کرنا یا از راہ تعنت و عناد اس قسم کا سوال کرنا کہ "قیامت کب آئے گی" یا یہ کہنا کہ "یہ رسول کیسے ہیں جو کھانا کھاتے اور بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے جاتے ہیں" اور ان ہی امور کو معیار تصدیق و تکذیب ٹھہرانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے ف۶ یعنی اگرچہ پیغمبر نوع بشر سے علیحدہ کوئی دوسری نوع نہیں لیکن اُسکے اور باقی انسانوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ انسانی قوتیں دو قسم کی ہیں علمی و عملی۔ قوت علمیہ کے اعتبار سے نبی اور غیر نبی میں اعمیٰ و بصیر (اندھے اور سوانکھے) کا تفاوت سمجھنا چاہیئے۔ نبی کے دل کی آنکھیں ہر وقت مرضیات الٰہی اور تجلیات ربانی کے دیکھنے کیلئے کھلی رہتی ہیں جسکے بلا واسطہ مشاہدہ سے دوسرے انسان محروم ہیں اور قوت عملیہ کا حال یہ ہوتا ہے کہ پیغمبر اپنے قول و فعل اور ہر ایک حرکت و سکون میں رضائے الٰہی اور حکم خداوندی کے تابع و منقاد ہوتے ہیں وحی سماوی اور احکام الٰہیہ کے خلاف نہ کبھی اُن کا قدم اٹھ سکتا ہے نہ زبان حرکت کر سکتی ہے۔ اُنکی مقدس ہستی اخلاق و اعمال اور کل واقعات زندگی میں تعلیمات ربانی اور مرضیات الٰہی کی روشن تصویر ہوتی ہے جسے دیکھ کر غور و فکر کرنے والوں کو اُنکی صداقت اور مامور من اللہ ہونے میں ذرا بھی شبہ نہیں رہ سکتا ف۷ یعنی جو لوگ فرمائشی معجزات دکھلائے جانے پر اپنے ایمان کو موقوف رکھنے اور از راہ تعنت و عناد آیات اللہ کی تکذیب پر تلے ہوئے ہیں اُن سے قطع نظر کیجئے کیونکہ تبلیغ کا فرض ادا ہو چکا اور اُن کے راہ راست پر آنے کی توقع نہیں۔ اب وحی الٰہی (القرآن) کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو متنبہ کرنے کا مزید اہتمام فرمائیے جنکے دلوں میں حشر کا خوف اور عاقبت کی فکر ہے کیونکہ ایسے ہی لوگوں سے امید ہو سکتی ہے کہ نصیحت سے متاثر اور ہدایت قرآنی سے منتفع ہوں ف۸ یعنی ریشن کر گناہ سے بچتے رہیں ف۹ یعنی رات دن اُس کی عبادت میں حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کافروں میں بعضے سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا دل چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس بیٹھتے ہیں رذیلے ہم اُنکے برابر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس پر یہ آیت اُتری یعنی خدا کے طالب اگرچہ غریب ہیں اُنہی کی خاطر مقدم ہے ف۲ یعنی دولتمندوں کو غریبوں سے آزمایا ہو کہ اُنکو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ اُن کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں ف۳ یعنی غریب مسلمانوں کا دل بڑھا اور خوشی سنا ——— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَكَذٰلِكَ

اُن پر ہے کچھ کر تو اُن کو ہانک دے پھر ہو وے تو بے انصافوں میں ف۱ اور اسی طرح

اُن پر ہے کچھ کر تو اُن کو دور کرنے لگے پس ہو جاوے گا تو بے انصافوں میں ف۱ اور اسی طرح

فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ

ہم نے آزمایا ہے ایک کو ایک سے کہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا ہم سب میں

ہم نے آزمایا ہو بعضے لوگوں کو بعضوں سے تاکہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا ہم سب میں

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۞ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

کیا اللہ کو معلوم نہیں حق ماننے والے ف۲ اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتیں

کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنے والوں کو ف۲ اور جب آویں تیرے پاس ہماری آیتوں کے

بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ

ماننے والے تو کہہ سلام ہے تم پر لکھی ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر مہر کرنی کہ جو کوئی

ماننے والے تو کہہ دے تو سلام ہو تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو کہ جو کوئی

عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ

تم میں کرے برائی نادانی سے پھر اُس کے بعد توبہ کرے اور سنوار پکڑے تو یوں ہے کہ وہ ہے بخشنے والا

کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اُس کے بعد توبہ کرلے اور نیک ہو جاوے تو بات یہ ہے کہ وہ ہے

رَّحِيْمٌ ۞ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۞ ع

مہربان ف۳ اور اسی طرح ہم بیان کرتے ہیں آیتیں اور تو کھل جاوے راہ گنہگاروں کی

بخشنے والا مہربان اور اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تاکہ کھل جاوے طریقہ گنہگاروں کا ف۳

ع ٥ ١٢

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ

تو کہہ مجھ کو منع ہوا ہے کہ پوجوں جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا تو کہہ

تو کہہ دے مجھ کو روکا گیا ہے اس سے کہ بندگی کروں اُنکی جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا تو کہہ

لَآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۞

میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر سو تو میں بہک چکا اور نہ ہوا راہ پانے والا

میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر بیشک اب تو میں بہک جاؤنگا اور نہ رہونگا ہدایت پانے والوں میں ف۴

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ

تو کہہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی اور تم نے اُسکو جھٹلایا میرے پاس نہیں جسکی شتابی

تو کہہ دے کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی اور تم نے اُسکو جھٹلایا ف۵ میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی

بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۞ قُلْ

کرتے ہو حکم کسی کا نہیں سوا اللہ کے کھولتا ہے حق بات اور وہ ہے بہتر چکانے والا تو کہہ

کر رہے ہو ف۶ حکم کسی کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے تو کہہ

لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

اگر میرے پاس ہو جسکی شتابی کرتے ہو تو فیصل ہو چکے کام میرے تمہارے بیچ اور اللہ کو

اگر ہوتی میرے پاس وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا جھگڑا اور بیان میرے اور درمیان تمہارے ف۷ اور اللہ

ف۱ یعنی جب اُنکا ظاہر حال یہ بتلا رہا ہو کہ شب و روز خدا کی عبادت اور رضا جوئی میں مشغول رہتے ہیں تو اسی کے مناسب اُن سے معاملہ کیجئے۔ اُن کا باطنی حال کیا ہو؟ یا آخری انجام کیا ہوگا؟ اس کی تفتیش و محاسبہ پر معاملات موقوف نہیں ہو سکتے۔ یہ حساب نہ آپ کا اُنکے ذمہ ہے نہ اُنکا آپ کے۔ لہذا اگر بالفرض آپ دولتمندوں کی ہدایت کی طمع میں اِن غریب مخلصین کو اپنے پاس سے ہٹانے لگیں تو یہ بات بے انصافی کی ہوگی۔ "موضح القرآن میں ہے" کافروں میں بعض سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا دل چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس بیٹھتے ہیں رذیل لوگ، ہم اُن کے برابر نہیں بیٹھ سکتے۔ اس پر یہ آیت اُتری۔ یعنی خدا کے طالب اگرچہ غریب ہیں، اُن ہی کی خاطر مقدم ہے۔" ف۲ "یعنی دولتمندوں کو غریبوں سے آزمایا ہے کہ اُنکو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے۔ اور اللہ اُنکے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں۔" ف۳ پہلے فرمایا تھا کہ پیغمبر تبشیر و انذار کے لئے آتے ہیں۔ چنانچہ اس رکوع میں "وانذر بہ الذین یخافون" کہکے شان انذار کا استعمال تھا اب مومنین کے حق میں شان تبشیر کا اظہار ہے یعنی مومنین کو کامل سلامتی اور رحمت و مغفرت کی بشارت سنا دیجئے تاکہ اِن غریبوں کا دل بڑھے اور دولتمند متکبرین کے طعن و تشنیع اور تحقیر آمیز برتاؤ سے شکستہ خاطر نہ رہیں۔ اسی لئے ہم احکام و آیات تفصیل سے بیان کرتے ہیں نیز اس لیے کہ مومنین کے مقابلہ میں مجرمین کا طریقہ بھی واضح ہو جائے۔ (تنبیہ) یہ جو فرمایا کہ "جو کوئی کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے" اس سے شاید غرض یہ ہو کہ مومن جو برائی یا معصیت کرتا ہے خواہ نادانستہ ہو یا جان بوجھ کر وہ فی الحقیقت اُس برائی اور گناہ کے انجام بد سے ایک حد تک ناواقف اور بے خبر ہو کر کرتا ہے۔ اگر گناہ کے تباہ کن نتائج کا پوری طرح اندازہ اور استحضار ہو تو کون شخص ہے جو اسپر اقدام کی جرأت کریگا ف۴ گذشتہ آیات میں وہ چیزیں بیان ہوئیں جو مومنین سے کہنے کے لائق ہیں۔ اس رکوع میں اُن امور کا تذکرہ ہے جو مجرمین اور مکذبین کے حق میں قابل خطاب ہیں یعنی آپ فرما دیجئے کہ میرا ضمیر، میری فطرت، میری عقل، میرا وجدان اور وحی الٰہی جو مجھ پر اُتری ہے، یہ سب مجھ کو اس سے روکتے ہیں کہ میں توحید کامل کے جادہ سے ذرا بھی قدم ہٹاؤں۔ خواہ تم کتنے ہی چلے اور تدبیریں کرو میں کبھی تمہاری خوشی اور خواہش کی پیروی نہیں کر سکتا۔ بفرض محال اگر پیغمبر کسی معاملہ میں وحی الٰہی کو چھوڑ کر عوام کی خواہشات کا اتباع کرنے لگیں تو خدا نے جنہیں ہادی بنا کر بھیجا تھا معاذ اللہ وہ ہی خود بہک گئے، پھر ہدایت کا پتہ دنیا میں کہاں رہ سکتا ہے ف۵ یعنی میرے پاس خدا کی صاف و صریح شہادت اور واضح دلائل پہنچ چکیں جنکے قبول سے سر مو انحراف نہیں کر سکتا۔ تم اسکو جھٹلاتے ہو تو اس کا انجام سوچ لو۔ ف۶ یعنی عذاب الٰہی، چنانچہ کفار کہتے تھے "اللّٰهم ان کان هٰذا هو الحق من عندك فامطر علینا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیم" (اگر یہ حق ہو جس کی ہم تکذیب کر رہے ہیں تو آپ آسمان سے ہم پر پتھروں کی بارش کر دیجئے یا ہم پر اور کوئی سخت عذاب بھیج دیجئے) ف۷ یعنی جس پر چاہے جب چاہے اور جس قسم کا چاہے عذاب بھیجے یا نہ بھیجے ویسے ہی توبہ کی توفیق رحمت فرما دے۔ یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے کسی کا حکم اور زور اسکے سوا نہیں چلتا وہ دلائل و براہین کے ساتھ حق کو بیان کر دیتا ہے پھر جو نہ مانیں اُنکے متعلق بہترین فیصلہ کرنے والا بھی وہ ہی ہے اگر ایسا فیصلہ کرنا یا سزا دینا میرے قبضہ اختیار میں ہوتا۔ اور یہ نزول عذاب میں جلدی چاہنے والے مجھ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تو اب تک کبھی کا جھگڑا ختم ہو چکا ہوتا۔ یہ تو خدا ہی کے علم محیط، حلم عظیم، حکمت بالغہ و قدرت کاملہ کا پرتو ہے کہ بیشمار مصالح و حکم کی رعایت کرتے ہوئے باوجود پوری طرح جاننے اور قدرت رکھنے کے ظالموں پر فوراً عذاب نازل نہیں کرتا۔ آیندہ آیات میں اُس کے علم محیط اور قدرت کاملہ کا ذکر ہے تاکہ ثابت ہو کہ تاخیر عذاب جہل یا عجز کی بنا پر نہیں۔

أَعْلَمُ بِالظّٰلِمِينَ ○ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَ
خوب معلوم ہیں بے انصاف اور اُسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی اُن کو نہیں جانتا اُسکے سوا اور
خوب جانتا ہے ظالموں کو اور اُسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی کہ اُنکو کوئی نہیں جانتا اُسکے سوا اور
يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ
وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں اور نہیں جھڑتا کوئی پات جو وہ نہیں جانتا اور نہ کوئی دانہ
وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا مگر وہ جانتا ہے اُسکو اور نہیں گرتا
فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ○
زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب میں ف۱
کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے ف۱
وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ
اور وہی ہے کہ تم کو بھر لیتا ہے رات کو اور جانتا ہے جو کما چکے ہو دن کو پھر
اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں ف۲ اور جانتا ہے جو کچھ کہ تم کر چکے ہو دن میں ف۳ پھر
يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى أَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ
تم کو اُٹھاتا ہے اُس میں کہ پورا ہو وعدہ جو ٹھہرا دیا پھر اُسی کی طرف پھیرے جاؤ گے پھر جتا دے گا تم کو
تم کو اُٹھا دیتا ہے اُس میں تاکہ پورا ہو وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے ف۴ پھر اُسی کی طرف تم کو لوٹ جانا ہے پھر خبر دے گا تم کو
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ ع وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ ع ۷ ۵ ۱۳
جو کرتے تھے اور اُسی کا حکم غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر
اُس کی جو کچھ تم کرتے ہو ف۵ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر
حَفَظَةً ۚ حَتّٰى إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ
نگہبان یہاں تک کہ جب پہنچے تم میں کسی کو موت اُس کو بھر لیویں ہمارے بھیجے لوگ اور وہ
نگہبان ف۶ یہاں تک کہ جب آ پہنچے تم میں سے کسی کو موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اُسکو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ف۷
لَا يُفَرِّطُونَ ○ ثُمَّ رُدُّوٓا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۚ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ
تقصیر نہیں کرتے ف۲ پھر پہنچائے جاویں اللہ کی طرف جو مالک اُنکا ہے تحقیق سن رکھو حکم اُسی کا ہے
اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ف۸ پھر پہنچائے جاوینگے اللہ کی طرف جو مالک اُنکا ہے سچا سن رکھو حکم اُسی کا ہے
وَهُوَ أَسْرَعُ الْحٰسِبِينَ ○ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ
اور وہ شتاب لیتا ہے حساب ف۳ تو کہہ کون تم کو بچا لاتا ہے جنگل کے اندھیروں سے
اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ف۹ تو کہہ کون تم کو بچا لاتا ہے جنگل کے اندھیروں سے
وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ أَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ
اور دریا کے جس کو پکارتے ہو گڑگڑا کر اور چھپے اگر ہم کو بچا لیوے اس بلا سے
اور دریا کے اندھیروں سے اُس وقت میں کہ پکارتے ہو تم اُسکو گڑگڑا کر اور چپکے سے کہ اگر ہم کو بچا لیوے اس بلا سے
لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ
تو البتہ ہم احسان مانیں تو کہہ اللہ تم کو بچاتا ہے اُن سے اور ہر
تو البتہ ہم ضرور احسان مانیں گے تو کہہ دے اللہ تم کو بچاتا ہے اس سے اور ہر

ف۱ یعنی لوح محفوظ میں ہے ۔ اور لوح محفوظ میں جو چیز ہو گی وہ علم الٰہی میں پہلے ہو گی ۔ اس اعتبار سے مضمون آیت کا حاصل یہ ہوا کہ عالم غیب و شہادت کی کوئی خشک و تر اور چھوٹی بڑی چیز حق تعالیٰ کے علم ازلی محیط سے خارج نہیں ہو سکتی ۔ بناءً علیہ ان ظالموں کے ظاہری و باطنی احوال اور اُنکی سزا دہی کے مناسب وقت و محل کا پورا پورا علم اُسی کو ہے ۔ (تنبیہ) "مفاتح" کو جن علماء نے مفتح بفتح المیم کی جمع قرار دیا ہے اُنہوں نے "مفاتح الغیب" کا ترجمہ "غیب کے خزانوں" سے کیا اور جن کے نزدیک مفتح بکسر المیم کی جمع ہے وہ "مفاتح الغیب" کا ترجمہ مترجم رحمۃ اللہ کے موافق کرتے ہیں یعنی "غیب کی کنجیاں" مطلب یہ ہے کہ غیب کے خزانے اور اُنکی کنجیاں صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں ۔ وہ ہی اُن میں سے جس خزانہ کو جس وقت اور جس قدر چاہے کسی پر کھول سکتا ہے کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اپنے حواس و عقل وغیرہ آلات ادراک کے ذریعہ سے علوم غیبیہ تک رسائی پا سکے یا جتنے غیوب اُس پر منکشف کر دیئے گئے ہیں اُنمیں از خود اضافہ کر لے کیونکہ علوم غیبیہ کی کنجیاں اسکے ہاتھ میں نہیں دی گئیں ۔ خواہ لاکھوں کروڑوں جزئیات و واقعات غیبیہ پر کسی بندے کو مطلع کر دیا گیا ہو تاہم غیب کے اصول و کلیات کا علم جنکو "مفاتح غیب" کہنا چاہئے ، حق تعالیٰ نے اپنے ہی لئے مخصوص رکھا ہے ف۲ یعنی شب میں سوتے وقت ظاہری احساس و شعور باقی نہیں رہتا ۔ اور آدمی اپنے گرد و پیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بھی بیخبر ہو جاتا ہے ۔ گویا اُس وقت یہ قوتیں اُس سے لے لی گئیں ف۳ یعنی دن میں جو کچھ چلنا پھرنا ، نقل و حرکت اور کسب و اکتساب واقع ہوتا ہے وہ سب کامل تفصیل کے ساتھ خدا کے علم میں موجود ہے ف۴ یعنی اگر وہ چاہتا تو تم سوتے کے سوتے رہ جاتے لیکن موت کا وعدہ پورا ہونے تک ہر نیند کے بعد تم کو بیدار کرتا رہتا ہے ف۵ دن میں کار و بار کر کے رات کو سونا پھر سو کر اُٹھنا یہ روزمرہ کا سلسلہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے دنیا کی زندگی پھر موت پھر دوبارہ زندہ کئے جانے کا ۔ اسی لئے نیند اور بیداری کے تذکرہ کے ساتھ "مسئلہ معاد" پر متنبہ کر دیا گیا ف۶ یعنی وہ فرشتے جو تمہاری اور تمہارے اعمال کی نگہداشت کرتے ہیں ف۷ یعنی جو فرشتے روح قبض کرنے کیلئے بھیجے جاتے ہیں ف۸ یعنی جس وقت اور جس طرح جان نکالنے کا حکم ہوتا ہے اُسمیں وہ کسی طرح کی رعایت یا کوتاہی نہیں کرتے ف۹ یعنی ایک لحظہ میں آدمی کی عمر بھر کی بھلائی برائی واضح کر دے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا ہے یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی امتوں پر آیا آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑا دے اور ایکوں کو قتل یا قید یا ذلیل کرے حضرت نے سمجھ لیا کہ اس امت پر یہی ہوگا، اکثر عذاب الیم اور عذاب مہین اور عذاب شدید اور عذاب عظیم انہی باتوں کو فرمایا ہے اور آخرت کا عذاب بھی ہے اُن پر جو کافر ہی مرے ف۲ یعنی جب جاہل دین پر عیب پکڑیں اس مجلس سے سرک جائے اور اگر خطرہ ہو کہ باتوں میں مشغول ہو کر سرکنا بھول جاوے تو سوا نصیحت کے وقت اُن میں بیٹھنا ہی موقوف کرے ف۳ یعنی کوئی چاہے کہ ایسے جاہلوں پاس نصیحت کو بھی نہ بیٹھے فرمایا کہ اگر نہ بیٹھے تو اپنے اوپر گناہ نہیں اُن کے گمراہ رہنے کا لیکن نصیحت بہتر ہے کہ شاید اُن کو ڈر ہو تو نصیحت والا ثواب پاوے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ○ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ

گھبراہٹ سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو تو کہہ اُسی کو قدرت ہے کہ بھیجے تم پر

سختی سے پھر بھی تم شرک کرتے ہو ف۱ تو کہہ اُسی کو قدرت ہے اس پر کہ بھیجے تم پر

عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَ

عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو کئی فرقے کرکر اور

عذاب ف۲ اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کرکے اور

يُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ

چکھا دے ایک کو لڑائی ایک کی دیکھ کس پھیر سے ہم کہتے ہیں باتیں شاید وہ

چکھا دے ایک کو لڑائی ایک کی ف۳ دیکھ کس کس طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ

يَفْقَهُونَ ○ وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ

سمجھیں ف۱ اور اُس کو جھوٹ بتایا تیری قوم نے اور وہ تحقیق ہے تو کہہ کہ میں نہیں تم پر

سمجھ جاویں ف۴ اور اُس کو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے حالانکہ وہ حق ہے تو کہہ دے کہ میں نہیں تم پر

بِوَكِيلٍ ۗ لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ ۚ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ○ وَإِذَا رَأَيْتَ

داروغہ ہر چیز کا ایک وقت ٹھہرا ہے اور آگے جان لوگے اور جب تو دیکھے

داروغہ ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ اُس کو جان لوگے ف۵ اور جب تو دیکھے

الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ

وہ لوگ کہ بکتے ہیں ہماری آیتوں میں تو اُن سے کنارہ کر جب تک بکنے لگیں اور کسی بات میں

اُن لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو اُن سے کنارہ کر یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی اور بات

غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ

اور کبھی بھلاوے تجھ کو شیطان تو نہ بیٹھ پر نصیحت کے بے انصاف قوم

میں اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد ظالموں

الظَّالِمِينَ ○ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَ

کے ساتھ ف۲ اور پرہیزگاروں پر نہیں کچھ اُنکا حساب

کے ساتھ ف۶ اور پرہیزگاروں پر نہیں ہے جھگڑنے والوں کے حساب میں سے کوئی چیز لیکن

لَٰكِنْ ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا

لیکن نصیحت کرنی ہے شاید وہ ڈریں ف۳ اور چھوڑ دے جنہوں نے ٹھہرایا اپنا دین کھیل

اُن کے ذمہ نصیحت کرنی ہے تاکہ وہ ڈریں ف۷ اور چھوڑ دے اُنکو جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل

وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا

اور تماشا اور بہکے دنیا کی زندگی پر اور اُس سے نصیحت دے اُنکو کہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی اپنے

اور تماشا اور دھوکا دیا اُن کو دنیا کی زندگی نے ف۸ اور نصیحت کر اُنکو قرآن سے تاکہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی اپنے

كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ ۚ وَإِنْ تَعْدِلْ

کیے میں کہ نہیں اُس کو اللہ کے سوا حمایتی نہ سفارش والا اور اگر بدلا دے

کیے میں کہ نہ ہو اُس کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر بدلے میں دے

ف۱ یعنی حق تعالیٰ باوجود علم محیط اور قدرت کاملہ کے جس کا بیان اوپر ہوا تمہاری بدعہدیوں اور شرارتوں کی سزا فوراً نہیں دیتا بلکہ جب مصائب و شدائد کی اندھیریوں میں پھنس کر تم اس عاجزی سے پکارتے ہو اور پختہ وعدے کرتے ہو کہ اس مصیبت سے نکلنے کے بعد کبھی شرک نہ کریں گے اور ہمیشہ احسان کو یاد رکھیں گے تو بسا اوقات وہ تمہاری دستگیری کرکے ان مہالک اور ہر قسم کی سختیوں سے نجات دیدیتا ہے لیکن تم پھر بھی اپنے وعدہ پر قائم نہیں رہتے اور مصیبت سے آزاد ہوتے ہی بغاوت شروع کر دیتے ہو ف۲ یعنی خدا کے امہال و درگذر کو دیکھ کر مامون اور بےفکر نہ ہونا چاہئے جس طرح وہ شدائد و مصائب سے نجات دے سکتا ہے اُسے یہ بھی قدرت ہے کہ کسی قسم کا عذاب تم پر مسلط کردے ف۳ اسمیں عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائیں (۱) جو اوپر سے آئے جیسے پتھر برسنا یا طوفانی ہوا اور بارش (۲) جو پاؤں کے نیچے سے آئے جیسے زلزلہ یا سیلاب وغیرہ یہ دونوں خارجی اور بیرونی عذاب ہیں جو اگلی قوموں پر مسلط کیے گئے۔ حضور صلعم کی دعا سے اس اُمت کو اس قسم کے عام عذاب سے محفوظ کر دیا گیا ہے یعنی اس قسم کا عام عذاب جو گذشتہ اقوام کی طرح اس اُمت کا استیصال کردے، نازل نہ ہوگا جزئی اور خصوصی واقعات اگر پیش آئیں تو اُسکی نفی نہیں۔ ان تیسری قسم عذاب کی جسے اندرونی اور داخلی عذاب کہنا چاہئے۔ اس اُمت کے حق میں باقی رہی ہے اور وہ پارٹی بندی باہمی جنگ وجدل اور آپس کی خونریزی کا عذاب ہے۔ موضح القرآن میں ہے کہ قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا۔ یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی اُمتوں پر آیا، آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑاوے اور انکو قتل یا قید یا ذلیل کرے۔ حضرت نے سمجھ لیا کہ اس اُمت پر یہ بھی ہوگا۔ اکثر "عذاب الیم" اور "عذاب مہین" اور "عذاب شدید" اور "عذاب عظیم" ان ہی باتوں کو فرمایا ہے۔ اور آخرت کا عذاب بھی ہے اُن پر جو کافر ہی مرے۔ ف۴ یعنی قرآن کو یا عذاب کے آنے کو کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب جھوٹی دھمکیاں ہیں، عذاب وغیرہ کچھ نہیں آتا ف۵ یعنی میرا منصب نہیں کہ تمہاری تکذیب پر خود عذاب نازل کردوں یا اُس کے وقت اور نوعیت وغیرہ کی تفصیل بتلاؤں میرا کام صرف باخبر اور متنبہ کر دینا ہے۔ آگے ہر چیز کے وقوع کا علم الٰہی میں ایک وقت مقرر ہے جب وقت آجائیگا تم خود جان لوگے کہ میں جس چیز سے ڈراتا تھا وہ کہاں تک سچ ہے۔ ف۶ یعنی جو لوگ آیات اللہ پر طعن و استہزاء اور ناحق کی نکتہ چینی میں مشغول ہو کر اپنے کو مستحق عذاب بنا رہے ہیں تم اُن سے مخلوط نہ رکھو کہیں تم بھی اُنکے زمرہ میں داخل ہو کر مورد عذاب نہ بن جاؤ۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے "انکم اذا مثلھم" ایک مومن کی غیرت کا تقاضا یہ نہ ہونا چاہئے کہ ایسی مجلس سے بیزار ہو کر کنارہ کرے، اور کبھی بھول کر شریک ہو گیا تو یاد آنے کے بعد فوراً وہاں سے اُٹھ جائے۔ اسی میں اپنی عاقبت کی درستی، دین کی سلامتی اور طعن و استہزاء کرنیوالوں کیلئے عملی نصیحت اور تنبیہ ہے ف۷ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں یعنی اگر پرہیزگار لوگ جھگڑنے اور طعن کرنیوالوں کی مجلس سے اُٹھ کر چلے آئے تو طاعنین کے گمراہی میں پڑے رہنے کا کوئی مواخذہ اور ضرر ان متقین پر عائد نہیں ہو سکتا ہاں ان کے ذمہ بقدر استطاعت اور حسب موقع نصیحت کرتے رہنا ہے۔ شاید وہ بدبخت نصیحت سُن کر اپنے انجام سے ڈر جائیں یا یہ مطلب ہے کہ پرہیزگار اور متقی لوگوں کو اگر کسی واقعی مقتضیٰ دینی یا دنیوی ضرورت سے ایسی مجلس میں جانے کا اتفاق ہو جائے تو اُن کے حق میں طاعنین کے گناہ اور بازپرس کا کوئی اثر نہیں پہنچتا۔ ہاں ان کے ذمہ بشرط قدرت نصیحت کر دینا ہے، ممکن ہے کسی وقت اُن پر بھی نصیحت کا اثر پڑ جائے ف۸ یعنی اپنے اُس دین کو جس کا قبول کرنا اُنکے ذمہ فرض تھا اور وہ مذہب اسلام ہے ف۹ دنیا کی لذتوں میں مست ہو کر عاقبت کو بھلا بیٹھے ۔ ۱۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ

سارے بدلے قبول نہ ہوں اُس سے وہی ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کیے میں

سارے بدلے تو قبول نہ ہوں اُس سے ف۱ وہی لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کیے میں

لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ قُلْ ع ۱۰/۱۴

اُن کو پینا ہے گرم پانی اور مار ہے دکھ والی بدلا کفر کرنے کا ف۱ تو کہہ

اُنکو پینا ہے گرم پانی اور عذاب ہے درد ناک بدلے میں کفر کے ف۲ تو کہہ دے

أَنَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا

کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا جو نہ بھلا کرے ہمارا نہ برا اور پھر جاویں اُلٹے پاؤں

کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا اُن کو جو نہ نفع پہنچا سکیں ہم کو اور نہ نقصان اور کیا پھر جاویں ہم اُلٹے پاؤں

بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ

جب اللہ ہم کو راہ دے چکا جیسے ایک شخص کو بھلا دیا جنوں نے جنگل میں

اسکے بعد کہ اللہ سیدھی راہ دکھا چکا ہم کو مثل اُس شخص کے کہ رستہ بھلا دیا ہو اُس کو جنوں نے جنگل میں جبکہ

حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى

بھٹکتا اُس کے رفیق پکارتے ہیں راہ کی طرف کہ آ ہمارے پاس تو کہہ اللہ نے راہ

وہ حیران ہے اُس کے رفیق بُلاتے ہیں اُس کو رستہ کی طرف کہ چلا آ ہمارے پاس ف۳ تو کہہ دے کہ اللہ نے جو

اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَأَنْ أَقِيمُوا

بتائی سو ہی راہ ہے اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہیں جہان کے صاحب کے اور یہ کہ کھڑی رکھو

راہ بتلائی وہی سیدھی راہ ہے ف۴ اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہیں پروردگار عالم کے اور یہ کہ قائم رکھو

الصَّلَاةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

نماز اور اُس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس پاس اکٹھے ہو گے اور وہی ہے جس نے ٹھیک بنائے

نماز کو اور ڈرتے رہو اللہ سے اور وہی ہے جس کے سامنے تم سب اکٹھے ہو گے اور وہی ہے جس نے پیدا کیا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُن فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ

آسمان اور زمین اور جس دن کہے گا ہو ہو جاوے گا ف۲ اُسی کی بات سچ ہے

آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر اور جس دن کہیگا کہ ہو جا تو وہ ہو جائیگا ف۵ اُسی کی بات سچی ہے

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ

اور اُسی کی سلطنت ہے جس دن پھونکا جاوے صور چھپا اور کھلا جاننے والا اور وہی ہے تدبیر والا

اور اُسی کی سلطنت ہے جس دن پھونکا جائے گا صور ف۶ جاننے والا چھپی اور کھلی باتوں کا اور وہی ہے حکمت والا

الْخَبِيرُ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ۖ إِنِّي

خبردار ف۳ اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہے مورتوں کو خدا میں

جاننے والا ف۷ اور یاد کر جب کہا ابراہیم نے ف۸ اپنے باپ آزر کو ف۹ تو کیا مانتا ہے بتوں کو خدا میں

أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ

دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بہکے ہو اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت

دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری قوم صریح گمراہ ہیں ف۱۰ اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجائبات

ف۱ یعنی ایسے لوگوں کو جو تکذیب و استہزاء کی کرتوت میں پکڑے گئے ہوں نہ کوئی حمایتی ملیگا جو مدد کر کے زبردستی عذاب الہٰی سے چھڑا لے اور نہ کوئی سفارش کرنے والا ہوگا جو محض سفارش سے کام نکال دے اور نہ کسی قسم کا فدیہ اور معاوضہ قبول کیا جائیگا۔ اگر بالفرض ایک مجرم دنیا بھر کے معاوضے دیکر چھوٹنا چاہے تو نہ چھوٹ سکے گا۔ ف۲ گذشتہ آیت میں خاص اُس مجلس سے کنارہ کشی کا حکم تھا جہاں آیات اللہ کے متعلق طعن و استہزاء اور ناحق کے جھگڑے کیے جا رہے ہوں۔ اس آیت میں ایسے لوگوں کی عام مجالست و صحبت ترک کر دینے کا ارشاد ہے مگر ساتھ ہی حکم ہے کہ اُن کو نصیحت کر دیا کرو تاکہ وہ اپنے کیے کے انجام سے آگاہ ہو جائیں۔ ف۳ یعنی مسلمان کی شان یہ ہے کہ گمراہوں کو نصیحت کر کے سیدھی راہ پر لائے اور جو خدا سے بھاگ کر غیر اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہیں اُنکو خدائے واحد کے سامنے سربسجود کرنے کی فکر کرے اُس سے یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی ایسی ہستی کے آگے سر جھکائیگا جسکے قبضہ میں نہ نفع ہو نہ نقصان، یا اہل باطل کی صحبت میں رہ کر توحید و ایمان کی صاف سڑک چھوڑ دیگا اور شرک کی بھول بھلیاں کی طرف اُلٹے پاؤں پھریگا۔ اگر معاذ اللہ ایسا ہو تو اُس کی مثال اُس مسافر کی سی ہوگی جو اپنے راہ چلنے والے رفقاء کے ساتھ جنگل میں سفر کر رہا تھا کہ ناگاہ غول بیابانی (خبیث جنات) نے اُسے بہکا کر راستہ سے الگ کر دیا۔ وہ چاروں طرف بھٹکتا پھرتا ہے اور اسکے رفقاء از راہ خیر خواہی اُسے آوازیں دے رہے ہیں کہ اِدھر آ رستہ اس طرف ہے مگر وہ حیران و مخبوط الحواس ہو کر نہ کچھ سمجھتا ہے نہ اُدھر آتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ مسافر آخرت کے لیے سیدھی راہ اسلام و توحید کی ہے اور جن کی رفاقت و معیت میں یہ سفر طے ہوتا ہے وہ پیغمبر اور اُسکے متبعین ہیں۔ جب یہ بدبخت شیاطین و مضلین کے پنجہ میں پھنس کر صحرائے ضلالت میں بھٹکتا پھرتا ہے اس کے ہادی اور رفقاء از راہ ہمدردی جادۂ حق کی طرف بلا رہے ہیں مگر یہ نہ کچھ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے تو اے گروہ اشرار کیا تمہاری یہ غرض ہے کہ ہم اپنی ایسی مثال بنا لیں یہ آیت اُن مشرکین کے جواب میں اُتری ہے جنہوں نے مسلمانوں سے ترک اسلام کی درخواست کی تھی ف۴ ہم سے یہ اُمید مت رکھو کہ اُسے چھوڑ کر ہم شیطان کی بتلائی ہوئی راہوں پر چلیں گے ف۵ یعنی حشر ہو جا ف۶ یعنی اُس روز ظاہری اور مجازی طور پر بھی خدا کے سوا کسی کی سلطنت نہ رہیگی لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ ف۷ جو خدا یہ صفات رکھتا ہو جنکا ذکر ان دو تین آیات میں ہوا وہ ہی اس لائق ہے کہ ہم اُس کے تابع فرمان ہوں اُسکے سامنے انتہائی عبودیت اختیار کریں اور ہر آن اُس سے ڈرتے رہیں۔ اسی کا ہم کو حکم ہوا ہے جس سے ہم کسی حال منہ نہیں موڑ سکتے۔ ف۸ گذشتہ آیات میں جو توحید کا اثبات شرک کی نفی اور مسلمانوں کے ارتداد سے مایوس کیا گیا تھا۔ یہاں موقعۂ عظم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے اُسی کی تاکید مقصود ہے اور ضمناً مسلمانوں کو یہ بھی سمجھانا ہو کہ مکذبین و معاندین کو کس طرح نصیحت و فہمائش کیجائے کس طرح اُن سے علیحدگی اور بیزاری کا اظہار ہونا چاہئے اور کس طرح ایک مومن قانت کو خدا پر اور صرف اکیلے خدا پر بھروسہ رکھنا اُسی سے ڈرنا اور اُسی کا تابع فرمان ہونا چاہئے ف۹ علمائے انساب نے حضرت ابراہیم کے باپ کا نام "تارخ" لکھا ہے۔ ممکن ہے "تارخ" نام اور "آزر" لقب ہو۔ ابن کثیر نے مجاہد وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ "آزر" بت کا نام تھا شاید اُس بت کی خدمت میں زیادہ رہنے سے خود اُن کا لقب آزر پڑ گیا ہو واللہ اعلم ف۱۰ اس سے زیادہ صریح و صاف گمراہی کیا ہوگی کہ اکرم المخلوقات "انسان" اپنے ہاتھ سے تراشے پتھروں کو خدائی کا درجہ دے کر اُنکے سامنے سربسجود ہو جائے اور اُنہی سے مرادیں مانگنے لگے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ کے کلام میں تاکے ساتھ واو آتا ہے۔ یعنی اللہ کو ہر کام خود بھی مقصود ہے اور واسطے دوسرے کے بھی مقصود ہے۔ یہ نہیں کہ واسطے مخبر کام نہ کرے۔ مثلاً بندہ تخم ڈالے واسطے درخت ہونے کے اس بغیر درخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ کو اس بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن درخت بھی مقصود ہے اور اس طرح اُنکا بھی مقصود ہے یہی معنی ہیں کہ اللہ کے فعل میں غرض نہیں۔ ف۲ حضرت ابراہیم لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان و زمین کا اللہ کو سمجھتے ہیں اور اپنی حاجت اور مراد کے واسطے کوئی معبود تیں پوجتا ہے کوئی تارا چاند سورج چاہا کہ یہ بھی ایک کو اپنا رب ٹھہراویں لکھوں موروثوں سے اول ہی ناخوش ہوئے پھر کوئی تارا ٹھہرایا پھر وہ غائب ہوا تو جانا کہ یہ ایک حال پر نہیں کوئی اور ہے اس پر حاکم آپ مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ میں نہ آتا۔ پھر چاند سورج میں بھی عیب پایا سب کو چھوڑ کر اُسی ایک کو پکڑا جس کو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے اور عقل صحیح چاہئے کہ جب ایک کو مانا اُس سے کون کام نہیں ہو سکتا کہ دوسرا درکار ہو۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ

آسمان اور زمین کی اور تاکہ اُس کو یقین آوے ف۱ پھر جب اندھیری آئی اُس پر

آسمانوں اور زمینوں کے اور تاکہ اُس کو یقین آجاوے ف۱ پھر جب اندھیرا کر لیا اُس پر

الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝

رات دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے میرا رب پھر جب وہ غائب ہوا بولا مجھ کو خوش نہیں آتے چھپ جانے والے

رات نے دیکھا اُس نے ایک ستارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانے والوں کو ف۲

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ

پھر جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہے میرا رب پھر جب وہ غائب ہوا بولا اگر نہ راہ دے مجھ کو رب میرا

پھر جب دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو رب میرا

لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا

تو بیشک میں رہوں بہکتے لوگوں میں پھر جب دیکھا سورج جھلکتا بولا یہ ہے

تو بیشک میں رہوں گا گمراہ لوگوں میں ف۳ پھر جب دیکھا سورج جھلکتا ہوا بولا یہ ہے

رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

میرا رب یہ سب سے بڑا پھر جب وہ غائب ہوا بولا اے قوم میں بیزار ہوں اُن سے جنکو تم شریک کرتے ہو

رب میرا یہ سب سے بڑا ہے ف۴ پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان سے جنکو تم شریک کرتے ہو ف۵

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا

میں نے اپنا منہ کیا اُس کی طرف جس نے بنائے آسمان و زمین ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں

میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ

شریک کرنے والا ف۱ اور جھگڑنے لگی اُس سے اسکی قوم بولا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ کے اور وہ

شرک کرنے والا ف۶ اور اُس سے جھگڑا کیا اُسکی قوم نے بولا کیا تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو اللہ کے ایک ہونے میں اور

هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ رَبِّيْ شَيْـــًٔا ۭ وَسِعَ

مجھ کو سوجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں اُن سے جنکو شریک ٹھہراتے ہو اسکا مگر کہ میرا رب ہی کچھ چاہے سمائی ہے

وہ مجھ کو سمجھا چکا ہے اور میں ڈرتا نہیں ہوں اُن سے جنکو تم شریک کرتے ہو اسکا مگر یہ کہ میرا رب ہی کوئی تکلیف پہنچانی چاہے احاطہ

رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَ

میرے رب کے علم میں سب چیز کو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو اور میں کیونکر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور

کر لیا ہے میرے رب کے علم نے سب چیزوں کا کیا تم نہیں سوچتے ف۸ اور میں کیونکر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور

لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ

تم نہیں ڈرتے شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ جسکی نہیں اتاری اُس نے تم کو کچھ سند اب دونوں

تم نہیں ڈرتے اس بات سے کہ شریک کرتے ہو اللہ کا اُنکو جن کی نہیں اتاری اُس نے تم پر کوئی دلیل ف۹ اب

الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

فرقوں میں کس کو چاہیے خاطر جمع اگر تم سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور

دونوں فرقوں میں کون مستحق ہے دلجمعی کا بولو اگر تم سمجھ رکھتے ہو جو لوگ ایمان لے آئے اور

ف۱ یعنی جس طرح بت پرستی کی شناعت و قبح ہم نے ابراہیم پر ظاہر کر کے اُس کی قوم کو قائل کیا اسی طرح علویات و سفلیات کے نہایت محکم اور عجیب و غریب انتظام ترتیبی کی گہرائیوں پر بھی اُسکو مطلع کر دیا تاکہ اُسے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے وجود و وحدانیت وغیرہ پر اور تمام مخلوقات سماوی و ارضی کے محکوم و مسخر و بیچارگی پر استدلال اور اپنی قوم کے عقیدہ کو کہ اجرام فلکی کو مدبر عالم سمجھتے تھے رد کر سکے۔ اور خود بھی حق الیقین کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو جائے عالم کا یہ اکمل و احکم اور بہترین نظم و نسق ہی ایسی چیز ہے جسے دیکھ کر بالبداہت اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس عظیم الشان مشین کا بنانے اور چلانے والا اُسکے پرزوں کو نہایت مضبوط ترتیب و ربط سے جوڑنے والا اور ہزاروں لاکھوں برس سے ایک ہی انداز پر اُسکی حفاظت کرنے والا بڑا زبردست حکیم و مقتدر صانع ہے جسکے علم و قدرت اور نفوذ و اقتدار سے مشین کا کوئی چھوٹا بڑا پرزہ باہر نہیں جا سکتا یہ کام یوں ہی بخت و اتفاق یا بے شعور طبیعت یا اندھے بہرے مادہ سے نہیں ہو سکتا یورپ کا مشہور و معروف حکیم نیوٹن کہتا ہے کہ کواکب کی حرکات حالیہ ممکن نہیں کہ محض عام قوت جاذبہ کے فعل کا نتیجہ ہوں۔ یہ قوت جاذبہ تو کواکب کو شمس کی طرف دھکیلتی ہے لیکن کواکب کو سورج کے گرد حرکت دینے والا ضروری ہے کوئی خدائی ہاتھ ہو جیسا وجود قوت جاذبہ کی عام کشش کے ان کو اپنے مدارات پر قائم رکھ سکے۔ کوئی سبب طبیعی ایسا نہیں بتایا جا سکتا جس نے تمام کواکب کو کھلی فضاء میں ایک بند کر دیا ہے کہ وہ سب سورج کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں ہمیشہ معین مدارات پر اور ایک خاص جہت ہی میں حرکت کریں جس میں کبھی تخلف نہ ہو پھر کواکب کی حرکات اور درجات سرعت میں اُن کی اور سورج کی درمیانی مسافت کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو عجیب تناسب اور دقیق توازن قائم رکھا گیا ہے۔ کوئی سبب طبیعی نہیں جس سے ہم ان منظم و منضبط نوامیس کو وابستہ کر سکیں ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا نظام کسی ایسے زبردست حکیم و علیم کی تجویز ہے جو ان تمام اجرام سماویہ کے مواد اور اُنکی کمیات سے پورا پورا واقف ہو وہ جانتا ہو کہ کس مادہ کی کس قدر مقدار سے کتنی قوت جاذبہ صادر ہوگی۔ اُسی نے اپنے زبردست اندازہ سے کواکب اور شمس کے درمیان مختلف مسافتیں اور حرکت کے مختلف مدارج مقرر کئے ہیں کہ ایک کا دوسرے سے تصادم و تزاحم نہ ہو اور عالم ٹکرا کر تباہ نہ ہو جائے۔ ہر چھوٹا بڑا سیارہ نہایت معتبر نظام کے ماتحت معین وقت پر طلوع و غروب ہوتا ہے جب کوئی سیارہ غروب ہو کر دنیا کو اپنے فیض و تاثیر سے محروم کر دے جو طلوع کے وقت حاصل تھا تو تم اُس ستارہ کو اور کسی مخلوق کی تدبیر ہو کر ایک منٹ کیلئے بھی واپس لے آئے یا غروب سے روک سکے۔ یہ رب العالمین ہی کی شان ہے کہ کسی وقت بھی کسی قسم کے اضافہ سے عاجز نہیں۔ والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم والقمر قدرناه منازل حتى عاد كالعرجون القديم لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون (یٰس رکوع ۳) یہ علویات کا حال ہو تو سفلیات کا اسی سے اندازہ کر لو۔ یہی ملکوتی عجائب اور ملکوت السموات والارض ہیں جنکے دیکھنے سے ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر "لا احب الافلین" اور "انی وجهت وجهی للذی فطر" بے ساختہ جاری ہو گیا جو اگلی آیات میں مذکور ہے دیکھو تمہید فی قولہ تعالیٰ فلما جن ۔ ف۲ کہ انہیں اپنا رب بناؤں کیا ایک مجبور و مقید اور بیچارگی کو شہنشاہی کے تخت پر بٹھلانا کوئی پسند کر سکتا ہے باقی ابراہیم علیہ السلام کا ھذا ربی کہنا باطر استفہام انکاری کے سمجھ میں ہو یعنی کیا یہ ہے رب میرا؟ اور یا بطریق تحکم و تبکیت کے یعنی یہ ہے رب میرا بزعم تمہارے عقیدہ اور گمان کے موافق جیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "وانظر الی الٰهک الذی ظلت علیه عاکفا" ای فی زعمک۔ اسکے سوا مفسرین کے اور اقوال بھی ہیں۔ مگر ہمارے خیال میں یہی راجح ہے۔ واللہ اعلم ف۳ چاند چونکہ بہت حسین اور چمکدار سیارہ ہے۔ اگر خدا دستگیری نہ فرمائے تو بیشک انسان اسی کی چمک دمک پر مفتون ہو کر رہ جائے ف۴ یعنی نظام شمسی میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ فیض رساں ستارہ ہے۔ شاید عالم مادی کی کوئی چیز اسکے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیض و تاثیر سے مستغنی ہو؟ ف۵ یہ تو سب خدا کے محدود ہیں جو وقت معین پر آتے اور چلے جاتے ہیں۔ ایک منٹ کی تقدیم و تاخیر پر قادر نہیں پھر انکو خدائی کے حقوق میں شریک کرنا کیسی گستاخی اور قابل نفرت فعل ہے ف۶ یعنی ساری مخلوق سے یکسو ہو کر صرف خالق جل وعلا کا ہو رہا ہوں۔

ف۷ یعنی جسکے قبضہ و اقتدار میں سب علویات و سفلیات ہیں جس کو خدا سمجھا چکا اور ملکوت السموات والارض کی علیٰ وجہ البصیرت سیر کرا چکا کیا اُس سے یہ امید رکھتے ہو کہ وہ تمہارے جھگڑنے اور بیہودہ جدل و بحث کرنے سے بہک جائے گا کبھی نہیں ف۸ حضرت ابراہیم کی قوم کہتی تھی کہ تم جو ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو ڈرتے رہو کہیں اس کے وبال میں تم معاذاللہ مجنوں اور پاگل نہ بن جاؤ۔ یا اور کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ اسکا جواب دیا کہ میں ان سے کیا ڈروں جنکے ہاتھ میں نفع و نقصان اور تکلیف و راحت کچھ بھی نہیں۔ ہاں میرا پروردگار مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اس سے دنیا میں کون مستغنی ہے۔ وہ ہی اپنے علم محیط سے جانتا ہے کہ کس شخص کو کن حالات میں رکھنا مناسب ہوگا ف۹ یعنی تمہارے معبودوں سے کیوں ڈروں حالانکہ تم کو قہر ربی سے ڈرنا چاہیے اور توحید کو اختیار کرنا کوئی جرم ہی نہیں جس سے اندیشہ ہو۔ ہاں تم خدا کے باغی اور مجرم بھی ہو اور خدا مالک نفع و ضرر بھی ہے لہٰذا تم کو اپنے جرائم کی سزا سے ڈرنا چاہیے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَمْ يَلْبِسُوٓا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰٓئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ ع ١٣ ٩ ١٥

ملائی نہیں اپنے یقین میں کچھ تقصیر انہی کو ہے خاطر جمع اور وہی ہیں راہ پائے

نہیں ملا دیا انہوں نے اپنے یقین میں کوئی نقصان انہی کے واسطے ہے دل جمعی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر ف۱

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ ءَاتَيْنَٰهَآ إِبْرَٰهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَٰتٍ مَّن نَّشَآءُ ۗ

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابل درجہ بلند کرتے ہیں ہم جس کو چاہیں

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابلہ میں درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں

إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾ وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ

تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار اور اُس کو بخشا ہم نے اسحٰق اور یعقوب سب کو ہدایت دی اور

تیرا رب حکمت والا ہے جاننے والا ف۲ اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب سب کو ہم نے ہدایت دی ف۳

نُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِۦ دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ وَأَيُّوبَ وَ

نوح کو ہدایت دی ان سے پہلے اور اُس کی اولاد میں داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور

اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے ف۴ اور اُسکی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور

يُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٤﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ

یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں نیک کام والوں کو اور زکریا اور یحییٰ

یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو ف۵ اور ہم اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو اور زکریا اور یحییٰ

وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّٰلِحِينَ ﴿٨٥﴾ وَإِسْمَٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ

اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس کو

اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس کو

وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَٰلَمِينَ ﴿٨٦﴾ وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ وَ

اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور بعضوں کو اُنکے باپ دادوں میں اور اولاد میں اور

اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر ف۶ اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو انکے باپ دادوں میں اور انکی اولاد

إِخْوَٰنِهِمْ ۖ وَاجْتَبَيْنَٰهُمْ وَهَدَيْنَٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٨٧﴾ ذَٰلِكَ هُدَى

بھائیوں میں اور اُن کو ہم نے پسند کیا اور راہ سیدھی چلایا یہ اللہ کی ہدایت

میں سے اور بھائیوں میں سے اور انکو ہم نے پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا یہ اللہ کی ہدایت

اللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم

ہے اس پر راہ دے جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور اگر وہ لوگ شرک کرتے البتہ ضائع

ہے اس پر چلاتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے ف۷ اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ ضائع

مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ الَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ الْكِتَٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

ہوتا جو کچھ کیا تھا وہ لوگ تھے جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت

ہو جاتا جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا ف۸ یہی لوگ تھے جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت

فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا۟ بِهَا بِكَٰفِرِينَ ﴿٨٩﴾

پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں یہ لوگ تو ہم نے انپر مقرر کیے ہیں وہ شخص کہ وہ نہیں اُن سے منکر

پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں مکہ والے تو ہم نے اُن باتوں کے لئے مقرر کر دیئے ہیں ایسے لوگ جو اُن سے منکر نہیں ف۹

ف۱ احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ نبی کریم صلعم نے یہاں ظلم کی تفسیر شرک سے فرمائی جیسا کہ سورۂ لقمان میں ہے "ان الشرک لظلم عظیم" گویا ظلم کی تنوین تعظیم کیلئے ہوئی۔ تو حاصل مضمون یہ ہوگا کہ مامون و مہتدی صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو یقین لائے اس طرح کہ اسمیں شرک کی ملاوٹ بالکل نہ ہو۔ اگر خدا پر یقین رکھنے کے باوجود شرک کو نہ چھوڑا تو وہ نرا ایمان شرعی ہے نہ اُسکے ذریعہ سے امن و ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ وہو کما قال "وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون" (یوسف رکوع ۱۲) چونکہ ایمان و شرک کا جمع ہونا بظاہر مستبعد تھا اس لئے مترجم محقق قدس سرہٗ نے بغرض تسہیل و تفہیم ایمان کا ترجمہ یقین سے اور ظلم کا نقصان سے کیا جو لغت عرب کے عین مطابق ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ "ولم تظلم منہ شیئا" اور اس نقصان سے مراد شرک ہی لیا جائیگا جیسا کہ احادیث میں تصریح ہو چکی اور خود نظم کلام میں لفظ لبس اُسکا قرینہ ہے۔ اسکی مفصل تحقیق خود مترجم رحمہ اللہ مقدمہ میں فرما چکے ہیں وہاں دیکھ لیا جائے ف۲ یعنی ابراہیم علیہ السلام کو ایسے دلائل قاہرہ دے کر انکی قوم پر غالب فرمانا اور دنیا و آخرت میں سربلند کرنا اسی علیم و حکیم کا کام ہو سکتا ہے جو ہر شخص کی استعداد و قابلیت کو جانتا ہے اور اپنی حکمت سے ہر چیز کو اسکے مناسب موقع و مقام پر رکھتا ہے۔ ف۳ یعنی نہ صرف یہ کہ ہم نے ابراہیم کو ذاتی علم و فضل سے سرفراز کیا بلکہ بڑھاپے میں اسحٰق جیسا بیٹا اور یعقوب جیسا پوتا عطا فرمایا۔ یعقوب وہ ہی اسرائیل ہیں جن کی طرف دنیا کی ایک عظیم الشان قوم "بنی اسرائیل" منسوب ہے۔ جن میں سے ہزاروں نبی اُٹھائے گئے بلکہ جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ مذکور ہے ابراہیمؑ کے بعد حق تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے اُن ہی کی نسل میں نبوت اور پیغمبری رکھ دی ف۴ پہلے ابراہیم علیہ السلام کے بعض فروع کا ذکر تھا اب بعض اصول کو ذکر فرمایا کیونکہ نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم کے اجداد میں سے ہیں اور جس طرح ابراہیمؑ کے بعد نبوت و کتاب کا انحصار صرف اُن کی ذریت میں کر دیا گیا تھا اسی طرح نوحؑ کے بعد نوع انسانی کا انحصار نوحؑ کی نسل میں ہو گیا گویا طوفان کے بعد وہ دنیا کے لئے آدم ثانی ہوئے وجعلنا ذریتہ ھم الباقین۔ ف۵ ظاہری مُلک و سلطنت کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام میں داؤدؑ و سلیمانؑ ہم رنگ ہیں اور مصائب و شدائد پر صبر کرنے کے لحاظ سے ایوبؑ و یوسفؑ میں خاص مشابہت ہے۔ باقی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے قریبی تعلقات کی نسبت تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ خود حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ کو بطور اپنے وزیر کے حق تعالیٰ سے طلب کیا تھا۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے ان میں سے ہر دو ناموں کے بعد لفظ "کو" لا کر شاید اسی قسم کے لطائف پر متنبہ فرمایا ہے واللہ اعلم ف۶ یعنی اپنے اپنے زمانہ کے جہان والوں پر۔ ف۷ یعنی خالص توحید اور معرفت والٰہی فرزندی کا راستہ یہ ہدایت ہے جس پر حق تعالیٰ اپنے فضل و توفیق سے مقبول بندوں کو چلاتا ہے۔ پھر اس کے صلہ میں حسب استعداد و درجات بلند کرتا ہے ف۸ یہ ہم کو سنایا گیا کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے اور کسی کی تو حقیقت کیا ہے اگر بالفرض محال انبیاء و مقربین سے معاذ اللہ ایسی حرکت سرزد ہو تو سارا کیا دھرا اکارت ہو جائے ف۹ اگر مکہ کے کافر یا دوسرے منکرین ان باتوں (کتاب شریعت اور نبوت) سے انکار کریں تو خدا کا دین اُن پر موقوف نہیں۔ ہم نے دوسری قوم یعنی مہاجرین و انصار اور اُن کے اتباع کو ان چیزوں کی تسلیم و قبول اور حفاظت و ترویج کے لئے مسلط فرما دیا ہے جو ہماری کسی بات سے بھی منہ موڑنے والے نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اُم القریٰ نام ہے مکّے کا اس کے معنے بستیوں کی جڑ یا اس واسطے کہ تمام عرب کا مرجع تھا یا کہتے ہیں کہ پانی میں سے زمین اوّل یہی کھلی ہے اور آس پاس سے مراد عرب ہے جب تک انہی پر حکم تھا یا سارا جہان ہے
—— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ

وہ لوگ تھے جن کو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل اُن کی راہ تو کہہ دے میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری

یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل اُن کے طریقہ پر ف۱ تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری

۱۰ ع ۸ ۱۶ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا

یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو اور اُنہوں نے نہ جانا اللہ کو پورا جاننا جب کہنے لگے

یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو ف۲ اور نہیں پہچانا اُنہوں نے اللہ کو پورا پہچاننا جب کہنے لگے

مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ

اللہ نے اُتارا نہیں کسی انسان پر کچھ پوچھ تو کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ

کہ نہیں اُتاری اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز ف۳ پوچھ تو کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ

بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ ۖ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ

لایا روشنی اور ہدایت لوگوں کے واسطے جس کو تم نے ورق ورق کر دکھایا اور بہت چھپا

لے کر آیا تھا روشن تھی اور ہدایت تھی لوگوں کے واسطے جس کو تم نے ورق ورق کرکے لوگوں کو دکھلایا اور بہت سی

كَثِيرًا ۖ وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ

رکھا اور تم کو اسمیں سکھایا جو نہ جانتے تھے تم اور نہ تمہارے باپ دادے کہہ اللہ نے اُتاری پھر چھوڑ دے

باتوں کو تم نے چھپا رکھا اور تم کو سکھلا دیں جن کو نہ جانتے تھے تم اور نہ تمہارے باپ دادے ف۴ تو کہہ دے کہ اللہ نے اُتاری پھر چھوڑ دے

فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۝ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي

اُنکو اپنی بک بک میں کھیلا کریں اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہم نے اُتاری برکت کی سچ بتاتی اپنے

اُنکو اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں ف۵ اور یہ قرآن کتاب ہے جو کہ ہم نے اُتاری برکت والی تصدیق کرنیوالی اُن کی جو

بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

اگلی کو اور تا تو ڈراوے اصل بستی کو اور آس پاس والوں کو اور جن کو یقین ہے

اس سے پہلی ہیں ف۶ اور تاکہ تو ڈراوے مکہ والوں کو اور اُسکے آس پاس والوں کو ف۷ اور جن کو یقین ہے

بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ

آخرت کا وہ اسکو مانتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے خبردار ف۸ اور اُس سے ظالم کون

آخرت کا وہ اُس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے خبردار ف۸ اور اُس سے زیادہ ظالم

مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ

جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا کہے مجھ کو وحی آئی اور اُس کو وحی کچھ نہیں آئی

کون جو باندھے اللہ پر بہتان یا کہے مجھ پر وحی اُتری اور اُس پر وحی نہیں اُتری کچھ بھی

وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي

اور جو کہے میں اُتارتا ہوں برابر اُسکے جو اللہ نے اُتارا اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم ہیں

اور جو کہے کہ میں بھی اُتارتا ہوں مثل اُسکے جو اللہ نے اُتارا ف۹ اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ ظالم ہوں

غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ

موت کی بیہوشی میں اور فرشتے ہاتھ کھول رہے ہیں کہ نکالو اپنی جان

موت کی سختیوں میں ف۱۰ اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں والو

ف۱ تمام انبیاء علیہم السلام عقائد، اصول دین، اور مقاصد کلیہ میں متحد ہیں، سب کا دستور اساسی ایک ہے ہر نبی کو اُسی پر چلنے کا حکم ہے۔ آپ بھی اسی طریق مستقیم پر چلنے رہنے کے مامور ہیں۔ گویا اس آیت میں متنبہ کر دیا کہ اصولی طور پر آپ کا راستہ انبیائے سابقین کے راستے سے جدا نہیں۔ مگر فروع کا اختلاف وہ ہر زمانہ کی مناسبت و مستعد و کے اعتبار سے پہلے بھی واقع ہوتا رہا ہے اور اب بھی واقع ہو تو مضائقہ نہیں۔ (فائدہ) علمائے اصول نے اس آیت کے عموم سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اگر نبی کریم صلعم کسی معاملہ میں شرائع سابقہ کا ذکر فرمائیں تو وہ اس اُمت کے حق میں بھی سند ہے بشرطیکہ شارع نے اس پر کلی یا جزئی طور پر انکار نہ فرمایا ہو ف۲ یعنی اگر تم نہیں مانتے تو میرا کوئی نفع فوت نہیں ہوتا کیونکہ میں تم سے کسی طرح کے اجر کا طالب نہیں میرا اجر تو خدا کے یہاں ثابت ہو۔ ہاں تم نصیحت سے انحراف کرکے خود اپنا نقصان کرو گے۔ سارے جہان میں سے ایک نہیں تو دوسرا نصیحت کو قبول کرے گا جو انکار کریگا اُسے اپنی محرومی اور بدبختی کا ماتم کرنا چاہیئے ف۳ پچھلے رکوع میں منصب نبوت اور بعث سے انبیاء علیہم السلام کا تمام تذکرہ تھا اور یہ کہ نبی عربی صلعم بھی توحید و معرفت کی اسی صراط مستقیم پر چلنے رہنے کے مامور ہیں جس پر انبیائے سابقین کو چلایا گیا تھا۔ پیغمبروں کا ہدایت خلق اللہ کے لئے بھیجنا حق تعالیٰ کی قدیم عادت رہی ہے۔ آیات حاضرہ میں اُن جاہلوں اور معاندوں کا رد کیا گیا ہے جو بدفہمی، جہل وخباثت یا نبی کریم صلعم کی عداوت کے جوش اور غصہ میں بے قابو ہو کر حق تعالیٰ کی اس صفت ہی کا انکار کرنے لگے کہ وہ کسی انسان کو اپنی وحی و مکالمہ خاص سے مشرف فرمائے۔ گویا انزال کتب و ارسال رسل کے سلسلہ ہی کی سرے سے نفی کر دی گئی۔ ف۴ یعنی اگر واقعی خدا نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اُتاری تو "تورات مقدس" جیسی عظیم الشان کتاب جو احکام و مرضیات الٰہیہ پر بندوں کو مطلع کرتی اور درخشندہ ہدایت کی عجیب و غریب روشنی اپنے اندر رکھتی اور اُن چیزوں کا علم انکو عطا کرتی تھی جنکو تم اور تمہارے باپ دادا بلکہ کل بنی آدم بھی بدون اعلام الٰہی محض اپنی عقل و حواس سے دریافت نہیں کر سکتے تھے، وہ کہاں سے آگئی اور کس نے موسیٰ علیہ السلام پر اُتاری مانا کہ آج تم اُسے ورق ورق اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے لوگوں کو اپنی خواہش کے موافق دکھلاتے اور اُسکے بہت سے اخبار و احکام کو چھپائے بیٹھے ہو۔ اور اس طرح اُسکی اصل روشنی تم نے باقی نہیں چھوڑی۔ تاہم جو حصہ آج باقی رہ گیا ہے وہ ہی پتہ دے رہا ہے کہ جس محل کے کھنڈرات یہ ہیں وہ اپنے زمانۂ عروج میں کیسا عظیم الشان ہوگا ف۵ یعنی ایسا نور و ہدایت بجز خدا کے اور کس خزانہ سے آسکتا ہے؟ اگر ایسی صاف اور بدیہی چیز کو بھی یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ تبلیغ و تنبیہ کرکے یکسو ہو جائے اور ان کو چھوڑ دیجئے کہ اپنی خرافات اور لہو و لعب میں مشغول رہیں جب وقت آئیگا خدا خود انکو بتلا دیگا ف۶ یعنی اگر خدا نے کوئی چیز نہیں اُتاری تو یہ مبارک کتاب کہاں سے آئی جسکا نام قرآن ہے اور جو تمام پچھلی کتابوں کے مضامین کی تصدیق کرنیوالی ہے۔ اگر یہ آسمانی نہیں بلکہ تو بتلاؤ کس کی تصنیف ہے جس کا مثل لانے پر جن و انس قادر نہیں کیا اُسے ایک نبی کی تصنیف کہہ سکتے ہیں ف۷ "اُم القریٰ" بستیوں کی اصل اور جڑ کو کہتے ہیں۔ مکہ معظمہ تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور جغرافیائی حیثیت سے بھی قدیم دنیا کے وسط میں مرکز کی طرح واقع ہے اور جدید دنیا (امریکہ) اُسکے نیچے ہے اور روایات حدیثیہ کے موافق پانی سے زمین بنائی گئی تو اوّل یہی جگہ کھلی تھی۔ ان وجوہ سے مکہ کو "اُم القریٰ" فرمایا۔ اور آس پاس سے مراد یا عرب ہے کیونکہ دنیا میں قرآن کے اوّل مخاطب وہ ہی تھے اُنکے ذریعہ سے باقی دنیا کو خطاب ہوا اور یا سارا جہان مراد ہو جیسے فرمایا لیکون للعالمین نذیرا ف۸ جسے آخرت کی زندگی پر یقین اور بدانجام کا کھٹکا ہوگا، اُسی کو ہدایت اور طریق نجات کی تلاش ہوگی وہ ہی پیغام الٰہی کو قبول اور نماز وغیرہ عبادات کی حفاظت کریگا ف۹ خدا پر بہتان باندھنے سے شاید یہ مراد ہے کہ خدا کی طرف اُن باتوں کی نسبت کرے جو اُس کی شان رفیع کے لائق نہیں۔ مثلاً کسی کو اُس کا شریک ٹھہرائے یا بیوی بیٹے تجویز کرے یا یوں کہے ما انزل اللہ علیٰ بشر من شیء یعنی اُس نے بندوں کی ہدایت کا کوئی سامان نہیں کیا۔ ایسا کہنے والا سخت ظالم ہے اسی طرح جو شخص نبوت و پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرے یا یہ ڈینگ مارے کہ خدا کے جیسا کلام تو میں لا سکتا ہوں جیسے بعض مشرکین کہتے تھے لو نشاء لقلنا مثل ھٰذا، یہ سب باتیں انتہائی ظلم اور بدبختی کی ہیں جنکی سزا کا تھوڑا سا حال آگے مذکور ہے ف۱۰ یعنی موت کی باطنی اور روحانی سختیوں میں فرشتے قبض روح کرنے اور سزا دینے کو ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور مزید تشدید اور اظہار غیظ کے لئے کہتے جاتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں (جنکو بہت ہی انواع حیل بچاتے پھرتے تھے)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ
آج تم کو جزا ملے گی ذلت کی مار اس پر کہ کہتے تھے اللہ پر جھوٹ باتیں
آج تمکو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب ف۱ اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا
اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے اور تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے
اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے ف۲ اور البتہ تم ہمارے پاس آگئے ایک ایک ہوکر جیسے

خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى
ہم نے بنائے تھے پہلی بار اور چھوڑ دیا جو ہم نے اسباب دیا تھا پیٹھ کے پیچھے اور ہم دیکھتے نہیں
ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار اور چھوڑ آئے تم جو کچھ اسباب ہم نے تمکو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے ف۳ اور ہم نہیں دیکھتے

مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ
تمہارے ساتھ سفارش والے جن کو تم بتاتے تھے کہ انکا تم میں ساجھا ہے ٹوٹ گئے
تمہارے ساتھ سفارش والوں کو جن کو تم بتلایا کرتے تھے کہ ان کا تم میں ساجھا ہے البتہ منقطع ہوگیا

۱۱ ع ۱۲

بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ع اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ
تم آپس میں اور جاتے رہے جو دعوی کرتے تھے اللہ ہے کہ پھوڑ نکالتا ہے دانہ اور
تمہارا علاقہ اور جاتے رہے جو دعوے کہ تم کیا کرتے تھے ف۴ اللہ ہے کہ پھوڑ نکالتا ہے دانہ اور

النَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
گٹھلی نکالتا ہے مردہ سے زندہ اور نکالنے والا ہے زندہ سے مردہ یہ ہے اللہ
گٹھلی نکالتا ہے مردہ سے زندہ اور نکالنے والا ہے زندہ سے مردہ یہ ہے اللہ

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ
پھر کہاں پھیرے جاتے ہو پھٹ نکالنے والا صبح کی روشنی اور رات بنائی آرام اور سورج
پھر تم کدھر بہکے جاتے ہو ف۵ پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی کا ف۶ اور اس نے رات بنائی آرام کو اور سورج

وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ
اور چاند حساب یہ اندازہ رکھا ہے زور آور خبردار نے اور اسی نے بنا دیئے
اور چاند حساب کے لئے یہ اندازہ رکھا ہوا ہے زور آور خبردار کا ف۷ اور اسی نے

جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا
تم کو تارے کہ ان سے راہ پاؤ اندھیروں میں جنگل اور دریا کے ہم نے کھول
بنا دیئے تمہارے واسطے ستارے کہ انکے وسیلے سے راستے معلوم کرو اندھیروں میں جنگل اور دریا کے ف۸ البتہ ہم نے کھول

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ
سنائے ہیں ان لوگوں کو جو جانتے ہیں اور اسی نے تم کو نکالا ایک جان سے
کر بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا ایک شخص سے ف۹

فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝
پھر کہیں تم کو ٹھہراؤ ہے اور کہیں سپرد رہنا ہم نے کھول سنائے ہیں اس قوم کو جو بوجھتے ہیں ف۱
پھر ایک تو تمہارا ٹھکانا ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ ف۱۰ البتہ ہم نے کھول کر سنا دیئے ہیں اس قوم کو جو سوچتے ہیں

ف۱ یعنی سخت تکالیف کے ساتھ ذلت و رسوائی بھی ہوگی ف۲ یعنی از راہ تکبر آیات اللہ کو جھٹلاتے تھے ف۳ یعنی دسر پر ٹوپی نہ پاؤں میں جوتی تہیدست چلے آرہے ہو اور جس ساز و سامان پر فخر و ناز تھا آج سے ہمراہ نہیں لائے کہیں پیچھے چھوڑ آئے ہو ف۴ یعنی جن کو تم سمجھتے تھے کہ ارے وقت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے اور مصیبت میں ساتھ ہونگے، وہ کہاں چلے گئے آج ہم انکو تمہاری سفارش اور حمایت پر نہیں دیکھتے۔ حمایت و نصرت کے وہ علاقے آج ٹوٹ گئے اور جو بڑے بڑے دعوے تم کیا کرتے تھے سب رفو چکر ہوئے ف۵ یعنی زمین میں دبائے جانے کے بعد گٹھلی اور دانہ کو پھاڑ کر سبز پودہ اگانا، یا جاندار کو بیجان سے اور بیجان کو جاندار سے نکالنا (مثلاً آدمی کو نطفہ سے، نطفہ کو آدمی سے پیدا کرنا)، اسی خدا کا کام ہے۔ پھر اسے چھوڑ کر تم کدھر بہکے جا رہے ہو؟ کیا اور کوئی ہستی تمہیں ایسی مل سکتی ہے جو ان کاموں کو انجام دے سکے؟ ف۶ یعنی رات کی تاریکی میں سے جو پہلی پھٹ کر صبح صادق نمودار ہوتی ہے اسکا نکالنے والا بھی وہ ہی ہے ف۷ رات دن اور چاند سورج کا جو حکیمانہ نظام اور انکی رفتار کا جو حساب مقرر فرما دیا اسمیں ذرا بھی تخلف یا کم و بیش نہیں ہوتا ف۸ یعنی بلاواسطہ ان سے رستہ معلوم کر دیا بواسطہ۔ مثلاً قطب نما کے ذریعہ سے ف۹ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے ف۱۰ "مستقر" ٹھہرنے کی جگہ جیسے ٹھکانا کہا۔ اور "مستودع" سپرد کیے جانے اور امانت رکھے جانے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ تو لغوی معنی ہوئے۔ آگے دونوں کے مصداق کی تعیین میں مفسرین کا اختلاف ہے حضرت شاہ صاحبؒ نے موضح القرآن میں جو کچھ لکھا ہے وہ ہمکو پسند ہے یعنی "اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے پھر آکر ٹھہرتا ہے دنیا میں۔ پھر سپرد ہوگا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں"۔ ✤

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف١ یعنی آنکھوں میں یہ قوت نہیں کہ اسکو دیکھ لے مگر وہ آپ کو دکھا دے بس وہ سب سے لطیف ہے ـــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف١ یعنی آسمان کی طرف سے بادل برسایا جو سبب ہے نباتات کے اگانے کا ف٢ یعنی بسبب بوجھل ہونے کے نیچے کو جھکے ہوئے ف٣ یعنی صورت شکل، مقدار، رنگ، بو اور مزہ کے اعتبار سے بعض پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض نہیں [illegible] پس آتا ہے تو کچا، بدمزہ اور ناقابل انتفاع ہوتا ہے پھر پکنے کے بعد کیسا لذیذ، خوش ذائقہ اور کارآمد بن جاتا ہے یہ سب خدا کی قدرت کا ظہور ہے ف٥ اس رکوع میں حق تعالیٰ کے جن افعال و صفات اور مظاہر قدرت کا بیان ہوا اُن سے خدا کے وجود و وحدانیت اور کمال صفات ہونے پر استدلال تو واضح ہے لیکن غور کیا جائے تو وحی و نبوت کا مسئلہ بھی بڑی حد تک حل ہو جاتا ہے کیونکہ جب حق تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے ہماری دنیوی زندگی اور مادی حوائج کے انتظام و انصرام کیلئے استقدر سامان ارضی و سماوی مہیا فرمائے ہیں تو کیسے [illegible] غلط ہوگا کہ ہماری حیات اُخروی اور روحانی ضروریات کے اہتمام پانے کا اُس نے کوئی سامان نہیں کیا۔ یقیناً جس رب کریم نے ہماری جسمانی غذاؤں کے نشوونما کیلئے آسمان سے پانی اُتارا ہے، ہماری روحانی تغذیہ کیلئے بھی اسی نے سماء نبوت سے وحی و الہام کی بارش نازل فرمائی۔ جب وہ برو بحر کی اندھیریوں میں ستاروں کے ذریعہ ظاہری رہنمائی کرتا ہے تو کیسے ممکن ہو کہ باطنی رہنمائی کیلئے آسمان ہدایت پر کوئی ستارہ نہ چمکے۔ رات کی تاریکی کے بعد اُس نے صبح صادق کا اُجالا کیا اور مخلوق کو منور کیا کہ وہ اپنے دنیوی کاروبار میں چاند اور سورج کی روشنی سے ایک معین حساب کے ماتحت متمتع و مستفید ہوں تو یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ کفر و شرک، ظلم و عدوان اور فسق و فجور کی شب دیجور میں اسکی طرف سے کوئی چاند نہ چمکے، نہ صبح صادق کا نور پھیلے، منزلات ختم ہو کر کوئی آفتاب طلوع ہو؟ خدا کی ساری مخلوق کیلئے جہل و ضلالت کی گھٹا ٹوپ اندھیری میں پڑی چھوڑ دی گئی۔ کیا کھجور کے دانہ اور کھجور کی گٹھلی کو پھاڑ کر خدائے کریم سرسبز درخت اُگاتا ہے۔ پر انسان کے قلب میں معرفت ربانی کی استعداد کا جو بیج فطرۃً بکھیر دیا گیا تھا وہ یوں ہی بیکار ضائع کر دیگا؟ ایک دانہ سے نیا دانہ تیار ہوا جب جسمانی حیثیت سے دنیا میں حی و میت کا سلسلہ قائم ہے اور زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو نکالتا رہتا ہے تو روحانی نظام میں خدا کی اس عادت کا کیوں انکار کیا جائے جبکہ روحانی طور پر بھی وہ بہت دفعہ ایک زندہ قوم سے مُردہ اور مُردہ قوم سے زندہ افراد پیدا کرتا ہے اور جس طرح اُسنے ہماری دنیوی زندگی کے مستقر و مستودع کا بندوبست کیا ہے حیات اُخروی کے مستقر و مستودع کے سامان اس سے کہیں بڑھکر مہیا فرمائے۔ فلله الحمد والمنة والعصمة۔ یہیں سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ جس طرح ہم خدا تعالیٰ کو اُسکے کاموں سے پہچانتے ہیں یعنی جو کام وہ اپنی قدرت کاملہ سے کرتا ہے کسی مخلوق کی طاقت نہیں کہ ویسا کام کر سکے۔ ٹھیک اسی طرح اُسکے کلام کو بھی ہم اسی معیار پر جانچ سکتے ہیں کہ خدا کا کلام وہ ہی ہو سکتا ہے کہ اُس جیسا کلام ساری مخلوق مل کر بھی نہ بنا سکے۔ پھر "سانزل مثل ما انزل الله" کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ گویا اس رکوع میں حق تعالیٰ کی صفات و افعال بیان کرکے اُن تمام مسائل کی حقیقت پر متنبہ کر دیا گیا جن کی تغلیط گذشتہ رکوع میں کی گئی تھی ف٦ یا تو "جن" سے مراد یہاں شیاطین ہیں چونکہ کفر و شرک کا ارتکاب شیطان کے اغواء سے ہوتا ہے اسلئے اُسکے اغواء و اضلال سے غیر اللہ کی عبادت کرنا گویا اُسی کی عبادت ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستی کا رد کرتے ہوئے فرمایا "یا ابت لا تعبد الشیطان" دوسری جگہ ارشاد ہے "الم اعهد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان" ملائکہ قیامت میں فرمائیں گے "سبحانك انت ولینا من دونهم بل كانوا یعبدون الجن اكثرهم بهم مؤمنون" اور یا "جن" سے مراد قوم جن لیجائے جن کے بعض سرداروں سے اہل جاہلیت استعانت و تعوذ کیا کرتے تھے "وانه كان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا" (جن رکوع ١) بہرحال وہ خود ہماری طرح خدا کی ادنیٰ مخلوق ہے، پھر مخلوق ہو کر خالق کا شریک کیسے ہو سکتا ہے ف٧ نصاریٰ حضرت مسیحؑ کو، بعض یہود حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا اور مشرکین ملائکۃ اللہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے ف٨ یعنی پاک ہے شرکت سے اور اُس کی شان بہت بلند ہے ترکیب و تحلیل سے پھر باپ بیٹے کا تصور وہاں کیسے ہو سکتا ہے ف٩ جس نے تمام آسمان و زمین بدون کسی نمونہ اور توسط آلات وغیرہ کے ایسے انوکھے طرز پر پیدا کر دیئے آج اُس کو کسی کی امداد اور بیٹے پوتے کا سہارا ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہوئی ف١٠ عجب ہے کہ جب کسی مخلوق کو تم حقیقۃً خدا کی اولاد قرار دیتے ہو تو اِن بچوں کی ماں کسے تجویز کروگے اور اُس ماں کا تعلق خدا کے ساتھ کس قسم کا مانوگے۔ عیسائی حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں لیکن یہ جسارت وہ بھی نہیں کر سکے کہ مریم صدیقہ کو العیاذ باللہ خدا کی بیوی قرار دیکر تعلقات زناشوئی کے قائل ہو جائیں۔ جب ایسا نہیں تو مریمؑ کے بطن سے پیدا ہونیوالا بچہ خدا کا بیٹا کیونکر بن گیا۔ دنیا کے دوسرے بچوں کو بھی خدا تعالیٰ اُن کی ماؤں کے پیٹ سے پیدا کرتا ہے اور وہ سب خدا کی نسلی اولاد نہیں کہلاتے۔ یہ فرق کہ کوئی بچہ محض [illegible] بدون توسط اسباب عادیہ کے پیدا کر دیا جائے اور دوسروں کو عام اسباب کے سلسلہ میں پیدا کرے، ابوت و بنوت کے مسئلہ پر کچھ اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ اسباب و مسببات ہوں یا خوارق عادات سب کو خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس چیز کو کس وقت کس طرح پیدا کرے مصالح و حکمت کے لحاظ سے اسکی عبادت اسلئے کرنی چاہئے کہ مذکورہ بالا صفات کی وجہ سے وہ خالق تحقیق معبود بننے کا [illegible]

وَهُوَ الَّذِىٓ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَىۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا

اور اُسی نے اُتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالی اُس سے اُگنے والی ہر چیز پھر اُس میں سے

اور اُسی نے اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اُس سے اُگنے والی ہر چیز ف١ پھر نکالی

مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ

نکالا سبزہ جس سے نکالتے ہیں دانے جڑے ہوئے اور کھجور کے گابھے میں سے گچھے

اُس میں سے سبز کھیتی جس سے ہم نکالتے ہیں دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور کے گابھے میں سے پھل کے گچھے

دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّ

جھکتے ہیں اور باغ انگور کے اور زیتون اور انار آپس میں ملتے اور

جھکے ہوئے ف٢ اور باغ انگور کے اور زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے اور

غَيۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكُمۡ

جُدے دیکھو اُس کا پھل جب پھل لاتا ہے اور اُس کا پکنا ان چیزوں میں سب

جُدا جُدا بھی ف٣ دیکھو ف٤ ہر ایک درخت کے پھل کو جب وہ پھل لاتا ہے اور اسکے پکنے کو ف٥ ان چیزوں میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الۡجِنَّ وَخَلَقَهُمۡ وَ

نے ہیں یقین لانے والوں کو اور ٹھہراتے ہیں شریک اللہ کے جن اور اُس نے اُنکو بنایا اور

نشانیاں ہیں واسطے ایمان والوں کے ف٦ اور ٹھہراتے ہیں اللہ کے شریک جنوں کو حالانکہ اُسی نے اُنکو پیدا کیا ہے ف٧ اور

خَرَقُوۡا لَهٗ بَنِيۡنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ؕ سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۝

تراشتے ہیں اُسکے واسطے بیٹے اور بیٹیاں بن سمجھے وہ اس لائق نہیں اور بہت دور ہے ان باتوں سے جو بتاتے ہیں

تراشتے ہیں اُسکے واسطے بیٹے اور بیٹیاں جہالت سے ف٨ وہ پاک ہے اور بہت دور ہے اُن باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں ف٩

بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اَنّٰى يَكُوۡنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمۡ تَكُنۡ لَّهٗ

نئی طرح بنانے والا آسمان و زمین کا۔ کہاں سے ہوا اُسکے بیٹا اور نہیں اُسکی کوئی

نئی طرح پر بنانیوالا آسمان اور زمین کا ف١٠ کیونکر ہو سکتا ہے اُس کے بیٹا حالانکہ اُس کے کوئی

صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ

عورت اور اُس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے واقف ہے یہ اللہ ہے

عورت نہیں اور اُس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ف١١ یہی اللہ

رَبُّكُمۡ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ فَاعۡبُدُوۡهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

رب تمہارا اُسکے سوا کسی کو بندگی نہیں بنانے والا ہر چیز کا سو اُس کی بندگی کرو اور اُسی پر ہر چیز کا

تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود سوا اُسکے پیدا کرنیوالا ہر چیز کا سو تم اُسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز

شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ۝ لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ۚ وَ

حوالہ ہے اُسکو نہیں پا سکتیں آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور

پر کارساز ہے ف١٢ نہیں پا سکتیں اُس کو آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور

هُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ۝ قَدۡ جَآءَكُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ

وہ بھید جانتا ہے خبردار تم کو پہنچ چکیں سوجھ کی باتیں تمہارے رب سے پھر جس نے دیکھ لیا

وہ نہایت لطیف اور خبردار ہے ف١٣ تمہارے پاس آ چکیں نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا

منزل ٢

اور اسلئے بھی تمام خلائق کی کارسازی اسی کے ہاتھ میں ہے ف١٣ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اسکا مطلب یہ لیا ہے کہ آنکھوں میں یہ قوت نہیں کہ اسکو دیکھ لے۔ ہاں وہ خود از راہ لطف و کرم اپنے کو دکھانا چاہے تو آنکھوں میں ایسی قوت بھی پیدا فرما دیگا۔ آخرت میں مومنین کو حسب مراتب رویت ہوگی جیسا کہ نصوص کتاب و سنت سے ثابت ہے یا بعض روایات کے موافق نبی کریم صلعم کو "لیلۃ الاسراء" میں رویت ہوئی علی اختلاف الاقوال۔ باقی دنیا میں جو نکہ کوئی نص موجود نہیں جمہور امام قائل ہیں کہ نفی رویت ہی کا اعتقاد رکھا جائے۔ بعض مفسرین سلف نے ادراک کو احاطہ کے معنی میں لیا ہے یعنی نگاہیں کبھی اُس کا احاطہ نہیں کر سکتیں آخرت میں بھی رویت ہوگی احاطہ نہ ہوگا۔ ہاں اسکی شان یہ ہے کہ وہ تمام ابصار و مبصرات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ہو سکتا ہے "لطیف" کا تعلق "لا تدرکہ" سے اور "خبیر" کا "وهو یدرک" سے ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی اگر نشانی بھی دیکھے تو کچھ حیلہ بنالے فرعون اُن نشانیوں پر ایمان نہ لایا ۔۔۔۔ از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ اللہ

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○ وَكَذٰلِكَ
سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے برے کو اور میں نہیں تم پر نگہبان اور یوں پھیر پھیر
سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو اور میں نہیں تم پر نگہبان ف۱ اور یوں طرح طرح سے

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○
سمجھاتے ہیں ہم آیتیں اور تا کہیں کہ تو پڑھا ہے اور تا واضح کریں ہم اس کو واسطے سمجھ والوں کے
سمجھاتے ہیں ہم آیتیں اور تاکہ وہ کہیں کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ واضح کر دیں ہم اسکو واسطے سمجھ والوں کے ف۲

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ
تو چل اسی پر جو حکم آوے تجھ کو تیرے رب سے کسی کی بندگی نہیں سوا اسکے اور جانے دے
تو چل اس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں سوا اسکے اور منہ پھیر لے

الْمُشْرِكِيْنَ ○ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ
شریک والوں کو اور اگر اللہ چاہتا تو شریک نہ کرتے اور تجھ کو ہم نے نہیں کیا ان کا
مشرکوں سے ف۳ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ شرک نہ کرتے ف۴ اور ہم نے نہیں کیا تجھ کو ان پر

حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
نگہبان اور تجھ پر نہیں ان کا حوالہ اور تم لوگ برا نہ کہو جن کو وہ پکارتے ہیں
نگہبان اور نہیں ہے تو ان پر داروغہ ف۵ اور تم لوگ برا نہ کہو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ
اللہ کے سوائے کہ وہ برا کہہ بیٹھیں اللہ کو بے ادبی سے نہ سمجھ کر اسی طرح ہم نے بھلے دکھائے ہیں ہر
اللہ کے سوا پس وہ برا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے بدون سمجھے ف۶ اسی طرح ہم نے مزین کر دیا ہر ایک

اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا
فرقے کو انکے کام پھر ان کو اپنے رب پاس پہنچنا ہے تب وہ جتاوے گا جو کچھ کرتے
فرقہ کی نظر میں انکے اعمال کو پھر ان سب کو اپنے رب کے پاس پہنچنا ہے تب وہ جتلاوے گا ان کو جو کچھ وہ

يَعْمَلُوْنَ ○ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ
تھے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تاکید سے کہ اگر ان کو ایک نشانی پہنچے
کرتے تھے ف۷ اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تاکید سے کہ اگر آوے انکے پاس کوئی نشانی

لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ
البتہ اس کو مانیں تو کہہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ
تو ضرور اس پر ایمان لاویں گے ف۸ تو کہہ دے کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو اے مسلمانوں کیا خبر ہے کہ وہ

اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا
جب وہ آویں گی تو یہ نہ مانیں گے اور ہم الٹ دیں گے انکے دل اور آنکھیں جیسے
نشانیاں آویں گی تو یہ لوگ ایمان لے ہی آویں گے ف۹ اور ہم الٹ دیں گے ان کے دل اور ان کی آنکھیں جیسے کہ

لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ ع ١٣ ع ١٠ ١٩
منکر ہوئے ہیں اس سے پہلی بار اور چھوڑ رکھیں گے ان کو اپنے جوش میں بہکتے ف۱
ایمان نہیں لائے نشانیوں پر پہلی بار اور ہم چھوڑے رکھیں گے ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے ف۱۰

ف۱ یعنی اگرچہ خدا ہمیں دکھائی نہیں دیتا مگر اُسکے بصیرت افروز نشانات و دلائل ہمارے سامنے ہیں۔ جو آنکھ کھول کر دیکھے گا خدا کو پا لیگا اور جو اندھا بن گیا اُس نے اپنا نقصان کیا میرے ذمہ یہ نہیں کہ کسی کو دیکھنے پر مجبور کر دوں ف۲ یعنی اپنی آیتوں کو مختلف پہلوؤں اور عجیب و غریب انداز سے اس لئے سمجھاتے ہیں کہ آپ سب لوگوں کو پہنچا دیں اور اُن میں استعداد و احوال کے اختلاف سے دو فریق ہو جائیں۔ ضدی اور بدفہم تو کہیں کہ ایسے علوم و معارف اور مؤثر مضامین ایک اُمّی سے کیسے بن پڑتے ضرور مختلف اوقات میں کسی سے سیکھتے رہے ہونگے۔ پھر پڑھ پڑھا کر ہمارے سامنے پیش کر دیئے۔ لیکن سمجھدار اور انصاف پسند لوگوں پر حق واضح ہو جائیگا اور شیطانی شکوک و شبہات زائل ہو جائیں گے ف۳ آپ خدائے واحد پر بھروسہ کر کے اُسکے حکم پر چلتے رہیں اور مشرکین کے جہل و عناد کی طرف خیال نہ فرمائیں کہ ایسے روشن دلائل و بیانات سننے کے بعد بھی راہ راست پر نہ آئے ف۴ یعنی حق تعالیٰ کی تکوینی حکمت اس کو مقتضی نہیں ہوئی کہ وہ ساری دنیا کو زبردستی مومن بنا دے۔ بیشک وہ چاہتا تو روئے زمین پر ایک مشرک کو باقی نہ چھوڑتا۔ لیکن شروع سے انسانی فطرت کا نظام ہی اُس نے ایسا رکھا ہو کہ آدمی کوشش کرے تو یقیناً ہدایت قبول کر سکے۔ تاہم قبول کرنے میں بالکل مجبور و مضطر نہ ہو۔ پہلے اس مسئلہ کی تقریر گذر چکی ف۵ آپ کا فرض تبلیغ اور احکام الہٰی کا ابلاغ ہے۔ انکے اعمال کے ذمہ دار اور جوابدہ آپ نہیں ہیں ف۶ یعنی تم تبلیغ و نصیحت کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے۔ اب جو کفر و شرک یہ لوگ کریں اُسکے خود ذمہ دار ہیں۔ تم پر اُس کی کچھ ذمہ داری نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ تم اپنی جانب سے بلا ضرورت اُن کے مزید کفر و تعنت کا سبب نہ بنو مثلاً فرض کیجئے اُن کے مذہب کی تردید یا بحث و مناظرہ کے سلسلہ میں تم غصہ ہو کر اُن کے معبودوں اور مقتداؤں کو سب و شتم کرنے لگو جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جواب میں تمہارے معبود برحق اور محترم بزرگوں کی بے ادبی کریں گے۔ اور جہالت سے آنہیں گالیاں دینگے۔ اس صورت میں اپنے واجب التعظیم معبود اور قابل احترام بزرگوں کی اہانت کا سبب تم بنے لہٰذا اس سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہئے۔ کسی مذہب کے اصول و فروع کی معقول طریقہ سے غلطیاں ظاہر کرنا یا اُسکی کمزوری اور رکاکت پر تحقیقی و الزامی طریقوں سے متنبہ کرنا جدا گانہ چیز ہے۔ لیکن کسی قوم کے پیشواؤں اور معبودوں کی نسبت بغرض تحقیر و توہین دلخراش الفاظ نکالنا قرآن نے کسی وقت بھی جائز نہیں رکھا ف۷ یعنی دنیا چونکہ دار امتحان ہے اُسکا نظام ہم نے ایسا رکھا ہے اور ایسے اسباب جمع کر دیئے ہیں کہ یہاں ہر قوم اپنے اعمال اور طور و طریق پر نازاں رہتی ہے۔ انسانی دماغ کی ساخت ایسی نہیں بنائی کہ وہ صرف سچائی کے قبول اور پسند کرنے پر مجبور ہو غلطی کی طرف جانے کی گنجائش ہی نہ رکھے۔ ہاں خدا کے یہاں جا کر جب تمام حقائق سامنے ہونگے، پتہ چل جائیگا کہ جو کام دنیا میں کرتے تھے وہ کیسے تھے ف۸ یعنی بعض فرمائشی نشانیاں مثلاً کوہ صفا خالص سونے کا بن جائے۔ ف۹ بعض مسلمانوں کو یہ خیال ہوا کہ اچھا ہو اگر ان کی یہ حجت بھی پوری کر دی جائے۔ اس پر فرمایا کہ تمہیں کیا خبر ہے کہ یہ سرکش ضدی لوگ فرمائشی نشان دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائینگے پھر سنۃ اللہ کے موافق اسکے مستحق ہونگے کہ فوراً تباہ کر دیئے جائیں۔ جیسا کہ اسی سورت کے شروع میں ہم مفصل لکھ چکے ہیں۔ ف۱۰ یعنی جب کفر و سرکشی میں تمادی ہوگی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم انکے دل اور آنکھیں اُلٹ دینگے پھر حق کے سمجھنے اور دیکھنے کی توفیق نہ ملے گی۔ موضح القرآن میں ہے کہ "اللہ جسکو ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی اگر نشانیاں بھی دیکھے تو کچھ حیلہ بنا لے"۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یکئی آیتیں اس پر اتریاں ہیں کہ کافر کہنے لگے مسلمان اپنا مارا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا نہیں کھاتے فرمایا کہ ایسے فریب کی باتیں طمع شیطان سکھاتے ہیں انسانوں کو شبہ ڈالنے کو عقل کا حکم نہیں، حکم اللہ کا ہے آگے کھولکر سمجھادیا کہ مارنے والا سب کا اللہ ہے لیکن اُس کے نام کو برکت ہے جو اُسکے نام پر ذبح ہوا سو حلال ہے جو بغیر اس کے مرگیا سو مردار ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا
اور اگر ہم ان پر اتاریں فرشتے اور اُن سے بولیں مردے اور چلادیں ہم
اور اگر ہم اُتاریں اُن پر فرشتے اور باتیں کریں اُن سے مُردے اور زندہ کردیں ہم

عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ
ہر چیز کو اُن کے سامنے ہرگز ماننے والے نہیں مگر جو چاہے اللہ پر یہ
ہر چیز کو اُن کے سامنے تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ لیکن

اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ
اکثر نادان ہیں اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن شیطان
اُن میں اکثر جاہل ہیں ف۱ اور اسی طرح کردیا ہم نے ف۲ ہر نبی کے لئے دشمن شریر

الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ط
آدمی اور جن سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع باتیں فریب کی
آدمیوں کو اور جنوں کو جو کہ سکھلاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی باتیں فریب دینے کیلئے

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○ وَلِتَصْغٰٓى
اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور اُن کا جھوٹ اور تا جھکیں
اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ لوگ یہ کام نہ کرتے سو تو چھوڑ دے وہ جانیں اور اُنکا جھوٹ ف۳ اور اس لئے کہ مائل ہوں

اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَ
اُس طرف دل اُن کے جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا اور وہ اُس کو پسند کریں اور
اُن ملمع کی باتوں کی طرف اُن لوگوں کے دل جن کو یقین نہیں آخرت کا اور وہ اُس کو پسند بھی کرلیں اور

لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ
تا کیے جاویں جو غلط کام کر رہے ہیں ف۱ کیا اب سوا اللہ کے کسی اور کو منصف کروں اور اسی
کیے جاویں جو کچھ بُرے کام کر رہے ہیں ف۵ سو کیا اب اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں حالانکہ

الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ط وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
نے اُتاری تم کو کتاب واضح اور جن کو ہم نے کتاب دی
اُسی نے اُتاری تم پر کتاب واضح اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے

يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○
وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے تیرے رب کے پاس سے تحقیق سو تو مت ہو شک لانے والا
وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہو تیرے رب کی طرف سے ٹھیک سو تو مت ہو شک کرنیوالوں میں سے

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَ
اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہے انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اُسکے کلام کو اور
اور تیرے رب کی بات پوری سچی ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اُس کی بات کو اور

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ
وہی ہے سنتا جانتا اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگوں کا جو دنیا میں ہیں
وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۶ اور اگر تو کہنا مانے گا اکثر اُن لوگوں کا جو جو دنیا میں ہیں

ف۱ یعنی اگر ان کی فرمائش کے موافق بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر فرض کیجئے آسمان سے فرشتے اتر کر آپ کی تصدیق کریں اور مُردے قبروں سے اٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگیں اور تمام اُمتیں جو گذر چکی ہیں دوبارہ زندہ کر کے ان کے سامنے لاکھڑی کی جائیں تب بھی سوء استعداد اور تعنت و عناد کی وجہ سے یہ لوگ حق کو ماننے والے نہیں۔ بیشک اگر خدا چاہے تو زبردستی منوا سکتا ہے۔ لیکن ایسا چاہنا اُسکی حکمت اور تکوینی نظام کے خلاف ہے جسکو ان میں سے اکثر لوگ اپنے جہل کی وجہ سے نہیں سمجھتے۔ اس کی تشریح پہلے فوائد میں گذر چکی ف۲ یعنی پیدا کردیا ہم نے ف۳ چونکہ خدا کی حکمت بالغہ تکوینیًا اسی کو مقتضی ہے کہ نظام عالم کو جب تک قائم رکھنا منظور ہے خیر و شر کی قوتوں میں سے کوئی قوت بھی بالکل مجبور اور نیست و نابود نہ ہو۔ اس لئے نیکی بدی اور ہدایت و ضلالت کی حریفانہ جنگ ہمیشہ سے قائم رہی ہے۔ جس طرح آج یہ مشرکین و معاندین آپ کو بیہودہ فرمائشوں سے دق کرتے اور بانواع حیل لوگوں کو جادۂ حق سے ڈگمگانا چاہتے ہیں اسی طرح ہر پیغمبر کے مقابل شیطانی قوتیں کام کرتی رہی ہیں کہ پیغمبروں کو اُن کے پاک مقصد (ہدایت خلق اللہ) میں کامیاب نہ ہونے دیں۔ اسی غرض فاسد کے لئے شیاطین الجن اور شیاطین الانس باہم تعاون کرتے اور ایک دوسرے کو فریب دہی اور ملمع سازی کی چکنی چپڑی باتیں سکھاتے ہیں اور ان کی یہ عارضی آزادی اُسی عام حکمت اور نظام تکوینی کے ماتحت ہے جو تخلیق عالم میں حق تعالیٰ نے مرعی رکھی ہے اس لئے آپ اعداء اللہ کی فتنہ پردازی اور مغویانہ فریب دہی سے زیادہ فکر و غم میں نہ پڑیں۔ ان سے اور ان کے کذب و افتراء سے قطع نظر کر کے معاملہ خدا کے سپرد کیجئے ف۴ یعنی شیاطین ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی فریب کی باتیں اس لئے سکھلاتے ہیں کہ جو لوگ دنیا کی زندگی میں غرق ہیں اور دوسری زندگی کا یقین نہیں رکھتے ان الہ فریب باتوں کی طرف مائل ہو جائیں اور انکو دل سے پسند کرنے لگیں اور پھر کبھی بُرے کاموں اور کفر و فسق کی دلدل سے نکلنے نہ پائیں ف۵ یعنی "شیاطین الانس والجن" کی تلبیس و تلمیع پر بدعقیدہ اور جاہل ہی کان دھر سکتے ہیں۔ ایک پیغمبر یا اُسکے متبعین جو ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں خدائے واحد ہی کو اپنا منصف اور حکم مان چکے ہیں کیا اُن سے یہ ممکن ہے کہ وہ خدا کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی چکنی چپڑی باتوں کی طرف کان لگائیں۔ یا معاذ اللہ غیر اللہ کے فیصلہ کے آگے گردن جھکا دیں۔ حالانکہ اُن کے پاس خدا کی طرف سے ایسی معجز اور کامل کتاب آچکی جس میں تمام اصولی چیزوں کی ضروری توضیح و تفصیل موجود ہے جس کی نسبت علمائے اہل کتاب بھی کتب سابقہ کی بشارات کی بناء پر خوب جانتے ہیں کہ یقینًا یہ آسمانی کتاب ہے جس کی تمام خبریں سچی اور تمام احکام معتدل اور منصفانہ ہیں جن میں کسی کی طاقت نہیں کہ تبدیل و تحریف کر سکے ایسی کتاب اور محفوظ و مکمل قانون کی موجودگی میں کیسے کوئی مسلمان وساوس و اوہام یا محض عقلی قیاسات اور مغویانہ مغالطات کا شکار ہو سکتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ جس کو ہم نے اپنا حکم اور جس کی کتاب مبین کو دستور العمل تسلیم کیا ہے وہ ہماری ہر بات کو سننے والا اور ہر قسم کے مواقع و احوال اور اُن کے مناسب احکام و نتائج کی موزونیت کو پوری طرح جاننے والا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو ف۲ یعنی شرک فقط یہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے بلکہ شرک حکم میں بھی ہے کہ اوروں کا مطیع ہو جاوے۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ

تجھ کو بھلاویں اللہ کی راہ سے سب ہی چلتے ہیں خیال پر اور سب

تو تجھ کو بہکادیں گے اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور سب

اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ

اٹکل دوڑاتے ہیں تیرا رب ہی خوب جانتا ہے جو بہکتا ہے اُس کی راہ سے

اٹکل ہی دوڑاتے ہیں ف۱ تیرا رب خوب جاننے والا ہے اُس کو جو بہکتا ہے اُس کی راہ سے

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ

اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہیں سو تم کھاؤ اُس میں سے جس پر نام لیا اللہ کا اگر

اور وہی خوب جاننے والا ہے اُنکو جو اُسکی راہ پر ہیں سو تم کھاؤ اُس جانور میں سے جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اگر

كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ

تم کو اُس کے حکم پر یقین کرنے والے اور کیا سبب کہ تم نہ کھاؤ اُس میں سے جس پر نام

تم کو اُسکے حکموں پر ایمان ہے ف۲ اور کیا سبب کہ تم نہیں کھاتے اُس جانور میں سے کہ جس پر

اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ

لیا اللہ کا اور وہ کھول چکا جو کچھ تم پر حرام کیا ہے مگر جب وقت ناچار ہو اُس کی

نام لیا گیا ہے اللہ کا اور وہ واضح کر چکا ہے جو کچھ کہ اُس نے تم پر حرام کیا ہے مگر جب کہ مجبور ہو جاؤ اُسکے

اِلَيْهِ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَاۗىِٕهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

طرف اور بہت لوگ بہکاتے ہیں اپنے خیال پر بغیر تحقیق تیرا رب ہی

کھانے پر ف۳ اور بہت لوگ بہکاتے پھرتے ہیں اپنے خیالات پر بغیر تحقیق تیرا رب ہے

هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ۭ

خوب جانتا ہے جو لوگ حد سے بڑھتے ہیں اور چھوڑ دو کھلا گناہ اور چھپا

خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو ف۴ اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ اور چھپا ہوا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ۝

جو لوگ گناہ کماتے ہیں سزا پاویں گے اپنے کئے کی

جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب سزا پاوینگے اپنے کئے کی ف۵

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۭ وَاِنَّ

اور اُس میں سے نہ کھاؤ جس پر نام نہ لیا اللہ کا اور وہ گناہ ہے اور

اور اُس میں سے نہ کھاؤ جس پر نام نہیں لیا گیا اللہ کا ف۱ اور یہ کھانا گناہ ہے اور

الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ

شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے کہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے اُنکا کہا مانا

شیطان دل میں ڈالتے ہیں اپنے رفیقوں کے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے اُن کا کہا مانا

اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝ ع اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ

تو تم مشرک ہوئے ف۱ بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ کیا اور دی اُس کو

تو تم بھی مشرک ہوئے ف۲ بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اُس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اُسکو دی

ف۱ مشاہدہ اور تاریخ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ فہیم، محقق اور با اصول آدمی تھوڑے رہے ہیں۔ اکثریت اُن ہی لوگوں کی ہوتی ہے جو محض خیالی، بے اصول اور اٹکل پچو باتوں کی پیروی کرنیوالے ہوں۔ اگر تم اسی اکثریت کا کہنا ماننے لگو اور بے اصول باتوں پر چلنا شروع کر دو تو خدا کی بتلائی ہوئی سیدھی راہ سے یقیناً بہک جاؤ گے۔ یہ آپ پر رکھ کر دوسروں کو سنایا۔ جاہل عوام کی ان ہی بے اصول اور اٹکل پچو باتوں میں سے ایک وہ تھی جو انہوں نے ذبیحہ کے مسئلہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا تھا کہ جو جانور طبعی موت سے مر جائے (یعنی مردار) اُسے مسلمان حرام کہتے ہیں حالانکہ وہ خدا کا مارا ہوا ہے اور جو خود ان کے ہاتھ کا مارا ہوا ہو اُسے حلال سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے۔ اسکا جواب اگلی آیتوں میں فکلوا مما ذکر اسم اللّٰہ سے دیا گیا۔ حضرت شاہ صاحب رح موضح القرآن میں فرماتے ہیں کہ "یہ کئی آیتیں اس پر اتریں کہ کافر کہنے لگے مسلمان اپنا مارا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا نہیں کھاتے۔ فرمایا کہ ایسی ملمع فریب کی باتیں انسانوں کو شبہ میں ڈالنے کے لئے شیطان سکھاتے ہیں۔ خوب سمجھ لو حلال و حرام وغیرہ میں حکم اللہ کا چلتا ہے۔ محض عقلی ڈھکوسلوں کا اعتبار نہیں۔ آگے کھول کر سمجھا دیا کہ مارنیوالا سب کا اللہ ہے لیکن اُسکے نام کو برکت ہے جو اُس کے نام پر ذبح ہوا سو حلال ہے جو بغیر اس کے مر گیا سو مردار۔" تیسیر ف۲ جب دلائل صحیحہ کی بناء پر تم نے رسول اللہ صلعم کی نبوت اور قرآن کریم کی حقانیت کو تسلیم کر لیا اور کلی طور پر اُسکے احکام پر ایمان لا چکے تو اب فروع و جزئیات کی صحت کو تسلیم کرنا ناگزیر ہے۔ اگر ہر اصل و فرع اور کلی جزئی کا قبول کرنا ہمارے عقلی قیاسات پر موقوف ہو تو وحی و نبوت کی ضرورت ہی نہ رہے ف۳ یعنی اضطرار اور مجبوری کی حالت کو مستثنیٰ کر کے جو چیزیں حرام ہیں اُن کی تفصیل کی جا چکی۔ اُن میں وہ حلال جانور داخل نہیں جو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔ پھر اُس کے نہ کھانے کی کیا وجہ؟ ف۴ مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز کو بالواسطہ یا بلا واسطہ خدا ہی پیدا کرتا اور خدا ہی مارتا ہے۔ پھر جس طرح اُسکی پیدا کی ہوئی چیزوں میں بعض کا کھانا ہمارے لئے مرغوب اور مفید ہے جیسے سیب، انگور وغیرہ اور بعض چیزوں سے ہم نفرت کرتے ہیں یا مضر سمجھتے ہیں جیسے ناپاک گندی چیزیں اور سنکھیا وغیرہ۔ اسی طرح اُس کی ماری ہوئی چیزیں بھی دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جن سے فطرت سلیمہ نفرت کرے یا اُنکا کھانا ہماری بدنی یا روحی صحت کیلئے خدا کے نزدیک مضر ہو مثلاً وہ حیوان دموی جو اپنی طبعی موت سے مرے اور اُس کا خون وغیرہ گوشت میں جذب ہو کر رہ جائے۔ دوسرے وہ حلال و طیب جانور جو باقاعدہ خدا کے نام پر ذبح ہو۔ یہ بھی خدا ہی کا مارا ہوا ہے جس پر مسلمان کی چھری کے توسط سے اُس نے موت طاری کی مگر عمل ذبح اور خدا کے نام کی برکت سے اُسکا گوشت پاک و صاف ہو گیا۔ پس جو شخص دونوں قسموں کو ایک کرنا چاہے وہ معتدی (حد سے بڑھنے والا) ہوگا ف۵ یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو۔ کذا فی موضح القرآن ف۱ یعنی نہ حقیقۃً نہ حکماً۔ حنفیہ رح متروک التسمیہ عمداً کے مسئلہ میں ذکر حکمی کا دعویٰ کرتے ہیں ف۲ یعنی شرک فقط یہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے۔ بلکہ شرک حکم میں بھی ہے کہ کسی چیز کی تحلیل و تحریم میں مستند شرعی کو چھوڑ کر محض آراء و اہواء کا تابع ہو جائے جیسا کہ "اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللّٰہ" کی تفسیر میں مرفوعاً منقول ہے کہ اہل کتاب نے وحی الٰہی کو چھوڑ کر صرف احبار و رہبان ہی پر تحلیل و تحریم کا مدار رکھ چھوڑا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف١ اوپر ذکر تھا مردے کا یہاں کافر کو وہی مثال فرمائی یعنی اول جہان میں سب مردے تھے پھر جسکو ایمان ملا وہ زندہ ہوا اور روشنی پائی کہ اس کے منہ پر سب لوگ دیکھتے ہیں روشنی ایمان کی اور جسکو ایمان نہ ملا وہ اندھیرے میں پڑا رہا۔ ف٢ یعنی ہمیشہ کافروں کے سردار حیلے نکالتے رہے ہیں تا عوام الناس پیغمبر کے مطیع نہ ہو جاویں جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سے سلطنت لیا چاہتا ہے ف٣ اول فرمایا تھا کہ کافر قسمیں کھاتے ہیں کہ ایک آیت دیکھیں تو البتہ یقین لاویں اور اب فرمایا کہ ہم نہ دینگے ایمان تو کیونکر لادیں گے بیچ میں مردہ حلال کرنے کے حیلے نقل کیے اب اس بات کا جواب فرمایا کہ جسکی عقل اس طرف چلے کہ اپنی بات نہ چھوڑے جو دلیل دیکھے کچھ حیلہ بنالے وہ نشان ہے گمراہی کا اور جس کی عقل چلے انصاف پر اور حکم برداری پر وہ نشان ہدایت ہے۔ ان لوگوں میں نشان ہیں گمراہی کے ان کو کوئی آیت اثر نہ کریگی ف٤ یعنی حکم برداری کرنا اور عقل کو دخل نہ دینا سینہ کی راہ ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ

روشنی کہ لئے پھرتا ہے لوگوں میں برابر کرم اس کے کہ جسکا حال یہ ہو اندھیروں میں پڑا وہاں سے نکل

روشنی کے لئے پھرتا ہے اسکو لوگوں میں برابر ہو سکتا ہے اسکے کہ جسکا حال یہ ہو کہ پڑا ہوا اندھیروں میں وہاں سے نکل

مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ

نہیں سکتا اسی طرح بھلا دکھایا ہے کافروں کو جو کام کر رہے ہیں ف١ اور یوں ہی

نہیں سکتا اسی طرح مزین کردیئے کافروں کی نگاہ میں ان کے کام ف١ اور اسی طرح

جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ

رکھے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار کہ حیلہ لایا کریں وہاں اور جو حیلہ کرتے ہیں

رکھے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار کہ حیلے کیا کریں وہاں اور جو حیلہ کرتے ہیں

اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ

سو اپنے اوپر اور نہیں بوجھتے ف٢ اور جب پہنچی ان کو ایک آیت کہیں ہم ہرگز

سو اپنی ہی جان پر اور نہیں سوچتے ف٢ اور جب آتی ہے انکے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز

نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ

نہ مانیں گے جب تک ہم کو نہ ملے جیسا کچھ پاتے ہیں اللہ کے رسول اللہ بہتر ہے جہاں

نہ مانیں گے جب تک کہ نہ دیا جاوے ہم کو جیسا کچھ کہ دیا گیا ہے اللہ کے رسولوں کو اللہ خوب جانتا ہے اس موقع

يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ

بھیجے اپنے پیغام اب پہونچے گی گنہگاروں کو ذلت اللہ کے ہاں

کو کہ جہاں بھیجے اپنے پیغام عنقریب پہنچے گی گنہگاروں کو ذلت اللہ کے ہاں

وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ

اور عذاب سخت بدلہ حیلہ بناتے کا سو جس کو اللہ چاہے کہ

اور عذاب سخت اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے تھے ف٣ سو جس کو اللہ چاہتا ہے کہ

يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ

راہ دے کھول دے اس کا سینہ حکم برداری کو اور جس کو چاہے کہ راہ سے بھلاوے

ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اسکے سینہ کو واسطے قبول کرنے اسلام کے اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ

اس کا سینہ کردے تنگ گھٹا گویا زور سے چڑھتا ہے آسمان پر اسی طرح

کردیتا ہے اس کے سینہ کو تنگ بے نہایت تنگ گویا وہ زور سے چڑھتا ہے آسمان پر ف٤ اسی طرح

يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا صِرَاطُ

ڈالے گا اللہ عذاب یقین نہ لانے والوں پر ف٣ اور یہ ہے راہ

ڈالے گا اللہ عذاب کو ایمان نہ لانے والوں پر اور یہ ہے رستہ

رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ

تیرے رب کی سیدھی ہم نے کھول دیئے نشان دھیان کرنے والوں کو ف٤ انکو ہے

تیرے رب کا سیدھا ہم نے واضح کردیا نشانیوں کو غور کرنیوالوں کے واسطے ف٥ انہی کیلئے ہے

ف١ پہلے فرمایا کہ شیاطین اپنے رفقاء کے دل میں ڈالتے ہیں کہ وہ مسلمانوں سے جھگڑا کریں یعنی بحث وجدل، تلبیس وتلمیع اور وسوسہ اندازی کرکے انکو طریق حق سے ہٹادیں لیکن انکو یہ ہوس قائم اپنے دلوں سے نکال دینا چاہیے۔ وہ گروہ یا وہ شخص جو جہل وضلال کی موت سے مر چکا تھا پھر اسکو حق تعالیٰ نے ایمان وعرفان کی روح سے زندہ کیا اور قرآن کی روشنی عطا فرمائی جسے لیکر وہ لوگوں کے ہجوم میں بے تکلف راہ راست پر چل رہا ہے کیا اسکا حال اغوائے شیطانی کے قبول کرنے میں ان "اولیاء الشیطان" جیسا ہو سکتا ہے جو جہالت وضلالت کی اندھیریوں میں پڑے ٹھوکریں کھا رہے ہیں جن سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتے۔ کیونکہ اسی ظلمت کو نور اور برائی کو بھلائی سمجھتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ف٢ یعنی کچھ آج ہی سے نہیں ہمیشہ کافروں کے سردار حیلے نکالتے رہے ہیں تاکہ عوام الناس پیغمبروں کے مطیع نہ ہو جائیں۔ جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سے سلطنت لیا چاہتا ہے لیکن ان کے یہ چلے اور داؤ پیچ بحمد اللہ کچھ ایماندروں پر نہیں چلتے حیلہ کرنیوالے اپنی عاقبت خراب کرکے خود اپنا ہی نقصان کرتے ہیں جسکا احساس انہیں اسوقت نہیں ہوتا ف٣ انکی مکاری اور متکبرانہ حیلہ جوئی کی ایک مثال یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے صدق کا جب کوئی نشان دیکھتے تو کہتے کہ ہم ان دلائل ونشانات کو نہیں جانتے۔ ہم تو اس وقت یقین کرسکتے ہیں جب ہمارے اوپر فرشتے نازل ہوں۔ اور پیغمبروں کی طرح ہم کو بھی خدا کا پیغام سنائیں یا خود حق تعالیٰ ہی ہمارے سامنے آجائیں" وقال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملئکۃ او نری ربنا لقد استکبروا فی انفسھم وعتو عتوا کبیرا (فرقان رکوع ۳) خیر یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ کون شخص اسکا اہل ہے کہ منصب پیغامبری پر سرفراز کیا جائے اور اس عظیم الشان امانت الٰہیہ کا حامل بن سکے۔ یہ نہ کوئی کسبی چیز ہے کہ دعا یا ریاضت یا دنیوی جاہ ودولت وغیرہ سے حاصل ہو سکے اور نہ ہر کس وناکس کو ایسی جلیل القدر اور نازک ذمہ داری پر فائز کیا جا سکتا ہے۔ ہاں ایسے گستاخ، متکبر حیلہ جو مکاروں کو آگاہ رہنا چاہیے کہ عنقریب اس معزز منصب کی طلب کا جواب انکو سخت ذلت اور عذاب شدید کی صورت میں دیا جائیگا ف٤ یعنی زور سے آسمان پر چڑھا جاتا ہے تو جس طرح اس میں آدمی کا دم گھٹتا اس لئے سخت تنگ دل ہوتا ہے۔ ف٥ جو لوگ ایمان لانے کا ارادہ نہیں رکھتے ان پر اسی طرح عذاب اور تباہی ڈالی جاتی ہے کہ رفتہ رفتہ ان کا سینہ اسقدر تنگ کردیا جاتا ہے کہ اس میں حق کے گھسنے کی تطعاً گنجائش نہیں رہتی۔ پھر یہی تضیق صدر عذاب ہے جو قیامت میں بشکل محسوس سامنے آجائیگا۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "رجس" کا ترجمہ عذاب سے کیا ہے اسکے موافق یہ تقریر ہے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے "رجس" کے معنی عذاب ہی کے لیے ہیں۔ مگر ابن عباس نے یہاں "رجس" سے مراد شیطان لیا ہے۔ شاید اس لئے کہ "رجس" ناپاک کو کہتے ہیں اور شیطان سے بڑھکر کون ناپاک ہوگا۔ بہرحال اس تفسیر پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح خدا تعالیٰ ایمان سے گھبرانے والوں کا سینہ تنگ کردیتا ہے۔ اسی طرح انہیں بے ایمانیوں کی وجہ سے شیطان مسلط کردیا جاتا ہے کہ کبھی رجوع الی الحق کی توفیق نہیں ہوتی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "اول فرمایا تھا کہ کافر قسمیں کھاتے ہیں کہ آیت دیکھیں تو البتہ یقین لاویں اور اب فرمایا کہ ہم نہ دینگے ایمان تو کیونکر دینگے بیچ میں مردہ حلال کرنے کے حیلے نقل کیے۔ اب اس بات کا جواب فرمایا کہ جس کی عقل اس طرف چلے کہ اپنی بات نہ چھوڑے جو دلیل دیکھے کچھ حیلہ بنالے وہ نشان ہے گمراہی کا اور جسکی عقل چلے انصاف پر اور حکم برداری پر وہ نشان ہدایت ہے۔ ان لوگوں میں نشان ہیں گمراہی کے ان کو کوئی آیت اثر نہ کریگی" باقی اللہ تعالیٰ کی طرف ارادہ ہدایت واضلال کی نسبت کرنا اسکے متعلق متعدد مواضع میں ہم کلام کرچکے ہیں اور آئندہ بھی حسب موقع لکھا جائیگا مگر یہ مسئلہ طویل الذیل اور معرکۃ الآراء ہے اس لئے ہمارا ارادہ ہے کہ اس پر ایک مستقل مضمون لکھ کر فوائد کے ساتھ ملحق کردیا جائے وما اللہ التوفیق۔

وقف منزل

وقف غفران

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ دنیا میں انسان بہت پوجتے ہیں اور وہ فی الحقیقت جن ہیں اس خیال پر کر وہ ہماری حاجت پوری کرینگے انکو نیاز یں پڑھاتے ہیں جب آخرت میں وہ جن اور انسان برابر پکڑے جاوینگے تب یوں عذر کرینگے کہ ہم نے
پوجا نہیں لیکن آپس کی کارروائی کرلی تھی اور یہ جو فرمایا کہ آگ میں رہا کریں مگر جو چاہے اللہ اس واسطے کہ اگر عذاب دوزخ دائم ہے تو اسی کے چاہنے سے ہے وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن ایک چیز چاہ چکا ف۲ اس سورہ میں اوپر مذکور ہوا کہ
اول کافر نے کفر کا انکار کریں گے پھر حق تعالیٰ تدبیر سے اُن کو قائل کرے گا۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحم

دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں اور وہ اُن کا مددگار ہے بدلا اُن کے کیے کا
سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں اور وہ اُن کا مددگار ہے بسبب اُن کے اعمال کے ف۱

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ

اور جس دن جمع کرے گا اُن سب کو اے جماعت جنوں کی تم نے بہت کچھ لیا انسانوں
اور جس دن جمع کریگا اُن سب کو فرمائیگا اے جماعت جنات کی تم نے بہت کچھ "تابع کر لئے" اپنے آدمیوں

الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا

سے اور بولے اللہ کے دوستدار انسان اے رب ہمارے کام نکالا ہم میں ایک نے
میں سے ف۲ اور کہیں گے اُن کے دوستدار آدمیوں میں سے اے رب ہمارے کام نکالا ہم میں ایک نے

بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ

دوسرے سے اور پہنچے اپنے وعدہ کو جو تو نے ہمارا ٹھہرایا تھا فرماوے گا آگ ہے گھر تمہارا
دوسرے سے اور ہم پہنچے اپنے اُس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا ف۳ فرمائیگا آگ ہے گھر تمہارا

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

رہا کرو اُس میں مگر جو چاہے اللہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ف۱
رہا کرو گے اُسی میں مگر جب چاہے اللہ ف۴ البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ف۵

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ع

اور اسی طرح ہم ساتھ ملا دیں گے گنہگاروں کو ایک دوسرے کا بدلا اُن کی کمائی کا
اور اسی طرح ہم ساتھ ملا دینگے گنہگاروں کو ایک کو دوسرے سے اُن کے اعمال کے سبب ف۶

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

اے جماعت جن اور انسان کی کیا تم کو نہ پہنچے تھے رسول تمہارے اندر کے سناتے
اے جماعت جنوں کی اور انسانوں کی کیا نہیں پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تم ہی میں کے کہ سناتے تھے

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا

تم کو حکم میرے اور ڈراتے اس دن کے سامنے آنے سے بولے ہم نے (مان لیا)
تم کو میرے حکم اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے ف۷ کہیں گے کہ ہم نے اقرار کرلیا

عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ

اپنا گناہ اور اُن کو بہکایا دنیا کی زندگی نے اور قائل ہوئے اپنے گناہ پر
اپنے گناہ کا اور اُن کو دھوکا دیا دنیا کی زندگی نے ف۸ اور قائل ہوگئے اپنے اوپر

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰي

کہ وہ تھے منکر ف۱ یہ اس واسطے کہ تیرا رب ہلاک کرنے والا نہیں بستیوں کو
اس بات کے کہ وہ کافر تھے ف۹ یہ اس واسطے کہ تیرا رب ہلاک کرنے والا نہیں بستیوں کو

بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَا رَبُّكَ

ظلم سے اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں اور ہر کسی کو درجے ہیں اپنے عمل کے اور تیرا رب
اُنکے ظلم پر اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں اور ہر ایک کے لئے درجے ہیں اُنکے عمل کے اور تیرا رب

ف۱ یعنی جو اسلام و فرمانبرداری کے سیدھے راستہ پر چلیگا وہ ہی سلامتی کے گھر پہنچیگا۔ اور خدا اُس کا
ولی و مددگار ہوگا۔ یہ حال تو اُنکا ہوا جن کا ولی خدا ہے (یعنی اولیاء الرحمٰن) آگے اولیاء الشیطان
کا حال بیان کیا جاتا ہے ف۲ یعنی اے شیاطین الجن تم نے بہت سے بدبخت انسانوں کو اپنی
طرف متوجہ کرلیا اور اپنی راہ پر لگا لیا ف۳ دنیا میں جو انسان بت وغیرہ پوجتے ہیں وہ فی الحقیقت
جن (شیاطین) کی پوجا ہے۔ اس خیال پر کہ وہ ہمارے کام نکالیں گے انکو نیازیں چڑھاتے
ہیں اور بہت سے اہل جاہلیت تشویش و اضطراب کے وقت جنوں سے استعانت کرتے تھے جیسا
کہ "سورۂ جن" میں اشارہ کیا گیا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں جب آخرت میں
وہ شیاطین الجن اور انسان برابر پکڑے جائیں گے اور حقائق کا انکشاف ہوگا تب مشرک لوگ
یوں عذر کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے پوجا نہیں کی لیکن آپس میں وقتی کارروائی کرلی
تھی اور موت کا وعدہ آنے سے پہلے دنیوی کاروبار میں ہم ایک دوسرے سے کام نکالنے کی کچھ ترکیب
کر لیا کرتے تھے انکی عبادت مقصود نہ تھی ف۴ یہ جو فرمایا "مگر جب چاہے اللہ" اس واسطے کہ
دوزخ کا عذاب دائم ہے تو اسی کے چاہنے سے ہے وہ جب چاہے موقوف کرنے پر قادر ہے لیکن ایک
چیز چاہ چکا اور اس کی خبر پیغمبروں کی زبانی دی جا چکی وہ اب ٹل نہیں سکتی ف۵ یعنی مجرمین
کے جرائم سے پوری طرح خبردار ہے اور حکمت بالغہ سے ہر جرم کی برمحل اور مناسب سزا دیتا ہے۔
ف۶ پیچھے تم نے "شیاطین الجن" اور اُن کے اولیاء انسی کا حال سنا۔ اسی طرح تمام ظالموں اور
گنہگاروں کو انکے ظلم اور سیہ کاریوں کے تناسب سے دوزخ میں ہم ایک دوسرے کے قریب کر دینگے
اور جیسی درجہ کا ظالم و گنہگار ہوگا اُسکو اسی کے طبقہ عصاۃ میں ملا دیں گے ف۷ اوپر جن و
انس کی شرارت اور سزا کا بیان تھا اور "اولیاء الجن" کی زبانی فی الجملہ معذرت بھی نقل کی گئی
تھی۔ اب بتلایا جاتا ہے کہ اُنکا کوئی عذر معقول اور قابل سماعت نہیں۔ دنیا میں خدا کی حجت تمام
ہو چکی تھی جس کا خود انہیں بھی اقرار کرنا پڑیگا۔ یہ خطاب "یا معشر الجن والانس" کا
قیامت کے دن ہوگا اور مخاطب جن و انس کا یعنی کل مکلفین کا مجموعہ ہے۔ ہر جماعت الگ
الگ مخاطب نہیں جو یہ اعتراض ہو کہ رسول تو ہمیشہ انسانوں میں سے آئے قوم جن میں سے کوئی
پیغمبر نہیں بھیجا گیا، پھر "رسل منکم" (رسول تم ہی میں کے) کہنا کیسے صحیح ہوگا۔ اصل یہ ہے
کہ مجموعہ مخاطبین میں سے اگر کسی نوع میں بھی ایسا رسل متحقق ہو جائے جس کی غرض تمام
مخاطبین کو بلا تخصیص فائدہ پہنچانا ہو تو مجموعہ کو خطاب کرنے میں کوئی اشکال نہیں رہتا
مثلاً کوئی یہ کہے "اے عرب و عجم کے باشندو اور یورپ پچھم کے رہنے والو کیا تم ہی میں سے خدا
نے محمد صلعم جیسے کامل انسان کو پیدا نہیں کیا" اس عبارت کا مطلب کسی کے نزدیک یہ نہیں
ہو سکتا کہ ایک محمد صلعم تو عرب میں پیدا کئے گئے اور دوسرے عجم میں ہونے چاہئیں اسی طرح
یورپ کے علیحدہ اور پچھم کے علیحدہ محمد ہوں، تب یہ عبارت صحیح ہوگی۔ علیٰ ہٰذا القیاس یہاں سمجھئے
کہ "یا معشر الجن والانس الم یاتکم الخ" کا مدلول صرف اتنا ہے کہ جن و انس کے مجموعہ میں
سے پیغمبر بھیجے گئے۔ باقی یہ تحقیق کہ ہر نوع میں سے الگ الگ آئے یا ہر ایک پیغمبر کل افراد جن و انس
کی طرف مبعوث ہوا یہ آیت اسکے بیان سے ساکت ہے۔ دوسری نصوص سے جمہور علماء نے یہ ہی
قرار دیا ہے کہ ہر ایک پیغمبر کی بعثت عام ہے اور کسی جن کو اللہ نے مستقل رسول بنا کر نہیں بھیجا۔ اکثر معاشی
اور معادی معاملات میں انکو حق تعالیٰ نے انسانوں کے تابع بنا کر رکھا ہے جیسا کہ "سورۂ جن" کی
آیات اور نصوص حدیثیہ وغیرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ کوئی ضابطہ نہیں کہ مخلوق کی ہر نوع
کے لئے اسی نوع کا کوئی شخص رسول ہوا کرے باقی انسانوں کی طرف فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجنے
سے جو قرآن کے متعدد مواضع میں انکار کیا گیا ہے، اُسکا اصلی منشاء یہ ہے کہ عام انسان بہیئت
ملکیہ اُس کی تندیت کا تحمل نہیں کر سکتے اور بے اندازہ خوف و ہیبت کی وجہ سے مستفید
نہیں ہو سکتے اور بصورت انسان آئیں تو بے ضرورت التباس رہتا ہے۔ اسی پر قیاس کر لو کہ
اگر قوم جن میں منصب نبوت کی اہلیت ہوتی تو وہ بھی انسانوں کے لئے مبعوث نہیں کئے
جا سکتے تھے کیونکہ وہاں بھی یہ ہی اشکال تھا۔ ہاں رسول نبی کا جنکی طرف مبعوث ہونا اس لئے
مشکل نہیں کہ جنوں کے حق میں انسان کی رویت نہ تو ناقابل تحمل ہے اور نہ انسان کا صوری خوف
ورعب استفادہ سے مانع ہو سکتا ہے۔ ادھر پیغمبر کو حق تعالیٰ وہ قوت قلبی عطا فرما دیتا ہے کہ
جن جیسی ہیبتناک مخلوق کا کوئی رعب نہیں پڑتا ف۸ یعنی دنیا کی لذات و شہوات نے انہیں آخرت سے غافل بنا دیا۔ کبھی خیال بھی نہ آیا کہ اُس احکم الحاکمین کے سامنے جانا ہے جو ذرہ ذرہ کا حساب لیگا ف۹ اس سورت میں
اوپر مذکور ہوا کہ اول کافر اپنے کفر کا انکار کرینگے پھر حق تعالیٰ تدبیر سے انکو قائل کریگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے پھر بعضا جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے اُن سے زیادہ ڈرتے اب جاننا چاہئے کہ اللہ کی نیاز دینی یہ کہ اس کی راہ میں انکو دلوا دیا ہے انکو دینا اس کا فائدہ اُسکو نہیں پہنچتا اُسکی حکم برداری اور چیز سے فائدہ فقیر کو اور ثواب سے فائدہ دینے والے کو پھر جو کسی بزرگ کے واسطے کچھ دے اگر اسی دنیا پر دے تو شرک ہے جس پر اللہ نے انعام دیا مگر اس بزرگ کو اپنی جگہ ٹھہراوے کہ اس کی طرف سے اللہ کی راہ میں جس کو کہا اُن کو دے تو حکم برداری ہے اللہ کی اور چیز فقیر کو اور ثواب اُس شخص کے بدلے اُس بزرگ کو یا اُس کو فقیر کی جگہ ٹھہراوے کہ چیز اس کی کر دے پھر اس کی چیز لوگوں کے کام آئی تو اُس کو ثواب ہوا یہ صورت مشکوک ہے پہلی صورت بے شک ہے ——— از شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

بے خبر نہیں اُن کے کام سے اور تیرا رب بے پرواہ ہے رحم والا اگر چاہے تم کو لے جاوے

بیخبر نہیں اُن کے کام سے ف۱ اور تیرا رب بے پرواہ ہے رحمت والا اگر چاہے تو تم کو لیجاوے

وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ

اور پیچھے تمہارے قائم کرے جس کو چاہے جیسا تم کو کھڑا کیا اوروں کی اولاد

اور تمہارے پیچھے قائم کر دے جس کو چاہے جیسا تم کو پیدا کیا اوروں کی اولاد

اٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ قُلْ

سے جو تم کو وعدہ دیا سو آنے والا ہے اور تم تھکا نہ سکو گے تو کہہ

سے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہو وہ ضرور آنے والا ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے ف۲ تو کہہ دے

يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ

لوگو کام کرتے رہو اپنی جگہ میں کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے کہ کس

اے لوگو تم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں سو عنقریب جان لوگے تم کہ کس

تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ

کو ملتا ہے آخر کا گھر مقرر بھلا نہ ہوگا بے انصافوں کا اور ٹھہراتے ہیں اللہ کا

کو ملتا ہے عاقبت کا گھر بالیقین بھلا نہ ہوگا ظالموں کا ف۳ اور ٹھہراتے ہیں اللہ کا

مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ

اُس کی پیدا کی کھیتی اور مواشی میں ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال پر

اُس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی میں ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال میں

وَهٰذَا لِشُرَكَاۗىِٕنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَاۗىِٕهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ

اور یہ ہمارے شریکوں کا سو جو اُن کے شریکوں کا ہے سو نہ پہنچے اللہ کی طرف

اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ اُن کے شریکوں کا ہے وہ تو نہیں پہنچتا اللہ کی طرف

وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰي شُرَكَاۗىِٕهِمْ ۭ سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

اور جو اللہ کا ہے سو پہنچے اُن کے شریکوں کی طرف کیا بڑا انصاف کرتے ہیں ف۱

اور جو اللہ کا ہے وہ پہنچ جاتا ہے اُن کے شریکوں کی طرف کیا ہی بُرا انصاف کرتے ہیں ف۴

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاۗؤُهُمْ

اور اسی طرح بھلی دکھائی ہیں بہت مشرکوں کو اولاد ماری اُنکے شریکوں نے

اور اسی طرح مزین کر دیا بہت سے مشرکوں کی نگاہ میں اُن کی اولاد کے قتل کو اُن کے شریکوں نے

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ

کہ اُن کو ہلاک کریں اور اُن کا دین غلط کریں اور اللہ چاہتا تو یہ کام نہ کرتے

تاکہ اُنکو ہلاک کریں اور رلا ملا دیں اُن پر اُنکے دین کو ف۵ اور اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ڰ

سو چھوڑ دے وہ جانیں اُنکا جھوٹ اور کہتے ہیں یہ مواشی اور کھیتی منع ہے

سو چھوڑ دے وہ جانیں اور اُن کا جھوٹ ف۶ اور کہتے ہیں کہ یہ مواشی اور کھیتی ممنوع ہے

ف۱ یعنی خدا کی یہ عادت نہیں کہ بدون آگاہ اور خبردار کئے کسی کو اُس کے ظلم و عصیان پر دنیا یا آخرت میں پکڑ کر ہلاک کر دے اسی لئے رسول اور نذیر بھیجے کہ وہ خوب کھول کر تمام جن و انس کو اُن کے بھلے برے اور آغاز و انجام سے خبردار کر دیں۔ پھر جس درجہ کا کسی کا عمل ہوگا حق تعالیٰ اُنکے ساتھ ویسا ہی معاملہ کریگا ف۲ خدا نے رسول بھیج کر اپنی حجت تمام کر دی۔ اب اگر تم نہ مانو اور سیدھے راستہ پر نہ چلوگے تو وہ غنی ہے اُسے تمہاری کچھ پروا نہیں۔ وہ چاہے تو تم کو ایک دم میں لیجائے اور اپنی رحمت سے دوسری قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دے جو خدا کی مطیع و وفادار ہو اور تمکو لیجاکر دوسری قوم کھڑے کر دینا خدا کے لئے کیا مشکل ہے۔ آج تم اپنے جن آباء و اجداد کے جانشین بنے بیٹھے ہو آخر انکو اُٹھا کر تم کو دنیا میں اُسی خدا نے جگہ دی ہے۔ بہر حال خدا کا کام رُک نہیں سکتا تم نہ کروگے دوسرے کھڑے کیے جائیں گے ہاں یہ سمجھ رکھو کہ یہی بغاوت و شرارت رہی تو خدا کا عذاب اٹل ہے۔ تم اگر سمجھو کہ بھاگ کر یا کسی کی پناہ لیکر سزا سے بچ جاؤگے تو محض حماقت ہے۔ خدا کو ساری مخلوق مل کر بھی اُسکی مشیت کے نفاذ سے عاجز نہیں کر سکتی ف۳ یعنی ہم سب نیک و بد اور نفع و ضرر سے آگاہ کر چکے۔ اس پر بھی اگر تم اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے باز نہیں آتے تو تم جانو تم اپنا کام کیے جاؤ میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں۔ عنقریب کھل جائیگا کہ اس دنیا کا آخری انجام کس کے ہاتھ رہتا ہے بلا شبہ ظالموں کا انجام بھلا نہیں ہو سکتا۔ آگے اُن کے چند اعتقادی اور عملی ظلم بیان کیے جاتے ہیں جو اُن میں رائج تھے اور سب سے بڑا ظلم وہ ہی ہے جسے فرمایا ان الشرک لظلم عظیم۔ ف۴ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعضا جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا۔ مگر بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے اُس سے زیادہ ڈرتے"۔ اسی طرح غلہ وغیرہ میں سے اگر بتوں کے نام کا اتفاقاً اللہ کے حصہ میں مل گیا تو پھر جدا کر کے بتوں کی طرف لوٹا دیتے اور اللہ کے نام کا بتوں کے حصہ میں جا پڑا تو اُسے نہ لوٹاتے بہانہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تو غنی ہے اُس کا کم ہو جائے تو کیا پرواہ ہے بخلاف بتوں کے کہ وہ ایسے نہیں تماشہ یہ ہے کہ یہ کہہ کر بھی شرماتے نہ تھے کہ جو ایسے محتاج ہوں اُنکو معبود و مستعان ٹھہرانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ بہر حال ان آیات میں ساء ما یحکمون سے مشرکین کی اس تقسیم کا رد کیا گیا ہے یعنی خدا کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی وغیرہ میں سے اول تو اس کے غیر اُسکا حصہ لگانا پھر بڑی اور ناقص چیز خدا کی طرف رکھنا کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے ف۵ یہاں "شرکاء" کی تفسیر مجاہد نے "شیاطین" سے کی ہے مشرکین کی انتہائی جہالت درندگی کا ایک نمونہ یہ تھا کہ بعض اپنی بیٹیوں کو شرم یا تنگی کے خوف سے اور بعض اس اندیشہ سے کہ کہاں سے کھلائینگے حقیقی اولاد کو قتل کر دیتے تھے اور بعض اوقات منت مانتے تھے کہ اگر اتنے بیٹے ہو جائیں گے یا فلاں مراد پوری ہو گی تو ایک بیٹا فلاں بت کے نام پر ذبح کریں گے پھر اس ظلم و بیدردی کو بڑی عبادت اور قربت سمجھتے تھے۔ شاید یہ رسم شیطان نے سنت خلیل اللہی کے جواب میں سمجھائی ہوگی۔ یہود میں بھی مدت تک قتل اولاد کی رسم بطور ایک عبادت و قربت کے جاری رہی ہے۔ جس کا انبیائے بنی اسرائیل نے بڑی شدومد سے رد کیا۔ بہر حال اس آیت میں قتل اولاد کی اُن تمام صورتوں کی شناعت بیان فرمائی ہے جو جاہلیت میں رائج تھیں یعنی شیاطین قتل اولاد کی تلقین و تزئین اس لئے کرتے ہیں کہ اس طرح لوگوں کو دنیا و آخرت دونوں جگہ تباہ و برباد کر کے چھوڑیں اور اُنکے دین میں گڑبڑی ڈالدیں کہ جو کام ملت ابراہیمی و اسماعیلی کے بالکل متضاد و منافی ہے اُسے ایک دینی کام اور قربت و عبادت باور کرائیں۔ معاذ اللہ کہاں سنت ابراہیمی اور کہاں یہ حماقت و جہالت ف۶ اسی طرح کی آیت "ولو اننا" کے شروع میں گذر چکی۔ وہاں جو کچھ ہم نے لکھا ہے نیز اسی مضمون کی دوسری آیت کے تحت میں لکھا گیا اُسے ملاحظہ کر لیا جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ایک یہ مسئلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح کیا اُس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھاویں اور عورتیں نہ کھاویں اور مردہ نکلے تو سب کھاویں بے سند مسئلہ بنانا گناہ سخت ہے اس پر اُنکو الزام دیا ہمارے دین میں مرد عورت کا کچھ فرق نہیں اگر زندہ نکلے تو ذبح کرکے حلال ہے بغیر ذبح مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان پڑی تھی تو امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں ف۲ بیٹیوں کا مارنا روا رکھتے تھے اور یہ سخت وبال ہے ف۳ اُس کا حق دو جس دن کٹے یعنی زکات اور مال کی زکات ہے برس کے بعد اور اس کی زکات اُسی دن ہے جس دن ہاتھ لگے جو زمین اپنے ملک میں ہو اور اُسمیں خراج نہ آتا ہو اُسکے محصول میں حق اللہ ہے اگر پانی دیئے سے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ ۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا

اُس کو نہ کھاوے مگر جس کو ہم چاہیں اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کی پیٹھ پر چڑھنا منع ٹھہرایا ہے

اُس کو کوئی نہ کھاوے مگر جس کو ہم چاہیں اُنکے خیال کے موافق اور بعضے مواشی کی پیٹھ پر چڑھنا حرام کیا

وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم

اور بعضے مواشی کے ذبح پر نام نہیں لیتے اللہ کا اُس پر جھوٹ باندھ کر وہ سزا دے گا اُن کو

اور بعض مواشی کے ذبح کے وقت نام نہیں لیتے اللہ کا اللہ پر بہتان باندھ کر عنقریب وہ سزا دیگا اُنکو

بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ

اس جھوٹ کی اور کہتے ہیں جو اُن مواشی کے پیٹ میں ہو

اس جھوٹ کی ف۱ اور کہتے ہیں جو بچہ ان مویشی کے پیٹ میں ہے

خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً

سو نرا ہمارے مرد کھاویں اور حرام ہے ہماری عورتوں کو اور جو مردہ ہو

اُسکو تو خاص ہمارے مرد ہی کھاویں اور وہ حرام ہے ہماری عورتوں پر اور جو بچہ مُردہ ہو

فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ قَدْ

تو اُس میں سب شریک ہوں وہ سزا دے گا اُنکو ان تقریروں کی وہ حکمت والا ہے خبردار ف۱ بیشک

تو اُسکے کھانے میں سب برابر ہیں وہ سزا دیگا اُن کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا جاننے والا ہے ف۲ بیشک

خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ

خراب ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بن سمجھے اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے اُنکو رزق

خراب ہوئے جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سمجھے اور حرام ٹھہرا لیا اُس رزق کو جو اللہ

اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ ع وَهُوَ

دیا جھوٹ باندھکر اللہ پر بے شک بہکے اور نہ آئے راہ پر ف۲ اور اسی نے

نے اُنکو دیا بہتان باندھکر اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے سیدھی راہ پر ف۳ اور اسی

الَّذِي أَنشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ

پیدا کئے باغ چھتریوں کے اور بغیر چھتریوں کے اور کھجور اور کھیتی

نے پیدا کیے باغ جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے ف۴ اور کھجور کے درخت اور

مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوا

کئی طرح ہے اُس کا پھل اور زیتون اور انار آپس میں ملتا اور جدا کھاؤ

کھیتی کہ مختلف ہیں اُنکے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اور انار کو ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی ف۵ کھاؤ

مِن ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ۖ وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ

اُس کے پھل میں سے جس وقت پھل لاوے اور دو اُسکا حق جس دن کٹے اور بے جا نہ اُڑاؤ اُس کو

اُنکے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو اُسکا حق جس دن اُن کو کاٹو اور بیجا خرچ نہ کرو اُس کو

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا ۚ كُلُوا

خوش نہیں آتے اُڑانے والے ف۳ اور پیدا کئے مواشی میں لدنے والے اور دبے کھاؤ

خوش نہیں آتے بیجا خرچ کرنیوالے ف۶ اور پیدا کئے مواشی میں بوجھ اُٹھانے والے اور زمین سے لگے ہوئے ف۷ کھاؤ

ف۱ مثلاً مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں یا صرف مہنت کھا سکیں جو بتخانوں کے مجاور تھے۔ یہ قیود اپنے خیال میں بعض مواشی اور کھیتوں کے متعلق عائد کر رکھی تھیں جو بتوں کے نام پر وقف کیے جاتے تھے اسی طرح بعض جانوروں کی پیٹھ پر سواری اور باربرداری کو حرام سمجھتے تھے بعض جانوروں کی نسبت یہ قرار پایا تھا کہ ذبح کرنے یا سواری لینے یا دودھ نکالنے کے وقت اُن پر خدا کا نام نہ لیا جائے کہیں بتوں کی چیز میں خدا کی شرکت نہ ہو جائے۔ پھر غضب یہ تھا کہ ان خرافات اور جہالتوں کو خدا کی طرف نسبت کرتے تھے گویا اُس نے معاذ اللہ یہ احکام دیئے ہیں اور ان ہی طریقوں سے اُسکی خوشنودی حاصل کیجا سکتی ہے۔ ایسی بدعنوانیوں کے ساتھ یہ افترا و بہتان، عنقریب اِن گستاخیوں کی سزا سے اُنکو دوچار ہونا پڑیگا۔ ف۲ ایک مسئلہ یہ بنا رکھا تھا کہ بحیرہ اور سائبہ کو اگر ذبح کیا اور اسکے پیٹ میں سے زندہ بچہ نکلا تو اُسے مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں اور مُردہ نکلے تو سب کھا سکتے ہیں۔ اس طرح کے بے سند مسئلے گھڑنے والوں کے جرائم سے خدا بے خبر نہیں۔ ہاں وہ اپنی حکمت کے موافق مناسب وقت میں اُنکو مناسب سزا دے گا ف۳ اِس سے بڑی خرابی گمراہی اور نقصان و خسران کیا ہوگا کہ بیٹھے بٹھائے بلاوجہ دنیا میں اپنی اولاد و اموال سے محروم اور سنگدلی بداخلاقی و جہل

الربع ۱۶ ۱۱ ۴ میں مشہور ہوئے اور آخرت کا دردناک عذاب سر پر رہا۔ نہ عقل سے کام لیا نہ شرع کو پہچانا۔ پھر سیدھی راہ پر آتے تو کیسے آتے ف۴ جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں۔ مثلاً انگور وغیرہ اور جو ایسے نہیں مثلاً کھجور، آم وغیرہ تنہ دار درخت یا خربوزہ تربوز وغیرہ جن کی بیل بدون کسی سہارے کے زمین پر پھیلتی ہے ف۵ یعنی صورت شکل میں ملتے جلتے، مزہ میں جدا جدا۔

ف۶ یعنی جو غلے اور پھل حق تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں اُنکے کھانے میں بدون سند کے مت رکو ہاں دو باتوں کا خیال رکھو، ایک یہ کہ کاٹنے اور اُتارنے کے ساتھ ہی جو اللہ کا حق اُس میں ہے وہ ادا کردو، دوسرے فضول اور بے موقع خرچ مت کرو۔ اللہ کے حق سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ابن کثیر کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابتداءً مکہ معظمہ میں کھیتی اور باغ کی پیداوار میں سے کچھ حصہ نکالنا واجب تھا جو مساکین و فقراء پر صرف کیا جائے۔ مدینہ طیبہ پہنچکر ۲ھ میں اُس کی مقدار وغیرہ کی تعیین و تفصیل کردی گئی یعنی بارانی زمین کی پیداوار میں (بشرطیکہ خراجی نہ ہو) دسواں حصہ اور جس میں پانی دیا جائے بیسواں حصہ واجب ہے۔ ف۷ بوجھ اُٹھانے والے جیسے اونٹ وغیرہ اور زمین سے لگے ہوئے چھوٹے قد و قامت کے جانور جیسے بھیڑ بکری۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

اللہ کی رزق میں سے اور مت چلو شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن

اللہ کے رزق میں سے اور مت چلو شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن ہے

مُّبِيْنٌ ۙ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ

صریح ہے ف۱ پیدا کیے آٹھ نر و مادہ بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو

صریح ف۱ پیدا کیے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ میں سے دو ف۲ اور بکری میں سے دو

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

پوچھ تو دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا جو لپٹ رہا ہے مادوں کے

پوچھ تو کہ دونوں نر اللہ نے حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اُس پر مشتمل ہیں بچہ دان

الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ وَمِنَ الْاِبِلِ

پیٹ میں بتاؤ مجھ کو سند اگر تم سچے ہو اور پیدا کیے اونٹ میں

دونوں مادہ کے جتلاؤ مجھ کو سند اگر تم سچے ہو ف۳ اور پیدا کیے اونٹ میں

اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ

سے دو اور گائے میں سے دو پوچھ تو دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ

سے دو اور گائے میں سے دو پوچھ تو دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ

اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ

یا جو لپٹ رہا ہے مادوں کے پیٹ میں یا تم حاضر تھے جس وقت

یا وہ بچہ کہ اُس پر مشتمل ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے کیا تم حاضر تھے جس وقت

وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

اللہ نے تم کو یہ کہہ دیا تھا پھر اُس سے ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر

تم کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا پھر اُس سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا

١٧ ع ۴ لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۧ

تا لوگوں کو بہکا دے بغیر تحقیق بیشک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو

تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے بلا تحقیق بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو ف۴

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ

تو کہہ میں نہیں پاتا جس حکم میں کہ مجھ کو پہنچا کوئی چیز حرام کھانے والے کو جو اُس کو کھا دے

تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا اُس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھانے والے پر جو اُس کو کھا وے

اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ

مگر یہ کہ مردہ ہو یا لہو پھینک دینے کا یا گوشت سؤر کا کہ وہ

مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون یا گوشت سور کا کہ وہ

رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ

ناپاک ہے یا گناہ کی چیز جس پر پکارا اللہ کے سوا کسی کا نام پھر جو کوئی عاجز ہو نہ زور کرتا

ناپاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام پکارا جاوے اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جاوے نہ نافرمانی کرے

ف۱ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے منتفع ہونا چاہیے۔ شیطان کے قدموں پر چلنا یہ ہے کہ اُن کو خواہی نخواہی بدون حجت شرعی کے حرام کر لیا جائے یا شرک و بت پرستی کا ذریعہ بنایا جائے۔ شیطان کی اس سے زیادہ کھلی ہوئی دشمنی کیا ہو گی کہ اُن نعمتوں سے تم کو دنیا میں محروم رکھا اور آخرت کا عذاب رہا سو الگ ف۲ یعنی ایک نر ایک مادہ اس طرح ہر نوع میں دو دو کے زوج ہوئے اور مجموعہ آٹھ ہو گیا ف۳ یعنی کسی چیز کو حلال و حرام کہنا صرف اللہ کے حکم سے ہو سکتا ہے۔ پھر ان میں سے نر کو یا مادہ کو یا بچہ کو جو مادہ کے پیٹ میں ہے اگر تم سب آدمیوں کے یا بعض کے حق میں حرام کہتے ہو جیسا کہ پچھلی آیات میں گذرا، اس کی سند تمہارے پاس کیا ہے۔ جب خدائی حکم ہونے کی کوئی سند نہیں رکھتے تو محض آراء و اہواء سے خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو حلال یا حرام کہنا اِس کا مرادف ہو کہ خدائی کا منصب معاذ اللہ تم اپنے لیے تجویز کرتے ہو یا خدا پر جان بوجھ کر افترا کر رہے ہو۔ دونوں صورتیں تباہ کن اور مہلک ہیں ف۴ اشیاء کی تحلیل و تحریم محض خدا کے حکم سے ہو سکتی ہے اور خدا کا حکم یا بواسطہ انبیاء پہنچے گا یا بلا واسطہ حق تعالیٰ کسی کو مخاطب فرمائے تو اُسے معلوم ہو۔ یہاں دونوں صورتیں منفی ہیں پہلی شق کے انتفاء پر نبئونی بعلم الخ میں اور دوسری کی نفی پر ام کنتم شھداء اذ وصاکم الخ میں تنبیہ فرمایا ہے۔ پھر مشرکین کے دعاوی میں افتراء و اضلال کے سوا اور کیا چیز باقی رہ گئی۔ بلاشبہ اُس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا جو خدا پر بہتان باندھے اور علم و تحقیق سے تہی دست ہونے کے باوجود لوگوں کو باطل اور غلط مسائل بیان کر کے گمراہ کرتا پھرے۔ جس شخص نے اس قدر ڈھٹائی اختیار کر لی اور ایسے ظلم عظیم پر کمر باندھ لی اُس کے ہدایت پانے کی توقع رکھنا فضول ہے +

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ یعنی جو جانور کھانے دستور ہیں اُن میں سے یہی حرام ہے ف ۲ مواشی میں سے ناخن دار یعنی اونٹ اُن پر حرام تھا سو انکی بے حکمیوں سے اُن پر سخت پکڑا تھا اصل یہ چیزیں حرام نہیں ف ۳ یعنی رحمت کی بحالی سے اب تک تم بچے ہو لیکن نجانو کہ عذاب پھر گیا ف ۴ کافروں کا شبہ ہو کر اگر ہماری کام اللہ کو پسند نہ ہوتے تو ہم کو کرنے نہ دیتا اس کا جواب فرمایا کہ اگلوں کو گناہ پر کیوں پکڑا معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک مدت کام ناپسند کرتے تھے اور اللہ نہ پکڑتا تھا آخر پکڑا ف ۵ اللہ کی بندوں پر حجت ثابت ہو چکی کہ دلیل نہیں رکھتے تو بھی نہ مانو تو علامت ہے کہ تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں رکھی ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف ۱ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "یعنی جن جانوروں کا کھانا دستور ہے اُن میں سے یہی حرام ہے"۔ اس آیت میں کفار کو یہ بتلاتا ہے کہ جو چیزیں اوپر مذکور ہوئیں حلال تھیں جنکو تم نے حرام بنالیا اب وہ چیزیں بتلائی جاتی ہیں جو واقعی حرام ہیں اور تم انکو حلال سمجھے ہو۔ باقی مضمون آیت کی تفسیر و توضیح "سورۂ مائدہ کے شروع میں حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر الخ کے نیچے گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لی جائے ف ۲ یعنی اصلی حرمت تو اُن چیزوں میں ہے جو اوپر مذکور ہوئیں۔ البتہ وقتی مصلحت سے بعض چیزیں عارضی

وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا

نہ زیادتی تو تیرا رب معاف کرتا مہربان ف ۱ اور یہود پر ہم نے

اور نہ زیادتی تو تیرا رب بڑا معاف کرنیوالا ہے نہایت مہربان ف ۱ اور یہود پر

حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ

حرام کیا تھا ہر ناخن والا اور گائے بکری میں سے حرام کی اُن کی

ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے حرام کی تھی

شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ

چربی مگر جو لگی ہو پیٹھ پر یا آنت میں یا ملی ہو ہڈی کے ساتھ

اُن کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر یا انتڑیوں پر یا جو چربی کہ ملی ہو ہڈی کے ساتھ

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

یہ ہم نے سزا دی تھی انکی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں ف ۲ پھر اگر تجھ کو جھٹلا دیں

یہ ہم نے اُن کو سزا دی تھی انکی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں ف ۲ پھر اگر تجھ کو جھٹلا دیں

فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ

تو کہہ تمہارے رب کی مہر میں بڑی سمائی ہے اور پھرتا نہیں اُس کا عذاب گنہگار

تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی وسعت ہے اور نہیں ٹلے گا اُس کا عذاب گنہگار

الْمُجْرِمِيْنَ ۝ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا

لوگوں سے ف ۳ اب کہیں گے مشرک اگر اللہ چاہتا تو شریک نہ ٹھہراتے ہم

لوگوں سے ف ۳ اب کہیں گے مشرک اگر اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ہم

وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ

اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز اسی طرح جھٹلا گئے ان

اور نہ ہمارے باپ دادے اور نہ ہم حرام کر لیتے کوئی چیز اسی طرح جھٹلا گئے ان

مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ

سے اگلے جب تک چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تم پاس

سے اگلے یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تمہارے پاس

فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

کہ ہمارے آگے نکالو نری اٹکل پر چلتے ہو اور سب تجویزیں کرتے ہو

کہ اس کو ہمارے آگے ظاہر کرو تم تو نری اٹکل پر چلتے ہو اور صرف تخمینے ہی

تَخْرُصُوْنَ ۝ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ

کرتے ہو ف ۴ تو کہہ پس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر وہ چاہتا تو راہ دیتا تم

کرتے ہو تو کہہ دے بس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا

اَجْمَعِيْنَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

سب کو ف ۵ تو کہہ لاؤ اپنے گواہ جو بتا دیں کہ اللہ نے

تم سب کو ف ۵ تو کہہ کہ لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ نے

طور پر بعض اقوام پر پہلے حرام کیجا چکی ہیں۔ مثلاً یہود پر انکی شرارتوں کی سزا میں ہر ناخن دکھرا والا جانور جس کی انگلیاں پھٹی نہ ہوں جیسے اونٹ، شتر مرغ، بطخ وغیرہ حرام کیا گیا تھا، نیز گائے بکری کی جو چربی پشت یا انتڑیوں پر نہ لگی ہو یا ہڈی کے ساتھ نہ ملی ہو، اُس پر حرام کر دیگئی تھی جیسے گردہ کی چربی۔ بنی اسرائیل کا دعویٰ غلط ہے کہ یہ چیزیں ابراہیم و نوح علیہما السلام کے زمانہ سے مستمر طور پر حرام چلی آتی ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ انمیں سے کوئی چیز عہد ابراہیمی میں حرام نہ تھی یہود کی نافرمانیوں اور شرارتوں کی وجہ سے یہ سب چیزیں حرام ہوئیں جو کوئی اس کے خلاف دعویٰ کرے جھوٹا ہے۔ جیسے پارہ "لن تنالوا" کے شروع میں قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان کنتم صادقین سے ان دعویٰ کرنیوالوں کو چیلنج دیا گیا ہے ف ۳ یعنی رحمت کی بحالی سے تم اب تک بچے ہو، نہ جانو کہ عذاب ٹل گیا کرتا ہے۔ موضح القرآن ف ۴ گذشتہ رکوع میں مشرکین سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ جن حلال و طیب چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرالیا ہے اور اس تحریم کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہو اس کی سند اور دلیل لاؤ۔ یہاں انکی دلیل بیان کیگئی ہے جو وہ پیش کر سکتے تھے یعنی اگر اللہ چاہتا تو اُسکو قدرت تھی کہ ہم کو اور ہمارے اسلاف کو اس تحریم سے بلکہ تمام مشرکانہ افعال و اقوال سے روک دیتا جب نہ روکا اور یوں ہی ہوتا چلا آیا تو ثابت ہوا کہ اُسکے نزدیک ہماری یہ کارروائیاں پسندیدہ ہیں۔ ناپسند ہوتیں تو انکے کرنے میں ہمکو اب تک کیوں آزاد چھوڑتا۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ایک نیک نام اور مدبر گورنمنٹ کسی باغیانہ تحریک میں حصہ لینے والے کو باوجود یقینی اطلاع اور کافی قدرت کے پہلے ہی دن پکڑ کر پھانسی نہیں دیدیتی۔ وہ اُس کی حرکات کی نگرانی رکھتی ہے کبھی رویہ درست رکھنے کی ہدایت کرتی ہے اور موقع دیتی ہے کہ آدمی ایسی حرکات کا انجام سوچ کر خود سنبھل جائے۔ کبھی اصلاح سے مایوس ہو کر ڈھیل چھوڑتی ہے کہ اسکی بغاوت کا ایسا باضابطہ اور مکمل مواد فراہم ہو جائے جسکے بعد اسکی انتہائی مجرمانہ غداری قانونی حیثیت سے علی رؤس الاشہاد ثابت کیجا سکے۔ ان تمام صور تو نمیں مجرم کی باگ ڈھیلی چھوڑ دینے اور فوراً سزا نہ دینے سے کیا یہ ثابت ہوگا کہ گورنمنٹ کی نظر میں وہ کارروائی جرم و بغاوت نہیں ہے۔ گورنمنٹ کی نگاہ میں اُن افعال کا جرم ہونا اول تو اُسکے شائع کیے ہوئے قانون سے ظاہر کر دوسرے جب یہ مجرم مہلت پوری ہونے پر عدالت کے کٹہرے میں لایا جائیگا اور باضابطہ اثبات و اظہار جرم کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا بھگتے گا۔ تب برای العین مشاہدہ ہو جائیگا کہ گورنمنٹ کی نظر میں یہ کتنا بڑا جرم تھا۔ بہرحال گورنمنٹ کا کسی جرم پر باوجود علم و قدرت رکھنے کے کسی مصلحت سے فوری سزا جاری نہ کرنا اسکی دلیل نہیں کہ وہ جرم کو جرم نہیں سمجھتی۔ اسی پر قیاس کر لیجئے کہ وہ احکم الحاکمین ابتدائے آفرینش سے آجتک تو سط اپنے صادق القول اور پاکباز نائبین کے ہر قسم کے قوانین و احکام سے بندوں کو مطلع فرماتا رہا اور کھول کھول کر بتلا دیا کہ کونسی بات اُسکے یہاں پسندیدہ اور کونسی ناپسند ہے کبھی پے بہ پے اور کبھی تھوڑے تھوڑے فاصلہ کے بعد ان احکام و ہدایات کی یاد دہانی بھی ہوتی رہی۔ اس دوران میں خلاف ورزی کرنیوالوں سے سامحت کی حد تک سامحت کیگئی۔ معمولی تنبیہات کی ضرورت ہوئی تو وقتاً فوقتاً انہیں بھی کام میں لایا گیا۔ اور جن کی شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا انھیں ڈھیل دیگئی کہ وہ صاف اور علانیہ طور پر اپنے کو خدا کی انتہائی سزا کا مستحق ٹھہرا کر کیفر کردار کو پہنچیں۔ چنانچہ بہت سی قومیں اپنے جرائم کی پاداش کا دنیا میں تھوڑا تھوڑا مزہ چکھ چکی ہیں۔ پھر ان حالات کی موجودگی میں کسی قوم کے چند روز جرائم میں مبتلا رہنے اور فوراً نہ پکڑے جانے سے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ وہ جرائم (معاذ اللہ) خدا کے نزدیک پسندیدہ ہیں ورنہ خدا انہیں ایک گھنٹہ کی بھی مہلت نہ دیتا۔ رہا یہ سوال کہ خدا نے انسان کی ساخت ہی ابتداء سے ایسی کیوں نہ بنا دی کہ وہ برائی کی طرف اٹھا نہ جا سکتا اور اس طرح فطرۃً اُسے مجبور کر دیا جاتا کہ نیکی اور بھلائی کے سوا کوئی چیز اختیار نہ کر سکے اگر غور کیا جائے تو اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ایسا کیوں نہ پیدا کر دیا گیا کہ وہ انسان ہی نہ بنتا یا تو اینٹ پتھر بن جاتا جو ادراک و شعور اور کسب و اختیار سے یکسر خالی ہے یا گدھے گھوڑے وغیرہ جانوروں کی طرح جزئی احساس و ارادہ رکھنے والا حیوان ہوتا جو ازل سے ابد تک اپنے مخصوص و محدود دائرہ میں چکر لگاتا رہے، اور یا بہت ترقی دیجاتی تو فرشتوں کی صفوں میں بٹھلا دیا جاتا جو محض طاعت و عبادت کے اختیار کرنے پر مجبول و مفطور ہیں۔

الحاصل یہ کلی ادراکات اور عظیم الشان کسبی تصرفات رکھنے والی ترقی کس قسم کی مخلوق کو بخشی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی انسان اپنے شرف و کرامت کا بلند بانگ دعویٰ رکھتے ہوئے ایسی جرأت نہ کریگا کہ سرے سے اپنی نوع کے وجود ہی کا مخالف بنے پھر اگر نوع انسانی کا مع اسکی عقلی و عملی قوتوں اور کسب و اختیار کی موجودہ آزادی کے پیدا کرنا نظام عالم کی تکمیل کیلئے ضروری تھا تو اس نظام تکوینی کے آثار و نتائج کا قبول کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مادی اور روحانی زندگی کے شعبوں میں تو انسان کی عقلی و کسبی آزادی کی بدولت بیشمار انواع و اقسام کے مختلف مظاہر سامنے آئیں لیکن عادی و روحانی میدانوں میں وہ سب ایک ہی دل و دماغ اور کسب و اختیار کی قوتیں رکھنے والے انسان سب کے سب ایک ہی پگڈنڈی پر چلنے کیلئے مجبور ہو جائیں اور کوئی ایک قدم ادھر ادھر ہٹنے کی قدرت نہ رکھے۔ بس اگر نوع انسان کا حقیقۃً موجودہ مجموعہ عالم میں پایا جانا ضروری ہو تو نیک و بد کا اختلاف بھی لابدی ہوگا اور یہی اختلاف کا وجود بڑی دلیل اس کی ہے کہ ہر وہ فعل جو دنیا میں آئے ضروری نہیں کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہو ورنہ مختلف و متضاد افعال کی موجودگی میں ... خوش ... تو پھر ہے ... ساخت ... پر چلنے کیلئے مجبور ہو جاتے لیکن جب ایسا (بقیہ صفحہ ۱۹۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ

حرام کی ہے یہ چیز پھر اگر وہ کہیں بھی تو تو نہ کہہ اُنکے ساتھ اور نہ چل

حرام کیا ہے ان چیزوں کو پھر اگر وہ ایسی گواہی دیں بھی تو تو نہ اعتبار کر اُن کا اور نہ چل

أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اُن کی خوشی پر جنہوں نے جھٹلائے ہمارے حکم اور جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا

اُنکی خوشی پر جنہوں نے جھٹلایا ہمارے حکموں کو اور جو یقین نہیں کرتے آخرت کا

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ ع ۱۸ / ۶ / ۵

اور وہ اپنے رب کے برابر کرتے ہیں اور کو تو کہہ آؤ میں سُنادوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب

اور وہ اپنے رب کے برابر کرتے ہیں اوروں کو ف۱ تو کہہ تم آؤ میں سُنادوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے

عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ وَ

نے کہ شریک نہ کرو اُس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ سے نیکی اور

رب نے کہ شریک نہ کرو اُسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور

لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ

مار نہ ڈالو اپنی اولاد مفلسی سے ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور اُن کو

مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور اُن کو ف۲

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا

اور نزدیک نہ ہو بےحیائی کے کام کے جو کھلا ہو اُس میں اور جو چھپا اور مار نہ ڈالو

اور پاس نہ جاؤ بےحیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اُس میں سے اور جو پوشیدہ ہو ف۳ اور مار نہ ڈالو

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ

جان جس کو حرام کیا اللہ نے مگر حق پر یہ تم کو کہہ دیا ہے شاید تم

اُس جان کو جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر ف۴ تم کو یہ حکم کیا ہے تاکہ تم

تَعْقِلُونَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

سمجھو اور پاس نہ جاؤ مال یتیم کے مگر جس طرح بہتر ہو

سمجھو ف۵ اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر اُس طرح سے کہ بہتر ہو

حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ

جب تک وہ پہنچے قوت کو اور پوری کرو ماپ اور تول انصاف سے

یہاں تک کہ پہنچ جاوے اپنی جوانی کو ف۶ اور پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ

ہم کسی پر بھار رکھتے ہیں جو اُس کو مقدور ہے اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ ہو اپنا

ہم کسی کے ذمہ وہی چیز لازم کرتے ہیں جس کی اُسکو طاقت ہو ف۷ اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ اپنا

ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ

ناتے والا اور اللہ کا قول پورا کرو یہ تم کو کہہ دیا ہے شاید تم

قرابتی ہو ف۸ اور اللہ کا عہد پورا کرو ف۹ تم کو یہ حکم کر دیا ہے تاکہ تم

بقیہ فوائد صفحہ (۱۹۰) واقع نہیں ہوا تو یہی حجۃ بالغہ اور پورا الزام اُن لوگوں پر ہے جو لوشاء اللہ ما اشرکنا کہہ کر مشیت و رضائے الٰہی میں تلازم ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اسقدر شدید اختلافات کی موجودگی میں ان کے اصول کے موافق کہنا پڑیگا کہ مثلاً توحید خالص بھی اللہ کے نزدیک صحیح اور مرضی ہو اور اُسکی نقیض شرک جلی بھی درست و مرضی ہو۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مشرکین کا یہ استدلال لوشاء اللہ ما اشرکنا محض لغو اور پادر ہوا ہے۔ کوئی علمی اُصول اُنکے پاس نہیں جسے عقلمندوں کے سامنے پیش کر سکیں محض اٹکل کے تیر اور تخمینی باتیں ہیں جنکو خدا کی حجۃ بالغہ بکلی رد کرتی ہے جسکی طرف فلو شاء اللہ لہدٰکم اجمعین میں اشارہ فرمایا ہے یعنی انسان کی فطرت ایسی نہیں بنائی گئی کہ سب کے سب راہ ہدایت پر چل پڑیں اُسکو کسب و اختیار کی وہ آزادی حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے جسکا عطا کیا جانا کسی مخلوق کے لئے ممکن تھا۔ اسلئے لازم ہے کہ اس آزادی کے استعمال کیوقت راہیں مختلف ہو جائیں کوئی نیکی کو اختیار کرے کوئی بدی کو کوئی حق تعالیٰ کی رضا و رحمت کا مظہر بن جائے کوئی غضب کا۔ اسطرح وہ آخری مقصد جو خالق کائنات نے آفرینش عالم سے ارادہ کیا ہے یعنی اپنی صفات جمال و جلال کا اظہار علی اوجہ الاتم پورا ہو۔ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ورنہ اگر تمام عالم ایک ہی حال پر فرض کر لیا جائے تو بعض صفات الٰہیہ کا ظہور ممکن ہوگا اور دوسری بعض کے ظہور کیلئے کوئی محل نہ ملیگا۔ یہاں تک جو کچھ بیان ہوا وہ اس تقریر پر تھا کہ مشرکین کے قول لوشاء اللہ ما اشرکنا سے یہ غرض ہو کہ وہ اپنے عقائد و کفر و شرک کا استحسان ثابت کرنا چاہتے تھے جیسا کہ اُنکے احوال سے ظاہر ہے اور اگر کلام مذکور سے اُنکی غرض صرف معذرت ہو کر جو کچھ خدا چاہتا ہے وہ ہم سے کراتا ہے اچھا ہو یا برا۔ بہرحال اُسکی مشیت سے ہو۔ پھر مشیت الٰہی کے مقابلہ میں انبیاء و رسل ہم سے کیوں مزاحمت کرتے ہیں اور عذاب الٰہی کا ڈراوا کیوں سُناتے ہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جس خدا کی مشیت سے تم ان افعال شنیعہ کا کسب کرتے ہو اُسی کی مشیت سے انبیاء و رسل تمہاری مزاحمت کرتے ہیں اور وہ ہی مشیت تمہارے کسب پر حسب عذاب بھیجتی ہے۔ جسطرح قدرت نے سانپ کو پیدا کیا اور وہ ہی مار گزیدہ کے حق میں ہلاکت کا اثر مرتب کرتی ہو خواہ سانپ کے کاٹنے میں مار گزیدہ کے فعل و اختیار کو کچھ دخل ہو یا نہ ہو اسی طرح تمہارے شرک و کفر میں ہلاکت دائمی کی اور ایمان و عمل صالح میں نجات ابدی کی تاثیرات رکھ دینا بھی اُسی قدرت و مشیت ایزدی کا کام ہے جس سے تمام سلسلہ اسباب و مسببات کی تخلیق ہوئی ہے پس اگر تم اپنے مشرکانہ افعال سے باز نہ آنے میں مشیت کے عموم سے احتجاج کر سکتے ہو تو ارسال رسل اور انزال عذاب وغیرہ اُمور کو بھی اُسی مشیت کی کارفرمائی کا نتیجہ سمجھ کر خدا کی حجۃ بالغہ کو تام سمجھو بیشک خدا چاہتا تو سب کو راہ راست پر لگا دیتا۔ لیکن اس نے تمہاری سوء استعداد کی وجہ سے ایسا نہیں چاہا۔ آخر تمہارے سوء اختیار سے جیسے افعال صادر ہوئے ویسا ہی طبعی اثر عذاب کی صورت میں مرتب ہو کر رہا۔ والعیاذ باللہ۔

فوائد صفحہ ھذا ف۱ یعنی دلیل عقلی کا حال تو اوپر معلوم ہو چکا اب اگر اس کی تحریم پر کوئی نقلی دلیل رکھتے ہو تو وہ لاؤ کیا تمہارے پاس ایسے گواہ موجود ہیں جو یہ بیان کریں کہ ہاں اُنکے روبرو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام ٹھہرایا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے واقعی گواہ کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ اگر دو چار گستاخ جھوٹے جیسا یہ ہی گواہی دینے کو کھڑے ہو جائیں تو ایسوں کی بات پر تم کان نہ دھرو اور نہ اُن کی خواہشات کی پروا کرو۔ یہاں تک اُن چیزوں کا بیان تھا جنہیں مشرکین نے محض اپنی رائے و ہوا سے حرام ٹھہرا رکھا تھا پھر اُس تحریم کے لئے حیلے اور باطل عذر پیش کرتے تھے۔ آگے وہ چیزیں بیان کی جاتی ہیں جنہیں خدا نے حرام کیا اور ہمیشہ سے حرام رہی ہیں لیکن یہ مشرکین اُن میں مبتلا ہیں ف۲ عرب مفلسی کی وجہ سے بعض اوقات اولاد کو قتل کر دیتے تھے کہ خود ہی کھانے کو نہیں اولاد کو کہاں سے کھلائیں۔ اسی لئے فرمایا کہ رزق دینے والا تو خدا ہے تم کو بھی اور تمہاری اولاد کو بھی۔ دوسری جگہ بجائے "من املاق" "خشیۃ املاق" فرمایا ہے یعنی مفلسی کے ڈر سے قتل کر ڈالتے تھے۔ یہ اُن کا ذکر ہوگا جو فی الحال مفلس نہیں مگر ڈرتے ہیں کہ جب عیال زیادہ ہونگے تو کہاں سے کھلائیں گے۔ چونکہ پہلے طبقہ کو عیال سے پہلے اپنی روٹی کی فکر ستا رہی تھی اور دوسرے کو زیادہ عیال کی فکر نے پریشان کر رکھا تھا شاید اسی لئے یہاں "من املاق" کے ساتھ "نرزقکم وایاھم" فرمایا اور اس آیت میں "خشیۃ املاق" کے ساتھ "نرزقھم وایاکم" ارشاد فرمایا۔ واللہ اعلم ف۳ "پاس نہ جاؤ" سے شاید یہ مراد ہو کہ ایسے کاموں کے مبادی اور وسائل سے بھی بچنا چاہئے مثلاً زنا کی طرح نظر بد سے بھی اجتناب لازم ہے ف۴ الا بالحق کا استثناء ضروری تھا جس میں قاتل عمد و زانی محصن اور مرتد عن الاسلام کا قتل داخل ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح وارد ہو چکی اور ائمہ مجتہدین اُس پر اجماع کر چکے ہیں ف۵ اس آیت میں ان چیزوں کا حرام ہونا ثابت ہوا۔ شرک باللہ۔ والدین کے ساتھ بدسلوکی۔ قتل اولاد۔ تمام بےحیائی کے کام مثلاً زنا وغیرہ۔ کسی شخص کو ناحق قتل کرنا ف۶ یتیم کے مال میں بیجا تصرف کرنا حرام ہے۔ ہاں بہتر و مشروع طریقہ سے احتیاط کے ساتھ اُسمیں ولی یتیم تصرف کر سکتا ہے جب یتیم جوان ہو جائے اور اپنے نفع نقصان کو سنبھال سکے تو اُسکا مال حوالہ کر دیا جائے۔ ف۷ یعنی اپنی طاقت کے موافق ان احکام کی بجا آوری میں کوشش کرو اسی کے تم مکلف ہو خدا کسی کو اس کی مقدرت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ف۸ یعنی حق و انصاف کی بات کہنے میں کسی کی قرابت و محبت مانع نہ ہونی چاہئے ف۹ اُس کے اوامر و نواہی پر پابندی سے عمل کرو۔ خدا کے سامنے جو نذر مانی یا قسم کھائی بشرطیکہ غیر مشروع بات کی نہ ہو اُسے پورا کرنا چاہئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تَذَكَّرُونَ ۝ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ
دھیان رکھو اور کہا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو
نصیحت پکڑو اور حکم کیا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اسی پر چلو

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ
اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھٹا دیں گے اس کی راہ سے یہ کہہ دیا
اور مت چلو اور رستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اللہ کے راستہ سے ف۱ یہ

وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
ہے تم کو شاید تم بچتے رہو پھر دی ہم نے موسیٰ کو کتاب
حکم کر دیا ہے تم کو تاکہ تم بچتے رہو پھر دی ہم نے موسیٰ کو کتاب

تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى
پورا فضل نیکی والے پر اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت
واسطے پورا کرنے نعمت کے نیک کام والوں پر اور واسطے تفصیل ہر شے کے اور ہدایت

وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝ع وَهَٰذَا كِتَابٌ
اور مہر شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا یقین کریں ف۲ اور ایک یہ کتاب ہے
اور رحمت کے لئے تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کا یقین کریں ف۲ اور ایک یہ کتاب ہے

أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝
کہ ہم نے اتاری برکت کی سو اس پر چلو اور بچتے رہو شاید تم پر رحم ہو
کہ ہم نے اتاری برکت والی سو اس پر چلو اور ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو ف۳

أَن تَقُولُوا إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا
اس واسطے کہ کبھی کہو کتاب جو اتری تھی سو دو ہی فرقوں پر ہم سے پہلے
اس واسطے کہ کبھی تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتری تھی سو ان ہی دو فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے

وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنزِلَ
اور ہم کو ان کے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی ف۲ یا کہو اگر ہم پر اترتی
اور ہم کو تو ان کے پڑھنے پڑھانے کی خبر ہی نہ تھی ف۴ یا کہنے لگو کہ اگر ہم پر

عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن
کتاب تو ہم راہ چلتے ان سے بہتر سو آ چکی تم کو تمہارے رب سے
اترتی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے ان سے بہتر سو آ چکی تمہارے پاس حجت تمہارے رب

رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ
شاہدی اور ہدایت اور مہربانی اب اس سے بے انصاف کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتیں
کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ف۵ اب اس سے زیادہ ظالم کون جو جھٹلاوے اللہ کی آیتوں کو

وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ
اور ان سے کتراوے ہم سزا دینگے کترانے والوں کو ہماری آیتوں سے بری طرح
اور ان سے کتراوے ہم سزا دیں گے ان کو جو ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں برا

ف۱ یعنی احکام مذکورہ بالا کی پابندی اور خدا کے عہد کو اعتقاداً و عملاً پورا کرنا یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے جس کی سورۂ فاتحہ میں تلقین کی گئی تھی یہ راہ تم کو دکھلا دی گئی اب چلنا تمہارا کام ہے۔ جو کوئی اس کے سوا دوسرے راستہ پر چلا وہ خدا کے راستہ سے بھٹکا ف۲ معلوم ہوتا ہے کہ جو احکام اوپر قل تعالوا اتل ما حرم علیکم سے پڑھکر سنائے گئے، یہ ہمیشہ سے جاری تھے۔ تمام انبیاء اور شرائع کا ان پر اتفاق رہا گیا۔ بعدہٗ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر توراۃ اتاری جس میں احکام شرع کی مزید تفصیل درج تھی۔ تورات عطا فرما کر اس زمانہ کے نیک کام کرنیوالوں پر خدا نے اپنی نعمت پوری کر دی۔ ہر ضروری چیز کو شرح و بسط سے بیان فرما دیا اور ہدایت اور رحمت کے ابواب مفتوح کر دیئے تاکہ اسے سمجھ کر لوگ اپنے پروردگار سے ملنے کا کامل یقین حاصل کریں ف۳ یعنی تورات تو تھی ہی جیسی کچھ تھی، لیکن ایک یہ کتاب ہے (قرآن کریم) جو اپنے درخشاں اور ظاہر و باہر حسن و جمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ اسکی خوبصورتی اور کمال کا کیا کہنا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اسکی ظاہری و باطنی برکات اور صوری و معنوی کمالات کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ؎ بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارد + برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را ۔ اب دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر خدا کی رحمت سے حظ وافر لینا چاہتے ہو تو اس آخری اور مکمل کتاب پر چل پڑو اور خدا سے ڈرتے رہو کہ اس کتاب کے کسی حصہ کی خلاف ورزی ہونے نہ پائے ف۴ یعنی اس مبارک کتاب (قرآن کریم) کے نزول کے بعد عرب کے امیین کیلئے یہ کہنے کا بھی موقع نہیں چھوڑا گیا کہ پیشتر جو آسمانی کتابیں شرائع الٰہیہ کو لیکر اتریں وہ تو ہمارے علم کے موافق انہی دو فرقوں (یہود و نصاریٰ) پر اتریں بیشک وہ لوگ آپس میں اسے پڑھتے پڑھاتے تھے اور بعضے اس کا ترجمہ بھی عربی میں کرتے تھے۔ مثلاً ورقہ بن نوفل وغیرہ اور بہت سے مدت تک اس دھن میں لگے رہے کہ عرب کو یہودی یا نصرانی بنا لیں لیکن ہمیں انکی تعلیم و تدریس سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ اس سے بحث نہیں کہ یہود و نصاریٰ جو کچھ پڑھتے پڑھاتے تھے وہ چیز کہاں تک اپنی اصلی سماوی صورت میں محفوظ تھی۔ مطلب صرف اسقدر ہے کہ ان شرائع و کتب کی اصلی مخاطب فقط قوم بنی اسرائیل تھی۔ گو اس تعلیم کے بعض اجزاء مثلاً توحید اور اصول دینیہ کی دعوت کو بحیثیت دیگر بنی اسرائیل کے سوا دوسری اقوام کے حق میں بھی عام کر دیا گیا ہو تاہم جو شریعت اور کتاب سماوی بہیأت مجموعی کسی خاص قوم پر اسی کے مخصوص فائدے کے لئے اتری ہو اسکے درس و تدریس سے اگر دوسری اقوام خصوصاً عرب جیسی غیور و خوددار قوم کو دلچسپی اور لگاؤ نہ ہو تو کچھ مستبعد نہیں بنا بریں وہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی آسمانی کتاب و شریعت ہماری طرف نہیں آئی اور جو کسی مخصوص قوم کیلئے آئی اس سے ہم نے چنداں واسطہ نہیں رکھا۔ پھر ہم ترک شرائع پر کیوں ماخوذ ہونگے۔ مگر آج انکے لئے اس طرح کے حیلے حوالوں کا موقع نہیں رہا۔ خدا کی حجت اسکی روشن کتاب اور ہدایت و رحمت عامہ کی بارش خاص ان کے گھر میں اتاری گئی تاکہ وہ اولاً اس سے مستفید ہوں پھر اس امانت الٰہیہ کو تمام احمر و اسود اور مشرق و مغرب کے باشندوں تک حفاظت و احتیاط کے ساتھ پہنچا دیں، کیونکہ یہ کتاب کسی خاص قوم و ملک کیلئے نہیں اتاری گئی۔ اسکا مخاطب تو سارا جہان ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل و توفیق سے عرب کے ذریعہ سے خدا کا یہ عام اور آخری پیغام آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذلک ف۵ یعنی پہلی امتوں کا حال سنکر شاید تم کو ہوس ہوتی اور دل میں ولولہ اٹھتا کہ ہمارے پاس خدا کی کتاب آتی تو ہم دوسروں سے بڑھکر عمل کر کے دکھلاتے۔ سو تم کو ان سے بہتر کتاب دیدی گئی اب دیکھیں کون کیا کام کر کے دکھلاتا ہے۔

ع ۱۹ ۱۴ ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی پہلی امتوں کا حال سن کر شاید تم کو ہوس آتی سو تم کو بھی لی ویسی کتاب ف۲ یعنی اللہ کی طرف سے جو صد تھی ہدایت کی سو آ چکی ... نبی اور شرع اور کتاب جو نہیں مانتے تو اب منتظر ہیں کہ اللہ آپ آوے یا قیامت کی نشانیاں دیکھیں تب یقین کریں سو جب قیامت کا نشان آویگا یعنی آفتاب مغرب سے نکلے گا تب کافر کا ایمان اور عاصی کی توبہ قبول نہ ہوگی ف۳ یعنی توریت والوں نے کئی راہیں نکالیں تو ان میں تحقیقات ذکر کر کے صحیح کون اور غلط کون اپنی راہ صحیح پر قائم رہ دین میں جو باتیں یقین لانے کی ہیں اُن میں فرق نہ چاہیے کرا اور جو کرنے کی ہیں اُسکے طریقے کئی ہوں تو برا نہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ اب ایسی بےمثال روشن کتاب آنے کے بعد اگر اُسکی آیتوں کو کوئی جھٹلائے اور اُسکے احکام قبول کرنیسے کترائے یا دوسروں کو روکے اُس سے بڑا ظالم کون ہوگا (تنبیہ) ... دونوں معنی سلف سے منقول ہیں ... مترجم علام نے دوسرے معنی لیکر کترائے ترجمہ کیا ہے ف۲ یعنی اللہ کی طرف سے ہدایت کی جو حد تھی وہ پوری ہو چکی انبیاء تشریف لائے شریعتیں اتریں کتابیں آئیں حتی کہ اللہ کی آخری کتاب بھی آچکی تب بھی نہیں مانتے تو شاید اب اس کے منتظر ہیں کہ اللہ آپ آئے یا فرشتے آئیں یا قدرت کی کوئی بڑی نشانی مثلاً قیامت کی کوئی بڑی علامت ظاہر ہو ... جب قیامت کا نشان ... وہ بھی ہو چکے ظاہر ہونے کے بعد نہ کافر کا ایمان معتبر ہوگا نہ عاصی کی توبہ۔ صحیحین کی احادیث میں ہے کہ یہ نشان آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا ہے یعنی جب خدا کا ارادہ ہوگا کہ دنیا کو ختم کر کے موجودہ نظام درہم برہم کر دیا جائے تو موجودہ قوانین طبعیہ کے خلاف بہت سے عظیم الشان خوارق وقوع میں آئیں گے انہیں سے ایک یہ ہے کہ آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا ... اس حرکت معکوسی اور رجعت قہقری سے اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہوگا کہ جو قوانین قدرت اور نوامیس طبعیہ دنیا کے موجودہ نظم ونسق میں کار فرما تھے اُنکی میعاد ختم ہونے اور نظام شمسی کے اُلٹ پلٹ ہو جانیکا وقت آپہنچا ہے گویا اُسوقت سے عالم کبیر کے نزع اور جانکنی کا وقت شروع ہونا ہے اور جسطرح عالم صغیر (انسان) کی جانکنی کے وقت کا ایمان اور توبہ مقبول نہیں کیونکہ وہ حقیقت میں اختیاری نہیں ہوتا اسی طرح طلوع الشمس من المغرب کے بعد مجموعۂ عالم کے حق میں یہی حکم ہوگا کہ کسی کا ایمان و توبہ معتبر نہ ہو بعض روایات میں طلوع الشمس من مغربہا کے ساتھ چند دوسرے نشانات بھی بیان ہوئے ہیں مثلاً خروج دجال خروج دابہ وغیرہ۔ اُن روایات کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب اِن سب نشانات کا مجموعہ متحقق ہوگا اور وہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ طلوع الشمس من المغرب بھی متحقق ہو تو دروازہ توبہ کا بند کر دیا جائیگا نہ کہ ہر نشان پر یہ حکم متفرع نہیں۔ ہمارے زمانہ کے بعض ملحدین جو ہر غیر معمولی واقعہ کو استعارہ کا رنگ دینے کے خوگر ہیں وہ طلوع الشمس من المغرب کو بھی استعارہ بنانے کی فکر میں ہیں۔ غالباً اُنکے نزدیک قیامت کا آنا بھی ایک طرح کا استعارہ ہی ہوگا۔ (تنبیہ) یہ جو کہا کہ "آئیں فرشتے یا آئے تیرا رب" اس کی تفسیر سیقول کے نصف پر آیت ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللّٰہ فی ظلل من الغمام کے تحت میں گذر چکی وہاں دیکھ لیا جائے اور جملہ اَوْ کَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا کا عطف اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ پر ہے اور تقدیر عبارت کی ابن المنیر وغیرہ محققین کے نزدیک یوں ہے لا ینفع نفسًا ایمانها او کسبها خیرًا لم تکن اٰمنت من قبل او لم تکن کسبت فی ایمانها خیرًا یعنی جو پہلے سے ایمان نہیں لایا اُسوقت اُسکا ایمان نافع نہ ہوگا اور جس نے پہلے کسب خیر نہ کیا اُسکا کسب خیر نافع نہ ہوگا (یعنی توبہ قبول نہ ہوگی) ف۳ پچھلے رکوع میں قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الخ سے بہت سے احکام بیان فرما کر ارشاد ہوا تھا وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ یعنی صراط مستقیم دین کی سیدھی راہ ہمیشہ سے ایک رہی ہے اُس سے ہٹ کر گمراہی کے راستے بہت ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین اصولی حیثیت سے اسی ایک راہ پر چلے اور لوگوں کو بلاتے رہے۔ شرع لکم من الدین ما وصی به نوحًا والذی اوحینا الیک وما وصینا به ابراهیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه (شوریٰ۔ رکوع ۲) اصول دین میں اُن کے باہم کوئی تفریق نہیں۔ زمان و مکان اور خارجی احوال کے اختلاف سے فروع شرعیہ میں جو تفاوت ہوا وہ تفرق نہیں بلکہ ہر وقت کے مناسب رنگ میں ایک ہی مشترک مقصد کے ذرائع حصول کا تنوع ہے جو دین انبیائے سابقین لیکر آئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب بھی اُسکی مخالفت کے لئے نہیں بلکہ اُسکی تکمیل و تفصیل کی غرض سے آئی تھی سب کے آخر میں قرآن آیا جو تمام کتب سابقہ کی تکمیل و تصدیق اور اُنکے علوم و معارف کی حفاظت کرنیوالا۔ درمیان میں ان کتب و شرائع سے اعراض کرنیوالوں کا حال بیان کر کے ان الذین فرقوا دینہم سے پھر اصل مطلب کیطرف عود کیا گیا یعنی دین الٰہی کا راستہ (صراط مستقیم) ایک ہے۔ جو لوگ اصل دین میں پھوٹ ڈالکر جدا جدا راہیں نکالتے اور فرقہ بندی کی لعنت میں گرفتار ہوتے ہیں خواہ وہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا وہ مدعیان اسلام جو مستقبل میں فتنۂ دین کی چادر کو پھاڑ کر پارہ پارہ کرنیوالے تھے ان لوگوں سے آپ کو کچھ واسطہ اور سروکار نہیں یہ سب فتفرق بکم عن سبیلہ میں داخل ہیں۔ آپ ان سے بیزاری اور برأت کا اظہار کر کے خدا کے اسی ایک راستہ (صراط مستقیم) پر جمے رہئے اور ان کا انجام اللہ کے حوالہ کیجئے وہ انکو دنیا یا آخرت میں جتلادیگا جو کچھ دین میں گڑبڑی کرتے تھے حضرت شاہ صاحب فرقوا دینہم کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو باتیں یقین لانے کی ہیں (اصول دین) ان میں فرق نہ چاہئے اور جو کرنے کی ہیں (فروع دین) اُنکے طریقے کئی ہوں تو برا نہیں ف۴ تو ہر تبشیر ہیبا کا نوا یفعلون میں اُنکے افعال شنیعہ کی مجازات پر متنبہ کیا گیا تھا ساتھ ہی ہر نیک و بد کی مجازات کا عام قانون جتلا دیا کہ بھلائی کا بدلہ کم از کم دس گنا ہے اور بڑائی کا اندازہ اُسکی برابر ہی جس نے ایک نیکی کمائی اُس کو کم از کم دس نیکیوں کا ثواب ملیگا زیادہ کی حد نہیں واللّٰہ یضاعف لمن یشاء اور جو ایک بدی کا مرتکب ہوا تو ویسی ایک بدی کی جسقدر سزا مقرر ہے اُس سے آگے نہ بڑھیں گے تخفیف کر دیں یا بالکل معاف فرما دیں یہ اختیار ہے۔ پھر جہاں وفور رحمت کی یہ کیفیت ہو وہاں ظلم کا کیا امکان ہے ف۵ یعنی ایک خدا کی طرف ف۶ یعنی تم دین پر جتنی چاہو راہیں نکالو اور جسقدر معبود چاہو ٹھہرالو مجھ کو تو میرا پروردگار صراط مستقیم بتلا چکا اور وہ ہی خالص توحید اور کامل تفویض و توکل کا راستہ ہے۔ جس پر مرد اعظم ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ بڑے زور و شور سے چلے جنکا نام آج بھی تمام عرب اور کل ادیان سماویہ غایت عظمت و احترام سے لیتے ہیں

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ

مار | بدلا اس کترانے کا | ف۱ کاہے کی راہ دیکھتے ہیں لوگ مگر یہی کہ اُن پر آوے
عذاب | بدلے میں اس کترانے کے | ف۱ کاہے کی راہ دیکھتے ہیں لوگ مگر یہی کہ اُن پر آئیں

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ

فرشتے یا آوے تیرا رب یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا جس دن
فرشتے یا آئے تیرا رب یا آئے کوئی نشانی تیرے رب کی جس دن

يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

آوے گا ایک نشان تیرے رب کا کام نہ آوے گا ایمان لانا کسی کو جو
آئیگی ایک نشانی تیرے رب کی کام نہ آئیگا کسی کے اُس کا ایمان لانا جو کہ

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا

پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی تو کہہ راہ دیکھو
پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی تو کہہ دے تم راہ دیکھو

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا

ہم بھی راہ دیکھتے ہیں ف۲ جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے کئی فرقے
ہم بھی راہ دیکھتے ہیں ف۳ جنہوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے بہت سے فرقے

لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

تجھ کو اُن سے کچھ کام نہیں اُن کا کام حوالے اللہ کے پھر وہی جتادے گا اُن کو جیسا کچھ
تجھ کو ان سے کچھ سروکار نہیں اُن کا کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی جتلا دیگا اُنکو جو کچھ وہ

يَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ

کرتے تھے ف۳ جو کوئی لایا نیکی اُس کو ہے اُس کے دس برابر اور جو لایا
کرتے تھے ف۴ جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی تو اُسکے لئے اُسکا دس گنا ہے اور جو کوئی لاتا ہے

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلْ

بُرائی سو سزا پاوے گا اتنی ہی اور اُن پر ظلم نہ ہوگا تو کہہ
ایک بُرائی سو سزا پائیگا اُسی کے برابر اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۵ تو کہہ دے

اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ۬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ

مجھ کو تو سجھا دی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت
مجھ کو سجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین صحیح ملت

اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ

ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شریک والوں میں تو کہہ میری
ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا ف۵ اور نہ تھا شرک والوں میں ف۶ تو کہہ کہ

صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ۙ

نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کی طرف ہے جو صاحب سارے جہان کا
میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کیلئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ اس آیت میں توحید و تفویض کے سب سے اونچے مقام کا پتہ دیا گیا ہے جس پر ہمارے سید و آقا محمد رسول اللہ صلعم فائز ہوئے۔ نماز اور قربانی کا خصوصیت سے ذکر کرنے میں مشرکین پر جو بدنی عبادت اور قربانی غیر اللہ کیلئے کرتے تھے تعریض ہو گیا ف۲ عموماً مفسرین "وانا اول المسلمین" کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اول المسلمین ہیں۔ لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث کنت نبیا وادم بین الروح والجسد کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ اسکے علاوہ ممکن ہے کہ یہاں اولیت زمانی مراد نہ ہو۔ بلکہ تقدم رتبی مراد ہو یعنی میں سارے جہان کے فرمانبرداروں کی صف میں نمبر اول اور سب سے آگے ہوں۔ شاید مترجم محقق قدس سرہ نے ترجمہ میں "سب سے پہلا فرمان بردار ہوں" کی جگہ "سب سے پہلے فرمان بردار ہوں" کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا ہو کیونکہ محاورات کے اعتبار سے یہ تعبیر اولیت رتبی کے ادا کرنے میں زیادہ واضح ہے واللہ اعلم ف۳ پہلے توحید فی الالوہیۃ کا ذکر تھا اب توحید فی الربوبیت کی تصریح فرمائی یعنی جس طرح معبود اسکے سوا کوئی نہیں، مستعان بھی کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ استعانت ربوبیت عامہ پر متفرع ہے ایاک نعبد وایاک نستعین ف۴ کفار مسلمانوں سے توحید وغیرہ میں جھگڑتے اور کہتے تھے کہ تم توحید کی راہ چھوڑ کر ہمارے راستہ پر آجاؤ۔ اگر اس میں کوئی گناہ ہو تو وہ ہمارے سر وقال الذین کفروا للذین آمنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم (العنکبوت رکوع ۱) یہاں اسکا جواب دیدیا کہ ہر ایک کا گناہ اسی کے سر ہے کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بار نہیں اٹھا سکتا۔ باقی تمہارے جھگڑے اور اختلافات خدا کے یہاں جا کر سب طے ہو جائینگے یہ دنیا فیصلہ کی جگہ نہیں، امتحان و آزمائش کا گھر ہے جیسا کہ اگلی آیت میں آگاہ فرمایا ف۵ یعنی خدا نے زمین میں تمکو اپنا نائب بنایا کہ تم اسکے دیئے ہوئے اختیارات سے کام لیکر کیسے کیسے حاکمانہ تصرفات کرتے ہو۔ یا تمکو باہم ایک دوسرے کا نائب بنایا کہ ایک قوم جاتی ہے تو دوسری قوم اسکی جانشین ہوتی ہے ف۶ یعنی تمہارے آپس میں بھی فرق مراتب رکھا۔ چنانچہ شکل و صورت رنگت، لہجہ، اخلاق، ملکات، محاسن و مساوی، رزق، دولت، عزت، وجاہ وغیرہ میں افراد انسانی کے بیشمار درجات ہیں ف۷ یعنی ظاہر ہو جائے کہ ان حالات میں کون شخص کہاں تک خدا کا حکم مانتا ہے۔ ابن کثیر نے فیما اتاکم سے وہ مختلف احوال و درجات مراد لیے ہیں جنہیں حسب استعداد و لیاقت ان کو دکھایا ہے۔ اس تقدیر پر آزمائش کا حاصل یہ ہوگا کہ مثلاً غنی حالت غنا میں رہ کر کہاں تک شکر کرتا ہے اور فقیر حالت فقر میں کس حد تک صبر کا ثبوت دیتا ہے وقس علی ہذا۔ بہرحال اس آزمائش میں جو بالکل نالائق ثابت ہوا۔ حق تعالیٰ اسکے حق میں سریع العقاب اور جس سے قدرے کوتاہی رہ گئی اس کے حق میں غفور اور جو پورا اترا اس کے لئے رحیم ہے۔

(تمت سورۃ الانعام بعون اللہ الملک العلام)

ف۸ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "حرج" کی تفسیر شک سے کی ہے گویا فلا یکن فی صدرک حرج۔ فلا تکونن من الممترین کے ہم معنی ہوگا یعنی پیغمبر جس پر خدا نے اپنی کتاب نازل فرمائی اس کی شان یہ نہیں کہ ذرا سا بھی کھٹکا یا شک و شبہ کتاب کے احکام و اخبار کے متعلق اس کے دل میں راہ پائے۔ دوسرے مفسرین نے الفاظ کو ان کے ظاہر پر رکھا جیسا کہ مترجم محقق نے اختیار فرمایا ہے یعنی تمام خلائق میں سے چن کر جس پر خدا نے اپنی کتاب اتاری اسے لائق نہیں کہ احمقوں اور معاندین کے طعن و تشنیع یا بیہودہ سوالات سے متاثر ہو کر اس کتاب کے کسی حصہ کی تبلیغ سے منقبض اور تنگدل ہو فلعلک تارک بعض ما یوحی الیک وضائق بہ صدرک ان یقولوا لولا انزل الیہ کنز او جاء معہ ملک (ہود رکوع ۲) اگر بالفرض محال خود پیغمبر کے دل میں کتاب اور اسکے مستقبل کی طرف سے نہایت کامل وثوق و انشراح حاصل نہ ہو تو وہ اپنے فرض انذار و تذکیر کو کس طرح قوت و جرأت کے ساتھ ادا کر سکیگا ف۹ یعنی کتاب کے اتارنے سے غرض یہ ہے کہ تم ساری دنیا کو اسکے مستقبل سے آگاہ کر دو اور بدی کے انجام سے ڈراؤ اور ایمان لانے والوں کے حق میں خاص طور پر یہ ایک موثر پیغام نصیحت ثابت ہو۔ ف۱۰ آدمی اگر حق تعالیٰ کی تربیت عظیم اور آغاز و انجام اور طاعت و معصیت کے نتائج پر پوری طرح دھیان کرے تو اسکو کبھی برانگیختہ ہو کر اپنے رب کریم کی اتاری ہوئی ہدایات کو چھوڑ کر شیاطین الانس والجن کی رفاقت میں انہی کے پیچھے چلنا شروع کر دے۔ گذشتہ اقوام میں سے جنہوں نے خدا کی کتابوں اور پیغمبروں کے مقابلہ پر ایسا رویہ اختیار کیا ان کو جو دنیوی سزا ملی وہ آگے مذکور ہے۔

لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ

کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے حکم بردار ہوں تو کہہ

کوئی نہیں اسکا شریک ف۱ اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں ف۲ تو کہہ

أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

اب میں سوا اللہ کے تلاش کروں کوئی رب اور وہی ہے رب ہر چیز کا اور جو کوئی کماوے سو اس کے

کیا اب میں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رب اور وہی ہے رب ہر چیز کا ف۳ اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اس

إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ

ذمہ پر اور بوجھ نہ اٹھاوے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب پاس ہے رجوع تمہاری

کے ذمہ پر ہے اور بوجھ نہ اٹھائیگا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی تم سب کو لوٹ کر جانا ہے

فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ

سو وہ جتا دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے اور اسی نے تم کو کیا ہے نائب

سو وہ جتلائے گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو ف۴ اور اسی نے تم کو نائب

خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ

زمین میں اور بلند کیے تم میں درجے ایک کے ایک پر کہ آزماوے تم کو

کیا ہے زمین میں ف۵ اور بلند کر دیئے تم میں درجے ایک کے ایک پر ف۶ تاکہ آزمائے تم کو

فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ ع ۱۱ النصف

اپنے دیئے حکم میں تیرا رب شتاب کرتا ہے عذاب اور وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے

اپنے دیئے ہوئے حکموں میں تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ف۷

سُورَةُ الْأَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسِتُّ آيَاتٍ وَأَرْبَعٌ وَعِشْرُونَ رُكُوعًا

سورۂ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمٓصٓ ۝ كِتَابٌ أُنزِلَ إِلَيْكَ فَلَا يَكُن فِي صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ

یہ کتاب اتری ہے تجھ کو سو اس سے تیرا جی نہ رکے

یہ کتاب اتری ہے تجھ پر سو چاہیے کہ تیرا جی تنگ نہ ہو اس کے پہنچانے سے ف۸

لِتُنذِرَ بِهِ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن

کہ خبردار کر دے تو اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو چلو اسی پر جو اترا تم کو تمہارے

تاکہ تو ڈرائے اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو ف۹ چلو اسی پر جو اترا تم پر تمہارے

رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝

رب سے اور نہ چلو اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے تم کم دھیان کرتے ہو

رب کی طرف سے اور نہ چلو اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے تم بہت کم دھیان کرتے ہو ف۱۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَكَم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۝

اور کتنی بستیاں ہم نے کھپادیں کہ پہنچا اُن پر ہمارا عذاب راتوں رات یا دوپہر کو سوتے

اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کردیں کہ پہنچا اُن پر ہمارا عذاب راتوں رات یا دوپہر کو سوتے ہوئے

فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا إِلَّا أَن قَالُوا إِنَّا كُنَّا

پھر یہی تھی اُن کی پکار جب پہنچا اُن پر ہمارا عذاب کہ کہنے لگے ہم تھے

پھر یہی تھی اُن کی پکار جسوقت کہ پہنچا اُن پر ہمارا عذاب کہ کہنے لگے بیشک ہمہیں تھے

ظَالِمِينَ ۝ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ

گنہگار سو ہم کو پوچھنا ہے اُن سے جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہم کو پوچھنا ہے رسولوں سے

گنہگار ف۱ سو ہم کو ضرور پوچھنا ہے اُن سے جنکے پاس رسول بھیجے گئے تھے اور ہم کو ضرور پوچھنا ہے رسولوں سے ف۲

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ ۖ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ

پھر ہم احوال سنا دیں گے اُن کو اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے اور تول اُس دن

پھر ہم اُنکو احوال سُنائیں گے اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے ف۳ اور تول اُس دن

الْحَقُّ ۚ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

ٹھیک ہے سو جس کی تولیں بھاری پڑیں سو وہی ہیں جن کا بھلا ہوا

ٹھیک ہوگی پھر جس کی تولیں بھاری ہوئیں سو وہی ہیں نجات پانے والے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم

اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں سو وہی ہیں جو ہارے اپنی جان

اور جس کی تولیں ہلکی ہوئیں سو وہی ہیں جنہوں نے اپنا نقصان کیا ف۴

بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَ

اس پر کہ ہماری آیتوں سے زبردستی کرتے تھے ف۱ اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں اور

اس واسطے کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے ف۵ اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں اور

جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ ع وَلَقَدْ

بنا دیں اُس میں تم کو روزیاں تم تھوڑا شکر کرتے ہو اور ہم نے

مقرر کردیں اُس میں تمہارے لئے روزیاں تم بہت کم شکر کرتے ہو ف۶ اور ہم نے

خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ

تم کو پیدا کیا پھر صورت دی پھر کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو

تم کو پیدا کیا پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو

فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ

تو سجدہ کیا مگر ابلیس نہ تھا سجدے والوں میں کہا تجھ کو کیا مانع تھا

پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس نہ تھا سجدہ والوں میں۔ کہا تجھ کو کیا مانع تھا

أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَ

کہ سجدہ نہ کیا جب میں نے فرمایا بولا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور

کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا بولا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور

موضح قرآن ف ہر شخص کے عمل لکھے جاتے ہیں موافق وزن کے وہی کام ہے کہ صدق سے اور محبت سے موافق حکم کیا اور برمحل کیا تو اُس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا رسم کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا آخرت میں وہ کاغذ تولیں گے جس کے نیک کام بھاری ہوئے تو بُرے کام بخشے گئے اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف یعنی جب اُن کے ظلم و عدوان اور کفر و عصیان کی حد ہو چکی تو دنیا کی لذات و شہوات میں منہمک اور عذاب الٰہی سے بالکل بےفکر ہو کر خواب استراحت کے مزے لینے لگے کہ یکایک ہمارے عذاب نے آدبوچا۔ پھر ہلاکت آفریں عذاب کے اس وحشتناک منظر اور ہنگامۂ دار و گیر میں ساری طمطراق بھول گئے چاروں طرف سے انا کنا ظلمین کی چیخ پکار کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا گویا اُسوقت اُنھیں واضح ہوا اور اقرار کرنا پڑا کہ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا ہم خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (تنبیہ) فجآءھا بأسنا کی فاء میں مفسرین کے کئی قول ہیں۔ عاجز مترجم محقق قدس سرہ نے اس کو اھلکنھا کی تفسیر و تفصیل قرار دیا ہے جیسے کہا جائے توضأ فغسل وجھہ و ذراعیہ (فلاں شخص نے وضو کیا اور دھویا چہرہ اور ہاتھ وغیرہ) اس مثال میں غسل یا ہاتھ دھونا وضو کرنے کی تفصیل و تفسیر ہے اسی طرح یہاں ہلاک کرنے کی تفسیر و تفصیل کیفیت عذاب کے بیان سے ہو گئی واللہ اعلم ف۲ جن اُمتوں کی طرف پیغمبر مبعوث ہوئے اُن سے سوال ہوگا ماذا اجبتم المرسلین (تم نے ہمارے پیغمبروں کی دعوت کو کہاں تک قبول کیا تھا؟) اور خود پیغمبروں سے پوچھیں گے ماذا اُجبتم (تمکو اُمت کیطرف سے کیا جواب ملا تھا)۔ ف۳ یعنی تمہارا کوئی جلیل و حقیر اور قلیل و کثیر عمل یا ظاہری و باطنی حال ہمارے علم سے غائب نہیں۔ ہم بذات خود غیب و شہادت کے ذرہ ذرہ سے خبردار ہیں۔ اپنے اس علم ازلی محیط کے موافق سب اگلے پچھلے احوال تمہارے سامنے کھول کر رکھدینگے۔ ملائکۃ اللہ کے لکھے ہوئے اعمالنامے بھی علم الٰہی کے سرمو خلاف نہیں ہو سکتے اُن کے ذریعہ سے اطلاع دینا محض ضابطہ کی مراعات اور نظام حکومت کا مظاہرہ ہو۔ ورنہ خدا اپنے علم میں اِن ذرائع کا معاذ اللہ محتاج نہیں ہو سکتا ف۴ قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن بھی کیا جائیگا جنکے اعمال قلبیہ و اعمال جوارح وزنی ہوں گے وہ کامیاب ہیں اور جنکا وزن ہلکا رہا وہ خسارہ میں رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ ایک ہی کام ہے اگر اخلاص و محبت سے حکم شرعی کے موافق کیا اور برمحل کیا تو اسکا وزن بڑھ گیا۔ اور دکھاوے کو یا رسم کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا۔ آخرت میں وہ کاغذ تلیں گے جنکے نیک کام بھاری ہوئے تو برائیوں سے درگذر ہوا اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔" بعض علماء کا خیال ہو کہ اعمال جو اس وقت اعراض ہیں وہاں اعیان کی صورت میں متجسد کر دیئے جائینگے اور خود ان ہی اعمال کو تولا جائیگا۔ کہا جاتا ہو کہ ہمارے اعمال تو غیر قار الذات اعراض ہیں جنکا ہر جزو وجود میں آنے کے ساتھ ہی ساتھ معدوم ہوتا رہتا ہو پھر اُن کا جمع ہونا اور تلنا کیا معنی رکھتا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ گراموفون میں آجکل لمبی چوڑی تقریریں بند کیجاتی ہیں کیا وہ تقریریں اعراض ہیں یا نہیں؟ جنکا ایک حرف ہماری زبان سے اُسوقت ادا ہو سکتا ہے جب اُس سے پہلا حرف نکلکر فنا ہو جائے پھر یہ تقریر کا سارا مجموعہ گراموفون میں کس طرح جمع ہو گیا؟ اسی سے سمجھ لو کہ جو خدا گراموفون کے موجد کا بھی موجد ہے اُسکی قدرت سے کیا بعید ہو کہ ہمارے کل اعمال کے مکمل ریکارڈ تیار رکھے جس میں سے ایک شوشہ اور ذرہ بھی غائب نہ ہو۔ رہا اُن کا وزن کیا جانا تو نصوص سے ہم کو اسقدر معلوم ہو چکا ہو کہ وزن ایسی میزان (ترازو) کے ذریعہ سے ہوگا جسمیں کفتیں اور لسان وغیرہ موجود ہیں۔ لیکن وہ میزان اور اُسکے دونوں پلّے کس نوعیت و کیفیت کے ہونگے اور اُس سے وزن معلوم کرنیکا کیا طریقہ ہوگا؟ ان باتوں کا احاطہ کرنا ہماری عقول و افہام کی رسائی سے باہر ہو۔ اسی لئے اُنکے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دیگئی بلکہ ایک میزان کیا اُس عالم کی جتنی چیزیں ہیں بجز اس کے کہ اُنکے نام ہم سن لیں اور اُن کا

ع ۱ کچھ اجمالی سا مفہوم جو قرآن و سنت نے بیان کر دیا ہو عقیدہ میں رکھیں۔ اس سے زائد تفصیلات پر مطلع ہونا ہماری حد پرواز سے خارج ہو کیونکہ جن نوامیس و قوانین کے ماتحت اُس عالم کا وجود اور نظم و نسق ہوگا آج ہم اس عالم میں رہتے ہوئے کچھ دسترس نہیں پا سکتے۔ اسی دنیا کی میزانوں کو دیکھ لو کتنی قسم کی ہیں۔ ایک میزان وہ ہے جس سے سونا چاندی یا موتی تلتے ہیں ایک میزان سے غلہ اور سوختہ وزن کیا جاتا ہے۔ ایک میزان عام ریلوے اسٹیشنوں پر ہوتی ہے جس سے مسافروں کا سامان تولتے ہیں۔ انکے سوا "مقیاس الہوا" یا "مقیاس الحرارت" وغیرہ بھی ایک طرح کی میزانیں ہیں جن سے ہوا اور حرارت وغیرہ کے درجات معلوم ہوتے ہیں۔ تھرمامیٹر ہمارے بدن کی اندرونی حرارت کو جو اعراض میں سے ہے تول کر بتلاتا ہے کہ اسوقت ہمارے جسم میں اتنے ڈگری حرارت پائی جاتی ہے۔ جب دنیا میں بیسیوں قسم کی جسمانی میزانیں ہم مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اعیان و اعراض کے اوزان و درجات کا تفاوت معلوم ہوتا ہو تو اُس قادر مطلق کیلئے کیا مشکل ہو کہ ایک ایسی حسی میزان قائم کر دے جس سے ہمارے اعمال کے اوزان و درجات کا تفاوت صورۃً و حساً ظاہر ہوتا ہو ف۵ اُن آیات کا انکار کرنا ہی اُنکی حق تلفی ہے جسے یظلمون سے ادا فرمایا ہو ف۶ یہاں سے بعض آیات آفاقیہ و انفسیہ کا بیان شروع کیا ہے جس سے ایک طرف حق تعالیٰ کے وجود پر کارخانۂ عالم کے حکیمانہ نظم و نسق سے استدلال اور احسانات و انعامات الٰہیہ کا تذکرہ فرما کر اُنکی شکر گذاری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور دوسری طرف نبوت کی ضرورت انبیاء علیہم السلام کی آمد اُنکی سیرت اُنکے متبعین و مخالفین کا انجام جو اس سورت کا اصلی موضوع معلوم ہوتا ہے اُسکے بیان کے لئے یہ آیات بطور توطیہ و تمہید کے مقدم کی گئی ہیں +

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی تمہاری تخلیق سے پہلے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا سامان کیا۔ پھر تمہارا مادہ پیدا فرمایا۔ پھر اُس مادہ کو ایسا دلکش نقشہ اور حسین و جمیل صورت عطا کی جو کسی دوسری مخلوق کو عطا نہ کی گئی تھی۔ پھر اس تصویر خاکی کو وہ روح اور حقیقت مرحمت کی جس کی بدولت تمہارے باپ آدم علیہ السلام جنکا وجود تمام افراد انسانی کے وجود پر اجمالاً مشتمل تھا "خلیفۃ اللہ" و "مسجود ملائکہ" بنے پھر جس نے اُسوقت سجود تعظیمی سے سرتابی کی وہ مردود ازلی ٹھہرا کیونکہ وہ سجود خلافت الٰہیہ کے تقاضا کے طور پر تھا۔ ملائکۃ اللہ جو بحث و تمحیص اور صریح امتحان کے بعد آدم کی علمی فضیلت اور روحانی کمالات پر مطلع ہو چکے تھے حکم الٰہی سنتے ہی سجدہ میں گر پڑے اور اس طرح خلیفۃ اللہ کے روبرو اپنے پروردگار حقیقی کی کامل وفاشعاری اور اطاعت پذیری کا ثبوت دیا۔ اور ابلیس لعین جو ناری الاصل تھا مگر کثرت عبادت وغیرہ کی وجہ سے زمرۂ ملائکہ میں شامل ہو گیا تھا آخر کار اپنی اصل کی طرف لوٹا۔ اُسکی نظر آدم کی مادی ساخت سے تجاوز نہ کر سکی۔ اسی لئے صریح حکم الٰہی کے مقابلہ پر انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کا دعویٰ کرنے لگا۔ آخر اسی اباء و استکبار اور نص صریح قاطع کو محض رائے و ہویٰ سے رد کر دینے اور خدا سے بحث و مناظرہ ٹھان لینے کی پاداش میں ہمیشہ کیلئے مرتبۂ قرب سے نیچے گرا دیا اور رحمت الٰہیہ سے بہت دور پھینک دیا گیا۔ فی الحقیقت جس چیز پر اسے بڑا فخر تھا کہ وہ آگ سے پیدا ہوا ہے وہی اُسکی ہلاکت ابدی کا سبب ہوئی آگ کا خاصہ خفت و حدت، سرعت و طیش اور علو و ارتفاع ہے بخلاف مٹی کے کہ اس میں سکون و متانت اور تواضع و حلم و تثبت پایا جاتا ہے۔ ابلیس جو ناری تھا سجدہ کا حکم سنکر آگ بگولا ہو گیا اور رائے قائم کرنے میں تیزی اور جلد بازی دکھلائی آخر تکبر و تعلی کی راہ سے آتش حسد میں گر کر دوزخ کی آگ میں جا پہنچا۔ برخلاف اُس کے آدم علیہ السلام سے جب غلطی ہوئی تو عنصر خاکی نے خدا کے آگے فروتنی، خاکساری اور انقیاد و استکانت کی راہ دکھلائی۔ چنانچہ اُنکی استقامت و انابت نے ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ کا نتیجہ پیدا کیا۔ اسی لئے کہا جاسکتا ہے کہ ابلیس لعین نے مادی و عنصری لحاظ سے بھی اپنی تفضیل کے دعوے میں ٹھوکر کھائی چنانچہ حافظ شمس الدین ابن القیم نے بدائع الفوائد میں پندرہ وجوہ سے مٹی کا آگ سے افضل ہونا ثابت کیا ہے۔ من شاء فلیراجعہ۔ ف۲ یعنی جنت میں یا آسمانوں پر بلاکی وہ مخلوق رہ سکتی ہے جو خدا کی پوری مطیع و فرمانبردار ہو۔ نافرمان متکبروں کیلئے وہاں گنجایش نہیں۔ بہر حال ابلیس لعین عزت کے اُس مقام سے جس پر کثرت عبادت وغیرہ کی وجہ سے اب تک فائز تھا بڑا بول بولنے کی بدولت نیچے دھکیل دیا گیا (تنبیہ) ابلیس کے مدت دراز تک زمرۂ ملائکہ میں شامل رکھنے سے متنبہ کر دیا ہے کہ حق تعالیٰ نے مکلفین میں کسی کی فطرت حتی کہ شیطان کی بھی ایسی نہیں بنائی کہ وہ صرف بدی کی طرف جانے کیلئے مجبور و مضطر ہو جائے بلکہ خبیث سے خبیث ہستی بھی اپنی فطرت کے اعتبار سے اسکی صلاحیت رکھتی ہے کہ اپنے کسب و اختیار سے نیکی اور پرہیزگاری میں انتہائی ترقی کرکے زمرۂ ملائکہ میں جا ملے ف۳ یعنی جب تو نے یہ درخواست کی تو سمجھ لے کہ یہ پہلے سے علم الٰہی میں طے شدہ ہے کہ تجھ کو مہلت دی جائے۔ جب حکمت الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ حق تعالیٰ اپنی صفات کمالیہ و شہنشاہانہ عظمت و جبروت کا مظاہرہ کرے تو اس نے عالم کو پیدا فرمایا۔ اللّٰہُ الَّذِی خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا (الطلاق رکوع ۲) یعنی زمین و آسمان کی تخلیق اور اُنکے کل نظم و نسق سے مقصود یہ ہے کہ خدا کی قدرت کاملہ اور علم محیط وغیرہ صفات کی معرفت لوگوں کو حاصل ہو۔ اسی معرفت الٰہیہ کو آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ میں بعض سلف کی تفسیر کے موافق عبادت سے تعبیر فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ تخلیق عالم سے یہ غرض بوجہ اتم جب ہی پوری ہو سکتی ہے کہ مخلوقات میں اُسکی ہر قسم کی صفات و کمالات کا اظہار ہو اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ عالم میں مطیع و وفادار اور باغی و مجرم ہر قسم کی مخلوق موجود ہو۔ نیز اعداء اللہ کو پوری زور آزمائی اور اُنکے پیدائشی اختیار و قوت کے تمام وسائل استعمال کرنیکی آخری حد تک مہلت و آزادی دیجائے پھر انجام کار حکومت الٰہیہ کا لشکر غالب ہو دشمن ہی کیفر کردار کو پہنچیں اور بعد امتحان آخری کامیابی دوستوں کے ہاتھ رہے اسکے بدون کل صفات کمالیہ کے ظاہر ہونیکی کوئی صورت نہیں۔ پس خیر و شر اور منبع خیر و شر کا پیدا کرنا اسی حکمت سے ہے کہ جو غرض تخلیق عالم کی ہے یعنی صفات کمالیہ کا مظاہرہ وہ بغیر اسکے پوری نہ ہو سکتی تھی وَلَوْ شَاءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ (ہود رکوع ۱۰) اسی لئے ضروری ہوا کہ عدو اکبر ابلیس لعین کو جو منبع شر ہے پوری مہلت دیجائے کہ وہ تاقیام قیامت اپنے قویٰ و وسائل کو بھی کھول کر استعمال کرے لیکن یہ چیز ظاہر ہے کہ براہ راست اُس محیط کل اور قادر مطلق کے مقابلہ پر ممکن نہ تھی اسلئے ضروری ہوا کہ خدا کی طرف سے بطور نیابت و خلافت ایک ایسی مخلوق مقابلہ پر لائی جائے جس سے ابلیس لعین کو آزادی کے ساتھ جنگ آزمائی کا موقع مل سکے۔ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِکَ وَرَجِلِکَ وَشَارِکْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۷) اور پھر جبتک وہ مخلوق حق نیابت اور وظیفہ خلافت ادا کرتی رہے خاص شاہی فوج (ملائکہ) سے اسکو کمک پہنچائی جائے اور باوجود ضعف و قلت کے اپنے فضل و رحمت سے انجام کار دشمنوں کے مقابلہ میں مظفر و منصور کیا جائے۔ بس خوب سمجھ لو کہ یہ زمین ابلیس اور آدم کا میدان جنگ

خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَکُوْنُ لَکَ اَنْ تَتَکَبَّرَ

اُس کو بنایا خاک سے | کہا تو اُتر یہاں سے | تجھ کو یہ نہ ملے گا کہ تکبر کرے

اُس کو بنایا مٹی سے | کہا تو اُتر یہاں سے ف۲ تو اس لائق نہیں کہ تکبر کرے

فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ

یہاں سو نکل تو ذلیل ہے | بولا مجھ کو فرصت دے جس دن تک

یہاں پس باہر نکل تو ذلیل ہے | بولا کہ مجھے مہلت دے اُس دن تک

یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ

لوگ جی اُٹھیں | کہا تجھ کو فرصت ہے | بولا تو جیسا تو نے مجھے بدراہ کیا ہے

کہ لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں | فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی ف۳ | بولا تو جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ

میں بیٹھوں گا اُن کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر | پھر اُن پر آؤں گا آگے

میں بھی ضرور بیٹھوں گا اُن کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر ف۴ | پھر اُن پر آؤں گا اُن کے

اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَ

سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور

آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے ف۵ اور

لَا تَجِدُ اَکْثَرَهُمْ شٰکِرِیْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا

نہ پاوے گا تو اکثر اُن میں شکرگذار | کہا نکل یہاں سے مردود

نہ پائیگا تو اکثروں کو اُن میں شکرگذار ف۶ | کہا نکل یہاں سے بُرے حال سے

مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْکُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

کھدیڑا | جو کوئی ان میں تیری راہ چلا میں بھروں گا دوزخ تم سب سے اکٹھے

مردود ہو کر | جو کوئی اُن میں سے تیری راہ پر چلیگا تو میں ضرور بھردوں گا دوزخ کو تم سب سے ف۷

وَیٰۤاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ فَکُلَا مِنْ حَیْثُ شِئْتُمَا

اور اے آدم بس تو اور تیرا جوڑا جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو

اور اے آدم رہ تو اور تیری عورت جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَوَسْوَسَ

اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہوگے گنہگار | پھر بہکایا

اور پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار ف۸ | پھر بہکایا

لَهُمَا الشَّیْطٰنُ لِیُبْدِیَ لَهُمَا مَا وٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ

اُن کو شیطان نے تا کھولے اُن پر جو ڈھکے تھے اُن سے اُن کے عیب اور

اُن کو شیطان نے تاکہ کھولدے اُن پر وہ چیز کہ اُنکی نظر سے پوشیدہ تھی اُنکی شرمگاہوں سے اور

قَالَ مَا نَهٰىکُمَا رَبُّکُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ

بولا تم کو جو منع کیا ہے تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں مگر یہ کہ کبھی ہو جاؤ فرشتے

وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اسی لئے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے

النصف

ہے اور چونکہ پوری طرح جان توڑ مقابلہ اسی وقت ہو سکتا تھا کہ دونوں حریف ایکدوسرے کو زک دینے پر تل جائیں اسلئے تکویناً دو صورتیں ایسی پیش آگئیں جن سے ہر ایک کے دل میں دوسرے کی دشمنی جاگزین ہو جائے۔ ابلیس آدم کو سجدہ نہ کرنیکی بناء پر نیچے گرایا گیا اور آدم کو ابلیس کی وسوسہ اندازی کی بدولت جنت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ ان واقعات سے ہر ایک کے دل میں دوسرے کی عداوت کی جڑ قائم ہو کر معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ والحرب سجال۔ انما العبرۃ للخواتیم ف۴ یعنی رہزنوں کی طرح انکے راستہ پر ڈیرا ڈالکر ماروں گا جن کے سبب مجھے یہ روز بد دیکھنا پڑا ف۵ یعنی ہر طرف سے آ کر حملہ آور ہونگا۔ جہات اربعہ کا ذکر تعمیم جہات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے ہے ف۶ یہ ابلیس لعین کا تخمینہ تھا جو صحیح نکلا۔ ولقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المؤمنین (السبا رکوع ۲) ف۷ یعنی اکثر آدمی ناشکر ہونگے تو ہمارا کیا بگاڑینگے جہنم ان ہی تھوڑے سے وفاداروں کیلئے کامیابی اور فلاح ہوگی اور ناشکروں کی کثرت دوزخ کی نذر ہو جائیگی گویا اس طرح واضح کر دیا جائیگا کہ جنود الشیطان کی بے قدر کثرت بھی خلیفۃ اللہ کے قلیل التعداد لشکر کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکی ف۸ آدم و حوا کو اجازت تھی کہ بلا روک ٹوک جو چاہیں کھائیں پئیں بجز ایک معین درخت کہ جسکا کھانا اُنکی بہشتی زندگی اور استعداد کے مناسب نہ تھا۔ ... اسکے پاس نہ جاؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے ... فتکونا من الظالمین کا ترجمہ اگر یوں کیا جاتا تو زیادہ موزوں ہوتا "پھر ہو جاؤ گے تم نقصان اٹھانے والوں میں سے" ظلم کے معنی نقصان اور کمی و کوتاہی کے آتے ہیں جیسا کہ ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف عیب ڈھکے تھے یعنی حاجت استنجا اور حاجت شہوت جنت میں نہ تھی اور ان کے بدن پر کپڑے تھے وہ کبھی اتارتے نہ تھے کہ اتارنے کی حاجت نہ ہوتی تھی یہ اپنے اعضاء سے واقف نہ تھے۔ جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوئے اپنی حاجت سے خبردار ہوئے اور اپنے اعضاء دیکھے ف۲ یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اتروائے پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھا دی اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھاوے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے ف اور ان کے پاس قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست ہوں

یا ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے اور ان کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ تمہارا دوست ہوں

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ

پھر ڈھلایا ان کو فریب سے پھر جب چکھا دونوں نے درخت کھل گئے ان پر عیب ان کے اور

پھر مائل کر لیا ان کو فریب سے ف پھر جب چکھا ان دونوں نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرمگاہیں ان کی ف۲ اور

طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ

لگے جوڑنے اپنے اوپر پات بہشت کے اور پکارا ان کو ان کے رب نے

لگے جوڑنے اپنے اوپر بہشت کے پتے ف۳ اور پکارا ان کو ان کے رب نے

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا

میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور کہا تھا تم کو کہ شیطان تمہارا

کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ شیطان تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ

دشمن صاف ہے بولے اے رب ہمارے ہم نے خراب کیا اپنی جانوں کو اور اگر تو نہ بخشے تو ہم کو اور

کھلا دشمن ہے بولے وہ دونوں اے رب ہمارے ظلم کیا ہم نے اپنی جان پر اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور

تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

ہم پر رحم نہ کرے تو ہو جاویں نامراد کہا تم اترو ایک دوسرے کے

ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور ہو جاویں گے تباہ فرمایا تم اترو تم ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ

دشمن ہوئے اور تم کو زمین میں ٹھہرنا ہے اور برتنا ہے ایک وقت تک کہا

دشمن ہو گے ف۴ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک فرمایا

ع ۲ / ۹

فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ

اسی میں تم جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے اے اولاد آدم کی

اسی میں تم زندہ رہو گے ف۵ اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے اے اولاد آدم کی

قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ

ہم نے اتاری تم پر پوشاک کہ ڈھانکے تمہارے عیب اور رونق اور کپڑا

ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے تمہاری شرمگاہیں اور اتارے آرائش کے کپڑے ف۶ اور لباس

التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝

پرہیزگاری کا سو بہتر ہے یہ قدرتیں ہیں اللہ کی شاید وہ لوگ دھیان کریں ف۷

پرہیزگاری کا وہ سب سے بہتر ہے ف۸ یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں ف۹

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

اے اولاد آدم کی نہ بہکاوے تم کو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے

اے اولاد آدم کی نہ بہکاوے تم کو شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے

منزل ۲

ف آدم و حوا شیطان کی قسموں سے متاثر ہوئے کہ خدا کا نام لیکر کون جھوٹ بولنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ شاید وہ سمجھے کہ واقعی اس کے کہنے کے موافق ہم فرشتے بن جائیں گے یا پھر کبھی جنت سے نہ نکلیں گے اور حق تعالیٰ نے جو نہی فرمائی تھی اس کی تعلیل یا تاویل کر لی ہو گی لیکن غالباً فتکونا من الظالمین اور ان ھٰذا عدو لک ولزوجک فلا یخرجنکما من الجنۃ فتشقیٰ وغیرہ سے نسیان ہوا اور یہ بھی خیال نہ رہا کہ جب وہ مسجود ملائکہ بنائے جا چکے پھر ملک بننے کی کیا ضرورت رہی فنسی ولم نجد لہ عزما (طٰہٰ رکوع ۷) واللہ اعلم۔ نہی کبھی تو تشریعاً ہوتے ہیں اور کبھی شفقۃً اسکو یوں سمجھو کہ مثلاً ایک تو ریل میں بدون ٹکٹ سفر کرنے کی ممانعت ہے یہ تو قانونی حیثیت رکھتی ہے جس کا اثر کمپنی کے حقوق پر پڑتا ہے اور ایک گاڑیوں میں لکھا ہوتا ہے کہ "مت تھوکو کہ اس سے بیماری پھیلتی ہے" یہ نہی شفقۃً ہے جیسا کہ بیماری پھیلنے کی تعلیل سے ظاہر ہے۔ اسی طرح خدا کے اوامر و نواہی بعض تشریعی ہیں جن کی خلاف ورزی کرنے والا قانونی مجرم سمجھا جاتا ہے اور جنکا ارتکاب کرنا ان حقوق کے منافی ہے جنکی حفاظت کرنا تشریع کا منشاء تھا۔ دوسرے وہ اوامر و نواہی ہیں جنکا منشاء تشریع نہیں محض شفقت ہے جیسا کہ طب نبوی وغیرہ کی بہت سی احادیث میں علماء نے تصریح کی ہے۔ شاید آدم علیہ السلام نے اکل شجرہ کی ممانعت کو نہی شفقت سمجھا اسی لئے شیطان کی وسوسہ اندازی کے بعد اسکی خلاف ورزی کرنے کو زیادہ بھاری خیال نہ کیا مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کی چھوٹی سی لغزش بھی ان کے مرتبہ قرب کے لحاظ سے عظیم و ثقیل بن جاتی ہے اس لئے اپنی غلطی کا ظاہری نقصان اٹھا لینے کے علاوہ مدت دراز تک توبہ و استغفار میں مشغول گریہ و بکا رہے۔ آخر کار ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وھدیٰ کے نتیجہ پر پہنچ گئے ع بود آدم دیدۂ نور قدیم ٭ موئے در دیدہ بود کوہ عظیم

ف۲ یعنی عدول حکمی کرا کر لباس بہشتی ان پر سے اتروا دیا۔ کیونکہ جنتی لباس حقیقت میں لباس تقویٰ کی ایک محسوس صورت ہوتی ہے کسی ممنوع کے ارتکاب سے جس قدر لباس تقویٰ میں رخنہ پڑے گا اسی قدر جنتی لباس سے محرومی ہو گی۔ غرض شیطان نے کوشش کی کہ عصیان کرا کر آدم کے بدن سے بطریق مجازات جنت کا خلعت فاخرہ اتروا دے۔ یہ میرا خیال ہے لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے نزع لباس کو اکل شجرہ کے ایک طبعی اثر کے طور پر لیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ "حاجت استنجا اور حاجت شہوت جنت میں نہ تھی ان کے بدن پر کپڑے تھے جو کبھی اترتے نہ تھے کیونکہ حاجت اتارنے کی نہ ہوتی تھی آدم و حوا اپنے اعضاء سے واقف نہ تھے جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوئے اپنی حاجت سے خبردار ہوئے اور اپنے اعضاء دیکھے"۔ گویا اس درخت کے کھانے میں خاصیت تھی جو پردہ انسانی کمزوریوں پر پڑا تھا وہ اٹھ گیا "سوأۃ" کے لغوی معنی میں بہت وسعت ہے قابیل ہابیل کے قصہ میں "سوأۃ اخیہ" فرمایا اور حدیث میں ہے "احدی سوأتیک یا مقداد" اب تک آدم کی نظر میں صرف اپنی سادگی اور معصومیت تھی اور ابلیس کی نظر میں صرف اس کی خلقی کمزوریاں تھیں لیکن اکل شجرہ کے بعد آدم کو اپنی کمزوریاں پیش نظر ہو گئیں اور جب اس غلطی کے بعد انہوں نے توبہ و انابت اختیار کی تو ابلیس لعین کو ان کے اعلیٰ کمال اور انتہائی نجابت و شرافت کا مشاہدہ ہو گیا۔ اسنے سمجھ لیا کہ یہ مخلوق لغزش کھا کر بھی میری مار کھانے والی نہیں۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان غالباً اسی لحاظ سے تورات میں ابن قتیبہ صاحب معارف کی نقل کے موافق اس درخت کو "شجرۃ علم الخیر والشر" سے موسوم کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

ف۳ یعنی برہنہ ہو کر شرمانے اور پتوں سے بدن ڈھانپنے لگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ آدمی پیدائش کے وقت ننگا ہوتا ہے مگر فطری حیا مانع ہے کہ ننگا رہے ف۴ مفسرین کے نزدیک یہ خطاب آدم و حوا اور ابلیس لعین سب کو ہے کیونکہ اصل عداوت آدم و ابلیس کی ہے اور اس عداوت کا دنگل ہماری زمین بنائی گئی جسکی خلافت آدم کو سپرد ہوئی تھی ف۵ یعنی عموماً تمہارا مسکن اصلی و معاد یہی زمین ہے۔ اگر خرق عادت کے طور پر کوئی شخص کسی وقت ایک معین مدت کیلئے اس سے اوپر اٹھا لیا جائے مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام تو وہ اس حکم کے منافی نہیں۔ کیا جو شخص چند روز یا چند گھنٹے کیلئے زمین سے جدا ہو کر ہوائی جہاز میں مقیم ہو یا فرض کیجئے وہیں مر جائے وہ فیہا تحیون وفیہا تموتون کے خلاف ہو گا؟ کیونکہ وہ اس وقت زمین پر نہیں ہے دوسری جگہ ارشاد ہے منہا خلقنٰکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم حالانکہ جو اموات زمین میں مدفون نہ ہوں ان کو فیہا نعیدکم کے عموم میں کیسے داخل کیا جائے گا بعض ہوا کہ اس قسم کے قضایا کلیہ کے رنگ میں استعمال نہیں ہوتے ف۶ اتارنے سے مراد اس کا مادہ وغیرہ پیدا کرنا اور اس کے تیار کرنے کی تدبیر بتلانا ہے۔ گو اتارنے کا لفظ اکثر اس موقع پر بولتے ہیں جہاں ایک چیز کو اوپر سے نیچے لایا جائے مگر بعض دفعہ اس سے مکانی فوق و تحت مراد نہیں ہوتا بلکہ جو مرتبہ کے اعتبار سے اونچا ہو اس کی طرف سے کوئی چیز نیچے والوں کو عطا کئے جانے پر بھی یہ لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ جیسے فرمایا وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج، وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ف۷ یعنی اس ظاہری لباس کے علاوہ جس کو صرف بدن کا تستر یا تزین ہوتا ہے ایک معنوی پوشاک بھی ہے جس سے انسان کی باطنی کمزوریاں چھپتی ہیں جن کے ظاہر کرنے کی ان میں استعداد پائی جاتی تھی پردۂ خفا میں رہتی ہیں منصۂ ظہور و فعلیت پر نہیں آنے پاتیں اور یہی معنوی پوشاک ہے جسے قرآن نے لباس التقویٰ فرمایا باطن کی زینت و آرائش کا ذریعہ بنتی ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو ظاہری بدنی لباس سے بھی یہی باطنی لباس کی ترتیب و تزئین کرنے کیلئے ستر مطلوب ہوا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اتروائے پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھا دی اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھاوے ف۸ یعنی ان نشانات میں غور کر کے حق تعالیٰ کے کامل انعام و اکرام کے معترف اور شکر گزار رہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی تم بچے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سند لاتے ہو ف۲ اپنی رونق یعنی لباس نماز میں فرض ہے مرد کو گھٹنے سے ناف تک ڈھکنا اور عورت کو سارا بدن۔ مگر مونہہ کو اور ہاتھ پاؤں نیچے اور ٹخنوں سے اوپر کھلا معاف ہے اور باریک جس میں بدن یا بال نظر آوے بہتر نہیں اور فرمایا کہ مت اڑاؤ یعنی جو کام منع ہے اس میں خرچ نہ کرو ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ اخراج و نزاع کی اضافت اُنکے سبب کی طرف کی گئی یعنی آدم و حوا کو جنت سے علیحدہ کرنے اور کپڑے اُتارے جانے کا سبب وہ ہوا۔ اب تم اُسکے فریب میں مت آؤ اور اُسکی مکاریوں سے ہشیار رہو ف۲ یعنی جو دشمن تمکو اصلاح دیکھ رہا ہو مگر ہماری نظر اُس پر نہ پڑے اُسکا حملہ سخت خطرناک اور مدافعت سخت دشوار ہوتی ہے۔ اس لئے تمکو بہت مستعد و بیدار رہنا چاہئے۔ ایسے دشمن کا علاج یہی ہے کہ ہم کسی ایسی ہستی کی پناہ میں آجائیں جو اُسے دیکھتی ہو پر وہ اُسے نہیں دیکھتا لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (تنبیہ) انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں۔ یعنی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہم کو دیکھتے ہیں اور ہم اُنکو نہیں دیکھتے۔ اس کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی وقت بھی کوئی شخص کسی صورت میں اُنکو نہ دیکھ سکے۔ پس آیت کو رؤیت جن کی بالکلیہ نفی پر استدلال کرنا کوتاہ نظری ہے ف۳ یعنی جب اُنہوں نے اپنی بے ایمانی سے

يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ

اُتروائے اُن کے کپڑے کہ دکھاوے اُن کو عیب اُن کے وہ دیکھتا ہے تم کو اور

اُتروائے اُن سے اُن کے کپڑے ف۱ تاکہ دکھلائے اُنکو شرمگاہیں اُنکی وہ دیکھتا ہے تم کو اور

قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ

اُس کی قوم جہاں سے تم اُن کو نہ دیکھو ہم نے رکھے ہیں شیطان رفیق

اُسکی قوم جہاں سے تم اُنکو نہیں دیکھتے ف۲ ہم نے کر دیا شیطانوں کو رفیق

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا

اُن کے جو ایمان نہیں لاتے اور جب کریں کچھ عیب کا کام کہیں ہم نے پایا

اُن لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے ف۳ اور جب کرتے ہیں کوئی بُرا کام تو کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا

عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ

اسی پر اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو یہ حکم کیا تو کہہ اللہ حکم نہیں کرتا عیب کے کام کو

اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے بھی ہمکو یہ حکم کیا ہے تو کہہ دے کہ اللہ حکم نہیں کرتا بُرے کام کا

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ

کیوں جھوٹ بولتے ہو اللہ پر جسکا علم نہیں رکھتے ف۴ تو کہہ میرے رب نے فرمایا ہے دین داری

کیوں لگاتے ہو اللہ کے ذمہ وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں ف۴ تو کہہ دے کہ میرے رب نے حکم کر دیا ہے انصاف کا ف۵

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اسکو نرے اُس کے حکمبردار

اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اُس کو خالص اُس کے فرمانبردار

الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ

ہو کر جیسا تم کو پہلے بنایا دوسری بار بنوگے ایک فرقے کو راہ دی اور ایک فرقے پر ٹھہری

ہو کر ف۶ جیسا تمکو پہلے پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہوگے ف۷ ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر مقرر

عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ

گمراہی اُنہوں نے پکڑے شیطان کو رفیق اللہ چھوڑ کر

ہو چکی گمراہی اُنہوں نے بنایا شیطانوں کو رفیق اللہ کو چھوڑ

اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ

اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اے اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر

کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں ف۸ اے اولاد آدم کی لے لو اپنی آرائش ہر

كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ ع

نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور مت اُڑاؤ اُس کو خوش نہیں آتے اُڑانے والے ف۲

نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور بیجا خرچ نہ کرو اُس کو خوش نہیں آتے بیجا خرچ کرنیوالے ف۹

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ

تو کہہ کس نے منع کی ہے رونق اللہ کی جو پیدا کی اُس نے اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں

تو کہہ کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اُس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں

خود شیاطین کی رفاقت کو اپنے لئے پسند کر لیا جیسا کہ چند آیات کے بعد آرہا ہے اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ تو ہم نے بھی اس انتخاب میں مزاحمت نہیں کی۔ جسکو اُنہوں نے اپنا رفیق بنانا چاہا اُسی کو رفیق بنا دیا گیا۔ ف۴ یعنی بُرے اور بےحیائی کے کام مثلاً مرد و عورت کا برہنہ طواف کرنا، جو ان آیات کی شان نزول ہے جن سے عقل سلیم اور فطرت صحیحہ نفرت کرتی ہے۔ خدائے قدوس کی شان نہیں کہ اُنکی تعلیم دے۔ وہ تو پاکی اور حیا کا سرچشمہ ہے۔ گندے اور بےحیائی کے کاموں کا حکم کیسے دے سکتا ہے۔ اصل میں بےحیائی اور برائی کی تعلیم دینے والے وہ شیاطین ہیں جنکو اُنہوں نے اپنا رفیق بنا رکھا ہے۔ دیکھو تمہارے سب سے پہلے ماں باپ کو شیطان نے فریب دیکر برہنہ کرایا۔ مگر وہ شرم و حیا کے مارے درختوں کے پتے بدن پر لپیٹنے لگے معلوم ہوا کہ برہنگی شیطان کی جانب سے اور تستر کی کوشش تمہارے باپ کی طرف سے ہوئی۔ پھر برہنہ طواف کرنے پر باپ دادوں کی سند لانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ بقول حضرت شاہ صاحبؒ "تم بچے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سند لاتے ہو" کسقدر بےحیائی کی بات ہے کہ جو کام شیطان کے حکم سے ہو رہا ہے اسے کہا جائے کہ ہمکو خدا نے یہ حکم دیا ہے۔ العیاذ باللہ ف۵ روح المعانی میں ہے "القسط علی ما قال غیر واحد العدل وھو الوسط من کل شئی المتجافی عن طرفی الافراط والتفریط" آیت کا حاصل یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے ہر کام میں توسط و اعتدال پر رہنے اور افراط و تفریط سے بچنے کی ہدایت کی ہے پھر بھلا فواحش کا حکم کیسے دے سکتے ہیں ف۶ مترجم محقق نے "مسجد" کو غالباً مصدر میمی بمعنی سجود لیکر تجوزاً نماز کا ترجمہ کیا ہے اور "وجوہ" کو اپنے ظاہر پر رکھا ہے یعنی نماز ادا کرتے وقت اپنا منہ سیدھا کعبہ کی طرف رکھو۔ مگر دوسرے بعض مفسرین اقیموا وجوھکم سے یہ مراد لیتے ہیں کہ خدا کی عبادت کی طرف ہمیشہ استقامت کیساتھ دل سے متوجہ رہو۔ ابن کثیرؒ کے نزدیک اسکا مطلب یہ ہے کہ اپنی عبادات میں سیدھے رہو۔ جو راستہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اس سے نہ ہٹو کیونکہ عبادت کی مقبولیت دو ہی چیزوں پر موقوف تھی۔ خالص خدا کیلئے ہو جسکو آگے فرما دیا وادعوہ مخلصین لہ الدین اور اُس مشروع طریق کے موافق ہو جو انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے تجویز فرمایا ہے اسکو واقیموا وجوھکم میں ادا کیا گیا۔ بہرحال اس آیت میں امور شرعیہ کی تمام انواع کی طرف اشارہ کر دیا ہے جو بندوں کے معاملات سے متعلق ہیں وہ سب "قسط" میں آگئے اور جنکا تعلق خدا سے ہے اگر قالبی ہیں تو "اقیموا وجوھکم" میں اور قلبی ہیں تو وادعوہ مخلصین لہ الدین میں مندرج ہو گئے۔ ف۷ یعنی انسان کو اعتدال، استقامت اور اخلاص کی راہوں پر چلنے کی اس لئے ضرورت ہے کہ موت کے بعد دوسری زندگی ملنے والی ہے جس میں موجودہ زندگی کے نتائج سامنے آئینگے اُسکی فکر ابھی سے ہونی چاہئے۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ف۸ یعنی جن پر گمراہی مقرر ہو چکی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو یار دوست اور رفیق ٹھہرا لیا ہے اور تماشا یہ ہے کہ اس صریح گمراہی کے باوجود سمجھتے یہ ہیں کہ ہم خوب ٹھیک چل رہے ہیں اور مذہبی حیثیت سے جو روش اور طرز عمل ہم نے اختیار کر لیا ہے وہی درست ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (کہف رکوع ۱۲) (تنبیہ) آیت کے عموم سے ظاہر ہوا کہ کافر معاند کی طرح کافر مخطی بھی جو اپنی غلط فہمی سے باطل کو حق سمجھ رہا ہو فریقا حق علیھم الضلالۃ میں داخل ہے خواہ یہ غلط فہمی پوری طرح غور و فکر نہ کرنے کی وجہ سے ہو یا اس لئے کہ گو اُس نے بظاہر پوری قوت غور و فکر میں صرف کر دی، لیکن ایسے صریح اور واضح حقائق تک نہ پہنچنا خود بتلاتا ہے کہ فی الحقیقت اُس سے غور و فکر و استدلال کے استعمال میں کوتاہی ہوئی ہے۔ گویا جن چیزوں پر ایمان لانا مدار نجات ہے وہ اتنے روشن اور واضح ہیں کہ اُنکے انکار کی بجز عناد یا قصور فکر و تامل کے اور کوئی صورت نہیں۔ بہرحال شرک ایک ایسا سنکھیا (زہر) ہے جو جان ہی لیکر رہتا ہے خواہ غلط فہمی سے کسی طرح بھی کھایا جائے انسان کو ہلاک کر کے چھوڑیگا۔ یہی "اہل سنت والجماعت" کا مذہب ہے اور "روح المعانی" میں جو جس اختلاف اس مسئلے میں نقل کیا ہے اس بعض سے مراد جاحظ و عنبری ہیں جو اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں بلکہ خود معتزلی کہلاتے ہیں جنکے خود معتزلہ کو بھی انکے اسلام میں کلام ہے اسی لئے صاحب روح المعانی نے انکا مذہب نقل کرنے کے بعد کہا واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

ع ۱۰

ف۹ یہ آیات اُن لوگوں کے رد میں نازل ہوئیں جو کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے اور اسے بڑی قربت اور پرہیزگاری سمجھتے تھے۔ اور بعض اہل جاہلیت ایام حج میں سد رمق سے زائد کھانا اور گھی یا چکنائی وغیرہ کا استعمال چھوڑ دیتے تھے۔ بعضے بکری کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے تھے۔ ان سب کو بتلا دیا کہ یہ کوئی نیکی اور تقویٰ کی باتیں نہیں۔ خدا کی دی ہوئی پوشاک جس سے تمہارے بدن کا تستر اور آرائش ہو اُسکی عبادت کے وقت دوسرے اوقات سے بڑھکر قابل استعمال ہے تاکہ بندہ اپنے پروردگار کے دربار میں اُسکی نعمتوں کا اثر لیکر حاضر ہو۔ خدا نے جو کچھ کھانے پینے کو دیا ہے اُس سے تمتع کرو۔ بس شرط یہ ہے کہ اسراف نہ ہونے پائے۔ "اسراف" کے معنی ہیں "حد سے تجاوز کرنا" جسکی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً حلال کو حرام کر لینا، یا حلال سے گذر کر حرام سے متمتع ہونے لگنا، یا اناپ شناپ بےتمیزی اور حرص سے کھانے پر گر پڑے، یا بےوقت بےشمار کھائے، یا اتنا کم کھائے یا مقدار کم کھائے جو صحت جسمانی اور قوت عمل کے باقی رکھنے کیلئے کافی نہ ہو یا مضر صحت چیزیں استعمال کرے وغیرہ ذٰلک۔ لفظ "اسراف" ان سب اُمور کو شامل ہو سکتا ہے۔ بےجا خرچ کرنا بھی اسکی ایک فرد ہے۔ اسی تعمیم کے لحاظ سے بعض سلف نے کہا کہ جمع اللہ الطب کلہ فی نصف آیۃ "خدا نے ساری طب آدھی آیت میں اکٹھی کر دی ہے"

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی منع کام میں خرچ نہ کیجے۔ باقی کھانا پینا اب رہا ہو جو نعمت ہو سو مسلمانوں کیواسطے پیدا ہوئی ہو، دنیا میں کافر بھی شریک ہو گئے آخرت میں خالص انہیں کی ہے۔ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۲ عالم کی تمام چیزیں اسی لئے پیدا کیگئی ہیں کہ آدمی اُن سے مناسب طریقہ سے منتفع ہو کر خالق جل وعلا کی عبادت، وفاداری اور شکر گذاری میں مشغول ہو۔ اس اعتبار کو دنیا کی تمام نعمتیں اصل میں مؤمنین مطیعین ہی کیلئے پیدا ہوئی ہیں، البتہ کافروں کو بھی ان چیزوں سے روکا نہیں گیا وہ بھی اپنے اعمال و تدابیر سے دنیوی منافع حاصل کر لیتے ہیں بلکہ جب اہل ایمان قوت ایمان و تقویٰ میں کمزور ہوں تو یہ غاصبین اپنی عملی تگ و دو میں بظاہر زیادہ کامیاب معلوم ہوتے ہیں، جسے کچھ تو کفار کے اعمال فانیہ کا ثمرہ سمجھنا چاہئے اور کچھ مؤمنین کے حق میں تنبیہ و توبیخ من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا و زینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وھم فیہا لا یبخسون اولئک الذین لیس لھم فی الاخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا فیہا وباطل ما کانوا یعملون (ہود رکوع ۲) رہی آخرت کی نعماء وہ خالص اہل ایمان کا حصہ ہے بعض علماء نے خالصۃ یوم القیامۃ کے معنی یہ لیے ہیں کہ دنیوی نعمتیں خالص نہیں کیونکہ انکے ساتھ ہزاروں رنج و غم و فکر اور کلفتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں، آخرت کی نعمتیں ہر قسم کی کدورات سے خالی ہونگی۔ اور ابن عباس سے "در منثور" میں آیت کے معنی یہ نقل کئے ہیں کہ دنیوی نعمتیں اس شان سے کہ آخرت میں وبال نہ بنیں صرف مؤمنین کیلئے ہیں کفار کے حق میں یہاں کا تنعم انکے کفر و حق ناشناسی کیوجہ سے عذاب و وبال بن جائیگا ف۲ "اثم" سے عام گناہ مراد ہیں، اور بعض مخصوص گناہوں کو مناسبت مقام یا اہمیت کی وجہ سے بیان فرما دیا۔ بعض کے نزدیک "اثم" وہ گناہ ہے جسکا تعلق گناہ کرنیوالے کے سوا دوسرے لوگوں سے نہ ہو۔ واللہ اعلم

ف۳ جیسا کہ فواحش کے متعلق کہتے تھے واللہ امرنا بہا ف۴ بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ جب وعدہ کا وقت آپہنچا تو تاخیر کا امکان عقلی تھا اس لئے اسکی نفی ضروری ہوئی مگر تقدیم تو مطلقاً ممکن ہی نہیں اسکی نفی سے کیا فائدہ ہے۔ اسی شبہ کی وجہ سے بعض مفسرین نے لا یستقدمون کا عطف اذا جاء اجلہم الخ پر مانا ہے اور بعض نے جاء اجلہم سے قرب وقوع مراد لیا ہے میرے نزدیک ان تکلفات کی حاجت نہیں۔ محاورات میں کسی ایسی چیز کو جسکے مقابل دو طرفین ہوں زور اور تاکید سے ثابت کرنیکے لئے بسا اوقات ایک طرف کی جو محتمل الثبوت ہو نفی مقصود کیجاتی ہے اور دوسری طرف کی جو پہلے سے غیر محتمل ہو نفی کو محض مبالغہ تاکید اور تحسین کلام کے طور پر استطراداً ذکر کر دیتے ہیں۔ ایک خریدار دوکاندار سے کسی چیز کی قیمت معلوم کر کے کہتا ہے کہ "کچھ کم و بیش" دوکاندار بھی کہہ دیتا ہے کہ "کم و بیش نہیں ہو سکتا" دونوں جگہ "کم" کا ذکر مقصود ہے، اور "بیش" کا لفظ محض تعیین قیمت کی تاکید و مبالغہ کیلئے استطراداً ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں بھی غرض اصلی کلام یہ ہے کہ خدا کا وعدہ جب آپہنچے تو پھر اٹل ہے ایک منٹ کی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ مقصود تاخیر کی نفی کرنا ہے، تقدیم جو پہلے سے ظاہر الامتناع تھی اسکی نفی کرنا محض وعدہ کے اٹل ہونے پر زور ڈالنے کا ایک پیرایہ ہے۔ یعنی خدا پر افترا کرنیوالے اور اسکی طرف منسوب کر کے حرام کو حلال بنانے والے خدا کی ڈھیل پر مغرور و بے فکر نہ ہوں۔ ہر امت اور ہر فرد کی خدا کے یہاں ایک معین میعاد ہے جب سزا کی گھڑی آجائیگی پھر ٹل نہ سکیگی ف۵ ابن جریر نے ابو یسار سلمی سے نقل کیا ہے کہ یہ خطاب یا بنی ادم اما یاتینکم الخ کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا جیسا کہ سورۂ بقرہ کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے۔ قلنا اھبطوا منہا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی الخ اور بعض محققین کے نزدیک یہ خطاب ہر زمانہ میں ہر قوم کو ہوتا رہا۔ یہ اسکی حکایت ہے میرے نزدیک دو رکوع پہلے سے جو مضمون چلا آرہا ہے اسکی ترتیب و تنسیق خود ظاہر کرتی ہے کہ جب آدم و حوا اپنے اصلی مسکن (جنت) سے جہاں انکو آزادی و فراخی کیساتھ بلا روک ٹوک زندگی بسر کرنیکا حکم دیا جا چکا تھا۔ عارضی طور پر محروم کر دیئے گئے تو انکی مخلصانہ توبہ و انابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو انکی آبائی میراث واپس دلانے کیلئے کچھ ہدایات کیجائیں چنانچہ ہبوط آدم کا قصہ ختم کرنیکے بعد معاً یا بنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا الخ سے خطاب شروع فرما کر تین چار رکوع تک ان ہی ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے۔ ان آیات میں کل اولاد آدم کو گویا یک وقت موجود تسلیم کر کے عام خطاب کیا گیا ہے کہ جنت سے نکلنے کے بعد ہم نے بہشتی لباس و طعام کی جگہ تمہارے لئے زمینی لباس و طعام کی تدبیر فرما دی گو جنت کی خوش حالی اور بے فکری یہاں میسر نہیں تاہم ہر قسم کی راحت و آسائش کے سامان سے منتفع ہونیکا تمکو موقع دیا تاکہ تم یہاں رہ کر اطمینان سے اپنا مسکن اصلی اور آبائی ترکہ واپس لینے کی تدبیر کر سکو۔ چاہئے کہ شیطان لعین کے کر و فریب سے ہشیار رہو کہیں ہمیشہ کیلئے تمکو اس میراث سے محروم نہ کر دے۔ بے حیائی اور اثم و عدوان سے بچو۔ اخلاص و عبودیت کا راستہ اختیار کرو۔ خدا کی نعمتوں سے تمتع کرو مگر جو حدود و قیود مالک حقیقی نے حائل کر دی ہیں اُن سے تجاوز نہ کرو۔ پھر دیکھو ہر قوم اپنی اپنی مدت موعودہ پوری کر کے کس طرح اپنے ٹھکانہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اس اثنا میں اگر خدا کسی وقت تم ہی میں سے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے جو خدا کی آیات پڑھکر سنائیں جن سے تمکو اپنے باپ کی اصلی میراث (جنت) حاصل کرنیکی ترغیب و تذکیر ہو اور مالک حقیقی کی خوشنودی کی راہیں معلوم ہوں انکی پیروی اور مدد کرو۔ خدا سے ڈر کر برے کاموں کو چھوڑ دو اور اعمال صالحہ اختیار کرو۔ تو پھر تمہارا مستقبل بالکل بے خوف و خطر ہے تم ایسے مقام پر پہنچ جاؤ گے جہاں سکون اور امن و اطمینان کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں ہاں اگر ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکبر کر کے انپر عمل کرنے سے کترائے تو مسکن اصلی اور آبائی میراث سے دائمی محرومی اور ابدی عذاب و ہلاکت کے سوا کچھ نہ ملیگا۔ بہرحال جو لوگ اس آیت سے ختم نبوت کی نصوص قطعیہ کے خلاف قیامت تک کیلئے انبیاء و رسل کی آمد کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں اُنکیلئے اس جگہ کوئی موقع اپنی مطلب برآری کا نہیں ف۶ یعنی ان سچے پیغمبروں کی تصدیق کرنا ضروری ہے جو واقعی خدا کی آیات سُناتے ہیں! باقی جو شخص پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کر کے اور جھوٹی آیات بنا کر خدا پر افترا کرے یا کسی سچے پیغمبر کو اور اسکی لائی ہوئی آیات کو جھٹلائے ان دونوں سے زیادہ ظالم کوئی نہیں۔

مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً

کھانے کی تو کہہ وہ ہے ایمان والوں کے واسطے دنیا کی زندگی میں نری اُن کی ہے

کھانے کی تو کہہ یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کیواسطے ہیں دُنیا کی زندگی میں خالص انہی کیواسطے ہیں

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ

قیامت کے دن یوں بتاتے ہیں ہم آیتیں جن لوگوں کو بوجھ ہے ف۱ تو کہہ

قیامت کے دن اسی طرح مفصل بیان کرتے ہیں ہم آیتیں انکے لئے جو سمجھتے ہیں ف۱ تو کہدے

اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ

میرے رب نے منع کیا بے حیائی کے کام جو کھلے ہیں اُن میں اور جو چھپے اور گناہ

میرے رب نے حرام کیا ہے صرف بیحیائی کی باتوں کو جو اُنمیں کھلی ہوئی ہیں اور چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو ف۲

وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جس کی اُس نے سند نہیں

اور ناحق کی زیادتی کو اور اس بات کو کہ شریک کرو اللہ کا ایسی چیز کو کہ جس کی اُس نے سند

سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلِكُلِّ

اُتاری اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تم کو معلوم نہیں اور ہر

نہیں اُتاری اور اس بات کو کہ لگاؤ اللہ کے ذمہ وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں ف۳ اور ہر

اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ

فرقے کا ایک وعدہ ہے پھر جب پہنچا اُن کا وعدہ نہ دیر کریں گے ایک گھڑی

فرقے کیواسطے ایک وعدہ ہے پھر جب آپہنچیگا اُن کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور

لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ

نہ جلدی اے اولاد آدم کی کبھی پہنچیں تم پاس رسول تم میں کے

نہ آگے سرک سکیں گے ف۴ اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں کے

يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

سناویں تم کو آیتیں میری تو جن نے خطرہ کیا اور سنوار پکڑی نہ ڈر ہے اُن پر

کہ سنائیں تم کو آیتیں میری تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا اُن پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا

نہ وہ غم کھاویں اور جنہوں نے جھوٹ جانیں آیتیں ہماری اور تکبر کیا

اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا

عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ

اُن کی طرف سے وہ ہیں دوزخ کے لوگ وہ اُس میں رہ پڑے پھر اس سے ظالم کون

اُن سے وہی ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اُسی میں ہمیشہ رہیں گے ف۵ پھر اس سے زیادہ ظالم کون

مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَنَالُهُمْ

جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا جھٹلاوے اُس کے حکم وہ لوگ پاویں گے

جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اُسکے حکموں کو ف۶ وہ لوگ ہیں کہ ملیگا اُن کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

 ف۱ یعنی ایک حساب سے پہلی اُمت کا گناہ بڑا کہ پچھلوں کو راہ ڈالی اور ایک طرح پچھلوں کا بڑا کہ پہلوں کا حال دیکھ سن کر عبرت نہ پکڑی ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی دنیا میں عمر و رزق وغیرہ جتنا مقدر ہے یا یہاں کی ذلت و رسوائی جو ان کے لئے لکھی ہے وہ پہنچے گی۔ پھر مرتے وقت اور مرنے کے بعد جو گت بنے گی اُسکا ذکر آگے آتا ہے اور اگر نصیبھم من الکتاب سے دنیا کا نہیں عذاب اُخروی کا حصہ مراد لیا جائے تو حتیٰ اذا جاءتھم الخ سے اس پر تنبیہ ہوگی کہ اُس عذاب کے مبادی کا سلسلہ اسی دنیوی زندگی کے آخری لمحات میں شروع ہو جاتا ہے ف۲ یعنی جب فرشتے نہایت سختی سے اُنکی روح قبض کرکے بُرے حال سے لیجاتے ہیں تو اُن سے کہتے ہیں کہ خدا کے سوا جنکو تم پکارا کرتے تھے وہ کہاں گئے جو اب تمہارے کام نہیں آتے، اُنہیں بلاؤ تاکہ اس مصیبت سے تمہیں چھڑائیں۔ اُسوقت کفار کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہم سخت غلطی میں پڑے تھے کہ ایسی چیزوں کو معبود و مستعان بنایا جو اسکے مستحق نہ تھے آج ہماری اس مصیبت میں اُنکا کہیں پتہ

نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ

جو اُن کا حصہ لکھا کتاب میں یہاں تک کہ جب پہنچے اُن پاس بھیجے ہوئے ہمارے جان لینے کو

جو اُن کا حصہ لکھا ہوا ہے کتاب میں ف۱ یہاں تک کہ جب پہنچیں اُنکے پاس ہمارے بھیجے ہوئے اُنکی جان لینے کو

قَالُوا أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا

کہا کیا ہوئے جن کو تم پکارتے تھے اللہ کے سوا بولے ہم سے گم ہوئے

تو کہیں کیا ہوئے وہ جن کو تم پکارا کرتے تھے سوا اللہ کے بولیں گے وہ ہم سے کھوئے گئے

وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ۝ قَالَ ادْخُلُوا

اور قائل ہوئے اپنی جان پر کہ وہ تھے منکر فرمایا داخل ہو

اور اقرار کرلیں گے اپنے اوپر کہ بیشک وہ کافر تھے ف۲ فرمائے گا داخل ہو جاؤ

فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ فِي النَّارِ

ساتھ اور اُمتوں کے جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں جن اور انسان کی آگ میں

ہمراہ اور اُمتوں کے جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں جن اور آدمیوں میں سے دوزخ کے اندر ف۳

كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا

جہاں داخل ہوئی ایک اُمت لعنت کرنے لگی دوسرے کو جب تک کہ رل چکے اُس میں

جب داخل ہوگی ایک اُمت تو لعنت کریگی دوسری اُمت کو ف۴ یہاں تک کہ جب گر چکیں گے اُس میں

جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا

سارے کہا پچھلوں نے پہلوں کو رب ہمارے ہم کو اُنہوں نے گمراہ کیا

سارے تو کہیں گے اُنکے پچھلے پہلوں کو اے رب ہمارے ہم کو اُنہی نے گمراہ کیا

فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلَٰكِن

سو تو دے اُن کو دونا عذاب آگ کا فرمایا دونوں کو دونا ہے پر تم

سو تو اُنکو دے دونا عذاب آگ کا فرمائیگا کہ دونوں کو دوگنا ہے لیکن

لَّا تَعْلَمُونَ ۝ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا

نہیں جانتے ف۵ اور کہا پہلوں نے پچھلوں کو اب کچھ نہ ہوئی تم کو ہم پر

تم نہیں جانتے ف۵ اور کہیں گے اُنکے پہلے پچھلوں کو پس کچھ نہ ہوئی تم کو ہم پر

مِن فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

زیادتی سو چکھو عذاب بدلا اپنی کمائی کا بیشک جنہوں نے

بڑائی اب چکھو عذاب بسبب اپنی کمائی کے ف۶ بیشک جنہوں نے

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ

جھٹلائیں ہماری آیتیں اور اُنکے سامنے تکبر کیا نہ کھلیں گے اُنکے لئے دروازے آسمان کے

جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور اُنکے مقابلے میں تکبر کیا نہ کھولے جائیں گے اُنکے لئے دروازے آسمان کے ف۷

وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ

اور نہ داخل ہونگے جنت میں جب تک پیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے میں اور ہم یوں

اور نہ داخل ہونگے جنت میں یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں ف۸ اور ہم یوں

نہیں۔ لیکن یہ نا وقت کا اقرار و ندامت کیا نفع دے سکتا ہے۔ حکم ہوگا ادخلوا فی امم الخ باقی بعض مواضع میں جو وارد ہوا ہے کہ وہ اپنے کفر و شرک سے انکار کرینگے، اس آیت کے منافی نہیں۔ کیونکہ قیامت میں مواقف اور احوال مختلف ہونگے اور جماعتیں بھی بیشمار ہونگی۔ کہیں ایک موقف یا ایک جماعت کا ذکر ہے کہیں دوسری کا ف۳ یعنی آگے پیچھے سب کفار کو دوزخ ہی میں داخل ہونا ہے ف۴ یعنی اُس مصیبت میں باہم ہمدردی تو کیا ہوتی، دوزخی ایک دوسرے پر لعن طعن کرینگے، شاید اتباع اپنے سرداروں سے کہیں کہ تم پر خدا کی لعنت ہو تم اپنے ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبے اور سردار اتباع سے کہیں کہ ملعونو! اگر ہم گڑھے میں گر پڑے تھے تو تم کیوں اندھے بن کر پیچھے چلے وغیر ذالک

ف۵ یعنی ایک حساب سے پہلوں کا گناہ دُگنا کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسرے آنیوالوں کیلئے راہ ڈالی، اور ایک طرح پچھلوں کا دُگنا کہ خود بہکے اور پہلوں کا حال دیکھ سن کر عبرت حاصل نہ کی۔ یا چونکہ ہر دوزخی کا عذاب اپنے اپنے درجہ کے موافق وقتاً فوقتاً بڑھتا رہیگا، اس لئے فرمایا کہ ہر ایک کا عذاب دُگنا ہوتا چلا جائے گا۔ ابھی آغاز تعذیب میں تمہیں انجام کی خبر نہیں یعنی پہلوں کا عذاب دُگنا کردینے سے تم پچھلوں کو کوئی شفاء اور راحت نصیب نہیں ہوگی۔ یہ تقریر اُس صورت میں ہے کہ لکل ضعف سے دونوں فریق مُراد لیے جائیں۔ لیکن ابن کثیر کے نزدیک اس آیت میں پچھلوں کو مطلع کیا گیا ہے کہ بیشک ہم نے پہلوں میں سے ہر ایک کیلئے اُسکے درجہ کے موافق دُگنا ہی عذاب رکھا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ خبر دی ہے الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ زدناھم عذابا فوق العذاب (نحل۔ رکوع ۱۲) ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم (عنکبوت رکوع ۱) ومن اوزار الذین یضلونھم بغیر علم (نحل رکوع ۳) ف۶ یعنی ہماری سزا میں اضافہ کی درخواست کرکے تمہیں کیا مل گیا؟ کیا تمہارے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگئی؟ نہیں تمکو بھی اپنی کرتوت کا مزہ چکھنا ہے ف۷ یعنی نہ زندگی میں اُنکے اعمال کیلئے آسمانی قبول و رفعت حاصل ہے نہ موت کے بعد اُن کی ارواح کو آسمان پر چڑھنے کی اجازت ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ بعد موت کافر کی روح کو آسمان کی جانب سے سجین کی طرف دھکے دیئے جاتے ہیں اور مومن کی روح ساتویں آسمان تک صعود کرتی ہے۔ مفصل احوال کتب احادیث میں ملاحظہ کرو۔ ف۸ یہ تعلیق بالمحال کے طور پر فرمایا۔ ہر زبان کے محاورات میں ایسی امثال موجود ہیں جن میں کسی چیز کے محال ہونیکو دوسری محال چیز پر معلق کرکے ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح یہ ناممکن ہے کہ اونٹ اپنی اسی کلانی اور جسامت پر رہے اور سوئی کا ناکہ ایسا ہی تنگ اور چھوٹا ہو، اسکے باوجود اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ اسی طرح ان مکذبین و مستکبرین کا جنت میں داخل ہونا محال ہے کیونکہ حق تعالیٰ جہنم میں اُن کے "خلود" کی خبر دے چکا ہے اور علم الٰہی میں یہی سزا اُن کے لئے ٹھہر چکی ہے۔ پھر خدا کے علم اور اخبار کے خلاف کیسے وقوع میں آسکتا ہے ❖

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ نیکوں کے دل میں بھی آپس میں خفگی ہوئی جنت کے قریب پہنچکر آپس میں دل صاف ہونگے تب جنت میں جاوینگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اُن لوگوں میں ہیں اور جنت کے وارث فرمایا یعنی آدم کی میراث پائی ———— از شاہ عبد القادر صاحب رح

نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ
بدلا دیتے ہیں گنہگاروں کو اُن کو دوزخ کے فرش ہیں اور اوپر سائبان
بدلا دیتے ہیں گنہگاروں کو اُنکے واسطے دوزخ کا بچھونا ہے اور اوپر سے اوڑھنا ف۱

وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں بے انصافوں کو اور جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں
اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں ظالموں کو اور جو ایمان لائے اور کیں نیکیاں

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ؗ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا
ہم بوجھ نہیں رکھتے کسی پر مگر اُسکے مقدور کا وہ ہیں جنت کے لوگ وہ اُس میں
ہم بوجھ نہیں رکھتے کسی پر مگر اُسکی طاقت کے موافق وہی ہیں جنت میں رہنے والے وہ اُسی میں

خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ
رہ پڑے اور نکال لی ہم نے جو اُن کے دل میں تھی خفگی بہتی ہیں اُن
ہمیشہ رہیں گے ف۲ اور نکال لینگے ہم جو کچھ اُن کے دلوں میں خفگی تھی ف۳ بہتی ہونگی اُن

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا
کے نیچے نہریں اور کہتے ہیں شکر اللہ کا جس نے ہمکو یہاں راہ دی اور ہم نہ تھے
کے نیچے نہریں اور وہ کہیں گے شکر اللہ کا جس نے ہم کو یہاں تک پہنچادیا اور ہم نہ تھے

لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ
راہ پانے والے اگر نہ راہ دیتا ہم کو اللہ بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کی تحقیق بات
راہ پانیوالے اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ بیشک لائے تھے رسول ہمارے رب کے سچی بات ف۴

الثلثة

وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
اور آواز ہوئی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اس کے بدلا اپنے کاموں کا ف۱
اور آواز آئیگی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اسکے بدلے میں اپنے اعمال کے ف۵

وَنَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا
اور پکارا جنت والوں نے آگ والوں کو کہ ہم پاچکے جو ہم کو وعدہ دیا تھا
اور پکاریں گے جنت والے دوزخ والوں کو کہ ہم نے پایا جو ہم سے وعدہ کیا تھا

رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ
ہمارے رب نے تحقیق سو تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق بولے ہاں
ہمارے رب نے سچا سو تم نے بھی پایا اپنے رب کے وعدہ کو سچا وہ کہیں گے کہ ہاں

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ
پکارا ایک پکارنے والا اُنکے بیچ میں کہ لعنت ہے اللہ کی بے انصافوں پر جو
پھر پکاریگا ایک پکارنیوالا اُنکے بیچ میں کہ لعنت ہو اللہ کی اُن ظالموں پر جو

یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اُس میں کجی اور وہ آخرت سے
روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے رہتے اُس میں کجی اور وہ آخرت سے

ف۱ یعنی ہر طرف سے آگ محیط ہوگی کسی کروٹ چین نہ ملیگا۔ ف۲ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا جملہ معترضہ ہے جس سے درمیان میں متنبہ فرمادیا کہ ایمان و عمل صالح جس پر اتنا عظیم الشان صلہ مرتب ہوتا ہے کوئی ایسی مشکل چیز نہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہو، یا یہ مطلب ہے کہ ہر آدمی سے عمل صالح اُسیقدر مطلوب ہے جتنا اُسکی مقدرت اور طاقت میں ہو اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کیا جارہا۔ ف۳ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ سے مراد یا تو یہ ہے کہ باہم جنتیوں میں نعمائے جنت کے متعلق کسی طرح کا رشک و حسد نہ ہوگا ہر ایک اپنے کو اور دوسرے بھائی کو جس مقام میں ہے دیکھ کر خوش ہوگا بخلاف دوزخیوں کے کہ وہ مصیبت کے وقت ایک دوسرے کو لعن و طعن کریں گے جیسا کہ پہلے گذرا۔ اور یا یہ مراد ہو کہ صالحین کے درمیان جو دنیا میں کسی بات پر خفگی ہوجاتی ہے اور ایک دوسرے کی طرف سے انقباض پیش آتا ہے وہ سب جنت میں داخل ہونے سے پیشتر دلوں سے نکال دیا جائیگا اور سب ایک دوسرے سے سلیم الصدر ہوں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا "مجھے اُمید ہے کہ میں اور عثمان، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم انہی لوگوں میں سے ہوں گے" مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے اسی دوسرے معنی کے اعتبار سے ترجمہ کیا ہے۔ ف۴ یعنی خدا کی توفیق و دستگیری اور رسولوں کی سچی رہنمائی سے اس اعلیٰ مقام پر پہنچنا نصیب ہوا ورنہ ہم کہاں اور یہ مرتبہ کہاں۔ ف۵ یہ آواز دینے والا خدا کی طرف سے کوئی فرشتہ ہوگا۔ یعنی آج ساری عملی جدوجہد ٹھکانے لگ گئی اور تم نے کوشش کرکے خدا کے فضل سے اپنے باپ آدم کی میراث ہمیشہ کیلئے حاصل کرلی۔ حدیث میں ہے کہ "کسی شخص کا عمل ہرگز اُسکو جنت میں داخل نہیں کریگا" اُسکا مطلب یہ ہے کہ عمل دخول جنت کا حقیقی سبب نہیں۔ فقط ظاہری سبب ہے۔ دخول جنت کا حقیقی سبب خدا کی رحمت کاملہ ہے جیسا کہ اسی حدیث میں اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ ہاں بندہ پر رحمت الٰہیہ کا نزول اُسیقدر ہوتا ہے جسقدر عمل کی روح اُسمیں موجود ہو۔ مترجم رحمہ اللہ زبانی فرمایا کرتے تھے کہ گاڑی تو رحمت الٰہیہ کے زور سے چلتی ہے عمل وہ جھنڈی ہے جسکے اشارہ پر چلاتے اور روکتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں بے انصاف فرمایا ہے اکثر گناہوں پر لیکن لعنت نہیں کرا لیوں پر ف۲ جنت دوزخ کے بیچ میں دیوار ہوگی اُس کے سرے پر مرد ہیں نجات والے جو حشر اور حساب سے فارغ ہیں بہشتی اور دوزخی کو نشان سے پہچان کر جنت والوں کو خوشخبری کہیں گے سلامتی کی یہ ابھی امیدوار ہیں خوشخبری سنکر خوش ہونگے ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

كَفِرُونَ ۝ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ

منکر ہیں ف۱ اور دونوں کے بیچ میں ہے ایک دیوار اور اُس کے سرے پر مرد (ف۳) کہ پہچانتے ہیں

منکر تھے ف۱ اور دونوں کے بیچ میں ہوگی ایک دیوار ف۲ اور اعراف کے اوپر مرد ہونگے کہ پہچان لیں گے

(وقف لازم)

كُلًّا بِسِيمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوهَا

ہر ایک کو اُس کے نشان سے اور پکارا جنت والوں کو کہ سلامتی ہے تم پر داخل نہیں ہوئے

ہر ایک کو اسکی نشانی سے اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے تم پر وہ ابھی جنت میں داخل

وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۝ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحٰبِ النَّارِ ۙ

اور اُمیدوار ہیں ف۲ اور جب پھری اُن کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف

نہیں ہوئے اور وہ اُمیدوار ہیں ف۳ اور جب پھریگی اُن کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف

قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ۝ ع وَنَادٰى أَصْحٰبُ الْأَعْرَافِ

ع ۵ ۱۴

بولے اے رب ہمارے ہم کو نہ کر گنہگار لوگوں کے ساتھ اور پکارا دیوار کے سرے والوں نے

تو کہیں گے اے رب ہمارے مت کر ہم کو گنہگار لوگوں کے ساتھ ف۴ اور پکاریں گے اعراف والے

رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمٰىهُمْ قَالُوا مَا أَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ

ایک مردوں کو کہ اُنکو پہچانتے ہیں نشان سے بولے کیا کام آیا تم کو جمع کرنا اور تم جو

اُن لوگوں کو کہ اُنکو پہچانتے ہیں اُنکی نشانی سے ف۵ کہیں گے نہ کام آئی تمہارے جماعت تمہاری اور جو تم

تَسْتَكْبِرُونَ ۝ أَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ

تکبر کرتے تھے اب یہی ہیں کہ تم قسم کھاتے تھے نہ پہنچاویگا اُن کو اللہ کچھ مہر

تکبر کیا کرتے تھے ف۶ اب یہ وہی ہیں کہ تم قسم کھایا کرتے تھے کہ نہ پہنچیگی اُن کو اللہ کی رحمت

أُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝ وَنَادٰى

چلے جاؤ جنت میں نہ ڈر ہے تم پر نہ تم غم کھاؤ اور پکارا

چلے جاؤ جنت میں نہ ڈر ہے تم پر اور نہ تم غمگین ہوگے ف۷ اور پکاریں گے

أَصْحٰبُ النَّارِ أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ

آگ والوں نے جنت والوں کو کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا پانی یا

دوزخ والے جنت والوں کو کہ بہاؤ ہم پر تھوڑا سا پانی یا

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِينَ ۝

جو روزی دی تم کو اللہ نے بولے اللہ نے یہ دونوں بند کیے ہیں منکروں سے

کچھ اُس میں سے جو روزی تم کو دی اللہ نے کہیں گے اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے

الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ

جنہوں نے ٹھہرایا ہے اپنا دین تماشا اور کھیل اور بہکے دنیا کی زندگی پر

جنہوں نے ٹھہرایا اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالا اُنکو دنیا کی زندگی نے

فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا

سو آج ہم اُن کو بھلا دینگے جیسے وہ بھولے لینے اِس دن کا ملنا اور جیسے تھے ہماری آیتوں سے

سو آج ہم اُنکو بھلا دینگے جیسا اُنہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو اور جیسا کہ وہ ہماری آیتوں سے

ف۱ ان آیات میں اُن مخاطبات و مکالمات کا ذکر ہے جو جنتیوں اور دوزخیوں یا ان دونوں اور اصحاب اعراف کے درمیان ہونگے۔ پہلی اور آخری گفتگو جو "اصحاب الجنۃ" اور "اصحاب النار" میں ادھر سے اور اُدھر سے ہوگی۔ صاف ظاہر کرتی ہے کہ یہ مخاطبات جنت یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد کے ہیں۔ اس لئے نظم کلام کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اصحاب اعراف کی درمیانی گفتگو کو بھی اس کے بعد ہی مانا جائے۔ بہرحال جنتی جنت میں پہنچکر اپنے حال پر اظہار مسرت اور دوزخیوں کی تقریع و تحکیت کے لئے کہیں گے کہ جو کچھ وعدے حق تعالیٰ نے پیغمبروں کی زبانی ہم سے فرمائے تھے کہ ایمان لانیوالوں کو نعیم دائم ملے گی، ہم تو انہیں سچا پا رہے ہیں۔ اے اہل جہنم تم بتلاؤ کو تمہارے کفر و عصیان پر جو دھمکیاں دی گئی تھیں تم نے بھی انکو سچا پایا؟ ظاہر ہے جواب میں بجز "نعم" کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ اُسوقت خدا کا ایک منادی دونوں کے درمیان کھڑے ہوکر پکاریگا کہ (یوں تو گنہگار بہت سے ہیں مگر) خدا کی بڑی پھٹکار اُن ظالموں پر ہے جو خود گمراہ ہوئے اور آخرت کے انجام سے بالکل بےفکر ہوکر دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے رہے اور اپنی کج بحثیوں سے رات دن اسی فکر میں تھے کہ صاف اور سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں ف۲ حجاب کے معنی پردہ اور آڑ کے ہیں۔ یہاں پردہ کی دیوار مراد ہے جس کی تصریح سورۂ حدید میں کی گئی ہے فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَّهٗ بَابٌ۔ یہ دیوار جنت کی لذتوں کو دوزخ تک اور دوزخ کی کلفتوں کو جنت تک پہنچنے سے مانع ہوگی اسکی تفصیلی کیفیت کا ہم کو علم نہیں ف۳ اُسی درمیانی دیوار کی بلندی پر جو مقام ہوگا اُسکو "اعراف" کہتے ہیں۔ اصحاب اعراف کون لوگ ہیں؟ قرطبی نے اسمیں بارہ قول نقل کئے ہیں۔ ہمارے نزدیک اُن میں راجح وہی قول ہے جو حضرت حذیفہؓ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ اور اکثر سلف و خلف سے منقول ہے یعنی وزن اعمال کے بعد جنکے حسنات بھاری ہونگے وہ جنتی ہیں اور جنکے سیئات غالب ہوئے وہ دوزخی اور جنکے حسنات و سیئات بالکل مساوی ہونگے وہ اصحاب اعراف ہیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انجام کار اصحاب اعراف جنت میں چلے جائیں گے اور یہ ویسے بھی ظاہر ہے کہ جب عصاۃ مؤمنین جن کے سیئات غالب تھے جہنم سے نکل کر آخرکار جنت میں داخل ہونگے تو اصحاب اعراف جن کے حسنات اور سیئات برابر ہیں وہ اُن سے پہلے داخل ہونے چاہئیں۔ گویا اصحاب اعراف کو اصحاب الیمین کی ایک کمزور قسم سمجھنا چاہئے جس طرح "سابقین مقربین" فی الحقیقت اصحاب یمین کی ایک اعلیٰ قسم ہے جو اپنی اولوالعزمیوں کی بدولت عام اصحاب یمین سے آگے نکل گئے ہیں۔ اسکے بالمقابل "اصحاب اعراف" اگرچہ ہوں تو اسی قسم سے مگر اپنے اعمال کی کثافت کی وجہ سے عام اصحاب یمین سے کچھ پیچھے رہ گئے ہیں یہ لوگ "اہل جہنم" اور "اہل جنت" کے درمیان میں ہونگے اور دونوں طبقے کے لوگوں کو اُنکی مخصوص نشانیوں سے پہچانتے ہونگے۔ جنتیوں کو اُنکے سفید اور نورانی چہروں سے اور دوزخیوں کو اُنکی روسیاہی اور بدرونقی سے۔ بہرحال جنت والوں کو دیکھکر سلام کرینگے جو بطور مبارکباد ہوگا اور چونکہ خود ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اُس کی طمع اور آرزو کرینگے جو آخرکار پوری کر دیجائیگی ف۴ جنت دوزخ کے درمیان میں ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی حالت خوف و رجاء کے بیچ میں ہوگی اُدھر دیکھیں گے تو امید کرینگے اور ادھر نظر پڑیگی تو خدا سے ڈر کر پناہ مانگیں گے کہ ہم کو ان دوزخیوں کے زمرہ میں شامل نہ کیجئے ف۵ یعنی علاوہ دوزخ میں معذب ہونیکے اُنکے چہروں سے دوزخی ہونے کی علامات ہویدا ہونگی۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ ایسے لوگ ہونگے جنکو اصحاب اعراف نے دنیا میں دیکھا ہوگا۔ اس لئے وہاں صورت دیکھکر پہچان لیں گے ف۶ یعنی اس مصیبت کے وقت تمہاری وہ جماعتیں اور جتھے کہاں گئے اور دنیا میں جو بڑھ بڑھ کر شیخیاں مارتے تھے وہ اب کیا ہوئیں ف۷ یہ "اہل جنت" کی طرف اشارہ کرکے دوزخیوں سے کہیں گے کہ وہ ٹوٹے پھوٹے مساکین اور ضعیف الحال جنکو تم حقیر سمجھ کر کہا کرتے تھے کہ کیا خدا کی مہربانی سب کو چھوڑ کر ان جیسوں پر ہو سکتی ہے؟ اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا انکو تو آج کہہ دیا گیا کہ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ الخ (چلے جاؤ جنت میں بےخوف و خطر) حالانکہ تم اس عذاب میں مبتلا ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی کا فر راہ دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی ہم دیکھ لیں ٹھیک پڑے تب قبول کریں سو جب ٹھیک پڑے گی تب خلاصی کہاں ملے گی خبر اسی واسطے ہوتی ہے آگے سے بچاؤ کریں ف۲ دعا میں بہتر ہے کہ چپکے مانگے تا اپنی نمود نہ ہو اور دل سے گڑگڑا کر نکلے اور حد سے نہ بڑھے یعنی اپنے منہ سے بڑی بات نہ مانگے ـــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ دوزخی بدحواس اور مضطرب ہو کر اہل جنت کے سامنے دست سوال دراز کریں گے کہ ہم جلے جاتے ہیں تھوڑا سا پانی ہم پر بہاؤ یا جو نعمتیں تمکو خدا نے دے رکھی ہیں کچھ اُن سے ہمیں بھی فائدہ پہنچاؤ جواب ملیگا کہ کافروں کے لئے ان چیزوں کی بندش ہے یہ کافر وہ ہی تو ہیں جو دین کو کھیل تماشہ بناتے تھے اور دنیا کے تنعم پر پھولے ہوئے تھے۔ سو جیسا ان کو دنیا کے مزوں میں پڑ کر کبھی آخرت کا خیال نہیں آیا آج ہم بھی انکا کچھ خیال نہ کرینگے اور جس طرح انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا آج ہم بھی انکی درخواست منظور کرنے سے انکار کرتے ہیں ف۲ قرآن جیسی کتاب کی موجودگی میں جسمیں تمام ضروریات کی علاوہ تفصیل موجود ہے اور ہر بات کو پوری آگاہی سے کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایمان والے اس سے خوب متمتع ہو رہے ہیں مطلب یہ کہ ان متکبر معاندوں نے کچھ بھی اپنے انجام پر غور نہ کیا پھر اب پچھتانے سے کیا حاصل ف۳ یعنی اشتہار میں جو دھمکیاں عذاب کی دی گئی ہیں کیا یہ اس کے منتظر ہیں کہ جب اُن دھمکیوں کا مضمون (مصداق) سامنے آجائے تب حق کو قبول کریں حالانکہ وہ مضمون جب سامنے آجائیگا یعنی عذاب الٰہی میں گرفتار ہونگے تو اُس وقت کا قبول کرنا کچھ کام نہ دیگا اس وقت تو سفارشیوں کی تلاش ہوگی جو خدا کی سزا سفارش کر کے معاف کرا دیں اور جب کوئی سفارشی کافروں کو کوئی نہ ملے گا تو یہ تمنا کریں گے کہ ہم کو دوبارہ دنیا میں بھیج کر امتحان کر لیا جائے کہ مرتبہ اپنے جرائم کے خلاف ہم کیسی نیکی اور پرہیزگاری کے کام کرتے ہیں۔ لیکن اب اس تمنا سے کیا حاصل جبکہ پہلے خود اپنے ہاتھوں اپنے کو برباد کر چکے اور جو جھوٹے خیالات پکا رکھے تھے وہ سب رفوچکر ہو گئے ف۴ گذشتہ آیت میں معاد کا ذکر تھا اس رکوع میں مبدا کی معرفت کرائی گئی ہے۔ وہاں قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ سے جتلایا گیا تھا کہ جو لوگ دنیا میں انبیاء و رسل سے منحرف رہتے تھے انکو بھی قیامت کے دن پیغمبروں کی سچائی کی ناچار تصدیق کرنی پڑیگی۔ یہاں نہایت لطیف پیرایہ میں خدا کی حکومت یاد دلانے اور انبیاء و رسل کی ضرورت کی طرف اشارہ کرنے کے بعد بعض مشہور پیغمبروں کے احوال و واقعات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ انکی تصدیق یا تکذیب کرنیوالوں کا آخرت سے پہلے دنیا ہی میں کیا انجام ہوا۔ گویا یہ رکوع آنیوالے کئی رکوعات کی تمہید ہے۔ ف۵ یعنی اتنے وقت میں جو چھ دن کے برابر تھا پیدا کیا کیونکہ یہ متعارف دن اور رات تو آفتاب کے طلوع و غروب سے وابستہ ہیں جب اسوقت آفتاب ہی پیدا نہ ہوا تھا تو دن رات کہاں سے ہوتا۔ یا یہ کہا جائے کہ عالم شہادت کے دن رات مراد نہیں عالم غیب کے دن رات مراد ہیں۔ جیسے کسی عارف نے فرمایا ہے۔ ؎ غیب را ابرے و آبے دیگر است ٭ آسمان و آفتابے دیگر است۔ پہلی صورت میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ یہاں چھ دن سے ہمارے چھ دن کی مقدار مراد ہے یا ہزار برس کا ایک دن جیسا فرمایا ہے وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ میرے نزدیک یہ آخری قول راجح ہے بہرحال مقصود یہ ہوا کہ آسمان و زمین دفعۃً بنا کر نہیں کھڑے کئے گئے۔ شاید اول انکا مادہ پیدا فرمایا ہو۔ پھر اس کی استعداد کے موافق بتدریج مختلف اشکال و صور میں منتقل کرتے رہے ہوں حتیٰ کہ چھ دن (چھ ہزار سال) میں وہ جمیع متعلقات تمام موجودہ مرتب شکل میں موجود ہوئے جیسا کہ آج بھی انسان اور کل حیوانات و نباتات وغیرہ کی تولید و تخلیق کا سلسلہ تدریجی طور پر جاری ہے اور یہ اس کی شان "کُنْ فَيَكُوْن" کے منافی نہیں کیونکہ "کُنْ فَيَكُوْن" کا مطلب تو صرف اسقدر ہے کہ خدا جس چیز کو وجود کے جس درجہ میں لانا چاہے اسکا ارادہ ہوتے ہی وہ اس درجہ میں آجاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ خدا کسی چیز کو وجود کے مختلف مدارج سے گذارنے کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ ہر شے کو بدون توسط اسباب و علل کے دفعۃً موجود کرتا ہے ف۶ خدا تعالیٰ کی صفات و افعال کے متعلق یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ نصوص قرآن و حدیث میں جو الفاظ حق تعالیٰ کی صفات کے بیان کرنے کیلئے وضع رکھے جاتے ہیں اُن میں اکثر وہ ہیں جنکا مخلوق کی صفات پر بھی استعمال ہوا ہے مثلاً خدا کو "حی" "سمیع" "بصیر" "متکلم" کہا گیا اور انسان پر بھی یہ الفاظ اطلاق کیے گئے۔ تو ان دونوں مواقع میں استعمال کی حیثیت بالکل جدا گانہ ہے۔ کسی مخلوق کو سمیع و بصیر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اسکے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کان موجود ہیں اب اس میں دو چیزیں ہوئیں۔ ایک وہ آلہ جسے "آنکھ" کہتے ہیں اور جو دیکھنے کا مبدأ اور ذریعہ بنتا ہے۔ دوسرا اسکا نتیجہ اور غرض و غایت (دیکھنا) یعنی وہ خاص علم جو رویت بصری سے حاصل ہوا۔ مخلوق کو جب "بصیر" کہا تو یہ مبدأ اور غایت دونوں چیزیں معتبر ہوئیں اور دونوں کی کیفیات ہم نے معلوم کر لیں لیکن یہی لفظ جب خدا کی نسبت استعمال کیا گیا تو یقیناً وہ مبادی اور کیفیات جسمانیہ مراد نہیں ہو سکتیں جو مخلوق کے خواص میں داخل ہیں اور جن سے خداوند قدوس قطعاً منزہ ہے البتہ یہ اعتقاد رکھنا ہوگا کہ ابصار (دیکھنے) کا مبدأ اسکی ذات اقدس میں موجود ہے اور اسکا نتیجہ یعنی وہ علم جو رویت بصری سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اسکو بوجہ کمال حاصل ہے آگے یہ کہ وہ مبدأ کیسا ہے اور دیکھنے کی کیفیت کیا ہے؟ تو بجز اس بات کے کہ اسکا دیکھنا مخلوق کی طرح نہیں ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ نہ صرف سمع و بصیر بلکہ اسکی تمام صفات کو اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ صفت باعتبار اپنے اصل مبدأ و غایت کے ثابت ہے مگر اس کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی اور نہ خواہ مخواہ سوچنے کا مکلف بنایا ہے کہ آدمی اس طرح کی ماورائے عقل حقائق میں خوض کر کے پریشان ہو۔ مسئلہ کے خلاصہ ہم سورہ مائدہ میں زیر فائدہ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ بیان کر چکے ہیں۔ "استواء علی العرش" کو بھی اسی قاعدہ سے سمجھو۔ عرش کے معنی تخت اور بلند مقام کے ہیں۔ "استواء" کا ترجمہ اکثر محققین نے "استقرار و تمکن" سے کیا ہے (جیسے مترجم رحمہ اللہ نے قرار پکڑنے سے تعبیر فرمایا) گویا یہ لفظ تخت حکومت پر اسی طرح قابض ہونے کو ظاہر کرتا ہے کہ اسکا کوئی حصہ اور گوشہ حیطہ نفوذ و اقتدار سے باہر نہ رہے اور قبضہ و تسلط میں کسی قسم کی مزاحمت اور گڑبڑ نہ پائی جائے سب کام اور انتظام برابر ہو۔ اب دنیا میں بادشاہوں کی تخت نشینی کا ایک تو مبدأ اور ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت یا غرض و غایت یعنی ملک پر پورا تسلط و اقتدار اور نفوذ و تصرف کی قدرت حاصل ہونا۔ حق تعالیٰ کے "استواء علی العرش" ... (بقیہ صفحہ ۲۸۲)

ولو اننا ۸

يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى

جھگڑتے | اور ہم نے اُن کو پہنچادی ہے کتاب جو کھول کر بیان کی ہے خبرداری سے راہ بتاتی

منکر تھے | ف۱ اور ہم نے اُن لوگوں کے پاس پہنچا دی ہے کتاب جس کو مفصل بیان کیا ہے اپنے خبرداری سے راہ دکھانے

وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ

اور مہر مانتے والوں کو | کیا راہ دیکھتے ہیں مگر یہی کہ وہ ٹھیک پڑے جس

والی اور رحمت ہو ایمان والوں کے لئے | ف۲ کیا اب اسی کے منتظر ہیں کہ اُسکا مضمون ظاہر ہو جائے جس

يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ

دن وہ ٹھیک پڑے گی کہنے لگیں گے جو اسکو بھول رہے تھے پہلے سچ بات لائے تھے

دن ظاہر ہو جائیگا اُسکا مضمون کہنے لگیں گے وہ لوگ جو اسکو بھول رہے تھے پہلے سے بیشک لائے تھے

رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ

ہمارے رب کے رسول | اب کوئی ہیں سفارش والے | تو ہماری سفارش کریں | یا ہم کو پھر جانا

ہمارے رب کے رسول سچی بات | سو اب کوئی ہماری سفارش والے ہیں | تو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹا دیئے

فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

تو ہم کام کریں سوا اُس کے جو کر رہے تھے | تحقیق ہارے اپنی جان اور بھول گیا جو

جائیں تو ہم عمل کریں خلاف اُس کے جو ہم کر رہے تھے | بیشک تباہ کیا انہوں نے اپنے آپ کو اور گم ہو جائیگا اُن سے

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ؑ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

جھوٹ بناتے تھے | ف | تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان و

جو وہ افترا کیا کرتے تھے | ف۴ بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور

ع ۱۴

الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ

زمین چھ دن میں پھر بیٹھا تخت پر اڑھاتا ہے رات سے

زمین ف۵ چھ دن میں ف پھر قرار پکڑا عرش پر ف۶ اڑھاتا ہے رات پر

النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ

دن | اُس کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا اور سورج اور چاند اور تارے کام میں لگے

دن کہ وہ اسکے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا ہوا اور پیدا کئے سورج اور چاند اور تارے ف تابعدار

بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اپنے حکم پر | سن لو اُسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا | بڑی برکت | اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا

اپنے حکم کے ف۸ سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا | بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا ف۹

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ۚ وَ

پکارو اپنے رب کو | گڑگڑاتے | اور چپکے | اُس کو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے ف۲ | اور

پکارو اپنے رب کو | گڑگڑا کر | اور چپکے ف۱۰ | اُس کو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے ف۱۱ | اور

لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ

مت خرابی مچاؤ	زمین میں	اس کے سنوارے پیچھے	اور پکارو	اُس کو	ڈر اور
مت خرابی ڈالو	زمین میں	اس کی اصلاح کے بعد	اور پکارو اُس کو	ڈر	اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف سنوارے پیچھے زمین میں خرابی نہ مچاؤ یعنی اسلام میں کفر کی رسمیں نہ داخل کرو اور پکارو ڈر اور توقع سے یعنی اللہ پر دیر لگی مت سمجھو اور ناامید بھی مت ہو ف ۱ یہ قدرت اپنی بیان فرمائی ہر بجلی اور مینہ [illegible]
اسطرح سمجھایا مردوں کا نکلنا ایک آوردن کا نکلنا قیامت میں ہر ایک نیا ایمان یعنی قلبی لوگوں میں نبی بھیجا اور حکم دیا اور سرسبز کیا پھر ستھری استعداد والے کمال کو پہنچے اور جن کی استعداد خراب تھی انکو بھی خاتم پہنچایا نقل ما او شاہ عبدالقادر صاحب
(بقیہ فوائد صفحہ ۲۰۲) خسنشاہانہ تصرفات کا حق ہے روک ٹوک اُسی کو حاصل ہے جیسا کہ دوسری جگہ ثم استوی علی العرش کے بعد یدبر الامر وغیرہ الفاظ اور یہاں یغشی الیل النہار آئے اسی مضمون پر متنبہ فرمایا ہے بہرحال استواء علی العرش کا بعد از [illegible]
صورت اُسکے متعلق وہی عقیدہ رکھنا چاہیے جو ہم "سمع وبصر" وغیرہ صفات کے متعلق لکھ چکے ہیں کہ اُنکی کوئی ایسی صورت نہیں ہوسکتی جیسی صفات مخلوقین اور سمات حدوث کا ذرا بھی شائبہ ہو پھر کیسی ہے؟ اس کا جواب وہی ہے کہ [illegible]
قیاس وگمان ووہم و ذہر چہ گفتہ اند شنیدیم وخواندہ ایم ۔ منزل تمام گشت وبپایاں رسید عمر ۔ ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم ۔ لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر ف ۲ یعنی رات کے اندھیرے کو دن کے اجالے یا دن کے اجالے کو رات کے اندھیرے

طَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

توقع سے بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہے نیکی والوں سے ف ۱ اور وہی ہے

توقع سے ف ۱ بیشک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنیوالوں سے اور وہی ہے کہ

يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ

کہ چلاتا ہے باویں خوشخبری لاتیں آگے اُس کی مہر سے یہاں تک کہ جب اُٹھا لائیں

چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانیوالی مینہ سے پہلے یہانتک کہ جب وہ ہوائیں اٹھا لاتی ہیں

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا

بدلیاں بھاری ہانکا ہم نے اُس کو ایک شہر مردے کی طرف پھر اُس میں اتارا پانی پھر اُس سے نکالے

بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں ہم اس بادل کو ایک شہر مردہ کی طرف پھر ہم اتارتے ہیں اس بادل سے پانی پھر اس سے نکالتے

بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

سب طرح کے پھل اسی طرح نکالیں گے مردوں کو شاید تم دھیان کرو

ہیں سب طرح کے پھل اسی طرح ہم نکالیں گے مُردوں کو تاکہ تم غور کرو

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ

اور جو ضلع ستھرا ہے اُس کا سبزہ نکلتا ہے اُسکے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے

اور جو شہر پاکیزہ ہے اسکا سبزہ نکلتا ہے اسکے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اُس میں

لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۝ ع

ع ۱۴

اُس میں نکلے سو ناقص یوں پھیر پھیر بتاتے ہیں ہم آیتیں حق ماننے والے لوگوں کو ف ۲

نہیں نکلتا مگر ناقص یوں پھیر پھیر کر بتلاتے ہیں ہم آیتیں حق ماننے والے لوگوں کو ف ۱

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم کی طرف تو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں

بیشک بھیجا ہم نے نوح کو اُسکی قوم کی طرف پس اس نے کہا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ

تمہارا صاحب اُسکے سوا میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے بولے سردار

تمہارا معبود اسکے سوا میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے بولے سردار

مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ

اُس کی قوم کے ہم دیکھتے ہیں تجھ کو صریح بہکا رہا بولا اے قوم میں کچھ

اس کی قوم کے ہم دیکھتے ہیں تجھ کو صریح بہکا ہوا ف ۳ بولا اے میری قوم میں ہرگز

ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ

بہکا نہیں لیکن میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے صاحب کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام

بہکا نہیں ولیکن میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے پروردگار کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام

رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ

اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے کیا تم کو تعجب ہوا

اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں تم کو اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے کیا تم کو تعجب ہوا

سے ڈھانپتا ہو اس طرح کہ ایک دوسرے کا تعاقب کرتا ہوا تیزی سے چلا آتا ہے۔ ادھر رات ختم ہوئی ادھر دن آموجود ہوا یا دن تمام ہوا تو فوراً رات آگئی۔ درمیان میں ایک منٹ کا وقفہ بھی نہیں ہوتا شاید اس پر بھی تنبیہ فرمادی کہ اسی طرح کفر وضلالت اور ظلم وعدوان کی شب دیجور جب عالم پر محیط ہو جاتی ہے اُسوقت خدا تعالیٰ ایمان وعرفان کے آفتاب سے ہر چہار طرف روشنی پھیلا دیتا ہے۔ اور جب تک آفتاب عالمتاب کی روشنی نمودار نہ ہو تو نبوت کے چاند تارے رات کی تاریکی میں اُجالا اور رہنمائی کرتے ہیں ف ۳ کوئی سیارہ اُسکے حکم کے بدون حرکت نہیں کرسکتا۔ ف ۴ پیدا کرنا "خلق" ہوا اور پیدا کرنیکے بعد تکوینی یا تشریعی احکام دینا یہ "امر" ہے۔ اور دونوں اُسی کے قبضہ واختیار میں ہیں۔ اس طرح وہ ہی ساری خوبیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہوا ف ۵ جب عالم "خلق وامر" کا مالک اور تمام برکات کا منبع وہ ہی ذات ہے تو اپنی دینی و دنیوی حوائج میں اُسی کو پکارنا چاہیے۔ الحاح واخلاص اور خشوع کے ساتھ بدون ریاکاری کے آہستہ آہستہ اس سے معلوم ہوا کہ دعا میں اصل اخفاء ہے، اور یہی سلف کا معمول تھا۔ بعض مواقع میں جہر واعلان کسی عارض کی وجہ سے ہوگا جسکی تفصیل روح المعانی وغیرہ میں ہے ف ۱ یعنی دعا میں حد ادب سے نہ بڑھے۔ مثلاً جو چیزیں عادتاً یا شرعاً محال ہیں وہ مانگنے لگے یا معاصی اور لغو چیزوں کی طلب کرے یا ایسا سوال کرے جو اسکی شان وحیثیت کے مناسب نہیں۔ یہ سب "اعتداء فی الدعاء" میں داخل ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف ۱ پچھلی آیتوں میں ہر حاجت کے لئے خدا کو پکارنے کا طریقہ بتلایا تھا۔ اس آیت میں مخلوق اور خالق دونوں کے حقوق کی رعایت سکھلائی۔ یعنی جب دنیا میں معاملات کی سطح درست ہو تو تم اُسمیں گڑبڑی نہ ڈالو اور خوف ورجاء کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہو نہ اُسکی رحمت سے مایوس ہو اور نہ اُسکے عذاب سے مامون اور بیفکر ہو کر گناہوں پر دلیر بنو۔ میرے نزدیک یہی راجح ہے کہ یہاں بھی ادعوہ الخ میں دعا سے عبادت مراد لیجائے۔ جیسا کہ صلوٰۃ تہجد کے بارہ میں فرمایا تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا ف ۲ پچھلی آیات میں استواء علی العرش کے ساتھ فلکیات (چاند سورج وغیرہ) میں جو خدائی تصرفات ہیں انکا بیان تھا درمیان میں تبدل کو کچھ مناسب ہدایات کی گئیں اب سفلیات اور کائنات الجو کے متعلق اپنے بعض تصرفات کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ لوگ معلوم کرلیں کہ آسمان زمین اور ان دونوں کے درمیانی حصہ کی کل ملکوت صرف اُسی رب العالمین کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہوائیں چلانا، مینہ برسانا، قسم قسم کے پھول پھل پیدا کرنا، ہر زمین کی استعداد کے موافق کھیتی اور سبزہ اُگانا یہ سب اُسی کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے نشان ہیں۔ اسی ذیل میں مُردوں کا موت کے بعد جی اٹھنا اور قبروں سے نکلنا بھی بجھا دیا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "ایک تو مُردوں کا نکلنا قیامت میں ہے اور ایک دنیا میں یعنی جاہل امی لوگوں میں (جو جہالت وذلت کی موت سے مرچکے تھے) عظیم الشان نبی بھیجا اور انہیں علم دیا اور دنیا کا سردار کیا پھر ستھری استعداد والے کمال کو پہنچے اور جنکی استعداد خراب تھی انکو بھی فائدہ پہنچ رہا ناقص سا گویا اس پورے رکوع میں بتلا دیا گیا کہ جب خدا اپنی رحمت وشفقت سے رات کی تاریکی میں ستارے، چاند، سورج سے روشنی کرتا ہے اور خشکی کے وقت زمین کو سرسبز وشاداب کرنے اور انسان وحیوانات کی زندگی کا سامان مہیا کرنے کیلئے اوپر سے بارش بھیجتا ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایسا مہربان خدا اپنی مخلوق کو جہل وظلم کی اندھیریوں سے نکالنے کیلئے کوئی چاند اور سورج پیدا نہ کرے اور بنی آدم کی روحانی غذا تیار کرنے اور قلوب کی کھیتیوں کو سیراب کرنے کیلئے باران رحمت نازل نہ فرمائے۔ بلاشبہ اُس نے ہر زمانہ کی ضرورت اور اپنی حکمت کے موافق پیغمبروں کو بھیجا جنکے سینوں سے دنیا میں روحانی روشنی پھیلی اور وحی الٰہی کی لگاتار بارشیں ہوئیں۔ چنانچہ آیندہ کئی رکوع میں ان پیغمبروں کے بھیجنے کا ذکر کیا گیا ہے اور جیسے بارش اور زمین کی مثال میں اشارہ کیا گیا کہ مختلف زمینیں اپنی اپنی استعداد کے موافق بارش کا اثر قبول کرتی ہیں، اسی طرح سمجھ لو کہ انبیاء علیہم السلام جو خیر وبرکت لیکر آتے ہیں اُس سے منتفع ہونا بھی حسن استعداد پر موقوف ہے۔ جو لوگ اُن سے انتفاع نہیں کرتے یا پورا انتفاع نہیں کرتے، انہیں اپنی سوء استعداد پر رونا چاہیے ۔ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ۔ در باغ لالہ روید ودر شورہ بوم خس

ف ۳ آدم علیہ السلام کا قصہ ابتدائے سورت میں گذر چکا۔ اُنکے بعد نوح علیہ السلام پہلے اولو العزم اور مشہور رسول ہیں جو زمین والوں کی طرف مشرکین کے مقابل میں بھیجے گئے گویا باعتبار [illegible] اُنکی بعثت خاص اپنی قوم کی طرف مانی جائے تاہم اُن اساسی اُصول کے اعتبار سے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں مشترک ہیں کہا جاسکتا ہے کہ تمام انسان ہر نبی کے مخاطب ہوتے ہیں مثلاً توحید اور اقرار معاد کی تعلیم پر جو بغیر شفقت اللہ ان میں کوئی بھی چیزوں کی تکذیب کرنا گویا حقیقت تمام انبیاء کی تکذیب کرنا ہے بہرحال نوح علیہ السلام نے توحید وغیرہ کی عام دعوت دی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے بعد دس قرن ایسے گذرے کہ ساری اولاد آدم کلمہ توحید پر قائم تھی بُت پرستی کی ابتدا [illegible] ابن عباس کے بیان کے موافق یوں ہوئی کہ بعض صالحین کا انتقال ہوگیا جنکے نام ودّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر تھے جو سورۃ نوح میں مذکور ہیں۔ لوگوں نے انکی تصویریں بنالیں تاکہ ان کے احوال وعبادات وغیرہ کی یاد تازہ رہے کچھ مدت کے بعد اُن صورتوں کے موافق مجسمے تیار کیئے۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد انکی عبادت ہونے لگی۔ اور یہ بت انہی بزرگوں کے نام سے موسوم کیے گئے۔ جب بت پرستی کی وبائیں کی اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے ساڑھے نو سو برس تک قوم کو توحید کی دعوت دی [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۰۴) ... اللہ کی طرف بلایا اور دنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر لوگوں نے اُنکی تضلیل و تجہیل کی اور کوئی بات نہ سُنی آخر طوفان کے عذاب نے سب کو گھیر لیا اور جیسا کہ نوح نے دعا کی تھی ربِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا روئے
زمین پر کوئی کافر عذاب الٰہی سے نہ بچا۔ بستانی نے "دائرۃ المعارف" میں یورپین محققین کے اقوال طوفان کے عموم و خصوص کے متعلق نقل کیے ہیں وٹ یعنی میں تو ذرا بھی نہیں بہکا۔ ہاں تم بہک رہے ہو کہ خدا کے بھیجے ہوئے کو نہیں پہچانتے جو نہایت نصاحت سے خدا کی
پیغام تم کو پہنچا رہا ہے اور تمہاری بھلائی چاہتا ہے تمکو عمدہ نصیحتیں کرتا ہے اور خدا کے پاس سے وہ علوم و ہدایت لیکر آیا ہے جن سے تم جاہل ہو۔

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا
کہ آئی تم کو نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کے ہاتھ تمہارے بیچ میں سے کہ تم کو ڈرائے اور تم بچو
کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم بچو
وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي
اور شاید تم پر رحم ہو پھر اس کو جھٹلایا پھر ہم نے بچا لیا اُسکو اور جو اُس کے ساتھ تھے
اور تاکہ تم پر رحم ہو پھر اُنہوں نے اُسکو جھٹلایا پھر ہم نے بچا لیا اُس کو اور اُنکو کہ جو اُسکے ساتھ تھے وٹ
ع ۱۵ الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝ ع
کشتی میں اور غرق کیے انھیں جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ لوگ تھے اندھے
کشتی میں اور غرق کردیا اُنکو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو بیشک وہ لوگ تھے اندھے وٹ
[illegible] اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
[illegible] عاد کی طرف بھیجا اُنکے بھائی ہود کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا صاحب
[illegible] عاد کی طرف بھیجا اُنکے بھائی ہود کو وٹ بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود
[illegible] يْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا
اسکے سوا کیا تم کو ڈر نہیں بولے سردار جو منکر تھے اُس کی قوم میں ہم تو
اُسکے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں وٹ بولے سردار جو کافر تھے اُس کی قوم میں ہم تو
لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ
دیکھتے ہیں تجھ کو عقل نہیں اور ہماری اٹکل میں تو جھوٹا ہے بولا اے قوم میں
دیکھتے ہیں تجھ کو عقل نہیں اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں وٹ بولا اے میری قوم میں
بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
کچھ بے عقل نہیں لیکن میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے صاحب کا پہنچاتا ہوں تمکو پیغام اپنے رب کے اور
کچھ بے عقل نہیں لیکن میں بھیجا ہوا ہوں پروردگار عالم کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے اور
اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى
میں تمہارا خیر خواہ ہوں معتبر کیا تم کو تعجب ہوا کہ آئی تم کو نصیحت تمہارے رب کی ایک
میں تمہارا خیر خواہ ہوں اطمینان کے لائق وٹ کیا تمکو تعجب ہوا کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے
رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ
مرد کے ہاتھ تمہارے بیچ میں سے کہ تم کو ڈر سنائے اور یاد کرو کہ تم کو سردار کردیا پیچھے قوم
ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے تاکہ تم کو ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تم کو سردار کردیا پیچھے قوم
نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
نوح کے اور زیادہ دیا تم کو بدن میں پھیلاؤ سو یاد کرو احسان اللہ کے شاید تمہارا بھلا ہو
نوح کے وٹ اور زیادہ کردیا تمہارے بدن کا پھیلاؤ وٹ سو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تمہارا بھلا ہو وٹ
قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ
بولے کیا تو اس واسطے آیا ہم پاس کہ بندگی کریں نری اللہ کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے
بولے کیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ اکیلے کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے

(فوائد صفحہ ہذا) وٹ یعنی اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ تم ہی میں سے خدا کسی ایک فرد کو اپنی پیغام رسانی کیلئے چن لے۔ آخر اس نے ساری مخلوق میں سے منصب خلافت کیلئے آدم کو کسی مخصوص استعداد کی بنا پر چن لیا تو کیوں نہیں ہو سکتا کہ اولاد آدم میں سے بعض کامل الاستعداد لوگوں کو منصب نبوۃ و رسالت کے لئے انتخاب کر لیا جائے تاکہ وہ لوگ براہ راست خدا سے فیض پاکر دوسروں کو اُنکے انجام سے آگاہ کریں اور یہ اس پر آگاہ ہو کر بدی سے بچ جائیں۔ اور اس طرح خدا کے رحم و کرم کے مورد بنیں وٹ یعنی حق و باطل اور نفع نقصان کچھ نہ سوجھا اندھے ہو کر برابر سرکشی اور تکذیب و عناد پر قائم رہے اور بت پرستی وغیرہ حرکات سے باز نہ آئے تو ہم نے معدودے چند مومنین کو بچا کر جو نوح علیہ السلام کے ہمراہ کشتی پر سوار تھے باقی سب مکذبین کا بیڑہ غرق کر دیا۔ اب جسقدر انسان دنیا میں موجود ہیں وہ ان ہی اہل سفینہ بلکہ صرف حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت ہیں وٹ "عاد" حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے ارم کی اولاد میں ہیں۔ یہ قوم اسی کی طرف منسوب ہے۔ اُن کی سکونت "احقاف" (یمن) میں تھی حضرت ہود علیہ السلام اسی قوم سے ہیں۔ اس لحاظ سے وہ اُنکے قومی اور وطنی بھائی ہیں۔ وٹ ان لوگوں میں بت پرستی پھیل گئی تھی۔ روزی دینے، مینہ برسانے، تندرست کرنے اور مختلف مطالب و حاجات کے لئے الگ الگ دیوتا بنا رکھے تھے جن کی پرستش ہوتی تھی۔ ہود علیہ السلام نے اُس سے روکا اور اس جرم عظیم کی سزا سے اُنکو ڈرایا۔ وٹ یعنی معاذاللہ تم بے عقل ہو کر باپ دادا کی روش چھوڑ کر ساری برادری سے الگ ہوتے ہو اور جھوٹے بھی ہو کہ اپنے اقوال کو خدا کی طرف منسوب کر کے خواہ مخواہ عذاب کا ڈراوا دیتے ہو وٹ یعنی میری کوئی بات بے عقلی کی نہیں۔ ہاں جو منصب رسالت مجھ کو خدا کی طرف سے تفویض ہوا ہے اُسکا حق ادا کرتا ہوں۔ یہ تمہاری بے عقلی ہے کہ اپنے حقیقی خیر خواہوں کو جن کی امانت و دیانت پہلے سے لائق اطمینان ہے بے عقل کہہ کر خود اپنا نقصان کرتے ہو وٹ یعنی قوم نوح کے بعد دنیا میں تمہاری حکومتیں قائم کیں اور اُس کی جگہ تم کو آباد کیا۔ شاید یہ احسان یاد دلا کر اس پر بھی متنبہ کرنا ہو کہ بت پرستی اور تکذیب رسول کی بدولت جو حشر اُنکا ہوا وہ دیکھ چکے ہو وٹ جسمانی قوت اور ڈیل ڈول کے اعتبار سے یہ قوم مشہور تھی وٹ جو احسانات ذکر ہوئے وہ اور ان کے علاوہ خدا کے دوسرے بیشمار احسانات یاد کر کے اُسکے شکر گزار اور فرمانبردار رہنا چاہئے نہ یہ کہ منعم حقیقی سے بغاوت کرنے لگو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ○ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ

تو لے آ جو وعدہ دیتا ہے ہم کو اگر تو سچا ہے کہا تم پر پڑ چکی ہے

پس تو لے آ ہمارے پاس جس چیز سے تو ہمکو ڈراتا ہے اگر تو سچا ہے ف۱ کہا تم پر واقع ہو چکا ہے

مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ط أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا

تمہارے رب کے ہاں سے بلا اور غصہ کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے کئی ناموں پر کہ رکھ لئے ہیں

تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ ف۲ کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے اُن ناموں پر کہ رکھ لئے ہیں

أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط فَانْتَظِرُوا إِنِّي

تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اُتاری اللہ نے اُن کی کچھ سند سو راہ دیکھو میں بھی

تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اُتاری اللہ نے اُن کی کوئی سند سو منتظر رہو میں بھی

مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ○ فَأَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا

تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں پھر ہم نے بچا دیا اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے اپنی مہر سے

تمہارے ساتھ منتظر ہوں ف۳ پھر ہم نے بچا لیا اُسکو اور جو اُسکے ساتھ تھے اپنی رحمت سے

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِنَا وَمَا كَانُوا مُؤْمِنِينَ ○

اور پچھاڑی کاٹی اُن کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں اور نہ تھے ماننے والے

اور جڑ کاٹی اُن کی جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو اور نہیں مانتے تھے ف۴

وَإِلٰى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ

اور ثمود کی طرف بھیجا اُنکا بھائی صالح بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا

اور ثمود کی طرف بھیجا اُنکے بھائی صالح کو بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا

إِلٰهٍ غَيْرُهُ ط قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ ط هٰذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً

صاحب اسکے سوا تم کو پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی اللہ کی ہے تمکو نشانی

معبود اسکے سوا تم کو پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے ف۵ یہ اونٹنی اللہ کی ہے تمہارے لئے نشانی

فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ

سو اُسکو چھوڑ دو کہ کھاوے اللہ کی زمین میں اور اُسکو ہاتھ نہ لگاؤ بُری طرح پھر تمکو پکڑے گی دکھ کی

سو اُسکو چھوڑ دو کہ کھائے اللہ کی زمین میں اور اُسکو ہاتھ نہ لگاؤ بُری طرح پھر تمکو پکڑے گا عذاب

أَلِيمٌ ○ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي

مار اور وہ یاد کرو جب تم کو سردار کیا عاد کے پیچھے اور ٹھکانا دیا زمین

دردناک ف۶ اور یاد کرو جبکہ تم کو سردار کر دیا عاد کے پیچھے اور ٹھکانا دیا تم کو

الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ

میں بناتے ہو نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے

زمین میں کہ بناتے ہو نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں

بُيُوتًا ج فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ○

گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو زمین میں فساد

کے گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو زمین میں فساد ف۷

ع ۹ ۱۶ وقف لازم

ف۱ یعنی جس عذاب کی ہمکو دھمکی دیتے ہیں اگر آپ سچے ہیں تو وہ لے آیئے ف۲ یعنی جب تمہاری سرکشی اور گستاخانہ بیباکی اس حد تک پہنچ چکی تو سمجھو کہ خدا کا عذاب و غضب تم پر نازل ہو چکا اُسکے آنے میں اب کچھ دیر نہیں ف۳ بتوں کو جو ماننے تھے کہ فلاں رزق دینے والا ہے اور فلاں مینہ برسانے والا اور فلاں بیٹا عطا کرنیوالا وعلٰی ہذا القیاس یہ محض نام ہی نام ہیں جنکے نیچے کوئی حقیقت اور واقعیت نہیں۔ خدائی صفات تمہاری دی ہوئی ہیں پھر ان ناموں کے معبودوں کے پیچھے جن کی معبودیت کی کوئی عقلی یا نقلی سند نہیں اور کل عقلی و نقلی دلائل جسے رد کرتے ہیں تم دعوی توحید میں مجھ سے جھگڑتے اور بحثیں کرتے ہو۔ جب تمہارے جہل اور شقاوت و عناد کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے تو انتظار کرو کہ خدا تمہارے ہمارے ان جھگڑوں کا فیصلہ کر دے میں بھی اسی فیصلہ کا منتظر ہوں۔ ف۴ یعنی آٹھ رات اور آٹھ دن تک مسلسل آندھی کا طوفان آیا جس سے تمام کفار ٹکرا ٹکرا کر اور پٹک پٹک کر ہلاک کر دیے گئے۔ یہ "عاد اولیٰ" کا انجام ہوا۔ اور اسی قوم کی دوسری شاخ "ثمود" جسے "عاد ثانیہ" کہتے ہیں اُس کا ذکر آگے آتا ہے ف۵ یعنی جو دلیل تم مانگ رہے تھے وہ پہنچ گئی۔ صالح علیہ السلام کی قوم نے اُن سے عہد و اقرار کیا تھا کہ آپ پتھر کی ایک ٹھوس چٹان میں سے حاملہ اونٹنی نکالدیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ خدا نے حضرت صالحؑ کی دعا سے ویسا ہی کر دیا۔ اُنکو کہا جا رہا ہے کہ تمہارا فرمائشی معجزہ تو خدا نے دکھلا دیا۔ اب ایمان لانے میں کیا تامل ہے ف۶ یعنی یہ اونٹنی خدا کی قدرت اور میری صداقت کی نشانی ہے جو میری دعا پر غیر معتاد طریقہ سے خدا نے پیدا کی اسکے حقوق کی رعایت کرو۔ مثلاً خدا کی زمین میں جہاں گھاس کھانے اور اُس کی باری میں پانی پینے سے نہ روکو۔ غرض خدا کے اُس نشان کی جو تمہارے خود مانگ کر حاصل کیا ہے بُرائی سے پیش مت آؤ ورنہ تمہاری بھی خیر نہیں ف۷ یعنی احسان فراموشی اور شرک و کفر کرکے زمین میں خرابی مت پھیلاؤ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

کہنے لگے سردار جو بڑائی رکھتے تھے اُس کی قوم میں سے غریب لوگوں کو

کہنے لگے سردار جو متکبر تھے اُس کی قوم میں غریب لوگوں کو

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا

جو اُن میں یقین رکھتے تھے کیا تم کو معلوم ہے کہ صالح بھیجا ہوا ہے اپنے رب کا بولے

کہ جو ان میں لاچکے تھے کیا تم کو یقین ہے کہ صالح کو بھیجا ہے اس کے رب نے بولے

اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا

ہم کو جو اُس کے ہاتھ بھیجا یقین ہے کہنے لگے بڑائی والے جو

ہم کو تو جو وہ لے کر آیا اس پر یقین ہے کہنے لگے وہ لوگ جو متکبر تھے ہم تو

بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ

تم نے یقین کیا سو ہم نہیں مانتے پھر کاٹ ڈالی اونٹنی اور پھرے اپنے رب کے

پر تم کو یقین ہے ہم اس کو نہیں مانتے ۔ ف۱ پھر انہوں نے کاٹ ڈالا اونٹنی کو اور پھر گئے اپنے

رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

حکم سے اور بولے اے صالح لے آ ہم پر جو وعدہ دیتا ہے اگر تو بھیجا ہوا ہے

رب کے حکم سے ف۲ اور بولے اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا اگر تو رسول ہے ف۳

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ فَتَوَلّٰى

پھر پکڑا اُن کو زلزلہ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے پھر اُلٹا پھرا

پس آ پکڑا اُن کو زلزلہ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے ف۴ پھر صالح اُلٹا پھرا

عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ

اُن سے اور بولا اے قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کا اور بھلا چاہا تمہارا

اُن سے اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کا اور خیر خواہی کی تمہاری

وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ

لیکن تم نہیں چاہتے بھلا چاہنے والوں کو اور لوط کو بھیجا جب کہا اُس نے اپنی قوم کو کیا کرتے ہو

لیکن تم کو محبت نہیں خیر خواہوں سے ف۵ اور بھیجا لوط کو جب کہا اُس نے اپنی قوم کو کیا کام کرتے ہو

الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ

بے حیائی تم سے پہلے نہیں کی یہ کسی نے جہان میں تم تو

ایسی بے حیائی کہ تم سے پہلے نہیں کیا اُس کو کسی نے جہان میں ف۶ تم تو

لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے مارے عورتیں چھوڑ کر بلکہ تم لوگ

دوڑتے ہو مردوں پر شہوت کے مارے عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ ہو

مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ

حد پر نہیں رہتے اور کچھ جواب نہ دیا اُس کی قوم نے مگر یہی کہا نکالو ان کو

حد سے گزر جانے والے ف۷ اور کچھ جواب نہ دیا اُس کی قوم نے مگر یہی کہا کہ نکالو ان کو

ف۱ قوم میں جو بڑے بڑے متکبر سردار اور معاندین تھے وہ غریب اور کمزور مسلمانوں سے استہزاء کہتے تھے کہ کیا بھلے آدمی تم آج تک نہ سمجھے؟ کیا تمہیں معلوم ہوگیا کہ صالح خدا کا بھیجا ہوا ہے؟ وہ مسلمانوں نے جواب دیا کہ معلوم ہونا کیا معنی معلوم تو تم کو بھی ہے۔ ہاں تم دل سے قبول کر کے اُس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ متکبرین اس حکیمانہ جواب سے جل بھن کر بولے کہ جس چیز کو تم نے مان لیا ہم ابھی تک اُسے نہیں مانتے۔ پھر بھلا تمہارے جیسے چند خستہ حال آدمیوں کا ایمان لے آنا کونسی بڑی کامیابی ہے ف۲ کہتے ہیں کہ وہ اونٹنی اس قدر عظیم الجثہ اور ذیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مواشی ڈر کر بھاگ جاتے اور اپنی باری کے دن جس کنوئیں سے پانی پیتی کنواں خالی کر دیتی گویا جیسے کہ اسکی پیدائش غیر معمولی طریقہ سے ہوئی، لوازم و آثار حیات بھی غیر معمولی تھے۔ آخر لوگوں نے غیظ میں آکر اسکے قتل پر اتفاق کر لیا۔ اور بدبخت "قدار" نے اُس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ ابعدہ خود حضرت صالح علیہ السلام کے قتل پر بھی تیار ہونے لگے اور اس طرح خدا کے احکام کو جو "صالح" اور "ناقہ" کے متعلق تھے پس پشت ڈال دیا۔ ف۳ ایسے کلمات انسان کی زبان سے اُسوقت نکلتے ہیں جب خدا کے قہر و غضب سے بالکل بے خوف ہو جاتا ہے۔ "عاد اولیٰ" کی طرح "ثمود" بھی اس مرتبہ پر پہنچ کر عذاب الٰہی کے مورد بنے جس کا ذکر آگے آتا ہے ف۴ دوسری آیت میں ان کا "صیحہ" (چیخ) سے ہلاک ہونا بیان فرمایا۔ شاید نیچے سے زلزلہ اور اوپر سے ہولناک آواز آئی ہوگی۔ ف۵ کہتے ہیں کہ حضرت صالح قوم کی ہلاکت کے بعد مکہ معظمہ یا ملک شام کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے انکی لاشوں کے انبار دیکھ کر یہ خطاب فرمایا۔ یا تو اُسی طرح جیسے آنحضرت صلعم نے مقتولین بدر کو فرمایا تھا اور یا محض بطور تحسر فرضی خطاب تھا۔ جیسے شعراء دیار و اطلال (کھنڈرات) وغیرہ کو خطاب کرتے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب ہلاکت سے پہلے تھا۔ اس صورت میں بیان میں ترتیب واقعات مرعی نہ ہوگی بہر حال اس خطاب میں دوسروں کو سنانا تھا کہ اپنے سچے خیر خواہ کی بات ماننی چاہئے۔ جب کوئی شخص خیر خواہوں کی قدر نہیں کرتا تو ایسا نتیجہ دیکھنا پڑتا ہے ف۶ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بھتیجے ہیں جو اُن کے ساتھ عراق سے ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لائے، اور خدا کی طرف سے سدوم اور اُس کے گرد و نواح کی بستیوں کی طرف مبعوث ہوئے تاکہ اُنکی اصلاح فرمائیں اور اُن کو خلاف فطرت اور بے حیائی کے کاموں سے باز رکھیں جن میں وہاں کے لوگ مبتلا تھے نہ صرف مبتلا بلکہ اس بے حیائی کے موجد تھے۔ اُن سے پیشتر عالم میں اس بیماری سے کوئی واقف نہ تھا اور یہ ملعون حرکت شیطان نے سدوم والوں کو سمجھائی اور وہیں سے دوسرے مقامات میں پھیلی حضرت لوط علیہ السلام نے اس ملعون و شنیع حرکت کے عواقب پر متنبہ کیا اور گندگی کو دنیا سے مٹانا چاہا۔ موجودہ بائبل کے جمع کرنے والوں کی شرمناک جسارت پر ماتم کرنا پڑتا ہے کہ ایسے پاکباز اور معصوم پیغمبر کی نسبت جو دنیا کو بے حیائی اور گندگی سے پاک کرنے کیلئے آیا تھا ایسی سخت ناپاک حرکات منسوب کیں جن کے تصور سے حیادار آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ف۷ یعنی صرف یہی نہیں کہ ایک گناہ کے تم مرتکب ہوئے ہو بلکہ اس خلاف فطرت فعل کا ارتکاب اس کی دلیل ہے کہ تم انسانیت کی حدود سے بھی باہر نکل چکے ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ○ فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُ

اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرائی چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور اسکے گھر والوں کو

اپنے شہر سے یہ لوگ بہت ہی پاک رہنا چاہتے ہیں پھر بچا دیا ہمنے اسکو اور اسکے گھر والوں کو

إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَٰبِرِينَ ○ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ

مگر اس کی عورت رہ گئی رہنے والوں میں اور برسایا ان پر برساؤ

مگر اس کی عورت کہ رہ گئی وہاں کے رہنے والوں میں ف۱ اور برسایا ہم نے انکے اوپر مینہ یعنی پتھروں کا ف۲

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ○ع وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ

پھر دیکھ آخر کیسا ہوا حال گنہگاروں کا اور مدین کو بھیجا انکے بھائی

پھر دیکھ کیا ہوا انجام گنہگاروں کا ف۳ اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی

شُعَيْبًا ۗ قَالَ يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ

شعیب کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا صاحب اسکے سوا پہنچ

شعیب کو ف۴ بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اسکے سوا تمہارے

جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا

چکی تم کو دلیل تمہارے رب کی طرف سے سو پوری کرو ماپ اور تول اور مت گھٹا دو

پاس پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے ف۵ سو پوری کرو ماپ اور تول اور مت گھٹا کر دو

النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَٰحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ

لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کے سنوارے پیچھے یہ

لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ج وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَٰطٍ تُوعِدُونَ

بھلا ہے تمہارا اگر تم کو یقین ہے اور مت بیٹھو ہر راہ پر ڈرسکے دیتے

بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو ف۶ اور مت بیٹھو راستوں پر کہ ڈراؤ

وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَ

اور روکتے اللہ کی راہ سے جو کوئی یقین لاوے اس پر اور ڈھونڈتے اسمیں عیب اور

اور روکو اللہ کے راستہ سے اس کو جو کہ ایمان لائے اس پر اور ڈھونڈو اسمیں عیب ف۷ اور

اذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ

وہ یاد کرو جب تھے تم تھوڑے پھر تم کو بہت کیا اور دیکھو آخر کیسا ہوا ہے حال

یاد کرو جبکہ تھے تم بہت تھوڑے پھر تمکو بڑھا دیا اور دیکھو کیا ہوا انجام

الْمُفْسِدِينَ ○ وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَ

بگاڑنے والوں کا اور اگر تم میں ایک فرقے نے مانا ہے جو میرے ہاتھ بھیجا اور

فساد کرنیوالوں کا ف۸ اور اگر تم میں سے ایک فرقہ ایمان لایا اس پر جو میرے ہاتھ بھیجا گیا اور

طَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَٰكِمِينَ ○

اور ایک فرقے نے نہیں مانا تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے ہمارے بیچ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

ایک فرقہ ایمان نہیں لایا تو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے درمیان ہمارے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے ف۹

ف۱ یعنی آخری بات انہوں نے یہ کہی کہ جب ہم سب کو یہ گندہ سمجھتے ہیں اور آپ پاک بننا چاہتے ہیں تو گندوں میں پاکوں کا کیا کام۔ لہٰذا انہیں اپنی بستی ہی سے نکال دینا چاہئے کہ یہ روز روز کی رکاوٹ ختم ہو خیر وہ ملعون تو کیا نکالتے ہاں حق تعالیٰ نے لوط علیہ السلام اور آپ کے متعلقین کو عزت و عافیت کے ساتھ صحیح و سالم ان بستیوں سے نکال لیا اور ان بستیوں پر عذاب مسلط کر دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ لوط علیہ السلام کے متعلقین میں سے صرف آپ کی بیوی آپ سے علیحدہ رہی اور معذبین کے ساتھ ہلاک ہوئی کیونکہ اس کا ساز باز انہی معذبین سے تھا لوط علیہ السلام کے ہاں جو مہمان وغیرہ آتے ان کی اطلاع یہی کیا کرتی اور انکو بدکاری کی ترغیب دیتی تھی۔ یا جیسا کہ بعض نے لکھا ہے مردوں کی طرح عورتوں میں بھی "سحق" کا رواج ہو گیا تھا۔ یہ عورت اسمیں مبتلا تھی بہرحال عذاب ان سب پر آیا جو اس ہولناک جرم میں مبتلا تھے اور نہایت ڈھٹائی کے ساتھ نبی کا مقابلہ اور تکذیب کرتے تھے یا جو کفر و فحش کے مسئلہ میں انکے معین و مددگار تھے ف۲ دوسری جگہ مذکور ہے کہ بستیاں الٹ دی گئیں اور پتھروں کا مینہ برسایا گیا بعض ائمہ کے نزدیک آج بھی لوطی کی سزا یہ ہے کہ کسی پہاڑ وغیرہ بلند مقام سے اسے گرایا جائے اور اوپر سے پتھر مارے جائیں اور سخت بدبودار گندی جگہ میں مقید کیا جائے ف۳ یعنی گناہ کرتے وقت اس کا بد انجام سامنے نہیں آتا۔ جاہل شہوت و لذت کے غلبہ میں وہ بات کر گزرتا ہے جو عقل و انسانیت کے خلاف ہے لیکن عقلمند کو چاہئے کہ دوسروں کے واقعات سنکر عبرت پکڑے اور بدی کے انجام کو ہمیشہ پیش نظر رکھے ف۴ قرآن میں دوسری جگہ حضرت شعیب علیہ السلام کا "اصحاب ایکہ" کی طرف مبعوث ہونا مذکور ہے اگر اہل مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی قوم ہے فبہا ورنہ اور دونوں قومیں ہیں تو دونوں کی طرف مبعوث ہوئے ہونگے اور دونوں میں کم تولنے ناپنے کا مرض مشترک ہوگا بہرحال حضرت شعیب علیہ السلام نے علاوہ توحید وغیرہ کی عام دعوت کے خاص معاشری معاملات کی اصلاح اور حقوق العباد کی حفاظت کی طرف بڑے زور سے توجہ دلائی جیسا کہ آئندہ آیات میں مذکور ہے حضرت شعیب علیہ السلام کو کمال فصاحت کی وجہ سے "خطیب الانبیاء" کہا جاتا ہے ف۵ یعنی میری صداقت کی دلیل ظاہر ہو چکی۔ اب جو نصیحت کی بات تم سے کہوں اسے قبول کرو اور جن خطرناک عواقب پر متنبہ کروں ان سے ہشیار ہو جاؤ ف۶ بندوں کے حقوق کی رعایت اور معاملات باہمی کی درستی جس کی طرف ہمارے زمانہ کے پرہیزگاروں کو بھی بہت کم توجہ ہوتی ہے خدا کے نزدیک اسقدر اہم چیز ہے کہ اسے ایک جلیل القدر پیغمبر کا مخصوص وظیفہ قرار دیا گیا جس کی مخالفت پر ایک قوم تباہ کی جا چکی۔ ان آیات میں حضرت شعیب کی زبانی آگاہ فرما دیا کہ لوگوں کو ادنیٰ ترین مالی نقصان پہنچانا اور ملک میں اصلاحی حالت قائم ہو چکنے کے بعد خرابی اور فساد پھیلانا خواہ کفر و شرک کر کے یا ناحق قتل و نہب وغیرہ سے یہ کسی ایماندار کا کام نہیں ہو سکتا۔ ف۷ راستوں پر بیٹھنا دو وجہ سے تھا۔ راہگیروں کو ڈرا دھمکا کر ظلماً مال وصول کریں، اور مومنین کو شعیب علیہ السلام کے پاس جانے اور خدا کا دین اختیار کرنے سے روکیں اور خدائی مذہب کے متعلق نکتہ چینی اور عیب جوئی کی فکر میں رہیں ف۸ یعنی تعداد اور دولت دونوں میں کم تھے۔ خدا نے دونوں طرح تم کو بڑھایا مردم شماری بھی بڑھ گئی اور دولتمند بھی ہو گئے۔ خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کرو۔ اور وہ تب ہی ادا ہو سکتا ہے کہ خدا کے اور بندوں کے حقوق پہچان کر عملی درستی اور اصلاح میں مشغول رہو اور ان نعمتوں پر مغرور نہ ہو بلکہ خرابی اور فساد مچانے والوں کا جو انجام پہلے ہو چکا ہے اسے پیش نظر رکھ کر خدائی گرفت سے ڈرتے رہو ف۹ یعنی جو چیز میں لیکر آیا ہوں اگر تم متفقہ طور پر قبول نہیں کرتے بلکہ اختلاف ہی کی ٹھان رکھی ہے تو تھوڑا صبر کرو۔ یہاں تک کہ آسمان ہی سے میرے تمہارے اختلافات کا فیصلہ ہو جائے۔

ع ۱۰/۱۲ ۱۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ

بولے سردار جو بڑائی رکھتے تھے اُس قوم کے ہم نکال دیں گے

بولے سردار جو متکبر تھے اُس کی قوم میں ہم ضرور نکال دیں گے

يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي

اے شعیب تجھ کو اور جو یقین لائے ہیں تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا تم پھر آؤ ہمارے

اے شعیب تجھ کو اور اُنکو جو کہ ایمان لائے تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے

مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۝ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

دین میں بولا کیا ہم بیزار ہوں تو بھی ہم نے جھوٹ باندھا اللہ پر

دین میں ف۱ بولا کیا ہم بیزار ہوں تو بھی ف۲ بیشک ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا

إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُم بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا

اگر پھر آویں تمہارے دین میں جب اللہ ہم کو خلاص کرچکا اُس سے اور ہمارا کام نہیں کہ

اگر لوٹ آئیں تمہارے دین میں ف۳ بعد اس کے کہ نجات دیچکا ہم کو اللہ اُس سے ف۴ اور ہمارا کام نہیں

أَن نَّعُودَ فِيهَا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ

کہ پھر آویں اُس سے مگر کبھی اللہ چاہے رب ہمارا ہمارے رب کی سمائی میں ہے سب چیز کی خبر

کہ لوٹ آئیں اُس میں مگر یہ کہ چاہے اللہ رب ہمارا گھیری ہوئے ہے ہمارا پروردگار سب چیز ذنکو اپنے علم میں

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ

اللہ پر ہم نے بھروسہ کیا اے رب فیصلہ کر ہمارے اور ہماری قوم کے بیچ انصاف کا اور تو

اللہ ہی پر ہم نے بھروسا لیا اے ہمارے رب فیصلہ کر ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو

خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۝ وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ

ہے بہتر فیصلہ کرنیوالا اور بولے سردار جو منکر تھے اُس کی قوم کے اگر

سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے ف۵ اور بولے سردار جو کافر تھے اُس کی قوم میں اگر

اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

چلے تم شعیب کی راہ تو بیشک تم خراب ہوئے پھر پکڑا اُن کو زلزلے نے

پیروی کروگے تم شعیب کی تو تم بیشک خراب ہوگے ف۶ پھر آ پکڑا اُن کو زلزلے نے

فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن

پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو جیسے

پس صبح کو رہ گئے اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے ف۷ جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو گویا

لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۛ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۝

کبھی نہ رہے تھے وہاں جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوئے خراب

کبھی بسے ہی نہ تھے وہاں جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوئے خراب ف۸

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ

پھر اُلٹا پھرا اُن سے اور بولا اے قوم پہنچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کے اور بھلا چاہا

پھر اُلٹا پھرا اُن لوگوں سے اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام اپنے رب کے اور خیر خواہی کرچکا

ف۱ "عود" کے معنی کسی چیز سے نکل کر دوبارہ اُس کی طرف جانے کے ہیں حضرت شعیب کے ساتھیوں کی نسبت تو یہ لفظ حقیقۃً صادق ہو سکتا ہے کیونکہ وہ رنگ کفر سے نکل کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ باقی خود حضرت شعیب علیہ السلام کی نسبت یہ تصور نہیں ہو سکتا کہ وہ پہلے (معاذ اللہ) ملت کفار میں داخل تھے، پھر مسلمان ہوئے۔ لا محالہ یا تو اُن کے اعتبار سے یہ خطاب تغلیباً ہوگا یعنی عام مومنین کے حق میں جو الفاظ استعمال ہوئے تھے اکثریۃ غالبہ کو مرجع سمجھ کر حضرت شعیب کے لئے علیحدہ الفاظ اختیار نہیں کئے۔ اور یا یہ لفظ اُنکے حق میں کفار کے زعم کے موافق کہا گیا۔ کیونکہ بعثت سے پہلے جب تک حضرت شعیبؑ نے دعوت و تبلیغ شروع نہ کی تھی اہل مدین کی کفریات کے متعلق اُنکی خاموشی دیکھکر شاید وہ یہی گمان کرتے ہوں کہ یہ بھی ہمارے شامل حال اور ہمارے طور و طریق پر راضی ہیں۔ اور یا عود کو مجازاً بمعنی مطلق صیرورت کے لیا جائے۔ کما قالہ بعض المفسرین ف۲ یعنی دلائل و براہین کی روشنی میں تمہاری اِن مہلک کفریات سے خواہ ہم کتنے ہی بیزار اور کارہ ہوں کیا تم پھر بھی یہ زہر کا پیالہ ہمیں زبردستی پلانا چاہتے ہو ف۳ باطل اور جھوٹے مذہب کو سچا کہنا ہی خدا پر افترا کرنا اور بہتان باندھنا ہے پھر بھلا ایک جلیل القدر پیغمبر اور اُسکے مخلص متبعین سے یہ کب ممکن ہے کہ وہ معاذ اللہ سچائی سے نکل کر جھوٹ کی طرف واپس جائیں اور جو سچے دعوے اپنی خاتمیت یا مأمور من اللہ ہونے کے کر رہے تھے اُن سب کا بھی جھوٹ اور افترا ہونا تسلیم کریں ف۴ کسی کو تو ابتداءً نجات دی کہ اُسمیں داخل ہی نہ ہونے دیا جیسے حضرت شعیب علیہ السلام اور بعضوں کو داخل ہونے کے بعد اُس سے نکالا جیسے عامۂ مومنین ف۵ یعنی اپنے اختیار یا تمہارے اکراہ و اجبار سے ممکن نہیں کہ ہم معاذ اللہ کفر کی طرف جائیں۔ ہاں اگر فرض کرو خدا ہی کی مشیت ہم میں سے کسی کی نسبت ایسی ہو جائے تو اُس کے ارادہ کو کون روک سکتا ہے اگر اُس کی حکمت اسی کو مقتضی ہو تو وہاں کوئی نہیں بول سکتا کیونکہ اُسی کا علم تمام مصالح اور حکمتوں پر محیط ہے۔ بہرحال تمہاری دھمکیوں سے ہم کو کوئی خوف نہیں کیونکہ ہمارا بالکلیہ اعتماد اور بھروسہ اپنے خدائے واحد پر ہے کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جو ہوگا اُسی کی مشیت اور علم محیط کے تحت میں ہوگا۔ اسی لئے ہم اپنے اور تمہارے فیصلہ کیلئے بھی اُسی سے دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسے قادر اور علیم و حکیم سے بہتر کسی کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت شعیب کے اِن الفاظ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ انبیاء کے قلوب حق تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اپنی عبودیت و افتقار کے کسقدر عظیم و عمیق احساس سے معمور ہوتے ہیں، اور کس طرح ہر آن اور ہر حال میں اُنکا توکل و اعتماد تمام وسائل سے منقطع ہو کر اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ پر پہاڑ سے زیادہ مضبوط اور غیر متزلزل ہوتا ہے۔ ف۶ یعنی باپ دادا کا مذہب چھوٹا، یہ تو دین کی خرابی ہوئی اور تجارت میں ناپ تول ٹھیک رکھی یہ دنیا کا نقصان ہوا ف۷ متعدد آیات کے جمع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِن پر ظلّہ، صیحہ، رجفہ تین طرح کے عذاب آئے۔ یعنی اول بادل نے سایہ کر لیا جسمیں آگ کے شعلے اور چنگاریاں تھیں۔ پھر آسمان سے سخت ہولناک اور جگر پاش آواز ہوئی اور نیچے سے زلزلہ آیا (ابن کثیر) ف۸ اُنہوں نے شعیب اور اُن کے ہمراہیوں کو بستی سے نکالنے کی دھمکی دی تھی سو وہ ہی نہ رہے نہ اُن کی بستیاں رہیں۔ اور وہ جو کہتے تھے کہ شعیب علیہ السلام کے اتباع کرنے والے خراب ہوں گے، سو خود ہی خراب اور خائب و خاسر ہو کر رہے ۔

مع ۳ عند المتقدمین ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ

تم کو اب کیا غم کھاؤں نہ ماننے لوگوں پر اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی

تمہاری اب کیا افسوس کروں کافروں پر ف۱ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی

نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۝

نبی کہ پکڑا وہاں کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں شاید وہ گڑ گڑاویں

نبی کہ نہ پکڑا ہو ہم نے وہاں کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑ گڑائیں

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ

پھر بدل دی ہم نے برائی کی جگہ بھلائی جب تک کہ بڑھ گئے اور کہنے لگے پہنچ لی ہے

پھر بدل دی ہم نے برائی کی جگہ بھلائی یہاں تک کہ وہ بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ پہنچتی رہی ہے

اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَوْ

ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور خوشی پھر پکڑا ہم نے اُنکو ناگہاں اور وہ خبر نہ رکھتے تھے ف۱

ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور خوشی پھر پکڑا ہم نے اُنکو ناگہاں اور اُن کو خبر نہ تھی ف۲ اور اگر

اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ

بستیوں والے یقین لاتے اور بچ چلتے تو ہم کھول دیتے اُنپر خوبیاں آسمان

بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے اُن پر نعمتیں آسمان اور

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ

و زمین سے لیکن جھٹلانے لگے تو پکڑا ہم نے اُن کو بدلا اُن کی کمائی کا اب کیا نڈر ہیں

زمین سے لیکن جھٹلایا اُنہوں نے پس پکڑا ہم نے اُنکو اُن کے اعمال کے بدلے ف۳ اب کیا بے ڈر

اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ

بستیوں والے کہ آپہنچے اُن پر آفت ہماری راتوں رات جب سوتے ہوں یا نڈر ہیں

ہیں بستیوں والے اس سے کہ آپہنچے اُن پر آفت ہماری راتوں رات جب سوتے ہیں یا بے ڈر ہیں

اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا

بستیوں والے کہ آپہنچے اُن پر آفت ہماری دن چڑھے جب کھیلتے ہوں کیا نڈر ہوئے

بستیوں والے اس بات سے کہ آپہنچے اُن پر عذاب ہمارا دن چڑھے جب کھیلتے ہوں ف۴ کیا بے ڈر ہو گئے

مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَهْدِ

اللہ کے داؤ سے سو نڈر نہیں اللہ کے داؤ سے مگر جو لوگ خراب ہوں گے اور کیا سوجھ

اللہ کے داؤ سے سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے ف۵ کیا نہیں ظاہر

لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ

نہ آئی اُنکو جو قائم ہوتے ہیں ملک پر وہاں کے لوگوں کے جانے کے بعد کہ ہم چاہیں تو اُن کو پکڑیں

ہوا اُن لوگوں پر جو وارث ہوئے زمین کے وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونیکے بعد کہ اگر ہم چاہیں تو اُنکو پکڑ لیں

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ تِلْكَ الْقُرٰى

اُن کے گناہوں پر اور ہم مُہر کرتے ہیں اُنکے دل پر وہ نہیں سنتے یہ بستیاں ہیں

اُنکے گناہوں پر ف۶ اور ہم نے مُہر کر دی ہے اُنکے دلوں پر سو وہ نہیں سنتے یہ بستیاں ہیں

ع ۱۱ ۹ ۱

ف۱ یعنی اب ہلاک ہونے پیچھے ایسی قوم پر افسوس کرنے سے کیا حاصل جسکو ہر طرح سمجھایا جا چکا۔ موثر نصیحتیں کی گئیں آنیوالے عواقب و نتائج سے ڈرایا گیا۔ مگر اُنہوں نے کسی کی ایک نہ سنی بلکہ مخلص خیر خواہوں سے دست و گریباں ہی رہے۔ ف۲ پیغمبروں کی بعثت کے وقت جب عموماً لوگ تکذیب و مقابلہ سے پیش آتے ہیں تو خدا کی طرف سے ابتدائی تنبیہ کے طور پر بیماری، قحط اور مختلف قسم کی سختیاں اور تکلیفیں مسلط کیجاتی ہیں۔ تاکہ مکذبین تازیانے کھا کر شرارتوں سے باز آجائیں اور بارگاہ الٰہی کی طرف جھکیں۔ جب اِن تنبیہات کا اثر قبول نہیں کرتے تو سختیوں اور مصیبتوں کو ہٹا کر اُن پر فراخی اور عیش و خوشحالی وغیرہ بھیجی جاتی ہے کہ یا احسانات سے متاثر ہو کر کچھ شرمائیں اور حضرت ربوبیت کی طرف متوجہ ہوں یا عیش و ثروت کے نشہ میں چور ہو کر بالکل ہی غافل و بدمست بن جائیں۔ گویا جہاں تک صحت، اولاد اور دولت و حکومت بڑھتی جائے اُسی کے ساتھ اُنکی نخوت و غفلت میں بھی ترقی ہوتی کہ پچھلی سختیوں کو یہ کہہ کر فراموش کر دیں کہ تکلیف و راحت کا سلسلہ تو پہلے ہی سے چلا آتا ہے۔ ہمارے کفر و تکذیب کو اس میں کچھ دخل نہیں۔ ورنہ اب خوشحالی کیوں حاصل ہوتی۔ یہ سب زمانہ کے اتفاقات ہیں جو ہمارے اسلاف کو بھی اسی طرح پیش آتے رہے ہیں۔ اس حد پر پہنچ کر ناگہاں خدا کا عذاب آدبا تا ہے جسکی اپنے عیش و آرام میں اُنہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔ حضرت شاہ صاحب رح نے کیا خوب لکھا ہے کہ "بندہ کو دنیا میں گناہ کی سزا پہنچتی رہے تو اُمید ہے کہ توبہ کرے اور جب گناہ راست آگیا تو یہ اللہ کا بھلاوا ہے۔ پھر ڈر ہے ہلاکت کا جیسے کسی نے زہر کھایا اُگل دے تو امید ہے اور اگر پچ گیا تو کام آخر ہوا۔ ف۳ یعنی ہمکو بندوں سے کوئی ضد نہیں جو لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوتے ہیں یہ اُنہی کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ لوگ ہمارے پیغمبروں کو مانتے اور حق کے سامنے گردن جھکاتے اور کفر و تکذیب وغیرہ سے بچکر تقویٰ کی راہ اختیار کرتے تو ہم انکو آسمانی و زمینی برکات سے مالا مال کر دیتے۔ امام رازی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ برکت کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے کبھی تو خیر باقی و دائم کو برکت سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی کثرت آثار فاضلہ پر یہ لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ لہٰذا آیت کی مُراد یہ ہوگی کہ ایمان و تقویٰ اختیار کرنے پر اُن آسمانی و زمینی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے جو دائمی اور غیر منقطع ہوں یا جنکے آثار فاضلہ بہت کثرت سے ہوں۔ ایسی خوشحالی نہیں جو مکذبین کو چند روز کیلئے بطور امہال و استدراج حاصل ہوتی ہے۔ اور انجام کار دنیا میں ورنہ آخرت میں تو ضرور ہی وبال جان بنتی ہے۔ ف۴ یعنی جب عیش و آرام میں غافل پڑے سو رہے ہوں یا دنیا کے کاروبار اور لہو و لعب میں مشغول ہوں اُس وقت خدا کا عذاب ان کو دفعۃً آگھیرے۔ اِس بات سے یہ لوگ کیوں نڈر اور بےفکر ہو رہے ہیں حالانکہ جن اسباب کی بنا پر گذشتہ اقوام پر عذاب آئے ہیں وہ ان میں بھی موجود ہیں۔ یعنی کفر و تکذیب اور پیغمبروں کے ساتھ مقابلہ و محاربہ ف۵ دنیوی خوشحالی اور عیش کے بعد جو خدا کی ناگہانی پکڑ ہے اُسی کو "مکر اللہ" (خدا کا داؤ) فرمایا۔ عیش و تنعم میں پڑ کر وہی لوگ خدا کی الٰہی گرفت سے بےفکر ہوتے ہیں جن کی شامت اعمال نے اُنہیں دھکا دیدیا ہو۔ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کسی حال میں خدا کو نہ بھولے "ظفر اُس کو آدمی نہ جانئے گا گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا۔" ف۶ جیسے پہلوں کو پکڑ لیا تمہیں بھی پکڑ سکتے ہیں ۞

ع ۱۲ ۹ ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی جس چیز کا ایک دفعہ انکار کر بیٹھے پھر کتنے ہی نشان دیکھیں دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے ممکن نہیں کہ اُس کا اقرار کر لیں۔ جب حق تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی قوم کی ضد اور ہٹ اس درجہ تک پہنچ جاتی ہے تب عادتاً اصلاح حال و قبول حق کا امکان باقی نہیں رہتا۔ یہی صورت دلوں پر مہر لگ جانے کی ہوتی ہے۔ یہاں واضح فرما دیا کہ اللہ کی طرف سے دلوں پر مہر لگا دینے کا کیا مطلب ہے (تنبیہ) ولقد جاءتھم رسلھم بالبینٰت سے معلوم ہو گیا کہ جو انبیاء علیہم السلام قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط، اہل

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ

کو سناتے ہیں ہم تجھ کو کچھ احوال اُن کا اور اُن پاس پہنچ چکے اُن کے رسول نشانیاں لے کر

کر سناتے ہیں ہم تجھ کو اُنکے کچھ حالات اور بیشک اُن کے پاس پہنچ چکے اُنکے رسول نشانیاں لے کر

فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى

پھر ہرگز نہ ہوا کہ یقین لاویں اس بات پر جو پہلے جھٹلا چکے یوں مہر کرتا ہے اللہ

پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اُس بات پر جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے یوں مہر کر دیتا ہے اللہ

قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ

منکروں کے دل پر اور نہ پایا ہم نے اُنکے اکثروں میں نباہ اور اکثر اُن

کافروں کے دل پر ف۱ اور نہ پایا اُنکے اکثر لوگوں میں ہم نے عہد کا نباہ اور اکثر اُن

اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى

[ا]ن پائے بے حکم پھر بھیجا اُن کے پیچھے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

میں پائے نافرمان ف۲ پھر بھیجا ہم نے اُن کے پیچھے ف۳ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

فرعون اور اُسکے سرداروں پاس پھر زبردستی کی اُنکے سامنے سو دیکھ آخر کیسا ہوا حال بگاڑنے والوں کا

فرعون اور اُسکے سرداروں کے پاس پس کفر کیا اُنہوں نے اُنکے مقابلہ میں سو دیکھو کیا انجام ہوا مفسدوں کا ف۴

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حَقِيْقٌ

اور کہا موسیٰ نے اے فرعون میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے صاحب کا قائم ہوں

اور کہا موسیٰ نے اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا قائم ہوں

عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اس پر کہ نہ کہوں اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے لایا ہوں تم پاس نشانی تمہارے رب کی

اس بات پر کہ نہ کہوں اللہ کی طرف سو مگر جو سچ ہے لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی ف۵

فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ

سو رخصت کر میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بولا اگر تو آیا ہے کچھ نشان لیکر تو وہ لا

سو بھیجدے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو ف۶ بولا اگر تو آیا ہے کوئی نشانی لے کر تو لا اُس کو

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

اگر تو سچا ہے تب ڈالا اپنا عصا تو اُسی وقت وہ ہوا اژدہا

اگر تو سچا ہے تب ڈال دیا اُس نے اپنا عصا تو اُسی وقت ہو گیا اژدہا

۱۳ ع ۹ ۲ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ ع قَالَ الْمَلَاُ

صریح اور نکالا اپنا ہاتھ تو اُسی وقت وہ سفید نظر آیا دیکھنوں کو بولے سردار

صریح ف۷ اور نکالا اپنا ہاتھ تو اُسی وقت وہ سفید نظر آنے لگا دیکھنے والوں کو ف۸ بولے سردار

مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ

فرعون کی قوم کے یہ بے شک کوئی پڑھا جادوگر ہے نکالا چاہتا ہے تم کو

فرعون کی قوم کے یہ تو کوئی بڑا واقف جادوگر ہے ف۹ نکالنا چاہتا ہے تم کو

مدین کی بستیوں کی طرف مبعوث ہوئے وہ سب بینات (واضح نشان) دے کر بھیجے گئے۔ پس ہود علیہ السلام کی قوم کا یہ کہنا یٰھود ما جئتنا ببینۃ از محض تعنت وعناد کی راہ سے تھا۔ ف۲ "عہد" سے ممکن ہے عام عہود مراد ہوں یا خاص "عہد الست" کا ارادہ کیا ہو، یا وہ عہد جو مصائب اور سختیوں کے وقت کرتے تھے کہ فلاں سختی اُٹھا لیجائے تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ جیسے فرعونیوں نے کہا تھا لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل فلما کشفنا عنھم الرجز الی اجل ھم بالغوہ اذا ھم ینکثون ف۳ یعنی جن انبیاء کا پہلے ذکر ہوا (نوح، ہود، صالح، لوط، شعیب علیہم السلام) موسیٰ علیہ السلام ان سب کے بعد تشریف لائے۔ اُن پیغمبروں کا ذکر فرمانے کے بعد درمیان میں "سنۃ اللہ" بیان فرمائی تھی جو مکذبین کے متعلق جاری رہی ہے جسکے ضمن میں موجودہ جماعت کفار کو متنبہ فرما دیا گیا۔ اس درمیانی مضمون سے فارغ ہو کر پھر سلسلۂ بعثت رسل کی ایک عظیم الشان کڑی کا ذکر شروع کرتے ہیں ف۴ اس سے زیادہ مفسد کون ہوگا جو خدا کے سفراء کو جھٹلائے، آیات اللہ کی تکذیب اور حق تلفی کرے، مخلوق خدا سے اپنی پرستش کرائے۔ آگے ضروری واقعات ذکر فرما کر اس انجام کی تفصیل کی گئی ہے ف۵ اکثر مفسرین نے "حقیق" کے معنی جدیر (لائق) کے لیے ہیں اسی لئے "علیٰ" کو معنی "باء" لینا پڑا ہے یعنی میری شان کے یہی لائق ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی ناحق اور غلط بات نہ کہوں۔ بعض نے "حقیق" کو بمعنی "حریص" لیا ہے۔ لیکن مترجم محقق رحمہ اللہ نے "حقیق" کو "قائم و ثابت" کے معنی میں لیا۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں بدون ادنیٰ تزلزل اور تذبذب کے پوری مضبوطی اور استقلال کے ساتھ اس پر قائم ہوں کہ سچ کے سوا کوئی چیز زبان سے نہ نکالوں خدا کا پیام بلا کم و کاست تم کو پہنچا دوں، اور تمہاری تکذیب یا تخویف کی وجہ سے ذرا بھی نہ ڈگمگاؤں۔ ف۶ یوں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کئی طرح کی نصیحتیں کیں جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہیں فقل ھل لک الیٰ ان تزکی واھدیک الیٰ ربک فتخشیٰ مگر ایک بڑی اہم چیز یہ تھی کہ بنی اسرائیل کو جو انبیائے کرام کی اولاد میں سے تھے اور جنہیں فرعونیوں نے ذلیل جانوروں کی طرح غلام بنا رکھا تھا۔ مظالم و شدائد سے نجات دلائیں۔ اس موقع پر فرعون کو مخاطب کرتے ہوئے اسی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یعنی بنی اسرائیل کو اپنی قید و بیگار سے نجات دے تاکہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول ہوں اور میرے ساتھ اپنے وطن مالوف (ملک شام) میں چلے جائیں کیونکہ اُن کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے عراق سے ہجرت کر کے شام ہی میں قیام فرمایا تھا۔ بعدہٗ حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے بنی اسرائیل مصر میں آباد ہوئے۔ اب چونکہ یہاں کی قوم قبطیوں نے اُن پر طرح طرح کے مظالم کر رکھے ہیں ضرورت ہے کہ ان قبطیوں کی ذلیل غلامی سے آزادی دلا کر آبائی وطن کی طرف واپس کیا جائے ف۷ جس کے اژدہا ہونے میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجایش نہ تھی کہتے ہیں کہ وہ اژدہا منہ کھول کر فرعون کی طرف لپکا۔ آخر فرعون نے بدحواس ہو کر موسیٰ علیہ السلام سے اُسکے پکڑنے کی درخواست کی۔ موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ لگنا تھا کہ پھر عصا بن گیا ف۸ یعنی ہاتھ گریبان میں ڈال کر یا بغل میں دبا کر نکالا تو لوگوں نے کھلی آنکھوں دیکھا کہ غیر معمولی طور پر سفید اور چمکدار تھا۔ یہ روشنی اور چمک کسی مرض برص وغیرہ کی وجہ سے نہ تھی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلب منور کی روشنی بطریق اعجاز ہاتھ میں سرایت کر جاتی تھی ف۹ معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے ہیبت زدہ ہو کر پبلک کو جمع کیا اور پہلے اُس نے بذات خود (کما فی الشعراء) پھر اُسکی طرف سے بڑے بڑے لیڈروں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) کوئی بڑے ماہر جادوگر معلوم ہوتے ہیں کیونکہ جو خوارق موسیٰ علیہ السلام سے ظاہر ہوئے اُنکی حیثیات کے موافق جادو سے بہتر اُن کی کوئی توجیہ نہ ہو سکتی تھی ٭

toobaa-elibrary.blogspot.com

مِّنْ اَرْضِكُمْ ج فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ

تمہارے ملک سے اب کیا مشورت دیتے ہو بولے ڈھیل دے اُسکو اور اُسکے بھائی کو اور بھیج

تمہارے ملک سے اب تمہاری کیا صلاح ہے ف۱ بولے ڈھیل دے اُسکو اور اُس کے بھائی کو اور بھیج

فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ○ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ○ وَجَآءَ السَّحَرَةُ

پرگنوں میں نقیب کہ لا دیں تجھ پاس جو ہو پڑھا جادوگر اور آئے جادوگر

پرگنوں میں جمع کرنے والوں کو کہ جمع کر لائیں تیرے پاس جو ہو کامل جادوگر ف۲ اور آئے جادوگر

فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ○ قَالَ

فرعون پاس بولے ہماری کچھ مزدوری ہے اگر ہم غالب ہوئے بولا

فرعون کے پاس بولے ہمارے لئے کچھ مزدوری ہے اگر ہم غالب ہوئے ف۳ بولا

نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ○ قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَ

ہاں اور تم پاس رہا کرو گے بولے اے موسیٰ یا تو ڈال

ہاں اور بیشک تم مقرب ہو جاؤ گے ف۴ بولے اے موسیٰ یا تو تو ڈال اور

اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ○ قَالَ اَلْقُوْا ج فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا

یا ہم ڈالتے ہیں کہا ڈالو پھر جب ڈالا باندھ دیا

یا ہم ڈالتے ہیں ف۵ کہا ڈالو ف۶ پھر جب اُنہوں نے ڈالا باندھ

اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ○ وَاَوْحَیْنَآ

لوگوں کی آنکھیں اور اُن کو ڈرا دیا اور کر لائے بڑا جادو اور ہم نے حکم بھیجا

دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور اُن کو ڈرا دیا اور لائے بڑا جادو ف۷ اور ہم نے حکم بھیجا

اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ج فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِكُوْنَ ○

موسیٰ کو کہ ڈال دے اپنا عصا تبھی وہ لگا نگلنے جو سانگ وہ بناتے تھے

موسیٰ کو کہ ڈال دے اپنا عصا سو وہ جبھی لگا نگلنے جو سانگ اُنہوں نے بنایا تھا

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ ج فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا

تب ثابت ہوا حق اور غلط ہوا جو کچھ وہ کرتے تھے تب ہارے اُس جگہ اور پھر رہے

پس ظاہر ہو گیا حق اور غلط ہو گیا جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا پس ہار گئے اُس جگہ اور لوٹ گئے

صٰغِرِیْنَ ○ ج وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ ○ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ

ذلیل ہو کر اور ڈالے گئے ساحر سجدہ میں بولے ہم نے مانا جہان کے

ذلیل ہو کر اور گر پڑے جادوگر سجدہ میں ف۸ بولے ہم ایمان لائے پروردگار

الْعٰلَمِیْنَ ○ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ○ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ

صاحب کو جو صاحب موسیٰ و ہارون کا فرعون بولا تم نے مان لیا اُس کو

عالم پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا ف۹ بولا فرعون کیا تم ایمان لے آئے

قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ج اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِی الْمَدِیْنَةِ

ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو یہ مکر ہے کہ باندھ لائے ہو شہر میں

اُس پر میری اجازت سے پہلے یہ تو مکر ہے جو بنایا تم سب نے اسی شہر میں

ف۱ یعنی عجیب غریب ساحرانہ کرشمے دکھلا کر مخلوق کو اپنی طرف مائل کرے اور انجام کار ملک میں اثر و اقتدار پیدا کر کے اور بنی اسرائیل کی حمایت و آزادی کا نام لیکر قبطیوں کو جو یہاں کے اصلی باشندے ہیں اُن کے ملک و وطن (مصر) سے بے دخل کر دے۔ ان حالات کو پیش نظر رکھکر مشورہ دو کہ کیا ہونا چاہئے ف۲ مشاورت باہمی کے بعد یہ پاس ہوا کہ فرعون سے درخواست کیجائے کہ وہ اِن دونوں (موسیٰ و ہارون) کے معاملہ میں جلدی نہ کرے۔ اِن کا بہترین توڑ اور مؤثر جواب یوں ہو سکتا ہے کہ ہرکارے بھیج کر تمام قلمرو میں سے فن سحر کے جاننے والے جو اُن سے بھی بڑھکر اس فن کے ماہر (سحار) ہوں جمع کرے جائیں، اُن سے اِن کا مقابلہ کرایا جائے۔ چنانچہ یوں ہی کیا گیا ف۳ ساحرین فرعون نے اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا کہہ کر پہلے ہی قدم پر جتلا دیا کہ انبیاء علیہم السلام جن کا پہلا لفظ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ہوتا ہے کوئی پیشہ ور لوگ نہیں ہوتے ف۴ یعنی مزدوری کیا چیز ہے وہ تو ملیگی اُس سے بڑھ کر یہ کہ تم ہمارے مقربین بارگاہ اور مصاحبین خاص میں داخل کرلئے جاؤ گے ف۵ یہ شاید اس بنا پر کہا کہ پیشتر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے روبرو عصا ڈالکر باذن اللہ اژدہا بنا چکے تھے ف۶ یعنی جب تمکو یہ مقابلہ ہی منظور ہے اور اسی پر آخری فیصلہ کا انحصار کرتے ہو تو پہلے تم ہی ڈالکر پوری قوت آزمائی کر لو۔ کیونکہ باطل کی پوری نمائش اور زور آزمائی کے بعد جو حق کا غلبہ مشاہدہ ہوگا وہ اُمید ہے کہ زیادہ مؤثر اور اوقع فی النفوس ہو گو فی الحقیقت یہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے سحر کے ساتھ معجزہ کا مقابلہ کرنیکی اجازت نہ تھی بلکہ دو صورتوں میں سے ایک ایسی صورت کا انتخاب تھا جو باطل کے ظہور اور حق کے غلبہ و وضوح کی مؤثر ترین صورت ہو سکتی تھی ف۷ یعنی جادو کے زور سے نظر بندی کر کے مجمع پر چھا گئے اور لوگوں کو مرعوب کر دیا دوسری آیت میں ہے کہ اُنہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر پھینکدیں جس سے زمین پر سانپ ہی سانپ دوڑتے معلوم ہونے لگے (یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی) اِن آیات سے ظاہر ہوا کہ ساحرین فرعون نے اُسوقت جو شعبدہ دکھلایا تھا اُس میں فی الواقع قلب ماہیت نہیں ہوا بلکہ وہ محض تخییل اور نظر بندی تھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام اقسام سحر اسی میں منحصر ہوں، شاید اُنہوں نے یہ گمان کیا ہو کہ ہم اتنی ہی کارروائی سے موسیٰ علیہ السلام کو دبالیں گے۔ اور کچھ گنجایش ملتی تو ممکن تھا کہ اس سحر عظیم سے بھی بڑا کوئی سحر اعظم دکھلاتے۔ مگر اعجاز موسوی نے سحر کو پہلے ہی مورچہ پر مایوس کن شکست دیدی۔ آگے موقع ہی نہ رہا کہ مزید مقابلہ جاری رکھا جاتا ف۸ یعنی عصائے موسیٰ سانپ بن کر اُنکی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا اور سارا بنا بنایا کھیل ختم کر دیا جس سے ساحرین کو تنبہ ہوا کہ یہ سحر سے بالاتر کوئی اور حقیقت ہے۔ آخر فرعون کے لوگ بھرے مجمع میں شکست کھا کر اور ذلیل ہو کر میدان مقابلہ سے لوٹے اور ساحرین خدائی نشان دیکھ کر بے اختیار سجدہ میں گر پڑے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ و ہارون نے ظہور حق پر سجدۂ شکر ادا کیا۔ اسی وقت ساحرین بھی سربسجود ہو گئے۔ اُلْقِیَ السَّحَرَةُ کا لفظ بتلاتا ہے کہ کوئی ایسا قوی حال اُن پر طاری ہوا جس کے بعد بجز خضوع و استسلام کوئی چارہ نہیں رہا۔ رحمت الٰہیہ کا کیا کہنا کہ جو لوگ ابھی ابھی پیغمبر خدا سے نبرد آزمائی کر رہے تھے سجدہ سے سر اُٹھاتے ہی اولیاء اللہ اور عارف کامل بن گئے ف۹ چونکہ فرعون بھی اپنی نسبت اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی کہتا تھا شاید اسلئے ربّ العالمین کے ساتھ ربّ موسیٰ و ھٰرون کہنے کی ضرورت ہوئی اس میں یہ بھی اشارہ ہو گیا کہ بیشک جہان کا پروردگار وہ ہی ہو سکتا ہے جس نے موسیٰ و ہارون کو اپنی خاص ربوبیت سے بدون توسط اسباب ظاہرہ دنیا کے منکروں پر علیٰ رؤس الاشہاد اس طرح غالب کر کے دکھلا دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف۱ یعنی تم مل کر اس فریب سے شہر کی ریاست لیا چاہتے ہو فرعون نے اس تقریر سے لوگوں کو دشمن کیا ف۲ فرعون کے بت یہ تھے کہ اپنی صورت بنا دیتا تھا لوگوں کو کہ اُسکو پوجا کریں اور بیٹے مارنے اور بیٹیاں چھوڑنی یہ کام پہلے بھی کرتا تھا درمیان میں چھوڑ دیا تھا اب اُس نے پھر قصد کیا ف۳ زمین کا وارث کرے یعنی ملک کا حاکم کرے جو حق ہے حضرت آدم کا ف۴ یہ کلام نقل فرمایا مسلمانوں کے سنانے کو یہ سورت مکی ہے اُسوقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے پھر بشارت پہنچی پردے میں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ○ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَ

کر نکالو یہاں سے اُسکے لوگوں کو سو اب تم جانو گے ف۱ میں کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور

تاکہ نکال دو اس شہر سے اُسکے رہنے والوں کو سو اب تم کو معلوم ہو جائے گا ف۱ میں ضرور کاٹونگا تمہارے ہاتھ اور

أَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ○ قَالُوا إِنَّا

دوسرے پاؤں پھر سولی چڑھاؤں گا تم سب کو بولے ہم کو

دوسری طرف کے پاؤں پھر سولی پر چڑھاؤنگا تم سب کو وہ بولے ہم کو تو

إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ○ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا

اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے اور تو ہم سے یہی بیر کرتا ہے کہ مانیں ہم نے اپنے رب کی نشانیاں

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہی ہے ف۲ اور تجھ کو ہم سے یہی دشمنی ہے کہ مان لیا ہم نے اپنے رب کی نشانیوں کو

لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ○ ع

جب ہم تک پہنچیں اے رب دہانے کھول دے ہم پر دہانے صبر کے اور ہم کو مار مسلمان

جب وہ ہم تک پہنچیں ہمارے رب دہانے کھول دے ہم پر صبر کے اور ہمکو مار مسلمان ف۳

وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

اور بولے سردار قوم فرعون کے کیوں چھوڑتا ہے موسیٰ کو اور اُس کی قوم کو کہ دھوم اٹھاویں

اور بولے سردار قوم فرعون کے کیوں چھوڑتا ہے تو موسیٰ کو اور اُسکی قوم کو کہ دھوم مچائیں

فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَ

ملک میں اور موقوف کرے تجھکو اور تیرے بتوں کو بولا اب ہم ماریں گے ان کے بیٹے اور

ملک میں ف۴ اور موقوف کردے تجھکو اور تیرے بتوں کو ف۵ بولا اب ہم مار ڈالیں گے اُن کے بیٹوں کو اور

نَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ○ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ

جیتی رکھیں گے اُنکی عورتیں اور ان پر ہم زور آور ہیں ف۶ موسیٰ نے کہا اپنی قوم کو

زندہ رکھیں گے اُن کی عورتوں کو اور ہم اُن پر زور آور ہیں ف۶ موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے

اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ

مدد مانگو اللہ سے اور ثابت رہو زمین ہے اللہ کی وارث کرے اس کا جس کو چاہے

مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو بیشک زمین ہے اللہ کی اُس کا وارث کردے جسکو وہ چاہے

مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ○ قَالُوا أُوذِينَا مِن قَبْلِ

اپنے بندوں میں اور آخر بھلا ہے ڈر والوں کا ف۷ بولے ہم پر تکلیفیں رہیں تیرے آنے

اپنے بندوں میں اور آخر میں بھلائی ہے ڈرنیوالوں کیلئے ف۷ وہ بولے ہم پر تکلیفیں رہیں تیرے آنے

أَن تَأْتِيَنَا وَمِن بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُهْلِكَ

سے پہلے اور جب تو ہم میں آچکا کہا نزدیک ہے کہ رب تمہارا کھپا دے

سے پہلے اور تیرے آنے کے بعد ف۸ کہا نزدیک ہے کہ رب تمہارا ہلاک کردے

عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ○ ع

تمہارے دشمن کو اور نائب کرے تم کو ملک میں پھر دیکھے تم کیسا کام کرتے ہو ف۴

تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کردے تم کو ملک میں پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو ف۹

ف۱ یعنی یہ تم سب جادوگروں کی ملی بھگت ہے، غالباً موسیٰ تمہارا بڑا اُستاد ہوگا، اُسکو آگے بھیجدیا پھر سب نے اپنی مغلوبیت کا اظہار کر دیا تاکہ عام لوگ متاثر ہو جائیں اس گہری سازش سے تمہارا مقصود یہ ہے کہ یہاں ملک کے اصلی باشندوں کو نکال باہر کرو اور خود مصر کی سلطنت پر قبضہ کرلو۔ یہ تقریر فرعون نے اپنی فعلی شکست پر پردہ ڈالنے اور لوگوں کو اکسانے کی غرض سے کی تھی فاستخف قومہ فاطاعوہ مگر جس چیز سے فرعون اور فرعونی ڈر رہے تھے آخر تقدیر الٰہی سے وہ ہی پیش آئی ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون (القصص رکوع ۱) ف۲ ساحرین توحید اور تمنائے لقاء اللہ کی شراب سے مخمور ہو چکے تھے جنت و دوزخ گویا آنکھوں کے سامنے تھیں بھلا وہ ان دھمکیوں کی کیا پروا کر سکتے تھے انہوں نے صاف کہدیا کہ کچھ مضائقہ نہیں جو کرنا ہو کر گزر۔ پھر ہمکو اپنے خدا کے پاس جانا ہی ہے سو ہو کر سہی۔ وہاں کے عذاب سے یہاں کی تکلیف آسان ہے اور اُسکی رحمت و خوشنودی کے راستہ میں دنیا کی بڑی سے بڑی تکالیف و مصائب کا برداشت کر لینا بھی عاشقوں کے لئے سہل ہے۔ ھنیئاً لارباب النعیم نعیمھم ۔ وللعاشق المسکین ما یتجرع ف۳ یعنی جس رب کی نشانیوں کو مان لینے سے ہم تیری نگاہ میں مجرم ٹھہرے ہیں اُسی کی سے ہماری دعا ہے کہ وہ تیری زیادتیوں اور سختیوں پر ہمکو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور دم تک اسلام پر مستقیم رکھے ایسا نہ ہو کہ گھبرا کر کوئی بات تسلیم و رضا کے خلاف کر
ع ۱۴
گذریں ف۴ جب حق کے نشان دیکھ کر ساحرین سجدہ میں گر پڑے اور بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینا شروع کر دیا بلکہ بعض قبطیوں کا میلان بھی اُنکی طرف ہونے لگا تو فرعونی لیڈر گھبرائے اور فرعون کو یہ کہکر تشدد پر آمادہ کرنے لگے کہ موسیٰ اور اُسکی قوم بنی اسرائیل کو یہ موقع نہ دینا چاہیے کہ وہ آزاد رہ کر ملک میں اودھم مچاتے پھریں اور عام لوگوں کو اپنی طرف مائل کر کے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کردیں اور آئندہ تیری اور تیرے تجویز کیے ہوئے معبودوں کی پرستش ملک سے موقوف کرادیں۔ ف۵ فرعون اپنے کو "رب اعلیٰ" بڑا پروردگار کہتا تھا غالباً اس "اعلیٰ" کو نباہنے کیلئے پھر ادنیٰ پروردگار بھی تجویز کئے ہونگے۔ اُنکو یہاں "آلہتک" کہا بعض نے کہا کہ وہ گائے وغیرہ کی مجسم تصویریں تھیں بعض نے سورج اور ستاروں کا ارادہ کیا ہے بعض کے نزدیک خود فرعون نے اپنی تصویر کے مجسمے پرستش کیلئے تقسیم کر دیے تھے۔ کچھ ہی ہو بہرحال بڑا معبود اپنے ہی کو کہلواتا تھا۔ اور ما علمت لکم من الٰہ غیری کہہ کر خدا کے وجود کی نفی کرتا تھا العیاذ باللہ ف۶ موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بھی فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم کر رکھا تھا کہ لڑکوں کو قتل کر دیتا۔ اس خوف سے کہ کہیں پیدا ہو اسرائیلی نہ ہو جسکے ہاتھ پر اُسکی سلطنت کے زوال کی خبر منجمین نے دی تھی اور لڑکیوں کو خدمت وغیرہ کے لئے زندہ رہنے دیتا۔ اب موسیٰ علیہ السلام کا اثر دیکھ کر اندیشہ ہوا کہ کہیں اسکی تربیت و اعانت سے بنی اسرائیل زور نہ پکڑ جائیں۔ اس لئے انہیں خوف زدہ اور عاجز کرنے کے لئے اپنے زور و قوت کے نشہ میں پھر اُسی پرانی اسکیم پر عمل کرنیکی ٹھہرائی۔ بنی اسرائیل اس سفاکانہ تجویز کو سن کر طبعی طور پر پریشان اور دہشت زدہ ہو گئے ہونگے۔ اُسکا علاج موسیٰ علیہ السلام نے آئندہ آیت میں بتلا دیا ف۷ یعنی گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا۔ ملک اُسی کا ہے جسکو مناسب جانے عطا فرمائے۔ لہٰذا ظالم کے مقابلہ میں اُسی سے مدد مانگو۔ اسی پر نظر رکھو اُسی سے ڈرو صبر و تقویٰ کی راہ اختیار کرو اور یقین رکھو کہ آخری کامیابی صرف متقین کیلئے ہے۔ ف۸ یعنی ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے۔ تمہاری تشریف آوری سے قبل ہم سے ذلیل بیگار لیجاتی تھی اور ہمارے لڑکے قتل کئے جاتے تھے۔ تمہارے آنے کے بعد طرح طرح کی سختیاں کی جا رہی ہیں۔ اور قتل ابناء کے مشورے ہو رہے ہیں دیکھئے کب ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہو۔ ف۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی کہ زیادہ مت گھبراؤ خدا کی مدد قریب آگئی ہے تم دیکھ لوگے کہ تمہارا دشمن ہلاک
ع ۱۵
کر دیا جائیگا اور تمکو اُن کے اموال و املاک کا مالک بنا دیا جائے گا۔ تاکہ جس طرح آج سختی و غلامی میں تمہارا امتحان ہو رہا ہے اُس وقت خوشحالی اور آزادی دیکر آزمایا جائے کہ کہاں تک اُسکی نعمتوں کی قدر اور احسانات کی شکرگذاری کرتے ہو۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ کلام مسلمانوں کے سنانے کو نقل فرمایا، یہ سورت مکی ہے، اُسوقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے۔ "خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ۔ گفتہ آید در حدیث دیگراں" کے رنگ میں یہ بشارت انکو سنائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ یعنی شومی قسمت بد ہو سو اللہ کی تقدیر سے ہو بھلائی اور برائی کا اثر ہوگا آخرت میں اس کا جواب یہ نہ فرمایا کہ شومی اُن کے کفر سے تھی کیونکہ کافر بھی دنیا میں عیش کرتے ہیں اصل حقیقت یہی سو وہاں کہ دنیا کے احوال تقدیر پر موقوف ہیں ف ۲ حضرت موسیٰ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا۔ اس پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے اُس نے نہ مانا۔ آنکی بددعا سے یہ بلائیں پڑیں' دریائے نیل چڑھ گیا کھیت اور باغ اور گھر بہت تلف ہوئے اور ٹڈی سبزی کھا گئی اور آدمیوں کے بدن میں اور کپڑوں میں چچڑیاں پڑ گئیں اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور پانی لہو بن گیا آخر ہرگز نہ مانا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ

ف ۱ گزشتہ آیت میں فرمایا تھا "قریب ہے کہ خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے" یہاں سے اُسی اہلاک موعود کے بعض مبادی کی تفصیل شروع کی گئی ہے یعنی اُس سنۃ اللہ کے موافق جسکا بیان اسی پارہ کے شروع میں آیت وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء آیہ الخ کے تحت میں گذر چکا خدا تعالیٰ نے فرعونیوں کو ابتدائی تنبیہ کے طور پر قحط، خشک سالی وغیرہ معمولی تکالیف اور سختیوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ خواب غفلت سے چونکیں اور موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبرانہ نصیحتوں کو قبول کریں مگر وہ ایسے کاہے کو تھے انہوں نے ان تنبیہات کی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ پہلے سے زیادہ ڈھیٹ اور گستاخ ہو گئے چنانچہ تصدیق ثم بدلنا مکان السیئۃ الحسنۃ کے قاعدہ سے جب قحط وغیرہ دور ہو کر ارزانی اور خوشحالی حاصل ہوتی تو کہنے لگتے کہ دیکھو ہماری خوش طالعی اور اقبالمندی کے لائق تو یہ حالات ہیں۔ پھر اگر درمیان میں کبھی کسی ناخوشگوار اور بری حالت سے دوچار ہونا پڑ جاتا تو کہتے کہ یہ سب (معاذ اللہ) موسیٰ اور اُنکے رفقاء کی شومی تقدیر اور نحوست ہے۔ حق تعالیٰ نے اسی کا جواب دیا الا انما طائرھم عند اللہ الخ یعنی ایسی بدبختی اور نحوست کو مقبول بندوں کی طرف کیوں نسبت کرتے ہو۔ تمہاری اس نحوست کا واقعی سبب تو خدا کے علم میں ہے اور وہ تمہارا ظلم و عدوان اور بغاوت و شرارت ہے۔ اسی سبب کی بنا پر خدا کے یہاں سے کچھ حصہ نحوست کا وقتی سزا اور تنبیہ کے طور پر تمکو پہنچ رہا ہے باقی تمہارے ظلم و کفر کی اصلی شومی و نحوست یعنی پوری پوری سزا تو وہ ابھی اللہ کے پاس محفوظ ہے جو دنیا میں یا آخرت میں اپنے وقت پر تمکو پہنچکر رہیگی۔ جسکی ابھی اکثر لوگوں کو خبر نہیں ف ۲ یہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و نشانات دیکھکر کہتے تھے کہ خواہ کیسا ہی جادو آپ ہم پر چلائیں اور اپنے خیال کے موافق کتنے ہی نشان دکھلائیں ہم کسی طرح تمہاری بات ماننے والے نہیں۔ جب انہوں نے یہ آخری فیصلہ سنا دیا اور قبول حق کے سب دروازے اپنے اوپر بند کر لئے، تب خدا نے اُن پر چند قسم کی ظاہری بلائیں یکے بعد دیگرے مسلط کر دیں۔ جنکی تفصیل اگلی آیت میں آتی ہے ف ۳ یعنی بارش اور سیلاب کا طوفان یا طاعون کی وجہ سے موت کا طوفان علی اختلاف الاقوال۔ ف ۴ "قمل" سے مراد چچڑیاں ہیں جیسا کہ مترجم رحمہ اللہ نے اختیار کیا یا جوئیں یا گھیوں وغیرہ غلہ میں جو کیڑا لگ جاتا ہے جس سے غلہ خراب ہو جاتا ہے یعنی بدن اور کپڑوں میں چچڑیاں اور جوئیں پڑ گئیں غلہ میں گھن لگ گیا ف ۵ یعنی تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ یہ سب آیات دکھلائی گئیں مگر وہ کچھ ایسے متکبر، جرائم پیشہ اور پرانے گنہگار تھے کہ کسی طرح ماننا گوارا نہ کیا۔ سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مطالبہ (بنی اسرائیل کی آزادی) کو تسلیم نہ کیا تو حق تعالیٰ نے بارش کا طوفان بھیجا جس سے کھیتوں وغیرہ کی تباہی کا اندیشہ پیدا ہو گیا آخر گھبرا کر حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ تم اپنے خدا سے کہکر یہ بلا طوفان دور کرا دو تو ہم بنی اسرائیل کو آزادی دیکر تمہارے ساتھ روانہ کر دینگے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے بارش بند ہو گئی اور بجائے نقصان کے پیداوار بہت کثرت سے ہوئی۔ فرعونی عذاب سے بیفکر ہو کر اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے تیار کھیتوں پر ٹڈی دل بھیج دیا اسے دیکھکر پھر گھبرا گئے۔ کہ یہ نئی آفت کہاں سے آگئی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی اور پختہ وعدے کئے کہ اگر یہ عذاب ٹل گیا تو ہم ضرور بنی اسرائیل کو آزاد کر دینگے۔ جب یہ عذاب بھی اٹھا لیا گیا تو پھر مطمئن ہو گئے اور سب وعدے فراموش کر دیئے۔ آخر جس وقت غلہ اٹھا کر مکانوں میں بھر لیا تو خدا کے حکم سے غلہ میں گھن لگ گیا۔ پھر موسیٰ سے دعا کرائی اور بڑے پکے عہد و پیمان کئے لیکن جہاں وہ حالت ختم ہوئی بدستور سابق سرکشی اور بدعہدی کرنے لگے تو خدا نے انکا کھانا اور پینا بے لطف کر دیا۔ مینڈک اسقدر کثرت سے پیدا کر دیئے گئے کہ ہر کھانے اور برتن میں مینڈک نظر آتا تھا۔ جب بولنے یا کھانے کے لئے منہ کھولتے، مینڈک جست کر کے منہ میں پہنچتا اور ویسے بھی اس جانور کی کثرت سے رہنا سہنا مشکل کر دیا۔ ادھر پینے کیلئے جو پانی لینا چاہتے وہ ہی خدا کے حکم سے برتنوں میں یا منہ میں پہنچکر خون بن جاتا۔ غرض کھانے پینے تک سے عاجز ہو رہے تھے اس پر بھی جھکی اور اکڑفوں وہ ہی تھی ف ۶ یعنی اُس نے دعا کا جو موثر طریقہ تجھ کو بتلا رکھا ہے اسی طرح دعا کر دیجئے یا بما عھد عندک کا یہ مطلب ہو کہ "نبی اللہ" ہونے کی حیثیت سے دعا فرما دیجئے۔ گویا "عہد" کا اطلاق نبوت پر ہوا کیونکہ خدا اور نبی کے درمیان ایک طرح کا معاہدہ ہوتا ہے کہ خدا نبی کو خلعت اکرام و وجاہت سے سرفراز فرمائیگا اور نبی اُسکی پیغام رسانی میں کوئی کوتاہی نہ کریگا اور ممکن ہے بما عھد عندک سے وہ عہد مراد ہو جو تحت انبیاء علیہم السلام اقوام سے کیا جاتا ہے کہ اگر تم کفر و تکذیب سے باز آجاؤ گے تو عذاب الٰہی اٹھا لیا جائیگا واللہ اعلم ف ۷ اس مدت سے یا تو موت اور غرق ہونے تک کی مدت مراد ہے۔ یا ممکن ہے ایک بلا کے بعد دوسری بلا کے آنے تک کا وقت مراد ہو۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ

اور ہم نے پکڑا فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کے نقصان میں

اور ہم نے پکڑ لیا فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کے نقصان میں

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ

شاید وہ دھیان کریں پھر جب پہنچی اُن کو بھلائی کہنے لگے یہ ہے ہمارے واسطے

تاکہ وہ نصیحت مانیں پھر جب پہنچی اُن کو بھلائی کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا

اور اگر پہنچے برائی شومی بتاتے موسیٰ کی اور اُس کے ساتھ والوں کی سن لو شومی

اور اگر پہنچتی برائی تو نحوست بتلاتے موسیٰ کی اور اُس کے ساتھ والوں کی سن لو اُن کی

طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَهْمَا

اُنکی اللہ ہی پاس ہے پر اکثر لوگ نہیں جانتے ف ۱ اور کہنے لگے جو تو

شومی تو اللہ کے پاس ہے پر اکثر لوگ نہیں جانتے ف ۱ اور کہنے لگے جو کچھ

تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

لاوے گا ہم پاس نشانی کہ ہم کو اُس سے جادو کرے سو ہم تجھ کو نہ مانیں گے

تو لائیگا ہمارے پاس نشانی کہ ہم پر اُسکی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر ایمان نہ لائیں گے ف ۲

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ

پھر ہم نے بھیجا اُن پر غرقاب اور ٹڈی اور چچڑی اور مینڈک

پھر ہم نے بھیجا اُن پر طوفان ف ۳ اور ٹڈی اور چچڑی ف ۴ اور مینڈک

وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

اور لہو کتنی نشانیاں جدی جدی پھر تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار ف ۲

اور خون بہت سی نشانیاں جدی جدی پھر بھی تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار ف ۵

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ

اور جس بار پڑا اُن پر عذاب بولے اے موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا

اور جب پڑتا اُن پر کوئی عذاب تو کہتے اے موسیٰ دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے جیسا کہ اُس نے بتلا رکھا

عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ

ہے تجھ کو اگر تو نے اٹھایا ہم سے یہ عذاب تو بیشک تجھکو مانیں گے اور رخصت کریں گے

ہے تجھ کو ف ۶ اگر تو نے دور کر دیا ہم سے یہ عذاب تو بیشک ہم ایمان لے آئیں گے تجھ پر اور جانے دیں گے

مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ

تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے اٹھا لیا اُن سے عذاب ایک وعدے تک

تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے اٹھا لیا اُن سے عذاب ایک مدت تک

هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي

کہ اُن کو پہنچنا تھا تبھی مُنکر ہو جاتے پھر ہم نے بدلہ لیا اُن سے پھر ڈبا دیا اُن کو

کہ اُن کو اُس مدت تک پہنچنا تھا اُسی وقت عہد توڑ ڈالتے ف ۷ پھر ہم نے بدلہ لیا اُن سے سو ڈبو دیا ہم نے اُنکو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ سب بلائیں اُن پر آئیں ایک ایک ہفتہ کے فرق سے اول حضرت موسیٰ فرعون کو کہہ آتے کہ اللہ تم پر یہ بلا بھیجے گا وہی بلا آتی پھر مضطر ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے اُن کی دعا سے دفع ہوتی پھر منکر ہوجاتے آخر کو دبا پڑی نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مرگیا وہ لگے مردوں کے غم میں حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لیکر شہر سے نکل گئے۔ پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا دریائے قلزم پر جا پکڑا وہاں یہ قوم سلامت گذر گئی اور فرعون ساری فوج سمیت ڈوب گیا ف۲ یعنی برکت رکھی یعنی زمین شام اُسمیں ظاہر باطن کی برکت بہت ہے ف۳ جاہل آدمی تو بے صورت کو عبادت کر کر تسکین نہیں پاتا جبتک سامنے ایک صورت نہ ہو اس قوم نے دیکھا کہ گائے کی صورت پوجتے تھے اُنکو بھی یہ ہوس آئی آخر سونے کا بچھڑا بنایا اور پوجا ـــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

الیم بانھم کذبوا بایتنا وکانوا عنھا غفلین ○ واورثنا القوم

پانی میں اس پر کہ جھٹلائیں ہماری آیتیں اور کر رہے اُن سے تغافل ف۱ اور وارث کیا ہم نے اُنکو

دریا میں اس وجہ سے کہ اُنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور اُن سے تغافل کرتے تھے ف۱ اور وارث کردیا ہم نے اُن

الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربھا

جو لوگ کمزور ہو رہے تھے اُس زمین کی مشرق اور مغرب کا

لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے ف۲ اُس زمین کے مشرق اور مغرب کا

التی برکنا فیھا وتمت کلمت ربک الحسنی علی بنی اسرآءیل

جسمیں برکت رکھی ہے ہم نے اور پورا ہوا نیکی کا وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر

جس میں برکت رکھی ہے ہم نے ف۳ اور پورا ہوگیا نیکی کا وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر

بما صبروا ودمرنا ما کان یصنع فرعون وقومہ وما

اس پر کہ وہ ٹھہرے رہے اور خراب کیا ہم نے جو بنایا تھا فرعون اور اُس کی قوم نے اور

بسبب اُنکے صبر کرنیکے اور خراب کردیا ہم نے جو کچھ بنایا تھا فرعون اور اُس کی قوم نے اور جو

الربع

کانوا یعرشون ○ وجاوزنا ببنی اسرآءیل البحر فاتوا علی

اُنکو چڑھاتے چھتریوں پر ف۴ اور پار اُتارا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے تو وہ پہنچے ایک

اونچا کرکے چھایا تھا ف۴ اور پار اُتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے تو پہنچے ایک

قوم یعکفون علی اصنام لھم قالوا یموسی اجعل لنا الھا

لوگوں پر کہ پوجنے میں لگ رہے تھے اپنے بتوں پر بولے اے موسیٰ بنادے ہم کو بھی ایک

قوم پر جو پوجنے میں لگ رہے تھے اپنے بتوں کے ف۵ کہنے لگے اے موسیٰ بنادے ہماری عبادت کیلئے بھی ایک

کما لھم الھۃ قال انکم قوم تجھلون ○ ان ھؤلاء

بت جیسے اُن کے بت ہیں کہا تم لوگ جہل کرتے ہو ف۵ یہ لوگ جو ہیں اِنہیں

بت جیسے ان کے بت ہیں کہا تم لوگ تو جہل کرتے ہو ف۶ یہ لوگ

متبر ما ھم فیہ وبطل ما کانوا یعملون ○ قال اغیر

تباہ ہونا ہے جس کام میں لگے ہیں اور غلط ہے جو کر رہے ہیں کہا کیا غیر

تباہ ہونیوالی ہے وہ چیز جس میں وہ لگے ہوئے ہیں اور غلط ہے جو وہ کررہے ہیں ف۷ کہا کیا اللہ

اللہ ابغیکم الھا وھو فضلکم علی العلمین ○ واذ انجینکم

اللہ کے سوا لادوں تم کو کوئی معبود اور اُس نے تم کو بزرگی دی سب جہان پر اور وہ وقت یاد کرو جب

کے سوا ڈھونڈوں تمہارے واسطے کوئی اور معبود حالانکہ اُس نے تمکو بڑائی دی تمام جہان پر ف۸ اور وہ وقت یاد کرو جب

من ال فرعون یسومونکم سوء العذاب یقتلون ابناءکم

بچا نکالا ہم نے تم کو فرعون والوں سے دیتے تھے تم کو بری مار مارڈالتے تمہارے بیٹے

نجات دی ہم نے تمکو فرعون والوں سے کہ دیتے تھے تم کو بڑا عذاب کہ مارڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

ع ۱۶ ۱۲ ۶ ویستحیون نساءکم وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم ○ ع

اور جیتی رکھتے تمہاری عورتیں اور اس میں احسان ہے تمہارے رب کا بڑا

اور جیتا رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں احسان ہے تمہارے رب کا بڑا ف۹

ف۱ "رجز" سے بعض مفسرین کے نزدیک طاعون مراد ہے جیسا کہ بعض احادیث میں یہ لفظ طاعون پر اطلاق کیا گیا ہے۔ لیکن اکثر مفسرین ان آیات کو پچھلی آیات ہی کا بیان قرار دیتے ہیں۔ موضح القرآن میں ہے کہ "یہ سب بلائیں اُن پر آئیں ایک ایک ہفتہ کے فرق سے۔ اول حضرت موسیٰ فرعون کو کہہ آتے کہ اللہ تم پر یہ بلا بھیجے گا وہ ہی بلا آتی۔ پھر مضطر ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے، اُن کی دعا سے دفع ہوتی، پھر منکر ہوجاتے۔ آخر کو دبا پڑی۔ نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مرگیا۔ وہ لگے مردوں کے غم میں حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لیکر شہر سے نکل گئے۔ پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا۔ دریائے قلزم پر جا پکڑا وہاں یہ قوم سلامت گذر گئی اور فرعون ساری فوج سمیت غرق ہوا" ف۲ یعنی بنی اسرائیل کو ف۳ اکثر مفسرین کے نزدیک اس زمین سے مراد ملک شام ہے جسمیں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری و باطنی برکات ودیعت کی ہیں۔ ظاہری تو یہی کہ نہایت سرسبز و شاداب، اسیر حاصل، خوش منظر اور زرخیز ملک ہے۔ اور باطنی اس لئے کہ بہت سے انبیاء علیہم السلام کا مسکن و مدفن بنایا گیا ہے۔ بنی اسرائیل مصر سے نکلکر ایک مدت تک صحرائے تیہ میں سرگرداں پھرتے رہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا، بعدہٗ حضرت یوشع کے ساتھ ہو کر عمالقہ سے جہاد کیا اور اپنے آبائی وطن ملک شام کے وارث بنے۔ بعض مفسرین نے اس زمین سے مصر مراد لیا ہے یعنی فرعونیوں کو غرق کر کے ہم نے بنی اسرائیل کو مصر کی دولت کا وارث بنادیا کہ آزادی کے ساتھ اُس کو متمتع ہوں کما قال تعالیٰ کم ترکوا من جنت وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیھا فاکھین کذلک واورثنھا قوما اخرین (دخان رکوع ۱) ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الورثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون (القصص رکوع ۱) اس تقدیر پر مصر کی ظاہری برکات تو ظاہر ہیں۔ باطنی اس حیثیت سے ہونگی کہ حضرت یوسف علیہ السلام وہیں مدفون ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے اور آخر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچپن سے لیکر بڑی عمر تک طویل مدت اسی ملک میں گذاری۔ امام بغوی نے مفسرین کے دونوں قول جمع کر کے اس جگہ عموم و دونوں کا ارادہ کیا ہے۔ واللہ اعلم ف۴ یعنی بنی اسرائیل نے جب فرعونیوں کے سخت تباہ کن شدائد پر صبر کیا، موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت کے موافق خدا سے استعانت کی اور پیغمبر خدا کا ساتھ دیا تو خدا نے جو نیک وعدہ اُن سے کیا تھا (عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم اور نرید ان نمن علی الذین استضعفوا الخ) وہ پورا کر دکھایا۔ فرعون اور اُسکی قوم نے اپنے اپنے کبر و نخوت کے اظہار کے لئے جو ڈھونگ بنا رکھا تھا وہ سب تباہ و برباد ہوگیا۔ اور اُنکی اونچی اونچی عمارتیں تہ و بالا کر دی گئیں۔ سچ ہے "ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ" ف۵ بعض نے کہا کہ قبیلہ لخم کے لوگ تھے اور بعض نے کنعانی عمالقہ کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ بت گائے کی شکل پر تھے واللہ اعلم ف۶ یعنی حق تعالیٰ کی عظمت شان اور تنزیہ و تقدیس سے تم بالکل جاہل معلوم ہوتے ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ مدت دراز تک مصری بت پرستوں کے زیر سایہ رہنے کی وجہ سے بنی اسرائیل کا میلان بار بار اس طرح کے افعال و رسوم شرکیہ کی طرف ہوتا تھا۔ یہ بیہودہ جاہلانہ درخواست بھی مصر کی آب و ہوا اور وہاں کے بت پرستوں کی صحبت کے تاثرات کو ظاہر کرتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ "جاہل آدمی نرے بے صورت معبود کی عبادت سے تسکین نہیں پاتا جب تک سامنے ایک صورت نہ ہو۔ وہ قوم دیکھی کہ گائے کی صورت پوجتی تھی۔ اُنکو بھی یہ ہوس آئی آخر سونے کا بچھڑا بنایا اور پوجا" ف۷ یعنی ان کا بت پرستی کا مذہب میرے اور اہل حق کے ہاتھوں سے آئندہ تباہ ہونیوالا ہے۔ اور جو کچھ سوانگ یہ اب تک بناتے رہے ہیں وہ محض باطل، غلط، بیکار اور بے حقیقت ہے۔ ف۸ یعنی خدا کے انعامات عظیمہ کی شکر گذاری اور حق شناسی کیا یہی ہو سکتی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش کر کے اللہ سے بغاوت کیجائے۔ پھر بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس مخلوق کو خدا نے سارے جہان پر فضیلت دی وہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی مورتیوں کے سامنے سربسجود ہوجائے؟ کیا مفضول افضل کا معبود بن سکتا ہے؟ ف۹ اسکی تفسیر پارۂ الٓمٓ کے ربع کے بعد ملاحظہ کیجائے۔ یہ مضمون وہاں گذر چکا ہے۔ یعنی جس خدا نے ابھی ابھی تم پر ایسا عظیم الشان احسان فرمایا، کیا اُسے چھوڑ کر لکڑیوں اور پتھروں کے سامنے جھکتے ہو؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حق تعالیٰ نے وعدہ دیا حضرت موسیٰ کو کہ پہاڑ پر تیس رات خلوت کرو کر تمہاری قوم کو توریت دوں اس مدت میں انہوں نے ایک دن مسواک کی فرشتوں کو ان کے منہ کی بو سے خوشی تھی وہ جاتی رہی اسکے بدلے دس رات اور بڑھا کر مدت پوری کی ف۲ حضرت موسیٰ کو حق تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا انکو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھوں اس کی برداشت نہ ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہو سکتا ہے کیونکہ تجلی ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہ ہوئی پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو گئے آخرت کے وجود کو برداشت ہوگی وہاں دیکھنا تحقیق ہو ف۳ اسکی بہتر باتیں یعنی جتنے کرنیکا حکم ہے اور بری باتیں جتنے نہ کرنیکا حکم ہے اور دکھاؤں گا گھر بے حکموں کا یعنی اگر تم حکم پر نہ چلو گے تو تم کو اسی طرح ذلیل کریں گے جیسے ملک شام کا ملک اُن سے چھین کر تم کو دیا۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

ف جب بنی اسرائیل کو طرح طرح کی پریشانیوں سے اطمینان نصیب ہوا تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اب ہمارے لئے کوئی آسمانی شریعت لائیے جس پر ہم دلجمعی کے ساتھ عمل کرنے دکھلائیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ

اور وعدہ ٹھہرایا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا اُن کو دس سے تب پوری ہوئی مدت تیرے رب کی

اور وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا اور پورا کیا انکو اور دس سے پس پوری ہوئی مدت تیرے رب کی

اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ

چالیس رات اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو میرا خلیفہ رہ میری

چالیس راتیں ف اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میرا خلیفہ رہ میری

قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى

قوم میں اور سنوار اور نہ چل بگاڑنے والوں کی راہ ف اور جب پہنچا موسیٰ

قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کی راہ ف۲ اور جب پہنچا موسیٰ

لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ

ہمارے وقت پر اور کلام کیا اس سے اسکے رب نے بولا اے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں کہا تو مجھ کو

ہمارے وعدہ پر اور کلام کیا اس سے اسکے رب نے بولا اے میرے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں ف۳ فرمایا تو مجھ کو

تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ

ہرگز نہ دیکھے گا لیکن دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا اپنی جگہ تو آگے تو

ہرگز نہ دیکھے گا ف لیکن تو دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو مجھ کو

تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ

دیکھ لیگا مجھکو پھر جب نمود ہوا رب اُس کا پہاڑ کی طرف کیا اُسکو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسیٰ بیہوش

دیکھ لیگا ف پھر جب تجلی کی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف کر دیا اس کو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسیٰ بیہوش ہو کر ف

فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پھر جب ہوش آیا بولا تیری ذات پاک ہے میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلے یقین لایا ف

پھر جب ہوش میں آیا بولا تیری ذات پاک ہے میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلے یقین لایا ف

قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ

فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے کا اور اپنے کلام کرنے کا

فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے کا اور اپنے کلام کرنیکا

فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ

سو لے جو میں نے تجھ کو دیا اور شاکر رہ اور لکھ دی ہم نے اسکو تختیوں پر

سو لے جو میں نے تجھ کو دیا اور شاکر رہ ف اور لکھ دی ہم نے اسکو تختیوں پر

مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ

ہر چیز میں سے سمجھوتی اور بیان ہر چیز کا سو پکڑ ان کو زور سے

ہر قسم کی نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی ف سو پکڑ لے انکو زور سے

وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

اور کہہ اپنی قوم کو کہ پکڑے رہیں اس کی بہتر باتیں اب میں تمکو دکھاؤنگا گھر بے حکم لوگوں کا ف

اور حکم کر اپنی قوم کو کہ پکڑے رہیں اس کی بہتر باتیں عنقریب میں تم کو دکھلاؤنگا گھر نافرمانوں کا ف

تعالیٰ نے اُن سے کم از کم تیس دن اور زائد از زائد چالیس دن کا وعدہ فرمایا کہ جب اتنی مدت تم پے در پے روزے رکھو گے اور کوہ طور پر معتکف رہو گے تو تمکو تورات شریف عنایت کیجائیگی دو مدتیں (کم اور زیادہ) ٹھہرانیکا شاید یہ مطلب تھا کہ اگر اثنائے ریاضت میں وظائف عبودیت اور آداب تقرب ادا کرینگے، اعتبار سے کسی قسم کی کوتاہی در تقصیر ظاہر نہ کی تو اقل مدت تیس دن کافی ہونگے ورنہ اکثر الاجلین چالیس روز پورے کرنے پڑینگے۔ یا شروع سے تیس دن ضروری ولازمی میعاد کے طور پر ہوں اور چالیس دن پورے کرنا اختیاری و استحبابی حیثیت سے اصل میعاد کی تکمیل و تتمیم کے طور پر رکھے گئے ہوں۔ جیسے شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی بیٹی دیتے وقت فرمایا تھا علیٰ اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ (القصص رکوع ۳) اور ہمارے زمانہ کے بعض مصنفین نے یہ کہا ہے کہ اصلی میعاد چالیس ہی دن کی تھی جیسا کہ سورۂ بقرہ میں مذکور ہے اور یہاں بھی فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ میں اشارہ کیا گیا کہ یہ اُس چالیس دن کو بیان کا ایک پیرایہ ہے کہ ہم نے تیس دن کا وعدہ کیا تھا جس کا تتمہ دس دن اور رکھے تاکہ اشارہ ہو جائے کہ ایک مہینہ سالم (ذیقعدہ) پورا کر کے دوسرے مہینہ (ذی الحجہ) میں سے دس دن اور بڑھائے گئے۔ اس طرح یکم ذی القعدہ سے شروع ہو کر دس ذی الحجہ کو چلہ پورا ہوا جیسا کہ اکثر سلف سے منقول ہے واللہ اعلم۔ موضح القرآن میں ہے کہ "حق تعالیٰ نے وعدہ دیا حضرت موسیٰ کو کہ پہاڑ پر تیس رات خلوت کرو کر تمہاری قوم کو "تورات" دوں۔ اُس مدت میں انہوں نے ایک دن مسواک کی۔ فرشتوں کو اُنکے منہ کی بو سے خوشی تھی وہ جاتی رہی۔ اُسکے بدلے دس رات اور بڑھا کر مدت پوری کی"۔ ف۲ یعنی میری غیبت میں میرے حصہ کا کام بھی تم ہی کرو۔ گویا حکومت و ریاست کے جو اختیارات موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص تھے وہ ہارون علیہ السلام کو تفویض کر دیئے گئے اور چونکہ بنی اسرائیل کی تلون مزاجی اور سست اعتقادی کا پورا تجربہ رکھتے تھے اس لئے بڑی تصریح و تاکید سے ہارون علیہ السلام کو متنبہ کر دیا کہ اگر میرے پیچھے یہ لوگ کچھ گڑ بڑ مچائیں تو تم اصلاح کرنا اور میرے طریق کار پر کاربند رہنا، مفسدہ پردازوں کی راہ پر مت چلنا خدا کی مشیت کہ موسیٰ علیہ السلام یہ وصیت کر کے اُدھر گئے، اِدھر بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی شروع کر دی۔ مگر حضرت ہارون نے موجودہ بائبل نویسوں کے علی الرغم یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْۤا اَمْرِیْ کہہ کر اُن کی گمراہی اور اپنی بیزاری کا صاف صاف اعلان کر دیا اور وصیت موسوی کے موافق اصلاح حال کی امکانی کوشش کی ف۳ چالیس دن کی میعاد پوری ہو چکنے پر حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کسی مخصوص و ممتاز رنگ میں شرف مکالمہ بخشا۔ موسیٰ علیہ السلام کو بلا واسطہ کلام الٰہی سننے کی لذت بے پایاں حاصل ہوئی تو کمال اشتیاق سے متکلم کے دیدار کی آرزو کرنے لگے اور بیساختہ درخواست کر دی رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ۔ اے پروردگار میرے اور اپنے درمیان سے حجاب اور موانع اٹھا دیجئے اور وجہ انور بے حجاب سامنے کر دیجئے کہ ایک نظر دیکھ سکوں۔ ف یعنی دنیا میں کسی مخلوق کا یہ فانی وجود اُس ذوالجلال والاکرام کے دیدار کا تحمل نہیں کر سکتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں کسی کو موت سے پہلے دیدار خداوندی کا شرف حاصل ہونا شرعاً ممتنع ہے۔ گو عقلاً ممکن ہو کیونکہ اگر امکان عقلی بھی نہ مانا جائے تو موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی نسبت یہ خیال نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایک محال عقلی کی درخواست کرتے۔ اہل السنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ رویت باری دنیا میں عقلاً ممکن شرعاً ممتنع الوقوع ہے اور آخرت میں اُس کا وقوع نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلعم کی رویت شب معراج میں وہ اختلافی مسئلہ ہے جسکا ذکر انشاء اللہ سورۂ نجم میں آئیگا ف۵ یعنی پہاڑ کیطرف دیکھتے رہو ہم اپنے جمال مبارک کی ایک ذرا سی جھلک اُس پر ڈالتے ہیں اگر پہاڑ جیسی سخت اور مضبوط چیز اُسکو برداشت کر سکی تو ممکن ہے تمکو بھی اُسکے تحمل کے قابل بنا دیں۔ ورنہ سمجھ لیجئے کہ جس چیز کا تحمل پہاڑ سے نہ ہو سکے کسی انسان کی مادی ترکیب اور جسمانی آنکھیں اُسے کیسے برداشت کر سکتی ہیں۔ اگرچہ قلبی اور روحانی طاقت کے اعتبار سے زمین و آسمان ہو اور سب چیزوں سے انسان فائق ہے اور اسی سے موسیٰ علیہ السلام جس وحی الٰہی کے حامل تھے بلکہ دوسرا انسان بھی جس امانت عظیمہ کے حامل ہیں پہاڑ وغیرہ اسکے اٹھانے پر قادر نہیں فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (احزاب رکوع ۹) لَوْ اَنْزَلْنَا

هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ (حشر رکوع ۳) تاہم جس چیز کا تعلق ظاہری آنکھوں یا بدن کی مادی قوت سے ہے اُس میں انسان دوسری عظیم الخلقت چیزوں سے بہت کمزور درجہ پر واقع ہوا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (المومن رکوع ۶) وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (نساء رکوع ۵) اس جگہ موسیٰ علیہ السلام کو انسانی وجود کی اسی کمزوری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ف حق تعالیٰ کی تجلیات بہت طرح کی ہیں اور یہ مراد نہیں ہے کہ جس چیز پر جس طرح چاہے تجلی فرمائے۔ پہاڑ پر جو تجلی ہوئی اُس نے مقام پہاڑ کے خاص حصہ کو ریزہ ریزہ کر ڈالا اور موسیٰ علیہ السلام چونکہ محل تجلی سے قریب تھے اور اس قرب محل اور پہاڑ کے بیٹھنے کے ہیبتناک منظر دیکھنے کا یہ اثر ہوا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ یہ تشبیہ یوں سمجھئے کہ بجلی جب کہیں گرتی ہے تو اسکے قریب رہنے والے بھی بیہوش ہو جاتے ہیں ف یعنی پاک ہے تیری ذات اس سے کہ کسی مخلوق کے مشابہ ہو۔ اور دیدار کا تحمل کر سکیں، میں تیری بارگاہ میں بلا اجازت ایسی درخواست کرنے سے توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلے اس پر یقین رکھتا ہوں (بقیہ بر صفحہ ۲۱۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف الواح دیکر یہ بھی فرمادیا کہ قوم کو تاکید کرو کہ عمل کریں اور یہ بھی فرمادیا کہ جو بے انصاف ہیں اور حق پرست نہیں ان کے دل میں پھیر دوں گا اس پر عمل نہ کریں گے یعنی ہدایت اور ضلالت دونوں اسی کی طرف سے ہیں اسی طرح بہشت اور دوزخ ف۲ یعنی ان حکموں کی توفیق نہ ہوگی اور جو اپنی عقل سے کریں گے وہ قبول نہ ہوگا ____________ از شاہ عبد القادر صاحب ؒ

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۱۶) اور یہ بات وہ شخص ہوں جسے ذوقی دعیانی طریق پر منکشف ہوا کہ خدا وند قدوس کی رویت دنیا میں ان ظاہری آنکھوں سے واقع نہیں ہو سکتی ف یعنی دیدار نہ ہو سکا نہ سہی یہ شرف و امتیاز کیا تھوڑا ہے کہ ہم نے تجھ کو پیغمبر بنایا اور تورات عطا کی اور بلا واسطہ کلام فرمایا۔ سو جس قدر بخشش ہماری طرف سے ہوئی، اسے پلے باندھو اور ان بندوں میں شامل رہو جنہیں خدا نے شاکرین کے امتیازی لقب سے ملقب فرمایا ہے ف۹ بعض کہتے ہیں کہ تورات شریف ان تختیوں پر لکھی ہوئی تھی اور بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ تختیاں تورات کے علاوہ تھیں جو نزول تورات سے پہلے مرحمت ہوئیں۔ بہر حال دیدار نہ ہو سکنے سے جو شکستگی موسیٰ علیہ السلام کو ہوئی ان تختیوں پر لکھی ہوئی تھی اور بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ تختیاں تورات کے علاوہ تھیں جو نزول تورات سے پہلے مرحمت ہوئیں۔ بہر حال دیدار نہ ہو سکنے سے موسیٰ علیہ السلام کو ہوئی اس کی تلافی اور جبر مافات کے طور پر الواح عطا کی گئیں جن میں ہر قسم کی نصیحتیں اور تمام ضروری احکام کی تفصیل تھی (ابن کثیر) ف۱۰ یعنی خود بھی ان الواح کو مضبوطی اور احتیاط سے پکڑے رہو کہیں ہاتھ سے چھوٹ نہ جائیں اور اپنی قوم کو سمجھا کر وہ ان الواح کی بہترین ہدایات پر پختگی سے عمل کرتے رہیں اور ایسی اچھی چیز کو ہاتھ سے نہ دیں (تنبیہ) لفظ احسنہا سے یا تو اس پر متنبہ فرمانا ہے کہ ان میں احسن کے سوا اور کچھ نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو احکام دیئے گئے تھے یوں تو سب فی حد ذاتہ حسن ہیں۔ مگر بعض بعض سے احسن ہوتے ہیں مثلاً ظالم سے بدلہ لینا جائز اور حسن ہے۔ لیکن صبر کرنا اور معاف کر دینا عزیمت اور احسن ہے گو یا بنی اسرائیل کو اس پر آمادہ کرنا تھا کہ عزائم و مندوبات کے اکتساب میں سعی کریں اور خدا کے کامل فرمانبردار بنیں۔ اگر نافرمانی کریں گے تو انہیں نافرمانوں کا گھر دکھلا دیا جائے گا یعنی آخرت میں دوزخ اور دنیا میں تباہی و رسوائی۔ اعاذنا اللہ منہا (ابن کثیر و بغوی) اور بعض نے نافرمانوں کے گھر سے شام یا مصر مراد لیا ہے جو نافرمان عمالقہ یا فرعونیوں کا ملک تھا اس صورت میں یہ آیت بنی اسرائیل کے لئے بشارت ہوگی کہ اگر پوری طرح فرمانبرداری کروگے تو نافرمانوں کے ملک تم کو دیدیئے جائیں گے۔ والراجح ہو الاول کما رجحہ ابن کثیر۔ فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ جو لوگ خدا اور پیغمبر کے مقابلہ میں ناحق کا تکبر کرتے ہیں اور نخوت و غرور اجازت نہیں دیتا کہ احکام الٰہی قبول کریں، ہم بھی ان کے دل اپنی آیات کی طرف سے پھیر دیں گے کہ آئندہ اُن سے منتفع ہونے کی توفیق نہ ہوگی۔ ایسے لوگوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ خواہ کتنے ہی نشان دیکھیں اور کتنی ہی آیتیں سنیں ٹس سے مس نہ ہوں ہدایت کی سڑک کیسی ہی صاف اور کشادہ ہو اس پر نہ چلیں ہاں گمراہی کے راستہ پر نفسانی خواہشات کی پیروی میں دوڑتے چلے جائیں۔ تکذیب کی عادت اور غفلت کی تمادی سے جب دل مسخ ہو جاتا ہے، اس وقت آدمی اس حالت کو پہنچتا ہے ف۲ یعنی احکام الٰہیہ پر چلنے کی توفیق نہ ہوگی۔ اور جو کچھ کام اپنی عقل سے کریں گے وہ خدا کے یہاں قبول نہ ہوگا۔ جیسا کریں گے ویسا پائیں گے باقی ان کی بے جان اور مردہ نیکیوں کا جو بدلہ ملنا ہوگا دنیا میں مل جائیگا ف۳ یہ زیور جسے گلا کر اور ڈھال کر بچھڑا بنایا اصل میں فرعون کی قوم قبطیوں کا تھا ان کے پاس سے بنی اسرائیل کے قبضہ میں آیا۔ جیسا کہ سورۂ "طٰہٰ" میں ہے حُمِّلْنَا اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ ف۴ سورۂ "طٰہٰ" میں اس بچھڑے کا مفصل قصہ آئے گا یہاں اُن کی حماقت و سفاہت پر متنبہ کیا گیا ہے کہ ایک خود ساختہ ڈھانچہ میں سے گائے کی آواز سن لینے پر مفتون ہو گئے اور بچھڑے کو خدا سمجھ بیٹھے حالانکہ اس کی بے معنی آواز میں نہ کوئی کلام و خطاب تھا نہ دینی یا دنیوی رہنمائی اس سے ہوتی تھی۔ اس طرح کی صورت محض تو کسی چیز کو انسانیت کے درجہ تک بھی نہیں پہنچا سکتی، چہ جائیکہ خالق جل و علا کے مرتبہ پر پہنچا دے۔ یہ کتنا بڑا ظلم اور بے موقع کام ہے کہ ایک معمولی جانور کی صورت کو خدا کہدیا جائے بات یہ ہے کہ اس قوم کو پہلے ہی سے ایسی بے موقع باتیں کرنے کی عادت تھی چنانچہ پیشتر اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ کی درخواست موسیٰ علیہ السلام سے کر چکے تھے۔ ف۵ اپنی بدعقلی اور کجروی کے انہوں نے ایسا بے ڈھنگا اور بھونڈا کام کیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی تنبیہ کے بعد جب باطل کا جوش ٹھنڈا ہوا اور عقل و ہوش کچھ ٹھکانے ہوئے تو خود بھی اپنی حرکت پر بہت شرمائے گویا مارے ندامت کے ہاتھ کاٹنے لگے اور خوف و حزن کی وجہ سے آنکھوں کے طوطے اڑ گئے۔ گھبرا کر کہنے لگے اب کیسے بنے گی اگر خدا نے ہم پر رحم نہ فرما کر توبہ اور مغفرت کی کوئی صورت نہ نکالی تو یقیناً ہم ابدی خسران اور روحانی ہلاکت میں پڑ جائیں گے۔ ف۶ کیونکہ حق تعالیٰ نے طور ہی پر اطلاع دیدی تھی کہ سامری نے

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَ

میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے ان کو جو بڑائی ڈھونڈتے ہیں ملک میں ناحق اور

میں پھیر دونگا اپنی آیتوں سے اُن کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اور

اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ

اگر دیکھیں ساری نشانیاں یقین نہ کریں ان کو اور اگر دیکھیں راہ سنوار کی نہ ٹھہرادیں اُسے

اگر دیکھیں ساری نشانیاں ایمان نہ لائیں اُن پر اور اگر دیکھیں رستہ ہدایت کا تو نہ ٹھہرائیں اُس کو

سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

راہ اور اگر دیکھیں راہ الٹی اس کو ٹھہرادیں راہ یہ اس واسطے کہ انہوں نے جھوٹ

راہ اور اگر دیکھیں رستہ گمراہی کا اس کو ٹھہرالیں راہ یہ اس لئے کہ انھوں نے

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

جانیں ہماری آیتیں اور ہو رہے اُن سے بے خبر ف۱ اور جنھوں نے جھوٹ جانیں ہماری آیتیں

جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور رہے اُن سے بے خبر ف۱ اور جنھوں نے جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو

وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا

اور آخرت کی ملاقات ضائع ہوئیں ان کی محنتیں وہی بدلہ پاویں گے جو کچھ عمل کرتے تھے

اور آخرت کی ملاقات کو برباد ہوئیں ان کی محنتیں وہی بدلہ پائیں گے جو کچھ عمل کرتے تھے ف۲

17

يَعْمَلُوْنَ ۝ؑ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا

ف اور بنالیا موسیٰ کی قوم نے اس کے پیچھے اپنے زیور سے بچھڑا ایک

ع اور بنا لیا موسیٰ کی قوم نے اس کے پیچھے اپنے زیور سے بچھڑا ف۳

جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ

دھڑ اس میں گائے کی آواز یہ نہ دیکھا انہوں نے کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا اور نہ دکھلاتا راہ

ایک دھڑ کہ اس میں گائے کی آواز تھی کیا انھوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ اُن سے بات بھی نہیں کرتا اور نہیں بتلاتا رستہ

اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا

انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور وہ تھے بے انصاف اور جب پچھتائے اور سمجھے کہ

معبود بنا لیا اس کو اور وہ تھے ظالم ف۴ اور جب پچھتائے اور سمجھے کہ ہم

اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ

ہم بہکے گئے لگے اگر نہ رحم کرے ہم پر رب ہمارا اور نہ بخشے تو بیشک ہم

بے شک گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر نہ رحم کرے ہم پر ہمارا رب اور نہ بخشے ہم کو تو بیشک ہم

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ

خراب ہوں گے اور جب پھر آیا موسیٰ اپنی قوم میں غصے بھرا اور افسوس

تباہ ہوں گے ف۵ اور جب لوٹ آیا موسیٰ اپنی قوم میں غصہ میں بھرا ہوا افسوسناک ف۶

قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَ

بولا کیا بری نیابت کی تم نے میری بعد میرے کیوں جلدی کی اپنے رب کے حکم سے

بولا کیا بری نیابت تم نے میری میرے بعد ف۷ کیوں جلدی کی تم نے اپنے رب کے حکم سے ف۸ اور

منزل ۲

تیری قوم کو گمراہ کر دیا ہے۔ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام سخت متاسف اور غضبناک تھے۔ ف۷ یہ خطاب عبادِ عجل (گوسالہ پرستوں) کو تھا یعنی میرے پیچھے تم نے خوب میری قائم مقامی کی۔ جس بات پر میں سب سے زیادہ زور دیتا تھا خدا کی توحید و تفرید اُسی کی جگہ تم نے بچھڑے کی پوجا پاٹ کھڑی کر دی کہ ھٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى (فی الحقیقت یہی تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے) اور ممکن ہے خطاب ہارون علیہ کو بھی ہو کہ تم نے میری نیابت کا حق جو اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ کہہ کر سپرد کیا گیا تھا۔ اچھی طرح ادا نہ کیا کہ ان کو روکتے اور مضبوطی سے اس فتنہ کا مقابلہ کرتے جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں مفصل آئے گا۔ ف۸ یعنی میں پروردگار سے تمہارے لئے احکام ہی لینے تو گیا تھا اور چالیس روز کی میعاد بھی خدا نے مقرر کر دی تھی تم نے خدا کی مقرر کی ہوئی مدت پوری ہونے اور اس کے احکام کے آنے کا بھی انتظار نہ کیا۔ کچھ بہت زمانہ تو نہیں گزر گیا تھا جو تم نے گھبرا کر اس قدر جلد خدا کے قہر و غضب کو اپنی طرف آنے کی دعوت دی۔ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب انکی جائے خلیفہ ہوئے تو امت حکم میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں تھی خلیفہ وہ کہ امت کو دین اور دنیا کے بند وبست میں رکھے جس طرح پیغمبر سنوار گیا تا نصرت حق انکے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت اور نیاز پیغمبر سے منظور ہو سو امت انسے کرے تا برکت اور قبولیت کا درجہ ملے تورات میں امام کے لوازم دیکھئے تو معلوم ہو ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

أَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ
اور ڈال دیں وہ تختیاں اور پکڑا سر اپنے بھائی کا لگا کھینچنے اپنی طرف وہ بولا کہ لے میری ماں
ڈالدیں وہ تختیاں اور پکڑا سر اپنے بھائی کا لگا کھینچنے اسکو اپنی طرف ف۱ وہ بولا کہ اے میری ماں کے
إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ
کے جنے لوگوں نے مجھے بوڈا سمجھا اور نزدیک تھے کہ مجھ کو مار ڈالیں سو مت ہنسا مجھ پر
جنے لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھے کہ مجھ کو مار ڈالیں سو مت ہنسا مجھ پر
الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي
دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار لوگوں میں بولا اے رب معاف کر مجھ کو اور
دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار لوگوں میں ف۲ بولا اے میرے رب معاف کر مجھ کو
وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○ إِنَّ ۱۸ ع ۸
میرے بھائی کو اور ہم کو داخل کر اپنی رحمت میں اور تو ہے سب سے زیادہ رحم
اور میرے بھائی کو اور داخل کر ہم کو اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے ف۳ البتہ
الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ
کرنے والا البتہ جنہوں نے بچھڑا بنا لیا ان کو پہنچے گا غضب ان کے رب کا اور ذلت
جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا ان کو پہنچیگا غضب ان کے رب کا اور ذلت
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ○ وَالَّذِينَ
دنیا کی زندگی میں اور یہی سزا دیتے ہیں ہم جھوٹ باندھنے والوں کو اور جنہوں نے
دنیا کی زندگی میں اور یہی سزا دیتے ہیں ہم بہتان باندھنے والوں کو ف۴ اور جنہوں نے
عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ
کئے برے کام پھر بعد اس کے توبہ کی اور یقین لائے تیرا رب اس
کئے برے کام پھر توبہ کی اس کے بعد اور ایمان لائے تو بیشک تیرا رب توبہ
بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ○ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ
کے پیچھے بخشتا ہے مہربان اور جب تھم گیا موسیٰ سے غصہ
کے پیچھے البتہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اور جب تھم گیا موسیٰ کا غصہ تو
أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ
اٹھا لیں تختیاں اور جو ان میں لکھا ہوا ہے راہ کی سوجھ ہے اور مہر ان کے واسطے جو
اس نے اٹھا لیا تختیوں کو اور جو ان میں لکھا ہوا تھا اسمیں ہدایت اور رحمت تھی انکے واسطے جو اپنے رب سے
يَرْهَبُونَ ○ وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا
اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور چنے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد لانے کو ہمارے وعدہ کے
ڈرتے ہیں اور چن لئے موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ کے وقت پر لانے کو
فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ
وقت پھر جب ان کو لرزے نے پکڑا بولا اے رب اگر تو چاہتا پہلے ہی ہلاک کرتا ان کو
پھر جب ان کو زلزلہ نے پکڑا تو بولا اے رب میرے اگر تو چاہتا تو پہلے ہی ہلاک کر دیتا ان کو

ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس مشرکانہ ڈھونگ کو دیکھکر اور ہارون علیہ السلام کی نرمی و تساہل کا گمان کرکے اس قدر افروختہ اور دینی حمیت و غیرت کے جوش سے اس قدر بے قابو ہو رہے تھے کہ ہارون علیہ السلام کی طرف لپکے اور حرارت ایمانی کے بے اندازہ جوش میں ان کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے۔ معاذ اللہ ہارون کی اہانت کی نیت سے نہیں کیونکہ ہارون خود مستقل نبی اور عمر میں موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔ پھر ایک اولوالعزم پیغمبر سے یہ کیسے ممکن تھا کہ دوسرے نبی کی جو اس کا بڑا بھائی بھی ہو ذرہ برابر توہین کا ارادہ کرے۔ نہیں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے یہ معاملہ اس وقت ہوا جبکہ وہ قوم کی سخت بدعنوانی کی بناء پر بغض فی اللہ اور غصہ سے بے اختیار ہو رہے تھے جنکو حضرت ہارون کی نسبت یہ خیال گذر رہا تھا کہ شاید انھوں نے اصلاح حال کی پوری کوشش نہیں کی۔ حالانکہ ان کو اصلاح کی بھی تاکید کر گئے تھے۔ بیشک ہارون، نبی اور عمر میں بڑے تھے، مگر رتبہ میں موسیٰ علیہ السلام اُن سے بڑے تھے اور سیاسی و انتظامی حیثیت سے ہارون کو ان کا وزیر اور تابع بنایا گیا تھا۔ اس موقع پر موسیٰ علیہ السلام کی شان سیادت و حکومت کا ظہور ہوا۔ گویا ان کی طرف سے یہ دار و گیر اور سخت بازپرس حضرت ہارون کی تقصیر مظنون پر ایک قسم کی فعلی ملامت تھی۔ جس سے قوم کو بھی پوری طرح متنبہ کر دیا گیا کہ پیغمبر کا قلب نشہ توحید سے مسعود و سرشار اور دیدۂ شرک و کفر سے کسقدر متنفر و بیزار ہوتا ہے کہ اس معاملہ میں ادنیٰ ترین تساہل یا خاموشی کو بھی برداشت نہیں کر سکتے حتیٰ کہ ایک نبی کی نسبت اگر اس کا وہم ہو جائے کہ اس نے شرک کے مقابلہ پر آواز بلند کرنے میں ذرا سی کوتاہی کی ہے تو اس کی بزرگی اور وجاہت عند اللہ بھی ایسی سخت بازپرس سے اس کو نہیں روک سکتی۔ بہرحال موسیٰ علیہ السلام اس حالت میں شرعاً معذور تھے۔ اسی فرط غضب اور ہنگامۂ دار و گیر میں الواح (وہ تختیاں جو خدا کی طرف سے مرحمت ہوئی تھیں)، ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئیں۔ جسے عدم تحفظ کی وجہ سے تغلیظاً "القاء" سے تعبیر فرمایا، کیونکہ بظاہر خُذْهَا بِقُوَّةٍ کا امتثال نہ کر سکے۔ یا جیسا کہ بعض مفسرین کا خیال ہے ہارون کی طرف بڑھتے وقت ہاتھ خالی کرنے کے لئے بہت تیزی اور عجلت کے ساتھ تختیاں ایک طرف رکھ دیں۔ مگر چونکہ ان دونوں معاملات کی سطح جو ہارون یا الواح کے متعلق ظہور میں آئے صورۃً پسندیدہ نہ تھی، گو موسیٰ علیہ السلام نیۃً معذور تھے۔ اس لئے آئندہ رَبِّ اغْفِرْ لِي الخ کہکر حق تعالیٰ سے عفو کی درخواست کی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ ف۲ گو ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ کے عینی بھائی ہیں۔ مگر ماں کی طرف نسبت کرنے سے ان کو نرمی اور شفقت پر آمادہ کرنا تھا۔ اس آیت میں ہارون کی معذرت کا بیان ہے، حاصل یہ ہے کہ میں اپنے مقدور کے موافق ان کو سمجھا چکا۔ لیکن انھوں نے میری کچھ حقیقت نہ سمجھی۔ الٹے مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہونے لگے۔ اب آپ ایسا معاملہ کر کے ان کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے اور عتاب و غصہ کا اظہار کرتے وقت مجھ کو ظالموں کے ذیل میں شامل نہ کیجئے۔ ف۳ یعنی شدت غضب میں جو بے احتیاطی یا اجتہادی غلطی مجھ سے ہوئی خواہ میں اس میں کتنا ہی نیک نیت ہوں، آپ معاف فرما دیجئے اور میرے بھائی ہارون سے اگر ان کے درجہ اور شان کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی طرح کی کوتاہی قوم کی اصلاح میں ہوئی، اس سے بھی درگزر فرمایئے ف۴ یہ غضب وہ ہی ہے جس کا ذکر سورہ بقر میں رُبع پارہ الٓمٓ کے بعد گذر چکا۔ یعنی "گوسالہ پرستوں" کو وہ لوگ قتل کریں جنہوں نے یہ حرکت نہیں کی اور دوسروں کو روکنے میں حصہ بھی نہ لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا دنیا میں قتل ہے ف۵ یعنی برا کام حتیٰ کہ شرک و کفر کر کے پھر توبہ کرے اور ایمان لے آئے تو "غفور رحیم" کے یہاں رحمت اور معافی کی کچھ کمی نہیں یہ معافی وغیرہ آخرت سے متعلق ہے۔ گویا اشارہ فرما دیا کہ گوسالہ پرستوں کو جو سزائے قتل دی گئی وہ ان کے حق میں شرط قبول بھی گئی تھی توبوا الیٰ بارئکم فاقتلوا انفسکم (بقرہ)، اب ان پر اخروی مواخذہ باقی نہیں رہا۔ دنیوی سزا کے بعد اخروی حالت کا بیان اس جگہ ایسا ہی ہے جیسے دوسری جگہ السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا الخ کے بعد فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ فرما دیا گیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف١ حضرت موسیٰ اپنے ساتھ لے گئے ستر آدمی سردار قوم کے جب حق تعالیٰ نے کلام کیا شکر کہنے لگے ہم جب تک نہ دیکھیں ہم کو یقین نہیں اس سے ان پر بجلی گری اور کانپ کر مر گئے حضرت موسیٰ نے اس طرح دعا کی آپ کو شامل کر کر تب بخشے گئے پھر زندہ ہوئے یہ شاید بچھڑا پوجنے سے پہلے تھا یا شاید پیچھے تھا ف٢ شاید حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی جو مانگی مراد یہ تھی کہ سب امتوں پر مقدم رہیں دنیا اور آخرت میں فرمایا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقے پر مخصوص نہیں سو عذاب تو اسی پر ہے جس کو اللہ چاہے اور رحمت سب کو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہے ان کے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کریں گے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لائیں گے سو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو لوگ آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا ان کو لگی ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ ط
اور مجھ کو کیا ہم کو ہلاک کرے گا ایک کام پر جو کیا ہمارے احمقوں نے یہ سب تیرا آزمانا
اور مجھ کو کیا ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو ہماری قوم کے احمقوں نے یہ سب تیری آزمائش ہے

تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ ط أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ہے بچلا دے اس میں جس کو چاہے اور راہ دے جس کو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھامنے والا
بچلا دے اس میں جس کو تو چاہے اور سیدھا رکھے جس کو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھامنے والا سو بخش دے ہم کو

وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ○ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا
سو بخش ہم کو اور مہر کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ف١ اور لکھ دے ہمارے واسطے اس
اور رحمت کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ف١ اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں

حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ط قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ
دنیا میں بھلی اور آخرت میں ہم رجوع ہوئے تیری طرف فرمایا میرا عذاب جو ہے سو ڈالتا ہوں جس پر
بھلائی اور آخرت میں ہم نے رجوع کیا تیری طرف فرمایا میرا عذاب ڈالتا ہوں میں اس کو

مَنْ أَشَاءُ ج وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ
چاہوں اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھ دوں گا ان کو جو ڈر
جس پر چاہوں اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھ دوں گا ان کے لئے جو ڈر رکھتے ہیں

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ○ الَّذِينَ
رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو ہماری باتیں یقین کرتے ہیں ف٢ وہ جو
اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں ف٢ وہ لوگ جو

يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا
تابع ہوتے ہیں اس رسول کے جو نبی ہے امی جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا
پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے ف٣ کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا

عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ ز يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ
اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں بتاتا ہے ان کو نیک کام اور
اپنے پاس توریت اور انجیل میں ف٤ وہ حکم کرتا ہے ان کو نیک کام کا اور

يَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ
منع کرتا ہے ان کو برے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے واسطے سب پاک چیزیں
منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال کرتا ہے انکے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِينَ
اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک اور اتارتا ہے ان سے بوجھ ان کے اور
اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں ف٥ سو جو لوگ

آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ
پھانسیاں جو ان پر تھیں سو جو اس پر یقین لائے اور اس کی رفاقت کی اور مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا
اس پر ایمان لائے اور اسکی رفاقت کی اور اسکی مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو انکے ساتھ اترا ف٦

ف١ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ میقات اس میقات کے علاوہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو "تورات" عطا فرمانے کے لئے مقرر ہوا تھا۔ آیات حاضرہ کی ترتیب سے یہ ظاہر مفہوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ گوسالہ پرستی اور سزا دہی کے بعد پیش آیا لیکن سورۂ نساء کی آیت فقالوا ارنا اللہ جھرۃ فاخذتھم الصاعقۃ بظلمھم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتھم البینات الخ بظاہر یہ بتلاتی ہے کہ گوسالہ پرستی اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس واقعہ کا خلاصہ سورۂ بقرہ ربع پارہ "الم" میں گذر چکا ہے۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تمہاری باتیں ہم کیونکر تسلیم کر سکتے ہیں جب خدا تعالیٰ سے خود نہ سن لیں۔ حضرت موسیٰ نے ان میں سے ستر آدمیوں کو جو سردار تھے منتخب کر کے طور پر لے گئے۔ آخر انہوں نے حق تعالیٰ کا کلام سن لیا کہنے لگے کہ جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے بے حجاب دیکھ نہ لیں ہم کو یقین نہیں آ سکتا۔ اس گستاخی پر نیچے سے سخت بھونچال آیا اور اوپر سے بجلی کی کڑک ہوئی۔ آخر کانپ کر مر گئے، یا مردوں کی حالت کو پہنچ گئے۔ موسیٰ نے اپنے آپ کو ان کے ساتھ شامل کر کے نہایت موثر انداز میں دعا کی جس کا حاصل یہ تھا کہ خداوندا اگر تو ہلاک کرنا ہی چاہتا تو ان سب کو بلکہ ان کے ساتھ مجھ کو بھی پہلے ہی انہیں کے گھر آ کر یہاں بلانے اور کلام سننے سے پہلے ہی ہلاک کر دیتا۔ کس کی مجال تھی کہ آپ کی مشیت کو روک سکتا۔ جب آپ نے ایسا نہیں چاہا بلکہ مجھے لانے کی اور ان کو کلام الٰہی سننے کے لئے یہاں آنے کی اجازت دی تو یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ اپنے یہاں بلا کر محض بعض بے وقوفوں کی حماقت کی سزا میں ہم سب کو ہلاک کر دینا چاہتے ہیں۔ یقیناً یہ (رجفہ و صاعقہ کا) منظر سب آپ کی طرف سے ہماری آزمائش و امتحان ہے اور ایسے سخت امتحانات میں ثابت قدم رکھنا یا نہ رکھنا بھی آپ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اس قسم کے خطرناک اور زلۃ الاقدام مواقع میں آپ ہی ہمارے تھامنے اور دستگیری کرنے والے ہیں اور صرف آپ ہی کی ذات سے امید ہو سکتی ہے کہ ہم سب کی گذشتہ تقصیرات اور بے اعتدالیوں سے درگذر فرمائیں اور آئندہ اپنی رحمت سے ایسی خطاؤں اور غلطیوں کا شکار نہ ہونے دیں۔ حضرت موسیٰ کی اس دعا پر وہ لوگ بخشے گئے اور خدا نے ان کو از سر نو زندگی و رحمت ربانی کما قال ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون۔

ف٢ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ شاید حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی بھلائی جو مانگی مراد یہ تھی کہ سب امتوں پر مقدم اور فائق رہیں دنیا اور آخرت میں، جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقہ پر مخصوص نہیں، سو عذاب تو اسی پر ہے جس کو اللہ چاہے اور رحمت عام سب مخلوق کو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص جو تم طلب کر رہے ہو لکھی ہے ان کے نصیب میں جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں اور اموال میں زکوٰۃ ادا کرتے یا نفس کا تزکیہ کرتے ہیں اور خدا کی ساری باتوں پر یقین کامل رکھتے ہیں یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لاوے گی، سو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو کوئی آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا ان کو لگی۔

ف٣ "امی" یا تو "ام" (یعنی والدہ) کی طرف منسوب ہے، جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلعم نے ساری عمر کسی مخلوق کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ اس پر کمال یہ ہے کہ جن علوم و معارف اور حقائق و اسرار کا آپ نے افاضہ فرمایا کسی مخلوق کا حوصلہ نہیں کہ اس کا عشر عشیر پیش کر سکے۔ پس "نبی امی" کا لقب اس حیثیت سے آپ کے لئے مایۂ صد افتخار ہے اور یا "امی" کی نسبت "ام القریٰ" کی طرف ہو جو مکہ معظمہ کا لقب ہے جو آپ کا مولد شریف تھا۔ ف٤ یعنی آپ کی تشریف آوری کی بشارات اور نعوت و صفات کتب سماویہ سابقہ میں مذکور ہیں حتیٰ کہ اس وقت سے لے کر آج تک سالہا سال تیرہ سو برس کی کاٹ چھانٹ کے بعد بھی موجودہ بائبل میں بہت سی بشارات و اشارات پائے جاتے ہیں جن کو ہر زمانہ کے علماء بحوالہ کتب دکھلاتے چلے آئے ہیں۔ و بعد الحمد للّٰہ ذالک۔ ف٥ یعنی یہود پر جو سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں ان کی شرارتوں کی وجہ سے تنگی تھی۔ فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبات احلت لھم (نساء رکوع ٢٢) اس دین میں وہ سب چیزیں آسان ہوئیں اور جو ناپاک چیزیں مثلاً لحم خنزیر یا گندی باتیں مثلاً سود خوری وغیرہ، انہوں نے حلال کر رکھی تھیں، ان کی حرمت اس نبی نے ظاہر کی۔ ان سے بہت سے بوجھ ہلکے کر دیے اور بہت سی قیدیں اٹھا دی گئیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا "بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ"۔ ف٦ "نور" سے مراد وحی ہے خواہ متلو ہو یا غیر متلو۔ یعنی قرآن و سنت۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۱۔ ف حضرت کو پہلی کتابوں میں نبی امی بتایا تھا دو معنوں سے ایک تو نہ پڑھے تھے اور دوسرے ام القری سے پیدا ہوئے یعنی مکہ سے اور یہود پر سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں تنگی تھی اس دین میں وہ سب آسان ہوئے اسی کو بوجھ اور پھانسی فرمایا اور نور سے مراد قرآن اور شریعت ہے ف۲ وہی لوگ تھے کہ جب حضرت تک پہنچے تو ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

١٩ ع ٩

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ

وہی لوگ جنہیں مراد کو ف۱ تو کہہ اے لوگو میں رسول ہوں اللہ کا تم

وہی لوگ پہنچے اپنی مراد کو تو کہہ اے لوگو میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف

جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَ

سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمان اور زمین میں کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے جلاتا ہے اور

جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور

يُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

اور مارتا ہے سو مانو اللہ کو اور اس کے بھیجے نبی امی کو جو یقین کرتا ہے اللہ پر

مارتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس بھیجے ہوئے نبی اُمی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر

وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ

اور اس کے سب کلام پر اور اس کے تابع ہو شاید تم راہ پاؤ اور موسیٰ کی قوم میں ایک فرقہ

اور اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ ف۱ اور موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ہے

يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۝ وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ

راہ بتاتے ہیں حق کی اور اسی پر انصاف کرتے ہیں ف۲ اور بانٹ کر ان کو ہم نے کر دیئے بارہ دادوں

جو راہ بتلاتے ہیں حق کی اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں ف۲ اور جدا جدا کر دیئے ہم نے ان کو بارہ دادوں

أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ

کے پوتے اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے

کی اولاد بڑی بڑی جماعتیں ف۳ اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے

أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

کہ مار اپنی لاٹھی سے اس پتھر کو تو پھوٹ نکلے اس سے بارہ

کہ مار اپنی لاٹھی اس پتھر پر تو پھوٹ نکلے اس سے بارہ چشمے

عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ ۚ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ

چشمے پہچان لیا ہر ایک لوگوں نے اپنا گھاٹ اور سایہ کیا ہم نے ان پر ابر کا

پہچان لیا ہر قبیلہ نے اپنا گھاٹ اور سایہ کیا ہم نے ان پر ابر کا

وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۖ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ

اور اتارا ان پر من اور سلویٰ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے روزی دی تم کو

اور اتارا ہم نے ان پر من اور سلویٰ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے روزی دی تم کو

وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ وَإِذْ قِيلَ

اور ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنا برا کرتے رہے اور جب حکم ہوا

اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے اور جب حکم ہوا

لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا

ان کو کہ بسو اس شہر میں اور کھاؤ اس میں جہاں سے چاہو اور کہو

ان کو کہ بسو اس شہر میں ف۴ اور کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو اور کہو

ف۱ یعنی آپ کی بعثت تمام دنیا کے لوگوں کو عام ہے عرب کے امیین یا یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں جس طرح خداوند تعالیٰ شہنشاہ مطلق ہے آپ اس کے رسول مطلق ہیں اب ہدایت و کامیابی کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس جامع ترین عالمگیر صداقت کی پیروی کی جائے جو آپ لے کر آئے ہیں یہ ہی پیغمبر ہیں جن پر ایمان لانا تمام انبیاء و مرسلین اور تمام کتب سماویہ پر ایمان لانے کا مترادف ہے ف۲ گو اکثر یہود سرکشی اور ناانصافی کی راہ اختیار کر رہے ہیں تاہم کچھ ایسی سعید روحیں بھی ہیں جو دوسروں کو حق کی طرف دعوت دیتی ہیں اور بذات خود حق و انصاف کے راستوں پر گامزن ہیں مثلاً عبداللہ بن سلام وغیرہ ف۳ یعنی اصلاح و انتظام کے لئے ان کی بارہ جماعتیں جو بارہ دادوں کی اولاد تھی الگ الگ کر دی گئی تھیں۔ پھر ہر ایک جماعت کا ایک نقیب مقرر فرما دیا جو اس کی نگرانی اور اصلاح کا خیال رکھے وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا۔ ف۴ اس شہر سے مراد اکثر نے "اریحا" لیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱ یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا ہے آگے سارا ملک ملے گا۔ ف۲ حضرت داؤد کے عہد میں قصہ ہوا ہے۔ یہود پر ہفتہ کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ نے اس شہر والوں کو بے حکم دیکھا لگا آزمانے ہفتے کے دن مچھلیاں اوپر پھریں اور دونوں غائب رہیں۔ ان کا جی نہ رہ سکا۔ آخر ہفتہ کو شکار کیا۔ اپنی دانست میں حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ مچھلیاں وہاں بند ہو رہیں۔ تو بھی مچھلیاں نہ آتیں۔ ہفتہ کی شام کو نکل جاتیں۔ آخر ہفتے کے دن راہ جانے کی بند کی اتوار کو پکڑ لیا پھر وہ لوگ بندر ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو حلال روزی نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے تو اس کو آزمائش ہے۔ آخر وہ روزی وبال ہوئی اور معلوم ہوا کہ حیلہ اللہ پاس کام نہیں آتا۔ ف۳ ان میں تین فرقے ہوئے ایک شکار کرنے ایک منع کرنے والے ایک تھک کر منع کرنا چھوڑ بیٹھے لیکن وہ بہتر تھے جو منع کرتے تھے۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا اے سارا ملک ملے گا۔ کذا فی الموضح۔ یا یہ مطلب ہے کہ خطا معاف کر کے نیکوکاروں کے اجر و ثواب بڑھائیں گے کذا فی عامۃ الکتب۔ ف۲ یہ واقعات "وادی تیہ" کے ہیں جن کا بیان سورۂ "بقرہ" ربع پارہ الم کے بعد گزر چکا وہاں کے فوائد میں تفصیل ملاحظہ کیجائے۔ ف۳ یعنی اپنے زمانے کے یہود سے بطور تنبیہ و توبیخ اس بستی میں رہنے والے یہود کا قصہ دریافت کیجئے جو داؤد علیہ السلام کے عہد میں پیش آیا۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اس بستی سے "شہر ایلہ" مراد ہے جو بحر قلزم کے کنارے مدین اور طور کے درمیان واقع تھا۔ وہاں کے لوگ دریا کے قرب کی وجہ سے مچھلی کے شکار کی عادت رکھتے تھے۔ ف۴ حق تعالیٰ نے یہود پر ہفتے کے دن شکار کرنا حرام کیا تھا۔ باشندگان ایلہ کو عدول حکمی اور نافرمانی کی عادت تھی۔ خدا کی طرف سے سخت آزمائش ہونے لگی کہ ہفتے کے دن دریا میں مچھلیوں کی بعید کثرت ہوتی جو سطح دریا کے اوپر تیرتی تھیں باقی دنوں میں غائب رہتیں۔ ان لوگوں سے صبر نہ ہو سکا۔ صریح حکم الٰہی کے خلاف حیلے کرنے لگے۔ دریا کا پانی کاٹ لائے جب ہفتے کے دن مچھلیاں ان کے بنائے ہوئے حوض میں آجاتیں تو نکلنے کا راستہ بند کر دیتے اور اگلے دن اتوار کو جا کر پکڑ لاتے۔ تاکہ ہفتے کے دن شکار کرنا صادق نہ آئے گویا اس حرکت سے معاذ اللہ خدا کو دھوکا دینا چاہتے تھے۔ آخر دنیا ہی میں اس کی سزا بھگتی کہ مسخ کر کے ذلیل بندر بنا دیے گئے اس سے ظاہر ہوا کہ حیلہ سازی اور مکاری خدا کے آگے پیش نہیں جاتی۔ ف۵ معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے حکم الٰہی کے خلاف حیلہ بازی شروع کی تو شہر کے باشندے کئی قسموں پر منقسم ہو گئے جیسا کہ عموماً ایسے حالات میں ہوا کرتا ہے۔ ایک وہ لوگ جنہوں نے اس حیلہ کی آڑ لیکر صریح حکم الٰہی کی خلاف ورزی کی۔ دوسرے نصیحت کرنے والے جو آخر تک فہمائش اور امر بالمعروف میں مشغول رہے۔ تیسرے جنہوں نے ایک آدھ مرتبہ نصیحت کی پھر مایوس ہو کر اوران کی سرکشی سے تھک کر چھوڑ دی۔ چوتھے وہ ہوں گے جو نہ اس عمل شنیع میں شریک ہوئے اور نہ منع کرنے کے لئے زبان کھولی بالکل علیحدہ اور خاموش رہے۔ موخر الذکر دو جماعتوں نے انتھک نصیحت کرنے والوں سے کہا ہوگا کہ ان متمردین کے ساتھ کیوں مغز زنی کر کے دماغ کھپاتے ہو جن سے کوئی توقع قبول حق کی نہیں۔ ان کی نسبت تو معلوم ہوتا ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور پیش آنے والی ہے۔ یا خدا ان کو بالکل تباہ و ہلاک کر دے اور یا کسی سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے۔ کیونکہ یہ لوگ اب کسی نصیحت پر کان دھرنے والے نہیں۔ ف۶ یعنی شاید سمجھاتے رہنے سے کچھ ڈر جائیں اور اپنی حرکات شنیعہ سے باز آجائیں ورنہ کم از کم ہم پروردگار کے سامنے عذر تو کر سکتے ہیں کہ خدایا ہم نے آخر دم تک نصیحت و فہمائش میں کوتاہی نہیں کی۔ یہ نہ مانتے تو ہم پر اب کیا الزام ہے؟ گویا یہ ناصحین اول تو بالکلیہ مایوس نہ تھے دوسرے "تحزیمت" پر عمل کر رہے تھے کہ مایوسی کے باوجود بھی ان کا تعاقب نہیں چھوڑتے تھے۔ ف۷ یعنی جب ان نالائقوں نے تمام نصیحتوں کو بالکل ایسا بھلا دیا گویا سنا ہی نہیں تو ہم نے ناصحین کو بچا کر ظالمین کو سخت عذاب میں گرفتار کر دیا۔ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ کا عموم الفاظ دلالت کرتا ہے کہ جو نصیحت سے تھک کر لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا الخ کہنے لگے اور جنہوں نے آخر تک سلسلہ وعظ و نصیحت کا جاری رکھا ان دونوں کو نجات ملی۔ صرف ظالم پکڑے گئے۔ یہی عکرمہ سے منقول ہے۔ اور ابن عباس نے ان کے فہم کی داد دی ہے۔ باقی جو لوگ اول سے آخر تک بالکل ساکت رہے خدا نے بھی ان کے ذکر سے سکوت فرمایا۔ ابن کثیر نے خوب لکھا ہے فَنَصَّ عَلٰى نَجَاةِ النَّاهِيْنَ وَهَلَاكِ الظَّالِمِيْنَ وَسَكَتَ عَنِ السَّاكِتِيْنَ لِاَنَّ الْجَزَاءَ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ فَهُمْ لَا يَسْتَحِقُّوْنَ مَدْحًا فَيُمْدَحُوْا وَلَا ارْتَكَبُوْا عَظِيْمًا فَيُذَمُّوْا (ابن کثیر ملخصاً) اور ترجیح و بعد ذلک قول عکرمہ واللہ اعلم۔

حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ
گناہ اترے اور پیٹھو دروازے میں سجدہ کرتے تو بخشیں ہم تمہاری تقصیریں آگے اور دیں گے
ہم کو بخشدے اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے تو بخشدینگے ہم تمہاری خطائیں البتہ زیادہ دینگے ہم

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ
نیکی والوں کو ف۱ سو بدل لیا بے انصافوں نے ان میں سے اور لفظ سوائے اس کے جو کہہ دیا تھا
نیکی کرنے والوں کو ف۱ سو بدل ڈالا ظالموں نے ان میں سے دوسرا لفظ اس کے سوا جو ان سے کہدیا

لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ ع
پھر بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے بدلا ان کی شرارت کا
گیا تھا پھر بھیجا ہم نے ان پر عذاب آسمان سے بسبب ان کی شرارت کے ف۲

وَسْــَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ
اور پوچھ ان سے احوال اس بستی کا کہ تھی کنارے دریا کے جب حد سے بڑھنے لگے
اور پوچھ ان سے حال اس بستی کا جو تھی دریا کے کنارے ف۳ جب حد سے بڑھنے لگے

فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ
ہفتے کے حکم میں جب آنے لگیں ان کے پاس مچھلیاں ہفتے کے دن پانی کے اوپر اور جس دن
ہفتہ کے حکم میں جب آنے لگیں ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی کے اوپر اور جس دن

لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝
ہفتہ نہ ہو نہ آویں یوں ہم آزمانے لگے ان کو اس واسطے کہ بے حکم تھے ف۴
ہفتہ نہ ہو تو نہ آتی تھیں اس طرح ہم نے ان کو آزمایا اس لئے کہ وہ نافرمان تھے ف۴

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ
اور جب بولا ایک فرقہ ان میں کیوں نصیحت کرتے ہو ایک لوگوں کو کہ اللہ چاہتا ہے ان کو ہلاک کرے یا
اور جب بولا ان میں سے ایک فرقہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو اللہ چاہتا ہے کہ ہلاک کرے یا

مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ
ان کو عذاب کرے سخت بولے الزام اتارنے کو تمہارے رب کے آگے اور شاید وہ
ان کو عذاب دے سخت ف۵ وہ بولے الزام اتارنے کی غرض سے تمہارے رب کے آگے اور اس لئے کہ

يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ
ڈریں ف۶ وہ پھر جب بھول گئے جو ان کو سمجھایا تھا بچایا ہم نے جو منع کرتے تھے
شاید وہ ڈریں ف۶ پھر جب وہ بھول گئے اس کو جو ان کو سمجھایا تھا تو نجات دی ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے

عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَـِٔيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا
برے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو برے عذاب میں بدلہ ان کی
برے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو برے عذاب میں بسبب ان کی

يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً
بے حکمی کا پھر جب بڑھنے لگے جس کام سے منع ہوا تھا ہم نے حکم کیا ہو جاؤ بندر
نافرمانی کے ف۷ پھر جب بڑھنے لگے اس کام میں جس سے وہ روکے گئے تھے تو ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر

وقف لازم

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف شکار کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھائی ایک دن صبح کو اٹھے دوسروں کی آواز نہ سنی دیوار پر سے دیکھا ہر گھر میں بندر وہ آدمیوں کو پہچان اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر رکھنے لگے اور رونے لگے آخر برے حال سے تین دن میں مر گئے ف توریت میں فرمایا تھا کہ جب حکم توریت چھوڑ دوگے تو تم پر اور بندے مسلط ہوں گے پھر قیامت تک تم ذلیل رہو گے اب یہود کو کہیں کی حکومت نہیں غیر کی رعیت میں ف یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوئے یہ احوال اس امت کو سنایا ہے کہ یہ عیب کچھ ان پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بھی بعضے بندر اور سور ہو جاویں گے اللہ گواہی سے پناہ دے ف پچھلے لوگ رشوت لیکر مسئلے غلط کہنے لگے اور ادعا یہ رکھی کہ ہم بخشے جاویں گے حالانکہ پھر اسی کام کو حاضر ہیں امید بخشنے کی ہے جب باز آویں یا اسباب زندگی مال دنیا کو فرمایا —— از شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ

خٰسِـِٔیْنَ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

پھٹکارے ہوئے ف اور وہ وقت یاد کر جبر کر دی تیرے رب نے البتہ بھیجتا رہے گا یہود پر قیامت کے دن تک

ذلیل ف اور اس وقت کو یاد کرو جب خبر کر دی تھی تیرے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہیگا یہود پر قیامت کے دن تک

مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ ۚۖ وَاِنَّهٗ

ایک کوئی شخص کہ دیا کرے ان کو بری مار تیرا رب شتاب سزا دینا ہے اور

ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو عذاب ف بیشک تیرا رب جلد عذاب کرنیوالا ہے اور وہ

لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ

وہ بخشتا ہے مہربان ف اور متفرق کیا ہم نے ان کو ملک میں فرقے فرقے بعضے ان میں

بخشنے والا مہربان ہے ف اور متفرق کر دیا ہمنے انکو ملک میں فرقے فرقے ف بعضے ان میں نیک اور

مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ؗ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ

نیک اور بعضے اور طرح کے اور آزمایا ان کو خوبیوں میں اور برائیوں میں شاید وہ

بعضے اور طرح کے اور ہمنے انکی آزمایش کی خوبیوں میں اور برائیوں میں تاکہ وہ

یَرْجِعُوْنَ ۝ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ

پھر آویں ف پھر ان کے پیچھے آئے ناخلف وارث کتاب کے

پھر آئیں ف پھر ان کے پیچھے آئے ناخلف جو وارث بنے کتاب کے

یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ

لیتے اسباب اس ادنیٰ زندگی کا اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہوگا اور اگر

لے لیتے ہیں اسباب اس ادنیٰ زندگانی کا اور کہتے ہیں کہ ہم کو معاف ہو جائیگا اور اگر

یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِّیْثَاقُ

ویسا ہی اسباب پھر آوے تو لے لیویں کیا نہیں لیا ان پر عہد

ایسا ہی اسباب انکے سامنے پھر آئے تو اسکو لے لیویں ف کیا ان سے کتاب میں عہد نہیں

الْكِتٰبِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ

کتاب کے حق میں کہ نہ بولیں اللہ پر سوائے سچ کے اور پڑھا انہوں نے جو اس میں

لیا گیا کہ نہ بولیں اللہ پر سوا سچ کے اور انہوں نے پڑھا ہو جو کچھ اس میں لکھا ہے

وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ

ہے اس میں اور پچھلا گھر بہتر ہے ڈر والوں کو کیا تم کو بوجھ نہیں ف اور جو لوگ

اور آخرت کا گھر بہتر ہے ڈرنے والوں کے لئے کیا تم سمجھتے نہیں ف اور جو لوگ

یُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ

پکڑ رہے ہیں کتاب اور قائم رکھتے ہیں نماز ہم ضائع نہ کریں گے ثواب نیکی والوں کا

خوب پکڑے ہوئے ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو بیشک ہم ضائع نہ کرینگے ثواب نیکی والوں کا

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ

اور جس وقت اٹھایا ہم نے پہاڑ ان کے اوپر جیسے سائبان اور ڈرے کہ وہ

اور جس وقت اٹھایا ہمنے پہاڑ ان کے اوپر مثل سائبان کے اور ڈر رہے کہ وہ ان پر

ف شاید پہلے کچھ اور عذاب آیا ہوگا جب بالکل حد سے گذر گئے تب ذلیل بندر بنا دیئے گئے یا فلما عتوا سے گذشتہ آیت فلما نسوا ما ذکروا بہ الخ کی تفسیر قرار دیا جائے یعنی وہ عذاب بئیس یہی بندر بنا دینا تھا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ منع کرنے والوں نے شکار والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھائی ایک دن صبح کو اٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی، دیوار پر سے دیکھا، ہر گھر میں بندر تھے۔ وہ آدمیوں کو پہچان کر اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر رکھنے لگے اور رونے لگے۔ آخر برے حال سے تین دن میں مر گئے۔ ف یعنی خدا کی طرف سے پختہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ یہود اگر احکام تورات پر عمل کرنا چھوڑ دینگے تو حق تعالیٰ قرب قیامت تک وقتاً فوقتاً ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہیگا جو ان کو برے عذاب میں مبتلا رکھیں۔ برا عذاب یہاں محکومانہ زندگی کو فرمایا۔ چنانچہ قوم یہود کبھی یونانی اور کلدانی بادشاہوں کے زیر حکومت رہی کبھی بخت نصر وغیرہ کے شدائد کا تختہ مشق بنی۔ آخر میں نبی کریم صلعم کے عہد مبارک تک مجوسیوں کی باجگذار رہی۔ پھر مسلمان حکمرانوں کو ان پر مسلط فرما دیا۔ غرض اس وقت سے آج تک انکو من حیث القوم عزت و آزادی کی زندگی نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ جہاں کہیں رہے اکثر ملوک و حکام کی طرف سے سخت ذلت اور خطرناک تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ انکا مال و دولت وغیرہ کوئی چیز اس غلامی و محکومیت کی لعنت سے نجات نہ دے سکی اور نہ قیامت تک دے سکے گی۔ آخر میں جب یہ لوگ دجال کے مددگار ہو کر نکلیں گے تو حضرت مسیح علیہ السلام کے مسلمان رفقاء کے ہاتھوں سے تہ تیغ کئے جائیں گے کما ورد فی الحدیث ف یعنی جو شرارت سے باز نہ آئے بعض اوقات اس پر جلدی دنیا ہی میں عذاب بھیجنا شروع کر دیتا ہے اور کیسا ہی کثر مجرم توبہ کر لے اور نادم ہو کر خدا کی طرف رجوع ہو تو اس کی بخشش و رحمت بھی بے پایاں ہے۔ معاف کرتے ہوئے بھی دیر نہیں لگتی ف یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے کوئی اجتماعی قوت و شوکت نہ رہی اور مذہب مختلف پیدا ہوئے۔ یہ احوال اس امت کو عبرت کے لئے سنائے جاتے ہیں۔ ف یعنی کچھ افراد ان میں نیک بھی تھے مگر اکثریت کافر اور فاسقوں کی تھی۔ ان اکثروں کے لئے بھی ہم رجوع و انابت الی اللہ کے مواقع بہم پہنچاتے رہے کبھی انکو عیش و نعم میں رکھا کبھی سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا کہ محسن کے احسان مان کر یا سختیوں سے ڈر کر توبہ کریں اور خدا کی طرف رجوع ہوں۔ ف یعنی اگلوں میں تو کچھ صالحین بھی تھے پچھلے ایسے ناخلف نکلے کہ جس کتاب (تورات شریف) کے وارث و حامل بنے تھے، دنیا کا تھوڑا سا سامان لے کر اس کی آیات میں تحریف و کتمان کرنے لگے اور رشوتیں لیکر احکام تورات کے خلاف فیصلے دینے لگے۔ پھر اس پر ستم ظریفی دیکھئے کہ ایسی نالائق اور بیجا حرکات کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ عقیدہ اور دعویٰ رکھتے ہیں کہ ان باتوں سے ہم کو خطرہ کا کچھ اندیشہ نہیں۔ ہم تو خدا کی اولاد اور اس کے محبوب ہیں۔ کچھ بھی کریں وہ ہماری بے اعتدالیوں سے ضرور درگذر کریگا اسی عقیدہ کی بنا پر تیار رہتے ہیں آئندہ جب موقع ہو پھر رشوت لیکر اسی طرح کی بے ایمانی کا اعادہ کریں گویا بجائے اس کے کہ گذشتہ حرکات پر نادم ہوتے اور آئندہ کے لئے عزم رکھتے کہ ایسی حرکات کا اعادہ نہ کریں گے مگر اللہ سے مامون ہو کر ان ہی شرارتوں اور بے ایمانیوں کے اعادہ کا عزم رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ حماقت اور بیحیائی کیا ہوگی؟ ف یعنی تورات میں جو عہد لیا گیا تھا کہ خدا کی طرف سچ کے سوا کسی چیز کی نسبت نہ کریں کیا وہ انہیں معلوم نہیں جو اسکی کتاب اور احکام میں قطع و برید کرکے اس پر افترا کرنے لگے حالانکہ وہ کتاب الہی (تورات) کو یہ لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا مضمون انہیں معلوم نہیں یا یاد نہیں رہا حقیقت وہی ہے کہ دنیا کی فانی متاع کے عوض انہوں نے دین و ایمان بیچ ڈالا اور آخرت کی تکلیف و راحت سے آنکھیں بند کر لیں۔ نہ سمجھے کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے آخرت کا گھر اور وہاں کا عیش و تنعم دنیا کی خوشحالی سے کہیں بہتر اور فائق ہے۔ کاش کہ اب بھی انہیں عقل آ جائے۔ ف یعنی توبہ اور اصلاح حال کا دروازہ اب بھی کھلا ہے جو لوگ شریروں کی راہ چھوڑ کر تورات کی اصلی ہدایت کو تھامے رہیں اور اسی کی ہدایت و پیشین گوئی کے موافق اس وقت قرآن کریم کا دامن مضبوط پکڑے رہیں اور حدود اللہ کی بندگی (نماز وغیرہ) کا حق ٹھیک ٹھیک ادا کریں غرض اپنی اور دوسروں کی اصلاح پر متوجہ ہوں۔ خدا ان کی محنت ضائع نہ کریگا وہ بلاشبہ اپنی محنت کا میٹھا پھل چکھیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پشت سے انکی اولاد اور ان سے انکی اولاد نکالی سب سے اقرار کروایا اپنی خدائی کا پھر پشت میں داخل کیا اس سے مدعا یہ کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت ہے باپ کی تقلید نہ چاہیے اگر باپ شرک کرے تو بیٹا چاہیئے ایمان لاوے اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل تو یوں سمجھے کہ اسکا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے یا شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے ف۲ یہ قصہ یہود کو سنایا کہ وہ بھی عہد سے پھرے ہیں جیسے مشرک پھرے ہیں — از شاہ عبد القادر صاحبؒ

ف۱ یعنی جو میثاق الکتاب (عہد و اقرار) انہیں یاد دلایا جا رہا ہے، وہ ایسے اہتمام سے لیا گیا تھا کہ پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر لٹکا دیا گیا اور کہا گیا کہ جو کچھ تم کو دیا جا رہا ہے (تورات وغیرہ) اُسے پوری مضبوطی اور عزم سے تھامو اور جو نصیحتیں کی گئیں انہیں ہمیشہ یاد رکھو۔ ورنہ بصورت انکار سمجھ لو کہ خدا تم پر یہ پہاڑ گرا کر ہلاک کر سکتا ہے اس قدر اہتمام اور تخویف و تاکید سے جو قول و قرار لیا گیا تھا افسوس ہے وہ بالکل فراموش کر دیا گیا یہ "رفع جبل" کا قصہ سورۂ بقرہ میں رکوع ۸ پارہ الم کے بعد گذر چکا ہے ملاحظہ فرما لیا جائے ف۲ "میثاق خاص" کے بعد یہاں سے "میثاق عام" کا ذکر کرتے ہیں۔ تمام عقائد حقہ اور ادیان سماویہ کا بنیادی پتھر یہ ہے کہ انسان خدا کی ہستی اور ربوبیت عامہ پر اعتقاد رکھے مذہب کی ساری عمارت اسی بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے جب تک یہ اعتقاد نہ ہو، مذہبی اعتقادات میں عقل و فکر کی رہنمائی اور انبیاء و مرسلین کی ہدایات کچھ نفع نہیں پہنچا سکتیں۔ اگر بہت غور و تامل سے دیکھا جائے تو آسمانی مذہب کے تمام اصول و فروع بالآخر خدا کی ربوبیت عامہ کے اسی عقیدہ پر منتہی ہوتے بلکہ اسی کی تہ میں لپٹے ہوئے ہیں۔ عقل سلیم اور وحی و الہام اسی اجمال کی شرح کرتے ہیں بس ضروری تھا کہ یہ تخم ہدایت جسے کل آسمانی تعلیمات کا مبدأ و منتہیٰ اور تمام ہدایات ربانیہ کا وجود مجمل کہنا چاہیئے عام فیاضی کے ساتھ تمام افراد میں بکھیر دیا جائے تاکہ ہر آدمی عقل و فہم اور وحی و الہام کی آبیاری سے اس تخم کا شجر ایمان و توحید کے درجہ تک پہنچا سکے اگر قدرت کی طرف سے قلوب بنی آدم میں ابتدائیہ تخم ریزی نہ ہوتی اور اس سب سے زیادہ اساسی و جوہری عقیدہ کا حل ناخن عقل و فکر کے سپرد کر دیا جاتا تو یقیناً یہ مسئلہ بھی منطقی استدلال کی بھول بھلیاں میں پڑ کر ایک نظری مسئلہ بن کر رہ جاتا جس پر سب تو کیا اکثر آدمی بھی متفق نہ ہو سکتے جیسا کہ تجربہ بتلاتا ہے کہ فکر و استدلال کی جنگ آزمائیاں اکثر اتفاق سے زیادہ اختلاف آراء پر منتج ہوتی ہیں اس لئے قدرت نے جہاں غور و فکر کی قوت اور نور وحی و الہام کے قبول کرنے کی استعداد بنی آدم میں ودیعت فرمائی وہیں اس اساسی عقیدہ کی تعلیم سے ان کو ممتاز و بہرہ ور کیا جس کے اجمال میں کل آسمانی ہدایات کی تفصیل منطوی و مندرج تھی اور جس کے بدون مذہب کی عمارت کا کوئی ستون کھڑا نہیں رہ سکتا تھا یہ اسی ازلی اور خدائی تعلیم کا اثر ہے کہ آدم کی اولاد ہر قرن اور ہر گوشہ میں حق تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کے عقیدہ پر کسی نہ کسی حد تک متفق رہی ہے اور بعض معدود افراد نے کسی عقلی و روحی بیماری کی وجہ سے اس عام فطری احساس کے خلاف آواز بلند کی ہے، وہ انجام کار دنیا کے سامنے بلکہ خود اپنی نظروں میں بھی اسی طرح جھوٹے ثابت ہوئے جیسے ایک بیمار خود کا مریض، لذیذ اور خوش ذائقہ چیزوں کو تلخ و بدمزہ بتلانے میں جھوٹا ثابت ہوتا ہے بہرحال ابتدائی آفرینش سے آج تک ہر زمانہ اور طبقہ کے انسانوں کا خدا کی ربوبیت کبریٰ پر عام اتفاق و اجماع اس کی زبردست دلیل ہے کہ یہ عقیدہ عقول و افکار کی دوا دوش سے پہلے ہی خالق حقیقی کی طرف سے اولاد آدم کو بلاواسطہ تلقین فرما دیا گیا، فکر و استدلال کے راستے سے ایسا اتفاق پیدا ہونا ناممکن ہے محض تحفہ قرآن کریم کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ اس نے آیات حاضرہ میں عقیدۂ اس فطری بحث پر نہایت موثر اور مختصر ... کوئی ... نہیں کہ اس بنیادی عقیدہ کی تعلیم کب اور کہاں اور کس طرح دی گئی تاہم جس طرح ایک لکچرار اور انشاء پرداز کو یقین ہے کہ ضرور اس کو ابتداء میں کسی نے الف با سکھلائی ہے جس سے ترقی کر کے آج اس رتبہ کو پہنچا۔ گو پہلا لفظ سکھلانے والا اور سکھلانے کا وقت، مکان اور دیگر خصوصیات مطلق یاد نہیں ... اسے یقین ہے کہ ایسا واقعہ ضرور ہوا ہے اسی طرح بنی نوع انسان کا عام اختلاف الاقوام والاجیال عقیدۂ ربوبیت پر متفق ہونا اس کی کھلی شہادت ہے کہ یہ چیز بذریعہ فطرت کسی معلم کے ذریعہ سے ان کو سکھلائی گئی ہے۔ باقی تعلیم کی خصوصیات و احوال کا محفوظ نہ رہنا سو ... اس کی تعلیم میں خلل انداز نہیں ہو سکتا مگر حق تعالیٰ نے اپنی ازلی وحی کے ذریعہ جس کا نمایاں اثر آج تک فطری رشتہ میں موجود چلا آتا ہے، عرفان کو خدا کی حجت کے سامنے لزوم کر دیا ہے جو شخص اپنے الحاد و شرک کو حق بجانب قرار دینے کے لئے غفلت، بے خبری یا آباء و اجداد کی کورانہ تقلید کا عذر کرے، اس کے مقابلہ پر خدا کی یہی حجت قاطع ہے جس کی طرف حضرت المترجم قدس سرہ نے تفصیل سے اشارہ فرمایا ہے ... بطور خلاصہ ... ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پشت سے ان کی اولاد اور ان سے ان کی اولاد نکالی سب سے اقرار کروایا اپنی خدائی کا پھر پشت میں داخل کیا۔ اس سے مدعا یہ ہے کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت کرتا ہے۔ باپ کی تقلید نہ چاہئے اگر باپ شرک کرے بیٹے کو چاہئے ایمان لاوے، اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل؟ تو یوں سمجھے کہ اس کا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہاں قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے۔" ف۳ موضح القرآن میں ہے کہ "یہ قصہ یہود کو سنایا کہ وہ بھی عہد سے پھرے ہیں جیسے مشرک پھرے ہیں۔"

بِهِمْ ۚ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ع ١١

گرے گا ان پر پکڑو جو ہم نے دیا ہے زور سے اور یاد کرتے رہو جو اس میں ہے شاید تم کو ڈر ہو

گر پڑیگا ہم نے کہا پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے زور سے اور یاد رکھو جو اس میں ہو تاکہ تم بچتے رہو ف۱

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

اور جس وقت نکالی تیرے رب نے آدم کے بیٹوں کی پیٹھ ہیں سے ان کی اولاد

اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور

أَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ

اور اقرار کروایا ان سے ان کی جان پر کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے

اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب بولے ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں

أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا

البتہ ہم قائل رہیں کبھی کہو قیامت کے دن ہم کو اس کی خبر نہ تھی یا کہو

کبھی کہنے لگو قیامت کے دن ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی یا کہنے لگو

إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ ۖ

شریک تو کیا ہمارے باپ دادوں نے پہلے ہم ہوئے اولاد ان کے پیچھے

کہ شرک تو نکالا تھا ہمارے باپ دادوں نے ہم سے پہلے اور ہم ہوئے انکی اولاد ان کے پیچھے

أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَ

تو ہم کو کیوں ہلاک کرتا ہے ایک کام پر کہ کیا ہے خطا والوں نے ف۱ اور یوں ہم کھولتے ہیں باتیں

تو کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو کیا گمراہوں نے ف۲ اور یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں باتیں

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا

شاید وہ لوگ پھر آئیں ف۲ اور سنا ان کو احوال اس شخص کا ہم نے اس کو دی تھیں اپنی آیتیں

تاکہ وہ پھر آئیں ف۳ اور سنادے ان کو حال اس شخص کا جسکو ہم نے دی تھیں اپنی آیتیں

فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَلَوْ

تاکہ ہم نے اس کو دی اپنی آیتیں پھر ان کو چھوڑ نکلا پھر پیچھے لگا اس کے شیطان تو وہ ہوا گمراہوں میں

پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہو گیا گمراہوں میں ف۴ اور

شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ

ہم چاہتے تو اس کو اونچا کرتے ان آیتوں سے لیکن وہ گر پڑا زمین پر اور

ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ ان آیتوں کی بدولت لیکن وہ تو ہو رہا زمین کا اور پیچھے ہو لیا اپنی خواہش کے

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ

چلا اپنے چاؤ پر تو اس کا حال جیسے کتا اس پر تو لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو

تو اس کا حال ایسا جیسے کتا اس پر تو بوجھ لادے تو ہانپے اور چھوڑ دے

يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ

ہانپے یہ مثال ہے ان لوگوں کی کہ جھٹلائیں ہماری آیتیں سو تو بیان کر

تو ہانپے یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو سو بیان کر

منزل ٢

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف حضرت موسیٰ کو لشکر چلا ایک بادشاہ پر اس کے ملک میں ایک درویش تھا صاحب تصرف بادشاہ نے اس سے مدد چاہی اس کو باطن سے منع ہوا پھر بادشاہ نے اس کی عورت کو مال کی طمع دی اس نے اسکو راضی کر کر بھیجا وہاں اپنے عمل چلتے نہ دیکھے بادشاہ کو حیلہ سکھایا کہ اس لشکر میں فاحشہ عورتیں بھیجو اور روک بدکاری کریں تو ان پر ذلت پڑے حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے حیلہ پیش نہ چلایا لیکن سکھانے والا مردود ہوا شاید دنیا میں یا آخرت میں اس کو یہ عذاب ہوا کہ کتے کی طرح زبان لٹک پڑی حق تعالیٰ نے یہ قصہ یہود کو سنایا کہ گرچہ علم کامل اپنے پاس ہو کام تب آوے کہ آپ اس کے تابع ہوا اور اگر آپ تابع ہو حرص کا اور چاہے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ نہیں ہوتا اور شاید بابیٹھے کتے کی مثال اس میں یہ ہو کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا۔ اس کو باطن سے صحیح معلوم ہوا جب دل میں حرص پیٹھی تو باطن سے معلوم نہ پایا۔ آخر اس معلوم ہوا اس کو اپنی طبیعت کے موافق سمجھ لیا نقل ہیں کہ جب وہ چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تب معلوم ہوا کہ چاہے جب راہ میں پہنچا تو ایک فرشتہ راہ میں تلوار شمشیر ننگی ہاتھ میں اس نے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو پھر جاؤں کہا جا لیکن کچھ بد دعا نہ کر پھر بادشاہ پاس پہنچ کر لگا بد دعا کرنے منہ سے خود بخود دعائے نیک نکلنے لگی حضرت موسیٰ کے لشکر کو تب ناچار وہ حیلہ سکھایا

ف ۲ یعنی خدا اور رسول کو پہچانتا اور اس کے حکم سیکھنے پر کسی پر فرض نہیں ذکر ہے تو دوزخ میں جاوے ف ۳ یعنی اللہ نے اپنے وصف بتلائے ہیں کہ مناجات میں وہ کہہ کر پکارو کرم پر متوجہ ہو اور کج راہ نہ چلو کج راہ یہ کہ جو وصف نہیں بتائے وہ کہے جیسے اللہ کو برا کہا یا لنبا نہیں کہا یا قدیم کہا پرانا نہ کہا۔ اور ایک کج راہ یہ ہے کہ ان کو سحر میں چلاوے وہ اچھے کام نہ لا پاوے یعنی قرآن خدا نہ ٹلے گا وہ مطلب نے گا بھلا یا برا ف ۴ یعنی شرع پر ــــ از شاہ عبد القادر صاحب

ف ۱ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیات بلعم بن باعوراء کے حق میں نازل ہوئیں جو ایک عالم اور صاحب تصرف بزرگ تھا لیکن اللہ کی آیات وہدایات کو چھوڑ کر عورت کے اغوا اور دولت کے لالچ سے حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں اپنے تصرفات چلانے اور ناپاک تدبیریں بتلانے کے لئے تیار ہو گیا۔ آخر موسیٰ علیہ السلام کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا خود مردود ابدی بنا آیات اللہ کا جو علم بلعم کو دیا گیا تھا، اگر خدا چاہتا تو اس کے ذریعہ سے بہت بلند مراتب پر اس کو فائز کر دیتا اور یہ جب ہی ہو سکتا تھا کہ اسے اپنے علم پر چلنے اور آیات اللہ کا اتباع کرنے کی توفیق ہوتی لیکن ایسا نہ ہوا کیونکہ وہ خود آسمانی برکات و آیات سے منہ پھیر کر زمینی شہوات ولذات کی طرف جھک پڑا وہ نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہا تھا اور شیطان اس کا پیچھا دے رہا تھا (تعاقب) کر رہا تھا حتیٰ کہ پکے گمراہوں اور گمراہوں کی قطار میں جا داخل ہوا۔ اس وقت اس کا حال کتے کی طرح ہو گیا جس کی زبان باہر نکلی ہو اور برابر ہانپ رہا ہو اگر فرض کرو اس پر بوجھ لادیں یا ڈانٹ بتلائیں یا کچھ نہ کہیں آزاد چھوڑ دیں ہر صورت ہانپتا یا زبان لٹکائے رہتا ہے کیونکہ طبعی طور پر دل کی کمزوری کی وجہ سے گرم ہوا کے باہر پھینکنے اور سرد و تازہ ہوا کے اندر کھینچنے پر بسہولت قادر نہیں ہے اسی طرح سفلی خواہشات میں منہمک ہونے والے کتے کا حال ہوا کہ اخلاقی کمزوری کی وجہ سے آیات اللہ کا دیا جانا اور نہ دیا جانا اتبعہ کرنا اور نہ کرنا دونوں حالتیں اس کے حق میں برابر ہو گئیں سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ حرص و ذلت اس کی زبان باہر نکل پڑی، اور ترک آیات کی نحوست سے بد حواسی اور پریشانی خاطر کا نقشہ برابر ہانپتے رہنے کی مثال میں ظاہر ہوا ممکن ہے کہ بلعم کی باطنی و معنوی کیفیت ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک مثال کے طور پر یہ مضمون (اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ) ذکر کیا گیا ہو اور ہو سکتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں اس کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی ہو کہ ظاہری و حسی طور پر کتے کی طرح زبان باہر نکل پڑے اور ہمیشہ پریشان و بد حواس اور خوفزدہ آدمی کی طرح ہانپتا رہے۔ العیاذ باللہ۔ آیات کی شان نزول کچھ ہو، بہر حال یہاں ایسے ہوا پرستوں کا انجام بتلایا گیا ہے جو حق کے قبول کرنے یا پوری طرح سمجھ لینے کے بعد محض دنیوی طمع اور سفلی خواہشات کی پیروی میں احکام الہیہ کو چھوڑ کر شیطان کے اشاروں پر چلنے لگیں اور خدا کے عہد و میثاق کی کچھ پرواہ نہ کریں۔ گویا یہود کو بھی متنبہ فرما دیا کہ صرف کتاب کا علم کچھ نافع نہیں ہو سکتا جب تک صحیح معنی میں اسکا اتباع نہ ہو مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا (الجمعہ رکوع ۱) علماء سوء کے لئے ان آیات میں بڑا عبرتناک سبق ہے اگر دھیان کریں

ف ۲ مشرکین وغیرہم کے رد میں جا بجا قرآن نے عنکبوت، ذباب، مکڑی، مکھی وغیرہ کی مثالیں بیان فرمائی ہیں مگر ان لوگوں کی مثال ایسی بری ہے کہ کوئی غیرت مند آدمی حتی المقدور اسکو اپنے پر چسپاں نہ ہونے دے گا اور جو بیچارا خدا اپنے احوال پر چسپاں ہونے دیتا ہے وہ صرف اپنا ہی نقصان کرتا ہے ف ۳ علم و فضل بھی انسان کو جبھی کام دیتا ہے کہ خدا کی ہدایت و دستگیری سے علم صحیح کے موافق چلنے کی توفیق ہو جسے وہ سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق نہ کرے تو کتنی ہی بڑی علمی فضیلت و قابلیت رکھتا ہو پھر بھی ٹوٹے و خسارہ کو کچھ ہاتھ نہ آئے گا اس لئے انسان اپنے علم و فضل پر مغرور نہ ہو بلکہ ہمیشہ خدا سے ہدایت و توفیق کا طلبگار رہے

ف ۴ یہ آیت بظاہر آیہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کے معارض معلوم ہوتی ہے اس لئے بعض مفسرین نے وہاں "لیعبدون" میں "لام غایت" اور یہاں "لجہنم" میں "لام عاقبت" اور لیا ہے یعنی سب کے پیدا کرنے سے مطلوب اصلی تو عبادت ہے لیکن بہت سے جن و انس چونکہ اس مطلب کو پورا نہ کریں گے اور انجام کار دوزخ میں بھیجے جائیں گے اس انجام کے لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ گویا وہ دوزخ ہی کے لئے پیدا ہوئے کما فی قولہ تعالیٰ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا۔ باقی محققین کے نزدیک اس تکلف کی حاجت نہیں وہ دونوں جگہ "لام غایت" ہی کا ارادہ کرتے ہیں۔ مگر لیعبدون میں "غایت تشریعی" اور یہاں لجہنم میں "غایت تکوینی" بیان کی گئی ہے۔

الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ○ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ
احوال شاید وہ دھیان کریں ف بری کہاوت ان لوگوں کی
یہ احوال تاکہ وہ دھیان کریں ف بری مثال ہے ان لوگوں کی کہ
كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ○ مَن يَهْدِ اللَّهُ
جھٹلائیں ہماری آیتیں اور اپنا ہی نقصان کرتے رہے جس کو اللہ راہ دے
جھٹلایا انھوں نے ہماری آیتوں کو اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ف جس کو اللہ رستہ دے
فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○
وہی پاوے راہ اور جس کو وہ بھٹکا دے سو وہی ہیں ٹوٹے میں اور
وہی رستہ پاوے اور جس کو وہ بچلا دے سو وہی ہیں ٹوٹے میں ف
وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ
ہم نے پھیلا رکھے ہیں دوزخ کے واسطے بہت جن اور آدمی ان کے دل
اور ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور آدمی ف ان کے دل ہیں
لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ
نہیں ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں نہیں ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ
کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں
لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ
ان سے سنتے نہیں وہ جیسے چوپائے بلکہ ان سے زیادہ بے راہ وہ لوگ
کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ وہی
هُمُ الْغَافِلُونَ ○ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا
لوگ ہیں غافل ف اور اللہ کے ہیں سب نام خاصے سو اس کو پکارو وہ کہہ کر اور چھوڑ دو
لوگ ہیں غافل ف اور اللہ کے لئے ہیں سب نام اچھے سو اس کو پکارو وہی نام کہہ کر اور چھوڑ دو ان کو
الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○
ان کو جو کج راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں وہ بدلہ پا رہیں گے اپنے کئے کا ف
جو کج راہ چلتے ہیں ان کے ناموں میں وہ بدلہ پا رہیں گے اپنے کئے کا ف
وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ○ ع
اور ہماری پیدائش میں سے ایک لوگ ہیں کہ راہ بتلاتے ہیں سچی اور اسی پر انصاف کرتے ہیں اور
اور ان لوگوں میں کہ جن کو ہم نے پیدا کیا ہے ایک جماعت ہے کہ راہ بتاتے ہیں سچی اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں
وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ○
جنہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں ان کو ہم سہج سہج پکڑیں گے جہاں سے وہ نہ جانیں گے
اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سے جہاں سے ان کو خبر بھی نہ ہوگی
وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ○ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا
اور ان کو فرصت دوں گا بیشک میرا داؤ پکا ہے کیا دھیان نہیں کیا انہوں نے
اور میں ان کو ڈھیل دوں گا بیشک میرا داؤ پکا ہے ف کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا۔

منزل ۲

ف ۵ یعنی دل، آنکھ، کان سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے آیات اللہ میں غور کرتے ہیں۔ نہ قدرت کے نشانات کا بنظر تحقیق و اعتبار مطالعہ کرتے ہیں اور نہ خدائی باتوں کو سمع قبول سے سنتے ہیں جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود ہو رہے ہیں یہی حال ان کا ہے کہ دل و دماغ، ہاتھ پاؤں، کان آنکھ غرض خدا کی دی ہوئی سب قوتیں محض دنیوی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل و تکمیل کے وقف ہیں انسانی کمالات اور ملکوتی خصال کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ غور کیا جائے تو ان کا حال ایک طرح چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور مالک کے بلانے پر چلا آتا ہے اس کے ڈانٹنے سے رک جاتا ہے یہ کبھی حقیقی کی داعی کی ندا پر کان نہیں دھرتے پھر جانور اپنے فطری قویٰ سے وہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کیا ہے زیادہ ان میں استعداد ہی نہیں۔ لیکن ان لوگوں میں روحانی و عرفانی ترقیات کی جو فطری قوت و استعداد ودیعت کی گئی تھی [illegible] غفلت اور بے راہ روی سے [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف رفیق فرمایا پیغمبر کو کہ ہمیشہ ان کے پاس ہے اور وہ اس کے حال سے واقف ہیں ۱۲ منہ جزاہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

ان کے رفیق کو کچھ جنون نہیں وہ تو ڈرانے والا ہے صاف ف۱

کہ ان کے رفیق کو کچھ بھی جنون نہیں وہ تو ڈرانے والا ہے صاف

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ

کیا نگاہ نہیں کی سلطنت میں آسمان و زمین کی اور جو اللہ نے بنائی ہے

کیا انہوں نے نظر نہیں کی سلطنت میں آسمان اور زمین کی اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے

مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ

کوئی چیز اور یہ کہ شاید نزدیک پہنچا ہو ان کا وعدہ سو اس کے

ہر چیز سے اور اس میں کہ شاید قریب آگیا ہو ان کا وعدہ ف۲ سو اس

حَدِيْثٍ ۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ○ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ

پیچھے کس بات پر یقین لاویں گے جس کو اللہ بھٹکا دے اسے کوئی نہیں راہ دینے

کے پیچھے کس بات پر ایمان لائیں گے ف۳ جس کو اللہ بچلائے اس کو کوئی نہیں راہ

لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ

والا اور ان کو چھوڑ رکھا ہے ان کی شرارت میں بہکتے تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت

دکھلانیوالا اور اللہ چھوڑے رکھتا ہے ان کو ان کی شرارت میں سرگرداں ف۴ تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت

السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا

کس وقت ہے اس کا ٹھہراؤ تو کہہ اس کی خبر تو ہے میرے رب ہی پاس وہی کھول دکھاویگا

کو کہ کب ہے اس کے قائم ہونیکا وقت تو کہہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کھول دکھا دیگا

لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ۘؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا

اس کو اپنے وقت بھاری بات ہے آسمان و زمین میں تم پر آوے گی تو بے خبر

اس کو اس کے وقت پر وہ بھاری بات ہے آسمانوں اور زمین میں جب تم پر آئے گی تو

بَغْتَةً ؕ يَسْــَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

آوے گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں گویا کہ تو اس کا تلاشی ہے تو کہہ اس کی خبر ہے خاص اللہ

بے خبر آئیگی ف۵ تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں کہ گویا تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے تو کہہ دے اس کی خبر ہے خاص اللہ

اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ

پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے تو کہہ میں مالک نہیں اپنی جان کا

کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ف۶ تو کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کا

نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

بھلے کا نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جانا کرتا غیب کی بات تو

کے بھلے کا اور نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جان لیا کرتا غیب کی بات

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ

بہت کچھ بھلائیاں لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی میں تو یہی ہوں ڈر

تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی ف۷ میں تو بس ڈر

منزل ۲

بقیہ فوائد صفحہ ۲۲۴۔ ف۱ خالقیت کا حال ذکر کر کے مومنین کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم تسلیک، حمد اور ذکر غفلات دور کرنے والی چیز ہے۔ اس کو ہمیشہ ... اس کو اچھے ناموں سے یاد کرو جو رنگ اس کے اسماء و صفات کے بارہ میں کجروی اختیار کرتے ہیں انہیں چھوڑ دو وہ جیسا کر رہے ہیں ویسا بھگتیں گے خدا کے ناموں اور صفتوں کے متعلق کجروی یہ ہے کہ خدا پر ایسے نام یا صفت کا اطلاق کرے جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی اور جو حق تعالیٰ کی تعظیم و اجلال کے لائق نہیں۔ یا اس کے مخصوص نام یا صفت کا اطلاق غیر اللہ پر کرے۔ یا ان کے معانی بیان کرنے میں بے اصول تاویل و تحریف ... کو معصیت (مثلاً سحر وغیرہ) کے مواقع میں استعمال کرنے لگے۔ یہ سب کجروی ہے ف۲ یہ جماعت امت محمدیہ مرحومہ ہے علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم جس نے ہر قسم کی افراط و تفریط اور کجروی سے علیحدہ ہو کر سچائی اور انصاف و اعتدال کا طریقہ اختیار کیا اور اسی کی طرف دوسروں کو دعوت دیتی ہے۔ آگے اس امت کے مخالفین اور حق کی تکذیب کرنے والوں کا ذکر ہے ف۳ جھٹلانے والے مجرموں کو بسا اوقات فوراً سزا نہیں ملتی۔ بلکہ دنیوی عیش و فراخی کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ خدائی سزا سے بے فکر ہو کر ارتکاب جرائم پر اور زیادہ دلیر بن جاتے ہیں۔ اس طرح جو انتہائی سزا ان پر جاری کرنی ہے رفتہ رفتہ اپنے کو علانیہ اور کامل طور پر اس کا مستحق ثابت کر دیتے ہیں۔ یہی خدا کی ڈھیل اور استدراج ہے۔ وہ حماقت اور بے حیائی سے سمجھتے ہیں کہ ہم پر مہربانی ہو رہی ہے اور حقیقت میں انتہائی عذاب کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ خدا کا کید (داؤ) یا خفیہ تدبیر اسی کو کہا کہ ایسی کارروائی کی جائے جس کا ظاہر رحمت اور باطن قہر و عذاب ہو۔ بیشک خدا کی تدبیر بڑی مضبوط اور پختہ ہے جس کی کسی حیلہ اور تدبیر سے مدافعت نہیں ہو سکتی۔

فوائد صفحہ ھذا) ف۱ یعنی آخر آیات اللہ کو جھٹلانے اور اس کے بدانجام سے غافل ہو جانے کا سبب کیا ہے۔ ان آیات کا لانے والا معاذ اللہ کوئی بے عقل و مجنون نہیں، وہ ساری عمر تمہارے پاس رہا۔ اس کے ہر چھوٹے بڑے حال سے تم واقف ہو اس کی عقل و دانش اور امانت و دیانت پہلے سے مسلم و معروف ہے جس کے پاس سے لایا وہ تمام جہان کا مالک شہنشاہ مطلق اور ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے نہایت ہی محکم و مضبوط نظام سلطنت بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز میں جو اس نے پیدا کی ہے غور کرو تو یہ "آیات تکوینیہ" "آیات تنزیلیہ" کی تصدیق کریں گی۔ پھر آیات اللہ کی تسلیم میں کیا عذر باقی ہے انہیں سمجھنا چاہئے کہ شاید ان کی موت و ہلاکت کا وقت قریب آ لگا ہو۔ لہٰذا بعد الموت کے لئے جو تیاری کرنی ہے جلد کرنا چاہئے ف۲ یعنی اگر آیات قرآنیہ پر ایمان نہ لائے تو دنیا میں اور کونسی بات اور کونسا کلام ہے جس پر ایمان لانے کی امید کی جا سکتی ہے۔ سمجھ لو کہ ان بدبختوں کے لئے دولت ایمان مقدر ہی نہیں ف۳ ہدایت و ضلالت ہر چیز خدا کے قبضہ میں ہے۔ وہ نہ چاہے تو سارے سامان ہدایت کے رکھے رہ جائیں آدمی کہیں سے بھی منتفع نہ ہو۔ ہاں عادۃً وہ جب ہی ہدایت کی توفیق دیتا ہے جب بندہ خود اپنے کسب و اختیار سے اس راستہ پر چلنا چاہے۔ باقی جو دیدہ و دانستہ بدی اور شرارت ہی کی ٹھان لے تو خدا بھی رستہ دکھانے کے بعد اسی حال میں اسے چھوڑ دیتا ہے ف۴ پہلے عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ میں خاص اس قوم کی اجل (موت) کا ذکر تھا کہ انہیں کچھ معلوم نہیں کہ کب آ جائے۔ یہاں تمام دنیا کی اجل (قیامت) کے متعلق متنبہ فرما دیا۔ کہ جب کسی کو خاص اپنی موت کا علم نہیں کب آئے پھر کل دنیا کی موت کو کون بتلا سکتا ہے کہ فلاں تاریخ اور فلاں سنہ میں آئیگی۔ اسکی تعیین کا علم بجز خدائے علام الغیوب کسی کے پاس نہیں۔ وہ ہی وقت معین و مقدر پر اسے واقع کر کے ظاہر کر دے گا کہ خدا کے علم میں اس کا یہ وقت تھا۔ آسمان و زمین میں وہ بڑا بھاری واقعہ ہوگا اور اس کا علم بھی بہت بھاری ہے جو خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ گو اس واقعہ کی امارات (بہت سی نشانیاں) انبیاء علیہم السلام خصوصاً ہمارے پیغمبر آخرالزمان صلعم نے بیان فرمائی ہیں۔ تاہم ان سب علامات کے ظہور کے بعد بھی جب قیامت کا وقوع ہوگا تو بالکل بے خبری میں اچانک اور دفعتہ ہوگا جیسا کہ بخاری وغیرہ کی احادیث میں تفصیلاً مذکور ہے ف۵ ان لوگوں کے طرز سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ آپ کی نسبت ایسا سمجھتے ہیں کہ آپ بھی اسی مسئلہ کی تحقیق و تفتیش اور کھوج لگانے میں مشغول رہے ہیں اور تلاش کے بعد اس کے علم تک رسائی حاصل کر چکے ہیں، حالانکہ یہ علم حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس چیز کے پیچھے نہیں پڑا کرتے جس کی تحقیق کو حق تعالیٰ نے اپنی مصلحت کی بنا پر روک دیا ہو۔ نہ ان کے اختیار میں ہے کہ جو چیز چاہیں کوشش کر کے ضرور ہی معلوم کر لیا کریں۔ ان کا منصب یہ ہے کہ جن بیشمار علوم و کمالات کا خدا کی طرف سے افاضہ ہو نہایت شکرگزاری اور قدر شناسی کے ساتھ قبول کریں ... ف۶ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو اپنے اندر "اختیار مستقل" نہیں رکھتا ہے نہ "علم محیط" "سید الانبیاء" صلعم جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے ... ان کو حکم ہے کہ میں دوسروں کا کیا ذکر خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں۔ مگر جس قدر اللہ چاہے اتنے ہی پر میرا قابو ہے اور اگر میں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا تو بہت سی وہ بھلائیاں ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ بعضے کہتے ہیں حضرت آدمؑ و حوا پر یکلخت اول جو حمل ہوا ابلیس وہاں ایک نیک مرد کی صورت بنکر آیا اور ڈرایا کہ تیرے پیٹ میں شاید کچھ بلا ہے جب دونوں دعا کرنے لگے تب کہا کہ میری دعا سے یہ بلا دفع ہو کر بیٹا پیدا ہوگا۔ اس کا نام رکھیو عبدالحارث حارث شیطان کا نام تھا وہی کیا اس قصہ میں پیغمبروں سے شرک ثابت ہوتا ہے یا یہ قصہ غلط ہے اس آیت میں مرد و عورت کو فرمایا ہے آدم اور حوا کو نہیں۔ گو اول ذکر ان کا ہو چکا یا یوں کہیے کہ جو کچھ انسانوں میں ہونا مقدر تھا وہ حضرت آدم میں اول ظہور پکڑ گیا اس میں وہ خورد تقصیر تھے اولاد کے گناہ ان میں نظر آئے جیسے آئینہ میں صورت چنانچہ نفس کی خواہش اور اللہ کی بے حکمی اور کہہ کر بھول جانا اور دے کر منکر ہونا یہ سب اولاد کی خوئیں ان میں نظر آچکیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

تیسیر فوائد کے خوش و خرم کا سامان بھی حاصل کر لیتا جو علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں۔ نیز کبھی کوئی ناخوشگوار حالت مجھ کو پیش نہ آیا کرتی۔ مثلاً افک کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضور کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و قلق رہا۔ حجۃ الوداع میں صاف ہی فرما دیا " لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْيَ " (اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی تو ہرگز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا) اسی قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جن کی روک تھام "علم محیط" رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی۔ ان سب سے بڑھ کر عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ "حدیث جبرئیل" کی بعض روایات میں آپ نے تصریح فرمایا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے جبرئیل کو واپسی کے وقت تک نہیں پہچانا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے تب علم ہوا کہ جبرئیل تھے۔ یہ واقعہ بتصریح محدثین بالکل آخر عمر کا ہے۔ اس میں قیامت کے سوال پر مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ ارشاد فرمایا ہے۔ گویا بتلا دیا گیا کہ "علم محیط" خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اور "علم غیب" تو درکنار محسوسات و مبصرات کا پورا علم بھی خدا ہی کے عطا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ کسی وقت نہ چاہے تو ہم محسوسات کا بھی ادراک نہیں کر سکتے۔ بہرحال اس آیت میں کھول کر بتلا دیا گیا کہ "اختیار مستقل" یا "علم محیط" نبوت کے لوازم میں سے نہیں۔ جیسے کہ بعض جہلاء سمجھتے تھے۔ ہاں شرعیات کا علم جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے کامل ہونا چاہیے اور تکوینیات کا علم حق تعالیٰ جس کو جسقدر مناسب جانے عطا فرماتا ہے۔ اس نوع میں ہمارے حضورؐ تمام اولین و آخرین سے فائق ہیں۔ آپکو اتنے بیشمار علوم و معارف حق تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں جن کا احصاء کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں۔

ع ۲۳ ۱۴

وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

اور خوشی سنانے والا ماننے والوں کو وہی ہے جس نے تم کو بنایا ایک جان سے

اور خوشخبری سنانیوالا ہوں ایماندار لوگوں کو وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان

وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا

اور اسی سے بنایا اس کا جوڑا کہ اس پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانکا

سے اور اسی سے بنایا اس کا جوڑا تاکہ اس کے پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو

حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا

حمل رہا ہلکا سا حمل پھر بڑھتی گئی اس کے ساتھ پھر جب بوجھل ہوئی دونوں نے پکارا اللہ اپنے رب کو

ملایا تو حمل رہا ہلکا سا حمل تو چلتی پھرتی رہی اس کے ساتھ پھر جب بوجھل ہو گئی تو دونوں نے پکارا اللہ اپنے رب

لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا

اگر تو ہم کو بخشے چنگا بھلا تو ہم تیرا شکر کریں پھر جب دیا ان کو

کہ اگر تو ہم کو بخشے چنگا بھلا تو ہم تیرا شکر کریں پھر جب ان کو

صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَاۗءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

چنگا بھلا ٹھہرانے لگے اس کے شریک اس کی بخشی چیز میں سو اللہ اوپر ہے ان کے شریک بنانے سے ف۱

چنگا بھلا تو بنانے لگے اس کے لئے شریک اس کی بخشی ہوئی چیز میں سو اللہ برتر ہے ان کے شریک بنانے سے ف۱

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کن کو شریک بناتے ہیں جو پیدا نہ کریں ایک چیز اور آپ پیدا ہوتے ہیں اور نہ کر سکتے ہیں

کیا شریک بناتے ہیں ایسوں کو جو پیدا نہ کریں ایک چیز بھی اور وہ پیدا ہوتے ہیں اور نہیں کر سکتے ہیں

لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى

ان کی مدد اور نہ اپنی مدد کریں اور اگر ان کو پکارو راہ پر

ان کی مدد اور نہ اپنی مدد کریں اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف

لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝

نہ چلیں تمہاری پکار پر برابر ہے تم کو کہ ان کو پکارو یا چپکے رہو

تو نہ چلیں تمہاری پکار پر برابر ہے تم پر کہ ان کو پکارو یا چپکے رہو

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ

جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا بندے ہیں تم جیسے بھلا پکارو ان کو

جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے بھلا پکارو تو ان کو

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ

تو چاہیے قبول کریں تمہارا پکارنا اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جس سے چلتے

پس چاہیے کہ وہ قبول کریں تمہارے پکارنے کو اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلتے

بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ

ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جس سے پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں جس سے دیکھتے ہیں

ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے ہیں یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہیں

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ خدا نے سب انسانوں کو آدمؑ سے پیدا کیا۔ آدمؑ کے انس اور سکون و قرار حاصل کرنے کیلئے اسی کے اندر سے اس کا جوڑا (حواؑ) بنایا۔ پھر دونوں سے نسل چلی۔ جب مرد نے عورت سے خواہش پوری کی تو عورت حاملہ ہوئی۔ حمل کی ابتدائی حالت میں کوئی گرانی نہ تھی عورت حسب معمول چلتی پھرتی اور اٹھتی بیٹھتی رہی۔ جب پیٹ بڑھ گیا اور یہ کون جان سکتا تھا کہ اس کے اندر کیا چیز پوشیدہ ہے۔ تب مرد و عورت دونوں نے حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ اگر آپ اپنے فضل سے بھلا چنگا کارآمد بچہ عنایت فرمائیں گے تو ہم دونوں (بلکہ ہماری نسل بھی) شکر گزار رہے گی۔ خدا نے جب ان کی یہ تمنا پوری کر دی تو ہماری دی ہوئی چیز میں اوروں کے حصے لگانے شروع کر دیے مثلاً کسی نے عقیدہ جما لیا کہ یہ اولاد فلاں زندہ یا مردہ مخلوق نے ہم کو دی ہے کسی نے اس عقیدہ سے نہیں تو عملاً اس کی نذر و نیاز شروع کر دی یا بچہ کی پیشانی اسکے سامنے ٹیک دی یا بچہ کا نام ایسا رکھا جس سے شرک کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً عبدالعزیٰ یا عبدالشمس وغیرہ۔ غرض جو حق منعم حقیقی کا تھا وہ اعتقاداً یا عملاً یا قولاً دوسروں کو دے دیا گیا۔ خوب سمجھ لو کہ حق تعالیٰ تمام انواع و مراتب شرک سے بالا و برتر ہے۔ ان آیات میں حسن بصری وغیرہ کی رائے کے موافق خاص آدمؑ و حواؑ کا نہیں بلکہ عام انسانوں کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ بیشک ابتداء هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا میں بطور تمہید آدم و حوا کا ذکر تھا۔ مگر اس کے بعد مطلق مرد و عورت کے ذکر کی طرف منتقل ہو گئے اور ایسا بہت جگہ ہوتا ہے کہ شخص کے ذکر سے جنس کے ذکر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جیسے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ میں جن ستاروں کو "مصابیح" فرمایا ہے وہ ٹوٹنے والے ستارے نہیں۔ جن سے "رجم شیاطین" ہوتا ہے۔ مگر شخص "مصابیح" سے جنس "مصابیح" کی طرف کلام کو منتقل کر دیا گیا۔ اس تفسیر کے موافق جملہ شرکاء میں کچھ اشکال نہیں مگر اکثر سلف سے یہی منقول ہے کہ ان آیات میں صرف آدم و حوا کا قصہ بیان فرمایا ہے کہتے ہیں کہ ابلیس ایک نیک مخلوق کی صورت میں حوا کے پاس آیا اور فریب دے کر ان سے وعدہ لے لیا کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام عبدالحارث رکھیں۔ حوا نے آدمؑ کو بھی راضی کر لیا۔ اور جب بچہ پیدا ہوا تو دونوں نے عبدالحارث نام رکھا ("حارث" ابلیس کا نام تھا جس سے وہ گروہ ملائکہ میں پکارا جاتا تھا) ظاہر ہے کہ اسمائے اعلام میں لغوی معنی معتبر نہیں ہوتے اور ہوں بھی تو "عبد" کی اضافت "حارث" کی طرف اسکو مستلزم نہیں کہ "حارث" کو معاذ اللہ معبود سمجھ لیا جائے۔ ایک مہمان نواز آدمی کو عرب "عبدالضیف" کہہ دیتے ہیں (یعنی مہمان کا غلام) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ گویا میزبان مہمان کی پوجا کرتا ہے۔ پس اگر "عبدالحارث" نام رکھنے کا یہ واقعہ صحیح ہے تو نہیں کہا جا سکتا کہ آدم علیہ السلام نے معاذ اللہ حقیقۃً شرک کا ارتکاب کیا جو انبیاء کی شان عصمت کے منافی ہے ہاں بچہ کا ایسا غیر موزوں نام رکھنا جس سے بظاہر شرک کی بو آتی ہو نبی معصوم کی شان رفیع اور جذبہ توحید کے مناسب نہ تھا۔ قرآن کریم کی عادت ہے کہ انبیاء و مقربین کی چھوٹی سی لغزش اور ادنیٰ ترین زلت کو "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے لحاظ کے مطابق اکثر سخت عنوان سے تعبیر کرتا ہے۔ جیسے یونس علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فرمایا حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا علی توجیہ بعض المفسرین۔ اسی طرح یہاں بھی آدم علیہ السلام کے رتبہ کے لحاظ سے اس موہم شرک تسمیہ کو تغلیظاً ان الفاظ میں ادا فرمایا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا (خدا کی دی ہوئی چیز میں حصہ دار بنانے لگے) یعنی ان کی شان کے لائق نہ تھا کہ ایسا نام رکھیں جس کی سطح سے شرک کا وہم ہوتا ہے۔ گو حقیقۃً شرک نہیں۔ شاید اسی لئے فَقَدْ أَشْرَكَا وغیرہ مختصر عبارت چھوڑ کر یہ طویل عنوان جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا اختیار فرمایا۔ واللہ اعلم۔ تنبیہ: حافظ عماد الدین ابن کثیر نے بتلایا ہے کہ عبدالحارث نام رکھنے کی حدیث مرفوع جو ترمذی میں ہے، وہ تین وجہ سے معلول ہے۔ رہے آثار وہ غالباً اہل کتاب کی روایات سے ماخوذ ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۲ پہلے ایک طرح کے شرک کا ذکر تھا اس کی مناسبت سے ان آیات میں بت پرستی کا رد فرماتے ہیں۔ یعنی جو کسی کو پیدا نہ کر سکے بلکہ خود تمہارا [illegible]

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی نیک کام کو کہے اور جاہلوں سے پرے رہے لڑنے نہ لگے نہیں تو آپ بھی جاہل بنا اور کام رزمی میں کار شیطان آیا۔ اور اگر ایک وقت شیطان تحریک کر وا وے تو جب یاد آوے شتاب پناہ پکڑے اللہ کی اور سنبھل جاوے اپنے جبل میں چلے نہ جاوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنِ

یا ان کے کان ہیں جس سے سنتے ہیں تو کہہ پکارو اپنے شریکوں کو پھر برا کرو میرے حق میں اور

یا ان کے کان ہیں جن سے سنتے ہیں تو کہہ دے کہ پکارو اپنے شریکوں کو پھر برائی کرو میرے حق میں

فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنَّ وَلِیِّ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖۚ وَهُوَ

مجھ کو ڈھیل نہ دو میرا حمایتی اللہ ہے جس نے اتاری کتاب اور وہ

اور مجھ کو ڈھیل نہ دو ف۱ میرا حمایتی تو اللہ ہے جس نے اتاری کتاب اور وہ

یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ

حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا نہیں کر سکتے

حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی ف۲ اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا وہ نہیں کر سکتے

نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَی الْهُدٰی

تمہاری مدد اور نہ اپنی جان بچا سکیں اور اگر ان کو پکارو ہدایت کی طرف

تمہاری مدد اور نہ اپنی جان بچا سکیں اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف

لَا یَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝ خُذِ

کچھ نہ سنیں اور تو دیکھے کہ تکتے ہیں تیری طرف اور کچھ نہیں دیکھتے خو پکڑ

تو کچھ نہ سنیں اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں دیکھتے ف۳ عادت کر

الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ۝ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ

معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلوں سے اور کبھی ابھار دے

درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے اور اگر ابھارے تجھ کو

مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّ

تجھ کو شیطان کی چھیڑ تو پناہ پکڑ اللہ کی وہی ہے سنتا جانتا ف۱ جو

شیطان کی چھیڑ تو پناہ مانگ اللہ سے وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۴

الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ

لوگ ڈر رکھتے ہیں جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر چونک گئے پھر تبھی ان کو

جن کے دل میں ڈر ہے جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر چونک گئے پھر اسی وقت ان کو

مُّبْصِرُوْنَ ۝ وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ۝

سوجھ آ گئی اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں وہ ان کو کھینچے جاتے ہیں غلطی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے

سوجھ آ جاتی ہے اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں وہ ان کو کھینچے چلے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے ف۵

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَیْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا

اور جب تو لے کر نہ جاوے ان پاس کوئی آیت کہیں کچھ چھانٹ کیوں نہ لایا تو کہہ میں چلتا ہوں اسی

اور جب تو لیکر نہ جائے ان کے پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کیوں نہ چھانٹ لایا تو کچھ اپنی طرف سے تو کہہ دے میں تو چلتا ہوں اسی پر جو

یُوْحٰۤی اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ؕ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ

پر جو حکم آوے مجھ کو میرے رب سے یہ سوجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور راہ کی اور مہر ہے

حکم آئے میری طرف میرے رب سے یہ سوجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے

ف۱ جن بتوں کو تم نے معبود ٹھہرایا ہے اور خدائی کا حق دیا ہے، وہ تمہارے کام تو کیا آتے، خود اپنی حفاظت پر بھی قادر نہیں اور باوجود مخلوق ہونے کے اُن کمالات سے محروم ہیں جن سے کسی مخلوق کو دوسری پر تفوق و امتیاز حاصل ہو سکتا ہے۔ گو ان کے ظاہری ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سب کچھ تم بنا تے ہو لیکن ان اعضاء میں وہ قوتیں نہیں جن سے انہیں اعضاء کہا جا سکے۔ نہ تمہارے پکارنے سے مصنوعی پاؤں سے چل کر آ سکتے ہیں، نہ ہاتھوں سے کوئی چیز پکڑ سکتے ہیں، نہ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں، نہ کانوں سے کوئی بات سنتے ہیں۔ اگر پکارتے پکارتے تمہارا گلا پھٹ جائیگا تب بھی وہ تمہاری آواز سننے والے اور اس پر چلنے والے یا اس کا جواب دینے والے نہیں۔ تم ان کے سامنے چیخو یا خاموش رہو، دونوں حالتیں یکساں ہیں۔ نہ اس سے فائدہ نہ اس سے نفع۔ تعجب ہے کہ جو چیزیں مملوک و مخلوق ہونے میں تم ہی جیسی عاجز و درماندہ بلکہ وجود و کمالات وجود میں تم سے بھی گئی گذری ہوں، انہیں خدا بنا لیا جائے اور جو اس کا رد کرے اسے نقصان پہنچنے کی دھمکیاں دی جائیں۔ چنانچہ مشرکین مکہ نبی کریم صلعم کو کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کی بے ادبی کرنا چھوڑ دیں ورنہ معلوم وہ کیا آفت تم پر نازل کر دیں" وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ " (زمر۔ رکوع ۴) اسی کا جواب ہے۔ قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ الخ سے دیا۔ یعنی تم اپنے سب شرکاء کو پکارو اور میرے خلاف اپنے سب منصوبے اور تدبیریں پوری کر لو، پھر مجھ کو ایک منٹ کی مہلت بھی نہ دو۔ دیکھوں تم میرا کیا بگاڑ سکو گے۔

ف۲ یعنی جس نے مجھ پر کتاب نازل کی اور منصب رسالت پر فائز کیا وہ ہی ساری دنیا کے مقابلہ میں میری حمایت و حفاظت کریگا۔ کیونکہ اپنے نیک بندوں کی حفاظت و اعانت وہ ہی کرتا ہے۔

ف۳ یعنی بظاہر آنکھیں بنی ہوئی ہیں، پر اُن میں بینائی کہاں؟

ف۴ خُذِ الْعَفْوَ کے کئی معنی کئے گئے ہیں۔ اکثر کا حاصل یہ ہے کہ سخت گیری اور تند خوئی سے پرہیز کیا جائے اسی کو مترجم محقق نے "درگذر کی عادت" سے تعبیر فرمایا ہے۔ گذشتہ آیات میں بت پرستوں کی جو تحقیق و تجہیل کی گئی تھی، بہت ممکن تھا کہ جہلاء مشرکین اس پر برہم ہو کر کوئی ناشائستہ حرکت کرتے یا برا الفاظ زبان سے نکالتے، اس لئے ہدایت فرما دی کہ عفو و درگذر کی عادت رکھو، نصیحت کرنے سے مت رکو، معقول بات کہتے رہو اور جاہلوں سے کنارہ کرو یعنی ان کی جہالت آمیز حرکتوں پر روز روز الجھنے کی ضرورت نہیں۔ جب وقت آئیگا ذرا سی دیر میں ان کا سب حساب بے باق ہو جائیگا۔ اور اگر کسی وقت بمقتضائے بشریت ان کی کسی نالائق حرکت پر غصہ آ جائے اور شیطان لعین چاہے کہ دور سے چھیڑ چھاڑ کر کے آپ کو ایسے معاملہ پر آمادہ کر دے جو خلاف مصلحت ہو یا آپ کے "خلق عظیم" اور حلم و متانت کے شایان نہ ہو، تو آپ فوراً اللہ سے پناہ طلب کیجئے آپ کی عصمت و وجاہت کے سامنے اس کا کوئی کید نہیں چل سکے گا کیونکہ خداوند قدیر جو ہر مستعیذ کی بات سننے والا اور ہر حالت کا جاننے والا ہے، اسی نے آپ کی صیانت کا تکفل فرمایا ہے۔

ف۵ پہلے تو تنہا حضور کو خطاب تھا گو حکم استعاذہ میں سب شامل تھے۔ اب عام متقین (خدا ترس پرہیزگاروں) کا حال بیان فرماتے ہیں۔ یعنی عام متقین کے حق میں یہ محال نہیں کہ شیطان کا گذر ان کی طرف ہو اور کوئی چرکہ لگا جائے۔ البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے کہ شیطان کے اغوا سے ممتد غفلت میں نہیں پڑتے بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور خدا کو یاد کر کے چونک پڑے، ٹھوکر لگی اور فوراً سنبھل گئے، سنبھلتے ہی آنکھیں کھل گئیں، غفلت کا پردہ اٹھ گیا، نیکی اور بدی کا انجام سامنے نظر آنے لگا اور بہت جلد نازیبا کام سے رک گئے۔ باقی غیر متقین (جن کے دل میں خدا کا ڈر نہیں جو اخوان الشیطان کی برادری کہنا چاہئے) ان کا حال یہ ہے کہ شیاطین ہمیشہ انہیں گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں اور رگیدنے میں ذرا کمی نہیں کرتے۔ ادھر یہ لوگ ان کی اقتداء و پیروی میں کوتاہی نہیں کرتے۔ اور اس طرح ان شیاطین کے غرور و سرکشی کو زیادہ بڑھاتے رہتے ہیں۔ بہرحال متقی کی شان یہ ہے کہ جب شیطان دق کرے فوراً خدا سے پناہ مانگے دیر نہ کرے۔ ورنہ غفلت میں تمادی ہو کر رجوع الی اللہ کی توفیق بھی نہ رہے گی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جب کوئی قرآن پڑھے اور وہ پر یہ ادب واجب ہے کہ باہیں نہ کریں دھیان سے سنیں شاید دل میں ہدایت پڑے اور اگر پڑھنے والا باتوں کی مجلس میں پکار کر پڑھنے لگے تو اس کی خطا ہے ۔ ف یعنی مغرب و فجر کے وقت بلا اس کی یاد سے غافل نہیں تو فرشتوں کو ادب ہی ضرور ہے اور اس کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرے ۔ اس جا پر سجدہ آتا ہے سب قرآن میں پندرہ جا سجدہ ضرور ہے ۔ سب کا ایک حکم ہے حنفی مذہب میں واجب اور شافعی میں سنت ف جنگ میں بعضے آگے بڑھے اور بعضے پشت پر رہے ۔ جب غنیمت جمع ہوئی بڑھنے والوں نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہمیں نے کی اور پشتی والوں نے کہا تم ہماری قوت سے لڑے ۔ حق تعالیٰ نے دونوں کو خاموش کیا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے ۔ زور کسی کا پیش نہیں جاتا سو مالک مال کا اللہ ہے اور نائب اس کا رسول ہے ۔ پھر آگے بہت دور تک یہی بیان فرمایا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو ۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ

ف جب کبھی وحی کے آنے میں تاخیر ہوتی، تو کفار از راہ تمسخر کہتے تھے کہ اب کوئی آیت کیوں تم نے گھڑ کر نہیں لے آئے ۔ آخر سارا قرآن تم نے بنایا ہی ہے (العیاذ باللہ) اسی طرح کبھی دق کرنے کے لئے بعض ایسے نشان (معجزات) طلب کرتے جن کے دکھلانے کو تقدیر الٰہی اور حکمت مقتضی نہ تھی ۔ جب آپ دکھلانے سے انکار کرتے تو کہتے "لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا" یعنی اپنے خدا سے کہہ کر ہمارا مانگا ہوا نشان کیوں چھانٹ کر نہ لے آئے ۔ دونوں باتوں کے جواب میں فرمایا "قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ" یعنی ان سے کہہ دو کہ میری کام یہ نہیں کہ اپنی طرف سے خدا پر افترا کرے ۔ یا لوگوں کے کہنے سننے پر اقدام کرکے خدا سے وہ چیز مانگے جس کا دینا اس کی حکمت کے منافی ہے یا جس کے طلب کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس کا وظیفہ صرف یہ ہے کہ جو کچھ خدا وحی بھیجے اسے قبول کرے ۔ اس پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو عمل پیرا ہونے کی دعوت دے باقی آیات تنزیلیہ یا تکوینیہ جو تم مجھ سے طلب کرتے ہو، تو قرآن سے بڑھکر کونسی آیات ہوں گی ۔ اور اس سے زیادہ عظیم الشان معجزہ کون سا ہوگا جو سارے جہاں کے لئے بصیرت افروز حقائق و مواعظ کا خزانہ اور ایمان لانیوالوں کے لئے ہر قسم کی ہدایت و رحمت کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتا ہے ۔ آگے کو تم اب ماننے کے لئے تیار ہوتے ہو جو فرمائشی آیات کو تسلیم کرو گے ف جب قرآن ایسی دولت بے بہا اور علم و ہدایت کی کان ہے تو اس کی قرات کا حق سامعین پر یہ ہے کہ پوری فکر و توجہ سے ادھر کان لگائیں، اسکی ہدایات کو سمع قبول سے سنیں اور ہر قسم کی بات چیت، شور و شغب اور ذکر و فکر چھوڑ کر ادب کے ساتھ خاموش رہیں تاکہ خدا کی رحمت اور مہربانی کے مستحق ہوں ۔ اگر کافر اس طرح قرآن سنے تو کیا بعید ہے کہ خدا کی رحمت سے مشرف بایمان ہو جائے اور پہلے سے مسلمان ہے تو ولی بن جائے ۔ یا کم از کم اس فعل کے اجر و ثواب سے نوازا جائے ۔ اس آیت سے بہت سے علماء نے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ نماز میں جب امام قرات کرے تو مقتدی کو سننا اور خاموش رہنا چاہئے جیسا کہ ابوموسیٰ، اور ابوہریرہ کی حدیث میں حضور نے فرمایا "وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا" (جب نماز میں امام قراءت کرے تو چپ رہو) یہاں اس مسئلہ کی تفصیل کا موقع نہیں ۔ صحیح مسلم کی شرح میں ہم نے نہایت شرح و بسط سے اس کے ما لہ و ما علیہ پر بحث کی ہے ف تذکرہ تو قرآن کریم ہے اس کا ادب بیان ہو چکا اب عام "ذکر اللہ" کے کچھ آداب بیان فرماتے ہیں ۔ یعنی "ذکر اللہ" کی اصلی روح یہ ہے کہ جو زبان سے کہے دل سے اس کی طرف دھیان رکھے تاکہ ذکر کا پورا نفع ظاہر ہو اور زبان و دل دونوں عضو خدا کی یاد میں مشغول ہوں ۔ ذکر کرتے وقت دل میں رقت ہونی چاہئے ۔ کچھ محبت و ہیبت سے خدا کو پکارے ۔ جیسے کوئی خوشامد کرنے والا ڈرا ہوا آدمی کسی کو پکارتا ہے ۔ ذاکر کے لہجہ میں، آواز میں اور ہیئت میں تضرع و خوف کا رنگ محسوس ہونا چاہئے ۔ ذکر و مذکور کی عظمت و جلال سے آواز کا پست ہونا قدرتی چیز ہے رخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا همسا اسی لئے زیادہ چلانے کی ممانعت آئی ہے ۔ دھیمی آواز سے بہتر یا جہر خدا کا ذکر کرے تو خدا اس کا ذکر کرے گا پھر اس سے زیادہ عاشق کی خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے و نیز چاہیے کہ رات دن خصوصاً صبح و شام کے اوقات میں اس کی یاد سے غافل مت رہ ۔ جب مقرب فرشتوں کو اس کی بندگی سے عار نہیں، بلکہ ہمہ وقت اسی کی یاد میں لگے رہتے ہیں، اسی کو سجدہ کرتے ہیں، تو انسان کو اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ اس کے ذکر اور عبادت و سجود سے غافل نہ رہے ۔ چنانچہ اس آیت پر بھی سجدہ کرنا چاہئے ف یہ سورت مدنی ہے، جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی ۔ مکہ کی سیزدہ سالہ زندگی میں مشرکین نے جو دردناک اور حوصلہ فرسا مظالم مٹھی بھر مسلمانوں پر روا رکھے، اور مظلوم مسلمانوں نے جس صبر و استقلال اور معجزنما استقامت اور للہیت سے مسلسل تیرہ برس تک ان ہولناک مصائب و نوائب کا تحمل کیا، وہ دنیا کی تاریخ کا بے مثال واقعہ ہے ۔ قریش اور ان کے حامیوں نے کوئی صورت ظلم و ستم کی اٹھا کر نہ رکھی تاہم مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے ان وحشی ظالموں کے مقابلہ میں ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دی ۔ صبر و تحمل کے امتحان کی آخری حد یہ تھی کہ مسلمان مقدس وطن، عزیز و اقارب اہل و عیال، مال و دولت سب چیزوں کو خیرباد کہہ کر خالص خدا و رسول کی خوشنودی کا راستہ طے کرنے کے لئے گھروں سے نکل پڑے ۔ جب مشرکین کا ظلم و تکبر اور مسلمانوں کی مظلومیت اور بے کسی حد سے گذر گئی ۔ ادھر اہل ایمان کے قلوب وطن و قوم، زن و فرزند، مال و دولت، غرض ہر ایک "ماسوی اللہ" کے تعلق سے خالی اور پاک ہو کر محض خدا و رسول کی محبت اور دولت توحید و اخلاص سے ایسے بھرپور ہو گئے کہ گویا غیر اللہ کی ان میں گنجائش ہی نہ رہی تب ان مظلوموں کو جو تیرہ برس سے برابر کفار کے ہر قسم کے جور و ستم سہ رہے تھے اور وطن چھوڑنے پر بھی امن حاصل نہ کر سکے تھے، ظالموں سے لڑنے اور بدلہ لینے کی اجازت دی گئی ۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (حج، رکوع ۲) مکہ کا ادب مانع تھا کہ مسلمان ابتداءً وہاں چڑھ کر جائیں اس لئے ہجرت کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال تک لائحہ عمل یہ رہا کہ مشرکین مکہ کے تجارتی سلسلوں کو جو شام وغیرہ سے قائم تھے، شکست دیکر ظالموں کی مالی پوزیشن ضعیف کی جائے ۔ ہجرت کے پہلے سال "ابوا" بواط، عشیرہ وغیرہ چھوٹے چھوٹے غزوات و سرایا جن کی تفصیل کتب احادیث و سیر میں ہے، اسی سلسلہ میں وقوع پذیر ہوئے ۔ ... (بقیہ صفحہ ۲۲۹)

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ

ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں اور جب قرآن پڑھا جاوے تو اس طرف کان رکھو اور
ان لوگوں کو جو مومن ہیں ف اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور

اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ

چپ رہو شاید تم پر رحم ہو ف اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل میں گڑگڑاتا اور
اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو ف اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑاتا ہوا

خِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَ

ڈرتا اور پکارنے سے کم آواز بولنے میں صبح اور شام کے وقتوں اور
اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو ف صبح کے وقت اور شام کے وقت اور

لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

مت رہ بے خبر جو لوگ پاس ہیں تیرے رب کے بڑائی نہیں کرتے
مت رہ بے خبر بیشک جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ تکبر نہیں کرتے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝

اس کی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اسکی پاک ذات کو اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ف
اس کی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اس کی پاک ذات کو اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ف

ع ۱۸ ۱۴

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا سو ڈرو
تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ

اللہ سے اور صلح کرو آپس میں اور حکم میں چلو اللہ کے اور اس کے رسول کے اگر ایمان
اللہ سے اور صلح کرو آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

رکھتے ہو ف ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا ڈر جاویں ان
ایمان رکھتے ہو ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں

قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰي رَبِّهِمْ

کے دل اور جب پڑھیے ان پاس اس کے کلام زیادہ ہووے ان کا ایمان اور اپنے رب پر
ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی غنیمت کا جھگڑا بھی ویسا ہی ہے جیسا نکلتے وقت عقل کی تدبیریں کرنے لگے، اور آخر صلاح وہی ٹھہری جو رسول نے فرمایا تو ہر کام میں یہی اختیار کرو کہ حکم برداری میں اپنی عقل کو دخل نہ دو۔
ف۲ حضرت نے فرمایا تھا کہ قافلہ یا مدد ہمارے ہاتھ لگے گی۔ لوگ چاہنے لگے کہ قافلہ ہاتھ لگے۔ اور بہتر یہی ہوا کہ کفر کا زور ٹوٹا ـــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۲۸) ساٹھ قریشی، ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا، جب شام سے مکہ کو واپس ہوا، تو نبی کریم صلعم کو خبر پہنچی صحیح مسلم کی ایک روایت کے موافق آپ نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ آیا اس جماعت سے تعرض کیا جائے؟ طبری کے بیان کے موافق بہت سے لوگوں نے اس مہم میں جانے سے پہلوتہی کی۔ کیونکہ انہیں کسی بڑی جنگ کا خطرہ نہ تھا جس کے لئے بڑا اجتماع و اہتمام کیا جاتا۔ دوسرے "انصار" کی نسبت عموماً یہی خیال کیا جاتا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے نصرت و حمایت کا معاہدہ صرف اس صورت میں کیا ہے کہ کوئی قوم مدینہ پر چڑھائی کرے یا آپ پر حملہ آور ہو، ابتداً اقدام کر کے جانا خواہ کسی صورت میں ہو، ان کے معاہدہ میں شامل نہ تھا۔ مجمع کا یہ رنگ دیکھ کر ابوبکر و عمر اور رئیس انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے پرجوش تقریریں کیں آخر حضور تین سو سے کچھ زائد آدمیوں کی جمعیت لے کر قافلہ کی طرف روانہ ہوگئے چونکہ کسی بڑے مسلح لشکر سے مڈبھیڑ ہونے کی توقع نہ تھی، اس لئے جمعیت اور سامان اسلحہ وغیرہ کا زیادہ اہتمام نہیں کیا گیا۔ جو لوگ اکٹھے ہوگئے حضور ان کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ اسی لئے بخاری کی روایت میں حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ "جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے ان پر کوئی عتاب نہیں ہوا کیونکہ حضور صرف تجارتی مہم کے ارادہ سے نکلے تھے، اتفاق قافلہ لے یا قاعدہ جنگ کی صورت پیدا فرمادی" ابوسفیان کو آپ کے ارادہ کا پتہ چل گیا۔ اس نے فوراً مکہ آدمی بھیجا۔ وہاں تقریباً ایک ہزار کا لشکر جس میں قریش کے بڑے بڑے سردار تھے، پورے ساز و سامان کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ حضور مقام صفراء میں تھے جب معلوم ہوا کہ ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے ائمۃ الکفر کی کمان میں مشرکین کا لشکر یلغار کرتا چلا آرہا ہے۔ اس غیر متوقع صورت کے پیش آجانے پر آپ نے صحابہ کو اطلاع کی کہ اس وقت دو جماعتیں تمہارے سامنے ہیں۔ تجارتی قافلہ اور فوجی لشکر، خدا کا وعدہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک پر تم کو مسلط کرے گا۔ تم بتلاؤ کس جماعت کی طرف بڑھنا چاہتے ہو؟ چونکہ تم اس لشکر کے مقابلہ میں تیاری کر کے نہ آئے تھے اس لئے اپنی تعداد اور سامان وغیرہ کی قلت کو دیکھتے ہوئے بعض لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ تجارتی قافلہ پر حملہ کرنا زیادہ مفید اور آسان ہے، مگر حضور اس رائے سے خوش نہ تھے۔ حضرت ابوبکر و عمر اور مقداد بن الاسود نے دلولہ انگیز جوابات دیئے اور آخر میں حضرت سعد بن معاذ کی تقریر کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ فوجی مہم کے مقابلہ پر جوہر شجاعت دکھلائے جائیں۔ چنانچہ مقام بدر میں دونوں فوجیں بھڑ گئیں۔ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم عنایت فرمائی۔ کفار کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ اس طرح کفر کا زور ٹوٹا۔ اس سورۃ میں عموماً اسی واقعہ کے اجزاء و متعلقات کا بیان ہوا ہے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سفر میں حضور شروع ہی سے فوجی لشکر کے مقابلہ میں نکلے تھے جو "مدینہ" پر ازخود اقدام کرتا ہوا چلا آرہا تھا، تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کی نیت آپ نے اول سے آخر تک کسی وقت نہیں کی۔ وہ فی الحقیقت اپنے ایک خود ساختہ اصول پر تمام ذخیرہ حدیث و سیر اور اشارات قرآنیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ کفار محاربین جنگی جو جبر سے مسلمانوں کی جان و مال کوئی چیز نہ بچی اور نہ آئندہ بچنے کی توقع تھی، ان کو جانی و بدنی نقصان پہنچانا تو جائز سمجھا جائے لیکن تجارتی اور مالی نقصان پہنچانا خلاف تہذیب و انسانیت ہو۔ یعنی ان کی جانیں تو ظلم و شرارت اور کفر و طغیان کی بدولت محفوظ نہیں رہیں مگر اموال بدستور محفوظ ہیں۔ گویا زندگی کے حق سے محروم ہو جائیں تو ہو جائیں پر سامان زندگی سے محروم نہ ہوں۔ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۔ باقی یہ دعویٰ کہ جو لوگ حملہ آور نہ ہوئے ہوں، ان پر مسلمانوں کو ازخود حملہ کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ کے خلاف ہوگا۔ قطع نظر اس سے کہ یہ مسئلہ موجودہ واقعہ سے بے تعلق ہے، کیونکہ کفار مکہ پہلے ہر قسم کے مظالم اور حملے مسلمانوں پر کر چکے تھے اور آئندہ کے لئے باقاعدہ دھمکیاں دے رہے تھے۔ بلکہ اس بارہ میں ان کی سازشیں اور مراسلتیں جاری تھیں۔ فی نفسہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ یہ آیت ابتدائے ہجرت میں اتری تھی جس کے بعد دوسری آیات جن میں مطلق قتال کا حکم ہے نازل ہوئیں۔ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ صرف اتنا کہنے سے کہ "حملہ آوروں کی مدافعت کرو" یہ لازم نہیں آتا کہ کسی حالت میں حملہ کرنے کی اجازت نہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل میرے عزیز مولوی محمد یحییٰ سلمہ نے جو تحریر فوائد میں میرے معین ہیں اپنے رسالہ "الجہاد والکبیر" میں لکھی ہے۔ اور احقر نے کچھ خلاصہ رسالہ "الشہاب" میں درج کیا ہے اور موقع بموقع فوائد میں بھی لکھا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ⓵

بھروسہ رکھتے ہیں جو کھڑی رکھتے ہیں نماز اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں

بھروسا رکھتے ہیں وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ

وہی ہیں سچے ایمان والے ان کے واسطے درجے ہیں ان کے رب پاس اور معافی

وہی ہیں سچے ایمان والے ان کے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَ

اور روزی آبرو کی جیسے نکالا تجھ کو تیرے رب نے تیرے گھر سے درست کام پر اور

اور روزی عزت کی ف۱ جیسے نکالا تجھ کو تیرے رب نے تیرے گھر سے حق کام کے واسطے اور

اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ

ایک جماعت ایمان والی راضی نہ تھی ف۱ تجھ سے جھگڑتے تھے درست بات میں

ایک جماعت اہل ایمان کی راضی نہ تھی وہ تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں

بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝

واضح ہوچکے پیچھے گویا ان کو ہانکتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے

اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد گویا وہ ہانکے جاتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے ف۲

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ

اور جس وقت وعدہ دیتا ہے اللہ تم کو دو جماعت میں سے کہ ایک تم کو ہاتھ لگے اور تم چاہتے تھے کہ جس

اور جس وقت تم سے وعدہ کرتا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ

غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ

میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کرے سچ کو

جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کر دے سچ کو

بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ

اپنے کلاموں سے اور کاٹے پیچھا کافروں کا ف۲ تا سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کرے

اپنے کلاموں سے اور کاٹ ڈالے جڑ کافروں کی تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کر دے

الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ۚ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ

جھوٹ کو اگرچہ ناراضی ہوں گنہگار جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے

جھوٹ کو اور اگرچہ ناراض ہوں گنہگار جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝

تو پہنچا تمہاری پکار کو کہ میں مدد بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے لگاتار آنے والے

تو وہ پہنچا تمہاری فریاد کو کہ میں مدد کو بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے لگاتار آنے والے

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَ

اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور تا چین پکڑیں دل تمہارے اور

اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور

(فوائد صفحہ ۲۲۹) ف۱ "بدر" میں جو مال غنیمت ہاتھ آیا، اس کے متعلق صحابہ میں نزاع تھی۔ نوجوان جو آگے بڑھ کر لڑتے تھے، وہ کل مال غنیمت کو اپنا حق سمجھتے تھے۔ پرانے لوگ جو نوجوانوں کی پشت پر تھے، ان کا یہ کہنا تھا کہ ہم پشت سہارا لگائے سے فتح ہوئی، لہٰذا غنیمت ہم کو ملنی چاہئے۔ ایک جماعت جو نبی اکرم صلعم کی حفاظت کرتی رہی تھی، وہ اپنے کو اس مال کا مستحق سمجھتی تھی۔ ان آیات میں بتلا دیا کہ فتح صرف اللہ کی مدد سے ہے۔ کسی کا سہارا اور زور پیش نہیں جاتا۔ سو مال کا مالک خدا ہے۔ پیغمبر اس کے نائب ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی معرفت حکم دے، اسی کے موافق غنیمت تقسیم ہونی چاہئے۔ (اس حکم کی تفصیل آگے آئے گی) پکے مسلمانوں کا کام یہ ہے کہ ہر معاملہ میں خدا سے ڈریں۔ آپس میں صلح و آشتی سے رہیں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جب وہ لشکر مقابل ہوئے رت کو مسلمانوں کو حاجت غسل ہوگئی اور پانی پینے کا بھی نہ تھا اور زمین ریت تھی جہاں پاؤں نہ ٹھہریں۔ صبح کو لڑائی درپیش تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ آثار شکست کے ہیں۔ اسوقت بارش کو برسایا کہ غسل اور پیاس کو کافی ہوا اور زمین جم گئی اور ایک اونگھ آپڑی اس سے چونکے تو دل کا خوف جاتا رہا۔ ف۲ کافروں کے دل قابل نہیں فرشتوں کے الہام کے سو رعب ڈالنا اپنی طرف لیا اور مسلمانوں کے دل ثابت کرنے کو حکم فرمایا اور اس جنگ میں فرشتے ہاتھوں سے بھی لڑے ہیں ۱۲ منہ رحمہ۔ ف۳ یعنی جب میدان میں مقابلہ ہو تو بھاگنا اللہ گناہ ہے اور جو دوڑ ہو یا غارت تو بھاگنا ہنر ہے ۱۲ منہ رحمہ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ع ۱۰/۱۵

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اِذْ

اور مدد نہیں مگر اللہ کیطرف سے بیشک اللہ زور آور ہے حکمت والا جس

مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے بیشک اللہ زور آور ہے حکمت والا ف۱ جس وقت کہ

يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

وقت ڈالدی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور اتارا تم پر آسمان سے

ڈالدی اس نے تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کے واسطے اور اتارا تم پر آسمان سے

مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ

پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست اور

پانی کہ اس سے تم کو پاک کردے اور دور کردے تم سے شیطان کی نجاست اور

لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ؕ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ

مضبوط گرہ دے تمہارے دلوں پر اور ثابت کرے تمہارے قدم ف۱ جب حکم بھیجا تیرے رب نے

مضبوط کردے تمہارے دلوں کو اور جمادے اس سے تمہارے قدم ف۲ جب حکم بھیجا تیرے رب نے

اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ

فرشتوں کو کہ میں ساتھ ہوں تمہارے سو تم دل ثابت کرو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا

فرشتوں کو کہ میں ساتھ ہوں تمہارے سو تم دل ثابت رکھو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا

قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ

دل میں کافروں کے دہشت سو مارو اوپر گردنوں کے

دل میں کافروں کے دہشت سو مارو گردنوں پر

وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ

اور کاٹو ان کے پور پور ف۲ یہ اس واسطے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ کے اور

اور کاٹو ان کی پور پور یہ اس واسطے ہے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ کے اور

رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

اس کے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ کا اور اس کے رسول کا تو اللہ کی مار سخت

اس کے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہوا اللہ کا اور اس کے رسول کا تو بیشک اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝

ہے یہ تم چکھ لو اور جان رکھو کہ منکروں کو ہے عذاب دوزخ کا

سخت ہے یہ تو تم چکھ لو اور جان رکھو کہ کافروں کے لئے ہے عذاب دوزخ کا ف۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا

اے ایمان والو جب بھڑو تم کافروں سے میدان جنگ میں

اے ایمان والو جب بھڑو تم کافروں سے میدان جنگ میں

فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ۚ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ

تو مت دو ان کو پیٹھ ف۳ اور جو کوئی ان کو پیٹھ دے اس دن

تو مت پھیرو ان سے پیٹھ ف۴ اور جو کوئی ان سے پھیرے پیٹھ اس دن

منزل ۲

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۲۹) آیات و احکام الٰہی سن کر ان کا ایمان و یقین زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اس قدر مضبوط و قوی ہو جائے کہ ہر معاملہ میں ان کا اصلی بھروسہ اور اعتماد بجز خدا کسی پر باقی نہ رہے۔ اسی کے سامنے سر عبودیت جھکائیں، اسی کے نام پر مال و دولت خرچ کریں۔ غرض عقیدہ، خلق، عمل اور مال ہر چیز سے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں رہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو سچا اور پکا ایماندار کہا جا سکتا ہے، جو خدا کے ہاں اپنے اپنے درجہ کے موافق بڑے بڑے مقامات و مراتب قرب پر فائز ہوں گے، اور معمولی کوتاہیوں سے درگذر کر کے عزت کی روزی سے سرفراز کیا جائے گا۔ رزقنا اللہ بفضلہ و رحمتہ۔ ف۲ یعنی سوچو کہ اس جنگ (بدر) میں شروع سے آخر تک کس طرح حق تعالیٰ کی تحریک و تائید اور امداد و توفیق مسلمانوں کے حق میں کار فرما رہی۔ خدا ہی تھا جو نصرت دین اسلام کے حق (سچے) وعدے کر کے اپنے نبی کو ایک امر حق یعنی کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے مدینہ سے باہر بدر کے میدان میں اس وقت لے آیا جب کہ ایک جماعت مسلمانوں کی لشکر قریش سے نبرد آزمائی کرنے پر راضی نہ تھی۔ یہ لوگ ایسی سچی اور طے شدہ چیز میں بحث کر رہے اور حجتیں نکال رہے تھے جس کی نسبت بذریعہ پیغمبر ظاہر ہو چکا تھا کہ وہ یقیناً خدا کی فرمائی ہوئی اٹل بات ہے۔ (یعنی اسلام و پیروان اسلام کا بذریعہ جہاد غالب و منصور ہونا) ابوجہل کے لشکر سے مقابلہ کرنا ان کو اس قدر شاق اور گراں تھا۔ جیسے کسی شخص کو آنکھوں دیکھتے موت کے منہ میں جانا مشکل ہے تاہم خدا اپنی توفیق سے انکو میدان جنگ میں لے گیا اور اپنی امداد سے مظفر و منصور واپس لایا۔ پس جیسے خدا ہی کی مدد سے از اول تا آخر یہ مہم سر ہوئی، مال غنیمت بھی اسی کا سمجھنا چاہیے وہ اپنے پیغمبر کے ذریعہ سے جہاں بتلائے وہاں خرچ کرو (تنبیہ) كَمَآ اَخْرَجَكَ کے کاف کو میں نے اپنی تقریر میں حرف تشبیہ کے لئے نہیں لیا، بلکہ ابو حیان کی تحقیق کے موافق معنی تعلیل پر مشتمل رکھا ہے جیسے وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ میں علماء نے تصریح کی ہے اور اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ اِلٰی آخر الآیات کے مضمون کو میں نے اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کا ایک سبب قرار دیا ہے۔ ابو حیان کی طرح اَعَزَّكَ اللّٰهُ وغیرہ مقدر نہیں۔ نا چیز تقریر آیت میں صاحب روح المعانی کی تصریح کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ میں صرف آپ کا خروج من البیت مراد نہیں۔ بلکہ خروج من البیت سے دخول فی الجہاد تک تمام اور وسیع زمانہ مراد ہے جس میں وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ وغیرہ سب احوال کا وقوع ہوا۔ ایک فریق کی کراہیت کو علین خروج من المدینہ ہی کے وقت ظاہر ہو گئی جیسے ہم صحیح مسلم اور طبری کے حوالہ سے سورۃ الانفال کے پہلے فائدہ میں بیان کر چکے ہیں اور جہاد لہ کی صورت غالباً آگے چل کر لشکر کی اطلاع ملنے پر مقام صفراء میں پیش آئی۔ اس کے سمجھ لینے سے بعض مبطلین کے مغالطات کا استیصال ہو جائیگا ف۳ مسلمان چاہتے تھے کہ تجارتی قافلہ پر حملہ ہو، کہ کانٹا نہ چبھے اور بہت سا مال ہاتھ آجائے لیکن خدا کی مرضی یہ تھی کہ اس چھوٹی سی بے سر و سامان جماعت کو کثیر التعداد اور مرتب و پُر شوکت لشکر سے بھڑا کر اپنا باتوں سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کفار کی جڑ کاٹ ڈالے تاکہ اس روز اس کے وعدوں کی سچائی حیرت انگیز طریقہ پر ظاہر ہو کر سچ کا سچ اور جھوٹ کا جھوٹ ہونا کفار کے علی الرغم صاف صاف آشکارا ہو جائے۔ چنانچہ یہ ہی ہوا۔ بدر میں قریش کے ستر سردار مارے گئے، جن میں ابوجہل بھی تھا، اور ستر ہی قید ہوئے۔ اس طرح کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور مشرکین مکہ کی بنیادیں ہل گئیں۔ للّٰہ الحمد والمنۃ۔

فائدہ صفحہ ہذا ف۱ اس طرح کی آیت "آل عمران" پارہ "لن تنالوا" کے ربع پر گزر چکی ہے، اس کے فوائد ملاحظہ کئے جائیں۔ البتہ اس جگہ فرشتوں کی تعداد ہزار سے پانچ ہزار تک بیان کی گئی تھی۔ اگر واقعہ ایک ہے تو کہا جائے گا کہ اول ایک ہزار کا دستہ آیا ہو گا۔ پھر اس کے پیچھے دوسرے دستے آئے ہوں — جن کی تعداد تین سے پانچ ہزار تک پہنچی۔ شاید لفظ مُرْدِفِيْنَ میں اسی طرف اشارہ ہو۔ ف۲ "بدر" کا معرکہ فی الحقیقت مسلمانوں کے لئے بہت ہی سخت کشمکش اور عظیم الشان امتحان کا موقع تھا۔ وہ تعداد میں تھوڑے تھے اور بے سر و سامان تھے فوجی مقابلہ کے لئے تیار ہو کر نہ نکلے تھے، مقابلہ پر ان سے تگنی تعداد کا لشکر تھا۔ جو پورے ساز و سامان سے کبر و غرور کے نشہ میں سرشار ہو کر نکلا تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی یہ پہلی ہی قابل ذکر ٹکر تھی۔ پھر صورت ایسی پیش آئی کہ کفار نے پہلے سے اچھی جگہ اور پانی وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ مسلمان نشیب میں تھے، ریت بہت زیادہ تھی جس میں چلتے ہوئے پاؤں دھنستے تھے۔ گرد و غبار نے الگ پریشان کر رکھا تھا۔ پانی نہ ملنے سے ایک طرف غسل و وضو کی تکلیف، دوسری طرف تشنگی ستا رہی تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ بظاہر آثار شکست کے ہیں۔ شیطان نے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر واقعی تم خدا کے مقبول بندے ہوتے تو ضرور تائید ایزدی تمہاری طرف ہوتی اور ایسی پریشان اور یاس انگیز صورت حال پیش نہ آتی۔ اسوقت حق تعالیٰ نے رحمت کا خاص زور کا مینہ برسایا جس سے میدان کی ریت جم گئی، غسل و وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی کی افراط ہو گئی، گرد و غبار سے نجات ملی۔ کفار کا لشکر جس جگہ تھا وہاں کیچڑ اور پھسلن سے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔ جب یہ ظاہری پریشانیاں دور ہوئیں تو حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک قسم کی غنودگی طاری کر دی۔ آنکھ کھلی تو دلوں سے سارا خوف و ہراس جاتا رہا۔ بعض روایات میں ہے (بقیہ بر صفحہ ۲۳۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جب لڑائی کی سختی ہوئی تب حضرت نے ایک مٹھی کنکریاں اس لشکر کی طرف پھینکیں اللہ کی قدرت سے ہر کسی کی آنکھ میں خاک پہنچی اس کے بعد شکست کھائی یہ فرمایا کہ مسلمان سمجھیں کہ فتح ہماری قوت سے نہیں سب اللہ کی مدد سے، تو کسی بات میں اپنا دخل نہ کریں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ ف۲ مکے کی سورتوں میں ہر جگہ کافروں کا کلام نقل فرمایا کہ ہر گھڑی کہتے ہیں متیٰ ھٰذا الفتح یعنی کب ہوگا یہ فیصلہ سو جواب فرمایا کہ یہ فیصلہ آپہنچا اور اگر باز آؤ یعنی کفر سے اور اگر پھر کرو گے یعنی لڑائی ہم پھر کریں گے یعنی مدد ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی جیسے یہود نے حکم توریت زور آوری سے قبول کیا اور دل سے نا قبول رکھا۔ ویسے منافق زبان سے حکم بردار ہیں اور دل سے نہیں ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی جانوروں سے بھی بدتر ہیں وہ آدمی کہ دین کو نہ سمجھیں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۳۰) کہ حضور اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات بھر عریش میں مشغول دعا رہے اخیر میں حضور پر خفیف سی غنودگی طاری ہوئی، جب اس سے چونکے تو فرمایا خوش ہو جاؤ کہ جبریل تمہاری مدد کو آرہے ہیں۔ عریش سے باہر تشریف لائے تو زبان مبارک پر جاری تھا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۔ بہرحال اس بارش سے بدن کو اطمینان سے اور دلوں کو شیطان کے وساوس سے پاک کر دیا اور ریت کے جانے سے ظاہری طور پر قدم جم گئے اور باطن رہے تو دل بھی کروں منضبط ہو گئے ف۲ بدر کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس معرکہ میں خود ابلیس لعین کفار کے سردار اعظم سراقہ بن مالک مدلجی کی صورت میں متمثل ہو کر ابوجہل کے پاس اور مشرکین کے قلوب دل بڑھانے کہ آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا میں اور میرا قبیلہ تمہارے ساتھ ہے۔ ابلیس کے جھنڈے تلے بڑا بھاری لشکر شیاطین کا تھا وہ آگے آگے آئے گا۔ اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی کمک پر شاہی فوج کے دستے جبریل و میکائیل کی کمان میں یہ کہہ کر بھیجے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں (۱) شیاطین آدمیوں کی صورت میں متشکل ہو کر کفار کے حوصلے بڑھا رہے ہیں اور ان کی طرف سے لڑنے کو تیار ہیں اور مسلمانوں کے قلوب کو وسوسے ڈال کر خوف زدہ کر رہے تو (۲) تم مظلوم و ضعیف مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کرو۔ ادھر تم ان کی ہمت بڑھاؤ گے ادھر میں کفار کے دلوں میں وحشت اور رعب ڈال دوں گا۔ تم مسلمانوں کے ساتھ ہو کر ان ظالموں کی گردنیں مارو اور پور پور کاٹ ڈالو۔ کیونکہ آج ان جنی و انسی کافروں نے مل کر خدا اور رسول سے مقابلہ کی ٹھہرائی ہے۔ سو انہیں معلوم ہو جائے کہ خدا کے مخالفوں کو کیسی سخت سزا ملتی ہے۔ آخرت میں جو سزا ملے گی اصل تو وہ ہی ہے لیکن دنیا میں بھی اس کا تھوڑا سا نمونہ دیکھ لیں اور عذاب کا کچھ مزہ چکھ لیں۔ روایات میں ہے کہ بدر میں ملائکہ کو لوگ آنکھوں سے دیکھتے تھے ان کے مارے ہوئے کفار کو آدمیوں کے قتل کئے ہوئے کفار سے الگ شناخت کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے یہ ایک نمونہ دکھا دیا کہ اگر کبھی شیاطین الجن والانس ایسے معمولی طور پر حق کے مقابل جمع ہو جائیں تو وہ اہل حق اور مقبول بندوں کو ایسے معمولی طریقہ سے فرشتوں کی کمک پہنچا سکتا ہے۔ ہاں ویسے تو فتح و غلبہ بلکہ ہر چھوٹا بڑا کام خدا ہی کی مشیت و قدرت سے انجام پاتا ہے۔ اسے نہ فرشتوں کی احتیاج نہ آدمیوں کی اور اگر فرشتوں ہی سے کوئی کام لے تو ان کو وہ طاقت بخشی ہے کہ تنہا ایک فرشتہ بڑی بڑی بستیوں کو اٹھا کر پھینک سکتا ہے۔ یہاں تو عالم تکلیف و اسباب میں ذرا سی تنبیہ کے طور پر شیاطین کی غیر معمولی دوڑ دھوپ کا جواب دینا تھا۔ بس ف۲ فرار من الزحف (جہاد میں سے نکل کر بھاگنا اور لڑائی میں کفار کو پیٹھ دکھانا) بہت سخت گناہ اکبر الکبائر میں سے ہے۔ اگر کافر تعداد میں مسلمانوں سے دگنے ہوں اس وقت تک فقہا نے پیٹھ پھیرنے کی اجازت نہیں دی۔

إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ

مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا جا ملتا ہو فوج میں سو وہ لے پھرا غضب

مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا جا ملتا ہو فوج میں سو وہ پھرا اللہ کا

مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ

اللہ کا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جگہ جا ٹھہرا سو تم نے انکو نہیں مارا

غضب لے کر اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے ف۱ سو تم نے ان کو نہیں مارا

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

لیکن اللہ نے مارا اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک جس وقت پھینکی تھی لیکن اللہ نے

لیکن اللہ نے ان کو مارا اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے

رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ

پھینکی اور کیا چاہتا تھا ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان تحقیق اللہ ہے

پھینکی اور تاکہ کرے ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان بیشک اللہ ہے

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۝

سنتا جانتا ف۱ یہ تو ہو چکا اور جان رکھو کہ اللہ سست کریگا تدبیر کافروں کی

سننے والا جاننے والا ف۲ یہ تو ہو چکا اور جان رکھو کہ اللہ سست کر دیگا تدبیر کافروں کی ف۳

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ

اگر تم چاہو فیصلہ سو پہنچا تم کو فیصلہ اور اگر باز آؤ تو تمہارا بھلا ہے

اگر تم چاہتے ہو فیصلہ تو پہنچ چکا تمہارے پاس فیصلہ اور اگر باز آؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے

وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ

اور اگر پھر کرو گے تو ہم بھی پھر کریں گے اور کام نہ آویگا تم کو تمہارا جتھا اگر چہ

اور اگر پھر یہی کرو گے تو ہم بھی پھر یہی کرینگے اور کچھ کام نہ آئے گا تمہارے تمہارا جتھا اگر چہ

كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

بہت ہوں اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ایمان والوں کے ف۲ اے ایمان والو

بہت ہوں اور جان لو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے ف۴ اے ایمان والو

2 ع 16

أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ۝

حکم پر چلو اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس سے مت پھرو سن کر

حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور اس سے مت پھرو سن کر ف۵

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ إِنَّ

اور مت ہو جیسے وہ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور وہ سنتے نہیں ف۳ بدتر

اور ان جیسے مت ہو جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں ف۱ بیشک

شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝

سب جانداروں میں اللہ کے پاس وہی بہرے گونگے ہیں جو نہیں بوجھتے ف۴

سب جانداروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے ف۲

(فوائد صفحہ ھذا) ف۱ یعنی اگر پسپائی کسی جنگی مصلحت سے ہو، مثلاً پیچھے ہٹ کر حملہ کرنا زیادہ موثر ہے یا ایک جماعت سپاہیوں کی مرکزی فوج سے جدا ہو گئی وہ اپنے بچاؤ کے لئے پسپا ہو کر مرکز سے ملنا چاہتی ہے، تو ایسی پسپائی جرم نہیں۔ گناہ اس وقت ہے جبکہ پسپائی محض لڑائی سے جان بچا کر بھاگنے کی نیت سے ہو۔ ف۲ جب جنگ کی شدت ہوئی تو حضور نے ایک مٹھی کنکریاں لشکر کفار کی طرف پھینکیں اور تین مرتبہ شاھت الوجوہ فرمایا۔ خدا کی قدرت سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھ میں پہنچے، وہ سب آنکھیں ملنے لگے۔ ادھر سے مسلمانوں نے قتل و قید کر دیا اور بہت سے کفار کھیت رہے۔ اسی کو فرماتے ہیں کہ وہ کنکریاں تم نے اپنے ہاتھ سے پھینکی تھیں لیکن کسی بشر کا یہ فعل عادتاً ایسا نہیں ہو سکتا کہ مٹھی بھر کنکر ہر سپاہی کی آنکھ میں پڑ کر ایک مسلح لشکر کی ہزیمت کا سبب بن جائیں، یہ صرف خدا کی قدرت تھا جس نے مٹھی بھر سنگریزوں سے فوجوں کے منہ پھیر دیئے ورنہ بے سرو سامان قلیل التعداد مسلمانوں میں اتنی قدرت کہاں تھی کہ محض تمہارے زور بازو سے ایسے مسٹنڈے مارے جاتے، تو خدا ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے ایسے متکبر سرکشوں کو فنا کے گھاٟ اتارا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بظاہر کام تمہارے ہاتھوں سے لیا گیا اور ان میں وہ فوق العادۃ قوت پیدا کر دی جسے تم اپنے کسب و اختیار سے حاصل نہ کر سکتے تھے۔ یہ اس لئے کیا گیا کہ خدا کی قدرت ظاہر ہو اور مسلمانوں پر پوری مہربانی اور خوب طرح احسان کیا جائے۔ بیشک خدا مومنین کی دعا و فریاد کو سنتا اور ان کے اقوال و احوال کو بخوبی جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مقبول بندوں پر کس وقت کس عنوان سے احسان کرنا مناسب ہے ف۳ یعنی اس وقت بھی خدا نے کفار مکہ کے سب منصوبے خاک میں ملا دیئے اور آئندہ بھی انکی تدبیر کو سست کر دیا جائیگا ف۴ یہ خطاب کفار مکہ کو ہے وہ ہجرت سے پہلے حضور سے کہا کرتے تھے مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ یعنی ہمارے تمہارے درمیان یہ فیصلہ کب ہوگا؟ سو پورا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ مگر ایک طرح کا فیصلہ آج میدان بدر میں بھی تم نے دیکھ لیا کہ کیسے خارق عادت طریق سے تم کو کمزور مسلمانوں کے ہاتھوں سے سزا ملی۔ اب اگر نبی علیہ السلام کی مخالفت اور کفر و شرک سے باز آجاؤ تو تمہارے لئے دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ ورنہ اگر پھر اسی طرح لڑائی کرو گے تو ہم بھی پھر اسی طرح مسلمانوں کی مدد کریں گے ... کچھ کام نہ آئیں گے بعض روایات کے سبب (بقیہ برصفحہ ...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے انکے دل میں ہدایت کی لیاقت نہیں رکھی جیسی لیاقت رکھی ہے انہیں کو ہدایت دیتا ہے اور بغیر لیاقت والے جو سنتے ہیں تو انکار کرتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی حکم بجا لانے میں دیر کرو شاید اسوقت دل ایسا نہ رہے دل اللہ کے ہاتھ ہے اور اللہ اور کسی کے دل کو روکتا نہیں اور پھر نہیں کرتا جب بندہ کاہلی کرے تو اسکی جزا میں روک دیتا ہے یا ضد کرے حق پرستی نہ کرے تو مہر کر دیتا ہے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی حکم میں کاہلی کرنے سے ایک تو دل ثبت ہے دم بدم اور دوسرے نیکوں کی کاہلی سے گنہگار بالکل چھوڑ دیں گے تو رسم بد پھیلیگی اسکا وبال سب پر پڑیگا جیسے جنگ میں دلیر سستی کریں تو نامرد بھاگ ہی جاویں پھر شکست پڑے تو دلیر بھی نہ تھام سکیں ۱۲ منہ رح ف۴ سختی مسلمانوں کی غنیمت ۱۲ منہ رح ف۵ چوری اللہ رسول کی یہی ہے کہ چھپ کر کافر و نکیلئے (اپنے مال اور اولاد کے بچاؤ کو جیسے مہاجرین کرائیں اکثر انکے گھر کے ہیں تھے اور مدینہ میں ہے کہ مال غنیمت چھپا رکھیں سردار پاس ظاہر نہ کریں ـــــــ از شاہ عبد القادر صاحب
(بقیہ فوائد صفحہ ۲۳۱) کہ ابوجہل وغیرہ نے مکہ سے روانگی کیوقت کعبہ کے پردے پکڑ کر دعا کی تھی کہ خداوندا! دونوں فریقوں میں جو اعلیٰ واکرم ہو اسے فتح دے اور فساد مچانے والے کو مغلوب کر خوب بتلا کر الفتح یں اس کا بھی جواب ہو گیا کہ جو "اعلیٰ" "افضل" تھے ان کو فتح مل گئی اور مفسد ذلیل و رسوا ہوئے ف۵ پہلے فرمایا تھا

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا
اور اگر اللہ جانتا ان میں کچھ بھلائی تو ان کو سناتا اور جو اب ان کو سناوے تو
اور اگر اللہ جانتا ان میں کچھ بھلائی تو ان کو سنا دیتا اور اگر ان کو اب سناوے تو ضرور بھاگیں

وَّهُم مُّعْرِضُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَ
الٹے جاویں منہ پھیر کر ف۱ اے ایمان والو مانو حکم اللہ کا اور
منہ پھیر کر ف۱ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور

لِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ
رسول کا جس وقت بلاوے تم کو ایک کام پر جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ روک لیتا
رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے ف۲ اور جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے

بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَاتَّقُوا فِتْنَةً
بیچ آدمی کے اور اس کے دل کے اور یہ کہ اسی پاس تم جمع ہوگے ف۳ اور بچتے رہو اس فساد سے
آدمی سے اس کے دل کو اور یہ کہ اسی کے پاس تم جمع ہوگے ف۳ اور بچتے رہو اس فساد سے کہ

لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ
کہ نہ پڑے گا تم میں سے ظالموں پر چن کر اور جان لو کہ
نہیں پڑے گا تم میں سے خاص ظالموں ہی پر اور جان لو کہ

اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ
اللہ کا عذاب سخت ہے ف۴ اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب پڑے ہوئے
اللہ کا عذاب سخت ہے ف۴ اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب پڑے ہوئے

فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَ
ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو لوگ پھر اس نے تم کو جگہ دی اور
ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا

أَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝
زور دیا اپنی مدد سے اور روزی دی تم کو ستھری چیزیں شاید تم حق مانو ف۵
اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور روزی دی تم کو ستھری چیزیں تاکہ تم شکر کرو ف۵

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ
اے ایمان والو چوری نہ کرو اللہ سے اور رسول سے اور چوری نہ کرو آپس کی امانتوں میں
اے ایمان والو خیانت نہ کرو اللہ سے اور رسول سے اور خیانت نہ کرو آپس کی امانتوں

وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ
جان کر اور جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد جو ہیں خراب کرنے والے ہیں
میں جان کر ف۶ اور جان لو کہ بیشک تمہارے مال اور اولاد خرابی میں ڈالنے والے ہیں

وَأَنَّ اللّٰهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا
اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۷ اے ایمان والو اگر ڈرتے رہو گے
اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۷ اے ایمان والو اگر تم ڈرتے رہو گے

ع ۳
۹
۱۷

کہ اللہ ایمان والوں کیساتھ ہے" اب ایمان والوں کو ہدایت فرماتے ہیں کہ انکا معاملہ خدا و رسول کیساتھ کیسا ہونا چاہئے جس سے وہ خدا کی نصرت و حمایت کے مستحق ہوں۔ سو بتلا دیا کہ ایک مومن صادق کا کام یہ ہے کہ وہ ہمہ تن خدا و رسول کا فرمانبردار ہو۔ احوال و حوادث خواہ کتنا ہی اس کا منہ پھیرنا چاہیں مگر خدا کی باتوں کو جب وہ سنکر سمجھ چکا اور تسلیم کر چکا تو قولاً و فعلاً کسی حال انسے منہ نہ پھیرے ف۱ یعنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ سننا ہی کیا جو آدمی سنے اسی بات کو سنکر سمجھے نہیں یا سمجھ کر قبول نہ کرے۔ پہلے یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا (ہمنے سن لیا مگر مانا نہیں) مشرکین مکہ کا قول آگے آتا ہے "قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا" یعنی جو قرآن آپ سناتے ہیں بس ہمنے سن لیا۔ اگر ہم چاہیں تو اسی جیسا کلام بنا کر لے آئیں۔ مدینہ کے منافقین کا بھی شیوہ یہ تھا کہ پیغمبر علیہ السلام او ر مسلمانوں کے سامنے زبانی اقرار کر لیتے اور دل سے طرح منکر رہتے۔ بہرحال مومن صادق کی شان ان یہودیوں، مشرکوں، منافقوں کے طریقہ سے جدا ہونی چاہئے اسکی شان یہ ہے کہ دل سے زبان سے عمل سے حاضر و غائب احکام الٰہیہ اور فرامین نبویہ پر نثار ہوتا رہے ف۲ جنہیں خدا نے بولنے کو زبان سننے کو کان اور سمجھنے کو دل و دماغ دیئے تھے۔ پھر انہوں نے یہ سب قوتیں معطل کر دیں۔ نہ زبان سے حق بولتے اور حق کو دریافت کرتے کی توفیق ہوئی نہ کانوں سے حق کی آواز سنی نہ دل و دماغ سے حق کو سمجھنے کی کوشش کی۔ غرض خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو اس اصلی کام میں صرف نہ کیا جس کے لئے فی الحقیقت عطا کی گئی تھیں۔ بلاشبہ ایسے لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں (فوائد صفحہ ۲۳۲) ف۱ یعنی اصل یہ ہے کہ ان لوگوں میں بھلائی کی جڑ ہی نہیں۔ کیونکہ حقیقی بھلائی انسان کو اسی وقت ملتی ہے جب اس کے دل میں طلب حق کی سچی تڑپ اور نور ہدایت قبول کرنے کی لیاقت ہو۔ جو قوم طلب حق کی روح سے یکسر خالی ہو چکی اور اس طرح خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو اپنے ہاتھوں برباد کر چکی ہو رفتہ رفتہ اس میں قبول حق کی لیاقت و استعداد بھی نہیں رہتی۔ اسی کو فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کے دل میں قبول خیر و ہدایت کی لیاقت نہیں دیکھی، اگر ان میں کچھ بھی لیاقت دیکھتا تو اپنی عادت کے موافق ضرور ان کو حق کی نعمت سنا کر سمجھا دیتا۔ باقی حالت موجودہ اگر انہیں آیات سنا اور سمجھا دی جائیں تو یہ ضدی اور معاند لوگ سمجھ کر بھی تسلیم اور قبول کرنے والے نہیں۔ ف۲ یعنی خدا اور رسول تم کو جس کام کی طرف دعوت دیتے ہیں (مثلاً جہاد وغیرہ) اس میں از سر تا پا تمہاری بھلائی ہے انکا دعوتی پیغام تمہارے لئے دنیا میں عزت و اطمینان کی زندگی اور آخرت میں حیات ابدی کا پیغام ہے پس مومنین کی شان یہ ہے کہ خدا اور رسول کی پکار پر فوراً لبیک کہیں جس وقت اور جدھر وہ بلائیں سب اشغال چھوڑ کر ادھر ہی پہنچیں ف۳ یعنی حکم بجا لانے میں دیر نہ کرو۔ شاید تھوڑی دیر بعد دل ایسا نہ رہے اپنے دل پر آدمی کا قبضہ نہیں بلکہ دل خدا کے ہاتھ میں ہے جدھر چاہے پھیر دے۔ بیشک وہ اپنی رحمت سے کسی کا دل ابتداً نہیں روکتا نہ اس پر مہر کرتا ہے۔ ہاں جب بندہ امتثال احکام میں سستی اور کاہلی کرتا رہے تو اس کی جزا میں روک دیتا ہے۔ یا حق پرستی چھوڑ کر ضد و عناد کو شیوہ بنالے تو مہر کر دیتا ہے۔ کذا فی الموضح۔ بعض "يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ" کو بیان قرب کے لئے لیا ہے۔ یعنی حق تعالیٰ بندہ سے اس قدر قریب ہے کہ اس کا دل بھی اتنا قریب نہیں "نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ" (ق رکوع ۲) تو خدا کی حکم برداری سچے دل سے کرو خدا تم سے بڑھکر تمہارے دلوں کے احوال و اسرار پر مطلع ہے۔ قیامت اس کے آگے نہیں چل سکے گی۔ سب کو اسی کے پاس جمع ہونا ہے۔ وہاں سارے مکنونات و اسرار کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔

ف۴ یعنی فرض کیجئے ایک قوم کے اکثر افراد نے ظلم و عصیان کا وتیرہ اختیار کر لیا، کچھ لوگ جو اس سے علیحدہ رہے انہوں نے مداہنت برتی نہ نصیحت کی نہ اظہار نفرت کیا تو یہ فتنہ ہے جس کی لپیٹ میں وہ ظالم اور یہ خاموش مداہن سب آجائیں گے۔ جب عذاب آئے گا تو حسب مراتب سب اس میں شامل ہوں گے کوئی نہ بچے گا۔ اس تفسیر کے موافق آیت سے مقصود یہ ہوگا کہ خدا و رسول کی حکم برداری کے لئے خود تیار (گناہ) سے بالخصوص بچنا چاہئے جس کا خراب اثر گناہ کرنے والے کی ذات سے متعدی ہو کر دوسروں تک پہنچتا ہے۔ پہلے فرمایا تھا کہ خدا و رسول کا حکم ماننے میں ادنیٰ تاخیر و کاہلی نہ کرے۔ کبھی دیر کرنے کی وجہ سے دل نہ ہٹ جائے۔ اب تنبیہ فرماتے ہیں کہ اگر نیک لوگ کاہلی کریں گے تو عام لوگ بالکل چھوڑ دیں گے تو رسم بد پھیلے گی۔ اس کا وبال سب پر پڑے گا۔ جیسے جنگ میں دلیر سستی کریں تو نامرد بھاگ ہی جائیں۔ پھر شکست پڑے تو دلیر بھی نہ تھام سکیں۔
ہو اور نافرمانوں کو نصیحت و فہمائش کرے، نہ مانیں تو بیزاری کا اظہار کرے۔ باقی حضرت شاہ صاحب رحمہ نے آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے فساد
ف۵ یعنی اپنی قلت و ضعف کو خیال کر کے خدا کا حکم (جہاد) ماننے میں سستی مت دکھلاؤ۔ دیکھو۔ ہجرت سے پہلے بلکہ اس کے بعد بھی تمہاری تعداد تھوڑی تھی، سامان نہ تھا۔ تمہاری کمزوری کو دیکھ کر لوگوں کو طمع ہوتی تھی کہ تم کو ہضم کر جائیں۔ تمہیں ہر وقت یہ خطرہ رہتا تھا کہ دشمنان اسلام ...... پھر ...... (بقیہ بر صفحہ ۲۳۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ شاید فتح بدر میں مسلمانوں کے دل میں آیا ہو کہ یہ فتح اتفاقی ہے حضرت سے مخفی کافروں پر احسان کرے کہ ہمارے گھر بار کو بچا رکھیں سو پہلی آیت میں چوری کو منع فرمایا اور دوسری آیت میں تسلی دی کہ ... [illegible]

... ف ۲ بتلا دیں یعنی قید کر رکھیں یہ فرمایا کہ جیسے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا ہے تو تمہارے گھر بار کو بچا رکھے ... [illegible]

... ف ۳ ابوجہل جب مکے سے نکلنے لگا تو یہی دعا کی کہ کعبہ کے سامنے ... [illegible] ... ف ۵ یعنی مکے میں حضرت کے قدم سے عذاب رکا رہا تھا ... [illegible]

... ف ۶ ... [illegible] ... اور مسلمانوں کو ... [illegible]

... [illegible] ... اور بے انصافوں کا حق نہیں کہ ... سے آپ نا خوش ہونے نہ دیا۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

اللہ ہے تو کر دے گا تم میں فیصلہ اور دور کر دیگا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا

اللہ تو کر دے گا تم میں فیصلہ والی اور دور کر دیگا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف ۱ اور جب فریب کرتے تھے کافر تجھ کو

اور اللہ کا فضل بڑا ہے اور جب فریب کرتے تھے کافر

لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ

بٹھا دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا

تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ

اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ف ۲ اور جب کوئی پڑھے ان پر ہماری آیتیں کہیں ہم

اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے ف ۳ اور جب کوئی پڑھے ان پر ہماری آیتیں تو کہیں ہم

سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

سن چکے ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسا یہ کچھ نہیں مگر احوال ہیں

سن چکے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ لیں ایسا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر احوال ہیں

الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ

پہلوں کے ف ۴ اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے

اگلوں کے ف ۴ اور جب وہ کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیری

عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ

پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی

طرف سے تو ہم پر برسا دے پتھر آسمان سے یا لا ہم پر کوئی عذاب

اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

مار ف ۵ اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا ان کو جب تک تو تھا ان میں اور اللہ نہ عذاب

دردناک ف ۵ اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا ان پر جب تک تو رہتا ان میں ف ۶ اور اللہ ہرگز نہ عذاب

مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ

کرے گا ان کو جب تک وہ معافی مانگتے رہیں ف ۷ اور ان میں کیا ہے کہ عذاب نہ کرے ان کو اللہ اور وہ

کرے گا ان پر جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے اور ان میں کیا بات ہے کہ عذاب نہ کرے ان پر اللہ اور وہ

يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ

روکتے ہیں مسجد حرام سے اور اس کے اختیار والے نہیں اس کے اختیار والے وہی ہیں

تو روکتے ہیں مسجد حرام سے اور وہ اس کے اختیار والے نہیں اس کے اختیار والے تو وہی ہیں

اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

جو پرہیزگار ہیں لیکن وہ اکثر خبر نہیں رکھتے ف ۸ اور ان کی نماز کچھ نہ تھی

جو پرہیزگار ہیں لیکن ان میں اکثروں کو اس کی خبر نہیں ف ۸ اور ان کی نماز نہیں تھی

بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۲ ... [illegible]

فوائد صفحہ ہٰذا ف ۱ ... [illegible]

تشریف لے گئے۔ آپ کا اور حضرت علی کا بال بیکا نہ ہوا اور دشمن خائب و خاسر رہے۔ ... [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف بعنی آہستہ آہستہ اللہ اسلام کو غالب کرے گا۔ [illegible] کافر اپنا زور جان مال کا خرچ کریں گے تا نیک اور بد جدا ہو جاوے یعنی جن کی قسمت میں اسلام لکھا ہے۔ وہ سب مسلمان ہو چکیں۔ اور جن کو کفر پر مرنا ہے وہ بھی اکٹھے دوزخ میں جا پڑیں
[illegible] ف یعنی جب تک فساد رہے یعنی کافروں کو زور رہے کہ ایمان سے روک سکیں ۱۲ منہ
از شاہ عبد القادر صاحب رح

تفسیر فوائد عثمانی: استیصال کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ [illegible] اور ابو جہل نے مکہ سے نکلتے وقت کعبہ کے سامنے کی۔ آخر جو کچھ مانگا تھا اس کا ایک نمونہ بدر میں دیکھ لیا۔ وہ خود مع ۶۹ سرداروں کے کمزور اور بے سر و سامان مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ [illegible] اسیری کی ذلت میں گرفتار ہوئے۔ اس طرح خدا نے ان کی جڑ کاٹ دی۔ بیشک قوم لوط کی طرح ان پر آسمان سے پتھر نہیں برسے لیکن ایک مٹھی سنگریزے جو خدا تعالیٰ نے محمد صلعم کے ہاتھ سے پھینکے تھے۔ وہ آسمانی سنگباری کا چھوٹا سا نمونہ تھا۔ [illegible] وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ ف۵ سنۃ اللہ یہ ہے کہ جب کسی قوم پر عذاب بھیجتے ہیں تو اپنے پیغمبر کو ان سے علیحدہ کر لیتے ہیں [illegible] جب حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو مکہ سے علیحدہ کر لیا تب مکہ والے بدر کے عذاب میں پکڑے گئے۔ ف۶ نزول عذاب سے دو چیزیں مانع ہیں ایک ان کے درمیان پیغمبر کا موجود رہنا۔ دوسرا استغفار [illegible] عذاب آنے کا تھا۔ اب ان پر عذاب آیا۔ [illegible] گنہگار نادم ہو اور توبہ کرتا رہے تو پکڑا نہیں جاتا اگرچہ [illegible] حضرت نے فرمایا کہ گنہگاروں کی پناہ دو چیزیں تھیں ایک میرا وجود اور دوسرے استغفار [illegible] دیکھیے تفسیر آیت وما کان اللہ لیعذبھم [illegible] یہ سب معنی مترجم محقق قدس اللہ روحہ [illegible] بعض مفسرین کے موافق ہیں لیکن [illegible] اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ جس قسم کا خارق عادت عذاب طلب کر رہے تھے جو قوم کی قوم کا دفعۃً استیصال کر دے وہ ان پر ایسا عذاب [illegible] دو چیزیں مانع ہیں ایک حضور کا وجود باوجود کہ اس کی برکت سے اس امت پر خواہ امت دعوۃ [illegible] ایسا خارق عادت مستاصل عذاب نہیں آتا۔ یوں کسی وقت افراد امت پر آ جائے وہ اس کے منافی نہیں۔ دوسرے استغفار کرنے والوں کی موجودگی خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم جیسا کہ منقول ہے کہ مشرکین مکہ بھی تلبیہ و طواف وغیرہ میں "غفرانک غفرانک" کہا کرتے تھے۔ باقی غیر خارق عادت معمولی عذاب (مثلاً قحط یا وبا یا قتل کثیر وغیرہ) اس کا نزول پیغمبر یا بعض مستغفرین کی موجودگی میں بھی ممکن ہے آخر جب وہ لوگ شرارتیں کریں گے تو خدا کی طرف سے تنبیہ کیوں نہ کی جائے گی۔ آگے اسی کو بیان فرمایا ہے۔ ف۷ یعنی عذاب کا [illegible] دو سبب ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور تمہاری شرارتیں اور ظلم و شقاوت تو ایسی چیزیں ہیں کہ فوراً عذاب آ جانا چاہیے۔ اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا کہ موحدین کو حرم شریف میں آنے یا عبادت کرنے سے طرح طرح کے حیلے تراش کر روکا جائے۔ بلکہ ان کے وطن (مکہ معظمہ) سے نکال کر ہمیشہ کے لئے کوشش کی جائے کہ یہ خدا کے پاک بندے اور عبادت گزار بندے یہاں نہ آنے پائیں۔ اور ستم ظریفی یہ ہے کہ اس ظلم کے جواز کے لئے یہ سند پیش کی جاتی ہے کہ ہم حرم شریف کے متولی با اختیار ہیں جس کو چاہیں آنے دیں جسے چاہیں روک دیں۔ یہ ہمارا حق ہے

ع ۹ ۱۸

حالانکہ اول تو یہ حق متولی کو بھی نہیں کہ مسجد میں لوگوں کو نماز و عبادت سے روکے۔ دوسرے حق تولیت ان کو پہنچتا بھی نہیں۔ حرم شریف کے متولی صرف متقی اور پرہیزگار بندے ہو سکتے ہیں۔ مشرک اور بدمعاش اس کے حقدار نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان میں کے اکثر اپنی جہالت سے یوں سمجھ رہے ہیں کہ ہم اولاد ابراہیم ہیں اور فلاں قبیلہ سے ہیں۔ تولیت کعبہ ہمارا موروثی حق ہے جس کے لئے کوئی خاص شرط و قید نہیں۔ سو بتلا دیا کہ اولاد ابراہیم میں سے جو پرہیزگار ہو اسی کا حق ہے۔ ایسے بے انصافوں کا حق نہیں کہ جس سے وہ آپ ناحق [illegible] کر دیا۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی حقیقی نمازیوں کو مسجد سے روکتے ہیں اور خود ان کی نماز کیا ہے؟ کعبہ کا برہنہ ہو کر طواف کرنا اور ذکر اللہ کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجانا۔ جیسے آج بھی بہت سی قومیں گھنٹیاں اور ناقوس بجانے کو بڑی عبادت سمجھتی ہیں۔ غرض نہ وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ ان بے معنی اور لغو باتوں کو عبادت قرار دے رکھا ہے۔ بعض نے کہا کہ سیٹیاں اور تالیاں بجانا مسلمانوں کی عبادت میں خلل ڈالنے کے لئے ہوتا تھا از راہ استہزاء حضور ایسا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ ف۲ بدر میں بارہ سرداروں نے ایک ایک دن اپنے ذمہ لیا تھا کہ ہر روز ایک شخص لشکر کو کھانا کھلائے گا چنانچہ دس اونٹ روزانہ کسی ایک کی طرف سے ذبح کئے جاتے تھے۔ پھر جب شکست ہو گئی تو ہزیمت خوردہ مجموعہ مکہ پہنچ کر ابو سفیان وغیرہ سے کہا کہ جو مال تجارتی قافلہ لایا ہے وہ سب محمد (صلعم) سے انتقام لینے میں صرف کیا جائے چنانچہ سب اس پر راضی ہو گئے۔ اسی طرح [illegible] خرچ کرنے کا خیال ذکر ہے۔ ف۳ جب دنیا میں مغلوب و مقہور اور آخرت میں معذب ہوں گے تب افسوس و حسرت سے ہاتھ کاٹیں گے کہ مال بھی گیا اور کامیابی بھی نہ ہوئی۔ چنانچہ اول بدر میں، پھر احد وغیرہ میں سب مالی اور جسمی طاقتیں خرچ کر کے دیکھ لیں۔ آخر [illegible] عاجز ہو کر

عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ						
کعبے کے پاس	مگر	سیٹیاں بجانی اور تالیاں	سو چکھو	عذاب	بدلا اپنے	
کعبہ کے پاس	مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں	سو چکھو	عذاب	بدلا اپنے		
تَكْفُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا						
کفر کا	جو لوگ	کافر ہیں	خرچ کرتے ہیں	اپنے مال	کہ روکیں	
کفر کا ف۱	بیشک جو لوگ	کافر ہیں	وہ خرچ کرتے ہیں	اپنے مال	تاکہ روکیں	
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ						
اللہ کی راہ سے	سو ابھی اور خرچ کریں گے	پھر آخر ہوگا	ان پر پچھتاوا	پھر آخر		
اللہ کی راہ سے ف۲	سو ابھی اور خرچ کریں گے	پھر آخر ہوگا	وہ ان پر	افسوس	اور آخر	
يُغْلَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ						
مغلوب ہوویں گے	اور جو	کافر ہیں	دوزخ کو ہانکے جاویں گے	تا جدا کرے اللہ		
مغلوب ہوں گے	اور جو	کافر ہیں	وہ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے ف۳	تاکہ جدا کر دے اللہ		
الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ						
ناپاک کو	پاک سے	اور رکھے	ناپاک کو	ایک	پر	ایک
ناپاک کو	پاک سے	اور رکھے	ناپاک کو	ایک کو	ایک پر	
فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝						
پھر اس کو ڈھیر کرے	سارا پھر ڈالے اس کو دوزخ میں	وہی لوگ ہیں	نقصان پانے والے ف			
پھر اس کو ڈھیر کر دے اکٹھا	پھر ڈال دے اس کو دوزخ میں ف۴	وہی لوگ ہیں نقصان میں				
قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ						
تو کہہ دے	کافروں کو	اگر	باز آویں	تو معاف ہو	ان کو	جو ہو چکا
تو کہہ دے	کافروں کو	کہ اگر وہ باز آ جائیں	تو معاف ہو	ان کو	جو کچھ ہو چکا ف۵	
وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَاتِلُوْهُمْ						
اور اگر پھر وہی کریں گے	تو پڑ چکی ہے	راہ	اگلوں کی	اور لڑتے رہو	ان سے	
اور اگر پھر بھی وہی کریں گے	تو پڑ چکی ہے	راہ	اگلوں کی ف۶	اور لڑتے رہو	ان سے	
حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ						
جب تک نہ رہے	فساد	اور ہو جاوے	حکم	سب اللہ کا	پھر اگر	
یہاں تک کہ نہ رہے	فساد ف۷	اور ہو جائے	حکم	سب اللہ کا ف۸	پھر اگر	
انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا						
وہ باز آویں	تو اللہ	ان کے کام	دیکھتا ہے	اور اگر	وہ	
وہ باز آ جائیں	تو اللہ	ان کے کام کو	دیکھتا ہے ف۹	اور اگر	وہ نہ مانیں	
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝						
نہ مانیں تو جان لو	کہ اللہ ہے	حمایتی تمہارا	کیا خوب	حمایتی ہے	اور کیا خوب مددگار ف	
تو جان لو	کہ اللہ	تمہارا حمایتی ہے	کیا خوب حمایتی ہے	اور کیا خوب	مددگار والا	

منزل ۲

ہوئے آخر کار بار بار اسی طرح ہوتا رہا یا نادم ہو کر کفر سے توبہ کی۔ ف۴ موضح القرآن میں ہے کہ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا۔ اس درمیان میں کافر اپنا جان و مال کا زور خرچ کریں گے۔ تا نیک و بد جدا جدا ہو جاوے۔ یعنی جن کی قسمت میں اسلام لکھا ہے وہ سب مسلمان ہو چکیں اور جن کو کفر پر مرنا ہے وہ بھی اکٹھے دوزخ میں جا پڑیں۔ ف۵ یعنی دنیوی ذلت اور اخروی دونوں قسم کا نقصان اور خسارہ اٹھایا۔ ف۶ یعنی اگر اب بھی کفر و طغیان اور عداوت اسلام سے باز آ جائیں اور پیغمبر علیہ السلام کی ملت پر حق اختیار کر لیں تو پچھلے حالت کفر میں جو گناہ کر چکے وہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ الاسلام یھدم ما کان قبلہ (حقوق العباد وغیرہ میں) ان کا مسئلہ علیحدہ ہے۔ ف یعنی جس طرح اگلے لوگ پیغمبروں کی تکذیب و عداوت سے تباہ ہوئے "اولین" اب یہ بھی تباہی آئے گی یا یہ مطلب ہے کہ جیسے بدر میں ان کے بھائی بندوں کو سزا دی گئی انہیں بھی سزا دی جائے گی۔ ف۷ یعنی کافروں کا زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں یا مذہب حق کو موت کی دھمکی دے سکیں جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی کفار کو غلبہ ہوا مسلمانوں کا ایمان اور مذہب خطرہ میں پڑ گیا۔ اسپین کی مثال دنیا کے سامنے ہے کہ کس طرح قوت اور موقع ہاتھ آنے پر مسلمانوں کو تباہ کیا گیا یا مرتد بنایا گیا۔ (بقیہ بر صفحہ ۲۳۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے اپنے رسول پر فتح و نصرت اتاری جس سے تم غالب ہوئے اور اللہ قادر ہے کہ آگے اور فتحیں دلوے جو مال کافروں سے ہاتھ لگے وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ نیاز اللہ کی ہے واسطے خرچ رسول کے کہ رسول کو خرچ ہے اپنی ذات کا اور قرابت والوں کا اور حاجت مند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے بھی خرچ ہوتے ہیں سردار کو اور جو مال صلح سے لیا وہ سارا خرچ مسلمانوں کا یعنی غنیمت میں چار حصے دیوے سو لشکر کو تقسیم کرے سوار کو دو حصے پیادہ کو ایک ۱۲ منہ ف۲ یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے تھے اور تم قافلہ کے غارت کو قافلہ بچ گیا اور دونوں فوجیں ایک میدان کے دو کناروں پر آ پڑیں ایک کو دوسرے کی خبر نہیں یہ تدبیر اللہ کی تھی اگر تم قصد آجاتے تو ایسا بروقت نہ پہنچتے اور اس فتح کے بعد کافروں پر صدق پیغمبر کا کھل گیا جو مرا وہ بھی یقین جان کر مرا اور جیتا رہا وہ بھی حق پہچان کر تا اللہ کا الزام پورا ہو ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

بقیہ فوائد صفحہ ۲۳۴ بہرحال جہاد و قتال کا اولین مقصد یہ ہے کہ اہل اسلام مامون و مطمئن ہو کر خدا کی عبادت کر سکیں اور دولت ایمان و توحید کفار کے ہاتھوں سے محفوظ ہو (چنانچہ فتنہ کی یہی تفسیر ابن عمر وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کتب حدیث میں منقول ہے) ف۹ یہ جہاد کا آخری مقصد ہے کہ کفر کی شوکت نہ رہے۔ حکم پہلے خدا کا چلے۔ دین حق سب ادیان پر غالب آجائے۔ (لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ) خواہ دوسرے باطل ادیان کی موجودگی میں جیسے خلفائے راشدین وغیرہم کے عہد میں ہوا یا سب باطل مذاہب کو ختم کر کے جیسے نزول مسیح کے وقت ہوگا۔ بہرحال یہ آیت اس کی واضح دلیل ہے کہ جہاد و قتال خواہ ہجومی ہو یا دفاعی اسلام کے حق میں اس وقت تک برابر مشروع ہے جب تک یہ دونوں مقصد حاصل نہ ہو جائیں۔ اسی لئے حدیث میں آگیا۔ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (جہاد کے احکام و شرائط وغیرہ کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کیجائے) ف۱۰ یعنی جو ظاہر میں اپنی شرارت اور کفر سے باز آجائیں ان سے قتال نہیں۔ ان کے دلوں کا حال اور مستقبل کی کیفیات کو خدا کے سپرد کیا جائیگا جیسا کام وہ کریں گے خدا کی نگاہ سے غائب ہو کر نہیں کر سکتے۔ مسلمان صرف ظاہر حال کے موافق عمل کرنے کے مکلف ہیں۔ وفی الحدیث اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ف۱۱ یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ خدا کی مدد و حمایت پر بھروسہ کر کے جہاد کریں۔ کفار کی کثرت اور ساز و سامان سے مرعوب نہ ہوں۔ جیسے "جنگ بدر" میں دیکھ چکے کہ خدا نے مسلمانوں کی کیا خوب امداد و حمایت کی۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ آغاز سورت میں فرمایا تھا قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ یہاں اس کی قدرے تفصیل بیان فرمائی ہے کہ جو مال غنیمت کافروں سے لڑ کر حاصل ہو اس میں پانچواں حصہ خدا کی نیاز ہے جسے خدا کی نیابت کے طور پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام وصول کر کے پانچ جگہ خرچ کر سکتے ہیں۔ اپنی ذات پر۔ اپنے ان قرابت داروں (بنی ہاشم و بنی المطلب) پر جنہوں نے قدیم سے خدا کے کام میں آپ کی نصرت و امداد کی اور اسلام کی خاطر یا محض قرابت کی وجہ سے آپ کا ساتھ دیا۔ اور صدقہ زکوٰۃ وغیرہ سے لینا ان کے لئے حرام ہوا۔ یتیموں پر۔ حاجتمند مسلمانوں پر۔ مسافروں پر۔ بقیہ غنیمت میں چار حصے باقی رہے وہ لشکر پر تقسیم کئے جائیں۔ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک۔ حضور صلعم کی وفات کے بعد خمس کے پانچ مصارف میں سے "حنفیہ" کے نزدیک صرف تین اخیر کے باقی رہ گئے کیونکہ حضور کی رحلت کے بعد حضور کی ذات کا خرچ نہیں رہا اور ذوی القربیٰ کا وہ حصہ رہا جو ان کو حضور کی نصرت قدیمہ کی وجہ سے ملتا تھا۔ البتہ مساکین اور حاجت مندوں کا جو حصہ ہے اس میں حضور کے قرابت دار مساکین اور اہل حاجت کو مقدم رکھا جانا چاہئے۔ بعض علماء کے نزدیک حضور کے بعد امیر المومنین کو اپنے مصارف کے لئے خمس الخمس ملنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔ بعض روایات میں ہے کہ جب "غنیمت" میں سے خمس (اللہ کے نام کا پانچواں حصہ) نکالا جاتا تھا۔ تو نبی کریم صلعم اول اس میں کا کچھ حصہ بیت اللہ (کعبہ) کے لئے نکالتے تھے۔ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جہاں سے کعبہ بعید ہے وہاں مساجد کے لئے نکالنا چاہئے ف۲ "فیصلہ کے دن" سے مراد "یوم بدر" ہے جس میں حق و باطل کی کشمکش کا صریح فیصلہ ہوگیا۔ اس روز حق تعالیٰ نے اپنے کامل ترین بندے پر فتح و نصرت اتاری۔ فرشتوں کی امدادی کمک بھیجی۔ اور سکون و اطمینان کی کیفیت نازل فرمائی۔ اب جو لوگ خدا پر اور اس کی تائید غیبی پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو غنیمت میں سے خدا کے نام کا پانچواں حصہ نکالنے میں بھاری نہیں ہونا چاہئے ف۳ جیسے اس دن تم کو غالب و منصور کیا وہ قادر ہے کہ آئندہ بھی تم کو غلبہ اور فتوحات نصیب فرمائے ف۴ "ورلے کنارے" سے مراد میدان جنگ کی وہ جانب ہے جو مدینہ طیبہ سے قریب تھی۔ اسی طرح "پرلے کنارہ" وہ ہوا جو مدینہ سے بعید تھا ف۵ یعنی ابو سفیان کا تجارتی قافلہ نیچے کی طرف سمندر کے کنارہ کنارہ جا رہا تھا قافلہ اور مسلمانوں کے درمیان قریش کی فوج حائل ہو چکی تھی ف۶ یعنی اگر تم پہلے سے لڑائی کا کوئی وقت ٹھہرانا چاہتے تو ممکن تھا اس میں اختلاف ہوتا یا وعدہ کے وقت پہنچنے میں ایک فریق پس و پیش کرتا کیونکہ ادھر مسلمان کفار کی تعداد اور ظاہری ساز و سامان سے خائف تھے۔ ادھر کفار مسلمانوں کی حقانیت، خدا پرستی اور بیجگری سے مرعوب رہتے تھے۔ دونوں کو جنگ کی ذمہ داری لینے یا شرکت کرنے میں تردد اور تعلل ہو سکتا تھا ف۷ یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے تھے اور تم قافلہ پر حملہ کرنے کو۔ قافلہ نکل گیا اور دونوں فوجیں ایک میدان کے دو کناروں پر آپڑیں ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ یہ تدبیر اللہ کی تھی۔ اگر تم قصداً جاتے تو ایسا بروقت نہ پہنچتے اور اس فتح کے بعد کافروں پر صدق پیغمبر کا کھل گیا۔ جو مرا وہ بھی یقین جان کر مرا اور جیتا رہا وہ بھی حق پہچان کر تا اللہ کا الزام پورا ہو کذا فی الموضح۔ اور ممکن ہے مرنے اور جینے سے کفر و ایمان مراد ہوں یعنی اب جو ایمان لائے اور جو کفر پر جما رہے دونوں کا ایمان یا کفر وضوح حق کے بعد ہو ف۸ یعنی اللہ کمزور مظلوموں کی فریاد سننے والا ہے اور جانتا ہے کہ کس طریقہ سے ان کی مدد کیجائے۔ دیکھو بدر میں مسلمانوں کی فریاد کیسی سنی اور کیسی مدد فرمائی ف۹ یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ خدا کی مدد اور حمایت پر بھروسہ کر کے جہاد کریں کفار کی کثرت اور ساز و سامان سے مرعوب نہ ہوں جیسے جنگ بدر میں دیکھ چکے کہ خدا نے مسلمانوں کی کیا خوب امداد و حمایت کی ف۱۰ یعنی انہیں زیادہ سمجھ کر کوئی لڑنے کی ہمت نہ کرتا یا کوئی ہمت کرتا کوئی نہ کرتا اس طرح اختلاف ہو کر کام میں سخت دقت پڑ جاتی۔ لیکن خدا نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں تھوڑی تعداد دکھلا کر اس بزدلی اور نزاع باہمی سے تم کو بچا لیا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کس چیز سے دلوں میں ہمت و شجاعت پیدا ہوتی ہے اور کس بات سے بزدلی و نامردی۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ

اور جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے

اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سو اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ

لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

اور رسول کے اور قرابت والے اور یتیم کے اور محتاج کے اور مسافر کے اگر

اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے واسطے ف۱

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ

تم یقین لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اتاری اپنے بندے پر جس دن فیصلہ ہوا

اگر تم کو یقین ہے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اتاری اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن ف۲

يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ

جس دن بھڑیں دو فوجیں اور اللہ سب چیز پر قادر ہے ف جس وقت تم تھے ورے کے

جس دن بھڑ گئیں دونوں فوجیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۳ جس وقت تم تھے ورلے

الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ

ناکے اور وہ پرے کے اور قافلہ نیچے اتر گیا تم سے

کنارہ پر اور وہ پرلے کنارہ پر ف۴ اور قافلہ نیچے اتر گیا تھا تم سے ف۵

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ

اور اگر آپس میں تم وعدہ کرتے تو نہ پہنچتے وعدے پر لیکن اللہ کو کر ڈالنا

اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو نہ پہنچتے وعدہ پر ایک ساتھ ف۶ لیکن اللہ کو کر ڈالنا تھا

اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى

ایک کام جو ہو چکا تھا۔ تا مرے جو مرے سوجھ کر اور جیوے

ایک کام کو جو مقرر ہو چکا تھا تاکہ مرے جس کو مرنا ہے قیام حجت کے بعد اور جیوے

مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ يُرِيْكَهُمُ

جو جیتا ہے سوجھ کر اور اللہ سنتا جانتا ف جب اللہ نے تجھ کو دکھایا

جس کو جینا ہے قیام حجت کے بعد ف۷ اور بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ف۸ جب اللہ نے وہ کافر

اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

تیرے خواب میں تھوڑے اور اگر تجھ کو بہت دکھاتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور

دکھلائے تجھ کو تیری خواب میں تھوڑے ف۹ اور اگر تجھ کو بہت دکھلا دیتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے بچا لیا اس کو معلوم ہے جو بات ہے

جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے بچا لیا اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے

الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ

دلوں میں اور جب تم کو دکھائی وہ فوج وقت ملاقات کے تمہاری آنکھوں میں

دلوں میں ف۱۰ اور جب تم کو دکھلائی وہ فوج مقابلے کے وقت تمہاری آنکھوں میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ پیغمبر کو خواب میں کافر تھوڑے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت یہ اجرات سے لڑیں پیغمبر کا خواب غلط نہیں اُن میں کا زور چندوالے تھوڑے تھے اکثر وہ تھے جو پیچھے مسلمان ہوئے ۱۲ منہ ف۲ یعنی مرد اللہ کی چاہو تو اسباب ظاہر سے نہیں دل کی استقامت اور یاد اللہ کی اور حکم برداری سردار کی اور ایک مصلحت رہنا چاہیے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ ہو جاتی رہے گی یعنی اقبال سے ادبار آوے گا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ جہاد عبادت اترانے یا دکھاوے کو کرے تو قبول نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ جب کافر جمع ہو کر نکلے لڑائی پر راہ میں ایک شخص ملا بوڑھا۔ کہا میں بھی مسلمانوں کا دشمن ہوں تمہاری رفاقت کو آیا ہوں اور جنگ کا بڑا ماہر ہوں جب لڑائی ہونے لگی ابوجہل سے ہاتھ چھڑا کر بھاگا اس شخص کو نہ پہلے کسی نے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا وہ شیطان تھا جب اُس نے جبرئیل اور میکائیل کو دیکھا مسلمانوں کی طرف تب بھاگا ۱۲ منہ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ پیغمبر کو خواب میں کافر تھوڑے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت انکو اس سے لڑیں پیغمبر کا خواب غلط نہیں اُن میں کا فر سے والے کم ہی تھے اکثر وہ تھے جو پیچھے مسلمان ہوئے اور خواب کی تعبیر یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تھوڑی تعداد

قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ

تھوڑی اور تم کو تھوڑا دکھلایا انکی آنکھوں میں تاکر ڈالے اللہ ایک کام جو ہو چکا تھا

تھوڑی اور تم کو تھوڑا دکھلایا اُن کی آنکھوں میں تاکہ کر ڈالے اللہ ایک کام جو مقرر ہو چکا تھا

وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ع۵ ۱

اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی ف۱ اے ایمان والو جب

اور اللہ تک پہنچتا ہے ہر کام ف۱ اے ایمان والو جب

لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

بھڑو تم کسی فوج سے تو ثابت رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو شاید تم مراد پاؤ ف۲

بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو ف۲ تاکہ تم مراد پاؤ

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ

اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پھر نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی

اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی

رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَكُونُوا

تمہاری باؤ اور ٹھہرے رہو اللہ ساتھ ہے ٹھہرنے والوں کے اور مت ہو جیسے

تمہاری ہوا ف۳ اور صبر کرو بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے ف۴ اور نہ ہو جاؤ

كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَ

وہ لوگ کہ نکلے اپنے گھروں سے اتراتے اور لوگوں کو دکھاتے اور

ان جیسے جو کہ نکلے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کے دکھانے کو اور

يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

روکتے اللہ کی راہ سے اور اللہ کے قابو میں ہے جو کرتے ہیں ف۵

روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور اللہ کے قابو میں ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف۵

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ

اور جس وقت سنوار دئیے شیطان اُن کی نظر میں ان کے کام اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تم پر

اور جس وقت خوشنما کر دیا شیطان نے ان کی نظروں میں انکے عملوں کو اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر

الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ

آج کے دن اور میں رفیق ہوں تمہارا پھر جب سامنے ہوئیں دو فوجیں

آج کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب سامنے ہوئیں دونوں فوجیں

نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ إِنِّي أَرَىٰ

الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں میں دیکھتا ہوں

تو وہ الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں میں دیکھتا ہوں

مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ إِذْ ع۶ ۲

جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے ف۶ جب

جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ کا عذاب سخت ہے ف۶ جب

مقصود اُن کی مغلوبیت کا اظہار ہو جاتی کفار کی نظر میں جو مسلمان تھوڑے دکھلائی دیئے تو وہ واقعی تھوڑے تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب دونوں فوجیں اول آمنے سامنے ہوئیں پھر جب مسلمانوں نے دلیرانہ حملے کیے اور فرشتوں کا لشکر مدد کو پہنچا اس وقت کفار کو مسلمان دو گنے نظر آنے لگے کما فی "آل عمران" "قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ... يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ" (آل عمران رکوع ۲) ف۲ اس میں نماز، دعا، تکبیر اور ہر قسم کا ذکر اللہ شامل ہے۔ "ذکر اللہ" کی تاثیر ہے کہ ذاکر کا دل مضبوط اور مطمئن ہوتا ہے جس کی جہاد میں سب سے زیادہ ضرورت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا سب سے بڑا ہتھیار یہی تھا۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (رعد رکوع ۴) ف۳ یعنی ہوا خیزی ہو کر اقبال و رعب کم ہو جائیگا۔ بدر جیسی کے بعد فتح و ظفر کیسے حاصل کر سکو گے ف۴ جو سختیاں اور شدائد جہاد کے وقت پیش آئیں اُن کو صبر و استقامت سے برداشت کرو، ہمت نہ ہارو، مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو بتلا دیا گیا کہ کامیابی کی کنجی کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ دولت، لشکر اور سنگین وغیرہ سے فتح و نصرت حاصل نہیں ہوتی۔ ثابت قدمی، صبر و استقلال، قوت و طمانیت قلب، یاد الٰہی، خدا و رسول اور اُن کے قائم مقام سرداروں کی اطاعت و فرمانبرداری اور باہمی اتفاق و اتحاد سے حاصل ہوتی ہے۔ اس موقع پر بیساختہ جی چاہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق "ابن کثیر" کے چند الفاظ نقل کر دوں جو اخلاص و ایمان کی انتہائی گہرائی سے نکلے ہوئے ہیں۔ ...

... ف۵ ابوجہل شوکت، کر و فر، دھوم دھام اور بڑے کبر کے ساتھ نکلا تھا تاکہ مسلمان مرعوب ہو جائیں اور دوسرے قبائل عرب پر مشرکین کی دھاک بیٹھ جائے۔ راستہ میں اُس کو ابوسفیان کا پیام پہنچا کر قافلہ صحیح سلامت نکل آیا، تم لوگ لوٹ جاؤ۔ ابوجہل نے نہایت غرور سے کہا کہ ہم اس وقت واپس جا سکتے ہیں جبکہ بدر کے چشمہ پر پہنچ کر مجلس طرب و نشاط منعقد کریں، گانے والی عورتیں خوشی اور کامیابی کے گیت گائیں، شراب کے پیالے چلیں، اونٹ ذبح کر کے قبائل عرب کی ضیافت کا انتظام کریں ... مگر وہ سب خدا کے قابو میں ہیں ... بدر کے پانی اور جام شراب کی جگہ انہیں موت کا پیالہ پینا پڑا ... بہرحال اس آیت میں مسلمانوں کو آگاہ فرمایا ہے کہ جہاد محض ہنگامہ کشت و خون کا نام نہیں، بلکہ عظیم الشان عبادت ہے عبادت پر اترانے یا دکھانے کو کرے تو قبول نہیں۔ لہٰذا تم فخر و غرور اور نمود و نمائش میں کفار کی چال مت چلو ف۶ قریش اپنی قوت و جمعیت پر مغرور تھے لیکن بنی کنانہ سے ان کی پرانی عداوت تھی خطرہ یہ ہوا کہ کہیں بنی کنانہ کامیابی کے راستہ میں آڑے نہ آجائیں۔ فوراً شیطان ان کی پیٹھ ٹھونکنے اور ہمت بندھانے کو بنی کنانہ کے سردار اعظم سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی ذریت کی فوج لے کر نمودار ہوا اور ابوجہل وغیرہ کو اطمینان دلایا کہ ہم سب تمہاری مدد و حمایت پر ہیں۔ بنی کنانہ کی طرف سے بے فکر رہو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب بدر میں زور کا رن پڑا اور شیطان کو جبرئیل وغیرہ

فرشتے نظر آئے تو ابوجہل کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگا۔ ابوجہل نے کہا "سراقہ! اس وقت پر دغا دے کر کہاں جاتے ہو" کہنے لگا میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا مجھے وہ چیزیں دکھائی دے رہی ہیں جو تم کو نظر نہیں آتیں۔ (یعنی فرشتے) خدا کے ڈر سے میرا دل بیٹھا جاتا ہے۔ اب ٹھہرنے کی ہمت نہیں۔ کہیں کسی سخت عذاب اور آفت میں نہ پکڑا جاؤں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا۔ اس کے دل میں خدا کا ڈر نہ تھا۔ ہاں وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر ہلاکت سے کسی طرح نہیں بچ سکتا۔ یہ اس کی قدیم عادت ہے کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر عین وقت پر الگ ہو جاتا ہے ... يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (نساء رکوع ۱۸) كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (حشر رکوع ۲) وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ ۖ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ ۗ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (ابراہیم رکوع ۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

عِندَ اللّٰهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ الَّذِينَ عَاهَدتَّ

اللہ کے یہاں وے ہیں جو منکر ہوئے پھر وے نہیں مانتے جن سے تونے اقرار لیا ہے

اللہ کے ہاں وہ ہیں جو منکر ہوئے پھر وہ نہیں ایمان لاتے جن سے تونے معاہدہ کیا ہے

مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ○

پھر وہ توڑتے ہیں اپنا ہر بار اور ڈر نہیں رکھتے

ان میں سے پھر وہ توڑتے ہیں اپنا عہد ہر بار اور وہ ڈر نہیں رکھتے ف۱

فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ

سو اگر کبھی تو پاوے ان کو لڑائی میں تو ایسی سزا دے کہ دیکھ کر بھاگیں ان کے پچھلے شاید وہ

سو اگر کبھی تو پائے ان کو لڑائی میں تو ان کو ایسی سزا دے کہ دیکھ کر بھاگ جائیں ان کے پچھلے تاکہ ان کو

يَذَّكَّرُونَ ○ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ

عبرت پکڑیں اور اگر تجھ کو ڈر ہو ایک قوم کی دغا کا تو جواب دے ان کو

عبرت ہو اور اگر تجھ کو ڈر ہو کسی قوم سے دغا کا تو پھینک دے ان کا عہد ان کی طرف

عَلَىٰ سَوَاءٍ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ○ ع وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ

برابر کے برابر اللہ کو خوش نہیں آتے دغاباز ف۱ اور یہ نہ سمجھیں منکر لوگ

ایسی طرح پر کہ ہو جاؤ تم اور وہ برابر بیشک اللہ کو خوش نہیں آتے دغاباز ف۲ اور یہ نہ سمجھیں کافر

كَفَرُوا سَبَقُوا ط إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ○ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم

کہ وہ بھاگ نکلے وہ تھکا نہ سکیں گے اور سرانجام کرو ان کی لڑائی کو جو ہو سکے

لوگ کہ وہ بھاگ نکلے وہ ہرگز تھکا نہ سکیں گے ہم کو ف۳ اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو

مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ

زور اور گھوڑے پالنے اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور

قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے ف۴ کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور

عَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ ج لَا تَعْلَمُونَهُمُ ج اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ

تمہارے دشمنوں پر اور ایک اور لوگوں پر سوا ان کے جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے

تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے ف۵

وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ

اور جو خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں پورا ملے گا تم کو اور تمہارا حق

اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کی راہ میں وہ پورا ملیگا تم کو اور تمہارا حق

لَا تُظْلَمُونَ ○ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى

نہ رہے گا ف۶ اور اگر وہ جھکیں صلح کو تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسہ کر اللہ

نہ رہ جائے گا ف۶ اور اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسہ کر اللہ

اللّٰهِ ط إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ

پر بیشک وہی ہے سنتا جانتا ف۷ اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں

پر بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۷ اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں۔

منزل ۲

ف۱ جو لوگ ہمیشہ کے لئے کفر اور بے ایمانی پر تل گئے اور انجام سے بالکل بے خوف ہو کر غداری اور بدعہدی کے خوگر ہو رہے ہیں، وہ خدا کے نزدیک بدترین جانور ہیں۔ فرعونیوں کا حال بدعہدی اور غداری میں یہی تھا۔ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ (اعراف۔ رکوع ۱۶) اور حضور کے زمانہ میں یہود بنی قریظہ وغیرہ کی یہی خصلت تھی۔ آپ سے عہد کر لیتے کہ ہم مشرکین مکہ کو مدد نہ دیں گے پھر ان کی امداد کرتے اور کہہ دیتے کہ ہم کو عہد یاد نہ رہا تھا، بار بار ایسا ہی کرتے تھے۔ آگے بتلایا ہے کہ ایسے غداروں کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہیے ف۲ یعنی اگر یہ دغاباز غدار معاہدوں کو علانیہ توڑ کر کسی وقت میدان جنگ میں آپ کے مقابل آ جائیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیجئے جسے دیکھ کر ان کے پیچھے رہنے والے یا ان کے بعد آنے والی نسلیں بھی عبرت حاصل کریں اور عہد شکنی کی کبھی جرأت نہ کر سکیں۔ اور اگر ایک قوم نے علانیہ دغابازی نہیں کی مگر آثار و قرائن بتاتے ہیں کہ عہد شکنی پر آمادہ ہے تو آپ کو اجازت ہے کہ مصلحت سمجھیں تو ان کا عہد واپس کر دیں اور معاہدہ سے دست برداری کی اطلاع کر کے مناسب کارروائی کریں، تاکہ فریقین پچھلے معاہدات کی نسبت شک و اشتباہ میں نہ رہیں۔ دونوں مساویانہ طور پر آگاہ و بیدار ہو کر اپنی تیاری اور حفاظت میں مشغول ہوں۔ آپ کی جانب سے کوئی چوری اور خیانت نہ ہو، سب معاملہ صاف صاف ہو۔ حق تعالیٰ خیانت کی کارروائی کو خواہ کفار کے ساتھ ہو پسند نہیں کرتا۔ سنن میں روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور روم میں ایک میعادی معاہدہ تھا، میعاد کے اندر امیر معاویہ نے اپنی فوجوں کو روم کی سرحد کی طرف بڑھانا شروع کیا، مقصد یہ تھا کہ رومیوں کی سرحد سے اس قدر قریب اور پہلے سے تیار رہیں کہ میعاد معاہدہ گذرتے ہی فوراً دھاوا بول دیا جائے۔ جس وقت یہ کارروائی جاری تھی، ایک شیخ سواری پر یہ کہتے ہوئے آئے "اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء لا غدرا" یعنی عہد پورا کرو، عہد شکنی مت کرو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جب کسی قوم سے معاہدہ ہو تو کوئی گرہ نہ کھولی جائے نہ باندھی جائے یہاں تک کہ معاہدہ کی مدت پوری ہو جائے یا فریق ثانی کو مساویانہ حیثیت میں معاہدہ واپس کیا جائے۔ معاویہ کو جب یہ خبر پہنچی تو الٹے واپس آ گئے۔ پھر جو دیکھا تو وہ شیخ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے ف۳ نبذ عہد کا حکم اوپر مذکور ہوا، ممکن تھا کہ کفار اس کو مسلمانوں کی سادہ لوحی پر محمول کر کے خوش ہوتے کہ جب ان کے یہاں خیانت و غدر جائز نہیں تو ہم کو خبردار اور بیدار ہونے کے بعد پورا موقع اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کے خلاف تیاری کرنے کا ملے گا۔ اس کا جواب دے دیا کہ کتنی ہی تیاری اور انتظامات کرو جب مسلمانوں کے ہاتھوں خدا تم کو مغلوب و رسوا کرنا اور دنیا یا آخرت میں سزا دینا چاہیگا، تو تم کسی تدبیر سے اس کو عاجز نہ کر سکو گے، نہ اس کے احاطۂ قدرت و تسلط سے نکل کر بھاگ سکو گے۔ گویا مسلمانوں کی تسلی کر دی کہ وہ خدا پر بھروسہ کر کے اس کے احکام کا امتثال کریں تو سب پر غالب آئیں گے ف۴ یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کے معنی یہ نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے، نہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامان جہاد فراہم کریں۔ نبی کریم صلعم کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیرزنی اور تیراندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامان جہاد تھا۔ آج بندوق، توپ، ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروزر وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حربیہ کا سیکھنا، بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب سامان جہاد ہے۔ اسی طرح آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب و ضرب تیار ہوں، انشاء اللہ وہ سب آیت کے منشاء میں داخل ہیں۔ باقی گھوڑے کی نسبت تو آپ خود ہی فرما چکے ہیں "الخیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة" کہ قیامت تک کے لئے خدا نے اس کی پیشانی میں خیر رکھ دی ہے۔ اور احادیث میں ہے کہ جو شخص گھوڑا جہاد کی نیت سے پالتا ہے اس کے کھانے پینے بلکہ ہر قدم اٹھانے میں اجر ملتا ہے اور اس کی خوراک وغیرہ تک قیامت کے دن ترازو میں وزن کی جائیگی ف۵ یعنی یہ سب سامان اور تیاری دشمنوں پر رعب جمانے اور دھاک بٹھلانے کا ایک ظاہری سبب ہے۔ باقی فتح و ظفر کا اصلی سبب تو خدا کی مدد ہے جو پہلے بیان ہو چکا اور وہ دشمن جن کو ابھی تک تم نہیں جانتے منافقین ہیں جو مسلمانی کے پردہ میں تھے، یا یہود بنی قریظہ، یا روم و فارس وغیرہ وہ سب قومیں جن سے آئندہ مقابلہ ہونے والا تھا ف۶ یہ مالی جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جہاد کی تیاری میں جس قدر مال خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ ملیگا یعنی ایک درہم کے سات سو درہم کو اللہ یضاعف لمن یشاء اور بسا اوقات دنیا میں بھی اس سے کہیں زیادہ معاوضہ مل جاتا ہے ف۷ حسب معاہدہ آپ بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ آپ کا مقصد خونریزی نہیں، اعلائے کلمۃ اللہ اور دفع فتنہ مقصود ہے۔ اگر بدون خونریزی کے یہ مقصد حاصل ہو سکے تو خواہی نخواہی خون بہانے کی کیا حاجت ہے۔ اگر یہ احتمال ہو کہ شاید کفار صلح کے پردہ میں ہم کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو پرواہ کیجئے، اللہ پر بھروسہ رکھئے وہ ان کی نیتوں کو جانتا ہے اور ان کے اندرونی مشوروں کو سنتا ہے۔ اس کی حمایت کے سامنے ان کی بدنیتی نہ چل سکیگی۔ آپ اپنی نیت صاف رکھئے۔ یعنی کفار مرعوب ہو کر صلح و آشتی کے خواستگار ہوں تو آپ کو ارشاد ہے کہ جانا ہوں مسلمانوں کی تیاری اور مجاہدانہ قربانیوں کو دیکھ کر بعید نہیں کہ

موضح قرآن ف۱ اگر ایک قوم نے کافروں سے صلح کی ہو پھر ان کی طرف سے دغا ہو چکی اب ان کو بیخبر مارے اور جو دغا نہیں ہوئی لیکن اندیشہ ہے تو خبردار کر کر جواب دیجئے یعنی سرانجام لڑائی کا صلح سے پہلے کر سکتے ہیں ۔ اس میں کچھ دغا نہیں ف۲ حکم فرمایا کہ جہاد کا سرانجام جو ہو سکے زور اور تیر اندازی کو اور ہتھیار کا کسب اسی میں داخل ہے اور گھوڑے پالنے میں جو ثواب ہوا سو اس کی حد نہیں بلکہ اس کا فضل سب تا قیامت کو فرمایا۔ واسطے رعب کے ہے کہ کام نہیں کرتے ہو گی اسباب سے فتح تو اللہ کی مدد سے اور وہ لوگ جن کو تم نہیں جانتے وہ منافق ہیں کہ ہر مسلمان کے پردے میں ہیں ف۳ یعنی اگر دل میں دغا رکھیں گے اللہ کو معلوم ہے اس کی سزا دے گا۔ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ عرب کی قوم میں آگے ہمیشہ بیر رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا پھر حضرت کے سبب سب متفق اور دوست ہوگئے ۱۲ منہ رح ف۲ حضرت سے مدینہ میں اگر مسلمان شمار کروائے مرد تو ایک جنگ چالیس ہوئے سب خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کا ڈر کافر کا ڈر ہے بعد اس کے یہ آیت اتری ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے ۱۲ منہ رح ف۴ اول کے مسلمان یقین میں کامل تھے ان پر حکم تھا کہ آپ سے دس برابر کافروں پر جہاد کریں پچھلے مسلمان ایک قدم کم تھے تب یہی حکم ہوا کہ دو برابر پر جہاد کریں یہی حکم اب باقی ہے لیکن اگر دو سے زیادہ پر حملہ کریں تو بڑا اجر ہے۔ حضرت کے وقت میں ہزار مسلمان اسی ہزار سے لڑے ہیں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ارشاد عبدالقادر صاحب

ف۱ اگر صلح کرکے وہ لوگ دغا بازی اور عہد شکنی کا ارادہ کریں تو فکر نہ کیجئے۔ خدا آپ کی مدد کے لئے کافی ہے اس کے سب فریب و دغا بیکار کر دیگا۔ اسی نے بدر میں آپ کی غیبی امداد فرمائی اور ظاہری طور پر جاں نثار و سرفروش مسلمانوں سے آپ کی تائید کی ف۲ اسلام

فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۚ هُوَ الَّذِىٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

تو تجھ کو بس ہے اللہ اسی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا

تو تجھ کو کافی ہے اللہ اسی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا ف۱

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۚ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِى الْأَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ أَلَّفْتَ

اور ان کے دل میں الفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا جو سارے ملک میں ہے تمام الفت نہ دے سکتا

اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا

بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

ان کے دل میں لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں بیشک وہ زور آور ہے حکمت والا ف۱

ان کے دلوں میں لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں بیشک وہ زور آور ہے حکمت والا ف۲

ع ۷

يٰٓأَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اے نبی کفایت ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہوئے ہیں مسلمان ف۲

اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہیں مسلمان ف۳

يٰٓأَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں

اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں

عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ

بیس شخص ثابت غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سو شخص

بیس شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سو شخص

يَّغْلِبُوْٓا أَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ

غالب ہوں ہزار کافروں پر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۳ اب بوجھ ہلکا کیا

تو غالب ہوں ہزار کافروں کے اوپر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۴ اب بوجھ ہلکا کر دیا

اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ

اللہ نے تم پر اور جانا کہ تم میں سستی ہے سو اگر ہوں تم میں سو شخص

اللہ نے تم پر سے اور جانا کہ تم میں سستی ہے سو اگر ہوں تم میں سو شخص

صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ أَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا أَلْفَيْنِ

ثابت غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں ہزار شخص غالب ہوں دو ہزار پر

ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں ہزار تو غالب ہوں دو ہزار پر

بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ مَا كَانَ لِنَبِىٍّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ

اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے رہنے والوں کے ف۴ کیا چاہئے نبی کو کہ اس کے ہاں

اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے ثابت قدم رہنے والوں کے ف۵ نبی کو نہیں چاہئے کہ اپنے ہاں رکھے

أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْأَرْضِ ۚ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ

قیدی آویں جب تک نہ تمکین کرے ملک میں چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ

قیدیوں کو جب تک خوب خونریزی نہ کرلے ملک میں تم چاہتے ہو اسباب دنیا کا اور اللہ کے

سے پہلے عرب میں جدال و قتال اور نفاق و شقاق کا بازار گرم تھا، ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر قبائل آپس میں ٹکراتے رہتے تھے، دو جماعتوں میں جب لڑائی شروع ہو جاتی تو صدیوں تک اس کی آگ ٹھنڈی نہ ہوتی تھی، مدینہ کے دو زبردست قبیلوں "اوس" و "خزرج" کی حریفانہ زور آزمائی اور دیرینہ عداوت و بغض کا سلسلہ کسی طرح ختم نہ ہوتا تھا۔ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا اور عزت و آبرو کا بھوکا تھا۔ ان حالات میں آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلعم توحید و معرفت اور اتحاد و اخوت کا عالمگیر پیغام لیکر مبعوث ہوئے۔ لوگوں نے انہیں بھی ایک فریق ٹھہرالیا اور سب نے مل کر عداوت و شقاق کا کرخ ادھر پھیر دیا، بغض و کینے اور عداوتیں چھوڑ کر ہر قسم کی دشمنی کے لئے حضور کی ذات قدسی صفات کو مطمح نظر بنالیا وہ آپ کی پند و نصیحت سے گھبراتے تھے اور آپ کے سایہ سے بھاگتے تھے۔ دنیا کی کوئی طاقت نہ تھی جو ان سب کی بہتر و دیرینہ کے قلوب میں معرفت الٰہی اور حب نبی کی روح پھونک کر اور شراب توحید کا متوالا بنا کر سب کو یکدم اخوت و الفت باہمی کی زنجیر میں جکڑ دیتی اور اس مقدس ہستی کا درم ناخرید غلام اور عاشق جاں نثار بنا دیتی جس سے زیادہ چند روز پہلے ان کے نزدیک کوئی مبغوض ہستی نہ تھی بلاشبہ روئے زمین کے خزانے خرچ کرکے بھی یہ مقصد حاصل نہ کیا جاسکتا تھا جو اللہ کی رحمت و اعانت سے ایسی سہولت کیساتھ حاصل ہوگیا۔ خدا نے حقیقی بھائیوں سے زیادہ ایک کی الفت دوسرے کے دل میں ڈالدی اور پھر سب کی الفتوں کا اجتماعی مرکز حضور انور صلعم کی ذات منبع البرکات کو بنا دیا۔ قلوب کو دفعتہً ایسا پلٹ دینا خدا کی زور قدرت کا کرشمہ اور ایسی تدبیر ضرورت کے وقت سب کو محبت و الفت کے ایک نقطہ پر جمع کر دینا اس کے کمال حکمت کی دلیل ہے ف۳ اسکے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اکثر سلف کے نزدیک یہ مطلب ہے کہ اے پیغمبر! خدا تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو کافی ہے یعنی قلت عدد اور بے سر و سامانی وغیرہ سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ اور بعض علماء نے یہ معنی لئے ہیں کہ اے پیغمبر! تجھ کو فی الحقیقت اکیلا خدا کافی ہے اور ظاہر اسباب کے اعتبار سے مخلص مسلمانوں کی جماعت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو کافی ہے پہلے جو فرمایا تھا أَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ گویا یہ اسی کا خلاصہ ہوا۔ ف۴ یہ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی کہ تھوڑے بھی ہوں تو جی نہ چھوڑیں۔ خدا کی رحمت سے دس گنے دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ سبب یہ ہے کہ مسلمان کی لڑائی محض خدا کے لئے ہے۔ وہ خدا کو اور اس کی مرضی کو پہچان کر اور یہ سمجھ کر میدان جنگ میں قدم رکھتا ہے کہ خدا کے راستہ میں مرنا اصلی زندگی ہے اس کو یقین ہے کہ میری تمام قربانیوں کا ثمرہ آخرت میں ضرور ملنے والا ہے خواہ میں غالب ہوں یا مغلوب۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جو تکلیف میں اٹھاتا ہوں وہ فی الحقیقت مجھ کو دائمی خوشی اور ابدی مسرت سے ہمکنار کرنے والی ہے۔ مسلمان جب یہ سمجھ کر جنگ کرتا ہے تو تائید ایزدی مددگار ہوتی ہے اور موت سے وحشت نہیں رہتی اسی لئے پوری دلیری اور بے جگری سے لڑتا ہے کافر چونکہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے محض حقیر اور فانی اغراض کے لئے بہائم کی طرح لڑتا ہے اور قوت قلبی اور امداد غیبی سے محروم رہتا ہے۔ بنا بریں علیہ خبر اور بشارت کے رنگ میں حکم دیا گیا کہ مومنین کو اپنے سے دس گنے دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدمی سے لڑنا چاہئے۔ اگر مسلمان بیس ہوں تو دو سو کے مقابلہ سے نہ ہٹیں اور سو ہوں تو ہزار کو پیٹھ نہ دکھلائیں (تنبیہ) بیس اور سو دو عدد شاید اس لئے بیان فرمائے کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کے لحاظ سے "سریہ" میں کم از کم بیس اور "جیش" میں ایک سو سپاہی ہوتے ہونگے۔ اگلی آیت مدت کے بعد اتری اس وقت مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ اس لئے سریہ کم از کم ایک سو کا اور جیش ایک ہزار کا ہوگا۔ دونوں آیتوں میں بیان نسبت کے وقت اعداد کا یہ تفاوت ظاہر کرتا ہے کہ اگلی آیت کے نزول کے وقت مسلمانوں کی مردم شماری بڑھ گئی تھی۔ ف۵ بخاری میں ابن عباس سے منقول ہے کہ گذشتہ آیت جس میں مسلمانوں کو دس گنے کافروں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہنے کا حکم تھا جب لوگوں کو بھاری معلوم ہوئی تو اس کے بعد یہ آیت اتری۔ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ الخ یعنی خدا نے تمہاری ایک قسم کی کمزوری اور سستی کو دیکھ کر پہلا حکم اٹھالیا اب صرف اپنے سے دوگنی تعداد کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنا ضروری اور بھاگنا حرام ہے۔ یہ کمزوری یا سستی جس کی وجہ سے حکم میں تخفیف ہوئی کئی وجوہ سے ہو سکتی ہے۔ ابتداءً

ہجرت میں گنے چنے مسلمان تھے۔ جن کی قوت و جلادت معلوم تھی پھر کچھ مدت کے بعد ان میں کے بہت سے افراد بوڑھے اور کمزور ہوگئے۔ اور جو نئی پود آئی ان میں پرانے مہاجرین و انصار جیسی بصیرت، استقامت اور تسلیم و تفویض نہ تھی۔ اور تعداد بڑھ جانے سے کسی درجہ میں اپنی کثرت پر نظر اور توکل علی اللہ میں قدرے کمی ہوگی اور ایسے بھی طبیعت انسانی کا خاصہ ہے کہ جو سخت کام تھوڑے آدمیوں پر پڑ جائے تو کرنے والوں میں بیجد عمل زیادہ ہوتا ہے اور ہر شخص اپنی بساط سے بڑھ کر ہمت کرتا ہے لیکن وہی کام جب بڑے مجمع پر ڈالا جائے تو ہر ایک دوسرے کا منتظر رہتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ آخر میں ہی تنہا تو اس کا ذمہ دار نہیں۔ اسی تعدد سے جوش و حرارت اور ہمت میں کمی ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "اول کے مسلمان یقین میں کامل تھے، ان پر حکم ہوا کہ اپنے سے دس گنے کافروں پر جہاد کریں۔ پچھلے مسلمان ایک قدم کم تھے تب یہی حکم ہوا کہ دو گنوں پر جہاد کریں۔ یہی حکم اب بھی باقی ہے۔ لیکن اگر دو سے زیادہ پر حملہ کریں تو بڑا اجر ہے حضرت کے وقت میں ہزار مسلمان اسی ہزار سے لڑے ہیں" غزوۂ موتہ "میں تین ہزار مسلمان ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن [illegible]

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

[illegible]

يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ	
آخرت ۔ اور اللہ زور آور ہے حکمت والا ف ۔ اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ پہلے	
ہاں چاہیے آخرت ۔ اور اللہ زور آور ہے حکمت والا ف ۔ اگر نہ ہوتی ایک بات جس کو لکھ چکا اللہ پہلے سے	
لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا	
تو تم کو پہنچتا اس لینے میں بڑا عذاب ف ۔ سو کھاؤ جو غنیمت لاؤ حلال	
تو تم کو پہنچتا اس لینے میں بڑا عذاب ف ۔ سو کھاؤ جو تم کو غنیمت میں ملا حلال	
طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ	ع ۹
ستھری اور ڈرتے رہو اللہ سے ۔ اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف ۔ اے نبی کہہ دے	
ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف ۔ اے نبی کہہ دے	
لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا	
ان کو جو تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ تمہارے دل میں کچھ نیکی	
ان سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ تمہارے دلوں میں کچھ نیکی	
يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○	
تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھن گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان	
تو دیگا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھن گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان	
وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ	
اور اگر چاہیں گے تجھ سے دغا کرنی سو دغا کر چکے ہیں پہلے اللہ سے پھر اس نے	
اور اگر چاہیں گے تجھ سے دغا کرنی سو وہ دغا کر چکے ہیں اللہ سے اس سے پہلے پھر اس نے ان کو	
مِنْهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا	
پکڑوا دیے اور سب جانتا ہے حکمت والا ف ۔ جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا	
پکڑوا دیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا ہے ف ۔ جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا	
وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ	
اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے	
اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے	
آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ	
جگہ دی اور مدد کی ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو	
جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو	
آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ	
ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک	
ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک	
يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ	
گھر نہ چھوڑ آویں اور اگر تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم کو لازم ہے مدد کرنی	
وہ گھر نہ چھوڑ آویں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم کو لازم ہے ان کی مدد کرنی	

[illegible]

منزل ۲

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن حضرت کے اصحاب دو قسم تھے مہاجر و انصار مہاجر گھر چھوڑنے والے اور انصار جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے یعنی جتنے مسلمان حضرت کے ساتھ حاضر ہیں ان سب کی صلح و جنگ ایک ہے ایک کا موافق سب کا موافق ایک کا مخالف سب کا مخالف اور جو مسلمان اپنے ملک میں ہیں جہاں کافر کا زور ہے ان کی صلح و جنگ میں یہاں والے شریک نہیں۔ مگر ان کی صلح ان سے لڑے تو یہ مدد کریں اگر ان کے صلحی پر غالب ہو دیں تو مدد نہ کریں اور اگر ابھی ان پر ظلم کرے اور مدد چاہیں تو مدد کرے ۱۲ منہ ف۲ یعنی کافر آپس میں ایک ہیں تمہاری دشمنی سے جہاں پاویں گے۔ ضعیف مسلمانوں کو ستاویں گے۔ سو تم مسلمانوں کو سنا دو کہ جو ہمارے پاس ہو اس کا ذمہ ہمارا ہے اور جو اپنے گھر رہے وہ جس طرح جانے سمجھے ۱۲ منہ ف۳ یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سردار کے ساتھ والے مسلمان اعلیٰ ہیں گھر بیٹھنے والوں سے آخرت میں ان کو بخشش ہے زیادہ اور دنیا میں روزی با عزت یعنی غنیمت اور نے معنی ان کا کسب ۱۲ منہ ف۴ یعنی مہاجرین جتنے ملتے جاویں سب شریک ہیں اور ناتے والا اگرچہ پیچھے مسلمان ہوا یا ہجرت کر کے آیا پہلے ملتے والے مسلمان مہاجر کا حق دار ہے یعنی میراث وہی لے گا۔ اگرچہ رفاقت قدیم اور دل سے ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ از شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ

إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

مگر مقابلہ میں ایسوں کے جن میں اور تم میں عہد ہے اور اللہ جو کرتے ہو وہ دیکھتا ہے ف

مگر مقابلہ میں ان لوگوں کی کہ ان میں اور تم میں عہد ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے ف

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم یوں نہ کرو گے تو دھوم مچے

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر تم یوں نہ کرو گے تو فتنہ پھیلے گا

فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَ

ملک میں اور بڑی خرابی ہو گی ف۲ اور جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور

ملک میں اور بڑی خرابی ہو گی ف۲ اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور

جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ

لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی ہیں

لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے انکو جگہ دی اور انکی مدد کی وہی ہیں

الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ

مسلمان ٹھیک ان کو بخشش ہے اور روزی عزت کی ف۳ اور جو

سچے مسلمان انکے لیے بخشش ہے اور روزی عزت کی ف۳ اور جو

آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ

ایمان لائے پیچھے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ تمہیں میں ہیں

ایمان لائے اس کے بعد اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ لوگ بھی تمہیں میں ہیں

وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ

اور ناتے والے آپس میں حق دار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے اللہ کے حکم میں تحقیق

اور رشتہ دار آپس میں حقدار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے اللہ کے حکم میں ف۴ تحقیق

اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اللہ ہر چیز سے خبردار ہے ف

اللہ ہر چیز سے خبردار ہے ف۵

سُورَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَسِتَّ عَشَرَ رُكُوعًا

سورۃ توبہ مدینہ میں اتری اور اس کی ایک سو انتیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بَرَاءَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

جواب ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے ان مشرکوں کو جن سے تم کو عہد تھا

ف۱ صاف جواب ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی ان مشرکوں کو جن سے تمہارا عہد ہوا تھا۔

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ

سو پھر لو اس ملک میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ تھکا سکو گے اللہ کو

سو پھر لو اس ملک میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ تھکا سکو گے اللہ کو

بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۰ قوت اجتہاد صرف کرتے ہیں کوتاہی کی ف۱ یعنی یہ غلطی اگرچہ ذاتہ ایسی تھی کہ سخت سزا ان لوگوں کو دی جاتی جنہوں نے دنیوی سامان کا خیال کر کے ایسا مشورہ دیا مگر سزا دینے سے وہ چیز مانع ہے جو خدا پہلے سے لکھ چکا اور طے کر چکا ہے اور وہ کئی باتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) مجتہد کو اس قسم کی اجتہادی خطا پر عذاب نہیں ہوگا۔ (۲) جب تک خدا امر و نہی کسی چیز کا صاف حکم بیان نہ فرمائے اس وقت تک اس کے مرتکب کو عذاب نہیں دیتا۔ (۳) اہل بدر کی خطاؤں کو خدا معاف فرما چکا ہے (۴) غلطی سے جو رویہ قبل از وقت اختیار کر لیا گیا یعنی فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دینا خدا کے علم میں طے شدہ تھا کہ آخر اس کی اجازت ہو جائے گی فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً (۵) یہ بھی طے شدہ ہے کہ جب تک پیغمبر علیہ السلام ان میں موجود ہیں یا لوگ صدق دل سے استغفار کرتے ہیں، عذاب نہ آئیگا (۶) ان قیدیوں میں سے بہت کی قسمت میں اسلام لانا لکھا گیا تھا۔ الغرض اس قسم کے موانع اگر نہ ہوتے تو یہ غلطی تھی عظیم و ثقیل تھی کہ سخت عذاب نازل ہو جانا چاہیئے تھا ایک روایت میں ہے کہ اس قولی تنبیہ کے بعد وہ عذاب جو اس طرح کی خوفناک غلطی پر آ سکتا تھا، آپ کے سامنے نہایت قریب کر کے پیش کیا گیا۔ گویا یہ قولی تنبیہ کو زیادہ موثر بنانے کی ایک صورت تھی۔ آپ اس منظر کو دیکھ کر وقت گریہ و بکا ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میرے سامنے ان کا عذاب پیش کیا گیا ہے، یعنی جس کا آنا ان پر ممکن تھا اگر موانع مذکورہ بالا نہ ہوتے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ کے سامنے یہ پیش کرنا اسی قسم کا تھا جیسے صلوٰۃ کسوف ادا کرتے وقت آپ کے سامنے جنت و دوزخ دیوار قبلہ میں متمثل کر دی گئی تھی یعنی اس متوقع عذاب کا نظارہ کرانا تھا۔ اور یہیں ف۲ پچھلے عتاب و تہدید سے مسلمان ڈر گئے کہ مال غنیمت کو جس میں فدیہ اساریٰ بھی شامل ہے اب ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے۔ اس آیت میں تسلی فرما دی کہ وہ خدا کی عطا ہے، خوشی سے کھاؤ۔ ہاں جہاد کے سلسلے میں مال غنیمت وغیرہ کو مطمح نظر بنانا اس قدر اہمیت دینا نہیں چاہیئے کہ مقاصد عالیہ اور مصالح کبیرہ سے اغماض ہونے لگے بیشک آدمی حالات و مصالح کے اعتبار سے ایک غلط طریق کار اختیار کیا مگر نفس مال میں کوئی خبث نہیں خدا سے ڈرتے رہو گے تو وہ اپنی رحمت سے غلطیوں کو معاف فرما دیگا ف۳ بعض قیدیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا تھا مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ ان سے کہا گیا کہ اللہ دیکھیگا کہ واقعی تمہارے دلوں میں ایمان و تصدیق موجود ہے تو جو کچھ زر فدیہ اس وقت تم سے وصول کیا گیا اس سے کہیں زیادہ اور کہیں بہتر تم کو مرحمت فرمائیگا اور پچھلی خطاؤں سے درگذر کریگا۔ اور اگر اظہار اسلام سے حضرت پیغمبر کو فریب دینا مقصود ہے یا دغابازی کرنیکا ارادہ ہو تو پیغمبر خدا سے دغابازی کر چکے ہیں یعنی فطری عہد الست کے خلاف کفر و شرک اختیار کیا بعض دغا بازی یہ بھی یا شاید جو ابوطالب کی زندگی میں عہد کر کے آنحضرت صلعم کی حمایت پر متفق ہو گئے تھے، اب کا فروں کیسا تھ ہو کر آپ کا اخراج کا اہتمام کیا) انجام یہ دیکھ لیا کہ آج کس طرح مسلمانوں کی قید و دستگیری میں ہیں۔ آئندہ بھی دغا بازی کی ایسی ہی سزا مل سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے دلوں اور نیتوں کو چھپا نہیں سکتے اور نہ اس کے حکیمانہ انتظامات کو روک سکتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں خدا کا وعدہ پورا ہوا، ان میں جو مسلمان ہوئے حق تعالیٰ نے بیشمار دولت بخشی جو نہ ہوئے وہ خراب ہو کر تباہ ہو گئے۔

الی الربع ۶

فوائد صفحہ ہذا ف۱ قیدیوں میں بعض ایسے تھے جو دل سے مسلمان تھے مگر حضرت کے ساتھ مکہ سے ہجرت نہ کر سکے اور بادل ناخواستہ کفار کے ساتھ ہو کر بدر میں آئے ان آیات میں یہ بتلایا ہے کہ ایسے مسلمانوں کا حکم کیا ہو حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ حضرت کے اصحاب دو قسم تھے "مہاجرین اور انصار" مہاجرین کہتا ہوں گھر چھوڑنے والے اور انصار جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے ان دونوں میں آنحضرت صلعم نے مواخاۃ (بھائی چارہ) قائم کر دیا تھا۔ آیت کا مضمون یہ ہوا کہ جتنے مسلمان حضرت کے ساتھ حاضر ہیں۔ ان سب کی صلح و جنگ ایک ہے ایک کا موافق سب کا موافق ایک مخالف سب کا مخالف بلکہ آغاز ہجرت میں رشتہ مواخاۃ کے لحاظ سے ایک دوسرے کے ترکہ کا وارث بھی ہوتا تھا۔ اور جو مسلمان اپنے ملک میں رہے جہاں کافروں کا زور اور تسلط ہو یعنی دار الحرب سے ہجرت نہ کی ان کی صلح و جنگ میں "دار السلام" کے رہنے والے مسلمان (مہاجرین و انصار) شریک نہیں اگر دار الحرب کے مسلمانوں نے صلح و معاہدہ کسی جماعت کفار سے کر لیا ہے تو دار السلام کے آزاد مسلمان اس معاہدہ کے پابند نہیں ہو سکتے بلکہ ان سے حسب مصلحت جنگ کر سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دار الحرب کے مسلمان جس وقت دینی معاملہ میں آزاد مسلمانوں سے مدد طلب کریں تو ان کو اپنے مقدور کے موافق مدد کرنا چاہیئے۔ مگر جس جماعت سے ان آزاد مسلمانوں کا معاہدہ ہو چکا ہو اس کے مقابلہ میں تا بقائے عہد دار الحرب کے مسلمانوں کی امداد نہیں کی جا سکتی نیز توریث باہمی کا سلسلہ جو مہاجرین و انصار میں قائم کیا گیا تھا۔ (اس میں بھی دار الحرب کے مسلمان شامل نہیں تھے۔ ف۲ یعنی کافر دشمن اسلام میں نہ حقیقی رفاقت ہے نہ ایک دوسرے کا وارث بن سکتا ہے ہاں کافر کا کافر وارث ہے بلکہ سب کفار تم سے دشمنی کرنے کو آپس میں ایک ہیں جہاں پائیں گے ضعیف مسلمانوں کو ستائیں گے اس کے بالمقابل اگر مسلمان [illegible] دوسرے کے رفیق اور مددگار نہ بنے یا کمزور مسلمان اپنے کو آزاد مسلمانوں کی معیت و رفاقت میں لانے کی کوشش نہ کریں گے تو [illegible]

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ سورۃ براءۃ ہے حضرت نے بیان نہیں فرمایا کہ یہ جدا سورۃ ہے اور سورۃ ہی کی آیتیں ہیں سورۃ کا نشان تھا بسم اللہ نازل ہوتی اس واسطے اس پر بسم اللہ نہیں اور کسی سورۃ میں داخل بھی نہیں ۱۲ منہ رح ف۲ پچھلے برس حضرت کو مکے کے لوگوں سے صلح ہوئی تھی اور بھی کئی قوموں سے جو ان فقروں میں بیان ہے اور عرب کی بہت قوموں سے صلح تھی جب کہ مکہ فتح ہوا اس سے بعد ایک برس حکم نازل ہوا کہ کسی مشرک سے صلح نہ رکھو اور یہ باب حج کے دن عید قربان سب کے قافلوں میں پکار دو کہ سب کو خبر پہنچے اور صلح کا جواب دے کر چار مہینے فرصت دو کہ اس میں خواہ لڑائی کا سرانجام کریں یا وطن چھوڑ جاویں یا مسلمان ہوں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ف۳ جن سے وعدہ ٹھہر گیا تھا اور ان سے دغا نہ دیکھی ان کی صلح قائم رہی اور جن سے وعدہ کچھ نہ تھا ان کو فرصت ملی چار مہینے کی اور حضرت نے فرمایا دل کی خبر اللہ کو ہے ظاہر میں مسلمان ہو وہ سب کے برابر امان میں ہے اور ظاہر مسلمانی کی حد ٹھہرائی ایمان اور کفر سے توبہ کرنا اور نماز اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ جب کوئی شخص نماز چھوڑ دے یا زکوٰۃ موقوف کرے تو اس سے امان اٹھ گئی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منکروں کو برابر کافروں کے قتل فرمایا ۱۲ منہ رح ——— (از شاہ عبدالقادر صاحب)

وَأَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِينَ ۝ وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ إِلَى

اور یہ کہ اللہ رسوا کرتا ہے منکروں کو اور سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے

اور یہ کہ اللہ رسوا کرنیوالا ہے کافروں کو ف۱ اور سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اسکے رسول کی طرف سے

النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۙ

لوگوں کو بڑے حج کے دن کہ اللہ الگ ہے مشرکوں سے

لوگوں کو دن بڑے حج کے ف۲ کہ اللہ الگ ہے مشرکوں سے

وَرَسُولُهٗ ۚ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا

اور اس کا رسول سو اگر تم توبہ کرو تو تم کو بھلا ہے اور اگر نہ مانو تو جان لو

اور اس کا رسول سو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر نہ مانو تو جان لو

أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝

کہ تم نہ تھکا سکو گے اللہ کو اور خوشخبری دے منکروں کو دکھ والی مار کی ف۳

کہ تم ہرگز نہ تھکا سکو گے اللہ کو اور خوشخبری سنادے کافروں کو عذاب دردناک کی ف۳

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا

مگر جن مشرکوں سے تم کو عہد تھا پھر کچھ قصور نہ کیا تمہارے ساتھ

مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے کچھ قصور نہ کیا تمہارے ساتھ

وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ

اور مدد نہ کی تمہارے مقابلے میں کسی کی سو ان سے پورا کرو ان سے عہد ان کے وعدے تک

اور مدد نہ کی تمہارے مقابلہ میں کسی کی سو ان سے پورا کردو ان کا عہد ان کے وعدہ تک

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝ فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ

ان کو خوش آتے ہیں احتیاط والے جب گذر جاویں مہینے پناہ کے

بیشک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے ف۴ پھر جب گذر جائیں مہینے پناہ کے

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ

تو مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ اور پکڑو اور گھیرو

تو مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ اور پکڑو اور گھیرو

وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا

اور بیٹھو ہر جگہ ان کی تاک پر پھر اگر وہ توبہ کریں اور کھڑی رکھیں نماز اور دیا کریں

اور بیٹھو ہر جگہ ان کی تاک میں پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں

الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَإِنْ أَحَدٌ

زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کی راہ اللہ ہے بخشتا مہربان ف۵ اور اگر کوئی

زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کو بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۵ اور اگر کوئی

مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ

مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے جب تک وہ سن لے کلام اللہ کا پھر

مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ وہ سن لے کلام اللہ کا پھر

منزل ٢

بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۱ داتوں سے آخرت میں ان کے لئے بڑی بھاری بخشش ہے اور دنیا میں عزت کی روزی یعنی غلبہ اور دوسرے فائدے حقوق۔ ف۱۳ یعنی مہاجرین میں جتنے بعد کو شامل ہوتے جائیں وہ سب باعتبار احکام "مہاجرین اولین" کی برادری میں منسلک ہیں ہجرت کے تقدم و تاخر کی وجہ سے صلح و جنگ یا توریث وغیرہ کے احکام پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہاں اگر قدیم مہاجرین کا کوئی رشتہ دار پیچھے مسلمان ہوا یا بعد میں ہجرت کرکے آیا تو وہ اس قدیم مہاجر کی میراث کا زیادہ حقدار ہے اگرچہ رفاقت قدیم اوروں سے ہے۔ ف۱۵ وہی جانتا ہے کہ کس کا کس قدر حق ہونا چاہئے لہٰذا اس کے احکام سراسر علم و حکمت پر مبنی ہیں۔ ف۱۶ سورۃ انفال اوائل ہجرت میں اور یہ سورہ براءۃ اواخر ہجرت میں نازل ہوئی۔ آنحضرت صلعم کی عادت یہ تھی کہ جو آیات قرآنی نازل ہوتیں فرما دیتے کہ ان کو فلاں سورت میں فلاں موقع پر رکھو۔ ان آیات کے متعلق (جنہیں اب سورہ "توبہ" یا "براءۃ" کہا جاتا ہے) آپ نے کوئی تصریح نہیں فرمائی کہ کس سورت میں درج کی جائیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مستقل سورت ہے کسی دوسری سورت کا جزء نہیں لیکن عام قاعدہ یہ تھا کہ جب نئی سورت نازل ہوتی تو پہلی سورت سے جدا کرنے کے لئے "بسم اللہ" آتی تھی سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ آئی جو شبہ ہے کہ یہ جداگانہ سورت نہیں ان وجوہ پر نظر کرکے مصاحف عثمانیہ میں اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی لیکن کتابت میں اس کے اور انفال کے درمیان فصل کر دیا گیا کہ نہ پوری طرح اس کا استقلال ظاہر ہو اور نہ دوسری سورت کا جزء ہو باقی انفال کے بعد متصل رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ انفال نزول میں مقدم ہے بلا خاص وجہ کے مؤخر کیوں کی جاتی اور دونوں کے مضامین باہم اس قدر مرتبط و متسق واقع ہوئے ہیں کہ گویا براءۃ کو "انفال" کا تتمہ اور تکملہ کہا جا سکتا ہے سورۂ انفال تمامتر غزوۂ بدر اور اس کے متعلقات پر مشتمل ہے۔ یوم بدر کو قرآن نے "یوم الفرقان" کہا کیونکہ اس نے حق و باطل، اسلام و کفر اور موحدین و مشرکین کی پوزیشن کو بالکل جدا جدا کرکے دکھلا دیا بدر کا معرکہ فی الحقیقت خالص اسلام کی عالمگیر اور طاقتور برادری کی تعمیر کا سنگ بنیاد اور حکومت الٰہی کی تاسیس کا دیباچہ تھا۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ کے مقابلہ میں جب خالص اسلامی برادری کے قیام کی طرف "انفال" کے خاتمہ پر اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ کہہ کر توجہ دلائی ہے۔ اس کا صریح اقتضاء ہے کہ اس عالمگیر برادری کا کوئی طاقتور اور زبردست مرکز بھی دنیا میں قائم ہو، جو ظاہر ہے کہ جزیرۃ العرب کے سوا نہیں ہو سکتا جس کا صدر مقام مکہ معظمہ ہے۔ انفال کے اخیر میں یہ بھی جتلا دیا گیا تھا کہ جو مسلمان مکہ وغیرہ سے ہجرت کرکے نہیں آئے اور کافروں کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہے ہیں دارالاسلام کے آزاد مسلمانوں پر ان کی ولایت و رفاقت کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا ہاں حسب استطاعت ان کے دینی مدد باہم پہنچانی چاہئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرکز اسلام میں موالاۃ و اخوۃ اسلامی کی کڑیوں کو پوری مضبوطی کے ساتھ جوڑنے کے لئے دو باتوں میں سے ایک ہونی چاہئے یا تمام عرب کے مسلمان ترک وطن کرکے "مدینہ" آجائیں اور اسلامی برادری میں بے روک ٹوک شامل ہوں اور یا آزاد مسلمان مجاہدانہ قربانیوں سے کفر کی قوت کو توڑ کر جزیرۃ العرب کی سطح ایسی ہموار کر دیں کہ کسی مسلمان کو ہجرت کی ضرورت ہی باقی نہ رہے یعنی تقریباً سارا جزیرۃ العرب خالص اسلامی برادری کا ایسا ٹھوس مرکز اور غیر مخلوط مستقر بن جائے جس کے دامن سے عالمگیر اسلامی برادری کا نہایت محکم اور شاندار مستقبل وابستہ ہو سکے یہ دوسری صورت ہی ایسی تھی جس سے روز روز کے فتنہ و فساد کی بیخ کنی ہو سکتی تھی اور مرکز اسلام کفار کے اندرونی فتنوں سے بالکل پاک و صاف اور آئے دن کی بدعہدیوں اور شرارتوں سے پورا مامون و مطمئن ہو کر تمام دنیا کو اپنی عالمگیر برادری میں داخل ہونے کی دعوت دے سکتا تھا۔ اسی اعلیٰ اور پاک مقصد کے لئے مسلمانوں نے ۲ سنہ ہجری میں پہلا قدم میدان بدر کی طرف اٹھایا تھا جو آخر کار ۸ ھ میں مکہ معظمہ کی فتح عظیم پر منتہی ہوا جو فتنے اشاعت یا حفاظت اسلام کی راہ میں مزاحم ہوتے رہتے تھے فتح مکہ نے ان کی جڑوں پر تیشہ لگایا۔ لیکن ضرورت تھی کہ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ (انفال رکوع ۵) کے امتثال میں اسلامی برادری کے مرکز اور حکومت الٰہیہ کے مستقر (جزیرۃ العرب) کو فتنہ کے جراثیم سے بالکلیہ صاف کر دیا جائے تاکہ وہاں سے تمام دنیا کو اسلامی [illegible] اور حقیقی تہذیب کی دعوت دیتے وقت تقریباً سارا جزیرۃ العرب یکجان و یکزبان ہو اور کوئی اندرونی کمزوری یا خلفشار بیرونی مزاحمتوں کے ساتھ مل کر اس مقدس مشن کو نقصان نہ پہنچا سکے [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن - ف۱ یعنی آنی امان کا مضایقہ نہیں کہ کچھ پوچھا نا چاہے سو سن لے پھر بھی جہاں وہ نڈر ہو وہاں تک پہنچادینا بعد اس کے سب کافروں کی برابر ہے۔ ۱۲ ف۲ صلح والے تین قسم فرمائے ایک جن سے مدت نہیں ٹھہری ان کو جواب دیا مگر چوتھے کی صلح میں شامل تھے۔ جب تک وہ دغا نہ کریں۔ یہ ادب ہے تھے کا اور تیسرے جن سے مدت ٹھہری اور صلح قائم رہی لیکن آخر سب مشرک عرب کے ایمان لائے ۱۲ - ف۳ یعنی یہ جو فرمایا کہ بھائی ہیں حکم شروع میں اسی سے سمجھ لیں کہ جو شخص قرآن سے معلوم ہو کہ ظاہری مسلمان ہے دل سے یقین نہیں رکھتا۔ اس کو حکم ظاہری ہیں مسلمان گنیں۔ مگر معتمد اور دوست کو نہ پکڑیں ۱۲

ازشاہ عبدالقادر صاحبؒ

ع

أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ○ كَيْفَ يَكُونُ

پہنچادے اس کو جہاں نڈر ہو — یہ اس واسطے کہ وہ لوگ — علم نہیں رکھتے ف — کیونکر ہووے

پہنچادے اسکو اسکی امن کی جگہ — یہ اس واسطے کہ وہ لوگ — علم نہیں رکھتے ف — کیونکر ہووے

لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ

مشرکوں کو — عہد — اللہ کے — اور اس کے رسول پاس مگر جن سے — تم نے

مشرکوں کے لئے — عہد اللہ کے نزدیک اور اسکے رسول کے نزدیک مگر جن لوگوں سے تم نے عہد کیا تھا

عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ

عہد کیا — مسجد الحرام — کے نزدیک جو جب تک تم سے سیدھے رہیں — تم ان سے سیدھے رہو — اللہ کو

مسجد حرام کے پاس — سو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں تم ان سے سیدھے رہو — بیشک

اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ○ كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا

خوش آتے ہیں احتیاط والے ف — کیونکر صلح رہے اور اگر وہ تم پر ہاتھ پاویں — نہ لحاظ کریں تمہاری

اللہ کو پسند ہیں — احتیاط والے — کیوں کر رہے صلح اور اگر وہ تم پر قابو پائیں — تو نہ لحاظ کریں

فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ

خویشی — کا نہ — عہد کا — تم کو راضی کرتے ہیں — اپنے منہ کی بات سے اور ان کے دل نہیں مانتے

تمہاری قرابت کا اور نہ — عہد کا — تم کو راضی کر دیتے ہیں اپنے منہ کی بات سے اور انکے دل نہیں مانتے

وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ○ اشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا

اور بہت ان میں بے حکم ہیں — بیچے انہوں نے حکم اللہ کے — تھوڑی قیمت پر — پھر روکا

اور اکثر ان میں بد عہد ہیں ف — بیچ ڈالے انہوں نے اللہ کے حکم تھوڑی قیمت پر — پھر روکا

عَن سَبِيلِهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ لَا يَرْقُبُونَ فِي

اس کی راہ سے — وہ لوگ برے کام ہیں — جو وہ کر رہے ہیں — نہ لحاظ کریں — کسی

اس کے رستہ سے — برے کام ہیں — جو — وہ لوگ کر رہے ہیں ف — نہیں لحاظ کرتے — کسی

مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُونَ ○ فَإِن

مسلمان کے حق میں خویشی کا نہ عہد — اور وہی ہیں — زیادتی پر — سو اگر

مسلمان کے حق میں قرابت کا — نہ عہد کا — اور وہی ہیں — زیادتی پر ف — سو اگر

تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ

توبہ کریں — اور کھڑی رکھیں نماز — اور دیتے رہیں زکات — تو تمہارے بھائی ہیں حکم شرع میں

توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز — اور دیتے رہیں زکوٰۃ — تو تمہارے بھائی ہیں حکم شریعت میں ف

وَنُفَصِّلُ الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ○ وَإِن نَّكَثُوا أَيْمَانَهُم

اور ہم کھولتے ہیں پتے — جاننے والے لوگوں کے واسطے — اور اگر توڑیں — اپنی قسمیں

اور ہم کھول کر بیان کرتے ہیں حکموں کو جاننے والے لوگوں کیواسطے — اور اگر وہ توڑ دیں — اپنی قسمیں

مِّن بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ

عہد کیے پیچھے — اور عیب دیویں تمہارے دین میں تو لڑو — کفر کے سرداروں سے

عہد کرنے کے بعد — اور عیب لگائیں تمہارے دین میں — تو لڑو — کفر کے سرداروں

بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۲ ف۱ جس زمانہ میں بمقام حدیبیہ نبی کریم صلعم اور قریش کے درمیان معاہدہ صلح ہو چکا تو بنی خزاعہ مسلمانوں کے اور بنی بکر قریش کے حلیف بنے۔ بنی بکر نے معاہدہ کی پروا نہ کر کے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اسلحہ وغیرہ سے بنی بکر حملہ آوروں کی مدد کی اس طرح قریش اور ان کے حلیف دونوں معاہدہ حدیبیہ پر قائم نہ رہے جسکے جواب میں ۸ھ ہجری میں نبی صلعم نے اچانک حملہ کر کے مکہ معظمہ بڑی آسانی سے فتح کر لیا۔ ان قبائل کے سوا دوسرے قبائل عرب سے مسلمانوں کا معاہدہ یا غیر میعادی معاہدہ تھا جن میں سے بعض اپنے معاہدہ پر قائم رہے۔ بہت سے قبائل وہ تھے جن سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں ہوا تھا اس سورۃ کی مختلف آیات مختلف قبائل کے متعلق نازل ہوئی ہیں شروع کی آیات میں غالباً ان مشرکین کا ذکر ہے جن سے معاہدہ تھا مگر میعادی نہ تھا۔ ان کو اطلاع کر دی گئی کہ ہم آئندہ معاہدہ رکھنا نہیں چاہتے چار ماہ کی مہلت تم کو دی جاتی ہے کہ اس مدت کے اندر اسلامی برادری میں شامل ہو جاؤ یا وطن چھوڑ کر مرکز ایمان و توحید کو اپنے وجود سے خالی کر دو اور یا جنگی مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ لیکن یہ خوب سمجھ لینا کہ تم خدا کی مشیت کو روک نہیں سکتے اگر اسلام نہ لائے تو وہ تم کو دنیا و آخرت میں رسوا کرنے والا ہے۔ تم اپنی تدبیروں اور حیلہ بازیوں سے اسے عاجز نہ کر سکو گے باقی جن قبائل سے کوئی معاہدہ ہی نہ تھا ممکن ہے انہیں بھی چار ماہ کی مہلت دی گئی ہو یا اور اس کے بعد کی آیتوں کا اعلان عام ۹ھ ہجری میں حج کے موقع پر تمام قبائل عرب کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا ف۲ حج کو اکبر اس لئے کہا کہ عمرہ حج اصغر ہے اور یوم الحج الاکبر سے دسویں تاریخ "عید الاضحیٰ" کا دن یا نویں تاریخ "عرفہ" کا دن مراد ہے ف۳ یہ اعلان غالباً ان قبائل کے حق میں تھا جنہوں نے میعادی معاہدہ کیا پھر خود ہی عہد شکنی کی (مثلاً بنی بکر یا قریش وغیرہم) یعنی ایسے لوگوں سے کوئی معاہدہ اب باقی نہیں رہا۔ اگر یہ سب لوگ کفر و شرک سے توبہ کر لیں تو ان کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گی نہیں تو خدا کا جو کچھ ارادہ ہے (تطہیر جزیرۃ العرب کا) وہ پورا ہو کر رہے گا۔ کوئی طاقت اس کو تدبیر اسے مغلوب نہیں کر سکتی اور کافروں کو کفر و بدعہدی کی سزا مل کر رہے گی (تنبیہ) ان قبائل کی عہد شکنی اگرچہ فتح مکہ ۸ھ ہجری سے پہلے ہو چکی تھی بلکہ اسی کے جواب میں مکہ فتح کیا گیا تاہم ۹ھ ہجری کے حج کے موقع پر اسکا بھی اعلان عام کرایا گیا تاکہ واضح ہو جائے کہ اس قسم کے جتنے لوگ ہیں ان سے کسی قسم کا معاہدہ باقی نہیں رہا ف۴ یہ استثناء ان قبائل کیلئے ہے جن کا معاہدہ میعادی تھا پھر وہ اس پر برابر قائم رہے کچھ کوتاہی ایفائے عہد میں نہیں کی نہ بذات خود کوئی کارروائی خلاف عہد کی اور نہ دوسرے بدعہدوں کو مدد پہنچائی (مثلاً بنی ضمرہ و بنی مدلج) ان کے متعلق اعلان کر دیا گیا کہ میعاد معاہدہ منتہی ہونے تک مسلمان بھی برابر معاہدہ کا احترام کریں گے میعاد ختم ہونے کے بعد کوئی جدید معاہدہ نہیں اس وقت ان کے لئے بھی وہی راستہ ہے جو اوروں کے لئے ف۵ استثناء سے فارغ ہو کر پھر مستثنیٰ منہ کا حکم بیان فرماتے ہیں یعنی ان عہد شکنی کرنے والوں سے اگرچہ اب کوئی معاہدہ باقی نہ رہا اور دست علی الفور جنگ کی جا سکتی ہے تاہم "اشہر حرم" کی رعایت مانع ہے کہ فوراً ان پر حملہ کیا جائے خواہ اس لئے کہ اس وقت تک اشہر حرم میں ابتداءً قتال کرنا منسوخ ہو گا یا مصلحت اتنی تھوڑی سی بات کے لئے عام لوگوں میں کیوں تشویش پیدا کی جائے جبکہ ان مہینوں میں قتال کی حرمت ان کے یہاں معروف و مسلم چلی آتی تھی۔ بہرحال ماہ محرم کے ختم تک ان کو مہلت دی گئی کہ جو چاہیں اپنا بندوبست کر لیں۔ اس کے بعد تطہیر جزیرۃ العرب کی خاطر جنگ سے چارہ نہیں جو کچھ بن آئے جنگ میں ہوتا ہے (مارنا، پکڑنا، گھیرنا، داؤ لگانا، گھات میں رہنا) وہ سب ہوگا۔ البتہ اگر بظاہر کفر سے توبہ کر کے اسلامی برادری میں داخل ہو جائیں جس کی بڑی علامت نماز ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا ہے تو پھر مسلمانوں کو ان سے تعرض کرنے اور ان کا راستہ روکنے کی اجازت نہیں رہا باطن کا معاملہ وہ خدا کے سپرد ہے مسلمانوں کا معاملہ اس کے ظاہر کو دیکھ کر ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کلمہ پڑھ کر نماز ادا نہ کرے ...... یا زکوٰۃ نہ دے تو مسلمان اس کا راستہ روک سکتے ہیں۔ امام احمدؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ کے نزدیک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ تارک صلوٰۃ اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دے (امام احمدؒ کے نزدیک ردۃً اور مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک حداً و تعزیراً) امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اسے خوب زدوکوب کرے اور قید میں رکھے حتیٰ کہ موت آئے یا توبہ کرے بہرحال تخلیہ سبیل کسی کے نزدیک نہیں رہے مانعین زکوٰۃ ان کے اموال میں حکومت جبراً زکوٰۃ وصول کرے اور اگر وہ لوگ حکومت سے آمادہ پیکار ہوں تو راہ راست پر لانے کے لئے جنگ کی جائے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مانعین زکوٰۃ پر جو جہاد کیا تھا اس کا واقعہ کتب حدیث و تاریخ میں مشہور و معروف ہے۔ فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ پہلے فرمایا تھا کہ اگر یہ کفریات سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو جائیں تو امن ہے لیکن ممکن ہے کوئی شخص اصول اسلام سے واقف ہی نہ ہو تحقیق و رفع شک کی غرض سے مسلمانوں کے پاس آنا چاہے اس کی نسبت فرما دیا کہ اسے پناہ و حفاظت میں لیکر خدا کا کلام اور اسلام کے حقائق و دلائل سناؤ اگر قبول نہ کرے تو اس کو امن کی جگہ پہنچا دو .... کافروں ....

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۳ ۔ بیامن دینے کا حکم اس لئے ہے کہ اسلامی اصول وحقائق سے ان لوگوں کو آگاہی نہیں ہے لہٰذا ان کے سامنے حق خوب طرح واضح کر دینا چاہیئے ۔ اگر اس کے بعد بھی عناد پر ہے تو تبیّن الرشد من الغی لہ بعد دین میں کوئی اکراہ نہیں ف۳ ۔ پچھلی آیات میں جو بَرَاءَةٌ کا اعلان کیا گیا تھا یہاں اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں یعنی ان مشرکین عرب سے کیا حق قائم رہ سکتا ہے ۔ اور آئندہ کیا صلح ہو سکتی ہے جن کا حال یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ پر اگر کسی وقت ذرا قابو تم پر حاصل کرلیں تو ستانے اور نقصان پہنچانے میں نہ قرابت کا مطلق لحاظ کریں اور نہ قول وقرار کا جو بحکم اتفاق سے تم پر غلبا ورقابو حاصل نہیں ہے اس لئے محض زبانی عہد و پیماں کر کے تم کو خوش رکھنا چاہتے ہیں ان کے دل ایک منٹ کے لئے بھی اس عہد پر راضی نہیں ہر وقت عہد شکنی کا موقع تلاش کرتے رہتے ہیں ۔ چونکہ ان میں اکثر لوگ غدار اور بدعہد ہیں اگر کوئی اِکّا دُکّا وفائے عہد کا خیال بھی کرتا ہے تو کثرت کے مقابلے میں اس کی کچھ پیش نہیں جاتی بہرحال ایسی دغاباز بدعہد قوم سے خدا اور رسول کا کیا عہد ہو سکتا ہے الّذین عاہدتم کی تحت بالخصوص مسجد حرام کے پاس معاہدہ کر چکے ہو سو تم ابتدا کر کے نہ توڑو جب تک وہ وفاداری کے راستے پر سیدھے چلیں تم بھی ان سے سیدھے رہو اور بڑی احتیاط رکھو کہ کوئی حقیر سے حقیر بات ایسی نہ ہونے پائے جس سے تمہارا دامن عہد شکنی کی گندگی سے داغدار ہو ۔ خدا کو وہی لوگ محبوب ہیں جو پوری احتیاط کرتے ہیں ۔ چنانچہ بنو کنانہ وغیرہ نے مسلمانوں سے بدعہدی نہ کی تھی مسلمانوں نے نہایت دیانتداری اور احتیاط کے ساتھ اپنا عہد پورا کیا اعلان براءت کے وقت ان کے معاہدہ کی میعاد منقضی ہونے میں نو مہینے باقی تھے ان میں معاہدہ کی کامل پابندی کی گئی ف۳ یعنی مشرکین وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی تھوڑی سی طمع اور ذاتی اغراض واہواء کی خاطر خدا کے احکام وآیات کو رد کر دیا ۔ اس طرح خود بھی خدا کے راستے پر نہ چلے اور دوسروں کو بھی چلنے سے روکا جو ایسے بدترین اور نالائق کاموں میں پھنسے ہوں اور خدا سے نہ ڈریں وہ عہد شکنی کے وبال سے کیا ڈریں گے اپنے قول وقرار پر کیا قائم رہیں گے ۔ ف۴ یعنی کچھ تمہارے ہی ساتھ نہیں بلکہ مسلمان نام سے ان کو بیر ہے ۔ کوئی مسلمان ہو موقع پانے پر اس کو نقصان پہنچانے کے لئے سب تعلقات قرابت اور قول وقرار اٹھا کر رکھ دیتے ہیں ۔ اس بارے میں ان کی ظلم و زیادتی حد سے بڑھی ہوئی ہے ۔ ف۵ یعنی اب بھی اگر کفر سے توبہ کر کے احکام دینیہ (نماز زکوٰۃ وغیرہ) پر عمل پیرا ہوں تو نہ صرف یہ کہ آئندہ کے لئے محفوظ و مامون ہو جائیں گے بلکہ اسلامی برادری میں شامل ہو کر ان حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے دوسرے مسلمان مستحق ہیں ۔ جو کچھ بدعہدیاں اور شرارتیں پہلے کر چکے ہیں سب معاف کر دی جائیں گی ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "یہ جو فرمایا کہ بھائی ہیں تمہارے حکم شریعت میں اس سے سمجھ لیں کہ جو شخص قرائن سے معلوم ہو کہ ظاہر میں مسلمان ہے اور دل سے یقین نہیں رکھتا اس کو حکم ظاہری میں مسلمان گنیں مگر معتمد اور دوست نہ بنائیں ۔

الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝ أَلَا تُقَاتِلُونَ
ان کی قسمیں کچھ نہیں شاید وہ باز آویں ف۱ کیوں نہ لڑو
سے بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ باز آئیں ف۱ کیا نہیں لڑتے

قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ
ایسے لوگوں سے کہ توڑیں اپنی قسمیں اور فکر میں رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے پہلے
ایسے لوگوں سے جو توڑیں اپنی قسمیں اور فکر میں رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے پہلے

أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ
چھیڑ کی تم سے کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہیے تم کو زیادہ اگر ایمان
چھیڑ کی تم سے کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہیے تم کو زیادہ اگر تم

مُؤْمِنِينَ ۝ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَ
رکھتے ہو لڑو ان سے تا عذاب کرے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے
ایمان رکھتے ہو ف۲ لڑو ان سے تا عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے

يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ۝ وَيُذْهِبْ
اور تم کو ان پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل کتنے مسلمان لوگوں کے اور نکالے
تم کو ان پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل مسلمان لوگوں کے اور نکالے

غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
انکے دل کی جلن اور اللہ توبہ دے گا جس کو چاہے گا اور اللہ سب جانتا ہے
ان کے دل کی جلن اور اللہ توبہ نصیب کریگا جس کو چاہے گا ف۳ اور اللہ سب کچھ جاننے والا

حَكِيمٌ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا
حکمت والا کیا جانتے ہو کہ چھوٹ جاؤ گے اور ابھی معلوم نہیں کیے اللہ نے تم میں سے جو لوگ لڑے
حکمت والا ہے ف۴ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ چھوٹ جاؤ گے حالانکہ ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے تم میں سے ان لوگوں

مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ
ہیں اور نہیں پکڑا انہوں نے سوائے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور مسلمانوں کے کسی کو بھیدی
کو جنہوں نے جہاد کیا ہو اور نہیں پکڑا انہوں نے سوا اللہ کے اور اسکے رسول کے اور مسلمانوں کے کسی کو بھیدی

ع ۱۰/۲

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا
اور اللہ کو سب خبر ہے تمہارے کام کی مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں
اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۵ مشرکوں کا کام نہیں کہ آباد کریں

مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ
اللہ کی مسجدیں اور مانتے جاویں اپنے اوپر کفر کو وہ لوگ خراب گئے
اللہ کی مسجدیں اور تسلیم کر رہے ہوں اپنے اوپر کفر کو وہ لوگ خراب گئے

أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ
ان کے عمل اور آگ میں رہیں گے وہ ہمیشہ وہی آباد کرے مسجدیں اللہ کی جو
ان کے عمل اور آگ میں رہیں گے وہ ہمیشہ وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو

فوائد صفحہ ہذا

ف۱ یعنی اگر عہد و پیمان توڑ ڈالا (جیسے بنی بکر نے خلاف عہد خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے عہد توڑنے والوں کی مدد کی) اور کفر سے باز نہ آئے بلکہ دین حق کے متعلق طعنہ زنی اور گستاخانہ عیب جوئی کرتے رہے تو سمجھ لو کہ اس طرح کے لوگ "ائمۃ الکفر" (کفر کے سردار اور امام) ہیں کیونکہ ان کی حرکات دیکھ کر اور باتیں سن کر بہت سے کجرو اور بیوقوف پیچھے ہو لیتے ہیں ایسے سرغنوں سے پورا مقابلہ کرو کیونکہ ان کا کوئی قول اور قسم اور عہد و پیمان باقی نہیں رہا ممکن ہے تمہارے ہاتھوں سے کچھ سزا پا کر اپنی شرارت وسرکشی سے باز آ جائیں ف۲ قریش نے قسمیں اور معاہدے توڑ دیئے تھے کہ بخلاف عہد خزاعہ کے مقابلہ میں بنو بکر کی مدد کی اور ہجرت سے پہلے پیغمبر علیہ السلام کو وطن مقدس (مکہ معظمہ) سے نکالنے کی تجاویز سوچیں ۔ اور وہ ہی نکلنے کا سبب بنے ۔ إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ الآیہ پھر مکہ میں بے قصور مسلمانوں پر بیٹھے بٹھائے مظالم کی ابتدا ان کی جب ابو سفیان کا تجارتی قافلہ بچ نکلا تو ازراہ نخوت ورعونت بدر کے میدان میں مسلمانوں سے جنگ کی چھیڑ کرنے کو آئے گئے اور صلح حدیبیہ کے بعد بھی اپنی جانب سے عہد شکنی کی ابتدا کی کہ مسلمانوں کے حلیف خزاعہ کے مقابلہ پر بنو بکر کی پیٹھ ٹھونکتے رہے اور اسلحہ وغیرہ سے ان کی امداد کرتے رہے آخر کار مسلمان ان سے لڑے اور مکہ معظمہ کو مشرکین کے قبضہ سے پاک کیا أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا الخ سے غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو کوئی قوم اس طرح کے احوال رکھتی ہو اس سے جنگ کرنے میں مسلمانوں کو کسی وقت کچھ تامل نہ ہونا چاہیئے ۔ اگر ان کی طاقت وجمعیت اور ساز وسامان کا خوف ہو تو مومنین کو سب سے بڑھ کر خدا کا خوف ہونا چاہیئے ۔ خدا کا ڈر جب دل میں آ جائے پھر سب ڈر نکل جاتے ہیں ۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ خدا کی نافرمانی سے ڈرے اور اس کے قہر وغضب سے لرزاں وترساں رہے کیونکہ نفع وضرر سب اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی مخلوق ادنیٰ سے ادنیٰ نفع وضرر پہنچانے پر بدون اس کی مشیت کے قادر نہیں ۔ ف۳ اس آیت میں مشروعیت "جہاد" کی اصلی حکمت پر متنبہ فرمایا ہے ۔ قرآن کریم میں اقوام ماضیہ کے جو قصے بیان فرمائے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم کفر وشرارت اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب وعداوت میں حد سے بڑھ جاتی تھی تو قدرت کی طرف سے کوئی تباہ کن آسمانی عذاب ان پر نازل کیا جاتا تھا جس سے ان کے سارے مظالم اور کفریات کا دفعتاً خاتمہ ہو جاتا تھا ۔ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (عنکبوت رکوع ۴) کوئی شبہ نہیں کہ عذاب کی یہ اقسام بہت سخت مہلک اور آئندہ نسلوں کے لئے عبرتناک تھیں لیکن ان صورتوں میں معذبین کو دنیا میں رہ کر اپنی ذلت ورسوائی کا نظارہ نہیں کرنا پڑتا تھا اور نہ آئندہ کے لئے توبہ ورجوع کا کوئی امکان باقی رہتا تھا ۔ مشروعیت جہاد کی اصل غرض وغایت یہ ہے کہ مکذبین ومعاندین کو حق تعالیٰ بجائے بلا واسطہ عذاب دینے کے اپنے مخلص وفادار بندوں کے ہاتھ سے سزا دلوائے ۔ سزا دہی کی اس صورت میں مجرمین کی رسوائی [illegible] لوگ کھل کر [illegible] (بقیہ برصفحہ ۲۴۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن: ف۱ اور یہاں تک پانچ آیتیں نازل ہوئیں اس پر کہ گفتگو ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں حضرت عباس نے آخر کو ہجرت کی ہے کہا حضرت علی نے اگر تم اول ہجرت کرتے تو جہاد میں حاضر ہوتے اور مرتبہ بلند پاتے جیسے ہم نے پایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم بھی خدا کے کام میں تھے یعنی خدمت حاجیوں کی اور آبادی مسجد الحرام کی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان کے برابر نہیں اور مشرکوں کی خدمت قبول نہیں کوئی مسلمان خدمت کرے تو قبول ہے فائدہ ان آیتوں سے یہ کہ حضرت نے مکے سے کافروں کو نکالا ہمیشہ کو حکم ہوا کہ کبھی کافر جا نہ بیٹھیں اور علما نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بناوے اس کو منع کریے اور اس سے یہ نکلا ہے کہ نزدیکی کی قرابت سے عمل کا درجہ بڑا ہے کہ حضرت عباس قرابت میں قریب تھے اور حضرت علی عمل میں زیادہ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی بیٹے شخص دل سے مسلمان ہیں لیکن برادری سے تو نہیں سکتے کہ ظاہر مسلمان ہو جاویں انکا حال یہاں سے سمجھو ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ [illegible]

بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۴ - حقیر و ناتواں سمجھ کر ظلم و ستم اور استہزاء و تمسخر کا تختہ مشق بنائے ہوئے تھے آج خدا کی تائید و رحمت سے انہی کے رحم و کرم یا عدل و انصاف پر چھوڑ دیئے گئے ہیں کفر و باطل کی شوکت و نمائش کو دیکھ کر جو اہل حق دبے رہتے تھے یا جو ضعیف و مظلوم مسلمان کفار کے مظالم کا انتقام نہ لے سکنے کی وجہ سے دل ہی دل میں غصہ کھا کر چپ ہو بیٹھے تھے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ سے ان کے قلوب تسکین پاتے تھے اور آخری بات یہ کہ مجرمین کے حق میں یہی سزا دہی کا یہ طریقہ نسبتاً زیادہ نافع ہے کیونکہ سزا پانے کے بعد بھی رجوع و توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے بہت ممکن ہے کہ حالات سے عبرت حاصل کر کے بہت سے مجرموں کو توبہ نصیب ہو جائے۔ چنانچہ حضور پر نور صلعم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنوں میں سارا عرب صدق دل سے اسلام کا حلقہ بگوش ہو گیا ف۲ یعنی ہر ایک کی حالت کو جان کر حکمت کا معاملہ کرتا ہے اور ہر زمانہ میں اس کے مناسب احکام بھیجتا ہے ف۳ مشروعیت جہاد کی یہاں ایک اور حکمت بیان فرمائی یعنی ایمان اور بندگی کے زبانی دعوے کرنے والے تو بہت ہیں لیکن امتحان کی کسوٹی پر جب تک کسا نہ جائے کھرا اور کھوٹا ظاہر نہیں ہوتا جہاد کے ذریعہ سے خدا دیکھنا چاہتا ہے کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس کی راہ میں جان و مال نثار کرنے کو تیار ہیں اور خدا اور رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا رازدار یا خصوصی دوست بنانا نہیں چاہتے خواہ وہ ان کا کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو یہ معیار ہے جس پر مومنین کا ایمان پرکھا جاتا ہے۔ جب تک کہ جہاد نہ ہو صرف زبانی جمع خرچ سے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر عمل بھی دیکھا جائے گا کہ اس کی خبر خدا کو ہے کہ صدق و اخلاص سے کیا یا نمود و ریا سے جیسا عمل ہوگا ویسے ہی اس کے موافق بدلہ ملے گا۔

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ

یقین لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور کھڑی کی نماز اور دی زکوٰۃ اور نہ ڈرا

یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا رہا زکوٰۃ اور نہ ڈرا

اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ اَجَعَلْتُمْ

سوا اللہ کے کسی سے سو امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں کیا تم نے ٹھہرایا

سوائے اللہ کے کسی سے سو امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں ف۱ کیا تم نے کر دیا

سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ

حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد الحرام کا بسانا برابر اس کے جو یقین لایا اللہ پر اور

حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد الحرام کا بسانا برابر اسکے جو یقین لایا اللہ پر اور

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

پچھلے دن پر اور لڑا اللہ کی راہ میں نہیں برابر اللہ کے پاس

آخرت کے دن پر اور لڑا اللہ کی راہ میں یہ برابر نہیں ہیں اللہ کے نزدیک

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا

اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو جو یقین لائے اور گھر چھوڑ آئے

اور اللہ رستہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ف۲ جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے

وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً

اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے ان کو بڑا درجہ ہے

اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے ان کے لئے بڑا درجہ ہے

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ

اللہ کے پاس اور وہی مراد کو پہنچے خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا

اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار انکا اپنی طرف سے

مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ

اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغوں کی جن میں ان کو آرام ہے ہمیشگی کا رہا کریں

مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغوں کی کہ جن میں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کریں

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ان میں مدام بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۱ اے ایمان والو نہ پکڑو

ان میں مدام بیشک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۳ اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ

اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو رفیق اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو

مت پکڑو اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو رفیق اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو

عَلَى الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

ایمان سے اور جو تم میں ان کی رفاقت کرے سو وہی لوگ ہیں گنہگار ف۲

ایمان سے اور جو تم میں انکی رفاقت کرے سو وہی لوگ ہیں گنہگار ف۴

فوائد صفحہ ہذا ف۱ پہلے فرمایا تھا کہ مسلمان بدون امتحان کے یونہی نہیں چھوڑے جاسکتے بلکہ بڑے بڑے عزائم اعمال مثلاً جہاد وغیرہ میں انکی ثابت قدمی دیکھی جائے گی اور یہ کہ تمام دنیا کے تعلقات پر کس طرح خدا و رسول کی جانب کو ترجیح دیتے ہیں اس رکوع میں بتلایا کہ خدا کی مساجد (عبادت گاہیں) حقیقتاً ایسے ہی اولو العزم مسلمانوں کے دم سے آباد رہ سکتی ہیں مساجد کی حقیقی آبادی یہ ہے کہ ان میں خدائے واحد کی عبادت اس کی شان کے لائق ہو "ذکر اللہ" کرنے والے کثرت سے موجود ہوں جو بے روک ٹوک خدا کو یاد کریں لغویات و خرافات سے ان پاک مقامات کو محفوظ رکھا جائے یہ مقصد کفار و مشرکین سے کب حاصل ہو سکتا ہے، دیکھئے مشرکین مکہ بڑے فخر سے اپنے کو "مسجد حرام" کا متولی اور خادم سمجھتے تھے مگر ان کی بڑی خدمت گذاری یہ تھی کہ پتھر کی سینکڑوں مورتیاں کعبہ میں رکھ چھوڑی تھیں ان ہی کی نذر و نیاز کرتے اور منتیں مانتے تھے بہت سے لوگ ننگے طواف کرتے تھے ذکر اللہ کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور خدائے واحد کے سچے پرستاروں کو وہاں تک پہنچنے کی اجازت نہ دیتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ ان کی بڑی عبادت یہ ہے کہ حاجیوں کے لئے پانی کی سبیل لگادی یا حرم شریف میں چراغ جلا دیا۔ یا کعبہ پر غلاف چڑھا دیا یا کبھی فرورت ہوئی تو شکست و ریخت کی درستی کرادی۔ مگر یہ اعمال محض بے جان اور بے روح تھے کیونکہ مشرک کو جب خدا کی صحیح معرفت حاصل نہیں تو کسی عمل میں اس کا قبلہ توجہ اور مرکز اخلاص خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات۔ منبع الکمالات نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے کافر کا کوئی عمل خدا کے نزدیک زندہ اور معتبر عمل نہیں ہے (اسی کو حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ سے تعبیر فرمایا) الغرض کفار و مشرکین جو اپنے حال و قال سے اپنے کفر و شرک پر ہر وقت شہادت دیتے رہتے ہیں اس لائق نہیں کہ ان سے مساجد اللہ خصوصاً مسجد حرام کی حقیقی تعمیر (آبادی) ہو سکے یہ کام صرف ان لوگوں کا ہے جو دل سے خدائے واحد اور آخری دن پر ایمان لا چکے ہیں جوارح سے نمازوں کی اقامت میں مشغول رہتے ہیں اموال میں سے باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اسی لئے مساجد کی صیانت و تطہیر کی خاطر جہاد کے لئے تیار رہتے ہیں ایسے مومنین جو دل، زبان، ہاتھ پاؤں، مال و دولت ہر چیز سے خدا کے مطیع و فرمانبردار ہیں ان کا فرض منصبی ہے کہ مساجد کو آباد رکھیں اور تعمیر مساجد کے جھوٹے دعوے رکھنے والے مشرکین کو خواہ اہل قرابت ہی کیوں نہ ہوں وہاں سے نکال باہر کریں کیونکہ ان کے وجود سے مساجد اللہ کی آبادی نہیں بربادی ہے۔ ف۲ مشرکین مکہ کو اس پر بڑا فخر و ناز تھا کہ ہم حاجیوں کی خدمت کرتے انہیں پانی پلاتے کھانا کپڑا دیتے اور مسجد حرام کی مرمت یا کسوۂ کعبہ یا تیل بتی وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اگر مسلمان اپنے جہاد و ہجرت وغیرہ پر نازاں ہیں تو ہمارے پاس عبادات کا یہ ذخیرہ موجود ہے۔ ایک زمانہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ میں اسی طرح کی بحث کی تھی بلکہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ چند مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ میرے نزدیک اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے سے زیادہ کوئی عبادت نہیں، دوسرے نے کہا میرے خیال میں اسلام کے بعد بہترین عمل مسجد حرام کی خدمت (مثلاً جھاڑو دینا یا روشنی وغیرہ کرنا) تیسرا بولا کہ جہاد فی سبیل اللہ تمام عبادات و اعمال سے افضل و اشرف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا کہ جمعہ کے وقت منبر رسول اللہ صلعم کے پاس بیٹھ کر اس طرح بحثیں کر رہے ہو۔ ذرا صبر کرو جب حضور جمعہ سے فارغ ہو جائیں گے آپ سے یہ چیز دریافت کر لی جائیگی چنانچہ جمعہ کے بعد حضور سے سوال کیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الخ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کو ظاہری طور پر بسانا ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں سے کسی ایک کی برابری نہیں [illegible] (بقیہ بر صفحہ ۲۴۶)

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن: ف۱ آخر حکم بھیجا اس ملک سے کافر باہر ہوں تب اکثر کافر مسلمان ہوئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ فتح مکہ کے بعد حضرت نے سنا کہ مکہ اور طائف کے بیچ کا فرقہ بنی ہوازن لڑائی کو حضرت ان پر چلے دس ہزار مسلمان ساتھ تھے مدینے سے اور دو ہزار مل گئے مکے سے پہاڑوں کے بیچ گذار فوج کا تنگی سے تھا کم گذارنے لگے قوم ہوازن گروہ بیں چھپے تھے جب کہ وہ لوگ گذرنے لگے دے انہیر آگئے یہ الٹے بھاگے حضرت کے ساتھ والے بھی بکھر گئے حضرت پیادے ہو کر جنگ کو مستعد ہوئے حضرت عباس نے بلند آواز سے پکارا انصار کو اس آواز پر جہاں جس تھا انصار پہنچے تب لڑائی ہوئی اور اللہ نے فتح دی اول کسی مسلمان نے کہا تھا کہ ہم تھوڑوں کو بہت جگہ فتح ملی ہے اب تو ہم ہیں دس ہزار حق تعالیٰ نے ادب دیا تا اسباب پر نظر نہ رکھیں پھر ان کافروں میں اکثر مسلمان ہوئے ۱۲ منہ رح —— (از شاہ عبد القادر صاحبؒ) ——

بقیہ فوائد ۲۴۵ اس روح کے بدون پانی پلانا یا مسجد حرام کی خدمت کرنا محض مردہ عمل ہے تو یہ بے جان اور مردہ عمل ایک زندہ جاوید عمل کی برابری کیسے کر سکتا ہے وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ (فاطر رکوع ۳) اور اگر صرف مومنین کے اعمال کا باہمی موازنہ کرنا ہے تو ایمان باللہ کا ذکر جہاد فی سبیل اللہ کی تمہید کے طور پر ہوگا۔ اصل مقصود جہاد وغیرہ عزائم اعمال کی فضیلت کو بیان فرمانا ہے ایمان کے ذکر سے تنبیہ فرما دی کہ جہاد فی سبیل اللہ ہو یا کوئی عمل ایمان کے بغیر ہیچ اور لاشئ محض ہے ان عزائم اعمال (جہاد و ہجرت وغیرہ) کا تقوم بھی ایمان باللہ سے ہوتا ہے اور اس نکتہ کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو فہم سلیم رکھتے ہوں ظالمین (بے موقع کام کرنے والوں) کی ان حقائق تک رسائی نہیں ہوتی۔ ف۲ یعنی اس کے یہاں ثواب اور درجات کی کیا کمی ہے جس کو جتنا چاہے مرحمت فرمائے پہلی آیت میں تین چیزوں کا ذکر تھا۔ ایمان۔ جہاد۔ ہجرت۔ ان تین پر بشارت بھی تین چیزوں کی دی رحمت۔ رضوان۔ خلود فی الجنۃ۔ ابوحیان نے لکھا ہے کہ "رحمت" ایمان پر مرتب ہے۔ ایمان نہ ہو تو آخرت میں خدا کی رحمت و مہربانی سے کوئی حصہ نہیں مل سکتا اور "رضوان" (جو بہت ہی اعلیٰ مقام ہے) جہاد فی سبیل اللہ کا صلہ ہے مجاہد فی سبیل اللہ تمام نفسانی حظوظ و علاقات ترک کر کے خدا کے راستہ میں جان و مال نثار کرتا اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انتہائی قربانی پیش کرتا ہے تو اس کا صلہ بھی انتہائی ہونا چاہئے یعنی حق تعالیٰ شانہ کی رضا کا مقام ہے باقی ہجرت وہ خدا کیلئے وطن مالوف اور گھر بار چھوڑنے کا نام ہے اس لئے مہاجر کو خوشخبری دی گئی کہ تیرے وطن سے بہتر وطن تیرے گھر سے بہتر گھر تجھ کو ملے گا جس میں ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی آسائش و راحت سے رہنا ہوگا جس سے ہجرت کرنے کی کبھی نوبت نہ آئے گی۔ ف۳ پچھلی آیات میں بتلایا تھا کہ جہاد و ہجرت اعظم و افضل ترین اعمال ہیں بسا اوقات ان دونوں اعمال میں خویش و اقارب کنبہ اور برادری کے تعلقات خلل انداز ہوتے ہیں اس لئے فرما دیا جن لوگوں کو ایمان سے زیادہ کفر عزیز ہے ایک مومن ان کو عزیز نہیں رکھ سکتا ہے مسلمان کی شان نہیں کہ ان سے رفاقت اور دوستی کا دم بھرے حتی کہ یہ تعلقات اس کو جہاد و ہجرت سے مانع ہو جائیں ایسا کرنے والے گنہگار بلکہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَ

تو کہہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں

تو کہدے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں

عَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

اور مال جو کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو

برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے کا تم ڈر رکھتے ہو

وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ

اور حویلیاں جو پسند رکھتے ہو تم کو عزیز ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے

اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے

فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

اس کی راہ میں تو راہ دیکھو جب تک بھیجے اللہ حکم اپنا اور اللہ راہ نہیں دیتا

اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ رستہ نہیں دیتا

الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ع لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ

نافرمان لوگوں کو ف۱ مدد کر چکا ہے تم کو بہت میدانوں میں

نافرمان لوگوں کو ف۱ مدد کر چکا ہے اللہ تمہاری بہت میدانوں میں

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا

اور دن حنین کے جب اترا گئے تم اپنی بہتات پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے

اور حنین کے دن جب خوش ہوئے تم اپنی کثرت پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے

وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ ۝

اور تنگ ہو گئی تم پر زمین اپنی فراخی کے ساتھ پھر ہٹے تم پیٹھ دے کر

اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر ہٹ گئے تم پیٹھ دے کر

ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ

پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اور اتاریں

پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اور اتاریں

جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ

فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور مار دی کافروں کو اور یہی سزا ہے

فوجیں کہ جن کو تم نے نہیں دیکھا اور عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے

الْكَافِرِينَ ۝ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ

منکروں کی پھر توبہ دے گا اللہ اس کے بعد جس کو چاہے

منکروں کی ف۱ پھر توبہ نصیب کرے گا اللہ اس کے بعد جس کو چاہے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ

اور اللہ بخشتا ہے مہربان ف۲ اے ایمان والو مشرک جو ہیں

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اے ایمان والو مشرک جو ہیں سو

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی اگر خدا اور رسول کے احکام کا امتثال اور ہجرت یا جہاد کرنے سے یہ خیال مانع ہو کہ کنبہ برادری چھوٹ جائے گی۔ اموال تلف ہوں گے تجارت مندی پڑ جائے گی یا بند ہو جائے گی۔ آرام کے مکانوں سے نکل کر بے آرام ہونا پڑے گا۔ تو پھر خدا کی طرف سے حکم سزا کا انتظار کرو جو اس تن آسانی اور دنیا طلبی پر آنے والا ہے جو لوگ مشرکین کی موالات یا دنیوی خواہشات میں پھنس کر احکام الٰہیہ کی تعمیل نہ کریں ان کو حقیقی کامیابی کا راستہ نہیں مل سکتا۔ حدیث میں ہے کہ جب تم بیلوں کی دم پکڑ کر کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ بیٹھو گے تو خدا تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جس سے کبھی نکل نہ سکو گے یہاں تک کہ پھر اپنے دین (جہاد فی سبیل اللہ) کی طرف واپس آؤ۔ ف۲ پچھلی آیت میں تنبیہ کی گئی تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ کے وقت مومنین کو کنبہ برادری اموال و املاک وغیرہ کسی چیز پر نظر نہ ہونی چاہئے یہاں آگاہ فرمایا ہے کہ مجاہدین کو خود اپنی فوجی جمعیت و کثرت پر بھی مغرور نہ ہونا چاہئے نصرت و کامیابی اکیلے خدا کی مدد سے ہے جس کا تجربہ تم بہت سے میدانوں میں کر چکے ہو۔ بدر، قریظہ و نضیر اور حدیبیہ وغیرہ میں جو کچھ نتائج رونما ہوئے۔ وہ محض امداد الٰہی و تائید غیبی کا کرشمہ تھا۔ اب اخیر میں غزوہ حنین کا واقعہ تو نہایت صریح اور عجیب و غریب نشان آسمانی نصرت و امداد کا ہے جس کا اقرار سخت معاند دشمنوں تک کو کرنا پڑا ہے۔ فتح مکہ کے بعد فوراً آپ کو اطلاع ملی کہ ہوازن و ثقیف وغیرہ بہت سے قبائل عرب نے ایک لشکر جرار تیار کر کے بڑے ساز و سامان سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے یہ خبر پاتے ہی آپ نے دس ہزار مہاجرین و انصار کی فوج گراں لے کر جو کہ فتح مکہ کے لئے مدینہ سے ہمراہ آئی تھی طائف کی طرف کوچ کر دیا دو ہزار طلقاء بھی جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے آپ کے ہمراہ تھے یہ پہلا موقع تھا کہ بارہ ہزار کی عظیم الشان جمعیت کیل کانٹے سے لیس ہو کر میدان جہاد میں نکلے یہ منظر دیکھ کر بعض صحابہ سے نہ رہا گیا اور بے ساختہ بول اٹھے کہ جب ہم بہت تھوڑے تھے اس وقت ہمیشہ غالب رہے تو آج ہماری اتنی بڑی تعداد کسی سے مغلوب ہونے والی نہیں یہ "کلمہ" اہل توحید کی زبان سے نکلنا "بارگاہ احدیت" میں ناپسند ہوا۔ ابھی مکہ سے تھوڑی دور نکلے تھے کہ دونوں لشکر مقابل ہو گئے فریق مخالف کی جمعیت چار ہزار تھی جو سر سے کفن باندھ کر اور سب عورتوں بچوں کو ساتھ لے کر ایک فیصلہ کن جنگ کے لئے پوری تیاری سے نکلے تھے۔ اونٹ گھوڑے، مواشی، اور گھروں کا کل اندوختہ کوڑی کوڑی کر کے اپنے ہمراہ لے آئے تھے ہوازن کا قبیلہ تیر اندازی کے فن میں سارے عرب میں شہرت رکھتا تھا اس کے بڑے ماہر تیر اندازوں کا دستہ وادی حنین کی پہاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا۔ صحیحین میں براء بن عازب کی روایت ہے کہ پہلے معرکہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی وہ بہت سا مال چھوڑ کر پسپا ہو گئے یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی غنیمت کی طرف جھک پڑے اس وقت ہوازن کے تیر اندازوں نے گھات سے نکل کر ایک دم دھاوا بول دیا اور چاروں طرف سے اس قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں کو قدم جمانا مشکل ہو گیا اول طلقاء میں بھاگڑ پڑی پھر سب کے پاؤں اکھڑ گئے زمین باوجود فراخی کے تنگ ہو گئی کہیں پناہ کی جگہ نہ ملتی تھی حضور پر نور صلعم [illegible] دشمنوں کے نرغہ میں [illegible]

(بقیہ بر صفحہ ۲۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ مسجد الحرام میں مشرک کو جانا منع ہے۔ بلکہ سارے حرم اور مسجدیں معاف ہے اور پلیدی ان کے دل میں ہے بدن پر نہیں اور فقر سے ڈرتے ہو یعنی آمد و رفت موقوف ہوگی مشرکوں کی تو معاملات سوداگری بند ہوں گے سو اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمان کر دیا سب کار و بار جاری ہوئے ۱۲ ر ج ف۲ پہلے حکم ہوا مشرکوں سے لڑو مکے سے نکالو اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑائی کا کہ یہ بھی دین حق سے منکر ہیں اور اللہ کو اور آخرت کو جیسا چاہیے نہیں مانتے۔ لیکن ان سے جزیہ قبول رکھا۔ بشرطیکہ ادنیٰ اعلیٰ سب ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں باقی عرب کے مشرکوں سے جزیہ ہرگز قبول نہیں اور جہاں کے مشرک سے حنفی پاس قبول ہے۔ جزیہ ہر [illegible] آدمی پاس [illegible] موافق حال اور ذلیل [illegible] یہ کہ سواری میں لباس میں راہ چلنے میں ہتھیار باندھنے میں مسلمانوں کی برابری نہ کریں ف۳ یعنی اہل کتاب ہو کر مشرکوں کی ریس کرنے لگے۔ ۱۲ ر ج ف۴ ان کے عالم اور درویش جو اپنی عقل سے ٹھہرا دیتے وہ سند جانتے خدا کے یہاں سے ہم کو چھپانا ہو گیا اور وے ٹھہرالیتے خاطر کو یا منع کو سو عالم کا قول عوام کو سند ہے جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے جب معلوم ہو کہ طمع سے کہا پھر وہ سند نہیں ۱۲ منہ ر ج ——— از شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ

نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَإِنْ
سو پلید ہیں۔ سو نزدیک نہ آویں مسجد الحرام کے اس برس کے بعد اور اگر تم
پلید ہیں سو نزدیک نہ آنے پائیں مسجد الحرام کے اس برس کے بعد ف۱ اور اگر

خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ إِنْ شَآءَ ط
ڈرتے ہو مفلسی سے تو آگے غنی کرے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے
تم ڈرتے ہو فقر سے تو آئندہ غنی کر دے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَ
اللہ سب جانتا حکمت والا ف۲ لڑو ان لوگوں سے جو یقین نہیں رکھتے اللہ پر
بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ لڑو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور

لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَ
نہ پچھلے دن پر نہ حرام جانیں جو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور
نہ آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اسکو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اسکے رسول نے اور

لَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا
نہ قبول کریں دین سچا وہ جو کتاب والے ہیں جب تک دیویں
نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ

الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُونَ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ
جزیہ سب ایک ہاتھ سے اور وہ بے قدر ہوں ف۱ اور یہود نے کہا عزیر بیٹا
جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر ف۳ اور یہود نے کہا کہ عزیر

ع ۵ ۱۰

ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ
اللہ کا اور نصاریٰ نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا یہ باتیں کہتے ہیں
اللہ کا بیٹا ہے ف۴ اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں کہتے ہیں

بِأَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ط قَاتَلَهُمُ
اپنے منہ سے ریس کرنے لگے اگلے منکروں کی بات کی مار ڈالے انکو
اپنے منہ سے ریس کرنے لگے اگلے کافروں کی بات کی ف۵ ہلاک کرے ان کو

اللّٰهُ ۚ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ۝ اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا
اللہ کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ف۳ ٹھہرائے ہیں اپنے عالم اور درویشوں کو خدا
اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں ف۵ ٹھہرالیا اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا

النصف

مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوٓا
اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح مریم کے بیٹے کو اور حکم یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں
اللہ کو چھوڑ کر ف۶ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی اور ان کو حکم یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں

إِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ط سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝
ایک صاحب کی کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک بتانے سے ف۴
ایک معبود کی کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک بتلانے سے

بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۶ پیغمبرانہ صداقت و توکل اور معجزانہ شجاعت کا آئینہ اعتقل ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ آپ سفید خچر پر سوار ہیں عباس ایک رکاب اور ابو سفیان بن الحارث دوسری رکاب تھامے ہوئے ہیں۔ چار ہزار کا مسلح لشکر پورے جوش میں لوٹ رہا ہے۔ ہر چہار طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ ساتھی منتشر ہو چکے گر رفیق اعلیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ ربانی تائید اور آسمانی سکینہ کی غیر مرئی بارش آپ پر اور آپ کے گنے چنے رفیقوں پر ہو رہی ہے۔ جس کا اثر آخر کار بھاگنے والوں تک پہنچا۔ ہوازن و ثقیف کا سیلاب بڑھ رہا ہے۔ آپ کی سواری کا منہ اس وقت بھی اسی طرف ہے۔ اور ادھر ہی آگے بڑھنے کے لئے خچر کو مہمیز کر رہے ہیں۔ دل سے خدا کی طرف لو لگی ہے اور زبان پر نہایت استغنا و اطمینان کے ساتھ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ جاری ہے یعنی بیشک میں سچا پیغمبر ہوں۔ اور عبد المطلب کی اولاد ہوں۔ اسی حالت میں آپ نے صحابہ کو آواز دی۔ اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَيَّ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ خدا کے بندو ادھر آؤ۔ یہاں آؤ کہ میں خدا کا رسول ہوں پھر آپ کی ہدایت کے موافق حضرت عباس نے جو نہایت جہیر الصوت تھے اصحاب سمرہ کو پکارا جنہوں نے درخت کے نیچے حضور کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی تھی آواز کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ بھاگنے والوں نے سواریوں کا رخ میدان جنگ کی طرف پھیر دیا۔ جس کے اونٹ نے رخ بدلنے میں دیر کی وہ گلے میں زرہ ڈال کر اونٹ سے کود پڑا اور سواری چھوڑ کر حضور کی طرف لوٹا۔ اسی اثنا میں حضور نے تھوڑی سی مٹی اور کنکریاں اٹھا کر لشکر کفار پر پھینکیں جو خدا کی قدرت سے ہر کافر کے چہرے اور آنکھوں پر پڑی ادھر حق تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کی فوجیں بھیجیں جن کا نزول غیر مرئی طور پر مسلمانوں کی تقویت و ہمت افزائی اور کفار کی مرعوبیت کا سبب ہوا پھر کیا تھا ہوازن کنکریوں کے اثر سے آنکھیں ملتے رہے جو مسلمان قریب تھے انہوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ آنا فانا میں مطلع صاف ہو گیا۔ بہت سے بھاگے ہوئے مسلمان لوٹ کر حضور کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا لڑائی ختم ہو چکی ہزار دہا قیدی آپ کے سامنے بندھے کھڑے ہیں اور مال غنیمت کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں فَسُبْحَانَ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ اس طرح کافروں کو دنیا میں سزا دی گئی۔ ف۳ چنانچہ ہوازن وغیرہ کو اس کے بعد توبہ نصیب ہوئی اور اکثر مسلمان ہو گئے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ جب حق تعالیٰ نے شرک کی قوت کو توڑ کر جزیرۃ العرب کا صدر مقام (مکہ معظمہ) فتح کرا دیا اور قبائل عرب جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے تب ۹ھ ہجری میں یہ اعلان کرایا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک یا کافر مسجد الحرام میں داخل نہ ہو بلکہ اس کے نزدیک یعنی حدود حرم میں بھی نہ آنے پائے کیونکہ ان کے قلوب شرک و کفر کی نجاست سے اس قدر پلید اور گندے ہیں کہ اس سب سے بڑے مقدس مقام اور مرکز توحید و ایمان میں داخل ہونے کے لائق نہیں بلکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور نے جزیرۃ العرب سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ سب کے نکال دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضور کی آخری وصیت کے موافق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ حکم عملاً نافذ ہوا اب بطور استیلاء یا توطن کفار کے وہاں رہنے پر مسلمانوں کو رضامند ہونا جائز نہیں۔ بلکہ تطہیر جزیرۃ العرب بقدر استطاعت ان کا فریضہ ہے۔ ہاں حنفیہ کے نزدیک کوئی کافر مسافرانہ عارضی طور پر امام کی اجازت سے وہاں جا سکتا ہے بشرطیکہ امام اتنی اجازت دینا خلاف مصلحت نہ سمجھے۔ باقی حج و عمرہ کی غرض سے داخل ہونے کی کسی کافر کو اجازت نہیں کما ورد فی الحدیث اَلَا لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ف۲ حرم میں مشرکین کی آمد و رفت بند کر دینے سے مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ حج وغیرہ کو بڑا نقصان پہنچے گا اور جو سامان تجارت یہ لوگ لاتے تھے وہ نہیں آئے گا۔ اسے تسلی کر دی کہ اس سے مت گھبراؤ، تم کو غنا عطا فرمانا محض اس کی مشیت پر موقوف ہے وہ چاہے گا تو کچھ دیر نہ لگے گی۔ چنانچہ یہی ہوا خدا نے سارا ملک مسلمان کر دیا۔ مختلف بلاد و امصار سے تجارتی سامان آنے لگا۔ بارشیں خوب ہوئیں جس سے پیداوار بڑھ گئی فتوحات و غنائم کے دروازے کھول دیئے۔ اہل کتاب وغیرہ سے جزیہ کی رقم وصول ہونے لگی۔ غرض مختلف طرح سے حق تعالیٰ نے اسباب غنا و جمع کر دیئے بیشک خدا کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ف۳ جب مشرکین کا قصہ ایک حد تک طے ہو چکا اور ملک سے فساد برپا ہوتی تو حکم ہوا کہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی قوت و شوکت کو توڑ دو مشرکین کے وجود سے تو اصل عرب کو پاک کر دینا مقصود تھا۔ لیکن یہود و نصاریٰ کے متعلق اس وقت صرف اسی قدر مطمح نظر تھا کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں زور نہ پکڑیں اور اس کی اشاعت و ترقی کے راستہ میں حائل نہ ہوں۔ اس لئے اجازت دی گئی کہ اگر یہ لوگ ماتحت رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں تو کچھ مضائقہ نہیں قبول کر لو پھر حکومت اسلامیہ ان کے جان و مال کی محافظ ہوگی ورنہ ان کا علاج بھی وہی ہے جو مشرکین کا تھا۔ یعنی جہاد و قتال کیونکہ یہ بھی اللہ اور یوم آخرت پر جیسا چاہیے ایمان نہیں رکھتے نہ خدا اور رسول کے احکام کی کچھ پروا کرتے ہیں۔ رسول کریم صلعم کو تو کجا اپنے تسلیم کردہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام کی بھی پیروی نہیں کرتے محض اہوا و آراء کا اتباع کرتے ہیں جو پہلے آیا یعنی حضرت مسیح دیوی کے زمانہ میں اور جواب بنی آخر الزمان صلعم تک آئے کسی کے قائل نہیں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی جیسا کوئی پھونک سے چراغ بجھادے وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی باتوں سے دین اسلام کو نہ پھیلنے دیں۔ ف۲ یہ دین سب سے اوپر ہے عقل کے نزدیک، اور خدا کے نزدیک یہی دین ہے جس سے قرب ملے اور سے نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ کہ زکوٰۃ اور قرض اور حق دار کا حق دیتا ہے ۱۲ منہ رح

(از شاہ عبد القادر صاحبؒ)

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ

چاہیں کہ بجھادیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہے بن پوری کئے

چاہتے ہیں کہ بجھادیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہے گا بدون

يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں منکر ف۱ اسی نے بھیجا اپنا رسول

پورا کئے اپنی روشنی کے اور پڑے برا مانیں کافر ف۱ اسی نے بھیجا اپنے رسول کو

بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ

ہدایت لے کر اور دین سچا تاکہ اس کو اوپر کرے ہر دین سے اور پڑے برا مانیں

ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے ہر دین پر اور پڑے برا مانیں

الْمُشْرِكُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ

مشرک ف۲ اے ایمان والو بہت عالم

مشرک ف۲ اے ایمان والو بہت سے عالم

وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ

اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں

اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ

اللہ کی راہ سے اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور روپا اور

اللہ کی راہ سے ف۳ اور جو لوگ گاڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور

لَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝

خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی ف۳

اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو انکو خوشخبری سنادے عذاب دردناک کی ف۴

يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ

جس دن آگ دہکا دیں گے اس پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور

جس دن کہ آگ دہکا دینگے اس مال پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں

وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ

پیٹھیں یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے

اور پیٹھیں کہا جائے گا یہ ہے جو تم نے گاڑھ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے

تَكْنِزُونَ ۝ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا

گاڑنے کا مہینوں کی گنتی اللہ پاس بارہ مہینے ہیں

گاڑنے کا ف۵ مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں

فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ

اللہ کے حکم میں جس دن پیدا کئے آسمان و زمین ان میں چار ہیں

اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ہیں

النصف

بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۷

کہ مٹلے برابر بچھ گئے رہیں گے ف۴ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بعض یہود کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے ہیں لیکن یہ عقیدہ عام یہود کا نہ تھا اور زمانہ مابعد میں تو بعض علماء نے لکھا ہے کہ اب کوئی یہودی اس عقیدہ کا باقی نہیں رہا۔ اگر عہد نبوی صلعم میں یہود کا کوئی فرقہ اس کا قائل نہ ہوتا تو ضرور تھا کہ اس وقت یہود قرآن کی حکایت کی تکذیب کرتے جیسا کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو سن کر عدی بن حاتم نے اعتراض کیا تھا کہ احبار و رہبان کو رب تو کوئی نہیں مانتا، اس کا جواب نبی کریم صلعم نے دیا جو آگے آتا ہے۔ پس ابنیت عزیر کے عقیدہ کو ان کی طرف نسبت کرنا اور ان کا اعتراض و انکار کہیں منقول نہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ ضرور اس وقت اس خیال کے لوگ موجود تھے۔ ہاں جیسے مرور دہور سے بہت سے مذاہب اور فرقے مٹ گئے وہ بھی نابود ہوگیا ہو تو کچھ مستبعد نہیں۔ باقی ہم سے ایک نہایت ثقہ بزرگ (حاجی امیر شاہ خاں مرحوم) نے بیان کیا کہ سیاحت فلسطین وغیرہ کے دوران میں مجھے بعض یہود اس خیال کے ملے جن کو اسی عقیدہ کی نسبت سے عزیری کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم ف۵ یعنی "ابنیت" یا "الوہیت" مسیح وغیرہ کا عقیدہ پرانے مشرکین کے عقیدہ کے مشابہ ہے۔ بلکہ ان ہی کی تقلید میں یہ اختیار کیا ہے جیسا کہ سورۂ مائدہ کے فوائد میں ہم نقل کر چکے ہیں ف۶ یعنی خدا ان کو غارت کرے توحید کی صاف اور تیز روشنی پہنچنے کے بعد کدھر اندھیرے میں چلے جارہے ہیں ف۷ ان کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ بنادیتے خواہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہہ دیتے اسی کو سند سمجھتے کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا ہوگیا۔ کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ رکھا تھا محض احبار و رہبان کے احکام پر چلتے تھے اور ان کا یہ حال تھا کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا اور حکم شریعت کو بدل ڈالا جیسا کہ دو تین آیتوں کے بعد مذکور ہے۔ پس جو منصب خدا کا تھا (یعنی حلال و حرام کی تشریع) وہ علماء و مشائخ کو دیدیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے فرمایا کہ انہوں نے عالموں اور درویشوں کو خدا ٹھہرالیا۔ نبی کریم صلعم نے عدی بن حاتم کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اسی طرح کی تشریح فرمائی ہے اور حضرت حذیفہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "عالم کا قول عوام کو سند ہے جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے۔ جب معلوم ہو کہ خود اپنی طرف سے کہا یا طمع وغیرہ سے کہا۔ پھر سند نہیں"۔

فوائد صفحہ ہٰذا

ف۱ یعنی توحید خالص اور اسلام کا آفتاب جب چمک اٹھا پھر یہ ردی باتیں اور مشرکانہ دعاوی کہاں فروغ پا سکتے ہیں یہ کوشش کہ بے حقیقت اور بے معنی باتیں بنا کر اور فضول بحث و جدال کرکے نور حق کو مدھم کردیں۔ ایسی ہے کہ کوئی بے وقوف منہ سے پھونکیں مار کر چاند یا سورج کی روشنی کو بجھانا اور ماند کرنا چاہے۔ یاد رکھو خواہ یہ کتنے ہی جلیں مگر خدا نور اسلام کو پوری طرح پھیلا کر رہے گا ف۲ اسلام کا غلبہ باقی ادیان پر معقولیت اور حجت و دلیل کے اعتبار سے یہ تو ہر زمانہ میں بحمد اللہ نمایاں طور پر حاصل رہا ہے۔ باقی حکومت اور سلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت حاصل ہوا ہے اور ہوگا جب کہ مسلمان اصول اسلام کے پوری طرح پابند اور ایمان و تقویٰ کی راہوں میں مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہوں گے اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل ادیان کو مغلوب کرکے بالکل صفحۂ ہستی سے محو کردے یہ نزول مسیح علیہ السلام کے بعد قریب قیامت کے ہونیوالا ہے ف۳ یعنی روپیہ لیکر احکام شرعیہ اور اخبار الٰہیہ کو بدل ڈالتے ہیں ادھر عوام الناس نے انہیں جیسے پہلے گذرا۔ خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے جو چاہیں غلط سلط کہدیں وہ ہی ان کے نزدیک حجت ہے۔ اس طرح یہ علماء و مشائخ نذرانے وصول کرنے اور رشوت بٹورنے اور اپنی سیادت اور ریاست قائم رکھنے کے لئے عوام کو مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر راہ حق سے روکتے رہتے ہیں کیونکہ عوام اگر ان کے جال سے نکل جائیں اور دین حق اختیار کرلیں تو ساری آمدنی بند ہوجائے یہ حال مسلمانوں کو سنایا تاکہ متنبہ ہوجائیں کہ امتوں کی خرابی اور تباہی کا زیادہ تر سبب انہی جماعتوں کا خراب و بے راہ ہونا اور اپنے فرائض کو چھوڑ دینا ہے۔ علماء

مشائخ اور اغنیاء و رؤساء ان میں سے دو کا ذکر تو ہو چکا تیسری جماعت (رؤساء) کا آگے آتا ہے۔ ابن المبارکؒ نے خوب فرمایا: "وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا" ف۴ جو لوگ دولت اکٹھی کریں خواہ حلال طریقہ سے مگر خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں (مثلاً زکوٰۃ نہ دیں اور حقوق واجبہ نہ نکالیں) ان کی یہ سزا ہے تو سمجھ لو ان احبار و رہبان کا انجام معلوم کر لو جو حق کو چھپا کر یا بدل کر روپیہ بٹورتے ہیں اور ریاست قائم رکھنے کی حرص میں عوام کو خدا کے راستے سے روکتے پھرتے ہیں۔ بہرحال دولت وہ (ہی) ہے جو آخرت میں وبال نہ بنے (۵) بخیل دولتمند سے جب خدا کے راستے میں خرچ کرنے کو کہا جائے تو اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔ زیادہ کہو تو اعراض کرکے ادھر سے پہلو بدل لیتا ہے اگر اس پر بھی جان نہ بچی تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے اس لئے سونا چاندی تپا کر ان ہی تین مواضع (پیشانی، پہلو، پیٹھ) پر داغ دیے جائیں گے "تاکہ اس کے جمع کرنے اور گاڑنے کا مزہ چکھے"۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ہمیشہ حکم شرع میں برس ہے بارہ مہینے کا نہ کم نہ زیادہ، اور دین ابراہیم میں چار مہینے حرام تھے ذی قعدہ ذی الحجہ محرم رجب۔ [illegible]

از شاہ عبد القادر صاحب

[illegible]

حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ

ادب کے یہی ہے سیدھا دین سو ان میں ظلم نہ کرو اپنے اوپر

ادب کے یہی ہے سیدھا دین ف سو ان میں ظلم مت کرو اپنے اوپر

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا

اور لڑو مشرکوں سے ہر حال جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال اور جانو

اور لڑو سب مشرکوں سے ہر حال میں جیسے وہ لڑتے ہیں تم سب سے ہر حال میں اور جان لو

اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ

کہ ساتھ ہے ڈر والوں کے ف یہ جو مہینہ ہٹا دینا ہے سو بڑھائی ہوئی بات ہے کفر کے عہد میں

کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے ف یہ جو مہینہ ہٹا دینا ہے سو بڑھائی ہوئی بات ہے کفر کے عہد میں

يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا

گمراہی میں پڑتے ہیں اس سے کافر ہٹا کرتے ہیں اس کو ایک برس اور ادب کا رکھتے ہیں ایک برس

گمراہی میں پڑتے ہیں اس سے کافر حلال کر لیتے ہیں اس مہینہ کو ایک برس اور حرام رکھتے ہیں دوسرے برس

لِّيُوَاطِـــُٔــوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ

کہ پوری کر لیں گنتی جو اللہ نے رکھی ادب کی پھر حلال کرتے ہیں جو منع کیا اللہ نے بھلے

تاکہ پوری کر لیں گنتی ان مہینوں کی جو اللہ نے ادب کے لئے رکھے ہیں پھر حلال کر لیتے ہیں جو مہینہ کہ اللہ نے حرام کیا بھلے

لَهُمْ سُوْۗءُ اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا

دکھائے ہیں ان کے برے کام اور اللہ راہ نہیں دیتا منکر قوم کو ف اے

کر دیئے گئے انکی نظر میں ان کے برے کام اور اللہ راستہ نہیں دیتا کافر لوگوں کو ف اے

ع ۱۱

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ایمان والو کیا ہوا ہے تم کو جب کہیے کوچ کرو اللہ کی راہ میں

ایمان والو تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو اللہ کی راہ میں

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ

ڈھے جاتے ہو زمین پر کیا ریجھے دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر

تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ اِلَّا تَنْفِرُوْا

سو کچھ نہیں دنیا کا برتنا آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا ف اگر نہ نکلو گے

سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا ف اگر تم نہ نکلو گے

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ

تم کو دے گا دکھ کی مار اور بدل لاوے گا اور لوگ تمہارے سوا اور

تو دے گا تم کو عذاب دردناک اور بدلے میں لائیگا اور لوگ تمہارے سوا اور

لَا تَضُرُّوْهُ شَيْـــًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

کچھ نہ بگاڑو گے اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اگر تم نہ مدد کرو گے

کچھ نہ بگاڑ سکو گے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے ف اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی

منزل ۲

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ رفیق غار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت میں فقط وہی تھے حضرت کے ساتھ اور اصحاب بعضے پہلے نکل گئے تھے بعضے پیچھے نکل آئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ

رسول کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا کافروں نے دو جان سے جب وہ دونوں

تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کا جب وہ

هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ

تھے غار میں جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے

دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کھا بیشک اللہ

مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا

ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اس پر اور مدد کو اس کی بھیجیں وہ فوجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں

ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ

اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے

اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؀ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا

اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۱ نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو

اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۱ نکلو ہلکے اور بوجھل ف۲ اور لڑو

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ

اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ بہتر ہے تمہارے حق میں

اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؀ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا

اگر تم کو سمجھ ہے اگر ہوتا مال نزدیک اور سفر ہلکا تو

تم کو سمجھ ہے ف۳ اگر مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا

لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

تیرے ساتھ چلتے لیکن دور نظر آئی ان کو طرف اور اب قسمیں کھاویں گے اللہ کی

تو وہ لوگ ضرور تیرے ساتھ ہو لیتے لیکن لمبی نظر آئی ان کو مسافت ف۱ اور اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی

لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

کہ ہم مقدور رکھتے تو نکلتے تمہارے ساتھ وبال میں ڈالتے ہیں اپنی جان اور اللہ جانتا ہے

کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور چلتے تمہارے ساتھ وبال میں ڈالتے ہیں اپنی جانوں کو اور اللہ جانتا ہے

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ؀ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى ع ۶/۱۲

وہ جھوٹے ہیں اللہ بخشے تجھ کو کیوں رخصت دی تو نے ان کو جب تک

کہ وہ جھوٹے ہیں ف اللہ بخشے تجھ کو کیوں رخصت دیدی تو نے ان کو یہاں تک کہ

يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ؀

معلوم ہوتے تجھ پر جنہوں نے سچ کہا اور جانتا تو جھوٹوں کو

ظاہر ہو جاتے تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو ف۱

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۴۹) چنانچہ منافقین جھوٹے حیلے بہانے تراش کر کھسک گئے۔ بعض مسلمان بھی ایسے سخت وقت میں اس طویل و صعب سفر سے گھبرا رہے تھے جن میں بہت سے تو آخر کار ساتھ ہو لئے اور گنے چنے آدمی رہ گئے جن کو کسل و تقاعد نے اس شرف عظیم کی شرکت سے محروم رکھا۔ نبی کریم صلعم تقریباً تیس ہزار سرفروش مجاہدین کا لشکر جرار لے کر حدود شام کی طرف روانہ ہو گئے اور مقام تبوک میں ڈیرے ڈال دیئے۔ ادھر قیصر روم کے نام نامہ مبارک لکھا جس میں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تھی۔ حضور کی صداقت اس کے دل میں گھر کر گئی مگر قوم نے موافقت نہ کی اس لئے قبول اسلام سے محروم رہا۔ شام والوں کو جب حضور کے ارادے کی اطلاع ہوئی قیصر روم سے ظاہر کیا۔ اس نے مدد نہ کی۔ ان لوگوں نے اطاعت کی مگر اسلام نہ لائے۔ تھوڑی مدت کے بعد حضور کی وفات ہوئی اور فاروق اعظم کے عہد خلافت میں تمام ملک شام فتح ہوا۔ جب حضور صلعم تبوک سے غالب و منصور واپس تشریف لائے اور خدا نے بڑی بڑی سلطنتوں پر اسلام کی دھاک بٹھلا دی تو منافقین مدینہ بہت فضیحت ہوئے۔ نیز جو مخلص مسلمان محض سستی اور کسل کی بنا پر رہ گئے تھے بیحد نادم و متحسر تھے۔ اس رکوع کے شروع سے بہت دور تک ان ہی واقعات کا ذکر ہے مگر زیادہ منافقین کی حرکات بیان ہوتی ہیں کہیں کہیں مسلمانوں کو خطاب اور ان کے احوال سے تعرض کیا گیا ہے۔ آیہ حاضرہ میں مسلمانوں کو بڑی شدت سے جہاد کیطرف ابھارا اور بتلایا ہے کہ تھوڑے سے عیش و آرام میں پھنس کر جہاد کو چھوڑنا گویا بلندی سے پستی کیطرف گر جانے کا مرادف ہے۔ مومن صادق کی نظر میں دنیا کے عیش و آرام کی آخرت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہ ہونی چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ اگر خدا کے نزدیک دنیا کی وقعت پر پشہ کی برابر ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔ ف۵ یعنی خدا کا کام تم پر موقوف نہیں۔ تم اگر سستی کرو گے وہ اپنی قدرت کاملہ سے کسی دوسری قوم کو دین حق کی خدمت کے لئے کھڑا کر دیگا تم اس سعادت سے محروم رہو گے۔ جو تمہارے ہی نقصان کا موجب ہے ؎ منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی — منت ازو شناس کہ بخدمت گذاشتت۔ فوائد صفحہ ہذا

ف۱ یعنی بالفرض اگر تم نبی کریم کی مدد نہ کرو گے نہ سہی۔ ان کا منصور و کامیاب ہونا کچھ تم پر موقوف نہیں۔ ایک وقت پہلے ایسا آ چکا ہے جب ایک یار غار کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ معدودے چند مسلمان مکہ والوں کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر گئے تھے۔ آخر آپ کو بھی ہجرت کا حکم ہوا۔ مشرکین کا آخری مشورہ یہ قرار پایا تھا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک نوجوان منتخب ہو اور وہ سب مل کر یک وقت آپ پر تلواروں کی ضرب لگائیں تاکہ خونبہا دینا پڑے تو سب قبائل پر تقسیم ہو جائے اور بنی ہاشم کی یہ ہمت نہ ہو کہ خون کے انتقام میں سارے عرب سے لڑائی مول لیں۔ جس شب میں اس ناپاک کارروائی کو عملی جامہ پہنانے کی تجویز تھی حضور نے اپنے بستر پر حضرت علی کو لٹا دیا تاکہ لوگوں کی امانتیں احتیاط سے آپ کے بعد مالکوں کے حوالہ کر دیں اور حضرت علی کی تسلی فرمائی کہ تمہارا بال بیکا نہ ہوگا۔ پھر خود بنفس نفیس ظالموں کے ہجوم میں سے "شاہت الوجوہ" فرماتے ہوئے اور ان کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے صاف نکل گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لیا اور مکہ سے چند میل ہٹ کر غار ثور میں قیام فرمایا۔ یہ غار پہاڑ کی بلندی پر ایک بھاری مجوف چٹان ہے جس میں داخل ہونے کا راستہ صرف ایک تھا۔ وہ بھی ایسا تنگ کہ انسان کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اس میں گھس نہیں سکتا صرف لیٹ کر داخل ہونا ممکن تھا۔ اول حضرت ابوبکر نے اندر جا کر اسے صاف کیا۔ سب سوراخ کپڑے سے بند کئے کہ کوئی کیڑا کانٹا نہ کاٹے۔ ایک سوراخ باقی تھا اس میں اپنا پاؤں اٹکا دیا۔ سب انتظام کر کے حضور سے اندر تشریف لانے کو کہا۔ آپ صدیق کے زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ سانپ نے ابوبکر کا پاؤں ڈس لیا مگر صدیق پاؤں کو حرکت نہ دیتے تھے مبادا حضور کی استراحت میں خلل پڑے۔ جب آپ کی آنکھ کھلی اور قصہ معلوم ہوا تو آپ نے لعاب مبارک صدیق کے پاؤں کو لگا دیا۔ جس سے فوراً شفا ہو گئی۔ ادھر کفار قائف کو ہمراہ لے کر جو نشانات قدم کی شناخت میں ماہر تھا حضور کی تلاش میں نکلے۔ اس نے غار ثور تک نشان قدم کی شناخت کی مگر خدا کی قدرت کہ غار کے دروازہ پر مکڑی نے جالا تن لیا اور جنگلی کبوتر نے انڈے دیدیئے۔ یہ دیکھ کر سب نے قائف کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ یہ مکڑی کا جالا تو محمد (صلعم) کی ولادت سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ اگر اندر کوئی داخل ہوتا تو یہ جالا اور انڈے کیسے صحیح و سالم رہ سکتے تھے۔ ابوبکر صدیق کو اندر سے کفار کے پاؤں نظر پڑتے تھے۔ انہیں فکر تھی کہ جان سے زیادہ محبوب جس کے لئے سب کچھ فدا کر چکے ہیں دشمنوں کو نظر نہ پڑ جائیں۔ گھبرا کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ اگر ان لوگوں نے ذرا جھک کر اپنے قدموں کیطرف نظر کی تو ہم کو دیکھ پائیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ ابوبکر تیرا کیا خیال ہے ان دو کی نسبت جن کا تیسرا اللہ ہے۔ یعنی جب اللہ ہمارے ساتھ ہے تو پھر کس کا ڈر ہے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ایک خاص قسم کی کیفیت سکون و اطمینان حضور کے قلب مبارک پر اور آپ کی برکت سے ابوبکر کے قلب مقدس پر نازل فرمائی۔ اور فرشتوں کی فوج سے حفاظت و تائید کی۔ یہاں سے تائید غیبی کا کرشمہ تھا کہ کفر کا کانٹا نکالا جاتا ہے۔" از سیرت النبوۃ (بقیہ در صفحہ ۲۵۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَن
نہیں رخصت مانگتے تجھ سے جو لوگ یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر اس
نہیں رخصت مانگتے تجھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اس سے کہ

يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝
سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈرنے والوں کو
لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے ڈر والوں کو

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں یقین رکھتے اللہ پر اور پچھلے دن پر
رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ۝ وَلَوْ
اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹکتے ہیں اور اگر
اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے سو وہ اپنے شک ہی میں بھٹک رہے ہیں ف۱ اور اگر

أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ
چاہتے نکلنا تیار کرتے کچھ اس کا اسباب اور لیکن خوش نہ آیا اللہ کو
وہ چاہتے نکلنا تو ضرور تیار کرتے کچھ سامان اس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے

انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ۝
ان کا اٹھنا سو روک دیا ان کو اور حکم ہوا کہ بیٹھو ساتھ بیٹھنے والوں کے
ان کا اٹھنا سو روک دیا ان کو اور حکم ہوا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے ف۲

لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ
اگر نکلتے تم میں کچھ نہ بڑھاتے تمہارا مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر
اگر نکلتے تم میں تو کچھ نہ بڑھاتے تمہارے لئے مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر

يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝
بگاڑ کروانے کی تلاش اور تم میں بعضے جاسوس ہیں ان کے اور اللہ خوب جانتا ہے بے انصافوں کو ف۱
بگاڑ کروانے کی تلاش میں ف۳ اور تم میں بعضے جاسوس ہیں ان کے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو ف۴

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ
کرتے رہے ہیں تلاش بگاڑ کی آگے سے اور الٹتے رہے ہیں تیرے کام جب تک
وہ تلاش کرتے رہے ہیں بگاڑ کی پہلے سے اور الٹتے رہے ہیں تیرے کام یہاں تک کہ

جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ۝ وَمِنْهُم مَّن
آپہنچا سچا وعدہ اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے اور بعضے ان میں ہیں
آپہنچا سچا وعدہ اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے ف۵ اور بعضے ان میں

يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَ
کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال سنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور
کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال سنتا ہے وہ تو گمراہی میں پڑ چکے ہیں اور

منزل ۲

بقیہ فوائد صفحہ ۲۵۰ بتلایئے اپنے سے مغلوب اور مستحکم قلعوں سے بڑھ کر ذریعہ تحفظ ہو گیا اسی طرح خدا نے کافروں کی بات نیچی کی اور ان کی تدابیر خاک میں ملا دیں۔ آپ بعین و عافیت تمام مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ بیشک انجام کار خدا ہی کا بول بالا رہتا ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ (تنبیہ) بعض نے وایدہ بجنود لم تروہا سے بدر و حنین وغیرہ میں جو نزول ملائکہ ہوا وہ مراد لیا ہے مگر ظاہر سیاق سے وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ واللہ اعلم ف۲ یعنی پیادہ اور سوار اخفاء اور ثقالاً جوان اور بوڑھے جس حالت میں ہوں نکل کھڑے ہوں۔ نفیر عام کے وقت کوئی عذر پیش نہ لائیں ف۳ یعنی دنیوی اور اخروی ہر حیثیت سے۔ ف۴ یہ منافقین کو فرمایا کہ اگر سفر ہلکا ہوتا اور بے محنت مال غنیمت ہاتھ آنے کی توقع ہوتی تو جلدی سے ساتھ ہو لیتے۔ لیکن ایسی کٹھن منزلوں کا طے کرنا ان سے کہاں ممکن ہے۔ ف۵ یا تو نکلنے سے پہلے قسمیں کھا کر طرح طرح کے حیلے حوالے کریں گے کہ آپ ان کو مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت دیدیں اور یا آپ کی واپسی کے بعد جھوٹی قسمیں کھا کر باتیں بنائیں گے تاکہ اپنے نفاق پر پردہ ڈالیں۔ حالانکہ خدا سے ان کا جھوٹ اور نفاق پوشیدہ نہیں رہ سکتا یہ نفاق و فریب دہی اور جھوٹی قسمیں کھانا انجام کار انہی کے حق میں وبال جان ہو گا ف۶ منافقین جھوٹے عذر کر کے جب مدینہ میں ٹھہرے رہنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ ان کے کیدہ نفاق سے اغماض کر کے اور یہ سمجھ کر کہ ان کے ساتھ چلنے میں فساد کے سوا کوئی بہتری نہیں اجازت دیدیتے تھے اس کو فرمایا کہ اگر آپ اجازت نہ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ کیونکہ اس وقت ظاہر ہو جاتا کہ انہوں نے اپنے نہ جانے کو کچھ آپ کی اجازت پر موقوف نہیں رکھا ہے۔ جانے کی توفیق تو انہیں کسی حال نہ ہوتی۔ البتہ آپ کے روبرو ان کا جھوٹ بے تکلف کھل جاتا۔ پس اجازت دینا کوئی گناہ و معصیت البتہ نہ دینا مصالح حاضرہ کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہوتا۔ اس اعلیٰ و اکمل صورت کے ترک کی وجہ سے خطاب کو "عفا اللہ عنک" سے شروع فرمایا۔ عفو کا لفظ ضروری نہیں کہ گناہ ہی کے مقابلہ میں ہو۔ بعض محققین نے "عفا اللہ عنک" اس جملہ کو صدر کلام میں محض دعا و تعظیم کے طور پر لیا ہے جیسا کہ عرب کے محاورات میں شائع تھا مگر سنت سے وہی منقول ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا۔ و نظیرہ لم تحرم ما احل اللہ لک اس کی تائید کرتا ہے۔ واللہ اعلم
فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی جن کے دلوں میں ایمان و تقویٰ کا نور ہے ان کی یہ شان نہیں کہ جہاد سے الگ رہنے کی اس طرح بڑھ بڑھ کر اجازت حاصل کریں۔ ان کا حال تو وہ ہے جو اسی پارہ کے شروع میں بیان ہوا ہے "لا تجد قوما یؤمنون باللہ" [illegible] "یعنی بے سرو سامانی وغیرہ عذر سے اگر جہاد فی سبیل اللہ کے شرف سے محروم رہ جائیں تو اس فضل کے فوت ہو جانے پر ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں۔ بے حیا ہو کر جہاد سے علیحدہ رہنے کی اجازت لینا انہی کا شیوہ ہے جن کو خدا کے وعدوں پر یقین نہیں۔ آخرت کی زندگی کو سچ نہیں سمجھتے۔ اسلام و مسلمین کے غالب و منصور ہونے کی خبریں دی ہیں ان کے متعلق ہمیشہ شک و شبہ میں گرفتار رہتے ہیں ف۲ ان کا ارادہ ہی گھر سے نکلنے کا نہیں۔ ورنہ اس کا کچھ تو سامان کرتے محض جہاد سے بچنے کی جھوٹے عذر بنانے دوڑتے۔ واقعہ یہ ہے کہ خدا نے ان کی شرکت کو پسند ہی نہیں کیا۔ یہ جاتے تو وہاں فتنے اٹھاتے۔ نہ جانے کی صورت میں بھی یہ فتنہ [illegible] جہاد کو خدا کے حضور سے ایک ٹھکانے کے برابر ان کو بھی نہیں۔ اسی لئے خدا نے صفوف مجاہدین میں شامل ہونے سے روک دیا۔ اس طرح گویا ان کو تکوینی طور پر کہہ دیا گیا کہ جاؤ عورتوں بچوں اور اپاہج آدمیوں کے ساتھ گھر میں گھس کر بیٹھے رہو۔ اور پیغمبر علیہ السلام نے ان کے اعذار کاذبہ کے جواب میں جو گھر بیٹھے رہنے کی اجازت دیدی یہ بھی ایک طرح خدا ہی کا ارشاد تھا اس لئے تکوینی کی تعبیر بھی ضروری نہیں۔ ف۳ یعنی اگر تمہارے ساتھ نکلتے تو اپنی جبن و نامردی کی وجہ سے دوسروں کی ہمتیں بھی پست کر دیتے اور آپس میں لگا بجھا کر مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی کوشش کرتے اور جھوٹی افواہیں اڑا کر ان کو دشمنوں سے ہیبت زدہ کرنا چاہتے۔ غرض اس لڑکے وجود سے بھلائی میں تو کوئی اضافہ نہ ہوتا ہاں برائی بڑھ جاتی اور فتنہ انگیزی کا زور ہوتا۔ اس لئے خدا نے ان کو جانے کی توفیق نہ بخشی ف۴ یعنی اب بھی ان کے جاسوس یا بعض ایسے سادہ لوح افراد تم میں موجود ہیں جو ان کی بات سنتے اور تھوڑا بہت متاثر ہوتے ہیں (ابن کثیر) گو وہ ایسے نقصان رساں نہیں کر سکتے جو ان شریروں کے وجود سے ہو سکتا تھا۔ بلکہ ایک حیثیت سے یہ جو ہمیں کا ہمراہ جانا مفید ہے کہ وہ بچشم خود مسلمانوں کی اولو العزمی بہادری وغیرہ دیکھ کر ان سے نقل کریں گے تو ان کے دلوں پر بھی مسلمانوں کی ہیبت قائم ہو گی ف۵ جس وقت حضور مدینہ تشریف لائے یہود اور منافقین مدینہ آپ کے مقابلہ میں طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں کرتے رہے اور اسلام کی روز افزوں ترقیات کا تختہ الٹنے کے لئے بہت کچھ الٹ پھیر کی۔ مگر بعد میں جب کفر و شرک کے بڑے بڑے ستون گر گئے اور حیرت انگیز طریقہ پر اسلام کا غلبہ ظاہر ہوا تو عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے کہا "ان ھذا امر قد توجہ" کہ یہ چیز تو اب رکے والی معلوم نہیں ہوتی چنانچہ بہت سے لوگ خوف کے کوش زبان سے کلمہ اسلام پڑھنے لگے۔ مگر چونکہ دل میں کفر چھپا ہوا تھا اس لئے جوں جوں اسلام و مسلمین کی کامیابی اور غلبہ دیکھتے دل ہی دل میں جلتے اور غیظ کھاتے تھے۔ غرض ان کی فتنہ پردازی اور مکاری کوئی نئی چیز نہیں ہمیشہ سے ان کا یہی وتیرہ رہا ہے۔ جنگ احد میں یہ لوگ اپنی جماعت کو لے کر رستہ سے لوٹ آئے تھے۔ مگر تم نے دیکھ لیا کہ حق کس طرح غالب ہو کر رہتا ہے اور باطل کیسے ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱. ایک منافق جد بن قیس بہانہ لایا کہ روم کی عورتیں خوبصورت ہیں اس ملک میں جا کر بدی میں گرفتار ہوں گا رخصت دو کہ سفر میں نہ جاؤں لیکن مدد خرچ کر دونگا مال سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ وہ جو مدد خرچ دینے لگا تھا سو جواب ملا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں ۱۲ منہ رح ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ

دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو ف۱ اگر تجھ کو پہنچے کچھ خوبی

بیشک دوزخ گھیر رہا ہے کافروں کو ف۱ اگر تجھ کو پہنچے کوئی خوبی تو

تَسُؤْهُمْ ج وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ

وہ بری لگے اُن کو اور اگر پہنچے سختی کہیں ہم نے سنبھال لیا تھا

وہ بری لگتی ہے انکو اور اگر پہنچے کوئی سختی تو کہتے ہیں ہم نے تو سنبھال لیا تھا

اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ○ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ

اپنا کام آگے ہی اور پھر کر جاویں خوشیاں کرتے تو کہہ ہم کو نہ پہنچے گا

اپنا کام پہلے ہی اور پھر کر جائیں خوشیاں کرتے ف۲ تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا

اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ج هُوَ مَوْلٰىنَا ج وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہم کو وہی ہے صاحب ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ کریں

مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں

الْمُؤْمِنُوْنَ ○ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ط

مسلمان تو کہہ تم کیا چاہتے ہو ہمارے حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک

مسلمان تو کہہ دے تم کیا امید کرو گے ہمارے حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک کی

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖ

اور ہم امیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کچھ عذاب اپنے پاس سے

اور ہم امیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب اپنے پاس سے

اَوْ بِاَيْدِيْنَا ز فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ○ قُلْ

یا ہمارے ہاتھوں سے سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں تو کہہ

یا ہمارے ہاتھوں سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں ف۳ کہہ دے کہ

اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ط اِنَّكُمْ كُنْتُمْ

مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے تحقیق تم رہے ہو

مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہ ہوگا تم سے بیشک تم

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ

لوگ بے حکم ف۲ اور موقوف نہیں ہوا قبول ہونا ان کے خرچ کا

نافرمان لوگ ہو ف۴ اور موقوف نہیں ہوا قبول ہونا ان کے خرچ کا

اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ

مگر اسی پر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو

مگر اسی بات پر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو

اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ فَلَا تُعْجِبْكَ

مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے سو تو تعجب نہ کر

مگر ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے ف۵ سو تو تعجب نہ کر

ف۱ ایک بڑے منافق جد بن قیس نے کہا کہ حضرت مجھے تو یہیں رہنے دیجئے۔ روم کی عورتیں بہت حسین ہوتی ہیں میں انہیں دیکھ کر دل قابو میں نہ رکھ سکوں گا تو مجھے وہاں لیجا کر گمراہی میں نہ ڈالئے۔ فرمایا کہ یہ لفظ کہہ کر اور رائج جہاد و کفر پر جھوٹی پرہیزگاری کا پردہ ڈال کر کے گمراہی کے گڑھے میں گر چکا۔ اور آگے چل کر کفر و نفاق کی بدولت دوزخ کے گڑھے میں گرنے والا ہے۔ بعض نے آیت کو عام منافقین کے حق میں رکھا ہے اور لا تفتنی کا مطلب یہ لیا ہے کہ ہم کو ساتھ لیجا کر اموال وغیرہ کے نقصان میں مبتلا نہ کیجئے اس کا جواب الا فی الفتنۃ سقطوا سے دیا۔ ف۲ منافقین کی عادت تھی جب مسلمانوں کو غلبہ و کامیابی نصیب ہوتی تو جلتے اور کڑھتے تھے اور اگر کبھی کوئی سختی کی بات پیش آگئی مثلاً کچھ مسلمان شہید یا مجروح ہو گئے۔ تو فخر یہ کہتے کہ ہم نے از راہ دور اندیشی پہلے ہی اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیا تھا۔ ہم سمجھتے تھے کہ یہی حشر ہونے والا ہے لہٰذا ان کے ساتھ گئے ہی نہیں غرض ڈینگیں مارتے ہوئے اور خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے اپنی مجلسوں سے گھروں کو واپس جاتے ہیں ف۳ یعنی سختی یا نرمی جو جس وقت کے لئے مقدر ہے وہ تو ٹل نہیں سکتی، نہ دنیا میں اس سے چارہ ہے مگر ہم چونکہ ظاہر و باطن سے خدا کو اپنا حقیقی مولا اور پروردگار سمجھتے ہیں، لہٰذا ہماری گردنیں اُس کے فیصلے اور حکم کے سامنے پست ہیں کوئی سختی اس کی فرماں برداری سے باز نہیں رکھتی۔ اور اسی پر ہم کو بھروسہ ہے کہ وہ عارضی سختی کو آخرت میں بالیقین اور بسا اوقات دنیا میں بھی راحت و خوشی سے تبدیل کر دے گا۔ اندریں صورت تم ہماری نسبت دو بھلائیوں میں سے کسی ایک کی ضرور امید کر سکتے ہو۔ اگر خدا کے راستہ میں مارے گئے تو شہادت و جنت اور واپس آئے تو اجر یا غنیمت ضرور مل کر رہے گی۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں حق تعالیٰ نے مجاہد کی نسبت الا چیزوں کا تکفل فرمایا ہے۔ برخلاف اس کے تمہاری نسبت ہم منتظر ہیں کہ دو برائیوں میں سے ایک برائی ضرور پہنچ کر رہے گی۔ یا نفاق و شرارت کی بدولت بلاواسطہ قدرت کی طرف سے کوئی عذاب تم پر مسلط ہوگا۔ یا ہمارے ہاتھوں سے خدا تم کو سخت سزا دلوائے گا۔ جو رسوا کر کے تمہارے نفاق کا پردہ فاش کر دے گی۔ بہرحال تم اور ہم دونوں کو ایک دوسرے کا انجام دیکھنے کیلئے منتظر رہنا چاہیئے۔ آخر معلوم ہو جائیگا کہ دونوں میں زیادہ انجام بیں اور دور اندیش کون تھا ف۴ جد بن قیس نے رومی عورتوں کے فتنہ کا بہانہ کر کے یہ بھی کہا تھا کہ حضرت میں بذات خود نہیں جا سکتا۔ لیکن مالی اعانت کر سکتا ہوں۔ اس کا جواب دیا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں خواہ خوشی سے خرچ کرے یا ناخوشی سے۔ یعنی خوشی سے خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کی اُن کو توفیق کہاں وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ تاہم اگر بالفرض خوشی سے بھی خرچ کریں تو خدا قبول نہ کریگا۔ اس کا سبب اگلی آیت میں بتایا ہے ف۵ عدم قبول کا اصل سبب تو اُن کا کفر ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے متعدد مواقع میں اشارہ کر چکے کہ کافر کا ہر عمل مردہ اور بے جان ہوگا۔ باقی نماز میں ہارے جی سے آنا، یا برے دل سے خرچ کرنا یہ سب کفر کے ظاہری آثار ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی تعجب نہ کر کہ بے دین کو اللہ نے نعمت کیوں دی۔ بے دین کو حق میں اولاد اور مال وبال ہے کہ ان کے پیچھے دل پریشان رہے اور ان کی فکر سے چھوٹنے نہ پاوے مرتے دم تک تا توبہ کرے یا نیکی پکڑے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ —————— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

أَمْوَالُهُمْ وَلَآ أَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِى
ان کے مال اور اولاد سے اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان کو عذاب کرے ان چیزوں سے
ان کے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ ان کو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ

ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ۝ وَيَحْلِفُونَ
دنیا کے جیتے اور نکلے ان کی جان جب تک وہ کافر ہی رہیں ف۱ اور قسمیں کھاتے ہیں
سے دنیا کی زندگی میں اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں ف۱ اور قسمیں کھاتے

بِٱللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ
اللہ کی کہ وہ بیشک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں و لیکن وہ لوگ
ہیں اللہ کی کہ وہ بیشک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں و لیکن وہ لوگ

يَفْرَقُونَ ۝ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَـًٔا أَوْ مَغَٰرَٰتٍ أَوْ مُدَّخَلًا
ڈرتے ہیں اگر پاویں کہیں بچاؤ یا کوئی گڑھے یا سر گھسانے کو جگہ
ڈرتے ہیں تم سے اگر وہ پائیں کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا سر گھسانے کو جگہ

لَّوَلَّوْا۟ إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ
تو الٹے بھاگیں اسی طرف باگیں تڑاتے اور بعضے ان میں کہ تجھ کو طعن دیتے ہیں
تو الٹے بھاگیں اسی طرف رسیاں تڑاتے ف۲ اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ تجھ کو طعن دیتے ہیں

فِى ٱلصَّدَقَٰتِ فَإِنْ أُعْطُوا۟ مِنْهَا رَضُوا۟ وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا۟
زکوٰت بانٹنے میں سو اگر ان کو ملے اسمیں سے تو راضی ہوں اور اگر ان کو نہ ملے
خیرات بانٹنے میں سو اگر ان کو ملے اس میں سے تو راضی ہوں اور اگر نہ ملے

مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا۟ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ
تب ہی وہ ناخوش ہو جائیں اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے جو دیا ان کو اللہ نے
تو بھی وہ ناخوش ہو جائیں اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہو جاتے اسی پر جو دیا ان کو اللہ نے

وَرَسُولُهُۥ وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ سَيُؤْتِينَا ٱللَّهُ مِن
اور اسکے رسول نے اور کہتے بس ہے ہم کو اللہ وہ دے گا ہم کو اللہ اپنے
اور اس کے رسول نے اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ وہ دے گا ہم کو اپنے

فَضْلِهِۦ وَرَسُولُهُۥٓ إِنَّآ إِلَى ٱللَّهِ رَٰغِبُونَ ۝ إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ
فضل سے اور اس کا رسول ہم کو اللہ ہی چاہیے زکوٰۃ جو ہے
فضل سے اور اس کا رسول ہم کو تو اللہ ہی چاہیے ف۳ زکوٰۃ جو ہے سو وہ

لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَٰكِينِ وَٱلْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ
سو حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور اس کام پر جانے والوں کا اور جنکا دل پرچانا ہے
حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کا دل پرچانا

قُلُوبُهُمْ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ ٱللَّهِ
اور گردن چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کی راہ میں
منظور ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے رستہ میں

منزل ۲

ف۱ تب گذر سکتا تھا جب یہ ایسے مردود ہیں تو انکو مال واولاد وغیرہ نعمتوں سے کیوں نوازا گیا ہے؟ اس کا جواب دیا کہ یہ نعمتیں ان کے حق میں بڑا عذاب ہے جس طرح ایک لذیذ اور خوشگوار غذا تندرست آدمی کی صحت وقوت کو بڑھاتی ہے اور فاسد الاخلاط مریض کو ہلاکت سے قریب تر کر دیتی ہے یہی حال ان دنیوی نعمتوں (مال واولاد وغیرہ) کا سمجھو۔ ایک کافر کے حق میں یہ چیزیں حکم شراب کیوجہ سے زہر ہلاہل ہیں۔ چونکہ کفار دنیا کی حرص ومحبت میں غرق ہوتے ہیں۔ اس لئے اول اس کے جمع کرنے میں بیحد کوفت اٹھاتے ہیں۔ پھر ذرا نقصان یا صدمہ پہنچ گیا۔ تو جسقدر محبت ان چیزوں سے ہے، اسی قدر غم سوار ہوتا ہے اور کوئی وقت اس کے فکر واندیشہ اور ادھیڑ بن سے خالی نہیں جاتا پھر جب موت ان محبوب چیزوں سے جدا کرتی ہے۔ اسوقت کے صدمے اور حسرت کا تو اندازہ کرنا مشکل ہے۔ غرض دنیا کے عاشق اور حریص کو کسی وقت حقیقی چین اور اطمینان میسر نہیں۔ چنانچہ یورپ وامریکہ وغیرہ کے بڑے بڑے سرمایہ داروں کے اقوال اس پر شاہد ہیں۔ باقی مؤمنین جو دولت اور اولاد کو معبود اور زندگی کا اصلی نصب العین نہیں سمجھتے، چونکہ ان کے دل میں حب دنیا کا مرض نہیں ہوتا اس لئے یہی چیزیں ان کے حق میں نعمت اور دین کی اعانت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر کفار کثرت مال واولاد پر مغرور ہو کر کفر وطغیان میں اور زیادہ شدید ہو جاتے ہیں جو اسکا سبب بنتا ہے کہ اخیر دم تک کافر ہی رہیں نیز منافقین مدینہ جن کے حق میں یہ آیات نازل ہوئیں ان کا حال یہ تھا کہ بادل ناخواستہ جہاد وغیرہ کے موقع پر ریا ونفاق سے مال خرچ کرتے تھے اور ان کی اولاد میں بعض لوگ مخلص مسلمان ہو کر نبی کریم صلعم کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوتے تھے۔ یہ دونوں چیزیں منافقین کے منشاء قلبی کے بالکلیہ خلاف تھیں۔ اس طرح اموال واولاد ان کے لئے دنیا میں عذاب بن گئے تھے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی تعجب نہ کر کہ بے دین کو اللہ نے نعمت کیوں دی بے دین کے حق میں اولاد اور مال وبال ہے کہ انکے پیچھے دل پریشان رہے اور ان کی فکر سے چھوٹنے نہ پاوے مرتے دم تک، تا توبہ کرے یا نیکی اختیار کرے ف۲ یعنی محض اس خوف سے کہ کفر ظاہر کریں تو کفار کا سا معاملہ ان کے ساتھ بھی ہونے لگیگا قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو تمہاری ہی جماعت (مسلمین) میں شامل ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اگر آج ان کو کوئی پناہ کی جگہ مل جائے یا کسی غار میں چھپ کر زندگی بسر کر سکیں یا کم از کم ذرا سر گھسانے کی جگہ ہاتھ آجائے، غرض حکومت اسلامی کا خوف نہ ہے تو سب دعوے چھوڑ کر بے تحاشا اسی طرف بھاگ کھڑے ہوں، چونکہ نہ اسلامی حکومت کے مقابلہ کی طاقت ہے نہ کوئی پناہ کی جگہ ملتی ہے اس لئے قسمیں کھا کھا کر جھوٹی باتیں بناتے ہیں ف۳ بعض منافقین اور بعض اعراب (بدو) صدقات وغنائم کی تقسیم کے وقت دنیوی حرص اور خود غرضی کی راہ سے حضور کی نسبت زبان طعن کھولتے تھے کہ تقسیم میں انصاف کا پہلو ملحوظ نہیں رکھا گیا مگر یہ اعتراض اسی وقت تک تھا جب تک ان کی خواہش کے موافق صدقات وغیرہ میں سے حصہ نہ دیا جائے۔ اگر انہیں خوب جی بھر کر خواہش وحرص کے موافق دیدیا گیا تو خوش ہو جاتے اور کچھ اعتراض نہیں رہتا تھا۔ گویا سارا طرح مال ودولت کو تمام مقصود ٹھہرا رکھا تھا۔ آگے بتلاتے ہیں کہ ایک مدعی ایمان کا مطمح نظر یہ نہیں ہونا چاہیئے ف۴ بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ خدا پیغمبر کے ہاتھ سے دلوائے اس پر آدمی راضی وقانع ہو اور صرف خدا پر توکل کرے اور سمجھے کہ وہ چاہے گا
ع ۱۵ ۱۴
تو بندہ اپنے فضل سے بہت کچھ مرحمت فرمائیگا۔ غرض دنیا کی متاع فانی کو نصب العین نہ بنائے صرف خدا وند رب العزت کے قرب ورضا کا طالب ہو اور جو ظاہری وباطنی دولت خدا اور رسول کی سرکار سے ملے اسی پر مسرور ومطمئن ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ جس پاس مال نہ ہو وہ مفلس ہے گو کہ حاجت چلی جاوے جیسے مرروز کے تنگی اور محتاج جس کی حاجت بند ہو اور زکوٰۃ کے عامل ہمیشہ پاویں موافق خرچ کے اور دل جن کا پرچانا ہے وہ لوگ تھے کہ طبع پر مسلمان ہوئے لیکن سردار قوم تھے ان کے طفیل سے مسلمان بھی ہوتے اب طلا اُن کو نہیں گھنتے اور گردن چھڑانی غلام کی آزادی یا بندی کی اور تاوان دار جو قرض کے برابر نہ رکھتا ہو اور اللہ کی راہ یعنی جہاد کا خرچ اور مسافر جو بے خرچ ہوا گرچہ گھر سب کچھ موجود رکھتا ہو ۱۲ منہ ف ۲ منافق حضرت کو طعن کرتے پیچھے کہ یہ شخص کان ہی رکھتا ہے حضرت اپنے وقار سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تو بھی نہ پکڑتے تا مل کرتے وہ بیوقوف جانتے کہ انہوں نے سمجھا نہیں سو اللہ نے فرمایا کہ یہ خوبی ہے تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ ۱۲ منہ ف ۳ کسی وقت حضرت ان کی دغابازی پکڑتے تو مسلمانوں کے روبرو قسمیں کھاتے کہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی تاان کو راضی کر کے اپنی طرف کریں نہ جانا کہ یہ فریب بازی خدا اور رسول کے ساتھ کام نہیں آتی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

از شاہ عبد القادر صاحب رح

وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَ

اور راہ کے مسافر کو ٹھہرا دیا ہے اللہ کا اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف اور

اور راہ کے مسافر کو ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف اور

مِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ

بعضے ان میں بدگوئی کرتے ہیں نبی کی اور کہتے ہیں یہ شخص کان ہے تو کہہ

بعضے اُن میں بدگوئی کرتے ہیں نبی کی اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کان ہے تو کہہ

أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ

کان ہے تمہارے بھلے کو یقین لاتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے بات مسلمانوں کی اور مہر ہے

کان ہے تمہارے بھلے کے واسطے یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا اور رحمت ہے

لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ

ایمان والوں کے حق میں تم میں سے اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں اللہ کے رسول کی ان کو

ایمان والوں کے حق میں تم میں سے اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں اللہ کے رسول کی اُن کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَ

دکھ کی مار ہے ف قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے آگے کہ تم کو راضی کریں اور اللہ کو اور

عذاب ہے دردناک ف قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے آگے تاکہ تم کو راضی کریں اور اللہ کو اور

رَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا

اس کے رسول کو بہت ضرور ہے راضی کرنا اگر وہ ایمان رکھتے ہیں ف کیا وہ جان نہیں چکے

اس کے رسول کو بہت ضرور ہے راضی کرنا اگر وہ ایمان رکھتے ہیں ف کیا وہ جان نہیں چکے

أَنَّهُ مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا

کہ جو کوئی مقابلہ کرے اللہ سے اور رسول سے تو اس کو ہے دوزخ کی آگ پڑا رہے

کہ جو کوئی مقابلہ کرے اللہ سے اور اس کے رسول سے تو اس کے واسطے ہے دوزخ کی آگ سدا رہے

فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ۝ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ

اسی میں یہی ہے بڑی رسوائی ڈرا کرتے ہیں منافق

اس میں یہی ہے بڑی رسوائی ف ڈرا کرتے ہیں منافق

أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ

کہ اترے ان پر کوئی سورۃ کہ جتادے ان کو جو ان کے دل میں ہے

اس بات سے کہ نازل ہو مسلمانوں پر ایسی سورت کہ جتادے ان کو جو ان کے دل میں ہے

قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ۝ وَ

تو کہہ ٹھٹھے کرتے رہو اللہ کھولنے والا ہے جس چیز کا تم کو ڈر ہے اور

تو کہہ دے ٹھٹھے کرتے رہو اللہ کھول کر رہے گا اس چیز کو جس کا تم کو ڈر ہے ف اور

لَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ

جو تو ان سے پوچھے تو کہیں ہم تو بول چال کرتے تھے اور کھیل تو کہہ

اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور دل لگی ف تو کہہ

منزل ۲

ف جونکہ تقسیم صدقات کے معاملہ میں پیغمبر پر طعن کیا گیا تھا۔ اس لئے متنبہ فرماتے ہیں کہ صدقات کی تقسیم کا طریقہ خدا کا مقرر کیا ہوا ہے۔ اس نے صدقات وغیرہ کے مصارف متعین فرما کر فہرست نبی کریم صلعم کے ہاتھ میں دیدی ہے آپ اسی کے موافق تقسیم کرتے ہیں اور کریں گے کسی کی خواہش کے تابع نہیں ہو سکتے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ "خدا نے صدقات (زکوٰۃ) کی تقسیم کو نبی یا غیر نبی کسی کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ بذات خود اس کے مصارف متعین کر دیئے ہیں جو آٹھ ہیں"۔ "فقراء" (جن کے پاس کچھ نہ ہو) "مساکین" (جن کو بقدر حاجت میسر نہ ہو) "عاملین" (جو اسلامی حکومت کی طرف سے تحصیل صدقات وغیرہ کے کاموں پر مامور ہوں) "مؤلفۃ القلوب" (جن کے اسلام لانے کی امید ہو یا اسلام میں کمزور ہوں وغیرہ ذلک من الانواع اکثر علماء کے نزدیک حضور کی وفات کے بعد یہ مد نہیں رہی) "رقاب" (یعنی غلاموں کا بدل کتابت ادا کر کے آزادی دلائی جائے۔ یا خرید کر آزاد کئے جائیں۔ یا اسیروں کا فدیہ دے کر رہا کرائے جائیں) "غارمین" (جس پر کوئی حادثہ پڑا اور مقروض ہو گئے یا کسی کی ضمانت وغیرہ کے بار میں دب گئے) "سبیل اللہ" (جہاد وغیرہ میں جانے والوں کی اعانت کیجائے) "ابن السبیل" (مسافر جو حالت سفر میں مالک نصاب نہ ہو گو مکان پر دولت رکھتا ہو) "حنفیہ" کے یہاں تملیک ہر صورت میں ضروری ہے اور فقر شرط ہے تفصیل فقہ میں ملاحظہ کیجائے ف ۲ منافقین آپس میں بیٹھ کر اسلام و پیغمبر اسلام کے متعلق بدگوئی کرتے۔ جب کوئی کہتا کہ ایسا کہا اگر یہ باتیں پیغمبر علیہ السلام تک پہنچ جائیں گی تو کہنے کیا پرواہ ہے۔ ان کے سامنے ہم جھوٹی باتیں بنا کر اپنی براءت کا یقین دلا دیں گے کیونکہ وہ تو کان ہی کان ہیں جو سنتے ہیں فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ ان کو باتوں میں لے آنا کچھ مشکل نہیں۔ بات یہ تھی کہ حضرت اپنے حیاء و وقار اور کریم النفسی سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تب بھی نہ پکڑتے۔ خلق عظیم کی بناء پر سامحت اور تغافل برتتے وہ بے وقوف جانتے کہ آپ نے سمجھا ہی نہیں۔ حق تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ اگر وہ کان ہی ہیں تو تمہارے بھلے کے واسطے ہیں۔ نبی کی یہ خو تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور کی اس چشم پوشی اور خلق عظیم پر کسی وقت متنبہ ہو کر تمہیں ہدایت ہو جائے تمہاری جھوٹی باتوں پر نبی علیہ السلام کا سکوت اس لئے نہیں کہ انہیں واقعی تمہارا یقین آجاتا ہے یقین تو ان کو اللہ پر ہے اور ایمانداروں کی بات پر ہاں تم میں سے جو دعوے ایمان رکھتے ہیں ان کے حق میں آپ کی خاموشی و اغماض ایک طرح کی رحمت ہے کہ فی الحال منہ توڑ تکذیب کر کے ان کو رسوا نہیں کیا جاتا۔ باقی منافقین کی حرکات شنیعہ خدا سے پوشیدہ نہیں۔ رسول کی پیٹھ پیچھے جو بدگوئی کرتے ہیں یا "ھو اذن" کہہ کر آپ کو ایذا پہنچاتے ہیں اس پر سزائے سخت کے منتظر رہیں۔ ف ۳ حضرت شاہ صاحب رح فرماتے ہیں کہ کسی وقت حضرت ان کی دغابازی پکڑتے تو مسلمانوں کے روبرو قسمیں کھاتے کہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی۔ تاکہ ان کو راضی کر کے اپنی طرف کر لیں۔ نہ سمجھے کہ یہ فریب بازی خدا اور رسول کے ساتھ کام نہیں آتی "اگر دعوے ایمان میں واقعی سچے ہیں تو دوسروں کو چھوڑ کر خدا و رسول کو راضی کرنے کی فکر کریں ف ۴ یعنی جس رسوائی سے بچنے کے لئے نفاق اختیار کیا ہے اس سے بڑی رسوائی یہ ہے۔ ف ۵ منافقین اپنی مجلسوں میں اسلام و پیغمبر اسلام کی بدگوئی کرتے مومنین صادقین پر آوازے کستے احکام دین کا مذاق اڑاتے۔ پھر جب خیال آتا کہ ممکن ہے یہ باتیں حضور تک پہنچ جائیں تو کہتے کیا مضائقہ ہے وہ تو کان ہی کان ہیں ہم ان کے سامنے جو تاویل و تلبیس کر دیں گے سن کر اسی کو قبول کر لیں گے۔ مگر چونکہ بسا اوقات وحی الٰہی کے ذریعہ ان کے نفاق و بد باطنی کی قلعی کھلتی رہتی تھی اس لئے یہ ڈر بھی لگا رہتا تھا کہ کوئی سورت قرآن میں ایسی نازل نہ ہو جائے جو ہمارے مخاطبات سرّیہ و خیانت خفیہ کا پردہ فاش کر دے۔ اصل یہ ہے کہ منافقین کا قلب جبن و کمزوری سے کسی ایک طرف قائم نہ رہتا تھا ان کے دل ہر وقت ڈگڈگاتے رہتے تھے کبھی آنحضرت صلعم کی شان اغماض و کریم النفسی کو دیکھ کر کچھ تسلی حاصل کرتے مگر صاعقہ قرآنی کی کڑک سے پھر بیٹھنے لگتے۔ کسی نے فرمایا کہ بہتر ہے اب ٹھٹھے کرتے رہو اور استہزاء و تمسخر کا عمل جاری رکھو اور دیکھو اپنے تئیں "ھو اذن" کہہ کر تسلی کر لو لیکن خدا اس چیز کو ضرور کھول کر رہیگا جس کا تم کو ڈر لگا ہوا ہے وہ تمہارے مکر و خداع کا تار تار کھول کر رکھ دیگا۔ ف ۶ "تبوک" میں جاتے ہوئے بعض منافقین نے از راہ تمسخر کہا۔ اس شخص (محمد صلعم) کو دیکھو کہ شام کے محلات اور روم کے شہروں کو فتح کرنے کا خواب دیکھتا ہے انہوں نے رومیوں کی جنگ کو عربوں کی باہمی جنگ پر قیاس کر رکھا ہے میں یقین کرتا ہوں کہ کل ہم سب رومیوں کے سامنے رسیوں میں بندھے ہوئے کھڑے ہوں گے یہ ہمارے قراء صحابہ رضی اللہ عنہم پیٹو، جھوٹے اور نامرد کیا روم کی باقاعدہ فوجوں سے جنگ کریں گے" وغیرہ ذلک من الہفوات۔ اس قسم کے فقرے جو مسلمانوں کو روم سے مرعوب و ہیبت زدہ کرنے اور شکستہ خاطر بنانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ نبی کریم صلعم کی خدمت میں نقل ہوئے۔ آپ نے بلا کر باز پرس کی ... کہ باتوں میں یہ ساری سفر کٹ جائے —

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جو کوئی دین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہ ہو وہ کافر ہوا نہیں تو منافق البتہ ہوا دین کی بات میں ظاہر و باطن باادب رہنا فرض ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی بے اعتقادی کی صلاحیت کیا حیثیت ہے اس کو فاسق ہی گنے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا

کیا اللہ سے اور اسکے کلام سے اور اسکے رسول سے ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ

کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اسکے رسول سے تم ٹھٹھے کرتے تھے ف۱ بہانے مت بناؤ

قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ

تم کافر ہوگئے ایمان لاکر اگر ہم معاف کریں گے تم میں بعضوں کو

تم تو کافر ہوگئے اظہار ایمان کے پیچھے اگر ہم معاف کردینگے تم میں سے بعضوں کو

نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ ع الْمُنَافِقُونَ

البتہ مار بھی دیں گے بعضوں کو اس پر کہ وہ گنہگار تھے ف۲ منافق مرد

تو البتہ عذاب بھی دینگے بعضوں کو اس سبب سے کہ وہ گنہگار تھے ف۳ منافق مرد

وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ

اور عورتیں سب کی ایک چال ہے۔ سکھاویں بات بری اور چھڑاویں

اور منافق عورتیں سب کی ایک چال ہے سکھائیں بات بری اور چھڑائیں

عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ

بھلی سے اور بند رکھیں اپنی مٹھی بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو

بات بھلی اور بند رکھیں اپنی مٹھی بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَ

تحقیق منافق وہی ہیں بے حکم ف۲ وعدہ دیا اللہ نے منافق مرد اور

تحقیق منافق وہی ہیں نافرمان ف۴ وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور

الْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ

عورتوں کو اور منکروں کو دوزخ کی آگ پڑے رہیں اس میں وہی بس ہے ان کو

منافق عورتوں کو اور کافروں کو دوزخ کی آگ کا پڑے رہیں گے اس میں وہی بس ہے ان کو ف۵

وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ كَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ

اور اللہ نے ان کو پھٹکارا اور ان کو ہے عذاب برقرار جس طرح تم سے اگلے

اور اللہ نے ان کو پھٹکار دیا اور انکے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا ف۵ جس طرح تم سے اگلے لوگ

كَانُوا أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا

زیادہ تھے زور میں اور بہت رکھتے مال اور اولاد پھر برت گئے

زیادہ تھے تم سے زور میں اور زیادہ رکھتے تھے مال اور اولاد پھر فائدہ اٹھا گئے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِن

اپنا حصہ پھر تم نے برت لیا اپنا حصہ جیسے برت گئے تم سے

اپنے حصہ سے ف۶ پھر فائدہ اٹھایا تم نے اپنے حصہ سے جیسے فائدہ اٹھا گئے تم سے

قَبْلِكُم بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ

اگلے اپنا حصہ اور تم نے قدم ڈالے ہیں جیسے انہوں نے قدم ڈالے تھے وہ لوگ

اگلے اپنے حصہ سے اور تم بھی چلتے ہو انہی کی سی چال ف۷ وہ لوگ

ف۱ یعنی کیا دل لگی اور خوش وقتی کا موقع و محل یہی ہے کہ اللہ اور رسول اور انکے احکام کے ساتھ ٹھٹھا کیا جائے۔ خدا اور رسول کا استہزاء اور احکام الٰہیہ کا استخفاف تو وہ چیز ہے کہ اگر محض زبان سے دل لگی کے طور پر کیا جائے، وہ بھی کفر عظیم ہے، چہ جائیکہ منافقین کی طرح ازراہ شرارت و بدباطنی ایسی حرکت سرزد ہو ف۲ یعنی جھوٹے عذر تراشنے اور حیلے حوالوں سے کچھ فائدہ نہیں۔ جن کو نفاق و استہزاء کی سزا ملنی ہے مل کر رہے گی۔ ہاں جو اب بھی صدق دل سے توبہ کرکے اپنے جرائم سے باز آجائیں گے انہیں خدا معاف کر دے گا۔ یا جو پہلے ہی سے باوجود کفر و نفاق کے اس طرح کی فتنہ انگیزی اور استہزاء سے علیحدہ رہے ہیں، انہیں استہزاء و تمسخر کی سزا یہاں نہ ملے گی ف۳ یعنی سب سے بڑے نافرمان یہ ہی بدباطن منافق ہیں جن کے مرد و عورت زبانی اقرار و اظہار اسلام کے باوجود شب و روز اسی ڈھنگ میں لگے رہتے ہیں کہ ہر قسم کے حیلے اور فریب کرکے لوگوں کو اچھی باتوں سے بیزار اور برے کاموں پر آمادہ کریں۔ خرچ کرنے کے اصلی موقعوں پر مٹھی بند رکھیں۔ خوش کلمہ پڑھتے رہیں لیکن نہ ان کی زبان سے کسی کو بھلائی پہنچے نہ مال سے۔ جب یہ خدا کو ایسا چھوڑ بیٹھے تو خدا نے بھی ان کو چھوڑ دیا۔ چھوڑ کر کہاں گرایا؟ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ف۴ یعنی یہ ایسی کافی سزا ہے جس کے بعد دوسری سزا کی ضرورت نہیں رہتی ف۵ شاید یہ مطلب ہو کہ دنیا میں بھی خدا کی پھٹکار (لعنت) کا اثر برابر پہنچتا رہے گا یا پہلے جملہ کی تاکید ہے۔ واللہ اعلم ف۶ یعنی دنیوی لذائذ کا جو حصہ ان کے لئے مقدر تھا اس سے فائدہ اٹھا گئے اور آخری انجام کا خیال نہ کیا ف۷ یعنی تم بھی ان کی طرح آخری انجام کے تصور سے غافل ہو کر دنیا کی متاع فانی سے جتنا مقدر ہے حصہ پارہے ہو اور ساری چال ڈھال انہی کی سی رکھتے ہو، تو سمجھ لو، جو حشر ان کا ہوا وہ ہی تمہارا بھی ہوسکتا ہے۔ ان کے پاس مال و اولاد اور جسمانی قوتیں تم سے زائد تھیں۔ پھر انتقام الٰہی کی گرفت سے نہ بچ سکے تو تم کو کاہے پر بھروسہ ہے جو خدائی سزا سے اس قدر بے فکر ہو بیٹھے ہو۔

ع ۷ / ۱۴

وقف لازم

toobaa-elibrary.blogspot.com

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

مٹ گئے اُن کے کیے دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ پڑے

مٹ گئے اُن کے عمل دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ پڑے

الْخَاسِرُونَ ۝ أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ

ہیں زیاں میں کیا پہنچا نہیں اُن کو احوال اگلوں کا قوم نوح کا

نقصان میں ف۱ کیا نہیں پہنچی اُن کو خبر اُن لوگوں کی جو اُن سے پہلے تھے قوم نوح کی

وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ

اور عاد اور ثمود کا اور قوم ابراہیم کا اور مدین والوں کا اور الٹی بستیوں کا

اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی جو زیر و زبر کی گئی تھیں ف۲

أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن

پہنچے اُن پاس ان کے رسول صاف حکم لے کر پھر اللہ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا لیکن

پہنچے اُن کے پاس اُن کے رسول صاف حکم لے کر سو اللہ تو ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا لیکن

كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

وہ اپنے پر آپ ظلم کرتے تھے اور ایمان والے مرد اور عورتیں

وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے ف۳ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ

ایک دوسرے کے مددگار ہیں سکھاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں

ایک دوسرے کی مددگار ہیں سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں

الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ

بری سے اور کھڑی رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکاۃ اور حکم میں چلتے ہیں اللہ کے

بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکاۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے

وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

اور اسکے رسول کے وہ لوگ ان پر رحم کرے گا اللہ البتہ اللہ زبردست ہے حکمت والا

اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کریگا اللہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۴

وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

وعدہ دیا اللہ نے ایمان والے مردوں اور عورتوں کو باغ بہتی ہیں نیچے اُن کے

وعدہ دیا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا کہ بہتی ہیں نیچے اُن کے

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ

نہریں رہا کریں اُن ہی میں اور مکان ستھرے رہنے کے باغوں میں

نہریں رہا کریں انہی میں اور ستھرے مکانوں کا رہنے کے باغوں میں

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ يَا أَيُّهَا

اور رضامندی اللہ کی سب سے بڑی یہی ہے بڑی مراد ملنی اے نبی

اور رضامندی اللہ کی ان سب سے بڑی ہے یہی ہے بڑی کامیابی ف۵ اے

ف۱ یعنی کوئی دینی و اخروی برکت و کرامت نہیں نصیب نہ ہوئی۔ باقی دنیوی لذائذ کا جو حصہ بظاہر ملا وہ فی الحقیقت ان کے حق میں استدراج اور عذاب تھا، جیسا کہ دو رکوع پہلے فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ الخ کے فوائد میں گذر چکا اور اس سے بیشتر بھی کئی مواقع میں لکھا جا چکا ہے ف۲ قوم نوح طوفان سے "عاد" آندھی سے "ثمود" صیحہ (چیخ) سے ہلاک ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی حق تعالیٰ نے عجیب و غریب خارق عادت طریقہ سے تائید فرمائی جنہیں دیکھ کر انکی قوم ذلیل و ناکام ہوئی، ان کا بادشاہ نمرود نہایت بدحالی کی موت مارا گیا۔ اصحاب مدین صیحہ (چیخ) رجفہ (زلزلہ) وغیرہ سے تباہ ہوئے۔ قوم لوط کی بستیاں الٹ دی گئیں اور اوپر سے پتھروں کی بارش ہوئی۔ ان سب اقوام کا قصہ (بجز قوم ابراہیم) کے سورۂ اعراف میں گذر چکا ف۳ یعنی خدا کسی کو بلاوجہ اور بے موقع سزا نہیں دیتا۔ لوگ خود ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، جن کے بعد عذاب الٰہی کا آنا ناگزیر ہے ف۴ ابتدائے رکوع میں منافقین کے اوصاف بیان ہوئے تھے۔ یہاں بطور مقابلہ مومنین کی صفات ذکر کی گئیں۔ یعنی جبکہ منافقین لوگوں کو بھلائی سے روک کر برائی کی ترغیب دیتے ہیں، مومنین بدی کو چھڑا کر نیکی کی طرف آمادہ کرتے ہیں۔ منافقین کی مٹھی بند ہے۔ مومنین کا ہاتھ کھلا ہوا ہے۔ وہ بخل کی وجہ سے خرچ کرنا نہیں جانتے، یہ اموال میں سے باقاعدہ حقوق (زکوٰۃ وغیرہ) ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے خدا کو بالکل بھلا دیا، یہ پانچ وقت خدا کو یاد کرتے اور تمام معاملات میں خدا و رسول کے احکام پر چلتے ہیں۔ اسی لئے وہ مستحق لعنت ہوتے اور یہ رحمت خصوصی کے امیدوار ٹھہرے ف۵ یعنی تمام نعمائے دنیوی و آخروی سے بڑھ کر حق تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے کہ وہ رضائے الٰہی کا مقام ہے۔ حق تعالیٰ مومنین کو جنت میں ہر قسم کی جسمانی و روحانی نعمتیں اور مسرتیں عطا فرمائیگا مگر سب سے بڑی نعمت محبوب حقیقی کی دائمی رضا ہوگی۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حق تعالیٰ اہل جنت کو پکاریگا۔ جنتی "لبیک" کہیں گے۔ دریافت فرمائے گا "هَلْ رَضِيتُمْ" یعنی اب تم خوش ہوگئے۔ جواب دیں گے کہ پروردگار! خوش نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جبکہ آپ نے ہم پر انتہائی انعام فرمایا ہے۔ ارشاد ہوگا "هَلْ أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَٰلِكَ" یعنی جو کچھ اب تک دیا گیا ہے کیا اس سب سے بڑھ کر ایک چیز لینا چاہتے ہو؟ جنتی سوال کریں گے کہ اے پروردگار اس سے افضل اور کیا چیز ہوگی؟ اس وقت فرمائیں گے أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا " اپنی دائمی رضا اور خوشنودی تم پر اتارتا ہوں، جس کے بعد کبھی خفگی اور ناخوشی نہ ہوگی۔ رزقنا اللّٰہ وسائر المؤمنین ہٰذہ الکرامۃ العظیمۃ ابداً

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ اکثر منافق پیچھے بیٹھ کر اہانت کرتے پیغمبر کی، اور دین کی۔ پھر پکڑے جاتے تو قسمیں کھاتے کہ ہم نے کچھ نہیں کہا۔ سورۂ منافقون میں بھی یہ ذکر آئے گا اور یہ جو فرمایا کہ فکر کیا تھا جو نہ ملا، یہ مراد ہے کہ لشکر میں خانہ جنگی ہونی تھی۔ اس میں لگے اغوا کرنے کہ مہاجر و انصار میں پھوٹ ڈالیں۔ حضرت نے اصلاح کر دی۔ سورۂ منافقون میں آوے گا یا یہ مراد ہے کہ بارہ شخص نے سفر میں آدھی رات کو تیغ ہو کر چاہا کہ حضرت صلعم ۔ حضرت عمار اور حذیفہ ساتھ تھے۔ حذیفہ ان کو فرمایا ان کو مار و تب آگے سے بھاگے حذیفہ سب کو پہچانتے تھے پر ظاہر کرنا حکم نہ تھا۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ

نبی لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور تند خوئی کر ان پر اور ان کا ٹھکانا

نبی لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور تند خوئی کر ان پر اور ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ

دوزخ ہے اور بری جگہ پہنچے قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا بیشک

دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے ف ۲ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا اور بیشک

قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا

کہا ہے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے ہیں مسلمان ہو کر اور فکر کیا تھا جو

کہا ہے انہوں نے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے مسلمان ہو کر ف ۳ اور قصد کیا تھا اس چیز کا

لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ

نہ ملا اور یہ سب کرتے ہیں بدلا اس کا کہ دولتمند کر دیا ان کو اللہ نے اور رسول نے اپنے

جو ان کو نہ ملی ف ۴ اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے

فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ

فضل سے سو اگر توبہ کریں تو بھلا ہے ان کے حق میں اور اگر نہ مانیں گے تو مار دے گا ان کو

فضل سے سو اگر توبہ کریں تو بھلا ہے ان کے حق میں اور اگر نہ مانیں گے تو عذاب دے گا ان کو

اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

اللہ دکھ کی مار دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں ان کا روئے زمین میں

اللہ عذاب دردناک دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا روئے زمین پر

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا

کوئی حمایتی نہ مددگار ف ۵ اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہم کو

کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف ۶ اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہم کو

مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّآ

اپنے فضل سے تو ہم خیرات کریں اور ہو رہیں نیکی والوں میں پھر جب

اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کریں اور ہو رہیں ہم نیکی والوں میں پھر جب

اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

ان کو دیا اپنے فضل سے اس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر

دیا ان کو اپنے فضل سے تو اس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر ف

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا

پھر اس کا اثر رکھا نفاق ان کے دل میں جس دن تک کہ اس سے ملیں گے اس پر کہ خلاف کیا

پھر اس کا اثر رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں جس دن تک کہ وہ اس سے ملیں گے اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف کیا

اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

اللہ سے جو وعدہ دیا اور اس پر کہ جھوٹ بولتے تھے جان نہیں چکے

اللہ سے جو وعدہ اس سے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ بولتے تھے جھوٹ ف کیا وہ جان نہیں چکے کہ

منزل ۲

ف ۱ "جہاد" کے معنی ہیں کسی ناپسندیدہ چیز کے دفع کرنے میں انتہائی کوشش کرنا۔ یہ کوشش کبھی ہتھیار سے ہوتی ہے، کبھی زبان سے، کبھی قلم سے، کبھی کسی اور طریق سے۔ منافقین (جو زبان سے اسلام کا اظہار کریں اور دل سے مسلمان نہ ہوں) ان کے مقابلہ میں جہاد بالسیف جمہور امت کے نزدیک مشروع نہیں۔ نہ عہد نبوت میں ایسا واقع ہوا۔ اسی لئے جہاد کا لفظ اس آیت میں عام رکھا گیا ہے یعنی تلوار سے، زبان سے، قلم سے، جو وقت جس کے مقابلہ میں جس طرح مصلحت ہو جہاد کیا جائے۔ بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اگر منافقین کا نفاق بالکل عیاں ہو جائے تو ان پر بھی جہاد بالسیف کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال غزوہ تبوک میں چونکہ منافقین کا نفاق بہت آشکارا کر دیا تھا، جس لئے اس آیت میں ان کی نسبت ذرا سخت رویہ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ نبی کریم صلعم فطری طور پر نہایت نرم خو واقع ہوئے تھے۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران رکوع ۱۷) پھر حق تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (شعراء رکوع ۱۱) چونکہ منافقین بھی بظاہر مؤمنین کے زمرہ میں شامل رہتے تھے، اس لئے حضور ان کے ساتھ بھی درگذر، چشم پوشی اور نرم خوئی کا معاملہ فرماتے تھے۔ تبوک کے موقع پر جب منافقین نے کھلم کھلا بے حیائی، عناد اور دشمنی کا انداز اختیار کر لیا تو حکم ہوا کہ اب ان کے معاملہ میں سختی اختیار کیجئے۔ یہ غیر خوش اخلاقی اور نرمی سے ۔۔۔ منافقین پیچھے بیٹھ کر پیغمبر علیہ السلام کی اور دین اسلام کی اہانت کرتے جیسا کہ سورۂ منافقون میں آئے گا۔ جب کوئی مسلمان حضور تک ان کی باتیں پہنچا دیتا تو اس کی تکذیب کرتے اور قسمیں کھاتے کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی۔ حق تعالیٰ نے مسلمان راویوں کی تصدیق فرمائی کہ بے شک انہوں نے وہ باتیں زبان سے نکالی ہیں، اور درحقیقت اسلام کے بعد مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام کی نسبت وہ کلمات کہے ہیں جو صرف منکرین کی زبان سے نکل سکتے ہیں۔

ف ۳ غزوہ تبوک سے واپسی میں آنحضرت صلعم لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑی راستہ کو تشریف لیجا رہے تھے۔ تقریباً بارہ منافقین نے چہرے چھپا کر رات کی تاریکی میں چاہا کہ آپ پر یکدم چلائیں اور معاذ اللہ پہاڑی سے گرا دیں۔ حضور کے ساتھ حذیفہ اور عمار تھے۔ عمار کو انہوں نے گھیر لیا تھا، مگر حذیفہ نے مار مار کر ان کی اونٹنیوں کے منہ پھیر دیے۔ چونکہ چہرے چھپائے ہوئے تھے، حذیفہ وغیرہ نے ان کو نہیں پہچانا۔ بعد کو آنحضرت صلعم نے حذیفہ و عمار رضی اللہ عنہما کو نام بنام ان کے پتے بتا دیے۔ مگر منع فرما دیا کہ کسی پر ظاہر نہ کریں۔ اسی واقعہ کی طرف وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا میں اشارہ ہے، کیونکہ جو ناپاک قصد انہوں نے کیا تھا، خدا کے فضل سے پورا نہ ہوا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ کسی موقع پر لشکر اسلام میں کچھ خانہ جنگی ہو گئی تھی۔ منافقین نے اغوا کر کے مہاجرین و انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ حضرت نبی نے اصلاح فرما دی جیسا کہ سورۂ منافقون میں آئے گا۔ ف ۴ یعنی حضور کی دعا سے خدا نے انہیں دولتمند کر دیا، قرضوں کے بار سے سبکدوش ہوئے۔ مسلمانوں کے ساتھ مل جل رہنے کی وجہ سے غنائم میں حصہ ملتا رہا، حضور کی برکت سے پیداوار میں ہوئی، ان احسانات کا بدلہ یہ دیا کہ خدا اور رسول کے ساتھ دغا بازی کرنے لگے اور ہر طرح پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو ستانے پر کمر باندھ لی۔ اب بھی اگر توبہ کر کے شرارتوں اور احسان فراموشیوں سے باز آ جائیں تو ان کے حق میں بہتر ہے۔ ورنہ خدا دنیا و آخرت میں وہ سزا دے گا جس سے بچانیوالا روئے زمین پر کوئی نہ ملے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ "جلاس" نامی ایک شخص یہ آیات سن کر صدق دل سے تائب ہوا۔ اور آئندہ اپنی زندگی خدمت اسلام میں قربان کر دی۔ ف ۵ ایک شخص ثعلبہ بن حاطب انصاری نے حضرت سے عرض کی کہ میرے حق میں دولتمند ہو جانے کی دعا فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ثعلبہ! تھوڑی چیز جس پر تو خدا کا شکر ادا کرے، اس بہت چیز سے اچھی ہے جس کے حقوق ادا نہ کر سکے۔ اس نے پھر وہی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ! کیا تجھے پسند نہیں کہ میرے نقش قدم پر چلے۔ آپ کے انکار پر اس کا اصرار بڑھتا رہا۔ اس نے وعدہ کیا کہ اگر خدا مجھ کو مال دے تو میں پوری طرح حقوق ادا کروں گا۔ آخر حضور نے دعا فرمائی۔ اس کی بکریوں میں اس قدر برکت ہوئی کہ مدینہ سے باہر ایک گاؤں میں رہنے کی ضرورت پڑی اور اتنا پھیلاؤ ہوا کہ ان میں مشغول ہو کر رفتہ رفتہ جمعہ و جماعات بھی ترک کرنے لگا۔ کچھ دنوں بعد حضور کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنیوالے عامل پہنچے تو کہنے لگا کہ زکوٰۃ تو جزیہ کی بہن معلوم ہوتی ہے۔ وہ ایک دفعہ ٹلا کر آخر زکوٰۃ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ حضور نے تین مرتبہ فرمایا "ویح ثعلبہ" اور یہ آیات نازل ہوئیں۔ جب اس کے بعض اقارب نے اس کی خبر پہنچائی تو با دل ناخواستہ زکوٰۃ لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو تیری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ یہ سنکر اس نے بہت ہائے واویلا کی کیونکہ حضور کا زکوٰۃ قبول نہ کرنا اس کے لئے بڑی عار کی بات تھی [illegible] عمر اور ان کے بعد حضرت عثمان کی خدمت میں زکوٰۃ پیش کی [illegible] حضرت عثمان کے عہد میں اس کا خاتمہ ہوا [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ایک منافق تھا ثعلبہ حضرت سے دعا چاہی کہ مجھ کو کشائش ہو فرمایا کہ تھوڑا جسکا شکر ہو سکے بہتر ہے بہت سے کہ غفلت لاوے پھر آیا اللہ سے عہد کرنے کہ اگر مجھ کو مال ہو میں بہت خیرات کروں اور غفلت میں نہ پڑوں حضرت نے دعا کی [illegible] اسکو بکریوں میں برکت ہی بہانتک کہ مدینے کے جنگل سے کفایت نہ ہوتی جنگل کر گاؤں میں جا رہا جمعہ و جماعت سے محروم ہوا حضرت نے پوچھا کہ ثعلبہ کیا ہوا لوگوں نے حال بیان کیا فرمایا ثعلبہ خراب ہوا [illegible] پھر وہ مال لیکر آیا حضرت نے قبول نہ کیا بعد حضرت کے ابوبکرؓ و عمرؓ بھی اپنی خلافت میں اسکی زکوٰۃ نہ لیتے خلافت عثمانؓ میں مر گیا ف۲ ایکبار حضرت نے تقید کی خیرات پر [illegible] عبدالرحمن بن عوف چار ہزار درہم لائے اور آدھی لائے تھے عاصم چار سیر جو لائے عبدالرحمن نے کہا آٹھ ہزار میں رکھتا تھا نصف اپنے رب کو قرض دیتا ہوں اور نصف حق عیال کا عاصم نے کہا مزدوری کر کر آٹھ سیر جو لایا ہوں نصف خیرات کرتا ہوں اور نصف [illegible] عیال کا منافق آپس میں کہنے لگے عبدالرحمن کو منظور ہے نمود اپنی اور عاصم اپنے تئیں زور آوری سے ملاتا ہے خیرات والوں میں ف۳ [illegible] ف۴ یعنی [illegible] فرق نکلتا ہے بے اعتقادی کا اور گنہگار [illegible]

اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝
اللہ جانتا ہے ان کا بھید اور مشورت اور یہ کہ اللہ جاننے والا ہے ہر چھپے کا ف۱
اللہ جانتا ہے ان کا بھید اور ان کا مشورہ اور یہ کہ اللہ خوب جانتا ہے سب چھپی باتوں کو ف۱
اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ
وہ جو طعن کرتے ہیں دل کھول کر خیرات کرنے والے مسلمانوں کو
وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں
وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ
اور ان پر جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت کا پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ
اور ان پر جو نہیں رکھتے مگر اپنی محنت کا پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ نے
اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ
نے ان سے ٹھٹھا کیا اور ان کو دکھ کی مار ہے ف۲ تو ان کے حق میں بخشش مانگ
ان سے ٹھٹھا کیا ہے اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۲ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا
لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ
یا نہ مانگ اگر ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز
نہ مانگ اگر ان کے لئے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ
يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ
نہ بخشے ان کو اللہ یہ اس پر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور رسول سے اور اللہ
بخشے گا ان کو اللہ یہ اس واسطے کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اللہ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ۧ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ
راہ نہیں دیتا بے حکم لوگوں کو ف۳ خوش ہوئے پچھاڑی ڈالے گئے بیٹھ رہ کر
رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۳ خوش ہوگئے پیچھے رہنے والے اپنے بیٹھ رہنے سے
خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ
جدا رسول اللہ سے اور برا لگا کہ لڑیں اپنے مال اور
جدا ہو کر رسول اللہ سے اور گھبرائے اس سے کہ لڑیں اپنے مال سے اور
اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ
جان سے اللہ کی راہ میں اور بولے مت کوچ کرو گرمی میں تو کہہ
جان سے اللہ کی راہ میں ف۴ اور بولے کہ مت کوچ کرو گرمی میں ف۵ تو کہہ
نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا
دوزخ کی آگ اور سخت گرم ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی سو ہنس لیویں
دوزخ کی آگ سخت گرم ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۱ سو وہ ہنس لیویں
قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاِنْ
تھوڑا اور روویں بہت سا بدلہ اس کا جو کماتے تھے سو اگر
تھوڑا اور روویں بہت سا بدلا اس کا جو وہ کماتے تھے ف۲ سو اگر

ع ۱۰
۱۶

پیغمبر کے بخشانے سے نہ بخشا جاوے اور بیا اعتقاد کو پیغمبر کی شفاعت فائدہ کرے باوجو بے اعتقاد لوگ بھروسا کریں پیغمبر کی شفاعت پر کسی دلیل سے حقیقت آدمی سے بڑی جیسا نماز روزہ فرجوا [illegible] ہے اور نادم ہے تو وہ گنہگار ہے اور جو کوئی بدکام کو عیب نہ جانے اور فرض فعل کو کرنا برا سمجھے اور کرنے والوں کو طعن کرے وہ بے اعتقاد ہے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۵۷) ف۱ یعنی خدا سے صریح وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولتے رہنے کی سزا میں ان کے بخل و اعراض کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ کے لئے [illegible] نفاق جم گیا جو موت تک نکلنے والا نہیں اور یہ بھی [illegible] کہ جو شخص [illegible] خود اختیار کرتا ہے تو کثرت از دوست [illegible] ہوجاتی ہے۔ [illegible] اسکی دوام و استحکام [illegible] ختم و طبع [illegible] سے تعبیر کر دیتے ہیں۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی خدا وہ کیسے ہی [illegible] مال پیش کریں خدا ان کے ارادوں اور نیتوں کو خوب جانتا ہے [illegible] ف۲ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی حضرت عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار (دینار یا درہم) حاضر کر دیئے۔ عاصم بن عدی نے ایک سو وسق کھجوریں (جنکی قیمت چار ہزار) [illegible] لگے کہ ان دونوں نے دکھلاوے اور نام کو دیا ہے۔ ایک غریب صحابی ابو عقیل [illegible] محنت و مشقت سے [illegible] صدقہ کیا [illegible] اس [illegible] ف۳ [illegible] مرتبہ استغفار کیجئے ان کے حق میں بالکل بیکار اور بے فائدہ ہے۔ خدا ان بدبخت کافروں اور منافقوں کو کبھی معاف نہ کرے گا۔ [illegible] المنافقین عبداللہ بن ابی کا انتقال ہوا۔ آپ نے قمیص مبارک [illegible] اس کے منہ بیٹے [illegible] حضرت عمرؓ [illegible] وقت السی [illegible] یہ نہیں فرمایا [illegible] منع نہیں کیا گیا بلکہ آزاد رکھا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں۔ یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے۔ یعنی انکے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو۔ تو ان کے حق میں نہ ہو۔ ممکن ہے دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمنوں کے حق میں نبی کے اس وسعت اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبر اسلام کے گرویدہ ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا [illegible] بخاری کی ایک روایت میں آپ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اسکی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا گویا اس جواب میں حضور نے متنبہ فرمایا کہ حضرت عمرؓ کیطرح آپ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصور فرماتے ہیں [illegible] فرق اسی قدر ہے [illegible] حضرت عمرؓ کی [illegible] کے جوش میں بحرف ای انقطار پر منحصر رہی [illegible] خیال فرما رہے تھے لیکن آخر کار وحی الٰہی [illegible] سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیاء کے فائدہ کا [illegible] صلعم میت کے [illegible] اور نبی کریم [illegible] یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی کیونکہ اس طرز عمل سے منافقین کو جرات افزائی اور مومنین کی دل شکستگی کا احتمال تھا۔ اس وقت سے حضور نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی [illegible] ان منافقین کے متعلق ہے جو غزوہ تبوک کی شرکت سے علیحدہ رہے یعنی منافقین کا حال یہ ہے کہ برائی اور عیب کا کام کر کے خوش ہوتے [illegible] گنہگار اور بد اعتقاد کا فرق نکلتا ہے۔ گناہ ایسا کونسا ہے جو پیغمبر کے بخشوانے سے [illegible] جاتے [illegible] استغفار فائدہ نہ دے۔ (بقیہ بر صفحہ ۲۵۹)

منزل ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ جو فرمایا کہ اگر پھیر لے جاوے اللہ کسی فرقہ کیطرف ان واسطے کہ آیت نازل ہوئی سفر میں وہ منافق تھے مدینہ میں اور فرقہ فرمایا اس واسطے کہ بعضے منافق پیچھے رہ گئے اور سب بیٹھنے والے منافق نہ تھے۔ بعضے
مسلمان بھی تھے کہ ان کی تقصیر معاف ہوئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ ــــــــــ از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ
پھیر لے جاوے تجھ کو اللہ کسی فرقے کیطرف ان میں سے پھر یہ رخصت چاہیں تجھ سے نکلنے کو
پھیر لے جائے تجھ کو اللہ کسی فرقہ کی طرف ان میں سے ف۱ پھر اجازت چاہیں تجھ سے نکلنے کی

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ
تو تو کہہ ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑو گے میرے ساتھ کسی دشمن سے تم کو
تو تو کہہ دینا کہ تم ہرگز نہ نکلوگے میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑوگے میرے ساتھ ہوکر کسی دشمن سے تم کو

رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ ○
پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی بار سو بیٹھے رہو ساتھ پچھاڑی والوں کے ف
پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی بار سو بیٹھے رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ ف۲

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ
اور نماز نہ پڑھ ان میں کسی پر جو مر جاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر
اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر ف۳

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ وَ
وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مرے ہیں بے حکم اور
وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مرگئے نافرمان ف۴ اور

لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ
تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ عذاب کرے ان کو
تعجب نہ کر ان کے مال اور اولاد سے اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ عذاب میں رکھے ان کو

بِهَا فِی الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ وَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ
ان چیزوں سے دنیا میں اور نکلے ان کی جان جب تک کافر ہی رہیں اور جب نازل ہوتی ہے
ان چیزوں کے باعث دنیا میں اور نکلے انکی جان اور وہ اس وقت تک کافر ہی رہیں ف۵ اور جب نازل ہوتی ہے

سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ
کوئی سورۃ کہ یقین لاؤ اللہ پر اور لڑائی کرو اس کے رسول کے ساتھ ہوکر رخصت مانگتے ہیں
کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور لڑائی کرو اس کے رسول کے ساتھ ہوکر تو تجھ سے رخصت مانگتے ہیں

اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِیْنَ ○
ان کے مقدور والے اور کہتے ہیں ہم کو چھوڑ دے رہ جاویں ساتھ بیٹھنے والوں کے
مقدور والے ان کے اور کہتے ہیں ہم کو چھوڑ دے کہ رہ جائیں ساتھ بیٹھنے والوں کے

رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ○
خوش آیا انہیں کہ رہ جاویں ساتھ پچھلی عورتوں کے اور مہر ہوئی ان کے دل پر سو وہ نہیں بوجھتے
خوش ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ ف۶ اور مہر کردی گئی ان کے دل پر سو وہ نہیں سمجھتے ف۷

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ
لیکن رسول اور جو ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے
لیکن رسول اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے

بقیہ فوائد صفحہ ۲۵۸ ف۵ یا تو منافقین آپس میں ایک دوسرے کو کہتے تھے اور یا بعض مومنین سے کہتے ہوں گے کہ ان کی ہمتیں سست ہو جائیں ف۶ یعنی اگر سمجھ ہوتی تو خیال کرتے کہ یہاں کی گرمی سے بچکر جس گرمی کیطرف جا رہے ہو وہ کہیں زیادہ سخت ہے۔ یہ تو وہی مثال ہوئی کہ دھوپ سے بھاگ کر آگ کی پناہ لیجائے۔ حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر درجہ زیادہ تیز ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ ف۷ یعنی چند روز اپنی حرکات پر خوش ہولو اور ہنس لو۔ پھر ان کرتوتوں کی سزا میں ہمیشہ کو رونا ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ حضور تبوک میں تھے اور منافقین مدینہ میں۔ ممکن تھا کہ بعض منافقین آپ کی واپسی سے قبل مرجائیں، اس لئے "اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ" فرمایا۔ ف۲ یعنی اب اگر یہ لوگ کسی دوسرے غزوہ میں ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو فرما دیجئے کہ بس! تمہاری ہمت وشجاعت کا بھانڈا پھوٹ چکا اور تمہارے دلوں کا حال پہلی مرتبہ کھل چکا، نہ تم کبھی ہمارے ساتھ نکل سکتے ہو اور نہ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں بہادری دکھا سکتے ہو، لہٰذا اب تم کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ عورتوں، بچوں، اپاہج اور ناتواں بڈھوں کے ساتھ گھر میں گھسے بیٹھے رہو اور جس چیز کو پہلی دفعہ تم نے اپنے لئے پسند کر لیا ہے مناسب ہے کہ اسی حالت پر مرو۔ تاکہ اچھی طرح عذاب الٰہی کا مزہ چکھو ف۳ یعنی دعا واستغفار کے لئے یا اہتمام دفن کے لئے۔ ف۴ یہ آیت عبد اللہ بن اُبی کے واقعہ کے بعد نازل ہوئی جیسا کہ چند آیات پہلے ہم مفصل بیان کر چکے ہیں اس آیت کے نزول کے بعد منافقین کا جنازہ پڑھنا قطعاً ممنوع ہوگیا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ احتیاطاً ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھتے تھے جس کی نماز میں حضرت حذیفہ شریک نہ ہوں۔ کیونکہ ان کو آنحضرت صلعم نے بہت سے منافقین کا نام بنام علم کرا دیا تھا۔ اسی لئے ان کا لقب "صاحب سر رسول اللہ صلعم" ہوا۔ ف۵ چار رکوع پہلے اسی مضمون کی آیت گزر چکی، اس کا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف۶ یعنی قرآن کی کسی سورت میں جب تنبیہ کی جاتی ہے کہ پوری طرح خلوص وپختگی سے ایمان لاؤ، جس کا بڑا اثر یہ ظاہر ہونا چاہئے کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ہوکر خدا کے راستہ میں جہاد کریں۔ تو یہ منافقین جان چرانے لگتے ہیں اور ان میں کے استطاعت ومقدور والے بھی جھوٹے عذر تراش کر اجازت طلب کرنے آتے ہیں کہ حضرت! ہمیں تو یہیں مدینہ میں رہنے دیجئے، گویا کمال بے غیرتی اور نامردی سے اس پر راضی ہیں کہ لڑائی یا خطرہ کا نام سنتے ہی خانہ نشین عورتوں کے ساتھ گھروں میں گھس کر بیٹھ رہیں۔ ہاں جس وقت جنگ وغیرہ کا خطرہ نہ ہو، امن واطمینان کا زمانہ ہو تو باتیں بنانے اور قینچی کیطرح زبان چلانے میں سب سے پیش پیش ہوتے ہیں۔ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰى عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ (الاحزاب رکوع ۲) ف۷ یعنی کذب ونفاق، نکول عن الجہاد اور تخلف عن الرسول صلعم کی شامت سے ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی کہ اب موٹے موٹے عیب بھی ان کو عیب نظر نہیں آتے اور انتہائی بے غیرتی اور بزدلی پر بجائے شرمانے کے نازاں وفرحاں ہوتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

اور انہیں کو ہیں خوبیاں اور وہی پہنچے مراد کو تیار رکھے ہیں اللہ نے ان کے

اور انہی کے لئے ہیں خوبیاں اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے تیار کر رکھے ہیں اللہ نے انکے واسطے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

واسطے باغ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں رہا کریں ان میں یہی ہے بڑی مراد

باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں ان میں یہی ہے بڑی

الْعَظِيْمُ ۝ ع وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ ع ۱۱ ۹ ۱۴

ملنی اور آئے بہانے کرنے گنوار تا رخصت ملے ان کو اور

کامیابی ف۱ اور آئے بہانے کرنے والے گنوار تاکہ ان کو رخصت مل جائے اور

قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ

بیٹھ رہے جو جھوٹے ہوئے اللہ سے اور رسول سے اب پہنچے گی ان کو ان میں جو منکر ہوئے

بیٹھ رہے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ سے اور اسکے رسول سے اب پہنچے گا انکو جو کافر ہیں ان میں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَي الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَي الْمَرْضٰى وَلَا عَلَي

دکھ کی مار ضعیفوں پر تکلیف نہیں اور نہ مریضوں پر نہ ان پر

عذاب دردناک ف۲ نہیں ہے ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ ان

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا

جن کو پیدا نہیں جو خرچ کریں جب دل صاف ہوں اللہ اور رسول کے ساتھ نہیں

لوگوں پر جن کے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو کچھ گناہ جبکہ دل سے صاف ہوں اللہ اور اس کے رسول کیساتھ نہیں ہے

عَلَي الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّلَا عَلَي

نیکی والوں پر الزام کی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ

نیکی والوں پر الزام کی کوئی راہ ف۳ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۴ اور نہ ان

الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا

ان پر کہ جب تیرے پاس آئے تا انکو سواری دے تو نے کہا نہیں پاتا ہوں میں وہ چیز کہ اس پر تم کو سوار کروں الٹے پھرے

لوگوں پر کہ جب تیرے پاس آئے تاکہ تو انکو سواری دے تو نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تم کو اس پر سوار کردوں تو الٹے

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ ۭ

اور ان کی آنکھوں سے بہتے ہیں آنسو اس غم سے کہ نہیں پاتے جو خرچ کریں

پھرے اور ان کی آنکھوں سے بہتے تھے آنسو اس غم میں کہ نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں ف۵

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَي الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاۗءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ

راہ الزام کی ان پر ہے جو رخصت مانگتے ہیں تجھ سے اور مالدار ہیں خوش لگا انہیں کہ وہ

راہ الزام کی تو ان پر ہے جو رخصت مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ مالدار ہیں خوش ہوئے اس بات سے کہ

يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

جا رہیں پچھلی عورتوں کے ساتھ اور مہر کی ہے اللہ نے ان کے دل پر سو وہ نہیں جانتے

رہ جائیں ساتھ پیچھے رہنے والیوں کے اور مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر سو وہ نہیں جانتے ف۶

ف۱ منافقین کے بالمقابل مومنین مخلصین کا بیان فرمایا کہ دیکھو! یہ ہیں خدا کے وفادار بندے جو اس کے راستہ میں نہ جان سے ہٹتے ہیں نہ مال سے۔ کیسا ہی خطرہ کا موقع ہو، اسلام کی حمایت اور پیغمبر اسلام کی معیت میں ہر قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں پھر ایسوں کے لئے فلاح و کامیابی نہ ہوگی تو اور کس کے لئے ہوگی۔ ف۲ یعنی جس طرح مدینہ کے رہنے والوں میں منافقین بھی ہیں اور مخلصین بھی۔ اسی طرح دیہاتی گنواروں میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں سان میں سے یہاں دو قسم کا ذکر فرمایا۔ مخلص دیہاتیوں کا ذکر اس رکوع کے خاتمہ پر "وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" الخ میں آئے گا۔ یہاں دیہاتیوں کی جن دو جماعتوں کا ذکر ہے (مُعَذِّرُوْنَ اور قَاعِدُوْنَ) ان میں سے پہلی جماعت (مُعَذِّرُوْنَ) کے مصداق میں مفسرین سلف کا اختلاف ہے کہ آیا اس سے مراد جھوٹے بہانے بنانے والے منافق ہیں (جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے) یا سچے عذر کرنیوالے مسلمان جو واقعی جہاد کی شرکت سے معذور تھے۔ اگر پہلی شق اختیار کیجائے تو آیت میں منافقین کی دو قسموں کا بیان ہوگا۔ "مُعَذِّرُوْنَ" تو وہ ہوئے جو باوجود نفاق کے محض رسم ظاہرداری نباہنے کے لئے جھوٹے حیلے بنا کر حضور سے اجازت طلب کرتے تھے۔ اور "قَاعِدُوْنَ" سے وہ منافقین مراد ہوں گے جنہوں نے اول دعوئے ایمان میں جھوٹ بولا۔ پھر ظاہرداری کی بھی پروا نہیں کی۔ جہاد کا نام سنکر گھروں میں بیٹھ رہے، بالکل بے باک و بے حیا ہو کر عذر کرنے بھی نہ آئے اس تقدیر پر "سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ" دونوں جماعتوں کو شامل ہوگا۔ اور معنی یہ ہوں گے کہ جو لوگ دونوں جماعتوں میں سے اپنے کفر پر اخیر تک قائم رہیں گے ان کے لئے عذاب دردناک ہے جنکو توبہ کی توفیق ہو جائیگی وہ اس وعید کے نیچے داخل نہیں۔ اور اگر معذرون سے مراد مومنین مخلصین لئے جائیں جو واقعی معذور تھے تو "قاعدون" سے مراد منافقین ہونگے۔ اور "سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" کی وعید صرف انہی کے حق میں ہوگی پہلی جماعت کا ذکر گویا قبول عذر کے طور پر ہوگا۔ ف۳ جھوٹے عذر کرنے والوں کے بعد سچے معذورین کا بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ عذر کبھی تو شخصی طور پر لازم ذات ہوتا ہے مثلاً بڑھاپے کی کمزوری جو عادۃً کسی طرح آدمی سے جدا نہیں ہو سکتی اور کبھی عارضی ہوتا ہے۔ پھر "عارضی" یا بدنی ہے جیسے بیماری وغیرہ یا مالی، جیسے افلاس و فقدان اسباب سفر۔ چونکہ غزوہ تبوک میں مجاہدین کو بہت دور دراز مسافت طے کر کے پہنچنا تھا۔ اس لئے سواری نہ ہونے کا عذر بھی معتبر و مقبول سمجھا گیا جیسے آگے آتا ہے۔ ف۴ یعنی جو لوگ واقعی معذور ہیں، اگر ان کے دل صاف ہوں اور خدا و رسول کے ساتھ ٹھیک ٹھیک معاملہ رکھیں (مثلاً خود نہ جا سکتے ہوں تو جانیوالوں کی ہمتیں پست نہ کریں) بلکہ اپنے مقدور کے موافق نیکی کرنے اور اخلاص کا ثبوت دینے کے لئے مستعد رہیں، تو ان پر جہاد کی عدم شرکت سے کچھ الزام نہیں۔ ایسے مخلصین سے اگر بمقتضائے بشریت کوئی کوتاہی ہو جائے تو حق تعالیٰ کی بخشش و مہربانی سے توقع ہے کہ وہ درگزر فرمائے گا۔ ف۵ سبحان اللہ، نبی کریم صلعم کی صحبت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں عشق الٰہی کا وہ نشہ پیدا کیا تھا جس کی مثال کسی قوم و ملت کی تاریخ میں موجود نہیں مستطیع اور مقدور والے صحابہ کو دیکھو تو جان و مال سب کچھ خدا کے راستہ میں لٹانے کو تیار ہیں اور سخت سے سخت قربانی کے وقت بڑے ولولہ اور اشتیاق سے آگے بڑھتے ہیں جن کو مقدور نہیں وہ اس غم میں رو رو کر جان گھلائے لیتے ہیں کہ ہم میں آتنی استطاعت کیوں نہ ہوئی کہ اس محبوب حقیقی کی راہ میں قربان ہونے کے لئے اپنے کو پیش کر سکتے۔ حدیث صحیح میں آپ نے مجاہدین کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم مدینہ میں ایک ایسی قوم کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو جو ہر قدم پر تمہارے اجر میں شریک ہے تم جو قدم خدا کے راستہ میں اٹھاتے ہو یا کوئی جنگل قطع کرتے ہو یا کسی پگڈنڈی پر چلتے ہو وہ قوم برابر ہر موقع پر تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں واقعی مجبوریوں نے تمہارے ہمراہ چلنے سے روکا۔ حسن کے "مرسل" میں ہے کہ یہ مضمون بیان فرما کر آپ نے یہی آیت "وَّلَا عَلَي الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ" الخ تلاوت فرمائی۔

منزل ۲

ف۶ یعنی باوجود قدرت و استطاعت جہاد سے پہلو تہی کرتے ہیں اور نہایت بے حمیتی سے یہ عار گوارا کرتے ہیں کہ عورتوں کی طرح گھر میں چوڑیاں پہنکر بیٹھ جائیں گناہ کی ممارست (پریکٹس) سے آدمی کا قلب ایسا مسخ اور سیاہ ہو جاتا ہے کہ اسے بھلے برے عیب و ہنر کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی جب بے غیرتی کرتے کرتے کوئی شخص اس قدر پاگل ہو جائے کہ نادم و متاسف ہونے کی جگہ اسی پر اترانا اور خوش ہو تو سمجھو کہ اس کے دل پر خدائی مہر لگ چکی ہے۔ العیاذ باللہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی جس شخص کا احوال معلوم ہو کہ منافق ہے اُس کیطرف سے تغافل روا ہے لیکن دوستی اور یگانگی روا نہیں ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی ان کی طبع میں بے علمی اور غرض دھونڈنی اور جاہلی پیدا ہے سو اللہ حکمت والا ہے اُن سے وہ کام مشکل بھی نہیں چاہتا۔ اور وہ درجے بلند بھی نہیں دیتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

ف۱ یعنی جیسے تبوک کی طرف روانہ ہونے کے وقت منافقین نے طرح طرح کے حیلے بہانے بنائے۔ جب تم بخیریت واپس آوگے، اُس وقت بھی یہ لوگ اعذار باطلہ پیش کرکے تم کو مطمئن بنانا چاہیں گے اور قسمیں کھائیں گے کہ حضرت ہمارا قصد مصمم تھا کہ آپ کے ساتھ چلیں، مگر فلاں فلاں موانع و عوائق پیش آجانے کیوجہ سے مجبور رہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ جھوٹی باتیں بنانے سے کچھ فائدہ نہیں تمہارے سب اعذار لغو اور بے کار ہیں، ہم کو حق تعالیٰ تمہارے کذب و نفاق پر مطلع کرچکا۔ پھر کس طرح ہم تمہاری توجیہات کو باور کرسکتے ہیں۔ اب پچھلے قصہ کو چھوڑو آئندہ تمہارا طرز عمل دیکھا جائے گا۔ اپنے دعوے کو کہاں تک نباہتے ہو، سب جھوٹ سچ ظاہر ہو کر رہے گا اور یہ حال اُس عالم الغیب والشہادۃ سے تو کوئی راز اور عمل یا نیت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ آپ کی یہاں سب کو جانتا ہے، وہ جزا دینے کے وقت تمہارا ہر چھوٹا بڑا، ظاہری و باطنی عمل کھول کر رکھدیگا اور اسی کے موافق بدلہ دیا جائے گا۔ ف۲ تبوک سے واپسی کے بعد منافقین جھوٹی قسمیں کھا کر جو عذر پیش کر رہے تھے، اس کی غرض یہ تھی کہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کو اپنی قسموں اور لطیف سازیوں سے راضی و مطمئن کردیں تاکہ بارگاہ رسالت سے، ان پر کوئی عتاب ملامت اور دار و گیر نہ ہو۔ سابق کیطرح یوں ہی معاملہ ابہام میں رہے مسلمان ان سے کچھ تعرض نہ کریں، حق تعالیٰ نے فرمادیا کہ بہتر ہے تم ان سے تعرض مت کرو لیکن یہ اغماض و تغافل (تعرض نہ کرنا) راضی یا مطمئن ہونے کی بنا پر نہیں، بلکہ ان کے نہایت پلید اور شریر ہونے کی وجہ سے ہے، یہ لوگ اس قدر گندے واقع ہوئے ہیں کہ ان کے پاک و صاف ہونے کی کوئی توقع نہیں رہی۔ لہٰذا اس غلاظت کی پوٹ کو دور پھینک دینا اور اس سے علیحدہ رہنا ہی بہتر ہے خدا خود ان کو ٹھکانے لگادے گا۔ ف۳ جھوٹی کوشش یہ ہے کہ مکر و فریب اور کذب و دروغ سے مسلمانوں کو خوش کرلیں۔ فرض کیجئے اگر چکنی چپڑی باتوں سے مخلوق راضی ہو جائے تو کیا نفع پہنچ سکتا ہے جبکہ خدا ان سے راضی نہ ہو۔ خدا کے آگے تو کوئی چالاکی اور دغابازی نہیں چل سکتی۔ گویا متنبہ فرمادیا کہ جس قوم سے خدا راضی نہ ہو، کوئی مومن قانت کیسے راضی ہو سکتا ہے لہٰذا جھوٹی باتوں سے پیغمبر اور ان کے ساتھیوں کو خوش کرلینے کا خبط اپنے دماغوں سے نکال دینا چاہئے اگر ان کے ساتھ تغافل و اعراض کا معاملہ کیا گیا ہے تو یہ اس کی دلیل نہیں کہ مسلمان ان سے خوش اور مطمئن ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جس شخص کا حال معلوم ہو کہ منافق ہے اس کیطرف سے تغافل روا ہے۔ لیکن دوستی اور محبت و یگانگت روا نہیں" ف۴ یہاں تک مدینہ کے منافقین اور مومنین مخلصین کے احوال بیان ہوئے تھے اب کچھ حال دیہاتی بدوؤں کا ذکر کرتے ہیں کہ ان میں بھی کئی طرح کے آدمی ہیں۔ کفار، منافقین اور مخلص مسلمان، چونکہ دیہاتی لوگ قدرتی طور پر عموماً تندخو اور سخت مزاج ہوتے ہیں (جیسا کہ حدیث میں ہے "مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا") اور مجالس علم و حکمت سے دور رہنے کیوجہ سے تہذیب و شائستگی کا اثر اور علم و عرفان کی روشنی بہت کم قبول کرتے ہیں، اس لئے ان کا کفر و نفاق شہری کفار و منافقین سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ان کو ایسے مواقع دستیاب نہیں ہوتے کہ اہل علم و صلاح کی صحبت میں رہ کر دیانت و تہذیب کے وہ قانون اور قاعدے معلوم کریں جو خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام پر نازل کئے۔ علم و معرفت ہی وہ چیز ہے جو انسان کے دل کو نرم کرتی اور مہذب بناتی ہے۔ جو لوگ اس قدر جہالت میں غرق ہیں، ضرور ہے کہ ان کے دل سخت ہوں اور کفر و نفاق کے جس راستہ پر پڑ جائیں بہائم اور درندوں کی طرح اندھا دھند بڑھتے چلے جائیں۔ اعراب کی سنگدلی کا ذکر متعدد احادیث میں ہے ایک حدیث میں ہے کہ کسی اعرابی نے حضور سے عرض کیا کہ آپ لوگ اپنے بچوں کا پیار لیتے ہیں خدا کی قسم میں نے کبھی اپنی اولاد کا پیار نہیں لیا۔ حضور نے فرمایا کہ میں کیا کروں اگر خدا نے تیرے دل میں سے اپنی رحمت کو نکال لیا ہے ف۵ یعنی اس کا علم بنی آدم کے تمام طبقات پر محیط ہے وہ اپنی حکمت سے ہر ایک طبقہ کے ساتھ اس کی استعداد و قابلیت کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اعراب کی طبیعت میں بے حکمی، غرض پرستی اور جہالت شدید ہوتی ہے سو اللہ حکمت والا ہے ان سے وہ مشکل کام بھی نہیں چاہتا اور درجے بلند بھی نہیں دیتا۔ ف۶ یعنی "اعراب منافقین" میں وہ لوگ بھی ہیں جنہیں اگر کسی وقت خدا کے راستہ میں کچھ خرچ کرنا پڑ جاتا ہے تو ایسی کراہیت سے خرچ کرتے ہیں جیسے کوئی جرمانہ اور تاوان ادا کرتا ہو۔ وہ ابھی تک اس کے منتظر ہیں کہ مسلمان حوادث دہر سے کسی گردش اور آفت میں پھنس جائیں تو ہم خوب شادیانے بجائیں۔ یہ خبر نہیں کہ انہیں کی قسمت گردش میں آرہی ہے۔ اسلام تو غالب و فائق ہو کر رہے گا۔ اور یہ منافقین سخت ذلیل و رسوا ہوں گے۔ خدا ہر ایک کی باتیں اور دعائیں سنتا ہے اور جانتا ہے کہ کون عزت و کامیابی کا اہل ہے اور کون لوگ ذلت و رسوائی کے مستحق ہیں۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا
بہانے لاویں گے تمہارے پاس جب پھر جاؤ گے ان کی طرف تو کہہ بہانے مت بناؤ
بہانے لائیں گے تمہارے پاس جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تو کہہ بہانے مت بناؤ

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ
ہم ہرگز یقین نہ کریں گے تمہارا ہم کو بتا چکا ہے اللہ تمہارے احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام
ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہاری بات ہم کو بتا چکا ہے اللہ تمہارے احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام

وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ
اور اس کا رسول پھر جاؤ گے اس جاننے والے چھپے اور کھلے کی طرف سو وہ جتاوے گا
اور اس کا رسول پھر تم لوٹائے جاؤ گے طرف اس جاننے والے چھپے اور کھلے کی سو وہ بتائیگا تم کو

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ
تم کو جو کر رہے تھے اب قسمیں کھاویں گے اللہ کی تمہارے پاس جب پھر کر جاؤ گے ان کی طرف
جو تم کر رہے تھے ف۱ اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے سامنے جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف

لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىهُمْ
کہ ان سے درگذر کرو سو درگذر کرو ان سے وہ لوگ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا
تاکہ تم ان سے درگذر کرو سو تم درگذر کرو ان سے بیشک وہ لوگ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا
دوزخ ، بدلا ان کی کمائی کا قسمیں کھاویں گے تمہارے پاس کہ تم ان سے
دوزخ ہے بدلا ان کے کاموں کا ف۲ وہ لوگ قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے تاکہ تم ان سے

عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ
راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی ہوگئے تو اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں
راضی ہو جاؤ سو اگر تم راضی ہوگئے ان سے تو اللہ راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں

الْفٰسِقِيْنَ ۝ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا
سے ف۳ وہ گنوار سخت منکر اور منافق ہیں اور اسی لائق کہ نہ
سے ف۳ گنوار بہت سخت ہیں کفر میں اور نفاق میں اور اسی لائق ہیں کہ نہ

يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝
سیکھیں قاعدے جو نازل کیے اللہ نے اپنے رسول پر اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف۲
سیکھیں وہ قاعدے جو نازل کیے اللہ نے اپنے رسول پر ف۴ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۵

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ
اور بعضے گنوار وہ ہیں کہ ٹھہرالیتے ہیں اپنا خرچ کرنا چٹی اور تاکتے ہیں تم پر
اور بعضے گنوار ایسے ہیں کہ شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو تاوان اور انتظار کرتے ہیں تم پر

الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَ
زمانے کی گردشیں انہیں پر پڑے گردش بری اور اللہ سب سنتا ہے جانتا اور
زمانہ کی گردشوں کا ان ہی پر آئے گردش بری اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ف۶ اور

موضح قرآن ف۱ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں اور باقی ان کے تابع ۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی دنیا میں بھی تکلیف پر تکلیف پاویں گے پھر آخرت میں پکڑے جاویں گے وہ منافق کوئی اندھا ہوا کوئی کوڑھی کسی کے بدن میں پیپ پڑی ۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ ------ از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

ف۱ یہاں قرآن کریم کی معجزانہ تاثیر اور نبی کریم صلعم کی تعلیم کا حیرت انگیز کرشمہ دکھلایا ہے کہ ان ہی درشت مزاج، سنگدل، تندخو گنواروں میں جو کفر و نفاق اور جہل و طغیان کی وجہ سے اس لائق ہی نہ تھے کہ خدا کے اتارے ہوئے ادب اور قاعدے سمجھ سکیں، نبی کریم صلعم کی تعلیم اور قرآن کریم کی آواز نے ایسے عارف اور مخلص افراد پیدا کر دیے جو مبداء و معاد سب چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں، خالص قرب الٰہی حاصل کرنے اور پیغمبر علیہ السلام کی دعا لینے کی غرض سے کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کو بشارت دی کہ بے شک وہ اپنی امیدوں میں حق بجانب ہیں۔ یقیناً ان کو وہ چیز مل کر رہے گی جس کی نیت کی ہے (یعنی قرب الٰہی) ان شاء اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں جگہ دے گا۔ رہی پیغمبر علیہ السلام کی دعا سو وہ اپنے کانوں سے سنتے اور آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص صدقہ وغیرہ لے کر حاضر ہوتا ہے تو حضور اس کو دعائیں دیتے ہیں۔ حضور کی اس دعا کا ثمرہ بھی وہی رحمت و قرب الٰہی ہے جس کا وعدہ پہلے ہو چکا۔ ف۲ "اعراب مومنین" کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ زعماء و اعیانِ مومنین کا کچھ ذکر کیا جائے۔ یعنی جن مہاجرین نے ہجرت میں سبقت و اولیت کا شرف حاصل کیا اور جن انصار نے نصرت و اعانت میں پہل کی۔ غرض جن لوگوں نے قبول حق اور خدمت اسلام میں جس قدر آگے بڑھ بڑھ کر حصے لیے۔ پھر جو لوگ نیکوکاری اور حسن نیت سے ان پیش روانِ اسلام کی پیروی کرتے رہے۔ ان سب کو درجہ بدرجہ خدا کی خوشنودی اور حقیقی کامیابی حاصل ہو گی جیسے انہوں نے پوری خوش دلی اور انشراح قلب کے ساتھ حق تعالیٰ کے احکام تشریعی اور قضاء تکوینی کے سامنے گردنیں جھکا دیں، اسی طرح خدا نے ان کو اپنی رضا و خوشنودی کا پروانہ دے کر غیر محدود انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ تنبیہ: مفسرین سلف کے اقوال "اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" کی تعیین میں مختلف ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ مہاجرین و انصار مراد ہیں جو ہجرت سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ بعض کے نزدیک وہ مراد ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں (کعبہ و بیت المقدس) کی طرف نماز پڑھی۔ بعض کہتے ہیں کہ جنگ بدر تک کے مسلمان "سابقین اولین" ہیں۔ بعض حدیبیہ تک اسلام لانے والوں کو اس کا مصداق قرار دیتے ہیں۔ اور بعض مفسرین کی رائے ہے کہ تمام مہاجرین و انصار اطراف کے مسلمانوں اور پیچھے آنے والی نسلوں کے اعتبار سے "سابقین اولین" ہیں۔ ہمارے نزدیک ان اقوال میں چنداں تعارض نہیں۔ "سبقت" و "اولیت" اضافی چیزیں ہیں۔ ایک ہی شخص یا جماعت کسی کے اعتبار سے سابق اور دوسرے کی نسبت سے لاحق بن سکتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے "فائدہ" میں اشارہ کیا۔ جو شخص یا جماعت جس درجہ میں سابق و اول ہو گی، اسی قدر رضائے الٰہی اور حقیقی کامیابی سے حصہ پائے گی۔ کیونکہ سبقت و اولیت کی طرح رضا و کامیابی کے بھی درجات بہت سے ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۳ پہلے سے دیہاتی عربوں کا ذکر چلا آرہا تھا۔ درمیان میں اعراب مومنین کے تذکرے سے مہاجرین و انصار کی طرف کلام منتقل ہو گیا۔ اب اس آیت میں خاص "مدینہ" اور اس کے آس پاس رہنے والوں کا بیان ہے یعنی بعض اہل مدینہ اور گرد و پیش کے رہنے والے نفاق کے خوگر ہو چلے اور اسی پر اڑے ہوئے ہیں لیکن یہ نفاق اس قدر عمیق و عریق ہے کہ ان کے قرب مکانی اور نبی کریم صلعم کی کمال فطانت و فراست کے باوجود آپ بھی بالتعیین اور قطعی طور پر بعض علامات و قرائن سے ان کے نفاق پر مطلع نہیں ہوئے۔ ان کا ٹھیک ٹھیک تعین صرف خدا کے علم میں ہے۔ جس طرح عام منافقین کا پتہ چہرہ، لب و لہجہ اور بات چیت سے لگ جاتا تھا۔ (وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ) ان کا نفاق اتنا گہرا ہے کہ اس قسم کی ظاہری علامات ان کا پردہ فاش نہیں کرتیں۔ ف۴ بڑا عذاب دوزخ کا ہے (اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ) النساء رکوع۲۱ اس سے قبل کم از کم دو بار ضرور عذاب میں مبتلا کیے جائیں گے۔ ایک عذاب قبر دوسرا وہ عذاب جو اس دنیوی زندگی میں پہنچ کر رہے گا۔ مثلاً ابن عباس کی ایک روایت کے موافق حضور نے جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر تقریباً چھتیس آدمیوں کو نام بنام پکار کر فرمایا۔ "اُخْرُجْ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ" یعنی تو منافق ہے مسجد سے نکل جا۔ یہ رسوائی ایک قسم عذاب کی تھی۔ یا پہلے اسی سورت میں گذرا کہ ان کے اموال و اولاد کو حق تعالیٰ نے ان کے حق میں عذاب بنا دیا (فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا الخ) یا ان میں کے بعض بھوک وغیرہ آفات ارضی و سماوی میں مبتلا ہو کر ذلت کی موت مرے یا اسلام کی ترقی و عروج کو دیکھ کر غیظ کھاتا اور دانت پیستا۔ یہ بھی ان کے حق میں سوہانِ روح تھا۔ جیسے نزدیک یہ سب قسم کے عذاب "مرتین" کے احاطہ میں داخل ہیں۔ اور "دو" کا عدد یا تو مطلق تعدد کے لئے ہے جیسے "ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ" میں۔ اور یا دو بار سے مراد نوعی اثنینیت ہے۔ یعنی عذاب قبر اور عذاب قبل الموت۔ واللہ اعلم۔ ف۵ اہل مدینہ میں اگر ایک طرف یہ منافقین تھے جو اپنی شرارتوں اور جرموں کو پردہ نفاق میں چھپاتے اور ان پر سختی سے اڑے رہتے ہیں تو دوسری جانب بعض وہ مسلمان ہیں جن سے مقتضائے بشریت کوئی قصور سرزد ہو جائے تو نادم ہو کر بے تامل اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کی بھلائی اور برائی مخلوط (رلی ملی) ہے۔ برائی تو مثلاً یہی کہ نفیر عام کے باوجود نبی کریم صلعم کی دعوت پر غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے۔ بعد میں بغیر حاضر ہونے پر دل سے پشیمان و متاسف ہونا اور [illegible] بھلائی کی فہرست میں داخل ہے۔ بقیہ بر صفحہ ۲۶۳

مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا

بعضے گنوار جو کہ ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ٹھہراتے ہیں اپنا

بعض گنوار وہ ہیں کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے

يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ

خرچ کرنا نزدیک ہونا اللہ سے اور دعا لینی رسول کی سنتا ہے وہ انکے حق میں نزدیکی کا سبب

خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے اور دعا لینی رسول کی سنتا ہے وہ ان کے حق میں

لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۧ

ہے داخل کرنے پر ہے ان کو اللہ اپنی مہر میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

نزدیکی ہے داخل کرے گا ان کو اللہ اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ

اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنیوالے اور مدد کرنیوالے اور جو

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ

انکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور رکھے

ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور تیار کر رکھے ہیں

لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ

ہیں انکے واسطے باغ نیچے بہتی نہریں رہا کریں ان میں ہمیشہ

واسطے ان کے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں انہی میں ہمیشہ

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ڜ

یہی ہے بڑی مراد ملنی ف۱ اور بعضے تمہارے گرد کے گنوار منافق ہیں

یہی ہے بڑی کامیابی ف۲ اور بعضے تمہارے گرد کے گنوار منافق ہیں

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ڧ مَرَدُوْا عَلَي النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ

اور بعضے مدینے والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا ہم کو

اور بعضے لوگ مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو انکو نہیں جانتا ہم کو وہ

نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝

معلوم ہیں ان کو ہم عذاب کریں گے دو بار پھر پھیرے جاویں گے بڑے عذاب کی طرف ف۲

معلوم ہیں ف۳ انکو ہم عذاب دیں گے دو بار پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف ف۴

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ

اور بعضے اور ہیں کہ مان لیے اپنا گناہ ملایا ایک کام نیک اور دوسرا

اور بعضے لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے اپنے گناہوں کا ملایا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا

سَـيِّـــًٔا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

بد شاید اللہ معاف کرے ان کو بیشک اللہ بخشنے مہربان ہے

بد قریب ہے کہ اللہ معاف کرے ان کو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

ع۱ ربع ۱

م۵ عند المتقدمین ۱۲

وقف منزل

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جیسے بعضوں پر عتاب ہوا کہ بیٹھ رہے ان کی زکوٰۃ بھی موقوف ہوئی ان پر عتاب نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یعنی رسول بے اختیار ہے جس کے حق میں اللہ نے جو فرمایا وہ ادا کرتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی اس میں قصور ہوا تو آگے اور جہاد ہوں گے رسول کے روبرو اور خلیفوں کے تب کام کر دیو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ اور کئی نفر تھے مذکور ہوئے ایک منافق جھوٹے بہانے کرتے ایک گنوار غرض کا وقت تاکتے ایک گنوار صاف دل سے رفیق اور ایک جنہوں نے اپنا گناہ ان بیان کو معاف فرمایا مگر جو تین یاروں میں تین شخصوں نے اپنا گناہ مانا تھا ان کو ادب دینے کو پچاس دن ڈھیل میں رکھا، اس بیچ میں حضرت اور سب مسلمان ان سے کلام نہ کرتے اور ان کی عورتیں جدا ہو گئیں جب ان کے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی نازل ہوئی۔ وہ آیت آگے ہے یہ ذکر ان کا فرمایا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

بقیہ فوائد صفحہ ۲۶۲۔ ایسے حضرات کو حق تعالیٰ نے معافی کی امید دلائی ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو لبابہ اور ان کے چند ہمراہیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ جو محض کسل اور تن آسانی کی وجہ سے "تبوک" میں حاضر نہ ہوئے۔ لیکن جب تبوک

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَ صَلِّ

لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ ان کو پاک کرے اس سے اور تربیت اور دعا دے

لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ ف۱ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور دعا دے

عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا

ان کو البتہ تیری دعا ان کے واسطے آسودگی ہے اور اللہ سب سنتا ہے جانتا ف۲ کیا جان نہیں

ان کو بیشک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۲ کیا وہ جان نہیں

اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ

چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور لیتا ہے زکاتیں اور

چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور لیتا ہے زکاتیں اور

اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۴﴾ وَ قُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمۡ

اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۳ اور کہہ کہ عمل کیے جاؤ پھر آگے دیکھے گا اللہ کام تمہارے

یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۳ اور کہہ کہ عمل کئے جاؤ پھر آگے دیکھ لے گا اللہ تمہارے کام کو

وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ وَ سَتُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ

اور رسول اس کا اور مسلمان اور جلد پھیرے جاؤ گے اس چھپے اور کھلے کے واقف پاس

اور اس کا رسول اور مسلمان اور تم جلد لوٹائے جاؤ گے اس کے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے

فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ اٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰہِ

پھر وہ جتادے گا تم کو جو کچھ تم کر رہے تھے ف۴ اور بعضے اور لوگ ہیں کہ ان کا کام ڈھیل میں ہے حکم پر اللہ کے

پھر وہ جتادے گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۴ اور بعضے اور لوگ ہیں کہ ان کا کام ڈھیل میں ہے حکم پر اللہ کے

اِمَّا یُعَذِّبُہُمۡ وَ اِمَّا یَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ

یا ان کو عذاب کرے یا ان کو معاف کرے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف۵ اور جنہوں نے

یا وہ ان کو عذاب دے اور یا ان کو معاف کرے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۵ اور جنہوں نے

اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفۡرًا وَّ تَفۡرِیۡقًۢا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ

بنائی ایک مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور

بنائی ہے ایک مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور

اِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَ لَیَحۡلِفُنَّ اِنۡ

تاک اس شخص کی جو لڑ رہا ہے اللہ سے اور رسول سے آگے کا اور قسمیں کھاویں گے کہ ہم نے تو

گھات لگانے کو اس شخص کی جو لڑ رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ

اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمۡ فِیۡہِ

بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں تو نہ کھڑا ہو اس میں

ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ف۶ تو نہ کھڑا ہو اس میں

اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ

کبھی جس مسجد کی بنیاد دھری پرہیزگاری پر پہلے دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو

کبھی البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد دھری گئی پرہیزگاری پر اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو

سے حضرت کی واپسی معلوم ہوئی تو غایت ندامت سے ان سب نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک نبی کریم صلعم اپنے ان مجرموں اور قیدیوں کو معاف کر کے اپنے ہاتھ سے نہ کھولیں گے اسی طرح بندھے کھڑے رہیں گے۔ آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا۔ واللہ جب تک خدا ان کے کھولنے کا حکم نہ دے میں ان کو نہیں کھول سکتا۔ آخر یہ آیات نازل ہوگئیں۔ تب آپ نے کھلوایا اور انہوں کو توبہ کی بشارت دی۔ کہتے ہیں کہ یہ لوگ کھلنے کے بعد تکمیل توبہ کے طور پر کچھ مال لے کر حاضر ہوئے کہ خدا کی راہ میں تصدق کریں اس پر اگلی آیت نازل ہوئی۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ "صدقہ" کا ترجمہ مترجم محقق نے "زکوٰۃ" کیا ہے۔ لیکن اگر لفظ صدقہ کو عام رکھا جاتا جو زکوٰۃ و صدقات نافلہ سب کو شامل ہو تو بہتر تھا۔ کیونکہ اکثر روایات کے موافق یہ آیت ان ہی لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو بطور تکمیل توبہ کے طور پر صدقہ لے کر حاضر ہوئے تھے۔ جیسا کہ ابھی پچھلے فائدہ میں نقل کیا جا چکا ہے۔ ہاں عموم الفاظ کو دیکھتے ہوئے حکم کو مورد نص پر مقصود رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی لیے سلف رضی اللہ عنہم مسئلہ زکوٰۃ میں بھی اس آیت کو پیش کرتے رہے ہیں ف۲ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے یعنی اس پر مواخذہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن ایک قسم کی روحانی کدورت و ظلمت وغیرہ جو گناہ کا طبعی اثر ہے وہ ممکن ہے باقی رہ جاتی ہو جو بالخصوص صدقہ اور عموماً حسنات کی مباشرت سے زائل ہوتی ہے۔ بایں لحاظ کہا سکتے ہیں کہ صدقہ گناہوں کے اثرات سے پاک و صاف کرتا اور اموال کی برکت بڑھاتا ہے ("زکوٰۃ" کے لغوی معنی نماء یعنی بڑھنے کے ہیں) اور ایک بڑا فائدہ صدقہ کرنے میں یہ تھا کہ صدقہ کرنے والوں کو حضور دعائیں دیتے تھے جن سے دینے والے کا دل بڑھتا اور سکون حاصل کرتا تھا۔ بلکہ آپ کی دعا کی برکت دینے والے کی اولاد در اولاد تک پہنچتی تھی۔ اب بھی ائمہ کے نزدیک مشروع ہے کہ جو شخص صدقہ لائے امام مسلمین بحیثیت وارث نبی ہونے کے اس کے لئے دعا کرے۔ البتہ جمہور کے نزدیک لفظ صلوٰۃ کا استعمال نہ کرے جو حضور کا مخصوص حق تھا۔ ف۳ یعنی توبہ اور صدقات کا قبول کرنا صرف خدا کے اختیار میں ہے کیونکہ وہ ہی جانتا ہے کہ کس نے اخلاص قلب اور شرائط قبول کی رعایت کے ساتھ توبہ کی یا صدقہ دیا۔ چنانچہ پہلے بعضوں پر عتاب ہو چکا کہ ہمیشہ کے لئے ان کی زکوٰۃ لینی موقوف ہوئی اور منافقین کے صدقات کو مردود ٹھہرایا گیا اور ان کے حق میں دعا و استغفار کو بھی بے سود بتلایا۔ بلکہ جنازہ پڑھنے کی ممانعت کر دی جن لوگوں کا یہاں ذکر ہے ان کی توبہ قبول کی اور صدقات قبول کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہ حضور ان کے حق میں (رحمۃً و تسکیناً) دعا کریں۔ ف۴ یعنی توبہ وغیرہ سے گذشتہ تقصیرات معاف ہوگئیں لیکن آگے دیکھا جائے گا کہ تم کہاں تک صدق و استقامت کا عملی ثبوت پیش کرتے ہو۔ اس جہاد میں قصور ہوا تو آئندہ اور جہاد ہوں گے پیغمبر علیہ السلام کے یا خلفاء کے روبرو۔ ان میں امتحان ہوگا کہ کیا عمل کرتے ہو۔ پھر خدا کے یہاں جا کر ہر عمل کا پورا بدلہ مل جائے گا۔ کیونکہ وہ ہی تمام کھلی چھپی چیزوں اور ظاہری عمل اور باطنی نیتوں پر مطلع ہے۔ ہر ایک کے ساتھ اسی کی واقعی حالت کے موافق معاملہ کرے گا (آیت کی یہ تقریر حضرت شاہ صاحب رحمہ کے مذاق پر کی گئی ہے کیونکہ اوفق بالسیاق ہے واللہ اعلم) ف۵ اہل مدینہ میں سے یہاں ایک اور چھوٹی سی جماعت کا ذکر فرمایا ہے اصل یہ ہے کہ متخلفین عن تبوک (یعنی تبوک میں نہ شریک ہونے والے) تین قسم کے تھے۔ ایک منافقین جو از راہ شک و نفاق علیحدہ رہے۔ دوسرے بعض مومنین جو محض سستی اور تن آسانی کی بدولت شریک جہاد نہ ہوئے۔ پھر ان میں دو قسمیں تھیں۔ اکثر وہ تھے جنہوں نے واپسی کی اطلاع پا کر اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا۔ ان کا ذکر پچھلی آیات میں گذر چکا۔ صرف تین شخصوں کی جماعت وہ تھی جنہوں نے نہ اپنے کو ستونوں سے بندھوایا نہ کوئی عذر تراشا بس جو واقعہ تھا اور جو قصور ہوا تھا صاف صاف بلا کم و کاست آنحضرت صلعم کے سامنے عرض کر دیا۔ ان کے بارے میں یہ آیت وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ نازل ہوئی یعنی ان کا معاملہ ابھی ڈھیل میں ہے چند روز خدا کے حکم کا انتظار کرو خواہ ان کو سزا دے یا معاف کرے۔ جو اس کے علم و حکمت کا اقتضا ہوگا کیا جائے گا۔ نبی کریم صلعم نے تا نزول حکم الٰہی ادب دینے کے لئے مسلمانوں کے تعلقات ان تینوں سے منقطع کر دیے۔ پچاس دن تک یہ ہی معاملہ رہا پھر معافی ہوئی۔ ان واقعات کی اور تینوں کے ناموں کی تفصیل اگلے رکوع کے خاتمہ پر بیان ہوگی۔ ف۶ پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جن سے بظاہر ایک برا کام ہوگیا (تخلف عن الجہاد) مگر صحت اعتقاد اور اعتراف خطا کی بدولت معافی مل گئی۔ یہاں ایسی جماعت کا بیان ہے جنہوں نے بظاہر اچھا کام کیا (تعمیر مسجد) لیکن بد اعتقادی کی وجہ سے وبال بن گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلعم مکہ سے ہجرت کر آئے تو اول مدینہ سے باہر بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں فروکش ہوئے۔ پھر چند روز بعد شہر (مدینہ) میں تشریف لے گئے۔ اور مسجد نبوی تعمیر کی۔ اس محلہ میں جہاں آپ پیشتر نماز پڑھتے تھے وہاں کے لوگوں نے مسجد تیار کر لی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت اکثر ہفتہ کے روز وہاں جا کر ... مسجد کے نام سے تعمیر کریں۔ اپنی جماعت جدا ٹھہرائیں اور ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت مکہ سے ہجرت کر آئے تو مدینہ سے باہر اترے ایک محلہ تھا بنی عمرو بن عوف کا۔ چند روز اس جگہ رہے۔ وہاں کے لوگوں نے مسجد بنائی اور جماعت قائم کی مسجد قبا۔ پھر شہر میں بسکر آپ نے مسجد نبوی تعمیر کی۔ اس محلہ میں جہاں نماز پڑھتے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے مسجد بنائی اور جماعت قائم کی۔ پھر حضرت اکثر ہفتہ کے دن وہاں جاتے اور نماز پڑھتے۔ اسی محلہ میں بعضے منافقوں نے چاہا کہ ایک اور مسجد بناویں جہاں اپنی جماعت جدا ٹھہراویں اور ایک راہب ابو عامر کہ اسلام کی ضد سے نکل گیا تھا اسکو نفاق سے جاکر وہاں سردار اور امام کریں حضرت سے چاہا کہ ایک بار آؤ آپ وہاں نماز پڑھیں تو ہم جماعت قائم کریں۔ حضرت کو آگے وہ معلوم نہ تھی وعدہ کیا کہ جنگ تبوک سے ہم پھر پھر آئیں گے تو آویں۔ وہاں نماز پڑھکر شہر میں داخل ہونگے۔ حق تعالی نے پہلے خبر دار کر دیا اور مسجد قبا کے لوگوں کی تعریف کی۔ آدمی خبردار رہے کہ ظاہر نیکی، عبادت ہے اور نیت اس میں نفسانیت ہے اس کا یہ حال ہے ف۲ یعنی بے انصافی کی شامت سے عمل نیک بھی چاہیں تو بن نہیں آتا ف۳ یعنی اس عمل بد کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ ان کے دل میں نفاق رہے گا۔ نفاق کو فرمایا شبہ ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝
اسمیں اسمیں وہ مرد ہیں جن کو خوشی ہے پاک رہنے کی اور اللہ چاہتا ہے ستھرائی والوں کو ف۱
اس میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو ف۱

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ
بھلا جسنے نے بنیاد دھری اپنی عمارت کی پرہیزگاری پر اللہ سے اور رضامندی پر وہ بہتر یا جس نے
بھلا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ سے ڈرنے پر اور اس کی رضامندی پر وہ بہتر یا جس نے

أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ
نیو رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے جو ڈھنا ہے پھر اس کو لیکر ڈھے پڑا دوزخ کی آگ میں
بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے جو گرنے کو ہے پھر اس کو لے کر ڈھے پڑا دوزخ کی آگ میں ف۲

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي
اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف۲ ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو
اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ف۲ ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو انہوں

بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
بنائی تھی شبہ ان کے دل میں مگر جب ٹکڑے ہوجاویں ان کے دل اور اللہ سب جانتا ہے
نے بنائی تھی شبہ ان کے دلوں میں مگر جب ٹکڑے ہوجائیں ان کے دل کے اور اللہ سب کچھ جاننے والا

حَكِيمٌ ۝ ع إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ
ع ۱۱ (۱۱) ۲
حکمت والا ف۳ اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال
حکمت والا ہے ف۳ اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال

بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ
اس قیمت پر کہ انکے لئے بہشت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں
اس قیمت پر کہ انکے لئے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں

وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ
وعدہ ہوچکا اس کے ذمہ پر سچا توراۃ اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول
وعدہ ہوچکا ہے اس کے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول

بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۚ
کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کی ہے اس سے
کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے

وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ
اور یہی ہے بڑی مراد ملنی توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے شکر کرنے والے
اور یہی ہے بڑی کامیابی ف۴ وہ توبہ کرنے والے ہیں بندگی کرنیوالے شکر کرنیوالے

السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
بے تعلق رہنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک بات
بے تعلق رہنے والے ف۵ رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے حکم کرنے والے نیک بات کا

بقیہ فوائد صفحہ ۲۶۳ سادہ دل مسلمانوں کو مسجد قبا سے ہٹا کر ادھر لے آئیں۔ فی الحقیقت اس ناپاک تجویز کا محرک اصلی ایک شخص ابو عامر راہب خزرجی تھا۔ ہجرت سے پہلے اس شخص نے نصرانی بن کر راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی۔ مدینہ اور آس پاس کے لوگ خصوصاً قبیلہ خزرج اس کے زہد و درویشی کے معتقد تھے اور بڑی تعظیم کرتے تھے۔ حضور کے قدوم میمنت لزوم سے جب مدینہ میں ایمان و عرفان کا آفتاب چمکا تو اس طرح کے درویشوں کا بھرم کھلنے لگا۔ بھلا نور آفتاب کے سامنے چراغ مردہ کو کون پوچھتا۔ ابو عامر یہ دیکھکر چراغ پا ہو گیا۔ حضور نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا کہ میں ملت ابراہیمی لے کر آیا ہوں۔ کہنے لگا کہ میں پہلے سے اسی پر قائم ہوں۔ لیکن تم نے اپنی طرف سے ملت ابراہیمی میں اس کے خلاف چیزیں داخل کر دی ہیں۔ حضور نے جبت زور سے اس کی تردید فرمائی۔ آخر اس کی زبان سے نکلا کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہو خدا اس کو وطن سے دور بیکس و تنہا غربت و بیکسی کی موت مارے۔ آپ نے فرمایا آمین خدا ایسا ہی کرے۔ جنگ بدر کے بعد جب اسلام کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اور مسلمانوں کا عروج و فروغ حاسدوں کی نگاہوں کو خیرہ کرنے لگا۔ ابو عامر کو تاب نہ رہی۔ بھاگ کر مکہ پہنچا تا کفار مکہ کو حضور کے مقابلہ میں چڑھا کر لائے۔ چنانچہ معرکہ احد میں قریش کے ساتھ خود آیا۔ مبارزہ شروع ہونے سے پہلے آگے بڑھکر انصار مدینہ کو جو عہد جاہلیت میں اسکے بڑے معتقد تھے خطاب کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ احمق یہ نہ سمجھا کہ پیغمبرانہ تصرف کے سامنے اب وہ پرانا جادو کہاں چل سکتا ہے۔ آخر انصار نے جو اسے پہلے راہب کہہ کر پکارتے تھے جواب دیا کہ او فاسق دشمن خدا! تیری آنکھ خدا کبھی ٹھنڈی نہ کرے۔ کیا رسول خدا کے مقابلہ میں ہم تیرا ساتھ دیں گے؟ انصار کا مایوس کن جواب سنکر کچھ حواس درست ہوئے اور غیظ میں آکر کہنے لگا کہ اے محمد (صلعم) آئندہ جو قوم بھی تیرے مقابلہ کے لئے اٹھے گی میں برابر اس کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ جنگ حنین تک ہر معرکہ میں کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑتا رہا۔ احد میں اسی کی شرارت سے حضور کو چشم زخم پہنچا۔ دونوں صفوں کے درمیان اس نے پوشیدہ طور پر کچھ گڑھے کھدوا دیئے تھے وہیں چہرۂ مبارک کے زخمی ہونے اور دندان مبارک شہید ہونے کا واقعہ پیش آیا۔ حنین کے بعد جب ابو عامر نے محسوس کر لیا کہ اب عرب کی کوئی طاقت اسلام کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتی تو بھاگ کر ملک شام پہنچا۔ اور منافقین مدینہ کو خط لکھا کہ میں قیصر روم سے ملکر ایک لشکر جرار محمد (صلعم) کے مقابلہ میں لاتا ہوں جو چشم زدن میں ان کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیگا اور مسلمانوں کو بالکل پامال کر کے چھوڑے گا (العیاذ باللہ) تم فی الحال ایک عمارت مسجد کے نام سے بنالو جہاں نماز کے بہانے سے جمع ہو کر اسلام کے خلاف ہر قسم کے سازشی مشورے ہو سکیں اور قاصد تم کو وہیں میرے خطوط وغیرہ پہنچا دیا کریں اور میں بذات خود آؤں تو ایک موزوں جگہ ٹھہرنے اور ملنے کی ہو۔ یہ خبیث مقاصد تھے جن کے لئے مسجد ضرار تعمیر ہوئی اور حضور کے روبرو بہانہ یہ کیا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم ہماری نیت بری نہیں بلکہ بارش اور سردی وغیرہ میں بالخصوص بیماروں، ناتوانوں اور ارباب حوائج کو مسجد قبا تک جانا دشوار ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مسجد بنائی گئی ہے تا نمازیوں کو سہولت ہو اور مسجد قبا میں تنگی مکان کی شکایت نہ رہے۔ حضور ایک مرتبہ وہاں چل کر نماز پڑھ لیں تو ہمارے لیے موجب برکت و سعادت ہو۔ یہ اس لئے کہ حضور کا طرز عمل دیکھ کر بعض سادہ دل مسلمان حسن ظن کی بنا پر ان کے جال میں پھنس جائیں۔ آپ اسوقت تبوک جانے کے لیے پا بر کاب تھے۔ فرمایا کہ اللہ نے چاہا تو واپسی پر ایسا ہو سکے گا جب حضور تبوک سے واپس ہو کر بالکل مدینہ کے نزدیک پہنچ گئے تب جبرئیل یہ آیات لیکر آئے جن میں منافقین کی ناپاک اغراض پر مطلع کر کے مسجد ضرار کی پول کھول دیا گیا۔ آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی کو حکم دیا کہ اس مکان کو جس کا نام از راہ خداع و فریب مسجد رکھا تھا گرا کر پیوند زمین بنا دو۔ انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس طرح منافقین و ابو عامر فاسق کے سب ارمان دل کے دل میں رہ گئے اور ابو عامر اپنی دعا اور حضور کی آمین کے موافق قنسرین (ملک شام) میں تنہا سخت بیکسی کی موت مرا۔ کقطع ذاب القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔

منزل ۲

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی اس مسجد میں جس کی بنیاد محض ضد، کفر و نفاق، عداوت اسلام اور مخالفت خدا و رسول پر رکھی گئی۔ آپ کبھی نماز کے لئے کھڑے نہ ہوں۔ آپ کی نماز کے لائق وہ مسجد ہے جس کی بنیاد اول دن سے تقویٰ اور پرہیزگاری پر قائم ہوئی (خواہ مسجد نبوی ہو یا مسجد قبا) اسکے نمازی گناہوں اور شرارتوں اور ہر قسم کی نجاستوں سے اپنا ظاہر و باطن پاک رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں اور خدا پاک صاف رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور نے اہل قبا سے دریافت کیا کہ تم طہارت و پاکیزگی کا کیا خاص اہتمام کرتے ہو جو حق تعالیٰ نے تمہاری نظافت کی مدح فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ ڈھیلے کے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں یعنی عام عادت تو یہ تھی ... اس حکم کا ... مسجد قبا ... صریح ہے کہ ... اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى کا مصداق مسجد نبوی ... (بقیہ بر صفحہ ۲۶۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں۔ اور حدیں تھامنی یہ کہ بغیر حکم شرع کوئی کام نہ کریں۔ ۱۲ منہ ف۲ قرآن میں جو ذکر ہوا کہ ابراہیم نے اپنے باپ کی بخشش مانگی۔ شاید حضرت کے دل میں بھی آیا تھا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اپنے قرابت والوں کے حق میں دعا کریں یہ منع آیا۔ معلوم ہوا کہ مشرک بخشا نہیں جاتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۳ یعنی اسی واسطے تم کو منع کر دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

(بقیہ فوائد صفحہ ۲۶۴) - اور پائیدار ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جس کام کی بنا شک و نفاق اور مکر و خداع پر ہو وہ اپنی ناپائداری، بودے پن اور انجام بد کے لحاظ سے ایسا ہے جیسے کوئی عمارت ایک کھائی کے کنارہ پر کھڑی کی جائے کہ ذرا زمین سرکی یا پانی کا تھپیڑ لگا وہ کوٹھی ساری عمارت دھڑام سے نیچے آرہی اور آخرکار دوزخ کے گڑھے میں جا پہنچی۔ ف۴ یعنی بظاہر کوئی نیک عمل بھی کریں (جیسے مسجد بنائی) ظلم و ناانصافی کی شامت سے بن نہیں پڑتا۔ ف۵ "ریبہ" کا ترجمہ کیا ہے "شبہ" جس سے مراد ہے نفاق۔ یعنی اس عمل بد کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ اُن کے دلوں میں (جب تک موت نہ آئے یا پارہ پارہ نہ ہو جائیں) نفاق قائم رہے گا۔ جیسے اسی سورۃ میں پہلے گزر چکا فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُوا اللَّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ۔ بعض مفسرین نے "ریبہ" کے معنی کئے ہیں "کھٹک" یعنی جو عمارت انہوں نے ناپاک مقاصد کے لئے بنائی تھی، مگر حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مطلع کر کے ان کے تمام پوشیدہ مقاصد کا خاتمہ کر دیا اس کا خیال ہمیشہ ان کے دلوں میں کانٹا سا کھٹکتا رہے گا۔ والراجح عند السلف ہو الاول کما حکی ابن کثیرؒ

ف۶ اس سے زیادہ سود مند تجارت اور عظیم الشان کامیابی کیا ہو گی کہ ہماری حقیر سی جانوں اور فانی اموال کا خداوند قدوس خریدار بنا۔ ہماری جان، مال جو فی الحقیقت اسی کی مملوک و مخلوق ہیں محض ادنیٰ ملابست سے ہماری طرف نسبت کر کے "مبیع" قرار دیا اور "جنت" جو "ثمن" ہیں مقصود بالذات ہوئی ہے اور جنت جیسے اعلیٰ ترین مقام کو اس کا "ثمن" یعنی ایک جو مبیع تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ حدیث میں نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ "جنت" میں وہ نعمتیں ہوں گی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے قلب پر ان کی کیفیات کا خطرہ ہوا۔ اب خیال کرو کہ جان و مال جو بہرحال تمام جاتے رہنے والے ہیں، انھیں جنت کا ثمن نہیں بنایا، نہ یہ کہا کہ حق تعالیٰ "بائع" اور ہم "مشتری" ہوتے کہ ملت و نوازش کی حد ہو گئی کہ اس ذرا سی چیز کے (حالانکہ وہ بھی فی الحقیقت اسی کی ہے)... اور ضد میں جنت جیسی لازوال اور قیمتی چیز کو ہمارے لئے مخصوص کر دیا، جیسا کہ "بالجنۃ" کی جگہ "بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ" فرمانے سے ظاہر ہوتا ہے۔ نسیم جاں بستاند و صد جاں دہد... آنچہ در وہم تو ناید آں دہد۔ پھر یہ نہیں کہ ہمارے جان و مال خرید لئے گئے تو فوراً ہمارے قبضہ سے نکال لئے جائیں۔ غرض اس قدر مطلوب ہے کہ جب موقع پیش آئے جان و مال خدا کے راستہ میں پیش کرنے کے لئے تیار رہیں، بخل نہ کریں خواہ دلیر یا نہیں، اسی کے پاس چھوڑ رکھیں اسی لئے فرمایا: "يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ" یعنی مقصود خدا کی راہ میں جان و مال حاضر کر دینا ہے، پھر مار دیں یا مارے جائیں۔ دونوں صورتوں میں عقد بیع پورا ہو گیا اور مبیع اور ثمن کے مستحق ٹھہرے۔ ممکن ہے کسی کو وسوسہ گزرے کہ معاملہ تو بیشک بہت سود مند اور فائدہ بخش ہے۔ لیکن ثمن نقد نہیں ملتا اس کا جواب دیا "وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ" یعنی ادھار ثمن کے مارے جانے کا کوئی خطرہ نہیں خدا تعالیٰ نے بہت تاکید و اہتمام سے پختہ دستاویز لکھ دی ہے جس کا خلاف ناممکن ہے۔ کیا خدا سے بڑھ کر صادق القول اور اصفیائے اور وعدہ کا پکا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہٰذا اس کا ادھار بھی دوسروں کے نقد سے ہزاروں درجہ پختہ اور بہتر ہو گا۔ پھر مومنین کے لئے خوش ہونے اور اپنی قسمت پر نازاں ہونے کا اس سے بہتر کونسا موقع ہو گا کہ خود رب العزت ان کا خریدار بنے اور اس شان سے بنے۔ سچ فرمایا عبداللہ بن رواحہؓ نے کہ یہ وہ بیع ہے جس کے بعد اقالہ کی کوئی صورت ہم باقی رکھنا نہیں چاہتے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل سے ہم ناکاروں کو ان مومنین کے زمرہ میں محشور فرمائے آمین۔ ف۱ بعض نے "سائحون" سے مراد روزہ دار لئے ہیں، کیونکہ روزہ دار کھانے پینے وغیرہ لذائذ و مرغوبات سے بے تعلق ہو کر روحانی مدارج اور ملکوتی مقامات کی سیر کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس لفظ کا مصداق مہاجرین ہیں جو گھر بار سے بے تعلق ہو کر "دارالاسلام" میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ بعض نے "مجاہدین" کا ارادہ کیا ہے کہ مجاہد اپنی جان تک سے بے تعلق ہو کر خدا کے راستہ میں قربان ہونے کے لئے نکلتا ہے۔ بعض کی رائے میں یہ لفظ طلبۂ علوم کے لئے ہے جو وطن اقرباء، راحت و آسائش وغیرہ سب کو خیرباد کہہ کر طلب علم کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ بہرحال مترجم محقق نے جو ترجمہ کیا اس میں ان سب اقوال کی گنجائش ہے مگر اکثر سلف کے نزدیک پہلی تفسیر مختار ہے۔ واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ شاید بے تعلق رہنے سے مراد یہ ہو کہ دنیا میں دل نہ لگائے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی خود درست ہونے کے ساتھ دوسروں کو بھی درست کرتے ہیں گویا ان کا کام ہے عبادت حق، اور خیر خواہی خلق۔ ف۲ یعنی نیکی بدی کی جو حدود حق تعالیٰ نے متعین فرما دی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ بے حکم شرع کوئی قدم نہ اٹھائے۔ یہ سب صفات ان مومنین کی ہوئیں۔ جو جان و مال سے خدا کے ہاتھ پر بک چکے ہیں۔ ف۳ مومنین جب جان و مال سے خدا کے ہاتھ بیچ ہو چکے تو ضروری ہے کہ تنہا اسی کے ہو کر رہیں۔ اور ان لوگوں سے جن کا دشمن خدا اور جہنمی ہونا معلوم ہو چکا ہو۔ محبت و مہربانی کا واسطہ نہ رکھیں خواہ یہ دشمنانِ خدا ان کے ماں باپ، چچا، تایا اور خاص بھائی بند ہی کیوں نہ ہوں۔ جو خدا کا باغی اور دشمن ہے وہ ان کا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ پس جس شخص کی بابت پتہ چل جائے کہ بالیقین دوزخی ہے۔ خواہ وحی الٰہی کے ذریعے یا اس طرح کہ علانیہ کفر و شرک پر اس کو موت

وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ

اور منع کرنے والے بری بات سے اور تھامنے والے حدیں باندھی ہوئیں اللہ کی اور خوشخبری

اور منع کرنے والے بری بات سے ف۱ اور حفاظت کرنے والے ان حدود کی جو باندھی اللہ نے اور خوشخبری سنا دے

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا

سنا ایمان والوں کو ف۲ نہیں پہنچتا نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش مانگیں

ایمان والوں کو ف۳ لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ بخشش چاہیں

لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ

مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں ناتے والے جب کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں

مشرکوں کی اور اگرچہ وہ ہوں قرابت والے جبکہ کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں

أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن

دوزخ والے اور بخشش مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر

دوزخ والے ف۳ اور بخشش مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر

مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ

وعدے کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اس سے پھر جب اس پر کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ کا اس سے بیزار ہوا

وعدہ کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اس کو پھر جب کھل گیا ابراہیم پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا تو اس سے بیزار ہو گیا

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ

ابراہیم بڑا نرم دل ہے تحمل والا ف۲ اور اللہ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو

بیشک ابراہیم بڑا نرم دل تھا تحمل کرنے والا ف۴ اور اللہ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جبکہ

إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُم مَّا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

جب ان کو راہ پر لا چکا جب تک کھول نہ دے ان پر جس سے ان کو بچنا اللہ سب چیز سے

ان کو راہ پر لا چکا جب تک کھول نہ دے ان پر جس سے ان کو بچنا چاہیے بیشک اللہ ہر چیز سے

عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَ

واقف ہے ف۳ اللہ جو ہے اس کی سلطنت ہے آسمان و زمین میں جلاتا ہے اور مارتا ہے اور

واقف ہے ف۵ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں جلاتا ہے اور مارتا ہے اور

مَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَد تَّابَ اللَّهُ

تم کو کوئی نہیں اللہ کے سوا حمایتی نہ مددگار اللہ مہربان ہوا

تمہارا کوئی نہیں اللہ کے سوا حمایتی اور نہ مددگار ف۶ اللہ مہربان ہوا

عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ

نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی

نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی

الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ

گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جاویں بعضوں کے ان میں سے پھر مہربان ہوا

گھڑی میں ف۷ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے پھر مہربان ہوا

آ گئی ہو اس کے حق میں استغفار کرنا اور بخشش مانگنا ممنوع ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کی والدہ حضرت آمنہ کے بارہ میں نازل ہوئی۔ بعض احادیث میں مذکور ہے کہ آپ کے چچا ابو طالب کے حق میں اتری۔ اور بعض نے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں نے چاہا کہ اپنے آباء مشرکین (بقیہ صفحہ ۲۶۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ مہاجر اور انصار کو معاف کیا دل کے خطرے سے اور دوبارہ فرمایا مہربان ہوا پھر مہربان ہوا ۱۲ منہ ف۲ مہاجرین و انصار کے ساتھ وہ تین شخص بھی داخل ہوئے پچاس دن میں ان پر سخت حالت گزری کہ موت سے بدتر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ
ف۳ یہ تین شخص سچ کہنے سے بخشے گئے نہیں تو منافقوں میں ہوتے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ـــــــــــ از شاہ عبد القادر صاحب رح

بقیہ فوائد صفحہ ۲۶۵ … سے لئے جو مر چکے تھے استغفار کریں، اس آیت میں ان کو منع کیا گیا۔ بہرحال شان نزول کچھ ہو حکم یہ ہے کہ کفار و مشرکین کے حق میں جن کا خاتمہ کفر و شرک پر معلوم ہو جائے استغفار جائز نہیں (تنبیہ) حضور کے والدین کے بارہ میں علمائے اسلام کے اقوال بہت مختلف ہیں۔ بعض نے ان کو مومن و ناجی ثابت کرنے کے لئے مستقل رسائل لکھے ہیں اور بعض اکابر محدثین نے متعدد تصانیف ان کی نجات کے خلاف لکھی ہیں۔ احتیاط و سلامت روی کا طریقہ اس مسئلہ میں یہ ہے کہ زبان بند رکھی جائے اور ایسے نازک مباحث میں خوض کرنے سے احتراز کیا جائے۔ حقیقت حال کو خدا ہی جانتا ہے اور وہی تمام مسائل کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے۔ ف۴ سورۂ مریم میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے قبول حق سے اعراض کیا اور ضد و عناد سے حضرت ابراہیم کو قتل کی دھمکیاں دینے لگا، تو آپ نے والدین کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا "سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا" یعنی میں خدا سے تیرے لئے استغفار کروں گا۔ اس وعدے کے موافق آپ برابر استغفار کرتے رہے چنانچہ دوسری جگہ "وَاغْفِرْ لِأَبِي" فرمانے کی تصریح ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ابراہیم علیہ السلام ایک مشرک کی حالت شرک پر قائم رہتے ہوئے مغفرت چاہتے تھے۔ نہیں غرض یہ تھی کہ اس کو توفیق دے کہ حالت شرک سے نکل کر خوش اسلام میں آجائے اور قبول اسلام اس کی خطاؤں کے معاف ہونے کا سبب بنے۔ "إِنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ" ابراہیم علیہ السلام کے استغفار کو قرآن میں پڑھ کر بعض صحابہ کے دلوں میں خیال آیا کہ ہم بھی اپنے مشرک والدین کے حق میں استغفار کریں۔ اس کا جواب حق تعالیٰ نے دیا کہ ابراہیم نے وعدہ کی بنا پر صرف اس وقت اپنے باپ کے لئے استغفار کیا، جب تک یقینی طور سے یہ واضح نہیں ہوا تھا کہ اسے کفر و شرک اور خدا کی دشمنی پر مرنا ہے کیونکہ مرنے سے پہلے احتمال تھا کہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائے اور بخشا جائے۔ پھر جب کفر و شرک پر خاتمہ ہونے سے صاف کھل گیا کہ وہ حق کی دشمنی سے باز آنے والا نہ تھا، تو ابراہیم علیہ السلام اس سے بالکلیہ بیزار ہو گئے اور دعا و استغفار وغیرہ ترک کر دیا پہلے تو ہم دلی اور شفقت سے دعا کرتے تھے۔ جب توبہ و رجوع کے احتمالات منقطع ہو گئے تو آپ نے اس کی خیر خواہی سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اور اس حادثہ کو پیغمبرانہ صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ حدیث میں ہے کہ محشر میں ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ خداوندا! تیرا وعدہ ہے کہ مجھے رسوا نہ کرے گا۔ مگر اس سے زیادہ کیا رسوائی ہوگی کہ آج میرا باپ سب کے سامنے دوزخ میں پھینکا جائے۔ اسی وقت ان کے باپ کی صورت مسخ ہو کر ضبع (کفتار) کی سی ہو جائے گی، اور فرشتے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ شاید یہ اس لئے ہو کہ لوگ اسے پہچان نہ سکیں، کیونکہ رسوائی کا دار و مدار شناخت پر ہے۔ جب شناخت نہ رہے گی کہ کیا چیز دوزخ میں پھینکی گئی، پھر بیٹے کی رسوائی کا کچھ مطلب نہیں۔ ف۵ یعنی اتمام حجت اور اظہار حق سے پہلے خدا کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ گمراہی یہ ہے کہ جب خدا اپنے احکام صاف کھول کر بیان کر چکا، پھر امتثال نہ کیا جائے۔ گویا اشارہ کر دیا کہ جو لوگ ممانعت سے قبل مشرکین کے لئے استغفار کر چکے ہیں ان پر مواخذہ نہیں۔ لیکن اب اطلاع پانے کے بعد ایسا کرنا گمراہی ہے۔ ف۶ جب اسی کی سلطنت ہے تو اسی کا حکم چلنا چاہئے۔ وہ علم محیط اور قدرت کاملہ سے جو احکام نافذ کرے۔ بندوں کا کام ہے کہ بے خوف و خطر تعمیل کریں۔ کسی کی رو رعایت کو دخل نہ دیں، کیونکہ خدا کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں۔ ف۷ مشکل کی گھڑی سے مراد غزوۂ تبوک کا زمانہ ہے جس میں کئی طرح کی مشکلات جمع تھیں۔ سخت گرمی، طویل مسافت، کھجور کا موسم، اس زمانہ کی عظیم الشان سلطنت کے مقابلہ پر فوج کشی، پھر ظاہری بے سر و سامانی ایسی کہ ایک ایک کھجور روزانہ دو دو سپاہیوں پر تقسیم ہوتی تھی۔ آخر میں یہ نوبت پہنچ گئی کہ بہت سے مجاہدین ایک ہی کھجور کو یکے بعد دیگرے چوس کر پانی پی لیتے تھے۔ پھر پانی کے فقدان سے اونٹوں کی آلائش نچوڑ کر پینے کی نوبت آگئی۔ سواری کا اتنا قحط تھا کہ دس دس آدمی ایک ایک اونٹ پر اترتے چڑھتے چلے جا رہے تھے۔ یہی وہ جذبۂ ایثار و فداکاری تھا جس نے مٹھی بھر جماعت کو تمام دنیا کی قوموں پر غالب کر دیا۔ فللہ الحمد والمنۃ

عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا
ان پر وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا ف۱ اور ان تین شخص پر جن کو پیچھے رکھا تھا
اُن پر بیشک وہ اُن پر مہربان ہے رحم کرنے والا ف۱ اور اُن تین شخصوں پر جن کو پیچھے رکھا تھا ف۲

حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ
یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین ساتھ اس کے کہ کشادہ ہے اور تنگ ہوئی ان پر
یہاں تک کہ جب تنگ ہو گئی اُن پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور تنگ ہو گئیں اُن پر

أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
اپنی جان اور اٹکلے کہ کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر
اُن کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا اُن پر

لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
کر وہ پھر آویں اللہ ہی ہے مہربان رحم والا ف۲ اے ایمان والو ڈرتے رہو
تاکہ وہ پھر آئیں بیشک اللہ ہی ہے مہربان رحم والا ف۳ اے ایمان والو ڈرتے رہو

ع ۱۴ ۸

اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ
اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے ف۳ نہ چاہئے مدینے والوں کو اور جو
اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے ف۴ نہ چاہئے مدینے والوں کو اور اُن کے

حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا
ان کے گرد گنوار ہیں کہ رہ جاویں رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی
گرد کے گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی

بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ
جان کو چاہیں زیادہ اس کی جان سے یہ اس واسطے کہ نہ پہنچی ان کو پیاس اور نہ محنت
جان کو چاہیں زیادہ رسول کی جان سے ف۵ یہ اس واسطے کہ جہاد کرنے والے نہیں پہنچتی اُن کو پیاس اور نہ محنت

وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ
اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ پاؤں پھرتے ہیں کہیں جس سے خفا ہوں کافر
اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کہیں جس سے کہ خفا ہوں کافر

وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ
اور نہ چھینتے ہیں دشمن سے کچھ چیز مگر لکھا جاتا ہے اس پر ان کو نیک عمل تحقیق
اور نہ چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے اُن کے واسطے اس کے بدلے نیک عمل بیشک

اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا
اللہ نہیں کھوتا حق نیکی والوں کا اور نہ خرچ کرتے ہیں کچھ خرچ چھوٹا یا
اللہ نہیں ضائع کرتا حق نیکی کرنے والوں کا ف۶ اور نہ خرچ کرتے ہیں کوئی خرچ چھوٹا اور

كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ
بڑا اور نہ کاٹتے ہیں کوئی میدان مگر لکھ لیتے ہیں ان کے واسطے کہ بدلا دے ان کو اللہ
نہ بڑا اور نہ طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر لکھ لیا جاتا ہے ان کے واسطے تاکہ بدلا دے اُن کو اللہ

فوائد صفحہ ہذا { ف۱ خدا کی مہربانیاں پیغمبر علیہ السلام پر بیشمار ہیں۔ اور آپ کی برکت سے مہاجرین و انصار پر بھی حق تعالیٰ کی مخصوص توجہ اور مہربانی رہی ہے کہ ان کو ایمان و عرفان سے مشرف فرمایا۔ اتباع نبوی، جہاد فی سبیل اللہ اور عظیم امور کے سرانجام دینے کی ہمت و توفیق بخشی۔ پھر ایسے مشکل وقت میں جبکہ بعض مومنین سے تبوک کی مشکلات اور صعوبتوں کا ہجوم دیکھ کر ڈگمگانے لگے تھے اور قریب تھا کہ رفاقت نبوی سے پیچھے ہٹ جاتے۔ حق تعالیٰ نے دوبارہ مہربانی اور دستگیری فرمائی کہ ان کو اس قسم کے خطرات اور وساوس پر عمل کرنے سے محفوظ رکھا اور مومنین کی ہمتوں کو مضبوط اور ارادوں کو بلند کیا۔ ف۲ یہ تین شخص کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع ہیں۔ جو باوجود مومن مخلص ہونے کے محض تن آسانی اور سہل انگاری کی بنا پر بدون عذر شرعی کے تبوک کی شرکت سے محروم رہے۔ جب حضور واپس تشریف لائے تو نہ انہوں نے منافقین کی طرح جھوٹے عذر پیش کئے اور نہ بعض صحابہ کی طرح اپنے کو ستونوں سے باندھا جو واقعہ تھا صاف صاف عرض کر دیا اپنی کوتاہی اور تقصیر کا علانیہ اعتراف کیا۔ تنبیہ ہوا کہ منافقین کی طرف (بقیہ آئندہ صفحہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۲۶۹

سے بظاہر اغماض کر کے اُن کے باطن کو خدا کے سپرد کیا گیا۔ "اصحاب سواری" کی (یعنی جو مسجد کے ستونوں سے بندھے ہوئے تھے) توبہ قبول کرلی گئی اور ان تینوں کا فیصلہ تادیا کچھ مدت کے لئے ملتوی رکھا گیا پچاس دن گزرنے کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی پیچھے رکھے جانے کا یہی مطلب ہے، جیسا کہ بخاری میں خود کعب بن مالک سے نقل کیا ہے۔ ف ان تینوں میں سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا واقعہ نہایت شرح وبسط سے عجیب موثر طرز میں بیان فرمایا ہے صحیح بخاری وغیرہ میں ملاحظہ کیا جائے یہاں اس کے بعض اجزاء نقل کئے جاتے ہیں کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ تبوک کی مہم چونکہ بہت سخت اور دشوار گزار تھی حضورؐ نے صحابہ کو عام حکم تیاری کا دیا لوگ مقدور استطاعت کے موافق سامانِ سفر درست کرنے میں مشغول تھے مگر میں بے فکر تھا کہ جب چاہوں گا فوراً تیار ہو کر ساتھ چلا جاؤں گا کیونکہ بفضل ایزدی اس وقت ہر طرح کا سامان مجھ کو میسر تھا ایک چھوڑ دو سواریاں میرے پاس موجود تھیں میں اسی غفلت کے نشے میں رہا ادھر نبی کریم صلعم نے تیس ہزار مجاہدین اسلام کو کوچ کا حکم دے دیا مجھے اب بھی یہ خیال تھا کہ حضورؐ روانہ ہو گئے تو کیا ہے، اگلی منزل پر آپ سے جا ملوں گا آج چلوں کل چلوں ابھی امروز و فردا میں وقت نکل گیا حضورؐ نے تبوک پہنچ کر فرمایا "ما فعل کعب بن مالک" (کعب بن مالکؓ کو کیا ہوا) بنی سلمہ کا ایک شخص بولا کہ یا رسول اللہ اس کی عیش پسندی اور اعجاب وغرور نے نکلنے کی اجازت نہ دی معاذ بن جبل نے کہا کہ تو نے بری بات کہی خدا کی قسم ہم نے اس میں بھلائی کے سوا کچھ نہ دیکھا حضورؐ یہ گفتگو سن کر خاموش رہے کعب کہتے ہیں کہ آپ کی تشریف بری کے بعد بہت زیادہ وحشت اس سے ہوتی تھی کہ سارے مدینہ میں پکے منافق یا معذور مسلمان کے سوا مجھے کوئی مرد نظر نہ پڑتا تھا بہرحال اب دل میں طرح طرح کے جھوٹے منصوبے گانٹھنے شروع کئے کہ آپ کی واپسی پر فلاں عذر کر کے جان بچالوں گا مگر جس وقت معلوم ہوا کہ حضورؐ خیر و عافیت سے واپس تشریف لے آئے دل سے سارے جھوٹ فریب محو ہو گئے اور طے کر لیا کہ سچ کے سوا کوئی چیز اس بارگاہ میں نجات دلانے والی نہیں حضورؐ مسجد میں رونق افروز تھے اصحاب کا مجمع تھا منافقین جھوٹے حیلے بہانے بنا کر ظاہری گرفت سے چھوٹ رہے تھے کہ میں حضورؐ کے سامنے آیا میرے سلام کرنے پر آپ نے غضب آمیز تبسم فرمایا اور غیر حاضری کی وجہ دریافت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اس وقت میں دنیا والوں میں سے کسی دوسرے کے سامنے ہوتا تو آپ دیکھتے کہ کس طرح زبان زوری اور چرب لسانی سے جھوٹے حیلے حوالے کر کے اپنے کو صاف بچالیتا مگر یہاں تو معاملہ ایک ایسی ذات مقدس سے ہے جسے جھوٹ بول کر اگر میں راضی بھی کرلوں تو تھوڑی دیر کے بعد خدا اس کو سچی بات پر مطلع کر کے مجھ سے ناراض کر دے گا برخلاف اس کے سچ بولنے میں گو تھوڑی دیر کے لئے آپ کی خفگی برداشت کرنی پڑے گی لیکن امید کرتا ہوں کہ خدا کی طرف سے اس کا انجام بہتر ہو گا اور آخرکار سچ بولنا ہی مجھے خدا اور رسول کے غصے سے نجات دلائے گا۔ یا رسول اللہ واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس غیر حاضری کا کوئی عذر نہیں جس وقت حضورؐ کی ہمرکابی کے شرف سے محروم ہوا اس وقت سے زیادہ فراخی اور مقدرت کبھی مجھ کو حاصل نہ ہوئی تھی میں مجرم ہوں آپ کو اختیار ہے جو فیصلہ چاہیں میرے حق میں دیں آپ نے فرمایا یہ شخص ہے جس نے سچی بات کہی اچھا جاؤ اور خدائی فیصلہ کا انتظار کرو۔ میں اٹھا اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ (ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع) یہ دو شخص بھی میرے ہی جیسے ہیں ہم تینوں کے متعلق آپ نے حکم دے دیا کہ کوئی ہم سے بات نہ کرے سب علیحدہ رہیں چنانچہ کوئی مسلمان ہم سے بات نہ کرتا تھا نہ سلام کا جواب دیتا تھا وہ دونوں تو خانہ نشین ہو گئے شب و روز گھر میں وقف گریہ و بکا رہتے تھے میں ذرا سخت اور قوی تھا مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوتا حضورؐ کو سلام کر کے دیکھتا تھا کہ جواب میں لب مبارک کو حرکت ہوئی یا نہیں۔ جب میں حضورؐ کی طرف دیکھتا آپ میری طرف سے منہ پھیر لیتے تھے مخصوص اقارب اور محبوب ترین اعزہ بھی مجھ سے بیگانہ ہو گئے تھے اسی اثنا میں ایک روز ایک شخص نے بادشاہ "غسان" کا خط مجھے دیا جس میں میری مصیبت پر اظہار ہمدردی کرنے کے بعد دعوت دی تھی کہ میں اس کے ملک میں آجاؤں، وہاں میری بہت آؤ بھگت ہو گی میں نے پڑھ کر کہا کہ یہ بھی ایک مستقل امتحان ہے آخر وہ خط میں نے تنور آتش کر دیا۔ چالیس دن گزرنے کے بعد بارگاہ رسالت سے جدید حکم پہنچا کہ میں اپنی عورت سے بھی علیحدہ رہوں چنانچہ اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ اپنے میکے چلی جائے اور جب تک خدا کے یہاں سے میرا کوئی فیصلہ ہو وہیں ٹھہری رہے سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو حضورؐ میرا جنازہ نہ پڑھیں گے اور فرض کیجئے ان دنوں میں آپ کی وفات ہو گئی تو مسلمان ہمیشہ یہی معاملہ مجھ سے رکھیں گے۔ میری میت کے قریب بھی کوئی نہ آئے گا غرض پچاس دن اسی حالت میں گزرے کہ خدا کی زمین مجھ پر باوجود فراخی کے تنگ تھی بلکہ عرصۂ حیات تنگ ہو گیا تھا زندگی موت سے زیادہ سخت معلوم ہوتی تھی کہ یکایک جبل سلع سے آواز آئی "یا کعب بن مالک! ابشر" (اے کعب بن مالک خوش ہو جا) میں سنتے ہی سجدہ میں گر پڑا۔ معلوم ہوا کہ اخیر شب میں حق تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر علیہ السلام کو خبر دی گئی کہ ہماری توبہ مقبول ہے آپ نے بعد نماز فجر صحابہ کو مطلع فرمایا ایک سوار میری طرف دوڑا کہ بشارت سنائے۔ مگر دوسرے شخص نے پہاڑ پر زور سے للکارا اس کی آواز سوار سے پہلے پہنچی اور میں نے اپنے بدن کے کپڑے اتار کر آواز لگانے والے کو دیئے پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگ جوق جوق آتے اور مجھے مبارکباد دیتے تھے۔ مہاجرین میں سے حضرت طلحہؓ نے کھڑے ہو کر مصافحہ کیا۔ حضورؐ کا چہرہ خوشی سے چاند کی طرح چمک رہا تھا آپ نے فرمایا خدا نے تیری توبہ قبول فرمائی میں نے عرض کیا کہ اس توبہ کا تتمہ یہ ہے کہ اپنا کل مال و جائداد خدا کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ سب نہیں کچھ اپنے لئے روکنا چاہیئے چنانچہ میں نے خیبر کا حصہ الگ کر کے باقی مال صدقہ کر دیا۔ چونکہ محض سچ بولنے سے مجھ کو نجات ملی تھی اس لئے عہد کیا کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو آئندہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا اس عہد کے بعد بڑے سخت امتحانات پیش آئے مگر الحمد للہ میں سچ کہنے سے کبھی نہیں ہٹا اور نہ انشاء اللہ تازیست ہٹوں گا یہ واقعہ ہے جس کی طرف ان آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔ گویا ان تینوں پر خدا کی پہلی مہربانی تو یہ ہی تھی کہ ایمان واخلاص بخشا۔ نفاق سے بچایا اب نئی مہربانی یہ ہوئی کہ توبۂ نصوح کی توفیق دے کر پھر اپنی طرف کھینچ لیا اور کوتاہیوں کو معاف فرما دیا۔ ف یعنی سچوں کی صحبت رکھو اور انہی جیسے کام کرو دیکھ لو یہ تین شخص سچ کی بدولت بخشے گئے اور مقبول ٹھہرے منافقین نے جھوٹ بولا اور خدا کا ڈر دل سے نکال دیا تو "درک اسفل" کے مستحق بنے۔ ف یعنی رسول اللہ صلعم تو تکلیفیں اٹھائیں اور ہم آرام سے بیٹھے رہیں ایسا نہیں چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ بھی غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے حضورؐ کی روانگی کے بعد باغ میں گئے وہاں خوشگوار سایہ تھا، حسین وجمیل بیوی سامنے تھی اس نے پانی چھڑک کر زمین کو خوب ٹھنڈا کر دیا۔ چٹائی کا فرش کیا تازہ کھجور کے خوشے سامنے رکھے اور سرد وشیریں پانی حاضر کیا یہ سامان عیش دیکھ کر دفعتہً ابو خیثمہ کے دل میں ایک بجلی سی دوڑ گئی۔ بولے تف ہے اس زندگی پر کہ میں تو خوشگوار سائے، ٹھنڈے پانی اور باغ و بہار کے مزے لوٹ رہا ہوں اور خدا کا محبوب پیغمبر ایسی سخت گرمی و تشنگی کے عالم میں کوہ و بیابان طے کر رہا ہے یہ خیال آتے ہی سواری منگائی، تلوار حمائل کی نیزہ سنبھالا اور حضورؐ کے نقش قدم پر چل نکلے اونٹنی تیز ہوا کی طرح چل رہی تھی آخر لشکر کو جا پکڑا حضورؐ نے دور سے دیکھ کر کوئی اونٹنی سوار ریت کے ٹیلے قطع کرتا چلا آرہا ہے فرمایا "کن ابا خیثمہ" (ہو جا ابو خیثمہ) تھوڑی دیر میں سب نے دیکھ لیا کہ ابو خیثمہ ہی تھے رضی اللہ عنہ وعن سائر الصحابہ ورضوا عنہ۔ ف یعنی باوجودیکہ ان میں سے اکثر چیزیں (مثلاً بھوک پیاس لگنا، یا تکلیف پہنچنا) اختیاری کام نہیں ہیں۔ تاہم نیت جہاد کی برکت سے ان غیر اختیاری چیزوں کے مقابلہ میں اعمال صالحہ ان کی فرد حسنات میں درج کر دیئے جائیں گے جن پر خدا اجر نیک مرحمت فرمائے گا ف۔ خرچ کرنا یا میدان طے کرنا خود عمل صالح اور اختیاری افعال ہیں اسی لئے یہاں "الا کتب لھم" فرمایا۔ گذشتہ آیت کی طرح "الا کتب لھم بہ عمل صالح" نہیں ارشاد ہوا۔ تنبیہ ابن کثیرؒ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر قوم میں سے چاہئے بعضے لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور پچھلوں کو سکھا دیں۔ اب پیغمبر موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے [illegible] یعنی منافقت میں ہے رنج ہیں کا اثر الفت و ملامت نہ کرے مگر عیب دیکھئے گرو دین کا راغب ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ کلام اللہ جس مسلمان کے دل کے خطرہ سے موافق پڑتا وہ کہ یہ کلام اس کے ایمان زیادہ کیا [illegible] خوش وقتی سے اور منافق کہتے شرمندگی سے پھر تو بھی صدق نہ لاتے چاہتے آگے سے اور اپنا عیب زیادہ چھپاویں یہی ہے گندگی پر گندگی عیب دار کو لازم ہے کہ نصیحت سن کر چھوڑ دے نہ کہ اس ناصح سے چھپانے لگے ۱۲ منہ رحمہ ف۴ اکثر جنگ و جہاد کے وقت منافق معلوم ہو جاتے تھے ۱۲ منہ رحمہ

———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً

بہتر کام کا جو کرتے تھے اور ایسے تو نہیں مسلمان کہ سارے کوچ ہیں

بہتر اس کام کا جو کرتے تھے ف۱ اور ایسے تو نہیں مسلمان کہ کوچ کریں سارے

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ

سو کیوں نہ نکلے ہر فرقے سے ان کے ایک حصہ تا سمجھ پیدا کریں دین میں اور

سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور

لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ○ ع يَا أَيُّهَا

تاکہ خبر پہنچاویں اپنی قوم کو جب پھر آویں ان کی طرف شاید وہ بچتے رہیں ف۱ اے

تاکہ خبر پہنچاتے اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں ف۲ اے

الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا

ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے اور چاہئے ان پر

ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے ف۳ اور چاہئے کہ ان

فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ○ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ

معلوم ہو تمہارے بیچ میں سختی اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے ف۲ اور جب نازل ہوئی

پر معلوم ہو تمہارے اندر سختی ف۴ اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے ف۵ اور جب نازل ہوتی ہے

سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا

ایک سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کو تم میں زیادہ کیا اس سورت نے ایمان سو جو

کوئی سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کا تم میں سے زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان سو

الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ○ وَأَمَّا الَّذِينَ

لوگ یقین رکھتے ہیں ان کو زیادہ کیا ایمان اور وہ خوش وقتی کرتے ہیں اور جن کے

جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں اور جن کے

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ

دل میں آزار ہے سو ان کو بڑھائی گندگی پر گندگی اور وہ مرے جب تک

دل میں مرض ہے سو ان کے لئے بڑھا دی گندگی پر گندگی اور وہ مرنے تک

كَافِرُونَ ○ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ

کافر رہے ف۳ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس ایک بار یا

کافر ہی رہے ف۶ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں ایک بار یا

مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ○ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ

دو بار پھر توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں ف۴ اور جب نازل ہوئی

دو بار پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں ف۷ اور جب نازل ہوتی ہے

سُورَةٌ نَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا

ایک سورت دیکھنے لگے ایک دوسرے کی طرف کہ کوئی بھی دیکھتا ہے تم کو پھر چلے گئے

کوئی سورت تو دیکھنے لگتا ہے ان میں ایک دوسرے کی طرف کہ کیا دیکھتا ہے تم کو کوئی مسلمان پھر چل دیتے ہیں ف۸

15

ع

ف۱ یعنی بہترین عمل کی بہترین جزا دیگا۔ ف۲ گذشتہ رکوعات میں جہاد میں نکلنے کی فضیلت اور نکلنے پر بہت تاکید تھی۔ ممکن تھا کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ ہمیشہ ہر جہاد میں تمام مسلمانوں پر نکلنا فرض عین ہے۔ اس آیت میں فرمایا کہ نہ ہمیشہ یہ ضروری ہے، نہ مصلحت ہے کہ سب مسلمان ایک دم جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ مناسب یہ ہے کہ ہر قبیلہ اور قوم میں سے ایک جماعت نکلے باقی لوگ دوسری ضروریات میں مشغول ہوں۔ اب اگر نبی کریم صلعم بنفس نفیس جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں تو ہر قوم میں سے جو جماعت آپ کے ہمراہ نکلے گی وہ حضور کی صحبت میں رہ کر اور سینکڑوں حوادث و واقعات میں سے گزر کر دین اور احکام دین کی سمجھ حاصل کریں گی اور واپس آ کر اپنی باقی ماندہ قوم کو مزید علم و تجربہ کی بنا پر بھلے برے سے آگاہ کریں گی اور فرض کیجئے اگر حضور خود مدینہ میں رونق افروز ہوں تو باقی ماندہ لوگ جو جہاد میں نہیں گئے حضور کی خدمت سے مستفید ہو کر دین کی باتیں سیکھیں گے۔ اور مجاہدین کی غیبت میں جو دینی و معرفت کی باتیں سنیں گے ان سے واپسی کے بعد مجاہدین کو خبردار کریں گے۔ آیت کے الفاظ میں عربی ترکیب کے اعتبار سے دونوں احتمال ہیں۔ کما فی "روح المعانی" وغیرہ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "ہر قوم میں سے چاہئے بعضے لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور پچھلوں کو سکھاتیں۔ اب پیغمبر اس دنیا میں موجود نہیں لیکن علم دین اور علماء موجود ہیں۔ طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد بھی فرض کفایہ ہے البتہ کسی وقت امام کی طرف سے نفیر عام ہو جائے تو "فرض عین" ہو جاتا ہے۔ تبوک میں یہی صورت تھی۔ [illegible] رہنے والوں سے بازپرس ہوئی۔ واللہ اعلم۔ ابو حیان کے نزدیک یہ آیت جہاد کے لئے نہیں طلب علم کے بارہ میں ہے۔ جہاد اور طلب علم کی آیات میں مناسبت یہ ہے کہ دونوں میں خروج فی سبیل اللہ ہے اور دونوں کی غرض احیاء و اعلائے دین ہے۔ ایک میں تلوار سے دوسرے میں زبان وغیرہ سے۔ ف۳ جہاد فرض کفایہ ہے جو ترتیب طبعی کے مطابق اول ان کفار سے جو مسلمانوں سے قریب ہوں پھر جو ان کے قریب رہنے والوں سے اسی طرح درجہ بدرجہ حلقہ جہاد کو وسیع کرنا چاہئے۔ نبی کریم صلعم اور خلفائے راشدین کے جہاد اسی ترتیب سے ہوئے "دفاعی جہاد" میں بھی فقہاء نے یہی ترتیب رکھی ہے کہ جس اسلامی ملک پر کفار حملہ آور ہوں وہاں کے [illegible] پر دفاع واجب ہے اگر وہ کافی نہ ہوں یا سستی کریں تو ان کے متصل رہنے والوں پر وہ [illegible] جو ان سے متصل ہیں۔ اسی طرح اگر ضرورت پڑے تو درجہ بدرجہ مشرق سے مغرب تک [illegible] پایا جائے گا۔ ف۴ مومن کی شان یہ ہے کہ اپنے بھائی کے حق میں نرم اور دشمنان خدا اور رسول کے معاملہ میں سخت و شدید ہو۔ تاکہ اس کی نرمی اور ڈھیلا پن دیکھ کر دشمن جری نہ ہو جائے۔ [illegible] اذلة على المؤمنين اعزة على الكافرين (مائدہ رکوع ۸) والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم (فتح رکوع ۴) جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم (تحریم رکوع ۲) وفي الحديث انه صلعم قال انا الضحوك القتال ف۵ یعنی خدا سے ڈرنے والے کو کسی کو (قوم سے) ڈرنے اور دبنے کی کوئی وجہ نہیں جب تک اور جس قدر مسلمان خدا سے ڈرتے رہے اسی وقت تک اور اسی قدر ان کو کفار پر غلبہ حاصل ہوتا رہا حق تعالیٰ ہمارے دلوں میں یہ ڈر پیدا کر دے۔ ف۶ جب کوئی سورۃ قرآنی نازل ہوتی تو منافقین آپس میں ایک دوسرے سے یا بعض سادہ دل مسلمانوں سے ازراہ استہزاء و تمسخر کہتے کہ کہیئے صاحب تم میں سے کس کس کا ایمان اس سورت نے بڑھایا؟ مطلب یہ تھا کہ (معاذ اللہ) اس سورت میں رکھا ہی کیا ہے جس کو سن کر ایمان بڑھے۔ حق تعالیٰ نے جواب دیا کہ بے شک کلام الٰہی سن کر مؤمنین کے ایمان میں تازگی اور ترقی ہوتی ہے اور قلوب مسرور و منشرح ہوتے ہیں۔ ہاں جن کے دلوں میں کفر و نفاق کی بیماری اور گندگی ہے ان کی بیماری و گندگی بڑھ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ یہ بیماری ان کی جان ہی لے کر چھوڑتی ہے۔ باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ٭ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے دوسری طرح آیت کی تقریر کی ہے یعنی کلام الٰہی جس مسلمان کے دل کے خطرہ سے موافق پڑتا وہ خوش ہو کر بول اٹھتا کہ سبحان اللہ اس آیت نے میرا ایمان و یقین اور زیادہ کر دیا۔ اسی طرح جب کسی سرزنش میں منافقین کے پوشیدہ عیوب ظاہر کئے جاتے، تو وہ بھی شرمندگی سے کھسیانے ہو کر کہتے کہ بے شک اس کلام نے ہمارے یقین و ایمان کو تو بڑھا دیا۔ لیکن یہ کہنا ہو کر خوشی اور انشراح سے نہ [illegible]

[illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف۱ یعنی کلام اللہ میں یہاں عیب آنے منافقوں کے وہ آپس میں دیکھتے ہیں کہ مجلس میں کسی نے ہم کو پکڑا تو بوجھ نہ لیتا اللہ جانتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہووے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ۝ لَقَدْ جَآءَكُمْ

پھیر دیئے ہیں اللہ نے دل ان کے اس واسطے کہ وہ لوگ ہیں کہ سمجھ نہیں رکھتے ف۱ آیا ہے تم پاس

پھیر دیئے ہیں اللہ نے دل ان کے اس واسطے کہ وہ لوگ ہیں کہ سمجھ نہیں رکھتے فسلہ آیا ہے تمہارے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ

رسول تم میں کا بھاری ہوتی ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ تلاش رکھتا ہے تمہاری

رسول تم میں کا ف۲ بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے ف۳ حریص ہے تمہاری بھلائی پر

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ

ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان ف۲ پھر اگر وہ پھر جاویں تو کہہ بس ہے مجھ کو اللہ

ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے ف۴ پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝

کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا ف۵

کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا

سُوْرَةُ یُوْنُسَ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰیَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

ف۱ سورہ یونس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو نو آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ

یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ حکم بھیجا ہم نے

یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ف۱ کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ وحی بھیجی ہم نے

اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ

ایک مرد کو ان میں سے کہ ڈر سنا لوگوں کو اور خوشخبری سنا دے جو کوئی یقین لاویں کہ ان کو ہے

ایک مرد پر ان میں سے یہ کہ ڈر سنا دے لوگوں کو اور خوشخبری سنا دے ایمان لانے والوں کو کہ ان کے لئے

قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؔؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۝

پایہ سچا اپنے رب کے یہاں کہنے لگے منکر بیشک یہ جادوگر ہے صریح

پایہ سچا ہے اپنے رب کے یہاں ف۲ کہنے لگے منکر بیشک یہ تو جادوگر ہے صریح ف۳

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ

تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان و زمین چھ دن میں

تحقیق تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں ف۴

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ

پھر قائم ہوا عرش پر تدبیر کرتا کام کی کوئی سفارش نہ کر سکے مگر جو پہلے اس کا حکم ہو

پھر قائم ہوا عرش پر ف۵ تدبیر کرتا ہے کام کی ف۶ کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد ف۷

بقیہ صفحہ ۲۶۷ - سمجھے جاتے تھے۔ اس وقت ایک دوسرے کی طرف کن انکھیوں سے اشارے کرتے اور ادھر ادھر دیکھتے کہ مجلس میں کسی مسلمان نے ہم کو دیکھا تو نہیں۔ پھر نظر بچا کر شتاب مجلس سے کھسک جاتے تھے۔

فوائد صفحہ ہذا { ف۱ یعنی مجلس نبوی سے کیا پھرے، خدا نے ان کے دلوں کو پھیر دیا کہ وہ اپنی جہل و حماقت سے ایمان و عرفان کی باتوں کو سمجھنا اور قبول کرنا نہیں چاہتے ف۲ جس کے حسب و نسب، اخلاق و اطوار اور دیانت و امانت سے تم خوب واقف ہو۔ ف۳ جس چیز سے تم کو تکلیف یا سختی پہنچے وہ ان پر بہت بھاری ہے۔ ہر ممکن طریقے سے آپ یہی چاہتے ہیں کہ امت کو آسانی ہو اور دنیوی و آخروی عذاب سے محفوظ رہے۔ اسی لئے جو دین آپ لائے وہ بھی سہل اور نرم ہے اور عمال کو آپ یہی نصیحت فرماتے تھے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (آسانی کرو سختی مت کرو) ف۴ یعنی تمہاری خیر خواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں۔ آپ کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے کہ خدا کے بندے اصلی اخلاقی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔ جہاد وغیرہ کا مقصد بھی خونریزی نہیں بلکہ بحالت مجبوری تحت آپریشن کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کے فاسد و مسموم اعضاء کو کاٹ کر اور خراب جراثیم کو تباہ کر کے امت کے مزاج عمومی کو صحت و اعتدال پر رکھنا ہے ف۵ جب آپ تمام جہان کے اس قدر خیر خواہ ہیں تو خاص ایمانداروں کے حال پر ظاہر ہے کس قدر شفیق و مہربان ہوں گے ف۶ اگر آپ کی عظیم الشان شفقت، خیر خواہی اور دل سوزی کی لوگ قدر نہ کریں، تو کچھ پرواہ نہیں۔ اگر فرض کیجئے ساری دنیا آپ سے منہ پھیرلے تو تنہا خدا آپ کو کافی ہے جس کے سوا کسی کی بندگی ہے نہ کسی پر بھروسہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ زمین و آسمان کی سلطنت اور عرش عظیم (تخت شہنشاہی کا) مالک وہی ہے۔ سب نفع و ضرر اور تمام تصرفات اسی کے ہاتھ میں ہے۔ فائدہ ابوداؤد میں ابوالدرداء سے روایت کی ہے کہ جو شخص صبح و شام سات سات مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پڑھا کرے، خدا اس کے تمام ہموم و غموم کو کافی ہو جائے گا۔ باقی عرش کی عظمت کے متعلق اگر تفصیل دیکھنا ہو تو "روح المعانی" میں زیر آیت حاضرہ ملاحظہ کیجئے۔ تم سورۃ التوبہ بفضل اللہ و حسن توفیقہ۔ اللھم تب علی واجعل لی براءۃ من النار انک انت التواب الرحیم ف۱ یہ آیتیں ایسی مضبوط و محکم کتاب کی ہیں جس کی ہر بات پکی ہے۔ الفاظ اس لئے کہ ہمیشہ تبدیل و تحریف سے محفوظ رہیں گے۔ علوم اس لئے کہ تمام تر عقل و حکمت کے موافق ہیں۔ احکام اس وجہ سے کہ آئندہ کوئی دوسری ناسخ کتاب آنیوالی نہیں۔ اخبار و قصص اس طرح کہ ٹھیک ٹھیک واقع کے مطابق ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خدائے علیم و حکیم نے اس کو اپنے علم کامل کے زور سے اتارا ہے۔ ف۲ یعنی اس میں تعجب کی کیا بات ہے کہ انسانوں کی اصلاح و ہدایت کے لئے حق تعالیٰ ایک انسان ہی کو مامور فرمادے اور اسی کی الرف وہ پیغام بھیجے جس کی دوسروں کو بلاواسطہ خبر نہ ہو وہ تمام لوگوں کو خدا کی نافرمانی کے مہلک نتائج و عواقب سے آگاہ کرے، اور خدا کی بات ماننے والوں کو بشارت پہنچائے کہ رب العزت کے یہاں اعمال صالحہ کی بدولت ان کا کتنا اونچا مرتبہ اور کیسا بلند پایہ ہے اور کیسی سعادت و فلاح ازل سے ان کے لئے لکھی جا چکی ہے ف۳ یعنی وحی قرآنی کو خوارق العادت موثر و بلیغ ہونے کی وجہ سے جادو اور اس کے لانے والے کو جادوگر کہتے ہیں ف۴ یعنی اتنے وقت میں جو چھ دن کے برابر تھا۔ اور ایک دن ابن عباس کی تفسیر کے موافق ایک ہزار سال کا لیا جائے گا۔ گویا چھ ہزار سال میں زمین و آسمان وغیرہ تیار ہوئے۔ بلاشبہ حق تعالیٰ قادر تھا کہ آن واحد میں ساری مخلوق کو پیدا کر دیتا۔ لیکن حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ تدریجاً پیدا کیا جائے۔ شاید بندوں کو سبق دینا ہو کہ قدرت کے باوجود ہر کام سوچ سمجھ کر تانی اور متانت سے کیا کریں۔ نیز تدریجی تخلیق میں بہ نسبت دفعۃً پیدا کرنے کے اس بات کا زیادہ اظہار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ فاعل بالاضطرار نہیں۔ بلکہ ہر چیز کا وجود بالکلیہ اس کی مشیت و اختیار سے وابستہ ہے جب چاہے جس طرح چاہے پیدا کرے ف۵ سورۂ "اعراف" کے ساتویں رکوع کے شروع میں اسی طرح کی آیت گذر چکی۔ اس کا فائدہ ملاحظہ کیا جائے ف۶ یعنی مخلوق کے تمام کاموں کی تدبیر و انتظام اسی کے ہاتھ میں ہے ف۷ یعنی شریک اور حصہ دار تو اس کی خدائی میں کیا ہوتا، سفارش کے لئے بھی اس کی اجازت کے بدون لب نہیں ہلا سکتا۔

۱۶ وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف۱ جتنی دیر لگے چھ دن کو اتنی میں بنائے آسمان و زمین اور اس ملک کا دربار ٹھہرایا عرش پر سب کام کی تدبیر وہاں سے ہوتا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ

وہ اللہ ہے رب تمہارا سو اس کو پوجو کیا تم دھیان نہیں کرتے ف۱ اسی کی طرف پھر جانا تم سب کو

وہ اللہ ہے رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے ف۱ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو ف۲

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی بناتا ہے پہلے پھر اس کو دوہرا دے گا تا بدلا دے ان کو جو یقین لائے تھے

وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار پھر دوبارہ کرے گا اس کو تاکہ بدلا دے ان کو جو ایمان لائے تھے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَھُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ

اور کئے تھے کام نیک انصاف سے اور جو منکر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور

اور کئے تھے کام نیک انصاف کے ساتھ ف۳ اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور

عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ ھُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً

دکھ کی مار اس پر کہ منکر ہوتے تھے وہی ہے جس نے بنایا سورج کو جھلک

عذاب ہے دردناک اس لئے کہ کفر کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا سورج کو چمکتا

وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ

اور چاند کو اجالا اور ٹھہرائیں اس کو منزلیں تو پہچانو گنتی برسوں کی اور حساب

اور چاند کو چاندنا ف۴ اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں ف۵ تاکہ پہچانو گنتی برسوں کی اور حساب ف۶

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

یوں نہیں بنایا اللہ نے یہ سب مگر تدبیر سے کھولتا ہے پتے ایک لوگوں پر جن کو سمجھ ہے

یوں ہی نہیں بنایا اللہ نے یہ سب کچھ مگر تدبیر سے ف۷ ظاہر کرتا ہے نشانیاں ان لوگوں کے لئے جن کو سمجھ ہے ف۸

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

البتہ بدلنے میں رات اور دن کے اور جو بنایا اللہ نے آسمان و زمین میں

البتہ بدلنے میں رات اور دن اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا

پتے ہیں ایک لوگوں کو جو ڈر رکھتے ہیں جو امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور راضی ہوئے

نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں ف۹ البتہ جو لوگ امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ ھُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ ۙ

دنیا کی زندگی پر اور اسی پر چین پکڑا اور جو ہماری قدرتوں سے خبر نہیں رکھتے

دنیا کی زندگی پر اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ف۱۰

اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ایسوں کا ٹھکانا ہے آگ بدلا اس کا جو کماتے تھے جو یقین لائے اور کئے انہوں نے

ایسوں کا ٹھکانا ہے آگ بدلہ اس کا جو کماتے تھے ف۱۱ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے

الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّھُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ

نیک کام راہ دے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان سے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

اچھے ہدایت کرے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان سے ف۱۲ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں

ف۱ یعنی دھیان کرو کہ ایسے رب کے سوا جس کی صفات اوپر بیان ہوئیں دوسرا کون ہے جس کی بندگی اور پرستش کی جا سکے۔ پھر تم کو کیسے جرأت ہوتی ہے کہ اس خالق و مالک شہنشاہ مطلق اور حکیم برحق کے پیغاموں اور پیغامبروں کو محض اوہام و ظنون کی بنا پر جھٹلانے لگو۔ ف۲ یعنی اسی سے تم سب کا آغاز ہوا اور اسی کی طرف انجام کار سب کو جانا ہے۔ پھر اس کے احکام و سفراء سے روگردانی کرنا کیسے روا ہو سکتا ہے۔ ف۳ یعنی چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی ضائع نہ ہو۔ ف۴ بعض کے نزدیک "نور" عام ہے "ضیاء" سے "ضیاء" خاص اس نور کو کہتے ہیں جو زیادہ تیز اور چمکدار ہو۔ بعض نے کہا کہ جس کی روشنی ذاتی ہو وہ ضیاء اور جس کی دوسرے سے مستفاد ہو وہ "نور" ہے سورج کی روشنی ظاہری اسباب میں کسی دوسرے کرہ سے حاصل نہیں ہوئی۔ چاند کی روشنی البتہ سورج سے مستفاد ہے اور بعض محققین نے دونوں میں یہ فرق بتلایا ہے کہ "نور" مطلق روشنی کو کہتے ہیں "ضیاء" اور "ضوء" اس کے انتشار (پھیلاؤ) کا نام ہے۔ سورج کی روشنی کا پھیلاؤ چونکہ زیادہ ہے اس لئے "ضیاء" سے تعبیر فرمایا واللہ اعلم بمرادہ ف۵ یعنی روزانہ بتدریج گھٹتا بڑھتا ہے۔ "وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ" (یٰس۔ رکوع ۳) علمائے ہیئت نے اس کے دورے کی تقسیم کر کے اٹھائیس منزلیں مقرر کی ہیں جو بارہ بروج پر منقسم ہیں۔ قرآن میں خاص ان کی مصطلحات مراد نہیں مطلق سیر و مسافت کے مدارج مراد ہیں۔ ف۶ یعنی برسوں کی گنتی اور مہینوں اور دنوں کے چھوٹے موٹے حساب سب چاند سورج کی رفتار سے وابستہ کر دیئے ہیں۔ اگر چاند سورج نہ ہوں تو دن رات قمری اور شمسی مہینے، اور سال وغیرہ کیسے متعین ہوں، حالانکہ علاوہ دنیوی زندگی اور معاشی کاروبار کے بہت سے احکام شرعیہ میں بھی تعیین اوقات کی ضرورت ہے ف۷ یعنی فلکیات کا سلسلہ یوں ہی کیف ما اتفق نہیں۔ بلکہ بڑے عظیم الشان نظام و تدبیر کے ماتحت اور ہزارہا فوائد و حکم پر مشتمل ہے ف۸ یعنی سمجھ دار لوگ مصنوعات کے اس نظام کو دیکھ کر خداوند قادر و حکیم کی ہستی کا سراغ پاتے ہیں۔ اور مادیات کے انتظام سے روحانیات کے متعلق بھی اندازہ کر لیتے ہیں کہ وہاں کی دنیا میں کیسے کیسے چاند سورج خدا نے پیدا کئے ہوں گے۔ انہی کو انبیاء و مرسلین کہئے ف۹ بلاشبہ دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز میں خدا کی ہستی اور وحدانیت کے دلائل موجود ہیں "وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ اٰيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ" سورۂ "بقرہ" میں پارہ "سیقول" کے ربع کے قریب ایک آیت گزر چکی جس میں زیادہ بسط و تفصیل سے ان نشانات قدرت کا بیان ہوا ہے ف۱۰ یعنی دنیا میں ایسا دل لگایا کہ آخرت کی اور خدا کے پاس جانے کی کچھ خبر ہی نہ رہی۔ اسی چند روزہ حیات کو مقصود و معبود بنا لیا۔ اور قدرت کی جو نشانیاں اوپر بیان ہوئیں، ان میں کبھی غور و تامل نہ کیا کہ ایسا مضبوط اور حکیمانہ نظام یوں ہی بیکار نہیں بنایا گیا۔ ضرور اس سارے کارخانہ کا کوئی خاص مقصد ہوگا۔ پھر جس نے پہلی مرتبہ ایسی عجیب و غریب مخلوقات پیدا کر دی اس کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ ف۱۱ یعنی دل و دماغ سے، زبان سے، ہاتھ پاؤں سے جو کچھ انہوں نے کمائی کی اس کا بدلہ دوزخ کی آگ ہے۔ ف۱۲ یعنی ایمان کی بدولت اور اس کی روشنی میں حق تعالیٰ مومنین کو مقصد اصلی (جنت) تک پہنچائے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف۱ اول عجائب نعمتیں دیکھ کر کہیں گے پاک ذات یعنی سبحان اللہ پھر اس کی لذت پا کر کہیں گے الحمد للہ اور جنت میں طور ملاقات یہی ہے السلام علیک جو دنیا میں مسلمان کرتے ہیں ۱۲ منہ ف۲ یعنی آدمی چاہتا ہے کہ نیکی کا بدلہ شتاب ملے ویسا ہی بدی کا شتاب بدلا دے۔ سو اگر حق تعالیٰ شتاب کرے تو اپنی بدی کے وبال سے فرصت نہ پاویں مگر دونوں میں تحمل ہے۔ نیک لوگ تربیت پاویں اور بد لوگ غفلت میں پڑے رہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

جنت النعيم ○ دعوىهم فيها سبحنك اللهم وتحيتهم فيها سلم

باغوں میں آرام کے ان کی دعا اس جگہ یہ کہ پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور ملاقات ان کی سلام

باغوں میں آرام کے ان کی دعا اس جگہ یہ کہ پاک ذات ہے تیری یا اللہ ف۱ اور ملاقات ان کی سلام ف۲

وآخر دعوىهم أن الحمد لله رب العلمين ○ ولو يعجل الله للناس

اور تمام ان کی دعا اس پر کہ سب خوبی اللہ کو جو صاحب سارے جہان کا ف اور اگر شتاب لاوے لوگوں پر

اور خاتمہ ان کی دعا کا اس پر کہ سب خوبی اللہ کو جو پروردگار سارے جہان کا ف۳ اور اگر جلدی پہنچا دے اللہ لوگوں کو

الشر استعجالهم بالخير لقضي إليهم أجلهم فنذر الذين لا يرجون

برائی جیسے شتاب مانگتے ہیں بھلائی تو پوری کر چکے ان کی عمر سو ہم چھوڑ رکھتے ہیں جن کو امید نہیں

برائی جیسے کہ جلدی مانگتے ہیں وہ بھلائی تو ختم کر دی جائے ان کی عمر سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان کو جن کو امید نہیں

لقاءنا في طغيانهم يعمهون ○ وإذا مس الإنسان الضر دعانا

ہماری ملاقات کی اپنی شرارت میں بھٹکتے ف۲ اور جب پہنچے انسان کو تکلیف ہم کو پکارے

ہماری ملاقات کی ان کی شرارت میں سرگرداں ف۴ اور جب پہنچے انسان کو تکلیف پکارے ہم کو

لجنبه أو قاعدا أو قائما فلما كشفنا عنه ضره مر كأن

پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم نے کھول دی اس سے وہ تکلیف چلا گیا گویا

پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم کھول دیں اس سے وہ تکلیف چلا جائے گویا

لم يدعنا إلى ضر مسه كذلك زين للمسرفين ما كانوا يعملون ○

کبھی نہ پکارا تھا ہم کو کسی تکلیف کے پہنچنے پر اسی طرح بن آیا ہے بے لحاظ لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں

کبھی نہ پکارا تھا ہم کو کسی تکلیف پہنچنے پر اسی طرح پسند آیا ہے بے باک لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں ف۵

ولقد أهلكنا القرون من قبلكم لما ظلموا وجاءتهم رسلهم

ہم کھپا چکے ہیں دہ سنگتیں تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے اور لائے تھے ان پاس رسول ان کے

اور البتہ ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے حالانکہ لائے تھے ان کے پاس رسول

بالبينت وما كانوا ليؤمنوا كذلك نجزي القوم المجرمين ○ ثم

کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگار کو پھر

ان کے کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم قوم گنہگاروں کو ف۶ پھر

جعلنكم خلئف في الأرض من بعدهم لننظر كيف تعملون ○

تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان کے بعد کہ دیکھیں تم کیسا کرتے ہو

تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو ف۷

وإذا تتلى عليهم آياتنا بينت قال الذين لا يرجون لقاءنا ائت

اور جب پڑھئے ان پاس آیتیں ہماری صاف کہتے ہیں جن کو امید نہیں ہم سے ملاقات کی لے آ

اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے آیتیں ہماری واضح کہتے ہیں وہ لوگ جن کو امید نہیں ہم سے ملاقات کی لے آ

بقرآن غير هذا أو بدله قل ما يكون لي أن أبدله من

کوئی اور قرآن اس کے سوا یا اس کو بدل ڈال تو کہہ میرا کام نہیں کہ اس کو بدلوں

کوئی قرآن اس کے سوا یا اس کو بدل ڈالو ف۸ تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ اس کو بدل ڈالوں

ف۱ جنتی جنت کی نعمتوں اور خدا کے فضل و احسان کو دیکھ کر "سبحان اللہ" پکاریں گے اور جب خدا سے کچھ مانگنے کی خواہش ہوگی، مثلاً کوئی پرندہ یا میوہ دیکھا اور ادھر رغبت ہوئی "سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ" کہیں گے، اتنا سنتے ہی فرشتے وہ چیز فوراً حاضر کر دیں گے۔ گویا یہی ایک لفظ تمام دعاؤں کے قائم مقام ہوگا۔ دنیا میں بھی بڑے آدمیوں کے یہاں دستور ہے کہ مہمان اگر کسی چیز کو پسند کر کے صرف تعریف کر دے تو خود میزبان کوشش کرتا ہے کہ وہ چیز مہمان کے لئے مہیا کرے ف۲ یعنی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کریں گے جیسے دنیا میں مسلمانوں کا دستور ہے۔ نیز فرشتوں کا جنتیوں کو سلام کرنا، بلکہ خود خداوند رب العزت کی طرف سے تحفۂ سلام کا آنا قرآن میں منصوص ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (یٰس۔ رکوع ۴) وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (الرعد۔ رکوع ۳) ف۳ جنت میں پہنچ کر جب دنیوی تفکرات و کدورات کا خاتمہ ہو جائے گا اور محض سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہنے پر ہر چیز حسب خواہش ملتی رہے گی تو ان کی ہر دعا کا خاتمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پر ہوگا اور طبعاً ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ف۴ دو آیت پہلے فرمایا تھا کہ جو لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ یہاں بتلایا ہے کہ خدا ایسے مجرموں کو دنیا میں فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے حالانکہ لوگوں کا حال یہ ہے کہ کبھی بے باک و بے حیا ہو کر خود اپنے اوپر جلد عذاب آنے کا مطالبہ کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں "اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ" (الانفال رکوع ۴) کبھی ضجر ہو کر دنیوی حوادث سے تنگ آکر اپنے یا اپنی اولاد وغیرہ کے حق میں بد دعائیں کرنے لگتے ہیں، جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے۔ اب اگر خدا تعالیٰ ان کی درخواست و دعا کے موافق فوراً ہاتھوں ہاتھ کوئی عذاب یا برائی اس قدر جلد ان کو پہنچا دے جتنی جلد وہ بھلائی کے پہنچنے کی خواہش رکھتے ہیں، تو بدی کے وبال سے ایک منٹ بھی فرصت نہ پائیں اور رشتۂ حیات اسی وقت منقطع ہو جائے۔ مگر خدا کے یہاں نیکی و بدی دونوں میں حسب مصلحت تاخیر و تحمل ہوتا ہے تا نیک لوگ تربیت پائیں، اور بدکار غفلت میں پڑے رہ کر پیمانۂ شرارت لبریز کر لیں ف۵ یعنی انسان اول بے باکی سے خود عذاب طلب کرتا اور برائی اپنی زبان پر لاتا ہے۔ مگر کمزور اور بودا اتنا ہے کہ جہاں ذرا تکلیف پہنچی گھبرا کر ہمیں پکارنا شروع کر دیا۔ جب تک مصیبت رہی کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حالت میں خدا کو پکارتا رہا، پھر جہاں تکلیف ہٹائی گئی سب کہا سنا بھول گیا، گویا خدا سے کبھی کوئی واسطہ نہ تھا۔ وہی غرور و غفلت کا نشہ، وہی اکڑفوں رہ گئی جس میں پہلے مبتلا تھا۔ حدیث میں ہے کہ تو خدا کو اپنے عیش و آرام میں یاد رکھ، خدا تجھ کو تیری سختی اور مصیبت میں یاد رکھے گا۔ مومن کی شان یہ ہے کہ کسی وقت خدا کو نہ بھولے۔ سختی پر صبر اور فراخی پر خدا کا شکر ادا کرتا رہے یہ وہ چیز ہے جس کی توفیق مومن کے سوا کسی کو نہیں ملتی ف۶ یعنی اگر ان کی درخواست کے موافق جلدی عذاب نہ آئے یا تکلیف و مصیبت آکر ٹل جائے تو بے فکر نہیں ہونا چاہئے۔ ظلم و شرارت اور بے ایمانی کی سزا جلد یا بدیر مل کر رہے گی۔ سنۃ اللہ قدیم سے یہی ہے کہ جب لوگ انبیاء و مرسلین کے کھلے نشان دیکھنے کے بعد بھی ظلم و تکذیب پر کمربستہ رہے اور کسی طرح ایمان و تسلیم کی طرف نہ جھکے تو آسمانی عذاب نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔ ہمیشہ مجرموں کو کسی نہ کسی رنگ میں سزا ملتی رہی ف۷ یعنی پہلوں کی جگہ اب تم کو زمین پر بسایا ہے کہ دیکھا جائے کہ تم کہاں تک خالق و مخلوق کے حقوق پہچانتے ہو، اور خدا کے پیغمبروں کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو۔ نیک و بد جیسے عمل کرو گے اسی کے مناسب تم سے برتاؤ کیا جائے گا۔ آگے اس معاملہ کا ذکر ہے جو قرآن کریم یا پیغمبر علیہ السلام یا خداوند قدوس کے ساتھ انہوں نے کیا ف۸ قرآن کی عام پند و نصیحت تو بہت سے پسند کرتے، لیکن بت پرستی یا ان کے مخصوص عقائد و رسوم کا رد ہوتا تو وحشت کھاتے اور ناک بھوں چڑھا کر رسول اللہ صلعم سے کہتے کہ اپنے خدا سے کہہ کر یا تو دوسرا قرآن لے آئیے جس میں یہ مضامین نہ ہوں اور اگر یہی قرآن رہے تو اتنے حصہ میں ترمیم کر دیجئے جو بت پرستی وغیرہ سے متعلق ہے۔ جن لوگوں نے پتھر کی مورتیوں پر خدائی اختیارات تقسیم کر رکھے تھے، ان کی ذہنیت سے کچھ مستبعد نہیں کہ ایک پیغمبر کو اس طرح کے تصرفات و اختیارات کا مالک فرض کر لیں، یا یہ کہنا بھی محض الزام و استہزاء کے طور پر ہوگا۔ بہرحال اس کا تحقیقی جواب آگے مذکور ہے۔

ع ۱/۱۰ ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف اس قرآن کا پند و نصیحت تو پسند کرتے اور بتوں کا باطل کرنا نہ مانتے تو کہتے اتنا بدل ڈال تو یہ کلام ہم سب قبول کریں ۱۲ منہ رح ف یعنی اپنی طرف سے میں بناتا تو چالیس برس کی عمر میں بناتا یا اس قسم کا خیال رکھتا ۱۲ منہ رح ف یعنی اگر میں بنا کر جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ سا ظالم نہیں اور جو میں سچا ہوں تو جھٹلانے والوں پر یہی بات ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف جو مشرک ہے سو یہی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ شریک اس کے واسطے ہے ہم پر مختار ہیں سو فرمایا کہ اگر اس نے مختار کئے ہوتے تو آپ ان سے کیوں منع کرتا اور جو کہیں کہ ہمارے دین میں منع نہیں کیا تم کو منع کیا ہوگا تو اگلی آیت میں اس کا جواب ہے کہ دین اللہ کا ایک ہے۔ جب لوگ بچل نکلتے ہیں پھر ان کو بتا دیا ہے اعتقاد میں کچھ فرق نہیں۔ اور جو کہیں کہ اگر تم سچے ہوتے تو ہم پر دنیا میں عذاب آتا۔ اس کا جواب یہی آگے ہے کہ فیصلے کا دن آتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف یعنی اگر کہیں کہ ہم کیونکر جانیں کہ تمہاری بات سچ ہے فرمایا کہ آگے دیکھو حق تعالیٰ اس دین کو روشن کرے گا۔ اور مخالف ذلیل ہوں گے یہ جو بولے تھے سو دیکھ لیا یہی ہو اسچ کی نشانی ایک بار کافی ہے اور ہر بار تو ایسا نہیں ہوں تو فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں ۱۲ منہ رح ——— از شیخ عبدالقادر صاحب رح

تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ

اپنی طرف سے | میں تابع ہوں اسی کا جو حکم آوے میری طرف | میں ڈرتا ہوں اگر بے حکمی کروں

اپنی طرف سے میں تابعداری کرتا ہوں اسی کی جو حکم آئے میری طرف میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں

رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَدْرٰىكُمْ

اپنے رب کی بڑے دن کی مار سے ف تو کہہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا یہ تمہارے پاس اور نہ تم کو خبر کرتا

اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے ف کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا اس کو تمہارے سامنے اور نہ وہ تم کو خبر

بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ

اس کی کیونکہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں بوجھتے ف پھر کون ظالم

کرتا اس کی کیونکہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے ف پھر اس سے بڑا ظالم

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾

اس سے جو بناوے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلاوے اس کی آیتیں بے شک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا ف

کون جو باندھے اللہ پر بہتان یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو بیشک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا ف

وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَ لَا یَنْفَعُهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ

اور پوجتے ہیں اللہ سے نیچے جو چیز نہ برا کرے ان کا اور نہ بھلا اور کہتے ہیں یہ

اور پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا اس چیز کی جو نہ نقصان پہنچا سکے ان کو نہ نفع اور کہتے ہیں یہ تو

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی

ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس تو کہہ تم اللہ کو جتاتے ہو جو اس کو معلوم نہیں کہیں آسمانوں میں نہ

ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس ف تو کہہ کیا اللہ کو بتلاتے ہو جو اس کو معلوم نہیں آسمانوں میں اور نہ

الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً

زمین میں وہ پاک ہے اور بہت دور ہے اس سے جو شریک کرتے ہیں ف اور لوگ جو ہیں سو ایک ہی

زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جسکو شریک کرتے ہیں ف اور لوگ جو ہیں سو ایک ہی

وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ فِیْمَا

امت ہیں پیچھے جدا جدا ہوئے اور اگر نہ ایک بات آگے ہو چکتی تیرے رب کی تو فیصلہ ہو جاتا ان میں جس

امت ہیں پیچھے جدا جدا ہو گئے اور اگر نہ ایک بات پہلے ہو چکی تیرے رب کی تو فیصلہ ہو جاتا ان میں جس

فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ

بات میں پھوٹ رہے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے سو تو کہہ

بات میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ف اور کہتے ہیں کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے سو تو کہہ دے

اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِذَاۤ

کہ چھپی بات اللہ ہی جانے سو راہ دیکھو میں تمہارے ساتھ ہوں راہ دیکھتا ف اور جب

کہ غیب کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ف اور جب

اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْۤ

چکھاویں ہم لوگوں کو مزا اپنی مہر کا بعد ایک تکلیف کے جو ان کو لگی تھی اسی وقت بنانے لگیں حیلے

چکھائیں ہم لوگوں کو مزا اپنی رحمت کا بعد ایک تکلیف کے جو ان کو پہنچی تھی اسی وقت بنانے لگیں حیلے

ف یعنی کسی فرشتے یا پیغمبر کو یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے کلام الٰہی میں ترمیم کر کے ایک شوشہ بھی تبدیل کر سکے پیغمبر کا فرض یہ ہے کہ جو وحی خدا کی طرف سے آئے بلا کم و کاست اس کے حکم کے موافق چلتا رہے وہ خدا کی وحی کا تابع ہوتا ہے۔ خدا اس کا تابع نہیں ہوتا کہ جیسا کلام تم چاہو خدا کے یہاں سے لا کر پیش کر دے۔ وحی الٰہی میں ادنیٰ سے ادنیٰ تصرف اور قطع و برید کرنا بھی بھاری معصیت ہے پیغمبر معصوم بندے سب سے زیادہ خدا کا ڈر رکھتے ہیں (انبیاء علیہم السلام) وہ ایسی معصیت کہاں ... کے قریب کہاں جا سکتے ہیں۔ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ میں گویا ان بیہودہ فرمائش کرنے والوں پر تعریض ہوگئی کہ ایسی سخت نافرمانی کرتے ہوئے تم کو بڑے سخت دن کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔ ف یعنی جو خدا چاہتا ہے وہی میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں اور جتنا وہ چاہتا ہے میرے ذریعہ سے تم کو خبردار کرتا ہے۔ اگر وہ اس کے خلاف چاہتا تو میری کیا طاقت تھی کہ خود اپنی طرف سے ایک کلام بنا کر اس کی طرف منسوب کر دیتا۔ آخر میری عمر کے چالیس سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گزرے۔ اس قدر طویل مدت میں تم کو میرے حالات سے متعلق ہر قسم کا تجربہ ہو چکا میرا صدق و عفاف، امانت و دیانت وغیرہ اخلاق حسنہ تم میں ضرب المثل رہے۔ میرا امی ہونا اور کسی ظاہری معلم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہ کرنا، ایک معروف و مسلم واقعہ ہے۔ پھر چالیس برس تک جس نے نہ کوئی قصیدہ لکھا ہو نہ مشاعروں میں شریک ہوا ہو، نہ کبھی کتاب کھولی ہو نہ قلم ہاتھ میں لیا ہو، نہ کسی درسگاہ میں بیٹھا ہو دفعۃً ایسا کلام بنا لائے جو اپنی فصاحت و بلاغت، شوکت و جزالت، متانت اسلوب اور سلاست و روانی سے جن و انس کو عاجز کر دے۔ اس کے علوم و حقائق کے سامنے تمام دنیا کے معارف ماند پڑ جائیں۔ ایسا مکمل اور عالمگیر قانون ہدایت نوع انسان کے ہاتھوں میں پہنچا دے جس کے آگے سب پچھلے قانون ردی ہو جائیں۔ بڑی بڑی قوموں اور ملکوں کے مردہ قالب میں روح تازہ پھونک کر ابدی حیات اور ترقی زندگی کا سامان بہم پہنچا دے یہ بات کس کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ تم کو سوچنا چاہئے کہ جس پاک سرشت انسان نے چالیس برس تک کسی انسان پر جھوٹ نہ لگایا ہو کیا وہ ایک دم ایسی جسارت کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ خدا اور خدا پر جھوٹ باندھنے اور افترا کرنے لگے ...؟ ناچار ماننا پڑے گا کہ جو کلام ابھی تم کو سناتا ہوں اس کے بنانے یا پہنچانے میں مجھے اصلا اختیار نہیں۔ خدا جو کچھ چاہتا ہے میری زبان سے تم کو سناتا ہے۔ ایک نقطہ یا زیر زبر تبدیل کرنے کا کسی مخلوق کو حق حاصل نہیں۔ ف یعنی گنہگاروں اور مجرموں کو حقیقی کامیابی اور بھلائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ ظالم و مجرم کون ہے۔ اگر (بفرض محال) میں جھوٹ بنا کر خدا کی طرف منسوب کرتا ہوں تو مجھ سا ظالم کوئی نہیں ہو سکتا لیکن گزشتہ آیت میں جو دلیل بیان کی گئی اس سے ثابت ہو چکا کہ یہ احتمال بالکل باطل ہے۔ پس جب میرا سچا ہونا ثابت ہے اور تم جہل یا عناد سے خدا کے کلام کو جھٹلا رہے ہو تو اب زمین کے پردہ پر تم سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہو سکتا۔ ف وہ معاملہ تو خدا اور پیغمبر کے ساتھ تھا۔ اب ان کی خدا پرستی کا حال سنئے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جن کے قبضۂ قدرت میں نفع و ضرر کچھ بھی نہیں جب پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ بیشک بڑا خدا تو ایک ہے جس نے آسمان زمین پیدا کئے مگر ان اصنام (بتوں) وغیرہ کو خوش رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ یہ سفارش کر کے بڑے خدا سے دنیا میں ہمارے سب کام درست کرا دیں گے اور اگر موت کے بعد دوسری زندگی کا سلسلہ ہوا تو وہاں بھی ہماری سفارش کریں گے باقی چھوٹے موٹے کام جو خود ان کے حدود اختیار میں ہیں ان کا تعلق تو صرف ان ہی سے ہے۔ بناءً علیہ ہم کو ان کی عبادت کرنی چاہئے۔ ف یعنی بتوں کا شفیع ہونا اور شفیع کا مستحق عبادت ہونا دونوں دعوے غلط اور بے اصل ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا کے علم میں وہی چیز ہوگی جو واقعی ہو۔ لہٰذا تعلیم الٰہی کے خلاف ان غیر واقعی اور خود تراشیدہ اصول کو حق کہنا اور ثابت کرنا گویا خدا تعالیٰ کو ایسی چیزوں کے واقعی ہونے کی خبر دینا ہے جن کا وجود آسمان و زمین میں کہیں بھی اسے معلوم نہیں۔ جو کہیں ان کا وجود نہیں۔ ہوتا تو اس کے علم میں ضرور ہوتا۔ پھر اس سے منع کیوں کرتا۔ ف ممکن تھا مشرکین کہتے کہ خدا نے تمہارے دین میں منع کیا ہمارے دین میں منع نہیں کیا۔ اس کا جواب دیدیا کہ اللہ کا دین ہمیشہ سے ایک ہے۔ اعتقادات حقہ میں کوئی فرق نہیں۔ درمیان میں جب لوگ بہک کر جدا جدا ہو گئے۔ خدا نے ان کے سمجھانے اور دین حق پر لانے کو انبیاء بھیجے کسی زمانہ اور کسی ملت میں خدا نے شرک کو جائز نہیں رکھا۔ ... کے باہمی اختلافات کو زبردستی اس لئے نہیں مٹایا گیا کہ پہلے سے خدا کے علم میں یہ بات طے شدہ تھی کہ یہ دنیا دارالعمل (موقع امتحان) ہے۔ قطعی اور آخری فیصلہ کی جگہ نہیں

یہاں انسانوں کو کسب و اختیار دیکر قدرے آزاد چھوڑا گیا ہے کہ جو راہ عمل چاہیں اختیار کریں۔ اگر یہ بات پیشتر طے شدہ نہ ہوتی تو سارے اختلافات کا فیصلہ ایک دم کر دیا جاتا۔ ف یعنی جن نشانیوں کی وہ فرمائش کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری یہ جواب کا حاصل یہ ہے کہ ... نشان پہلے ... دیکھ چکے ... فرمائشی نشان ... خدا ہی کو ہے کہ مستقبل میں کس وقت اور کس کیفیت سے نشان ظاہر کرے گا ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف۱ یعنی سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر اللہ پر رہتی ہے۔ جب کام بن گیا لگا اسباب پر رکھنے سو ڈرتا نہیں کہ پھر اللہ ایک اسباب کھڑا کردے اسی تکلیف کا اس کے ہاتھ میں سب اسباب تیار ہیں ایک اسی کی صورت آگے فرمائی

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۲۷۱ - سچ ہے، فرمایا کہ آگے دیکھیو حق تعالیٰ اس دین کو روشن کریگا اور مخالف ذلیل ہوں گے برباد ہو جائیں گے سو ویسا ہی ہوا سچ کی نشانی ایک بار کافی ہے اور ہر بار مخالف ذلیل ہوں تو فیصلہ ہو جائے، حالانکہ فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں۔

فوائد صفحہ ہذا } ف۱ اہل مکہ پر حق تعالیٰ نے سات سال کا قحط مسلط کیا جب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تو گھبرا کر حضور سے دعا کی درخواست کی اور وعدہ کیا کہ یہ عذاب اٹھ جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ آپ کی دعا سے خدا نے سماں کردیا قحط کی بلا دور ہوئی۔ تو پھر وہی شرارتیں کرنے لگے، خدا کی آیتوں کو جھٹلاتے اور اس کی قدرت و رحمت پر نظر نہ رکھتے، بلکہ انعامات الٰہیہ کو ظاہری اسباب و حیل اور محض بے اصل خیالات و اوہام کی طرف نسبت کرنے لگے۔ اس کا جواب دیا کہ اچھا تم خوب مکر و فریب اور حیلہ بازی کرلو۔ مگر یہ یاد رہے کہ تمہاری حیلہ بازیاں ایک ایک کرکے لکھی جا رہی ہیں وہ سارا دفتر قیامت کے دن تمہارے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ پھر جب تمہاری کوئی حیلہ بازی فرشتوں سے مخفی نہیں، خدا کے علم محیط سے کہاں باہر رہ سکتی ہے۔ تم اپنے مکروہ حیلہ سازی پر مغرور رہو۔ حالانکہ خدا کا جوابی مکر (تدبیر خفی) تمہارے مکر و تدبیر سے کہیں تیز اور سریع الاثر ہے۔ وہ مجرم کی باگ اتنی ڈھیلی چھوڑ دیتا ہے کہ مجرم کو نشہ غفلت میں چور ہوکر سزا کا تصور بھی نہیں آتا۔ جب پیمانہ شقاوت لبریز ہو جاتا ہے تو دفعۃً پکڑ کر نیست و نابود کر دیتا ہے۔ لہٰذا عاقل کو چاہئے کہ خدا کی نرمی، امداد، بادی و خوشی کی حالت کو دیکھ کر مغرور نہ ہو نہ معلوم نرمی کے بعد کیسی سختی آنے والی ہے۔ جیسے آگے بحری سفر کی مثال میں بیان فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر صرف اللہ پر رہتی ہے جہاں سخت گھڑی گزری اور کام بن گیا پھر خدا کو بھول کر اسباب پر رہتا ہے۔ ڈرتا نہیں کہ خدا پھر ویسی ہی تکلیف اور سختی کا ایک سبب کھڑا کردے۔ اسی کے ہاتھ میں سب اسباب کی باگ ہے۔ چنانچہ آگے دریائی سفر کی مثال میں اس کی ایک صورت بیان فرمائی"

ف۲ یعنی ابتداء میں ہوا خوشگوار اور موافق تھی، مسافر ہنستے کھیلتے آرام سے چلے جا رہے تھے کہ یکایک ایک زور کا طوفانی جھکڑ چلنے لگا اور چاروں طرف سے پانی کے پہاڑ اٹھ کر کشتی (یا جہاز) سے ٹکرانے لگے۔ جب سمجھ لیا کہ ہر طرف سے موت کے منہ میں گھرے ہوئے ہیں، بچاؤ اور نکلنے کی کوئی سبیل نہیں، تو سارے زمینی معبودوں کو چھوڑ کر خدائے واحد کو پکارنے لگے جو اصل فطرت انسانی کا تقاضا تھا، ہر چیز سے مایوس ہوکر خالص خدا کی بندگی اختیار کی اور بڑے پکے عہد و پیمان باندھے کہ اگر اس مصیبت سے خدا نے نجات دی تو ہمیشہ اس کے شکر گزار رہیں گے۔ کوئی بات کفران نعمت کی نہ کریں گے۔ لیکن جہاں ذرا امن نصیب ہوا ساحل پر قدم رکھتے ہی شرارتیں اور ملک میں اودھم مچانا شروع کر دیا، تھوڑی دیر بھی عہد پر قائم نہ رہے (تنبیہ) اس آیت میں ان مدعیان اسلام کے لئے بڑی عبرت ہے جو جہاز کے طوفان میں گھر جانے کے وقت بھی خدائے واحد کو چھوڑ کر غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد ابوجہل کا بیٹا عکرمہ مسلمان نہ ہوا تھا مکہ سے بھاگ کر بحری سفر اختیار کیا۔ تھوڑی دور جا کر کشتی کو طوفانی ہواؤں نے گھیر لیا، ناخدا نے مسافروں سے کہا کہ ایک خدا کو پکارو۔ یہاں تمہارے معبود کچھ کام نہ دیں گے عکرمہ نے کہا کہ یہی تو وہ خدا ہے جس کی طرف محمد (صلعم) ہم کو بلاتے ہیں۔ اگر دریا میں رب محمد کے بدون نجات نہیں مل سکتی تو خشکی میں بھی اس کی دستگیری اور اعانت کے بغیر نجات پانا محال ہے۔ اے خدا! اگر تو نے اس مصیبت سے نکال دیا تو میں واپس ہوکر محمد صلعم کے ہاتھ میں ہاتھ دوں گا مجھے امید ہے کہ وہ اپنے اخلاق کریمہ سے میری تقصیرات کو معاف فرمائیں گے۔ چنانچہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ف۳ یعنی تمہاری شرارت کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔ اگر چند روز شرارتیں کرکے فرض کرو کچھ دنیا کا نفع حاصل کر بھی لیا تو انجام کار پھر خدا کی طرف لوٹنا ہے۔ وہاں تمہارا سب کیا دھرا آگے آئے گا۔ خداوند رب العزت سزا دے کر جتلا دے گا کہ تمہارے کرتوت کیسے تھے ف۴ بعض نے فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ کے معنی کثرت پیداوار کے لئے ہیں کیونکہ جب زمین کی پیداوار زیادہ قوی ہوتی ہے تو گنجان ہوکر ایک جزو دوسرے سے مل جاتا ہے اور لپٹ جاتا ہے بعض نے "بہٖ" کی "با" کو مصاحبت کے لئے لیکر یہ معنی کئے ہیں کہ زمین کا سبزہ پانی کے ساتھ رل مل جاتا ہے کیونکہ نباتات اجزائے مائیہ کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں جس طرح کھانا انسان کا جزو بدن بنتا ہے۔ ایسے ہی پانی گویا نبات کی غذا بنتی ہے۔ مترجم رحمۃ اللہ کے صنیع سے مترشح ہوتا ہے کہ اختلاط سے یہ مراد لے رہے ہیں کہ زمین میں پانی کے ملنے سے جو سبزہ نکلتا ہے اس میں آدمی کی اور جانوروں کی خوراک مخلوط (ملی جلی) ہوتی ہے مثلاً گیہوں کے درخت میں دانہ ہے جو انسان کی غذا بنتی ہے اور بھوسہ بھی ہے جو جانوروں کی خوراک ہے۔ اسی طرح درختوں میں پھل اور پتے ملتے ہیں جن میں سے ہر ایک کے کھانے والے علیحدہ ہیں۔ ف۵ یعنی مختلف الوان و اشکال کی نباتات نے زمین کو پر رونق اور مزین کردیا اور کھیتی وغیرہ ایسی تیار ہوگئی کہ لاکھوں کا مال بھروسے میں آگیا کہ اب اس سے پورا فائدہ اٹھانے کا وقت آگیا ہے۔

اٰيٰتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝

ہماری قدرتوں میں تو کہہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے ہمارے فرشتے لکھتے ہیں حیلے بنانے تمہارے ف۱

ہماری قدرتوں میں کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے تحقیق ہمارے فرشتے لکھتے ہیں حیلہ بازی تمہاری ف۱

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَ

وہی تم کو پھراتا ہے جنگل اور دریا میں۔ یہاں تک کہ جب تم ہوئے کشتی میں اور

وہی تم کو پھراتا ہے جنگل اور دریا میں یہاں تک کہ جب تم بیٹھے کشتیوں میں اور

جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ

لیکر چلیاں لوگوں کو بھلی باؤ سے اور خوش ہوئے اس سے آئی اُن پر باؤ جھونکے کی اور آئی ان پر

لیکر چلیں وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے اور خوش ہوئے اس سے آئی کشتیوں پر ہوا تند اور آئی ان پر

الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

لہر ہر جگہ سے اور انکلے کہ وہ گھر گئے اس میں پکارنے لگے اللہ کو نرے ہوکر

موج ہر جگہ سے اور گمان لیا انھوں نے کہ وہ گھر گئے پکارنے لگے اللہ کو خالص ہوکر

لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

اس کی بندگی میں اگر تو بچا دے ہم کو اس سے تو بیشک ہم رہیں شکر گزار

اس کی بندگی میں اگر تو نے بچا لیا ہم کو اس سے تو بیشک ہم رہیں گے شکر گزار

فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

پھر جب بچا دیا ان کو اللہ نے اسی وقت شرارت کرنے لگے زمین میں ناحق کی سنو لوگو

پھر جب بچا دیا ان کو اللہ نے لگے شرارت کرنے اسی وقت زمین میں ناحق کی ف۲ سنو لوگو

اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؗ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ

تمہاری شرارت ہے تمہیں پر برت لو دنیا کے جیتے پھر ہمارے پاس ہے تم کو پھر آنا

تمہاری شرارت ہے تمہی پر نفع اٹھالو دنیا کی زندگانی کا پھر ہمارے پاس ہے تم کو لوٹ کر آنا

فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ

پھر ہم جتا دیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے دنیا کا جینا وہی کہاوت ہے جیسے ہم نے پانی اتارا

پھر ہم تلا دیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے ف۳ دنیا کی زندگانی کی وہی مثل ہے جیسے ہم نے پانی اتارا

مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ

آسمان سے پھر ایک مل نکلا اس میں سے سبزہ زمین کا جو کھاویں آدمی اور

آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور

الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ

جانور یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے چمک اور سنگار پر آئی اور انکلا

جانور ف۴ یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے رونق اور مزین ہوگئی اور خیال کیا

اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اس کو

زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی ف۵ ناگہاں پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اس کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی روح آسمان سے بدن میں آئی بدن میں مل کر قوت پکڑی پھر کام کیے انسانی اور حیوانی جب ہر ہنر میں پورا ہوا اور اس کے متعلقوں کو اس پر بھروسہ ہوا ناگہاں موت آ پہنچی ..... بارے حکم پہنچا یعنی ایک کر زرد ہو گئی پھر گر گئی یا کوئی نوبت آپڑی اکر کی کاٹ ڈالی یعنی موت ناگہاں آتی ہے۔ ف جتنے مشرک ہیں اپنے خیال کو پوجتے ہیں یا شیطان کو اور نام کرتے ہیں نیکوں کا وہ اس کام سے بیزار ہیں آخرت میں معلوم ہو گا

از شاہ عبدالقادر صاحب

ف١ یعنی ناگہاں خدا کے حکم سے دن میں یا رات میں کوئی آفت آ پہنچی رشلاً بگولا آگیا، یا اولے پڑ گئے یا ٹڈی دل بھیج گیا۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس) اس نے تمام زراعت کا ایسا صفایا کر ڈالا گویا کبھی یہاں ایک تنکا بھی نہ اگا تھا و ملخصاً۔ اسی طرح حیات دنیا کی مثال سمجھ لو کہ خواہ کتنی ہی حسین اور تر و تازہ نظر آئے جس کر بے وقوف لوگ اس کی رونق و دلربائی پر مفتون ہو کر اصل حقیقت کو فراموش کر دیں لیکن اس کی یہ شادابی اور زینت بہت محض چند روزہ ہے جو بہت جلد زوال و فنا کے ہاتھوں نسیاً منسیاً ہو جائے گی۔ حضرت شاہ صاحب نے اس مثال کو نہایت لطیف طرز میں خاص انسانی حیات پر منطبق کیا ہے یعنی پانی کی طرح روح آسمان بالا سے آئی، کالبد خاکی میں مل کر قوت پکڑی، دونوں کے ملنے سے آدمی بنا پھر کام کیے انسانی اور حیوانی دونوں طرح کے، جب ہر ہنر میں پورا ہوا اور اس کے متعلقین کو اس پر بھروسہ ہو گیا، ناگہاں موت آ پہنچی جس نے ایک دم میں سارا بنا بنایا کھیل ختم کر دیا پھر ایسا بے نام و نشان ہو گویا زمین پر آباد ہی نہ ہوا تھا وغیرہ۔ ”لیلاً او نہاراً“ رات کو یا دن کو، شاید اس لیے فرمایا کہ رات کا وقت غفلت کا ہے اور دن میں لوگ عموماً بیدار رہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب خدا کا حکم آ پہنچے، پھر سوتا ہو یا جاگتا، غافل ہو یا بیدار، کوئی شخص کسی حالت میں اس کو روک نہیں سکتا۔ ف٢ یعنی دنیا کی زائل و فانی زندگی پر مست نہ ہو۔ دارالسلام (جنت) کی طرف آؤ۔ خدا تم کو سلامتی کے گھر کی طرف بلا رہا ہے اور وہاں پہنچنے کا راستہ بھی دکھلا رہا ہے۔ وہ ہی گھر ہے جہاں کے رہنے والے ہر قسم کے رنج و غم، پریشانی، تکلیف، نقصان، آفت اور خیاد زوال وغیرہ سے صحیح و سالم رہیں گے۔ فرشتے ان کو سلام کریں گے خود رب العزت کی طرف سے تحفۂ سلام پہنچے گا۔ ف٣ بھلے کام کرنے والوں کو وہاں بھلی جگہ ملے گی (یعنی جنت) اور اس سے زیادہ بھی کچھ ملے گا۔ یعنی حق تعالیٰ کی رضا اور اس کا دیدار ”زیادۃ“ کی تفسیر ”دیدار مبارک“ سے کئی احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہے اور بہت سے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو چکیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا۔ اے اہل جنت! تمہارے لیے ایک وعدہ خدا کا باقی ہے جو اب پورا کرنا چاہتا ہے۔ جنتی کہیں گے کہ وہ کیا ہے؟ کیا خدا نے اپنے فضل سے ہماری حسنات کا پلہ بھاری نہیں کر دیا۔ کیا اس نے ہمارے چہروں کو سفید اور نورانی نہیں بنایا؟ کیا اس نے ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت جیسے مقام میں نہیں پہنچایا؟ (یہ سب کچھ تو ہو چکا آگے کونسی چیز باقی رہی) اس پر حجاب اٹھا دیا جائے گا۔ اور جنتی حق تعالیٰ کی طرف نظر کریں گے بس خدا کی قسم کوئی نعمت جو ان کو عطا ہوئی ہے دولت دیدار سے زیادہ محبوب نہ ہو گی نہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز آنکھیں ٹھنڈی کر سکے گی۔ رزقنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ بمنہ و فضلہ۔ ف٤ یعنی عرصات محشر میں جس طرح کفار و فجار کے چہروں پر کدورت، ذلت و ظلمت چھائی ہو گی جنتیوں کے چہرے اس کے خلاف ہوں گے۔ سیاہی اور رسوائی کیسی وہاں تو نور ہی نور اور رونق ہی رونق ہو گی۔ ف٥ یعنی بدی سے زیادہ نہ ہو۔ کم سزا دیں یا بعض برائیوں کو بالکل معاف کر دیں ان کو اختیار ہے ف٦ یعنی ان کے چہرے اس قدر سیاہ و تاریک ہوں گے گویا اندھیری رات کی تہیں ان پر چڑھا دی گئی ہیں (اعاذنا اللہ منہا) ف٧ یعنی جن کو تم نے اپنے خیال میں خدا کا شریک ٹھہرا رکھا تھا جن کو خدا کے بیٹے بیٹیاں کہتے تھے۔ مثلاً مسیح علیہ السلام جو نعوذ باللہ کہتے تھے ”ابن اللہ“ یا عزیر ”ابن اللہ“ یا ”ملائکۃ اللہ“، یا ”احبار“ ”رہبان“ کہ انہیں بھی ایک حیثیت سے خدائی کا منصب دے رکھا تھا، یا اصنام و اوثان جن پر مشرکین مکہ نے خدائی کے اختیارات تقسیم کر رکھے تھے، سب کو حسب مراتب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا حکم ہو گا ف٨ یعنی اس وقت عجیب افراتفری اور نفسی نفسی ہو گی، عابدین و معبودین میں جدائی پڑ جائے گی اور دنیا میں اپنے اوہام و خیالات کے موافق جو رشتے جوڑ رکھے تھے سب توڑ دیئے جائیں گے۔ اس ہولناک وقت میں جبکہ مشرکین کو اپنے فرضی معبودوں سے بہت کچھ توقعات تھیں، وہ صاف جواب دیں گے کہ تمہارا ہم سے کیا تعلق، تم جھوٹ بکتے ہو کہ ہماری بندگی کرتے تھے۔ (تم اپنے عقیدہ کے موافق جس چیز کو پوجتے تھے اس کے جو خدائی صفات تجویز کرتے تھے جو فی الواقع اس میں موجود نہیں تھیں تو حقیقت میں وہ عبادت اور بندگی واقعی مسیح یا ملائکہ کی نہ ہوئی اور حقیقت میں بے جان مورتیوں کی پوجا تھی محض اپنے خیال اور وہم یا شیطان لعین کی پرستش کو فرشتے، یا نبی یا نیک انسان یا کسی تصویر وغیرہ کے نام ذکر دیتے تھے ..... ہماری رضا، یا از روئے حکم تم نے یہ حرکت نہیں کی، ہم کو کیا خبر تھی کہ انتہائی حماقت و سفاہت سے خدا کے مقابل میں بھی معبود بنا ڈالے گئے۔ (تنبیہ) یہ گفتگو اگر حضرت مسیح وغیرہ ذوی العقول مخلوق کی طرف ..... ہو تو کوئی اشکال نہیں۔ اور ”اصنام“ (بتوں) کی جانب سے جو کچھ بعید نہیں کہ حق تعالیٰ مشرکین کی انتہائی مایوسی اور حسرتناک درماندگی کے اظہار کے لیے اپنی قدرت کاملہ سے پتھر کی مورتوں کو گویا کر دے ..... انطق کل شیء“ (حم السجدہ رکوع ٣)

حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

کاٹ کر ڈھیر گویا کل کو یہاں نہ تھی بستی اسی طرح ہم کھولتے ہیں پتے اُن لوگوں پاس جن کو

کاٹ کر ڈھیر گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو ان لوگوں کے سامنے

يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ

دھیان ہے ف اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف اور دکھاتا ہے جس کو چاہے

جو غور کرتے ہیں ف١ اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف اور دکھلاتا ہے جس کو چاہے

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ

راہ سیدھی جنہوں نے کی بھلائی اُن کو ہے بھلائی اور بڑھتی اور نہ چڑھے گی

راستہ سیدھا ف٢ جنہوں نے کی بھلائی ان کے لیے ہے بھلائی اور زیادتی ف٣ اور نہ چڑھے گی

وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

اُن کے منہ پر سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں جنت والے وہ اُس میں رہا کریں گے

اُن کے منہ پر سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں جنت والے وہ اُسی میں رہا کریں گے ف٤

وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ

اور جنہوں نے کمائیں برائیاں بدلا برائی کا اُس کے برابر اور اُن پر چڑھے گی رسوائی

اور جنہوں نے کمائیں برائیاں بدلا ملے برائی کا اُس کے برابر ف٥ اور ڈھانک لے گی اُن کو رسوائی

مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ

کوئی نہیں اُن کو اللہ سے بچانے والا جیسے ڈھانک دیا ہے اُن کے منہ پر ایک اندھیرا

کوئی نہیں اُن کو اللہ سے بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیئے گئے اُن کے چہرے اندھیری رات

اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَيَوْمَ

ٹکڑا رات کا وہ ہیں آگ والے وہ اُس میں رہا کریں گے اور جس دن

کے ٹکڑوں سے ف٦ وہ ہیں دوزخ والے وہ اُسی میں رہا کریں گے اور جس دن

النصف

نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ

جمع کریں گے ہم اُن سب کو پھر کہیں گے شریک والوں کو کھڑے ہو اپنی اپنی جگہ تم اور تمہارے شریک

جمع کریں گے ہم اُن سب کو پھر کہیں گے شرک کرنے والوں کو کھڑے ہو اپنی جگہ تم اور تمہارے شریک ف٧

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ۝ فَكَفَىٰ

پھر توڑ دیں گے آپس میں اُن کو اور کہیں گے اُن کے شریک تم ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے سو اللہ

پھر توڑ دیں گے ہم آپس میں اُن کو اور کہیں گے اُن کے شریک تم ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے ف٨ سو اللہ

بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ۝

بس ہے شاہد ہمارے تمہارے بیچ میں ہم تمہاری بندگی کی خبر نہیں رکھتے ف

کافی ہے شاہد ہمارے اور تمہارے بیچ میں ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ تھی ف

هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ ۖ وَ

وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو آگے بھیجا اور رجوع ہوں گے اللہ کی طرف جو سچا صاحب اُن کا اور

وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو اُس نے پہلے کیا تھا اور رجوع کریں گے اللہ کی طرف جو سچا مالک ہے اُن کا اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی اللہ نے ازل سے ان کی قسمت میں یقین نہیں لکھا اور سبب اس کا بے حکمی ان کی
ف یعنی جھوٹے اور بے اصل توہمات سب رفو چکر ہو جائیں گے۔ ہر شخص بہ رأی العین مشاہدہ کرے گا کہ اس سچے مالک کے سوا رجوع کرنے کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور ہر ایک انسان کو اپنے تمام برے بھلے اعمال کا اندازہ
ہو جائے گا کہ کتنا وزن رکھتے ہیں۔ ف۳ آسمان کی طرف سے بارش اور حرارت شمس وغیرہ پہنچتی ہے اور زمینی مواد اس کے ساتھ ملتے ہیں تب انسان کی روزی مہیا ہوتی ہے۔ ف۴ یعنی ایسے عجیب وغریب محیر العقول
طریقہ سے کس نے کان اور آنکھ پیدا کی۔ پھر ان کی حفاظت کا سامان کیا۔ کون ہے جو ان تمام قویٰ انسانی کا حقیقی مالک ہے کہ جب چاہے عطا فرما دے اور جب چاہے چھین لے۔ ف۵ مثلاً نطفہ یا بیضہ سے جاندار
کو، پھر جاندار سے نطفہ اور بیضہ کو نکالتا ہے۔ یا روحانی اور معنوی طور پر جو شخص یا قوم مردہ ہو چکی ہیں ان سے زندہ دل افراد پیدا کرتا ہے اور زندہ قوموں کے اخلاف پران کی بدبختی سے موت طاری کر دیتا ہے۔ ف۶ یعنی دنیا کے
تمام کاموں کی تدبیر و انتظام کون کرتا ہے۔ ف۷ مشرکین کو بھی اعتراف تھا کہ یہ امور

ضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ

گم ہو جاوے گا ان پاس سے جو جھوٹ باندھتے تھے — تو پوچھ کہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے

جاتا رہے گا ان کے پاس سے جو جھوٹ باندھا کرتے تھے ف۲ تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور

وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے جیتا مردے

اور زمین سے ف۳ یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا ف۴ اور کون نکالتا ہے زندہ کو

الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ

سے اور نکالتا ہے مردہ جیتے سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی سو کہیں گے کہ

مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے ف۵ اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی ف۶ سو بول اٹھیں گے

اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا

اللہ تو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں سو یہ اللہ ہے رب تمہارا سچا پھر کیا رہا

کہ اللہ تو تو کہہ پھر ڈرتے نہیں ہو ف۷ سو یہ اللہ ہے رب تمہارا سچا پھر کیا رہ گیا

بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ○ كَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

سچ پیچھے مگر بھٹکنا سو کہاں پھرے جاتے ہو اسی طرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی

سچ کے پیچھے مگر بھٹکنا سو کہاں سے لوٹے جاتے ہو ف۸ اسی طرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی

عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم

ان بے حکموں پر کہ یہ یقین نہ لاویں گے ف۱ پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں

ان نافرمانوں پر کہ یہ ایمان نہ لائیں گے ف۸ پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں

مَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

جو پہلے بنا دے پھر اس کو دہرا دے تو کہہ اللہ پہلے بناتا ہے پھر اس کو دہرا دے گا

جو پیدا کرے خلق کو پھر دوبارہ زندہ کرے تو کہہ اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا

فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ○ قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۚ

سو کہاں سے الٹ جاتے ہو پوچھ کوئی ہے تمہارا شریکوں میں جو راہ بتا دے صحیح

سو کہاں سے پلٹے جاتے ہو ف۹ پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو راہ بتلائے صحیح

قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن

تو کہہ اللہ راہ بتاتا ہے صحیح اب جو کوئی راہ بتا دے صحیح اس کو چاہیے ماننا یا

تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح تو اب جو راہ بتلائے صحیح اس کی بات ماننی چاہیے یا اس کی جو

لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ○ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ

جو آپ نہ پاوے راہ مگر جب کوئی بتا دے سو کیا ہوا ہے تم کو کیسا انصاف کرتے ہو اور وہ اکثر چلتے ہیں

آپ نہ پائے راہ مگر جب کوئی اس کو راہ بتلائے سو کیا ہو گیا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو ف۹ اور وہ اکثر چلتے ہیں

إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

اٹکل پر سو اٹکل کام نہیں کرتی صحیح بات میں کچھ اللہ کو معلوم ہے

محض اٹکل پر سو اٹکل کام نہیں دیتی حق بات میں کچھ بھی ف۱۰ اللہ کو خوب معلوم ہے

کلیہ اور عظیم الشان کام اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے فرمایا کہ جب اصلی
خالق و مالک اور تمام عالم کا مدبر اسی کو مانتے ہو تو پھر ڈرتے نہیں کہ اس کے سوا دوسروں
کو معبود بنا ؤ۔ معبود تو وہی ہونا چاہیے جو خالق کل، مالک الملک، رب مطلق اور
متصرف علی الاطلاق ہو۔ اس کا اقرار کر کے کہاں الٹے پاؤں واپس جا رہے ہو
جب سچا وہی ہے تو سچ کے بعد بجز جھوٹ کے کیا رہ گیا۔ سچ کو چھوڑ کر جھوٹے اوہام
میں بھٹکنا عاقل کا کام نہیں ہو سکتا۔ ف۸ یعنی اللہ نے ازل سے ان متمرد سرکشوں کی قسمت
میں ایمان نہیں لکھا۔ جس کا سبب علم الٰہی میں ان کی سرکشی اور نافرمانی ہے اس طرح
خدا کی لکھی ہوئی بات ان پر فسق و نافرمانی کی وجہ سے راست آئی۔ ف۹ یہاں تک
"مبداء" کا ثبوت تھا۔ اب "معاد" کا ذکر ہے۔ یعنی جب اعتراف کر چکے کہ زمین، آسمان
سمع و بصر، موت و حیات، سب کا پیدا کرنے والا اور تھامنے والا وہی ہے تو ظاہر ہے
کہ مخلوق کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اور دہرا دینا بھی اسی کا فعل ہو سکتا ہے۔ پھر
انبیاء علیہم السلام کی زبانی جب وہ خود اس دہرانے کی خبر دیتا ہے تو اس کی تسلیم میں کیا
عذر ہے۔ "مبداء" کا اقرار کر کے "معاد" کی طرف سے کہاں بہکے جاتے ہو۔ ف۹ "مبداء" و
"معاد" کے بعد درمیانی وسائط کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح اول پیدا کرنے والا اور
دوبارہ جلانے والا وہی خدا ہے، ایسے ہی "معاد" کی صحیح راہ بتلانے والا بھی کوئی دوسرا
نہیں۔ خدا ہی بندوں کی صحیح اور سچی رہنمائی کر سکتا ہے۔ مخلوق میں کوئی بڑا ہو یا چھوٹا،
سب اسی کی رہنمائی کے محتاج ہیں۔ اسی کی ہدایت و رہنمائی پر سب کو چلنا چاہیے۔ بت
مسکین تو کس شمار میں ہیں جو کسی کی رہنمائی سے بھی چلنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ بڑے
بڑے مقربین (انبیاء و ملائکہ علیہم السلام) بھی برابر یہ اقرار کرتے آئے ہیں کہ خدا کی ہدایت
و دستگیری کے بدون ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔ ان کی رہنمائی بھی اسی لئے بندوں
کے حق میں قابل قبول ہے کہ خدا بلاواسطہ ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ پھر یہ کس قدر
ناانصافی ہے کہ انسان اس ہادی مطلق کو چھوڑ کر باطل اور کمزور سہارے ڈھونڈے
یا شیاطین، احبار و رہبان، بزعموں اور مفتوں کی رہنمائی پر اندھا دھند چلنے لگے۔ ف۱۰
جب معلوم ہو چکا کہ "مبدی"، "معید" اور ہادی، وہی اللہ ہے تو اس کے خلاف
شرک کی راہ اختیار کرنے والوں کو سوچنا چاہیے کہ ان کے ہاتھ میں کونسی دلیل و
برہان ہے جس کی بنا پر "توحید" کے مسلک قویم و قدیم کو چھوڑ کر ضلالت کے گڑھے
میں گرے جا رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کے پاس سوا ظنون و اوہام اور اٹکل پچو باتوں کے
کوئی چیز نہیں۔ بھلا اٹکل کے تیر حق و صداقت کی بحث میں کیا کام دے سکتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

جو کام کرتے ہیں اور وہ نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوائے

جو کچھ وہ کرتے ہیں ☆ اور وہ نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا ف۱

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ

و لیکن سچا کرتا ہے اگلے کلام کو اور بیان کتاب کا جس میں

اور لیکن تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی ف۲ اور بیان کرتا ہے اُن چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں جن میں

فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ قف اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا

شبہ نہیں جہان کے صاحب سے کیا لوگ کہتے ہیں یہ بنا لایا تو کہہ تم لے آؤ

کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ف۳ کیا لوگ کہتے ہیں کہ یہ بنالایا ہے تو کہہ دے تم لے آؤ

بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

ایک سورت ایسی اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے سوائے اگر تم

ایک ہی سورت ایسی اور بلالو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم

صٰدِقِيْنَ ○ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ

سچے ہو کوئی نہیں جھٹلانے لگے ہیں جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں

سچے ہو ف۴ بات یہ ہے کہ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا ف۵ اور ابھی آئی نہیں

تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اس کی حقیقت یوں ہی جھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے کیسا ہوا

اس کی حقیقت ف۶ اسی طرح جھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ

آخر گنہگاروں کا ف۱ اور کوئی ان میں یقین کرے گا اس کو اور کوئی یقین نہ کرے گا

انجام گنہگاروں کا ف۷ اور بعضے اُن میں یقین کریں گے قرآن کا اور بعضے یقین نہ کریں گے

بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ○ ع وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ

اور تیرے رب کو خوب معلوم ہیں شرارت والے اور اگر تجھ کو جھٹلاویں تو کہہ مجھ کو

اور تیرا رب خوب جانتا ہے شرارت والوں کو ف۸ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو کہہ میرے لیے

عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

میرا کام کرنا اور تم کو تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر ذمہ نہیں جو

میرا کام اور تمہارے لیے تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر ذمہ نہیں جو

تَعْمَلُوْنَ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ

تم کرتے ہو ف۱ اور بعضے اُن میں کان رکھتے ہیں تیری طرف کیا تو سنا دے گا

تم کرتے ہو ف۹ اور بعضے ان میں کان رکھتے ہیں تیری طرف کیا تو سنائے گا

الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ

بہروں کو اگرچہ وہ بوجھ نہ رکھتے ہوں اور بعضے اُن میں نگاہ کرتے ہیں تیری طرف

بہروں کو اگرچہ ان کو سمجھ نہ ہو اور بعضے ان میں نگاہ کرتے ہیں تیری طرف

موضح قرآن ف۱ اس کی حقیقت نہیں آئی یعنی جو وعدہ ہے اس قرآن میں وہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ ف۲ یعنی اگر جھوٹ پہنچاؤں حکم اللہ کا تو میں گنہگار ہوں تم نہیں اور اگر میں سچ لاؤں پھر تم کرو تو گناہ تم پر ہے تو نہ ماننے میں تمہارا نقصان نہیں کسی طرح۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ پچھلی آیات میں فرمایا تھا کہ مشرکین محض ظن و تخمین کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ پیروی کے قابل اس کی بات ہے جو صحیح راستہ بتلائے۔ اسی مناسبت سے یہاں قرآن کریم کا ذکر شروع کیا کہ آج دنیا میں وہی ایک کتاب صحیح راستہ بتلانے والی اور ظنون و اوہام کے مقابلے میں سچے حقائق پیش کرنے والی ہے۔ اس کے علوم و معارف، احکام و قوانین اور معجزانہ فصاحت و جزالت پر نظر کر کے کہنا پڑتا ہے کہ یہ قرآن وہ کتاب نہیں جو خداوند قدوس کے سوا کوئی دوسرا شخص بنا کر پیش کر سکے۔ پورا قرآن تو بجائے خود رہا اس کی ایک سورۃ کا مثل لانے سے بھی تمام جن و انس عاجز ہیں جیسا کہ آگے آتا ہے۔ ف۲ قرآن کا کلام الٰہی ہونا اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام کتب و سماویہ سابقہ کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرتا، ان کے اصل مضامین کی حفاظت اور ان کی پیشین گوئیوں کی صداقت کا علانیہ اظہار کرتا ہے ف۳ یعنی احکام الٰہیہ اور ان حقائق و معارف کو جو پچھلی کتابوں میں نہایت اجمالی طور پر مذکور تھیں کافی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کتاب میں عاقل کے لیے شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں ایسا جامع، بلیغ، پر حکمت اور نور ہدایت سے بھرا ہوا کلام رب العالمین ہی کا ہو سکتا ہے ف۴ یعنی اگر میں بنالایا ہوں تو تم بھی میری طرح بشر ہو سب مل کر ایک صورت جیسی سورت بنا لاؤ۔ ساری مخلوق کو دعوت دو۔ جن و انس کو جمع کر لو۔ تمام جہان کے فصیح و بلیغ پڑھے لکھے اور ان پڑھ اکٹھے ہو کر ایک چھوٹا سا کلام قرآن کی مانند پیش کر دو تو سمجھ لیا جائے گا کہ قرآن بھی کسی بشر کا کلام ہے جس کا مثل دوسرے لوگ لا سکتے ہیں۔ مگر محال ہے کہ ابداً لاباد تک کوئی مخلوق ایسا جملہ کر سکے۔ قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جس میں تہذیب اخلاق تمدن و معاشرت، حکومت و سیاست، معرفت روحانیت، تزکیہ نفوس، تنویر قلوب، غرضیکہ وصول الی اللہ اور تنظیم و رفاہیت خلائق کے وہ تمام قوانین و طرق موجود ہیں جن سے آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے اور جن کی ترتیب و تدوین کی ایک امی قوم کے امی فرد سے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ان تمام علوم و ہدایات کا تحمل کرنے کے ساتھ اس کتاب کی فاتحانہ انداز فصاحت و بلاغت، جامع و موثر اور دلربا طرز بیان، دریا کا سا توج سہل ممتنع سلاست و روانی، اسالیب کلام کا تفنن اور اس کی لذت و حلاوت اور شہنشاہانہ شان و شکوہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے بڑے زور و شور اور بلند آہنگی سے سارے جہان کو مقابلہ کا چیلنج دیدیا ہے۔ جس وقت سے قرآن کے جمال جہاں آراء نے غیب کی نقاب الٹی اور اولاد آدم کو اپنے سے روشناس کیا، اس کا برابر یہی دعویٰ رہا کہ میں خدائے قدوس کا کلام ہوں، اور جس طرح خدا کی زمین جیسی زمین، خدا کے سورج جیسا سورج اور خدا کے آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے دنیا عاجز ہے، اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بنانے سے بھی دنیا عاجز رہے گی۔ قرآن کے مٹانے کی لوگ سازشیں کریں گے، مکر گانٹھیں گے، مقابلے کے جوش میں مر مٹیں گے، اپنی مدد کے لیے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو دعوت دیں گے۔ کوئی حیلہ کوئی تدبیر کوئی داؤ و پیچ اٹھا نہ رکھیں گے، اپنے کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالیں گے۔ سارے مصائب و دواہی کا تحمل ان کے لیے ممکن ہوگا مگر قرآن کی چھوٹی سی سورت کا مثل لانا ممکن نہ ہوگا۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۱۰) اس مسئلہ پر ہم نے "اعجاز القرآن" کے نام ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، جسے شوق ہو ملاحظہ کرے۔ ف۵ یعنی قرآن کو "مفتری" کہنا سمجھ کر نہیں، محض جہل و سفاہت اور قلت تدبر سے ہے تعصب و عناد انہیں اجازت نہیں دیتا کہ ٹھنڈے دل سے قرآن کے حقائق اور وجوہ اعجاز میں غور کریں۔ بدفہمی یا قوائے فکریہ کے ٹھیک استعمال نہ کرنے کی وجہ سے جب قرآن پاک کے دلائل و عجائب کو پوری طرح نہیں سمجھ سکے، تو جھٹلانا شروع کر دیا ف۶ بعض مفسرین نے "تاویل" کے معنی "تفسیر" کے لیے ہیں یعنی مطالب قرآن ان کے دماغ میں نہیں اترے اور بعض نے قرآنی پیشگوئیاں مراد لی ہیں یعنی تکذیب کی ایک وجہ بعض سادہ لوحوں کے حق میں یہ بھی ہے کہ مستقبل کے متعلق قرآن نے جو خبریں دی ہیں، ان کے وقوع کا ابھی وقت نہیں آیا۔ لہٰذا وہ منتظر ہیں کہ ان کا ظہور کب ہوتا ہے۔ مگر سوچنا چاہیے کہ یہ وجہ تکذیب کی کیسی ہو سکتی ہے؟ زائد از زائد توقف کی وجہ ہو تو ہو ف۷ یعنی آگے چل کر ان میں کچھ لوگ مسلمان ہونے والے ہیں۔ انہیں چھوڑ کر جو باقی لوگ شرارت پر قائم رہیں گے خدا سب کو خوب جانتا ہے۔ موقع پر مناسب سزا دے گا ف۸ یعنی اگر ایسے دلائل و براہین سننے کے بعد بھی یہ لوگ آپ کی تکذیب کیا کریں تو کہہ دیجئے کہ ہم اپنا فرض ادا کر چکے تم سمجھانے پر نہیں مانتے تو اب میرا تمہارا راستہ الگ الگ ہے۔ تم اپنے عمل کے ذمہ دار ہو میں اپنے عمل کا، ہر ایک کو اس کے عمل کا ثمرہ مل کر رہے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اگر اللہ کا حکم غلط پہنچاؤں تو میں گنہگار ہوں، اور اگر میں سچ لاؤں تم نہ مانو تو گناہ تم پر ہے۔ بہرحال ماننے میں کسی طرح تمہارا نقصان نہیں۔"

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کان رکھتے ہیں یا نگاہ کرتے ہیں اس توقع پر کہ ہمارے دل میں تصرف کردیں جیسا بعضوں پر ہوگیا سو یہ بات اللہ کے ہاتھ ہے۔ ف۲ یعنی بعضوں کے دل میں اثر نہیں دیتا سو ان کی تقصیر سے کہ دل صاف کرکر نہیں سنتے۔ ف۳ یعنی قبر میں رہنا اس دن ایک گھڑی سا معلوم ہوگا۔ ف۴ یعنی غلبہ اسلام کچھ حضرت کے روبرو ہوا اور باقی ان کے خلیفوں سے۔ ف۵ عمل بد کئے ہوتے ہیں لیکن رسول کے پہنچنے پر سزا ملتی ہے

از شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

ف۱ بعض لوگ بظاہر قرآن شریف اور آپ کا کلام مبارک سنتے ہیں اور آپ کے معجزات وکمالات دیکھتے ہیں مگر دیکھنا سننا وہ نافع ہو جو دل کے کانوں اور دل کی آنکھوں سے ہو۔ یہ آپ کے اختیار میں نہیں کہ آپ دل کے بہروں کو اپنی بات سنا دیں بالخصوص جبکہ وہ سخت بہرہ پن کی وجہ سے قطعاً کسی کلام کو نہ سمجھ سکتے ہوں یا دل کے اندھوں کو راہ حق دکھلا دیں جبکہ انہیں کچھ بھی نہ سوجھتا ہو۔ موضح القرآن میں ہے "یعنی کان رکھتے ہیں یا نگاہ کرتے ہیں اس توقع پر کہ آپ ہمارے

أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ

کیا تو راہ دکھادے گا اندھوں کو اگرچہ وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں ف۱ اللہ ظلم

کیا تو راہ دکھلائے گا اندھوں کو اگرچہ وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں ف۱ اللہ

لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

نہیں کرتا لوگوں پر کچھ لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں ف۲

ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے رہتا ف۲

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ

اور جس دن اُن کو جمع کرے گا گویا نہ رہے تھے مگر کوئی گھڑی دن

اور جس دن ان کو جمع کرے گا گویا وہ نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی دن ف۳

يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ ۚ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَ

آپس میں پہچانیں گے بے شک خراب ہوئے جنہوں نے جھٹلایا اللہ کا ملنا اور

ایک دوسرے کو پہچانیں گے ف۴ بیشک خسارے میں پڑے جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور

مَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ

نہ آئے راہ پر ف۳ اور اگر ہم دکھا دیں گے تجھ کو کوئی ان وعدوں میں سے جو دیتے ہیں

نہ آئے وہ راہ پر ف۵ اور اگر ہم دکھائیں گے تجھ کو کوئی چیز ان وعدوں میں سے جو کئے ہیں ہم نے ان

أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ۝

اُن کو یا پوری کر دیں گے تیری عمر سو ہماری طرف ہے ان کو پھر آنا پھر اللہ شاہد ہے اُن کاموں پر جو کرتے ہیں ف۴

یا وفات دیں تجھ کو سو ہماری ہی طرف ہے اُن کو لوٹنا پھر اللہ شاہد ہے ان کاموں پر جو کرتے ہیں ف۶

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

اور ہر فرقے کا ایک رسول ہے پھر جب پہنچا اُن پر رسول ان کا فیصلہ ہوا اُن میں انصاف سے

اور ہر فرقہ کا ایک رسول ہے پھر جب پہنچا ان کے پاس رسول اُن کا فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

اور ان پر ظلم نہیں ہوتا ف۵ اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم

اور ان پر ظلم نہیں ہوتا ف۷ اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم

صَادِقِينَ ۝ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ

سچے ہو تو کہہ میں مالک نہیں اپنے واسطے برے کا نہ بھلے کا مگر جو چاہے

سچے ہو ف۸ تو کہہ میں مالک نہیں اپنے واسطے برے کا نہ بھلے کا مگر جو چاہے

اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً

اللہ ہر فرقے کا ایک وعدہ ہے جب پہنچا ان کا وعدہ نہ ڈھیل کریں ایک گھڑی

اللہ ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہے جب آپہنچے گا اُن کا وعدہ پھر نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی

وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ

نہ جلدی تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر آپہنچے عذاب اس کا راتوں رات یا

اور نہ آگے سرک سکیں گے ف۹ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر آپہنچے تم پر عذاب اس کا راتوں رات یا

دل پر تصرف کردیں جیسا بعضوں پر ہوگیا سو یہ بات اللہ کے ہاتھ ہے"۔ بعض مفسرین نے "یستمعون" سے متعلق عقل کی اور "ینظرون" سے بصیرت کی نفی مراد لی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے اندھے بہرے جو علاوہ نہ سننے اور نہ دیکھنے کے ہر قسم کی سمجھ بوجھ سے محروم ہیں، ان کو آپ کس طرح سنا اور دکھا کر منوا سکتے ہیں۔ ف۲ یعنی جن کے دلوں میں اثر نہیں ہوتا، بیان ہی کی تقصیر ہے۔ خود اپنی بے احتیاطیوں اور غلط کاریوں سے انہوں نے قوائے ادراکیہ کو تباہ کرلیا ہے ورنہ اصل فطرت سے ہر آدمی کو حق سمجھنے اور قبول کرنے کی استعداد بخشی ہے۔ ف۳ یعنی محشر کے ہولناک احوال و حوادث کو دیکھ کر عمر بھر کا عیش و آرام اس قدر حقیر و قلیل نظر آئے گا گویا دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ ٹھہرے ہی نہ تھے اور افسوس کریں گے کہ ساری عمر کیسی فضول اور بے کار گذری۔ جیسے آدمی گھنٹہ دو گھنٹہ یوں ہی گپ شپ میں بیکار گذار دیتا ہے۔ نیز وہاں کی زہرہ گداز مصائب کو دیکھ کر خیال کریں گے کہ گویا دنیا میں کچھ مدت قیام ہی نہ ہوا جو یہ وقت آلیا۔ گھڑی دو گھڑی ٹھہرے اور یہاں آپھنسے کاش وہاں کی مدت قیام کچھ طویل ہوتی تو یہ دن اس قدر جلد نہ دیکھنا پڑتا۔ بعض مفسرین نے کہا کہ برزخ (قبر) میں ٹھہرنے کی مدت کو ایک گھڑی کے برابر سمجھیں گے واللہ اعلم۔ ف۴ مگر کچھ مدد نہ کر سکیں گے نفسی نفسی پڑی ہوگی۔ بھائی بھائی کے اور بیٹا باپ کے کام نہ آئے گا۔ "فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ" (المؤمنون، رکوع ۶) "يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ" (عبس رکوع ۱) ف۵ باقی جنہوں نے لقاء اللہ کی تصدیق کی اور سیدھی راہ پر چلے وہ سراسر فائدہ میں ہیں۔ ف۶ یعنی ہم نے کفار کو عذاب دینے اور اسلام کو غالب و منصور کرنے کے جو وعدے کئے ہیں، خواہ ان میں سے بعض وعدے کسی حد تک آپ کی موجودگی میں پورے کر کے دکھلا دیے جائیں۔ جیسے "بدر" وغیرہ میں دکھلا دیا، یا آپ کی وفات ہو جائے۔ اس لئے آپ کے سامنے ان میں سے بعض کا ظہور نہ ہو، بہرصورت یہ یقینی ہے کہ وہ سب پورے ہو کر رہیں گے۔ اگر کسی مصلحت سے دنیا میں ان کفار کو سزا نہ دی گئی تو آخرت میں ملے گی۔ ہم سے بچ کر کہاں بھاگ سکتے ہیں سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے اور ان کے تمام اعمال ہمارے سامنے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "غلبہ اسلام کچھ حضرت کے روبرو ہوا اور باقی آپ کی وفات کے بعد خلفاء کے ہاتھوں سے" گویا "نتوفینک" میں اس طرف اشارہ ہے واللہ اعلم۔ ف۷ پہلے اس امت اور اس کے رسول اکرم صلعم کا ذکر تھا اب عام اقوام و امم کا ضابطہ بتلاتے ہیں کہ ہر جماعت اور فرقہ کے پاس خدا کے احکام پہنچانے والے بھیجے گئے ہیں جن کو "رسول" کہیے۔ تاکہ خدا کی حجت تمام ہو اتمام حجت سے پہلے کسی کو عذاب نہیں دیا جاتا۔ لوگ عمل پہلے سے کرتے ہیں۔ مگر دنیا میں ان کو سزا رسول پہنچنے اور حجت تمام کرنے کے بعد دی جاتی ہے۔ خدا کے یہاں یہ ظلم اور اندھیر نہیں کہ بدون پیشتر سے آگاہ کرنے اور ملزم ثابت ہونے کے مجرموں کو فیصلہ سنا دیا جائے۔ قیامت میں بھی باقاعدہ پیشی ہوگی، فرد جرم لگائی جائے گی، گواہ پیش ہوں گے، ہر قوم کے ساتھ ان کے پیغمبر موجود ہوں گے۔ ان کے بیانات وغیرہ کے بعد نہایت انصاف سے فیصلہ ہوگا۔ "وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ" (الزمر، رکوع ۷) بعض مجاہد وغیرہ نے آیت کو قیامت کے احوال پر حمل کیا ہے۔ ف۸ یعنی عذاب آنے کی جو دھمکیاں دیتے ہو، محض جھوٹ اور بے اصل ہیں۔ اگر واقعی تم سچے ہو تو وہ کیوں نہیں آتے۔ آخر یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ ف۹ یعنی عذاب وغیرہ بھیجنا خدا کا کام ہے، میرے قبضہ اور اختیار میں نہیں میں خود اپنے نفع نقصان کا صرف اسی قدر مالک ہوں جتنا اللہ چاہے۔ پھر دوسروں پر کوئی بھلائی برائی وارد کرنے کا مستقل اختیار مجھے کہاں سے ہوتا۔ ہر

قوم کی ایک مدت اور میعاد خدا کے علم میں مقرر ہے۔ جب میعاد پوری ہو کر ان کا وقت پہنچ جائے گا۔ ایک سکنڈ کا تخلف نہ ہو سکے گا غرض عذاب کے لئے جلدی مچانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ خدا کے علم میں جو وقت مقرر ہو چکا ہے اس سے ایک منٹ آگے پیچھے نہیں سرک سکتے۔ زمخشری کے نزدیک "لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ" اس سے کنایہ ہے کہ عذاب کا اپنے وقت معین پر آنا اٹل ہے جس میں حقیقت تقدیم و تاخیر کو نفیاً یا اثباتاً دخل نہیں۔ فتنبہ لہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی بچاؤ کر نہ سکو گے پھر پوچھنے کا کیا فائدہ۔ ف۲ یعنی عذاب آئے پر ایمان لانا اب قبول ہوگا۔ اس واسطے پوچھو تو بھی جھٹ ہے۔ ف۳ یعنی بھاگ کر عاجز نہ کر سکو گے۔

—————— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی رات کو سوتے ہوئے یا دن میں جب تم دنیا کے دھندوں میں مشغول ہو، اگر اچانک خدا کا عذاب آ دبائے تو مجرم جلدی کر کے کیا بچاؤ کر سکیں گے؟ جب بچاؤ کو نہیں کر سکتے پھر وقت پوچھنے کا کیا فائدہ۔ مترجم رحمۃ اللہ نے ماذا یستعجل منہ المجرمون کا یہ ترجمہ حضرت شاہ صاحب کے مذاق کے موافق کیا ہے۔ عموماً مفسرین نے یہ مطلب لیا ہے کہ عذاب الٰہی کے آنے میں کونسی ایسی خوشی اور مزہ کی بات ہے جس کی وجہ سے مجرمین جلدی طلب کر رہے ہیں۔ یا یہ کہ تعجب کا مقام ہے کہ مجرمین کیسی سخت خوفناک چیز کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔ حالانکہ ایک مجرم کے لائق تو یہ تھا کہ وہ آنے والی سزا کے تصور سے کانپ اٹھتا اور ڈر کے مارے ہلاک ہو جاتا وا الجزالخیال۔ ف۲ یعنی عذاب کے لیے جلدی کرنا اس بنا پر ہے کہ انہیں اس کے آنے کا یقین نہیں۔ اس وقت یقین ہوتا تو فائدہ ہو سکتا تھا کہ بچنے کی کوشش کرتے۔ عذاب آ چکنے کے بعد یقین آیا تو کیا فائدہ ہوگا۔ اس وقت خدا کی طرف سے کہہ دیا جائے گا کہ اچھا اب قائل ہوتے ہو اور پہلے سے جھٹلاتے رہے۔ کیونکہ تقاضا کرنا بھی جھٹلانے اور مذاق اڑانے کی نیت سے تھا۔ اس وقت اقرار کرنے سے کچھ نفع نہیں۔ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ (المؤمن رکوع ۹) ف۳ جو کفر و شرک اور تکذیب کرتے رہے تھے، اب ہمیشہ اس کا مزہ چکھتے رہو۔ یہ قیامت میں کہا جائے گا۔ ف۴ یعنی غفلت کے نشہ میں چور ہو کر تعجب سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ ہم موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور دائمی عذاب کا مزہ چکھیں گے؟ کیا واقعی ریزہ ریزہ ہو کر اور خاک میں مل کر پھر از سر نو ہم کو موجود کیا جائے گا؟ آپ فرما دیجئے کہ تعجب کی کیا بات ہے؟ یہ چیز تو یقیناً ہونے والی ہے۔ تمہارا مٹی میں ملنا اور پارہ پارہ ہو جانا خدا کو اس سے عاجز نہیں کر سکتا کہ پہلے کی طرح تمہیں دوبارہ پیدا کر دے، اور شرارتوں کا مزہ چکھا دے۔ ممکن نہیں کہ اس کے قبضہ سے نکل بھاگو اور فرار ہو کر معاذ اللہ اُسے عاجز کر سکو۔ تنبیہ: اس آیت کے مشابہ دو آیتیں قرآن کریم میں ہیں۔ ایک سورۂ "سبا" میں وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ دوسری "تغابن" میں زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ یہ دونوں قیامت اور معاد کے متعلق ہیں۔ ان ہی کی مناسبت سے حافظ ابن کثیر نے آیت حاضرہ کو معاد کے متعلق رکھا ہے۔ ف۵ یعنی اگر روئے زمین کے خزانے فرض کرو اس کے قبضہ میں ہوں تو کوشش کرے کہ یہ سب دے کر خدا کے عذاب سے اپنے کو بچا لے۔ ف۶ دل میں اپنی حرکتوں پر پشیمان ہوں گے اور چاہیں گے کہ لوگوں پر پشیمانی کا اظہار نہ ہو مگر نا بچے کچھ دیر آثار ندامت ظاہر نہ ہونے دیں گے آخر بے اختیار ظاہر ہو کر رہیں گے۔ اس وقت کہیں گے۔ يٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ اور يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا۔ ف۷ یعنی سارے جہان میں حکومت صرف اللہ کی ہے۔ انصاف جو کرے گا۔ کوئی مجرم نہ کہیں بھاگ سکتا ہے نہ رشوت دے کر چھوٹ سکتا ہے۔ ف۸ یعنی سوء استعداد و بدبختی اور غفلت سے اکثر لوگ ان حقائق کو نہیں سمجھتے، اسی سے جو زبان پر آئے بک دیتے ہیں۔ اور جو جی میں آئے کرتے ہیں۔ ف۹ جلانا اور مارنا جب اسی کا فعل ہے تو دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے۔ ف۱۰ یہ سب صفات قرآن کریم کی ہے۔ قرآن اول سے آخر تک نصیحت ہے، جو لوگوں کو مہلک اور مضر باتوں سے روکتا ہے۔ دلوں کی بیماریوں کے لیے نسخۂ شفا ہے وصول الی اللہ اور رضائے خداوندی کا راستہ بتاتا ہے، اور اپنے ماننے والوں کو دنیا و آخرت میں رحمت الٰہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ بعض محققین کے نزدیک اس آیت میں نفس انسانی کے مراتب کمال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جو شخص قرآن کریم سے تمسک کرے، ان تمام مراتب پر فائز ہو سکتا ہے۔ (۱) اپنے ظاہر کو ناملائم افعال سے پاک کرنا۔ لفظ "موعظۃ" میں اس کی طرف اشارہ ہے (۲) باطن کو عقائد فاسدہ اور ملکات رویہ سے خالی کرنا جو "شِفَاۤءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ" سے مفہوم ہوتا ہے (۳) نفس کو عقائد حقہ اور اخلاق فاضلہ سے آراستہ کرنا جس کے لیے لفظ "ہدیٰ" زیادہ مناسب ہے۔ (۴) ظاہر و باطن کی درستی کے بعد انوار رحمت الٰہیہ کا نفس ناقص پر ہونا جو لفظ "رحمت" کا مدلول ہے۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ نے جو تقریر کی ہے اس میں ان چار لفظوں سے شریعت، طریقت، حقیقت اور نبوت و خلافت کی طرف علی الترتیب اشارہ کیا ہے۔ یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں اور نہ اس قسم کے مضامین خالص تفسیری مد میں آ سکتے ہیں۔

نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ

دن کو کیا کر لیں گے اس سے پہلے گنہگار ف۱ کیا پھر جب پڑ چکے گا تب

دن کو تو کیا کر لیں گے اس سے پہلے گنہگار ف۱ کیا پھر جب عذاب واقع ہو چکے گا تب اس پر

بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ

یقین کرو گے اس کو اب قائل ہوئے اور تم تھے اسی کی جلدی کرتے ف۲ پھر کہیں گے گنہگاروں کو

یقین کرو گے اب قائل ہوئے اور تم اسی کا تقاضا کرتے تھے ف۲ پھر کہیں گے

ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝

چکھو عذاب ہمیشگی کا وہی بدلا پاتے ہو جو کچھ کماتے تھے

گنہگاروں کو چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا وہی بدلا ملتا ہے جو کچھ کماتے تھے ف۳

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ

اور تجھ سے خبر لیتے ہیں کیا سچ ہے یہ بات تو کہہ البتہ قسم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم تھکا

اور تجھ سے خبر پوچھتے ہیں کیا سچ ہے یہ بات تو کہہ البتہ قسم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم

بِمُعْجِزِيْنَ ۝ۧ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ

نہ سکو گے ف۴ اور اگر ہو ہر شخص گنہگار پاس جتنا کچھ ہے زمین میں البتہ دے ڈالے اپنی

تھکا نہ سکو گے ف۴ اور اگر ہو ہر شخص گنہگار کے پاس جتنا کچھ ہے زمین میں البتہ دے ڈالے اپنے

بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

چھڑوانی میں اور چھپے پچھتاویں گے جب دیکھیں گے عذاب اور ان میں فیصلہ ہوگا

بدلے میں ف۵ اور چھپے چھپے پچھتائیں گے جب دیکھیں گے عذاب اور ان میں فیصلہ ہوگا

بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

انصاف سے اور ان پر ظلم نہ ہوگا سن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں

انصاف سے اور ان پر ظلم نہ ہوگا ف۶ سن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور

الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

سن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے

زمین میں ف۷ سن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف۸

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

وہی جلاتا ہے اور مارے گا اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے لے لوگو تم کو

وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ف۹ اے لوگو تمہارے

جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ

آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور چنگے کرنے کو جیوں کے روگ

پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور شفا دلوں کے روگ کی

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ

اور راہ سوجھانے اور مہربانی یقین لانے والوں کو کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہر سے

اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے واسطے ف۱۰ کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے

ع ۵ / ۱۳ / ۱۰

انما الغنی علی الصالح اصبو اللام

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ فرح، رخوش ہونا) محمود بھی ہے اور مذموم بھی۔ کسی نعمت پر اس حیثیت سے خوش ہونا کہ اللہ کے فضل و رحمت سے ملی ہے محمود ہے جیسے یہاں فرمایا۔ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ ... اور خلاصہ دنیا پر خوش ہونا ... یہی بداخلاقی سے حاصل ہوتی ہے سخت مذموم ہے۔ قارون اپنے مال و دولت کی نسبت کہتا تھا اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ، اس کو فرمایا لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا الخ، ف۲ یعنی اصلی چیز خدا کا فضل و رحمت ہے۔ انسان کو اسی کی تلاش کرنی چاہئے۔ مال و دولت، جاہ و حشم سب اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ ف۳ یعنی قرآن جو نصیحت، شفاء اور ہدایت و رحمت بن کر آیا ہے وہی استغناء اور تمسک کرنے کے لائق ہے۔ احکام الٰہیہ کی معرفت اور حلال و حرام کی تمیز اسی سے ہو سکتی ہے یہ کیا واہیات ہے کہ خدا نے تو تمہارے انتفاع کے لئے ہر قسم کی روزی پیدا کی، پھر تم نے محض اپنی آراء و اہواء سے

فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ

سو اسی پر چاہئے خوشی کریں یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں تو کہہ بھلا دیکھو تو

سو اسی پر ان کو خوش ہونا چاہئے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں ف۲ تو کہہ بھلا دیکھو تو اللہ

اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ

اللہ نے جو اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرائی اس میں سے کوئی حرام اور حلال

نے جو اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرائی اس میں سے کوئی حرام اور کوئی حلال

قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ

کہہ اللہ نے حکم دیا تم کو یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ف۳ اور کیا اٹکل ہے جھوٹ

کہہ کیا اللہ نے حکم دیا تم کو یا اللہ پر افترا کرتے ہو ف۳ اور کیا خیال ہے

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ

باندھنے والے قیامت کے دن کو اللہ تو فضل رکھتا ہے

جھوٹ باندھنے والوں کا اللہ پر قیامت کے دن ف۴ اللہ تو فضل کرتا ہے

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ع وَمَا تَكُوْنُ فِيْ

لوگوں پر لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے اور نہیں ہوتا تو کسی

لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے ف۵ اور نہیں ہوتا تو کسی

شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ

حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ کام

حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں کرتے ہو تم لوگ کچھ کام

اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ

کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تم پاس جب لگتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے

کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب تم مصروف ہوتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے

مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ

ایک ذرہ بھر زمین میں نہ آسمان میں نہ چھوٹا

ایک ذرہ بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا

مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ

اس سے نہ بڑا جو نہیں کھلی کتاب میں سن رکھو جو لوگ اللہ کی

اس سے اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی ہوئی کتاب میں ف۶ یاد رکھو جو لوگ اللہ کے

اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ج اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

طرف ہیں نہ ڈر ہے ان پر نہ وہ غم کھاویں جو لوگ یقین لائے اور

دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ف۷ جو لوگ کہ ایمان لائے اور

كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ؕ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ

رہے پرہیز کرتے ان کو ہے خوشخبری دنیا کے جیتے اور آخرت میں

ڈرتے رہے ف۸ ان کے لئے ہے خوشخبری دنیا کی زندگانی میں اور آخرت میں ف۹

ع ۱۱

کسی چیز کو حلال، کسی کو حرام ٹھہرا لیا۔ بھلا تحلیل و تحریم کا تم کو کیا حق ہے۔ کیا تم یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے ایسا حکم دیا، یا یوں ہی خدا پر افترا کر رہے ہو۔ اگلی آیت میں صاف اشارہ کر دیا کہ بجز افتراء علی اللہ کے اور کچھ نہیں۔ (تنبیہ) جن چیزوں کو حلال و حرام کیا تھا، ان کا مفصل تذکرہ سورۂ "مائدہ" اور "انعام" میں گذر چکا۔ ف۴ یعنی یہ لوگ روز قیامت کے متعلق کیا خیال کر رہے ہیں کہ کیا معاملہ ان کے ساتھ ہوگا۔ مفت چھوٹ جائیں گے۔ عذاب بھگتنا پڑے گا یا نہیں۔ کن خیالات میں پڑے ہیں۔ یاد رکھیں جو دردناک سزا ملنے والی ہے وہ ٹل نہیں سکتی۔ ف۵ یعنی خدا اپنے فضل سے دنیا میں بہت کچھ مہلت دیتا ہے۔ بہت سی تقصیرات سے درگذر کرتا ہے۔ لیکن بہت لوگ نرمی اور اغماض کو دیکھ کر بجائے شکر گذار ہونے کے اور زیادہ دلیر اور بے خوف ہو جاتے ہیں۔ آخر سزا دینی پڑتی ہے۔ حلم حق بالتو مواسا ہا کند۔ چونکہ از حد بگذری رسوا کند۔ ف۶ پہلے قرآن کریم کے اوصاف بیان کئے تھے کہ وہ سراپا نور، ہدایت، شفائے قلوب، نعمت عظمیٰ اور رحمت کبریٰ ہے۔ پھر اشارہ کیا کہ ہدایت و بصیرت کی ایسی صاف روشنی کو چھوڑ کر لوگ اپنے اوہام و خیالات کے اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور خدا پر افترا کر کے اس کے فضل و انعام کی ناقدری کرتے ہیں۔ اس آیت میں متنبہ کیا کہ لوگ کس حال میں ہیں اور پیغمبر علیہ السلام کی کیا شان ہے۔ آپ شب و روز مالک حقیقی کی وفاداری اور ہمدردی خلائق کی جن شئون عظیمہ کے مظہر بنے ہیں خصوصاً آپ کی جو امتیازی شان قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے وقت ظاہر ہوتی ہے یعنی قرآن کے ذریعہ سے جو جہاد آپ کر رہے ہیں وہ سب خدا کے حضور میں ہے۔ اور لوگ جو کچھ اچھا یا برا معاملہ کرتے ہیں، وہ سب بھی خدا کی نظر کے سامنے ہے جس وقت مخلوق کوئی کام شروع کرتی اور اس میں مشغول و منہمک ہو جاتی ہے، خواہ اسے خدا کا تصور نہ آئے لیکن خدا اس کو برابر دیکھ رہا ہے۔ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔ یہ واقعہ ہے زمین و آسمان میں کہیں ایک ذرہ برابر یا اس سے چھوٹی بڑی چیز نہیں جو خدا تعالیٰ کے علم محیط سے غائب ہو۔ بلکہ علم الٰہی سے نیچے اتر کر تمام "ما کان و ما یکون" کا حال "کتاب مبین" (لوح محفوظ) میں ثبت ہے۔ جسے "عالم تدبیر" میں "صحیفۂ علم الٰہی" کہنا چاہئے۔ جب حق تعالیٰ پر کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز پوشیدہ نہیں تو ان مکذبین و معاندین کے معاملات و احوال کیسے مخفی رہ سکتے ہیں، پھر یہ ذرا ان کی کارروائی کے متعلق یہ کیا خیال کر رہے ہیں وہ خوب سمجھ لیں کہ ان کی ہر چھوٹی بڑی حرکت خدا کے سامنے ہے وہاں کوئی خیانت اور چوری نہیں چل سکے گی۔ ہر عمل کی سزا مل کر رہے گی اور جس طرح دشمنوں کے معاملات اس کے سامنے ہیں، ان کے بالمقابل دوستوں کا ذرہ ذرہ حال بھی اس کے علم میں ہے اگلی آیات میں ان کو بشارت سنائی گئی ہے۔ ف۷ ابن کثیر نے روایات حدیثیہ کی بناء پر اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "اولیاء اللہ" (خدا کے دوستوں) کو آخرت میں احوال محشر کا کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے پر غمگین ہوں گے۔ بعض مفسرین نے آیت کو کچھ عام رکھا ہے یعنی اولیاء اللہ پر نہ کسی ناک حوادث کا وقوع نہ دنیا میں نہ ہوگا نہ آخرت میں، اور نہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر وہ مغموم ہوتے ہیں گویا خوف سے خوف حق یا غم سے غم آخرت کی نفی مراد نہیں، بلکہ دنیا میں دنیوی خوف و غم کی نفی مراد ہے جس کا احتمال مخالفت اعداء وغیرہ سے ہو سکتا ہے، وہ مومنین کاملین کو نہیں ہوتا ہر وقت ان کا اعتماد اللہ پر ہوتا ہے اور تمام واقعات تکوینیہ کے خالی از حکمت نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس اعتقاد و اعتماد کے استحضار سے انہیں خوف و غم نہیں ستاتا۔ میرے نزدیک "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ" کا مطلب یہ لیا جائے کہ "اولیاء اللہ" پر کوئی خوفناک چیز (ہلاکت یا معتد بہ نقصان) دنیا و آخرت میں واقع ہونے والی نہیں۔ اگر فرض کیجئے دنیا میں صورۃً کوئی نقصان پیش بھی آئے تو چونکہ نتیجۃً وہ ان کے حق میں نفع عظیم کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے اس کو معتد بہ نقصان نہیں کہا جا سکتا۔ رہا کسی سبب دنیوی یا اخروی کی وجہ سے ان کو کسی وقت خوف لاحق ہو نا دہ آیت کی اس تقریر کے منافی نہ ہوگا کیونکہ آیت نے صرف یہ خبر دی ہے کہ ان پر کوئی خوفناک چیز نہ پڑے گی، یہ نہیں کہا کہ انہیں کسی وقت خوف لاحق نہ ہوگا۔ شاید "لَا هُمْ يَخَافُوْنَ" کے مناسب "لَا يَخَافُوْنَ" نہ فرمانے اور "لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ" کی تعبیر اختیار کرنے میں یہی نکتہ ہو۔ باقی "لَا يَحْزَنُوْنَ" کا تعلق میرے خیال میں مستقبل سے ہے۔ یعنی موت کے وقت اور موت کے بعد غمگین نہ ہوں گے جیسا کہ فرمایا۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا (حٰمٓ السجدہ۔ رکوع ۴) اور فرمایا لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (الانبیاء۔ رکوع ۷) واللہ تعالیٰ اعلم بمرادہ ف۸ یہ "اولیاء اللہ" کی تعریف فرمائی یعنی مومن متقی خدا کا ولی ہے جیسا کہ پہلے کئی مواقع میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایمان و تقویٰ کے بہت سے مدارج ہیں۔ پس جس درجہ کا ایمان و تقویٰ کسی میں موجود ہو

(بقیہ بر صفحہ ۲۷۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۲۷۸ ۔ ہوگا اسی درجہ میں ولایت کا ایک حصہ اس کے لئے ثابت ہوگا۔ پھر جس طرح مثلاً دس بیس روپیہ بھی مال ہے اور پچاس سو، ہزار دو ہزار، لاکھ دو لاکھ روپیہ بھی لیکن عرف عام میں دس بیس روپے والے کو "مالدار" نہیں کہا جاتا، جب تک معتد بہ مقدار مال و دولت کی موجود نہ ہو۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ ایمان و تقویٰ کسی مرتبہ میں ہو، وہ ولایت کا شعبہ ہے اور اس حیثیت سے سب مومنین فی الجملہ ولی کہلائے جا سکتے ہیں لیکن عرف میں "ولی" اسی کو کہا جاتا ہے جس میں ایک خاص اور ممتاز درجہ ایمان و تقویٰ کا پایا جاتا ہو۔ احادیث میں کچھ علامات و آثار اس ولایت کے ذکر کئے گئے ہیں۔ مثلاً ان کو دیکھنے سے خدا یاد آئے یا مخلوق خدا ان کی طرف محبت جو عارفین نے اپنے اپنے مذاق کے موافق "ولی" کی تعریفیں کی ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ف۹ اولیاء اللہ کے لئے دنیا میں کئی طرح کی بشارتیں ہیں مثلاً حق تعالیٰ نے انبیاء کی زبانی جو اَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وغیرہ کی بشارت دی ہے یا فرشتے موت کے قریب ان کو کہتے ہیں اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حم السجدہ رکوع ۴) یا کثرت سے سچے اور مبارک خواب انہیں نظر آتے ہیں یا ان کی نسبت دوسرے بندگان خدا کو دکھائی دیتے ہیں جو حدیث صحیح کے موافق نبوۃ کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے یا ان کے معاملات میں خدا کی طرف سے خاص قسم کی تائید و امداد ہوتی ہے یا خواص میں اور کبھی خواص سے گذر کر عوام میں بھی ان کو مقبولیت حاصل ہوتی ہے اور لوگ ان کی مدح و ثنا اور ذکر خیر کرتے ہیں۔ یہ سب چیزیں دنیوی بشارت کے تحت میں درجہ بدرجہ آسکتی ہیں مگر اکثر روایات میں لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کی تفسیر رویائے صالحہ سے کی گئی ہے۔ واللہ اعلم رہی بشارت اخروی وہ خود قرآن میں منصوص ہے بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اور حدیث میں بھی یہی تفسیر منقول ہے۔

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؕ وَلَا يَحْزُنْكَ

بدلتی نہیں اللہ کی باتیں یہی ہے بڑی مراد ملنی اور نہ غم کھا

بدلتی نہیں اللہ کی باتیں ف۱ یہی ہے بڑی کامیابی ☆ اور رنج مت کر

وقف لازم

قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اَلَآ اِنَّ

ان کی بات سے اصل سب زور اللہ کو ہے وہی ہے سنتا جانتا سنتا ہے اللہ

ان کی بات سے اصل میں سب زور اللہ کے لئے ہے وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۲ سنتا ہے اللہ

لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ

کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں اور یہ جو پیچھے پڑے ہیں

اللہ کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں اور یہ جو پیچھے پڑے ہیں

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ

شریک پکارنے والے اللہ کے سوائے کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں خیال کے اور

اللہ کے سوا شریکوں کو پکارنے والے سو یہ کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں اپنے خیال کے اور

اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا

کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے وہی ہے جس نے بنا دی تم کو رات کہ چین پکڑو

کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۳ وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ چین حاصل کرو

فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝

اس میں اور دن دیا دکھانے والا اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سنتے ہیں

اس میں اور دن دیا دکھلانے والا بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں ف۴

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

کہتے ہیں اللہ نے کوئی بیٹا ٹھہرا لیا وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

کہتے ہیں ٹھہرا لیا اللہ نے بیٹا وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

مَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى

زمین میں نہیں تم پاس کچھ سند اس کی کیوں جھوٹ کہتے ہو

جو کچھ ہے زمین میں نہیں تمہارے پاس کوئی سند اس کی کیوں جھوٹ کہتے ہو

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

اللہ پر جو بات نہیں جانتے کہہ جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ

اللہ پر جس بات کی تم کو خبر نہیں ف۵ کہہ جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ

لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ

بھلائی نہیں پاتے تھوڑا سا برت لینا دنیا میں پھر ہماری طرف ہے ان کو پھر آنا پھر چکھاویں گے ہم ان کو

بھلائی نہیں پائیں گے ☆ تھوڑا سا نفع اٹھا لینا دنیا میں پھر ہماری طرف ہے ان کو لوٹنا پھر چکھائیں گے ہم ان کو

الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝ ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ

سخت عذاب اس پر کہ وہ منکر ہوتے تھے اور سنا ان کو احوال نوح کا

سخت عذاب بدلا ان کے کفر کا ف۶ اور سنا ان کو حال نوح کا ف۷

وقف لازم

وقف النبی

الربع

ع ۱۰

۱۲

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی اللہ کی باتیں اور اس کے وعدے سب سچے اور اٹل ہیں جو بشارتیں دی ہیں ضرور مستحکم رہیں گی۔ ف۲ اوپر سے اعدائے مکذبین کا ذکر چلا آتا تھا۔ ان کے بالمقابل دوستوں کا تذکرہ فرمایا اور ان کو دارین میں محفوظ رہنے کی بشارت سنائی۔ اسی سلسلہ میں حضور کو تسلی دی جاتی ہے کہ آپ احمقوں اور شریروں کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوں، غلبہ اور زور سب خدا کے لئے ہے وہ اپنے زور تائید سے حق کو غالب و منصور اور مخالفین کو ذلیل و رسوا کر کے چھوڑے گا وہ ان کی سب باتیں سنتا اور سب حالات جانتا ہے۔ ف۳ یعنی کل زمین و آسمان میں خدائے واحد کی سلطنت ہے۔ سب جن و انس اور فرشتے اسی کے مملوک و مخلوق ہیں۔ مشرکین کا غیر اللہ کو پکارنا اور انہیں خدائی کا حصہ دار بنانا محض اٹکل کے تیر اور واہی تباہی خیالات ہیں۔ ان کے ہاتھ میں نہ کوئی حقیقت ہے نہ حجت و برہان، خیالی اوہام و ظنون کی اندھیریوں میں پڑے ٹھوکریں کھا رہے ہیں ف۴ دن رات اور نور و ظلمت اجالے کا پیدا کرنے والا وہی ایک خدا ہے۔ اسی سے خیر و شر اور تمام متقابل اشیاء کی پیدائش کو سمجھ لو۔ اس میں "مجوس" کے شرک کا رد ہو گیا۔ اور ادھر بھی لطیف اشارہ کر دیا کہ جس طرح رات کی تاریکی کے بعد خدا روز روشن کو لاتا ہے، اور دن کے اجالے میں وہ چیزیں نظر آتی ہیں جو شب کی ظلمت میں دکھائی نہ دیتی تھیں، ایسے ہی مشرکین کے اوہام و ظنون کی اندھیریوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے اس نے قرآن کریم کا آفتاب چمکایا جو لوگوں کو وصول الی اللہ کا ٹھیک راستہ دکھلانے والا ہے ف۵ اس میں عیسائیوں کے شرک کا رد ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اگر وہ واقعی طور پر "مسیح" کو خدا کا (معاذ اللہ) صلبی بیٹا سمجھتے ہیں تو اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہوگی۔ خداوند قدوس بالبداہت بیوی بچوں سے پاک ہے۔ اور اگر بیٹے سے مراد متبنیٰ ہے تو خدا کو اس کی ضرورت کیا پیش آئی کہ ایک مخلوق کو متبنیٰ بنائے۔ کیا معاذ اللہ اسے اولاد کی حسرت اور بیٹا نہ ہونے کا غم تھا؟ یا یہ فکر تھی کہ اس کے بعد مال و دولت کا وارث اور اس کا نام روشن کرنے والا کون ہوگا؟ یا یہ کہ بڑھاپے اور حوائج مرج میں کس سے سہارا لے گا؟ (العیاذ باللہ) وہ تو سب سے بے نیاز ہے اور سب ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔ اسے بیٹے اپنے یا متبنیٰ وغیرہ کی احتیاج کہاں ہو سکتی ہے؟ سب چیزیں اس کی مملوک و مخلوق ہیں۔ پھر مالک و مملوک اور خالق و مخلوق کے درمیان ان نسبی رشتوں کی کہاں گنجائش ہے۔ یہ بڑی سخت بات ہے کہ خدا کی نسبت محض جہالت سے ایسی جھوٹی اور بے سند باتیں کہی جائیں۔ ف۶ یعنی خدا پر جھوٹ باندھنے والے خواہ دنیا میں کیسی ہی طاقت رکھتے ہوں اور اپنے ساز و سامان پر مغرور ہوں لیکن انہیں حقیقی بھلائی اور کامیابی ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔ تھوڑے دن دنیا کے مزے اڑا لیں، انجام کار ان کا معاملہ خدا کی طرف رجوع ہوگا جہاں سے اپنے جرائم کی پاداش میں نہایت سخت عذاب مزہ چکھیں گے۔ ف۷ یعنی اہل مکہ کو نوح اور اس کی قوم کا حال سنا تاکہ معلوم ہو کہ مکذبین و مفترین کو حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان کی اچھل کود اور چمک دمک محض چند روزہ ہے جو انجام کار ہلاکت ابدی پر منتہی ہوتی ہے۔ اہل مکہ کو قوم نوح کا قصہ سن کر عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ اگر وہ خاتم الانبیاء صلعم کی تکذیب و عداوت اور اپنی شرارت سے باز نہ آئے تو ان کا انجام بھی ویسا ہی ہو سکتا ہے جو نوح کی تکذیب کرنے والوں کا ہوا۔ نیز اس واقعہ کے بیان کرنے میں پیغمبر علیہ السلام کو تسلی دینا ہے کہ آپ ان لوگوں کی دشمنی اور شرارت سے زیادہ دلگیر نہ ہوں۔ ہر نبی کو اس قسم کے حالات کا مقابلہ کرنا پڑا ہے پھر آخر میں حق ہی غالب ہو کر رہا اور حق و صداقت کے دشمن تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ عام سامعین کو ان واقعات کے ایسے مفصل بیان سے یہ سبق ملتا ہے کہ نبی عربی صلعم باوجود امی ہونے کے اور کسی مخلوق کے سامنے ایک منٹ کے لئے بھی زانوئے تلمذ تہ نہ کرنے کے پچھلی قوموں کے اس قدر صحیح اور پختہ احوال بیان فرماتے ہیں جو بظاہر بدون تعلیم اور طویل استفادہ کے [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْکِیْرِیْ

جب کہا اپنی قوم کو اے قوم اگر بھاری ہوا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور سمجھانا

جب کہا اپنی قوم کو اے قوم اگر بھاری ہوا ہے تم پر میرا کھڑا ہونا اور نصیحت کرنا

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ

اللہ کی باتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اب تم سب مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریک پھر

اللہ کی آیتوں سے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اب تم سب مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریکوں کو پھر

لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝

نہ رہے تم کو اپنے کام میں شبہہ پھر کر چلو میری طرف اور مجھ کو پھر فرصت نہ دو ف۱

نہ رہے تم کو اپنے کام میں شبہ پھر کر گزرو میرے ساتھ اور مجھ کو مہلت نہ دو ف۱

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُکُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۙ

پھر اگر ہٹ جاؤ گے تو میں نے چاہی نہیں تم سے مزدوری میری مزدوری ہے اللہ پر

پھر اگر منہ پھیر دو گے تو میں نے نہیں چاہی تم سے مزدوری میری مزدوری ہے اللہ پر

وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ فَکَذَّبُوْهُ فَنَجَّیْنٰهُ وَ

اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم بردار پھر اس کو جھٹلایا پھر

اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں فرمانبردار ف۲ پھر اس کو جھٹلایا سو ہم نے بچا لیا اس کو اور

مَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْکِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ

ہم نے بچا دیا اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کو قائم کیا جگہ پر اور ڈبا دیا جو جھٹلاتے تھے

جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کو قائم کر دیا جگہ پر اور ڈبا دیا ان کو جو

کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ ثُمَّ

ہماری باتیں سو دیکھ کیسی ہوئی عاقبت ان کی جن کو ڈرایا تھا پھر

جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام ان کا جن کو ڈرایا تھا ف۳ پھر

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا

بھیجے ہم نے اس کے پیچھے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف پھر لائے ان پاس کھلی نشانیاں سو ہرگز

بھیجے ہم نے نوح کے بعد کتنے پیغمبر ان کی قوم کی طرف پھر لائے ان کے پاس کھلیں دلیلیں سو ان سے

کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ کَذٰلِکَ نَطْبَعُ عَلٰی

نہ ہوئے کہ یقین لاویں جو بات جھٹلا چکے پہلے سے اسی طرح ہم مہر کرتے ہیں

یہ نہ ہوا کہ ایمان لے آئیں اس بات پر جس کو جھٹلا چکے تھے پہلے سے ف۴ اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں

قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰی وَهٰرُوْنَ اِلٰی

دلوں پر زیادتی والوں کے پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے موسیٰ اور ہارون کو

دلوں پر حد سے نکل جانے والوں کے ف۵ پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے موسیٰ اور ہارون کو

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَکْبَرُوْا وَکَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝

فرعون اور اس کے سرداروں پاس اپنی نشانیاں دے کر پھر تکبر کرنے لگے اور وہ تھے لوگ گنہگار

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر پھر تکبر کرنے لگے اور وہ تھے لوگ گنہگار ف۶

موضح قرآن ف۱ یعنی سمجھانے سے بُرا مانتے ہو تو جو کر سکو میرا کر ڈالو۔ — از شاہ عبد القادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۲۷۹۔ سب انسانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ تو آپ کی سچائی کی ایک دلیل ہوگی۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی تمہاری خوشی ناخوشی یا موافقت و مخالفت کی مجھے ذرہ برابر پروا نہیں۔ تمام پیغمبروں کی طرح میرا بھروسہ صرف خدائے واحد پر ہے۔ اگر تم میری نصیحت و فہمائش سے بُرا مانو تو مانا کرو میں اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں تقصیر نہیں کر سکتا تم بُرا مان کر مجھ سے دشمنی کرو اور نقصان پہنچانا چاہو تو یہ چیز میرے ارادہ دل پر ذرا اثر ڈالنے والی نہیں جو کچھ تمہارے امکان میں ہے شوق سے کر گذرو میرے خلاف مشورہ کر کے کوئی تجویز پختہ کر لو۔ اپنے رفقاء کو بلکہ فرضی معبودوں کو بھی جمع کر کے ایک تجویز مشکوک اور غیر مشتبہ رائے پر قائم ہو جاؤ۔ پھر متفق طاقت سے اسے جاری کر ڈالو۔ ایک منٹ کی مہلت بھی مجھ کو نہ دو۔ پھر دیکھو کہ میرا استغنا و توکل کا پہاڑ تمام دنیا کی طاقتوں اور تدبیروں کو کچل کر کس طرح پاش پاش کر ڈالتا ہے۔ ف۲ یعنی تمہارے مقابلہ میں نہ جانی و بدنی تکالیف سے گھبراتا ہوں اور نہ مالی نقصان کی کوئی فکر ہے کیونکہ میں نے خدمت تبلیغ و دعوت کا کچھ معاوضہ تم سے کبھی طلب نہیں کیا جو یہ اندیشہ ہو کہ تمہاری ناخوشی سے میری تنخواہ بند ہو جائے گی۔ یا کم از کم تم کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ میری ساری جدوجہد مال کی حرص اور روپیہ کے لالچ سے تھی میں جس کا کام کر رہا اور حکم بجا لا رہا ہوں اُسی کے ذمہ میری اجرت ہے۔ جب میں اس کا فرمانبردار ہوں اور خدمت مفوضہ بے خوف و خطر انجام دیتا ہوں تو کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے فضل و رحمت کے دروازے مجھ پر نہ کھولے رکھے۔ ف۳ یعنی جس کے پاس چشم عبرت ہو وہ دیکھ لے کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا ان لوگوں کو سینکڑوں برس نوح علیہ السلام نے نصیحت کی، نفع و ضرر سے آگاہ کیا۔ جب کوئی بات موثر نہ ہوئی بلکہ اکشاعنا دو فرار بڑھتا گیا۔ اُس وقت خدا نے سخت طوفان پانی کا بھیجا۔ سب مکذبین غرقاب کر دیئے گئے۔ صرف نوح علیہ السلام اور چند نفوس جو اُن کے ساتھ کشتی پر سوار تھے، محفوظ رہے۔ انہی سے آگے نسل انسانی چلی۔ اور ڈوبنے والوں کی جگہ یہی آباد ہوئے۔ نوح علیہ السلام کا کچھ قصہ سورۂ "اعراف" میں گذر چکا۔ ف۴ یعنی نوح کے بعد ہود، صالح، لوط، ابراہیم، شعیب وغیرہ انبیاء کو اپنی اپنی قوم کی طرف کھلے ہوئے نشانات دے کر بھیجا۔ لیکن جس جہالت اور کفر کی حالت میں وہ لوگ اپنے پیغمبر کی بعثت سے پہلے تھے اور جن چیزوں کو پیشتر جھٹلاتے چلے آ رہے تھے، یہ توفیق نہ ہوئی کہ انبیاء کے تشریف لانے اور سمجھانے کے بعد ان کو مان لیتے، بلکہ جن اصول صحیحہ کی تکذیب پہلے قوم نوح کر چکی تھی، ان سبھوں نے بھی اُن کے ماننے سے انکار کر دیا اور جب پہلی مرتبہ منکر ہو گئے "نہ" نکل گئی، ممکن نہ تھا کہ پھر "ہاں" نکل سکے اُسی بے ایمانی اور تکذیب حق پر آخر تک اڑے رہے۔ ف۵ جو لوگ تکذیب و عداوت میں حد سے نکل جاتے ہیں۔ اُن کے دلوں پر مہر لگنے کی یہی صورت ہوتی ہے کہ اول تکذیب کرتے ہیں، پھر اس پر ضد اور اصرار کرتے کرتے محض دشمنی اور عناد کی روش اختیار کر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ دل کی کلیں بگڑ جاتی ہیں اور قبول حق کی استعداد باقی نہیں رہتی۔ ف۶ یعنی جرائم پیشہ لوگ تھے۔ نافرمانی کی خو قبول حق کی اجازت کہاں دیتی۔ تکبر مانع ہوا کہ خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر اُسکے سفراء کے سامنے گردن جھکائیں "وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا" (النمل، رکوع ۱) یہی تکبر تھا جس نے فرعون سے یہ الفاظ کہلوائے "اَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِکَ سِنِیْنَ" (شعراء، رکوع ۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

پھر جب پہنچی اُن کو تحقیق بات ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو ہے جادو صریح

پھر جب پہنچی اُن کو سچی بات ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو جادو ہے کھلا ف۱

قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ

کہا موسیٰ نے تم یہ کہتے ہو تحقیق بات کو جب وہ پہنچی تم پاس کیا جادو ہے یہ اور چھٹکارا نہیں

کہا موسیٰ نے کیا تم یہ کہتے ہو حق بات کو جب وہ پہنچے تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے اور نجات نہیں پاتے

السّٰحِرُوْنَ ○ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا

پاتے جادو کرنے والے بولے کیا تو آیا ہے کہ ہم کو پھیر دے اُس راہ سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو

جادو کرنے والے ف۲ بولے کیا تو آیا ہے کہ ہم کو پھیر دے اُس رستہ سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو

وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ○

اور تم دونوں کو سرداری ہو اس ملک میں اور ہم نہیں تم کو ماننے والے

اور تم دونوں کو سرداری مل جائے اس ملک میں اور ہم نہیں ہیں تم کو ماننے والے ف۳

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ○ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ

اور بولا فرعون لاؤ میرے پاس جو جادوگر ہو پڑھا پھر جب آئے جادوگر کہا

اور بولا فرعون لاؤ میرے پاس جو جادوگر ہو پڑھا ہوا ف۴ پھر جب آئے جادوگر کہا

لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ○ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا

اُن کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ بولا

اُن کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو ف۵ پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ بولا کہ جو

جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ

کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے اب اللہ اس کو بگاڑتا ہے اللہ نہیں سنوارتا

تم لائے ہو سو جادو ہے ف۶ اب اللہ اس کو بگاڑتا ہے بے شک اللہ نہیں سنوارتا

ع ۱۲ ۱۳ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ع

شریروں کے کام اور اللہ سچا کرتا ہے سچ کو اپنے حکم سے اور پڑے برا مانیں گنہگار

شریروں کے کام ف۷ اور اللہ سچا کرتا ہے حق بات کو اپنے حکم سے اور پڑے برا مانیں گنہگار

فَمَاۤ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ

پھر کسی نے نہ مانا موسیٰ کو مگر کچھ لڑکوں نے اس کی قوم سے ڈرتے ہوئے

پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر مگر کچھ لڑکے اس کی قوم کے ف۸ ڈرتے ہوئے

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى

فرعون سے اور اُن کے سرداروں سے کہ اُن کو بچلا نہ دے اور فرعون چڑھ رہا ہے

فرعون سے اور اُن کے سرداروں سے کہ کہیں اُن کو بچلا نہ دے ف۹ اور فرعون چڑھ رہا ہے

الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ○ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ

ملک میں اور اُس نے ہاتھ چھوڑ رکھا ہے اور کہا موسیٰ نے اے قوم

ملک میں اور اُس نے ہاتھ چھوڑ رکھا ہے ف۱۰ اور کہا موسیٰ نے اے میری قوم

ف۱ یعنی عصا اور ید بیضا وغیرہ کے معجزات دیکھ کر اور موسیٰ علیہ السلام کی نہایت پرتاثیر باتیں سن کر کہنے لگے کہ یہ سب کھلا ہوا جادو ہے۔ کیونکہ اُن کے خیال میں تمام فوق العادت چیزوں کا آخری درجہ "جادو" ہی ہو سکتا تھا۔ ف۲ یعنی سچ کو جادو کہتے ہو کیا جادو ایسا ہوتا ہے؟ اور کیا جادو کرنے والے نبوت کا دعویٰ کر کے حق و باطل کی کشمکش میں کامیاب نکل سکتے ہیں۔ سحر اور معجزہ میں تمیز نہ کر سکنا اُن کوتاہ فہموں کا کام ہے جو سونے اور پیتل میں تمیز نہ کر سکیں۔ پیغمبر کے روشن چہرے، پاکیزہ اخلاق اور تقویٰ، پرشوکت و متین احوال میں ایسی شہادت اس کی موجود ہوتی ہے کہ جادوگری اور شعبدہ بازی سے انہیں کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔ سچے پیغمبر کو "ساحر" کہنا کس درجہ بے حیائی یا دیوانگی ہے۔ ف۳ یعنی معاذ اللہ تم دنیا کے حریص اور جدیت ہو ایک سیاسی تحریک کو مذہبی رنگ میں پیش کر کے تمہاری غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذہبی حیثیت سے ایک انقلاب عظیم برپا کر کے اس ملک کی حکومت اور سرداری جما لو۔ اور یہاں کے قدیم سرداروں (قبطیوں) کو بے طرف کر دو۔ سو یاد رہے کہ یہ خواہش پوری ہونے والی نہیں۔ ہم لوگ ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے زندگی بھر کبھی تسلیم کریں گے۔ ف۴ یہ موسیٰ علیہ السلام کی تقریر کا جواب تھا یعنی رہا سحر اور معجزہ کا جھگڑا، اس کا ہم عملاً تصفیہ کئے دیتے ہیں کہ اس ملک کے بڑے بڑے ماہر جادوگر اکٹھے کئے جائیں، پھر آپ اُن کے خوارق کے مقابل اپنے معجزات دکھلائیں۔ دنیا مشاہدہ کرے گی کہ تم پیغمبر ہو یا (معاذ اللہ) جادوگر ہو۔ اس کے لئے فرعون نے تمام ملک میں گشتی جاری کر دی اور آدمی بھیج دیئے کہ مشاق اور ماہر جادوگر جہاں کہیں ہوں فوراً حاضر کئے جائیں۔ اس کا مفصل واقعہ سورۂ "اعراف" میں گذر چکا۔ وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف۵ دوسری جگہ مذکور ہے کہ ساحرین نے موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ اپنا کرتب دکھلانے میں تم پہل کرتے ہو یا ہم کریں۔ اس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو تم کو دکھلانا ہے دکھلاؤ۔ کیونکہ باطل کی پوری زور آزمائی اور نمائش کے بعد حق کا آنا اور باطل کو نیچا دکھا کر ملیامیٹ کر دینا زیادہ موثر اور غلبۂ حق کو زیادہ موثر اور غلبۂ حق کو زیادہ واضح کرنے والا ہے۔ ف۶ ساحرین نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر پھینک دیں اور تخییل و نظر بندی سے دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہونے لگا گویا تمام میدان زندہ سانپوں سے بھرا ہوا ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ "جادو" یہ ہے وہ جادو نہ تھا جسے فرعون اور اس کے خوشامدیوں نے جادو کہا تھا۔ ف۷ یعنی بس تم اپنی قوت صرف کر چکے، اب سنبھل جانا کہ خدا اپنی قدرت و رحمت سے یہ سب بنا بنایا کھیل بگاڑتا ہے جو میرے مقابلہ میں پھر کبھی نہیں سنور سکے گا۔ کیونکہ خدا کی عادت و حکمت کے خلاف ہے کہ مصلح و مفسد کے مقابلہ کے وقت جب کہ اس سے مقصود خالص اتمام حجت ہو مفسدوں اور شریروں کی بات سنوار دے اور کلمۂ حق کو پست و مغلوب کر دے۔ ف۸ بنی اسرائیل فرعونیوں کے ہاتھوں سخت مصیبت اور ذلت اٹھا رہے تھے اور پرانی پیشین گوئیوں کے مطابق منتظر تھے کہ فرعون کے مظالم کا خاتمہ کرنے اور اس کی سلطنت کا تختہ الٹنے والا "اسرائیلی" پیغمبر مبعوث ہو۔ موسیٰ علیہ السلام ٹھیک اسی شان سے تشریف لائے جس کا انہیں انتظار تھا۔ اس لئے تمام بنی اسرائیل قدرتی طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کو نعمت عظمیٰ سمجھتے تھے، وہ دل سے حضرت موسیٰ کو سچا جانتے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ مگر اکثر آدمی فرعون اور فرعونی سرداروں سے خوف زدہ تھے اسی لئے ابتداء میں شرعی طور پر ایمان نہیں لائے وقت کے منتظر رہے کہ جس وقت حق کا غلبہ ہوگا مسلمان ہو جائیں گے۔ بنی اسرائیل کے تھوڑے سے نوجوانوں نے ہمت کر کے باوجود فرعونیوں سے خائف ہونے کے اپنے اسلام کا اظہار و اعلان کر دیا چند گنے چنے قبطی بھی جو فرعون کی قوم سے تھے، مشرف بایمان ہوئے۔ اخیر میں جب موسیٰ علیہ السلام کا اثر اور حق کا غلغلہ بڑھتا گیا تب پوری قوم بنی اسرائیل کی جو تقریباً چھ لاکھ بالغ مردوں پر مشتمل تھی مسلمان ہو گئی۔ یہاں ابتداء کا قصہ بیان ہوا ہے۔ ف۹ اُن کے سرداروں سے مراد یا تو فرعون کے حکام و عمال ہیں یا بنی اسرائیل کے وہ سردار مراد ہیں جو تعصب یا طمع وغیرہ کی وجہ سے اپنے ہم قوموں کو فرعون کی مخالفت سے ڈراتے دھمکاتے تھے اور بچلا دینے کا مطلب یہ ہے کہ فرعون ایمان لانے کی خبر سن کر سخت ایذائیں پہنچائے جن سے گھبرا کر ممکن ہے بعض ضعیف القلب راہ حق سے پھسل جائیں۔ ف۱۰ یعنی اُن کا خوف کچھ بے جا نہ تھا کیونکہ اس وقت ملک میں فرعون کی مادی طاقت بہت بڑھی چڑھی تھی اور اس کا ظلم و عدوان اور کفر و طغیان حد سے متجاوز ہو چکا تھا۔ کمزوروں کو ستانے کے لئے اس نے بالکل ہاتھ چھوڑ رکھا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جب فرعون کو ہلاک ہونا نزدیک پہنچا تب حکم ہوا کہ اپنی قوم اُن میں شامل نہ رکھو اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے اُن پر آفتیں پڑنی ہیں یہ قوم تم ان میں شریک۔ یہی ف پیچے ایمان کی اُن سے اُمید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اس میں عذاب تھم جاتا کام فیصل نہ ہوتا وعا اس واسطے مانگی کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لاویں دل اُن کے سخت رہیں تا عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو۔ ف یعنی شتابی نہ کرو حکم کی راہ دیکھو۔

———— از شاہ عبد القادر صاحب

ف یعنی گھبرانے اور خوف کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک فرعون کیا سارا جہان و یوم اپنے مالک کی طاقت پر بھروسہ کرنا ہے جیسے خدا کی لامحدود قدرت و رحمت پر یقین ہوگا وہ یقیناً ہر معاملہ میں خدا پر اعتماد کرے گا اس اعتماد کا اظہار ہی ہے کہ بندہ اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کر دے۔ اُسی کے حکم پر چلے اور تمام امید و بیم میں صرف اُسی پر نظر رکھے۔ ف۲ موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت پر اُنھوں نے اخلاص کا اظہار کیا کہ بے شک ہمارا بھروسہ خالص خدا پر ہے۔ اسی سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو ان ظالموں کا تختۂ مشق نہ بنائے اس طرح کہ وہ ہم پر اپنے زور و طاقت سے ظلم ڈھاتے رہیں۔ اور ہم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں ایسی صورت میں ہمارا دین بھی خطرہ میں ہے۔ اور ان ظالموں یا دوسرے دیکھنے والوں کو یہ ڈینگ مارنے کا موقع ملے گا کہ اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو تم پر ایسا تسلط و تفوق کیوں حاصل ہوتا اور تم اس قدر پست و ذلیل کیوں ہوتے۔ یہ خیال ان گمراہوں کو اور زیادہ گمراہ کر دے گا گویا ایک حیثیت سے ہمارا وجود اُن کے لئے فتنہ بن جائے گا۔ ف۳ یعنی ان کی غلامی اور محکومی سے ہم کو نجات دے اور دولت آزادی سے مالا مال فرما۔ ف۴ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جب فرعون کی ہلاکت کا وقت قریب آیا تو حکم ہوا کہ اپنی قوم بنی اسرائیل کو ان میں شامل نہ رکھو۔ اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے ان پر آفتیں آنے والی ہیں، اس وقت تمہاری قوم ظاہری طور پر بھی آفتوں سے الگ تھلگ رہے" مفسرین نے تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا سے مراد یہ لی ہے کہ اپنے مکانوں میں ٹھہرے رہو اور انہی میں سے بعض کو عبادت کے لئے مخصوص کر لو۔ ف۵ فرعون نے مسجدیں اور عبادت گاہیں خراب کر دی تھیں کوئی باہر نکل کر خدا کی عبادت نہ کر سکتا تھا۔ بحالت مجبوری حکم ہوا کہ مکان میں کوئی جگہ نماز کے لئے رکھو جو قبلہ رخ ہو بہرحال نماز ترک مت کرو کہ اسی کی برکت سے خدا کی مدد آتی ہے۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ ہجرت سے پہلے مکہ میں ایسا ہی حال مسلمانوں کا تھا۔ ف۶ دنیا میں فتح و نصرت کی اور آخرت میں نجات و رضائے الٰہی کی۔ ف۷ یعنی ہر قسم کا سامان رونق و آسائش کا دیا۔ مثلاً حسن صورت، سواری، عمدہ پوشاک، اثاث البیت وغیرہ اور مال و دولت کے خزانے، سونے چاندی وغیرہ کی کانیں عطا فرمائیں۔ ف۸ اگر لِيُضِلُّوْا میں لام تعلیل لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ تکوینی طور پر یہ سامان ان نابکاروں کو اس لئے دیا گیا کہ مغرور ہو کر خود گمراہ ہوں اور دوسروں کو گمراہ کرنے میں خرچ کریں۔ بڑی آزادی سے دل کھول کر زور نکالیں آخر میں دیکھ لیں گے کہ وہ کچھ بھی کام نہ آیا۔ جب خالق خیر و شر کا اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں ہو سکتا۔ لامحالہ "خلق شر" میں بھی مجموعۂ عالم کے اعتبار سے کوئی حکمت ضرور ہوگی۔ وہی حکمت شریروں کو اس قدر سامان دیئے جانے میں سمجھ لیجئے۔ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ (بنی اسرائیل رکوع ۲) اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا۔ (آل عمران رکوع ۱۸) بعض مفسرین نے لِيُضِلُّوْا میں "لام عاقبۃ" لیا ہے جیسے فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا میں "لام عاقبۃ" ہے اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ یہ سامان دیا تو اس لئے تھا کہ امور خیر میں خرچ کریں اور نعمتوں کو دیکھ کر منعم حقیقی کو پہچانیں۔ اُس کے شکر گذار بندے بنیں۔ مگر اس کے برخلاف اُنھوں نے اپنی بدبختی سے خدا کی نعمتوں کو لوگوں کے بہکانے اور گمراہ کرنے میں ایسا بے دریغ خرچ کیا گویا وہ اسی کام کے لئے اُن کو دی گئی تھیں "اس تفسیر پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ ف۹ جب موسیٰ علیہ السلام مدت دراز تک ہر طرح حجت کر چکے اور عظیم الشان معجزات دکھلا چکے مگر معاندین کا جحود و عناد بڑھتا ہی رہا۔ حتیٰ کہ تجربہ اور طول صحبت یا وحی الٰہی سے پوری طرح ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ کبھی ایمان لانے والے نہیں، تب اُن کی ہلاکت کی دعا فرمائی "تا اُن کی گندگی سے دنیا جلد پاک ہو اور دوسروں کے لئے اُن کی بدانجامی درس عبرت بنے۔ آپ نے بددعا کی کہ خداوندا! ان کے اموال کو تباہ اور ملیامیٹ کر دے۔ اور ان کے دلوں پر سخت گرہ لگا دے جن میں کبھی ایمان و یقین نفوذ نہ کرے۔ بس اُسی وقت یقین حاصل ہو جب اپنی آنکھوں سے عذاب الیم کا مشاہدہ کر لیں۔ یہ دعا اُن کے حق میں ایسی ہے جیسے ابلیس کو "لعنۃ اللہ" یا کفار کو "خَتَمَ اللّٰهُ" کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اُن کی ملعونیت و خذلان کا قطعی فیصلہ پیشتر سے کیا جا چکا ہے حضرت شاہ صاحب نے آیت کی تقریر دوسری طرز سے کی ہے فرماتے ہیں "پیچھے ایمان کی اُن سے اُمید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اس میں عذاب تھم جاتا کام فیصل نہ ہوتا۔ دعا اس واسطے مانگی کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لائیں دل اُن کے سخت۔ رہیں تا عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو۔" ف۱۰ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ دعا کرتے تھے اور ہارون علیہ السلام "آمین" کہتے جاتے تھے۔ اس لحاظ سے "دَّعْوَتُكُمَا" فرمایا۔ ف۱۱ یعنی اپنا کام استقلال اور ثابت قدمی سے انجام دیتے رہو۔ اگر قبول دعا کے آثار دیر سے ظاہر ہوں تو نادان لوگوں کی طرح شتابی مت کرو، وقت مقدر پر ہی ہو کر رہے گا گھبرانے سے کچھ حاصل نہیں۔

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝

جو تم یقین لائے ہو اللہ پر تو اُسی پر بھروسہ کرو اگر ہو تم حکم بردار

اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اُسی پر بھروسہ کرو اگر ہو تم فرماں بردار ف۱

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تب بولے ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا اے رب ہمارے نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا

تب وہ بولے ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا اے رب ہمارے نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا ف۲

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى

اور چھڑا ہم کو اپنی مہر کر اس منکر قوم سے اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو

اور چھڑا دے ہم کو مہربانی فرما کر ان کافر لوگوں سے ف۳ اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو

وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ

اور اس کے بھائی کو کہ ٹھہراؤ اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور بناؤ اپنے گھر

اور اس کے بھائی کو کہ مقرر کرو اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر ف۴ اور بناؤ اپنے گھر

قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى

قبلے کی طرف اور قائم کرو نماز اور خوشخبری دے ایمان والوں کو ف اور کہا موسیٰ نے

قبلہ رو اور قائم کرو نماز ف۵ اور خوشخبری دے ایمان والوں کو ف۶ اور کہا موسیٰ نے

رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ

اے رب ہمارے تو نے دی ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں

اے رب ہمارے تو نے دی ہے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی

الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ

اے رب اس واسطے کہ بہکا دیں تیری راہ سے اے رب مٹا دے اُن کے مال

زندگی میں ف۷ اے رب اس واسطے کہ بہکائیں تیری راہ سے ف۸ اے رب مٹا دے اُن کے مال

وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

اور سخت کر اُن کے دل کو کہ نہ ایمان لاویں جب تک دیکھیں دکھ کی مار ف۲

اور سخت کر دے اُن کے دل کہ نہ ایمان لائیں جب تک دیکھ لیں عذاب دردناک ف۹

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ

فرمایا قبول ہو چکی دعا تمہاری سو تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو راہ

فرمایا قبول ہو چکی دعا تمہاری ف۱۰ سو تم دونوں ثابت رہو اور مت چلو راہ

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ

اُن کی جو انجان ہیں ف۳ اور پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے

اُن کی جو ناواقف ہیں ف۱۱ اور پار کر دیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ

پھر پیچھے پڑا اُن کے فرعون اور اس کے لشکر شرارت سے اور زیادتی سے جب تک کہ پہنچا اس پر

پھر پیچھا کیا اُن کا فرعون نے اور اس کے لشکر نے شرارت سے اور تعدی سے یہاں تک کہ جب

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ اللہ ڈراتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھ کر یقین لایا اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر۔ ف وہ جیسا بے وقت ایمان لایا بے فائدہ ایسا ہی اللہ نے مرے پیچھے اس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت پکڑیں اس کو بدن بچنے سے کیا فائدہ۔ ف یعنی ملک شام دیا کہ کوئی مخالف ان کا نہ رہا۔ ______ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف موسیٰ علیہ السلام کئی لاکھ بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے نکلے فرعون کو خبر ہوئی تو ایک لشکر جرار لیکر تعاقب کیا۔ تا اس کے پنجہ ظلم سے چھوٹ نہ پائیں۔ بنی اسرائیل جب بحر قلزم کے کنارے پہنچے تو سخت پریشان ہوئے آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر چلا آرہا تھا موسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی اور حق تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی دریا پر ماری سمندر کا پانی ادھر ادھر کھڑا ہو گیا اور درمیان میں خدا نے بارہ رستے خشک بنا دیئے۔ یہ پار ہوئے ادھر فرعون لشکر سمیت سمندر کے کنارے پہنچ گیا خشک رستے دیکھ کر سب نے اسی میں گھوڑے ڈال دیئے جب ایک ایک کرکے تمام فوج دریا کے وسط میں پہنچی پانی کو حکم ہوا کہ مل جائے۔ فوراً پانی کے طبقات مل گئے اب لشکر اور سامان موجوں کا لقمہ ہو گیا۔ فرعون نے دیکھا کہ اب ڈوبتا ہوں اس وقت گھبرا کر ایمان و اسلام کا لفظ زبان پر لایا کہ شاید بنی اسرائیل کا خدا "ایمان" کا لفظ سن کر دریا کی موجوں سے باہر نکال دے۔ اس پر خدا کی طرف سے ارشاد ہوا۔ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ یعنی ساری عمر مخالف ہو کر گمراہی پھیلاتا اور شرارتیں کرتا رہا۔ اب عذاب دیکھ کر یقین لایا آہ وقت کا یقین کیا معتبر ہے۔ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ (المومن رکوع ۹) (تنبیہ) نزع اور معائنہ عذاب کے وقت ایمان لانا "ایمان فرعون" یا "ایمان یاس" یا "ایمان یاس" کہلاتا ہے۔ جو اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک نافع نہیں۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے "کتاب الیواقیت والجواہر" میں "فتوحات مکیہ" سے عبارت نقل کی ہے۔ جس میں ایمان فرعون کی بابت یہی تصریح ہے۔ اور دیباچہ میں لکھا ہے کہ "فتوحات کے نسخوں میں ملحدین و زنادقہ نے بہت سی عبارتیں مدسوس کر دی ہیں میرے پاس جو نہایت مستند و معتبر نسخہ "فتوحات" کا ہے اس میں ان عبارتوں کا پتہ نہیں واللہ اعلم۔ (فائدہ) اخیر وقت میں فرعون سے لفظ "اٰمَنْتُ" کہلا کر حضرت موسیٰ کی دعا۔ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ کی مقبولیت کا خدا نے مشاہدہ کرا دیا۔ ف۲ "موضح القرآن" میں ہے کہ جیسا بے وقت ایمان لایا بے فائدہ ویسا ہی اللہ نے مرے پیچھے اس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور پیچھے آنے والے اس کے حال سے عبرت پکڑیں ورنہ اس کو بدن کے بچنے سے کیا فائدہ۔ جیسا بے فائدہ ایمان تھا ویسی ہی بے فائدہ نجات مل گئی۔ جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آتی ہے۔ لیکن الفاظ قرآنی کی صحت اس کے ثبوت پر موقوف نہیں۔ (اتفاقی) بنی اسرائیل کے نجات پانے اور فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ عاشوراء کے دن ہوا۔ اور اتفاق سے آج بھی جب بندہ یہ سطور لکھ رہا ہے یوم عاشوراء ۱۳۳۷ ہجری ہے۔ خدا ہم کو دنیا و آخرت میں اپنے عذاب سے محفوظ رکھے اور دشمنان دین کا بیڑہ غرق کرے۔ آمین۔ ف۳ یعنی فرعونیوں کو ہلاک کرکے اول ملک مصر دیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد عمالقہ کو نکال کر ملک شام دیا گیا۔ دونوں ملک سرسبز و شاداب ہیں جہاں ستھری اور لذیذ چیزوں کی افراط ہے۔ غرضیکہ بنی اسرائیل حلال و طیب نعمتوں سے مالا مال کر دیئے گئے۔ ف۴ یعنی مادی انعام و اکرام کے ساتھ دینی و روحانی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ کہ تورات شریف کا علم دیا جس میں دین کے اصول و فروع بیان ہوئے تھے۔ اور اگلے پچھلوں کے متعلق خبریں تھیں۔ ان واضح حقائق سے خبردار ہونے کے بعد لائق نہ تھا کہ ایسی صاف چیزوں میں اختلاف کرکے آپس میں پھوٹ ڈالیں اور فرقہ بندی کی نحوست میں گرفتار ہوں۔ مگر باوجود علم صحیح اور خبر صادق پہنچ جانے کے طرح طرح کے اختلافات پیدا کئے اور پھوٹ ڈال کر رہے۔ بعض احکام میں اپنے پیغمبر (موسیٰ علیہ السلام) سے بھی کٹ حجتی کی جیسا کہ ذبح بقر کے واقعہ میں گذرا۔ بعد میں آنے والے پیغمبروں خصوصاً خاتم النبیین صلعم کی بعثت نے تصدیق اور اکثروں نے تکذیب کی۔ حالانکہ ان کے متعلق بہت سی پیشین گوئیوں پر مطلع ہو چکے تھے۔ بلکہ بعثت محمدی سے پہلے نبی آخر الزماں کی آمد کے منتظر تھے اور مشرکین سے کہتے تھے کہ ہم پیغمبر آخر الزماں کے ساتھ ہو کر تمہاری خبر لیں گے۔ نہ صرف اسی مسئلہ میں اختلاف ہوا بلکہ خود اپنے مذہب میں تحریف کرکے اصول و فروع بدل ڈالے اور رفتہ رفتہ بیسیوں فرقے پیدا ہو گئے مسیح علیہ السلام سے تین سو برس بعد قسطنطین اعظم جو ایک فلسفی مزاج بادشاہ تھا ازراہ نفاق دین نصرانیت میں داخل ہوا تو پادریوں نے اس کی خاطر مذہب کا آئین و منبع کئے اور نئی شریعت بنائی۔ اس نے ان کے لئے بڑے بڑے گرجا اور معابد و مشاہد تعمیر کرائے اور اس نئے دین مسیحی کی جو اصلی مسیحیت کو بگاڑ کر تیار کیا گیا تھا خوب اشاعت ہوئی بجز چند تارک الدنیا راہبوں کے جو بستیوں سے الگ جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔ کوئی شخص اصلی دین مسیحی پر قائم نہ رہا تھا۔ صلیب کی پرستش، مشرق کی طرف نماز پڑھنا، کلیساؤں میں مسیح و مریم وغیرہ کی تصاویر پوجنا، خنزیر وغیرہ کو حلال کرنا اور اسی طرح کی تحریفات نے حقیقی مسیحیت کو بالکل مسخ کر ڈالا۔ اور یہی مسخ شدہ مسیحیت ساری دنیا میں پھیل گئی۔ یہ زمانہ تھا۔ جب ملک شام بیت المقدس، جزیرہ اور بلاد روم پر نصاریٰ کا تسلط تھا۔ تاآنکہ فاروق اعظم کے عہد میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان ممالک کو نصاریٰ کے قبضہ سے نکالا۔ والحمد للہ۔

الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ
ڈوبا کہا یقین جانا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے
ڈوبنے لگا بولا یقین کرلیا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر کہ ایمان لائے

بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ
بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں اب یہ کہنے لگا اور
بنی اسرائیل اور میں ہوں فرماں برداروں میں ف۱ اب یہ کہتا ہے اور تو

عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ
تو بے حکم رہا پہلے اور رہا بگاڑنے والوں میں ف۱ سو آج بچادیں گے ہم تجھ کو
نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور رہا گمراہوں میں ف۱ سو آج بچائے دیتے ہیں

بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ
تیرے بدن سے کہ ہووے تو اپنے پچھلوں کو نشانی اور البتہ بہت
ہم تیرے بدن کو تاکہ ہووے تو اپنے پچھلوں کے واسطے نشانی اور بے شک بہت

۹ ع ۱۰ ۱۴ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ ع وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
لوگ ہماری قدرتوں پر دھیان نہیں کرتے ف۲ اور جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو
لوگ ہماری قدرتوں پر توجہ نہیں کرتے ف۲ اور جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو

مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا
پوری جگہ دینی اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں سو وہ پھوٹے نہیں
پسندیدہ جگہ اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں ف۳ سو ان میں پھوٹ نہیں پڑی

حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ
جب تک آ چکی ان کو خبر اب تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا قیامت
یہاں تک کہ پہنچی ان کو خبر بے شک تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا قیامت

الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ
کے دن جس بات میں وہ پھوٹ رہے تھے ف۳ سو اگر تو ہے شک میں
کے دن جس بات میں کہ ان میں پھوٹ پڑی ف۴ سو اگر تو ہے شک میں

مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ
اس چیز سے جو اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ ان سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ
اس چیز سے کہ اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ ان سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ

قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
سے آگے بے شک آیا ہے تجھ کو حق تیرے رب سے سو تو مت ہو
سے پہلے بے شک آئی ہے تیرے پاس حق بات تیرے رب سے سو تو ہرگز مت ہو

الْمُمْتَرِیْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ
شبہ لانے والا اور مت ہو ان میں جنہوں نے جھٹلائیں باتیں اللہ کی
شک کرنے والا اور مت ہو ان میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ٹھیک آئی بات یعنی ابلیس کو جو فرمایا تھا کہ تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو دوزخ میں بھروں گا۔ ف یعنی دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس کو۔ اس واسطے کہ ان پر حکم عذاب کا نہ پہنچا تھا حضرت یونس کی شتابی سے صورت عذاب کی نمود ہوئی تھی وہ ایمان لائے بچ گئے۔ اسی طرح مکے کے لوگ فتح مکہ میں ان پر فوج اسلام پہنچی قتل غارت کو لیکن ان کا ایمان قبول ہوگیا اور امان۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف بظاہر یہ خطاب پیغمبر علیہ السلام کو ہے لیکن حقیقت میں آپ کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا مقصود ہے جو ایک امی کی زبان سے ایسے عظیم الشان حقائق و واقعات سن کر حیرت زدہ رہ جاتے تھے اور جہل و تعصب کی وجہ سے ان کی واقعیت سے شک کر کے انکار کر بیٹھتے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ آپ خود اپنی لائی ہوئی چیزوں میں کیسے شک و شبہ کر سکتے تھے اور جس کی طرف تمام دنیا کو دعوت دیتے اور پہاڑ سے زیادہ مضبوط یقین سننے والوں کے قلوب میں پیدا کر دیتے تھے۔ اس کو خود اپنی زبان سے کیسے جھٹلاتے۔ چند آیات کے بعد صاف فرما دیا۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ الآیۃ صاف بتلا رہی ہے کہ شک کرنے والے دوسرے لوگ تھے جن کے مقابلہ میں آپ اپنے غیر متزلزل اور اٹل عقیدہ کا اعلان کر رہے ہیں۔ بہرحال ان آیات میں پیغمبر کی زبان سے قرآن کے ہر ایک مخاطب کو متنبہ کیا کہ کفر و تکذیب کی ابتداء شک سے شروع ہوتی ہے۔ اگر تم کو قرآن کے بیان کردہ واقعات میں شک و شبہ پیدا ہو تو اس کا فوراً علاج کرو یعنی جو لوگ کتب سابقہ کا علم رکھتے ہیں ان سے تحقیق کرو۔ آخر ان میں کچھ آدمی سچے اور انصاف پسند بھی ہیں۔ وہ بتائیں گے کہ نبی امی نے جو کچھ بیان فرمایا کہاں تک درست ہے۔ بلاشبہ جو کچھ آپ لائے وہ سچ کے سوا کچھ نہیں، وہ پروردگار کا اتارا ہے جس میں شک و تردد کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اگر بیہودہ شکوک کا علاج نہ کیا جائے تو چند روز میں شک ترقی کر کے امتراء (جدل) اور "امتراء" ترقی کر کے تکذیب کی حد تک جا پہنچے گا جس کا نتیجہ خسران و خرابی کے سوا کچھ نہیں۔ تکذیب کے بعد ایک اور درجہ ہے جہاں پہنچ کر دل پر مہر لگ جاتی ہے تکذیب کرتے کرتے قبول حق کی استعداد بھی برباد ہو جاتی ہے۔ ایسا شخص اگر دنیا جہان کے سارے نشان دیکھ لے تب بھی ایمان نہ لائے گا۔ عذاب الیم دیکھ کر ہی یقین آئے گا۔ جب کہ اس یقین سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا (فائدہ) کلمۃ ربک (رب کی بات) سے مراد غالباً وہ ہے جو دوسری جگہ فرمایا لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ "یعنی دوزخ کو جن و انس سے بھروں گا۔" جن لوگوں پر بدبختی، سوء استعداد اور شامت اعمال سے یہ بات علم الٰہی میں ثابت ہو چکی یہاں ان کا ذکر ہے۔ ف یعنی جتنی بستیاں تکذیب انبیاء اور شرارتوں کی وجہ سے مستوجب عذاب ٹھہریں، ان میں سے کسی کو ایسی طرح ایمان لانے کی توفیق نہ آئی جو عذاب الٰہی سے نجات دیتا۔ صرف یونس علیہ السلام کی قوم کی ایک مثال ہے جس نے ایمان لا کر اپنے کو آسمانی عذاب سے بال بال بچا لیا جو بالکل ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔ خدا نے ایمان کی بدولت دنیوی زندگی میں ان پر سے آنے والی بلا ٹال دی اور جس وقت تک انہیں دنیا میں رہنا تھا یہاں کے فوائد و برکات سے متمتع کیا۔ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سرزمین "موصل" میں اہل نینویٰ کی طرف مبعوث ہوئے۔ وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔ یونس علیہ السلام لگاتار سات سال تک پند و نصیحت کرتے رہے۔ انھوں نے ایک نہ سنی۔ یونہی انکار و تکذیب پر مصر رہا۔ آخر حضرت یونس نے تنگ آ کر ان کو آگاہ کیا کہ باز نہ آئے تو تین دن کے اندر عذاب آنے والا ہے۔ جب تیسری شب آئی یونس علیہ السلام آدھی رات گذرنے پر بستی سے نکل کھڑے ہوئے۔ صبح ہوتے ہی آثار عذاب کے نظر آنے لگے۔ آسمان پر نہایت ہولناک اور سیاہ بادل چھا گئی جس سے سخت دھواں نکلتا تھا۔ وہ ان کے مکانوں سے قریب ہوتا جاتا تھا حتیٰ کہ ان کی چھتیں بالکل تاریک ہو گئیں۔ یہ آثار دیکھ کر جب انھیں ہلاکت کا یقین ہو گیا تو یونس کی تلاش ہوئی۔ وہ نہ ملے تو سب لوگ عورتوں بچوں حتیٰ کہ مواشی اور جانوروں کو بھی ساتھ لے کر جنگل میں نکل آئے اور سچے دل سے خدا کی طرف رجوع ہوئے۔ خوف سے چیخیں مارتے تھے اور بڑے اخلاص و تضرع سے خدا کو پکار رہے تھے۔ چاروں طرف آہ و بکا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور کہتے جاتے تھے کہ "اٰمَنَّا بِمَا جَآءَ بِهٖ يُوْنُسُ" جو کچھ یونس علیہ السلام لائے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کے تضرع دیکھ کر رحم فرمایا اور آثار عذاب جو ہویدا ہو چکے تھے اٹھا لئے گئے۔ یہاں پہنچ کر علمائے سلف کے دو قول ہیں اکثر علماء کہتے ہیں کہ ابھی اصلی عذاب کا معائنہ ان کو نہ ہوا تھا صرف علامات و آثار نظر آئے تھے۔ ایسے وقت کا ایمان ٹھیک معتبر اور نافع ہے۔ ایمان یاس جو معتبر و مقبول نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ عین عذاب کو دیکھ کر اور اس میں پھنس کر ایمان لائے جیسے فرعون نے سمندر کی موجوں میں پھنس کر اقرار کیا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک قوم یونس کا ایمان بھی فرعون کی طرح "ایمان یاس" تھا جو عام ضابطہ کے موافق نافع نہ ہونا چاہیے تھا۔ لیکن حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خلاف قاعدہ بطور استثناء اس قوم کا یہ ایمان معتبر رکھا۔ فرعون کے ایمان کی طرح رد نہیں فرمایا۔ پھر اختلاف ہوا ہے کہ آیا ان کے ایمان کا معتبر ہونا صرف دنیوی زندگی تک محدود تھا کہ دنیا میں آنے والا عذاب ٹل گیا۔ یا آخرت میں بھی

فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

پھر تو بھی ہو جائے خراب ہونے والا جن پر ٹھیک آئی بات تیرے رب کی
پھر تو بھی ہو جائے خرابی میں پڑنے والا ف جن پر ثابت ہو چکی بات تیرے رب کی

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

وہ نہ مانیں گے اگرچہ پہنچیں ان کو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھیں دکھ کی مار ف
وہ ایمان نہ لائیں گے ف اگرچہ پہنچیں ان کو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھ لیں عذاب دردناک ف

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ

سو ہوئی کوئی بستی کہ یقین لائی پھر کام آتا ان کو یقین لانا مگر یونس کی قوم جب
سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی پھر کام آتا ان کو ایمان لانا مگر یونس کی قوم جب

اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ

یقین لائے کھول دیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب دنیا کے جیتے اور کام چلایا ان کا
وہ ایمان لائے اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب دنیا کی زندگانی میں اور فائدہ پہنچایا ہم نے ان کو

اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ

ایک وقت تک ف اور اگر تیرا رب چاہتا یقین ہی لاتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سارے تمام
ایک وقت تک ف اور اگر تیرا رب چاہتا بے شک ایمان لے آتے جتنے لوگ کہ زمین میں ہیں سارے

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ

اب کیا تو زور کرے گا لوگوں پر کہ ہو جاویں باایمان اور کسی جی کو نہیں ملتا
اب کیا تو زبردستی کرے گا لوگوں پر کہ ہو جائیں باایمان ف اور کسی سے نہیں ہو سکتا

اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ

کہ یقین لاوے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو
کہ ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا

نہیں بوجھتے تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور کچھ
نہیں سوچتے ف تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور کچھ

تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ

کام نہیں آتیں نشانیاں اور ڈرانے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے سو اب کچھ راہ دیکھتے ہیں
کام نہیں آتیں نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے ف سو اب کچھ نہیں جس کا انتظار کریں

اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ

مگر انہیں کے سے دن جو ہو چکے ہیں ان سے پہلے تو کہہ اب راہ دیکھو میں بھی
مگر انہی کے سے دن جو گذر چکے ہیں ان سے پہلے تو کہہ اب راہ دیکھو میں بھی

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں پھر ہم بچا دیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور جو ایمان لائے
تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں ف پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے

منزل ٣

موجب نجات ہوگا: ابن کثیر نے دوسرے احتمال کو ترجیح دی ہے یعنی دنیا و آخرت دونوں جگہ منفعت معتبر ہوگا۔ واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحب نے نہایت لطیف و دقیق طرز میں آیت کی تفسیر کی ہے۔ یعنی دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا۔ مگر قوم یونس کو "اس واسطے کہ ان پر حکم عذاب کا نہ پہنچا تھا حضرت یونس کی شتابی سے صورت عذاب کی نمودار ہوئی تھی" تا ان کی نظر میں حضرت یونس کی بات جھوٹی نہ ہو۔ وہ ایمان لائے بچ گئے اور صورت عذاب ہٹالی گئی۔ اسی طرح مشرکین مکہ کو فتح مکہ میں فوج اسلام ان پر پہنچی قتل و غارت کے لئے لیکن ان کا ایمان قبول ہوگیا اور امان ملی۔ حضرت یونس کے قصہ کا بقیہ سورۂ "صافات" وغیرہ میں آئے گا۔ ف یعنی آپ کو یہ قدرت نہیں کہ زبردستی کسی کے دل میں ایمان اتار دیں۔ خدا چاہتا تو بے شک سب آدمیوں کے دلوں میں ایمان ڈال سکتا تھا۔ مگر جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں تقریر کی جا چکی ہے ایسا کرنا اس کی تکوینی حکمت و مصلحت کے خلاف تھا اس لئے نہیں کیا۔ ف یعنی خدا کی مشیت و توفیق اور حکم تکوینی کے بدون کوئی ایمان نہیں لا سکتا۔ اور یہ حکم و توفیق ان ہی کے حق میں ہوتی ہے جو خدا کے دیئے ہوئے عقل و فہم سے کام لیں۔ جو لوگ سوچنے سمجھنے کی تکلیف گوارا نہ کریں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کھینچ لیتا ہے یعنی موت دیتا ہے۔ مشت سب لوگ اللہ کی بکتے ہیں اس واسطے یہ بتلایا۔ ف۲ حنیف نام ہے ابراہیم کے دین والوں کا اور عرب شرک کرتے اور آپ کو حنیف کہہ جاتے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۲۸۴ ۔نہیں کرتے انھیں خدا تعالیٰ کفر و شرک کی گندگی میں پڑا رہنے دیتا ہے۔ ف یعنی سوچنے اور غور کرنے والوں کے لئے آسمان و زمین میں خدا کی قدرت و حکمت اور توحید و تفرید کے کیا کچھ نشان موجود ہیں، ذرہ ذرہ اور چپہ چپہ اس کی توحید پر دلالت کرتا ہے لیکن جو کسی بات کو ماننا اور تسلیم کرنا نہیں چاہتے ان کے لئے یہ سب نشانات و دلائل بیکار ہیں۔ اور ڈرانے والے پیغمبروں کی تنبیہ و تخویف کی خیر خواہی ہے۔ ف ایسی ضدی اور معاند قوم کے لئے جو کسی دلیل اور نشان کو نہ مانے اور کچھ باقی نہیں بجز اس کے کہ گذشتہ مکذبین پر جو آفات و حوادث نازل ہوئے ہیں اُن کا یہ بھی انتظار کریں۔ سو بہتر ہے، تم اور ہم دونوں مل کر اس وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ تاکہ صادق و کاذب کا آخری فیصلہ سامنے آجائے

ع ۱۰/۱۱ ۱۵

كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ

اسی طرح وعدہ ہے ہمارا بچا دیں گے ایمان والوں کو تو کہہ اے لوگو اگر تم

اسی طرح ذمہ ہے ہمارا، بچا دیں گے ایمان والوں کو ف۱ کہہ دے اے لوگو اگر تم

فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

شک میں ہو میرے دین سے تو میں نہیں پوجتا جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے

شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا

وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

لیکن میں پوجتا ہوں اللہ کو جو تم کو کھینچ لیتا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں ف

اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں ☆

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر اور مت ہو شریک والوں میں ف۲

اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر اور مت ہو شرک والوں میں ☆

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ

اور مت پکار اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ بھلا کرے تیرا نہ برا پھر اگر

اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ بھلا کرے تیرا اور نہ برا پھر اگر

فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

تو نے یہ کیا تو تو بھی اس وقت ہے گنہگاروں میں اور اگر پہنچا وے تجھ کو اللہ

تو ایسا کرے تو تو بھی اس وقت ہو ظالموں میں ف۳ اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ

کچھ تکلیف تو کوئی نہیں اس کو کھولنے والا اس کے سوائے اور اگر چاہے تجھ پر کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں

کچھ تکلیف تو کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا نہیں

لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

اس کے فضل کو پہنچاوے وہ جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی ہے بخشنے والا

اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی ہے بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

مہربان تو کہہ لوگو آچکا حق تم کو تمہارے رب سے

مہربان ف۴ کہہ دے اے لوگو پہنچ چکا حق تم کو تمہارے رب سے

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

اب جو کوئی راہ پر آوے سو وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی سو بھولا بھٹکے گا

اب جو کوئی راہ پر آئے سو وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا پھرے سو

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

اپنے برے کو اور میں تم پر نہیں جملہ مختار اور تو چل اسی پر جو حکم پہنچے تیری طرف

بہکا پھرے گا اپنے برے کو اور میں تم پر نہیں ہوں مختار ف۵ اور تو چل اسی پر جو حکم پہنچے تیری طرف

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی جیسے پچھلی قوموں کے ساتھ ہماری عادت رہی ہے کہ انبیاء کو ہلاک کر کے پیغمبروں اور مومنین کو بچا لیا۔ اسی طرح موجودہ اور آئندہ مومنین کی نسبت ہمارا وعدہ ہے کہ ان کو نجات دیں گے آخرت میں عذاب الیم سے اور دنیا میں کفار کے مظالم اور سختیوں سے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ مومنین مومنین ہوں۔ یعنی وہ صفات و خصال رکھتے ہوں جو قرآن و حدیث میں مومنین کی بیان ہوئی ہیں۔ ف۲ یعنی اگر میرا طریقہ اور مسلک دینی تمہاری سمجھ میں نہیں آیا اس لئے اس کی نسبت شکوک و شبہات میں پھنسے ہوئے ہو تو میں تمہیں اپنے دین کا اصل اصول (جو توحید خالص ہے) بتلائے دیتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ میں تمہارے ان فرضی معبودوں کی عبادت سے سخت نفرت و بیزار ہوں جن کے اختیار کرنے کا امکان بھی کبھی میری طرف سے دل میں نہ لانا۔ میری عبادت خالص اس خداوند قدوس کے لئے ہے جس کے قبضہ میں تمہاری سب کی جانیں ہیں، کہ جب تک چاہے انھیں جسموں میں چھوڑے رکھے اور جب چاہے ایک دم میں کھینچ لے گویا موت و حیات کا رشتہ جس کے ہاتھ میں ہے بندگی اسی کی ہو سکتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ جوارح سے اس کی بندگی کی جائے، ضروری ہے کہ دل میں اس کی توحید و تفرید پر پورا یقین اور ایمان ہو اور ظاہر و باطن میں اسی دین حنیف پر جو ابراہیم خلیل اللہ کا دین ہے پوری ہمت اور توجہ سے مستقیم رہ کر شرک جلی و خفی کا تسمہ نہ لگا رہنے دیا جائے۔ جس طرح عبادت صرف اسی کی کریں، استعانت کے لئے بھی اسی کو پکاریں کیونکہ ہر قسم کا نفع نقصان اور بھلائی برائی تنہا اسی کے قبضہ میں ہے۔ مشرکین کی طرح ایسی چیزوں کو مدد کے لئے پکارنا جو کسی نفع نقصان کے مالک نہ ہوں سخت بے موقع بات بلکہ ظلم عظیم (یعنی شرک) کا ایک شعبہ ہے۔ اگر بفرض محال نبی سے ایسی حرکت صادر ہو تو اُن کی عظیم الشان حیثیت کو لحاظ کرتے ہوئے ظلم اعظم ہوگا۔ ف۳ جب اُن چیزوں کے پکارنے سے منع کیا جن کے قبضہ میں تمہارا بھلا برا کچھ نہیں تو مناسب ہوا کہ اس کے بالمقابل مالک علی الاطلاق کا ذکر کیا جائے جو تکلیف و راحت اور بھلائی برائی کے پورے سلسلہ پر کامل اختیار و قبضہ رکھتا ہے جس کی بھیجی ہوئی تکلیف کو دنیا میں کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ اور جس پر فضل و رحمت فرمانا چاہے کسی کی طاقت نہیں کہ اُسے محروم کر سکے۔ ف۴ یعنی حق واضح ہو چکا دلائل و براہین کے ساتھ پہنچ چکا جس کے قبول نہ کرنے کا کوئی معقول عذر کسی کے پاس نہیں، خدا کی آخری حجت بندوں پر تمام ہو گئی۔ اب ہر ایک اپنا نفع نقصان سوچ لے جو خدا کی بتلائی ہوئی راہ پر چلے گا۔ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا۔ جو اُسے چھوڑ کر ادھر اُدھر بھٹکتا پھرے گا۔ خود پریشان اور ذلیل و خوار رہے گا۔ اپنے بھلے برے کو خوب سمجھ کر ہر شخص اپنے مستقبل کا انتظام کرے اور جو راستہ پسند ہو اختیار کرے۔ پیغمبر کوئی مختار بنا کر نہیں بھیجے گئے جو تمہارے اعمال کے ذمہ دار اور جواب دہ ہوں، اُن کا کام صرف آگاہ کر دینے اور راستہ بتلا دینے کا ہے۔ اس پر چلنا، چلنے والے کے اختیار میں ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ہر تو دے اور زیادتی والے کو اپنی زیادتی ویوے یعنی یہاں اللہ تو دنیا کی زندگی اچھی طرح گذرے اور جو کوئی اس سے زیادہ قدم رکھے وہ زیادہ ہو۔ ف کا ذکر [illegible] ... بات سے الیسی بات کہتے کہ کفار اللہ کی کرد دیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

ف اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ حق کو قبول نہ کریں تو آپ کو ان کے فکر میں نہ گھلائیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتے رہئے اور تبلیغ وغیرہ کے کام میں لگے رہئے۔ اور جو شدائد اس راستہ میں پیش آئیں ان پر صبر کیجئے۔ مخالفین کی ایذا رسانیوں کا تحمل کرتے رہنا چاہئے۔ یہاں تک کہ خدا آپ کے اور ان کے درمیان بہترین فیصلہ کر دے یعنی حسب وعدہ آپ کو منصور و غالب کرے یا جہاد کا حکم بھیج دے۔ تم سورۃ یونس علیہ السلام بمنہ تعالیٰ و فضلہ۔ [illegible] قرآن کریم وہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے جس کی آیتیں لفظی و معنوی ہر حیثیت سے نہایت مجی تلی باون تولہ پاؤ رتی ہیں۔ ان میں تناقض ہے نہ کوئی مضمون حکمت یا واقعہ کے خلاف ہے نہ باعتبار اعجاز فصاحت و بلاغت کے ایک حرف پر نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ جس مضمون کو جس عبارت میں ادا کیا ہے محال ہے کہ اس سے بہتر تعبیر ہو سکے۔ الفاظ کی تہ معانی کی قامت پر ذرا بھی نہ ڈھیلی ہے نہ تنگ۔ جن اصول و فروع اخلاق و اعمال اور قیمتی پند و نصیحت پر یہ آیات مشتمل ہیں اور جو دلائل و براہین اثبات دعاوی کے لئے استعمال کی گئی ہیں۔ وہ سب علم و حکمت کے کانٹے میں تلی ہوئی ہیں۔ قرآنی حقائق و دلائل ایسی مضبوط و محکم ہیں کہ زمانہ کتنی ہی پلٹیاں کھائے ان کے ہلنے یا غلط ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ عالم کے مزاج کی پوری تشخیص کر کے اور قیامت تک پیش آنے والے تغیرات و حوادث کو من کل الوجوہ جانچ تول کر ایسی معتدل اور ابدی نسخے روح مائدہ قرآنی کے ذریعہ سے پیش کی گئی ہے جو تناول کرنے والوں کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں مناسب و ملائم ہو۔ ان تمام حکیمانہ خوبیوں کے باوجود یہ نہیں کہ اجمال و ابہام کی وجہ سے کتاب معمہ اور چیستان بن کر رہ جائے۔ بلکہ معاش و معاد کی تمام مہمات کو خوب کھول کر سمجھایا ہے اور موقع بہ موقع دلائل توحید، احکام، مواعظ، قصص ہر چیز بڑی خوبصورتی اور قرینہ سے الگ الگ رکھی ہے۔ اور تمام ضروریات کا کافی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ نزولی حیثیت میں بھی یہ حکمت مرعی رہی ہے کہ پورا قرآن ایک دم نہیں اتارا۔ بلکہ وقتاً فوقتاً موقع و مصلحت کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ آیات کا نزول ہوتا رہا۔ قرآن میں ان تمام باریکیوں کو مجتمع دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے مگر حیرت کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر حکیم مطلق اور خبیر برحق کے کلام میں سب حکمتیں اور خوبیاں جمع نہ ہوں گی تو اور کس کلام میں توقع کی جا سکتی ہے۔ ف۲ یعنی اس محکم و مفصل کتاب کے نازل کرنے کا بڑا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو صرف خدائے واحد کی عبادت کی طرف دعوت دی جائے اور اس کے طریقے سکھائے جائیں۔ اسی عظیم جلیل مقصد کے لئے پہلے انبیاء تشریف لاتے تھے۔ "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ" (الانبیاء رکوع ۲) "وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ" (النحل رکوع ۵) ف۳ یعنی جو کتاب کو مانے اور شرک چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرے اسے فلاح دارین کی خوشخبری سناتے ہیں۔ جو نہ مانے اور کفر و شرک اختیار کرے اس کو عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں۔ ف۴ جو پچھلی تقصیرات معاف کرائے اور آئندہ کے لئے خدا کی طرف دل سے رجوع ہو تو دنیا کی زندگی اچھی طرح گذرے کیونکہ مومن قانت خواہ کسی حال میں ہو، مگر خدا کے فضل و کرم کی بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہے وہ حق تعالیٰ کی رضا جوئی اور مستقبل کی عظیم الشان خوش حالی کے تصور میں اس قدر مگن رہتا ہے کہ یہاں کی بڑی بڑی سختیوں کو خاطر میں نہیں لاتا وہ جب خیال کرتا ہے کہ میں اپنی زندگی کے فرائض صحیح طور پر انجام دے رہا ہوں جس کا صلہ مجھ کو ضرور ایک دن عرش والی سرکار سے ملنے والا ہے تو اپنی کامیابی اور حق تعالیٰ کے وعدوں پر اعتماد کر کے اس کا دل جوش مسرت سے اچھلنے لگتا ہے۔ اسے دنیا کی تھوڑی سی پونجی میں وہ سکون قلبی اور راحت باطنی نصیب ہوتی ہے جو بادشاہوں کو بے شمار سامان اور اموال و خزائن سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بعض اوقات یہاں کی چند روزہ تکلیفوں اور سختیوں میں وہ لذت پاتے ہیں جو اغنیاء و ملوک اپنے عیش و تنعم میں محسوس نہیں کرتے۔ ایک محب وطن سیاسی قیدی کو اگر فرض کیجئے یقین ہو جائے کہ میری اسیری سے ملک اجنبیوں کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا اور مجھے قید سے نکلتے ہی ملک کی جمہوریہ کا صدر بنا دیا جائے گا۔ تو کیا اسے جیل خانہ کی بند کوٹھری میں سرور و اطمینان کی کیفیت اس بادشاہ سے زیادہ حاصل نہ ہوگی؟ جس کے لئے ہر قسم کے سامان عیش و طرب فراہم ہیں مگر اندیشہ لگا ہوا ہے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر نہایت ذلت کے ساتھ تخت شاہی سے اتار اجانے والا ہے۔ اسی پر دنیا کے جیل خانہ میں ایک مومن قانت کی زندگی کو قیاس کر لو۔ ف۵ جو جس قدر زیادہ بڑھ کر عمل کرے گا اسی قدر خدا کے فضل سے زیادہ حصہ پائے گا۔ آخرت میں اجر و ثواب اور دنیا میں مزید طمانیت حاصل ہوگی۔ ف۶ یعنی میری بات نہ مانگے تو قیامت کا عذاب یقینی ہے [illegible]

وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ (ع ۱۶)

اور ثابت رہ جب تک فیصلہ کرے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا

اور صبر کر جب تک فیصلہ کرے اللہ اور وہ ہے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ف

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ہود مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو تیئیس آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝

کتاب ہے کہ جانچ لی ہیں آیتیں اس کی پھر کھولی گئی ہیں ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے

یہ کتاب ہے کہ جانچ لیا ہے اس کی باتوں کو پھر کھولی گئی ہیں ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے ف

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝

کہ نہ پوجو مگر اللہ کو میں تم کو اسی کی طرف سے ڈر سناتا اور خوشخبری پہنچاتا ہوں اور

کہ عبادت نہ کرو مگر اللہ کی ف۲ میں تم کو اسی کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سناتا ہوں ف۳ اور

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا

یہ کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اس کی طرف کہ برتاوے تم کو

یہ کہ گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع کرو اس کی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا

حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ

اچھا برتوانا ایک وعدہ مقررہ تک اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی

فائدہ ایک وقت مقرر تک ف۴ اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی ف۵

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى

اور اگر تم پھر جاؤگے تو ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کی مار سے ف اللہ کی

اور اگر تم پھر جاؤگے تو میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ف۶ اللہ کی

اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ

طرف ہے تم کو پھر جانا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سنتا ہے وہ دہرے کرتے ہیں

طرف ہے تم کو لوٹ کر جانا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سنتا ہے وہ دوہرے کرتے ہیں

صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ

اپنے سینے کہ پردہ کریں اس سے سنتا ہے جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے

اپنے سینے تاکہ چھپائیں اس سے سنتا ہے جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے

يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں وہ جاننے والا ہے جیوں کی بات ف

جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات ف

حاضر ہو حاکم سزا دینے کی پوری قدرت اور کامل اختیار رکھتا ہو مجرم کی کل کاروائیاں اس کے علم میں ہوں۔ "اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ" میں بتلا دیا کہ مجرم و غیر مجرم سب کو خدا کے یہاں حاضر ہونا ہے۔ "وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" میں قدرت و اختیار کا عموم بیان فرمایا اور "اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ" سے "بِذَاتِ الصُّدُوْرِ" تک اس کے علم محیط کی وسعت کو ظاہر کیا۔ [illegible] ف۷ سزا دینے کے لئے ضروری ہے کہ مجرم [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جہاں ٹھہرتا ہے بہشت و دوزخ، جہاں سونپا جاتا ہے اُس کی قبر اور روزی اُس کی سو دنیا میں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ صفحہ ۲۸۶ - کہلاتے ہیں چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کسی مسئلہ میں ایسا غلو اور تعمق آئندہ اُمت کو تنگی میں مبتلا کر سکتا تھا اس لئے قرآن نے "اَلَاۤ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ" لاکر ان کی اصلاح فرما دی۔ یعنی اگر حاجت ضرورت در گوشے میں خدا سے حیا آتی ہے اس سے جھکے جاتے ہو تو غور کرو کپڑے پہننے کی حالت میں تمہارا ظاہر و باطن کیا خدا کے سامنے نہیں ہے؟ جب انسان اس سے کسی وقت نہیں چھپ سکتا پھر یہ ... آیات البقرہ کے متعلق اس تقریر سے کوئی اشکال نہیں واقع ہو کیونکہ ایات کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک آیت کا مضمون دوسری کے مضمون سے مناسبت رکھتا ہو، سبب نزول سے مناسبت رکھنا ضروری نہیں۔

فوائد صفحہ ہذا ف پہلے علم الٰہی کی وسعت بیان ہوئی تھی، یہ اسی مضمون کا تکملہ ہے۔ یعنی زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کی احتیاج لاحق ہو اُس کو روزی پہنچانا خدا نے محض اپنے فضل سے اپنے ذمہ لازم کر لیا ہے جس قدر روزی جس کے لئے مقدر ہے یقیناً پہنچ کر رہے گی۔ جو وسائل و اسباب بندہ اختیار کرتا ہے وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں۔ اگر آدمی کی نظر اسباب پر مقصود بالذات نہ ہو مسبب الاسباب پر ہو، تو یہ توکل کے منافی نہیں۔ البتہ خدا کی قدرت کو ان اسباب عادیہ میں محصور و مقید نہ سمجھا جائے۔ وہ گاہ بگاہ سلسلہ اسباب کو چھوڑ کر بھی روزی پہنچاتا یا اور کوئی کام کر دیتا ہے۔ بہرحال جب تمام جانداروں کی حسب استعداد غذا اور معاش مہیا کرنا حق تعالیٰ کا کام ہے تو ضروری ہے کہ اُس کا علم اُن سب پر محیط ہو، ورنہ اُن کی روزی کی خبر گیری کیسے کر سکے گا۔ ف۲ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "مستقر" جہاں ٹھہرتا ہے، بہشت و دوزخ اور "مستودع" جہاں سونپا جاتا ہے، اُس کی قبر ہے۔ پہلے "وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ" میں دنیاوی زندگی کا بیان تھا۔ یہاں برزخ اور آخرت کا بیان ہوا۔ مطلب یہ ہوا کہ خدا ابتداء سے انتہا تک تمہاری ہستی کے تمام درجات کا علم رکھتا ہے۔ "مستقر" و "مستودع" کی تعیین میں مفسرین کے بہت اقوال ہیں۔ پہلے سورہ "انعام" میں بھی ہم کچھ لکھ چکے ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ دنیا میں جہاں تک چلے پھرے اُس کے انتہائے سیر کو مستقر اور پھر مر کر جس ٹھکانے پر آئے اُسے مستودع کہتے ہیں۔ ابن عباس کے نزدیک اس زندگی میں جہاں رہے وہ "مستقر" اور موت کے بعد جہاں دفن کیا جائے وہ "مستودع" ہے۔ مجاہد نے "مستقر" سے رحم مادر اور مستودع سے صلب پدر مراد لی ہے۔ عطاء نے اس کے عکس کا دعویٰ کیا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ زمین میں حیوانات کا جو مسکن بالفعل ہے اُسے "مستقر" اور وجود فعلی سے پہلے جن مواد و مقار میں رہ کر آئے اُنہیں "مستودع" کہا گیا ہے۔ یعنی حق تعالیٰ اُن تمام مختلف مواد اور اطوار و ادوار کا عالم ہے جن میں سے کوئی حیوان گذر کر اپنی موجودہ حیثیت کذائی تک پہنچا ہے۔ وہی اپنے علم محیط سے ہر مرتبہ وجود میں اُس کی استعداد کے مناسب وجود و کمالات وجود کا فیضان کرتا ہے۔ ف۳ یعنی "لوح محفوظ" میں جو صحیفہ علم الٰہی ہے۔ پھر علم الٰہی میں ہر چیز کیسے موجود نہ ہوگی۔ ف۴ یہ علم کے بعد قدرت کا بیان ہے۔ اس کی تفسیر سورہ "اعراف" کے ساتویں رکوع میں گذر چکی۔ ف۵ یعنی آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے پانی مخلوق ہوا جو آئندہ اشیاء کا مادہ حیات بننے والا تھا۔ "وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ" (الانبیاء، رکوع ۳) اس وقت عرش خداوندی اُسی کے اوپر تھا جیسے اب سماوات کے اوپر ہے۔ گویا یہ ایک صورت تھی جو اس حقیقت کو ظاہر کر رہی تھی کہ کائنات کا مادہ اور مورد حیات بالکلیہ رب العرش کے تسلط و تصرف اور قیومیت مطلقہ کے ماتحت ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۶ یعنی اس سارے نظام کی تخلیق و ترتیب سے مقصود تمہارا بنانا اور امتحان کرنا ہے۔ کہ کہاں تک اس عجیب و غریب نظام اور سلسلہ مصنوعات میں غور کر کے خالق و مالک کی صحیح معرفت حاصل کرتے اور مخلوقات ارضی و سماوی سے منتفع ہو کر محسن شناسی اور سپاس گذاری کا فطری فرض بجا لاتے ہو۔ یہ مقام تمہاری سخت آزمائش کا ہے۔ مالک حقیقی دیکھتا ہے کہ تم میں سے کون سا غلام صدق و اخلاص اور سلیقہ مندی سے اچھا کام کرتا اور فرائض بندگی انجام دیتا ہے۔ ف۷ جب یہ دنیا امتحان و آزمائش کی جگہ ہوئی تو ضرور ہے کہ اس کے بعد مجازات (انعام و انتقام) کا سلسلہ ہو تا شاکرین و کافرین کو اپنے اپنے کئے کا پھل ملے۔ اسی لئے یہاں بعث بعد الموت کا ذکر کیا گیا۔ یعنی کفار مکہ کو یقین نہیں آتا کہ موت کے بعد دوبارہ اُٹھائے جائیں گے اور اپنے جرائم کی سزا بھگتیں گے۔ جب وہ قرآن میں یا حضور کی زبان سے بعث بعد الموت کا نہایت مؤثر بیان سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ کا یہ بیان کھلا ہوا جادو ہے جس نے بہت سے لوگوں کو مرعوب و مسحور کر لیا۔ مگر یاد رکھیے ہم پر یہ جادو چلنے والا نہیں۔ (ابن کثیر) ف۸ یعنی جب اُن کی شرارتوں پر عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے، مگر خدا کی حکمت ایک مدت معین تک عذاب کو روکے رکھتی ہے تو تکذیب و استہزاء کے طور پر کہتے ہیں کہ وہ عذاب کہاں ہے آخر آتا کیوں نہیں؟ کس چیز نے اُسے پکڑ رکھا ہے؟ فرماتے ہیں کیا مذاق کرتے ہو، وقت معین پر جب عذاب آئے گا کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا۔ اور ہر طرف سے گھیر کر تباہ و برباد کر کے چھوڑے گا۔ ف۹ یعنی

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَ
اور کوئی نہیں پاؤں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اُس کی روزی اور
اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اُس کی روزی ف۱ اور
يَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ۞ وَهُوَ
جانتا ہے جہاں ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سو موجود ہے کھلی کتاب میں ف۱ اور وہی ہے
جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے ف۲ سب کچھ موجود ہے کھلی کتاب میں ف۳ اور وہی
الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ
جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور تھا
ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں ف۴ اور تھا
عَرۡشُهٗ عَلَى الۡمَآءِ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنۡ قُلۡتَ
تخت اُس کا پانی پر کہ تم کو آزماوے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے
اُس کا تخت پانی پر ف۵ تاکہ آزمائے تم کو کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام ف۶ اور اگر تو کہے
اِنَّكُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡمَوۡتِ لَيَقُوۡلَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ
کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ
کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ
هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۞ وَلَئِنۡ اَخَّرۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِلٰٓى
کچھ نہیں مگر جادو صریح اور اگر ہم دیر لگاویں اُن سے عذاب کو ایک
کچھ نہیں مگر جادو ہے کھلا ہوا ف۷ اور اگر ہم روکے رکھیں اُن سے عذاب کو ایک
اُمَّةٍ مَّعۡدُوۡدَةٍ لَّيَقُوۡلُنَّ مَا يَحۡبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوۡمَ يَاۡتِيۡهِمۡ لَيۡسَ
مدت گنی ہوئی تک تو کہنے لگیں کیا روک رہا ہے اُس کو سنتا ہے جس دن آوے گا اُن پر نہ
مدت معلوم تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک دیا عذاب کو سنتا ہے جس دن آئے گا اُن پر نہ
مَصۡرُوۡفًا عَنۡهُمۡ وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۞ وَلَئِنۡ
پھیرا جاوے گا اُن سے اور اُلٹ پڑے گا اُن پر جس پر ٹھٹھے کرتے تھے اور اگر ہم
پھیرا جائے گا اُن سے اور گھیر لے گی اُن کو وہ چیز جس پر ٹھٹھے کیا کرتے تھے ف۸ اور اگر
اَذَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنَّا رَحۡمَةً ثُمَّ نَزَعۡنٰهَا مِنۡهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوۡسٌ
چکھاویں آدمی کو اپنی طرف سے مہر پھر چھین لیں اُس سے تو وہ نا اُمید
ہم چکھا دیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت پھر وہ چھین لیں اُس سے تو وہ نا اُمید
كَفُوۡرٌ ۞ وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ نَـعۡمَآءَ بَعۡدَ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَـقُوۡلَنَّ
ناشکر ہو اور اگر ہم چکھا دیں اُس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی اُس کو تو کہنے لگے
ناشکر ہوتا ہے ف۹ اور اگر ہم چکھا دیں اُس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اُس کو تو بول اٹھے
ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّىۡ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوۡرٌ ۞ اِلَّا الَّذِيۡنَ
گئیں برائیاں مجھ سے تو وہ خوشیاں کرے بڑائیاں کرتا مگر جو لوگ
دور ہوگئیں برائیاں مجھ سے وہ تو اترانے والا شیخی خورا ہے ف۱۰ مگر جو لوگ

ع ۱

منزل ۳

ف اب تو کہتے ہیں عذاب کہاں ہے، کیوں نہیں آتا۔ ف لیکن آدمی بڑا ہی ناشکرا ہے...

ناامید ہو کر آئندہ کے لئے آس توڑ بیٹھتا ہے۔ گذشتہ پر ناشکری اور آئندہ سے مایوسی، یہی اُس کی زندگی کا حاصل ہے۔ ف۱۰ یعنی مصیبت کے بعد اگر خدا آرام و آسائش نصیب کرے تو سمجھتا ہے کہ گویا اب ہمیشہ کے لئے مصائب و تکلیف کا خاتمہ ہو گیا، پچھلی کیفیت کبھی لوٹ کر آنے والی نہیں۔ اس وقت غافل و مغرور ہو کر شیخیاں مارتا اور اتراتا پھرتا ہے حالانکہ چاہیے تھا کہ پچھلی حالت یاد کر کے خدا کا شکر ادا کرتا اور اُس کے احسان کے سامنے جھک جاتا۔ ... بتلاتا ہے کہ اگر خدا چند روز اپنی مہربانی سے عیش و آرام میں رکھنے کے بعد تکلیف میں مبتلا کر دے تو پچھلی مہربانیاں بھی بھلا دیتا ہے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی بہرحال اوپر عام انسانوں کا بیان ہوا۔ اس سے اللہ کے وہ بندے مستثنیٰ ہیں جو تکلیف و مصیبت کا مقابلہ صبر و استقامت سے کرتے اور امن و راحت کے وقت شکر گذاری کے ساتھ عمل صالح میں مستعدی دکھاتے ہیں۔ ایسے اولوالعزم وفاداروں کی جماعت ہی عظیم الشان بخشش و انعام کی مستحق ہے۔ ف۲ مشرکین مکہ شرک و بت پرستی کی تردید سے بہت پیچ و تاب کھاتے تھے۔ مشرکانہ خرافات پر جس حد تک تحقیق و تجہیل کی جاتی تھی ان کے غصہ کی آگ بھڑکتی تھی۔ کبھی کوشش کرتے تھے کہ آپ کو اس معاملہ میں ذرا ڈھیلا کر دیں اور اس سب سے بڑے اور بنیادی مسئلہ کی تبلیغ میں نرمی و تساہل برتنے پر آمادہ کریں۔ جب ادھر سے مایوس ہوتے تو [illegible] کی عجیب بیہودہ فرمائشیں کرنے لگتے مثلاً یہ کہتے کہ آپ سچے ہیں اور منصب رسالت پر مامور ہو کر آئے ہیں تو آپ کے ساتھ خدا کے یہاں سے مال و دولت کا بڑا خزانہ آنا چاہیے تھا۔ یا آسمان سے ایک فرشتہ آتا جو آپ کے ہمراہ تصدیق [illegible] لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَاۗءَ مَعَهٗ مَلَكٌ (ہود رکوع ۲) گویا جب آپ کی بات منوانے کے لئے نہ مادی طاقت ساتھ ہے نہ روحانی، پھر ہم کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں۔ آپ ان بیہودہ شبہات اور فرمائشوں سے سخت غمگین اور دلگیر ہوتے تھے ممکن ہے کبھی ایسا خیال بھی دل میں گذرتا ہو کہ ان کے معبودوں کے معاملہ میں اگر خدا کی جانب سے اس قدر سختی اختیار کرنے کا حکم نہ رہے، تردید کی جائے مگر بحال قدرے نرمی اور رواداری کے ساتھ۔ تو شاید یہ زیادہ موثر اور مفید ہو۔ یا جو فرمائشیں یہ لوگ کرتے ہیں، ان کی یہ ضد بھی کسی حد تک پوری کر دی جائے تو کیا عجب ہے مسلمان ہو جائیں۔ بہرحال وہ ایسا نازک اور پرخطر وقت تھا کہ تمام دنیا باطل پرستی کے شور سے گونج رہی تھی صرف ایک مقدس ہستی تھی جس کے حلقوم سے حق کی آواز نکل کر باطل کے قلعوں میں زلزلہ ڈالتی تھی۔ آپ چاروں طرف سے موذی دشمنوں کے نرغہ میں گھر رہے تھے کوئی جھٹلاتا کوئی طعن کرتا کوئی مذاق اڑاتا تھا۔ اس ماحول کا تصور کرو اور داعی مبلغ اعظم کی قوت قلب اور ہمت مردانہ کا اندازہ لگاؤ، جس کا تمام تر اعتماد و اتکال ظاہری اسباب سے ہٹ کر خداوند قدوس کے وعدوں پر تھا۔ آپ جب محزون و دلگیر ہوتے تو صرف اپنے پروردگار کی آواز سے ہی تسلی پاتے اور دنیا کے مقابلہ میں تازہ دم ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں جن کا حاصل یہ ہے کہ آپ ان لوگوں کی بیہودہ خرافات اور فرمائشوں کی وجہ سے اس قدر فکرمند اور غمگین نہ ہوں نہ اپنے دل میں ان لوگوں کی مراعات کا خیال لائیں کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ وحی الٰہی نے جو چیزیں آپ کو سکھلائی ہیں اور جس بے خوف و خطر تبلیغ کا حکم دیا ہے اس کے بعض حصہ کو ان لوگوں کی خرافات سے تنگ دل ہو کر چھوڑ بیٹھیں۔ جب یہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ پیغمبرانہ عصمت اور اولوالعزمی مانع ہے تو تنگ دل ہونے سے کیا فائدہ۔ آپ کا کام صرف بھلے برے سے آگاہ کر دینا ہے ان کی ہدایت کی ذمہ داری آپ پر نہیں۔ خدا تعالیٰ جس کے سپرد ہر چیز ہے، ان کا معاملہ بھی اسی کے سپرد کیجئے اور صبر و استقامت کے ساتھ فرائض تبلیغ کی انجام دہی میں ثابت قدم رہیے۔ ف۳ یعنی فرمائشی معجزے طلب کرتے ہیں، جن کا دیا جانا مصلحت نہیں۔ اور جو سب سے بڑا معجزہ (قرآن) ان کے سامنے ہے۔ اسے مانتے نہیں، کہتے ہیں یہ تو (معاذ اللہ) تمہاری بنائی ہوئی گھڑنت ہے۔ اس کا جواب دیا کہ تم بھی آخر عرب ہو، فصاحت و بلاغت کا دعویٰ رکھتے ہو سب مل کر ایسی ہی دس سورتیں گھڑ کر پیش کر دو اور اس کام میں مدد دینے کے لئے تمام مخلوق کو بلکہ اپنے ان معبودوں کو بھی بلا لاؤ جنہیں خدائی کا شریک سمجھتے ہو۔ اگر ایسا نہ کر سکو اور کبھی نہ کر سکو گے تو سمجھ لو کہ ایسا کلام خالق ہی کا ہو سکتا ہے۔ جس کا مثل لانے سے تمام مخلوق عاجز رہ جائے۔ یقیناً یہ وہ کلام ہے جو خدا نے اپنے علم کامل سے پیغمبر پر اتارا ہے۔ بے شک جس کے کلام کا مثل نہیں ہو سکتا اس کی ذات و صفات میں کون شریک ہو سکتا ہے۔ ایسا بے مثال کلام اسی بے مثال خدا کا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ کیا ایسے واضح دلائل کے بعد بھی مسلمان ہونے اور خدا کا حکم بردار بننے میں کسی چیز کا انتظار ہے (تنبیہ) اعجاز قرآن کی کچھ تفصیل سورۂ یونس میں گذر چکی۔ ابتداء میں پورے قرآن سے تحدی کی گئی تھی۔ پھر دس سورتوں سے ہوئی۔ پھر ایک سورت سے جیسا کہ بقرہ اور یونس میں گذرا۔ گویا ان کا عجز بتدریج نمایاں کیا گیا۔ ف۴ یعنی ایسے واضح ثبوت کے بعد جو شخص قرآن پر ایمان نہیں لاتا یا اس کے بتلائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتا بلکہ دنیا کی چند روزہ زندگی اور فانی ٹیپ ٹاپ ہی کو تمام مقصود ٹھہرا کر عملی جدوجہد کرتا ہے۔ اگر بظاہر کوئی نیک کام مثلاً خیرات وغیرہ کرتا ہے تو اس سے بھی آخرت کی بہتری اور خدا کی خوشنودی مقصود نہیں ہوتی محض دنیوی فوائد کا حاصل کر لینا پیش نظر ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی بابت خواہ وہ یہود و نصاریٰ ہوں یا مشرکین یا منافقین یا دنیا پرست ریاکار مسلمان، بتلایا کہ دنیا ہی میں ان کا بھگتان کر دیا جائے گا۔ جو اعمال اور کوششیں وہ محض دنیا کے لئے کریں گے ان کے کم و کیف کو ملحوظ رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ اپنے علم و حکمت سے جس قدر مناسب جانے گا اور دینا چاہے گا یہیں عطا فرما دے گا۔ احادیث

صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

ثابت رہیں اور کرتے ہیں نیکیاں ان کو بخشش ہے اور ثواب بڑا

صابر ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں ان کے واسطے بخشش ہے اور ثواب بڑا ف۱

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَاۗىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ

سو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا کوئی چیز جو وحی آئی تیری طرف اور خفا ہوگا اس سے تیرا جی

سو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیز اس میں سے جو وحی آئی تیری طرف اور تنگ ہوگا اس سے تیرا جی

اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَاۗءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ

اس پر کہ وہ کہتے ہیں کیوں نہ اترا اس پر خزانہ یا آتا اس کے ساتھ فرشتہ تو تو

اس بات پر کہ وہ کہتے ہیں کیوں نہ اترا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو

اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ

ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز پر ذمہ لینے والا کیا کہتے ہیں باندھ لایا ہے

تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار ف۲ کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے تو قرآن کو

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

اس کو تو کہہ تم لے آؤ ایک دس سورتیں ایسی باندھ کر اور پکارو جس کو پکار سکو

کہہ دے تم بھی لے آؤ ایک دس سورتیں ایسی بنا کر اور بلا لو جس کو بلا سکو

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ

اللہ کے سوائے اگر ہو تم سچے پھر اگر نہ ادا کریں تمہارا کہنا

اللہ کے سوا اگر ہو تم سچے ☆ پھر اگر نہ پورا کریں تمہارا کہنا

فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

تو جان لو کہ یہ اترا ہے اللہ کی خبر سے اور کوئی حاکم نہیں سوائے اس کے پھر اب تم

تو جان لو کہ قرآن تو اترا ہے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب

مُّسْلِمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ

حکم مانتے ہو جو کوئی چاہتا ہو دنیا کا جینا اور اس کی رونق بھر دیں ہم

حکم مانتے ہو ف۳ جو کوئی چاہے دنیا کی زندگانی اور اس کی زینت بھگتا دیں گے ہم

اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

ان کو ان کے عمل اسی میں اور ان کو اس میں نقصان نہیں وہی ہیں جن کو

ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں کچھ نقصان نہیں ف۴ یہی ہیں جن کے

لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ڮ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ

کچھ نہیں پچھلے گھر میں سوائے آگ اور مٹ گیا جو کیا تھا اسی جگہ اور

واسطے کچھ نہیں آخرت میں آگ کے سوا ف۵ اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور

بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

خراب ہوا جو کماتے تھے بھلا ایک شخص جو ہے نظر آتا راہ پر اپنے رب کی

خراب گیا جو کمایا تھا ف۶ بھلا ایک شخص جو ہے صاف رستہ پر اپنے رب کے

سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر جو خیرات وغیرہ کے کام کرے۔ اس کی یہ فانی اور صوری حسنات جو روح ایمان سے یکسر خالی ہیں، دنیا میں رائیگاں نہیں جاتیں ان کے بدلہ میں خدا تعالیٰ تندرستی، مال، اولاد، عزت، حکومت وغیرہ دے کر سب کھاتہ بیباق کر دیتا ہے۔ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں کوئی چیز اس کے کام آنے والی نہیں جس کا فر کے لئے جس درجہ کی سزا تجویز ہو چکی ہے وہ کبھی اس سے ٹلنے والی نہیں۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۲) ایسا کافر اور دنیا پرست عالم، متصدق اور مجاہد کے حق میں جو وعید آئی ہے اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ ان سے محشر میں کہا جائے گا کہ تم نے جس غرض کے لئے علم سکھلایا یا صدقہ و جہاد کیا تھا وہ دنیا میں حاصل ہو چکی، اب ہمارے پاس تیرے لئے کچھ نہیں۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ (عیاذاً باللہ) ف۵ [illegible] خدا تعالیٰ اہل ایمان کو محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے وہ اور بات ہے۔ ف۶ یعنی دنیا میں جو کام دنیوی اغراض کے لئے کئے تھے آخرت میں پہنچ کر پتا ہوگا کہ وہ سب برباد ہوئے اور ریاکاری یا دنیا پرستی کے سلسلہ میں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف گواہ پہنچتا ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔ ف گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم بن غلط نقل کرنا یا خواب بنالینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعویٰ کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ ف یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے سُن آتے تھے، نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ ف یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں گم ہو گئے۔

———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۲۸۸۔ جو نیکیاں کمائی تھیں، سب یوں ہی خراب گئیں، یہاں کوئی کام نہ آئی۔

فوائد صفحہ ہٰذا ف یعنی یہ شخص اور وہ ریاکار و دنیا پرست جن کا ذکر پہلے ہوا کیا برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ "بَیِّنَۃٍ" (صاف رستہ) سے مراد وہ رستہ ہے جس پر انسان اپنی اصلی اور صحیح فطرت کے موافق چلنا چاہتا ہے۔ بشرطیکہ گردوپیش کے حالات

وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ

اور پہنچتی ہے اُس کو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے کتاب موسیٰ کی راہ ڈالتی اور مہربانی

اور اُس کے ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اُس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی کتاب جو رہنمائی اور بخشوائی (اور دل کی)

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ

وہی لوگ مانتے ہیں اُس کو اور جو کوئی منکر ہو اُس سے سب فرقوں میں سو آگ ہے

برابر ہے) ف یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اُس سے سب فرقوں میں سے سو دوزخ ہے

مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَ

وعدہ اُس کا سو تو مت رہ شبہ میں اُس سے یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر

ٹھکانا اُس کا ف سو تو مت رہ شبہ میں اُس سے بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

بہت لوگ یقین نہیں رکھتے ف اور کون ظالم اُس سے جو باندھے

پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے ف اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو باندھے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ

اللہ پر جھوٹ وہ لوگ روبرو آویں گے اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی والے

اللہ پر جھوٹ ف وہ لوگ روبرو آئیں گے اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے

هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا اپنے رب پر سُن لو پھٹکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر

یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر ف سُن لو پھٹکار ہے اللہ کی نا انصاف لوگوں پر

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

جو روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اُس میں کجی اور وہی ہیں آخرت سے

جو کہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں آخرت سے

هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ

منکر ف وہ لوگ نہیں تھکانے والے زمین میں بھاگ کر اور نہیں

منکر ف وہ لوگ نہیں تھکانے والے زمین میں بھاگ کر اور نہیں ۱

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا

اُن کو اللہ کے سوائے حمایتی دونا ہے اُن کے لئے عذاب نہ

اُن کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی ف دونا ہے اُن کے لئے عذاب ف نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

سکتے تھے سُننا اور نہ تھے دیکھتے ف وہی ہیں جو ہار بیٹھے

طاقت رکھتے تھے سُننے کی اور نہ دیکھتے تھے ف وہی ہیں جو کھو بیٹھے

اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي

اپنی جان اور گم ہو گیا اُن سے جو جھوٹ باندھتے تھے ف آپ ہی ہوا کہ یہ لوگ

اپنی جان اور گم ہو گیا اُن سے جو جھوٹ باندھا تھا ف اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ

وخیالات سے متاثر نہ ہو۔ اور وہ توحید اسلام اور قرآن کا رستہ ہے۔ "فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ" (روم رکوع ۴) وفی الحدیث "کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ" الخ اور "شَاهِدٌ مِّنْهُ" (گواہ اللہ کی طرف سے) قرآن عظیم ہے جو گواہی دیتا ہے کہ "دین فطرت" (توحید و اسلام) پر چلنے والا بے شک ٹھیک راستہ پر چل رہا ہے اور وہ قرآن اپنی حقانیت کا بھی خود گواہ ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ چونکہ قرآن کے لانے والے جبرئیل امین اور لینے والے محمد صلعم ہیں اس اعتبار سے ان کو بھی شاہد کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ حضور کی شان تو یہ ہے کہ آپ کے اخلاق و عادات، معجزات، زبان مبارک، چہرہ نورانی، ہر چیز سے شہادت ملتی ہے کہ جس دین کے آپ حامل ہیں، وہ بالکل سچا دین ہے۔ آگے "وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً" کا مطلب یہ ہے کہ قرآن سے پہلے جو وحی کسی نبی پر نازل کی گئی وہ بھی "دین فطرت" کی صداقت پر گواہ تھی۔ خصوصاً موسیٰ علیہ السلام پر جو عظیم الشان کتاب (تورات) اتاری گئی۔ قرآن سے پیشتر اسے ایک بڑا بھاری شاہد اُن لوگوں کی حقانیت کا کہنا چاہیے جو دین فطرت کے صاف راستہ پر چلتے ہیں۔ ف یعنی یہود، نصاریٰ، بُت پرست، مجوس، عرب، عجم، یورپ، ایشیا، کسی فرقہ جماعت اور ملک و ملت سے تعلق رکھتا ہو، جب تک قرآن کو نہ مانے گا نجات نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ کی بعض احادیث میں آپ نے بہت تصریح و تعمیم کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ف یہ خطاب ہر شخص کو ہے جو قرآن سُنے یا حضور کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سُنانا مقصود ہے کہ قرآن کی صداقت اور "مِنَ اللّٰہ" ہونے میں قطعاً شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ جو لوگ نہیں مانتے وہ احمق ہیں یا معاند۔ ف یعنی قرآن جھوٹ اور افترا نہیں۔ خدا کا سچا پیغام ہے جس کو قبول کرنا ضروری ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اُس شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا جو خدا پر جھوٹ باندھے۔ مثلاً اُس کا کلام نہ ہو اور کہہ دے کہ اُس کا کلام ہے یا واقعی اس کا ہو اور خدا بار بار فرمائے کہ میرا کلام ہے۔ مگر باوجود روشن دلائل کے جھٹلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اُس کا نہیں۔ ف یعنی محشر میں جب خدا کے سامنے علیٰ رؤس الاشہاد پیش ہوں گے اور ان کی شرارتوں کے دفتر کھولے جائیں گے اُس وقت گواہی دینے والے (ملائکہ، انبیاء، صالحین بلکہ خود ان کے ہاتھ پاؤں) کہیں گے کہ یہی وہ بدبخت ظالم ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹ بکا تھا۔ ف یہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یعنی جو لوگ ظلم اور ناانصافی سے خدا کے کلام کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آخرت کے منکر ہیں۔ دوسروں کو خدا کی راہ پر چلنے سے روکتے اور اس تلاش میں رہتے ہیں کہ سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کر دیں۔ ایسے ظالموں پر خدا کی خصوصی لعنت ہے۔ ف یعنی اتنی وسیع زمین میں نہ کہیں بھاگ کر خدا سے چھپ سکتے ہیں اور نہ کوئی مددگار اور حمایتی مل سکتا ہے جو خدا کے عذاب سے بچا دے۔ ف کیونکہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ ف یعنی دنیا میں ایسے اندھے بہرے بنے کہ نہ حق بات سننے کی تاب تھی نہ خدا کے نشانوں کو دیکھتے تھے جنہیں دیکھ کر ممکن تھا راہ ہدایت پا لیتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ اللہ پر جھوٹ بولا، بے اصل اور غلط باتیں اُس کی طرف منسوب کیں۔ کہاں سے لاتے؟ غیب سے سُن نہ آتے تھے، غیب کو دیکھتے نہ تھے پھر اُن کا ماخذ کیا ہے۔ ف جان کا کھو بیٹھنا یہی کہ ابدی عذاب میں گرفتار ہوئے اور سب جھوٹے دعوے وہاں پہنچ کر گم ہو گئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ منکرین کی بدانجامی کے بالمقابل مومنین کا انجام نیک بیان فرمایا۔ ان کی عاجزی خدا کو پسند آئی اس لئے اپنی دائمی خوشنودی کا مقام عطا فرمایا۔ ف۲ یعنی منکرین تو اندھے بہرے ہیں جیسا کہ دو تین آیت پہلے فرمایا تھا مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ف۳ "پھر جسے نہ خود نظر آئے نہ دوسرے کی سن سکے۔ اس کو آفات اوہام کیسے۔ ان روشن ضمیر ایمان داروں کی برابر ہو سکتا ہے جو بصیرت کی آنکھوں سے حق و باطل اور بھلے برے میں تمیز کرتے اور اپنے ہادیوں کی باتیں بگوش ہوش سنتے ہیں۔ غور کرو کہ دونوں کا انجام یکساں کس طرح ہو سکتا ہے؟ آگے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا قصہ اسی مضمون کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ ف۴ یعنی کھول کر وضاحت کے ساتھ دو چیزیں بتلاتا ہوں جن کے ارتکاب پر ہلاک عذاب نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔ یا جو اس عذاب سے محفوظ رہنے کے ذرائع ہیں۔ ف۵ یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر کی جن کا ذکر سورہ "نوح" میں آئے گا۔ ف۶ یعنی غیر اللہ کی پرستش سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت عذاب آنے کا ڈر ہے۔ "دردناک دن" سے وہ دن مراد ہے جس میں المناک اور درد انگیز حوادث کا وقوع ہو۔ مثلاً قیامت کا دن یا وہ دن جس میں قوم نوح غرقاب کی گئی۔ ف۷ یعنی رسول کو تمام قوم کے مقابلہ میں کوئی نمایاں امتیاز ہونا چاہیے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تم ہماری طرح محض بشر ہو۔ آسمان کے فرشتے نہیں۔ جس کے سامنے خواہ مخواہ انسانوں کی گردنیں جھک جائیں۔ پھر بشر بھی ایسے نہیں جسے کوئی خاص تفوق اور بڑائی ہم پر حاصل ہوتی۔ مثلاً بڑے دولتمند یا جاہ و حکومت کے مالک ہوتے۔ جو لوگ تمہارے پیرو ہوئے وہ بھی ماشاء اللہ سب کے سب مفلس، رذیل، پست اور ادنیٰ طبقہ کے لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنا بھی ہم جیسے شریفوں کے لئے ننگ و عار کا موجب ہے۔ تو کیا ساری خدائی میں سے تم ہی لے تھے۔ جنہیں خدا نے اپنے منصب سفارت پر مامور فرمایا۔ آخر ہم تم سے حسب نسب، مال و دولت، خلق و خُلق کس بات میں کم تھے؟ جو ہمارا انتخاب اس عہدہ کے لئے نہ ہو گیا۔ کم از کم آپ کا اتباع کرنے والے ہی کوئی معزز اور بڑے آدمی ہوتے۔ بھلا ان موچیوں اور حجاموں کا تابع ہو جانا آپ کے لئے کیا موجب فضل و شرف ہو سکتا ہے؟ اور کس طرح صداقت کی دلیل بن سکتی ہے؟ ایسے سطحی لوگوں کا جن کی پستی اور رذالت بالکل عیاں ہے۔ بے سوچے سمجھے اور بدون غور و تامل کے ظاہری اور سرسری طور پر ایمان لے آنا آپ کا کون سا کمال ہے؟ بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی سب جھوٹے ہو۔ تم نے ایک بات بنائی اور چند بیوقوفوں نے ہاں میں ہاں ملا دی۔ تاکہ اس طرح ایک نئی تحریک اٹھا کر کوئی امتیاز اور بزرگی حاصل کر لیں۔ یہ ان ملعونوں کی تقریر کا ماحصل تھا۔ نوح علیہ السلام نے جو جواب دیا آگے آتا ہے۔ ف۸ یعنی یہ صحیح ہے کہ پیغمبر کو عام انسانوں سے بالکل ممتاز ہونا چاہیے لیکن وہ امتیاز مال و دولت، ملک و حکومت اور دنیا کی ٹیپ ٹاپ میں نہیں۔ بلکہ اعلیٰ اخلاق، بہترین ملکات، تقویٰ، خدا ترسی، حق پرستی، دردمندی خلائق اور ان صریح آیات و نشانات پیش کرنے سے ان کو امتیاز حاصل ہوتا ہے جو حق تعالیٰ بطور اتمام حجت و اکمال نعمت ان کے اندر قائم کرتا یا ان کے ذریعے ظاہر فرماتا ہے وہ وحی الٰہی اور ربانی دلائل و براہین کی روشنی میں صاف راستہ پر چلتے ہیں اور دن رات خدا کی خصوصی رحمتیں ان پر بارش کی طرح برستی ہیں۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر یہ سب چیزیں مجھ میں کھلے طور پر موجود ہوں اور یقیناً موجود ہیں۔ لیکن جس طرح اندھے کو سورج کی روشنی نظر نہیں آتی، تمہاری آنکھیں بھی اس نور الٰہی کے دیکھنے سے قاصر رہیں، تو کیا ہم زبردستی مجبور کر کے تم سے اس نور اور رحمت کا اقرار کرا سکتے ہیں جس سے تم اس قدر نفور و بیزار ہو کہ آنکھ کھول کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ میری بزرگی و برتری جو تم کو نظر نہیں آتی، یہ اس لئے ہے کہ تمہارے دل کی آنکھیں اندھی ہیں یا بند ہیں۔

الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ

آخرت میں یہی ہیں سب سے خراب البتہ جو یقین لائے اور کیں نیکیاں اور

آخرت میں یہی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں ف۱ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک اور

اَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

عاجزی کی اپنے رب کی طرف وہ ہیں جنت کے لوگ وہ اس میں رہا کریں

عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے ف۱

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ

مثال دونوں فرقوں کی جیسے ایک اندھا اور بہرا اور ایک دیکھتا اور سنتا کیا

مثال ان دونوں فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا کیا

يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ۧ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ

برابر ہے دونوں کا حال پھر کیا تم دھیان نہیں کرتے اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف

برابر ہے دونوں کا حال پھر کیا تم غور نہیں کرتے ف۲ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف

اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ

کہ میں تم کو ڈر سناتا ہوں کھول کر کہ نہ پوجو سوا اللہ کے میں ڈرتا ہوں

کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر ف۳ کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا ف۴ میں ڈرتا ہوں

عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

تم پر عذاب سے ایک دکھ والے دن کے پھر بولے سردار جو منکر تھے اس کی قوم کے

تم پر دردناک دن کے عذاب سے ف۵ پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ

ہم دیکھتے نہیں تجھکو مگر آدمی جیسے ہم اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا تیرا مگر جو ہم میں

ہم کو تو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا ہو تیرا مگر جو ہم میں

اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ

نیچ قوم ہیں اوپر کی عقل سے اور ہم دیکھتے نہیں تم کو اپنے اوپر کچھ بڑائی بلکہ

نیچ قوم ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اوپر اپنے کچھ بڑائی بلکہ

نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ

ہم کو خیال ہے کہ تم جھوٹے ہو ف۱ بولا اے قوم دیکھو تو اگر میں ہوا نظر آتی راہ پر

ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو ف۶ بولا اے قوم دیکھو تو اگر میں ہوں صاف راستہ پر

مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا

اپنے رب کی اور اس نے دی مجھکو مہر اپنے پاس سے پھر وہ تمہاری آنکھ سے چھپا رکھی کیا ہم لگا دیں وہ تم کو

اپنے رب کے اور اس نے بھیجی مجھ پر رحمت اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں

وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ

اور تم اس سے بیزار ہو اور اے قوم میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مال

اس پر اور تم اس سے بیزار ہو ف۷ اور اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ مال

ع ۱۶ ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کافروں نے مسلمانوں کو رذالے ٹھہرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا۔ جب اس سے ملیں گے۔ میں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے
مجھ کو اور رذالے ٹھہرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کمائی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو۔ ف۲ وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے
ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے مہر کی ہے مجھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔ ف۳ یہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب اُن کے طے ایک ان کا بنا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا — از شاہ عبدالقادر صاحبؒ
ف۱ یعنی میں تبلیغ کے کام کی کوئی تنخواہ تم سے نہیں مانگتا اجر کا ... خود غرضی کا شبہ ہو۔ میں اپنے پروردگار کا نوکر ہوں اسی کے یہاں سے مزدوری ملنے کی ہے الحمد للہ نہ مجھے تمہارے مال کی طلب ہے نہ ضرورت۔ پھر غریبوں کو چھوڑ کر مالداروں کی طرف
کیوں جھکوں۔ اگر تم میرے اتباع کو محض ان کے افلاس یا پیشہ کی وجہ سے حقیر و ذلیل سمجھتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ یہ وہ نہیں جو دولت ایمان کے سرمایہ داروں کو ظاہری خستہ حالی کی بنا پر جانوروں کی طرح دھکے دے کر نکال دوں انھیں ایک روز

أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ إِنَّهُم مُّلَاقُوا
میری مزدوری نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو اُن کو ملنا ہے
میری مزدوری نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو ان کو ملنا ہے

رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّيٓ أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝ وَيَا قَوْمِ مَن يَنصُرُنِي مِنَ
اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور اے قوم کون چھڑاوے مجھکو
اپنے رب سے ف۱ لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو ف۲ اور اے قوم کون چھڑائے مجھ کو

اللّٰهِ إِن طَرَدتُّهُمْ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِي
اللہ سے اگر اُن کو ہانک دوں کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو ف اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں
اللہ سے اگر اُن کو ہانک دوں کیا تم دھیان نہیں کرتے ف۳ اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ وَّلَآ
خزانے اللہ کے اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور
خزانے اللہ کے اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور

أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِيٓ أَعْيُنُكُمْ لَن يُؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۖ اللّٰهُ
نہ کہوں گا کہ جو تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا اُن کو اللہ بھلائی اللہ
نہ کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا اُن کو اللہ بھلائی اللہ

أَعْلَمُ بِمَا فِيٓ أَنفُسِهِمْ ۖ إِنِّيٓ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا يَا نُوحُ
بہتر جاننے والا ہے جو اُن کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں بے انصاف ہوں ف بولے اے نوح
خوب جانتا ہے جو کچھ اُن کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں بے انصاف ہوں ف۴ بولے اے نوح

قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ
تو نے ہم سے جھگڑا اور بہت جھگڑ چکا اب لے آ جو وعدہ دیتا ہے ہم کو اگر تو
تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو

الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللّٰهُ إِن شَآءَ وَمَآ أَنتُم
سچا ہے کہا لاوے گا اُس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ تھکا سکو گے
سچا ہے ف۵ کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ

بِمُعْجِزِينَ ۝ وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِيٓ إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ
بھاگ کر اور نہ کام کرے گی تم کو میری نصیحت جو میں چاہوں تم کو نصیحت کروں
تھکا سکو گے بھاگ کر ف۶ اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت جو چاہوں کہ تم کو نصیحت کروں

إِن كَانَ اللّٰهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ۚ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝
اگر اللہ چاہتا ہوگا کہ تم کو بے راہ چلاوے وہی ہے رب تمہارا اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ف۷
اگر اللہ چاہتا ہوگا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا اور اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے ف۷

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا
کیا کہتے ہیں بنا لایا قرآن کو تو کہہ اگر بنا لایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا
کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا قرآن کو ف۸ کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا

اپنے پروردگار سے ملنا ہے۔ وہ میری شکایت اس کے دربار میں کریں گے کہ آپ کے پیغمبر نے متکبر دنیا داروں کی خاطر ہم غریب وفاداروں کو نکال دیا تھا۔ نیز ظاہر حال کے خلاف یہ کیونکر کہدوں کہ ان کا ایمان محض ظاہری اور سرسری ہے دل کو چیر کر دیکھنا میرا کام نہیں۔ یہ پروردگار کے یہاں پتہ چلے گا کہ اُن کے دلوں کی کیا حالت تھی۔ ف۲ یعنی جہل و حماقت سے انجام پر نظر نہیں کرتے صرف اُن کی ظاہری شکستگی دیکھ کر حقیر سمجھتے ہو۔ اور ایسی جہل درخواست کرتے ہو کہ ان کو ہٹا دیا جائے تو ہم تمہارے پاس آئیں۔ کیا غربت اور کسب حلال کوئی عیب ہے۔ یہی چیز تو ہے جو حق کے قبول کرنے میں مزاحم نہیں ہوتی۔ عموماً دولت و جاہ کا نشہ انسان کو قبول حق سے محروم رکھتا ہے۔ اسی لئے ہرقل کی حدیث میں آیا کہ انبیاء کے متبعین ضعفاء ہوتے ہیں۔ بہرحال تم نہیں جانتے کہ سب کو خدا کے پاس جمع ہونا ہے وہاں پہنچ کر ظاہر ہوگا کہ اپنے کو اُن سے بہتر سمجھنا تمہارا جاہلانہ غرور تھا۔ ف۳ یعنی میں تمہارے کبر و غرور اور جہالت سے متاثر ہو کر اپنا نقصان کیسے کروں۔ اگر تمہاری رعایت سے میں نے خدا کے مخلص بندوں کو دھکے دے دیئے تو اس کی سزا اور گرفت سے مجھ کو کون بچا سکے گا۔ ف۴ کفار نے نوح علیہ السلام کو کہا تھا کہ تم ہمارے جیسے بشر ہو جتھے اور دولت کے اعتبار سے بھی کچھ امتیاز نہیں رکھتے اس کا جواب نہایت متانت و انصاف کے ساتھ دیتے ہیں کہ بیشک جیسا امتیاز تم دیکھنا چاہتے ہو اس کا میں مدعی نہیں۔ میں کب کہتا ہوں کہ میں بشر نہیں فرشتہ ہوں۔ نہ خدا نے اپنے سارے خزانے میرے تصرف و اختیار میں دے دیئے ہیں، نہ تمام غیب کی باتوں پر مطلع کیا گیا ہوں۔ لیکن ان تمام باتوں کے اعتراف کے ساتھ تمہاری طرح یہ کبھی نہ کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری نگاہ میں ذلیل و حقیر ہیں (یعنی میں اور میرے رفقاء) ان کو خدا ہرگز کوئی بہتری (بھلائی) نہیں دے سکتا۔ مثلاً اُن میں سے کسی کو نبوت و حکمت عطا فرما دے اور باقیوں کو ایمان و عرفان کی دولت سے بہرہ ور کرے۔ خوب سمجھ لو حق تعالیٰ اُن کے دلوں کی استعدادات و کیفیات کو پوری طرح جانتا ہے۔ ہر ایک کی استعداد کے مناسب فیض پہنچاتا اور باطنی احوال و کیفیات کے موافق برتاؤ کرتا ہے۔ اس نے جو خاص مہربانی مجھ پر یا میرے ساتھیوں پر کی ہے وہ تمہاری آنکھ سے پوشیدہ ہے۔ اگر میں یہ کہنے لگوں کہ جو تمہیں بظاہر شکستہ حال اور حقیر دکھائی دیتے ہیں، خدا تعالیٰ نے بھی جو بواطن کا جاننے والا ہے انہیں کوئی عزت و شرف نہیں بخشا تو نہایت بے اصول اور ناانصافی کی بات ہوگی۔ (تنبیہ) اس آیت کے ابتدائی تین جملے سورۂ "انعام" میں گذر چکے۔ وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔ ف۵ حضرت نوح قبل از طوفان ساڑھے نو سو برس اُن میں رہے۔ شب و روز سراً و علانیۃً انہیں نصیحت کرتے ہر شبہ کا جواب دیتے۔ تبلیغ و تفہیم اور بحث و مناظرہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ اسی جھگڑے میں صدیاں گذر گئیں۔ کفار نے اُن کی حقانی بحثوں اور شب و روز کی روک ٹوک سے عاجز ہو کر کہا کہ اب یہ سلسلہ بند کیجئے۔ بس اگر آپ سچے ہیں تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے رہے ہو وہ فوراً لے آؤ۔ تاکہ یہ روز روز کا جھگڑا ختم ہو۔ ف۶ یعنی یہ چیز میرے قبضہ میں نہیں۔ خدا جس وقت اپنی حکمت کے موافق چاہے گا عذاب نازل کر دے گا ہمارا فرض صرف آگاہ کر دینا تھا۔ باقی عذاب تو ایسی ہولناک اور عظیم الشان چیز ہے جس کا لے آنا اور دفع کر دینا دونوں پہلو قوائے بشریہ کے دائرہ سے خارج ہیں۔ جب مشیت الٰہی ہوگی تو کہیں بھاگ کر پناہ نہ لے سکو گے۔ ایسا کون ہے جو خدا کو (معاذ اللہ) تھکا کر عاجز کر سکے۔ ف۷ یعنی کفر پر اس قدر اصرار و ضد اور انتہائی ہٹ دھرمی سے نزول عذاب کی استدعا پتہ دیتی ہے کہ خدا کا ارادہ یہی ہے کہ تم کو گمراہی میں پڑا رہنے دے اور آخر کار ہلاک کر دے۔ پس اگر تمہاری بدکرداری کے سبب سے خدا نے یہی چاہا تو میں کتنا ہی نصیحت و خیر خواہی کر کے تم کو نفع پہنچانا چاہوں کچھ نافع اور مؤثر نہ ہوگا۔ تمہارا رب وہ ہی ہے جس کے ملک و تصرف میں ہر چیز ہے جیسا جس کے ساتھ معاملہ کرے کوئی روک نہیں سکتا۔ سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ ہی سب کے اعمال کی جزا و سزا دینے والا ہے (ربط) حضرت شاہ صاحبؒ

لکھتے ہیں "یہاں تک جتنے سوالات و اعتراضات اس قوم کے تھے، وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کو ملے۔ ایک ان کا بنا دعویٰ تھا، اسے آگے قصہ کے درمیان میں بیان فرماتے ہیں ف۸ یہ گفتگو کفار مکہ کی آنحضرت صلعم کے ساتھ تھی کہ قرآن آپ خود بنا لائے ہیں، خدا کا کلام نہیں ہے۔ حضرت نوح کتاب نہ لاتے تھے جو ان کی قوم یہ بات کہتی (کذا فی الموضح) لیکن بعض مفسرین نے اس آیت کو بھی نوح کے قصہ کا جزو بتلایا ہے۔ یعنی ان کی قوم نے کہا کہ جن باتوں کو نوح خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ خود ان کی گھڑنت ہیں۔ بعض نے کہا کہ گفتگو تو اہل مکہ کی حضور سے ہے مگر اس کا تعلق خاص نوح کے قصہ سے تھا۔ گویا وہ کہتے تھے کہ یہ داستان آپ نے جھوٹ بنا لی ہے واقع میں ان قصوں کی کوئی اصل نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت نوح کتاب دالائے تے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی . ف۲ وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں غرق کا ڈر بتاتا ہے یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور وہ ہنستے ہیں . ف۳ ہر جانور کا جوڑا کہ نیا کشتی میں جس کی نسل رہی ہو اور تھی اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اس کی ماں سو ڈوبے اور تین بیٹے جن کی اولاد ساری خلق ہے اور تنور تھا حضرت نوح کے گھر میں طوفان کا نشان بتا رکھا کہ جب اس تنور سے پانی ابلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

ف قرآن کو مفتریٰ کہنے کا تحقیقی جواب اسی سورت میں ایک رکوع پہلے گذر چکا ۔ یہاں آخری بات فرمائی یعنی قرآن کا کلام الٰہی ہونا نہایت واضح و محکم دلائل سے بار بار ثابت کیا جا چکا جب ایسی روشن چیز کی تکذیب کرکے جو گناہ تم سمیٹ رہے ہو اس کا وبال تم ہی پر پڑے گا ۔ اس کی فکر کرو ۔ میں کامل تبلیغ کرکے بری الذمہ ہو چکا ہوں ۔ اب جو غلطیاں تم کر رہے اس کا میں ذمہ دار نہیں ۔ ہاں بالفرض محال اگر میں نے افترا کیا ہو تو اس کا گناہ مجھ پر پڑ سکتا ہے ۔ سو میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ۔ ف۲ جب قوم کی ایذائیں حد سے گذر گئیں ، تو نوح علیہ السلام نے سیکڑوں برس ظالموں کی زہرہ گداز جفائیں جھیلنے کے بعد خدا کے آگے شکوہ کیا "اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" کہ میں مغلوب و ضعیف ہوں ، آپ ان سے بدلہ لیجئے ۔ ارشاد ہوا کہ جن کی قسمت میں ایمان لانا تھا لا چکے ۔ آئندہ ان میں کوئی ایمان لانے والا نہیں ہے ۔ لہٰذا اب آپ ان کی عداوت و تکذیب اور ایذا رسانی سے زیادہ غمگین نہ رہیں ۔ عنقریب خدا کی شمشیرِ انتقام بے نیام ہونے والی ہے جو سب شریروں اور شریروں کا خاتمہ کر ڈالے گی ۔

ف۳ حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک کشتی ہمارے روبرو یعنی ہماری حفاظت و نگرانی میں ہمارے حکم اور تعلیم و الہام کے موافق تیار کرو ۔ کیونکہ عنقریب پانی کا سخت خوفناک طوفان آنے والا ہے جس میں یہ سب ظالمین مکذبین یقیناً غرق کئے جائیں گے ۔ ان کے حق میں اب یہ فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا ۔ آپ کسی ظالم کی سفارش وغیرہ کے لئے ہم سے کوئی بات نہ کریں یہ آنے والا عذاب بالکل اٹل ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قوم لوط کے حق میں جھگڑنا شروع کیا تھا ان کو بھی اسی طرح کا ارشاد ہوا تھا "یَا اِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ" (ہود ، رکوع ۷) ۔ ف۴ کہتے ہیں کشتی سالہا سال میں تیار کی گئی تھی کیا تھی بڑا جہاز تھا جس میں الگ الگ درجے تھے ۔ مفسرین نے اس کی تفاصیل میں بہت سی مبالغہ آمیز اور عجیب و غریب روایات بیان کی ہیں ۔ جن میں اکثر اسرائیلیات ہیں ۔ ف۵ کہ دیکھو ! پیغمبر سے بڑھئی بن گئے کبھی ایک عجیب سی چیز دیکھ کر نوح علیہ السلام سے پوچھتے کہ یہ کیا بناتے ہو ؟ آپ فرما دیتے کہ ایک گھر بناتا ہوں جو پانی پر چلے گا اور ڈوبنے سے بچائے گا ۔ وہ ہنسی کرتے کہ خشک زمین پر ڈوبنے کا بچاؤ کر رہے ہیں ۔ ف۶ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " وہ ہنستے تھے کہ خشک زمین پر غرق کا بچاؤ کرتا ہے ۔ یہ ہنستے تھے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں " اسی تفسیر کے موافق مترجم محقق نے "کَمَا تَسْخَرُوْنَ" کا ترجمہ بصیغہ حال کیا ہے ۔ ابن کثیر وغیرہ "نَسْخَرُ مِنْكُمْ" میں استقبال کے معنی مراد لیتے ہیں یعنی آج تم ہمیں احمق بناتے اور ہنستے ہو ، لیکن وہ زمانہ قریب ہے کہ اس کے جواب میں تمہاری حماقت و سفاہت پر ہم کو ہنسنے کا موقع ملے گا ۔ جب تم اپنے جرائم کی پاداش میں سزایاب ہوگے ف۷ یعنی اب زیادہ تاخیر نہیں ، جلد آشکارا ہو جائے گا کہ دنیا کا رسوائی اور آخرت کا دائمی عذاب کس پر نازل ہوتا ہے ؟ ف۸ یعنی نوح علیہ السلام کشتی تیار کرتے رہے یہاں تک کہ وعدہ کے موافق خدا کا حکم پہنچ گیا : بادلوں کو کہ برس پڑیں ۔ اور زمین کو کہ ابل پڑے ۔ اور فرشتوں کو کہ تعذیب وغیرہ کے متعلق اپنے فرائض منصبی کا سرانجام کریں ۔ آخر اوپر سے بارش آئی اور نیچے زمین کی سطح سے چشموں کی طرح جوش مار کر پانی ابلنے لگا ۔ یعنی کہ روٹی پکانے کے تنوروں میں بھی جہاں آگ بھری ہوتی ہے ، پانی ابل پڑا ۔ (تنبیہ) تنور کے معنی میں اختلاف ہے ۔ بعض مطلق روٹی پکانے کا تنور مراد لیتے ہیں ۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک تنور حضرت حوا سے منتقل ہوتے ہوتے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پہنچا تھا وہ ان کے گھر میں طوفان کا نشان ٹھہرایا گیا تھا کہ جب اس سے پانی ابلے کشتی میں سوار ہو جاؤ ۔ بعض کے نزدیک تنور کوئی خاص چشمہ "کوفہ" یا "جزیرہ" میں تھا ۔ بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ تنور صبح کے اجالے اور روشنی کو کہا ہے ۔ یعنی صبح کی روشنی خوب چمکنے لگے ۔ ابو حیان کہتے ہیں کہ " فَارَ التَّنُّوْرُ " ممکن ہے " ظہور عذاب " اور " شدت ہول " سے کنایہ ہو ۔ جیسے "حَمِیَ الْوَطِیْسُ" شدت حرب سے کنایہ ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ تنور کے معنی "وجہ الارض" (سطح زمین) کے ہیں ۔ ہم نے اوپر جو تفسیر کی مقدم اسی معنی کو رکھا ہے اشارہ بعض دوسرے معانی کی طرف بھی کر دیا ۔ حافظ ابن کثیر یہی تفسیر لکھنے کے بعد فرماتے ہیں ۔ "وهٰذا قول جمهور السلف وعلماء الخلف" واللہ اعلم ۔ ف۹ یعنی جن جانوروں کی ضرورت ہے اور نسل باقی رہنی مقصود ہے ان میں سے ایک ایک جوڑا (نر اور مادہ دونوں) لے کر کشتی میں سوار کر لو ۔ ف۱۰ یعنی جن کی نسبت طے ہو چکا ہے کہ وہ ظالموں کے زمرہ میں داخل ہونے کی وجہ سے غرق کئے جائیں گے ۔ "وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ" اس سے مراد ہے نوح کا بیٹا "یام" جس کا لقب کنعان تھا اور کنعان کی والدہ "واعلہ" گھر والوں میں سے یہ دونوں علیحدہ رہ کر غرق ہوئے ۔ ف۱۱ اسی مرد یا کم و بیش ۔ ف۱۲ نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ بنام خدا کشتی پر سوار ہو جاؤ ۔ کچھ فکر مت کرو اس کا چلنا اور ٹھہرنا سب خدا کے اذن و حکم اور اس کے نام کی برکت سے ہے ۔ غرقابی کا کوئی اندیشہ نہیں ۔ میرا پروردگار مومنین کی کوتاہیوں کو معاف کرنے والا اور ان پر بے حد مہربان ہے ۔ وہ اپنے فضل سے ہم کو صحیح سلامت کنارے لگا دے گا ۔ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کشتی وغیرہ پر سوار ہوتے وقت "بسم اللہ" کہنا چاہیئے ۔

بَرِيٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ ع ٤ ٣

ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ف اور حکم ہوا نوح کی طرف کہ اب ایمان نہ لاوے گا تیری قوم میں

ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ف اور حکم ہوا طرف نوح کی کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں

اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاصْنَعِ

مگر جو ایمان لا چکا سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بنا

مگر جو ایمان لا چکا سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں ف اور بنا

الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ

کشتی روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بول مجھ سے ظالموں کے واسطے

کشتی روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ

یہ البتہ غرق ہوں گے اور وہ کشتی بناتا تھا اور جب گذرتے اس پر سردار

یہ بے شک غرق ہوں گے ف اور وہ کشتی بناتا تھا ف اور جب گذرتے اس پر سردار

مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ

اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے تو ہم ہنستے ہیں

اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے ف بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے تو ہم ہنستے ہیں

مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

تم سے جیسے تم ہنستے ہو ف اب آگے جان لوگے کس پر آتا ہے عذاب

تم سے جیسے تم ہنستے ہو ف اب جلد جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب

يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا

کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر عذاب ہمیشہ کا یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا

کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر عذاب دائمی ف یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا

وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ

اور جوش مارا تنور نے کہا ہم نے لاد لے اس میں ہر قسم سے جوڑا دوہرا اور

اور جوش مارا تنور نے ف کہا ہم نے چڑھا لے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد ف اور

اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ

اپنے گھر کے لوگ مگر جس پر پہلے پڑ چکی بات اور جو ایمان لایا ہو اور ایمان نہ لائے تھے

اپنے گھر کے لوگ مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم ف اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے تھے

مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ

اس کے ساتھ مگر تھوڑے ف اور بولا سوار ہو اس میں اللہ کے نام سے ہے اس کا بہنا اور

اس کے ساتھ مگر تھوڑے ف اور بولا سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور

مُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ

ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے بہتی ہے ان کو

ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان ف۱۲ اور وہ لئے جا رہی تھی ان کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اس وقت بند پہاڑ کے بلند درخت لگ ڈوب گئے کہ پندرہ گز پانی ان پر چڑھا۔ چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلا۔ پھر جم بیٹھے جب پہاڑوں کے سر نکلے کشتی لگی جودی پہاڑ سے۔ اکثر علم تک ہے جودی پہاڑ ف۲ نئی ایک صورت تو ہلاکت میں بھی اب چاہیے بیٹے کو ہلاکت میں اُن چاہے نجات ہیں۔ ف۳ آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیے۔ یہ ہم ہے جاہل کا کہ اللہ کی مرضی دیکھے بوجھے کے پیچھے۔

———— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ کشتی کا بہاؤ تھپیڑے موجوں کو چیرتی پھاڑتی ہے خوف خطر چلی جا رہی تھی۔ سوار ہو بیٹے جب نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے "یام" (کنعان) کو جو اپنے باپ بھائی وغیرہ سے الگ کنارے ہو کر کافروں کی صحبت میں تھا، آواز دی کہ اب بھی وقت ہے [illegible] چھوڑ کر ہمارے ساتھ سوار ہو جا، تا اس مصیبت عظمیٰ سے نجات پا سکے۔ (تنبیہ) یا تو نوح علیہ السلام اسے مومن خیال کرتے تھے اس لئے آواز دی خواہ واقع میں مومن نہ ہو یا کافر، جانتے ہوں مگر یہ توقع ہوئی کہ اس ہولناک نشانات کو دیکھ کر مسلمان ہو جائیگا یا "و اھلک" کے عموم میں داخل سمجھ کر شفقت پدری سے جوش سے ایسا ہوا اور "الا من سبق علیہ القول" کو مجمل ہونے کی وجہ سے صاف نہ سمجھے۔ بہر حال واللہ اعلم۔ ف۲ وہ اپنے جہل و حماقت سے ابھی یہ خیال کر رہا تھا کہ جس طرح معمولی سیلاب میں بعض اوقات کسی بلندی پر چڑھ کر آدمی جان بچا لیتا ہے میں بھی کسی اونچے پہاڑ پر چڑھ کر جان بچا لوں گا۔ ف۳ یعنی کس خیال میں پڑا ہے یہ معمولی سیلاب نہیں، عذاب الہٰی کا طوفان ہے۔ پہاڑ کی کیا حقیقت کوئی چیز آج عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ ہاں خدا ہی کسی پر رحم کرے تو بچ سکتا ہے مگر اس بے پناہ دارو گیر اور مقام انتقام میں کافر مجرموں پر رحم کیسا؟ باپ بیٹے کی یہ گفتگو پوری نہ ہوئی تھی کہ پانی کی ایک موج نے درمیان میں حائل ہو کر ہمیشہ کے لئے دونوں کو جدا کر دیا۔ ف۴ ایک مدت تک اس قدر پانی برسا گویا آسمان کے پیٹ نکل گئے اور زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ درخت اور پہاڑ یاں تک پانی میں چھپ گئیں۔ اصحاب سفینہ کے سوا تمام لوگ جن کے حق میں نوح علیہ السلام نے دعا کی تھی "رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا" (نوح رکوع ۲) غرق ہو گئے۔ اس وقت خداوند قدوس نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل جا اور بادل کو فرمایا کہ تھم جا۔ پھر کیا مجال تھی کہ دونوں اس کے امتثال حکم میں ایک لمحہ کی تاخیر کرتے چنانچہ پانی خشک ہونا شروع ہو گیا۔ کشتی "جودی" پہاڑ پر جا لگی جو بعض کے نزدیک موصل میں تھا۔ اور جو کام خدا نے چاہا یعنی مجرمین کو سزا دینا، وہ پورا ہو چکا ظالموں کے حق میں کہ دیا گیا کہ خدا کی رحمت سے دور ہو کر ہمیشہ کے لئے مصیبت و ہلاکت کے غار میں پڑے رہو۔ (تنبیہ) اس میں اختلاف ہے کہ "طوفان نوح" تمام دنیا میں آیا یا خاص ان ملکوں میں؟ اس کے فیصلہ کا یہاں موقع نہیں۔ مگر یاد رہے کہ "دائرۃ المعارف" میں بعض محققین یورپ کے ایسے اقوال و دلائل نقل کئے ہیں جو عموم طوفان کی تائید کرتے ہیں۔ جو لوگ عام طوفان کے قائل ہیں ان میں سے اکثر کے نزدیک موجودہ دنیا کے کل انسان نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں "سام" "حام" "یافث" کی اولاد ہیں۔ "وجعلنا ذریتہ ھم الباقین" (صافات) ف۵ جو بچے اور حیوانات ہلاک ہوئے ان کا ہلاک بطور تعذیب نہ تھا بلکہ جیسے خدا دوسرے اسباب طبیعیہ کے ذریعہ سے ان پر موت وارد کرتا ہے اور وہ ظلم نہیں ہوتا، اسی طرح یہاں ان کی موت اس ذریعہ سے واقع ہوئی۔ آخر اب بھی جو سیلاب اور طوفان آتے ہیں ان میں کتنے جانور اور بچے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ف۶ نوح علیہ السلام نے یہ کس وقت عرض کیا، کنعان کے غرق ہونے سے پہلے یا غرق ہونے کے بعد، دونوں احتمال ہیں۔ نیز کنعان کو اس منافقانہ اوضاع و اطوار دیکھ کر غلطی سے مومن سمجھ رہے تھے یا کافر سمجھتے ہوئے ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں سے مغفرت کی امید میں عرض کی۔ دونوں باتوں کا امکان ہے۔ اگر مومن سمجھ کر غرقابی سے پہلے عرض کیا تھا تو مقصود اپنی اضطرابی کیفیت کا اظہار اور خدا سے کہہ کر اس کے بچانے کا انتظام کرانا تھا۔ اور اگر غرقابی کے بعد یہ گفتگو ہوئی تو محض معاملہ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے اپنا خلجان یا اشکال پیش کیا یعنی خداوند! تو نے میرے گھر والوں کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اور کنعان مومن ہونے کی وجہ سے "الا من سبق علیہ القول" کے استثناء میں بظاہر داخل نہیں۔ پھر اس کی غرقابی کا راز کیا ہے؟ بلاشبہ آپ کا وعدہ سچا ہے کسی کو یہ خیال نہیں گذر سکتا کہ معاذ اللہ وعدہ خلافی کی ہو۔ آپ احکم الحاکمین اور شہنشاہ مطلق ہیں جو چاہیں کریں کسی کو حق نہیں کہ آپ کے فیصلہ کے سامنے دم مار سکے یا آپ کو وعدہ خلافی پر مجبور کر دے، نہ کسی کا یہ منصب ہے کہ آپ کے حکم ناطق سے متعلق کسی قسم کی نکتہ چینی کرے۔ فقط تطبیب الخاطر کے لئے بطریق استفہام استفسار اس واقعہ کا راز معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ جواب ملا کہ جن گھر والوں کے بچانے کا وعدہ تھا، کنعان ان میں نہیں بلکہ "من سبق علیہ القول" میں شامل ہے کیونکہ اس کے عمل خراب ہیں، تم کو اس کے شرک کی خبر نہیں۔ مقام تعجب ہے کہ پیغمبرانہ فراست کی روشنی میں صریح آثار کفر کے باوجود کافر کا حال مشتبہ رہے۔ جس شخص کا واقعی حال تمہیں معلوم نہیں اس کے بارہ میں ایسی نامناسب سفارش یا اس طرح کی کیفیت مت طلب کرو۔ پیغمبروں کو لائق نہیں کہ وہ بے سوچے سمجھے ایسا ناشناس جاہلوں کی سی باتیں کرنے لگیں۔ آیت کی یہ تقریر اس صورت میں ہے کہ نوح علیہ السلام کنعان کو مومن سمجھتے ہوں اور اگر کافر سمجھتے تھے تو تمنا یا درخواست یا سوال کا منشاء یہ ہو کہ انجام کے ذکر میں اہل کو جو کہ عام مومنین سے الگ کر کے بیان فرمایا تھا اس سے نوح علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ شاید اہل کو اس دنیوی عذاب سے محفوظ رکھنے کے لئے ایمان شرط نہیں اور "الا من سبق علیہ القول" مجمل تھا اس لئے اس کے مصداق کی تعیین نہیں کر سکتا تھا۔ شفقت پدری کے جوش میں عرض کیا کہ میرا بیٹا بھی میرے اہل میں داخل ہے جن کے بچانے کا آپ وعدہ فرما چکے ہیں۔ پھر وہ کیوں غرق کیا جا رہا ہے یا غرق کر دیا گیا۔ جواب ملا کہ تمہارا پہلا ہی مقدمہ "ان ابنی من اھلی" غلط ہے جن اہل کو بچانے کا وعدہ تھا اس میں یہ داخل نہیں۔ کیونکہ اس کے کرتوت بہت خراب ہیں۔ وہ "من سبق علیہ القول" کے مصداق کا ہم کو کچھ علم نہیں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ پھر جس چیز کا علم تم نہیں رکھتے اس کی نسبت ایسے خاص ڈھنگ میں سوال یا درخواست کرنا تمہاری شان کے زیبا نہیں۔ ف۷ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "آدمی وہ کام چاہے جو معلوم ہو کہ حکمت مرضی معلوم ہونی چاہئے یہ کام جاہل کا ہے کہ اللہ کی مرضی بوجھنے کی نہ دیکھے، پیچھے پوچھے کہ مرضی کیوں نہ تھی؟" اسے ہم فائدہ گذشتہ میں بیان کر چکے ہیں۔

مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ

لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے اے بیٹے
لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے اے بیٹے

ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ

سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ منکروں کے کہا میں لگ رہوں گا کسی پہاڑ کو
سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ کافروں کے ف۱ بولا جا لگوں گا کسی پہاڑ کو

يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ

کہ بچا لے گا مجھ کو پانی سے بولا کوئی بچانے والا نہیں آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جس پر
جو بچا لے گا مجھ کو پانی سے ف۲ کہا کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے مگر جس پر

رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝ وَقِيْلَ

وہ مہر کرے اور بیچ میں آ پڑی دونوں کے موج سو رہ گیا ڈوبنے والوں میں ف۳ اور حکم آیا
وہی رحم کرے اور حائل ہو گئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ف۳ اور حکم آیا

يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ

اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی اور ہو چکا
اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا پانی اور ہو چکا

الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہوں قوم بے انصاف ف۲
کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہو قوم ظالم ف۴

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ

اور پکارا نوح نے اپنے رب کو بولا اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور تیرا
اور پکارا نوح نے اپنے رب کو کہا اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور بے شک

وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ

وعدہ سچ ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ف۳ فرمایا اے نوح وہ نہیں
تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ✭ فرمایا اے نوح وہ نہیں

مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ڭ فَلَا تَسْـَٔـلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ

تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں ناکارے سو مت پوچھ مجھ سے جو تجھ کو
تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت پوچھ مجھ سے جو تجھ کو

بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ

معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ ہو جاوے تو جاہلوں میں ف۳ بولا اے رب
معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ف۵ بولا اے رب

اِنِّىْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔـلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ

میں پناہ لیتا ہوں تیری اس سے کہ پوچھوں جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو
میں پناہ لیتا ہوں تیری اس سے کہ پوچھوں تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو ف۶ اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے بندے کو کیا مقدور چاہیئے کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ ف۲ حق تعالیٰ نے تسلی فرمادی کہ پھر ساری نوع انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعضے فرقے ہلاک ہوں گے۔ —————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَتَرْحَمْنِیٓ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ

اور رحم کرے تو میں ہوں خرابی والوں میں ف۱ حکم ہوا اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے

اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ف۱ حکم ہوا اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور

بَرَکٰتٍ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَکَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ یَمَسُّهُمْ

برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور کتنے فرقوں پر تیرے ساتھ والوں میں اور کتنے فرقوں کو فائدہ دیں گے پھر پہنچے گا

برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ ۚ مَا کُنْتَ

ہماری طرف سے دکھ کی مار ف۲ یہ بعضی چیزیں ہیں غیب کی کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف ان کو

ہماری طرف سے عذاب دردناک ف۲ یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو

تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ

جانتا نہ تھا تو نہ تیری قوم اس سے پہلے سو تو ٹھہرا رہ البتہ آخر بھلا ہے

ان کی خبر تھی اور نہ تیری قوم کو اس سے پہلے ف۳ سو تو صبر کر البتہ انجام بھلا ہے

لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ؑ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

ڈر والوں کا اور عاد کی طرف ہم نے بھیجا ان کا بھائی ہود۔ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی

ڈرنے والوں کا ف۴ اور عاد کی طرف ہم نے بھیجا ان کے بھائی ہود کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی

مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ یٰقَوْمِ

کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو اے قوم

کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو ف۵ اے قوم

لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ

میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا۔

میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا ف

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَیٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ یُرْسِلِ

پھر کیا تم نہیں بوجھتے اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اس کی طرف چھوڑ دے

پھر کیا تم نہیں سمجھتے ف۷ اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر رجوع کرو اس کی طرف ف۸ چھوڑے گا

السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیَزِدْکُمْ قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِکُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

تم پر آسمان کی دھاریں اور زیادہ دے تم کو زور پر زور اور نہ پھرے جاؤ

تم پر آسمان سے دھاریں ف۹ اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور روگردانی نہ کرو

مُجْرِمِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ

گنہگار ہو کر بولے اے ہود تو ہم پاس کچھ سند لے نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے

گنہگار ہو کر ف۱۰ بولے اے ہود تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے

اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنْ نَّقُوْلُ

اپنے ٹھاکروں کو تیرے کہے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے ہم تو یہی کہتے ہیں

اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے ف۱۱ ہم تو یہی کہتے ہیں

ف۱ حضرت نوح کانپ اٹھے اور توبہ کی۔ لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعویٰ نکلتا ہے۔ بندہ کو کیا مقدور ہے۔ چاہیئے اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے اقوال میں حزم نہ کرنے سے مراد ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور یونس علیہ السلام وغیرہ کی دعا کے جو الفاظ قرآن میں نقل ہوئے ہیں ان میں یہی ادب ملحوظ رہا ہے۔ ف۲ یعنی کشتی سے "جودی" پر۔ پھر "جودی" سے زمین پر اترے۔ برکتیں اور سلامتی آئندہ تم پر اور ان اقوام پر رہے گی جو تمہارے ساتھیوں سے پیدا ہونے والی ہیں۔ فی الحال جو زمین طوفان سے بالکل اجڑ گئی ہے خدا دوبارہ آباد کر دے گا۔ اور اس کی رونق و برکت پھر عود کر آئے گی۔ سلامت کے لفظ سے گویا حق تعالیٰ نے تسلی فرمادی کہ پھر ساری نوع انسانی پر قیامت سے پہلے ایسی عام ہلاکت نہ آئے گی، مگر بعضے فرقے ہلاک ہوں گے۔ ف۳ یعنی یہ دلائل نبوت میں سے ہے کہ ایک امی کی زبان سے امم سابقہ کے ایسے مستند و مفصل واقعات سنائے جائیں۔ ف۴ جیسے نوح اور ان کے رفقا کا انجام بھلا ہوا آپ کے ساتھیوں کا مستقبل بھی نہایت تابناک اور کامیاب ہے۔ آپ کفار کی ایذاؤں پر صبر کریں، گھبرا کر تنگ دل نہ ہوں۔ جیسے نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس صبر کیا۔ ف۵ کہ پتھر کے بت بھی

ع ۹

بااختیار حاکم یا معبود ہیں۔ سورۃ "اعراف" میں قوم "ہود" کا قصہ گذر چکا۔ ف۶ یعنی تمہارے مال کی مجھے ضرورت نہیں۔ میرا پیدا کرنے والا ہی تمام دنیوی ضروریات اور اخروی اجر و ثواب کا کفیل ہے۔ یہ بات ہر ایک پیغمبر نے اپنی قوم سے کہی تاکہ نصیحت بے لوث اور موثر ہو لوگ ان کی محنت کو دنیوی طمع پر محمول نہ کریں۔ ف۷ یعنی اس قدر بھی ہو اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے کہ ایک شخص بے طمع بے غرض محض دردمندی اور خیرخواہی سے تمہاری فلاح دارین کی بات کہتا ہے۔ تم اسے دشمن اور بدخواہ سمجھ کر دست گریبان ہوتے ہو۔ ف۸ اسی سورت کے شروع میں اس جملہ کی تفسیر گذر چکی۔ ف۹ یعنی موقع بموقع خوب بارشیں دے گا۔ وہ قوم چونکہ کھیتی اور باغ لگانے سے بڑی دلچسپی رکھتی تھی اس لئے ایمان لانے کے ظاہری فوائد و برکات وہ بیان کئے جو ان کے حق میں خصوصی طور پر موجب ترغیب ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ لوگ تین سال سے خشک سالی اور امساک باراں کی مصیبت میں گرفتار تھے۔ ہود علیہ السلام نے وعدہ کیا کہ ایمان لا کر خدا کی طرف رجوع ہو گے تو یہ مصیبت دور ہو جائے گی۔ ف۱۰ یعنی مالی اور بدنی قوت بڑھائے گا، اولاد میں برکت دے گا، خوشحالی میں ترقی ہوگی، اور مادی قوت کے ساتھ روحانی و ایمانی قوت کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ بشرطیکہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس کی اطاعت سے مجرموں کی طرح روگردانی نہ کرو۔ ف۱۱ یہ ان کی کھلی ہٹ دھرمی تھی جو کہتے تھے کہ آپ کوئی واضح سند اور دلیل اپنی صداقت کی نہیں لائے۔ خدا جسے پیغمبری کے عہدہ پر فائز کرے، ضرور ہے کہ اس کو تقرر کی سند اور پروانہ عطا فرمائے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو نبی مبعوث ہوا اس کے ساتھ ایسے واضح نشان بھیجے گئے جس پر آدمی ایمان لانا چاہیں تو لا سکتے ہیں۔ اس لئے بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ ہود علیہ السلام نے نشان پیش کئے ہوں گے مگر وہ لوگ ہٹ دھرمی اور بے حیائی سے یہی کہتے رہے کہ آپ کوئی کھلا ہوا نشان نہیں لائے (شاید یہ مراد ہو کہ ایسا نشان نہ لائے جو سب کی گردنیں پکڑ کر ایمان لانے پر مجبور کر دے) بہرحال ہم محض تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ نہ کبھی تیری رسالت پر ایمان لا سکتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اُس سے ملے۔ ف۲ یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکوگے کہ اللہ نگہبان ہے۔ ف۳ کڑھی مار وہی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے۔ ف۴ یعنی قیامت کو پکارا جائیگا گے۔ ____ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی یہ جو تم بہکی بہکی باتیں کرتے ہو اور سارے جہان کو بیوقوف بتلا کر اپنا دشمن بنا رہے ہو۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ ہمارے دیوتاؤں میں سے کسی نے آسیب پہنچا کر تمہیں مجنون اور پاگل کر دیا ہے (العیاذ باللہ) تم جو اُن کی عبادت سے روکتے اور بُرا بھلا کہتے تھے، انہوں نے اس گستاخی کی سزا دی کہ اب تم بالکل دیوانوں کی سی باتیں کرنے لگے۔ ف۲ یعنی وہ بیچاری پتھر کی مورتیں تو مجھے کیا گزند پہنچا سکتیں، تم سب جو بڑے تنومند اور طاقتور ہو اپنے دیوتاؤں کی فوج میں بھرتی ہو کر اور جو جیسے بیک وقت تنہا پر پوری قوت سے یک وقت ناگہاں حملہ کر کے بھی میرا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ سنو میں خدا کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں اور تم سب بھی اس پر گواہ رہو کہ میں تمہارے جھوٹے دیوتاؤں سے قطعًا بیزار ہوں۔ تم سب جمع ہو کر جو برائی مجھے پہنچا سکتے ہو پہنچا دو۔ ذرا کوتاہی کرو نہ ایک منٹ کی مجھے مہلت دو۔ اور خوب سمجھ لو کہ میرا بھروسہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ہے جو میرا رب ہے اور وہی تمہارا بھی مالک ہے گو تم نہیں سمجھتے۔ نہ صرف میں اور تم بلکہ ہر چھوٹی بڑی چیز جو زمین پر چلتی ہے خالص اُس کے قبضہ اور تصرف میں ہے گویا اُن کے سر کے بال اُس کے ہاتھ میں ہیں جدھر چاہے پکڑ کر کھینچے اور پھیر دے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اُس کے قبضۂ اختیار سے نکل کر بھاگ جائے۔ نہ ظالم اُس کی گرفت سے چھوٹ سکتے ہیں نہ بچے اُس کی پناہ میں رہ کر رسوا ہو سکتے ہیں۔ بلاشبہ میرا پروردگار عدل و انصاف کی سیدھی راہ پر ہے۔ اُس کے یہاں نہ ظلم ہے نہ بے موقع انعام۔ اپنے بندوں کو نیکی اور خیر کی جو سیدھی راہ اُس نے بتلائی بے شک اُسی پر چلنے سے وہ ملتا ہے اور اُس پر چلنے والوں کی حفاظت کرنے کے لئے خود ہر وقت وہاں موجود ہے۔ ف۳ یعنی ایسی صاف اور کھری کھری باتیں سن کر بھی دلائل سے تو اب میرا کچھ نقصان نہیں۔ میں فرض تبلیغ پوری طرح ادا کر چکا۔ تم اپنی فکر کرو۔ مزید ہے کہ اس قسم کی ہٹ دھرمی اور تعصب و عناد پر آسمان سے عذاب آئے جو تم کو ہلاک کر ڈالے۔ خدا کی زمین تمہاری تباہی سے ویران نہ ہوگی، وہ دوسرے لوگوں کو تمہارے اموال وغیرہ کا وارث بنا دے گا۔ تمہارا قصہ ختم کر دینے سے یاد رکھو خدا کا یا اُس کے پیغمبروں کا کچھ نہیں بگڑتا۔ نہ اُس کا ملک خراب ہوتا ہے۔ جب وہ ہر چیز کا محافظ و نگہبان ہے تو ہر قابل حفاظت چیز کی حفاظت کے سامان اپنی قدرت کاملہ سے کر دے گا۔ ف۴ یعنی سات رات اور آٹھ دن مسلسل آندھی کا طوفان آیا جیسا کہ سورۂ اعراف میں ہم ذکر کر چکے۔ مکان گر گئے، چھتیں اُڑ گئیں، درخت جڑ سے اکھڑ کر کہیں کے کہیں جا پڑے۔ ہوا ایسی مسموم تھی کہ آدمیوں کی ناک میں داخل ہو کر نیچے سے نکل جاتی اور جسم کو پارہ پارہ کر ڈالتی تھی۔ اس ہولناک عذاب سے ہم نے ہود علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کو جو آخر میں چار ہزار تک پہنچ گئے تھے بالکل محفوظ رکھا اور ایمان و عمل صالح کی بدولت آخرت کے بھاری عذاب سے بھی اُن کو نجات دے دی۔ ف۵ یعنی اُن کے کھنڈرات کو چشم عبرت سے دیکھو کہ یہ وہ قوم "عاد" تھی جن کے بڑوں نے بہت طمطراق سے اپنے پروردگار کی باتوں کا مقابلہ کیا اور اُس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی۔ اور چھوٹوں نے بڑے شیطانوں کی پیروی کی۔ آخر دونوں تباہ و برباد ہوئے۔ (تنبیہ) "رُسُلَهٗ" شاید اس لئے فرمایا کہ ایک کی تکذیب سب پیغمبروں کی تکذیب ہے۔ کیونکہ توحید وغیرہ اصول دین میں سب متفق اور ایک دوسرے کے مصدق ہیں۔ ف۶ یعنی خدا کی لعنت (پھٹکار) دنیا میں اُن کے پیچھے لگا دی گئی کہ جہاں جائیں ساتھ جائے اور قیامت تک جہاں اُن کا ذکر ہو لعنت کے ساتھ ہو، بلکہ قیامت کے بعد بھی وہ اِن کا پیچھا نہ چھوڑے گی لعنت کا طوق ہمیشہ اُن کے گلے میں پڑا رہے گا۔ ف۷ بعض مفسرین نے کہا کہ قیامت کے دن یوں پکارا جائے گا "اَلَا اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ" (تنبیہ) "عاد" کے ساتھ "قوم ہود" کا لفظ یا تو اس لئے بڑھایا کہ ہود کا تصور سننے والے کے دماغ میں ساتھ ساتھ آئے۔ یعنی "ہود" کا کیا حال تھا۔

ع ۵ ۱۷ ۵ اور یہ اُسی کی قوم تھی جس کا حشر یہ ہوا۔ اور ممکن ہے اس پر تنبیہ کرنا ہو کہ "عاد" دو ہیں "اولیٰ" اور "اُخریٰ" اسی لئے ایک جگہ فرمایا۔ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى (والنجم۔ رکوع ۳) یہاں "عاد اولیٰ" مراد ہے جس کی طرف "ہود" مبعوث ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔

اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا

کہ تجھ کو جھپٹ لیا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں نے بُری طرح بولا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو

کہ تجھ کو آسیب پہنچایا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں (معبودوں) نے بُری طرح ف بولا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور تم گواہ رہو

اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِىْ جَمِيْعًا ثُمَّ

کہ میں بیزار ہوں اُن سے جن کو شریک کرتے ہو اُس کے سوائے سو بُرائی کرو میرے حق میں سب مل کر پھر

کہ میں بیزار ہوں اُن سے جن کو تم شریک کرتے ہو ف۲ اُس کے سوا سو بُرائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر پھر

لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّىْ وَرَبِّكُمْ ۭ مَا مِنْ دَاۗبَّةٍ

مجھ کو فرصت نہ دو میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں پاؤں دھرنے والا

مجھ کو مہلت نہ دو ف۳ میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر پاؤں

اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۭ اِنَّ رَبِّىْ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ فَاِنْ

مگر اُس کے ہاتھ میں ہے چوٹی اُس کی بے شک میرا رب ہے سیدھی راہ پر ف پھر اگر تم

دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اُس کی بے شک میرا رب ہے سیدھی راہ پر ف۴ پھر اگر

تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّىْ

پھر جاؤ گے تو میں پہنچا چکا جو میرے ہاتھ بھیجا تھا تم کو اور قائم مقام تمہارے کرے گا میرا رب

تم منہ پھیروگے تو میں پہنچا چکا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا تھا تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب

قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝

کوئی اور لوگ اور نہ بگاڑ سکوگے اُس کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ہر چیز پر نگہبان ف۲

کوئی اور لوگ اور نہ بگاڑ سکوگے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ہر چیز پر نگہبان ف۳

وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو یقین لائے تھے اُس کے ساتھ اپنی مہر سے

اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے اُس کے ساتھ اپنی رحمت

مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ڀ جَحَدُوْا

اور بچایا اُن کو ایک گاڑھی مار سے ف۳ اور یہ تھے عاد منکر ہوئے

سے اور بچا دیا اُن کو ایک بھاری عذاب سے اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَ

اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اُس کے رسولوں کو اور مانا حکم اُن کا جو سرکش تھے مخالف اور

اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اُس کے رسولوں کو اور مانا حکم اُن کا جو سرکش تھے مخالف ف۵ اور

اُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا

پیچھے پائی اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن سن لو عاد

پیچھے سے آئی اُن کو اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی ف۶ سن لو عاد

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝ۧ وَاِلٰي ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی ف اور ثمود کی طرف بھیجا اُن کا بھائی

منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی ف۷ اور ثمود کی طرف بھیجا اُن کا بھائی

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ تجھ پر ہم کو امید تھی یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کرے گا تو لگا مٹانے ف۲ حضرت صالحؑ سے قوم نے معجزہ مانگا۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی اسی وقت اس نے بچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا۔ جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے، اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ

صالح بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوائے اسی نے

صالح ف۱ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوا اسی نے

اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

بنایا تم کو زمین سے اور بسایا تم کو اس میں سو بخشواؤ اس سے اور اسی کی طرف

بنایا تم کو زمین سے ف۲ اور بسایا تم کو اس میں سو گناہ بخشواؤ اس سے اور رجوع کرو

اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا

آؤ تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا بولے اے صالح تجھ پر ہم کو امید تھی

اس کی طرف تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا ف۳ بولے اے صالح تجھ سے تو ہم کو امید تھی

قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ

اس سے پہلے تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پوجیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے

اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جن کی پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں

مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى

اس میں جس طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں ٹھہرتا ف۱ بولا اے قوم بھلا دیکھو تو اگر مجھ کو سوجھ مل گئی

جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا ف۲ بولا اے قوم بھلا دیکھو تو اگر مجھ کو سمجھ

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ

اپنے رب سے اور اس نے مجھ کو دی مہر اپنی طرف سے پھر کون میری مدد کرے اللہ کے سامنے

مل گئی اپنے رب کی طرف سے اور اس نے مجھ کو دی رحمت اپنی طرف سے پھر کون بچائے مجھ کو اس سے

اِنْ عَصَيْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ۝ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ

اگر اس کی بے حکمی کروں۔ سو تم کچھ نہیں بڑھاتے میرا سوائے نقصان۔ اور اے قوم یہ

اگر اس کی نافرمانی کروں ف۳ سو تم کچھ نہیں بڑھاتے میرا سوائے نقصان کے ف۴ اور اے قوم یہ

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا

اونٹنی ہے اللہ کی تم کو نشانی سو چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور نہ چھیڑو اس کو

اونٹنی ہے اللہ کی تمہارے لئے نشانی سو چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو

بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا

بری طرح تو پکڑے گا تم کو عذاب نزدیک کا ف۲ پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا برت لو

بری طرح سے پھر تو آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد ف۵ پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو

فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ

اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہوگا پھر جب پہنچا

اپنے گھروں میں تین دن یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا ف۶ پھر جب پہنچا

اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ

حکم ہمارا بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو یقین لائے اس کے ساتھ اپنی مہر کر کر اور اس دن کی

حکم ہمارا بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی رسوائی

وقف لازم

ف۱ ان کا قصہ "اعراف" میں گذر چکا۔ ف۲ یعنی اوّل آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر زمین سے غذائیں پیدا کیں، جن سے نطفہ وغیرہ بنتا ہے جو مادہ ہے آدمی کی پیدائش کا۔ ف۳ یعنی پیدا کر کے باقی رکھا۔ بقا کا سامان کیا۔ زمین کے آباد کرنے کی تدبیریں بتلائیں۔ تدابیر الہام فرمائیں، جب وہ ایسا منعم و محسن ہے تو چاہئے آدمی اسی کی طرف ایمان و طاعت کے ساتھ رجوع کرے اور کفر و شرک وغیرہ جو گناہ کر چکا ہے اُن کی معافی چاہے، وہ ہم سے بالکل نزدیک ہے۔ ہر بات کو سنتا ہے اور جو توبہ و استغفار صدق دل سے کیا جائے اُسے سن کر قبول کرتا ہے۔ ف۴ یعنی تجھ سے امید تھی کہ آگے چل کر بڑا فاضل اور نیک مرد ہوگا جس کو معزز بزرگوں کا جانشین سمجھ کر قوم سر پر بٹھائے گی تیری پیشانی سے رشد و صلاح کے آثار ہویدا تھے۔ سب کو توقع تھی کہ مستقبل قریب میں بڑا فائدہ تجھ سے پہنچے گا۔ رائے و تدبیر و صلاح و مشورہ سے اپنے قومی بھائیوں کی رہنمائی اور نہایت قوت قلب کے ساتھ آبائی مذہب کی حمایت و تائید کرے گا۔ یہ درست ہے کہ ابتداء سے تجھ کو بت پرستی مبغوض تھی اور عام قومی مذہب سے الگ تھلگ رہتا تھا، تاہم تیری سمجھ اور فطری قابلیت پر اعتماد کر کے ہم کو امید رہی کہ آگے چل کر عقل و تجربہ کی پختگی کے بعد یہ روش نہ رہے گی لیکن افسوس یک بیک تو ایسی باتیں کرنے لگا جس نے تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ تو نے ہمارے آباؤ اجداد کے قدیم مذہب کے خلاف علانیہ جہاد شروع کر کے سب توقعات خاک میں ملا دیں۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ ہم ایک خدا کو لے کر سارے پرانے دیوتاؤں کو چھوڑ بیٹھیں۔ ہمارے نزدیک بزرگوں کی روش کے خلاف ایسا مسلک اختیار کرنا سخت شبہ کی چیز ہے۔ جسے ہمارا دل کسی طرح نہیں مانتا "موضح القرآن" میں ہے: "یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کرے گا تو لگا مٹانے"۔ ف۵ یعنی تمہارے شک و شبہ کی وجہ سے میں ایک صاف راستہ کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ خدا نے مجھ کو سمجھ دی اور اپنی رحمت عظیمہ سے منصب پیغمبری عطا کیا اب اگر فرض کیجئے میں اس کی نافرمانی کرنے لگوں اور جن چیزوں کے پہنچانے کا حکم ہے نہ پہنچاؤں تو مجھ کو اس کی سزا سے کون بچائے گا۔ ف۶ یعنی بجائے اس کے کہ اپنے سچے خیر خواہ اور محسن کی قدر کرتے، مجھے فرائض دعوت و تبلیغ سے رک جانے کا مشورہ دے کر ناقابل تلافی نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ بعض سلف نے اس جملہ کا مطلب یہ لیا ہے کہ تمہاری گفتگو سے مجھ میں کوئی چیز نہیں بڑھتی بجز اس یقین کے کہ تم اپنا سخت نقصان کر رہے ہو۔ مگر سیاق کے مناسب پہلے معنی ہیں۔ ف۷ حضرت صالح علیہ السلام سے قوم نے معجزہ طلب کیا تھا۔ وہ انہیں دکھلا دیا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل اور الفاظ کی تشریح سورہ "اعراف" میں آٹھویں پارہ کے ختم پر گذر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ان پر عذاب آیا اس طرح کی رات پڑے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ وہ کئی شخص فرشتے تھے قوم لوط پر جاتے تھے ہلاک نے کر اول حضرت ابراہیم پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی جو کہ بی بی سے بیٹا نہ تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں کھانا لائے ۱۲ منہ رح ف۳ ان کے ساتھ جو عذاب تھا اس کا ڈر پڑا ان کے دل پر ۱۲ منہ رح ف۴ اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑیں حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

———— از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

يَوْمِئِذٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ○ وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

رسوائی سے تحقیق تیرا رب وہی ہے زورآور زبردست اور پکڑا ان ظالموں کو

سے ف بیشک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست ف۲ اور پکڑ لیا ان ظالموں کو

الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ○ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۗ

چنگھاڑ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے جیسے کبھی رہے نہ تھے اس میں

ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں ف۳

أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ○ وَلَقَدْ جَاءَتْ

سن لو ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے ثمود کو ف۱ اور آ چکے ہیں

سن لو ثمود منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے ثمود کو ف۴ اور البتہ آچکے ہیں

رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ

ہمارے بھیجے ابراہیم پاس خوش خبری لے کر بولے سلام وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی

ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے سلام وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی

أَن جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ○ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ

کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا ف۲ پھر جب دیکھا اُن کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر

کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا ف۵ پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر

نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا

اوپری سمجھا اور دل میں ان سے ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے آئے ہیں

تو کھٹکا اور دل میں ان سے ڈرا ف۶ وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں

إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ○ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ

طرف قوم لوط کے ف۳ اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کی

طرف قوم لوط کی ف۷ اور اس کی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کے

وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ○ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ

اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی ف۴ بولی اے خرابی کیا میں جنوں گی اور میں

کے پیدا ہونے کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی ف۸ بولی اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں بڑھیا ہوں

وَهَٰذَا بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ○ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ

بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب چیز ہے وہ بولے کیا تعجب کرتی ہے

اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا ف۹ یہ تو ایک عجیب بات ہے ف۱۰ وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے

مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ

اللہ کے حکم سے اللہ کی مہر ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو وہ ہے

اللہ کے حکم سے اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے

حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ○ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ

سراہا بڑائیوں والا پھر جب گیا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو

تعریف کیا گیا بڑائیوں والا ف۱۱ پھر جب جاتا رہا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو

ف۱ یعنی جب حکم عذاب پہنچا تو ہم نے "صالح" اور ان کے ساتھیوں کو بچا دیا (ان کا بچنا) اس دن کی رسوائی سے۔ "وَنَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ" کی شرح و تفصیل ہے۔ ف۲ یعنی جسے چاہے ہلاک کر دے اور جسے چاہے بچا دے۔ ف۳ یعنی بے نام و نشان ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات کو پڑے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری، سب کے جگر پھٹ گئے" بعض آیات میں "رجفہ" کا لفظ آیا ہے یعنی "زلزلہ" یا کپکپی سے ہلاک ہوئے۔ سورۂ "اعراف" میں ہم اس کے متعلق تطبیق کی صورت لکھ چکے ہیں۔ ف۴ یعنی جو اپنے پروردگار کی آیات و احکام سے منکر ہو اس کی یہ گت بنتی ہے اور ایسی پھٹکار پڑتی ہے۔ سن کر عبرت حاصل کرو۔ ف۵ اس سورت کے قصص کی ترتیب "اعراف" کی ترتیب کے موافق ہے۔ صرف قوم لوط کے قصہ سے پہلے یہاں ابراہیم علیہ السلام کا تھوڑا سا قصہ بیان فرمایا ہے۔ مگر تعبیر ایسی رکھی جو ظاہر کرتی ہے کہ مقصود اصلی لوط علیہ السلام کا قصہ بیان کرنا ہے۔ چونکہ اس میں اور ابراہیم کے قصہ میں کئی طرح کی مناسبت اور تعلق پایا جاتا تھا اسلئے بطور تمہید و توطیۂ ابراہیم کا قصہ مذکور ہوا۔ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم کے خالہ زاد بھائی ہیں جو آپ کے ہمراہ عراق سے ہجرت کر کے آئے۔ ایک ہی جماعت فرشتوں کی دونوں کے پاس بھیجی گئی۔ حضرت ابراہیم نے قوم لوط کی ہلاکت کے مسئلہ میں فرشتوں سے بحث کی جو آگے آتی ہے۔ یہ فرشتے نہایت حسین و جمیل نوجوانوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کیطرف جاتے ہوئے حضرت ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر آئے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا ہے اور اس بڑھاپے میں حضرت "سارہ" کے بطن سے بیٹا عطا کرنے والا ہے۔ نیز یہ کہ قوم لوط کے بدمعاشوں اور ظالموں کے وجود سے عنقریب دنیا پاک کر دیجائے گی جس میں حضرت ابراہیم و حضرت لوط کے متبعین کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچیگا۔ فرشتوں نے ابراہیم کو سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا مگر اول وہلہ میں پہچان نہ سکے۔ جیسے ابتداءً حضرت لوط نے بھی ان کو نہیں پہچانا (بلکہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیل آدمی کی شکل میں حضور صلعم سے سوال و جواب کرتے رہے جب اٹھ کر چلے گئے تب آپکو بتلایا گیا کہ یہ جبرئیل تھے) گویا متنبہ کر دیا کہ نبی کو بھی فرشتہ وغیرہ کا علم ضروری خدا کے دینے سے ہوتا ہے وہ کسی وقت مخفی رکھنا چاہے تو کسی کی قدرت نہیں کہ معلوم کر سکے۔ بہرحال ابراہیم علیہ السلام انہیں آدمی سمجھ کر مہمان نوازی کے لئے اٹھے۔ اور نہایت فربہ بچھڑا بھون تل کر سامنے حاضر کیا۔ ف۶ کہ آخر یہ کون ہیں، کس غرض سے آئے ہیں؟ ہم کھانا پیش کرتے ہیں، یہ اس سے ہاتھ نہیں لگاتے۔ اسوقت کے دستور کے موافق جو مہمان کھانے سے انکار کرتا سمجھا جاتا تھا کہ یہ کسی اچھے خیال سے نہیں آیا۔ ابراہیم علیہ السلام گھبرائے کہ اگر آدمی ہیں تو کھانے سے انکار کرنا ضرور کچھ معنی رکھتا ہے اور فرشتے ہیں تو نہ معلوم کس مطلب کے لئے بھیجے گئے ہیں، آیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی یا میری قوم کے حق میں کوئی ناخوشگوار چیز لے کر آئے۔ اسی جیس و بیص میں زبان سے اظہار بھی کر دیا "اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ" (حجر رکوع ۴) یعنی ہم کو تم سے اندیشہ ہے۔ عموماً مفسرین نے ابراہیم کے خوف کی یہی توجیہات کی ہیں۔ مگر حضرت شاہ صاحب نے میرے نزدیک نہایت لطیف توجیہ کی "کہ فرشتوں کے ساتھ جو عذاب الٰہی تھا اور شان غضب و انتقام کے مظہر بن کر قوم لوط کیطرف جا رہے تھے اس کا طبعی اثر یہ تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ایک طرح کے خوف و خشیت کی کیفیت طاری ہوئی جسکا اظہار انہوں نے "اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ" کہہ کر کیا، یعنی ہم کو تم سے ڈر لگتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۷ یعنی ڈر نے کی کوئی بات نہیں ہم فرشتے ہیں جو "قوم لوط" کو تباہ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ آپ کچھ اندیشہ و خطر نہ کیجئے۔ ف۸ یعنی حضرت سارہ جو مہمانوں کی خدمت گذاری یا اور کسی کام کیلئے وہاں کھڑی تھیں اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو کر ہنس پڑیں۔ حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں کہ تجھ کو اس عمر میں بیٹا ملے گا (اسحٰق علیہ السلام) اور اس کی نسل سے ایک پوتا یعقوب علیہ السلام ہوگا جس سے ایک بڑی بھاری قوم بنی اسرائیل اٹھنے والی ہے۔ یہ بشارت حضرت سارہ کو شاید اس لئے سنائی گئی کہ حضرت ابراہیم کے ایک بیٹا اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے بطن سے پہلے ہی موجود تھا۔ سارہ کو تمنا تھی کہ مجھے بھی بیٹا ملے۔ مگر بڑھی ہو کر مایوس ہو چکی تھی۔ اس وقت یہ بشارت ملی۔ بعض علماء نے حضرت سارہ کے ہنسنے کی اور بھی توجیہات کی ہیں مگر ظاہر وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ علماء نے "وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ" سے استدلال کیا ہے کہ حضرت "اسحٰق" ذبیح نہ تھے۔ اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ (راجع ابن کثیر) ف۹ یہاں "یٰوَیْلَتٰی" کا لفظ ایسا ہے جیسے جاہلی عورتوں میں عورتیں کہہ دیتی ہیں کہ "ہائے تو ڈوبی" کیا اس بڑھاپے میں اولاد ہو گی۔ حضرت سارہ کی عمر کہتے ہیں اس وقت ننانوے سال تھی اور حضرت ابراہیم سو سال یا اس سے بھی متجاوز تھے ف۱۰ یعنی ایسا ہو تو بالکل انوکھی اور عجیب بات ہوگی۔ ف۱۱ یعنی جس گھرانے پر خدا کی اس قدر رحمتیں اور برکتیں نازل ہو رہی ہوں اور جنہیں ہمیشہ معجزات و خوارق دیکھنے کا اتفاق ہوتا رہا، کیا ان کیلئے یہ کوئی تعجب کا مقام ہے؟ ان کا تعجب کرنا خود قابل تعجب ہے۔ انہیں لائق ہے کہ بشارت سن کر تعجب کی جگہ خدا کی تحمید و تمجید کریں کہ سب بڑائیاں اور خوبیاں اسی کی ذات میں جمع ہیں۔ (تنبیہ) بعض محققین نے لکھا ہے کہ نمازوں میں جو درود شریف پڑھتے ہیں اس کے الفاظ میں اسی آیت سے اقتباس کیا گیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت لوطؑ ابی کے بھیجے گئے تھے اس قوم میں جب سنا کہ ان پر عذاب آیا ترس کھا کر سفارش کرنے لگے ۱۲ منہ رحمہ. ف۲ یہ فرشتے لڑکے بن کر اور حضرت لوطؑ کو اس قوم کی خو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑیگا ۱۲ منہ رحمہ اللہ
ف۳ فرشتے مہمان اترے آن کے گھر اور قوم دیکھ کر دوڑی برے ان کو بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے آس وقت کا فر سے بیاہ دینا منع نہ تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝
خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا ف۱
خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ
اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا اور ان پر
اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا اور ان پر

اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا
آتا ہے عذاب جو پھیرا نہیں جاتا اور جب پہنچے ہمارے بھیجے لوط پاس
آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا ف۱ اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس

سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ و
خفا ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا جی میں اور بولا آج دن بڑا سخت ہے ف۲ اور
غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج دن بڑا سخت ہے ف۲ اور

جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
آئی اس پاس قوم اس کی دوڑتی بے اختیار اور آگے سے کر رہے تھے
آئی اس کے پاس قوم اس کی دوڑتی بے اختیار اور آگے سے کر رہے تھے

السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا
برے کام بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم
برے کام ف۳ بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم

اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝
اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک راہ ف۴
اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھکو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن ف۴

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا
بولے تو تو جان چکا ہے ہم کو تیری بیٹیوں سے دعوی نہیں اور تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم
بولے تو تو جانتا ہے ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ غرض نہیں اور تجھ کو تو معلوم ہے جو

نُرِيْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝
چاہتے ہیں کہنے لگا کہیں کہ مجھکو تمہارے سامنے زور ہوتا یا جا بیٹھتا کسی محکم آسرے میں
ہم چاہتے ہیں ف۵ کہنے لگا کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں ف۶

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ
مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہیں تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سو لے نکل اپنے گھر والوں کو
مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک ف۷ سو لے نکل اپنے لوگوں کو

بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ
کچھ رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر تیری عورت
کچھ رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر عورت تیری

ف۱ یعنی ادھر سے مطمئن ہوئے تو فوراً قوم لوط کے متعلق فرشتوں سے بحث شروع کر دی۔ جس کا خلاصہ سورۂ "عنکبوت" میں بیان فرمایا کہ فرشتوں نے ابراہیم کو مطلع کیا کہ ہم ان بستیوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں ابراہیم بولے کہ ان میں تو خود لوط علیہ السلام موجود ہیں (پھر ایک پیغمبر کے ان میں موجود ہوتے ہوئے کیسے ہلاک کئے جا سکتے ہیں) فرشتوں نے کہا ہم سب کو جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں۔ لوط اور اسکے متعلقین کو وہاں سے علیحدہ کر کے عذاب نازل کیا جائے گا۔ تفاسیر میں اس بحث کی جو تفاصیل بیان ہوئی ہیں اللہ جانے کہاں تک صحیح ہیں بہرحال اسی بحث کو یہاں "یُجَادِلُنَا" سے تعبیر فرمایا۔ جس سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی فطری شفقت، نرم خوئی اور رحم دلی سے اس قوم پر ترس کھا کر حق تعالیٰ کی جناب میں کچھ سفارش کرنا چاہتے تھے اسی کا جواب دیا کہ اس خیال کو چھوڑیے۔ ان ظالموں کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اب خدا کا حکم واپس نہیں ہو سکتا۔ عذاب آکر رہیگا جو کسی سفارش یا دعا وغیرہ سے نہیں ٹل سکتا۔ ف۲ فرشتے نہایت حسین و جمیل بے ریش و بے بروت نوجوانوں کی شکل میں گئے۔ ابتداءً حضرت لوط نے نہ سمجھا کہ فرشتے ہیں۔ معمولی مہمان سمجھے۔ ادھر اس قوم کی بے حیائی اور خوئے بد معلوم تھی سخت فکر مند اور تنگ دل ہوئے کہ یہ بدمعاش ان مہمانوں کا پیچھا کریں گے مہمانوں کو چھوڑنا بھی مشکل اور ان بدمعاشوں کے ہاتھوں سے چھڑانا بھی دشوار، گویا ساری قوم سے لڑائی مول لینا ہے۔ ف۳ یعنی اس قوم کو نامعقول حرکتوں اور خلاف فطرت فواحش کی جو عادت پڑی ہوئی تھی کہاں چین سے بیٹھنے دیتی۔ وہ ایسے خوبصورت لڑکوں کی خبر پاتے ہی نہایت بے حیائی کے ساتھ لوط علیہ السلام کے مکان پر اندھا دھند چڑھ دوڑے اور پوری قوت و شدت سے مطالبہ کیا کہ مہمان ان کے حوالے کر دیے جائیں کیونکہ ہم پہلے ہی منع کر چکے ہیں کہ تم کسی مرد کو اپنا مہمان نہ بنایا کرو۔ یہاں آنے والے مہمانوں کو ہم پر چھوڑ دو ہم جو چاہیں کریں۔ ف۴ حضرت لوط نے مہمانوں کی آبرو بچانے کے لئے ہر قسم کی کوشش کی۔ آخری بات اس شہوت پرست قوم سے یہ کہی کہ لاؤ! یہ میری بیٹیاں تمہارے لئے حاضر ہیں۔ نکاح ہو جانے پر ان سے بطریق حلال تمتع کر سکتے ہو جو نہایت پاکیزہ اور شائستہ طریقہ ہے۔ خدا سے ڈرنا چاہئے کہ پاک اور مشروع طریقہ کو چھوڑ کر ایسے خلاف فطرت گندے کاموں میں مبتلا ہوتے ہو کم از کم میری ہی رعایت کرو کہ میں ان مقدس مہمانوں کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ ہوں۔ مہمان کی بے عزتی میزبان کی بے عزتی ہے۔ کیا تم میں ایک شخص بھی نہیں جو سیدھی سیدھی باتوں کو سمجھ کر نیکی اور تقویٰ کی راہ اختیار کرے۔ "تنبیہ" "هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ" سے مراد عام طور پر اس قوم کی لڑکیاں ہیں جن کو "بیٹیاں" کہا گیا۔ کیونکہ پیغمبر امت کے حق میں روحانی باپ ہوتا ہے، اور ویسے بھی محاورات میں قوم کے بڑے بوڑھے سب کی لڑکیوں کو اپنی "بیٹیاں" کہہ کر پکار سکتے ہیں۔ اور اگر خاص لوط علیہ السلام کی بیٹیاں مراد ہوں تو شاید ان میں سے بعض ممتاز لوگوں کے نکاح کے لئے پیش کی ہوں گی اس وقت کافر کا نکاح مسلمان عورت سے جائز تھا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ لوط علیہ السلام کا مقصود اس قول سے نکاح وغیرہ کچھ نہ تھا۔ بلکہ ان کی زیادتیوں سے عاجز ہو کر مہمانوں کی آبرو بچانے کی دھن میں انتہائی تواضع سے یہ لفظ کہے۔ تاکہ ان میں غیرت و حیا کا کچھ شائبہ اور آدمیت کا کوئی ذرہ بھی موجود ہو تو یہ لفظ سن کر جھینپ جائیں اور نرمی اختیار کر لیں۔ مگر وہ ایسے حیادار کہاں تھے؟ کان پر جوں بھی نہ رینگی۔ پہلے سے زیادہ بے باک ہو کر بے غیرتی کا مظاہرہ کرنے لگے۔ ف۵ پھر اتنی حجت و تکرار کیوں کر رہا ہے ہم اپنا ناپاک ارادہ پورا کئے بدون نہ ٹلیں گے۔ ف۶ لوط علیہ السلام کی زبان سے انتہائی گھبراہٹ اور پریشانی میں بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ "کاش مجھ میں بذات خود تم سب سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کوئی طاقتور اور مضبوط پناہ دینے والا ہوتا یعنی میرا کنبہ اور جتھہ یہاں ہوتا۔ حدیث میں نبی کریم صلعم نے فرمایا یَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ" خدا لوط پر رحم فرمائے، بیشک وہ مضبوط و مستحکم پناہ حاصل کر رہے تھے۔ یعنی خداوند قدوس کی مگر اس وقت سخت گھبراہٹ اور ضیق کی وجہ سے ادھر خیال نہ گیا۔ بے ساختہ ظاہری اسباب پر نظر گئی۔ لوط کے بعد جو انبیاء مبعوث ہوئے سب بڑے جتھے اور قبیلہ والے تھے۔ ف۷ جب لوط علیہ السلام کے اضطراب و قلق کی حد ہو گئی، تب مہمانوں نے کہا کہ حضرت آپ کس فکر میں ہیں مطلق پریشان نہ ہوں، ہم خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو ان کو تباہ و ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں یہ خبیث ہمارا تو کیا بگاڑ سکتے آپ تک بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ تفاسیر میں ہے کہ وہ شریر لوگ دروازہ توڑ کر یا دیوار پھاند کر اندر گھسے جاتے تھے، تب جبریل علیہ السلام نے خدا سے اجازت لے کر لوط علیہ السلام کو علیحدہ بٹھا دیا اور ایک ذرا بازو ان ملعونوں کی طرف ہلایا جس سے سب نیٹ اندھے ہو گئے اور کہنے لگے کہ بھاگو! لوط کے مہمان تو بڑے جادوگر معلوم ہوتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ہمارے حضرت کو کہ نتیجہ ہوا صبح کے وقت شاید یہ وہی اشارت ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ ف۲ نقل ہے کہ امانت کے روپے کتر لیتے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَآ أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ ٱلصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ ٱلصُّبْحُ

یوں ہی ہے کہ اس پر پڑنا ہے جو اُن پر پڑے گا ان کے وعدے کا وقت ہے صبح کیا صبح نہیں

کہ اس کو پہنچ کر رہے گا جو اُن کو پہنچے گا ف۱ ان کے وعدہ کا وقت ہے صبح کیا صبح نہیں ہے

بِقَرِيبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَٰلِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا

نزدیک ف۱ پھر جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر نیچے اور برسائیں

نزدیک ف۲ پھر جب پہنچا حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے

عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ

اس پر پتھریاں کھنگر کی تہ بہ تہ صاف بنائیں تیرے رب کے پاس

اس پر پتھر کنکر کے ف۳ تہ بہ تہ ف۴ نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ف۵

وَمَا هِىَ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝ ع وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ

اور نہیں وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو

اور نہیں ہے وہ بستی ان ظالموں سے کچھ دور ف۶ اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو

قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ وَلَا تَنقُصُوا۟

بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اس کے سوائے اور نہ گھٹاؤ

بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے اور نہ گھٹاؤ

ٱلْمِكْيَالَ وَٱلْمِيزَانَ ۚ إِنِّىٓ أَرَىٰكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ

ماپ اور تول میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ اور ڈرتا ہوں تم پر

ماپ اور تول کو ف۷ میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا۟ ٱلْمِكْيَالَ وَٱلْمِيزَانَ

آفت سے ایک گھیر لانیوالے دن کی اور اے قوم پورا کرو ماپ اور تول کو

عذاب سے ایک گھیر لینے والے دن کے ف۸ اور اے قوم پورا کرو ماپ اور تول کو

بِٱلْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا۟ ٱلنَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا۟ فِى ٱلْأَرْضِ

انصاف سے اور نہ گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ مچاؤ زمین میں

انصاف سے ف۹ اور نہ گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں ف۱۰ اور مت مچاؤ زمین میں

مُفْسِدِينَ ۝ بَقِيَّتُ ٱللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَآ

خرابی ف۲ جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم یقین رکھتے اور میں

فساد ف۱۱ جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے ف۱۲ اور

أَنَا۠ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝ قَالُوا۟ يَٰشُعَيْبُ أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَن

نہیں ہوں تم پر نگہبان بولے اے شعیب تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو یہ سکھایا کہ ہم

میں نہیں ہوں تم پر نگہبان ف۱۳ بولے اے شعیب کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو یہ سکھایا کہ

نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَآ أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِىٓ أَمْوَٰلِنَا مَا نَشَٰٓؤُا۟ ۖ

چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں کرنا اپنے مالوں میں جو چاہیں

ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں کرنا جو کچھ کہ کرتے ہیں اپنے مالوں میں

ف۱ یعنی صبح کو عذاب آنے والا ہے تھوڑی رات رہے آپ اپنے متعلقین کو لے کر یہاں سے تشریف لے جائیے اور اپنے ہمراہیوں کو ہدایت کر دیجئے کہ جلدی کریں اور کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے ہاں تیری عورت کہ وہ ساتھ نہ جائے گی یا پیچھے پھر کر دیکھے گی اس طرح آسی عذاب کی لپیٹ میں آجائے گی جو سب قوم کو پہنچنے والا ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی عورت نے قوم کو مہمانوں کی آمد سے مطلع کیا تھا۔ ف۲ یعنی خوش ہو جائے اب ان ظالموں کے ہلاک ہونے میں کچھ دیر نہیں ہے۔ صبح ہوتے ہی سب کا صفایا ہو جائے گا ف۳ جبریل علیہ السلام نے ان بستیوں کو اٹھا کر آسمان کے قریب سے نیچے پٹک دیا اسطرح سب بستیاں تہ و بالا ہو گئیں پھر ان کی نکایت اور ذلت و رسوائی کی پوری تکمیل کے لئے اوپر سے جھانوے اور پتھر برسائے گئے۔ شہر کی آبادی سے الگ جو افراد اس قوم کے جس جگہ تھے وہیں پتھروں سے ہلاک کیے گئے۔ والعیاذ باللہ (تنبیہ) جو سزا اس قوم کو اوپر نیچے کرنے کی ملی وہ ان کی شرمناک حرکت سے ظاہری مناسبت بھی رکھتی ہے ف۴ "منضود" کے معنی مترجم محقق نے "تہ بہ تہ" کیے ہیں۔ بعض نے یہ معنی لئے کہ پتھر مسلسل یکے بعد دیگرے برس رہے تھے۔ ف۵ یعنی کوئی خاص علامت ان پر تھی جو عام پتھروں سے ممتاز کر کے ظاہر کرتی تھی کہ یہ عذاب الٰہی کے پتھر ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ہر پتھر پر اس کا نام درج تھا جس کی ہلاکت کا وہ سبب تھا واللہ اعلم۔

ع ۷ ۱۵

ف۶ یعنی باعتبار زمانہ کے بھی قریب ہے کیونکہ "عاد" و "ثمود" اور قوم نوح وغیرہ کے بعد یہ واقعہ ہوا۔ اور باعتبار مکان کے بھی کیونکہ ان کی بستیاں مدینہ اور شام کے درمیان میں تھیں گذرنے والے قافلے وہاں کھنڈرات مشاہدہ کرتے تھے۔ یا اس جملہ "وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ" کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کا عذاب ایسے ظالموں سے اب بھی کچھ دور نہیں۔ ہمیشہ خدا کے غضب سے ڈرتے رہنا چاہئے (تنبیہ) اس قصہ کے بعض اجزاء "اعراف" میں گذر چکے ہیں وہاں ملاحظہ کیے جائیں ف۷ یہ قصہ بھی سورہ اعراف میں گذر چکا۔ ف۸ یعنی خدا نے فراغت اور آسودگی عنایت کی تو ڈرتے رہو کہیں نافرمانی سے چھن نہ جائے اور آسائش و خوشحالی سلب ہو کر دنیوی یا اخروی عذاب مسلط نہ کر دیا جائے ف۹ یعنی ابتک جو ظلم و عدوان کا معیار و قانون تھا اس کی اصلاح کرو۔ ف۱۰ یعنی صرف ماپ تول میں نہیں بلکہ کسی چیز میں بھی لوگوں کے حقوق تلف مت کرو ف۱۱ یعنی شرک و کفر سے یا کم ناپنے تولنے سے، یا دوسری طرح اتلاف حقوق اور ظلم و ستم کر کے زمین میں فساد مت مچاؤ۔ کہتے ہیں وہ لوگ ڈکیتی ڈالتے تھے اور امانت میں خیانت کرتے تھے ف۱۲ ایک ایماندار کے لئے اللہ کا دیا ہوا جو ٹھیک ٹھیک حقوق ادا کر کے بچ رہے گو قلیل ہو اس کثیر سے بہتر ہے جو حرام طریقے سے حاصل کیا جائے یا جس میں لوگوں کے حقوق مارے جائیں۔ مال حلال میں جو ٹھیک ماپ تول کر لیا جائے فی الحال برکت ہوتی ہے اور خدا کے یہاں اجر ملتا ہے ف۱۳ یعنی میں نے تم کو نصیحت کر دی آگے اس کا ذمہ دار نہیں کہ تم سے زبردستی عمل کرا کے چھوڑوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو لگیں چڑانے یہی خصلت ہے کفر کی۔ واللہ اعلم ف۲ یہ خصلت ہے خدا کے لوگوں کی کہ چھڑاتے ہیں برا نہ مانا اور اپنے مقدور سمجھاتے رہے اور مطلب ہے بھروسا رکھا

ازشاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ یہ بطور استہزاء و تمسخر کہہ رہے تھے۔ مگر بس زیادہ بزرگ نہ بنیے، کیا ساری قوم میں ایک آپ ہی بڑے عقلمند، باوقار اور نیک چلن رہ گئے ہیں؟ باقی ہم اور ہمارے بزرگ سب جاہل اور احمق ہی رہے؟ حضرت شعیب علیہ السلام نماز بہت کثرت سے پڑھتے تھے، کہنے لگے کہ شاید آپ کی نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم سے اپ دادوں کا پرانا دین چھڑوا دیں اور ہمارے اموال میں ہمارا مالکانہ اختیار نہ رہنے دیں۔ بس آپ اپنی نماز پڑھے جائیے، ہمارے مذہبی و دنیاوی معاملات اور ماپ تول کے قصوں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں "حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں" جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کے کام آپ نہ کر سکیں تو انہی کو چڑانے لگیں یہی خصلت ہے کفر کی۔ بعض مفسرین نے [إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ] کو استہزا پر نہیں، واقعیت پر حمل کیا ہے۔ یعنی تو ایک سمجھدار، باوقار اور نیک چلن آدمی ہے۔ پھر ایسی بے موقع باتیں کیوں کرنے لگا۔ جیسے صالح علیہ السلام کو کہا تھا۔ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا الخ ف۲ یا تو ظاہری روزی مراد ہے یعنی باپ تول میں کمی بیشی کئے بدون حلال و طیب طریق سے روزی مرحمت فرمائی یا باطنی روزی یعنی علم و حکمت اور نبوت عطا کی، خلاصہ یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ نے مجھ کو فہم و بصیرت دی کر وہ صاف راستہ دکھلایا جو تم کو نظر نہیں آتا اور اس دولت سے مالا مال کیا جس سے تمہیں حصہ نہیں ملا۔ تو کیا میرا حق یہ ہے کہ میں معاذ اللہ تمہاری طرح اندھا بن جاؤں اور خدا کے احکام سے روگردانی کرنے لگوں۔ یا تمہارے استہزاء و تمسخر سے گھبرا کر نصیحت کرنا اور سمجھانا چھوڑ دوں؟ ہرگز نہیں۔ ف۳ یعنی جن بری باتوں سے تم کو روکتا ہوں میری یہ خواہش نہیں کہ تم سے علیحدہ ہو کر خود ان کا ارتکاب کروں مثلاً تمہیں تارک الدنیا بناؤں اور خود دنیا سمیٹ کر گھر میں بھر لوں نہیں جو نصیحت تم کو کرتا ہوں میں تم سے پہلے اس کا پابند ہوں۔ تم یہ الزام مجھ پر نہیں رکھ سکتے کہ میری نصیحت کسی خود غرضی اور ریاکاری پر محمول ہے ف۴ میری تمام تر کوشش یہ ہے کہ تمہاری دینی و دنیوی حالت درست ہو جائے۔ موجودہ ردی حالت سے نکل کر مقام ایمان و عرفان پر چڑھنے کی کوشش کرو۔ اس مقصد اصلاح کے سوا دوسرا مقصد نہیں جسے میں اپنے مقدور و استطاعت کے موافق کسی حال نہیں چھوڑ سکتا، باقی یہ کہ میری بات بن آئے اور اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاؤں، یہ سب خداوند قدوس کے قبضہ میں ہے۔ اسی کی امداد و توفیق سے سب کام انجام پاسکتے ہیں میرا بھروسا اسی پر ہے اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ف۵ یعنی میری ضد اور عداوت کے جوش میں ایسی حرکتیں مت کرنا جو تم کو گذشتہ اقوام کی طرح سخت تباہ کن عذاب کا مستحق بنا دیں، نوح، ہود اور صالح علیہم السلام کی امتوں پر تکذیب و عداوت کی بدولت جو عذاب آئے وہ پوشیدہ نہیں اور لوط علیہ السلام کی قوم کا قصہ تو ان سب کے بعد ماضی قریب میں ہوا ہے اس کی یاد تمہارے حافظہ میں تازہ ہوگی ان نظائر کو فراموش مت کرو۔ ف۶ کیسا ہی برا اور کٹر مجرم ہو جب صدق دل سے اس کی بارگاہ میں رجوع ہو کر معافی چاہے وہ اپنی مہربانی سے معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ ف۷ سمجھتے سب کچھ تھے لیکن عناد اور حق دشمنی سے ایسا کہتے تھے کہ تیری بات ہم نہیں سمجھتے، نہ معلوم کیا مجذوبوں کی بڑ ہانک رہا ہے (العیاذ باللہ) اور اگر واقعی وہ ایسی سیدھی اور صاف باتیں بے توجہی یا غباوت کی وجہ سے سمجھتے نہ تھے تو یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہوگا۔ ف۸ یعنی ایک کمزور اور بے حقیقت آدمی خواہ مخواہ سارے جہان کو اپنا دشمن بنا رہا ہے اسے چاہیے اپنے حال پر رحم کھائے بیٹھے بٹھائے اپنے کو موت کے منہ میں ڈالنے سے کیا فائدہ ہے (تنبیہ) بعض سلف سے "ضعیف" کے معنی "ضریر البصر" (نابینا) سے منقول ہیں۔ شاید کسی خاص وقت میں عارضی طور پر ظاہری بینائی جاتی رہی ہو۔ جیسے یوسف علیہ السلام کے فراق میں حضرت یعقوب کا حال ہوا تھا، بعض مفسرین نے بعض روایات نقل کی ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام روتے بہت تھے حتیٰ کہ نگاہ جاتی رہی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ شعیب! اس قدر کیوں روتا ہے؟ جنت کے شوق میں یا دوزخ کے ڈر سے؟ عرض کیا پروردگار! تیری لقا کا خیال کر کے روتا ہوں کہ جس وقت آپ کا دیدار ہوگا نہ معلوم میرے ساتھ کیا برتاؤ کریں گے؟ ارشاد ہوا تجھ کو ہماری لقاء (دیدار) مبارک ہو، اے شعیب! اسی لئے میں نے اپنے کلیم موسیٰ ابن عمران کو تیری خدمت کے لئے کھڑا کر دیا ہے، کہتے ہیں خدا نے ان کی بینائی واپس کر دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ف۹ یعنی تیرے کنبہ کے لوگ جو ہمارے ساتھ میں ان کا خیال آتا ہے ورنہ اب تک تجھے سنگسار کر ڈالتے۔ ف۱۰ یعنی افسوس اور تعجب ہے کہ خاندان کی وجہ سے میری رعایت کرتے ہو، اس وجہ سے نہیں کرتے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور صاف و صریح نشانات اپنی سچائی کے دکھلا رہا ہوں۔ گویا تمہاری نگاہ میں میرے خاندان کی عزت اور اس کا دباؤ خداوند قدوس سے زیادہ ہے۔ خدا کی عظمت و جلال کو ایسا بھلا دیا کہ کبھی جیسے تصور بھی نہیں آتا۔ جو قوم خدا تعالیٰ کو بھلا کر (معاذ اللہ) پس پشت ڈال دے اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے تمام اعمال و احوال خدا تعالیٰ کے علم و قدرت کے احاطہ میں ہیں۔ تم کوئی کام کرو اور کسی حالت میں ہو، ایک آن کے لئے بھی اس کے قابو سے باہر نہیں۔

النصف

إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ

تو ہی بڑا ہے باوقار نیک چال والا ف۱ بولا اے قوم دیکھو تو اگر مجھ کو سوجھ

تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن ف۱ بولا اے قوم دیکھو تو اگر مجھ کو

بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ

بوجھ اپنے رب کی طرف سے اور اس نے روزی دی مجھ کو نیک روزی اور میں نہیں چاہتا کہ

سمجھ آگئی اپنے رب کی طرف سے اور اس نے روزی دی مجھ کو نیک روزی ف۲ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ

أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا

پیچھے آپ کروں جو کام تم سے چھڑاؤں میں تو چاہتا ہوں بھی سنوارنا جہاں تک

بعد کو خود کروں وہ کام جو تم سے چھڑاؤں ف۳ میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک

اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

ہو سکے اور بن لانا ہے اللہ سے اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع ہوں ف۲

ہو سکے اور بن آنا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے ف۴

وَيَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ

اور اے قوم نہ کمائیو میری ضد کر کر یہ کہ پڑے تم پر جیسا کچھ پڑا قوم

اور اے قوم نہ کمائیو میری ضد کر کے یہ کہ پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا قوم

نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنكُم بِبَعِيدٍ ۝ وَ

نوح پر یا قوم ہود پر یا قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے دور نہیں اور

نوح پر یا قوم ہود پر یا قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور بھی نہیں ف۵ اور

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝ قَالُوا

گناہ بخشواؤ اپنے رب سے اور اس کی طرف رجوع لاؤ البتہ میرا رب مہربان ہے محبت والا بولے

گناہ بخشواؤ اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف بیشک میرا رب ہے مہربان محبت والا ف۶ بولے

يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا ۖ

اے شعیب ہم نہیں بوجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم میں کمزور ہے

اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے ف۷ اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو ہم میں کمزور ہے ف۸

وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ

اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو ہم پتھراؤ کرتے اور ہم پر تو سردار نہیں بولا اے قوم

اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں ف۹ بولا اے قوم

أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ

کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے فراموش

کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر

إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ

تحقیق میرے رب کے قابو میں ہے جو کرتے ہو اور اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ

تحقیق میرے رب کے قابو میں ہے جو کچھ کرتے ہو ف۱۰ اور اے میری قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ تمام ہے اور، وہ رکٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ

میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کرو گے کس پر آتا ہے عذاب کہ اُسکو رسوا کرے اور کون ہے

میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لو گے کس پر آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور کون ہے

كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۝ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا

جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں تاکتا اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے

جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ تاک رہا ہوں ف۱ اور جب پہنچا ہمارا حکم بچا دیا ہم نے

شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ

شعیب کو اور جو یقین لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہر سے اور پکڑا ان ظالموں کو

شعیب کو اور جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آپکڑا اُن

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا

چنگھاڑ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے جیسے کبھی نہ بسے تھے

ظالموں کو کڑک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ

فِيهَا ۗ أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ۝ع وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ

ان میں سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار پائی ثمود نے اور بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو

تھے ف۲ سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار ہوئی تھی ثمود کو ف۳ اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو

بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاتَّبَعُوا أَمْرَ

اپنی نشانیوں سے اور واضح سند کے فرعون اور اُس کے سرداروں پاس پھر چلے کہنے میں

اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر ف۴ فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر

فِرْعَوْنَ ۖ وَمَا أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۝ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فرعون کے اور نہیں بات فرعون کی کچھ نیک چال رکھتی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن

فرعون کے اور نہیں بات فرعون کی کچھ کام کی ف۵ آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن

فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ ۝ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ

پھر پہنچاوے گا ان کو آگ پر اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور پیچھے سے ملی اس جہان میں

پھر پہنچائیگا اُن کو آگ پر اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے ف۶ اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں

لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ۝ ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ

لعنت اور دن قیامت کے برا انعام ہے جو ملا یہ تھوڑے احوال ہیں

لعنت اور دن قیامت کے بھی برا انعام ہے جو اُن کو ملا ف۷ یہ تھوڑے سے حالات ہیں

الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ عَلَيْكَ ۖ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ

بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو کوئی اُنہیں قائم ہے اور کوئی کٹ گیا ف۱ اور ہم نے اُنپر ظلم نہ کیا

بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض اُن میں سے ابتک قائم ہیں اور بعض کی جڑ کٹ گئی ف۸ اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا

وَلَٰكِن ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ۖ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ

لیکن ظلم کر گئے اپنی جان پر پھر کچھ کام نہ آئے اُن کو ٹھاکر جن کو پکارتے تھے

لیکن ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر پھر کچھ کام نہ آئے اُن کے ٹھاکر (معبود) جن کو پکارتے تھے

ف۱ یعنی اچھا، تم اپنی ضد اور ہٹ پر جمے رہو۔ بس خدا کی توفیق سے راہ ہدایت پر ثابت قدم ہوں۔ عنقریب پتہ چل جائے گا کہ ہم میں سے کس کو خدا کا عذاب فضیحت کرتا ہے اور کون جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اب ہم اور تم دونوں آسمانی فیصلہ کا انتظار کرتے ہیں۔ ف۲ یہاں قوم شعیب کا کڑاک (فرشتہ کی چیخ) سے ہلاک ہونا مذکور ہے اور "اعراف" میں "رجفہ" کا لفظ آیا ہے۔ یعنی زلزلہ سے ہلاک ہوئے۔ اور سورۂ شعراء میں "عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ" آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عذاب کے بادل سائبان کی طرح ان پر محیط ہو گئے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ تینوں قسم کے عذاب اس قوم کے حق میں جمع کر دیئے گئے تھے۔ پھر ہر سورت میں وہاں کے سیاق کے مناسب عذاب کا ذکر کیا گیا۔ "اعراف" میں تھا کہ ان لوگوں نے شعیب سے کہا کہ ہم تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو اپنی سرزمین سے نکال دیں گے۔ وہاں جتلا دیا کہ جس زمین سے نکالنا چاہتے تھے، اُسی کے زلزلہ سے ہلاک ہوئے۔ یہاں اُن کے سخت گستاخانہ مقالات کا ذکر تھا، اس لئے بالمقابل آسمانی "صیحہ" کڑک کا ذکر فرمایا۔ گویا عذاب الٰہی کی ایک کڑک میں اُن کی سب آوازیں گم ہو گئیں۔ سورۂ شعراء میں اُن کا یہ قول نقل کیا ہے "فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ" یعنی اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دے۔ اس کے مقابلہ میں "عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ" کا تذکرہ فرمایا۔ ف۳ یعنی دونوں "صیحہ" سے ہلاک ہوئے ف۴ نشانیوں سے غالباً معجزات اور وہ نو آیتیں مراد ہیں، جن کا ذکر "وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ" میں ہوا ہے اُن میں سے معجزۂ عصا کو جو نہایت ظاہر و قاہر معجزہ تھا شاید "سُلْطَانٍ مُّبِينٍ" (واضح سند) فرمایا۔ یا "سُلْطَانٍ مُّبِينٍ" سے وہ روشن دلائل مراد ہوں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے خدا تعالیٰ کے وجود و توحید وغیرہ کے متعلق پیش کئے جن کا ذکر دوسرے مقامات میں آئے گا۔ اور ممکن ہے "سُلْطَانٍ مُّبِينٍ" سے اُس کے لغوی معنی (یعنی کھلا ہوا غلبہ) مراد لئے گئے ہوں کیونکہ فرعونیوں کے مقابلہ پر بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نمایاں غلبہ اور فتح مبین حاصل ہوتی رہی ف۵ یعنی کھلے کھلے نشان دیکھ کر بھی فرعونیوں نے پیغمبر خدا کی بات نہ مانی، اسی دشمن خدا کے حکم پر چلتے رہے۔ حالانکہ اُس کی کوئی بات ٹھکانے کی نہ تھی۔ جسے مان کر انسان بھلائی حاصل کر سکتا ف۶ جسطرح یہاں کفر و تکذیب میں ان کا امام تھا، قیامت کے دن بھی امام رہے گا۔ جو لوگ دنیا میں اُس کی اندھی تقلید کر رہے تھے، وہ اس کے پیچھے پیچھے آخری منزل (جہنم) تک جا پہنچ جائیں گے، یہی وہ گھاٹ ہے جہاں ٹھنڈے پانی کی جگہ بھسم کر دینے والی آگ ملے گی۔ ف۷ یعنی رہتی دنیا تک لوگ فرعون اور فرعونیوں پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔ پھر قیامت میں ملائکۃ اللہ اور اہل موقف کی طرف سے لعنت پڑے گی۔ غرض لعنت کا سلسلہ لگاتار اُن کے ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔ گویا یہ انعام ہے جو ان کے کارناموں پر دیا گیا۔ ف۸ یعنی پچھلی قوموں کے قصے جو تم کو سنائے گئے کہ کس طرح انھوں نے پیغمبروں کی تکذیب اور گستاخیاں کیں، پھر کس طرح تباہ ہوئے۔ ان میں سے بعض کی بستیاں ابھی آباد ہیں جیسے "مصر" جو فرعون کا مقام تھا اور بعض اجڑ گئیں۔ مگر ان کے کچھ کھنڈر باقی ہیں۔ جیسے قوم لوط کی بستیاں، اور بعض کا نام و نشان بھی صفحۂ ہستی پر باقی نہ رہا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ اس میں دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور چاہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہان کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو فائدہ اسما کہنے میں فرق نکلا! اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ رہنا ہے ساتھ یہ بات لگی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ — از منہ رحمہ اللہ تعالے

از شاہ عبد القادر صاحب رح

ف ۱ یعنی خدا نے کسی کو بے قصور نہیں پکڑا جو ظلم کا دم بھرتے رہے جب وہ جرائم کے ارتکاب میں حد سے آگے نکل گئے اور اس طرح اپنے کو کھلم کھلا سزا کا مستحق ٹھہرا یا تب خدا کا عذاب آیا۔ پھر دیکھ لو جن معبودوں (دیوتاؤں) کا انہیں بڑا اسہارا تھا اور جن سے بڑی بڑی توقعات قائم کر رکھی تھیں وہ ایسی سخت مصیبت کے وقت کچھ بھی کام نہ آئے۔ ف ۲ باطل معبود کام کیا آتے؟ الٹے ہلاکت کا سبب بنے۔ جب انہیں نفع و ضرر کا مالک سمجھا، امیدیں قائم کیں چڑھاوے چڑھائے تعظیم و ڈنڈوت کی، تو یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ تکذیب انبیاء وغیرہ کا جو عذاب ہوتا، شرک و بت پرستی کا عذاب اس پر مزید رہا۔ ف ۳ یعنی ظالموں کو بڑی حد تک مہلت دی جاتی ہے جب کسی طرح باز نہیں آتے تو یکدم پکڑ لیا جاتا ہے مجرم چاہے کہ تکلیف کم ہو یا اس کی پکڑ سے چھوٹ کر بھاگ نکلے، ایں خیال است و محال است و جنوں۔

ف ۴ یعنی دنیا جو "دار العمل" ہے جب اس میں شرک و کفر اور تکذیب انبیاء پر سزائیں ملتی ہیں اور اس قدر سخت ملتی ہیں تو یہ ایک نشان اس بات کے معلوم کرنے کا ہے کہ آخرت میں جو خالص "دار الجزاء" ہے کیا کچھ سزا ان جرائم پر ملے گی؟ اور کیا صورت رستگاری کی ہوگی۔ عقلمند آدمی کے لئے جو اپنے انجام کو سوچ کر ڈرتا رہتا ہے اس چیز میں بڑی عبرت و نصیحت ہے ف ۵ یعنی تمام دنیا کا ایک، و لت فیصلہ اسی دن ہوگا جب سارے اولین و آخرین اکٹھے کئے جائیں گے اور کوئی شخص غیر حاضر نہ رہ سکے گا، گویا خدائی عدالت کی سب سے بڑی پیشی کا دن وہی ہوگا ف ۶ یعنی اللہ کے علم میں جو میعاد مقرر ہے وہ پوری ہو جائے گی تب وہ دن آئے گا، تاخیر سے یہ گمان مت کرو کہ یہ محض فرضی اور وہمی باتیں ہیں۔ ف ۷ یعنی کوئی شخص ایسی بات جو مقبول و نافع ہو بدون حکم الٰہی کے نہ کر سکے گا اور محشر کے بعض مواقف میں تو مطلقاً ایک حرف بھی اذن و اجازت کے بدون منہ سے نہ نکال سکیں گے ف ۸ ان آیات کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جس قدر مدت آسمان و زمین دنیا میں باقی رہے اتنی مدت تک اشقیاء دوزخ میں اور سعداء جنت میں رہیں گے مگر جو اور زیادہ چاہے تیرا رب، وہ اسی کو معلوم ہے کیونکہ ہم جب طویل سے طویل زمانہ کا تصور کرتے ہیں تو اپنے ماحول کے اعتبار سے بڑی مدت یہی خیال میں آتی ہے۔ اسی لئے "مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" وغیرہ الفاظ محاورات عرب میں دوام کے مفہوم کو ادا کرنے کیلئے بولے جاتے ہیں۔ باقی دوام و ابدیت کا اصلی مدلول جیسے لامحدود زمانہ کہنا چاہئے وہ حق تعالیٰ ہی کے علم غیر متناہی کے ساتھ مختص ہے جس کو "مَا شَاءَ رَبُّكَ" سے ادا کیا۔ دوسرے معنی آیت کے یہ ہو سکتے ہیں کہ "مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" کو کنایہ دوام سے مانا جائے۔ یا آسمان و زمین سے آخرت کا زمین و آسمان مراد لیا جائے۔ جیسے فرمایا "يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ" (ابراہیم، رکوع ۷) مطلب یہ ہوا کہ اشقیاء دوزخ اور سعداء جنت میں اس وقت تک رہیں گے جب تک آخرت کے زمین و آسمان باقی رہیں۔ یعنی ہمیشہ۔ مگر جو چاہے تیرا رب تو موقوف کر دے۔ وہاں ہمیشہ نہ رہنے دے۔ کیونکہ جنتیوں اور دوزخیوں کا خلود بھی اسی کی مشیت و اختیار سے ہے۔ لیکن وہ چاہ چکا کہ کفار و مشرکین کا عذاب اور اہل جنت کا ثواب کبھی موقوف نہ ہوگا۔ چنانچہ فرمایا "وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ" (بقرہ رکوع ۲۰) اور "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا" (مائدہ رکوع ۶) اور "لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ" (بقرہ رکوع ۱۹) اور "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ" (نساء رکوع ۱۸) الخ۔ اور تمام اہل اسلام کا اجماع رہا ہے۔ اور ہمارے زمانہ کے بعض نام نہاد مفسرین نے جو کچھ اس کے خلاف چیزیں پیش کی ہیں وہ یا روایات ضعیفہ و موضوعہ ہیں یا اقوال غریبہ ماولہ۔ یا بعض آیات و احادیث ہیں جن کا مطلب کوتاہ نظری یا بدفہمی سے غلط سمجھ لیا گیا ہے۔ اگر خدا کی توفیق سے مستقل تفسیر لکھنے کی نوبت آئی، اس میں مفصل کلام کیا جائیگا۔ اختصار کی وجہ سے یہاں گنجائش نہیں۔ رہا عصاۃ موحدین کا مسئلہ یعنی جو مسلمان گناہوں کی بدولت دوزخ میں ڈالے جائیں گے (العیاذ باللہ) انکے متعلق احادیث صحیحہ نے ہم کو خدا کی مشیت پر مطلع کر دیا ہے کہ ایکدن ضرور ان کو نکال کر جنت میں پہنچائیں گے جہاں سے کسی جنتی کو کبھی نکلنا نہیں۔ شاید اسی لحاظ سے جنتیوں کے ذکر میں "عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ" اور اشقیاء کے ذکر میں "اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ" ارشاد ہوا۔ تا معلوم ہو جائے کہ بعض اشقیاء دوزخ سے نکالے جائیں گے مگر سعید کوئی جنت سے خارج نہ کیا جائے گا۔ تنبیہ، "اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ" سے متنبہ فرما دیا کہ خدا کے ہمیشہ رہنے اور مخلوق کے ہمیشہ رہنے میں فرق ہے۔ کسی مخلوق کا ہمیشہ رہنا بہمہ وجوہ خدا کی مشیت پر موقوف ہے۔ وہ جب چاہے فنا کر سکتا ہے۔ نیز یہ جتلا دیا کہ جزاء و سزا دینا اس کے اختیار و مشیت کے تابع ہے۔ "آریہ سماج" وغیرہ کے عقیدہ کے موافق وہ اس پر مجبور نہیں۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ

اللہ کے سوائے کسی چیز میں جب پہنچا حکم تیرے رب کا اور کچھ نہ بڑھایا انکے حق میں سوائے

سوائے اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا ف ۱ اور نہیں بڑھایا انکے حق میں سوائے

تَتْبِيْبٍ ۝ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ

ہلاک کرنا اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کر رہی ہیں

ہلاک کرنے کے ف ۲ اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ

بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی ہے زور کی اس بات میں نشانی ہے اسکو جو ڈرتا ہے

بیشک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی ف ۳ اس بات میں نشانی ہے اس کو جو ڈرتا ہے

عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ

آخرت کے عذاب سے وہ دن ہے جس میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے دیکھنے کا

آخرت کے عذاب سے ف ۴ وہ ایک دن ہے جس میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونیکا ف ۵

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ؕ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا

اور اس کو ہم دیر جو کرتے ہیں سو ایک وعدے کی گنتی تک جس دن وہ آوے گا نہ بولے گا کوئی جاندار مگر

اور اس کو ہم دیر جو کرتے ہیں سو ایک وعدے کیلئے جو مقرر ہے ف ۶ جس دن وہ آئیگا بات نہ کر سکے گا کوئی جاندار مگر

بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ

اس کے حکم سے سو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی نیک بخت سو وہ لوگ جو بدبخت ہیں سو آگ میں

اس کے حکم سے سو ان میں بعضے بدبخت ہیں اور بعضے نیک بخت ف ۷ سو جو لوگ بدبخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

ہیں ان کو وہاں چلانا ہے اور دھاڑنا رہا کریں اس میں جب تک رہے آسمان

ان کو وہاں چیخنا ہے اور دھاڑنا ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ وَ

اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے ف ۱ اور

اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے اور

اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

وہ جو نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں رہا کریں اس میں جب تک رہے آسمان

جو لوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ فَلَا تَكُ فِیْ

اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا سو تو نہ رہ

اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا ف ۸ سو تو نہ رہ

مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ

دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں یہ لوگ نہیں پوجتے مگر ویسا ہی جیسا پوجتے تھے ان کے باپ دادے

دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے مگر ویسا ہی جیسا کہ پوجتے تھے انکے باپ دادے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آ گیا ہوتا یہ کہ دنیا میں سچ اور جھوٹ صاف نہ ہو ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ف۲ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یعنی جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے لوگ برائیوں کی چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت پڑھے اور گمراہی مٹے لیکن جنوں جگہ وزن غالب چاہیے جتنا میل اتنا صابون ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ...... از شاہ عبد القادر صاحب

ف۱ یعنی اپنی مخلوق کا شرک وبت پرستی کے راستہ پر پڑ لینا اور اب تک سزایاب نہ ہونا کوئی ایسی چیز نہیں جس سے دھوکہ کھا کر آدمی شبہ میں پڑ جائے۔ یہ لوگ اپنے باپ دادوں کی کورانہ تقلید کر رہے ہیں وہ جھوٹے معبود اُن کے کیا کام آئے جو ان کے کام آئیں گے؟ یقیناً ان سب کو آخرت میں عذاب کا پورا حصہ ملے گا۔ جس میں کوئی کمی نہ ہوگی یا کبھی کم نہ کیا جائے گا۔ گویا "عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ" کے مقابل ہوا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ دنیا میں رزق وغیرہ کا جو حصہ مقدر ہے وہ پورا ملے گا۔ پھر شرک کی پوری سزا بھگتیں گے۔ ف۲ موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی کہ بھیجا تو آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ کسی نے قبول کیا کسی نے نہ کیا۔ جس طرح آج قرآن عظیم کے متعلق یہی اختلاف ہو رہا ہے۔ بیشک خدا کو قدرت تھی کہ یہ اختلاف و تفرقہ پیدا نہ ہونے دیتا یا پیدا ہو چکنے کے بعد تمام مکذبین کا فوراً استیصال کر کے سارے جھگڑے ایکدم میں چکا دیتا۔ مگر اس کی حکمت تکوینی اس کو مقتضی نہ ہوئی۔ ایک بات اس کے یہاں پہلے طے شدہ ہے کہ انسان کو ایک خاص حد تک کسب و اختیار کی آزادی دیکر آزمائے کہ وہ کس راستہ پر چلتا ہے۔ آیا خالق و مخلوق کا ٹھیک ٹھیک حق پہچان کر خدا کی رحمت و کرامت کا مستحق بنتا ہے یا کجروی اور غلط کاری سے فطرت صحیحہ کی رہنمائی کو خیرباد کہکر اپنے کو غضب و سخط کا مظہر ٹھہراتا ہے "لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا" اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسان کی ساخت ایسی بنائی کہ وہ نیکی یا بدی کے اختیار کرنے میں بالکل مجبور و مضطر نہ ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں خیر و شر اور نیک و بد کی باہمی آویزش جاری رہے بعدہ مرحوم و مغضوب علیحدہ کئے جائیں تا "إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ" میں "لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ" والی بات بھی پوری ہو۔ غالباً یہی وہ کلمہ (لفظ) ہے جو اگر نہ فرما چکا ہوتا تو سب اختلافات کا ایکدم خاتمہ کر دیا جاتا۔ عام لوگ ان حکمتوں کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ آئندہ بھی ان اختلافات کا فیصلہ ہوگا یا نہیں ف۳ یعنی ابھی وقت نہیں آیا کہ ہر ایک کے عمل کا پورا بھگتان کیا جائے۔ لیکن جب وقت آئے گا تو یقیناً ذرہ ذرہ کا حساب کر دیا جائے گا۔ تاخیر عذاب سے یہ نہ سمجھو کہ اسے تمہارے اعمال کی خبر نہیں۔ ف۴ آپ ان مشرکین کی جھنجھٹ میں نہ پڑیے اور ان لوگوں کو جنہوں نے کفر وغیرہ سے توبہ کر کے آپ کی صحبت اختیار کرلی اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کیا، احکام الٰہیہ پر نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ ہمیشہ جمے رہنا چاہیے۔ عقائد، اخلاق، عبادات، معاملات دعوۃ و تبلیغ وغیرہ، ہر چیز میں افراط و تفریط سے علیحدہ ہو کر توسط و استقامت کی راہ پر سیدھے چلے جاؤ۔ کسی معاملہ میں افراط یا تفریط کی جانب اختیار کر کے حد سے نہ نکلو اور یقین رکھو کہ حق تعالیٰ ہر آن تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے ف۵ پہلے "لَا تَطْغَوْا" میں حد سے نکلنے کو منع کیا تھا۔ اب بتلاتے ہیں کہ جو لوگ ظالم (حد سے نکلنے والے) ہیں ان کی طرف تمہارا ذرا سا میلان اور جھکاؤ بھی نہ ہو۔ ان کی موالات، مصاحبت، تعظیم و تکریم، مدح و ثنا ظاہری تشبہ، اشتراک عمل، ہر بات سے سب مقدور محترز رہو، مبادا آگ کی لپٹ تم کو نہ لگ جائے۔ پھر نہ خدا کے سوا تم کو کوئی مددگار ملیگا اور نہ خدا کیطرف سے کچھ مدد پہنچے گی۔ ف۶ ظالموں کی طرف مت جھکو۔ بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف جھکو یعنی صبح و شام اور رات کی تاریکی میں خشوع و خضوع سے نمازیں ادا کرو کہ یہی بڑا ذریعہ خدا کی مدد حاصل کرنے کا ہے۔ (تنبیہ) دن کے دونوں طرف یعنی طلوع و غروب سے پہلے فجر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں۔ یا ایک طرف فجر اور دوسری طرف مغرب کو رکھا جائے کہ وہ بھی بالکل غروب کے متصل ہوتی ہے اور بعض سلف کے نزدیک اس میں فجر اور ظہر و عصر تینوں نمازیں داخل ہیں گویا دن کے دو حصے کر کے پہلے حصہ میں فجر کو اور دوسرے حصہ میں جو نصف النہار سے شروع ہو کر غروب پر ختم ہوتا ہے، دونوں نمازوں (ظہر و عصر) کو شمار کر لیا اور "زُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ" سے غالباً "عشاء" یا "مغرب و عشاء" دونوں مراد ہیں۔ ابن کثیر نے یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ "طَرَفَيِ النَّهَارِ" سے فجر و عصر اور "زُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ" سے تہجد مراد ہو۔ کیونکہ ابتدائے اسلام میں یہی تین نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ بعدہٗ تہجد کی فرضیت منسوخ ہوئی اور باقی دو کے ساتھ تین کا اضافہ کیا گیا۔ واللہ اعلم۔ ف۷ یعنی نمازوں کا قائم رکھنا خدا کی یادگاری ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا "أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي" یا یہ مطلب کہ "إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ"۔ کا مضمون یاد رکھنے والوں کے لئے یاد رکھنے کی چیز ہے جسے کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے مومن کو نیکیوں کی طرف خاص ترغیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یعنی جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں، اور جو نیکیاں اختیار کرے اس سے تو برائیوں کی چھوٹے، اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی مٹے، لیکن جنوں جگہ وزن غالب چاہیے۔ جتنا میل اتنا صابون"۔ ف۸ قرآن کریم میں غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی امداد و اعانت حاصل کرنے میں دو چیزوں کو خاص دخل ہے۔ صلوٰۃ، اور صبر "اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ" (بقرہ) یہاں بھی "صلوٰۃ" کے بعد "صبر" کا حکم فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ مومن خدا کی عبادت و فرمانبرداری میں ثابت قدم رہے اور کسی دکھ درد کی پرواہ نہ کرے، تب خدا کی مدد و نصرت حاصل ہوتی ہے اس کے یہاں کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں ہوتا، بلکہ اندازہ سے زائد ملتا ہے۔

مِنْ قَبْلُ ۚ وَإِنَّا لَمُوَفُّوهُمْ نَصِيبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوصٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا

اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں ان کو ان کا حصہ بن گھٹایا اور ہم نے دی تھی

اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں ان کو ان کا حصہ یعنی عذاب سے بلا نقصان ف۱ اور البتہ ہم نے دی تھی

مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

موسیٰ کو کتاب پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ آگے نکل چکا تیرے رب سے

موسیٰ کو کتاب پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ پہلے فرما چکا تھا تیرا رب

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ۝ وَإِنَّ كُلًّا لَمَّا

تو فیصلہ ہو جاتا اُن میں اور اُنکو اُس میں شبہ ہے کہ جی نہیں ٹھہرتا ف اور جتنے لوگ ہیں

تو فیصلہ ہو جاتا اُن میں اور اُن کو اُس میں شبہ ہے کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا ف۲ اور جتنے لوگ ہیں جب

لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَاسْتَقِمْ

جب وقت آیا پورا دے گا تیرا رب انکو ان کے کیے اس کو سب خبر ہے جو وہ کر رہے ہیں سو تو سیدھا چلا جا

وقت آیا پورا دے گا رب تیرا اُن کو اُن کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں ف۳ سو تو سیدھا چلا جا

كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور حد سے نہ بڑھو وہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو

جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۴

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے

اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے

اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ ۝ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ

سوائے مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور کھڑی کر نماز دونوں سرے دن کے

سوائے مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے ف۵ اور قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کے

وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ

اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ

اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے ف۶ البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ

ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝

یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو اور ٹھہرا رہ البتہ اللہ ضائع نہیں کرتا ثواب نیکی والوں کا ف۲

یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو ف۷ اور صبر کر البتہ اللہ ضائع نہیں کرتا ثواب نیکی کرنے والوں کا ف۸

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ

سو کیوں نہ ہوئے ان سنگتوں میں تم سے پہلے کوئی لوگ جن میں اثر رہا ہو کہ منع کرتے

سو کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے

الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ

بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے سے جو ہم نے بچا لئے ان میں سے اور چلے

بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے کہ جن کو ہم نے بچا لیا اُن میں سے اور چلے وہ لوگ

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔ —————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ○ وَمَا كَانَ

وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش پایا اور تھے گنہگار۔ ف۱ اور

جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے رہے تھے اور تھے گنہگار ف۱ اور تیرا رب

رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ○ وَلَوْ شَاءَ

تیرا رب ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں اور اگر چاہتا

ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کردے بستیوں کو زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں ف۲ اور اگر چاہتا

رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ○

تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ایک راہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں

تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں

إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ

مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پورا ہوا لفظ تیرے رب کا

مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے ف۳ اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○ وَكُلًّا نَّقُصُّ

کہ البتہ بھر دونگا دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے اور سب بیان کرتے ہیں ہم

کہ البتہ بھر دونگا دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے ف۴ اور سب چیز بیان کرتے ہیں

عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ

تیرے پاس رسولوں کے احوال جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تجھ کو اس سورت میں

ہم تیرے پاس رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس

فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ○ وَقُل

تحقیق بات اور نصیحت اور سمجھوتی ایمان والوں کو اور کہہ دے

اس سورت میں تحقیق بات اور نصیحت اور یاد داشت ایمان والوں کو ف۵ اور کہہ دے

لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ○

ان کو جو یقین نہیں کرتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پہ ہم بھی کام کرتے ہیں۔

ان کو جو ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر ہم بھی کام کرتے ہیں

وَانتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ○ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں کی اور زمین کی

اور انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں ف۶ اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں کی اور زمین کی

وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا

اور اسی کی طرف رجوع ہے سارا کام سو اس کی بندگی کر اور اس پر بھروسہ رکھ اور

اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر بھروسہ رکھ اور

رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ ع

تیرا رب بے خبر نہیں جو کام کرتے ہو

تیرا رب بے خبر نہیں جو کام تم کرتے ہو ف۷

ع ۱۰ (۱۰)

منزل ۳

ف۱ یہ پچھلوں کا حال سنا کر امت محمدیہ کو ابھارا گیا ہے ان میں "امر بالمعروف" و "نہی عن المنکر" کرنے والے بکثرت موجود رہنے چاہئیں۔ گذشتہ قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ عام طور پر لوگ عیش و عشرت کے نشہ میں چور ہو کر جرائم کا ارتکاب کرتے رہے اور بڑے بااثر آدمی جن میں کوئی اثر خیر کا باقی تھا، انہوں نے منع کرنا چھوڑ دیا، اس طرح کفر و عصیان اور ظلم و طغیان سے دنیا کی جو حالت بگڑ رہی تھی اس کا سنوارنے والا کوئی نہ رہا۔ چند گنتی کے آدمیوں نے "امر بالمعروف" کی پکار آواز بلند کی مگر نقار خانہ میں طوطی کی صدا کون سنتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ منع کرنیوالے عذاب سے محفوظ رہے باقی سب قوم تباہ ہوگئی۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "نیک لوگ غالب ہوتے تو قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے" حدیث صحیح میں ہے کہ جب ظالم کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے نہ روکا جائے اور لوگ "امر بالمعروف" و "نہی عن المنکر" ترک کر بیٹھیں تو قریب ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا عام عذاب بھیجے جو کسی کو نہ چھوڑے (العیاذ باللہ) ف۲ یعنی جس بستی کے لوگ اپنی حالت درست کرنے کیطرف متوجہ ہوں، نیکی کو رواج دیں، ظلم و فساد کو روکیں، تو خدا وند قدوس کی یہ شان نہیں کہ خواہ مخواہ انہیں زبردستی پکڑ کر ہلاک کردے عذاب اسی وقت آتا ہے جب لوگ کفر و عصیان یا ظلم و طغیان میں حد سے نکل جائیں۔ ف۳ یعنی جیسا کہ بارہا پہلے لکھا جا چکا ہے خدا تعالیٰ کی حکمت تکوینی اس کو مقتضی نہیں ہوئی کہ ساری دنیا کو ایک ہی راستہ پر ڈال دیتا۔ اسی لئے حق کے قبول کرنے نہ کرنے میں ہمیشہ اختلاف رہتا ہے اور رہے گا۔ مگر فی الحقیقت اختلاف اور پھوٹ ڈالنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے صاف و صریح فطرت کے خلاف حق کو جھٹلایا۔ اگر فطرت سلیمہ کے موافق سب چلتے تو کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ اسی لئے "إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ" سے متنبہ فرما دیا کہ جن پر خدا نے ان کی حق پرستی کی بدولت رحم کیا وہ اختلاف کرنیوالوں سے مستثنیٰ ہیں۔ ف۴ یعنی دنیا کی آفرینش سے غرض یہی ہے کہ حق تعالیٰ کی ہر قسم کی صفات جمالیہ و قہریہ کا ظہور ہو، اس لئے مظاہر کا مختلف ہونا ضروری ہے تا یہ جماعت اپنے مالک کی وفاداری و اطاعت دکھا کر رحمت و کرم اور رضوان و غفران کا مظہر بنے جو "إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ" کی مصداق ہے۔ اور دوسری جماعت اپنی بغاوت و غداری سے اس کی صفت عدل و انتقام کا مظہر بن کر حبس دوام کی سزا بھگتے۔ جس پر خدا کی یہ بات پوری ہو۔ "لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"۔ بہرحال آفرینش عالم کا تشریعی مقصد عبادت ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (الذاریات، رکوع ۳) اور تکوینی غرض یہ ہے کہ تشریعی مقصد کو اپنے کسب و اختیار سے پورا کرنے اور نہ کرنیوالے دو گروہ ایسے موجود ہوں جو حق تعالیٰ کی صفات جلالیہ و جمالیہ یا بالفاظ دیگر لطف و قہر کے مورد و مظہر بن سکیں ؎ در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است ۔ دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نباشد۔ پھر لطف و کرم کے مظاہر بھی اپنے مدارج استعداد و عمل کے اعتبار سے مختلف ہونگے ؎ گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن ۔ اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے۔ ف۵ اوپر بہت سے انبیاء و رسل کے قصص مذکور ہوئے اب ختم سورت پر ذکر قصص کی بعض حکمتوں پر تنبیہ فرماتے ہیں۔ یعنی گذشتہ اقوام و رسل کے واقعات سن کر پیغمبر علیہ السلام کا قلب مبارک ساکن و مطمئن ہوتا ہے اور آپ کو تحقیقی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ جن میں نصیحت و تذکیر کا بڑا سامان ہے۔ آدمی جب سنتا ہے کہ میرے ابنائے نوع پہلے فلاں فلاں جرائم کی پاداش میں ہلاک ہو چکے ہیں تو ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ فلاں راستہ اختیار کرنے سے پچھلوں کو نجات ملی تو طبعاً اس کی طرف دوڑتا ہے۔ فی الحقیقت قرآن کریم میں قصص کا حصہ اس قدر موثر و مذکر واقع ہوا ہے کہ کوئی شخص جس میں تھوڑا سا آدمیت کا جز ہو اور خوف خدا کی ذرا سی بھی دل میں رکھتا ہو انہیں سن کر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ باقی قصص یا بعض دوسرے مضامین کی تکرار جو قرآن کریم میں پائی جاتی ہے اس پر ہم نے رسالہ "القاسم" کے ابتدائی دور میں ایک مستقل مضمون لکھا ہے اسے ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف۶ اس مضمون کی آیات پہلے اسی سورت میں گذر چکی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میری بات نہیں مانتے تو بہتر ہے تم اپنی ضد پر جمے رہو، میں اپنے مقام پر مستقیم ہوں، نیز تم میرے لئے حوادث دہر کا انتظار کرتے رہو، میں تمہارے انجام بد کا منتظر ہوں۔ چند روز میں پتہ چل جائے گا کہ ظالموں کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے "تَرَبَّصُوا بِكُمُ اللَّهُ ... دَائِرَةُ السَّوْءِ" ۔ ف۷ یعنی آپ ان کے کفر و شرارت سے دلگیر نہ ہوں اپنا کام کئے جائیں اور ان کا فیصلہ خدا کے حوالہ کریں، اس سے آسمان و زمین کی کوئی بات چھپی نہیں۔ سب معاملات پھر کر اسی کیطرف لوٹنے والے ہیں۔ وہاں ان کو پتہ لگ جائیگا کہ وہ کس خبط میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ تو دل و جان سے اپنے پروردگار کی بندگی اور فرمانبرداری میں لگے رہیے۔ اور تنہا اسی کی اعانت پر بھروسہ رکھیے۔ وہ تمہارے مخلصانہ اعمال سے بے خبر نہیں ان کے مناسب تم سے معاملہ کرے گا۔ حدیث میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا یا رسول اللہ! آپ پر بڑھاپے کے آثار بہت جلد آگئے؟ فرمایا "شَيَّبَتْنِي هُودٌ وَأَخَوَاتُهَا" سورہ "ہود" اور اس کی بہنوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورہ ہود کی جس آیت نے آپ کو بوڑھا کر دیا یہ تھی "فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ" رزقنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ الاستقامۃ علی دینہ و سنۃ نبیہ صلعم تم سورۃ "ہود" بفضلہ و منہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔ ف نور رسی اللہ کی سب سے بچے اور بھائی باتوں کا ذکر اس میں داخل ہے خواب کی تعبیران کے ذہن کی رسائی سے اور لیاقت سے کہ ایسا خواب سنادن دیکھا تھوڑی عمر میں ابراہیم اور اسحاق کا نام لیا اور اپنا نہیں لیا عاجزی سے۔ **از شاہ عبدالقادر صاحب** ؒ

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاحِدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

یہ آیتیں واضح کتاب کی ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا شاید تم

یہ آیتیں ہیں واضح کتاب کی ف ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

بوجھو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہتر بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف

سمجھ لو ف ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف

هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ

یہ قرآن اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں جس وقت کہا

یہ قرآن اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں ف جس وقت کہا

يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

یوسف نے اپنے باپ کو اے باپ میں نے دیکھے گیارہ تارے اور سورج اور چاند

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو

رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ

دیکھے میرے تئیں سجدہ کرتے کہا اے بیٹے مت بیان کر خواب اپنا اپنے بھائیوں پاس

دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے ف کہا اے بیٹے مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے

فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

پھر وہ بناویں گے تیرے واسطے کچھ فریب البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن ف اور اسی طرح

پھر وہ بنائیں گے تیرے واسطے کچھ فریب البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن ف اور اسی طرح

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

نوازے گا تجھ کو تیرا رب اور سکھاوے گا کل بٹھانی باتوں کی اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر

برگزیدہ کرے گا تجھ کو تیرا رب ف اور سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا ف اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر

وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ

اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے تیرے دو باپ دادوں پر پہلے سے ابراہیم و

اور یعقوب کے گھر پر ف جیسا پورا کیا ہے تیرے دو باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم اور

اِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ۧ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ ع ۱ ۱۱

اسحٰق پر البتہ تیرا رب خبردار ہے حکمتوں والا البتہ ہیں یوسف کے مذکور میں اور اس کے بھائیوں کے نشانیاں

اسحٰق پر ف البتہ تیرا رب خبردار ہے حکمت والا ف البتہ ہیں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں

ف جس کلام کا من عند اللہ ہونا بالکل واضح ہے اور جن احکام و شرائع یا مواعظ و نصائح پر وہ مشتمل ہے نہایت روشن اور صاف ہیں ف یعنی عربی زبان جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح و وسیع اور منضبط و پر شوکت زبان ہے۔ نزول قرآن کے لئے منتخب کی گئی۔ جب خود پیغمبر عربی ہیں تو ظاہر ہے کہ دنیا میں اس کے اولین مخاطب عرب ہوں گے۔ پھر عرب کے ذریعہ سے چاروں طرف یہ روشنی پھیلے گی۔ اسی کی طرف لعلکم تعقلون میں اشارہ فرمایا کہ تمہاری زبان میں اتارنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ تم جو پیغمبر علیہ السلام کی قوم ہو اول اس کے علوم و معارف کا مزہ چکھو پھر دوسروں کو چکھاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ابن کثیر لکھتے ہیں اُنْزِلَ اَشْرَفُ الْكُتُبِ بِاَشْرَفِ اللُّغَاتِ عَلٰٓى اَشْرَفِ الرُّسُلِ بِسِفَارَةِ اَشْرَفِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْٓ اَشْرَفِ بِقَاعِ الْاَرْضِ وَابْتُدِئَ اِنْزَالُهٗ فِيْٓ اَشْرَفِ شُهُوْرِ السَّنَةِ وَهُوَ رَمَضَانُ۔ فَكَمُلَ مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ ف یعنی اس وحی کے ذریعہ سے جو قرآن کی صورت میں تم پر نازل ہوتی ہے۔ ہم ایک نہایت اچھا بیان نہایت حسین طرز میں تم کو سناتے ہیں جس سے اب تک اپنی قوم کی طرح تم بھی بے خبر تھے۔ گو یہ واقعہ کتب تاریخ اور بائیبل میں پہلے سے مذکور تھا مگر محض ایک افسانہ کی صورت میں۔ قرآن کریم نے اس کے مفید اور مقصد اجزاء کو ایسی عجیب ترتیب اور بلیغ و مؤثر انداز میں بیان فرمایا جس نے نہ صرف پہلے تذکرہ نویسوں کی کوتاہیوں پر مطلع کیا بلکہ موقع بہ موقع نہایت ہی اعلیٰ نتائج کی طرف رہنمائی کی اور قصہ کے ضمن میں علوم و ہدایات کے ابواب مفتوح کر دیئے۔ یہ بات کہ خداوند قدوس کی تقدیر کو کوئی چیز نہیں روک سکتی، اور خدا جب کسی پر فضل کرنا چاہے تو سارا جہان مل کر بھی اپنی ساری امکانی تدابیر سے اُسے محروم نہیں کر سکتا، صبر و استقامت دُنیوی و اخروی کامیابی کی کلید ہے، حسد و عداوت کا انجام خذلان و نقصان کے سوا کچھ نہیں، عقل انسانی بڑا شریف جوہر ہے جس کی بدولت آدمی بہت سی مشکلات پر غالب آتا اور اپنی زندگی کو کامیاب بنا لیتا ہے، اخلاقی شرافت اور پاک دامنی انسان کو دشمنوں اور حاسدوں کی نظر میں بھی آخر کار معزز بنا دیتی ہے یہ اور اس قسم کے بے شمار حقائق ہیں جس پر اس احسن القصص کے ضمن میں متنبہ فرمایا ہے۔ مفسرین نے اس سورت کی شان نزول میں کئی روایتیں نقل کی ہیں، سب کے ملانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے مشرکین مکہ کے ذریعہ سے امتحاناً یہ سوال کیا کہ حضرت ابراہیم اور اُن کی اولاد تو شام میں رہتی تھی، پھر بنی اسرائیل، مصر میں کیسے پہنچ گئے جو موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ شاید مسلمانوں کو بھی ایک مفصل تاریخی واقعہ جو لبعا دلچسپ معلوم ہو سننے کا اشتیاق ہوا ہو گا۔ اُدھر اس قصہ کے ضمن میں جن احوال و حوادث کا تذکرہ ہونے والا تھا، وہ کئی طرح نبی کریم صلعم اور آپ کی قوم کے حالات سے مشابہت رکھتے تھے۔ اور ان کا ذکر آنحضرت صلعم کے حق میں موجب تسکین خاطر اور آپ کی قوم کے حق میں موجب عبرت تھا۔ ان وجوہ سے یہ پورا واقعہ کافی بسط و تفصیل سے قرآن کریم میں بیان فرمایا۔ تاکہ پوچھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ اسرائیل (یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام) اور ان کی اولاد کے شام سے مصر آنے کا سبب حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ہوا ہے۔ پھر وہیں اُن کی نسل پھیلی اور بڑھتی رہی تا آنکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آکر فرعون اور قبطیوں کی غلامی سے انہیں نجات دلائی۔ ف یعنی گیارہ ستارے اور چاند سورج میرے آگے جھک رہے اور پست ہو رہے ہیں۔ یہ خواب لڑکپن میں دیکھا تھا۔ سچ ہے "ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات" ف یعنی شیطان ہر وقت انسان کی گھات میں لگا ہے۔ وسوسہ اندازی کر کے بھائیوں کو تیرے خلاف اکسا دے گا۔ کیونکہ خواب کی تعبیر بہت ظاہر تھی، اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو جو بہرحال خاندان نبوت میں سے تھے، ایسے واضح خواب کا سمجھ لینا کچھ مشکل نہ تھا کہ گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہیں اور چاند سورج ماں باپ ہیں جو ایک سب کسی وقت یوسف علیہ السلام کی عظمت شان کے سامنے سر جھکائیں گے۔ چنانچہ آخر سورت میں "يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا" کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام خواب سے پیشتر ہی یہ محسوس کرتے تھے کہ یوسف کے ساتھ باپ کی خصوصی محبت کو دیکھ کر اُس کے علاتی بھائی دل ہی دل میں کڑھتے ہیں۔ اب انہوں نے خیال کیا کہ اگر کہیں یہ خواب سُن پائے تو شیطان حسد کی آگ اُن کے دلوں میں بھڑکا دے گا اور جوش حسد میں آنکھیں بند کر کے ممکن ہے وہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں جو یوسف کی اذیت اور خود اُن کی رسوائی اور بدانجامی کا موجب ہو۔ اس لئے آپ نے یوسف علیہ السلام کو منع فرمایا کہ اپنا خواب بھائیوں کے روبرو ظاہر نہ کریں۔ یوسف کا ایک حقیقی بھائی "بنیامین" تھا، اُس کے سامنے ذکر کرنے کی بھی اجازت نہیں دی، گو اس سے بُرائی کا کچھ اندیشہ نہ تھا، لیکن یہ ممکن تھا کہ وہ سُن کر بے احتیاطی سے دوسروں کے سامنے تذکرہ کر دے۔ اور اس طرح یہ خبر لڑکوں میں شائع ہو جائے۔ (تنبیہ) حافظ ابن تیمیہ نے ایک مستقل رسالہ میں لکھا ہے کہ قرآن، لغت، اور عقلی اعتبارات میں سے کوئی چیز اس خیال کی تائید نہیں کرتی کہ برادران یوسف انبیاء تھے، نہ رسول کریم صلعم نے اس کی خبر دی نہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی اس کا قائل تھا ... اس کو غلام بنا کر بیچ ڈالنا اور بلاد کفر کی طرف بھیج دینا، پھر صریح جھوٹ اور حیلے بنانا، وغیرہ ایسی حرکات شنیعہ کیا کسی نبی کی ... ان کے پاس لفظ "اسباط" کے سوا کوئی دلیل نہیں۔ حالانکہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف نقل ہے کہ قریش نے یہود سے پوچھا کہ ہم کو بتاؤ کہ ہم محمد سے پوچھیں پیچ آزمانے کو کیا پوچھو کہ ابراہیم کا وطن شام ہے اُن کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قصہ پیش ہوا۔ یہ سورۃ اُتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ایک بھائی کا حسد کیا اطاعت قبول نہ کی آخر اللہ نے اُسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کر خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا دیں اس کو اور وقت ہوا ویسا ہی ہم وقت پر کام آتے ایک بھائی ان کا سگا تھا اور سب سوتیلے۔ ف بکریاں چرانے کو جنگل جاتے تھے۔ ف اُن کو بھیڑیے کا بہانا کرنا اتفاق ہی اُن کے دل میں خوف آیا ف پھر جیسے کر چلے فرمایا آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے کیا راہ میں بُرا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کنارے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی سے باندھ کر لٹکایا آدھی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے کونے میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کہ ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو اُن کو یاد دلاوے گا اُن کا کام ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ

پوچھنے والوں کو ف جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم

پوچھنے والوں کے لئے ف جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم

عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۚ ۝ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ

قوت کے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ خطا میں ہے صریح ف۲ مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو

اُن سے قوت والے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے ف۳ مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو

اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝

کسی ملک میں کہ اکیلا رہے تم پر توجہ تمہارے باپ کا اور ہو رہیو اس کے پیچھے نیک لوگ

کسی ملک میں کہ خالص رہے تم پر توجہ تمہارے باپ کی ف۴ اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ ف۵

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

بولا ایک بولنے والا ان میں مت مار ڈالو یوسف کو اور پھینک دو اس کو گم نام کنوئیں میں کہ اٹھا لے جاوے

بولا ایک بولنے والا ان میں مت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گم نام کنوئیں میں کہ اٹھا لیجائے اس کو

بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى

اس کو کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے بولے اے باپ کیا ہے کہ اعتبار نہیں کرتا ہمارا

کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے ف بولے اے باپ کیا بات ہے کہ تو اعتبار نہیں کرتا ہمارا

يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ

یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو چر چرے اور کھیلے اور ہم تو

یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں ف بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اس کے

لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ

اس کے نگہبان ہیں ف لولا مجھ کو غم پکڑتا ہے اس سے کہ لے جاؤ اس کو اور ڈرتا ہوں کہ کھا جاوے اس کو

نگہبان ہیں ف بولا مجھ کو غم ہوتا ہے اس سے کہ تم اس کو لیجاؤ اور ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو

الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ

بھیڑیا اور تم اُس سے بے خبر رہو گے بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم

بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو ف بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم

عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ

یہ جماعت ہیں قوت ور تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا پھر جب لے کر چلے اس کو اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو

ایک جماعت ہیں قوت ور تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا ف پھر جب لے کر چلے اس کو اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو

غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

گم نام کنوئیں میں اور ہم نے اشارت کی اس کو کہ تو جتاوے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے ف

گم نام کنوئیں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتائے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ تجھ کو نہ جانیں گے ف

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ

اور آئے اپنے باپ پاس اندھیرا پڑے روتے کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور

اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے روتے ہوئے ف کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور

بقیہ فوائد صفحہ ۳۰۵ - ۱۲ اسباط خاص صلبی اولاد کو نہیں بلکہ اقوام و امم کو کہتے ہیں۔ اور بنی اسرائیل کی اسباط پر تقسیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہوئی ہے ف یعنی جس طرح ایسا اچھا خواب دکھلایا، اسی طرح محض جاذبۂ رحمت سے اپنی بارگاہ قرب میں تجھ کو خصوصی مقام عطا فرمائیگا۔ چنانچہ نبوت عطا فرمائی اور طرح طرح کی ظاہری و باطنی نوازشیں کیں۔ ف خواب کی تعبیر دینا، یعنی خواب دیکھ کر اس کے انجام کو ذہانت و فراست سے ٹھکانے پر لگا دینا۔ یا ہر بات کے موقع و محل کو سمجھنا۔ اور معاملات کے عواقب و نتائج کو فوراً پرکھ لینا۔ یا خدا اور پیغمبروں کے ارشادات تمام و امم کے قصص اور کتب منزلہ کے مضامین کی تہ تک پہنچ جانا۔ یہ سب چیزیں "تاویل الاحادیث" کے تحت میں مندرج ہو سکتی ہیں۔ ف یعنی اخروی نعمتوں کے ساتھ دنیوی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ نبوت کے ساتھ بادشاہت میں حصہ دے گا اور شدائد و محن سے نجات دے کر خوش حالی و فراغ بالی کی زندگی نصیب کرے گا۔ ف یعقوب کے گھرانے کو دنیوی کمرہات اور مادی تکلیفوں سے رہائی دے گا اور آئندہ اُن کی نسل سے بڑے بڑے پیغمبر اور بادشاہ پیدا کرے گا۔ ف حضرت یعقوب نے تو اضعاً اپنا نام نہیں لیا اپنے والد حضرت اسحاق اور ان کے والد حضرت ابراہیم کا ذکر فرمایا۔ حضرت ابراہیم کو خدا نے اپنا خلیل اور نبی بنایا، اُن کے دشمن نمرود کو ہلاک کیا، آگ کے شعلوں کو اُن کے لئے گلزار بنا دیا، حضرت اسحاق کو نبوت عطا کی، پھر ان کے صلب سے حضرت یعقوب جیسا نبی پیدا کیا جس سے تمام انبیائے بنی اسرائیل کا سلسلہ چلا۔ حدیث صحیح میں ہے الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراھیم (تنبیہ) حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو پیشین گوئی کی اس کا کچھ حصہ تو غالباً حضرت یوسف کے خواب سے سمجھا اور اس سے کہ اتنی چھوٹی عمر میں ایسا موزوں و مبارک خواب دیکھا اور کچھ حضرت یوسف کے خصائل و شمائل سے یا وحی الٰہی کے ذریعہ سے مطلع ہوئے ہوں گے۔ ف یعنی وہ ہر ایک کی مناسبت و استعداد سے باخبر ہے اپنی حکمت سے اسی کے مناسب فیض پہنچاتا ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی جو لوگ اس طرح کے واقعات دریافت کر کے کسی نتیجہ پر پہنچنا چاہتے ہیں اُن کے لئے یوسف اور اُن کے بھائیوں کی سرگذشت میں ہدایت و عبرت کی بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ اس قصہ کو سن کر قلوب میں حق تعالیٰ کی عظیم قدرت و حکمت کا نقش جم جاتا ہے۔ نبی کریم صلعم کی صداقت کا بیّن ثبوت ملتا ہے کہ آپ باوجود اُمّی ہونے اور کسی کتاب یا معلم سے استفادہ نہ کرنے کے ایسے منقح و منضبط تاریخی حقائق کا انکشاف فرما رہے ہیں جن کے بیان کی بجز اعلام ربانی کے کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً قریش مکہ کے لئے (جو یہود کے اکسانے سے اس قصہ کے متعلق حضرت سے سوال کر رہے تھے) اس واقعہ میں بڑا عبرت آموز سبق ہے کہ جس طرح حضرت یوسف کو بھائیوں نے گھر سے نکالا، ازراہ حسد قتل یا جلاوطن کرنے کے مشورے کئے۔ طرح طرح سے ایذائیں پہنچائیں۔ اہانت و تخفیف میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا آخر ایک دن آیا کہ یوسف کی طرف نادم و محتاج ہو کر آئے۔ یوسف علیہ السلام کو خدا نے دین و دنیا کے اعلیٰ مناصب پر فائز کیا اور انہوں نے اپنے عروج و اقتدار کے وقت بھائیوں کے جرائم سے چشم پوشی کی اور نہایت دریادلی سے سب کے قصور معاف کر دیئے۔ ٹھیک اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی برادری نے آپ کے متعلق ناپاک منصوبے باندھے۔ مکہ میں پہنچائے۔ عزت و آبرو پر حملے کئے حتی کہ وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ لیکن جلد وہ دن آنے والا تھا جب وطن سے علیحدہ ہو کر آپ کی کامیابی اور رفعت شان کا آفتاب چمکا، اور چند سال کے بعد فتح مکہ کا وہ تاریخی دن آپہنچا جبکہ آپ نے اپنے وطنی اور قومی بھائیوں کی گذشتہ تقصیرات پر بعینہٖ حضرت یوسف والے کلمات "لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" فرما کر قلم عفو کھینچ دیا۔ ف حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف اور ان کے حقیقی بھائی بنیامین سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے کیونکہ یہ دونوں اپنے علاتی بھائیوں سے چھوٹے تھے، والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اور خاص حضرت یوسف کی نسبت اپنے نور فراست یا الہام ربانی سے سمجھ چکے تھے کہ ان کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور نبوت کا خاندانی سلسلہ اُن کی ذات سے وابستہ ہونے والا ہے۔ خود یوسف علیہ السلام کا حسن صورت و سیرت اور کمال ظاہری و باطنی پدر بزرگوار کی محبت خصوصی کو اپنی طرف جذب کرتا تھا۔ دوسرے بھائیوں کو یہ چیز ناگوار تھی۔ وہ کہتے تھے کہ وقت پر کام آنیوالے تو ہم ہیں۔ ہمارا ایک طاقتور جتھا ہے جو باپ کی ضعیفی میں کام آسکتا ہے۔ ان چھوٹے لڑکوں سے کیا امید ہو سکتی ہے؟ انہی خیالات کے ماتحت اپنے والد بزرگوار کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اس معاملہ میں سخت غلطی اور صریح خطا پر ہیں۔ اپنے نفع و نقصان کا صحیح موازنہ نہیں کرتے۔ ف یعنی رشک و حسد کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی۔ آخر آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف کی موجودگی میں ممکن نہیں کہ والد بزرگوار کی خصوصی محبت و توجہ کو ہم اپنی طرف کھینچ سکیں، اس لئے یوسف کا قصہ ہی یہاں سے ختم کر دینا چاہئے خواہ قتل کر دیا جائے یا کسی دور دراز ملک کی طرف پھینک دو جہاں سے واپس نہ آسکے۔ جب وہ نہ رہیں گے تو باپ کی ساری توجہات اور مہربانیاں ہم ہی پر منحصر رہ جائیں گی۔ بنیامین کے معاملہ کو شاید ان کے یہاں کوئی اہمیت نہیں دی۔ گویا اس کی نسبت کو یوسف کی محبت کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ ف یعنی ایک مرتبہ قتل وغیرہ کا گناہ کر ڈالو پھر اس سے توبہ کر کے نیک بن جائیں گے اور قرب و توفیق کے لائق بن جائیں گے گویا کہ یہ منصوبے اس کے بعد نیک ہو جائیں گے یا ان کا مطلب یہ ہے کہ یوسف کے ہوتے ہوئے والد کا ہمارے ساتھ معاملہ صاف نہیں، اس کے بعد درست ہو جائیں گے کیونکہ بزرگوار کا دست شفقت ہمارے سر پر ہو گا۔ [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ولا یعنی کرتے پر لہو ہی تھا اُن کا جھوٹ بھیڑیا کھاتا تو کرتا ثابت کب بچ رہتا۔ ‏‏ؒ کنوئیں میں سے حضرت یوسف ڈول میں جو بیٹھے کھینچنے والے نے ان کا حسن دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی نعمت کی بات ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے یعنی قسمت میں شاید
بیراد ہو کر بہو او اس جگہ تقسیم لکھتے ہیں یا توریت میں بدل ڈالا ہے تا اپنے باپ دادوں پر عیب نہ آوے فت اگلے دن بھائی گئے کنوئیں میں نہ پایا قافلے پر دوڑی کیا جب ثابت ہوا انکار دم کو بیچ دیا۔ دم قریب تھا یا دیکھے۔ تو بھائیوں نے دو دو
درم بانٹ لیے ایک نے حصہ نہ لیا پھر تو گئے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالیٰ نے مرتبہ ایک بیچنا فرمایا پر وہ بیچنی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے۔ فت مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ مختار کو۔ اس نے ان کو دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا کہ کارو بار میں نائب ہوگا۔ اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت دیکھیں تا سمجھ اشارہ سمجھنے کا
سلیقہ کمال پکڑ لیں اور علم خدائی پر بادیں اور اطاعت رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ اُن کو گرادیں آپ ہی یہ چڑھ گئے فت حکم دیا یعنی عقل سے مشکل باتیں حل کرتے اور علم اپنا دین
ازشاہ عبدالقادر صاحبؒ

تَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ

چھوڑا یوسف کو اپنے اسباب پاس پھر اس کو کھا گیا بھیڑیا اور تو باور نہ کرے گا ہمارا کہنا اگرچہ

چھوڑا یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر اس کو کھا گیا بھیڑیا فت اور تو باور نہ کرے گا ہمارا کہنا اور اگرچہ

كُنَّا صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ وَجَاءُوا عَلَىٰ قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ۚ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ

ہم سچے ہوں اور لائے اس کے کرتے پر لہو لگا جھوٹ بولا کوئی نہیں بلکہ بنادی ہے

ہم سچے ہوں فت اور لائے اُس کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ فت بولا یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے

لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١٨﴾

تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات اب صبر ہی بن آوے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اُس بات پر جو بتاتے ہو فت

تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو فت

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ

اور آیا ایک قافلہ پھر بھیجا اپنا پنہارا اس نے لٹکایا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے

اور آیا ایک قافلہ پھر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے لٹکایا اپنا ڈول کہنے لگا کیا خوشی کی بات ہے

هَٰذَا غُلَامٌ ۚ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَشَرَوْهُ

یہ ہے ایک لڑکا اور چھپا لیا اس کو پونجی سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں فت اور بیچ آئے

یہ ہے ایک لڑکا فت اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال سمجھ کر فت اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں فت اور بیچ آئے اس کو

بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَالَ

اس کو ناقص مول کو گنتی کی کئی پاؤلیاں اور ہو رہے تھے اس سے بیزار فت اور کہا

بھاری ناقص قیمت کو گنتی کی چونیاں فت اور ہو رہے تھے اُس سے بیزار فت اور کہا

الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَنْ

جس شخص نے خرید کیا اس کو مصر سے اپنی عورت کو آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے

جس شخص نے خرید کیا اس کو مصر سے اپنی عورت کو آبرو سے رکھ اس کو شاید

يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَ

کام آوے یا ہم کرلیں اس کو بیٹا اور اس طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو اس ملک میں اور

ہمارے کام آئے یا ہم کرلیں اس کو بیٹا فت اور اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو اُس ملک میں اور

لِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

اس واسطے کہ اس کو سکھادیں کچھ ٹھکانے بٹھانی باتوں کی اور اللہ جیت رہتا ہے اپنا کام اور لیکن اکثر

اس واسطے کہ اس کو سکھائیں کچھ ٹھکانے پر بٹھانا باتوں کا فت اور اللہ زور رہتا ہے اپنے کام میں ولیکن اکثر

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَ

لوگ نہیں جانتے فت اور جب پہنچا قوت کو دیا ہم نے اُس کو حکم اور علم اور

لوگ نہیں جانتے فت اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو دیا ہم نے اُس کو حکم اور علم فت اور

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ

ایسا ہی بدلا دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو فت اور پھسلایا اس کو عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا

ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو فت اور پھسلایا اُس کو اُس عورت نے جس کے گھر میں تھا

ربع ۱۰ ع ۱۴ ۱۲

بقیہ فوائد صفحہ ۳۰۶ ابو حیان نے بعض اہل لغت سے نقل کیا ہے کہ غیابۃ الجب جن طاقچہ وغیرہ کو کہتے ہیں جو کنوئیں (باؤلی) میں پانی کی سطح سے اوپر بنا ہوا ہو۔ غرض یہ تھی کہ ہم خواہی نہ خواہی محض ہلاک کرنے کا گناہ اپنے سر نہ لیں۔ ایسے کنوئیں میں ڈال دیتے کے بعد بہت ممکن ہے کوئی مسافر اُدھر سے گذرے اور خبر پاکر کنوئیں سے نکال لیجائے۔ اس صورت میں ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا اور خون ناحق میں ہاتھ رنگین نہ کرنے پڑیں گے گویا سانپ مر جائیگا اور لاٹھی نہ ٹوٹے گی فت اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی باپ سے اس قسم کی درخواست کر چکے تھے مگر اُن کا دل اُن کے ساتھ بھیجنے پر مطمئن نہیں ہوا فت یعنی ایسے خوبصورت بچے کو تو نی گھر میں خالی بٹھائے رکھنے سے بیکار ہوئے جاتے ہیں۔ مناسب ہے کہ ہمارے ساتھ اس کو بکریاں چرانے کے لئے جنگل بھیج دو وہاں جنگل کے پھل میوے خوب کھائے گا اور کھیل کود سے جسمانی ورزش بھی ہو جائے گی۔ کہتے ہیں اُن کا کھیل بھاگ دوڑ اور تیر اندازی تھی۔ اور ویسے بھی بچوں کے لئے مناسب حد تک کھیلنا جیسا کہ ابو حیان نے کہا ہے "نشاط و شگفتگی کا موجب ہے۔" غرض یعقوب علیہ السلام سے یوسف کو ساتھ لیجانے کی پرزور درخواست کی اور نہایت موکد طریقہ سے اطمینان دلایا کہ ہم برابر اُس کی حفاظت کریں گے مفسرین نے لکھا ہے کہ خود یوسف کو بھی اُنہوں نے آمادہ کر لیا طور پر ساتھ چلنے اور باپ سے اجازت لینے کی ترغیب دی فت یعنی یوسف کی جدائی اور تمہارے ساتھ جانے کا تصور ہی مجھے غمگین بنائے دیتا ہے اُس پر یہ خوف مزید برآں کہ کہیں تمہاری بے خبری اور غفلت میں بھیڑیا وغیرہ کوئی درندہ نہ پھاڑ کھائے۔ لکھا ہے کہ اس جنگل میں بھیڑیئے کثرت سے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اُن کو آگے چل کر بھیڑیئے کا بہانہ کرنا تھا وہی اُن کے دل میں آیا۔" بعض محققین کا خیال ہے کہ "اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ" فرمانا حضرت یعقوب جیسے پیغمبر کے درجہ توکل و تفویض سے ذرا نازل بات تھی۔ اس کا جواب یہ ملا کہ لڑکوں نے گویا اُن کے منہ سے بات پکڑ لی۔ جو اندیشہ ظاہر کیا تھا وہی واقعہ بنا کر لے آئے۔ فت یعنی اگر ہماری جیسی طاقتور جماعت کی موجودگی میں چھوٹے بھائی کو بھیڑیا کھا جائے تو سمجھو کہ ہم بالکل ہی گئے گذرے ہوئے اس سے بڑھ کر کیا خسارہ ہوگا کہ دس گیارہ تنومند بھائیوں کی آنکھوں کے سامنے سے ایک کمزور بچہ بھیڑیئے کے منہ میں پہنچ جائے۔ ایسا ہو تو کہنا چاہیئے کہ ہم نے اپنا سب کچھ گنوا دیا۔ فت مفسرین نے یہاں سے درمیانی قصے نہایت دردانگیز اور رقت خیز پیرایہ میں نقل کئے ہیں۔ جنہیں سن کر پتھر کا کلیجہ موم ہو جائے۔ خدا جانے وہ کہاں تک صحیح ہیں۔ قرآن کریم اپنے خاص نصب العین کے اعتبار سے اس قسم کی تفاصیل کو زیادہ درخور اعتنا اور لائق ذکر نہیں سمجھتا کیونکہ ان اجزاء سے کوئی اہم مقصد متعلق نہیں ہے۔ قرآن کریم اپنے سامعین کے دلوں میں وہ رقت پیدا کرنا چاہتا ہے جس کا منشاء خاص ایمان و عرفان ہو۔ عام رقت جو ہر کافر و مؤمن بلکہ حیوانات تک میں طبعاً مشترک ہے اُس پر عام خطیبوں کی طرح زور ڈالنا قرآن کی عادت نہیں۔ یہاں بھی اُس نے درمیانی واقعات حذف کرکے آخری بات بتلادی کہ برادران یوسف کو بلطائف الحیل باپ کے پاس سے لے گئے اور جو تجویز ہوئی قرار داد کے موافق کنوئیں میں ڈالنے کا تہیہ کر لیا۔ اس وقت ہم نے یوسف کو اشارہ کیا جس کی دوسروں کو مطلق خبر نہیں ہوئی کہ گھبراؤ نہیں، ایک وقت آیا چاہتا ہے کہ یہ سب کارروائیاں تم اِن کو یاد دلاؤ گے اور اُس وقت تم ایسے بلند مقام اور اعلیٰ مرتبہ پر ہوگے کہ یہ تم کو پہچان نہ سکیں گے یا طول عہد کی وجہ سے تم کو ہی نہ پہچان سکیں گے۔ یہ خدائی اشارہ خواب میں ہوا یا بیداری میں، بطریق الہام ہوا یا فرشتہ کے ذریعہ سے اس کی تعیین قرآن نے نہیں کی۔ البتہ ظاہر الفاظ کو دیکھ کر کہا گیا ہے کہ وحی کا آنا چالیس برس کی عمر پر موقوف نہیں ہے کیونکہ حضرت یوسف اس وقت بہت کم عمر تھے۔ واللہ اعلم فت یا تو مغرب کے بعد اندھیرا ہو گیا یا جان بوجھ کر اندھیرے سے آئے کہ دن کے اجالے میں باپ کو منہ دکھانا مشکل تھا اور رات کی سیاہ چادر بے حیائی، سنگدلی اور جھوٹی آہ و بکا کی کسی حد تک پردہ داری کر سکتی تھی۔ اعمش نے خوب فرمایا کہ برادران یوسف کا گریہ و بکا سننے کے بعد ہم کسی شخص کو محض چشم اشکبار سے سچا نہیں سمجھ سکتے۔

فوائد صفحہ ہذا فت یعنی ہم نے حفاظت میں کچھ کوتاہی نہیں کی ہمارے کپڑے وغیرہ قابل حفاظت چیزیں جہاں رکھی تھیں وہیں یوسف کو بٹھلایا اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کو بھاگ دوڑ شروع کی۔ بس ذرا آنکھ سے اوجھل ہونا تھا کہ بھیڑیئے نے یوسف کو آدبوچا۔ اُس موقع پر ہماری ذرا سی دیر میں احتمال بھی نہ تھا کہ بھیڑیا یہ پیچھے گر فوراً یوسف کو شکار کرے گا۔ فت یعنی یوسف کے معاملہ میں پہلے ہی سے آپ کو ہماری طرف سے بدگمانی ہے۔ اگر آپ کے نزدیک ہم بالکل سچے بھی ہوں تب بھی اس معاملہ خاص میں کسی طرح ہماری بات کا یقین نہیں کر سکتے فت ایک بکری یا ہرن وغیرہ ذبح کرکے اس کا خون یوسف کی قمیص پر چھڑک لائے تھے وہ جھوٹا خون پیش کرکے باپ کو یقین دلانے لگے کہ دیکھئے کرتہ خون آلود ہو گیا ... یوسف کے کرتہ کی خوشبو آتی تھی وہ بکری کے خون پر یوسف کے خون کا گمان کب کر سکتا تھا۔ انہوں نے سنتے ہی جھٹلا دیا۔ اور جیسا کہ بعض تفاسیر میں ہے کہنے لگے کہ وہ بھیڑیا بڑا ہی عجیب ہوگا جو یوسف کو کھا گیا اور خون آلود کرتہ کو نہایت احتیاط سے صحیح و سالم اتار کر رکھ گیا ہے ... حضرت یعقوب علیہ السلام نے صاف طور پر فرما دیا کہ یہ سب تمہاری سازش اور اپنے دلوں سے تراشی ہوئی بات ہے ... اور اپنی اعانت الٰہی سے چاہتے ہیں

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

 ف یعنی اس کے ناموس میں کیونکر دخل کروں۔ ف نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت اُن کو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کتر سا اصل گناہ سے اللہ نے بچا لیا ہے۔ ف یعنی حضرت یوسف دوڑے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو ف اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دودھ پیتا یہ بول اٹھا۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۳۰۶ تم ظاہر کر رہے ہو۔ ان کی حقیقت اس طرح آشکارا کرو سے کہ سلامتی کے ساتھ یوسف سے دوبارہ ملنا نصیب ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو مطلع کر دیا گیا تھا کہ جس امتحان میں وہ مبتلا کئے گئے ہیں وہ پورا ہو کر رہے گا اور ایک مدت معین کے بعد اس مصیبت سے نجات ملے گی فی الحال ڈھونڈنے یا انتقامی تدابیر اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ یوسف ابھی ملیں گے نہیں۔ ہاں دوسرے بیٹے ساری دنیا میں رسوا ہو جائیں گے اور ممکن ہے۔ اشتعال میں آکر خود یعقوب علیہ السلام کو ایذا پہنچانے کی کوشش کریں۔ کذا افاد الامام الرازی فی الکبیر۔ واللہ اعلم۔ ف کہتے ہیں تین روز تک یوسف علیہ السلام کنوئیں میں رہے۔ قدرت الٰہی نے حفاظت کی۔ ایک بھائی یہودا کے

نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ

جی تھانسے سے اور بند کئے دروازے اور بولی شتابی کر کہا خدا کی پناہ وہ عزیز

اپنا جی تھانسے سے اور بند کر دیئے دروازے اور بولی شتابی کر لے کہا خدا کی پناہ وہ عزیز

رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَ

مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو البتہ بھلا نہیں پاتے جو لوگ بے انصاف ہوں ف اور البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور

مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو بے شک بھلائی نہیں پاتے جو لوگ کہ بے انصاف ہوں ف اور البتہ عورت نے فکر کیا اس کا

هَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَ

اس نے فکر کیا عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی یوں ہی ہوا اس واسطے کہ ہٹا دیں اس سے برائی اور

اور اس نے فکر کیا عورت کا ف اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی ف یوں ہی ہوا تاکہ ہٹا دیں ہم اس سے برائی اور

الْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ

بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے چنے بندوں میں ف اور دونوں دوڑے دروازے کو اور عورت نے چیر ڈالا

بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں ف اور دونوں دوڑے دروازہ کو اور عورت نے چیر ڈالا

قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ

اس کا کرتا پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے دروازے پاس بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو

اس کا کرتا پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے دروازہ کے پاس ف بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی

اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِيْ

چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید پڑے یا دکھ کی مار ف یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کہ

جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک ف یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ

عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ

نہ تھاموں اپنا جی اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کرتا اس کا پھٹا

سے کہ نہ تھاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے ف اگر ہے کرتا اس کا پھٹا

مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ

آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا اور اگر ہے کرتا اس کا

آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے کرتا اس کا

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ

پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی اور وہ سچا ف پھر جب دیکھا عزیز نے کرتا اس کا

پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے پھر جب دیکھا عزیز نے کرتا اس کا

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ

پھٹا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے عورتوں کا البتہ تمہارا فریب بڑا ہے یوسف

پھٹا ہوا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ تمہارا فریب بڑا ہے یوسف

اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ ۝ ع ۳ ۱۳

جانے دے یہ مذکور اور عورت تو بخشوا اپنا گناہ یقیناً ہے کہ تو ہی گناہ گار تھی

جانے دے اس ذکر کو اور عورت تو بخشوا اپنا گناہ بے شک تو ہی گنہگار تھی ف

دوسرے ڈال دیا کہ وہ روز کنوئیں میں کھانا پہنچا آتا تھا۔ دیسے ہی سب بھائی خبر رکھتے تھے کہ مر یا نہیں کسی دوسرے ملک کا مسافر نکال لیجائے تو ہمارے درمیان سے یہ کانٹا نکل جائے۔ بس گئی اسبب سعدی وہ چشم دشمناں خار است۔ آخر مدین سے مصر کو جانے والا ایک قافلہ ادھر سے گذرا انھوں نے کنواں دیکھ کر اپنا آدمی پانی بھرنے کو بھیجا، اس نے ڈول ڈالا تو حضرت یوسف پیچھے ہو لئے، ڈول میں ہو بیٹھے اور رسی پکڑلی کھینچنے والے نے ان کا حسن دیکھ کر بے ساختہ خوشی سے پکارا کہ یہ تو عجیب لڑکا ہے بڑی قیمت کو بکے گا۔ ف یعنی کھینچنے والے نے اس واقعہ کو دوسرے ہمراہیوں سے چھپانا چاہا کہ اوروں کو خبر ہوگی تو سب شریک ہو جائیں گے۔ شاید یہ ظاہر کیا کہ یہ غلام اس کے مالکوں نے مجھ کو دیا ہے تا مصر کے بازار میں فروخت کروں۔ ف یعنی بھائی یہ حرکت کرنا چاہتے تھے اور قافلہ والے بیچ کر دام وصول کرنے کا ارادہ کر رہے تھے اور خدا تعالیٰ خزائن مصر کا مالک بنانا چاہتا تھا۔ وہ اگر چاہتا تو ان کارروائیوں کو ایک سیکنڈ میں روک دیتا، لیکن اس کی مصلحت تاخیر میں تھی، اس لئے سب چیزوں کو چلتے اور دیکھتے ہوئے انھیں ڈھیل دی گئی۔ ف بھائیوں کو خبر ہوئی کہ قافلہ والے نکال لے گئے۔ وہاں پہنچے اور ظاہر کیا کہ یہ ہمارا غلام بھاگ آیا ہے چونکہ اسے بھاگنے کی عادت ہے اس لئے ہم رکھنا نہیں چاہتے، تم خرید و تو فروخت کر سکتے ہو۔ غرضیکہ سخت نگرانی رکھنا کہیں بھاگ نہ جائے۔ کہتے ہیں اٹھارہ درہم یا کم و بیش میں بیچ ڈالا اور تو بھائیوں نے دو دو درہم (تقریباً آٹھ آنے) بانٹ لئے۔ ایک بھائی یہودا نے حصہ نہیں لیا۔ ف یعنی اس قدر ارزاں بیچنے سے تعجب مت کرو۔ وہ اتنے بیزار تھے کہ مفت ہی دے ڈالتے تو مستبعد نہ تھا۔ جو پیسے مل گئے غنیمت سمجھا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں آیت میں اس بیع کا ذکر ہے جو قافلہ والوں نے مصر پہنچ کر کی۔ اگر ایسا ہو تو کہا جائے گا کہ چوری ہوئی چیز کی قدر نہ کی۔ اور یہ اندیشہ رہا کہ پھر کوئی آکر دعویٰ نہ کر بیٹھے۔ نیز آبق (بھگوڑا) ہونے کا عیب سن چکے تھے۔ اس لئے سستے داموں بیچ ڈالا۔ والظاہر ہو الاول۔ واللہ اعلم ف۱۰ کہتے ہیں مصر پہنچ کر نیلام ہوا۔ عزیز مصر جو ان کا مدار المہام تھا، اس کی بولی پر معاملہ ختم ہوا۔ اس نے اپنی عورت (زلیخا یا راعیل) سے کہا کہ نہایت پیارا، مقبول صورت، اور ہونہار لڑکا معلوم ہوتا ہے بہت عزت و آبرو سے رکھو۔ غلاموں کا معاملہ مت کرو۔ شاید بڑا ہو کر ہمارے کام آئے ہم اپنا کاروبار اس کے سپرد کر دیں۔ یا جب اولاد نہیں ہے تو بیٹا بنا لیں۔ ف۱۱ یعنی ہم نے اپنی قدرت کاملہ اور تدبیر لطیف سے یوسف کو بھائیوں کی حاسدانہ سختیوں اور کنوئیں کی قید سے نکال کر عزیز مصر کے یہاں پہنچا دیا۔ پھر اس کے دل میں یوسف کی محبت و عزت القا فرمائی اس طرح ہم نے اُن کو مصر میں ایک معزز جگہ دی اور اہل مصر کی نظروں میں ان کو محبوب بنا دیا تا یہ چیز آیندہ ترقیات اور سربلندیوں کا پیش خیمہ ہو۔ اور بنی اسرائیل کے مصر میں بسانے کا ذریعہ بنے۔ ساتھ ہی یہ بھی منظور تھا کہ عزیز مصر کے یہاں رہ کر بڑے سرداروں کی صحبت دیکھیں تا سلطنت کے رموز و اشارات سمجھنے اور تمام باتوں کو ان کے ٹھکانے پر پہنچانے کا اس سلیقہ اور تجربہ حاصل ہو (تنبیہ) اسی سورت کے پہلے رکوع میں تاویل الاحادیث کا لفظ گذر چکا ہے۔ اس کی تفسیر وہاں ملاحظہ کر لیجائے۔ ف۱۲ یعنی بھائیوں نے یوسف کو گرانا چاہا۔ خدا نے اُن کو آسمان رفعت پر پہنچا دیا۔ اکثر لوگ کوتاہ نظری سے نہیں سمجھتے کہ انسانی تدبیروں کے مقابلہ میں کس طرح خدا کا ارادہ غالب آتا ہے۔ ف۱۳ یعنی جب یوسف کے تمام قویٰ حد کمال کو پہنچ گئے تو خدا کے یہاں سے عظیم الشان علم و حکمت کا فیض پہنچا۔ نہایت مشکل عقدے اپنی فہم رسا سے حل کرتے، بڑی خوبی اور دانائی سے لوگوں کے تنازعات چکاتے، دین کی باریکیاں سمجھتے، جو زبان سے کہتے وہ کرکے دکھاتے۔ سفیہانہ اخلاق سے مبرّا، پاک و صاف اور علم شرائع کے بڑے ماہر تھے۔ تعبیر رویا کا علم تو ان کا مخصوص حصہ تھا۔ ف۱۴ جو لوگ فطرت کی رہنمائی یا تقلید صالحین اور توفیق ازلی سے نوائب و حوادث پر صابر رہ کر اعلیٰ اخلاق اور نیک چال چلن اختیار کرتے ہیں، حق تعالیٰ ان پر ایسے ہی انعام فرماتا ہے۔ [فوائد صفحہ ہذا] ف۱ ادھر تو الطاف

منزل ۳

غیبیہ حضرت یوسف کی عجیب و غریب طریقہ سے تربیت فرما رہے تھے۔ ادھر عزیز کی بیوی زلیخا نے ان کے سامنے ایک نہایت ہی مزلۃ الاقدام صبر آزما امتحان کا کھڑا کر دیا یعنی حضرت یوسف کے حسن و جمال پر زلیخا مفتون ہوگئی اور دل کشی و جو شریابی کے سامان جمع کر کے چاہا کہ یوسف کے دل کو ان کے قابو سے باہر کر دے۔ ایک طرف عیش و نشاط کے سامان، نفسانی جذبات پورے کرنے کے لئے ہر قسم کی سہولتیں، یوسف علیہ السلام کا ہر وقت زلیخا کے گھر میں موجود رہنا، اس کا انتہائی حسین ہونا، رکن انتہائی کے وقت، خود عورت کی طرف سے ایک خواہش کا پیش ہونا، انہاں کسی غیر کے آنے جانے کے سب دروازے بند، دوسری طرف جوانی کی عمر قوت کا زمانہ، مزاج کا اعتدال، تجرد کی زندگی، یہ سب دواعی و اسباب [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۳۰۸

ایسی عزت وراحت سے رکھا۔ کیا میں اپنے محسن کے ناموس پر حملہ کروں؟ ایسی محسن کشی اور بے انصافی کرنے والے کبھی بھلائی اور کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ نیز جب ظاہری مربی کا ہم کو اس قدر پاس ہے تو سمجھ لو کہ اُس پروردگار حقیقی سے ہمیں کس قدر شرمانا اور حیا کرنا چاہیے جس نے محض اپنے فضل سے ہماری تربیت فرمائی اور اپنے بندوں کو ہماری خدمت وراحت رسانی کے لئے کھڑا کر دیا (تنبیہ) بعض مفسرین نے "اِنَّهٗ رَبِّیٓ" کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع کی ہے ف ۳ یعنی عورت نے پھانسنے کی فکر کی اور اُس نے فکر کی کہ عورت کا داؤ چلنے نہ پائے۔ اگر اپنے رب کی حجت وقدرت کا معائنہ نہ کرتا تو ثابت قدم رہنا مشکل تھا بعض مفسرین نے "وَهَمَّ بِهَا"، کو "وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ" سے علیحدہ کر کے "لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ" سے متعلق کیا ہے۔ جیسے "اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا"، کی ترکیب ہے۔ اس وقت مقصود یوسف کے حق میں "ہم" کا ثابت کرنا نہیں بلکہ نفی کرنا ہے ترجمہ یوں ہوگا کہ عورت نے یوسف کا ارادہ کیا اور یوسف بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے پروردگار کی قدرت وحجت نہ دیکھ لیتا۔ بعض نے "وَهَمَّ بِهَا"، میں لفظ "هَمَّ" کو محض میلان ورغبت کے لیا ہے یعنی یوسف کے دل میں کچھ رغبت ومیلان بے اختیار پیدا ہوا جیسے روزہ دار کو گرمی میں ٹھنڈے پانی کی طرف طبعاً رغبت ہوتی ہے۔ لیکن نہ وہ پینے کا ارادہ کرتا ہے نہ یہ بے اختیاری رغبت کچھ مضر ہے بلکہ باوجود رغبت طبعی کے اس سے قطعاً محترز رہنا مزید اجر وثواب کا موجب ہے اسی طرح سمجھ لو کہ ایسے اسباب ودواعی قویہ کی موجودگی سے طبع بشری کے موافق بلا اختیار وارادہ یوسف علیہ السلام کے دل میں کسی قسم کی رغبت ومیلان کا پایا جانا نہ عصمت کے منافی ہے نہ ان کے مرتبہ کو گھٹاتا ہے۔ بلکہ صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی حدیث ہے کہ اگر بندہ کا میلان کسی برائی کی طرف ہوا لیکن اس پر عمل نہ کیا تو اس کے فرد حسنات میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ اُس نے (باوجود رغبت ومیلان) میرے خوف سے اس برائی کو ہاتھ نہ لگایا۔ بہرحال باوجود اشتراک لفظی کے زلیخا کے "ہم" اور یوسف کے "ہم" میں زمین آسمان کا تفاوت ہے اسی لئے قرآن کریم نے دونوں کے "ہم" کو ایک ہی لفظ میں جمع نہیں کیا اور نہ زلیخا کے "ہم" کی طرح یوسف کے "ہم" پر "لام" اور "قد" داخل کیا گیا۔ بلکہ سیاق و لحاق میں بہت سی دلائل یوسف علیہ السلام کی طہارت ونزاہت پر قائم فرمائیں جو غور کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ تفصیل "روح المعانی"، اور "کبیر" وغیرہ میں موجود ہے ف ۴ "برہان" دلیل وحجت کو کہتے ہیں۔ یعنی اگر یوسف علیہ السلام اس وقت اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے تو قلبی میلان پر چل پڑتے دلیل کیا تھی؟ زنا کی حرمت وشناعت کا وہ عین الیقین جو حق تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا یا وہ ہی دلیل جو خود انھوں نے زلیخا کے مقابلہ میں "اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ" کہہ کر پیش کی بعض کہتے ہیں کہ خدا کی قدرت سے اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نظر آئے کہ انگلی دانتوں میں دبائے سامنے کھڑے ہیں بعض نے کہا کہ کوئی غیبی تحریر نظر پڑی جس پر اس فعل سے روکا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔ ف ۵ یعنی یہ برہان دکھانا اور ایسی طرح ثابت قدم رکھنا اس لئے تھا کہ یوسف ہمارے برگزیدہ بندوں میں ہیں لہٰذا کوئی چھوٹی بڑی برائی خواہ ارادہ کے درجہ میں ہو یا عمل کے، ان تک نہ پہنچ سکے۔ ف ۶ آگے یوسف تھے کہ جلدی دروازہ کھول کر نکل جائیں اور پیچھے زلیخا انھیں روکنے کے لئے تعاقب کر رہی تھیں۔ اتفاقاً یوسف کے قمیص کا پچھلا حصہ زلیخا کے ہاتھ میں آگیا۔ اس نے پکڑ کر کھینچنا چاہا۔ کھینچا تانی میں کرتہ پھٹ گیا۔ مگر یوسف جوں توں کر کے مکان سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے ادھر یہ دونوں آگے پیچھے دروازہ پر پہنچے، ادھر عورت کا خاوند عزیز مصر بھی پہنچ گیا۔ عورت نے فوراً بات بنانی شروع کی ف ۷ عورت نے الزام یوسف پر رکھا کہ اس نے مجھ سے برا ارادہ کیا۔ ایسے شخص کی سزا یہ ہونی چاہیے کہ جیلخانہ بھیجا جائے یا کوئی اور سخت مار پڑے۔ ف ۸ اب یوسف کو واقعہ ظاہر کرنا پڑا کہ عورت نے میرے نفس کو بے قابو کرنا چاہا۔ میں نے بھاگ کر جان بچائی۔ یہ جھگڑا ابھی چل رہا تھا کہ خود عورت کے خاندان کا ایک گواہ عجیب طریقہ سے یوسف کے حق میں گواہی دینے لگا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیرخوار بچہ تھا، جو خدا کی قدرت سے حضرت یوسف کی برارت ووجاہت عند اللہ ظاہر کرنے کو بول پڑا اور بعض علماء کہتے ہیں کہ بچہ نہیں کوئی مرد دانا تھا جس نے ایسی پتہ کی بات کہی۔ واللہ اعلم۔ ف ۹ اگر گواہ شیرخوار بچہ تھا جیسا کہ بعض معتبر روایات میں ہے تب تو اس کا بولنا اور ایسی گواہی دینا جو انجام کار یوسف کے حق میں مفید ہو، خود مستقل دلیل یوسف کی سچائی کی تھی۔ کرتہ کا آگے یا پیچھے سے پھٹا ہونا شہادت سے زائد بطور ایک علامت اور قرینہ کے سمجھنا چاہیے اور اگر گواہ کوئی مرد دانا تھا تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خارجی طریقہ سے حقیقت حال پر مطلع ہو چکا تھا مگر اس نے نہایت دانائی سے ایسے پیرایہ میں شہادت دی جو دفعتہً کسی کی جانبداری پر بھی محمول نہ ہو اور آخر کار یوسف کی برارت ثابت کر دے۔ جو پیرایہ اظہار واقعہ کا اُس نے اختیار کیا وہ غیر جانبداروں کے نزدیک نہایت معقول تھا۔ کیونکہ اگر عورت کے دعوے کے موافق یوسف نے (معاذ اللہ) اس کی طرف اقدام کیا تو ان کا چہرہ عورت کی طرف ہوگا تو ظاہر یہ ہے کہ کشمکش میں کرتہ بھی سامنے سے پھٹے اور اگر یوسف کا کہنا صحیح ہے کہ عورت مجھ کو اپنی طرف بلاتی تھی، میں دروازہ کی طرف بھاگا، اس نے پکڑنے کے لئے میرا تعاقب کیا تو کھلی ہوئی بات ہے کہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوگا کیونکہ اس صورت میں یوسف اس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ بلکہ اُدھر سے پیٹھ پھیر کر بھاگ رہے تھے۔ بہرحال جب دیکھا گیا کہ کرتہ آگے سے نہیں پیچھے سے پھٹا ہے تو عزیز نے سمجھ لیا کہ یہ سب عورت کا مکر و فریب ہے، یوسف قصوروار نہیں۔ چنانچہ اس نے صاف کہہ دیا کہ زلیخا کی پُرفریب کارروائی اسی قسم کی ہے جو عموماً عورتیں کیا کرتی ہیں اس نے یوسف سے استدعا کی کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ آئندہ اس کا ذکر مت کرو کہ سخت رسوائی اور بدنامی کا موجب ہے اور عورت کو کہا کہ یوسف سے یا خدا سے اپنے قصور کی معافی مانگ۔ یقیناً قصور تیرا ہی تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا ف۲ چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے ہوش ہوگئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے ف۳ ان کے روبرو یہ بات کہی تا وہ بھی سمجھاویں اور حضرت یوسف ڈر کر قبول کریں ف۴ کا علام معلوم ہوا ہوگا اپنے مانگنے سے قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے آسانی قبول نہ فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں، آدمی کو چاہیے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے، پوری بھلائی مانگے تو کر دے جو کچھ قسمت میں ہو!

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ یعنی شدہ شدہ شہر کی عورتوں نے کہنا شروع کیا کہ عزیز کی عورت اپنے نوجوان غلام پر مفتون ہوگئی چاہتی ہے کہ اسکے نفس کو بے قابو کر دے، غلام کی محبت اس کے دل کی تہ میں پیوست ہو چکی ہے، حالانکہ ایسے معزز عہدہ دار کی بیوی کے لئے یہ سخت شرمناک بات ہے کہ وہ ایک غلام پر گرنے لگے۔ ہمارے نزدیک اس معاملہ میں صریح غلطی پر ہے ف۲ عورتوں کی گفتگو کو مکر و فریب اسلئے کہا کہ مکاروں کی طرح چھپ چھپ کر یہ باتیں کرتی تھیں اور زلیخا پر طعن کر کے گویا اپنی پارسائی کا اظہار مقصود تھا یوسف کے بے مثال حسن و جمال کا شہرہ جس عورت کے کان میں پڑتا تھا اس کی دید کا اشتیاق دل میں چٹکیاں لینے لگتا تھا، کچھ عجب نہیں کہ زلیخا پر طعن و تشنیع اور نکتہ چینی کرنے والیوں کے دلوں میں یہی غرض پوشیدہ ہو کہ زلیخا کو غصہ دلا کر کسی ایسی حرکت پر آمادہ کریں جو یوسف کے دیدار کا سبب بن جائے۔ زلیخا کے دل میں کسی کی نفرت جما کر اپنی طرف مائل کر لینے کا موقع نکالیں ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ زلیخا نے بعض عورتوں کو اس معاملہ میں اپنا رازدار بنایا ہو، انہوں نے رازداری کی جگہ پردہ دری اور خود وہ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ بہرحال اپنی گفتگو کو نقاد مکر سے ادا کرنے میں یہ سب احتمالات ہیں ف۳ یعنی دعوت کے بہانے عورتوں کو بلا بھیجا اور کھانے پینے کی ایک مجلس ترتیب دی جس میں ایسی چیزیں بھی جو چاقو سے تراش کر کھانے کی تھیں چنانچہ کھانا اور میوے وغیرہ ان کے سامنے چن کر ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک چاقو دے دیا تاکہ تراشنے کے قابل چیزوں کے کھانے میں کسی کو کلفت اٹھانا نہ پڑے۔ یہ سب سامان درست کر کے اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جو کہیں پاس ہی موجود تھے آواز دی کہ ادھر نکل آئے۔ ان کا نکلنا تھا کہ بجلی سی کوند گئی۔ تمام عورتیں یوسف کے حسن و جمال کا دفعۃً مشاہدہ کر کے ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور مدہوشی کے عالم میں چھریاں پھلوں کی جگہ ہاتھ کاٹ لئے۔ گویا قدرت نے ایک مستقل دلیل یوسف علیہ السلام کی نزاہت پر صداقت قائم فرما دی کہ جس کے جمال جہاں آرا کی ذرا سی جھلک دیکھنے والی عورتوں کے ہوش گم کر دینے جبکہ یوسف نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کے حسن و خوبی کی طرف نہ دیکھا تو یقیناً واقعہ یوں ہی ہوا ہوگا کہ زلیخا اس کے جمال پر فریفتہ ہو کر ہوش و خرد کھو بیٹھی اور وہ معصوم فرشتہ کی طرح اپنا دامن عصمت بچا کر صاف نکل گیا ف۴ یعنی حسن و جمال اور نورانی صورت کے اعتبار سے فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے قوم اذا قوبلوا کانوا ملائکۃ ۔ حسنا وان قوتلوا کانوا عفاریتا ۔ یا حیا و عفت اور پاکدامنی جو چہرہ اور رفتار و گفتار سے ٹپک رہی تھی اسے دیکھ کر کہا کہ آدمی نہیں کوئی معصوم فرشتہ معلوم ہوتا ہے ف۵ اب زلیخا کو موقع ملا کہ عورتوں کے طعن و تشنیع کے تیر ان ہی کی طرف لوٹا دے، گویا اس وقت فذلکن الذی لمتننی فیہ کہہ کر اس شعر کا مضمون ادا کر رہی تھی ~

اس پست کہ عشق خوردہ و دل بردہ بسے ۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را !

ف۶ مجمع کا رنگ دیکھ کر زلیخا بالکل ہی کھل پڑی اور واقعہ کا صاف صاف اظہار کر دیا کہ بیشک میں نے اس کا دل لینا چاہا تھا مگر اس پیکر عفت نے اپنا آپ مضبوط تھامے رکھا اور کسی طرح قابو نہ دیا یوں خدا تعالیٰ نے شہر کی عورتوں کے مجمع میں حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال عصمت و عفت اور غایت نزاہت و طہارت کا آپ ہی ثبوت پیش کرا دیا۔ زلیخا کا حال اس وقت وہی تھا جو کسی نے کہا ہے ~

لا یکتم الحب ... الاشتیاق ۔ وانت تجهل ما ... الخلاق

ف۷ زلیخا کی اس گفتگو میں کچھ تو عورتوں پر اپنی معذوری اور نامرادی کا اظہار تھا تاکہ ان کی ہمدردی حاصل کر سکے اور کچھ یوسف علیہ السلام کو تہدید اور دھمکیوں سے مرعوب کرنا تھا کہ وہ خوفزدہ ہو کر آئندہ اس کی مطلب براری پر آمادہ ہو جائیں حالانکہ ~

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں ۔ کانجا ہمیشہ باد بدست است دام را !

ف۸ معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کا یہ عاشقانہ جنون اور مظلومانہ انداز بیان اس کی ہم جنسوں پر اثر کر گیا یا پہلے ہی سے کچھ وہ ہم رنگ ہوں گی۔ بہرحال لکھا ہے کہ اب عورتوں نے یوسف کو سمجھانا شروع کیا کہ تم کو اپنی محسنہ اور سیدہ کا کہنا ماننا چاہیے۔ خواہ مخواہ غریب پر ناحق ظلم کیوں کرتے ہو۔ پھر یہ بھی سوچ لو کہ نافرمانی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ خواہ مخواہ مصیبت مول لینے سے کیا فائدہ۔ کہتے ہیں کہ بظاہر زبان سے وہ زلیخا کی سفارش کر رہی تھیں مگر دل میں ہر ایک کا یوسف کو اپنی طرف کھینچنا چاہتی تھی۔ یوسف نے جب دیکھا کہ یہ عورت سب طرح پیچھے پڑی ہوئی ہے اور فتنہ ہر طرف پھیلنے لگا ہے تو نہایت عزم اور استقلال اور پیغمبرانہ استقامت سے بارگاہ احدیت میں درخواست کی کہ مجھے ان کے مکر و فریب سے بچائیے۔ اگر اس سلسلہ میں قید ہونا پڑے تو میں قید کو ارتکاب معصیت پر ترجیح دیتا ہوں اگر آپ میری دستگیری نہ فرمائیں گے تو ڈر ہے کہ بے عقل ہو کر ان کی طرف جھک پڑوں۔ یہاں یوسف علیہ السلام کی زبانی یہ جتلا دیا کہ انبیاء کی عصمت بھی حق تعالیٰ کی دستگیری کا ثمرہ ہے اپنی عصمت پر مغرور نہیں ہوتے جو عصمت کا سرچشمہ ہے اسی پر نظر رکھتے ہیں ف۹ یعنی ان کو عصمت و عفت پر پوری طرح ثابت قدم رکھا، کسی کا فریب چلنے

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ج

اور کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے اپنے غلام سے اس کا جی

اور کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے اپنے غلام سے اس کے جی کو

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ط اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ

فریفتہ ہو گئی اسکی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں وہ بہکی ہے صریح ف۱ پھر جب سنا اس نے ان کا فریب

فریفتہ ہو گیا اس کا دل اسکی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں اس کو صریح خطا پر ف۱ پھر جب سنا اس نے ان کا فریب ف۲

اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

بلا بھیجا ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں

بلا بھیجا ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں

سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ج فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ

چھری اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اسکو دہشت میں آ گئیں اس کے اور کاٹ ڈالے

ایک چھری اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اسکو ششدر رہ گئیں اور کاٹ ڈالے

اَيْدِيَهُنَّ ز وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ

اپنے ہاتھ اور کہنے لگیاں حاشا للہ نہیں یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہے

اپنے ہاتھ ف۳ اور کہنے لگیں حاشا للہ نہیں یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہے

كَرِيْمٌ ○ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ط وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ

بزرگ ف۴ بولی سو یہ وہی ہے کہ طعنہ دیا تم نے مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے چاہا اس سے

بزرگ ف۴ بولی یہ وہی ہے کہ طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اسکے واسطے ف۵ اور میں نے لینا چاہا تھا اس کا

عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ط وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَ

اس کا جی پھر اس نے تھام رکھا اور مقرر اگر نہ کرے گا جو میں اسکو کہتی ہوں البتہ قید پڑے گا اور

اس کا جی پھر اس نے تھام رکھا ف۶ اور بے شک اگر نہ کریگا جو میں اسکو کہتی ہوں تو قید میں پڑیگا اور

لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ

ہوگا بے عزت ف۷ یوسف بولا اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی طرف مجھ

ہوگا بے عزت ف۷ یوسف بولا اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی طرف مجھ

اِلَيْهِ ج وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ

کو بلاتیاں ہیں اور اگر تو نہ دفع کریگا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں ان کی طرف اور ہو جاؤں

کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کریگا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو جاؤں گا انکی طرف اور ہو جاؤں گا

الْجٰهِلِيْنَ ○ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ط اِنَّهٗ هُوَ

بے عقل سو قبول کر لی اسکی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس سے ان کا فریب البتہ وہ ہے

بے عقل ف۸ سو قبول کر لی اسکی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس سے ان کا فریب ف۹ البتہ وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ

سننے والا خبردار ف۱ پھر یوں سوجھا لوگوں کو وہ نشانیاں دیکھنے بعد کہ قید رکھیں اسکو

ہے سننے والا خبردار ف۱۰ پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کی ان نشانیوں کے دیکھنے پر کہ قید رکھیں اسکو

دیا۔ ف۱۰ یعنی سب کی دعائیں سنتا ہے اور خوب جانتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے آسانی قبول فرمائی کہ ان کا فریب دفع کر دیا، باقی قید ہونا تھا قسمت میں۔ آدمی کو چاہیے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے، پوری بھلائی مانگے، اگر ہو گا وہ جو قسمت میں ہے۔ ترمذی میں ہے کہ ایک شخص کو حضور نے یہ دعا مانگتے سنا "اللّٰهم انی اسئلک الصبر" (اے اللہ میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں) آپ نے فرمایا کہ تو نے اللہ سے بلا طلب کی کچھ کہ صبر تو بلا پر ہوگا۔ اب تو اس سے عافیت مانگ۔ فسئلہ العافیۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بنامی خلق میں عورت سے اتر ے یا اسواسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں ف۲ جس نے شراب دیکھی وہ بادشاہ کا شراب پلانے والا تھا دوسرا نان بائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، تو بری تہمت میں دونوں قید کئے آخر نان بائی پر ثابت ہوئی۔ ف۳ حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا، جانا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تا نہ گھبراویں کہ اگر کھانے کے وقت وہ بھی بتا دوں گا ف۴ یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق کے حق میں فضل ہے کہ ہم سے راہ پکڑیں ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ یعنی باوجود یکہ حضرت یوسف کی براءت و نزاہت کے بہت سے نشان دیکھ چکے تھے پھر بھی انکی مصلحت یہ ہوئی کہ یوسف کو ایک مدت تک قید میں رکھا جائے تاکہ عام لوگ سمجھیں کہ قصور یوسف ہی کا تھا، عورت بیچاری مفت میں بدنام ہوئی گویا عورت نے قید کی جو دھمکی دی تھی اسے پورا کر کے چھوڑا۔ ان لوگوں کی غرض تو یہ ہوگی کہ عورت سے یہ بدنامی زائل ہو۔ نیز ایک مدت تک یوسف اس کی نظر سے دور رہیں اور عورت کا مطلب یہ ہوگا کہ شاید قید کی سختیاں اٹھا کر یوسف کچھ نرم پڑ جائیں۔ اس طرح اپنا مطلب نکال سکوں ف۲ یعنی اسی زمانہ میں دو نوجوان قیدی جیل خانہ میں لائے گئے جن میں ایک بادشاہ مصر (ریان بن الولید) کا نان بائی اور دوسرا ساقی (شراب پلانے والا) تھا۔ دونوں بادشاہ کو زہر دینے کے الزام میں ماخوذ تھے۔ قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کی مروۃ و امانت، راست گوئی حسن اخلاق، کثرت عبادت، معرفت تعبیر اور ہمدردی خلائق کا چرچا تھا، یہ دونوں قیدی حضرت یوسف سے بہت مانوس ہو گئے اور بڑی محبت کا اظہار کرنے لگے ایک روز دونوں نے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ ساقی نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ بادشاہ کو شراب پلا رہا ہوں۔ نانبائی نے کہا میرے سر پر روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے نوچ کر کھا رہے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کو بزرگ دیکھ کر تعبیر مانگی ف۳ یوسف علیہ السلام نے اول ان کو تسلی دی کہ بیشک خوابوں کی تعبیر تمہیں بہت جلد معلوم ہوا چاہتی ہے روز مرہ جو کھانا تم کو ملتا ہے اس کے آنے سے پیشتر میں تعبیر بتلا کر فارغ ہو جاؤں گا لیکن تعبیر خواب سے زیادہ ضروری اور مفید ایک چیز پہلے تم کو سناتا ہوں، وہ یہ کہ تعبیر دینے کا یہ علم مجھ کو کہاں سے حاصل ہوا سو یاد رکھو کہ میں کوئی پیشہ ور کاہن یا نجومی نہیں بلکہ یہ سب علم کا سرچشمہ وحی اور الہام ربانی ہے جو مجھ کو حق تعالیٰ نے جس کی بدولت عطا فرمایا کہ میں نے ہمیشہ کافروں اور جاہل بت پرستوں کے دین و ملت کو چھوڑے رکھا الحمدللہ میرے مقدس آباؤ اجداد حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق حضرت یعقوب جیسے انبیاء و مرسلین کے دین توحید پر چلا اور ان کا اسوہ حسنہ اختیار کیا، ہمارا سب بڑا اور مقدم مطمح نظر یہی رہا کہ دنیا کی کسی چیز کو کسی درجہ میں بھی خدا کا شریک نہ بنائیں۔ نہ ذات میں، نہ صفات میں نہ افعال میں، نہ ربوبیت نہ معبودیت میں۔ صرف اسی کے آگے جھکیں اسی سے محبت کریں اسی پر بھروسہ رکھیں اور اپنا جینا مرنا سب اسی پر حمد و ثنا کے حوالہ کر دیں۔ بہرحال یوسف علیہ السلام نے موقع مناسب دیکھ کر نہایت موثر طرز میں ان قیدیوں کو ایمان و توحید کی طرف آنے کی ترغیب دی۔ پیغمبروں کا کام یہی ہوتا ہے کہ دعوت و تبلیغ حق کا کوئی مناسب موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ ان قیدیوں کے دل میری طرف متوجہ اور مجھ سے مانوس ہیں۔ قید کی مصیبت میں گرفتار ہو کر شاید کچھ نرم بھی ہو گئے ہیں۔ لاؤ ان حالات سے فرض تبلیغ کے ادا کرنے میں فائدہ اٹھائیں۔ اول ان کو دین کی باتیں سکھلائیں پھر تعبیر بھی بتلا دیں گے۔ یہ تسلی پہلے کر دی کہ کھانے کے وقت تک تعبیر معلوم ہو جائے گی تا وہ نصیحت سے اکتا نہ جائیں (تنبیہ) بہت سے مفسرین نے "لا یاتیکما طعام ترزقانہ" الخ کے معنی یہ لئے ہیں کہ جو کھانا تمہارے پاس جیل میں آتا ہے گھر میں آنے سے پہلے اس کی حقیقت میں تم کو مطلع کر دیا کرتا ہوں یعنی آج کیا کھانا آئے گا، کس قسم کا ہوگا۔ یہ تعبیر بتلانا کیا مشکل ہے۔ گویا اول حضرت یوسف نے معجزہ کی طرف توجہ دلا کر انہیں اپنی طرف تیقن دلانا چاہا تاکہ آئندہ جو نصیحت کریں زیادہ موثر واقع ہو۔ اس تقدیر پر یوسف کا یہ معجزہ ایسا ہی ہوگا جیسے حضرت مسیح نے فرمایا تھا وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم۔ مگر مترجم محقق رح نے پہلی تقریر اختیار کی ہے واللہ اعلم۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے (یعنی کافر جو انکی محبت و مدارات کرتے تھے اس سے) ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا۔ جانا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کر دی تا نہ گھبرائیں کہ کھانے کے وقت تک وہ بھی بتا دوں گا ف۴ یعنی ہمارا خالص توحید اور ملت ابراہیمی پر قائم رہنا فقط ہمارے حق میں بلکہ سارے جہان کے حق میں سراسر رحمت و فضل ہے کیونکہ خاندان ابراہیمی ہی کی شمع سے سب لوگ اپنے دلوں کے چراغ روشن کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت سے لوگ خدا کی اس نعمت عظیم کی قدر نہیں کرتے۔ چاہیے تھا کہ اس کا احسان مان کر راہ توحید پر چلتے وہ الٹی ناشکری کر کے کفر و عصیان کی راہ اختیار کرتے ہیں ف۵ یعنی مختلف انواع و اشکال کے چھوٹے بڑے دیوتا جن پر تم نے خدائی اختیارات تقسیم کر رکھے ہیں ان سے لو لگانا بہتر ہے یا اس اکیلے زبردست خدا سے جس کو ساری مخلوق پر کلی اختیار اور کامل تصرف و قبضہ حاصل ہے اور جس کے آگے نہ کسی کا حکم چل سکتا ہے نہ اختیار نہ اس سے کوئی بھاگ کر چھوٹ سکتا ہے نہ مقابلہ کر کے غالب آ سکتا ہے خود سوچ کر جواب دو ف۶ یعنی یہ ہی بے سند اور بے تکے نام ہیں جو تم نے یا تمہارے باپ دادا نے گھڑ رکھے ہیں جن کے نیچے حقیقت ذرہ برابر نہیں۔ ان ہی کے نام کے خداؤں کی پوجا کر رہے ہو۔ ایسے جاہلانہ اوہام پر انسان کو شرمانا چاہیے۔

حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٣٥﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ

ایک مدت ف۱ اور داخل ہوئے بندی خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں

ایک مدت ف۱ اور داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں

اَرٰىنِىْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِىْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ

دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر

دیکھتا ہوں کہ میں نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر

خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٦﴾

روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتا ہم کو اسکی تعبیر ہم دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا ف۲

روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اسکی تعبیر ہم دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا ف۲

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ

بولا نہ آنے پاویگا تم کو کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے

بولا نہ آنے پائیگا تم کو کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے

يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ

آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ مجھ کو سکھلایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا

آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ مجھ کو سکھلایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا

لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ

کہ یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور آخرت سے وہ منکر ہیں ف۳ اور پکڑا میں نے دین

کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور آخرت سے وہ لوگ منکر ہیں ف۳ اور پکڑا میں نے دین

اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ

اپنے باپ دادوں کا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام نہیں کہ شریک کریں اللہ کا

اپنے باپ دادوں کا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام نہیں کہ شریک کریں اللہ کا

مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن بہت

کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن بہت

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٨﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ

لوگ بھلا نہیں مانتے ف۴ اے رفیقو بندی خانہ کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر

لوگ احسان نہیں مانتے ف۴ اے رفیقو قید خانہ کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر

اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ۭ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ

یا اللہ اکیلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوا اس کے مگر نام ہیں کہ رکھ لئے ہیں

یا اللہ اکیلا زبردست ف۵ کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں

اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ

تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی کی سوا اللہ کے

تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند ف۶ حکومت نہیں ہے کسی کی سوا اللہ کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ فرمایا کہ ایک مارا جائیگا اس کو ظن کہا کہ تو ہے یہ حق نیک ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اس کو اٹکلا کہ بچے گا، معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں ہے اٹکل ہے مگر تعبیر جو اٹکل کرے سو نیک ہو حضرت یوسف نے اسباب کی سعی کی کہ میرا ذکر کرو بادشاہ پاس وہ قبول نہ ہوا تا یوسف کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے، کئی برس رہو قید میں۔ اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔ —————— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ف یعنی قدیم سے انبیاء علیہم السلام کی زبانی یہی حکم پہنچتا رہا کہ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک مت کرو وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ زخرف رکوع ۴ ف یعنی توحید خالص کے راستہ میں اینچ پینچ کچھ نہیں۔ سیدھی اور صاف سڑک ہے جس پر چل کر آدمی بے کھٹکے خدا تک پہنچتا ہے لیکن بہت لوگ حماقت یا تعصب سے ایسی سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھتے ف۳ فرض تبلیغ ادا کرنے کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ جس نے خواب میں شراب پلاتے دیکھا اس کی تعبیر یہی ہے کہ وہ بیداری میں بادشاہ کو شراب پلائیگا اور جس نے سر پر سے جانوروں کو روٹیاں کھاتے دیکھا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سولی دیا جائے گا۔ پھر جانور اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ تعنی وہ

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اس نے فرمادیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے راہ سیدھی پر بہت

اس نے فرمادیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو ف۱ یہی ہے راہ سیدھا پر بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ

لوگ نہیں جانتے اے رفیقو بندی خانہ کے ایک جو ہے تم دونوں میں سو پلاویگا اپنے خاوند

لوگ نہیں جانتے ف۲ اے رفیقو قید خانہ کے ایک جو ہے تم دونوں میں سو پلائیگا اپنے خاوند کو

خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ

کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی چڑھے گا پھر کھاویں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا

شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائیگا پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا

الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ؕ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ

کام جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا اسکو جسکو اٹکلا کہ بچے گا ان دونوں میں

وہ کام جس کی تحقیق تم چاہتے تھے ف۳ اور کہہ دیا یوسف نے اسکو جس کو گمان کیا تھا کہ

مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ

میرا ذکر کرو اپنے خاوند کے پاس سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا

بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس ف۴ سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا

ع ۵ ۱۵

فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ

قید میں کئی برس ف اور کہا بادشاہ نے میں خواب دیکھتا ہوں سات گائیں

قید میں کئی برس ف۵ اور کہا بادشاہ نے میں خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ

موٹی ان کو کھاتیاں ہیں سات دبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی

موٹی ان کو کھاتی ہیں سات گائیں دبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی ف۶

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا

اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر کرتے بولے

اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے ف۷ بولے

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝ وَقَالَ

یہ اڑتے خواب ہیں اور ہم کو تعبیر خوابوں کی معلوم نہیں اور بولا

یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی تعبیر معلوم نہیں ف۸ اور

الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ۝

وہ جو بچا تھا ان دونوں میں اور یاد کیا مدت کے بعد میں بتاؤں تم کو اسکی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو

بولا وہ جو بچا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آگیا اس کو مدت کے بعد میں بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو ف۹

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

جاکر کہا یوسف اے سچے حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں موٹی ان کو کھاویں سات

بادشاہ سے جاکر کہا اے یوسف اے سچے ف۱۰ حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں موٹی اور ان کو کھائیں سات

کا فیصلہ یہی ہے جو کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا، جو بات تم پوچھتے تھے وہ میں نے بتلا دی۔ یہ بالکل طے شدہ امر ہے جس میں تخلف نہیں ہو سکتا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساقی نے مرخوانا کی تہمت سے بری ہو گیا اور خبازو (نان بائی) کو جرم ثابت ہونے کی وجہ سے سزائے موت دی گئی۔ ف۴ یہاں ظن یقین کے معنی میں ہے جیسے اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ میں یعنی یوسف علیہ السلام کو دونوں میں سے جس شخص کی بابت یقین تھا کہ بری ہو جائیگا جب وہ قید خانہ سے نکلا تو فرمایا اپنے بادشاہ کی خدمت میں میرا بھی ذکر کرنا کہ ایک شخص بے قصور قید خانہ میں پڑا ہوا ہے، شاید اس کی ضرورت نہیں۔ غرض قید خانہ کی مصیبت [illegible] ف۵ یعنی شیطان نے چھوٹنے والے قیدی کے دل میں [illegible] غفلت ڈال کر اپنا تغافل کیا کہ اس بادشاہ کے سامنے اپنے محسن بزرگ یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا یاد نہ رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یوسف کو کئی سال اور قید میں رہنا پڑا۔ مدت دراز کے بعد جب بادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور اس کی تعبیر کسی کی سمجھ میں نہ آئی تب اس شخص کو یوسف علیہ السلام یاد آئے جیسا کہ آگے آتا ہے وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اور وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ کہیں نسبت شیطان کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ اعمال وسوسہ اندازی کا ذریعہ سبب بن گیا تھا۔ حضرت موسیٰ کے رفیق سفر نے کہا تھا وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ کہف رکوع ۹۔ لیکن مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے فاَنْسٰىهُ کی ضمیر یوسف کی طرف راجع کی ہے۔ یہاں بھی جو اس نسیان کا نتیجہ طویل قید کی صورت میں ظاہر ہوا۔ تاہم حضرت شاہ صاحب کی تقریر کے موافق اس میں یہ تنبیہ ہو گئی کہ یوسف کا دل ظاہری اسباب پر نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ ابن جریر اور ذہبی وغیرہ نے بعض سلف سے نقل کیا ہے کہ وہ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ کی ضمیر یوسف علیہ السلام کی طرف راجع کرتے ہیں گویا اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ کہنا ایک طرح کی غفلت تھی جو یوسف علیہ السلام کو عارض ہوئی۔ انہوں نے قیدی سے کہا کہ اپنے رب سے میرا ذکر کرنا حالانکہ چاہیئے تھا کہ سب ظاہری سہارے چھوڑ کر وہ خود اپنے رب سے فریاد کرتے۔ بیشک کسی شدائد کے وقت مخلوق سے ظاہری استعانت اور اسباب کی مباشرت مطلقاً حرام نہیں ہے لیکن ابرار کی حسنات مقربین کی سیئات بن جاتی ہیں یہ بات اعلیٰ مقام والوں کے لئے کھٹکے کی ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے منصب عالی کے اعتبار سے یہ بات ایک قسم کی تقصیر بن جاتی ہے۔ امتحان ابتلاء کے موقع پر انبیاء کی شان رفیع اسی کو مقتضی ہے کہ رخصت پر نظر نہ کریں، انتہائی عزیمت کی راہ چلیں۔ چونکہ حضرت یوسف کا اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ کہنا عزیمت کے خلاف تھا اس لئے مقربین تنبیہ ہوئی کہ کئی سال تک مزید قید کھانی پڑی اور اسی سے انساء کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب تفسیر وحیدی ف۶ یعنی سات دبلی گائیں سات موٹی گائیں کو کھا رہی ہیں اور وہ سوکھی بالیں ہری بالوں پر لپٹی ہیں اور انہیں خشک کر دیتی ہیں۔ یہ خواب بادشاہ مصر ریان ابن الولید نے دیکھا جو آخر کار حضرت یوسف کی رہائی اور ظاہری عروج کا سبب بنا یوسف علیہ السلام کے قصہ میں بتلایا اس پر متنبہ فرمایا ہے کہ خدا جب کوئی بات چاہتا ہے غیر متوقع طریقے سے اس کے لئے ایسے اسباب فراہم کر دیتا ہے جن کی طرف آدمی کا خیال نہیں جاتا ف۷ یعنی اگر اس فن میں کچھ مہارت رکھتے ہو تو میرے خواب کی تعبیر بتلاؤ ف۸ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس فن سے جاہل تھے اپنے جہل کا صاف لفظوں میں اقرار کرنے سے شرمائے تو یوں بات بنا دی کہ یہ کوئی خواب نہیں، محض پریشان خیالات ہیں، بسا اوقات انسان کو نیند میں ایسی چیزیں نظر آ جاتی ہیں جو لائق التفات نہیں، نہ ہم ایسے خوابوں کی تعبیر کا علم رکھتے ہیں کیونکہ وہ علم تعبیر کے اصول کے ماتحت نہیں ہوتے ف۹ اب خواب کے سلسلے میں ساقی کو جو قید سے چھوٹ کر آیا تھا مدت کے بعد حضرت یوسف یاد آئے۔ اس نے بادشاہ اور اہل دربار سے کہا کہ اگر مجھے ذرا جانے کی اجازت دو تو میں اس خواب کی تعبیر لا سکتا ہوں۔ قید خانہ میں ایک مقدس بزرگ فرشتہ صورت موجود ہیں جو فن تعبیر کا ماہر ہو ممکن ہے (اس نے اپنے خواب کا قصہ بھی ذکر کیا ہو) میں تعبیر لینے کے لئے اس کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں چنانچہ اجازت دی گئی۔ ف۱۰ اس نے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ عرض کیا جو آگے آتا ہے ف۱۰ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ یعنی اے سچ بولنے والے پہلے تجربہ کر چکے ہیں۔ جو بات کبھی آپ کی زبان سے نکلی سچ ہو کر رہی۔ امید ہے جو تعبیر اس خواب میں دیں گے وہ بھی ٹھیک ہو کر رہیگی یہ لفظ اشارہ کر رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے صدق و دیانت کا نقش کس طرح عام و خاص کے قلوب پر بیٹھا ہوا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی بہری قدر معلوم ہو ف ۲ رس نچوڑ نا واسطے شراب کے فرمایا اور سات برس ذخیرہ بال میں رکھوایا تا زمین میں گل نہ جاوے۔ سات برس قحط رہیگا جب تک یہ بڑے ف ۳ دی تحقیق ہوا اگر وہ عورتیں شاہد ہیں ... ایک کا فریب تھا اور سب اس کی مدد گار رہیں اور فریب والی کا نام نہ لیا تھا پرورش کرا اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کہہ دیا ... ف یوسف نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب

بادشاہ جبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں

از شاہ عبد القادر صاحب رح

ف یعنی خواب کی تعبیر اور اس کے ذریعے سے آپکی قدر و منزلت معلوم ہو۔ ف ۲ یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتلانے میں دیر نہ کی نہ کوئی شرط لگائی نہ اس شخص کو سرزنش کی کہ مجھ کو اتنی مدت کے بعد اب یاد کیوں آیا۔ یہ شان انبیاء علیہم السلام کے اخلاق و ... تدبیر، تبشیر آپکے کلام کا حاصل یہ تھا کہ سات موٹی گائیں اور سات ہری بالیں سات برس ہیں جن میں متواتر خوشحالی رہے گی، ... میں خوب پیداوار ہوگی

عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

دبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی کہ میں لے جاؤں لوگوں کے پاس شاید ان کو

دبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ لے جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو

يَعْلَمُوْنَ ○ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ

معلوم ہو ف کہا تم کھیتی کروگے سات برس لگ کر سو جو کاٹو اس کو چھوڑ دو

معلوم ہو ف کہا تم کھیتی کروگے سات برس جم کر سو جو کاٹو اس کو چھوڑ دو

فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ

اس کی بال میں مگر تھوڑا جو تم کھاتے ہو پھر آویں گے اس کے پیچھے سات برس

اس کی بال میں مگر تھوڑا سا جو تم کھاؤ ☆ پھر آئیں گے اس کے بعد سات برس

شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ

سختی کے کھا دیں جو رکھا تم نے ان کے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے پھر آوے گا

سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے پھر آئے گا

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ○ ع وَقَالَ

اس پیچھے ایک برس اس میں مینہ پاویں گے لوگ اور اس میں رس نچوڑیں گے ف ۲ اور کہا

اس کے پیچھے ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے ف ۳ اور

الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ

بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس پاس بھیجا آدمی کہا پھر جا اپنے خاوند پاس

کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی کہا لوٹ جا اپنے خاوند کے پاس

فَسْـَٔــلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ

اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب

اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے ف ۵ میرا رب تو ان کا فریب سب

عَلِيْمٌ ○ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ

جانتا ہے ف ۶ کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے جی سے بولیاں

جانتا ہے ف ۶ کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کی حفاظت سے

حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ

حاشا للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ برائی بولی عورت عزیز کی اب

بولیں حاشا للہ ہم کو معلوم نہیں اس میں کچھ برائی بولی عورت عزیز کی اب

حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ ذٰلِكَ

کھل گئی سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ سچا ہے ف ۷ یوسف نے کہا

کھل گئی سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ سچا ہے ف ۷ یوسف نے کہا یہ

لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ○

اتنا اس واسطے کہ وہ عزیز معلوم کرے کہ میں نے چوری نہیں کی اس کی چھپ کر اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغا بازوں کا

اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لیوے کہ میں نے اس کی چوری نہیں کی چھپ کر اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغا بازوں کا ف ۸

مرتب کا اندازہ ہوتا ہے پھر وہ صرف خواب کی تعبیر بتلا رہا تھا۔ آپ نے تین چیزیں عطا فرمائیں: تعبیر، تدبیر، تبشیر۔ آپ کی تعبیر کا حاصل یہ تھا کہ سات موٹی گائیں اور سات ہری بالیں سات برس ہیں جن میں خوب پیداوار ہوگی اور سات سال قحط کے آئیں گے۔ سات سوکھی بالیں جو موٹی گایوں اور ہری بالوں کو ختم کر دیں گی۔ تعبیر بتلانے کے دوران میں حضرت یوسف نے ازراہ شفقت و ہمدردی خلائق ایک تدبیر بھی تلقین فرمائی کہ اول سات سال میں جو پیداوار ہو اسے بڑی حفاظت سے رکھو اور کفایت شعاری سے اٹھاؤ۔ کھانے کے لئے جس قدر غلہ کی ضرورت ہو اسے الگ کر لو اور تھوڑا تھوڑا احتیاط سے کھاؤ، باقی غلہ بالوں میں رہنے دو تاکہ کیڑے وغیرہ سے محفوظ رہے اور سات سال کی پیداوار چودہ سال تک کام آئے۔ ایسا کرو گے تو قحط کا مقابلہ کرنا دشوار نہ ہوگا۔ یہ تعبیر و تدبیر بتلانے کے بعد انہیں بشارت سنائی جو خالباً آپ کو وحی سے معلوم ہوئی ہوگی یعنی سات سال قحط رہنے کے بعد جو سال آئے گا اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے فریاد رسی ہوگی اور خوب مینہ برسیگا کھیتی باڑی پھل میوے نہایت افراط سے پیدا ہوں گے، جانوروں کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے۔ انگور وغیرہ نچوڑنے کے قابل چیزوں سے لوگ شراب کشید کریں گے۔ یہ آخری بات سائل کے حسب حال فرمائی کہ وہ پہلے شراب پلانے کا کام کرتا تھا۔ ف ۴ بادشاہ کو تو پہلے ہی ساقی کے تذکرہ سے حضرت یوسف کا معتقد کر دیا تھا۔ جب خواب کی وہ نفیس تعبیر اور رعایا کی ہمدردی کی تدبیر سنی تو ان کے علم و فضل، عقل و دانش اور اخلاق کا سکہ اس کے دل پر بیٹھ گیا۔ فوراً حکم دیا کہ ایسے شخص کو میرے پاس لاؤ تا اس کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوں اور اس کے مرتبہ و قابلیت کے موافق عزت کروں۔ قاصد پیام شاہی لے کر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا مگر یوسف کی نظر میں اپنی دینی و اخلاقی پوزیشن کی برتری اور صفائی اعلیٰ سے اعلیٰ دنیوی عزت و وجاہت سے زیادہ اہم تھی۔ آپ جانتے تھے کہ پیغمبر اور داعی کی نسبت لوگوں کی ادنیٰ بدگمانی بھی ہدایت و ارشاد کے کام میں بڑی بھاری رکاوٹ ہے۔ اگر آج میں بادشاہ کے فرمان کے موافق چپ چپاتے قید خانہ سے نکل گیا اور جس مجبوری تہمت کے سلسلہ میں سالہا سال قید و بند کے مصائب اٹھائیں اس کا علی الاعلان صاف ہونا نہ ہوا تو بہت ممکن ہے کہ بہت سے نادان لوگ میری عصمت کے متعلق تردد اور شبہ میں پڑے رہ جائیں اور حاسدین کچھ زمانہ کے بعد ان ہی بے اصل اتہامات سے فائدہ اٹھا کر کوئی اور منصوبہ میرے خلاف کھڑا کر دیں۔ ان مصالح پر نظر کرتے ہوئے آپ نے حکم شاہی کے امتثال میں جلدی نہ کی بلکہ نہایت صبر و استقلال کا مظاہرہ کرتے ہوئے قاصد کو کہا کہ تو اپنے مالک (بادشاہ) کے پاس جا کر دریافت کر کہ ان عورتوں کے قصہ کی کچھ حقیقت معلوم ہے جنہوں نے دعوت کے موقع پر اپنے ہاتھ کاٹ لیئے تھے۔ حضرت یوسف کو ان عورتوں کے ناموں کی تفصیل کہاں معلوم ہوگی۔ یہ خیال تھا کہ اب واقعہ ضرور عام شہرت حاصل کر چکا ہے اسی واقعہ کے ایک ممتاز جزو (ہاتھ کاٹنے) کو ظاہر کر کے بادشاہ کو توجہ دلائی کہ اس مشہور و معروف قصہ کی تفتیش و تحقیق کرے۔ غالباً اب وہ عورتیں بھی مل جائیں گی۔ ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین کی حدیث میں حضرت یوسف کے کمال صبر و تحمل کی اس طرح داد دی ہے لو لبثت فی السجن ما لبث یوسف لاجبت الداعی۔ اگر میں اتنی مدت قید میں رہتا جتنا یوسف رہے تو بلانے والے کی اجابت کرتا، یعنی فوراً ساتھ ہو لیتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس میں حضرت یوسف کے صبر و تحمل کی تعریف اور لطیف رنگ میں اپنی عبودیت کا اظہار ہے۔ ہم نے اس مضمون کی تفصیل شرح صحیح مسلم میں کی ہے یہاں اختصار کی وجہ سے زیادہ نہیں لکھ سکتے۔ ف ۵ حضرت یوسف نے "سب کا فریب" فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس کی مددگار رہیں اور اصل فریب والی کا نام شاید حق پرورش کی وجہ سے نہیں لیا۔ ... گول مول فرمایا کیونکہ جانتے تھے کہ اصل حقیقت آخر کھل کر رہیگی۔ کذا فی موضح۔ ف ۶ بادشاہ نے دریافت کرنے کا ایسا عنوان اختیار کیا گویا وہ پہلے سے خبر رکھتا ہے تا کہ ان کو جھوٹ بولنے کی ہمت نہ ہو۔ نیز یوسف علیہ السلام کی استقامت و صبر کا اثر پڑا ہوگا کہ ان کے ... اظہار براءت کے حیل سے نکلنا گوارا نہیں کرتے اور ان ربی بکیدہن علیم ... ان کے کید کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ادھر ساقی وغیرہ نے واقعات سنائے ہوں گے ان سے یوسف کی نزاہت اور عورتوں کے مکر کی تائید ہوئی ہوگی۔ ف ۷ سب عورتوں کی متفقہ شہادت کے بعد خود زلیخا نے بھی صاف اقرار کر لیا کہ قصور میرا ہے، یوسف بالکل سچے ہیں۔ بیشک میں نے ان کو اپنی جانب مائل کرنا چاہا تھا لیکن وہ ایسے نہ تھے کہ میرے داؤ میں آجاتے۔

ف یعنی اتنی تحقیق و تفتیش اسلئے کرائی کہ میری براءت و عصمت و دیانت بالکل آشکارا ہو جائے اور لوگ معلوم کر لیں کہ خائنوں اور دغا بازوں کا فریب اللہ چلنے نہیں دیتا چنانچہ عورتوں کا فریب نہ چلا۔ آخر حق ہو کر رہا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ۔ اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا ف۲ انھوں نے آپ یہ خدمت طلب کی تا محبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آتی ۔ ف۳ یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اور اولاد ابراہیم اسی طرح شام سے مصر میں آ رہے اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا ہمارے حضرت کو ف۴ جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بیچا اپنے ملک والوں کو اور پردیسیوں کو برابر مگر پردیسی کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے [illegible] میں اناج سستا ہے ان کے بھائی غلے خریدنے کو آئے ف۵ سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا سگا بھائی تھا ۔ اس کو بلوایا ۔ —— از شاہ عبد القادر صاحب

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو ۔ جی تو سکھاتا ہے برائی ۔ مگر جو رحم کیا

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو ۔ بے شک جی تو سکھلاتا ہے برائی ۔ مگر جو رحم کر دیا

رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ

میرے رب نے ۔ بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان ۔ اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس میں خاص کر رکھوں

میرے رب نے ۔ بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان ف۱ ۔ اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس میں خالص کر رکھوں

لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ۝

اس کو اپنے کام میں ۔ پھر جب بات چیت کی اس سے کہا کہ تو نے آج ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ف۱

اس کو اپنے کام میں ف۲ ۔ پھر جب بات چیت کی اس سے کہا واقعی تو نے آج سے ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ف۳

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ

یوسف نے کہا مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر ۔ میں خوب نگہبان ہوں خبردار ف۲ ۔ اور یوں

یوسف نے کہا مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر ۔ میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا ف۴ ۔ اور یوں قدرت

مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ

قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں ۔ جگہ پکڑتا اس میں جہاں چاہتا ۔ پہنچا دیتے ہیں ہم

دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں ۔ جگہ پکڑتا تھا اس میں جہاں چاہتا ف۵ ۔ پہنچا دیتے ہیں ہم

بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ

اپنی مہر جس کو چاہیں ۔ اور ضائع نہیں کرتے ہم نیگ بھلائی والوں کا ۔ اور نیگ آخرت کا

رحمت اپنی جس کو چاہیں ۔ اور ضائع نہیں کرتے ہم بدلا بھلائی والوں کا ۔ اور ثواب آخرت کا

خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ

بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور رہے پرہیزگاری میں ف۳ ۔ اور آئے بھائی یوسف کے

بہتر ہے ان کو جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری میں ف۶ ۔ اور آئے بھائی یوسف کے

فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ

پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچانا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے ف۴ ۔ اور جب تیار کر دیا ان کو

پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچان لیا انکو اور وہ نہیں پہچانتے ف۷ ۔ اور جب تیار کر دیا انکو

بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ

ان کا اسباب ۔ اور کہا لے آئیو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے ۔ نہیں دیکھتے ہو کہ میں

ان کا اسباب ۔ کہا لے آؤ میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے ۔ تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں

اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ

پوری دیتا ہوں بھرتی ۔ اور خوب اتارتا ہوں ف۵ ۔ پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو بھرتی نہیں تم کو

پورا دیتا ہوں ناپ اور خوب طرح اتارتا ہوں مہمانوں کو ف۸ ۔ پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں

لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا

میرے نزدیک ۔ اور میرے پاس نہ آئیو ۔ بولے ہم خواہش کریں گے اس کے باپ سے ۔ اور البتہ ہم کو

میرے نزدیک ۔ اور میرے پاس نہ آنا ف۹ ۔ بولے ہم خواہش کریں گے اس کے باپ سے ۔ اور ہم کو

ف۱ چونکہ حضرت یوسف نے اپنی براءت پر بہت زیادہ زور دیا [illegible] تحدیث نعمت اور خودستائی کا شبہ گزرتا [illegible] حقیقت کھول دی [illegible] پاک صاف رہنے میں اپنے نفس پر بھروسہ کر سکتا ہوں ۔ محض خدا کی رحمت و اعانت [illegible] انسانی کا مرغوب [illegible] خدا تعالیٰ خصوصی توفیق [illegible] «اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ» [illegible] نفس مطمئنہ کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے [illegible] «ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ» [illegible] کا اقرار کر کے کہا کہ میں اقرار و اعتراف سے عزیز کو معلوم کرانا ہے کہ میں نے اس کے پیچھے کوئی بڑی خیانت نہیں کی ۔ بیشک یوسف کو پھسلایا تھا [illegible] [illegible] آدمیوں کی طرح نفس کی شرارتوں سے میں بھی پاک نہیں ۔ ان سے تو یوسف جیسا پاکباز انسان ہی محفوظ رہ سکتا ہے جس پر خدا کی خاص مہربانی اور رحمت ہے [illegible]

ف۲ [illegible] معتقد ہو چکا تھا [illegible] نہایت معزز و معتبر ہو کر رہو گے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اب عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا [illegible]

ف۳ [illegible] مخلوق کی خیرخواہی اور حکومت کی اعلیٰ حالت کو مضبوط رکھ سکیں ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام دنیا کی عقل بھی کامل رکھتے ہیں [illegible] اہل ہوں اور دوسرے سے یہ کام انجام نہ پائے [illegible] [illegible] بن الولید بادشاہ تھا [illegible] عزیز مصر کا انتقال ہوا تو اس کی عورت زلیخا نے آپ سے شادی کر لی [illegible] جو بھلائی اور نیکی کا راستہ اختیار کرے [illegible] حضرت یوسف کو سب چیزیں عنایت فرمائیں ۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ کا اجر سو وہ ایک ایماندار و پرہیزگار کے لئے دنیا کے اجر سے کہیں بہتر ہے ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں «یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اولاد ابراہیم اس طرح شام سے آئی مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو ، اللہ نے عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا ہمارے حضرت کو» (موضح القرآن میں ہے) «جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے ، خواب کے موافق سات برس خوب آبادی کی اور ملک کا اناج بھرتے گئے ، پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بیچا اپنے ملک والوں کو اور پردیسیوں کو سب کو برابر مگر پردیسی کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے تھے ۔» [illegible]

[illegible] ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے ان کے بھائی خریدنے کی غرض سے آئے ۔ [illegible] [illegible] بیان کیا ۔ [illegible] [illegible] [illegible] (بقیہ بر صفحہ [illegible])

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ جو قیمت لائے وہ چھپا کر اناج کے بوجھوں میں ڈال دی احسان کر کر ف۲ ظاہر کا اسباب بھی پختہ کر لیا اور بھروسہ اللہ پر رکھا یہی حکم ہر کسی کو۔ — از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لَفٰعِلُوْنَ ○ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ

کرتا ہے ۔ اور کہہ دیا خدمتگاروں کو اپنے رکھ دو ان کی پونجی ان کے بوجھوں میں شاید

یہ کام کرتا ہے ف۱ اور کہہ دیا اپنے خدمتگاروں کو رکھ دو ان کی پونجی ان کے اسباب میں شاید

يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا

اس کو پہچانیں جب پھر کر جاویں اپنے گھر شاید وہ پھر آویں ف پھر جب پھر گئے

اس کو پہچانیں جب پھر کر پہنچیں اپنے گھر شاید وہ پھر آجائیں ف۲ پھر جب پہنچے

اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا

اپنے باپ پاس بولے اے باپ بند ہوئی ہم سے بھرتی سو بھیج ہمارے ساتھ بھائی ہمارا

اپنے باپ کے پاس بولے اے باپ روک دی گئی ہم سے بھرتی سو بھیج ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو

نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ

کہ بھرتی لاویں اور ہم اس کے نگہبان ہیں کہا میں اعتبار کروں تمہارا اسپر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا

کہ بھرتی لے آئیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں ف۳ کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اسپر مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا

عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ وَلَمَّا

اس کے بھائی پر پہلے سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان اور جب

اس کے بھائی پر اس سے پہلے سو اللہ بہتر ہے نگہبان اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان ف۴ اور جب

فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

کھولی اپنی چیز بست پائی اپنی پونجی پھر آئی ان کی طرف بولے اے باپ

کھولی اپنی چیز بست پائی اپنی پونجی کہ پھیر دی گئی ان کی طرف بولے اے باپ

مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا

دے جو ہم مانگتے ہیں یہ پونجی ہماری پھیر دی ہے ہم کو اور رسد لادیں ہم اپنے گھر کو اور خبرداری کریں اپنے بھائی

ہم کو اور کیا چاہیے یہ پونجی ہماری پھیر دی ہے ہم کو اب جائیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خبرداری

وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ○ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ

کی اور زیادہ لیویں بھرتی ایک اونٹ کی وہ بھرتی آسان ہے کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اسکو تمہارے ساتھ

کریں اپنے بھائی کی اور زیادہ لیویں بھرتی ایک اونٹ کی ف۵ وہ بھرتی آسان ہے ف۶ کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اسکو تمہارے ساتھ

حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ

جب تک دو مجھ کو عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے میرے پاس اس کو مگر کہ گھیرے جاؤ تم سارے

یہاں تک کہ دو مجھ کو عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے اسکو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب

فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ○ وَقَالَ يٰبَنِيَّ

پھر جب دیا اس کو عہد سب نے بولا ذمہ اللہ کا ہے جو باتیں ہم کہتے ہیں ف۱ اور کہا اے بیٹو

پھر جب دیا اس کو سب نے عہد بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے ف۷ اور کہا اے بیٹو

لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ

نہ داخل ہو جیو ایک دروازہ سے اور پیٹھو کئی دروازوں سے جدا جدا

نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا کئی دروازوں سے جدا جدا

بقیہ فوائد صفحہ ۳۱۳ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس طرح غائب کا حصہ دینا خلاف قاعدہ ہے۔ تم پھر آؤ تو بنیامین کو ساتھ لاؤ تب اس کا حصہ پا سکو گے میرے اخلاق اور مہمان نوازی کو تم خود مشاہدہ کر چکے ہو کیا اس کے بعد تمہیں اپنے چھوٹے بھائی کے لانے میں کچھ تردد ہو سکتا ہے؟ ف۹ یعنی نہ لائے تو یہ سمجھا جائیگا کہ تم جھوٹ بول کر اور دھوکہ دیکر خلاف قاعدہ ایک اونٹ زیادہ لینا چاہتے تھے اس کی سزا یہ ہوگی کہ آئندہ خود تمہارا حصہ بھی سوخت ہو جاوے گا بلکہ میرے پاس یا میرے قلمرو میں آنے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی گو باپ سے اس کا جدا کرنا سخت مشکل ہے تاہم ہماری کوشش ہوگی کہ باپ کو کسی تدبیر سے راضی کر لیں امید ہے کہ کسی نہ کسی طرح ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیں گے۔ ف۲ یعنی جو پونجی دے کر غلہ خریدا تھا حکم دیا کہ وہ بھی خفیہ طور پر ان کے اسباب میں رکھدو تاکہ گھر پہنچ کر اسباب کھولیں اور دیکھیں کہ غلہ کے ساتھ قیمت بھی واپس دے دی گئی تو دوبارہ ادھر آنے کی ترغیب مزید ہوگی ایسے کریم بادشاہ کہاں ملتے ہیں۔ اور ممکن ہے قیمت نہ موجود ہونے کی بنا پر دوبارہ واپس آنے سے مجبور رہیں اس لئے قیمت واپس کر دی بعض نے کہا کہ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے قیمت لینا مروت و کرم کے خلاف سمجھا ف۳ یعنی یوسف کی طرح اس کے متعلق کچھ تردد نہ کیجئے ہم جتنے ہوئے ہیں پوری طرح حفاظت کریں گے۔ ف یعنی یہی الفاظ "وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" تم نے یوسف کو ساتھ لیجاتے وقت کہے تھے پھر تمہارے وعدہ پر کیا اعتبار ہو۔ ہاں اس وقت ضرورت شدید ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا اس لئے تمہارے ساتھ بھیجتا تاکہ تقدیر معلوم ہو تو ملے سو میں اس کو خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں وہ ہی اپنی مہربانی سے اس کی حفاظت کریگا اور مجھ کو یوسف کی جدائی کے بعد دوسری مصیبت سے بچائیگا۔ ف۵ یعنی بنیامین کا حصہ ف۶ یعنی ایسی آسان بھرتی کو چھوڑنا نہیں چاہیے جس طرح ہو بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیجئے۔ بعض نے "ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ" کا اشارہ پہلے جو غلہ لائے تھے اس کی طرف کیا ہے اور یسیر کو بمعنی قلیل لیا ہے یعنی جو پہلے لائے ہیں وہ حاجت کے اعتبار سے تھوڑا ہے اور قحط کے زمانہ میں کہاں تک کام دیگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جس طرح بن پڑے ہم دوبارہ جائیں اور سب کا حصہ لیکر آئیں۔ ف یعنی تقدیر الٰہی سے کوئی ایسا حادثہ پیش آ جائے جس میں تم سب گھر جاؤ اور نکلنے کی کوئی سبیل نہ رہے تب تو میں کیا کہہ سکتا ہوں ہاں اپنے مقدور اور زندگی بھر بنیامین کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرو گے۔ یعنی عہد و پیمان اور قسمیں لیکر زیادہ تاکید اور اہتمام کے طور پر فرمایا "اَللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ" یعنی جو کچھ عہد و پیمان ہم اس وقت کر رہے ہیں وہ سب خدا کے سپرد ہیں اگر کسی نے خیانت اور بدعہدی کی وہ ہی سزا دیگا یا یہ کہ قول و قرار تو اپنے مقدور کے موافق پختہ کر رہے ہیں لیکن ان باتوں سے جو مقصد اصلی ہے وہ خدا کی حفاظت و نگہبانی ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ خدا نہ چاہے تو سارے اسباب و تدابیر دھری رہ جائیں، کچھ نہ ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "ظاہری اسباب بھی پختہ کرنے اور بھروسہ اللہ پر رکھنا یہی حکم ہے ہر کسی کو۔"

وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ

اور میں نہیں بچا سکتا تم کو اللہ کی کسی چیز سے حکم کسی کا نہیں سوا اللہ کے اسی پر میں نے بھروسا کیا

اور میں نہیں بچا سکتا تم کو اللہ کی کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے

وَعَلَیْهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَیْثُ اَمَرَهُمْ

اور اسی پر بھروسا چاہیئے بھروسا کرنیوالوں کو ف۱ اور جب داخل ہوئے جہاں سے کہا تھا ان کے

اور اسی پر بھروسہ چاہیئے بھروسہ کرنیوالوں کو ف۱ اور جب داخل ہوئے جہاں سے کہا تھا

اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ یُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ

باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی چیز سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب

ان کے باپ نے ف۲ کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے

یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

کے جی میں سو کر چکا اور وہ تو خبردار تھا ہمارے سکھائے سے لیکن بہت لوگ

جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن اکثر لوگوں کو

لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ۧ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ

ع ۱۱ / ۲

خبر نہیں رکھتے ف۳ اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکھا اپنے بھائی کو کہا میں ہوں

خبر نہیں ف۳ اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں

اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ

بھائی تیرا سو تو غمگین نہ رہ ان کاموں سے جو کرتے رہے ہیں ف۴ پھر جب تیار کر دیا ان کو اسباب انکا

بھائی تیرا سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو انہوں نے کئے ہیں ف۴ پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب انکا

جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ

رکھ دیا پینے کا باسن بوجھ میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والا اے قافلے والو

رکھ دیا پینے کا پیالہ اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اے قافلہ والو

اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝

تم مقرر چور ہو کہنے لگے منہ کر کر ان کی طرف تم کیا نہیں پاتے

تم تو البتہ چور ہو ف۵ کہنے لگے منہ کرکے ان کی طرف تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ف۶

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّاَنَا بِهٖ

بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا ماپ اور جو کوئی وہ لا دے اس کو ملے ایک بوجھ اونٹ کا اور

بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ اور جو کوئی اسکو لائے اسکو ملے ایک بوجھ اونٹ کا اور میں ہوں

زَعِیْمٌ ۝ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ

میں ہوں اسکا ضامن ف۷ بولے قسم اللہ کی تم کو معلوم ہے ہم شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں

اس کا ضامن ف۷ بولے قسم اللہ کی تم کو معلوم ہے ہم شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں

وَمَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ۝ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ۝

اور نہ ہم کبھی چور تھے بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو

اور نہ ہم کبھی چور تھے ف۸ بولے پھر کیا سزا ہے اسکی اگر تم نکلے جھوٹے ف۹

موضح قرآن ف۱ یہ فکر کا بچاؤ بتایا۔ پھر بھروسا اللہ پر کیا ف۲ وہ فکر تھی غلط نہیں اور اس کا بچاؤ کرنا روا ہے ف۳ یعنی جس طرح کہا تھا داخل ہوئے تو اگرچہ ان کو نظر نہ لگی لیکن تقدیر دوسری طرف سے آئی تقدیر دفع نہیں ہوتی، سو جن کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں، اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو ف۴ اس بھائی کو جو حضرت یوسف نے آرزو سے بلایا، اوروں کو حسد لگا، اس سفر میں ان کو بہت باتیں بری کہتے اور طعنے دیتے اب حضرت یوسف نے تسلی کر دی ف۵ یعنی بادشاہ کے پینے کا چاندی کا برتن یہ پیالہ اناج ناپنے کا اور تھوڑا اس میں پانی پیتے، حضرت یوسف نے ان کو چور کہلوایا جھوٹ نہیں حضرت یوسف کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا

اثر شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ برادران یوسف پہلا مرتبہ جو مصر گئے تھے عام مسافروں کی طرح بلا امتیاز شہر میں داخل ہو گئے تھے لیکن یوسف علیہ السلام کی خاص توجہات اور الطاف کو دیکھ کر یقیناً وہاں کے لوگوں کی نظریں ان کی طرف اٹھنے لگی ہوں گی۔ اب دوبارہ جانا خاص شان سے بلکہ کہنا چاہیئے کہ ایک طرح یوسف کی دعوت پر تھا۔ بنیامین بھی جن کی حفاظت و محبت حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف کے بعد بہت کرتے تھے بھائیوں کے ہمراہ تھے۔ یعقوب علیہ السلام کو خیال گزرا کہ ایک باپ کے گیارہ وجیہہ و خوش رو بیٹوں کا خاص شان سے بیک اجتماعی شہر میں داخل ہونا خصوصاً اس برتاؤ کے بعد جو عزیز مصر یوسف کی طرف سے لوگ پہلے مشاہدہ کر چکے تھے ایسی چیز ہے جسکی طرف عام نگاہیں ضرور اٹھیں گی اور نظر لگ جانا ایک حقیقت ہے (اور آجکل مسمریزم کے عجائبات تو بھی اسی قوت نگاہ کے کرشمے ہیں) یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو نظر بد اور حسد وغیرہ مکروہات سے بچانے کے لئے یہ ظاہری تدبیر تلقین فرمائی کہ متفرق ہو کر معمولی حیثیت سے شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہوں تاکہ خواہی نخواہی ملک کی نظریں ان کی طرف نہ اٹھیں، ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دیا کہ میں کوئی تدبیر کر کے قضاء و قدر کے فیصلوں کو نہیں روک سکتا۔ تمام کائنات میں حکم صرف خدا کا چلتا ہے، ہمارے سب انتظامات حکم الہی کے مقابلہ میں بیکار ہیں۔ ہاں تدبیر کرنا بھی اسی نے سکھلایا ہے اور جائز رکھا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ بچاؤ کی تدبیر کرے مگر بھروسہ صرف خدا پر رکھے۔ گویا لڑکوں کو سنا دیا کہ بہر حال تم بھی تدبیر کی جگہ دل سے خدا کی حفاظت پر بھروسہ رکھو۔ تدبیر پر مغرور نہ ہو ف۲ یعنی مختلف دروازوں سے علیحدہ علیحدہ ف۳ یعنی جس طرح کہا تھا داخل ہوئے تو اگرچہ نظر بد لگنے نہ لگی لیکن تقدیر دوسری طرف سے آئی۔ بنیامین کو الزام سرقہ کے سلسلہ میں روک لیا گیا۔ تقدیر دفع نہیں ہوتی۔ سو جن کو علم ہو ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں جمع ہو سکتے ہیں لیکن بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ یا صرف اسباب پر اٹکا کر کے تقدیر کا انکار کر بیٹھتا ہے یا تقدیر پر یقین رکھنے کے یہ معنی سمجھ لیتا ہے کہ اسباب کو معطل کر دیا جائے۔ البتہ عارف اور باخبر لوگ تقدیر و تدبیر کو جمع کرتے اور ہر ایک کو اس کے درجہ میں رکھتے ہیں ف۴ حضرت یوسف نے بنیامین کے ساتھ ممتاز معاملہ کیا اور خلوت میں آہستہ سے آگاہ کر دیا کہ میں تیرا حقیقی بھائی یوسف ہوں۔ جو مظالم ان علاتی بھائیوں نے ہم پر کئے کہ مجھے باپ سے جدا کر کے کنوئیں میں ڈالا، غلام بنا کر بیچا اور ہمارے باپ بھائی وغیرہ کو فراق کے صدمہ میں مبتلا کیا اب یہاں آتے ہوئے تمہارے ساتھ کوئی سختی کی۔ ان باتوں سے غمگین مت ہو۔ وقت آ گیا ہے کہ ہمارے سب غم غلط ہو جائیں اور سختیوں کے بدلے حق تعالیٰ راحت و عزت نصیب فرمائے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اس بھائی کو جو یوسف نے آرزو سے بلایا اوروں کو حسد ہوا اس سفر میں اسکو بات بات پر جھڑکتے اور طعنے دیتے، اب حضرت یوسف نے تسلی کر دی" ف۵ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے حکم سے ان کا غلہ لدوایا اور سامان سفر تیار کیا گیا تو ایک چاندی کا پیالہ اپنے بھائی بنیامین کے اسباب میں بلا اطلاع رکھ دیا۔ جس وقت قافلہ روانہ ہونے لگا محافظین کو پیالہ کی تلاش ہوئی۔ آخر ان کا شبہ اسی قافلہ پر گیا۔ قافلہ تھوڑی ہی دور نکلا تھا کہ محافظین میں سے کسی نے آواز دی کہ ٹھہرو، تم لوگ یقیناً چور معلوم ہوتے ہو (تنبیہ) اگر یہ لفظ یوسف کے حکم سے کہے گئے تو یہ مطلب ہوگا کہ کوئی مال چرانا ہے۔ تم وہ ہو جنہوں نے باپ کی چوری سے بھائی کو بیچ ڈالا ف۶ یعنی ہم کو خواہ مخواہ چور کیوں بناتے ہو۔ اگر تمہاری کوئی چیز گم ہو گئی ہے، وہ بتلاؤ، ہم ایسے ویسے لوگ نہیں، ہمارے اسباب میں تلاش کر لو۔ ف۷ محافظین نے کہا کہ بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ یا غلہ ناپنے کا پیمانہ گم ہو گیا ہے۔ اگر بدون حیل و حجت کے کوئی شخص حاضر کر دیگا تو غلہ کا ایک اونٹ انعام ملے گا۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں ف۸ یعنی مصر میں ہمارا چال چلن عام طور پر معلوم ہے کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ ہم نے یہاں کبھی کچھ شرارت کی؟ نہ ہم شرارتوں کے لئے یہاں آئے اور نہ چوروں کے خاندان سے ہیں ف۹ محافظین نے کہا کہ تم مضبوط قسمیں کھا رہے ہو۔ اگر مال مسروقہ تمہارے پاس سے برآمد ہو گیا تو کیا کرو گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذٰلِكَ نَجْزِي

کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ جس کے بوجھ میں پائے وہی جاوے اس کے بدلے میں ہم یہی سزا دیتے ہیں

کہنے لگے اسکی سزا یہ کہ جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں

الظّٰلِمِيْنَ ○ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۤءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا

گنہگاروں کو ف۱ پھر شروع کیا یوسف نے ان کی خرجیاں دیکھنی پہلے اپنے بھائی کی خرجی سے پیچھے وہ باسن نکالا خرجی سے

ظالموں کو ف۱ پھر شروع کیں یوسف نے انکی خرجیاں دیکھنی، اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے آخر کو وہ برتن نکالا

مِنْ وِّعَاۤءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ

اپنے بھائی کی یوں داؤ بتادیا ہم نے یوسف کو ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو

اپنے بھائی کی خرجی سے ف۲ یوں داؤ بتادیا ہم نے یوسف کو ف۳ وہ ہرگز نہ لے سکتا تھا اپنے بھائی

فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَاۤءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۤءُ

اس بادشاہ کے انصاف میں مگر جو چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کو چاہیں

کو دین میں اس بادشاہ کے مگر جو چاہے اللہ ف۴ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں ف۵

وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ○ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ

اور ہر علم والے سے اوپر ہے ایک خبردار ف۶ کہنے لگے اگر اس نے چرایا تو چوری کی اس کے ایک

اور ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا ف۶ کہنے لگے اگر اس نے چرایا تو چوری کی تھی اس کے ایک بھائی نے بھی

مِنْ قَبْلُ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ

بھائی نے بھی پہلے تب آہستہ کہا یوسف نے اپنے جی میں اور ان کو نہ جتایا بولا

اس سے پہلے ف۷ تب آہستہ سے کہا یوسف نے اپنے جی میں اور ان کو نہ جتایا کہا جی میں

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ○ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ

کہ تم اور بدتر ہو درجے میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بتاتے ہو ف۸ کہنے لگے اے عزیز

کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو ف۸ کہنے لگے اے عزیز

اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

اس کا ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں

اس کا ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں تو ہے

الْمُحْسِنِيْنَ ○ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا

تو ہے احسان کرنیوالا ف۹ بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس پاس پائی

احسان کرنے والا ف۹ بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس کے پاس پائی ہم نے

مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ○ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا

اپنی چیز تو تو ہم بے انصاف ہوئے پھر جب ناامید ہوئے اس سے اکیلے

اپنی چیز ف۱۰ تو تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے ف۱۱ پھر جب ناامید ہوئے اس سے اکیلے ہو بیٹھے

نَجِيًّا قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا

بیٹھے مصلحت کو بولا ان میں کا بڑا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد

مشورہ کرنے کو بولا ان میں کا بڑا کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد

موضح قرآن ف۱ حضرت یعقوب کے دین میں تھا کہ چور غلام ہو رہے ایک برس تک ف۲ اپنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ چور کو غلام کریں، اسی پر پکڑے گئے، نہیں تو اس بادشاہ کا یہ حکم نہ تھا ف۳ کہا تھے اس چوری کی کہ بھائی کو بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے، ان پر چوری کا طعن دیا وہ قصہ یہ کہ حضرت یوسف کو پھوپھی نے پالا۔ جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا اپنے پاس رکھیں، پھوپھی کو محبت تھی چھپا کر ایک پٹکا ان کی کمر باندھ دیا پھر اسکو ڈھونڈنے لگیں میں جرچا ہوا آخر ان کی کمر سے نکلا، موافق اس دین کے ایک برس پھوپھی پاس اور رہے ف۴ یعنی بیٹا بڑھے باپ کا ہاتھ پکڑنے پھرتا ہے

از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ اللہ

ف۱ یہ شریعت ابراہیمی میں چوری کی سزا تھی۔ یعنی جس کے پاس سے چوری نکلے وہ ایک سال تک غلام ہو کر رہے۔ برادران یوسف نے اپنے قانون شرعی کے موافق یہ سزا ذکر کر دیا کیونکہ انہیں پورا یقین تھا کہ ہم میں سے کوئی چور نہیں، چوری کا مال ہمارے پاس سے برآمد ہو سکتا ہے، اسی لئے اپنے اقرار سے خود پکڑے گئے۔ ف۲ یعنی اس گفتگو کے بعد موافقین انکو عزیز مصر (یوسف علیہ السلام) کے پاس لے گئے اور سب ماجرا کہہ سنایا، انہوں نے تفتیش کا حکم دیا۔ پہلے دوسرے بھائیوں کی خرجیاں (زنبیلیں) دیکھنے لگے، پیالہ آخر میں بنیامین کے اسباب کی تلاشی ہوئی چنانچہ پیالہ اس میں سے نکل آیا ف۳ یعنی تدبیر کی ہم نے یوسف کے لئے ف۴ یعنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ جس کے پاس مال نکلے غلام بنالو۔ اسی پر پکڑے گئے ورنہ حکومت مصر کا قانون یہ نہ تھا۔ اگر ایسی تدبیر خدا کی طرف سے نہ کی جاتی اور وہ اپنے اقرار میں بند نہ ہو جاتے تو ملکی قانون کے موافق کوئی صورت بنیامین کو روک لینے کی نہ تھی ف۵ یعنی جسے چاہیں حکمت و تدبیر سکھلائیں، یا اپنی تدبیر لطیف سے مرتبہ بلند کریں، دیکھو وہی لوگ جنہوں نے باپ کی چوری سے یوسف کو چند درہم میں بیچ ڈالا تھا آج یوسف کے سامنے چوروں کی حیثیت میں کھڑے ہیں۔ شاید اس طرح ان کی پچھلی غلطیوں کا کفارہ کرنا ہو گا ف۶ یعنی دنیا میں ایک آدمی کو زیادہ دوسرا اور دوسرے سے زیادہ تیسرا جاننے والا ہے مگر سب جاننے والوں کے اوپر ایک جاننے والا اور ہے جسے "عالم الغیب والشہادہ" کہتے ہیں۔ (تنبیہ) واضح ہو کہ اس تمام واقعہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان سے کوئی لفظ خلاف واقعہ نہیں نکلا نہ کوئی حرکت خلاف شرع ہوئی، زیادہ سے زیادہ انہوں نے توریہ کیا۔ توریہ کا مطلب ہے ایسی بات کہنا یا کرنا جس سے دیکھنے سننے والے کے ذہن میں ایک ظاہری اور قریبی مطلب آئے لیکن متکلم کی مراد دوسری ہو جو ظاہری مطلب سے بعید ہے اگر یہ توریہ کسی نیک اور محمود مقصد کے لئے کیا جائے تو اس کے جائز بلکہ محمود ہونے میں شبہ نہیں۔ اور کسی مذموم و قبیح غرض کیلئے ہو تو وہ توریہ نہیں دھوکا اور فریب ہے۔ یہاں حق تعالیٰ کو منظور تھا کہ یعقوب علیہ السلام کے ابتلاء اور امتحان کی تکمیل کر دی جائے۔ یوسف کے بعد بنیامین بھی ان سے جدا ہوں۔ ادھر مدت کے بچھڑے ہوئے دو حقیقی بھائی آپس میں مل کر رہیں۔ یوسف کو امتحان کی گھاٹیوں سے نکالنے کے بعد اوّل علاتی بھائیوں پھر حقیقی بھائی پھر والدین بزرگوار اور سب کنبہ سے بتدریج ملائیں، دوسری طرف برادران یوسف سے جو غلطیاں ہوئی تھیں کچھ تشکر کریں کھا کر وہ بھی خود رحم کے دروازہ پر پہنچ جائیں اور نہ معلوم کیا کیا حکمتیں پیش تھیں جن کی وجہ سے یوسف علیہ السلام کو تھوڑا سا توریہ کرنے کی حاجت ہوئی۔ انہوں نے پیالہ اپنے بھائی کے اسباب میں رکھا، پھر کسی پر چوری کا الزام لگایا نہ کہا کہ ہم فلاں کو چوری کی سزا میں پکڑتے ہیں۔ صورت یہ پیش آئی کہ بنیامین کو روکنے اور اپنے بھائی کے پاس عزت و راحت کے ساتھ رہنے کی سبیل نکل آئی۔ بعض ایسے الفاظ بیشک استعمال کئے جن کے معنی متبادر مراد نہ تھے یا بعض چیزوں پر سکوت کیا جن کی نسبت اگر جو پہلے آواز فاش ہو کر اصل مقصد فوت ہو جاتا۔ واللہ اعلم۔ ف۷ یہ اشارہ یوسف علیہ السلام کی طرف تھا۔ اپنی پاکبازی جتانے کے لئے بھی کوشش کی اور خاندان سے بنیامین کے جرم کو جدا کر دیا اور اتنی مدت کے بعد بھی یوسف معصوم پر جھوٹی تہمت لگانے سے نہ شرمائے۔ مفسرین نے اس موقع پر کئی قصے بیان کئے ہیں جن کی طرف برادران یوسف نے چوری کے لفظ میں اشارہ کیا تھا۔ انکی نقل کی یہاں ضرورت نہیں۔ ف۸ یعنی ایسا سخت لفظ سنکر بھی یوسف بے قابو نہیں ہوئے کیونکہ مصلحت خداوندی افشائے راز کو مقتضی نہ تھی۔ یوسف نے بات کو دل میں رکھا۔ جواب دیکر ان کے الزام کی حقیقت نہ کھولی اپنے جی میں کہا "اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ" یعنی اگر یہ چور ہے تو ان کو تم مجھے چور بتاتے ہو حالانکہ تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا۔ باقی میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ بعض مفسرین نے قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا الخ کا مطلب یہ لیا ہے کہ یوسف نے ان کو خطاب کر کے کہا کہ تم تو بڑے ہی بدتر لوگ ہو، ابھی تو کہہ رہے تھے "وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ" ہم چوروں میں سے نہیں، جب ایک بھائی کے اسباب میں سے مال برآمد ہوا تو اس کے ساتھ دوسرے غیر حاضر بھائی کو بھی ملوث کرنے لگے، گویا چوری کرنا تمہارا خاندانی پیشہ ہے والعیاذ باللہ، خدا خوب جانتا ہے کہ تم اپنے بیان میں کہاں تک سچے ہو، وہی تم کو غلط بیانی کی سزا دیگا ف۹ یعنی بوڑھے باپ کو بڑا صدمہ پہنچیگا، وہ ہم سب سے زیادہ اسکو اور اسکے بھائی یوسف کو چاہتے تھے یوسف کے بعد اسی سے اپنے دل کو تسلی دیتے ہیں۔ آپ اگر اسکی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں تو بڑی مہربانی ہوگی، آپ ہمیشہ مخلوق پر احسانات کرتے ہیں اور ہم پر خصوصی احسان فرماتے رہے ہیں، امید ہے ہم کو اپنے کرم سے مایوس نہ فرمائیں گے ف۱۰ یعنی خدا پناہ میں رکھے کہ ہم کسی کو بے سبب دوسرے کے بدلے میں پکڑنے لگیں۔ ہم تو صرف اسی شخص کو روکیں گے جس کے پاس اپنی چیز ملی ہو وہ بنیامین ہے جو حقیقی بھائی ہونے کی حیثیت سے ہمارے پاس رہیگا۔ یہاں بھی "اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗ" کی جگہ "اِلَّا مَنْ سَرَقَ" نہیں فرمایا جو مختصر تھا کیونکہ واقعہ کے خلاف ہوتا ف۱۱ یعنی مجرم کے بدلے میں بے قصور کو پکڑیں تو تمہارے خیال اور ...... قانون کے موافق ہم بے انصاف ٹھہریں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اور بھائیوں کو رخصت کیا، بڑا بھائی رہ گیا اس توقع پر شاید مہربان ہو کر خلاص کر دیں ف۲ یعنی تم کو قول دیا تھا اپنی دانست پر اور چوری کی خبر نہ تھی، یا ہم نے چور کو پکڑ کر رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق۔ یہ معلوم تھا کہ بھائی چور ہو
ف۳ یعنی بدگمانی سے اعتبار نہیں اب کے بھی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں، بیٹوں کی بنائی بات تھی، حضرت یوسف بھی بیٹھے تھے ف۴ غم کی بات منہ سے نہ نکالی تھی اس وقت بے اختیار آ نکلا ایسا درد
اتنی مدت دیدار رکھنا کس کا کام ہو سکتا ہے مگر ف۵ اس بیٹے کے جانے سے پھر یوسف کا غم تازہ ہوا ف۶ یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا اور یہ بھی جانتا ہوں
کہ یوسف زندہ ہے مجھ کو ملیگا پر آزمائش ہے دیکھوں کس حد کو پہنچ کر بس ہو ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ

مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ
اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حال میں سو میں نہ سرکوں گا اس ملک سے
اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حق میں سو میں تو ہرگز نہ سرکوں گا اس ملک سے

ع

حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝
جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا یا قضیہ چکادے اللہ میری طرف اور وہ ہے سب سے بہتر چکانے والا ف۱
جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا یا قضیہ چکاوے اللہ میری طرف اور وہ ہے سب سے بہتر چکانے والا ف۱

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ
پھر جاؤ اپنے باپ پاس اور کہو اے باپ تیرے بیٹے نے چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا
چلو جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا

اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ۝ وَسْــَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ
جو ہم کو خبر تھی اور ہم کو غیب کی خبر یاد نہ تھی ف۲ اور پوچھ لے اس بستی سے جس
جو ہم کو خبر تھی اور ہم کو غیب کی بات کا دھیان نہ تھا ف۲ اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں

كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ قَالَ بَلْ
میں ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں بولا کوئی نہیں
ہم تھے اور اس قافلہ سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں ف۳ بولا کوئی نہیں

سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ
بنالی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے شاید اللہ لے آوے میرے پاس
بنالی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے شاید اللہ لے آئے میرے

بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى
ان سب کو وہی ہے خبردار حکمتوں والا ف۴ اور الٹا پھرا ان کے پاس سے اور بولا اے افسوس
پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمتوں والا ف۵ اور الٹا پھرا ان کے پاس سے اور بولا اے افسوس

عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝ قَالُوْا
یوسف پر اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی غم سے سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا ف۶ کہنے لگے
یوسف پر ف۶ اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی غم سے ف۷ سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا کہنے لگے

تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝
قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یاد یوسف کی جب تک کہ گل جاوے یا ہو جاوے مردہ ف۵
قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ گھل جائے یا ہو جاوے مردہ ☆

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا احوال اور غم اللہ ہی کے پاس اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف۶
بولا میں تو کھولتا ہوں اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف۸

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ
اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی اور اس کے بھائی کی اور مت ناامید ہو اللہ کے فیض سے
اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی اور اس کے بھائی کی اور ناامید مت ہو اللہ کے فیض سے

ف۱ جب حضرت یوسف کا جواب سنکر مایوس ہو گئے تو مجمع سے ہٹ کر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ اکثروں کی رائے ہوئی کہ وطن واپس جانا چاہئے۔ ان میں جو عمر یا عقل و فضیلت کے اعتبار سے بڑا تھا اس نے کہا کہ باپ کے سامنے ہم کیا منہ لیکر جائیں گے جو عہد پہلے لیا تھا اس کا کیا جواب دیں گے۔ ایک تقصیر تو پہلے یوسف کے معاملہ میں کر چکے ہیں جس کا اثر آج تک موجود ہے۔ اب بنیامین کو چھوڑ کر سب کا چلا جانا سخت بے حمیتی ہو گی۔ سو میں تو کسی حال یہاں سے ملنے والا نہیں الا یہ کہ خود والد بزرگوار مجھ کو یہاں سے چلے جانے کا حکم دیں۔ یا اس درمیان میں قدرت کی طرف سے کوئی فیصلہ ہو جائے مثلاً تقدیر سے میں یہیں مر جاؤں یا کسی تدبیر سے بنیامین کو چھڑا لوں۔ کہتے ہیں یہ کہنے والا غالباً وہی بھائی تھا جس نے یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں بھی نرم مشورہ دیا تھا۔ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ۔ ف۲ یعنی مجھ کو چھوڑ دو اور تم سب جا کر باپ سے عرض کرو کہ اب واقعہ پیش آیا جس کی کوئی توقع نہ تھی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی تم کو قول دیا تھا اپنی دانست پر یہ کیا خبر تھی کہ بنیامین چوری کر کے پکڑا جائیگا، یا ہم نے چور کو پکڑ رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق۔ یہ نہ معلوم تھا کہ بھائی چور ہے؟ ف۳ یعنی آپ معتبر آدمی بھیجکر اس بستی والوں سے تحقیق کر لیں جہاں یہ واقعہ پیش آیا۔ نیز دوسرے قافلہ والوں سے دریافت فرما لیں جو ہمارے ساتھ رہے اور واپس آئے ہیں، آپ کو ثابت ہو جائیگا کہ ہم اپنے بیان میں بالکل سچے ہیں ف۴ پہلی بار کی بے اعتباری سے اس مرتبہ بھی حضرت یعقوب نے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں، بیٹوں کی بنائی بات تھی، حضرت یوسف بھی بیٹھے تھے۔ کذا فی الموضح۔ گویا اَمْرًا کا مصداق جنس اسارہ کی طرف ہوا واللہ اعلم۔ بعض علماء نے یہ مطلب لیا ہے کہ تم یہاں سے حفاظت کے لیے دعوے کر کے اسکو ساتھ لے گئے، وہاں پہنچ کر اتنا بھی نہ کہا کہ اسکے اسباب میں سے پیالہ برآمد ہونے سے چوری کیسے ثابت ہو گئی شاید کسی اور نے چھپا دیا ہو، مدافعت ذرا کی کرتے، بلکہ کہہ دیا کہ اسکے بھائی نے بھی چوری کی تھی اس کے جرم کو پختہ کر دیا۔ تمہارے دل میں کھوٹ نہ ہوتا تو یہ طرز عمل اختیار نہ کرتے۔ اب باتیں بنانے کے لیے آئے ہو۔ بہر حال میں تو اس پر بھی صبر ہی کروں گا، کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لاؤں گا، اللہ کی قدرت رحمت سے کیا بعید ہے کہ یوسف، بنیامین اور وہ بھائی جو بنیامین کی خبر لینے رہ گیا ہے سب کو میرے پاس جمع کر دے۔ وہ سب کے احوال سے خبردار ہے اور ہر ایک کے ساتھ اپنی حکمت کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہر قسم کے یاس انگیز احوال اور مردہ خبروں کے بعد بھی انبیاء کے قلوب مایوس نہیں ہو سکتے وہ ہمیشہ خدا کی رحمت واسعہ پر اعتماد کرتے اور الطاف و مہربانی کے امیدوار رہتے ہیں ف۵ نیا زخم لگ کر پرانا زخم ہرا ہو گیا، بے اختیار پکار اٹھے یٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ ہائے افسوس یوسف! ف۶ یعنی بے رونق یا بے نور ہو گئیں جیسا اختلاف قولین ہے ف۷ حدیث میں ہے نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ اَشَدُّ بَلَاءً ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ۔ یعنی انبیاء کی جماعت حق تعالیٰ کی طرف سے سخت ترین امتحان میں مبتلا کی جاتی ہے۔ امتحان کی تمام میں ہر نبی کو حق تعالیٰ اپنی حکمت اور اس کی استعداد کے مطابق جس قسم کے امتحان میں چاہے مبتلا کرتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام کے قلب میں یوسف کی فوق العادت محبت ڈال دی۔ پھر ایسے محبوب اور ہونہار بیٹے کو جو خاندان ابراہیمی کا چشم و چراغ تھا ایسے دردناک طریقہ سے جدا کیا گیا۔ غمزدہ اور زخم خوردہ یعقوب کے جگر کو اس طرح فرسا صدمہ نے کھا لیا تھا، وہ کسی مخلوق کے سامنے نہ حرف شکایت زبان پر لاتے تھے، نہ کسی سے انتقام لیتے نہ غصہ نکالتے، غم کی بات منہ سے نہ نکلتی، ہاں جب اپنے کو نہایت گھونٹتے تو دل کا بخار آنکھوں کی راہ سے ٹپک پڑتا۔ سیل اشک چشم گریاں اور سینہ بریاں کے باوجود انہوں نے صبر و تحمل میں کوئی خلل نہ پڑنے دیا۔ ان کا دل جتنا یوسف کے فراق میں روتا تھا اتنا ہی خدا کے حضور میں زیادہ عجز کرتا تھا۔ درد و غم کی شدت اور اشکباری کی کثرت جس قدر ان کی بصارت کو ضعیف کرتی اسی قدر نور بصیرت کو تیز کرتی جاتی اور اضطراب کا کیسا ہی طوفان اٹھتا دل پکڑ کر اسے کچھ محسوس کر دیتے، زبان سے اف تک نہ نکلتی۔ بنیامین کی جدائی سے جب پرانے زخم میں نیا چرکہ لگا تو اس وقت بے اختیار یٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ صرف اتنا لفظ زبان سے نکلا۔ بقول حضرت شاہ صاحب ایسا درد اتنی مدت دیدار رکھنا پیغمبر ہی کا کام ہو سکتا ہے ف۸ موضح القرآن میں ہے یعنی کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے بے صبر وہ ہے جو مخلوق کے آگے خالق کی شکایت کرے (یا جھوٹے درد کی شکایت کرے) میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ یوسف زندہ ہے ضرور ملیگا اور اس کا خواب پورا ہو کر رہیگا) یہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھوں کس حد پر پہنچ کر بس ہو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ تھا میں سب اسباب گھر کا بک گیا۔ اب کی بار اون اور پنیر اور ایسی چیزیں لائے تھے اناج خریدنے کو، یہ حال سنکر حضرت یوسف کو رحم آیا، اپنے تئیں ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوالیا ف۲ جس پر کھیت پڑے اور وہ خرچ سے باہر نہ ہو اور گھبراوے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہے ف۳ یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ف۴ ہر چیز کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے چنگی ہوئیں یہ کرامت تھی حضرت یوسف کی
ازشاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

ف۱ یعنی حق تعالیٰ کی مہربانی اور فیض سے ناامید ہونا کافروں کا شیوہ ہے جنھیں اس کی رحمت و سعادت اور قدرت کاملہ کی صحیح معرفت نہیں ہوتی۔ ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ اگر پہاڑ کی چٹانوں اور سمندر کی موجوں کی برابر مایوس کن حالات پیش آئیں تب بھی خدا کی رحمت کا امیدوار رہے اور امکانی کوشش میں پست ہمتی نہ دکھلائے، جاؤ کوشش کر کے یوسف کا کھوج لگاؤ اور اس کے بھائی بنیامین کے چھڑانے کا کوئی ذریعہ تلاش کرو، کچھ بعید نہیں کہ حق تعالیٰ ہم سب کو پھر جمع کر دے۔ تیسرے بھائی کا ذکر شاید اس لئے نہیں کیا کہ وہ با اختیار خود محض بنیامین کی وجہ سے رکا ہوا تھا، بنیامین چھوٹ جائے تو وہ کیوں رکا رہیگا ف۲ باپ کے فرمانے پر مصر کو پھر روانہ ہوئے کیونکہ یوسف کا پتہ معلوم نہ تھا یہ خیال کیا ہوگا کہ جس کا پتہ معلوم ہے (بنیامین) پہلے اس کی فکر کریں اور قحط کی وجہ سے غلہ کی ضرورت ہے عزیز کو ادھر بھی توجہ دلائیں۔ اگر وہ ہمیں لینے کے معاملہ میں کچھ نرم پایا تو بنیامین کے متعلق گفت و شنید کریں گے چنانچہ پہلی بات انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے یہی کہی کہ اے عزیز مصر! آجکل قحط و تنگی کی وجہ سے ہم پر اور ہمارے گھر پر بڑی سختی گذر رہی ہے۔ سب اسباب گھر کا بک گیا۔ کچھ تھوڑی سی اور حقیر سی پونجی رہ گئی ہے، وہ غلہ خریدنے کے لئے ساتھ لائے ہیں، آپ کے مکارم اخلاق اور کریمانہ برتاؤ سے امید ہو کر ہماری ناقص چیزوں کا خیال نہ فرمائیں گے اور تھوڑی قیمت میں غلہ کی مقدار کسی طرح پوری دلوا دیں گے۔ یہ رعایت حقیقت میں ایک طرح کی خیرات ہوگی جو آپ ہم پر کریں گے یا اس کے علاوہ ہم کو علاوہ خیرات ہی کچھ دے دیجئے خدا آپ کا بھلا کریگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ حال سن کر رو پڑے۔ شفقت و رحم دلی کا چشمہ دل میں جوش مار کر آنکھوں سے ابل پڑا۔ اس وقت حق تعالیٰ کے حکم سے اپنے تئیں ظاہر کیا کہ میں کون ہوں اور تم نے میرے ساتھ جو معاملہ کیا تھا اس کے بعد میں کس مرتبہ پر پہنچا ہوں۔ اگلی آیت میں اسی اظہار کی تمہید کی گئی ہے۔ ف تنبیہ: بعض نے تصدق کے معنی مطلق احسان کرنے کے لئے ہیں جیسے "قصر صلوٰۃ" کی حدیث میں "صدقۃ تصدق اللّٰہ بہا علیکم"۔ ف۳ یعنی دونوں میں جدائی ڈالی اور وہ دونوں سے برا برتاؤ کیا۔ صبر اور مروت و اخلاق کی حد ہو گئی کہ تمام عمر بھائیوں کی شکایت کا ایک حرف زبان پر نہ لائے۔ اتنا سوال بھی اسلئے کیا کہ وہ لوگ اپنے ذہنوں میں بیسیوں برس پہلے کے حالات کو ایک مرتبہ مستحضر کر لیں۔ ماضی و حال کے موازنہ سے خدا تعالیٰ کے ان احسانات کی حقیقت روشن ہو جو یوسف پر ان مصائب و حوادث کے بعد ہوئے جنکی طرف آگے "قد منّ اللّٰہ علینا" میں اشارہ ہے۔ پھر سوال کا پیرایہ ایسا نرم اختیار کیا جس میں ان کے جرم سے زیادہ معذرت کا پہلو نمایاں ہو یعنی جو حرکت اس وقت تم سے صادر ہوئی نا سمجھی اور بے وقوفی سے ہو گئی۔ تمہیں کیا معلوم تھا کہ یوسف کا خواب پورا ہو کر رہیگا اور بالآخر ایک روز بلند ہو کر رہیگا ف۴ ممکن ہے اس سوال سے گھبرائے ہوں کہ اتنی مدت کے بعد یہ کون شخص ہے کا بھید ہی نکل آیا۔ یا عزیز مصر کو یوسف کے قصہ سے کیا مطلب ہے غیر معمولی مہربانیاں اور بنیامین کے ساتھ خصوصی برتاؤ پہلے دیکھ ہی چکے تھے اس سوال نے دفعتاً ان کا ذہن ادھر منتقل کر دیا ہو کہ کہیں یوسف جیسے چھوٹے مصری قافلہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا یہی تو نہیں ہے جب اور قرائن بھی ہونگے تو بغور دیکھا ہوگا اور ممکن ہے کہ یوسف نے خود بھی پہلے کی اس دفعہ زیادہ واضح طور پر پیش کیا ہو یا تعبیر کہہ دیا ہو کہ میں یوسف ہوں، بہر حال وہ سخت متعجب و حیرت زدہ ہو کر بول اٹھے "ءانک لانت یوسف" (سچ بتاؤ کیا تم ہی یوسف ہو) ف۵ یعنی جس سے جدا کیا تھا آج میرے پاس بیٹھا ہے ف۶ مبادلہ کو طلب سے ذلت کو عزت سے، تکلیف کو راحت سے تنگی کو عیش سے بدل دیا جو غلام بنا کر چند درہم میں فروخت کیا گیا تھا آج خدا نے اسے ملک مصر کی حکومت بخشی ف۷ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور گھبرائے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہو ف۸ یعنی تجھ کو ہر حیثیت سے ہم پر فضیلت دی اور تو اسی لائق تھا، ہماری غلطی اور بھول تھی کہ تیری قدر نہ پہچانی آخر تیرا خواب سچا اور ہمارا حسد بیکار ثابت ہوا ف۹ یوسف علیہ السلام بھائیوں سے اتنا بھی سننا نہیں چاہتے تھے، فرمایا یہ تذکرہ مت کرو، آج میں تمہیں کوئی الزام نہیں دیتا، تمہاری سب غلطیاں معاف کر چکا ہوں۔ جو لفظ میں نے کہے محض حق تعالیٰ کا احسان اور صبر و تقویٰ کا نتیجہ ظاہر کرنے کی نیت سے کہے آج کے بعد تمہاری تقصیر کا ذکر بھی نہ ہوگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ تم نے جو خطائیں خدا تعالیٰ کی کی ہیں وہ بھی معاف کر دے ف۱۰ میری مہربانی بھی اسی کی مہربانی کا ایک پرتو ہے ف۱۱ یعنی میں بحالت موجودہ شام کا سفر نہیں کر سکتا۔ تم جاؤ والدین اور اپنے سب متعلقین کو یہاں لے آؤ۔ چونکہ والد بزرگوار کی نسبت وحی سے یا بھائیوں کی زبانی معلوم ہوا ہوگا کہ بینائی نہیں رہی یا نگاہ میں فرق آ گیا ہے اسلئے اپنا قمیص دیکر فرمایا کہ انکی آنکھوں کو لگا دینا، بینائی بحال ہو جائے گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ہر چیز کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں، اسی کے بدن کی چیز ملنے سے چنگی ہوئیں۔ یہ کرامت تھی حضرت یوسف علیہ السلام کی"۔ اور کرامت نہ کہیں تب بھی آجکل واقعات و مشاہدات کی بناء پر یہ بات ثابت ہے کہ کسی سخت صدمہ یا غیر معمولی خوشی کے اثر سے بعض نابینا دفعتاً بینا ہو گئے ہیں ف۱۲ خدا کی قدرت یوسف مصر میں موجود تھا، کبھی دیکھ کر یوسف کی خوشبو نہ آئی ہمیں کہ خدا کو امتحان پورا کرنا تھا۔ اب جانے کی گھڑی قریب آ گئی قافلہ یوسف کا قمیص لیکر مصر سے نکلا ادھر پیرا ہن یوسفی کی خوشبو یعقوب کے مشام جاں کو معطر کرنے لگی۔ ایک یہ کیا پورا واقعہ ہی عجائب قدرت کا ایک مرقع ہے۔ یعقوب جیسے مقرب و معروف پیغمبر شام میں ہیں اور یوسف جیسی جلیل القدر شخصیت مصر میں بادشاہت کرے، یوسف کے بھائی کئی مرتبہ مصر آئیں خود یوسف کے مہمان بنیں، اس کے باوجود خداوند قدوس کی حکمت خاصہ اور مشیت قاہرہ کا ہاتھ باپ کو بیٹے سے برسوں تک علیحدہ رکھے اور خون کے آنسو رلا کر امتحان کی تکمیل کرائے جلت قدرتہ وعز سلطانہ ف۱۳ یعنی یہ بات کہتے ہوئے خیال ہوا کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئیگی۔ کہو گے بڑھا سٹھیا گیا ہے!

اللّٰهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ○ فَلَمَّا دَخَلُوا
بے شک ناامید نہیں اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو منکر ہیں پھر جب داخل ہوئے
ہے۔ بیشک ناامید نہیں ہوتے اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں ف پھر جب داخل ہوئے
عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ
اس کے پاس بولے اے عزیز پڑی ہے ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی
اس کے پاس بولے اے عزیز پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم پونجی
مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي
ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور خیرات کر ہم پر اللہ بدلا دیتا ہے
ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور خیرات کر ہم پر اللہ بدلا دیتا ہے
الْمُتَصَدِّقِينَ ○ قَالَ هَلْ عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ
خیرات کرنے والوں کو ف۱ کہا کچھ خبر رکھتے ہو کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے
خیرات کرنے والوں کو ف۲ کہا کچھ تم کو خبر ہے کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے
جَاهِلُونَ ○ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ ۖ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ
جب تم کو سمجھ نہ تھی بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی
ف۳ جب تم کو سمجھ نہ تھی ف۴ بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف ف۵ کہا میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی
قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۖ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ
ہے اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ جو کوئی پرہیزگار ہو اور ثابت رہے تو اللہ نہیں کھوتا حق
ف۶ اللہ نے احسان کیا ہم پر ف۷ البتہ جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق
الْمُحْسِنِينَ ○ قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِن كُنَّا
نیکی والوں کا ف۲ بولے قسم اللہ کی البتہ تجھ کو پسند کیا اللہ نے ہم سے اور ہم تھے
نیکی والوں کا ف۸ بولے قسم اللہ کی البتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تھے
لَخَاطِئِينَ ○ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ
چوکنے والے ف۳ کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو اور وہ
چوکنے والے ف۹ کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو ف۱۰ اور وہ سب سے
أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي
ہے سب مہربانوں سے مہربان لے جاؤ یہ کرتا میرا اور ڈالو منہ پر میرے باپ کے
سب مہربانوں سے مہربان ف۱۱ لے جاؤ یہ کرتا میرا اور ڈالو اس کو منہ پر میرے باپ کے
يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ○ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ
کہ چلا آوے آنکھوں سے دیکھتا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا سارا ف۴ اور جب جدا ہوا قافلہ کہا
کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا سارا ف۱۲ اور جب جدا ہوا قافلہ کہا
أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ ۖ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ ○ قَالُوا تَاللّٰهِ إِنَّكَ
ان کے باپ نے میں پاتا ہوں بو یوسف کی اگر نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا لوگ بولے قسم اللہ کی تو ہے
ان کے باپ نے میں پاتا ہوں بو یوسف کی ف۱۳ اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا بہک گیا ف۱۴ لوگ بولے قسم اللہ کی تو تو

ع ۱۰

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ

اپنی اسی غلطی میں قدیم کی پھر جب پہنچا خوشخبری والا ڈالا وہ کرتا اس کے منہ پر

اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے ف۱ پھر جب پہنچا خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتا اس کے منہ پر

فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

تو الٹا پھر آنکھوں سے دیکھتا بولا میں نے نہ کہا تھا تم کو میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف۳

پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا ف۲ بولا میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف۳

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ

بولے اے باپ بخشوا ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے چوکنے والے کہا اب ہو

بولے اے باپ بخشوا ہمارے گناہوں کو بیشک ہم تھے چوکنے والے ف۴ کہا دم لو

اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى

بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا مہربان پھر جب داخل ہوئے

بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا مہربان ف۵ پھر جب داخل ہوئے

يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

یوسف پاس جگہ دی اپنے پاس اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو

یوسف کے پاس جگہ دی اپنے پاس اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو

اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ

خاطر جمع سے ف۷ اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ کر کر اور کہا

دل جمعی سے ف۶ اور اونچا بٹھایا اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں ف۷ اور کہا

يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ

اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے رب نے سچ کیا

اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے رب نے سچ کر دیا ف۸

وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ

اور مجھ سے اس نے خوبی کی جب مجھ کو نکالا قید سے اور تم کو لے آیا گاؤں سے

اور اس نے انعام کیا مجھ پر جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے اور تم کو لے آیا گاؤں سے

مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ

بعد اس کے کہ جھگڑا اٹھایا شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب

بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب

لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ

تدبیر سے کرتا ہے جو چاہے بیشک وہی ہے خبردار حکمتوں والا ف۹ اے رب تو نے دی مجھ کو

تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک وہی ہے خبردار حکمت والا ف۹ اے رب تو نے دی مجھ کو

مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ

کچھ حکومت اور سکھایا مجھ کو کچھ پھیر باتوں کا اے پیدا کرنے والے آسمان

کچھ حکومت اور سکھایا مجھ کو کچھ پھیرنا باتوں کا ف۱۰ اے پیدا کرنے والے آسمان

موضح قرآن ف۱ حضرت یوسف نے کرتا سواری اور خرچ بھیجا اپنے غلام کے ہاتھ، اس نے آ کر کرتا منہ پر ڈال دیا اور خوشخبری دی اسی وقت آنکھیں کھل گئیں ف۲ باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا ف۳ جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کیے اور جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اس کو منہ پر نہ لائے، بھول جانا، اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا ہے اس وقت اللہ نے وہ رواج موقوف کیا وان المساجد للہ فرمایا۔ اس وقت پہلے رواج پر چھوڑ دیا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدم کے وقت ہوا تھا! ———— از شاہ عبد القادر صاحب رح

ف۱ یعنی یوسف کی محبت اس کے زندہ ہونے اور دوبارہ ملنے کا یقین تیرے دل میں جاگزیں ہے وہی پرانے خیالات ہیں جو یوسف کی خوشبو بن کر دماغ میں آتے ہیں ف۲ یعنی بینائی واپس آگئی، دوبارہ حسب سابق نظر آنے لگا ف۳ یعنی میں نے کہا تھا کہ یوسف کی خوشبو آرہی ہے آخر سچ ہوا، یا بیٹوں کو کہا تھا کہ یوسف کو تلاش کرو، اللہ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ ہم سب کو پھر اکٹھا کر دے، دیکھ لو وہی صورت ہوئی ف۴ یعنی آپ توجہ اور دعا کر کے خدا سے ہمارے گناہ معاف کرائیے، ہم سے بڑی بھاری خطا میں ہوئی ہیں۔ مطلب یہ تھا کہ پہلے آپ معاف کر دیں، پھر صاف دل ہو کر بارگاہ رب العزت سے معافی دلوائیں کیونکہ جو خود نہ بخشے وہ خدا سے کہاں بخشوائیگا ف۵ یعنی قبول کی گھڑی آنے دو، اس وقت اپنے مولیٰ خدا کے آگے تمہارے لیے ہاتھ اٹھاؤں گا۔ کہتے ہیں تہجد کی شب یا تہجد کے وقت کا انتظار تھا۔ ع

ف۶ شہر سے باہر استقبال کو نکلے، ماں باپ کو اپنے قریب جگہ دی (اس میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ حضرت یوسف کی والدہ پیشتر وفات پاچکی تھیں جیسا کہ سابق فوائد میں گزر چکا، یہاں خالہ کا ذکر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ والدہ حیات تھیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر تشریف لائی تھیں) سب کو فرمایا شہر میں چلو وہاں رہو کسی طرح کا اب کچھ اندیشہ مت کرو بالکل دلجمعی اور راحت و اطمینان سے رہو گے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ الفاظ شہر پناہ کے باہر کہے گویا "ادخلوا مصر" الخ کے معنی ہوئے مصر میں قیام کرو بے کھٹکے ف۷ یوسف نے اپنی طرف سے والدین کی تعظیم کی، تخت پر بٹھلایا لیکن خدا کو یوسف کی جو تعظیم کرانی تھی اسے یوسف کب روک سکتے تھے۔ اس وقت کے دستور کے موافق ماں باپ اور سب بھائی یوسف کے آگے سجدہ میں گر پڑے یہ سجدہ تعظیمی تھا جو بقول حافظ عماد الدین ابن کثیر آدم کے زمانہ سے مسیح علیہ السلام کے عہد تک جائز رہا۔ البتہ شریعت محمدیہ نے ممنوع و حرام قرار دیا جیسا کہ احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں بلکہ حضرت شاہ عبد القادر رحمہ اللہ نے "وان المسٰجد للہ" الخ سے حرمت کا استنباط کیا ہے۔ بعض مفسرین نے اس جگہ سجدہ کے معنی متبادر مراد نہیں لیے محض جھک جانے کے معنی لیے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ یہ سجدہ یوسف کو نہ تھا، بلکہ یوسف کی عزت و حشمت دیکھ کر سب نے خدا کے سامنے سجدہ شکر ادا کیا۔ اس تقدیر پر "خرّوا لہ" میں لام سببیہ ہوگا یعنی یوسف کے عروج و اقتدار کے سبب سے خدا کے آگے سجدے میں گر پڑے (تنبیہ) تعظیم اور عبادت دو الگ چیزیں ہیں۔ غیر اللہ کی تعظیم کلیۃً ممنوع نہیں البتہ غیر اللہ کی عبادت شرک جلی ہے جس کی اجازت کبھی کسی نبی کی شریعت میں نہیں ہو سکتی جیسے "سجود عبادت" یعنی غیر اللہ کو کسی درجہ میں نفع و ضرر کا مستقل مالک سمجھ کر سجدہ کرنا شرک جلی ہے جس کی اجازت کبھی کسی ملت سماوی میں نہیں ہوئی۔ ہاں سجود تعظیم یعنی عقیدہ مذکورہ بالا سے خالی ہو کر محض تعظیم و تکریم کے طور پر مسجود بنانا شرائع سابقہ میں جائز تھا۔ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی بھی جڑ کاٹ دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں اقسام شرک پر جو دقیق بحث کی ہے دیکھنا چاہیے ف۸ یعنی برسوں پہلے جو خواب دیکھا تھا یہ اس کی تعبیر ہے، جو تعبیر پوری ہونی تھی وہ خدا نے پوری کر دکھائی ف۹ خدا تعالیٰ کے احسانات ذکر فرمائے اور اس کی تدبیر لطیف کی طرف توجہ دلائی کہ کس طرح مجھ کو قید سے نکال کر ملک کا حاکم بنا دیا اور اس جھگڑے کے بعد جو شیطان نے ہم بھائیوں میں ڈال دیا تھا جبکہ کوئی امید دوبارہ ملنے کی نہ رہی تھی، کیسے اسباب ہمارے ملاپ کے فراہم کر دیے۔ اس موقع پر اپنی مصائب و تکالیف کا کچھ ذکر نہ کیا نہ کوئی حرف شکایت زبان پر لائے بلکہ بھائیوں کے واقعہ کی طرف بھی ایسے عنوان سے اشارہ کیا کہ کسی فریق کی زیادتی یا تقصیر ظاہر نہ ہونے پائے مبادا بھائی سن کر محجوب ہوں۔ اللہ اکبر! یہ اخلاق پیغمبروں کے سوا کس میں ہو سکتے ہیں ف۱۰ اسی سورت کے پہلے رکوع میں "تاویل الاحادیث" کی تفسیر گزر چکی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یا تو تقاضا اللہ کے شوق میں فی الحال موت کی تمنا کی یا یہ مطلب ہے کہ جب بھی موت آئے اسلام (یعنی کامل التسلیم و رضا) پر آئے۔ ہ تنبیہ ہ حدیث میں آیا ہو کہ کوئی شخص کسی مصیبت اور تکلیف سے گھبرا کر موت کی تمنا نہ کرے۔ اس سے مفہوم ہوا کہ جب اللہ کو کسی ... کی وجہ سے موت کی تمنا کرسکتا ہے جیسے ساحرین فرعون نے دعا کی تھی "رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ" یا حضرت مریم نے کہا تھا "يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا" اور معاذ کی حدیث میں ہے "وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ" اور مسند احمد میں حدیث ہے "يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ" حضرت علی نے بحرم تن کے وقت دعا کی "اَللّٰهُمَّ قَدْ سَئِمْتُهُمْ وَسَئِمُوْنِيْ" امام بخاری کو جب امیر خراسان کے مظالم سے تنگی پیش آئی تو یہ دعا کی تھی "اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنِيْ اِلَيْكَ" حدیث میں ہے کہ خروج دجال کے وقت ایک شخص کسی قبر پر گزرے گا اور فتن و زلازل کو دیکھ کر کہے گا "يٰلَيْتَنِيْ مَكَانَكَ" کاش کہ میں تیری جگہ ہوتا۔ ف۲ یہ لفظ ایسے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلعم مرض الموت میں فرماتے تھے "اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى"۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "علم کامل پایا اور دولت کامل پائی۔ اب شوق ہوا اپنے باپ دادا کے مراتب کا۔" گویا اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ سے غرض ہوئی کہ میرا مرتبہ اسحاق و ابراہیم کے مراتب سے ملا دے۔ حضرت یعقوب کی زندگی تک ملکی اشتغالات میں رہے۔ ان کی وفات کے بعد اپنے اختیار سے چھوڑ دیا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت یعقوب نے وصیت فرمائی تھی کہ میری لاش شام لے جا کر دفن کرنا۔ چنانچہ جنازہ وہاں لے گئے۔ حضرت یوسف نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئیگا کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلیں گے اس وقت میری لاش بھی اپنے ہمراہ لیجائیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو حضرت یوسف کا تابوت بھی ساتھ لے گئے واللہ اعلم۔ ف۳ یعنی برادران یوسف جب ان کو باپ سے جدا کرنے اور کنوئیں میں ڈالنے کے مشورے اور تدبیریں کر رہے تھے آپ ان کے پاس نہیں کھڑے تھے کہ ان کی باتیں سنتے اور حالات کا معائنہ کرتے پھر ایسے صحیح واقعات بجز وحی الٰہی کے آپ کو کس نے بتلائے۔ آپ رسمی طور پر پڑھے لکھے نہیں۔ کسی ظاہری سلسلہ سے استفادہ کی نوبت نہیں آئی پھر یہ حقائق جن کے اس قدر تفصیل بائیبل میں بھی نہیں۔ آپ کو خدا کے سوا کس نے معلوم کرائیں۔ ف۴ یعنی باوجودیکہ آپ کی صداقت پر ایسے واضح دلائل موجود ہیں پھر بھی اکثر لوگ وہ ہیں جو کسی طرح ایمان لانے والے نہیں۔ ف۵ یعنی نہیں مانتے نہ مانیں آپ کا کیا نقصان ہے۔ تبلیغ کی تنخواہ تو آپ ان سے مانگتے نہ تھے کہ وہ بند کرلیں گے۔ نصیحت اور خیر خواہی تھی سو ہو گئی اور ہو رہی ہے۔ ف۶ یعنی جس طرح آیات تنزیلیہ سنکر آپ پر ایمان نہیں لاتے ایسے ہی آیات تکوینیہ دیکھ کر خدا کی توحید کا سبق حاصل نہیں کرتے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا سننا اور دیکھنا محض سرسری ہے۔ آیات اللہ میں غور و فکر کرتے تو کچھ فائدہ پہنچتا۔ جب دھیان نہیں تو ایمان کہاں سے ہو۔ ف۷ یعنی زبان سے سب مانتے ہیں کہ خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے مگر اس کے باوجود کوئی بتوں کو خدائی کا حصہ دار بنا رہا ہے چنانچہ مشرکین عرب "تلبیہ" میں یہ لفظ کہتے تھے "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ"۔ کوئی اس کے لئے بیٹے بیٹیاں تجویز کرتا ہے کوئی اسے روح اور مادہ کا محتاج بتاتا ہے کسی نے احبار و رہبان کو خدائی کے اختیارات دیدیئے ہیں۔ بہت سے قبر پرستی، پیر پرستی کے خس و خاشاک سے توحید کے صاف چشمے کو مکدر کر رہے ہیں۔ ریا اور ہوا پرستی سے تو کتنے موحدین ہیں جو پاک ہوں گے۔ غرض ایمان کا زبانی دعویٰ کرکے بہت کم ہیں جو عقیدہ یا عمل کے درجہ میں شرک جلی یا خفی کا ارتکاب نہیں کرتے۔ اعاذنا اللہ من سائر انواع الشرک۔ ف۸ یعنی ایسے بے فکر و بے خوف ہو رہے ہیں۔ کیا انہوں نے عذاب الٰہی یا قیامت کے ہولناک حوادث سے محفوظ رہنے کا کچھ انتظام کر لیا ہے۔ ف۹ یعنی میرا راستہ یہی خالص توحید کا راستہ ہے۔ میں تمام دنیا کو دعوت دیتا ہوں کہ سب خیالات و اوہام کو چھوڑ کر ایک خدائی واحد کی طرف آئیں۔ اسی کی توحید، اسکے صفات و کمالات اور اس کے احکام وغیرہ کی صحیح معرفت حاصل کریں۔ میں اور میرے ساتھی اس پیدھے راستہ پر حجت و برہان اور بصیرت و وجدان کی روشنی میں چل رہے ہیں۔ خدا نے مجھ کو ایک نور دیا جس سے سب ہمراہیوں کے دماغ روشن ہو گئے۔ یہاں کسی کی اندھی تقلید نہیں۔ خالص توحید کا راہرو ہر قدم پر اپنے باطن میں معرفت و بصیرت کی خاص روشنی اور عبودیت محضہ کی خاص لذت محسوس کرکے بیساختہ پکار اٹھتا ہے "سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ"۔

وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ

اور زمین کے تو ہی ہے میرا کارساز دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو اسلام پر اور ملا

اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو اسلام پر ف۱ اور ملا

بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ

مجھ کو نیک بختوں میں ف۲ یہ خبریں ہیں غیب کی ہم بھیجتے ہیں تجھ کو اور تو نہ تھا

مجھ کو نیک بختوں میں ف۳ یہ خبریں ہیں غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس اور تو نہیں تھا

لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ

ان کے پاس جب ٹھیرانے لگے اپنا کام اور فریب کرنے لگے ف۳ اور نہیں بہت لوگ یقین

ان کے پاس جب وہ ٹھیرانے لگے اپنا کام اور فریب کرنے لگے ف۴ اور اکثر لوگ نہیں ہیں یقین

حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا تَسْـَٔــلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا

لانے والے اگرچہ تو للچاوے اور تو مانگتا نہیں ان سے اس پر کچھ نیگ یہ تو اور کچھ نہیں

کرنے والے اگرچہ تو کتنا ہی چاہے ف۵ اور تو مانگتا نہیں ان سے اس پر کوئی بدلا یہ تو اور کچھ نہیں مگر

ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

مگر نصیحت سارے عالم کو اور بہتری نشانیاں ہیں آسمان و زمین میں

نصیحت سارے عالم کو ف۶ اور بہتری نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں

يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ

جن پر ہو نکلتے ہیں اور ان پر دھیان نہیں کرتے اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر

جن پر گزر ہوتا رہتا ہے ان کا اور وہ ان پر دھیان نہیں کرتے ف۷ اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر

اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ

مگر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں ف۴ کیا ندر ہو بیٹھے ہیں کہ آ ڈھانکے ان کو ایک آفت اللہ کے عذاب

مگر ساتھ ہی شریک بھی کرتے ہیں ف۸ کیا نڈر ہو گئے اس سے کہ آ ڈھانکے ان کو ایک آفت اللہ کے عذاب

اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ قُلْ هٰذِهٖ

کی یا آ پہنچے قیامت اچانک اور ان کو خبر نہ ہو کہہ یہ

کی یا آ پہنچے قیامت اچانک اور ان کو خبر نہ ہو ف۹ کہہ دے یہ

سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۫ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ

میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھ ہے اور اللہ پاک

میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جو میرے ساتھ ہو اور اللہ پاک ہے

ع ۱۱

وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ

اور میں نہیں شریک بنانے والا اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے سبھی مرد تھے کہ حکم

اور میں نہیں شریک بنانے والوں میں ف۱۰ اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے وہ سب مرد ہی تھے کہ وحی بھیجتے تھے ہم

وقف النبی علیہ السلام

اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

بھیجتے ہم ان کو بستیوں کے رہنے والے سو کیا یہ لوگ نہیں پھرے ملک میں کہ دیکھ لیں کیسا ہوا

ان کو بستیوں کے رہنے والے سو کیا ان لوگوں نے نہیں سیر کی ملک کی کہ دیکھ لیتے کیسا

toobaa-elibrary.blogspot.com

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ

ہوا آخر ان کا جو ان سے پہلے تھے اور پچھلا گھر تو بہتر ہے پرہیزگاروں

ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے پرہیز کرنے

اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ

والوں کو اب کیا تم نہیں بوجھتے یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے

والوں کو کیا اب بھی نہیں سمجھتے ف یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے

قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ

کہ اُن سے جھوٹ کہا تھا پہنچی اُن کو مدد ہماری پھر بچا دیا جن کو ہم نے چاہا اور پھیری نہیں جاتی آفت

جھوٹ کہا گیا تھا پہنچی اُن کو ہماری مدد پھر بچا دیا جن کو ہم نے چاہا اور پھرتا نہیں عذاب ہمارا

الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ

ہماری قوم گنہگار سے ف البتہ اُن کے احوال سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو

قوم گنہگار سے ف البتہ اُن کے احوال سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو ف

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

کچھ بات بنائی ہوئی نہیں لیکن موافق اُس کلام کے جو اُس سے پہلے ہے اور

کچھ بنائی ہوئی بات نہیں لیکن موافق ہے اُس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور

تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ ع

کھولنا ہر چیز کا اور راہ سجھائی اور مہربانی اُن لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں

بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اُن لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں ف

ع ۱۲ ۷ ۹

سُورَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

الٓمٓرٰ ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ ۗ وَالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اُترا تجھ کو تیرے رب سے سو ٹھیک ہے

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اُترا تجھ پر تیرے رب سے سو حق ہے

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ

لیکن بہت لوگ نہیں مانتے اللہ وہ ہے جن نے اونچے بنائے آسمان

لیکن بہت لوگ نہیں مانتے ف اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ

بن ستون دیکھتے ہو پھر قائم ہوا عرش پر اور کام لگایا سورج اور چاند

بغیر ستون دیکھتے ہو ف پھر قائم ہوا عرش پر ف اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو

منزل ۳

موضح قرآن ف یعنی وعدہ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسول نا امید لگے ہونے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا پیچھے آوے اور اُن کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا اتنے خیال سے آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ یہ خیال ہے ۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی ہم نے آسمان کے فرشتوں کو نبی بنا کر نہیں بھیجا ۔ انبیائے سابقین ان ہی انسانی بستیوں کے رہنے والے مرد تھے ، پھر دیکھ لو اُن کے جھٹلانے والوں کا دنیا میں کیا حشر ہوا ۔ حالانکہ دنیا میں کافروں کو بھی برائے چندے عیش نصیب ہو جاتا ہے ۔ اور آخرت کی بہتری تو خالص اُن ہی کے لئے ہے جو شرک و کفر سے پرہیز کرتے ہیں ۔ یہ تنبیہ ہے کفار مکہ کو کہ اگلوں کے احوال سے عبرت حاصل کریں ۔ و تنبیہ ، اس آیت سے نکلتا ہے کہ کوئی عورت نبی نہیں بنائی گئی ، حضرت مریم کو بھی قرآن نے "صدیقہ" کا مرتبہ دیا ہے ، نیز آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بوادی (جنگلی گنواروں) میں سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا ۔ ف یعنی تاخیر عذاب سے دھوکہ مت کھاؤ پہلی قوموں کو بھی لمبی لمبی مہلتیں دی گئیں ۔ اور عذاب آنے میں اتنی دیر ہوئی کہ منکرین بالکل بے فکر ہو کر بیش از بیش شرارتیں کرنے لگے ، یہ حالات دیکھ کر پیغمبروں کو اُن کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رہی ۔ اُدھر خدا کی طرف سے اُن کو ڈھیل اس قدر دی گئی کہ مدت دراز تک عذاب کے کچھ آثار نظر نہ آتے تھے ۔ غرض دونوں طرف کے حالات و آثار پیغمبروں کے لئے یاس انگیز تھے یہ منظر دیکھ کر کفار نے یقینی طور پر خیال کر لیا کہ انبیاء سے جو وعدے اُن کی نصرت اور ہماری ہلاکت کے کئے گئے تھے سب جھوٹی باتیں ہیں ۔ عذاب وغیرہ کا ڈھکوسلہ صرف ڈرانے کے واسطے تھا ۔ کچھ بعید نہیں کہ ایسی مایوس کن اور اضطراب انگیز حالت میں انبیاء کے قلوب میں بھی یہ خیالات آنے لگے ہوں کہ وعدۂ عذاب کو جس رنگ میں ہم نے سمجھا تھا وہ صحیح نہ تھا ۔ یا وساوس و خطرات کے درجہ میں بے اختیار یہ وہم گذرنے لگے ہوں کہ ہماری نصرت اور منکرین کی ہلاکت کے جو وعدے کئے گئے تھے کیا وہ پورے نہ کئے جائیں گے ؛ جیسے دوسری جگہ فرمایا : "وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ" (بقرہ رکوع ۲۶) جب مجرمین کی بے خوفی اور انبیاء کی تشویش اس حد تک پہنچ گئی اس وقت ناگہاں آسمانی مدد آئی ، پھر جس کو خدا نے چاہا (یعنی فرمانبردار مومنین کو) محفوظ و مصئون رکھا ۔ اور مجرموں کی جڑ کاٹ دی ۔ (تنبیہ) اللہ تعالیٰ کی غیر محدود رحمت و مہربانی سے مایوس ہونا کفر ہے ۔ لیکن ظاہری حالات و اسباب کے اعتبار سے ناامیدی کفر نہیں ۔ یعنی یوں کہہ سکتے ہیں کہ فلاں چیز کی طرف سے جہاں تک اسباب ظاہری کا تعلق ہے مایوسی ہے لیکن حق تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے مایوسی نہیں ۔ آیت "حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ" میں یہی مایوسی مراد ہے جو ظاہری حالات و آثار کے اعتبار سے ہو ، ورنہ پیغمبر خدا کی رحمت سے کب مایوس ہو سکتے ہیں ۔ (تنبیہ) کفر کا وسوسہ کفر نہیں نہ کسی درجہ میں ایمان یا عصمت کے منافی ہے ۔ حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہم اپنے دلوں میں ایسی چیزیں (بے اختیار) پاتے ہیں جن کے زبان پر لانے سے ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جائیں ۔ آپ نے فرمایا کیا ایسا پاتے ہو؟ عرض کیا ہاں ، فرمایا "ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ" یہ تو کھلا ہوا ایمان ہے ۔ ف یعنی یہ کوئی افسانہ یا ناول نہیں ، تاریخی حقائق ہیں ۔ جن سے عقلمندوں کو سبق لینا چاہیے ۔ ف یعنی قرآن کریم جس میں یہ قصص بیان ہوئے کوئی جھوٹی بناتی ہوئی بات نہیں بلکہ تمام پہلی سچائیوں کی تصدیق کرنے والا اور ہر ضروری چیز کو کھول کر بیان کرنے والا ہے ۔ چونکہ ایمان دار اُس سے نفع اٹھاتے ہیں اس لحاظ سے اُن کے حق میں خاص طور پر ذریعہ ہدایت و رحمت ہے ۔ رزقنا اللہ تعالیٰ تلاوتہ ، آناء اللیل و آناء النہار وجعلہ حجۃ لنا لا علینا آمین ۔

تم سورۃ یوسف علیہ السلام بعون اللہ تعالیٰ ۔

ف یعنی جو کچھ اس سورت میں پڑھا جانے والا ہے وہ عظیم الشان کتاب کی آیتیں ہیں ۔ یہ کتاب جو آپ پر پروردگار کی طرف سے اُتاری گئی ۔ یقیناً حق و صواب ہے لیکن جائے تعجب ہے کہ ایسی صاف اور واضح حقیقت کے ماننے سے بھی بہت لوگ انکار کرتے ہیں ۔ ف یعنی اس دنیا کی ایسی عظیم الشان ، بلند اور مضبوط چھت خدا نے بنائی جسے تم دیکھتے ہو ۔ اور لطف یہ ہے کہ کوئی ستون یا کھمبا یا گرڈر دکھائی نہیں دیتا جس پر اتنی بڑی چھت کھڑی کی گئی بجز اس کے کیا کہا جائے کہ محض قدرت کے غیر مرئی ستون کے سہارے اُس کا قیام ہے "وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ" (حج رکوع ۹) کشش اجسام کا نظریہ اگر صحیح ہو تو وہ اس آیت کے منافی نہیں ۔ کیونکہ کشش کو عرفاً عمد نہیں کہتے اور اگر عمد کہا جائے تو مرئی نہیں ہے ۔ "رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْحَسَنِ وَقَتَادَةَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ قَالُوا لَهَا عَمَدٌ وَلَٰكِن لَّا نَرَىٰ" (ابن کثیر) یعنی ان بزرگوں نے فرمایا کہ آسمانوں کے ستون ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتے واللہ اعلم ۔ ف "استواء علی العرش" کے متعلق سورۂ "اعراف" آٹھویں پارہ کے آخر میں کلام کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جائے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف چلتاہے ٹھہری مدت تک یعنی قیامت تک یا اپنے اپنے دور تک سورج ایک برس اور چاند ایک مہینے تک پھر نیا دور شروع کرتے ہیں۔ ف۲ ہر میوہ کے جوڑے یعنی ایک قسم کا پھل ایک گرم اور ایک سرد اور رات دن ایک اندھیرا ایک اجالا رنگا رنگ چیزیں بنائی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا اگر ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی۔ ف۳ دوسرے مترجم کا ترجمہ اور زمین میں ٹکڑے ہیں لگے ہوئے اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں اور کھجورکے جھاڑ دار درخت اور بے جھاڑ ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری مدت تک تدبیر کرتا ہے کام کی کھولتا ہے نشانیاں شاید تم

ہر ایک چلتا ہے وقت مقرر تک ف۱ تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ شاید تم

بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا

اپنے رب سے ملنا یقین کرو ف۱ اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اس میں

اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو ف۲ اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اس میں

رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ

بوجھ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اس میں جوڑے

بوجھ اور ندیاں ف۳ اور ہر میوے کے رکھے اس میں جوڑے

اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

دوہرے ڈھانکتا ہے دن پر رات اس میں نشانیاں ہیں ان کو جو

دو دو قسم ف۴ ڈھانکتا ہے دن پر رات کو ف۵ اس میں نشانیاں ہیں ان کے واسطے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ

دھیان کرتے ہیں ف۲ اور زمین میں کئی کھیت ہیں لگے ہوئے اور باغ ہیں انگور کے

جو کہ دھیان کرتے ہیں اور زمین میں کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے سے متصل اور باغ ہیں انگور کے

وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَاۗءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَ

اور کھیتی اور کھجوریں جڑ ملی اور بن ملی پاتے ہیں ایک پانی ف۳ اور

اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی اور بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے

نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰي بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

ہم زیادہ کرتے ہیں ایک کو ایک سے میوے میں اس میں نشانیاں ہیں ان کو جو

ہم ہیں کہ بڑھا دیتے ہیں ان میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان کو

يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ

بوجھتے ہیں اور اگر تو اچنبھے کی بات چاہے تو اچنبھا ہے ان کا کہنا کیا جب ہوگئے ہم مٹی کیا ہم نئے

جو غور کرتے ہیں ف۶ اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجب ہے ان کا کہنا کہ کیا جب ہوگئے ہم مٹی کیا نئے سرے

جَدِيْدٍ ڛ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ

بنیں گے وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب سے اور وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی

بنائے جائیں گے ف۷ وہی ہیں جو منکر ہوگئے اپنے رب سے اور وہی ہیں کہ طوق ہیں

اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

گردنوں میں اور وہ ہیں دوزخ والے وہ اس میں رہا کریں گے اور شتاب چاہتے ہیں

ان کی گردنوں میں اور وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہیں گے برابر ف۸ اور جلد مانگتے ہیں تجھ سے

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَ

تجھ سے برائی آگے بھلائی سے اور ہو چکی ہیں ان سے پہلے کہاوتیں اور

برائی کو پہلے بھلائی سے ف۹ اور گذر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب اور

ف۱ یعنی سورج اپنا دورہ ایک سال میں اور چاند ایک ماہ میں پورا کرتا ہے۔ یا اَجَلٍ مُّسَمًّى کے معنی وقت مقرر تک لئے جائیں تو یہ مطلب ہوگا کہ چاند سورج اسی طرح چلتے رہیں گے قیامت تک۔ ف۲ یعنی جس نے ایسی عظیم الشان مخلوقات کو پیدا کیا اسے تمہارا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ نیز ایک باخبر، مدبر، بیدار مغز اور طاقتور گورنمنٹ باغیوں اور مجرموں کو ہمیشہ کے لئے یوں ہی آزاد نہیں چھوڑے رکھتی۔ نہ وفادار امن پسند رعایا کی راحت رسانی سے اغماض کر سکتی ہے۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ خداوند قدوس جو زمین و آسمان کے تخت کا تنہا مالک اور اپنی تدبیر و حکمت سے تمام مخلوقات علوی و سفلی کا انتظام باحسن اسلوب قائم رکھنے والا ہے۔ مطیع و عاصی کو یوں ہی مہمل چھوڑے رکھے۔ ضرور ہے کہ ایک دن وفا داروں کو وفاداری کا صلہ ملے اور مجرم اپنی سزا کو پہنچیں۔ پھر جب اس زندگی میں مطیع و عاصی کے درمیان ہم ایسی صاف تفریق نہیں دیکھتے تو یقیناً ماننا پڑے گا کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے جس میں سب کو آسمانی عدالت کے سامنے حاضر ہو کر عمر بھر کے اعمال کا پھل چکھنا ہوگا۔ ف۳ یعنی پہاڑ جو ایک جگہ کھڑے ہیں اور دریا جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔ ف۴ یعنی چھوٹا بڑا، کھٹا میٹھا، سیاہ سفید، گرم سرد اور جدید تحقیق کے موافق ہر ایک میں نر و مادہ بھی پائے جاتے ہیں۔ ف۵ اس کے معنی سورۂ اعراف میں آٹھویں پارے کے خاتمہ پر بیان ہو چکے وہاں دیکھ لیا جائے۔ ف۶ بلند آسمانوں کے مقابل پست زمین کا ذکر کیا۔ آسمان کے ساتھ چاند سورج کا بیان ہوا تھا کہ ہر ایک کی رفتار الگ ہے اور ہر ایک کا کام جداگانہ ہے۔ ایک کی گرم و تیز شعاعیں جو کام کرتی ہیں، دوسرے کی ٹھنڈی اور دھیمی چاندنی سے وہ بن نہیں پڑتا۔ اسی طرح یہاں زمین کے مختلف احوال اور اس سے تعلق رکھنے والی مختلف چیزوں کا ذکر فرمایا۔ کہیں پہاڑ کھڑے ہیں، کہیں دریا رواں ہیں، جو میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں ان میں بھی شکل، صورت، رنگ، مزہ، چھوٹے بڑے، بلکہ نر و مادہ کا اختلاف ہے۔ کبھی زمین دن کے آجانے سے روشن ہو جاتی ہے کبھی رات کی سیاہ نقاب منہ پر ڈال لیتی ہے۔ پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ چند قطعات زمین جو ایک دوسرے سے متصل ہیں، ایک پانی سے سیراب ہوتے ہیں، ایک سورج کی شعاعیں سب کو پہنچتی ہیں، ایک ہی ہوا سب پر چلتی ہے اس کے باوجود اس قدر مختلف پھول پھل لاتے ہیں اور باہم پیداوار کی کمی بیشی کا اتنا فرق ہوتا ہے جو دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ غور و فکر کرنے والے ان نشانوں کو دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ ایک ہی ابر رحمت کی آبیاری یا ایک ہی آفتاب ہدایت کی موجودگی میں انسانوں کے مادی اور روحانی احوال کا اختلاف بھی کچھ مستبعد و مستنکر نہیں ہے اور یہ کہ لامحدود قدرت کا کوئی زبردست ہاتھ آسمان سے زمین تک تمام مخلوق کے نظام ترکیبی کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہے۔ جس نے ہر چیز کی استعداد کے موافق اس کے دائرۂ عمل و اثر کی بہت مضبوط حد بندی کر رکھی ہے پھر ایسے لامتناہی قدرت و اختیار رکھنے والے خدا کو کیا مشکل ہے کہ ہم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے، اور اس عالم کے مخلوط عناصر کی کیمیاوی تحلیل کر کے ہر خیر و شر کو اس کے مستقر میں پہنچا دے۔ ف۷ یعنی اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہوگی کہ جس نے اول ایک چیز بنائی وہ دوبارہ بنانے پر قادر نہ ہو؟ (العیاذ باللہ) ف۸ گویا یہ لوگ "بعث بعد الموت" کا انکار کر کے خداوند قدوس کی شہنشاہی سے منکر ہیں۔ تو ایسے باغیوں کا انجام یہی ہونا ہے کہ گلے میں طوق اور ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر ابدی جیل خانہ میں ڈال دیئے جائیں جو حقیقت میں ایسے ہی مجرموں کے لئے بنایا گیا ہے۔ ف۹ یعنی حق کو قبول نہیں کرتے جس سے دنیا و آخرت کی بھلائی ملے۔ کفر اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آؤ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف برائی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ سب خوبی پاویں انکار کرتے ہیں اور جلتے ہیں عذاب کے آؤ۔ اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں۔ یعنی عذاب ہو چکے ہیں جن کی کہاوتیں چلی ہیں۔ مثلات یعنی کہاوتیں۔ مثلہ واحد سزا عذاب۔ ف۲ یعنی جو اپنا کام رات کو چھپاوے یا دن کو ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے ف۳ یعنی اللہ اپنی اور نگہبانی سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو بیٹھا اس کی طرف سے ملا ہے۔ جب تک وہ اپنی چال اللہ کے ساتھ بدلیں۔ ——— **از شاہ عبدالقادر صاحبؒ**

ف۱ یعنی پہلے بہتیری قوموں پر عذاب آچکے ہیں پھر تم پر آنا کیا مشکل تھا۔ بات صرف اتنی ہے کہ تیرا پروردگار اپنی شان حلم وعفو سے ہر چھوٹے بڑے جرم پر فوراً گرفت نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کے ظلم بہت دیکھتا اور درگزر کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب مظالم اور شرارتوں کا سلسلہ حد سے گذر جاتا ہے اُس وقت اُس کے تباہ کُن عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ ف۲ یعنی جو نشانی ہم مانگتے ہیں وہ کیوں نہیں آتی، جسے دیکھکر ہم ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے۔ ف۳ یعنی آیات اُتارنا آپ کے تصرف میں نہیں، یہ تو خدا کا کام ہے جو آیت پیغمبر کی تصدیق کے لئے مناسب ہو دکھلائے۔ آپ کا فرض اسی قدر ہے کہ خیرخواہی کی بات سُنا دیں اور بُرائی کے مہلک انجام سے لوگوں کو آگاہ کر دیں۔ پہلے بھی ہر قوم کی طرف ہادی (راہ بتانے والے) اور نذیر (ڈرانے والے) آتے رہے ہیں۔ اُن میں سے کسی کا یہ دعویٰ نہیں ہوا کہ جو نشان معاندین طلب کریں گے ضرور دکھلا کر رہیں گے۔ ہاں خدا کی راہ دکھانا اُن کا کام تھا وہ ہی آپ کا ہے۔ البتہ وہ خاص خاص قوم کے لئے ہادی تھے آپ دنیا کی ہر قوم کے لئے ہیں۔ ف۴ کہ مذکر ہے یا مونث، پورا ہے یا ادھورا، اچھا ہے یا بُرا، وغیر ذٰلک من الاحوال۔ ف۵ یعنی حاملہ کے پیٹ میں ایک بچہ ہے یا زیادہ، پورا بن چکا ہے یا ناتمام ہے، تھوڑی مدت میں پیدا ہوگا یا زیادہ میں۔ غرض پیٹ کے گھٹنے بڑھنے کے تمام اسرار واسباب اور اوقات واحوال کو پوری طرح جانتا ہے۔ اور اپنے علم محیط کے موافق ہر چیز کو ہر حالت میں اُس کے اندازہ اور استعداد کے موافق رکھتا ہے۔ اسی طرح اُس نے جو آیات انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کے لئے اُتاری ہیں اُن میں خاص اندازہ اور مصالح وحکم ملحوظ رہے ہیں جس وقت جس قدر بنی آدم کی استعداد وصلاحیت کے مطابق نشانات کا اظہار کرنا مصلحت تھا اس میں کمی نہیں ہوئی۔ باقی قبول کرنے اور منتفع ہونے کے لحاظ سے لوگوں کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے حاملہ کے پیٹ سے پیدا ہونے والیوں کے احوال تفاوتِ استعداد وتربیت کی بنا پر مختلف ہوتے ہیں۔ ف۶ یہ علم الٰہی کی لامحدود وسعت واحاطہ کا بیان ہوا یعنی دنیا کی کوئی کھلی چھپی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں اور تمام عالم اُس کے زیر تصرف ہے۔ ف۷ علم الٰہی کا عموم بیان کر کے بلحاظ مناسبت مقام خاص احوال مکلفین کی نسبت بتلاتے ہیں کہ تمہارے ہر قول وفعل کو ہمارا علم محیط ہے۔ جو بات تم دل میں چھپاؤ یا آہستہ کہو اور علانیہ پکار کر کہو، نیز جو کام رات کی اندھیری میں پوشیدہ ہو کر کرو اور جو دن دہاڑے بر سر بازار کرو، دونوں کی حیثیت علم الٰہی کے اعتبار سے یکساں ہے۔ بعض مفسرین نے آیت کو تین قسم کے آدمیوں پر مشتمل بتلایا ہے۔ مَنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ (جو بات کو چھپائے) مَنْ جَهَرَ بِهٖ (جو ظاہر کرے) مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ (جو اپنا کام رات کو چھپائے مثلاً شب کو چوری کرنا اور دن کو ظاہر کرے مثلاً دن میں نمازیں پڑھنا) اللہ تعالیٰ کو سب یکساں طور پر معلوم ہیں۔ ف۸ یعنی ہر بندہ کے ساتھ خدا کے فرشتے مامور ہیں۔ جن میں بعض اُس کے سب اگلے پچھلے اعمال لکھتے ہیں اور بعضے خدا کے حکم کے موافق اُن بلاؤں کو دفع کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جن سے حق تعالیٰ بندہ کو بچانا چاہتا ہے۔ جس طرح اس عالم میں خدا کی عام عادت ہے کہ جو چیز پیدا کرنا چاہے اُس کے ظاہری اسباب مہیا کر دیتا ہے ایسے ہی اُس نے کچھ باطنی اسباب وذرائع پیدا کئے ہیں جن کو ہماری آنکھیں نہیں دیکھتیں لیکن مشیت الٰہی کی تنفیذ اُن کے واسطہ سے ہوتی ہے۔ ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے جو ہمیشہ اُس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے، کسی قوم کو محروم نہیں کرتا۔ جب تک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے۔ جب بدلتی ہے تو آفت آتی ہے۔ پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ نہ کسی کی مدد اُس وقت کام دیتی ہے۔ (تنبیہ) یہاں قوموں کے عروج وزوال کا قانون بتایا ہے، اشخاص وافراد کا نہیں۔ قوم کی اچھی بُری حالت متعین کرنے میں اکثریت اور غلبہ کا لحاظ ہوتا ہے۔ ف۱۰ پہلے بندوں کی حفاظت کا ذکر تھا، پھر بداعمالیوں سے جو آفت ومصیبت آتی ہے اُس کا ذکر ہوا۔ معلوم ہوا کہ خدا کی ذات شانِ انعام وانتقام دونوں کی جامع ہے۔ اسی مناسبت سے یہاں بعض ایسے نشان ہائے قدرت کی طرف توجہ دلاتی جن میں بیک وقت اُمید وخوف کی دو متضاد کیفیتیں پیدا کرنے کی صلاحیت ہے یعنی جب بجلی چمکتی ہے تو اُمید بندھتی ہے کہ بارش آئے گی۔ اور ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں گر کر ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔ بھاری بادل پانی کے بھرے ہوئے آتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے کہ باران رحمت کا نزول ہوگا، ساتھ ہی ڈر رہتا ہے کہ پانی کا طوفان نہ آجائے۔ ٹھیک اسی طرح انسان کو چاہئے کہ رحمت الٰہی کا امیدوار رہے مگر مکر اللہ سے مامون اور بے فکر نہ ہو۔

اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ
تیرا رب معاف بھی کرتا ہے لوگوں کو اُن کی گنہگاری پر اور تیرے رب کی مار بھی سخت
تیرا رب معاف بھی کرتا ہے لوگوں کو باوجود اُن کے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی

الْعِقَابِ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ
ہے ف اور کہتے ہیں منکر کیوں نہ اُتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے
سخت ہے ف۱ اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اُتری اُس پر کوئی نشانی اُس کے رب سے ف۲

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ
تو تو ڈر سنانے والا ہے اور ہر قوم کو ہوا ہے راہ بتانے والا اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں ہے رکھتی
تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا ہے راہ بتانے والا ف۳ اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر

ع ۷

اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ
ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز کی ہے اُس پاس
مادہ ف۴ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اُس کے یہاں

بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَاۗءٌ
گنتی جاننے والا چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا اوپر برابر ہے
اندازہ ہے ف۵ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا سب سے بڑا برتر ف۶ برابر ہے

مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ
تم میں جو چپکے بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے رات میں
تم میں جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے رات میں

وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ
اور گلیوں میں پھرتا ہے دن کو ف۷ اُس کے پہرے والے ہیں بندے کے آگے سے اور پیچھے سے اس کو
اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو ف اُس کے پہرے والے ہیں بندہ کے آگے سے اور پیچھے سے

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
بچاتے ہیں اللہ کے حکم سے اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں
اُس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے ف۸ اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں

مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ
جو اپنے بیچ ہے اور جب چاہے اللہ کسی قوم پر بُرائی پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں اُن کو
جو اُن کے جیوں میں ہے اور جب چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں اُن کا

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا
اُس بن مددگار ف۱ وہی ہے کہ تم کو دکھاتا ہے بجلی ڈر کو اور اُمید کو
اُس کے سوا مددگار ف۹ وہی ہے کہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر کو اور اُمید کو

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ مِنْ
اور اُٹھاتا ہے بدلیاں بھاری اور پڑھتی ہے گرج خوبیاں اُس کی اور سب فرشتے
اور اُٹھاتا ہے بادل بھاری ف۱۰ اور پڑھتا ہے گرجنے والا خوبیاں اُس کی اور سب فرشتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کا فر جن کو پکارتے ہیں بعضے خیال ہی ہیں کہ ان میں اور بعضے چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کے مالک نہیں پھر کیا حاصل ان کو پکارنا جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوویں یہ اس کی مثال فرمائی۔ ف جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح و شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی گرجنے والا بادل یا فرشتہ زبان حال یا قال سے حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتا ہے۔ وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِهٖ وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ (بنی اسرائیل۔ رکوع ۵) اور تمام فرشتے ہیبت و خوف کے ساتھ اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تمجید میں مشغول رہتے ہیں۔ "رعد" و "برق" وغیرہ کے متعلق آج کل کی تحقیق یہ ہے کہ بادلوں میں "قوت کہربائیہ موجبہ" پائی جاتی ہے اور زمین میں "کہربائیہ سالبہ" جو بادل زمین سے زیادہ نزدیک ہوا اس میں کاہ بگاہ زمین کی "سالبہ کہربائیہ" سرایت کر جاتی ہے۔ پھر اس بادل کے اوپر بسا اوقات وہ بادل گذرتے ہیں جن میں کہربائیہ موجبہ موجود ہے۔ اور یہ قاعدہ تجربہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ مختلف قسم کے "کہربائیہ" رکھنے والے دو جسم جب محاذی ہوں تو ہر ایک اپنے اندر دوسرے کی کہربائیہ کو جذب کرتا ہے تاکہ دونوں کی کہربائیہ متحد ہو جائے۔ اسی قاعدے سے اوپر نیچے والے بادل جب

خِيفَتِهٖ ۚ وَيُرۡسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيۡبُ بِهَا مَنۡ يَّشَآءُ وَهُمۡ

اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے کڑاکے پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ

اس کے ڈر سے ف اور بھیجتا ہے کڑک بجلیاں پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ

يُجَادِلُوۡنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيۡدُ الۡمِحَالِؕ ۝ لَهٗ دَعۡوَةُ الۡحَـقِّ ؕ وَ

جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں اور اس کی آن سخت ہے اسی کو پکارنا سچ ہے اور

جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں اور اس کی آن سخت ہے ف اسی کا پکارنا سچ ہے اور

الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَسۡتَجِيۡبُوۡنَ لَهُمۡ بِشَىۡءٍ اِلَّا

جن کو پکارتے ہیں اس کے سوا نہیں پہنچتے ان کے کام پر کچھ مگر

جن لوگوں کو کہ پکارتے ہیں اس کے سوا وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی مگر

كَبَاسِطِ كَفَّيۡهِ اِلَى الۡمَآءِ لِيَبۡلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِـغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ

جیسے کوئی پھیلا رہا دو ہاتھ طرف پانی کے کہ آ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اور جتنی پکار ہے

جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اس تک اور جتنی پکار ہے

الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ‏ ۝ وَلِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

منکروں کی سب بھٹکتی ہے ف اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان و زمین میں

کافروں کی سب گمراہی ہے ف اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں

طَوۡعًا وَّكَرۡهًا وَّظِلٰلُهُمۡ بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۩ ۝ قُلۡ مَنۡ رَّبُّ

خوشی سے اور زور سے اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام ف پوچھ کون ہے رب

خوشی سے اور زور سے اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام ف پوچھ کون ہے رب

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ

آسمان و زمین کا کہہ اللہ کہہ پھر تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا حمایتی

آسمان اور زمین کا کہہ دے اللہ ہے کہہ پھر کیا تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا ایسے حمایتی جو

لَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَ

جو مالک نہیں اپنے بھلے برے کے کہہ کوئی برابر ہوتا ہے اندھا اور

مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے ف کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور

الۡبَصِيۡرُ ۙ اَمۡ هَلۡ تَسۡتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ ۚ اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰهِ

دیکھتا یا کہیں برابر ہے اندھیرا اور اجالا یا ٹھہرائے ہیں انھوں نے اللہ کے

دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے اندھیرا اور اجالا ف کیا ٹھہرائے ہیں انھوں نے اللہ کے لیے

شُرَكَآءَ خَلَقُوۡا كَخَلۡقِهٖ فَتَشَابَهَ الۡخَـلۡقُ عَلَيۡهِمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِـقُ

شریک کہ انھوں نے کچھ بنایا ہے جیسے بنایا اللہ نے پھر مل گئی پیدائش ان کی نظر میں کہہ اللہ ہے بنانے والا

شریک کہ انھوں نے کچھ پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہو گئی پیدائش ان کی نظر میں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا

كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ‏ ۝ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌ

ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست اتارا آسمان سے پانی پھر بہے نالے

ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست ف اتارا اس نے آسمان سے پانی پھر بہنے لگے نالے

ایک دوسرے کی قوت کہربائیہ کو اپنی طرف کھینچتے ہیں تو دونوں کے مل جانے سے شدید حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور اس حرارت شدیدہ سے دونوں بادلوں کے حجم کے مناسب ایک آتشیں شعلہ نکلتا ہے جو "صاعقہ" کہلاتا ہے اسی صاعقہ کی چمک اور روشنی "برق" کہلاتی ہے اور ہوا میں اس کے سرایت کرنے سے جو آواز نکلتی ہے وہ "رعد" ہے۔ یہ کہربائی کا یہی آتشیں شرارہ کبھی بادلوں اور ہواؤں کو پھاڑ کر نیچے گرتا ہے۔ جس کے نہایت عجیب و غریب افعال و آثار مشاہدہ کئے گئے ہیں۔ علاوہ اس کے کہ وہ مکانوں کو گراتا، پہاڑوں کو شق کرتا اور جانداروں کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس نے نہایت احتیاط سے ایک آدمی کے بدن سے کپڑے اتار کر کسی درخت کی شاخ پر رکھ دیئے ہیں مگر پہننے والے کے جسم کو کچھ صدمہ نہیں پہنچا۔ (دائرۃ المعارف فرید وجدی) جسے دیکھ کر خیال گذرتا ہے کہ بجلی کے اس آتشیں شعلہ میں کوئی ذی شعور اور ذی اختیار قوت غیر مرئی طریقہ سے کام کر رہی ہے۔ ہم کو ضرورت نہیں کہ اوپر بیان کئے ہوئے "نظریہ" کا انکار کریں لیکن یہ بیان کرنے والے خود اقرار کرتے ہیں کہ "روح" کی طرح "قوت کہربائیہ" کی اصل حقیقت پر بھی اس وقت تک پردہ پڑا ہوا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے ارباب کشف و شہود کا بیان یہ ہے کہ تمام نظام عالم میں ظاہری اسباب کے علاوہ باطنی اسباب کا ایک عظیم الشان سلسلہ کار فرما ہے۔ جو کچھ ہم یہاں دیکھتے ہیں وہ صرف صورت ہے لیکن اس صورت میں جو غیر مرئی حقیقت پوشیدہ ہے اس کے ادراک تک عام لوگوں کی رسائی نہیں۔ صرف باطنی آنکھ رکھنے والے دیکھتے ہیں آخر تم جو نظریات بیان کرتے ہو مثلاً یہی قوت کہربائیہ کا موجبہ سالبہ ہونا وغیرہ، اس کا علم بھی چند حکمائے طبیعین کے سوا بلا واسطہ کس کو ہوتا ہے کم از کم اتنا ہی وثوق انبیاء کے مشاہدات و تجربات پر کر لیا جائے تو بہت سے اختلافات مٹ سکتے ہیں۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دوسرے نوامیس طبیعیہ کی طرح بادلوں اور بارشوں کے انتظامات پر بھی فرشتوں کی جماعتیں تعینات ہیں جو بادلوں کو مناسب مواقع پر پہنچاتے اور ان سے حسب ضرورت و مصلحت کام لینے کی تدبیر کرتی ہیں۔ اگر تمہارے بیان کے موافق بادل اور زمین وغیرہ کی "کہربائیہ" کا مدبر کوئی غیر مرئی فرشتہ ہو تو انکار کی کونسی وجہ ہے؟ جس کو تم "شرارہ کہربائیہ" کہتے ہو چونکہ وہ فرشتہ کے خاص تصرف سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا اسے وحی کی زبان میں "مخاریق من نار" (فرشتہ کا آتشیں کوڑا) کہہ دیا گیا تو کیا قیامت ہو گئی۔ اس کی شدت اور سخت اشتعال سے جو گرج اور کڑک پیدا ہوتی اگر حقیقت کو لحاظ کرتے ہوئے اسے فرشتہ کی ڈانٹ سے تعبیر فرمایا تو یہ نہایت ہی موزوں تعبیر ہے۔ بہرحال سائنس نے جس چیز کی محض صورت کو سمجھا، وحی نے اس کی روح اور حقیقت پر مطلع کر دیا۔ کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ دونوں کو ایک دوسرے کا حریف مقابل قرار دے لیا جائے۔ علامہ محمود آلوسی نے "البقرہ" کے شروع میں اس پر معقول بحث کی ہے۔ فلیراجع۔ ف یعنی ان جھگڑنے والوں پر عذاب کی بجلی گرا دے۔ حدیث میں ہے کہ حضور نے عرب کے ایک متکبر رئیس کے پاس آدمی بھیجا کہ اسے میرے پاس بلا لاؤ۔ قاصد نے اس کو کہا کہ رسول اللہ صلعم تجھے بلاتے ہیں۔ کہنے لگا رسول اللہ کون ہے؟ اور اللہ کیا چیز ہے؟ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا؟ (العیاذ باللہ) تین مرتبہ یہی گفتگو کی تیسری مرتبہ جب وہ یہ گستاخانہ کلمات بک رہا تھا، ایک بادل اٹھا فوراً بجلی گری اور اس کی کھوپڑی سر سے جدا کر دی۔ بعض روایات میں ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم اسلام لاتے ہیں بشرطیکہ آپ کے بعد خلافت ہم کو ملے آپ نے انکار فرما دیا۔ دونوں یہ کہہ کر اٹھے کہ ہم مدینہ کی وادی کو آپ کے مقابلہ میں پیدل اور سواروں سے بھر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ اس کو روک دے گا اور "انصار مدینہ" روکیں گے۔ وہ دونوں چلے، راستہ میں "اربد" پر بجلی گری اور عامر طاعون کی گلٹی سے ہلاک ہوا۔ فائدہ: رعد کی آواز سن کر کہنا چاہئے، سُبۡحَانَ مَنۡ يُسَبِّحُ الرَّعۡدُ بِحَمۡدِهٖ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ مِنۡ خِيۡفَتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَقۡتُلۡنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهۡلِكۡنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبۡلَ ذٰلِكَ۔ ف یعنی پکارنا اسی کو چاہئے جو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک ہے۔ عاجز کو پکارنے سے کیا حاصل؟

اللہ کے سوا کون ہے جس کے قبضہ میں اپنا یا دوسروں کا نفع و ضرر ہے؟ غیر اللہ کو اپنی مدد کے لئے بلانا ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا کنوئیں کی من پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ میرے منہ میں پہنچ جا، ظاہر ہے قیامت تک پانی اس کی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ بلکہ اگر پانی اس کی مٹھی میں ہو تب بھی خود چل کر منہ تک نہیں جا سکتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے محض خیالات و اوہام ہیں، بعضے جن اور شیاطین ہیں اور بعضی چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں، لیکن اپنے خواص کی مالک نہیں۔ پھر ان کے پکارنے سے کیا حاصل؟ جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں"۔ ف حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی بے اختیار اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح اور شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔ مطلب یہ ہے کہ جواہر ہوں یا اعراض کوئی چیز اللہ کے حکم تکوینی سے باہر نہیں ہو سکتی۔ اس کے نفوذ و اقتدار کے سامنے سب منقاد اور سر بسجود ہیں سایہ کا گھٹنا بڑھنا ادھر ادھر مائل ہونا سب اسی کے ارادہ اور مشیت سے ہے۔ صبح شام کا ذکر شاید اس لئے کیا کہ ان وقتوں میں زمین پر سایہ کا پھیلاؤ زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔ ف یعنی جب ربوبیت کا اقرار صرف خدا کے لئے ہے (بقیہ بر صفحہ ۳۲۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی آسمان سے دین حق اُترتا ہے تو ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے۔ پھر حق اور باطل بھڑتا ہے تو میل اُبھرتی ہے۔ جیسے مینہ کا پانی زمین میں مل کر یا روپے تانبے کو جلا کر میل اُبھرتی ہے مگر جھاگ کو بقا نہیں اور کام کی چیز کو قیام ہے۔ یہاں حق اور باطل بھڑنا دنیا کی لڑائی مراد ہے۔ آخر حق غالب ہے یا ہر ایک کے دل میں حق و باطل بھڑتا ہے۔ آخر حق اس باطل کو مٹا کر صاف حق رہتا ہے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ صفحہ ۳۲۴ کرتے ہو، پھر مدد کے لئے دوسرے حاجتی کہاں سے تجویز کرتے۔ حالانکہ وہ ذرہ برابر نفع نقصان کا مستقل اختیار نہیں رکھتے۔ ف یعنی موحد و مشرک میں ایسا فرق ہے جیسے بینا اور نابینا میں، اور توحید و شرک کا مقابلہ ایسا سمجھو جیسے نور و ظلمت سے۔ تو کیا ایک اندھا مشرک جو شرک کی اندھیریوں میں پڑا ٹاک ٹوئیاں مار رہا ہو اس مقام پر پہنچ سکتا ہے جہاں ایک موحد کو پہنچا ہے جو فہم و بصیرت اور ایمان و عرفان کی روشنی میں فطرت انسانی کے صاف راستہ پر چل رہا ہے؟ ہرگز دونوں ایک نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ ف یعنی جیسی مخلوقات خدا تعالیٰ نے پیدا کی، کیا تمہارے دیوتاؤں نے ایسی کوئی چیز پیدا کی ہے جسے دیکھ کر ان پر خدائی کا شبہ ہونے لگا۔ وہ تو ایک مکھی کا پر اور ایک مچھر کی ٹانگ بھی نہیں بنا سکتے۔ بلکہ تمام چیزوں کی طرح خود بھی اسی اکیلے زبردست خدا کی مخلوق ہیں۔ پھر ایسی عاجز و مجبور چیزوں کو خدائی کے تخت پر بٹھا دینا کس قدر گستاخی اور شوخ چشمی ہے۔

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي
اپنے اپنے موافق پھر اوپر لایا وہ نالہ جھاگ پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں آگ
اپنی اپنی موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالا جھاگ پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں آگ
النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ
میں واسطے زیور کے یا اسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں سمجھاتا ہے اللہ
میں واسطے زیور کے یا اسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان کرتا ہے اللہ
الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ
صحیح اور غلط سو وہ جو جھاگ ہے سو جاتا ہے سوکھ کر اور وہ جو کام آتا ہے
حق اور باطل کو سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو کام آتا ہے
النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۝
لوگوں کے سو رہتا ہے زمین میں یوں بتاتا ہے اللہ کہاوتیں ف
لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے اللہ مثالیں ف
لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ
جنہوں نے مانا ہے اپنے رب کا حکم ان کو بھلائی ہے اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا
جنہوں نے مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے ف اور جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا
لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ
اگر ان پاس ہو جتنا کچھ زمین میں ہے سارا اور اس کے برابر ساتھ اس کے سب دیں اپنی چھڑوائی میں
اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور تو سب دے ڈالیں اپنے بدلے میں ف
أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ
ان لوگوں کو ہے برا حساب اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور بری ہے
ان لوگوں کے لئے ہے برا حساب ف اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بری
الْمِهَادُ ۝ أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ
تیاری بھلا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اترا تجھ کو تیرے رب سے تحقیق ہے
آرام کی جگہ ہے بھلا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے رب سے حق ہے
كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يُوفُونَ
برابر ہوگا اس کے جو اندھا ہے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے وہ جو پورا کرتے ہیں
برابر ہو سکتا ہے اس کے جو کہ اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں جن کو عقل ہے ف وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں
بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ
قرار اللہ کا اور نہیں توڑتے قرار اور وہ کہ جوڑتے ہیں جو اللہ
اللہ کے عہد کو اور نہیں توڑتے اس عہد کو ف اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ
اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝
نے فرمایا جوڑنا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا
نے فرمایا ملانا ف اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا ف

وقف النبی علیہ السلام · وقف غفران · وقف لازم · ع ۱۱ / ۸

فوائد صفحہ ہذا ف آسمان کی طرف سے بارش اتری جس سے ندی نالے بہ پڑے۔ ہر نالے میں اس کے ظرف اور گنجائش کے موافق جتنا خدا نے چاہا پانی جاری کر دیا، چھوٹے میں کم بڑے میں زیادہ۔ پانی جب زمین پر رواں ہوا تو مٹی اور کوڑا کرکٹ سے گدلا ہو گیا۔ پھر میل کچیل اور جھاگ پھول کر اوپر آیا۔ جیسے تیز آگ میں چاندی تانبا، لوہا اور دوسری معدنیات پگھلاتے ہیں تا زیور، برتن اور ہتھیار وغیرہ تیار کریں اس میں بھی اسی طرح جھاگ اٹھتا ہے مگر تھوڑی دیر بعد خشک یا منتشر ہو کر جھاگ جاتا رہتا ہے اور جو اصلی کار آمد چیز تھی (یعنی پانی یا پگھلی ہوئی معدنیات) وہی زمین میں یا زمین والوں کے ہاتھ میں باقی رہ جاتی ہے۔ جس سے مختلف طور پر لوگ منتفع ہوتے ہیں۔ یہی مثال حق و باطل کی سمجھو۔ جب وحی آسمانی دین حق کو لے کر اترتی ہے تو قلوب بنی آدم اپنے اپنے ظرف اور استعداد کے موافق فیض حاصل کرتے ہیں، پھر حق اور باطل باہم بھڑ جاتے ہیں تو میل اُبھر آتا ہے۔ بظاہر باطل جھاگ کی طرح حق کو دبا لیتا ہے۔ لیکن اس کا یہ اُبال عارضی اور بے بنیاد ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کے جوش و خروش کا پتہ نہیں رہتا۔ خدا جانے کدھر گیا۔ جو اصلی اور کار آمد چیز جھاگ کے نیچے دبی ہوئی تھی (یعنی حق و صداقت)، بس وہی رہ گئی۔ دیکھو خدا کی بیان کردہ مثالیں کیسی عجیب ہوتی ہیں کیسے مؤثر طرز میں سمجھایا کہ دنیا میں جب حق و باطل بھڑتے ہیں یعنی دونوں کا جنگی مقابلہ ہوتا ہے تو گو برائے چندے باطل اونچا اور پھولا ہوا نظر آئے، لیکن آخر کار باطل کو منتشر کر کے حق ہی غالب ہو کر رہے گا۔ کسی مومن کو باطل کی عارضی نمائش سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ اسی طرح کسی انسان کے دل میں جب حق اتر جائے کچھ دیر کے لئے اوہام و وساوس زور شور دکھلائیں تو گھبرانے کی بات نہیں۔ تھوڑی دیر میں یہ اُبال بیٹھ جائے گا۔ اور خالص حق ثابت و مستقر رہے گا۔ گذشتہ آیات میں چونکہ توحید و شرک کا مقابلہ کیا گیا تھا، اس تمثیل میں حق و باطل کے مقابلہ کی کیفیت بتلا دی۔ آگے دونوں کا انجام بالکل کھول کر بیان کرتے ہیں۔ ف یعنی ایمان و عمل صالح اختیار کیا ان کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ حقیقی خوشی اور قلبی طمانیت و سکون ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ ف یعنی یہاں تو خیر جس طرح گذرے، لیکن آخرت میں ان کی حالت ایسی پریشانی اور گھبراہٹ کی ہوگی کہ اگر تمام دنیا کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہوں بلکہ اسی قدر اور بھی تو تمنا کریں گے کہ ہم یہ سب فدیہ میں دے کر اس پریشانی سے چھوٹ جائیں وَاَنّٰی لَھُمْ ذٰلِکَ۔ ف یعنی حساب میں کسی قسم کی رعایت اور درگذر نہ ہوگی ایک ایک بات پر پوری طرح پکڑے جائیں گے۔ ف مومن و کافر دونوں کا الگ الگ انجام ذکر فرمانے کے بعد متنبہ کرتے ہیں کہ ایسا ہونا عین عقل و حکمت کے موافق ہے۔ کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک نپٹ اندھا جسے کچھ نظر نہ آئے یوں ہی اٹاپ شٹاپ اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھاتا ہو، اس شخص کی برابری کر سکتا ہے جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہیں اور پوری بصیرت کے ساتھ حق کی روشنی سے مستفید ہو رہا ہے۔ ف یعنی اللہ سے جو عہد ازل میں ہو چکا ہے (عہد الست)، جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے اور جو انبیاء کی زبانی عہد لئے گئے اُن سب کو پورا کرتے ہیں۔ کسی کو توڑتے نہیں۔ نیز خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ ف یعنی صلہ رحم کرتے ہیں۔ یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں، یا اسلام کی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں۔ ف یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا کیا صورت پیش آئے گی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لاوے یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے کہ کوئی بہکے اور کوئی راہ پائے سو جس کے دل میں رجوع ہے آئی نشان پہ کہ اس کو سمجھا نا چاہیے
ـــــ از شاہ عبد القادر صاحب

ف۱ یعنی مصائب و شدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا۔ کسی سختی سے گھبرا کر طاعت کے راستے سے قدم نہیں ہٹایا، نہ معصیت کی طرف جھکے اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا، اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں باہمت یا بااستقلال خیال کرے۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا مجبور ہو گئے تو صبر کر کے بیٹھ رہے۔ ف۲ پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے، الا یہ کہ کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہو۔ ف۳ یعنی برائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں، سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں، کوئی ظلم کرتا ہے یہ معاف کرتے ہیں، الا یہ کہ معافی سے برائی کے ترقی کرنے کا اندیشہ ہو، وہیں بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی برا کام ہو جاتا ہے تو اس کے مقابلہ میں بھلائی کر کے (یعنی توبہ اور اعمال حسنہ) کی تلافی کرتے ہیں۔ ف۴ یعنی جن میں ہمیشہ رہیں گے۔ ف۵ آباء کا لفظ تغلیباً کہا ہے جس میں امہات (مائیں) بھی شامل ہیں۔ یہ جنت کی بشارت کے ساتھ مزید خوشخبری سنائی کہ یہ کاملین جن کی خصال اوپر بیان ہوئیں جنت میں ایک نعمت و مسرت یہ حاصل ہوگی کہ وہ اور ان کے ماں باپ، اولاد، بیویاں جو اپنی نیکی کی بدولت دخول جنت کے لائق ہوں سب اکٹھے رہیں گے حتیٰ کہ ان متعلقین میں سے اگر کوئی کم رتبہ ہوگا تو حق تعالیٰ اپنی نوازش و مہربانی سے درجہ بڑھا کر اس بزرگ کامل سے نزدیک کر دے گا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (طور۔ رکوع ۱) اس سے معلوم ہوا کہ بدون ایمان و عمل صالح کے محض کاملین کی قرابت کافی نہیں۔ ہاں ایمان و عمل صالح موجود ہو تو تعلق قرابت سے کچھ ترقی درجات ممکن ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۶ صحیح حدیث میں جنت کے آٹھ دروازے بیان ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کاملین کی تعظیم و تکریم کے لئے خدا کے پاک فرشتے ہر طرف سے تحائف و ہدایا لے کر حاضر ہوں گے۔ احادیث میں ہے کہ خلق اللہ میں سے اول وہ فقراء مہاجرین جنت میں داخل ہوں گے جو سختیوں اور لڑائیوں میں سینہ سپر ہوتے اور ہر ضروری کے وقت کام آتے تھے جو حکم ان کو ملتا اس کی تعمیل کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے، دنیا کی حاجتیں اور دل کے ارمان دل ہی میں لے کر یہاں سے رخصت ہو گئے۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا میرے وہ بندے کہاں ہیں (حاضر ہوں) جو میرے راستہ میں لڑے، میرے لئے تکلیفیں اٹھائیں اور جہاد کیا، جاؤ جنت میں بے کھٹکے داخل ہو جاؤ۔ پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ میرے ان بندوں کے پاس حاضر ہو کر سلام کرو۔ وہ عرض کریں گے خداوندا! ہم تیری بہترین مخلوق ہیں کیا ہم بارگاہ قدس کے رہنے والوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان زمینی باشندوں کے پاس حاضر ہو کر سلام کریں۔ ارشاد ہوگا ہاں یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے توحید پر جان دی، دنیا کے سب ارمان اپنے سینوں میں لے کر چلے گئے، میرے راستہ میں جہاد کیا اور ہر تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے رہے۔ یہ سن کر فرشتے ہر طرف سے ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلعم ہر سال کے آغاز میں قبور شہداء پر تشریف لے جاتے اور فرماتے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ یہی طرز عمل ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کا رہا۔ ف۷ سعداء کے مقابل یہاں اشقیاء کی عادات و خصال اور آخری انجام بتلایا ہے۔ ان کا کام یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے بدعہدی کریں، جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم تھا انہیں توڑیں، ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائیں، دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہ چوکیں۔ یہ ہی لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے دور پھینک دیئے گئے اور سب سے زیادہ برے مقام پر پہنچنے والے ہیں۔ ف۸ یعنی دنیا کے عیش و فراخی کو دیکھ کر سعادت و شقاوت کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ نہ ضروری ہے کہ جس کو دنیا میں خدا نے رزق اور پیسہ زیادہ دیا ہے وہ اس کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ بہت سے مقبول بندے بطور آزمائش و امتحان یہاں عسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور مردود مجرموں کو ڈھیل دی جاتی ہے وہ مزے اڑاتے ہیں۔ یہی دلیل اس کی ہے کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے جہاں ہر شخص کو اس کے نیک و بد اعمال کا پورا پھل مل کر رہے گا۔ بہرحال دنیا کی تنگی و فراخی مقبول و مردود ہونے کا معیار نہیں ہو سکتا۔ ف۹ یعنی اسی کو مقصود بنا کر اتراتے اور اکڑتے ہیں۔ حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی محض ہیچ ہے۔ جیسے ایک شخص اپنی انگلی سے سمندر کو چھوئے تو وہ تری جو انگلی کو پہنچی ہے سمندر کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے۔ دنیا کی آخرت کے مقابل اتنی بھی حقیقت نہیں۔ لہٰذا عقلمند کو چاہیے کہ فانی پر باقی کو مقدم رکھے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، بذات خود مقصود نہیں۔ یہاں کے سامانوں سے اس طرح متمتع ہو جو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنے۔ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا۔ ف۱۰ سیکڑوں نشان دیکھتے تھے مگر وہی مرغے کی ایک ٹانگ پکڑی ہوئی تھی کہ ہم جو کہتے جائیں وہ نشان دکھاؤ۔ مثلاً مکہ کے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے سرکا کر کھیتی باڑی کے لئے زمین وسیع کر دو یا زمین کو پھاڑ کر چشمے اور نہریں نکال دو یا ہمارے پرانے بزرگوں کو دوبارہ زندہ کر کے ہم سے بات چیت کرا دو۔ غرض کوئی نشان ایسا دکھلاؤ جو ہم کو ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ اس کا جواب دیا کہ بے شک خدا ایسے نشان دکھلانے پر قدرت رکھتا ہے لیکن اس کی حکمت و عادت مقتضی نہیں کہ تمہاری فرمائشیں پوری کیا کرے۔ پیغمبروں کی تصدیق کے لئے جس قدر ضرورت ہے اس سے زائد نشانات دکھلا چکا اور دکھلا رہا ہے۔ دوسرے سیکڑوں معجزات سے قطع نظر کر کے اکیلا قرآن ہی کیا عظیم الشان نشان پیغمبر کی صداقت کا ہے۔ جب تم ان نشانوں کو دیکھ کر راہ راست پر نہ آئے اور حق کی طرف رجوع نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ قدیم قانون کے موافق خدا کی مشیت یہی ہے کہ تم کو تمہاری پسند کردہ گمراہی میں چھوڑے رکھے۔ بلاشبہ اگر تم اتنے بڑے بڑے نشان دیکھ کر اس کی طرف رجوع ہوتے تو وہ اپنی عادت کے موافق تم کو آگے بڑھاتا اور حقیقی کامیابی تک پہنچنے کی راہیں دکھلاتا۔ جب تم نے خود یہ چاہا تو اس کی حکمت بھی اسی کو مقتضی ہے کہ تمہیں محروم کرے۔ پھر فرمائشی نشان دکھلانے کی کیا ضرورت رہی، بلکہ نہ دکھلانے میں تمہارا فائدہ ہے کیونکہ سنۃ اللہ یہ ہے کہ فرمائشی نشان اسی وقت دکھلائے جاتے ہیں جب کسی قوم کا تباہ کرنا مقصود ہو۔ حدیث میں ہے کہ (بقیہ صفحہ)

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

اور وہ جو ثابت رہے چاہ کر توجہ اپنے رب کی اور کھڑی رکھی نماز اور خرچ کیا

اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی ف اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ

ہمارے دیئے میں سے چھپے اور کھلے اور کرتے ہیں برائی کے مقابل بھلائی اُن لوگوں کو

ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر ف اور کرتے ہیں برائی کے مقابلہ میں بھلائی ف ان

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

ہے پچھلا گھر باغ ہیں رہنے کے داخل ہوں گے اُن میں اور وہ جو نیک ہوئے

لوگوں کے لئے ہے آخرت کا گھر ✡ باغ ہیں رہنے کے ف داخل ہوں گے اُن میں اور جو نیک ہوئے اُن کے

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ

اُن کے باپ دادوں میں اور جوروؤں میں اور اولاد میں اور فرشتے آتے ہیں اُن پاس ہر

باپ دادوں میں اور جوروؤں میں اور اولاد میں ف اور فرشتے آئیں اُن کے پاس

مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

دروازے سے کہتے ہیں سلامتی تم پر بدلے اس کے کہ تم ثابت رہے سو خوب ملا پچھلا گھر

ہر دروازے سے ✡ کہیں گے سلامتی تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر ف

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ

اور جو لوگ توڑتے ہیں قرار اللہ کا اُس کو پکا کر کر اور کاٹتے ہیں

اور جو لوگ توڑتے ہیں عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ

جو چیز کہا اللہ نے اُس کو جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں ایسے لوگ اُن کو ہے

اُس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں ایسے لوگ اُن کے واسطے ہے

اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

لعنت اور اُن کو ہے بُرا گھر اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور

لعنت اور اُن کے لئے ہے بُرا گھر ف اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور

يَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

تنگ اور وہ ریجھے ہیں دنیا کی زندگی پر اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے حساب میں

تنگ کرتا ہے ف اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے

اِلَّا مَتَاعٌ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

مگر تھوڑا برتنا اور کہتے ہیں منکر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

مگر متاع حقیر ف اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝

رب سے کہہ اللہ بچلاتا ہے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا ف

رب سے کہہ دے اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھلاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا ف

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن — یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے۔ عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کو نام رحمٰن نہ بولتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک معبود چھوڑ کر دوسرا پکارا فرمایا کہ وہی میرا ایک رب ہے جس نام سے پکاروں۔ ف یہ منکر چاہتے ہوں گے کہ ایک نشانی بڑی سی آوے تو کافر مسلمان ہو جاویں سو فرمایا کہ اگر کسی قرآن سے یہ کام ہونے ہوتے تو اسی سے پہلے ہوتے لیکن اختیار اللہ کا ہے اور خاطر جمع اسی پر چاہیے کہ اللہ ... نہیں چاہتا ... اگر چاہتا تو حکم کوئی نشانی ... کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر سے یا ہمسایہ پر جب تک سارے عرب ایمان میں آ جاویں وہ آفت یہی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۳۲۶ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو ہم ان کو فرمائشی نشان دکھلا دیں اس پر بھی نہ مانیں تو ایسا عذاب بھیجا جائے گا جو دنیا میں کسی پر نہ آیا ہو۔ اور اگر تم چاہو تو رحمت و تقرب کا دروازہ کھلا رکھیں۔ آپ نے دوسری شق کو اختیار فرمایا چنانچہ یہی معاملہ فرمائشیں کرنے والے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ فوائد صفحہ ہذا ف۱ خدا کی طرف رجوع ہونے والوں کا بیان ہوا یعنی ان کو وہ دولت ایمان نصیب ہوتی ہے اور ذکر اللہ سے چین و اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ سب سے بڑا ذکر تو قرآن ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ جسے پڑھ کر ان کے دلوں میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے شبہات اور وساوس شیطانیہ دور ہو کر سکون و اطمینان میسر آتا ہے۔ ایک طرف اگر حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور خوف و خشیت پیدا کرتا ہے تو دوسری طرف لامحدود رحمت و مغفرت کا ذکر قلبی سکون و راحت کے سامان بہم پہنچاتا ہے۔ غرض ان کا دل ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کی طرف جم جاتا ہے اور ذکر اللہ ان کے قلوب سے ہر طرح کی دنیوی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کر دیتا ہے۔ ف۲ یعنی دولت، حکومت، منصب، جاگیر یا فرمائشی نشانات کا دیکھ لینا، کوئی چیز انسان کو حقیقی سکون و اطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتی۔ صرف یاد الٰہی سے جو تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے وہی ہے جو دلوں کے اضطراب و وحشت کو دور کر سکتا ہے۔ ف۳ مترجم محقق نے "طوبیٰ" کے لغوی معنی لئے ہیں اسی میں جنت کا وہ درخت بھی آ گیا جسے حدیث صحیح میں "طوبیٰ" کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ ف۴ یعنی جس طرح ہم اپنی طرف رجوع ہونے والوں کو کامیابی کی راہ دکھاتے ہیں، اسی طرح اس امت کی رہنمائی کے لئے ہم نے تجھے مبعوث کیا، تا جو کتاب اپنی رحمت کاملہ سے تجھ پر اتاری ہے آپ ان کو پڑھ کر سنا دیں۔ آپ کا پیغمبر بنا کر بھیجا جانا کوئی انوکھی بات نہیں، پہلی امتوں کی طرف بھی پیغمبر بھیجے جا چکے ہیں جو اس وقت تکذیب کرنے والوں کا حشر ہوا ان لوگوں کو بھی پیش نظر رہنا چاہئے۔ ف۵ یعنی رحمٰن نے اپنی رحمت کاملہ سے قرآن اتارا "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ" اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ مگر انہوں نے سخت ناشکری اور کفران نعمت پر کمر باندھ لی۔ رحمٰن کا حق ماننے سے منکر ہو گئے بلکہ اس نام سے بھی وحشت کھانے لگے۔ اسی لئے حدیبیہ کے صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے پر جھگڑا کیا "وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ" (فرقان۔ رکوع ۵) ف۶ یعنی جس رحمٰن سے تم انکار کر رہے ہو وہی میرا رب ہے اور وہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں "قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى" (بنی اسرائیل۔ رکوع ۱۲) میرا آغاز و انجام سب اسی کے ہاتھ میں ہے میں اسی پر توکل کرتا ہوں۔ نہ تمہارے انکار و تکذیب سے مجھے ضرر کا اندیشہ ہے نہ اس کی امداد و اعانت سے مایوس ہوں۔ ف۷ یہاں قرآن سے مراد عام کتاب ہے جیسا کہ ایک حدیث صحیح میں "زبور" پر لفظ قرآن کا اطلاق ہوا ہے یعنی اگر کوئی کتاب ایسی اتاری جاتی جس سے تمہارے یہ فرمائشی نشان پورے ہو جاتے تو وہ بجز اس قرآن کے اور کون سی ہو سکتی تھی، یہی قرآن ہے جس نے روحانی طور پر پہاڑوں کی طرح جمے ہوئے لوگوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ قلوب بنی آدم کی زمینوں کو پھاڑ کر معرفت الٰہی کے چشمے جاری کر دیئے۔ وصول الی اللہ کے راستے برسوں کی جگہ منٹوں میں طے کرا دیئے۔ مردہ قوموں اور دلوں میں ابدی زندگی کی روح پھونک دی۔ جب ایسے قرآن سے تم کو شفاء و ہدایت نصیب نہ ہوئی تو فرض کرو تمہاری طلب کے موافق اگر یہ قرآن ادنیٰ اور حسی طور پر بھی وہ سب چیزیں دکھلا دیتا جن کی فرمائش کرتے ہو، تب ہی کیا امید تھی کہ تم ایمان لے آتے اور نئی حجتیں اور کج بحثیاں شروع نہ کرتے۔ تم ایسے ضدی اور سرکش واقع ہوئے ہو کہ کسی نشان کو دیکھ کر ایمان لانے والے نہیں۔ اصل یہ ہے کہ سب کام ہدایت و ضلال اللہ کے ہاتھ میں ہیں جسے وہ نہ چاہے قیامت تک ہدایت نہیں ہو سکتی، لیکن وہ اسی کو چاہتا ہے جو اپنی طرف سے قبول حق کی خواہش اور تڑپ رکھتا ہو۔ ف۸ شاید بعض مسلمانوں کو خیال گذرا ہو گا کہ ایک مرتبہ ان کی فرمائش ہی پوری کر دی جائے شاید ایمان لے آئیں۔ ان کو سمجھایا کہ خاطر جمع رکھو اگر خدا چاہے تو بدون ایک نشان دکھلائے ہی سب کو راہ راست پر لے آئے۔ لیکن یہ اس کی عادت و حکمت کے خلاف ہے۔ اس نے انسان کو ایک حد تک کسب و اختیار کی آزادی دے کر ہدایت کے کافی اسباب فراہم کر دیئے۔ جو چاہے ان سے منتفع ہو۔ کیا ضرورت ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ
وہ جو یقین لائے اور چین پکڑتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے چین
وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے ف۱ سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے چین پاتے ہیں

الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝
پاتے ہیں دل جو یقین لائے اور کیں نیکیاں خوبی ہے ان کو اور اچھا ٹھکانا
دل ف۲ جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے خوشحالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا ف۳

ربع

كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ
اسی طرح تجھ کو بھیجا ہم نے ایک امت میں کہ ہو چکی ہیں اس سے پہلے امتیں تا سنا دے تو ان کو
اسی طرح تجھ کو بھیجا ہم نے ایک امت میں کہ گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سنا دے تو ان کو

الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي
جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے تو کہہ وہی رب میرا ہے
جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف ف۴ اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے ف۵ تو کہہ وہی رب میرا ہے

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا
کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف آتا ہوں چھوٹ کر ف اور اگر کوئی قرآن ہوا
کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف آتا ہوں رجوع کر کے ف۶ اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا کہ

وقف لازم

سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ
کہ چلتے اس سے پہاڑ یا ٹکڑے ہووے اس سے زمین یا بولے اس سے مردے
چلیں اس سے پہاڑ یا ٹکڑے ہووے اس سے زمین یا بولیں اس سے مردے

بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ
بلکہ اللہ کے ہاتھ ہیں سب کام سو کیا خاطر جمع نہیں ایمان والوں کو اس پر کہ اگر چاہے
تو کیا ہوتا بلکہ سب کام تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں ف۷ سو کیا خاطر جمع نہیں ایمان والوں کو اس پر کہ اگر چاہے

اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم
اللہ راہ پر لا دے سب لوگ اور پہنچتا رہے گا منکروں کو ان کے کئے پر
اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو ف۸ اور برابر پہنچتا رہے گا منکروں کو

بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ
کھڑکا یا اترے گا نزدیک ان کے گھر سے جب تک پہنچے
ان کی کرتوت پر صدمہ یا اترے گا ان کے گھر سے نزدیک جب تک کہ پہنچے

وقف منزل

ع ۵/۱۰

وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ
وعدہ اللہ کا بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا وعدہ ف اور ٹھٹھا کر چکے ہیں کتنے رسولوں سے
وعدہ اللہ کا بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ ف۹ اور ٹھٹھا کر چکے ہیں کتنے رسولوں سے

مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ
تجھ سے آگے سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑا تو کیسا تھا
تجھ سے پہلے سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا

کہ ان کی فرمائشیں پوری کی جائیں باوجود کافی سامان ہدایت موجود ہونے کے اگر معاند نہیں مانتے اور اپنے ایمان کو بیہودہ فرمائشوں پر معلق کرتے ہیں۔ تو ہم نے یہ ارادہ بھی نہیں کیا کہ ساری دنیا کو ضرور منوا ہی دیا جائے آخر "لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ" والی بات بھی تو پوری ہو کر رہے گی۔ ف۹ یعنی یہ کفار کہ فرمائشی نشانوں سے ماننے والے نہیں، یہ تو اس طرح مانیں گے کہ برابر کوئی آفت و مصیبت خود ان پر یا ان کے آس پاس والوں پر پڑتی رہے گی، جسے دیکھ کر یہ عبرت حاصل کریں مثلاً جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے کچھ قتل ہوں گے کچھ قید کئے جائیں گے کچھ دوسری طرح کی مصائب کا شکار ہوں گے۔ یہی سلسلہ رہے گا جب تک خدا کا وعدہ پورا ہو یعنی کہ فتح ہو اور جزیرۃ العرب شرک کی گندگی سے پاک و صاف ہو جائے۔ بے شک خدا کا وعدہ ٹل نہیں سکتا پورا ہو کر رہے گا۔ بعض مفسرین نے "اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب مانا ہے یعنی آپ ان کی بستی کے قریب اتریں گے۔ جیسا کہ حدیبیہ کے وقت "قارعہ" سے وہ سرایا مراد ہوں گے جن میں آپ بنفس نفیس شریک نہ ہوتے تھے۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے۔ کفار ... کی تخصیص نہیں۔ واللہ اعلم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی وہ ان کو چھوڑ دے گا بن سزا دیے۔ اس کا ترجمہ فتح الرحمان میں یوں لکھا ہے۔ بھلا جو شخص کہ خبر لینے والا ہے ہر کسی پر اس کی کمائی کے بدلہ دینے کو وہ مثل ان بتوں کے ہوگا۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی سزا ملنے میں دیر ہو تو مت سمجھو کہ چھوٹ گئے۔ گذشتہ مجرموں کو بھی پہلے ڈھیل دی گئی، پھر جب پکڑا تو دیکھ لو کیا حشر ہوا۔ آج تک ان کی تباہی کی داستانیں زبانوں پر ہیں۔ ف۲ یعنی جو خدا ہر شخص کے ہر عمل کی ہر وقت نگرانی کرتا ہے۔ ایک لمحہ کسی سے غافل نہیں۔ ذرا کوئی شرارت کرے اسی وقت تنبیہ کر سکتا اور سزا دے سکتا ہے کیا مجرم اس سے چھوٹ کر کہیں بھاگ سکتے ہیں؟ یا اس کی مثل پتھر کی وہ مورتیاں ہو سکتی ہیں جو خود جنبش نہیں کر سکتیں، دوسری اشیاء پر ... دوسرے کے نفع و ضرر کا کچھ اختیار رکھتی ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے خدا کی موجودگی میں انسان ایسی عاجز و حقیر مخلوق کے آگے سر جھکائے اور اس کو خدائی کے اختیارات تفویض کر دے۔ اس ظلم کی بھی کوئی انتہا ہے کہ علیم و کامل اور ہمہ صفت موصوف

كَانَ عِقَابِ ۝ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ
میرا بدلہ ۔ بھلا جو شخص کہ کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر اس کا کیا ف۲ اور
تھا میرا بدلہ ف۱ بھلا جو لیے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر جو کچھ اس نے کیا ہے ف۲ اور

جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى
ٹھہراتے ہیں اللہ کے شریک کہہ ان کا نام لو یا اللہ کو جتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا
مقرر کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ ان کا نام لو ف۳ یا اللہ کو بتلاتے ہو جو وہ نہیں جانتا

الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ
زمین میں یا کرتے ہو اوپر اوپر باتیں کوئی نہیں پر بھلے سمجھائے ہیں منکروں کو ان کے فریب
زمین میں ف۴ یا کرتے ہو اوپر ہی اوپر باتیں ف۵ نہیں بلکہ بھلے سمجھا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب

وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝
اور روکے گئے ہیں راہ سے اور جس کو بچلاوے اللہ سو کوئی نہیں اس کو بتانے والا
اور وہ روک دیئے گئے ہیں راہ سے ف۶ اور جس کو گمراہ کرے اللہ سو کوئی نہیں اس کو راہ بتانے والا ف۷

لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَ
ان کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو بہت سخت ہے اور
ان کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں ف۸ اور آخرت کی مار تو بہت ہی سخت ہے اور

مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ
کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا احوال جنت کا جو کہ وعدہ ملا ہے ڈر والوں کو
کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا ف۹ حال جنت کا جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ
بہتی ہیں اس کے نیچے نہریں میوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی یہ
بہتی ہیں اس کے نیچے نہریں میوہ اس کا ہمیشہ ہے ف۱۰ اور سایہ بھی ف۱۱ یہ

عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝ وَالَّذِيْنَ
بدلہ ہے ان کا جو بچتے رہے اور بدلہ منکروں کا آگ ہے اور جن کو
بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے رہے ف۱۲ اور بدلہ منکروں کا آگ ہے ف۱۳ اور وہ لوگ جن کو

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ
ہم نے دی ہے کتاب خوش ہوتے ہیں اس سے جو اترا تیری طرف اور بعضے فرقے
ہم نے دی ہے کتاب خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجھ پر ف۱۴ اور بعضے فرقے

مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَاۤ اُشْرِكَ
نہیں مانتے اس کی بعضی بات کہہ مجھ کو یہی حکم ہوا کہ بندگی کروں اللہ کی اور شریک نہ کروں
نہیں مانتے اس کی بعضی بات ف۱۵ کہہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں اللہ کی اور شریک نہ کروں

بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا
اس کے ساتھ اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم
اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف ہے میرا ٹھکانا ف۱۶ اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم

اور دل کی باتوں کی خبر ... ہے

خدا کے شریک وہ ہوں جنہیں خود اپنے وجود کی خبر نہیں۔ تو یہ سمجھ لو کہ جو کچھ تم خفیہ یا علانیہ کرتے ہو، سب خدا کی آنکھ کے سامنے ہے۔ لوگوں کی ان مشرکانہ گستاخیوں سے وہ بے خبر نہیں۔ جلد یا بدیر سزا مل کر رہے گی۔ ف۳ یعنی ذرا آگے بڑھ کر ان شرکاء کے نام تو بتاؤ پتہ تو چلے، کیا خداوند قدوس کی یہ صفات سن کر جو اوپر بیان ہوئیں کوئی حیادار ان چھوٹے کا نام بھی لے سکتا ہے؟ اور بے حیائی سے "لات" "عزیٰ" کے نام لینے لگو تو کیا کوئی عاقل ادھر التفات کر سکتا ہے؟ ف۴ یعنی خدا کو تمام روئے زمین پر اپنی خدائی کا کوئی شریک (حصہ دار) معلوم نہیں۔ ذرا کیا تم اسے وہ چیز بتلاؤ گے جسے وہ نہیں جانتا؟ (العیاذ باللہ) (تنبیہ) زمین کی قید اس سے لگائی کہ بت پرستوں کے نزدیک شرکاء (اصنام) کی قیام گاہ یہی زمین تھی۔ ابو حیان نے "لَا يَعْلَمُ" کی ضمیر "ما" کی طرف لوٹائی ہے۔ یعنی کیا خدا کو بتلاتے ہو کہ آپ کی خدائی کے حصہ دار وہ ہیں جو ادنیٰ سا علم بھی نہیں رکھتے؟ ف۵ پہلے فرمایا تھا ان شرکاء کا ذرا نام لو، پھر تنبیہ فرمایا کہ جس چیز کا واقع میں ثبوت ہی نہیں اس کا نام کیا لیا جا سکتا ہے؟ اب بتلاتے ہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک ٹھہرانا خالی الفاظ اور صوت محض ہے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ محض ظن و تخمین اور باطل اوہام سے چند بے معنی الفاظ بامعنی نہیں بن جاتے۔ شاید "بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ" میں ادھر بھی اشارہ ہو کہ جو مشرکانہ باتیں کر رہے ہیں اگر کورانہ تقلید و تعصب سے خالی ہو کر اپنے ضمیر کی طرف رجوع کریں تو خود ان کا ضمیر بھی ان لغویات سے انکار کرے گا۔ اس لئے کہنا چاہئے کہ یہ سب اوپر اوپر کی باتیں ہیں، جن کو انسانی ضمیر اور انسانی فطرت دونوں مردود ٹھہرا چکے ہیں۔ ف۶ یعنی کچھ بھی نہیں۔ شرک کی حمایت میں ان کی یہ مستعدی اور توحید کے مقابلہ میں انتھک جد و جہد خالی نفس کا دھوکہ اور شیطان کا فریب ہے اسی نے ان کو راہ حق سے روک دیا ہے۔ ف۷ یعنی جسے خدا ہدایت کی توفیق نہ دے اسے کون راہ پر لا سکتا ہے اور وہ اسی کو توفیق دیتا ہے جو باختیار خود ہدایت کے دروازے اپنے اوپر بند نہ کرے۔ ف۸ مجاہدین کے ہاتھوں سے یا بلاواسطہ قدرت کی طرف سے۔ ف۹ یعنی بے سزا دیے چھوڑے گا نہیں۔ پھر وہاں کی سزا کا کیا پوچھنا۔ ف۱۰ جس کی کوئی نوع کبھی ختم نہ ہوگی اور ہمیشہ دی جائے گی۔ جس کی خواہش کریں گے۔ "لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ" (واقعہ۔ رکوع ۲) ف۱۱ یعنی سایہ بھی ہمیشہ آرام دہ رہے گا نہ کبھی دھوپ کی تپش ہوگی نہ سردی کی تکلیف۔ "لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا" (دہر رکوع ۱) ف۱۲ یعنی خدا سے ڈر کر شرک و کفر کو چھوڑے رکھا۔ ف۱۳ اہل حق اور اہل باطل کا انجام ایک دوسرے کے بالمقابل بیان فرمایا۔ "وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَاءُ"۔ ف۱۴ جن کو اب قرآن دیا ہے (یعنی مسلمان) اور جن کو پہلے "تورات" و "انجیل" وغیرہ دی گئی (یعنی "یہود" و "نصاریٰ") اس چیز کو سن کر خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی۔ مسلمانوں کا خوش ہونا تو ظاہر ہے کہ وہ اسی کتاب کو فلاح دارین کی کلید جانتے تھے۔ باقی یہود و نصاریٰ میں جو لوگ اہل علم و انصاف اور فی الجملہ حق پرست تھے ان کے لئے بھی ایک طرح مسرت کا موقع تھا۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ قرآن کریم کیسی فراخ دلی سے ان کی اصل کتابوں کی تصدیق اور ان کے انبیاء کی تعریف و تعظیم میں رطب اللسان ہے بلکہ بچے احبار و رہبان کے وجود کو بھی معرض مدح میں پیش کرتا ہے۔ "ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا"۔ چنانچہ اسی قسم کے منصف و حق پرست یہود و نصاریٰ آخرکار مشرف باسلام ہوئے۔ ف۱۵ یعنی یہود و نصاریٰ یا عرب کے جاہلوں میں وہ جماعتیں بھی ہیں جو قرآن سے اس لئے ناخوش ہیں کہ انہیں اس کی بعض چیزوں سے انکار ہے اور یہ وہی چیزیں ہیں جو ان کی تحریف و تبدیل یا آراء و اہواء کے خلاف قرآن نے بیان کی ہیں۔ ف۱۶ یعنی کوئی خوش ہو یا ناخوش، میں تو اسی خدائے وحدہ لاشریک لہ کی بندگی کرتا ہوں جس کو سب انبیاء اور ملل بالاتفاق مانتے چلے آئے۔ اسی کے احکام و مرضیات کی طرف ساری دنیا کو دعوت دیتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ میرا انجام اسی کے ہاتھ میں ہے، میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں وہی میرا ٹھکانا ہے۔ وہی مجھ کو آخرکار غالب و منصور اور حق کے مخالفین کو مغلوب و رسوا کرے گا۔ لہذا کسی کے خلاف و انکار کی مجھے مطلقاً پروا نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح ق ف دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اس کی تاثیر اندازہ سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی کنکرے مرتا ہے اور گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازے کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اس کو مبرم ف ہم چلے آتے ہیں زمین پر گھٹاتے یعنی اسلام پھیلتا ہے عرب کے ملک میں اور کفر گھٹتا ہے۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی جیسے پیشتر دوسری کتابیں دی گئیں اس وقت یہ قرآن اتارا جو عظیم الشان معارف و حکم پر مشتمل اور حق و باطل کا آخری فیصلہ کرنے والا ہے۔ پھر جس طرح ہر پیغمبر کو اسی زبان میں کتاب دی گئی جو اس کی قومی زبان تھی ایسے ہی نبی عربی صلعم کو عربی قرآن دیا گیا۔ بلاشبہ قرآن جیسی معجزہ و جامع کتاب ایسی ہی زبان میں نازل ہونی چاہئے تھی جو جیات، بلیغ، وسیع، جامع، منضبط، واضح، پر مغز اور پر شوکت ہونے کی وجہ سے "ام الالسنہ" اور "ملکۃ اللغات" کہلانے کے مستحق ہے۔ ف۲ یعنی کسی کے انکار و ناخوشی کی ذرہ بھر پروا نہ کرو۔ حق تعالیٰ نے جو علم عظیم تم کو دیا ہے اس کی پیروی کرتے رہو۔ اگر بالفرض تم ان لوگوں کی خواہشات کی طرف جھک گئے تو اس کے وبال سے کون بچا سکتا ہے۔ یہ خطاب ہر طالب حق کو ہے، اور اگر حضور مخاطب ہیں تو آپ کو سامنے رکھ کر دوسروں کو سنانا مقصود ہے جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی نظائر گزر چکیں۔ ف۳ یعنی پیغمبر عربی صلعم کوئی کتاب اور نئے احکام دے کر بھیجا گیا اچنبھے کی بات ہو گئی جو انگلیاں اٹھائی جاتی ہیں۔ آخر ان سے پہلے بھی ہم نے جو پیغمبر بھیجے وہ آسمان کے فرشتے نہ تھے اسی دنیا کے رہنے والے آدمی تھے۔ جو کھانا کھاتے اپنی ضروریات اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے اور بیوی بچے رکھتے تھے۔ ان میں کسی کو یہ قدرت نہ تھی کہ لوگ جو نشانی مانگتے ضرور دکھا دیتا بلکہ موجودہ پیغمبر کی طرح ہر چیز میں خدائی اذن کے منتظر رہتے تھے۔ وہی نشان دکھلاتے اور وہی احکام سناتے تھے جن کا اذن خدا کے یہاں سے ہوتا۔ خدائی اذن کا حال یہ ہے کہ اس کے یہاں ہر زمانہ اور ہر قرن کے مناسب جداگانہ حکم لکھا ہوا ہے۔ اور ایک وعدہ ٹھہرا ہوا ہے جس کو نہ کوئی نبی بدل سکتا ہے نہ فرشتہ۔ پھر جب ہر ایک پیغمبر اپنے زمانے کے مناسب احکام لائے اور اپنی صداقت کے نشان دکھلائے، نیز پبلک کی خواہشات کے پابند نہیں ہوئے نہ لوازم بشریہ اور تعلقات معاشرت سے الگ اور برتر ظاہر کیا تو ان ہی چیزوں کا محمد رسول اللہ صلعم میں پایا جانا انکار رسالت کی دلیل کیسے بن سکتی ہے۔ ف۴ یعنی اپنی حکمت کے موافق جس حکم کو چاہے منسوخ کرے جسے چاہے باقی رکھے جس قوم کو چاہے مٹا دے جسے چاہے اس کی جگہ جما دے۔ جن اسباب کی تاثیر چاہے بدل ڈالے جن کی چاہے نہ بدلے۔ جو وعدہ چاہے شرائط کی موجودگی میں ظاہر کرے جو چاہے شرائط کے نہ پائے جانے کی بنا پر موقوف کر دے۔ غرض ہر قسم کی تبدیل و تغیر، محو و اثبات، نسخ و احکام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ قضاء و قدر کے تمام دفاتر اسی کے قبضہ میں ہیں اور سب تفصیلات و دفاتر کی جڑ جسے "ام الکتاب" کہنا چاہئے اسی کے پاس ہے یعنی علم ازلی محیط، جو ہر قسم کے تبدل و تغیرات سے منزہ و مبرا اور لوح محفوظ کا ماخذ ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے، بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں۔ اسباب کی تاثیر کا ایک صحیح اندازہ ہے جب اللہ چاہے اس کی تاثیر اندازہ سے کم یا زیادہ کر دے۔ جب چاہے ویسی ہی رکھے۔ آدمی کبھی کنکرے مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے جو ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازے کو تقدیر کہتے ہیں، یہ دو تقدیریں ہوئیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق اور جو نہیں بدلتی اس کو مبرم کہتے ہیں۔ جن احادیث و آثار سے بعض افعال کو قضاء مبرم کے بدلنے کا شبہ ہوتا ہے ان کے متعلق بیان و تفصیل کا موقع نہیں۔ انشاء اللہ مستقل تفسیر میں لکھا جائیگا اگر خدا نے توفیق دی۔ و ہو الموفق والمستعان۔ ف۵ یعنی جو وعدے ان سے کئے گئے ہیں، ہم کو اختیار ہے کہ ان میں سے بعض آپ کے سامنے پورے کریں یا آپ کی وفات کے بعد ظاہر کریں۔ نہ آپ کو ان کے ظہور کی فکر میں پڑنا چاہئے اور نہ تاخیر و امہال دیکھ کر ان لوگوں کو بے فکر ہونا چاہئے۔ خدا کے علم میں ہر چیز کا ایک وقت ہے جس کے پہنچنے پر وہ ضرور ظاہر ہو کر رہے گی۔ آپ اپنا فرض تبلیغ ادا کئے جائیے تکذیب کرنے والوں کا حساب ہم خود بیباق کر دیں گے۔ ف۶ یعنی سرزمین مکہ کے آس پاس اسلام کا اثر پھیلتا جاتا اور کفر کی عملداری گھٹتی جاتی ہے۔ بڑے بڑے قبائل اور شیوخ کے قلوب پر اسلام کا سکہ جمتا جاتا ہے اوس و خزرج کے دل حق و صداقت کے سامنے مفتوح ہو رہے ہیں۔ اس طرح ہم آہستہ آہستہ کفر کی حکومت کو دباتے چلے آتے ہیں کیا یہ روشن آثار ان منکرین کو نہیں بتلاتے کہ خدا کا فیصلہ ان کے مستقبل کے متعلق کیا ہو چکا ہے۔ ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اسلام آگے ہی بڑھتا رہے گا، کوئی طاقت روکنے والی نہیں۔ لہٰذا انجام بینی سے کام لیں یہ کر رہنے والی چیز کو آئی ہوئی سمجھیں۔ ف۷ یعنی اس کے تکوینی حکم اور فیصلہ اٹل ہے جب وقت آ جائے تو کس کی طاقت ہے کہ ایک منٹ کے لئے ملتوی کر سکے یا پیچھے ڈال دے۔ ف۸ یعنی جہاں حساب کا وقت آیا پہنچا پھر دیر نہ لگے گی۔ یا جو چیز یقیناً آنے والی ہے اسے جلد ہی سمجھو۔ ف۹ وہ نہ چاہے تو سب فریب دھرا رہ جائے۔ یہ یاد رہے کہ خدا ان کے فریب کا توڑ کرتا ہے مکر اصل میں خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں، اگر برائی کے لئے کی جائے بری ہے اور برائی کو دور کرنے کے لئے ہو تو اچھی ہے۔ یعنی انہوں نے چھپ چھپ کر ناپاک تدبیریں کیں لیکن خدا کی تدبیر سب پر غالب رہی۔ اس مضمون پر آیت "ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ" دلالت کرتی ہے۔ ف۱۰ یعنی جس سے کوئی حرکت و سکون اور کھلا چھپا کام پوشیدہ نہیں، اس کے آگے کسی کا مکر کیا چل سکتا ہے وہ ان مکاروں کو خوب مزہ چکھائیگا۔ ف۱۱ یعنی جلدی معلوم ہو جائیگا کہ انجام کس کا بہتر ہوتا ہے چنانچہ مکہ والوں نے اپنی آنکھوں سے انجام دیکھ لیا۔ موجودہ کفار کو بھی تدریجاً عافیت اسلام بتلا رہی ہے۔

عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

عربی زبان میں اور اگر تو چلے ان کے شوق پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا

عربی زبان میں ف۱ اور اگر تو چلے ان کی خواہش کے موافق بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا

مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

کوئی نہیں تیرا اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا اور بھیجے ہیں ہم نے کتنے رسول

کوئی نہیں تیرا اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا ف۲ اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول

مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ

تجھ سے آگے اور دی تھیں ان کو جوروئیں اور لڑکے اور نہ تھا کسی رسول کو

تجھ سے پہلے اور ہم نے دی تھیں ان کو جوروئیں اور اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے

أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُو اللَّهُ

کہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر وعدہ ہے لکھا ہوا مٹاتا ہے اللہ

کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا ف۳ مٹاتا ہے اللہ

مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝ وَإِنْ مَا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

جو چاہے اور رکھتا ہے اور اسی پاس ہے اصل کتاب ف اور یا کبھی دکھاویں ہم تجھ کو کوئی وعدہ

جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب ف۴ اور اگر دکھلاویں ہم تجھ کو کوئی وعدہ

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا

جو دیتے ہیں ان کو یا تجھ کو بھر لے دیں سو تیرا ذمہ تو پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ

جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو اٹھا لیویں سو تیرا ذمہ تو پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے

الْحِسَابُ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

حساب لینا کیا نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہیں زمین پر گھٹاتے اس کو

حساب لینا ف۵ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے اس کے

أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ

کناروں سے اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم اور وہ شتاب لیتا

کناروں سے ف۶ اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم ف۷ اور وہ جلد لیتا ہے

الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ

حساب ف۸ اور فریب کر چکے ہیں ان سے اگلے سو اللہ کے ہاتھ میں سب فریب

حساب ف۸ اور فریب کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب ف۹

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى

جانتا ہے جو کماتا ہے ہر جی اور اب معلوم کریں گے منکر کس کا ہوتا ہے پچھلا

جانتا ہے جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی ف۱۰ اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا

الدَّارِ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ

گھر اور کہتے ہیں منکر تو بھیجا نہیں آیا کہہ اللہ

گھر ف۱۱ اور کہتے ہیں کافر تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے اللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اللہ گواہ یوں ہے کہ سچ کو بڑھاوے اور جھوٹ کو مٹاوے اور گواہ ہیں پہلی کتاب جاننے والے کہ آگے بھی اسی طرح آتری ہے کتاب۔ ف۲ کافر کہتے تھے کہ اور بولی میں قرآن اترتا تو ہم یقین کرتے یہ تو اسی شخص کی بولی ہے شاید
آپ کہہ لاتا ہو اس کا یہ جواب ہے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی تمہارے جھٹلانے سے کچھ نہیں ہوتا جبکہ خداوند قدوس میری صداقت کے بڑے بڑے نشان دکھلا رہا ہے قرآن جو اس کا کلام ہے۔ جیسے اپنے کلام الٰہی ہونے کی شہادت دیتا ہے اسی طرح میرے پیغمبر برحق ہونے کا گواہ ہے۔ اگر آنکھیں کھول کر دیکھو تو سخت ناموافق حالات میں سچ کا اس شان سے پھیلتے جانا اور دشمنوں کے دلوں میں گھر کرنا، اور جھوٹ کا مغلوب و مقہور ہو کر سمٹتے رہنا خدا کی طرف سے کھلی ہوئی گواہی میری حقانیت کی ہے ف۲ یعنی حق کا قرآن کا علم اور اس سے احتمالی اثر جگی ہے۔ وہ بھی دل سے گواہ ہیں کہ میں نے کچھ جھوٹ نہیں بنایا۔ نیز جنہیں پہلی کتب سماویہ اور ان کی پیشین گوئیوں کی اطلاع ہے ان کے دل گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلعم ٹھیک ان پیشین گوئیوں کے مطابق تشریف لائے ہیں جو سینکڑوں برس پیشتر موسیٰ و مسیح کر چکے تھے علیہا وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے خدا! تو گواہ رہ کہ جس چیز کی گواہی تو نے اور تیری کتاب والوں نے دی، یہ عاجز خالص بھی صدق دل سے اس کی گواہی دیتا ہے تم سورۃ الرعد بعون اللہ وحسن توفیقہ ف۳ یعنی اس کتاب کی عظمت شان کا اندازہ اس بات سے کرنا چاہئے کہ ہم اس کے اتارنے والے، اور آپ جیسی رفیع الشان شخصیت اس کی اٹھانے والی ہے اور مقصد بھی اس قدر اعلیٰ وارفع ہے جس سے بلند تر کوئی مقصد نہیں ہو سکتا وہ یہ کہ خدا کے حکم و توفیق سے تمام دنیا کے لوگوں کو خواہ عرب ہوں یا عجم، کالے ہوں یا گورے، مزدور ہوں یا سرمایہ دار، بادشاہ ہوں یا رعایا، سب کو جہالت و اوہام کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں سے نکال کر معرفت و بصیرت اور ایمان و ایقان کی روشنی میں کھڑا کرنے کی کوشش کی جائے ف۴ یعنی صحیح معرفت کی روشنی میں اس راستہ پر چل پڑیں جو زبردست و غالب ستودہ صفات، شہنشاہ مطلق اور مالک الکل خدا کا بتایا ہوا اور اس کے مقام رضا تک پہنچانے والا ہے ف۵ یعنی جو لوگ ایسی کتاب نازل ہونے کے بعد بھی کفر و شرک اور جہالت و ضلالت کی اندھیری سے نہ نکلے ان کو سخت عذاب اور ہلاکت خیز مصیبت کا سامنا ہے، آخرت میں یا دنیا میں بھی۔ ف۶ یہ کافروں کا حال بیان فرمایا کہ ان کا اوڑھنا بچھونا یہی دنیا ہے۔ آخرت کے مقابلہ میں اسی کو پسند کرتے اور ترجیح دیتے ہیں۔ شب و روز اسی کی محبت میں غرق رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی چاہتے ہیں کہ دنیا کی محبت میں پھنسا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے راستہ سے روک دیں۔ اسی لئے یہ فکر رہتی ہے کہ خدا کے دین میں کوئی عیب نکالیں اور سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں۔ فی الحقیقت یہ لوگ راستے سے بھٹک کر بہت ہی دور جا پڑے ہیں جن کے واپس آنے کی توقع نہیں۔ خدا کی سخت مار پڑے گی تب آنکھیں کھلیں گی۔ ف۷ یعنی جس طرح آپ کو ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے یہ عظیم الشان کتاب عطا فرمائی پہلے بھی ہر زمانہ میں سامان ہدایت ہم پہنچاتے رہے ہیں جو بحکم طبعی ترتیب کے موافق ہر پیغمبر کے اولین مخاطب اسی قوم کے لوگ ہوتے ہیں جس میں سے وہ پیغمبر اٹھایا جاتا ہے اس لئے اسی کی قومی زبان میں وحی بھیجی جاتی رہی۔ تا احکام الٰہیہ کے سمجھنے سمجھانے میں پوری سہولت ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دعوت میں تو تمام جن و انس شامل ہیں، تاہم جس قوم میں سے آپ اٹھائے گئے اس کی زبان عربی تھی اور ترتیب طبعی کے موافق تدریج ہدایت کی یہی صورت مقدر تھی کہ آپ کے اولین مخاطب اور مقدم ترین شاگرد پوری سہولت اور خوبی سے قرآنی تعلیمات و حقائق کو سمجھ لیں اور محفوظ کر لیں کہ ان کے ذریعہ سے تمام اقوام عالم اور آنے والی نسلیں درجہ بدرجہ قرآنی رنگ میں رنگی جا سکیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا عربوں نے اپنے نبی کی صحبت میں، وہ کر اپنی قومی زبان میں جس سے انہیں بحد شغف تھا، قرآنی علوم پر کافی دسترس پائی۔ پھر وہ مشرق و مغرب میں پھیل پڑے اور روم و فارس پر چھا گئے اس وقت قدرت نے عجمی قوموں میں ایسا زبردست جوش اور داعیہ کلام الٰہی کی معرفت اور زبان عربی میں مہارت حاصل کرنے کا پیدا فرما دیا کہ تھوڑی مدت کے بعد وہ قرآنی علوم کی تخریج و تبلیغ میں اپنے معاصر عربوں سے گوئے سبقت لے گئے بلکہ عموماً علوم دینیہ وادبیہ کا مدار انہیں کی پرواز کرنے والے عجمیوں پر رہ گیا اس طرح خدا کی حجت بندوں پر تمام ہوتی رہی اور دفتاً فوقتاً قرآنی ہدایت سے مستفید ہونے کے اسباب فراہم ہوتے رہے فالحمد للہ علی ذالک۔ بہرحال خاتم الانبیاء صلعم کے خاص قوم عرب میں سے اٹھائے جانے کی اگر کچھ وجوہ موجود ہیں اور یقیناً ہیں، تو انہیں وجوہ کے نتیجہ میں اس سوال کا جواب بھی آ جاتا ہے کہ قرآن عربی زبان میں کیوں اتارا گیا کیوں خداوند عالم نے عربوں کی رعایت کیوں کی؟ ف۸ یعنی تبلیغ و ہدایت کے سامان مکمل کر دیئے۔ پھر جس نے ان سامانوں سے منتفع ہونا چاہا اس کی دستگیری فرما کر راہ پر لگا دیا جس نے روگردانی کی اسے گمراہی میں چھوڑ رکھا وہ زبردست اور غالب ہے۔ چاہے تو سب کو زبردستی راہ ہدایت پر لگا دے۔ لیکن اس کی حکمت مقتضی ہوئی کہ انسان کو کسب و اختیار کی ایک حد تک آزادی دے کر رحمت و غضب دونوں کے مظاہر کو دنیا میں باقی رہنے دے۔

بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ع ۶/۱۲

بس ہے گواہ میرے تمہارے بیچ اور جس کو خبر ہے کتاب کی ف۱

کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں ف۱ اور جس کو خبر ہے کتاب کی ف۲

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ ابراہیم مکہ میں اتری اور اس کی باون آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو اندھیروں سے اجالے

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو اندھیروں سے اجالے

النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ

کی اُن کے رب کے حکم سے راہ پر اس زبردست سراہے اللہ کی جس کا ہے سب

کی طرف ان کے رب کے حکم سے ف۳ رستہ پر اس زبردست خوبیوں والے ف۴ اللہ کے جس کا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

جو کچھ آسمان و زمین میں اور خرابی ہے منکروں کو ایک سخت عذاب

جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں ف۵ اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب

شَدِيْدِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ

سے جو پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی آخرت سے اور

سے ف۶ جو کہ پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی آخرت سے اور

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ

روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی وے بھول پڑے

روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی وہ راستہ بھول کر

ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ

ہیں دور اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولتا اپنی قوم کی

جا پڑے ہیں دور ف۷ اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی

لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَ

کہ ان کے آگے بیان کرے پھر بھٹکاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور

تاکہ ان کو سمجھائے ف۸ پھر راستہ بھلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور رستہ دکھلا دیتا ہے جس کو چاہے اور

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ

وہ ہے زبردست حکمتوں والا ف۱ اور بھیجا تھا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ نکال

وہ ہے زبردست حکمتوں والا ف۹ اور بھیجا تھا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ نکال

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔۔۔ دلا دن اللہ کے یعنی اللہ کے ساکھے جو ہر قوم پر گذرے ۔ ۔۔۔۔۔۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ نشانیاں یعنی معجزات ہے کہ جو "آیات تسعہ" کے نام سے مشہور ہیں، یا آیات کتاب مراد ہیں۔ اور یاد دلا ان کو دن اللہ کے یعنی اُن دنوں کے واقعات یاد دلا جب اُن پر شدائد و مصائب کے پہاڑ ٹوٹے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے نجات دی اور مہربانی سے بدل فرمائی کیونکہ دونوں قسم کے حالات سننے سے صابر و شاکر بندوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے، کہ مصیبت کے وقت گھبرانا اور راحت کے وقت اترانا نہیں چاہئے۔ جو لوگ پہلے کامیاب ہوئے ہیں وہ سختیوں پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے سے ہوئے ہیں۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ (اعراف رکوع ۱۶) ف۲ پہلے تم کو غلامی کی ذلت سے نکالا اور دولت آزادی سے مالا مال کیا۔ بلاء کے اصل معنی آزمائش کے ہیں، تکلیف اور راحت دونوں حالتوں میں بندے کے صبر و شکر کی آزمائش ہے وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً (انبیاء رکوع ۳) وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ (اعراف رکوع ۲۱) چونکہ فرعونیوں سے نجات دینا بڑی نعمت تھی تو یہاں آزمائش انعام سے ہوئی جسے مترجم محقق نے بطور حاصل معنی "مدد" سے تعبیر کیا۔ اس قسم کی آیت سورہ بقرہ اور اعراف میں گذر چکی ہے وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں۔ ف۳ موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے یعنی وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرمایا کہ اگر احسان مان کر زبان و دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی جسمانی و روحانی اور دنیوی و اخروی ہر قسم کی۔ ف۴ موجودہ نعمتیں سلب کر لی جائیں گی اور ناشکری کی مزید سزا الگ رہی۔ حدیث میں ہے کہ حضورؐ کی خدمت میں ایک سائل آیا آپ نے ایک کھجور عنایت فرمائی اس نے نہ لی یا پھینک دی۔ پھر دوسرا سائل آیا اُس کو بھی ایک کھجور دی، وہ بولا سبحان اللہ تمرۃ من رسول اللہ صلعم یعنی رسول اللہ کا تبرک ہے۔ آپ نے جاریہ کو حکم دیا کہ اُم سلمہؓ کے پاس جو چالیس درہم رکھے ہیں وہ اس شکر گذار سائل کو دلوا دے۔ ف۵ یعنی کفران نعمت کا ضرر تم ہی کو پہنچے گا۔ خدا کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اُسے تمہارے شکریوں کی کیا حاجت ہے، کوئی شکر ادا کرے یا نہ کرے، بہر حال اُس کے حمید و محمود ہونے میں کچھ کمی نہیں آتی۔ صحیح مسلم میں حدیث قدسی ہے جس میں حق تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے پچھلے جن و انس سب کے سب ایک اعلیٰ درجہ کے متقی شخص کے نمونہ پر ہو جائیں تو اس سے میرے ملک میں کچھ بڑھ نہیں جاتا۔ اور اگر سب اگلے پچھلے جن و انس مل کر بفرض محال ایک بدترین انسان جیسے ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ) تو اس سے میرے ملک میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی۔ ف۶ یہ موسیٰ علیہ السلام کے کلام کا تتمہ ہے۔ یا اسے چھوڑ کر حق تعالیٰ نے اس اُمت کو خطاب فرمایا ہے۔ بہر حال اس میں بتلایا کہ جو بے شمار قومیں پہلے گذر چکیں اُن کے تفصیلی پتے اور احوال بجز خدا کے کسی کو معلوم نہیں البتہ چند قومیں جو عرب والوں کے یہاں زیادہ مشہور تھیں اُن کے نام لے کر اور بقیہ کو، وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ میں درج کر کے متنبہ فرماتے ہیں کہ ان اقوام کا جو کچھ حشر ہوا کیا وہ تم کو نہیں پہنچا۔ تعجب ہے اتنی قومیں پہلے تباہ ہو چکیں اور اُن کے حال سے ابھی تک تمہیں عبرت حاصل نہ ہوئی۔ (تنبیہ) ابن عباس نے "لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ" کو پڑھ کر فرمایا "کذب النسابون" یعنی انساب کی پوری معرفت کا دعویٰ رکھنے والے جھوٹے ہیں (عروۃ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی کو نہیں پایا جو معد بن عدنان سے اوپر تحقیقی طور پر نسب کا حال بتاتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف۷ یعنی کفار فرط غیظ سے اپنے ہاتھ کاٹنے لگے جیسے دوسری جگہ ہے۔ "عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ" یا انبیاء کی باتیں سن کر فرط تعجب سے ہاتھ منہ پر رکھ لئے، یا ہاتھ منہ کی طرف لے جا کر اشارہ کیا کہ بس چپ رہئے۔ یا ہماری اس زبان سے اس جواب کے سوا کوئی توقع نہ رکھو، جو آگے آ رہا ہے، یا پیغمبر کی باتیں سن کر ہنستے تھے اور کبھی ہنسی کے دبانے کو منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ "أَيْدِيَهُمْ" کی ضمیر کفار کی طرف اور "أَفْوَاهِهِمْ" کی "رُسُل" کی طرف راجع ہو، یعنی ملعونوں نے اپنے ہاتھ پیغمبروں کے منہ میں اڑا دیئے کہ وہ بالکل بول نہ سکیں یا دونوں ضمیریں رُسُل کی طرف ہوں، یعنی سخت گستاخانہ طور پر انبیاء کے ہاتھ پکڑ کر انہی کے منہ میں ٹھونس دیئے بعض کے نزدیک یہاں "ایدی" سے مراد نعمتیں ہیں یعنی جو عظیم الشان نعمتیں انبیاء نے پیش کی تھیں، مثلاً شرائع الٰہیہ وغیرہ وہ ناقدری سے اُن ہی کی طرف لوٹا دیں۔ کسی کو قبول نہ کیا جیسے ہمارے محاورات میں کہتے ہیں کہ میں نے فلاں شخص کی چیز اس کے منہ پر ماری۔ بہر حال کوئی معنی لے جائیں سب کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے نعمت خداوندی کی ناقدری کی اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت قبول نہ کی اُن کے ساتھ بڑی بے رخی بلکہ گستاخی سے پیش آئے۔

قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ
اپنی قوم کو اندھیروں سے اُجالے کی طرف اور یاد دلا اُن کو دن اللہ کے البتہ
اپنی قوم کو اندھیروں سے اُجالے کی طرف اور یاد دلا اُن کو دن اللہ کے البتہ

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ
اس بیچ نشانیاں ہیں اُس کو جو ثابت رہنے والا ہے حق ماننے والا اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو
اس میں نشانیاں ہیں اُس کو جو صبر کرنے والا ہے شکر گزار ف۱ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ
یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب چھڑایا تم کو فرعون کی قوم سے دیتے تم کو
یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو

سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ
بری مار اور ذبح کرتے بیٹے تمہارے اور جیتی رکھتے عورتیں تمہاری
برا عذاب اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ
اور اُس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی بڑی اور جب سنا دیا تمہارے رب نے
اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی ف۲ اور جب سنا دیا تمہارے رب نے

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝
کہ اگر حق مانو گے تو اور دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کرو گے تو میری مار سخت ہے
اگر احسان مانو گے تو اور بھی دوں گا تم کو ف۳ اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے ف۴

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ
اور کہا موسیٰ نے اگر منکر ہو گے تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے
اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کرو گے تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
تو اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر اُن کی جو پہلے تھے تم سے
تو اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا ف۵ کیا نہیں پہنچی تم کو خبر اُن لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ
قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو اُن سے پیچھے ہوئے اُن کی خبر نہیں
قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو اُن سے پیچھے ہوئے کسی کو اُن کی خبر نہیں

اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ
مگر اللہ کو آئے اُن پاس رسول اُن کے نشانیاں لے کر پھر الٹے دیے ہاتھ
مگر اللہ کو ف۶ آئے اُن کے پاس اُن کے رسول نشانیاں لے کر پھر لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے

اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا
منہ میں اور بولے ہم نہیں مانتے جو تمہارے ہاتھ بھیجا اور ہم کو شبہ ہے اُس راہ میں
منہ میں ف۷ اور بولے ہم نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا اور ہم کو تو شبہ ہے اُس راہ میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ۱ یعنی خدا کی ہستی اور وحدانیت تو ایسی چیز نہیں جس میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش ہو۔ انسانی فطرۃ خدا کے وجود پر گواہ ہے۔ علویات و سفلیات کا عجیب و غریب نظام شہادت دیتا ہے کہ اس مشین کے پرزوں کو جوڑنے والا اور چلانے والا
ضرور کوئی ہے جو نہایت محکم و منظم طریقے سے چلانے والا اور زبردست ہاتھ ہونا چاہیے جو کامل حکمت و اختیار سے عالم کی مشین کو قابو میں کئے ہوئے ہے اسی لئے بڑے سے بڑا مشرک کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔
خدا جس نے آسمان و زمین وغیرہ کرات پیدا کئے وہ ہی ہو سکتا ہے جو تمام چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں سے اونچے مقام پر براجمان ہو۔ انبیاء کی تعلیم یہ ہے کہ جب انسانی فطرت نے ایک علیم و حکیم قادر و توانا منبع الکمالات خدا کا سراغ پا لیا پھر وہم و ظنون
کی دلدل میں پھنس کر اس سادہ فطری عقیدہ کو گدلا یا چیستان کیوں بنایا جاتا ہے۔ وجدان شہادت دیتا ہے کہ ایک قادر مطلق اور عالم الکل خدا کی موجودگی میں کسی پتھر یا درخت یا انسانی تصویر یا سیارۂ فلکی یا اور کسی مخلوق کو معبود بنا کر
کرنا فطرت صحیحہ کی آواز کو دبانے یا بگاڑنے کا مرادف ہے۔ کیا خداوند قدوس کی ذات و صفات میں (معاذ اللہ) کچھ کمی محسوس ہوئی جس کی مخلوق خداؤں کی شرکت سے تلافی کرنا چاہتے ہو۔

تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ
جس طرف ہم کو بلاتے ہو جس سے خاطر جمع نہیں بولے ان کے رسول کیا اللہ میں شبہ ہے جس نے بنائے
جس کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو خلجان میں ڈالنے والا ہے بولے ان کے رسول کیا اللہ میں شبہ ہے جس نے بنائے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَ
آسمان اور زمین تم کو بلاتا ہے کہ بخشے کچھ گناہ تمہارے اور
آسمان اور زمین ف ۱ وہ تم کو بلاتا ہے تاکہ بخشے تم کو کچھ گناہ تمہارے ف ۲ اور

يُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا
ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ تک جو ٹھہر چکا ہے کہنے لگے تم تو یہی آدمی ہو ہم سے
ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ تک جو ٹھہر چکا ہے ف ۳ کہنے لگے تم تو یہی آدمی ہو ہم جیسے

تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا
چاہتے ہو کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لاؤ
تم چاہتے ہو کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لاؤ

بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ
کوئی سند کھلی ان کو کہا ان کے رسولوں نے ہم یہی آدمی ہیں
کوئی سند کھلی ہوئی ف ۴ ان کو کہا ان کے رسولوں نے ہم تو یہی آدمی ہیں

مِثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ
جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس پر چاہے اور ہمارا کام
جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس پر چاہے ف ۵ اور ہمارا کام

لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
نہیں کہ لے آویں تم پاس سند مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسا چاہیے
نہیں کہ لے آئیں تمہارے پاس سند مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسہ چاہیے

الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا
ایمان والوں کو ف اور ہم کو کیا ہوا کہ بھروسہ نہ کریں اللہ پر اور وہ سمجھا چکا ہم کو
ایمان والوں کو ف ۶ اور ہم کو کیا ہوا کہ بھروسہ نہ کریں اللہ پر اور وہ سمجھا چکا ہم کو

سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
ہماری راہیں اور ہم صبر کریں گے ایذا پر جو ہم کو دیتے ہو اور اللہ پر بھروسا چاہیے
ہماری راہیں ف ۷ اور ہم صبر کریں گے ایذا پر جو تم ہم کو دیتے ہو اور اللہ پر بھروسہ چاہیے

الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ
بھروسے والوں کو اور کہا منکروں نے اپنے رسولوں کو ہم نکال دیں گے تم کو
بھروسے والوں کو ف ۸ اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو ہم نکال دیں گے تم کو

مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ
اپنی زمین سے یا پھر آؤ ہمارے دین میں تب حکم بھیجا ان کو رب ان کے نے
اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں ف ۹ تب حکم بھیجا ان کو ان کے رب نے

ف ۲ یعنی ہم تمہیں بلاتے فی الحقیقت ہمارے ذریعہ سے وہ تم کو اپنی طرف بلا رہا ہے کہ توحید و ایمان کے رستہ پر چل کر اس کے مقام قرب تک پہنچو۔ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز آ کر ایمان و ایقان کا طریق اختیار کر لو تو ایمان لانے سے پیشتر کے سب گناہ (بجز حقوق و واجبات کے) معاف کر دیگا۔ پھر ایمان لانے کے بعد جیسا عمل کرو گے اس کے موافق معاملہ ہوگا۔ ف ۳ یعنی کفر و شرارت پر قائم رہنے کی صورت میں جو جلد تباہ کئے جاتے اس سے محفوظ ہو جاؤ گے اور جتنی مدت دنیا میں رہو گے سکون و اطمینان کی زندگی گزارو گے "يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا" اور "فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً" وغیرہ نصوص کے موافق۔ ف ۴ یعنی اچھا خدا کی بحث کو چھوڑیئے اپ اپنی نسبت کہیں کیا آپ آسمان کے فرشتے ہیں؟ یا نوع البشر کے علاوہ کوئی دوسری نوع ہیں؟ جب کچھ نہیں ہم ہی جیسے آدمی ہو تو آخر کس طرح آپ کی باتوں پر یقین کر لیں۔ آپ کی خواہش یہ ہوگی کہ ہم کو قدیم مذہب سے ہٹا کر اپنا تابع بنا لیں، تو خاطر جمع رکھئے یہ کبھی نہ ہوگا۔ اگر آپ اپنا امتیاز ثابت کرنا اور اس مقصد میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو کوئی ایسا کھلا ہوا نشان یا خدائی سارٹیفکیٹ دکھلایئے جس کے سامنے خواہی نخواہی سب کی گردنیں جھک جائیں۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہماری فرمائش کے موافق معجزات دکھلائیں۔ ف ۵ یعنی تمہارا یہ کہنا درست ہے کہ ہم نہ فرشتے ہیں نہ کوئی اور مخلوق بلکہ نفس بشریت میں تم ہی جیسے ہیں۔ لیکن نوع بشر کے افراد میں احوال و مدارج کے اعتبار سے کیا زمین آسمان کا تفاوت نہیں۔ آخر دیکھا تو تم بھی مشاہدہ کرتے ہو کہ حق تعالیٰ نے جسمانی، دماغی، اخلاقی اور معاشی حالات کے اعتبار سے بعض انسانوں کو بعض پر کس قدر فضیلت دی ہے۔ پھر اگر یہ کہا جائے کہ خدا نے اپنے بعض بندوں کو ان کی فطری قابلیت اور اعلیٰ ملکات کی بدولت روحانی کمال اور باطنی قرب کے اس بلند مقام پر پہنچا دیا ہے۔ مقام نبوت و منصب رسالت کہتے ہیں تو اس میں کیا اشکال و استبعاد ہے؟ بہرحال دعوے نبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم اپنی نسبت بشر کے سوا کوئی دوسری نوع ہونے کا دعوے رکھتے ہیں ہاں اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں میں سے بعض پر ایک خصوصی احسان فرماتا ہے جو دوسروں پر نہیں ہوتا۔ ف ۶ یعنی اب ہم سند اور سارٹیفکیٹ لانے کا قصہ سو خدا کے حکم سے ہم پہلے ہی اپنی نبوت کی سند اور روشن نشانیاں دکھلا چکے ہیں کما قال "جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ" جو آدمی ماننا چاہے اس کے اطمینان کے لئے وہ کافی سے زیادہ ہیں۔ باقی تمہاری فرمائشیں پوری کرنا تو یہ چیز ہمارے قبضہ میں نہیں۔ نہ ہماری تصدیق عقلاً اس پر موقوف ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی حکمت کے موافق جو سند اور نشان چاہے گا تم کو دکھلائے گا۔ فرمائشی نشانات دیکھنے سے ایمان نہیں آتا، اللہ کے دینے سے آتا ہے، لہذا ایک ایماندار کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اگر تم نہ مانوگے اور ہماری عداوت و ایذا رسانی پر تیار ہوگے تو ہمارا بھروسہ اسی خدا کی مہربانی اور امداد پر رہے گا۔ ف ۷ یعنی حق تعالیٰ ہم کو جام توحید و عرفان پلا کر حقیقی کامیابی کے راستے بتا چکا، پھر کیسے ممکن ہے کہ ہم اس پر توکل نہ کریں۔ ف ۸ یعنی تم خواہ کتنی ہی ایذا پہنچاؤ، خدا کے فضل سے ہمارے توکل میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ متوکلین کا یہ کام نہیں کہ سختیاں دیکھ کر توکل اور استقامت کی راہ سے ہٹ جائیں۔ ف ۹ یعنی اپنے توکل وغیرہ کو رہنے دو، زیادہ بزرگی مت جتاؤ۔
ع ۶ ۱۴
بس اب دو باتوں میں سے ایک بات ہو کر رہے گی۔ یا تم رسالت سے پہلے کی طرح چپ چاپ ہم میں مل جل کر رہو گے اور جس کو تم نے بہکایا ہے وہ سب ہمارے پرانے دین میں واپس آئیں گے ورنہ تم سب کو ملک بدر اور جلا وطن کیا جائے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی یہ ظالمین کہتے ہیں نکالیں گے ہم ہی ان ظالموں کو تباہ کر کے ہمیشہ کے لئے یہاں سے نکال دیں گے کہ پھر کبھی واپس نہ آسکیں، اور ان کی جگہ تم کو اور تمہارے مخلص وفادار دوستوں کو زمین میں آباد کریں گے۔ دیکھ لو کفار مکہ نے نبی کریم صلعم اور مسلمانوں کو وطن سے نکالنا چاہا، وہی نکلنا آخر ان کا سبب بن گیا کہ وہاں اسلام اور مسلمانوں کا دائمی تسلط ہوا اور کفار کا نشان باقی نہ رہا۔ ف۲ یعنی مذکورہ بالا کامیابی ان لوگوں کیلئے ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں یہ خیال کر کے کہ ہمارے تمام حرکتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے اور ایک دن حساب دینے کیلئے اس کے سامنے کھڑا ہونا ہے ...... جہاں اس کے بے پناہ عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ ف۳ یعنی پیغمبروں نے خدا سے مدد مانگی اور فیصلہ چاہا، چنانچہ نوح علیہ السلام نے کہا "فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ" الخ، "لوط علیہ السلام نے کہا رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ"، شعیب علیہ السلام نے عرض کیا "رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ"، موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی "رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ" الخ اور کفار نے بھی یہ دیکھ کر کہ انبیاء طویل مدت سے عذاب کی دھمکیاں دے رہے ہیں لیکن اس کے آثار کچھ نظر نہیں آتے تو استہزاء و تمسخر سے کہنے لگے "رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ" (ص رکوع ۲) اور "اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ" (انفال رکوع ۴) یہ تو قریش کے مقولے ہیں، قوم نوح نے کہا تھا "فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ"، قوم شعیب نے کہا "فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا"، وغیرہ ذالک غرض دونوں طرف سے فیصلہ کی جلدی ہونے لگی۔ ف۴ یعنی پیغمبروں کا خدا کو پکارنا تھا کہ مدد آئی اور ہر ایک سرکش اور ضدی نامراد ہو کر رہ گیا جو کچھ خیالات پکار رکھتے تھے، ایک ہی چکر میں کافور ہو گئے۔ نہ وہ رہے نہ ان کی تو قعات رہیں۔ ایک آن میں سب کا خاتمہ ہوا۔ ف۵ یعنی یہ تو یہاں کا عذاب تھا، اس کے بعد آگے دوزخ کا بھیانک منظر ہے جہاں شدت تشنگی کے وقت ان کو پیپ یا پیپ جیسا پانی پلایا جائے گا۔ ف۶ یعنی خوشی سے کہاں پی سکیں گے حدیث میں ہے کہ فرشتے لوہے کے گرز سر پر مار کر زبردستی منہ میں ڈالیں گے جس وقت منہ کے قریب کریں گے شدت حرارت سے دماغ تک کی کھال آ کر سر کے ٹکڑے پڑے گی، منہ میں پہنچ کر گلے میں پھنسے گا بڑی مصیبت اور تکلیف کے ساتھ ایک ایک گھونٹ کر کے حلق سے نیچے اتاروں گے پیٹ میں پہنچا ہوگا کہ آنتیں کٹ کر باہر آ جائیں گی۔ "وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ" (محمد رکوع ۲) "وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاۗءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ" (کہف رکوع ۴)، اعاذنا اللہ منہا وسائر المؤمنین۔ ف۷ یعنی اس کا پینا کیا ہوگا ہر طرف سے موت کا سامنا کرنا ہوگا، سر سے پاؤں تک ہر عضو بدن پر سکرات موت طاری ہوں گے شش جہت سے مہلک عذاب کی چڑھائی ہوگی۔ اس زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے لیکن موت کبھی نہیں آئے گی۔ جو سب تکلیفوں کا خاتمہ کر دے، ایک عذاب کے پیچھے دوسرا تازہ عذاب آتا رہے گا۔ "كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ" (نساء رکوع ۸) "ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى" (اعلیٰ رکوع ۱) سچ ہے اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے، مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔ اللّٰھم احفظنا۔ ف۸ یعنی کفار کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ آخر ہم نے دنیا میں بہت سے اچھے کام صدقہ خیرات کی مد میں کئے، ہماری خوش اخلاقی لوگوں میں مشہور ہوئی، بہتیرے آدمیوں کی مصیبت میں کام آئے اور کسی نہ کسی عنوان سے خدا کی پوجا بھی کی، کیا یہ سب کیا کرایا اور دیا لیا اس وقت کام نہ آئے گا؟ اس کا جواب اس تمثیل میں دیا یعنی جسے خدا کی صحیح معرفت نہیں، محض فرضی اور وہمی خدا کو پوجتا ہے اس کے تمام اعمال محض بے روح اور بے وزن ہیں۔ وہ محشر میں اسی طرح اڑ جائیں گے جس طرح آندھی کے وقت جب زور کی ہوا چلے تو راکھ کے ذرات اڑ جاتے ہیں، اس وقت کفار نیک عمل سے بالکل خالی ہاتھ ہوں گے حالانکہ وہ ہی موقع ہوگا جہاں نیک عمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی۔ اللہ اکبر! کیسی حسرت کا وقت ہوگا کہ جن اعمال کو ذریعہ قرب و نجات سمجھے تھے وہ راکھ کے ڈھیر کی طرح علی ان اس مقیم پر یہ حقیقت ثابت ہوئی جب دوسرے لوگ اپنی نیکیوں کے ثمرے سے لذت اندوز ہو رہے ہیں۔ کر بار جیلاں کو آگندہ تر زحمی دست را دل پراگندہ تر۔ ف۹ یعنی شاید کفار کو یہ خیال گزرے کہ جب مٹی میں مل کر مٹی ہو گئے پھر دوبارہ زندگی کہاں؟ اور عذاب و ثواب وغیرہ سب کہانیاں ہیں، ان کو بتلایا کہ جس خدا نے آسمان و زمین کامل قدرت و حکمت سے پیدا کئے، اسے تمہارا از سر نو دوبارہ پیدا کرنا یا کسی دوسری مخلوق کو تمہاری جگہ لے آنا کیا مشکل ہے؟ اگر آسمان و زمین کے محکم نظام کو دیکھ کر یقین جتاتا ہے کہ اس کا پیدا کرنے اور قائم رکھنے والا کوئی صانع حکیم ہے جیسا کہ لفظ بالحق میں تنبیہ فرمائی۔ تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اشرف المخلوقات (انسان) کو محض بے نتیجہ پیدا کیا ہوگا اور اس کی تخلیق و ایجاد سے کوئی عظیم الشان مقصد متعلق نہ ہوگا یقیناً اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہونی چاہئے جس میں آدم کی پیدائش کا مقصد عظیم کامل واتم طریقہ سے آشکارا ہو۔ ف۱۰ یعنی سب سے بڑی عدالت میں پیشی ہوگی۔

لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ

ہم کھپا دیں گے ان ظالموں کو اور بسا دیں گے تم کو اس زمین میں ان کے پیچھے

ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو ف۱ اور آباد کریں گے تم کو اس زمین میں ان کے پیچھے ف۱

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ

یہ ملتا ہے اسکو جو ڈرا کھڑے ہونے سے میرے سامنے اور ڈرا میرے ڈرانے سے اور فیصلہ لگے مانگنے اور نامراد ہوا

یہ ملتا ہے اسکو جو ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے میرے سامنے اور ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدہ سے ف۲ اور فیصلہ لگے مانگنے پیغمبر ف۳ اور نامراد ہوا

كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّاۗءٍ

جو سرکش تھا ضد کرنے والا پیچھے اس کے دوزخ ہے اور پلا دیں گے اس کو پانی

ہر ایک سرکش ضدی ف۴ پیچھے اس کے دوزخ ہے اور پلائیں گے اس کو پانی

صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ

پیپ کا گھونٹ گھونٹ لیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا اور چلی آتی ہے اس پر موت

پیپ کا ف۵ گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا ف۶ اور چلی آتی ہے اس پر موت

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

ہر جگہ سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے مار ہے گاڑھی

ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے عذاب ہے سخت ف۷

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ

احوال ان کا جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے کئے جیسے راکھ زور کی چلی اس پر باؤ

حال ان لوگوں کا جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل ہیں جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا

فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ

دن آندھی کے کچھ ہاتھ نہیں اپنی کمائی میں سے یہی ہے

آندھی کے دن کچھ ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی کمائی میں سے یہی ہے

الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

دور بہک پڑنا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان و زمین

بہک کر دور جا پڑنا ف۸ تو نے کیا نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین

بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَّمَا ذٰلِكَ

جیسے چاہئے اگر چاہے تم کو لے جاوے اور لاوے کوئی پیدائش نئی اور یہ

جیسے چاہئیں اگر چاہے تم کو لے جائے اور لائے کوئی پیدائش نئی ف۹ اور یہ

عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ

اللہ پر مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہوں گے اللہ کے سارے پھر کہیں گے کمزور

اللہ کو کچھ مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہوں گے اللہ کے سارے ف۱۰ پھر کہیں گے کمزور

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ

بڑائی والوں کو ہم تھے تمہارے پیچھے سو کچھ بچاؤ گے تم ہم سے

بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے سو کیا بچاؤ گے ہم کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف شیطان کا زور نہیں انسان پر مگر مشورت دیتا ہے بری وہ مان لیتا گناہ ہے۔ ف٢ دنیا میں سلام و علیکم سلامتی مانگنی وہاں سلام کہنا مبارک باد ہے سلامتی پر ۔ از شاہ عبد القادر صاحب

ف یہ اتباع اپنے متبوعین سے کہیں گے یعنی دنیا میں تم بڑے بن کر بیٹھے تھے اور ہم نے تمہاری بہت تابعداری کی تھی، آج اس مصیبت کی گھڑی میں کچھ کام آؤ۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ عذاب الٰہی کے کسی حصہ کو ہم سے ذرا ہلکا کر دو۔ یہ دوزخ میں جانے کے بعد کہیں گے یا میدان حشر میں، ابن کثیر نے پہلے احتمال کو ترجیح دی ہے لقوله تعالٰی واذ یتحاجون فی النار فیقول الضعفٰؤا للذین استکبروا انا کنا لکم تبعا الآیۃ وغیرہ ذلک من الآیات۔ واللہ اعلم۔ ف٢ یعنی اگر دنیا میں ہم کو ..... ہدایت کی توفیق دیتا تو ہم تم کو بھی اپنے ساتھ سیدھے راستہ پر لے چلتے۔ لیکن ہم نے ٹھوکر کھائی تو تمہیں بھی لے ڈوبے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اس وقت اگر خدا تعالٰی ہم کو اس عذاب سے نکلنے کی کوئی راہ بتلاتا تو ہم تمہیں وہی راہ بتلا دیتے اب تو تمہاری طرح ہم خود مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اور مصیبت بھی ایسی جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ نہ صبر کرنے اور خاموش رہنے سے فائدہ، نہ گھبرانے اور چلانے سے کچھ حاصل۔ ف٣ یعنی حساب کتاب کے بعد جب جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے کا فیصلہ ہو چکے گا اس وقت کفار دوزخ میں جا کر یا داخل ہونے سے پہلے، ابلیس لعین کو الزام دیں گے کہ مردود تو نے دنیا میں ہماری راہ ماری اور اس مصیبت میں گرفتار کرا دیا۔ اب کوئی تدبیر مثلاً سفارش وغیرہ کا انتظام کر۔ تاکہ عذاب الٰہی سے رہائی ملے تب ابلیس ان کے سامنے لکچر دیگا جس کا حاصل یہ ہے کہ بیشک حق تعالٰی نے صادق القول پیغمبروں کے توسط سے ثواب و عقاب اور دوزخ و جنت کے استحقاق سچے وعدے کئے تھے جن کی سچائی دنیا میں دلائل و براہین سے ثابت تھی اور آج مشاہدہ سے ظاہر ہے۔ میں نے اس کے بالمقابل جھوٹی باتیں کہیں اور جھوٹے وعدے کئے۔ جن کا جھوٹ ہونا ذرا بھی ادنٰی فکر و تامل سے واضح ہو سکتا تھا اور یہاں تو آنکھوں کے سامنے ہے۔ میرے پاس نہ حجت و برہان کی قوت تھی نہ ایسی طاقت رکھتا تھا کہ زبردستی تم کو ایک جھوٹی بات کے ماننے پر مجبور کر دیتا۔ ہاں شیطنت سے بدی کی تحریک کی اور تم کو اپنے مشن کی طرف بلایا، تم جھپٹ کر خوشی سے آئے اور میں نے جدھر اشارہ کیا ادھر ہی اپنی رضا و رغبت سے چل پڑے۔ اگر میں نے اغوا کیا تھا تو تم ایسے اندھے کیوں بن گئے کہ نہ دلیل سنی نہ دیکھو بے سوچے آنکھیں بند کر کے پیچھے ہو لئے۔ انصاف یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ تم اپنے نفسوں پر ملامت کرو۔ میرا جرم اغوا ہے جس کا نتیجہ خود بھگت رہا ہوں لیکن مجھے مجرم گردان کر تم کیسے بری ہو سکتے ہو۔ آج تم کو مدد دینا تو درکنار، خود تم سے بدلہ لینا بھی ممکن نہیں۔ ہم اور تم دونوں اپنے اپنے جرم کے موافق سزا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کوئی ایک دوسرے کی فریاد کو نہیں پہنچ سکتا۔ تم نے اپنی حماقت سے دنیا میں مجھ کو خدائی کا شریک ٹھہرایا (یعنی بعض تو براہِ راست شیطان کی عبادت کرنے لگے اور بعض نے اس کی باتوں کو ایسی طرح مانا اور اس کے احکام کے سامنے اس طرح تسلیم و انقیاد کو خم کیا جو خدائی احکام کے آگے کرنا چاہئے تھا) بہرحال اپنے جہل و عبادت سے جو شریک تم نے کیا تھا اس وقت میں اس سے منکر اور بیزار ہوں۔ یا "بما اشرکتمون من قبل" میں "ما" سببیہ ہے یعنی مطلب ہو کہ تم نے مجھکو خدائی کا رتبہ دیا اس سبب سے میں کبھی کا فر تھا۔ اگر میری بات کوئی نہ پوچھتا تو میں کفر و طغیان کے اس درجہ میں کہاں پہنچتا) ۔ اب ہر ایک ظالم اور مشرک کو چاہئے کہ اس کی سزا دردناک عذاب کی صورت میں بھگتنا چاہئے۔ شور مچانے اور الزام دینے سے کچھ حاصل نہیں۔ گذشتہ آیات میں ضعفاء و متکبرین (عوام اور لیڈروں) کی گفتگو نقل کی گئی تھی، اسی کی مناسبت سے یہاں دوزخیوں کے مہا لیڈر (ابلیس لعین) کی تقریر نقل فرمائی، چونکہ عوام کا الزام اور ان کی استدعا دونوں جگہ یکساں تھی شاید اسی لئے شیطان کی گفتگو کے وقت اس کا ذکر مستقلاً نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم۔ مقصود ان مکالمات کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ لوگ اس انجام کا تصور کر کے شیاطین الانس والجن کے اتباع سے باز رہیں۔ ف٧ یہ بطور مقابلہ کفار کی سزا کے بعد مومنین کا انجام بیان فرمایا۔ ف٨ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ دنیا میں "سلام" دعا ہے سلامتی مانگنے کی، وہاں سلام کہنا مبارکباد ہے سلامتی ملنے پر۔ ف٩ یعنی دیکھئے اور غور کیجئے کیسی با موقع اور معنی خیز مثال ہے جو عقلمند جس قدر اس میں غور کرے سینکڑوں باریکیاں کھلتی چلی آئیں۔ ف "ستھری بات" میں کلمۂ توحید، معرفت الٰہی کی باتیں، ایمان و ایمانیات، قرآن، حمد و ثنا، تسبیح و تہلیل، سچ بولنا سب داخل ہے۔ ف اکثر روایات و آثار میں یہاں "ستھرے درخت" کا مصداق کھجور کو قرار دیا ہے گو دوسرے ستھرے درخت بھی اس کے تحت میں مندرج ہو سکتے ہیں۔ ف٩ یعنی اس کی جڑیں زمین کی گہرائی میں پھیلی ہوں کہ زور کا جھکڑ بھی جڑ سے نہ اکھاڑ سکے اور چوٹی آسمان سے لگی ہو یعنی شاخیں بہت اونچی اور زمینی کثافتوں سے دور ہوں۔ ف١٠ یعنی کوئی فصل پھل سے خالی نہ جائے، یا فرض کیجئے بارہ مہینے صبح و شام اس پر تازہ پھل لگا کرے۔

عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَآءٌ

ہار اللہ کی وہ بولے اگر راہ پر لاتا ہم کو اللہ تو ہم تم کو راہ پر لاتے اب برابر ہے

اللہ کے کسی عذاب سے کچھ ف١ وہ کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ تو البتہ ہم تم کو ہدایت کرتے اب برابر ہے

عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ

ہمارے حق میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی اور بولا شیطان

ہمارے حق میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی ف٢ اور بولا شیطان

لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ

جب فیصل ہو چکا کام اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ اور میں نے وعدہ دیا

جب فیصل ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ اور میں نے تم سے وعدہ کیا

فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ

پھر جھوٹ کیا اور میری تم پر حکومت نہ تھی مگر میں نے تم کو بلایا

پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو

فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ

پھر تم نے مان لیا سو مجھ کو مت الزام دو اور الزام دو اپنے تئیں نہ میں تمہاری فریاد پہنچوں

پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ

نہ تم میری فریاد پہنچو میں نہیں قبول رکھتا جو تم نے مجھ کو شریک ٹھہرایا تھا پہلے البتہ جو

نہ تم میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے البتہ جو

الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ظالم ہیں ان کو دکھ کی مار ہے ف اور داخل کئے جو لوگ یقین لائے اور کام کئے

ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک ف اور داخل کئے گئے جو لوگ ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ

نیک باغوں میں بہتی نیچے ان کے ندیاں رہا کریں انہی میں اپنے رب

نیک باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں ان میں اپنے رب

رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

کے حکم سے ان کی ملاقات ہے وہاں سلام ف تو نے نہ دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک بات

کے حکم سے ف انکی ملاقات ہے وہاں سلام ف تو نے نہ دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال ف بات

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ۝

ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنی آسمان میں

ستھری ف جیسے ایک درخت ستھرا ف اس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں ہیں آسمان میں ف

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے اور بیان کرتا ہے اللہ کہاوتیں

لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے ف١٠ اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ... مسلمانوں کا دعوئ درست جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روز بروز چڑھتا ہے۔ اور کافروں کا دعوئ جڑ نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونگے اور دل میں اس سے کچھ نور نہیں۔ ف۲
قبر میں جو کوئی معقد بات کہے گا تھکانا نیک پاوے گا اور جو بچلی بات کہے گا خراب ہوگا ف۳ مکے کے سردار مرادہیں کہ عربوں کو گمراہ کیا ف۴ یعنی نیک عمل کئے نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا۔ از شاہ عبدالقادر صاحب
ف۱ کلمۂ طیبہ دل بات اور ہر ایک کلام جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو، کلمۂ خبیثہ میں داخل ہے ... بعض نے اس سے حنظل مراد لیا ہے۔ جو عموم لفظ میں ہر خراب درخت شامل ہو سکتا ہے ... یعنی جڑ زمین میں نہیں اکھڑ جاتا
گویا اس جو دھے ہیں اور نہ پائیداری کو ظاہر فرمایا۔ دونوں مثالوں کا حاصل یہ ہوا کہ مسلمانوں کا دعوئ توحید و ایمان سچا اور سچا ہے جس کے دلائل نہایت صاف صحیح اور مضبوط ہیں، موافق فطرت ہونے کی وجہ سے اس کی جڑیں قلوب کی
پہنائیوں میں اتر جاتی ہیں اور اعمال صالحہ کی شاخیں آسمان قبول سے جا لگتی ہیں۔ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهُ رہتا ہر کھڑی (ب۲۲ ع۲) اس کے لطیف کشیریں ثمرات سے موحدین کے کام و دہن ہر وقت لذت اندوز

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ○ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ
لوگوں کو شاید وہ سوچ کریں اور مثال گندی بات کی جیسے درخت
لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں اور مثال گندی بات کی ف۱ جیسے درخت

خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ○ يُثَبِّتُ
گندا اکھاڑ لیا اوپر سے زمین کے کچھ نہیں اس کو ٹھہراؤ ف۱ مضبوط کرتا ہے
گندا ف۱ اکھاڑ لیا اس کو زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اس کو ٹھہراؤ ف۲ مضبوط کرتا ہے

اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي
اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور
اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور

الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ○ ع
آخرت میں اور بچلا دیتا ہے بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے ف۲
آخرت میں ف۳ اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو ف۴ اور کرتا ہے اللہ جو چاہے ف۵

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ
تو نے نہ دیکھا جنہوں نے بدلا اللہ کے احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو
کیا نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدلہ کیا اللہ کے احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو

دَارَ الْبَوَارِ ○ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ○ وَجَعَلُوا لِلَّهِ
تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے پیٹھیں گے اس میں اور برا ٹھکانا ہے ف۳ اور ٹھہرائے اللہ کے
تباہی کے گھر میں ف۶ جو دوزخ ہے داخل ہوں گے اس میں اور وہ برا ٹھکانا ہے ف۷ اور ٹھہرائے اللہ کے

أَنْدَادًا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوا فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى
مقابل کہ بہکاویں لوگوں کو اس کی راہ سے تو کہہ برت لو پھر تم کو پھر جانا ہے آگ
مقابل کہ بہکائیں لوگوں کو اس کی راہ سے ف۸ تو کہہ مزے اڑا لو پھر تم کو لوٹنا ہے طرف

النَّارِ ○ قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنْفِقُوا
کی طرف کہہ دے میرے بندوں کو جو یقین لائے ہیں قائم رکھیں نماز اور خرچ کریں
آگ کی ف۹ کہہ دے میرے بندوں کو جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز اور خرچ کریں

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعٌ
ہماری دی روزی میں سے چھپے اور کھلے پہلے اس سے کہ آوے وہ دن جس میں نہ سودا
ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر ف۱۰ پہلے اس سے کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا

فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ○ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ
ہے اور نہ دوستی ف۴ اللہ وہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا
ہے نہ دوستی ف۱۱ اللہ وہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور اتارا

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ
آسمان سے پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہاری میوے اور کام میں دی تمہارے
آسمان سے پانی ف۱۲ پھر اس سے نکالی روزی تمہاری میوے ف۱۳ اور بس میں کر دیا تمہارے

ہوتے ہیں۔ غرض حق صداقت اور توحید و معرفت کا سدا بہار درخت روز بروز بڑھتا پھلتا اور بڑی پائداری کے ساتھ اونچا ہوتا رہتا ہے اس کے برخلاف جھوٹی بات اور شرک و کفر کے دعوئ باطل کی جڑ بنیاد کچھ نہیں ہوتی، ہوا کے ایک جھٹکے میں اکھڑ جاتا ہے۔ ناحق بات ثابت کرنے میں خواہ کتنا ہی زور لگایا جائے لیکن انسانی ضمیر اور فطرت کے مخالف ہونے کی وجہ سے اس کی جڑیں دل کی گہرائی میں نہیں پہنچتیں تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگتی ہے۔ اسی لئے مشہور ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے یعنی سچ کی طرح اپنے پاؤں نہیں چلتا۔ نہ اس سے دل میں نور پیدا ہوتا۔ امام فخرالدین رازی نے صوفیہ کے طرز پر ان مثالوں کے بیان میں بہت اطناب سے کام لیا ہے۔ یہاں اس کے نقل کی گنجائش نہیں۔ ف۲ یعنی حق تعالیٰ توحید و ایمان کی بات کو جس کی مضبوطی و پائداری پچھلی مثال میں ظاہر کی گئی، مومنین کو دنیا و آخرت میں مضبوط و ثابت قدم رکھتا ہے، رہی قبر کی منزل جو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ ہے اس کو ادھر یا ادھر جس طرف چاہیں شمار کر سکتے ہیں چنانچہ سلف سے دونوں قسم کے اقوال منقول ہیں۔ غرض یہ ہے کہ مومنین دنیا کی زندگی سے لے کر حشر تک اسی کلمۂ طیبہ کی بدولت مضبوط اور ثابت قدم رہیں گے دنیا میں کیسی ہی آفات و حوادث پیش آئیں، کتنا ہی سخت امتحان ہو قبر میں منکرین سے سوال و جواب ہو، محشر کا ہولناک منظر ہوش اڑا دینے والا ہو، ہر موقع پر یہی کلمۂ توحید ان کی پامردی اور استقامت کا ذریعہ بنے گا۔ ف۳ بے انصافوں سے مراد یہاں کفار و مشرکین ہیں، وہ دنیا میں بھی بچلے اور آخر تک بچلتے رہیں گے کبھی حقیقی کامیابی کا راستہ ہاتھ نہ لگے گا۔ ف۴ یعنی اپنی حکمت کے موافق جیسا معاملہ جس کے ساتھ مناسب ہو تا ہے کرتا ہے۔ ف۵ اس سے کفار و مشرکین کے سردار مراد ہیں خصوصاً رؤسائے قریش جن کے ہاتھ میں اس وقت عرب کی باگ تھی یعنی حق تعالیٰ نے ان پر کیسے احسان کئے، ان کی ہدایت کے لئے پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا، قرآن اتارا، اپنے حرم اور بیت اللہ کا مجاور بنایا، عرب کی سرداری دی انہوں نے ان نعمتوں اور احسانات کا بدلہ یہ کیا کہ خدا کی ناشکری پر کمر بستہ ہو گئے اس کی باتوں کو جھٹلایا، اس کے پیغمبر سے دغا کی، آخر اپنی قوم کو لے کر تباہی کے گڑھے میں جا گرے۔ ف۶ یعنی خدا کے احسانات سے متاثر ہو کر منعم حقیقی کی شکر گزاری اور طاعت شعاری میں لگتے۔ یہ تو نہ ہوا الٹے بغاوت پر کمر بستہ ہو گئے، خدا کے مقابل دوسری چیزیں کھڑی کر دیں جن پر خدائی اختیارات تقسیم کئے اور عبادت جو خدائے واحد کا حق تھا، وہ مختلف عنوانوں سے ان کے لئے ثابت کرنے لگے۔ تا اس سلسلے میں اپنے ساتھ دوسروں کی راہ ماریں اور انہیں بہکا کر اپنے دام سیادت میں پھنسائے رکھیں۔ ف۷ یعنی بہتر ہے۔ بیوقوفوں کو جال میں پھنسا کر چند روز جی خوش کر لو اور دنیا کے مزے اڑالو، آخر تمہارا ٹھکانا دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہنا ہے۔ کیونکہ اس مزے اڑانے کا یہی نتیجہ ہوگا۔ گویا یہ جملہ ایسا ہوا جیسے ایک طبیب کسی بد پرہیز مریض کو خفا ہو کر کہے "کُلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّ مَصِیْرَکَ اِلَی الْمَوْتِ" جو تیرا جی چاہے کھا کیونکہ ایک دن یہ مرض تیری جان لے کر رہے گا۔ ف۱۰ کفار کے احوال ذکر کرنے کے بعد مومنین مخلصین کو متنبہ فرماتے ہیں کہ وہ اس طرح نہ بنیں، وظائف عبودیت میں ذرا فرق نہ آنے دیں، دل و جان سے خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کریں کہ وہ بھی بہترین عبادت ہے۔ نمازوں کو ان کے حقوق و حدود کی رعایت کے ساتھ خشوع و خضوع سے ادا کرتے رہیں۔ خدا نے جو کچھ دیا ہے اس کا ایک حصہ خفیہ یا علانیہ مستحقین پر خرچ کریں۔ غرض کفار جو شرک اور کفران نعمت پر تلے ہوئے ہیں، ان کے بالمقابل مومنین کو جان و مال سے حق تعالیٰ کی شکر گزاری میں مستعدی دکھلانا چاہئے۔ ف۱۱ یعنی نماز و انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ نیکیاں اس دن کام آئیں گی، بیع و شراء یا محض دوستانہ تعلقات سے کام نہ نکلے گا یعنی نہ وہاں نیک عمل کہیں سے خرید کر لا سکو گے، نہ کوئی ایسا دوست بیٹھا ہے جو بدون ایمان و عمل صالح کے محض دوستانہ تعلقات کی بنا پر نجات کی ذمہ داری کرلے۔

ربط پہلے کفار کی ناشکری کا ذکر تھا، پھر مومنین کو مراسم طاعت کی اقامت کا حکم دے کر شکر گزاری کی طرف ابھارا۔ آگے چند عظیم الشان نعمائے الہیہ کا ذکر فرماتے ہیں جو ہر مومن و کافر کے حق میں عام ہیں۔ تا انہیں سن کر مومنین کو شکر گزاری کی مزید ترغیب ہو، اور کفار بھی غور کریں تو اپنے دل میں شرمائیں کہ وہ کیسے بڑے منعم و محسن شہنشاہ سے بغاوت کر رہے ہیں۔ اسی ضمن میں خدا تعالیٰ کی عظمت و وحدانیت کے دلائل بھی بیان ہو گئے، ممکن ہے انہیں سن کر کوئی عاقل منصف ... جنگ سے باز آجائے۔ یا عظمت و جبروت کے نشانات میں غور کر کے اس کی گرفت اور سزا سے ڈر جائے۔ ف۱۲ یعنی آسمان کی طرف سے پانی (ف۱۲ ...) یا یہ مطلب ہو کہ بارش کے آنے میں بخارات وغیرہ ظاہری اسباب کے علاوہ غیر مرئی سماوی اسباب کو بھی دخل ہے۔ دیکھو آفتاب کی شعاعیں تمام اشیاء کی طرح آتشیں شیشہ پر بھی پڑتی ہیں لیکن وہ اپنی مخصوص ساخت اور استعداد کی بدولت انہی شعاعوں سے غیر مرئی طور پر اس درجہ حرارت کا استفادہ کرتا ہے جو دوسری چیزیں نہیں کرتیں، چاند سمندر سے کتنی دور ہے، مگر اس کے گھٹنے بڑھنے ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے چلا ہوئے ایک اسمٰعیل ان کو ساتھ ماں کے اس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پیچھے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ نے چشمہ زمزم نکالا اس سبب وہاں بستی بسی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ میوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوویں اور شہر کے میں آتے ہیں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

بقیہ صفحہ ۳۳۵ - شفیع ہوتا ہو تو انکار کی کونسی وجہ ہے۔ ف۱۳ یعنی حق تعالیٰ نے اپنے کمال قدرت و حکمت سے پانی میں ایک قوت رکھی جو درختوں اور کھیتیوں کے نشوونما اور بار آور ہونے کا سبب بنتی ہے۔ اسی کے ذریعے سے میوے ہوں گے۔ فوائد صفحہ ہذا ف یعنی سمندر کی خوفناک لہروں میں ذرا سی کشتی پر سوار ہو کر کہاں سے کہاں پہنچتے ہو اور کس قدر تجارتی یا غیر تجارتی فوائد حاصل کرتے ہو، یہ خدا ہی کی قدرت اور حکم سے ہے کہ سمندر کے تھپیڑوں میں ذرا سی ڈونگی کو جدھر چاہو لے پھرتے ہیں۔ ف یعنی دریاؤں میں پانی کا آنا اور کہیں سے کہیں پہنچنا کشتی کی طرح تمہارے بس میں نہیں، تاہم تمہارے کام میں وہ بھی لگی ہوئی ہیں۔ اسی طرح چاند سورج جو ایک معین نظام اور ضابطہ کے موافق برابر چل رہے ہیں، کبھی تھکتے نہیں، نہ رفتار میں فرق پڑتا ہے، یا رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے ٹھہری ہوئی عادت کے موافق ہمیشہ چلے آتے ہیں۔ یہ سب چیزیں گو اس معنی سے تمہارے قبضہ میں نہیں کہ تم جب چاہو اور جدھر چاہو ان کی قدرتی حرکت و تاثیر کو پھیر دو، تاہم تم بہت سے تصرفات و تدابیر کر کے ان کے اثرات سے بیشمار فوائد حاصل کرتے ہو اور انسانی تصرف و تدبیر سے قطع نظر کر کے بھی وہ قدرتی طور پر ہر وقت تمہاری کسی نہ کسی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، تم سوتے ہو، وہ تمہارا کام کرتے ہیں تم چین سے بیٹھے ہو وہ تمہارے لئے سرگرداں ہیں۔ ف یعنی جو چیزیں تم نے زبان قال یا حال سے طلب کیں، ان میں سے ہر چیز کا جس قدر حصہ حکمت و مصلحت کے موافق تھا مجموعی طور پر تم سب کو دیا۔ ف یعنی خدا کی نعمتیں اتنی بیشمار بلکہ غیر متناہی ہیں کہ اگر تم سب مل کر اجمالاً بھی گنتی شروع کرو تو تھک کر اور عاجز ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اس موقع پر امام رازی نے نعمائے الٰہیہ کا بیشمار ہونا، اور علامہ ابو السعود نے ان کا غیر متناہی ہونا بڑا بسط سے بیان فرمایا ہے اور صاحب روح المعانی نے ان کے بیانات پر مفید اضافہ کیا۔ یہاں اس قدر تطویل کی گنجائش نہیں۔ ف یعنی جنس انسان میں بیشتر بے انصاف اور ناسپاس ہیں، جو نہ بیشمار احسانات کا ہی خیال کر کے منعم حقیقی کا حق نہیں پہچانتے۔ ف اوپر سلسلے قریش جن کی ناشکر گزاری اور شرک و کفر کا بیان اوپر أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ میں ہوا تھا، انہیں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ یاد دلا کر متنبہ کرتے ہیں کہ تم جن کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے کعبۃ اللہ اور حرم شریف کے مجاور بنے بیٹھے ہو، انہوں نے اس کعبہ کی بنیاد خالص توحید پر رکھی تھی، ان ہی کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ نے یہ شہر مکہ آباد کیا اور تمہارے لئے ریگستان میں ظاہری و باطنی نعمتوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ وہ دنیا سے یہ دعائیں اور وصیتیں کرتے ہوئے رخصت ہوئے کہ ان کی اولاد شرک کا طریقہ اختیار نہ کرے، اب تم کو سوچنا اور شرمانا چاہئے کہ کہاں تک ان کی وصایا کا پاس کیا، ان کی دعا سے حصہ پایا اور کس حد تک خدا تعالیٰ کے احسانات پر شکر گزار رہے۔ ف یعنی مکہ کو "حرم آمن" بنا دے۔ چنانچہ خدا نے بنا دیا۔ ف یعنی مجھ کو اور میری اولاد کو ہمیشہ بت پرستی سے دور رکھ۔ غالباً یہاں "اولاد" سے خاص صلبی اولاد مراد ہے۔ سو آپ کی صلبی اولاد میں یہ مرض نہیں آیا اور اگر عام ذریت مراد ہو تو کہا جائے گا کہ دعا بعض کے حق میں قبول نہیں ہوئی۔ باوجودیکہ حضرت ابراہیم معصوم پیغمبر تھے، مگر یہ دعا کا ادب ہے کہ دوسروں سے پہلے آدمی اپنے لئے دعا کرے۔ اس قسم کی دعائیں جو انبیاء سے منقول ہیں، ان میں یہ اشارہ ہوتا ہے کہ پیغمبروں کی عصمت بھی خود ان کی پیدائشی کی ہوئی نہیں، بلکہ حق تعالیٰ کی حفاظت و صیانت سے ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ اسی کی طرف التجا کرتے ہیں جو ان کی عصمت کا ضامن و کفیل ہے۔ (تنبیہ) حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ کے نزدیک ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعائیں مکہ کی آبادی اور تعمیر کعبہ کے بعد کی ہیں سورۂ بقرہ میں اول پارہ کے ختم پر جس دعا کا ذکر ہے وہ البتہ بنائے کعبہ کے وقت حضرت اسمٰعیل کی بستی میں ہوئی۔ یہ دعائیں اس کے بہت زمانہ بعد بڑھاپے میں کی گئیں۔ ف یعنی یہ پتھر کی مورتیاں بہت آدمیوں کی گمراہی کا سبب ہوئیں۔ ف یعنی جس نے توحید خالص کا راستہ اختیار کیا اور میری بات مانی وہ میری جماعت میں شامل ہے جس نے کہنا نہ مانا اور اس راستہ سے علیحدہ ہو گیا تو آپ اپنی بخشش اور مہربانی سے اس کو توبہ کی توفیق دے سکتے ہیں یا آپ کی مہربانی ہو تو وہ ایمان لا کر آپ کی رحمت خصوصی اور نجات ابدی کا مستحق بن سکتا ہے یا یہ مطلب ہو کہ آپ کو قدرت ہے کہ اسے ابھی بحالت موجودہ بخش دیں گو آپ کی حکمت سے اس کا وقوع نہ ہو۔ (تنبیہ) سورۂ مائدہ کے آخر میں ہم نے حضرت خلیل کے اس قول اور مسیح علیہ السلام کے مقولہ میں فرق بیان کیا ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف یعنی اسمٰعیل علیہ السلام کو کیونکہ دوسری اولاد حضرت اسحٰق وغیرہ شام میں تھے خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ حضرت اسمٰعیل کو بحالت شیر خوارگی اور ان کی والدہ ہاجرہ کو یہاں جنگل میدان میں چھوڑ کر چلے گئے تھے بعدہٗ قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں پہنچے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی تشنگی اور ہاجرہ کی بیتابی کو دیکھ کر فرشتے کے ذریعہ سے وہاں "زمزم" کا چشمہ جاری کر دیا۔ جرہم کے خانہ بدوش لوگ پانی دیکھ کر اتر پڑے اور ہاجرہ کی اجازت سے وہیں بس گئے۔ اسمٰعیل علیہ السلام جب بڑے ہوئے تو اسی قبیلہ میں ان کی شادی ہوئی۔ اس طرح جہاں آج کعبہ ہے ایک بستی آباد ہو گئی۔ حضرت ابراہیم گاہ بگاہ ملک شام سے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور اس شہر اور شہر کے باشندوں کے لئے دعا فرماتے کہ خداوندا! میں نے اپنی ایک اولاد کو اس شہر اور جنگل آبادی میں تیرے حکم سے تیرے معظم و محترم گھر کے پاس لا کر بسایا ہے تاکہ وہ اور اس کی نسل تیرا اور تیرے گھر کا حق ادا کریں تو اپنے فضل سے کچھ لوگوں کے دل ادھر متوجہ کر دے کہ وہ یہاں آ کر بسیں جس سے یہ شہر آباد رہے اور شہر (بقیہ بر صفحہ ۳۳۷)

الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ۝ وَسَخَّرَ

کشتی کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور کام میں دیں تمہارے ندیاں اور کام میں لگائے

کشتی کو کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے ف اور کام میں لگا دیا تمہارے ندیوں کو ☆ اور کام میں لگا دیا

لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَ

تمہارے سورج اور چاند ایک دستور پر اور کام میں لگائے تمہارے رات اور دن اور

تمہارے سورج اور چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو ف اور

آتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ

دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی اور اگر گنو احسان اللہ کے نہ پورا کر سکو

دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی ف اور اگر گنو احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو ف

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ

بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکر اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر

بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکر ف اور جس وقت کہا ابراہیم نے ف اے رب کر دے

هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۝

اس شہر کو امن کا اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم پوجیں مورتیں

اس شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے کہ ہم پوجیں مورتوں کو ف

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ

اے رب انہوں نے بہکایا بہت لوگوں کو سو جو کوئی میری راہ چلا سو وہ تو

اے رب انہوں نے گمراہ کیا بہت لوگوں کو ف سو جس نے پیروی کی میری سو وہ تو

مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ

میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے اے رب میں نے بسائی ہے

میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا مہربان ہے ف اے رب میں نے بسایا ہے

مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا

ایک اولاد اپنی میدان میں جہاں کھیتی نہیں تیرے ادب والے گھر پاس اے رب ہمارے

اپنی ایک اولاد کو میدان میں کہ جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے

لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ

تا قائم رکھیں نماز سو رکھ بعضے لوگوں کے دل جھکتے ان کی طرف

تاکہ قائم رکھیں نماز کو سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان کی طرف

وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ

اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ شکر کریں اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے

اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ شکر کریں ف اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے

مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَ

جو ہم چھپاتے ہیں اور جو کھولتے اور چھپا نہیں اللہ پر کچھ زمین میں

جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپا کر اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی چیز زمین میں

ف ہم چھپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخرالزمان کو ۱۲ منہ رح ف۲۲ قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے لگیں گے اترنے اور دلوں کو بچھڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ جاویں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ
کی رونق بڑھے نیز ان کی روزی اور دلجمی کے لئے غیب سے ایسا سامان فرمادے کہ افراد یا بستی جو ضروریات زندگی ہیں ان سے گذر کر عمدہ میوے اور پھلوں کی بہتات اور افراط ہو جائے تاکہ یہ لوگ اطمینان قلب کے ساتھ تیری عبادت اور شکر گذاری میں لگے رہیں۔ حق تعالیٰ نے یہ سب دعائیں قبول فرمائیں۔ آج تک ہر سال ہزاروں لاکھوں آدمی مشرق و مغرب سے کھنچ کھنچ کر وہاں جاتے ہیں اور ہر قسم کے میوے اور پھلوں کی مکہ میں وہ افراط ہے جو شاید دنیا کے کسی حصہ میں نہ ہو حالانکہ خود مکہ میں ایک بھی ثمردار درخت موجود نہ ہوگا۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا میں "افئدۃ من الناس" (کچھ آدمیوں کے دل) کہا تھا ورنہ سارا جہان ٹوٹ پڑتا۔

وَفِي السَّمَاءِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَ
نہ آسمان میں — شکر ہے اللہ کو جس نے بخشا مجھ کو بڑی عمر میں — اسمٰعیل اور
نہ آسمان میں ف — شکر ہے اللہ کا جس نے بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں — اسمٰعیل اور

إِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ
اسحٰق — بیشک میرا رب سنتا ہے پکار ف — اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں نماز
اسحٰق — بیشک میرا رب سنتا ہے دعا کو ف۲ — اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں نماز

وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ
اور بعضی میری اولاد کو اے رب ہمارے اور قبول کر میری دعا — اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو
اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے ف۳ اور قبول کر میری دعا ف۴ — اے ہمارے رب بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو

وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا
اور سب ایمان والوں کو جس دن کھڑا ہووے حساب — اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے
اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب ف۵ — اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے

عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ
ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف — ان کو تو چھوڑ رکھتا ہے اس دن پر جس دن میں اوپر لگ جاویں گی
ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف ف — ان کو تو ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ پتھرا جائیں گی

الْأَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ
آنکھیں — دوڑتے ہونگے اوپر اٹھائے اپنے سر پھرتی نہیں ان کی طرف ان کی آنکھ
آنکھیں ف — دوڑتے ہونگے اوپر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں

وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ۝ وَأَنذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ
اور دل ان کے اڑ گئے ہیں ف — اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آوے گا ان کو عذاب
اور دل ان کے اڑ گئے ہوں گے ف — اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر عذاب

فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ
تب کہیں گے بے انصاف — اے رب ہمارے فرصت دے ہم کو تھوڑی مدت کہ ہم مانیں
تب کہیں گے ظالم — اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت تک کہ ہم قبول کریں

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا
تیرا بلانا اور ساتھ ہولیں رسولوں کے — تم آگے قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو
تیرے بلانے کو اور پیروی کریں رسولوں کی ف — کیا تم پہلے قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو

لَكُم مِّن زَوَالٍ ۝ وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ
نہیں کسی طرح ٹلنا — اور بسے تھے تم بستیوں میں انہی کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر
نہیں دنیا سے ٹلنا ف — اور آباد تھے تم بستیوں میں انہی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر

وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ۝ وَقَدْ
اور کھل چکا تم کو کہ کیا کیا ہم نے ان سے — اور بتائیں ہم نے تم کو کہاوتیں — اور یہ
اور کھل چکا تم کو کہ کیسا کیا ہم نے ان سے — اور بتلائے ہم نے تم کو سب قصے ف — اور

ع ۷ / ۱۸

منزل ۳

فوائد صفحہ ہذا

ف۱ یعنی زمین اور آسمان کی کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں پھر ہمارا ظاہر و باطن کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ یہ جو فرمایا "جو ہم نے ہیں چھپا کر اور جو کرتے ہیں دکھا کر" اس میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں لیکن تخصیص کی کوئی وجہ نہیں۔ الفاظ عام ہیں جو سب کھلی چھپی چیزوں کو شامل ہیں حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخرالزمان کی۔ ف۲ یعنی بڑھاپے میں اسحٰق سارہ کے اور اسمٰعیل ہاجرہ کے بطن سے غیر متوقع طور پر عنایت کئے۔ جیسے آپ نے اولاد کے متعلق میری دعا "رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ" سنی یہ دعائیں بھی قبول فرمائیے۔ ف۳ یعنی میری ذریت میں ایسے لوگ ہوتے رہیں جو نمازوں کو ٹھیک طور پر قائم رکھیں۔ ف۴ یعنی میری سب دعائیں قبول فرمائیے۔ ف۵ یہ دعا غالباً اپنے والد کی حالت کفر پر مرنے کی خبر موصول ہونے سے پہلے کی۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ اسے اسلام کی ہدایت کر کے قیامت کے دن مغفرت کا مستحق بنا دے اور اگر مرنے کی خبر ملنے کے بعد دعا کی ہے تو شاید اس وقت تک خدا تعالیٰ نے آپ کو مطلع نہیں کیا ہوگا کہ کافر کی مغفرت نہیں ہوگی۔ عقلاً کافر کی مغفرت محال نہیں سمعاً ممتنع ہے۔ سو اس کا علم سمع پر موقوف ہوگا اور قبل از سمع امکان عقلی معتبر رہے گا۔ بعض شیعہ نے یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو جو کافر کہا گیا ہے وہ ان کے حقیقی باپ نہ تھے بلکہ چچا وغیرہ کوئی دوسرے خاندان کے بزرگ تھے۔ واللہ اعلم۔ ف۶ ایک رکوع پہلے بہت سے نعمائے عظیمہ کا ذکر کر کے فرمایا تھا۔ "إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ" (انسان بڑا ظالم اور ناشکر گذار ہے) بعدہ حضرت ابراہیمؑ کا قصہ سنا کر کفار مکہ کو بعض خصوصی نعمتیں یاد دلائیں اور ان کے ظلم و شرک کی طرف اشارہ کیا۔ اس رکوع میں متنبہ فرماتے ہیں کہ اگر ظالموں کو سزا ملنے میں کچھ دیر ہو تو یہ مت سمجھو کہ خدا ان کی حرکات سے بے خبر ہے۔ یاد رکھو ان کا کوئی چھوٹا بڑا کام خدا سے پوشیدہ نہیں۔ البتہ اس کی عادت نہیں ہے کہ مجرم کو فوراً پکڑ کر تباہ کر دے۔ وہ بڑے سے بڑے ظالم کو مہلت دیتا ہے کہ یا اپنے جرائم سے باز آ جائے یا ارتکاب جرائم میں اس حد پر پہنچ جائے کہ قانونی حیثیت سے اس کے مستحق سزا ہونے میں کسی طرح کا خفا باقی نہ رہے (تنبیہ) "لَا تَحْسَبَنَّ" کا خطاب ہر اس شخص کو ہے جسے ایسا خیال گذر سکتا ہو۔ اور اگر حضورؐ کو خطاب ہے تو آپ کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا مقصود ہوگا کہ جب حضور کو فرمایا کہ ایسا خیال مت کرو حالانکہ ایسا خیال آپ کے قریب بھی نہ آ سکتا تھا۔ تو دوسروں کے حق میں اس طرح کا خیال کس قدر واجب الاحتراز ہونا چاہیئے۔ ف۷ یعنی قیامت کے دن ہول اور دہشت سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ف۸ یعنی محشر میں سخت پریشانی اور خوف و حیرت سے اوپر کو سر اٹھائے ٹکٹکی باندھے گھبرائے ہوئے چلے آئیں گے۔ جدھر نظر اٹھ گئی ادھر سے ہٹنے کی نہیں، ہکا بکا ہو کر ایک طرف دیکھتے ہوں گے ذرا پلک بھی نہ جھپکے گی۔ دلوں کا حال یہ ہوگا کہ عقل و فہم اور بہتری کی توقع سے یکسر خالی اور فرط دہشت و خوف سے اڑے جارہے ہوں گے۔ یہ منظر ظالموں کے لئے وحشت ناک وقت ہوگا۔ رہے مومنین قانتین۔ سو ان کے حق میں دوسری جگہ آچکا ہے "لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ" (الانبیاء، رکوع ۷) ف۹ یا تو قیامت کا دن اور عذاب اخروی مراد ہے یا موت کا وقت اور اس کے سکرات و متعلقہ روح کی شدت یا دنیوی عذاب سے ہلاک ہونے کا دن ارادہ کیا جائے۔ ف۱۰ اگر یہ کہنا دنیا میں عذاب یا موت کی شدت دیکھ کر ہو تب تو مطلب ظاہر ہے کہ ابھی چند روز کی ہم کو اور مہلت دیجئے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ اپنا رویہ درست کر لیں گے یعنی حق کی دعوت کو قبول کر کے انبیاء کی پیروی اختیار کریں گے۔ کما قال تعالیٰ "حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا" (المؤمنون رکوع ۶) اور اگر ان کا یہ مقولہ قیامت کے دن ہو تو تب مہلت طلب کرنے کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم کو دوبارہ تھوڑی مدت کے لئے دنیا میں بھیج دیجئے۔ پھر دیکھئے ہم کیسی وفاداری دکھلاتے ہیں کما قال تعالیٰ "وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا" (السجدہ رکوع ۲)۔ ف۱۱ یعنی تم وہی تو ہو جن میں کے بعض مغرور دنیا کی زبان قال سے اور اکثر زبان حال سے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہماری شان و شکوہ کو کبھی زوال نہیں، نہ کبھی مر کر خدا کے پاس جانا ہے۔ "وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ" (نحل، رکوع ۵) یہ ان کے جواب میں خدا کی طرف سے کہا جائے گا۔ ف۱۲ یعنی تمہارے پہلے ان ہی بستیوں میں یا ان کے آس پاس آباد ہوئے جہاں اگلے ظالم سکونت رکھتے تھے اور ان ہی کی عادات و اطوار اختیار کیں۔ حالانکہ تاریخی روایات اور متواتر خبروں سے ان پر روشن ہو چکا تھا کہ ہم اگلے ظالموں کو کیسی کچھ سزا دے چکے ہیں اور پیغمبرانہ ناصحانہ کے یہ قصے کتب سماویہ میں درج کر کے۔ (بقیہ بر صفحہ ۳۳۸)

(بقیہ بر صفحہ ۳۳۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ۱ کے لوگوں نے کئی تدبیریں ٹھہرائیں تھیں حضرت کو سب مل کر قتل کریں یا قید کریں یا آپس سے نکال دیں اسی کو فرمایا ہے۔

ـــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ صفحہ ۳۳۷ - انبیاء علیہم السلام کی زبانی ان کو آگاہ بھی کر دیا تھا۔ مگر انہیں ذرہ بھر عبرت نہ ہوئی۔ اسی سرکشی، عناد اور عداوت حق پر اڑے رہے۔ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (القمر رکوع ۱)

مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ

بنا چکے ہیں اپنا داؤ اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ اور نہ ہوگا ان کا داؤ کہ

یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤ اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ ف اور نہ ہوگا ان کا داؤ

لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ

ٹل جائیں اس سے پہاڑ ف۱ سو مت خیال کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے

کہ ٹل جائیں ان سے پہاڑ ف۲ سو خیال مت کر کہ اللہ خلاف کرے گا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے ف۳

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ۝ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ

بیشک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا جس دن بدلی جاوے اس زمین سے اور زمین

بیشک اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا ف۴ جس دن بدلی جائے اس زمین سے اور زمین

وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ

اور آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ اکیلے زبردست کے اور دیکھے تو گنہگار

اور بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ اکیلے زبردست کے اور ف۵ دیکھے تو گنہگاروں کو

يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ

اس دن جکڑے ہوئے زنجیروں میں کرتے ان کے ہیں گندھک کے

اس دن باہم جکڑے ہوئے زنجیروں میں ف۶ کرتے ان کے ہیں گندھک کے ف۷

وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۚ

اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ تا بدلہ دے اللہ ہر جی کو اس کی کمائی کا

اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ ف۸ تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک جی کو اس کی کمائی کا

إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَ

بیشک اللہ شتاب کرنے والا ہے حساب یہ خبر پہنچا دینی ہے لوگوں کو اور تا چونک جاویں اس سے اور

بیشک اللہ جلد کرنے والا ہے حساب ف۹ یہ خبر پہنچا دینی ہے لوگوں کو تاکہ چونک جائیں اس سے اور

لِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ ع

تا جانیں کہ معبود ہے ایک اور تا سوچ کریں عقل والے

تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ہے ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے ف۱۰ ع ۱۱ ۱۹

سُورَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورہ حجر مکی ہے اور اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الر ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ ۝

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور کھلے قرآن کی

یہ آیتیں ہیں کتاب کی ف۱۱ اور واضح قرآن کی ف۱۲

فوائد صفحہ ہذا

ف۱ یعنی سب اگلے پچھلے ظالم اپنے اپنے داؤ کھیل چکے ہیں۔ انبیاء کے مقابلے میں حق کو دبانے اور مٹانے کی کوئی تدبیر اور سازش انہوں نے اٹھا نہیں رکھی۔ اُن کی سب تدبیریں اور داؤ گھات خدا کے سامنے ہیں اور ایک ایک کر کے محفوظ ہیں۔ وہ ہی ان کا بدلہ دینے والا ہے۔ ف۲ یعنی انہوں نے بہتیرے داؤ کر کے دیکھ لئے۔ مگر خدا کی حفاظت کے آگے سب ناکام رہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ان کی مکاریاں پہاڑوں کو اُن کی جگہ سے ٹلا دیں یعنی انبیاء علیہم السلام اور شرائع حقہ جو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط و مستقیم ہوتے ہیں، ان کی مکاریوں سے ڈگمگا جائیں حاشا و کلا۔ اس تفسیر کے موافق "وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ الخ" میں "إن" نافیہ ہوگا، اور آیت کا مضمون "وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا" (بنی اسرائیل رکوع ۴) کے مشابہ ہوگا۔ بعض مفسرین نے "إن" شرطیہ اور "واؤ" وصلیہ لے کر آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ انہوں نے بڑے بڑے داؤ چلے جو حفاظت الٰہی کے سامنے ہیچ ثابت ہوئے اگرچہ اُن کے داؤ فی حد ذاتہ ایسے زبردست تھے جو ایک مرتبہ پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا ڈالیں۔ ف۳ یعنی وہ وعدہ جو "إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا" اور "كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي" وغیرہ آیات میں کیا گیا ہے۔ ف۴ نہ مجرم اس سے چھوٹ کر بھاگ سکتا ہے نہ وہ خود ایسے مجرموں کو سزا دیئے بدون چھوڑ سکتا ہے۔ ف۵ قیامت کو یہ زمین و آسمان بہیأت موجودہ باقی نہ رہیں گے یا تو ان کی ذوات ہی بدل دی جائیں گی یا صرف صفات میں تغیر ہوگا۔ اور بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ شاید متعدد مرتبہ تبدیل و تغیر کی نوبت آئے گی۔ واللہ اعلم۔ سامنے کھڑے ہونے کا مطلب "وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ الخ" کے تحت میں گزر چکا ہے۔ ف۶ یعنی ایک ایک نوعیت کے کئی کئی مجرم اکٹھے زنجیروں میں باندھے جائیں گے کما قال تعالیٰ "احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ" (صافات رکوع ۲) وقال تعالیٰ "وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ" (تکویر رکوع ۱) ف۷ جس میں آگ بہت جلد اور تیزی سے اثر کرتی ہے اور سخت بدبو ہوتی ہے پھر جیسی جہنم کی آگ ویسی ہی وہاں کی گندھک سمجھ لیجئے۔ ف۸ چہرہ چونکہ حواس و مشاعر کا محل اور انسان کے ظاہری اعضا میں سب سے اشرف عضو ہے اس لئے اس کو خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ جیسے دوسری جگہ "تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ" میں قلب کا ذکر کیا ہے۔ ف۹ یعنی جس بات کا پیش آنا بالکل یقینی ہے۔ اُسے دور مت سمجھو کما قال تعالیٰ "اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ" (الانبیاء رکوع ۱) یا یہ مطلب ہے کہ جس وقت حساب ہوگا۔ پھر دیر نہ لگے گی۔ تمام اولین و آخرین جن و انس کے ذرہ ذرہ عمل کا حساب بہت جلد ہو جائے گا کیونکہ نہ خدا پر کوئی چیز مخفی ہے نہ اس کو ایک شان دوسری شان سے مشغول کرتی ہے۔ "مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ" (لقمٰن رکوع ۳) ف۱۰ یعنی خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں اور خدا سے ڈر کر اس کی آیات میں غور کریں جس سے اس کی وحدانیت کا یقین حاصل ہو، اور عقل و فکر سے کام لے کر نصیحت پر کاربند ہوں۔ تم سورۃ ابراھیم علیہ السلام وللہ الحمد والمنۃ۔

ف۱۱ یعنی یہ اس جامع اور عظیم الشان کتاب کی آیتیں ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی دوسری کتاب "کتاب" کہلانے کی مستحق نہیں ف۱۲ اور اس قرآن کی آیتیں ہیں جس کے اصول نہایت صاف، دلائل روشن، احکام معقول، وجوہ اعجاز واضح اور بیانات شگفتہ اور فیصلہ کن ہیں۔ لہٰذا آگے جو کچھ بیان کیا جانے والا ہے، مخاطبین کو پوری توجہ سے سننا چاہیئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے نیک راہ اور گمراہی اسی سے اختیار ہے ———— **از شاہ عبدالقادر صاحب**

فسل۱ یعنی آج منکر ہیں قرآن و اسلام یعنی عظیم الشان نعمت الہیہ کی قدر نہیں کرتے لیکن ایسا وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ اپنی محرومی پر ماتم کریں گے اور دست حسرت مل کر کہیں گے کاش ہم مسلمان ہوتے وہ وقت کب آئے گا۔ اس میں اختلاف ہوا ہے۔ ہم ابن الانباری کے قول کے موافق اس کو عام رکھتے ہیں۔ یعنی دنیا و آخرت میں جو مواقع کافروں کی نامرادی اور مسلمانوں کی کامیابی کے پیش آتے رہیں گے۔ ہر موقع پر کفار کو وہ رہ کر اپنے مسلمان ہونے کی تمنا اور نعمت اسلام سے محروم رہ جانے کی حسرت ہوگی۔ اس سلسلہ میں پہلا موقع تو جنگ بدر کا تھا جہاں کفار مکہ نے مسلمانوں کی طرف کھلا ہوا غلبہ اور تائید غیبی دیکھ کر اپنے دلوں میں محسوس کیا ہوگا جنہیں اسلام نے فقراء مہاجرین اور اوس و خزرج کے کاشتکاروں کو اونچی ناک والے قریشی سرداروں پر غالب کیا۔ افسوس ہم اس دولت سے محروم ہیں۔ اسی طرح اسلامی فتوحات و ترقیات کی ہر ایک منزل پر کفار کو اپنی بے بسی و حرمان پر پچھتانے اور دل سے اشک حسرت بہانے کا موقع ملتا ہوگا انتہائی

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ○ ذَرْهُمْ

کسی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں کسی طرح ہوتے مسلمان چھوڑ دے ان کو

کسی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں کیا اچھا ہوتا جو ہوتے مسلمان ف۱ چھوڑ دے ان کو

يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○ وَمَا أَهْلَكْنَا

کھالیں اور برت لیں اور امید پر بھولے رہیں آگے معلوم کر لیں گے اور کوئی بستی

کھالیں اور برت لیں اور امید میں لگے رہیں سو آئندہ معلوم کر لیں گے ف۲ اور کوئی بستی ہم نے

مِن قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ○ مَّا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا

ہم نے نہیں کھپائی مگر اس کا لکھا تھا مقرر نہ شتابی کرے کوئی فرقہ اپنے وعدے

غارت نہیں کی مگر اس کا وقت لکھا ہوا تھا مقرر ف۳ نہ سبقت کرتا ہے کوئی فرقہ اپنے وقت مقرر سے

وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ○ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ

سے اور نہ دیر کرے اور لوگ کہتے ہیں اے شخص کہ تجھ پر اتری ہے نصیحت

اور نہ پیچھے رہتا ہے ف۴ اور لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص کہ تجھ پر اترا ہے قرآن

إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ○ لَّوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِن كُنتَ مِنَ

تو مقرر دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو

تو بیشک دیوانہ ہے ف۵ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر تو

الصَّادِقِينَ ○ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا

سچا ہے ہم نہیں اتارتے فرشتے مگر کام ٹھہرا کر اور اس وقت نہ ملے گی ان کو

سچا ہے ف۶ ہم نہیں اتارتے فرشتوں کو مگر کام پورا کر کے اور اس وقت نہ ملے گی ان کو

مُّنظَرِينَ ○ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○ وَلَقَدْ

ڈھیل ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم اس کے نگہبان ہیں اور ہم

مہلت ف۷ ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں ف۸ اور ہم

أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ○ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن

بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے کئی فرقوں میں اگلے اور نہیں آیا ان پاس کوئی

بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے فرقوں میں اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی

رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ

رسول مگر کرتے رہے ہیں اس سے ہنسی اسی طرح پیٹھا دیتے ہیں ہم اس کو دل میں

رسول مگر کرتے رہے ہیں اس سے ہنسی ف۹ اسی طرح بٹھا دیتے ہیں ہم اس کو دل میں

الْمُجْرِمِينَ ○ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ○

گنہگاروں کے یقین نہ لاویں گے اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی ف۱

گنہگاروں کے ف۱۰ یقین نہ لائیں گے اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی ف۱۱

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ○

اور اگر ہم کھولدیں ان پر دروازہ آسمان سے اور سارے دن اس میں چڑھتے رہیں

اور اگر ہم کھولدیں ان پر دروازہ آسمان سے اور سارے دن اس میں چڑھتے رہیں

حسرت و افسوس کا مقام وہ ہوگا جب فرشتہ جان نکالنے کے لئے سامنے کھڑا ہے اور عالم غیب کے حقائق آنکھوں سے نظر آ رہے ہیں۔ اس وقت ہاتھ کاٹیں گے اور آرزو کریں گے کہ کاش ہم نے اسلام قبول کر لیا ہوتا کہ آج عذاب بعد الموت سے محفوظ رہ سکتے۔ اس سے بھی بڑھ کر یاس انگیز نظارہ وہ ہوگا جو طبرانی کی حدیث میں ہے نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میری امت کے بہت سے آدمی اپنے گناہوں کی بدولت جہنم میں جائیں گے اور جب تک خدا چاہے گا وہاں رہیں گے۔ بعدہٗ مشرکین اہل ایمان پر طعن کریں گے کہ تمہارے ایمان و توحید نے تم کو کیا فائدہ دیا؟ تم بھی آج تک ہماری طرح دوزخ میں ہو۔ اس پر حق تعالیٰ کسی موحد کو جہنم میں نہ چھوڑے گا۔ یہ فرما کر نبی کریم صلعم نے یہ آیت پڑھی۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ گویا یہ آخری موقع ہوگا جب کفار اپنے مسلمان ہونے کی تمنا کریں گے ف۲ یعنی جب کوئی نصیحت کارگر نہیں تو آپ ان کے غم میں نہ پڑیے بلکہ چند روز انہیں بہائم کی طرح کھانے پینے دیجئے یہ خوب دل کھول کر دنیا کے مزے اڑالیں اور مستقبل کے متعلق لمبی چوڑی امیدیں باندھتے رہیں۔ عنقریب وقت آیا چاہتا ہے جب حقیقت حال کھل جائے گی اور اعمال کا نتیجہ سب کھل جائے گا۔ چنانچہ کچھ تو دنیا ہی میں مجاہدین کے ہاتھوں حقیقت کھل گئی اور پوری تجلی آخرت میں ہو جائے گی۔ ف۳ یعنی جس قدر بستیاں اور قومیں پہلے ہلاک کی گئیں۔ خدا کے علم میں ہر ایک کی ہلاکت کا ایک وقت معین تھا جس میں نہ بھول چوک ہو سکتی تھی نہ غفلت اور نہ خدا کا وعدہ ٹل سکتا تھا جب کسی قوم کی میعاد پوری ہو لی اور تعذیب کا وقت آپہنچا ایک دم میں غارت کر دی گئی۔ موجودہ کفار بھی امہال و تاخیر عذاب پر مغرور نہ ہوں۔ جب ان کا وقت آئے گا خدائی سزا سے بچ نہ سکیں گے جو تاخیر کی جا رہی ہے اس میں خدا کی بہت حکمتیں ہیں۔ مثلاً ان میں سے بعض کا یا بعض کی اولاد کا ایمان لانا مقدر ہے فوری عذاب کی صورت میں اس کے وقوع کی کوئی صورت نہیں ف۴ یعنی امم مہلکہ کی تخصیص نہیں بلکہ ہر قوم کے عروج و زوال یا موت و حیات کی جو میعاد مقرر ہے وہ اس سے ایک سیکنڈ آگے پیچھے نہیں ہو سکتی ف۵ مشرکین نے یہ الفاظ محض بطریق استہزاء و استخفاف کہے تھے یعنی آپ سب سے آگے بڑھ کر خدا کے یہاں سے قرآن لے آئے دوسروں کو احمق و جاہل بتانے لگے بلکہ ساری دنیا کو الٹی میٹم دیا۔ اس پر یہ دعویٰ ہے کہ آخر میں ہی غالب ہوں گا اور ایک وقت آئے گا کہ منکرین حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہو جاتے۔ یہ کونسی عقل و ہوش کی باتیں ہیں؟ کھلی ہوئی دیوانگی ہے اور جو پڑھ کر سناتے ہو مجنوں کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا (العیاذ باللہ) ف۶ اگر بارگاہ احدیت میں آپ کو ایسا ہی قرب حاصل ہے اور ساری قوم میں سے خدا نے منصب رسالت کے لئے آپ کا انتخاب کیا ہے تو فرشتوں کی خدائی فوج آپ کے ساتھ کیوں نہ آئی جو علانیہ آپ کی تصدیق کرتی اور ہم سے آپ کی بات منوا لیتی نہ مانتے تو فوراً سزا دیتی ف۷ یعنی ماننے والوں کے لئے اب بھی کافی سے زائد نشان موجود ہیں۔ باقی جن کا ارادہ ہی ماننے کا نہیں وہ فرشتوں کے آنے پر بھی نہ مانیں گے پھر ان کے اتارنے میں کیا فائدہ ہے۔ حق تعالیٰ فرشتوں کو زمین پر اپنی حکمت کے موافق کسی غرض صحیح کے لئے بھیجتے ہیں یوں ہی بے فائدہ تماشا دکھلانا مقصود نہیں ہوتا۔ عموماً عادت اللہ یہ رہی ہے کہ جب کسی قوم کی سرکشی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور سارے مراحل تفہیم و ہدایت کے طے ہو جاتے ہیں تو فرشتوں کی فوج اس کے ہلاک کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہے پھر اس کو قطعاً مہلت نہیں دی جاتی اگر تمہاری خواہش کے موافق فرشتے اتار دیے جائیں تو اس سے صرف یہی ایک مقصد ہو سکتا ہے کہ تم کو بلا تاخیر ہلاک کر دیا جائے جو فی الحال حکمت الٰہی کے موافق نہیں۔ کیونکہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ یہ تو آخری صورت ہے جو سب منزلیں طے ہو چکنے اور سب کام ختم کئے جانے کے بعد ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ف۸ یعنی تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانے والے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا یاد رکھو اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے جس شان اور ہیئت سے وہ اترا ہے بدون ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار وانگ عالم میں پہنچ کر رہیگا اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ و مصئون رکھا جائیگا زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں پر قرآن کی صوری و معنوی اعجاز میں اصلاً ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہوں گی لیکن اس کے ایک نقطہ کو گم نہ کر سکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے (بقیہ برصفحہ ۳۴۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱۔ حق تعالیٰ نے بندوں سے وہ خطاب کیا ہے جو یہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پھانک ہے جیسے خربوزہ ویسی بارہ برج ہیں اور سورج ایک برس میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بنتی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔ ف۲ فرشتوں کی مشورہ سننے کو شیطان جاتے ہیں آسمان کے قریب وہاں انگارے پڑتے ہیں جو کوئی پکڑا بھاگا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے سو جھوٹ دیکھیں تفاؤل کیا۔ ف۳ یعنی جانوروں کی روزیاں۔ ف۴ یعنی اگلے برس کے واسطے دنیا کے غبار اور بھاپ اوپر جمع رہتے ہیں جب یاد تر چلی بادل ہو گئے۔ پانی کے بجھرے ف۵ یعنی ہر کوئی مر جاتا ہے اور اس کی کمائی اللہ کے پاس رہتی ہے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب۔

بقیہ فوائد صفحہ ۳۳۹ } لکھتا ہے کہ ہم اپنے یقین سے قرآن کو بعینہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ متعصب و مغرور مخالفوں کے سر جھکے ہوئے "میور" کہتا ہے "جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔" ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایک ہم غفیر علماء کا جن کی تعداد ... [illegible]

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝ ع وَلَقَدْ

یہی کہیں گے کہ ہماری نگاہ ہی بند کر دی گئی ہے نہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو ہوا ہے اور ہم نے

تو بھی یہی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو نہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو ہوا ہے ف۱ اور ہم نے

جَعَلْنَا فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ

بنائے ہیں آسمان میں برج اور رونق دی اس کو دیکھنے والوں کے آگے ف۱ اور بچا رکھا اس کو ہر

بنائے ہیں آسمان میں برج ف۲ اور رونق دی اسکو دیکھنے والوں کی نظر میں ف۳ اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝

شیطان مردود سے مگر جو چوری سے سن گیا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا چمکتا ف۲

شیطان مردود سے مگر جو چوری سے سن بھاگا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا چمکتا ہوا ف۴

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ

اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور ڈالے اس پر بوجھ اور اگائی اس میں

اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور رکھ دیئے اس پر بوجھ اور اگائی اس میں

كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ

ہر چیز اندازے کی اور بنا دیں تم کو اس میں روزیاں اور جن کو تم

ہر چیز اندازے سے اور بنا دیئے تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جن کو تم

لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَاۗىِٕنُهٗ ۡ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ

نہیں روزی دیتے ف۳ اور ہر چیز کے ہم پاس خزانے ہیں اور اتارتے ہیں ہم

روزی نہیں دیتے ف۵ اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں اور اتارتے ہیں ہم

اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ

ٹھہرے ہوئے اندازے پر اور چلائیں ہم نے باویں رس بھری پھر اتارا ہم نے آسمان سے

اندازہ معین پر ف۶ اور چلائیں ہم نے ہوائیں رس بھری پھر اتارا ہم نے آسمان سے

مَاۗءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَحْنُ

پانی پھر تم کو وہ پلایا اور تم نہیں رکھتے اس کا خزانہ ف۴ اور ہم ہی ہیں

پانی پھر تم کو وہ پلایا ف۷ اور تمہارے پاس نہیں اس کا خزانہ ف۸ اور ہم ہی ہیں

نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ

جلاتے اور مارتے اور ہم ہی ہیں پیچھے رہتے ف۵ اور ہم نے جان رکھا ہے جو آگے بڑھے رہیں

جلانے والے اور مارنے والے اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے ف۹ اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والوں کو

مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ

تم میں اور جان رکھے ہیں پیچھے رہنے والے اور تیرا رب وہی گھیر لاوے گا ان کو

تم میں سے اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو ف۱۰ اور تیرا رب وہی اکٹھا کرے گا ان کو

اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ ع وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ

بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار اور بنایا ہم نے آدمی کھنکھناتے

بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار ف۱۱ اور بنایا ہم نے آدمی کو کھنکھناتے

کو معلوم ہے ایسا رہا کیا جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی کاتبوں نے رسم الخط کی قاریوں نے طرز ادا کی حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر زبر تبدیل نہ ہو سکا کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے کسی نے آیتیں شمار کیں کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتی کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا۔ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جا سکتی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو خیال کرو آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچہ جو اپنی مادری زبان میں دو ورق جزکا بھی یاد کرنا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پر ہے کس طرح فرفر سنا دیتا ہے پھر کسی مجلس میں ایک بڑے با وجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی فروگذاشت ہو جائے تو ایک بچہ اس کو ٹوک دیتا ہے چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں۔ غرض قرآن کے متعلق یہ بھی اہتمام و استناد عہد نبوت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے۔ اسی کی طرف "وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"۔ فرما کر اس وقت کے منکرین کو توجہ دلائی۔ ف۹ آپ کو تسلی دی گئی کہ ان کی تکذیب و استہزاء سے دلگیر نہ ہوں یہ کوئی نئی بات نہیں ہمیشہ منکرین کی عادت رہی ہے کہ جب کوئی پیغمبر آیا اس کی ہنسی اڑائی۔ کبھی مجنون کہا کبھی محض دق کرنے کے لئے لغو اور دور از کار مطالبے کرنے لگے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی نسبت کہا تھا "اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ" (شعراء رکوع ۲) اور وہی فرشتوں کی فوج لانے کا مطالبہ کیا جو قریش آپ سے کر رہے تھے۔ "فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَاۗءَ مَعَهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ"۔ (زخرف رکوع ۵) ف۱۰ یعنی جو لوگ ارتکاب جرائم سے باز نہیں آتے ہم ان کے دلوں میں اسی طرح استہزاء و تکذیب کی عادت جاگزیں کر دیتے ہیں جب ان کے دل میں کانوں کے رستے سے وحی الٰہی جاتی ہے تو ساتھ ساتھ تکذیب بھی چلی جاتی ہے۔ ف۱۱ یعنی ہمیشہ یوں ہی جھٹلاتے اور ہنسی کرتے آئے ہیں اور سنۃ اللہ یہ رہی ہے کہ مکذبین ہلاک و رسوا کئے جاتے رہے اور انجام کار حق کا بول بالا رہا۔

فوائد صفحہ ہذا } ف۱ یعنی فرشتوں کا آنا تو اس قدر عجیب نہیں اگر ہم آسمان کے دروازے کھول کر خود انہیں اوپر چڑھا دیں اور یہ دن بھر اسی شغل میں رہیں تب بھی ضدی اور معاند لوگ حق کو تسلیم نہیں کر سکتے اس وقت کہدیں گے کہ ہم پر نظر بندی یا جادو کیا گیا ہے شاید ابتداء میں نظر بندی کہیں اور آخر میں پورا جادو قرار دیں۔ ف۲ "بروج" سے یہاں بڑے بڑے ستارے مراد ہیں بعض نے منازل شمس و قمر کا ارادہ کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ بروج وہ آسمانی قلعے ہیں جن میں فرشتوں کی جماعتیں پہرہ دیتی ہیں ف۳ یعنی آسمان کو ستاروں سے زینت دی رات کے وقت جب بادل اور گرد و غبار نہ ہو بیشمار ستاروں کے قمقموں سے آسمان دیکھنے والوں کی نظر میں کس قدر خوبصورت اور پر عظمت معلوم ہوتا ہے اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں کتنے نشان حق تعالیٰ کی صنعت کاملہ حکمت عظیمہ اور وحدانیت مطلقہ کے پائے جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آسمان سے فرشتے اتارنے یا ان کو آسمان پر چڑھانے کی ضرورت نہیں اگر ماننا چاہیں تو آسمان و زمین قدرت کے نشان کیا تھوڑے ہیں جنہیں دیکھ کر سمجھدار آدمی توحید کا سبق بہت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے ایسے روشن نشان دیکھ کر انہوں نے کیا معرفت حاصل کی جو آئندہ توقع رکھی جائے۔ ف۴ یعنی آسمانوں پر شیاطین کا کچھ عمل دخل نہیں چلتا۔ بلکہ بعثت محمدی صلعم کے وقت سے تو ان کا گذر بھی وہاں نہیں ہو سکتا اب انتہائی کوشش ان کی یہ ہوتی ہے کہ ایک شیطانی سلسلہ قائم کر کے آسمان کے قریب پہنچیں اور عالم ملکوت سے نزدیک ہو کر اخبار غیبیہ کی اطلاعات حاصل کریں۔ اس پر بھی فرشتوں کے پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں کہ جب شیاطین ایسی کوشش کریں اوپر سے آتش باری کی جائے تعوض قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تکوینی امور کے متعلق آسمانوں پر جب کسی فیصلہ کا اعلان ہوتا ہے اور خداوند قدوس اس سلسلہ میں فرشتوں کی طرف وحی بھیجتا ہے تو وہ اعلان ایک خاص کیفیت کے ساتھ اوپر سے نیچے کو درجہ بدرجہ پہنچتا ہے آخر سماء دنیا پر اور بخاری کی ایک روایت کے موافق "عنان" (بادل) میں فرشتے اس کا مذاکرہ کرتے ہیں شیاطین کی کوشش ہوتی ہے کہ ان حالات کے متعلق غیبی معلومات حاصل کریں۔ اسی طرح جیسے آج کوئی پیغام بذریعہ وائرلیس ٹیلیفون جا رہا ہو اسے بعض لوگ راستے میں اچک کر لینے کی تدبیر کرتے ہیں ناگہاں اوپر سے بم کا گولہ (شہاب ثاقب) پھٹتا ہے اور ان غیبی پیغامات کی چوری کرنے والوں کو مجروح یا ہلاک کر کے چھوڑتا ہے اسی دوا دوش اور ہنگامہ دار و گیر میں جو ایک آدھ بات شیطان کو ملاک جاتی ہے وہ ہلاک ہونے سے پیشتر بڑی عجلت کے ساتھ دوسرے شیاطین کو اور وہ شیاطین اپنے دوست انسانوں کو پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں کاہن لوگ اسی اُدھوری سی بات میں سینکڑوں جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر عوام کو غیبی خبریں بتلاتے ہیں جب وہ ایک آدھ سماوی بات سچی نکلتی ہے تو ان کے معتقدین اسے ان کی سچائی کے ثبوت میں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ مٹی پانی میں ترکی اور خمیر اٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں اس میں رہ گئیں سختی اور بوجھ اسی طرح گرم باؤ کی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں ۱۲ منہ ۔ ف۲ یعنی لطیف آگ ہوا سی ہوتی ہے لیکن یعنی اسی قسم کی سبب ۱۲ منہ رح ف۳ بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے ہوشیار اگلے مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جاوے ۱۲ منہ رح ف۴ اپنی جان یعنی خاص میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور لگاؤ اللہ سے ۔ ۱۲ منہ ف۵ شاید یہی مراد ہو کہ انگارے چھٹکتے ہیں اور نکالا زمین سے کہ انسان ہیں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

بقیہ فوائد صفحہ ۳۴۰ ۔ ان سے اغماض و تغافل برتا جاتا ہے قرآن و حدیث نے یہ واقعات بیان کر کے متنبہ کر دیا کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ اور چھوٹی سے چھوٹی سچائی کا سرچشمہ بھی وہی عالم ملکوت ہے شیاطین الجن والانس کے خزانہ میں بجز کذب و افترا کوئی چیز نہیں

حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۚ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝

سنے گارے سے ف۱ اور جان کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے

سنے ہوئے گارے سے ف۱ اور جان کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے ف۲

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ایک بشر کھنکھناتے سے

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ایک بشر کھنکھناتے سے

حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا

گارے سے ف۳ پھر جب ٹھیک کروں اسکو اور پھونک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو

ہوئے گارے سے پھر جب ٹھیک کروں اس کو اور پھونک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو

لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

اس کے سجدے میں ف۴ تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سارے اکٹھے مگر ابلیس نے

اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے ف۵ تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر مگر ابلیس نے

اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ

نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے فرمایا اے ابلیس کیا ہوا تجھ کو کہ نہ ساتھ

نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے فرمایا اے ابلیس کیا ہوا تجھ کو کہ نہ ساتھ

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ

ہو سجدے والوں کے بولا میں وہ نہیں کہ سجدہ کروں ایک بشر کو کہ تو نے بنایا

ہوا سجدہ کرنے والوں کے بولا میں وہ نہیں کہ سجدہ کروں ایک بشر کو جس کو تو نے بنایا

صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝

کھنکھناتے سنے گارے سے فرمایا تو تو نکل یہاں سے تجھ پر پھینک مار ہے ف۶

کھنکھناتے سے سنے ہوئے گارے سے فرمایا تو نکل یہاں سے کہ تجھ پر مار ہے ف۶

وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى

اور تجھ پر پھٹکار ہے انصاف کے دن تک بولا اے رب تو مجھ کو ڈھیل دے اس

اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو ف۷ بولا اے رب تو مجھ کو ڈھیل دے اس

يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ

دن تک کہ مردے جیویں فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے اسی ٹھہرے وقت کے دن

دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا تو تجھ کو ڈھیل دی اسی مقرر وقت کے دن

الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

تک بولا اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھویا میں ان کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین میں

تک ف۸ بولا اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھو دیا میں بھی ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین میں

وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

اور راہ سے کھوؤں گا ان سب کو مگر جو تیرے چنے بندے ہیں

اور راہ سے کھو دوں گا ان سب کو مگر جو تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ف۹

تیز یہ کہ آسمانی انتظامات اسقدر مکمل ہیں کہ کسی شیطان کی مجال نہیں وہاں قدم رکھ سکے بادجود انتہائی جد و جہد کے وہاں کے انتظامات اور فیصلوں پر مطلع ہو کر کچھ حاصل کرلے باقی جو ایک آدھ جملہ ادھر ادھر کا فرشتوں سے سن بھاگتا ہے حق تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا کہ اس کی قطعاً بندش کر دی جائے وہ چاہتا تو اس سے بھی روک دیتا مگر یہ بات اس کی حکمت کے موافق دیکھی کہ آخر شیاطین الجن والانس کو جن کی بابت اسے معلوم ہے کہ کبھی غوایت و اضلال سے باز نہ آئیں گے اتنی طول مہلت اور اغوایانہ اسباب و وسائل پر دسترس دیتے ہیں کچھ نہ کچھ حکمت تو سب کو ماننی پڑے گی، اسی طرح کی حکمت یہاں بھی سمجھ لو (تنبیہ) شیاطین ہمیشہ شہابوں کے ذریعہ سے ہلاک ہوتے رہتے ہیں مگر جس طرح قطب جنوبی اور ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی کی تحقیق کرنے والے مرتے رہتے ہیں اور دوسرا انکا یہ انجام دیکھکر اس مہم کو ترک نہیں کرتے اسی پر شیاطین کی مسلسل جد و جہد کو قیاس کرلو یہ واضح رہے کہ قرآن و حدیث نے یہ نہیں بتلایا کہ شہب کا وجود صرف رجم شیاطین ہی کے لئے ہوتا ہے ممکن ہے ان کے وجود سے اور بہت سے مصالح وابستہ ہوں اور حسب ضرورت یہ کام بھی لیا جاتا ہو، واللہ تعالیٰ اعلم ف۵ یعنی تو کر جاکر حیوانات اگرچہ تمہارے کام اور خدمت ہم لیتے ہیں اور روزی انکی خدا کے ذمہ ہے ف۶ یعنی ہر چیز جتنی مقدار میں چاہے پیدا کر دے، نہ کچھ تعب ہو نہ تکان، ادھر ارادہ کیا ادھر وہ چیز موجود ہوئی گویا تمام چیزوں کا خزانہ اسکی لامحدود قدرت ہوئی جس سے ہر چیز حکمت کے موافق ایک معین نظم کے تحت ٹھہرے ہوئے اندازہ پر بلا کم و کاست نکلی چلی آتی ہے ف۷ یعنی برساتی ہوائیں بھاری بادلوں کو پانی سے بھر کر لاتی ہیں، ان سے پانی برستا ہے جو نہروں چشموں اور کنوؤں میں جمع ہو کر تمہارے کام آتا ہے۔ خدا چاہتا تو اسے پینے کے قابل نہ چھوڑتا لیکن اس نے اپنی مہربانی سے شیریں اور لطیف پانی تمہارے پلانے پینے کے لئے زمین کے مسام میں جمع کر دیا۔ ف۸ یعنی نہ اوپر بارش کے خزانہ پر تمہارا قبضہ ہے، نہ نیچے چشمے اور کنوئیں تمہارے اختیار میں ہیں خدا جب چاہے بارش برسائے، نہ تم روک سکتے ہو نہ اپنے حسب خواہش لاسکتے ہو، اور اگر کنوؤں اور چشموں کا پانی خشک کر دے یا زیادہ نیچے اتار دے کہ تمہاری دسترس سے باہر ہو جائے تو کیسے قابو حاصل کر سکتے ہو ف۹ یعنی دنیا فنا ہو جائے گی، ایک خدا اپنی کامل صفات کے ساتھ باقی رہیگا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں، ہر کوئی مر جاتا ہے اور اسکی کمائی اللہ کے ہاتھ میں رہتی ہے ف۱۰ یعنی اگلا پچھلا کوئی شخص یا اس کے اعمال ہمارے احاطہ علمی سے باہر نہیں حق تعالیٰ کو ازل سے ہر چیز کا تفصیلی علم ہے، اسی کے مطابق دنیا میں پیش آتا ہے اور اسی کے موافق آخرت میں تمام مخلوق کا انصاف کیا جائیگا (تنبیہ) آگے بڑھنا اور پیچھے رہنا عام ہے۔ ولادت میں ہو یا موت میں یا اسلام میں، یا نیک کاموں میں یا صفوف صلوٰۃ میں آگے پیچھے رہنا بھی نیک کام کے ذیل میں آگیا ف۱۱ یعنی ایک ایک ذرہ اس کے علم میں ہے جب اسکی حکمت مقتضی ہوگی کہ سب کو بیک وقت انصاف کے لئے اکٹھا کیا جائے تو کچھ دشواری نہ ہوگی قبر کی مٹی، جانوروں کے پیٹ، سمندر کی تہ، ہوائی فضا میں یا جہاں کہیں کسی چیز کا کوئی جز ہوگا، وہ اپنے علم محیط اور قدرت کاملہ سے جمع کر دیگا۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ آیات آفاقیہ کے بعد بعض آیات انفسیہ کو بیان فرماتے ہوئے جس کے ضمن میں شاید یہ تنبیہ بھی مقصود ہے کہ جس ذات منبع الکمالات نے تم کو ایسے انوکھے طریقہ سے اول پیدا کیا، دوبارہ پیدا کر کے ایک میدان میں جمع کر دینا کیا مشکل ہے (تنبیہ) آدمی کی پیدائش کے متعلق یہاں دو لفظ فرمائے "صلصال" (یعنی وہ کھنکھناتی مٹی جو آگ میں پکنے سے اس حالت کو پہنچتی ہے جسکو دوسری جگہ "کالفخار" فرمایا) اور "حمأ مسنون" (سڑا ہوا گارا جس سے بو آتی ہو) خیال یہ ہوتا ہے کہ اول سنے ہوئے گارے سے آدم کا پتلا تیار کیا پھر جب خشک ہو کر اور پک کر کھن کھن بجنے لگا تب مختلف تطورات کے بعد اس درجہ پر پہنچی کہ انسانی روح پھونکی جائے۔ روح المعانی میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں كَانَّهٗ سُبْحَانَهٗ اَفْرَغَ الْحَمَأَ فَصَوَّرَ مِنْ ذٰلِكَ تِمْثَالَ اِنْسَانٍ اَجْوَفَ فَيَبِسَ حَتّٰى اِذَا نُقِرَ صَوَّتَ ثُمَّ غَيَّرَهٗ طَوْرًا حَتّٰى نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں مٹی پانی میں ترکی اور خمیر اٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی، وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں سختی اور بوجھ اس میں رہ گئیں

منزل ۳

اسی طرح گرم ہوا کی خاصیت وحدت و خفت جن کی پیدائش میں رہی ۔ راغب اصفہانی نے ایک طویل مضمون کے ضمن میں متنبہ کیا ہے کہ حمأ مسنون اور طین لازب وغیرہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ مٹی اور پانی کو ملا کر ہوا سے خشک کیا اور "فخار" کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کسی درجہ میں آگ سے پکایا گیا یہی ناری جز آدمی کی شیطنت کا منشاء ہے۔ اسی مناسبت سے ایک جگہ فرمایا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۔ راغب کا یہ مضمون بہت طویل اور دلچسپ ہے افسوس ہے ہم اس کا خلاصہ بھی یہاں درج نہیں کرسکتے ف۲ یعنی لطیف آگ ہوا ملی ہوئی ۔ کما قال وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (الرحمٰن رکوع ۱) یا یوں کہو کہ تیز ہوا جو آگ کی طرح جلانے والی ہو جیسے ہمارے یہاں "لو" کہتے ہیں بہرحال آدمیوں کا باپ ایسے مادہ سے پیدا کیا گیا جس میں عنصر ترابی غالب تھا اور جنوں کا باپ اس مادہ سے پیدا ہوا جس میں ناری عنصر کا غلبہ تھا ابلیس بھی اسی قسم میں تھا ف۳ یعنی آدم کا پتلا ٹھیک کر کے اس قابل کردوں کہ روح انسانی فائض کیجا سکے پھر اس میں جان ڈال دوں جس سے ایک جماد انسان ہو جاتا ہے ۔۔۔ (بقیہ بر صفحہ ۳۴۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی بندگی، اللہ کی سیدھی راہ ہے اور ان پر شیطان قابو نہیں رکھتا۔ ۱۲ منہ ف۲ جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ وہ ہے کہ بعضے لوگ نرے فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی عمل میں دروازے برابر ہیں ۱۲ منہ ف۳ سلامتی سے یعنی کسی طرح کی بے آرامی نہیں یا سلام ملیک سے [illegible] ف۴ یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی رہی ہے اور دونوں بہشتی ہیں جیسے حضرت کے اصحاب ف۵ اگلا قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے آئے [illegible]

بقیہ فوائد صفحہ ۳۴۱ بجائے طرف کی ایک خاص تشریف و تکریم اور روح انسانی کا امتیاز ظاہر کرنے کے لئے ہے یعنی وہ خاص "جان" جس میں پرتو ہے میری صفات (علم و تدبیر وغیرہ) کا اور جو اصل فطرت سے مجھے یاد کرنے والی اور بسبب خصوصی لطافت کے مجھ سے نسبتاً قریبی علاقہ رکھنے والی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ نے دوسرے عنوان سے اس وضاحت پر روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں اگر آفتاب کو قوت گویائی مل جائے اور وہ یہ کہے کہ میں نے اپنے نور کا فیض زمین کو پہنچایا۔ تو کیا یہ لفظ (اپنا نور) غلط ہوگا؟ جب یہ کہنا صحیح ہے حالانکہ نہ آفتاب زمین میں حلول کرتا ہے نہ اس کا نور اس سے جدا ہوتا ہے، بلکہ زمین سے لاکھوں میل دور رہ کر بھی روشنی کی باگ اسی کے قبضہ میں ہے، زمین کا کچھ اختیار نہیں جز اس کے کہ اس سے بقدر اپنی استعداد کے نفع حاصل کرتی رہے، تو (واللہ المثل الاعلیٰ) خدا کا یہ فرمانا کہ میں نے آدم میں اپنی روح پھونکی، حلول و اتحاد وغیرہ کی دلیل کیسے بن سکتی ہے۔ "روح" کے متعلق مناسب کلام انشاء اللہ آیۃ "ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی" میں کیا جائیگا۔ ف۱ یعنی جنت سے یا آسمان سے یا اس مقام عالی سے نکل جہاں اب تک پہنچا ہوا تھا۔ ف۲ یعنی مردود و مطرود ہے یا "رجیم" سے اشارہ اسی طرف ہو جو پہلے گذرا کہ شہب سے شیاطین کا رجم کیا جاتا ہے گویا اس لفظ میں اس کے شبہ کا جواب دیا گیا کہ تیرا سجدہ سے انکار کرنا شرف عنصری کی بنا پر نہیں۔ فضل و شرف تو اسی کے لئے ہے جسے خدا تعالیٰ سرفراز فرمائے۔ ہاں تیرے ابا و استکبار کا منشا روح شقاوت، بدبختی ہے جو تیری سوء استعداد کی وجہ سے مقدر ہو چکی ہے۔ ف۳ یعنی قیامت کے دن تک خدا کی پھٹکار اور بندوں کی طرف سے لعنت پڑتی رہے گی اس طرح آناً فاناً تو خیر سے بعید تر ہوتا رہیگا جب قیامت تک توفیق خیر کی نہ ہوگی تو اس کے بعد تو کوئی موقع ہی نہیں کیونکہ آخرت میں ہر شخص وہی کاٹے گا جو یہاں بویا ہے یا یوں کہو کہ قیامت کے دن تک لعنت رہے گی۔ اس کے بعد جو بیشمار قسم کے عذاب ہونگے وہ لعنت سے کہیں زیادہ ہیں۔ یا "الی یوم الدین" کا لفظ دوام سے کنایہ ہو۔ ف۴ یعنی اس وقت تک تجھے ڈھیل دی جاتی ہے جی کھول کر ارمان نکال لے۔ اس واقعہ کی تفصیل "بقرہ" اور "اعراف" میں گذر چکی ہے۔ بہتر ہے "اعراف" کے دوسرے رکوع میں اس کے اجزاء پر جو کچھ کلام کیا ہے اسے ملاحظہ کر لیا جائے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ف۵ یعنی دنیا کی بہاریں دکھلا کر خواہشات نفسانی کے جال میں پھنساؤں گا اور تیرے مخصوص و منتخب بندوں کے سوا سب کو راہ حق سے ہٹا کر رہوں گا۔ یہ کلمات لعین نے جوش انتقام میں کہے۔ مطلب یہ تھا کہ آپ کا تو کچھ بگاڑ نہیں سکتا، لیکن جس کی وجہ سے میں دور پھینکا گیا ہوں۔ اپنی قدرت اور بساط کے موافق اس کی نسلوں تک سے بدلہ لیکر چھوڑوں گا۔ سورۃ "اعراف" میں اس مضمون پر ہم نے جو کچھ لکھا ہے ملاحظہ کیا جائے۔

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ

فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی ف جو میرے بندے ہیں تجھ کو ان

فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی ف جو میرے بندے ہیں تیرا ان

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ

پر کچھ زور نہیں مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگوں میں اور دوزخ پر

پر کچھ زور نہیں مگر جو تیری راہ چلا بہکے ہوؤں میں ف اور دوزخ پر

لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ

وعدہ ہے ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کو ان میں ایک فرقہ

وعدہ ہے ان سب کا ف اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے ایک فرقہ ہے

مَّقْسُوْمٌ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ

ع ۱۹ / ۳

بٹ رہا ہے ف جو پرہیزگار ہیں باغوں میں ہیں اور ندیوں میں جاؤ اس میں سلامتی سے

بانٹا ہوا ف پرہیزگار ہیں باغوں میں اور چشموں میں ف کہیں گے ان کو جاؤ ان میں سلامتی سے

اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ

خاطر جمع سے ف اور نکال ڈالی ہم نے جو ان کے جیوں میں تھی خفگی بھائی ہوئے تختوں پر بیٹھے

خاطر جمع سے ف اور نکال ڈالی ہم نے جو ان کے جیوں میں تھی خفگی بھائی ہو گئے ف تختوں پر بیٹھے

مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ نَبِّئْ

آمنے سامنے ف نہ پہنچے گی ان کو وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے خبر دے

آمنے سامنے ف نہ پہنچے گی ان کو وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے ف خبر سنا دے

عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ

میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصل بخشنے والا مہربان اور یہ بھی کہ میری مار وہی دکھ

میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصل بخشنے والا مہربان اور یہ بھی کہ میرا عذاب وہی عذاب

الْاَلِيْمُ ۝ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا

وقف لازم

کی مار ہے ف اور احوال سنا ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا۔ جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے

دردناک ہے ف اور حال سنا دے ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا ف جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے

سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

سلام وہ بولا ہم کو تم سے ڈر آتا ہے ف بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشی سناتے ہیں

سلام وہ بولا ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ف بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝

ایک ہوشیار لڑکے کی بولا تم خوشی سناتے جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا اب کاہے پر خوشی سناتے ہو

ایک ہوشیار لڑکے کی ف بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا اب کاہے پر خوشخبری سناتے ہو ف

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ

بولے ہم نے تجھ کو خوشی سنائی تحقیق سو مت ہو تو ناامیدوں میں بولا اور کون

بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی سچی سو مت ہو تو ناامیدوں میں بولا اور کون

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی بیشک بندگی اور اخلاص کی راہ سیدھی میرے تک پہنچتی ہے اور یہی میرا صاف اور سیدھا راستہ ہے۔ جس میں کوئی ہیر پھیر نہیں کہ جو بندے عبودیت اور اخلاص کی راہ اختیار کریں گے وہ ہی شیطان لعین کے تسلط سے مامون رہیں گے اور جو ملعون کی پیروی کریں گے اس کے ہمراہ دوزخ میں جائیں گے۔ بعض مفسرین نے "هذا صراط علی مستقیم" کو تہدید پر حمل کیا ہے۔ یعنی او ملعون! لوگوں کو صراط مستقیم سے گمراہ کر کے کہاں بھاگے گا وہ کونسا راستہ ہے جو ہماری طرف نہ جاتا ہو۔ پھر ہماری سزا سے بچ کر کدھر جا سکتا ہے اس وقت کلام ایسا ہوگا جیسے کہتے ہیں "الی الحق مآبک وعلی طریقک" اور قرآن میں دوسری جگہ فرمایا "ان ربک لبالمرصاد" واللہ اعلم۔ ف۲ یعنی بیشک جو میرے بندوں پر جن کا ذکر اوپر ہوا تیرا کچھ زور نہ چلے گا یا یہ مطلب ہو کہ کسی بندے پر بھی تیری زبردستی نہیں چل سکتی ہاں جو خود ہی بہک کر اپنی جہالت و حماقت سے تیرے پیچھے ہو لیا وہ اپنے اختیار سے خراب و برباد ہوا جیسے پہلے خود شیطان کا مقولہ گزر چکا "وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم فاستجبتم لی" (ابراہیم رکوع ۴) ف۳ یعنی تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے دوزخ کا جیلخانہ تیار ہے تم سب اسی میں ٹھونسے جاؤ گے۔ ف۴ بعض سلف نے "سبعة ابواب" سے دوزخ کے سات طبقے اوپر نیچے مراد لئے ہیں۔ چنانچہ ان کے نام ابن عباس نے یہ بتلائے ہیں۔ جہنم، سعیر، لظی، حطمہ، سقر، جحیم، ہاویہ۔ اور لفظ "جہنم" ایک خاص طبقہ اور مجموعہ طبقات دونوں پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک سات دروازے مراد ہیں جن سے الگ الگ دوزخی داخل ہوں گے واللہ اعلم حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے، ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ اس لئے ہے کہ بعضے موحدین نرے فضل سے جنت میں جائیں گے بغیر عمل کے۔ باقی عمل میں دروازے برابر ہیں" ف۵ جو لوگ کفر و شرک اور معاصی سے بچ کر پرہیز کرتے ہیں، وہ حسب مراتب جنت کے باغوں میں رہیں گے جہاں بڑے قرینے سے چشمے اور نہریں جاری ہوں گی شیطان کے متبعین کے بعد عباد مخلصین کا انجام بیان فرمایا۔ ف۶ یعنی فی الحال تمام آفات و خطرات سے صحیح و سالم اور آئندہ ہمیشہ کیلئے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی، گھبراہٹ اور خوف و ہراس سے بے کھٹکے۔ ف۷ یعنی جنت میں پہنچ کر اہل جنت میں باہم کوئی گلہ شکوہ اور رنجش باقی نہ رہے گی بالکل پاک و صاف کر کے داخل کئے جائیں گے نہ وہاں ایک کو دوسرے پر حسد ہوگا، بلکہ بھائی بھائی ہو کر انتہائی محبت و الفت سے رہیں گے ہر ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور و محظوظ ہوگا [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ـ ف۱ یہ عذاب سے نڈر ہونا اور فضل سے ناامیدی دونوں کفر کی باتیں ہیں یعنی آگے کی خبر اللہ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ۔ آثار یہی ف۲ وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن حق تعالیٰ بغیر تقصیر ظاہر کے عذاب نہیں کرتا ایک تم کو ایسا بھیجا کہ اس سے نہ ہو سکا وہ یہ کہ منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس نے دیکھا وہ عذاب میں پکڑا۔ ف۳ یعنی تم اوپرے آدمی ہو بن فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں ف۴ یہ اللہ تعالیٰ حضرت کو فرماتا ہے۔ قسم ہے تیری جان کی وہ قوم لوط اپنی مستی میں ان کی بات نہیں سنتے ـــــ از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۳۴۲ | "مجرمین" "الغبرین" کا الگ الگ انجام بیان فرما کر یہاں تنبیہ کی ہے کہ ہر ایک صورت میں حق تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت و شان کا ظہور ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ اصل سے اپنی تمام مخلوق پر بخشش اور مہربانی کرنا چاہتا ہے اور حقیقت میں اصل مہربانی اسی کی ہے تمام دنیا کی مہربانیاں اس کی مہربانی کا پرتو ہیں۔ لیکن جو شخص خود شرارت و بدکاری سے مہربانی کے دروازے اپنے اوپر بند کر لے تو پھر اس کی سزا بھی ایسی سخت ہے جس سے رک جانے کی کوئی تدبیر نہیں۔ سعدی نے خوب فرمایا۔

بپرہیز از قہر و خشم خدا ... جہاں بخشا ... [illegible]

يَقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا

آس توڑے اپنے رب کی مہر سے مگر جو راہ بھولے ہیں — ف۱ بولا پھر کیا مہم ہے تمہاری اے اللہ کے

آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے۔ مگر جو گمراہ ہیں — ف۱ بولا پھر کیا مہم ہے تمہاری اے

الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ

بھیجو — بولے ہم بھیجے آئے ہیں ایک قوم گنہگار پر — مگر لوط کے گھر والے

اللہ کے بھیجے ہوؤ ف۲ — بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گنہگار پر — مگر لوط کے گھر والے

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

ہم ان کو بچا لیں گے سب کو — مگر ایک اس کی عورت ہم نے ٹھہرا لیا وہ ہے رہ جانے والوں میں ف۲

ہم ان کو بچا لیں گے سب کو — مگر ایک اس کی عورت ہم نے ٹھہرا لیا وہ ہے رہ جانے والوں میں ف۱۲

ع ۴ / ۱۶

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ قَالُوْا

پھر جب پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے — بولا تم لوگ ہو کے اوپرے — بولے

پھر جب پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے — بولا تم لوگ ہو اوپرے ف۱۳ — بولے

بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

نہیں پر ہم لائے ہیں تجھ پاس جس میں وہ جھگڑتے تھے ف۳ اور ہم لائے ہیں تجھ پاس مقرر بات اور ہم سچ کہتے ہیں

نہیں پر ہم لیکر آئے ہیں تیرے پاس وہ چیز جس میں وہ جھگڑتے تھے ف۱۴ اور ہم لائے ہیں تیرے پاس پکی بات اور ہم سچ کہتے ہیں ف۱۵

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ

سو لے نکل اپنے گھر کو رات ہی سے — اور آپ چل ان کے پیچھے — اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں

سو لے نکل اپنے گھر کو کچھ رات رہے سے — اور تو چل ان کے پیچھے — اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے

اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ

کوئی — اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم ہے — اور چکا دیا ہم نے اسکو وہ کام — کہ

کوئی ف — اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم ہے — ف اور مقرر کر دی ہم نے اس کو یہ بات کہ

دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ

ان کی جڑ کٹی ہے — صبح ہوتے — اور آئے شہر کے لوگ

ان کی جڑ کٹے گی — صبح ہوتے — ف اور آئے شہر کے لوگ

يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا

خوشیاں کرتے — بولا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو — اور ڈرو

خوشیاں کرتے ف — لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو — ف اور ڈرو

اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ

اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ — بولے ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا جہان کی حمایت سے — بولا یہ حاضر ہیں

اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ ف — بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا جہان کی حمایت سے — ف بولا یہ حاضر ہیں

بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے — قسم ہے تیری جان کی وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں ف

میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے ف — قسم ہے تیری جان کی وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں۔ ف۱۵

تحت مپرہیز از قہر و خشم خدا ... سعدی نے خوب فرمایا

بچہ بدر گہ بگستر و بیخ کرم بہانہ کرتے وہاں ... مگر عدو جو یک صفت کرم بر عزازیل تحریر شبیہ بردم۔ آگے ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں جس میں فرشتوں کے آنے کا ذکر ہے۔ وہی فرشتے ایک جگہ خوشخبری سناتے اور دوسری جگہ قہر برساتے تھے تا معلوم ہو کہ خدا کی دونوں صفتیں رحمت و غضب ابھری ہیں۔ بندوں کو چاہیے نہ دلیر ہوں نہ آس توڑیں۔ ف۱ "مہمان" اس لیے کہا کہ ابراہیم نے انہیں مہمان ہی سمجھا بعد میں کھلا کہ فرشتے ہیں۔ ف۲ دوسری جگہ آیا ہے "واوجس منہم خیفۃ" یعنی خوف کو دل میں چھپایا تو کہا جا سکتا ہے کہ ابتداء میں چھپانے کی کوشش کی آخر ضبط نہ کر سکے اور زبان سے ظاہر کر دیا۔ یا یہ مطلب ہو کہ باوجود چھپانے کے خوف کے آثار چہرہ وغیرہ پر اس قدر ظاہر تھے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے یہ کس بات کا ڈر تھا! اس کی تفصیل سورہ ہود میں گذر چکی وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ اور اس واقعہ کے دوسرے اجزاء بھی جو کلام کیا گیا ہے ضرورت ہے کہ ایک مرتبہ مراجعت کر لی جائے۔ ف۳ یعنی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ خوش ہونے کا موقع ہے اس بڑھاپے میں ہم تم کو اولاد کی خوشخبری سناتے ہیں اولاد بھی کیسی؟ لڑکا، نہایت ہوشیار بڑا عالم، جسے خزانہ علوم دیکر منصب نبوت پر فائز کیا جائیگا۔ "وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ" صافات رکوع ۱۴

ف۴ چونکہ غیر متوقع اور غیر معمولی طور پر خوشخبری تھی، تو انتہا پیرانہ سالی کو دیکھتے ہوئے کچھ تعجب سی معلوم ہوئی۔ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ جب آدمی کو کوئی مسرت انگیز خبر خلاف توقع غیر معمولی طریقہ سے اچانک ملتی ہے تو باوجود یقین آ جانے کے اسے خوب کھود کرید کر دریافت کرتا اور بہ لہجہ تعجب کا اختیار کر لیتا۔ تا خبر دینے والا پوری تاکید و تصریح سے خوشخبری کو دہرائے جس میں نہ کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال رہے نہ تاویل والتباس کا گویا اظہار تعجب سے بشارت کو خوب واضح اور پختہ کرانا اور تکرار سماع سے لذت تازہ حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اسی طرز میں حضرت ابراہیم نے اظہار تعجب فرمایا۔ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں۔ "قال متعجبا من کبرہ وکبر زوجتہ ومتحققا للوعد فاجابوہ مؤکدین لما بشروہ بہ تحقیقا وبشارۃ بعد بشارۃ" چونکہ سیاق کلام سے ناامیدی کا توہم ہو سکتا تھا جو اکابر خصوصاً اولوالعزم پیغمبروں کی شان کے بالکل خلاف ہے اس لیے ملائکہ نے "فلا تکن من القانطین" کہہ کر تنبیہ کی حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "معلوم ہوا کہ کاملین بھی کسی درجہ میں ظاہری اسباب پر خیال رکھتے ہیں۔"

فوائد صفحہ ہذا | ف۱ یعنی رحمت الٰہیہ سے ناامید تو عام مسلمان بھی نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ انبیاء علیہم السلام کو معاذ اللہ یہ نوبت آئے محض اسباب عادیہ اور ذاتی حالت موجودہ کے اعتبار سے ایک چیز عجیب معلوم ہوئی۔ اس پر میں نے اظہار تعجب کیا ہے کہ خدا کی قدرت اب بڑھاپے میں مجھے اولاد دیگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "عذاب سے نڈر ہونا اور فضل سے ناامید ہونا دونوں کفر کی باتیں ہیں یعنی آگے کی خبر اللہ کو ہے ایک بات پر دعویٰ کر نکتہ چینی کرنے کی نہیں ہو سکتا یہی کفر کی بات ہے باقی محض دل کے خیال و تصور پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعوے کہے تب گناہ ہوتا ہے۔" ف۲ یعنی کیا محض یہ بشارت سنانے کے لیے ہی بھیجے گئے ہو یا کوئی اور مہم درپیش ہے جو کر آئے ہو غالباً قرائن سے ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ اصل مقصد تشریف آوری کا کچھ اور ہے۔ ممکن ہے جو خوف انہیں دیکھ کر پیدا ہوا تھا۔ اسی سے خیال گذرا ہو کہ خالص بشارت دینے والوں کو دیکھ کر خوف کیا مقصود کوئی دوسری خوفناک چیز بھی ان کے ساتھ ہوگی۔ واللہ اعلم ف۳ یعنی وہ باقی کفار کے ساتھ عذاب میں مبتلا رہے گی۔ "تنبیہ" ظاہر یہ ہے کہ "قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ" مقولہ ملائکہ کا ہے جو عذاب لے کر آتے تھے۔ چونکہ اس وقت وہ قضاء و قدر کا فیصلہ نافذ کرنے کے لیے سرکاری ڈیوٹی پر آئے تھے۔ اس لیے تقدیر و تقرر کی نسبت نیابتاً اپنی طرف کر دی اور ممکن ہے "قدرنا" حق تعالیٰ کا کلام ہو تب کوئی اشکال نہیں۔ ف۴ یا تو یہ مطلب تھا کہ تم مجھے غیر معمولی سے آدمی معلوم ہوتے ہو جنہیں دیکھ کر خواہ مخواہ دل کھٹکتا ہے یہ شاید ویسا ہی کھٹکا ہو گا جو ابراہیم علیہ السلام کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ یا یہ غرض ہو کہ تم اس شہر میں اجنبی ہو تم کو یہاں کے لوگوں کی خوئے بد معلوم نہیں، دیکھیے وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں۔ یا یہ اس وقت فرمایا جب لوگوں نے فرشتوں کو حسین لڑکے سمجھ کر لوط کے مکان پر چڑھائی کی۔ لوط علیہ السلام انہیں مہمان سمجھے ہوئے امکانی مدافعت کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ آخر میں نہایت حسرت سے فرمایا "لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ" اس وقت تنگ ہو کر اور گھبرا کر ان مہمانوں سے کہنے لگے کہ تم عجیب طرح کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ تمہاری آبرو بچانے کے لیے خون پسینہ ایک کر رہا ہوں لیکن تم ہو کہ امداد کے لیے ذرا ہاتھ بھی نہیں ہلاتے۔ ف۵ یعنی گھبراؤ مت ہم آدمی نہیں ہیں ہم تو آسمان سے وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ تجھ سے جھگڑا کرتے تھے یعنی مہلک عذاب جس کی تم دھمکی دیتے تھے اور یہ انکار کرتے تھے ف یعنی اب آپ بالکل مطمئن ہو جائیے۔ یہ بالکل پکی اور اٹل بات ہے جس میں قطعاً جھوٹ کا احتمال نہیں ف یعنی جب تھوڑی رات رہ جائے اپنے گھر والوں کو بستی سے لے کر نکل جائیے اور آپ سب کے پیچھے رہیے۔ تا پورا اطمینان ہو کہ کوئی رہ تو نہیں گیا یا راستہ سے واپس تو نہیں ہوا۔ اس صورت میں آپ ... [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ مکے سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی۔ ف۲ بن کے رہنے والے یعنی قوم شعیب مدین میں رہتے تھے اور پاس اس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے۔ ف۳ حجر والے فرمایا ثمود کو ان کے ملک کا نام حجر تھا۔ ف۴ پہلی امتوں کا احوال سنا کر فرمایا کہ یہ جہان خالی نہیں پڑا سر پر ایک تدبیر ہے ہر چیز کا تدارک کرنے والا۔ پورا تدارک آخر کو قیامت ہے اور کنارہ پکڑنے کو فرمایا جب حکم پہنچا پیچھے اور کا فرضد پر آئے تب حکم ہوا کہ جھگڑنے کا فائدہ نہیں وعدہ کی راہ دیکھو۔

بقیہ فوائد صفحہ ۳۴۳ } دوسری طرف آپ کے پیچھے ہونے کی وجہ سے آگے چلنے والوں کو آپ کا رعب مانع ہوگا کہ پیچھے مڑ کر دیکھیں نیز "وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ" کا پورا امتثال ہو سکے گا اور وہ لوگ خطرہ کے مقام سے جلد دور نکل جائیں گے اور آپ کو اپنا ظاہری پشتیبان سمجھیں گے ف۷ یعنی ملک شام میں یا اور کہیں امن کی جگہ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کی ہوگی ف۸ یعنی لوط علیہ السلام کو ملائکہ کے توسط سے ہم نے اپنا قطعی فیصلہ سنا دیا کہ عذاب کچھ دور نہیں ابھی صبح کے وقت اس قوم کا بالکلیہ استیصال کر دیا جائے گا۔ شاید یہ مطلب ہو کہ صبح ہوتے ہی عذاب شروع ہو جائے گا اور اشراق تک سب معاملہ ختم کر دیا جائے گا۔ کیونکہ دوسری جگہ "مصبحین" کے بجائے "مشرقین" کا لفظ آیا ہے۔ ف۱۰ یعنی جب سنا کہ لوط کے یہاں بڑے حسین و جمیل لڑکے مہمان ہیں تو اپنی عادت بد کی وجہ سے بڑے خوش ہوئے اور دوڑتے ہوئے ان کے مکان پر آئے اور لوط سے مطالبہ کیا کہ انہیں ہمارے حوالہ کر دو (تنبیہ) "وَجَاءَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ" الخ میں "واؤ" مطلق جمع کے لئے ہے۔ یہاں ترتیب واقعات بیان میں ملحوظ نہیں۔ سورہ ہود اور اعراف میں یہ قصہ گذر چکا ہے اسے دیکھ لیا جائے اور وہاں کے فوائد ملاحظہ کئے جائیں۔ ف۱۱ کیونکہ مہمان کی فضیحت میزبان کی رسوائی ہے۔ ف۱۲ یعنی خدا سے ڈر کر یہ بے حیائی کے کام چھوڑ دو اور اجنبی مہمانوں کو دق مت کرو۔ آخر میں تم میں رہتا ہوں، میری آبرو کا تمہیں کچھ پاس کرنا چاہئے۔ ان مہمانوں کی نظر میں کس قدر حقیر ہوں گا جب یہ سمجھیں گے کہ بستی میں ایک آدمی بھی ان کی عزت نہیں کرتا۔ ف۱۳ یعنی ہم بے آبرو نہیں کرتے آپ خود بے آبرو ہوتے ہیں جب ہم منع کر چکے کہ تم کسی اجنبی کو پناہ مت دو نہ اپنا مہمان بناؤ ہم کو اختیار ہے باہر سے آنے والوں کے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں پھر آپ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ خواہ مخواہ ان نوجوانوں کو اپنے یہاں ٹھہرا کر فضیحت ہوتے۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ لوگ ہمیشہ اجنبی مسافروں کو اپنے افعال شنیعہ کا تختہ مشق بناتے ہوں گے اور حضرت لوط علیہ السلام اپنے مقدور کے موافق غریب مسافروں کی حمایت اور ان اشقیاء کو نالائق حرکتوں سے باز رکھتے ہوں گے۔ ف۱۴ یعنی بیشک تم نے مجھ کو اجنبی لوگوں کی حمایت سے روکا لیکن میں پوچھتا ہوں آخر اس روکنے کا منشا کیا ہے؟ یہی نا کہ میں تمہاری خلاف فطرت شہوت رانی کے راستہ میں حائل ہوتا ہوں تو خود غور کرو کیا قضائے شہوت کے حلال مواقع تمہارے سامنے موجود نہیں؟ جو ایسی بیہودہ حرامکاری کے مرتکب ہوتے ہو۔ یہ تمہاری بیویاں (جو میری بیٹیوں کے برابر ہیں) تمہارے گھروں میں موجود ہیں۔ اگر تم میرے کہنے کے موافق عمل کرو اور قضائے شہوت کے مشروع و معقول طریقہ پر چلو تو حاجت براری کے لئے وہ کافی ہیں یہ کیا آفت ہے کہ حلال اور ستھری چیز کو چھوڑ کر حرام کی گندگی میں ملوث ہوتے ہو۔ ف۱۵ ظاہر یہ ہے کہ یہ خطاب حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے نبی کریم صلعم کو ہے۔ یعنی تیری جان کی قسم لوط کی قوم غفلت اور مستی کے نشہ میں بالکل اندھی ہو رہی تھی وہ بڑی لا پروائی سے حضرت لوط کی نصیحت بلکہ آیات کو ٹھکرا رہے تھے۔ ان کو اپنی قوت کا نشہ تھا۔ شہوت پرستی نے ان کے دل و دماغ مسخ کر دیئے تھے۔ وہ بڑے امن و اطمینان کے ساتھ پیغمبر خدا سے جھگڑ رہے تھے۔ نہیں جانتے تھے کہ صبح تک کیا حشر ہونے والا ہے۔ تباہی اور ہلاکت کی گھڑی ان کے سر پر منڈلا رہی تھی۔ وہ لوط کی باتوں پر ہنستے تھے اور موت انہیں دیکھ کر ہنس رہی تھی۔ (تنبیہ) ابن عباس نے فرمایا خدا تعالیٰ نے دنیا میں کوئی جان محمد صلعم کی جان سے زیادہ اکرم و اشرف پیدا نہیں کی۔ میں نے خدا کو نہیں سنا کہ اس نے محمد صلعم کی جان عزیز کے سوا کسی دوسری جان کی قسم کھائی ہو۔ قرآن کریم میں جو قسمیں آئی ہیں ان کے متعلق ہم ان شاء اللہ کسی دوسری جگہ ذرا مفصل کلام کریں گے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ○ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا
پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے سورج نکلتے پھر کر ڈالا ہم نے وہ بستی اوپر تلے اور برسائے
پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے سورج نکلتے وقت پھر کر ڈالا ہم نے وہ بستی اوپر تلے اور برسائے

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ○
ان پر پتھر کنکر کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو
ان پر پتھر کنکر کے ف بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو ف

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنْ
اور وہ بستی ہے سیدھی راہ پر البتہ اس میں نشانی ہے یقین کرنے والوں کو ط اور یہ
اور وہ بستی واقع ہے سیدھی راہ پر ف البتہ اس میں نشانی ہے ایمان والوں کو ف اور تحقیق

كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ○ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا
تحقیق تھے بن کے رہنے والے گنہگار سو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور یہ دونوں شہر
تھے بن کے رہنے والے گنہگار ف سو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور یہ دونوں بستیاں

لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَ
راہ پر ہیں ظاہر ف اور تحقیق جھٹلایا حجر والوں نے رسولوں کو ف اور
واقع ہیں کھلے راستہ پر ف اور بیشک جھٹلایا حجر والوں نے رسولوں کو ف اور

اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ○ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ
دیں ہم نے ان کو نشانیاں سو رہے ان کو ٹلاتے اور تھے تراشتے
دیں ہم نے ان کو اپنی نشانیاں سو رہے ان سے منہ پھیرتے ف اور تھے کہ تراشتے تھے

الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ○ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ○
پہاڑوں کے گھر خاطر جمع سے پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے صبح ہوتے
پہاڑوں کے گھر اطمینان کے ساتھ ف پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے صبح ہونے کے وقت

فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ
پھر کام نہ آیا ان کو جو کماتے تھے اور ہم نے بنائے نہیں آسمان و
پھر کام نہ آیا ان کے جو کمایا تھا ف اور ہم نے بنائے نہیں آسمان اور

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ
زمین اور جو ان کے بیچ ہے بغیر تدبیر اور قیامت مقرر آنی ہے سو کنارہ پکڑ
زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے بغیر حکمت اور قیامت بیشک آنے والی ہے سو کنارہ کر

الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ○ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ
اچھی طرح کنار ف تیرا رب جو ہے وہی ہے بنانے والا خبردار اور ہم نے دی ہیں تجھ کو
اچھی طرح کنارہ ف تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا خبردار ف اور ہم نے دی ہیں تجھ کو

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ○ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى
سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا ف مت پسار اپنی آنکھیں ان چیزوں پر
سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجہ کا ف مت ڈال اپنی آنکھیں ان چیزوں پر

منزل ۳

فوائد صفحہ ہذا } ف۱۔ اس کے متعلق ہم قریب ہی "دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ" کے فائدہ میں کلام کر چکے ہیں۔ ابن جریج کا قول ہے کہ ہر عذاب جس سے کوئی قوم ہلاک کی جائے "صیحہ" اور "صاعقہ" کہلاتا ہے۔ ف۲۔ اس کی تفصیل سورہ ہود وغیرہ میں گذر چکی۔ ف۳ متوسم اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جو بعض ظاہری علامات اور قرائن دیکھ کر محض فراست سے کسی پوشیدہ بات کا پتہ لگالے۔ حدیث میں ہے "اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ" بعض روایات میں "وَبِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ" کی زیادت ہے یعنی مومن کی فراست سے ڈرتے رہو، وہ خدا تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے نور و توفیق سے دیکھتا ہے۔ شاید "کشف" اور "فراست" میں بقول امیر حبیب الرحمن خاں مرحوم اتنا ہی فرق ہو جتنا ٹیلیفون اور ٹیلیگراف میں ہوتا ہے۔ بہرحال آیت کا مطلب یہ ہے کہ دھیان کرنے اور پتہ لگانے والوں کے لئے "قوم لوط" کے قصہ میں عبرت کے بہت سے نشان موجود ہیں انسان سمجھ سکتا ہے کہ بدی اور سرکشی کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ خدائی قدرت عظیم کے سامنے ساری اکڑ کس طرح ہیچ رہ جاتی ہے۔ اس کی لاٹھی میں آواز نہیں۔ اس کی مہلت پر آدمی مغرور نہ ہو۔ ف۴ مکہ سے شام کو جاتے ہوئے اس الٹی ہوئی بستی کے کھنڈر نظر آتے تھے۔ "وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ" (صافات رکوع۴)۔ ف۵ یعنی ان کھنڈرات کو دیکھ کر بالخصوص مومنین کو عبرت ہوتی ہے کیونکہ وہ ہی سمجھتے ہیں کہ اس قوم کی بدکاری اور سرکشی کی سزا میں بستیاں الٹی گئیں۔ مومنین کے سوا دوسرے لوگ تو ممکن ہے انہیں دیکھ کر محض بخت و اتفاق یا اسباب طبیعیہ کا نتیجہ قرار دیں۔ ف۶ بن کے رہنے والے یعنی قوم شعیب شہر مدین میں رہتے تھے اس کے نزدیک درختوں کا بن تھا کچھ وہاں رہتے ہوں گے۔ بعض کہتے ہیں "اصحاب ایکہ" اور "اصحاب مدین" دو جداگانہ قومیں ہیں، حضرت شعیب دونوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

(بقیہ بر صفحہ ۳۴۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی تیرا کام دل پھیرنا نہیں کہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لاوے تو غم نہ کر۔ ف۲ کافر تھے سورتوں کے نام تو آپس میں بانٹتے کوئی کہتا میں بقرہ لوں گا کوئی کہتا مائدہ مجھ کو عنکبوت دو گے۔ ف۳ یعنی موت
کہ بے شک ہے ف۴ یعنی اللہ کا حکم آ پہنچا قیامت کے قائم ہونے یا کافروں پر عذاب آنے کا یہ تفسیر حسینی سے نکالا۔ —— از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۳۴۴ ... ان لوگوں کو گناہ ... بت پرستی۔ ... یعنی حجاز و شام کے جس راستہ پر قوم لوط کی بستیاں تھیں، وہ ... قوم شعیب کا مسکن ... حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ ایک نبی کا جھٹلانا سب انبیاء کا جھٹلانا ہے ... جو پتھر سے نکالی گئی اور ... یہاں سے جانا نہیں ... مضبوط و مستحکم عمارتوں میں کوئی آفت کہاں
پہنچ سکتی ہے ف۱۱ یعنی مال و دولت مستحکم عمارات جسمانی قوت اور دوسرے اسباب و وسائل میں سے کوئی چیز بھی خدا کے عذاب کو دفع نہ کر سکی۔ ان کا قصہ بھی پہلے گذر چکا حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلعم تبوک جاتے ہوئے "وادی حجر" سے گذرے، آپ نے سر ڈھانپ لیا سواری کی رفتار تیز کر دی اور صحابہ کو فرمایا کہ معذب قوم کی بستیوں پر مت داخل ہو مگر خدا کے خوف سے روتے ہوئے، اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی صورت بنالو۔ خدا نہ کرے وہ چیز تم کو پہنچے جو ان کو پہنچی تھی۔ یہ آپ نے مسلمانوں کو ادب سکھلایا کہ آدمی اس قسم کے مقامات میں جا کر عبرت حاصل کرے اور خدا کے خوف سے لرزاں و ترساں ہو، محض سیر و تماشہ نہ سمجھے ف۱۲ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہان یوں ہی خالی نہیں بنا ہر ایک مدت ہے ہر چیز کا تدارک کرنے والا ہے اور آخری تدارک کا نام قیامت ہے اور کفار سے کنارہ کرنے کو فرمایا جب خدا کا حکم پہنچا چکے، تبلیغ کا فرض ادا کر دیا اور کافر ضد پر اڑے رہے، تب حکم ہوا کہ زیادہ جھگڑنے سے فائدہ نہیں اب وعدہ کی راہ دیکھو اور ان کی تکلیف و ایذا پر صبر کرو، حرف شکایت زبان پر نہ لاؤ۔ یہاں تک کہ خدا کا فیصلہ پہنچ جائے ف۱۳ جس کو تیرے صبر اور ان کی ایذا کی سب خبر ہے ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دیگا اس آیت میں گویا معاد کی تقریر فرما دی یعنی جس نے ایک مرتبہ پیدا کیا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور جس چیز کے اجزاء منتشر ہو گئے ہوں اس کو ہر جزء کی خبر ہے جہاں کہیں ہوگا سب کو جمع کر دے گا۔ دوسری جگہ فرمایا۔ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَہُمْ ؕ بَلٰی ٭ وَہُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ۔ الی آخر الآیۃ (یٰس رکوع ۵) ف۱۴ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی یہ اتنی بڑی نعمت دیکھ جو تجھ کو عطا ہوئی اور کافروں کی نعمت سے خفا نہ ہو (تنبیہ) "سبع مثانی" کے مصداق میں اختلاف ہے صحیح اور راجح یہی ہے کہ اس سے مراد سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں جو ہر نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہیں اور جن کو بطور وظیفہ کے بار بار پڑھا جاتا ہے حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے تورات، انجیل، زبور، قرآن کسی کتاب میں اس کا مثل نازل نہیں فرمایا۔ احادیث صحیح میں تصریح ہے کہ نبی کریم صلعم نے سورہ "فاتحہ" کو فرمایا کہ یہی "سبع مثانی" اور "قرآن عظیم" ہے جو مجھ کو دیا گیا، اسی لئے اس سورت کو "قرآن عظیم" (بڑا قرآن) فرمانا درجہ کے اعتبار سے ہے۔ اس سورت کو "ام القرآن" بھی اسی لحاظ سے کہتے ہیں کہ گویا یہ ایک خلاصہ اور متن ہے جس کی تفصیل و شرح پورے قرآن کو سمجھنا چاہئے قرآن کے تمام علوم و مطالب کا اجمالی نقشہ تنہا اس سورت میں موجود ہے۔ "مثانی" کا لفظ بعض حیثیات سے پورے قرآن پر بھی اطلاق کیا گیا ہے۔ اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِہًا مَّثَانِیَ الخ (زمر رکوع ۳) اور ممکن ہے دوسری سورتوں کو مختلف وجوہ سے مثانی کہہ دیا جائے مگر اس جگہ "سبع مثانی" اور "قرآن عظیم" کا مصداق یہی سورت (فاتحہ) ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی مشرکین یہود و نصاریٰ اور دوسرے دشمنان خدا اور رسول کو دنیا کی چند روزہ زندگی کا جو سامان دیا ہے اس کی طرف نظر نہ کیجئے کہ ان ملعونوں کو یہ سامان کیوں دے دیا گیا جس سے ان کی شقاوت و شرارت زیادہ بڑھتی ہے یہ دولت مسلمانوں کو ملتی تو ان کے راستہ میں خرچ ہوتی ان کو تھوڑی دیر مزہ اٹھا لینے دو تم کو خدا تعالیٰ نے وہ دولت قرآن دی ہے جس کے آگے سب دولتیں گرد ہیں روایات میں ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن دیا پھر کسی کی اور نعمت دیکھ کر ہوس کرے تو اس نے قرآن کی قدر نہ جانی ف۲ غم نہ کھا کہ مسلمان کیوں نہیں ہوتے آپ فرض تبلیغ ادا کرتے رہیں، معاندین کے پیچھے اپنے کو زیادہ فکر و غم میں مبتلا نہ کیجئے آپ کی شفقت و ہمدردی کے مستحق مومنین ہیں ان کے ساتھ ملاطفت نرم خوئی اور شفقت و تواضع کا برتاؤ رکھئے ف۳ یعنی کوئی مانے یا نہ مانے میں خدا کا پیام صاف صاف پہنچائے دیتا ہوں اور تکذیب و شرارت کے عواقب خوب کھول کر آگاہ کر رہا ہوں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یہ تیرا کام دل پھیرنا نہیں یہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لائے تو غم نہ کھا ف۴ اس آیت کے معنی کئی طرح کئے گئے ہیں بعض نے کہا کہ "مقتسمین" (بانٹنے والے) سے مراد آپ کے زمانہ کے یہود و نصاریٰ وغیرہ ہیں جنہوں نے قرآن کی تقسیم و تحلیل کر رکھی تھی یعنی جو مضمون قرآنی ان کی تحریفات یا آراء و اہوا کے موافق پڑ جائے مان لو، جو خلاف ہو نہ مانو۔ مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے "سبع مثانی" اور "قرآن عظیم" دے کر بھیجا جیسے ان لوگوں پر بھی پہلے کتابیں نازل کی تھیں آپ پر کتاب اتارنا یا وحی بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں جس کا انکار کیا جائے بعض نے "مقتسمین" سے یہود و نصاریٰ مراد لئے کیونکہ قرآن سے کتب سابقہ مراد لی ہیں یعنی انہوں نے تحریف کر کے اپنی کتابوں کو پارہ پارہ کر ڈالا بعض نے کہا مشرکین مراد ہیں جو بطور استہزاء و تمسخر قرآن کی تقسیم کرتے تھے جب سورتوں کے نام سنتے تو ہنس کر آپس میں کہتے بقرہ یا مائدہ میں لوں گا عنکبوت تجھ کو دوں گا ان لوگوں نے ایک اور طرح بھی قرآن کے متعلق خیالات تقسیم کر رکھے تھے کوئی اسے شاعری (بقیہ بر صفحہ ۳۴۶)

مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ
جو برتنے کو دیں ہم نے ان کو کئی طرح کے لوگوں کو اور نہ غم کھا ان پر اور جھکا اپنے بازو
جو برتنے کو دی ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں کو ف۱ اور نہ غم کھا ان پر اور جھکا اپنے بازو

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۝ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى
ایمان والوں کے واسطے اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر ف جیسا ہم نے بھیجا ہے ان
ایمان والوں کے واسطے ف۲ اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر ف۳ جیسا ہم نے بھیجا ہے ان

الْمُقْتَسِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۝ فَوَرَبِّكَ
بانٹنے والوں پر جنہوں نے کیا ہے قرآن کو بوٹیاں سو قسم ہے تیرے رب کی
بانٹنے والوں پر ف۴ جنہوں نے کیا ہے قرآن کو بوٹیاں ف۵ سو قسم ہے تیرے رب کی

لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ
ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے جو کام کرتے تھے ف۱ سو کھول کر سنا دے جو تجھ کو حکم ہوا
ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے جو کچھ وہ کرتے تھے ف۶ سو سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا

الربع

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝
اور دھیان نہ کر شریک والوں کا ہم بس ہیں تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والوں کو
اور پروا نہ کر مشرکوں کی ف۷ ہم بس ہیں تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والوں کو ف۸

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ
جو ٹھہراتے ہیں اللہ کے ساتھ اور کسی کی بندگی سو آگے معلوم کر لیں گے اور ہم
جو ٹھہراتے ہیں اللہ کے ساتھ دوسرے کی بندگی سو عنقریب معلوم کر لیں گے ف۹ اور ہم

نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
جانتے ہیں کہ تیرا جی رکتا ہے ان کی باتوں سے سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی
جانتے ہیں کہ تیرا جی رکتا ہے ان کی باتوں سے ف۱۰ سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی

وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ ع
اور ہو سجدہ کرنے والوں میں اور بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہنچے تجھ کو یقین ف۲
اور ہو سجدہ کرنے والوں سے ف۱۱ اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات ف۱۲

ع ۲۰ ۶

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّ عَشْرَةَ رُكُوْعًا
سورۂ نحل مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں اور سولہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
آ پہنچا حکم اللہ کا سو اس کی شتابی مت کر ف۴ وہ پاک ہے اور اوپر ہے ان کے شریک بنانے سے
آ پہنچا حکم اللہ کا سو اس کی جلدی مت کرو ف۱ وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کے شریک بتلانے سے ف۲

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی اس کی قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں، اس کی خوبیاں اور تیں کی عقل سیتی نہیں وہ بیکتا ہے۔

بقیہ فوائد صفحہ ۳۴۵ بنا لکوئی بہ نسبت کوئی جادو، کوئی مجنون کی بڑ کوئی اساطیر الاولین، ان کو آگاہ کیا کہ یں سب کو عذاب سے ڈرانے والا ہوں، جیسا عذاب یقیناً نازل ہونیوالا ہے ان منکر شیاطین پر جس وقت قرآن کی تعبیراں نازل ہوئی کہ شیئن الواقع اور قریب الوقوع مستقبل کو گویا ماضی فرض کر لیا ایدابن کثیر نے مقتسمین کے معنی قسم کھانے والوں کے لئے ہیں یعنی وہ گذشتہ قومیں جو انبیاء کی تکذیب و مخالفت کے حلف اٹھایا کرتی تھیں اور جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتی تھیں، اور انہوں نے کتب سماویہ کے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ جیسا عذاب ہم نے ان پر اتارا، اسی طرح کے عذاب سے یہ نذیر مبین ہے، تم کو ڈراتا ہے۔ مقتسمین کے اس معنی کی تائید میں ابن کثیر نے ذیل کی آیات پیش کی ہیں تقاسموا باللہ لنبیتنہ (نمل رکوع ۴) و اقسموا باللہ جہد ایمانہم لا یبعث اللہ من یموت (نحل رکوع ۵) اولم تکونوا اقسمتم من قبل ما لکم من زوال (ابراہیم رکوع ۷) اھؤلاء الذین اقسمتم لا ینالہم اللہ برحمۃ (اعراف رکوع ۶) ف۵ یعنی کس کی عبادت کی تھی؟ پیغمبروں کے ساتھ کس طرح پیش آئے تھے؟ لا الٰہ الا اللہ کو کیوں نہ مانا تھا؟ اس کلمہ کا حق کیوں ادا نہیں کیا تھا؟ یہ اور ایسی قسم کے معلوم کتنے سوالات ہوں گے ف۶ یعنی کہنے میں کوتاہی نہ کیجئے خوب کھول کر خدائی پیغامات پہنچایئے۔ یہ مشرکین آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ف۷ یعنی دنیا و آخرت میں ہم سب ٹھٹھا کرنے والوں سے نبٹ لیں گے آپ بے خوف و خطر تبلیغ کرتے رہئے آپ کا بال بیکا نہ ہوگا ف۸ یعنی رسول کے ساتھ استہزاء کرنا اور خدا کے لئے شریک ٹھہرانا دونوں باتوں کا انجام یہ لوگ دیکھ لینگے ف۹ یعنی اگر ان کی ہٹ دھرمی سے دل تنگ ہو تو آپ ان کی طرف سے توجہ ہٹا کر ہمہ تن خدا کی تسبیح و تحمید میں مشغول رہیئے۔ خدا کا ذکر، نماز، سجدہ، عبادت الٰہی وہ چیزیں ہیں جن کی تاثیر سے قلب مطمئن و منشرح رہتا ہے اور فکر و غم دور ہوتے ہیں اسی لئے نبی کریم صلعم کی عادت تھی کہ جب کوئی مہم بات فکر کی پیش آتی آپ نماز کی طرف جھپٹتے ف۱۰ یعنی موت یقین کا لفظ دوسری جگہ قرآن نے اسی معنی میں استعمال کیا ہے "وکنا نکذب بیوم الدین حتی اتانا الیقین" (مدثر رکوع ۲) حدیث میں ایک میت کی نسبت آپ نے فرمایا "اما ھو فقد جاءہ الیقین وانی لارجو لہ الخیر" جمہور سلف نے اس آیت میں "یقین" کو بمعنی موت لیا ہے یعنی مرتے دم تک خدا کی عبادت میں لگے رہیئے۔ سہ اندریں رہ میتراش و میخراش ٭ تا دم آخر دمے فارغ مباش جن بعض عارفین نے اس جگہ "یقین" کو "کیفیت قلبیہ" کے معنی میں لیا ہے اس کی توجیہ روح المعانی میں مذکور ہے دیکھ لی جائے۔ تم سورۃ الحجر وللہ الحمد والمنہ و ہو المسئول ان یتوفانا علی اکمل الاحوال واحسنہا فانہ جواد کریم۔ ف۱ یعنی خدا کا یہ حکم کہ پیغمبر علیہ السلام کی جماعت غالب و منصور اور حق کے مخالف مغلوب و ذلیل ہونگے، جنہیں دنیا میں مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں اور آخرت میں براہ راست احکم الحاکمین کے دربار سے شرک و کفر کی سزا ملے گی "اس حکم کے وقوع کا وقت قریب آپہنچا اور قیامت کی گھڑی بھی دور نہیں ہے جس چیز کا آنا یقینی ہو اسے آئی ہوئی سمجھنا چاہیئے۔ پھر جلدی مچانے کی کیا ضرورت ہے کفار ازراہ تکذیب و استہزاء کہا کرتے تھے کہ جس عذاب یا قیامت کے آنے کا تم وعدہ کرتے ہو وہ جلد کیوں نہیں آجاتا۔ انہیں متنبہ فرمایا کہ تمہارے ایسا کہنے سے وہ ٹلنے والا نہیں بلکہ حتمی اور یقینی طور پر جلد آیا چاہتا ہے جس قدر دیر لگ رہی ہے وہ بھی ایک طرح سے تمہارے حق میں مفید ہے ممکن ہے بعض کو اصلاح و توبہ کی توفیق مل جائے۔ "ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب" (عنکبوت رکوع ۵) "یستعجل بہا الذین لا یؤمنون بہا والذین اٰمنوا مشفقون منہا ویعلمون انہا الحق" (شوریٰ رکوع ۲) ف۲ یعنی جب حق کا غالب ہونا اور کفر و شرک پر سزا ملنی یقینی ہے تو توحید کی راہ اختیار کرو اور مشرکانہ طور و طریق سے علیحدہ ہو جاؤ جنہیں تم خدائی کا شریک ٹھہراتے ہو ان میں سے کوئی خدا کے حکم کو ٹال نہیں سکتا نہ عذاب الٰہی کو روک سکتا ہے

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ

اتارتا ہے فرشتے بھید دے کر اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں

اتارتا ہے فرشتوں کو ف۱ بھید دے کر اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں ف۲

اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

کہ خبر پہنچا دو کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو بنائے آسمان اور

کہ خبردار کر دو کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو ف۳ بنائے آسمان اور

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

زمین ٹھیک وہ اوپر ہے انکے شریک بتلانے سے بنایا آدمی ایک

زمین ٹھیک ٹھیک وہ برتر ہے انکے شریک بتلانے سے ف۴ بنایا آدمی کو ایک

نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا

بوند سے تب ہی وہ ہو گیا جھگڑتا بولتا اور چوپائے بنائے تم کو ان میں

بوند سے پھر جبھی ہو گیا جھگڑا کرنے والا بولنے والا ف۵ اور چوپائے بنا دیئے تمہارے واسطے ان میں

دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ

جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو کھاتے ہو اور تم کو ان سے رونق ہے جب

جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو کھاتے ہو ف۶ اور تم کو ان سے عزت ہے جب

تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا

شام کو پھیر لاتے ہو اور جب چراتے ہو اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک کہ تم نہ

شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لیجاتے ہو ف۷ اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک کہ تم نہ

بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

پہنچتے وہاں مگر جان توڑ کر بے شک تمہارا رب بڑا شفقت والا مہربان ہے

پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بیشک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے ف۸

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا

اور گھوڑے بنائے اور خچریں اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور رونق اور بناتا ہے جو تم

اور گھوڑے پیدا کئے اور خچریں اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے ف۹ اور پیدا کرتا ہے جو تم

تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ

نہیں جانتے اور اللہ پر پہنچتی ہے سیدھی راہ اور کوئی راہ کج بھی ہے اور وہ چاہے

نہیں جانتے ف۱۰ اور اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ اور بعضی راہ کج بھی ہے ف۱۱ اور اگر وہ چاہے

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ

تو راہ دے تم سب کو ف۱ وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارا

تو سیدھی راہ دے تم سب کو ف۱۲ وہی ہے جس نے اتارا آسمان سے تمہارے لئے پانی

مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ

اس سے پینا ہے اور اس سے درخت ہیں جس میں چراتے ہو اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے

اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو ف۱۳ اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے

ع ۹

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی فرشتوں کی جنس میں سے بعض کو جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام یا حفظۃ الوحی، جن کی طرف "فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا" (جن رکوع ۲) میں اشارہ کیا ہے ف۲ یہاں "روح" سے مراد وحی الٰہی ہے جو خدا کی طرف سے پیغمبروں کی طرف خیر مرئی طریق پر بطور ایک بھید کے آتی ہے چنانچہ دوسری جگہ فرمایا "یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ" (المؤمن رکوع ۲) ایک جگہ قرآن کی نسبت فرمایا "وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا" (شوریٰ رکوع ۵) قرآن یا وحی الٰہی کو "روح" سے تعبیر فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ جس طرح مادی اجسام کو نفخ روح سے ظاہری حیات حاصل ہوتی ہے اسی طرح جو قلوب جہل و ضلال کی بیماریوں سے مردہ ہو چکے تھے وہ وحی الٰہی کی روح پاکر زندہ ہو جاتے ہیں ف۳ وہ بندے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کو خدا تعالیٰ ساری مخلوق میں سے اپنی حکمت کے موافق اپنے کامل اختیار سے چن لیتا ہے "اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" (انعام رکوع ۱۵) "اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلا ومن الناس" (الحج رکوع ۱۰) ف۴ یعنی توحید کی تعلیم، شرک کا رد اور تقویٰ کی طرف دعوت، یہ ہمیشہ سے تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ و متفقہ نصب العین رہا ہے۔ گویا اثبات توحید کی یہ نقلی دلیل ہوئی، آگے عقلی دلائل بیان کی جاتی ہیں۔ ف۵ یعنی زمین و آسمان کا نظام ایسا درست و استوار بنایا جسے دیکھ کر لامحالہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ تمام کائنات کا سلسلہ صرف ایک ہی مالک مختار کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے اگر کئی بااختیار خداؤں کے ہاتھوں میں باگ ہوتی تو یہ محکم انتظام و انضباط اتنی مدت تک ہرگز قائم نہ رہتا ضرور آپس میں ٹکر ہو جاتی بلکہ کئی آزاد خداؤں کی کشمکش باہمی سرے سے اس نظام عالم کو موجود ہی نہ ہونے دیتی "لو کان فیہما اٰلہۃ الا اللہ لفسدتا" (انبیاء رکوع ۲) "اذا لذہب کل" (بقیہ برصفحہ ۳۴۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف چار چیزوں سے بندوں کے کام الگ رہے ہیں ہر روز لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر میں ان کو کام نہیں ان کو جدا فرمایا ف شاید اس سے مراد جانور ہیں ف تلاش کرو اسکے فضل کو یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں ف یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک پر جاتے کو ف یعنی راہ پر پتے رکھے کہ بھول نہ جائیں ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

تفسیر فوائد صفحہ ہٰذا ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین (المؤمنون رکوع ۱) ف یعنی علویات و سفلیات کا انتظام درست کر کے تم کو پیدا کیا تم خود اپنی خلقت میں غور کرو تو حق تعالیٰ کی عجیب و غریب صنعت و قدرت کا سبق ملیگا تمہاری اصل کیا تھی ایک قطرۂ بے جان، جس میں نہ حس و حرکت تھی نہ شعور و ارادہ نہ وہ بات کر سکنے کے قابل تھا، نہ اس لائق تھا کہ کسی حالت میں جھگڑا یا مخاصمت کرے یا دوسروں پر غالب آ جائے۔ اب دیکھو حق تعالیٰ نے اسی قطرۂ ناچیز کو کیا سے کیا بنا دیا کیسی عجیب صورت عطا کی اور کیسی اعلیٰ قوتیں اور کمالات اس پر فائض کیے جو ایک حرف بولنے پر قادر نہ تھا وہ کیسے کیسے لکچر دینے لگا جس میں اول نہ حس حرکت نہ تھی اب کس طرح بات بات میں جھگڑے کرنے اور حجتیں نکالنے لگا حتیٰ کہ بعض اوقات مخلوق ہو کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا یہ بھی یاد نہ رکھا کہ میری اصل کیا تھی اور کیسے یہ طاقت حاصل ہوئی اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ (یٰس رکوع ۵)

ف یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، تمہارے لئے پیدا کئے ان میں سے بعض کے بال یا اون وغیرہ سے کمبل، دوشالے، ٹوپے، خیمے اور سردی سے بچنے کے لئے مختلف قسم کے لباس تیار کرتے ہیں اسکے علاوہ کسی کا دودھ پیا جاتا ہے کسی کو چرایا جاتا ہے گھی مکھن وغیرہ کی ساری افراط انہی جانوروں کی بدولت ہے انکے چمڑے سے کیسے کیسے عمدہ اور بیش قیمت سامان تیار کئے جاتے ہیں جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان میں کوئی مستند بدنی یا اخلاقی مضرت نہیں بلکہ گوشت کھایا جاتا ہے کتنے عمدہ اور ہنر کی تکم پروری ان سے ہوتی ہے اور جو دوسری غذائیں ہم کھاتے ہیں ان کی تیاری میں بھی ان حیوانات کو کس قدر دخل ہے ف جب ڈھور ڈنگر گھر میں بندھے کھڑے ہوں یا جنگل میں غائب ہوں اس وقت انعام الٰہی کا ایسا صاف مظاہرہ نہیں ہوتا۔ ہاں جب چرنے کیلئے گھر سے نکلتے یا شام کو جنگل سے شکم سیر ہو کر گھر کی طرف لوٹتے ہیں اس وقت ایک عجیب رونق اور چہل پہل ہوتی ہے مالک خود بھی دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور دوسرے لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ خدا نے فلاں زمیندار کو کیا کچھ دولت دیا ہے ف یعنی جہاں تم جریدہ بدون سامان و اسباب کے بمشکل پہنچ سکتے تھے یہ جانور تم کو اور تمہارے بھاری بھاری سامانوں کو کھینچ کر لے جاتے ہیں یہ خدا کی کتنی بڑی شفقت اور مہربانی ہے کہ ان حیوانات کو تمہاری خدمت میں لگا دیا اور ان سے کام لینے کی اجازت دی اور بڑی سخت اور مشکل مہمات ان جانوروں کے ذریعہ سے آسان کر دیں۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَھُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَآ اَنْعَامًا فَھُمْ لَھَا مٰلِکُوْنَ وَذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ فَمِنْھَا رَکُوْبُھُمْ وَمِنْھَا یَاْکُلُوْنَ (یٰس رکوع ۵) ف یعنی سواری کرتے ہو اور عزت و شان ظاہر ہوتی ہے وہ زینت ہے۔ عرب میں گدھے کی ساری مہمیں نہیں وہاں کے گدھے نہایت قیمتی، خوبصورت تیز رفتار اور قدم باز ہوتے ہیں بعض گدھوں کے سامنے گھوڑے کی کچھ حقیقت نہیں رہتی ایک زندہ دل ہندی نے خوب کہا تھا کہ حجاز میں گدھا، گدھا نہیں۔ حمار ہوتا ہے ف یعنی جن حیوانات کا اوپر ذکر ہوا انکے علاوہ حق تعالیٰ تمہارے انتفاع کے لئے وہ چیزیں پیدا کرتا رہتا ہے اور کرتا رہیگا جن کی تمہیں فی الحال خبر بھی نہیں اس میں وہ سب سواریاں آ گئیں جو قیامت تک بنتی رہیں گی ف اوپر ذکر فرمایا تھا کہ تم حیوانات کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہو اور وہ تم کو مع سامان و اسباب کے سخت اور کٹھن منزلیں طے کرا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں یہ بدنی اور حسی سیر و سفر کا حال ہوا اسی کی مناسبت سے اب روحانی اور معنوی سیر و سیاحت کی طرف کلام منتقل ہو گیا۔ یعنی جس طرح زمینی راستے طے کر کے منزل مقصود تک پہنچتے ہو ایسے ہی خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ بھی کھلا ہوا ہے جس کی کچھ تفصیل ہو گی وہ مذکورہ بالا دلائل و بصائر میں غور کر کے حق تعالیٰ کی قدرت اور عظمت و جبروت پر ایمان لائیگا اور توحید و تقوے کی سیدھی راہ چل کر بے کھٹکے خدا تک پہنچ جائے گا لیکن جس کی عقل سیدھی نہیں۔ اسے سیدھی سڑک پر چلنے کی توفیق کہاں ملتی ہے وہ ہمیشہ ادھر ادھر کی بیچدار پگڈنڈیوں میں بھٹکتا رہے گا۔ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ (انعام رکوع ۱۹) ف یعنی خدا کو اس بات پر عاجز نہیں تھا کہ ساری دنیا کو ایک ہی راہ پر لگا دیتا لیکن اس کی حکمت مقتضی نہیں ہوئی کہ سب کو ایک ہی ڈھنگ اختیار کرنے پر مجبور کر دے۔ جیسا کہ ہم پہلے متعدد مواقع میں اس کی تشریح کر چکے ہیں ف یعنی پانی پینے کے قابل بنایا اور اسی سے درخت، گھاس وغیرہ نباتات اگائے جس سے تمہارے جانور چرتے ہیں۔

فوائد صفحہ ہٰذا ف یعنی ایک ہی پانی سے مختلف قسم کے پھل اور میوے اگاتا رہتا ہے جن کی شکل و صورت، رنگ و بو، مزہ اور تاثیر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتی ہیں غور کرنے والوں کیلئے خدا کی قدرت کاملہ اور صنعت عجیبہ کا بڑا نشان ہے کہ ایک زمین ایک آفتاب، ایک ہوا، اور ایک پانی سے کیسے رنگ برنگ کے پھول پھل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ف رات اور دن برابر ایک دوسرے کے پیچھے چلے آتے ہیں تا دنیا کا کاروبار چلے اور لوگ سکون و آرام حاصل کر سکیں اسی طرح چاند و سورج ایک معین نظام کے ماتحت نکلتے اور چھپتے رہتے ہیں رات دن کی آمد و شد اور شمس و قمر کے طلوع و غروب کے ساتھ انسانوں کے بیشمار فوائد وابستہ ہیں بلکہ غور سے دیکھا جائے تو ان کے بدون انسان کی زندگی محال ہے خدا تعالیٰ نے اپنے اقتدار کامل سے چاند سورج اور کل ستاروں کو ادنیٰ مزدوروں کی طرح ہمارے کاموں پر لگا رکھا ہے مجال نہیں کہ ذرا سستی یا سرتابی کر سکیں لیکن چونکہ رات دن اور چاند سورج سے بالکل صریح طور پر ہمارے کام متعلق ہیں اور دوسرے ستاروں سے ہمارے فوائد و مصالح کی وابستگی اس قدر واضح نہیں اس لئے شاید ان کو جدا کر کے دوسرے عنوان سے بیان فرمایا۔ واللہ اعلم ف یعنی جس بلند و برتر ہستی نے آسمانی چیزوں کو تمہارے کام (بقیہ بر صفحہ ۳۴۸)

الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ
کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے
کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَ
اس میں نشانی ہے ان لوگوں کو جو دھیان کرتے ہیں اور کام لگائے تمہارے رات اور
اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کو جو غور کرتے ہیں ف اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور
النَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ فِي
دن اور سورج اور چاند اور تارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے اس
دن اور سورج اور چاند کو اور ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے ف اس
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا
میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو بوجھ رکھتے ہیں ف اور جو بکھیرا ہے تمہارے واسطے زمین میں کئی رنگ
میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں اور جو چیزیں پھیلائیں تمہارے واسطے زمین میں رنگ
أَلْوَانُهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي
کا اس میں نشانی ہے ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں ف اور وہی ہے جس نے
برنگ کی ف اس میں نشانی ہے ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں ف اور وہی ہو جس نے
سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً
کام میں لگایا دریا کو کہ کھاؤ اس میں سے گوشت تازہ اور نکالو اس سے گہنا
کام میں لگا دیا دریا کو کہ کھاؤ اس میں سے گوشت تازہ اور نکالو اس میں سے گہنا
تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ
جو پہنتے ہو اور دیکھتے تو کشتیاں پھاڑتی چلتی اس میں اور اس واسطے کہ تلاش کرو اسکے فضل سے
جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو چلتی ہیں پانی پھاڑ کر اس میں ف اور اس واسطے کہ تلاش کرو اسکے فضل سے
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ
اور شاید احسان مانو ف اور ڈالے زمین میں بوجھ کہ کبھی جھک پڑے تمکو لے کر
اور تاکہ احسان مانو ف اور رکھ دیئے زمین پر بوجھ کہ کبھی جھک پڑے تمکو لیکر ف
وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ
اور ندیاں بنائیں اور راہیں شاید تم راہ پاؤ ف اور بنائے نشانیاں اور تاروں سے لوگ
اور بنائیں ندیاں ف اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ ف اور بنائیں علامتیں ف اور ستاروں سے لوگ
يَهْتَدُونَ ۝ أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝
راہ پاتے ہیں ف بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اسکے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچا نہیں کرتے
راہ پاتے ہیں ف بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اسکے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچتے نہیں ف
وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝
اور اگر گنو نعمتیں اللہ کی نہ پورا کر سکو ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے
اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پورا کر سکو گے ان کو ف بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ا شاید اس جگہ یہ بات اس پر فرمائی کہ جیسے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں بیٹھتی سو نشانیوں پر پکڑا ہے ف ۲ شاید ان کو فرمایا جو حضرت بزرگوں کو پوجتے ہیں ف ۳ چاہی پہنچا نیست اور حیات گزری۔ یعنی ان کے قریب اور دنیا کی آخرت۔ — از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۳۴۷ ۔ یعنی زمین پر جو تمہارے فائدے کے لئے زمین میں مختلف قسم کی مخلوقات پیدا کیں جو ماہیت، شکل وصورت، رنگ، بو اور خاصیت وخواص میں ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہیں سب حیوانات، نباتات، جمادات، بسائط ومرکبات شامل ہو گئے ف ۷ یعنی ایسے ٹھاٹھیں مارنے والے خوفناک سمندر کو بھی جس کے سامنے انسان ضعیف البنیان کی کچھ بساط نہیں تمہارے کام میں لگا دیا کہ اس میں بے تکلف مچھلی کا شکار کرکے نہایت لذیذ اور ترو تازہ گوشت حاصل کرتے ہو اور اس کی تہ سے موتی اور مونگے نکالتے ہو جس کے قیمتی زیور تیار کئے جاتے ہیں بھلا سمندر کی موجوں کو دیکھو ان کے سامنے بڑے بڑے پہاڑوں کی ایک تنکے کی برابر حقیقت نہیں لیکن ایک چھوٹی سی کشتی کس طرح ان موجوں کو چیرتی پھاڑتی چلی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے کہ اس نے انسان کو عقل دی اور ایسی چیزیں تیار کر لینے کی ترکیب سجھائی جن کے ذریعہ گویا سمندر کو پایاب کر لیا گیا ف ۸ یعنی جہازوں اور کشتیوں پر تجارتی مال لاد کر ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک اقلیم سے دوسرے اقلیم میں پہنچاؤ اور خدا کے فضل سے بڑی فراخ روزی حاصل کرو پھر خدا کا احسان مان کر اس کی نعمتوں کے شکر گزار ہو ف ۹ یعنی خدا تعالیٰ نے زمین پر بھاری پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین اپنی اضطرابی حرکت سے تم کو لیکر جھک نہ جائے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین ابتدائے آفرینش میں مضطربانہ طور پر ہلتی اور کانپتی تھی حق تعالیٰ نے اس پر پہاڑ پیدا کئے جن سے اس کی کپکپی بند ہوئی۔ آج کل جدید سائنس نے بھی اقرار کیا ہے کہ پہاڑوں کا وجود ایک حد تک زلزلوں کی کثرت سے مانع ہے بہرحال زمین کی حرکت وسکون کا مسئلہ جو حکماء میں مختلف فیہ رہا ہے اس آیت کا نفیاً یا اثباتاً کچھ تعلق نہیں کیونکہ پہاڑوں کے ذریعہ جس حرکت کو بند کیا ہے وہ حرکت نہیں جس میں اختلاف ہو رہا ہے ف ۱۰ یعنی ندیوں اور نہروں کا سرچشمہ پہاڑوں میں ہوتا ہے لیکن وہ میدانوں اور پہاڑوں کو قطع کرتی ہوئی سینکڑوں ہزاروں میل کی مسافت پر خدا کے حکم سے ان بستیوں تک پہنچتی ہیں جن کا رزق انکے پانی سے متعلق کیا گیا ہے ف ۱۱ یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کو ف ۱ یعنی پہاڑ، دریا ... [illegible] ... قائم کر دی ہیں جن سے مسافروں کے قافلے ٹھیک راستہ کا سراغ نکال لیتے ہیں ف ۱ یعنی رات کے وقت دریا اور خشکی کے سفر میں بعض ستاروں کے ذریعہ سے راستہ کا پتہ لگایا جاتا ہے ... [illegible] ... ف ۱۱ یعنی سوچنا چاہیئے کہ کس قدر حماقت ہے کہ جو چیزیں ایک مکھی کا پر ... [illegible] ... پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں انہیں معبود وہ مستحق ... [illegible] ... خدا کے انعامات کا خیال کر کے ... [illegible] ... ف ۱۲ یعنی جو نعمتیں ... [illegible] ... ف ۱۳ یعنی ان بے شمار نعمتوں کا شکر پوری طرح کس سے ادا ہو سکتا ہے ... [illegible] ... ناشکری کی حالت میں بھی اپنی رحمت ... [illegible] ... دنیا میں خالص کر تا رہتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ

اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو ف ا اور جن کو پکارتے ہیں

اور اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو ف ا اور جن کو پکارتے ہیں

دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ

اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا ہوئے ہیں مردے ہیں جن میں

اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں ف ۲ مردے ہیں جن میں

اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

جی نہیں اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جاویں گے ف ۳ معبود تمہارا معبود ہے اکیلا

جان نہیں ف ۳ اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے ف ۴ معبود تمہارا معبود ہے اکیلا

فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

سو جو یقین نہیں رکھتے پچھلی زندگی کا ان کے دل نہیں مانتے اور وہ

سو جن کو یقین نہیں آخرت کی زندگی کا ان کے دل نہیں مانتے اور وہ

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ

مغرور ہیں ٹھیک بات ہے کہ اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو جتلاتے ہیں

مغرور ہیں ف ۵ ٹھیک بات ہے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ

بے شک وہ نہیں پسند کرتا غرور کرنے والوں کو اور جب کہیے ان کو کیا اتارا ہے

بیشک وہ نہیں پسند کرتا غرور کرنے والوں کو ف ۶ اور جب کہئے ان سے کہ کیا اتارا ہے

رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً

تمہارے رب نے کہیں نقلیں ہیں پہلوں کی کہ اٹھاویں بوجھ اپنے پورے

تمہارے رب نے تو کہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی ف ۷ تاکہ اٹھائیں بوجھ اپنے پورے

يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ اَلَا سَآءَ

دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو بہکاتے ہیں بے تحقیق سنتا ہے برا بوجھ ہے

دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو بہکاتے ہیں بلا تحقیق سنتا ہے برا بوجھ ہے

مَا يَزِرُوْنَ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ

جو اٹھاتے ہیں دغا بازی کر چکے ہیں جو ان سے اگلے تھے پھر پہنچا اللہ ان کی چنائی پر

جو اٹھاتے ہیں ف ۸ البتہ دغا بازی کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر

مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ

نیو سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب

بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر عذاب

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ

جہاں سے خبر نہ رکھتے تھے ف ۱ پھر قیامت کے دن رسوا کرے گا ان کو اور کہے گا

جہاں سے ان کو خبر نہ تھی ف ۹ پھر قیامت کے دن رسوا کرے گا ان کو اور کہے گا

فوائد صفحہ ہذا ف ۱ یعنی حق تعالیٰ تمام ظاہری وباطنی احوال سے خبردار ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کون شخص اس کی نعمتوں پر کس حد تک اعتراف یا کس حد تک جوارح سے شکر گزار رہتا ہے اور کون ایسا ہے جس کا ظاہر وباطن اس نعمت سے خالی رہتا ہے یا منکر ہو یا دلائل وتفہیم کو سن کر ان پر بھی دل سے اس پر ایمان لاتا ہے اور کون ہے جو بظاہر سب دلائل سے لاجواب ہو کر بھی حق کو قبول نہیں کرتا خدا کے علم میں جس کا جو حال ہوگا اسی کے موافق معاملہ کرے گا ف ۲ خدا تو وہ ہے جو عظیم الشان اور غیر محصور انعامات کا اوپر تذکرہ ہوا۔ اب مشرکین کی حماقت ملاحظہ ہو کہ ایسے عالم الکل اور خالق الکل خدا کا شریک ان چیزوں کو ٹھہرا دیا جو ایک ذرہ کا تنکا پیدا نہیں کر سکتیں بلکہ خود ان کا وجود بھی خدا کا پیدا کیا ہوا ہے ف ۳ یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے (بے جان) ہیں۔ جیسے بت وغیرہ یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام ومال کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکۃ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں بلکہ جن وشیطان بھی جن کو بعض لوگ پوجتے ہیں سب پر ایک وقت موت طاری ہونے والی ہے پس جس چیز کا وجود دوسرے کا عطا کیا ہوا ہو اور وہ جب چاہے چھین لے، اسے خدا کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ یا عبادت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے؟ ف ۴ یعنی یہ عجیب خدا ہیں جنہیں کچھ خبر نہیں کہ قیامت کب آئے گی اور وہ خود اور ان کے پرستار کب حساب کتاب کے لئے اٹھائے جائیں گے ایسی بے جان اور بے خبر ہستیوں کو خدا بنالینا انتہا درجہ کی حماقت اور جہل ہے ف ۵ یعنی جو دلائل واضحہ اوپر بیان ہوئے ایسے صاف اور واضح ہیں کہ ان میں ادنیٰ غور کرنے سے انسان توحید کا یقین کر سکتا ہے لیکن غور وطلب تو وہ کرے جسے اپنی عاقبت کی فکر اور انجام کا ڈر ہو جن کو بعد الموت کا یقین ہی نہیں ... [illegible] ... اقرار اور پیغمبروں کے سامنے تواضع سے گردن جھکانے کا خیال آئے تو کیوں سے ف ۶ یعنی خوب سمجھ لو کہ ... [illegible] ...

منزل ۳

(بقیہ فوائد صفحہ ۳۴۸) حال اور طور طریق سے خوب بہتے، سب خدا کے علم میں ہے وہ ہی ہر ایک چھپے جرم کی سزا تم کو دیگا ف یعنی ناواقف اشخاص بغرض تحقیق یا واقف لوگ ازراہ امتحان جب ان مکذبین سے کہتے ہیں یا وہ مکذبین خود آپس میں ایک دوسرے سے ازراہ تمسخر و استہزاء سوال کرتے ہیں کہ کہو! تمہارے رب نے کیا چیز اتاری ہے؟ مطلب یہ کہ قرآن جسے پیغمبر علیہ السلام خدا کا اتارا ہوا بتلاتے ہیں تمہارے نزدیک کیا چیز ہے اور محمد صلعم اس دعوے میں کہاں تک سچے ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قرآن میں رکھا ہی کیا ہے بجز اس کے کہ کتب سابقہ اور ملل سابقہ کی کچھ پرانی بے سند باتیں (توحید، نبوت، جنت، دوزخ وغیرہ) اور چند قصے کہانیاں نقل کر دی گئی ہیں ف یعنی اس بکنے سے غرض یہ ہے کہ (معاذ اللہ) قرآن عزیز کو بے وقعت ٹھہرا کر اپنے ساتھ دوسروں کو گمراہ کریں اور اس طرح اپنے کفر و ضلال کی پوری پوٹ کے ساتھ کچھ بوجھ ان لوگوں کے اضلال و اغوا کا بھی سر پر رکھیں جنہیں بے نادانی اور جہالت سے گمراہ کر رہے ہیں خیال کرو کیسی بدی کی پوٹ سر پر رکھ رہے ہیں حدیث میں ہے "ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من اتبعہ لا ینقص ذلک من آثامہم شیئا" وقال اللہ تعالیٰ "ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم" (عنکبوت رکوع ۱) ف یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے اور پیغام حق کو پست کرنے کی جو تدبیریں آج کی جا رہی ہیں ان سے پہلے دوسری قومیں بھی انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ایسی تدبیریں کر چکی ہیں، انہوں نے مکر و تلبیس کے بڑے بڑے محل کھڑے کر دیئے پھر جب خدا کا حکم پہنچا تو اس نے جڑ سے اکھاڑ کر بنیادیں ہلا دیں، آخر عذاب الٰہی کے ایک جھٹکے میں ان کے تیار کئے ہوئے محل ان ہی پر آ پڑے جن کی چھتوں کے نیچے سب دب کر رہ گئے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی تدبیریں خود ان ہی پر الٹ دی گئیں اور جو سامان غلبہ و حفاظت کا کیا تھا وہ فنا و ہلاکت کا سبب بن گیا بلکہ بعض اقوام کی بستیاں حسی طور پر بھی تہ و بالا کر دی گئیں۔

أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ

کہاں ہیں میرے شریک جن پر ضد کرتے تھے بولیں گے جن کو

کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو بڑی ضد تھی ف۱ بولیں گے جن کو

أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوٓءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

خبر ملی تھی بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی منکروں پر ہے

دی گئی تھی خبر بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی منکروں پر ہے ف۲

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ

جن کی جان لیتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں تب آ گریں گے اطاعت سے

جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں ف۳ تب ظاہر کریں گے اطاعت

مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِن سُوٓءٍ ۚ بَلَىٰٓ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

کہ ہم تو کرتے نہ تھے کچھ برائی کیوں نہیں اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے

کہ ہم تو کرتے نہ تھے کچھ برائی ف۴ کیوں نہیں اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے ف۵

فَادْخُلُوٓا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى

سو پیٹھو دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے

سو داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اسی میں سو کیا برا ٹھکانا ہے

الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَآ أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا

غرور کرنے والوں کا اور کہا پرہیزگاروں کو کیا اتارا تمہارے رب نے بولے

غرور کرنے والوں کا ف۶ اور کہا پرہیزگاروں کو کیا اتارا تمہارے رب نے بولے

خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ

نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور پچھلا

نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس دنیا میں ان کو بھلائی ہے ف۷ اور آخرت

الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا

گھر بہتر ہے اور کیا خوب گھر ہے پرہیزگاروں کا باغ ہیں رہنے کے جن میں وہ جاویں گے

کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب گھر ہے پرہیزگاروں کا ف۸ باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي

بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان کو وہاں ہے جو چاہیں ایسا بدلا دے گا

بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ان کے واسطے وہاں ہے جو چاہیں ف۹ ایسا بدلہ دے گا

اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ

اللہ پرہیزگاروں کو جن کی جان لیتے ہیں فرشتے اور وہ ستھرے ہیں ان کو کہتے ہیں

اللہ پرہیزگاروں کو ف۱۰ جن کی جان قبض کرتے ہیں فرشتے اور وہ ستھرے ہیں ف۱۱ کہتے ہیں فرشتے

سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَلْ

سلامتی ہے تم پر جاؤ بہشت میں بدلا اس کا جو تم کرتے تھے اب

سلامتی تم پر جاؤ بہشت میں ف۱۱ بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے ف۱۲ کیا

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی جن شرکاء کی حمایت میں ہمارے پیغمبروں سے ہمیشہ لڑتے جھگڑتے تھے آج وہ کہاں ہیں۔ تمہاری مدد کو کیوں نہیں آتے۔ "ھل ینصرونکم او ینتصرون" (شعراء رکوع ۵) "فما لہ من قوۃ ولا ناصر" (طارق رکوع ۱) یہ کہنا بھی ان کو رسوا کرنا ہے یا رسوائی سے مراد جہنم میں داخل کرنا اور ان کی خفیہ مکاریوں کا پردہ فاش کرنا ہے۔ "انک من تدخل النار فقد اخزیتہ" (آل عمران رکوع ۲۰) ف۲ یعنی وہ تو کیا جواب دے سکتے۔ البتہ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے باخبر لوگ اس وقت ان مکار دغابازوں کو سنا کر کہیں گے کہ دیکھ لیا جو ہم کہا کرتے تھے آج کے دن ساری برائی اور رسوائی صرف منکرین حق کے لئے ہے ف۳ یعنی شرک و کفر اختیار کر کے اپنے حق میں برا کرتے رہے آخری حالت میں موت کے فرشتے جان نکالنے کو آ گئے خلاصہ یہ کہ خاتمہ حالت کفر و شرک پر ہوا۔ اعاذنا اللہ۔ ف۴ یعنی اس وقت ساری فوں فاں نکل جائے گی جو شرارت و بغاوت دنیا میں کرتے تھے سب کا انکار کر کے اطاعت و وفاداری کا اظہار کریں گے کہ ہم نے کبھی کوئی بری حرکت نہیں کی ہمیشہ نیک چلن رہے "یوم یبعثہم اللہ جمیعا فیحلفون لہ کما یحلفون لکم ویحسبون انہم علی شیء الا انہم ہم الکاذبون" (مجادلہ رکوع ۳) ف۵ یعنی کیا جھوٹ بول کر خدا کو فریب دینا چاہتے ہو؟ جس کے علم میں تمہاری ساری حرکات ہیں آج تمہارا کوئی مکر اور جھوٹ خدائی سزا سے نہیں بچا سکتا وقت آ گیا ہے کہ اپنی کرتوت کا مزہ چکھو ف۶ یہ منکرین کے مقابلہ میں متقین (پرہیزگاروں) کا حال بیان فرمایا کہ جب ان سے قرآن کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز اتاری تو نہایت عقیدت و ادب سے کہتے ہیں کہ "نیک بات جو سراپا خیر و برکت ہے" ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس نے بھلائی کی دنیا میں اسے بھلائی کا خوشگوار پھل مل کر رہے گا۔ خدا کے یہاں کسی کی محنت اور ذرہ بھر نیکی ضائع نہیں جاتی ف۷ یعنی آخرت کی بھلائیوں کا اور نعمتوں کا تو پوچھنا ہی کیا ہے دنیا و مافیہا کی نعمتیں وہاں کی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ ف۸ یعنی جنتی جس قسم کی جسمانی راحت اور روحانی مسرت چاہیں گے وہاں حاصل ہو گی "وفیہا ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین وانتم فیہا خالدون" ف۹ یعنی ان تمام لوگوں کو جو کفر و شرک اور فسق و عصیان سے پرہیز کرتے ہیں ایسا اچھا بدلہ ملیگا ف۱۰ یعنی ان کی جانیں موت کے وقت تک کفر و شرک کی نجاست سے پاک اور فسق و فجور کے میل کچیل سے صاف ہیں اور حق تعالیٰ کی صحیح معرفت و محبت کی وجہ سے نہایت خوشدلی و انشراح بلکہ اشتیاق کے ساتھ اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کی ف۱۱ ایک حیثیت سے روحانی طور پر تو انسان مرنے کے بعد ہی جنت یا دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے ہاں جسمانی حیثیت سے پوری طرح دخول حشر کے بعد ہوگا ممکن ہے اس بشارت میں دونوں قسم کے دخول کی طرف اشارہ ہو ف۱۲ یعنی تمہارا عمل سبب عادی ہے دخول جنت کا باقی سبب حقیقی رحمت الٰہیہ ہے جیسا کہ حدیث میں آیا "الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ"

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا، آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں، یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں، اسی سے ہیں کی قسمت میں ہدایت تھی اس نے پائی، جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے ف۲ ہڑدنگا وہ جو ناحق سرداری کا دعوےٰ کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاغوت کہتے ہیں بت اور شیطان اور زبردست ظالم سب یہی ہیں۔ —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ جنت کی خوبیاں اور اس کا تفوق و امتیاز بیان فرمانے کے بعد ان غافلوں کو تنبیہ کی جاتی ہے جو محض دنیوی سامانوں پر مست ہیں کیا آخرت کو بھلائے بیٹھے ہیں اور اپنا انجام سدھارنے کی کوئی فکر نہیں کرتے یعنی کیا یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ جس وقت فرشتے جان نکالنے کو آجائیں گے یا خدا کے حکم کے موافق قیامت قائم ہو جائے گی، یا مجرموں کی سزادہی کا حکم پہنچ جائے گا اور جو نہ سر پر پڑنے لگے گا، تب ایمان لا کر اپنی حالت درست کریں گے، حالانکہ اس وقت کا ایمان یا توبہ درجۂ قبول نہ ہوگا ضرورت تو اس کی ہے کہ موت سے پہلے بعد الموت کی تیاری کی جائے اور عذاب آنے سے پیشتر بچاؤ کی تدبیر کر لیں ف۲ یعنی اگلے معاندین بھی اسی طرح غرور و غفلت کے نشہ میں پڑے رہتے! باطل پرستی میں تمادی ہوتی رہی توبہ کے وقت توبہ نہ کی۔ اخیر تک انبیاء کی تکذیب و مخالفت پر تلے رہے اور ان کی باتوں کی ہنسی اڑاتے رہے آخر جو کیا تھا سامنے آیا اور عذاب الٰہی وغیرہ کی جن خبروں سے ٹھٹھا کیا کرتے تھے وہ آنکھوں سے دیکھ لیں، ان کا استہزاء و تمسخر انہی پر الٹ پڑا بھاگ کر جان بچانے کی کوئی سبیل نہ رہی اپنی شرارتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑا، جو بویا تھا سو کاٹا، خدا کو ان سے کوئی بیر نہ تھا نہ اس کے یہاں ظلم و تعدی کا امکان ہے ان لوگوں نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری کسی کا کیا بگڑا، اپنی کا نقصان ہوا ف۳ یہاں سے ان باطل اعذار اور لچر پوچ دلائل کا رد شروع کرتے ہیں جو مشرکین اپنے شرک، اور اعمال شرکیہ کا جواز و استحسان ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے خلاصہ یہ ہے کہ اگر غیر اللہ کی پرستش یا بعض جانوروں (مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ) کو حرام ٹھہرا لینا برے اور بے سند کام ہوتے جنہیں خدا پسند نہ کرتا تو ہم کو کرنے کیوں دیتا، ضرور تھا کہ جب ہم اس کی مرضی کے خلاف کام کریں تو اس سے روک دے نہ رکیں تو فوراً سزا دے اگر ایسا نہیں ہوا تو یہ دلیل ہے کہ خدا کو وہ کام ناپسند نہیں آٹھویں پارہ کے دوسرے ربع آیۃ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ کی جو تقریر ہم نے کی ہے اس میں مشرکین کا یہ شبہ اور اس کا مفصل جواب بیان کیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ کر لیا جائے، ف۴ یعنی مشرکین کا یہ کہنا غلط ہے کہ خدا کی طرف سے روکا نہیں گیا ابتدائے آفرینش سے آج تک حسب ضرورت و مصلحت حق تعالیٰ

ع ۹
۱۰

انبیاء کو بھیجتا رہا ہے جن کا کام ہی یہ تھا کہ لوگوں کو شرک و اعمال شرکیہ سے روکیں اور صاف صاف اعلان کریں کہ خدا تعالیٰ کو کیا کام پسند ہیں کیا ناپسند، اور ان میں سے ہر ایک کا انجام کیا ہے باقی یہ کہ لوگوں کو تکوینی طور پر مجبور کیوں نہ کر دیا کہ وہ بدی کا راستہ اختیار ہی نہ کر سکتے تو یہ بات اس کی حکمت کے منافی تھی جیسا کہ ہم پہلے متعدد مواضع میں لکھ چکے ہیں رہی یہ چیز کہ جو انبیاء کا کہنا نہ مانیں انہیں فوراً سزا دی جاتی تو بہت سی قوموں کو دنیا میں عبرتناک سزائیں بھی دی گئیں جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ہاں عقلاً و نقلاً یہ ضروری نہیں کہ ارتکاب جرم کے ساتھ فوراً سزا دی جائے مجرم کو ایک منٹ کی مہلت نہ ملے نہ اس کے لئے توبہ و اصلاح کا کوئی موقع باقی چھوڑا جائے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "یہ نادانوں کی باتیں ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا۔ آخر ہر فرقہ کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہونے دیتا ہے (کیا انکے روکنے سے خدا عاجز تھا؟) یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں، جس کی قسمت میں ہدایت تھی اس نے پائی، جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے (کہ انسان کو فی الجملہ کسب و اختیار کی قوت دیکر آزاد رکھے۔ اینٹ پتھر کی طرح مجبور یا حیوانات کی طرح اس کا دائرہ عمل محدود نہ کرے بلکہ ہر طرف بڑھنے اور ترقی کرنے کا موقع دے) ف۵ یعنی اپنے اپنے وقت پر، آخر میں پیغمبر عربی صلعم کو رسول الثقلین بنا کر بھیجا (تنبیہ) اس آیت سے لازم نہیں آتا کہ ہر قوم اور بستی میں رسول بلا واسطہ بھیجا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک نبی کسی قوم میں اٹھایا جائے اور اسکے نائب جنہیں "ہادی" و "نذیر" کہا جا سکتا ہے دوسری اقوام میں بھیجے جائیں ان کا بھیجنا گویا بالواسطہ اسی پیغمبر کا بھیجنا ہے۔ واللہ اعلم ف۶ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "ہڑدنگا وہ جو ناحق سرداری کا دعوےٰ کرے کچھ سند نہ رکھے۔ ایسے کو "طاغوت" کہتے ہیں بت، شیطان اور زبردست ظالم سب اس میں داخل ہیں ف۷ یعنی جس کو قصور استعداد اور سوء اختیار کی بناء پر خدا گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا نہ اسے خدائی سزا سے کوئی بچا سکتا ہے آپ کا ان کی ہدایت پر حریص ہونا بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا پھر آپ انکے غم میں اپنے کو اس قدر کیوں گھلاتے ہیں۔

يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ

کچھ راہ دیکھتے ہیں کہ آویں ان پر فرشتے یا پہنچے حکم تیرے رب کا اسی طرح

کا انتظار اس کے منتظر ہیں کہ آئیں ان پر فرشتے یا پہنچے حکم تیرے رب کا ف۱ اسی طرح

فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوٓا أَنفُسَهُمْ

کیا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا ان پر لیکن وہ اپنا

کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا ان پر لیکن وہ خود اپنا

يَظْلِمُونَ ○ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا

برا کرتے رہے پھر پڑے ان پر ان کے برے کام اور الٹ پڑا ان پر جو

برا کرتے رہے ٭ پھر پڑ گئے ان کے سر ان کے برے کام اور الٹ پڑا ان پر جو

بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ○ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَآءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا

ٹھٹھا کرتے تھے اور بولے شریک کرنے والے اگر چاہتا اللہ نہ پوجتے ہم

ٹھٹھا کرتے تھے ف۲ اور بولے شرک کرنے والے اگر چاہتا اللہ تو نہ پوجتے ہم

مِن دُونِهِۦ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِۦ

اس کے سوائے کوئی چیز اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم اس کے سوا

اس کے سوا کسی چیز کو اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم بدون اس کے حکم کے

مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ

کوئی چیز اسی طرح کیا ان سے اگلوں نے سو رسولوں پر ذمہ نہیں

کسی چیز کو ف۳ اسی طرح کیا ان سے اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں

إِلَّا الْبَلَٰغُ الْمُبِينُ ○ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ

مگر پہنچا دینا کھول کر ف اور ہم نے اٹھائے ہیں ہر امت میں رسول کہ

مگر پہنچا دینا صاف صاف ف۴ اور ہم نے اٹھائے ہیں ہر امت میں رسول ف۵ کہ

اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّٰغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ

بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑدنگے سے سو کسی کو راہ دی اللہ نے

بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑدنگے سے ف۶ پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے

وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَٰلَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

اور کسی پر ثابت ہوئی گمراہی سو پھرو زمین میں

اور کسی پر ثابت ہوئی گمراہی سو سیر کرو ملکوں میں

فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○ إِن تَحْرِصْ عَلَىٰ

اور دیکھو کیسا ہوا آخر جھٹلانے والوں کا ف اگر تو للچاوے ان کو

پھر دیکھو کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا ف۷ اگر تو حرص کرے ان کو

هُدَىٰهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَن يُضِلُّ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ ○

راہ پر لانے کو تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بچلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کے مددگار

راہ پر لانے کی تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بچلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار ف۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازم ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع اور منکر اپنا کیا پاویں ف۲ یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ ف۳ یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی موت کے بعد دوسری زندگی کچھ نہیں پھر عذاب کا کیا ڈر سب ڈھکوسلے ہیں ف۲ یعنی تمہارے انکار اور قسمیں کھانے سے خدا کا پکا وعدہ ٹل نہیں سکتا، وہ تو ہو کر رہیگا البتہ جو ایسی حقائق ثابتہ کا انکار کر کے اپنے جہل کا ثبوت دے رہے ہو جو شخص خدا کے علم محیط اور شئون قدرت و حکمت، تکوین کے راز اور اس کی غرض و غایت سے آگاہ ہوگا وہ کبھی بعث بعد الموت کا انکار نہیں کر سکتا۔ سچ ہے: "الناس اعداء ما جہلوا"۔ ف۳ یعنی معاد (قیامت وغیرہ کا آنا) عین حکمت ہے اگر موت کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو دنیا میں جو مختلف اعمال و احوال پائے جاتے ہیں ان کے صاف اور مکمل نتائج کیسے ظاہر ہوں گے۔ یہاں کے جھگڑوں کا دو ٹوک فیصلہ تو وہیں ہوگا اور اس وقت منکرین معلوم کر لیں گے کہ قسمیں کھا کر جن باتوں کا انکار کرتے تھے وہ سچی تھیں اور قسم کھانے والے جھوٹے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازم ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں، سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع و منکر اپنا کیا پائیں۔ ف۴ پھر مردوں کو دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے (تنبیہ) "کن فیکون" کی بحث پارہ الم رکوع ۱۴ "وقالت الیہود" الخ میں ملاحظہ کر لی جائے۔ بحرف بحرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ایک سیکنڈ کے لئے بھی مراد کا تخلف نہیں ہو سکتا۔ ارادہ کے بعد مراد کا نہایت سہولت و سرعت سے فوراً واقع ہونا اور کسی مانع و عائق کا مزاحمت نہ کر سکنا، بس یہی خلاصہ اس جملہ کا ہے ف۵ یعنی مسلسل مجاہدات و طاعت و معصیت کا پورا نتیجہ ظاہر کرنے کے لئے بعث بعد الموت ضروری ہے۔ بہت سے خدا کے وفادار بندے مصائب و شدائد جھیلتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، کیا ان کی قربانیاں ضائع کی جا سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں جن لوگوں نے حق کی حمایت اور خدا کی رضا جوئی کے لئے ظالموں کی سختیاں برداشت کیں اور انواع و اقسام کے ظلم و ستم اٹھائے حتیٰ کہ مجبور ہو کر گھر بار، خویش و اقارب اور عزت و راحت سب چیزوں کو خدا کے راستہ میں تج دیا، ان کی محنت و وفاداری کا صلہ یقیناً مل کر رہے گا اول تو ان میں سے جو جیتے رہیں گے دنیا ہی میں اپنی قربانیوں کا تھوڑا سا پھل چکھ لیں گے۔ یعنی گھر چھوڑنے والوں کو بہترین ٹھکانا دیا جائیگا گھر سے اچھا گھر، وطنی بھائیوں سے بڑھ کر دردمند بھائی روزی سے بہتر روزی، عزت سے زیادہ عزت ملے گی۔ بلکہ وطن سے نکالنے والوں پر غالب، دنیا کے حاکم اور پرہیزگاروں کے امام بن جائیں گے۔ پھر اس سب کے بعد جو بلند مقامات اور عظیم الشان مدارج آخرت میں ملیں گے ان کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا اگر وہاں کے اجر و ثواب کا پورا یقین ہو جائے تو دوسرے لوگ بھی جو ہجرت کی سعادت سے محروم ہیں تمام گھر بار چھوڑ کر خدا کے راستے میں نکل کھڑے ہوں۔ (تنبیہ) آیت کے عموم الفاظ پر نظر کرتے ہوئے ہم نے یہ تقریر کی ہے (و ہو منقول فی روح المعانی عن بعضہم) عامہ مفسرین نے اس کو ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے حق میں رکھا ہے جو کفار مکہ کی زیادتیوں سے تنگ آ کر ابتداءً حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے کیونکہ اکثر کے نزدیک آیت مکی ہے جو ہجرت الی المدینہ سے پہلے نازل ہوئی ہے ان ہجرت کرنے والوں کو آخرکار خدا تعالیٰ نے اچھا ٹھکانا مدینہ میں دیا۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ف۱ یعنی کیسی ظلم اور سختی سے نہیں گھبرائے، وطن محبوب اور خویش و اقارب کے چھوٹنے کی پروا نہ کی رضائے الٰہی کے راستہ سے ذرا قدم نہیں ڈگمگایا ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے ہو رہے۔ خالص اسی کی امداد و اعانت اور وعدوں پر بھروسہ کیا یہاں تک کہ دکھلا دیا کہ جو خدا کا ہو رہتا ہے کس طرح خدا اس کا ہو جاتا ہے ف۲ یعنی پیغمبر کے مظلوم ساتھیوں کو جب وہ صبر و توکل کی راہ میں ثابت قدم ہوں، دارین میں غالب و منصور کرنا ہماری کوئی نئی عادت نہیں پہلے بھی ہم نے انسانوں ہی میں سے رسول بھیجے جن کا کام یہ تھا کہ خدا کے احکام اور نیکی بدی کے انجام سے لوگوں کو خبردار کر دیں۔ اب اگر تمہیں معلوم نہیں تو جاننے والوں سے جو امم سابقہ اور ان کے پیغمبروں کے تاریخی واقعات کا علم رکھتے ہیں تحقیق کر لو کہ فی الواقع پہلے کچھ آدمی پیغمبری کے منصب پر بینات و زبر (معجزے اور کتابیں) دیکر بھیجے گئے یا نہیں۔ اور یہ کہ ان کے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا کیا حشر ہوا۔ اہل حق صبر و توکل کی بدولت کس طرح منصور و کامیاب ہوئے اور ظالم معاندین اتمام حجت کے بعد کیسے تباہ کئے گئے۔ "وتمت کلمۃ ربک الحسنیٰ علی بنی اسرائیل بما صبروا ودمرنا ما کان یصنع فرعون وقومہ وما کانوا یعرشون" (اعراف رکوع ۱۶) ہم نے اہل الذکر سے خاص اہل کتاب مراد نہیں لئے بلکہ عموم لفظ کی رعایت کی ہے جس میں اہل کتاب بھی شامل ہیں۔ روح المعانی میں ہے "قال الرمانی والزجاج والازہری المراد باہل الذکر علماء اخبار الامم السالفۃ کائنا من کان فالذکر بمعنی الحفظ"۔ مترجم محقق رحمۃ اللہ نے بھی "اہل الذکر" کا ترجمہ یاد رکھنے والوں سے کر کے شاید اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ بہرحال عموم آیت سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ غیر اہل علم کو اہل الذکر سے دریافت کر کے عمل کرنا چاہئیے بہت سے علماء اس کو تقلید ائمہ کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف۳ یعنی معجزات اور وہ علوم جو اوراق میں لکھے جاتے ہیں ف۴ "یادداشت" سے مراد ہے قرآن کریم جو اگلی امتوں کے ضروری احوال و شرائع کا محافظ، انبیائے سابقین کے علوم کا جامع، اور ہمیشہ کے لئے خدائی احکام، اور فلاح دارین کے طریقوں کو یاد دلانے والا اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے مطلب یہ ہوا کہ جس طرح پہلے رسول بھیجے گئے کتابیں اتاری گئیں، آج تم کو (اے محمد صلعم) ہم نے ایسی کتاب دے کر بھیجا جو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ اور انبیائے سابقین کے علوم کی مکمل یادداشت ہے آپ کا کام یہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کر بیان فرمائیں، اس کی مشکلات کی شرح اور مجملات کی تفصیل کر دیں اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مطلب وہی معتبر ہے (بقیہ بر صفحہ ۳۵۲)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰہُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰی وَعْدًا

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت کی قسمیں کہ نہ اٹھاویگا اللہ جو کوئی مر جاوے کیوں نہیں وعدہ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی مر جائے ف۱ کیوں نہیں وعدہ

عَلَیْہِ حَقًّا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ لِیُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِیْ

ہو چکا ہے اس پر ثابت لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اس واسطے کہ کھولدے ان پر جس

ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ف۲ اٹھائے گا تاکہ ظاہر کر دے ان پر جس

یَخْتَلِفُوْنَ فِیْہِ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰذِبِیْنَ ۝

بات میں جھگڑتے ہیں اور تا معلوم کریں منکر کہ وہ جھوٹے تھے ف۱

بات میں کہ جھگڑتے ہیں اور تاکہ معلوم کر لیں کافر کہ وہ جھوٹے تھے ف۳

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰہُ اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ وَالَّذِیْنَ

ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم نے اس کو چاہا یہی ہے کہ کہیں اس کو ہو تو وہ ہو جاوے ف۲ اور جنہوں نے

ہمارا کہنا کسی چیز کو جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی ہے کہ کہیں اس کو ہو جا تو وہ ہو جائے ف۴ اور جنہوں نے

ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ؕ

گھر چھوڑا اللہ کے واسطے بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا البتہ انکو ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا

گھر چھوڑا اللہ کے واسطے بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا البتہ انکو ہم ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ ۘ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی

اور ثواب آخرت کا تو بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا جو ثابت رہے اور اپنے

اور ثواب آخرت کا تو بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا ف۵ جو ثابت قدم رہے اور اپنے

رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ

رب پر بھروسہ کیا اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے

رب پر بھروسہ کیا ف۱ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے یہی مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم

اِلَیْھِمْ فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَیِّنٰتِ

انکی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں ف۳ بھیجے تھے نشانیاں لے کر

انکی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں ف۲ بھیجا تھا انکو نشانیاں دیکر

وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَ

اور ورق اور تجھ کو اتارا ہم نے یہ یادداشت کہ تو کھولدے لوگوں پاس جو اترا انکی طرف اور

اور ورقے ف۳ اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھولدے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری انکے واسطے ف۴

لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۝ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ

شاید وہ دھیان کریں سو کیا نڈر ہوئے ہیں جو برے داؤ کرتے ہیں کہ

تاکہ وہ غور کریں ف۱ سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو برے فریب کرتے ہیں اس سے کہ

یَّخْسِفَ اللّٰہُ بِھِمُ الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَھُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ (۱)

دھنسا دے اللہ ان کو زمین میں یا پہنچے ان کو عذاب جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں

دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آپہنچے ان پر عذاب جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں ف۲

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف برچیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے جب دن ڈھلا سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے
کسی ملک پر کسی موسم میں داہنے طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف ف پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا۔ یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے۔ ف ہر بندے کے
دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھتا ہے یہ سجدہ فرشتوں کو بھی ہے۔ اور سب کا۔ —————— از شاہ عبدالقادر صاحب

أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ

یا پکڑے ان کو چلتے پھرتے سو وہ نہیں تھکانے والے یا پکڑے ان کو ڈرانے

یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنے والے ف یا پکڑ لے ان کو ڈرانے

تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ

کو سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان کیا نہیں دیکھتے جو اللہ نے بنائی ہے

کے بعد ف سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان ف کیا نہیں دیکھتے وہ جو کہ اللہ نے پیدا کی ہے

مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ

کوئی چیز ڈھلتی ہیں چھاویں اُنکی داہنے سے اور بائیں سے سجدہ کرتی اللہ کو اور وہ

کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سایے اُن کے داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ

دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن

عاجزی میں ہیں ف اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے

عاجزی میں ہیں ف اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے

دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن

کوئی جاندار اور فرشتے اور وہ بڑائی نہیں کرتے ف ڈر رکھتے ہیں اپنے رب کا

جانداروں سے اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے ف ڈر رکھتے ہیں اپنے رب کا

فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ ۩ وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا

اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں ف اور کہا اللہ نے نہ پکڑو

اپنے اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں ف اور کہا ہے اللہ نے مت پکڑو

إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝ وَلَهُ

معبود دو وہ معبود ایک ہے سو مجھ ہی سے ڈرو اور اسی کا ہے

معبود دو وہ معبود ایک ہی ہے سو مجھ سے ڈرو ف اور اسی کا ہے

مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ وَاصِبًا ۚ أَفَغَيْرَ اللَّهِ

جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اور اسی کا انصاف ہے ہمیشہ سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے

جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی عبادت ہے ہمیشہ ف سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے

تَتَّقُونَ ۝ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۖ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ

خطرہ رکھتے ہو اور جو تمہارے پاس ہے کوئی نعمت سو اللہ کی طرف سے پھر جب لگتی ہے تم کو سختی

ڈرتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت سو اللہ کی طرف سے پھر جب پہنچتی ہے تم کو سختی

فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ ۝ ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ

تو اسی کی طرف چلاتے ہو پھر جب کھول دے سختی تم سے تب ہی ایک فرقہ

تو اسی کی طرف چلاتے ہو ف پھر جب کھول دیتا ہے سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ

مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا

تم میں اپنے رب کے ساتھ لگتے ہیں شریک بتلانے تا منکر ہو جاویں اس چیز سے جو ہم نے دی سو برت لو

تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شریک بتانے تاکہ منکر ہو جائیں اس چیز سے جو کہ ہم نے اُن کو دی ہے سو مزے اڑا لو

منزل ۳

بقیہ فوائد صفحہ ۳۵۱۔ جو احادیث رسول اللہ صلعم کے موافق ہو۔ ف یعنی حضور کا کام مضامین قرآن کو کھول کر بیان کرنا، اور لوگوں کا کام اس میں غور و فکر کرنا ہے ف ۱۱ یعنی اگلے انبیاء اور ان کی قوموں کا حال سننے اور قرآن ایسی مکمل یاد داشت پہنچ جانے کے بعد بھی کیا کفار مکہ حق کے مقابلہ میں اپنی مکاریوں اور داؤ فریب سے باز نہیں آتے۔ کیا یہ امکان نہیں کہ خدا انہیں قارون کی طرح زمین میں دھنسا دے۔ یا ایسی طرف سے کوئی آفت بھیج دے جدھر سے انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ چنانچہ "بدر" میں مسلمان غازیوں کے ہاتھوں سے ایسی سزا دلوائی جو اپنی قوت و جمعیت اور مسلمانوں کے ضعف و قلت کو دیکھتے ہوئے ان کے تصور میں بھی نہ آسکتی تھی۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی یہ بھی ضرورت نہیں کہ پہلے سے کچھ اہتمام کیا جائے یا فوجیں مقابلہ کے لئے روانہ کی جائیں۔ خدا تو اس پر بھی قادر ہے کہ تمہیں چلتے پھرتے کام کاج کرتے یا بستروں پر کروٹیں بدلتے ہوئے ایک دم پکڑ لے اور بالکل عاجز و بے بس کر دے اسکو سب قدرت ہے۔ وہ تم کو عاجز کر سکتا ہے۔ تم اسے نہیں تھکا سکتے ف ۲ یعنی اچانک نہ پکڑے بلکہ آگاہ کرنے اور مبادی عذاب بھیجنے کے بعد ایسی حالت میں پکڑے جبکہ لوگ اطلاع پاکر اور آثار عذاب دیکھ کر طبعاً خوف کھا رہے ہوں یا آس پاس کے لوگوں کو آفات سماویہ میں مبتلا دیکھ کر ڈر رہے ہوں لیکن یہ خوف محض طبعی ہو۔ ندامت اور توبہ کے ساتھ نہ ہو جو دفع عذاب ہو سکتا ہے بعض نے "تخوف" کے معنی "تنقص" (آہستہ آہستہ کم کرنے) کے لئے ہیں یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ دفعۃً ہلاک نہ کرے آہستہ آہستہ تم کو گھٹاتے اور نیست کرتا رہے ف ۳ یعنی خدا سب کچھ کر سکتا ہے۔ مگر کیوں نہیں کرتا اس کی نرمی اور مہربانی مانع ہے کہ مجرمین پر فوراً عذاب نازل کر دے، اس کی رافت و رحمت مقتضی ہے کہ مجرمین کو مہلت اور اصلاح کا موقع دیا جائے یا یہ جملہ صرف "یاخذھم علی تخوف" سے متعلق ہے یعنی اگر "تخوف" کو بمعنی "تنقص" لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ آہستہ آہستہ کم کرنا اور دفعۃً ہلاک نہ کرنا اس کی رحمت و شفقت کی وجہ سے ہے ورنہ ایک آن میں نیست و نابود کر دیتا ف ۴ یعنی جب تکوینی طور پر ہر چیز خدا کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے حتی کہ سایہ دار چیزوں کا سایہ بھی اسی کے حکم اور قانون قدرت کے موافق گھٹتا بڑھتا اور ادھر یا ادھر ڈھلتا رہتا ہے۔ پھر ایسے قدرت والے خدا کو عذاب بھیجنے سے کون سی طاقت روک سکتی ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ باختیار خود اس کے احکام تشریعیہ کے سامنے گردن جھکا دے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے جب دن ڈھلا سایہ جھکا، پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع، رکوع سے سجدہ، اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنی طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف" ف ۵ پہلے کھڑی چیزوں کا جو سایہ دار ہوں سجدہ بیان ہوا تھا۔ یہاں عام جانداروں بالخصوص فرشتوں کا سجدہ بیان کر کے متنبہ فرمایا کہ ایسی مقرب و معظم ہستیاں بھی اس کے آگے سربسجود ہیں۔ کوئی شیخی باز مغرور ان میں نہیں جو اپنے مالک کے سامنے سر جھکانے سے رکے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل ہوتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندہ کی بڑائی اسی میں ہے،، من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ ف ۶ یعنی فرشتے باوجود اس قدر قرب و وجاہت کے اپنے رب کے جلال سے ڈرتے رہتے ہیں، اور جو حکم پاتے ہیں فوراً بجا لاتے ہیں۔ موضح القرآن میں ہے کہ "ہر بندہ کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھتا ہے۔ یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے اور سب کا" ف ۷ یعنی جب تمام آسمانی و زمینی مخلوق ایک خدا کے سامنے بے اختیار سربسجود اور عاجز و مقہور ہے، پھر عبادت میں کوئی دوسرا شریک کہاں سے آ گیا جو سارے جہان کا مالک و مطاع ہے تنہا اسی کی عبادت ہونی چاہیئے اور اسی سے ڈرنا چاہیئے۔ ف ۸ یعنی تکوینی طور پر ہر چیز خالص اسی کی عبادت و اطاعت پر مجبول ہے "اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ۔" (آل عمران رکوع ۹) یا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ اسی کی عبادت کرنا لازم ہے "اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ" (زمر رکوع ۱) اور بعض نے "دین" کو "جزاء" کے معنی میں لیا ہے یعنی نیک و بد کا دائمی بدلہ اسی ایک خدا کی طرف سے ملے گا۔ واللہ اعلم ف ۹ یعنی سب بھلائیاں اور نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں اور برا کیسا برائی یا سختی کا دفع کرنا بھی اسی کے قبضہ میں ہے چنانچہ جب کوئی سخت مصیبت انسان کو پہنچ جاتی ہے تو کٹر سے کٹر مشرک بھی اس وقت سب سہارے چھوڑ کر خدا کو پکارنے لگتا ہے گویا فطرت انسانی شہادت دیتی ہے کہ مصائب اور سختیوں سے بچانا خدائے واحد کے سوا کسی کا کام نہیں ہو سکتا۔ پھر جس کے قبضہ میں ہر ایک نعمت و لذت اور ہر قسم کا نفع و ضرر ہے، دوسرا کون ہے جو اس کی الوہیت میں حصہ دار بن سکے یا جس سے انسان خوف کھائے اور امیدیں باندھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ انکو فرمایا جو اپنے کھیت میں، مواشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے، اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے لیے ثواب کو پھر اپنے بڑے ثواب کی گو دلوا دے ف۲ یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا ف۳ یعنی لوگوں کو ستا دے تو مینہ بند کرے اس میں جانور بھی مریں ————— (از شاہ عبدالقادر صاحب)

ف۱ یعنی جہاں سختی دور ہوئی منعم حقیقی کو بھلا بیٹھے اور نہایت بیحیائی سے خدائی کے حصے بخرے کرنے لگے شرم نہ آئی کہ ابھی تو دو گھڑی پہلے عاجز ہو کر کسے پکار رہے تھے منعم حقیقی کا احسان ماننا نہ یہ اندیشہ کیا کہ ناشکری کی سزا میں پکڑے جائیں گے بالآخر کفران سلب نعمت کا موجب ہو جاتا ہے گویا قدرت وحدہٗ لاشریک لہ نے جو انعام فرمایا تھا بالکل اس کے انکار پر تل گئے بہتر ہے، چند روز کی انہیں مہلت دیجاتی ہے خوب ڈھیلے کے مزے اڑالیں آخر معلوم ہو جائے گا کہ اس شرک کا و کفران نعمت کی کیسی سزا ملتی ہے ف۲ بیان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں، مواشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی نیاز ٹھہراتے ہیں (موضح قرآن) جیسا کہ مشرکین عرب کا دستور تھا جس کا ذکر آٹھویں پارہ کے ربع کے قریب رکوع میں گذر چکا۔ مالا یعلمون سے مراد وہ ہی اصنام وغیرہ ہیں جنہیں مشرکین جہالت اور بے خبری سے معبود یا مالک نفع و ضرر سمجھتے تھے حالانکہ اس کی کوئی دلیل یا سند ان کے پاس نہ تھی پھر شرکا بھی تجویز کئے تو پتھر کے بت جو ہر قسم کے علم و شعور سے کورے ہیں ان ھذہ الشیٔ عجاب ف۳ یعنی قیامت میں ان افترا پردازیوں کی تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔ خدا کے دیئے ہوئے مال میں کیا حق تھا کہ دوسروں کو شریک و سہیم بناؤ دیا کسی کو ثواب پہنچانے کا مسئلہ جب اس نیت سے ہو وہ اس آیت کے تحت میں داخل نہیں۔ ف۴ یعنی وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے لئے اولاد ثابت کی جائے خاص کر بیٹیاں ابن تعجب ہے یہ لوگ حق تعالیٰ کی نسبت ایسی جرأت کس طرح کرتے ہیں اس آیت میں بنو خزاعہ کا رد ہوا جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے والعیاذ باللہ ف۵ یعنی خود اپنے لئے بیٹیاں دیئے جانے پر رضامند نہیں، جب مانگتے بیٹا مانگتے ف۶ یعنی ان میں سے کسی کو اگر خبر دیجائے کہ تیرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو نفرت و غم سے تیوری چڑھ جائے اور مارے ناخوشی کے چہرہ بے رونق اور دل گھٹتا رہے کہ ہیہات کیسی مصیبت کہاں سے سر پر آئی ف۷ یعنی رہی سہی تنگ دل کے تفکر رہے کہ لڑکی زندہ رہی تو کسی کو داماد بنانا پڑیگا لوگوں کو منہ دکھانا نہیں چاہتا ادھر ادھر چھپتا پھرتا ہے ف یعنی شب و روز اسی ادھیڑ بن میں لگا ہوا ہے اور تجویزیں سوچتا ہے کہ دنیا کی عار قبول کرکے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں اتار دے یعنی ہلاک کر ڈالے۔ جیسا کہ جاہلیت میں بہت سے سنگدل لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے یا زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے اسلام نے آکر اس رسم قبیح کو مٹایا اور دنیا کے بڑے قبح کیا کہ اسلام کے بعد جاہلیت کی اس بے رحمی کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔ بعض نے "ایمسکہ علی ھون" کے معنی یوں کئے ہیں، "روکے رکھے لڑکی کو ذلیل و خوار کر کے یعنی زندہ رہنے کی صورت میں ایسا ذلیل معاملہ کرے گویا وہ اس کی اولاد ہی نہیں بلکہ آدمی بھی نہیں ف۸ لڑکیوں کے متعلق جو ظالمانہ فیصلہ ان کا تھا اس سے زیادہ برا فیصلہ یہ ہے کہ خدا کے لئے اولاد تجویز کریں پھر اولاد بھی "اناث" جس سے خود اتنا گھبراتے ہیں گویا اچھی چیز ان کے لئے اور ناقص خدا کے لئے ہے والعیاذ باللہ ف۹ یعنی منکرین جنہوں نے اپنے ظلم اور گستاخیوں کے انجام پر یقین نہیں بری مثال یا بری صفت و حالت انہی کی ہے، وہ ہی اولاد کے محتاج ہیں کہ اور ضعیفی وغیرہ میں کام آنے کے لئے انکو لڑکوں کا سہارا چاہیئے۔ و تیج، اور یا افلاس وغیرہ کے ڈر سے لڑکیوں کو ہلاک کرنا ان کا شیوہ ہے آخر یہ ظلم و شرک وغیرہ کا جو برا انجام ہونا چاہیئے اس کو بھی وہ بچ نہیں سکتے غرض ہر نہج سے بری حالت اور نقص و عیب کی نسبت انہی کی طرف ہونی چاہیئے حق تعالیٰ کی طرف ان صفات کی نسبت کرنا جو مخلوق کا خاصہ ہیں (معاذ اللہ) جیسے بیٹیاں تجویز کرکے حقیر اور پست مثالیں دینا اس کی شان عظیم و رفیع کے منافی ہے اس کے لئے تو وہ ہی مثالیں اور صفات ثابت کی جاسکتی ہیں جو اعلیٰ سے اعلیٰ اور ہر بلند چیز سے بلند تر ہوں ف۱۰ یعنی زبردست تو ایسا ہے کہ تمہاری گستاخیوں کی سزا ہاتھوں ہاتھ دے سکتا ہے لیکن فوراً سزا دینا اس کی حکمت کے مناسب نہیں۔ بہذا ڈھیل دی جاتی ہے کہ اب بھی باز آجائیں اور اپنا رویہ درست کرلیں ف۱۲ یعنی اگر خدا تعالیٰ لوگوں کی گستاخی اور ناانصافی پر دنیا میں فوراً پکڑتا اور سزا دینا شروع کردے تو پھر بھی زمین کی یہ آبادی نہیں رہ سکتی کیونکہ دنیا میں ہر جگہ ظالموں اور بدکاروں کا ہے اور چھوٹی موٹی خطا و قصور سے تو کوئی خالی ہوگا؟ (کلکم خطاؤن) جب ظالمین و بدکار تو سب ہلاک کر دیئے گئے تو صرف معصوم انبیاء کے زمین پر بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی بلکہ ان کا ملائکہ معصومین کے ساتھ رہنا زیادہ موزوں ہے جب نیک و بد انسان دونوں زمین پر نہ رہے تو دوسرے حیوانات کا رکھنا بے فائدہ ہوگا کیونکہ وہ سب بنی آدم کے لئے پیدا کئے گئے ہیں نیز فرض کیجئے خدا نے انسانوں کے ظلم و عدوان پر بارش بند کردی تو کیا آدمیوں کے ساتھ جانور نہیں مریں گے بہرحال خدا اگر بات بات پر دنیا میں پکڑے اور فوراً سزا دے تو یہ دنیا کا سارا قصہ منٹوں میں تمام ہو جائے گر وہ اپنے علم و حکمت سے ایسا نہیں کرتا بلکہ مجرموں کو توبہ و اصلاح کا موقع دیتا ہے اور وقت موعود تک انہیں ڈھیل چھوڑتا ہے جب وقت آپہنچا پھر ایک سیکنڈ ادھر ادھر نہیں ہو سکتا (تنبیہ) بعض

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا
آخر معلوم کرو گے اور ٹھہراتے ہیں ایسوں کو جن کی خبر نہیں رکھتے ایک حصہ ہماری دی
آخر معلوم کر لو گے ف۱ اور ٹھہراتے ہیں انکے لئے جنکی خبر نہیں رکھتے ایک حصہ ہماری دی
رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ
روزی میں سے قسم اللہ کی تم سے پوچھنا ہے جو جھوٹ باندھتے تھے ف اور ٹھہراتے ہیں
ہوئی روزی میں سے ف۲ قسم اللہ کی تم سے پوچھنا ہے جو تم بہتان باندھتے ہو ف۳ اور ٹھہراتے ہیں
لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ
اللہ کو بیٹیاں وہ اس لائق نہیں اور آپ کو جو دل چاہے ف۲ اور جب خوشخبری ملے ایسے کسی کو
اللہ کے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے ف۴ اور اپنے لئے جو دل چاہتا ہے ف۵ اور جب خوشخبری ملے ان میں کسی کو
بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ
بیٹی کی سارے دن رہا اس کا منہ سیاہ اور جی میں گھٹ رہا چھپتا پھرے لوگوں سے
بیٹی کی سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے ف۶ چھپتا پھرے لوگوں سے
مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ
مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے ذلت قبول کر کر یا اس کو داب دے مٹی میں
مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی ف۷ اس کو رہنے دے ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں ف
اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ
سنتا ہے بری چکوتی کرتے ہیں جو نہیں مانتے پچھلے دن کو انہیں پر بری
سنتا ہے کیا فیصلہ کرتے ہیں ف۸ جو نہیں مانتے آخرت کو ان کی بری
السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ
کہاوت ہے اور اللہ کی کہاوت سب سے اوپر اور وہی ہے زبردست حکمت والا اور اگر پکڑے
مثال ہے اور اللہ کی مثال سب سے اوپر ف۹ اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۱۰ اور اگر پکڑے
اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ
اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر ایک چلنے والا لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو
اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر ایک چلنے والا لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو
اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ
ایک وعدہ ٹھہرے تک پھر جب پہنچا ان کا وعدہ نہ دیر کر سکے ایک گھڑی
ایک وقت موعود تک پھر جب آپہنچا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور
لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ
نہ جلدی ف۱ اور کرتے ہیں اللہ کا جو اپنا جی نہ چاہے اور بتاتی ہیں
نہ آگے سرک سکیں گے ف۱۲ اور کرتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے ف۱۳ اور بیان کرتی ہیں
اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ
ان کی زبانیں جھوٹ کہ ان کو خوبی ہے آپ ہی ثابت ہوا کہ ان کو آگ ہے اور
زبانیں ان کی جھوٹ کہ ان کے واسطے خوبی ہے ف۱۴ آپ ثابت ہے کہ ان کے واسطے آگ ہے اور

منزل ۳

مفسرین نے "ماترک علیہا من دابۃ" سے خاص دابۃ ظالم مراد لیا ہو گر یہ صحیح ہو تو مطلب واضح ہے کوئی اشکال نہیں۔ واللہ اعلم ف۱۳ یعنی جو چیزیں بری سمجھ کر اپنے لئے پسند نہیں کرتے مثلاً بیٹیاں یا اپنی ملک میں کسی کی شرکت یا اہانت و استخفاف کا معاملہ وہ خدا کے لئے ثابت کرتے ہیں ف۱۴ یعنی باوجود ایسی گستاخیوں کے زبان پر یہ ہے کہ اگر ہم تو دنیا میں بھلی چیزوں کے لائق ہیں اور اگر آخرت وغیرہ کے قصے سچے ہوئے تو وہاں بھی خوب مزے اڑائیں گے۔ "ولئن اذقناہ رحمۃ منا من بعد ضراء مستہ لیقولن ھذا لی وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنیٰ" (حٰم السجدۃ رکوع ۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ یہ انکو فرمایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملے اور وہ روز بروز دوزخ میں بڑھتے ہیں ف ۲ یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل ان کے سنیں گے ف ۳ یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو ـــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف ۱ یعنی ان گستاخیوں کے ساتھ ایسی باطل آرزوئیں رکھنا ہی اس کی دلیل ہے کہ ان کے لئے کوئی خوبی اور بھلائی تو کیا ہوتی، البتہ دوزخ تیار ہے جس کی طرف وہ بڑھائے جا رہے ہیں اور جہاں پہنچ کر گویا بالکل بھلا دیئے جائیں گے یعنی ابدالآباد تک کبھو مہربانی کی نظر ان پر نہ ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ انکو فرمایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملے گی حالانکہ وہ روز بروز دوزخ کی طرف بڑھتے ہیں ف ۲ کفار مکہ کی گستاخیوں اور لغو و بیہودہ دعاوی کا ذکر کر کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ ان کی حرکتوں سے دلگیر اور رنجیدہ نہ ہوں ہم نے آپ سے پہلے بھی مختلف امتوں کی طرف پیغمبر بھیجے مگر ان کے ساتھ بھی ہمیشہ یہی ہوا کیا کہ شیطان لعین مکذبین کو ان کے عمل اچھے کر کے دکھلاتا رہا اور وہ برابر شرارت میں بڑھتے رہے آج وہ سب خدائی عذاب کے نیچے ہیں اور شیطان جو ان کا رفیق ہے کچھ کام نہیں آتا۔ نہ ان کی فریاد کو پہنچ سکتا ہے یہی انجام آپ کے مکذبین کا ہوگا بعض نے "فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ" کا یہ مطلب لیا ہے کہ شیطان جس نے اگلوں کو بہکایا تھا وہی آج ان (کفار مکہ) کا رفیق بنا ہوا ہے لہٰذا جو حشر ان کا ہوا ان کا بھی ہوگا ف ۳ یعنی قرآن صرف اس لئے اتارا گیا ہے کہ جن سچے اصولوں میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں اور جھگڑے ڈال رہے ہیں (مثلاً توحید و معاد اور احکام حلال و حرام وغیرہ) ان سب کو وضاحت و تحقیق کے ساتھ بیان کر دے کوئی اشکال و خفا باقی نہ رہے گویا نبی کریم صلعم بذریعہ قرآن تمام نزاعات کا دو ٹوک فیصلہ سنا دیں اور بندوں پر خدا کی حجت تمام کر دیں آگے ماننا نہ ماننا تو مخاطبین کا کام ہے جسے توفیق ہوگی قبول کریگا آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ف ۴ یعنی فیصلہ اور بیان تو سب کے لئے ہے لیکن اس کی ہدایت سے منتفع ہونا اور رحمت الٰہیہ کی آغوش میں آنا انہی کا حصہ ہے جو اس فیصلہ کو صدق دل سے تسلیم کرتے ہیں اور بطوع و رغبت ایمان لاتے ہیں ف ۵ یعنی خشک زمین کو آسمانی بارش سے سرسبز کر دیا گویا خشک ہونا زمین کی موت اور سرسبز و شاداب ہونا حیات ہے ف ۶ یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم اور مردہ دلوں کو زندہ کر دیگا۔ اگر توجہ قلبی اور انصاف سے سنیں گے ف ۷ یعنی اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور جو گھاس چارہ کھاتے ہیں وہ پیٹ میں پہنچکر تین چیزوں کی طرف تحلیل ہو جاتا ہے قدرت نے ان حیوانات کے جسم کے اندرونی حصہ میں ایسی مشین لگا دی ہے جو غذا کے بعض اجزاء کو تحلیل کر کے فضلہ "گوبر" کی شکل میں باہر پھینک دیتی ہے اور کچھ اجزاء کو خون بنا کر عروق میں پھیلا دیتی ہے جو حیوان کی حیات و بقا کا سبب بنتا ہے اور اسی مادہ میں سے جسکے بعض اجزاء گوبر اور بعض خون بن گئے ان دو گندی چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز (دودھ) تیار کرتی ہے جو نہایت پاک، لطیف اور خوشگوار چیز ہے ف ۸ پہلے کتاب اتارنے کی مناسبت سے پانی اتارنے کا ذکر فرمایا تھا ان آیات میں پانی کی مناسبت سے باقی انواع مشروبات کا تذکرہ ہوا ہے یعنی دودھ، شراب و نبیذ اور شہد۔ ایک دوسرے موقع پر جہاں جنت کی نہروں کا ذکر آیا ہے مشروبات کی یہی چار قسمیں مذکور ہوئی ہیں۔ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى۔ (محمد رکوع ۲) یہاں اس قسم کی چیزوں کے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں کے خیال میں جو بڑی بڑی نعمتیں ہیں وہ سب خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ آدمی کس طرح منعم حقیقی کے احسانات بھلا کر دوسروں کا غلام بن جاتا ہے۔ گویا شرک کے رد کی طرف اشارہ ہوا اور یہ بھی کہ جس طرح تمہاری جسمانی زندگی کے لئے خدا نے طرح طرح کے انتظامات اور مناسب سامان کئے ہیں ضروری ہے کہ روحانی زندگی اور باطنی ترقی کے وسائل و ذرائع بھی کافی مقدار میں مہیا کئے ہوں گے ف ۹ یعنی ان میووں سے نشہ لانے والی شراب کشید کرتے ہو اور کھانے پینے کی دوسری عمدہ چیزیں مثلاً شربت، نبیذ، سرکہ، اور خشک فرمایا کشمش وغیرہ ان سے حاصل کرتے ہو۔ تنبیہ: یہ آیت مکی ہے شراب مکہ میں حرام نہ ہوئی تھی پینے والے اس وقت تک پیتے تھے ہجرت کے بعد حرام ہوئی پھر کسی مسلمان نے ہاتھ نہیں لگایا۔ تاہم اس مکی آیت میں بھی "سَكَرًا" کے بعد "رِزْقًا حَسَنًا" فرما کر متنبہ فرما دیا کہ جو چیز آئندہ حرام ہونے والی تھی اس پر "رزق حسن" کا اطلاق کرنا موزوں نہیں ف ۱۰ یہاں "يَعْقِلُونَ" کا لفظ جو عقل سے مختص ہے "سکرا" کے تذکرہ سے خاص مناسبت رکھتا ہے چونکہ نشہ عقل کو زائل کر دیتا ہے اس لئے اشارہ فرما دیا کہ آیات کا سمجھنا عقل والوں کا کام ہے نشہ پینے والوں کا نہیں ف ۱۱ یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو جو ٹٹیاں باندھتے ہیں یا جو عمارتیں لوگ تیار کرتے ہیں۔ شہد کی مکھی کو حکم دینے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی فطرت ایسی بنائی جو باوجود ادنیٰ حیوان ہونے کے نہایت کاریگری اور باریک صنعت سے اپنا چھتہ پہاڑوں اور درختوں اور مکانوں میں تیار کرتی ہے ساری مکھیاں ایک بڑی مکھی کے ماتحت رہ کر اس کی فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ ان کے سردار کو "یعسوب" کہا جاتا ہے جس کے ساتھ مکھیوں کا جلوس دیکھا ہو۔ جب کسی جگہ مکان بناتی ہیں تو سب خانے "مسدس متساوی الاضلاع" کی شکل پر ہوتے ہیں بدون مسطر و پرکار وغیرہ کے اس قدر صحت و انضباط کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ایک ہی شکل پر تمام خانوں کا رکھنا آدمی کو حیرت زدہ کر دیتا ہوگا۔ کہتے ہیں کہ مسدس کے علاوہ کوئی دوسری شکل اگر اختیار کی جاتی تو لا محالہ درمیان میں کچھ جگہ فضول خالی رہتی۔ فطرت نے اسی شکل کی طرف رہنمائی کی جس میں ذرا سا فرجہ بھی بیکار نہ رہے ف ۱۲ "کُلِی" اور "فاسلکی" سب امر تکوینیہ ہیں یعنی فطرتاً اس کو ہدایت کی کہ اپنی خواہش اور مذاق و مزاج کے مناسب ہر قسم کے پھلوں اور میووں میں سے اپنی غذا حاصل کرے چنانچہ مکھیاں اپنے چھتے سے نکل کر رنگ برنگ کے پھول پھل چوستی ہیں جن سے شہد اور موم وغیرہ حاصل ہوتا ہے۔

أَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَآ إِلٰٓى أُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

وہ بڑھائے جاتے ہیں ف ۱ قسم اللہ کی ہم نے رسول بھیجے کتنے فرقوں میں تجھ سے پہلے

وہ بڑھائے جا رہے ہیں ف ۱ قسم اللہ کی ہم نے رسول بھیجے مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے

فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ

پھر سنوار دکھلائے اُن کے آگے شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق ان کا ہے آج اور ان کو دکھ کی

پھر اچھے کر کے دکھلائے انکو شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق انکا ہے آج اور انکے واسطے عذاب

أَلِيمٌ ۝ وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي

مار ہے اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اس واسطے کہ کھول سنا دے ان کو جس میں

دردناک ہے ف ۲ اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس

اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ۝ وَاللّٰهُ أَنْزَلَ

جھگڑ رہے ہیں اور سوجھانے کو اور مہر کو ان لوگوں پر جو مانتے ہیں اور اللہ نے اتارا

میں جھگڑ رہے ہیں ف ۳ اور سیدھی راہ بجھانے کو اور واسطے بخشش ایمان والوں کے ف ۴ اور اللہ نے اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ

آسمان سے پانی پھر اس سے جلایا زمین کو اس کے مرنے پیچھے اس میں

آسمان سے پانی پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے ف ۵ اس میں

لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُونَ ۝ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ

پتے ہیں اُن لوگوں کو جو سنتے ہیں ف ۲ اور تم کو چوپایوں میں بوجھ کی جگہ ہے

نشانی ہے ان لوگوں کو جو سنتے ہیں ف ۶ اور تمہارے واسطے چوپاؤں میں سوچنے کی جگہ ہے

نُّسْقِيكُمْ مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا

پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا

پلاتے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا ف ۷

سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِينَ ۝ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ

رچتا پینے والوں کو اور میووں سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو

خوشگوار پینے والوں کے لئے ف ۸ اور میووں سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو

مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ۝

جس سے نشا اور روزی خاصی اس میں پتہ ہے ان لوگوں کو جو بوجھتے ہیں

اس سے نشہ اور روزی خاصی ف ۹ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے واسطے جو سمجھتے ہیں ف ۱۰

وَأَوْحٰى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَّمِنَ

اور حکم بھیجا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر اور

اور حکم دیا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر اور

الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۝ ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي

درختوں میں اور جہاں چھتریاں ڈالتے ہیں ف ۳ پھر کھا ہر طرح کے میووں سے پھر چل

درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں ف ۱۱ پھر کھا ہر طرح کے میووں سے ف ۱۲ پھر چل

ع ۵ / ۱۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ١ یعنی وہ راہیں صاف ہیں اور فتح الرحمٰن اور تفسیر حسینی میں یوں ترجمہ کیا اور چل راہوں میں اپنے رب کی فرمانبردار ہو کر ف ٢ یعنی پتے بتانے برے ہیں کہ جیسا نکلنے کے جانور کے پیٹ میں ہو دودھ اور شراب کا انگور کھجور سے روزی پاک اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جاہلوں کی اولاد عالم نکلے گی حضرت کے وقت یہی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی ف ٣ یعنی اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص ہونے لگیں گے ف ٤ رسول نے فرمایا کہ جب کسی کا غلام اس کا کھانا پکا دے گرمی اور دھواں آپ اٹھا دے اور تحفہ سال اس کو پہنچا دے تو لازم ہے کہ اسکو ساتھ بٹھا کر کھلاوے نہ ہو سکے تو لیکہ دو لقمے ہاتھ میں رکھ دے ف ٥ یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو ہے دیکھنے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں ف ٦ یعنی نہ آسمان سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے اناج نکالیں —— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف ١ یعنی غذا حاصل کرنے اور کمائی کر چھتہ کی طرف واپس آنے کے راستے صاف کھلے پڑے ہیں کوئی روک ٹوک نہیں چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ مکھیاں غذا کی تلاش میں بعض اوقات بہت دور نکل جاتی ہیں پھر بے تکلف اپنے چھتہ میں واپس آجاتی ہیں ذرا راستہ نہیں بھولتیں بعض نے

سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۚ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ

راہوں میں اپنے رب کی صاف ف یہی ہیں نکلتی ہے انکے پیٹ میں سے پینے کی چیز جسکے کئی رنگ ہیں

راہوں میں اپنے رب کی صاف پڑے ہیں ف نکلتی ہے انکے پیٹ میں سے پینے کی چیز جسکے مختلف رنگ ہیں ف

فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَ

اس میں آزار چنگے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں پتہ ہے ان لوگوں کو جو دھیان کرتے ہیں ف ٢ اور

اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے ف ٣ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو دھیان کرتے ہیں ف ٤ اور

اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو موت دیتا ہے اور کوئی تم میں پہنچتا ہے نکمی عمر کو

اللہ نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو موت دیتا ہے اور کوئی تم میں کہ پہنچ جاتا ہے نکمی عمر کو

لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ

کہ سمجھنے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اللہ سب خبر رکھتا ہے قدرت والا ہے ف ٣ اور اللہ نے بڑائی دی

کہ سمجھنے کے پیچھے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا ف ٥ اور اللہ نے بڑائی دی

بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ

تم میں ایک کو ایک سے روزی کی سو جن کو بڑائی دی نہیں پہنچاتے

تم میں ایک کو ایک پر روزی میں سو جن کو بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے

رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ

اپنی روزی ان کو جن کے ہاتھ کا مال ہیں کہ وہ سب اس میں برابر رہیں کیا اللہ کے فضل

اپنی روزی ان کو جن کے مالک انکے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی نعمت

اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ

کے منکر ہیں ف ٦ اور اللہ نے بنا دیں تم کو تمہارے قسم سے عورتیں اور

کے منکر ہیں ف ٦ اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے تمہاری ہی قسم سے عورتیں ف ٧ اور

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ

دیئے تم کو تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دیں تم کو

دیئے تم کو تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے ف ٨ اور کھانے کو دیں تم کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ

ستھری چیزیں سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو

ستھری چیزیں ف ٩ سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو

يَكْفُرُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ

نہیں مانتے ف ٥ اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسوں کو کہ مختار نہیں ان کی

نہیں مانتے ف ١٠ اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا ایسوں کو جو مختار نہیں ان کی

رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَـيْـــًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝

روزی کے آسمان اور زمین سے کچھ اور نہ مقدور رکھتے ہیں ف ٦

روزی کے آسمان اور زمین میں سے کچھ بھی ف ١١ اور نہ قدرت رکھتے ہیں ف ١٢

ع ٥ ١٥

ف ٢ «فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا» کا مطلب یہ لیا ہے کہ قدرت نے تیرے عمل و تصرف کے جو طریقے مقرر کر دیئے ہیں ان پر چلے و منقاد بن کر چلتی رہ مثلاً پھل پھول چوس کر فطری قوت سے فضلات سے شہد وغیرہ تیار کر۔ ف ٣ یعنی مختلف رنگ کا شہد نکلتا ہے سفید سرخ زرد وغیرہ کہتے ہیں کہ رنگتوں کا اختلاف موسم غذا اور مکھی کی عمر وغیرہ کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہے واللہ اعلم ف ٤ یعنی بہت سی بیماریوں میں صرف شہد خالص یا کسی دوسری دوا میں شامل کر کے دیا جاتا ہے جو باذن اللہ مریضوں کی شفایابی کا ذریعہ بنتا ہے حدیث صحیح میں ہے کہ ایک شخص کو دست آ رہے تھے اس کا بھائی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے شہد پلانے کی رائے دی شہد پینے کے بعد اسہال میں ترقی ہو گئی آکر پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت دست زیادہ آنے لگے فرمایا صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے پھر پلاؤ۔ دوبارہ پلانے سے بھی وہی کیفیت ہوئی آپ نے پھر وہی فرمایا آخر تیسری مرتبہ پلانے کو دست بند ہو گئے اور طبیعت صاف ہو گئی اطباء نے اپنے اصول کے موافق کہا کہ بعض اوقات پیٹ میں کیموس فاسد ہوتا ہے جو پیٹ میں پہنچنے والی ہر ایک غذا اور دوا کو فاسد کر دیتا ہے اس لئے دست آتے ہیں اس کا علاج یہی ہے کہ مسہلات دیئے جائیں تا وہ کیموس فاسد خارج ہو۔ شہد کے مسہل ہونے میں کسی کو کلام نہیں گویا حضورؐ کا مشورہ ان ہی اصول کے موافق تھا مامون رشید کے زمانہ میں تمام بیس کو جب اسی قسم کا مرض لاحق ہوا تو اس زمانہ کے شاہی طبیب بوحنا نے مسہل سے اس کا علاج کیا اور یہی وجہ ہے کہ آج کل کے اطباء شہد کے استعمال کو استطلاق بطن کے علاج میں بے حد مفید بتلاتے ہیں ف ٥ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اوپر کی آیتوں میں بتلایا کہ جیسا نکلنے کے تین نمونے بتلائے جانور کے پیٹ اور خون گوبر کے مادے سے دودھ، نشہ کے مادہ سے انگور کھجور وغیرہ سے پاک روزی اور مکھی کے پیٹ سے شہد۔ تینوں میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن کی بدولت جاہلوں کی اولاد میں عالم پیدا کرے گا۔ حضرت کے وقت میں یہی ہوا کہ کافروں کی اولاد عارف کامل ہوئی ف ٦ قدرت کے بہت سے خارجی نشان بیان فرما کر انسان کو متنبہ کرتے ہیں کہ خود اپنے اندرونی حالات میں غور کرے وہ کچھ نہ تھا خدا نے وجود بخشا پھر موت بھیجی اور جس کی زندگی جا رہی ملی پیر کچھ نہ کر سکا اور بعضوں کو موت سے پہلے بوڑھا ناسالی کے بیسے درجہ میں پہنچا دیا کہ حواس مختل ہو گئے نہ دماغ میں طاقت رہی ہاتھ پاؤں میں طاقت رہی، بالکل نکما ہو گیا نہ کوئی بات سمجھتا ہے نہ سمجھی ہوئی یاد رکھ سکتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ علم و قدرت اسی خالق و مالک کے خزانہ میں ہے جب اور جس قدر چاہے دے اور جب چاہے واپس کر لے حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص پیدا ہونے لگیں گے واللہ اعلم ف ٧ یعنی خدا کی دی ہوئی روزی اور بخشش میں سب برابر نہیں بلحاظ تفاوت استعداد و احوال کے اس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے کسی کو مالدار اور با اقتدار بنایا جس کے ہاتھ تلے بہت سے غلام اور نوکر چاکر ہیں جن کو اسی کے ذریعہ سے حصہ پہنچتا ہے کہ ایک غلام اپنی ذات سے ایک پیسہ یا ادنیٰ اختیار کے مالک نہیں ہر وقت آقا کے اختیارات کے منتظر رہتے ہیں کیا دنیا میں کوئی آقا گوارا کرے گا کہ غلام یا نوکر چاکر جو بہرحال اسی جیسے انسان ہیں بدستور غلامی کی حالت میں رہتے ہوئے اس کی دولت، عزت، بیوی وغیرہ میں برابر کے شریک ہو جائیں غلام کا حکم تو خیر یہ ہے کہ بحالت غلامی کسی چیز کا مالک بنایا جائے تب بھی نہیں بنتا آقا ہی مالک ہے اور فرض کرو آقا غلامی سے آزاد کر کے اپنی دولت وغیرہ میں برابر کا حصہ دار بنائے تو مساوات بیشک ہو جاتی لیکن اس وقت غلام غلام نہ رہا بہر کیف غلامی اور مساوات جمع نہیں ہو سکتی جب لوگ جنس اور نوع انسانی کے اندر مالک و مملوک میں شرکت و مساوات جمع نہیں ہو سکتی پھر غضب ہے کہ خالق و مخلوق کو معبودیت وغیرہ میں برابر کر دیا جائے اور ان چیزوں کو جنہیں خدا کی مملوک سمجھنے کا اقرار خود مشرکین بھی کرتے تھے (اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ) مالک حقیقی کا شریک و سہیم ٹھہرا دیا جائے کیا منعم حقیقی کی نعمتوں کا یہی شکریہ ہے کہ جس بات کے قبول کرنے سے خود اپنی غیرت ہی جل جائے اس سے زیادہ قبیح و شنیع صورت اس کے لئے تجویز کی جائے جس طرح روزی وغیرہ میں حق تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی سب کو ایک درجہ میں نہیں رکھا اگر علم و عرفان اور کمالات نبوت میں کسی نبی کو دوسروں پر فائق کر دیا تو خدا کی اس نعمت سے انکار کرنے کی بجز بخت دھرمی کے کیا وجہ ہو سکتی ہے ف ٨ یعنی نوع انسانی ہی سے (مِنْ ل) تمہارا جوڑا پیدا کیا تا الفت و مؤدت قائم رہے اور تخلیق کی غرض پوری ہو وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (الروم رکوع ٣) ف ٩ جو تمہاری تجارت زراعت کا ذریعہ ہیں ف ١٠ جو بقائے نسل کا سبب ہو ف ١١ یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی، اور یہ سب جھوٹ اور وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں کذا فی الموضح۔ اور شاید یہ بھی اشارہ ہو کہ خدا کی دی ہوئی زندگانی کی تجارت زراعت و غنیمت کے اسباب کو تو مانتے ہیں ہاں مانتے جو نفع کی ہدایات ہیں کہ جس کے پیغمبر علیہ السلام کی ہدایات ابدی اور حیات جاودانی کا واحد ذریعہ ہیں تسلیم نہیں کرتے اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ ف ١٢ یعنی نہ آسمان سے مینہ برسانے کا اور نہ زمین سے غلہ اگانے کا۔ پھر قادر مطلق کے شریک معبودیت کس طرح بن گئے! ف ١٣ یعنی نہ فی الحال اختیار حاصل ہے نہ آئندہ حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اُس کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے انکو پوجیے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر بسپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں ف۲ یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جبر کر جو پایا سو دے اور بت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پرایا مال ہے ف۳ یعنی خدا کے دو بندے ایک بت گونگا نہ بول سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتادے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے کے تابع ہونا بہتر یا اسکے —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ مشرک کہتے تھے کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں ہمارے کام ان ہی سے چلتے ہیں بڑی سرکار تک براہ راست رسائی نہیں ہو سکتی سو یہ مثال غلط ہے جو بارگاہ احدیت پر چسپاں نہیں۔ اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ کوئی کام کسی کو اس طرح سپرد نہیں کر رکھا جیسے سلاطین دنیا اپنے ماتحت حکام کو اختیارات تفویض کر دیتے ہیں کہ تفویض تو ارادہ و اختیار سے کیا لیکن بعد تفویض ان اختیارات کے استعمال میں ماتحت آزاد ہیں کسی مجسٹریٹ کے فیصلہ کے وقت بادشاہ یا پارلیمنٹ کو اس واقعہ اور فیصلہ کی مطلق خبر نہیں ہوتی نہ اس وقت جزئی طور پر بادشاہ کی مشیت و ارادہ کو فیصلہ صادر کرنے میں قطعاً دخل ہے یہ صورت حق تعالیٰ کے یہاں نہیں بلکہ ہر ایک چھوٹا بڑا کام اور ادنیٰ سے ادنیٰ جزئی خواہ بواسطہ اسباب یا بلاواسطہ اس کے علم محیط اور مشیت و ارادہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے اسی لئے لازم ہے کہ آدمی ہر کلی جزئی کا فاعل اور مؤثر حقیقی اعتقاد کر کے تنہا اسی کو معبود و مستعان سمجھے (تنبیہ) ابن عباس وغیرہ سلف سے "فلا تضربوا للہ الامثال" کا یہ مطلب منقول ہے کہ خدا کا مماثل کسی کو مت ٹھہراؤ ف۲ یعنی تم نہیں جانتے کہ خدا کے لئے کس طرح مثال پیش کرنی چاہیے جو اصل حقیقت اور صحیح مطلب کی تفہیم میں معین ہو اور اس کی عظمت و نزاہت کے خلاف شبہ پیدا نہ کرے اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں بیان فرمائیں انہیں غور سے سنو اور تمثیل کی غرض کو سمجھو ف۳ ایک شخص وہ ہے جو آزاد نہیں، دوسرے کا مملوک غلام ہے کسی طرح کی قدرت و اختیار نہیں رکھتا ہر تصرف میں مالک کی اجازت کا محتاج ہے بدون اجازت اسکے سب تصرفات غیر معتبر ہیں دوسرا آزاد اور با اختیار شخص ہے جسے خدا نے اپنے فضل سے بہت کچھ مقدرت اور روزی عنایت فرمائی جس میں سے دن رات سراً و علانیۃً جیسے چاہے خرچ کرتا ہے کوئی اس کا ہاتھ نہیں روک سکتا۔ کیا یہ دونوں شخص برابر ہو سکتے ہیں؟ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ ہر چیز کا مالک حقیقی ہے سب تعریفیں اور خوبیاں اس کے خزانہ میں ہیں جس کو جو چاہے دے کوئی مزاحمت کرنے والا نہیں ذرہ ذرہ پر کلی اختیار اور کامل تصرف رکھتا ہے یہ کس قدر ظلم ہوگا کہ ایک پتھر کے بت کو اسکی برابر کر دیا جائے جو کسی چیز کا مالک نہیں بلکہ خود پرایا مال ہے اگر مالک مجازی اور مملوک مجازی برابر نہیں ہو سکتے تو کوئی مملوک محض مالک حقیقی کا شریک کیسے بن سکتا ہے یہاں سے یہ بھی سمجھ لو کہ خدائے واحد کا پرستار جسے مالک نے علم و ایمان کی دولت بخشی اور لوگوں میں شب و روز روحانی نعمتیں تقسیم کرنے کا ذریعہ بنایا کیا ایک پلید مشرک کے جو بت کا مملوک بنا ہوا اوہام کا غلام اور عمل مقبول سے محض تہیدست ہے اس مومن موحد کے ساتھ برابر کھڑا کیا جا سکتا ہے؟ ولا واللہ ف۴ گونگا بھی تو لازمی طور پر بہرا بھی ہوگا گویا نہ اپنی کہہ سکے نہ دوسرے کی سن سکے ف۵ کیونکہ نہ حواس رکھتا ہے نہ عقل، اور اپاہج ہے چل پھر بھی نہیں سکتا ف۶ یعنی ایک کے کسی کام کا نہیں جدھر اسے بھیجنا چاہے یا متوجہ کرے کچھ بھلائی اور فلاح نہ پہنچا سکے ف۷ یعنی خود سیدھی راہ پر قائم رہ کر دوسروں کو بھی اعتدال و انصاف کے راستہ پر لیجا رہا ہے جب یہ دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے تو ایک خود تراشیدہ پتھر کی مورتی کو (العیاذ باللہ) خدائی کا درجہ کیونکر دیا جا سکتا ہے یا ایک اندھا بہرا مشرک جو خدا کی پیدا کی ہوئی روزی کھاتا ہے اور چوپایوں کا کام کر کے نہیں دیتا، اس مومن قانت کی ہمسری کیسے کر سکتا ہے جو خود سیدھی راہ پر ہو اور دوسروں کو اپنے ساتھ ترا لیجائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خدا کی دو مخلوق ایک بت گونگا نہ بول سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام، دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتادے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے اس کے تابع ہونا بہتر یا اس کے " ف۸ یعنی ساری مخلوق یکساں نہ ہوئی ایک آدمی کا حال دوسرے سے انتہا مختلف ہوا سب چیزیں ایک سطح مستوی پر ٹھری نہیں کی گئیں اس کا بھید اور ہر ایک کی پوشیدہ استعداد اور مخفی حالت کا علم خدا ہی کے پاس ہے چنانچہ وہ اپنے علم محیط کے موافق قیامت میں ہر ایک کے ساتھ جداگانہ معاملہ کر کے اور مختلف احوال پر مختلف نتائج مرتب فرمائیگا ف۹ یعنی قیامت کے آنے کو مستبعد مت سمجھو خدا کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں تمام لوگوں کو جب دوبارہ پیدا کرنا چاہیگا تو پلک جھپکنے کی دیر بھی نہ لگے گی ادھر کا ارادہ ہوتے ہی چشم زدن میں ساری دنیا دوبارہ موجود ہو جائیگی (تنبیہ) "کلمح البصر او ھو اقرب" کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں کے محسوسات کے موافق تو اس کی سرعت کو آنکھ جھپکنے سے تعبیر کر سکتے ہیں لیکن واقع میں اس سے بھی کم میں قیامت قائم ہو جائے گی کیونکہ "لمح بصر" بہرحال زمانی چیز ہے اور ارادہ خداوندی پر مراد کا ترتب آنی ہوگا ف۱۰ یعنی جس کے علم محیط کا وہ حال ہو کہ آسمان و زمین کے سارے بھید اس کے سامنے حاضر ہیں اور جس کی قدرت کاملہ ذرہ ذرہ پر محیط ہو بھلا اس کا ہمسر کون ہو سکتا ہے؟ اور اسکی کوئی مثال کہاں سے لا سکتے ہیں۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
سو مت بٹھاؤ اللہ پر کہاوتیں اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۱
سو مت چسپاں کرو اللہ پر مثالیں ف۱ بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۲

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ
اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک بندہ پرایا مال نہیں مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک جس کو
اللہ نے بتلائی ایک مثال ایک بندہ پرایا مال نہیں قدرت رکھتا کسی چیز پر اور ایک جس کو

رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ
ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور کھلے
ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو

هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَ
کہیں برابر ہوتے ہیں سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہیں جانتے ف۲ اور
کہیں برابر ہوتے ہیں سب تعریف اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف۳ اور

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي
بتائی اللہ نے ایک مثال دو مرد ہیں ایک گونگا کچھ کام نہیں
بتائی اللہ نے ایک دوسری مثال دو مرد ہیں ایک گونگا ف۴ کچھ کام نہیں

شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰي مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ
کر سکتا اور وہ بوجھ ہے اپنے صاحب پر جس طرف اسکو بھیجے نہ کر لاوے کچھ بھلا
کر سکتا ف۵ اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب پر جس طرف اسکو بھیجے نہ کر کے لائے کچھ بھلائی ف۶

هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ
کہیں برابر ہے وہ اور ایک شخص جو حکم کرتا ہے انصاف پر اور ہے سیدھی
کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو حکم کرتا ہے انصاف کو اور ہے سیدھی

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ۧ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ
راہ پر ف۳ اور اللہ پاس ہیں بھید آسمان اور زمین کے اور قیامت کا
راہ پر ف۷ اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے ف۸ اور قیامت کا

السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
کام ویسا ہے جیسے لپک نگاہ کی یا اس سے قریب اور اللہ ہر چیز پر
کام تو ایسا ہے جیسے لپک نگاہ کی یا اس سے بھی قریب ف۹ اور ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
قادر ہے اور اللہ نے تم کو نکالا ماں کے پیٹ سے تم کچھ نہ جانتے
قادر ہے ف۱۰ اور اللہ نے تم کو نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم

شَيْـــًٔـا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ
تھے اور دیے تم کو کان اور آنکھیں اور دل شاید
کسی چیز کو اور دیئے تم کو کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم

ع ۱۰ ۱۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی ایمان لانے میں بعضے اٹکتے ہیں معاش کی فکر سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے آنکھ کان دل اللہ ہی دیتا ہے اور اڑتے جانور ادھر کس کے بھروسے رہتے ہیں ف۲ اون بھیڑ کی پشم بکریوں سے یعنی اونٹ کی پشم ف۳ جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پر اس ملک میں گرمی بہت تھی اسی کا ذکر فرمایا اور لڑائی کا بچاؤ زرہ میں ہے ـــــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی پیدائش کے وقت تم کچھ جانتے اور سمجھتے نہ تھے، خدا تعالیٰ نے علم کے ذرائع اور سمجھنے والے دل تم کو دیئے جو بذات خود بھی بڑی نعمتیں ہیں اور لاکھوں نعمتوں سے متمتع ہونے کے وسائل ہیں اگر آنکھ کان جیسی دل وغیرہ نہ ہو تو ساری ترقیات کا دروازہ ہی بند ہو جائے جوں جوں آدمی کا بچہ بڑا ہوتا ہے اس کی علمی و عملی قوتیں بتدریج بڑھتی جاتی ہیں اس کی شکر گذاری یہ ہے کہ ان قوتوں کو مولیٰ کی طاعت میں خرچ کرتے، اور حق شناسی میں ان سے کام لیتے نہ یہ کہ بجائے احسان ماننے کے الٹے بغاوت پر کمر بستہ ہو جائیں اور منعم حقیقی کو چھوڑ کر اینٹ پتھروں کی پرستش کرنے لگیں ف۲ یعنی جیسے آدمی کو اس کے مناسب قوتیں عنایت فرمائیں پرندوں میں ان کے حالات کے مناسب فطری قوتیں ودیعت کیں ہر ایک پرندہ اپنی اڑان میں قانون قدرت کا تابع اور خدا تعالیٰ کے تکوینی احکام سے وابستہ ہے کسی درسگاہ میں اڑنے کی تعلیم نہیں پائی۔ قدرت نے اسکے پر اور بازو اور دم وغیرہ کی ساخت ایسی بنائی ہے کہ بنہایت آسانی سے آسمانی فضا میں اڑتے رہتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ ان کا جسم ثقیل ہوتے لطیف کو چیر پھاڑ کر بے اختیار نیچے آپڑے یا زمین کی عظیم الشان کشش انہیں اپنی طرف کھینچ لے اور اڑان سے منع کر دے کیا خدا کے سوا کسی اور کا ہاتھ ہے جس نے انکو بے تکلف فضائے آسمانی میں روک رکھا؟ ف۳ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی ایمان لانے میں بعضے اٹکتے ہیں، معاش کی فکر سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا، کمائی کے اسباب کہ آنکھ کان دل وغیرہ ہیں، اللہ ہی دیتا ہے اور اڑتے جانور ادھر کیا آخر کس کے بھروسے رہتے ہیں" ف۴ یعنی اینٹ، پتھر، لکڑی وغیرہ کے مکان ف۵ یعنی اینٹ، پتھر کے مکانوں کو کہیں منتقل نہیں کر سکتے، اس لئے چمڑے اور اون وغیرہ کے ڈیرے خیمے بنانے سکھا دیئے جو بسہولت منتقل کئے جا سکتے ہیں، سفر و حضر میں جہاں چاہو نصب کر لو اور جب چاہو لپیٹ کر رکھ دو جس نے "يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ" کا یہ مطلب لیا ہے کہ چلنے کے وقت اٹھانے میں اور کسی جگہ اترتے وقت نصب کرنے میں ہلکے رہتے ہیں ف۶ یعنی اونٹ کی پشم سے ف۷ یعنی ان چیزوں سے کتنے سامان رہائش اور آسائش کے تیار کئے جاتے ہیں جو ایک وقت معین یا مدت دراز تک کام دیتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ آنکھ کان، اور ترقی کرنے والا دل و دماغ نہ دیتا، کیا یہ سامان میسر آ سکتے تھے ف۸ مثلاً بادل، درخت، مکان اور پہاڑ وغیرہ کا سایہ قانون قدرت کے موافق زمین پر پڑتا ہے جس میں مخلوق آرام پاتی ہے ف۹ جہاں سر چھپا کر بارش، دھوپ یا دشمن وغیرہ سے اپنی حفاظت کر سکتے ہو ف۱۰ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پر اس ملک میں گرمی زیادہ تھی اسکا ذکر خصوصیت سے فرمایا" ف۱۱ یعنی زرہیں جو لڑائی میں زخمی ہونے سے بچاتی ہیں ف۱۲ یعنی دیکھو کس طرح تمہاری ہر قسم کی ضروریات کا اپنے فضل سے انتظام فرمایا اور کیسی علمی و عملی قوتیں مرحمت فرمائیں جن سے کام لے کر انسان عجیب و غریب تصرفات کرتا رہتا ہے پھر کیا ممکن ہے کہ جس نے مادی اور جسمانی دنیا میں اس قدر احسانات فرمائے روحانی تربیت و تکمیل کے سلسلہ میں ہم پر اپنا احسان پورا نہ کرے گا۔ بیشک پورا کر چکا "الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" (مائدہ رکوع ۱) ضروری ہے کہ سب لوگ اس کے احسان کے آگے گردنیں جھکا دیں، اور اس منعم حقیقی اور محسن اعظم کے مطیع و منقاد ہو کر رہیں ف۱۳ یعنی اگر اس قدر احسانات سن کر بھی خدا کے سامنے نہ جھکیں تو آپ کچھ غم نہ کھایئے آپ اپنا فرض ادا کر چکے کھول کھول کر تمام ضروری باتیں سنا دیجئے۔ آگے ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیجئے ف۱۴ یعنی بے شک بعضے بندے شکر گذار بھی ہیں "وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ" (سبا رکوع ۲) لیکن اکثروں کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو دیکھتے اور اسکے احسانات کو سمجھتے ہیں مگر جب شکر گذاری اور اظہار طاعت کا وقت آتا ہے تو سب بھولا ہوا سمجھ لیا گویا دل سے سمجھتے ہی نہ تھے اور عمل سے انکار کرتے ہیں۔

تَشْكُرُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا
تم احسان مانو کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے آسمان کی ہوا میں کوئی نہیں
احسان مانو ف۱ کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان کی ہوا میں کوئی نہیں
يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○
تھام رہا ان کو سوائے اللہ کے اس میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں ف۱
تھام رہا ان کو سوائے اللہ کے ف۲ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں ف۳
وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ
اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے گھر بسنے کی جگہ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی
اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے گھر بسنے کی جگہ ف۴ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی
الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ
کھال سے ڈیرے جو ہلکے لگتے ہیں تم کو جس دن سفر میں ہو اور جس دن گھر میں
کھال سے ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر میں ہو اور جس دن گھر میں ف۵
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى
اور ان کی اون سے اور بربلیوں سے اور بالوں سے کتنے اسباب اور برتنے کی چیز
اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی بربلیوں سے ف۶ اور بکریوں کے بالوں سے کتنے اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت
حِيْنٍ ○ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
ایک وقت تک ف۷ اور اللہ نے بنا دیئے تم کو اپنی بنائی چیزوں کی چھاؤں اور بنا دیں تم کو
مقرر تک ف۷ اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے ف۸ اور بنا دیں تمہارے واسطے
الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ
پہاڑوں میں چھپنے کی جائیں اور بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی کا اور کرتے
پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں ف۹ اور بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں ف۱۰ اور کرتے
تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ
جو بچاؤ ہیں لڑائی کا اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر شاید تم
جو بچاؤ ہیں لڑائی میں ف۱۱ اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر تاکہ تم
تُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○
حکم میں آؤ ف۱۲ پھر اگر پھر جاویں تو تیرا کام یہی ہے کھول کر سنا دینا
حکم مانو ف۱۲ پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے کھول کر سنا دینا ف۱۳
يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○
پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں
پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں ف۱۴
وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا پھر حکم نہ ملے منکروں کو
اور جس دن کھڑا کریں ہم ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا پھر حکم نہ ملے منکروں کو

ع ۱۱ ۱۴

ربع

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حکم نہ ملے یعنی بولنے کا ف جو لوگ پیچھے بیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایسے شیطان اپنا ہی نام رکھا کر آپ کو پجوایا ہو سو انکو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف بیان ہوگفر و ناشکری کا انجام بتلاتے ہیں۔ یعنی یاد کرو، وہ دن بھی آنے والا ہے جب تمام اگلی پچھلی امتیں احکم الحاکمین کی آخری عدالت میں کھڑی ہوں گی اور ہر امت کا نبی بطور گواہ کھڑا کیا جائے گا تا اپنی امت کے نیک و بد اور مطیع و عاصی کی نسبت شہادت دے گا کس نے کیا معاملہ حق کے پیغام اور پیغامبر کے ساتھ کیا ہو اس وقت منکروں کو اجازت نہ ہوگی کہ کچھ لب کشائی کر سکیں یا اب بعد از وقت توبہ کر کے معذرت جائیں اور لب کشائی کا بے پر کریں گے اور نہ تکلیفا انہیں اپنے مجرم ہونے اور کسی قسم کی معذرت نہ چل سکنے کا پورا انکشاف ہو جائے گا وہ بھی کہیں گے کہ بیٹھے وار چنا رہے ۔ دار حل انہیں جواب تو پہ کرکے خطائیں معاف کرالیں ف یعنی نہ عذاب کی سختی میں کمی ہوگی اور نہ درمیان میں وقفہ ہوگا کہ تھوڑی دیر مہلت مل جائے پھر از سر نو عذاب شروع ہو بعض نے ولا ہم ینظرون سے یہ مراد لیا ہے کہ جہنم کو دیکھنے کے بعد ایک منٹ کی ڈھیل نہ ملے گی جہنم فوراً مجرمین کو اس طرح آچک لیگا جیسے پرندہ ایک دم دانہ اٹھا لیتا ہے گویا سرعت دخول کی طرف اشارہ ہوا ف یعنی ہم تو ان کی بدولت مارے گئے شاید یہ مطلب ہو کہ ہم بذات خود بے قصور ہیں یا یہ کہ ان کو بھی دوہری سزا دیجئے ف یعنی

وَلَاهُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○ وَإِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ

اور نہ ان سے توبہ مانگے ف اور جب دیکھیں بے انصاف مار پھر ہلکی نہ ہو

اور نہ اُن سے توبہ لی جائے ف اور جب دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھر ہلکا نہ ہوگا

عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ وَإِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ

ان سے اور نہ ان کو ڈھیل ملے اور جب دیکھیں شریک پکڑنے والے اپنے شریکوں کو

ان سے اور نہ ان کو ڈھیل ملے ف اور جب دیکھیں مشرک اپنے شریکوں کو

قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ

بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم پکارتے تھے تیرے سوا

بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم پکارتے تھے تیرے سوائے ف

فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ

تب وہ ان پر ڈالیں بات کہ تم جھوٹے ہو ف اور آپڑیں اللہ کے آگے

تب وہ ان پر ڈالیں گے بات کہ تم جھوٹے ہو ف اور آپڑیں اللہ کے آگے

يَوْمَئِذِ نِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ

اس دن عاجز ہو کر اور بھول جاوے انکو جو جھوٹ باندھتے تھے جو

اس دن عاجز ہو کر اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے ف جو لوگ

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ

منکر ہوئے ہیں اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے ان کو ہم نے بڑھائی مار پر

منکر ہوئے ہیں اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے اُن کو ہم بڑھا دیں گے عذاب پر

الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ○ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ

مار بدلہ اس کا جو شرارت کرتے تھے اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ

عذاب بدلہ اس کا جو شرارت کرتے تھے ف اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ

اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى

میں ایک بتلانیوالا ان پر انہی میں کا اور تجھ کو لادیں بتانے کو

میں ایک بتلانیوالا ان پر انہی میں کا اور تجھ کو لائیں بتلانے کو

هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى

ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب بیورا ہر چیز کا اور راہ کی سوجھ

ان لوگوں پر ف اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب کھلا بیان ہر چیز کا ف اور ہدایت

وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ○ۧ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ

اور مہر اور خوشخبری حکم برداروں کو اللہ حکم کرتا ہے انصاف کو

اور رحمت اور خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے ف اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا

وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

اور بھلائی کو اور دینے کو ناتے والے کے اور منع کرتا ہے بے حیائی کو

اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کے دینے کا ف اور منع کرتا ہے بے حیائی سے

جھوٹے ہو جو ہم کو خدا کا شریک ٹھہرا لیا ہم نے کب کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو فی الحقیقت تم محض اپنے اوہام و خیالات کو پوجتے تھے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہ تھی یا جن و شیاطین کی پرستش کرتے تھے مگر وہاں شیطان بھی یہ کہہ کر الگ ہو جائے گا "وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ" (ابراہیم رکوع ۴) غرض جن چیزوں کو مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا سب اپنی علیحدگی اور بیزاری کا اظہار کر کے گویا ان کو جھوٹا ٹھہرائیں گے بتوں کو تو سرے سے کچھ خبر ہی نہ تھی ملائکہ اور بعض انبیاء و صالحین ہمیشہ شرک سے سخت نفرت و بیزاری اور اپنی خالص بندگی کا اظہار کرتے رہے رہ گئے شیاطین سو انکا اظہار نفرت گو جھوٹ ہوگا تاہم اس سے مشرکین کو کلی طور پر مایوسی ہو جائے گی کہ آج تمہارے رفیق بھی کام آنے والا نہیں ف یعنی ساری طراق اور افترا پردازیاں اس وقت غائب ہو جائیں گی سب عاجز و مجبور ہو کر خدا کے سامنے اپنی اطاعت و انقیاد کا اظہار کریں گے "اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا" (مریم رکوع ۱) ف یعنی ایک عذاب تو انکار حق پر دوسرا اس پر کہ اوروں کو خدا کی راہ سے روکا یا ایک عذاب صدور جرم پر دوسرا اس کی عادت ڈالنے پر بہر حال آیت سے معلوم ہوا کہ جس طرح جنت میں اہل جنت کے منازل و مدارج متفاوت ہونگے جہنمیوں کا عذاب بھی کمی و کیفیت متفاوت ہوگا ف یعنی وہ ہولناک دن یاد رکھنے کے قابل ہے جب ہر ایک پیغمبر اپنی امت کے معاملات کے متعلق بارگاہ احدیت میں بیان دیگا اور آپ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کی حالت بتلائیں گے بلکہ بعض مفسرین کے قول کے موافق آپ ان تمام شہداء کے لئے شہادت دیں گے کہ بیشک انہوں نے اپنا فرض منصبی بخوبی ادا کیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ امت کے اعمال ہر روز حضور کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں آپ اعمال خیر کو دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور بداعمالیوں پر مطلع ہو کر نالائقوں کے لئے استغفار فرماتے ہیں ف یعنی قرآن کریم میں تمام علوم ہدایت اور اصول دین اور فلاح دارین سے متعلق ضروری امور کا نہایت مکمل اور واضح بیان ہے اس میں قیامت کے یہ واقعات بھی آگئے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ اندریں صورت جس پیغمبر پر ایسی جامع کتاب اتاری گئی اس کی مسئولیت اور ذمہ داری بھی بہت بھاری ہوگی گویا "شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ" کے بعد "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" فرما کر حضور کے عظیم مرتبہ اور اسی مرتبہ کے مناسب مسئولیت کی طرف لطیف اشارہ فرما دیا "فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ" (اعراف رکوع ۱) ابن کثیر نے اس کو ذرا تفصیل سے بیان کیا ہے ف یعنی یہ کتاب سارے جہان کے لئے سرتاپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے فرمانبردار بندوں کو شاندار مستقبل کی خوشخبری سناتی ہے ف قرآن کو "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" فرمایا تھا یہ آیت اسکا ایک نمونہ ہے ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک خیر و شر کے بیان کو اس آیت میں اکٹھا کر دیا ہے گویا کوئی عقیدہ، خلق، نیت، عمل، معاملہ اچھا یا برا ایسا نہیں جو امراً و نہیاً اس کے تحت میں داخل نہ ہو گیا ہو بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر قرآن میں کوئی دوسری آیت نہ ہوتی تو تنہا یہی آیت "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" کا ثبوت دینے کے لئے کافی تھی شاید اسی لئے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خطبہ جمعہ کے آخر میں اس کو درج کر کے امت کے لئے اسوہ حسنہ قائم کر دیا اس آیت کی جامعیت سمجھانے کے لئے تو ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے تاہم تھوڑا سا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ آیت میں تین چیزوں کا امر فرمایا ہے عدل، احسان، ایتاء ذی القربیٰ "عدل" کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے تمام عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات، جذبات، اعتدال و انصاف کی ترازو میں تلے ہوں افراط و تفریط سے کوئی پلہ جھکنے یا اٹھنے نہ پائے سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی معاملہ کرے تو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو جو بات اپنے لئے پسند نہ کرتا ہو اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے "احسان" کے معنی یہ ہیں کہ انسان بذات خود نیکی اور بھلائی کا پیکر بن کر دوسروں کا بھلا چاہے مقام عدل و انصاف سے ذرا اور بلند ہو کر فضل و عفو اور تلطف و ترحم کی خو اختیار کرے فرض ادا کرنے کے بعد تطوع و تبرع کی طرف قدم بڑھائے انصاف کے ساتھ

ع ۱۲
۱۸

مروت کو جمع کرے اور یقین رکھے کہ جو کچھ بھلائی کریگا خدا اسے دیکھ رہا ہے ادھر سے بھلائی کا جواب ضرور بھلائی کی صورت میں ملے گا "اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ" (صحیح بخاری) "هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ" (رحمن رکوع ۳) یہ دونوں خصلتیں (یعنی عدل و احسان یا بالفاظ دیگر انصاف و مروت) تو اپنے نفس اور ہر ایک خویش و بیگانہ اور دوست و دشمن سے متعلق تھیں لیکن اقارب کا حق اجانب سے کچھ زائد ہے جو تعلقات قرابت قدرت نے باہم رکھ دیئے ہیں انہیں نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ اقارب کی ہمدردی اور ان کے ساتھ مروت و احسان اجانب سے کچھ (بقیہ بر صفحہ ۳۵۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف نیز کے متعلق میں انصاف چاہیے یعنی برابر رکھنا اور اپنی طرف سے بھلائی ف کوئی قول و کیو دغا کا بچاؤ رہے کہ زبردست کو گرا دے اور کمزور کو چڑھا دے یہ اللہ نے آزمانے کو رکھا ہے کبھی کے بدلے سے بدلا نہیں جاتا اور جو اقبال دی
لا دے تو آوے اور بد قولی کا خیال تب ہی آتا ہے جب ادبار آنا ہوتا ہے۔ دوسرے کا گلا یادہ گرا اول آپ گرتا ہے۔ اپنے بنے کام کو خراب کرنا جیسے ایک عورت دیوانی تھی مالدار سارے برس سوت کتواتی کہ جاڑا دول دوں گی اقرار کا جب
جاڑا شروع ہوتا سوت کتر کر یونی ریزی سب کو بانٹ دیتی ف اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو بد قولی سوجھتا ہے ایسے کفران باتوں پر شتا نہیں ودیا ہ دیا ہ بال آتا ہے ف یعنی مسلمانی کو بدنام نہ کرو کہ یقین لانیوالے شک میں پڑیں اور تم پر یہ گناہ چڑھے۔ ارشاد عبد القادر صاحب
لغیر ثیا مدد مرہ اور مروبہ ہونا چاہیے صلہ رحم ایک مستقل نیکی ہے جو اقارب و ذوی الارحام کے لئے درجہ بدرجہ استعمال ہونی چاہیے۔ گویا "احسان" کے بعد ذوی القربی کا بالتخصیص ذکر کر کے متنبہ فرما دیا کہ عدل و انصاف تو سب کے لئے یکساں ہے لیکن مروت و احسان
کے وقت بعض دوا تمیز بعض سے زیادہ رعایت و اہتمام کے قابل ہیں فرق مراتب کو فراموش کرنا ایک طرح قدرت کے قائم کئے ہوئے قوانین کو بھلا دینا ہے اب ان تینوں نفصوں کی ہمہ گیری کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر ایک آدمی فیصلہ کر سکتا ہے کہ وہ کونسی
فطری خوبی، بھلائی اور نیکی دنیا میں ایسی رہ گئی ہے جو ان تین (فطری) اصولوں کے احاطے
باہر ہو۔ فللہ الحمد والمنۃ۔

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ

اور نامعقول کام کو اور سرکشی کو | تم کو سمجھاتا ہے | شاید تم | یاد رکھو | ف | اور پورا کرو | قرار

اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے ف | تم کو سمجھاتا ہے | تاکہ تم | یاد رکھو | ف | اور پورا کرو | عہد

اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا

اللہ کا | جب آپس میں قرار کرو | اور نہ | توڑو | قسمیں | پکی کئے پیچھے

اللہ کا | جب آپس میں عہد کرو | اور نہ | توڑو | قسموں کو | پکا کر لینے کے بعد

وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○

اور | کر کے | اللہ کو اپنا | ضامن | اللہ | جانتا ہے | جو کرتے ہو

اور تم نے کیا ہے | اللہ کو | اپنا ضامن | اللہ | جانتا ہے | جو تم کرتے ہو | ف۱۲

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ

اور نہ ہو | جیسی وہ عورت کہ توڑا | اپنا سوت کاتا | محنت کئے پیچھے | ٹکڑے ٹکڑے

اور مت رہو | جیسے وہ عورت کہ توڑا اس نے اپنا سوت کاتا ہوا | محنت کے بعد | ٹکڑے ٹکڑے ف۱۳

تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ

کہ ٹھہراؤ | اپنی قسمیں | پیٹھنے کا بہانہ ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو کہ

کہ ٹھہراؤ | اپنی قسموں کو | دخل دینے کا بہانہ ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو

اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ

زیادہ چڑھ رہا دوسرے سے | تو یہ اللہ پرکھتا ہے تم کو | اس سے | اور آگے کھول دیگا اللہ تم کو

چڑھا ہوا دوسرے سے ف | یہ تو اللہ پرکھتا ہے تم کو | اس سے ف | اور آئندہ کھول دیگا اللہ تم کو

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

قیامت کے دن | جس بات میں تم | پھوٹ رہے تھے | ف۱۴ | اور اللہ چاہتا تو | تم سب کو

قیامت کے دن | جس بات میں تم | جھگڑ رہے تھے | ف | اور اللہ چاہتا تو | تم سب کو

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

ایک ہی فرقہ کرتا | لیکن | بھٹکاتا ہے جس کو چاہے اور سوجھاتا ہے جس کو چاہے

ایک ہی فرقہ کر دیتا | لیکن | راہ بھلاتا ہے جس کو چاہے اور سمجھاتا ہے جس کو چاہے | ف۱۵

وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ

اور تم سے پوچھ ہوگی جو کام | تم کرتے تھے | ف | اور نہ | ٹھہراؤ | اپنی قسمیں

اور تم سے پوچھ ہوگی | جو کام | تم کرتے تھے | ف | اور نہ | ٹھہراؤ | اپنی قسموں کو

دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ

رکھنے کا بہانہ ایک دوسرے پر کہ ڈگ نہ جاوے کسی کا پاؤں جمے پیچھے | اور | تم چکھو | سزا

دھوکا | آپس میں | کہ ڈگ نہ جائے کسی کا پاؤں جمنے کے پیچھے | اور | تم چکھو | سزا

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اس پر کہ تم نے روکا | اللہ کی راہ سے | اور تم کو | بڑی مار ہو | ف۱۶

اس بات پر کہ تم نے روکا | اللہ کی راہ سے | اور تم کو | بڑا عذاب ہو | ف۱۷

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی تین چیزوں سے کیا فحشا، منکر، بغی۔ کیونکہ انسان میں تین قوتیں ہیں جن کے بے موقع اور غلط استعمال سے ساری خرابیاں اور برائیاں پیدا ہوتی ہیں قوت بہیمیہ شہوانیہ، قوت وہمیہ شیطانیہ، قوت غضبیہ سبعیہ۔ غالباً "فحشاء" سے وہ بے حیائی کی باتیں مراد ہیں جن کا منشا شہوت و بہیمیت کی افراط ہو "منکر" معروف کی ضد ہے یعنی نامعقول کام جن پر فطرت سلیمہ اور عقل صحیح انکار کرے گویا قوت وہمیہ شیطانیہ کے غلبہ سے قوت عقلیہ ملکیہ دب جائے تیسری چیز "بغی" ہے یعنی سرکشی کر کے حد سے نکل جانا ظلم و تعدی پر کمربستہ ہو کر درندوں کی طرح کھانے پھاڑنے کو دوڑنا اور دوسروں کے جان و مال یا آبرو وغیرہ لینے کے واسطے ناحق دست درازی کرنا۔ اس قسم کی تمام حرکات قوت سبعیہ غضبیہ کے بیجا استعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ الغرض آیت میں متنبہ فرما دیا کہ انسان جب تک ان تینوں قوتوں کو قابو میں نہ رکھے اور قوت عقلیہ ملکیہ کو ان سب پر حاکم نہ بنائے مہذب اور پاک نہیں ہو سکتا ف اکثم بن صیفی نے اس آیت کریمہ کو سن کر اپنی قوم سے کہا "میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور کمینہ اخلاق و اعمال سے روکتے ہیں تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو۔ فکونوا فی ھذا الامر رؤسا ولا تکونوا فیہ اذنابا" یعنی تم اس سلسلہ میں سر بنو، دم نہ بنو۔ حضرت عثمان بن مظعون فرماتے ہیں کہ اس آیت کو سن کر میرے دل میں ایمان راسخ ہوا اور محمد صلعم کی محبت جاگزیں ہوئی ف اوپر کی آیت میں جن چیزوں کے کرنے یا چھوڑنے کا حکم تھا ان کے بعض افراد کو بالتخصیص بیان فرماتے ہیں یعنی ایفائے عہد کی تاکید اور غدر و بد عہدی سے ممانعت کہ یہ چیز والا وہ فی نفسہ عظیم الشان ہونے کے اس وقت مخاطبین کے بہت زیادہ مناسب حال تھی جبکہ مسلم قوم کے عروج و ترقی اور مستقبل کی کامیابی پر بے انتہا اثر پڑنے والا تھا اس لئے حکم دیا کہ جب خدا کا نام لے کر اور قسمیں کھا کر معاہدے کرتے ہو تو خدا کے نام پاک کی حرمت قائم رکھو کسی قوم سے یا کسی شخص سے معاہدہ ہو بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو، مسلمان کا فرض ہے کہ اسے پورا کرے خواہ اس میں کتنی ہی مشکلات اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ "قول مرداں جان دارد" خصوصاً جب خدا کا نام لے کر اور حلف کر کے ایک معاہدہ کیا ہے تو سمجھنا چاہیے کہ قسم کھا کر گویا خدا کو اس معاملہ کا گواہ یا ضامن بنا لیا ہے وہ جانتا ہے جب تم قسم توڑو گے اور یہ بھی جانتا ہے کہ کہاں تک اس گواہی کا لحاظ رکھتے ہو اگر تم نے خیانت اور بد عہدی کی۔ وہ اپنے علم محیط کے موافق پوری سزا دیگا کیونکہ تمہاری کسی قسم کی کوئی چھپی دغابازی اس سے مخفی نہیں رہ سکتی ف یعنی عہد باندھ کر توڑ ڈالنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے، پھر کتا کتایا سوت شام کے وقت توڑ کر پارہ پارہ کر دے۔ چنانچہ مکہ میں ایک دیوانی عورت ایسا ہی کیا کرتی تھی مطلب یہ ہے کہ معاہدات کو محض کچے دھاگے کی طرح کچا لینا کہ جب چاہا توڑ ڈالا اور جب چاہا انگلیوں کی ادنیٰ حرکت سے خلاف توڑ ڈالا سخت ناعاقبت اندیشی اور دیوانگی ہے ایک کا اعتبار نہ رہے تو دنیا کا نظام مختل ہو جائے قول و قرار کی پابندی ہی سے عدل کی ترازو سیدھی رہ سکتی ہے جو قومیں قانون عدل و انصاف سے ہٹ کر محض اغراض و خواہشات کی پوجا کرنے لگتی ہیں ان کے یہاں معاہدات محض توڑنے کے لئے رہ جاتے ہیں جہاں معاہد قوم کو اپنے سے کمزور دیکھا سارے معاہدات ردی کی ٹوکری میں پھینک دیئے گئے ف یعنی معاہدوں اور قسموں کو فریب و دغا، مکاری اور حیلہ سازی کا آلہ مت بناؤ جس طرح اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ ایک جماعت کو اپنے سے طاقتور دیکھ کر معاہدہ کر لیا پھر جس وقت کوئی جماعت اس سے بڑھ کر معزز اور طاقتور سامنے آئی پہلا معاہدہ توڑ کر نئی جماعت سے عہد و پیمان گانٹھ لئے پھر جیسے ہی فریق اول کو کمزور بنتے اور ان کو زور ہانیکا موقع پایا تو فوراً معاہدات توڑ ڈالے اور قسمیں اور حلف بالائے طاق رکھ دیئے بعینہ جس طرح آج کل یورپین اقوام کا معمول ہے ف یعنی قوت و ضعف میں اقوام کا اختلاف، ان میں سے کسی کا اوپر چڑھ جانا کسی کو پیچھے گرانا، خدا تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کیلئے رکھا ہے اور ایفائے عہد کا حکم دے کر بھی تمہارا امتحان ہوتا ہے دیکھتے ہیں کون ثابت قدم رہتا ہے

کہ اپنا عہد پورا کرنے میں حریف کی قوت و ضعف کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ باقی اقبال و ادبار کسی کے بدلے سے بدلا نہیں جاتا۔ ادبار کی جگہ اقبال اور ضعف کی جگہ قوت خدا ہی لائے تو آئے ہاں بد عہدی کا خیال آنا اس کی علامت ہے کہ ادبار آنے والا ہے ف یعنی یہاں امتحان ہو چکے امتحان کا نتیجہ قیامت کے دن کھل جائے گا جس وقت ضعف و طاقت کے سب جھگڑے چکا دیئے جائیں گے ف یعنی اسے قدرت تھی کہ اختلاف نہ رہنے دیتا مگر حکمت اس کو مقتضی نہ تھی، جیسا کہ کئی مواقع میں ہم اس کی تقریر کر چکے ہیں ف حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر بھی اللہ راہ بد عہدی نہ کرے کفران باتوں سے ہٹتا نہیں، اور نیچے اوپر وبال آتا ہے ف یعنی شکنی کر کے اور قسمیں توڑ کر بد عہدی کی راہ مت نکالو اور مسلمان قوم کو بدنام نہ کرو کہ تمہارے خراب اور بیت کیر کٹر کو دیکھ کر یقین لانے والے شک میں پڑ جائیں، اور غیر مسلم قومیں اسلام میں داخل ہونے سے رک گئیں اور تم پر خدا کی راہ سے روکنے کا گناہ چڑھے جس کی سزا بہت سخت ہوگی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف پہلے مذکور تھا آپس کے قول توڑنے کا اب ذکر ہے ذکر یہ اللہ سے قول توڑنے کا یعنی مال کی طمع سے حکم شرع کے خلاف نہ کرو وہ مال وبال لاوے گا جو موافق شرع ہاتھ لگے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں ف اچھی زندگی قیامت کو چلا دیں گے یاد دنیا ہی میں اللہ کی محبت میں اور لذت میں ف دنیا میں کہا آدمی کو کوئی شیطان یعنی جن ستانے لگتے تو اس کے دفع کو رجوع نہ ہو وہ اور مرحج تھا یہ کہ اللہ کی پناہ میں دو دونٹ اسکا کلام ہوا دلوا دیکھے نام ہی ف اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اگر حکم فرمایا تو کافر شبہ کرتے اسکا جواب بھیجا دیا یعنی ہر وقت پر موافق اس وقت کے حکم بھیجے تو یقین والوں کا دل قوی ہو کہ ہمارا رب ہر حال کی خبر دار ہے۔ ——————— (از شاہ عبد القادر صاحب)

ف پہلے مذکور تھا آپس ہی قول توڑنے کا۔ اب اللہ سے قول توڑنے کا ذکر ہے یعنی مال کی طمع سے خلاف شرع حکم مت کرو انجام کار ایسا مال وبال لائیگا جو موافق شرع ہاتھ لگے تمہارے حق میں وہی بہتر ہے (موضح القرآن) یا اپنا عہد کا جو خدا کے ساتھ ہے اس ثمن قلیل کے کہیں بہتر ہے عوض کو قلیل اس لئے کہا کہ اگر ساری دنیا بھی مل جائے تب بھی آخرت کے مقابلہ میں قلیل و حقیر ہے ف پھر باقی و دائم کو چھوڑ کر فانی و زائل کا پیچھا کرنا کہاں کی عقلمندی ہے ف یعنی جو لوگ عہد کے اوپر ثابت قدم رہیں گے اور تمام مشکلات اور مصائب کو صبر کے ساتھ برداشت کریں گے ان کا اجر ضائع نہ ہوگا بلکہ ایسے بہتر عمل کا بدلہ ضرور ملے گا یہاں سے مل کر رہے گا ف اوپر کی آیت میں صابرین اور ایفائے عہد کرنے والوں کے اجر کا ذکر تھا یہاں تمام اعمال صالحہ کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں حاصل یہ ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقۃً نیک ہوں یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اس کو ضرور پاک ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کرینگے مثلاً دنیا میں حلال روزی، قناعت و غنائے قلبی، سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت، حب الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصور، تعلق مع اللہ کی حلاوت جس کی ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا ؏ چشمی ہر تجرید رخ بختم سیاہ باد دی وول اگر بود بوس ملک سنجر مر تا دانکہ یافتم خبر از ملک نیم شب بد من ملک نیم روز بیک جو نمی خرم۔ بیچ ہے "اَهْلُ اللَّيْلِ فِيْ لَيْلِهِمْ أَلَذُّ مِنْ أَهْلِ اللَّهْوِ فِيْ لَهْوِهِمْ" اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے کہ شب بیداروں کو رات کے اٹھنے میں کیا لذت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں بہر حال مومن قانت کی پاک اور مزہ دار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے قبر میں پہنچکر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے آخر تمہار اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے جس کے متعلق کہا ہے "حَيَاةٌ بِلَا مَوْتٍ، وَغِنًى بِلَا فَقْرٍ، وَصِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ، وَمُلْكٌ بِلَا هَلَاكٍ، وَسَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ" رزقنا اللہ تعالیٰ بفضلہ ومنہ ایاہا۔ (تنبیہ) اس آیت نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے حسب حال نیکی کر کے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں ف حدیث میں ہے "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" (تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے) معلوم ہوا کہ مومن کے لئے قرأت قرآن بہترین کام ہے اور پچھلی آیات میں دو مرتبہ بہتر کاموں پر اجر ملنے کا ذکر تھا اس لئے یہاں قرأت قرآن کے بعض آداب کی تعلیم فرماتے ہیں تاکہ آدمی بے احتیاطی سے اس بہتر کام کا اجر ضائع نہ کر بیٹھے شیطان کی کوشش ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے خصوصاً قرأت قرآن جیسے کام کو جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے کب ٹھنڈے دل سے گوارا کر سکتا ہے ضرور اس کی کوشش ہوگی کہ مومن کو اس سے باز رکھے اور اس میں کامیاب نہ ہو تو ایسی آفات میں مبتلا کر دے جو قرأت قرآن کا حقیقی نفع حاصل ہونے سے مانع ہوں ان سب مغویانہ تدبیروں اور پیش آنے والی خرابیوں سے حفاظت کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ جب مومن قرأت قرآن کا ارادہ کرے پہلے صدق دل سے حق تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور شیطان مردود کی زد سے بھاگ کر خداوند قدوس کی پناہ میں آ جائے اصل استعاذہ (پناہ میں آنا) تو دل سے ہے مگر زبان و دل کو موافق کرنے کے لئے مشروع ہے کہ ابتدائے قرأت میں زبان سے بھی "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھے۔ ف یعنی جس نے خدا پر بھروسہ کیا اور اس کی پناہ ڈھونڈی اس پر شیطان زور سے حاوی نہیں ہو سکتا اگر ایسا شخص کسی وقت محض تھوڑی دیر کے لئے بمقتضائے بشریت شیطان کے چکمہ میں آ بھی جائے تب بھی شیطان اپنا قبضہ اور تسلط اس پر نہیں جما سکتا بہت جلد اس کی آنکھ کھل جائے گی اور غفلت میں تمادی نہ ہوگی "اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۚ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ" (الاعراف رکوع ۲۴) ف یعنی جو لوگ از خود شیطان کو اپنا رفیق بنا لیں اور بجائے ایک خدا پر بھروسہ کرنے کے اس پر بھروسہ رکھیں گویا اس کو خدائی کا شریک ٹھہرالیں یا اس کے اغوا سے دوسری چیزوں کو خدا کا شریک مانیں انہی پر شیطان کا پورا قبضہ اور تسلط ہے کہ جس طرح چاہتا ہے انگلیوں پر نچاتا ہے ف پہلے حکم دیا تھا کہ قرآن پڑھتے وقت شیطان رجیم کے کید سے پناہ ڈھونڈو کہیں وہ اس بہترین کام میں رکاوٹ اور خرابی نہ ڈالے یہاں اس کی بعض رکاوٹوں کا ذکر کرتے ہیں جو قرآن کے متعلق پیدا کرتا تھا واقعہ یہ ہے کہ پورا قرآن ایک مرتبہ تو نازل ہوا نہیں موقع بموقع آیات نازل ہوتی تھیں ان میں بعض وقتی احکام بھی آتے تھے پھر وہ حکم وقت وحالات کے تبدیل ہونے پر دوسرا حکم آ جاتا تھا مثلاً ابتداء میں قتال سے ممانعت اور ہاتھ روکے رکھنے کا حکم تھا ایک زمانہ کے بعد اجازت دیدی گئی یا ابتداء میں حکم تھا "قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ" تھوڑی مدت کے بعد دوسری یہ آیات نازل ہوئیں "عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" الخ کفار ایسی چیزوں کو سن کر اعتراض کرتے کہ یہ خدا کا کلام کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا خدا تعالیٰ نے (معاذ اللہ) پہلے بے خبری سے ایک بات کا حکم دیدیا تھا؟ پھر خبر ہوئی تو دوسرا حکم اتارا؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام آپ خود بنا لاتے ہیں ورنہ خدا کے احکام ایسے نہیں ہو سکتے کہ ایک دن کچھ دوسرے دن کچھ اس طرح کے شبہات و وساوس ممکن تھا شیطان بعض مسلمانوں کے دلوں میں ڈالدے اس کا جواب دیتے ہیں کہ تمہارا یہ اعتراض محض جہالت سے ہے تم کیا جانو "نسخ" کی حقیقت معلوم ہوتی تو کبھی ایسا لفظ زبان سے نہ نکالتے "نسخ" کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ ایک میعادی حکم کی میعاد (بقیہ بر صفحہ ۳۹۱)

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ

اور نہ لو اللہ کے اقرار پر مول تھوڑا بے شک جو اللہ کے یہاں ہے وہی

اور نہ لو اللہ کے عہد پر مول تھوڑا سا بیشک جو اللہ کے یہاں ہے وہی

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ

بہتر ہے تم کو اگر تم جانتے ہو ف جو تمہارے پاس ہے نبڑ جاوے گا اور

بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو ف جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائیگا اور

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ

جو اللہ کے پاس ہے سو رہتا ہے اور ہم بدلہ میں دینگے ٹھہرنے والوں کو حق

جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا ف۲ اور ہم بدلہ میں دینگے صبر کرنے والوں کو ان کا حق

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

بہتر کاموں پر جو کرتے تھے جس نے کیا نیک کام مرد ہو

اچھے کاموں پر جو کرتے تھے ف۳ جس نے کیا نیک کام مرد ہو

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

یا عورت اور وہ یقین پر ہے تو اس کو ہم جلا دیں گے اچھی زندگی اور بدلے میں دیں گے ان کو

یا عورت ہو اور وہ ایمان پر ہے تو اس کو ہم زندگی دینگے ایک اچھی زندگی ف۴ اور بدلے میں دیں گے ان کو

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

حق ان کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے ف سو جب تو پڑھنے لگے قرآن

حق ان کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے ف۵ سو جب تو پڑھنے لگے قرآن

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ

تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے اس کا زور نہیں

تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے ف۶ اس کا زور نہیں

سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ اِنَّمَا

چلتا ان پر جو یقین رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا

چلتا ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ف۷ اس کا

سُلْطٰنُهٗ عَلَي الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۝

زور انہی پر ہے جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اس کو شریک ٹھہراتے ہیں ف۳

زور تو انہی پر ہے جو اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اس کو شریک مانتے ہیں ف۸

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا

اور جب بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری اور اللہ بہتر جانتا ہے جو اتارتا ہے تو کہتے ہیں

اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کی جگہ دوسری آیت اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو کہتے ہیں

اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ

تو تو بنا لاتا ہے یوں نہیں پر ان بہتوں کو خبر نہیں ف۴

تو تو بنا لاتا ہے یہ بات نہیں بلکہ اکثروں کو ان میں خبر نہیں ف۹ تو کہہ اس کو اتارا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر حال میں اس کے موافق راہ سوجھا دے اور ہر کام پر دل میں خوشخبری سنا دے ف۲ ایک شخص کا غلام رومی اعرابی مکہ میں تھا حضرت کے پاس آ بیٹھتا عجبت سے اللہ کا کلام اور پیغمبروں کا احوال سننے کو کافر کہتے وہی سکھا جاتا ہے ف۳ یعنی جتنا بھہائے وہ نہیں سمجھتے بے یقین آدمی محروم ہیں ف۴ پہلے مذکور ہوئے کافروں کے شبہے اب فرمایا کہ جو کوئی شبہے سن کر ایمان سے پھر جاوے اس کا یہ حال ہے مگر ظالم ہر وقتی ہے اگر منہ سے کفر کا لفظ کہوا دے اور دل میں ایمان برقرار ہے اس کو گناہ نہیں لیکن اگر ہر دم قبول کرے اور لفظ بھی منہ سے نہ کہے تو شہید اکبر ہے ف۵ اور جو کوئی ایمان سے پھر اہے تو دنیا کی غرض کو جان کے ڈر سے یا یاوری کی خاطر سے یا زر کے لالچ سے جن نے دنیا عزیز کی اس کو آخرت کہاں۔ اگر جان کے ڈر سے نقد کہے تو چاہیے جب ڈر کا وقت جاتا رہے پھر توبہ واستغفار کر کر ثابت ہو جاوے۔ ———— از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ صفحہ ۳۶۰۔ پوری ہونے پر دوسرا حکم بھیجا جائے۔ کیا طبیب منضج کا نسخہ دس دن بتا کر اگر مسہل تجویز کرے تو اسے طبیب کی کم علمی یا بے خبری پر محمول کیا جا سکتا ہے؟ یا جو ایسا کہے وہ خود جاہل اور بے خبر کہلائے گا حق تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جس وقت جو حکم اتارا گیا یعنی جو روحانی غذا یا دوا تجویز کی گئی وہ کہاں تک مریضوں کے مزاج اور حالات کے مناسب ہے۔

رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے تحقیق تا ثابت کرے ایمان والوں کو اور
پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے بلاشبہ ف۱ تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو اور
هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ
راہ کی سوجھ اور خوشخبری مسلمانوں کو ف۱ اور ہم کو معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں
ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے واسطے ف۲ اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں
اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ
اس کو تو سکھاتا ہے آدمی جس پر تعریض کرتے ہیں اس کی زبان ہے اوپری
اس کو تو سکھلاتا ہے ایک آدمی ف۳ جس کی طرف تعریض کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجمی
وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
اور یہ زبان عربی صاف ف۲ جن کو اللہ کی باتیں
اور یہ قرآن زبان عربی ہے صاف ف۴ وہ لوگ جن کو اللہ کی باتوں پر
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا
یقین نہیں آتیں ان کو اللہ راہ نہیں دیتا اور ان کو دکھ کی مار ہے ف۳ جھوٹ
یقین نہیں ان کو اللہ راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۵ جھوٹ
يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ
بناتے وہ ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور وہی
تو وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور وہی
هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ
لوگ ہیں جھوٹے جو کوئی منکر ہو اللہ سے یقین لائے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر
لوگ جھوٹے ہیں ف۱ جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لانے کے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر
اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ
زبردستی کی اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر لیکن جو کوئی دل کھول کر
زبردستی کی گئی اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر ف۲ ولیکن جو کوئی دل کھول کر
صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝
منکر ہوا سو ان پر غضب ہے اللہ کا اور ان کو بڑی مار ہے ف۴
منکر ہوا سو ان پر غضب ہے اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے ☆
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ
یہ اس واسطے کہ انہوں نے عزیز رکھی دنیا کی زندگی آخرت سے اور اللہ
یہ اس واسطے کہ انہوں نے عزیز رکھا دنیا کی زندگی کو آخرت سے اور اللہ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى
راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو ف۵ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے
راستہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو ف۳ یہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی میاں یا کسی بشر کا بنایا ہوا کلام نہیں یہ تو وہ کلام ہے جو بلاشبہ تیرے رب نے روح القدس (پاک فرشتہ جبرئیل امین) کے ذریعہ سے عین حکمت و مصلحت کے موافق نازل فرمایا گویا من ربک کہہ کر متنبہ فرما دیا کہ اس کی نازل کرنے والی وہ ہستی ہے جس نے تمہیں بتدریج جسمانی قدرتی حیرت انگیز طریقہ سے ایسے اعلیٰ و اکمل اخلاق پر تربیت فرمائی جو تمہارے سامنے ہے اور روح القدس کا واسطہ بیان فرما کر شاید اس طرف اشارہ کرنا ہو کہ جس کلام کا حامل روح القدس بنایا گیا، وہ روحانیت، پاکیزگی اور ملکوتی خصال کا پیکر ہونا چاہئے، چنانچہ دیکھ لو ان اوصاف میں اس شان کا کیا کوئی دوسرا کلام آسمان کے نیچے نظر آتا ہے ف۲ یعنی جو تبدیل و تنسیخ اور تدریج احکام و آیات کا نزول دیکھ کر ایمان والوں کے دل قوی اور اعتقاد پختہ ہوتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے ہر حال اور زندگی کے ہر ایک دور سے پورا خبردار ہے اور نہایت حکمت سے جاری تربیت کر رہا ہے جیسے حالات پیش آئیں ان کے موافق ہدایت و رہنمائی کرتا اور ہر کام پر اس کے مناسب خوشخبری سناتا ہے ف۳ یعنی قرآن شریف نہ خدا کا کلام ہے اور نہ منسوخ اس میں نہ ہوتا اور نہ یہ آپ کا کلام ہو سکتا ہے کیونکہ آپ امی ہو نا سب کو معلوم و مسلم تھا، ایک امی جس نے نہ کبھی کوئی کتاب پڑھی ہو نہ قلم ہاتھ میں پکڑا ہو بلکہ باوجود اعلیٰ درجہ کے قریشی ہونے کے چالیس برس تک ایک شعر بھی زبان سے نہ کہا ہو حتیٰ کہ عرب کی بچہ بچہ کی زبانیں تک فطری سلیقہ اور ملکہ رکھتی تھیں، کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ بدون تعلیم و تعلم کے دفعۃً ایسی کتاب بنا لائے جو اس قدر عجیب و غریب علوم و حکم، موثر ہدایات اور کایا پلٹ کر دینے والے قوانین و احکام پر مشتمل ہو۔ ناگزیر کہنا پڑے گا کہ کوئی دوسرا شخص انہیں یہ باتیں سکھلاتا اور ایسا کلام بنا کر دے دیتا ہے وہ شخص کون تھا جس کی بے اندازہ قابلیت سے قرآن جیسی کتاب تیار ہوئی اس کے نام میں اختلاف تھا جبر یسار، عائش، یعیش، کئی عجمی غلاموں کے نام لئے گئے ہیں جن میں کوئی یہودی تھا کوئی نصرانی۔ بلکہ بعض کی نسبت کہا گیا ہو کہ وہ نصرانیت چھوڑ کر مذہب اسلام قبول کر چکے تھے کہتے ہیں حضور گاہ بگاہ آتے جاتے ان میں سے کسی ایک کے پاس بیٹھ جاتے یا وہ حضور کی خدمت میں کبھی کبھی حاضر ہو کر آتا مگر تعجب ہے اتنے بڑے قابل انسانوں کو تاریخ بھی تاریخ نے پوری تحقیق و تعیین کے ساتھ یاد نہ رکھا اور جو ان سے سیکھ کر شخص نقل کیا گیا کر کے دنیا کے قدموں پر گر پڑی حتی کہ جنہیں سے ان کو نبی نہ مانا دنیا کا سب سے بڑا مصلح اور کامل انسان ان کو بھی تسلیم کرنا پڑا بہرحال مشرکین مکہ کا یہ بیہودہ اعتراض ہے یہ ضرور ثابت ہو گیا کہ دعوائے نبوت سے پہلے آپ کا امی ہونا ان کے نزدیک بھی مسلم تھا کہ قرآنی علوم و معارف کو آپ کی امیت ہستی تسلیم نہ دے سکتے تھے اس لئے کہنا پڑتا تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کو یہ باتیں سکھلا جاتا ہے لاجرم آپ کو سکھلانے والے ہوتے تھے، لیکن سکھلانے والا کوئی بشر نہ تھا، وہ رب قدیر تھا جس نے فرمایا الرحمٰن علم القرآن۔ ف۴ یعنی اگر قرآن کے علوم خارقہ اور دوسری وجوہ اعجاز کو اپنی غباوت کی وجہ سے نہیں سمجھ سکتے تو اس کی زبان کی بے نظیر فصاحت و بلاغت کا ادراک تو کر سکتے ہو جس کے متعلق بارہا چیلنج دیا جا چکا اور اعلان کیا جا چکا ہے کہ تمام جن و انس مل کر بھی اس کلام کا مثل پیش نہ کر سکیں گے پھر جس کا مثل لانے سے عرب کے تمام فصحاء و بلغاء اشتا اور سے عاجز و درماندہ ہوں ایک گمنام عجمی بازاری غلام سے کیونکر امید کی جا سکتی ہے کہ ایسا کلام معجز تیار کر کے پیش کر دے اگر تمام عرب میں کوئی شخص بالفرض ایسا کلام بنا سکتا تو وہ خود حضرت محمد صلعم ہوتے مگر قرآن کے سوا آپ کے دوسرے کلام کا ذخیرہ قرآن کے بیان کردہ موجود ہے جو باوجود انتہائی فصاحت کے کسی ایک چھوٹی سی سورت قرآنی کی برابری نہیں کر سکتا ف۵ یعنی کھلے دلائل کے باوجود جو شخص یہ ہی دل میں ٹھان لے کہ یقین نہیں کرے گا خدا تعالیٰ بھی اس کو مقصد پر پہنچنے کی راہ نہیں دیتا جتنا بھلا ہے کہیں نہ پہنچ سکے تو بدا عتقادی و ہدایت سے محروم رہ کر آخر سخت سزا کا مستحق ہوتا ہے ف۱ یعنی آپ کو کہتے ہیں انما انت مفتر معاذ اللہ کہ آپ کی امانت و راستبازی پہلے سے مسلم اور ہر ایک چال ڈھال سے ظاہر تھی کیا جھوٹ بنانے والوں کا چہرہ اور طور طریق ایسا ہوتا ہے؟ جھوٹ بنانا تو ان اشقیاء کا شیوہ ہے جو خدا کی باتیں سن کر اور ہزاروں نشانات دیکھ کر بھی یقین نہ کریں۔ اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا کہ آدمی خدا کی باتوں کو جھٹلا کر وٹ ایک تو وہ مجرم ہیں جو سیکڑوں دلائل و آیات سن کر بھی یقین نہ لائیں مگر ان سے بڑھ کر مجرم وہ ہیں جو یقین لانے اور تسلیم کرنے کے بعد شیطانی شبہات و وساوس سے متاثر ہو کر صداقت سے منکر ہو جائیں جیسا کہ عبد اللہ بن ابی سرح مرتد ہو گیا تھا کہ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گیا العیاذ باللہ ایسے لوگوں کی سزا آگے بیان فرمائی ہے درمیان میں الا من اکرہ الخ سے ایک ضروری استثناء کر دیا یعنی اگر کوئی مسلمان صدق دل سے برابر ایمان پر قائم ہے ایک لمحہ کے لئے بھی ایمانی روشنی اور قلبی طمانیت اس کے قلب سے جدا نہیں ہوئی مگر کسی خاص حالت میں بہت ہی سخت دباؤ اور زبردستی سے مجبور ہو کر شدید ترین خوف کے وقت گلو خلاصی کے لئے محض زبان سے منکر ہو جائے یعنی کوئی کلمہ اسلام کے خلاف نکال دے بشرطیکہ اس وقت بھی قلب میں کوئی تردد نہ ہو بلکہ زبانی لفظ سے سخت کراہت و نفرت ہو، ایسا شخص مرتد نہیں بلکہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ ہاں اس سے بلند مقام وہ ہے کہ آدمی مرنا قبول کرے مگر منہ سے بھی ایسا لفظ نہ نکالے۔ جیسا کہ حضرت بلال، حضرت یاسر، حضرت سمیہ، حضرت حبیب بن زید انصاری اور حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کے واقعات (بقیہ بر صفحہ ۳۶۲)

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ کئے ہیں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے بچ گئے تھے یا زبانی لفظ کہہ دیا تھا اس کے پیچھے جب اتنے کام کئے ایمان کے وہ تقصیر بخشی گئی۔ ایک بزرگ تھے عمار انکے باپ یاسر اور ماں سمیہ ظلم اٹھاتے مر گئے پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے جان کے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں۔ ف۲ یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا ف۳ ایسے بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا مکہ کا کہ پڑی بھوک اور ڈر مدینہ...

بقیہ صفحہ ۳۶۱۔ تاریخوں میں موجود ہیں۔ بنظر اختصار ہم یہاں درج نہیں کر سکتے ابن کثیر میں دیکھ لئے جائیں ف۵ یعنی ایسے منکروں کو جو حیات دنیا ہی کو کچھ مقصود ٹھہرالیں کامیابی کا رستہ کہاں ملتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو، جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر سے یا زر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں؟ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہیئے جب ڈر کا وقت جاچکے پھر توبہ استغفار کر کے ثابت ہو جائے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی دنیا طلبی اور ہوا پرستی کے نشہ میں ایسے مست و بیہوش ہیں جن کے ہوش میں آنے کی کوئی امید نہیں خدا کی دی ہوئی توتیں انہوں نے سب بیکار کر دیں۔ آخر کانوں سے حق کی آواز سننے، آنکھوں سے حق کے نشان دیکھنے اور دلوں سے حق بات سمجھنے اور سوچنے کی توفیق سلب ہو گئی۔ مہر کرنے کا مطلب پہلے سورۂ بقرہ وغیرہ میں گزر چکا ہے ف۲ یعنی جو اُلٹی سمجھ، اعتقادیوں اور غلط کاریوں سے خدا کی بخشی ہوئی قوتیں تباہ کر ڈالیں اور دنیا ہی کو قبلہ مقصود بنالیں، ان سے بڑھ کر خراب انجام کس کا ہو گا ف۳ مکہ میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے نکل گئے تھے یا صرف زبانی لفظ کفر کہہ لیا تھا اس کے بعد جب ہجرت کی جہاد کیا، اور بڑے استقلال و پامردی سے اسلام پر قائم رہے، اتنے کام ایمان کے کئے، وہ تقصیر بخشی گئی اور خدا کی مہربانی مبذول ہوئی ایک بزرگ تھے "عمار" انکے باپ تھے "یاسر" اور ماں "سمیہ" دونوں ظلم اٹھاتے مر گئے، پر لفظ کفر نہ کہا۔ یہ مسلمانوں کا پہلا خون تھا جو خدا کی راہ میں گرا۔ بیٹے "عمار" نے خوف جان سے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت کے پاس آئے۔ تب یہ آیتیں اتریں رضی اللہ عنہم اجمعین ف۴ یعنی ایک طرف سے دوسرا نہ بول سکے گا، ماں، باپ، بہن، بھائی، بیوی، اولاد، احباب اقارب کوئی کام نہ دیگا۔ ہر شخص اپنی فکر میں پڑا ہو گا کہ کس طرح خدا کے عذاب سے خلاصی حاصل کرے طرح طرح کے جھوٹے سچے عذر برأت کے لئے تراشے گا اور جواب سوال کرکے چاہے گا کہ رستگاری حاصل کرے ف۵ یعنی نیکی کے ثواب میں کمی نہ ہوگی اور بدی کی سزا استحقاق سے زائد نہ دی جائے گی ف۶ یعنی نہ باہر سے دشمن کا کھٹکا نہ اندر سے کسی طرح کی فکر و تشویش خوب امن چین سے زندگی گزرتی تھی ف۷ یعنی کھانے کے غلے اور پھل وغیرہ کھنچے چلے آتے تھے، ہر چیز کی افراط تھی، مگر جیسے دنیا کی نعمتیں ملی تھیں ف۸ اس بستی کے رہنے والوں نے خدا کے انعامات کی قدر نہ پہچانی، دنیا کے مزوں میں پڑ کر اپنے خالق اور بدست ہوئے منعم حقیقی کا دھیان بھی نہ آیا بلکہ اس کے مقابلہ میں بغاوت کی ٹھان لی، آخر خدا تعالیٰ نے ان کی ناشکری اور کفران نعمت کا مزہ چکھایا یعنی امن چین کی جگہ خوف و ہراس نے اور فراخ روزی کی جگہ بھوک اور قحط کی مصیبت نے ان کو اس طرح گھیر لیا جیسے کپڑا پہننے والے کے بدن کو گھیر لیتا ہے ایک دم کو بھوک اور ڈر ان سے جدا نہ ہوتا تھا ف۹ ظاہری نعمتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہوئیں ایک بڑی بھاری باطنی نعمت بھی انکو دی گئی تھی یعنی انہی کی قوم و نسب میں سے ایک رسول بھیجا گیا۔ جس کا اتباع کر کے وہ خدا کی خوشنودی کے بڑے اونچے مقامات حاصل کر سکتے تھے انہوں نے اتباع و تصدیق کی جگہ اس کی تکذیب و مخالفت پر کمر باندھ لی، اور اس طرح ظلم پر ظلم کرتے چلے گئے آخر قدیم سنت اللہ کے موافق ظالموں اور گنہگاروں کو عذاب نے آپکڑا پھر کسی کی کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ان آیات میں کسی معین بستی کا تذکرہ نہیں بلکہ بطور تمثیل کسی تباہ شدہ بستی کا لا علی التعیین حوالہ دے کر یا ایک فرضی بستی کا وجود فرض کر کے کفار مکہ کو آگاہ کیا گیا ہے کہ تم نے ایسا کیا تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہو سکتا ہے کفران نعمت اور تکذیب و عداوت رسول کی سزا سے بے فکر نہ ہوں۔ بعض علماء کے نزدیک اس مثال میں بستی سے مراد مکہ معظمہ ہے جہاں ہر قسم کا امن چین تھا اور باوجود وادی غیر ذی زرع ہونے کے طرح طرح کے پھل اور میوے کھنچے چلے آتے تھے "اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ" (القصص رکوع ۶) اہل مکہ نے ان نعمتوں کی کچھ قدر نہ جانی، شرک و عصیان میں بے حیا تھی اور اوہام پرستی میں منہمک ہو گئے پھر خدا تعالیٰ نے سب سے بڑی نعمت محمد رسول اللہ صلعم کی صورت میں بھیجی، انکے انکار و تکذیب میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ" (ابراہیم رکوع ۵)، آخر خدا تعالیٰ نے امن و اطمینان کے بجائے مسلمان مجاہدین کا خوف اور فراخ روزی کی جگہ سات سال کا قحط ان پر مسلط کر دیا جس میں کتے اور مردار تک کھانے کی نوبت آگئی، پھر بدر کے معرکہ میں خازیان اسلام کے ہاتھوں خدا کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا، ادھر تو یہ ہوا دوسری طرف جو لوگ ان ظالموں کے جور و ستم سے تنگ آکر گھر بار چھوڑ بھاگے تھے ان کو قدرت نے بہتر ٹھکانا دیا۔ دشمنوں کے خوف سے مامون و مصئون بنایا۔ روزی کے دروازے کھول دیئے، زبردست دشمنوں پر فتح عنایت کی، بلکہ اقلیموں کا بادشاہ اور دنیا کا امام بنا دیا شاید اسی لئے ان آیت میں کہ والوں کا حال سنا کر اگلی آیت فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ... الخ میں مسلمانوں کو خطاب فرمایا ہے کہ تم ان جیسی حرکات سے بچتے رہنا۔

قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○

ان کے دل پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اور وہی ہیں بے ہوش

ان کے دل پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اور وہی ہیں بیہوش ف۱

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

آپ ہی ثابت ہوا کہ آخرت میں وہی خراب ہیں پھر یوں ہے کہ تیرا رب

خود ظاہر ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خراب ہیں ف۲ پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب

لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ

ان لوگوں پر کہ وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ بچلائے گئے پھر لڑتے رہے اور ٹھہرے رہے

ان لوگوں پر کہ انھوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ

تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا ہے مہربان ف۱ جس دن آوے گا ہر

بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ف۳ جس دن آئے گا ہر

نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ

جی جواب سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو اس نے کمایا اور ان

جی جواب سوال کرتا اپنی طرف سے ف۴ اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو اس نے کمایا اور ان

لَا يُظْلَمُوْنَ ○ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً

پر ظلم نہ ہوگا ف۲ اور بتائی اللہ نے کہاوت ایک بستی تھی چین

پر ظلم نہ ہوگا ف۵ اور بتلائی اللہ نے ایک مثال ایک بستی تھی چین

مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے پھر ناشکری کی

امن سے ف۶ چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے ف۷ پھر ناشکری کی

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

اللہ کے احسانوں کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ اسکے تن کے کپڑے ہوئے بھوک اور ڈر بدلا اس کا جو

اللہ کے احسانوں کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور خوف بدلہ اس کا جو وہ

يَصْنَعُوْنَ ○ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

کرتے تھے ف۳ اور ان کو پہنچ چکا رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا

کرتے تھے ف۸ اور ان کے پاس پہنچ چکا رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ

پھر پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ گنہگار تھے سو کھاؤ جو روزی دی تم کو اللہ نے

پھر آپکڑا ان کو عذاب نے اور وہ گنہگار تھے ف۹ سو کھاؤ جو روزی دی تم کو اللہ نے

حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○

حلال اور پاک اور شکر کرو اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف۴

حلال اور پاک اور شکر کرو اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف۱۰

منزل ۳

ف۱۰ یعنی جس کو خدا کی پرستش کا دعویٰ ہو اسے لائق ہے کہ خدا کی دی ہوئی حلال و طیب روزی سے متمتع ہو اور اس کا احسان مان کر شکر گزار بندہ بنے۔ حلال کو حرام نہ سمجھے اور نعمتوں سے متنعم ہو کر منعم حقیقی کو نہ بھولے بلکہ اس پر اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لائے اور اسی کے احکام و ہدایات کی پابندی کرے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ سورۂ انعام میں ذکر ہو چکا ف۲ یعنی حلال حرام میں جھوٹ بنایا تھا جب مسلمان ہوئے تو بخشے گئے ف۳ یعنی حلال اور حرام میں اور دین کی باتوں میں اصل ملت ابراہیم ہے، اور عرب کے لوگ کہتے ہیں آپ کو حنیف اور شرک کرتے ہیں اس کی راہ پر نہیں۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ اس آیت کی تفسیر سورۂ بقرہ" اور" انعام" وغیرہ میں گزر چکی وہاں دیکھ لیا جائے۔ یہاں غرض یہ ہے کہ جس طرح پہلی آیت میں اشارہ تھا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام نہ کرے، اس آیت میں تنبیہ کی گئی کہ حرام چیزوں کو حلال نہ ٹھہرائے خلاصہ یہ کہ کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرانا اسی کا حق ہے جس نے یہ چیزیں پیدا کی ہیں چنانچہ آئندہ آیات میں نہایت وضاحت سے یہ مضمون بیان ہوا ہے ف۲ یعنی بدون کسی مستند شرعی کے کسی چیز کے متعلق منہ اٹھا کر کہہ دینا کہ حلال ہے یا حرام، بڑی سخت جسارت اور کذب وافترا ہے حلال وحرام تو وہ ہی ہو سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے حلال یا حرام کہا ہو اگر کوئی شخص محض اپنی رائے سے کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہراتا ہے اور خدا کی طرف اس کی نسبت کرتا ہے جیسے مشرکین مکہ کرتے تھے جس کا ذکر

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ
یہی حرام کیا ہے تم پر مردہ اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا
اللہ نے تو یہی حرام کیا ہے تم پر مردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا

لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ
اللہ کے سوائے کسی کا پھر جو کوئی ناچار ہو جاوے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ
اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی ناچار ہو جائے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ
بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بتانے سے
بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور مت کہو اپنی زبانوں کے جھوٹ بنا لینے سے

هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ
کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو
کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان باندھو ف۲

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝ مَتَاعٌ
بیشک جو جھوٹ باندھتے ہیں اللہ پر بھلا نہیں پاتے تھوڑا سا
بیشک جو بہتان باندھتے ہیں اللہ پر ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا سا

قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا
برت لیں اور ان کو دکھ کی مار ہے اور جو لوگ یہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا
فائدہ اٹھالیں اور ان کے عذاب دردناک ہے ف۱ اور جو لوگ یہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا

مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا
جو تجھ کو سنا چکے پہلے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا پر اپنے
جو تجھ کو پہلے سنا چکے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ
اوپر آپ ظلم کرتے تھے ف۱ پھر یوں ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر جنہوں نے برائی کی
اوپر آپ ظلم کرتے تھے ف۲ پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر جنہوں نے برائی کی

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ
نادانی سے پھر توبہ کی اس کے پیچھے اور سنوار پکڑی تیرا رب
نادانی سے ف۳ پھر توبہ کی اس کے پیچھے اور سنوارا اپنے کام کو سو تیرا رب

مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا
ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اصل ابراہیم تھا راہ ڈالنے والا حکم بردار
ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف۴ اصل میں تو ابراہیم تھا راہ ڈالنے والا فرمانبردار

لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ
اللہ کا ایک طرف کا ہو کر اور نہ تھا شرک والوں میں ف۳ حق ماننے والا اسکے احسانوں کا
اللہ کا سب سے ایک طرف ہو کر اور نہ تھا شرک والوں میں ف۵ حق ماننے والا اسکے احسانوں کا ف۸

ع ۱۵/۹ ۲۱

سورۂ انعام" میں گزر چکا وہ فی الحقیقت خدا پر بہتان باندھتا ہے مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ کبھی ایسا رویہ اختیار نہ کریں جس چیز کو خدا نے حلال کیا حلال اور جس کو حرام کیا حرام سمجھیں بدون ماخذ شرعی کے حلت وحرمت کا حکم نہ لگائیں ف۳ یعنی مشرکین مکہ جو حضور کو معاذ اللہ مفتری کہتے تھے یاد رکھیں کہ وہ خود مفتری ہیں از راہ کذب وافترا جس چیز کو چاہیں حلال یا حرام کہہ کر خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہیں ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ روش اختیار کر کے کبھی بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے۔ تھوڑے سے دن اور دنیا کا مزہ اڑالیں، پھر دائمی جلنا نہ بنایا ہے ف۴ سورۂ "انعام" آیت وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا الخ کے فوائد میں اس کا بیان گزر چکا، ملاحظہ کر لیا جائے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ جو چیز حق تعالیٰ نے سب کے لئے یا کسی خاص قوم کے لئے معین وقت تک، حرام کی ہے جن کی حرمت ہے کسی بشر کو حق نہیں کہ اس میں تصرف کر کے حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنا دے جیسے مشرکین حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنا یا نادانی سے اس لئے فرمایا کہ خدا کی جو نافرمانی اور گناہ آدمی کرتا ہے خواہ جان بوجھ کر کرے وہ فی الحقیقت نادانی سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ اگر ذرا عقل سے کام لے اور گناہ کے بد نتائج کا تصور کرے تو ہرگز معصیت پر اقدام نہیں کر سکتا۔ سورۂ "نساء" آیہ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ الخ کے تحت میں جو اس کے متعلق لکھا گیا ہے اسے بھی ایک مرتبہ ملاحظہ کر لیا جائے ف۵ یعنی کفریات سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائے اور آئندہ کے لئے اپنی حالت درست کر لے پر حق تعالیٰ تمام گزشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے خواہ کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں۔

باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ف۶ مشرکین عرب کی شرکیات کا رد کر کے امام الموحدین ابو الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ یاد دلاتے ہیں کیونکہ عرب کے لوگ ان کی نسل سے تھے اور دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے حالانکہ ملت ابراہیمی سے انہیں دور کی نسبت بھی نہ رہی تھی تو انہیں بتلا دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام موحدین کے امام اور نیکی کے معلم، تمام دنیا کے مشرکین کے مقابلہ میں تن تنہا ایک امت عظیمہ کے برابر تھے جن کی ذات واحد میں حق تعالیٰ نے وہ سب خوبیاں اور کمالات جمع کر دیے تھے جو کسی بڑے مجمع میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں ؂ لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد۔ ابراہیم خدا کا کامل مطیع و فرمانبردار بندہ تھا جو ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کا ہو رہا تھا ممکن نہ تھا کہ بدون حکم الٰہی کسی چیز کو محض اپنی طرف سے حلال یا حرام ٹھہرا دے وہ خود تو معاذ اللہ شرک کا ارتکاب کیا کر سکتا مشرکین کی جماعت اور بستی میں رہنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا پھر جو لوگ آپ کو "حنیف" کہتے اور دین ابراہیمی پر بتلاتے ہیں انہیں شرم کرنی چاہئے کہ خدا پر افترا باندھ کر حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنا اور شرک کی حمایت میں پیغمبروں سے لڑنا، کیا ایک "حنیف" اور ابراہیمی کی شان ہو سکتی ہے؟ یاد رکھو! حلال و حرام کے بیان اور اصول دین میں اصل ملت ابراہیمی ہے محمد رسول اللہ صلعم اسی ملت کی اقامت واشاعت اور بسط وتفصیل کیلئے تشریف لائے ہیں اگر اصل دین ابراہیم پر چلنا چاہو تو آپ کا طریقہ اختیار کرو ف۷ یعنی ابراہیم خدا کا شکر گزار بندہ تھا تم سخت ناسپاس اور کفران نعمت کرنے والے ہو، جیسا کہ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً الخ کے فوائد میں لکھا جا چکا ہے پھر اس کی راہ پر کیونکر ہوئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ

اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور دی دنیا میں ہم نے اس کو خوبی

اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر ف اور دی ہم نے دنیا میں اس کو خوبی ف

وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ

اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے ف پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو کہ چل

اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے ف پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو کہ چل

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّمَا جُعِلَ

دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شریک والوں میں ف ہفتہ کا دن

دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ شرک والوں میں ف ہفتہ کا دن

السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

جو ٹھہرایا سو انہی پر جو اس میں پھوٹ گئے اور تیرا رب حکم کرے گا ان میں

جو مقرر سو انہی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کرے گا ان میں

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ

قیامت کے دن جس بات میں پھوٹ رہے تھے ف بلا اپنے رب کی

قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ف بلا اپنے رب کی

رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ

راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت کر کر بھلی طرح اور الزام دے انکو جس طرح

راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے انکو جس طرح

اَحْسَنُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ

بہتر ہو تیرا رب بہتر جانتا ہے جو بھولا اس کی راہ سے اور وہی بہتر جانے

بہتر ہو ف تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کو جو بھول گیا اس کی راہ اور وہی بہتر جانتا ہے

بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَ

جو راہ پر ہیں ف اور اگر بدلا دو تو بدلا دو اسی قدر جتنی تم کو تکلیف پہنچی اور

ان کو جو راہ پر ہیں ف اور اگر بدلا لو تو بدلا لو اسی قدر جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی جائے اور

لَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا

اگر صبر کرو تو بہتر ہے صبر والوں کو ف اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے اللہ

اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو ف اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے اللہ

بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝

ہی کی مدد سے اور ان پر غم نہ کھا اور مت خفہ رہ ان کے فریب سے

ہی کی مدد سے اور ان پر غم نہ کھا اور تنگ مت ہو ان کے فریب سے ف

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں ف

ع ۹ / ۲۲

موضح قرآن ف دنیا کی خوبی آسودگی اور قبولیت سارے جہاں میں ف یعنی درمیان میں یہود و نصاریٰ کو موافق انکے حال کے اور حکم بھی ہوئے آخر پیغمبر اسی ملت پر آئے ف یعنی اصل ملت ابراہیم میں ہفتے کا کچھ حکم نہ تھا اس امت پر بھی نہیں ف الزام دے جس طرح بہتر ہو یعنی تعصب نہ بڑھے ف پہلے جو فرمایا کہ بھلا بھلی طرح اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدل بدی بری نہیں پر صبر اور بہتر ہے ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی توحید کامل اور تسلیم و رضا کی سیدھی راہ پر چلایا ف یعنی نبوت، فراخ روزی، اولاد اور وجاہت و مقبولیت عامہ کہ تمام اہل ادیان بالاتفاق ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ہر فرقہ چاہتا ہے کہ اپنا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام سے ملائے۔ ف یعنی اس نے اپنے حق میں جو دعا کی تھی "وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ" قبول ہوئی، بیشک وہ آخرت میں صالحین کے اعلیٰ طبقہ میں شامل ہونگے جو انبیاء علیہم السلام کا طبقہ ہے ف اس کا بیان سورۂ انعام "اٰیَت" "دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ" کے تحت میں گذر چکا وہاں ملاحظہ کیا جائے مقصود یہ ہے کہ حلال و حرام اور دین کی باتوں میں اصل ملت ابراہیم ہے درمیان میں یہود و نصاریٰ کو انکے حالات کے مناسب بعض مخصوص احکام دیئے گئے۔ آخر آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا تا اصل ملت ابراہیمی کو جو غفلات اور تحریف و تصرف بیجا کی دستبرد سے ضائع ہو چکی تھی از سر نو تر و تازہ اور روشن کیا جائے اور شرک کی تمام رگیں کاٹ دی جائیں حدیث میں ہے "بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّةِ السَّمْحَةِ الْبَیْضَاءِ" اس کی پوری شرح و تفصیل حضرت شاہ ولی اللہ نے "حجۃ اللہ البالغہ" میں کی ہے جو قابل دید ہے ف یعنی اصل ملت ابراہیمی میں ہفتہ کا حکم نہ تھا اس امت پر بھی نہیں ہے۔ البتہ درمیان میں "یہود" نے اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے ارشاد سے اختلاف کر کے جب اپنے لیے یہ دن انتخاب کیا تو حکم ہوا کہ اچھا اسی کی تعظیم کرو اور مچھلی کا شکار اس روز مت کرو یہ حکم بھی نہ مانا کسی نے نہ مانا نہ ماننے والے دنیا میں بندر اور سور بنائے گئے اور آخرت میں جو فیصلہ ہوگا وہ الگ رہا۔ ایک اسی پر کیا منحصر ہے وہاں تو سارے اختلافات اور جھگڑے چکا دیئے جائیں گے مثلاً حضرت ابراہیم کی نسبت کوئی "یہودی" بتلاتا تھا کوئی "نصرانی" حالانکہ حق تعالیٰ نے آگاہ کر دیا کہ وہ "حنیف مسلم" تھے بہرحال آخرت میں سب اختلافات کا فیصلہ ہو جائے گا اور ہر شخص آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ کون غلطی پر تھا کون راستی پر ف اوپر کی آیتوں میں مخاطبین کو آگاہ کرنا تھا کہ یہ پیغمبر اصل ملت ابراہیمی لے کر آئے ہیں اگر کامیابی چاہتے ہو اور "حنیف" ہونے کے مدعی ہو تو اس راستہ پر چل پڑو۔ "اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ" الخ سے خود پیغمبر علیہ السلام کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ لوگوں کو راستہ پر کس طرح لانا چاہیئے اس کے تین طریقے بتلائے۔ حکمت، موعظت حسنہ، جدال بالتی ہی احسن۔ "حکمت" سے مراد یہ ہے کہ نہایت پختہ اور اٹل مضامین مضبوط دلائل و براہین کی روشنی میں حکیمانہ انداز سے پیش کئے جائیں جن کو سنکر فہم و ادراک و علمی ذوق رکھنے والا طبقہ گردن جھکا سکے دنیا کے خیالی فلسفے انکے سامنے ماند پڑ جائیں اور کسی قسم کی علمی ورغلا۔ نئی ترقیات وحی الٰہی کے بیان کردہ حقائق کا ایک شوشہ تبدیل نہ کر سکیں "موعظت حسنہ" موثر اور رقت انگیز نصیحتوں سے عبارت ہے۔ جن میں نرم خوئی اور دلسوزی کی روح بھری ہو، اخلاص ہمدردی اور شفقت و حسن اخلاق سے خوبصورت اور معتدل پیرایہ میں جو نصیحت کی جاتی ہے بسا اوقات پتھر کے دل بھی موم ہو جاتے ہیں مردہ دلوں میں جان پڑ جاتی ہیں ایک مایوس و پژمردہ قوم جھرجھری لیکر کھڑی ہو جاتی ہے لوگ ترغیب و ترہیب کے مضامین سن کر منزل مقصود کی طرف بیتابانہ دوڑنے لگتے ہیں۔ بالخصوص جو زیادہ عالی دماغ اور ذکی و فہیم نہیں ہوتے، مگر طلب حق کی چنگاری سینے میں رکھتے ہیں ان میں موثر وعظ و پند سے عمل کی ایسی امنگ بھری جا سکتی ہے جو بڑی اونچی عالمانہ تحقیقات کے ذریعہ سے ممکن نہیں۔ ہاں دنیا میں ہمیشہ سے ایک ایسی جماعت بھی موجود رہا کی ہے جن کا کام ہر چیز میں الجھنا اور بات بات میں کج بحثی نکالنا اور کج بحثی کرنا ہے یہ لوگ نہ حکمت کی باتیں قبول کرتے ہیں نہ وعظ و نصیحت سنتے ہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں بحث و مناظرہ کا بازار گرم ہو، بعض اوقات اہل فہم و انصاف اور طالبین حق کو بھی شبہات گھیر لیتے ہیں اور بدون بحث کے تسلی نہیں ہوتی اس لئے "وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ" فرما دیا کہ اگر ایسا موقع پیش آئے تو بہترین طریقہ سے تہذیب و شائستگی، حق شناسی اور انصاف کے ساتھ بحث کرو۔ اچھے حریف مقابل کو الزام دو تو بہترین اسلوب سے دو، خواہی نخواہی دل آزار اور جگر خراش باتیں مت کرو جن سے تعصب بڑھے اور معاملہ طول کھینچے، مقصود تفہیم اور احقاق حق ہونا چاہیئے۔ خشونت، بداخلاقی، سخن پروری اور ہٹ دھرمی سے کچھ نتیجہ نہیں ف یعنی طریق دعوت و تبلیغ میں تم کو خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنا چاہیئے اس فکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ کس نے مانا کس نے نہیں مانا۔ نتیجہ کو خدا کے سپرد کرو۔ وہ ہی راہ پر آنے والوں اور نہ آنے والوں کے حالات کو بہتر جانتا ہے جیسا مناسب ہوگا ان سے معاملہ کرے گا ف یعنی دعوت و تبلیغ کی راہ میں اگر تم کو سختیاں اور تکلیفیں پہنچائی جائیں تو قدرت حاصل ہونے کے وقت برابر کا بدلہ لے سکتے ہو جائز ہے لیکن صبر کا مقام اس سے بلند تر ہے اگر صبر کرو گے تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اور دیکھنے والوں کے بلکہ خود زیادتی کرنے والوں کے حق میں بہتر ہوگا ف یعنی مظالم و شدائد پر صبر کرنا سہل کام نہیں۔ خدا ہی مدد فرمائے تو ہو سکتا ہے کہ آدمی ظلم سہار رہے اور اف نہ کرے ف یعنی انسان جس قدر خدا سے ڈر کر تقویٰ، پرہیزگاری اور نیکی اختیار کرے گا اسی قدر خدا کی امداد و اعانت اس کے ساتھ ہوگی سو ایسے لوگوں کو کفار کے کر و فریب سے تنگدل اور غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں حق تعالیٰ اس عاجز ضعیف کو بھی متقین و محسنین کے ساتھ اپنے فضل و رحمت سے محشور فرمائے۔ تم سورۃ النحل بعونہ و توفیقہ ولله الحمد۔

منزل ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ صفحہ ۳۶۵

ہاں اگر اس سے پہلے یا بعد خواب میں بھی اس طرح کے واقعات دکھلائے گئے ہوں تو انکار کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک شب میں اتنی لمبی مسافت زمین و آسمان کی کیسے طے کی ہوگی یا کرۂ نار و زمہریر میں سے کیسے گزرے ہونگے یا اہل یورپ کے خیال کے موافق جب آسمانوں کا وجود ہی نہیں تو ایک آسمان سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پر اُس شان سے تشریف لیجانا جو روایات میں مذکور ہے کیسے قابل تسلیم ہوگا لیکن آج تک کوئی دلیل اس کی پیش نہیں کی گئی کہ آسمان واقع میں کوئی شے موجود نہیں اگر ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ یہ نیلگوں چیز جو ہم کو نظر آتی ہے فی الحقیقت آسمان نہیں ہے تب بھی اس کا کیا ثبوت ہے کہ اُس نیلگوں رنگ کے اوپر آسمانوں کا وجود نہیں ہو سکتا۔ رہا ایک رات میں اتنا طویل سفر طے کرنا تو تمام حکماء تسلیم کرتے ہیں کہ سرعت حرکت کے لئے کوئی حد نہیں ہے اب سے سو برس پیشتر تو کسی کو یہ بھی یقین نہیں آسکتا تھا کہ تین سو میل فی گھنٹہ چلنے والی موٹر تیار ہو جائے گی۔ یا دس ہزار فٹ کی بلندی تک ہم ہوائی جہاز کے ذریعہ پرواز کر سکیں گے "اسٹیم" اور "قوت کہربائیہ" کے یہ کرشمے کس نے دیکھے تھے۔ کرۂ نار تو آج کل ایک لفظ بے معنی ہے ہاں اوپر جا کر ہوا کی سخت برودت وغیرہ کا مقابلہ کرنیوالے آلات طیاروں میں لگا دیئے گئے ہیں جو اڑنے والوں کی زمہریر سے حفاظت کرتے ہیں۔ یہ تو مخلوق کی بنائی ہوئی مشینوں کا حال تھا۔ خالق کی بلا واسطہ پیدا کی ہوئی مشینوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ ہو جاتی ہے زمین یا سورج چوبیس گھنٹہ میں کتنی مسافت طے کرتے ہیں۔ روشنی کی شعاع ایک سکنڈ میں کہاں سے کہاں پہنچتی ہے۔ بادل کی بجلی مشرق میں چمکتی اور مغرب میں گرتی ہے۔ اور اس سرعت سیر و سفر میں پہاڑ بھی سامنے آجائے تو پر کاہ کی برابر حقیقت نہیں سمجھتی۔ جس خدا نے یہ چیزیں پیدا کیں کیا وہ قادر مطلق اپنے حبیب صلعم کے براق میں ایسی برق رفتاری کی کلیں اور حفاظت و آسائش کے سامان نہ رکھ سکتا تھا جن سے حضور بڑی راحت و تکریم کے ساتھ چشم زدن میں ایک مقام کو دوسرے مقام کو منتقل ہو سکیں۔ شاید اسی لئے واقعہ "اسراء" کا بیان لفظ "سُبْحَانَ الَّذِیْ" سے شروع فرمایا، تا جو لوگ کوتاہ نظری اور تنگ خیالی سے حق تعالیٰ کی لامحدود قدرت کو اپنے وہم و تخمین کی چہار دیواری میں محصور کرنا چاہتے ہیں کچھ اپنی گستاخیوں اور عقلی ترکتازیوں پر شرمائیں ؎ نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن۔ ف ۳ یعنی جس ملک میں "مسجد اقصیٰ" (بیت المقدس) واقع ہے وہاں حق تعالیٰ نے بہت سی ظاہری و باطنی برکات رکھی ہیں۔ مادی حیثیت سے چشمے، نہریں، غلے، پھل اور میووں کی افراط اور روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو کتنے انبیاء و رسل کا مسکن و مدفن اور ان کے فیوض و انوار کا سرچشمہ رہا ہے شاید نبی کریم صلعم کو وہاں لیجانے میں یہ بھی اشارہ ہوگا کہ جو کمالات انبیائے بنی اسرائیل وغیرہ پر تقسیم ہوئے تھے آپ کی ذات مقدس میں وہ سب جمع کر دیئے گئے، جو نعمتیں بنی اسرائیل پر مبذول ہوئی تھیں ان پر اب بنی اسمٰعیل کو قبضہ دلایا جانے والا ہے "کعبہ" اور "بیت المقدس" دونوں کے انوار و برکات کی حامل ایک ہی امت ہونے والی ہے احادیث معراج میں تصریح ہے کہ "بیت المقدس" میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی گویا حضور کو جو سیادت و امامت انبیاء کا منصب دیا گیا تھا اُس کا حسی نمونہ آپ کو اور مقربین بارگاہ کو دکھلایا گیا ف ۴ یعنی اصلی سننے والا اور دیکھنے والا خدا ہے۔ وہ جسے اپنی قدرت کے نشان دکھلانا چاہے دکھلا دیتا ہے۔ اس نے اپنے حبیب محمد صلعم کی مناجات کو سنا اور احوال رفیعہ دیکھا۔ آخر "معراج شریف" میں "بِیْ یُبْصِرُ" والی آنکھ سے وہ آیات عظام دکھلائیں، جو آپ کی استعداد کامل اور شان رفیع کے مناسب تھیں ف ۵ نبی کریم صلعم کا فضل و شرف بیان فرما کر سلسلہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کی طرف منتقل کر دیا گیا چونکہ "اسراء" کے ذیل میں "مسجد اقصیٰ" (بیت المقدس تک جانا) مذکور ہوا تھا۔ آگے "مسجد اقصیٰ" اور اُس کے قدیم متولیوں (بنی اسرائیل) پر جو مختلف دور گذرے مسلمانوں کی عبرت اور خود بنی اسرائیل کی نصیحت کے لئے ان کا بیان کیا جاتا ہے، یہ آیت اُسی کی تمہید ہے۔ واقعہ "اسراء" میں اشارہ تھا کہ حجازی پیغمبر کی اُمت ہی آئندہ اُس امانت الٰہی کی مالک بننے والی ہے جو شام کی مبارک سرزمین میں ودیعت کی گئی تھی ان آیات میں بنی اسرائیل کو متنبہ کرتا ہے کہ اگر خیریت چاہتے ہیں تو اب پیغمبر عربی صلعم کی پیروی کریں، حق تعالیٰ اُن کے حال پر مہربانی فرمائے گا۔ ورنہ پہلے کی طرح پھر شرارتوں پر سزا ملے گی اور مسجد اقصیٰ کی تولیت سے محروم کر دیئے جائیں گے ف ۶ یعنی تورات میں یہ ہدایت کی گئی تھی کہ خالص توحید پر قائم رہیں اور خدا کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھیں ہمیشہ اسی پر بھروسہ اور توکل کریں ف ۷ یعنی تم اُن کی اولاد ہو جو نوح کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر عذاب الٰہی سے بچے تھے جو احسان تمہارے بڑوں پر کیا گیا اسے فراموش مت کرو۔ دیکھو نوح علیہ السلام جن کی اولاد میں تم ہو۔ کیسے احسان شناس اور شکر گزار بندے تھے تم کو بھی اُن ہی کی راہ پر چلنا چاہیئے ف ۸ تورات میں یا کسی دوسری آسمانی کتاب میں یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ یہ قوم (بنی اسرائیل) دو مرتبہ ملک میں سخت خرابی پھیلائے گی اور ظلم و تکبر کا شیوہ اختیار کر کے سخت تمرد و سرکشی کا مظاہرہ کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہر مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دردناک سزا کا مزہ چکھنا پڑا جس کا ذکر آگے آتا ہے ف ۹ یعنی جن کو ہم نے سزا دینے کے لئے تم پر مسلط کیا تھا۔ ف ۱۰ یعنی بستی میں مکانوں کے اندر گھس کر خوب کشت و خون اور لوٹ کھسوٹ کی۔ اس طرح خدا نے سزا دہی کا جو وعدہ کیا تھا پورا ہو کر رہا ف ۱۱ یعنی جب تم ہماری طرف رجوع ہوئے اور توبہ و انابت کا طریقہ اختیار کیا [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا مکے سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر یہاں اتنا ہی ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں ہے ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف ۱ یعنی اس کی ذات نقص و قصور اور ہر قسم کے ضعف و عجز سے پاک ہے۔ جو بات ہمارے خیال میں بے انتہا عجیب معلوم ہو اور ہماری ناقص عقلیں اسے بے حد مستبعد کہیں، خدا کی قدرت و مشیت کے سامنے وہ کچھ بھی مشکل نہیں۔
ف ۲ یعنی صرف ایک رات کے محدود حصہ میں اپنے مخصوص ترین اور مقرب ترین بندہ (محمد رسول اللہ صلعم) کو حرم مکہ سے بیت المقدس تک لے گیا۔ اس سفر کی غرض کیا تھی؟ آگے "لنریہ من آیاتنا" میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ خود اس سفر میں یا "بیت المقدس" سے آگے کہیں اور لے جا کر اپنی قدرت کے عظیم الشان نشان اور حکیمانہ انتظامات کے عجیب و غریب نمونے دکھلانے منظور تھے۔ سورۂ نجم میں ان آیات کا کچھ ذکر کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ "سدرۃ المنتہیٰ" تک تشریف لے گئے اور نہایت عظیم الشان آیات کا مشاہدہ فرمایا۔ "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى" ———— (النجم رکوع ۱) علماء کی اصطلاحات میں مکہ سے بیت المقدس تک کے سفر کو "اسراء" اور وہاں سے اوپر "سدرۃ المنتہیٰ" تک کی سیاحت کو "معراج" کہتے ہیں۔ اور بسا اوقات دونوں سفروں کے مجموعہ کو ایک ہی لفظ "اسراء" یا "معراج" سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ معراج کی احادیث تقریباً تیس صحابہ سے منقول ہیں جن میں معراج و اسراء کے واقعات بسط و تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ جمہور سلف و خلف کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پرنور کو حالت بیداری میں بجسدہ الشریف معراج ہوئی۔ صرف دو تین صحابہ و تابعین سے منقول ہے کہ واقعہ اسراء و معراج کو منام (نیند) کی حالت میں بطور ایک عجیب و غریب خواب کے مانتے تھے۔ چنانچہ اسی سورۃ میں آگے چل کر جو لفظ "وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ" الخ آتا ہے اس سے یہ حضرات استدلال کرتے ہیں۔ سلف میں سے یہ کسی کا قول نہیں کہ معراج حالت بیداری میں محض روحانی طور پر ہوئی ہو۔ جیسا کہ بعض حکماء و صوفیہ کے مذاق پر تجویز کیا جا سکتا ہے۔ روح المعانی میں ہے۔ "وَلَيْسَ مَعْنَى الْاِسْرَاءِ بِالرُّوْحِ الذَّهَابَ يَقْظَةً كَالْاِنْسِلَاخِ الَّذِيْ ذَهَبَ اِلَيْهِ الصُّوْفِيَّةُ وَالْحُكَمَاءُ فَاِنَّهُ وَاِنْ كَانَ خَارِقًا لِلْعَادَةِ وَمَحَلًّا لِلتَّعَجُّبِ اَيْضًا اِلَّا اَنَّهُ اَمْرٌ لَا نَعْرِفُهُ الْعَرَبُ وَلَمْ يَذْهَبْ اِلَيْهِ اَحَدٌ مِنَ السَّلَفِ" اھ

بے شک ابن قیم نے زاد المعاد میں عائشہ صدیقہ، معاویہ اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کے مسلک کی اس طرح توجیہ کی ہے لیکن ان پر کوئی نقل پیش نہیں کی۔ محض ان تخمین سے کام لیا ہے۔ ابن اسحٰق وغیرہ نے جو الفاظ ان بزرگوں کے نقل کئے ہیں ان میں کہیں بیداری کی تصریح نہیں۔ بہرحال قرآن کریم نے جس قدر اہتمام اور ممتاز و درخشاں عنوان سے واقعہ "اسراء" کو ذکر فرمایا اور جس قدر جد و ستعدی سے مخالفین اس کے انکار و تکذیب پر تیار ہو کر میدان میں نکلے، حتیٰ کہ بعض موافقین کے قدم بھی لغزش کھانے لگے یہ اس کی دلیل ہے کہ واقعہ کی نوعیت محض ایک عجیب و غریب خواب یا سیر روحانی کی نہ تھی۔ روحانی سیر و انکشافات کے رنگ میں آپ کے جو دعاوی ابتدائے بعثت سے رہے ہیں، وہ نے اسراء کفار کے لئے کچھ ان سے بڑھ کر تعجب خیز و حیرت انگیز نہ تھا جو خصوصی طور پر اس کو تکذیب و تردید اور استہزاء و تمسخر کا نشانہ بناتے اور لوگوں کو دعوت دیتے کہ آؤ آج محمد کی ایک بالکل انوکھی بات سنو۔ نہ آپ کو خاص اس واقعہ کے اظہار پر اس قدر متفکر و مشوش ہونے کی ضرورت تھی، جیسا بعض روایات صحیحہ میں مذکور ہے۔ بعض احادیث میں صاف لفظ ہیں "ثُمَّ اَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ" یعنی "ثُمَّ اَتَيْتُ مَكَّةَ" پھر صبح کے وقت میں مکہ پہنچ گیا۔ اگر معراج محض کوئی روحانی کیفیت تھی تو آپ مکہ سے غائب ہی کہاں ہوئے اور شداد بن اوس وغیرہ کی روایت کے موافق بعض صحابہ کا یہ دریافت کرنا کیا معنی رکھتا ہے کہ "رات میں ہم نے جا بجا تلاش کیا حضور کہاں تشریف لے گئے تھے؟" ہمارے نزدیک "اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ" کے یہ معنی لینا کہ "خدا اپنے بندہ کو خواب میں یا محض روحانی طور پر مکہ سے بیت المقدس لے گیا" اس کے مشابہ ہے کہ کوئی شخص "فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ" کے یہ معنی لینے لگے کہ اے موسیٰ! میرے بندوں (بنی اسرائیل) کو خواب میں یا محض روحانی طور پر لے کر مصر سے نکل جاؤ۔ یا سورۂ کہف میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے لئے جانا اور ان کے ہمراہ سفر کرنا جس کے لئے کئی جگہ "فَانْطَلَقَا" کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب یہ لے لیا جائے کہ یہ سب کچھ محض خواب میں یا بطور روحانی سیر کے واقع ہوا تھا۔ باقی لفظ "رؤیا" جو قرآن میں آیا اس کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہ فرما چکے ہیں "هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" علاوہ بریں کلام عرب سے اس کے شواہد پیش کرتے ہیں کہ "رؤیا" کا لفظ گاہ بگاہ مطلق رؤیت (دیکھنے) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اس سے مراد یہی اسراء کا واقعہ ہے تو مطلق نظارہ کے معنی لے جائیں جو ظاہری آنکھوں سے ہوا، تاکہ ظواہر نصوص اور جمہور امت کے عقیدہ کی مخالفت نہ ہو۔ ہاں شریک کی روایت میں بعض الفاظ ضرور ایسے آتے ہیں جن سے اسراء کا حالت نوم میں واقع ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مگر محدثین کا اتفاق ہے کہ شریک کا حافظ خراب تھا اس لئے بڑے بڑے حفاظ حدیث کے مقابلہ میں ان کی روایت قابل استناد نہیں ہو سکتی۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے اخیر میں حدیث شریک کے اغلاط شمار کرائے ہیں اور یہ بھی بتلایا ہے کہ ان کی روایت کا مطلب ایسا لیا جا سکتا ہے جو عام احادیث کے مخالف نہ ہو۔ اس قسم کی تفاصیل ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔ شرح صحیح مسلم میں یہ مباحث پوری شرح و بسط سے درج کئے ہیں۔ یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ مذہب راجح یہی ہے کہ معراج و اسراء کا واقعہ حالت بیداری میں بجسدہ الشریف واقع ہوا۔ (ربقیہ بر صفحہ آئندہ)

سُوْرَةُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو راتی رات ادب والی مسجد سے

پاک ذات ہے ف جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ

پرلی مسجد تک جس میں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں کہ دکھاویں کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے

مسجد اقصیٰ تک ف ۲ جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے ف ۳ وہی

هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

سنتا دیکھتا ف اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور سوجھ دی

ہے سننے والا دیکھنے والا ف ۴ اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت

لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ

بنی اسرائیل کو کہ نہ حوالے کرو میرے سوا کسی پر کام تم جو اولاد ہو

بنی اسرائیل کے واسطے ف ۵ کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز ف تم جو اولاد ہو ان

مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝ وَقَضَيْنَآ اِلٰى

ان کی جن کو لاد لیا ہم نے نوح کے ساتھ وہ تھا بندہ حق ماننے والا اور صاف کہہ سنایا ہم نے

لوگوں کی جن کو چڑھا لیا ہم نے نوح کے ساتھ بے شک وہ تھا بندہ حق ماننے والا ف اور صاف کہہ سنایا ہم نے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ

بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دو بار اور

بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دو بار اور

لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ

چڑھ جاؤ گے بڑی طرح کا چڑھنا پھر جب آیا پہلا وعدہ اٹھائے ہم نے تم پر ایک

سرکشی کرو گے بڑی سرکشی ف پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر

عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ

بندے اپنے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں کے بیچ اور وہ

اپنے بندے ف سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں کے بیچ اور وہ

وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ

وعدہ ہونا ہی تھا پھر ہم نے پھیری تمہاری باری ان پر اور زور دیا تم کو

وعدہ ہونا ہی تھا ف پھر ہم نے پھیر دی تمہاری باری ف ان پر اور قوت دی تم کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ توراۃ میں کہہ دیا تھا کہ دوبارہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن اُن کے ملک میں غالب ہوں گے اسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اُس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا۔ پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان کی سلطنت میں۔ دوسری بار فارسی لوگوں میں بخت نصر غالب ہوا تب سے ایک سلطنت نہ قوت دیکھی۔ اب فرمایا کہ اللہ مہربانی پر آیا ہے۔ اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھیر کر دے اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے یعنی مسلمانوں کو اُن پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔ ف۲ یعنی گھبرایا ہے کہ میری دعا شتاب کیوں قبول نہیں ہوتی اور جس کی دعا یعنی اس کے حق میں مجری ہے۔ اگر قبول ہو تو انسان خراب ہو، سو ہر طرح اللہ بہتر دانا ہے، چاہئے کہ اُسی کی رضا پر شاکر رہے۔ ف۳ گھبرانے سے فائدہ نہیں، ہر چیز کا وقت و اندازہ مقرر ہے۔ جیسے رات اور دن، کسی کے گھبرانے سے اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی، اپنے وقت پر آپ ہی صبح ہوتی آ کر روزِ روشن، نمونہ اسی کی قدرت کا ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

مال سے اور بیٹوں سے اور اُس سے زیادہ کر دی تمہاری بھیڑ۔ اگر بھلائی کی تم نے بھلائی کی

مال سے اور بیٹوں سے اور اُس سے زیادہ کر دیا تمہارا لشکر ☆ اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا

لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا

اپنی اور اگر بُرائی کی تو آپ کو پھر جب پہنچا وعدہ پچھلی بار کا کہ وہ لوگ اُداس کریں

اپنا اور اگر بُرائی کی تو اپنے لئے ف۱ پھر جب پہنچا وعدہ دوسرا پیچھے اور بندے کو اُداس

وُجُوْهَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا

تمہارے منہ اور پیٹھیں مسجد میں جیسے پیٹھے پہلی بار اور خراب کریں جس جگہ

کر دیں تمہارے منہ اور گُھس جائیں مسجد میں جیسے گُھس گئے تھے پہلی بار اور خراب کر دیں جس جگہ

عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا

غالب ہوں پلید کی خرابی آیا ہے رب تمہارا اس پر کہ تم کو رحم کرے اور اگر پھر وہی کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے اور کیا

غالب ہوں پوری خرابی ف۲ بعید نہیں تمہارے رب سے کہ تم پر رحم کرے اور اگر پھر وہی کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے اور کیا ہے ہم نے

جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ

ہم نے دوزخ منکروں کا بندی خانہ ف۳ یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے

دوزخ کو کافروں کا قید خانہ ف۳ قرآن بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے

اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا

سیدھی اور خوشی سناتا ہے اُن کو جو یقین لائے اور نیکیاں کیں کہ اُن کو ہے ثواب

سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ اُن کے لئے ہے ثواب

کَبِیْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا

بڑا اور یہ کہ جو نہیں مانتے پچھلا دن اُن کے لئے رکھی ہے ہم نے دُکھ کی مار

بڑا ف۴ اور یہ کہ جو نہیں مانتے آخرت کو ان کے لئے تیار کیا ہے ہم نے عذاب

اَلِیْمًا ۝ وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ۭ وَکَانَ الْاِنْسَانُ

اور مانگتا ہے آدمی بُرائی جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان

دردناک ☆ اور مانگتا ہے آدمی بُرائی جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان

عَجُوْلًا ۝ وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ فَمَحَوْنَآ اٰیَةَ الَّیْلِ وَ

اُتاولا ف۵ اور ہم نے بنائے رات اور دن دو نمونے پھر مٹا دیا نمونہ رات کا اور

جلد باز ف۵ اور ہم نے بنائے رات اور دن دو نمونے ف۶ پھر مٹا دیا رات کا نمونہ ف۷ اور

جَعَلْنَآ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلِتَعْلَمُوْا

بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور معلوم کرو

بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو تاکہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا ف۸ اور تاکہ معلوم کرو

عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَکُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ۝ وَکُلَّ

گنتی برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہم نے کھول کر ف۳ اور جو

گنتی برسوں کی اور حساب ف۹ اور سب چیز سنائی ہم نے کھول کر ف۱۰ اور جو

وقف لازم

نصف الحزب

ع ۱

منزل ۴

ف۱ یعنی بھلائی بُرائی کا جو کچھ نفع نقصان پہنچنا تھا تم ہی کو پہنچنا تھا، سو پہنچا ———
ف۲ یعنی مار مار کر تمہارے منہ بگاڑ دیے اور "مسجد اقصیٰ" (بیت المقدس) میں گھس کر پہلے کی طرح اودھم مچائی، ہیکل وغیرہ کو تباہ کر دیا۔ اس طرح "بنی اسرائیل" کی قوت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ ف۳ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "توراۃ میں کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل دو بار شرارت کریں گے، اس کی جزا میں دشمن اُن کے ملک پر غالب ہوں گے، اسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اُس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا۔ پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی۔ حضرت سلیمان کی سلطنت میں دوسری بار فارسی لوگوں میں بخت نصر غالب ہوا۔ تب سے اُن کی سلطنت نے قوت نہ پکڑی۔ اب فرمایا کہ اللہ مہربانی پر آیا ہے اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھیر کر دے اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے یعنی مسلمانوں کو اُن پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے"۔ بعض علماء نے پہلے وعدہ سے بخت نصر کا حملہ جو ولادت مسیح سے ۶۰۰ سال پہلے اور دوسرے وعدہ سے "طیطوس رومی" کا حملہ جو رفع مسیح سے ستر سال بعد ہوا مراد لیا ہے۔ کیونکہ ان دو نوں حملوں میں یہود پر پوری تباہی آئی اور "مقدس ہیکل" کو برباد کیا گیا۔ واللہ اعلم
ف۴ یعنی یوں تو "توراۃ" بھی بنی اسرائیل کو راہ بتانے والی تھی جیسا کہ پہلے فرمایا "ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ" لیکن یہ قرآن ساری دنیا کو سب سے زیادہ اچھی، سیدھی اور مضبوط راہ بتلاتا ہے۔ تمام "قویم راہیں" اس "اقوم" کے تحت میں مندرج ہو گئی ہیں۔ لہٰذا اگر کامیابی اور نجات چاہتے ہو تو خاتم الانبیاء کی پیروی میں اسی سیدھی سڑک پر چلو۔ جو لوگ قلب و جوارح یعنی ایمان و عمل صالح سے اس صاف و کشادہ راہ پر چلیں گے قرآن اُن کو دنیا میں حیات طیبہ کی اور آخرت میں جنت کی عظیم الشان بشارت سناتا ہے۔ باقی جنہیں انجام کا کچھ خیال نہیں اور صاد صند دنیا کی لذات و شہوات میں غرق ہیں، آخرت کی اصلا فکر نہیں رکھتے، اُن کا انجام اگلے جملہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ف۵ یعنی قرآن تو لوگوں کو سب سے بڑی بھلائی کی طرف بلاتا، اجر کبیر کی بشارتیں سناتا اور بدی کے مہلک نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔ لیکن حضرت انسان کا حال یہ ہے کہ وہ سب کچھ سننے کے بعد بھی اپنے لئے بُرائی کو اسی اشتیاق و الحاح سے طلب کرتا ہے جس طرح کوئی بھلائی مانگتا ہو یا جیسے بھلائی طلب کرنا چاہئے۔ وہ انجام کی طرف سے آنکھیں بند کر کے بڑی تیزی کے ساتھ گناہوں اور تباہیوں کی طرف لپکتا ہے۔ بلکہ بعض بدبخت تو صاف لفظوں میں زبان سے کہہ اٹھتے ہیں "اَللّٰهُمَّ اِنْ کَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ" (خداوندا! اگر پیغمبر اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دیجئے یا اور کوئی سخت عذاب نازل کیجئے) بعض بیوقوف غصہ سے جھنجھلا کر اپنے حق میں یا اپنی اولاد وغیرہ کے حق میں بے سوچے سمجھے بددعا کر بیٹھتے ہیں، بعض دنیا کے نقد عاجل کو مقصود بنا کر ہر ایک حلال و حرام طریقہ سے اُس کی طرف دوڑتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس لہلہاتے پردے کے نیچے سانپ بچھو بھی چھپے ہوئے ہیں، جو انجام کار ہلاکت کے گڑھے میں پہنچا کر رہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنی جلد بازی سے کسی چیز کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو دیکھ لیتا ہے، بدی کے دور رس نتائج پر غور نہیں کرتا۔ بس جو بات کسی وقت سانح ہوئی فوراً کر ڈالی یا ایک دم کر گذرا۔ جدھر قدم اٹھ گیا بے سوچے سمجھے اُدھر ہی بڑھتا چلا گیا۔ اگر جلد بازی چھوڑ کر متانت، تدبر اور انجام بینی سے کام لے تو کبھی ایسی غلطیاں نہ کرے۔ ف۶ رات کا اندھیرا، دن کا اُجالا، دونوں میں سے کبھی اس کا کبھی اُس کا گھٹنا بڑھنا، پھر رات میں چاند کا آہستہ آہستہ گھٹنے بڑھنے والی ٹھنڈی اور مدھم چاندنی، دن میں آفتاب عالمتاب کی تیز اور گرم روشنی، یہ سب خداوند قدوس کی قدرت کاملہ کے نمونے ہیں جن میں سے ہر ایک کا مستقل نظام علیحدہ ہے جس کے ساتھ سیکڑوں فوائد اور مصالح وابستہ ہیں۔ اور سب کا مجموعی نظام الگ ہے جو شروع سے اب تک نہایت مضبوط و محکم قوانین کے ماتحت چل رہا ہے۔ ف۷ یعنی رات کا نمونہ تاریک اور مٹا ہوا ہے، چاند کی روشنی سورج کے اعتبار سے مدھم اور دھندلی ہوتی ہے، بلکہ خود جرم قمر بھی دیکھنے والے کو داغ دار نظر آتا ہے۔ ف۸ یعنی دن کے وقت سورج کی روشنی میں ہر چیز صاف دکھائی دیتی ہے، لوگ تازہ دم ہو کر روزی کی تلاش میں نکلتے اور مختلف قسم کے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ الغرض شب میں جن چیزوں پر تاریکی کی چادر پڑی ہوتی تھی، سورج کی شعاعیں سب کو بے حجاب کر دیتی ہیں۔ اور جو لوگ خواب گراں سے مدہوش تھے آنکھیں کھول کر ادھر اُدھر گشت لگانے لگتے ہیں۔ ف۹ یعنی لیل و نہار کی آمد و شد اور شمس و قمر کے طلوع و غروب سے مہینوں اور سالوں کی گنتی اور بہت طرح کے چھوٹے بڑے حساب متعلق ہیں۔ ف۱۰ تم سمجھ لو کہ گھبرانے اور جلدی مچانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ یہاں ہر چیز کا ظہور یا ایک وقت اور اندازہ مقرر ہے۔ جیسے رات اور دن۔ کسی کی جلد بازی اور شتابکاری سے رات کم نہیں ہو جاتی یا دن بڑھ نہیں جاتا۔ اپنے وقت پر آپ صبح و شام ہوتی ہے۔ شر کے بعد خیر اور خیر کے بعد شر کا آنا بھی ایسا ہی سمجھو۔ جیسے رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات ... زندگی کو شب تاریک کے مشابہ سمجھو جس کے اندھیرے میں ایک ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

إِنسَانٍ أَلْزَمْنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ فِى عُنُقِهِۦ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ كِتَٰبًا

آدمی ہے لگادی ہم نے اس کی بری قسمت اس کی گردن سے اور نکال دکھاویں گے اس کو قیامت کے دن لکھا

آدمی ہے لگادی ہے ہم نے اُس کی بُری قسمت اُس کی گردن سے اور نکال دکھائیں گے اُس کو قیامت کے دن ایک کتاب

يَلْقَىٰهُ مَنشُورًا ۝ ٱقْرَأْ كِتَٰبَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ ٱلْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝

کہ پاوے گا اس کو کھلا ف پڑھ لے لکھا اپنا تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا

کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی ف پڑھ لے کتاب اپنی تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا ف

مَّنِ ٱهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِى لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا

جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی واسطے اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی بُرے کو

جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی بُرے کو

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ

اور کسی پر نہیں پڑتا بوجھ دوسرے کا اور ہم نہیں بلا کرتے جب تک نہ بھیجیں کوئی

اور کسی پر نہیں پڑتا بوجھ دوسرے کا ف اور ہم نہیں ڈالتے بلا جب تک نہ بھیجیں

رَسُولًا ۝ وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا۟

رسول ف اور جب ہم نے چاہا کہ کھپا دیں کوئی بستی حکم بھیجا اس کے عیش کرنے والوں پر پھر انھوں نے بے حکمی کی

کوئی رسول ف اور جب ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیج دیا اُس کے عیش کرنے والوں کو پھر انھوں نے نافرمانی

فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا ٱلْقَوْلُ فَدَمَّرْنَٰهَا تَدْمِيرًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ

اُس میں تب ثابت ہوئی اُن پر بات تب اکھاڑ مارا اُن کو اٹھا کر اور کتنی کھپا دیں ہم نے

کی اُس میں تب ثابت ہو گئی اُن پر بات پھر اکھاڑ مارا ہم نے اُن کو اٹھا کر ف اور بہت غارت کر دیئے ہم نے

ٱلْقُرُونِ مِنۢ بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِۦ خَبِيرًۢا

سنگتیں نوح سے پیچھے اور بس ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ جانتا دیکھتا

قرن نوح کے پیچھے ف اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ جاننے والا

بَصِيرًا ۝ مَّن كَانَ يُرِيدُ ٱلْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُۥ فِيهَا مَا نَشَآءُ لِمَن

جو کوئی چاہتا ہو پہلا گھر شتاب دے چکیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو

دیکھنے والا ف جو کوئی چاہتا ہو پہلا گھر جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو

نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُۥ جَهَنَّمَ يَصْلَىٰهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ

چاہیں پھر ٹھیرایا ہے ہم نے اس کے واسطے دوزخ پیٹھے گا اس میں بُرا سن کر دھکیلا جاکر اور جس نے چاہا

چاہیں پھر ٹھہرایا ہے ہم نے اُس کے واسطے دوزخ داخل ہوگا اُس میں اپنی بُرائی سن کر دھکیلا جا کر ف اور جس نے چاہا

ٱلْءَاخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُو۟لَٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُم

پچھلا گھر اور دوڑ کی اس کے واسطے جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے سو ایسوں کی دوڑ

پچھلا گھر اور دوڑ کی اُس کے واسطے جو اُس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے سو ایسوں کی دوڑ

مَّشْكُورًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هَٰٓؤُلَآءِ وَهَٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَ

ٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں ان کو اور ان کو تیرے رب کی بخشش میں سے اور

ٹھکانے لگی ہے ف ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں ان کو اور اُن کو تیرے رب کی بخشش میں سے اور

منزل ۴

موضح قرآن ف یعنی بری قسمت کے ساتھ بُرے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آویں گے قیامت میں۔ ف یعنی بُرے عمل آفت لاتے ہیں پر حق تعالیٰ بن جتائے نہیں پکڑتا رسول بھیجتا ہے اسی واسطے۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ ۳۶۶ کو خیر و شر کے نتائج بالکل صاف دکھائی نہیں دیتے۔ بے شک حق تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو بھیجا کہ رات کی اندھیری میں مخلوق کو صحیح راستہ بتلائیں اور ان کی آنکھوں کے سامنے اپنے اپنے درجہ کے موافق اُجالا کریں۔ جس سے لوگوں کو خیر و شر کی حقیقت اور اس کے نتائج کا انکشاف ہو جائے لیکن ایسا صریح اور بدیہی انکشاف جس میں کسی امر و نشر کو انکار یا شبہ کی مجال ہی باقی نہ رہے، اُس وقت ہوگا جب ہماری دنیوی زندگی کی رات ختم ہو کر نورانی محشر کا دن نکل آئے گا۔ انسان کے وہی اعمال جو دنیا کی دُھندلی زندگی میں ہر وقت اُس کے گلے کا ہار بنے ہوئے تھے پر غفلت و جہالت وغیرہ کی تاریکی میں صاف نظر نہ آتے تھے۔ قیامت کی صبح ہوتے ہی ایک کھلی کتاب کی شکل میں سامنے آ جائیں گے جسے روز روشن کے اُجالے میں ہر شخص بے تکلف پڑھ سکے گا کما قال تعالیٰ فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ ٱلْيَوْمَ حَدِيدٌ (ق رکوع ۲) اُس وقت اپنے تمام چھوٹے بڑے اعمال کو اصلی رنگ میں دیکھ کر بول اٹھے گا مَالِ هَٰذَا ٱلْكِتَٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّآ أَحْصَىٰهَا (کہف رکوع ۶)

فوائد صفحہ ہٰذا ف یعنی شومی قسمت اور خبیث اعمال اُس کے گلے کا ہار ہے۔ بُری قسمت کے ساتھ بُرے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آئینگے قیامت میں۔ ف یعنی نامۂ اعمال اُس کے ہاتھ میں دیدیا جائیگا کہ خود پڑھ کر فیصلہ کرے، جو کام عمر بھر میں کئے تھے سالوں تھیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا، ہر آدمی اُس وقت یقین کر لیگا کہ ذرہ ذرہ عمل بلا کم و کاست اُس میں موجود ہے۔ دنیا میں جو کتاب بھیجی (قرآن کریم) اور چاند سورج وغیرہ سے جو حساب متعلق ہے پہلے اُس کا ذکر تھا اب یہاں قیامت کے حساب و کتاب کا ذکر فرمایا جو اُس پیشی حساب کتاب پر بطور تفریع آیا ہے۔ ... خدا نے سب کو بتلا دی اب جو کوئی اُس پر چلے یا نہ چلے اپنا بھلا بُرا خود سوچ لے کیونکہ اپنی ہی چال کا نفع یا نقصان اُسی کو پہنچے گا۔ ایک کے گناہوں کی گٹھری دوسرے کے سر پر نہیں رکھی جائے گی۔ ف یعنی بلاشبہ بُرے عمل آفت لاتے ہیں پر حق تعالیٰ بغیر جتائے نہیں پکڑتا اسی واسطے رسول بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بے خبر اور غافل نہ رہنے دیں نیک و بد سے پوری طرح آگاہ کر دیں۔ جن باتوں کو آدمی محض عقل و فطرت کی رہنمائی سے سمجھ سکتا ہے مثلاً وجود باری یا توحید، اُن کی مزید تشریح و توضیح پیغمبروں کی زبانی کر دی جائے اور جن چیزوں کے ادراک میں محض عقل کافی نہ ہو انہیں وحی و الہام کی روشنی میں پیش کیا جائے اسی لئے ابتدائے آفرینش سے حق تعالیٰ نے وحی و رسالت کا سلسلہ جاری رکھا۔ تاآنکہ انبیاء علیہم السلام کے انوار و فیوض نے دنیا میں ایسی فضا پیدا کر دی کہ کوئی معذب قوم دنیا یا آخرت میں جہل و بے خبری کا عذر پیش کر کے عذاب الٰہی سے رستگاری حاصل نہیں کر سکتی۔ (تنبیہ) مفسرین نے یہاں "اصحاب فترت" اور "اطفال صغار" کی تعذیب پر بحث شروع کر دی ہے۔ ہم تطویل کے خوف سے درج نہیں کر سکتے۔ ف یعنی جب بداعمالیوں کی بدولت کسی بستی کو تباہ کرنا ہوتا ہے تو یوں ہی دفعۃً پکڑ کر ہلاک نہیں کر دیتے، بلکہ اتمام حجت کے بعد سزا دی جاتی ہے اول پیغمبر یا اُس کے نائبین کی زبانی خدائی احکام اُن کو پہنچائے جاتے ہیں، خصوصاً وہاں کے امراء اور بارسوخ لوگوں کو جن کے ماننے نہ ماننے کا اثر جمہور پر پڑتا ہے، آگاہ کیا جاتا ہے۔ جب یہ بڑی ناک والے بھی لوجہ کر خدائی پیغام کو رد کر دیتے اور کھلے بندوں نافرمانیاں کر کے تمام بستی کی فضا کو مسموم و مکدر بنا دیتے ہیں، اُس وقت وہ بستی اپنے کو علانیہ مجرم ثابت کر کے عذاب الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے (نعوذ باللہ من شرور انفسنا) (تنبیہ) وقال المحقق السلف ان الامر فی قولہ تعالیٰ اَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا امر تکوینی قدری بالفسق وقولہ تعالیٰ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِٱلْفَحْشَآءِ امر تشریعی ... ف آدم اور نوح کے درمیان زمانہ میں سب آدمی اسلام پر رہے۔ پھر شرک و بت پرستی شروع ہوئی۔ نوح علیہ السلام اُن کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ سیکڑوں برس سمجھایا، نہ مانے، آخر سب ہلاک کئے گئے۔ اس کے بعد بہت سی قومیں عاد و ثمود وغیرہ، تباہ ہوئیں۔ حاصل یہ کہ قوموں کے ہلاک کئے جانے کا سلسلہ حضرت نوح کے بعد سے شروع ہوا۔ ف یعنی کسی کو بے قصور نہیں پکڑتا نہ غیر مناسب سزا دیتا ہے۔ بلکہ ہر ایک کے گناہوں کو دیکھ کر اور اُس کے اوضاع و اطوار کو پوری طرح جان کر موزوں و مناسب برتاؤ کرتا ہے۔ ف یعنی ضروری نہیں کہ ہر عاشق دنیا کو فوراً ہلاک کر دیا جائے، نہیں، ہم ان لوگوں میں سے جو صرف متاع دنیا کے لئے سرگرداں ہیں، جس کو چاہیں اور جس قدر چاہیں اپنی حکمت و مصلحت کے موافق دنیا کا سامان دے دیتے ہیں تاکہ اُن کی چند روزہ اور فانی نیکیوں کا فانی پھل مل جائے۔ اور اگر آخری سعادت مقدر نہیں تو شقاوت کا پیمانہ پوری طرح لبریز ہو کر نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ دوزخ کے ابدی جیل خانہ میں دھکیل دیئے جائیں ف یعنی جس کے دل میں ایمان و یقین موجود ہو اور نیک نیتی سے خدا کی خوشنودی اور ثواب اُخروی کی خاطر پیغمبر کے بتلائے ہوئے راستہ پر عملی دوڑ دھوپ کرے۔ اُس کی کوشش ہرگز ضائع ہونے والی نہیں۔ یقیناً بارگاہ واحدیت میں حسن قبول سے سرفراز ہو کر رہے گی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرمایا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خطا کرے اور پھر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے ف۲ یعنی بے جگہ خرچ کر کر خراب نہ کرو ف۳ یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ ________ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی حق تعالیٰ اپنی حکمت و مصلحت کے موافق بعض طالبین دنیا کو دنیا اور تمام طالبین آخرت کو آخرت عطا فرماتا ہے۔ اس کی عطاء میں کوئی مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ طالب دنیا ہو یا طالب آخرت دنیوی امداد سے دونوں کو حسب مصلحت حصہ پہنچتا ہے۔ محض کفر و عصیان کی وجہ سے دنیوی بخشش کے دروازے بند نہیں کر دیئے جاتے۔ ف۲ یعنی دنیوی زندگی میں مال، دولت، عزت، حکومت، اولاد وغیرہ کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر کسی قدر فضیلت ہے۔ اسی پر قیاس کر لو کہ آخرت میں تفاوت اعمال و احوال کے لحاظ سے کس قدر فرق مراتب ہوگا۔ چنانچہ نصوص سے ثابت ہے کہ درجات جنت اور درکات جہنم بے حد متفاوت ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے دو درجوں کے

مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى
تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں گھیری دیکھ کیسا بڑھایا ہم نے ایک کو
تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں روک لی ف دیکھ کیسا بڑھا دیا ہم نے ایک کو
بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝ لَا تَجْعَلْ مَعَ
ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں اور بڑی بڑائی اور نہ ٹھہرا اللہ
ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں اور بڑی فضیلت ف۲ مت ٹھہرا اللہ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا
کے ساتھ دوسرا حاکم پھر بیٹھ رہے گا تو اولاہنا پاکر بیکس ہو کر اور چکا دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو
کے ساتھ دوسرا حاکم پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بیکس ہو کر ف۳ اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو
اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ
اس کے سوا اور ماں باپ سے بھلائی کبھی پہنچ جاوے تیرے سامنے بڑھاپے کو
اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ف۴ اگر پہنچ جائے تیرے سامنے بڑھاپے کو
اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا
وہ ایک یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان کو
ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے
قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ
بات ادب کی اور جھکا ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر نیاز سے اور کہہ
بات ادب کی ف۵ اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر نیازمندی سے اور کہہ
رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ
اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے
اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو چھوٹا سا ف۶ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے
اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ
جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع والوں کو بخشتا ہے۔ ف۱ اور دے
اگر تم نیک ہوگے تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشتا ہے ف۷ اور دے
ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝
ناتے والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اڑا بکھیر کر ف۲
قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اڑا بے جا ف۸
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
بے شک اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے
بے شک اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے
لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ
اپنے رب کا ناشکر ف۳ اور اگر کبھی تغافل کرے تو ان کی طرف سے تلاش میں مہربانی کی اپنے رب کی طرف سے
اپنے رب کا ناشکر ف۹ اور اگر کبھی تغافل کرے تو ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے

درمیان زمین و آسمان کا تفاوت ہوگا۔ نیچے والے اوپر والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے ہم زمین پر کھڑے ہو کر افق میں کوئی ستارہ دیکھتے ہیں۔ پہلے بتایا جا چکا کہ جنت کے یہ درجات انہی کو مل سکتے ہیں جو آخرت کے لئے اس کے لائق دوڑ دھوپ کریں اگلی آیتوں میں وہ ربک آخرت کی سعی کا طریقہ بتلایا گیا ہے جس پر چلنے سے انسان کو یہ بلند مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ ابن عباس کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے "تورات" کی ساری (اخلاقی) تعلیم سورہ "بنی اسرائیل" کی پندرہ آیتوں میں درج کر دی ہے۔ وہ پندرہ آیتیں اگلے رکوع سے شروع ہوتی ہیں۔ ف۳ یعنی شرک ایسی ظاہر البطلان چیز ہے جس کے اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے، بلکہ دنیا کے ہر عقلمند کے نزدیک تم مذموم و ملزم ٹھہرو گے۔ چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جن مذاہب میں شرک صریح کی تعلیم تھی وہ بھی دانشمندوں کی سوسائٹی میں جگہ حاصل کرنے کے لئے اپنی ترمیم و اصلاح کر کے آہستہ آہستہ توحید کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں۔ ہر ایک عاقل یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ اشرف المخلوقات انسان کے لئے یہ چیز سخت ذلت و رسوائی کا موجب ہے کہ اپنے سے کمتر یا کسی عاجز مخلوق کے سامنے سربسجود ہو جائے۔ خصوصاً ان چیزوں کے سامنے دست سوال دراز کرے جو خود اسی کی تراشی ہوئی ہیں۔ جو آدمی خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کے سامنے جھکتا ہے، خدائے بے نیاز حقیقی نصرت و برکت کا دروازہ اس پر بند کر کے کمزوری اور بے کسی کی حالت میں چھوڑ دیتا ہے۔ چنانچہ سخت کٹھن وقت میں جب کہ اعانت و امداد کی بڑی ضرورت ہوگی، کوئی یار و مددگار نہ ملے گا: "ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ"

ف۴ خدا تو حقیقۃً بچہ کو وجود عطا فرماتا ہے، والدین اس کی ایجاد کا ظاہری ذریعہ ہیں۔ اس لئے کئی آیتوں میں خدا تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ والدین کے حقوق ذکر کئے گئے۔ حدیث میں ہے کہ وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں ان کی جان و مال سے خدمت اور دل سے تعظیم و محبت کرے۔ مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھے، ان کے لئے دعا و استغفار کرے، ان کے عہد تا مقدور پورے کرے، ان کے دوستوں کے ساتھ تعظیم و تحسین سلوک سے اور ان کے اقارب کے ساتھ صلہ رحم سے پیش آئے، وغیر ذلک۔ ف۵ بڑھاپے میں خدمت کی احتیاج زیادہ ہوتی ہے، جس سے بعض اوقات اہل و عیال بھی اکتانے لگتے ہیں زیادہ پیرانہ سالی میں ہوش و حواس بھی ٹھکانے نہیں رہتے۔ بڑی سعادت مند اولاد کا کام ہے کہ اس وقت بڈھے والدین کی خدمت گذاری و فرماں برداری سے جی نہ ہارے۔ قرآن نے تنبیہ کی کہ جھڑکنا اور ڈانٹنا تو کجا، ان کے مقابلہ میں زبان سے "ہوں" بھی مت کرو۔ بلکہ بات کرتے وقت پورے ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھو۔ ابن مسیب نے فرمایا ایسی طرح بات کرو جیسے ایک خطاوار غلام سخت مزاج آقا سے کرتا ہے۔ ف۶ یعنی جب میں بالکل کمزور و ناتواں تھا، انہوں نے میری تربیت میں خون پسینہ ایک کر دیا۔ اپنے خیال کے موافق میرے لئے ہر ایک راحت و خوبی کی فکر کی۔ ہزار آفات و حوادث سے بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ بار ہا میری خاطر اپنی جان جوکھوں میں ڈالی۔ آج ان کی ضعیفی کا وقت آیا ہے، جو کچھ میری قدرت میں ہے، ان کی خدمت و تعظیم کرتا ہوں۔ لیکن پورا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس لئے تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بڑھاپے میں اور موت کے بعد ان پر نظر رحمت فرما۔ ف۷ یعنی والدین کی تعظیم اور ان کے سامنے تواضع و فروتنی صمیم قلب سے ہونی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کون نیک دل سے ماں باپ کی خدمت کرتا ہے۔ اگر فی الواقع تم دل سے نیک اور سعادت مند ہوگے اور خدا کی طرف رجوع ہو کر اخلاص و حق شناسی کے ساتھ ان کی خدمت کرو گے تو وہ تمہاری کوتاہیوں اور خطاؤں سے درگذر فرمائے گا۔ فرض کرو اگر کسی وقت باوجود نیک بختی کے تنگ دلی یا تنگ مزاجی سے کوئی فروگذاشت ہو گئی، پھر توبہ و رجوع کیا تو اللہ بخشنے والا ہے (تنبیہ) والدین کی فرماں برداری کن چیزوں میں ہے اور کن میں نہیں؟ اس کی تفصیل کتب فقہ وغیرہ میں دیکھنا چاہیئے۔ روح المعانی میں بھی اس پر مفید و مبسوط کلام کیا ہے۔ فلیراجع۔ ف یعنی قرابت والوں کے مالی و اخلاقی ہر قسم کے حقوق ادا کرو۔ محتاج و مسافر کی خبر گیری رکھو اور خدا کا دیا ہوا مال فضول بے موقعہ مت اڑاؤ۔ فضول خرچی یہ ہے کہ معاصی اور لغویات میں خرچ کیا جائے یا مباحات میں بے سوچے سمجھے اتنا خرچ کر دے جو آگے چل کر تفویت حقوق اور ارتکاب حرام کا سبب بنے۔ ف۹ یعنی مال خدا کی بڑی نعمت ہے جس سے عبادت میں دل جمعی ہو، بہت سی اسلامی خدمات اور نیکیاں کمانے کا موقعہ ملے۔ اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے جو شیطان کی تحریک و اغواء سے وقوع میں آتی ہے اور آدمی ناشکری کر کے شیطان کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح شیطان نے خدا کی بخشی ہوئی قوتوں کو عصیان و ضلال میں خرچ کیا، اس نے بھی حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو نافرمانی میں اڑایا۔

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں اُمید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا اُس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو میٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب جز بیں برباد نہ ہوں۔ ف۲ یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ ف۳ یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہوجا اُس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اُس کو تقید ہے۔ دینے کا حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔ ف۴ کافر بیٹیوں کو مارتے تھے کہ ان کا خرچ کہاں سے لاویں گے۔ ف۵ یعنی اگر یہ راہ نکلے تو ایک دوسرے کی عورت پر نظر کرے، کوئی اور اس کی عورت پر کرے۔ ف۶ یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے، نہ اُلٹا قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی چاہیے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اس کے بیٹے بھائی کو نہ مارے۔ ف۷ مگر جس طرح بہتر ہو یعنی اُس کے مال کو خوار دے تو مضائقہ نہیں، اور قرار کی پوچھ یعنی کسی سے قول قرار صلح کا دے کر جدی کرنی اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔ ف۸ سیدھی ترازو سے یعنی جھوک نہ مارو اور اچھا انجام یعنی دنیا بھی اول چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملے نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو خوش لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً

جس کی تو توقع رکھتا ہے تو کہہ اُن کو بات نرمی کی ف۱ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا

جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ دے ان کو بات نرمی کی ف۱ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اُس کو پورا کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ف۲

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اُس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ہوا ف۲

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ

تیرا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور کستا ہے وہی ہے اپنے بندوں کو

تیرا رب کھول دیتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور تنگ بھی وہی کرتا ہے ف۳ وہی ہے اپنے بندوں کو

خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ

جانتا دیکھتا ف۳ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد ڈر سے مفلسی کے ہم

جاننے والا دیکھنے والا ف۴ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے ہم

نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا

روزی دیتے ہیں اُن کو اور تم کو بے شک اُن کا مارنا بڑی چوک ہے ف۴ اور پاس نہ جاؤ

روزی دیتے ہیں اُن کو اور تم کو ف۵ بے شک اُن کا مارنا بڑی خطا ہے ف۶ اور پاس نہ جاؤ

الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

بدکاری کے وہ ہے بے حیائی اور بری راہ ہے ف۵ اور نہ مارو جان

زنا کے ف وہ ہے بے حیائی اور بُری راہ ہے ف اور نہ مارو اُس جان کو

الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا

جو منع کی اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے

جس کو منع کر دیا ہے اللہ نے مگر حق پر ف۹ اور جو مارا گیا ظلم سے تو دیا ہم نے

لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِف فِّي الْقَتْلِ ۖ إِنَّهُ كَانَ مَنصُورًا ۝

اُس کے وارث کو زور سو اب ہاتھ نہ چھوڑ سے خون پر اُس کو مدد ہوتی ہے ف۶

اُس کے وارث کو زور سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں ف۱۰ اُس کو مدد ملتی ہے ف۱۱

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح بہتر ہو جب تک پہنچے وہ اپنی جوانی کو

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو ف۱۲

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ۝ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا

اور پورا کرو قرار کو بے شک قرار کی پوچھ ہے ف۷ اور پورا بھر دو ماپ جب

اور پورا کرو عہد کو بے شک عہد کی پوچھ ہوگی ف۱۳ اور پورا بھر دو ماپ جب

كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝

ماپ دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے یہ بہتر ہے اور اچھا اس کا انجام ف۸

ماپ کر دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے ف۱۴ یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اُس کا انجام ف۱۵

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس کے پاس نہیں ہے، تو اللہ کے ہاں اُمید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا اُس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے۔ سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے سکے تو نرم اور میٹھے طریقہ سے معذرت کر دے۔ مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ جب خدا ہم کو دے گا ان شاء اللہ ہم تمہاری خدمت کریں گے۔ سختی اور بد اخلاقی سے جواب دینے میں اندیشہ ہے کہ کہیں اگلی خیراتیں بھی برباد نہ ہو جائیں۔ ف۲ یعنی سب الزام دیں کہ کنجوس مکھی چوس ہے، یا یہ کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ غرض ہر معاملہ میں توسط و اعتدال مرعی رکھنا چاہیے، نہ ہاتھ اس قدر کھینچے کہ گردن سے لگ جائے اور نہ طاقت سے بڑھ کر خرچ کرنے میں ایسی کشادہ دستی دکھلائے کہ پھر بھیک مانگنی پڑے اور ہاتھ کھلے کا کھلا رہ جائے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ كَنُعْطِيْ فَوْقَ طَاقَتِكَ وَتُخْرِجُ أَكْثَرَ مِنْ دَخْلِكَ یعنی طاقت سے بڑھ کر یا آمدنی سے زائد خرچ کرنا بھی وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ کے تحت میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے۔ مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ "جس نے میانہ روی اختیار کی محتاج نہیں ہوا۔" ف۳ یعنی تمہارے ہاتھ روکنے سے تم غنی اور دوسرا فقیر نہیں ہو جاتا، نہ تمہاری سخاوت سے وہ غنی اور تم فقیر بن سکتے ہو۔ فقیر و غنی بنانا اور روزی کا کم و بیش کرنا محض خدا کے قبضہ میں ہے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ افسوس آج ہمارے پاس نہیں ہے، یہ فقیر بڑا امید لے کر آیا تھا کیا کہے گا۔ فقر و غنی کے مختلف احوال بھیجنا اُسی مالک علی الاطلاق کے قبضہ میں ہے۔ تمہارا کام میانہ روی سے امتثال حکم کرنا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی محتاج کو دیکھ کر بالکل بیتاب نہ ہو جا۔ اُس کی حاجت روائی تیرے ذمہ نہیں۔ اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر علیہ السلام کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی واقع ہوئے تھے۔ باقی جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اُس کو پابند کیا ہے دینے کا۔ حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔" ف۴ یعنی ہر ایک بندے کے ظاہری و باطنی احوال و مصالح سے خبردار ہے۔ اُسی کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ حدیث قدسی میں فرمایا کہ میرے بعض بندے وہ ہیں جن کی درستی حال فقیر رہنے میں ہے۔ اگر میں اُس کو غنی کر دیتا تو اُس کا دین تباہ ہو جاتا۔ اس کے برعکس بعض وہ بندے ہیں جن کو غنی بنایا، اگر فقیر بنا دیا جاتا تو دین پر قائم نہ رہ سکتے۔ اس کے علاوہ بعض اشقیاء کے حق میں بمنا ظاہری محض امہال و استدراج کے طور پر یا فقر و تنگ دستی عقوبت اور سزا کے طریقے سے ہے۔ (العیاذ باللہ من ذٰلک) ہم پہلے کئی جگہ اس کی تقریر کر چکے ہیں۔ ف۵ بعض کافر اولاد کو مار ڈالتے تھے کہ ان کا خرچ کہاں سے لائیں گے سورۂ "انعام" میں اسی مضمون کی آیت گذر چکی تفصیل وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔ ف۶ کیونکہ یہ بے رحمی کی حرکت نسل انسانی کے قطع کرنے کا موجب ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا کرنے والے کو حق تعالیٰ کی رزاقی پر اعتماد نہیں۔ ف۷ یعنی زنا کرنا تو بڑی سخت چیز ہے، اُس کے پاس بھی مت جاؤ۔ گویا لَا تَقْرَبُوا میں مبادی زنا سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی۔ مثلاً اجنبی عورت کی طرف بدون عذر شرعی نظر کرنا یا بوس و کنار وغیرہ۔ ف۸ کیونکہ زنا سے انساب میں گڑبڑ ہوتی ہے اور بہت طرح کی لڑائیاں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سب کے لئے بُری راہ نکلتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی اگر یہ راہ نکلی تو ایک شخص دوسرے کی عورت پر نظر کرے، کوئی دوسرا اس کی عورت پر کرے گا۔" مسند امام احمد میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے، حاضرین نے آگے ڈانٹ بتلائی کہ پیغمبر خدا کے سامنے ایسی گستاخی! خبردار چپ رہو۔ حضورؐ نے اُس کو فرمایا کہ میرے قریب آ، وہ قریب آکر بیٹھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو یہ حرکت اپنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپی، خالہ میں سے کسی کی نسبت پسند کرتا ہے؟ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا مجھ کو آپ پر قربان کرے، ہرگز نہیں۔ فرمایا دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں بیٹیوں، بہنوں، پھوپیوں اور خالاؤں کے لئے یہ فعل گوارا نہیں کرتے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی اس کے گناہ کو معاف فرما اور اس کے دل کو پاک اور شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ ابو امامہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اُس شخص کی یہ حالت ہو گئی کہ کسی عورت وغیرہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہ دیکھتا تھا۔ اللّٰھم صلّ علی سیدنا محمد و بارک وسلم۔ ف۹ صحیحین میں ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔ مگر تین صورتوں میں، جان کے بدلے جان، یا زانی محصن، یا جو شخص دین کو چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے۔ ف۱۰ یعنی اولیائے مقتول کو اختیار ہے کہ حکومت سے کہہ کر خون کا بدلہ لیں، لیکن بدلہ لینے وقت حد سے نہ گذریں۔ مثلاً قاتل کی جگہ غیر قاتل کو سزا دلوانے لگیں یا قاتل کے ساتھ دوسرے بے گناہوں کو بھی شامل کر لیں۔ یا قاتل کے ناک کان وغیرہ کاٹنے اور مثلہ کرنے لگیں۔ ف۱۱ یعنی خدا نے اُس کی مدد کی ... ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے (بقیہ ...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اُس کو دعوٰی کر کر نہ کہیئے کیوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دینی۔ ف۲ یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری ہے اور جن کو حکم کیا اُن کا نہ کرنا بیزاری ہے۔
ف۳ یعنی پرایا محکوم رہنا کیوں قبول کرتے تخت کے مالک کو اُلٹ ڈالتے ——————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۳۶۹ - نہ یہ کہ اُلٹا قاتل کی حمایت کرنے لگے۔ اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اُس کے بیٹے، بھائی کو نہ مار ڈالے جیسے جاہلیت میں رواج تھا۔ ف۱۲ یعنی یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ ہاں اگر اُس کی حفاظت و نگہداشت اور خیرخواہی مقصود ہو تو مضائقہ نہیں۔ جس وقت جوان ہو جائے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھنے لگے، مال اُس کے حوالہ کر دو۔ ف۱۳ اس میں سب عہد داخل ہیں خواہ اللہ سے کئے جائیں یا بندوں سے بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار دے کر مطلع کا دے کر جو بدعہدی کرنا، اُس کا وبال مزور پڑتا ہے۔ ف۱۴ یعنی مجبر بک سے نا دو۔ ماپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہو جاتا ہے۔ قوم شعیب کی ہلاکت کا قصہ پہلے کئی جگہ آچکا ہے۔ اُن کا بڑا ملی گناہ یہی بیان کیا گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ جو شخص کسی حرام پر قدرت پا کر محض خدا کے خوف سے رُک جائے تو خدا تعالیٰ اسی دنیا میں آخرت سے پہلے اُس کو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ ف۱۵ یعنی دغا بازی اول چلتی ہے پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملہ نہیں کرتے۔ اور پورا حق دینے والا سب کو بھلا لگتا ہے۔ اللہ اُس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ
اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب
اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہیں تجھ کو بے شک کان اور آنکھ اور دل ان

اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔــوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ
کی اُس سے پوچھ ہے ف۱ اور نہ چل زمین پر اِتراتا تو
سب کی اُس سے پوچھ ہوگی ف۱ اور مت چل زمین پر اِتراتا ہوا تو

لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ
پھاڑ نہ ڈالے گا زمین اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر یہ جتنی باتیں ہیں ان میں سے
پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہو کر ف۲ یہ جتنی باتیں ہیں ان سب

سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ
بُری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری ف۲ یہ ہے کچھ ایک جو وحی کیا تیرے رب نے تیری طرف
میں بُری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری ف۳ یہ ہے اُن باتوں میں سے جو وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل

الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا
عقل کے کاموں سے اور نہ ٹھہرا اللہ کے سوا اور کی بندگی پھر پڑے دوزخ میں اولاہنا کھایا
کے کاموں سے ف۴ اور نہ ٹھہرا اللہ کے سوائے کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر

مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ
دھکیلا کیا تم کو چن کر دیئے تمہارے رب نے بیٹے اور آپ لئے فرشتے
دھکیلا جا کر ف۵ کیا تم کو چن کر دے دیئے تمہارے رب نے بیٹے اور اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو

اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
بیٹیاں تم کہتے ہو بات بڑی اور پھیر پھیر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں
بیٹیاں تم کہتے ہو بھاری بات ف۶ اور پھیر پھیر کر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں

لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِـهَةٌ
تا وہ سوچیں اور اُن کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا کہہ اگر ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم
تا کہ وہ سوچیں اور اُن کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا ف۷ کہہ اگر ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم

كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ
جیسا یہ بتاتے ہیں تو نکالتے تخت کے صاحب کی طرف راہ ف۳ وہ پاک ہے
جیسا یہ بتلاتے ہیں ف۸ تو نکالتے صاحب عرش کی طرف راہ ف۹ وہ پاک ہے

وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ
اور اوپر ہے اُن کی باتوں سے بہت دور اس کی ستھرائی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور
اور برتر ہے اُن کی باتوں سے بے نہایت اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور

الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ
زمین اور جو کوئی اُن میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی خوبیاں اس کی لیکن
زمین اور جو کوئی اُن میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی خوبیاں اُس کی لیکن

ع ۴

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال، نہ اُس کی اندھا دھند پیروی کر۔ آدمی کو چاہیئے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔ سنی سُنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عمل درآمد شروع نہ کر دے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا، غلط تہمتیں لگانا، بے تحقیق چیزیں سُن کر کسی کے درپے آزار ہونا یا بغض و عداوت قائم کر لینا، باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا، اَن دیکھی یا اَن سنی چیزوں کو دیکھی یا سُنی ہوئی بتلانا، غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعوٰی کرنا کہ میں جانتا ہوں یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قوٰی کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا، بے موقع تو خرچ نہیں کیا؟ ف۲ یعنی متکبروں کی چال چلنا انسان کو زیبا نہیں۔ نہ تو زور سے پاؤں مار کر وہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے نہ گردن اُبھارنے اور سینہ تاننے سے اونچا ہو کر پہاڑوں کی برابر ہو سکتا ہے۔ پھر ایسے ضعف و عجز اور اس بساط پر اپنے کو اس قدر لمبا کھینچنے سے کیا فائدہ؟ ف۳ یعنی جن باتوں کو اوپر منع کیا اُن کے کرنے میں رب کی بیزاری ہے اور جن کا حکم کیا اُن کے نہ کرنے میں بیزاری ہے ف۴ یعنی اوپر جو پُر مغز اور بیش بہا نصیحتیں کی گئیں، یہ وہ علم و حکمت اور تہذیب اخلاق کی باتیں ہیں جنہیں عقل سلیم قبول کرتی ہے۔ اور جو وحی کے ضمن میں نبی اُمی صلعم کی طرف بلا واسطہ اور اُمت اُمیہ کی طرف بواسطہ حضور صلعم بھیجی گئیں۔ ف۵ مذکورہ بالا نصائح کا بیان توحید سے شروع کیا گیا تھا۔ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا۔ خاتمہ پر بھی توحید یاد دلا دی گئی۔ تاکہ قاری سمجھ سکے کہ تمام حسنات کا آغاز و انجام خالص توحید کو ہونا چاہیئے۔ ف۶ یعنی ایک تو خدا کے لئے اولاد تجویز کرنا اور اولاد بھی بیٹیاں، جنہیں تم نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہو۔ یہ بڑی بھاری گستاخی ہے۔ ف۷ یعنی قرآن کریم مختلف عنوانوں اور رنگ برنگ کے دلائل و شواہد سے ان مشرکین کو فہمائش کرتا ہے۔ لیکن بجائے نصیحت حاصل کرنے کے یہ ہٹ اور زیادہ بدکتے اور وحشت کھا کر بھاگتے ہیں۔ ف۸ یعنی اصنام وغیرہ جنہیں خدائی کا شریک اور اُلوہیت کا حصہ دار بتلایا جاتا ہے۔ ف۹ یعنی پرایا محکوم رہنا کیوں پسند کرتے سب مل کر خدا تعالیٰ کے تخت سلطنت کو اُلٹ ڈالتے۔ اگر کہا جائے کہ صاحب عرش کے مقابلہ میں اُن کی کچھ چلتی نہیں، تو ایک عاجز مخلوق کی عبادت کرنا، پرلے درجہ کی حماقت ہے۔ یا اگر وہ معبود خود رب العرش کو خوش رکھنا اور اُس کا قرب حاصل کرنا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں تو اُن کے پوجنے والوں کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہوا کہ خدائے اکبر کو خوش رکھنے کی فکر کریں۔ لیکن خدائے بزرگ تمام انبیاء کی زبانی اور فطرت انسانی کی معرفت شرک سے اپنی کامل بیزاری کا اظہار فرما چکا۔ پھر تعجب ہے کہ یہ احمق کس راستہ پر اندھا دھند چلے جا رہے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی ایسی بُری باتوں پر تم کو شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ کرو تو بخشتا ف۲ یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا یہی واسطہ ہے کہ اوٹ میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پیٹھ ہے اس کے حساب میں کہیں نہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی ہر ایک مخلوق زبان سے یا حال سے اُس کی پاکی اور خوبیاں بیان کرتی ہے لیکن تم اُسے سمجھتے نہیں خواہ غور و تامل نہ کرنے کی وجہ سے یا اُس قوت کے فقدان کی وجہ سے جس کے ذریعہ بعض مخلوقات کی تسبیح تالی سُنی اور سمجھی جا سکتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص باوجود سمجھنے کے قبول نہ کرے یا اُس کے مقتضیٰ پر عمل نہ کرے، تو یہ سمجھنا نہ سمجھنے ہی کے حکم میں ہے۔ ف۲ یعنی تمام مخلوقات جس کی پاکی بیان کریں تم اُس کے لئے شریک، اولاد، اور بیٹیاں تجویز کرو۔ یہ ایسی گستاخی تھی کہ تم کو فوراً ہلاک کر دیا جاتا۔ لیکن وہ اپنے حلم سے شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ کرلو تو بخش دیتا ہے۔ ف۳ جو شخص آخرت کو نہ مانے اور اپنے بھلے بُرے انجام کی کچھ فکر نہ رکھے وہ نصیحت کی طرف کیوں دھیان کرنے لگا جب اُسے نجات ہی کی فکر نہیں تو نجات دلانے والے پیغمبر کے احوال و اقوال میں غور کرنے اور بارگاہِ رسالت تک پہنچنے کی کیا ضرورت ہوگی۔ بس یہی عدمِ ایمان بالآخرت اور انجام کی طرف سے بے فکری وہ معنوی پردہ ہے جو اس شخص کے اور نبی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ ف۴ پہلے پیغمبر کی صداقت تک نہ پہنچ سکنے کا ذکر کیا تھا۔ یہاں فہم قرآن تک رسائی حاصل نہ کر سکنے کا بیان ہے یعنی اس قرآن میں ایسی قوی تاثیر ہے، اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا، یہ سبب ہے کہ اوٹ میں ہیں۔ آفتاب سے سارا جہان روشن ہے لیکن اگر کوئی شخص خانہ میں تمام دروازے اور روشندان بند کر کے بیٹھ جائے بلکہ آنکھیں بھی بند کر لے تو اس کے اعتبار سے آفتاب کی روشنی کبھی بھی نہیں۔ ف۵ یعنی جب بہ نیت انتفاع واستفادہ سننا نہیں چاہتے تو گویا سنتے ہی نہیں۔ (تنبیہ) خدا تعالیٰ نے جو حجاب اور پردے وغیرہ ڈالے یہ وہ ہی ہیں جن کا وجود انہوں نے خود اپنے لئے بڑی خوشی اور فخر سے ثابت کیا تھا: "وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ" (حم السجدہ رکوع ۱) آخرت پر ایمان نہ رکھنا، اور انجام سے بے فکر رہنا، خدائے واحد کے ذکر سے چڑنا، پیغمبروں کے ساتھ تمسخر کرنا، وہ چیزیں ہیں جو حجاب اکنان اور وَقر کی صورت اختیار کرتی ہیں اور چونکہ خالق ہر چیز کا خدا تعالیٰ ہے اس لئے ان کے خلق کی نسبت بھی اُسی کی طرف کی جاتی ہے۔ ف۶ یعنی خدائے واحد کے ذکر سے چڑتے، بھڑکتے اور پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ ہاں اُن کے معبودوں کا تذکرہ آئے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ "وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ" (زمر، رکوع ۵) ف۷ یعنی سننے سے استفادہ مقصود نہیں ہوتا محض استخفاف و استہزاء مقصود ہوتا ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ف۸ یعنی قرآن اور آپ کی باتیں سن کر گئے۔ پھر آپس میں مشورہ کیا کہ محمد (صلعم) کی نسبت کیا کہنا چاہئے۔ آخر کہنے لگے کہ یہ شخص جادو کا مارا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یعنی جادو کے اثر سے مجنون ہو گیا دماغ ٹھکانے نہیں رہا۔ (العیاذ باللہ العظیم) بعض نے "مسحور" کو یہاں "ساحر" کے معنی میں لیا ہے گویا اس کی باتوں میں جادو کا اثر ہے۔ (تنبیہ) کفار "مسحور" سے جو مطلب دیتے تھے اُس کی نفی سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی پر کسی قسم کے سحر کا کسی درجہ میں عارضی طور پر بھی اثر نہ ہو سکے۔ یہ آیت مکی ہے۔ مدینہ میں آپ پر یہود کے جادو کرنے کا واقعہ صحاح میں مذکور ہے۔ جس کا اثر چند روز تک صرف اتنا رہا کہ بعض دنیوی کاموں میں کبھی کبھی ذہول ہو جاتا تھا۔ ف۹ یعنی کبھی شاعر کہتے ہیں، کبھی جادوگر، کبھی کاہن کبھی مسحور یا مجنون، غرض بہکی بہکی باتیں کرتے رہتے ہیں کسی ایک بات پر جماؤ نہیں جس وقت جو منہ میں آیا بک دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ باوجود جد و جہد کے طعن و تشنیع کا کوئی ایسا راستہ انہیں نہیں مل سکتا جس پر چل کر وہ اپنے مقصد اغوا و اضلال میں کامیاب ہو سکیں۔ ف۱۰ یعنی آپ پر مسحور و مجنون یا شاعر و کاہن وغیرہ کی مثالیں چسپاں کرنا تو تعجب انگیز تھا ہی، اُس سے زیادہ قابل تعجب وہ دلیل ہے جو معاذ اللہ مسحور و مجنون ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے تھے۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ موت کے بعد ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ آدمی کا بدن گل سڑ کر سفید ہڈیاں رہ جاتی ہیں تھوڑے دنوں بعد وہ بھی ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جاتی ہیں۔ کیا کوئی ذی ہوش یہ تجویز کر سکتا ہے کہ یہ ہڈیوں کا چورہ اور خاک کے ریزے دوبارہ جی اٹھیں گے؟ اور انسانی حیات ان منتشر ذرات میں عود کر آئے گی؟ اگر پیغمبر ایسی ناممکن بات کی خبر دیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ (العیاذ باللہ) اُن کی دماغی صحت بحال نہیں ہے۔

لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝ وَاِذَا قَرَاْتَ

تم نہیں سمجھتے اُن کا پڑھنا بے شک وہ ہے تحمل والا بخشتا ف۲ اور جب تو پڑھتا ہے

تم نہیں سمجھتے اُن کا پڑھنا ف۱ بے شک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا ف۲ اور جب تو پڑھتا ہے

الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا

قرآن کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور اُن لوگوں کے جو نہیں مانتے پچھلا جینا ایک پردہ

قرآن کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور اُن لوگوں کے جو نہیں مانتے آخرت کو ایک پردہ

مَّسْتُوْرًا ۝ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ

ڈھانکا ف۲ اور رکھتے ہیں اُن کے دلوں پر اوٹ کہ اُس کو سمجھیں اور اُن کے کانوں میں

چھپا ہوا ف۳ اور ہم رکھتے ہیں اُن کے دلوں پر پردہ کہ اُس کو نہ سمجھیں ف۴ اور اُن کے کانوں میں

وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ

بوجھ اور جب مذکور کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں اپنی پیٹھ پر

بوجھ ف۵ اور جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں اپنی پیٹھ پر

نُفُوْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَاِذْ هُمْ

بدک کر ہم خوب جانتے ہیں جیسا وہ سنتے ہیں جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ

بدک کر ف۶ ہم خوب جانتے ہیں جس واسطے وہ سنتے ہیں ف۷ جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ

نَجْوٰٓى اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝

مشورت کرتے ہیں جب کہتے ہیں بے انصاف جس کے کہے پر چلتے ہو نہیں وہ مگر ایک مرد جادو کا مارا

مشورت کرتے ہیں جب کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے کہے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد جادو کا مارا ف۸

اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۝

دیکھ کیسی بٹھاتے ہیں تجھ پر کہاوتیں اور بہکتے ہیں سو راہ نہیں پا سکتے

دیکھ لے کیسے جماتے ہیں تجھ پر مثلیں اور بہکتے پھرتے ہیں سو راہ نہیں پا سکتے ف۹

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ۝

اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور چورا کیا ہم پھر اٹھیں گے نئے بن کر

اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں ہڈیاں اور چورا چورا پھر اٹھیں گے نئے بن کر ف۱۰

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ

تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جو مشکل لگے تمہارے جی میں

تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو مشکل سمجھو اپنے جی میں ف۱۱

فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ

پھر اب کہیں گے کون اُلٹا لائے گا ہم کو کہہ جس نے بنایا تم کو پہلی بار

پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر لائے گا ہم کو کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار ف۱۲

فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى

پھر اب مٹکاویں گے تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہے وہ تو کہہ شاید

پھر اب مٹکائیں گے تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہوگا یہ ف۱۳ تو کہہ شاید

منزل ۴

ف۱۱ یعنی یہ ریزے اور چورا تو بہرحال انسانی لاش کا ہے جس میں پیشتر زندگی رہ چکی ہے، اور خود مٹی کے ذرات میں بھی آثارِ حیات کا پیدا ہو جانا چنداں مستبعد نہیں۔ میں اس سے بڑھ کر تم کو اجازت دیتا ہوں کہ ہڈیوں کا چورا نہیں، اگر ممکن ہو تو پتھر یا لوہا بن جاؤ۔ جو آثارِ حیات کے قبول کرنے سے بالکل محروم نظر آتے ہیں، بلکہ کوئی ایسی سخت چیز بن کر تجربہ کر لو جس کا زندہ ہونا لوہے اور پتھر سے بھی زیادہ مشکل معلوم ہو، حتیٰ کہ مجسم موت بن کر دیکھ لو پھر بھی اُس قادرِ مطلق کو تمہارا زندہ کر دینا کس قدر آسان ہے۔ ف۱۲ جس نے پہلی بار تم کو مٹی یا نطفہ سے پیدا کیا اور جماد لایعقل پر روحِ انسانی فائض کر دی، کیا اب اُس کی قدرت نہیں رہی کہ خاک کے ذرات اور مردہ لاش کے اجزاء کو جمع کر کے دوبارہ زندگی عنایت کر دے۔ ف۱۳ یعنی استہزاء و تمسخر سے سر ہلا ہلا کر کہتے ہیں کہاں صاحب! یہ بوسیدہ ہڈیوں کے ریزوں میں کب جان پڑے گی، اور کب مُردے قبروں سے حساب کے لئے اٹھائے جائیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اب شتابی کرتے ہو تب جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس اُن ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔ ف یعنی مذاکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈلواتا ہے۔ جب لڑائی پڑی تو اٹکا سمجھانا ہو تو بھی نہ سمجھے۔ ف مذاکرے میں حق والا جھنجلاتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہیں مانتا سو فرمایا کہ تم پر ذمہ اُن کا نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سمجھاوے۔ ف یعنی بعضے نبی تھے کہ جھنجلا گئے تیرا حوصلہ اُن سے زیادہ رکھا ہے اور داؤد کا ذکر کیا کہ دونوں بات رکھتے تھے جہاد بھی اور زبور بھی۔ سمجھانا کودی دو باتیں یہاں بھی ہیں۔ ف یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں۔ ف یعنی جن کو کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہوا اُسی کا وسیلہ پکڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں سے شفاعت ہوگی ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی قیامت کا ٹھیک وقت حق تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا۔ ہاں اُس کے مستقبل قریب میں آنے کی تم اُمید ظاہر کر سکتے ہو۔ گو یاد دنیا کی بقیہ عمر اس سے کم ہے جتنی گذر چکی ہے۔ ف یعنی جس وقت خدا کی طرف سے آواز دی جائیگی۔ ایک ڈانٹ میں سب مُردے زمین سے نکل کر میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے کسی کو سرتابی کی مجال نہ ہوگی۔ ہر ایک انسان اُس وقت مطیع و منقاد ہو کر خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوا حاضر ہوگا۔ گو کافر کو اُس وقت کی اضطراری حمد و ثنا سے کچھ فائدہ نہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ مومنین کی زبان پر یہ الفاظ ہوں گے: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ"۔ ف یعنی اب شتابی کرتے ہو اُس وقت اندازہ کرو گے کہ دنیا میں کچھ زیادہ دیر نہیں رہے تھے پچاس سو برس اُن ہزاروں برسوں کے سامنے کیا معلوم ہوں (موضح القرآن) بعض نے کہا کہ شدت ہول و خوف سے دنیا کی زندگی تھوڑی معلوم ہوگی۔ یا نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان چونکہ عذاب نہ رہے گا۔ اس درمیانی مدت کو قلیل خیال کر کے کہیں گے: "مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا"۔ (یٰس رکوع ۴)۔ ف مشرکین کی جہالت اور طعن و تمسخر کو سن کر ممکن تھا کہ کوئی مسلمان نصیحت و فہمائش کرتے وقت تنگ دلی یا سخت کلامی یا سختی پر اتر آئے اس لئے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ مذاکرہ میں کوئی سخت دل آزار اور اشتعال انگیز پہلو اختیار نہ کریں۔ کیونکہ اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے شیطان دو سرے کو اُبھار کر لڑائی کرا دیتا ہے۔ پھر مخاطب کے دل میں ایسی ضد و عداوت قائم ہو جاتی ہے کہ کھلا ہو تب بھی نہ سمجھے۔ ف یعنی رحم کرے ایمان کی توفیق دے کر، یا عذاب دے حالت کفر پر مار کر۔ ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "مذاکرہ میں حق والا جھنجلا اٹھتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہیں مانتا، سو فرما دیا کہ تم اُن کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے، جس کو چاہے راہ سمجھائے۔ ف یعنی ہم اپنے علم محیط کے موافق ہر ایک کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں، جس کو مناسب جانا آدمیوں میں سے پیغمبر بنایا، پھر جس پیغمبر کو چاہا دوسرے پیغمبروں پر کلی یا جزئی فضیلت عنایت کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی بعضے نبی تھے کہ اُمت کی حد سے زیادہ شرارتوں پر آخر کار جھنجلا گئے۔ آپ کا حوصلہ اُن سے زیادہ رکھا ہے اور سب پر فضیلت دی ہے۔ لہٰذا آپ کی خوش اخلاقی اپنے مرتبہ عالی کے موافق ہونی چاہئے۔ اور خصوصیت سے داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا۔ کیونکہ دونوں چیزیں رکھتے تھے۔ جہاد بھی اور زبور بھی۔ سمجھانے کو (وفی الحدیث "اَنَا لَا نَبِیَّ اِلَّا اُوْتِیَ") وہ ہی دونوں باتیں یہاں بھی ہیں۔ "قرآن اور جہاد۔ بعض نے کہا۔ یہاں "زبور" کا ذکر کر کے حضورؐ کی فضیلت کلیہ اور اُمت محمدیہ کے فضل و شرف کی طرف اشارہ فرما دیا کیونکہ حضورؐ کے خاتم الانبیاء، اور آپ کی اُمت کے اشرف الامم ہونے پر زبور شریف کے مضامین مشتمل تھے: "وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ" (انبیاء رکوع ۷)، یعنی محمد صلعم واُمتہ المرحومۃ۔ ف یعنی خدا تو وہ ہے کہ جس کو چاہے عذاب دے، جس پر چاہے مہربانی فرمائے جس کو جس قدر چاہے دوسروں پر فضیلت عطا کرے۔ اُس کی قدرت کاملہ اور علم محیط ہوا۔ اب ذرا مشرکین اُن ہستیوں کو پکاریں جن کو انھوں نے خدا سمجھ رکھا یا بنا رکھا ہے۔ کیا اُن میں ایک بھی ایسا مستقل اختیار رکھتا ہے کہ ذرا سی تکلیف کو تم سے دور کر سکے یا ہلکی کر دے یا تم سے ہٹا کر کسی دوسرے پر ڈال دے۔ پھر ایسی ضعیف و عاجز مخلوق کو معبود ٹھہرا لینا کیسے روا ہوگا۔ ف بخاری میں روایت ہے کہ کچھ لوگ جاہلیت میں جنات کی عبادت کرتے تھے۔ وہ جن مسلمان ہو گئے اور یہ پوجنے والے اپنی جہالت پر قائم رہے اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جن، ملائکہ، مسیح، عزیر وغیرہ کے پوجنے والے سب اس میں شامل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جن ہستیوں کو تم معبود و مستعان سمجھ کر پکارتے ہو وہ خود اپنے رب کا بیش از بیش قرب تلاش کرتے ہیں۔ اُن کی دوا دوش صرف اس لئے ہے کہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنے میں کون آگے نکلتا ہے۔ اُن میں جو زیادہ مقرب ہیں وہ ہی زیادہ قرب الٰہی کے طالب رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کسی سب سے زیادہ مقرب بندہ کی دعا وغیرہ کو حصول قرب کا وسیلہ بنائیں۔ پس جب تمہارے تجویز کئے ہوئے معبودوں کا خدا کے سامنے یہ حال ہے تو اپنے تئیں خود فیصلہ کر لو کہ خدا تعالیٰ کو خوش رکھنا کہاں تک ضروری ہے۔ غیر اللہ کی پرستش سے نہ خدا خوش ہوتا ہے نہ وہ جنہیں تم خوش رکھنا چاہتے ہو (تنبیہ) "توسل" اور "تعبد" میں فرق کا ہر ہے۔ پھر توسل بھی اُسی حد تک مشروع ہے جہاں تک شریعت نے اجازت دی۔ ف یعنی باوجود غایت قرب کے اُن کی اُمید محض حق تعالیٰ کی مہربانی سے وابستہ ہیں اور ہاتھی کے عذاب سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہر قسم کا نفع پہنچانا یا ضرر کو روکنا ایک خدا کے قبضہ میں ہے۔ ف اس آیت کا مطلب کئی طرح لیا جا سکتا ہے۔ (الف) دنیا کی ہر ایک بستی کو عظیم الشان گناہوں کی پاداش میں قیامت سے پہلے پہلے عذاب مستاصل بھیج کر بالکلیہ تباہ و خراب کر دیا جائے گا۔ یا اگر گناہ انتہائی درجہ کے نہ ہوں گے تو درجہ دوم کے جرائم کی سزا میں عام ہلاکت سے کم کوئی سخت آفت اُس بستی پر نازل کی جائیگی۔ باقی ایسی بستی کہاں ہے جو ازل سے ابد تک نہ گناہ کرے نہ کسی آفت میں پھنسے۔ (ب) قیامت سے پیشتر ضروری ہے کہ ہر ایک بستی طبعی موت مر کر ویران کی جائے یا کسی سخت آفت و بلا میں مبتلا ہو طبعی موت پر جو تعذیب کے رنگ سے خالی ہو، "مُهْلِكُوْهَا" کا اطلاق قرآن و حدیث سے ثابت ہے جیسے "اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا" (المومن رکوع ۴) وفی الحدیث "كَمَا هَلَكَ كِسْرٰی" (ج) کفار کی ہر ایک بستی یا قیامت سے پہلے اپنے سنگین جرائم کی پاداش میں نابود و تباہ کر دی جائیگی یا کسی نہ کسی وقت (یعنی قیامت سے پہلے) ... یہاں اُس کے وقوع کی خبر دی گئی۔

اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا ۝ یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ

نزدیک ہی ہوگا جس دن تم کو پکارے گا پھر چلے آؤ گے سراہتے اُس کو اور

نزدیک ہی ہوگا ف جس دن تم کو پکارے گا پھر چلے آؤ گے اُس کی تعریف کرتے ہوئے ف اور

تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ع وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ

اٹکلو گے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی ف اور کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں

اٹکل کرو گے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی ف اور کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو

ع ۵

هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ

جو بہتر ہو شیطان جھگڑپ ڈلواتا ہے آپس میں شیطان ہے

بہتر ہو شیطان جھگڑپ کرواتا ہے اُن میں شیطان ہے

لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ

انسان کا بے شک دشمن صریح ف تمہارا رب بہتر جانتا ہے تم کو اگر چاہے تم پر رحم کرے اور

انسان کا دشمن صریح ف تمہارا رب خوب جانتا ہے تم کو اگر چاہے تم پر رحم کرے اور

اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ۝ وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ

اگر چاہے تم کو مار دے اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے اُن پر ذمہ لینے والا ف اور تیرا رب بہتر جانتا ہے جو

اگر چاہے تم کو عذاب دے ف اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے اُن پر ذمہ لینے والا ف اور تیرا رب خوب جانتا ہے اُن کو

فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ

کوئی آسمانوں میں اور زمین میں اور ہم نے زیادہ کیا ہے بعضے نبیوں کو بعضوں سے

آسمانوں میں ہیں اور زمین میں اور ہم نے افضل کیا ہے بعضے پیغمبروں کو بعضوں سے

وَّ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ

اور دی ہم نے داؤد کو زبور ف کہہ پکارو جن کو سمجھتے ہو سوا اُس کے سو نہیں اختیار رکھتے

اور دی ہم نے داؤد کو زبور ف کہہ پکارو جن کو تم سمجھتے ہو سوائے اُس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے

كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِیْلًا ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ

کہ تکلیف کھول دیں تم سے اور نہ بدل دیں ف وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں

کہ کھول دیں تکلیف کو تم سے اور نہ بدل دیں ف وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ تو ڈھونڈتے ہیں

اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ یَخَافُوْنَ

اپنے رب تک وسیلہ کہ کون بندہ بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور

اپنے رب تک وسیلہ کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے ف اور امید رکھتے ہیں اُس کی مہربانی کی اور ڈرتے ہیں

عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ وَ اِنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اِلَّا

ڈرتے ہیں اس کی مار سے بے شک تیرے رب کی مار ڈرنے کی چیز ہے ف اور کوئی بستی نہیں جس کو

اُس کے عذاب سے بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ف اور کوئی بستی نہیں جس کو

نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ

ہم نہ کھپا دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے اُس پر سخت آفت

ہم خراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے اُس پر سخت آفت ف

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اُس کی رعیت ہیں اور اُس کی پناہ میں ہیں سو وقت آئے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ ف۲ یعنی بات موقوف نہیں نشانی پر۔ ف۳ یعنی جب کہہ دیا کہ رب نے گھیر لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے، پھر تو نشانی کیوں مانگے اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے بعضوں نے مانا اور بعضوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھاویں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیوں کر ہوگا یہ بھی جانچنا تھا۔ ف۴ یعنی اللہ کے حکم میں شبہے نکالے جو کافروں کی چال ہے وہ چال ہے ابلیس کی۔ ف۵ یعنی اپنا مسخر کروں جیسے گھوڑے کو لگام دیا ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی یہ فیصلہ بالکل حتمی اور اٹل ہے جو علم الٰہی میں طے ہو چکا اور لوح محفوظ میں لکھا گیا۔ کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اُس کی پناہ میں ہیں سو وقت آئے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا" لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ

یہی کتاب میں لکھا گیا ف اور ہم نے اسی سے موقوف کیں

یہ ہے کتاب میں لکھا گیا ف اور ہم نے اس لئے موقوف کیں نشانیاں

بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے اُن کو جھٹلایا اور دی ہم نے ثمود کو اونٹنی سمجھانے کو

بھیجنی کہ اگلوں نے اُن کو جھٹلایا ف اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی اُن کے سمجھانے کو

فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ

پھر اُس کا حق نہ مانا اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو ف۲ اور جب کہہ دیا ہم نے کہ

پھر ظلم کیا اُس پر ف۳ اور نشانیاں جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو ف۴ اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ سے کہ

رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً

تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ دکھاوا جو تجھ کو دکھایا ہم نے سو جانچنے کو

تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو ف اور وہ دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو

لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ

لوگوں کے اور وہ درخت جس پر پھٹکار ہے قرآن میں اور ہم اُن کو ڈراتے ہیں تو اُن کو زیادہ ہوتی ہے

لوگوں کے ف اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکار ہے قرآن میں ف اور ہم اُن کو ڈراتے ہیں تو اُن کو زیادہ ہوتی ہے

اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

بڑی شرارت ف۳ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کر پڑے

بڑی شرارت ف اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَكَ

مگر ابلیس بولا کیا میں سجدہ کروں ایک شخص کو جو تو نے بنایا مٹی کا ف کہنے لگا بھلا دیکھ تو

مگر ابلیس بولا کیا میں سجدہ کروں ایک شخص کو جس کو تو نے بنایا مٹی کا ف کہنے لگا بھلا دیکھ تو

هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ

یہ جس کو تو نے مجھ سے چڑھا دیا اگر تو مجھ کو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اُس کی اولاد کو

یہ شخص جس کو تو نے مجھ سے بڑھا دیا اگر تو مجھ کو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو میں اُس کی اولاد

ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ

ڈھاٹی دے لوں مگر تھوڑے سے ف۵ فرمایا جا پھر جو کوئی تیرے ساتھ ہوا اُن میں سے سو دوزخ ہے

کو دھونی دے لوں مگر تھوڑے سے ف فرمایا جا پھر جو کوئی تیرے ساتھ ہوا اُن میں سے سو دوزخ ہے

جَزَاۗؤُكُمْ جَزَاۗءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ

تم سب کی سزا پوری بدلا اور گھبرا لے اُن میں جس کو تو گھبرا سکے

تم سب کی سزا بدلہ پورا ف۱۱ اور گھبرا لے اُن میں جس کو تو گھبرا سکے

بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

اپنی آواز سے اور پکار لا اُن پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر اُن سے مال میں

اپنی آواز سے ف۱۲ اور لے آ اُن پر اپنے سوار اور پیادے ف۱۳ اور ساجھا کر اُن سے مال

ہیں سو وقت آئے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا" لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ ف۲ حدیث میں ہے کہ اہل مکہ نے حضورؐ سے چند نشانیاں طلب کیں مثلاً یہ کہ کوہ صفا کو سونا بنا دیجئے یا پہاڑوں کو ہمارے گرد و پیش سے ہٹا کر زراعت کے قابل زمین ہموار کر دیجئے وغیرہ ذلک۔ ایسا کرو تو ہم آپ کو مان لیں گے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی ایسے فرمائشی نشان دکھلانا خدا تعالیٰ کو کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن پہلے لوگوں کو اُن کی فرمائش کے مطابق نشان دکھلائے گئے تب بھی نہ مانے، بلکہ سرکشی میں اور ترقی کر گئے آخر سنۃ اللہ کے موافق اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بالکل نیست و نابود کر دیئے گئے۔ اب اگر تمھاری سب فرمائشیں پوری کر دی جائیں، اور خدا کے علم میں ہے، بلکہ تمھارے احوال سے بھی ظاہر ہے کہ تم پھر بھی ماننے والے نہیں، تو سنۃ اللہ کے موافق اُس کا نتیجہ وہی استیصال و ہلاک کلّی ہونا چاہیئے جو اس اُمت کے حق میں خلاف مصلحت و حکمت ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارادہ اس آخری اُمت کی نسبت یہ نہیں کہ گذشتہ اقوام و اُمم کی طرح عذاب مستاصل بھیج کر بالکلیہ تباہ کی جائے۔ پہلی اُمتوں کو فرمائشی نشان دکھلانا اس بنا پر جائز رکھا گیا کہ اُن کی بالکلیہ تباہی خدا کے نزدیک اس قدر لائق التفات نہ تھی اور آخر میں آنے والی اُمت کو کچھ نمونے دکھلانے تھے کہ فرمائشی نشان مانگنے والوں کا حشر ایسا ہوتا ہے چنانچہ اس آیت میں اُن ہی تاریخی نظائر کی طرف اجمالی اشارہ فرما دیا کہ اگر فرمائشی نشان دیکھنے کے بعد تکذیب کی راہ اختیار کرو گے، تو جو حشر پہلوں کا ہوا وہ ہی تمھارا ہوگا۔ لیکن حکمت الٰہیہ متقضی نہیں کہ تم کو اس طرح تباہ کیا جائے۔ لہٰذا فرمائشی نشانات کا بھیجنا موقوف کیا گیا۔ ف۳ قوم ثمود نے حضرت صالحؑ سے درخواست کی تھی کہ پہاڑ کی فلاں چٹان میں سے اونٹنی نکال دیجئے۔ خدا نے نکال دی۔ مگر بجائے اس کے کہ ایسا فرمائشی معجزہ دیکھ کر آنکھیں کھلتیں اور قلبی بصیرت حاصل ہوتی "الٹے" ظلم و عداوت پر کمر بستہ ہو گئے۔ چنانچہ اونٹنی کو مار ڈالا اور حضرت صالحؑ کے قتل کے منصوبے باندھنے لگے۔ آخر جو انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے کہنے کی ضرورت نہیں یہ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ کا ایک نمونہ پیش کر دیا۔ ف۴ یعنی ہدایت نشانیاں دیکھنے پر موقوف نہیں۔ غیر معمولی نشانات بھیجنے سے تو مقصود یہ ہے کہ قدرت قاہرہ کو دیکھ کر لوگ خدا سے ڈریں اور ڈر کر اُس کی طرف جھکیں۔ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو اور فی الحال اُس قوم کو تباہ کرنا بھی مصلحت نہیں تو محض فرمائشیں پورا کرنے سے کیا حاصل ہے۔ باقی عام تخویف و انذار کے لئے جن آیات و نشانات کا بھیجنا مصلحت ہے، وہ برابر بھیجے جاتے ہیں۔ ف۵ شاید آپ کو خیال ہوا ہو گا کہ فرمائشی نشان نہ دکھلانے پر کفار کو ہنسنے اور طعن کرنے کا موقع ملے گا کہ اگر سچے پیغمبر ہوتے تو ہماری طلب کے موافق نشان دکھلاتے، اس لئے آپ کو مطمئن کیا کہ سب لوگوں کو تیرے رب کے علم و قدرت نے گھیر رکھا ہے نہ کوئی اُس کے علم سے باہر ہے نہ قدرت کے نیچے سے نکل کر جا سکتا ہے سب اُس کے قبضہ میں ہیں آپ اُن کے طعن و تشنیع کی طرف قطعاً التفات نہ کریں، وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اپنا کام کئے جایئے اور اُن کے فیصلوں کو بالکلیہ ہم پر چھوڑ دیجئے۔ ہم جانتے ہیں کہ فرمائشی نشان دیکھ کر بھی یہ لوگ آپ کی بات ماننے والے نہیں تھے اور اُس کے بعد ہماری سزا سے چھوٹ کر نکل بھاگنا بھی ممکن نہ تھا اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ لوگوں میں سے کون فی الحال تباہ کر ڈالنے کے لائق ہیں اور کن لوگوں کا باقی رکھنا مصلحت ہے۔ لہٰذا آپ اس جھنجھٹ میں نہ پڑیں، یہ سب ہمارے محاصرہ میں ہیں۔ آخر مسلمان ہو کر رہیں گے۔ ف۶ "دکھاوے" سے مراد شب معراج کا نظارہ ہے جس کے بیان سے لوگ جانچے گئے۔ بعضوں نے سُن کر مانا اور بعضوں نے جھوٹ جانا۔ ف۷ یعنی "زقوم" کا درخت جیسے قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھائیں گے۔ ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا کہ دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیوں کر ہو گا؟ یہ بھی جانچنا تھا۔ ان دو مثالوں سے اندازہ کر لو کہ تصدیق خوارق کے باب میں ان کی طبائع کا کیا حال ہے۔ ف۸ یعنی جن کے دل خدا کے خوف سے خالی ہوں، ڈرانے سے ڈرتے نہیں، بلکہ اور زیادہ شرارت میں ترقی کریں اُن سے فرمائشی نشان دیکھنے پر قبول حق کی اُمید رکھنا بے موقع ہے۔ ف۹ یہ قصہ کئی جگہ گذر چکا۔ یہاں اس پر متنبہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا بے چون و چرا ماننا فرشتوں کا اور اُس میں شبہات نکالنا شیطان کا کام ہے۔ یہ کافر بھی اُسی کی چال چل رہے ہیں۔ جو بات بات میں کج بحثیاں کرتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ ان کا انجام بھی وہ ہی ہونے والا ہے جو ان کے امام ابلیس لعین کا ہو گا۔ ف۱۰ یعنی تھوڑے سے چھوڑ کر باقی سب کو اپنا مسخر کر لوں جیسے گھوڑے کو لگام دے کر قابو کر لیا جاتا ہے۔ پھر جو میرے سامنے اتنا کمزور ہے اُسے مجھ پر فضیلت دینا کس طرح جائز ہوگا؟ ف۱۱ یعنی جا! جتنا زور لگا سکتا ہے لگالے۔ یہاں بھی تیرے اور تیرے ساتھیوں کے واسطے جیل خانہ تیار ہے۔ ف۱۲ یعنی وہ آواز جو خدا کے عصیان کی طرف بلاتی ہو۔ مراد اس سے وسوسہ ڈالنا ہے اور مزامیر و باجا گاجا بھی اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ ف۱۳ یعنی ساری طاقت صرف کر ڈال اور پوری قوت سے لشکر کشی کر ... جن ہوں یا انس۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُوْرًا ۝ إِنَّ

اور اولاد میں اور وعدے دے اُن کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا اُن کو شیطان مگر دغا بازی ف ۱ اور جو

اور اولاد میں ف ۱ اور وعدے دے اُن کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا اُن کو شیطان مگر دغا بازی ف ۲ وہ جو

عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝ رَبُّكُمُ

میرے بندے ہیں اُن پر نہیں تیری حکومت اور تیرا رب بس ہے کام بنانے والا تمہارا رب

میرے بندے ہیں اُن پر نہیں تیری حکومت اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے والا ف ۳ تمہارا رب

الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۚ إِنَّهٗ

وہ ہے جو ہانکتا ہے تمہارے واسطے کشتی دریا میں کہ تلاش کرو اُس کا فضل وہی

وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے کشتی دریا میں ف ۴ تاکہ تلاش کرو اس کا فضل ف ۵ وہی

كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ

ہے تم پر مہربان ف ۲ اور جب تم پر تکلیف پڑے دریا میں بھولتے ہو جن کو پکارتے تھے

ہے تم پر مہربان ☆ اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں بھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے

إِلَّا إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ

اُس کے سوا پھر جب بچا لیا تم کو جنگل کی طرف ٹلا گئے اور ہے انسان

اللہ کے سوائے پھر جب بچا لایا تم کو خشکی میں پھر منہ پھیر جاتے ہو اور ہے انسان

كَفُوْرًا ۝ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

بڑا ناشکر سو کیا نڈر ہوئے ہو کہ دھنسا دے تم کو جنگل کے کنارے یا بھیج دے تم پر

بڑا ناشکر ف سو کیا تم بے ڈر ہو گئے اس سے کہ دھنسا دے تم کو جنگل کے کنارے ف یا بھیج دے تم پر

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ

آندھی پھر نہ پاؤ اپنا کوئی کام بنانے والا یا نڈر ہوئے ہو کہ پھر لے جاوے تم کو اُس میں

آندھی پتھر برسانے والی پھر نہ پاؤ اپنا کوئی نگہبان ☆ یا بے ڈر ہو گئے ہو اس سے کہ پھر لے جائے تم کو دریا میں ف

تَارَةً أُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ

دوسری بار پھر بھیجے تم پر ایک جھونکا باؤ کا پھر ڈبا دے تم کو

دوسری بار پھر بھیجے تم پر ایک سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبا دے تم کو

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا

بدلا اُس ناشکری کا پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم پر اُس کا دعویٰ کرنے والا اور ہم نے عزت دی ہے

بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم پر اُس کا کوئی بازپرس کرنے والا ف اور ہم نے عزت دی ہے

بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ

آدم کی اولاد کو اور سواری دی اُن کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی اُن کو ستھری چیزوں سے اور

آدم کی اولاد کو اور سواری دی اُن کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے اُن کو ستھری چیزوں سے اور

فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ

زیادہ کیا اپنے بنائے ہوئے بہت شخصوں پر بڑھتی دے کر ف ۳ جس دن ہم بلائیں گے ہر

بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر ف جس دن ہم بلائیں گے ہر

ف ۱ یعنی دل میں ارمان نہ رکھ، اُن کو ہر طرح اُبھار کہ مال و اولاد میں تیرا حصہ لگائیں، یعنی یہ چیزیں ناجائز طریقہ سے حاصل کریں اور ناجائز کاموں میں صرف کریں۔ ف ۲ یعنی شیطان جو سبز باغ دکھاتا ہے اُس سے فریب کھانا احمق کا کام ہے اُس کے سب وعدے دغا بازی اور فریب سے ہیں۔ چنانچہ وہ خود اقرار کرے گا۔ "وَوَعَدْتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ" (ابراہیم رکوع ۴) ف ۳ یعنی جو خدا پر اعتماد و توکل کریں وہ اُن کا کام بناتا ہے اور شیطان کے جال سے نکالتا ہے۔ ف ۴ یہ خدا کی کارسازی کا ایک نمونہ پیش کیا ہے، جس میں ایک مشرک کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُس کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ کہ ہیں عارضی زور کمزور سارے۔ ف ۵ یعنی روزی۔ روزی کو اکثر قرآن میں "فضل" فرمایا ہے۔ "فضل" کے معنی زیادہ کے ہیں۔ سو مسلمان کی بندگی ہے آخرت کے واسطے اور دنیا گھاتو میں ملتی ہے۔ ف ۶ یعنی مصیبت سے نکلتے ہی محسن حقیقی کو بھول جاتا ہے۔ چند منٹ پہلے دریا کی موجوں میں خدا یاد آرہا تھا۔ کنارہ پر قدم رکھا اور بے فکر ہو کر سب فراموش کر بیٹھا۔ اس سے بڑھ کر ناشکر گذاری کیا ہوگی۔ ف ۷ یعنی سمندر کے کنارے خشکی میں دھنسا دے۔ مثلاً زلزلہ آجائے اور زمین شق ہو کر قارون کی طرح اُس میں دھنس جاؤ۔ خلاصہ یہ کہ ہلاک کرنا کچھ دریا کی موجوں پر موقوف نہیں۔ ف ۸ یعنی کوئی ضرورت کھڑی کر دے جس کے لئے ناچار دریائی سفر کرنا پڑے۔ ف ۹ یعنی خدا سے کون بازپرس کر سکتا ہے یا کس کی مجال ہے کہ پیچھا کر کے اُس سے مجرمین کا خون بہا وصول کرے؟ ف ۱۰ یعنی آدمی کو حسن صورت، نطق، تدبیر اور عقل و حواس عنایت فرمائے جن سے دنیوی و اخروی مضار و منافع کو سمجھتا اور اچھے برے میں تفریق کرتا ہے۔ ہر طرف ترقی کی راہیں اُس کے لئے کھلی ہیں، دوسری مخلوقات کو قابو میں لا کر اپنے کام میں لگاتا ہے۔ خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر یا دوسری طرح طرح کی گاڑیوں میں سفر کرتا اور سمندروں کو کشتیوں اور جہازوں کے ذریعہ بے تکلف طے کرتا چلا جاتا ہے۔ قسم قسم کے عمدہ کھانے، کپڑے، مکانات اور دنیوی آسائش و رہائش کے سامانوں سے متمتع ہوتا ہے۔ ان ہی آدمیوں کے سب سے پہلے باپ آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے مسجود ملائکہ اور اُن کے آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل مخلوقات کا سردار بنایا۔ غرض نوع انسانی کو حق تعالیٰ نے کئی حیثیت سے عزت اور بڑائی دے کر اپنی بہت بڑی مخلوق پر فضیلت دی۔ اوپر کے رکوع میں آدم کی نسبت شیطان کا هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ کہنا اور ملائکہ کا آدم کو سجدہ کرنا، پھر بنی آدم کو کشتی کے ذریعہ دریائی سفر طے کرانا مذکور تھا۔ اس آیت کا مضمون مضامین مذکورہ بالا سے صاف طور پر مربوط ہے۔ (تنبیہ) مفسرین نے اس آیت کے تحت میں یہ بحث چھیڑ دی ہے کہ ملائکہ اور بشر میں کون افضل ہے کون مفضول۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ آیت سے اس مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ حنفیہ کی رائے یہ نقل کی ہے کہ "رسل بشر" "رسل ملائکہ" سے افضل ہیں۔ اور رسل ملائکہ ... (باستثنائے رسل بشر کے) باقی تمام فرشتوں اور آدمیوں سے افضل ہیں۔ اور عام فرشتوں کو عام آدمیوں پر فضیلت حاصل ہے واللہ اعلم۔

موضح قرآن ف ۱ مال میں ساجھا یہ کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا۔ ف ۲ اس کا فضل یعنی روزی، روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ فضل کے معنی زیادتی، سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا ملتی ہے بڑھتی میں کشتی ہانکتا ہے یعنی دریا میں اپنا زور نہیں چلتا بلی یا چوکر مگر باؤ سو اسی کے اختیار میں ہے ف ۳ جانوروں کو سواری نہیں زمین پر نہ دریا پر آدمی کو دی ہے اور ستھری روزی یہ کہ میووں کا چھلکا دور کرنا اور اناج کی بھوسی اور پیسنا اور پکا کر کھانا اسی کو سکھایا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

موضح قرآن ف اُس دن عمل کا کاغذ اُڑادیں گے۔ نیکوں کے ہاتھ میں آوے گا داہنے ڈھب سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے۔ یہ نشانی دیکھ کر نیک خوشی سے پڑھنے لگیں گے۔ ف یعنی ہدایت سے اندھا رہا ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے۔ ف کافر کہتے تھے کہ اس کلام میں نصیحت کی باتیں اچھی ہیں۔ مگر ہر جگہ شرک پر عیب دیا ہے یہ بدل ڈالو تو ہم سب اس کو مانیں ـــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یہاں یہ بتلانا ہے کہ دنیا میں فطری حیثیت سے انسان کو جو عزت و فضیلت بخشی تھی اس نے کہاں تک قائم رکھی اور کتنے ہیں جنھوں نے انسانی عز و شرف کو خاک میں ملا دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر فرقہ اُس چیز کی معیت میں حاضر ہوگا۔ جس کی پیروی اور اتباع کرتا تھا۔ مثلاً مومنین کے نبی، کتاب، دینی پیشوا یا کفار کے مذہبی سردار، بڑے شیطان اور جھوٹے معبود، جنھیں فرمایا ہے۔ "وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ" (القصص رکوع ۴) اور حدیث میں ہے: "لِتَتَّبِعْ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ" الخ اُس وقت تمام آدمیوں کے اعمال نامے اُن کے پاس پہنچا دیئے جائیں گے۔ کسی کا اعمال نامہ سامنے سے داہنے ہاتھ میں اور کسی کا پیچھے سے بائیں ہاتھ میں

أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ

فرقے کو اُن کے سرداروں کے ساتھ سو جس کو ملا اُس کا لکھا داہنے ہاتھ میں سو پڑھتے ہیں

فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ سو جس کو ملا اُس کا اعمال نامہ اُس کے داہنے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے

كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ

اپنا لکھا اور ظلم نہ ہوگا ان پر ایک تاگے کا ف اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو

اپنا لکھا ف اور ظلم نہ ہوگا اُن پر ایک تاگے کا ف۲ اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ

فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ

پچھلے جہان میں اندھا ہے اور زیادہ دور پڑا راہ سے ف اور وہ تو لگے تھے کہ تجھ کو بچلادیں

پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے ف۳ اور وہ لوگ تو چاہتے تھے کہ تجھکو بچلادیں

عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ

اس چیز سے جو وحی بھیجی ہم نے تیری طرف تا باندھ لاوے تو اس کے سوا اور تب پکڑتے تجھ کو

اس چیز سے کہ جو وحی بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنا لائے تو ہم پر وحی کے سوا اور تب تو بنا لیتے تجھ کو

خَلِيلًا ۝ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا

دوست ف اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے تجھ کو ٹھہرا رکھا تو تو لگ ہی جاتا جھکنے اُن کی طرف تھوڑا

دوست ف۴ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے تجھ کو سنبھالے رکھا تو تو لگ جاتا جھکنے اُن کی طرف تھوڑا

قَلِيلًا ۝ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ

سا تب ضرور چکھاتے ہم تجھ کو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر

سا ف۵ تب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر

لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ

نہ پاتا تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا اور وہ تو لگے تھے گھبرانے تجھ کو اس زمین سے

نہ پاتا تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا ف۶ اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرا دیں تجھ کو اس زمین سے

لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ

کہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور تب نہ ٹھہریں گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا دستور پڑا ہوا ہے ان

تاکہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اُس وقت نہ ٹھہریں گے وہ بھی تیرے پیچھے مگر تھوڑا ف۷ دستور چلا آتا ہے

قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝ أَقِمِ

رسولوں کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اور نہ پاوے گا تو ہمارے دستور میں تفاوت کھڑی رکھ

اُن رسولوں کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اپنے پیغمبر اور نہ پائے گا تو ہمارے دستور میں تفاوت ف۸ قائم رکھ

ع

الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ

نماز سورج کے ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بے شک قرآن پڑھنا

نماز کو ف۹ سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک ف اور قرآن پڑھنا فجر کا ف۱۱ بے شک قرآن

الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ ۖ

فجر کا ہوتا ہے رو برو اور کچھ رات جاگتا رہ اُس میں یہ بڑھتی ہے تجھ کو

پڑھنا فجر کا ہوتا ہے رو برو ف۱۲ اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے ف۱۳

پہنچ جائے گا۔ گویا یہ ایک حسی علامت اُن کے مقبول یا مردود ہونے کی سمجھی جائے گی۔ "اصحاب یمین" (داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ پکڑنے والے) وہ ہوں گے جنھوں نے دنیا میں حق کو قبول کرکے اپنی فطری شرافت اور انسانی کرامت کو باقی رکھا جس طرح دنیا میں آنکھوں سے دیکھ بھال کر اور سوچ سمجھ کر کام کئے آخرت میں اُن کی وہ احتیاط کام آئی۔ اُس دن وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے، بڑے سرور و انبساط سے اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور دوسروں کو کہیں گے "هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ" (الحاقہ رکوع ۱) کہ آؤ میری کتاب پڑھ لو۔ باقی دوسرے لوگ یعنی "اصحاب شمال" اُن کا کچھ حال اگلی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ بعض نے لفظ "امام" سے خود اعمال نامہ مراد لیا ہے کیونکہ وہاں لوگ اس کے پیچھے چلیں گے۔ ف۲ یعنی کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو ایک باریک دھاگا سا ہوتا ہے، اتنا ظلم بھی وہاں نہ ہوگا ہر ایک کی محنت کا پورا بلکہ پورے سے زیادہ پھل ملے گا۔ ف۳ یعنی یہاں ہدایت کی راہ سے اندھا رہا، ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہے۔ (موضح القرآن) یہ "اصحاب یمین" کے بالمقابل "اصحاب شمال" کا ذکر ہوا بعض نے "وَأَضَلُّ سَبِيلًا" کا مطلب یہ لیا ہے کہ دنیا میں تو تلافی مافات کا امکان تھا، آخرت میں اس سے بھی دور جا پڑا۔ کیونکہ اب تدارک و تلافی کا امکان بھی نہیں رہا۔ ف۴ یعنی بعض اندھے ایسے شریر ہیں کہ خود تو راہ پر کیا آتے، بڑے بڑے سوانکھوں کو بچلانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ کفار مکہ کی اس بے حیائی اور جسارت کو دیکھئے کہ آپ پر ڈورے ڈالتے ہیں کہ خدا نے جو احکام دیئے اور وحی بھیجی اُس کا ایک حصہ اُن کی خاطر سے آپ (معاذ اللہ) چھوڑ دیں یا بدل ڈالیں۔ کبھی حکومت و دولت اور حسین عورتوں کا لالچ دیتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ ہم آپ کے تابع ہو جائیں گے، قرآن میں سے صرف وہ حصہ نکال دیجئے جو شرک و بت پرستی کے رد میں ہے۔ اگر آپ (العیاذ باللہ) بفرض محال ایسا کر گزرتے تو بے شک وہ آپ کو گاڑھا دوست بنا لیتے۔ لیکن آپ کا جواب یہ تھا کہ خدا کی قسم اگر تم چاند اُتار کر میری ایک مٹھی میں اور سورج اُتار کر دوسری مٹھی میں رکھ دو تب بھی محمد (صلعم) اُس چیز کو چھوڑنے والا نہیں جس کے لئے خدا نے اُسے کھڑا کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنا کام پورا کرے یا اس راستہ سے گذر جائے ع دست از طلب ندارم تا کام من برآید ٭ یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید۔ ف۵ "ترکن" "رکون" سے ہے۔ جو تھوڑا جھکاؤ اور خفیف میلان قلب کو کہتے ہیں اس کے ساتھ "شَيْئًا قَلِيلًا" بڑھا دیا گیا تو ادنیٰ سے ادنیٰ ترین مراد ہوگا۔ پھر "كِدْتَ" فرما کر اُس کے وقوع کو اور بھی گھٹا دیا۔ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آپ پیغمبر معصوم ہیں جن کی عصمت کی سنبھال حق تعالیٰ اپنے فضل خصوصی سے کرتا ہے تو ان چالاک شریروں کی فریب بازیوں سے بہت ہی تھوڑا سا اُدھر جھکنے کے قریب ہو جاتے مگر انبیاء کی عصمت کا تکفل اُن کا پروردگار کر چکا ہے۔ اس لئے اتنا خفیف جھکاؤ بھی نہ پایا گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم میں تقوے کی فطری قوت کس قدر مضبوط اور ناقابل تزلزل تھی۔ ف۶ اس سے بھی حضورؐ کے فضل و شرف کا نہایت لطیف پیرایہ میں اظہار مقصود ہے۔ مقربین کے لئے جیسے انعامات بہت بڑے ہیں "نزد یکاں را بیش بود حیرانی" کے قاعدہ سے اُن کی چھوٹی سے چھوٹی غلطی یا کوتاہی پر عتاب بھی کہیں زیادہ ہوتا ہے جیسے ازواج مطہرات کو فرمایا "يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ" (الاحزاب رکوع ۴) تو بتلا دیا کہ آپ کا مرتبہ معمولی نہیں۔ اگر بفرض محال ادنیٰ سے ادنیٰ غلطی ہو تو دنیا میں اور برزخ و آخرت میں دوگنا مزہ چکھنا پڑے۔ مومن کو چاہیئے کہ ان آیات کو تلاوت کرتے وقت دونا و بیخبر کرانتہائی خوف و خشیت کے ساتھ حق تعالیٰ کی شان جلال و جبروت میں غور کرے اور وہ ہی کہے جو حضورؐ نے فرمایا۔

"اللَّهُمَّ لَا تَكِلْنِي إِلَىٰ نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ" (خداوندا! چشم زدن کے لئے بھی مجھ کو میرے نفس کے حوالہ نہ کیجئے یعنی ہمیشہ اپنی ہی حفاظت و کفالت میں رکھئے۔ ف۷ یعنی چاہتے ہیں کہ تجھے تنگ کرکے اور گھبرا کر مکہ سے نکال دیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ ایسا کیا تو وہ خود زیادہ دنوں تک یہاں نہ رہ سکیں گے۔ چنانچہ اسی طرح واقع ہوا۔ اُن کے ظلم و ستم حضورؐ کی ہجرت کا سبب بنے آپ کا مکہ سے تشریف لے جانا تھا کہ تقریباً ڈیڑھ سال بعد مکہ کے بڑے بڑے نامور سردار گھروں سے نکل کر میدان "بدر" میں نہایت ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے۔ اور اُس کے پانچ چھ سال بعد مکہ پر اسلام کا قبضہ ہو گیا۔ کفار کی حکومت و شوکت تباہ ہو گئی اور بالآخر بہت قلیل مدت گذرنے پر مکہ بلکہ پورے جزیرۃ العرب میں پیغمبر علیہ السلام کا ایک مخالف بھی باقی نہ رہا۔ ف۸ یعنی ہمارا یہی دستور رہا ہے کہ جب کسی قوم نے پیغمبر خدا کو نہ رہنے دیا تو بستی والے خود نہ رہے ف۹ یعنی ان کی منصوبہ بازیوں کی کچھ فکر نہ کیجئے۔ آپ اپنے مالک کی طرف متوجہ رہیے اور نمازوں کو ٹھیک ٹھیک قائم رکھیں تعلق مع اللہ [illegible] میں چار نمازیں آگئیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء (تفسیر عثمانی)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی نیند سے جاگ کر قرآن پڑھا کر یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ بڑا دینا ہے وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب حضرت اللہ سے عرض کر کر خلق کو چھڑاویں گے تکلیف سے ۔ ف اس شہر سے نکال آبرو سے اور کسی جگہ بٹھا آبرو سے وہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں بٹھایا اور وہاں کے لوگ حکم میں دیئے جن سے دین کو مدد ہوگی ۔ ف یعنی غلبہ دین آیا اور کفر بھاگا کہتے ہیں سے اور تمام عرب ہیں سے ۔ ف روگ چنگے ہیں دل کے شبہے اور شک مٹیں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوں ۔ ف بازو ہٹا دے یعنی بندگی سے سرکنا جا دے ۔ ف حضرت کے آزمانے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اُٹھا جب نکل گئی مر گیا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۳۷۵ ۔ جمع بین الصلوٰتین کے مسئلہ سے اس کا کچھ تعلق نہیں ۔ اور اگر جمع کا اشارہ نکالا جائے تو وہ نہیں چار نمازوں کے جمع کرنے کی مشروعیت اس سے نکلے گی ۔ ہاں بشرط ذوق صحیح یہ استنباط کیا جا سکتا ہے کہ ظہر میں تعجیل اور عشاء میں تاخیر مستحب ہونی چاہیئے ۔ الاالعارض ۔ ف یعنی نماز فجر میں ۔ شاید قرآن الفجر سے تعبیر کرنے میں یہ اشارہ ہو کہ تطویل قرأت فجر میں مطلوب ہے ۔ ف حدیث میں ہے کہ فجر و عصر کے وقت دن اور رات کے فرشتوں کی بدلی ہوتی ہے ۔ لہٰذا ان دو وقتوں میں لیل و نہار کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے تو ہماری قرأت اور نماز ان کے روبرو ہوگی جو مزید برکت وسکینہ کا موجب ہے ۔ اور اُس وقت اُوپر جانے والے فرشتے خدا کے یہاں شہادت دیں گے کہ جب گئے تب بھی ہم نے تیرے بندوں کو نماز پڑھتے دیکھا اور جب آئے تب بھی ۔ اس کے علاوہ صبح کے وقت یوں بھی آدمی کا دل حاضر و مجتمع ہوتا ہے ۔ ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ” یعنی “ نیند سے جاگ کر تہجد میں قرآن پڑھا کر ، یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ (سب سے) بڑا دینا ہے ۔

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ

شاید کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں ف اور کہہ اے رب پیٹھا مجھ کو

قریب ہے کہ کھڑا کر دے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں ف اور کہہ اے رب داخل کر مجھ کو

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ

سچا پیٹھانا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا اور بنا دے مجھ کو اپنے پاس سے

سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا ف اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے

سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ

ایک حکومت کی مدد ف اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بے شک جھوٹ

حکومت کی مدد ف اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے

كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ

ہے نکل بھاگنے والا ف اور ہم اُتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ چنگے ہوں اور مہر

نکل بھاگنے والا ف اور ہم اُتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت

لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

ایمان والوں کو اور گنہگاروں کو یہی بڑھتا ہے نقصان ف اور جب ہم آرام بھیجیں

ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے ف اور جب ہم آرام بھیجیں

عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ

انسان پر ٹلا جاوے اور ہٹا دے اپنا بازو اور جب لگے اُس کو بُرائی رہ جاوے

انسان پر تو ٹال جائے اور ہٹائے اپنا پہلو اور جب پہنچے اس کو برائی تو رہ جائے

یَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ

آس ٹوٹا ف تو کہہ ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے ڈول پر سو تیرا رب خوب جانتا ہے کون

مایوس ہو کر ف تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر سو تیرا رب خوب جانتا ہے کس نے

اَهْدٰی سَبِیْلًا ۝ ع وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ

خوب سوجھا ہے راہ اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو تو کہہ روح ہے میرے

خوب پا لیا راستہ ف اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو ف کہہ دے روح ہے میرے

اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا

رب کے حکم سے اور تم کو خبر دی ہے تھوڑی سی ف اور اگر ہم چاہیں

رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے تھوڑا سا ف اور اگر ہم چاہیں

لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ۝

لے جاویں جو چیز تجھ کو وحی بھیجی پھر تو نہ پاوے اُس کے لا دینے کو ہم پر کوئی ذمہ لینے والا

تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لا دینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ۝ قُلْ لَّئِنِ

مگر مہربانی سے تیرے رب کی اس کی بخشش تجھ پر بڑی ہے کہہ اگر

مگر مہربانی سے تیرے رب کی اس کی بخشش تجھ پر بڑی ہے ف کہہ اگر

منزل ۴

فوائد صفحہ ہذا } ف ” مقام محمود “ شفاعت عظمٰی کا مقام ہے ۔ جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے خلقت کو تکلیف سے چھڑائیں گے ۔ اُس وقت ہر شخص کی زبان پر آپ کی حمد و تعریف ہوگی ۔ اور حق تعالیٰ بھی آپ کی تعریف کرے گا ۔ گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور اُس وقت ہوگا ۔ (تنبیہ) ” مقام محمود “ کی یہ تفسیر صحیح حدیثوں میں آئی ہے ۔ اور بخاری و مسلم اور دیگر کتب حدیث میں شفاعت کبرٰی کا نہایت مفصل بیان موجود ہے ۔ شارحین نے حضورؐ کے لئے دس قسم کی شفاعتیں ثابت کی ہیں ۔ فتح الباری میں ملاحظہ کر لیا جائے ۔ ف یعنی جہاں مجھے پہنچانا ہے ۔ (مثلاً مدینہ میں) نہایت آبرو اور خوبی و خوش اسلوبی سے پہنچا کر حق کا بول بالا رہے ۔ اور جہاں سے نکالنا یعنی علیحدہ کرنا ہو (مثلاً مکہ سے) تو وہ بھی آبرو اور خوبی و خوش اسلوبی سے ہو کر دشمن ذلیل و خوار اور دوست شاداں و فرحاں ہوں ۔ اور ہر صورت سچائی کی فتح اور جھوٹ کا سر نیچا ہو ۔ ف یعنی غلبہ اور تسلط عنایت فرما جس کے ساتھ تیری مدد و نصرت ہو ۔ تاکہ حق کا بول بالا رہے اور معاندین ذلیل و پست ہوں دنیا میں کوئی ” قانون “ جو سماوی یا ارضی اُس کے نفاذ کے لئے ایک درجہ میں ضروری ہے کہ حکومت کی مدد ہو جو لوگ دلائل و براہین سمجھنے اور آفتاب کی طرح حق واضح ہو چکنے کے بعد بھی ضد و عناد پر قائم رہیں اُن کے ضرر و فساد کو حکومت کی مدد ہی روک سکتی ہے ۔ اسی لئے سورۂ حدید میں فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (آخر پارہ حدید کوع ۳) ف یہ عظیم الشان پیش گوئی مکہ میں کی گئی جہاں بظاہر کوئی سامان غلبۂ حق کا نہ تھا ۔ یعنی کہہ دو قرآن کریم مومنین کو بشارتیں سناتا ہوا اور باطل کو کچلتا ہوا آ پہنچا ۔ بس سمجھ لو کہ اب دین حق غالب ہوا اور کفر بھاگا ۔ نہ صرف مکہ سے بلکہ سارے عرب سے ۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلعم جب مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اُس وقت کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے ۔ آپ ایک چھڑی سے سب پر ضرب لگاتے جاتے اور فرماتے تھے ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۔ ہر ایک اوندھے منہ گرتا جاتا تھا ۔ اس طرح قرآن کی ایک پیش گوئی پوری ہوئی اور دوسری کا اعلان کیا گیا کہ جو کفر کعبہ سے نکل بھاگا ہے آئندہ کبھی واپس نہ آئے گا ۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک ۔ ف یعنی جس طرح حق کے آنے سے باطل بھاگ جاتا ہے ، قرآن کی آیات سے جو بتدریج اُترتی رہتی ہیں روحانی بیماریاں دور ہوتی ہیں ۔ دلوں سے عقائد باطلہ ، اخلاق ذمیمہ اور شکوک و شبہات کے روگ مٹ کر صحت باطنی حاصل ہوتی ہے ۔ بلکہ بسا اوقات اس کی مبارک تاثیر سے بدنی صحت بھی حاصل کی جاتی ہے ۔ جیسا کہ ” روح المعانی “ اور ” زاد المعاد “ وغیرہ میں اس کا فلسفہ اور تجربہ بیان کیا گیا ہے ۔ بہرحال جو لوگ ایمان لائیں یعنی اس نسخۂ شفا کو استعمال کریں گے ، تمام قلبی و روحانی امراض سے نجات پا کر خدا تعالیٰ کی رحمت خصوصی اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے ۔ ہاں جو مریض اپنی جان کا دشمن طبیب اور علاج سے دشمنی ہی کی ٹھان لے تو ظاہر ہے کہ جس قدر علاج و دوا سے نفرت کر کے دور بھاگے گا اُسی قدر نقصان اُٹھائے گا ۔ کیونکہ مرض امتداد زمانہ سے مہلک ہوتا جائے گا جو آخر جان لے کر چھوڑے گا ۔ تو یہ آفت قرآن کی طرف سے نہیں ، خود مریض ظالم کی طرف سے آئی کما قال تعالیٰ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (توبہ رکوع ۱۶) ف یعنی انسان کا عجیب حال ہے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے نعمتیں دیتا ہے تو احسان نہیں مانتا ۔ جتنا عیش و آرام ملے اتنی ہی منعم حقیقی کی طرف سے اس کی غفلت و اعراض بڑھتا ہے اور عموماً نفس بندگی سے پہلو بچا کر کھسکنا چاہتا ہے ۔ پھر جب سختی اور برا وقت آیا تو ایک دم آس توڑ کر ناامید ہو کر بیٹھ رہتا ہے ۔ گویا دونوں حالتوں میں خدا سے بے تعلق رہا ۔ کبھی غفلت کی بنا پر کبھی مایوسی کی (نعوذ باللہ من کلا الحالین) یہ مضمون غالباً اس لئے بیان فرمایا کہ قرآن جو سب سے بڑی نعمت الٰہی ہے بہت لوگ اس کی قدر نہیں پہچانتے بلکہ اس کے ماننے سے اعراض و پہلو تہی کرتے ہیں ۔ پھر جب اس کفران نعمت اور اعراض و انکار کا برا نتیجہ سامنے آئیگا اُس وقت قطعاً مایوسی ہوگی کسی طرف اُمید کی جھلک نظر نہ پڑے گی ۔ ف یعنی ہر ایک ... کے علم محیط سے کسی شخص کا کوئی عمل (بقیہ بر صفحہ ۳۷۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۳۷۶

باہر نہیں ہو سکتا وہ ہر ایک کے طرزِ عمل حرکات و سکنات کو برابر دیکھ رہا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ کون کتنا سیدھا چلتا ہے اور کس میں کس قدر کجروی اور کج راہی ہے ہر ایک کے ساتھ اسی کے موافق برتاؤ کرے گا۔

۱ یعنی روح انسانی کیا چیز ہے؟ اس کی ماہیت و حقیقت کیا ہے یہ سوال صحیحین کی روایت کے موافق یہود مدینہ نے آنحضرت صلعم کے آزمانے کو کیا تھا اور سیر کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں قریش نے یہود کے مشورہ سے یہ سوال کیا اسی لئے آیت کے مکی اور مدنی ہونے میں اختلاف ہے ممکن ہے نزول مکرر ہوا ہو واللہ اعلم۔ یہاں اس سوال کے درج کرنے سے غالباً یہ مقصود ہوگا کہ جن چیزوں کے سمجھنے کی ان لوگوں کو ضرورت ہے ادھر تو اعراض کرتے ہیں اور غیر ضروری مسائل میں از راہ تعنت و عناد جھگڑتے رہتے ہیں۔ ضرورت اس کی تھی کہ وحی قرآنی کی روح سے باطنی زندگی حاصل کرتے اور اس نسخۂ شفا سے فائدہ اٹھاتے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (شوریٰ رکوع ۵) يُنَزِّلُ الْمَلٰۗىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ (نحل رکوع ۱) مگر انہیں دور از کار و معاندانہ بحثوں سے فرصت کہاں کہ روح کیا ہے جوہر ہے یا عرض مادی ہے یا مجرد۔ بسیط ہے یا مرکب اس قسم کے غامض اور بے ضرورت مسائل کے سمجھنے پر نجات موقوف ہے نہ ایسی بحثیں انبیاء کے فرائض تبلیغ سے تعلق رکھتی ہیں بڑے بڑے حکماء اور فلاسفر آج تک خود مادہ کی حقیقت پر مطلع نہ ہو سکے روح جو بہرحال مادہ سے کہیں زیادہ لطیف و خفی ہے اس کی اصل ماہیت و کنہ تک پہنچنے کی پھر کیا امید کی جا سکتی ہے۔ مشرکین مکہ کی جہالت اور یہود مدینہ کی اسرائیلیات کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ جو قوم موٹی موٹی باتوں اور نہایت واضح حقائق کو نہیں سمجھ سکتی وہ روح کی حقائق پر دسترس پالے؟ کیا خاک استعداد و اہلیت رکھتی ہوگی۔ [illegible] "موضح القرآن" میں ہے کہ حضرت کے آزمانے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے (کھول کر) نہ بتایا کیونکہ ان کو سمجھنے کا کبھی مخلوق سے ایسی باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا کافی ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا جب نکل گئی مر گیا۔ (۲) تنبیہ: حق تعالیٰ کا کلام اپنے اندر عجیب و غریب اعجاز رکھتا ہے روح کے متعلق یہاں جو کچھ فرمایا اس کا سطحی مضمون عوام اور قاصر الفہم یا کج رو معاندین کے لئے کافی ہے لیکن اسی سطح کے نیچے ان ہی مختصر الفاظ کی تہ میں روح کے متعلق وہ بصیرت افروز حقائق مستور ہیں جو بڑے سے بڑے عالی دماغ نکتہ رس فلسفی اور ماہر عارف کی راہ طلب و تحقیق میں چراغ ہدایت کا کام دیتی ہیں روح کے متعلق عہد قدیم سے جو سلسلہ تحقیقات کا جاری ہے وہ آج تک ختم نہیں ہوا۔ اور نہ شاید ہو سکے روح کی اصلی کنہ و حقیقت تک پہنچنے کا دعویٰ تو بہت ہی مشکل ہے کیونکہ ابھی تک کتنی ہی محسوسات ہیں جن کی کنہ و حقیقت معلوم کرنے سے ہم عاجز رہے ہیں۔ تاہم میرے نزدیک آیات قرآنیہ سے روح کے متعلق ان چند نظریات پر صاف روشنی پڑتی ہے (۱) انسان میں اس مادی جسم کے علاوہ کوئی اور چیز موجود ہے جسے روح کہتے ہیں وہ عالم امر کی چیز ہے اور خدا کے حکم و ارادہ سے فائض ہوتی ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ۔ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران رکوع ۶)۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ (مؤمنون رکوع ۱) اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (نحل رکوع ۵) (۲) روح کی صفات علم و شعور وغیرہ بتدریج کمال کو پہنچتی ہیں اور ارواح [illegible] کے اعتبار سے بعید تفاوت و فرق مراتب ہے حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کی تربیت سے ایک روح ایسے بلند اور اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتی ہے جہاں دوسری ارواح کی قطعاً رسائی نہ ہو جیسے روح محمدی صلعم یشیر الیہ اضافۃ الامر الی الرب والرب الی یاء المتکلم المراد بہ ہہنا محمد صلعم و قولہ تعالیٰ فیما بعد۔ قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ (۳) مگر اس کے یہ کمالات ذاتی نہیں وہاب حقیقی کے عطا کئے ہوئے ہیں اور محدود ہیں یدل علیہ قولہ تعالیٰ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا "فان العلم قد اتاہ من مفیض آخر و ھو قلیل فی جنب علم اللہ تعالیٰ۔ کما قال تعالیٰ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ (کہف رکوع ۱۲) وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (لقمان رکوع ۳) و یدل علیٰ تحدید القدرۃ قولہ تعالیٰ فیما بعد و قولھم۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا الخ۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ روح انسانی خواہ علم و قدرت وغیرہ صفات میں کتنی ہی ترقی کر جائے حتیٰ کہ اپنے تمام ہم جنسوں سے گوئے سبقت لے جائے پھر بھی اس کی صفات محدود رہتی ہیں صفات باری کی طرح لامحدود نہیں ہو جاتیں اور یہی بڑی دلیل اس کی ہے کہ آریوں کے عقیدہ کے موافق روح خدا سے علیحدہ کوئی قدیم و غیر مخلوق ہستی نہیں ہو سکتی ورنہ تحدید کہاں سے آتی (۴) کتنی ہی بڑی کامل روح ہو حق تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ جس وقت چاہے اس سے کمالات سلب کرلے گو اس کے فضل و رحمت سے کبھی ایسا کرنے کی نوبت نہ آئے یدل علیہ قولہ تعالیٰ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا۔ یہ چند اصول جو ہم نے بیان کئے زیادہ تر ان ہی آیات میں ادنیٰ تامل کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں صرف ایک "عالم امر" کا لفظ ہے جس کی مناسب تشریح ضروری ہے اور جس کے سمجھنے سے امید ہے روح کی معرفت حاصل کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ قرآن کریم میں بیسیوں جگہ "امر" آیا اور اس کے معنی کی تعیین میں علماء نے کافی کلام کیا ہے لیکن میری غرض اس وقت سورۂ اعراف کی آیت اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ کی طرف توجہ دلانا ہے جہاں "امر" کو "خلق" کے مقابل رکھا ہے جس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خدا کے یہاں دو مد علیحدہ علیحدہ ہیں ایک "خلق" دوسرا "امر" دونوں میں کیا فرق ہے اس کو ہم سیاق آیات سے جہاں تک سمجھ سکتے ہیں پہلے فرمایا اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (اعراف رکوع ۷) یہ تو خلق ہوا درمیان میں استواء علی العرش کا ذکر کرکے جو شان حکمرانی کو ظاہر کرتا ہے فرمایا يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ (اعراف رکوع ۷) یعنی ان مخلوقات کو ایک خاص مستحکم نظام پر چلاتے رہنا جسے تدبیر و تصریف کہہ سکتے ہیں یہ "امر" ہوا اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ (طلاق رکوع ۲) گویا دنیا کی مثال ایک بڑے کارخانہ کی سمجھو جس میں مختلف قسم کی مشینیں لگی ہوں کوئی کپڑا بن رہی ہے کوئی آٹا پیس رہی ہے کوئی کتاب چھاپتی ہے کوئی شہر میں روشنی پہنچا رہی ہے کسی سے پنکھے چل رہے ہیں وغیر ذلک ہر ایک مشین میں بہت سے کل پرزے ہیں جو مشین کی غرض و غایت کا لحاظ کرکے ایک معین اندازے سے ڈھالے جاتے اور لگائے جاتے ہیں پھر سب پرزے جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جاتا ہے جب تمام مشینیں فٹ ہو کر کھڑی ہو جاتی ہیں تب الیکٹرک (یعنی بجلی) کے خزانہ سے ہر مشین کی طرف جدا جدا راستہ سے کرنٹ چھوڑ دیا جاتا ہے آن واحد میں ساکن و خاموش مشینیں اپنی اپنی ساخت کے موافق گھومنے اور کام کرنے لگ جاتی ہیں بجلی ہر مشین اور ہر پرزہ کو اس کی مخصوص ساخت اور غرض کے مطابق گھماتی ہے حتیٰ کہ جو قلیل و کثیر پاور روشنی کے لیمپوں اور قمقموں میں پہنچتی ہے وہ پہنچ کر ان ہی قمقموں کی ہیئات اور رنگ اختیار کرلیتی ہے اس مثال میں یہ بات واضح ہو گئی کہ مشین کا ڈھانچہ تیار کرنا اس کے کل پرزوں کا ٹھیک اندازہ پر رکھنا پھر فٹ کرنا ایک سلسلہ کے کام ہیں جس کی تکمیل کے بعد مشین کو چالو کرنے کے لئے ایک دوسری چیز (بجلی یا اسٹیم) اس کے اوپر سے ملنے کی ضرورت ہے اسی طرح سمجھ لو حق تعالیٰ نے اول آسمان و زمین کی تمام مشینیں بنائیں جن کو "خلق" کہتے ہیں ہر چھوٹا بڑا پرزہ ٹھیک اندازہ کے موافق تیار کیا گیا جسے تقدیر کہا گیا ہے فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا۔ سب کل پرزوں کو جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جسے تصویر کہتے ہیں خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ (اعراف رکوع ۲) یہ سب افعال خلق کی مد میں تھے۔ اب ضرورت تھی کہ جس مشین کو جس کام میں لگانا ہے لگا دیا جائے اور مشین کو چالو کرنے کے لئے "امر الٰہی" کی بجلی چھوڑ دی گئی شاید اس کا تعلق اسم "باری" سے ہے۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (الحشر رکوع ۳) وفی الحدیث۔ فلق الحبۃ و برأ النسمۃ۔ وفی سورۃ الحدید مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا۔ ای النفوس کما ھو مروی عن ابن عباس و قتادۃ والحسن غرض ادھر سے حکم ہوا "چل" فوراً چلنے لگی (اسی امر الٰہی) کو فرمایا۔ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (یٰسین رکوع ۵) دوسری جگہ نہایت وضاحت کے ساتھ امر کُن کو خلق جسد پر مرتب کرتے ہوئے ارشاد ہوا خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (آل عمران رکوع ۶) جلد بتیغ سے ظاہر ہوتا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ قرآن کریم میں "کُنْ فَیَکُوْنُ" کا مضمون جتنے مواضع میں آیا عموماً خلق و ابداع کے ذکر کے بعد آیا ہے جس سے خیال گزرتا ہے کہ "کلمۂ کن" کا خطاب "خلق" کے بعد تدبیر و تصریف وغیرہ کے لئے ہوتا ہوگا واللہ اعلم بہرحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں امر کے معنی حکم کے ہیں اور وہ حکم یہی ہے جسے "لفظ کن" سے تعبیر کیا گیا اور "کن" جنس کلام سے ہے جو حق تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے جس طرح ہم اس کی تمامی صفات (مثلاً حیات، سمع، بصر وغیرہ) کو بلاکیف تسلیم کرتے ہیں کلام اللہ و کلمۃ اللہ کے متعلق بھی یہی مسلک رکھنا چاہیئے خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ "روح" کے ساتھ اکثر جگہ قرآن میں امر کا لفظ استعمال ہوا ہے مثلاً قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ، اور پہلے گزر چکا کہ "امر" عبارت ہے "کلمۂ کن" سے یعنی وہ کلام انشائی جس سے مخلوقات کی تدبیر و تصریف اس طریقہ پر کی جائے جس پر غرض ایجاد و تکوین مرتب ہو لہٰذا ثابت ہوا کہ "روح" کا مبدا حق تعالیٰ کی صفت کلام ہے جو صفت علم کے ماتحت ہے شاید اسی لئے "نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ" میں اسے اپنی طرف منسوب کیا کلام اور امر کی نسبت متکلم اور آمر سے صادر و مصدر کی ہوتی ہے مخلوق و خالق کی نہیں ہوتی اسی لئے "اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ" میں "امر" کو "خلق" کے مقابل رکھا ہاں یہ امر کن باری تعالیٰ شانہ سے صادر ہو کر ممکن ہے جوہر مجرد کے لباس میں یا ایک "ملک اکبر" اور "روح اعظم" کی صورت میں ظہور پکڑے جس کا ذکر بعض آثار میں ہوا ہے اور جسے ہم کربایۂ روحیہ کا خزانہ کہہ سکتے ہیں گویا یہیں سے روح حیات کی لہریں دنیا کی ذوی الارواح پر تقسیم کی جاتی ہیں اور "اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ" الخ کے بے شمار تاروں کا یہیں کنکشن ہوتا ہے اب جو کرنٹ چھوٹی بڑی بے شمار مشینوں کی طرف چھوڑا جاتا ہے وہ مشین سے اس کی بناوٹ اور استعداد کے موافق کام لیتا اور اس کی ساخت کے مناسب حرکت دیتا ہے بلکہ جن لیمپوں اور قمقموں میں یہ بجلی پہنچتی ہے۔ ان ہی کے مناسب رنگ و ہیئت اختیار کر لیتی ہے رہی یہ بات کہ "کن" کا حکم جو قسم کلام سے ہے جوہر مجرد یا جسم نورانی لطیف کی شکل کیونکر اختیار کر سکتا ہے اسے یوں سمجھو کہ تمام عقلاء اس پر متفق ہیں کہ ہم خواب میں جو اشکال و صور دیکھتے ہیں بعض اوقات وہ محض ہمارے خیالات ہوتے ہیں جو دریا، پہاڑ، شیر، بھیڑیئے وغیرہ کی شکلوں میں نظر آتے ہیں اب غور کرنے کا مقام ہے کہ خیالات جو اعراض ہیں اور دماغ کے ساتھ قائم ہیں وہ جواہر و اجسام کیونکر بن گئے اور کس طرح ان میں اجسام کے لوازم و خواص پیدا ہو گئے یہاں تک کہ بعض دفعہ خواب دیکھنے والے سے بیدار ہونے کے بعد بھی ان کے آثار جدا نہیں ہوتے۔ فی الحقیقت خدا تعالیٰ نے ہر انسان کو خواب کے ذریعہ سے بڑی بھاری ہدایت کی ہے کہ جب ایک آدمی کی قوت متصورہ میں اس نے اس قدر طاقت رکھی ہے کہ وہ اپنی بساط کے موافق غیر مجسم خیالات کو جسمی سانچہ میں ڈھال لے اور ان میں وہ ہی خیالات آثار باذن اللہ پیدا کرے جو عالم بیداری میں اجسام سے وابستہ تھے۔ پھر تماشا یہ ہے کہ وہ خیالات خواب دیکھنے والے کے دماغ سے ایک منٹ کو علیحدہ بھی نہیں ہوئے ان کا ذہنی وجود بدستور قائم ہے تو کیا اس حقیر سے نمونہ کو دیکھ کر ہم اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ ممکن ہے قادر مطلق اور مصور برحق جل و علا کا امر بے کیف (کن)، باوجود صفت قائمہ بذاتہ تعالیٰ ہونے کے کسی ایک یا متعدد صورتوں میں جلوہ گر ہو جائے ان صورتوں کو ہم ارواح یا فرشتے یا کسی اور نام سے پکاریں وہ ارواح و ملائکہ وغیرہ سب حادث ہوں اور امر الٰہی بحالہ قدیم رہے امکان و حدوث کے آثار و احکام ارواح وغیرہ تک محدود رہیں اور امر الٰہی ان سے پاک و برتر ہو جیسے جو صورت خیالیہ بحالت خواب آگ کی صورت میں نظر آتی ہے اس صورت ناریہ میں احراق، سوزش، گرمی وغیرہ سب آثار ہم محسوس کرتے ہیں حالانکہ اسی آگ کا تصور سالہا سال بھی دماغوں میں رہے تو بھی ایک سکنڈ کے لئے یہ آثار محسوس نہیں ہوتے پس کوئی شبہ نہیں کہ روح انسانی (خواہ جوہر مجرد ہو یا جسم لطیف نورانی) "امر ربی" کا مظہر ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ مظہر کے سب احکام و آثار ظاہر پر جاری ہوں کما ہو الظاہر۔ واضح رہے کہ جو کچھ ہم نے لکھا اور جو مثالیں پیش کیں ان سے مقصود محض تسہیل و تقریب الی الفہم ہے ورنہ ایسی کوئی مثال دستیاب نہیں ہو سکتی جو ان حقائق غیبیہ پر پوری طرح منطبق ہو سہ اے بروں از وہم و قال و قیل من ؛ خاک بر فرق من و تمثیل من۔ رہا یہ مسئلہ کہ روح جوہر مجرد ہے جیسا کہ اکثر حکمائے قدیم اور صوفیہ کا مذہب ہے یا جسم نورانی لطیف جیسا کہ جمہور اہل حدیث وغیرہ کی رائے ہے اس میں میرے نزدیک قول فیصل وہی ہے جو بقیۃ السلف بحر العلوم علامہ سید انور شاہ صاحب طال اللہ بقائہ نے فرمایا کہ بالفاظ عارف جامی یہاں تین چیزیں ہیں (۱) وہ جواہر جن میں مادہ اور کمیت دونوں ہوں جیسے ہمارے ابدان مادیہ (۲) جواہر جن میں مادہ نہیں صرف کمیت ہے جنہیں صوفیہ "اجسام مثالیہ" کہتے ہیں (۳) وہ جواہر جو مادہ اور کمیت دونوں سے خالی ہوں جن کو صوفیہ "ارواح" یا حکماء "جواہر مجردہ" کے نام سے پکارتے ہیں جمہور اہل شرع جس کو "روح" کہتے ہیں، وہ صوفیہ کے نزدیک "بدن مثالی" سے موسوم ہے جو بدن مادی میں حلول کرتا ہے اور بدن مادی کی طرح آنکھ، ناک، کان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ اعضاء رکھتا ہے یہ روح بدن مادی سے کبھی جدا ہو جاتی ہے اور اس جدائی کی حالت میں بھی ایک طرح کا مجہول الکیفیت علاقہ بدن کے ساتھ قائم رکھ سکتی ہے جس سے بدن پر حالت موت طاری ہونے نہیں پاتی گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کے موافق جو بغوی نے "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا" کی تفسیر میں نقل کیا اس وقت روح خود علیحدہ رہتی ہے مگر اس کی شعاع جسد میں پہنچ کر بقائے حیات کا سبب بنتی ہے جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم رکھتا ہے یا جیسے آج ہی ایک اخبار میں ایک "تار" پڑھا کہ حال ہی میں فرانس کے محکمۂ ہوا نے ہوا باز کے بغیر طیارے چلا کر خفیہ تجربے کئے ہیں، اور تعجب انگیز نتائج رونما ہوئے ہیں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حال میں ایک خاص بم پھینکنے والا طیارہ بھیجا گیا تھا جس میں کوئی شخص سوار نہ تھا لیکن لاسلکی کے ذریعہ سے وہ منزل مقصود پر پہنچایا گیا اس طیارہ میں بم بھر کر وہاں گرائے گئے اور پھر وہ مرکز میں واپس لایا گیا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ لاسلکی کے ذریعہ سے ہوائی جہاز نے خود بخود جو کام کیا وہ ایسا مکمل ہے جیسا کسی ہوا باز کی مدد سے عمل میں آتا آج کل یورپ میں جو سوسائٹیاں روح کی تحقیقات کر رہی ہیں انہوں نے بعض ایسے مشاہدات بیان کئے ہیں کہ ایک روح جسم سے علیحدہ تھی اور روح کی ٹانگ پر حملہ کرنے کا اثر جسم مادی کی ٹانگ پر ظاہر ہوا بہرحال اہل شرع جو روح ثابت کرتے ہیں صوفیہ کو اس کا انکار نہیں بلکہ وہ اس کے اوپر ایک اور روح مجرد مانتے ہیں جس میں کوئی استحالہ نہیں بلکہ اگر اس روح مجرد کی بھی کوئی اور روح ہو اور آخر میں کثرت کا سارا سلسلہ سمٹ کر "امر ربی" کی وحدت پر منتہی ہو جائے تو انکار کی ضرورت نہیں۔ شیخ فرید الدین عطار نے "منطق الطیر" میں کیا خوب فرمایا سہ ہم ز جملہ بیش و ہم پیش از ہمہ ؛ جملہ از خود دیدہ و خویش از ہمہ ؛ جان نہاں در جسم و او در جاں نہاں ؛ اے نہاں اندر نہاں اے جانِ جاں ؛ مذکورہ بالا تقریر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر چیز میں جو کن کی مخاطب ہوئی روح حیات پائی جائے بیشک میں یہی سمجھتا ہوں کہ ہر مخلوق کی ہر ایک نوع کو اس کی استعداد کے موافق قوی یا ضعیف زندگی ملی ہے یعنی جس کام کے لئے وہ چیز پیدا کی گئی ڈھانچہ تیار کر کے اس کو حکم دینا "کن" (اس کام میں لگ جا) بس یہی اس کی روح حیات ہے جب تک اور جس حد تک یہ اپنی غرض ایجاد کو پورا کرے گی اسی حد تک زندہ سمجھی جائے گی اور جس قدر اس سے بعید ہو کر معطل ہوتی جائے گی اسی قدر موت سے نزدیک یا مردہ کہلائے گی ہذا ما عندی وعند الناس وما عندہم واللہ سبحانہ وتعالیٰ ہو الملہم للصواب

فـ یعنی قرآن کا جو علم تم کو دیا ہے خدا چاہے تو ذرا سی دیر میں چھین لے پھر کوئی واپس نہ لا سکے لیکن اس کی مہربانی آپ پر بہت بڑی ہے اسی لئے یہ نعمت عظمیٰ عنایت فرمائی اور چھینے کی کوئی وجہ نہیں۔ صرف قدرت عظیم کا اظہار مقصود

toobaa-elibrary.blogspot.com

اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ

جمع ہووئیں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاویں گے

جمع ہوں آدمی اور جن اس پر کہ لائیں ایسا قرآن ہرگز نہ لائیں گے

بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ

ایسا قرآن اور پڑے مدد کریں ایک کی ایک ف اور ہم نے پھیر پھیر سمجھائی لوگوں کو

ایسا قرآن اور پڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی ف اور ہم نے پھیر پھیر کر سمجھائی لوگوں کو

فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

اس قرآن میں ہر کہاوت سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے

اس قرآن میں ہر مثل سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے ف۲

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝

اور بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ

اور بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کردے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ ف۳

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا

یا ہوجاوے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے بیچ نہریں

یا ہوجائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے بیچ نہریں

تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ

چلا کر یا گرادے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو

چلاکر ☆ یا گرادے آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے ف۴ یا لے آ اللہ کو

وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى

اور فرشتوں کو ضامن یا ہوجاوے تجھ کو ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو

اور فرشتوں کو سامنے ف۵ یا ہوجائے تیرے لئے ایک گھر سنہرا ف۶ یا چڑھ جائے تو

فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ

آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں گے تیرا چڑھنا جب تک نہ اُتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں

آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے تیرے چڑھ جانے کو جب تک نہ اُتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں ف۷

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ۧ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ

تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا اور لوگوں کو اٹکاؤ نہیں ہوا

تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا ف۸ اور لوگوں کو روکا نہیں

اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا

اس سے کہ یقین لاویں جب پہنچی ان کو راہ کی بوجھ مگر یہی بکنے لگے کیا اللہ نے بھیجا آدمی

ایمان لانے سے جب پہنچی ان کو ہدایت مگر اسی بات نے کہ کہنے لگے کیا اللہ نے بھیجا آدمی کو

رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ

پیغام دے کر کہہ اگر ہوتے زمین میں فرشتے پھرتے بستے

پیغام دے کر ف۹ کہہ اگر ہوتے زمین میں فرشتے پھرتے بستے

ف۱ اعجاز قرآن کے متعلق پہلے متعدد مواضع میں کلام کیا جا چکا ہے اور اس موضوع پر ہمارا مستقل رسالہ "اعجاز القرآن" چھپا ہوا ہے اُسے ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف۲ یعنی اُن کی خیرخواہی کے لئے عجیب و غریب مضامین بار بار مختلف پیرایوں میں قسم قسم کے عنوانوں سے بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن اکثر احمقوں کو اس کی قدر نہیں بجائے احسان ماننے کے ناشکری پر تلے ہوئے ہیں۔ ف۳ یعنی مکہ کی سرزمین میں۔ قرآن کے اعجاز سے عاجز ہو کر ایسی دور از کار فرمائشیں کرنے لگتے تھے۔ غرض استفادہ و انتفاع مقصود نہ تھا محض تعنت و عناد سے کام تھا۔ ف۴ یہ اس کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ ارشاد ہوا "اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ" (السبا رکوع ۱) ف۵ یعنی معاذ اللہ خدا خود ہمارے سامنے آکر کہدے اور فرشتے کھلم کھلا شہادت دیں کہ تم سچے ہو۔ ف۶ یعنی سونے کا نہ ہو تو کم از کم سونے کا ملمع ہو۔ ف۷ یعنی جیسے آپ معراج کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھیئے پھر وہاں سے ایک کتاب لکھی ہوئی لے کر آیئے جسے ہم خود پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔ ف۸ جیسے پہلے پیغمبر آئے اور وہ آدمی تھے۔ کسی پیغمبر کو خدائی کے اختیارات حاصل نہیں نہ اس کی یہ شان ہے کہ اپنے رب سے ایسی بے ضرورت فرمائشیں کرے۔ اُن کا کام یہ ہے کہ جو اُدھر سے ملے پہنچا دیں اور اپنے ہر ایک کام کو خدائے واحد کے سپرد کر دیں سو میں اپنا فرض رسالت ادا کر رہا ہوں۔ فرمائشی نشان دکھلانے یا نہ دکھلانے اس کی حکمت بالغہ پر موقوف ہیں اور پہلے اسی سورت میں فرمائشی نشانات نہ دکھلانے کی بعض حکمتیں گذر چکی ہیں۔ ف۹ یعنی نور ہدایت پہنچنے کے بعد آنکھیں نہ کھلیں یہ ہی کہتے رہے کہ آدمی ہو کر رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر خدا کو پیغمبر بھیجنا تھا تو آسمان سے کوئی فرشتہ اُتارتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی اگر یہ زمین آدمیوں کے بجائے فرشتوں کی بستی ہوتی تو بے شک موزوں ہوتا کہ ہم فرشتہ کو پیغمبر بنا کر بھیجتے۔ آدمیوں کی طرف اگر فرشتہ اُس کی اصلی صورت میں بھیجا جائے تو آنکھیں اور دل تحمل بھی نہ کر سکیں
فائدہ اُٹھانا تو الگ رہا۔ اور آدمی کی صورت میں آئے تو اشتباہ میں پڑے رہیں۔ اس کی تقریر سورۂ انعام کے پہلے رکوع میں گذر چکی۔ ف۲ وہ جو کہتے تھے "اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِیْلًا" یعنی خدا سامنے آکر تصدیق
کر دے تب مانیں۔ تو فرمایا کہ خدا اب بھی اپنے فعل سے میری تصدیق کر رہا ہے۔ آخر وہ مجھ کو دیکھتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر رہا ہوں اور میرے ظاہری و باطنی احوال سے پورا خبردار ہے۔ اس پر بھی میرے ہاتھ
اور زبان پر برابر وہ علمی و عملی نشانات ظاہر فرما رہا ہے جو خارق عادت اور انس کے عام قانون قدرت سے کہیں بلند و برتر ہیں۔ میرے مقاصد کو پوماً فیوماً کامیاب اور وسیع الاثر بناتا ہے اور تکذیب کرنے والوں کو

لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا
تو ہم اُتارتے اُن پر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر کہہ اللہ بس ہے حق ثابت کرنے والا
تو ہم اُتارتے اُن پر آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر ف۱ کہہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا
بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۝ وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ
میرے تمہارے بیچ وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا اور جس کو سجھاوے اللہ
میرے اور تمہارے بیچ میں وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا ف۲ اور جس کو راہ دکھلائے اللہ
فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ
وہی ہے سوجھتا اور جس کو بھٹکاوے پھر تو نہ پاوے اُن کے لئے کوئی رفیق اس کے سوا اور
وہی ہے راہ پانے والا اور جس کو بھٹکائے پھر تو نہ پائے اُن کے واسطے کوئی رفیق اللہ کے سوائے ف۳ اور
نَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ
اٹھاویں گے ہم اُن کو قیامت کے دن اوندھے منہ پر اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا اُن کا
اُٹھائیں گے ہم اُن کو دن قیامت کے چلیں گے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے ف۴ ٹھکانا اُن کا
جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
دوزخ ہے جب لگے گی بجھنے اور دیں گے اُن پر بھڑکا یہ اُن کی سزا ہے اس واسطے کہ منکر ہوئے
دوزخ ہے جب لگے گی بجھنے اور بھڑکا دیں گے اُن پر ف۵ یہ اُن کی سزا ہے اس واسطے کہ منکر ہوئے
بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ۝
ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہوگئے ہڈیاں اور چورا کیا ہم کو اُٹھانا ہے نئے بنا کر
ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہوگئے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم کو اٹھائیں گے نئے بنا کر ف۶
اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى
کیا نہیں دیکھ چکے جس اللہ نے بنائے آسمان و زمین سکتا ہے
کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین وہ بنا
اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ
ایسوں کو بنانا اور ٹھہرایا ہے اُن کا ایک وعدہ بے شبہ سو نہیں رہتے بے انصاف
سکتا ہے ایسوں کو ف۷ اور مقرر کیا ہے اُن کے واسطے ایک وقت بے شبہ ف۸ سو نہیں رہا جاتا بے انصافوں
اِلَّا كُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ
بن ناشکری کئے کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی مہر کے خزانے تو ضرور موند رکھتے
سے بن ناشکری کئے ف۹ کہہ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور بند کر رکھتے
خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝ع وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى
اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جاویں اور ہے انسان دل کا تنگ اور ہم نے دیے موسیٰ کو
اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ ف۱۰ اور ہم نے دیں موسیٰ کو
تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ
نو (۹) نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے جب آیا وہ اُن کے پاس تو کہا اُس کو
نو نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے جب آیا وہ اُن کے پاس ف۱۱ تو کہا اُس کو

النصف ۵ ۱۰ رکوعات ۱۲ آیات

ع ۱۱

قدم قدم پر متنبہ کرتا ہے کہ اس رفتار سے تم فلاح نہیں پا سکتے کیا یہ خدا کی طرف سے کھلی ہوئی فعلی شہادت نہیں کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں؟ کیا ایک مفتری کے ساتھ ایسا معاملہ خدا کا ہو سکتا تھا؟ ف۳ یعنی خدا کی توفیق و دستگیری ہی سے آدمی راہِ حق پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے جس کی بدبختی اور لعنت کی وجہ سے خدا دستگیری نہ فرمائے اُسے کون ہے جو ٹھیک راستہ پر لگا سکے۔ ف۴ یہ قیامت کے بعض مواطن میں ہوگا کہ کافر منہ کے بل اندھے گونگے کر کے چلائے جائیں گے۔ حدیث میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! منہ کے بل کس طرح چلیں گے فرمایا جس نے آدمی کو پاؤں سے چلایا وہ قادر ہے کہ سر سے چلا دے۔ یا فرشتوں کا جہنمیوں کو منہ کے بل گھسیٹنا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہوگا۔ "یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ" (القمر رکوع ۳) ف۵ یعنی عذاب معین اندازہ سے کم نہیں ہونے دیں گے۔ اگر بدن جل کر تکلیف میں کمی ہونے لگے گی تو پھر نئے جوڑے چڑھا دیئے جائیں گے: "كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا" (نساء رکوع ۸) ف۶ یعنی دنیا میں دلیل سے تو نہ مانا تھا اب آنکھوں سے بار بار دیکھو لو کہ کس طرح جل جل کر از سر نو تیار کئے جا رہے ہو۔ ف۷ یعنی جس نے اتنے بڑے بڑے اجسام پیدا کئے اُسے تم جیسی چھوٹی سی چیز کا پیدا کر دینا کیا مشکل ہے۔ "لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ" (مومن رکوع ۷) بے شک وہ تم کو اور تمہارے جیسے سب آدمیوں کو بے تکلف پیدا کر سکتا ہے۔ ف۸ یعنی شاید یہ کہو کہ آخر اتنے آدمی مر چکے ہیں وہ اب تک کیوں نہیں اٹھائے گئے۔ تو فرما دیا کہ سب کے واسطے قبروں سے اُٹھنے اور دوبارہ زندہ ہونے کا ایک وقت مقرر ہے وہ ضرور آکر رہے گا۔ تاخیر دیکھ کر انکار کرنا حماقت ہے۔ "وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ" (ہود رکوع ۹) ف۹ یعنی ایسے واضح مضامین و دلائل سن کر بھی نا انصافوں کے کفر و ضلال اور ناشکری میں ترقی ہی ہوتی ہے۔ ذرا نہیں پسیجتے۔ ف۱۰ گذشتہ رکوع میں فرمایا تھا "اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا" "قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ" الخ (خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپ پر بہت بڑا فضل کیا ہے کہ قرآن جیسی بے مثال دولت عطا فرمائی) درمیان میں مخالفین کے تعنت و عناد، دور از کار مطالبات، اعراض و تکذیب اور اُن کے نتائج کا ذکر کر کے یہاں پھر اُسی پہلے مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی ایک بندہ کو ایسی عظیم الشان رحمت اور عدیم النظیر دولت سے سرفراز فرمانا اُسی جوادِ حقیقی اور وہاب مطلق کی شان ہو سکتی ہے جس کے پاس رحمت کے غیر متناہی خزانے ہوں، اور کسی مستحق کو زیادہ سے زیادہ دینے میں نہ اُس کو اپنے تہی دست رہ جانے کا خوف ہو، نہ اس کا اندیشہ کہ دوسرا ہم سے لے کر کہیں مد مقابل نہ بن جائے یا آگے چل کر ہیں دبا دے۔ خداوند قدوس تھوڑے انسان کی طرح (العیاذ باللہ) تنگ دل واقع نہیں ہوا۔ جسے اگر فرض کر و خزائن رحمت کا مالک مختار بنا دیا جائے تب بھی اپنی طبیعت سے بخل و تنگ دلی نہ چھوڑے اور کسی مستحق کو دیتے ہوئے اس لئے گھبرائے کہ کہیں سارا خرچ نہ ہو جائے اور میں خالی ہاتھ رہ جاؤں یا جس پر آج خرچ کرتا ہوں کل میری ہمسری کرنے لگے بہرحال اگر رحمت الٰہیہ کے خزانے تمہارے قبضہ میں ہوتے تو تم کب دینے والے تھے اور کہاں گوارا کر سکتے تھے کہ مکہ و طائف کے بڑے متکبر دولت مندوں کو چھوڑ کر وحی و نبوت کی یہ بیش بہا دولت "بنی ہاشم" کے ایک دُرِّ یتیم کو مل جائے۔ یہ حق تعالیٰ کا فیض ہے کہ جس میں جیسی استعداد و قابلیت دیکھی اُس کے مناسب کمالات و انعامات کے خزانے اُنڈیل دیئے۔ تمہارے تعنت و تعصب سے خدا کا فضل رُک نہیں سکتا۔ محمد صلعم کے طفیل میں جو خزانے آپ کے اتباع کو ملنے والے ہیں مل کر رہیں گے اور پیغمبر علیہ السلام اور اُن کے پیرو دریا دلی سے اُس دولت

منزل ۴

کو بنی نوع انسان پر خرچ کریں گے تمہاری طرح تنگ دلی نہیں دکھائیں گے۔ ف۱۱ یعنی جیسے آپ کو فضل و رحمت سے قرآن عظیم دیا اور بہت کچھ مہربانیاں آپ پر فرمائیں ہم پہلے موسیٰ علیہ السلام کو صداقت کے کھلے ہوئے نشانات (معجزات) اُن کے مناسب حال عنایت فرما چکے ہیں جب کہ وہ "بنی اسرائیل" کے پاس فرعون کے مظالم سے نجات دلانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ اگر چاہو تو "بنی اسرائیل" کے باخبر و منصف مزاج علماء سے پوچھ دیکھو کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے۔ (تنبیہ) وہ نو معجزات یہ تھے۔ ید، عصا، سنین، نقص ثمرات، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم۔ سورۂ "اعراف" آیت "فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ" کے فوائد میں ہم اس کی تفصیل کر چکے ہیں ملاحظہ کر لی جائے۔ مسند احمد اور ترمذی وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے کہ یہود نے آپ سے "تسع آیات" کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا وہ یہ احکام ہیں، شرک نہ کرو، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، ناحق خون مت کرو، جادو نہ کرو، سود مت کھاؤ، بے گناہ کو مت پکڑواؤ کہ حاکم اُسے قتل کر دے، عفیف عورتوں پر تہمت نہ لگاؤ، جہاد میں سے مت بھاگو۔ ... حکم تو یہ ہوئے ان کے سب لوگ مخاطب ہو سکتے ہیں، دسواں حکم ... (بقیہ بر صفحہ ۳۷۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف شاید نو نشانیاں نو معجزے ہوں وہ جو فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید نو حکم ہوں کہ توریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ یہی کبیرہ گناہوں سے منع تھا۔ ف یعنی سچ کے ساتھ اترا یعنی بیچ میں بدلا نہیں گیا۔ ف۳ یعنی کتاب سے مطلب تو فقط معنے سمجھنے ہیں اور اس کے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اترتا ہے اسی واسطے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں اور تھوڑا تھوڑا اتارا۔ وقت پر اُس کے موافق حکم بھیجا۔ ف یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اُس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اُترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ ف نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے وہ بار فرمایا۔ پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ ——————— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۳۷۸۔ (اے یہود) تمہارے لئے مخصوص تھا کہ سبت (شنبہ) کے دن حد سے نہ گذرو۔ یہود نے سن کر آپ کی تصدیق کی۔ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں نکارت ہے جو غالباً اس کے راوی عبد اللہ بن سلمہ کی طرف سے آئی ہے۔ قرآن کا نظم و سیاق ہرگز اس کو نہیں چاہتا کہ "وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ" سے مراد یہ نو احکام لئے جائیں۔ آگے فرعون اور موسیٰ کا مکالمہ جو "فَقَالَ لَهٗ" سے نقل فرمایا، مقتضی ہے کہ "آیات" سے وہ نشانات مراد ہوں جو بطور دلائل و حجج کے فرعونیوں کو دکھلائے گئے تھے چنانچہ لفظ "بَصَآئِرَ" بھی اُن ہی پر زیادہ چسپاں ہوتا ہے اور پہلے سے اہل مکہ کے تعنت اور آیات طلب کرنے کا جو ذکر آرہا ہے اُسی کے مناسب بھی یہ ہی ہے کہ یہاں فرعونیوں کا تعنت آیات کونیہ کے متعلق دکھلایا جائے۔ بہرحال ابن کثیرؒ کا خیال یہ ہے کہ یہود نے شاید "تسع آیات" کی نسبت نہیں بلکہ اُن دس کلمات کی نسبت کیا ہو گا جو توراۃ کے شروع میں بطور وصایا لکھے جاتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں دس ہی چیزیں مذکور ہیں۔ راوی حدیث کو التباس و اشتباہ ہو گیا اُس نے "کلمات عشر" کی جگہ "تسع آیات" کو ذکر کر دیا۔ اور ممکن ہے سوال "آیات تسعہ" سے کیا گیا ہو۔ لیکن آپ نے جواب علیٰ اُسلوب الحکیم دیا۔ گویا تنبیہ کر دی کہ نو معجزات کا معلوم کرنا تمہارے حق میں چنداں مفید اور اہم نہیں بلکہ ان دس احکام کا یاد رکھنا زیادہ مہم ہے۔ واللہ اعلم۔

فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ

فرعون نے میری اٹکل میں موسیٰ تجھ پر جادو ہوا ف بولا تو جان چکا ہے کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں

فرعون نے میری اٹکل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو ہوا ف بولا تو جان چکا ہے کہ یہ چیزیں کسی

هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ

اتاریں مگر آسمان و زمین کے مالک نے سمجھانے کو اور میری اٹکل میں

نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور زمین کے مالک نے سمجھانے کو اور میری اٹکل میں

یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ

فرعون تو کھپا چاہتا ہے پھر چاہا کہ اُن کو چین نہ دے اس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کو

فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے ف۲ پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اُس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اُس کو

وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۝ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا

اور اس کے ساتھ والوں کو سارے اور کہا ہم نے اُس کے پیچھے بنی اسرائیل کو بسو تم

اور اس کے ساتھ والوں کو سب کو ف۳ اور کہا ہم نے اُس کے پیچھے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم

الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ۝ وَبِالْحَقِّ

زمین میں پھر جب آوے گا وعدہ آخرت کا لے آویں گے ہم تم کو سمیٹ کر اور سچ کے ساتھ

زمین میں پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کا لے آئیں گے ہم تم کو سمیٹ کر ف۴ اور سچ کے ساتھ

اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ وَ

اتارا ہم نے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اُترا اور تجھ کو جو بھیجا ہم نے سو خوشی اور ڈر سنانا ف۳ اور

اتارا ہم نے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اترا ف۵ اور تجھ کو جو بھیجا ہم نے سو خوشی اور ڈر سنانے کو ف۶ اور

قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ۝

پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نے اُس کو بانٹ کر کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اس کو ہم نے اُتارتے اُتارا ف۳

پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اس کو ہم نے اتارتے اتارتے اتارا ف

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ

کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو جن کو علم ملا ہے اس کے آگے سے

کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو جن کو علم ملا ہے اس کے پہلے سے

اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ

جب اُن پاس اس کو پڑھیے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدے میں اور کہتے ہیں پاک ہے

جب اُن کے پاس اُس کو پڑھیے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں ف اور کہتے ہیں پاک ہے

رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

ہمارا رب بے شک ہمارے رب کا وعدہ البتہ ہونا ہے ف۲ اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر

ہمارا رب بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا ف اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر

یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ

روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے عاجزی ف۳ کہہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کر

روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے اُن کو عاجزی ف کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر

(حاشیہ: معانقۃ ۱۲ — وقف لازم — السجدۃ ۴ …)

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی کسی نے تجھ پر جادو کر دیا ہے جس سے معاذ اللہ عقل خراب ہو گئی۔ اسی لئے بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ دوسری جگہ ہے "اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ" (شعراء رکوع ۲) گویا "مسحور" سے مراد مجنون ہے اور بعض نے مسحور کو بمعنی ساحر لیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۲ یعنی گو زبان سے انکار کرتا ہے مگر تیرا دل خوب جانتا ہے کہ یہ عظیم الشان نشان تیری آنکھیں کھولنے کے لئے اُسی خدا نے اتارے اور دکھلائے ہیں جو آسمان و زمین کا سچا مالک ہے اب جو شخص جان بوجھ کر محض ظلم و تکبر کی راہ سے حق کا انکار کرے اُس کی نسبت بجز اس کے کیا خیال کیا جا سکتا ہے کہ تباہی کی گھڑی اُس کے سر پر آ پہنچی۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ "ایمان" "جاننے کا نام نہیں" ماننے کا نام ہے۔ "وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا" (النمل رکوع ۱) ف۳ جب فرعون نے دیکھا کہ موسیٰ کا اثر بڑھتا جاتا ہے۔ سمجھا کہ بنی اسرائیل کہیں زور نہ پکڑ جائیں اس نے اُن کو اور ستانا شروع کیا کہ یہ مصر میں امن چین سے رہنے نہ پائیں۔ آخر ہم نے اُسی کو دریا میں دے دیا اور بحر قلزم میں سب ظالموں کا بیڑہ غرق کر دیا۔ ف۴ یعنی خدا نے ظالم کی جڑ کاٹ دی اور تم کو غلامی سے نجات دی اب مصر و شام میں جہاں چاہو آزادی سے رہو۔ جب قیامت آئے گی پھر ایک مرتبہ تم سب کو اور تمہارے تباہ شدہ دشمنوں کو اکٹھا کر کے شقی و سعید اور ہالک و ناجی کا دائمی فیصلہ کر دیا جائے گا۔ ف موسیٰ علیہ السلام کے معجزات وغیرہ کا ذکر فرما کر روئے سخن پھر قرآن کریم کی طرف پھیر دیا گیا۔ یعنی معجزات موسوی بجائے خود تھے، لیکن محمد صلعم کو جو معجزات باہرہ عطا ہوئے اُن میں سب سے بڑا علمی معجزہ یہ قرآن کریم ہے، جو ہم نے عین حکمت کے موافق، اپنے علم عظیم اور اعلیٰ درجہ کی سچائی پر مشتمل کر کے اتارا ہے اور ٹھیک اُسی سچائی کے ساتھ وہ آپ تک پہنچ گیا۔ درمیان میں ادنیٰ ترین تغیر و تبدل بھی نہیں ہوا "فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" (ہود رکوع ۲)۔ ف۶ یعنی ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی کی دھمکی سنا دیجئے۔ ف انزال قرآن سے مقصود اصلی مطلب سمجھ کر اُس پر عمل کرنا ہے جسے تدبر و تذکر کہتے ہیں۔ لیکن اُس کے نفس الفاظ و حروف بھی نور و برکت سے خالی نہیں "كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ" (ص رکوع ۳) اسی لئے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں تاکہ وظیفہ کے طور پر تلاوت کرنا بھی سہل ہو اور سننے والوں کے لئے حفظ و فہم میں بھی آسانی ہو اور آہستہ آہستہ اس لئے اُتارا کہ جیسے حالات پیش آئیں اُن کے مناسب ہدایات حاصل کرتے رہیں۔ تا وہ جماعت جسے آگے چل کر تمام دنیا کا معلم بننا تھا، ہر آیت و حکم کے موقع و محل کو بخوبی ذہن نشین کر کے یاد رکھ سکے اور آنے والی نسلوں کے لئے کسی آیت کے بے موقع استعمال کرنے کی گنجائش نہ چھوڑے۔ ف یعنی مانو یا نہ مانو، قرآن کی حقانیت اور رسول اللہ صلعم کی تصدیق وہ منصف مزاج اہل علم کر رہے ہیں جنہیں کتب سابقہ کی بشارات سے آگاہی ہے وہ اس کلام کو سن کر ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں کہ سبحان اللہ کیا عجیب و غریب کلام ہے بیشک خدا کا وعدہ پورا ہونا تھا جو موسیٰ علیہ السلام کی زبانی توراۃ کتاب (استثناء) میں کیا گیا تھا کہ "بنی اسرائیل (بنی اسمٰعیل) میں سے ایک نبی اٹھاؤں گا جس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا" بلاشبہ وہ یہی کلام ہے جو محمد صلعم کے دہن مبارک میں ڈالا گیا۔ جب اہل علم کو قرآن کی تصدیق سے چارہ نہیں رہا، تب انکار کرنا جاہل کا کام ہے۔ ف یعنی قرآن کو سن کر رقت طاری ہو جاتی ہے سجدہ کرتے ہیں تو اور عاجزی بڑھتی … [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف رحمٰن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں بیچ کی چال پسند ہے۔ ف۳ کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ مددگار چاہے بادشاہوں کے یہاں امیر اس سے زبر پڑ جاتے ہیں کہ برے وقت میں انکی رفاقت ضرور ہوتی ہے وہاں یہ مذکور ہی نہیں۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف بجز وہ خشوع وغیرہ کی مناسبت سے یہاں دعاء رخدا کو پکارنے) کا اور دعاء کی مناسبت سے اگلی آیت میں صلوٰۃ کا ذکر کیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے ناموں میں سے مشرکین عرب کے یہاں اسم "اللہ" کا استعمال زیادہ تھا اسم "رحمٰن" سے چنداں مانوس نہ تھے البتہ یہود کے یہاں اسم "رحمٰن" بکثرت مستعمل ہوتا تھا۔ عبرانی میں بھی یہ نام اسی طرح تھا جیسے عربی میں۔ دوسری طرف مسیلمہ کذاب نے اپنا لقب "رحمان الیمامہ" رکھ چھوڑا تھا۔ غرض مشرکین حق تعالیٰ پر اسم "رحمان" اطلاق کرنے سے بدکتے اور وحشت کھاتے تھے چنانچہ جب حضورؐ کی زبان سے "رحمان" سنتے تو کہتے کہ محمد ہم کو تو دو خداؤں کے پکارنے سے منع کرتے ہیں اور خود اللہ کے سوا دوسرے خدا (رحمان) کو پکارتے ہیں۔ یہود کو یہ شکایت تھی کہ محمد صلعم کے یہاں "رحمان" کا ذکر ایسی کثرت سے کیوں نہیں ہوتا جس طرح ہمارے یہاں ہوتا ہے۔ دونوں کا جواب اس آیت میں دیا گیا۔ کہ "اللہ" اور "رحمٰن" ایک ہی ذات منبع الکمالات کے دو نام ہیں۔ صفات واسماء کے تعدد سے ذات کا تعدد لازم نہیں ہوتا۔ جو یہ چیز توحید کے منافی سمجھی جائے۔ رہی یہ بات کہ کسی ایک نام کا ذکر کثرت سے کیوں نہیں ہوتا تو سمجھ لو کہ اللہ کے جس قدر اسمائے حسنیٰ ہیں ان میں سے کوئی نام لے کر پکارو مقصود ایک ہی ہے۔ عنوانات وتعبیرات کے تنوع سے معنون نہیں بدلتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر تخن ہر تحیتے وہر نکتہ مکانے دارد ؎ عباراتنا شتی وحسنک واحد ۞ وکل الی ذاک الجمال یشیر۔

ف۳ یعنی جہری نماز میں (اور اسی طرح دعا وغیرہ میں) بہت زیادہ چلاّنا بھی نہیں اور بالکل دبی آواز بھی نہیں بیچ کی چال پسند ہے (موضح القرآن) احادیث میں ہے کہ مکہ میں جب قرأت زور سے کی جاتی تو مشرکین سن کر قرآن اور اس کے بھیجنے والے اور لانے والے کی شان میں بدزبانی کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے بہت آہستہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی نہ اس قدر زور سے پڑھو کہ مشرکین اپنی مجالس میں سنیں۔ (تبلیغ کا وقت مستثنیٰ ہے کیونکہ وہاں تو سنانا ہی مقصود ہے) اور نہ اتنا آہستہ کہ خود تمہارے ساتھی بھی سن کر مستفید نہ ہو سکیں۔ افراط و تفریط چھوڑ کر میانہ روی اختیار کرو۔ اس سے قلب متاثر ہوتا ہے اور تشویش نہیں ہوتی۔

ع ۱۲ / ۱۲

سورۃ بنی اسرائیل (اختتام)

اَیًّا مَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ۚ وَ لَا تَجۡہَرۡ بِصَلَاتِکَ وَ
جو کہہ کر پکاروگے سو اسی کے ہیں سب نام خاصے اور تو نہ پکار اپنی نماز میں نہ
جو کہہ کر پکاروگے سو اسی کے ہیں سب نام خاصے ف اور پکار کر مت پڑھ اپنی نماز اور
لَا تُخَافِتۡ بِہَا وَ ابۡتَغِ بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ﴿۱۱۰﴾ وَ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ
چپکے پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ ف اور کہہ سراہیے اللہ کو جس نے
نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ ف۲ اور کہہ سب تعریفیں اللہ کو جو
لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ
نہیں رکھی اولاد نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں نہ کوئی اس کا
نہیں رکھتا اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں اور نہ کوئی اس کا
وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا ﴿۱۱۱﴾
مددگار ذلت کے وقت اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر ف
مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر ف۳
سُوۡرَۃُ الۡکَہۡفِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ہِیَ مِائَۃٌ وَّ عَشۡرُ اٰیٰتٍ وَّ اثۡنَا عَشَرَ رُکُوۡعًا
سورۂ کہف مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ﴿ؕ۱﴾ سکتہ
سراہیے اللہ کو جس نے اتاری اپنے بندے پر کتاب اور نہ رکھی اس میں کچھ کجی
سب تعریف اللہ کو جس نے اتاری اپنے بندہ پر کتاب اور نہ رکھی اس میں کچھ کجی ف۴
قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَ یُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ
ٹھیک اتاری تا ڈر سنا دے ایک سخت آفت کا اس کی طرف سے اور خوشخبری دے یقین لانے والوں کو
ٹھیک اتاری تا کہ ڈر سنا دے ایک سخت آفت کا اللہ کی طرف سے ف۵ اور خوشخبری دے ایمان لانے والوں کو جو
یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾ مّٰکِثِیۡنَ فِیۡہِ
جو کرتے ہیں نیکیاں کہ ان کو اچھا نیگ ہے جس میں رہا کریں
کرتے ہیں نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے ☆ جس میں رہا کریں
اَبَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ یُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ٭﴿۴﴾ مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ
ہمیشہ اور ڈر سنا دے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ خبر نہیں ان کو
ہمیشہ ف۶ اور ڈر سنا دے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد ف کچھ خبر نہیں ان کو اس
عِلۡمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِہِمۡ ؕ کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ؕ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ
اس بات کی نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے
بات کی اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے

ف۴ نماز کے بعد توحید خالص کا ذکر فرما کر سورت کو ختم کیا یعنی ساری خوبیاں اور تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو اپنی ہر صفت وکمال میں یگانہ ہے اور ہر قسم کے عیب و قصور اور نقص وفتور سے بکلی منزہ ہے اس کی ذات میں کسی طرح کی کمزوری نہیں، جس کی تلافی کے لئے دوسرے کی حاجت پڑے۔ دوسرے سے مدد لینے میں تین احتمال ہو سکتے تھے۔ چھوٹے سے مدد لی جائے جیسے باپ اولاد سے لیتا ہے۔ یا مساوی سے جیسے ایک شریک کو دوسرے شریک سے مدد پہنچتی ہے یا بڑے سے جس طرح کمزور آدمی ذلت ومصیبت کے وقت بڑے آدمیوں سے مدد لیتے ہیں۔ اس آیت میں تینوں کی نفی کر دی۔ گویا "لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا" میں پہلے احتمال کی "لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ" میں دوسرے کی، اور "لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ" میں تیسرے کی نفی کرنے کے بعد "کَبِّرۡہُ تَکۡبِیۡرًا" میں اس کی عظمت وکبریائی کی طرف متوجہ فرما دیا یعنی انسان کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کی بڑائی کا زبان ودل سے اقرار کرے اور ہر طرح کی کمزوریوں سے منزہ وبرتر سمجھے۔ اور لطف یہ ہے کہ "لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا" میں نصاریٰ کا "لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ شَرِیۡکٌ فِی الۡمُلۡکِ" میں مشرکین کا اور "لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ" میں ان یہود کا رد ہو گیا جن کے یہاں خدا تعالیٰ کشتی میں یعقوب علیہ السلام کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکا۔ (العیاذ باللہ) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت۔ یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ مددگار چاہے بادشاہوں کے ہاں امیر زبر پڑ جاتے ہیں اس سے کہ برے وقت ان کی رفاقت کئے ہوتے ہیں۔ وہاں یہ قصہ ہی نہیں"۔

تم سورۃ الاسراء بعون اللہ وحسن توفیقہ فللہ الحمد والمنہ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ صاحب الاسراء وعلیٰ آلہ وصحبہ۔

ف۵ یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ تعریف اور شکر کا مستحق وہ ہی خدا ہو سکتا ہے جس نے اپنے مخصوص ومقرب ترین بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے اعلیٰ واکمل کتاب اتاری اور اس طرح زمین والوں کو سب سے بڑی نعمت سے مشرف وممتاز فرمایا۔ بے شک اس کتاب میں کوئی ٹیڑھی ترچھی بات نہیں۔ عبارت انتہائی سلیس، فصیح اسلوب بیان نہایت موثر و دلکش تعلیم نہایت متوسط ومعتدل جو ہر زمانہ اور ہر طبیعت کے مناسب اور عقل سلیم کے بالکل مطابق ہے کسی قسم کی افراط وتفریط کا اس میں شائبہ نہیں۔ ف۶ یعنی تکذیب

منزل ۴

کرنے والوں پر جو سخت آفت دنیا یا آخرت میں خداوند قہار کی طرف سے آنے والی ہے اس سے یہ کتاب آگاہ کرتی ہے۔ (تنبیہ) "قَیِّمًا" کو بعض نے بمعنی "مُسۡتَقِیۡم" لے کر محض مضمون سابق کی تاکید قرار دی ہے۔ یعنی کتنا ہی غور کرو ایک بال برابر کجی نہیں پاؤ گے۔ مگر فراء نے اس لفظ کے معنی کئے ہیں "قَیِّمًا عَلٰی سَآئِرِ الۡکُتُبِ السَّمَاوِیَّۃِ" یعنی تمام کتب سماویہ کی صحت وتصدیق پر مہر کرنے والی اور ان کی اصولی تعلیمات کو دنیا میں قائم رکھنے والی۔ ابو مسلم نے کہا "قَیِّمًا بِمَصَالِحِ الۡعِبَادِ" بندوں کی تمام مصالح کی متکفل اور ان کی معاش ومعاد کو درست کرنے والی بہرحال جو معنی بھی لئے جائیں اس کی صداقت میں شبہ نہیں۔ ف یعنی ظاہر اس سے مراد آخرت کا بدلہ یعنی جنت ہے جہاں مومنین قانتین کو دائمی خوشی اور ابدی راحت ملیگی۔ ف خدا کے لئے اولاد تجویز کرنے میں سب سے زیادہ مشہور اور پیش پیش تو نصاریٰ ہیں اور جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے ان ہی سے حاملین قرآن کو قیامت تک زیادہ سابقہ پڑتا ہے۔ تاہم معلوم الفاظ میں بعض فرق یہود عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا بعض مشرکین جو ملائکۃ اللہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے وہ بھی داخل ہو گئے۔ گویا اس آیت میں اولاد تجویز کرنے والے کا ذکر بالخصوص اور نصاریٰ کو اخص خصوص کے طور پر متنبہ کیا گیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اُس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے ف یعنی گھاس اور درخت چھانٹ کر ف وہ غار تھا پانچ کھنے مالوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بیٹھے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے بیٹھے کہنے لگے اس سے کم ف یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اور یکایک ایک شہر کا بادشاہ تھا ظالم جو اُس کے بتوں کو نہ پوجتا اس کو عذاب سے مارتا یا بت پجاتا یہ کئی جوان اس کے نوکروں کے بیٹے تھے کوئی نان بائی کا کوئی باورچی کا اسی طرح کسی نے اُن کی چغلی کی اس نے روبرو بلا کر پوچھا اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پر گرہ دی یعنی ثابت رکھا اپنی بات صاف کہہ دی اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا کہ اور شہر سے پھر کر آؤں تو ان سے مت پوچھا قبول کرا دوں یا عذاب کروں وہ گیا اور شہر کو یہ چپ چپ کر نکل گئے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی کوئی تحقیق اور علمی اصول اُن کے ہاتھ میں نہیں نہ اُن کے باپ دادوں کے ہاتھ میں تھا جن کی اندھی تقلید میں ایسی بھاری بات زبان سے نکال بیٹھے ہیں۔ گویا خداوند تعالیٰ کی شان قدوسیت و سبوحیت کی ان لوگوں کو کچھ خبر نہیں جس کی جناب میں ایسی گستاخیاں کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ دلائل و براہین کی جگہ ان کے ذخیرہ میں یہی باقی رہ گیا ہے کہ زبان سے ایک جھوٹی اور بے سر و پا بات کہتے چلے جائیں اور جب ثبوت مانگو تو کہدیں کہ یہ مذہب کا ایک راز ہے جس کے ادراک تک عقل انسانی کی رسائی نہیں ف یعنی اگر یہ کافر قرآن کی باتوں کو نہ مانیں تو آپ ان کے غم میں اپنے کو بالکل گھلا دیجئے نہیں آپ تبلیغ و دعوت کا فرض ادا کر چکے اور کر رہے ہیں کوئی نہ مانے تو آپ کو اس قدر دل میں گھٹنے اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ نہ آپ کا مناسب ہے کہ ہم نے ایسی کوشش کیوں کی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ آپ تو بہر حال کامیاب ہیں۔ دعوت و تبلیغ اور شفقت و ہمدردی خلائق کے جو کام کرتے ہیں وہ آپ کے رفع مراتب اور ترقی مدارج کا ذریعہ ہیں۔ اشقیاء اگر قبول نہ کریں تو ان ہی کا نقصان ہے۔ ف یعنی اُس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اُسے چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابن عمر نے سوال کیا یا رسول اللہ! "اَحْسَنُ عَمَلًا" کون لوگ ہیں؟ فرمایا "اَحْسَنُکُمْ عَقْلًا وَاَوْرَعُکُمْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَاَسْرَعُکُمْ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ" (جس کی سمجھ اچھی ہو، حرام سے زیادہ پرہیز کرے اور خدا تعالیٰ کی فرماں برداری کی طرف زیادہ جھپٹے) ف یعنی ایک روز سب گھاس پھونس درخت وغیرہ چھانٹ کر زمین کو چٹیل میدان بنا دیا جائے گا جو لوگ اس کے بناؤ سنگار پر ریجھ رہے ہیں وہ خوب سمجھ لیں کہ یہ رونق ہمیشہ کوئی باقی رہنے والی چیز نہیں۔ دنیا کے زینتی سامان خواہ کتنے ہی جمع کر لو اور مادی ترقیات سے سارا کارمین کو لالہ و گلزار بنا دو جب تک آسمانی ہدایت اور روحانی دولت سے تہی دست رہو گے حقیقی سرور و طمانیت اور ابدی نجات و فلاح سے ہم آغوش نہیں ہو سکتے۔ آخری اور دائمی کامیابی صرف ان ہی کیلئے ہے جو مولائے حقیقی کی خوشنودی پر دنیا کی ہر ایک زائل و فانی خوشی کو قربان کر سکتے ہیں اور راہ حق کی جادہ پیمائی میں کسی صعوبت سے نہیں گھبراتے نہ دنیا کے بڑے بڑے طاقتور جباروں کی تخویف و ترہیب سے اُن کا قدم ڈگمگاتا ہے! اسی سلسلہ میں آگے اصحاب کہف کا قصہ بیان فرمایا۔ اور نبی کریم صلعم کی تسلی بھی کر دی کہ آپ شاید بدبختوں کے غم میں اپنے کو نہ گھلائیے جس دنیا کی زندگی اور عیش و بہار پر مغرور ہو کر یہ حق کو ٹھکراتے ہیں وہ سب کاٹ چھانٹ کر برابر کر دی جائے گی اور آخر کار سب کو خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہوگا۔ اس وقت سارے جھگڑے چکا دیئے جائیں گے۔ ف یعنی حق تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کے لحاظ سے اصحاب کہف کا قصہ جو آگے مذکور ہے کوئی اچنبھا نہیں جسے حد سے زیادہ عجیب سمجھا جائے۔ زمین آسمان چاند سورج وغیرہ کا پیدا کرنا، اتنا محکم نظام قائم رکھنا انسان ضعیف البنیان کو سب پر فضیلت دینا انسانوں میں انبیاء کا بھیجنا اُن کی قلیل و بے سر و سامان جماعتوں کو بڑے بڑے متکبرین کے مقابلہ میں کامیاب بنانا خاتم الانبیاء اور رفیق غار حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دشمنوں کے نرغہ سے نکال کر غار ثور میں تین روز ٹھہرانا کفار کا غار کے منہ تک تعاقب کرنا پھر اُن کو بے نیل و مرام واپس لوٹانا۔ آخر گھر بار چھوڑنے والے مٹھی بھر بے سر و سامانوں کو تمام جزیرۃ العرب بلکہ مشرق و مغرب میں اس قدر قلیل مدت کے اندر غالب و منصور کرنا، کیا یہ اور اس قسم کی بے شمار چیزیں اصحاب کہف کے قصہ سے کم عجیب ہیں؟ حال یہ ہے کہ یہود نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آزمائش کے لئے تین سوال کریں۔ روح کیا ہے؟ اصحاب کہف کا کیا قصہ تھا؟ اور ذوالقرنین کی سرگذشت کیا تھی؟ اصحاب کہف کے قصہ کو عجیب ہونے کی حیثیت سے انہوں نے خاص اہمیت دی تھی۔ اسی لئے اس آیت میں بتلایا گیا کہ وہ اتنا عجیب نہیں جیسے تم سمجھے ہو۔ اس سے کہیں بڑھ کر عجیب و غریب نشانات قدرت موجود ہیں۔ آگے اصحاب کہف کا قصہ اول اجمالاً پھر مفصلاً بیان فرمایا ہے کہتے ہیں کہ یہ چند نوجوان روم کے کسی ظالم و جبار بادشاہ کے عہد میں تھے جس کا نام بعض نے "دقیانوس" بتلایا ہے۔ بادشاہ سخت خالی بت پرست تھا اور جبر و اکراہ سے بت پرستی کی اشاعت کرتا تھا۔ عام لوگ سختی اور تکلیف کے خوف اور چند روزہ دنیوی منافع کی طمع سے اپنے مذاہب کو چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرنے لگے اُس وقت چند نوجوانوں کے دلوں میں جن کا تعلق عمائد سلطنت سے تھا خیال آیا کہ ایک مخلوق کی خاطر خالق کو ناراض کرنا ٹھیک نہیں۔ اُن کے دل خشیت الٰہی اور نور تقویٰ سے بھرپور تھے۔ حق تعالیٰ نے صبر و استقلال اور توکل و تبتل کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ بادشاہ کے روبرو جا کر بھی انہوں نے "رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ" الخ "لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا" کا نعرہ مستانہ لگایا اور ایمانی جرأت و استقلال کا مظاہرہ کر کے دیکھنے والوں کو مبہوت و حیرت زدہ کر دیا۔ بادشاہ کو کچھ اُن کی نوجوانی پر رحم آیا اور کچھ دوسرے مشاغل و موانع مانع ہوئے کہ انہیں فوراً قتل کرے۔ چند روز کی مہلت دی کہ وہ اپنے معاملہ پر غور و نظر ثانی کر لیں۔ انہوں نے مشورہ کر کے طے کیا کہ ایسے فتنہ کے وقت جبکہ بظاہر تشدد سے عاجز ہو کر قدم ڈگمگا جانے کا احتمال غالب ہے مناسب ہوگا کہ شہر کے قریب کسی پہاڑ میں روپوش ہو جائیں اور واپسی کے لئے مناسب موقع کا انتظار کریں۔ دعا کی کہ خداوندا! اپنی خصوصی رحمت سے ہمارا کام بنا دے اور رشد و ہدایت کی جادہ پیمائی میں ہمارے سب انتظام درست کر دے۔ آخر شہر سے نکل کر کسی قریبی پہاڑ میں پناہ لی اپنے میں سے ایک کو مامور کیا کہ بھیس بدل کر کسی وقت شہر میں جایا کرے [illegible]

اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

جو کہتے ہیں سو کہیں تو گھونٹ ڈالے گا اپنی جان اُن کے پیچھے اگر وہ نہ مانیں گے

جو کہتے ہیں ف سو کہیں تو گھونٹ ڈالے گا اپنی جان کو اُن کے پیچھے اگر وہ نہ مانیں گے

بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

اس بات کو پچھتا پچھتا کر ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اُس کی رونق

اس بات کو پچھتا پچھتا کر ف ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اُس کی رونق

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

تا جانچیں لوگوں کو کون ان میں اچھا کرتا ہے کام ف اور ہم کو کرنا ہے جو کچھ اُس پر ہے میدان

تاکہ جانچیں لوگوں کو کون ان میں اچھا کرتا ہے کام ف اور ہم کو کرنا ہے جو کچھ اُس پر ہے میدان

جُرُزًا ۝ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ

چھانٹ کر ف کیا تو خیال رکھتا ہے کہ غار اور کھو والے ہماری قدرتوں میں

چھانٹ کر ف کیا تو خیال کرتا ہے کہ غار اور کھوہ کے رہنے والے ہماری

اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا

اچنبھا تھے جب جا بیٹھے وہ جوان اُس کھوہ میں پھر بولے اے رب دے ہم کو

قدرتوں میں عجب اچنبھا تھے ف جب جا بیٹھے وہ جوان پہاڑ کی کھوہ میں پھر بولے اے رب دے ہم کو

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى

اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کا بناؤ پھر تھپک دیئے ہم نے

اپنے پاس سے بخشش اور پوری کر دے ہمارے کام کی درستی ف پھر تھپک دیئے ہم نے

اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ

اُن کے کان اُس کھوہ میں کئی برس گنتی کے پھر ہم نے اُن کو اٹھایا کہ معلوم کریں

ان کے کان اُس کھوہ میں چند برس گنتی کے ف پھر ہم نے اُن کو اٹھایا کہ معلوم کریں

الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ

دو فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے ف ہم سنا دیں تجھ کو اُن کا احوال تحقیق

دو فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے ف ہم سنا دیں تجھ کو اُن کا حال تحقیق

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

وہ کئی جوان ہیں کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہم نے اُن کو سوجھ ف اور گرہ دی اُن کے دل پر

وہ کئی جوان ہیں کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہم نے اُن کو سوجھ ف اور گرہ دی اُن کے دل پر ف

اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ

جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان و زمین کا نہ پکاریں گے ہم اُس کے سوا

جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب آسمان اور زمین کا نہ پکاریں گے ہم اُس کے سوائے کسی کو

اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

اور کسی کو ٹھاکر تو کہی ہم نے بات عقل سے دور ف یہ ہماری قوم ہیں پکڑا ہے انہوں نے اُس کے سوا

معبود نہیں تو کہی ہم نے بات عقل سے دور ف یہ ہماری قوم ہے ٹھہرا لئے انہوں نے اللہ کے سوائے اور

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی آپس میں مشورت کرکر وہاں جا چھپے نیند غالب ہوئی سو گئے کسی کو معلوم نہ ہوا تب سے اب تک سوتے ہیں بیچ میں ایک بار اللہ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر کھلی پھر سو رہے۔ ف۲ حق تعالیٰ کی قدرت ہے نہ اس مکان میں اُن پر دھوپ آوے نہ مینہ نہ برف اور کھلی جگہ ہے تنگ اور خفیہ نہیں۔ ف۳ کہتے ہیں سوتے ہیں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جانے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس مکان پر دہشت رکھی ہے کہ لوگ تماشہ نہ پکڑیں کہ وہ بے آرام ہوں اُن کے ساتھ ایک کتا بھی لگ لیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتّا رکھنا برا ہے۔ لیکن لاکھ میں ایک بھلا بھی ہے ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۳۸۱- واقعہ کو مجتمع رکھا جارہا ہے کہ حالات بتلائیں۔ یہ مذاکرہ ہو رہا تھا کہ حق تعالیٰ نے اُن سب پر دفعۃً نیند طاری کردی۔ کہا جاتا ہے کہ سرکاری آدمیوں نے بہت تلاش کیا پتہ نہ لگا۔ تھک کر بیٹھ رہے اور بادشاہ کی رائے سے ایک سیسہ کی تختی پر ان نوجوانوں کے نام اور مناسب حالات لکھ کر خزانہ میں ڈال دیئے گئے تاکہ آئندہ نسلیں یاد رکھیں کہ ایک جماعت حیرت انگیز طریقہ سے لاپتہ ہو گئی ہے۔ ممکن ہے آگے چل کر اُس کا کچھ سراغ نکلے اور بعض عجیب واقعات کا انکشاف ہو۔ یہ نوجوان کس مذہب پر تھے؟ اس میں اختلاف ہوا ہے بعض نے کہا کہ نصرانی یعنی اصل دین مسیحی کے پیرو تھے۔ لیکن ابن کثیر نے قرائن سے اس کو ترجیح دی ہے کہ اصحاب کہف کا قصہ حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے کا ہے واللہ اعلم (تنبیہ) "رقیم" پہاڑ کی کھوہ کو کہتے ہیں اور بمعنی "مرقوم" بھی آیا ہے یعنی لکھی ہوئی چیز۔ مسند عبد بن حمید کی ایک روایت میں جسے حافظ نے علی شرط البخاری کہا ہے، ابن عباس سے "رقیم" کے دوسرے معنی منقول ہیں یعنی "اصحاب کہف" اور "اصحاب رقیم" ایک ہی جماعت کے دو لقب ہیں۔ غار میں رہنے کی وجہ سے "اصحاب کہف" کہلاتے ہیں، اور چونکہ اُن کے نام وصفت وغیرہ کی تختی لکھ کر رکھ دی گئی تھی، اس لئے "اصحاب رقیم" کہلائے۔ مگر مترجم محقق رحمۃ اللہ نے پہلے معنی لئے ہیں وہ بہرصورت "اصحاب کہف" و "اصحاب رقیم" کو ایک ہی قرار دیا ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ "اصحاب رقیم" کا قصہ قرآن میں مذکور نہیں ہوا۔ محض عجیب ہونے کے لحاظ سے اصحاب کہف کے تذکرہ میں اُس کا حوالہ دے دیا گیا۔ اور فی الحقیقۃ اصحاب رقیم (کھوہ والے) وہ تین شخص ہیں جو بارش سے بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے تھے اوپر سے ایک بڑا پتھر آپڑا جس نے غار کا منہ بند کر دیا اُس وقت اُن میں سے ہر ایک شخص نے اپنی عمر کے مقبول ترین عمل کا حوالہ دے کر حق تعالیٰ سے فریاد کی اور بتدریج غار کا منہ کھل گیا۔ امام بخاری نے اصحاب کہف کا ترجمہ منعقد کرنے کے بعد حدیث الغار کا مستقل عنوان قائم کیا ہے اور اس میں ان تین شخصوں کا قصہ مفصل درج کر کے شاید اسی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ "اصحاب رقیم" یہ لوگ ہیں۔ طبرانی اور بزار نے باسناد حسن نعمان بن بشیر سے مرفوعاً روایت کی کہ رسول اللہ صلعم "رقیم" کا ذکر فرماتے تھے اور یہ قصہ تین شخصوں کا بیان کیا واللہ اعلم۔ ف۶ یعنی ایسی تھپکی دی کہ برسوں غار میں پڑے سوتے رہے ادھر اُدھر کی کوئی خبر اُن کے کانوں میں نہیں پڑتی تھی۔ ف۷ سالہا سال کے بعد حق تعالیٰ نے اُن کو جگا دیا۔ تا ظاہر ہو جائے کہ اختلاف کرنے والوں میں سے کس نے اُن کی مدت نوم کا زیادہ صحیح اندازہ رکھا۔ ظاہر ہے کہ ایسی نوم طویل کے بعد جب بیدار ہوئے تو قدرتی طور پر خود سونے والوں میں اور دوسرے دیکھنے والوں میں بھی اختلافات اور چہ میگوئیاں ہوں گی کوئی کم مدت بتلائے گا۔ کوئی زیادہ۔ کوئی اقرار کرے گا کوئی مستبعد سمجھ کر انکار کر دیگا۔ تو انہیں جگا کر یہ دیکھنا تھا کہ کونسی جماعت ٹھیک حقیقت پر پہنچتی ہے اور اس حقیقت پر پہنچ کر "بعث بعد الموت" کا عقدہ حل کرتی ہے جس میں اُس وقت کے لوگ جھگڑ رہے تھے۔ ف۸ یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اور دیا کا۔ ف۹ یعنی مضبوط ثابت قدم رکھا کہ اپنی بات صاف کہہ دی۔ ف۱۰ یعنی جب "رب" وہی ہے تو معبود کسی اور کو ٹھہرانا حماقت ہے "ربوبیت" و "الوہیت" دونوں اُسی کے لئے مخصوص ہیں۔

آلِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

اور معبود کیوں نہیں لاتے اُن کے واسطے کوئی سند کھلی پھر اُس سے گنہگار کون جس نے باندھا

معبود کیوں نہیں لاتے اُن پر کوئی سند کھلی پھر اُس سے بڑا گنہگار کون جس نے باندھا

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأْوُوا

اللہ پر جھوٹ اور جب تم نے کنارہ پکڑا اُن سے اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا اب جا بیٹھو

اللہ پر جھوٹ ف۱ اور جب تم نے کنارہ کرلیا اُن سے اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے تو اب جا بیٹھو

إِلَى الْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم

اُس کھوہ میں پھیلا دے تم پر رب تمہارا کچھ اپنی مہر اور بنا دے تم کو تمہارے کام کا

اُس کھوہ میں پھیلا دے تم پر رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور بنا دیوے تمہارے واسطے تمہارے کام میں

مِّرْفَقًا ﴿١٦﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ

آرام ف۱ اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کے جاتی ہے اُن کی کھوہ سے داہنے کو

آرام ف۲ اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ کر جاتی ہے اُن کی کھوہ سے داہنے کو

وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ

اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے اُن سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اُس کے یہ ہے

اور جب ڈوبتی ہے کترا جاتی ہے اُن سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اُس کے یہ ہے

مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ

قدرتوں سے اللہ کی جس کو اللہ راہ دے وہی آئے راہ پر اور جس کو وہ بچلاوے پھر تو نہ پاوے

اللہ کی قدرتوں سے ف۳ جس کو راہ دیوے اللہ وہی آئے راہ پر اور جس کو وہ بچلائے پھر تو نہ پائے

لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ

اس کا کوئی رفیق راہ پر لانے والا ف۲ اور تو جانے وہ جاگتے ہیں اور وہ سوتے ہیں اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم

اس کا کوئی رفیق راہ پر لانے والا ف۴ اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں اور وہ سو رہے ہیں اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم اُن کو

ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ

اُن کو داہنے اور بائیں اور کتا اُن کا پسار رہا ہے اپنی باہیں چوکھٹ پر

داہنے اور بائیں اور کتا اُن کا پسار رہا ہے اپنی باہیں چوکھٹ پر

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَ

اگر تو جھانک دیکھے اُن کو تو پیٹھ دے کر بھاگے اُن سے اور بھر جاوے تجھ میں اُن کی دہشت ف۳ اور

اگر تو جھانک کر دیکھے اُن کو تو پیٹھ دے کر بھاگے اُن سے اور بھر جائے تجھ میں اُن کی دہشت ف۵ اور

كَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ

اسی طرح اُن کو جگا دیا ہم نے کہ آپس میں لگے پوچھنے ایک بولا اُن میں کتنی دیر ٹھیرے تم

اسی طرح اُن کو جگا دیا ہم نے کہ آپس میں پوچھنے لگے ایک بولا اُن میں کتنی دیر ٹھیرے تم

قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ

بولے ہم ٹھہرے ایک دن یا دن سے کم بولے تمہارا رب بہتر جانے کتنی دیر رہے ہو

بولے ہم ٹھہرے ایک دن یا دن سے کم بولے تمہارا رب ہی خوب جانے جتنی دیر تم رہے ہو

ع ۵
۱۲

فوائد صفحہ ہذا ف۱ جیسے موحدین توحید پر صاف صاف دلیلیں پیش کرتے ہیں اگر مشرکین اپنے دعوے میں سچے ہیں تو کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے۔ لائیں کہاں سے؟ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا کہ خدا کے شریک ٹھہرائے جائیں۔ ف۲ یعنی جب مشرکین کے دین سے ہم علیحدہ ہیں تو ظاہری طور پر بھی اُن سے علیحدہ رہنا چاہئے۔ اور جب اُن کے باطل معبودوں سے کنارہ کیا تو ہر طرف سے ٹوٹ کر تنہا اپنے معبود کی طرف جھکنا اور اُسی سے رحمت و مہربانی کا امیدوار رہنا چاہئے۔ آپس میں یہ مشورہ کر کے پہاڑ کی کھوہ میں جا چھپے۔ ف۳ یعنی خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں ایسے ٹھکانے کی طرف رہنمائی کی جہاں مامون و مطمئن ہو کر آرام کرتے رہیں۔ نہ جگہ کی تنگی سے جی گھٹے، نہ کسی وقت دھوپ ستائے۔ غار اندر سے کشادہ اور ہوادار تھا اور جیسا کہ ابن کثیر نے لکھا شمال رویہ ہونے کی وجہ سے ایسی وضع وہیئت پر واقع تھا۔ جس میں دھوپ بقدر ضرورت پہنچے اور بدون ایذاء دیئے نکل جاتی تھی۔ ف۴ یعنی ظاہری و باطنی رہنمائی سب اُسی کے قبضہ میں ہے دیکھو تو جب دنیا بگڑ رہی تھی کس طرح اصحاب کہف کو راہ ہدایت پر ثابت قدم رکھا اور ظاہری طور پر بھی کیسے عجیب غار کی راہ بتلائی۔ ف۵ کہتے ہیں سوتے میں اُن کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں اور اس قدر طویل نیند کا اثر اُن کے ابدان پر ظاہر نہیں ہوا اس سے کوئی دیکھے تو یہی سمجھے جاگتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ان لوگوں پر شان ہیبت و جلال اور اُس مکان میں دہشت رکھی تاکہ لوگ تماشہ نہ بنائیں کہ وہ بے آرام ہوں۔ اُن کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا۔ اُس پر بھی صحبت کا کچھ اثر پہنچا اور صدیوں تک زندہ رہ گیا۔ اگرچہ کتّا رکھنا برا ہے۔ لیکن لاکھ بروں میں ایک بھلا بھی ہے۔ والشیخ السعدی الشیرازی سے پسر نوح با بداں بنشست * خاندان نبوتش گم شد * سگ اصحاب کہف روزے چند * پئے نیکاں گرفت مردم شد

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ سیکڑوں برس رہنا ان کو ایک دن معلوم ہوا مُردہ اور سونا برابر ہے ف۲ ایک اُن میں روپیہ لے کر گیا شہر کو، وہاں سب چیز اُپری دیکھی اس مدت میں کئی قرن بدل گئے شہر کے لوگ اس روپیہ کو سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ جانا کہ اس شخص نے گڑا مال پایا قدیم کا آخر بادشاہ تک پہنچا اس نے پوچھ کر سب احوال معلوم کیا اور اس وقت اس شہر میں دو مذہب کے لوگ تھے ایک آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا بادشاہ منصف تھا چاہتا تھا ایک طرف کی کوئی سند۔ یا تھ لگے تو دوسروں کو سمجھا دیوے۔ اللہ نے یہ سند بھیج دی بادشاہ آپ جا کر غار میں سب کو دیکھ آیا پھر ایک سے احوال سن آیا اب اس خبر کے لوگ آخرت پر یقین لائے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں۔ ف۳ اصحاب کہف کا دین رب اللہ کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر قائم تھے اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے مگر جو لوگ ان کی خبر پا کر معتقد ہوئے اور اس مکان زیارت جا دیا وہ نصاریٰ تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کر پھر سو رہے۔ ف۴ یعنی ان باتوں میں جھگڑنا کچھ حاصل نہیں رکھتا ابن عباس نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو بن دیکھا نشانہ کہا اور اس کو نہیں کہا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

فَابْعَثُوٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى
اب بھیجو اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کر اپنا اس شہر کو پھر دیکھے کون ستھرا
اب بھیجو اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کر اپنا اس شہر میں پھر دیکھے کونسا کھانا

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝
کھانا سو لاوے تم کو اس میں سے کھانا اور نرمی سے جاوے اور بتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو ف۱
ستھرا ہے سو لائے تمہارے پاس اس میں سے کھانا اور نرمی سے جائے اور جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو ہو

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ
وہ لوگ اگر خبر پاویں تمہاری پتھراؤ کریں تم کو یا لوٹا لیویں تم کو اپنے دین میں اور تب
وہ لوگ اگر خبر پالیں تمہاری پتھروں سے مار ڈالیں تم کو یا لوٹا لیں تم کو اپنے دین میں اور تب تو

تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
بھلا نہ ہو تمہارا کبھی اور اسی طرح خبر کھول دی ہم نے ان کی تا لوگ جانیں کہ وعدہ اللہ کا
بھلا نہ ہو تمہارا کبھی ف۲ اور اسی طرح خبر ظاہر کر دی ہم نے ان کی تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ

حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ
ٹھیک ہے اور وہ گھڑی آنی اس میں دھوکا نہیں جب جھگڑ رہے تھے آپس میں اپنی
کا وعدہ ٹھیک ہے اور قیامت کے آنے میں دھوکہ نہیں جب جھگڑ رہے تھے آپس میں

اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ
بات پر پھر کہنے لگے بناؤ ان پر ایک عمارت ف۳ ان کا رب بہتر جانے ان کو بولے جن کا
اپنی بات پر ف۳ پھر کہنے لگے بناؤ ان پر ایک عمارت ان کا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ جن کا

غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ
کام زبر تھا ہم بنادیں گے ان کے مکان پر عبادت خانہ ف۲ اب کہیں گے وہ تین ہیں
کام غالب تھا ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ ف۴ اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں

رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ
چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بن دیکھے نشانہ پتھر چلانا
چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بدون نشانہ دیکھے پتھر چلانا

وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ
اور یہ بھی کہیں گے وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا کہ میرا رب بہتر جانے ان کی گنتی
ف۵ اور یہ بھی کہیں گے وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی

مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڣ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ
ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو تو مت جھگڑ ان کی بات میں مگر سرسری جھگڑا اور مت تحقیق کر
ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو مت جھگڑ ان کی بات میں مگر سرسری جھگڑا اور مت تحقیق کر

فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝ وَّلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝
ان کا احوال ان میں کسی سے ف۶ اور نہ کہیو کسی کام کو کہ میں یہ کروں گا کل
ان کا حال ان میں کسی سے ف۶ اور نہ کہنا کسی کام کو کہ میں یہ کروں گا کل کو ☆

ف۱ جس طرح اپنی قدرت سے اتنی لمبی نیند سلایا تھا اسی طرح ہر وقت جگا دیا۔ اُٹھ کر آپس میں مذاکرہ کرنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے ہوں گے؟ بعض نے کہا ایک آدھ دن یعنی بہت کم دوسرے بولے کہ اس بے فائدہ بحث میں پڑنے سے کیا فائدہ؟ یہ تو خدا ہی کے علم میں ہے کہ ہم کتنی مدت سوئے۔ اب تم اپنا کام کرو۔ ایک آدمی کو یہ روپیہ دے کر شہر بھیجو کہ وہ کسی دکان سے حلال اور ستھرا کھانا دیکھ کر خرید لائے۔ یہ ضروری ہے کہ کہ جانے والا ہوشیاری سے جائے آئے اور نرمی و تدبیر سے معاملہ کرنا چاہیے کہ کسی شہر والے کو ہمارا پتہ نہ لگے ورنہ بڑی سخت خرابی ہوگی۔ اگر ظالم بادشاہ کو پتہ چل گیا تو ہم کو یا سنگسار کر ڈالے گا یا جبر و اکراہ دین حق سے پھیر کر زبردستی اپنے دین میں لوٹا لے گا۔ العیاذ باللہ! ایسا ہوا تو جو اعلیٰ کامیابی و فلاح ہم چاہتے ہیں وہ کبھی حاصل نہ ہو سکے گی کیونکہ دین حق سے پھر جانا گو بجبر و اکراہ ہو اولو العزم مومنین کا کام نہیں ہو سکتا۔ (تنبیہ) میرے نزدیک یَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ محض تقلیل مدت کے لیے ہے اللہ کرانی طویل مدت بھی ان کو قلیل محسوس ہوئی۔ یہ ہے "مردہ اور سونا برابر ہے"۔ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ کا حرف "او" کے ساتھ استعمال ایسا ہی ہے جیسے سورۂ مومنون میں ہے كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَاۗدِّيْنَ (مومنون رکوع ۶) ف۲ ایک ان میں سے روپیہ لے کر شہر میں داخل ہوا۔ وہاں سب چیز اوپری دیکھی اس مدت میں کئی قرن بدل چکے تھے شہر کے لوگ اس روپیہ کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ سمجھے کہ اس شخص نے کہیں سے پرانا گڑا ہوا مال پایا ہے۔ شدہ شدہ معاملہ بادشاہ وقت تک پہنچا اس نے بڑی نرمی سے طلب کی جس پر چند نام اور پتے لکھے کہ یہ لوگ دعوت نا معلوم طریقہ سے فلاں سنہ میں غائب ہو گئے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ یہ ہی مفقود الخبر جماعت ہے۔ اس وقت شہر میں بعث بعد الموت کے متعلق بڑا جھگڑا ہو رہا تھا کوئی کہتا تھا کہ مرنے کے بعد جینا نہیں کوئی کہتا تھا کہ محض روحانی بعث ہے جسمانی نہیں کوئی معاد روحانی و جسمانی دونوں کا قائل تھا۔ بادشاہ وقت حق پرست اور منصف تھا چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی ایسی نظیر ہاتھ لگے جس سے سمجھانے میں آسانی رہے۔ دعا تنبیہ کو علم ہو اللہ تعالیٰ نے یہ نظیر بھیج دی۔ آخر منکرین آخرت بھی یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھنے کے بعد آخرت پر یقین لائے۔ یہ نظارہ خاص طور پر ان کی طبائع پر اثر انداز ہو سکے کہ حق تعالیٰ نے ہم کو تنبیہ کی ہے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں (تنبیہ) بعض نے اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ کا مطلب یہ لیا کہ حق تعالیٰ نے اصحاب کہف کے حال سے لوگوں کو اس وقت آگاہ کیا جبکہ اصحاب کہف کے متعلق جھگڑ رہے تھے کہ وہ چند نوجوان کہیں دور سے نکلے تھے ایک زمانہ گزر گیا پتہ نہ چلا کہاں گئے ہوں گے؟ کہاں ان کی نسل پھیلی ہوگی؟ اب تک زندہ ہیں تو کہاں ہوتے۔ سب مر گل کر برابر ہو چکے ہوں گے اس مسئلہ میں کوئی کچھ کہتا تھا دوسرا کچھ خیال ظاہر کرتا تھا کہ خود حق تعالیٰ نے حقیقت سے پردہ اٹھا دیا۔ اور سب اختلافات ختم کر دیئے۔ ف۳ یہ پتہ نہیں کہ اس کے بعد اصحاب کہف زندہ رہے یا انتقال کر گئے؟ انتقال ہوا تو کب ہوا؟ زندہ رہے تو کب تک رہے یا کب تک رہیں گے۔ بہرحال اہل شہر نے ان کے عجیب و غریب احوال پر مطلع ہو کر فرط عقیدت سے چاہا کہ اس غار کے پاس کوئی مکان بطور یادگار تعمیر کر دیں جس سے زائرین کو سہولت ہو۔ اس میں اختلاف رائے ہوا ہوگا کہ کس قسم کا مکان بنایا جائے۔ اس اختلاف کی تفاصیل تو خدا ہی کو معلوم ہیں اور یہ بھی اسی کے علم میں ہے کہ یہ تجویز ان کی موت کے بعد ہوئی یا اس سے قبل دوبارہ نیند طاری ہونے کی حالت میں۔ اور لوگوں کو غار تک پہنچ کر ان کی ملاقات میسر ہو سکی یا نہیں۔ تاہم جو بارسوخ اور ذی اقتدار لوگ تھے ان کی رائے یہ قرار پائی کہ غار کے پاس عبادت گاہ تعمیر کر دی جائے اصحاب کہف کی نسبت بجز اس کے کہ پکے موحد اور متقی تھے۔ یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس نبی کی شریعت کے پیرو تھے۔ لیکن جن لوگوں نے معتقد ہو کر وہاں مکان بنایا وہ نصاریٰ تھے۔ ابوحیان نے "بحر محیط" میں اصحاب کہف کا مقام متعین کرنے کے

متعدد اقوال نقل کئے ہیں ...

کوئی نہ کوئی دیکھے بغیر پتھر چلانا ہے۔ ...

ف۶ یعنی اس قسم کی غیر مفید باتوں میں زیادہ جھگڑنا لا حاصل ہے۔ ...

موضح قرآن ف اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی مخالفوں نے یہود کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمانے کو حضرت نے وعدہ کیا کل بتادوں گا اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نہ آئے اٹھارہ دن تک حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لیکر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ اگلی بات وعدہ نہ کر بغیر انشاء اللہ اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کر کہہ لیوے اور فرمایا کہ امید رکھ کہ تیرا رب اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ ہووے۔ ف جتنی مدت سو کر رہ گئے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جو اللہ بتاوے۔ یہاں تک قصہ ہو چکا۔ ف ایک کافر حضرت کو سمجھانے لگا کہ اپنے پاس ردالوں کو نہ بیٹھنے دو کہ سردار تم پاس بیٹھیں، رذالا کہا غریب مسلمان کو اور سردار دولتمند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۳۸۳ قائل کا ہونا اور نا فواثبتنا دونا الا سے اس کے سوا کم از کم تین قائلین کا پھر دوسرے قالوا ربکم اعلم لاسنے اُن کے علاوہ تین اور قائلین کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی طرح کم از کم سات آدمی ہونے چاہئیں۔ کتا ان کے علاوہ رہا۔

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِ

مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کرلے اپنے رب کو جب بھول جاوے اور کہہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو

مگر یہ کہ اللہ چاہے اور یاد کرلے اپنے رب کو جب بھول جائے اور کہہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو

رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ

سجھادے اس سے نزدیک راہ نیکی کی ف اور مدت گذری ان پر اپنی کھوہ میں تین سو

دکھلادے اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی ف اور مدت گذری ان پر اپنی کھوہ میں تین سو

سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۝ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ

برس اور اوپر سے نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے اسی پاس ہیں چھپے بھید

برس اور ان کے اوپر نو ف تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گذری اسی کے پاس ہیں چھپے بھید

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ

آسمان اور زمین کے عجب دیکھتا سنتا ہے کوئی نہیں بندوں پر اس کے سوا

آسمان اور زمین کے کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے ف کوئی نہیں بندوں پر اس کے سوائے

وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ

مختار اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو ف اور پڑھ جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے

مختار اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو ف اور پڑھ جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے

كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝

رب کی کتاب سے کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتیں اور کہیں نہ پاوے گا تو اس کے سوا چھپنے کو جگہ

رب کی کتاب سے کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتیں اور کہیں نہ پاوے گا تو اس کے سوائے چھپنے کو جگہ ف

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

اور تھام رکھ آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام

اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام

يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ

طالب ہیں اس کے منہ کے اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق دنیا کی زندگی

طالب ہیں اس کے منہ کے ف اور نہ دوڑیں تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی

الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ

کی اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے لگا ہے اپنی چاؤ کے

دنیا کی ف اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خوشی کے

وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ

اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا ف اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے

اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا ف اور کہہ سچی بات ہے تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے

وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ

اور جو کوئی چاہے نہ مانے ہم نے رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ جو گھیر رہی ہیں ان کو

اور جو کوئی چاہے نہ مانے ہم نے تیار کر رکھی ہے گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو

منزل ۴

فوائد صفحہ ہذا ف اصحاب کہف کا قصہ تاریخی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا، ہر کسی کو کیا خبر ہو سکتی، مشرکین نے یہود کے سکھلانے سے حضرت سے پوچھا مقصود آپ کی آزمائش تھی حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتادوں گا اس بھروسہ پر کہ جبرئیل آئیں گے تو دریافت کر دوں گا۔ جبرئیل پندرہ دن تک نہ آئے۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے، مشرکین نے ہنسنا شروع کیا۔ آخر یہ قصہ لیکر آئے اور پیچھے نصیحت کی کہ آئندہ کی بات کے متعلق بغیر انشاء اللہ کے وعدہ نہ کرنا چاہیے۔ اگر ایک وقت بھول جائے تو پھر یاد کر کے کہہ لے۔ اور فرمایا کہ امید رکھ کہ تیرا رب اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے (موضح القرآن) یا اصحاب کہف کے واقعہ سے زیادہ عجیب طور پر آپ کی حفاظت فرمائے اور کامیاب کرے جیسا کہ غار ثور کے قصہ میں ہوا۔ یا واقعہ کہف سے زیادہ عجیب واقعات دلائل آپ کی زبان سے بیان کرائے۔ ف یعنی شمسی حساب سے پورے تین سو سال کھوہ میں سوتے رہے اور قمری حساب سے نو سال زیادہ ہوئے (یعنی اور دونوں کی کسر محسوب نہیں کی گئی) یا تین سو سال کے بعد ممکن ہے تھوڑے چند ساعت جاگے ہوں پھر سو گئے اور نو سال تک سوتے رہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ تین سو نو سال جاگنے کے بعد سے عہد نبوی صلعم تک کی مدت بیان فرمائی یعنی لوگوں سے مل ملا کر پھر سو رہے جس کو آپ کے زمانہ تک اتنا عرصہ گذرا واللہ اعلم (لطیفہ) ہمارے زمانہ میں صوبہ کشوان میں ایک شخص دو سو بارہ سال کی عمر رکھتا ہے، جو تیسویں شادی ابھی حال میں کی ہے۔ ف جتنی مدت سو کر رہ گئے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی ہے جو اللہ بتائے آسمان و زمین کے تمام پوشیدہ راز اسی کے علم میں ہیں۔ کوئی چیز اس کی آنکھ سے اوجھل نہیں۔ ف یعنی جس طرح اس کا علم محیط ہے اس کی قدرت و اختیار بھی سب پر حاوی ہے۔ جیسے غیوب سموات و ارض کے علم میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اختیارات و قدرت میں بھی کوئی سہیم و شریک نہیں ہو سکتا۔ ف پہلے اصحاب کہف کے قصہ پر فرمایا تھا "فلا تمار فیہم الا مراء ظاہرا ولا تستفت فیہم منہم احدا" مطلب یہ ہے کہ بیکار چیزوں میں زیادہ الجھنے اور کاوش کرنے کی ضرورت نہیں آپ اپنے فرض منصبی کی انجام دہی میں مشغول رہیے یعنی جو جامع و مانع اور کافی و شافی کتاب تیرے رب نے مرحمت فرمائی اسے پڑھ کر سناتے رہیے، خدا نے جو باتیں اس میں سنائیں اور وعدے کیے کوئی طاقت نہیں جو انہیں بدل یا ٹال سکے یا غلط ثابت کر سکے۔ اگر کوئی ان باتوں کو بدلنے کے درپے ہوگا یا اس کتاب کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرے گا وہ خوب سمجھ لے کہ خدا کے مجرم کے لیے کہیں پناہ نہیں۔ ہاں وفاداروں کو پناہ دینے کے لیے اس کی رحمت وسیع ہے۔ دیکھ لو "اصحاب کہف" کو جو خدا کی باتوں پر جمے رہے کیسی اچھی جگہ اپنے فضل سے عنایت فرمائی۔ ف یعنی اس کے دیدار اور خوشنودی حاصل کرنے کے شوق میں نہایت اخلاص کے ساتھ صبح و شام عبادت میں مشغول رہتے ہیں مثلاً ذکر کرتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔ حلال و حرام میں تمیز کرتے ہیں خالق و مخلوق دونوں کے حقوق پہچانتے ہیں، گو دنیوی حیثیت سے معزز اور مالدار نہیں۔ جیسے صحابہ میں اس وقت عمار، صہیب، بلال، ابن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ایسے مومنین مخلصین کو اپنی صحبت و مجالست سے مستفید کرتے رہیے۔ اور کسی کے کہنے سننے پر ان کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے۔ ف یعنی ان غریب شکستہ حال مخلصین کو چھوڑ کر موٹے موٹے متکبر دنیاداروں کی طرف اس غرض سے نظر نہ اٹھائیے کہ ان کے مسلمان ہو جانے سے دین اسلام کو بڑی رونق ہوگی۔ اسلام کی اصلی عزت و رونق مادی خوشحالی اور چاندی سونے کے سکوں سے نہیں مضبوط ایمان و تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی خوش اخلاقی سے ہے دنیا کی ٹیپ ٹاپ محض زائل اور سایہ کی طرح ڈھلنے والی ہے حقیقی دولت تقویٰ اور تعلق مع اللہ کی ہے جسے نہ شکست ہے نہ زوال چنانچہ اصحاب کہف کے واقعہ میں خدا کو یاد کرنے والوں اور دنیا کے طالبوں کا انجام معلوم ہو چکا۔ ف یعنی جن کے دل دنیا کے نشہ میں مست ہو کر خدا کی یاد سے غافل اور ہر وقت نفس کی خوشی اور خواہش کی پیروی میں مشغول رہتے ہیں، خدا کی اطاعت میں پیچھے اور ہوا پرستی میں آگے رہنا ان کا شیوہ ہے، ایسے بدمست غافلوں کی بات پر آپ کان نہ دھریں خواہ وہ بظاہر کیسے ہی دولتمند اور جاہ و ثروت والے ہوں۔ روایات میں ہے کہ بعض صنادید قریش نے آپ سے کہا کہ ان رذیلوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیجئے تاکہ ہم سردار آپ کے پاس بیٹھ سکیں، رذیل کہا غریب مسلمانوں کو اور سردار دولتمند کافروں کو ممکن ہے آپ کے قلب مبارک میں یہ خیال گذرا ہو کہ ان غرباء کو تھوڑی دیر علیحدہ کر دینے میں کیا مضائقہ ہے، وہ تو پکے مسلمان ہیں مصلحت پر نظر کر کے رنجیدہ نہ ہوں گے اور یہ دولتمند اس صورت میں اسلام قبول کر لیں گے۔ اس پر یہ آیت اتری کہ آپ ہرگز ان متکبرین کا کہنا نہ مانئے کیونکہ یہ بیہودہ فرمائش ہی ظاہر کرتی ہے کہ ان میں حقیقی ایمان کا رنگ قبول کرنے کی استعداد نہیں پھر محض موہوم فائدہ کی خاطر مخلصین کا احترام کیوں نظر انداز کیا جائے۔ نیز امیروں اور غریبوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے سے احتمال ہے کہ عام لوگوں کے قلوب میں پیغمبر کی طرف سے معاذ اللہ نفرت اور بدگمانی پیدا ہو جائے جس کا ضرر اس ضرر سے کہیں زائد ہوگا جو ان چند متکبرین کے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں تصور کیا جا سکتا ہے۔ ف یعنی خدا کی طرف سے سچی باتیں سنا دی گئیں کسی کے ماننے نہ ماننے کی آپ کچھ پروا نہیں۔ جو کچھ نفع نقصان ہوگا صرف ان کا ہوگا۔ ماننے اور نہ ماننے والے دونوں اپنا اپنا انجام ... دہاں محض دنیا کا تمول کام نہ دے گا، بلکہ جو یہاں شکستہ حال ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو منع ہے بہشت . بس جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے . ف اگلے زمانے میں ایک شخص مال دار مر گیا دو بیٹے رہے برابر مال بانٹ لیا ایک نے زمین خرید کی دو طرف میوے کے باغ نکلے بیچ میں کھیتی اور ندی کاٹ لاکر اُن میں ڈالی کہ مینہ نہ ہو تو بھی نقصان نہ آوے اور عمدہ گھر بیاہ کیا، اولاد ہوئی اور نوکر ایک تدبیر دنیا درست کر کر آسودہ گذران کرنے لگا دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا آپ قناعت سے بیٹھ رہا . ف مال تو اللہ کی نعمت تھی پر اترانے سے اور کفر بکنے سے آفت آئی ——————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۳۸۴ حال تھے . بہت سے وہاں عیش و آرام میں ہوں گے .

سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ
اُس کی قناتیں اور اگر فریاد کریں گے تو ملے گا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے منہ کو
اس کی قناتیں ف اور اگر فریاد کریں گے تو ملے گا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے منہ کو

بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
کیا بُرا پینا ہے اور کیا بُرا آرام بے شک جو لوگ یقین لائے اور کیں
کیا بُرا پینا ہے اور کیا بُرا آرام ف بے شک جو لوگ یقین لائے اور کیں

الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
نیکیاں ہم نہیں کھوتے نیگ اُس کا جس نے بھلا کیا کام ایسوں کے
نیکیاں ہم نہیں کھوتے بدلہ اس کا جس نے بھلا کیا کام ف ایسوں کے واسطے

جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ
باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں پہناتے ہیں اُن کو وہاں کچھ کنگن
باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں پہنائے جائیں گے اُن کو وہاں کنگن

مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ
سونے کے اور پہنتے ہیں کپڑے سبز پتلے اور گاڑھے ریشم کے
سونے کے ف اور پہنیں گے کپڑے سبز باریک اور گاڑھے ریشم کے ف

مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٣١﴾
لگے بیٹھے ہیں اُن میں تختوں پر کیا خوب بدلا ہے اور کیا خوب آرام ف
تکیہ لگائے ہوئے اُن میں تختوں پر کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام ف

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ
اور بتا اُن کو کہاوت دو مردوں کی بنا دیے ہم نے ایک کو اُن کے دو باغ
اور بتلا اُن کو مثل دو مردوں کی ف کر دیئے ہم نے اُن میں سے ایک کے لئے دو باغ

أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿٣٢﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
انگور کے اور گرد اُن کے کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی ف دونوں باغ
انگور کے اور گرد اُن کے کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی ف دونوں باغ

آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿٣٣﴾ وَكَانَ
لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہ گھٹاتے اُس میں سے کچھ اور بہائی ہم نے اُن دونوں کے بیچ نہر اور
لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہیں گھٹاتے اس میں سے کچھ ف اور بہا دی ہم نے اُن دونوں کے بیچ نہر ف اور تھا

لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا
اس کو پھل ملا . پھر بولا اپنے دوسرے سے جب باتیں کرنے لگا اس سے مجھ پاس زیادہ ہے تجھ سے مال
اس کو پھل ف پھر بولا اپنے ساتھی سے جب باتیں کرنے لگا اُس سے میرے پاس زیادہ ہے تجھ سے مال

وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿٣٤﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ
اور آبرو کے لوگ ف اور گیا اپنے باغ میں اور وہ بُرا کر رہا تھا اپنی جان پر . بولا نہیں آتا مجھ کو خیال
اور آبرو کے لوگ ف اور گیا اپنے باغ میں اور وہ بُرا کر رہا تھا اپنی جان پر ف بولا نہیں آتا مجھ کو خیال

فوائد صفحہ ہٰذا ف وہ قناتیں بھی آگ کی ہوں گی . ف یعنی گرمی کی شدت سے پیاس لگے گی تو العطش پکاریں گے . تب تیل کی تلچھٹ یا پیپ کی طرح کا پانی دیا جائے گا . جو سخت حرارت اور تیزی کی وجہ سے منہ کو بھون ڈالے گا . ف یعنی ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی گم نہ ہوگی . پورا بدلہ دیا جائے گا . ف تاکہ دکھلا دیا جائے کہ اصلی اور دائمی دولتمند کون لوگ ہیں . کنگن یا ریشمی کپڑوں اور اسی طرح جنت کی تمام نعمتوں کی خاص کیفیت کو ہم دنیا میں نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ہماری محسوسات میں اُس موطن کی کوئی پوری مثال موجود نہیں . ف شاید ابرا باریک ریشم کا اور استر دبیز ریشم کا ہو . کما یفہم من قولہ تعالیٰ "بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ" (رحمٰن رکوع ۳) یا دونوں قسمیں الگ الگ استعمال کی جائیں . واللہ اعلم

موضح القرآن میں ہے " حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو منع ہے . بہشت میں . جو کوئی یہاں یہ چیزیں پہنے وہاں نہ پہنے گا . ف یعنی مسہریوں پر تکیہ مسند لگائے نہایت عزت و آرام سے بیٹھے ہوں گے . ف یہ کافر غنی اور مومن فقیر کی مثال بیان فرمائی جس کے ضمن میں دنیا کی بے ثباتی کفر و تکبر کی بدانجامی اور ایمان و تقویٰ کی مقبولیت پر متنبہ کرنا ہے . یہ دو شخص جن کی مثال بیان ہوئی واقعی موجود تھے ؟ یا محض تفہیم کے لئے مثال فرض کر لی گئی ؟ علماء کے اس میں دونوں قول ہیں اور تمثیل کا فائدہ بہرحال حاصل ہے . ف یعنی باغوں کے گرد باڑھ کھجور کی لگائی اور دونوں باغوں کے درمیان میں زمین چھوڑی جس میں زراعت ہوتی تھی تاکہ غلے اور پھل دونوں اور فواکہ سب تیار لیں . ف یعنی یہ نہیں کہ ایک باغ پھلا دوسرا نہ پھلا . یا ایک درخت زیادہ آیا دوسرا کم . ف یعنی باغوں کے درمیان نہر کا پانی قرینہ سے پھر رہا تھا کہ منظر فرحت بخش رہے اور بارش نہ ہو تب بھی باغ وغیرہ خشکی سے خراب نہ ہونے پائے . ف یعنی جو خرچ کیا یا کمائی کی اُس کا پھل خوب ملا . اور ہر قسم کے سامان عیش در فاہیت جمع ہو گئے نکاح کیا تو اُس کا پھل بھی اچھا پایا اولاد کثرت سے ہوئی . ف یعنی مال و دولت اور جتھا میرے پاس تجھ سے کہیں زائد ہے . اگر میں مشرکانہ اطوار اختیار کرنے میں باطل پر ہوتا تو اس قدر آسائش اور فراخی کیوں ملتی . اُس کے مشرک ہونے کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ آفت آنے کے بعد پچھتا کر کہتا تھا "يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا" معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا غریب ساتھی جو پکا موحد تھا شرک کے باطل ہونے کا اظہار اور شرک سے "تائب ہونے" کی نصیحت کر رہا ہوگا . جس کے جواب میں یہ کہا کہ میں تجھ سے مال میں جتھے میں ، ہر چیز میں زیادہ ہوں کس طرح یقین کر لوں کہ میں باطل پر ہوں اور تجھ جیسا مفلس قلاش حق پر ہو ف یعنی شرک میں مبتلا تھا . بغرور و تکبر کا نشہ دماغ میں بھرا ہوا تھا . دوسروں کو حقیر جانتا تھا اور خدا کے قدرت و جبروت پر نظر نہ تھی . نہ یہ سمجھتا تھا کہ آگے کیا انجام ہونے والا ہے . بس یہی باغ اس کی جنت تھی جن کو آپ خیر سے ابدی سمجھتے تھے .

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف منکر لوگ جانتے ہیں کہ جیسے دنیا میں عیش کرتے ہیں گناہوں کے ساتھ وہی بات ہوگی آخرت میں سو ہرگز ہونا نہیں۔ ف رسول نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے گھر بار میں آسودگی نظر آوے تو یہ لفظ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہ نوک نہ لگے۔ ف آخر اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہو گیا مال خرچ کیا پونجی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

أَنْ تَبِيدَ هٰذِهٖٓ أَبَدًا ۝ وَّمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ

کہ خراب ہو یہ باغ کبھی اور نہیں خیال کرتا ہوں کہ قیامت ہونے والی ہے اور اگر

کہ خراب ہووے یہ باغ کبھی ف اور نہیں خیال کرتا ہوں میں قیامت ہونے والی ہے اور اگر بھی

رُّدِدْتُّ إِلٰى رَبِّيْ لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝ قَالَ لَهٗ

کبھی پہنچایا جاؤں میرے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے اس طرف پہنچ کر ف کہا اس کو

پہنچا دیا گیا میں اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر ف کہا اس کو

صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ أَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ

دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس شخص سے جس نے بنایا تجھ کو مٹی سے

دوسرے نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو مٹی سے

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ أُشْرِكُ

پھر بوند سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد پھر میں تو کہوں وہی اللہ ہے میرا رب اور نہ مانوں ساجھی

پھر قطرہ سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد ف پھر میں تو یہی کہتا ہوں وہی اللہ ہے میرا رب اور نہیں بناتا

بِرَبِّيْٓ أَحَدًا ۝ وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا

اپنے رب کا کسی کو اور کیوں نہ جب تو آیا تھا اپنے باغ میں کہا ہوتا جو چاہا اللہ کا

شریک اپنے رب کا کسی کو ف اور جب تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہو

قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۚ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى

کچھ زور نہیں مگر دیا اللہ کا اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں تو امید ہے

طاقت نہیں مگر جو دے اللہ ف اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں تو امید ہے

رَبِّيْٓ أَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا

کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور بھیج دے اس پر ایک بھبھوکا

کہ میرا رب دلوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر ف اور بھیج دے اس تیرے پر کوئی ایک بھبھوکا

مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ أَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ

آسمان سے پھر صبح کو رہ جاوے میدان چٹیل یا صبح کو ہو رہے اس کا پانی خشک پھر نہ سکے تو کہ

آسمان سے پھر صبح کو رہ جائے میدان صاف ف یا صبح کو ہو رہے اس کا پانی خشک پھر نہ لا سکے تو

لَهٗ طَلَبًا ۝ وَأُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ أَنْفَقَ

اس کو ڈھونڈ لاوے ف اور سمیٹ لیا اس کا سارا پھل پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ نچاتا اس مال پر جو اس میں لگایا

اس کو ڈھونڈ کر ف اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ نچاتا ف اس مال پر جو اس میں

فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ

تھا اور وہ ڈھیا پڑا تھا اپنی چھتریوں پر اور کہنے لگا کیا خوب تھا اگر میں ساجھی نہ بناتا اپنے رب کا

لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریوں پر ف اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے

أَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ

کسی کو ف اور نہ ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کو اللہ کے سوا اور نہ ہوا وہ

رب کا کسی کو ف اور نہ ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی اللہ کے سوائے اور نہ ہوا وہ کہ

منزل ۴

ف یعنی اب تو آرام سے گذرتی ہے۔ اور میں نے سب انتظامات ایسے مکمل کر لئے ہیں کہ میری زندگی تک ان باغوں کے تباہ ہونے کا بظاہر کوئی کھٹکا نہیں۔ رہا بعد الموت کا قصہ، سو اول تو مجھے یقین نہیں کہ مرنے کے بعد ہڈیوں کے ریزوں کو دوبارہ زندگی ملے گی؟ اور ہم خدا کے سامنے پیش کئے جائیں گے لیکن اگر ایسا ہوا تو یقیناً مجھے یہاں سے بہتر سامان وہاں ملنا چاہیے اگر ہماری حرکات خدا کو ناپسند ہوتیں تو دنیا میں اتنی کشائش کیوں دیتا۔ گویا یہاں کی فراخی علامت ہے کہ وہاں بھی ہم عیش اڑائیں گے۔ ف یعنی جس خدا نے تیری اصل (آدم علیہ السلام) کو بے جان مٹی سے، پھر تجھ کو زمینی پیداوار کے خلاصہ اور ایک قطرہ ناچیز سے پیدا کر کے زندگی بخشی اور جسمانی و روحانی قوتیں دے کر ہٹا کٹا مرد بنایا، کیا تجھے انکار ہے کہ وہ تیرے مرنے پیچھے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ یا دی ہوئی نعمت چھین نہیں سکتا؟ میرا تو یہ عقیدہ نہیں۔ بلکہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ تنہا ہمارا رب ہے۔ اس کی خدائی میں کوئی حصہ دار نہیں۔ پھر بھلا اس کے حکم و اختیار کے سامنے کون دم مار سکتا ہے۔ ف یعنی مال تو اللہ کی نعمت ہے۔ پر اترانے اور کفر بکنے سے آفت آتی ہے۔ چاہیے تھا کہ باغ میں داخل ہوتے وقت "مَآ أَظُنُّ أَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ أَبَدًا" کی جگہ "مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کہتا یعنی خدا جو چاہے عطا فرمائے، ہم میں جو کچھ زور و قوت ہے اسی کی امداد و اعانت سے ہے۔ وہ چاہے تو ایک دم میں سلب کر لے روایات میں ہے کہ جب آدمی کو اپنے گھر بار میں آسودگی نظر آئے تو یہ ہی لفظ کہے۔ "مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" ف دنیا میں یا آخرت میں ف یعنی ایک گرم بگولا اٹھے یا اور کوئی آفت سماوی نازل ہو جو تیرے تکبر و تجبر کی سزا میں باغ کو تہس نہس کر کے صاف چٹیل میدان بنادے۔ یا نہر کا پانی خشک ہو کر رہ جائے۔ پھر باوجود کوشش کے جاری نہ ہو۔ ف یعنی کف افسوس ملتا رہ گیا۔ ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "آخر اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس مرد نیک کی زبان سے نکلا تھا۔ رات کو آفت سماوی آگ کی صورت میں آئی، سب جل کر ڈھیر ہو گیا۔ مال خرچ کیا تھا پونجی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔ ف مگر اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ اور یہ افسوس و ندامت بھی خدا سے ڈر کر نہیں، محض دنیوی ضرر پہنچنے کی بنا پر تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی جب چاہے پھر جلاوے۔ ف۴ رہنے والی نیکیاں یہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے۔ ف۵
یہ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کو فرماوے گا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان نہ رہے گا نقشہ بھی نہ رہے گا۔ ف۶ رب جو کرے سو ظلم نہیں سب اسی کا مال ہے پر ظاہر میں جو ظلم نظر آوے وہ بھی
نہیں کرتا بے گناہ دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو بات نہیں اپنے دل سے پوچھے جب گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بھی
اسی نے دیا سو قصد دو طرف لگ سکتا ہے۔ اور وہ کہے اسی نے ایک طرف لگا دیا سو بندے کی دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پر بندہ بھی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ
نہ کہے گا کہ اس کا کیا قصور اللہ نے کرا______________ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

مُّنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ
کر بدلا لے سکے وہاں سب اختیار ہے اللہ سچے کا اسی کا انعام بہتر ہے اور اسی کا دیا
خود بدلہ لے سکے ف۱ یہاں سب اختیار ہے اللہ سچے کا اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے

عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ
بدلا اور بتا ان کو کہاوت دنیا کی زندگی کی جیسے پانی اتارا ہم نے
اسی کا دیا ہوا بدلہ ف۲ اور بتلا دے ان کو مثل دنیا کی زندگی کی جیسے پانی اتارا ہم نے

۱۴ رکوع ۶

السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ
آسمان سے پھر مل جل کر نکلا اس سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو رہا چورا باد میں اڑتا
آسمان سے پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چورا چورا ہوا میں اڑتا ہوا ف۳

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ
اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت ف۴ مال اور بیٹے رونق ہیں
اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت ف۵ مال اور بیٹے رونق ہیں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ
دنیا کے جیتے اور رہنے والی نیکیوں پر بہتر ہے تیرے رب کے ہاں بدلا اور بہتر ہے
دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکیوں کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلا اور بہتر ہے

اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ
توقع ف۵ اور جس دن ہم چلا دیں پہاڑ اور تو دیکھے زمین کو کھل گئی اور گھیر بلا دیں ان کو
توقع ف۶ اور جس دن ہم چلائیں پہاڑ اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی ف۷ اور گھیر بلائیں ہم ان کو

فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
پھر نہ چھوڑیں ان میں ایک کو اور سامنے لائے تیرے رب کے قطار کر کر آ پہنچے تم ہمارے پاس
پھر نہ چھوڑیں ان میں سے ایک کو ف۸ اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر آ پہنچے تم ہمارے پاس

كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾
جیسے ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم بتاتے تھے کہ نہ ٹھہراویں گے ہم تمہارا کوئی وعدہ ف۶ اور
جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو کہتے تھے کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ ف۹ اور

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ
رکھا جاوے گا کاغذ پھر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہیں اس کے بیچ کے لکھے سے اور کہتے ہیں
رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے ف۱۰ اور کہتے ہیں

يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ
اے خرابی کیسا ہے یہ لکھا نہ چھوڑی چھوٹی بات نہ بڑی بات جو اس میں نہیں گھیری
ہائے خرابی کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوڑی اس نے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات جو اس میں نہیں گئی

۱۸ رکوع ۶

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا
اور پاویں گے جو کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر ف۷ اور جب کہا ہم نے
اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے ف۱۱ اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر ف۱۲ اور جب کہا ہم نے

ف۱ یعنی جنھیں کام آیا، نہ اولاد، نہ فرضی معبود جنھیں خدائی کا شریک ٹھہرا رکھا تھا اور نہ خود اپنی ذات میں اتنی طاقت تھی کہ خدا کے عذاب کو روک دیتا یا بدلہ لے سکتا۔ ف۲ یعنی جس عمل کا جو بدلہ کسی کو دے وہ ہی ٹھیک ہے۔ یہاں اور وہاں ہر جگہ اختیار اسی کا چلتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کے فیصلہ میں دخل دے سکے۔ ف۳ یعنی دنیا کی عارضی بہار اور فانی و سریع الزوال ترو تازگی کی مثال ایسی سمجھو کہ خشک اور مردہ زمین پر بارش کا پانی پڑا تو وہ یک بیک جی اٹھی، گنجان درخت اور مختلف اجزاء سے رلا ملا سبزہ نکل آیا۔ لہلہاتی کھیتی آنکھوں کو بھلی معلوم ہونے لگی، مگر چند روز ہی گذرے کہ زرد ہو کر سوکھنا شروع ہو گئی۔ آخر ایک وقت آیا کہ کاٹ چھانٹ کر برابر کر دی گئی۔ پھر ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اڑائی گئی۔ یہ ہی حال دنیا کے دیدہ زیب و دلفریب بناؤ سنگار کا سمجھو۔ چند روز کے لئے خوب ہری بھری نظر آتی ہے۔ آخر میں چورہ ہو کر ہوا میں اڑ جائے گی۔ اور کٹ چھٹ کر سب میدان صاف ہو جائے گا جیسا کہ آگے "وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً" میں اشارہ کیا ہے۔ ف۴ یعنی جب چاہے پھر جلاوے (موضح القرآن) یا یہ کہ اگانا اور چورا کر کے اڑا دینا سب اسی کے دست قدرت میں ہے۔ ف۵ یعنی مرنے کے بعد مال، اولاد وغیرہ کام نہیں آتے صرف وہ نیکیاں کام آتی ہیں جن کا اثر یا ثواب آئندہ باقی رہنے والا ہو۔ حدیث میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" ان کلمات کو باقیات صالحات فرمایا۔ یہ محض مثال کے طور پر ہے۔ ورنہ تمام اعمال حسنہ اس میں داخل ہیں۔ موضح القرآن میں ہے "رہنے والی نیکیاں یہ کہ علم سکھا جائے جو جاری رہے۔ یا کوئی نیک رسم چلا جائے یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جائے یا اولاد کو تربیت کر کے صالح چھوڑ جائے" اسی قسم کے کام ہیں جن پر خدا کے ہاں بہترین بدلہ مل سکتا ہے اور انسان عمدہ توقعات قائم کر سکتا ہے۔ دنیا کی فانی و زائل خوش حالی پر لمبی چوڑی امیدیں باندھنا عقلمندی نہیں۔ ف۶ یعنی جب قیامت آئے گی پہاڑ جیسی سخت مخلوق بھی اپنی جگہ سے چلائی جائے گی تاکہ اس کی بھاری بھاری چٹانیں دُھنی ہوئی اون کی طرح فضا میں اڑتی پھریں گی۔ سو فرض زمین کے سارے ابھار مٹ مٹا کر سطح ہموار اور کھلی ہوئی رہ جائے گی۔ ف۷ یعنی کوئی شخص خدائی عدالت سے غیر حاضر نہ ہو سکے گا۔ ف۸ منکرین بعث کو تقریعاً و توبیخاً کے طور پر یہ کہا جائے گا کہ تم تو قیامت وغیرہ کو محض ڈھکوسلہ سمجھتے تھے۔ آج سب جتھا اور اثاثہ چھوڑ کر ننگ دھڑنگ کہاں آ پہنچے۔ اور "جیسا بنایا تھا پہلی بار" میں یہ بھی داخل ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان وغیرہ نہ رہے گا۔ حدیث میں ہے کہ محشر میں کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی امت محمدیہ کی ہیں۔ ف۹ یعنی اعمال نامہ ہر ایک کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس میں اپنے گناہوں کی فہرست پڑھ کر مجرم خوف کھائیں گے کہ دیکھئے آج کیسی سزا ملتی ہے۔ ف۱۰ یعنی ذرہ ذرہ عمل آنکھوں کے سامنے ہوگا اور ہر ایک چھوٹی بڑی بلکہ اعمال نامہ میں مندرج پائیں گے۔ ف۱۱ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں ظلم کا بایں معنی تو امکان ہی نہیں کہ وہ غیر کی ملک میں تصرف کرے کیونکہ تمام خلق اسی کی ملک ہے۔ لیکن ظاہر میں جو ظلم نظر آئے اور بے موقع کام سمجھا جائے، وہ بھی نہیں کرتا۔ نہ کسی کو بے قصور پکڑتا ہے نہ کسی کی ادنیٰ نیکی کو ضائع ہونے دیتا ہے۔ بلکہ اپنی حکمت بالغہ سے نیکی و بدی کے ہر ایک درخت پر وہ ہی پھل لگاتا ہے جو اس کی طبیعت و نوعیت کا اقتضاء ہو۔ "گندم از گندم بروید جو ز جو، از مکافات عمل غافل مشو" کفر و ایمان اور طاعت و معصیت میں خالق الکل نے اسی طرح کے علیحدہ علیحدہ خواص و تاثیرات رکھدی ہیں۔ جیسے زہر اور تریاق میں۔ آخرت میں پہنچ کر یہ تمام خواص و آثار علانیہ ظاہر ہو جائیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ کے بدلے شیطانوں کو پکڑتے ہیں اور جتنے بُت پوجے جاتے ہیں اس کی اولاد ہیں۔ ف۲ یعنی خندق آگ سے بھری۔ ف۳ یعنی کچھ اور انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ راجح یہ ہی ہے کہ ابلیس نوع جن سے تھا، عبادت میں ترقی کر کے گروہ ملائکہ میں شامل ہو گیا۔ اسی لئے فرشتوں کو جو حکم سجود ہوا اُس کو بھی ہوا۔ اُس وقت اس کی اصلی طبیعت رنگ لائی، تکبر کر کے خدا تعالیٰ کی فرماں برداری سے بھاگ نکلا، آدم کے سامنے سر جھکانے میں کسر شان سمجھی۔ تعجب ہے آج آدم کی اولاد اپنے رب کی جگہ اسی دشمن ازلی اور اس کی اولاد و اتباع کو اپنا رفیق و خیرخواہ اور مددگار بنانا چاہتی ہے۔ اس سے بڑھ کر بے انصافی اور ظلم کیا ہو گا۔ یہ قصہ پہلے کئی جگہ مفصل گذر چکا ہے۔ یہاں اس پر متنبہ کرنے کے لئے لائے ہیں کہ دنیائے فانی کی ٹیپ ٹاپ پر مغرور ہو کر آخرت سے غافل ہو جانا شیطان کی تحریک و تسویل سے ہے۔ چاہتا ہے کہ ہم اپنے اصلی و آبائی وطن (جنت) میں واپس نہ جائیں۔ اُس کا مطمح نظر یہ ہے کہ دوست بن کر ہم سے پرانی دشمنی نکالے۔ آدمی کو لازم ہے کہ ایسے چالاک دشمن سے ہشیار رہے۔ جو لوگ دنیوی متاع پر مغرور ہو کر ضعفاء کو حقیر سمجھتے اور اپنے کو بہت لمبا کھینچتے ہیں، وہ تکبر و تفاخر میں شیطان لعین کی راہ پر چل رہے ہیں۔ (تنبیہ) ابن کثیرؒ نے بعض روایات نقل کر کے جن میں ابلیس کی اصل نوع ملائکہ میں سے بتلائی گئی ہے، لکھا ہے کہ ان روایات کا غالب حصہ اسرائیلیات میں سے ہے جنہیں بہت نظر و فکر کے بعد احتیاط کے ساتھ قبول کرنا چاہیے اور ان میں کی بعض چیزیں تو یقیناً جھوٹ ہیں۔ کیونکہ قرآن اُن کی صاف تکذیب کرتا ہے۔ آگے ابن کثیرؒ نے بہت وزن دار الفاظ میں اسرائیلیات کے متعلق جو کچھ کلام کیا ہے، دیکھنے اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ یہاں بخوف تطویل ہم درج نہیں کر سکتے۔ ف۲ یعنی زمین و آسمان پیدا کرتے وقت ہم نے ان شیاطین کو بلایا نہ تھا کہ ذرا آ کر دیکھ جائیں۔ ٹھیک بنا ہے یا کچھ اونچ نیچ رہ گئی۔ غرض نہ ان سے تکوین و ایجاد عالم میں کچھ مشورہ لیا گیا، نہ مدد طلب کی گئی، بلکہ زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت تو سرے سے یہ موجود ہی نہ تھے۔ خود ان کو پیدا کرتے وقت بھی انہیں پوچھا گیا کہ تمہیں کیسا بنایا جائے۔ یا تمہارے دوسرے ہم جنسوں کو کس طرح پیدا کروں ذرا آ کر میری مدد کرو۔ اور بالفرض محال مدد بھی لیتا اور قوت بازو بھی بناتا تو کیا ان بدبخت اشقیاء کو؟ جنہیں جانتا ہوں کہ لوگوں کو میری راہ سے بہکانے والے ہیں۔ پھر خدا جانے آدمیوں نے ان کو خدائی کا درجہ کیسے دے دیا اور اپنے رب کو چھوڑ کر انھیں کیوں رفیق و مددگار بنانے لگے؟ سبحانہ وتعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔ ف۳ یعنی جن کو میرا شریک بنا رکھا تھا، بلاؤ تا اس مصیبت کے وقت تمہاری مدد کریں۔ ف۴ اُس وقت رفاقت اور دوستی کی ساری قلعی کھل جائے گی ایک دوسرے کے نزدیک بھی نہ جا سکیں گے۔ سامنے آنا تو درکنار دونوں کے بیچ میں عظیم و وسیع خندق آگ کی حائل ہو گی۔ (اعاذنا اللہ منہا)۔ ف۵ یعنی شروع شروع میں شاید کچھ رہائی کی اُمید ہو گی لیکن جہنم کو دیکھتے ہی یقین ہو جائے گا کہ اب اس میں گرنا ہے اور فرار کا کوئی راستہ نہیں۔ ف۶ یعنی قرآن کریم کس طرح مختلف عنوانات اور قسم قسم کی دلائل و امثلہ سے پتے کی باتیں سمجھاتا ہے۔ مگر انسان کچھ ایسا جھگڑالو واقع ہوا ہے کہ صاف اور سیدھی باتوں میں بھی کٹ حجتی کئے بغیر نہیں رہتا۔ جب دلائل یا جواب بن نہیں پڑتا تو مہمل اور دور از کار فرمائشیں شروع کر دیتا ہے کہ فلاں چیز دکھاؤ تو مانوں گا۔ ف۷ یعنی ان کے ضد و عناد کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ قرآن ایسی عظیم الشان ہدایت پہنچ جانے کے بعد ایمان نہ لانے اور توبہ نہ کرنے کا کوئی معقول عذر اُن کے پاس باقی نہیں۔ آخر قبول حق میں اب کیا دیر ہے؟ ادھر کا ہے کا انتظار ہے۔ بجز اس کے کہ پہلی قوموں کی طرح خدا تعالیٰ ان کو بھی تباہ کر ڈالے۔ یا اگر تباہ نہ کئے جائیں تو کم از کم مختلف صورتوں میں عذاب الٰہی آنکھوں کے سامنے آ کھڑا ہو۔ کذا فیہ من تفسیر ابن کثیر وغیرہ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی کچھ اور انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں"۔ ف۸ اُن کو یہ اختیار نہیں کہ جب تم مانگو یا جب وہ چاہیں عذاب لا کھڑا کریں۔

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ

فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے سو نکل بھاگا

فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے سو نکل بھاگا

عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ

اپنے رب کے حکم سے سو اب تم ٹھیراتے ہو اُس کو اور اس کی اولاد کو رفیق میرے سوا اور وہ

اپنے رب کے حکم سے سو کیا اب تم ٹھیراتے ہو اُس کو اور اس کی اولاد کو رفیق میرے سوائے اور وہ

لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا بے انصافوں کے بدلا ف۱ دکھا نہیں لیا میں نے اُن کو بنانا آسمان

تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا بے انصافوں کو بدلا ف۱ دکھلا نہیں لیا تھا میں نے اُن کو بنانا آسمان

وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝

اور زمین کا اور نہ بنانا اُن کا اور میں وہ نہیں کہ ٹھیرا لوں بہکانے والوں کو بازو

اور زمین کا اور نہ بنانا خود اُن کا اور میں وہ نہیں کہ بناؤں بہکانے والوں کو اپنا مددگار ف۲

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ

اور جس دن فرمائے گا پکارو میرے شریکوں کو جو تم بتاتے تھے پھر پکاریں گے

اور جس دن فرمائے گا پکارو میرے شریکوں کو ف۳ جن کو تم مانتے تھے پھر پکاریں گے

فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ

پھر وہ جواب نہ دیں گے اور کر دیں گے ہم اُن کے بیچ مرنے کا اسباب ف۲ اور دیکھیں گے گنہگار

سو وہ جواب نہ دیں گے اُن کو اور کر دیں گے ہم اُن کے اور اُن کے بیچ مرنے کی جگہ ف۴ اور دیکھیں گے گنہگار

النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ وَلَقَدْ

آگ کو پھر اٹکلیں گے کہ اُن کو پڑنا ہے اُس میں اور نہ پاویں گے اُس سے راہ بدلنی اور

آگ کو پھر سمجھ لیں گے کہ اُن کو پڑنا ہے اُس میں اور نہ بدل سکیں گے اُس سے رستہ ف۵ اور پھیر پھیر کر

صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

پھیر پھیر سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک کہاوت اور ہے انسان

پھیر پھیر سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل اور ہے انسان

اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى

سب چیز سے زیادہ جھگڑتے کو اور لوگوں کو جو روکا اس سے کہ یقین لاویں جب پہنچی اُن کو راہ کی سوجھ

سب چیز سے زیادہ جھگڑالو ف۶ اور لوگوں کو جو روکا اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی اُن کو ہدایت

وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

اور گناہ بخشوا دیں اپنے رب سے سو یہی کہ پہنچے اُن پر رسم پہلوں کی یا آ کھڑا ہو اُن پر عذاب

اور گناہ بخشوائیں اپنے رب سے سو اسی انتظار نے کہ پہنچے اُن پر رسم پہلوں کی یا آ کھڑا ہو اُن پر عذاب

قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ

سامنے ف۳ اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں سو خوشی اور ڈر سنانے کو اور جھگڑتے ہیں

سامنے کا ف۷ اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں سو خوشخبری اور ڈر سنانے کو ف۸ اور جھگڑا کرتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اوپر ذکر ہوا تھا کہ کفار اپنی دنیا پر مغرور مفلس مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تو ہم بیٹھیں۔ اسی پر دو شخصوں کی کہاوت بیان کی اور ابلیس کا خراب ہونا اپنے غرور سے
اب قصہ فرمایا موسیٰ اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں
یہ بات تحقیق تھی پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی کہ ایک بندہ جانا ہے دو دریا کی ملاپ پاس اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو
اس کی ملاقات میسر ہو۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تم ہاں وہ ملے۔ ف یہ جوان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے خادم خاص۔ پیچھے ان کے رو برو پیغمبر ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ف وہاں پہنچ کر
موسیٰ سو رہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے۔ وہ تلی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں جہاں گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں — جاگے تو دونوں آگے چل
کھڑے ہوئے۔ کہنا بھول گئے۔ ف حضرت موسیٰ تھکے نہیں تھکے جب مطلب
چھوٹ رہا اس جگہ سے نکلے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا
منکر جھوٹے جھگڑتے کہ ہٹا دیں اس سے سچی بات اور ٹھہرایا ہے میرے کلام کو اور جو
کافر جھوٹا جھگڑا کرتے ہیں کہ ٹلا دیں اس سے سچی بات کو ف اور ٹھہرایا انہوں نے میرے کلام کو اور جو

أُنذِرُوا هُزُوًا ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ
ڈر سنائے ٹھٹھا اور کون ظالم اس سے جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے پھر منہ پھیرا اس طرف سے اور بھول گیا
ڈر سنائے گئے ٹھٹھا ف اور اس سے زیادہ ظالم کون جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے پھر منہ پھیر لیا اس کی طرف سے اور بھول گیا جو

مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ
کیا جو آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ ہم نے رکھی ہے ان کے دلوں پر اوٹ کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں
کچھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ ف ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کے دلوں پر پردے کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں

وَقْرًا ۖ وَإِن تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ فَلَن يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ
بوجھ اور جو تو ان کو بلاوے راہ پر تو ہرگز نہ آویں راہ پر اس وقت کبھی اور تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے
بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہرگز نہ آئیں راہ پر اس وقت کبھی ف اور تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے

ذُو الرَّحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ
مہر رکھتا اگر ان کو پکڑے ان کے کئے پر تو جلد ڈالے ان پر عذاب پر ان کا ایک وعدہ ہے
رحمت والا اگر ان کو پکڑے ان کے کئے پر تو جلد ڈالے ان پر عذاب ف پر ان کے لئے ایک وعدہ ہے

لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا
کہیں نہ پاویں گے اس سے ورے سرکنے کو جگہ اور یہ سب بستیاں ہیں جن کو ہم نے کھپایا جب ظالم ہو گئے
کہیں نہ پائیں گے اس سے ورے سرک جانے کو جگہ ف اور یہ سب بستیاں ہیں جن کو ہم نے غارت کیا جب وہ ظالم ہو گئے

وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِم مَّوْعِدًا ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ
اور رکھا تھا ان کے کھپنے کا ایک وعدہ ف اور جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو میں نہ ہٹوں گا جب تک
اور مقرر کیا تھا ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ ف اور جب کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو میں نہ ہٹوں گا جب تک

أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا
نہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤں قرنوں ف پھر جب پہنچے دونوں دریا کے ملاپ تک
پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں دو دریا یا چلا جاؤں قرنوں ف پھر جب پہنچے دونوں دریا کے ملاپ تک

نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ
بھول گئے اپنی مچھلی پھر اس نے اپنی راہ کرلی دریا میں سرنگ بنا کر ف پھر جب آگے چلے کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو
بھول گئے اپنی مچھلی پھر اس نے اپنی راہ کرلی دریا میں سرنگ بنا کر ف پھر جب آگے چلے کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو

آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ
لا ہمارے پاس ہمارا کھانا پایا ہم نے اپنے اس سفر میں تکلیف ف وہ بولا دیکھا تو نے جب
لا ہمارے پاس ہمارا کھانا ہم نے پائی اپنے اس سفر میں تکلیف ف بولا وہ دیکھا تو نے جب

أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ
ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کی سو میں بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلایا شیطان ہی نے
ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلا دیا شیطان ہی نے

ف یعنی جھوٹے جھگڑے اٹھا کر اور کٹ حجتی کر کے چاہتے ہیں کہ حق کی آواز پست کر دیں اور جھوٹ کے زور سے سچائی کا قدم ڈگمگا دیں۔ ...... ایسا کبھی نہ ہوگا۔ ف یعنی کلام اللہ سے ٹھٹھا کرتے ہیں اور جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ ف یعنی کبھی بھول کر بھی خیال نہ آیا کہ تکذیب حق اور استہزاء و تمسخر کا جو ذخیرہ آگے بھیج رہا ہے اس کی سزا کیا ہے۔ ف یعنی ان کے جدال بالباطل اور استہزاء بالحق کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے اور کانوں میں ڈاٹ ٹھونک دی۔ اب نہ حق کو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بالکل مسخ ہو گئے۔ پھر حق کی طرف متوجہ ہوں تو کیسے ہوں اور انجام کا خیال کریں تو کیسے کریں۔ ایسے بدبختوں کے راہ پر آنے کی کبھی توقع نہیں۔ ف یعنی کرتوت تو ان کے ایسے کہ عذاب پہنچنے میں ایک لمحہ کی تاخیر نہ ہو۔ مگر حق تعالیٰ کا حلم و کرم فوراً انتقام لینے سے مانع ہے۔ اپنی رحمت واسعہ سے خاص حد تک درگزر فرماتا ہے اور سخت سے سخت مجرم کو موقع دیتا ہے کہ چاہے تو اب بھی توبہ کر کے پچھلی خطائیں بخشوا لے اور ایمان لا کر رحمت عظیمہ کا مستحق بن جائے۔ ف یعنی یہ تاخیر عذاب ایک وقت معین تک ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی مجرم سزا کا وعدہ آنے سے پیشتر کہیں ادھر ادھر کھسک جائے۔ جب وقت آئے گا سب بندھے چلے آئیں گے۔ مجال نہیں کوئی ادھر ادھر ہو سکے۔ ف یعنی عاد و ثمود کی بستیاں جن کے واقعات مشہور و معروف ہیں۔ دیکھ لو جب ظلم کے کس طرح اپنے وقت معین پر تباہ و برباد کر دی گئیں۔ اسی طرح تم کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہ وقت آنے پر عذاب الٰہی سے کہیں پناہ نہ ملے گی۔ ف اوپر ذکر ہوا تھا کہ متکبرین کفار مفلس مسلمانوں کو حقیر سمجھ کر حضرت صلعم سے کہتے تھے کہ ان کو پاس نہ بٹھائیں تو ہم بیٹھیں۔ اسی پر دو شخصوں کی کہاوت سنائی۔ پھر دنیا کی مثال اور ابلیس کا کبر و غرور سے خراب ہونا بیان کیا۔ اب موسیٰ اور خضر کا قصہ ذکر کرتے ہیں کہ اللہ والے اگر سب سے افضل اور بہتر بھی ہوں تو آپ کو بہتر نہیں کہتے۔ اور کبھی بھول چوک سے لب کشائی ہو تو حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو نہایت موثر اور دلنشیں نصیحتیں فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا اے موسیٰ کیا اس زمانہ میں آپ اپنے سے بڑا عالم کسی کو پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ جواب واقع میں صحیح تھا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کے زمانہ میں اسرار شرعیہ کا علم ان سے زیادہ کس کو ہو سکتا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ کو ان کے الفاظ پسند نہ آئے گو مراد صحیح تھی تاہم عنوان جواب کے عموم سے ظاہر ہوتا تھا کہ روئے زمین پر من کل الوجوہ اپنے کو اعلم الناس خیال کرتے ہیں۔ خدا کی مرضی یہ تھی کہ جواب کو اس کے علم محیط پر محول کرتے مثلاً یہ کہتے کہ اللہ کے مقرب و مقبول بندے بہت سے ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی کہ ہمارا ایک بندہ دو دریا کے ملنے کی جگہ اس کے پاس ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ دو دریا سے کون سے دریا مراد ہیں؟ بعض نے کہا کہ بحر فارس اور بحر روم لیکن یہ دونوں ملتے نہیں، شاید مطلب یہ ہو کہ اقرب ہو گیا یعنی جہاں دونوں کا فاصلہ کم سے کم رہ جائے۔ بعض اور حضرات نے اور دریا مراد لئے ہیں بعض علماء کے نزدیک مجمع البحرین وہ مقام ہے جہاں نیل ازرق اور نیل ابیض خرطوم میں ملتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ بہر حال موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی کہ مجھے اس کا پورا پتہ نشان بتایا جائے تا میں وہاں جا کر کچھ علمی استفادہ کروں۔ حکم ہوا کہ اس کی تلاش میں نکلو تو ایک مچھلی تل کر ساتھ رکھ لو جہاں مچھلی گم ہو جائے سمجھنا کہ وہ بندہ موجود ہے۔ گویا مجمع البحرین سے جو ایک وسیع قطعہ مراد ہو سکتا تھا اس کی پوری تعیین

کے لئے یہ علامت مقرر فرما دی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسی ہدایت کے موافق اپنے خادم خاص حضرت یوشع کو ہمراہ لیکر سفر شروع کر دیا اور یوشع کو کہہ دیا کہ مچھلی کا خیال رکھنا۔ میں برابر سفر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ منزل مقصود پر پہنچ جاؤں اگرچہ مجھ کو برسوں اور قرنوں بھی گذر جائیں گے بدون مقصد حاصل کئے سفر سے نہ ہٹوں گا۔ تنبیہ: جوان سے مراد حضرت یوشع ہیں جو اجداد موسیٰ علیہ السلام کے خادم خاص تھے پھر ان کے بعد پیغمبر اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ ف وہاں پہنچ کر ایک بڑے پتھر کے قریب جہاں کے نیچے آب حیات کا چشمہ جاری تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سو رہے۔ یوشع علیہ السلام نے دیکھا کہ بھنی ہوئی مچھلی باذن اللہ زندہ ہو کر زنبیل سے نکل پڑی اور عجیب طریقہ سے دریا میں سرنگ سی بناتی چلی گئی۔ وہاں پانی میں خدا کی قدرت سے ایک طاق سا کھلا رہ گیا۔ یوشع کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ موسیٰ بیدار ہوں تو کہوں۔ وہ بیدار ہوئے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے۔ یوشع نہ معلوم کن خیالات میں پڑ کر کہنا بھول گئے۔ روایات میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب فتیٰ کو مچھلی کی خبر گیری کے لئے کہا تھا ... ف حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے رفیقہ پر سفر ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف وہ بندہ خضر تھا۔ ل کہ سبب پوچھا آنے کا۔ موسٰی نے بتایا۔ خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی۔ پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں۔ ایک چڑیا دکھا دی دریا میں سے پانی پیتی۔ کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں ہے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں۔ ف جب اس ناؤ پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضر کو پہچان کر مفت چڑھا لیا۔ اس احسان کے بدلے یہ نقصان اور تعجب لگا۔ لیکن کنارے کے قریب پہنچ کر توڑا۔ لوگ نہ ڈوبے توڑا یہ کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ ف۳ یہ پہلا پوچھنا حضرت موسٰی سے بھول کر ہوا اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا رخصت کو۔ ف۴ ستھری یعنی بے گناہ جب تک لڑکا بالغ نہ ہوا اس پر کچھ گناہ نہیں۔ ایک گاؤں پاس لڑکے کھیلتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے ـــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۳۸۹۔ نہیں تھکے۔ جب مطلب چھوٹ رہا تھا اس وقت چلنے سے تکان محسوس کیا۔

أَنْ أَذْكُرَهُۥ ۚ وَٱتَّخَذَ سَبِيلَهُۥ فِى ٱلْبَحْرِ عَجَبًا ۝ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ

کہ اس کا مذکور کروں اور وہ کر گئی اپنی راہ دریا میں عجیب طرح کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے

کہ اس کا ذکر کروں ف اور اس نے کر لیا اپنا رستہ دریا میں عجیب طرح ☆ کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے

فَٱرْتَدَّا عَلَىٰٓ ءَاثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنْ

پھر الٹے پھرے اپنے پیر پہچانتے پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں جس کو دی تھی ہم نے مہر

پھر الٹے پھرے اپنے پیر پہچانتے ف پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں کا جس کو دی تھی ہم نے رحمت

عِندِنَا وَعَلَّمْنَٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهُۥ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰٓ

اپنے پاس سے اور سکھایا تھا اپنے پاس سے ایک علم ف کہا اس کو موسٰی نے کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس پر

اپنے پاس سے اور سکھلایا تھا اپنے پاس سے ایک علم ف کہا اس کو موسٰی نے کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس

أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ۝

کہ مجھ کو سکھا دے کچھ جو تجھ کو سکھائی ہے بھلی راہ بولا تو نہ سکے گا میرے ساتھ ٹھہرنا

بات پر کہ مجھ کو سکھلا دے کچھ جو تجھ کو سکھلائی ہے بھلی راہ ف بولا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ

اور کیونکر ٹھہرے دیکھ کر ایک چیز جو تیرے قابو میں نہیں اس کی سمجھ کہا تو پاوے گا اگر اللہ نے چاہا

اور کیونکر ٹھہرے گا دیکھ کر ایسی چیز کو کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا ف کہا تو پاوے گا اگر اللہ نے

صَابِرًا وَلَآ أَعْصِى لَكَ أَمْرًا ۝ قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِى فَلَا تَسْـَٔلْنِى

مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم بولا پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھیو

چاہا مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم ف بولا پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھیو مجھ سے

عَن شَىْءٍ حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا رَكِبَا فِى ع ۹ / ۱۱ / ۲۱

مجھ سے کوئی چیز جب تک میں شروع نہ کروں تیرے آگے اس کا مذکور پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب چڑھے

کوئی چیز جب تک میں شروع نہ کروں تیرے آگے اس کا ذکر ف پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب چڑھے

ٱلسَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا إِمْرًا ۝

ناؤ میں اس کو پھاڑ ڈالا موسٰی بولا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اس کے لوگوں کو تو نے کی ایک چیز انوکھی

کشتی میں اس کو پھاڑ ڈالا موسٰی بولا کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اس کے لوگوں کو البتہ تو نے کی ایک چیز بھاری ف

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِى بِمَا نَسِيتُ

بولا میں نے نہ کہا تھا تو نہ سکے گا میرے ساتھ ٹھہرنے کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر

بولا میں نے نہ کہا تھا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ ☆ کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر

وَلَا تُرْهِقْنِى مِنْ أَمْرِى عُسْرًا ۝ فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا لَقِيَا غُلَٰمًا فَقَتَلَهُۥ

اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل ف پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ملے ایک لڑکے سے اس کو مار ڈالا

اور مت ڈال مجھ پر میرا کام مشکل ف پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ملے ایک لڑکے سے تو اس کو مار ڈالا

قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝

موسٰی نے کہا تو نے مار ڈالی ایک جان ستھری بن بدلے کسی جان کے تو نے کی ایک چیز نامعقول

موسٰی بولا کیا تو نے مار ڈالی ایک جان ستھری ف بغیر عوض کسی جان کے بے شک تو نے کی ایک چیز نامعقول ف

منزل ۴

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی مطلب کی بات بھول جانا اور عین موقع یاد داشت پر ذہول ہونا، شیطان کی وسوسہ اندازی سے ہوا۔ ف۲ غالباً وہاں راستہ بنا ہوا نہ ہوگا۔ اس لئے اپنے نقش قدم دیکھتے ہوئے الٹے پاؤں پھرے۔ ف۳ وہ بندہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جن کو حق تعالیٰ نے رحمت خصوصی سے نوازا اور اسرار کونیہ کے علم سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خضر کو رسول مانا جائے یا نبی یا محض ولی کے درجہ میں رکھا جائے۔ ایسے مباحث کا فیصلہ یہاں نہیں ہو سکتا۔ تاہم احقر کا رجحان اسی طرف ہے کہ ان کو نبی تسلیم کیا جائے اور جیسا کہ بعض محققین کا خیال ہے جو انبیاء جدید شریعت لے کر نہیں آتے ان کو بھی اتنا تصرف و اختیار عطا ہوتا ہے کہ مصالح خصوصیہ کی بنا پر شریعت مستقلہ کے کسی عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید یا عام ضابطہ سے بعض جزئیات کا استثناء کر سکیں۔ اسی طرح کے جزئی تصرفات حضرت خضر کو بھی حاصل تھے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال موسٰی علیہ السلام خضر سے ملے۔ علیک سلیک کے بعد خضر نے سبب پوچھا۔ موسٰی نے آنے کا سبب بتلایا۔ خضر نے کہا اے موسٰی! بلاشبہ اللہ نے تمہاری تربیت فرمائی۔ پر بات یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ایک علم (جزئیات کونیہ کا) مجھ کو ملا ہے جو اتنی مقدار میں تم کو نہیں ملا۔ اور ایک علم (اسرار تشریع کا) تم کو دیا گیا ہے جو اتنی بہتات سے مجھ کو نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد ایک چڑیا دکھا کر جو دریا میں سے پانی پی رہی تھی، کہا کہ میرا تمہارا بلکہ کل مخلوقات کا سارا علم اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا کے پانی میں سے وہ قطرہ جو چڑیا کے منہ کو لگ گیا ہے۔ (یہ بھی محض تفہیم کے لئے تھا ورنہ متناہی کو غیر متناہی سے قطرہ اور دریا کی نسبت بھی نہیں)۔ ف۴ یعنی اجازت ہو تو چند روز آپ کے ہمراہ رہ کر اس مخصوص علم کا کچھ حصہ حاصل کروں۔ ف۵ حضرت خضر نے موسٰی علیہ السلام کے مزاج وغیرہ کا اندازہ کر کے سمجھ لیا کہ میرے ساتھ ان کا نباہ نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ وہ مامور تھے کہ واقعات کونیہ کا جزئی علم پا کر اسی کے موافق عمل کریں۔ اور موسٰی علیہ السلام جن علوم کے حامل تھے ان کا تعلق تشریعی قوانین و کلیات سے تھا۔ بنا بریں جن جزئیات میں عوارض و خصوصیات خاصہ کی وجہ سے بظاہر عام ضابطہ پر عمل نہ ہوگا۔ حضرت موسٰی اپنی معلومات کی بنا پر ضرور روک ٹوک کریں گے۔ اور خاموشی کا مسلک دیر تک قائم نہ رکھ سکیں گے۔ آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ جدا ہونا پڑے گا۔ ف۶ یہ وعدہ کر لیا کیونکہ غالباً موسٰی علیہ السلام کو اس کا تصور بھی نہ ہو سکتا تھا کہ ایسے مقرب و مقبول بندہ سے کوئی ایسی حرکت دیکھنے میں آئے گی جو علانیہ ان کی شریعت بلکہ عام شرائع و اخلاق کے خلاف ہو۔ غنیمت ہوا کہ انہوں نے "انشاء اللہ" کہہ لیا تھا۔ ورنہ ایک قطعی وعدہ کی خلاف ورزی کرنا اولوالعزم پیغمبر کی شان کے لائق نہ ہوتا۔ ف۷ یعنی کوئی بات اگر بظاہر ناحق نظر آئے تو مجھ سے فوراً باز پرس نہ کرنا، جب تک میں خود اپنی طرف سے کہنا شروع نہ کروں۔ ف۸ جب اس کشتی پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضر کو پہچان کر مفت سوار کر لیا۔ اس احسان کے بدلہ یہ نقصان دیکھ کر موسٰی کو اور زیادہ تعجب ہوا۔ لیکن کشتی پوری طرح کنارہ کے قریب پہنچ کر توڑی۔ لوگ ڈوبنے سے بچ گئے اور توڑنا یہ تھا کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ گویا عیب دار کر دی۔ ف۹ یعنی اگر بھول چوک پر بھی گرفت کرو گے تو میرا تمہارے ساتھ رہنا مشکل ہو جائے گا۔ یہ پہلا پوچھنا حضرت موسٰی سے بھول کر ہوا۔ اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا رخصت ہونے کو۔ ف۱۰ ایک گاؤں کے قریب چند لڑکے کھیل رہے تھے، ان میں سے ایک کو جو زیادہ خوبصورت اور سیانا تھا پکڑ کر مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے بعض روایات میں اس کا نام حیسور لیا ہے۔ وہ لڑکا بالغ تھا یا نہیں؟ بعض کا قول ہے کہ بالغ تھا اور لفظ غلام عدم بلوغ پر دلالت نہیں کرتا۔ لیکن جمہور مفسرین اس کو نابالغ ہی بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۱۱ یعنی بے گناہ۔ جب تک لڑکا بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں۔ یہ لفظ بظاہر اس کے نابالغ ہونے کی تائید کرتا ہے۔ اگرچہ دوسروں کے لئے تاویل کی گنجائش ہے۔ ف۱۲ یعنی اول تو نابالغ قصاص میں بھی قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر مزید یہ کہ یہاں قصاص کا .... بھی کوئی قصہ نہ تھا۔ پھر اس سے بڑھ کر نامعقول بات کونسی ہوگی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف١ یعنی گاؤں کے لوگوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کریں اُن کی دیوار مفت بنا دی کیا ضرور تھی۔ ف٢ اب کی بار اُن نے جان کر پوچھا رخصت ہونے کو سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں خلق پیروی کرے، تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔ ف٣ یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اس کے ماں باپ اس کے ساتھ خراب ہوتے۔ یعنی آدمی کی خلقت گری پڑتی ہے اور بعضے کی بھلی جیسے لکڑی کیرا کوئی میٹھا پڑا کوئی کڑوا۔ اگرچہ اصل میں لکڑی کیرا میٹھا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد ہی اصل میں بہتر ہے، بگڑ کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے پیغمبر نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمانی پر ہے، یہی معنی سمجھنے چاہئیں۔ ف٤ اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک نبی سے بیاہی گئی اس سے ایک نبی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف١ کیونکہ ایسے حالات و واقعات دیکھنے میں آئیں گے جن پر تم خاموشی کے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ آخر وہی ہوا۔ ف٢ حضرت موسیٰ کو اندازہ ہو گیا کہ خضر کے تحیر خیز حالات و واقعات کا چپ چاپ مشاہدہ کرتے رہنا بہت مشکل

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

بولا میں نے نہ کہا تھا تجھ کو تو نہ سکے گا میرے ساتھ ٹھہرنا

بولا میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ ف١

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ

کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی اس کے پیچھے پھر مجھ کو ساتھ نہ رکھیو تو اُتار چکا میری

کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھیو تو اتار چکا میری

لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَآ

طرف سے الزام پھر دونوں چلے یہاں تک کہ پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا

طرف سے الزام ف٢ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا

اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ

وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ مانا کہ ان کو مہمان رکھیں پھر پائی اس میں ایک دیوار گرا چاہتی تھی

وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ مانا کہ ان کو مہمان رکھیں پھر پائی وہاں ف٣ ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی

فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ

اس کو سیدھا کیا بولا موسیٰ اگر تو چاہتا لیتا اس پر مزدوری ف١ کہا اب جدائی ہے

اس کو سیدھا کر دیا ف٤ بولا موسیٰ اگر تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری ف٥ کہا اب جدائی ہے

بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

میرے تیرے درمیان اب جتاتا ہوں تجھ کو پھیر ان باتوں کا جس پر تو نہ ٹھہر سکا ف٢

میرے اور تیرے بیچ اب بتلائے دیتا ہوں تجھ کو پھیر ان باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا ف٦

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ

وہ جو کشتی تھی سو تھی کئی محتاجوں کی محنت کرتے دریا میں سو میں نے چاہا کہ

وہ جو کشتی تھی سو چند محتاجوں کی جو محنت کرتے تھے دریا میں ف٧ سو میں نے چاہا کہ

اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَاۗءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝

اس میں نقصان ڈالوں اور ان کے پرے تھا ایک بادشاہ لیتا تھا ہر ایک کشتی چھین کر

اس میں عیب ڈال دوں اور ان کے پرے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر ف٨

وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا

اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان پر پھر ہم ڈرے کہ ان کو عاجز کرے زبردستی

اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے پھر ہم کو اندیشہ ہوا کہ ان کو عاجز کرے سرکشی

وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ

اور کفر کر کر ف٣ پھر ہم نے چاہا کہ بدلا دے ان کو ان کا رب اس سے بہتر ستھرائی میں اور نزدیک رکھتا

اور کفر کر کر ف٩ پھر ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر

رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

محبت میں ف٤ اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور

ملاقات میں ف١٠ اور وہ جو دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور

منزل ٤

ہے اس سے آخری بات کہہ دی کہ اس مرتبہ اگر سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں ایسا کیجئے میں آپ معذور ہوں گے اور میری طرف سے کوئی الزام آپ پر عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ تین مرتبہ موقع دے کر آپ حجت تمام کر چکے۔ ف٣ یعنی ایک بستی میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے ملے اور چاہا کہ بستی والے یہاں مہمان سمجھ کر کھانا کھلائیں۔ مگر یہ سعادت اُن کی قسمت میں نہ تھی انہوں نے موسیٰ و خضر جیسے مقربین کی مہمانی سے انکار کر دیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر چاہیے تھا کہ ایسے تنگ دل اور بے مروت لوگوں پر غصہ آتا۔ مگر حضرت خضر نے اس کے بجائے اُن پر احسان کیا۔ بستی میں ایک بڑی بھاری دیوار جھکی ہوئی تھی قریب تھا کہ زمین پر آ رہے، لوگ اس کے نیچے گذرتے ہوئے خوف کھاتے تھے، حضرت خضر نے ہاتھ لگا کر سیدھی کر دی اور منہدم ہونے سے بچا لیا۔ (تنبیہ) حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةٍ میں "اہل" کا لفظ شاید اس لئے لائے کہ بستی میں ان کا آنا محض مرور و عبور کے طور پر نہ تھا۔ نہ یہ صورت تھی کہ باشندگان شہر سے علیحدہ کسی سرائے وغیرہ میں جا اُترے ہوں، بلکہ قصد کر کے شہر والوں سے ملے۔ اور "اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا" میں دوبارہ لفظ "اہل" کی تصریح ان کی مزید تقبیح کے لئے ہے ——— یعنی جن سے کھانا چاہا تھا وہ اہل قریہ تھے کوئی پردیسی مسافر نہ تھے جو یہ عذر کر سکیں کہ ہمارا گھر یہاں نہیں مہمانداری کیسے کریں۔ ف٤ یعنی بستی والوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کریں، ان کی دیوار مفت بنا دینے کی کیا ضرورت تھی اگر کچھ معاوضہ لے کر دیوار سیدھی کرتے تو ہمارا کھانے پینے کا سامان چلتا اور ان تنگ دل بخیلوں کو ایک طرح کی تنبیہ ہو جاتی شاید اپنی بد اخلاقی اور بے مروتی پر شرماتے۔ ف٥ یعنی حسب وعدہ اب مجھ سے علیحدہ ہو جائیے آپ کا نباہ میرے ساتھ نہیں ہو سکتا لیکن جدا ہونے سے پہلے چاہتا ہوں کہ ان واقعات کے پوشیدہ اسرار کھول دوں جن کے دیکھنے پر آپ بے صبر ہو گئے تھے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ... سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں۔ حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس کی خلقت پیروی کرے تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ تھا کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔ ف٦ یعنی دریا میں محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے تھے۔ ف٧ یعنی جدھر کشتی جانے والی تھی اس طرف ایک ظالم بادشاہ تھا جو اچھی کشتی دیکھتا چھین لیتا یا بیگار میں پکڑ لیتا تھا۔ میں نے چاہا کہ عیب دار کر دوں، تا اس ظالم کی دستبرد سے محفوظ رہے اور ٹوٹی ہوئی خراب کشتی سمجھ کر کوئی تعرض نہ کرے۔ بعض آثار میں ہے کہ خطرہ کے مقام سے آگے نکل کر پھر حضرت خضر نے کشتی اپنے ہاتھ سے درست کر دی۔ ف٨ گو اصل فطرت سے ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے مگر آگے چل کر خارجی اثرات سے بچپن ہی میں بعض کی بنیاد ٹیڑھی پڑ جاتی ہے جس کا پورا یقینی علم تو خدا تعالیٰ کو ہوتا ہے تاہم کچھ آثار اہل بصیرت کو بھی نظر آنے لگتے ہیں۔ اس لڑکے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کو آگاہ فرما دیا کہ اس کی بنیاد ٹیڑھی پڑی تھی۔ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اور ماں باپ کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبتا۔ وہ اس کی محبت میں کافر بن جاتے اس طرح لڑکے کا مارا جانا والدین کے حق میں رحمت اور اس کی حفاظت کا ذریعہ بن گیا خدا کو منظور تھا کہ اس کے ماں باپ ایمان پر قائم رہیں حکمت الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ آنے والی رکاوٹ ان کی راہ سے دور کر دی جائے خضر کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو قتل کر دو۔ انہوں نے خدا کی رضا پا کر قتل کر دیا اب یہ سوال کرنا کہ لڑکے کو پیدا ہی نہ کرتے یا کرتے تو اس کو اس قدر قدرت نہ دیتے یا جہاں لاکھوں کافر دنیا میں موجود ہیں اس کے والدین کو بھی کافر بن جانے دیتے۔ یا جن بچوں کی بنیاد ایسی پڑے ان کو پیغمبروں کے ذریعہ سب کی فہرست دے کر قتل کرا دیا کرتے۔ ان باتوں کا اجمالی جواب تو یہ ہے "لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ" و خضر کو تکوینی انبیاء، رکوع ٢ اور تفصیلی جواب کے لئے مسئلہ خلق خیر و شر پر مبسوط کلام کرنے کی ضرورت ہے جو ان مختصر فوائد میں سما نہیں سکتا۔ ہاں اتنا یاد رہے کہ دنیا میں ہر شخص سے جو اللّٰہ کو خالق الکل اور علیم و حکیم مانتا ہو کر تکوین سے متعلق اسی قسم کے ہزاروں سوالات کئے جا سکتے ہیں جن کا جواب بجز اعتراف عجز و قصور کے کچھ نہیں یہاں خضر کے ذریعہ سے اسی کا ایک نمونہ دکھلانا تھا کہ خدا تعالیٰ کی حکمتوں اور مصالح تکوینیہ کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا بعض صورت واقعہ ظاہر دیکھنے میں خراب اور قبیح یا بے موقع معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جسے واقعہ کی اندرونی گہرائیوں کا علم ہو وہ سمجھتا ہے کہ اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں ہم نے مسکینوں کی کشتی کا تختہ توڑ دیا جانا لیکن حقیقی احسان کیا تھا کہ بلا اجرت دونوں کو سوار کر لیا ایک کھیلتے ہوئے بچے کو مار ڈالا جو بظاہر نہایت قبیح حرکت نظر آتی تھی۔ دیوار سیدھی کر کے اس بستی والوں پر احسان کیا جو نہایت بے مروتی سے پیش آئے تھے۔ اگر خود خضر علیہ السلام آج قرآن اپنے ان افعال کی توجیہات بیان نہ کرتے تو ساری دنیا آج تک ورطۂ حیرت میں پڑی رہتی یا خضر کو ہدف طعن و تشنیع بنائے رکھتی۔ العیاذ باللہ۔ ان ہی مثالوں سے حق تعالیٰ کے افعال اور ان کی حکمتوں کا اندازہ کر لو۔ ف٩ یعنی لڑکے کے مارے جانے سے والدین کا ایمان محفوظ ہو گیا اور جو صدمہ پہنچا حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی تلافی ایسی اولاد سے کرے جو اخلاقی پاکیزگی میں مقتول لڑکے سے بہتر ہو۔ اور ماں باپ کے ساتھ محبت و تعظیم اور حسن سلوک سے پیش آئے کہتے ہیں۔ (بقیہ ...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی جو کام خدا کے حکم سے کیا تھا وہ بات اُس پر ضرور ہی نہیں تھی، آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھائے سے مکے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آزمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ۔ ف اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرے پر پھر گیا تھا مشرق اور مغرب پر بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا۔ بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ ف یعنی انجام کرنے لگا سفر کا ف ذوالقرنین کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دلدل تھا، نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا۔ ف اس کو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی، ہر بادشاہ کو ہر حاکم کو قدرت ملتی ہے، چاہے وہ خلق کو ستا دے، چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے۔ ف حاکم جو عادل ہو اس کی یہی راہ ہے، مجرموں کو سزا دے بُرائی کی، اور بھلوں سے نرمی کرے اس نے یہ بات کہی۔ یعنی یہ چال اختیار کی۔ ف یعنی اور سفر کا سرانجام کیا ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا ۚ فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا

انکے نیچے مال گڑا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا تیرے رب نے کہ وہ پہنچیں

اس کے نیچے مال گڑا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا تیرے رب نے کہ وہ پہنچ جائیں

أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ

اپنے زور کو اور نکالیں اپنا مال گڑا مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا

اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑا ہوا ف مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے

أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ عَن

اپنے حکم سے یہ پھیر ہے ان چیزوں کا جن پر تو نہ ٹھہر سکا ف اور تجھ سے پوچھتے ہیں

حکم سے ف یہ ہے پھیر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا ☆ اور تجھ سے پوچھتے ہیں

ذِي الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ

ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ مذکور ف ہم نے اس کو جمایا تھا

ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ احوال ☆ ہم نے اس کو جمایا تھا

فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا

ملک میں اور دیا تھا ہر چیز کا اسباب پھر پیچھے پڑا ایک سباب کے ف یہاں تک جب

ملک میں اور دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا سامان ف پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے ف یہاں تک کہ

بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا

پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں اور پایا اس کے پاس

جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا کہ وہ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں ف اور پایا اس کے پاس

قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِمَّا أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ

ایک قوم ف ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا لوگوں کو تکلیف دے اور یا رکھ ان میں

لوگوں کو ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا تو لوگوں کو تکلیف دے اور یا رکھ ان میں

حُسْنًا ۝ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ

خوبی ف بولا جو کوئی ہوگا بے انصاف سو اس کو ہم مار دیں گے پھر الٹا جاوے گا اپنے رب کے پاس

خوبی ف بولا جو کوئی ہوگا بے انصاف سو ہم اس کو سزا دیں گے پھر لوٹ جائے گا اپنے رب کے پاس

فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءً

وہ مار دے گا اس کو بُری مار اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سو اس کا بدلا ہے بھلائی

وہ عذاب دے گا اس کو بُرا عذاب ☆ اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سو اس کا بدلہ

الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ

بھلائی ہے اور ہم کہیں گے اس کو اپنے کام میں آسانی ف پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے ف یہاں تک کہ

بھلائی ہے اور ہم حکم دیں گے اس کو اپنے کام میں آسانی ف پھر لگا ایک سامان کے پیچھے یہاں تک کہ

إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم

جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا کہ وہ نکلتا ہے ایک لوگوں پر کہ نہیں بنا دی ہم نے ان کو

جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ پایا اس کو کہ نکلتا ہے ایک قوم پر کہ نہیں بنا دیا ہم نے ان کے لئے

بقیہ صفحہ ۳۹۱ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے نیک لڑکی دی جو ایک نبی سے منسوب ہوئی اور ایک نبی اس سے پیدا ہوئے جن سے ایک امت چلی۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی اگر دیوار گر پڑتی تو یتیم بچوں کا جو مال وہاں گڑا ہوا تھا ظاہر ہو جاتا اور بدنیت لوگ اُٹھا لیتے۔ بچوں کا باپ مرد صالح تھا اس کی نیکی کی رعایت سے حق تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ بچوں کے مال کی حفاظت کی جائے میں نے اس کے حکم سے دیوار سیدھی کر دی کہ بچے جوان ہو کر باپ کا خزانہ پا سکیں۔ کہتے ہیں اس خزانہ میں دوسرے اموال کے علاوہ ایک سونے کی تختی تھی جس پر "محمد رسول اللہ" (صلعم) لکھا ہوا تھا۔ ف یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضروری ہوا اس پہ ضرور دی لینا مقربین کا کام نہیں (تنبیہ) اس قصہ کے شروع میں حضرت خضر کی نبوت و ولایت کے متعلق جو کچھ ہم لکھ چکے ہیں اس کو ایک نظر پھر مطالعہ کر لیا جائے۔ آگے ذوالقرنین کا قصہ آتا ہے۔ یہ بھی اُن تین چیزوں میں سے تھا جن کی نسبت یہود کے مشورہ سے قریش نے سوالات کئے تھے: "روح" کے متعلق جواب سورۃ بنی اسرائیل میں گذر چکا۔ اصحاب کہف کا قصہ اسی سورت "الکہف" میں آ چکا تیسری چیز آگے مذکور ہے۔ ف اس بادشاہ کو "ذوالقرنین" اس لئے کہتے ہیں کہ دنیا کے دونوں کناروں (مشرق و مغرب) پر پھر گیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب سکندر رومی کا ہے اور بعض کے نزدیک کوئی مقبول خدا پرست اور دیندار بادشاہ اس سے پہلے گذرا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں متعدد وجوہ و دلائل سے اسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ مجموعۂ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین ابراہیم علیہ السلام کا معاصر تھا اور اُن کی دعا کی برکت سے حق تعالیٰ نے خارق عادت سامان و وسائل عطا فرمائے تھے۔ جن کے ذریعہ سے اس کو مشرق و مغرب کے سفر اور محیر العقول فتوحات پر قدرت حاصل ہوئی۔ حضرت خضر اس کے وزیر تھے شاید اسی لئے قرآن نے خضر کے قصہ کے ساتھ اس کا قصہ بیان فرمایا۔ قدیم شعرائے عرب نے اپنے اشعار میں "ذوالقرنین" کا نام بڑی عظمت سے لیا ہے اور کس کے عرب ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذوالقرنین جو بہت پہلے کا کوئی جلیل القدر عرب بادشاہ ہے۔ شاید اسکندر کو بھی اُسی کی ایک گونہ مشابہت سے ذوالقرنین کہنے لگے ہوں۔ حال میں یورپ کے ماہرین آثار قدیمہ نے قدیم سامی عربوں کی متعدد عظیم الشان سلطنتوں کا سراغ لگایا ہے جن کا تاریخی اوراق میں کوئی مفصل تذکرہ موجود نہیں بلکہ بعض ممتاز و مشہور سلاطین کا نام تک کتب تاریخ میں نہیں ملتا۔ مثلاً بادشاہ حمورابی "جو اغلباً حضرت ابراہیم کے عہد میں ہوا ہے اور جس کو کہا گیا ہے کہ دنیا کا سب سے پہلا مقنن تھا، اس کے قوانین منارہ بابل پر کندہ ملے ہیں۔ جن کا ترجمہ انگریزی میں شائع ہو گیا ہے۔ پرانے کتبات سے اس کی عجیب و غریب عظمت ثابت ہوتی ہے۔ بہرحال "ذوالقرنین" ان ہی میں کا کوئی بادشاہ ہوگا۔ ف یعنی سرانجام کرنے لگا ایک سفر کا۔ ف یعنی یوں نظر آیا جیسے سمندر میں سفر کرنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ سورج پانی میں سے نکل رہا ہے اور پانی ہی میں ڈوبتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ذوالقرنین" کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی آبادی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دلدل تھی، نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا۔ اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا ف یعنی "ذوالقرنین" کو ان لوگوں پر ہم نے دونوں بات کی قدرت دی جیسا کہ ہر بادشاہ ہر حاکم کو نیک و بد کی قدرت ملتی ہے۔ چاہے خلق کو ستا کر بدنام ہو، یا بے عدل و انصاف اور نیکی اختیار کرکے اپنا ذکر خیر جاری رکھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ کافر تھے ہم نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ چاہے ان کو قتل کر دے یا پہلے اسلام کی طرف دعوت دے۔ ذوالقرنین نے دوسری شق اختیار کی۔ ف یعنی آخرت میں بھلائی ملے گی اور دنیا میں ... کریں گے ... ہم کہیں گے جب کوئی بات اس سے کہیں گے، مہلت اور نرمی کی کہیں گے۔ فی الحقیقت جو بادشاہ .... عادل ہو اس کی یہی راہ ہوتی ہے مجرموں کو سزا دے اور بھلوں سے نرمی کرے۔ ذوالقرنین نے یہی چال اختیار کی۔ ف یعنی مغربی سفر سے فارغ ہو کر مشرقی سفر کا سامان درست کرنے لگا۔ قرآن و حدیث میں تصریح نہیں کہ ذوالقرنین کے یہ سب سفر فتوحات اور ملک گیری کے لئے تھے۔ ممکن ہے بعض سیر و سیاحت کے طور پر ہوں۔ انتہائے مغرب میں اُن اقوام پر بھی گذرا ہو جو اس کے زیر حکومت آ چکی تھیں اور بعض اقوام نے ایک طاقتور بادشاہ سمجھ کر ظالموں کے مقابلہ میں فریاد کی ہو جس کا ذوالقرنین نے ... قوت سے مقابلہ کر دیا جیسا کہ آگے یاجوج ماجوج کے قصہ میں آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

مِن دُونِهَا سِتْرًا ۝ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝

اس سے ورے کوئی اوٹ ف۱ یوں ہی ہے اور ہمارے قابو میں آچکی ہے اس کے پاس کی خبر ف۲

آفتاب سے ورے کوئی حجاب ف۱ یوں ہی ہے اور ہمارے قابو میں آچکی ہے اس کے پاس کی خبر ف۲

ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن دُونِهِمَا

پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے یہاں تک کہ جب پہنچا دو آڑ کے بیچ پائے ان سے ورے

پھر لگا ایک سامان کے پیچھے ف۳ یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ پائے ان سے ورے

قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۝ قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ

ایک لوگ لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات ف۴ بولے اے ذوالقرنین یہ

ایسے لوگ جو لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات ف۴ بولے اے ذوالقرنین یہ

يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا

یاجوج و ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو کہے تو ہم ٹھہرا دیں تیرے واسطے کچھ محصول

یاجوج و ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کہے تو ہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ

عَلَىٰ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ

اس پر کہ بنا دے تو ہم میں ان میں ایک آڑ ف۵ بولا جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے

محصول اس شرط پر کہ بنا دے تو ہم میں ان میں ایک آڑ ف۵ بولا جو مقدور دیا مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے

فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ

سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے ان کے بیچ ایک دھابا ف۶ لا دو مجھ کو تختے لوہے

سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے ان کے بیچ ایک دیوار موٹی ف۶ لا دو مجھ کو تختے لوہے کے

حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ

یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پھانکوں تک پہاڑ کی کہا دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو

یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پھانکوں تک پہاڑ کی کہا دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو

نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوا أَن يَظْهَرُوهُ

آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر پگھلا تانبا ف۷ پھر نہ سکیں کہ اس پر چڑھ آویں

آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں اس پر پگھلا ہوا تانبا ف۷ پھر نہ چڑھ سکیں اس پر

وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ۝ قَالَ هَٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي ۖ فَإِذَا جَاءَ

اور نہ سکیں اس میں سوراخ کرنے ف۸ بولا یہ ایک مہر ہے میرے رب کی پھر جب آوے

اور نہ کر سکیں اس میں سوراخ ف۸ بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی پھر جب آئے

وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ ۖ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ

وعدہ میرے رب کا گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا ف۹ اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو

وعدہ میرے رب کا گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا سچا ف۹ اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو

يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ ۖ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا ۝ وَ

اس دن ایک دوسرے میں دھنستے اور پھونک ماریں صور میں پھر جمع کر لاویں ہم ان کو سارے ف۱۰ اور

اس دن ایک دوسرے میں گھستے اور پھونک ماریں گے صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان سب کو اور

منزل ۴

موضح قرآن ف۱ تھا وہ لوگ جنگلی سے ہوں گے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا ان میں دستور نہ ہوگا۔ ف۲ تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں اور فی الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا۔ ف۳ یعنی کسی کی بولی نہ سمجھتے تھے اور وہ دو آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یاجوج ماجوج کے ملک میں وہی ناکا و تھے ان پر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں کھلا تھا ایک گھاٹا اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے۔ ف۴ یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب صاحب حکم جانا کہ اس سے یہ کام ہو سکے گا۔ یاجوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد ایک یاجوج ایک ماجوج نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا کیا نام تھا ترکوں کے ملک سے گئے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے۔ ف۵ یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔ ف۶ اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنا کر ایک پر ایک دھر تا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تانبا پگھلا کر اس کے اوپر سے ڈالا وہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا سب مل کر ایک پہاڑ سا ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر پاس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھ آیا ہوں فرمایا اس کی طرح بیان کر اس نے کہا جیسے چار خانہ کپڑا فرمایا تو نے دیکھا ہے وہ لوہے کے تختے سیاہ ملتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانبے کی سرخ۔ ف۷ ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم و صاحب شوکت اس کام پر لگا نہیں اور تھوڑے لوگوں سے ہو نہیں سکتا۔ ف۸ حضرت کے وقت میں روپے برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰ کے وقت ان کے نکلنے کا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے آسمان پر تیر چلاویں گے وہ لہو بھرے آویں گے آخر حضرت عیسیٰ کی بددعا سے ایک بار سارے مر جاویں گے ذوالقرنین ایسی محکم دیوار پر بھی منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہو گی تو جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور۔ ف۹ یعنی یہ قیامت کے دن ہو گا جو رب کا وعدہ ہے۔

از شاہ عبد القادر صاحب

ف۱ یعنی انتہائے مشرق میں ایک ایسی قوم دیکھی جن کو آفتاب کی شعاعیں سے روک نہ تھی یہ لوگ وحشی جانگلو ہوں گے۔ گھر بنانے اور چھت ڈالنے کا ان میں دستور نہ ہو گا جیسے اب بھی بہت سی خانہ بدوش وحشی اقوام میں رواج نہیں ہے۔ ف۲ یعنی ذوالقرنین کے سفر مشرق و مغرب کی جو کیفیت بیان کی گئی واقع میں اسی طرح ہے۔ جو وسائل اس کے پاس تھے اور جو حالات وہاں پیش آئے ان سب پر ہمارا علم محیط ہے تاریخ والے اس جگہ کچھ اور کہتے ہیں اور فی الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا۔ بعض مفسرین نے کذلک کا مطلب یہ لیا ہے کہ ذوالقرنین نے مغربی قوم سے متعلق جو روش اختیار کی تھی ویسی ہی اس مشرقی قوم کے ساتھ اختیار کی۔ واللہ اعلم۔ ف۳ یہ تیسرا سفر مشرق و مغرب کے سوا کسی تیسری جہت میں تھا مفسرین عموماً اس کو شمالی سفر کہتے ہیں قرآن و حدیث میں یہ تصریح نہیں۔ ف۴ یعنی ذوالقرنین اور ان کے ساتھیوں کی بولی وہ لوگ نہیں سمجھتے تھے۔ آگے جو گفتگو نقل کی گئی ہے غالباً کسی ترجمان کے ذریعہ سے ہوئی ہو گی یا وہ ترجمان کسی درمیانی قوم میں کا ہو گا جو دونوں کی زبان قدرے سمجھتا ہو (تنبیہ) اس قوم اور "یاجوج ماجوج" کے ملک میں دو پہاڑ حائل تھے جن پر چڑھائی ممکن نہ تھی البتہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں ایک درہ کھلا ہوا تھا اسی سے "یاجوج ماجوج" آتے اور ان لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے تھے۔ ف۵ ذوالقرنین کے غیر معمولی اسباب و وسائل اور قوت و حشمت کو دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ ہماری تکالیف و مصائب کا سد باب اس سے ہو سکے گا۔ اس لئے گذارش کی کہ "یاجوج ماجوج" نے ہمارے ملک میں اودھم مچا رکھی ہے۔ یہاں آ کر قتل و غارت اور لوٹ مار کرتے رہتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مضبوط روک قائم کر دیں جس سے ہماری حفاظت ہو جائے تو جو کچھ اس پر خرچ آئے ہم ادا کرنے کو تیار ہیں، چاہے آپ ٹیکس لگا کر ہم سے وصول کر لیں۔ (تنبیہ) "یاجوج ماجوج" کون ہیں؟ کس ملک میں رہتے ہیں؟ ذوالقرنین کی بنائی ہوئی سد آہنی (دیوار) کہاں ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے متعلق مفسرین و مورخین کے اقوال مختلف رہے ہیں میرا خیال یہ ہے (واللہ اعلم) کہ یاجوج ماجوج کی قوم عام انسانوں اور جنات کے درمیان ایک برزخی مخلوق ہے اور جیسا کہ کعب احبار نے فرمایا اور نووی نے فتاویٰ میں جمہور علماء سے نقل کیا ہے۔ ان کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے آدم علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے مگر ماں کی طرف سے حوا تک نہیں پہنچتا۔ گویا وہ عام آدمیوں کے محض باپ شریک بھائی ہوئے۔ کیا عجب ہے کہ دجال اکبر جسے تمیم داری نے کسی جزیرہ میں مقید دیکھا تھا اسی قوم میں کا ہو جب حضرت مسیح علیہ السلام جو محض ایک آدم زاد خاتون (مریم صدیقہ) کے بطن سے تمثیل ملکی پیدا ہوئے نزول من السماء کے بعد دجال کو ہلاک کریں گے اس وقت یہ قوم یاجوج ماجوج دنیا پر خروج کرے گی اور آخر کار حضرت مسیح کی دعا سے غیر معمولی موت مرے گی اس وقت یہ قوم کہاں ہے اور ذوالقرنین کی دیوار آہنی کس جگہ واقع ہے اس وجہ سے یہ شخص ان سب دماغ کو پیش نظر رکھتا ہو جن کا ثبوت اس قوم اور دیوار آہنی کے متعلق قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں مشابہ ہے اس کو کہنا پڑے گا کہ جن قوموں، ملکوں اور دیواروں کا لوگوں نے پتہ دیا ہے یہ مجموعہ اوصاف ایک میں بھی پایا نہیں جاتا۔ لہٰذا وہ خیالات صحیح معلوم نہیں ہوتے۔ اور احادیث صحیحہ کا انکار یا نصوص کی تاویلات بعیدہ دین کے خلاف ہے۔ رہا مخالفین کا یہ شبہ کہ ہم نے تمام زمین کو چھان ڈالا مگر کہیں اس کا پتہ نہیں ملا اور اسی شبہ کے جواب سے ہمارے بعض متاخرین نے پتہ بتلانے کی کوشش کی ہے اس کا صحیح جواب وہ ہی ہے جو علامہ آلوسی بغدادی نے دیا ہے کہ ہم کو اس کا موقع معلوم نہیں اور ممکن ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان بڑے بڑے سمندر حائل ہوں اور یہ دعویٰ کرنا کہ ہم تمام خشکی و تری پر محیط ہو چکے ہیں واجب التسلیم نہیں۔ [illegible]

[illegible]

موضح قرآن ف یعنی اپنی عقل کی آنکھ نہ تھی کہ قدرتیں دیکھ کر یقین لاویں اور کسی کی بات نہ سنتے منہ سے کہ سمجھائے سمجھیں۔ ف یعنی جو دوڑ کی سو واسطے دنیا کے اور آخرت ویران رکھی۔ ف وہ آخرت کو مانتے نہ تھے تو اس کے واسطے کچھ کام نہ کیا، پھر ایک پلہ کیا تولئے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۳۹۳ ہوتے ہیں اور انسان کو حیرت و استعجاب کی ایک نئی دنیا معلوم ہو رہی ہے۔ پھر کیسے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہم کو خشکی وتری کی تمام مخلوق کے مکمل انکشافات حاصل ہو چکے ہیں۔ بہرحال مخبر صادق نے جن کا صدق دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، جب اس دیوار کی معاش کے اوصاف کی خبر دی تو ہم پر واجب ہے کہ تصدیق کریں اور ان واقعات کے منتظر رہیں جو مشککین و منکرین کے علی الرغم پیش آ کر رہیں گے سنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ دیانیات الاحبار مما تقرر تردد۔ ف یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔ ف اول لوہے کے بڑے بڑے تختوں کی اوپر نیچے تہیں جمائیں، جب آپ کی بلندی دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ گئی تو لوگوں کو حکم دیا کہ خوب آگ دھونکو، جب لوہا آگ کی طرح سرخ ہو کر تپنے لگا اس وقت پگھلا ہوا تانبا اوپر سے ڈالا جو لوہے کی درزوں میں بالکل پیوست ہو کر جم گیا اور سب مل کر پہاڑ سا بن گیا۔ یہ سب کام اس زمانہ میں بظاہر خارق عادت طریقہ سے انجام پاتے ہوں گے جسے ذوالقرنین کی کرامت سمجھنا چاہیے۔ یا ممکن ہے اس وقت اس قسم کے آلات و اسباب پائے جاتے ہوں جن کا ہمیں اب علم نہیں۔ ف یعنی حق تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کو فی الحال یہ قدرت نہیں دی کہ دیوار پھاند کر یا توڑ کر ادھر نکل آئیں۔ ف یعنی محض خدا کی مہربانی سے یہ روک قائم ہو گئی اور میعاد معین تک قائم رہے گی۔ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول اور قتل دجال کے بعد قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وعدہ ہے، اس وقت یہ روک ہٹا دی جائے گی۔ دیوار توڑ کر اتنی کثیر تعداد میں نکل پڑیں گے جس کا شمار اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ دنیا ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گی، حضرت مسیح کو حکم ہو گا کہ میرے خاص بندوں کو لے کر "طور" پر چلے جائیں۔ آخر حضرت مسیح علیہ السلام بارگاہ احدیت کی طرف دست دعا دراز کریں گے، اس کے بعد یاجوج ماجوج پر ایک غیبی وبا مسلط ہو گی۔ سب ایک دم مر جائیں گے۔ مزید تفصیل کتب حدیث "باب امارات الساعۃ" میں دیکھنی چاہیے۔

وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا ۝ الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ
دکھادیں ہم دوزخ اس دن کافروں کو سامنے جن کی آنکھوں پر
دکھلا دیں ہم دوزخ اس دن کافروں کو سامنے ف جن کی آنکھوں پر
فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۝ أَفَحَسِبَ
پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سکتے تھے سننا ف اب کیا سمجھے ہیں
پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے ف اب کیا سمجھتے ہیں
الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا
منکر کہ ٹھہراویں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے رکھی ہے
منکر کہ ٹھہرائیں میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ف ہم نے تیار کیا ہے
جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝
دوزخ منکروں کی مہمانی تو کہہ ہم بتادیں تم کو کن کے کئے بہت اکارت
دوزخ کو کافروں کی مہمانی ف تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت
الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ
جن کی دوڑ بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں کہ خوب بناتے ہیں
وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں
صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
کام ف وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو مٹ گئے ان کے کئے
کام ف وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے ف سو برباد گیا ان کا کیا ہوا
فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا
پھر نہ کھڑی کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول وہ بدلا ہے ان کا دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور
پھر نہ قائم کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول ف یہ بدلہ ان کا ہے دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور
وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
ٹھہرایا میری باتیں اور میرے رسول کو ٹھٹھا جو لوگ یقین لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے بھلے کام
ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا ف جو لوگ ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام
كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ
ان کو ہیں ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی رہا کریں ان میں نہ چاہیں
ان کے واسطے ہے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی ف رہا کریں ان میں نہ چاہیں
عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ
جا بدلنی تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں بیشک دریا نبڑ چکے
وہاں سے جگہ بدلنی ف تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کر لکھے میرے رب کی باتیں بیشک دریا ختم ہو چکے
قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَنَا
ابھی نہ نبڑیں میرے رب کی باتیں اور اگر دوسرا بھی لاویں ہم ایسا اس کی مدد کو تو کہہ میں بھی
ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگر چہ دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو ف تو کہہ میں بھی

ع ۱۱ / ۱۹ / ۲

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی یاجوج ماجوج سمندر کی موجوں کی طرح بے شمار تعداد میں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے نکلیں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ شدت ہول و اضطراب سے ساری مخلوق زلزلہ زدہ ہو جائے گی۔ جن و انس ایک دوسرے میں گھسے لگیں گے۔ پھر قیامت کا بگل پھونکا جائے گا۔ یعنی صور پھونکا جائے گا، اس کے بعد سب خدا کے سامنے میدان حشر میں اکٹھے کئے جائیں گے اور دوزخ کافروں کی آنکھوں کے سامنے ہو گا۔ شاید کافروں کی تخصیص اس لئے کی کہ اصل میں دوزخ ان ہی کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ان کی آنکھوں پر دنیا میں پردہ پڑا ہوا تھا۔ اب وہ پردہ اٹھ گیا۔ ف یعنی خود اپنی عقل کی آنکھ برابر نہ تھی کہ قدرت کے نشان دیکھ کر یقین لاتے اور خدا کو یاد کرتے۔ اور ضد سے کسی کی بات نہ سنتی جو دوسرے کے کہنے سے سمجھتے۔ ف یعنی کیا منکرین یہ گمان کرتے ہیں کہ میرے خاص بندوں (مسیح، عزیر، روح القدس، فرشتوں) کو پرستش کر کے اپنی حمایت میں کھڑا کر لیں گے "كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا" ہرگز نہیں! وہ خود تمہاری حرکات سے بیزاری کا اظہار فرمائیں گے اور تمہارے مقابل میں حریف بن کر کھڑے ہوں گے۔ ف یعنی اس دھوکہ میں مت رہنا! وہاں تم کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ ہاں ہم تمہاری مہمانی کریں گے۔ دوزخ کی آگ اور تم قسم کے عذاب سے (اعاذنا اللہ منہا)۔ ف یعنی قیامت کے دن سب سے زیادہ خسارہ میں وہ لوگ ہوں گے جن کی ساری دوڑ دھوپ دنیا کے لئے تھی، آخرت کا کبھی خیال نہ آیا، محض دنیا کی ترقیات اور مادی کامیابیوں کو بڑی معراج کمال سمجھتے رہے (کذا الیٰ تم من الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ دنیوی زندگی میں جو کام انہوں نے اپنے نزدیک اچھے سمجھ کر کئے خواہ واقع میں اچھے تھے یا نہیں وہ سب کفر کی نحوست سے وہاں بیکار ثابت ہوئے اور تمام محنت برباد گئی۔ ف یعنی نہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو مانا، نہ خیال کیا کہ کبھی اس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ ف کافر کی حسنات مردہ ہیں، اس ابدی زندگی میں کسی کام کی نہیں۔ اب محض کفریات و سیئات رہ گئیں۔ سو ایک پلہ کیا اٹھے، تولنا تو موازنہ کے لئے تھا۔ سو ازنہ متقابل چیزوں میں ہوتا ہے یہاں سیئات کے بالمقابل حسنہ کا وجود ہی نہیں۔ پھر تولنے کا کیا مطلب۔ ف جو ٹھٹھا کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو۔ ف یعنی ہمیشہ رہنے سے اکتائیں گے نہیں، ہر دم تازہ بتازہ نعمتیں ملیں گی، کبھی خواہش نہ کریں گے کہ ہم کو یہاں سے منتقل کر دیا جائے۔ ف قریش نے یہود کے اشارہ سے روح، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تھا، سورۃ کی ابتداء میں "اصحاب کہف" کا اور آخر میں ذوالقرنین کا قصہ جہاں تک موضع قرآن سے متعلق تھا بیان فرمایا۔ اور روح کے متعلق سورۃ بنی اسرائیل میں فرما دیا "وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا" اب خاتمہ سورۃ پر بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کی باتیں بے انتہا ہیں۔ جو باتیں تمہارے ظرف و استعداد و ضرورت کے لائق تھیں بتلا دی گئیں۔ حق تعالیٰ کی معلومات میں سے اتنی بھی نہیں جتنا سمندر میں سے ایک قطرہ۔ فرض کرو اگر پورے سمندر کا پانی سیاہی بن جائے جس سے خدا کی باتیں لکھنی شروع کی جائیں، ایسے کے بعد دوسرا اور تیسرا ویسا ہی سمندر اس میں شامل کرتے رہو تو سمندر ختم ہو جائیں گے پر خدا کی باتیں ختم نہ ہوں گی کیونکہ سمندر متناہی ہیں۔ بہر حال قرآن اور دوسری کتب سماویہ کے ذریعہ سے خواہ کتنا ہی وسیع علم بڑی سے بڑی مقدار میں کسی کو دے دیا جائے "علم الٰہی" کے سامنے وہ بھی قلیل ہے۔ گو فی حد ذاتہ اسے کثیر کہہ سکیں۔

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا کیلے مکان میں چھپی پکار اس واسطے کہ بڑی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر سنتے لوگ ہنسیں ف مونڈ بڑھاپے کی یعنی بال سفید۔ ف بھائی بند راہ نیک نہ لگا دیں یہ
ڈر ہوگا۔ ف اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور اگلے پیغمبروں کا کردیا۔ لیکن وہ بڑے درجہ کو تمام مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں، خدا نہیں، جو خود بخود ذاتی طور پر تمام علوم و کمالات حاصل ہوں، ہاں اللہ تعالیٰ علوم حقہ اور معارف قدسیہ میری طرف وحی کرتا ہے جن میں اصل الاصول علم توحید ہے۔ اسی کی طرف میں سب کو دعوت دیتا ہوں۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق یا اس کے سامنے حاضر کئے جانے کا خوف ہو اسے چاہیے کہ کچھ بھلے کام شریعت کے موافق کر جائے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی میں ظاہراً و باطناً کسی کو کسی درجہ میں بھی شریک نہ کرے یعنی شرک جلی کی طرح ریا وغیرہ شرک خفی سے بھی بچتا رہے کیونکہ جس عبادت میں غیر اللہ کی شرکت ہو وہ عابد کے منہ پر ماری جائے گی۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْ شَرِّ مَا قَدَّمْنَا "اس آیت میں اشارہ کردیا کہ نبی کا علم بھی متناہی اور عطائی ہے علم خداوندی کی طرح ذاتی اور غیر متناہی نہیں۔ تم سورۃ الکہف بفضل اللہ تعالیٰ و منہ ولِلّٰہ الحمد اولاً و آخراً۔ ف۲ حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ نجاری (بڑھئی) کا پیشہ کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کھاتے تھے۔ ان کا قصہ پہلے سورۃ آل عمران میں گذر چکا وہاں کے فوائد ملاحظہ کرلئے جائیں۔ ف۳ یعنی رات کی تاریکی اور خلوت میں پست آواز سے دعا کی جیسا کہ دعا کا اصل قاعدہ ہے "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً" (اعراف رکوع ۷) ایسی دعا ریاء سے دور اور کمال اخلاص سے معمور ہوتی۔ شاید یہ بھی خیال ہو کہ بڑھاپے کی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر سن لئے تو سننے والے ہنسیں اور ویسے بھی عموماً بڑھاپے میں آواز پست ہو جاتی ہے۔ ف۴ یعنی انتہائی موت کا وقت قریب ہے۔ سر کے بالوں میں بڑھاپے کی سفیدی چمک رہی ہے اور قویٰ بالکل جواب دینے لگیں۔ ف۵ یعنی آپ نے اپنے فضل و رحمت سے ہمیشہ میری دعائیں قبول کیں اور مخصوص مہربانیوں کا خوگر بنائے رکھا اب اس آخری وقت اور ضعف و پیرانہ سالی میں کیسے گمان کروں کہ میری دعا رد کرکے مہربانی سے محروم رکھیں گے بعض مفسرین نے " وَلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَاۗىِٕكَ رَبِّ شَقِيًّا " کے معنی یوں کئے ہیں کہ اے پروردگار! آپ کی دعوت پر میں کبھی شقی نامراد نہیں ہوا یعنی جب آپ نے پکارا، برابر امتثال امر اور اطاعت و فرمانبرداری کی سعادت حاصل کی۔ ف۶ ان کے بھائی بند، قرابت دار، نااہل ہو رہے تھے۔ اندیشہ ہوا کہ وہ لوگ ان کے بعد اپنی بداعمالی اور خلط کاریوں سے راہ نیک نہ بگاڑ دیں اور جو دینی و روحانی دولت یعقوب علیہ السلام کے گھرانے میں منتقل ہوتی ہوئی حضرت زکریا علیہ السلام تک پہنچی تھی اسے اپنی شرارت اور بدتمیزی سے ضائع نہ کردیں۔ ف۷ یعنی میں بوڑھا ہوں، بیوی بانجھ ہے ظاہری سامان اولاد ملنے کا کچھ نہیں۔ لیکن تو اپنی لامحدود قدرت و رحمت سے اولاد عطا فرما جو دینی خدمات کو سنبھالے اور تیری مقدس امانت کا بوجھ اٹھا سکے۔ میں اس ضعف و پیری میں کیا کرسکتا ہوں یہی چاہتا ہے کہ کوئی بیٹا اس لائق ہو جائے باپ دادوں کی پاک گدی پر بیٹھ سکے۔ ان کے علم و حکمت کے خزانوں کا مالک ہو کر اولاد یعقوب کا وارث بنے (تنبیہ) احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کی وراثت دولت علم میں پہنچتی ہے۔ خود شیعوں کی مستند کتاب "کافی کلینی" سے بھی روح المعانی میں اس مضمون کی روایات نقل کی ہیں۔ لہٰذا متعین ہے کہ "يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ" میں وراثت مالی مراد نہیں جس کی تائید مجرد لفظ "آل یعقوب" سے ہوسکتی ہے کیونکہ ظاہر ہے تمام آل یعقوب کے اموال و املاک کا وارث تنہا حضرت زکریا کا بیٹا کیسے ہوسکتا تھا۔ بلکہ نفس وراثت کا ذکر ہی اس موقع پر ظاہر کرتا ہے کہ مالی وراثت مراد نہیں۔ کیونکہ یہ تو تمام دنیا کے نزدیک مسلّم ہے کہ بیٹا باپ کے مال کا وارث ہوتا ہے۔ پھر دعا میں اس کا ذکر کرنا محض بیکار تھا۔ یہ خیال کرنا کہ حضرت زکریا کو اپنے مال و دولت کی فکر تھی کہ کہیں میرے گھر سے نکل کر بنی اعمام اور دوسرے رشتہ داروں تک نہ پہنچ جائے۔ نہایت پست اور دنی خیال ہے انبیاء علیہم السلام کی شان یہ نہیں ہوتی کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت دنیا کی متاع حقیر کی فکر میں پڑ جائیں کہ ہائے یہ کہاں جائے گی اور کس کے پاس رہے گی اور لطف یہ ہے کہ حضرت زکریا بڑے دولت مند بھی نہ تھے۔ بڑھئی کا کام کرکے محنت سے پیٹ پالتے تھے بھلا ان کو بڑھاپے میں کیا غم ہوسکتا تھا کہ چار پیسے رشتہ داروں کے ہاتھ نہ پڑ جائیں۔ العیاذ باللہ۔ ف۸ یعنی ایسا لڑکا دیجئے جو اپنے اخلاق و اعمال کے لحاظ سے میری اور تیری اور اچھے لوگوں کی پسند … کا ہو۔ ف۹ یعنی دعا قبول ہوئی اور لڑکے کی بشارت پہنچی۔ جس کا نام "یحییٰ" قبل از ولادت حق تعالیٰ نے تجویز فرما دیا۔ نام بھی ایسا انوکھا جو اُن سے پہلے کسی کا نہ رکھا گیا تھا۔ بعض سلف نے یہاں "سمی" کے معنی "شبیہ" کے لئے ہیں یعنی اس شان و صفت کا کوئی شخص اُن سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ شاید یہ مطلب ہو کہ بوڑھے مرد اور بانجھ عورت سے کوئی ایسا لڑکا اس وقت تک پہلے نہیں کیا گیا تھا۔ یا بعض خاص احوال و صفات (مثلاً رقت قلب اور غلبۂ بکا وغیرہ) میں اُن کی مثال پہلے نہ گذری ہوگی۔ واللہ اعلم۔

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا

ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک صاحب ہے پھر جس کو امید ہو
ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے سو پھر جس کو امید ہو

لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ ع ۱۲ ۹ ۳

ملنے کی اپنے رب سے سو کرے کچھ کام نیک اور ساجھا نہ رکھے اپنے رب کی بندگی میں کسی کا
ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک اور شریک نہ کرے اپنے رب کی بندگی میں کسی کو ف

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مریم مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت دینے والا
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

كۗهٰيٰعۗصۗ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

یہ مذکور ہے تیرے رب کی مہر کا اپنے بندے زکریا پر جب پکارا اپنے رب کو
یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر ف۲ جب پکارا اس نے اپنے رب کو

نِدَاۗءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

چھپی پکار ف بولا اے رب میرے بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور دہک نکلی سر سے
چھپی آواز سے ف۳ بولا اے میرے رب بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور شعلہ نکلا سر سے

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَاۗىِٕكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ

بڑھاپے کی اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں محروم نہیں رہا ف اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے
بڑھاپے کا ف۴ اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں کبھی محروم نہیں رہا ف۵ اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے

مِنْ وَّرَاۗءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝

اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا ف
اپنے پیچھے ف اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ڰ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ

جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی اور کر اس کو اے رب من مانتا ف اے زکریا
جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی ف اور کر اس کو اے رب من مانتا ف اے زکریا

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ

ہم تجھ کو خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی بولا
ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی ف۹ بولا

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ

اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا
اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہو گا تب تعجب کیا۔ ف۲ یہ فرشتے نے کہا۔ ف۳ منہ سے بول نہ سکے نشان ہوا کہ وہ وقت آیا۔ ف۴ یعنی کتاب لوگوں کو سکھلانے لگا اپنے باپ کی جگہ زور سے یعنی باپ ضعیف تھے اور یہ جوان۔ ف۵ ایک لڑکے نے ان کو بلایا کھیلنے کو کہا ہم اس واسطے نہیں بنے۔ ف۶ یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں وہ ویسا نہ تھا۔ ف۷ اللہ جو بندے پر سلام کہے اس کے معنی یہ کہ اس پر کچھ پکڑ نہیں۔ ف۸ یعنی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئے ہیں شرم سے وہ مکان شرقی کو تھی اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں شرق کو۔ ف۹ یعنی جوان خوش صورت۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب غیر متوقع اور غیر معمولی خوش خبری سنے تو مزید طمانیت واستلذاذ کے لئے بار بار پوچھتا اور کھود کرید کیا کرتا ہے اس تحقیق و تفحص سے لذت تازہ حاصل ہوتی اور بات خوب پکی ہو جاتی ہے یہی منشا حضرت زکریا کے سوال کا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "انوکھی چیز مانگتے تعجب نہ آیا۔ جب سنا کہ ملیگی تب تعجب کیا۔" ف۲ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ ان ہی حالات میں اولاد مل جائے گی اور مشیت ایزدی پوری ہو کر رہے گی۔ ف۳ یہ فرشتہ نے کہا۔ یعنی تمہارے نزدیک ظاہری اسباب کے اعتبار سے ایک چیز مشکل ہو تو خدا کے یہاں مشکل نہیں۔ اس کی قدرت عظیمہ کے سامنے سب آسان ہے۔ انسان اپنی ہی کو دیکھ لے۔ ایک زمانہ تھا کہ یہ کوئی چیز نہ تھی اس کا نام و نشان بھی کوئی نہ جانتا تھا۔ حق تعالیٰ اس کو پردۂ عدم سے وجود میں لایا۔ پھر جو قادر مطلق لاشئے محض کو شے بنا دے۔ کیا وہ بوڑھے مرد اور بانجھ عورت سے بچہ پیدا نہیں کر سکتا۔ اس پر تو بطریق اولیٰ قدرت ہونی چاہیئے۔ ف۴ یعنی باوجود تندرست ہونے کے جب کامل تین رات دن لوگوں کے ساتھ زبان سے بات چیت نہ کر سکے اس وقت سمجھ لینا کہ حمل قرار پا گیا ہے۔ اس کے متعلق مفصل کلام "آل عمران" کے فوائد میں گذر چکا۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف۵ یعنی جب وہ وقت آیا تو زبان گفتگو کرنے سے رک گئی۔ حجرہ سے باہر نکل کر لوگوں کو اشارہ سے کہا کہ صبح و شام اللہ کو یاد کیا کرو۔ نمازیں پڑھو۔ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہو یہ کہنا یا تو حسب معمول سابق وعظ و نصیحت کے طور پر ہو گا یا نعمت الٰہیہ کی خوشی محسوس کر کے چاہا کہ دوسرے بھی ذکر و شکر میں ان کے شریک حال ہوں۔ کر بگ جیسا "آل عمران" میں گذرا حضرت زکریا کو حکم تھا کہ ان تین دن میں خدا کو بہت کثرت سے یاد کریں۔ اور خاص تسبیح کا لفظ شاید اس لئے اختیار کیا ہو کہ اکثر عجیب و غریب سماں دیکھنے پر آدمی "سبحان اللہ" کہا کرتا ہے۔ ف۶ یعنی تورات اور دوسرے آسمانی صحیفوں کو جو تم پر یا دوسرے انبیا پر نازل کئے گئے ہوں، خوب مضبوطی اور کوشش سے تھامے رکھو۔ ان کی تعلیمات پر خود عمل کرو اور دوسروں سے کراؤ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی علم کتاب لوگوں کو سکھلانے لگا زور سے۔ یعنی باپ ضعیف تھا اور یہ جوان"۔ ف۷ یعنی لڑکپن ہی میں ان کو حق تعالیٰ نے فہم و دانش، علم و حکمت فراست صادقہ، احکام کتاب اور آداب عبودیت و خدمت کی معرفت عطا فرما دی تھی۔ لڑکوں نے ایک مرتبہ انہیں کھیلنے کو بلایا، کہا ہم اس واسطے نہیں بنائے گئے۔ بہت سے علماء کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے عام عادت کے خلاف ان کو لڑکپن ہی میں نبوت بھی مرحمت فرما دی واللہ اعلم۔ ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو شوق و ذوق، رحمت و شفقت، رقت و نرم دلی، محبت و محبوبیت عنایت فرمائی تھی۔ اور صاف ستھرا، پاکیزہ رو، پاکیزہ خو، مبارک و سعید، متقی و پرہیزگار بنایا۔ حدیث میں ہے کہ یحییٰ نے نہ کبھی گناہ کیا نہ گناہ کا ارادہ کیا۔ خدا کے خوف سے روتے روتے رخساروں پر آنسوؤں کی نالیاں سی بن گئی تھیں۔ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام۔ ف۹ یعنی متکبر، سرکش اور خود سر نہ تھا حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی آرزو کے لڑکے اکثر ایسے ہوا کرتے ہیں۔ وہ ویسا نہ تھا۔" ف۱۰ اللہ جو بندہ پر سلام بھیجے محض تشریف و عزت افزائی کے لئے ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس پر کچھ گرفت نہیں یہاں لِیَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا سے تعمیم اوقات و احوال ہے۔ یعنی ولادت سے لے کر موت تک اور موت سے قیامت تک کسی وقت اس پر ذرہ برابر گرفت نہیں۔ خدا کی پکڑ سے ہمیشہ مامون و مصئون رہا ہے۔ ف۱۱ یعنی غسل حیض کرنے کو۔ یہ ہی پہلا حیض تھا۔ تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی۔ شرم کے مارے مجمع سے الگ ہو کر ایک مکان میں چلی گئیں جو "بیت المقدس" سے مشرق کی طرف تھا۔ اسی لئے نصاریٰ نے مشرق کو اپنا قبلہ بنا لیا۔ ف۱۲ یعنی حضرت جبرئیل ایک نوجوان خوبصورت مرد کی شکل میں پہنچ گئے جیسا کہ فرشتوں کی عادت ہے کہ عموماً خوش منظر صورتوں میں متشکل ہوتے ہیں۔ اور ممکن ہے یہاں حضرت مریم کی انتہائی عفت و پاکبازی کا امتحان بھی مقصود ہو کہ ایسے زبردست داعی و محرکات بھی اس کے جذبات عفاف و تقویٰ کو ادنیٰ ترین جنبش نہ دے سکے۔ ف۱۳ مریم نے اول وہلہ میں یہ سمجھا کہ کوئی آدمی ہے تنہائی میں دفعۃً ایک مرد کے سامنے آ جانے سے طبعی طور پر خوفزدہ ہوئیں اور اپنی حفاظت کی فکر کرنے لگیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ کے چہرہ پر تقویٰ و طہارت کے انوار چمکتے دیکھ کر اسی قدر کہنا کافی سمجھا کہ میں تیری طرف سے رحمان کی پناہ میں آتی ہوں۔ اگر تیرے دل میں خدا کا ڈر ہو گا (جیسا کہ پاک و نورانی چہرہ سے روشن تھا) تو میرے پاس سے چلا جائے گا اور مجھ سے کچھ تعرض نہ کرے گا۔

الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذَٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ

یہاں تک کہ اکڑ گیا ف۱ کہا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور

کہ اکڑ گیا ف۱ کہا یوں ہی ہو گا ف۲ فرما دیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور

خَلَقْتُكَ مِن قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً

تجھ کو بنایا میں نے پہلے اور تو نہ تھا کچھ چیز ف۳ بولا اے رب ٹھہرا دے مجھ کو کچھ نشانی

کو پیدا کیا ہم نے پہلے سے اور نہ تھا تو کوئی چیز ف۳ بولا اے رب ٹھہرا دے میرے لئے کوئی نشانی

قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلَىٰ

فرمایا تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک چنگا بھلا پھر نکلا اپنے

فرمایا تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صحیح تندرست ف۴ پھر نکلا اپنے

قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝

لوگوں پاس حجرے سے تو اشارت سے کہا ان کو کہ یاد کرو صبح و شام ف۳

لوگوں کے پاس حجرہ سے تو اشارہ سے کہا ان لوگوں کو کہ یاد کرو صبح اور شام ف۵

يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَحَنَانًا

اے یحییٰ اٹھا لے کتاب زور سے اور دیا ہم نے اس کو حکم کرنا لڑکا پن میں ف۴ اور شوق دیا

اے یحییٰ اٹھا لے کتاب زور سے ف۶ اور دیا ہم نے اس کو حکم کرنا لڑکا پن میں ف۷ اور شوق دیا

مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا

اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا پرہیزگار ف۵ اور نیکی کرتا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست

اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا پرہیزگار ف۸ اور نیکی کرنے والا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست

عَصِيًّا ۝ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ

بے حکم ف۶ اور سلام ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اٹھ کھڑا ہو

خود سر ف۹ اور سلام ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جس دن اٹھ کھڑا ہو

حَيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا

جی کر ف۷ اور مذکور کر کتاب میں مریم کا جب کنارے ہوئی اپنے لوگوں سے ایک

زندہ ہو کر ف۱۰ اور مذکور کر کتاب میں مریم کا جب جدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی

شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا

شرقی مکان میں ف۸ پھر پکڑ لیا ان سے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس پاس اپنا فرشتہ

مکان میں ف۱۱ پھر پکڑ لیا ان سے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ

پھر بن آیا اس کے آگے آدمی پورا ف۹ بولی مجھ کو رحمٰن کی پناہ تجھ سے

پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی پورا ف۱۲ بولی مجھ کو رحمٰن کی پناہ تجھ سے

إِن كُنتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا

اگر تو ڈر رکھتا ہے بولا میں تو بھیجا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا

اگر ہے تو ڈر رکھنے والا ف۱۳ بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف نشانی لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہونا اللہ کی قدرت ہے۔ ف یعنی جننے کے وقت۔ ف یہ آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ ف ان کے دین میں یہ نیت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی
روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ نیت درست نہیں۔ ف یعنی ہارون کی بیٹی تھی ہارون کی بہن دادے کا نام برتتے ہیں قوم کو جیسے عاد و ثمود کہ تھیں حضرت ہارون کی اولاد میں ـــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی گھبراؤ نہیں، میری نسبت کوئی برا خیال آیا ہو تو دل سے نکال دو۔ میں آدمی نہیں تیرے اسی رب کا جس کی تو پناہ ڈھونڈتی ہے بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ اس لئے آیا ہوں کہ خداوند قدوس کی طرف سے تجھ کو ایک پاکیزہ، صاف ستھرا اور مبارک مسعود لڑکا عطا کروں۔ غلاماً زکیا، "پاکیزہ لڑکا" کہنے میں اشارہ ہو گیا کہ وہ حسب و نسب اور اخلاق وغیرہ کے اعتبار سے بالکل پاک صاف ہو گا ف مریم کے دل میں خدا نے یقین ڈال دیا کہ بیشک یہ فرشتہ ہے۔ مگر تعجب ہوا کہ جس عورت کا شوہر نہیں تو اس کو حلال طریقہ سے کسی نے چھوا تک نہیں اور بدکار بھی نہیں کہ حرام طریقہ سے بچہ حاصل کرلے اس کو بحالت راہنہ پاکیزہ اولاد کیونکر مل جائے گی جیسا کہ حضرت زکریا نے اس سے کم عجیب بشارت پر سوال کیا تھا ف یہ وہ ہی جواب ہے جو حضرت زکریا کو دیا گیا تھا گذشتہ رکوع میں دیکھ لیا جائے ف یعنی یہ کام ضرور ہو کر رہے گا پہلے سے طے شدہ ہے تخلف نہیں ہو سکتا ہماری حکمت اسی کو مقتضی ہے کہ بدون مس بشر کے محض عورت کے وجود سے بچہ پیدا کیا جائے اور وہ دیکھنے اور ملنے والوں کیلئے ہماری قدرت عظیمہ کی ایک نشانی ہو کیونکہ تمام انسان مرد و عورت کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں آدم علیہ السلام دونوں کے بدون پیدا ہوئے اور حوا کو صرف مرد کے وجود سے پیدا کیا گیا باقی صورت یہ تھی کہ حضرت مسیح ظاہر ہوئی کہ مرد کے بدون صرف عورت کے وجود سے ان کا وجود ہوا اس طرح پیدائش کی چاروں صورتیں واقع ہو گئیں پس حضرت مسیح علیہ السلام کا وجود قدرت الٰہیہ کا ایک نشان اور حق تعالیٰ کی طرف سے دنیا کے لئے بڑی رحمت کا سامان ہے ف کہتے ہیں فرشتہ نے پھونک ماری حمل ٹھہر گیا۔ وفی البحر وذکروا ان جبریل علیہ السلام نفخ فی جیب درعہا او ذیلہا ... وانما جاز ان اسند الیہ النفخ ہو اللہ تعالیٰ لقولہ فنفخنا روحنا، کما قال فی آدم ونفخت فیہ من روحی۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی جب وضع حمل کا وقت قریب آیا شرم کے مارے سب سے علیحدہ ہو کر کسی بعید مکان میں چلی گئی۔ شاید وہ ہی جگہ ہو جسے بیت اللحم کہتے ہیں یہ مقام بیت المقدس سے آٹھ میل ہے ذکرہ ابن کثیر عن وہب ف یعنی دردزہ کی تکلیف سے ایک کھجور کی جڑ کا سہارا لینے کے لئے اس کے قریب جا پہنچی۔ اس وقت درد کی تکلیف تنہائی بے کسی سامان ضرورت و راحت کا فقدان اور سب سے بڑھ کر ایک مشہور پاکباز عفیفہ کو دینی حیثیت سے آئندہ بدنامی اور رسوائی کا تصور سخت بے چین کئے ہوئے تھا۔ تھی کہ اسی کرب و اضطراب کے غلبہ میں کہہ اٹھی یٰلیتنی مت قبل ہذا وکنت نسیا منسیا۔ کاش میں اس وقت کے آنے سے پہلے ہی مر چکی ہوتی کہ دنیا میں میرا نام و نشان نہ رہتا اور کسی کو بھولے سے بھی یاد نہ آتی (شدت کرب و اضطراب میں گذشتہ بشارات بھی جو فرشتہ سے سنی تھیں یاد نہ آئیں۔ ف وہ مقام جہاں حضرت مریم کھجور کے نیچے تشریف رکھتی تھیں قدرے بلند تھا اس کے نیچے سے پھر اسی فرشتہ کی آواز سنائی دی کہ غمگین و پریشان مت ہو خدا کی قدرت سے ہر قسم کا ظاہری و باطنی اطمینان حاصل کر۔ نیچے کی طرف دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے کیسا چشمہ یا نہر جاری کر دی ہے پانی پینے کے لئے ہے اور کھانے کے لئے اسی کھجور کو ہلا پکی اور تازہ کھجوریں گرا کریں گی (تنبیہ) بعض سلف نے "سری" کے معنی "عظیم الشان سردار" کے لئے ہیں یعنی خدا تعالیٰ تجھ سے ایک بڑا سردار پیدا کرنے والا ہے۔ جنہوں نے "سری" کے معنی چشمہ یا نہر کے لئے ظاہر یہ ہے کہ وہ چشمہ بطور خرق عادت نکالا گیا اور کھجوریں بھی خشک درخت پر بے موسم لگ گئیں۔ ان خوارق کا دیکھنا مریم کی تسکین و اطمینان اور تفریح کا سبب تھا اور جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے اس حالت میں یہ چیزیں مریم کے لئے مفید تھیں اور انہیں ضرورت بھی ہو گی۔ ف۹ یعنی تازہ کھجوریں کھا کر چشمہ کے پانی سے سیراب ہو اور پاکیزہ بیٹے کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر اور غم نہ کھا خدا تعالیٰ سب مشکلات دور کرنے والا ہے ف۱۰ یعنی اگر کوئی آدمی سوال کرے تو اشارہ وغیرہ سے ظاہر کر دینا کہ میں روزہ سے ہوں مزید گفتگو نہیں کر سکتی ان کے دین میں یہ نیت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے تھے ہماری شریعت میں ایسی نیت درست نہیں اور کیونکہ میں نے مانا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی نذر کر کے ایسا کر دیا۔ (انسیا کی قید شاید اس لئے لگائی کہ فرشتہ سے بات کرنا منع نہ تھا ف۱۱ یعنی جب بچہ کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے سامنے آئی تو لوگ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہنے لگے "مریم تو نے غضب کر دیا" یہ بناوٹ کی چیز کہاں سے لے آئی۔ اس سے زیادہ جھوٹ طوفان کیا ہو گا کہ ایک لڑکی کنواری رہتے ہوئے دعویٰ کرے کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے۔ ف۱۲ یعنی بدگمان ہو کر کہنے لگے کہ تیرے ماں باپ اور خاندان والے ہمیشہ سے نیک رہے ہیں تجھ میں یہ بری خصلت کدھر سے آئی؟ بھلوں کی اولاد کا برا ہونا محل تعجب ہے (تنبیہ) مریم کو "اخت ہارون" اس لئے کہا کہ حضرت موسیٰ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھی۔ گویا "اخت ہارون" سے مراد "اخت قوم ہارون" ہو جیسے "واذکر اخا عاد" میں ہود علیہ السلام کو "عاد" کا بھائی کہا ہے۔ حالانکہ "عاد" ان کی قوم کے مورث اعلیٰ کا نام تھا۔ اور ممکن ہے "اخت ہارون" کے ظاہری معنی لئے جائیں جیسا کہ بعض احادیث صحیحہ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی مریم کے بھائی کا نام ہارون تھا۔ جیسے ہمارے زمانہ میں رواج ہے۔ اس وقت بھی لوگ انبیاء و صالحین کے ناموں پر نام رکھتے تھے کہتے ہیں کہ مریم کا وہ بھائی ایک مرد صالح تھا۔ تو حاصل کلام یہ ہوا کہ تیرا باپ پاکباز تھا، ماں پارسا تھی، بھائی ایسا نیک ہے۔ اور پر جا کر تیرا نسب ہارون علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے پھر یہ حرکت تجھ سے کیونکر سرزد ہوئی۔ ف۱۳ یعنی مریم نے ہاتھ سے بچہ کی طرف اشارہ کیا کہ خود اس سے دریافت کرو۔

زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ
ستھرا بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں
ستھرا ف بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی

الربع
بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ
بدکار بولا یوں ہی فرمایا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہیں لوگوں کے لئے نشانی
نہیں تھی ف بولا یوں ہی ہے فرما دیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے ف اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں لوگوں کیلئے

وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا
اور مہربانی طرف سے اور ہے یہ کام ٹھہر چکا ف پھر پیٹ میں لیا اس کو پھر کنارہ ہوئی اس کو لیکر ایک مکان
نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا ف پھر پیٹ میں لیا اس کو ف پھر لیکر سو ہوئی اس کو لیکر ایک

قَصِيًّا ۝ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ
میں ف پھر لے آیا اس کو جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں
بعید مکان میں ف پھر لے آیا اس کو دردزہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں

مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا
مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ
مر چکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری ف پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ

تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝ وَهُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ
غم نہ کھا کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ ف اور ہلا اپنی طرف کھجور کی
غمگین مت ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور

النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ
جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی
کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں ف اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی

عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ
رکھ سو کبھی تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا
رکھ ف پھر اگر تو دیکھے کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کو

صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۚ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۚ قَالُوْا
روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے ف پھر لائی اس کو اپنے لوگوں پاس گود میں بولے
روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے ف پھر لائی اس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اسکو لئے

يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ۝ يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ
اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا
اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی ف اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا

سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۗ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ
آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار ف پھر ہاتھ سے بتایا اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر بات کریں
آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار ف پھر ہاتھ سے بتلایا اس لڑکے کو ف بولے ہم کیونکر بات کریں

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جب تک حشر کو دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت میں جاویں گے۔ تب تک کافر بھی توقع میں ہوں گے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لا کر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر ناامید ہوں گے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی اس شرمناک حرکت پر یہ ستم ظریفی! کہ بچہ سے پوچھ لو۔ بھلا ایک گود کے بچہ سے ہم کیسے سوال و جواب کر سکتے ہیں۔ (تنبیہ) مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا میں كَانَ کا لفظ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ تکلم کے وقت وہ صبی نہیں رہا تھا۔ قرآن میں بہت جگہ مثلاً كَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا، لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ میں كَانَ کا مدلول ایسے معنی کے لئے ہوا ہے جن کا سلسلہ زمانہ ماضی کے گذرنے کے ساتھ منقطع نہیں ہوا۔ اور یہاں مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا سے تعبیر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ کہنے والوں نے نفی تکلیم کو ایک ضابطہ کے رنگ میں پیش کیا۔ یعنی نہ صرف عیسیٰ بلکہ ہر اس شخص سے جو گود میں بچہ ہو کلام کرنا عادۃً محال ہے۔ ف۲ قوم کی طرف سے یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ خود مسیح علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے گویا کر دیا۔ آپ نے اس وقت جو کچھ فرمایا اس میں تمام غلط اور فاسد خیالات کا رد تھا جو آئندہ ان کی نسبت قائم ہونے والے تھے: "میں بندہ ہوں اللہ کا" یعنی خود اللہ یا اللہ کا بیٹا نہیں جیسا کہ اب نصاریٰ کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ اسی عقیدہ کی تردید کے لئے پہلے حضرت مسیح کی ولادت وغیرہ کے تفصیلی حالات بیان فرمائے۔ "اور مجھ کو خدا نے نبی بنایا" یعنی مفتری اور کاذب نہیں جیسا کہ یہود گمان کرتے ہیں۔ (تنبیہ) سورہ "آل عمران" اور "مائدہ" میں حضرت مسیح کے تکلم فی المہد سے متعلق کلام کیا جا چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔ صحیح بخاری کی حدیث میں نبی کریم صلعم نے جن تین بچوں کے مہد میں کلام کرنے کا ذکر فرمایا ہے ان میں ایک حضرت مسیح بن مریم ہیں۔ آج جو لوگ قرآن و حدیث کے خلاف حضرت مسیح کے تکلم فی المہد کا انکار کرتے ہیں ان کے ہاتھ میں نصاریٰ کی کورانہ تقلید کے سوا کچھ نہیں۔ ف۳ یعنی جب تک زندہ ہوں جس وقت اور جس جگہ کے مناسب جس قسم کی صلوٰۃ و زکوٰۃ کا حکم ہو اس کی شروط و حقوق کی رعایت کے ساتھ برابر ادا کرتا رہوں۔ جیسے دوسری جگہ مومنین کی نسبت فرمایا الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر آن اور ہر وقت نماز میں پڑھتے رہتے ہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ جس وقت جس طرح کی نماز کا حکم ہو ہمیشہ پابندی سے تعمیل حکم کرتے ہیں اور اس کی برکات و انوار ہمہ وقت ان کو محیط رہتی ہیں۔ کوئی شخص کہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کے مامور ہیں کیا اس کا مطلب لیا جائے گا کہ ہر ایک مسلمان مامور ہے کہ ہر وقت نماز پڑھتا رہے ہر وقت زکوٰۃ دیتا رہے خواہ نصاب کا مالک ہو یا نہ ہو، ہر وقت روزے رکھتا رہے، ہر وقت حج کرتا رہے۔ حضرت مسیح کے متعلق بھی "مَا دُمْتُ حَيًّا" کا ایسا ہی مطلب سمجھنا چاہیے۔ یاد رہے کہ لفظ "صلوٰۃ" کچھ اصطلاحی نماز کے ساتھ مخصوص نہیں۔ قرآن نے ملائکہ و بشر سے گذر کر تمام جہان کی طرف صلوٰۃ کی نسبت کی ہے۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ (نور۔ رکوع ۶) اور یہ بھی بتلا دیا کہ ہر چیز کی تسبیح و صلوٰۃ کا حال اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی صلوٰۃ و تسبیح کس رنگ کی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے معنی بھی اصل میں طہارت، نماء و برکت و مدح کے ہیں جن میں سے ہر ایک معنی کا استعمال قرآن و حدیث میں اپنے اپنے موقع پر ہوا ہے۔ اسی رکوع میں حضرت مسیح کی نسبت "غُلَامًا زَكِيًّا" کا لفظ گذر چکا جو زکوٰۃ سے مشتق ہے۔ اور یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً سورۂ کہف میں ہے خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا اسی طرح کے عام معنی یہاں بھی زکوٰۃ کے لئے جا سکتے ہیں۔ اور ممکن ہے أَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ سے أَوْصَانِي بِأَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مراد ہو جیسے اسمٰعیل علیہ السلام کی نسبت فرمایا وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ۔ پھر لفظ "اوصانی" اپنے مدلول لغوی کے اعتبار سے اس کو مقتضی نہیں کہ وقت ایصاء ہی سے اس پر عمل درآمد شروع ہو جائے۔ نیز یہ بہت ممکن ہے کہ "مَا دُمْتُ حَيًّا" سے یہ ہی زمینی حیاۃ مراد لی جائے۔ جیسے ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ جابر کے والد کو اللہ نے شہادت کے بعد زندہ کر کے فرمایا کہ ہم سے کچھ مانگ۔ اس نے کہا کہ مجھے دوبارہ زندہ کر دیجئے کہ دوبارہ تیرے راستہ میں قتل کیا جاؤں۔ اس زندگی سے یقیناً زمینی زندگی مراد ہے ورنہ شہداء کے لئے نفس حیات کی قرآن میں اور خود اسی حدیث میں تصریح موجود ہے۔ یہ ہی مطلب حیات کا "لَوْ كَانَ مُوسَىٰ حَيًّا" الخ میں کہو۔ اگر بالفرض اس کا حدیث ہونا ثابت ہو جائے۔ بالفرض ہم نے اس لئے کہا کہ اس کی اسناد کا کتب حدیث میں کہیں پتہ نہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۴ چونکہ باپ کوئی نہ تھا اس لئے صرف ماں کا نام لیا۔ ف۵ یہ سب جملے جو بصیغہ ماضی لائے گئے بے شک اس کے معنی ماضی ہی کے لئے جائیں گے لیکن اس طرح کہ مستقبل متیقن الوقوع کو گویا ماضی فرض کر لیا گیا۔ جیسے أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ میں اس طرح مسیح علیہ السلام نے بچپن میں ماضی کے صیغے استعمال کر کے متنبہ کر دیا کہ ان سب چیزوں کا آئندہ پایا جانا ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ اسے یہ ہی سمجھنا چاہیے کہ گویا پائی جا چکی۔ حضرت مسیح کی اس خارق عادت گفتگو سے اور ان اوصاف و خصائل سے جو بیان کئے نہایت بلاغت کے ساتھ اس ناپاک تہمت کا رد ہو گیا جو ان کی والدہ ماجدہ پر لگائی جاتی تھی۔ اول تو ایک بچہ کا بولنا اور ایسا جامع و موثر کلام جس سے دشمنوں کو خاموش کرنے والا تھا پھر جس بچے میں ایسی پاکیزہ خصال پائی جائیں ظاہر ہے والعیاذ باللہ ولد الزنا کیسے ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ خود ان کے الزام يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فروع کو اصول کے موافق دیکھنا چاہتے تھے۔ ف اس جملہ کے ہم معنی جملہ پہلے حضرت یحییٰ کے ذکر میں گذر چکا۔ فرق اتنا ہے کہ وہاں خود حق تعالیٰ کی طرف سے کلام تھا۔ یہاں حق تعالیٰ نے مسیح کی زبان سے وہ ہی بات فرمائی نیز "سلام" "السلام" کا فرق بھی قابل لحاظ ہے یعنی حضرت مسیح کی شان و صفت یہ ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ ایک سچی اور کھلی ہوئی بات جس میں لوگوں نے خواہ مخواہ جھگڑے ڈال رکھے اور طرح طرح کی باتیں بنا لیں، کسی نے خدا کا بیٹا، کسی نے کذاب کہا، کسی نے نسب وغیرہ میں طعن کیا۔ گویا بات وہ ہی ہے جو ظاہر کر دی گئی۔ (تفسیر عثمانی)

مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ۖ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَ

اس شخص سے کہ وہ گود میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور

اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا ف۱ وہ بولا میں بندہ ہوں اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی ہے

جَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ

مجھ کو نبی کیا اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی

اور مجھ کو اس نے نبی کیا ف۲ اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی

وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝

اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں جیتا اور سلوک والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت

اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ ف۳ اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے ف۴ اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذَٰلِكَ

اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں جی کر یہ ہے

اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر ف۵ یہ ہے

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝ مَا كَانَ لِلَّهِ

عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں

عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں ف۶ اللہ ایسا نہیں

أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہراتا ہے کچھ کام یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو

کہ رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کا کرنا سو یہی کہتا ہے اس کو کہ ہو

فَيَكُونُ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ

وہ ہوتا ہے اور کہا بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ہے راہ

وہ ہو جاتا ہے ف۷ اور کہا بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو یہ ہے راہ

مُسْتَقِيمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا

سیدھی پھر کئی راہ ہو گئے فرقے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو

سیدھی ف۸ پھر جدی جدی راہ اختیار کی فرقوں نے ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو

مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لَٰكِنِ

جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا سنتے دیکھتے ہوں گے جس دن آویں گے ہمارے پاس پر

جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا ف۹ کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہوں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس پر

الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ

بے انصاف آج کے دن صریح بہکتے ہیں اور ڈر سنا دے ان کو اس پچھتانے کے دن کا جب فیصل ہو چکے

بے انصاف آج کے دن صریح بہک رہے ہیں ف۱۰ اور ڈر سنا دے ان کو اس پچھتاوے کے دن کا جب فیصل

الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ

کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے ف ہم وارث ہوں گے زمین کے

ہو چکے گا کام ف۱۱ اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ یقین نہیں لاتے ف۱۲ ہم وارث ہوں گے زمین کے

وقف لازم

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں۔ ف تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور جُدا باپ کو میٹھی بات کہ کر نکل جاوے دنیا مانتا نہیں اور گناہ بخشوانے کو انھوں نے وعدہ کیا تھا جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۳۹۸ خدا کے مقرب بندے ہیں جھوٹے مفتری نہیں بچے پیغمبر ہیں۔ ان کا حسب نسب سب پاک وصاف ہے۔ خدا نے ان کو "کلمۃ اللہ" فرمایا ہے اور ممکن ہے "قول الحق" کے معنی بھی یہاں "کلمۃ اللہ" کے ہوں۔ ف جس کے "ایک کُن" دہو جانے میں ہر چیز موجود ہو اُسے بیٹے پوتوں کی کیا ضرورت لاحق ہوگی۔ کیا (العیاذ باللہ) اولاد ضعیفی میں سہارا دے گی؟ یا مشکلات میں ہاتھ بٹائے گی؟ یا اس کے بعد نام چلائے گی؟ اور اگر شبہ ہو کہ عموماً آدمی ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے پھر حضرت مسیح کا باپ کسے کہیں؟ اس کا جواب بھی اسی جملہ "کُن فیکون" میں آگیا۔ یعنی ایسے قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک بچہ کو بن باپ پیدا کردے۔ اگر عیسائی خدا کو باپ اور مریم کو ماں کہتے ہیں تو کیا (معاذ اللہ) دوسرے تعلقات زناشوئی کو بھی اقرار کریں گے؟ باپ مان کر بھی بہرحال تخلیق کا طریقہ وہ تو نہ ہوگا جو عموماً والدین میں ہوتا ہے۔ پھر بدون باپ کے پیدا ہونے میں کیا اشکال ہے۔ ف۹ یہ کس نے کہا؟ بعض کے نزدیک یہ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ گویا پچھلی حضرت مسیح کی جو گفتگو "قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ" سے نقل کی گئی تھی یہ اس کا تکملہ ہوا درمیان میں مخاطبین کی تنبیہ کے لئے "ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ" سے حق تعالیٰ کا کلام تھا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس کو "وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ" کے ساتھ لگایا جائے۔ یعنی (اے محمد صلعم) کتاب میں مریم و مسیح کا حال سنا کر جو مذکور ہوچکا، کہدو کہ میرا اور تمہارا سب کا رب اللہ ہے تنہا اُسی کی بندگی کرو۔ یہی ایک سیدھی راہ توحید خالص کی ہے جس میں کچھ ایچ پیچ نہیں۔ سب انبیاء اسی کی طرف ہدایت کرتے آئے لیکن لوگوں نے بہت سے فرقے بنالئے اور بہت سی راہیں نکال لیں۔ سو جو لوگ توحید کا انکار کررہے ہیں انھیں بڑے ہولناک دن (روز قیامت) کی تباہی سے خبردار رہنا چاہیے جو یقیناً پیش آنے والی ہے۔ ف یعنی آج تو جب کہ سننا اور دیکھنا مفید تھا بالکل اندھے بہرے بنے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن جب دیکھنا سننا کچھ فائدہ نہ دیگا آنکھیں اور کان خوب کھل جائیں گے۔ اُس وقت وہ باتیں سنیں گے جن سے جگر پھٹ جائیں اور وہ منظر دیکھیں گے جس سے چہرے سیاہ ہو جائیں۔ نعوذ باللہ منہ۔ ف۱۱ کافروں کو پچھتانے کے بہت مواقع پیش آئیں گے۔ آخری موقعہ وہ ہوگا جب موت کو مینڈھے کی صورت میں لاکر بہشت و دوزخ کے درمیان سب کو دکھا کر ذبح کیا جائے گا اور ندا آئے گی کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہ پڑے اس کے بعد کسی کو موت آنے والی نہیں۔ اس وقت کافر بالکل ناامید ہو کر حسرت سے ہاتھ کاٹیں گے۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ ف۱۲ یعنی اس وقت انھیں یقین نہیں کہ واقعی ایسا دن آنے والا ہے وہ غفلت کے نشہ میں مخمور ہیں اور بڑی بھاری بھول میں پڑے ہیں۔ کاش اس وقت آنکھیں کھولتے اور اپنے نفع نقصان کو سمجھتے اُس دن پچھتائے۔ حسرت و افسوس کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ "اَلْاٰنَ قَدْ نَدِمْتَ وَمَا یَنْفَعُ النَّدَمُ"

ع ۲ / ۵

وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ

اور جو کوئی زمین پر اور ہماری طرف پھر آویں گے اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا بے شک

اور جو کوئی ہے زمین پر اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے ف اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا ف بے شک

كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ

تھا وہ سچا نبی جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے جو چیز نہ سنے

تھا وہ سچا نبی ف جب کہا اپنے باپ کو اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اُس کو جو نہ سنے

وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِىْ عَنْكَ شَيْـًٔـا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّىْ قَدْ جَآءَنِىْ مِنَ

نہ دیکھے اور نہ کام آوے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے

اور نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے کچھ ف اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے خبر

الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِىْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ

خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل سجھا دوں تجھکو راہ سیدھی اے باپ میرے مت پوج

ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ سیدھی ف اے باپ میرے مت پوج

الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ اِنِّىْۤ

شیطان کو بے شک شیطان ہے رحمٰن کا بے حکم اے باپ میرے میں

شیطان کو بے شک شیطان ہے رحمٰن کا نافرمان ف اے باپ میرے میں

اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝

ڈرتا ہوں کہیں آلگے تجھ کو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی ف

ڈرتا ہوں کہیں آلگے تجھ کو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جائے شیطان کا ساتھی ف

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِىْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑے گا تو تجھ کو

وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا

وَاهْجُرْنِىْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ

پتھراؤ سے ماروں گا اور مجھ سے دور جا ایک مدت کہا تیری سلامتی رہے میں گناہ بخشواؤں گا اپنے رب سے بے شک

اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت ف کہا تیری سلامتی رہے ف میں گناہ بخشواؤں گا تیرا اپنے رب سے بے شک وہ

كَانَ بِىْ حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ

وہ ہے مجھ پر مہربان ف اور کنارہ پکڑتا ہوں تم سے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا اور

ہے مجھ پر مہربان ف اور چھوڑتا ہوں تم کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور

اَدْعُوْا رَبِّىْ ۖۗ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّىْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا

میں پکاروں گا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کو پکار کر محروم پھر جب

میں بندگی کروں گا اپنے رب کی امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کر کر محروم ف پھر جب

اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ

کنارے ہوا ان سے اور جن کو وہ پوجتے اللہ کے سوا بخشا ہم نے اس کو اسحٰق اور

جدا ہوا ان سے اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے اس کو اسحٰق اور

منزل ۴

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی کسی کا ملک یا ملک باقی نہ رہے گی۔ ہر چیز اپنے مالک حقیقی کی طرف لوٹ جائے گی۔ وہ ہی بلاواسطہ حاکم و متصرف علی الاطلاق ہوگا۔ جس چیز میں جس طرح چاہے گا اپنی حکمت کے موافق تصرف کرے گا دنیا کے جن سامانوں نے تم کو غفلت میں ڈال رکھا ہے سب کا ایک ہی وارث باقی رہ جائے گا۔ ملک و ملک کے لمبے چوڑے دعوے رکھنے والے سب فنا کے گھاٹ اُتار دیئے جائیں گے۔ ف گذشتہ رکوع میں حضرت مسیح و مریم کا قصہ بیان فرما کر نصاریٰ کا رد کیا گیا تھا جو ایک آدمی کو خدا بنا رہے ہیں۔ اس رکوع میں مشرکین مکہ کو شرمانے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنایا گیا ہے۔ کہ انھوں نے اپنے باپ تک کو کس طرح شرک و بت پرستی سے روکا۔ اور آخر سارے وطن و اقارب کو چھوڑ کر خدا کے واسطے ہجرت اختیار کی۔ مشرکین مکہ کا دعویٰ تھا کہ وہ ابراہیم کی اولاد میں اور اُسی کے دین پر ہیں۔ انھیں بتلا دیا گیا کہ بت پرستی کے متعلق تمہارے باپ ابراہیم کا رویہ کیا رہا ہے اگر آباؤ اجداد کی تقلید کرنا چاہتے ہو تو ایسے باپ کی تقلید کرو۔ اور شرک سے اُسی طرح بیزار ہو جاؤ جیسے ابراہیم علیہ السلام ہو گئے تھے۔ ف صدیق کے معنی ہیں "بہت زیادہ سچ کہنے والا" جو اپنی بات کو عمل سے سچا کر دکھائے، یا وہ راست باز پاک طینت جس کے قلب میں سچائی کو قبول کرنے کی نہایت اعلیٰ و اکمل استعداد موجود ہو۔ جو بات خدا کی طرف سے پہنچے بلا توقف اس کے دل میں اُتر جائے شک و تردد کی گنجائش ہی نہ رہے۔ ابراہیم علیہ السلام ہر ایک معنی سے صدیق تھے۔ اور چونکہ صدیقیت کے لئے نبوت لازم نہیں اس لئے آگے "صِدِّیْقًا" کے ساتھ "نَبِیًّا" فرما کر نبوت کی تصریح کردی۔ یہیں سے معلوم ہو گیا کہ کذبات ثلثہ کی حدیث اور "نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرٰهِیْمَ" وغیرہ روایات میں کذب و شک کے وہ معنی مراد نہیں جو سطح کلام سے مفہوم ہوتے ہیں۔ ف یعنی جو چیز دیکھتی سنتی ہو اور مشکلات میں کچھ کام آسکے گو واجب الوجود نہ ہو، اس کی عبادت بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ ایک پتھر کی بے جان مورتی جو نہ سنے نہ دیکھے نہ تمہارے کسی کام آئے، خود بیچارہ ہاتھ کی تراشی ہوئی، اس کو معبود ٹھہرانا کسی عاقل اور خوددار کا کام نہیں ہو سکتا۔ ف یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو توحید و معاد وغیرہ کا صحیح علم دیا اور حقائق غیبیہ سے آگاہ کیا ہے۔ اگر تم میری پیروی کرو گے تو سیدھی راہ پر چلو گا جو خدا تک پہنچانے والی ہے اس کے سوا سب رستے ٹیڑھے ترچھے ہیں جن پر چل کر کوئی شخص نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ ف یعنی بتوں کو پوجنا شیطان کو پوجنا ہے وہ ہی ایسی حرکت کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ اسی لحاظ سے بتوں کی پرستش گویا شیطان کی پرستش ہوئی۔ اور نافرمان کی پرستش رحمان کی انتہائی نافرمانی ہے۔ ف ۔ ۔ ۔ ۔ شیطان کی پہلی نافرمانی کا اظہار اس وقت ہوا تھا جب تمہارے باپ آدم کے ساتھ ۔ ۔ ۔ ف یعنی رحمان کی رحمت عظیمہ (بقیہ بر صفحہ ۴۰۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے ان سے بہتر بیٹے دئے اسی نسبت کو یہاں اسمٰعیل کا نام نہ آیا کر وہ ان کے پاس نہیں ہے ف یعنی ہمیشہ لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان پر رحمت بھیجتے ف جس کو اللہ سے وحی آئے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔ ف ان سے کلام ہوا بیچ میں فرشتہ نہ تھا۔ ف یعنی انکے ساتھ مددگار رہے ف ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہونگا وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی رہے ف لکھا ہے کہ حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھنا اور سینا کہتے ہیں انھیں سے سیکھا خلق نے ایک ملاقات ان سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو ان کی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مانگی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس وہ نبی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے۔ خضر کی طرح وہ بھی زندہ رہ گئے ہیں — از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

يَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا

یعقوب اور دونوں کو نبی کیا ف اور دیا ہم نے ان کو اپنی مہر سے اور رکھا

یعقوب اور دونوں کو نبی کیا ف اور دیا ہم نے ان کو اپنی رحمت سے اور کیا

لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ ع وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ۚ إِنَّهُ كَانَ

ان کے واسطے سچا بول بلند ف اور مذکور کر کتاب میں موسیٰ کا وہ منتخب

ان کے واسطے سچا بول اونچا ف اور مذکور کر کتاب میں موسیٰ کا ف بے شک وہ تھا

مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ

چنا ہوا اور تھا رسول نبی ف اور پکارا ہم نے اس کو داہنی طرف سے پہاڑ

چنا ہوا اور تھا رسول نبی ف اور پکارا ہم نے اس کو داہنی طرف سے طور پہاڑ

الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ

پہاڑ کی اور نزدیک بلایا اس کو بھید کہنے کو ف اور بخشا ہم نے اس کو اپنی مہر سے بھائی اس کا ہارون

کی اور نزدیک بلایا اس کو بھید کہنے کو ف اور بخشا ہم نے اسکو اپنی مہربانی سے بھائی اس کا ہارون

نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ

نبی ف اور مذکور کر کتاب میں اسمٰعیل کا وہ تھا وعدے کا سچا اور

نبی ف اور مذکور کر کتاب میں اسمٰعیل کا وہ تھا وعدے کا سچا اور

كَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ

تھا رسول نبی ف اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا اور

تھا رسول نبی ف اور حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا ف اور

وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ

تھا اپنے رب کے یہاں پسند اور مذکور کر کتاب میں ادریس کا وہ تھا

تھا اپنے رب کے یہاں پسندیدہ ف اور مذکور کر کتاب میں ادریس کا وہ تھا

صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ

سچا نبی اور اٹھا لیا ہم نے اسکو اونچے مکان پر ف وہ لوگ ہیں جن پر نعمت دی

سچا نبی ف اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر ف یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیا

اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ

اللہ نے نبیوں میں آدم کی اولاد میں اور ان میں جنکو لاد لیا ہم نے نوح کے ساتھ

اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ

وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا

اور ابراہیم کی اولاد میں اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے سوجھ دی اور پسند کیا

اور ابراہیم کی اولاد میں اور اسرائیل کی ف اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا ف

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ

جب ان کو سنایئے آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدے میں اور روتے پھر ان کی جگہ آئے

جب ان کو سنائے آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے ف پھر ان کی جگہ آئے

بقیہ فوائد صفحہ ۳۹۹۔ تو چاہتی ہے کہ تمام بندوں پر شفقت و مہربانی ہو۔ لیکن تیری بداعمالیوں کی شامت سے ڈر ہے کہ ایسے حلیم و مہربان خدا کو غصہ نہ آجائے اور تجھ پر کوئی سخت آفت نازل نہ کر دے جس میں پھنس کر تو ہمیشہ کے لئے شیطان کا ساتھی بن جائے یعنی کفر و شرک کی مزاولت سے آئندہ ایمان و توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو اور اولیاء الشیطان کے گروہ میں شامل کر کے دائمی عذاب میں دھکیل دیا جائے۔ عموماً مفسرین نے یہ ہی معنی لئے ہیں۔ مگر حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت لگے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف باپ نے حضرت ابراہیم کی تقریر سن کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو ہمارے معبودوں سے بدعقیدہ ہے۔ بس اپنی بداعتقادی اور وعظ و نصیحت کو رہنے دے ورنہ تجھ کو پتھراؤ کر کے مار ڈالوں گا۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی خیر چاہتا ہے تو میرے پاس سے ایک مدت دراز کے لئے دور ہو جا۔ میں تیری صورت دیکھنا نہیں چاہتا اس سے پہلے کہ میں تجھ پر ہاتھ اٹھاؤں یہاں سے روانہ ہو جا۔ ف یہ رخصت یا متارکت کا سلام ہے جیسے ہمارے محاورات میں ایسے موقع پر کہہ دیتے ہیں کہ "فلاں بات یوں ہے تو سلام لو"۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ (القصص رکوع ۶) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا ماں باپ کو میٹھی بات کہہ کر نکل جائے تو وہ بیٹا عاق نہیں۔ ف امید ہے بڑی مہربانی سے تیرے باپ کے گناہ معاف فرمادیگا۔ حضرت ابراہیم نے استغفار کا وعدہ ابتداءً کیا تھا چنانچہ استغفار کرتے رہے۔ جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ یہ بحث سورۂ توبہ (براءۃ) میں مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ کے تحت میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لی جائے۔ ف یعنی میری نصیحت کا جب کوئی اثر تم پر نہیں بلکہ الٹا مجھے دھمکیاں دیتے ہو تو اب میں خود تمہاری بستی میں رہنا نہیں چاہتا۔ تم کو اور تمہارے جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر وطن سے ہجرت کرتا ہوں تاکہ یکسو ہو کر اطمینان سے خدائے واحد کی عبادت کر سکوں۔ حق تعالیٰ کے فضل و رحمت سے کامل امید ہے کہ اس کی بندگی کر کے میں محروم و ناکام نہیں رہوں گا۔ غربت و بیکسی میں جب اس کو پکاروں گا ادھر سے ضرور اجابت ہوگی۔ میرا اتنا پتھر کی مورتی نہیں کہ کتنا ہی چیخو چلاؤ سن ہی نہ سکے۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور اپنوں سے دور پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر اپنے دیئے۔ تاکہ غریب الوطنی کی وحشت دور ہو اور انس و سکون حاصل کریں۔ شاید یہاں حضرت اسمٰعیل کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے۔ بچپن ہی میں جدا کر دیئے گئے تھے نیز ان کا مستقل تذکرہ آگے آنے والا ہے۔ (تنبیہ) حضرت اسحاق حضرت ابراہیم کے بیٹے اور حضرت یعقوب حضرت اسحٰق کے بیٹے ہیں۔ ان ہی سے سلسلہ بنی اسرائیل کا چلا۔ جن میں سیکڑوں نبی ہوئے۔ ف یعنی اپنی رحمت خاصہ سے ان کو بڑا حصہ عنایت فرمایا اور دنیا میں بول بالا کیا اور ہمیشہ کے لئے ان کا ذکر خیر جاری رکھا چنانچہ تمام مذاہب و ملل ان کی تعظیم و توصیف کرتے ہیں اور امت محمدیہ دائماً اپنی نمازوں میں پڑھتی ہے۔ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ فی الحقیقت یہ حضرت ابراہیم کی دعاء وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ کی مقبولیت کا ثمرہ ہے۔ ف یعنی قرآن کریم میں جو حال موسیٰ علیہ السلام کا بیان کیا جا رہا ہے لوگوں کے سامنے ذکر کیجئے۔ کیونکہ وہ اسحاق و یعقوب کی نسل سے اسرائیلی سلسلہ کے اولوالعزم پیغمبر اور مشرع اعظم ہوئے ہیں۔ اور جس طرح حضرت یحییٰ و عیسیٰ کے تذکرہ میں خصوصیت کے ساتھ عیسائیوں کی اصلاح اور ابراہیم کے ذکر میں مشرکین مکہ کو متنبہ کرنا مقصود تھا، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تذکرہ سے شاید یہود کو بتانا ہو کہ قرآن کس قدر کشادہ دلی سے ان کے مقتدائے اعظم کے واقعی کمالات و محاسن کا اعلان کرتا ہے۔

منزل ۴

یہود کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے اس جلیل القدر پیغمبر کی صریح پیشین گوئی کے موافق اسمٰعیلی نبی (محمد صلعم) کی رسالت و نبوت کا کھلے دل سے اعتراف کریں۔ شاید اسی لئے حضرت موسیٰ کے بعد روئے سخن حضرت اسمٰعیل کی طرف پھیر دیا گیا۔ ف جس آدمی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتے وہ "نبی" ہے انبیاء میں سے جن کو خصوصی امتیاز حاصل ہو یعنی مکذبین کے مقابلہ میں جدید ذات کی طرف مبعوث ہوں یا نئی کتاب اور مستقل شریعت رکھتے ہوں، وہ رسول نبی یا نبی رسول کہلاتے ہیں۔ شرعیات میں جزئی تعریف مثلاً کسی عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید وغیرہ رسول کے ساتھ مخصوص نہیں عام انبیاء بھی کر سکتے ہیں۔ باقی غیر انبیاء پر رسول یا مرسل کا اطلاق جیسا کہ قرآن کے بعض مواضع میں پایا جاتا ہے وہ اس معنی مصطلح کے اعتبار سے نہیں۔ وہاں دوسری حیثیات معتبر ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی موسیٰ علیہ السلام جب آگ کی تلاش میں "طور" پہاڑ کی اس مبارک جانب میں پہنچ گئے جو ان کے داہنے ہاتھ کی طرف واقع تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پکارا اور ہم کلامی کا شرف بخشا۔ تفصیل سورۂ طہٰ میں آئیگی ... اور روحانی طور پر اس قدر قرب

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف بک بک نہ سُنیں گے اور سلام علیک کی آواز بلند سُنیں گے۔ ف میراث آدم کی کہ اول ان کو بہشت ملی ہے۔ ف ایک بار جبرئیل کئی روز نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم بہر روز کیوں نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سکھایا جبرئیل کو کہ جواب یوں کہو یہ کلام ہے اللہ کا جبرئیل کی طرف سے جیسا ایاک نستعین ہم کو سکھایا اور ہمارے آگے پیچھے کیا آسمان و زمین کو اترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے، چڑھتے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے
ف اللہ کے نام سب اس کی صفت ہیں یعنی کوئی ہے اس صفت کا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۴۰۰۔ وعلو حاصل تھا کہ غیبی قلموں کی آواز سنتے تھے جن سے تورات نقل کی جا رہی تھی وحی کو "نجیہ" اس لئے فرمایا کہ اس وقت کوئی بشر استماع میں شریک نہ تھا گو بعد میں اوروں کو بھی خبر کر دی گئی۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ کے کام میں مددگار رہے جیسا کہ انہوں نے خود درخواست کی تھی۔ "وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْۤ" (القصص رکوع ۴) اور "وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي" (طٰہٰ رکوع ۲)

خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۟

ناخلف گنوائی نماز اور پیچھے پڑے مزوں کے سو آگے دیکھیں گے گمراہی

ناخلف کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو ف

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ

مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جاویں گے بہشت میں اور

مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں اور

لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۟ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ

اُن کا حق نہ رہے گا کچھ باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ دیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں کو

اُن کا حق ضائع نہ ہوگا کچھ ف باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے رحمٰن نے اپنے بندوں سے

بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۟ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا

بن دیکھے بے شک ہے اس کے وعدے پر پہنچنا نہ سنیں گے وہاں بک بک سوا

اُن کے بن دیکھے بے شک ہے اس کے وعدے پر پہنچنا ف نہ سنیں گے وہاں بک بک سوائے

سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۟ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ

سلام اور ان کو ہے اُن کی روزی وہاں صبح اور شام ف وہ بہشت ہے جو

سلام ف اور ان کے لئے ہے اُن کی روزی وہاں صبح اور شام ف یہ وہ بہشت ہے جو

نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۟ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ

میراث دیں گے اپنے بندوں میں جو کوئی ہوگا پرہیزگار ف اور ہم نہیں اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے

میراث دیں گے ہم اپنے بندوں میں جو کوئی ہوگا پرہیزگار ف اور ہم نہیں اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے

لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۟

اسی کا ہے جو ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے بیچ اور تیرا رب نہیں بھولنے والا ف

اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیرا رب نہیں ہے بھولنے والا ف

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ

رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو اُن کے بیچ ہے سو اسی کی بندگی کر اور ٹھہرا رہ اس کی بندگی پر

رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو اُن کے بیچ ہے سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی پر ف

هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۟ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ

کوئی پہچانتا ہے تو اس کے نام کا ف اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مر گیا پھر

کسی کو پہچانتا ہے تو اس کے نام کا ف اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مر جاؤں تو پھر

اُخْرَجُ حَيًّا ۟ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ

نکلوں گا جی کر کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور

نکلوں گا زندہ ہو کر ف کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور

لَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۟ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ

وہ کچھ چیز نہ تھا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلاویں گے اُن کو اور شیطانوں کو پھر سامنے لاویں گے

وہ کچھ بھی چیز نہ تھا ف سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلائیں گے اُن کو اور شیطانوں کو ف پھر سامنے لائیں گے

ع ۴

حق تعالیٰ نے درخواست قبول فرمائی اور ہارون کو بھی بڑا کر اُن کی اعانت و تقویت کے لئے دے دیا۔ موسیٰ سے عمر میں حضرت ہارون بڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ دنیا میں کسی نے اپنے بھائی کے لئے اس سے بڑی شفاعت نہیں کی جو موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کے لئے کی تھی۔ ف اس سے حضرت اسمٰعیل کی فضیلت حضرت اسحٰق پر ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ان کو صرف نبی فرمایا اور اسمٰعیل کو رسول نبی کہا گیا ہے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وَلَدِ اِبْرٰهِيْمَ اِسْمٰعِيْلَ" (ابراہیم کی اولاد میں سے اللہ نے اسمٰعیل کو چن لیا) حضرت اسمٰعیل عرب حجاز کے مورث اعلیٰ اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے اجداد میں سے ہیں جو ابراہیمی شریعت دے کر "بنی جرہم" کی طرف مبعوث ہوئے۔ "انکا صادق الوعد" ہونا مشہور تھا۔ خدا سے یا بندوں سے جو وعدہ کیا پورا کر کے دکھلایا۔ ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تک تو آئے میں اسی جگہ رہوں گا کہتے ہیں وہ ایک برس نہ آیا یہ وہیں رہے نبی کریم صلعم سے بھی منقول ہے کہ قبل از بعثت آپ سے عبداللہ بن ابی الحمساء نے کہا کہ آپ یہاں ٹھہریے میں ابھی آتا ہوں۔ آپ تین دن تک اسی جگہ رہے۔ جب وہ واپس آیا تو فرمایا کہ تو نے ہم کو تکلیف دی میں حسب وعدہ تین دن سے یہیں ہوں۔ حضرت اسمٰعیل کے وعدہ کی انتہائی سچائی اس وقت ظاہر ہوئی جب اپنے باپ ابراہیم سے کہا تھا: "يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ" (صافات رکوع ۳) اور اسی طرح کر کے دکھایا۔ ف کیونکہ گھر والے قریب ہونے کی وجہ سے ہدایت کے اول مستحق ہیں۔ آن سے آگے کو سلسلہ چلتا ہے۔ اسی سے دوسری جگہ فرمایا "وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" (طٰہٰ رکوع ۸) اور "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا" (تحریم رکوع ۱) خود نبی کریم صلعم کو بھی یہی ارشاد ہوا: "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" (الشعراء رکوع ۱۱) بعض کہتے ہیں کہ یہاں "اہل" سے اُن کی ساری قوم مراد ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں "اہلہ" کی جگہ "قومہ" تھا۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی دوسروں کو ہدایت کرنا اور خود اپنے اقوال و افعال میں پسندیدہ مستقیم الحال اور مرضی الخصال تھا۔ ف راجح یہ ہے کہ ادریس علیہ السلام حضرت آدمؑ اور نوحؑ کے درمیانی زمانہ میں گزرے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں نجوم و حساب کا علم، قلم سے لکھنا، کپڑا سینا، ناپ تول کے آلات اور اسلحہ کا بنانا اول اُن سے چلا۔ واللہ اعلم۔ شب معراج میں نبی کریم صلعم کی چوتھے آسمان پر ان سے ملاقات ہوئی۔ ف یعنی قرب و عرفان کے بہت بلند مقام اور اونچی جگہ پر پہنچایا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی طرح وہ بھی زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ آسمان پر جا کر روح قبض کی گئی۔ ان کے متعلق بہت سی اسرائیلیات مفسرین نے نقل کی ہیں۔ ابن کثیر نے اُن پر تنقید کی ہے۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی جن انبیاء کا ابتدائے سورۃ سے یہاں تک ذکر ہوا۔ اسی قسم کے لوگوں پر حق تعالیٰ نے اپنے انعامات کی بارش کی ہے۔ یہ سب آدم کی اولاد ہیں اور ادریس کے سوا باقی سب اُن کی اولاد بھی ہیں جنہیں نوح کے ساتھ ہم نے کشتی پر سوار کیا تھا۔ اور بعض ابراہیم کی ذریت میں ہیں۔ مثلاً اسحاق، یعقوب، اسمٰعیل علیہم السلام۔ اور بعض اسرائیل (یعقوب) علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ مثلاً موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ علیہم السلام۔ ف یعنی طریق حق کی طرف ہدایت کی اور منصب نبوت و رسالت کے لئے پسند کر لیا۔ ف یعنی باوجود اس قدر علو مقام اور معراج کمال پر پہنچنے کے شان عبودیت و بندگی میں کامل ہیں۔ اللہ کا کلام سن کر اور اس کے مضامین سے متاثر ہو کر نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اس کو یاد کر کے روتے ہیں۔ اسی لئے علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت پر سجدہ کرنا چاہئے تاکہ ان مقربین کے طرز عمل کی یاد کر کے ایک طرح کی مشابہت اُن سے حاصل ہو جائے۔ روایات میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم پڑھ کر سجدہ کیا اور فرمایا

"اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا" یہ تو سجدہ ہوا آگے "بکاء" کہاں ہے۔ بعض مفسرین ← منزل ۴ ← نے یہاں "آیات الرحمٰن" سے خاص آیات سجدہ اور "سجدًا" سے سجود تلاوت مراد لیا ہے۔ مگر ... ہم وہ ... پہلے کر چکے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ قرآن کی تلاوت کرو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونے کی صورت بناؤ۔ (فوائد صفحہ ۲۸۱) ف وہ تو اگلوں کا حال تھا۔ یہ پچھلوں کا ہے کہ دنیا کے مزوں اور نفسانی خواہشات میں پڑ کر خدا تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو گئے۔ نماز جو اہم العبادات ہے اسے ضائع کر دیا۔ بعض تو بالکل ہی کے منکر ہو گئے۔ بعض نے فرض جانا مگر پڑھی نہیں .... بعض نے پڑھی تو جماعت اور وقت وغیرہ شروط و حقوق کی رعایت نہ کی ادا میں سے ہو ایک درجہ بدرجہ اپنی گمراہی کو دیکھ لیگا کہ کیسے خسارہ اور نقصان کا سبب بنتی ہے اور کس طرح کی بڑی سزائیں پہنچاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ "غی" دوزخ کی ایک بدترین وادی ہے جس میں ڈھکیلا جائیگا جس کا نام ہی "غی" ہے۔ ف یعنی توبہ کا دروازہ ... [illegible] ... دل سے توبہ کر کے ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرے ... اور اپنا چال چلن درست رکھے بہشت کے دروازے اس کے لئے [illegible] ... حدیث میں ہے "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ"

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور جیسے سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہوا گھٹنوں پر گرنا۔ ف۲ بہشت کی راہ میں گرد دوزخ کے منہ میں ... سے بال برابر تیز جیسے تلوار
اور کافر بھی ایمان والے اس پر سلامت گذر جاویں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے اور شفاعت اور ارحم الراحمین کی مہر ... سب نکلیں گے اور کافر رہ جاویں گے پھر اس کا منہ بند ہوگا۔ ف یعنی دنیا کی رونق
میں مقابلہ دیتے ہیں ف۴ یعنی بہکاوے میں جانے دیے کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا بُرا پاویں گے آخرت میں یہاں نیک و بد بھلائی برائی میں شامل ہیں ف۵ فوج یعنی مددگار ... یعنی دنیا کی رونق
دیکھے یہاں کام کی نہیں، نیکیاں سب رہیں گی اور دنیا دہے گی ف ایک کافر مالدار ایک لوہار مسلمان کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دوں اس نے کہا اگر تو مرے اور پھر جیوے تو بھی میں منکر نہ ہوں، اس نے کہا اگر پھر جیوں گا تو بھی مال
اور اولاد وہاں بھی ہوگا تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں لے سو نہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ

گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ف پھر جدا کریں گے ہم ہر فرقہ میں سے کون سا ان میں سخت رکھتا تھا

گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے ف پھر جدا کریں گے ہم ہر ایک فرقہ میں سے جو لسا ان میں سے سخت رکھتا

عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ۝

رحمٰن سے اکڑ پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں پیٹھنے کے

تھا رحمٰن سے اکڑ ✿ پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے ف

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۝ ثُمَّ

اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا تیرے رب پر ضرور مقرر پھر

اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر ✿ پھر

نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

بچا دیں گے ہم ان کو جو ڈر تے رہے اور چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ف۲ اور جب سنائے ان کو

بچا دیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے ف۳ اور جب سنائے ان کو

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ

ہماری آیتیں کھلی کہتے ہیں جو لوگ منکر ہیں ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا

ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا

مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

مکان بہتر ہے اور اچھی لگتی ہے مجلس ف اور کتنی کھپا چکے ہم پہلے ان سے سنگتیں وہ ان سے بہتر تھے

مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگتی ہے مجلس ف اور کتنی ہلاک کر چکے ہم پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر تھے

أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ

اسباب میں اور نمود میں تو کہہ جو کوئی رہا بھٹکتا سو چاہیے کھینچ لے جاوے اس کو رحمٰن لمبا ف

سامان میں اور نمود میں ف تو کہہ جو رہا بھٹکتا سو چاہیے اس کو کھینچ لے جائے رحمٰن لمبا ف

حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ

یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ پاتے ہیں یا آفت اور یا قیامت سو تب

یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ ہوا تھا ان سے یا آفت اور یا قیامت سو تب معلوم کریں گے

مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضْعَفُ جُنْدًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا

معلوم کریں گے کس کا برا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور ہے ف اور بڑھاتا جاوے اللہ سوجھے ہوؤں کو

کس کا برا ہے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے ف اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ سوجھنے والوں کو

هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ۝

سوجھ اور رہنے والی نیکیاں بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلا اور بہتر پھر جانے کو جگہ ف

سوجھ ف اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر پھر جانے کو جگہ ف

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝

بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد ف

بھلا تو نے دیکھا اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہے گا مال اور اولاد ف

بقیہ فوائد صفحہ ۴۰۱ ... تو گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا ... التواب الرحیم ف۲ جب یہ بندے ان دیکھی چیزوں پر پیغمبروں کے کہنے سے ایمان لائے بن دیکھے خدا کی عبادت کی، تو اللہ نے ان سے جنت کی ان دیکھی نعمتوں کا وعدہ فرما لیا ... ف یعنی جنت میں ... فرشتوں اور مومنین کی طرف سے "سلام علیک" کی آوازیں بلند ہوں گی۔ ف۵ صبح و شام سے جنت کی صبح و شام مراد ہے، وہاں دنیا کی طرح طلوع و غروب نہ ہوگا ... صبح و شام کی تحدید و تعیین کی جائے گی جب عادت معمول صبح و شام جنت کی غذا پہنچے گی ... اس کی کیفیت خدا ہی جانے۔ حدیث میں ہے "يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا" ... ف یعنی میراث آدم کی کہ اول انکو بہشت ملی ہے ... ف ایک مرتبہ جبریل کئی روز تک نہ آئے آپ منقبض تھے، کفار نے کہنا شروع کیا کہ محمد کو اس کے رب نے خفا ہو کر چھوڑ دیا ... آخر جبریل تشریف لائے آپ نے اتنے روز تک نہ آنے کا سبب پوچھا ... ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا "مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا" ... اللہ تعالیٰ نے جبریل کو سکھلایا کہ جواب میں یوں کہو "وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ" ... حاصل جواب یہ ہے کہ ہم خاص عبد مامور ہیں، بدون حکم الٰہی ایک پر نہیں ہلا سکتے ... ہر زمانہ ماضی مستقبل حال اور ہر مکان آسمان زمین اور ان کے درمیان کا علم اسی کو ہے ... پیغمبر کے پاس کس وقت بھیجنا چاہیے ... مخلص بندوں کو یہاں کبھی نہیں بھولتا وہاں بھی نہیں بھولے گا ... ف یعنی کسی کے کہنے سننے کی پروا مت کر ... ف۵ اللہ کے نام اس کی صفات ہیں، یعنی کوئی ہے اس کی صفت کا؟ جس میں اس جیسی صفات موجود ہوں؟ جب کوئی نہیں تو بندگی کے لائق اور کون ہو سکتا ہے! ف۶ گذشتہ رکوع میں نیکوں اور بدوں کا انجام بیان فرمایا تھا جو مرنے کے بعد ہوگا۔ جو لوگ مر کر زندہ ہونے کو محال و مستبعد سمجھتے ہیں یہاں ان کے شبہات کا جواب دیا جاتا ہے ... ہم قبروں سے زندہ کر کے نکالے جائیں گے ...

ف یعنی آدمی ہو کر ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھتا کہ چند روز پہلے وہ کوئی چیز نہ تھا حق تعالیٰ نے ... ایک چیز کو فنا کر کے دوبارہ پیدا کر سکے۔ آدمی کو اپنی پہلی ہستی کی حیثیت یاد نہیں رہی ... وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ (الروم رکوع ۲)۔ ف۲ یعنی یہ منکرین ان شیاطین کی معیت میں قیامت کے دن خدا کے سامنے حاضر کیے جائیں گے جو اغوا کر کے انہیں گمراہ کرتے تھے ... ف۳ یعنی منکرین کے ہر فرقہ میں جو زیادہ بدمعاش، سرکش اور اکڑ باز تھے انہیں عام مجرموں سے علیحدہ کر لیا جائے گا ... حق تعالیٰ خوب جانتا ہے ... گنہگار ... دوزخ میں گر پڑیں گے ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔ ف یعنی جن کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ ف یعنی بھاری گناہ ————— ان شاء عبد الغفار صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۴۰۲۔ پھر کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے حال کے موافق نیز انبیاء و ملائکہ اور صالحین کی شفاعت سے اور آخر میں براہ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب گنہگار جنہوں نے سچے اعتقاد کے ساتھ کلمہ پڑھا تھا دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ صرف کفار ابدی رہ جائیں گے اور دوزخ کا منہ بند کر دیا جائے گا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ میں ہر شخص کو داخل کیا جائے گا مگر صالحین پر وہ آگ برد و سلام بن جائے گی [illegible]

دازی نے اپنی تفسیر میں اس قول کی بہت سی تفصیل بیان کی ہیں۔ فائدہ رجوع۔ ف یعنی کفار قرآن کی آیتیں سن کر جن میں ان کا انجام برا بتلایا گیا ہے ہنستے ہیں اور بطور استہزاء و تفاخر غریب مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارے زعم کے موافق آخرت میں جو کچھ [illegible]

دونوں فریق کی موجودہ حالت اور دنیوی پوزیشن پر منطبق نہیں ہوتا۔ کیا آج ہمارے مکانات فرنیچر اور بود و باش کے سامان تم سے بہتر نہیں اور ہماری مجلس اور سوسائٹی تمہاری سوسائٹی سے معزز نہیں۔ یقیناً ہم جو تمہارے نزدیک باطل پر ہیں [illegible]

سے زیادہ خوش حال اور اچھے ٹھاٹ میں۔ جو لوگ آج ہم سے خوف کھا کر وہ اعمال کی قید میں نظر بند ہوں، کیا گمان کیا جا سکتا ہے کہ کل وہ چھلانگ مار کر جنت میں جا پہنچیں گے اور ہم دوزخ میں پڑے جلتے رہیں گے۔ ف یہ ان کی بات کا جواب دیا کہ پہلے کیسی بہت قومیں گذر چکی ہیں جو دنیا کے ساز و سامان اور شان و شوکت میں تم سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھیں لیکن جب انہوں نے انبیاء کے مقابلہ میں سرکشی کی اور تکبر و تفاخر کو اپنا شعار بنا لیا، خدا تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ دی اور دنیا کے نقشہ میں ان کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ پس آدمی کو چاہیے کہ دنیا کی ناقی ٹیپ ٹاپ اور عارضی بہار سے دھوکا نہ کھائے محض تکبر و حسد ہی حق کو ٹھکرا کر تباہی و ہلاکت کا مقدمہ بنا کرتے ہیں۔ مال اولاد یا دنیوی خوش حالی مقبولیت اور حسن انجام کی دلیل نہیں۔ ف یعنی جو خود گمراہی میں جا پڑا اسے گمراہی میں جانے دے کیونکہ دنیا دارالامتحان کی جگہ ہے۔ یہاں ہر ایک کو عمل کی فی الجملہ آزادی دی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی عادت اور حکمت کا اقتضاء یہ ہے کہ جو اپنے کسب و ارادہ سے کوئی راستہ اختیار کرلے اُس کو نیک و بد سے خبردار کر دینے کے بعد اُسی پر چلنے کے لیے ایک حد تک آزاد چھوڑ دے! سی نے جو بدی کی راہ چل پڑا اُس کے حق میں دنیا کی مرفہ الحالی اور درازی عمر وغیرہ تباہی کا پیش خیمہ سمجھنا چاہیے۔ نیک و بد یہاں رہے ملے ہیں، آخرت میں پوری طرح جدا ہوں گے۔ اصلی بھلائی برائی وہاں کھلے گی۔ ف یعنی کفار مسلمانوں کو ذلیل و کمزور اور اپنے کو معزز و طاقتور سمجھتے ہیں۔ اپنے عالی شان محلات اور بڑی بڑی فوجوں اور جتھوں پر اتراتے ہیں کیونکہ خدا نے ابھی ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے جس وقت گلا دبایا جائے گا خواہ دنیوی عذاب کی صورت میں یا قیامت کے بعد، تب پتہ لگے گا کہ کس کا مکان برا ہے اور کس کی جمعیت کمزور ہے۔ اس موقع پر تمہارے سامان اور لشکر کچھ کام نہ آئیں گے۔ ف یعنی جیسے گمراہوں کو گمراہی میں لمبا چھوڑ دیتا ہے ان کے بالمقابل سوجھ بوجھ کر راہ ہدایت اختیار کریں ان کی سوجھ بوجھ اور فہم و بصیرت کو اور زیادہ تیز کر دیتا ہے جس سے وہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کے راستوں پر بگٹٹ اڑے چلے جاتے ہیں۔ ف یعنی دنیا کی رونق رب کے ہاں کام کی نہیں۔ نیکیاں سب رہیں گی اور دنیا نہ رہے گی۔ آخرت میں ہر نیکی کا بہترین بدلہ اور بہترین انجام ملے گا۔ ف یعنی کفر کے باوجود آپ نے یہ جرأت دیکھی! ایک کافر ذوالدار ایک مسلمان لوہار کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دوں۔ اس نے کہا تو مرے اور پھر جیئے تو بھی میں منکر نہ ہوں۔ اس نے کہا اگر مر کر پھر جیئیں گے تو یہی مال و اولاد وہاں بھی ہوگا تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے۔ کافر چاہے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے، یا کفر کے باوجود آخرت کی عیش و تنعم کے مزے اڑائے، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

فوائد صفحہ ہذا { ف یعنی ایسے یقین و وثوق سے جو دعوٰی کر رہا ہے، کیا غیب کی خبر پا لی ہے؟ یا خدا سے کوئی وعدہ لے چکا ہے؟ ظاہر ہے کہ دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں۔ ایک کندہ کافر کی کیا بساط کہ وہ اس طرح کی غیبیات تک رسائی حاصل کرے۔ رہا خدا کا وعدہ، وہ اُن لوگوں سے ہو سکتا ہے جنہوں نے اپنا عہد پورا کیا "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" اور عمل صالح کی امانت خدا کے پاس رکھ دی ہے۔ ف یعنی یہ قول بھی شامل مسل کرلیا جائے گا اور مال و اولاد کی جگہ اُس کی سزا بڑھا دی جائے گی۔ ف جو بتلا رہا ہے یعنی مال اور اولاد چنانچہ اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے کذا فی الموضح یا یہ مطلب ہے کہ یہ چیزیں اُس سے الگ کرلی جائیں گی قیامت میں اکیلا حاضر ہوگا نہ مال کام آئے گا نہ اولاد ساتھ دے گی۔ ف یعنی مال و اولاد سے بڑھ کر اپنے جھوٹے معبودوں کی مدد کے امیدوار ہیں کہ وہ اُن کو خدا کے ہاں بڑے بڑے درجے دلائیں گے حالانکہ ہرگز ایسا ہونے والا نہیں محض سودائے خام ہے جو اپنے دماغوں میں پکا رہے ہیں۔ ف یعنی وہ معبود مدد تو کیا کرتے خود ان کی بندگی سے بیزار ہوں گے، اور اُن کے مقابل ہو کر بجائے عزت بڑھانے کے اور زیادہ ذلت و رسوائی کا سبب بنیں گے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا "وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً

أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا

کیا جھانک آیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمٰن کے یہاں قرار ۔ ہاں نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو

کیا جھانک آیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمٰن سے عہد ۔ ف یہ نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو

يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا

کہتا ہے اور بڑھاتے جاویں گے اس کو عذاب میں لمبا اور ہم لے لیں گے اس کے مرے پر جو بتاتا ہے اور آوے گا ہم پاس

وہ کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اُس کو عذاب میں لمبا ف اور ہم لے لیں گے اُسکے مرتے پر جو کچھ وہ بتلا رہا ہے اور آئیگا

فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللّٰهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ

اکیلا ف اور پکڑا ہے لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کا پوجنا کہ وہ ہوں اُن کی مدد ۔ کوئی نہیں

ہمارے پاس اکیلا ف اور پکڑ رکھا ہے لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود تا کہ وہ ہوں اُن کے لئے مدد ف ہرگز نہیں ف

ع ۵

سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّا

وہ منکر ہوں گے اُن کی بندگی سے اور ہو جاویں گے اُن کے مخالف تو نے نہیں دیکھا کہ

وہ منکر ہوں گے اُن کی بندگی سے اور ہو جائیں گے اُن کے مخالف ف تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے

أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ

ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اچھالتے ہیں اُن کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر اُن پر

چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اچھالتے ہیں اُن کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر اُن پر

إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝

ہم تو پوری کرتے ہیں اُن کی گنتی جس دن ہم اکٹھا کر لاویں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کے پاس مہمان بلائے

ہم تو پوری کرتے ہیں اُن کی گنتی ف جس دن ہم اکٹھا کر لائیں گے پرہیزگاروں کو رحمٰن کے پاس مہمان بلائے ہوئے

وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا

اور ہانک لے جاویں گے گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا مگر

اور ہانک لے جائیں گے گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا مگر

مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝

جس نے لے لیا رحمٰن سے قرار ف اور لوگ کہتے ہیں رحمٰن رکھتا ہے اولاد

جس نے لے لیا ہے رحمٰن سے وعدہ ف اور لوگ کہتے ہیں رحمٰن رکھتا ہے اولاد ف

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ

آگئے ہو بھاری چیز میں ف ابھی آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو

بے شک تم آپھنسے ہو بھاری چیز میں ف ابھی آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو

الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَ

زمین اور گر پڑیں پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ پکارتے ہیں رحمٰن کے نام بیٹا اور

زمین اور گر پڑیں پہاڑ کر کے ف اس پر کہ پکارتے ہیں رحمٰن کے نام پر اولاد ف اور

مَا يَنبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمٰوٰتِ

نہیں بن آتا رحمٰن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہیں آسمان

نہیں پھبتا رحمٰن کو کہ رکھے اولاد ف کوئی نہیں آسمان

منزل ۴

ذٰلِكَ أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا ... " (الاحقاف رکوع ۱) ف یعنی شیطان اُن بد بختوں کو گمراہی کا اشارہ دیتا اور انگلیوں پر نچاتا رہتا ہے جنہوں نے خود کفر و انکار کا شیوہ اختیار کر لیا۔ اگر ایسے اشقیاء شیطان کی تحریک و اغواء سے گمراہی میں چلے جائیں تو جانے دیجئے، آپ اُن کی سزا دہی میں جلدی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی باگ ڈھیلی چھوڑ رکھی ہے۔ تا اُن کی زندگی کے گنے ہوئے دن پورے ہو جائیں۔ اُن کی ایک ایک سانس ایک ایک لمحہ اور ایک ایک عمل ہمارے یہاں گنا جا رہا ہے۔ ادنیٰ حرکت بھی ہمارے احاطۂ علمی اور دفتر اعمال سے باہر نہیں ہو سکتی۔ تمام عمر کے اعمال ایک ایک کر کے اُن کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ ف جس طرح تھکے ماندے پیاسے مویشی پانی کی طرف ہانکے جاتے ہیں اسی طرح مجرموں کو دوزخ کے گھاٹ کی طرف ہانکا جائے گا۔ ف یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے شفاعت کا وعدہ دیا مثلاً ملائکہ، انبیاء، صالحین وغیرہم وہ ہی درجہ بدرجہ سفارش کریں گے، بدون اجازت کسی کو زبان ہلانے کی طاقت نہ ہوگی، اور سفارش بھی اُن ہی لوگوں کی کر سکیں گے جس کے حق میں سفارش کئے جانے کا وعدہ دے چکے ہیں۔ کافروں کے لئے شفاعت نہ ہوگی۔ ف بہت آدمیوں نے فرشتوں کو معبودی ٹھہرا یا تھا لیکن ایک جماعت وہ ہے جس نے [illegible] خدا تعالیٰ کے لئے ولد تجویز کی۔ مثلاً نصاریٰ نے مسیح کو، بعض یہود نے عزیر کو بیٹا کہا [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اُن سے محبت کرے گا یا اُن کے دل میں اپنی محبت پیدا کریگا یا خلق کے دل میں اُن کی محبت ڈالے گا۔ ف چھپا جو آہستہ کہے اور اس سے چھپا جو دل میں ہو ـــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۴۰۳ اور بعض مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ العیاذ باللہ۔ ف یعنی یہ ایسی بھاری بات کہی گئی اور ایسا سخت گستاخانہ کلمہ منہ سے نکالا گیا ہے جس کو اگر آسمان زمین اور پہاڑ سمجھتے تو مارے ہول کے پھٹ پڑیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخی پر اگر غضب الٰہی بھڑک اٹھے تو عالم تہ و بالا ہو جائے اور آسمان و زمین تک کے پرخچے اڑ جائیں محض اس کا حلم مانع ہے کہ ان بیہودگیوں کو دیکھ کر دنیا کو ایک دم تباہ نہیں کرتا۔ جس خداوند قدوس کی توحید پر آسمان، زمین، پہاڑ، غرض ہر علوی و سفلی چیز شہادت دے رہی ہے، انسان کی یہ جسارت کہ اس کے لئے اولاد کی احتیاج ثابت کرنے لگے۔ العیاذ باللہ۔ ف اس کی شان تقدیس و تنزیہ اور کمال غناء کے منافی ہے کہ وہ کسی کو اولاد بنائے۔ نصاریٰ جس غرض کے لئے اولاد کے قائل ہوئے ہیں یعنی کفارہ کا مسئلہ خدا تعالیٰ کو "رحمان" مان کر اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝

اور زمین میں جو نہ آوے رحمٰن کا بندہ ہو کر اُس پاس اُن کا شمار ہے اور گن رکھی ہے اُن کی گنتی

اور زمین میں جو نہ آئے رحمٰن کا بندہ ہو کر ف اُس کے پاس اُن کی شمار ہے اور گن رکھی ہے اُن کی گنتی

وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور ہر کوئی اُن میں آوے گا اُس پاس قیامت کے دن اکیلا البتہ جو یقین لائے اور کی ہیں انھوں نے نیکیاں

اور ہر ایک اُن میں آئے گا اُس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا ف البتہ جو یقین لائے ہیں اور کی ہیں انھوں نے نیکیاں

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ

اُن کو دے گا رحمٰن محبت ف سو ہم نے آسان کیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشی سنادے تو

اُن کو دے گا رحمٰن محبت ف سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشخبری

الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ

ڈر والوں کو اور ڈر اوے جھگڑالو لوگوں کو اور کتنی کھپا چکے ہم اُن سے پہلے سنگتیں

سنادے تو ڈرنیوالوں کو اور ڈرا دے جھگڑالو لوگوں کو ف اور بہت ہلاک کر چکے ہم اُن سے پہلے جماعتیں

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

آہٹ پاتا ہے تو اُن میں کسی کی یا سنتا ہے اُن کی بھنک

آہٹ پاتا ہے تو اُن میں کسی کی یا سنتا ہے اُن کی بھنک ف

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ طٰہٰ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝

اس واسطے نہیں اُتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے مگر نصیحت کے واسطے جس کو ڈر ہے

اس واسطے نہیں اُتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے مگر نصیحت کے واسطے اُس کی جو ڈرتا ہے ف

تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ

اُتارا ہے اُس شخص کا جس نے بنائی زمین اور آسمان اونچے وہ بڑی مہر والا ہے تخت کے اوپر

اُتارا ہوا ہے اُس کا جس نے بنائی زمین اور آسمان اونچے ف وہ بڑا مہربان عرش پر

اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ

قائم ہوا اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اور اُن دونوں کے بیچ اور نیچے

قائم ہوا ف اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اُن دونوں کے درمیان اور نیچے

الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

سیلی زمین کے اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اس کو خبر ہے چھپے کی اور اس سے چھپے کی ف اللہ ہے جس کے سوائے

گیلی زمین کے ف اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اُس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی ہوئی کی ف اللہ

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی سب خدا کی مخلوق اور اُس کے بندے ہیں اور بندے ہی بن کر اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ پھر بندہ بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور جس کے سب محکوم و محتاج ہوں اُسے بیٹا بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ف یعنی ایک فرد بشر بھی اُس کی بندگی سے باہر نہیں ہو سکتا۔ سب کو خدا کے سامنے جریدہ حاضر ہونا ہے۔ اُس وقت تمام تعلقات اور ساز و سامان علیحدہ کر لئے جائیں گے۔ فرضی معبود اور بیٹے پوتے کام نہ دیں گے۔ ف یعنی اُن کو اپنی محبت دیگا، یا خود ان سے محبت کرے گا یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈالے گا احادیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اوّل جبرئیل کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی کر۔ وہ آسمانوں میں اس کا اعلان کرتے ہیں۔ آسمانوں سے اترتی ہوئی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے اور زمین والوں میں اُس بندہ کو حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بے تعلق لوگ جن کا کوئی خاص نفع و ضرر اُس کی ذات سے وابستہ نہ ہو، اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے حسن قبول کی ابتدا مومنین صالحین اور خدا پرست لوگوں سے ہوتی ہے اُن کے قلوب میں اوّل اُس کی محبت ڈالی جاتی ہے بعدہٗ قبول عام حاصل ہو جاتا ہے۔ مدعیٔ ابتداءً محض طبقۂ عوام میں حسن قبول حاصل ہونا اور بعد میں بعض خدا پرست صالحین کا بھی کسی غلط فہمی وغیرہ سے اُس کی طرف جھکنا، مقبولیت عنداللہ کی دلیل نہیں خوب سمجھ لو۔ (تنبیہ) یہ آیت مکی ہے اور مکہ میں جن مسلمانوں سے یہ وعدہ کیا گیا تھا تھوڑے دنوں بعد ایسی طرح پورا ہوا کہ دنیا حیرت زدہ ہو گئی۔ حق تعالیٰ نے اُن کی وہ محبت و الفت اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کر دی جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ف یعنی قرآن کریم نہایت سہل و صاف زبان میں کھول کھول کر پرہیزگاروں کو بشارت سناتا اور جھگڑالو لوگوں کو بدکرداریوں کے خراب نتائج سے خبردار کرتا ہے۔ ف یعنی کتنی ہی بدبخت قومیں اپنے جرائم کی پاداش میں ہلاک کی جا چکیں جن کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ آج اُن کے پاؤں کی آہٹ یا اُن کی بن ترانوں کی ذرا سی بھنک بھی سنائی نہیں دیتی۔ پس جو لوگ اس وقت نبی کریم صلعم سے برسر مقابلہ ہو کر آیات اللہ کا انکار یا استہزاء کر رہے ہیں، وہ بے فکر نہ ہوں ممکن ہے اُن کو بھی کوئی ایسا ہی تباہ کن عذاب آگھیرے جو چشم زدن میں تہس نہس کر ڈالے۔

تم سورۃ مریم بحسن توفیقہ و نصرہ فللہ الحمد والمنہ

ف یعنی قرآن کریم اس لئے اُتارا گیا ہے کہ جن کے دل نرم ہوں اور خدا سے ڈرتے ہوں وہ اس کے بیانات سے نصیحت حاصل کریں اور روحانی فیوض و برکات سے محروم نہ رہیں یہ غرض نہیں کہ قرآن نازل کر کے خواہ مخواہ تم کو کسی محنت شاقہ اور تکلیف شدید میں مبتلا کیا جائے، نہ وہ ایسی چیز ہے جس کا حامل و عامل کبھی محروم و ناکام رہے۔ آپ تکذیب کرنے والوں کی باتیں سن کر ملول اور تنگ دل نہ ہوں نہ اُن کے پیچھے پڑ کر زیادہ تکلیف اٹھائیں۔ حق کا علمبردار ہی آخر کامیاب ہو کر رہے گا۔ آپ توسط کے ساتھ عبادت کرتے رہئے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابتداءً نبی کریم صلعم شب کو نماز میں کھڑے ہو کر بہت زیادہ قرآن پڑھتے تھے۔ کفار آپ کی محنت و ریاضت دیکھ کر کہتے کہ قرآن کیا آتا بیچارے محمد صلعم سخت تکلیف اور محنت میں پڑ گئے۔ اس کا جواب ان آیات میں دیا گیا کہ فی الحقیقت قرآن محنت و شقاء نہیں، رحمت و نور ہے جس کو جتنا آسان ہو اسی قدر نشاط کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔ ف اس نے ضروری ہے کہ خلوق نہایت خوشی کے ساتھ اس کو اپنے سر آنکھوں پر رکھا اور اُس کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرے۔ ف استواء علی العرش کا مفصل بیان سورۂ "اعراف" کے فوائد میں دیکھ لیا جائے۔ "عرش" کے متعلق نصوص سے اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ اُس کے پائے ہیں اور خاص فرشتے اٹھانے والے ہیں اور آسمانوں کے اوپر قبہ کی طرح ہے۔ صاحب روح المعانی نے "عرش" اور "استواء علی العرش" پر اس آیت کے تحت میں نہایت مبسوط کلام کیا ہے من شاء فلیراجعہ۔ ف یعنی وہ ہی ایک خدا بلا شرکت غیرے آسمانوں سے زمین تک اور زمین سے تحت الثریٰ تک تمام کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اُسی کی تدبیر و انتظام سے کل سلسلے قائم ہیں۔ (تنبیہ) آسمان و زمین کی درمیانی مخلوق سے یا تو کائنات جو مراد ہیں جو دائماً دونوں کے درمیان ہی رہتی ہیں مثلاً ہوا، بادل وغیرہ اور یا وہ چیزیں بھی اس میں شامل ہوں جو اکثر ہواؤں میں پرواز کرتی ہیں جیسے پرندے۔ اور "ثریٰ" گیلی زمین ہے زمین کے نیچے کا طبقہ ہے جو پانی کے قرب اتصال کی وجہ سے تر رہتا ہے۔ ف پہلے عموم قدرت و تصرف کا بیان تھا اس آیت میں علم الٰہی کی وسعت کا ذکر ہے۔ یعنی جو بات زور سے پکار کر کہی جائے وہ اس علام الغیوب سے کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے جس کو ہر کھلی چھپی بلکہ چھپی سے زیادہ چھپی ہوئی باتوں کی خبر ہے۔ جو بات تنہائی میں آہستہ کہی جائے اور جو دل میں گذرے ابھی زبان تک نہ آئی ہو اور جو ابھی دل میں بھی نہیں گذری آئندہ گذرنے والی ہو حق تعالیٰ کا علم اُن سب کو محیط ہے۔ اسی لئے بلا ضرورت بہت زور سے چلا کر ذکر کرنے کو بعض علمائے شریعت نے منع کیا ہے۔ جن مواقع میں ذکر با آواز بلند منقول ہے یا بعض مصالح صحیحہ کی بنا پر تجربہ کاروں کے نزدیک نافع سمجھا گیا ہے وہ عموم نہی سے مستثنیٰ ہوں گے۔

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ کافر جب سنتے تو کہتے تم ایک کو پکارتے ہو کبھی کسی کو۔ ف۲ یہ قصہ سورۂ قصص اور طٰہٰ اور اعراف میں ہے پورا معلوم ہوا جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کو آتے تھے عورت اور بکریاں ساتھ رات کو جنگل میں سردی میں راہ بھولے اور عورت کو درد زہ آیا … آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا ان سے کلام کیا اور نبی کر کر فرعون کی طرف بھیجا۔ پیچھے عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی۔ ف۳ میدان آگے شاید بزرگ تھا یا اب ہو گیا ان کی پاپوش نہ تھی پاک تھیں … ف۴ موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہلے وحی میں نماز کا حکم … قیامت کو چھپاتا ہوں وقت کسی کو نہیں بتایا۔ ف۵ یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے۔ جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو پوچھے کی محبت سے منع کیا تو ادر لوگی کیا ہے۔ ف۶ یعنی پھر اُسی ہو جاوے گی۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ آیات بالا میں جو صفات حق تعالیٰ کی بیان ہوتی ہیں یعنی اس کا خالق اکل، مالک علی الاطلاق، رحمان، قادر مطلق اور صاحب علم محیط ہونا، ان کا اقتضا ہے کہ الوہیت بھی تنہا اُسی کا خاصہ ہو بجز اس کے کسی دوسرے کی … کیونکہ نہ صرف صفات مذکورہ بالا بلکہ کل عمدہ صفات اور اچھے نام اسی کی ذات کے لئے مخصوص ہیں کوئی دوسری ہستی اس شان و صفت کی موجود نہیں … ان صفتوں اور ناموں کے تعدد سے اس کی ذات میں تعدد آتا ہے جیسا کہ بعض جاہلوں کا خیال تھا کہ مختلف ناموں سے خدا کو پکارنا دعوت توحید کے منافی ہے … ف۲ یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بہت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے … سمجھ جائیں کہ نبی کریم صلعم کی طرف قرآن کی وحی آجانا کوئی انوکھی بات نہیں جیس … موسیٰ علیہ السلام کو وحی مل چکی ہے، آپ کو بھی ملی جیسے موسیٰ علیہ السلام کی وحی توحید وغیرہ کی تعلیم پر مشتمل تھی، آپ کی وحی میں بھی ان ہی اصول پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے تبلیغ حق میں جو صعوبات و شدائد برداشت کیں، آپ کو بھی برداشت کرنی پڑیں گی اور جس طرح اُن کو آخرکار کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا اور دشمن مقہور و مخذول ہوئے آپ بھی یقیناً غالب و منصور ہوں گے اور آپ کے دشمن تباہ و ذلیل کئے جائیں گے۔ چونکہ سورت کا آغاز انزال قرآن کے ذکر سے کیا گیا تھا اُس کے مناسب نبوت موسوی کے آغاز کا قصہ بیان فرماتے ہیں۔ ف۳ اس قصہ کے مختلف اجزاء سورۂ قصص، سورۂ طٰہٰ اور سورۂ اعراف میں جمع کئے جا سکتے ہیں۔ یہاں مدین سے مصر کی طرف واپسی کا واقعہ مذکور ہے۔ مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہو گیا تھا کئی سال مقیم رہنے کے بعد حضرت موسیٰ نے مصر جانے کا ارادہ کیا۔ حاملہ بیوی ہمراہ تھی، رات اندھیری تھی، سردی کا شباب تھا، بکریوں کا گلہ بھی ساتھ لے کر چلے تھے۔ اس حالت میں راستہ بھول گئے۔ بکریاں متفرق ہو گئیں اور بیوی کو درد زہ شروع ہو گیا۔ اندھیرے میں سخت پریشان تھے، سردی میں تاپنے کے لئے آگ موجود نہ تھی چقماق مارنے سے بھی آگ نہ نکلی۔ ان مصائب کی تاریکیوں میں دفعۃً دور سے ایک آگ نظر آئی۔ وہ حقیقت میں دنیوی آگ نہ تھی بلکہ نور و جلال تھا یا حجاب ناری تھا جس کا ذکر مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ظاہری آگ سمجھ کر گھر والوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو، میں جاتا ہوں شاید اس آگ کا ایک شعلہ لا سکوں یا وہاں پہنچ کر کوئی رستہ کا پتہ بتلانے والا مل جائے۔ کہتے ہیں کہ اُس پاک میدان میں پہنچ کر عجیب نظارہ دیکھا۔ ایک درخت میں زور شور سے آگ لگ رہی ہے اور آگ جس قدر زور سے بھڑکتی ہے درخت اُسی قدر زیادہ سرسبز ہو کر لہلہاتا ہے اور جوں جوں درخت کی سرسبزی و شادابی بڑھتی ہے آگ کا اشتعال تیز ہوتا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے آگ کے قریب جانے کا قصد کیا کہ درخت کی کوئی شاخ جل کر گرے تو اٹھا لائیں، لیکن جتنا وہ آگ سے نزدیک ہونا چاہتے آگ دور ہٹتی جاتی اور جب گھبرا کر ہٹنا چاہتے تو آگ تعاقب کرتی۔ اسی حیرت و دہشت کی حالت میں آواز آئی "اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ" گویا وہ درخت بلاتشبیہ اُس وقت ٹیلیفون کا کام دے رہا تھا۔ امام احمد نے وہب سے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب یا موسیٰ سنا تو کئی بار لبیک کہا اور عرض کیا کہ میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ پاتا ہوں مگر یہ نہیں دیکھتا کہ تو کہاں ہے۔ آواز آئی "میں تیرے اوپر ہوں، تیرے ساتھ ہوں، تیرے سامنے ہوں، تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں"۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔ ف۴ "طُوٰی" اُس میدان کا نام ہے شاید وہ میدان پہلے سے متبرک تھا یا اب ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں ناپاک تھیں اس لئے اُترواں گئیں، یا تواضع … باقی موزہ یا جوتہ پاک ہو تو اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ پورا مسئلہ فقہ میں دیکھنا چاہئے۔ ف۵ "پسند کیا ہے" یعنی تمام جہان میں سے نبوت و رسالت اور شرف مکالمہ کے لئے چھانٹ لیا۔ اس سے آگے جو احکام دیئے جا رہے ہیں ان کو غور سے سنو۔ ف۶ اس میں خالص توحید اور ہر قسم کی بدنی و مالی عبادت کا حکم دیا ہے۔ چونکہ اہم العبادات نماز تھی اُس کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا اور اس پر بھی متنبہ فرما دیا گیا کہ نماز سے مقصود اعظم خداوند تعالیٰ کی یادگاری ہے۔ گویا نماز سے غافل ہونا خدا کی یاد سے غافل ہونا ہے اور ذکر اللہ یا (نماز) کے متعلق دوسری جگہ فرما دیا "وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ" یعنی کبھی بھول چوک ہو جائے تو جب یاد آ جائے فوراً یاد کرو۔ یہ ہی حکم نماز کا ہے کہ سو جائے یا بھول جائے … "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" … ف۷ یعنی اس کے آنے کا وقت سب سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں، حتیٰ کہ اگر خود اپنے سے بھی چھپا ہونا ممکن ہوتا تو اپنے سے بھی مخفی رکھتا۔ لیکن یہ ممکن ہی نہیں … اجمالی اظہار کیا گیا ہے … قیامت کا آنا اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کو اُس کے نیک و بد کا بدلہ ملے اور مطیع و عاصی میں کوئی التباس و اشتباہ باقی نہ رہے … ف۸ نہ روک دے … قیامت پر یقین رکھنے سے یا نماز سے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو … ان کی محبت سے منع کیا … کہ موسیٰ جیسا اولو العزم پیغمبر … بلند مقام سے نیچے پٹک دیا جائے۔ العیاذ باللہ۔ … عصا کا ذکر کرنا … سوال کرتے ہیں … پڑتی …

اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ

بندگی نہیں کسی کی اسی کے ہیں سب نام خاصے ف۱ اور پہنچی تجھ کو بات موسیٰ کی جب

جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی اسی کے ہیں سب نام خاصے ف اور پہنچی ہے تجھ کو بات موسیٰ کی ف۲ جب

رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

اس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تم پاس اس میں سے

اس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے

بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ

سلگا کر یا پاؤں اس آگ پر راہ کا پتا ف۲ پھر جب پہنچا آگ پاس آواز آئی اے موسیٰ میں ہوں

سلگا کر یا پاؤں آگ پر پہنچ کر رستہ کا پتہ ف۳ پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ ف۳ میں

اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَاَنَا

تیرا رب اُتار اپنی پاپوشیں تو ہے پاک میدان طویٰ میں ف۳ اور میں نے

ہوں تیرا رب سو اُتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان طویٰ میں ف۴ اور میں نے

اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

تجھ کو پسند کیا سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں جو ہوں میں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوا میرے

تجھ کو پسند کیا ہے سو تو سنتا رہ جو حکم ہو ف۵ میں جو ہوں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوا میرے

فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ

سو میری بندگی کر اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو قیامت مقرر آنی ہے میں ہوں

سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو ف۶ قیامت بے شک آنے والی ہے میں مخفی

اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ

چھپا رکھتا اس کو کہ بدلا ملے ہر جی کو جو وہ کماتا ہے ف۴ سو کہیں تجھ کو نہ روک دے اس سے وہ جو

رکھنا چاہتا ہوں اس کو ف۷ تاکہ بدلہ ملے ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے ف۸ سو کہیں تجھ کو نہ روک دے اس سے وہ شخص جو

لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝

یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑا ہے اپنے مزوں کے پھر تو پٹکا جاوے ف۵ اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ

یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی پٹکا جائے ف۹ اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ ف۱۰

قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا

بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں

بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں

مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ

کتنے کام ہیں اور فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ تو اس کو ڈال دیا تب ہی وہ سانپ ہے

چند کام ہیں اور بھی ف۱۱ فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہو گیا

تَسْعٰى ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۫ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝

دوڑتا فرمایا پکڑ لے اس کو اور نہ ڈر ہم پھیر دیں گے اس کو پہلے حال پر ف۶

دوڑتا ہوا ف۱۲ فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر ہم ابھی پھیر دیں گے اس کو پہلی حالت پر ف۱۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف بری طرح یعنی آزار سے سفید نہیں۔ ف سینہ کشادہ کر یعنی حوصلہ فراخ ہو اور زبان لڑکائی ہی کو پکڑی گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے۔ ف ایسے بڑے پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیش کار چاہیے ۔ ف [illegible] اول پیغمبری کے وقت بیت [illegible] ایمان میں آئے۔ ف اُن کی ماں کو یہ بات خواب میں کبھی اس سے وہ غمگین ہوگئیں ف فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰ پیدا ہوئے اُن کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے نہ پاویں تو ڈال دیا ندی میں اور ماں باپ کو ستارے [illegible] اب خواب میں یہ دیکھ صندوق میں ڈال دیا وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اٹھا یا اُن کا نام آسیہ تھا وہ نہیں بنی سرحد میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اور اپنا بیٹا کر کر پالا ــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۴۰۵۔ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے اس غرض سے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی کی حقیقت اور اس کے منافع کو خوب مستحضر کرلیں تا جو خارق عادت چیز پیش آنے والی تھی اُس کا معجزہ ہونا پوری طرح واضح مستحکم اور راسخ فی النفس ہو یعنی اس وقت خوب دیکھو بھال کر اور جانچ تول کر بتلاؤ تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے! مبادا سانپ بن جانے پر وہم کرنے لگو کہ شاید میں غلطی سے ہاتھ میں لاٹھی نہ لایا ہوں کچھ اور لے آیا ہوں۔ ف یعنی اس میں شبہ کیا ہے، وہ ہی لاٹھی ہے جسے ہمیشہ ہاتھ میں رکھتا ہوں، اُس پر ٹیک لگاتا ہوں، بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں، دشمن کو اور موذی جانوروں کو دفع کرتا ہوں اور بہت سی ضرورتوں میں لاٹھی کا کام لیتا ہوں۔ ف۱۲ یعنی لاٹھی کا زمین پر ڈالنا تھا کہ لاٹھی کی جگہ ایک اژدہا نظر آیا جو چلنے سانپ کی طرح تیزی سے دوڑتا تھا موسیٰ علیہ السلام نے کہاں یہ انقلاب دیکھ کر مقتضائے بشریت خوفزدہ ہوگئے ف۳ یعنی ہاتھ میں آکر پھر لاٹھی ہو جائے گی۔ کہتے ہیں ابتداء میں موسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کی ہمت نہ ہوئی تھی آخر کپڑا ہاتھ میں لپیٹ کر پکڑنے لگے فرشتہ نے کہا موسیٰ! کیا خدا اگر بچانا نہ چاہے تو یہ چیتھڑا تجھے بچا سکتا ہے؟ موسیٰ نے کہا، نہیں، لیکن میں کمزور مخلوق ہوں، اور ضعف سے پیدا کیا گیا ہوں۔ پھر حضرت موسیٰ نے ہاتھ سے کپڑا اٹھا کر اژدہے کے منہ میں دے دیا۔ ہاتھ ڈالنا تھا کہ وہی لاٹھی ہاتھ میں دیکھی۔

وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ۙ

اور لگا اپنا ہاتھ اپنے بازو سے کہ نکلے چٹا ہو کر نہ کچھ بری طرح ایک نشانی اور ف

اور ملا لے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہو کر بلا عیب ف۱ یہ نشانی دوسری

لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَى ۝ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝

کہ دکھاتے جاویں ہم تجھ کو اپنی نشانیاں بڑی جا طرف فرعون کے کہ اس نے سر اٹھایا

تاکہ دکھاتے جائیں ہم تجھ کو اپنی نشانیاں بڑی ف۲ جا طرف فرعون کی کہ اس نے بہت سر اٹھایا

ع ۱۲ ۱۰

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً

بولا اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور کھول گرہ

بولا اے رب کشادہ کر میرا سینہ ف۳ اور آسان کر میرا کام ف۴ اور کھول دے گرہ

مِنْ لِسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي ۝

میری زبان سے کہ بوجھیں میری بات ف۵ اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا

میری زبان سے ف۶ کہ سمجھیں میری بات ف۷ اور دے مجھ کو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا ف۸

هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ

ہارون میرا بھائی اس سے بندھا میری کمر اور شریک کر اس کو میرے کام کا ف۲ کہ

ہارون میرا بھائی ف اس سے مضبوط کر میری کمر ف۸ اور شریک کر اس کو میرے کام میں ف کہ

نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ

تیری پاک ذات کو بیان کریں ہم بہت سا اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا فرمایا

تیری پاک ذات کا بیان کریں ہم بہت سا اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت سا ف تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا ف۹ فرمایا

قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝

ملا تجھ کو تیرا سوال اے موسیٰ اور احسان کیا ہم نے تجھ پر ایک بار اور

ملا تجھ کو تیرا سوال اے موسیٰ ف۱۰ اور احسان کیا تھا ہم نے تجھ پر ایک بار اور بھی ف۱۱

إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ

جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں ف۲ کہ ڈال اس کو صندوق میں

جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں ف۱۲ کہ ڈال اس کو صندوق میں

فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ

پھر اس کو ڈال دے پانی میں پھر پانی اس کو لے ڈالے کنارے پر اٹھالے اس کو ایک دشمن میرا اور

پھر اس کو ڈال دے دریا میں پھر دریا اس کو لے ڈالے کنارے پر اٹھالے اس کو ایک دشمن میرا اور اس

وقف لازم

لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ إِذْ

اس کا اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے اور تاکہ تیار ہو تو میری آنکھ کے سامنے ف جب

کا ف۱۳ اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے ف۱۴ اور تاکہ پرورش پائے تو میری آنکھ کے سامنے ف۱۵ جب

تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ

چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو ایک شخص کہ اس کو پالے پھر پہنچایا ہم نے تجھ کو

چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو ایسا شخص جو اس کو پالے پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو

منزل ۴

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی ہاتھ گریبان میں ڈال کر اور بغل سے ملا کر نکالو گے تو نہایت روشن سفید چمکتا ہوا نکلے گا۔ اور یہ سفیدی برص وغیرہ کی نہ ہوگی جو عیب سمجھا جائے۔ ف۲ یعنی عصا اور ید بیضا کے معجزے اُن بڑی نشانیوں میں سے دو ہیں جن کا دکھلانا تم کو منظور ہے۔ ف۳ یعنی علیم و بردبار اور حوصلہ مند بنا دے کہ خلاف طبع دیکھ کر جلد خفا نہ ہوں اور ادائے رسالت میں جو سختیاں پیش آئیں اُن سے نہ گھبراؤں بلکہ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے برداشت کروں۔ ف۴ یعنی ایسے سامان فراہم کر دے کہ یہ عظیم الشان کام آسان ہو جائے۔ ف۵ زبان پر بچپن میں جلی لگی تھی (جس کا قصہ تفاسیر میں ہے) صاف نہ بول سکتے تھے، اس لئے یہ دعا کی۔ ف۶ ہارون عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔ ف۷ یعنی دعوت و تبلیغ کے کام میں ایک دوسرے کا معین و مددگار رہو۔ ف۸ یعنی دونوں مل کر دعوت و تبلیغ کے موقع پر بہت زور و شور سے تیری پاکی اور کمالات بیان کریں۔ اور مواقع دعوت سے قطع نظر جب ہم ایک کو دوسرے کی معیت سے تقویت قلب حاصل ہوگی تو اپنی خلوتوں میں نشاط و طمانیت کے ساتھ تیرا ذکر بکثرت کر سکیں گے۔ ف۹ یعنی ہمارے تمام احوال کو خوب دیکھ رہا ہے۔ اور جو دعا میں کر رہا ہوں یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ اس کا قبول فرمانا ہمارے لئے کہاں تک مفید ہوگا اگر تجھے ہمارے حال و استعداد کی پوری خبر نہ ہوتی تو نبوت و رسالت کے لئے ہم کو منتخب ہی کیوں کرتا اور ایسے سخت دشمن (فرعون) کی طرف کیوں بھیجتا یقیناً جو کچھ آپ نے کیا خوب دیکھ بھال کر کیا ہے۔ ف۱۰ یعنی جو کچھ تم نے مانگا خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو دیا گیا۔ ف۱۱ یعنی ہم تو پہلے ایک مرتبہ بے مانگے تجھ پر بڑا بھاری احسان کر چکے ہیں، پھر اب ایک مناسب چیز مانگنے پر کیوں نہ دیتے۔ ف۱۲ یعنی خواب میں یا بیداری میں بطور الہام کے یا اس زمانہ کے کسی نامعلوم الاسم نبی کی زبانی تیری ماں کو وہ حکم بھیجا جس کا بھیجنا مناسب تھا۔ وحی کی تفصیل آگے مذکور ہے۔ اِنِ اقْذِفِيهِ الخ (تنبیہ) "اوحینا" (الخ) سے حضرت موسیٰ کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ تقریر بالا سے ظاہر ہے۔ نبی وہ ہے جس کی طرف احکام کی وحی آئے اور اُن کی تبلیغ کا مامور ہو یہاں یہ تعریف صادق نہیں آتی۔ ف۱۳ یعنی موسیٰ کو (جو اس وقت نوزائیدہ بچے تھے) صندوق میں رکھ کر صندوق کو دریا میں چھوڑ دے۔ دریا کو ہمارا حکم ہے کہ لے کر بہتا ہوا ایک خاص کنارہ پر لگائے گا جہاں سے اس کو وہ شخص اٹھا لیگا جو میرا بھی دشمن ہے اور اس بچہ کا بھی واقعہ یہ ہے کہ فرعون اُس سال نجومیوں کے کہنے سے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو چن چن کر قتل کر رہا تھا جب موسیٰ پیدا ہوئے اُن کی والدہ کو خوف ہوا کہ فرعون کے سپاہی خبر پائیں گے تو بچہ کو مار ڈالیں گے اور والدین کو بھی ستائیں گے کہ ظاہر کیوں نہیں کیا اُس وقت حق تعالیٰ کی طرف سے یہ تدبیر الہام ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق نہر میں ڈال دیا۔ دریا کی ایک شاخ فرعون کے باغ میں گذرتی تھی اس میں سے بہکر صندوق وہاں جا لگا۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے (جو نہایت پاکباز اسرائیلی خاتون تھیں) بچہ کو اٹھا کر فرعون کے سامنے پیش کیا کہ آؤ ہم تم اسے بیٹا بنالیں۔ فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی مگر اس کو بیٹا بنانے سے انکار کیا جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے مگر آپ کی خاطر سے بیٹوں کی طرح پرورش کیا اور اس طرح حق تعالیٰ کی عجیب و غریب قدرت کا ظہور ہوا (یعنی) فرعون کو خدا کا دشمن اس لئے کہا کہ وہ حق کا دشمن تھا اور خدا کے بالمقابل خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور موسیٰ کا دشمن اس لئے فرمایا کہ فی الحال تمام اسرائیلی بچوں کے ساتھ سخت دشمنی کر رہا تھا۔ اور آئندہ چل کر خاص موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ علانیہ دشمنی کا اظہار کرنیوالا تھا۔ ف۱۴ یعنی ہم نے اپنی طرف سے اس وقت مخلوق کے دلوں میں تیری محبت ڈالدی کہ جو دیکھے محبت اور پیار کرے یا یہ کہ ایک خاص محبت تجھ پر ڈال دی کہ تو محبوب خدا بن گیا۔ پھر جس سے خدا محبت کرے بندے بھی محبت کرنے لگتے ہیں۔ ف۱۵ یعنی لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈال دینا اس غرض سے تھا کہ ہماری نگرانی و حفاظت میں تیری پرورش کی جائے۔ ایسے سخت دشمن کے گھر میں تربیت پاتے ہوئے بھی کوئی تیرا بال [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ سارا قصہ سورۂ قصص میں ہے۔ ف۲ یعنی کھانے پینے کا جوش دیا بچے کو دودھ پینا وہ دکھلاوے تو کوئی دکھلا سکے —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف پورا قصہ دوسری جگہ آئے گا۔ حضرت موسٰیؑ کی والدہ صندوق نہر میں چھوڑنے کے بعد بمقتضائے بشریت بہت گھبرائیں اور پریشان تھیں کہ دیکھئے کیا حشر ہوا ہو گا معلوم نہیں۔ جب پتا ہو تو دوڑ لیا حضرت موسٰیؑ کی بہن کو کہا کہ تم خفیہ طور پر پتہ لگاؤ۔ ادھر مشیت ایزدی سے یہ سامان ہوا کہ حضرت موسٰیؑ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے بہت سی انائیں بلائی گئیں لا میابی نہ ہوئی موسٰیؑ کی بہن جو تاک میں لگی ہوئی تھی بولی کہ میں ایک عورت کو جانتی ہوں امید ہے وہ کسی طرح دودھ پلا کر بچہ کو پال سکے گی۔ حکم ہوا بلاؤ وہ موسٰیؑ کی والدہ کو لے کر پہنچی۔ چھاتی سے لگاتے ہی بچے نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ فرعون کے گھر بڑی خوشیاں منائی جانے لگیں۔ موسٰیؑ کی والدہ نے کہا کہ میں یہاں نہیں رہ سکتی اجازت دو کہ اپنے گھر لے جاؤں اور پوری حفاظت و اہتمام سے بچہ کو پرورش کروں۔ آخر فرعون کی طرف سے بطور دایہ کے بچہ کی تربیت پر مامور ہو کر اپنے گھر لے آئیں اور شاہانہ اعزاز و اکرام کے ساتھ موسٰیؑ کی تربیت ہوتی رہی۔ ف یہ قصہ سورۂ قصص میں آئیگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جوانی ہونے کے بعد موسٰی علیہ السلام کے ہاتھ سے ایک قبطی مارا گیا تھا۔ موسٰی علیہ السلام کو دہشت کہ دنیا میں پکڑا جاؤں گا اور آخرت میں بھی ماخوذ ہونگا۔ دونوں قسم کی پریشانی سے خدا تعالیٰ نے نجات دی، اخروی پریشانی سے اس طرح کہ توبہ کی توفیق بخشی جو قبول ہو گئی اور دنیوی سے اس طرح کہ موسٰی علیہ السلام کو مصر سے نکال کر مدین پہنچا دیا جہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے ان کا نکاح ہو گیا۔ پورا قصہ دوسری جگہ آئے گا۔ ف یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو کئی طرح جانچا جس میں تم کھرے ثابت ہوئے۔ (تنبیہ) اس موقع پر مفسرین نے حدیث الفتون کے عنوان سے ایک نہایت طویل روایت ابن عباس کی نقل کی ہے جس کے متعلق حافظ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں وھو موقوف من کلام ابن عباس ولیس فیہ مرفوع الا قلیل منہ وکانہ تلقاہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مما ابیح نقلہ من الاسرائیلیات من کعب الاحبار وغیرہ واللہ اعلم وسمعت شیخنا الحافظ ابا الحجاج المزی یقول ذالک ایضا۔ ف یعنی اب مدین سے نکل کر راستہ بھولا اور تقدیر سے یہاں پہنچ گیا جس کا تجھے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ پہنچ ہے وعدہ الٰہی دین کا موسٰی سے پوچھئے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جاتی ہے۔ ف یعنی اپنی وحی و رسالت کے لئے تیار کر کے اپنے خواص و مقربین میں داخل کیا اور جس طرح خود چاہا تیری پرورش کرائی۔ ف یعنی جس کام کے لئے بنائے گئے ہو وقت آگیا ہے کہ اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لے کر اس کے لئے نکل کھڑے ہو اور جو دلائل و معجزات تم کو دیئے گئے ہیں ضرورت کے وقت ظاہر کرو۔ چونکہ موسٰی علیہ السلام پیشتر دعا کرتے وقت کہہ چکے تھے کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا وَّنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا یہاں وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ کہہ کر وہ بات یاد دلا دی یعنی اللہ کے نام کی تبلیغ میں پوری مستعدی دکھلاؤ اور تمام احوال و اوقات میں عموماً اور دعوت و تبلیغ کے وقت خصوصاً اللہ کو کثرت سے یاد کرو کہ اہل اللہ کے لئے کامیابی کا جزو اور بید اور دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار یہی ہے حدیث میں ہے ان عبدی کل عبدی الذی یذکرنی وھو ملاق قرنہ۔ ف پہلے جانے کا حکم دیا تھا اب مقام بتلا دیا کہ کہاں کس کے پاس جانا ہے اور یہ جملہ آئندہ کلام کی تمہید ہے۔ ف یعنی دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے وقت نرم آسان رقت انگیز اور دلنشیں بات کہو۔ گو اس کے تمرد و طغیان کو دیکھتے ہوئے قبول کی امید نہیں۔ تاہم تم یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے وہ کچھ سوچ سمجھ کر نصیحت حاصل کرے یا اللہ کے جلال و جبروت کو سن کر ڈر جائے اور فرمانبرداری کی طرف جھک پڑے، گفتگو نرمی سے کرو۔ اس سے واعظ و مبلغین کے لئے بہت بڑا دستور العمل معلوم ہوتا ہے چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (نحل۔ رکوع ۱۶)۔ ف یعنی اس کے سمجھنے کی امید تو بعد کو ہوگی فی الحال اپنی بے سر و سامانی اور اس کے جاہ و جلال پر نظر کر کے ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہماری بات سننے کے لئے آمادہ بھی ہوگا یا نہیں۔ ممکن ہے ہماری پوری بات سننے سے پہلے ہی وہ بھڑک پڑے یا سننے کے بعد غصہ میں بپھر جائے اور تیری شان میں زیادہ گستاخی کرنے لگے۔ یا ہم پر دست درازی کرے جس سے اصل مقصد فوت ہو جائے (تنبیہ) موسٰی علیہ السلام کے اس خوف اور شرح صدر میں کچھ منافات نہیں۔ کاملین بلاء کے نزول سے پہلے ڈرتے ہیں اور استعاذہ کرتے ہیں لیکن جب آ پڑتی ہے اس وقت پورے حوصلہ اور کشادہ دلی سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ف یعنی جو باتیں تمہارے اور اس کے درمیان ہونگی یا جو معاملات پیش آئیں گے وہ سب میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں میں کسی وقت تم سے جدا نہیں۔ میری حمایت و نصرت تمہارے ساتھ ہے۔ گھبرانے اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ف اس میں تین چیزوں کی طرف دعوت دی گئی (۱) فرعون کا اور سب مخلوقات کا کوئی رب ہے (۲) ہم دونوں اس کے رسول ہیں لہٰذا ہماری اطاعت اور سب کی عبادت کرنی چاہئے گویا اس جملہ میں اصل ایمان کی دعوت دی گئی۔ اسی کو نازعات میں فرمایا "فَقُلْ ھَلْ لَّکَ اِلٰٓی اَنْ تَزَکّٰی وَاَھْدِیَکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَخْشٰی" آگے (۳) تیسری چیز وہ ہے جس کی اس وقت خاص ضرورت تھی یعنی بنی اسرائیل کو فرعونیوں کی ذلت آمیز اور دردناک غلامی سے نجات دلانا مطلب یہ ہے کہ اس شریف و نجیب الاصل خاندان پر ظلم و ستم مت توڑ اور ذلیل ترین غلامی سے آزادی دے کر ہمارے ساتھ کر دے۔ جہاں چاہیں آزادانہ زندگی بسر کریں۔ ف یعنی ہمارا دعوٰی رسالت بے دلیل نہیں۔ ہماری صداقت پر نشانات لے کر آئے ہیں۔ ف یعنی جو ہماری بات مان کر سیدھی راہ چلے گا اس کے لئے دونوں جہان میں سلامتی ہے۔ اور جو تکذیب یا اعراض کریگا اس کے لئے عذاب یقینی ہے۔ خواہ صرف آخرت میں یا دنیا میں بھی۔ اب تم اپنا انجام سوچ کر جو راستہ چاہو اختیار کر لو۔ ف یعنی تم اپنے کو جس رب کا بھیجا ہوا بتلاتے ہو وہ رب کون ہے اور کیسا ہے۔ اس سوال سے متبادر ہوتا ہے کہ فرعون دہریہ کی طرف مائل تھا یا محض عناد و تکبر سے ایسا سوال کیا ہو۔ (بقیہ بر صفحہ)

اِلٰٓی اُمِّکَ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۬ؕ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰکَ مِنَ

تیری ماں پاس کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غم نہ کھاوے اور تو نے مار ڈالی ایک جان پھر نکالا ہم نے تجھ کو

تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غم نہ کھائے ف اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس

الْغَمِّ وَفَتَنّٰکَ فُتُوْنًا ۬ؕ فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْٓ اَهْلِ مَدْیَنَ ۬ۙ ثُمَّ جِئْتَ

غم سے اور جانچا تجھ کو ایک ذرا جانچنا ف پھر ٹھہرا تو کئی برس مدین والوں میں پھر آیا تو

غم سے ف اور جانچا ہم نے تجھ کو ایک ذرا جانچنا ف پھر ٹھہرا رہا تو کئی برس مدین والوں میں ✲ پھر آیا تو

عَلٰی قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی ۝ وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ۝ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْکَ بِاٰیٰتِیْ

تقدیر سے اے موسٰی اور بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے جا تو اور تیرا بھائی لے کر میری نشانیاں

تقدیر سے اے موسٰی ف اور بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے ف جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر

وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ۚۖ فَقُوْلَا لَهٗ

اور سستی نہ کرو میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کے اس نے سر اٹھایا سو کہو اس سے

اور سستی نہ کرو میری یاد میں ف جاؤ طرف فرعون کی اس نے بہت سر اٹھایا ف سو کہو اس سے

قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ

بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے بولے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبکے

بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے ف بولے اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے

عَلَیْنَآ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝

ہم پر یا جوش میں آوے فرمایا نہ ڈرو میں ساتھ ہوں تمہارے سنتا ہوں اور دیکھتا

ہم پر یا جوش میں آجائے ف فرمایا نہ ڈرو میں ساتھ ہوں تمہارے سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں ف

فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۬ۙ وَ

سو جاؤ اس پاس اور کہو ہم دونوں رسول ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور

سو جاؤ اس کے پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور

لَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۝

نہ ستا ان کو ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر تیرے رب کی اور سلامتی ہو اس کی جو مانے راہ کی بات

مت ستا ان کو ف ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر تیرے رب کی ف اور سلامتی ہو اس کی جو مانے راہ کی بات

اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ قَالَ

حکم ہوا ہے ہم کو کہ عذاب ہے اس پر جو جھٹلاوے اور منہ پھیرے بولا

ہم کو حکم ملا ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ف بولا

فَمَنْ رَّبُّکُمَا یٰمُوْسٰی ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ

پھر کون ہے صاحب تم دونوں کا اے موسٰی کہا صاحب ہمارا وہ ہے جس نے دی ہر چیز کو اس کی صورت

پھر کون ہے رب تم دونوں کا اے موسٰی ف کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے دی ہر چیز کو اس کی صورت

ثُمَّ هَدٰی ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ

پھر راہ سجھائی ف بولا پھر کیا حقیقت ہے ان پہلی سنگتوں کی کہا ان کی خبر میرے رب کے پاس

پھر راہ سجھائی ف بولا پھر کیا حقیقت ہے ان پہلی جماعتوں کی ✲ کہا ان کی خبر میرے رب کے پاس

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف فرعون شاید دہری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبزہ ازل کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا اور آخر آپ ہی بالکل کر ختم ہو گیا جب سنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ ان کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہوگا ف یہ اللہ کلام فرماتا ہے وہی روں کی آنکھ کھولنے کو اس کی تدبیروں اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھو گے۔ ف دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو غرض تھی وہ چاہتا کہ ان کو جیتے سب کے روبرو یہ چاہتا ہے کہ وہ ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہروں میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا۔ ف جب فرعون نے ساحر جمع کئے اور سب امید کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کر دی۔ ابتدا۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۰۰۰ ف ۱۵ یعنی ہر چیز کو اس کی استعداد کے موافق شکل صورت قوٰی خواص وغیرہ عنایت فرمائے۔ اور کمال حکمت سے جیسا بنانا چاہئے تھا بنایا۔ پھر مخلوقات میں سے ہر چیز کے وجود و بقا کے لئے جن سامانوں کی ضرورت تھی مہیا کئے اور ہر چیز کو اپنی مادی ساخت اور روحانی قوتوں اور خارجی سامانوں سے کام لینے کی راہ سجھائی۔ پھر ایسا محکم نظام دکھلا کر ہم کو بھی ہدایت کر دی کہ مصنوعات سے وجود صانع کے وجود پر کس طرح استدلال کرنا چاہئے۔ نظرا بعد دلائلہ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی کھانے پینے کو ہوش دیا بچہ کو دودھ پینا وہ نہ سکھائے تو کوئی نہ سکھا سکے۔

فِي كِتَابٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ

لکھی ہے نہ بہکتا ہے میرا رب نہ بھولتا ف وہ ہے جس نے بنا دی تم کو زمین

لکھی ہوئی ہے نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ف وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے زمین کو

مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا

بچھونا اور چلا دیں تم کو اس میں راہیں اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے ہم نے

بچھونا اور چلائیں تمہارے لئے اس میں راہیں ف۲ اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے

بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى ۝ كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

اس سے بھانت بھانت کے سبزے کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں

اس سے طرح طرح کی سبزی ف۳ کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو ف۴ البتہ اس میں

لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ ۝ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ

پتے ہیں عقل رکھنے والوں کو ف اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو پھر ڈالتے ہیں اور اسی سے نکالیں گے

نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو ف۵ اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو پہنچا دیتے ہیں اور اسی سے نکالیں گے تم کو

تَارَةً أُخْرَىٰ ۝ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ۝ قَالَ أَجِئْتَنَا

تم کو دوسری بار اور ہم نے اس کو دکھا دیں اپنی سب نشانیاں پھر جھٹلایا اور نہ مانا بولا کیا تو آیا ہے

دوسری بار ف اور ہم نے فرعون کو دکھلا دیں اپنی سب نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ف بولا کیا تو آیا ہے

لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ

ہم کو نکالنے کو ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لاویں گے تجھ پر ایک ایسا ہی جادو سو ٹھہرا

ہم کو نکالنے ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ ف سو ہم بھی لائیں گے تیرے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو سو ٹھہرا

بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝

ہمارے اپنے بیچ ایک وعدہ نہ خلاف کریں اس سے ہم اور نہ تو ایک میدان صاف میں

لے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریں اس کا اور نہ تو ایک میدان صاف میں ف

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلَّىٰ

کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور یہ کہ جمع کرے لوگوں کو دن چڑھے ف پھر الٹا پھرا

کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے ف پھر الٹا پھرا

فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ۝ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا

فرعون پھر اکٹھے کئے اپنے سارے داؤ پھر آیا کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ لگاؤ

فرعون پھر جمع کئے اپنے سارے داؤ پھر آیا ف۱۱ کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ۝ فَتَنَازَعُوا

اللہ پر پھر کھپا دے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے جھوٹ باندھا ف پھر جھگڑے

اللہ پر پھر غارت کر دے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے جھوٹ باندھا ف۱۲ پھر جھگڑے

أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ۝ قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ

اپنے کام پر آپس میں اور چھپ کر کی مشورت بولے یہ دونوں مقرر جادوگر ہیں چاہتے ہیں

اپنے کام پر آپس میں اور چھپ کر کیا مشورہ ف۱۳ بولے مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی اگر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایسی روشن دلیلیں قائم ہو چکی ہیں اور جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو وہ حق ہے تو گذشتہ اقوام کے متعلق کچھ بیان کرو آخر ان میں سے بہتوں نے ایسی واضح دلائل کی موجودگی میں حق کو کیوں قبول نہ کیا؟ اور قبول نہ کرنے کی صورت میں کیا وہ سب کی سب تباہ کر دی گئیں۔ اگر تم پیغمبر ہو تو سب اقوام کے تفصیلی حالات تم کو ضرور معلوم ہونے چاہئیں۔ یہ سب لایعنی اور دور ازکار گفتگو فرعون نے اس لئے چھیڑی کہ حضرت موسیٰ کے مضامین ہدایت کو ان فضول باتوں میں ڈال دے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ پیغمبر کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم ہونا ضروری نہیں ہر قوم کے حالات کا تفصیلی علم حق تعالیٰ کو ہے جو بعض مخفی مصالح کی بنا پر کتاب (لوح محفوظ) میں ثبت بھی کر دیا گیا۔ اللہ کے علم سے نہ کوئی چیز ابتداءً غائب ہو سکتی ہے اور نہ علم میں آئی ہوئی چیز کو ایک سیکنڈ کے لئے بھول سکتا ہے جو اعمال کسی قوم نے کسی وقت کئے ہیں سب کا ذرہ ذرہ حساب لکھا ہوا موجود ہے جو وقت پر پیش کر دیا جائے گا۔ ف۲ یعنی وادیوں، دریاؤں اور پہاڑوں کے بیچ میں سے زمین پر راہیں نکال دیں جن پر چل کر ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ سکتے ہو۔ ف۳ یعنی پانی کے ذریعہ سے طرح طرح کی سبزیاں غلے اور پھول پھل پیدا کر دیئے ف۴ یعنی عمدہ غذائیں تم کھاتے ہو، جو تمہارے کام کی نہیں وہ اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہو جن کی محنت سے ساری پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ ف۵ یہ فرمایا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو یعنی اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو۔ اگر عقل ہے تو سمجھ لو گے کہ یہ مضبوط و محکم انتظامات یوں ہی بخت و اتفاق سے قائم نہیں ہو سکتے گویا ان آیات میں وجود باری اور توحید کی طرف توجہ دلائی۔ آگے معاد کا ذکر ہے۔ ف سب کے باپ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے تھے پھر جن غذاؤں سے آدمی کا بدن پرورش پاتا ہے وہ بھی مٹی سے نکلتی ہیں، مرنے کے بعد بھی عام آدمیوں کا جسد بالآخر مٹی میں مل جاتا ہے۔ اسی طرح حشر کے وقت بھی ان اجزاء کو جو مٹی میں مل گئے تھے دوبارہ جمع کر کے از سرنو پیدا کر دیا جائے گا اور جو قبروں میں مدفون تھے وہ ان سے باہر نکالے جائیں گے۔ ف یعنی جو آیات اس کو دکھلانا منظور تھیں سب دکھلا دیں مثلاً القائے عصا اور ید بیضا وغیرہ مع اپنے متعلقات و تفاصیل کے، اس پر بھی بدبخت نہ مانا اور خود تکذیب پر اڑا رہا۔ ف فرعون نے نہایت اپنی ترس۔ قبط۔ کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے نفرت اور اشتعال دلانے کے لئے کہی یعنی موسیٰ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ جادو کے زور سے ہم کو نکال باہر کرے، اور ساحرانہ ڈھونگ بنا کر عوام کی جمعیت اپنے ساتھ کرے اور اس طرح قبطیوں کے تمام املاک و اموال پر قابض ہو جائے۔ ف یعنی تو اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہمارے یہاں بھی بڑے بڑے ماہر جادوگر موجود ہیں بہتر ہوگا کہ ان سے مقابلہ ہو جائے پس جس دن اور جس جگہ مقابلہ کرنا چاہے تجھے اس کی تعیین کا اختیار دیا جاتا ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ جو وقت معین ہو جائے اس سے کوئی فریق گریز نہ کرے اور جگہ ایسی ہو جہاں فریقین کو آنے اور بیٹھنے میں یکساں سہولت حاصل ہو نشست وغیرہ میں رعایا یا حاکم و محکوم اور بڑے چھوٹے کا کوئی سوال نہ ہو ہر ایک خلق آزادی سے اپنی قوت کا مظاہرہ کر سکے اور میدان بھی کھلا ہوا ہموار اور صاف ہو کہ تماشہ دیکھنے والے سب بے تکلف مشاہدہ کر سکیں۔ ف پیغمبروں کے کام میں کوئی تلبیس و تلمیع نہیں ہوتی ان کا معاملہ کھلم کھلا صاف صاف ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتر ہے جو بڑا میلہ اور جشن تمہارے یہاں ہوتا ہے اسی روز جب دن چڑھ جائے اس وقت میدان مقابلہ قائم ہو۔ یعنی میلہ میں جہاں زیادہ سے زیادہ مخلوق جمع ہوگی اور دن کے اجالے میں یہ کام کیا جائے تا دیکھنے والے بکثرت ہوں اور روز روشن میں کسی کو اشتباہ والتباس نہ ہو حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کی غرض تھی۔ وہ چاہتا کہ ان کو جیتے سب کے روبرو یہ چاہتا ہے کہ وہ ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہروں میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا۔ ف۱۱ یعنی یہ طے کر کے فرعون مجلس سے اٹھ گیا اور ساحروں کو جمع کرنے اور ان کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی تدبیریں اور داؤ گھات کرنے لگا اور آخر کار مکمل تیاری کے بعد پوری طاقت کے ساتھ وقت معین پر میدان مقابلہ میں حاضر ہو گیا۔ ساحروں کی بڑی فوج اس کے ہمراہ تھی، انعام و اکرام کے وعدے ہو رہے تھے اور ہر طرح موسیٰ کو شکست دینے اور حق کو مغلوب کرنے کی فکر تھی۔ ف۱۲ معلوم ہوتا ہے کہ اس مجمع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر شخص کو اس کے حسب حال نصیحت فرمائی چونکہ جادوگر حق کا مقابلہ جادو سے کرنے والے تھے، ان کو تنبیہ کر دی کہ دیکھو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ خدا کے نشانوں اور انبیاء کے معجزات کو سحر بتلانا اور بے حقیقت چیزوں کو ایات الٰہیہ کے مقابلہ میں پیش کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ جھوٹ باندھنے والوں کا انجام (تفسیر عثمانی) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۴۰۸۔ کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ ایسے لوگوں پر کوئی آسمانی آفت آپڑے جو اُن کی بیخ و بنیاد تک نہ چھوڑے۔ ف۲ موسیٰ علیہ السلام کی تقریر سے ساحروں کی جماعت میں کھلبلی ڈال دی آپس میں جھگڑنے لگے کہ اس شخص کو کیا سمجھا جائے، اس کی باتیں ساحروں ایسی معلوم نہیں ہوتیں۔ غرض باہم بحث و مناظرہ کرتے رہے اور سب سے الگ ہو کر انھوں نے مشورہ کیا۔ آخر اختلاف نزاع کے بعد فرعون کے اثر سے متاثر ہو کر وہ کہا جو آگے مذکور ہے۔

أَن يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ۝

کہ نکال دیں تم کو تمھارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور اٹھا دیں تمھاری راہ خاصی

کہ نکال دیں تم کو تمھارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوف کرا دیں تمھارے اچھے خاصے چلن کو ف۱

فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ۝ قَالُوا

سو مقرر کرو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور جیت گیا آج جو اوپر رہا بولے

سو مقرر کر لو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور جیت گیا آج جو غالب رہا ف۲ بولے

يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۝ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ

اے موسیٰ یا تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں تم ڈالو

اے موسیٰ یا تو تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے ف۳ کہا نہیں تم ڈالو ف۴

فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ۝ فَأَوْجَسَ

پھر تبھی اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں اُس کے خیال میں آئیں اُن کے جادو سے کہ دوڑتی ہیں پھر پانے لگا

پھر تب ہی اُن کی رسیاں اور لاٹھیاں اُس کے خیال میں آئیں اُن کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں ف۵ پھر پانے لگا

فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ۝ وَأَلْقِ

اپنے جی میں ڈر موسیٰ ہم نے کہا تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہے گا اوپر اور ڈال

اپنے جی میں ڈر موسیٰ ف۶ ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب ف۷ اور ڈال

مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ

جو تیرے داہنے میں ہے کہ نگل جاوے جو انھوں نے بنایا اُن کا بنایا تو فریب ہے جادوگر کا اور جادوگر نہیں کام

جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انھوں نے بنایا ف۸ اُن کا بنایا ہوا تو فریب ہے جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا

السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ۝ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ

نکلتا جہاں آیا اور گر پڑے جادوگر سجدے میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون

جادوگر کا جہاں ہو ف۹ پھر گر پڑے جادوگر سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون

وَمُوسَىٰ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ

اور موسیٰ کے بولا فرعون تم نے اُس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہ دیا تھا وہی تمھارا بڑا ہے

اور موسیٰ کے ف۱۰ بولا فرعون تم نے اُس کو مان لیا میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمھارا بڑا ہے

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ

جس نے سکھایا تم کو کھلا جادو سو اب میں کٹواؤں گا تمھارے ہاتھ اور دوسرے پاؤں

جس نے سکھلایا تم کو جادو ف سو اب میں کٹواؤں گا تمھارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں ف۱۱

وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَ

اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے ڈھنڈ پر اور جان لوگے ہم میں کس کی مار سخت ہے اور

اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنہ پر ف۱۲ اور جان لوگے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور

أَبْقَىٰ ۝ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا

دیر تک رہتی ف۱ وہ بولے ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے اُس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اُس سے جس نے ہم کو بنایا

دیر تک رہنے والا ف۱۳ وہ بولے ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے اُس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اُس سے جس نے ہم کو پیدا کیا

فوائد صفحہ ہٰذا ف۱ یعنی تمھارا جو دین اور رسوم پہلے سے چلی آتی ہیں اُن کو مٹا کر اپنا دین اور طور و طریق رائج کر دیں اور جادو کے فن کو بھی جس سے ملک میں تمھاری عزت اور کمائی ہے جاتی ہیں کہ دونوں بھائی تم سے لے اڑیں اور تم تنہا خود اس پر قابض ہو جائیں۔ ف۲ یعنی موقعہ کی اہمیت کو سمجھو، وقت کو ہاتھ سے نہ دو پوری جمعیت و قوت سے سب مل کر ان کے گرانے کی تدبیر کرو۔ اور دفعۃً ایسا متفق حملہ کر دو کہ پہلے ہی وار میں ان کے قدم اکھڑ جائیں کہ آج کا معرکہ فیصلہ کن معرکہ ہے، آج کی کامیابی دائمی کامیابی ہے۔ جو فریق آج غالب رہے گا وہ ہمیشہ کے لئے منصور و مفلح سمجھا جائے گا۔ ف۳ موسیٰ علیہ السلام نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا کہ نہیں، تم پہلے اپنے حوصلے نکال لو اور اپنے کرتب دکھلاؤ۔ تا باطل کی زور آزمائی کے بعد حق کا غلبہ پوری طرح نمایاں ہو۔ یہ قصہ سورۂ اعراف میں گذر چکا وہاں کے فوائد ملاحظہ کرتے جائیں۔ ف۴ یعنی ساحرین کی نظر بندی سے موسیٰ علیہ السلام کو یوں خیال ہونے لگا کہ گویا رسیاں اور لاٹھیاں سانپوں کی طرح دوڑ رہی ہیں، اور واقع میں ایسا نہ تھا۔ ف۵ کہ جادوگروں کا یہ سوانگ دیکھ کر کہیں بے وقوف لوگ دھوکہ میں نہ پڑ جائیں اور سحر و معجزہ میں فرق نہ کر سکیں۔ ایسی صورت میں حق کا غلبہ واضح نہ ہوگا۔ خوف کا یہ مطلب آگے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ ف۶ یعنی ڈر کو دل سے نکال دو اس قسم کے وسوسے مت لاؤ۔ اللہ تعالیٰ حق کو غالب اور سر بلند رکھنے والا ہے۔ ف۷ یعنی اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو۔ جو ان کے بنائے ہوئے سوانگ کا ایک دم لقمہ کر جائے گی۔ ف۸ یعنی جادوگر کے ڈھکوسلے چاہے کہیں ہوں اور کسی حد تک پہنچ جائیں، حق کے مقابل کامیاب نہیں ہو سکتے نہ جادوگر کبھی فلاح پا سکتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں ساحر کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ ف۹ ساحرین فن کے جاننے والے تھے۔ اصول فن کے اعتبار سے فوراً سمجھ گئے کہ یہ سحر نہیں ہو سکتا یقیناً سحر سے اوپر کوئی اور حقیقت ہے۔ دل میں ایمان آیا اور سجدہ میں گر پڑے یہ قصہ سورۂ اعراف میں گذر چکا۔ ف۱۰ یعنی ہم سے بے پوچھے ہی ایمان لے آئے۔ ہمارے فیصلہ کا بھی انتظار نہ کیا۔ معلوم ہو گیا کہ یہ تمھاری اور موسیٰ کی ملی بھگت ہے۔ جنگ زرگری کر کے عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہو جیسا کہ سورۂ اعراف میں گذرا۔ ف۱۱ یعنی داہنا ہاتھ بایاں پاؤں، یا بایاں ہاتھ داہنا پاؤں۔ ف۱۲ تاکہ تمھارا حال دیکھ کر سب عبرت حاصل کریں۔ ف۱۳ یعنی تم ایمان لا کر سمجھتے ہو کہ ہم ہی ناجی ہیں۔ اور دوسرے لوگ (یعنی فرعون اور اُس کے ساتھی) سب ابدی عذاب میں مبتلا رہیں گے سو ابھی تم کو معلوم ہوا چاہتا ہے کہ کس کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔

موضح قرآن ف زور آوری کروایا کہتے ہیں جادوگر حضرت موسٰی کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کرنے، پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون نے زور آتا تھا سو ان پر کیا کہ مقابل میں تو گیا موسٰی کی نشانی سے ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی ہم ایسے صاف دلائل کو تیری خاطر سے نہیں چھوڑ سکتے اور اپنے خالق حقیقی کی خوشنودی کے مقابلہ میں تیری کچھ پروا نہیں کر سکتے۔ اب جو تو کر سکتا ہے کر گذر۔ تیرا بڑا زور یہی چل سکتا ہے کہ ہماری اس فانی زندگی کو ختم کر دے۔ سو کچھ مضائقہ نہیں، ہم پہلے ہی دار الفنا کے مقابلہ میں دار القرار کو اختیار کر چکے ہیں۔ ہم کو اب یہاں کے رنج و راحت کی فکر نہیں۔ تمنا صرف یہ ہے کہ ہمارا مالک ہم سے راضی ہو جائے اور ہمارے عام گناہوں کو خصوصاً اس گناہ کو جو تیری حکومت کے خوف سے زبردستی کرنا پڑا (یعنی حق کا مقابلہ جادو سے) معاف فرما دے۔ کہتے ہیں کہ جادوگر حضرت موسٰی کے نشان دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں۔ مقابلہ نہ کرنا چاہیے، پھر فرعون کے ڈر سے کیا۔ ف۲ یعنی جو انعام و اکرام تو ہم کو دیتا اس سے کہیں بہتر اور پائدار اجر مومنین کو خدا کے ہاں ملتا ہے۔ ف۳ یعنی انسان کو چاہیے کہ اول آخرت کی فکر کرے۔ لوگوں کا مطیع بن کر خدا کا مجرم نہ بنے۔ اس کے مجرم کا ٹھکانا بہت برا ہے جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ دنیا کی تکلیفیں کتنی ہی شاق ہوں موت آ کر سب کو ختم کر دیتی ہے۔ لیکن کافر کو دوزخ میں موت بھی نہیں آئے گی جو تکالیف کا خاتمہ کر دے اور جینا بھی جینے کی طرح کا نہ ہوگا، زندگی ایسی ہوگی کہ موت کو ہزار درجہ اس پر ترجیح دے گا العیاذ باللہ۔ ف۴ مجرمین کے بالمقابل یہ مطیعین کا انجام بیان فرما دیا۔ ف۵ یعنی پاک ہوا گندے خیالات، فاسد عقائد، رذیل اخلاق اور برے اعمال سے۔ ف۶ جب فرعونیوں نے میدان مقابلہ میں شکست کھائی ساحرین مشرف بایمان ہو گئے۔ بنی اسرائیل کا پلہ بھاری ہونے لگا۔ اور موسٰی علیہ السلام نے سالہا سال تک اللہ تعالیٰ کی آیات باہرہ دکھلا کر ہر طرح حجت تمام کر دی، اس پر بھی فرعون حق کو قبول کرنے اور بنی اسرائیل کو آزادی دینے پر آمادہ نہ ہوا۔ تب حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر رات کے وقت مصر سے ہجرت کر جاؤ تا اس طرح بنی اسرائیل کی مظلومیت اور غلامی کا خاتمہ ہو۔ راستہ میں سمندر (بحر قلزم) حائل ہوگا لیکن تم جیسے اولو العزم پیغمبر کے راستہ میں سمندر کی موجیں حائل نہیں ہوا چاہئیں۔ ان ہی کے اندر سے اپنے لئے خشک راستہ نکال لو۔ جس سے گذرتے ہوئے نہ غرق ہونے کا اندیشہ کرو اور نہ اس بات کا کہ شاید دشمن پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آ پکڑے۔ چنانچہ موسٰی علیہ السلام نے اسی ہدایت کے موافق سمندر میں لاٹھی ماری جس سے پانی پھٹ کر راستہ نکل آیا۔ خدا نے ہوا کو حکم دیا کہ زمین کو فوراً خشک کر دے چنانچہ آناً فاناً سمندر کے بیچ میں خشک راستہ تیار ہو گیا جس کے دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہوئے تھے۔ "فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ"۔ بنی اسرائیل اس پر سے بے تکلف گذر گئے پیچھے فرعون اپنے عظیم الشان لشکر کو لئے تعاقب کرتا آ رہا تھا۔ خشک راستہ دیکھ کر ادھر ہی گھس پڑا۔ جس وقت بنی اسرائیل عبور کر گئے اور فرعونی لشکر راستہ کے بیچوں بیچ پہنچا۔ خدا تعالیٰ نے سمندر کو ہر طرف سے حکم دیا کہ ان سب کو اپنی آغوش میں لے لے۔ پھر کچھ نہ پوچھو کہ سمندر کی موجوں نے کس طرح ان سب کو ہمیشہ کے لئے ڈھانپ لیا۔ ف۷ یعنی دعوے تو زبان سے بہت کیا کرتا تھا "وَمَا اَهْدِيكُمْ اِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ"۔ لیکن اس نے اپنی قوم کو کیسا اچھا راستہ بتلایا۔ وہ ہی مثال سچی کر دی کہ "ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے"۔ جو حال دنیا میں ہوا تھا وہ ہی آخرت میں ہوگا۔ یہاں سب کو لے کر سمندر میں ڈوبا تھا وہاں سب کو ساتھ لے کر جہنم میں گرے گا۔ "يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ" (ہود۔ رکوع ۹)

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اِنَّآ

سو تو کر چک جو کرتا ہے تو یہی کرے گا اس دنیا کی زندگی میں ہم

سو تو کر گذر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کرے گا اس دنیا کی زندگی میں ☆ ہم

اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ

یقین لائے ہیں اپنے رب پر بخشے ہم کو ہماری تقصیریں اور جو تو نے کروایا ہم سے زور آوری یہ جادو اور اللہ

یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشے ہم کو ہمارے گناہ اور جو تو نے زبردستی کروایا ہم سے یہ جادو ف۱ اور اللہ

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا

بہتر ہے اور رہنے والا ف۱ مقرر ہے جو کوئی آیا اپنے رب پاس گنہگار ہو کر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اس میں

بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا ف۲ بات یہی ہے کہ جو کوئی آیا اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اس میں

وَلَا يَحْيٰى ۝ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ

نہ جیوے اور جو آیا اس پاس ایمان سے کر کر نیکیاں سو ان لوگوں کو ہیں

نہ جئے ف۳ اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر نیکیاں کر کر سو ان لوگوں کے لئے ہیں

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

درجے بلند باغ ہیں بسنے کے بہتی ان کے نیچے سے نہریں رہا کریں گے

درجے بلند ☆ باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کریں گے

فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ ع ١٢

ان میں اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور ہم نے حکم بھیجا موسٰی کو کہ

ان میں ف۴ اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا ف۵ اور ہم نے حکم بھیجا موسٰی کو کہ

اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا

لے نکل رات سے میرے بندوں کو پھر ڈال دے ان کو سمندر کی راہ میں سوکھی نہ خطرہ کر آ پکڑنے کا

لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کے لئے سمندر میں رستہ سوکھا نہ خطرہ کر آ پکڑنے کا

وَّلَا تَخْشٰى ۝ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا

نہ ڈر پھر پیچھے لگا ان کے فرعون اپنے لشکر لے کر پھر گھیر لیا ان کو پانی نے جیسا

اور نہ ڈر ڈوبنے سے ☆ پھر پیچھا کیا ان کا فرعون نے اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا انکو پانی نے جیسا کہ

غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

گھیر لیا اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا اے اولاد اسرائیل

ڈھانپ لیا ف۶ اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا ف۷ اے اولاد اسرائیل

قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ

چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ رکھا تم سے پہاڑ کی داہنی طرف

چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ ٹھہرایا تم سے داہنی طرف پہاڑ کی

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اور اتارا تم پر من اور سلوٰی کھاؤ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو

اور اتارا تم پر من اور سلوٰی ☆ کھاؤ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف زیادتی نہ کرو یعنی رکھنہ چھوڑو۔ ف وعدہ توریت دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا وعدہ کر گئے تھے پہاڑ پر، وہاں چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا بنا کر پوجنے لگے۔ ف فرعون والوں سے عاریت مانگ لیا تھا گہنا کہ وہ کہیں جائیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے، اس بغیر فرعون نکلنے نہ دیتا۔ ف یعنی موسیٰ بھولا کہ اور جگہ گیا ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یہ حق تعالیٰ بنی اسرائیل کو نصیحت فرماتے ہیں کہ دیکھو ہم نے تم پر کیسے کیسے احسان و انعام کئے چاہیے کہ ان کا حق ادا کرو۔ کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ ایسے سخت جابر و قاہر دشمن کے ہاتھوں سے تم کو نجات دی اور اس کو کیسے عبرتناک طریقہ سے تمہاری آنکھوں کے سامنے ہلاک کیا۔ پھر بتوسط حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے وعدہ ٹھہرا کہ مصر سے شام کو جاتے ہوئے کوہ طور کا جو مبارک و میمون حصہ داہنے ہاتھ پڑتا ہے وہاں آ کر تم کو "تورات" عطا کی جائے گی۔ جنگ لق و دق میدان میں تمہارے کھانے کے لئے من و سلویٰ اُتارا گیا (جس کا ذکر سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے) ان احسانات کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حلال طیب لذیذ اور ستھری چیزیں عنایت فرمائی ہیں انہیں شوق سے استعمال کرو۔ لیکن اس معاملہ میں حد سے نہ گذرو۔ مثلاً ناشکری یا فضول خرچی کرنے لگو یا اس فانی نعمت پر اترانے لگو۔ یا اس میں سے حقوق واجبہ ادا نہ کرو۔ یا اللہ کی دی ہوئی دولت معاصی میں خرچ کرنے لگو۔ یا جہاں اور جس وقت جوڑ کر رکھنے کی ممانعت ہے وہاں جوڑنے کے پیچھے پڑ جاؤ۔ غرض خدا کی نعمتوں کو طغیان و عصیان کا آلہ نہ بناؤ۔ ف یعنی زیادتی کرو گے تو اللہ کا غضب تم پر نازل ہوگا اور ذلت و عذاب کے تاریک غاروں میں پٹک دیئے جاؤ گے۔ ف مغضوبین کے بالمقابل یہ مغفورین کا بیان ہوا۔ یعنی کتنا ہی بڑا مجرم ہو اگر سچے دل سے تائب ہو کر ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرے اور اسی پر موت تک مستقیم رہے تو اللہ کے یہاں بخشش اور رحمت کی کمی نہیں۔ ف حضرت موسیٰ علیہ السلام حسب وعدہ نہایت اشتیاق کے ساتھ کوہ طور پہنچے۔ شاید قوم کے بعض نقباء کو بھی ہمراہ لے جانے کا حکم ہوگا۔ وہ نولے پیچھے رہ گئے۔ حضرت موسیٰ شوق میں آگے بڑھے چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ قوم کو پیچھے چھوڑ آئے۔ عرض کیا اے پروردگار! تیری خوشنودی کے لئے جلد حاضر ہو گیا اور قوم بھی کچھ زیادہ دور نہیں یہ میرے پیچھے چلی آ رہی ہے۔ کذا فی التفاسیر و یحتمل غیر ذالک واللہ اعلم۔ ف یعنی تم تو ادھر آ گئے ادھر ہم نے تیری قوم کو ایک سخت آزمائش میں ڈال دیا۔ جس کا سبب عالم اسباب میں سامری بنا ہے۔ کیونکہ اُسی کے اغواء و اضلال سے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں بچھڑا پوجنا شروع کر دیا تھا۔ جس کا قصہ سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے۔ (تنبیہ) سامری کا نام بھی بعض کہتے ہیں موسیٰ تھا۔ بعض کے نزدیک یہ اسرائیلی تھا۔ بعض کے نزدیک قبطی۔ بہرحال جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کا منافق تھا اور منافقین کی طرح فریب اور چالبازی سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی فکر میں رہتا تھا ابن کثیر کی روایت کے موافق کتب اسرائیلیہ میں اس کا نام ہارون ہے۔ ف یعنی میرے اتباع میں تم کو دینی و دنیوی ہر طرح کی بھلائی پہنچے گی۔ چنانچہ بہت سی عظیم الشان بھلائیاں ابھی ابھی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور جو باقی ہیں وہ بھی عنقریب ملنے والی ہیں۔ کیا اس وعدہ کو بہت زیادہ مدت گذر گئی تھی کہ تم پچھلے احسانات کو بھول گئے اور اگلے انعامات کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہو؟ یا جان بوجھ کر تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ اور دین توحید پر قائم نہ رہ کر خدا کا غضب مول لیا (کذا فسرہ ابن کثیر رحمہ اللہ) یا یہ مطلب لیا جائے کہ تم سے حق تعالیٰ نے تیس چالیس روز کا وعدہ کیا تھا کہ اتنی مدت موسیٰ علیہ السلام طور پر معتکف رہیں گے تب تورات ملے گی۔ تو کیا بہت زیادہ مدت گذر گئی کہ تم انتظار کرتے کرتے تھک گئے؟ اور گوسالہ پرستی اختیار کر لی۔ یا عمداً یہ حرکت کی ہے تا غضب الٰہی کے مستحق بنو اور "اَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِیْ" سے مراد وہ وعدہ ہے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا کہ آپ ہم کو خدا کی کتاب لا دیجئے ہم اسی پر عمل کیا کریں گے۔ اور آپ کے اتباع پر مستقیم رہیں گے۔ ف یعنی ہم نے اپنے اختیار سے از خود ایسا نہیں کیا، یہ حرکت ہم سے سامری نے کرائی۔ صورت یہ ہوئی کہ قوم فرعون کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اسے کیا کریں۔ وہ ہم نے سامری کے مشورہ سے پھینک دیا۔

وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ

اور نہ کرو اس میں زیادتی پھر نازل ہووے تم پر میرا غضب اور جس پر نازل ہوا میرا غضب

اور نہ کرو اس میں زیادتی ف پھر تو اترے گا تم پر میرا غصہ اور جس پر اترا میرا غصہ

فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

وہ پٹکا گیا ف اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بھلا کام پھر

سو وہ پٹکا گیا ف اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور یقین لائے اور کرے بھلا کام پھر

اهْتَدٰى ۝ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى

راہ پر رہے اور کیوں جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ میرے

راہ پر رہے ف اور کیوں جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آ رہے ہیں میرے

اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ

پیچھے ہیں اور میں جلد آیا تیری طرف اے رب میرے کہ تو راضی ہو فرمایا ہم نے تو بچلا دیا تیری قوم کو

پیچھے اور میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو ف فرمایا ہم نے تو بچلا دیا تیری قوم کو

مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ

تیرے پیچھے اور بہکایا اُن کو سامری نے پھر اُلٹا پھرا موسیٰ اپنی قوم پاس

تیرے پیچھے اور بہکایا اُن کو سامری نے ف پھر اُلٹا پھرا موسیٰ اپنی قوم کے پاس

غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬

غصے سے بھرا پچھتاتا ہوا کہا اے قوم تم کو وعدہ نہ دیا تمہارے رب نے اچھا وعدہ ف

غصہ میں بھرا پچھتاتا ہوا کہا اے قوم کیا تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ

اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

کیا لمبی ہو گئی تم پر مدت یا چاہا تم نے کہ نازل ہو تم پر غضب تمہارے رب کا

کیا طویل ہو گئی تم پر مدت یا چاہا تم نے کہ اُترے تم پر غضب تمہارے رب کا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا

اس سے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے لیکن

اس لئے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ ف بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے ولیکن

حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى

اٹھوائے ہم نے بوجھ گہنے سے اس قوم کے گہنے کا سو ہم نے وہ پھینک دیئے پھر یہ نقشہ ڈالا

اٹھوایا ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا سو ہم نے اس کو پھینک دیا پھر اسی طرح ڈالا

السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ

سامری نے ف پھر بنا نکالا اُن کے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ جس میں گائے کی آواز پھر کہنے لگے یہ معبود تمہارا

سامری نے ف پھر بنا نکالا اُن کے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ جس میں آواز گائے کی پھر کہنے لگے یہ معبود تمہارا

وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّ

ہے اور صاحب موسیٰ کا سو وہ بھول گیا ف بھلا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ جواب نہیں دیتا اُن کو کسی بات کا اور

اور معبود ہے موسیٰ کا سو وہ بھول گیا ف بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ جواب تک نہیں دیتا انکو کسی بات کا اور

آگ میں پگھلا کر سامری نے ڈھال لیا اور بچھڑے کی صورت بنا کر کھڑی کر دی۔ یہ قصہ سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے۔ وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔ (تنبیہ) قوم فرعون کے یہ زیورات کس طرح بنی اسرائیل کے ہاتھ آئے تھے؟ یا ان سے مستعار لئے تھے۔ یا مال غنیمت کے طور پر ملے یا اور کوئی صورت ہوئی۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ کوئی صورت بھی ہو بنی اسرائیل ان کا استعمال اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن غضب ہے کہ اس کا بت بنا کر پوجنا جائز سمجھا۔ ف یعنی موسیٰ سے بھول ہوئی کہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے طور پر گئے۔ خدا تو یہاں موجود ہے یعنی یہ ہی بچھڑا (العیاذ باللہ)۔ شاید بقول مجد میں سے تخت خالیہ کا چھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف پہلے وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو اس واسطے انھوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا، زبان سے سمجھایا وہ ۔ ف۲ جس وقت بنی اسرائیل بیٹھے دریا میں پیچھے پیچھے فرعون ساتھ فوج کے، پہلا جبرئیل بیچ میں ہو گئے کہ ان کو ان تک نہ پہنچنے دیں سامری نے پہچانا کہ یہ جبرئیل ہیں ان کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی وہی اب اس سونے کے بچھڑے میں ڈال دی۔ سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا قریب ہے اس میں مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جاندار کی اور آوازیں ہوگئیں ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہیے اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے ف۳ دنیا میں اسکو یہی سزا ملی کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ رہتا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے تو دونوں کو تپ چڑھتی اس واسطے لوگوں کو دور دور کرتا اور ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا، شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہود میں انھی کا فساد پورا کر لیگا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اس کی جنس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ
اختیار نہیں رکھتا اُن کے بُرے کا نہ بھلے کا ۔ اور کہا تھا اُن کو ہارون نے پہلے سے
اختیار نہیں رکھتا اُن کے بُرے کا اور نہ بھلے کا ف اور کہا تھا اُن کو ہارون نے پہلے سے

يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝
اے قوم اور کچھ نہیں تم کو بہکا دیا ہے اس پر اور تمہارا رب رحمٰن ہے سو چلو میری راہ اور مانو بات میری
اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے اس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو میری راہ چلو اور مانو بات میری ف

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ
بولے ہم رہیں گے اسی پر لگے بیٹھے جب تک پھر آوے ہم پاس موسیٰ ۔ کہا موسیٰ نے
بولے ہم برابر اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک لوٹ کر آئے ہمارے پاس موسیٰ ف کہا موسیٰ نے

يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝
اے ہارون تجھکو کیا اٹکاؤ تھا جب دیکھا تو نے کہ وہ بہکے کہ تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم
اے ہارون کس چیز نے روکا تجھکو جب دیکھا تھا تو نے کہ وہ بہک گئے کہ تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم ف

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ
وہ بولا اے میری ماں کے جنے نہ پکڑ میری ڈاڑھی اور نہ سر میں ڈرا کہ تو کہے گا
وہ بولا اے میری ماں کے جنے نہ پکڑ میری ڈاڑھی اور نہ سر ف میں ڈرا کہ تو کہے گا

فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ
پھوٹ ڈال دی تو نے بنی اسرائیل میں اور یاد نہ رکھی میری بات ف کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت
پھوٹ ڈال دی تو نے بنی اسرائیل میں اور یاد نہ رکھی میری بات ف کہا موسیٰ نے اب تیری کیا

يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ
اے سامری بولا میں نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی
حقیقت ہے اے سامری ف بولا میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی پاؤں کے

اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ
پاؤں کے نیچے سے اس بھیجے کے پھر وہی ڈال دی اور یہی مصلحت دی مجھکو میرے جی نے ف کہا موسیٰ نے
نیچے سے اس بھیجے ہوئے کے پھر میں نے وہی ڈال دی اور یہی صلاح دی مجھ کو میرے جی نے ف کہا موسیٰ نے

فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ
چل تجھ کو زندگی بھر اتنا ہے کہ کہا کرے مت چھیڑو اور تجھکو
دور ہو تیرے لئے زندگی بھر تو اتنی سزا ہے کہ کہا کرے مت چھیڑو ف اور تیرے واسطے

مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ
ایک وعدہ ہے وہ تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور دیکھ اپنے ٹھاکر کو جس پر سارے دن لگا بیٹھا تھا
ایک وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا ف اور دیکھ اپنے معبود کو جس پر تمام دن تو معتکف رہتا تھا

لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰـهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ
ہم اس کو جلادیں گے پھر بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر ف تمہارا صاحب وہی اللہ ہے جس کے
ہم اس کو جلادیں گے پھر بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر ف تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا

منزل ۴

ف یعنی اندھوں کو اتنی موٹی بات بھی نہیں سوجھتی کہ جو مورتی کسی سے بات کر سکے نہ کسی کو ادنیٰ سے ادنیٰ نفع نقصان پہنچانے کا اختیار رکھے، وہ معبود یا خدا کس طرح بن سکتی ہے۔ ف یعنی حضرت ہارون نرمی سے اپنی فہمائش کر چکے تھے کہ جس بچھڑے پر تم مفتون ہو رہے ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ تمہارا پروردگار اکیلا رحمان ہے جس نے اب تک خیال کرو کس قدر رحمتوں کی بارش تم پر کی ہے۔ آگے پیچھے دیکھ کر کدھر جا رہے ہو، میں موسیٰ کا جانشین ہوں اور خود نبی ہوں۔ اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو لازم ہے کہ میری راہ چلو اور میری بات مانو۔ سامری کے اغوا میں مت آؤ۔ ف یعنی موسیٰ کے واپس آنے تک تو ہم اس سے ٹلتے نہیں، اُن کے آنے پر دیکھا جائیگا جو کچھ مناسب معلوم ہوگا کریں گے۔ ف یعنی میں تم کو اپنا خلیفہ بنا کر اور حکم کر کے گیا تھا کہ میری قیمت میں ان کی اصلاح کرنا اور مفسدین کے راستہ پر نہ چلنا پھر تم نے کیا اصلاح کی؟ کیوں اپنے موافقین کو ساتھ لے کر ان گوسالہ پرستوں کا سختی سے مقابلہ نہ کیا؟ اگر یہ نہ ہو سکتا تھا تو ان سے منقطع ہو کر میرے پاس کیوں نہیں چلے آئے؟ غرض تم نے ایسی صریح گمراہی کو دیکھ کر میرے طریق کار کی پیروی کیوں نہیں کی؟ ف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرط جوش میں ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے تھے۔ اس کی مفصل بحث سورۂ اعراف کے فوائد میں گذر چکی۔ ف یعنی میری سمجھ میں یہی آیا کہ تمہارے آنے کا انتظار کرنا اس سے بہتر ہے کہ تمہارے پیچھے کوئی ایسا کام کروں جس سے بنی اسرائیل میں پھوٹ پڑ جائے کیونکہ ظاہر ہے اگر مقابلہ یا انقطاع ہوتا تو کچھ لوگ میرے ساتھ ہوتے اور بہت سے مخالف ہوتے، مجھے ڈر ہوا کہ تم آکر یہ الزام دو کہ میرا انتظار کیوں نہ کیا؟ اور قوم میں ایسا تفرقہ کیوں ڈال دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ چلتے وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو اس لئے انھوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا، زبان سے البتہ سمجھایا وہ نہ سمجھے۔ بلکہ اُن کے قتل پر تیار ہونے لگے۔ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ۔ ف ادھر سے فارغ ہو کر موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو ڈانٹ بتلائی اور فرمایا کہ اب تو اپنی حقیقت بیان کر، یہ حرکت تو نے کس وجہ سے کی؟ اور کیا اسباب پیش آئے کہ بنی اسرائیل تیری طرف جھک پڑے۔ ف سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی، یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ (جبرئیل) کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اُس وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا۔ اُس حالت میں جبرئیل دونوں جماعتوں کے درمیان میں کھڑے ہو گئے تا ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہرحال سامری نے کسی محسوس دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بناء پر سمجھ لیا کہ یہ جبرئیل ہیں اُن کے پاؤں یا اُن کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ وہی اب سونے کے بچھڑے میں ڈال دی۔ کیونکہ اُس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا قریب ہے، اُس میں مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی سوچ اور آوازیں ہو گئیں ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہیے۔ اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے۔ (تنبیہ) آیت کی جو تفسیر اوپر بیان ہوئی صحابہ و تابعین اور علماء کے مفسرین سے یہی منقول ہے۔ بعض زائغین نے اُس پر جو طعن کئے ہیں اور آیت کی دور از صواب تاویلیں کی ہیں، اُن کا کافی جواب صاحب روح المعانی نے دیا ہے۔ یہاں اس قدر بسط کا موقع نہیں۔ من شاء فلیراجعہ۔ ف یعنی مجھے ہاتھ مت لگاؤ، مجھ سے علیحدہ رہو۔ چونکہ اس نے بچھڑے کا ڈھونگ بنایا تھا حب جاہ و ریاست سے کہ لوگ اس کے ساتھ ہوں اور سردار مانیں، اس کے مناسب سزا ملی کہ کوئی پاس نہ پھٹکے، جو قریب جائے دھتکار دور ہٹنے کی ہدایت کر دے۔ اور دنیا میں بالکل ایک ذلیل اچھوت اور وحشی جانور کی طرح زندگی گذارے۔ ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ دنیا میں اس کو یہی سزا ملی کہ لشکر بنی اسرائیل سے باہر الگ رہتا۔ اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے تو دونوں کو تپ چڑھتی، اسی لئے لوگوں کو دور دور کرتا۔ اور یہ جو فرمایا کہ ایک وعدہ ہے جو خلاف نہ ہوگا، شاید مراد عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کو نکلنا، وہ بھی یہود میں سامری کے فساد کی تکمیل کرے گا۔ جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے، ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو۔ فرمایا "اس کی جنس کے لوگ نکلیں گے" وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے ایسا ہی ہے۔ ف یعنی تیری سزا تو یہ ہوئی۔ اب تیرے جھوٹے معبود کی قلعی بھی کھولے دیتا ہوں۔ جس بچھڑے کو تو نے خدا بنایا اور دن بھر وہاں دھرنا مارے بیٹھا رہتا تھا، ابھی تیری آنکھوں کے سامنے توڑ پھوڑ کر اور جلا کر راکھ کر دوں گا، پھر راکھ کو دریا میں بہا دوں گا۔ تا اس کے پجاریوں کو خوب واضح ہو جائے کہ وہ دوسروں کو کیا نفع نقصان پہنچا سکتا، خود اپنے وجود کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اندھے اور شاید یوں ہی نیلی ہوں بدنمائی کے واسطے ف۲ یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آوے گا یا قبر میں رہنا ف۳ ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا ف۴ یعنی اس کی سفارش چلے گی۔ —— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ باطل کو مٹانے کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو حق کی طرف بلاتے جاتے ہیں یعنی بچھڑا تو کیا چیز ہے کوئی بڑی سے بڑی چیز بھی معبود نہیں بن سکتی سچا معبود تو وہی ایک ہے جس کے سوا کسی کی بندگی عقلاً و نقلاً روا نہیں اور جس کا لامحدود علم ذرہ ذرہ کو محیط ہے ف۲ یعنی موسیٰ و فرعون کی طرح اور بہت سی گذشتہ اقوام کے واقعات ہم تجھ کو اور تیرے ذریعہ سے تمام دنیا کو سناتے رہتے ہیں جن میں بہت سے فوائد ہیں مثلاً اظہار کی توقیر، معجزات کی تکثیر، پیغمبر اور مسلمانوں کی تسلی عقلمندوں کے لئے عبرت و تذکیر اور معاندین کے حق میں تہدید و ترہیب کا سامان ہوتا ہے۔ ف۳ یعنی قرآن کریم جو ان عبرت آموز واقعات و حقائق پر مشتمل ہے ف۴ یعنی اعراض و تکذیب سے جو گناہوں کا بوجھ قیامت کے دن ان پر لادا جائیگا کبھی ہلکا نہ ہوگا۔ ہمیشہ اس کے نیچے دبے رہیں گے۔ پھر اس کا اٹھانا گویا معنی کھیل نہیں جب اٹھائیں گے تو پتہ چلے گا کہ کیسے برے اور سخت بوجھ کے نیچے دبائے گئے ہیں۔ ف۵ یعنی محشر میں لائے جانے کے وقت اندھے ہوں گے۔ یا شاید یوں ہی آنکھیں نیلی ہوں بدنمائی کے واسطے بہرحال اگر پہلے معنی لئے جائیں تو یہ ایک خاص وقت کا ذکر ہے۔ پھر آنکھیں کھول دی جائیں گی تاکہ دوزخ وغیرہ کو دیکھ سکیں۔ وَرَاَی الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ (الایۃ) (الکہف رکوع ۷) اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا (مریم رکوع ۲) ف۶ یعنی آخرت کا طول اور وہاں کے ہولناک احوال کی شدت کو دیکھ کر دنیا میں یا قبر میں رہنا اتنا کم نظر آئیگا کہ گویا بمشکل دس روز سے زیادہ نہیں رہے۔ بڑی جلدی دنیا ختم ہوگئی۔ یہاں کے مزے اور لمبی چوڑی امیدیں سب بھول جائیں گے بے ہودہ عمر ضائع کرنے پر ندامت ہوگی۔ یا شاید بمعذرت کے طور پر ایسا کہیں گے۔ یعنی دنیا میں بہت ہی کم ٹھہرنا ہوا۔ موقع نہ ملا کہ آخرت کے لئے کچھ سامان کرتے جیسے دوسری جگہ فرمایا وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ الی آخرہٖ (روم رکوع ۶) ف۷ یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔ وہ آپس میں جو سرگوشیاں کرینگے ہم کو خوب معلوم ہیں ف۸ یعنی جو ان میں زیادہ عقلمند، صائب الرائے اور ہشیار ہوگا وہ کہے گا کہ میاں دس دن کبھی کہاں! صرف ایک ہی دن سمجھو۔ اس کو زیادہ عقلمند اور اچھی راہ روش والا اس لئے فرمایا کہ دنیا کے زوال و فنا اور آخرت کی بقاء و دوام اور شدت ہول کو اس نے دوسروں سے زیادہ سمجھا ف۹ یعنی قیامت کے ذکر پر منکرین حشر استہزاءً کہتے ہیں کہ ایسے ایسے سخت اور عظیم الشان پہاڑوں کا کیا حشر ہوگا؟ کیا یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے؟ اس کا جواب دیا کہ حق تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے سامنے پہاڑوں کی کیا حقیقت ہے ان کو ذرا سی دیر میں کوٹ پیس کر ریت کے ذرات اور دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوا میں اڑا دیا جائے گا، اور زمین بالکل صاف و ہموار کر دی جائے گی جس میں کچھ اینچ پینچ اور اونچ نیچ نہ رہے گی پہاڑوں کی رکاوٹیں ایک دم میں صاف کر دی جائیں گی۔ ف۱۰ یعنی جدھر فرشتہ آواز دیگا یا جہاں بلائے جائیں گے سیدھے تیر کی طرح ادھر دوڑے جائیں گے نہ بلانے والے کی بات ٹیڑھی ہوگی اور نہ دوڑنے والوں میں کچھ ٹیڑھا ترچھا پن رہے گا، کاش یہ لوگ دنیا میں اللہ کے داعی کی آواز پر اسی طرح سیدھے چلتے تو وہاں کام آتا۔ پر یہاں اپنی بدبختی اور کجروی سے ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتے رہے ف۱۱ یعنی محشر کی طرف چلنے کی کھسکھساہٹ کے سوا اس وقت رحمان کے خوف و ہیبت کے مارے کسی کی آواز نہ سنائی دے گی، اگر کوئی کچھ کہے گا بھی تو اس قدر آہستہ جیسے کانا پھوسی کرتے ہوں۔ ف۱۲ یعنی اس کی سفارش چلے گی جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سفارش کی اجازت ملے، اس کا بولنا خدا کو پسند ہو اور بات ٹھکانے کی کہے اور ایسے شخص کی سفارش کرے جس کی بات (لا الٰہ الا اللہ) خدا کو پسند آچکی ہے۔ کافر کے حق میں کوئی کسی سفارش نہیں چلے گی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

سوا بندگی نہیں کسی کی سمائی ہے سب چیز اس کے علم میں یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو

کسی کی بندگی نہیں سب چیز سمائی ہے اس کے علم میں ف۱ یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو ان کے

اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ مَنْ اَعْرَضَ

احوال سے ان کے جو پہلے گذرے اور ہم نے دیا تجھ کو اپنے پاس سے ایک پڑھنا جو کوئی منہ پھیرے

احوال جو پہلے گذر چکے ف۲ اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب ف۳ جو کوئی منہ پھیرے

عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ

اس سے اٹھاوے گا دن قیامت کے ایک بوجھ پڑے رہیں گے اس میں اور برا ہے

اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ سدا رہیں گے اس میں اور برا ہے

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ

ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کا جس دن پھونکیں گے صور میں اور گھیر لاویں گے ہم گنہگاروں کو اس دن

ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کا ف۴ جس دن پھونکی جائے صور میں اور گھیر لائیں گے ہم گنہگاروں کو

يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝

نیلی آنکھیں ف۱ چپکے چپکے کہتے ہیں آپس میں دیر نہیں ہوئی تم کو مگر دس دن ف۲

اس دن نیلی آنکھیں ف۵ چپکے چپکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے مگر دس دن ف۶

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ

ہم کو خوب معلوم ہے جو کہتے ہیں جب بولے گا ان میں اچھی راہ والا تم کو دیر نہیں لگی

ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں ف۷ جب بولے گا ان میں اچھی راہ روش والا تم نہیں رہے

ع ۱۵ ۵ ۱۴ اِلَّا يَوْمًا ۝ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝

مگر ایک دن ف۳ اور تجھ سے پوچھتے ہیں پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر

مگر ایک دن ف۸ اور تجھ سے پوچھتے ہیں پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝

پھر کر چھوڑے گا زمین کو پٹپڑ میدان تو نہ دیکھے اس میں موڑ نہ ٹیلا

پھر کر چھوڑے گا زمین کو صاف میدان نہ دیکھے تو اس میں موڑ اور نہ ٹیلا ف۹

يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ

اس دن پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جس کی بات اور دب گئیں آوازیں

اس دن پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جس کی بات ف۱۰ اور دب جائیں گی آوازیں

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ

رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے مگر کھس کھسی آواز اس دن کام نہ آوے گی سفارش مگر جس کو

رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز ف۱۱ اس دن کام نہ آئے گی سفارش مگر جس کو

اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ

حکم دیا رحمٰن نے اور پسند کی اس کی بات ف۴ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے اور

اجازت دی رحمٰن نے اور پسند کیا اس کی بات ف۱۲ وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے آگے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ یعنی اس پر زور نہ ہوگا۔ اللہ کے ہاں انصاف ہے ف۲ جبرئیل جب قرآن لاتے حضرت اُن کے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاویں اس کو پہلے منع فرمایا تھا سورۂ قیامت میں اور تسلی کردی تھی کہ اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہوں۔ پھر تقید کیا اور بھولنے پر مثل فرمائی آدم کی ف۳ وہی جو دانہ کھالیا بھول کے یعنی قائم نہ رہے

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی خدا کا علم سب کو محیط ہے لیکن بندوں کا علم اس کو یا اس کی معلومات کو محیط نہیں۔ اس لئے وہی اپنے علم محیط سے جانتا ہے کہ کس کو کس کیلئے شفاعت کا موقع دینا چاہیئے ف۲ یعنی اس روز بڑے بڑے سرکش متکبروں کے سر بھی خدائے حی و قیوم کے سامنے ذلیل قیدیوں کی طرح جھکے ہوں گے جن کی جبینیں کبھی خدا کے آگے پیشانی نہ ٹیکتی تھی اس وقت بڑی عاجزی سے گردن جھکائے کھڑے ہوں گے ف۳ یعنی ظالم کا حال کچھ نہ پوچھو کیسا خراب ہوگا ظلم کے لفظ میں شرک و دوسرے معاصی بھی داخل ہیں جیسے فرمایا۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (لقمان رکوع ۲) اور وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الخ (آل عمران رکوع ۱۴) ہر ایک ظالم کی خرابی اس کے درجۂ ظلم کے موافق ہوگی۔ ف۴ بے انصافی یہ کہ کوئی نیکی ضائع کردی جائے یا ناکردہ گناہ پکڑا جائے۔ اور نقصان پہنچانا یہ کہ استحقاق سے کم بدلہ دیا جائے۔ ف۵ یعنی جیسے یہاں محشر کا احوال اور نیک و بد کے نتائج صاف صاف سنا دیئے۔ اسی طرح ہم نے پورا قرآن صاف زبان عربی میں نازل کیا تا کہ لوگ اس کے اولین مخاطب ہیں اس کو سمجھ کر خدا سے ڈریں اور تقویٰ کی راہ اختیار کریں، اور آئندہ ہو تو کم از کم ان کے دلوں میں اپنے انجام کی طرف سے کچھ سوچ تو پیدا ہو جائے۔ ممکن ہے یہی سوچ اور غور و فکر آگے چل کر ہدایت پر لے آئے اور ان کے ذریعہ سے دوسروں کو ہدایت ہو۔ ف۶ جس نے ایسا عظیم الشان قرآن اتارا اور اپنی رعایا کو ایسی سچی اور کھری باتیں ان کے فائدے کیلئے سنائیں۔ ف۷ یعنی جب قرآن ایسی مفید و عجیب چیز ہے تو جس طرح ہم اس کو بتدریج آہستہ آہستہ اتارتے ہیں تم بھی اس کو جبرئیل سے لینے میں جلدی نہ کیا کرو جس وقت فرشتہ وحی پڑھ کر سنائے تم عجلت کر کے اس کے ساتھ ساتھ نہ پڑھو۔ ہم ذمہ لے چکے ہیں کہ قرآن تمہارے سینے سے نکلنے نہ پائے گا پھر اس فکر میں کیوں پڑتے ہو کہ کہیں بھول نہ جاؤں اس فکر کی بجائے یوں دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ قرآن کی اور زیادہ سمجھ اور بیش از بیش علوم و معارف عطا فرمائے دیکھو آدم نے ایک چیز میں بے موقع تعجیل کی تھی اس کا انجام کیا ہوا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "جبرئیل جب قرآن لاتے حضرت ان کے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاؤں اس کو پہلے منع فرمایا تھا۔ سورۂ قیامت میں" لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ" اور تسلی کردی تھی کہ اس کو یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ہمارے ذمہ ہے۔ لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہیں اس لئے پھر اس آیت سے تقید کیا اور بھولنے پر آگے مثل بیان فرمائی آدم کی" ف۸ وہ یہی جو دانہ کھالیا تھا۔ بھول گئے یعنی قائم نہ رہے۔ آگے اس قصہ کی قدرے تفصیل ہے ف۹ ظاہر ہے بہشت کا آرام دوسری جگہ کہاں مل سکتا ہے۔ آخر کھانے پہننے رہنے سہنے کی تدبیریں کرنی پڑیں گی۔ ف۱۰ انسان کی یہی بڑی ضرورتیں ہیں کھانا پینا پہننا اور رہنے کے لئے مکان جس میں دھوپ بارش کا بچاؤ ہو۔ جنت میں اس طرح کی کوئی تکلیف نہیں۔ ہر طرح راحت ہی راحت ہے۔ ۶۔ بہشت آنجا کہ آزارے نباشد۔ یہاں راحت کا ذکر نہیں کیا۔ صرف تکلیفوں کی نفی کی۔ شاید متنبہ کرنے کے لئے کہ یہاں سے نکلے تو ان سب چیزوں کی تکلیف اٹھاؤ گے ف۱۱ یعنی ایسا درخت بتاؤں جس کے کھانے سے کبھی موت نہ آئے اور لازوال بادشاہت ملے۔

مَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ط

پیچھے اور یہ نہیں قابو میں لاتے اُس کو دریافت کر کر اور رگڑتے ہیں منہ آگے اُس جیتے ہمیشہ رہتے کے

پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لا سکتے اُس کو دریافت کر کر ف۱ اور دگرتے ہیں منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہنے والے کے ف۲

وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اور خراب ہوا جس نے بوجھ اٹھایا ظلم کا اور جو کرے کچھ بھلائیاں اور وہ یقین رکھتا ہو

اور خراب ہوا جس نے بوجھ اٹھایا ظلم کا ف۳ اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیاں اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو

فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ

سو اس کو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ دبانے کا ف۱ اور اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا اور

سو اس کو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا ف۴ اور اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور

صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝

پھیر پھیر سنایا اس میں ڈر کا شاید وہ بچ چلیں یا پیدا ہو اُن کو سوچ

پھیر پھیر کر سنائی ہم نے اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیز کریں یا ڈالے ان کے دل میں سوچ ف۵

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى

سو بلند درجہ اللہ کا اُس سچے بادشاہ کا اور تو جلدی نہ کر قرآن لینے میں جب تک نہ پورا ہو چکے

سو بلند درجہ اللہ کا اُس سچے بادشاہ کا ف۶ اور تو جلدی نہ کر قرآن کے لینے میں جب تک پورا نہ ہو چکے

اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ز وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ

اُس کا اترنا اور کہہ اے پروردگار زیادہ کر میری بوجھ ف۱ اور ہم نے تقید کردیا تھا آدم کو

اس کا اترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ ف۷ اور ہم نے تاکید کردی تھی آدم کو

مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ ع وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

ع ۱۵ ۱۱

اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت ف۳ اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو

اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اس میں کچھ ہمت ف۸ اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ

آدم کو تو سجدہ کر پڑے مگر ابلیس نے نہ مانا پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن ہے تیرا

آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن تیرا ہے

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ

اور تیرے جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو تکلیف میں پڑے گا تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو

اور تیرے جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو پڑ جائے تکلیف میں ف۹ تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو

فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ

اس میں نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے تو اس میں نہ دھوپ پھر جی میں ڈالا اس کے

اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے تو اس میں اور نہ دھوپ ف۱۰ پھر جی میں ڈالا اس کے

الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو

شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا زندہ رہنے کا اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو ف۱۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ایک دوسرے کے دشمن رہے ان کی اولاد جیسا آپس میں رفاقت کر کر گناہ کیا اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی ف۲ آیتوں کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور تعجب نہ کرے فرمایا میری امت کے سارے گناہ میرے کو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی شخص کو یاد ہوئی پھر اس نے بھلا دی ف۳ یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔
——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ
پھر دونوں کھا گئے اس میں سے پھر کھل گئیں ان پر ان کی بری چیزیں اور لگے گانٹھنے اپنے اوپر پتے
پھر دونوں نے کھا لیا اس میں سے پھر کھل گئیں ان پر ان کی بری چیزیں اور لگے گانٹھنے اپنے اوپر پتے
الْجَنَّةِ ۚ وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ۝ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ
بہشت کے اور بے حکمی کی آدم نے اپنے رب کی پھر راہ سے بہکا پھر نوازا اسکو اس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اور
بہشت کے ف۱ اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نوازا اس کو اس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اس پر اور
هَدَىٰ ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ فَإِمَّا
راہ پر لایا فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن پھر کبھی
راہ پر لایا ف۲ فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن ف۳ پھر اگر
يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۝
پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر پھر جو چلا میری بتائی راہ پر نہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا ف۱
پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت ف۴ پھر جو چلا میری بتلائی راہ پر سو نہ وہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا ف۵
وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ
اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گذران تنگی کی اور لادیں گے ہم اس کو
اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گذران تنگی کی ف۶ اور لائیں گے ہم اس کو
يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۝
قیامت کے دن اندھا وہ کہے گا اے رب کیوں اٹھایا تو نے مجھ کو اندھا اور میں تو تھا دیکھتا
دن قیامت کے اندھا ف۷ وہ کہے گا اے رب کیوں اٹھا لایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا ف۸
قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَىٰ ۝ وَ
فرمایا یوں ہی پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیں گے ف۲ اور
فرمایا یونہی آئی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیں گے ف۹ اور
كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ
اسی طرح ہم بدلہ دیں گے اس کو جس نے ہاتھ چھوڑا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر اور پچھلے گھر کا
اسی طرح بدلہ دیں گے ہم اس کو جو حد سے نکلا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر ف۱۰ اور آخرت کا
الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ۝ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
عذاب سخت ہے اور بہت دیر رہتا ف۳ سو کیا ان کو سوجھ نہ آئی اس سے کہ کتنی کھپا دیں ہم نے پہلے ان سے
عذاب سخت ہے اور بہت باقی رہنے والا ف۱۱ سو کیا ان کو سمجھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے
مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي
سنگتیں یہ پھرتے ہیں ان کے گھروں میں اس میں خوب پتے ہیں عقل
جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کی جگہوں میں۔ ف۱۲ اس میں خوب نشانیاں ہیں
النُّهَىٰ ۝ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَ
رکھنے والوں کو اور کبھی نہ ہوتی ایک بات نکل گئی تیرے رب کے سے تو مقرر ہوتا بھیڑا اور
عقل رکھنے والوں کو اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ضرور ہو جاتی مٹھ بھیڑ اور

ع ۱۳/۷ ۱۶

ف۱ یہ سب قصہ سورۂ اعراف وغیرہ میں مفصل گذر چکا ہے۔ وہاں کے فوائد پر ہم اس کی اجزاء پر نہایت کافی وشافی کلام کر چکے ہیں ف۲ یعنی جب حکم الٰہی کے امتثال میں غفلت و کوتاہی ہوئی تو اپنی شان کے موافق حزم و استقامت کی راہ پر ثابت قدم نہ رہے۔ اسی کو غوایت و عصیان سے تغلیظاً تعبیر فرمایا ہے۔ بقاعدہ "حسنات الابرار سیئات المقربین" اس کی بحث پہلے گذر چکی۔ یعنی شیطان کا تسلط نہیں ہونے دیا بلکہ فوراً توبہ کی توفیق بخشی، خلعت قبول سے نوازا اور ہمیشہ مہربانی سے اس کی طرف متوجہ ہوا اور رضا و خوشنودی کے راستہ پر قائم کر دیا ف۳ اگر یہ خطاب صرف آدم و حوا کو ہے تو یہ مراد ہوگی کہ ان کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن رہیگی جیسا رفاقت کر کے گناہ کیا تھا اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی اگر خطاب آدم و ابلیس کو ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ دونوں کی ذریت میں یہ دشمنی برابر قائم رہے گی شیاطین ہمیشہ بنی آدم کو ضرر پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں گے ف۴ یعنی نبیوں اور کتابوں کے ذریعہ ف۵ یعنی جنت کے راستہ سے بہکے گا نہ اس سے محروم ہو کر تکلیف اٹھائے گا جس وطن اصلی سے نکل کر آیا تھا بے کھٹکے پھر وہیں جا پہنچے گا ف۶ جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھا ہے اس کی گذران کم اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے کسی وقت ننانوے کے پھیرے سے قدم باہر نہیں نکلتا موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متمولین کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑپتی دنیا کے غموں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں اس قسم کی خودکشی کی بہت سی مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہے کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" لیکن "ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نچشی" بعض مفسرین نے "مَعِيشَةً ضَنْكًا" کے معنی لئے ہیں وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے اور اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش ختم ہو کر رہنے والا ہے حق میں وبال بننے والا ہے جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو اسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے "مَعِيشَةً ضَنْكًا" سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی "معیشۃ ضنکا" کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہ نے کی ہے بلکہ بزار نے باسناد جید ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے بہرحال "معیشۃ ضنکا" کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۷ یعنی آنکھوں سے اندھا کر کے محشر کی طرف لایا جائیگا۔ اور دل کا بھی اندھا ہوگا کہ کسی حجت کی طرف رستہ نہ پائے گا۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں کھول دی جائیں گی۔ تا دوزخ وغیرہ احوال محشر کا معائنہ کرے۔ ف۸ یعنی جو کافر دنیا میں ظاہری آنکھیں رکھتا تھا۔ تعجب سے سوال کریگا کہ آخر مجھ سے کیا قصور ہوا جو آنکھیں چھین لی گئیں ف۹ یعنی دنیا میں ہماری آیات دیکھ کر ہر یقین نہ لایا نہ ان پر عمل کیا۔ ایسا بھولا رہا کہ سب سنی ان سنی کر دی۔ آج اسی طرح تجھ کو بھلایا جا رہا ہے جیسے وہاں اندھا بنا رہا تھا یہاں اسی کے مناسب سزا لے اور اندھا کر کے اٹھائے جانے پر تعجب کیوں ہے ف۱۰ یعنی اسی طرح ہر ایک مجرم کو اس کے مناسب حال سزا دی جائے گی۔ ف۱۱ اس لئے بڑی حماقت ہوگی کہ یہاں کی تکلیف سے گھبرائیں اور وہاں کے عذاب سے بچنے کی فکر نہ کریں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہوا اور دوزخ میں اور زیادہ" ف۱۲ یعنی آخرت میں جو سزا ملے گی اگر اس پر یقین نہیں آتا تو کیا تاریخی واقعات سے بھی سبق حاصل نہیں کرتے ان ہی مکہ والوں کے آس پاس کتنی قومیں اپنے کفر و طغیان کی بدولت تباہ کی جا چکی ہیں۔ جن کے افسانے لوگوں کی زبان پر باقی ہیں اور جن میں سے بعض کے کھنڈرات پر ملک شام وغیرہ کا سفر کرتے ہوئے خود ان کا گذر بھی ہوتا ہے جنہیں دیکھ کر ان غارت شدہ قوموں کی یاد تازہ ہو جانا چاہیئے کہ کس طرح انہی مکانوں میں چلتے پھرتے ہلاک کر دیئے گئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱ آخر وعدہ پر مجتمع ہوئی مسلمانوں میں اور کافروں میں ف۲ دن کی حدوں پر یعنی ہر پہر ہر وقت میں نمازوں کے اور تو راضی ہوگا یعنی امت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری خاطر سے ف۳ اور خاوند غلام سے روزی کھاتے ہیں اور خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے ف۴ یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخر الزماں کی یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کفایت ہے یہ پیغمبر بھی انہیں باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی بات نئی نہیں کہتا یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق قصے بیان کرتا ہے۔ (از شاہ عبدالقادر صاحب رح)

ف۱ یعنی حق تعالیٰ کی رحمت غضب پر سابق ہے۔ اسی لئے مجرم کو دیر تک اصلاح کا موقع دیتے ہیں اور پوری طرح اتمام حجت کے بدون ہلاک نہیں کرتے۔ بلکہ اس امت کے متعلق تو یہ بھی فرما دیا ہے "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ" الخ۔ اور اپنی خاص مہربانی سے عذاب عام مستاصل کو اس امت سے اٹھا لیا ہے۔ یہ بات ہے جو تیرے رب کی طرف سے نکل چکی اگر یہ نہ ہوتی اور دوسرا یہ کہ مجرم قوم کے عذاب کا ایک خاص وقت مقرر نہ ہوتا تو لازمی طور پر ان کو عذاب آ لگتا۔ کیونکہ ان کا کفر و شرارت اسی کو مقتضی ہے کہ فوراً ہلاک کر دئیے جائیں۔ صرف مصالح مذکورہ بالا مانع ہیں جن سے عذاب تعویق میں ہو رہا ہے۔ آخر قیامت میں عذاب عظیم کا مزا چکھنا پڑیگا اور جب وقت آئے گا تو دنیا میں بھی اس کا نمونہ دیکھ لیں گے چنانچہ بدر میں مسلمانوں سے مڈ بھیڑ ہوئی تو تھوڑا سا نمونہ دیکھ لیا۔ ف۲ یعنی عذاب اپنے وقت پر ہو کر رہے گا۔ تاخیر و امہال کو دیکھ کر یہ لوگ جو کچھ بکتے ہیں بکنے دو۔ آپ فی الحال ان کی باتوں کو سہتے رہئے اور صبر و سکون کے آخری نتیجہ کا انتظار کیجئے۔ ان کے کلمات کفر پر حد سے زیادہ مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں ف۳ یہ فجر اور عصر کی نمازیں ہوئیں یعنی احمقوں اور شریروں کی باتوں پر دھیان نہ کر و صبر و سکون کے ساتھ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو۔ کیونکہ خدا کی مدد صبر و صلوٰۃ دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ" ف۴ اس میں مغرب و عشاء بلکہ بعض تفاسیر کے موافق نماز تہجد بھی داخل ہے ف۵ یہ ظہر کی نماز ہوئی کیونکہ وہ وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حدوں پر ملتی ہیں بلکہ صحاح و قاموس وغیرہ میں تصریح کی ہے کہ "طرف" "طائفۃ من الشیء" یعنی کسی شے کے حصہ کو کہتے ہیں۔ خاص حد اور کنارہ کے معنی نہیں۔ اس صورت میں نہار کو جنس مان کر ہر دن کا ایک خاص حصہ مراد ہو سکتا ہے جہاں دن کی تنصیف ہوتی ہے ف۶ یعنی ایسا طرز عمل رکھو گے تو ہمیشہ دنیا و آخرت میں راضی رہو گے اس عمل کا بڑا بھاری اجر ملے گا اور امت کی مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش ہوگی آخرت میں آپ کی سفارش سے جسے دیکھ کر آپ خوش ہوں گے ف۷ یعنی دنیا میں قسم قسم کے کافروں مثلاً یہود و نصاریٰ، مشرکین مجوس وغیرہ کو ہم نے عیش و تنعم کے جو سامان دئیے ہیں ادھر آپ کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے (جیسے اب تک نہیں دیکھا)۔ یہ محض چند روزہ بہار ہے جس کے ذریعہ سے ہم ان کا امتحان کرتے ہیں کہ کون احسان مانتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے۔ جو عظیم الشان دولت حق تعالیٰ نے (اے پیغمبر!) آپ کے لئے مقدر کی ہے مثلاً قرآن کریم منصب رسالت فتوحات عظیمہ رفع ذکر۔ اور آخرت کے اعلیٰ ترین مراتب اس کے سامنے ان فانی اور حقیر سامانوں کی کیا حقیقت ہے۔ آپ کے حصہ میں جو دولت آئی وہ ان کی دولتوں سے کہیں بہتر ہے اور بذات خود یا اپنے اثر کے اعتبار سے ہمیشہ باقی رہنے والی ہے بہر حال آپ نہ ان کی تکذیب و اعراض سے مضطرب ہوں نہ ان کے ساز و سامان اور مال و دولت کی طرف نظر التفات اٹھائیں ف۸ یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہئے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو (عادت ڈالنے کے لئے) نماز پڑھواؤ۔ جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھاؤ ف۹ دنیا میں مالک غلاموں سے روزی کماتے ہیں۔ وہ مالک بندگی چاہتا ہے اور غلاموں کو روزی آپ دیتا ہے (کذا فی الموضح) غرض ہماری نماز سے اس کا کچھ فائدہ نہیں، البتہ ہمارا فائدہ ہے کہ نماز کی برکت سے بے خاطر روزی ملتی ہے۔ "وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" (طلاق رکوع ۱) اسی لئے اگر فرض نماز اور کسب معاش میں تعارض ہو تو اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا کہ کسب معاش کے مقابلہ میں نماز ترک کر دو۔ نماز بہر حال ادا کرنی ہے۔ روزی پہنچانے والا وہ ہی خدا ہے جس کی نماز پڑھتے ہیں۔ الحاصل کسب معاش کے ان ذرائع کا خدا تعالیٰ نے حکم نہیں دیا جو ادائے فرائض میں مخل ہوں ف۱۰ آدمی انسان کو چاہیئے کہ پرہیزگاری اختیار کرے۔ انجام کار دیکھ لیگا کہ خدا کس طرح اس کی مدد کرتا ہے ف۱۱ یعنی کوئی ایسی کھلی نشانی کیوں نہیں دکھلاتے جس کے بعد ہم کو انکار کی گنجائش ہی نہ رہے۔ ورنہ اس روز روز کی تہدید و تخویف سے کیا فائدہ ف۱۲ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخر الزماں کی۔ یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کافی ہے۔ یہ پیغمبر بھی اصولاً ان ہی باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی انوکھی بات نہیں کہتا۔ یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق واقعات بیان کرتا ہے۔ اور بہترین تفسیر میرے نزدیک وہ ہے جو ابن کثیر وغیرہ نے اختیار کی۔ یعنی یہ لوگ ہٹ دھرمی سے کہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہیں لایا۔ کیا اور سینکڑوں نشانات کے علاوہ سب سے بڑا عظیم الشان یہ قرآن ان کے پاس نہیں آ چکا جو اگلی کتابوں کے

قال الم ۱۶ — ۴۱۶ — طٰهٰ ۲۰

أَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

جو نہ ہوتا وعدہ ٹھہرایا ف۱ سو تو سہتا رہ جو کہیں اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی

اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا گیا ف۲ سو تو سہتا رہ جو وہ کہیں ف۳ اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی

قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۖ وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ

سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اور کچھ گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر

سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے ف۴ اور کچھ گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر

وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا

اور دن کی حدوں پر شاید تو راضی ہوگا ف۵ اور نہ پسار اپنی آنکھیں اس چیز پر جو

ف۶ اور دن کی حدوں پر ف۷ شاید تو راضی ہو ف۸ اور مت پسار اپنی آنکھیں اس چیز پر جو

مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ

برتنے کو دی ہم نے ان بھانت بھانت لوگوں کو رونق دنیا کے جینے کی ان کے جانچنے کو

فائدہ اٹھانے کو دی ہم نے ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی ان کے جانچنے کو

فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَ

اور تیرے رب کی دی روزی بہتر ہے اور دیر رہنے والی اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور

اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی ف۹ اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور

اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ

آپ قائم رہ اس پر ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور آخر بھلا ہے

خود بھی قائم رہ اس پر ف۱۰ ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے

لِلتَّقْوَىٰ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم

پرہیزگاری کا ف۱۱ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہم پاس کوئی نشانی اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی ان کو

پرہیزگاری کا ف۱۱ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی ان کو

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ

نشانی اگلی کتابوں میں کی ف۱۲ اور اگر ہم کھپا دیتے ان کو کسی آفت میں

نشانی اگلی کتابوں میں کی ف۱۲ اور اگر ہم ہلاک کر دیتے ان کو کسی آفت میں

مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ

اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ بھیجا ہم تک کسی کو پیغام لے کر کہ ہم چلتے تیرے کلام پر

اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ بھیجا ہم تک کسی کو پیغام دے کر کہ ہم چلتے تیری کتاب پر

مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ

ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم راہ دیکھو

ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے سو تم بھی راہ دیکھو

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝ ع ۱۷

آگے جان لوگے کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی

آئندہ جان لوگے کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی ف۱۳

ضروری مضامین کا محافظ اور ان کی صداقت کے لئے بطور حجت اور گواہ کے ہے اور جس کا اعجاز آفتاب سے زیادہ روشن ہے "وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ" (عنکبوت۔ رکوع ۵) ف۱۳ یعنی ایسا عظیم الشان نشان دیکھنے کے بعد تو کہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہ لایا۔ اور فرض کرو ہم یہ نشان نہ دکھاتے یعنی قرآن نازل نہ کرتے، بس انزال کتاب اور ارسال رسول سے پہلے ہی کفر و شرک کی سزا میں ان کو دھر گھسیٹتے، تو شور مچاتے کہ صاحب! سزا دینے سے پیشتر ہمارے پاس کوئی کتاب اور سمجھانے والا تو بھیجا ہوتا کہ ہم کو ذلت و رسوائی اٹھانے سے قبل آگاہ کر دیتا۔ پھر دیکھتے کہ ہم آپ کے کہنے پر کیسا چلتے۔ غرض قرآن نہ آتا تو یوں کہتے، اب (بقیہ بر صفحہ ۴۱۷)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ صفحہ ۴۱۶ آیا تو ہمیں چھوڑ کر دوسری من گھڑت نشانیوں کا مطالبہ کرنے لگے۔ ان کا مقصود ہدایت حاصل کرنا ہی نہیں، فضول حیلے بہانے تراشتے رہتے ہیں بہرحال ان سے کہہ دو کہ ہم اور تم دونوں منتظر کرتے ہیں کہ عنقریب پردۂ غیب سے کیسا مستقبل سامنے آتا ہے اس وقت سب حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ کس جماعت کا راستہ سیدھا ہے؟ اور کون اس راستہ پر ٹھیک چل رہا ہے؟ تم سورۂ طٰہٰ بتوفیقہ وعونہ فلہ الحمد اولاً و آخراً۔ وعلیٰ نبیہ الصلوٰۃ والتسلیم دائماً و متکاثراً۔

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (۱)

نزدیک آ لگا لوگوں کو اُن کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ٹلاتے ہیں

نزدیک آ گیا لوگوں کے اُن کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ٹلا رہے ہیں ف۱

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ (۲)

کوئی نصیحت نہیں پہنچتی اُن کو اُن کے رب سے نئی مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے

کوئی نصیحت نہیں آتی اُن کو اُن کے رب سے نئی مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ

کھیل میں پڑے ہیں دل ان کے اور چھپ کر مصلحت کی بے انصافوں نے یہ شخص کون ہے

کھیل میں پڑے ہیں دل ان کے ف۲ اور چھپا کر مصلحت کی بے انصافوں نے یہ شخص کون ہے

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ (۳) قٰلَ رَبِّيْ

ایک آدمی ہے تمہیں سا پھر کیوں پڑتے ہو جادو میں آنکھوں دیکھے اس نے کہا میرے رب کو

ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں پھنستے ہو جادو میں آنکھوں دیکھے ف۳ اس نے کہا میرے رب کو

يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۫ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (۴) بَلْ

خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ سنتا جانتا یہ چھوڑ کر

خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ ہے سننے والا جاننے والا ف۴ اس کو چھوڑ کر

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا

کہتے ہیں اڑتے خواب ہیں نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے پھر چاہیے لے آوے ہم پاس

کہتے ہیں یہ بیہودہ خواب ہیں نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے پھر چاہیے لے آئے ہمارے

بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ (۵) مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ

کوئی نشانی جیسے پیغام لاتے ہیں پہلے نہیں مانا اُن سے پہلے کسی بستی نے

پاس کوئی نشانی جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے ف۵ نہیں مانا اُن سے پہلے کسی بستی نے

اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ (۶) وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا

جو کھپائی ہم نے اب کیا یہ مان جائیں گے اور پیغام نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر یہی مردوں کے ہاتھ

جن کو غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے ف۶ اور پیغام نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے مگر یہی مردوں کے ہاتھ

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۷) وَ

کہ بھیجتے تھے ہم نے اُن کو سو پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور

وحی بھیجتے تھے ہم اُن کو سو پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے ف۷ اور

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی حساب و کتاب اور مجازات کی گھڑی سر پر کھڑی ہے لیکن یہ لوگ (مشرکین وغیرہ) سخت غفلت و جہالت میں پھنسے ہوئے ہیں، کوئی تیاری قیامت کی جوابدہی کے لئے نہیں کرتے اور جب آیات اللہ سنا کر خواب غفلت سے چونکائے جاتے ہیں تو نصیحت سن کر نہایت لاپروائی کے ساتھ ٹلا دیتے ہیں گویا کبھی ان کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونا اور حساب دینا ہی نہیں۔ سچ ہے "الناس فی غفلاتہم، ورحی المنیۃ تطحن"۔ ف۲ یعنی قرآن کی بڑی بیش قیمت نصیحتوں کو محض ایک کھیل تماشہ کی حیثیت سے سنتے ہیں جن میں اگر اخلاص کے ساتھ غور کرتے تو سب دین و دنیا درست ہو جاتی لیکن جب دل ہی ادھر سے غافل ہیں اور کھیل تماشہ میں پڑے ہیں تو غور کرنے کی نوبت کہاں سے آئے ف۳ جب نصیحت سنتے سنتے تنگ آ گئے تو چند بے انصافوں نے خفیہ میٹنگ کر کے قرآن اور پیغمبر کے متعلق کہنا شروع کیا کہ یہ پیغمبر تو ہمارے جیسے ایک آدمی ہیں، نہ فرشتہ ہیں، نہ ہم سے زیادہ کوئی ظاہری امتیاز رکھتے ہیں البتہ ان کو جادو آتا ہے جو کلام پڑھ کر سناتے ہیں وہ ہو نہ ہو جادو کا کلام ہے۔ پھر تم کو کیا مصیبت نے گھیرا کہ آنکھوں دیکھتے ان کے جادو میں پھنستے ہو۔ لازم ہے کہ ان کے قریب نہ جاؤ۔ قرآن کو جادو شاید اس کی قوت تاثیر اور حیرت انگیز تصرف کو دیکھ کر کہا۔ اور خفیہ میٹنگ اس لئے کی کہ آئندہ حق کے خلاف جو تدابیر کرنے والے تھے یہ اس کی تمہید تھی اور ظاہر ہے کہ ہوشیار دشمن اپنی معاندانہ کارروائیوں کو قبل از وقت افشاء کرنا پسند نہیں کرتا اندر ہی اندر آپس میں پروپیگنڈا کیا کرتا ہے ف۴ پیغمبر نے فرمایا کہ تم کتنے ہی چھپا کر مشورے کرو، اللہ کو سب خبر ہے وہ تو آسمان و زمین کی ہر بات کو جانتا ہے پھر تمہارے راز اور سازشیں اس سے کہاں پوشیدہ رہ سکتی ہیں ف۵ قرآن منکر ضد اور ہٹ دھرمی سے ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ کسی ایک رائے پر قرار نہ تھا کبھی اسے جادو بتاتے کبھی پریشان خوابیں کہتے۔ کبھی دعوےٰ کرتے کہ آپ اپنے جی سے کچھ باتیں جھوٹ گھڑ لائے ہیں، جن کا نام قرآن رکھ دیا ہے۔ نہ صرف یہ ہی بلکہ آپ ایک عمدہ شاعر ہیں اور شعرا کی طرح تخیل کی بلند پروازی سے کچھ مضامین موثر اور مسجع عبارتیں پیش کر دیتے ہیں، اگر واقع میں ایسا نہیں تو چاہیئے کہ آپ کوئی ایسا کھلا معجزہ دکھلائیں جیسے معجزات پہلے پیغمبروں نے دکھلائے تھے۔ یہ کہنا بھی محض عناد سے دق کرنے کے لئے تھا کیونکہ اول تو مکہ کے یہ جاہل مشرک پہلے پیغمبروں اور ان کے معجزات کو کیا جانتے تھے، دوسرے آپ کے بیسیوں کھلے کھلے نشان دیکھ چکے تھے جو انبیائے سابقین کے نشانات سے کسی طرح کم نہ تھے جن میں سب سے بڑھ کر یہی قرآن کا معجزہ تھا وہ دل میں سمجھتے تھے کہ نہ جادو کی مہمل عبارتیں ہیں، نہ بیہودہ خواب ہیں، نہ شاعری ہے اسی لئے جب کوئی ایک بات چسپاں نہ ہوتی تو اسے چھوڑ کر دوسری بات کہنے لگتے تھے۔ "اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا" (فرقان، رکوع ۱) ف۶ یعنی پہلی قوموں کو فرمائشی نشان دکھلائے گئے۔ وہ انھیں دیکھ کر بھی نہ مانے آخر سنت اللہ کے موافق ہلاک کئے گئے اگر ان مشرکین مکہ کی فرمائشیں پوری کی جائیں تو ظاہر ہے یہ ماننے والے تو ہیں نہیں۔ لامحالہ حق تعالیٰ کی عام عادت کے موافق تباہ کئے جائیں گے اور ان کی بالکلیہ تباہی مقصود نہیں، بلکہ حکمت الٰہیہ فی الجملہ ان کے باقی رکھنے کو مقتضی ہے ف۷ یہ ان کے قول "هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کا جواب ہوا۔ یعنی پہلے بھی جو پیغمبر آئے جن کی مانند نشانیاں دکھلانے کا آنحضرت صلعم سے مطالبہ کرتے ہو، وہ آنحضرت کی طرح بشر تھے فرشتے نہ تھے۔ اگر اتنی مشہور و مستفیض بات کی بھی اپنی جہالت کی وجہ سے تم کو خبر نہیں، تو خبر رکھنے والوں سے دریافت کر لو آخر یہود و نصاریٰ اہل کتاب سے تمہارے تعلقات ہیں، اتنی موٹی بات ان سے ہی پوچھ لینا کہ پہلے زمانوں میں جو انبیاء و رسل تشریف لائے وہ بشر تھے یا آسمان کے فرشتے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ○
اور نہ بنائے تھے ہم نے ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھاویں اور نہ تھے وہ رہ جانے والے ف۱
نہیں بنائے تھے ہم نے انکے ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہ جانے والے ف۱

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا
پھر سچ کہا ہم نے اُن سے وعدہ پھر بچادیا اُن کو اور جس کو ہم نے چاہا اور کھپا دیئے
پھر سچا کردیا ہم نے اُن سے وعدہ سو بچادیا اُن کو اور جس کو ہم نے چاہا اور غارت کردیا

الْمُسْرِفِيْنَ ○ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ع
ہاتھ چھوڑنے والے ہم نے اتاری ہے تم کو کتاب کہ اس میں تمہارا نام ہے کیا تم کو بوجھ نہیں
حد سے نکلنے والوں کو ف۲ ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب کہ اس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں ف۳

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا
اور کتنی توڑ ماریں ہم نے بستیاں جو تھیں گنہگار اور اٹھا کھڑے کئے ان کے پیچھے اور
اور کتنی پیس ڈالیں ہم نے بستیاں جو تھیں گنہگار اور اٹھا کھڑے کئے ان کے پیچھے اور

اٰخَرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ○ ط
لوگ پھر جب آہٹ پائی ہماری آفت کی تبھی لگے وہاں سے ایڑ کرنے
لوگ ف۴ پھر جب آہٹ پائی انھوں نے ہماری آفت کی تب لگے وہاں سے ایڑ کرنے

لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ
ایڑ مت کرو اور پھر جاؤ جہاں تم کو عیش ملا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی
ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم کو

تُسْـَٔلُوْنَ ○ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ
تم کو پوچھے ف۲ کہنے لگے اے خرابی ہماری ہم تھے بے شک گنہگار پھر یہی رہی
پوچھے ف۵ کہنے لگے ہائے خرابی ہماری ہم تھے بیشک گنہگار پھر برابر یہی رہی

دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ○ وَمَا خَلَقْنَا
ان کی پکار جب تک ڈھیر کردیئے کاٹ کر بجھے پڑے اور ہم نے نہیں بنایا
ان کی فریاد یہاں تک کہ ڈھیر کردیئے گئے کاٹ کر بجھے پڑے ہوئے ف۶ اور ہم نے نہیں بنایا

السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ
آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ ہی کھیلتے اگر ہم چاہتے کہ بنالیں
آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے ف۷ اگر ہم چاہتے کہ بنالیں

لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ڰ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ بَلْ نَقْذِفُ
کچھ کھلونا تو لیتے اپنے پاس سے اگر ہم کو کرنا ہوتا ف۳ یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے
کچھ کھلونا تو بنالیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو کرنا ہوتا یوں نہیں پر ہم پھینک

بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ
سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اُس کا سر پھوڑتا ہے پھر تب وہ سب سٹک جاتا ہے اور تم کو خرابی ہے
مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اس کا سر پھوڑ ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے

ف۱ یعنی بشری خصائص اُن میں موجود تھیں، نہ فرشتوں کی طرح ان کا بدن ایسا تھا کہ کبھی کھانا نہ کھا سکتے نہ وہ خود تھے کہ کبھی موت اور فنا نہ آئے ہمیشہ زندہ رہا کریں ف۲ اُن کا امتیاز دوسرے بندوں سے یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت و اصلاح کے لئے کھڑے کئے گئے تھے خدا اُن کی طرف وحی بھیجتا اور باوجود بے سروسامانی کے مخالفین کے مقابلہ میں ان کی حمایت و نصرت کے وعدے کرتا تھا چنانچہ اللہ نے اپنے وعدے سچے کر دکھائے۔ اُن کو مع رفقاء کے محفوظ رکھا اور بڑے بڑے متکبر دشمن جو ان سے ٹکرائے تباہ و غارت کر دیئے گئے۔ بیشک محمد صلعم بھی بشر ہیں لیکن اُسی نوع کے بشر ہیں جن کی اعانت و حمایت ساری دنیا کے مقابلہ میں کی جاتی ہے۔ اُن کے مخالفین کو چاہیئے کہ اپنا انجام سوچ رکھیں اور پہلی قوموں کی مثالوں سے عبرت حاصل کریں۔ کہیں آخرت کے حساب سے پہلے دنیا ہی میں حساب شروع نہ کر دیا جائے ف۳ یعنی قرآن کے ذریعہ سے تم کو ہر قسم کی نصیحت و فہمائش کر دی گئی اور سب بُرا بھلا انجام سمجھا دیا گیا۔ اگر کچھ بھی عقل ہوگی تو عذاب الٰہی کر اپنے کو محفوظ رکھنے کی کوشش کروگے اور قرآن کی قدر پہچانوگے جو فی الحقیقت تمہارے مجد و شرف کی ایک بڑی دستاویز ہے۔ کیونکہ تمہاری زبان میں اور تمہاری قوم کے ایک فرد کامل پر اترا اور دنیا میں تم کو شہرت دائمی عطا کی اگر اپنے اس محسن کو نہ مانوگے --- تو دنیا میں ذلیل ہوگے اور آخرت کا عذاب الگ رہا آگے اُن قوموں کا دنیوی انجام بیان فرماتے ہیں جنہوں نے انبیاء سے دشمنی کر کے اپنی جانوں پر ظلم کئے تھے ف۴ یعنی یہ نہیں کہ ان کے نیست و نابود کر دینے سے اللہ کی زمین اُجڑ گئی۔ وہ گئے ...... دوسروں کو اُن کی جگہ بسا دیا گیا۔ ف۵ یعنی جب عذاب الٰہی سامنے آگیا تو چاہا کہ وہاں سے نکل بھاگیں اور بھاگ کر جان بچالیں۔ اس وقت تکوینی طور پر کہا گیا کہ بھاگتے کہاں ہو، ٹھہرو، اور اُدھر ہی واپس چلو جہاں عیش کئے تھے اور جہاں بہت سے سامان تنعم جمع کر رکھے تھے۔ شاید وہاں کوئی تم سے پوچھے کہ حضرت! وہ مال و دولت اور زور و قوت کا لشکر کیا ہوا؟ وہ سامان کدھر گئے؟ اور جو نعمتیں خدا نے دے رکھی تھیں ان کا شکر کہاں تک ادا کیا تھا؟ یا یہ کہ آپ بڑے آدمی تھے جن کی ہر موقع پر پوچھ ہوتی تھی اب بھی وہاں چلئے بھاگنے کی ضرورت نہیں تا لوگ اپنے مہمات میں آپ سے مشورہ کر سکیں، اور آپ کی رائیں دریافت کر سکیں یہ سب باتیں تہکماً کہی گئی ہیں ف۶ یعنی جب عذاب آنکھوں سے دیکھ لیا تب اپنے جرموں کا اعتراف کیا اور برابر یہی چلاتے رہے کہ بیشک ہم ظالم اور مجرم ہیں لیکن "اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" یہ وقت قبول توبہ کا نہ تھا۔ اعتراف و ندامت اس وقت سب بیکار چیزیں تھیں آخر اس طرح ختم کر دیئے گئے جیسے کھیتی ایک دم میں کاٹ کر ڈھیر کر دی جاتی ہے، یا آگ میں جلتی ہوئی لکڑی بجھ کر راکھ رہ جاتی ہے اعاذنا اللہ ف۷ یعنی جس میں کوئی معتد بہ حکمت اور غرض صحیح نہ ہو۔ اس لئے عقلمند کو چاہیئے کہ آفرینش عالم کی غرض کو سمجھے اور دنیا کو محض کھیل تماشہ سمجھ کر انجام سے غافل نہ ہو، بلکہ خوب سمجھ لے کہ دنیا آخرت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ جہاں نیک و بد کی جزا ملنی اور ذرہ ذرہ کا حساب ہونا ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان باتوں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا ف۲ پہلے ان معبودوں کا فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو ہوں [illegible] تو جہاں خراب ہو جاتا اب
اب ان کا فرمایا جو خدا کے نائب ٹھہراتے ہیں اس کو مالک کی سند چاہئیے اس بغیر کیونکر نائب ہوئے ۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی اگر ایسے لہو و لعب کے کام بالفرض ہماری شان کے لائق ہوتے اور ہم ارادہ بھی کرتے کر ہی لیں تو کوئی مشغلہ اور کھیل تماشا بنا کر کھڑا کر دیں تو یہ چیز ہم بذات خود اپنی قدرت سے کر لیتے [illegible] کارخانہ ہوتا لیکن واقعہ یہ ہے کہ دنیا محض کھیل تماشا نہیں بلکہ میدان کارزار ہے۔ جہاں حق و باطل کی جنگ ہوتی ہے۔ حق حملہ آور ہو کر باطل کا سر کچل ڈالتا ہے۔ اسی سے تمام ... [illegible] پوری قوت سے ختم کر دیگا۔ اس وقت کسی خرابی اور بربادی تمہارے سامنے آئی اور کوئی طاقت بچانے نہ آئیگی۔ (تنبیہ) لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا کی تقریر کئی طرح کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک سیاق و سباق کے اعتبار سے [illegible]

مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ

ان باتوں سے جو بتلاتے ہو ف۱ اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان و زمین میں اور جو اسکے نزدیک رہتے ہیں

ان باتوں سے جو تم بتلاتے ہو ف۱ اور اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں ف۲ اور جو اسکے نزدیک رہتے ہیں

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ

بڑائی نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور نہیں کرتے کاہلی یاد کرتے ہیں

سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کاہلی یاد کرتے ہیں

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ

رات اور دن نہیں تھکتے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اور صاحب زمین میں کے وہ

رات اور دن نہیں تھکتے ف۳ کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اور معبود زمین میں کے کہ وہ

يُنْشِرُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ

اٹھا کھڑا کریں گے اگر ہوتے ان دونوں میں اور حاکم سوا اللہ کے تو دونوں خراب ہوتے سو پاک ہے

جلا اٹھائیں گے ان کو ف۴ اگر ہوتے ان دونوں میں اور معبود سوائے اللہ کے تو دونوں خراب ہو جاتے ف۵ سو پاک ہے

اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ

اللہ تخت کا صاحب ان باتوں سے جو بتاتے ہیں اس سے پوچھا نہ جاوے جو کرے اور

اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں ف۶ اس سے پوچھا نہ جائے جو وہ کرے اور

هُمْ يُسْئَلُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا

ان سے پوچھا جاوے کیا پکڑے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور صاحب تو کہہ لاؤ

ان سے پوچھا جائے ف۷ کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور معبود تو کہہ لاؤ

بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِىَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِىْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

اپنی سند یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ

اپنی سند ف۸ یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت

لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ

نہیں سمجھتے سچی بات پھر ٹلاتے ہیں ف۱ اور نہیں بھیجا ہم نے

لوگ نہیں سمجھتے سچی بات سو ٹلا رہے ہیں ف۹ اور نہیں بھیجا ہم نے

قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِىْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی بندگی نہیں سوا میرے

تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے

فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ

سو میری بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمن نے کر لیا کوئی بیٹا وہ اس لائق نہیں لیکن

سو میری بندگی کرو ف۱ اور کہتے ہیں رحمن نے کر لیا کسی کو بیٹا وہ ہرگز اس لائق نہیں ف۱۱ لیکن

عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۝

وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں

وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں ف۱۲

قریب اور ہدایت [illegible] وہ اختیار کئے ہیں اور جتنی تمام اور ان کا معاملات کی مجبوری کے فوائد کی طرف لطیف اشارے کر دیئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ف۱ جو دعویٰ کرنا چاہیے تو کون بچا سکتا ہے اور کہاں پناہ مل سکتی ہے ف۲ یعنی فرشتے باوجود مقرب بارگاہ ہونے کے ذرہ سرکشی نہیں کرتے اپنے پروردگار کی بندگی اور غلامی کو فخر سمجھتے ہیں وظائف عبودیت کے ادا کرنے میں کبھی سستی یا کاہلی کو راہ نہیں دیتے شب و روز اس کی تسبیح اور یاد میں لگے رہتے ہیں۔ نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں بلکہ تسبیح و ذکر ہی ان کی غذا ہے جس طرح ہم ہر وقت سانس لیتے ہیں اور دوسرے کام بھی کرتے رہتے ہیں یہی کیفیت ان کی تسبیح و ذکر کی سمجھو۔ وہ کسی کام پر مامور ہوں اس کی خدمت کو بجا لا رہے ہوں ایک منٹ ادھر سے غافل نہیں ہوتے۔ جب معصوم و مقرب فرشتوں کا یہ حال ہے تو خطاکار انسان کو کہیں زیادہ اپنے رب کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے ف۳ یعنی آسمان والے فرشتے تو اس کی بندگی سے کترا نہیں سکتے بلکہ ہمہ وقت اس کی یاد اور بندگی میں مشغول رہتے ہیں، پھر کیا زمین میں کچھ ایسی ہستیاں ہیں جن کو خدا کے بالمقابل معبود ٹھہرایا جا سکتا ہے؟ اور جب خدا ان کے بچاریوں کو اپنے عذاب سے مار ڈالے تو وہ ان کو پھر جلا اٹھائیں یا ہلاکت سے بچالیں ہرگز نہیں۔ ف۴ تعدد آلہہ کے ابطال پر یہ نہایت پختہ اور واضح دلیل ہے جو قرآن کریم نے اپنے مخصوص انداز میں پیش کی۔ اس کو یوں سمجھو کہ عبادت نام ہے کامل تذلل کا اور کامل تذلل صرف اسی ذات کے سامنے اختیار کیا جا سکتا ہے جو اپنی ذات و صفات میں ہر طرح کامل ہو۔ اسی کو ہم "اللہ" یا خدا کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ خدا کی ذات ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہو، نہ وہ کسی حیثیت سے ناقص ہو نہ بیکار، نہ عاجز ہو نہ مغلوب، نہ کسی دوسرے سے دبے نہ کوئی اس کے کام میں روک ٹوک کر سکے اب اگر فرض کیجئے آسمان و زمین میں دو خدا ہوں تو دونوں اسی شان کے ہوں گے، اس وقت دیکھنا یہ ہے کہ عالم کی تخلیق اور علویات و سفلیات کی تدبیر دونوں کے کلی اتفاق سے ہوتی ہے یا گاہ بگاہ باہم اختلاف بھی ہو جاتا ہے اتفاق کی صورت میں دو احتمال ہیں، یا تو اکیلے ایک سے کام نہیں چل سکتا تھا اس لئے دونوں نے مل کر انتظام کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں میں سے ایک بھی کامل قدرت والا نہیں، اور اگر تنہا ایک سارے عالم کا کامل طور پر سرانجام کر سکتا تھا، تو دوسرا بیکار ٹھہرا حالانکہ خدا کا وجود اسی لئے ماننا پڑا ہے کہ اس کے مانے بدون چارہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اختلاف کی صورت فرض کریں تو لامحالہ مقابلہ میں یا ایک مغلوب ہو کر اپنے ارادہ اور تجویز کو چھوڑ بیٹھیگا۔ وہ خدا نہ رہا۔ اور یا دونوں بالکل مساوی و متوازی طاقت سے ایک دوسرے کے خلاف اپنے ارادہ و تجویز کو عمل میں لانا چاہیں گے۔ اول تو (معاذ اللہ) خداوؤں کی اس رسہ کشی کی بدولت کسی کوئی چیز موجود ہی نہ ہو سکیگی اور موجود چیز پر زور آزمائی ہونے لگی تو اس کشمکش میں ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو جائیگی یہاں سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوتے تو آسمان و زمین کا یہ نظام کبھی کا درہم برہم ہو جاتا ورنہ ایک خدا کا بیکار یا ناقص و عاجز ہونا لازم آتا ہے۔ جو خلاف مفروض ہے ف۵ جو عرش (تخت شاہی) کا اکیلا مالک ہے، اس کے ملک میں شرکت کی گنجائش ہی نہیں۔ دو خود مختار بادشاہ جب ایک اقلیم میں نہیں سما سکتے۔ جن کی خود مختاری بھی محض مجازی ہے تو دو مختار کل اور قادر مطلق خدا ایک قلمرو میں کیسے شریک ہو سکتے ہیں ف۶ یعنی خدا تو اس ہستی کا نام ہے۔ جو قادر مطلق اور مختار کل ہو اس کی قدرت و مشیت کو روکنا تو کجا کوئی پوچھ گچھ بھی نہیں کر سکتا کہ آپ نے فلاں کام اس طرح کیوں کیا۔ ہاں اس کو حق ہے کہ وہ ہر شخص سے مواخذہ اور بازپرس کر سکتا ہے ف۷ پہلے توحید پر دلیل عقلی قائم کی گئی تھی اب مشرکین سے ان کے دعوے پر دلیل صحیح کا مطالبہ ہے۔ یعنی خدا کے سوا جو معبود تم نے تجویز کئے ہیں ان کا اثبات کس دلیل عقلی یا نقلی سے ہوا۔ اگر موجود ہو تو پیش کرو۔ ظاہر ہے دلیل عقلی ان کے پاس بجز اوہام و ظنون اور باپ دادوں کی کورانہ تقلید کے کیا رکھا تھا۔ شرک کی تائید میں نہ کوئی دلیل عقلی مل سکتی تھی، نہ نقلی جسے پیش کر سکتے۔ کذا قال المفسرون۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ پہلے ان معبودوں کو فرمایا تھا جن کو خدا کی برابر کوئی سمجھے کہ ایسے دو حاکم ہوتے تو جہان خراب ہو جاتا۔ اب ان کا ذکر فرماتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نیچے چھوٹے چھوٹے خدا بطور نائبین اور ماتحت حکام کے ٹھہراتے ہیں۔ سو ان کو مالک کی سند چاہیے سند بغیر نائب کیونکر بن سکتے ہیں۔ اگر سند ہے تو پیش کرو ف۸ یعنی میری امت اور پہلی خدا پرست امتوں کا یہی ایک بات ہے کہ اس رب العرش کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں۔ جس کی عقلی دلیل پہلے بیان ہو چکی۔ تم اگر نقل صحیح سے اس اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی دلیل رکھتے ہو تو پیش کرو۔ میرا دعویٰ یہ ہے کہ یہ امت اور پہلی امتیں یا اس امت کی کتاب (قرآن کریم) اور امتوں کی آسمانی کتابیں (تورات، انجیل وغیرہ) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی جات جانت نکالی آسمان سے کتنے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدا اور جاندار نباتات یعنی جانور پانی سو یعنی نطفے سے یعنی ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں، اگر پہاڑ ایسے ڈھب پڑتے کہ راہیں بند ہوتیں تو یہ بات کہاں تھی ف بچاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا، اور اس کے نمونے تارے اور چال اور رات اور دن ف یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے۔ ف کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے، یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

بقیہ فوائد صفحہ ۴۱۹ اس لئے توحید پر متفق رہی ہیں۔ چنانچہ آج بھی باوجود بے شمار تحریفات کے پہلی کتابوں کی ورق گردانی کرو تو توحید کا اعلان اور شرک کا رد صاف صاف پاؤ گے مگر یہ جاہل اس بات کو کیا سمجھیں۔ اگر سمجھ ہوتی تو حق بات کو سن کر ہرگز منہ نہ موڑتے ف یعنی تمام انبیاء و مرسلین کا اجماع عقیدہ توحید پر رہا ہے۔ کسی پیغمبر نے بھی ایک حرف اس کے خلاف نہیں کہا، ہمیشہ یہ تلقین کرتے آئے کہ ایک خدا کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو جس طرح عقلی اور فطری دلائل سے توحید کا ثبوت ملتا ہے اور شرک کا رد ہوتا ہے، ایسی ہی نقلی حیثیت سے انبیاء علیہم السلام کا اجماع دعوئے توحید کی حقیقت پر قطعی دلیل ہے ف عرب کے بعض قبائل ملائکۃ اللہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، سو بتلا دیا کہ یہ خدا کی شان رفیع کے لائق نہیں کہ بیٹے بیٹیاں بنائے۔ اسی میں نصاریٰ کا رد بھی ہو گیا، جو حضرت مسیح علیہ السلام کو "ابن اللہ" کہتے ہیں، نیز یہود کے اس فرقہ کا جو حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔ ف یعنی جن برگزیدہ ہستیوں کو تم خدا کی اولاد بتلاتے ہو وہ اولاد نہیں۔ ہاں اس کے معزز بندے ہیں اور باوجود انتہائی معزز و مقرب ہونے کے ان کے ادب و اطاعت کا حال یہ ہے کہ جب تک اللہ کی مرضی اور اجازت نہ پائیں اس کے سامنے خود آگے بڑھ کر لب نہیں ہلا سکتے اور نہ کوئی کام اس کے حکم کے بدون کر سکتے ہیں۔ گویا کمال عبودیت و بندگی ہی ان کا طغرائے امتیاز ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف حق تعالیٰ کا علم ان کے تمام ظاہری و باطنی احوال کو محیط ہے ان کی کوئی حرکت اور کوئی قول و فعل اس سے پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ وہ مقرب بندے اسی حقیقت کو سمجھ کر ہر وقت اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہتے ہیں کہ کوئی حالت اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ ف یعنی اس کی مرضی معلوم کئے بدون کسی کی سفارش بھی نہیں کرتے جو بجز مؤمنین موحدین کے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے حق میں دنیا و آخرت میں استغفار کرنا ان کا وظیفہ ہے۔ ف پھر ان کو خدا کیسے کہا جا سکتا ہے۔ جب خدا نہیں تو خدا کے بیٹے یا بیٹیاں بھی نہیں بن سکتے، کیونکہ صحیح اولاد جنس والدین سے ہونی چاہیئے ف یعنی جن کو تم خدا کی اولاد یا خدا بنا رہے ہو اگر بفرض محال ان میں سے کوئی اپنی نسبت (معاذ اللہ) ایسی بات کہہ گذرے تو وہی دوزخ کی سزا جو حد سے گذرنے والے ظالموں کو ملتی ہے، ہم ان کو بھی دیں گے۔ ہمارے لا محدود اقتدار و جبروت سے وہ بھی باہر نہیں جا سکتے پھر بھلا خدا کیسے ہو سکتے ہیں ف "رتق" کے اصل معنی ملنے اور ایک دوسرے میں گھسنے کے ہیں۔ ابتداءً زمین و آسمان دونوں ظلمت عدم میں ایک دوسرے سے غیر متمیز پڑے تھے، پھر وجود کے ابتدائی مراحل میں بھی دونوں خلط ملط رہے بعدہ قدرت کے ہاتھ نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا، اس تمیز کے بعد ہر ایک کے طبقات الگ الگ بنے، اس پر بھی منہ بند تھے نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی نہ زمین سے روئیدگی۔ آخر خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے دونوں کے منہ کھول دیئے اوپر سے پانی کا دہانہ کھلا نیچے سے زمین کے مسام کھل گئے۔ اسی زمین میں سے حق تعالیٰ نے نہریں اور کانیں اور طرح طرح کے سبزے نکالے، آسمان کو کتنے بے شمار ستاروں سے مزین کر دیا جن میں سے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدی رکھی ف یعنی عموماً جاندار چیزیں جو تم کو نظر آتی ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ پانی سے بنائی گئیں۔ پانی ہی ان کا مادہ ہے الا کوئی ایسی مخلوق جس کی نسبت ثابت ہو جائے کہ اس کی پیدائش میں پانی کو دخل نہیں وہ مستثنیٰ ہوگی تاہم للاکثر حکم الکل کے اعتبار سے یہ کلیہ صادق رہے گا ف یعنی قدرت کے ایسے کھلے نشان اور محکم انتظامات کو دیکھ کر بھی کیا لوگوں کو خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت پر یقین نہیں آتا ف اس کی تقریر سورۂ نحل میں گذر چکی ف یعنی ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں، اگر پہاڑ ایسے ڈھب پر پڑتے کہ راہیں بند ہو جاتیں تو یہ بات کہاں ہوتی (کذا فی الموضح) ان ہی کشادہ راہوں کو دیکھ انسان حق تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور توحید کی طرف راہ پا سکتا ہو ف یعنی نہ گرے نہ ٹوٹے پھوٹے نہ بدلی جائے اور شیاطین کے استراق سمع سے بھی محفوظ ہے اور چھت اس لئے کہا کہ دیکھنے میں چھت کی طرح معلوم ہوتی ہے ف کہ کیسی مضبوط و محکم اور وسیع و بلند چھت اتنی مدت سے بدون ستون اور کھمبے کے کھڑی ہے ذرا سا رخنہ، دروغن اور پلاسٹر بھی نہیں جھڑتا ف یہاں ان ہی آسمانی نشانوں کی قدرے تفصیل ہوئی ف یعنی سورج چاند بلکہ ہر سیارہ اپنے مدار پر پڑا چکر کھا رہا ہے "یسبحون" کے لفظ سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیارات اللہ کے حکم سے بذات خود چلتے ہیں واللہ اعلم ف یعنی جس طرح مذکورہ بالا مخلوقات کا وجود حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہوا۔ تمام انسانوں کی زندگی بھی اسی کی عطا کردہ ہے جس وقت چاہیگا چھین لیگا۔ موت ہر ایک پر ثابت

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی
اس کو معلوم ہے جو ان کے آگے اور پیچھے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے وہ راضی ہو
اس کو معلوم ہے جو ان کے آگے ہے اور پیچھے ف اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ راضی ہو ف
وَھُمْ مِّنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ
اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی ان میں کہے کہ میری بندگی ہے اس
اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں ف اور جو کوئی ان میں کہے کہ میری بندگی ہے اس
دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ ؕ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ اَوَ
سے ورے سو اس کو ہم بدلا دیں دوزخ یوں ہی ہم بدلا دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا
سے ورے سو اس کو ہم بدلہ دیں گے دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو ف اور کیا
لَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا
نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے
نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے
فَفَتَقْنٰھُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ۝
پھر ہم نے ان کو کھولا اور بنائی ہم نے پانی سے جس چیز میں جی ہے پھر کیا یقین نہیں کرتے ف
پھر ہم نے ان کو کھول دیا ف اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے ف پھر کیا یقین نہیں کرتے ف
وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِھِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِیْھَا
اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کبھی ان کو لیکر جھک پڑے اور رکھیں اس میں
اور رکھ دیئے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ کبھی ان کو لے کر جھک پڑے ف اور رکھیں اس میں
فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّھُمْ یَھْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا
کشادہ راہیں شاید وہ راہ پاویں ف اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت
کشادہ راہیں تاکہ وہ راہ پائیں ف اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت
مَّحْفُوْظًا ۚ ۖ وَّھُمْ عَنْ اٰیٰتِھَا مُعْرِضُوْنَ ۝ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ
بچاؤ کی اور وہ اس کے نمونے دھیان میں نہیں لاتے ف اور وہی ہے جس نے بنائے
محفوظ ف اور وہ آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے ف اور وہی ہے جس نے بنائے
الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝
رات اور دن اور سورج اور چاند سب ایک ایک گھر میں پھرتے ہیں ف
رات اور دن اور سورج اور چاند ف سب اپنے اپنے گھر میں پھرتے ہیں ف
وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَھُمُ
اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ
اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ
الْخٰلِدُوْنَ ۝ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْکُمْ
رہ جاویں گے ف ہر جی کو چکھنی ہے موت اور ہم تم کو جانچتے ہیں
رہ جائیں گے ہر جی کو چکھنی ہے موت ف اور ہم تم کو جانچتے ہیں

ع ۲ (۱۹)

منزل ۴

کر دے گی کہ تمہاری ہستی تمہارے قبضہ میں نہیں چند روز کی چہل پہل تھی جو ختم ہوئی۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ کافر حضور کی باتیں سن کر کہتے تھے کہ یہ ساری دھوم محض اس شخص کے دم تک ہے یہ دنیا سے رخصت ہوئے پھر کچھ نہیں، اس سے اگر ان کی غرض یہ تھی کہ موت آنا نبوت کے منافی ہے تو اس کا جواب دیا "وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ" یعنی انبیاء و مرسلین میں سے کون ایسا ہے جس پر کبھی موت طاری نہ ہو ہمیشہ زندہ رہے اور اگر محض آپ کی موت کے تصور سے اپنا دل ٹھنڈا کرنا ہی مقصود تھا تو اس کا جواب "اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ" میں دیدیا یعنی خوشی کاہے کی؟ کیا آپ کو انتقال ہو جائے تو تم کبھی نہیں مرو گے؟ قیامت کے بورئیے سمیٹو گے؟ جب تم کو بھی آگے پیچھے۔

(بقیہ بر صفحہ ۴۲۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن - ف۱ - نام لیتا ہے ٹھاکروں کا یعنی برا کہتا ہے - ف۲ - یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزا نے انہیں گھیر لیا —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ

برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر آؤ گے اور جہاں تجھ کو دیکھا

برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو ف۱ اور ہماری طرف پھر کر آجاؤ گے ف۲ اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں

كَفَرُوْۤا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ

منکروں نے اور کام نہیں تجھ سے مگر ٹھٹھے میں پکڑنا کیا یہی شخص ہے کہ نام لیتا ہے

نے تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے

اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ

تمہارے ٹھاکروں کا اور وہ رحمن کے نام سے منکر ہیں ف۱ بنا ہے آدمی

تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمن کے نام سے منکر ہیں ف۳ بنا ہے آدمی

مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى

شتابی کا اب دکھاتا ہوں تم کو اپنے نمونے سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا

جلدی کا اب دکھلاتا ہوں تم کو اپنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو ف۴ اور کہتے ہیں کب ہوگا

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہ وعدہ اگر تم سچے ہو کبھی جانیں یہ منکر

یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ف۵ اگر جان لیں یہ منکر

حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَ

اس وقت کو کہ نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹھ سے اور

اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹھ سے اور

لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

نہ ان کو مدد پہنچے گی کوئی نہیں وہ آوے گی ان پر بے خبر پھر ان کے ہوش کھو دے گی پھر نہ سکیں گے

نہ ان کو مدد پہنچے گی ف۶ بلکہ وہ آئے گی ان پر ناگہاں پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ

کہ اس کو پھیر دیں اور نہ ان کو فرصت ملے گی اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں کتنے رسولوں سے تجھ

اس کو اور نہ ان کو فرصت ملے گی ف۷ اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں رسولوں سے تجھ

قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۱

ع ۱۲ ۳

سے پہلے پھر الٹ پڑی ٹھٹھا والوں پر ان میں سے جس چیز کا ٹھٹھا کرتے تھے ف۲

سے پہلے پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے۔ ف۸

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ

تو کہہ کون بچا دیتا ہے تمہیں رات میں اور دن میں رحمن سے کوئی نہیں وہ

تو کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات میں اور دن میں رحمن سے ف۹ کوئی نہیں وہ

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ

اپنے رب کے ذکر سے ٹال کرتے ہیں کیا ان کے کوئی ٹھاکر ہیں کہ ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوائے

اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرنے والے ہیں ف۱۰ یا ان کے واسطے کوئی معبود ہیں کہ ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوا

ف۱ یعنی دنیا میں سختی نرمی، تندرستی بیماری، تنگی فراخی اور مصیبت و عیش وغیرہ مختلف احوال بھیج کر تم کو جانچا جاتا ہے تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے اور علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون سختی پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو ناصبری یا ناشکری یا ناشکری کے مرض میں مبتلا ہیں ف۲ جہاں تمہارے صبر و شکر اور ہر نیک و بد عمل کا پھل دیا جائے گا ف۳ یعنی انجام سے بالکل بے فکر ہو کر یہ لوگ پیغمبر علیہ السلام کی ہنسی اڑاتے ہیں، اور ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ چنانچہ استہزاء و تحقیر سے کہتے ہیں "اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ" کیا یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا برائی سے ذکر کرتا ہے انہیں شرم نہیں آتی کہ خود حقیقی معبود کے ذکر اور رحمان کے نام تک سے چڑتے ہیں اس کی سچی کتاب کے منکر ہیں، اور جھوٹے معبودوں کی برائی سن کر ایسے خشمگین ہوتے ہیں۔ اندریں صورت ہنسی کے قابل ان کی حالت ہوئی یا فریق مقابل کی؟ ف۴ شاید کفار سیبانہ استہزاء و تمسخر کو سن کر بعضوں کا جی چاہتا ہوگا کہ ان جیسا ذلیل پر فوراً عذاب آجائے تو اچھا ہو اور خود کفار بھی بطور استہزاء جلدی مچایا کرتے تھے کہ اگر واقعی ہم تمہارے نزدیک مستحق عذاب ہیں تو وہ عذاب فوراً کیوں نہیں لے آتے ذرا ٹھہر جاؤ کہ انسان بڑا جلد باز ہے۔ گویا اس کے خمیر میں جلدی رچی ہے، چاہیے کہ تھوڑا سا صبر کرو۔ عنقریب میں اپنے قہر و انتقام کی نشانیاں تم کو دکھلا دوں گا ف۵ یعنی پوچھتے رہتے ہو کہ قیامت آئے گی اور سب کافر ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلیں گے آخر یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر سچے ہو تو قیامت اور جہنم کو ابھی کیوں نہیں بلا لیتے ف۶ یعنی اگر ان پر حقیقت منکشف ہو جاتے اور اس ہولناک گھڑی کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لیں تو کبھی ایسی درخواست نہ کریں۔ یہ باتیں اس وقت بے فکری میں سوجھ رہی ہیں جب وہ وقت سامنے آجائیگا کہ آگے پیچھے ہر طرف سے آگ گھیرے ہوگی تو نہ کسی طرف سے اس کو دفع کر سکیں گے نہ کہیں سے مدد پہنچے گی نہ مہلت ملے گی۔ نہ پہلے سے اس کا کامل اندازہ ہوگا اس کے اچانک سامنے آجانے سے ہوش باختہ ہو جائیں گے تب پتہ چلیگا کہ جس چیز کی ہنسی کرتے تھے وہ حقیقت ثابتہ تھی۔ ف۷ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس کی سزا نے گھیر لیا اور ان کی ہنسی ان ہی پر الٹ دی گئی ف۸ یعنی رحمان کے غضب اور عذاب سے تمہاری حفاظت کرنے والا دوسرا کون ہے۔ محض اس کی رحمت واسعہ ہے جو فوراً عذاب نازل نہیں کرتا۔ لیکن ایسے رحمت والے حلیم و بردبار کے غصہ سے ڈرنا بھی بہت چاہیے۔ نعوذ باللہ من غضب الحلیم ف۹ یعنی رحمان کی حفاظت کا ان کو احساس و اعتراف نہیں عیش و تنعم اور پرامن زندگی نے پروردگار حقیقی کی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ اسی لئے جب اس کی طرف سے کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں کہ یہ کہاں کی باتیں شروع کر دیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی کیا اپنے فرضی معبودوں کی نسبت خیال ہے کہ وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں؟ اور موقع آنے پر خدا تعالیٰ کے غضب سے بچالیں گے؟ سو وہ مسکین ان کی مدد اور حفاظت تو درکنار خود اپنے وجود کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔ اگر ان کو کوئی توڑنے پھوڑنے لگے یا کچھ چیز ان کے پاس سے چھین کر لے جائے تو اتنی قدرت نہیں کہ مدافعانہ تحفظ کے لئے خود ہاتھ پاؤں ہلا سکیں۔ یا اپنے بچاؤ کی خاطر ہماری امداد اور رفاقت حاصل کر لیں۔ ف۲ یعنی رحمان کی حمایت و حفاظت اور تیری کو عجز و بیچارگی ایسی چیز نہیں جس کو یہ لوگ سمجھ نہ سکیں بات یہ ہے کہ پشتہا پشت سے یہ لوگ بے فکری کی زندگی گذارتے رہے ہیں کوئی تجربہ عذاب الٰہی کا نہیں ہوا اس پر مغرور ہو گئے اور غفلت کے نشہ میں چور ہو کر حق تعالیٰ کا پیغام اور پیغمبروں کی نصیحت قبول کرنے سے منہ موڑ لیا۔ ف۳ یعنی عرب کے ملک میں اسلام پھیلنے لگا ہے اور کفر گھٹنے لگا۔ آہستہ آہستہ وہاں کی زمین کافروں پر تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ ان کی حکومتیں اور سرداریاں ٹوٹتی جا رہی ہیں۔ کیا ایسے کھلے ہوئے آثار و قرائن دیکھ کر بھی انہیں اپنا انجام نظر نہیں آتا۔ اور کیا ان مشاہدات کے باوجود وہ اسی کے امیدوار ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں پر ہم غالب ہوں گے۔ اگر چشم عبرت ہے تو چاہیے کہ عقل سے کام لیں اور قرائن و احوال سے مستقبل کا اندازہ کریں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ ان کے گردوپیش کی بستیاں انبیاء کی تکذیب و عداوت کی سزا میں تباہ کی جا چکی ہیں اور ہمیشہ آخر کار خدا کے وفاداروں کا مشن کامیاب ہوا ہے پھر سید المرسلین اور مومنین کاملین کے مقابلہ میں غالب آنے کی ان کو کیا توقع ہو سکتی ہے وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (احقاف رکوع ۴) (تنبیہ) اس مضمون کی آیت سورۂ "رعد" کے آخر میں گذر چکی وہاں کے فوائد ملاحظہ کئے جائیں۔ ف۴ یعنی ہمارا کام وحی الٰہی کے موافق نصیحت سنا دینا اور انجام سے آگاہ کر دینا ہے۔ دل کے بہرے اگر اس پکار کو نہ سنیں تو ہمارا قصور نہیں۔ وہ خود اپنے بہرے پن کا خمیازہ بھگتیں گے۔ ف۵ یعنی یہ لوگ جو بہرے بنے ہوئے ہیں۔ صرف اس وقت تک ہے کہ ذرا تو دور سے کھٹکا سنتے نجائیں اگر عذاب الٰہی کی ذرا سی بھنک کان میں پڑ گئی یا خدا کے قہر تام کی ادنیٰ بھاپ بھی ان کو چھو گئی تو آنکھ کان سب کھل جائیں گے۔ اس وقت بدحواس ہو کر چلائیں گے کہ بیشک ہم بڑے بھاری مجرم تھے جو ایسی کمبختی آئی۔ ف۶ یعنی رائی کے دانہ کی برابر کسی کا عمل ہوگا۔ وہ بھی میزان میں تلیگا۔ ادھر ادھر ضائع نہ ہوگا۔ نہ کسی پر ظلم و زیادتی کیجائے گی رتی رتی کا حساب برابر کر دیا جائے گا (تنبیہ) "موازین" میزان کی جمع ہے شاید بہت سی ترازو میں ہوں یا ایک ہی ہو مگر مختلف اعمال و عمال کے اعتبار سے کئی قرار دی گئیں واللہ اعلم۔ وزن اعمال اور میزان کے متعلق پہلے سورۂ "اعراف" میں کلام کیا جا چکا ہے اسے دیکھ لیا جائے ف۷ یعنی ہمارا حساب آخری اور فیصلہ کن ہوگا۔ جس کے بعد کوئی دوسرا حساب نہیں نہ ہم کو ساری مخلوق کا حساب لینے میں کسی مددگار کی ضرورت ہے آگے بتلایا کہ انذار و تخویف کا سلسلہ پہلے سے چلا آتا ہے آج جن باتوں سے حضرت رسول اللہ صلعم ڈراتے ہیں انبیائے سابقین بھی ان سے ڈراتے چلے آئے ہیں ف۸ یعنی توراۃ شریف جو حق و باطل، ہدایت و ضلالت اور حلال و حرام کے قضیئے چکانے والی اور جہل و غفلت کی اندھیریوں میں روشنی پہنچانے والی اور خدا سے ڈرنے والوں کو نصیحت سنانے والی کتاب تھی ف۹ قیامت کا خطرہ بھی اسی لئے رکھتے ہیں کہ ان کے دل میں خدا کا ڈر ہے ہر وقت دل میں کھٹکا لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں کیا صورت پیش آئے گی کہیں العیاذ باللہ حق تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کے مورد نہ بن جائیں ظاہر ہے ایسے ہی لوگ نصیحت سے منتفع ہوتے ہیں ف۱۰ یعنی ایک نصیحت کی کتاب یہ قرآن تمہارے سامنے موجود ہے جس کا جلیل القدر عظیم النفع اور کثیر الخیر ہونا، توراۃ سے بھی زیادہ روشن ہے کیا ایسی واضح اور روشن کتاب کے تم منکر ہوتے ہو جہاں انکار کی گنجائش ہی نہیں ف۱۱ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام سے پیشتر ہم نے ابراہیم کو اس کی اعلیٰ قابلیت و شان کے مناسب رشد و ہدایت دی تھی بلکہ جوانی سے پہلے ہی بچپن میں اس نیک راہ پر ڈال دیا تھا جو ایسے اولو العزم انبیاء کے شایان شان ہو۔ ف۱۲ یعنی اس کی استعداد و اہلیت اور کمالات علمیہ و عملیہ کی پوری خبر ہم کو رکھتے ہیں۔ اسی لئے جو رشد و ہدی اس کے حسب حال تھی ہم نے عطا کر دی۔

ع ۳ ۹ ۴

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ○ بَلْ مَتَّعْنَا

وہ نہیں کر سکتے اپنی مدد اور نہ ان کو ہماری طرف سے رفاقت کوئی نہیں پر ہم نے

وہ اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہو ف۱ کوئی نہیں پر ہم نے

هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى

برتوایا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی پھر کیا نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہیں

عیش دیا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو۔ یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی ف۲ پھر یہ نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہیں

الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ

زمین کو گھٹاتے اس کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں ف۳ تو کہہ میں جو تم کو ڈر سناتا ہوں

زمین کو گھٹاتے اس کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں ف۳ تو کہہ میں جو تم کو ڈر سناتا ہوں

بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ○ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ

سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکار کو جب کوئی ان کو ڈر سنا دے اور کبھی پہنچے ان تک

سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارنے کو جب کوئی ان کو ڈر کی بات سناتے ف۴ اور کہیں پہنچ جائے ان تک

نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ وَنَضَعُ

ایک بھاپ تیرے رب کی آفت کی تو مقرر کہنے لگیں اے خرابی ہماری بیشک ہم تھے گنہگار اور رکھیں گے

ایک بھاپ تیرے رب کے عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں ہائے کم بختی ہماری بیشک ہم تھے گنہگار ف۵ اور رکھیں گے ہم

الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ

ہم ترازوئیں انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا

ترازوئیں انصاف کی قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر

كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ○

برابر رائی کے دانے کی وہ ہم لے آویں گے اور ہم بس ہیں حساب کرنے کو

ہوگا برابر رائی کے دانہ کی تو ہم لے آئیں گے اس کو ف۶ اور ہم کافی ہیں حساب کرنے کو ف۷

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا

اور ہم نے دی تھی موسیٰ اور ہارون کو چکوتی اور روشنی اور نصیحت

اور ہم نے دی تھی موسیٰ اور ہارون کو فیصلے چکانے والی کتاب اور روشنی اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

ڈر والوں کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور قیامت کا

ڈرنے والوں کو ف۸ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ

مُشْفِقُوْنَ ○ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○ ع

خطرہ رکھتے ہیں اور ایک یہ نصیحت ہے برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے

رکھتے ہیں۔ ف۹ اور یہ ایک نصیحت ہے برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے ف۱۰

وَلَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ○ اِذْ قَالَ

اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اس کی خبر جب کہا اس نے

اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ف۱۱ اور ہم رکھتے ہیں اس کی خبر ف۱۲ جب کہا اس نے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ علاج کرتا اُن بتوں کا کیا پھر سب وہ شہر سے باہر گئے ایک میلے میں تب بت خانے میں جاکر سب کو توڑا ف۱۲ کہ تھیر لیا جا کیا حاصل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ از شاہ عبدالقادر صاحب ؒ

لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ○ قَالُوْا
اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو بولے
اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو ف۱ بولے

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ
ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے بولا مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے
ہم نے پایا ہے اپنے باپ دادوں کو انہیں کی پوجا کرتے ف۲ بولا مقرر رہے تم اور تمہارے باپ دادے

فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ○
صریح غلطی میں بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے
صریح گمراہی میں ف۳ بولے تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ف۴

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی
بولا نہیں پر رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں
بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب آسمان اور زمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں

ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا
اسی بات کا قائل ہوں اور قسم ہے اللہ کی میں علاج کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے
اسی بات کا قائل ہوں ف۵ اور قسم اللہ کی میں علاج کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے

مُدْبِرِیْنَ ○ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ○
پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا ان کو ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا شاید اس پاس پھر آویں ف۱
پیٹھ پھیر کر ف۶ پھر کر ڈالا ان کو ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اس کی طرف رجوع کریں ف۷ تاکہ

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی
کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکروں سے وہ کوئی بے انصاف ہے بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان
کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے ف۸ وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان

یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِیْمُ ○ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓی اَعْیُنِ النَّاسِ
ان کو کچھ کہتا ہے اس کو پکارتے ہیں ابراہیم وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں کے سامنے
بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اس کو کہتے ہیں ابراہیم ف۹ وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں کے سامنے

لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ○ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ○
شاید وہ دیکھیں بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکروں پر اے ابراہیم
شاید وہ دیکھیں ف۱۰ بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ اے ابراہیم

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ○
بولا نہیں پر یہ کیا ان کے اس بڑے نے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں
بولا نہیں پر یہ کیا ہے ان کے اس بڑے نے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں ف۱۱

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ ثُمَّ نُكِسُوْا
پھر سوچے اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو ف پھر اوندھے ہو رہے
پھر سوچے اپنے جی میں پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو ف۱۲ پھر اوندھے ہو گئے

ف۱ یعنی ذرا ان کی اصلیت اور حقیقت تو بیان کرو۔ آخر پتھر کی خود تراشیدہ مورتیاں خدا کس طرح بن گئیں ف۲ یعنی عقل و فطرت اور نقل معتد بہ کی کوئی شہادت ہماری تائید میں نہیں ہے نہ سہی لیکن یہ ہی ہماری دلیل بت پرستی کے حق و صواب ہونے کی یہ ہے کہ اوپر سے ہمارے باپ دادا ان ہی کی پوجا کرتے چلے آئے ہیں ہم اپنے بڑوں کا طریق کیسے چھوڑ دیں ف۳ یعنی اس دلیل سے تمہاری حقانیت اور صداقت ثابت نہ ہوئی۔ ہاں یہ ثابت ہوا کہ تمہارے باپ دادا بھی تمہاری طرح گمراہ و دیوقوف تھے جن کی کورانہ تقلید میں تم تباہ ہو رہے ہو ف۴ تمام قوم کے عقیدہ کے خلاف ابراہیم کی ایسی سخت گفتگو سن کر ان میں اضطراب پیدا ہو گیا کہنے لگے کیا سچ مچ تیرا خیال اور عقیدہ یہ ہی ہے یا محض ہنسی اور دل لگی کرتا ہے ف۵ یعنی میرا عقیدہ وہی ہے اور پورے یقین و بصیرت سے اس کی شہادت دیتا ہوں کہ تمہارا سب کا رب وہی ایک خالق ہے جس نے آسمان زمین پیدا کئے اور ان کی دیکھ بھال رکھی کوئی دوسری چیز اس کی خدائی میں شریک نہیں ہو سکتی ف۶ یہ بات ذرا آہستہ کہی کہ بعض نے سنی اکثر نے نہ سنی جنہوں نے سنی اس کی پرواہ نہ کی۔ کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ تنہا ایک نوجوان ساری قوم کے معبودوں کو کیا بگاڑ سکتا ہے ف۷ جب وہ لوگ شہر سے باہر ایک میلہ میں گئے تب ابراہیم نے بت خانہ میں جا کر بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا صرف ایک بت کو باقی رہنے دیا۔ جو باعتبار جثہ کے یا تعظیم و تکریم کے ان کے نزدیک سب سے بڑا تھا اور جس کلہاڑی سے توڑا تھا وہ اس بڑے کے گلے میں لٹکا دی۔ تا وہ لوگ جب واپس آکر یہ صورت حال دیکھیں تو قدرتی طور پر ان کا خیال اس بڑے بت کی طرف ہو یا اللہ! اس کی طرف رجوع کیا جائے ف۸ یعنی یہ گستاخی اور بے ادبی کی حرکت ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے کی۔ یقیناً جس نے یہ کام کیا بڑا ظالم اور شریر ہے ف۹ غالباً یہ ان ہی لوگوں نے کہا ہو گا جن کے کان تک "تاللہ لاکیدن اصنامکم" کی آواز پہنچی تھی ف۹ یہ کہنے والے وہ لوگ ہوں گے جو حضرت ابراہیم کے جملے سن چکے تھے۔ یعنی وہی ایک شخص ہے جو ہمارے معبودوں کو ذکر برائی سے کیا کرتا ہے۔ یقیناً یہ کام اسی نے کیا ہو گا ف۱۰ یعنی اس کو پکڑ کر برسر مجمع عام لے آؤ یا بیان لیا جائے تا معاملہ کو سب لوگ دیکھ کر اور خود اس کی باتیں سن کر گواہ رہیں کہ جو سزا اس کو قوم کی طرف سے دی جائے گی۔ بیشک وہ اس کا مستحق تھا۔ یہ قوم کی غرض تھی اور حضرت ابراہیم کا مقصود بھی یہ ہی ہو گا کہ مجمع عام میں آن کر موقع ملے کہ مشرکین کو عاجز و مبہوت کریں اور علی رؤس الاشہاد علانیہ حق کا اظہار ہو ف۱۱ یعنی مجھ سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یوں فرض کر لیا جائے کہ اس بڑے گرو گھنٹال نے جو صحیح و سالم کھڑا ہے اور توڑنے کا آلہ بھی اس کے پاس موجود ہے، یہ کام کیا ہو گا۔ یعنی بحث و تحقیق کے وقت بطور الزام و تبکیت تمہارا یہ دعویٰ کئے لیتا ہوں کہ بڑے جتنے سب چھوٹوں کو توڑ ڈالا اب تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ کیا دنیا میں ایسا نہیں ہوتا کہ بڑے سانپ چھوٹے سانپوں کو بڑی مچھلی چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہے اور بڑے بادشاہ چھوٹی سلطنتوں کو تباہ کر ڈالتے ہیں۔ اس لئے بہترین صورت میرے تمہارے درمیان فیصلہ کی یہ ہے کہ تم خود ان معبودوں ہی سے دریافت کر لو کہ یہ ماجرا کس طرح ہوا۔ اگر یہ بول سکتے ہیں تو کیا ایسا اہم معاملہ میں نہ بولیں گے کہ میرے جھوٹ سچ کا فیصلہ کر دیں گے؟ تنبیہ ہماری تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ "بل فعلہ کبیرھم ھذا" کہنا خلاف واقعہ خبر دینے کے طور پر نہ تھا جسے حقیقتہً جھوٹ کہا جائے۔ بلکہ ان کی تحمیق و تجہیل کے لئے ایک فرضی احتمال کو بصورت دعویٰ لے کر بطور تعریض و الزام کلام کیا گیا تھا جیسا کہ عموماً بحث و مناظرہ میں ہوتا ہے اس کو جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں ظاہر صورت جھوٹ کی معلوم ہوتی ہے اسی لئے بعض احادیث میں اس پر لفظ کذب کا اطلاق صورۃً کیا گیا ہو مفسرین نے اس کی توجیہ میں اور بھی کئی محمل بیان کئے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ ہی تقریر زیادہ صاف بے تکلف اور اقرب الی الروایات ہے واللہ اعلم ف۱۲ یعنی سمجھے کہ بیکار پتھر پوجنے سے کیا حاصل۔ یہ مطلب ہو کہ تم نے خود اپنے اوپر ظلم کیا کہ باوجود ابراہیم کی دھمکی سننے کے یوں ہی لاپروائی سے بت خانہ کھلا چھوڑ کر چلے گئے اپنے معبودوں کی حفاظت کا کوئی سامان کر کے نہ گئے کذا قال ابن کثیر ؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی زمین شام جس میں آسودگی خوب ہے ف۲ دعا تھی بیٹے ہی کی انعام میں دیا پوتا۔ —————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۞ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ

سر ڈال کر تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں بولا پھر تم پوجتے ہو

سر جھکا کر ف۱ تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں ف۲ بولا کیا پھر تم پوجتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۞ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا

اللہ سے ورے ایسے کو کہ کچھ بھلا کرے تمہارا نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو

اللہ سے ورے ایسے کو کہ جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ

تم پوجتے ہو اللہ کے سوا کیا تم کو بوجھ نہیں بولے اس کو جلا دو اور

تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں ف۳ بولے اس کو جلا دو اور

انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۞ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ

مدد کرو اپنے ٹھاکروں کی اگر کچھ کرتے ہو ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور

مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر کچھ کرتے ہو ف۴ ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور

سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۞ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۞

آرام ابراہیم پر اور چاہنے لگے اس کا برا پھر انہیں کو ہم نے ڈالا نقصان میں

آرام ابراہیم پر ف۵ اور چاہتے تھے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے ڈالا نقصان میں

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۞ وَوَهَبْنَا

اور بچا نکالا ہم نے اس کو اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہم نے جہان کے واسطے ف۱

اور بچا نکالا ہم نے اس کو اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہم نے جہان کے واسطے ف۶ اور بخشا ہم نے

لَهٗۤ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۞ وَجَعَلْنٰهُمْ

اور بخشا ہم نے اس کو اسحٰق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا ف۲ اور ان کو کیا ہم نے

اس کو اسحٰق اور یعقوب دیا انعام میں ف۷ اور سب کو نیک بخت کیا ف۸ اور ان کو کیا ہم نے

اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ

پیشوا راہ بتاتے ہمارے حکم سے اور کہہ بھیجا ان کو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی

پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے ف۹ اور کہلا بھیجا ہم نے ان کو کرنا نیکیوں کا اور قائم رکھنی

الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۞ۙ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ

نماز اور دینی زکوٰۃ اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے اور لوط کو دیا ہم نے

نماز اور دینی زکوٰۃ ف۱۰ اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے ف۱۱ اور لوط کو دیا ہم نے

حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ

حکم اور علم اور بچا نکالا اس کو اس شہر سے جو کرتے تھے گندے کام

حکم اور سمجھ ف۱۲ اور بچا نکالا اس کو اس بستی سے جو کرتے تھے گندے کام

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۞ۙ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ

وہ تھے لوگ برے بے حکم اور اس کو لے لیا ہم نے اپنی مہر میں وہ ہے

وہ تھے لوگ برے نافرمان ف۱۳ اور اس کو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے

ف۱ یعنی شرمندگی سے آنکھ نہیں ملا سکتے تھے ف۲ یعنی جان بوجھ کر ہم سے ایسی ناممکن بات کا مطالبہ کیوں کرتا ہے۔ کہیں پتھر بھی بولے ہیں؟ ف۳ یعنی پھر تم کو ڈوب مرنا چاہیئے کہ جو مورتی ایک نقطہ نہ بول سکے، کسی آڑے وقت کام نہ آسکے، ذرہ برابر نفع و نقصان اس کے اختیار نہ ہو، اسے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے کیا اتنی موٹی بات بھی تم نہیں سمجھ سکتے ف۴ یعنی بحث و مناظرہ میں تو اس سے جیت نہیں سکتے۔ اب صرف ایک ہی صورت ہے کہ (جبکہ معبود ہماری بلکہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے) ہم ان کی مدد کریں اور ان کے دشمن کو سخت ترین سزا دیں۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو ہم نے کچھ کام نہ کیا۔ چنانچہ اس مشورے کے موافق حضرت ابراہیم کو آگ میں جلانے کی سزا تجویز ہوئی گویا جس طرح ابراہیم نے بت توڑ کر ان کے دل جلائے تھے، یہ ان کو آگ میں جلا ڈالیں۔ آخر ظالموں نے جمع ہو کر نہایت اہتمام اور بیرحمی کے ساتھ حضرت ابراہیم کو سخت بھڑکتی ہوئی آگ کے نذر کر دیا ف۵ یعنی تکوینا آگ کو حکم ہوا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا۔ لیکن اس قدر ٹھنڈی بھی نہیں کہ برودت سے تکلیف پہنچنے لگے۔ ایسی معتدل ٹھنڈک ہو جو جسم و جان کو خوشگوار معلوم ہونے لگے (تنبیہ) آگ کا ابراہیم پر ٹھنڈا ہو جانا ان کا معجزہ تھا۔ معجزہ کی حقیقت یہی ہے کہ حق تعالیٰ اپنی عام عادت کے خلاف سبب عادی کو مسبب سے یا مسبب کو سبب سے جدا کر دے۔ یہاں احراق کا سبب (آگ) موجود تھی، مگر مسبب اس پر مرتب نہ ہوا۔ معجزہ وغیرہ کے متعلق مفصل کلام ہم نے ایک مستقل تحریر میں کیا ہے جو رسالہ "الحمود" کے کئی نمبروں میں چھپ چکی۔ فلیراجع ف۶ یعنی ابراہیم کا برا چاہتے تھے، لیکن خود ناکامی، ذلت، اور خسارہ میں پڑ گئے۔ حق کی صداقت برملا ظاہر ہوئی اور اللہ کا کلمہ بلند ہوا۔ قال فی "البحر المحیط" "قد اکثر الناس فی حکایۃ ما جری لابراہیم علیہ السلام۔ والذی صح ہو ما ذکرہ اللہ تعالیٰ من انہ علیہ السلام القی فی النار فجعلہا اللہ علیہ بردا وسلاما" ف۷ یعنی حضرت ابراہیم کو مع حضرت لوط کے صحیح سالم ملک شام میں لے گئے جہاں بہت سی ظاہری و باطنی برکات ودیعت کی گئی ہیں ف۸ یعنی بڑھاپے میں بیٹا مانگا تھا، ہم نے پوتا بھی دیدیا یعنی یعقوب علیہ السلام ف۹ یعنی ابراہیم، لوط، اسحاق، یعقوب اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں ہیں کیونکہ سب نبی ہوئے اور انبیاء سے بڑھ کر نیکی کس میں ہو سکتی ہے ف۱۰ یعنی ایسے کامل تو دوسروں کی تکمیل بھی کرتے تھے ف۱۱ یعنی ان کی طرف وحی بھیجی جس میں ان امور کی تاکید تھی۔ یہ ان کا کمال علمی ہوا ف۱۲ یعنی شب و روز ہماری بندگی میں لگے رہتے کسی دوسری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے یہ ہی انبیاء کی شان ہوتی ہے کہ ان کا ہر کام خدا کی بندگی کا پہلو لیے ہوتا ہے یہ عملی کمال ہوا ف۱۳ یعنی حکمت، حکومت اور علم و فہم جو انبیاء کی شان کے لائق ہو ف۱۴ بستی سے مراد "سدوم" اور اس کے ملحقات ہیں۔ وہاں کے لوگ خلاف فطرت افعال کے مرتکب اور بہت سے گندے کاموں میں مبتلا تھے ان کا قصہ پہلے کئی جگہ گذر چکا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ۔ حضرت داؤد نے بکریاں دلوادیں، کھیتی والوں کو بدلا اُن کے نقصان کا اُن کے دین میں چونکہ چور کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موافق حکم کیا اور حضرت سلیمان لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھوائیں اور دودھ ہو اور کھیتی کو پانی دیا کریں، بکری والے جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جاوے، تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی والے لیں جیسی، دونوں کو نقصان نہ ہوگا۔ حضرت داؤد کے ساتھ زبور پڑھتے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی انہیں کی سی آواز سے پڑھتے اور لوہے کی زرہ بنانے فقط تختے موڑکر اور لوگ بنتے ہیں کڑی سے ۔ ف۳ ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس بیٹھتے پھر باؤ اس کو زور سے زمین سے اٹھاتی اور نرم باؤ چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دوپہر میں پہنچاتی ۔ ف۴ شیطانوں سے غوطہ لگواتے جواہر دریا سے نکلواتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور عمارت میں بھاری کام ان سے کرواتے اور حوض بڑا جیسے لگن تالاب کی اور کنبے برابر دیگیں اٹھا کے چلتے اور ان میں کھانا پکانے اور تخت کا سامان لیے ۔ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ

نیک بختوں میں ۔ اور نوح کو جب اس نے پکارا اس سے پہلے پھر سن لی ہم نے اس کی پکار سو بچا دیا اس کو

نیک بختوں میں ۔ ف۱ اور نوح کو جب اس نے پکارا اس سے پہلے ف۲ پھر قبول کرلی ہم نے اسکی دعا سو بچا دیا اسکو

وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا

اور اس کے گھر کو بڑی گھبراہٹ سے اور بدلہ دیا اس کا ان لوگوں پر جو جھٹلاتے تھے

اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر جو جھٹلاتے تھے

بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَ دَاوٗدَ

ہماری آیتیں وہ تھے برے لوگ پھر ڈبو دیا ہم نے ان سب کو اور داؤد

ہماری آیتیں وہ تھے برے لوگ پھر ڈبا دیا ہم نے ان سب کو ف۳ اور داؤد

وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ

اور سلیمان کو جب لگے فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں اُسے رات کو بکریاں ایک لوگوں کی اور

اور سلیمان کو جب لگے فیصلہ کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں اس کو رات میں ایک قوم کی بکریاں اور

كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا

روبرو تھا ہمارے ان کا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا تھا ہم نے حکم

سامنے تھا ہمارے ان کا فیصلہ پھر سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا تھا ہم نے حکم

وَّ عِلْمًا ؗ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِیْنَ ﴿۷۹﴾

اور سمجھ ف۱ اور تابع کئے ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ پڑھا کرتے اور اڑتے جانور اور ہم نے یہ کیا تھا

اور سمجھ ف۴ اور تابع کئے ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور اڑتے جانور اور یہ سب ہم نے کیا تھا ف۵

وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

اور اس کو سکھایا ہم نے بنانا ایک تمہارا پہناوا کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی سے سو کچھ تم

اور اس کو سکھایا ہم نے بنانا ایک تمہارا لباس کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں ف۶ سو کچھ تم

شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى

شکر کرتے ہو ف۲ اور سلیمان کے تابع کی باؤ جھپٹے کی چلتی اس کے حکم سے

شکر کرتے ہو ف۷ اور سلیمان کے تابع کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اس کے حکم سے اس

الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ

زمین کی طرف جہاں برکت دی ہے ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے ف۳ اور تابع کئے کتنے شیطان

زمین کی طرف جہاں برکت دی ہے ہم نے ف۸ اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے ف۹ اور تابع کئے کتنے شیطان

مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۲﴾

جو غوطہ لگاتے اس کے واسطے اور کچھ کام بناتے اس کے سوا اور ہم تھے ان کو تھام رہے ف۴

جو غوطہ لگاتے اس کے واسطے اور بہت سے کام بناتے اس کے سوائے ف۱۰ اور ہم نے ان کو تھام رکھا تھا ف۱۱

وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾

اور ایوب کو جس وقت پکارا اپنے رب کو کہ مجھ کو پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا

اور ایوب کو جس وقت پکارا اس نے اپنے رب کو کہ مجھ پر پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا

منزل ۴

٥ ع ٥ ف۱ یعنی جب لوط کی قوم پر عذاب بھیجا تو لوط اور اس کے ساتھیوں کو ہم نے اپنی مہربانی اور رحمت کی چادر میں ڈھانپ لیا۔ "تاکہ نیکوں کا اور بدوں کا انجام الگ الگ ظاہر ہو جائے۔ ف۲ یعنی ابراہیم اور لوط سے پہلے ف۳ نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک قوم کو سمجھاتے رہے اتنی طویل مدت میں سخت زہرہ گداز سختیاں اٹھائیں آخر دعا کی اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (قمر۔ رکوع ۱) اور رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا (نوح رکوع ۲) حق تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی۔ کافروں کو طوفان سے غرق کر دیا اور نوح کو مع ہمراہیوں کے طوفان کی گھبراہٹ اور کفار کی ایذادہی سے بچا لیا ان کا مفصل قصہ پہلے گزر چکا ف۴ حضرت داؤد علیہ السلام نبی اور بادشاہ تھے حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے صاحبزادے تھے گو کم عمر تھے لیکن دونوں کو اللہ تعالیٰ نے حکومت، قوت فیصلہ اور علم و حکمت عنایت فرمائے تھے۔ حضرت سلیمان بچپن ہی میں اس قدر ذہین و سمجھ کی باتیں کرتے تھے کہ سننے والے حیران رہ جاتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک شخص کے کھیت میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں آگھسیں کھیتی کا نقصان ہوا۔ حضرت داؤد نے یہ دیکھ کر کہ بکریوں کی قیمت اس مالیت کے برابر ہے جس کا کھیت والے نے نقصان اٹھایا تھا یہ فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیتی والے کو دیدی جائیں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا میرے نزدیک کھیتی والا بکریاں اپنے پاس رکھے اور دودھ پئے اور بکریوں والے کھیت کی آبپاشی اور تردد کریں جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تو بکریاں لوٹا دیں اور کھیتی لے لیں اس میں دونوں کا نقصان نہ ہوگا حضرت داؤد نے بھی یہ فیصلہ سنکر تحسین فرمائی اور اپنے اجتہاد سے رجوع کیا گویا اصول فقہ کی اصطلاح میں سلیمان علیہ السلام کے استحسان کو اپنے قیاس کے مقابلہ میں قبول فرما لیا۔ باپ بیٹے دونوں نے جو فیصلہ شرکائے مقدمہ کے حق میں کیا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تھا اور دونوں ہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے فیصلہ کرنے کی قوت اور سمجھ عنایت کی تھی لیکن اصل تہ کی بات اس نے سلیمان کو سمجھا دی اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے جو اللہ کے نزدیک اصلح و اصوب تھا اور جسے آخرکار داؤد نے بھی قبول کیا اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بادشاہ ہو کر بھی مخلوق کے چھوٹے چھوٹے معاملات کی طرف اسی قدر توجہ فرماتے ہیں جیسے بڑے اہم کاموں کی طرف۔ ف۵ حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی خوش آواز تھے اور اس پر علاوہ تاثیر یہ حالت ہوتی تھی کہ جب جوش میں آکر زبور پڑھتے یا خدا کی تسبیح و تحمید کرتے تو پہاڑ اور پرند جانور بھی ان کے ساتھ ہم آواز ہو کر تسبیح پڑھنے لگتے تھے ف۶ یعنی تعجب نہ کرو کہ پتھر اور جانور کیسے بولتے اور تسبیح پڑھتے ہوں گے۔ یہ سب کچھ ہمارا کیا ہوا تھا بھلا ہماری لامحدود قدرت کے لحاظ سے یہ باتیں کیا مستبعد سمجھی جا سکتی ہیں ف۷ حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موم کر دیا تھا اسے موڑ کر نہایت ہلکی مضبوط جدید قسم کی زرہیں تیار کرتے تھے جو لڑائی میں کام دیں ف۸ یعنی تمہارے فائدہ کیلئے ہم نے داؤد کے ذریعہ سے ایسی عجیب صنعت نکال دی، سوچ کر تم اس قسم کی نعمتوں کا کچھ شکر ادا کرتے ہو ف۹ حضرت سلیمان نے دعا کی تھی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ (ص رکوع ۳) اللہ تعالیٰ نے ہوا اور جن اُن کیلئے مسخر کر دیے حضرت سلیمان نے ایک تخت تیار کرایا تھا جس پر تمام اعیان دولت بیٹھ جاتے اور ضروری سامان بھی بار کر لیا جاتا۔ پھر ہوا آتی۔ زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی۔ پھر اوپر جا کر نرم ہوا ان کی ضرورت کے مناسب چلتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ (ص۔ رکوع ۳) یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دوپہر میں پہنچا دیتی۔ تعجب ہے کہ آج عجیب و غریب ہوائی جہازوں کے زمانہ میں بھی بہت سے مذاکیین اس قسم کے واقعات کا انکار کرتے ہیں گیا یورپ جو کام اسٹیم اور الیکٹرک سے کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایک پیغمبر کی خاطر اپنی قدرت سے نہیں کر سکتا ف۱۰ کہ کس کو کس قسم کا امتیاز دینا مناسب ہے اور ہوا وغیرہ عناصر سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے ف۱۱ شیاطین سے مراد سرکش جن ہیں۔ ان سے حضرت سلیمان دریا میں غوطہ لگواتے تھے موتی اور جواہر اس کی تہ میں سے نکالیں اور عمارات میں بھاری کام کرواتے اور حوض کی برابر لگن اور بڑی عظیم الشان دیگیں جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں بنوا کر اٹھواتے تھے اور بہت سخت کام ان سے لیتے۔ معلوم ہوتا ہے جس قسم کے حیرت انگیز کام اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مادی قوتوں سے کرائے ہیں۔ اس وقت مخفی اور روحی قوتوں سے کرائے جاتے تھے ف۱۲ یعنی ہم نے اپنے اقتدار کامل سے ان شیاطین کو سلیمان کی قید میں اس طرح تھام رکھا تھا کہ جو چاہتے ان سے بیگار لیتے تھے اور وہ کوئی ضرر سلیمان کو نہیں پہنچا سکتے تھے ورنہ آدمی کی کیا طاقت ہے کہ ایسی مخلوق کو اپنے قبضہ میں کرلے اور زنجیروں میں جکڑ کر رکھ چھوڑے وَاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ (ص۔ رکوع ۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ۔ حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا۔ کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کنبہ اور اولاد مال اور عورت موافق تھی اور بڑے شکر گذار تھے۔ پھر [illegible] شیطان کو ہاتھ۔ کھیت جل گئے مواشی مر گئے اولاد اکٹھی دب مری دوست دار الگ ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شکر تھے ویسے بلا میں صابر رہے۔ ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلا دی اور دی اولاد اسی زمین سے چشمہ نکالا اس سے پی کر اور نہا کر چنگے ہو گئے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور سب طرح درست کر دیا ف۲ [illegible] ف۳ مچھلی کے یاروں میں سے تھے یونس علیہ السلام بڑے شوق سے دعوت کی [illegible] مشرکوں کو منع کریں بت پوجنے سے۔ یہ خفا ہو کر گئے راہ میں ندی آئی [illegible] جب پانی سے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا [illegible] جب اس شہر میں پہنچے۔ سرداروں سے ملے [illegible] وہ سننے کو تیار ہوئے۔ ایک مدت رہے۔ آخر خفا ہو کر بددعا کی عذاب کی۔ اور آپ نکل گئے تین دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے۔ اللہ کے آگے توبہ کی۔ روئے۔ سامنے [illegible] عذاب ٹل گیا۔ شیطان نے یونس کو خبر دی کہ وہ قوم اچھے بھلے ہیں۔ ان پر عذاب نہ آیا۔ یہ دل میں خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ نہ دیکھی کسی طرف چل نکلے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے بھنور میں پکڑ کر کھانے لگے۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام بھاگا۔ ف۴ یعنی اولاد دے۔ ف۵ لوگ کہتے ہیں جو کوئی اللہ کو پکارے [illegible] یہاں سے اس کی تحقیق کی۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ

پھر ہم نے سن لی اس کی۔ سو اٹھا دی جو اس پر تھی تکلیف اور دئے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر

پھر ہم نے سن لی اس کی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطا کئے اس کو گھر والے اور ان کے ساتھ اتنے اور

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ

ساتھ ان کے اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت بندگی والوں کو ف۲ اور اسمٰعیل اور

ان کے ساتھ ف۱ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کرنے والوں کو ف۲ اور اسمٰعیل اور

اِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ

ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں سہارنے والے ف۳ اور لے لیا ہم نے ان کو اپنی مہر میں

ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے ف۳ اور لے لیا ہم نے ان کو اپنی رحمت میں

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ

وہ ہیں نیک بختوں میں اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصہ سے لڑ کر پھر سمجھا کہ

وہ ہیں نیک بختوں میں اور مچھلی والے کو جب چلا گیا غصہ ہو کر ف۴ پھر سمجھا کہ

لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ

ہم نہ پکڑ سکیں گے پھر پکارا ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوا تیرے تو بے عیب ہے

ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو ف۵ پھر پکارا ان اندھیروں میں ف۶ کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے

اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَ

میں تھا گنہگاروں سے پھر سن لی ہم نے اس کی پکار اور بچا دیا اس کو اس گھٹنے سے اور

میں تھا گنہگاروں سے ف۷ پھر سن لی ہم نے اس کی فریاد اور بچا دیا اس کو اس گھٹنے سے اور

كَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ

یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو ف۸ اور زکریا جب پکارا اپنے رب کو اے رب

یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو ف۸ اور زکریا کو جب پکارا اس نے اپنے رب کو اے رب

لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَ

نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا اور تو ہے سب سے بہتر وارث ف۹ پھر ہم نے سن لی اس کی پکار اور

نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا ف۹ اور تو ہے سب سے بہتر وارث ف۱۰ پھر ہم نے سن لی اس کی دعا اور

وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي

بخشا اس کو یحییٰ اور چنگی کر دی اس کی عورت وہ لوگ دوڑتے تھے

بخشا اس کو یحییٰ اور اچھا کر دیا اس کی عورت کو ف۱۱ وہ لوگ دوڑتے تھے

الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ وَالَّتِيْٓ

بھلائیوں پر اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے دبے ف۱۲ اور وہ عورت

بھلائیوں پر اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز ف۱۲ اور وہ عورت

اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً

جس نے قید میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی ہم نے اس عورت میں اپنی روح اور کیا اس کو اور اس کے بیٹے کو نمود

جس نے قابو میں رکھی اپنی شہوت ف۱۳ پھر پھونک دی ہم نے اس عورت میں اپنی روح ف۱۴ اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نشانی

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ ۔ حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا کھیت، مواشی، لونڈی، غلام، اولاد صالح، اور عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایوب بڑے شکر گذار بندے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا۔ کھیت جل گئے، مواشی مر گئے اور اولاد اکٹھی دب مری، دوست آشنا الگ ہو گئے، بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے، ایک بیوی رفیق رہی آخر میں وہ بیچاری بھی الگ سی تھی۔ مگر حضرت ایوب جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف اور اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گذر گئی بلکہ دوست بھی سمجھنے لگے کہ یقیناً ایوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے جس کی سزا ایسی ہی سخت ہوتی ہے تب دعا کی "رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ" رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت امنڈ پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد سے دگنی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہو گئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا اور جیسا کہ حدیث میں ہے سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ غرض سب طرح درست کر دیا۔ ف۲ یعنی ایوب پر یہ مہربانی ہوئی اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئی کہ جب کسی نیک بندے پر دنیا میں برا وقت آئے تو ایوب کی طرح صبر و استقلال دکھلانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہئے۔ حق تعالیٰ اس پر نظر عنایت فرمائے گا۔ اور محض ایسے ابتلاء کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت بدگمان نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اللہ کے یہاں مبغوض ہے۔ ف۳ یعنی ان سب نیک بندوں کو یاد کرو۔ اسمٰعیل اور ادریس کا ذکر پہلے سورۂ "مریم" میں گذر چکا۔ ذوالکفل کی نسبت اختلاف ہے کہ نبی تھے جیسا کہ انبیاء کے ذیل میں تذکرہ فرمانے سے ظاہر ہوتا ہے یا محض ایک مرد صالح تھے۔ کہتے ہیں ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور [illegible]۔ مسند امام احمد اور جامع ترمذی میں ایک شخص کا قصہ آیا ہے جو پہلے سخت بدکار اور فاسق فاجر تھا۔ بعدہٗ تائب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کی بشارت کی اسی دنیا میں لوگوں کو سنا دی۔ اس کا نام حدیث میں "کفل" آیا ہے۔ بظاہر یہ وہ "ذوالکفل" نہیں جس کا ذکر قرآن کریم نے کیا۔ واللہ اعلم۔ ہمارے زمانہ کے بعض محققین کا خیال ہے کہ "ذوالکفل" وہ ہی ہیں جن کو "حزقیل" کہا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۴ "مچھلی والا" فرمایا حضرت یونس علیہ السلام کو۔ ان کا مختصر قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر نینوا کی طرف (جو موصل کے مضافات میں ہے) مبعوث فرمایا تھا۔ یونس علیہ السلام نے ان کو بت پرستی سے روکا اور حق کی طرف بلایا۔ وہ ماننے والے کہاں تھے۔ روز بروز ان کا انکار و تمرد ترقی کرتا رہا۔ آخر بددعا کی اور قوم کی حرکات سے خفا ہو کر غصہ میں بھرے ہوئے شہر سے نکل گئے۔ حکم الٰہی کا انتظار نہ کیا اور وعدہ کر گئے کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ ان کے نکل جانے کے بعد قوم کو یقین ہوا کہ نبی کی بددعا خالی نہیں جائے گی۔ کچھ آثار عذاب کے دیکھے ہوں گے۔ گھبرا کر سب بچوں اور جانوروں سمیت باہر جنگل میں چلے گئے اور ماؤں کو بچوں سے جدا کر دیا۔ میدان میں پہنچ کر سب نے رونا چلانا شروع کر دیا۔ بچے اور مائیں آدمی اور جانور سب شور مچا رہے تھے۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ تمام بستی والوں نے سچے دل سے توبہ کی۔ بت توڑ ڈالے خدا تعالیٰ کی اطاعت کا عہد باندھا اور حضرت یونس کو تلاش کرنے لگے کہ ملیں تو ان کے ارشاد پر کاربند ہوں۔ حق تعالیٰ نے آنے والا عذاب ان سے اٹھا لیا۔ "فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ" (یونس رکوع ۱۰) ادھر یونس علیہ السلام بستی سے نکل کر ایک جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے "وہ کشتی غرق ہونے لگی۔ کشتی والوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو نیچے پھینک دیا جائے۔

(بقیہ بر صفحہ ۴۴۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۴۲۶ ۔ دیا اپنے مفروضات کے موافق یہ سمجھے کہ کشتی میں کوئی غلام مولا سے بھاگا ہوا ہے، بہرحال تین آدمی کی تعیین کے لئے قرعہ ڈالا۔ وہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا [illegible] ... اس وقت یونس نے اللہ کو پکارا۔ ... لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ... [illegible]

لِلْعٰلَمِیْنَ ○ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ

کام عالم [illegible] یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں رب تمہارا

جہان والوں کے واسطے نشانی یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر اور میں ہوں رب تمہارا

فَاعْبُدُوْنِ ○ وَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ○

سو میری بندگی کرو اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام سب ہمارے پاس پھر آویں گے

سو میری بندگی کرو ف اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام ف سب ہمارے پاس پھر آئیں گے

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ

سو جو کوئی کرے کچھ نیک کام اور وہ یقین رکھتا ہو سو اکارت نہ کریں گے اس کی دوڑ

سو جو کوئی کرے کچھ نیک کام اور وہ رکھتا ہو ایمان سو اکارت نہ کریں گے اس کی سعی کو

وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ○ وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ

اور ہم اس کو لکھتے ہیں اور مقرر ہو رہا ہے ہر بستی پر جس کو کھپا دیا کہ وہ

اور ہم اس کو لکھ لیتے ہیں ف اور مقرر ہو چکا ہر بستی پر جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ

لَا یَرْجِعُوْنَ ○ حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ

نہیں پھرتے ف یہاں تک کہ جب کھول دیوے یاجوج و ماجوج کو اور وہ

پھر کر نہیں آئیں گے ف یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں یاجوج اور ماجوج اور وہ

مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ ○ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ

ہر اونچان سے پھسلتے آویں اور نزدیک پہنچے سچا وعدہ پھر تبھی

ہر اونچان سے پھسلتے چلے آویں ف اور نزدیک آلگے سچا وعدہ پھر اس دم

شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ یٰوَیْلَنَا قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ

اوپر لگ رہیں منکروں کی آنکھیں اے خرابی ہماری ہم بے خبر رہے

اوپر لگی رہ جائیں منکروں کی آنکھیں ہائے کمبختی ہماری ہم بے خبر رہے

مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ○ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اس سے نہیں پر ہم تھے گناہگار ف تم اور جو کچھ پوجتے ہو اللہ کے

اس سے نہیں پر ہم تھے گناہگار ف تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو اللہ کے

اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ

سوا جھونکنا ہے دوزخ میں تم کو اس پر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ لوگ ٹھاکر

سوائے ایندھن ہے دوزخ کا تم کو اس پر پہنچنا ہے ف اگر ہوتے یہ بت

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ لَهُمْ فِیْهَا

نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں پڑے رہیں گے ان کو وہاں

معبود تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سدا پڑے رہیں گے ف ان کو وہاں

زَفِیْرٌ وَّهُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ

چلانا ہے اور وہ اس میں بات نہیں سنتے ف جن کو آگے ٹھہر چکی

چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ف جن کے لئے پہلے سے ٹھہر چکی

غلطی اجتہادی بھی ہو امت کے حق میں معاف ہے مگر انبیاء کی تربیت [illegible] ... یعنی یہ خیال کر لیا کہ ہم اس حرکت پر کوئی [illegible] ... قدرت سے بھی [illegible] ... یوں متشرع ہو کہ [illegible] ... ف ۶ یعنی دریا کی گہرائی، مچھلی کے پیٹ اور شب تاریک [illegible] ... ف ۷ یعنی میری خطا کو معاف فرما دے ... ف ۸ یعنی یونس [illegible] ... میں ہمیشہ اس کو مجرب پایا ہے ف ۹ یعنی اولاد دے جو میرے بعد قوم کی خدمت کر [illegible] ... وارث الکتب ... ف ۱۰ ... ف ۱۱ یعنی باجود عمر [illegible] ... ف ۱۲ ... ف ۱۳ یعنی عیسیٰ علیہ السلام [illegible] ... سے ملقب ہوا اس کے بیٹ میں پرورش کیا۔

فوائد صفحہ ہذا ۔ ف ۱ ان کا تفصیلی بیان سورۂ آل عمران اور سورۂ مریم میں بیان ہو چکا ہے ف ۲ یعنی خدا بھی ایک اور تمہارا اصل دین بھی ایک ہے۔ تمام انبیاء اصول میں متحد ہوتے ہیں [illegible] ... ف ۳ ... ف ۴ ... ف ۵ ... ف ۶ ... [illegible] ... ف ۷ یعنی قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں سد ذوالقرنین توڑ کر یاجوج ماجوج کا لشکر ٹوٹ پڑے گا۔ یہ لوگ اپنی کثرت

ازدحام کی وجہ سے تمام بلندی و پستی پر چھا جائیں گے ... ان کا بے پناہ سیلاب ایسی شدت اور تیزی سے آئے گا کہ کوئی انسانی طاقت روک نہ سکے گی [illegible] ... ف ۸ ... ف ۹ یعنی ... [illegible] ... ف ۱۰ ... [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی ایک بار گزر کر ہمیشہ دور رہیں گے۔ ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔

بقیہ صفحہ ۴۲۴ | حماقت زیادہ واضح ہو کر جن سے خیر کی توقع رکھتے تھے وہ آج خود اپنے کو نہ بچا سکے پھر ہماری حفاظت کیا کر سکتے ہیں۔ ف تنبیہ: اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں خطاب ان ہی کے لئے ہے جو اسلام میں کیونکہ خطاب ان ہی کے ساتھ اپنے عابدین کے ساتھ دوزخ کا ایندھن بنائے جائیں گے۔ اگر "ما" کو عام رکھا جائے تو بشرط عدم المانع کی قید معتبر ہوگی یعنی جن فرضی معبودوں میں کوئی مانع دخول نار سے نہ ہو وہ اپنے عابدین کے ساتھ دوزخ کا ایندھن بنائے جائیں

مثلاً شیاطین واصنام۔ رہی حضرت مسیح و عزیر اور ملائکۃ اللہ جن کو بہت لوگوں نے معبود ٹھہرایا ہے ان حضرات کی مقبولیت و وجاہت مانع ہے کہ معاذاللہ اس عموم میں شامل رکھے جائیں اسی لئے آگے تصریح فرما دی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔ ف یعنی سب عابد و معبود ہمیشہ دوزخ میں پڑے رہیں گے۔ ف یعنی شدت ہول اور عذاب کی سخت تکلیف اور اپنے چلانے کے شور سے کچھ سنائی نہ دیگا۔ اور ابن مسعود سے منقول ہے

کہ ایک وقت آئے گا جب ہر دوزخی کو ایک لوہے کے صندوق میں بند کر کے اوپر میخیں ٹھونک دیجائیں گی اور جہنم کی تہ میں چھوڑ دیئے جائیں گے شاید کچھ نہ سن سکنا اس وقت کا حال ہو۔

مِّنَّا الْحُسْنٰۤی ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا ۚ

ہماری طرف سے نیکی وہ اس سے دور رہیں گے نہیں سنیں گے اس کی آہٹ

ہماری طرف سے بھلائی وہ اس سے دور رہیں گے ف نہیں سنتے اس کی آہٹ

وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ

اور وہ اپنے جی کے مزوں میں سدا رہیں گے نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی

اور وہ اپنے جی کے مزوں میں سدا رہیں گے ف نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی

الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ

گھبراہٹ میں اور لینے آویں گے ان کو فرشتے آج دن تمہارا ہے جس کا تم سے

گھبراہٹ میں ف اور لینے آئیں گے ان کو فرشتے آج دن تمہارا ہے جس کا تم سے

تُوْعَدُوْنَ ۝ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا

وعدہ تھا جس دن ہم لپیٹ لیں آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں طومار میں کاغذ جیسا

وعدہ کیا گیا تھا ف جس دن ہم لپیٹ لیویں آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں طومار میں کاغذ ف جیسا

بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ ۝

سرے سے بنایا پہلی بار پھر اس کو دہراویں گے وعدہ ضرور ہو چکا ہم پر ہم کو کرنا

سرے سے بنایا تھا پہلی بار پھر اس کو دوہرائیں گے وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو پورا کرنا ہے ف

وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا

اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت سے پیچھے آخر زمین پر مالک ہوں گے

اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں نصیحت کے پیچھے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے

عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ۝

میرے نیک بندے اس میں مطلب کو پہنچتے ہیں ایک لوگ بندگی والے

میرے نیک بندے ف اس میں مطلب کو پہنچتی ہے لوگ بندگی والے

وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ

اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہر کر کر جہان کے لوگوں پر تو کہہ مجھ کو حکم آیا ہے کہ

اور تجھ کو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر ف تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے کہ

اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ

صاحب تمہارا ایک صاحب ہے پھر ہو تم حکم برداری کرتے پھر اگر

کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے پھر کیا ہو تم حکمبرداری کرنے والے ف پھر اگر

تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ وَ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ

منہ موڑیں تو کہہ میں نے خبر کر دی تم کو دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے

منہ موڑیں تو کہہ دے میں نے خبر کر دی تم کو دونوں طرف برابر ف اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے

اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ

یا دور ہے جو تم کو وعدہ ملتا ہے وہ رب جانتا ہے پکار کی بات

فوائد صفحہ ہذا: ف یعنی ایک بار پل صراط پر سے گذر کر ہمیشہ دور رہیں گے اور اس پر سے گذرتے ہوئے بھی دوزخ کی تکلیف و الم سے قطعاً دوری ہوگی۔ ف یعنی دوزخ سے اس قدر دور ہونگے کہ اس کی آہٹ تک محسوس نہ کریں گے اور نہایت چین و آرام کیساتھ ہمیشہ جنت کے مزے لوٹیں گے۔ ف یعنی اس دن جب خلقت کو سخت گھبراہٹ ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو رنج و غم سے محفوظ رکھیگا۔ ف یعنی قبروں سے اٹھتے یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتے انکا استقبال کریں گے اور کہیں گے کہ جس دائمی مسرت و راحت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا آج اس کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ ف یعنی جب قیامت آئیگی آسمانوں کی صفیں لپیٹ دیجائیں گی جس طرح دستاویز کا لکھا ہوا کاغذ لپیٹ کر رکھدیا جاتا ہے۔ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ۔ بعض روایات میں جو نبی کریم صلعم کے ایک کاتب کا نام "سجل" بتلایا گیا ہے اسکو حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے ضعیف بلکہ موضوع قرار دیا ہے کما صرح ابن کثیر۔ فلا یعتبر بتخریج ابی داؤد والنسائی فی سننهما۔ ف یعنی جیسی سہولت سے دنیا کو پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دی جائیگی یہ حتمی وعدہ ہے جو یقیناً پورا ہو کر رہیگا۔ ف کامل وفادار بندوں سے حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ انکو دنیا و آخرت کی کامیابی اور اس زمین اور جنت کی زمین کا وارث بنائیگا چنانچہ فرمایا: اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (اعراف رکوع ۱۵) اور اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (مومن رکوع ۶) اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ (نور رکوع ۷) یہ ایسا حتمی اور قطعی وعدہ ہے جس کی خبر اس نے اپنی کتب شرعیہ اور کتب قدریہ میں دی "لوح محفوظ" اور "ام الکتاب" میں یہ وعدہ درج کیا اور انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار اعلان کرایا۔ داؤد علیہ السلام کی کتاب "زبور" ۳۷-۲۹ میں ہے کہ "صادق زمین کے وارث ہوں گے" چنانچہ اس امت کے کامل وفادار اور صادق بندے مدت دراز تک زمین کے وارث رہے شرق و غرب میں انہوں نے آسمانی بادشاہت قائم کی۔ عدل و انصاف کے جھنڈے گاڑ دیئے دین حق کا ڈنکا چاردانگ عالم میں بجا دیا۔ اور نبی کریم صلعم کی یہ پیشین گوئی ان کے ہاتھوں پر پوری ہوئی "اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا وَ اِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا" اور اسی قسم کی دوسری پیشین گوئی امام مہدی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں پوری ہو کر رہے گی۔ ف یعنی اس قسم کی بشارت سن کر خدائے واحد کی بندگی کرنے والے اپنے مطلب کو پہنچتے ہیں، یا اس قرآن کریم میں جو ایسی عظیم بشارات و ہدایات پر مشتمل ہے بندگی کرنے والوں کے لئے کافی منفعت اور کامیابی کی چیز ہے۔ ف یعنی آپ تو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اگر کوئی بدبخت اس رحمت عامہ سے خود ہی منتفع نہ ہو تو یہ اس کا قصور ہے۔ آفتاب عالمتاب سے روشنی اور گرمی کا فیض ہر طرف پہنچتا ہے لیکن کوئی شخص اپنے اوپر تمام دروازے اور سوراخ بند کرے تو یہ اس کی دیوانگی ہوگی آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں تو رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم القسمت مستفید ہونا نہ چاہے اسکو بھی کسی نہ کسی درجہ میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے چنانچہ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کی عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے۔ نیز حق تعالیٰ نے وعدہ فرما لیا ہے کہ پہلی امتوں کے خلاف اس امت کے کافروں کو عام و مستاصل عذاب سے محفوظ رکھا جائیگا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حضور کے عام اخلاق کے علاوہ جن کافروں پر آپ جہاد کرتے تھے وہ بھی مجموعہ عالم کے لئے سراسر رحمت تھا۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے اس رحمت کبریٰ کی حفاظت ہوتی تھی جس کو لے کر آپ حامل بن کر آئے تھے اور بہت سے اندھے جو آنکھیں بند کئے بھاگتے تھے اس سلسلہ میں ان کی آنکھیں بھی کھل جاتی تھیں اور ایمان کی روشنی پہنچ جاتی تھی ایک حدیث میں ہے۔ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاُوْ تِرَنَّ بِهِمْ وَ لَاُقَتِّلَنَّهُمْ وَ لَاُصَلِّبَنَّهُمْ وَ لَاُهْدِیَنَّهُمْ وَ هُمْ كَارِهُوْنَ اِنِّیْ رَحْمَةٌ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ وَ لَا یَتَوَفَّانِیْ حَتّٰی یُظْهِرَ اللّٰهُ دِیْنَهٗ (ابن کثیر) ان الفاظ سے آپ کے "رحمۃ للعالمین" ہونے کا مطلب زیادہ وسعت کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے۔ ف یہ رسالت کے ساتھ توحید کا بیان ہوا یعنی جو رحمت عظیمہ لیکر آپ تشریف لائے ہیں اس کا لب لباب توحید کامل ہے اور یہ ایسا صاف و واضح مضمون ہے جس کے قبول کرنے میں آدمی کو کچھ پس و پیش نہ ہونا چاہئے۔ بس کیا تم حکم ماننے اور حق کے سامنے گردن ڈال دینے کو تیار ہو؟ اگر ہو تو فبہا و نعمت۔ ورنہ میں تبلیغ کر کے بری الذمہ ہو چکا۔ تم اپنا انجام سوچ لو۔ ف یعنی اس قدر اتمام حجت کے بعد بھی نہ مانو تو میں تم کو خبر کر چکا کہ اب میں تم سے بیزار اور تم مجھ سے علیحدہ ہو چکے ہمارا تمہارا معاملہ اور میرا عمل میرے ساتھ ہے ایک کا دوسرے پر [illegible] سامنے آجائیگا (بقیہ بر صفحہ ۴۲۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝ ع

وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ

اور میں نہیں جانتا شاید اس میں تم کو جانچنا ہے اور برتنا

اور میں نہیں جانتا شاید یہ تمہاری جانچ ہو اور فائدہ دینا ہے

إِلَىٰ حِينٍ ۝ قَالَ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ

ایک وقت تک رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا اور رب ہمارا رحیم ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں

ایک وقت تک رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا اور رب ہمارا رحمٰن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں

عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝ ع

ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

ان باتوں پر جو تم بتلاتے ہو

سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَعَشْرُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھتر آیتیں ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝

لوگو ڈرو اپنے رب سے بے شک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے

لوگو ڈرو اپنے رب سے بے شک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ

جس دن اس کو دیکھو گے بھول جائے گی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر

جس دن اس کو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر

ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ

پیٹ والی اپنا پیٹ اور دیکھے تو لوگوں پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں

پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں

وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي

پر آفت اللہ کی سخت ہے اور ایسا شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی

پر آفت اللہ کی سخت ہے ف اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی

اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ

بات میں بے خبر اور ساتھ پکڑتا ہے ہر شیطان بے حکم کا جس کی قسمت میں لکھا ہے کہ جو

بات میں بے خبری سے ف اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی ف جس کے حق میں لکھ دیا گیا ہے کہ

مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝

کوئی اس کا دوست ہو سو وہ اس کو بہکا دے اور لے جا دے عذاب میں دوزخ کے

جو کوئی اس کا رفیق ہو سو وہ اس کو بہکائے اور لے جائے عذاب میں دوزخ کے ف

بقیہ فوائد صفحہ ۴۲۸ : حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو (قبول کرو یا رد کرو) ایک طرف کا زور نہیں آیا"۔ ف۱۲ یعنی تمہارے نہ ماننے پر جو عذاب کا وعدہ ہے وقوع تو اس کا ضرور بالضرور ہو کر رہیگا لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ جلد ہوگا یا بدیر۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ ۔ وہی ہر ایک کھلی چھپی بات کو جانتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کس بات کی کیا جزا ملنی چاہئیے اور کب ملنی چاہئیے۔ ف۲ یعنی تاخیر عذاب میں ممکن ہے تم کو جانچنا ہو کہ اس مدت میں کچھ سمجھ لو اور شرارتوں سے باز آ جاؤ یا محض ڈھیل دینا ہو کہ ایک مدت تک دنیا میں چین کر شقاوت کا پیمانہ پوری طرح لبریز کر لو۔ ف۳ یعنی جیسے ہر معاملے کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا آپ کی شان ہے اسی کے موافق میرے اور میری قوم کے درمیان جلدی فیصلہ فرما دیجئے۔ ف۴ یعنی اسی سے ہم فیصلہ چاہتے ہیں اور کافروں کی خرافات کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگتے ہیں اسی طرح کی دعا انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ "رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ" (اعراف۔ رکوع ۱۱) کیونکہ اپنی حقانیت و صداقت اور حق تعالیٰ کے عدل و انصاف پر پورا وثوق و اعتماد ہوتا تھا۔

تم سورۃ الانبیاء ولِلّٰہ الحمد والمنۃ

ف۵ قیامت کے عظیم الشان زلزلے (بھونچال) دو ہیں ایک عین قیام قیامت کے وقت یا نفخۂ ثانیہ کے بعد دوسرا قیامت سے کچھ پیشتر جو علامات قیامت میں سے ہے اگر یہاں دوسرا مراد ہو تو آیت اپنے ظاہر معنی پر رہیگی اور پہلا مراد ہو تو دونوں احتمال ہیں حقیقتاً زلزلہ آئے اور دودھ پلانے والی یا حاملہ عورتیں اپنی اسی ہیأت پر محشور ہوں یا زلزلہ سے مراد وہاں کے احوال و شدائد ہوں اور "يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ" الخ کو تمثیل پر حمل کیا جائے یعنی اس قدر گھبراہٹ اور سختی ہوگی کہ اگر دودھ پلانے والی عورتیں موجود ہوں تو مارے گھبراہٹ اور شدت ہول کے اپنے بچوں کو بھول جائیں اور حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں اس وقت لوگ اس قدر مدہوش ہوں گے کہ دیکھنے والا شراب کے نشہ کا گمان کرے حالانکہ وہاں نشہ کا کیا کام۔ خدا کے عذاب کا تصور اور احوال و شدائد کی سختی ہوش گم کر دے گی۔ (تنبیہ) اگر یہ گھبراہٹ سب کو عام ہو تو "لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ" میں نفی باعتبار اکثر احوال کے اور یہاں اثبات باعتبار ساعت قلیلہ کے لیا جائیگا اور اگر آیت حاضرہ اکثر اس کے حق میں ہو سب کے حق میں نہ ہو تو سرے سے اشکال ہی نہیں۔ ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ جن باتوں کی خبر دیتا ہے ان میں یہ لوگ جھگڑتے اور کج بحثیاں کرتے ہیں اور جہل و بے خبری سے عجیب احمقانہ شبہات پھیلاتے ہیں، چنانچہ قیامت، بعث بعد الموت اور جزاء و سزا وغیرہ پر ان کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ جب آدمی مر کر گل سڑ گیا اور ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو گئیں تو یہ کیسے سمجھ میں آئے کہ وہ پھر زندہ ہو کر اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئیگا۔ ف۷ یعنی جن یا آدمیوں میں کا جو شیطان اس کو اپنی طرف بلائے یہ فوراً اسی کے پیچھے چل پڑتا ہے گویا گمراہ ہونے کی ایسی کامل استعداد رکھتا ہے کہ کوئی شیطان کسی طرف پکارے یہ اس پر لبیک کہنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ ف۸ یعنی شیطان مرید کے متعلق یہ طے شدہ امر ہے کہ جو اس کی رفاقت اور پیروی کرے وہ اپنے ساتھ اسے بھی لے ڈوبتا ہے اور گمراہ کر کے دوزخ سے ادھر نہیں چھوڑتا۔

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

لوگو اگر تم کو دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا

اے لوگو اگر تم کو دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا ف۲

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ

مٹی سے پھر بوند سے پھر پھٹکی سے پھر بوٹی سے

مٹی سے پھر قطرہ سے ف۳ پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی

مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ

نقشہ بنی ہے اور اور بن نقشہ بنی ہے اس واسطے کہ تم کو کھول سناویں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ میں

نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے ف۴ اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں ف۵ اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ

مَا نَشَاۗءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

جو کچھ چاہیں ایک ٹھہرے ہوئے وعدے تک پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر جب تک پہنچو

میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک ف۶ پھر تم کو نکالتے ہیں لڑکا پھر جب تک کہ پہنچو

اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ

اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں پورا بھر لیا اور کوئی تم میں پھر چلایا نکمی

اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھر چلایا جاتا ہے نکمی

الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ

عمر تک تا سمجھ کر پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے اور تو دیکھتا ہے زمین

عمر تک تا کہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے ف۷ اور تو دیکھتا ہے زمین

هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ

دبی پڑی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی تازی ہو گئی اور ابھری اور اگائیں

خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی تازی ہو گئی اور ابھری اور اگائیں

مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُـحْيِ

ہر بھانت بھانت رونق کی چیزیں یہ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے تحقیق اور وہ جلاتا ہے

ہر قسم قسم رونق کی چیزیں ف۸ یہ سب کچھ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے تحقیق اور وہ جلاتا ہے

الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

مردے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے

مردوں کو اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے

لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَمِنَ

اس میں دھوکا نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھا دے گا قبر میں پڑوں کو اور بعضا

اس میں دھوکا نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے ہوؤں کو ف۹ اور بعضا

النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ

شخص ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بن خبر اور بن سوجھ اور بن کتاب

شخص وہ ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدون

ف۱ ۔ یعنی اگر یہ دھوکا لگ رہا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو کر دوبارہ کیسے جی اٹھیں گے تو خود اپنی پیدائش میں غور کرو کس طرح ہوئی۔ ف۲ یعنی اول تمہارے باپ آدم کو مٹی سے اور پھر تم کو قطرہ منی سے بنایا یا یہ مطلب ہے کہ مٹی سے غذا نکالی جس سے کئی منزلیں طے ہو کر نطفہ بنا پھر نطفہ سے کئی درجے طے کر کے تمہاری تشکیل و تخلیق ہوئی۔ ف۳ یعنی نطفہ سے جما ہوا خون اور خون سے گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے جس پر ایک وقت آتا ہے کہ آدمی کا پورا نقشہ (ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک وغیرہ) بنا دیا جاتا ہے اور ایک وقت ہوتا ہو گا ابھی تک نہیں بنا پایا گیا یا یہ مطلب ہے کہ بعض کی پیدائش مکمل کر دی جاتی ہے اور بعض یونہی ناقص صورت میں گر جاتا ہے یا یوں کہا جائے کہ بعض بے عیب ہوتے ہیں بعض عیب دار۔ ف۵ کہ خود تمہاری اصل کیا تھی اور کتنے روز گزرنے کے بعد آدمی بنے تمہاری کو سمجھ کر بہت سی حقائق کا انکشاف ہو سکتا ہے۔ اور بعث بعد الموت کا امکان بھی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ ف۶ یعنی جتنی مدت جس کو رحم مادر میں ٹھہرانا مناسب ہوتا ہے ٹھہراتے ہیں کم از کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس یا چار برس علی اختلاف الاقوال۔ ف۷ یعنی جس طرح اندر رہ کر بہت سے مدارج طے کئے ہیں باہر آ کر بھی تدریجاً بہت منازل سے گذرنا پڑتا ہے ایک بچپن کا زمانہ ہے جب آدمی بالکل کمزور و ناتواں ہوتا ہے اور اس کی تمام قوتیں چھپی رہتی ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ کامن (پوشیدہ) قوتیں ظاہر ہوتی ہیں جسمانی حیثیت سے ہر چیز کمال شباب کو پہنچ جاتی ہے پھر بعض تو جوانی ہی میں مر جاتے ہیں۔ اور بعض اس عمر کو پہنچتے ہیں جہاں پہنچ کر آدمی کے اعضاء و قوی جواب دے دیتے ہیں وہ سمجھدار بننے کے بعد ناسمجھ اور کار آمد ہونے کے بعد نکما ہو جاتا ہے یاد کی ہوئی چیزیں بھول جاتا ہے اور جانی ہوئی چیزوں کو گویا نہیں جانتا گویا بوڑھا ہو کر پھر بچہ بن جاتا ہے۔ ف۸ یعنی زمین مردہ پڑی تھی رحمت کا پانی پڑتے ہی جی اٹھی اور تر و تازہ ہو کر لہلہانے لگی قسم قسم کے خوش منظر فرحت بخش اور نشاط افزا پودے قدرت نے اگا دیئے۔ ف۹ انسان کی پیدائش اور کھیتی کی مثالوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں چند باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) یہ کہ یقیناً اور بالتحقیق اللہ موجود ہے ورنہ ایسی منظم محکم اور حکیمانہ صنعتیں کہاں سے ظاہر ہو گئیں (۲) یہ کہ خدا ہی تعالیٰ مردہ اور بے جان چیزوں کو زندہ اور جاندار بنا دیتا ہے چنانچہ مشت خاک یا قطرہ آب سے انسان بنا دیا اور افتادہ زمین میں روح نباتی پھونک دینا اس پر شاہد ہے پھر دوبارہ پیدا کر دینا اس کو کیا مشکل ہے (۳) یہ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اگر ہر چیز اس کی قدرت کے نیچے نہ ہوتی تو ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا تھا (۴) یہ کہ قیامت ضرور آنی چاہیے اور اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ضرور ملنی چاہیے کیونکہ اتنے بڑے انتظامات یونہی عبث اور بیکار نہیں ہو سکتے جس حکیم مطلق اور قادر علی الاطلاق نے اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے انسان کو ایسی عجیب و غریب صفات کے ساتھ پیدا کیا، کیا خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس نے اس کی زندگی بیکار رائگانی ہو گی؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً انسان کی یہ محدود زندگی جس میں سعادت و شقاوت نیکی بدی اور رنج و راحت باہم مخلوط رہتے ہیں اور امتحان و انتقام کی صورتیں ایک دوسرے سے مکمل اور نمایاں طور پر متمیز نہیں ہوتیں، اس کو مقتضی ہے کہ کوئی دوسری زندگی ہو جہاں سعید و شقی مجرم و وفادار صاف طور پر الگ الگ ہوں اور ہر ایک اس مقام پر پہنچا دیا جائے جہاں پہنچنے کے لئے بنایا گیا ہے اور جس کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے۔ مادی حیثیت سے منی کے جن اجزاء میں نطفہ بننے کی استعداد تھی ان سے نطفہ بنا۔ اسی طرح نطفہ کی پوشیدہ قوتیں علقہ میں علقہ کی مضغہ میں مضغہ کی طفل میں آئیں اور جوانی کے وقت ان کا پورا ظہور ہوا۔ یا زمین کی پوشیدہ قوتیں بارش کا چھینٹا پڑنے سے ظہور پذیر ہوئیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ انسان میں سعادت و شقاوت کی جو روحانی قوتیں ودیعت کی گئیں یا نیکی اور بدی میں پھولنے پھلنے کی جو زبردست استعداد رکھی ہے وہ اپنے پورے شباب کو پہنچے۔ اور کامل ترین اشکال و صورتیں ظاہر ہوں۔ اسی کا نام بعث بعد الموت ہے۔ جو دنیا کی زندگی کا موجودہ دور ختم کرنے کے بعد وقوع پذیر ہو گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے ادھر دنیا گئی ادھر دین گیا۔ کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی نہ اس طرف نہ اس طرف جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہے جب چاہے نکل جائے ——— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

مُّنِيْرٍ ۙ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ

چمکتی — اپنی کروٹ — موڑ کر — کہ بہکا دے — اللہ کی راہ سے — اس کو دنیا میں — رسوائی ہے

روشن کتاب کے ف اپنی کروٹ موڑ کر ف تاکہ بہکائے اللہ کی راہ سے — اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے

وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اور چکھا دیں گے ہم اس کو قیامت کے دن — جلنے کی مار — یہ اس کا بدلہ ہے جو آگے بھیج چکے

اور چکھائیں گے ہم اس کو قیامت کے دن — جلتی کی مار ف — یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے

يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ۧ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

ع ۱۰ / ۴

تیرے دو ہاتھ — اور یہ کہ اللہ ظلم نہیں — کرتا — بندوں پر — اور بعضا شخص ہے کہ

تیرے دو ہاتھ — اور اس وجہ سے اللہ نہیں ظلم کرتا — بندوں پر ف — اور بعضا شخص وہ ہے کہ

يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ

بندگی کرتا ہے — اللہ کی کنارے پر — پھر اگر — ملی اس کو بھلائی — چین پکڑا اس پر — اور

بندگی کرتا ہے — اللہ کی کنارے پر — پھر اگر — پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر — اور

اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ

اگر مل گئی اس کو جانچ — پھر گیا — الٹا — اپنے منہ پر — گنوائی — دنیا — اور

اگر پہنچی اس کو جانچ — پھر گیا — الٹا — اپنے منہ پر — گنوائی — دنیا — اور

الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آخرت — یہی ہے — ٹوٹا — صریح — ف — پکارتا ہے — اللہ کے — سوا

آخرت — یہی ہے — ٹوٹا — صریح ف — پکارتا ہے — اللہ کے — سوائے

مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

ایسی چیز کو اس کا برا نہیں کرتی اور ایسی چیز کو اس کا بھلا نہیں کرتی — یہی ہے دور پڑنا — بھول کر

ایسی چیز کو کہ نہ اس کا نقصان کرے اور نہ اس کا فائدہ کرے — یہی ہے دور جا پڑنا — گمراہ ہو کر ف

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ

پکارے جاتا ہے — البتہ جس کا ضرر پہلے پہنچے — نفع سے — بے شک — برا دوست ہے — اور

پکارے جاتا ہے — اس کو جس کا ضرر پہلے پہنچے — نفع سے ف — بیشک برا دوست ہے — اور

لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

برا — رفیق — اللہ — داخل کرے گا — ان کو — جو یقین لائے — اور کیں

برا — رفیق ف — اللہ — داخل کرے گا — ان کو — جو ایمان لائے — اور کیں

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

نیکیاں باغوں میں — بہتی نیچے — ان کے — نہریں — اللہ کرتا ہے

بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں — نیچے ان کے — نہریں ف — اللہ کرتا ہے

مَا يُرِيْدُ ۝ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ

جو چاہے — جس کو یہ خیال ہو کہ ہرگز — مدد نہ کرے گا اس کو اللہ — دنیا میں — اور

جو چاہے ف — جس کو یہ خیال ہو کہ ہرگز نہ مدد کرے گا — اس کی اللہ — دنیا میں — اور

ف یعنی ایسے واضح دلائل و شواہد سننے کے بعد بھی بعض کجرو اور ضدی لوگ اللہ کی باتوں میں یوں ہی بے سند جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی الہامی ہے نہ دلیل عقلی نہ دلیل سمعی محض اوہام و ظنون کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ف یعنی غرور و تکبر کے ساتھ ف یعنی جو شخص بدون حجت و دلیل محض عناد سے خدائی باتوں میں جھگڑتا ہے اور غرض یہ ہو کہ دوسرے لوگوں کو ایمان و یقین کی راہ سے ہٹائے اس کو دنیا میں خدا تعالیٰ ذلیل کرے گا اور آخرت کا عذاب رہا سو الگ۔ ف یعنی جب سزا دیں گے تو کہا جائے گا کہ خدا کی طرف سے کسی پر ظلم و زیادتی نہیں تیرے ہاتھوں کی کرتوت ہے جس کا مزہ آج چکھ رہا ہے ف یعنی بعض آدمی محض دنیا کی غرض سے دین کو اختیار کرتا ہے اور اس کا دل مذبذب رہتا ہے اگر دین میں داخل ہو کر دنیا کی بھلائی دیکھے بظاہر بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پائے تو چھوڑ دے، ادھر دنیا گئی ادھر دین گیا۔ کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی اس طرف ہے نہ اس طرف جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل بھاگے۔ ف یعنی خدا کی بندگی چھوڑ دی دنیا کی بھلائی نہ ملنے کی وجہ سے اب پکارتا ہے ان چیزوں کو جن کے اختیار میں نہ ذرہ برابر بھلائی ہے نہ برائی۔ کیا خدا نے جو چیز نہیں دی تھی۔ وہ پتھروں سے حاصل کر لے گا؟ اس سے بڑھ کر کھلی حماقت کیا ہوگی ف یعنی بتوں سے نفع کی تو امید موہوم ہے (بت پرستوں کے زعم کے موافق) لیکن ان کو پوجنے کا جو ضرر ہے وہ قطعی اور یقینی ہے اس لئے فائدہ کا سوال تو بعد کو دیکھا جائے گا، نقصان ابھی ہاتھوں ہاتھ پہنچ گیا۔ ف جب قیامت میں بت پرستی کے نتائج سامنے آئیں گے تو بت پرست بھی یہ کہیں گے لبئس المولی ولبئس العشیر یعنی جن سے بڑی امداد و رفاقت کی توقع تھی وہ بہت ہی برے رفیق اور مددگار ثابت ہوئے کہ نفع تو کیا پہنچاتے الٹا ان کے سبب سے نقصان پہنچ گیا۔ جس کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا ٭ موم سمجھا تھا ترے دل کو سو پتھر نکلا۔ ف منکرین مجادلین اور مذبذبین کے بعد یہاں مومنین مخلصین کا انجام نیک بیان فرمایا۔ ف جس کو مناسب جانے سزا دے اور جس پر چاہے انعام فرمائے۔ اس کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا وہ، وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکتی رسی سے لٹک رہا ہے۔ اگر چڑھ نہیں سکتا تو توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر گیا تو توقع رہی کیا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی اونچان۔ ف مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں پیچھے بگڑا ہے انہوں نے یا جیسے غلط ہیں۔ ف ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں۔ اور ایک سجدہ ہے۔ ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے۔ یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے اور سب خلق کرتی ہے۔
اثر شاہ عبدالقادر صاحب

الْاٰخِرَةِ فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ فَلْیَنْظُرْ هَلْ
آخرت میں تو تانے ایک رسی آسمان کو پھر کاٹ دے اب دیکھے کچھ
آخرت میں تو تان لے ایک رسی آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ
یُذْهِبَنَّ كَیْدُهٗ مَا یَغِیْظُ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ
گیا اس کی تدبیر سے اس کے جی کا غصہ ف اور یوں اتارا ہم نے یہ قرآن کھلی باتیں
جاتا رہا اس کی تدبیر سے اس کا غصہ ف اور یوں اتارا ہم نے یہ قرآن کھلا باتیں
وَّاَنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ
اور یہ ہے کہ اللہ سوجھ دیتا ہے جس کو چاہے جو لوگ مسلمان ہیں اور جو
اور یہ ہے کہ اللہ سمجھا دیتا ہے جس کو چاہے ف جو لوگ مسلمان ہیں اور جو
هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا
یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو شرک کرتے ہیں
یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس ف اور جو شرک کرتے ہیں
اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ
اللہ فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہے
مقرر اللہ فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہے
شَهِیْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ
ہر چیز ف تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی
ہر چیز ف تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی
فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَ
زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور
زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور
الدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ
جانور اور بہت آدمی اور بہت ہیں کہ ان پر ٹھہر چکا عذاب اور جس کو
جانور اور بہت آدمی ف اور بہت ہیں کہ ان پر ٹھہر چکا عذاب ف اور جس کو
یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۝
اللہ ذلیل کرے اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ف
اللہ ذلیل کرے اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ف
هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ؗ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ
یہ دو مدعی ہیں جھگڑے ہیں اپنے رب پر جو منکر ہوئے ان کے واسطے
یہ دو مدعی ہیں جھگڑتے ہیں اپنے رب پر ف جو منکر ہوئے ان کے واسطے بیونتے ہیں
ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ۝
بیونتے ہیں کپڑے آگ کے ڈالتے ہیں ان کے سر پر جلتا پانی
ہیں کپڑے آگ کے ڈالتے ہیں ان کے سر پر جلتا پانی

ف لن ینصرہ اللہ میں ضمیر مفعول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے جن کا تصور قرآن پڑھنے والے کے ذہن میں گویا ہر وقت موجود رہتا ہے کیونکہ آپ ہی قرآن کے اولین مخاطب ہیں۔ گو امومنین کا انجام ذکر کرنے کے بعد یہ ان کے مقابلے کا بیان ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے رسول سے دنیا اور آخرت میں فتح و نصرت کا وعدہ کر چکا ہے۔ وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا خواہ کفار و حاسدین کتنا ہی غیظ کھائیں اور نصرت ربانی کے روکنے کی کتنی ہی تدبیریں کریں لیکن حضور کی نصرت و کامیابی کسی طرح رک نہیں سکتی۔ بلیغیظ الکافرین۔ اگر ان کفار و حاسدین کو اس پر زیادہ غصہ ہے۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم کسی کوشش سے خدائی حیثیت کو روک سکیں گے تو اپنی انتہائی کوشش صرف کر کے دیکھ لیں حتیٰ کہ ایک رسی اوپر چھت میں لٹکا کر گلے میں ڈال لیں اور خود پھانسی دے کر جل کر مر جائیں یا ہو سکتا ہو تو آسمان تک رسی تان کر اوپر چڑھیں اور وہاں سے آسمانی امداد کو منقطع کر آئیں پھر دیکھیں کہ ان تدبیروں سے وہ چیز آئی نہ ہو جائے جس پر انہیں اس قدر غصہ اور پیچ و تاب ہے۔ اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے آیت کو "ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف" الخ کے مضمون سے مربوط کر کے نہایت لطیف تقریر فرمائی ہے۔ ان کے نزدیک "من کان یظن ان لن ینصرہ" الخ میں ضمیر مفعول "من" کی طرف لوٹتی ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجنے لگے۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکتی رسی سے لٹک رہا ہے۔ اگر چڑھ نہیں سکتا تو توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی تو کیا توقع رہی۔ کیا خدا کی رحمت سے ناامید ہو کر کامیابی حاصل کر سکے گا گویا رسی کیا، اللہ کی امید کو اس کا کاٹ دینا، ناامید ہو جانا اور آسمان سے مراد بلندی ہے۔ واللہ اعلم ف یعنی کیسی صاف صاف مثالیں اور کھلی باتیں ہیں۔ مگر سمجھتا وہی ہے جسے خدا سمجھ دے ف مجوس آگ پوجتے ہیں اور دو خالق مانتے ہیں ایک خیر کا خالق جس کا نام "یزداں" ہے دوسرا شر کا جس کو "اہرمن" کہتے ہیں اور کسی نبی کا نام بھی لیتے ہیں معلوم نہیں پیچھے بگڑے ہیں یا پہلے سے غلط ہیں۔ شہرستانی نے "ملل و نحل" میں ان کے مذہب پر جو کلام کیا ہے اسے دیکھا جائے۔ "صابئین" وغیرہ کا ذکر پہلے گزر چکا۔ ف یعنی تمام مذاہب و فرق کے نزاعات کا عملی اور دو ٹوک فیصلہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے قیامت کے دن ہوگا۔ سب چلا کر کے اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچا دیے جائیں گے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کون کس مقام پر یا کس سزا کا مستحق ہے ف ایک سجدہ ہے جس میں آسمان و زمین کی ہر مخلوق شامل ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت کے آگے تکوینا سب مطیع و منقاد اور عاجز و بے بس ہیں۔ خواہی نخواہی سب کو اس کے آگے گردن ڈالنا اور سر جھکانا پڑتا ہے۔ دوسرا سجدہ ہے ہر چیز کا جدا۔ وہ یہ کہ جس چیز کو جس کام کے لیے بنایا اس کام میں لگے۔ یہ بہت آدمی کرتے ہیں۔ بہت نہیں کرتے۔ مگر آدمیوں کے سوا سب کی دو سرا ہی خلقت کرتی ہے بنا بریں "ان اللہ یسجد لہ" الخ میں ہر چیز کا اپنی شان کے لائق سجدہ مراد ہوگا۔ یا "من فی الارض" تک پہلا سجدہ اور دوسرا "یسجد" مقدر نکالا جائے گا۔ (تنبیہ) پہلی آیت سے واضح ہوا کہ مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں حالانکہ دوسری مخلوق خدا کی مطیع و منقاد ہے۔ انسان جو ساری مخلوق سے زیادہ عاقل ہے چاہیے تھا کہ اس کے کل افراد اوروں سے زیادہ منقاد ہوتے۔ ف یعنی سجدہ سے انکار کرنے کی بدولت عذاب کے مستحق ہوئے۔ ف یعنی خدا تعالیٰ جس کو اس کی شامت اعمال سے ذلیل کرنا چاہے۔ اسے ذلت کے گڑھے سے نکال کر عزت کے مقام پر کون پہنچا سکتا ہے ف یعنی پہلے "ان الذین آمنوا والذین ھادوا والصابئین" الیٰ آخر میں جن فرقوں کا ذکر ہوا ان سب کو حق و باطل پر ہونے کی حیثیت سے دو فریق کہہ سکتے ہیں۔ ایک مومنین کا گروہ جو اپنے رب کی سب باتوں کو من و عن تسلیم کرتا اور اس کے احکام کے آگے سر بسجود رہتا ہے دوسرا کفار کا مجمع جس میں یہود و نصاریٰ مجوس، مشرکین، صابئین وغیرہم سب شامل ہیں۔ جو ربانی ہدایات کو قبول نہیں کرتے اور اس کی اطاعت کے آگے سر نہیں جھکاتے۔ یہ دونوں فریق دعاوی میں، بحث و مناظرہ میں اور جہاد و قتال کے مواقع میں بھی ایک دوسرے کے مقابل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بدر کے میدان مبارزہ میں حضرت علی، حضرت حمزہ اور عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہم تین کافروں (عتبہ ابن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ اور ولید بن عتبہ) کے مقابلہ پر نکلے تھے۔ آگے دونوں فریق کا انجام بتلاتے ہیں ف یعنی جس طرح لباس آدمی کے بدن کو ڈھانپ لیتا ہے جہنم کی آگ اسی طرح ان کو محیط ہوگی یا کسی ایسی چیز کے کپڑے پہنائے جائیں گے جو آگ کی گرمی سے بہت سخت اور بہت جلد تپنے والے ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۔ یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھ میں ف ستھری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بکنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ ف یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ سزا پاویں گے۔ ف کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ پہلے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیم کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اس کی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور ان امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہوں گے اس کو آباد کرنے والے

—— از شاہ عبدالقادر صاحب

يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝ وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ۝

پگھلایا جاتا ہے اس سے جو ان کے پیٹ میں ہے اور کھالیں بھی اور ان کے واسطے مونگریاں ہیں لوہے کی

گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے۔ اور کھال بھی اور ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے ف

كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا

جب چاہیں کہ نکل پڑیں اس سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے اندر اور چکھتے رہو

جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں اس کے اندر اور چکھتے رہو

عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝ ع إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

جلنے کی مار اللہ داخل کرے گا ان کو جو یقین لائے اور کیں

جلنے کا عذاب ف بیشک اللہ داخل کرے گا ان کو جو یقین لائے اور کیں

الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا

بھلائیاں باغوں میں بہتی نیچے ان کے نہریں گہنا پہناویں گے ان کو

بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا پہنائیں گے ان کو وہاں

مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝

وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور ان کی پوشاک وہاں ریشم کی ف

کنگن سونے کے اور موتی ف اور ان کی پوشاک ہے وہاں ریشم کی ف

وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ۝

اور راہ پائی ہے انہوں نے ستھری بات کی اور پائی اس تعریفوں سراہے کی راہ ف

اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی ف اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ ف

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ

جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے

جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد

الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ

جو ہم نے بنائی سب لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں ٹکا رہنے والا اور باہر کا

حرام سے جو ہم نے بنائی سب لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا

وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ ع

اور جو کوئی اس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھا دیں گے ایک دکھ کی مار ف

اور جو اس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھائیں گے ایک عذاب دردناک ف

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا

اور جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا کہ شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو

اور جب ٹھیک کر دی ہم نے ابراہیم کو جگہ اس گھر کی ف کہ شریک نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو ف

وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝

اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع سجدہ کرنیوالوں کے واسطے ف

اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والوں کے واسطے اور کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع و سجدہ والوں کے ف

منزل ۴

ع ۲ (۱۲) ۹

ع ۳ ۱۰

ف ۱ دوزخیوں کے سر کو ہتھوڑے سے کچل کر کھولتا ہوا پانی اوپر سے ڈالا جائے گا جو دماغ کے راستہ سے پیٹ میں پہنچے گا جس سے سب انتڑیاں اوجھڑی کٹ کٹ کر نکل پڑے گی۔ اور جلد کی بابت یہ کہ جب پانی مس کریگا تو جلد پگھل کر گر پڑے گی پھر اصلی حالت کی طرف لوٹائے جائیں گے اور بار بار یہی عمل ہوتا رہے گا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ف ۲ یعنی دوزخ میں گھٹ گھٹ کر چاہیں گے کہ کہیں کو نکل بھاگیں آگ کے شعلے ان کو اوپر کی طرف اٹھائیں گے پھر فرشتے آہنی گرز مار کر نیچے دھکیل دیں گے اور کہا جائیگا کہ دائمی عذاب کا مزا چکھتے رہو جس سے نکلنا کبھی نصیب نہ ہوگا۔ العیاذ باللہ ف ۳ یعنی طرح طرح کی آرائش و زیب و زینت سے رہیں گے اور ہر ایک عنوان سے تجمل و تنعم کا اظہار ہوگا۔ ف ۴ پہلے "قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ" میں دوزخیوں کا لباس مذکور ہوا تھا۔ اس کے بالمقابل یہاں جنتیوں کا پہناوا بیان کرتے ہیں کہ ان کی پوشاک ریشم کی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور وہاں پوشاک، معلوم ہوا یہ دونوں (چیزیں مردوں کے لئے) یہاں نہیں اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ہاتھ میں ڈالتے ہیں" (تنبیہ) احادیث میں ہے کہ جو مرد یہاں ریشم کا لباس پہنے گا آخرت میں نہیں پہنے گا۔ اگر وہ پہننے والا کافر ہے تب تو ظاہر ہے کہ وہ جنت میں داخل ہی نہ ہوگا۔ کہ جنتیوں کا لباس پہنے۔ ہاں اگر مومن ہے تو شاید کچھ مدت تک اس لباس سے محروم رکھا جائے پھر ابد الآباد تک پہنتا رہے اور اس لا انتہائی مدت کے مقابلہ میں یہ قلیل زمانہ غیر معتد بہ سمجھا جائے۔ ف ۵ دنیا میں بھی کہ لا الٰہ الا اللہ کہا۔ قرآن پڑھا۔ خدا کی تسبیح و تحمید کی۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا۔ اور آخرت میں بھی کہ فرشتے ہر طرف سے سلام کریں گے اور جنتی آپس میں ایک دوسرے سے ستھری باتیں کرتے ہوں گے۔ بک بک جھک جھک نہ ہو گی اور خدا کے حمد و شکر کی باتیں بولا کریں گے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ سورہ فاطر میں ہے يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ الخ اس سے آیت حاضرہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ بتطبیق الروح ف ۶ یعنی اللہ کی راہ پالی جس کا نام اسلام ہے یہ راہ خود بھی حمید ہے اور راہ والا بھی حمید ہے۔ یا راہ پائی اس جگہ کی جہاں پہنچ کر آدمی کو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ہوتا ہے ف ۷ "هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا" الخ میں مومنین اور کفار کے اختصام (جھگڑے) کا ذکر تھا اسی اختصام کی بعض صورتوں کو یہاں بیان فرمایا ہے۔ یعنی ایک وہ لوگ ہیں جو خود گمراہ ہونے کے ساتھ دوسروں سے مزاحم ہوتے ہیں چاہتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ کے راستہ پر نہ چلے۔ حتیٰ کہ جو مسلمان اپنے پیغمبر کی معیت میں عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ جا رہے تھے ان کا راستہ روک دیا حالانکہ مسجد حرام (یا حرم شریف کا وہ حصہ جس سے لوگوں کی عبادات و مناسک کا تعلق ہے) سب کے لئے یکساں ہے۔ جہاں مقیم و مسافر اور شہری و بدوی سب کو ٹھہرنے اور عبادت کرنے کے مساویانہ حقوق حاصل ہیں۔ ہاں وہاں سے نکالے جانے کے قابل اگر ہیں تو وہ لوگ جو شرک اور شرارت کر کے اس بقعہ مبارکہ کی بے حرمتی کرتے ہیں (تنبیہ) بیوت مکہ کی ملکیت اور بیع و شراء وغیرہ کا مسئلہ ایک مستقل مسئلہ ہے۔ جس کی کافی تفصیل روح المعانی وغیرہ میں کی گئی ہے یہاں اس کے بیان کا موقع نہیں ف ۸ یعنی جو شخص حرم شریف میں جان بوجھ کر بالارادہ بے دینی اور شرارت کی کوئی بات کریگا اس کو اس سے زیادہ سخت سزا دی جائے گی جو دوسری جگہ ایسا کام کرنے پر ملتی ہے۔ اسی سے ان کا حال معلوم کر لو جو ظلم و شرارت سے مومنین کو یہاں آنے سے روکتے ہیں۔ ف ۹ کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ پہلے سے بزرگ تھی۔ پھر مدتوں کے بعد نشان نہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ بیت اللہ تعمیر کرو۔ اس مقام جگہ کا نشان دکھلایا گیا حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ (تنبیہ) مسجد حرام کا ذکر پہلے آیا تھا۔ اس کی مناسبت سے کعبہ کی بنا کا حال اور اس کے متعلق بعض احکام دور تک بیان کئے گئے ہیں ف ۱۰ یعنی اس گھر کی بنیاد خالص توحید پر رکھو کوئی شخص یہاں اللہ کی عبادت کے سوا کوئی مشرکانہ رسوم نہ بجا لائے۔ کفار مکہ نے اس پر ایسا عمل کیا کہ وہاں تین سو ساٹھ بت لا کر کھڑے کر دیئے۔ العیاذ باللہ۔ جن کی گندگی سے ہمیشہ کے لئے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے گھر کو پاک کیا۔ فالحمد للہ۔ ف ۱۱ یعنی خالص ان ہی لوگوں کے لئے رہے اور سب سے پاک کیا جائے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "پہلی امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت محمدیہ کی نماز میں ہے۔ تو خبر دی کہ آگے لوگ ہوں گے اس کے آباد کرنے والے" وفیہ نظر فتأمل

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف ۱ ۔ ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت میں ایک کہا جن کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے [illegible] ف ۲ جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھاوے اور [illegible] دن ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارھویں اور بارھویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا ۔ ف ۳ جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے میل نہیں اتارتے ۔ اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی مرادوں کے واسطے جو مانا ہو وہ ادا کریں [illegible] ف ۴ بڑائی رکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور وقف ہوئے نہ لاوے ۔ اور کعبی جانور لاوے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے ۔ اور چوپائے تم کو حلال ہیں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بتہیرے چوپائے حرام بھی ہیں اور بتوں کی گندگی سے جو کسی تھان پر ذبح کیا ۔ وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات سے یعنی جو کسی کے تھان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف لگی وہ سب اس کو راہ میں سے اچک لے گئے ۔ یا سب سے منکر ہو کر دہریہ ہو گیا۔

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ	
اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آویں تیری طرف پاؤں چلتے اور سوار ہو کر دبلے اونٹوں پر	
اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پیروں چل کر اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر	
يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا	
چلے آتے ہیں دور کی راہوں سے ف ۱ کہ پہنچیں اپنے بھلے کی جگہوں پر اور پڑھیں	
چلے آئیں راہوں دور سے ف ۱ تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر ف ۲ اور پڑھیں	
اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ	
نام اللہ کا کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپایوں مواشی کے جو اس نے دیے	
اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپایوں مواشی کے جو اللہ نے دیے	
الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا	
ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو ف ۲ پھر چاہیے نبیڑیں	
ہیں ان کو ف ۳ سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو ف ۴ پھر چاہیے کہ ختم کر دیں	
تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝	
اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا ف ۳	
اپنا میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا ف ۵	
ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ	
یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کے ادب کی سو وہ بہتر ہے اس کو اپنے رب کے پاس اور	
یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کی حرمتوں کی سو وہ بہتر ہے اس کے لیے اپنے رب کے پاس ف ۶ اور	
وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ	
حلال ہیں تم کو چوپائے مگر جو تم کو سناتے ہیں سو بچتے رہو بتوں کی	
حلال ہیں تم کو چوپائے ف ۷ مگر جو تم کو سناتے ہیں ف ۸ سو بچتے رہو بتوں کی	
مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ	
گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ایک اللہ کی طرف ہو کر نہ	
گندگی سے ف ۹ اور بچتے رہو جھوٹی بات سے ف ۱۰ ایک اللہ کی طرف کے ہو کر نہ کر	
مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ	
اس کے ساتھ ساجھی بناکر اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے	
اس کے ساتھ شریک بناکر ف ۱۱ اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا آسمان سے	
فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝	
پھر اچکتے ہیں اس کو اڑتے جانور یا لے ڈالا اس کو باؤ نے کسی دور مکان میں ف ۴	
پھر اچکتے ہیں اس کو اڑنے والے مردار خوار یا ڈالا اس کو ہوا نے کسی دور مکان میں ف ۱۲	
ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝	
یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا سو وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے	
یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے ف ۱۳	

از شاہ عبد القادر صاحب

ف ۱ ۔ جب کعبہ تعمیر ہو گیا تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے پکار کر کہا کہ لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ ۔ حق تعالیٰ نے یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچا دی۔ (بلا تشبیہ جیسے آج کل ہم امریکہ یا ہندوستان میں بیٹھ کر لندن کی آوازیں سن لیتے ہیں) جس کے لیے حج مقدر تھا اس کی روح نے لبیک کہا ۔ وہ ہی شوق کی دبی ہوئی چنگاری ہے کہ ہزاروں آدمی پا پیادہ تکلیفیں اٹھاتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں اور بہت سے اتنی دور سے سوار ہو کر آتے ہیں کہ چلتے چلتے اونٹنیاں تھک جاتی اور دبلی ہو جاتی ہیں بلکہ حاجیوں کو جو سانڈنیاں کہاں ملتی ہیں ۔ ان ہی سب کے دبلے اونٹوں پر مسافتیں قطع کرتے ہیں گویا اس دعا کی مقبولیت کا اثر ہے جو حضرت ابراہیم نے کی تھی ۔ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ (ابراہیم ۔ رکوع ۶) ف ۲ ۔ اصل مقصود تو دینی و اخروی فوائد کی تحصیل ہے ۔ مثلاً حج وغیرہ اور دوسری عبادات کے ذریعہ حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور روحانی ترقیات کے بلند مقامات پر فائز ہونا ۔ لیکن اس عظیم الشان اجتماع کے ضمن میں بہت سے سیاسی، تمدنی اور اقتصادی فوائد بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں ۔ کما لا یخفی ۔ ف ۳ "ایام معلومات" سے بعض کے نزدیک ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور بعض کے نزدیک تین دن قربانی کے مراد ہیں ۔ بہرحال ان ایام ذکر اللہ کی بڑی فضیلت آئی ہے ۔ اسی ذکر کے تحت میں خصوصیت کیساتھ یہ بھی داخل ہے کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا جائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے۔ ان دنوں میں بہترین عمل یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا ۔ ف ۴ ۔ بعض کا خیال تھا کہ قربانی کا گوشت خود قربانی کرنے والے کو نہ کھانا چاہیے ۔ اس کی اصلاح فرما دی کہ شوق سے کھاؤ دوستوں کو دو اور مصیبت زدہ محتاجوں کو کھلاؤ ۔ ف ۵ جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں ۔ حجامت نہیں بنواتے، ناخن نہیں لیتے، بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن پر میل اور گرد و غبار چڑھ جاتا ہے زیادہ دل کر غسل نہیں کرتے، ایک عجیب عاشقانہ و مستانہ حالت ہوتی ہے ۔ اب دسویں تاریخ کو سب کام تمام کرتے ہیں حجامت بنوا کر غسل کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف زیارت کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہو پہلے ذبح کر لیتا ہے اور اپنی منتیں پوری کرنے سے یہ مراد ہے کہ اپنی مرادوں کے واسطے جو منتیں مانی ہوں ادا کریں ۔ اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں ۔ بعض کے نزدیک "نذور" کے لفظ سے مناسک حج یا واجبات حج مراد ہیں ۔ اور یہ ہی اقرب معلوم ہوتا ہے ۔ واللہ اعلم ۔ (تنبیہ) "عتیق" کے معنی قدیم پرانے کے ہیں، اور بعض کے نزدیک "بیت عتیق" اس لیے کہا کہ اس گھر کو برباد کرنے کی غرض سے جو طاقت اٹھے گی حق تعالیٰ اس کو کامیاب نہ ہونے دیگا تا آنکہ خود اس کا اٹھا لینا منظور ہو ف ۶ یعنی حرام چیزوں کو بھاری سمجھ کر چھوڑ دیا اللہ نے جن چیزوں کو محترم قرار دیا ہے ان کا ادب و تعظیم قائم رکھنا بڑی خوبی اور نیکی کی بات ہے جس کا انجام نہایت اچھا ہو گا محترم چیزوں میں قربانی کا جانور بیت اللہ صفا مروہ منیٰ عرفات مسجدیں قرآن بلکہ تمام احکام الہیہ آجاتے ہیں خصوصیت سے یہاں مسجد حرام اور ہدی کے جانوروں کی تعظیم پر زور دینا ہے کہ خدا کے پرستاروں کو وہاں آنے سے نہ روکیں نہ قربانی کے آئے ہوئے جانوروں کو واپس جانے پر مجبور کریں بلکہ جیتی اور موٹے تازے جانور قربان کریں ۔ ف ۷ یعنی ان کے ذبح کرنے کا حکم تعظیم حرمات اللہ کے خلاف نہیں کیونکہ جس مالک نے ایک چیز کی حرمت بتلائی تھی اسی کی اجازت سے اور اسی کے نام پر وہ قربان کی جاتی ہے ف ۸ یعنی جن جانوروں کا حرام ہونا وقتاً فوقتاً تم کو سنایا جاتا رہا ہے جیسا کہ سورۂ "انعام" میں تفصیلاً گذر چکا وہ حلال نہیں ۔ ف ۹ یعنی جانور اللہ کے مخلوق و مملوک ہیں ۔ اس کی اجازت سے اسی کے نام پر ذبح کیے جا سکتے ہیں اور اسی کے کعبہ کی نیاز چڑھ سکتے ہیں جو جانور کسی بت یا دیوی دیوتا کے استھان پر ذبح کیا گیا وہ مردار ہوا ۔ ایسی شرکیات اور گندے کاموں سے بچا ضروری ہے ۔ ف ۱۰ جھوٹی بات زبان سے نکالنا جھوٹی شہادت دینا ۔ اللہ کے پیدا کیے ہوئے جانور کو غیر اللہ کے نامزد کر کے ذبح کرنا کسی چیز کو بلا دلیل شرعی حلال و حرام کہنا سب "قول الزور" میں داخل ہے "قول الزور" کی برائی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو یہاں شرک کے ساتھ ذکر فرمایا ہے ۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہوا وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (اعراف ۔ رکوع ۴) احادیث میں بڑی تاکید و تشدید سے آپ نے اس کو منع فرمایا ہے ف ۱۱ یعنی ہر طرف سے ہٹ کر ایک اللہ کے ہو کر رہو تمہارے تمام افعال و نیات اخلاص کے ساتھ بلا شرکت غیرے خالص اسی کے لیے مخصوص ہونی چاہئیں ۔ ف ۱۲ یہ شرک کی مثال بیان فرمائی [illegible] (بقیہ صفحہ ۴۳۵ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی مواشی ہیں اُن کا حق یہی ہے کہ کام سے بچیے پھر کعبہ پاس لے جا کر چڑھا دیجے اگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز بچے کو چڑھایا دور ہو یا نزدیک ہو ف یعنی مواشی ذبح کرنا نیاز اللہ کی ہر دین میں عبادت رکھا ہے اس کے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اس کی عبادت ہو گئی تو شرک ہوا ف۳ اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے کہ کھڑا کر کے سینہ میں برچھی مارتے جب سارا لہو نکل چکا وہ گر پڑا کاٹنے لگے محتاج دو بتائے ہیں ایک وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۴۲۴ - پستی کی طرف گرتا ہے ظاہر ہے اس قدر اونچے سے گر کر زندہ بچ نہیں سکتا۔ اب یا تو اُوپر ہی وافکار و رذیلہ کے مردار خوار جانور چاروں طرف سے اس کی بوٹیاں نوچ کر کھا جائیں گے یا شیطان لعین ایک تیز ہوا کے جھونکے کی طرح اس کو اڑا لے جائیگا اور ایسے گہرے غار میں پھینکے گا جہاں کوئی چیز بھی نظر نہ آئے یا یوں کہو کہ مثال میں دو قسم کے مشرکوں کا الگ الگ حال بیان ہوا ہے جو مشرک اپنے شرک میں پوری طرح پکا نہیں متذبذب ہے کبھی ایک طرف جھک جاتا ہے کبھی دوسری طرف، وہ "تخطفه الطير" اور جو مشرک اپنے شرک پر پختہ و راسخ ہو وہ "تهوي به الريح في مكان سحيق" کا مصداق ہے یا "تخطفه الطير" سے مراد لوگوں کے ہاتھوں مارا جانا اور "تهوي به الريح في مكان سحيق" سے طبعی موت مرنا مراد ہو، اکثر مفسرین نے وجہ تشبیہ کے بیان میں اسی طرح کے احتمالات ذکر کئے ہیں لیکن حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو پریشان کر کے راہ میں سے اچک لیں گے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو جائیگا ف۱۱ یعنی شعائر اللہ کی تعظیم شرک میں داخل نہیں بلکہ جس کے دل میں پرہیزگاری کا مضمون اور خدائے واحد کا ڈر ہو گا۔ وہ اس کے نام کی چیزوں کا ادب ضرور کرے گا یہ ادب کرنا شرک نہیں بلکہ عین توحید کے آثار میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ سے ہر اس چیز کی قدر کرتا ہے جو بالخصوص اس کی طرف منسوب ہو جائے

ع ۸
۱۱

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ④
تم کو ان چارپایوں میں فائدے ہیں ایک ٹھیرے وعدے تک پھر اُن کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ف۱
تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ وعدہ تک پھر ان کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ف۱
وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم
اور ہر فرقے کو ہم نے ٹھیرا دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کا نام چوپایوں کے ذبح پر جو
اور ہر امت کے واسطے ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے
مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ
اُن کو دیئے سو اللہ تمہارا ایک اللہ ہے سو اسی کے حکم پر رہو ف۳ اور
جو اُن کو اللہ نے دیئے سو اللہ تمہارا ایک اللہ ہے سو اسی کے حکم میں رہو ف۳ اور
وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
خوشی سنا عاجزی کرنے والوں کو وہ جب نام لیجے اللہ کا ڈر جاویں ان کے دل اور
بشارت سنا دے عاجزی کرنے والوں کو ف۴ وہ کہ جب نام لیجئے اللہ کا ڈر جائیں ان کے دل اور
وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا
سہنے والے جو اُن پر پڑے اور کھڑی رکھنے والے نماز کے اور ہمارا
سہنے والے اس کو جو ان پر پڑے ف۵ اور قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا
رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ
دیا کچھ خرچ کرتے ہیں ف۶ اور کعبہ کو چڑھانے کے اونٹ ٹھیرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام
دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں ف۶ اور کعبہ کے چڑھانے کے اونٹ ٹھیرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی
اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا
کی تمہارا اُن میں بھلا ہے سو پڑھو اُن پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب
تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر ف۷ پھر جب
وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ
گر پڑے اُن کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر کرنے کو اور بیقراری کرتے کو اسی طرح
گر پڑے ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو ف۸ اسی طرح
سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا
تمہارے بس میں دیے ہم نے وہ جانور شاید تم احسان مانو ف۹ اللہ کو نہیں پہنچتے ان کے گوشت اور
تمہارے بس میں کر دیا ہم نے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ف۹ اللہ کو نہیں پہنچتا ان کا گوشت اور
وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا
نہ لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب اسی طرح ان کو بس میں دیا
نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب ف۱۰ اسی طرح ان کو بس میں کر دیا
لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ
تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس پر کہ تم کو راہ سجھائی اور خوشی سنا نیکی والوں کو اللہ دشمنوں کو
تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ سجھائی ف۱۱ اور بشارت سنا دے نیکی والوں کو ف۱۲

منزل ۴

فوائد صفحہ ہذا { ف۱ قدیم گھر بیت اللہ شریف ہے اور یہاں شاید توسعاً سارا حرم مراد ہو ف۲ یعنی اونٹ، گائے، بکری وغیرہ سے تم بہت فوائد حاصل کر سکتے ہو مثلاً سواری کرو، دودھ پیو، نسل چلاؤ، اون وغیرہ کو کام میں لاؤ مگر یہ اسی وقت کہ ان کو ہدی نہ بنا چکے ہو۔ ہدی بن جانے کے بعد اس قسم کا انتفاع (بدون شدید ضرورت کے) نہیں کر سکتے۔ اب ان کا عظیم الشان آخری فائدہ یہی ہے کہ کعبہ کے پاس لیجا کر خدا تعالیٰ کے نام پر قربان کر دو۔ ف۳ یعنی اللہ کی نیاز کے طور پر مواشی قربان کرنا ہر دین سماوی میں عبادت قرار دی گئی ہے۔ اگر یہ عبادت غیر اللہ کی نیاز کے طور پر کرے گا تو شرک ہو جائیگا جس سے بہت پرہیز کرنا چاہیے۔ بڑا کام یہ ہے کہ قربانی ہیلے اسی خدا کیلئے کرے جس کے نام پر قربان کرنیکا تمام شرائع میں حکم رہا ہے اس کے حکم سے باہر نہ ہو ف۴ یعنی ان لوگوں کو رضائے الٰہی کی بشارت سنا دیجئے جو صرف ایک خدا کا حکم مانتے ہیں کسی کے روبرو نہیں جھکتے، ہیں اسی پر ان کا دل جمتا ہے اور اسی کے جلال و ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ف۵ یعنی مصائب و شدائد کو صبر و استقلال سے برداشت کریں کوئی سختی آئے راہ حق سے قدم نہ ڈگمگائے۔ ف۶ بیت اللہ کے سفر میں بہت مصائب و شدائد پیش آتے ہیں سفر میں اکثر خاندانوں کے فوت ہونے یا قتل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، مال بھی کافی خرچ کرنا پڑتا ہے شاید اسی مناسبت سے ان اوصاف و خصائل کا یہاں ذکر فرمایا۔ ف۷ پیچھے مطلق شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم تھا اب تصریح بتا دیا کہ اونٹ وغیرہ قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں جن کی فوائد دینی و دنیاوی کو ادب کے ساتھ قربان کرنے میں تمہارے لئے بہت سی دینی و اخروی بھلائیاں ہیں۔ تو چاہیے ضابطہ کے موافق چاہیے کہ اللہ کا نام پاک لے کر ان کو ذبح کرو۔ بالخصوص اونٹ کے ذبح کا بہترین طریقہ نحر ہے کہ اس کو قبلہ رخ کھڑا کر کے اور ایک ہاتھ دہنا یا بایاں باندھ کر سینہ پر زخم لگائیں جب سارا خون نکل جائے وہ گر پڑے تب ٹکڑے کر کے استعمال کریں اور بہت اونٹ ہوں تو قطار باندھ کر کھڑا کر لیں۔ ف۸ یہ محتاج کی دو قسمیں بتلائیں، ایک جو صبر سے بیٹھا ہے سوال نہیں کرتا۔ کچھ مل جائے تو اسی پر قناعت کرتا ہے دوسرا بیقرار ہو کر سوال کرتا پھرتا ہے کچھ نہ ملا تب بھی قرار نہیں۔ ف۹ یعنی ایسے ایسے عظیم الجثہ جانور جو تم سے جثہ میں اور قوت میں کہیں زیادہ ہیں، تمہارے قبضہ میں کر دئے کہ تم ان سے طرح طرح کی خدمات لیتے ہو اور کیسی آسانی سے ذبح بھی کر دیتے ہو یہ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے جس کا شکر ادا کرنا چاہیے نہ یہ کہ شرک کر کے الٹی ناشکری کرو ف۱۰ اس میں قربانی کا اصل فلسفہ بیان فرمایا۔ یعنی جانور کو ذبح کر کے محض گوشت کھانے کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم اللہ کی رضا حاصل نہیں کر سکتے نہ گوشت اور خون اللہ کو اس کی بارگاہ تک پہنچتا ہے۔ اس کے یہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور ادب پہنچتا ہے کہ کیسی خوش دلی اور جوش محبت کے ساتھ ایک قیمتی اور نفیس چیز اس کی اجازت سے اس کے نام پر اس کے بیت کے پاس لیجا کر قربان کی۔ گویا اس قربانی کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا کہ ہم خود بھی تیری راہ میں اسی طرح قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ بس یہ ہی وہ تقویٰ ہے جس کا ذکر "ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب" میں کیا گیا تھا۔ اور جس کی بدولت خدا کا عاشق اپنے محبوب حقیقی کا قرب حاصل کر سکتا ہے ف۱۱ یعنی "بسم اللہ اللہ اکبر اللہم منک ولک" کہہ کر ذبح کرو۔ اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اپنی محبت و عبودیت کے اظہار کی کیسی اچھی راہ سجھا دی اور ایک جانور کی قربانی کو گویا خود تمہارا جان قربان کرنے کے قائم مقام بنا دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ اب تک حضرت کے ہیں سے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں، کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینے میں آئے حکم ہوا کہ جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلا دو تب جہاد شروع ہوا۔ اگلی آیت میں حکم ہے
ف۲ جو اس کی مدد کریگا یعنی اس کے دین کی اور اس کے رسول کی واللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کردے۔ لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے۔ بھلے بُرے آپس میں سزا پاویں ف۳ یعنی یہ امت دین قائم کریں گے
ایک مدت آگے اللہ ہی جانے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

اللّٰهُ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ
ہٹا دیگا ایمان والوں سے اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی دغا باز
اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ایمان والوں سے ف۱ اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی دغا باز

كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ
ناشکر ف۱ حکم ہوا ان کو جن سے لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ
ناشکر ف۲ حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا ف۳ اور اللہ

عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ
ان کی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور کچھ دعویٰ نہیں
ان کی مدد کرنے پر قادر ہے ف۴ وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں

اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو
سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے ف۵ اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو

بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ
ایک سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں
دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام

فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کرے گا اس کی جو مدد کریگا اس کی بے شک اللہ
پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کرے گا اس کی جو مدد کریگا اس کی بیشک اللہ

لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
زبردست ہے زور والا ف۲ وہ کہ اگر ہم ان کو مقدور دیں ملک میں کھڑی کریں نماز
زبردست ہے زور والا ف۶ وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ
اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برے سے اور
اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے ف۷ اور

لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ
اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا ف۳ اور اگر تجھ کو جھٹلاویں تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے
اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا ف۸ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے

قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝
نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم
نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم

وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ
اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو
اور مدین کے لوگ ف۹ اور موسیٰ کو جھٹلایا ف۱۰ پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو

ع ۵ / ۱۴

ف۱ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الخ میں ان کفار کا ذکر تھا جو مسلمانوں کو حرم شریف کی زیارت اور حج وعمرہ وغیرہ سے روکتے تھے درمیان میں مسجد حرام اور اس کے متعلقات کی تعظیم وادب کے احکام بیان فرمائے اب پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے یعنی مسلمان مطمئن رہیں اللہ تعالیٰ عنقریب دشمنوں سے ان کا راستہ صاف کردے گا۔ مسجد حرام تک پہنچنے اور اس کے متعلق احکام کی تعمیل کرنے میں کوئی مخالفانہ رکاوٹ باقی نہ رہے گی بےخوف وخطر حج وعمرہ ادا کریں گے گویا وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ میں جو بشارت دینے کا امر تھا اس کا ایک فرد یہ خوشخبری ہوئی ف۲ یعنی دغا باز ناشکر گزاروں کو اگر ایک خاص میعاد تک مہلت دی جائے تو یہ مت خیال کرو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو خوش آتے ہیں یہ مہلت بعض مصالح اور حکمتوں کی بنا پر ہے۔ آخری انجام یہی ہوتا ہے کہ اہل حق غالب ہوں اور باطل پرستوں کو راستہ سے ہٹا دیا جائے ف۳ جب تک آنحضرت مکہ میں رہے حکم تھا کہ کفار کی سختیوں پر مسلمان صبر کریں اور ہاتھ روکے رہیں چنانچہ انہوں نے کامل تیرہ سال تک سخت زہرہ گداز مظالم کے مقابلہ میں بے مثال صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ جب مدینہ "دارالاسلام" بن گیا اور مسلمانوں کی قلیل سی جمعیت ایک مستقل مرکز پر جمع ہو گئی تو مظلوم مسلمانوں کو جن سے کفار برابر لڑتے رہتے تھے، اجازت ہوئی بلکہ حکم ہوا کہ ظالموں کے مقابلہ پر تلوار اٹھائیں اور اپنی جماعت اور مذہب کی حفاظت کریں اس قسم کی کئی آیتیں اسی زمانہ میں نازل ہوئی ہیں ف۴ یعنی اپنی قلت، و بے سروسامانی سے نہ گھبرائیں اللہ تعالیٰ مٹھی بھر فاقہ مستوں کو دنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کرسکتا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک شہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت امداد کا وعدہ تھا۔ جیسے دنیا میں بادشاہ اور بڑے لوگ وعدہ کے موقع پر اپنی شان وقار و استغناء دکھلانے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ ہاں تمہارا فلاں کام ہم کرسکتے ہیں۔ شاید یہ عنوان اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ مخاطب سمجھ لے کہ ہم ایسا کرنے میں کسی سے مجبور نہیں ہیں جو کچھ کریں گے اپنی قدرت واختیار سے کریں گے۔ ف۵ یعنی مسلمان مہاجرین جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ان کا کوئی جرم نہ تھا نہ ان پر کسی کا کوئی دعویٰ تھا بجز اس کے کہ وہ اکیلے ایک خدا کو اپنا رب کیوں کہتے ہیں اینٹ پتھروں کو کیوں نہیں پوجتے گویا ان پر سب سے بڑا سنگین الزام اگر لگایا جاسکتا ہے تو یہ ہی کہ ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کے کیوں ہو رہے ف۶ یعنی اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھڑنے کی اجازت نہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے قانون فطرت کی سخت خلاف ورزی ہوگی اس نے دنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لئے جنگ کرتی رہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور نیکی کو اللہ تعالیٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑا نہ کرتا تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا، بددین اور شریر لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے۔ تمام مقدس مقامات اور یادگاروں کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹادیتے کوئی عبادتگاہ، تکیہ، خانقاہ، مسجد، مدرسہ محفوظ نہ رہ سکتا۔ بنابریں ضروری ہوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی مجتمع ہو جائیں۔ قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے جب نیکی کے مقدس ہاتھوں سے بدی کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے۔ اور حق تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرما کر ان کو دشمنان حق و صداقت پر غالب کرے بلاشبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بھی بڑی سے بڑی قوی مقابل کو شکست دے سکتی ہے۔ بہرحال اس وقت مسلمانوں کو ظالم کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی اجازت دینا اسی قانون قدرت کے تحت تھا اور یہ وہ عام قانون ہے جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کرسکتا۔ اگر مدافعت وحفاظت کا یہ قانون نہ ہوتا تو اپنے اپنے زمانہ میں نہ عیسائی راہبوں کے صومعے اور تکیے قائم رہتے نہ نصاریٰ کے گرجے نہ یہود کے عبادت خانے نہ مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ یہ سب عبادت گاہیں گرا کر اور ڈھا کر برابر کر دی جاتیں۔ پس اس عام قانون کے ماتحت کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو ایک وقت مناسب پر اپنے دشمنوں سے لڑنے کی اجازت نہ دی جائے ف۷ یہ ان ہی مسلمانوں کا بیان ہے جن پر ظلم ہوئے اور جن کو گھروں سے نکالا گیا یعنی خدا ان کی مدد کیوں نہ کریگا۔ جبکہ وہ ایسی قوم ہے کہ اگر ہم اسے زمین کی سلطنت دیدیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں۔ بذات خود بدنی و مالی نیکیوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو زمین کی حکومت عطا کی اور جو پیشین گوئی کی تھی حرف بحرف سچی ہوئی۔ [illegible] اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً مہاجرین اولین میں خصوصاً حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت اور مقبولیت و منقبت ثابت ہوئی ف۸ یعنی گو آج مسلمان کمزور اور کافر غالب و قوی نظر آتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کہ آخرکار انہیں منصور و غالب کردے۔ یا یہ مطلب کہ یہ امت خدا کا دین قائم کرے گی ایک مدت تک آگے اللہ ہی جانے کیا ہوگا ف۹ جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے ف۱۰ یعنی مصر کے قبطیوں نے۔

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ فَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ

پھر ان کو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار سو کتنی بستیاں ہم نے

پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا میرا انکار ف۱ سو کتنی بستیاں

أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا

کھپا دیں اور وہ گنہگار تھے اب وہ ڈھی پڑی ہیں اپنی چھتوں پر

ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر ف۲

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے اور کتنے محل گچ کاری کے کیا پھرے نہیں ملک میں

اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے اور کتنے محل گچ کاری کے ف۳ کیا سیر نہیں کی ملک کی

فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ

جو ان کو دل ہوتے جن سے بوجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے

جو ان کے دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے ف۴

فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي

سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہوتے ہیں دل جو

سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو

فِي الصُّدُورِ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ

سینے میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا

سینوں میں ہیں ف۵ اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب اور اللہ ہرگز نہ ٹالے گا

وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝

اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو ف

اپنا وعدہ ف۶ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کی برابر ہوتا ہے جو تم گنتے ہو ف۷

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۚ

اور کتنی بستیاں ہیں کہ میں نے ان کو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر ان کو پکڑا

اور کتنی بستیاں ہیں کہ میں نے ان کو ڈھیل دی اور وہ گنہگار تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا

وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ

اور میری طرف پھر آنا ہے تو کہہ لوگو میں تو ڈر سنانے والا ہوں تم کو

اور میری طرف پھر کر آنا ہے ف۸ تو کہہ اے لوگو میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تم کو

مُّبِينٌ ۝ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ

کھول کر سو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں ان کو گناہ بخشنے ہیں

کھول کر ف۹ سو جو لوگ یقین لائے اور کیں بھلائیاں ان کے گناہ بخش دیتے ہیں

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ

اور روزی عزت کی اور جو دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو

اور ان کو روزی ہے عزت کی ف۱۰ اور جو دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو

ف۱ یعنی مسلمانوں کے غلبہ و نصرت کے جو وعدے کئے جا رہے ہیں، کفار اپنی موجودہ کثرت و قوت کو دیکھتے ہوئے اُن کی تکذیب نہ کریں، یہ خدا کی ڈھیل ہے۔ پہلی قوموں نے بھی خدا کی چندروزہ ڈھیل سے دھوکہ کھا کر اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ آخر جب پکڑے گئے تو دیکھ لو اُن کا حشر کیسا ہوا۔ اور خدا نے اپنے عذاب سے ڈرا کر اُن کی شرارتوں پر جو انکار فرمایا تھا وہ کس طرح سامنے آگیا۔ اگلی آیت میں اس کی تفصیل ہے۔ ف۲ یعنی بنیادیں ہلنے سے اول چھتیں گر پڑیں پھر دیواریں، اور سارا مکان گر کر چھت کے ڈھیر پر آرہا۔ یہ ان کے تہ و بالا ہونے کا نقشہ کھینچا ہے۔ ف۳ یعنی کنوئیں جن پر پانی کھینچنے والوں کی بھیڑ رہتی تھی، آج اُن میں کوئی ڈول بھی ڈالنے والا نہ رہا۔ اور بڑے بڑے پختہ بلند عالیشان قلعی چونے کے محل ویران کھنڈر بن کر رہ گئے۔ جن میں کوئی بسنے والا نہیں ف۴ یعنی اُن تباہ شدہ مقامات کے کھنڈر دیکھ کر کبھی غور و فکر نہ کیا، ورنہ اُن کو سچی بات کی سمجھ آجاتی اور کان کھل جاتے۔ ف۵ یعنی آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے۔ گویا اُس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوں پر دل کی آنکھیں اندھی ہیں۔ اور حقیقت میں زیادہ خطرناک اندھاپن وہی ہے جس میں دل اندھے ہو جائیں (العیاذ باللہ) ف۶ یعنی عذاب اپنے وقت پر یقیناً آکر رہے گا۔ استہزاء و تکذیب کی راہ سے جلدی مچانا فضول ہے۔ ف۷ یعنی تمہارے ہزار برس اس کے یہاں ایک دن کی برابر ہیں۔ جیسے مجرم آج اس کے قبضہ میں ہے ہزار برس گذرنے کے بعد بھی اُسی طرح اُس کے قبضہ و اقتدار کے نیچے ہے۔ کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتا یا یہ مطلب کہ ہزار برس کا کام وہ ایک دن میں کر سکتا ہے مگر کرتا وہی ہے جو اُس کی حکمت و مصلحت کے موافق ہو۔ کسی کے جلدی مچانے سے وہاں کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ یا یوں کہا جائے کہ اخروی عذاب کا وعدہ ضرور آکر رہے گا۔ یعنی قیامت آئے گی اور تم کو پوری سزا ملے گی۔ آگے قیامت کے دن کا بیان ہوا کہ وہ ایک دن اپنی شدت و ہول کے لحاظ سے ہزار سال کے برابر ہوگا۔ پھر ایسی مصیبت کو بلانے کے لئے کیوں جلدی مچاتے ہو۔ ف۸ یعنی کیا ڈھیل دینے سے وہ کہیں نکل کر بھاگ گئیں، آخر سب کو لوٹ کر ہماری ہی طرف آنا پڑا۔ اور ہم نے ان کو پکڑ کر تباہ کر دیا۔ ف۹ یعنی میرا کام آگاہ و ہشیار کر دینا ہے۔ عذاب کا لے آنا میرے قبضہ میں نہیں خدا ہی کے قبضہ میں ہے کہ سب مطیع و عاصی کا فیصلہ کرے اور ہر ایک کو اُس کے مناسب حال جگہ پر پہنچا دے۔ ف۱۰ یعنی جنت میں میوے پھل اور عمدہ عمدہ الوان نعمت اور حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

ع ۶/۱۰ ۱۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے، اس میں کچھ تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کے خیال اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا مدینہ سے مکے میں گئے عمرہ کیا خیال میں آیا کر شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہو گا خیال آیا کہ شاید اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں۔ ف ۲ یعنی اس میں گمراہ اور بکتے ہیں سو ان کا کام ہے بکنا اور ایمان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا دخل نہیں اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔ **از شاہ عبدالقادر صاحبؒ**

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن

وہ ہیں لوگ دوزخ کے اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے

وہی ہیں دوزخ کے رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے

رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں

پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں

فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ

پھر اللہ مٹاتا ہے شیطان کا ملایا پھر پکی کرتا ہے اپنی باتیں اور اللہ

پھر اللہ مٹا دیتا ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی باتیں اور اللہ

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ

سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا ف ۱ اس واسطے کہ اس شیطان کے ملائے سے جانچے ان کو جن کے

سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا ف ۱ اس واسطے کہ جو کچھ شیطان نے ملایا اس سے جانچے ان کو کہ جن کے

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ

دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں اور گنہگار تو ہیں

دل میں روگ ہیں اور جن کے دل سخت ہیں اور گنہگار تو ہیں

لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ

مخالفت میں دور پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کریں جن کو سمجھ ملی ہے یہ

مخالفت میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کرلیں وہ لوگ جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ

الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ

تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لاویں اور ڈھیں اس کے آگے ان کے دل اور

تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں اور نرم ہو جائیں اس کے آگے ان کے دل اور

اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ

اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو راہ سیدھی ف ۲ اور منکروں

اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو راہ سیدھی ف ۲ اور منکروں

الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

کو ہمیشہ رہے گا اس میں دھوکا جب تک آپہنچے ان پر قیامت

کو ہمیشہ رہے گا اس میں دھوکا جب تک کہ آ پہنچے ان پر قیامت

بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ۝ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ

بے خبر یا آپہنچے ان کو آفت ایک دن کی جس میں راہ نہیں خلاصی کی راج اس دن

بے خبری میں یا آپہنچے ان پر آفت ایسے دن کی جس میں راہ نہیں خلاصی کی ف ۳ راج اس دن

لِّلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اللہ کا ہے ان میں جھگڑا چکا دے گا سو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں

اللہ کا ہے ان میں فیصلہ کرے گا ف ۴ سو جو یقین لائے اور کیں بھلائیاں

وقف لازم

ف ۱ آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے اپنے پیشرو حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی روش اختیار فرمائی ہے جس کی طرف حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی "حجۃ اللہ البالغہ" کے آخر میں اشارہ کیا ہے حضرت شاہ صاحب "موضح القرآن" میں لکھتے ہیں "نبی کو ایک حکم (یا ایک خبر) اللہ کی طرف سے آتی ہے، اس میں ہرگز ذرہ بھر تفاوت نہیں ہو سکتا۔ اور ایک اپنے دل کا خیال (اور رائے کا اجتہاد) ہے، وہ کبھی ٹھیک پڑتا ہے کبھی نہیں۔ جیسے حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا (اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے) کہ آپ مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ کیا خیال میں آیا کہ شاید اسی سال ایسا ہو گا، چنانچہ عمرہ کی نیت سے سفر شروع کیا، لیکن درمیان ہی احرام کھولنا پڑا، اور اگلے سال خواب کی تعبیر پوری ہوئی یا وعدہ ہوا کہ کافروں پر غلبہ ہو گا، خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں، اس میں نہ ہوا، بعد کو ہوا۔ پھر اللہ جتلا دیتا ہے کہ جتنا حکم یا وعدہ تھا، اس میں سر مو تفاوت نہیں"۔ ہاں نبی کی ذاتی خیال و اجتہاد میں تفاوت ہو سکتا ہے نبی اصل پیشین گوئی کے ساتھ ملا کر اپنے ذاتی خیال کی اشاعت نہیں کرتا بلکہ دونوں کو الگ رکھتا ہے۔ باقی اس صورت میں "القاء" کی نسبت شیطان کی طرف ویسی ہوگی جیسی "وَمَا أَنسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ" میں "انساء" کی نسبت اس کی طرف کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔ احقر کے نزدیک بہترین اور سہل ترین تفسیر وہ ہے جس کی مختصر اصل سلف سے منقول ہے، یعنی "تمنی" کو بمعنی قرأت و تلاوت یا تحدیث کے اور "امنیۃ" کو بمعنی متلو یا محدث کے لیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ قدیم سے یہ عادت رہی ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کوئی بات بیان کرتا یا اللہ کی آیت پڑھ کر سناتا ہے شیطان اس بیان کی ہوئی بات یا آیت میں طرح طرح کے شبہات ڈال دیتا ہے۔ یعنی بعض باتوں کے متعلق بہت لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کر کے شکوک و شبہات پیدا کر دیتا ہے۔ مثلاً نبی نے آیت "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ" پڑھ کر سنائی۔ شیطان نے شبہ ڈالا کہ دیکھو اپنا مارا ہوا تو حلال اور اللہ کا مارا حرام کہتے ہیں۔ یا آپ نے "إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" پڑھا اس نے شبہ ڈالا کہ "مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ" میں حضرت مسیح و عزیر اور ملائکۃ اللہ بھی شامل ہیں، یا آپ نے حضرت مسیح کے متعلق پڑھا "كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ"۔ شیطان نے سمجھایا کہ اس سے حضرت مسیح کی ابنیت و الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ اس القاء شیطانی کے ابطال و رد میں پیغمبر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی وہ آیات سناتے ہیں جو بالکل صاف اور محکم ہوں۔ اور ایسی پکی باتیں بتلاتے ہیں جن کو سن کر شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہ رہے۔ گویا "متشابہات" کی ظاہری سطح کو لے کر شیطان جو اغوا کرتا ہے "آیات محکمات" اس کی جڑ کاٹ دیتی ہیں جنہیں سن کر تمام شکوک و شبہات ایک دم کافور ہو جاتے ہیں۔ یہ دو قسم کی آیتیں کیوں اتاری جاتی ہیں؟ شیاطین کو اتنی وسوسہ اندازی اور تصرف کا موقع کیوں دیا جاتا ہے؟ اور آیات کا جو احکام بعد کو کیا جاتا ہے ابتداء ہی سے کیوں نہیں کر دیا جاتا؟ یہ سب امور حق تعالیٰ کی غیر محدود علم و حکمت سے ناشی ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو علماً و عملاً دار الامتحان بنایا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی کارروائی میں بندوں کی جانچ ہے کہ کون شخص اپنے دل کی بیماری یا سختی کی وجہ سے پا در ہوا شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور کون سمجھ دار آدمی اپنے علم و تحقیق کی قوت سے ایمان و اخبات کے مقام بلند پر پہنچ کر دم لیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آدمی نیک نیتی اور ایمان داری سے سمجھنا چاہے تو اللہ تعالیٰ دستگیری فرما کر اس کو سیدھی راہ پر قائم فرما دیتے ہیں۔ رہے منکرین و مشککین۔ ان کو قیامت تک اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہر پھیر کر الجھتے رہیں گے۔ ہماری اس تقریر میں دور تک کی آیتوں کا مطلب بیان ہو گیا ہے۔ سمجھ دار آدمی اس کے اجزاء کو آیات کے اجزاء پر بے تکلف منطبق کر سکتا ہے۔ یہ آیات جیسا کہ ہم نے سورۂ "آل عمران" کے شروع میں بیان کیا تھا "هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ" الخ سے بہت مشابہ ہیں۔ چنانچہ "إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ" میں متشابہات کا اور "ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ" میں "محکمات" کا ذکر ہوا۔ اور "لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً" الخ میں زائغین کی دو قسمیں مذکور ہیں جن میں "الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ" کا کلام اشتباہ تاویل اور "الْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ" کی غرض ابتغاء فتنہ ہے۔ آگے "لِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ" الخ کو آیۂ "وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا" الخ کی جگہ سمجھو اور وہاں جو عا "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا" سے کی تھی یہاں اس کی اجابت کا ذکر "إِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ" میں کیا گیا۔ اور "رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ" کے مناسب "وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ" الخ ہوئی (تنبیہ) آیۂ حاضرہ کے تحت میں مفسرین نے جو قصۂ غرانیق کا ذکر کیا ہے اس پر بحث کا یہاں موقع نہیں۔ شاید سورۂ نجم میں کچھ لکھنے کی نوبت آئے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں بہت بسط سے اس پر کلام کیا ہے۔ بہرحال آیت کا مطلب سلف کی تفسیر کے موافق بالکل صاف ہے۔ گویا یہ تفصیل اس کی ہوئی جو اوپر "وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ" میں ابطال آیات اللہ کی سعی کا ذکر تھا۔ ف ۲ "موضح القرآن" میں ہے۔ یعنی اس میں گمراہ بکتے ہیں اور ان کا کام ہے بکنا، اور ایمان والے اور زیادہ مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندہ کا دخل نہیں۔ اگر ہوتا تو یہ بھی بندہ کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط نکلتا۔ اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اللہ اس کو یہ بات سمجھاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے یہ فائدہ اپنے مذاق (بقیہ بر صفحہ ۴۴۳)

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی بدلہ واجبی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا، اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا۔ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذا کا، پھر کافر آئے زیادتی کرنے کو احد میں اور احزاب میں پھر اللہ نے پوری مدد کی
ف۲ یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کرے گا ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ

نعمت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں سو ان

نعمت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں سو ان کے

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

کو ہے ذلت کی مار اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ میں

لئے ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے اللہ کی راہ میں

ع ۹/۱۴

اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ط

پھر مارے گئے یا مر گئے ان کو دے گا اللہ روزی خاصی

پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ ان کو دے گا اللہ روزی خاصی

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا

اور اللہ ہی ہے سب سے بہتر روزی دینا البتہ پہنچا دے گا ان کو ایک جگہ

اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینے والا البتہ پہنچائے گا ان کو ایک جگہ جس

يَّرْضَوْنَهٗ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ج وَمَنْ

جس کو پسند کریں گے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا یہ سن چکے اور جس نے

کو پسند کریں گے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا ف۱ یہ سن چکے اور جس نے

عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ

بدلا دیا جیسا اس سے کیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اس کی مدد کرے گا

بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا ف۲ پھر اس پر کوئی زیادتی کرے تو البتہ اس کی مدد کرے گا

اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ

اللہ بے شک اللہ درگذر کرتا ہے بخشتا یہ اس واسطے کہ اللہ پیٹھاتا ہے

اللہ ف بیشک اللہ درگذر کرنیوالا بخشنے والا ہے ف۳ یہ اس واسطے کہ اللہ لے لیتا ہے

الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ

رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور اللہ

رات کو دن میں اور دن کو رات میں ف۴ اور اللہ

سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ

سنتا ہے دیکھتا ہے یہ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو پکارتے ہیں

سنتا ہے دیکھتا ہے ف۵ یہ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو پکارتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝

اس کے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے اوپر بڑا

اس کے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا ف۶

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ز فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ

تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر صبح کو زمین ہو جاتی ہے

تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر زمین ہو جاتی ہے

بقیہ فوائد صفحہ ۴۳۸۔ کے موافق لکھا ہے۔ ہمارا جو خیال ہے اُس کی تقریر گزشتہ فائدہ میں گذر چکی، واللہ اعلم۔ ف۱۳ یعنی نفس قیامت کا ہولناک حادثہ اچانک آپہنچے یا اُسی قیامت کے دن کا عذاب سامنے آجائے اور ممکن ہے "یوم عقیم" سے دنیا کا عذاب مراد ہو یعنی دنیا ہی میں سزا مل جائے جس سے کوئی رستگاری کی شکل نہیں۔ ف۱۴ یعنی قیامت کے دن اکیلے خدا کی بادشاہت کام کرے گی۔ کسی کی ظاہری و مجازی حکومت برائے نام بھی باقی نہ رہے گی۔ اس وقت سب دنیا کا ایک وقت عملی فیصلہ ہو جائے گا۔ جس کی تفصیل آگے مذکور ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ مومنین کا انجام پہلے بتلایا تھا، یہاں ان میں سے ایک ممتاز جماعت کا خصوصی طور پر ذکر فرمایا۔ یعنی جو لوگ خدا کے راستہ میں گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے خواہ وہ لڑائی میں شہید ہوں یا طبعی موت سے مریں دونوں صورتوں میں اللہ کے ہاں ان کی خاص مہمانی ہوگی۔ کھانا پینا، رہنا سہنا سب ان کی مرضی کے موافق ہوگا۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کس چیز سے راضی ہوں گے اور یہ بھی جانتا ہے کہ کن لوگوں نے خالص اس کے راستہ میں اپنا گھر بار ترک کیا ہے۔ ایسے مہاجرین و مجاہدین کی فروگذاشتوں پر حق تعالیٰ تحمل کرے گا، اور شان عفو سے کام لے گا۔ یا "علیم" و "حلیم" کی صفات اس غرض سے ذکر کیں کہ اللہ سب کو جانتا ہے۔ اُن کو بھی جنہوں نے ایسے مخلص بندوں کو تکلیفیں دے کر گھر چھوڑنے پر مجبور کیا لیکن اپنی بردباری کی وجہ سے فوراً سزا نہیں دیتا۔ ف۲ یعنی مظلوم اگر ظالم سے واجبی بدلہ لے لے، پھر از سر نو ظالم اس پر زیادتی کرے تو وہ پھر مظلوم ٹھہر گیا، حق تعالیٰ پھر مدد کرے گا جیسا کہ اس کی عادت ہے کہ مظلوم کی آخر حمایت کرتا ہے۔ واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینہ وبین اللہ حجاب۔ ع بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ۔ اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید۔ ف۳ یعنی بندوں کو بھی چاہئے کہ اپنے ذاتی اور معاشرتی معاملات میں عفو و درگذر کی عادت سیکھیں۔ ہر وقت بدلہ لینے کے درپے نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی واجبی بدلہ لینے والے کو خدا عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا۔ "بدر" کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذا کا۔ پھر کافر "احد" و "احزاب" میں زیادتی کرنے کو آئے۔ پھر اللہ نے پوری مدد کی۔" ف۴ یعنی وہ اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ رات دن کا اُلٹ پلٹ کرنا اور گھٹانا بڑھانا اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اُسی کے تصرف سے کبھی کے دن بڑے، کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ پھر کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ایک مظلوم قوم یا شخص کو ابھار دے کہ ظالموں کے پنجہ سے نکال دے بلکہ ان پر غالب و مسلط کر دے۔ پہلے مسلمان مہاجرین کا ذکر تھا، اس آیت میں اشارہ فرما دیا کہ عنقریب حالات رات دن کی طرح پلٹا کھانے والے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ رات کو دن میں لے لیتا ہے اسی طرح کفر کی سرزمین کو اسلام کی آغوش میں داخل کر دے گا۔ ف۵ یعنی مظلوم کی فریاد سنتا اور ظالم کی کرتوت دیکھتا ہے۔ ف۶ یعنی اللہ کے سوا ایسے عظیم الشان انقلابات اور کس سے ہو سکتے ہیں۔ واقع میں صحیح اور سچا خدا تو وہ ہی ایک ہے باقی اس کو چھوڑ کر خدائی کے جو ڈھونگ پاکھنڈ پھیلائے گئے ہیں سب غلط، جھوٹ اور باطل ہیں۔ اُسی کو خدا کہنا اور معبود بنانا چاہئے جو سب سے اوپر اور سب سے بڑا ہے اور یہ شان بالاتفاق اسی ایک اللہ کی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اس کا حق نہیں مانتا۔ ف۲ یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر علم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

سبز ہے شک اللہ چھپی تدبیریں جانتا ہے خبردار اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمان اور

سرسبز ف۱ بیشک اللہ جانتا ہے چھپی تدبیریں خبردار ہے ف۲ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور

فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۧ اَلَمْ تَرَ

ع ۱۵

زمین میں ہے اور اللہ وہی ہے بے پروا خوبیوں سراہا تو نے نہ دیکھا

زمین میں اور اللہ وہی ہے بے پروا تعریفوں والا ف۳ تو نے نہ دیکھا

اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي

کہ اللہ نے بس میں دیا تمہارے جو کچھ ہے زمین میں اور کشتی چلتی دریا

کہ اللہ نے بس میں کردیا تمہارے جو کچھ ہے زمین میں اور کشتی کو جو چلتی ہے

الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي الْاَرْضِ

میں اس کے حکم سے اور تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر

دریا میں اس کے حکم سے اور تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ

مگر اس کے حکم سے مقرر اللہ لوگوں پر نرمی کرتا ہے مہربان اور

مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ لوگوں پر نرمی کرنے والا مہربان ہے ف۴ اور

هُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۡ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ اِنَّ

اسی نے تم کو جلایا پھر مارتا ہے پھر جلا دے گا بے شک

اسی نے تم کو جلایا پھر مارتا ہے پھر زندہ کرے گا ف۵ بے شک

الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا

انسان ناشکر ہے ف۱ ہر فرقے کو ہم نے ٹھہرا دی ہے

انسان ناشکر ہے ف۶ ہر امت کے لئے ہم نے مقرر کردی ایک راہ بندگی کی

هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى

ایک راہ بندگی کی کہ وہ اس طرح کرتے ہیں بندگی سو چاہیئے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں اور تو بلائے جا

کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں بندگی سو چاہیئے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں اور تو بلائے جا اپنے

رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ

اپنے رب کی طرف تو بیشک ہے سیدھی راہ پر سوجھا ف۲ اور اگر تجھ سے جھگڑنے لگیں

رب کی طرف بیشک تو ہے سیدھی راہ پر سوجھ والا اور اگر تجھ سے جھگڑنے لگیں

فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ چکوتی کرے گا تم میں

تو تو کہہ اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ

قیامت کے دن جس چیز میں تم کئی راہ تھے کیا تجھ کو معلوم نہیں

قیامت کے دن جس چیز میں تمہاری راہ جدا جدا تھی ف۷ کیا تجھ کو معلوم نہیں

ف۱ اسی طرح کفر کی خشک و ویران زمین کو اسلام کی بارش سے سبزہ زار بنا دے گا۔ ف۲ وہ ہی جانتا ہے کہ کس طرح بارش کے پانی سے سبزہ اُگ آتا ہے۔ قدرت اندر ہی اندر ایسی تدبیر و تصرف کرتی ہے کہ خشک زمین پانی وغیرہ کے اجزاء کو اپنے اندر جذب کر کے سرسبز و شاداب ہو جائے۔ اسی طرح وہ اپنی مہربانی لطیف تدبیر و تربیت اور کمال خبرداری و آگاہی سے قلوب بنی آدم کو فیوض اسلام کا مینہ برسا کر سرسبز و شاداب بنا دے گا۔ ف۳ یعنی آسمان و زمین کی تمام چیزیں جب اُسی کی مملوک و مخلوق ہیں اور سب کو اس کی احتیاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں تو اُن میں جس طرح چاہے تصرف اور ادل بدل کرے، کوئی مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا۔ البتہ باوجود غنائے تام اور اقتدار کامل کے کرتا وہی ہے جو سراپا حکمت و مصلحت ہو۔ اُس کے تمام افعال محمود ہیں اور اس کی ذات تمام خوبیوں اور صفات حمیدہ کی جامع ہے۔ ف۴ یعنی اس کو تمہاری یا کسی کی کیا پروا تھی محض شفقت و مہربانی دیکھو کہ کس طرح خشکی اور تری کی چیزوں کو تمہارے قابو میں کر دیا۔ پھر اُسی نے اپنے دستِ قدرت سے آسمان، چاند، سورج اور ستاروں کو اس فضائے ہوائی میں بدون کسی ظاہری کھمبے یا ستون کے تھام رکھا ہے جو اپنی جگہ سے نیچے نہیں سرکتے ورنہ گر کر اور ٹکرا کر تمہاری زمین کو پاش پاش کر دیتے۔ جب تک اس کا حکم نہ ہو یہ کرات یونہی اپنی جگہ قائم رہیں گے مجال نہیں کہ ایک انچ سرک جائیں۔ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کا استثناء محض اثبات قدرت کی تاکید کے لئے ہے۔ یا شاید قیامت کے واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔ واللہ اعلم۔ ف۵ اسی طرح کفر و جہل سے جو قوم روحانی موت مر چکی تھی ایمان و معرفت کی روح سے اس کو زندہ کر دے گا۔ ف۶ یعنی اتنے احسانات و انعامات دیکھ کر بھی اس کا حق نہیں مانتا۔ منعم حقیقی کو چھوڑ کر دوسروں کے سامنے جھکنے لگتا ہے۔ ف۷ تمام انبیاء اصول دین میں متفق رہے ہیں البتہ ہر امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے بندگی کی صورتیں مختلف زمانوں میں مختلف مقرر کی ہیں جن کے موافق وہ امتیں خدا کی عبادت بجالاتی رہیں اس امتِ محمدیہ کے لئے بھی ایک خاص شریعت بھیجی گئی لیکن اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا۔ بجز اللہ کے کبھی کسی دوسری چیز کی عبادت مقرر نہیں کی گئی۔ اس لئے توحید وغیرہ کے ان متفق علیہ کاموں میں جھگڑا کرنا کسی کو کسی حال زیبا نہیں۔ جب ایسی کھلی ہوئی چیزیں بھی حجتیں نکالی جائیں تو آپ کچھ پروا نہ کریں۔ آپ جس سیدھی راہ پر قائم ہیں لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیئے۔ اور خواہ مخواہ کے جھگڑے نکالنے والوں کا معاملہ خدا کے سپرد کیجئے وہ خود اُن کی تمام حرکات سے خوب واقف ہے۔ قیامت کے دن ان کے تمام اختلافات اور جھگڑوں کا عملی فیصلہ کر دے گا۔ آپ دعوت و تبلیغ کا فرض ادا کر کے ان کی فکر میں زیادہ درد سری نہ اٹھائیں۔ ایسے متعدی معاندین کا علاج خدا کے پاس ہے (تنبیہ) فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب ہر امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے جداگانہ دستور العمل مقرر کیا ہے، پھر اس پیغمبر کی امت کے لئے نئی شریعت آئی تو جھگڑنے کی کیا بات ہے۔ بعض مفسرین نے مَنْسَك کے معنی ذبح و قربانی کے لئے ہیں مگر اقرب وہ ہی ہے جو مترجم محقق قدس اللہ روحہٗ نے اختیار فرمایا۔ واللہ اعلم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي

کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں یہ ہے لکھا

کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں یہ سب لکھا ہوا ہے

كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

کتاب میں یہ اللہ پر آسان ہے ف۱ اور پوجتے ہیں اللہ کے سوا

کتاب میں یہ اللہ پر آسان ہے ف۱ اور پوجتے ہیں اللہ کے

اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ

جس کی سند نہیں اُتاری اس نے اور جس کی خبر نہیں اُن کو

سوائے اس چیز کو جس کی سند نہیں اتاری اس نے اور جس کی خبر نہیں اُن کو ف۲

وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا

اور بے انصافوں کا کوئی نہیں مددگار اور جب سنائیے ان کو ہماری آیتیں

اور بے انصافوں کا کوئی نہیں مددگار ف۳ اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں

بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۖ يَكَادُونَ

صاف تو پہچانئے منکروں کے مُنہ بُری شکل نزدیک ہوتے ہیں

صاف تو پہچانے تو منکروں کے مُنہ کی بُری شکل نزدیک ہوتے ہیں

يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ

کہ دوڑ پڑیں اُن پر جو پڑھتے ہیں اُن کے پاس ہماری آیتیں تو کہہ میں تم کو بتاؤں

کہ حملہ کر بیٹھیں اُن پر جو پڑھتے ہیں اُن کے پاس ہماری آیتیں ف۴ تو کہہ میں تم کو بتلاؤں

بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَ

ایک چیز اُس سے بُری وہ آگ ہے اُس کا وعدہ دیا ہے اللہ نے منکروں کو اور

ایک چیز اُس سے بدتر وہ آگ ہے اُس کا وعدہ کر دیا ہے اللہ نے منکروں کو اور

9 ع ۸ / ۱۶ بِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا

بہت بُری ہے پھر جانے کی جگہ لوگو ایک کہاوت کہی ہے اس کو کان رکھو

وہ بہت بُری ہے پھر جانے کی جگہ ف۵ اے لوگو ایک مثل کہی ہے سو اس پر کان

لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا

جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں ایک مکھی

رکھو ف۶ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی

وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ

اگرچہ سارے جمع ہوں اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی چھڑا نہ سکیں وہ

اگرچہ سارے جمع ہو جائیں اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی چھڑا نہ سکیں وہ

مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ

اُس سے بودا ہے چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت نہیں سمجھی

اُس سے بودا ہے چاہنے والا اور جن کو چاہتا ہے ف۷ اللہ کی قدرت نہیں سمجھے

ف۱ یعنی کچھ اُن کے اعمال پر منحصر نہیں، اللہ تعالیٰ کا علم تو زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو محیط ہے اور بعض مصالح اور حکمتوں کی بنا پر اُسی علم کے موافق تمام واقعات "لوح محفوظ" میں اور بنی آدم کے تمام اعمال ان کے اعمال ناموں میں لکھ بھی دیئے گئے ہیں۔ اُسی کے موافق قیامت کے دن فیصلہ ہوگا۔ اور اتنی بیشمار چیزوں کا ٹھیک ٹھیک جاننا اور لکھ دینا اور اسی کے مطابق ہر ایک کا فیصلہ کرنا ان میں سے کوئی بات اللہ کے ہاں مشکل نہیں۔ جس میں کچھ تکلیف یا دقت اُٹھانی پڑے۔ ف۲ محض باپ دادوں کی کورانہ تقلید میں ایسا کرتے ہیں، کوئی نقلی یا عقلی دلیل نہیں رکھتے۔ ف۳ سب سے بڑا ظلم اور بے انصافی یہ ہے کہ خدا کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے۔ سو ایسے ظالم اور بے انصاف لوگ خوب یاد رکھیں کہ اُن کے شرکاء مصیبت پڑنے پر کچھ کام نہ آئیں گے۔ نہ اور کوئی اس وقت مدد کر سکے گا۔ ف۴ یعنی قرآن کی آیتیں (جو توحید وغیرہ کے صاف بیانات پر مشتمل ہیں) سُن کر کفار و مشرکین کے چہرے بگڑ جاتے اور مارے ناخوشی کے تیوریاں بدل جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ شدتِ غیظ و غضب سے پاگل ہو کر چاہتے ہیں کہ آیات سنانے والوں پر حملہ کر دیں۔ چنانچہ بعض اوقات کر بھی گذرتے ہیں۔ ف۵ یعنی تمہارے اس غیظ و غضب اور ناگواری سے بڑھ کر جو آیات اللہ کے پڑھے جانے پر پیدا ہوتی ہے، ایک سخت بری ناگوار چیز اور ہے جس پر کسی طرح صبر ہی نہ کر سکو گے۔ وہ دوزخ کی آگ جس کا وعدہ کافروں سے کیا جا چکا ہے۔ دونوں کا موازنہ کرکے فیصلہ کرو کہ کون سا تلخ گھونٹ پینا تم کو نسبتاً آسان ہوگا۔ ف۶ یہ توحید کے مقابلہ میں شرک کی شناعت و قبح ظاہر کرنے کے لئے مثال بیان فرمائی جسے کان لگا کر سننا اور غور و فکر سے سمجھنا چاہیئے۔ تا ایسی رکیک و ذلیل حرکت سے باز رہو۔ ف۷ یعنی مکھی بہت ہی ادنیٰ اور حقیر جانور ہے۔ جن چیزوں میں اتنی بھی قدرت نہیں کہ سب مل کر ایک مکھی پیدا کر دیں یا مکھی اُن کے چڑھاوے وغیرہ میں سے کوئی چیز لے جائے تو اس سے واپس لے سکیں ان کو "خالق السماوات والارضین" کے ساتھ معبودیت اور خدائی کی کرسی پر بٹھا دینا کس قدر بیحیائی حماقت اور شرمناک گستاخی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مکھی بھی کمزور، مکھی سے زیادہ اُن کے بُت کمزور اور بتوں سے بڑھ کر اُن کا پوجنے والا کمزور ہے جس نے ایسی حقیر اور کمزور چیز کو اپنا معبود و حاجت روا بنا لیا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی بندوں کے عمل ایک کتاب میں لکھے ہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ چاہنے والا کافر اور جس کو چاہا تھا بت اُن کے بُت سے مکھی چاہتی ہے بُت کو ۔ وہ مورت اڑاتی ہے اُس کو ۔ اس مورت کا شیطان ۔ ف۲ یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں بھی ، وہ فرشتے اعلیٰ ہیں ان کو چھوڑ کر بتوں کو ماننے ہو گئے ۔ ف۳ یعنی وہ بھی اختیار نہیں رکھتے ، اختیار ہر چیز میں اللہ کا ہے ۔ ف۴ اسی نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیم نے پہلی دعا میں کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور تا رسول بتانے والا ہو یعنی پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول تم کو سکھلاوے اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سب کو صحیح راہ بتانے ہیں ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ سمجھتے تو ایسی گستاخی کیوں کرتے ۔ کیا اللہ کی شان رفیع اور قدر و منزلت اتنی ہے کہ ایسی کمزور چیزوں کو اس کا ہمسر بنا دیا جائے ۔ (العیاذ باللہ) اُس کی قوت و عزت کے سامنے تو بڑے بڑے مقرب فرشتے اور پیغمبر بھی مجبور و بے بس ہیں ۔ آگے ان کا ذکر کیا ہے ۔ ف۲ یعنی بعض فرشتوں سے پیغامبری کا کام لیتا ہے (مثلاً جبریل علیہ السلام) اور بعض انسانوں سے جن کو خدا اس منصب کے لئے انتخاب فرمائے گا ۔ ظاہر ہے ان کا درجہ دوسری تمام خلائق سے اعلیٰ ہونا چاہئے ۔ ف۳ یعنی ان کی تمام باتوں کو اور ان کے ماضی و مستقبل کے تمام احوال کو دیکھتا ہے اس لئے وہ ہی حق رکھتا ہے کہ جس کے احوال و استعداد پر نظر کر کے منصب رسالت پر فائز کرنا چاہے فائز کر دے ۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (انعام ۔ رکوع ۵) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں بھی وہ فرشتے اعلیٰ ہیں ان کو (یعنی ان کی ہدایت کو) چھوڑ کر بتوں کو ماننے ہو ، کس قدر بے تکی بات ہے ۔ ف۴ یعنی وہ بھی اختیار نہیں رکھتے ۔ اختیار ہر چیز میں اللہ کا ہے (کذا فی الموضح) ف۵ شرک کی تقبیح اور مشرکین کی تفضیح کے بعد مومنین کو خطاب فرماتے ہیں کہ تم اکیلے اپنے رب کی بندگی پر لگے رہو ۔ اسی کے آگے جھکو ۔ اُسی کے حضور میں پیشانی ٹیکو ، اور اسی کے لئے دوسرے بھلائی کے کام کرو ۔ تاکہ دنیا اور آخرت میں تمہارا بھلا ہو ۔ ف۶ اپنے نفس کو درست رکھنے اور دنیا کو درستی پر لانے کے لئے پوری محنت کرو جو اتنے بڑے اہم مقصد کے شایان شان ہو ۔ آخرت دنیوی مقاصد میں کامیابی کے لئے کتنی محنتیں اٹھاتے ہو ۔ یہ تو دین کا اور آخرت کی دائمی کامیابی کا راستہ ہے جس میں جس قدر محنت برداشت کی جائے انصافاً تھوڑی ہے (تنبیہ) لفظ مجاہدہ میں ہر قسم کی زبانی ، قلمی ، مالی ، بدنی کوشش شامل ہے ۔ اور "جہاد" کی تمام قسمیں (جہاد مع النفس ، جہاد مع الشیطان ، جہاد مع الکفار ، جہاد مع البغاۃ ، جہاد مع المبطلین) اس کے نیچے مندرج ہیں ۔

حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ

جیسی اس کی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۱ اللہ چھانٹ لیتا ہے

جیسی اس کی قدر ہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۱ اللہ چھانٹ لیتا ہے

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝

فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ سنتا ہے دیکھتا ف۲

فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں ف۲ اللہ سنتا دیکھتا ہے ف۳

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

جانتا ہے جو ان کے آگے اور جو ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے

جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے

الْاُمُوْرُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا

ہر کام کی ف۳ اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو

ہر کام کی ف۴ اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور بندگی کرو

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ۚ وَجَاهِدُوْا

اپنے رب کی اور کرو بھلائی شاید بھلائی پاؤ اور محنت کرو

اپنے رب کی اور بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۵ اور محنت کرو

فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

اللہ کے واسطے جو چاہئے اس کی محنت اس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر

اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہئے اس کے واسطے محنت ف۶ اس نے تم کو پسند کیا ف۷ اور نہیں رکھی تم پر

فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ

دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ ابراہیم کا اس نے نام رکھا تمہارا

دین میں کچھ مشکل ف۸ دین تمہارے باپ ابراہیم کا ف۹ اسی نے نام رکھا تمہارا

الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

مسلمان حکم بردار پہلے سے اور اس قرآن میں تا رسول ہو

مسلمان پہلے سے اور اس قرآن میں ف۱۰ تاکہ رسول ہو

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا

بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر سو کھڑی رکھو

بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر ف۱۱ سو قائم رکھو

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ

نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور گہو پکڑو اللہ کو وہ تمہارا صاحب ہے

نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ؑ

سو خوب صاحب ہے اور خوب مددگار ف۴

سو خوب مالک ہے اور خوب مددگار ف۱۲

ف۷ کہ سب سے اعلیٰ و افضل پیغمبر دیا ، اور تمام شرائع سے اکمل شریعت عنایت کی ، تمام دنیا میں خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے تم کو چھانٹ لیا اور سب امتوں پر فضیلت بخشی ۔ ف۸ دین میں کوئی ایسی مشکل نہیں رکھی ، جس کا اٹھانا کٹھن ہو ۔ احکام میں ہر طرح کی چھوٹوں اور سہولتوں کا لحاظ رکھا ہے ۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم خود اپنے اوپر ایک آسان چیز کو مشکل بنالو ۔ ف۹ ابراہیم علیہ السلام چونکہ حضورؐ کے اجداد میں ہیں اس لئے ساری امت کے باپ ہوئے یا یہ مراد ہو کہ عربوں کے باپ ہیں کیونکہ اولین مخاطب قرآن کے وہی تھے ۔ ف۱۰ یعنی اللہ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تمہارا نام "مسلم" رکھا جس کے معنی حکم بردار اور وفا شعار کے ہیں ، یا ابراہیم نے پہلے تمہارا یہ نام رکھا تھا جبکہ دعا میں کہا "وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ" (البقرہ ۔ رکوع ۱۵) اور اس قرآن میں شاید ان ہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو ۔ بہرحال تمہارا نام "مسلم" ہے ۔ گو اور امتیں بھی مسلم تھیں مگر لقب یہ تمہارا ہی ٹھہرا ہے سو اس کی لاج رکھنی چاہئے ۔ ف۱۱ یعنی پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول تم کو سکھائے ۔ اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی یہ ہی غرض ہے کہ تمام امتوں کی غلطیاں درست کرے اور سب کو سیدھی راہ بتائے ، گویا جو مجد و شرف اس کو ملا ہے اسی وجہ سے ہے کہ دنیا کے لئے معلم بنے ۔ اور تبلیغی جہاد کرے ۔ (تنبیہ) دوسرے مفسرین نے "شہید" اور "شہدا" کو بمعنی "گواہ" لیا ہے ۔ قیامت کے دن جب دوسری امتیں انکار کریں گی کہ پیغمبروں نے ہم کو تبلیغ نہیں کی اور پیغمبروں سے گواہ مانگے جائیں گے تو وہ امت محمدیہ کو بطور گواہ پیش کریں گے یہ امت گواہی دے گی کہ بیشک پیغمبروں نے دعوت و تبلیغ کر کے خدا کی حجت تمام کر دی تھی ۔ جب سوال ہوگا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا ، جواب دیں گے کہ ہمارے نبی نے اطلاع کی جس کی صداقت پر خدا کی محفوظ کتاب (قرآن کریم) گواہ ہے ۔ گویا یہ فضل و شرف اس لئے دیا گیا کہ تم کو ایک بڑے عظیم الشان مقدمہ میں بطور معزز گواہ کے کھڑا ہونا ہے ۔ لیکن تمہاری گواہی کی سماعت اور وقعت بھی تمہارے پیغمبر کے طفیل میں ہے کہ وہ تمہارا تزکیہ کریں گے ۔

۱۰ ع ۱۰ ۱۷

ف۱۲ یعنی انعامات الٰہیہ کی قدر کرو ، اپنے نام و لقب اور فضل و شرف کی لاج رکھو اور سمجھو کہ تم بہت بڑے کام کے لئے کھڑے کئے گئے ہو ۔ اس لئے اعمال کا اچھا نمونہ بن جاؤ ۔ نماز زکوٰۃ (بالفاظ دیگر بدنی و مالی عبادات) میں کوتاہی نہ ہونے پائے ، ہر کام میں اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو ۔ ذرا بھی قدم جادۂ حق سے ادھر ادھر نہ ہو ۔ اس کے فضل و رحمت پر بھروسہ رکھو ۔ تمام کمزور سہارے چھوڑ دو تنہا اسی کو اپنا مولیٰ اور مالک سمجھو ۔ اس سے اچھا مالک و مددگار اور کون ملے گا ۔ رَبِّ اجْعَلْنَا مِنْ مُّقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمُؤْتِي الزَّكٰوةِ وَالْمُعْتَصِمِيْنَ بِكَ وَالْمُتَوَكِّلِيْنَ عَلَيْكَ فَاَنْتَ مَوْلٰنَا وَنَاصِرُنَا فَنِعْمَ الْمَوْلٰى اَنْتَ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۔ تم سورۃ الحج بفضلہ ومنہ ولہ الحمد وعلٰی نبیہ الصلوٰۃ والتسلیم ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ مِائَۃٌ وَّثَمَانَ عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّسِتُّ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ مومنون مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ

کام نکال گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں

کام نکال لے گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ

نوے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے اور جو

جھکنے والے ہیں ف۱ اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے ف۲ اور جو

ہُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ

زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہیں

زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ف۳ اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں

اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ

مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اُن پر نہیں اولاہنا

مگر اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر سو اُن پر نہیں کچھ الزام

فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ

پھر جو کوئی ڈھونڈھے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے اور جو

پھر جو کوئی ڈھونڈھے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے ف۴ اور جو

ہُمْ لِاَمٰنٰتِہِمْ وَعَہْدِہِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ

اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں اور جو اپنی نمازوں سے

اپنی امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں ف۵ اور جو اپنی نمازوں کی

یُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ

خبردار ہیں وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث پاویں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

خبر رکھتے ہیں ف۶ وہی ہیں میراث لینے والے جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے ف۷

ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ

وہ اسی میں وہ پڑے رہے اور ہم نے بنایا ہے آدمی چنی مٹی

وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی

طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۪ ثُمَّ خَلَقْنَا

سے پھر رکھا اس کو بوند کر کر ایک جمے ٹھہراؤ میں پھر بنائی

مٹی سے ف۱ پھر ہم نے رکھا اس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانہ میں ف۲ پھر بنایا

ف۱ "خشوع" کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف وہیبت سے ساکن اور پست ہونا۔ چنانچہ ابن عباس نے "خاشعون" کی تفسیر "خائفون ساکنون" سے کی ہے۔ اور آیت "تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَۃً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْہَا الْمَآءَ اہْتَزَّتْ وَرَبَتْ" بھی دلالت کرتی ہے کہ "خشوع" میں ایک طرح کا سکون و تذلل معتبر ہے۔ قرآن کریم میں "خشوع" کو وجوہ، ابصار، اصوات وغیرہ کی صفت قرار دیا ہے۔ اور ایک جگہ آیت "اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ" میں قلب کی صفت بتلائی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضاء بدن کا خشوع اس کے تابع ہے۔ جب نماز میں قلب خاشع و خائف اور ساکن و پست ہوگا تو خیالات ادھر ادھر بھٹکتے نہیں پھریں گے۔ ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے پھر خوف و ہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے۔ مثلاً بازو اور سر جھکانا، نگاہ پست رکھنا، ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا، ادھر ادھر نہ تاکنا، کپڑے یا ڈاڑھی سے نہ کھیلنا، انگلیاں نہ چٹخانا، اور اسی قسم کے بہت افعال و احوال لوازم و خشوع میں سے ہیں۔ احادیث میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نماز میں ایسے ساکن ہوتے تھے کہ جیسے ایک بے جان لکڑی۔ اور کہا جاتا تھا کہ یہ نماز کا خشوع ہے۔ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا نماز بدون خشوع کے صحیح و مقبول ہوتی ہے یا نہیں۔ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ خشوع اجزائے صلوٰۃ کے لئے شرط نہیں۔ ہاں قبول صلوٰۃ کے لئے شرط ہے۔ میرے نزدیک یوں کہنا بہتر ہوگا کہ حسن قبول کے لئے شرط ہے۔ واللہ اعلم۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔ احیاء العلوم اور اس کی شرح میں تفصیل ملاحظہ کی جائے۔ بہرحال انتہائی فلاح اور اعلیٰ کامیابی اُن ہی مومنین کو حاصل ہوگی جو خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتے ہیں اور ان اوصاف سے موصوف ہیں جو آگے بیان کئے گئے ہیں۔ ف۲ یعنی فضول و بیکار مشغلوں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔ کوئی دوسرا شخص لغو اور نکمی بات کہے تو ادھر سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ اُن کو وظائف عبودیت سے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ ایسے بے فائدہ جھگڑوں میں اپنے کو پھنسائیں۔ ے چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو، چو بگذشت برعارف جنگجو۔ گر ایں مدعی دوست بشناختے، بہ پیکار دشمن نپرداختے۔ ف۳ یعنی ان کی عادت ہے کہ ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ کبھی دی کبھی نہ دی۔ غالباً اسی لئے یؤدون الزکوٰۃ کی جگہ للزکوٰۃ فاعلون کی ترکیب اختیار فرمائی۔ گویا بتلا دیا کہ زکوٰۃ ادا کرنا ان کا مستمر کام ہے۔ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "دیا کرتے ہیں" کہہ کر ادھر اشارہ کر دیا۔ بعض مفسرین نے یہاں زکوٰۃ کو "طہارت" (پاکیزگی) یا تزکیۂ نفس کے معنی میں لیا ہے۔ گویا آیت حاضرہ کو "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی" اور "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰہَا" کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اگر یہ مراد ہو تو اس کے مفہوم کو عام رکھا جائے جس میں بدن کا، دل کا اور مال کا پاک رکھنا سب داخل ہو۔ زکوٰۃ و صدقات بھی ایک قسم کی مالی تطہیر ہے۔ "خُذْ مِنْ اَمْوَالِہِمْ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمْ وَتُزَکِّیْہِمْ بِہَا" اور یہ کہنا کہ آیت مکی ہے اور مکہ میں زکوٰۃ فرض نہ ہوئی تھی۔ ابن کثیر نے اس کا جواب دیا ہے کہ اصل زکوٰۃ کی مشروعیت مکہ میں ہو چکی تھی۔ ہاں مقادیر و نصب وغیرہ کی تعیین مدینہ پہنچ کر ہوئی۔ واللہ اعلم۔ ف۴ یعنی اپنی منکوحہ عورت یا باندی کے سوا کوئی اور راستہ قضائے شہوت کا ڈھونڈھے، وہ حلال کی حد سے آگے نکل جانے والا ہے۔ اس میں زنا، لواطت اور استمناء بالید وغیرہ سب صورتیں آگئیں۔ بلکہ بعض مفسرین نے حرمت متعہ پر بھی اس سے استدلال کیا ہے۔ وفیہ کلام طویل لا یسعہ المقام۔ راجع روح المعانی تحت ہذہ الآیۃ الکریمہ۔ ف۵ یعنی امانت اور قول و قرار کی حفاظت کرتے ہیں، خیانت اور بدعہدی نہیں کرتے۔ نہ اللہ کے معاملہ میں نہ بندوں کے۔ ف۶ نمازیں اپنے اوقات پر آداب و حقوق کی رعایت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ بندوں کے معاملات میں پڑ کر عبادت الٰہی سے غافل نہیں ہوتے۔ یہاں تک مومنین مفلحین کی چھ صفات فاضلہ بیان کیں۔ (۱) خشوع و خضوع سے نماز پڑھنا یعنی بدن اور دل سے اللہ کی طرف جھکنا (۲) باطل لغو اور نکمی باتوں سے علیحدہ رہنا (۳) زکوٰۃ یعنی مالی حقوق ادا کرنا اپنے بدن، نفس اور مال کو پاک رکھنا (۴) شہوات نفسانی کو قابو میں رکھنا (۵) امانت و عہد کی حفاظت کرنا گویا معاملات کو درست رکھنا (۶) اور آخر میں پھر نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنا کہ اپنے وقت پر آداب و شروط کی رعایت کے ساتھ ادا ہوں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کا حق تعالیٰ کے یہاں کیا درجہ ہے۔ اور کس قدر مہتم بالشان چیز ہے کہ اس سے شروع کر کے اسی پر ختم فرمایا۔ ف۷ جنت کے منازل میراث ہونے کا مطلب کسی جگہ ہم لکھ چکے ہیں۔ ف۱ کیونکہ سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام منتخب مٹی سے پیدا ہوئے۔ اور ویسے بھی تمام بنی آدم نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اور نطفہ بھی مٹی سے نکلی ہوئی غذاؤں کا خلاصہ ہے۔ ف۲ یعنی رحم مادر میں جہاں سے کہیں ہل نہ سکے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ

اس بوند سے پھٹکی پھر بنائی اُس پھٹکی سے بوٹی پھر بنائی اس بوٹی سے

اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے

عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ

ہڈیاں پھر پہنایا ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اس کو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت

ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت ف۱ پھر اٹھا کھڑا کیا اس کو ایک نئی صورت میں ف۲ سو بڑی برکت

اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ

اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا پھر تم اس کے پیچھے مروگے پھر تم

اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے ف۳ پھر تم اس کے بعد مروگے ف۴ پھر تم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا

قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤگے اور ہم نے بنائی ہیں تمہارے اوپر سات راہیں اور ہم نہیں

قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤگے ف۵ اور ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات رستے ف۶ اور ہم نہیں

عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ

ہیں خلق سے بے خبر اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ماپ کر پھر اس کو ٹھہرا دیا

ہیں خلق سے بے خبر ف۷ اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ماپ کر ف۸ پھر اس کو ٹھہرا دیا

فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ

زمین میں اور ہم اس کو لے جاویں تو سکتے ہیں پھر اگا دیے تم کو

زمین میں ف۹ اور ہم اس کو لے جائیں تو لے جا سکتے ہیں ف۱۰ پھر اگا دیے تمہارے واسطے

بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

اس سے باغ کھجور اور انگور کے تم کو ان سے میوے ہیں اور انہی میں سے

اس سے باغ کھجور اور انگور کے تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے

تَاْكُلُوْنَ ۝ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ

کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لے اگتا ہے تیل

کھاتے ہو ف۱۱ اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے لے اُگتا ہے تیل

وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيْكُمْ

اور روٹی ڈبونا کھانے والوں کو اور تم کو چوپایوں میں دھیان کرنا ہے پلاتے ہیں ہم تم کو

اور روٹی ڈبونا کھانے والوں کے واسطے ف۱۲ اور تمہارے لئے چوپایوں میں دھیان کرنے کی بات ہے پلاتے ہیں ہم تم کو

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَ

اُن کے پیٹ کی چیز سے اور تم کو ان میں بہت فائدے ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور

اُن کے پیٹ کی چیز سے اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو ف۱۳ اور

عَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

ان پر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم پاس

ان پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو ف۱۴ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کے پاس

ع ۲۲

ف۱ یعنی کچھ حصہ گوشت کا سخت کرکے ہڈیاں بنادیں۔ اور ہڈیوں کے ڈھانچے پر پھر گوشت پوست منڈھ دیا سورۂ "حج" میں اسی کے قریب کیفیت تخلیق انسان کی بیان ہو چکی ہے۔ ف۲ یعنی روح حیات پھونک کر ایک جیتا جاگتا انسان بنا دیا جس پر آگے چل کر بچپن، جوانی، کہولت اور بڑھاپے کے بہت سے احوال وادوار گذرتے ہیں۔ ف۳ جس نے نہایت خوبصورتی سے تمام اعضاء و قویٰ کو بہترین سانچے میں ڈھالا اور اس کی ساخت ٹھیک حکمت کے موافق نہایت موزوں و متناسب بنائی۔ ف۴ یعنی تمہارا وجود ذاتی اور خانہ زاد نہیں، مستعار اور دوسرے کا عطیہ ہے۔ چنانچہ موت آکر سب نقشہ بگاڑ دیتی ہے۔ تم اس وقت اس کے زبردست پنجہ سے اپنی ہستی کو نہیں بچا سکتے۔ یقیناً کوئی اور قاہر طاقت تمہارے اوپر ہے جس نے وجود کی باگ اپنے ہاتھ میں تھام رکھی ہے۔ جب چاہے ڈھیلی چھوڑ دے جب چاہے کھینچ لے۔ ف۵ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا وہ ہی دوبارہ بنا کر کھڑا کرے گا۔ تا پہلے وجود کی مستور قوتیں اور اعمال کے نتائج اپنی کامل ترین صورتوں میں ظاہر ہو کر ثابت کر دیں کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ کوئی بے کار اور بے نتیجہ ڈھونگ نہیں بنایا گیا تھا۔ ف۶ "طرائق" کے معنی بعض مفسرین و لغویین کے نزدیک طبقات کے ہیں۔ یعنی آسمان کے سات طبقے اوپر نیچے بنائے فہذا کما قال کَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (نوح رکوع ۱) اور بعض نے طرائق کو راستوں کے معنی میں لیا ہے، یعنی سات آسمان بنائے جو فرشتوں کی گذرگاہیں ہیں۔ بعض معاصر مصنفین نے "سبع طرائق" سے سات سیاروں کے مدارات مراد لئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۷ ہر چیز پورے انتظام و احکام اور خبرداری سے بنائی ہے اور اس کی حفاظت و بقاء کے طریقوں سے ہم پورے باخبر ہیں۔ اجرام سماویہ اور مخلوقات سفلیہ میں کوئی چیز نہیں جو ہمارے احاطۂ علم و قدرت سے باہر ہو۔ ورنہ سارا انتظام ہی درہم برہم ہو جائے۔ "یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا" الخ (حدید رکوع ۱)۔ ف۸ نہ اس قدر زیادہ کہ دنیا بے وقت اور بے موقع تباہ ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضروریات کو کافی نہ ہو۔ ف۹ یعنی بارش کا پانی زمین اپنے اندر جذب کر لیتی ہے جس کو ہم کنواں وغیرہ کھود کر نکالتے ہیں۔ ف۱۰ یعنی نہ اتارنا چاہیں تو نہ اتاریں، اور اتارنے کے بعد تم کو اس سے منتفع ہونے کی دسترس نہ دیں۔ مثلاً اس قدر گہرا کر دیں کہ تم نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکو یا خشک کرکے ہوا میں اڑا دیں۔ یا کھاری اور کڑوا کر دیں، تو ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ف۱۱ یعنی ان کی بہار دیکھ کر خوش ہوتے ہو اور بعض کو بطور تفکہ اور بعض کو بطور غذا استعمال کرتے ہو۔ ف۱۲ یعنی زیتون کا درخت جس میں سے روغن نکلتا ہے جو مالش وغیرہ کے کام آتا ہے۔ اور بہت ملکوں کے لوگ سالن کی جگہ اس کا استعمال کرتے ہیں۔ اس درخت کا ذکر خصوصیت سے فرمایا کیونکہ اس کے فوائد کثیر ہیں، اور خاص فضل و شرف رکھتا ہے۔ اسی لئے سورۂ "تین" میں اس کی قسم کھائی گئی۔ جبل الطور کی طرف نسبت کرنا بھی اس کی فضیلت و برکت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ وہاں اس کی پیداوار زیادہ ہوتی ہوگی۔ ف۱۳ نباتات کے بعد حیوانات کا ذکر ہوا یعنی جانوروں کا دودھ ہم اپنی قدرت سے تم کو پلاتے ہیں۔ اور بہت کچھ فائدے تمہارے لئے ان کی ذات میں رکھ دیئے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض جانوروں کا گوشت کھانا بھی حلال کر دیا۔ ف۱۴ یعنی خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں جہازوں اور کشتیوں پر سوار ہو کر کہیں سے کہیں نکل جاتے ہو۔ اور بڑے بڑے بھاری سامان ان پر بار کرتے ہو۔ کشتی کی مناسبت سے آگے نوح علیہ السلام کا قصہ ذکر فرماتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن سے کشتی بنوائی جو طوفان عظیم کے وقت مومنین کی نجات کا ذریعہ بنی۔ پھر نوح علیہ السلام کی مناسبت سے بعض دوسرے انبیاء کے واقعات بھی ذکر فرما دیئے۔ شاید یہاں ان قصص کے بیان میں یہ بھی اشارہ ہوگا کہ جس طرح اوپر کی آیات میں تمہاری جسمانی ضروریات کا انتظام مذکور تھا اسی طرح خداوند رحمان نے تمہاری روحانی حوائج و ضروریات کو سرانجام کرنے کے لئے ابتدائے دنیا سے وحی و رسالت کا سلسلہ بھی قائم فرما دیا۔ یا یوں کہو کہ اوپر قدرت کے نشانات بیان فرما کر توحید کی طرف متوجہ کرنا تھا۔ اس کی تکمیل کے لئے یہاں سے سلسلۂ نبوت کا بیان شروع کر دیا۔ جس کے ضمن میں انبیاء اور ان کے متبعین کی خوش انجامی اور مکذبین معاندین کی بد انجامی بھی ذہن نشین کر دی گئی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فقال يقوم اعبدوا الله ما لكم من اله غيره ؕ افلا تتقون ○
تو اس نے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہیں اس کے سوا کیا تم کو ڈر نہیں
تو اس نے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی حاکم نہیں اسکے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں

فقال الملؤا الذين كفروا من قومه ما هذا الا بشر مثلكم ۙ
تب بولے سردار جو منکر تھے اس کی قوم کے یہ کیا ہے ایک آدمی ہے جیسے تم
تب بولے سردار جو کافر تھے اسکی قوم میں یہ کیا ہے آدمی ہے جیسے تم ف۱

يريد ان يتفضل عليكم ؕ ولو شاء الله لانزل ملئكة ۚ ما
چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر چاہتا تو اتارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں
چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا تو اتارتا فرشتے ف۲ ہم

سمعنا بهذا في ابائنا الاولين ○ ان هو الا رجل به جنة
سنا اپنے اگلے باپ دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے کہ اس کو سودا ہے
نے یہ نہیں سنا اپنے اگلے باپ دادوں میں ف۳ اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے کہ اس کو سودا ہے

فتربصوا به حتى حين ○ قال رب انصرني بما كذبون ○
سو راہ دیکھو اس کی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا
سو راہ دیکھو اس کی ایک وقت تک ف۴ بولا اے رب تو مدد کر میری کہ انہوں نے مجھکو جھٹلایا ف۵

فاوحينا اليه ان اصنع الفلك باعيننا ووحينا فاذا
پھر ہم نے حکم بھیجا اس کو کہ بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب
پھر ہم نے حکم بھیجا اس کو کہ بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے پھر جب

جاء امرنا وفار التنور ۙ فاسلك فيها من كل زوجين
پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے اس میں ہر چیز کا جوڑا
پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے کشتی میں ہر چیز کا جوڑا

اثنين واهلك الا من سبق عليه القول منهم ۚ ولا تخاطبني
دوہرا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی قسمت میں آگے پڑ چکی بات اور نہ کہہ مجھ سے
دو دو اور اپنے گھر کے لوگ ف۶ مگر جس کی قسمت میں پہلے سے ٹھہر چکی ہے بات ف۷ اور مجھ سے بات نہ کر

في الذين ظلموا ۚ انهم مغرقون ○ فاذا استويت انت
ان ظالموں کے واسطے ان کو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو
ان ظالموں کے واسطے بے شک ان کو ڈوبنا ہے ف۸ پھر جب چڑھ چکے تو

ومن معك على الفلك فقل الحمد لله الذي نجىنا من
اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے چھڑایا ہم کو
اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے چھڑایا ہم کو

القوم الظلمين ○ وقل رب انزلني منزلا مبركا وانت
گنہگار لوگوں سے اور کہہ اے رب اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے
گنہگار لوگوں سے ف۹ اور کہہ اے رب اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے

ف۱ یعنی اس میں اور تم میں فرق کیا ہے جو یہ رسول بن جائے۔ تم نہ بنو ف۲ یعنی بڑا بن کر رہنا چاہتا ہے اس لئے یہ سب ڈھونگ بنایا ہے ورنہ خدا کسی کو رسول بنا کر بھیجتا تو کیا یہی اس کام کے لئے رہ گیا تھا کوئی فرشتہ نہ بھیج سکتا تھا ف۳ یعنی ہم نے ایسی عجیب بات کبھی نہیں سنی کہ ایک ہماری طرح کا معمولی آدمی خدا کا رسول بن جائے اور تمام دیوتاؤں کو ہٹا کر تنہا ایک خدا کی حکومت کو منوانے لگے۔ ف۴ معلوم ہوتا ہے کہ اس غریب کا دماغ چل گیا بھلا سارے قوم کے خلاف اور اپنے باپ دادوں کے خلاف ایسی بات زبان سے نکالنا جو کوئی شخص باور نہ کرے گا کھلا جنون نہیں تو اور کیا ہوگا۔ بہتر ہے چند روز صبر کرو اور انتظار کرو شاید کچھ دنوں کے بعد اسے ہوش آجائے اور جنون کے دورہ سے افاقہ ہو یا یوں ہی مر مرا کر قصہ ختم ہو جائے (العیاذ باللہ) ف۵ یعنی جب نوح کی ساری کوششیں بیکار ثابت ہوئیں، ساڑھے نو سو برس سختیاں جھیل کر بھی ان کو راہ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تو خدا سے فریاد کی کہ اب ان اشقیاء کے مقابلہ میں میری مدد فرمائیے کیونکہ بظاہر یہ لوگ تکذیب سے باز آنے والے نہیں اوروں کو بھی خراب کریں گے۔ ف۶ یہ قصہ پہلے سورۃ "ہود" وغیرہ میں گزر چکا ہے وہاں ان الفاظ کی تفسیر ملاحظہ ہو ف۷ یعنی کافروں کو خواہ تیرے کنبہ کے ہوں سوار مت کر ف۸ یعنی حکم قطعی عذاب کا ہو چکا یہ فیصلہ اٹل ہے، ضرور ہو کر رہے گا، اب ظالموں میں سے کسی کو بچانے کے لئے ہم سے سعی و سفارش نہ کرنا ف۹ یعنی ہم کو ان سے علیحدہ کر کے عذاب سے مامون رکھ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ○ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ○ ثُمَّ

بہتر اتارنے والا اس میں نشانیاں ہیں اور ہم ہیں جانچنے والے پھر

بہتر اتارنے والا ف۱ اس میں نشانیاں ہیں اور ہم ہیں جانچنے والے ف۲ پھر

أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ○ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ

اٹھائی ہم نے ان سے پیچھے ایک سنگت اور پھر بھیجا ہم نے ان میں رسول ان میں کا

پیدا کی ہم نے ان سے پیچھے ایک جماعت اور ف۳ پھر بھیجا ہم نے ان میں ایک رسول ان میں کا ف۴

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○ وَقَالَ

ع ۱۰ / ۲

کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اس کے سوا پھر کیا تم کو ڈر نہیں اور بولے

کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اس کے سوائے پھر کیا تم ڈرتے نہیں اور بولے

الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَ

سردار اس کی قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور

سردار اس کی قوم کے جو کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور

أَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا

آرام دیا تھا ان کو ہم نے دنیا کے جینے اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے

آرام دیا تھا ان کو ہم نے دنیا کی زندگی میں ف۵ اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ○ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا

تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو اور کبھی تم چلے کہے پر ایک آدمی کے

تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو ف۶ اور کہیں تم چلنے لگے کہنے پر ایک آدمی کے

مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ○ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ

اپنے برابر کے تو بے شک تم خراب ہوئے کیا تم کو وعدہ دیتا ہے کہ جب مر گئے اور ہو گئے

اپنے برابر کے تو تم بے شک خراب ہوئے ف۷ کیا تم کو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ اور ہو جاؤ

تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ ○ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ○

مٹی اور ہڈیاں کہ تم کو نکلنا ہے کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو وعدہ تم کو ملتا ہے

مٹی اور ہڈیاں تو تم کو نکلنا ہے کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو تم سے وعدہ ہوتا ہے ف۸

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ○

اور کچھ نہیں یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں

اور کچھ نہیں یہی جینا ہے ہمارا دنیا کا مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں ف۹

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ

اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے باندھ لایا اللہ پر جھوٹ اور ہم اس کو نہیں

اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ ف۱۰ اور اس کو ہم نہیں

بِمُؤْمِنِينَ ○ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ○ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ

ماننے والے بولا اے رب میری مدد کر انہوں نے مجھ کو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنوں میں

ماننے والے ف۱۱ بولا اے رب میرے مدد کر کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ف۱۲ فرمایا اب تھوڑے دنوں میں

ف۱ یعنی کشتی میں اچھی آرام کی جگہ دے اور کشتی سے جہاں اتارے جائیں وہاں بھی کوئی تکلیف نہ ہو۔ ہر طرح اور ہر جگہ تیری رحمت و برکت شامل حال رہے۔ ف۲ کہ کون ان نشانوں کو سن کر عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ کون نہیں کرتا۔ کما قال تعالیٰ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔ (قمر رکوع ۱) ف۳ یہ ذکر "عاد" کا ہے یا ثمود کا۔ ف۴ یعنی حضرت ہود یا حضرت صالح علیہما السلام۔ ف۵ یعنی اس کے معتقد نہ تھے کہ مرنے کے بعد ایک دن خدا سے ملنا ہے۔ بس دنیا کی زندگی اور اس کا عیش و آرام ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ف۶ یعنی بظاہر کوئی بات اس میں تم سے سوا نہیں۔ ف۷ یعنی اس سے بڑی خرابی اور ذلت کیا ہوگی کہ اپنے جیسے ایک معمولی آدمی کو خواہ مخواہ مخدوم و مطاع ٹھہرا لیا جائے۔ ف۸ یعنی کس قدر بعید از عقل بات کہتا ہے کہ ہڈیوں کے ریزے مٹی کے ذرات میں مل جانے کے بعد پھر قبروں سے آدمی بن کر اٹھیں گے۔ ایسی مہمل بات ماننے کو کون تیار ہوگا۔ ف۹ یعنی کہاں کی آخرت، اور کہاں کا حساب کتاب ہم تو جانتے ہیں یہی ایک دنیا کا سلسلہ اور یہ ہی ایک مرنا اور جینا ہے۔ جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہوتا رہتا ہے۔ کوئی پیدا ہوا کوئی فنا ہو گیا آگے کچھ نہیں ف۱۰ کہ میں اس کا پیغمبر ہوں اور وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کر کے عذاب و ثواب دے گا۔ یہ دونوں دعوے ایسے ہیں جن کو ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے خواہ مخواہ جھگڑنے اور دردسری کرنے سے کیا فائدہ۔ ف۱۱ یعنی آخر پیغمبر نے کفار کی طرف سے ناامید ہو کر دعا کی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے ثمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں۔ ف۲ حضرت عیسیٰ جب ماں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا۔ ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اس کے ملک سے نکل جاؤ۔ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اس دشمن کو بادشاہ چکا تھا پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لَيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ

صبح کو رہ جاویں گے پچھتاتے پھر پکڑا اُن کو چنگھاڑ نے تحقیق پھر کر دیا ہم نے ان کو

صبح کو رہ جائیں گے پچھتاتے ف۱ پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے تحقیق ف۲ پھر کر دیا ہم نے ان کو

غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا

کوڑا سو دور ہو جاویں گنہگار لوگ ف۱ پھر اٹھائیں ہم نے اُن سے پیچھے سنگتیں

کوڑا ف۳ سو دور ہو جائیں گنہگار لوگ ف۴ پھر پیدا کیں ہم نے اُن سے پیچھے جماعتیں

اٰخَرِيْنَ ۝ؕ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ؕ ثُمَّ

اور نہ پہلے جاوے کوئی قوم اپنے وعدہ سے نہ پیچھے رہیں پھر

اور نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہے ف۵ پھر

اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا

بھیجتے رہے ہم اپنے رسول لگے تار جہاں پہنچا کسی اُمت پاس اُن کا رسول اس کو جھٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہم

بھیجتے رہے اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی اُمت کے پاس ان کا رسول اس کو جھٹلا دیا پھر چلاتے گئے ہم

بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا اُن کو کہانیاں سو دور ہو جاویں جو لوگ نہیں مانتے

ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا اُن کو کہانیاں ف۶ سو دور ہو جائیں جو لوگ نہیں مانتے ف۷

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۴۶ اِلٰى

پھر بھیجا ہم نے موسیٰ اور اُس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں دیکر اور سند کھلی

پھر بھیجا ہم نے موسیٰ اور اُس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں دے کر اور کھلی سند

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۚ۝ فَقَالُوْۤا

فرعون اور اس کے سرداروں پاس پھر بڑائی کرنے لگے اور تھے وہ لوگ چڑھ رہے سو بولے

فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس پھر لگے بڑائی کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھ رہے تھے ف۸ سو بولے

اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ۝ فَكَذَّبُوْهُمَا

کیا ہم مانیں گے ایک دو آدمیوں کو اپنے برابر کے اور اُن کی قوم کرتی ہیں ہماری بندگی پھر جھٹلایا ان دونوں کو

کیا ہم مانیں گے اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور اُن کی قوم ہمارے تابعدار ہیں ف۹ پھر جھٹلایا ان دونوں کو

فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ

پھر ہوئے کھپنے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب شاید وہ

پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب تاکہ وہ

يَهْتَدُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى

راہ پاویں اور بنایا ہم نے مریم کا بیٹا اور اس کی ماں کو ایک نشانی اور اُن کو ٹھکانا دیا

راہ پائیں ف۱۰ اور بنایا ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی ف۱۱ اور ان کو ٹھکانا دیا

رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝ ع يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ

ایک ٹیلے پر جہاں ٹھہراؤ تھا اور پانی نتھرا ف۲ اے رسولو کھاؤ ستھری چیزیں

ایک ٹیلے پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی نتھرا ف۱۲ اے رسولو کھاؤ ستھری چیزیں

ف۱ یعنی عذاب آیا چاہتا ہے جس کے بعد پچھتائیں گے (اور وہ پچھتانا) نفع نہ دے گا۔ ف۲ اس سے ظاہر مترشح ہوتا ہے کہ یہ قصہ "ثمود" کا ہے کہ وہ چنگھاڑ سے مرے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۳ جیسے سیلاب خس و خاشاک کو بہا لیجاتا ہے اسی طرح عذاب الٰہی کے سیل میں بہتے چلے گئے۔ ف۴ یعنی خدا کی رحمت سے۔ ف۵ یعنی ہر ایک قوم جس نے پیغمبروں کی تکذیب کی ٹھیک اپنے اپنے وعدہ پر ہلاک کی جاتی رہی۔ جو میعاد کسی قوم کی تھی ایک منٹ اس سے آگے پیچھے نہ ہوئی۔ ف۶ یعنی رسولوں کا تانتا باندھ دیا یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور مکذبین بھی ایک کو دوسرے کے پیچھے چلتا کرتے رہے۔ ادھر پیغمبروں کی بعثت کا اور ادھر ہلاک ہونے والوں کا نمبر لگا دیا چنانچہ بہت قومیں ایسی تباہ و برباد کر دی گئیں جن کے قصے کہانیوں کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ آج ان کی داستانیں محض عبرت کے لئے پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔ ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔ ف۸ اس لئے خدائی پیغام کو خاطر میں نہ لائے کبر و غرور کے نشہ نے ان کے دماغوں کو بالکل مختل کر رکھا تھا۔ ف۹ یعنی موسیٰ و ہارون کی قوم (بنی اسرائیل) تو ہماری غلامی کر رہی ہے اُن میں کے دو آدمیوں کو ہم اپنا سردار کس طرح بنا سکتے ہیں۔ ف۱۰ یعنی فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد ہم نے اُن کو تورات شریف مرحمت کی "تا لوگ اس پر چل کر جنت اور رضائے الٰہی کی منزل تک پہنچ سکیں۔ ف۱۱ یعنی قدرت الٰہیہ کی نشانی ہے کہ تنہا ماں سے بدون باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کر دیا۔ جیسا کہ "آل عمران" اور سورہ مریم میں اس کی تقریر کی جا چکی۔ ف۱۲ شاید یہ وہی ٹیلہ یا اونچی زمین ہو جہاں وضع حمل کے وقت حضرت مریم تشریف رکھتی تھیں۔ چنانچہ سورہ مریم کی آیات۔ "فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا وَهُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ...." دلالت کرتی ہیں کہ وہ جگہ بلند تھی نیچے چشمہ یا نہر بہہ رہی تھی۔ اور کھجور کا درخت ایک تھا۔ کذا افسرہ ابن کثیر رحمۃ اللہ لیکن عموماً مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ظالم بادشاہ ہیرودس نامی نجومیوں سے سن کر حضرت عیسیٰ کو سرداری ملے گی، لڑکپن ہی میں اُن کا دشمن ہو گیا تھا اور قتل کے درپے تھا حضرت مریم الہام ربانی سے ان کو لے کر مصر چلی گئیں اور اس ظالم کے مرنے کے بعد پھر شام واپس چلی آئیں۔ چنانچہ انجیل متی میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے اور مصر کا اونچا ہونا باعتبار رود نیل کے ہے ورنہ غرق ہو جاتا (اور "ذات معین" رود نیل ہے۔ بعض نے "رَبْوَة" (اونچی جگہ) سے مراد شام یا فلسطین لیا ہے اور کچھ بعید نہیں کہ جس ٹیلہ پر ولادت کے وقت موجود تھیں وہیں اس خطرہ کے وقت بھی پناہ دی گئی ہو۔ واللہ اعلم۔ بہرحال اہل اسلام میں کسی نے "رَبْوَة" سے مراد کشمیر نہیں لیا۔ نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں بتلائی۔ البتہ ہمارے زمانے کے بعض ملحدین نے "رَبْوَة" سے کشمیر مراد لیا ہے اور وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتلائی ہے جس کا کوئی ثبوت تاریخی حیثیت سے نہیں۔ محض کذب و دروغ بافی ہے محلہ "خان یار" شہر سری نگر میں جو قبر "یوز آسف" کے نام سے مشہور ہے اور جس کی بابت تاریخ اعظمی کے مصنف نے محض عام افواہ نقل کی ہے کہ "لوگ اس کو کسی نبی کی قبر بتاتے ہیں وہ کوئی شہزادہ تھا اور دوسرے ملک سے یہاں آیا" اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بتانا پرلے درجہ کی بے حیائی اور سفاہت ہے۔ ایسی اٹکل پچو قیاس آرائیوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کو باطل ٹھہرانا بجز خبط اور جنون کے کچھ نہیں۔ اگر اس قبر کی تحقیق مطلوب ہو اور یہ کہ "یوز آسف" کون تھا تو جناب منشی حبیب اللہ صاحب امرتسری کا رسالہ دیکھو جو خاص اسی موضوع پر نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھا گیا ہے۔ اور جس میں اس مہمل خیال کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ عنا و عن سائر المسلمین احسن الجزاء۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ یعنی سب رسولوں کے دین میں یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں ف۲ ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا ان کا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکٹھا بتا دیا اب سب دین مل کر ایک دین ہو گیا ف۳ یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے نہ آوے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ——————— از شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ

ف۱ یعنی سب پیغمبروں کے دین میں یہ ہی ایک حکم رہا کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر۔ اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتی ہے چنانچہ تمام پیغمبر نہایت مضبوطی اور استقامت کے ساتھ اکل حلال صدق مقال اور نیک اعمال پر مواظبت اور اپنی امتوں کو اسی کی تاکید کرتے رہے قرآن کریم میں دوسری جگہ اسی طرح کا حکم جو یہاں رسولوں کو ہوا۔ عامۂ مومنین کو دیا گیا ہے اس میں نصاریٰ کی رہبانیت کا بھی رد ہو گیا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے خاص مناسبت رکھتا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کھانا پینا، پہننا حرام کا ہو اسے اپنی دعا کے قبول ہونے کی توقع نہیں رکھنا چاہئے اور بعض احادیث میں ہے کہ جو گوشت حرام سے آگاہ ہو۔ دوزخ کی آگ اسی کی زیادہ حقدار ہے اعاذنا اللہ ف۲ یعنی حلال کھانے اور نیک کام کرنے والوں کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام کھلے چھپے احوال و افعال سے باخبر ہے۔ اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔ یہ رسولوں کو خطاب کر کے امتوں کو سنایا ف۳ یعنی اصول کے اعتبار سے تمام انبیاء کا دین و ملت ایک اور سب کا خدا بھی ایک ہے جس کی نافرمانی سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے لیکن لوگوں نے پھوٹ ڈال کر اصل دین کو پارہ پارہ کر دیا اور جدی جدی راہیں نکال لیں اس طرح آزاد و اہواء کا اتباع کر کے سینکڑوں فرقے اور مذہب بن گئے۔ یہ تفریق انبیاء نے نہیں سکھلائی ان کے ہاں ازمنہ و امکنہ وغیرہ کے اختلاف سے صرف فروعی اختلاف تھا۔ اصول دین میں سب بالکلیہ متفق رہے ہیں عموماً مفسرین نے آیت کی تقریر اسی طرح کی ہے لیکن حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ تعالیٰ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا اس کا سنوار فرمایا۔ پیچھے لوگوں نے جانا ان کا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کی معرفت سب بگاڑ کا سنوار (اور سب خرابیوں کا علاج) اکٹھا بتا دیا اب سب دین مل کر ایک دین ہو گیا" اور سب قومیں ایک جھنڈے تلے جمع کر دی گئیں ف۴ یعنی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہماری ہی راہ سیدھی ہے۔

ف۵ یعنی جن لوگوں نے انبیاء کی متفقہ ہدایات میں رخنے ڈال کر الگ فرقے اور ملتیں قائم کر دیں ہر فرقہ اپنے ہی عقائد و خیالات پر دل جمائے بیٹھا ہے کسی طرح اس سے ہٹنا نہیں چاہتا خواہ آپ کتنی ہی نصیحت فرمائیں تو آپ بھی ان کے غم میں زیادہ نہ پڑیئے بلکہ تھوڑی سی مہلت دیجئے کہ یہ اپنی غفلت و جہالت کے نشہ میں ڈوبے رہیں یہاں تک کہ وہ گھڑی آ پہنچے جب ان کی آنکھیں کھل جائیں یعنی موت یا عذاب الٰہی ان کے سروں پر منڈلانے لگے ف۶ یہی خیال ان کا تھا چنانچہ کہتے تھے نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ (سبا رکوع ۴) یعنی ہم اگر خدا کے ہاں مردود و مبغوض ہوتے تو یہ مال و دولت اور اولاد وغیرہ کی نعمتیں کیوں ملتیں ف۷ یعنی سمجھتے نہیں کہ مال و اولاد کی یہ افزائش ان کی فضیلت و کرامت کی وجہ سے نہیں۔ امہال و استدراج کی بناء پر ہے جتنی ڈھیل دی جا رہی ہے اسی قدر ان کی شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ (اعراف رکوع ۲۳)

ف۸ یعنی باوجود ایمان و احسان کے کفار و مغرورین کی طرح "مکر اللہ" سے مامون نہیں ہر وقت خوف خداوندی سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ نہ معلوم دنیا میں جو انعامات ہو رہے ہیں استدراج تو نہیں حسن بصری کا مقولہ ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ جَمَعَ اِحْسَانًا وَّشَفَقَةً وَّاِنَّ الْمُنَافِقَ جَمَعَ اِسَاءَةً وَّاَمْنًا مومن نیکی کرتا اور ڈرتا رہتا ہے اور منافق بدی کر کے بے فکر ہوتا ہے ف۹ یعنی آیات کونیہ و شرعیہ دونوں پر یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ ادھر سے پیش آئے عین حکمت اور جو خبر دی جائے بالکل حق اور جو حکم ملے وہ بہمہ وجوہ صواب و معقول ہے۔ ف۱۰ یعنی خالص ایمان و توحید پر قائم ہیں ہر ایک عمل صدق و اخلاص سے ادا کرتے ہیں شرک جلی و خفی کا شائبہ بھی نہیں آنے دیتے ف۱۱ یعنی کیا جانے قبول ہوا یا نہ ہوا۔ آگے کام آئے یا نہ آئے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے یہ کھٹکا لگا رہتا ہے اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے نیکی کرنے کے باوجود ڈرتے ہیں ف۱۲ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کما قال تعالیٰ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۔ (آل عمران۔ رکوع ۱۵) تو در حقیقت اصلی بھلائی اعمال صالحہ، اخلاق حمیدہ اور ملکات فاضلہ ہیں جو نہ کہ اموال و اولاد جیسے کفار کا گمان تھا ف۱۳ یعنی اوپر جو اعمال و خصائل بیان کئے گئے کوئی ایسے مشکل کام نہیں جن کا اٹھانا انسانی طاقت سے باہر ہو۔

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ
اور کام کرو بھلا جو کرتے ہو میں جانتا ہوں ف اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے
اور کام کرو بھلا ف۲ جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں ف۳ اور یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ
سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ کر لیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے
سب ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈال کر لیا اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے
كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝
ہر فرقہ جو ان کے پاس ہے اس پر ریجھ رہے ہیں ف سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک
ف۴ ہر فرقہ جو ان کے پاس ہے اس پر ریجھ رہے ہیں ف۵ سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک ف۶
اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ
کیا خیال رکھتے ہیں کہ یہ جو ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال اور اولاد دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ان کو
کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جو ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال اور اولاد سو دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ہم ان کو
فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ
بھلائیاں کوئی نہیں ان کو بوجھ نہیں البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے
بھلائیاں ف۷ یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں ف۸ البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے
مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ
اندیشہ رکھتے ہیں ف۸ اور جو لوگ اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں ف۹ اور جو
هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ
اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے اور جو لوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دلوں میں
لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے ف۱۰ اور جو لوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل
وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي
ڈر ہے کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف وہ دوڑ دوڑ لیتے ہیں
ڈر رہے ہیں اس لئے کہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱۱ وہ لوگ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں
الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا
بھلائیاں اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر جو اس کی سمائی ہے
بھلائیاں اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے ف۱۲ اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کی گنجائش کے موافق
وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ
اور ہمارے پاس لکھا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہو گا کوئی نہیں ان کے دل
اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہو گا ف۱۳ کوئی نہیں ان کے دل
غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝
بے ہوش ہیں اس طرف سے اور ان کو اور کام لگے ہیں اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں
بے ہوش ہو رہے اس طرف سے اور ان کو اور کام لگ رہے ہیں اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں ف۱۴

ہماری یہ عادت نہیں کہ لوگوں کو تکلیف مالا یطاق دی جائے یہ سب باتیں وہ ہیں کہ اگر توجہ کرو تو بخوبی حاصل کر سکتے ہو اور جو سابقین کاملین کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے انہیں بھی اپنی وسعت و طاقت کے موافق پوری کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اسی کے مکلف ہیں ہمارے یہاں صحائف اعمال میں بدرجہ بدرجہ ہر ایک کے اعمال لکھے ہوئے موجود ہیں۔ جو قیامت کے دن سب کے سامنے کھول کر رکھ دیئے جائیں گے اور ان ہی کے موافق جزا دی جائے گی۔ جس میں رتی برابر ظلم نہ ہو گا نہ کسی کی نیکی ضائع ہو گی نہ سزا جرم کی جائے گی۔ نہ بے جرم بے قصور دوسرے کا بوجھ اس پر ڈالا جائے گا۔ ف۱۴ یعنی آخرت کے حساب کتاب سے یہ لوگ غافل ہیں اور دنیا کے دوسرے دھندوں میں پڑے ہیں جن سے نکلنے کی فرصت ہی نہیں ہوتی جو آخرت کی طرف توجہ کریں یا یہ مطلب ہے کہ ان کے دل شک و تردد اور غفلت و جہالت کی تاریک موجوں میں غرقاب ہیں گناہ تو یہ ہوا باقی اس سے دوسرے اور بہت سے گناہ ہیں جن کو وہ سمیٹ رہے ہیں اور جب تک ان سے جدا نہیں ہوتے اور جدا بھی کیونکر ہوں جو کام ان کی مرضی و شوق کی بدولت مقدر ہو چکے ہیں وہ کر کے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے ف یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہیں اس کی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

ف یعنی جب دنیوی یا آخری عذاب میں پکڑے جائیں گے۔ تو چلائیں گے اور شور مچائیں گے کہ ہمیں اس آفت سے بچاؤ۔ بھلا وہاں بچانے والا کون؟ حکم ہوگا کہ چلاؤ نہیں یہ سب چیخ پکار بیکار ہے۔ آج کوئی تمہاری مدد کو نہیں پہنچ سکتا نہ ہمارے عذاب سے چھڑا سکتا ہے چنانچہ اس عذاب کا ایک نمونہ کفار مکہ کو بدر میں دکھلایا گیا جہاں ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے یا قید ہوگئے۔ جو تھیں پیچھے تھیں ان کا نوحہ کرتی رہیں سر کے بال کٹوا کر ماتم کئے گئے اور رو پیٹ کر چیخے چلائے کچھ بن نہ پڑا ایک مرتبہ جب حضورؐ تنگ آکر بددعا فرمائی تو سات سال کا قحط مسلط ہوا مردار کی ہڈیاں اور چمڑے کھانے اور خون پینے کی نوبت پہنچی آخر رحمۃ اللعالمین سے رحم کا واسطہ دے کر دعا کی درخواست کی تب اللہ تعالیٰ نے وہ عذاب اٹھایا اس وقت نہ "لات و منات" کام آئے نہ "ہبل و عزیٰ" ف یعنی اب کیوں شور مچاتے ہو۔ وہ وقت یاد کرو جب خدا کے پیغمبر آیات پڑھ کر سناتے تھے تو تم الٹے پاؤں بھاگتے تھے۔ سننا بھی گوارا نہ تھا۔ تمہاری شیخی اور تکبر اجازت نہ دیتا تھا کہ حق کو قبول کرو۔ اور پیغمبروں کی بات پر کان دھرو۔ ف یعنی پیغمبر کی مجلس سے ایسے بھاگتے تھے گویا کسی فضول قصہ گو کو چھوڑ کر چلے گئے یا "سامرا تھجرون" کا مطلب یہ ہے کہ رات کو وقت حرم میں بیٹھ کر پیغمبر علیہ السلام اور قرآن کریم کی نسبت باتیں بناتے اور طرح طرح کے قصے گھڑتے تھے۔ کوئی جادو کہتا تھا، کوئی شاعری، کوئی کہانت کوئی کچھ اور اسی طرح کی بکواس اور بیہودہ ہذیان کیا کرتے تھے۔ آج اس کا مزا چکھو۔ چیخنے چلانے سے کچھ حاصل نہیں ف یعنی قرآن کی خوبیوں میں غور و فکر نہیں کرتے ورنہ حقیقت حال منکشف ہو جاتی کہ بلاشبہ یہ کلام اللہ جل شانہ کا ہے جس میں ان کی بیماریوں کا صحیح علاج بتلایا گیا ہے ف یعنی نصیحت کرنے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں، پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے آسمانی کتابیں بھی برابر اترتی رہی ہیں کبھی کہیں کبھی کہیں سو یہ کوئی انوکھی بات نہیں جس کا نمونہ پیشتر سے موجود نہ ہو ہاں یہ اکمل ترین و اشرف ترین کتاب اب آئی اس شان و مرتبہ کی پہلے نہ آئی تھی تو اس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اور زیادہ اس نعمت کی قدر کرتے اور آگے بڑھ کر اس کی آواز پر لبیک کہتے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہی (تنبیہ) شاید یہاں آباء اولین سے آباء بعیدین مراد ہوں۔ اور سورۂ یٰسین میں جو آیا ہے "لتنذر قوما ما انذر آباءهم" وہاں آباء اقربین کا ارادہ کیا گیا ہو واللہ اعلم ف یعنی کیا اس لئے اعراض و تکذیب پر تلے ہوئے ہیں کہ ان کو پیغمبر کے احوال سے آگاہی نہیں، حالانکہ سارا عرب جانتا ہے کہ آپ بچپن سے صادق و امین اور عفیف و پاکباز تھے چنانچہ حضرت جعفرؓ نے بادشاہ حبشہ کے سامنے اور حضرت مغیرہ ابن شعبہ نے نائب کسریٰ کے آگے، اور ابو سفیان نے بحالت کفر قیصر روم کے دربار میں اسی چیز کا اظہار کیا پھر ایسے مشہور و معروف راستباز بندہ کی نسبت کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ العیاذ باللہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے لگے ف یعنی سودائیوں اور دیوانوں کی باتیں کہیں ایسی کھری اور سچی ہوتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ بھی محض زبان سے کہتے تھے، دل ان کا جانتا تھا کہ بے شک جو کچھ آپ لائے ہیں حق ہے پر حق بات چونکہ ان کی اغراض و خواہشات کے موافق نہ تھی اس لئے بری لگتی تھی۔ اور قبول کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوتے تھے۔ ف یعنی سچی بات بری لگتی ہے تو لگنے دو سچائی ان کی خوشی اور خواہش کے تابع نہیں ہو سکتی۔ اگر سچا خدا ان کی خوشی اور خواہش ہی پر چلا کرے تو وہ خدا ہی کہاں رہے معاذ اللہ بندوں کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی بن جائے ایسی صورت میں زمین و آسمان کے یہ محکم انتظامات کیونکر قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر ایک چھوٹے سے گاؤں کا انتظام محض لوگوں کی خواہشات کے تابع کر دیا جائے

الربع

وہ بھی چار دن قائم نہیں رہ سکتا چہ جائیکہ زمین و آسمان کی حکومت۔ کیونکہ عام خواہشات نظام عقل کے مزاحم اور باہم دگر بھی متناقض واقع ہوتی ہیں۔ عقل و ہویٰ کی کشمکش اور اہوائے مختلفہ کی لڑائی میں سارے انتظامات درہم برہم ہو جائیں گے ف جس کی وہ تمنا کیا کرتے تھے "لو ان عندنا ذکرا من الاولین لکنا عباد اللہ المخلصین" (صافات رکوع ۵) ف جب ایسی نصیحت اور ایسی آئی جس سے ان کی قومی حیثیت سے عظیم الشان فخر و شرف حاصل ہوا تو اب منہ پھیرتے ہیں اور ایسے اعلیٰ فضل و شرف کو ہاتھ سے گنوا رہے ہیں۔ ف۱۱ یعنی آپ دعوت و تبلیغ اور نصیحت و خیر خواہی کر کے ان سے کسی معاوضہ کے بھی طلبگار نہیں خدا تعالیٰ نے دارین کی جو دولت آپ کو مرحمت فرمائی ہے وہ اس معاوضہ سے کہیں بہتر ہے ف۱۲ یعنی آپ کے صدق و امانت کا حال سب کو معلوم ہے جو کلام آپ لائے اس کی خوبیاں اظہر من الشمس ہیں معاذ اللہ آپ کو خلل دماغ نہیں ان سے کسی معاوضہ کے طالب نہیں جس راستہ کی طرف آپ بلاتے ہیں بالکل سیدھا اور صاف راستہ ہے جس کو ہر سیدھی عقل والا بسہولت سمجھ سکتا ہے کوئی ایچ پیچ نہیں، ٹیڑھا تو تب ہوتا۔ ہاں اس پر چلنا ان ہی کا حصہ ہے جو موت کے بعد دوسری زندگی مانتے ہوں اور اپنی بد انجامی سے ڈرتے ہوں۔ جسے انجام کا ڈر اور عاقبت کی فکر ہی نہیں وہ کب سیدھے راستہ پر چلے گا۔ یقیناً ٹیڑھا رہے گا اور سیدھی سی بات کو بھی اپنی کجروی سے کج بنا لے گا۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــَٔــرُوْنَ ۝

یہاں تک کہ جب پکڑیں گے ہم ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبھی وہ لگیں گے چلانے

یہاں تک کہ جب پکڑیں گے ہم ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبھی وہ لگیں گے چلانے

لَا تَجْــَٔــرُوا الْيَوْمَ ۣ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى

مت چلاؤ آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ جاؤ گے سنائی جاتی تھیں میری

مت چلاؤ آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے ف تم کو سنائی جاتی تھیں میری

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ڰ بِهٖ

آیتیں تم کو تو تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے اس سے بڑائی کر کر ایک

آیتیں تو تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے اس سے تکبر کر کے ایک

سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَاۗءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ

کہانی والے کو چھوڑ کر چلے گئے ف سو کیا دھیان نہیں کی یہ بات یا آیا ہے ان پاس جو نہ آیا

قصہ کو کو چھوڑ کر چلے گئے ف سو کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا اس کلام میں ف یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی

اٰبَاۗءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

تھا ان کے پہلے باپ دادوں پاس ف یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنا پیغام لانے والا سو اس کو اوپری سمجھتے ہیں ف

تھی ان کے پہلے باپ دادوں کے پاس ف یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانے والے کو سو وہ اس کو اوپرا سمجھتے ہیں ف

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝

یا کہتے ہیں اس کو سودا ہے کوئی نہیں وہ لایا ہے ان کے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو سچی بات بری لگتی ہے

یا کہتے ہیں اس کو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ان کے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو سچی بات بری لگتی ہے ف

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۗءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ

اور اگر سچا رب چلے ان کی خوشی پر خراب ہوں آسمان و زمین اور جو کوئی ان کے بیچ ہے

اور اگر سچا رب چلے ان کی خوشی پر تو خراب ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے ف

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ

کوئی نہیں پہنچائی ہے ان کو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے یا تو ان سے مانگتا ہے

کوئی نہیں ہم نے پہنچائی ہے ان کو ان کی نصیحت ف سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے ف یا تو ان سے مانگتا ہے

خَرْجًا فَخَــرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ وَاِنَّكَ

کچھ حاصل سو حاصل تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا اور تو تو

کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ ہے بہتر روزی دینے والا ف اور تو تو

لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ پر اور جو لوگ نہیں مانتے

بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ پر اور جو لوگ نہیں مانتے

بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا

پچھلا گھر راہ سے ٹیڑھے ہوتے ہیں اور اگر ہم ان کو رحم کریں اور کھول دیں

آخرت کو راہ سے ٹیڑھے ہو گئے ہیں ف اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھول دیں

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن - ف۱ حضرت کی دعا سے ایک بار مکے کے لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت ہی کی دعا سے کھلا شاید یہ اسی کو فرمایا - ف۲ شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تنگ کر عاجز ہوئے -
از شاہ عبد القادر صاحبؒ

مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم
جو تکلیف ہے اُن پر مقرر لگے جاویں اپنی شرارت میں بہکے ف۱ اور ہم نے پکڑا تھا اُن کو
جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے ف۱ اور ہم نے پکڑا تھا اُن کو
بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ○ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا
آفت میں پھر نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہ لگے گڑگڑانے یہاں تک کہ جب کھولا ہم
آفت میں پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑائے ف۲ یہاں تک کہ جب کھولا ہم
عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي
ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اُس میں اُن کی آس ٹوٹے گی ف۲ اور اسی نے
ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا تب اس میں اُن کی آس ٹوٹے گی ف۳ اور اسی نے
أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ○
بنا دیے تم کو کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو
بنا دیے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو ف۴
وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي
اور اسی نے تم کو بکھیر رکھا ہے زمین میں اور اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے اور وہی ہے
اور اسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے زمین میں اور اسی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے ف۵ اور وہی ہے
يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ بَلْ
جلاتا اور مارتا اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو بوجھ نہیں کوئی نہیں
جلاتا اور مارتا اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تم کو سمجھ نہیں ف۶ کوئی بات نہیں
قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ○ قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَ
یہ وہی کہتے ہیں جیسا کہہ چکے ہیں پہلے کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور
یہ تو وہی کہہ رہے ہیں جیسا کہا کرتے تھے پہلے لوگ کہتے ہیں کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور
عِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا
ہڈیاں کیا ہم کو جلا اٹھانا ہے وعدہ مل چکا ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی
ہڈیاں کیا ہم کو زندہ ہو کر اٹھنا ہے وعدہ دیا جاتا ہے ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی
مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ○ قُل لِّمَنِ الْأَرْضُ
پہلے سے اور کچھ نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی تو کہہ کس کی ہے زمین
پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی تو کہہ کس کی ہے زمین
وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ○
اور جو کوئی اس کے بیچ ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے اللہ کا تو کہہ پھر تم سوچ نہیں کرتے
اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب اللہ کا ہے تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں ف۷
قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ○ سَيَقُولُونَ
تو کہہ کون ہے مالک سات آسمانوں کا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتاویں گے
تو کہہ کون ہے مالک ساتوں آسمان کا اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے

ف۱ یعنی تکلیف سے نکال کر آرام دیں تب بھی احسان نہ مانیں اور شرارت و سرکشی سے باز نہ آئیں۔ حضرت کی دعا سے ایک مرتبہ مکہ والوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت ہی کی دعا سے کھلا۔ شاید یہ اسی کو فرمایا۔ یہ مطلب ہے کہ اگر ہم اپنی رحمت سے ان کے نقصان کو دور کر دیں یعنی قرآن کی سمجھ دے دیں تب بھی یہ لوگ اپنے ازلی خسران اور سوء استعداد کی وجہ سے اطاعت و انقیاد کرنے والے نہیں۔ کما قال تعالیٰ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوا وَّهُم مُّعْرِضُونَ (انفال۔ رکوع ۳) ف۲ مثلاً قحط وغیرہ آفات مسلط ہوئیں تب بھی عاجزی کر کے خدا کی بات نہ مانی۔ ف۳ اس سے یا تو آخرت کا عذاب مراد ہے یا شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تنگ کر عاجز ہوئے۔ ف۴ کانوں سے اس کی آیات تنزیلیہ کو سنو اور آنکھوں سے آیات تکوینیہ کو دیکھو اور دلوں سے دونوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ان نعمتوں کا شکریہ تھا کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو اُس کے کام میں لاتے۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ اکثر آدمیوں نے اکثر اوقات میں ان قوتوں کو بیجا خرچ کیا۔ ف۵ وہاں سب ایک کو شکر گذاری اور ناشکری کا بدلہ مل جائیگا۔ اس وقت کوئی شخص یا کوئی عمل بغیر حاضر ہوئے نہ رہے گا جس نے پھیلایا اس کو سمیٹنا کیا مشکل ہے۔ ف۶ زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ، یا اندھیرے سے اجالا اور اجالے سے اندھیرا کر دینا جس کے قبضہ میں ہے۔ اس کی قدرت عظیمہ کے سامنے کیا مشکل ہے کہ تم کو دوبارہ زندہ کر دے۔ اور آنکھوں کے آگے سے ظلمت جہل کے پردے اٹھا دے جس کے بعد حقائق اشیاء ٹھیک ٹھیک منکشف ہو جائیں جیسا کہ قیامت میں ہو گا۔ "فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ" ف۷ یعنی عقل و فہم کی بات کچھ نہیں محض پرانے لوگوں کی اندھی تقلید کئے چلے جا رہے ہیں۔ وہی دقیانوسی شکوک پیش کرتے ہیں جو ان کے پیشرو کیا کرتے تھے یعنی مٹی میں مل کر اور ریزہ ریزہ ہو کر ہم کیسے زندہ کئے جائیں گے؟ ایسی دور از عقل باتیں جو ہم کو سنائی جا رہی ہیں پہلے ہمارے باپ دادوں سے بھی کہی گئی تھیں۔ لیکن ہم نے تو آج تک خاک کے ذروں اور ہڈیوں کے ریزوں کو آدمی بنتے نہ دیکھا۔ بس معلوم ہوا یہ سب قصے کہانیاں ہیں جو پہلے لوگ گھڑ گئے تھے۔ اور اب اُن ہی کی نقل کی جا رہی ہے۔ ف۸ کہ جس کا قبضہ ساری زمین اور زمینی چیزوں پر ہے۔ کیا تمہاری مشت خاک اس کے قبضہ سے باہر ہو گی؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو۔ ف۲ چھیڑ شیطان کی یہ ہے دین کے جواب و سوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ بُرے کا جواب دے اس سے بہتر۔
از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لِلّٰهِ ؕ قُلۡ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ۝ قُلۡ مَنۡۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ

اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈر نہیں رکھتے تو کہہ کس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ

اللہ کو تو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں ف۱ تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ

يُجِيۡرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيۡهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝ سَيَقُوۡلُوۡنَ لِلّٰهِ ؕ قُلۡ

بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ

بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیں گے اللہ کو ف۲ تو کہہ

فَاَنّٰى تُسۡحَرُوۡنَ ۝ بَلۡ اَتَيۡنٰهُمۡ بِالۡحَـقِّ وَاِنَّهُمۡ لَـكٰذِبُوۡنَ ۝ مَا اتَّخَذَ

پھر کہاں سے تم پر جادو چلا آتا ہے۔ کوئی نہیں ہم نے ان کو پہنچایا سچ اور وہ البتہ جھوٹے ہیں اللہ نے

پھر کہاں سے تم پر جادو پڑا جاتا ہے ف۳ کوئی نہیں ہم نے ان کو پہنچایا سچ اور وہ البتہ جھوٹے ہیں ف۴ اللہ نے

اللّٰهُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنۡ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ ۢ

کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ اس کے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا

کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ اس کے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا

بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۝ۙ

اپنے بنائے کو اور چڑھ جاتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے ان کے بتانے سے

اپنی بنائی چیز کو اور چڑھائی کرتا ایک پر ایک ف۵ اللہ نرالا ہے ان کی بتلائی باتوں سے ف۶

عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ۝ ع قُلْ رَّبِّ اِمَّا ع ۵ ۱۵ ۵

جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جو یہ شریک بتاتے ہیں تو کہہ اے رب کبھی

جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو شریک بتلاتے ہیں ف۷ تو کہہ اے رب اگر

تُرِيَنِّىۡ مَا يُوۡعَدُوۡنَ ۝ۙ رَبِّ فَلَا تَجۡعَلۡنِىۡ فِى الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۝

تو دکھا دے مجھ کو جو ان کو وعدہ ملتا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کریو ان گنہگار لوگوں میں ف۱

تو دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کرنا ان گنہگار لوگوں میں ف۸

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنۡ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمۡ لَقٰدِرُوۡنَ ۝ اِدۡفَعۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ

اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھ کو دکھا دیں جو وعدہ ان کو دیتے ہیں بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے

اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھ کو دکھلا دیں جو ان سے وعدہ کر دیا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ

السَّيِّئَةَ ؕ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَصِفُوۡنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوۡذُ بِكَ

ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں اور کہہ اے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں

جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بتلاتے ہیں ف۹ اور کہہ اے رب میں تیری پناہ چاہتا

مِنۡ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيۡنِ ۝ۙ وَاَعُوۡذُ بِكَ رَبِّ اَنۡ يَّحۡضُرُوۡنِ ۝

شیطانوں کی چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آویں ف۲

ہوں شیطان کی چھیڑ سے ف۱۰ اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آئیں ف۱۱

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ رَبِّ ارۡجِعُوۡنِ ۝ۙ لَعَلِّىۡۤ

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیجو شاید میں

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو بھیج دو شاید کچھ بھلا

ف۱ کہ اتنا بڑا شہنشاہ تمہاری ان گستاخیوں اور نافرمانیوں پر تم کو دھر لیجئے کیا یہ انتہائی گستاخی نہیں کہ اس شہنشاہ مطلق کو ایک ذرہ بے مقدار سے عاجز قرار دینے لگے۔ ف۲ یعنی ہر چیز پر اسی کا اختیار چلتا ہے جس کو چاہے وہ پناہ دے سکتا ہے۔ لیکن کوئی دوسرا اس کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتا ف۳ جس سے مسحور ہو کر تم ہوش و حواس کھو بیٹھے ہو کہ ایسی موٹی باتیں بھی نہیں سمجھ سکتے۔ جب تمام زمین و آسمان کا مالک وہ ہی ہوا اور ہر چیز اسی کے زیر تصرف و اقتدار ہوئی، تو آخر تمہارے بدن کی ہڈیاں اور ریزے اس کے قبضہ اقتدار سے نکل کر کہاں چلے جائیں گے جن پر وہ قادر مطلق اپنی مشیت نافذ نہ کر سکے گا ف۴ یعنی دلائل و شواہد سے ظاہر کر دیا گیا کہ جو کچھ ان سے کہا جا رہا ہے۔ موٹو بہ صحیح اور حق ہے اور، وہ لوگ محض جھوٹے خیالات کی پیروی کر رہے ہیں ف۵ یعنی زمین و آسمان اور ذرہ ذرہ کا تنہا مالک و مختار وہ ہی ہے نہ اُسے بیٹے کی ضرورت نہ مددگار کی، نہ اس کی حکومت و فرمانروائی میں کوئی شریک جسے ایک ذرہ کا مستقل اختیار ہو۔ ایسا ہوتا تو ہر ایک بااختیار حاکم اپنی رعایا کو لے کر علیحدہ ہو جاتا اور اپنی جمعیت فراہم کر کے دوسرے پر چڑھائی کر دیتا اور عالم کا یہ مضبوط و محکم نظام چند روز بھی قائم نہ رہ سکتا۔ سورۂ حج کی آیت "لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" کے فوائد میں اس کی تقریر کی جا چکی ہے۔ ملاحظہ کر لی جائے۔ ف۶ کیا خدا کی شان یہ ہو تی ہے کہ اس کے آگے کوئی دم مار سکے یا ایک ذرہ اس کے حکم سے باہر رہ سکے۔ ف۷ یعنی جس کی قدرت عامہ و تامہ کا حال پہلے بیان ہو چکا، اور علم محیط ایسا کہ کوئی ظاہر و باطن غیب و شہادت اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس کی حکومت میں کیا وہ چیزیں شریک ہو سکتی ہیں جن کی قدرت اور علم وغیرہ سب صفات محدود و مستعار ہیں؟ ف۸ یعنی حق تعالیٰ کی جناب میں ایسی گستاخی کی جاتی ہے تو یقیناً ان پر سخت آفت آئے گی۔ اس لئے ہر مومن کو ہدایت ہوئی کہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر یہ دعا مانگے کہ جب ظالموں پر عذاب آئے تو الٰہی مجھ کو اس کے ذیل میں شامل نہ کرنا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "اِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔" مطلب یہ ہے کہ خداوند! ہم کو ایمان و احسان کی راہ پر مستقیم رکھ۔ کوئی ایسی تقصیر نہ ہو کہ العیاذ باللہ تیرے عذاب کی لپیٹ میں آ جائیں جیسے دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً (انفال۔ رکوع ۳) یہاں حضور کو مخاطب بنا کر دوسروں کو سنانا ہے اور یہ قرآن کریم کی عام عادت ہے۔ ف۹ یعنی ہم کو قدرت ہے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے دنیا ہی میں ان کو سزا دے دیں۔ لیکن آپ کے مقام بلند اور اعلیٰ اخلاق کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان کی برائی کو بھلائی سے دفع کریں جہاں تک اس طرح دفع ہو سکتی ہے۔ اور ان کی بیہودہ بکواس سے مشتعل نہ ہوں اس کو ہم خوب جانتے ہیں وقت پر کافی سزا دی جائے گی۔ آپ کے خلاص اور نرم برتاؤ کا اثر یہ ہو گا کہ بہت سے لوگ گرویدہ ہو کر آپ کی طرف جھکیں گے اور دعوت و اصلاح کا مقصود حاصل ہو گا۔ ف۱۰ پہلے شیاطین الانس کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ بتلایا تھا۔ لیکن شیاطین الجن اس طریقہ سے متاثر نہیں ہو سکتے کوئی تدبیر یا نرمی ان کو رام نہیں کر سکتی۔ اس کا علاج صرف استعاذہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جانا، تا وہ قادر مطلق ان کی چھیڑ چھاڑ اور شر سے محفوظ رکھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ شیطان کی چھیڑ یہ ہی کہ دین کے سوال و جواب میں بے موقع غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے۔ اسی پر فرمایا کہ بُرے کا جواب دے اس سے بہتر۔ ف۱۱ یعنی کسی حال اور کسی شکل میں شیطان کو میرے پاس نہ آنے دیجئے کہ مجھ پر وہ اپنا داؤ کر سکے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا یہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی مر کر پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھیں گے۔ اس سے پہلے ہرگز نہیں۔ ف۲ یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک ہے اس کے عمل کا حساب
ف۳ جلتے جلتے بدن سوج جاویگا نیچے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک اور زبان گھسٹتی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے ۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن
کچھ بھلا کام کروں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا کوئی نہیں یہ بات ہے کہ وہی کہتا ہے اور ان
بھلا کام کروں اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا ف۱ ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے کہ وہی کہتا ہے ف۲ اور
وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ
کے پیچھے اٹکاؤ ہے جس دن تک اٹھائے جاویں ف پھر جس وقت پھونک مارے صور میں تو نہ ذاتیں ہیں
ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں ف۳ پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں
بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ۝ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ
ان میں اس دن نہ آپس میں پوچھنا ف سو جس کی بھاری ہوئیں تولیں تو وہی لوگ
ہیں ان میں اس دن اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے ف۴ سو جس کی بھاری ہوئی تول تو وہی لوگ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ
کام لے نکلے اور جس کی ہلکی ہوئیں تولیں سو وہی ہیں جو
کام لے نکلے اور جس کی ہلکی نکلی تول سو وہی لوگ ہیں جو
خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ
ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ میں رہا کریں گے مارتی ہے ان کے منہ پر آگ
ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں رہا کریں گے جھلس دے گی ان کے منہ کو آگ
وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا
اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہیں ف تم کو سنائی نہ جاتی تھیں ہماری آیتیں پھر تم ان کو
اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہونگے ف۵ کیا تم کو سنائی نہ جاتی تھیں ہماری آیتیں پھر تم ان کو
تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا
جھٹلاتے تھے بولے اے رب زور کیا ہم پر ہماری کمبختی نے اور رہے ہم لوگ
جھٹلاتے تھے ف۶ بولے اے رب زور کیا ہم پر ہماری کمبختی نے اور رہے ہم لوگ
ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ
بہکے اے رب نکال لے ہم کو اس میں سے اگر ہم پھر کریں تو گنہگار فرمایا
بہکے ہوئے اے ہمارے رب نکال لے ہم کو اس میں سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار ف۷ فرمایا
اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي
پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا میرے بندوں میں
پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا میرے بندوں میں
يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝
جو کہتے تھے اے رب ہمارے ہم یقین لائے سو معاف کر ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب رحم والوں سے بہتر ہے
جو کہتے تھے اے رب ہمارے ہم یقین لائے سو معاف کر ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب رحم والوں سے بہتر ہے
فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُم
پھر تم نے ان کو ٹھٹھوں میں پکڑا یہاں تک کہ بھولے ان کے پیچھے میری یاد اور تم ان سے
پھر تم نے ان کو ٹھٹھوں میں پکڑا یہاں تک کہ بھول گئے ان کے پیچھے میری یاد اور تم ان سے

ف۱ یعنی آپ ان کفار کی برائیوں کو بھلے طریقے سے دفع کرتے رہیے۔ اور جو باتیں بناتے ہیں ان کو ہمارے حوالہ کیجیے یہاں تک کہ ان میں سے بعض کی موت کا وقت آپہنچے اور نزع کی حالت میں مبادی عذاب کا معائنہ کر کے پچھتاوا شروع ہو۔ اس وقت تمنا کریں گے کہ اے پروردگار! قبر کی طرف لے جانے کی بجائے ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس کر دو تاکہ گذشتہ زندگی میں جو تقصیرات ہم نے کی ہیں اب نیک عمل سے ان کی تلافی کر سکیں۔ آئندہ ہم ایسی خطائیں ہرگز نہیں کریں گے کما قال تعالیٰ۔ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ۔ (منافقون۔ رکوع ۲) ف۲ یعنی اجل آجانے کے بعد اس کام کے لئے ہرگز واپس نہیں کیا جا سکتا اور بالفرض واپس کر دیا جائے تو ہرگز نیک کام نہ کریگا۔ وہی شرارتیں پھر سوجھیں گی وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ (انعام۔ رکوع ۳) یہ محض اس کی بات ہے جو زبان سے بنا رہا ہے اور غلبہ حسرت و ندامت کی وجہ سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ وہ بھی اپنی طرف سے یہ بات کہتا ہے کہنا چاہیے باقی یہاں شنوائی نہیں ہوگی ف۳ یعنی ابھی کیا رکھا ہے موت ہی سے اس قدر گھبرا گیا۔ آگے اس کے بعد ایک اور عالم برزخ آتا ہے جہاں پہنچکر دنیا والوں سے پردہ میں ہو جاتا ہے اور آخرت بھی سامنے نہیں آتی۔ ہاں عذاب آخرت کا تھوڑا سا نمونہ سامنے آتا ہے جس کا مزہ قیامت تک چکھتا رہے گا۔ ف۴ یعنی عالم برزخ کے بعد قیامت کی گھڑی ہے دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد تمام خلائق کو ایک میدان میں اکٹھا کریں گے۔ اس وقت ہر ایک شخص اپنی فکر میں مشغول ہوگا۔ اولاد ماں باپ سے، بھائی بھائی سے اور میاں بیوی سے سروکار نہ رکھے گا۔ ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے کوئی کسی کی بات نہ پوچھے گا۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (عبس۔ رکوع ۱) اس کے بعد دوسرے وقت ممکن ہے بعض قرابتوں سے کچھ نفع پہنچ جائے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ۔ (طور۔ رکوع ۱) (تنبیہ) بعض احادیث میں نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سارے نسب اور دامادی کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے (بجز میرے نسب اور صہر کے) "الا نسبی وصہری" (بجز میرے نسب اور صہر کے) معلوم ہوا کہ حضور کے تعلقات عموم سے مستثنیٰ ہیں۔ اسی حدیث کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب سے نکاح کیا اور چالیس ہزار درہم مہر باندھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ لکھتے ہیں۔ وہاں باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک ہے اس کے عمل کا حساب ہے۔ ف۵ جلتے جلتے بدن سوج جائیگا نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک اور اوپر کا پھول کر کھوپڑی تک پہنچ جائیگا۔ اور زبان باہر نکل کر زمین میں گھسٹتی ہوگی جسے دوزخی پاؤں سے روندیں گے۔ (اللھم احفظنا منہ ومن سائر انواع العذاب) ف۶ یعنی اس وقت ان سے یوں کہیں گے گویا جن باتوں کو دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے اب آنکھوں سے دیکھ لو سچی تھیں یا جھوٹی ف۷ یعنی اعتراف کریں گے کہ بے شک ہماری بدبختی نے دھکا دیا جو سیدھے راستہ سے بہک کر اس ابدی ہلاکت کے گڑھے میں آپڑے۔ اب ہم نے سب کچھ دیکھ لیا ہے ازراہ کرم ایک دفعہ ہم کو یہاں سے نکال دیجیے پھر کبھی ایسا کریں تو گنہگار، جو سزا چاہے دیجیئے گا۔ ف۸ یعنی بک بک مت کرو جو کیا تھا اب اس کی سزا بھگتو۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب کے بعد پھر فریاد منقطع ہو جائے گی۔ بجز زفیر و شہیق کے کچھ کلام نہ کر سکیں گے العیاذ باللہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تَضْحَكُونَ ○ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ○

ہنستے رہے میں نے آج دیا ان کو بدلا اُن کے سہنے کا کہ وہی ہیں مُراد کو پہنچے

ہنستے رہے ف۱ میں نے آج دیا ان کو بدلہ اُن کے صبر کرنے کا کہ وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے ف۲

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ○ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ

فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ

فرمایا تم کتنی دیر رہے زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے ہم رہے ایک دن یا کچھ

يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ○ قٰلَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ

دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے ف۱ فرمایا تم اس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم

دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے ف۳ فرمایا تم اُس میں بہت نہیں تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم

تَعْلَمُونَ ○ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا

جانتے ہوتے سو کیا خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہم پاس

جانتے ہوتے ف۴ سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس

لَا تُرْجَعُونَ ○ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

پھر نہ آؤ گے ف۲ سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اس کے سوا مالک

پھر کر نہ آؤ گے ف۵ سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اس کے سوائے مالک

الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ○ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ

اُس خاصے تخت کا اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں

اس عزت کے تخت کا ف۶ اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں

لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ○

اس کے پاس سو اس کا حساب ہے اُس کے رب کے نزدیک بیشک بھلا نہ پاویں کے منکر

اُس کے پاس سو اُس کا حساب ہے اُس کے رب کے نزدیک ف۷ بیشک بھلا نہ ہوگا منکروں کا

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ○ع

اور تو کہہ اے رب معاف کر اور مہر کر اور تو ہے بہتر سب مہر والوں سے

اور تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور تو ہے بہتر سب رحم والوں سے ف۸

سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَسِتُّونَ آيَةً وَتِسْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ نور مدنی ہے اور اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَعَلَّكُمْ

ایک سورت ہے ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اُس میں باتیں صاف شاید تم

یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اس میں باتیں صاف تاکہ تم

ف۱ یعنی دنیا میں مسلمان جب اپنے رب کے آگے دعا و استغفار کرتے تو تم کو ہنسی سوجھتی تھی۔ اس قدر ٹھٹھا کرتے اور اُن کی نیک خصلتوں کا اتنا مذاق اڑاتے تھے کہ انکے پیچھے پڑ کر تم نے مجھے بھی یاد نہ رکھا، گویا تمہارے سر پر کوئی حاکم ہی نہ تھا جو کسی وقت ان حرکتوں پر نوٹس لے اور ایسی سخت شرارتوں کی سزا دے سکے۔ ف۲ بیچارے مسلمانوں نے تمہاری زبانی اور عملی ایذاؤں پر صبر کیا تھا۔ آج دیکھتے ہو تمہارے بالمقابل ان کو کیا پھل ملا۔ ان کو ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا جہاں وہ ہر طرح کامیاب اور ہر قسم کی لذتوں اور مسرتوں سے ہمکنار ہیں۔ ف۳ یعنی فرشتوں سے جنہوں نے ہر نیکی بدی گن رکھی ہے یہ بھی گنا ہوگا: زمین میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی وہاں تھوڑی نظر آئیگی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کیا کرتے تھے، اب جانا کہ شتاب ہی آیا۔ کذا فی الموضح القرآن۔ ف۴ یعنی واقعی دنیا کی عمر تھوڑی ہی تھی۔ لیکن اگر اس بات کو پیغمبروں کے کہنے سے دنیا میں سمجھ لیتے تو کبھی اس متاع فانی پر مغرور ہو کر انجام سے غافل نہ ہوتے اور اور وہ گستاخیاں اور شرارتیں نہ کرتے جن کا دنیا کی زائل و فانی لذتوں میں پڑ کر ارتکاب کیا ف۵ یعنی دنیا میں تو نیکی بدی کا پورا نتیجہ نہیں ملتا۔ اگر اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو گویا یہ سب کارخانہ محض کھیل تماشہ اور بے نتیجہ تھا۔ سو حق تعالیٰ کی جناب اس سے بہت بلند ہے کہ اس کی نسبت ایسا بیہودہ خیال کیا جائے ف۶ جب وہ بالا و برتر شہنشاہ، مالک علی الاطلاق ہے تو ہو نہیں سکتا کہ وفاداروں اور مجرموں کو یونہی مہمل کی حالت میں چھوڑ دے۔ ف۷ یعنی وہاں حساب ہو کر مقدار جرم کے موافق سزا دی جائے گی ف۸ یعنی ہماری تقصیرات سے درگذر فرما اور اپنی رحمت سے دنیا و آخرت میں سرفراز کر، تیری رحمت بے نہایت کے سامنے کوئی چیز مشکل نہیں۔ "افحسبتم" سے ختم سورت تک کی یہ آیتیں بہت بڑی فضیلت اور تاثیر رکھتی ہیں جس کا ثبوت بعض احادیث سے ہوتا ہے۔ اور مشائخ نے تجربہ کیا ہے۔ چاہئے کہ ان آیات کا ورد رکھا جائے خاتمہ پر وہ دعا تبرکاً و تفاؤلاً نقل کرتا ہوں جو رسول کریم صلعم نے حضرت ابوبکر صدیق کو تلقین فرمائی کیونکہ اس کے الفاظ ان آیات کے مناسب ہیں: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" تم سورۃ المومنون بفضلہ ومنہ وحسن توفیقہ ونرجو منہ اکمال بقیہ

ع ۲۶ ۶

موضح قرآن ف۱ یعنی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی ہے کبھی گنا ہوگا زمین میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی وہاں تھوڑی نظر آوے گی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب کہ شتاب ہی آیا۔
ف۲ یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں تھا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کھیل ہے ——— از شاہ عبد القادر صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱۔ مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اس کا کفو نہیں اس کو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو خصلت لگ جاتی ہے۔ لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے ف۲۔ قید والیاں یعنی بیبیاں ان کو بری بات میں لگانا دیکھا اور یہی حکم ہے جو کوئی عیب لگاوے بے گواہ۔ وارتی کو

— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱۔ یہ سورت بعض نہایت ضروری احکام وحدود، امثال ومواعظ، حقائق توحید اور بہت ہی اہم تنبیہات واصلاحات پر مشتمل ہے اس کا سب سے زیادہ ممتاز اور سبق آموز حصہ وہ ہے جس کا تعلق قصہ "افک" سے ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو جھوٹی تہمت لگائی تھی اس کیا بعض سادہ دل اور مخلص مسلمانوں کے پائے استقامت کو بھی تھوڑی لغزش ہوگئی جس کا خطرناک اثر نہ صرف عائشہ صدیقہ کی پوزیشن پر پڑتا تھا، بلکہ ایک حیثیت سے خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ مجد وشرف تک پہنچتا تھا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ قرآن کریم پورے اہتمام اور قوت سے ایسی خوفناک غلط کاری یا غلط فہمی کی اصلاح کرے اور ہمیشہ کے لئے ایمانداروں کے کان کھول دے کہ آئندہ کبھی دشمنوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایسی ٹھوکر نہ کھائیں۔ پیغمبر علیہ السلام کا رتبۂ رفیع یا امہات المؤمنین کی پاک ومحترم حیثیت ایسی نہیں ہے کہ سمجھنے اور یاد رکھنے میں کوئی مسلمان کسی وقت بھی ذرا سا تساہل روا رکھے۔ شاید اسی لئے سورت کا آغاز ان الفاظ سے فرمایا "سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا الخ" تا مخاطبین سمجھ لیں کہ اس کے مضامین ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں اور بہت زیادہ محفوظ رکھنے والا اور لازم پکڑنے کے مستحق ہیں اور جو صاف صاف نصیحتیں اور کھری کھری باتیں اس سورت میں بیان فرمائی گئی ہیں، اس لائق ہیں کہ ہر مسلمان ان کو حرز جان بنائے اور یاد رکھے۔ ایک منٹ کے لئے اس سے غفلت نہ کرے ورنہ دین و دنیا کی تباہی ہے۔

تَذَكَّرُوْنَ ○ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

یاد رکھو بدکاری کرنیوالی عورت اور مرد سو مارو ایک ایک کو دونوں میں سے

یاد رکھو ف۱ بدکاری کرنیوالی عورت اور مرد سو مارو ہر ایک کو دونوں میں سے

مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

سو چوٹ لیجی کی اور نہ آوے تم کو اُن پر ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم

سو سو درّے ف۲ اور نہ آوے تم کو ان پر ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ

یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھیں اُن کا مارنا کچھ لوگ

یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر ف۳ اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ

الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ

مسلمان بدکار مرد نہیں بیاہتا مگر عورت بدکار کو یا شریک والی اور بدکار عورت کو

مسلمان ف۴ بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

بیاہ نہیں لیتا مگر بدکار مرد یا شریک والا اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والوں پر ف۱

نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک ف۵ اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والوں پر ف۱

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں قید والیوں کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد

اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد ف۶

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ

تو مارو ان کو اسی چوٹ لیجی کی اور نہ مانو اُن کی کوئی گواہی کبھی اور

تو مارو ان کو اسی درّے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کبھی ف۷ اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

وہی لوگ ہیں بے حکم ف۲ مگر جنہوں نے توبہ کی اس پیچھے

وہی لوگ ہیں نافرمان ف۸ مگر جنہوں نے توبہ کرلی اس کے پیچھے

وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

اور سنوار پکڑی تو اللہ بخشتا ہے مہربان اور جو لوگ عیب لگاویں اپنی جوروؤں کو

اور سنوار کیا تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۹ اور جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوروؤں کو

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ

اور شاہد نہ ہوں اُن کے پاس سوا ان کی جان کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار گواہی دیں

اور شاہد نہ ہوں اُن کے پاس سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار بار گواہی

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر

دے اللہ کی قسم کھا کر کہ مقرر وہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر

ف۲۔ یہ سزا اس زانی اور زانیہ کی ہے جو آزاد، عاقل، بالغ ہو اور نکاح کئے ہوئے نہ ہو یا نکاح کرنے کے بعد ہم بستری نہ کر چکے ہوں، اور جو آزاد نہ ہو اس کے پچاس درّے لگتے ہیں اس کا حکم پانچویں پارہ کے اول رکوع کے ختم پر مذکور ہے، اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں۔ اور جس مسلمان میں تمام صفتیں موجود ہوں (حریت، بلوغ، عقل، صحیح اور ہم بستری سے فراغ) ایسے شخص کو "محصن" کہتے ہیں۔ اس کی سزا "رجم" (سنگسار کرنا) ہے جیسا کہ سورۂ مائدہ میں "تورات" کے حوالہ سے فرمایا۔ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ الخ اور وہ حکم اللہ رجم تھا، جیسا کہ اس کے فوائد میں گذر چکا۔ چنانچہ نبی کریم صلعم نے اسی کے موافق فیصلہ کیا اور فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْيَا اَمْرَكَ اِذْ اَمَاتُوْهُ "خدایا! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جبکہ وہ اسے مٹا چکے تھے" پھر نہ صرف ان یہود کو بلکہ جس قدر واقعات اس قسم کے پیش آئے ان سب میں زانی محصن کو آپ نے یہی رجم کی سزا دی، اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل برابر اسی قانون رجم پر رہا۔ بلکہ اہل السنت والجماعت میں کسی ایک شخص نے بھی اس سے اختلاف کی جرأت نہ کی۔ گویا سنت متواترہ اور اجماع اہل حق نے بتلا دیا کہ اس مسئلہ میں شریعت محمدیہ نے تورات کے حکم کو باقی رکھا ہے۔ جیسا کہ قتل عمد کی سزا قتل ہونا قرآن کریم نے بحوالہ تورات بیان فرمایا تھا۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۔ الخ" اور مرتدین کے قتل کا بھی اسرائیل کو حکم دینا سورۂ "بقرہ" میں بیان کیا گیا۔ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ پھر ان ہی احکام کو امت محمدیہ کے حق میں بھی قائم رکھا گیا۔ شاید رجم محصن اور مسئلہ قصاص کو نقل کرنے کے بعد جو بڑی شدت اور تاکید سے ترک حکم بما انزل اللہ کی برائی بیان فرمائی اور آخر میں ارشاد ہوا۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ الخ" اس سے یہی غرض ہو کہ تورات کے یہ احکام اب قرآن کے زیر حفاظت ہیں جن کے قائم رکھنے میں پیغمبر کو کسی کی اہواء و آراء کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے پروا کی نہ آپ کے خلفاء نے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب رجم محصن کے متعلق یہ اندیشہ ہوا بلکہ کشف ہوگیا کہ آگے چل کر بعض زائغین اس سے انکار کرنے لگیں گے (چنانچہ خوارج نے اور ہمارے زمانہ کے ایک مسوخ فرقے نے کیا) تو آپ نے منبر پر چڑھ کر صحابہ وتابعین کے مجمع میں اس حکم خداوندی کا بہت شد ومد سے اعلان فرمایا اور اس میں قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیا جس میں رجم محصن کا صریح حکم تھا اور جس کی تلاوت گو بعد میں منسوخ ہوگئی مگر حکم برابر باقی رہا۔ (تنبیہ) کسی آیت کا محض منسوخ التلاوت ہونا اور حکم باقی رہنا یہ ایک مستقل مسئلہ ہے جس کی تحقیق ان مختصر فوائد میں درج نہیں ہو سکتی۔ ان شاء اللہ العزیز اگر مستقل تفسیر قرآن لکھنے کی نوبت آئی تو وہاں لکھا جائیگا۔ ف۳ یعنی اگر اللہ پر یقین رکھتے ہو تو اس کے احکام وحدود جاری کرنے میں کچھ لیس وپیش نہ کرو ایسا نہ ہو کہ مجرم پر ترس کھا کر سزا بالکل روک دو یا اس میں کمی کرنے لگو۔ یا سزا دینے کی ایسی نگی اور بے اثر طرز اختیار کرو کہ سزا سزا نہ رہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق اور تم سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اس کا کوئی حکم سخت ہو یا نرم مجموعۂ عالم کے حق میں حکمت ورحمت سے خالی نہیں ہو سکتا اگر تم اس کے احکام وحدود کے اجراء میں کوتاہی کرو گے تو آخرت کے دن تمہاری پکڑ ہوگی۔ ف۴ یعنی سزا تنہائی میں نہیں، مسلمانوں کے مجمع میں دینی چاہیئے کیونکہ اس رسوائی میں سزا کی تکمیل و تشہیر اور دیکھنے سننے والوں کے لئے سامان عبرت ہے اور شاید یہ بھی غرض ہو کہ دیکھنے والے مسلمان اس کی حالت پر رحم کھا کر عفو ومغفرت کی دعا کریں گے۔ واللہ اعلم۔ ف۵۔ زنا کی سزا ذکر کرنے کے بعد اس فعل کی غایت شناعت بیان فرماتے ہیں یعنی جو مرد یا عورت اس عادت شنیعہ میں مبتلا ہیں حقیقت میں وہ اس لائق نہیں رہتے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(بقیہ فوائد صفحہ ۵۵۴ سے) مصیبت تھی۔ حالانکہ ممکن ہے وہی سچی ہو اسی طرح اگر عورت کو قسمیں کھانے پر یقیناً بری سمجھ لیا جاتا تو مرد پر حدِ قذف واجب ہو جاتی باوجودیکہ اس کے صادق ہونے کا بھی مساوی احتمال موجود ہے پس ایسے طور پر لعان کا شروع کرنا سب کی رعایت ہے یہ اثر ہے حق تعالیٰ کے فضل و رحمت اور حکمت کا کیونکہ فریقین میں سے جو سچا ہو وہ بے محل سزا سے بچ گیا اور جھوٹے کی دنیا میں پردہ پوشی کر کے مہلت دی گئی کہ شاید توبہ کرے پھر اس کی توبہ کا قبول کر لینا یہ اثر صفت توابیت کا ہوا۔ ف۳ یہاں سے اس طوفان کا ذکر ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ پر اٹھایا گیا تھا واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلعم ۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق سے واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے حضرت عائشہ صدیقہ بھی ہمراہ تھیں ان کی سواری کا اونٹ علیحدہ تھا وہ ہودہ میں پردہ چھوڑ کر بیٹھ جاتیں جمال ہودے کو اونٹ پر باندھ دیتے ایک منزل پر قافلہ ٹھہرا ہوا تھا کوچ سے ذرا پہلے حضرت عائشہ کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی جس کے لئے قافلہ سے علیحدہ ہو کر جنگل کی طرف تشریف لے گئیں، وہاں اتفاق سے ان کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اس کی تلاش میں دیر لگ گئی یہاں پیچھے کوچ ہو گیا، جمال حسب عادت اونٹ پر ہودہ باندھنے آئے اور اس کے پردے پڑے رہنے سے گمان کیا کہ حضرت عائشہ اس میں تشریف رکھتی ہیں اٹھاتے وقت بھی شبہ نہ ہوا کیونکہ ان کی عمر تھوڑی تھی اور بدن بہت ہلکا پھلکا تھا غرض جمالوں نے ہودہ باندھ کر اونٹ کو چلتا کر دیا حضرت عائشہ واپس آئیں تو وہاں کوئی نہ تھا نہایت استقلال سے انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ یہاں سے اب جانا خلافِ مصلحت ہے جب آگے جا کر میں نہ ملوں گی تو یہیں تلاش کرنے آئیں گے۔ آخر وہیں قیام کیا، رات کا وقت تھا، نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ گئیں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ گرے پڑے کی خبر گیری کی غرض سے قافلہ کے پیچھے کچھ فاصلہ سے رہا کرتے تھے، وہ اس موقع پر صبح کے وقت پہنچے۔ دیکھا کوئی آدمی پڑا سوتا ہے۔ قریب آ کر پہچانا کہ حضرت عائشہؓ ہیں (کیونکہ پردہ کا حکم آنے سے پہلے انہوں نے ان کو دیکھا تھا) دیکھ کر گھبرا گئے اور "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا جس سے ان کی آنکھ کھل گئی۔ فوراً چہرہ چادر سے ڈھانک لیا حضرت صفوانؓ نے اونٹ ان کے قریب لا کر بٹھلا دیا۔ یہ اس پر پردہ کے ساتھ سوار ہو گئیں۔ انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑ کر دوپہر کے وقت قافلہ میں جا ملایا۔ عبد اللہ بن ابی بڑا خبیث بدباطن اور دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اسے ایک بات ہاتھ لگ گئی اور بدبخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا۔ اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی (مثلاً مردوں میں سے حضرت حسان، حضرت مسطح اور عورتوں میں سے حضرت حمنہ بنت جحش) منافقین کے مغویانہ پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اس قسم کے افسوسناک تذکرے کرنے لگے۔ عموماً مسلمانوں کو اور خود جناب رسول کریم صلعم کو اس قسم کے واہیات تذکروں اور شہرتوں سے سخت صدمہ تھا ایک مہینہ تک یہی چرچا رہا۔ حضور سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے مگر دل میں خفا رہتے۔ ایک ماہ بعد ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس شہرت کی اطلاع ہوئی۔ شدتِ غم سے بیتاب ہو گئیں اور بیمار پڑ گئیں۔ شب و روز روتی تھیں۔ ایک منٹ کے لئے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اسی دوران میں بہت سے واقعات پیش آئے اور گفتگوئیں ہوئیں جو صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہیں اور پڑھنے کے قابل ہیں۔ آخر حضرت صدیقہ کی براءت میں خود حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۂ "نور" کی یہ آیتیں "اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ الخ" سے دور تک نازل فرمائیں۔ جس پر عائشہ صدیقہؓ فخر کیا کرتی تھیں اور بلاشبہ جتنا فخر کریں تھوڑا تھا۔ ف۴ یعنی طوفان اٹھانے والے خیر سے وہ لوگ ہیں جو جھوٹ یا سچ اسلام کا نام لیتے اور اپنے کو مسلمان بتلاتے ہیں اُن میں سے چند آدمیوں نے مل کر یہ سازش کی اور کچھ لوگ نادانستہ اُن کی عیارانہ سازش کا شکار ہو گئے۔ تاہم خدا کا احسان ہے کہ جمہور مسلمان اُنکے جال میں نہیں پھنسے۔ ف۵ یہ خطاب اُن مسلمانوں کی تسلی کے لئے ہے جنہیں اس واقعہ سے صدمہ پہنچا تھا بالخصوص عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اُن کا گھرانا کہ ظاہر ہے وہ سخت غمزدہ اور پریشان تھے۔ یعنی گو بظاہر یہ چرچا بہت مکروہ، رنجدہ اور ناخوشگوار تھا۔ لیکن فی الحقیقت تمہارے لئے اسکی تہ میں بڑی بہتری چھپی ہوئی تھی۔ آخر اتنی مدت تک ایسے جگرخراش حملوں اور ایذاؤں پر صبر کرنا کیا خالی جا سکتا ہے۔ کیا یہ شرف تھوڑا ہے کہ خود حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں تمہاری نزاہت و براءت اُتاری۔ اور دشمنوں کو رسوا کیا اور قیامت تک کے لیے تمہارا ذکرِ خیر قرآن پڑھنے والوں کی زبان پر جاری کر دیا اور مسلمانوں کو پیغمبر علیہ السلام کی ازواج و اہل بیت کا حق پہچاننے کیلئے ایسا سبق دیا جو کبھی فراموش نہ ہو سکے۔ فللہ الحمد علیٰ ذٰلک۔ ف۱ یعنی جس شخص نے اس فتنہ میں جسقدر حصہ لیا اُسی قدر گناہ سمیٹا اور سزا کا مستحق ہوا۔ مثلاً بعض خوش ہو کر اور خوب مزے لیکر ان واہیات باتوں کا تذکرہ کرتے تھے بعض اظہار افسوس کے طرز میں، بعض چھیڑ کر مجلس میں چرچا اُٹھا دیتے، اور آپ خود چپکے سنا کرتے۔ بعض سن کر تردد میں پڑ جاتے۔ بہت سے خاموش رہتے اور بہت سے سن کر جھٹلا دیتے۔ ان پچھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو درجہ بدرجہ کم و بیش الزام دیا۔ اور بڑا بوجھ اُٹھانیوالا منافقوں کا سردار عبد اللہ بن اُبی تھا جیسا کہ روایات کثیرہ میں تصریح ہے۔ یہی خبیث لوگوں کو جمع کرتا اور اُبھارتا اور نہایت چالاکی سے خود دامن بچا کر دوسروں سے اسکی اشاعت کرایا کرتا تھا۔ اسکے لئے آخرت میں بڑا عذاب تو ہے ہی، دنیا میں بھی ملعون خوب ذلیل و رسوا ہوا اور قیامت تک اسی ذلت و خواری سے یاد کیا جائیگا۔ ف۲ مسلمان کو چاہئے کہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے ساتھ حسن ظن رکھے۔ اور جب سُنے کہ لوگ ایک نیک شخص پر یوں ہی رجماً بالغیب بُری تہمتیں لگاتے ہیں تو اپنے دل میں ایسے خیالات کو راہ نہ دے بلکہ اُن کو جھٹلائے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ پیچھے اُسکی مدد کریگا۔ بے تحقیق تہمتیں تراشنا ایمان سے بعید ہے۔ چاہئے کہ آدمی خود اپنی آبرو پر دوسروں کی آبرو کو قیاس کر لے جیسا کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ نے قصۂ "افک" میں کیا۔ ایک روز اُنکی بیوی نے کہا کہ لوگ عائشہ صدیقہؓ کی نسبت ایسا کہتے ہیں، اُنہوں نے فرمایا کہ جھوٹے ہیں۔ کیا ایسا کام تو کر سکتی ہے؟ بولی ہرگز نہیں۔ فرمایا پھر (صدیق کی بیٹی اور نبی کی بیوی) عائشہ صدیقہ تجھ سے کہیں بڑھ کر پاک وصاف اور طاہر و مطہر ہیں، اُنکی نسبت بے وجہ ایسا گمان کیوں کیا جائے ف۳ یعنی اللہ کے حکم اور اُسکی شریعت کے موافق وہ لوگ جھوٹے قرار دیئے گئے ہیں جو کسی پر بدکاری کی تہمت لگا کر چار گواہ پیش نہ کر سکیں۔ اور بدون کافی ثبوت کے ایسی سنگین بات [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ ۔ اس کے بعد ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اُٹھا۔ حضرت عائشہؓ پیغمبرؐ ایک جہاد سے پھرتے تھے۔ رات سے کوچ ہوا نفیری اور نقارہ نہ تھا ام المؤمنین نکل گئی تھیں حاجت کر کے وہ کئیں ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے گھر سے گر پڑا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر میں لا پہنچایا کم بخت منافق لگے اپنے رو سیاہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چرچا رہا پیغمبرؐ بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا رہتے۔ مہینے کے بعد جب ام المؤمنین نے سُنا ان کو نہایت غم اٹھا دن روتے رہتے وہم نہ کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آئتیں بھیجیں دور کو ایک ف۲ تم کو بہتر ہے اس واسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اور تم کو زندگی اور قیامت کا یاد گار ملیں جیسے خوشیاں کر کر کہتے۔ بعضے افسوس کر کر بعضے بیٹھ کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سنا کرتے۔ بعضے سن کر تال دیں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلا دیتے ان پچھلوں کو پسند کیا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانے والا عبداللہ بن ابی تھا۔ منافقوں کا سردار۔ ف۳ چاہیئے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بُری تہمتیں لگادیں ان کو جھٹلا دے۔ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اور یہ بیہودہ باتیں لگانی ایمان سے بعید ہے۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ
اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے ٹلتی ہے مار یوں کہ گواہی دے
اگر ہو وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل جائیگی مار یوں کہ وہ گواہی دے
اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۙ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ
چار گواہی اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ
چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ
غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
اللہ کا غضب آوے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہو اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل
اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے ف۱ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاۗءُوْ
تمہارے اوپر اور اس کی مہر اور یہ کہ اللہ معاف کرنے والا ہے حکمتیں جانتا تو کیا کچھ ہوتا ف۱ جو لوگ لائے ہیں
تمہارے اوپر اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ہوتا ف۲ جو لوگ لائے ہیں
بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ
یہ طوفان تمہیں میں ایک جماعت ہیں تم اس کو نہ سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ یہ
یہ طوفان ف۳ تمہیں میں ایک جماعت ہیں ف۴ تم اس کو نہ سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ یہ
خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ
بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کو ان میں سے پہنچتا ہے جتنا کمایا گناہ اور جس نے
بہتر ہے تمہارے حق میں ف۵ ہر آدمی کے لئے ان میں سے وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے
تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ
اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اس کو بڑی مار ہے ف۶ کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا خیال کیا ہوتا
اٹھایا ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے ف۷ کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا خیال
الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ
ایمان والے مردوں اور عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح
کیا ہوتا ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح
مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَاۗءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا
طوفان ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے
طوفان ہے ف۸ کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے
بِالشُّهَدَاۗءِ فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ
شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں جھوٹے ف۹ اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا
شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں جھوٹے ف۹ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ
فضل تم پر اور اس کی مہر دنیا اور آخرت میں البتہ تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں
فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں

فوائد بقیہ صفحہ ۴۵۴ ۔ ہر کسی عفیف مسلمان سے اُن کا تعلق (ازدواج وغیرہ) قائم کیا جائے ان کی پلید طبیعت اور میلان کی مناسب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی بدکار و تباہ حال مرد و عورت سے یا اُن سے بھی بدتر کسی مشرک یا مشرکہ سے ان کا تعلق ہو کما قال تعالیٰ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (سورۂ نور) کند ہمجنس با ہمجنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز۔ اُن کی حرکت کا اصلی اقتضاء تو یہی تھا۔ اب یہ جداگانہ امر ہے کہ حق تعالیٰ نے دوسری مصالح و حکم کی بناء پر کسی نام نہاد مسلمان کا مشرک و مشرکہ سے عقد جائز نہیں رکھا یا مثلاً بدکار مرد کا پاکباز عورت سے نکاح ہو جائے تو بالکل باطل نہیں ٹھہرایا (تنبیہ) آیت کی جو تقریر ہم نے کی وہ بالکل سہل اور بے تکلف ہے اس میں "نکاح" کے معنی وطی کے نہیں لئے گئے جو السلطان لاینکح وغیرہ محاورات میں لئے جاتے ہیں یعنی نفی بیا نہ فعل کو نفی فعل کی حیثیت دے دی گئی ناقہم و اللہ اعلم۔ ف۱ یعنی زنا مومنین پر حرام ہے۔ ایک مومن مومن رہتے ہوئے یہ حرکت کیسے کر سکتا ہے۔ حدیث میں ہے "لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ" یا یہ مطلب ہو کہ زانیہ سے نکاح کرنا ان پاکباز مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے جو صحیح اور حقیقی معنوں میں مومنین کہلانے کے مستحق ہیں یعنی تکوینی طور پر ان کے پاک نفوس کو ایسی گندی جگہ کی طرف مائل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ اس وقت "حرم" کے معنی وہ ہوں گے جو "حَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا" میں لئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۲ ۔ یعنی ایسی پاکدامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں جن کا بدکار ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعیہ سے ثابت نہیں اس کی سزا بیان فرماتے ہیں اور یہی حکم پاکباز مردوں پر تہمت لگانے کا ہے۔ چونکہ یہ آیات ایک عورت کے قصہ میں نازل ہوئیں اس لئے ان ہی کا ذکر فرمایا اگر چار گواہ پیش کر دئے اور ان کی شہادت بقاعدہ شریعت پوری اتری تو مقذوف یا مقذوفہ پر حد زنا جاری کی جائے گی۔ ف۳ ۔ یہ سزا قاذف (تہمت لگانے والے) کی ہوئی کہ مقذوف کے مطالبہ پر اسّی دُرّے لگائے جائیں اور آئندہ ہمیشہ کے لئے (معاملات میں) مردود الشہادت قرار دیا جائے حنفیہ کے نزدیک توبہ کے بعد بھی اس کی شہادت معاملات میں قبول نہیں کی جا سکتی ف۴ اگر واقع میں جان بوجھ کر جھوٹی تہمت لگائی تھی تب تو ان کا فاسق و نافرمان ہونا ظاہر ہے اور اگر واقعی سچ بیان کیا تھا لیکن جانتے تھے کہ چار گواہوں سے ہم اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکیں گے تو ایسی بات کا اظہار کرنے سے بجز ایک مسلمان کی آبرو ریزی اور پردہ دری کے کیا مقصود ہو سکتا ہے جو بجائے خود ایک مستقل گناہ ہے اور علماء نے اس کو کبائر میں شمار کیا ہے۔ ف۵ ۔ یعنی توبہ اور اصلاح حال کے بعد اللہ کے نافرمان بندوں میں اس کا شمار نہ رہے گا۔ گو پچھلے قذف کی سزا میں مردود الشہادت پھر بھی رہے۔ یہی مذہب سلف میں سے قاضی شریح، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، مکحول، عبدالرحمٰن بن زید بن جابر، حسن بصری، محمد بن سیرین اور سعید بن المسیب رحمہم اللہ کا ہے۔ کما فی الدر المنثور و ابن کثیر۔ ف۶ یعنی زنا کی تہمت لگائے یا اپنے بچہ کو کہے کہ یہ میرے نطفہ سے نہیں۔

فوائد صفحہ ہذا ۔ ف۱ یعنی جو اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اولاً اس سے چار گواہ طلب کئے جائیں گے اگر پیش کر دے تو عورت پر حد زنا جاری کر دی جائے گی۔ اگر گواہ نہ لا سکا تو اس کو کہا جائے گا کہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے (یعنی جو تہمت اپنی بیوی پر لگائی ہے اس میں جھوٹ نہیں بولا گویا چار گواہوں کی جگہ خود اس کی یہ چار حلفیہ شہادتیں ہوئیں) اور آخر میں پانچویں مرتبہ یہ الفاظ کہنے ہوں گے کہ "اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت" اور یہ الفاظ مذکورہ بالا کہنے سے انکار کرے تو قید کیا جائے گا اور حاکم اس کو مجبور کرے گا کہ یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو حد قذف لگے گی جو اوپر گذر چکی اور یا پانچ مرتبہ وہی الفاظ کہے جو اوپر مذکور ہوئے۔ اگر کہہ دئے تو پھر عورت سے کہا جائے گا کہ وہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ یہ مرد تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یہ الفاظ کہے کہ "اللہ کا غضب آوے اس عورت پر اگر یہ مرد اپنے دعوے میں سچا ہو۔" تاوقتیکہ عورت یہ الفاظ نہ کہے گی اس کو قید میں رکھیں گے اور مجبور کیا جائے گا کہ یا صاف طور پر مرد کے دعوے کی تصدیق کرے تب تو حد زنا اس پر جاری ہوگی اور یا الفاظ مذکورہ بالا اس کی تکذیب کرے اگر اس نے بھی مرد کی طرح یہ الفاظ کہہ دیئے اور "لعان" سے فراغت ہوئی تو اس عورت سے صحبت اور دواعی صحبت سب حرام ہو گئے۔ پھر اگر مرد نے اس کو طلاق دے دی فبہا ورنہ قاضی ان میں تفریق کر دے گو دونوں رضامند نہ ہوں یعنی زبان سے کہدے کہ میں نے ان میں تفریق کی۔ اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی (تنبیہ) زوجین سے اس طرح الفاظ کہلوانے کو شریعت میں "لعان" کہتے ہیں اور لعان صرف قذف ازواج کے ساتھ مخصوص ہے۔ عام محصنات کے قذف کا وہی حکم ہے جو اوپر کی آیات میں مذکور ہو چکا۔ ف۲ یعنی اگر یہ حکم لعان مشروع نہ ہوتا تو قذف کے عام قاعدے کے موافق زوج پر حد قذف آتی اور یا ساری عمر خون کے گھونٹ پیتا کیونکہ ممکن ہے وہ سچا ہو بخلاف غیر شوہر کے کہ وہ اظہار میں مضطر نہیں۔ اس نے اس کے قانون میں ان امور کی رعایت ضرور ہوئی دوسری طرف اگر محض خاوند کے قسمیں کھانے پر زنا کا ثبوت ہو جایا کرتا تو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچا رکھا ہے نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے ف۲ یعنی پتہ اس کا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے اگلی آیت میں پتہ بتا دیا۔

ــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ

کوئی آفت بڑی ف جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے

کوئی آفت بڑی ف جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے

بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ

اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور یہ

اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور یہ

عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ

اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ

اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ف اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق

اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ

کہ منہ پر لاویں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ

کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے ف اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ

تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم یقین رکھتے ہو اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے

پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو ف اور کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ

پتے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف۳ جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا

پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ف جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا

فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

ایمان والوں میں ان کو دکھ کی مار ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے

ایمان والوں میں ف ان کے لئے عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں ف اور اللہ جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ

اور تم نہیں جانتے اور کبھی نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی مہر اور یہ کہ اللہ

اور تم نہیں جانتے ف اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ

نرمی کرنے والا ہے مہربان تو کیا کچھ نہیں ہوتا۔ اے ایمان والو نہ چلو قدموں پر شیطان کے

نرمی کرنے والا ہے مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا ف اے ایمان والو نہ چلو قدموں پر شیطان کے

وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ

اور جو کوئی چلے گا قدموں پر شیطان کے سو وہ یہی بتاوے گا بے حیائی اور بری بات

اور جو کوئی چلے گا قدموں پر شیطان کے سو وہ تو یہی بتلائے گا بے حیائی اور بری بات ف

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ

اور کبھی نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہر نہ سنورتا تم میں ایک شخص کبھی

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل دنیا کے عذابوں سے بچا رکھا ہے۔ نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے (موضح القرآن) نیز تم میں سے مخلصین کو توبہ کی توفیق دے کر خطا معاف کر دی ورنہ منافقین کی طرح وہ بھی قیامت کے دن عذاب عظیم میں گرفتار ہوتے (العیاذ باللہ) ف۲ یعنی عذاب عظیم کے مستحق کیوں نہ ہوتے جبکہ تم ایسی بے تحقیق اور ظاہر البطلان بات کو ایک دوسرے کی طرف چلتا کر رہے تھے اور زبان سے وہ اٹکل پچو باتیں نکالتے تھے جن کی واقعیت کی تمہیں کچھ بھی خبر نہ تھی۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ ایسی سخت بات کو (یعنی کسی خصوصاً پیغمبر علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ اور مومنین کی روحانی والدہ کو متہم کرنا) جو اللہ کے نزدیک بہت بڑا سنگین جرم ہے، محض ایک ہلکی اور معمولی بات سمجھنا، یہ اصل جرم سے بھی بڑھ کر جرم تھا۔ ف۳ یعنی اول تو حسن ظن کا اقتضاء یہ تھا کہ دل میں بھی یہ خیال نہ گذرنے پائے جیسا کہ اوپر ارشاد ہوا، لیکن اگر شیطانی اغواء سے فرض کیجئے کسی کے دل میں کوئی برا وسوسہ گذرے تو بہرحال یہ جائز نہیں کہ ایسی ناپاک بات زبان پر لائی جائے۔ چاہیئے کہ اس وقت مومن اپنی حیثیت اور روایات کو ملحوظ رکھے اور صاف کہہ دے کہ ایسی بے سروپا بات کا زبان سے نکالنا مجھ کو زیب نہیں دیتا۔ اے اللہ تو پاک ہے، کس طرح لوگ ایسی نامعقول بات منہ سے نکالتے ہیں، بھلا جس پاکباز خاتون کو تو نے سید الانبیاء اور رأس المتقین کی زوجیت کے لئے چنا کیا وہ (معاذ اللہ) خود بے آبرو ہو کر پیغمبر کی آبرو کو بٹہ لگائے گی (حاشا باللہ حاشا باللہ) ثم حاشا باللہ) ہو نہ ہو دشمنوں نے ایک بے قصور پر بہتان باندھا ہے۔ ف۴ یعنی مومنین کو پوری طرح چوکس و ہوشیار رہنا چاہیئے۔ بدباطن منافقین کے چکموں میں کبھی نہ آئیں۔ ہمیشہ پیغمبر علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کی عظمت شان کو ملحوظ رکھیں۔ ف۵ یعنی پتہ اس کا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقین نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے، اگلی آیت میں پتہ بتا دیا (کذا فی الموضح) عموماً مفسرین نے آیات سے مراد احکام، شرائع، حدود اور قبول توبہ وغیرہ کے مضامین لئے ہیں۔ اس وقت صفات علم و حکمت کے ذکر سے یہ غرض ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے مخلصین کی ندامت قلبی کا حال خوب جانتا ہے، اس لئے توبہ قبول کی۔ اور چونکہ حکیم مطلق ہے اس لئے نہایت حکمت و دانائی کے ساتھ تمہاری سیاست کی گئی۔ ف۶ یعنی جو لوگ پھیلے یا بدکاری کی خبریں پھیلائیں۔ یہ چاہنے والے منافقین تھے، لیکن ان کا تذکرہ کر کے مومنین کو بھی متنبہ فرما دیا کہ اگر فرض کرو کسی کے دل میں ایک بری بات کا خطرہ گذرا اور بے پروائی سے کوئی لفظ زبان سے بھی کہہ گذرا تو چاہیئے کہ ایسی جہل بات کا چرچا کرتا نہ پھرے۔ اگر خواہی نخواہی کسی مومن کی آبرو ریزی کرے گا تو خوب سمجھ لے کہ اس کی آبرو بھی محفوظ نہ رہے گی (حق تعالیٰ اسے ذلیل و خوار کر کے چھوڑے گا۔ کما فی الحدیث احمد رحمہ اللہ) ف۷ دنیا میں قذف، رسوائی اور قسم قسم کی سزائیں اور آخرت میں دوزخ کی مار۔ ف۸ یعنی ایسے فتنہ پردازوں کو خدا خوب جانتا ہے گو تم نہ جانتے ہو اور یہ بھی اسی کے علم میں ہے کہ کس کا جرم کتنا ہے اور کس کی کیا غرض ہے (تنبیہ) جب شیوع فاحشہ، حسد و کینہ وغیرہ کی طرح اعمال قلبیہ میں سے ہے مراتب قصد میں سے نہیں اس لئے اس پر ماخوذ ہونے میں اختلاف نہ ہونا چاہیئے۔ ف۹ یعنی طوفان تو ایسا اٹھا تھا کہ نہ معلوم کون کون اس کی نذر ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحمت اور شفقت و مہربانی سے تم میں سے تائبین کی توبہ کو قبول فرمایا اور بعض کو حد شرعی جاری کر کے پاک کیا اور جو زیادہ خبیث تھے ان کو ایک گونہ مہلت دی۔ ف۱۰ یعنی شیطان کی چالوں سے ہوشیار رہا کرو مسلمانوں کا یہ کام نہیں ہے کہ شیاطین الانس والجن کے قدم بقدم چلنے لگے ان ملعونوں کا تو مشن ہی یہ ہے کہ لوگوں کو بے حیائی اور برائی کی طرف لے جائیں۔ تم جان بوجھ کر کیوں ان کے جال میں آتے ہو۔ دیکھو شیطان نے ذرا سا چرکہ لگا کر کتنا بڑا طوفان کھڑا کر دیا اور کئی سیدھے سادے مسلمان کس طرح اس کے قدم پر چل پڑے۔

ع ۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۲ جب طوفان اٹھانے والے جھوٹے پڑے اور ان کو حد لگی آپس کو زے ان میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص تھا مسطح ابوبکر صدیقؓ کا بھانجا مفلس یہ اس کی خبر لیتے تھے اب سے قسم کھائی کہ اس کو میں کچھ نہ دوں گا اللہ نے اس کی سفارش کردی وہ دانا تھا مہاجرین سے اہل بدر کے بڑائی دے کر صدیق اکبرؓ کو جو اگلی بڑائی نہ ملے اللہ سے جھگڑ کر پھر انہوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا کبھی بند نہ کروں گا۔ ف۳ ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوئی یعنی اللہ ان کے ناموس کا نگہبان کرتا ہے ————————— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی شیطان تو سب کو بگاڑ کر چھوڑتا ایک کو بھی سیدھے راستہ پر نہ رہنے دیتا۔ یہ تو خدا کا فضل اور اسکی رحمت ہے کہ وہ اپنے مخلص بندوں کی دستگیری فرما کر بہتیروں کو محفوظ رکھتا ہے اور بعض کو مبتلا ہو جانے کے بعد توبہ کی توفیق دے کر درست کر دیتا ہے۔ یہ بات اس کی قدرت واحد کے اختیار میں ہے اور وہی اپنے علم محیط اور حکمت کاملہ سے جانتا ہے کہ کون بندہ سنوارے جانے کے قابل ہے اور کس کی توبہ قبول ہونی چاہئے۔ وہ سب کی توبہ وغیرہ کو سنتا اور انکی قلبی کیفیات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ ف۲ حضرت عائشہ پر طوفان اٹھانے والوں میں بعض مسلمان بھی نادانی سے شریک ہو گئے ان میں ایک حضرت مسطح تھے جو ایک مفلس مہاجر ہونے کے علاوہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ قصہ افک سے پہلے حضرت صدیق اکبر ان کی امداد اور خبرگیری کیا کرتے۔ جب یہ قصہ ختم ہوا اور حضرت صدیقہ کی براءت آسمان سے نازل ہو چکی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ آئندہ مسطح کی امداد نہ کرونگا۔ شاید بعض دوسرے صحابہ کو بھی ایسی صورت پیش آئی ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی بزرگی اور دنیا کی وسعت دی ہے انہیں لائق نہیں کہ ایسی قسم کھائیں ان کا ظرف بہت بڑا اور ان کے اخلاق بہت بلند ہونے چاہئیں۔ بڑی جوانمردی تو یہی ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے محتاج رشتہ داروں اور خدا کے لئے وطن چھوڑنے والوں کی اعانت سے دستکش ہو جانا بزرگوں اور بہادروں کا کام نہیں۔ اگر قسم کھائی ہے تو ایسی قسم کو پورا مت کرو۔ اس کا کفارہ ادا کر دو۔ تمہاری شان یہ ہونی چاہئے کہ خطا کاروں کی خطاؤں سے اغماض اور درگذر کیا کرو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ حق تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں سے درگذر کرے؟ کیا تم حق تعالیٰ سے عفو و درگذر کی امید اور خواہش نہیں رکھتے؟ اگر رکھتے ہو تو تم اسکے بندوں کے معاملہ میں یہی خو اختیار کر لی چاہئے۔ گویا اس میں "تخلقوا باخلاق اللّٰہ" کی تعلیم ہوئی۔ احادیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے جب سنا "الا تحبون ان یغفر اللّٰہ لکم" (کیا تم چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے؟) تو فوراً بول اٹھے۔ بلیٰ یا ربنا انا نحب (بیشک اے پروردگار! ہم ضرور چاہتے ہیں) یہ کہہ کر مسطح کی جو امداد کرتے تھے بدستور جاری فرما دی، بلکہ بعض روایات میں ہے کہ پہلے سے دوگنی کر دی۔ رضی اللہ عنہ۔ ف۳ صحیحین کی حدیث میں ہے۔ اجتنبوا السبع الموبقات الشرک باللّٰہ وقتل النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق واکل الربوٰا واکل مال الیتیم والتولی یوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات۔ اس سے ظاہر ہوا کہ قذف محصنات مطلقاً مہلکات میں سے ہے۔ پھر ان میں سے کسی ازواج مطہرات بالخصوص ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا قذف تو کس درجہ کا گناہ ہوگا۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد جو شخص عائشہ صدیقہ یا ازواج مطہرات میں سے کسی کو متہم کرے وہ کافر مکذب قرآن اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور طبرانی کی ایک حدیث میں ہے "قذف المحصنۃ یھدم عمل مائۃ سنۃ" (محصنہ پر تہمت لگانا سو برس کے عمل کو ڈھا دیتا ہے) العیاذ باللّٰہ۔ ف۴ یعنی مجرم منہ سے بولنا اور ظاہر کرنا نہ چاہے گا۔ مگر خود زبان اور ہاتھ پاؤں بولیں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک عضو اس عمل کو ظاہر کریگا جو اسکے ذریعہ سے کیا گیا تھا۔ (تنبیہ) تہمت والے نے زبان سے تہمت لگائی تھی اور ہاتھ پاؤں سے چل کر اس سے مطالبہ تھا جو بیان نہ کر سکا۔ اس کے بالمقابل یہاں بھی پانچ چیزیں ذکر ہوئیں۔ ایک زبان جو تہمت کا اصلی آلہ ہے اور چار ہاتھ پاؤں جو اسکی سزا دینے کے گواہ ہوں گے ف۵ جو سزا تھی ٹھیک ٹھیک پوری دیگا۔ عمل کھول کر سامنے رکھ دیتا ہے اور جس کا حساب بالکل صاف ہے۔ اسکے ہاں کسی طرح کا ظلم و تعدی نہیں۔ یہ مضمون قیامت کے دن سب کو مکشوف و مشہود ہو جائیگا ف۶ یعنی بدکار اور گندی عورتیں گندے اور بدکار مردوں کے لائق ہیں۔ اسی طرح بدکار اور گندے مرد اس قابل ہیں کہ ان کا تعلق اپنے جیسی گندی اور بدکار عورتوں سے ہو۔ پاک اور ستھرے آدمیوں کا ناپاک بدکاروں سے کیا مطلب۔ ابن عباس نے فرمایا کہ پیغمبر کی عورت بدکار (زانیہ) نہیں ہوتی۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کی ناموس کی حفاظت فرماتا ہے تعلقی موضح قرآن (تنبیہ) آیت کا یہ مطلب تو ترجمہ کے موافق ہوا۔ بعض مفسرین سلف سے یہ منقول ہے کہ "الخبیثات" اور "الطیبات" سے یہاں عورتیں مراد نہیں۔ بلکہ اقوال و کلمات مراد ہیں۔ یعنی گندی باتیں گندوں کے لائق ہیں۔ اور ستھری باتیں ستھرے آدمیوں کے۔ پاکباز اور ستھرے مرد و عورت ایسی گندی تہمتوں سے بری ہوتے ہیں جیسا کہ آگے۔ "اولٰئک مبرءون مما یقولون" سے ظاہر ہے یا یوں کہا جائے کہ گندی

ابدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ

(لیکن) اللہ سنوارتا ہے جس کو چاہے اور اللہ سب سنتا جانتا ہے اور قسم نہ کھاویں

(کبھی) ولیکن اللہ سنوارتا ہے جس کو چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۱ اور قسم نہ کھائیں

اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

بڑائی والے اور کشایش والے تم میں اس پر کہ دیویں ناتے والوں کو اور محتاجوں کو

بڑے درجہ والے تم میں سے اور کشایش والے اس پر کہ دیں قرابتیوں کو اور محتاجوں کو

وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ

اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہئے معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے

اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے

اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف۲ جو لوگ عیب لگاتے ہیں

کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف۲ جو لوگ عیب لگاتے ہیں

الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ

قید والی بیخبر ایمان والیوں کو اُن کو پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور انکو ہے

حفاظت والیوں بیخبر ایمان والیوں کو ان کو پھٹکار ہے دنیا میں اور آخرت میں اور ان کے لئے ہے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

بڑی مار جس دن بتاویں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں

بڑا عذاب ف۳ جس دن کہ ظاہر کر دیں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ

جو کچھ وہ کرتے تھے اس دن پوری دے گا اللہ اُن کی سزا جو چاہیے اور جانیں گے

جو کچھ کرتے تھے ف۴ اس دن پوری دے گا ان کو اللہ ان کی سزا جو چاہئے اور جان لیں گے

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ

اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں گندوں کے واسطے گندے واسطے

کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا ف۵ گندیاں ہیں گندوں کے واسطے اور گندے

لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ

گندیوں کے اور ستھریاں ہیں واسطے ستھروں کے اور ستھرے واسطے ستھریوں کے وہ لوگ

واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے واسطے ستھریوں کے ف۶ وہ لوگ

مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا

بے لگاؤ ہیں ان باتوں سے جو کہتے ہیں اُن کو بخشنا ہے اور روزی ہے عزت کی ف۳ اے

بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ف۷ ان کے واسطے بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ف۸ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا

ایمان والو مت جایا کرو کسی گھروں میں اپنے گھروں کے سوا جب تک نہ بول چال کر لو

ایمان والو مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کر لو

ع ۹

باتیں گندوں کی زبان سے نکلا کرتی ہیں تو جنہوں نے کسی مستورۂ پاکباز کی نسبت گندی بات کی، سمجھ لو کہ وہ خود گندے ہیں۔ ف۷ یعنی ستھرے آدمی ان باتوں سے بری ہیں جو یہ گندے لوگ بکتے پھرتے ہیں۔ ف۸ یعنی برا بکنے سے وہ برے نہیں ہو جاتے، بلکہ جب وہ اس پر صبر کرتے ہیں تو یہ چیز ان کی خطاؤں یا لغزشوں کا کفارہ بنتی ہے۔ اور یہاں مفسد لوگ جس قدر ان کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں وہاں اسکے بدلہ میں عزت کی روزی ملتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاوے کیا جانے وہ کس حال میں ہے۔ اول آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی ہے۔ ف۲ کوئی گھر میں نہ ہو اور بے پروائگی سے۔ ف۳ گھر والا کہہ دے کہ ابھی ملاقات نہیں ہو سکتی تو پھر جاوے۔ اور جیسا چاہئے گھر والے کی پرواہ ہو۔ اس میں آپس کی اوقات صاف رہتی ہے۔ ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا۔ ف۴ شاید بیٹھنے والوں کے دل میں آیا ہو کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا اگر کسی سے پروانگی لیویں۔ یہ جو آیت پوچھ کر جانا جب کے گھر والی گو ہے اور اپنی تعمیر کے لوگ۔ یعنی بیٹے لونڈی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں۔ مگر تین وقت خلوت کے وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے۔ ف۵ ہاتھ منہ کھلا رکھے۔ ان کے سوا اپنی سب زینت جانور لگاویں اور بیچ جوکرتے ہیں اُن کی وہم اس بات کی قیدت ہی ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی اپنے ہی رہنے کا جو گھر ہو اس کے سوا کسی دوسرے کے رہنے کے گھر میں یونہی بے خبر نہ گھس جائے۔ کیا جانے وہ کس حال میں ہو اور اس وقت کسی کا آنا پسند کرتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا اندر جانے سے پہلے آواز دیکر اجازت حاصل کرے اور سب سے بہتر آواز سلام کی ہے۔ حدیث میں ہے کہ تین مرتبہ سلام کرے اور اجازت داخل ہونے کی لے۔ اگر تین بار سلام سننے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ فی الحقیقت یہ ایسی حکیمانہ تعلیم ہے کہ اگر اس کی پابندی کی جائے تو صاحب خانہ اور ملاقاتی دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ مگر افسوس آج مسلمان ان مفید ہدایات کو ترک کرتے جاتے ہیں۔ جن کو دوسری قومیں ان ہی سے سیکھ کر ترقی کر رہی ہیں۔ (ربط) شروع سورت سے احکام زنا و قذف وغیرہ کے بیان ہوتے۔ چونکہ بسا اوقات بلا اجازت کسی کے گھر میں چلا جانا ان امور کی طرف مفضی ہو جاتا ہے اس لئے ان آیات میں مسائل استیذان کو بیان فرمایا۔ ف۲ اگر یہ معلوم ہو کہ گھر میں کوئی موجود نہیں۔ تب بھی دوسرے کے گھر میں بدون مالک و مختار کی اجازت کے مت جاؤ۔ کیونکہ ملک غیر میں بدون اجازت تصرف کا کوئی حق نہیں نہ معلوم بے اجازت چلے جانے سے کیا جھگڑا پیش آجائے۔ ہاں صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہو تو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ف۳ یعنی ایسا کہنے سے برا نہ مانو۔ بسا اوقات آدمی کی طبیعت کسی سے ملنے کو نہیں چاہتی یا حرج ہوتا ہے یا کوئی ایسی بات کر رہا ہے جس پر غیر کو مطلع کرنا پسند نہیں کرتا تو تم کو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اس پر بوجھ ڈالو۔ اس طرح بار خاطر بننے سے تعلقات صاف نہیں رہتے۔ ف۴ وہ تمہارے تمام اعمال قلبیہ و قالبیہ سے باخبر ہے۔ جیسا کچھ کرو گے اور جس نیت سے کرو گے حق تعالیٰ اس کے مناسب جزا دے گا۔ اور اس نے اپنے علم محیط سے تمام امور کی رعایت کر کے یہ احکام دیئے ہیں۔ ف۵ یعنی جن مکانوں میں کوئی خاص آدمی نہیں رہتا۔ نہ کوئی روک ٹوک ہے مثلاً مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ۔ اگر وہاں تمہاری کوئی چیز ہے یا تم کو جنس اُس کے برتنے کی ضرورت ہے تو بیشک وہاں جا سکتے ہو۔ اس کے لئے استیذان کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کے مسائل کی تفصیل فقہ میں دیکھی جائے۔ ف۶ اس نے تمہارے تمام چھپے کھلے حالات کی رعایت سے یہ احکام مشروع کئے ہیں۔ جن سے مقصود فتنہ و فساد کے مداخل کو بند کرنا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ اپنے دل میں اسی غرض کو پیش نظر رکھ کر عمل کرے۔ ف۷ بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے۔ قرآن کریم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لئے اول اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا۔ یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں۔ اگر ایک مرتبہ بے ساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے۔ تو دوبارہ ارادہ سے اس طرف نظر نہ کرے۔ کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اس کے اختیار سے ہوگا۔ جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیار و ارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اس کے نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ پہلی مرتبہ دفعتہً جو بے ساختہ نظر پڑتی ہے اس کا ہونا وہ نشانیت نہیں ہوتی۔ اس لئے حدیث میں اس کو معاف رکھا گیا ہے۔ شاید یہاں بھی من ابصارهم میں من کو تبعیضیہ لے کر اسی طرف اشارہ ہو۔ ف۸ یعنی حرام کاری سے بچیں اور ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں۔ الا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ف۹ یعنی آنکھ کی چوری اور دلوں کے بھید اور نیتوں کا حال اس کو سب معلوم ہے۔ لہٰذا اس کا خیال کر کے بدنگاہی اور ہر قسم کی بدکاری سے بچو۔ ورنہ وہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دے گا۔ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (مومن۔ رکوع ۲) حضرت شاہ صاحب نے مَا يَصْنَعُوْنَ سے مراد وہ جاہلیت کی بے احتیاطیاں لی ہیں یعنی جو بے احتیاطیاں پہلے سے کرتے آرہے ہو اللہ کو سب معلوم ہے اسی لئے اب اس نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ یہ احکام جاری کئے تاکہ تمہارا تزکیہ ہو سکے۔ ف۱۰ سنگار زینت میں خارجی اور کسبی آرائش کو کہتے ہیں۔ جو مثلاً لباس یا زیور وغیرہ سے حاصل ہو۔ احقر کے نزدیک یہاں "زینت" کا ترجمہ "سنگار" کے بجائے "زیبائش" کیا جاتا تو زیادہ جامع اور مناسب ہوتا۔ زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی اور کسبی زینت کو شامل ہے خواہ وہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ سے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار بجز محارم کے جن کا ذکر آگے آتا ہے کسی کے سامنے جائز نہیں۔ ہاں جس قدر زیبائش کا ظہور ناگزیر ہے اور اس کے ظہور کو بسبب عدم قدرت یا ضرورت کے روک نہیں سکتی اس کے مستثنیٰ ہیں یعنی مجبوری یا بضرورت کھلا رکھنے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔ حدیث و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور کفین یعنی ہتھیلیاں الا ما ظهر منها میں داخل ہیں کیونکہ بہت سی ضروریات دینی و دنیوی ان کے کھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اگر ان کے چھپانے کا مطلقاً حکم دیا جائے تو عورتوں کے لئے کاروبار میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئے گی۔ آگے فقہاء نے قدمین کو بھی ان ہی اعضاء پر قیاس کیا ہے اور جب یہ اعضاء مستثنیٰ ہوئے تو ان کے متعلقات مثلاً انگوٹھی، چھلا، یا مہندی کا رنگ وغیرہ کو بھی اس میں داخل ماننا پڑے گا۔ لیکن واضح رہے کہ الا ما ظهر منها سے صرف عورتوں کو بضرورت ان کے کھلا رکھنے کی اجازت ہوئی۔ نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں اور ان نظارہ کیا کریں۔ شاید اسی لئے اس اجازت سے پیشتر ہی حق تعالیٰ نے غض بصر کا حکم مردوں کو سنا دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک طرف سے کسی عضو کے کھولنے کی اجازت اس کو مستلزم نہیں کہ دوسری طرف سے اس کو دیکھنا بھی جائز ہو۔ آخر جمعہ و عیدین کے لئے پردہ کا حکم جو اس آیت ہذا میں ...

وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

اور سلام دے لو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں شاید تم یاد رکھو ف۱

اور سلام کر لو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم یاد رکھو ف۱

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ

پھر اگر نہ پاؤ اس میں کوئی تو اس میں نہ جاؤ جب تک پروانگی نہ ہو تم کو اور

پھر اگر نہ پاؤ اس میں کسی کو تو اس میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تم کو ف۲

اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اگر تم کو کہے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسی میں خوب ستھرائی ہے تمہاری اور اللہ جو کرتے ہو

اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لئے ف۳ اور اللہ جو تم کرتے ہو

عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ

جانتا ہے ف۲ نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

اس کو جانتا ہے ف۴ نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ قُلْ

اس میں کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو کھولتے ہو اور جو چھپاتے ہو ف۳ کہہ دے

اس میں کچھ چیز ہو تمہاری ف۵ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو ف۶ کہہ دے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ

ایمان والوں کو نیچی رکھیں ٹک اپنی آنکھیں اور تھامتے رہیں اپنے ستر اس میں

ایمان والوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں ف۷ اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو ف۸ اس میں

اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ

خوب ستھرائی ہے ان کی اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہیں ف۴ اور کہہ دے ایمان والیوں کو

خوب ستھرائی ہے ان کے لئے بیشک اللہ کو خبر ہے جو کچھ کرتے ہیں ف۹ اور کہہ دے ایمان والیوں کو

يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

نیچی رکھیں ٹک اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر اور نہ دکھاویں

نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠

اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے اور ڈالیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر

اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے ف۱۰ اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر ف۱۱

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے

اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے ف۱۲ یا اپنے خاوند کے باپ کے

اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ

یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے

یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ۱ سنگار میں سے کھلی چیز ہی چیز کو کہا، جیسے یہ کپڑے اور نئی پاپوش یا یہ کہا کہ عورت کو ستر ڈالنا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا درست ہے ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی گئے، یا انگوٹھا یا انگلی کا چھلّا اور باقی بدن اور گہنا ڈھانکنا فرض ہے۔ یعنی گریبان پر ڈھانکیں، اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں۔ ان سے بھی اتنا منہ درست ہے اور بدراہ عورتوں سے کہ رہ پکڑ نا اور کسی کو غرض نہیں، یعنی کام کاج کرنے والے ... رکھتے اور ... خادم بھی محرم ہے۔ بہت علماء کے نزدیک اور پاؤں کی دھمک سے معلوم ہوتے ہیں، گھونگرو یا جھانجن اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے تنگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھلے تو بہتر ہے۔ ف ۲ رسول نے فرمایا اے علیؓ تین کام میں دیر نہ کرو، نماز فرض کا جب وقت آوے، جنازہ جب موجود ہو، رانڈ عورت جب عمر والے اس کی ذات کا جوڑ کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب دے اس کا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام بھی بیاہ دینے سے ضرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

أَوْ بَنِيٓ أَخَوٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُنَّ أَوِ التّٰبِعِينَ

یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیروں کے

یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے ف ۱ یا اپنے ہاتھ کے مال کے ف ۲ یا کاروبار کرنیوالوں کے

غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا

جو مرد کچھ غرض نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنھوں نے نہیں پہچانے

جو مرد کہ کچھ غرض نہیں رکھتے ف ۳ یا لڑکوں کے جنھوں نے ابھی نہیں پہچانا

عَلَىٰ عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ

عورتوں کے بھید اور نہ دھمک دیں اپنے پاؤں سے کہ جانا جاوے جو چھپاتی ہیں

عورتوں کے بھید کو ف ۴ اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں

مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوٓا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ

اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو شاید تم

اپنا سنگار ف ۵ اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے ایمان والو تاکہ تم

تُفْلِحُونَ ۝ وَأَنكِحُوا الْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ وَالصّٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ

بھلائی پاؤ ف ۱ اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام

بھلائی پاؤ ف ۶ اور نکاح کردو رانڈوں کا اپنے اندر ف ۷ اور جو نیک ہوں تمہارے غلام

وَإِمَآئِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ وَاللَّهُ

اور لونڈیاں اگر وہ مفلس ہوں گے اللہ انکو غنی کردیگا اپنے فضل سے اور اللہ

اور لونڈیاں ف ۸ اگر وہ ہوں گے مفلس اللہ ان کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے ف ۹ اور اللہ

وَٰسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ

سمائی والا ہے سب جانتا ف ۲ اور آپ کو تھامتے رہیں جن کو نہیں ملتا بیاہ، جب تک

کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے ف ۱۰ اور اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو نہیں ملتا سامان نکاح کا جب تک کہ

يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ

مقدور دے اُن کو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں لکھا تمہارے ہاتھ کے

مقدور دے اُن کو اللہ اپنے فضل سے ف ۱۱ اور جو لوگ چاہیں لکھت آزادی کی مال دیکر ان میں سے کہ جو

أَيْمَٰنُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَءَاتُوهُم مِّن مَّالِ

مال ہیں سے تو ان کو لکھا دے دو اگر سمجھو ان میں کچھ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال

تمہارے ہاتھ کے مال ہیں تو ان کو لکھ کردیدو اگر سمجھو ان میں کچھ نیکی ف ۱۲ اور دو ان کو اللہ کے

اللَّهِ الَّذِيٓ ءَاتَىٰكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ

جو تم کو دیا ہے اور زور نہ کرو اپنی چھوکریوں پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہیں

مال سے جو اس نے تم کو دیا ہے ف ۱۳ اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوکریوں پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہیں

تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ

قید سے رہنا کہ کمایا چاہو اسباب دنیا کی زندگی کا اور جو کوئی ان پر زور کرے تو

قید سے رہنا کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا ف ۱۴ اور جو کوئی ان پر زبردستی کرے گا تو

بقیہ فوائد ۴۵۸۔ عورتوں کو ان کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا۔ نیز یاد رکھنا چاہیے کہ ان آیات میں محض ستر کا مسئلہ بیان ہوا ہے۔ یعنی اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ اپنے گھر کے اندر رہو یا باہر عورت کو کس حصۂ بدن کا کس کے سامنے کن حالات میں کھلا رکھنا جائز ہے۔ باقی مسئلہ "حجاب" یعنی شریعت نے اس کو کن حالات میں گھر سے باہر نکلنے اور سیر و سیاحت کرنے کی اجازت دی، یہاں مذکور نہیں۔ اس کی کچھ تفصیل انشاء اللہ سورۂ احزاب میں آئے گی۔ اور ہم نے فتنہ کا خوف نہ ہونے کی جو شرط لگائی وہ دوسرے دلائل اور قواعد شرعیہ سے ماخوذ ہے۔ جو ادنیٰ تامل اور مراجعت نصوص سے دریافت ہو سکتی ہیں۔ ف ۱ بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے زیادہ نمایاں چیز سینہ کا ابھار ہے، اس کے مزید تستر کی خاص طور پر تاکید فرمائی اور جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلا دی۔ جاہلیت میں عورتیں خمار اوڑھنی سر پر ڈال کر اس کے دونوں پلے پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلا دیا کہ اوڑھنی کو سر سے لا کر گریبان پر ڈالنا چاہیے۔ تاکہ اس طرح کان، گردن اور سینہ پوری طرح مستور رہے۔ ف ۲ چچا اور ماموں کا بھی یہی حکم ہے۔ اور ان محارم میں بھی فرق مراتب ہے۔ مثلاً جو زینت خاوند کے آگے ظاہر کر سکتی ہے دوسرے محارم کے سامنے نہیں کر سکتی۔ ابداء زینت کے درجات ہیں جن کی تفصیل تفاسیر اور کتب فقہ میں دیکھنی چاہیے۔ یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ جس قدر تستر کا اہتمام اجنبیوں سے تھا اتنا محارم سے نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک عضو کو ان میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہے۔

فوائد صفحہ ہذا | ف ۱ یعنی جو عورتیں اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے والی ہیں، بشرطیکہ نیک چلن ہوں۔ بدراہ عورتوں کے سامنے نہیں اور بہت سے سلف کے نزدیک اس سے مسلمان عورتیں مراد ہیں۔ کافر عورت اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔

ف ۲ یعنی اپنی لونڈیاں (باندیاں) اور بعض سلف کے نزدیک مملوک غلام بھی اس میں داخل ہے اور ظاہر قرآن سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن جمہور آئمہ اور سلف کا یہ مذہب نہیں۔ ف ۳ یعنی کمیرے خدمتگار جو محض اپنے کام سے کام رکھیں اور کھانے سونے میں فرق نہ سمجھا، شوخی نہ رکھتے ہوں یا فاتر العقل بالکل جن کے حواس وغیرہ بھی ٹھکانے نہ ہوں محض کھانے پینے میں گھر والوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ ف ۴ یا جن لڑکوں کو ابھی تک شہوانی ساخت کی کوئی تمیز نہیں، نہ نفسانی جذبات رکھتے ہیں ف ۵ یعنی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہیے کہ زیور وغیرہ کی آواز سے اجانب کو ادھر میلان اور توجہ ہو۔ بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لیے محرک ہو جاتی ہے۔ ف ۶ یعنی پہلے جو کچھ حرکات ہو چکیں ان سے توبہ کرو اور آئندہ کے لیے ہر مرد و عورت کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات و سکنات اور چال چلن میں انابت اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ اس میں دارین کی بھلائی اور کامیابی ہے۔ ف ۷ اوپر سے غض بصر اور ستر وغیرہ کے احکام بیان ہوئے تھے تاکہ بے حیائی اور بدکاری کی روک تھام کی جائے۔ اس آیت میں یہ حکم دیا کہ جن کا نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ اور رنڈوے ہو گئے تو موقع مناسب ملنے پر ان کا نکاح کر دیا کرو۔ حدیث میں نبی کریم صلعم نے فرمایا: اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرو، نماز فرض کا جب وقت آ جائے، جنازہ جب موجود ہو، اور رانڈ عورت جب اس کا کفو مل جائے۔ جو قومیں رانڈوں کے نکاح پر ناک بھوں چڑھاتی ہیں سمجھ لیں کہ ان کا ایمان سلامت نہیں۔ ف ۸ یعنی لونڈی غلام کو اگر اس لائق سمجھو کہ حقوق زوجیت ادا کر سکیں گے اور نکاح ہو جانے پر مغرور ہو کر تمہاری خدمت نہ چھوڑ بیٹھیں گے تو ان کا بھی نکاح کر دو۔ ف ۹ بعض لوگ نکاح میں اس لیے پس و پیش کیا کرتے ہیں کہ نکاح ہو جانے کے بعد بیوی بچوں کا بار کیسے اٹھے گا۔ انہیں سمجھا دیا کہ ایسے موہوم خطرات پر نکاح سے مت رکو۔ روزی تمہاری اور بیوی بچوں کی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کیا معلوم ہے کہ خدا چاہے تو ان ہی کی قسمت سے تمہارے رزق میں کشائش کر دے۔ نہ مجرد رہنا غنا کا مستلزم ہے اور نہ نکاح کرنا فقر و افلاس کو مستلزم ہے۔ یہ باتیں حق تعالیٰ کی مشیت پر ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَآءَ (توبہ۔ رکوع ۴) اور ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی یہ چیز معقول ہے کہ نکاح کر لینے یا ایسا ارادہ کرنے سے آدمی پر بوجھ پڑتا ہے اور وہ پہلے سے بڑھ کر کمائی کے لیے جدوجہد کرتا ہے ادھر بیوی اور اولاد بھی ہاتھ بٹانے لگتے ہیں اور بعض اوقات بیوی کے کنبے والے بھی کسب معاش میں اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ بہرحال روزی کی تنگی یا وسعت نکاح یا تجرد پر موقوف نہیں۔ پھر یہ خیال نکاح سے مانع کیوں ہو۔ ف ۱۰ جس کے حق میں مناسب جانتا ہے کشائش کر دیتا ہے یعنی جن کو فی الحال اتنا بھی مقدور نہیں کہ کسی عورت کو نکاح میں لا سکیں۔ تو جب تک خدا تعالیٰ مقدور دے چاہیے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھیں اور عفیف رہنے کی کوشش کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ اسی ضبط نفس اور عفت کی برکت سے حق تعالیٰ ان کو غنی کر دے اور نکاح کے بہترین مواقع مہیا فرما دے۔ ف ۱۱ یعنی کسی کا غلام یا لونڈی کچھ مال مقرر کر کے ... آزاد کر دے۔ ... تو مالک کو چاہیے کہ قبول کر ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ لکھا جابر ابن کہ کسی کا غلام لونڈی کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنا تجھ کو کما دوں تو مجھ کو آزاد کر یہ قرار لکھوا لیں اور کوئی مدت کتے ہیں پس اس میں بھی نیکی ہے کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹے شکر کرے اللہ کی یاد کرے گا۔ اور دولت مندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو خواہ زکوٰۃ سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کرا کر مال کمانے کو ناپاک مال ہے خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش۔ ناخوشی اور زیادہ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے ف۲ یعنی پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی احکام تھے ف۳ یعنی اللہ سے رونق اور بستی ہے آسمان و زمین کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جاویں اور اللہ کی روشنی کی مثال ... ابن عباس نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے کتنے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرقی کا نہ غربی یعنی باغ کے بیچ کا نہ کسی کنارے کا ... خوب سیراب اور چکنا ہے ... پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوتے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل ابن کہ آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں جتنا ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے ان سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح و شام وہاں ملتا ہے۔

اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ

اللہ اُن کی بے بسی پیچھے بخشنے والا مہربان ف۱ اور ہم نے اُتاریں تمہاری طرف

اللہ اُن کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اور ہم نے اُتاریں تمہاری طرف

اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً

آیتیں کھلی اور ایک دستور اُن کا جو ہو چکے ہیں تم سے آگے اور نصیحت

آیتیں کھلی ہوئی اور کچھ حال ان کا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت

لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ

ڈر والوں کو ف۲ اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی کہاوت اُس کی روشنی کی جیسے ایک طاق

ڈرنے والوں کو ف۲ اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی ف۳ مثال اُس کی روشنی کی جیسے ایک طاق

ع ۸
۱۰

فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ

اُس میں ایک چراغ، چراغ دھرا ایک شیشہ میں، شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا

اُس میں ہو ایک چراغ وہ چراغ دھرا ہو ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے جیسے ایک تارہ

دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ

تیل جلتا ہے اُس میں ایک برکت کے درخت سے وہ زیتون ہے نہ سورج نکلنے کی طرف اور

چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور

لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ

نہ ڈوبنے کی طرف لگتا ہے کہ اُس کا تیل سلگ اٹھے ابھی نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی

نہ مغرب کی طرف قریب ہے کہ اس کا تیل کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ

اللہ راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بتاتا ہے اللہ کہاوتیں لوگوں کو

اللہ راہ دکھلا دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ

اور اللہ سب چیز جانتا ہے ف۳ ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا اُن کو بلند کرنے کا اور وہاں

اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ف۴ اُن گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا اُن کو بلند کرنے کا ف۵ اور وہاں

فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ

اُس کا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اُس کی وہاں صبح اور شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے

اُس کا نام پڑھنے کا ف۶ یاد کرتے ہیں اُس کی وہاں صبح اور شام ف۷ وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے

تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ

سودا کرنے میں نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز کھڑی رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے

سوداگری میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ف۸

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ

ڈر رکھتے ہیں اُس دن کا جس میں اُلٹ جاویں گے دل اور آنکھیں کہ بدلہ دے اُن کو اللہ

ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں ف۹ تاکہ بدلہ دے اُن کو اللہ

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۴۵۹ اس معاملہ کو "مکاتبہ" کہتے ہیں۔ اور یہ غلاموں کے آزاد کرانے کی ایک خاص صورت ہے لیکن یہ مالک کو اُس وقت قبول کرنا چاہئے جبکہ وہ سمجھے کہ واقعی اس غلام یا لونڈی کے حق میں آزادی بہتر ہوگی قید غلامی سے چھوٹ کر چوری یا بدکاری یا اور طرح کی بدمعاشیاں کرتا نہ پھرے گا۔ اگر یہ اطمینان ہو تو بیشک اُس کو آزادی کا موقع دینا چاہئے تاکہ وہ آزاد ہو کر اپنی فلاح کے میدانوں میں خوب ترقی کر سکے اور کہیں نکاح کرنا چاہے تو باختیار خود نکاح کر لے۔ غلامی کی وجہ سے میدان تنگ نہ رہے ف۱۳ یہ دولت مند مسلمانوں کو فرمایا کہ ایسی لونڈی غلام کی مالی امداد کرو خواہ زکوٰۃ سے یا عام صدقات و خیرات وغیرہ سے تاکہ وہ جلد آزادی حاصل کر سکیں۔ اور اگر مالک بدل کتابت کا کوئی حصہ معاف کر دے یہ بھی بڑی امداد ہے۔ (تنبیہ) مصارف زکوٰۃ میں جو "وفی الرقاب" کا ایک مد رکھا ہے وہ اِن ہی غلاموں کے آزاد کرنے کا فنڈ ہے۔ خلفائے راشدین کے عہد میں بیت المال سے ایسے غلاموں کی امداد ہوتی تھی ف۱۴ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے۔ عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے بدکاری کرا کر روپیہ حاصل کرتا تھا۔ اُن میں بعض مسلمان ہو گئیں تو اس فعل شنیع سے انکار کیا۔ اس پر وہ ملعون زدوکوب کرتا تھا۔ یہ آیت اسی قصہ میں نازل ہوئی۔ اور اسی شان نزول کی رعایت سے مزید تقبیح کے لئے "اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا" اور "لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" کی قیود بڑھائی ہیں۔ ورنہ لونڈیوں سے بدکاری کرانا بہرحال حرام ہے اور اس طرح جو کمائی کریں سب ناپاک ہے خواہ لونڈیاں یہ کام رضا و رغبت سے کریں یا زبردستی اور ناخوشی سے۔ ہاں اگر لونڈیاں بچنا چاہیں اور یہ محض دنیا کے حقیر فائدے کے لئے زبردستی مجبور کرے تو اور بھی زیادہ وبال اور انتہائی وقاحت اور بے شرمی کی دلیل ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی زنا ایسی بری چیز ہے جو جبر و اکراہ کے بعد بھی بری رہتی ہے لیکن حق تعالیٰ محض اپنی رحمت سے مکرَہ کی بے بسی اور بیچارگی کو دیکھ کر درگزر فرماتا ہے۔ اس صورت میں مکرِہ (زبردستی کرنے والے) پر سخت عذاب ہوگا اور مکرَہ پر جس پر زبردستی کی گئی رحم کیا جائیگا۔ ف۲ یعنی قرآن میں سب کچھ نصیحتیں، احکام اور گذشتہ اقوام کے عبرتناک واقعات بیان کر دیئے گئے ہیں تاکہ خدا کا ڈر رکھنے والے سن کر نصیحت و عبرت حاصل کریں اور اپنے انجام کو سوچیں۔ یا "مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا" سے مراد یہ ہو کہ پہلی امتوں پر بھی اسی طرح کی حدود اور احکام جاری کئے گئے تھے جو اس صورت میں مذکور ہوئے۔ اور بعض قصے بھی اس قصہ "افک" کے مشابہ پیش آئے جو سورۂ ہذا میں بیان کیا گیا ہے پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم صدیقہ اور حضرت یوسف صدیق کو دشمنوں کے بہتان سے براءۃ ظاہر فرمائی، عائشہ صدیقہ بنت الصدیق کی براءۃ اور پاکدامنی بھی تا قیام قیامت عالمین کے قلوب میں نقش فی الحجر کر دی۔ اور دشمنوں کا منہ کالا کیا ف۳ یعنی اللہ سے رونق اور بستی ہے زمین و آسمان کی اُس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں (موضح القرآن) سب مخلوق کو نور وجود اُسی سے ملا ہے۔ چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور انبیاء و اولیاء میں جو ظاہری یا باطنی روشنی ہے اُسی منبع انوار سے مستفاد ہے۔ ہدایت و معرفت کا جو حصہ کسی کو پہنچتا ہے اُسی بارگاہ رفیع سے پہنچتا ہے۔ تمام علویات اور سفلیات اُسی کی آیات تکوینیہ و تنزیلیہ سے منور ہیں۔ حسن و جمال یا خوبی و کمال کی ادنیٰ چمک اگر کہیں نظر پڑتی ہے وہ اُسی کے وجہ منور اور ذات مبارک کے جمال و کمال کا ایک پرتو ہے۔ سیرۃ ابن اسحٰق میں ہے کہ طائف میں جب لوگوں نے حضور کو ستایا تو یہ دعا زبان پر تھی "اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْٓ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ يَّحِلَّ بِيْ غَضَبُكَ اَوْ يَنْزِلَ بِيْ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" - رات کی تاریکی میں آپ اپنے رب کو "اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کہہ کر پکارا کرتے اور اپنے کان، آنکھ، دل، ہر ہر عضو بلکہ بال بال میں اُس کا نور طلب فرماتے تھے اور اخیر بطور خلاصہ فرماتے "وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا" او "اَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا" او "اجْعَلْنِيْ نُوْرًا" یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔ اور ایک حدیث میں ہے "اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِيْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِّنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ يَوْمَئِذٍ اهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ" (فتح الباری) یعنی جس کو اُس وقت اللہ کے نور و توفیق سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا گمراہ رہا۔ واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مثلاً سمع، بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی ایسے ہی صفت نور بھی ہے۔ ممکنات کے نور پر قیاس نہ کیا جائے۔ تفصیل کیلئے امام غزالی کا رسالہ "مشکوۃ الانوار" دیکھو ف۴ یعنی یوں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے لیکن مومنین متدینین کو نور الٰہی سے ہدایت و عرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے [illegible] بقیہ صفحہ ۴۶۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ دین کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلا ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب بھی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔ ف۲ کافر دو طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تاکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی دوسرے وہ ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا تقریر پہنچے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی۔ ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں ———— از عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۴۶۰ اس کی مثال ایسی سمجھو گویا مومن قانت کا جسم ایک طاق کی طرح ہے جس کے اندر ایک ستارہ کی طرح چمکدار شیشہ (قندیل) رکھا ہو۔ یہ شیشہ اس کا قلب ہوا جس کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ اس شیشہ (قندیل) میں معرفت وہدایت کا چراغ روشن ہے یہ روشنی ایسے صاف وشفاف اور لطیف تیل سے حاصل ہو رہی ہے جو ایک نہایت ہی مبارک درخت (زیتون) سے نکل کر آیا ہے اور زیتون بھی وہ جو کسی حجاب سے نہ مشرق میں ہو نہ مغرب میں یعنی کسی طرف دھوپ کی روک نہیں کھلے میدان میں کھڑا ہے جس پر صبح و شام دونوں وقت کی دھوپ پڑتی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایسے زیتون کا تیل اور بھی زیادہ لطیف وصاف ہوتا ہے۔ غرض اس کا تیل اس قدر صاف اور چمکدار ہے کہ بدون آگ دکھائے ہی معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائے گا۔ یہ تیل میرے نزدیک اسی حسن استعداد اور نور توفیق کا ہوا جو نور مبارک کے القاء سے بدء فطرت میں مومن کو حاصل ہوا تھا۔ جیسا کہ اوپر کے فائدہ میں گزر چکا اور جس طرح شجرۂ مبارکہ کو "لا شرقیۃ ولا غربیۃ" فرمایا تھا وہ نور ربانی بھی جہت کی قید سے پاک ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مومن کا شیشۂ دل نہایت صاف ہوتا ہے اور خدا کی توفیق سے اس میں قبول حق کی ایسی زبردست استعداد پائی جاتی ہے کہ بدون دیا سلائی دکھلائے ہی جل اٹھنے کو تیار ہوتا ہے۔ اب جہاں ذرا آگ دکھائی یعنی وحی و قرآن کی تیز روشنی نے اس کو مس کیا فوراً اس کی فطری روشنی بھڑک اٹھی۔ اسی کو "نور علی نور" فرمایا۔ باقی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، جس کو چاہے اپنی روشنی عنایت فرمائے اور وہی جانتا ہے کہ کس کو یہ روشنی ملنی چاہیئے۔ کس کو نہیں۔ ان عجیب وغریب مثالوں کا بیان فرمانا بھی اسی غرض سے ہے کہ استعداد رکھنے والوں کو بصیرت کی ایک روشنی حاصل ہو۔ حق تعالیٰ ہی تمثیل کے مناسب موقع ومحل کو پوری طرح جانتا ہے، کسی دوسرے کو قدرت کہاں کہ ایسی موزوں و جامع مثال پیش کر سکے۔ آگے فرمایا کہ ذروشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ صبح و شام بندگی کرتے ہیں وہاں دھیان لگا رہے (تنبیہ) مفسرین نے تشبیہ کی تقریر بہت طرح کی ہے، حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی موضح القرآن میں نہایت لطیف وعمیق تقریر فرمائی ہے مگر بندہ کے خیال میں جو توجیہ آئی وہ درج کر دی۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ۔ واضح رہے کہ "یوقد" اور "ولو لم تمسسه نار" میں جس نار کی طرف اشارہ ہے ہم نے مشبہ میں اس کی جگہ وحی و قرآن کو رکھا ہے۔ اس کا ماخذ وہ فائدہ ہے جو حضرت شاہ صاحبؒ نے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا پر لکھا ہے اور جس کی تائید صحیحین کی ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں۔ اِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي يَقَعْنَ فِيهَا الخ۔

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ
اللہ ان کے بہتر سے بہتر کام کا اور بڑھتی دے ان کو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے
ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے ان کو اپنے فضل سے ف۱ اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے
بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ
بے شمار ف۱ اور جو لوگ منکر ہیں ان کے کام جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو
بے شمار ف۲ اور جو لوگ منکر ہیں ان کے کام جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو
مَآءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَـيْـــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ
پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اس کو پورا پہنچا دیا
پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اس کو پورا پہنچا دیا
حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّـجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ
اس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب ف۱ یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں چڑھی آتی ہے اس پر
اس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب ف۲ یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں چڑھی آتی ہے اس پر
مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ
ایک لہر اس پر ایک لہر اس کے اوپر بدلی اندھیرے ہیں ایک پر
ایک لہر اس پر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر
بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ
ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اس کو سوجھے اور جس کو اللہ نے نہ دی
ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اس کو وہ سوجھے ف۳ اور جس کو اللہ نے نہ دی
نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
روشنی اس کو کہیں نہیں روشنی تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و
روشنی اس کے واسطے کہیں نہیں روشنی ف۴ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و
الْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
زمین میں اور اڑتے جانور پر کھولے ہر ایک نے جان رکھی اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے
زمین میں اور اڑتے جانور پر کھولے ہوئے ف۵ ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد ف۶ اور اللہ کو معلوم ہے
بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝
جو کرتے ہیں اور اللہ کی حکومت ہے آسمان و زمین میں اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے
جو کچھ کرتے ہیں ف۷ اور اللہ کی حکومت ہے آسمان و زمین میں اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے ف۸
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا
تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل پھر ان کو ملاتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہہ بتہہ
تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل کو پھر ان کو ملا دیتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہہ بر تہہ
فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ
پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں
پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے بیچ سے ف۹ اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ

۵
ع ۶
۱۱

ف۵ ان کی تعظیم و تطہیر کا حکم دیا یعنی ان کی خبر گیری کی جائے اور ہر قسم کی گندگی اور لغو افعال واقوال سے پاک رکھا جائے۔ مساجد کی تعظیم میں یہ بھی داخل ہے کہ وہاں پہنچ کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔ ف۶ تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن وغیرہ سب اذکار اس میں شامل ہیں۔ ف۷ یعنی تمام مناسب اوقات میں خدا کو یاد کرتے ہیں بعض مفسرین نے کہا کہ "غدو" سے صبح کی نماز مراد ہے اور "اصال" میں باقی چاروں نمازیں داخل ہیں۔ کیونکہ اصیل زوال شمس سے صبح تک کے اوقات پر بولا جاتا ہے۔ ف۸ یعنی معاش کے دھندے ان کو اللہ کی یاد اور احکام الٰہیہ کی بجا آوری سے غافل نہیں کرتے۔ بڑے سے بڑا بیوپار یا معمولی خرید و فروخت کوئی چیز خدا کے ذکر سے نہیں روکتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی شان تھی۔ ف۹ یعنی اس روز دل وہ باتیں سمجھ لیں گے جو ابھی تک نہ سمجھتے تھے اور آنکھیں وہ ہولناک واقعات دیکھیں گی جو کبھی نہ دیکھے تھے قلوب میں کبھی نجات کی توقع پیدا ہوگی کبھی ہلاکت کا خوف اور آنکھیں کبھی داہنے کبھی بائیں دیکھیں گی کہ دیکھیے کس طرف سے پکڑے جائیں، کس جانب سے اعمال نامہ ہاتھ میں دیا جائے۔

فوائد (صفحہ ہٰذا) ف۱ یعنی اچھے کاموں کا جو صلہ مقرر ہے وہ ملے گا اور حق تعالیٰ کے فضل سے اور زیادہ دیا جائے گا جس کی تفصیل و تعیین ابھی نہیں کی جا سکتی۔ ف۲ یعنی اس کے ہاں کیا کمی ہے، اگر جنتیوں کو بے حد و حساب عنایت فرمائے تو کچھ مشکل نہیں۔ ف۳ کافر دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اپنے زعم و عقیدہ کے موافق کچھ اچھے کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کام آئیں گے۔ حالانکہ اگر کوئی کام ظاہر اچھا بھی ہو تو کفر کی شامت سے وہ عند اللہ مقبول و معتبر نہیں۔ ان فریب خوردہ کافروں کی مثال ایسی سمجھو کہ دوپہر کے وقت جنگل میں ایک پیاسے کو دور سے پانی دکھائی دیا اور وہ حقیقت میں چمکتی ہوئی ریت تھی۔ پیاسا شدت تشنگی سے بیتاب ہو کر وہاں پہنچا، دیکھا تو پانی وانی کچھ نہ تھا۔ ہاں ہلاکت کی گھڑی سامنے کھڑی تھی اور اللہ تعالیٰ عمر بھر کا حساب لینے کے لئے موجود تھا۔ چنانچہ اسی اضطراب و حسرت کے وقت اللہ نے اس کا سب حساب ایک دم میں چکا دیا، کیونکہ وہاں حساب کرتے کیا دیر لگتی ہے۔ باقی رہا ساتھ عمر بھر کی شرارتوں اور غفلتوں کا بھگتان کر دیا گیا۔ دوسرے وہ ہیں جو سر سے پاؤں تک دنیا کے مزوں میں غرق اور جہل و کفر، ظلم و عصیان کی اندھیریوں میں پڑے غوطے کھا رہے ہیں۔ ان کی مثال آگے بیان فرمائی۔ ان کے پاس روشنی کی اتنی بھی چمک نہیں جتنی سراب پر دھوکہ کھانے والے کو نظر آگئی تھی۔ یہ لوگ خالص اندھیریوں اور تہ بتہ ظلمات میں بند ہیں کسی طرف سے روشنی کی شعاع (بقیہ برصفحہ ۴۶۲)

منزل ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۴۶۱ اپنے تک نہیں پہنچنے دیتے نعوذ باللہ منہا۔ ف یعنی سمندر کی تہ میں خود دریا کا اندھیرا اس پر طوفانی لہریں جو ایک پر ایک چڑھی آتی ہیں۔ پھر سب کے اوپر گھٹا بادل کا اندھیرا اور رات کا وقت فرض کیا جائے تو ان اندھیریوں میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ ف یعنی اپنا ہاتھ اٹھا کر آنکھوں سے قریب کر کے دیکھے تو نہ دیکھ سکے؛ جب نظر نہ آئے جس کو ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا۔ ف اور مومنین کے ذکر میں جو "یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ" فرمایا تھا یہ جملہ اس کے مقابل ہوا یعنی جس کو خدا تعالیٰ نور توفیق نہ دے اسے اور کون روشنی پہنچا سکتا ہے۔ ان کی استعداد خراب تھی توفیق نہ ملی۔ اور دریا کی تہ میں گر کر انہوں نے سب دروازے روشنی کے اپنے اوپر بند کر لیے۔ پھر نور آئے تو کدھر سے آئے۔ ف شاید اڑتے جانوروں کا علیحدہ ذکر اس لئے کیا کہ وہ اس وقت آسمان و زمین کے بیچ میں معلق ہوتے ہیں۔ اور ان کا اس طرح ہوا میں اڑتے رہنا قدرت کی بڑی نشانی ہے۔

فِيهَا مِنۢ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِۦ مَن يَشَآءُ وَيَصْرِفُهُۥ عَن مَّن يَشَآءُ ۖ

اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے

اس میں اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے [illegible]

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِۦ يَذْهَبُ بِٱلْأَبْصَٰرِ ۝ يُقَلِّبُ ٱللَّهُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ ۚ

ابھی اس کی بجلی کی کوند لیجاوے آنکھیں اللہ بدلتا ہے رات اور دن

ابھی اس کی بجلی کی کوند لیجاوے آنکھوں کو ف اللہ بدلتا ہے رات اور دن کو ف

إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُو۟لِى ٱلْأَبْصَٰرِ ۝ وَٱللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّن

اس میں دھیان کی جگہ ہے آنکھ والوں کو اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والا

اس میں دھیان کی جگہ ہے آنکھ والوں کو ف اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والے کو ایک

مَّآءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِى عَلَىٰ بَطْنِهِۦ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِى عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَ

پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور

پانی سے ف پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر ف اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر ف اور

مِنْهُم مَّن يَمْشِى عَلَىٰٓ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ

کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز

کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر ف بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز

قَدِيرٌ ۝ لَّقَدْ أَنزَلْنَآ ءَايَٰتٍ مُّبَيِّنَٰتٍ ۚ وَٱللَّهُ يَهْدِى مَن يَشَآءُ إِلَىٰ

کر سکتا ہے ہم نے اتاریں آیتیں کھول بتلانے والی اور اللہ چلائے جس کو چاہے

کر سکتا ہے ف ہم نے اتاریں آیتیں کھول کر بتلانے والی اور اللہ چلائے جس کو چاہے

صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَيَقُولُونَ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَبِٱلرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ

سیدھی راہ پر اور لوگ کہتے ہیں ہم نے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں آئے پھر

سیدھی راہ پر ف اور لوگ کہتے ہیں ہم نے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں آگئے پھر

يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَآ أُو۟لَٰٓئِكَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ ۝

پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں سے اس پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے

پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں سے اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے ف

وَإِذَا دُعُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝

اور جب ان کو بلائے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں قضیہ چکاوے تبھی ایک فرقہ کے لوگ ان میں منہ موڑتے ہیں

اور جب ان کو بلائیے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں قضیہ چکائے تبھی ایک فرقہ کے لوگ ان میں منہ موڑتے ہیں

وَإِن يَكُن لَّهُمُ ٱلْحَقُّ يَأْتُوٓا۟ إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

اور اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو چلے آویں اس کی طرف قبول کر کر کیا ان کے دل میں روگ ہے

اور اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو چلے آئیں اس کی طرف قبول کر کر ف کیا ان کے دلوں میں روگ ہے ف

أَمِ ٱرْتَابُوٓا۟ أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُۥ ۚ بَلْ أُو۟لَٰٓئِكَ

یا دھوکے ہیں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کرے گا ان پر اللہ اور اس کا رسول کوئی نہیں وہی

یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کرے گا ان پر اللہ اور اس کا رسول کچھ نہیں وہی

ہے۔ ف یعنی حق تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس کے حال کے مناسب جو طریقہ انابت و بندگی اور تسبیح خوانی کا الہام فرمایا اس کو سمجھ کر وہ اپنا وظیفہ ادا کر رہی ہے۔ لیکن افسوس و تعجب کا مقام ہے کہ بہت سے انسان کہلانے والے غرور و غفلت اور ظلمت جہالت میں پھنس کر مالک حقیقی کی یاد اور ادائے وظیفہ عبودیت سے بے بہرہ ہیں (تنبیہ) مخلوقات کی تسبیح کے متعلق پندرھویں پارہ میں ربع کے قریب کچھ مضمون گذر چکا۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو تسبیح کی وصیت کی اور فرمایا "فَاِنَّھَا صَلٰوۃُ الْخَلْقِ" (یہ ہی باقی مخلوق کی نماز ہے)۔ ف یعنی ان کی بندگی اور تسبیح کو خواہ تم نہ سمجھو لیکن حق تعالیٰ کو سب معلوم ہے کہ کون کیا کرتا ہے۔ ف یعنی جیسے اس کا علم سب کو محیط ہے اس کی حکومت بھی تمام علویات و سفلیات پر حاوی ہے اور سب کو آخر کار اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے آگے اپنے حاکمانہ اور قادرانہ تصرفات کو بیان فرماتے ہیں۔ ف یعنی ابتداء میں بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اٹھتے ہیں پھر مل کر بڑا بادل بن جاتا ہے۔ پھر بادلوں کی تہ بہ تہ جما دی جاتی ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں بعض سلف نے کہا کہ اسی طرح آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں۔ مترجم رحمۃ اللہ نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے لیکن زیادہ راجح اور قوی یہ ہے کہ "سماء" سے بادل مراد ہو۔ مطلب یہ ہے کہ بادلوں سے جو کثیف اور بھاری ہونے میں پہاڑوں کی طرح ہیں، اولے برساتا ہے جس سے کھیتوں کو اور کبھی جانی و مالی نقصان پہنچ جاتا ہے، اور بہت سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ اولے کی تھال بیل کے ایک سینگ پر پڑتی ہے اور دوسرا سینگ خشک رہ جاتا ہے۔ ف یعنی بجلی کی چمک اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں قریب ہے کہ بینائی جاتی رہے۔ ف یعنی ان کے بعد رات، اور رات کے بعد دن اسی کی قدرت سے آتا ہے۔ وہی کبھی رات کو کبھی دن کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے۔ اور ان کی گرمی کو سردی سے، سردی کو گرمی سے تبدیل کرتا ہے۔ ف یعنی چاہیے کہ قدرت کے ایسے عظیم الشان نشانات دیکھ کر آدمی بصیرت و عبرت حاصل کرے اور اس شہنشاہ حقیقی کی طرف سچے دل سے رجوع ہو جس کے قبضہ میں ان تمام تصرفات و تقلبات کی باگ ہے۔ ف اس کے لئے سترہویں پارہ کے تیسرے رکوع میں آیت "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ" کا فائدہ دیکھ لینا چاہیے۔ ف جیسے سانپ اور مچھلی۔ ف جیسے آدمی اور طیور۔ ف جیسے چوپائے بھینس وغیرہ۔ ف یعنی کسی جانور کو چار سے زائد پاؤں دیئے ہوں تو بعید نہیں۔ اس کی لامحدود قدرت و مشیت کو کوئی محصور نہیں کر سکتا۔ ف یعنی آیات تکوینیہ و تنزیلیہ تو اس قدر واضح ہیں کہ انہیں دیکھ کر اور سن کر چاہیے کوئی آدمی نہ بھٹکے لیکن سیدھی راہ پر چلنا وہی ہے جسے خدا تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق دی ہو۔ لاکھوں آدمی یہ کھلی کھلی نشانیاں دیکھتے ہیں پر نتیجہ کے اعتبار سے ان کا دیکھنا نہ دیکھنا برابر ہے۔ ف یہ منافقین کا ذکر ہے جو زبان سے دعوی ایمان و اطاعت کا کیا کرتے تھے اور جب عمل کا وقت آتا تو پھر جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شروع سے ایمان و انقیاد کا وجود ہی نہ تھا۔ جو کچھ زبانی جمع خرچ تھا امتحان و ابتلاء کے وقت اس کی بھی قلعی کھل جاتی تھی۔ ف یعنی اگر ان کا جھگڑا کسی سے ہو گیا اور سمجھتے ہوں کہ ہم ناحق پر ہیں اس وقت اگر دوسرا فریق کہتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں چل کر اس معاملہ کو طے کرا لو، تو یہ منافق رضامند نہیں ہوتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ حضور یقیناً بلا رو رعایت حق کے موافق فیصلہ کریں گے جو ان کے مفاد کے خلاف پڑے گا۔ حالانکہ پہلے سے یہ دعوی کر رہے تھے کہ ہم اللہ و رسول پر ایمان لائے اور ان کا حکم ماننے کو تیار ہیں۔ اب وہ دعوی کہاں گیا۔ ہاں فرض کیجئے اگر کسی معاملہ میں حق ان کی جانب ہو تو بڑی رغبت بہت جلدی سے گردن جھکا کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو جائیں اور فیصلہ کا اختیار حضور کی ذات مبارک پر کر دیں گے، کیونکہ سمجھتے ہیں عدالت سے ہمارے موافق فیصلہ ہو گا۔ تو یہ ایمان و اسلام کیا ہوا محض ہوا پرستی ہوئی۔ ف روگ، یہ کہ خدا و رسول کو سچ مانا لیکن حرص [illegible] کہنے پر چلیں۔ جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی خدا و رسول کی بابت کوئی دھوکہ لگا ہوا ہے اور حضور کی صداقت یا اللہ کے وعدہ وعید میں کوئی شک و شبہ ہے؟ یا یہ گمان ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے معاملات کا خلاف انصاف فیصلہ کریں گے۔ اس لئے ان کی عدالت میں مقدمہ لے جانے سے کتراتے ہیں۔ سو یاد رکھو وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال ہی نہیں۔ ہاں خود انہی لوگوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے۔ چاہتے ہیں کہ اپنا حق یا ناحق وصول کر لیں اور دوسروں کا ایک پیسہ نہ دیں۔ اسی لئے ان معاملات کو خدائی عدالت میں لانے سے گھبراتے ہیں۔ جن میں سمجھتے ہیں کہ

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ
لوگ بے انصاف ہیں ف۱ ایمان والوں کی بات یہ تھی جب بلائیے ان کو اللہ اور
لوگ بے انصاف ہیں ف۱ ایمان والوں کی بات یہی تھی کہ جب بلائیے ان کو اللہ اور

رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو ان میں کہ کہیں ہم نے سنا اور حکم مانا اور وہ لوگ انہی کا
رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو ان میں تو کہیں ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ
بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور بچکر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں
بھلا ہے ف۲ اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچکر چلے اس سے سو وہی لوگ

هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ
مراد کو پہنچے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی اپنی تاکید کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ نکلیں
ہیں مراد کو پہنچنے والے ف۳ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی اپنی تاکید کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ کر

قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ
تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری چاہیے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو تو کہہ
نکل جائیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری چاہیے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۴ تو کہہ

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ
حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو اس کا ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا اور
حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر منہ پھیرو گے تو اس کا ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا اور

عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا
تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پر آؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہیں مگر
تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام لانے کا ذمہ نہیں مگر

الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
پہنچا دینا کھول کر وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم میں ایمان لائے اور کئے ہیں نیک کام
پہنچا دینا کھول کر ف۵ وعدہ کر لیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ
البتہ پیچھے حاکم کرے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور
البتہ پیچھے حاکم کر دے گا ان کو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور

لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
جما دے گا ان کو دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے
جما دے گا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے

خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ
ڈر کے بدلے امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس پیچھے
ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کریں گے شریک نہ کریں گے میرا کسی کو ف۶ اور جو کوئی ناشکری کرے گا

ع ٦/١٠ ١٢

رسول کا منصفانہ فیصلہ ہمارے مطلب کے خلاف ہوگا۔ یہ تو منافقین کا ذکر تھا۔ ف۲ ان کے بالمقابل مخلصین کی اطاعت و فرمانبرداری کو بیان فرماتے ہیں۔ یعنی سچے مسلمان کا کام یہ ہوتا ہے اور یہی ہونا چاہیے کہ کسی معاملہ میں ان کو خدا و رسول کی طرف بلایا جائے خواہ اس میں بظاہر ان کا نفع ہو یا نقصان ایک منٹ کا توقف نہ کریں فی الفور "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" کہہ کر حکم ماننے کے لئے تیار ہو جائیں اسی میں ان کی اصلی بھلائی اور حقیقی فلاح کا راز مضمر ہے۔ ف۳ یعنی جو اللہ و رسول کا فرمانبردار ہو گزشتہ تقصیرات پر نادم ہو کر اور خدا سے ڈر کر توبہ کرے اور آئندہ برے راستہ سے بچ کر چلے اسی کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ ف۴ یعنی منافقین بڑی سخت تاکیدی قسمیں کھا کر آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم کو آپ حکم دیں تو سب گھر بار چھوڑ کر خدا کے راستے میں نکل جانے کے لئے تیار ہیں یا حضور اشارہ فرمائیں تو سب مال و دولت اللہ کے راستہ میں لٹا کر الگ ہو جائیں۔ اس پر فرمایا کہ اس قدر منہ بھر کر لمبی چوڑی قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں تمہاری فرمانبرداری کی حقیقت سب معلوم ہو چکی کہ زبان سے دعوے بہت کیا کرتے ہو اور عمل کا وقت آئے تو آہستہ سے کھسک جاتے ہو چاہیے کہ سچے مسلمانوں کے دستور کے موافق حکم برداری کر کے دکھلاؤ زبانی قسمیں کھانے سے کوئی فائدہ نہیں فرض کرو تم قسمیں کھا کر بندوں کو اپنی بات کا یقین دلا دو لیکن اللہ کے آگے کسی کی چالاکی اور فریب نہیں چل سکتا۔ وہ تو تمہارا ظاہر اور پوشیدہ باتوں کی خبر رکھتا ہے۔ آگے چل کر تمہاری مکاری اور نفاق کا پردہ فاش کر دے گا۔ ف۵ یعنی پیغمبر پر خدا کی طرف سے تبلیغ کا بوجھ رکھا گیا ہے سو اس نے پوری طرح ادا کر دیا۔ اور تم پر جو بوجھ ڈالا گیا وہ تصدیق و قبول حق کا ہے اور یہ کہ اس کے ارشاد کے موافق چلو۔ اگر تم اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے اس کے احکام کی تعمیل کرو گے تو کامیابی دارین کی راہ پاؤ گے اور دنیا و آخرت میں خوش رہو گے ورنہ پیغمبر کا کچھ نقصان نہیں۔ تمہاری شرارت و سرکشی کا خمیازہ تم کو ہی بھگتنا پڑے گا۔ پیغمبر کو اپنا فرض ادا کر کے عند اللہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے۔ آگے اطاعت رسول کے بعض ثمرات بیان فرماتے ہیں جن کا سلسلہ دنیا ہی میں شروع ہو جائے گا۔ ف۶ یہ خطاب فرمایا حضرتؐ کے وقت کے لوگوں کو یعنی تم ان میں اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسول کے کامل متبع ہیں۔ رسول کے بعد ان کو زمین کی حکومت دیگا اور جو دین اسلام خدا کو پسند ہے ان کے ہاتھوں سے دنیا میں اس کو قائم کریگا۔ گویا جیسا کہ لفظ استخلاف میں اشارہ ہے وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہوں گے بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کریں گے اور دین حق کی بنیادیں جمائیں گے اور خشکی و تری میں اس کا سکہ چلائیں گے۔ اس وقت مسلمانوں کو کفار کا خوف مرعوب نہ کرے گا۔ وہ کامل امن و اطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں گے اور دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا۔ ان مقبول و محترم بندوں کی ممتاز شان یہ ہوگی کہ وہ خالص خدائے واحد کی بندگی کریں گے جس میں ذرہ برابر شرک کی آمیزش نہ ہوگی۔ شرک جلی کا تو وہاں ذکر کیا ہے۔ شرک خفی کی ہوا بھی ان کو نہ پہنچے گی۔ صرف ایک خدا کے غلام ہوں گے۔ اسی سے ڈریں گے۔ اسی سے امید رکھیں گے اسی پر بھروسہ کریں گے اسی کی رضا میں ان کا جینا اور مرنا ہوگا کسی دوسری ہستی کا خوف و ہراس ان کے پاس نہ پھٹکے گا۔ نہ کسی دوسرے کی خوشی ناخوشی کی پرواہ کریں گے۔ الحمد للہ کہ یہ وعدہ الٰہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر پورا ہوا۔ اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشین گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ خلفائے اربعہ کے بعد بھی کچھ بادشاہان اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونے کے آتے رہے اور جب

اللہ چاہے گا آئندہ بھی آئیں گے۔ احادیث سے معلوم ہوا کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے جن کے متعلق عجیب و غریب بشارات سنائی گئی ہیں۔ وہ خدا کی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور خارق عادت جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ سے اسلام کا کلمہ بلند کریں گے۔ اللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهِمْ وَارْزُقْنَا شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ اِنَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ وَذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ تنبیہ اس آیت استخلاف سے خلفائے اربعہ کی بڑی بھاری فضیلت و منقبت نکلتی ہے۔ ابن کثیرؒ نے اس کے تحت میں عہد نبوت سے لیکر عہد عثمانی تک کی فتوحات کو درجہ بدرجہ بیان کیا ہے اور آخر میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔ "وَجُبِيَ الْخَرَاجُ مِنَ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِلٰى حَضْرَةِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَذٰلِكَ بِبَرَكَةِ تِلَاوَتِهٖ وَدِرَاسَتِهٖ وَجَمْعِهِ الْاُمَّةَ عَلٰى حِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلِهٰذَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِيْ مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا فَهَا نَحْنُ نَتَقَلَّبُ فِيْمَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَنَسْاَلُ اللّٰهَ الْاِيْمَانَ بِهٖ وَبِرَسُوْلِهٖ وَالْقِيَامَ بِشُكْرِهٖ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِيْ يُرْضِيْهِ عَنَّا"

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جوان میں نیک ہیں پیچھے ان کو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کریگا اور وہ بندگی کرینگے بغیر شرک یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پیچھے جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہوا اس کا حال سمجھا گیا۔ ف۲ ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہیے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں۔ ف۳ دیسی پروانگی یعنی جیسے جتنے گھر والے ہروقت خبر کر کر آویں ف۴ یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا

سو وہی لوگ ہیں بے حکم ف۱ اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم میں چلو

اس کے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ف۱ اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو

الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ

رسول کے شاید تم پر رحم ہو نہ خیال کر کہ جو منکر ہیں تھکا دیں گے بھاگ کر ملک میں اور ان کا ٹھکانا آگ

رسول کے تاکہ تم پر رحم ہو ف۲ نہ خیال کر کہ یہ جو کافر ہیں تھکا دیں گے بھاگ کر ملک میں

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ

اور بری جگہ ہے پھر جانے کی اے ایمان والو پروانگی مانگ کر آویں تم سے جو

اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی ف۳ اے ایمان والو اجازت لیکر آئیں تم سے جو

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ

تمہارے ہاتھ کے مال ہیں اور جو نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے

تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ف۴ اور جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے

الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ

پہلے اور جس وقت اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشا کی نماز سے پیچھے

پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشا کی نماز سے پیچھے

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ

یہ تین وقت کھلنے کے ہیں تمہارے کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر ان کے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو

یہ تین وقت بدن کھلنے کے ہیں تمہارے ف۵ کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ ان پر ان وقتوں کے پیچھے پھرا ہی کرتے

عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

ایک دوسرے پاس یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب جانتا ہے

ہو ایک دوسرے کے پاس ف۶ یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا

حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ

حکمت والا اور جب پہنچیں لڑکے تم میں کے عقل کی حد کو تو ویسی ہی پروانگی لیں جیسے لیتے رہے ہیں

حکمت والا ہے اور جب پہنچیں لڑکے تم میں کے عقل کی حد کو تو ان کو ویسی ہی اجازت لینی چاہیے جیسے لیتے رہے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ

ان کے اگلے یوں کھول سناتا ہے اللہ تم کو اپنی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف۳ اور جو بیٹھ رہیں ہیں

ہیں ان سے اگلے ف۷ یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تم کو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۸ اور جو بیٹھ رہی ہیں

النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ

تمہاری عورتوں میں جن کو توقع نہیں بیاہ کی ان پر گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے

گھروں میں تمہاری عورتوں میں سے جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی ان پر گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ

یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کو اور اللہ سب سنتا جانتا ف۴ نہیں

یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کے لئے ف۹ اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے ف۱۰ نہیں

ع ۷ / ۱۳

ف۱ یعنی ایسے انعامات عظیمہ کے بعد ناشکری کرنا بہت ہی بڑے نافرمان اور پکے مجرم کا کام ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی خلفائے اربعہ کی خلافت (اور ان کے فضل و شرف) سے منکر ہوا ان الفاظ سے اس کا حال سمجھا گیا "رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ"۔ ف۲ یعنی خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو تم بھی ان ہی مقبول بندوں کی روش اختیار کرو۔ وہ روش یہ ہی ہے نمازیں قائم کرنا، زکوٰۃ دیتے رہنا اور تمام شعب زندگی میں رسول کے احکام پر چلنا۔ اللّٰھم ارزقنا متابعۃ رسولک صلی اللہ علیہ وسلم وتوفنا علیہ والحقنا بالصالحین۔ آمین۔ ف۳ یہ نیک بندوں کے بالمقابل مردود مغضوب لوگوں کا انجام تبلایا یعنی جبکہ نیکوں کو ملک کی حکومت اور زمین کی خلافت عطا کی جاتی ہے کافروں اور بدکاروں کی ساری مکاریاں اور تدبیریں شکست ہو جاتی ہیں۔ اللہ کے ارادہ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اگر تمام خدائی میں ادھر ادھر بھاگتے پھریں تب بھی وہ خدائی سزا سے اپنے کو نہیں بچا سکتے۔ یقیناً ان کو جہنم کے جیلخانہ میں جانا پڑے گا۔ ف۴ یعنی لونڈی غلام چار رکوع پہلے مسئلہ استیذان (اجازت لینے) کا ذکر تھا یہ اسی کا تتمہ ہے۔ درمیان میں خاص خاص مناسبتوں سے دوسرے مضامین آ گئے۔ ف۵ ان تین وقتوں میں عموماً زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا سونے جاگنے کا لباس تبدیل کیا جاتا ہے اور بیوی کے ساتھ مخالطت بھی بیشتر ان ہی اوقات میں ہوتی ہے کبھی فجر سے قبل یا دوپہر کے وقت آدمی غسل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی مطلع نہ ہو۔ اس لئے حکم دیا کہ ان تین وقتوں میں نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلام کو بھی اجازت لے کر آنا چاہیے۔ باقی وقتوں میں ان کو اجانب کی طرح اجازت طلب کرنے کی حاجت نہیں۔ الا یہ کہ کوئی شخص اپنی مصلحت سے دوسرے اوقات میں بھی استیذان کی پابندی عائد کر دے۔ ف۶ یعنی اوقات مذکورہ بالا کو چھوڑ کر باقی جن اوقات میں عادتاً ایک دوسرے کے پاس بے روک ٹوک آتے جاتے ہیں۔ ان میں نابالغ لڑکوں یا لونڈی غلام کو ہر مرتبہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایسا پابند کرنے میں بہت تنگی اور کاروبار کا تعطل ہے جو حق تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔ ف۷ یعنی لڑکا جب تک نابالغ ہے تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں بلا اجازت کے آ جا سکتا ہے جس وقت حد بلوغ کو پہنچا پھر اس کا حکم ان ہی مردوں جیسا ہو گیا جو اس سے پہلے بالغ ہو چکے ہیں اور جن کا حکم پیشتر آیت "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَهْلِهَا" میں گذر چکا ہے۔ ف۸ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ہے" اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی زائد کپڑے مثلاً برقع وغیرہ اتار دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ اس زینت کا اظہار نہ ہو جس کے چھپانے کا حکم آیت "وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ" الخ میں دیا جا چکا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جوان عورتوں کے تستر کے متعلق قرآن کریم کا منشا کیا ہے۔ ف۹ یعنی یہ تو فتنہ کی روک تھام کے ظاہری انتظامات ہیں باقی پردہ کے اندر جو باتیں کی جاتی ہیں اور نیتیں اٹھائے جاتے ہیں یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان سب کو سنتا اور جانتا ہے۔ اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا۔ حاضر ہونا جس کام کو بلاویں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیئے۔ اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔ (از شاہ عبدالقادر صاحبؒ)

بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ

ایک کو ایک اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں جو ٹسک جاتے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں جو لوگ

ایک دوسرے کو ف اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو تم میں سے جو ٹسک جاتے ہیں آنکھ بچا کر ف سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو

يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو دکھ کی مار ف

خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے اُن کو عذاب دردناک ف۳

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ

سنتے ہو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن

سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن

يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ع

پھیرے جاویں گے اس کی طرف تو بتا دے گا جو انہوں نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہے۔

پھیرے جائیں گے اس کی طرف تو بتائے گا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ف۴

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ فرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ لا

برکت ہے اس کی جس نے اتارا فیصلہ اپنے بندے پر کہ رہے جہان والوں کو ڈرانے

بڑی برکت ہے اس کی جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب ف اپنے بندہ پر ف تاکہ رہے جہان والوں کے لئے ڈرانے والا۔ ف

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ

اور وہ جس کی ہے سلطنت آسمان و زمین کی اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی اس کا

وہ کہ جس کی ہے سلطنت آسمان اور زمین میں اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی اس کا

شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا

ساجھی راج میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اس کو ناپ کر اور لوگوں نے پکڑے ہیں

ساجھی سلطنت میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اور اس کو ماپ کر ف اور لوگوں نے پکڑ رکھے

مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ

اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے کچھ چیز اور آپ بنے ہیں اور نہیں مالک

ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے کچھ چیز اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک

لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

اپنے حق میں برے کے نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے

اپنے حق میں برے کے اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے ف

ف۱ یعنی حضرت کے بلانے پر بلانے پر حاضر ہونا فرض ہو جاتا ہے۔ آپ کا بلانا اوروں کی طرح نہیں کہ چاہے اس پر لبیک کہے یا نہ کہے۔ اگر حضور کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو آپ کی بددعا سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ آپ کی دعا معمولی انسانوں جیسی نہیں۔ نیز خطابات میں حضور کے ادب و عظمت کا پورا خیال رکھنا چاہیئے۔ عام لوگوں کی طرح "یا محمد" وغیرہ کہہ کر خطاب نہ کیا جائے۔ بلکہ "یا نبی اللہ" اور "یا رسول اللہ" جیسے تعظیمی القاب سے پکارنا چاہیئے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلائیں۔ پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے اجازت اٹھ کر چلے نہ جائیں۔ اب بھی سب مسلمانوں اپنے سرداروں کے ساتھ یہی برتاؤ کرنا چاہیئے ف۲ یہ منافقین تھے جنکو مجلس نبوی میں بیٹھنا اور پند و نصیحت سننا شاق گذرتا تھا۔ وہ اکثر موقع پاکر اور آنکھ بچا کر مجلس سے بلا اجازت کھسک جاتے تھے۔ مثلاً کوئی مسلمان اجازت لے کر اٹھا یہ بھی اس کی آڑ میں ہو کر ساتھ ساتھ چلدیئے اس کو فرمایا کہ تم پیغمبر سے کیا چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ کو تمہارا سب حال معلوم ہے ف۳ یعنی اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنیوالوں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہیں ان کے دلوں میں کفر و نفاق وغیرہ کا فتنہ ہمیشہ کیلئے جڑ نہ پکڑ جائے اور اس طرح دنیا کی کسی آفت یا آخرت کے دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ العیاذ باللہ ف۴

ع ۹ ۱۵

یعنی ممکن ہے مخلوق سے آنکھ بچا کر کوئی کام کر گذرو لیکن حق تعالیٰ سے تمہارا کوئی حال پوشیدہ نہیں رہ سکتا نہ اس کی زمین و آسمان میں سے نکل کر کہیں بھاگ سکتے ہو۔ وہ جس طرح تمہارے احوال موجودہ سے باخبر ہے، ایسے ہی اس دن کی کیفیت مجازات سے بھی پورا آگاہ ہے، جب تمام مخلوق حساب و کتاب کے لئے اس کی طرف لوٹائی جائے گی اور ہر ایک کے سامنے اس کا دفتر عمل کھول کر رکھ دیا جائے گا۔ ایسے علیم الکل اور مالک الکل کی سزا سے مجرم کس طرح اپنے کو بچا سکتا ہے۔ تمہ سورة النور بفضل اللہ و توفیقہ، اللھم نور قلوبنا بالایمان، [illegible] وانتم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر و حسبنا اللہ نعم الوکیل

ف۱ فرقان "فیصلہ کی کتاب، قرآن کریم کو فرمایا جو حق و باطل کا آخری فیصلہ اور حرام و حلال کو صحیح طور پر ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ یہی کتاب ہے جس نے اپنے اتارنے والے کی عظمت شان علو صفات اور اعلیٰ درجہ کی حکمت و رافت کو انتہائی تفصیل سے پیش کیا اور تمام جہان کی ہدایت و اصلاح کا متکفل ہوا اور ان کو خیر کثیر اور غیر منقطع برکت عطا کرنے کا سامان بہم پہنچایا۔ ف۲ یعنی اپنے اس کامل و اکمل بندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا ممتاز لقب بوجہ کمال عبودیت کی وجہ سے "عبداللہ" ہو گیا۔ صلوات اللہ و سلامہ علیہ۔ ف۳ یعنی قرآن کریم سارے جہان کو کفر و عصیان کے انجام بد سے آگاہ کرنے والا ہے چونکہ سورت ہذا میں مکذبین و معاندین کا ذکر بکثرت ہوا ہے، شاید اسی لئے یہاں صفت "نذیر" کو بیان فرمایا "بشیر" کا ذکر نہیں کیا۔ اور "للعالمین" کے لفظ سے بتلا دیا کہ قرآن صرف عرب کے امیوں کے لئے نہیں اترا بلکہ تمام جن و انس کی ہدایت و اصلاح کے واسطے آیا ہے۔ ف۴ یعنی ہر چیز کو ایک خاص انداز پر رکھا کہ اس سے وہی خواص و افعال ظاہر ہوتے ہیں جن کے لئے پیدا کی گئی ہے اپنے دائرے سے باہر قدم نہیں نکال سکتی خواہ اپنی حدود میں عمل و تصرف کرتے سے قاصر رہتی ہے۔ غرض ہر چیز کو ایسا ناپ تول کر پیدا فرمایا کہ اس کی فطری موزونیت کے لحاظ سے ذرا کمی بیشی یا آگے پیچھے رکھنے کی گنجائش نہیں چھوڑی بڑے بڑے سائنس داں قدرت کے دریا میں غوطے لگاتے ہیں اور آخر کار ان کو یہی کہنا پڑتا ہے "فتبارک اللہ الذی اتقن کل شیء" اور "فتبارک اللہ احسن الخالقین" ف۵ یعنی کس قدر ظلم اور تعجب و حیرت کا مقام ہے کہ ایسے قادر مطلق، مالک الکل، حکیم علی الاطلاق کی زبردست ہستی کو کافی نہ سمجھ کر دوسرے معبود اور حاکم تجویز کر لئے گئے جو گویا خدا کی حکومت میں حصہ دار ہیں حالانکہ ان بیچاروں کا خود اپنا وجود بھی اپنے گھر کا نہیں نہ وہ ایک ذرہ کے پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں نہ مارنا جلانا ان کے قبضہ میں ہے، نہ اپنے مستقل اختیار سے کسی کو ادنیٰ ترین نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بلکہ خود اپنی ذات کے لئے بھی ذرہ برابر فائدہ حاصل کرنے یا نقصان سے محفوظ رہنے کی قدرت نہیں رکھتے ایسی عاجز و مجبور ہستیوں کو خدا کا شریک ٹھہرانا کس قدر سفاہت اور بے حیائی ہے۔ ربط: یہ تو قرآن نازل کرنے والے کی صفات شیون کا ذکر تھا اور اس کے متعلق مشرکین جو بے تمیزی کر رہے تھے اس کی تردید تھی آگے خود قرآن اور حامل قرآن کی نسبت سفیہانہ نکتہ چینیوں کا جواب ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ ۔ اوّل نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرتے کو اس کو کافر یوں کہنے لگے۔ ف۲ یعنی اپنی بخشش اور مہری سے آتارا۔
——— از شاہ عبد القادر صاحب

ف۱ یعنی یہ سب گھڑنے کی باتیں ہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ معاذ اللہ محمد (صلعم) نے چند یہودیوں کی مدد سے ایک کلام تیار کر لیا اور اس کو جھوٹ طوفان خدا کی طرف منسوب کر دیا پھر ان کے ساتھی لگے اس کی اشاعت کرنے جس کی حقیقت آتی ہے۔ ف۲ یعنی اس سے بڑھ کر ظلم اور جھوٹ کیا ہوگا کہ ایسے کلام معجزا اور کتاب حکیم کو جس کی عظمت و صداقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کذب و افترا کہا جائے۔ کیا چند یہودی غلاموں کی مدد سے ایسا کلام بنایا جا سکتا ہے جس کے مقابلے سے تمام دنیا کے فصیح و بلیغ عالم و حکیم بلکہ جن و انس ہمیشہ کے لئے عاجز رہ جائیں اور جس کے علوم و معارف کی تھوڑی سی جھلک بڑے بڑے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ اِۨفْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ
اور کہنے لگے جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر جھوٹ باندھ لایا ہے اور ساتھ دیا ہے اس کا اس میں اور
اور کہتے تھے جو منکر ہیں اور کچھ نہیں ہے یہ مگر طوفان باندھ لایا ہے اور ساتھ دیا ہے اس کا اس میں اور

اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
لوگوں نے سوائے بے انصافی اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی
لوگوں نے ف۱ سو آگئے بے انصافی اور جھوٹ پر ف۲ اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ
جو لکھ لیا ہے سو وہی لکھوائی جاتی ہیں اس پاس صبح اور شام ف۳ تو کہہ اس کو اتارا ہے اس شخص نے جو جانتا ہے چھپے بھید
جن کو اس نے لکھ رکھا ہے سو وہی لکھوائی جاتی ہیں اس کے پاس صبح شام ف۳ تو کہہ اس کو اتارا ہے اس نے جو جانتا ہے چھپے ہوئے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا
آسمانوں میں اور زمین میں مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۴ اور کہنے لگے یہ کیسا
بھید آسمانوں میں اور زمین میں ف۴ بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اور کہنے لگے یہ کیسا

الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ
رسول ہے کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اس کی طرف کوئی فرشتہ
رسول ہے کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں ف۶ کیوں نہ اترا اس کی طرف کوئی فرشتہ

فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا
کہ رہتا اس کے ساتھ ڈرانے کو یا آپڑتا اس کے پاس خزانہ یا ہو جاتا اس کو ایک باغ کہ کھایا کرتا اس میں سے
کہ رہتا اس کے ساتھ ڈرانے کو یا آپڑتا اس کے پاس خزانہ یا ہو جاتا اس کے لئے ایک باغ کہ کھایا کرتا اس میں سے

وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا
اور کہنے لگے بے انصاف تم ساتھ پکڑتے ہو یہی ایک مرد جادو مارے کا دیکھ کیسی بٹھائیں
اور کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اسی ایک مرد جادو مارے کی ف۷ دیکھ کیسی جھلاتے ہیں

لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ۧ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ
تجھ پر کہاوتیں اور بہکے اب پا نہیں سکتے راہ بڑی برکت ہے اس کی جو اگر چاہے
تجھ پر مثلیں سو بہک گئے اب پا نہیں سکتے راستہ ف۸ بڑی برکت ہے اس کی جو چاہے تو

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ
کر دے تجھ کو اس سے بہتر باغ نیچے بہتی نہریں اور کر دے تیرے واسطے
کر دے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں اور کر دے تیرے واسطے

قُصُوْرًا ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ۚ
محل کوئی نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے جو کوئی جھٹلا دے قیامت کو اس کے واسطے آگ
محل ف۹ بلکہ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ ف۱۰

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا
جب وہ دیکھے گی ان کو دور جگہ سے سنیں گے اس کا جھنجھلانا اور چلانا اور جب ڈالے جاویں گے
جب وہ دیکھے گی ان کو دور کی جگہ سے سنیں گے اس کا جھنجھلانا اور چلانا ف۱۱ اور جب ڈالے جاویں گے

(margin) مع ۱۰

(margin) ع ۱ / ۹ / ۱۶

خالی دماغ عقلاء و حکماء کی آنکھوں کو خیرہ کر دے۔ ف۳ یعنی محمد (صلعم) نے ان کتابوں سے کچھ گھڑے کہانیاں سن کر نوٹ کر لی ہیں یا کسی سے نوٹ کرائی ہیں۔ وہ ہی صبح و شام ان کے سامنے پڑھی اور رٹی جاتی ہیں تاکہ یاد ہو کر اپنی طرف منسوب کر سکیں۔ ان ہی کا الٹ پھیر رہتا ہے اور کچھ بھی نہیں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "اوّل نماز کے دو وقت مقرر تھے صبح اور شام مسلمان حضرت کے پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرتے کو اس کو کافر یوں کہتے"۔ ف۴ یعنی کتاب خود بتلا رہی ہے کہ وہ کسی ایک انسان یا کسی کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ اس خدا کی آتاری ہوئی ہے جس کے احاطہ علمی سے زمین و آسمان کی کوئی چیز باہر نہیں رہ سکتی اس کلام کی معجزانہ فصاحت و بلاغت، علوم و معارف، اخبار غیبیہ، احکام تشریعیہ اور وہ اسرار مکنونہ جن کی تہ تک بدون توفیق الٰہی کے عقول و افہام کی رسائی نہیں ہو سکتی، صاف ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کسی محدود علم والے آدمی یا سائنسی جماعت کا کلام نہیں۔ ف۵ یعنی اپنی بخشش اور مہر سے ہی یہ قرآن آتارا۔ (موضح قرآن) پھر جو لوگ ایسی روشن حقیقت کے منکر ہیں باوجود ان کے جرائم کا تفصیلی علم رکھنے کے فوراً سزا نہیں دیتا یہ بھی اس کی بخشش اور مہربانی کا پرتو ہے۔ ف۶ یعنی جب ہماری طرح کھانا کھائے اور ہماری طرح خرید و فروخت کے لئے بازاروں میں جائے تو ہم میں اس میں فرق کیا رہا۔ اگر واقعی رسول تھا تو چاہیئے تھا کہ فرشتوں کی طرح کھانے پینے اور طلب معاش کے جھگڑوں سے فارغ ہوتا۔ ف۷ یعنی اگر فرشتوں کی فوج نہیں تو کم از کم خدا کا ایک آدھ فرشتہ ان کو سچا ثابت کرنے اور رعب جمانے کے لئے ساتھ رہنا چاہیئے جسے دیکھ کر خواہ مخواہ لوگوں کو جھکنا پڑتا یہ کیا کہ کس مپرسی کی حالت میں اکیلے دعوٰی کرتے پھرتے ہیں۔ یا اگر فرشتے بھی ہمراہ نہ ہوں تو کم از کم آسمان سے سونے چاندی کا کوئی غیبی خزانہ مل جاتا کہ لوگوں کو بے دریغ مال خرچ کر کے ہی اپنی طرف کھینچ لیا کرتے اور خیر یہ بھی نہ سہی معمولی رئیسوں اور زمینداروں کی طرح انگور کھجور وغیرہ کا ایک باغ تو ان کی ملک میں ہوتا جس سے دو سروں کو نہ دیتے تو کم از کم خود بے فکری سے کھایا پیا کرتے جب اتنا بھی نہیں تو کس طرح یقین ہو کہ اللہ تعالٰی نے رسالت کے عہدہ جلیلہ پر معاذ اللہ ایسی معمولی حیثیت کے آدمی کو مامور کیا ہے۔ ف۸ یعنی میاں کی یہ پوزیشن اور اتنے اونچے دعوے بجز اس کے کیا کہا جائے کہ عقل کھوئی گئی ہے یا کسی نے جادو کے زور سے دماغ مختل کر دیا ہے جو ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) ف۹ یعنی کبھی کہتے ہیں کہ ان کی باتیں محض مفتریات ہیں۔ کبھی دعوٰی کرتے ہیں کہ نہیں دو سروں سے سیکھ کر اپنے سانچے میں ڈھال لی ہیں کبھی آپ کو مسحور بتلاتے ہیں کبھی ساحر کبھی کاہن کبھی شاعر کبھی مجنوں۔ یہ اضطراب خود بتلاتا ہے کہ ان میں سے کوئی چیز آپ پر منطبق نہیں ہوتی۔ اسی لئے کسی ایک بات پر قرار نہیں۔ اور الزام لگانے کا کوئی راستہ ہاتھ نہیں آتا جو لوگ انبیاء کی جناب میں اس طرح کی گستاخیاں کر کے گمراہ ہوتے ہیں ان کے راہ راست پر آنے کی کوئی توقع نہیں۔ ف۱۰ یعنی اللہ کے خزانہ میں کیا کمی ہے۔ وہ چاہے تو ایک باغ کیا بہت سے باغ اس سے بہتر عنایت فرما دے جس کا یہ لوگ مطالبہ کرتے ہیں۔ بلکہ اس کو قدرت ہے کہ آخرت میں جو باغ اور نہریں اور حور و قصور ملنے والے ہیں۔ وہ سب آپ کو ابھی دنیا میں عطا کر دے لیکن حکمت الٰہی بالفعل اس کی مقتضی نہیں اور معاندین کے سارے مطالبات اور فرمائشیں بھی اگر پوری کر دی جائیں۔ تب بھی یہ حق و صداقت کو قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ باقی پیغمبر اسلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جو دلائل و معجزات پیش کئے جا چکے وہ کافی سے زیادہ ہیں ف۱۱ یعنی یہ لوگ جن چیزوں کا مطالبہ کر رہے ہیں فی الحقیقت طلب حق کی بنا پر نہیں محض شرارت اور تنگ کرنے کے لئے ہے۔ اور شرارت کا سبب یہ ہے کہ انہیں ابھی تک قیامت اور سزا و جزا پر یقین نہیں آیا سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے جھٹلانے سے کچھ نہیں بنتا قیامت آکر رہے گی اور ان مکذبوں کے لئے آگ کا جو جیلخانہ تیار کیا گیا ہے اس میں ضرور دھرنا پڑے گا ف۱۲ یعنی دوزخ کی آگ محشر میں جہنمیوں کو دور سے دیکھ کر جوش میں بھر جائے گی اور اس کی خشمناک آوازیں اور خوفناک چنگھاڑ سے بڑے بڑے دلیروں کے پتے پانی ہو جائیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے ف یعنی وعدہ جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا پہنچ رہو گو کے ذمے ہے اور دعوہ مانگا گیا یعنی آپ ہی کر ہو نیشن
اللہ سے انہی کی درخواست کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے ہے ف یعنی بستی ہے ف یعنی عذاب چپہ رہتا یا بات پٹ ف یعنی پیغمبر ہیں کا فروں کا ایمان جانچنے کو اور
کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب

مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ

اس میں ایک جگہ تنگ ایک زنجیر میں کئی بندھے پکاریں گے اس جگہ موت کو مت پکارو آج

اس کے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک زنجیر میں کئی بندھے ہوئے پکاریں گے اس جگہ موت کو ف مت پکارو آج

ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ

ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے ف تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر یا باغ ہمیشہ رہنے کا

ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے کو ف تو کہہ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا جس کا

وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ۝ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ

جس کا وعدہ ملا پرہیزگاروں کو وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ان کو وہاں ہے جو چاہیں

وعدہ ہو چکا پرہیزگاروں سے ف وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ان کے واسطے وہاں ہے جو وہ چاہیں ف

خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْــــُٔوْلًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ

رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا پہنچتا ف اور جس دن جمع کر بلاوے گا ان کو اور جن کو یہ پوجتے ہیں

رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ملتا ف اور جس دن جمع کر بلائے گا ان کو اور جن کو وہ پوجتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا

اللہ کے سوا پھر ان سے کہے گا کیا تم نے بہکایا میرے ان بندوں کو یا وہ آپ بہکے

اللہ کے سوا پھر ان سے کہے گا کیا تم نے بہکایا میرے ان بندوں کو یا وہ آپ بہکے

السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ

راہ سے بولیں گے تو پاک ہے ہم کو بن نہ آتا تھا کہ پکڑیں تیرے سوا بغیر

راہ سے ف بولیں گے تو پاک ہے ہم سے بن نہ آتا تھا کہ پکڑیں کسی کو تیرے بغیر

اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰي نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝

کوئی رفیق لیکن تو نے ان کو برتنے دیا اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھول گئے یاد اور یہ تھے لوگ کھپنے والے

رفیق ف لیکن تو ان کو فائدہ پہنچاتا رہا اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ تباہ ہونے والے ف

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ

سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو تمہاری بات میں اب تم نہ پھیر دے سکتے ہو نہ مدد کر سکتے ف اور جو کوئی

سو وہ تو جھٹلا چکے تم کو تمہاری بات میں ف اب نہ تم لوٹا سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو ف اور جو

يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ

تم میں گنہگار ہے اس کو ہم چکھاویں گے بڑی مار اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے

کوئی تم میں گنہگار ہے اس کو ہم مزہ چکھائیں گے بڑا عذاب ف اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَ

رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازاروں میں اور

رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازاروں میں ف۱۲ اور

جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝ ع

ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھیں ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہے ف

ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھیں ثابت بھی رہتے ہو ف اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے ف

ع ۱۱

ف۱ یعنی دوزخ میں ہر مجرم کے لئے خاص جگہ ہوگی جہاں سے ہل نہ سکے گا اور ایک نوبت کے کئی کئی مجرم ایک ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوں گے اس وقت مصیبت سے گھبرا کر موت کو پکاریں گے کہ کاش موت آکر ہماری ان دردناک مصائب کا خاتمہ کر دے ف۲ یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں۔ دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے (موضح القرآن) ف۳ یعنی مکذبین کا انجام سن لیا۔ اب خود فیصلہ کر لو کہ یہ پسند ہے یا وہ جس کا وعدہ مومنین متقین سے کیا گیا۔ ف۴ اور چاہیں گے وہی جو ان کے مرتبہ کے مناسب ہوگا۔ ف۵ "وَعْدًا مَّسْئُوْلًا" سے مراد حتمی وعدہ ہے جو خدا تعالیٰ نے محض فضل و عنایت سے اپنے ذمے لازم کر لیا۔ یا یہ مطلب کہ اس وعدے کے ایفا کا متقین سوال کریں گے جو یقیناً پورا کیا جائے گا۔ جیسا کہ دعا میں ہے "رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ" ف۶ یعنی عابدین کو سنا کر معبودوں سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تم نے ان کو شرک کی اور اپنی پرستش کرانے کی ترغیب دی تھی یا یہ خود اپنی حماقت و جہالت اور غفلت و بے توجہی سے گمراہ ہوئے۔ ف۷ یعنی ہماری کیا مجال تھی کہ تجھ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا رفیق و مددگار ٹھہراتے۔ پھر جب ہم اپنے نفس کے لئے تیرے سوا کوئی سہارا نہیں رکھتے تھے تو دوسروں کو کیسے حکم دیتے کہ ہم کو اپنا معبود اور حاجت روا سمجھیں۔ ف۸ یعنی اصل یہ ہے کہ یہ بدبخت اپنی سوء استعداد سے خود ہی تباہ ہونے کو تھے ہلاکت ان کے لئے مقدر ہو چکی تھی ظاہری سبب اس کا یہ ہوا کہ عیش و آرام میں پڑ کر اور غفلت کے نشہ میں چور ہو کر آپ کی یاد کو بھلا بیٹھے، کسی نصیحت پر کان نہ دھرا پیغمبروں کی ہدایت و ارشاد کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیں اور دنیوی تمتع پر مغرور ہو گئے آپ نے اپنی نوازش سے جس قدر ان کو اور ان کے باپ دادوں کو دنیا کے فوائد سے بہرہ اندوز کیا یہ اسی قدر غفلت و نسیان میں ترقی کرتے گئے چاہئے تو تھا کہ انعامات الٰہیہ کو دیکھ کر منعم حقیقی کی بندگی اور شکر گزاری اختیار کرتے، اُلٹے مغرور و مفتون ہو کر کفر و عصیان پر تل گئے۔ گویا جو امرت تھا بدبختی سے ان کے حق میں زہر بن گیا۔ ف۹ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ لو جن کی اعانت پر تم کو بڑا بھروسہ تھا وہ خود تمہارے دعاوی کو جھٹلا رہے اور تمہاری حرکات سے علانیہ بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ ف۱۰ یعنی اب نہ عذاب الٰہی کو پھیر سکتے ہو نہ بات کو پلٹ سکتے ہو نہ ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہو بس جو سزا ملنے والی ہے اس کا مزہ چکھتے رہو۔ ف۱۱ شاید ظلم سے مراد یہاں شرک ہو اور ممکن ہے ہر قسم کا ظلم و گناہ مراد لیا جائے۔ ف۱۲ یہ جواب ہوا "مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ" کا یعنی آپ سے پہلے جتنے پیغمبر دنیا میں آئے سب آدمی تھے۔ آدمیوں کی طرح کھاتے پیتے اور معاشی ضروریات کے لئے بازار بھی جاتے تھے۔ ان کو فرشتہ بنا کر نہیں بھیجا جو کھانے پینے اور حوائج بشریہ سے مستغنی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے بازاروں میں پھرنا شان تقدس اور بزرگی کے منافی نہیں۔ بلکہ اگر بازار نہ جانے کا اختیار کبر و خود بینی ہو تو یہ بزرگی کے خلاف ہے ف۱۳ یعنی پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو، اور کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔ اب دیکھیں کافروں کے یہ بیہودہ طعن و تشنیع اور لغو اعتراضات سن کر تم کس حد تک صبر و استقلال دکھاتے ہو۔ ف۱۴ یعنی کافروں کا کفر و ایذا رسی اور صابروں کا صبر و تحمل سب اس کی نظر میں ہے۔ ہر ایک کو اس کے کئے کا پھل دے کر رہے گا

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور بولے جو لوگ امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیوں نہ اترے ہم پر

اور بولے وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیوں نہ اترے ہم پر

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا

فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی

فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو ف۱ بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں

كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَ

شرارت میں جس دن دیکھیں گے فرشتے کچھ خوشخبری نہیں اس دن گنہگاروں کو اور

بڑی شرارت میں ف۲ جس دن دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ خوشخبری نہیں اس دن گنہگاروں کو اور

يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ

کہیں گے کہیں روکی جاوے کوئی اوٹ اور ہم پہنچے ان کے کاموں پر جو کیے تھے - پھر کر ڈالا اس کو

کہیں گے کہیں روک دی جائے کوئی آڑ ف۳ اور ہم پہنچے ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے پھر کر ڈالا اس کو

هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ

خاک اڑتی بہشت کے لوگ اس دن خوب رکھتے ہیں ٹھکانا اور خوب

خاک اڑتی ہوئی ف۴ بہشت کے لوگوں کا اس دن خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے

مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝

جگہ دوپہر کے آرام کی اور جس دن پھٹ جاوے آسمان بدلی سے اور اتارے جاویں فرشتے اتارا جا کر

جگہ دوپہر کے آرام کی ف۵ اور جس دن پھٹ جائے آسمان بادل سے اور اتارے جائیں فرشتے تار لگا کر ف۶

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝

راج اس دن سچا ہے رحمٰن کا اور ہے وہ دن منکروں پر مشکل

بادشاہی اس دن سچی ہے رحمٰن کی اور ہے وہ دن منکروں پر مشکل ف۷

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ

اور جس دن کاٹ کاٹ کھاوے گا گنہگار اپنے ہاتھ کہے گا کسی طرح میں نے پکڑی ہوتی رسول کے ساتھ

اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا گنہگار اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ

راہ اے خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی فلانے کی دوستی اس نے بہکا دیا مجھ کو

رستہ ف۸ اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے کو دوست ف۹ اس نے تو بہکا دیا مجھ کو

عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝

نصیحت سے مجھ تک پہنچے پیچھے اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا

نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکنے کے پیچھے اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا ف۱۰

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝

اور کہا رسول نے اے رب میرے میری قوم نے ٹھہرایا اس قرآن کو جھک جھک

اور کہا رسول نے اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرا لیا ہے اس قرآن کو جھک جھک ف۱۱

منزل ۴

ف۱ یعنی ہم کو یہ امید نہیں کہ ایک روز ہمارے روبرو حاضر ہو کر حساب و کتاب دینا ہے وہ سزا کے خوف سے بالکل بے فکر ہو کر معاندانہ اور گستاخانہ کلمات زبان سے بکتے ہیں جن کا ذکر کیا گیا۔ جو علوم کی طرح ہم پر فرشتے کیوں نہیں اترتے یا خدا خود سامنے آ کر ہم سے ہم کلام کیوں نہ ہو گیا۔ کم از کم فرشتے تمہاری تصدیق ہی کے لئے آجاتے یا خود خدا رب العزت کو ہم دیکھ لیتے کہ روبرو ہو کر تمہارے دعوے کی تائید و تصدیق کر رہا ہے کما قال تعالیٰ حکایۃ عنہم او تأتی باللہ والملائکۃ قبیلا (بنی اسرائیل رکوع ۱۰) ف۲ یعنی انہوں نے اپنے دل میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے جو حق اور فرشتوں کے آنے کی تمنا رکھتے ہیں شرارت و سرکشی کی حد ہو گئی کہ باوجود ایسی سیاہ کاریوں کے دنیا میں ان آنکھوں سے خداوند قدوس کو دیکھنے اور شرف ہمکلامی سے مشرف ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ف۳ یعنی گھبراؤ نہیں ایک دن آنے والا ہے جب فرشتے تم کو نظر پڑیں گے لیکن ان کے دیکھنے سے تم جیسے مجرموں کو کچھ خوشی حاصل نہ ہو گی بلکہ سخت ہول ناک مصائب کا سامنا ہو گا حتیٰ کہ جو لوگ اس وقت فرشتوں کے نزول کا مطالبہ کرنے والے ہیں، اس وقت حجرا محجورا کہہ کر پناہ طلب کریں گے اور چاہیں گے کہ ان کے اور فرشتوں کے درمیان کوئی مستحکم روک قائم ہو جائے کہ وہ ان تک نہ پہنچ سکیں، لیکن خدا کا فیصلہ کب ٹل سکتا ہے۔ فرشتے بھی حجرا محجورا کہہ کر جتلا دیں گے کہ آج مسرت و کامیابی بشارت کے لئے تم سے روک دی گئی ہے (تنبیہ) ممکن ہے یہ تذکرہ احتضار (موت) کے وقت کا ہو۔ قال تعالیٰ ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم (انفال رکوع ۷) و قال تعالیٰ ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون (انعام رکوع ۱۱) گویا یہ کیفیت اس کے بالمقابل ہو گی جو دوسری جگہ مومنین کی بیان ہوئی ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون الخ (حم السجدہ۔ رکوع ۴) اور ممکن ہے یہاں قیامت کے دن کا ذکر ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ ف۴ یعنی وہ ہم کو یا فرشتے تو کیا دیکھتے مگر ان کی عزت بڑھانے کو نہیں، بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اپنے زعم باطل کے موافق جو بھلے کام کئے تھے جن پر بڑا بھروسہ تھا انہیں ہم قطعاً ملیامیٹ کر دیں اور اس طرح بے حقیقت کر کے اڑا دیں جیسے خاک کے حقیر ذرات ہوا میں ادھر ادھر اڑ جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اعمال روح اخلاص و ایمان سے یکسر خالی یا طریق حق کے بالکل متضاد واقع ہوئے ہیں۔ قال تعالیٰ مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف (ابراہیم رکوع ۳) وغیرہ ذلک من الآیات ف۵ یعنی یہ لوگ تو اس روز اس مصیبت میں گرفتار ہوں گے اور جن کی ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ جنت میں خوب عیش و آرام کے مزے لوٹیں گے ف۶ قیامت کے دن آسمانوں کے پھٹنے کے بعد اوپر سے بادل کی طرح ایک چیز اترتی نظر آئے گی جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہو گی اسے ہم چتر شاہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ شاید یہ وہی چیز ہو جسے ابو رزین کی حدیث میں "عماء" سے نسائی کی ایک روایت جو معراج سے متعلق ہے "غیایۃ" سے تعبیر کیا ہے واللہ اعلم۔ اس کے ساتھ بیشمار فرشتوں کا ہجوم ہو گا۔ اور آسمانوں کے فرشتے اس روز لگاتار مقام محشر کی طرف نزول فرمائیں گے۔ دوسرے پارے کے نصف کے قریب آیت ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ الخ میں بھی اسی طرح کا مضمون گذر چکا ہے ف۷ یعنی ظاہری و باطنی، صورۃ و من کل الوجوہ اکیلے رحمان کی بادشاہت ہو گی اور صرف اسی کا حکم چلے گا لمن الملک الیوم للہ الواحد القھار (مومن رکوع ۲) پھر جب رحمان کی حکومت ہوئی تو جو مستحق رحمت ہیں ان کیلئے رحمت کی کیا کمی بے حساب رحمتوں سے نوازے جائیں گے مگر باوجود ایسی لامحدود رحمت کے کافروں کے لئے وہ دن بڑا سخت مشکل اور مصیبت کا ہو گا۔ کہ بار خلیل کا گندہ تر، تہیدست دادل پراگندہ تر۔ ف۸ یعنی مارے حسرت و ندامت کے اپنے ہاتھ کاٹے گا۔ اور افسوس کرے گا کہ میں نے کیوں دنیا میں رسول خدا کا راستہ اختیار نہ کیا اور کیوں شیاطین الانس والجن کے بہکانے میں آ گیا جو آج یہ روز بد دیکھنا پڑا ف۹ یعنی جن کی دوستی اور اغوا سے گمراہ ہوا تھا یا گمراہی میں ترقی کی تھی اس وقت بچتائے گا کہ افسوس ایسوں کو میں نے اپنا دوست کیوں سمجھا۔ کاش میرے اور ان کے درمیان کبھی دوستی اور رفاقت نہ ہوئی تھی (تنبیہ) مفسرین نے یہاں عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف کا جو واقعہ نقل کیا ہے کچھ ضرورت نہیں کہ آیت کے مدلول کو اسی پر مقصور کیا جائے ہاں جو تقریر ہم نے کی ہے اس میں وہ بھی داخل ہے ف۱۰ یعنی پیغمبر کی نصیحت مجھ کو پہنچ چکی تھی جو ہدایت کے لئے کافی تھی اور امکان تھا کہ میرے دل میں گھر کر لے مگر اس کمبخت کی دوستی نے تباہ کیا اور ادھر متوجہ نہ ہونے دیا بیشک شیطان بڑا دغا باز ہے آدمی کو عین موقع پر دھوکا دیتا اور بری طرح رسوا کرتا ہے ف۱۱ یعنی فدوی معاندین نے جب کسی طرح نصیحت پر کان نہ دھرا تب پیغمبر نے بارگاہ الٰہی میں شکایت کی کہ خداوندا میری قوم نہیں سنتی انہوں نے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب کو (والعیاذ باللہ) بکواس قرار دیا ہے جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو خوب شور مچاتے اور بک بک جھک جھک کرتے ہیں تاکہ کوئی شخص سن اور سمجھ نہ سکے اس طرح ان اشقیا نے قرآن جیسی قابل قدر کتاب کو بالکل متروک و مہجور کر چھوڑا ہے (تنبیہ) آیت میں اگرچہ مذکور صرف کافروں کا ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا اس میں تدبر نہ کرنا اس پر عمل نہ کرنا۔ اس کی تلاوت نہ کرنا اس کی تصحیح قراءت کی طرف توجہ نہ کرنا اس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں۔ اللہ الکریم المنان القادر علی ما یشاء ان یجعلنا ممن یستعملہ و یرضیہ من حفظ کتابہ و فہمہ والقیام بمقتضاہ آناء اللیل واطراف النہار علی الوجہ الذی یحبہ و یرضاہ انہ کریم وہاب ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کافر بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لا دے گا ف۲ یعنی ہر بات کے وقت اس کا جواب آتا رہے تو پیغمبر کا دل ثابت رہے ف۳ کنوئیں والے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوئیں میں موندا پھر ان پر عذاب آیا تب وہ رسول . . . . . خلاص ہوا۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا

اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے دشمن گنہگاروں میں سے اور بس ہے تیرا رب راہ دکھانے کو

اور اسی طرح رکھے ہیں ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے ف۱ اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھلانے کو

وَّنَصِيْرًا ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً

اور مدد کرنے کو ف۲ اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا

اور مددگار ہونے کو ف۲ اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا

وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ○ وَ

ایک جگہ اسی طرح اتارا تا ثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہم نے اسکو ٹھہر ٹھہر کر ف۲ اور

ایک جگہ ہو کر ف۳ اسی طرح اتارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہم نے اسکو ٹھہر ٹھہر کر ف۴ اور

لَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ○ؕ اَلَّذِيْنَ

نہیں لاتے تجھ پاس کوئی کہاوت کہ ہم نہیں پہنچاتے تجھ کو ٹھیک بات اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ

نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھ کو ٹھیک بات اور اس سے بہتر کھول کر ف۵ جو لوگ کہ

يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ

گھیرے آویں گے اوندھے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہیں

گھیر کر لائے جائیں گے اوندھے پڑے ہوئے اپنے منہ پر دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہوئے ہیں

سَبِيْلًا ○ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ

راہ سے اور ہم نے دی ہے موسیٰ کو کتاب اور ٹھہرایا اس کے ساتھ اس کا بھائی ہارون

راہ سے ف۶ اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہم نے اس کے ساتھ اس کا بھائی ہارون

وَزِيْرًا ○ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ

کام بٹانے والا پھر کہا ہم نے تم دونوں جاؤ ان لوگوں پاس جنہوں نے جھٹلائیں ہماری باتیں پھر دے مارا ہم نے ان کو

کام بٹانے والا پھر کہا ہم نے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو ف۷ پھر دے مارا ہم نے

تَدْمِيْرًا ○ؕ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ

اکھاڑ کر اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانے والوں کو ہم نے ان کو ڈبا دیا اور کیا ان کو

ان کو اکھاڑ کر اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانیوالوں کو ف۸ ہم نے ان کو ڈبو دیا اور کیا ان کو

لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ○ ۚ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟

لوگوں کے حق میں نشانی اور رکھی ہے ہم نے گنہگاروں کے واسطے دکھ کی مار اور عاد کو اور ثمود کو

لوگوں کے حق میں نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہم نے گنہگاروں کے واسطے عذاب دردناک اور عاد کو اور ثمود کو

وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ○ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ

اور کنوئیں والوں کو اور سنگتیں اس بیچ میں بہت ف۳ اور سب کو کہہ سنائیں ہم نے

اور کنوئیں والوں کو ف۹ اور اس کے بیچ میں بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہم نے

الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ○ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ

کہاوتیں اور سب کو کھو دیا ہم نے گھسا کر اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اس بستی پاس جس پر

مثالیں اور سب کو کھو دیا ہم نے غارت کر کر ف۱۰ اور یہ لوگ ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر

ف۱ جو نبی کی بات ماننے میں روکاوٹیں ڈالتے ہیں اور لوگوں کو قبول حق سے روکتے ہیں ف۲ یعنی کافر بڑے بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لے آئے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ جس کو چاہے گا ہدایت کر دیگا اور جن کو ہدایت نصیب نہ ہوگی ان کے مقابلہ میں تیری مدد کرے گا۔ یا یہ کہ حق تعالیٰ تیری مدد کر کے مقام مطلوب تک پہنچا دیگا کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو سکے گی ف۳ یعنی نبی کے دشمن لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ایسے ایسے اعتراض چھانٹتے ہیں کہ صاحب یا دوسری کتابوں کی طرح پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ اتارا گیا؟ برسوں میں جو تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا، کیا اللہ میاں کو کچھ سوچنا پڑتا تھا اس سے تو شبہ ہوتا ہے کہ خود محمد صلعم سوچ سوچ کر بناتے ہیں۔ پھر موقع مناسب دیکھ کر تھوڑا تھوڑا سناتے رہتے ہیں ف۴ یعنی یہ کیا ضرور ہے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا اس عیب ہے جو تم نے سمجھا اگر غور کرو گے تو اس طرح نازل کرنے میں بہت سے فوائد ہیں جو دفعۃً نازل کرنے کی صورت میں پوری طرح حاصل نہ ہوتے مثلاً اس صورت میں قرآن کا حفظ کرنا زیادہ آسان ہوا سمجھنے میں سہولت رہی الکلام پوری طرح منضبط ہوتا رہا اور جن مصالح و حکم کی رعایت اسی میں کی گئی تھی۔ لوگ موقع بموقع ان کی تفاصیل پر مطلع ہوتے رہے۔ ہر آیت کی جداگانہ شان نزول کو دیکھ کر اس کا صحیح مطلب متعین کرنے میں مدد ملی ہر ضرورت کے وقت ہر بات کا بر وقت جواب ملتے رہنے سے پیغمبر اور مسلمانوں کے قلوب تسکین پاتے رہے اور ہر آیت کے نزول پر گویا دعویٰ اعجاز کی تجدید ہوتی رہی اس سلسلہ میں جبریل کا بار بار آنا جانا ہوا ایک مستقل برکت تھی وغیرہ ذالک من الاسرار ان ہی میں سے بعض فوائد کی طرف یہاں اشارہ فرمایا ہے ف۵ یعنی کفار جب کوئی اعتراض قرآن پر یا کوئی مثال آپ پر چسپاں کرتے ہیں۔ تو قرآن اس کے جواب میں ٹھیک ٹھیک بات بتلا دیتا ہے جس میں کسی قسم کا ہیر پھیر نہیں ہوتا۔ بلکہ صاف واضح، معتدل، اور بے خلل و غش بات ہوتی ہے ہاں جن کی عقل اوندھی ہو گئی ہو وہ سیدھی اور صاف بات کو بھی ٹیڑھی سمجھیں یہ الگ چیز ہے۔ ایسوں کا انجام اگلی آیت میں بیان فرمایا ف۶ یہ وہی لوگ ہیں جن کی عقل اوندھی ہو گئی ہے اور علویات کو چھوڑ کر سفلی خواہشات پر جھک پڑے ہیں۔ آگے ایسی چند اقوام کا حشر جو عبرت کے لئے اس کو بیان فرماتے ہیں ف۷ یعنی آیات تکوینیہ کو جو اللہ کی توحید وغیرہ پر دال ہیں اور انبیاء سابقین کے متفقہ بیانات کو جن کا تھوڑا بہت چرچا پہلے سے چلا آتا تھا جھٹلا کر خدائی کا دعویٰ کرنے لگے تھے ف۸ ایک پیغمبر کا جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے کیونکہ اصول دین میں سب انبیاء متحد ہیں ف۹ "اصحاب الرس" (کنوئیں والے) کون تھے؟ اس میں سخت اختلاف ہوا ہے۔ "روح المعانی" میں بہت سے اقوال نقل کر کے لکھا ہے "وملخص الاقوال انهم قوم اهلكهم الله بتكذيب من ارسل اليهم" (یعنی خلاصہ یہ ہے کہ وہ کوئی قوم تھی جو اپنے پیغمبر کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک ہوئی) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ایک امت نے اپنے رسول کو کنوئیں میں بند کیا پھر ان پر عذاب آیا تب وہ رسول خلاص ہوا" ف۱۰ یعنی پہلے سب کو اچھی طرح سمجھایا جب کسی طرح نہ مانا تو تختہ الٹ دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ادل ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑ میں آ لگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے
از شاہ عبد القادر صاحب رح

أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ
برسا برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے اس کو نہیں پر امید نہیں رکھتے
برسا برا برسنا ف۱ کیا دیکھتے نہ تھے اس کو ف۲ نہیں پر امید نہیں رکھتے

نُشُورًا ۝ وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي
جی اٹھنے کی اور جہاں تجھ کو دیکھا کچھ کام نہیں تجھ سے مگر ٹھٹھے کرنے کیا یہی ہے جس کو
جی اٹھنے کی ف۳ اور جہاں تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھے کرنے کیا یہی ہے جس کو

بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۝ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا
بھیجا اللہ نے پیغام دے کر یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلا دے ہم کو ہمارے ٹھاکروں سے کبھی ہم نہ ثابت رہتے
بھیجا اللہ نے پیغام دے کر یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے

عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝
ان پر اور آگے جانیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کون بہت بچلا ہے راہ سے
ان پر ف۴ اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے ف۵

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ أَمْ
بھلا دیکھ تو جس نے پوجنا پکڑا اپنی چاؤ کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ یا
بھلا دیکھ تو اس شخص کو جس نے پوجنا اختیار کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ ف۶ یا

تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ
تو خیال رکھتا ہے کہ بہت ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ برابر ہیں چوپایوں کے
تو خیال رکھتا ہے کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ برابر ہیں چوپایوں کے

بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ
بلکہ وہ اور بہکے ہیں سب راہ سے تو نے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف کیسی لمبی کی پرچھائیں اور اگر چاہتا
بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے ف۷ تو نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو اور اگر چاہتا

لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ
اس کو ٹھہرا رکھتا پھر ہم نے ٹھہرایا سورج اس کا راہ بتانیوالا پھر کھینچ لیا ہم نے اس کو
تو اس کو ٹھہرا رکھتا پھر ہم نے مقرر کیا سورج کو اس کا راہ بتلانیوالا پھر کھینچ لیا ہم نے اس کو

إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ
اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر ف اور وہی ہے جس نے بنا دی تم کو رات اوڑھنا اور نیند کو
اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر ف۸ اور وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو

سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا
آرام اور دن بنا دیا اٹھ نکلنا اور وہی ہے جس نے چلائیں باویں خوشخبری
آرام اور دن کو بنا دیا اٹھ نکلنے کے لئے ف۹ اور وہی ہے جس نے چلائیں ہوائیں خوشخبری

بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝ لِنُحْيِيَ بِهِ
لائیں اس کی مہر سے آگے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی ستھرائی کرنے کا کہ جلا دیں اس سے
لانے والیاں اس کی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنیکا کہ زندہ کردیں اس سے

ف۱ یعنی قوم لوط کی بستیاں جن کے کھنڈرات پر سے گزر والے شام کے سفر میں گزرتے تھے ف۲ یعنی کیا ان کے کھنڈرات کو عبرت کی نگاہ سے نہ دیکھا ف۳ یعنی عبرت کہاں سے ہوتی جب ان کے نزدیک یہ احتمال ہی نہیں کہ مرنے کے بعد پھر جی اٹھنا اور خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ عبرت تو وہی حاصل کرتا ہے جس کے دل میں تھوڑا بہت ڈر ہو اور انجام کی طرف سے بالکل بے فکر نہ ہو ف۴ یعنی بجائے عبرت حاصل کرنے کے ان کا مشغلہ تو یہ ہے کہ پیغمبر سے ٹھٹھا کیا کریں۔ چنانچہ آپ کو دیکھ کر استہزاءً کہتے ہیں کہ کیا یہ حضرت ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ بھلا یہ حیثیت اور منصب رسالت؟ کیا ساری خدائی میں سے یہ ہی اکیلے رسول بننے کے لئے رہ گئے تھے۔ آخر کوئی بات تو ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کی تقریر جادو کا اثر رکھتی ہے قوت فصاحت اور زور تقریر سے رنگ تو ایسا جمایا تھا کہ بڑے بڑوں کے قدم پھسل گئے ہوتے قریب تھا کہ ان کی باتیں ہم کو ہمارے معبودوں سے برگشتہ کر دیتیں۔ وہ تو ہم پکے تھے کہ برابر جمے رہیں اور ان کی کسی بات کا اثر قبول نہ کیا ورنہ یہ ہم سب کو بھی گمراہ کر کے چھوڑتے (العیاذ باللہ) ف۵ یعنی عذاب الٰہی کو آنکھوں سے دیکھیں گے تب ان کو پتہ لگے گا کہ واقع میں کون گمراہی پر تھا۔ ف۶ یعنی آپ اپنے ہوا پرستوں کو راہ ہدایت پر لے آنے کی کیا ذمہ داری کر سکتے ہیں۔ جن کا معبود ہی محض خواہش ہو کہ جدھر خواہش لے گئی ادھر ہی جھک پڑے جو بات خواہش کے موافق ہوئی قبول کر لی۔ جو مخالف ہوئی رد کر دی۔ آج ایک پتھر اچھا معلوم ہوا اسے پوجنے لگے کل دوسرا اس سے خوبصورت مل گیا پہلے کو چھوڑ کر اس کے آگے سر جھکایا ف۷ یعنی کیسی ہی نصیحتیں سنائیے یہ تو چوپائے جانوروں سے بلکہ ان سے بھی بدتر انہیں سننے یا سمجھنے سے کیا کام۔ چوپائے تو بہر حال اپنے پرورش کرنے والے مالک کے سامنے گردن جھکا دیتے ہیں۔ اپنے محسن کو پہچانتے ہیں نافع و مضر کی کچھ شناخت رکھتے ہیں کھلا چھوڑ دو تو اپنی چراگاہ اور پانی پینے کی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن ان بدبختوں کا حال یہ ہے کہ نہ اپنے خالق و رازق کا حق پہچانا نہ اس کے احسانات کو سمجھا نہ بھلے برے کی تمیز کی۔ نہ دوست دشمن میں فرق کیا، نہ غذائے روحانی اور چشمہ ہدایت کی طرف قدم اٹھایا بلکہ اس سے کوسوں دور بھاگے اور جو قوتیں خدا تعالیٰ نے عطا کی تھیں ان کو معطل کئے رکھا بلکہ بے موقع صرف کیا۔ اگر ذرا بھی عقل و فہم سے کام لیتے تو اس کا دعا وہ قدرت میں بے شمار نشانیاں موجود تھیں۔ جو نہایت واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہ اور اصول دین کی صداقت و حقانیت کی طرف رہبری کر رہی ہیں۔ جن میں سے بعض نشانیوں کا ذکر آئندہ آیات میں کیا گیا ہے ف۸ صبح سے طلوع شمس تک سب جگہ سایہ رہتا ہے اگر حق تعالیٰ سورج کو طلوع نہ ہونے دیتا تو یہی سماں قائم رہتا۔ مگر اس نے اپنی قدرت سے سورج نکالا۔ جس سے دھوپ پھیلنی شروع ہوئی اور یہ سایہ بتدریج ایک طرف کو سمٹنے لگا اگر دھوپ نہ آتی تو سایہ کو ہم سمجھ بھی نہ سکتے کیونکہ ایک ضد کے آنے سے ہی دوسری ضد پہچانی جاتی ہے۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ بِضِيَاءٍ الخ (قصص رکوع ۷) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اول ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اسکے مقابل سایہ گھٹتا جاتا ہے جب تک کہ جڑ میں آ لگے اپنی طرف کھینچ لیا کا یہ مطلب ہے کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے (موضح القرآن) پھر زوال کے بعد ایک طرف سے دھوپ گھٹنا شروع ہوتی ہے اور دوسری طرف سایہ لمبا ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ آخر شام میں دھوپ غائب ہو جاتی ہے۔ یہ ہی مثال دنیا کی ہستی کی سمجھو اول عدم تھا پھر نور وجود آیا۔ پھر آخر کار تہ عدم میں چلی جائے گی اور اسی جسمانی نور و ظل کے سلسلہ پر روحانی نور و ظلمت کو قیاس کر لو کفر و عصیان اور جہل و طغیان کی ظلمات میں آفتاب نبوت کی روشنی اللہ تعالیٰ نہ بھیجتا تو کسی کو معرفت صحیحہ کا راستہ ہاتھ نہ آتا۔ ف۹ یعنی رات کی تاریکی چادر کی طرح سب پر محیط ہو جاتی ہے جس میں لوگ کاروبار چھوڑ کر آرام کرتے ہیں۔ پھر دن کا اجالا ہوتا ہے تو نیند سے اٹھ کر ادھر ادھر چلنے پھرنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح موت کی نیند کے بعد قیامت کی صبح آئیگی جس میں سارا جہان دوبارہ اٹھ کھڑا ہوگا۔ اور یہی حالت اس وقت پیش آتی ہے جب انبیاء علیہم السلام وحی و الہام کی روشنی سے دنیا میں اجالا کرتے ہیں تو جہل و غفلت کی نیند سے سوئی ہوئی مخلوق ایک دم آنکھیں مل کر اٹھ بیٹھتی ہے۔

منزل ۴

موضح قرآن ف۱ یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں اللہ چاہے نبیوں کی بہتات کر دے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شہ نہ کھا کافروں کے انکار سے۔ ف۲ اپنی اولاد کا جد ہے اور جہاں ان کا بیاہ ہوا ان کی سسرال ہے اور سب کر سکتا ہے یعنی ماں سے پھر جلا دے۔ ـــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی اول برساتی ہوائیں بارش کی خوشخبری لاتی ہیں، پھر آسمان کی طرف سے پانی برستا ہے جو خود پاک اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ پانی پڑتے ہی مردہ زمینوں میں جان پڑ جاتی ہے۔ کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں جہاں خاک اڑتی تھی وہاں سبزہ زار بنجاتا ہے۔ اور کتنے جانور اور آدمی بارش کا پانی پی کر سیراب ہوتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے دن ایک غیبی بارش کے ذریعہ مردہ جسموں کو جو خاک میں مل چکے تھے زندہ کر دیا جائیگا اور دنیا میں بھی اسی طرح جو دل جہل و عصیان کی موت سے مر چکے تھے وحی الٰہی کی آسمانی بارش اُن کو زندہ کر دیتی ہے جو روحیں پلیدیوں میں پھنس گئی تھیں روحانی بارش کے پانی سے دھل کر پاک صاف ہو جاتی ہیں اور معرفت و وصول الی اللہ کی پیاس رکھنے والے اس کو پی کر سیراب ہوتے ہیں ف۲ یعنی بارش کا پانی تمام زمینوں اور آدمیوں کو یکساں نہیں پہنچتا۔ بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ کہیں جلد کہیں دیر میں جس طرح اللہ کی حکمت مقتضی ہو پہنچتا رہتا ہے۔ تا لوگ سمجھیں کہ اس کی تقسیم کسی قادر مختار و حکیم کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن بہت لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے اور نعمت الٰہی کا شکر ادا نہیں کرتے۔ الٹے کفر اور ناشکری پر اتر آتے ہیں۔ یہی حال روحانی بارش کا ہے کہ جس کو اپنی استعداد اور ظرف کے موافق جتنا حصہ ملنا تھا مل گیا اور بہت سے اس نعمت عظمیٰ کا کفران ہی کرتے رہے ف۳ یعنی نبی کا آنا تعجب کی چیز نہیں اللہ چاہے تو اب بھی نبیوں کی کثرت کر دے کہ ہر بستی میں علیحدہ نبی ہو۔ مگر اس کو منظور یہی ہوا کہ اب آخر میں سارے جہاں کے لئے اکیلے محمد رسول اللہ صلعم کو نبی بنا کر بھیجے۔ سو آپ کافروں کی احمقانہ طعن و تشنیع اور بیہودہ نکتہ چینیوں کی طرف التفات نہ فرمائیں۔ اپنا کام پوری قوت اور جوش سے انجام دیتے رہیں اور قرآن ہاتھ میں لے کر ان منکرین کا مقابلہ زور و شور کے ساتھ کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرنے والا ہے۔ ف۴ بیان القرآن میں دو معتبر بنگالی علماء کی شہادت نقل کی ہے کہ ارکان سے چاٹگام تک دریا کی شان یہ ہے کہ اس کی دو جانبیں بالکل الگ الگ نوعیت کے دو دریا نظر آتے ہیں ایک کا پانی سفید ہے، ایک کا سیاہ، سیاہ میں سمندر کی طرح طوفانی تلاطم اور تموج ہوتا ہے اور سفید بالکل ساکن رہتا ہے۔ کشتی سفید میں چلتی ہے اور دونوں کے بیچ میں ایک دھاری سی برابر چلی گئی ہے جو دونوں کا ملتقیٰ ہے لوگ کہتے ہیں کہ سفید پانی میٹھا ہے اور سیاہ کڑوا۔ اھ۔ اور مجھ سے بار یسال کے بعض طلباء نے بیان کیا کہ ضلع بار یسال میں دو ندیاں ہیں جو ایک ہی دریا سے نکلی ہیں۔ ایک کا پانی کھاری بالکل کڑوا اور ایک نہایت شیریں اور لذیذ ہے۔ یہاں گجرات میں راقم الحروف جس جگہ آج کل مقیم ہے (ڈابھیل سملک ضلع سورت) سمندر تقریباً دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ادھر کی ندیوں میں برابر مدوجزر (جوار بھاٹا) ہوتا رہتا ہے۔ بکثرت ثقات نے بیان کیا کہ مد کے وقت جب سمندر کا پانی ندی میں آجاتا ہے تو میٹھے پانی کی سطح پر کھاری پانی بہت زور سے چڑھ جاتا ہے لیکن اس وقت بھی دونوں پانی مخلوط نہیں ہوتے۔ اوپر کھاری رہتا ہے۔ نیچے میٹھا جزر کے وقت اوپر سے کھاری اتر جاتا اور میٹھا جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ان شواہد کو دیکھتے ہوئے آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔ یعنی خدا کی قدرت دیکھو کہ کھاری اور میٹھے دونوں دریاؤں کے پانی کہیں نہ کہیں ملجاتے کے باوجود بھی کس طرح ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں دریا الگ الگ اپنے اپنے مجری میں چلائے اور دونوں کے بیچ میں بہت جگہ زمین حائل کر دی، اس طرح آزاد نہ چھوڑا کہ دونوں زور لگا کر درمیان سے زمین کو ہٹا دیتے اور اس کی ہستی کو تباہ کر دیتے پھر دونوں میں ہر ایک کا جو مزہ ہے وہ اسی کے لئے لازم ہے۔ یہ نہیں کہ میٹھا دریا کھاری یا کھاری میٹھا بن جائے۔ گویا اقبار و صاف کے ہر ایک دوسرے سے بالکل الگ رہنا چاہتا ہے۔ وقیل غیر ذلک۔ والراجح عندی ہو الاول۔ واللہ اعلم ف۵ دیکھو خدا کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے ایک قطرۂ آب کو عاقل کامل آدمی بنا دیا پھر آگے اس سے نسلیں چلائیں اور دامادی اور سسرال کے تعلقات قائم کئے۔ ایک ناچیز قطرہ کو کیا سے کیا کر دیا۔ اور کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ لیکن یہ حضرت تھوڑی ہی دیر میں اپنی اصل کو بھول گئے اور اس رب قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو خدا کہنے لگے اپنے پروردگار کا حق تو کیا پہچانتے اس سے منہ موڑ کر اور پیٹھ پھیر کر شیطان کی فوج میں جا شامل ہوتے۔ تا اغوا و اضلال کے مشن میں اس کی مدد کریں اور مخلوق کو گمراہ کرنے میں اس کا ہاتھ بٹائیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ○ وَلَقَدْ

مرتے دیس کو اور پلاویں اُس کو اپنے بنائے بہت چارپایوں اور آدمیوں کو اور

مردے شہر کو اور پلاویں اُس کو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چارپایوں اور آدمیوں کو ف۱ اور طرح

صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○ وَلَوْ

طرح طرح بانٹا اس کو ان کے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کیے اور اگر

طرح سے تقسیم کیا ہم نے اس کو ان کے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر بھی نہیں رہتے بہت لوگ بدون ناشکری کیے ف۲ اور اگر

شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ○ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ

ہم چاہتے اٹھاتے ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا سو تو کہا نہ مان منکروں کا اور مقابلہ کر ان کا

ہم چاہتے تو اٹھاتے ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا سو تو کہنا مت مان منکروں کا اور مقابلہ کر ان کا

بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ○ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

اس سے بڑے زور سے ف۳ اور وہی ہے جس نے ملے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا

اس کے ساتھ بڑے زور سے ف۳ اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانے والا

وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ وَهُوَ

اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور اوٹ روکی اور وہی ہے

اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردا اور آڑ روکی ہوئی ف۴ اور وہی ہے

الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ

جس نے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کا جد اور سسرال اور ہے تیرا رب

جس نے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کے لئے جد اور سسرال اور تیرا رب سب کچھ

قَدِيْرًا ○ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ

سب کر سکتا ف اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز کہ نہ بھلا کرے اُن کا نہ برا

کر سکتا ہے اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے اُن کا نہ برا

وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○

اور ہے منکر اپنے رب کی طرف پیٹھ دے رہا اور تجھ کو ہم نے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانے کو

اور ہے کافر اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا ف۵ اور تجھ کو ہم نے بھیجا یہی خوشی اور ڈر سنانے کے لئے

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ

تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ لے رکھے اپنے رب کی طرف

تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑ لے اپنے رب کی طرف

سَبِيْلًا ○ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى

راہ اور بھروسہ کر اس جیتے پر جو نہیں مرتا اور یاد کر اس کی خوبیاں اور وہ بس ہے

راہ ف۱ اور بھروسہ کر اوپر اس زندہ کے جو نہیں مرتا ف۲ اور یاد کر اس کی خوبیاں اور وہ کافی

بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ○ ۨ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے بنائے آسمان اور زمین

ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ف۳ جس نے بنائے آسمان اور زمین

ف۱ یعنی آپ کا کام خدا تعالیٰ کی وفاداری پر بشارت سنانا اور غداروں کو خراب نتائج و عواقب سے آگاہ کر دینا ہے۔ آگے کوئی مانے یا نہ مانے تو آپ کو کچھ نقصان نہیں۔ آپ ان سے کچھ نیس یا مزدوری تھوڑی طلب کر رہے تھے کہ ان کے نہ ماننے سے اُس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ آپ تو ان سے صرف اتنا ہی چاہتے ہیں کہ جو کوئی چاہے خدا کی توفیق پاکر اپنے رب کا راستہ پکڑے۔ اسی کو چاہو نیس کہو یا مزدوری ف۲ یعنی آپ تنہا خدا پر بھروسہ کر کے اپنا فرض (تبلیغ و دعوت وغیرہ) ادا کئے جائیں کسی کی مخالفت یا موافقت کی پرواہ نہ کریں۔ فانی چیزوں کا کیا سہارا۔ سہارا تو اسی کا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے کبھی نہ مرے۔ ف۳ یعنی اسی پر توکل رکھئے اور اسی کی عبادت اور حمد و ثنا کرتے رہیے۔ ان مجرموں سے وہ خود نمٹ لے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ آسمان کے بارہ حصے ان کا نام برج ہر ایک ستاروں کا پتہ، یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔ ف۲ بدلتے یا تو بڑھتا گھٹتا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدل، دن کا کام رہ گیا رات کو کیا اور رات کا دن۔ ف۳ یعنی ایسوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں۔ ف۴ رکوع کو نہیں گنا رکوع بہت لمبا نہیں ہوتا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ

اور جو کچھ ان کے بیچ ہے چھ دن بیں پھر قائم ہوا تخت پر وہ بڑی مہروالا سو پوچھ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر ف۱ وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ

بِهِ خَبِيرًا ○ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ

اس سے جو اس کی خبر رکھتا ہو اور جب کہیے ان کو سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے

اس سے جو اس کی خبر رکھتا ہو ف۲ اور جب کہے ان سے سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے

أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ

کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جس کو تو فرماوے گا اور بڑھتا ہے ان کا بدکنا بڑی برکت ہے اس کی جن نے بنائے آسمان میں

کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جس کو تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے ان کا بدکنا ف۳ بڑی برکت ہے اس کی جس نے بنائے آسمان میں

ع ٥ / ١٥ / ٣

بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ○ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ

برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا ف۱ اور وہی ہے جن نے بنائے

برج ف۴ اور رکھا اس میں چراغ ف۵ اور چاند اجالا کرنے والا اور وہی ہے جس نے بنائے

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ شُكُورًا ○ ق

رات اور دن بدلتے والا اس کے واسطے جو چاہے دھیان رکھنا یا شکر کرنا ف۲ اور

رات اور دن بدلتے ف۶ اس شخص کے واسطے کہ چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف۷ اور

عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ

بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں ان سے

بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں ف۸ اور جب بات کرنے لگیں

الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ○ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ○

بے سمجھ لوگ کہیں صاحب سلامت ف۳ اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں اور کھڑے ف۴

ان سے بے سمجھ لوگ تو کہیں صاحب سلامت ف۹ اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں اور کھڑے ف۱۰

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا

اور وہ جو کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب

اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب

كَانَ غَرَامًا ○ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ○ وَالَّذِينَ إِذَا

بڑی چٹی ف۵ ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہراؤ کی اور بری جگہ رہنے کی اور وہ کہ جب

چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی اور بری جگہ رہنے کی ف۱۱ اور وہ لوگ کہ جب

أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا ○ ق

خرچ کرنے لگیں نہ اڑاویں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران اور

خرچ کرنے لگیں نہ بیجا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران ف۱۲ اور

الَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي

وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو

وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو

ف۱ اس کا بیان سورۂ اعراف میں گذر چکا۔ ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کی شانوں اور ترتیب کو کسی جاننے والے سے پوچھو۔ یہ جاہل مشرک اُسے کیا جانیں وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اس کی شان وکمالات کا پوری طرح جاننے والا تو خدا ہی ہے اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ لیکن مخلوق میں سب سے بڑے جاننے والے حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں جن کی ذات گرامی میں حق تعالیٰ نے اولین وآخرین کے تمام علوم جمع کر دیے۔ خدا تعالیٰ کی شانوں کو کوئی ان سے پوچھے۔ ف۳ یعنی یہ جاہل مشرک رحمان کی عظمت شان کو کیا سمجھتے ہیں جن کو اس نام سے بھی چڑ ہے۔ جب یہ نام سنتے ہیں تو انتہائی جہل وبیحیائی اور تعنت سے ناواقف بن کر کہتے ہیں کہ رحمان کون ہے جس کو ہم سے سجدہ کراتا ہے۔ کیا محض تیرے کہہ دینے سے ایسی بات مان لیں، بس تم نے ایک نام لے دیا اور ہم سجدہ میں گر پڑے۔ غرض جس قدر انہیں رحمان کی اطاعت وانقیاد کی طرف توجہ دلائیے اسی قدر زیادہ بدکتے اور بھاگتے ہیں۔ ف۴ یعنی بڑے بڑے ستارے یا آسمانی قلعے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں۔ یا ممکن ہے سورج کی بارہ منزلیں مراد ہوں جو اہل ہیأت نے بیان کی ہیں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ آسمان کے بارہ حصے، اُن کا نام برج، ہر ایک پر ستاروں کا پتہ، یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔ (موضح) ف۵ یعنی سورج شاید نور وحرارت کے جمع ہونے اور صفت حرارت رکھنے کی وجہ سے اس کو چراغ فرمایا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ف۶ رات دن کا گھٹنے بڑھنے یا آنے جانے کو بدلا بدلی فرمایا یا یہ مطلب ہے کہ ایک کو دوسرے کا بدل بنایا ہے۔ مثلاً دن کا کام رہ گیا، رات کو کر لیا، رات کا وظیفہ رہ گیا، دن ہی پورا کر دیا۔ کما ورد فی الحدیث ف۷ یعنی چاند سورج وغیرہ کا الٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل اس لئے ہے کہ اس میں دھیان کر کے لوگ خداوند قدیر کی معرفت کا سراغ لگائیں کہ یہ سب تصرفات وتقلبات عظیمہ اسی کی دست قدرت کی کارروائیاں ہیں اور رات دن کے فوائد وانعامات کو دیکھ کر اس کی شکر گزاری کی طرف متوجہ ہوں۔ چنانچہ رحمٰن کے مخلص بندے جن کا ذکر آگے آتا ہے، ایسا ہی کرتے ہیں۔ ف۸ یعنی مشرکین کی طرح رحمان کا نام سن کر ناک بھوں نہیں چڑھاتے، بلکہ ہر فعل وقول سے بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اُن کی چال ڈھال سے تواضع، متانت، خاکساری، اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ یہ مطلب نہیں کہ بیمار تصنع سے بیماروں کی طرح قدم اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ حضورؐ کی جو رفتار احادیث میں منقول ہے، اس کی تائید نہیں کرتی۔ ف۹ یعنی کم عقل اور بے ادب لوگوں کی بات کا جواب عفو وصفح سے دیتے ہیں۔ جب کوئی جاہلانہ گفتگو کرے تو لائم بات اور صاحب سلامت کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں، ایسوں سے منہ نہیں لگتے نہ اُن میں شامل ہوں نہ اُن سے لڑیں۔ اُن کا شیوہ وہ نہیں جو جاہلیت میں کسی نے کہا تھا اَلَا لَا يَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَيْنَا فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِيْنَا ۔ یہ تو رحمٰن کے اُن مخلص بندوں کا دن تھا، آگے رات کی کیفیت بیان فرماتے ہیں۔ ف۱۰ یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں، یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔ رکوع چونکہ قیام وسجود کے درمیان واقع ہے شاید اس لئے اُس کو علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ گویا ان ہی دونوں کے بیچ میں آگیا۔ ف۱۱ یعنی اتنی عبادت پر اتنا خوف بھی ہے۔ یہ نہیں کہ تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر عذاب وقہر سے بے فکر ہو گئے۔ ف۱۲ یعنی موقع دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔ نہ مال کی محبت نہ اس کی اضاعت، کما قال تعالیٰ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (بنی اسرائیل رکوع ۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ﹻ مگر جہاں چاہیے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مارنی چاہیے سوا تین گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ف۲ یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں ف۳ بدل دیگا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دے گا۔ اور کفر کے گناہ معاف کرے گا ف۴ پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے ہاں جگہ پاوے ف۵ یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ ان میں شامل نہ ان سے لڑیں ف۶ یعنی دھیان سے سنیں ف۷ آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے ف۸ یعنی فرشتے آگے آکر لے جاویں گے ف۹ یعنی ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے۔ ان کا تو وہی گھر ہے ف۱۰ یعنی بندہ مغرور نہ ہو خداوند کو اس کی کیا پروا مگر اس کی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہونا ہے بھینٹا یعنی لڑائی جہاد ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝

منع کی اللہ نے مگر جہاں چاہیے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام بھڑے گناہ سے ف۱

منع کردی اللہ نے مگر جہاں چاہیے ف اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ف۲

يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ

دونا ہوا اس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے اس میں خوار ہو کر ف۲ مگر جس نے توبہ کی

دونا ہوگا اس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر ف۳ مگر جس نے توبہ کی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ

اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دیگا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور

اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دیگا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور

كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۳ اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے

ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۴ اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے نیک کام سو وہ پھر آتا ہے

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ

اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ ف۴ اور جو شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب ہو نکلیں کھیل کی باتوں پر

اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ ف۵ اور جو لوگ شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں ف اور جب گزرتے ہیں کھیل کی

مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا

نکل جاویں بزرگی رکھ کر ف۵ اور وہ کہ جب ان کو سمجھایئے ان کے رب کی باتیں نہ ہو پڑیں ان پر

باتوں پر نکل جائیں بزرگانہ ف اور وہ لوگ کہ جب ان کو سمجھایئے ان کے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر

صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا

بہرے اندھے ف۶ اور وہ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے

بہرے اندھے ہو کر ف اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے

وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ

اور اولاد کی طرف آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کے آگے ف۷ ان کو

اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک ف اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا ف۱۰ ان کو

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝

بدلا ملے گا کوٹھوں کے جھروکے اس پر کہ ٹھہرے رہے اور لینے آویں گے ان کو وہاں دعا اور سلام کہتے ف۸

بدلا ملے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئیں گے انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ف۱۱

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ

رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہراؤ کی اور خوب جگہ رہنے کی ف۹ تو کہہ پروا نہیں رکھتا

سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی ف۱۲ تو کہہ پروا نہیں رکھتا میرا

رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ ع

میرا رب تمہاری اگر تم اس کو نہ پکارا کرو سو تم جھٹلا چکے اب آگے ہونا ہے بھینٹا ف۱۰

رب تمہاری اگر تم اس کو نہ پکارا کرو ف۱۳ سو تم جھٹلا چکے اب آگے کو ہوتی ہے مٹھ بھیڑ ف۱۴

ف۱ مثلاً قتل عمد کے بدلہ قتل کرنا، یا بدکاری کی سزا میں زانی محصن کو سنگسار کرنا یا جو شخص دین چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے اس کو مار ڈالنا یہ سب صورتیں "الا بالحق" میں شامل ہیں کما ورد فی الحدیث ف۲ یعنی بڑا سخت گناہ کیا جس کی سزا مل کر رہے گی بعض روایات میں آیا کہ "آثام" جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جس میں بہت ہی ہولناک عذاب بیان کئے گئے ہیں اعاذنا اللہ منہا ف۳ یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں عذاب بھی ان پر چڑھا ہوگا۔ اور دوم بدم بڑھتا رہیگا ف۴ یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا۔ اور کفر کے گناہ معاف کریگا یا یہ کہ بدیاں کو مٹا کر توبہ اور عمل صالح کی برکت سے ان کی تعداد میں مناسب نیکیاں ثبت فرمائیگا کما نظہر من بعض الاخبار ف۵ پہلے ذکر تھا کافر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لے آیا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنیکا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پچھلے برے کام سے تو اللہ کے یہاں جگہ پائے معلوم ہوا کہ سورۂ نساء میں جو فرمایا "وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا" (النساء رکوع ۱۳) وہ غیر تائب کے حق میں ہے واللہ اعلم ف۶ یعنی نہ جھوٹ بولیں نہ جھوٹی شہادت دیں نہ باطل کاموں اور گناہ کی مجلسوں میں حاضر ہوں ف۷ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ اس میں شامل نہ ان سے لڑیں" ف۸ بلکہ نہایت فکر و تدبر اور دھیان سے سنیں اور حس کرتا شہوں مشرکین کی طرح پتھر کی مورتیں نہ بن جائیں ف۹ یعنی بیوی بچے ایسے عنایت فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرور ہو۔ اور ظاہر ہے مومن کامل کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوگا جب اپنے اہل و عیال کو طاعت الٰہی کے راستہ پر گامزن اور علم نافع کی تحصیل میں مشغول پائے دنیا کی سب نعمتیں اور مسرتیں اس کے بعد ہیں ف۱۰ یعنی ایسا بنا دے کہ لوگ ہماری اقتداء کر کے متقی بن جایا کریں۔ حاصل یہ کہ ہم نہ صرف بذات خود مہتدی بلکہ دوسروں کے لئے ہادی ہوں اور ہمارا خاندان تقویٰ اور طہارت میں ہماری پیروی کرے ف۱۱ یعنی جنت میں اوپر کے درجے ملیں گے اور فرشتے دعا و سلام کہتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور آپس کی ملاقات میں یہ ہی کلمات سلام و دعا ان کی تکریم و عزت افزائی کے لئے استعمال ہوں گے ف۱۲ یعنی ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے۔ ان کا تو وہ گھر ہوگا۔ ف۱۳ یعنی تمہارے نفع نقصان کی باتیں سمجھا دیں۔ بندہ کو چاہیے مغرور اور بیباک نہ ہو۔ خدا کو اس کی کیا پروا ہاں اس کی التجا پر رحم کرتا ہے، نہ التجا کرو گے، اور بڑے بنے رہو گے تو سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ جو عنقریب ہونیوالی ہے ف۱۴ یعنی کافر جو حق کو جھٹلا چکے یہ تکذیب عنقریب ان کے گلے کا ہار بنے گی اس کی سزا سے کسی طرح چھٹکارا نہ ملے گا۔ آخرت کی ابدی ہلاکت تو ہے ہی دنیا میں بھی اب جلد مٹھ بھیڑ ہونیوالی ہے یعنی لڑائی جہاد۔ چنانچہ غزوۂ بدر میں اس مٹھ بھیڑ کا نتیجہ دیکھ لیا۔ تم سورۃ الفرقان وللہ الحمد والمنہ

ع ۶ / ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

سُوْرَةُ الشُّعَرَاۗءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۃ شعراء مکی ہے اور اس میں ۲۲۷ ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا

یہ آیتیں ہیں کھول سنانی کتاب کی شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس پر

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ف ۱ شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں اتار دیں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جاویں

کہ وہ یقین نہیں کرتے ف ۲ اگر ہم چاہیں اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں

اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

ان کی گردنیں اس کے آگے نیچی اور نہیں پہنچتی ان پاس کوئی نصیحت رحمٰن سے

ان کی گردنیں اس کے آگے نیچی ف ۳ اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت رحمٰن سے

مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا

نئی جس سے منہ نہیں موڑتے موڑتے سو یہ جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت

نئی جس سے منہ نہیں موڑتے ف ۴ سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

اس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے زمین کو کتنی اگائیں ہم نے

اس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے ف ۵ کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو کتنی اگائیں ہم نے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

اس میں ہر بھانت بھانت کی چیزیں خاصی اس میں البتہ نشانی ہے اور وہ بہت لوگ

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں

مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ۧ وَاِذْ نَادٰي رَبُّكَ

نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف اور جب پکارا تیرے رب نے

ماننے والے ف ۶ اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف ۷ اور جب پکارا تیرے رب نے

مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ۙ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝

موسیٰ کو کہ جا اس قوم گنہگار پاس قوم فرعون پاس کیا ان کو ڈر نہیں

موسیٰ کو کہ جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں ف ۸

قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝ۭ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَ

بولا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلا دیں اور رک جاتا ہے میرا جی اور

بولا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رک جاتا ہے میرا جی اور

منزل ۴

ف ۱ یعنی اس کتاب کا اعجاز کھلا ہوا ہے۔ احکام واضح ہیں اور حق کو باطل سے الگ کرنیوالی ہے ف ۲ یعنی ان بدبختوں کے غم میں اپنے کو اس قدر گھلانے کی ضرورت نہیں کیا ان کے پیچھے آپ اپنی جان کو ہلاک کرکے رہیں گے۔ دلسوزی اور شفقت کی بھی آخر ایک حد ہے ف ۳ یعنی یہ دنیا ابتلاء کا گھر ہے جہاں بندوں کے انقیاد و تسلیم اور سرکشی کو آزمایا جاتا ہے اسی لئے حکمت الٰہی مقتضی نہیں کہ ان کا اختیار بالکل سلب کر دیا جائے ورنہ خدا چاہتا تو کوئی ایسا آسمانی نشان دکھلاتا کہ اس کے آگے زبردستی سب کی گردنیں جھک جاتیں۔ بڑے بڑے سرداروں کو بھی انکار و انحراف کی قدرت باقی نہ رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تو نہیں کیا، ہاں وہ نشان بھیجے۔ جنہیں دیکھ کر آدمی حق کو سمجھنا چاہے تو بآسانی سمجھ سکے اور کبھی کبھی مغلوب ہو کر گردن جھکانے سے مفر بھی نہ ملے ف ۴ یعنی آپ جن کے غم میں پڑے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ رحمان اپنی رحمت و شفقت سے جب ان کی بھلائی کے لئے کوئی پند و نصیحت بھیجتا ہے یہ ادھر متوجہ نہیں ہوتے۔ بلکہ منہ پھیر کر بھاگتے ہیں گویا کوئی بہت بری چیز سامنے آگئی۔ ف ۵ یعنی صرف معمولی اعراض نہیں، تکذیب و استہزاء بھی ہے سو عنقریب دنیا اور آخرت میں اپنی کرتوت کی سزا بھگتیں گے تب اس چیز کی حقیقت کھلے گی جس کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ف ۶ یعنی یہ مکذبین اگر ایک چشم پا افتادہ زمین ہی کے احوال میں غور کرتے تو مبدا و معاد کی معرفت حاصل کرنے کے لئے کافی ہو سکتی تھی۔ کیا دیکھتے نہیں کہ اسی کرکری اور حقیر مٹی سے کیسے عجیب و غریب رنگ برنگ پھول پھل اور قسم قسم کے غلے اور میوے ایک مضبوط نظام تکوین کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ کسی لامحدود قدرت و حکمت رکھنے والے صانع نے اس پر رونق چمن کی گلکاریاں کی ہیں جس کے قبضہ میں وجود کی باگ ہے اور وہی جب چاہے اسے ویران کر سکتا اور ویرانی کے بعد دوبارہ آباد کر سکتا ہے۔ پھر ان آیات تکوینیہ کو سمجھ لینے کے بعد آیات تنزیلیہ کی تصدیق میں کیا اشکال رہ جاتا ہے۔ ہاں ماننا ہی منظور نہ ہو تو الگ بات ہے۔ ف ۷ یعنی زبردست تو ایسا ہے کہ نہ ماننے پر فوراً عذاب بھیج سکتا تھا۔ مگر رحم کھا کر تاخیر کرتا ہے کہ ممکن ہے اب بھی مان لیں۔ آگے عبرت کے لئے مکذبین کے چند واقعات بیان فرمائے ہیں جن سے ظاہر ہو گا کہ خدا نے ان کو کہاں تک ڈھیل دی جب کسی طرح نہ مانے تو پھر کیسے تباہ کیا ان میں پہلا قصہ قوم فرعون کا ہے جو پیشتر سورۂ "اعراف" اور "سورۂ طٰہٰ" وغیرہ میں بالتفصیل گزر چکا۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں ف ۸ تم جا کر انہیں خدا کے غضب سے ڈراؤ

الربع

ع ۹ ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف - بنی اسرائیل کا وطن تھا ملک شام حضرت ابراہیم کے وقت سے حضرت یوسف کے سبب مصر میں آ رہے ۔ کئی مدت گذری ۔ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون ان کو نہ چھوڑتا تھا ان سے کام لیتا بیگار میں ف ایک قبطی کا خون ہوا تھا ۔ ان سے ۔ سورۂ قصص میں آوے گا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ○ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ

نہیں چلتی میری زبان سو پیغام دے ہارون کو اور ان کو مجھ پر ہے ایک گناہ کا دعویٰ سو ڈرتا ہوں

نہیں چلتی ہے ۔ میری زبان سو پیغام دے ہارون کو ف اور ان کو مجھ پر ہے ایک گناہ کا دعویٰ ف سو ڈرتا ہوں

اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ○ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ○

کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا کوئی نہیں تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ۔ ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں

کہ مجھ کو مار ڈالیں ف فرمایا کبھی نہیں تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں ف

فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا

سو جاؤ فرعون پاس اور کہو ہم پیغام لائے ہیں جہان کے صاحب کا کہ چلا دے ہمارے ساتھ

سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لے کر آئے ہیں پروردگار عالم کا کہ بھیج دے ہمارے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ

بنی اسرائیل کو ف بولا کیا ہم نے پالا نہیں تجھ کو اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں

ساتھ بنی اسرائیل کو ف بولا کیا نہیں پالا ہم نے تجھ کو اپنے اندر لڑکا سا ف اور رہا تو ہم میں اپنی

عُمُرِكَ سِنِيْنَ ○ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ

اپنی عمر میں سے کئی برس اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو ہے

عمر میں سے کئی برس ف اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا ف اور تو ہے

الْكٰفِرِيْنَ ○ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ○ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ

ناشکر ف کہا کیا تو تھا میں نے وہ اور میں تھا چوک گیا والا پھر بھاگا میں تم سے

ناشکر ف کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا چوک کرنے والا پھر بھاگا میں تم سے

لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَتِلْكَ

جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پیغام پہنچانے والا اور وہ

جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پہنچانے والا ف اور کیا وہ

نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ

احسان ہے جو تو مجھ پر رکھے کہ غلام کر لئے تو نے بنی اسرائیل بولا فرعون کیا معنی

احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو ف۱۲ بولا فرعون کیا معنی

الْعٰلَمِيْنَ ○ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ

جہان کا صاحب کہا صاحب آسمان و زمین کا اور جو ان کے بیچ ہے اگر تم

پروردگار عالم کا ف۱۳ کہا پروردگار آسمان و زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

مُّوْقِنِيْنَ ○ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ○ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

یقین کرو بولا اپنے گرد والوں سے تم نہیں سنتے ہو کہا صاحب تمہارا اور صاحب

یقین کرو ف۱۴ بولا اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو ف۱۵ کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار

اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ

تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا پیغام والا جو تمہاری طرف بھیجا ہے سو باؤلا ہے

تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف بولا تمہارا پیغام لانیوالا جو تمہاری طرف بھیجا گیا

منزل ۵

ف یعنی پوری بات سننے سے پہلے ہی جھٹلانا شروع کر دیں گے اور مجلس میں کوئی تائید کرنے والا نہ ہوگا ۔ ممکن ہے اس وقت طول اور حزن ہو کر طبیعت رک جائے ۔ دل نہ کھلے اور زبان میں کچھ لکنت پہلے ہی سے ہے ۔ تنگ دل ہو کر بولنے میں زیادہ رکاوٹ پیدا نہ ہو جائے اس لئے میری تقویت و تائید کے لئے اگر ہارون کو جو مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہیں ، میرا شریک حال کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہو ف - یعنی ایک قبطی کے خون کا دعویٰ جس کی تفصیل سورۂ قصص میں آئے گی ف یعنی دعوت و تبلیغ سے پہلے ہی میرا کام تمام نہ کر دیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارے آدمی کا خون کر کے بھاگا تھا ۔ ایسی صورت میں فرض تبلیغ کس طرح ادا ہوگا ف یعنی کیا مجال ہے کہ ہاتھ لگا سکیں ۔ جاؤ اپنی استعداد کے موافق ہارون کو بھی ساتھ لو اور ہمارے دیئے ہوئے معجزات و نشانات لے کر وہاں پہنچو ۔ ان نشانات کے ساتھ ہوتے ہوئے تم کو کیا ڈر اور نشان کیا ہم خود ہر موقع پر تمہارے ساتھ ہیں ۔ اور فریقین کی گفتگو سن رہے ہیں ف بنی اسرائیل کا وطن حضرت ابراہیم کے زمانہ سے ملک شام تھا حضرت یوسف کے سبب سے مصر میں آ رہے ۔ وہاں ایک مدت گذری ۔ اب ان کو حق تعالیٰ نے ملک شام دینا چاہا ۔ فرعون ان کو نہ چھوڑتا تھا ۔ کیونکہ ان سے غلاموں کی طرح بیگار میں کام لیتا تھا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی آزادی کا مطالبہ فرمایا ف یعنی تو وہی نہیں جس کو ہم نے اپنے گھر میں بچہ سا اندر سے پالا پوسا اور پرورش کر کے اتنا بڑا کیا اب ایسا دماغ ہو گیا کہ ہم ہی سے مطالبات کرتا ہے اور اپنی بڑائی منواتا ہے ف تیس برس تک کبھی یہ دعویٰ نہ کئے اب یہاں سے نکلتے ہی رسول بن گئے ف یعنی جو کرتوت کر کے بھاگا تھا (قبطی کا خون) ایسے ہم بھولے نہیں ف یعنی ہمارے سب احسانات بھلا کر لگا پیغمبری کے دعوے کرنے ۔ اس وقت تو تجھی (العیاذ باللہ) ان ہی میں کا ایک تھا جن کو تو آج کافر بتاتا ہے ۔ ف یعنی قبطی کا خون میں نے دانستہ نہیں کیا تھا غلطی سے ایسا ہو گیا مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکا مارنے میں جو تادیب کے لئے تھا اس کا دم نکل جائے گا ۔ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ (قصص رکوع ۲) ف یعنی بے شک میں خوف کھا کر یہاں سے بھاگا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مجھے نبوت و حکمت عطا فرمائے اس نے اپنے فضل سے مجھے سرفراز کیا ۔ اور رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا یہ بجائے خود میری صداقت کی دلیل ہے کہ جو شخص تم سے خوف کھا کر بھاگا تھا وہ پھر اسی طرح بے خوف و خطر تنہا تمہارے سامنے آ کر ڈٹ جائے ف۱۱ یعنی بچپن میں میری پرورش کا احسان جتلانا تجھے زیب نہیں دیتا ۔ کیا ایک اسرائیلی بچہ کی تربیت سے اس کا جواب ہو سکتا ہے کہ تو نے اس کی ساری قوم کو غلام بنا رکھا ہے ۔ بالخصوص جب کہ اس بچہ کی تربیت بھی خود تیرے زہرہ گداز مظالم کے سلسلہ ہی میں وقوع پذیر ہوئی ہو ۔ نہ تو "بنی اسرائیل" کے بچوں کو ذبح کرتا نہ خوف کی وجہ سے میری والدہ تابوت میں رکھ کر مجھے دریا میں چھوڑتی نہ تیرے محل تک رسائی ہوتی ۔ ان حالات کا تصور کر کے تجھ کو ایسا احسان جتلاتے ہوئے شرمانا چاہئے ۔ اور صاف بات یہ ہے کہ جس پروردگار نے تجھ جیسے دشمن کے گھر میں میری پرورش کرائی اس نے آج تیری خیر خواہی کے لئے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے ف۱۲ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے امتثال میں اپنے کو "رب العالمین" کا پیغمبر کہا ۔ اس پر فرعون مجوز ۔ تعنت اور بحث و مکابرہ کی راہ میں بولا کر (العیاذ باللہ) رب العالمین کیا چیز ہوتی ہے ۔ میری موجودگی میں کسی اور رب کا نام لینا کیا معنی رکھتا ہے ۔ کیونکہ اس لعین کا دعویٰ تو اپنی قوم کے روبرو یہ تھا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (میں اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں سمجھتا) اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى "(تمہارا بڑا پروردگار میں ہوں) چنانچہ اس کی قوم کے لوگ بعض تو انتہائی جہل و بلادت سے اور بعض خوشامد و طمع سے اس کی اس پرستش کرتے ہیں مگر دل میں اس ملعون کو بھی خدا کی ہستی کا یقین تھا جیسا کہ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآىِٕرَ (بنی اسرائیل رکوع ۱۲) سے ظاہر ہوتا ہے ف۱۳ یعنی آسمان و زمین کی سب چیزیں اسی کے زیر تربیت ہیں ۔ وہی رب العالمین ہے اگر تمہارے قلوب میں کسی چیز پر بھی یقین لانے کی استعداد موجود ہو ۔ تو فطرۃ انسانی سب سے پہلے اسی چیز کا یقین دلانے کے لئے کافی ..... ہے ۔ ف۱۴ فرعون جان بوجھ کر بات کو رلانا چاہتا تھا ۔ اپنے حوالی موالی کو ابھارنے اور موسیٰ علیہ السلام کی بات کو خفیف کرنے کے لئے کہنے لگا سنتے ہو موسیٰ کیسی دور از کار باتیں کر رہے ہیں کیا تم میں کوئی تصدیق کرے گا کہ میرے سوا آسمان و زمین میں کوئی اور رب ہے ۔ ف۱۵ یعنی او احمق وہی جس رب العالمین کا ذکر کر رہا ہوں وہ ہے جس نے خود تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا اور جب تمہارا پتہ بھی نہ تھا اس وقت زمین و آسمان کی تربیت و تدبیر کر رہا تھا ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَمَجْنُونٌ ○ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ
سو باؤلا ہے کہا رب مشرق اور مغرب کا اور جو ان کے بیچ ہے ف۱ اگر تم
ضرور باؤلا ہے ف۱ کہا پروردگار مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم

تَعْقِلُونَ ○ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ
بوجھ رکھتے ہو ف۲ بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا تو مقرر ڈالوں گا تجھ کو
سمجھ رکھتے ہو ف۲ بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوائے تو مقرر ڈالوں گا تجھ کو

الْمَسْجُونِينَ ○ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ○ قَالَ فَأْتِ بِهِ
قید میں کہا اور جو لایا ہوں تیرے پاس ایک چیز کھول دینے والی بولا تو وہ چیز لا
قید میں ف۳ کہا اور اگرچہ لے کر آیا ہوں تیرے پاس ایک چیز کھول دینے والی ف۴ بولا تو وہ چیز لا

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ○ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ
اگر تو سچ کہتا ہے پھر ڈال دی اپنی لاٹھی تو اسی وقت وہ ناگ ہو گئی
اگر تو سچ کہتا ہے پھر ڈال دیا اپنا عصا سو اسی وقت وہ اژدہا ہوگیا

مُبِينٌ ○ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ○ قَالَ لِلْمَلَإِ
صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ تو اسی وقت چٹا ہے دیکھتوں کے سامنے بولا اپنے گرد کے
صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ سو اسی وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے بولا اپنے گرد کے

حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ○ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ
سرداروں سے یہ کوئی جادوگر ہے پڑھا چاہتا ہے کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے
سرداروں سے یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا ہے کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے

بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ○ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ
اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا حکم دیتے ہو بولے ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج شہروں میں
اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا حکم دیتے ہو ف۵ بولے ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے شہروں میں

حَاشِرِينَ ○ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ○ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ
نقیب لے آویں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہے پڑھا پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر
نقیب لے آئیں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہے پڑھا ہوا پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک

مَعْلُومٍ ○ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ○ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ
دن کے اور کہہ دیا لوگوں کو تم بھی اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑیں
مقرر دن کے ف۶ اور کہہ دیا لوگوں کو کیا تم بھی اکٹھے ہو گے شاید ہم راہ قبول کرلیں

السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ○ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ
جادوگروں کی اگر ہوئے وہی زبر پھر جب آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے
جادوگروں کی اگر ہو ان کو غلبہ ف۷ پھر جب آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے

أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ○ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا
بھلا کچھ ہمارا نیگ بھی ہے اگر ہوئے ہم زبر بولا البتہ اور تم اس وقت
بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر ہم کو غلبہ بولا البتہ اور تم اس وقت

ف۱ یعنی (العیاذ باللہ) کس دیوانہ کو رسول بنا کر بھیجا ہے جو ہماری اور ہمارے باپ دادوں کی خبر لیتا ہے اور ہماری شوکت و حشمت کو دیکھ کر ذرا نہیں جھجکتا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دماغ عقل سے بالکل خالی ہے ف۲ حضرت موسیٰ نے پھر ایک بات کہی جس طرح کی حضرت ابراہیم نے نمرود کے سامنے آخر میں کہی تھی۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جو مشرق و مغرب کا مالک اور تمام سیارات طلوع و غروب کی تدبیر ایک محکم و مضبوط نظام کے موافق کرنے والا ہے اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو بتلا سکتے ہو کہ اس عظیم الشان نظام کا قائم رکھنے والا بجز خدا کے کون ہو سکتا ہے کیا کسی کو قدرت ہے کہ اس کے قائم کئے ہوئے نظام کو ایک سیکنڈ کے لئے توڑ دے یا بدل ڈالے یہ آخری بات سنکر فرعون بالکل مبہوت ہو گیا اور بحث و جدال سے گزر کر دھمکیوں پر اتر آیا جیسا کہ آگے آتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرتیں بتانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ ان کو یقین نہ آجائے۔ ف۳ اس مرتبہ فرعون نے اپنا مطلب صاف کہدیا کہ یہاں مصر میں اور کوئی خدا نہیں۔ اگر میرے سوا کسی اور معبود کی حکومت مانی تو یاد رکھو قیدخانہ تیار ہے ف۴ یعنی فیصلہ میں ابھی جلدی نہ کر یہ تو تیری باتوں کا جواب تھا۔ اب ذرا وہ کھلے ہوئے نشان بھی دیکھ جن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور میری صداقت دونوں کا اظہار ہو اگر ایسے نشان دکھلاؤں تو کیا پھر بھی تیرا فیصلہ یہی رہے گا ف۵ یا تو خدائی کے دعوے تھے یا اتنی جلد ایسا حواس باختہ ہو گیا کہ اپنے غلاموں اور پرستاروں کے احکام پر چلنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ ف۶ یعنی عید کے دن چاشت کے وقت ف۷ یعنی سب کو اکٹھا ہونا چاہیئے۔ امید قوی ہے کہ ہمارے جادوگر غالب آئیں گے اس وقت ہم موسیٰ کی شکست اور مغلوبیت دکھلانے کے لئے اپنے ساحرین ہی کی راہ پر چلیں گے گویا یہ ظاہر کرنا تھا کہ اس میں ہماری کوئی خود غرضی نہیں۔ جب مقابلہ میں ہمارا پلہ بھاری رہیگا تو انصافاً کسی کو ہمارے طریقہ سے منحرف ہونے کی گنجائش نہیں رہ سکتی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝ فَاَلْقَوْا

نزدیک والوں میں ہوگے ف۱ کہا ان کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر

مقربوں میں ہوگے ف کہا ان کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو ف۲ پھر ڈالیں

حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی زبر رہے

انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے ف۳

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا پھر اوندھے گرے جادوگر

پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا ف۴ پھر اوندھے گرے جادوگر

سٰجِدِيْنَ ۝ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝

سجدہ میں بولے ہم نے مانا جہان کے رب کو جو رب موسیٰ اور ہارون کا

سجدہ میں بولے ہم نے مان لیا جہان کے رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ

بولا تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو

بولا تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو سکھلایا

السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

سکھایا جادو سو اب معلوم کروگے ف۵ البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسرے پاؤں

جادو ف۵ سو اب معلوم کروگے البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں

وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝

اور سولی چڑھاؤں تم سب کو بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا

اور سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو بولے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۶

اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ ع۳ ۱۸

ہم غرض رکھتے ہیں کہ بخشے ہم کو رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے

ہم غرض رکھتے ہیں کہ بخش دے ہم کو رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے ف۷

اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ

اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگیں گے پھر بھیجے

اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے ف۸ پھر بھیجے

فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝

فرعون نے شہروں میں نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہیں تھوڑی سی

فرعون نے شہروں میں نقیب ف۹ یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی ف۱۰

وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ

اور وہ مقرر ہم سے جی جلے ہیں اور ہم سارے خطرہ رکھتے ہیں پھر نکالا ہم نے ان کو

اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں ف۱۱ اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں ف۱۲ پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو

ف۱ یعنی نہ صرف مالی انعام و اکرام بلکہ تم میرے خاص مصاحبوں میں رہوگے ان آیات کا مفصل بیان "اعراف" "اور طٰہٰ" میں گذر چکا ہے ف۲ یعنی جب ساحرین نے کہا کہ موسیٰ تم پہلے اپنی لاٹھی ڈالتے ہو یا ہم ڈالیں اس کے جواب میں فرمایا کہ تم ہی اپنی قوت خرچ کر دیکھو ف۳ بعض نے "بعزت فرعون" کو قسم کے معنی میں لیا ہے یعنی فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی غالب ہوکر رہیں گے ف۴ یعنی آخر نے کھلے کر خالی رسیاں اور لاٹھیاں رہ گئیں جو سانپوں کی صورتیں انہوں نے بنائی تھیں موسیٰ کا عصا ان کو نگل گیا ف۵ یعنی موسیٰ تمہارا بڑا استاد ہے آپس میں سازش کر کے آئے ہو کہ تم یہ کرنا ہم یوں کہیں گے اور حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "تمہارا بڑا"، کہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو واللہ اعلم ف۶ یعنی بہرحال مرکر خدا کے یہاں جانا ہے اس طرح مریں گے شہادت کا درجہ ملے گا یہ سب مضامین سورۂ اعراف وغیرہ میں گذر چکے ہیں وہاں دیکھ لیا جائے ف۷ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی دعوۃ تبلیغ کے بعد بھرے مجمع میں ظالم فرعون کے روبرو سب سے پہلے ہم نے قبول حق کا اعلان کیا اس سے امید ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ ہماری گذشتہ تقصیرات کو معاف فرمائے گا ف۸ یعنی جب ایک مدت مدید تک سمجھانے اور آیات دکھلاتے رہنے کے بعد بھی فرعون نے حق کو قبول نہ کیا اور بنی اسرائیل کا ستانا نہ چھوڑا تو ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو لے کر رات میں یہاں سے ہجرت کر جاؤ اور دیکھنا یہ فرعونی لوگ تمہارا پیچھا کریں گے گھبرانا نہیں۔ ف۹ تا تمام قبطیوں کو جمع کر کے بنی اسرائیل کا تعاقب کرے۔
ف۱۰ یعنی ان تھوڑے سے آدمیوں نے ہم کو تنگ کر رکھا ہے حالانکہ ان کی ہستی کیا ہے جو تمہارے مقابلہ میں عہدہ برآ ہوسکیں یہ باتیں قوم کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کہیں ف۱۱ یا ہم کو غصہ دلا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کم بختی نے دھکا دیا ہے ف۱۲ تو اس روز روز کے خطرہ کا قلع قمع ہی کر دو بعض مفسرین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ہماری بڑی جمعیت ہے جو محتاط یا مسلح ہے تو یہ الفاظ دل بڑھانے کے لئے ہوں گے واللہ اعلم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا مرگیا۔ اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو ماتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل
پیچھے گئے دریائے قلزم پر جا لئے ۱۳ منہ رحمہ اللہ تعالٰی ف۳ پانی پھٹ کر اتھا بارہ جگہ سے پھٹ کر گلیاں پڑ گئیں بارہ قبیلہ بنی اسرائیل اس میں پیٹھے بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے ۔ ف۳ یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ مکہ کے فرعون
بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے ۔ بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا —————— از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۚ وَاَوْرَثْنٰهَا
باغ اور چشمے چھوڑ کر اور خزانے اور گھر خاصے اسی طرح اور ہاتھ لگائیں یہ
باغوں اور چشموں سے اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے اسی طرح ف۱ اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ
چیزیں بنی اسرائیل کو پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلتے ف۲ پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے
چیزیں بنی اسرائیل کے ف۲ پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں کہنے لگے

اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝
موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا کوئی نہیں میرے ساتھ ہے میرا رب اب مجھ کو
موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے ف۳ کہا ہرگز نہیں میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا ف۴

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ
راہ بتا دے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر پھٹ گیا تو ہو گئی
پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئی

كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا
ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ ف۱ اور پاس پہنچایا ہم نے اس جگہ دوسروں کو اور بچا دیا ہم نے
ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ ف۶ اور پاس پہنچا دیا ہم نے اسی جگہ دوسروں کو اور بچا دیا ہم نے

مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ
موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سارے پھر ڈبا دیا ہم نے ان دوسروں کو اس چیز
ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر ڈبا دیا ہم نے ان دوسروں کو ف۷ اس چیز

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
میں ایک نشانی ہے اور نہیں وہ بہت لوگ ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے
میں ایک نشانی ہے اور نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے ف۸ اور تیرا رب وہی ہے زبردست

الرَّحِيْمُ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ
زبردست رحم والا ف۲ اور سنا اس کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو
رحم والا ف۲ اور سنا دے ان کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو

مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝ قَالَ
تم کیا پوجتے ہو بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن اس پاس لگے بیٹھے رہیں کہا
تم کس کو پوجتے ہو ف۹ وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں ف۱۰ کہا

هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا
کچھ سنتے ہیں تمہارا جب پکارتے ہو یا بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا بولے
کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو ف۱۱ یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا ف۱۲ بولے

بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ
نہیں پر ہم نے پائے اپنے باپ دادے یہی کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہے
نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی کام کرتے ف۱۳ کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو

ف۱ یعنی اس طرح قبطی گھربار، مال، دولت باغ اور کھیتیاں چھوڑ کر بنی اسرائیل کے تعاقب میں ایک دم نکل پڑے جنہیں پھر لوٹنا نصیب نہ ہوا گویا اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نکال باہر کیا ف۲ یا تو اس کے بعد ہی یہ چیزیں بنی اسرائیل کے ہاتھ لگیں اور یا ایک مدت بعد سلیمان علیہ السلام کے عہد میں جب ملک مصر بھی ان کی سلطنت میں شامل ہوا واللہ اعلم۔ پہلے اس کے متعلق اختلاف گزر چکا ہے ف۳ یعنی بحر قلزم کے کنارے پہنچ کر بنی اسرائیل پار ہونے کی فکر کر رہے تھے کہ پیچھے سے فرعونی لشکر نظر آیا گھبرا کر موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب ان کے ہاتھ سے کیسے بچیں آگے سمندر حائل ہے اور پیچھے سے دشمن دبائے چلا آ رہا ہے ف۴ یعنی گھبراؤ نہیں اللہ کے وعدوں پر اطمینان رکھو اس کی حمایت و نصرت میرے ساتھ ہے وہ یقیناً ہمارے لئے کوئی راستہ نکال دے گا ناممکن ہے کہ دشمن ہم کو پکڑ سکے ف۵ پانی پھٹ کر اتھا بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے الگ الگ ان میں کو گزرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے (کذا فی موضح القرآن) ف۶ یعنی فرعونی لشکر بھی قریب آ گیا اور دریا میں راستے بنے ہوئے دیکھ کر بنی اسرائیل کے پیچھے بے سوچے سمجھے گھس پڑا جب تمام لشکر دریا کی لپیٹ میں آ گیا فوراً خدا کے حکم سے پانی کے پہاڑ ایک دوسرے سے مل گئے یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے ف۷ یعنی جب اکثروں نے حق کو قبول نہ کیا تو آخر میں قدرت نے یہ نشان دکھلا دیا جس سے صادقین اور مکذبین کے انجام کا دنیا ہی میں الگ الگ پتہ چل جاتا ہے ف۸ یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کے دن جیسے فرعون تباہ ہوا (موضح القرآن) ف۹ یعنی یہ چیز کیا ہے جسے تم پوجتے ہو ف۱۰ یعنی تم ہمارے معبودوں کو جانتے نہیں جو ایسی تحقیر سے سوال کر رہے ہو ہم ان مورتوں کو پوجتے ہیں اور اس قدر محبت و عقیدت ہمارے دلوں میں ہے کہ دن بھر آسن جمائے ان ہی کو لگے بیٹھے رہتے ہیں ف۱۱ یعنی اتنا پکارتے ہو کبھی تمہاری بات سنتے ہیں اگر نہیں سنتے (جیسا کہ ان کے جماد ہونے سے ظاہر ہے) تو پکارنا فضول ہے ف۱۲ یعنی کیا پوجنے پر کچھ نفع یا نہ پوجنے کی صورت میں کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں ظاہر ہے جو اپنے اوپر سے مکھی تک نہ اڑا سکیں وہ دوسرے کو کیا نفع نقصان پہنچا سکیں گے پھر ایسی عاجز و لایعقل چیز کو معبود ٹھہرانا کہاں کی عقلمندی ہے ف۱۳ یعنی ان منطقی بحثوں اور کٹ حجتیوں کو ہم نہیں جانتے نہ ہماری عقیدت اور پرستش کا مدار ان باتوں پر ہے بس تمہارے لیے اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے بڑے اسی طرح کرتے چلے آئے کیا ہم ان سب کو احمق سمجھ لیں۔

ع ۳ / ۱۷ ۸

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمانہ میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور راست ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

تَعْبُدُونَ ۝ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ

جو — تم — اور تمہارے باپ دادے اگلے — سو وہ میرے غنیم ہیں مگر صاحب

پوجتے رہے ہو — تم اور تمہارے باپ دادے اگلے — ف۱ سو وہ میرے غنیم ہیں — ف۲ مگر جہان

الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَ

جہان کا — جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو سوجھ دیتا ہے — اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور

کا رب — ف۳ جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے — ف۴ اور — وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور

يَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝

پلاتا ہے — اور جب میں بیمار ہوں تو وہی چنگا کرتا ہے — اور جو وہ مجھ کو مارے گا پھر جلاوے گا

پلاتا ہے — اور جب میں بیمار ہوں تو وہی شفا دیتا ہے — اور وہ جو مجھ کو ماریگا اور پھر جلائے گا ف۵

وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا

اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیریں انصاف کے دن — اے رب دے مجھ کو حکم

اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن — ف۶ اے میرے رب دے مجھ کو حکم

وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝

اور ملا مجھ کو نیکوں میں — اور رکھ میرا بول سچا — پچھلوں میں ف۷

اور ملا مجھ کو نیکوں میں — ف۷ اور رکھ میرا بول سچا — پچھلوں میں ف۸

وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ

اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باغ کا — اور معاف کر میرے باپ کو — وہ تھا

اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت کے باغ کے — ف۹ اور معاف کر میرے باپ کو — وہ تھا

الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝

راہ بھولوں میں — اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن جی کر اٹھیں — جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے

راہ بھولے ہوؤں میں ف۱۰ اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں — جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرِّزَتِ

مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا — اور پاس لائے بہشت واسطے ڈر والوں کے — اور نکالی

مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس دل چنگا ف۱۱ اور پاس لائی بہشت کو واسطے ڈر والوں کے — اور نکالیں

الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِن دُونِ

دوزخ سامنے بے راہوں کے — اور کہیے ان کو کہاں ہیں جن کو پوجتے تھے — اللہ کے سوا

دوزخ کو سامنے بے راہوں کے ف۱۲ اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو تم پوجتے تھے — اللہ کے

اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ۝ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝

کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلا لے سکتے — پھر اوندھے ڈالدیئے اس میں وہ اور سب بے راہ

سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں ف۱۳ پھر اوندھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو

وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ

اور لشکر ابلیس کے سارے — کہیں گے جب وہ وہاں جھگڑنے لگیں — قسم اللہ کی

اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو — کہیں گے جب وہ وہاں باہم جھگڑنے لگیں — قسم اللہ کی

ف۱ یعنی ان کا پوجنا ایک پرانی حماقت ہے ورنہ جس کے اختیار اور قبضہ میں ذرہ برابر نفع نقصان نہ ہو اس کی عبادت کیسی؟ ف۲ یعنی لو میں بےخوف و خطر اعلان کرتا ہوں کہ تمہارے ان معبود میرے دشمن ہیں ان کی گت بناکر رہوں گا تا اللہ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ (انبیاء، رکوع ۵) اگر ان میں کوئی طاقت ہے تو مجھ کو نقصان پہنچا دیکھیں۔ کما قال تعالیٰ فی موضع آخر "وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا" الآیۃ (انعام رکوع ۹) وقال نوح علیہ السلام "فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ" (یونس رکوع ۸) وقال ہود علیہ السلام "فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ" (ہود رکوع ۵) اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہ بطور تعریض لطیف پیرایہ میں مشرکین پر تعریض ہے۔ یعنی جن کی تم عبادت کر رہے ہو میں ان کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں اگر فرضاً ان کی پرستش کروں تو سراسر نقصان ہے۔ اسی سے سمجھ لو کہ تم بھی ان کی عبادت کر کے نقصان اٹھا رہے ہو ف۳ کہ وہی میرا معبود و دوست اور مددگار ہے ف۴ یعنی خلاص دارین کی راہ دکھاتا اور اعلیٰ درجہ کے فوائد و منافع کی طرف رہنمائی کرتا ہے ف۵ یعنی کھلانا پلانا، مارنا جلانا اور بیماری سے اچھا کرنا سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے ف۶ یعنی کسی معاملہ میں بھول چوک یا اپنے درجہ کے موافق خطا و تقصیر ہو جائے تو اسی کی مہربانی سے معافی کی توقع ہو سکتی ہے کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں۔ آگے حق تعالیٰ کے کمالات اور مہربانیوں کا ذکر کرتے کرتے حضرت ابراہیم نے غلبۂ حضور سے دعا شروع کر دی جو کمال عبدیت کے لوازم میں سے ہے ف۷ یعنی مزید علم و حکمت اور درجات قرب و قبول مرحمت فرما اور اعلیٰ درجہ کے نیکوں کے زمرہ میں (جو انبیاء علیہم السلام ہیں) شامل رکھ۔ کما قال نبینا صلعم "اللَّهُمَّ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَىٰ"، اس دعا سے اپنی کامل احتیاج اور حق تعالیٰ کی غنا کا اظہار مقصود ہے، یعنی نبی ہو یا ولی، اللہ تعالیٰ کسی کے معاملہ میں مجبور و مضطر نہیں۔ ہر وقت اسی کے فضل و رحمت سے کام چلتا ہے ف۸ یعنی ایسے اعمال مرضیہ اور آثار حسنہ کی توفیق دے کہ پیچھے آنیوالی نسلیں ہمیشہ میرا ذکر خیر کریں اور میرے راستہ پر چلنے کی طرف راغب ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمانہ میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور راست ہو اور میرا دین تازہ کریں۔ چنانچہ یہی ہوا کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم کو دنیا میں قبول عام عطا فرمایا اور ان کی نسل سے خاتم الانبیاء صلعم کو مبعوث کیا جنھوں نے ملت ابراہیمی کی تجدید کی اور فرمایا کہ میں ابراہیم کی دعا ہوں۔ آج بھی ابراہیم کا ذکر خیر اہل ملل کے زبانوں پر جاری ہے اور امت محمدیہ تو ہر نماز میں "كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ" اور "كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ" پڑھتی ہے۔ ف۹ یعنی جنت کا جو آدم کی میراث ہے ف۱۰ ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دعا باپ کی موت کے بعد کی۔ مگر دوسری جگہ تصریح آگئی کہ جب اس کا دشمن خدا ہونا ظاہر ہو گیا تو برات اور بیزاری کا اظہار فرمایا کما قال تعالیٰ "وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ" (توبہ رکوع ۱۴) اور اگر "إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ" میں "کان" کا ترجمہ "تھا" کے بجائے "ہے" سے کیا جائے، پھر کوئی اشکال نہیں۔ کیونکہ زندگی میں ایمان لے آنے کا امکان تھا تو دعا کا حاصل یہ ہے کہ الٰہی اس کو ایمان سے مشرف فرما کر کفر کے زمانے کی خطائیں معاف فرما دے۔ اس کی قدرے مفصل تحقیق پہلے کسی جگہ گذر چکی ہے۔ فلیراجع۔ ف۱۱ یعنی بھلا چنگا بے روگ دل جو کفر و نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہوگا وہی وہاں کام دے گا۔ ترے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال و اولاد فدیہ دیکر جان چھڑا لے تو ممکن نہیں۔ یہاں کے صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اسی وقت ہے جب اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہو ف۱۲ یعنی محشر میں جنت مع اپنی انتہائی آرائش و زیبائش کے متقین کو قریب نظر آئے گی۔ جسے دیکھ کر داخل ہونے سے پہلے ہی مسرور و محظوظ ہوں گے۔ اسی طرح دوزخ کو مجرموں کے پاس لے آئیں گے تا داخل ہونے سے پیشتر ہی خوف کھا کر لرزنے لگیں ف۱۳ یعنی اب وہ فرضی معبود کہاں گئے کہ تمہاری مدد کر کے اس عذاب سے چھڑا سکتے ہیں نہ بدلہ لے سکتے ہیں بلکہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمَآ اَضَلَّنَآ

ہم تھے صریح غلطی میں جب تم کو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کے اور ہمکو راہ سے

ہم تھے صریح غلطی میں جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے

اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝ فَلَوْ اَنَّ لَنَا

بھلایا ان گنہگاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا سو

بہکایا سو ان گنہگاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والے اور نہ کوئی دوست محبت کرنے والا ف۱ سو

كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

کسی طرح ہم کو پھر جانا ہو تو ہم ہوں ایمان والوں میں اس بات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ

کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں ف۲ اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں

ع ۵/۱۰ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ

نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا نوح کی قوم نے

نہیں ماننے والے ف۳ اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا نوح کی قوم نے

الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے واسطے

پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام

اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ

پیغام لانے والا ہوں معتبر ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر

لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۴ اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے

اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

مجھ نیگ میرا نیگ اسی جہان کے صاحب پر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجھ کو مانیں اور

اسی پروردگار عالم پر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۵ بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں اور تیرے

الْاَرْذَلُوْنَ ؕ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا

تیرے ساتھ ہو رہے ہیں کمینے کہا مجھ کو کیا علم ہے جو کام وہ کر رہے ہیں ف۱ ان کا حساب پوچھنا

ساتھ ہو رہے ہیں کمینے ف۶ کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کا جو کام وہ کر رہے ہیں ان کا حساب پوچھنا میرے

عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ

میرے رب ہی پر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو میں تو یہی

رب کا ہی کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو ف۷ میں تو بس یہی ڈر

مُّبِيْنٌ ؕ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ؕ قَالَ

ڈر سنا دینے والا ہوں کھول کر بولے اگر تو نہ چھوڑے گا اے نوح تو ہو گا سنگسار کہا

سنا دینے والا ہوں کھول کر ف۸ بولے اگر تو نہ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا ف۹ کہا

رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ

اے رب میری قوم نے مجھکو جھٹلایا سو فیصلہ کر میرے ان کے بیچ کسی طرح فیصلہ اور بچالے مجھ کو اور

اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلا دیا سو فیصلہ کر دے میرے ان کے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ ف۱۰ اور بچا لے

ف۱ یعنی بت اور بت پرست اور ابلیس کا سارا لشکر سب کو دوزخ میں اوندھے منہ گرا دیا جائیگا وہاں پہنچ کر آپس میں جھگڑیں گے ایک دوسرے کو الزام دیگا اور آخر کار اپنی گمراہی کا اعتراف کریں گے کہ واقعی ہم سے بڑی سخت غلطی ہوئی کہ تم کو (یعنی بتوں کو یا دوسری چیزوں کو جنہیں خدائی کے حقوق و اختیارات دے رکھے تھے) رب العالمین کے برابر کر دیا کیسی غلطی ہم سے ان بڑے شیطانوں نے کرائی اب ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں نہ کوئی بت کام دیتا ہے نہ شیطان مدد کو پہنچتا ہے وہ خود ہی دوزخ کے کندے بن رہے ہیں کوئی آشنا بھی نہیں کہ خدا کے یہاں ہماری سفارش کر دے یا کم از کم اس آڑے وقت میں کوئی دوست دلسوزی یا ہمدردی ہی کا اظہار کرے سچ ہے اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ (زخرف رکوع۶) ف۲ یعنی اگر ایک مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس جانے کا موقع دیا جائے تاکہ وہاں سے پکے ایماندار بن کر آئیں لیکن یہ کہنا بھی جھوٹ ہے۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (انعام رکوع۳) ف۳ یعنی ابراہیم کے اس قصہ میں توحید وغیرہ کے دلائل اور مشرکین کا عبرتناک انجام دکھلایا گیا ہے مگر لوگ کہاں مانتے ہیں ف۴ یعنی نہایت صدق و امانت کے ساتھ حق تعالیٰ کا پیغام بلا کم و کاست تم کو پہنچاتا ہوں لہٰذا واجب ہے کہ پیغام الٰہی سنکر خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو ف۵ یعنی ایک بے غرض اور بے لوث آدمی کی بات ماننی چاہیئے ف۶ یعنی تھوڑے سے کمینے اور نیچ قوم کے لوگ اپنی نمود کے لئے تیرے ساتھ ہو گئے ہیں بھلا یہ کیا اچھے کام کریں گے اور ہمارا فضل و شرف کب اجازت دے سکتا ہے کہ ان کمینوں کے دوش بدوش تمہاری مجلس میں بیٹھا کریں پہلے تو آپ ان کو اپنے یہاں سے کھسکائیے پھر ہم سے بات کرنا۔ ف۷ یعنی مجھے ان کا صدق و ایمان قبول ہے ان کے پیشے یا نیت اور اندرونی کاموں کے جاننے سے کیا مطلب اس کا فیصلہ اور حساب تو پروردگار کے یہاں ہو گا باقی میں تمہاری خاطر سے غریب ایمانداروں کو اپنے پاس سے دھکے نہیں دے سکتا۔ ف۸ یعنی میرا فرض تم کو آگاہ کر دینا تھا سو کر چکا۔ تمہاری لغو فرمائشیں پوری کرنا میرے ذمہ نہیں ف۹ یعنی بس اب ہم کو اپنی نصیحت سے معاف رکھو اگر اس روش سے باز نہ آئے تو سنگسار کئے جاؤ گے ف۱۰ یعنی میرے اور ان کے درمیان عملی فیصلہ فرما دیجئے اب ان کے راہ راست پر آنے کی توقع نہیں۔

موضح قرآن ف۱ کمینے کہا محنتی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوئے ہیں سو فرمایا کہ مجھ کو ان کا صدق قبول ہے ان کے کام سے کیا غرض کہ ان کا پیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط مینارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ
از شاہ عبد القادر صاحبؒ

النصف

مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○

جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے اس لدی کشتی میں

میرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۱ پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے اس لدی ہوئی کشتی میں

ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ○ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

پھر ڈبا دیا پیچھے ان رہے ہوؤں کو البتہ اس بات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ

پھر ڈبا دیا ہم نے اس کے پیچھے ان باقی رہے ہوؤں کو ف۲ البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ

مُّؤْمِنِیْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ○ؑ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ○

نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا عاد نے پیغام لانے والوں کو

نہیں ہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا عاد نے پیغام لانے والوں کو

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○ۚ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ○ۙ

جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر

جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ○ۚ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ نیگ میرا نیگ ہے

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے

اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ؕ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ○ۙ وَ

اسی جہان کے صاحب پر کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کو اور

اسی جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور

تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ○ۚ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ

بناتے ہو کاریگریاں شاید تم ہمیشہ رہو گے ف۱ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو

بناتے ہو کاریگریاں شاید تم ہمیشہ رہو گے ف۳ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو

جَبَّارِیْنَ ○ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ○ۚ وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا

پنجہ مارتے ہو ظلم سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچایا ہے

پنجہ مارتے ہو ظلم سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۴ اور ڈرو اس سے جس نے

تَعْلَمُوْنَ ○ۚ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ○ۚ وَجَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ

جو کچھ جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں

تم کو پہنچائیں وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں

عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ؕ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ

تم پر ایک بڑے دن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے

تم پر ایک بڑے دن کی آفت سے ف۵ بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے تو

مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ○ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ○ۙ وَمَا نَحْنُ

نصیحت والا اور کچھ نہیں یہ عادت ہے اگلے لوگوں کی اور ہم کو آفت

نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے اگلے لوگوں کی اور ہم پر آفت

ع ١٨ / ١٠

ف۱ یعنی مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو الگ کر کے ان کا بیڑا غرق کر ف۲ اس قصہ کی تفصیل پہلے کئی جگہ گذر چکی ف۳ ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط مینارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام ہو جائے اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف کی بناتے تھے مال ضائع کرنے کو ان میں بڑی کاریگریاں دکھلاتے گویا یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور یہ یادگاریں اور عمارتیں کبھی برباد نہ ہوں گی (لیکن آج دیکھو تو ان کے کھنڈر بھی باقی نہیں) ف۴ یعنی ظلم و ستم سے زیردستوں اور کمزوروں کو تنگ کر رکھا ہے گویا انصاف اور نرمی کا سبق ہی نہیں پڑھا خدا کی ضعیف مخلوق کو جبر و تعدی کا تختہ مشق بنا رکھا ہے۔ سو اللہ سے ڈرو ظلم و تکبر سے باز آؤ اور میری بات مانو ف۵ یعنی اتنا تو سوچو کہ آخر یہ سامان تم کو کس نے دیئے ہیں کیا اس منعم حقیقی کا تمہارے ذمہ کوئی حق نہیں اگر تمہاری یہی شرارت اور سرکشی رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ پہلی قوموں کی طرح کسی سخت آفت میں گرفتار نہ ہو جاؤ دیکھو میں تم کو نصیحت کر چکا اپنے انجام کو خوب سوچ لو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِمُعَذَّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ

نہیں آنے والی پھر اس کو جھٹلانے لگے تو ہم نے ان کو کھپا دیا اس بات میں البتہ نشان ہے اور وہ

نہیں آنے والی ف۱ پھر اس کو جھٹلانے لگے تو ہم نے ان کو غارت کر دیا ف۲ اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں

أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَتْ

ع ۱۸ / ۱۱

سب لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي

ثمود نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم کو ڈر نہیں میں

ثمود نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

تم پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے

تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي

اس پر کچھ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان کے صاحب پر کیا چھوڑ دیں گے

اس پر کچھ بدلا میرا بدلہ ہے اسی جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو

مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ

یہاں کی چیزوں میں نڈر باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور

یہاں کی چیزوں میں بے کھٹکے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور

طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا

کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر تکلف سے سو ڈرو

کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو

اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو

اللہ سے اور میرا کہا مانو ف۴ اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مِنَ

بگاڑ کرتے ہیں ملک میں اور سنوار نہیں کرتے بولے تجھ پر کسی نے جادو

خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے ف۵ بولے تم پر تو کسی نے جادو

الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِن كُنتَ مِنَ

کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو

کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم ف۶ سو لے آ کچھ نشانی اگر تو

الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ

سچا ہے کہا یہ اونٹنی ہے اس کو پانی پینے کی ایک باری اور تم کو باری ایک دن کی

سچا ہے ف۷ کہا یہ اونٹنی ہے اس کے لئے پانی پینے کی ایک باری اور تمہارے لئے باری ایک دن کی

ف۱ یعنی تمہاری نصیحت بیکار ہے یہ جادو ہم پر چلنے والا نہیں تو دیکھ رہے یہ عادت چلی آتی ہے کہ کچھ لوگ نبی بن کر عذاب سے ڈرایا کرتے ہیں اور مرنے جینے کا سلسلہ بھی پہلے سے چلا آتا ہے تو اس سے ہم کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے رہا جو طریقہ ہمارا ہے وہ بڑی ہمارے اگلے باپ دادوں کا تھا ہم اس سے کسی طرح ہٹنے والے نہیں نہ عذاب کی دھمکیوں کو خاطر میں لا سکتے ہیں ف۲ یعنی سخت آندھی بھیج کر ان کا قصہ بھی پہلے اعراف وغیرہ میں مفصل گذر چکا ہے ف۳ یعنی کیا یہ خیال ہے کہ ہمیشہ اسی عیش و آرام اور باغ و بہار کے مزے لوٹو گے اور پہاڑوں کو تراش کر جو تکلف کے مکان تیار کئے ہیں ان سے کبھی نہ نکلو گے یا یہ مضبوط اور سنگین عمارتیں تم کو خدا کے عذاب سے بچا لیں گی اس سودائے خام کو دل سے نکال ڈالو اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر میرا کہا مانو۔ میں تمہارے بھلے کی کہتا ہوں ف۴ یہ عوام کو فرمایا کہ تم ان شریر مفسد شیطانوں کے پیچھے چل کر تباہ نہ ہو یہ تو زمین میں خرابی پھیلانے والے ہیں اصلاح کرنے والے اور نیک صلاح دینے والے نہیں ف۵ یعنی ہم سے کون سی بات تجھ میں زائد ہے جو نبی بن گیا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے تیری عقل ماری گئی (العیاذ باللہ) ف۶ یعنی اگر نبی ہے اور ہم سے ممتاز درجہ رکھتا ہے تو اللہ سے کہہ کر کوئی ایسا نشان دکھلا جسے ہم بھی تسلیم کر لیں پھر فرمائش کی کہ اچھا پتھر کی اس چٹان میں سے ایک اونٹنی نکال دے جو ایسی اور ایسی ہو حضرت صالح نے دعا فرمائی حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ نشان دکھلا دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اونٹنی پیدا ہوئی پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتی اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھہرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اوروں کے مواشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰے ______ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

مقرر اور نہ چھیڑیو اس کو بری طرح پھر پکڑے تم کو آفت ایک بڑے دن کی

مقرر ف اور مت چھیڑیو اس کو بری طرح سے پھر پکڑلے تم کو آفت ایک بڑے دن کی ف

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر کاٹ ڈالی وہ اونٹنی پھر کل رہ گئے پچھتاتے ف پھر پکڑا ان کو عذاب نے البتہ اس بات

پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے ف۳ پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے البتہ اس بات میں

لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست

نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست

الرَّحِيْمُ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝ۖۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ

رحم والا جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی

رحم کرنے والا جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی

لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ۚ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

لوط نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تم کو پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور

لوط نے کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور

اَطِيْعُوْنِ ۝ۚ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى

میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ نیگ میرا نیگ ہے اسی

میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ؕ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ۙ وَتَذَرُوْنَ

جہاں کے صاحب پر کیا دوڑتے ہو جہاں کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو

پروردگار عالم پر کیا تم دوڑتے ہو جہان کے مردوں پر ف اور چھوڑتے ہو

مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝

جو تم کو بنا دیں تمہارے رب نے تمہاری جوروئیں بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑھنے والے

جو تمہارے واسطے بنادی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جوروئیں بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑھنے والے ف

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝ قَالَ اِنِّيْ

بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط تو تو نکالا جاوے گا کہا میں

بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط تو تو نکال دیا جائے گا ف کہا میں

لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ۝ؕ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

تمہارے کام سے البتہ بیزار ہوں اے رب چھڑا مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان

تمہارے کام سے البتہ بیزار ہوں ف اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ۝ۙ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ۚ ثُمَّ

کاموں سے جو یہ کرتے ہیں پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سارے مگر ایک بڑھیا رہی رہنے والوں میں پھر

پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی رہنے والوں میں ف پھر

ع ۱۹ / ۱۲

ف۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں، اونٹنی پیدا ہوئی پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے وہ چھوٹی پھرتی، جس جنگل میں چرنے یا جس تالاب پر پانی پینے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے تب یوں ٹھہرا دیا کہ ایک دن اس پانی پر وہ جائے ایک دن اوروں کے مواشی جائیں۔ ف۲ یعنی اونٹنی کے ساتھ برائی سے پیش آ ما وہ بڑی سخت آفت ہوگی۔ ف۳ ایک بدکار عورت کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک آشنا کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا (موضح القرآن) یہ قصہ بھی پہلے مفصل گذر چکا ف۴ یعنی سارے جہان میں سے مرد ہی تمہاری شہوت رانی کے لئے رہ گئے یا یہ کہ سارے جہان میں سے تم ہی ہو جو اس فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہو ف۵ یعنی یہ خلاف فطرت کام کر کے آدمیت کی حد سے بھی نکل چکے ہو ف۶ یعنی یہ وعظ و نصیحت رہنے دو اگر آئندہ ہمیں تنگ کرو گے تو تم کو بستی سے نکال باہر کریں گے ف۷ اس لئے مزید اس پر اظہار نفرت کروں گا اور نصیحت سے باز نہیں آ سکتا۔ ف۸ یعنی ان کی نحوست اور وبال سے ہم کو بچا اور انہیں غارت کر ف۹ یہ ان کی بیوی تھی جو ان بدمعاشوں سے مل رہی تھی جب عذاب آیا تو یہ بھی ہلاک ہوئی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ اِنَّ

اکھاڑ مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ان پر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا البتہ

اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ان پر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف۱ البتہ

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے

ع ۱۶ / ۱۴

الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ

زبردست رحم والا جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغام لانیوالوں کو جب کہا ان کو

زبردست رحم والا جھٹلایا بن کے رہنے والوں نے پیغام لانیوالوں کو ف۲ جب کہا ان کو

شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝

شعیب نے کیا تم کو ڈر نہیں میں تم کو پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

شعیب نے کیا تم ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانیوالا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَوْفُوا

اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان کے صاحب پر پورا بھر دو

اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا بھر کر دو

الْكَیْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ۝

ناپ اور نہ ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی ترازو سے

ناپ اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی ترازو سے ف۳

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝

اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت دوڑو ملک میں خرابی کرتے

اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے ف۴

وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ

اور ڈرو اس سے جس نے بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو بولے تجھ کو کسی نے

اور ڈرو اس سے جس نے بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو بولے تجھ پر تو کسی نے

الْمُسَحَّرِیْنَ ۝ وَمَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝

جادو کیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے

جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے ف۵

فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

سو دے مار ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے

سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے ف۶

قَالَ رَبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ

کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑا ان کو آفت نے

کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۷ پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے

ف۱ یعنی ان کی بستیاں الٹ دیں اور آسمان سے پتھروں کا برساؤ کیا۔ سو ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ ان کا قصہ بھی مفصل اعراف وغیرہ میں گذر چکا ہے ف۲ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ "اصحاب ایکہ" وہ ہی قوم مدین ہے۔ "ایکہ" ایک درخت تھا جسے یہ لوگ پوجتے تھے، اسی نسبت سے "اصحاب الایکہ" کہا گیا۔ اور اسی لئے شعیب کو "اخوھم" سے تعبیر نہیں فرمایا۔ کیونکہ انبیاء کی اخوت محض قومی و نسبی تعلقات پر مبنی تھی۔ اگر "مدین" کہتے تو "اخوھم" کہنا موزوں تھا۔ جب "اصحاب الایکہ" کہہ کر ایک مذہبی نسبت سے ذکر کیا تو اس حیثیت سے "اخوھم" فرمانا حضرت شعیب کی شان کے مناسب نہ تھا۔ بہرحال "مدین" اور "اصحاب ایکہ" ایک قوم ہے اور شعیب اسی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ پہلے بھی اس کے متعلق کچھ بحث گذر چکی ہے ف۳ یعنی معاملات میں خیانت اور بے انصافی مت کرو۔ جس طرح لینے کے وقت پورا ناپ تول کر لیتے ہو، دیتے وقت بھی پورا ناپ تول کر دو ف۴ یعنی ملک میں ڈاکے مت ڈالو اور لوگوں کے حقوق نہ مارو ف۵ یعنی دعوئے نبوت میں اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں میں ف۶ اگر سچا ہے تو آسمان کا یا بادل کا کوئی ٹکڑا گرا کر ہم کو ہلاک کیوں نہیں کر دیتا۔ ف۷ یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ کس جرم پر کس وقت اور کتنی سزا ملنی چاہئے۔ عذاب دینا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام ہشیار کر دینا تھا، سو کر چکے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱ سایبان کے دن ابر آیا اس میں سے آگ برسی سب قوم جل گئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی ہے ۱۲ منہ رح ف۳ کافر کہتے۔ قرآن آتا ہے عربی زبان میں اور اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی آتا تو یقین کرتے۔ فرمایا کہ دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ______ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا

سائبان والے دن کی بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا ف۱ البتہ اس بات میں نشانی ہے اور وہ

دن کی بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا ف۱ البتہ اس بات میں نشانی ہے اور

ع ۱۰/۱۶ ۱۴ كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ○ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○

بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ○ عَلَىٰ قَلْبِكَ

اور یہ قرآن ہے اتارا جہان کے صاحب کا لے اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر

اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا لیکر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر

لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ○ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ

کہ تو ہو ڈر سنانے والا کھلی عربی زبان سے اور یہ لکھا ہے پہلوں کی

کہ تو ہو ڈر سنا دینے والا ف۲ کھلی عربی زبان میں ف۳ اور یہ لکھا ہے پہلوں

الْأَوَّلِينَ ○ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ○

کتابوں میں ف۲ کیا ان کے واسطے نشانی نہیں ہو چکی یہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ بنی اسرائیل کے

کی کتابوں میں ف۴ کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ بنی اسرائیل کے ف۵

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ○ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ

اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر اور وہ اس کو پڑھتا تو بھی اس کو

اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر اور وہ اس کو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین

مُؤْمِنِينَ ○ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ○ لَا يُؤْمِنُونَ

یقین نہ لاتے ف۳ اسی طرح پیٹھایا ہم نے اس کو گنہگاروں کے دلوں میں وہ نہ مانیں گے

نہ لاتے ف۶ اسی طرح گھسا دیا ہم نے اس انکار کو گنہگاروں کے دل میں وہ نہ مانیں گے

بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ○ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

اس کو جب تک نہ دیکھیں گے دکھ کی مار پھر آوے ان پر اچانک اور ان کو خبر نہ ہو

اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے عذاب دردناک ف۷ پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو

فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ○ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ○

پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے کیا ہماری مار جلد مانگتے ہیں

پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی ف۸ کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں

أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ○ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ○

بھلا دیکھ تو اگر برتنے دیا ہم نے ان کو کئی برس پھر پہنچا ان پر جس کا ان سے وعدہ تھا

بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر پہنچے ان پر جس چیز کا ان سے وعدہ تھا

مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ○ وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ

کیا کام آوے گا ان کے جتنا برتتے رہے اور کوئی بستی نہیں کھپائی ہم نے

تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے ف۹ اور کوئی بستی نہیں غارت کی ہم نے

ف۱ سائبان کی طرح ابر آیا اس میں سے آگ برسی، نیچے سے زمین کو بھونچال آیا اور سخت ہولناک آواز آئی، اس طرح سب قوم تباہ ہو گئی۔ ان کا قصہ بھی پہلے مفصل گزر چکا ہے ایک نظر وہاں کے فوائد پر ڈال لی جائے ف۲ آغاز سورت میں قرآن کریم کا ذکر تھا، اور اس کی تکذیب پر دھمکی دی گئی تھی، درمیان میں مکذبین حق کے واقعات بیان ہوئے یہاں سے پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا یعنی قرآن کریم وہ مبارک اور عظیم الشان کتاب ہے جسے رب العالمین نے اتارا، جبرئیل امین لیکر اترے اور تیرے پاک و صاف قلب پر اتاری گئی کیونکہ یہی قلب تھا جو اللہ کے علم میں اس بھاری امانت کو اٹھانے اور سنبھالنے کے لائق تھا چنانچہ وحی قرآنی آئی اور سیدھی تیرے دل میں اترتی چلی گئی۔ تو نے اس کو اپنے سارے دل سے سنا اور سمجھا اور محفوظ رکھا۔ شاید عَلٰی قَلْبِكَ کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہو کہ نزول وحی کی جو دو کیفیتیں احادیث صحیحہ میں وارد ہوئی ہیں (یعنی کبھی "صلصلۃ الجرس" کی طرح آنا اور کبھی فرشتہ کا آدمی کی صورت میں سامنے آکر بات کرنا) ان میں سے قرآن کی وحی اغلباً پہلی کیفیت کے ساتھ آتی تھی۔ کیونکہ دونوں حالتوں میں محققین کے نزدیک فرق یہ تھا کہ پہلی حالت میں پیغمبر کو بشریت سے منخلع ہو کر ملکیت کی طرف جانا پڑتا تھا۔ گویا اس وقت آلات جسمانیہ کو بالکل معطل کر کے صرف روحی قوتوں اور قلبی حواس سے کام لیتے تھے۔ دل کے کانوں سے وحی کی آواز سنتے تھے اور دل کی آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے تھے۔ اور دل کی اپنی قوتوں سے ان علوم کی تلقی کرتے تھے اور محفوظ رکھتے تھے بخلاف دوسری حالت کے کہ اس میں فرشتہ کو ملکیت سے تنزل کر کے بشریت کی طرف آنا پڑتا تھا، اس وقت پیغمبر ان ہی ظاہری آنکھوں سے فرشتہ کو دیکھتے اور ان ہی ظاہری کانوں کے توسط سے آواز سنتے تھے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ وحی کی پہلی قسم کو احادیث میں فرمایا کہ "هُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ" (وہ مجھ پر بہت بھاری ہوتی ہے)، کیونکہ اس میں آپ کو بشریت سے ملکیت کی طرف صعود کرنا تھا واللہ تعالیٰ اعلم ف۳ یعنی اتارا نہایت فصیح، واضح، اور شگفتہ عربی زبان میں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ "عَلٰی قَلْبِكَ" سے مراد یہ نہیں کہ صرف مضامین قرآن کے آپ کے دل میں اتار دیئے۔ پھر آپ نے ان کو اپنے الفاظ میں ادا کر دیا، بلکہ الفاظ اور مضامین سب وحی ربانی سے قلب مبارک پر اتارے گئے ف۴ یعنی قرآن کی اور اس کے لانیوالے کی خبر پہلی آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ انبیائے سابقین برابر پیشین گوئی کرتے چلے آئے ہیں چنانچہ باوجود بہت سی تحریف و تبدیل کے اب تک بھی ایک ذخیرہ اس قسم کی پیشین گوئیوں کا پایا جاتا ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس قرآن کے بیشتر مضامین اجمالاً یا تفصیلاً پچھلی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً قصص، توحید، رسالت، معاد وغیرہ مضامین جن پر تمام کتب سماویہ اور انبیاء و مرسلین کا اتفاق رہا ہے۔ ف۵ یعنی علمائے بنی اسرائیل خوب جانتے ہیں کہ یہ وہی کتاب اور پیغمبر ہے جس کی خبر پہلے سے آسمانی صحیفوں میں دی گئی تھی۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے علانیہ اور بعض نے اپنی خصوصی مجلسوں میں امر حق کا اقرار کیا ہے، اور بعض انصاف پسند اسی علم کی بنا پر مسلمان ہو گئے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ غرض ایک منصف فہیم کے لئے جس کا دل حق کی طلب رکھتا اور خدا سے ڈرتا ہو اس چیز میں بڑی نشانی ہے کہ دوسرے مذاہب کے علماء بھی اپنے دلوں میں قرآن کی حقانیت کو سمجھتے ہیں، گو کسی وجہ سے بعض اوقات اعلان و اقرار کی جرأت نہ کر سکیں ف۶ یعنی آپ تو فصحائے عرب میں سے ہیں، ممکن ہے مشرکین مکہ یوں کہہ دیں کہ قرآن آپ نے خود تصنیف کر لیا ہوگا حالانکہ قرآن اس حد اعجاز کو پہنچا ہوا ہے جس کا مثل تمام جن و انس مل کر بنا کر نہیں لا سکتے، تاہم کہنے کو یہ احتمال پیدا کر سکتے ہیں، لیکن ان کی ہٹ دھرمی، شقاوت اور بدبختی کا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ قرآن فرض کرو ہم کسی غیر فصیح عرب یا عجمی انسان پر اتار دیتے جو ایک حرف عربی کا بولنے پر قادر نہ ہوتا، بلکہ بالفرض محال کسی حیوان لایعقل پر اتارا جاتا تب بھی یہ لوگ اس کے ماننے والے نہ تھے۔ اس وقت کچھ اور احتمالات پیدا کرتے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "کافر کہتے تھے کہ قرآن آیا ہے عربی زبان میں، اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہہ لاتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی قرآن اترتا تو یقین کرتے۔ فرمایا کہ دھوکہ والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہے نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔ (موضح القرآن) ف۷ یعنی جو آدمی جرائم اور گناہوں کا خوگر ہو جاتا ہے اور اپنے قصد و اختیار سے شرارت اور سرکشی میں نکل رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی عادت کے موافق ڈھیل چھوڑ دیتا ہے اور اس کے دل میں انکار و تکذیب کے اثر کو جاگزیں کر دیتا ہے، یہ تقریر ترجمہ کے موافق ہوئی، لیکن بہت سے مفسرین نے "سَلَكْنٰهُ" کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے، یعنی قرآن کو ہم نے اس طرح مجرمین کے دل میں گھسا دیا ہے کہ وہ دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ یہ کلام بشر کا نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی ہٹ دھرمی سے ایمان نہیں لا سکتے اور تکذیب کئے چلے جاتے ہیں، تا آنکہ دنیا یا آخرت میں دردناک عذاب کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، اس وقت مانیں گے کہ ہاں پیغمبر سچے تھے اور جو کتاب لائے تھے وہ سچی تھی، مگر اس وقت ماننا کچھ نفع نہ دے گا۔ ف۸ یعنی جب عذاب الٰہی ایک دم سر پر آپہنچ جائے گا اس وقت کہیں گے کیا ہمیں تھوڑی سی مہلت دی جا سکتی ہے کہ اب توبہ کر کے اپنا چال چلن درست کر لیں اور پیغمبروں کا اتباع کر کے دکھلائیں۔ دنیا میں تو عذاب کی جلدی مچا رہے تھے اب مہلت طلب کرنے لگے ف۹ یعنی سالہا سال کی ڈھیل اور مہلت جو دی گئی تھی اس وقت کچھ کام نہ آئے گی۔ اس وقت یہ برسوں کی مہلت کالعدم معلوم ہوگی۔ (بقیہ بر صفحہ ۴۸۷)

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح ق: ف۱ یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو ۱۲ منہ رح ف۲ جب یہ آیت اتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سنایا کہ اللہ کے یہاں اپنا فکر کرو۔ خدا کے یہاں ہمارا کچھ کر نہیں سکتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرائے ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ یعنی جب تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۶ ایک ذرہ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی کر رکھتے نذر و نیاز دے کر وہ سب شیطان فرشتوں میں مل کر جاتا ہے فرشتوں کی باتیں سننے یہاں انکارے مارتے ہیں۔ جو تارے چھوٹتے نظر آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑ گئی آ کر اس اپنے دوست پر لا ڈالی اس نے لوگوں کو بتا دی لوگ اس کے قائل ہوئے جو سچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ کہ کہتے ہیں بعضی چیز ان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے جیسے سو بچا اس کو کس کے احوال یا کسی کے جیب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس میں ملائیں اٹکل سے اٹکل جھوٹ پڑے یا بچے سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ انہی کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۷ کافروں نے کبھی کاہن بتائے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور ان کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۸ یعنی جو مضمون پکڑ لیں اسی کو بڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رح ف۹ جیسے مرد انگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے۔ عشق کہتے ہیں جھوٹ ریاست کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رح ـــــ از شاہ عبد القادر صاحب۔

بقیہ فوائد صفحہ ۴۸۶ ـــ اور کہیں گے کہ واقعی بہت ہی جلدی کر رہے کا نھم یوم یرونھا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحٰھا ـ نازعات رکوع ۲

اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ
جس کو نہ تھے ڈر سنانے والے یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا اور اس کو نہیں لے اترے
جس کے لئے نہیں تھے ڈر سنا دینے والے یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا ف۱ اور اس قرآن کو نہیں
الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ
شیطان اور ان سے بن نہ آوے اور وہ کر نہ سکیں ان کو تو سننے کی
لیکر اترے شیطان اور نہ ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ف۲ ان کو تو سننے کی جگہ سے
لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝
جگہ سے کنارہ کر دیا ہے سو تو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم پھر تو پڑے عذاب میں ف۱
دور کر دیا ہے ف۳ سو تو مت پکار اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے عذاب میں ف۴
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
اور ڈر سنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو ف۲ اور اپنے بازو نیچے رکھ ان کے واسطے جو تیرے
اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف۵ اور اپنے بازو نیچے رکھ ان کے واسطے جو تیرے ساتھ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝
ساتھ ہوں ایمان والے ف۳ پھر اگر تیری بے حکمی کریں تو کہہ دے میں الگ ہوں تمہارے کام سے ف۴
ہیں ایمان والے ف۶ پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف۷
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَ
اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے اور
اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر ف۸ جو دیکھتا ہے تجھ کو جب اٹھتا ہے اور
تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ
تیرا پھرنا نمازیوں میں وہ جو ہے وہی ہے سنتا جانتا ف۵ میں بتاؤں تم کو
تیرا پھرنا نمازیوں میں ف۹ بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا میں بتلاؤں تم کو
عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝
کس پر اترتے ہیں شیطان اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر
کس پر اترتے ہیں شیطان اترتے ہیں ہر جھوٹے گنہگار پر ف۱۰
يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝
لا ڈالتے ہیں سنی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ف۶ اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ف۷
لا ڈالتے ہیں سنی سنائی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ف۱۱ اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ف۱۲
اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝
تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں ف۸ اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۹
تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں ف۱۳ اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۱۴
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا
مگر جو یقین لائے اور کیں نیکیاں اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا
مگر وہ لوگ جو یقین لائے اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا

معٰ ۹ عند المتقدمین

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی کسی قوم کا تختہ یوں ہی ایک دم نہیں الٹ دیا گیا۔ عذاب بھیجنے سے پہلے کافی مہلت دی گئی اور ہشیار کرنے والے پیغمبر بھیجے گئے۔ غفلت میں نہ رہیں جب کسی طرح نہ مانے آخر غارت کئے گئے۔ العیاذ باللہ ف۲ درمیان میں مکذبین کے احوال بیان فرما کر پھر اصل مضمون وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ کی تکمیل و تتمیم فرماتے ہیں۔ یعنی یہ کتاب خدا تعالیٰ کے ہاں سے جبرئیل امین لائے ہیں۔ شیاطین کی سکھلائی ہوئی چیز نہیں بھلا شیاطین سے کہاں ممکن ہے کہ ایسی کتاب بن آئے۔ ان کی طبائع کا خاصہ تو گمراہی، فساد اور ظلمت پھیلانا ہے اور یہ کتاب اول سے آخر تک رشد و صلاح اور نور ہدایت سے بھری ہوئی ہے جس کی تعلیم سے وہ جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ آسمان کے نیچے بجز انبیاء کے کوئی پاکباز، صادق، خدا ترس اور خدا پرست جماعت نہیں۔ تو اس کتاب کے علوم اور شیاطین کی طبائع میں کوئی مناسبت نہیں نہ وہ اس لائق ہیں کہ اس عظیم الشان و متبرک بار امانت کو اٹھا سکیں لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (حشر رکوع ۳) روایات میں ہے کہ بعض مشرکین کا خیال تھا کہ محمد صلعم کے پاس کوئی جن آ کر یہ قرآن سکھلا جاتا ہے۔ بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ وحی نہ آنے میں کچھ دیر ہوئی تو ایک عورت نے حضور کو کہا کہ تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا نعوذ باللہ ان آیات میں اسی خیال کی تردید ہے ف۳ یعنی نزول قرآن کے زمانہ میں اس کی حفاظت کے لئے ایسے قوی پہرے بٹھا دئے گئے ہیں کہ شیاطین پاس بھی نہیں پھٹک سکتے نہ ایک حرف اچک سکتے ہیں کما قال تعالیٰ وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا (الجن رکوع ۱) وقال تعالیٰ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (الجن رکوع ۲) وقال تعالیٰ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (حم السجدہ رکوع ۵) (تنبیہ) شیاطین کے غیبی خبریں سننے کی کوشش کرنے اور ان احکام کے متعلق سورۂ حجر کے شروع میں مفصل کلام کیا جا چکا ہے وہاں مطالعہ کر لیا جائے ف۴ یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو۔ یعنی جب یہ کتاب بلا شک و شبہ خدا کی اتاری ہوئی ہے شیطان کا اس میں ذرہ بھر دخل نہیں تو چاہئے کہ اس کی تعلیم پر چلیں جس میں اصل اصول توحید ہے۔ شرک و کفر اور تکذیب کی شیطانی راہ اختیار مت کرو ورنہ عذاب الٰہی سے رستگاری کی کوئی سبیل نہیں ف۵ یعنی اوروں سے پہلے اپنے اقارب کو تنبیہ کیجئے۔ کہ خیر خواہی میں ان کا حق مقدم ہے اور ویسے بھی آدمی کی صداقت و حقانیت اقارب کے معاملے سے پرکھی جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سنایا کہ اللہ کے ہاں اپنی فکر کرو خدا کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ف۶ یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو، اپنے ہوں یا پرائے ف۷ یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا، اپنا ہو یا پرایا (موضح) ف۸ نافرمانی کرنے والے کوئی ہوں اور کتنے ہی ہوں تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے سب سے بیزار ہو کر ایک خدا پر بھروسہ رکھ جو زبردست بھی ہے کسی کی اس کے مقابلہ میں چل نہیں سکتی اور مہربانی فرمانے والا بھی چنانچہ اپنی مہربانی سے تیرے حال پر ہر وقت نظر عنایت رکھتا ہے ف۹ یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور متوسلین کی خبر لیتا ہے کہ خدا کی یاد میں ہیں یا غافل (موضح) یا تو جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور جماعت کی نماز میں نقل و حرکت در رکوع و سجود وغیرہ کرتا ہے اور مقتدیوں کی دیکھ بھال رکھتا ہے اور بعض سلف نے کہا کہ ساجدین سے آپ کے آباء مراد ہیں یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب تک منتقل ہونا اور آخر میں نبی ہو کر تشریف لانا بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۱۰ یہاں پھر قرآن کے صدق اور عظمت شان پر تنبیہ فرمائی۔ یعنی ایسے ساجدین اور تہجد گزاروں کے امام کو جو اللہ کے معاملہ میں اپنے اور بیگانے کی کوئی پروا نہ کرے اور ساری دنیا سے ٹوٹ کر اکیلے خدا پر بھروسہ رکھے کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ (معاذ اللہ) شیطان ان پر وحی لاتا تھا؟ آؤ میں تم کو بتلاؤں کہ شیاطین کس قسم کے لوگوں پر آتے ہیں؟ وہ آتے ہیں جھوٹوں، بدمعاشوں اور بدکاروں پر، کیونکہ شیطان سچے اور نیک آدمیوں سے بیزار ہے کہ یہ اس کو برا جانتے ہیں۔ جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق [illegible] کا صدق و امانت، اتقاء و پاکبازی (بر صفحہ ۴۸۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عیب نہیں ۱۲ منہ رحمہ ف۲ آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے مقرر آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

بقیہ صفحہ ۶۸۷ ... خدا ترسی تو وہ اوصاف ہیں جو بچپن سے بیکر دعوئ نبوت تک آپ کی ساری قوم کو تسلیم تھے۔ حتیٰ کہ "الصادق الامین" آپ کا لقب ہی پڑ گیا تھا ف۱۱ یعنی شیاطین کوئی ایک آدھ ناتمام بات امور غیبیہ کے متعلق جو سن بھاگتے ہیں اس میں سو جھوٹ ملا کر اپنے کاہن دوستوں کو پہنچاتے ہیں یہ حقیقت ان کی دکی ہے۔ برخلاف اس کے انبیاء کی وحی کا ایک حرف اور ایک شوشہ بھی جھوٹ نہیں ہو سکتا بعض نے یُلْقُوْنَ السَّمْعَ کے معنی لئے ہیں کہ شیاطین ملاء اعلیٰ کی طرف کان لگاتے ہیں کہ کوئی غیبی بھنک کان میں پڑ جائے یا ضمیر لُقُوْنَ کی شیاطین کی طرف کان جھکائے رکھتے ہیں کہ کوئی چیز ادھر سے ہاتھ آئے تو پھیلی کریں ف۱۲ کا فر لوگ پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر۔ سو فرمایا کہ شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں تحقیق سے اس کو لگاؤ نہیں ہوتا اسی لئے اس کی باتوں سے بجز گرمئ محفل یا وقتی جوش اور واہ واہ کے کسی کو مستقل ہدایت نہیں ہوتی حالانکہ اس پیغمبر کی صحبت میں قرآن سن سن کر ہزاروں آدمی نیکی اور پرہیزگاری پر آتے ہیں ف۱۳ یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے۔ کسی کی تعریف کی تو آسمان پر چڑھا دیا، مذمت کی تو ساری دنیا کے عیب اس میں جمع کر دیے۔ موجود کو معدوم اور معدوم کو موجود ثابت کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ غرض جھوٹ، مبالغہ اور تخیل کے جس جنگل میں نکل گئے، پھر مڑ کر نہیں دیکھا، اسی لئے شعر کی نسبت مشہور ہے "اَلْکَذَبُ اَحْسَنُ لَہٗ" ف۱۴ یعنی شعر پڑھو تو معلوم ہو کہ رستم سے زیادہ بہادر اور شیر سے زیادہ دلیر ہو رہے ہیں، اور جا کر ملو تو پرلے درجہ کے نامرد اور ڈرپوک۔ کبھی دیکھو تو بیٹھے گپیں ہانک رہے ہیں اور اشعار پڑھو تو خیال ہو کہ نہ معلوم کتنے بیٹھے ہیں، صاف ہو چکیں، بعض روح کا انتظار ہے، حالی نے مسدس میں ان کے جھوٹ کا خوب نقشہ کھینچا ہے، غرض ایک پیغمبر خدا اور وہ بھی خاتم الانبیاء کو اس جماعت سے کیا لگاؤ۔ اسی لئے فرمایا وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ آپ کی جو بات تھی سچی، پکی تلی، یا وزن تولے یا کوئی تحقیق کی ترازو میں تلی ہوئی پھر جو بات زبان مبارک سے سنی جاتی تھی وہ ہی عمل میں آنکھوں سے نظر آتی تھی بھلا شاعر ایسے ہوتے ہیں؟ اور شاعری اسے کہتے ہیں؟ حاشا ثم حاشا

فوائد صفحہ ہذا] ف۱ مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی کرے یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے، یا کسی نے اس کو ایذا پہنچائی، اس کا جواب بحد اعتدال دیا ایسا شعر عیب نہیں، چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ ایسے ہی اشعار کہتے تھے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ ان کافروں کا جواب دے اور روح القدس تیرے ساتھ ہے ف۲ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا .... کی مناسبت سے فرمایا کہ ظالموں کو عنقریب اپنا انجام معلوم ہو جائے گا کہ کس کروٹ اونٹ بیٹھتا ہے سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ اللہ کی کتابوں اور پیغمبروں کو کاہن و شاعر کہہ کر جھٹلائے۔

مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ ع ۱۵

اس پیچھے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب معلوم کریں گے ظلم کرنے والے کس کروٹ الٹتے ہیں ف۱

اس کے پیچھے کہ ان پر ظلم ہوا ف۱ اور اب معلوم کرلیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں ف۲

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نمل مکہ میں اتری اور اس کی ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسۗ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

یہ آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی سوجھ اور خوشخبری ایمان والوں کو

یہ آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کے واسطے

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

جو کھڑی رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ پچھلے گھر کو یقین

جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر

يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ

جانتے ہیں جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو ان کو بھلے دکھائے ہیں ہم نے ان کے کام

یقین ہے جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے انکی نظروں میں انکے کام

فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

سو وہ بھٹکے پھرتے ہیں وہی ہیں جن کو بری طرح کی مار ہے اور آخرت میں

سو وہ بھٹکے پھرتے ہیں ف۳ وہی ہیں جن کے واسطے بری طرح کا عذاب ہے اور آخرت میں

هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝

وہی ہیں خراب اور تجھ کو تو قرآن ملتا ہے ایک حکمت والے خبردار سے

وہی ہیں خراب ف۴ اور تجھ کو تو قرآن پہنچتا ہے ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے ف۵

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ

جب کہا موسیٰ نے اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا

جب کہا موسیٰ نے اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ ف۶ اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کچھ

اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَهَا نُوْدِيَ

لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید تم تاپو پھر جب پہنچا اس پاس آواز ہوئی

خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید کہ تم سینکو ف۷ پھر جب پہنچا اس کے پاس آواز ہوئی

اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا ف۲

کہ برکت ہے اس پر جو کہ آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے ف۸ اور پاک ہے ذات اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف۹

ف۳ یعنی جن کو انجام کی کوئی فکر اور مستقبل کا خیال نہ ہو، وہ اسی دنیائے فانی کی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں۔ ان کی تمام کوششوں کا مرکز یہی چند روزہ زندگی ہے جو کتاب یا پیغمبر ادھر سے ہٹا کر عاقبت کی طرف توجہ دلائے، اس پر کیوں کان دھریں۔ وہ دنیا کے حظوظ میں غرق ہو کر بادیوں پر آواز سے کسے ہیں۔ آسمانی صحیفوں کو مورد طعن بناتے ہیں۔ پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں، اور یہی کام ہیں جن کو اپنے نزدیک بہت اچھا سمجھ کر برابر گمراہی میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ (تنبیہ) تزیین کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس حیثیت سے کی کہ خالق ہر چیز کا وہ ہی ہے کسی سبب پر مسبب کا ترتب بدون اس کی مشیت و ارادہ کے نہیں ہو سکتا جیسا کہ دوسرے مواضع میں اضلال اور ختم و طبع وغیرہ کی نسبت اسکی طرف ہوئی ہے سورہ "نمل" کی ان ابتدائی آیات کا مضمون سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات سے بہت مشابہ ہے ان کو ایک مرتبہ مطالعہ کر لیا جائے ف۴ یعنی وہاں سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے۔ ف۵ یعنی ان بدبختوں کو تہ ضلالت میں بھٹکنے دو جب انہوں نے قرآن مبین کی قدر نہ پہچانی اور اس کی ہدایات و بشارات سے فائدہ نہ اٹھایا۔ تو یہی حشر ہونا تھا آپ تو خدا کا شکر کیجئے کہ اس علیم و حکیم کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب آپ کو مرحمت کی گئی ہے جس سے ہر وقت تازہ بتازہ فوائد پہنچ رہے ہیں جس میں مومنین کے لئے بشارتیں ہیں اور مکذبین کو خبرناک واقعات سنائے گئے ہیں تا سچوں کا دل مضبوط ہو اور جھوٹے کی حمایت کر نیوالے اپنی بدانجامی پر مطلع ہو جائیں چنانچہ ان ہی اغراض کیلئے آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعونیوں کا قصہ سنایا جاتا ہے ف۶ یہ "مدین" سے جاتے ہوئے "وادی طویٰ" کے قریب پہنچ کر کہا جب کہ سخت سردی کی اندھیری رات میں راستہ بھول گئے تھے۔ مفصل واقعہ سورہ طٰہٰ کے فوائد میں گذر چکا ملاحظہ کر لیا جائے

منزل ۵

ف۷ یعنی رستہ کی خبر لاتا ہوں اگر آگ کے پاس کوئی موجود ہوا، ورنہ کم از کم سینکنے تاپنے کے لئے ایک انگارا لے آؤں گا ف۸ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ دنیا کی آگ نہیں بلکہ نبی اور نورانی آگ ہے جس کے اندر نور الٰہی ظاہر ہو رہا تھا، یا اس کی بجلی چمک رہی تھی۔ شاید وہ ہی ہو جس کو حدیث میں فرمایا حِجَابُهُ النُّوْرُ پھر غیب سے آواز آئی اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ الخ یعنی زمین کا یہ ٹکڑا مبارک آگ ہے جو تجلی ہے وہ بھی مبارک اور اس کے اندر یا آس پاس جو ہستیاں ہیں مثلاً فرشتے یا خود موسیٰ علیہ السلام وہ سب مبارک ہیں۔ یہ غالباً موسیٰ علیہ السلام کو مانوس کرنے کے لئے بطور اعزاز و اکرام کے فرمایا ف۹ یعنی مکان، جہت، جسم، صورت اور رنگ وغیرہ سمات حدوث سے اللہ کی ذات پاک ہے۔ آگ میں اس کی تجلی کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات پاک آگ میں حلول کر آئی؟ آفتاب عالمتاب تجلی دار آئینہ میں متجلی ہوتا ہے۔ لیکن کون احمق کہہ سکتا ہے کہ آفتاب اگر شمسی چھوٹے سے آئینہ میں سما گیا؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح ہے ف۱ اول شکل سی بن گئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہوگئی بڑا کر۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہوگیا تھا، اس کا ڈر تھا ان کے دل میں ان کو معاف کر دیا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں جو گنیں فائدہ وہ نشانیاں یہ ہیں۔ قحط، اور میووں کا نقصان اور طوفان، اور ٹڈی اور چچڑی اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چمکتا اور عصا یہ دو قول یہاں موجود ہیں اور سات سورہ اعراف میں اس رکوع سے شروع ہے ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ وارث ہوا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا یعنی ہر چیز دنیا کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ ... کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہوتی ف۶ ان کے باپ پر تو ہزاروں احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر ہے سورۂ صاد میں اس حیرت کی بات سمجھ کر ان کو شکر آیا اللہ کا

از شاہ عبدالقادر صاحب ؒ

ف۱ یعنی اس وقت تجھ سے کلام کرنے والا میں ہوں، یہ سب واقعہ مفصل سورہ طٰہٰ میں گزر چکا ف۲ شاید ابتداء میں پتلا ہوگا، یا سرعت حرکت میں تشبیہ ہوگی، بعض جثہ میں نہیں ف۳ یہ خوف طبعی تھا جو منافی نبوت نہیں ف۴ یعنی اس مقام حضور و اصطفاء میں پہنچ کر ایسی چیزوں سے ڈرنے کا کیا مطلب۔ مرسلین کو لائق نہیں کہ ہماری بارگاہ قرب میں پہنچ کر لاٹھی یا سانپ یا کسی مخلوق سے ڈریں۔ وہاں تو دل کو انتہائی سکون و طمانیت حاصل ہونا چاہئے ف۵ یہ استثناء منقطع ہے یعنی خدا کے حضور میں پہنچ کر خوف و اندیشہ صرف اس کو ہونا چاہئے جو کوئی زیادتی یا خطا و تقصیر کر کے آیا ہے۔ اس کے متعلق بھی ہمارا یہ قاعدہ ہے کہ برائی کے بعد اگر دل سے توبہ کر کے اپنی روش درست کر لی اور نیکی کر کے برائی کا اثر مٹا دیا تو حق تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرمانے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہوگیا تھا اس کا ڈر تھا ان کے دل میں ان کو وہ معاف کر دیا ف۶ نو نشانیوں کا بیان سورہ بنی اسرائیل کی آیت ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات فاسئل بنی اسرائیل اذ جاءھم کے تحت میں دیکھو ف۷ یعنی جب وہ نشانیاں ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے وہ نشانیاں دکھلائی گئیں تو کہنے لگے کہ یہ سب جادو ہے حالانکہ ان کے دلوں میں یقین تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں اور جو نشان دکھلا رہے ہیں یقیناً خدائی نشان ہیں، جادو و شعبدہ اور نظر بندی نہیں مگر محض بے انصافی اور غرور و تکبر سے جان بوجھ کر اپنے ضمیر کے خلاف حق کی تکذیب اور سچائی کا انکار کر رہے تھے۔ پھر کیا ہوا چند روز بعد پتہ لگ گیا کہ ایسے ہٹ دھرم مفسدوں کا انجام کیا ہوتا ہے، سب کو بحر قلزم کی موجوں نے کھا لیا، کسی کو گور و کفن بھی نصیب نہ ہوا ف۸ حضرت سلیمان حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔ باپ بیٹے میں سے ہر ایک کو اس کی شان کے لائق اللہ تعالیٰ نے علم کا خاص حصہ عطا فرمایا۔ شرائع و احکام اور اصول سیاست و حکمرانی وغیرہ کے علوم سب اس لفظ کے تحت میں داخل ہوگئے ف۹ حق تعالیٰ نے جو علم داؤد و سلیمان علیہم السلام کو دیا تھا، اسی کا اثر یہ تھا کہ حق تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرتے تھے، کسی نعمت الٰہی پر شکر ادا کرنا، اصل نعمت سے بڑی نعمت ہے ف۱۰ یعنی یہ اس لئے کہا گیا کہ بہت بندگان خدا کی ان پر فضیلت دی گئی ہے۔ باقی تمام مخلوق پر فضیلت کلی تو سارے جہان میں ایک ہی بندے کو حاصل ہوئی جن کا نام مبارک ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ف۱۱ یعنی داؤد کے بیٹوں میں سے ان کے اصل جانشین حضرت سلیمان علیہ السلام ہوئے جن کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے نبوت اور بادشاہت دونوں جمع کر دیں اور وہ ملک عطا فرمایا جو ان سے قبل یا بعد کسی کو نہ ملا۔ جن، ہوا اور پرندوں کو ان کے لئے مسخر فرما دیا جیسا کہ سورہ سبا میں آئے گا ف۱۲ اس بات کا انکار کرنا بداہت کا انکار ہوگا کہ پرندے جو بولیاں بولتے ہیں ان میں ایک خاص حد تک افہام و تفہیم کی شان پائی جاتی ہے۔ ایک پرندہ جس وقت اپنے جوڑے کو بلاتا یا دانہ دینے کے لئے اپنے بچوں کو آواز دیتا یا کسی چیز سے خوف کھا کر خبردار کرتا ہے ان تمام حالات میں اس کی بولی اور لب و لہجہ یکساں نہیں ہوتا چنانچہ اس کے مخاطبین اس فرق کو بخوبی محسوس کرتے ہیں اسی سے ہم سمجھتے ہیں کہ دوسرے احوال و ضروریات کے وقت بھی ان کے چہچہوں میں دقیق کتنے ہی متشابہ و متقارب معلوم ہوں، ایسا لطیف و خفیف تفاوت ہوتا ہوگا جسے وہ آپس میں سمجھ لیتے ہوں گے۔ تم کسی پوسٹ آفس میں چلے جاؤ اور تار کی متشابہ کھٹ کھٹ گھنٹوں سنتے رہو، تمہارے نزدیک محض بے معنی حرکات و اصوات سے زیادہ وقعت نہ ہوگی لیکن ٹیلیگراف ماسٹر فوراً بتا دیگا کہ فلاں جگہ سے فلاں آدمی یہ مضمون کہہ رہا ہے یا فلاں لیکچرار کی تقریر انہیں تاروں کی کھٹ کھٹاہٹ میں صاف سنائی دے رہی ہے، کیونکہ وہ ان نقرات "تلغرافیہ" کی دلالت وضعیہ سے پوری طرح واقف ہے۔ علیٰ ہذا القیاس کیا بعید ہے کہ واضع حقیقی نے نغمات طیور کو بھی مختلف معانی و مطالب کے اظہار کے لئے وضع کیا ہو اور جس طرح انسان کا بچہ اپنے ماں باپ کی زبان سے آہستہ آہستہ واقف ہوتا رہتا ہے طیور کے بچے بھی اپنی فطری استعداد سے اپنی نوع کی بولیاں کو سمجھنے لگتے ہوں اور بطور ایک پیغمبرانہ اعجاز کے حق تعالیٰ کسی نبی کو بھی ان کا علم عطا فرما دے، حیوانات کے لئے جزئی ادراکات کا حصول تو پہلے سے مسلم چلا آیا ہے۔ لیکن یورپ کی جدید تحقیقات اب حیوانات کی عاقلیت کو آدمیت کی سرحد سے قریب کرتی جاتی ہیں حتیٰ کہ حیوانات کی بولیوں کی "ابجد" تیار کی جا رہی ہے۔ قرآن کریم نے خبر دی تھی کہ ہر چیز اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتی ہے جسے تم سمجھتے نہیں اور ہر پرندہ اپنی صلوٰۃ و تسبیح سے واقف ہے۔ احادیث صحیحہ میں حیوانات کا تکلم، بلکہ جمادات محضہ کا بات کرنا اور تسبیح پڑھنا ثابت ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اپنے خالق کی اجمالی مگر صحیح معرفت ہر چیز کی فطرت میں تہ نشین کر دی گئی ہے، پس ان کی تسبیح و تحمید یا بعض محاورات و خطابات پر بعض بندگان خدا کا بطور خرق عادت مطلع کر دیا جانا از قبیل محالات عقلیہ نہیں۔ ہاں عام عادت کے خلاف ضرور ہے، سو اعجاز و کرامت اگر عام عادت اور معمول کے موافق ہو جایا کرے تو اعجاز و کرامت ہی کیوں کہلائے خوارق عادت پر ہم نے مستقل مضمون لکھا ہے اسے ملاحظہ کر لیا جائے ... ۴۹۰

يٰمُوسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا

اے موسیٰ وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے لاٹھی اپنی پھر جب دیکھا اس کو

اے موسیٰ وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا ف۱ اور ڈال دے لاٹھی اپنی پھر جب دیکھا اس کو

تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ

پھن پھناتے جیسے سانپ کی سٹک پھرا پیٹھ دے کر اور پیچھے نہ دیکھا اے موسیٰ ڈر نہ کہا میں

پھن پھناتے جیسے سانپ کی شکل ف۲ لوٹا پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا ف۳ اے موسیٰ مت ڈر میں جو ہوں

لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ڰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا

جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے رسول ف۱ مگر جس نے زیادتی کی پھر بدل کر نیکی کی

میرے پاس نہیں ڈرتے رسول ف۴ مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی

بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ف۲ اور ڈال دے ہاتھ اپنا اپنے گریبان میں کہ نکلے

برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ف۵ اور ڈال دے ہاتھ اپنا اپنے گریبان میں کہ نکلے

بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ

چٹا نہ کچھ برائی سے یہ مل کر نو نشانیاں فرعون اور اس کی قوم کی طرف بیشک

سفید ہو کر نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو نشانیاں لے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ

وہ تھے لوگ بے حکم ف۳ پھر جب پہنچیں ان پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے

بیشک وہ تھے لوگ نافرمان ف۶ پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے

مُّبِيْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ

صریح اور ان سے منکر ہوگئے اور ان کو یقین جان چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور غرور سے سو دیکھ

صریح اور ان کا انکار کیا اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور غرور سے سو دیکھ لے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

کیسا ہوا آخر بگاڑنے والوں کا اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو

کیسا ہوا انجام خرابی کرنے والوں کا ف۷ اور ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو

عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ

ایک علم اور وہ بولے شکر اللہ کا جس نے ہم کو بڑھایا اپنے بہت بندوں ایمان والوں

ایک علم ف۸ اور بولے شکر اللہ کا جس نے ہم کو بزرگی دی ف۹ اپنے بہت سے بندوں

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا

پر اور وارث ہوا سلیمان داؤد کا اور بولا اے لوگو ہم کو سکھائی ہے

ایمان والوں پر ف۱۰ اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا ف۱۱ اور بولا اے لوگو ہم کو سکھائی ہے

مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝

بولی اڑتے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے بیشک یہی ہے بڑائی صریح ف۴

بولی اڑتے جانوروں کی ف۱۲ اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے ف۱۳ بیشک یہی ہے فضیلت صریح

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ چیونٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہو گئی ۱۲ منہ رح ف۲ ان کے باپ پر تو ہزاروں احسان تھے اور ماں پر بھی ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورہ صاد میں ہے یعنی کی بات بگڑ کر ان کو شکر آیا ۱۲ منہ رح ف۳ حضرت سلیمان کو اس ملک کا مفصل حال نہ پہنچا تھا، اب پہنچا سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ منہ رح ف۴ سب چیزیں مال و اسباب اور حسن و جمال بھی اور اس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ پاس نہ تھا ۱۲ منہ ر ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○

اور جمع کیے گئے سلیمان کے پاس اس کے لشکر جن اور انسان اور اڑتے جانور پھر انکی مثلیں بنتیں

اور جمع کیے گئے سلیمان کے پاس اس کے لشکر جن اور انسان اور اڑتے جانور پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں ف۱

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا

یہاں تک کہ جب پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو گھس جاؤ

یہاں تک کہ جب پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر ف۲ کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو گھس جاؤ

مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کے لشکر اور ان کو خبر نہ ہو ف۱

اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں اور ان کو خبر بھی نہ ہو ف۳

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے اور بولا اے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان

پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے ف۴ اور بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان

الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ

جو تو نے کیا مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور

جو تو نے کیا مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور

اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ○ وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ

ملا لے مجھ کو اپنی مہر سے اپنے نیک بندوں میں ف۲ اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا

اور ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ف۵ اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا

مَا لِیَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىِٕبِیْنَ ○ لَاُعَذِّبَنَّهٗ

کیا ہے مجھ کو نہیں دیکھتا ہُدہُد کو یا ہو رہا وہ غائب اس کو ماردوں گا

کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہُدہُد کو یا ہے وہ غائب ف۶ اس کو سزا دوں گا

عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ○ فَمَكَثَ

زور کی مار یا ذبح کر ڈالوں گا یا لادے میرے پاس کوئی سند صریح پھر بہت

سخت سزا ف۷ یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند صریح ف۸ پھر بہت

غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ

دیر نہ کی کہ آکر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے

دیر نہ کی کہ آکر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک

یَّقِیْنٍ ○ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا

ایک خبر یقینی ف۳ میں نے پایا ایک عورت اس کے راج پر اور اس کو سب چیز ملی ہے اور اس کو

خبر لیکر تحقیق ف۹ میں نے پایا ایک عورت کو کہ جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز ملی ہے ف۱۰ اور

عَرْشٌ عَظِیْمٌ ○ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا یَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ

ایک تخت ہے بڑا ف۴ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوا

اس کا ایک تخت ہے بڑا ف۱۱ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے

(بقیہ صفحہ ۴۸۹) بعض علوم کو ادا کرنا یا چیونٹیوں کا آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب بنانا اور سلیمان پیغمبر کا ان کو سمجھ لینا یہ سب باتیں ان کے نزدیک ایسی لغو اور احمقانہ ہیں جن پر ایک بچہ بھی یقین نہیں کر سکتا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ لاکھوں محققین اور علمائے سلف و خلف کی نسبت خیال کرنا کہ وہ ایسی ہی لغو اور بدیہی البطلان باتوں کو جنہیں ایک بچہ اور گنوار بھی نہیں مان سکتا تھا بلا تردد و تکذیب بیان کرتے چلے آئے اور ان اوہام کو رد کر کے مضمون آیات کی صحیح حقیقت جو تم پر آج منکشف ہوئی ہے کسی نے بیان نہ کی؟ یہ خیال ان باتوں سے بھی بڑھ کر لغو اور احمقانہ ہے جن کی لغویت کو تم تسلیم کرانا چاہتے ہو علمائے سلف سے ہر زمانہ میں غلط فہمی یا خطاء تقصیر ہو سکتی ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ جب دو دو کی جن صحیح اور بیش یا افتادہ حقائق کو انسان کا بچہ بچہ جانتا ہے، وہ صدیوں تک بڑے بڑے عقلمند اور محقق علماء کو ایک دن بھی نظر نہ آئی ہوں۔ یاد رہے کہ ہم اسرائیلی خرافات کی تائید نہیں کرتے ہاں جس حد تک اکابر سلف نے بلا اختلاف کلام الٰہی کا مدلول بیان کیا ہے اس کو ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ خواہ وہ اسرائیلی روایات کے موافق پڑ جائیں یا مخالف ف۱۲ یعنی ایسی عظیم الشان سلطنت و نبوت کے لئے جو چیزیں اور سامان درکار تھے وہ سب عطا فرمائے

فوائد صفحہ ہذا} ف۱ یعنی سلیمان علیہ السلام جب کسی طرف کوچ کرتے تو جن، انس، طیور تینوں قسم کے لشکروں میں سے حسب ضرورت و مصلحت ساتھ لئے جاتے تھے اور ان کی جماعتوں میں خاص نظم و ضبط قائم رکھا جاتا تھا، مثلاً پچھلی جماعتیں تیز چل کر یا اڑ کر اگلی جماعتوں سے آگے نہیں نکل سکتی تھیں نہ کوئی سپاہی اپنے مقام اور ڈیوٹی کو چھوڑ کر جا سکتا تھا جس طرح آج بری، بحری اور ہوائی طاقتوں کو ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ کام میں لایا جاتا ہے ف۲ یعنی سلیمان کا اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ایسے میدان کی طرف گذر ہوا جہاں چیونٹیوں کی بڑی بھاری بستی تھی (تنبیہ) جہاں چیونٹیاں مل کر خاص سلیقہ سے اپنا گھر بناتی ہیں اسے زبان عرب میں "قریۃ النمل" کہتے ہیں (چیونٹیوں کی بستی) مفسرین نے مختلف بلاد میں کئی ایسی وادیوں کا پتہ بتلایا ہے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت تھیں ان میں سے کسی ایک پر حسب اتفاق حضرت سلیمان علیہ السلام کا گذر ہوا ف۳ یعنی یہ ایسے تو نہیں جو جان بوجھ کر تم کو ہلاک کریں۔ ہاں ممکن ہے بے خبری میں پس جاؤ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "چیونٹی کی آواز کوئی آدمی نہیں سنتا، انہیں (سلیمان علیہ السلام کو) معلوم ہو گئی" ان کا معجزہ ہوا (تنبیہ) علمائے حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیات اجتماعی اور نظام سیاسی میں بہت ہی عجیب اور انسانوں سے بہت قریب واقع ہے۔ آدمیوں کی طرح چیونٹیوں کے خاندان اور قبائل ہیں ان میں تعاون باہمی کا جذبہ تقسیم عمل کا اصول اور نظام حکومت کے لوازمات نوع انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں۔ محققین یورپ نے مدتوں ان اطراف میں قیام کر کے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت ہیں بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں افسوس ہے ان مختصر فوائد میں ان کی گنجائش نہیں۔ محض مقام کی مناسبت سے "دائرۃ المعارف المصریہ" کے آخری جملے نقل کرتا ہوں ومن اعجب ما عُرف عن ذريّة النمل اجتمعت النملة وخرجت الجنود للقتال يلتقي الجمعان احدهما بالآخر فترى جموع النمل... تخرج ثلاثة او اربعة بينهما عدد كبير من الجيوش... فاذا انتهى القتال رجعت العملة والجنود... من الحرّاسين للعمل

مذکورہ بیانوں میں بتلایا ہے کہ خطرہ کی آہٹ پا کر اول ایک چیونٹی باہر نکلتی اور واپس جا کر اپنی قوم کو اپنی معلومات سے آگاہ کرتی ہے۔ باقی سلیمان علیہ السلام کا پتہ لگا لینا سلیمان کا اس کی بات پر مطلع ہو جانا بطریق خرق عادت تھا ف۴ اس چیونٹی کی بات سن کر تعجب ہوا اور فرط سرور و نشاط سے ادائے شکر کا جذبہ جوش میں آیا ف۵ یعنی ابتداً تیرے انعامات عظیمہ کا شکر کس طرح ادا کروں، بس آپ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے پورا شاکر بنا دیجئے زبان سے بھی اور عمل سے بھی اور اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں جو انبیاء و مرسلین ہیں، محشور فرمائیے ف۶ کسی ضرورت سے سلیمان علیہ السلام نے اڑنے والی فوج کا جائزہ لیا، ہدہد ان میں نظر نہ پڑا۔ فرمایا کیا بات ہے ہدہد کہیں نہیں دیکھتا۔ آیا پرندوں کے ہجوم میں مجھ کو نظر نہیں آیا یا واقعی غیر حاضر ہے (تنبیہ) پرندوں سے حضرت سلیمان مختلف کام لیتے تھے۔ مثلاً سفر میں ان کا پرے باندھ کر اوپر سایہ کرتے ہوئے جانا، یا ضرورت کے وقت پانی وغیرہ کا کھوج لگانا، یا نامہ بری کرنا وغیرہ۔ ممکن ہے اس وقت ہدہد کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہو۔ مشہور ہے کہ جس جگہ زمین کے نیچے پانی قریب ہو وہ محسوس ہو جاتا ہے، اور یہ کچھ مستبعد نہیں کہ حق تعالیٰ کسی جانور کو کوئی خاص حاسہ انسانوں اور دوسرے جانوروں سے تیز عنایت فرما دے۔ اسی ہدہد کی نسبت نہایت معتبر ثقات نے بیان کیا کہ زمین میں جس جگہ مٹی کے نیچے کیڑا ہو محسوس کر کے فوراً نکال لیتا ہے۔ حتیٰ کہ کبھی کبھی ایک یا دو بالشت زمین کھودتا ہے تب وہاں سے کیڑا نکلتا ہے ... پیش کرے (باقی صفحہ ۴۹۱ پر)

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ۔ ف ہدہد کی روزی ہے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کر کھانا نہ دانہ کھاوے نہ میوہ۔ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی آپ کو معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ آ، ہدہد خط بلقیس اکیلی سوتی تھی روزن سے جاکر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ کہتے ہیں مشہور ہے کہ غدیر لکھا تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۲ منہ رحمہ ـــ از شاہ عبدالقادر صاحب

لقہ ھ ۔ ۴۷۹ ف۹ حضرت سلیمان کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا۔ آپ پہنچا۔ سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا" یمن کی طرف (موضح القرآن) گویا ہدہد کے ذریعہ سے حق تعالیٰ نے تنبیہ فرما دی کہ بڑے سے بڑا انسان کا علم بھی محیط نہیں ہو سکتا دیکھو جن کی بابت خود فرمایا تھا وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا ـــ ان کو ایک جزئی کی اطلاع ہدہد نے کی ف ہر ایک چیز یعنی مال اسباب، فوج، اسلحہ اور حسن و جمال سب آگیا ف۱۱ یعنی اس ملکہ کے بیٹھنے کا تخت مکلف و مرصع اور بیش قیمت تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا، مفسرین ملکہ کا نام "بلقیس" لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ
اور بھلے دکھائے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر پھر رکھا ہے ان کو راہ سے سو وہ
سوائے اور بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو رستہ سے سو وہ

لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی چیز آسمانوں میں اور زمین میں
راہ نہیں پاتے ف۱ کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ
اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو ف۱ اللہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا
زمین میں اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو ف۲ اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (السجدۃ) قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ السجدۃ
صاحب بڑے تخت کا کہا ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے
پروردگار تخت بڑے کا ف۳ سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا یا تو جھوٹا ہے ف۴

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا
لے جا میرا یہ خط اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا
لیجا میرا یہ خط اور ڈالدے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا

يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ
جواب دیتے ہیں ف۲ کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ڈال دیا ہے ایک خط عزت کا ف۳ وہ
جواب دیتے ہیں ف۵ کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا ایک خط عزت کا وہ خط ہے

مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ
خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم والا کہ زور نہ کرو میرے
سلیمان کی طرف سے ف۶ اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے

ع ۲ ۱۷ ۱۷ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ
مقابل اور چلے آؤ حکم بردار ہو کر ف۴ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام کا
مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے حکم بردار ہو کر ف۷ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ
مقرر میں نہیں کرتی کوئی کام جب تک تم نہ حاضر ہو وہ بولے ہم لوگ زور آور ہیں اور
میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہوتے تک ف۸ وہ بولے ہم لوگ زور آور ہیں اور

اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝
سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے
سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے ف۹

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ
کہنے لگی بادشاہ جب پیٹھتے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کریں اور کر ڈالیں وہاں کے
کہنے لگی بادشاہ جب گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں

فوائد صفحہ ہذا} ف۱ یعنی وہ قوم مشرک آفتاب پرست ہے شیطان نے ان کی راہ مار دی اور مشرکانہ رسوم و اطوار کو ان کی نظر میں خوبصورت بنا دیا۔ اسی لئے وہ راہ ہدایت نہیں پاتے۔ ہدہد نے ... یہ کہہ کر گویا سلیمان علیہ السلام کو اس قوم پر جہاد کرنے کی ترغیب دی ف۲ غالباً یہ ہدہد کے کلام کا تتمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جانور اپنے خالق کی صحیح معرفت فطرۃً رکھتے ہیں۔ یا بطور خرق عادت اسی ہدہد کو اس طرح کی تفصیلی معرفت عطا کی گئی ہو خدا چاہے تو ایسی معرفت ایک خشک لکڑی میں پیدا کر دے۔ باقی جانوروں میں فطری طور پر اس قسم کی عقل و معرفت کا موجود ہونا جسے صدر شیرازی نے "اسفار اربعہ" میں "علم حضوری" یا "شعور بسیط" سے تعبیر کیا ہے اس کو مستلزم نہیں کہ ان کی طرف انبیا مبعوث ہوں کیونکہ یہ فطری معرفت گویا انہیں جبلی ہے۔ اور بعثت انبیا کا تعلق کسبیات سے ہوتا ہے۔ نیز یہ صحیح نہیں کہ جس چیز میں کوئی درجہ عقل و شعور کا ہو، وہ مکلف بھی ہو۔ مثلاً شریعت حقہ نے صبی کو مکلف قرار نہیں دیا حالانکہ قبل از بلوغ اس میں خاصا درجہ عقل کا موجود ہے اسی سے حیوانات کی حالت کا اندازہ کر لو۔ (تنبیہ) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "ہدہد کی روزی ہے ریت سے کیڑے نکال نکال کر کھانا۔ نہ دانہ کھائے نہ میوہ، اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے" شاید اسی لئے يُخْرِجُ الْخَبْءَ کا خاص طور پر ذکر کیا گیا۔ واللہ اعلم ف۳ یعنی اس کے عرش عظیم سے بلقیس کے تخت کو کیا نسبت ف۴ یعنی تیرے جھوٹ سچ کا امتحان کرتا ہوں ف۵ یعنی سلیمان نے ایک خط ہدہد کے حوالے کیا کہ ملکۂ سبا کو پہنچا دے اور جواب لیکر آ۔ اور دیکھنا خط پہنچا کر وہاں سے ایک طرف ہٹ جانا۔ کیونکہ قاصد کا وہیں سر پر کھڑا رہنا آداب شاہانہ کے خلاف ہے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی آپ کو چھپا، لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ، ہدہد خط لے گیا بلقیس جہاں اکیلی سوتی تھی روزن میں سے جاکر اس کے سینہ پر رکھ دیا۔" (موضح) ف۶ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں اور درباریوں کو جمع کیا، کہنے لگی کہ میرے پاس یہ خط عجیب طریقہ سے پہنچا ہے جو ایک بہت بڑے معزز و محترم بادشاہ (سلیمان) کی طرف سے آیا ہے غالباً حضرت سلیمان کا نام اور ان کی بے مثال حکومت و شوکت کا شہرہ پہلے سے سن چکی ہوگی ف۷ ایسا مختصر جامع اور پر عظمت خط شاید ہی دنیا میں کسی نے لکھا ہو مطلب یہ تھا کہ میرے مقابلہ میں زور آزمائی سے کچھ نہ ہوگا خیریت اسی میں ہے کہ اسلام قبول کرو۔ اور حکمبردار ہو کر آدمیوں کی طرح سیدھی انگلیوں میرے سامنے حاضر ہو جاؤ۔ تمہاری شیخی اور تکبر میرے آگے کچھ نہ چلے گی ف۸ یعنی مشورہ دو کیا جواب دیا جائے اور کیا کارروائی کی جائے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میں کسی اہم معاملہ کا فیصلہ بدون تمہارے مشورہ کے نہیں کرتی ف۹ یعنی ہمارے پاس زور و طاقت اور سامان حرب کی کمی نہیں، نہ کسی بادشاہ سے دبنے کی ضرورت، تیرا حکم ہو تو ہم سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں آگے تو مختار ہے سوچ سمجھ کر حکم دے۔ ہماری گردن اس کے سامنے خم ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ درباریوں کی صلاح لڑائی کرنے کی تھی مگر ملکہ نے اس میں تعجیل مناسب نہ سمجھی اور ایک بین بین صورت اختیار کی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف ۱ یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے مال یا خوبصورت آدمی یا نادر اسباب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف ۳ اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۲ منہ رح ف ۴ کافر جو ہے امان میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۲ منہ رح ف ۵ اپنی جگہ یعنی دربار سے اس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اس میں جواہر لگے تھے بیش قیمت ۱۲ منہ رح ف ۶ یعنی ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھ یعنی کسی طرف دیکھنے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۲ منہ رح ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ وَاِنِّىْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ

سرداروں کو بے عزت اور یہی کچھ کریں گے ف اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف کچھ تحفہ

کے سرداروں کو بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف کچھ تحفہ

فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ

پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لیکر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے ف ۲ پھر جب پہنچا سلیمان پاس بولا کیا تم میری رفاقت

پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لیکر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے ف ۱ پھر جب پہنچا سلیمان کے پاس بولا کیا تم میری اعانت

بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝

کرتے ہو مال سے سو جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے نہیں تم اپنے تحفہ سے خوش رہو

کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو ف ۲

اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا سامنا نہ ہو سکے ان سے اور نکال دیں گے ان کو

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان سے اور نکال دینگے انکو وہاں سے

اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِىْ بِعَرْشِهَا

وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے ف ۳ کہا اے دربار والو تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس

بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے ف ۳ بولا اے دربار والو تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا

قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ

اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آویں میرے پاس حکم بردار ہو کر ف ۴ بولا ایک راکس جنوں میں سے میں لا دیتا ہوں وہ

تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں میرے پاس حکم بردار ہو کر ف ۴ بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّىْ عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ

تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس کے زور کا ہوں معتبر ف ۵ بولا

وہ تجھ کو پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے ف ۵ اور میں اس پر زور آور ہوں معتبر ف ۶ بولا

الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ

وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لا دیتا ہوں تجھ کو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے

وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف

طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ ۚ

تیری طرف تیری آنکھ پھر جب دیکھا وہ دھرا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کے فضل سے

تیری آنکھ ف ۷ پھر جب دیکھا اس کو دھرا ہوا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے ف ۸

لِيَبْلُوَنِىْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ

میرے جانچنے کو کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے اور

میرے جانچنے کو کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری ف ۹ اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے اور

مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىْ غَنِىٌّ كَرِيْمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ

جو کوئی ناشکری کرے سو میرا رب بے پروا ہے نیک ذات ف ۶ کہا روپ بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اس کے تخت کا

جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پروا ہے کرم والا ف ۱۰ کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے آگے اس کے تخت کا ہم دیکھیں

ف ۱ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی عظمت و شوکت اور دوسرے قرائن و آثار سے بلقیس کو یقین ہو گیا کہ اس بادشاہ پر ہم غالب نہیں آسکتے اور کم از کم اس کا قوی احتمال تو ضرور تھا۔ اس نے بتلایا کہ ایسی شان و شکوہ رکھنے والے بادشاہوں سے لڑنا کھیل نہیں اگر وہ غالب آگئے (جیسا کہ قوی امکان ہے) تو ملوک و سلاطین کی عام عادت کے موافق تمہارے شہروں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیں گے اور وہ انقلاب ایسا ہوگا جس میں بڑی عزت والے سرداروں کو ذلیل و خوار ہونا پڑے گا۔ لہٰذا میرے نزدیک بہتر ہے کہ ہم جنگ کرنے میں جلدی نہ کریں، بلکہ ان کی ذاتی و شخصی رجحانات، نوعیت، حکومت اور اس بات کا پتہ لگائیں کہ انکی دھمکیوں کی پشت پر کونسی قوت کارفرما ہے اور یہ کہ واقعی طور پر وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں، اگر کچھ تحائف و ہدایا دیکر ہم آئندہ اس مصیبت کو اپنے سر سے ٹال سکیں تو زیادہ اچھا ہوگا، ورنہ جو کچھ رویہ معلوم ہو جائیگا ہم اس کے مناسب کارروائی کریں گے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "بلقیس نے چاہا کہ اس بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس چیز سے ہے مال، خوبصورت آدمی، یا نادر سامان، سب قسم کی چیزیں تحفہ میں بھیجی تھیں ف ۲ یعنی یہ تحفے تمہیں ہی مبارک رہے کیا تم نے مجھ کو ایک دنیوی بادشاہ سمجھا۔ جو مال و متاع کا لالچ دیتے ہو، تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے جو روحانی و مادی دولت مجھے عطا فرمائی ہے وہ تمہارے ملک و دولت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کا مزلوں کی مجھے کیا پروا ف ۳ یعنی قیدی بنیں گے جلاوطن ہونگے، اور ذلت و خواری کے ساتھ دولت و سلطنت سے دست بردار ہونا پڑے گا، حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی، سلیمان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ف ۴ قاصد نے واپس جا کر پیغام جنگ پہنچا دیا بلقیس کو یقین ہو گیا یہ کوئی معمولی بادشاہ نہیں۔ ان کی قوت خدائی زور سے ہے۔ جدال و قتال سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، نہ کوئی حیلہ اور زور ان کے روبرو چل سکتا ہے۔ آخر اظہار اطاعت و انقیاد کی غرض سے بڑے ساز و سامان کے ساتھ حضرت سلیمان کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے روانہ ہو گئی، جب ملک شام کے قریب پہنچی حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے فرمایا کوئی ہے جو بلقیس کا تخت شاہی اس کے پہنچنے سے پیشتر میرے سامنے حاضر کر دے۔ اس سے بھی حضرت سلیمان کو کسی طرح بلقیس پر اپنی خدا داد عظمت و قوت کا اظہار مقصود تھا۔ تاوہ سمجھ لے کہ یہ نرے بادشاہ نہیں کوئی اور خوق العادت باطنی طاقت بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ (تنبیہ) قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ سے معلوم ہوا کہ اسلام و انقیاد سے پہلے حربی کا مال مباح ہے ف ۵ حضرت سلیمان کا دربار روزانہ ایک معین وقت تک لگتا تھا، مطلب یہ ہوگا کہ پیشتر اس کے کہ آپ دربار سے اٹھ کر جائیں، میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں، مگر اس کو پھر کچھ عرصہ لگتا۔ حضرت سلیمان اس سے بھی زیادہ جلدی چاہتے تھے ف ۶ "زور آور" ہوں یعنی اپنی قوت بازو سے بہت جلد اٹھا کر لا سکتا ہوں، اللہ نے مجھ کو قدرت دی ہے اور "معتبر ہوں" یعنی اس میں خیانت نہ کروں گا۔ کہتے ہیں تخت بہت بیش قیمت تھا سونے چاندی کا اور لعل و جواہر جڑے تھے ف ۷ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت سلیمان کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا ہے جو کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا، اس نے عرض کیا کہ میں چشم زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں۔ آپ کسی طرف دیکھئے قبل اس کے کہ آپ ادھر سے نگاہ ہٹائیں تخت آپ کے سامنے رکھا ہوگا ف ۸ یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا، اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں اور چونکہ ولی کی خصوصاً صحابی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے اس لئے حضرت سلیمان پر بھی اس کی شکرگذاری عائد ہوئی، (تنبیہ) معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو نبی یا ولی کے ہاتھ پر خلاف معمول ظاہر کیا جاتا ہے پس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرہ ایک لحظہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے اسے کیا مشکل ہے کہ تخت بلقیس کو پلک جھپکنے میں "مارب" سے "شام" پہنچا دے۔ حالانکہ تخت بلقیس کو سورج اور زمین سے وہ نسبت ہے جو ذرہ اور پہاڑ کی نسبت ف ۹ حضرت سلیمان ہر ہر قدم پر حق تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانتے اور ہمہ وقت شکر گذاری کے لئے تیار رہتے تھے گویا یہ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کے حکم کی تعمیل تھی ف ۱۰ یعنی شکر گذاری کا نفع شاکر ہی کو پہنچتا ہے کہ دنیا و آخرت میں مزید انعامات سے مشغول ہوتے ہیں، ناشکری کریگا تو خدا کا کیا نقصان، وہ ہمارے شکریوں سے قطعی بے نیاز اور بذات خود کامل الصفات اور منبع الکمالات ہے۔ ہمارے کفران نعمت سے اس کی کسی صفت کمالیہ میں کمی نہیں آجاتی۔ یہ بھی اس کا کرم ہے کہ ناشکروں کو فوراً سزا نہیں دیتا۔ ایسے کریم کی ناشکری کرنے والا پرلے درجہ کا بیحیا اور احمق ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ○ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ
سوجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو سوجھ نہیں ف۱ پھر جب آ پہنچی کسی نے کہا
سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو سمجھ نہیں ف۱ پھر جب وہ آ پہنچی کسی نے کہا

أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهَا وَكُنَّا
کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا آگے سے اور ہم ہو چکے
کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت بولی گویا یہ وہی ہے ف۲ اور ہم کو معلوم ہو چکا پہلے سے اور ہم ہو چکے

مُسْلِمِينَ ○ وَصَدَّهَا مَا كَانَت تَّعْبُدُ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِن
حکم بردار ف۳ اور بند کیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے سوائے البتہ وہ تھی
حکم بردار ف۳ اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے سوائے البتہ وہ تھی

قَوْمٍ كَافِرِينَ ○ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ
منکر لوگوں میں کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں
منکر لوگوں میں ف۴ کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور

عَن سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّن قَوَارِيرَ ۗ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ
اپنی پنڈلیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے بولی اے رب میں نے برا کیا ہے
کھولیں اپنی پنڈلیاں ف۵ کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے ف۶ بولی اے رب میں نے برا کیا ہے

۳ ع ۱۸
نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ ع وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ
اپنی جان کا اور حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے آگے جو رب سارے جہان کا ف۷ اور ہم نے بھیجا تھا
اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا ف۷ اور ہم نے بھیجا تھا ثمود

ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ○ قَالَ
ثمود کی طرف ان کا بھائی صالح کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو بھنے ہو کر لگے جھگڑنے ف۸ کہا
کی طرف ان کے بھائی صالح کو کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے ف۸ کہا

يَا قَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۖ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ
اے قوم کیوں شتاب مانگتے ہو برائی پہلے بھلائی سے کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ
اے میری قوم کیوں جلدی مانگتے ہو برائی کو پہلے بھلائی سے کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَن مَّعَكَ ۚ قَالَ طَائِرُكُمْ
سے شاید تم پر رحم ہو بولے ہم نے بد قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو کہا تمہاری بری قسمت
شاید تم پر رحم ہو جائے ف۹ بولے ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو ف۱۰ کہا تمہاری بری قسمت

عِندَ اللَّهِ ۖ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ○ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ
اللہ کے پاس ہے کوئی نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو ف۱۱ اور تھے اس شہر میں نو شخص
اللہ کے پاس ہے ف۱۱ کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو ف۱۲ اور تھے اس شہر میں نو شخص

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ○ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ
خرابی کرتے ملک میں اور نہ سنوارتے بولے آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی مقرر رات کو پڑیں ہم اس پر
کہ خرابی کرتے ملک میں اور اصلاح نہ کرتے ف۱۳ بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر

موضح قرآن روپ بدلنا یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اس کا جڑاؤ اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا ف۲ یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی ف۳ دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت سلیمان اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی لگا اس نے پنڈلیاں کھولیں پانی میں پیٹھنے کو، حضرت سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا، سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھے ہیں سو وہی صحیح ہے۔ حضرت سلیمان نے کبھی سنا کہ اس کی پنڈلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ واسطہ اس کا تھا ف۴ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے کہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے ف۵ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں ——— از شاہ عبد القادر صاحب

ف۱ یعنی تخت کا رنگ و روپ تبدیل کر دو اور اس کی وضع و ہیئات بدل ڈالو، جسے دیکھ کر بلقیس بآسانی نہ سمجھ سکے اس سے بلقیس کی عقل و فہم کو آزمانا تھا کہ ہدایت پانے کی استعداد اس میں کہاں تک موجود ہے ف۲ نہ کہا کہ یہ وہی ہے اور نہ بالکل نفی کی جو حقیقت تھی ٹھیک ٹھیک ظاہر کر دی کہ تخت وہی ہے کہ کچھ اوصاف میں فرق آگیا اور فرق چونکہ معتدبہ نہیں اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا وہی ہے ف۳ یعنی اس معجزہ کی حاجت نہ تھی ہم کو پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ سلیمان محض بادشاہ نہیں اللہ کے مقرب بندے ہیں اور اسی لئے ہم نے فرمانبرداری اور تسلیم و انقیاد کا رستہ اختیار کیا ف۴ یعنی حق تعالیٰ نے یا سلیمان علیہ السلام نے حق تعالیٰ کے حکم سے ملکہ بلقیس کو آفتاب وغیرہ کی پرستش سے روک دیا جس میں وہ بمعیت اپنی قوم کے مبتلا تھی یا یہ مطلب ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے تک جو علانیہ اسلام کا اظہار نہیں کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جھوٹے معبودوں کے خیال اور قوم کفار کی تقلید و صحبت نے اس کو ایسا کرنے سے روک رکھا تھا نبی کی صحبت میں پہنچ کر وہ روک جاتی رہی ورنہ سلیمان علیہ السلام کی صداقت کا اجمالی علم اس کو پہلے ہی ہو چکا تھا ف۵ یعنی پانی میں گھسنے کے لئے پائنچے چڑھا لئے جیسے عام قاعدہ ہے کہ پانی کی گہرائی پوری طرح پر معلوم نہ ہو تو گھسنے والا اول شروع میں پائنچے چڑھا لیتا ہے ف۶ حضرت سلیمان علیہ السلام دیوانخانے میں بیٹھے تھے اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا صاف شیشہ دور سے نظر آتا کہ پانی لہرا رہا ہے اور ممکن ہے شیشے کے نیچے واقعی پانی ہو یعنی حوض کو شیشے سے پاٹ دیا ہو اس نے پانی میں گھسنے کے لئے پنڈلیاں کھولیں، سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشے کا فرش ہے پانی نہیں اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھے ہیں وہ ہی صحیح ہوگا اور یہ بھی پتہ لگ گیا کہ جس ساز و سامان پر اس کی قوم کو ناز تھا یہاں اس سے بڑھ کر سامان موجود ہے گویا سلیمان علیہ السلام نے اس کو متنبہ فرما دیا کہ آفتاب و ستاروں کی چمک پر مفتون ہو کر انہیں خدا سمجھ لینا ایسا ہی دھوکہ ہے جیسے آدمی شیشے کی چمک دیکھ کر پانی گمان کرے ف۷ یعنی اے پروردگار! میں تیری حکم بردار ہو کر سلیمان کا راستہ اختیار کرتی ہوں اب تک میں نے جان پر بڑا ظلم کیا کہ شرک و کفر میں مبتلا رہی۔ اب اس سے تائب ہو کر تیری بارگاہ ربوبیت کی طرف رجوع کرتی ہوں ف۸ یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے۔ قوم ثمود کے جھگڑنے کی قدرے تفصیل سورہ اعراف کی ان آیات میں گذر چکی۔ "قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ" الخ (اعراف رکوع ۱۰) ف۹ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو بہت سمجھایا ہر طرح فہمائش کی اور آخر میں عذاب کی دھمکی دی جس پر وہ کہنے لگے "يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ" (اعراف رکوع ۱۰) یعنی سچا ہے تو عذاب الٰہی ہم پر لے آ دیر کس بات کی ہے۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ کم بختو! ایمان و توبہ اور بھلائی کی راہ تو اختیار نہیں کرتے جو دنیا و آخرت میں کام آئے الٹے برائی طلب کرتے ہیں جلدی مچا رہے ہو برا وقت آپڑے گا تو ساری طمطراق ختم ہو جائے گی ابھی موقع ہے کہ گناہوں سے توبہ کر کے محفوظ ہو جاؤ کیوں توبہ و استغفار نہیں کرتے جو حق تعالیٰ عذاب کی جگہ اپنی رحمتیں تم پر نازل فرمائے ف۱۰ یعنی جب سے تیرا منحوس قدم آیا ہے اور یہ باتیں شروع کی ہیں ہم پر قحط وغیرہ کی سختیاں پڑتی جاتی ہیں اور گھر گھر لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے ف۱۱ یعنی یہ سختیاں یا برائیاں میری وجہ سے نہیں تمہاری بدقسمتی سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری شرارتوں اور بد اعمالیوں کے سبب سے مقدر کی ہیں ف۱۲ یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں ف۱۳ یہ نو شخص شاید نو جماعتوں کے سردار ہوں گے جن کا کام ملک میں فساد پھیلانے اور خرابی ڈالنے کے سوا کچھ نہ تھا اصلاح و درستی کی طرف ان کا قدم کبھی نہ اٹھتا تھا مکہ میں بھی کافروں کے نو سردار تھے جو ہمہ وقت اسلام کی بیخ کنی اور پیغمبر کی دشمنی میں ساعی رہتے تھے بعض مفسرین نے ان کے نام لکھے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہوتے تھے جب تک شرارت حد کو نہ پہنچی تب تک عذاب نہیں آتا۔ ف۲ یعنی یہی حال ہے ان کافروں کا ف۳ یعنی دیکھتے ہو کیا برا کام ہے ف۴ حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم دوبے گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے وہی بات ہوئی رسول میں اور مکے والوں میں حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں اللہ نے انکو بچایا اور ان کو کھپایا مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا، جس رات حضرت نے ہجرت کی تھی کے کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر ماریں حضرت نکل گئے ان کو نہ سوجھا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بتا دیا اور اسی میں کام بنا ف۵ اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات کرنی لوگوں کو سکھا دی

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا

اور اس کے گھر پر پھر کہہ دیں گے اس کے دعویٰ کرنے والے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک

اور اسکے گھر پر پھر کہہ دینگے اسکے دعویٰ کرنیوالے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک

لَصَادِقُونَ ۝ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانظُرْ

سچ کہتے ہیں اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی ف۲ پھر دیکھ

سچ کہتے ہیں ف۱ اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب اور انکو خبر نہ ہوئی ف۲ پھر دیکھ لے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ فَتِلْكَ

آخر کیسا ہوا ان کے فریب کا کہ ہم نے اکھاڑ مارا ان کو اور ان کی قوم کو ساری سو یہ پڑے ہیں

کیسا ہوا انجام انکے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے انکو اور انکی قوم کو سب کو ف۳ سو یہ

بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

ان کے گھر ڈھے ہوئے ان کے انکار سے البتہ ان میں نشانی ہے ایک لوگوں کو جو جانتے ہیں ف اور

پڑے ہیں انکے گھر ڈھیر ہوئے بسبب انکے انکار کے ف۴ البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں ف۵

وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہے تھے اور لوط نے جب کہا اپنی قوم کو

اور بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہتے تھے ف۶ اور لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ۝ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو ف کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر للچا کر

کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو ف۷ کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر للچا کر

مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ

عورتیں چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو پھر اور جواب نہ تھا اس کی قوم کا

عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو ف۸ پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا

إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ۝

مگر یہی کہ بولے نکالو لوط کے گھر کو اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے

مگر یہی کہ کہتے تھے نکال دو لوط کے گھر کو اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے ف۹

فَأَنجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ۝ وَ

پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو مگر اس کی عورت ٹھہرا دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانے والوں میں اور

پھر بچا دیا ہم نے اسکو اور اسکے گھر والوں کو ف۱۰ مگر اسکی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اسکو رہ جانے والوں میں ف۱۱ اور

أَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ۝ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ

برسایا ہم نے ان پر برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف تو کہہ تعریف ہے اللہ کو اور

برسا دیا ہم نے ان پر برساؤ پھر کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف۱۲ تو کہہ تعریف ہے اللہ کو اور

سَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۗ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

سلام ہے اس کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں

سلام ہے اسکے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا ف۱۳ بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ف۱۴

ف۱ یعنی آپس میں معاہدے ہوئے اور حلف ہوئے کہ سب مل کر رات کو حضرت صالح کے گھر پر ٹوٹ پڑو اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ پھر جب کوئی ان کے خون کا دعویٰ کرنے والا کھڑا ہو تو کہہ دینا ہمیں خبر نہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ اس کے گھر کی تباہی ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھی۔ گویا ہم خود تو ایسی حرکت کیا کرتے اس وقت موقع پر موجود بھی نہ تھے۔ اس طرح کی خفیہ سازش اور دروغ گوئی سے ہم میں ایک بھی ملزم نہ ٹھہر سکے گا اس سے بڑھ کر یہ کہ ہاتھوں خون بہا وصول کریں۔ ف۲ اُن کا مکر تو وہ خفیہ سازش تھی اور خدا کا مکر تھا ان کو ڈھیل دینا کہ خوب دل کھول کر اپنی شرارتوں کی تکمیل کریں۔ تا مستحق عذاب عظیم ہونے میں کوئی حجت و عذر باقی نہ رہے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ ہم حضرت صالحؑ کا قصہ ختم کر رہے ہیں، یہ خبر نہ تھی کہ اندر اندر ان ہی کی حرکت سے اُن ہی کا قصہ ختم ہو رہا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "ان کی ہلاکت کے اسباب پورے ہو رہے تھے۔ شرارت جب تک حد کو نہ پہنچے ہلاکت نہیں آتی۔" ف۳ اُن نو اشخاص نے اول اتفاق کرکے اونٹنی کو ہلاک کیا۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ اب تین دن سے زیادہ مہلت نہیں عذاب آکر رہیگا۔ تب آپس میں ٹھہرایا کہ ہم تو خیر تین دن کے بعد ہلاک کئے جائیں گے، ان کا تین دن سے پہلے ہی کام تمام کردو چنانچہ شب کے وقت حضرت صالحؑ کے گھر پر چھاپہ مارنے اور ان کو مع اہل و عیال کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ نو آدمی اس ناپاک مقصد کے لئے تیار ہوکر نکلے باقی کفار ان کے تابع یا حامی تھے حق تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کی حفاظت فرمائی، فرشتوں کا پہرہ لگا دیا آخر وہ تو عذاب سماوی سے تباہ ہوئے اور اپنے ساتھ قوم کو بھی تباہ کرایا۔ ف۴ مکہ والے شام کا سفر کرتے تو راستہ میں "وادی القریٰ" میں ثمود کی بستیوں کے کھنڈر دیکھتے تھے "فتلک بیوتھم خاویۃ" میں ان ہی کی طرف اشارہ ہے۔ ف۵ یعنی جاننے والوں کو چاہیئے کہ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ ف۶ یعنی حضرت صالحؑ کے رفقاء جو ایمان لائے اور کفر و عصیان سے بچتے تھے ہم نے انکو عذاب کی لپیٹ سے بچا دیا۔ خدا کی قدرت دیکھو مومن و کافر رلے ملے ایک بستی میں رہیں مگر عذاب آتا ہے تو چن چن کر کافروں کو ہلاک کرتا ہے مومن کو نہیں چھوتا۔ ف۷ یعنی دیکھتے ہو کیسا برا اور گندہ کام ہے۔ ف۸ یعنی تم سمجھتے نہیں کہ اس بیحیائی کا انجام کیا ہونے والا ہے، پرلے درجہ کے جاہل اور احمق ہو۔ ف۹ یعنی اپنے کو بڑا پاک و صاف بنانا چاہتے ہیں، پھر ہم ناپاکوں میں ان کا کیا کام۔ ف۱۰ یعنی انہیں تباہ کرکے انہیں بچا لیا۔ ف۱۱ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جو ان بدمعاشوں کی اعانت کرتی تھی، وہ بھی ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ڈھیر ہو گئی۔ ف۱۲ یعنی آسمان سے پتھر برسائے اور شہر کا تختہ الٹ دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ مذکورہ بالا تینوں قصوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں فرمایا "ہم لائیں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے" وہ ہی بات ہوئی رسولؐ میں اور مکہ والوں میں، اور حضرت صالحؑ پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو جا پڑیں۔ اللہ نے ان کو بچایا اور ان کو غارت کیا، مکہ کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بن پڑا، جس رات حضرت نے ہجرت کی تھی کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر مار لیں (کسی ایک کو خون بہا نہ دینا پڑے) حضرت صاف بچ کر نکل گئے۔ ان کو نہ سوجھا، اور قوم لوطؑ نے چاہا کہ پیغمبر کو شہر سے نکال دیں، یہ ہی مکہ والے بھی چاہ چکے۔ اللہ نے آپ سے نکلنا بتایا کہ خود اپنے اختیار سے شہر چھوڑ کر نکل جاؤ اور اسی میں کام نکالا۔ ف۱۳ قصص سے فارغ ہو کر آگے "ءٰاللہ خیر اما یشرکون" سے توحید کا بیان فرماتا ہے۔ یہ الفاظ بطور خطبہ کے تعلیم فرمائے جو بیان شروع کرنے سے قبل ہونا چاہئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھلا دی" (موضح) اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو کمالات و احسانات اور بعض قصص مذکور ہوئے ہیں، ان پر پیغمبر کو حکم ہوا کہ اللہ کی حمد و ثنا کریں اور شکر بجا لائیں اور اس کے مقبول بندوں پر جن میں سے پیغمبروں کا اونچا نام لیا گیا ہے سلام بھیجیں۔ ف۱۴ یہاں سے توحید کا وعظ شروع کیا گیا ہے۔ یعنی قصص مذکورہ بالا سن کر اور دلائل تکوینیہ و تنزیلیہ میں غور کرکے تم ہی بتلاؤ کہ ایک خدائے وحدہ لاشریک لہ کا ماننا بہتر اور نافع اور معقول ہے یا اس کی خدائی میں اس کی عاجز ترین مخلوق کو شریک ٹھہرانا۔ یہ مسئلہ اب کچھ ایسا مشکل تو نہیں رہا جس کا فیصلہ کرنے میں کچھ وقت یا دیر لگے۔ تاہم مزید تذکیر و تنبیہ کی غرض سے آگے اللہ تعالیٰ کی بعض شئون و صفات بیان کی جاتی ہیں جو توحید پر دال ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ج
بھلا کس نے بنائے آسمان اور زمین اور اُتار دیا تم کو آسمان سے پانی
بھلا کس نے بنائے آسمان اور زمین اور اُتار دیا تمہارے لئے آسمان سے پانی

فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ج مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ط ءَاِلٰهٌ
پھر اُگائے ہم نے اس سے باغ رونق کے تمہارا کام نہ تھا کہ اُگاتے ان کے درخت اب کوئی اور حاکم ہے
پھر اُگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے تمہارا کام نہ تھا کہ اُگاتے ان کے درخت ف۱ اب کوئی

مَّعَ اللّٰهِ ط بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّ
اللہ کے ساتھ. کوئی نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہراؤ اور
اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں ف۲ بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق ف۳

جَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ
بیچ اس کے بیچ ندیاں اور رکھے اس میں بوجھ اور رکھا دو دریا میں
اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرانے کو بوجھ ف۴ اور رکھا دو دریا میں

حَاجِزًا ط ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ أَمَّنْ يُّجِيْبُ
پڑدہ اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں اُن بہتوں کو سمجھ نہیں بھلا کون پہنچتا ہے
پردہ ف۵ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بہتوں کو ان میں سمجھ نہیں ف۶ بھلا کون پہنچتا ہے

الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ط
بے کس کی پکار کو جب اُس کو پکارتا ہے اور اٹھا دیتا ہے برائی اور کرتا ہے تم کو ثابت زمین پر
بیکس کی پکار کو جب اُس کو پکارتا ہے اور دور کر دیتا ہے سختی ف۷ اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر ف۸

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ
اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تم سوچ کم کرتے ہو بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو اندھیروں میں
اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تم بہت کم دھیان کرتے ہو ف۹ بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو اندھیروں میں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ط ءَاِلٰهٌ
جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے باویں خوشخبری لاتیاں اس کی مہر سے آگے اب کوئی حاکم ہے
جنگل کے اور دریا کے ف۱۰ اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوش خبری لانے والیاں اس کی رحمت سے پہلے ف۱۱ اب کوئی

مَّعَ اللّٰهِ ط تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جو شریک بناتے ہیں بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اس کو دہراتا ہے
حاکم ہے اللہ کے ساتھ [illegible] اوپر ہے اس سے جس کو شریک بتلاتے ہیں ف۱۲ بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اس کو دہرائیگا ف۱۳

وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ط ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ط قُلْ
اور کون روزی دیتا ہے [illegible] آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تو کہہ
اور کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے ف۱۴ اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تو کہہ

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي
لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے
لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو ف۱۵ تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے

ف۱ سرسبز درختوں کا اُگانا تمہارے اختیار میں نہیں۔ چہ جائیکہ اس کا پھول پھل لانا اور بار آور کرنا۔ ف۲ یعنی تمام دنیا جانتی ہے اور خود یہ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا، بارش برسانا، درخت اُگانا بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کا کام نہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن میں ان کا اقرار و اعتراف مذکور ہے۔ پھر یہاں تک پہنچ کر راستہ سے کیوں کترا جاتے ہیں۔ جب اللہ کے سوا کوئی ہستی نہیں جو خلق و تدبیر کر سکے۔ یا کسی چیز کا مستقل اختیار رکھے، تو اس کی الوہیت و معبودیت میں وہ کس طرح شریک ہو جائے گی۔ "عبادۃ" انتہائی تذلل کا نام ہے، سو وہ اسی کی ہونی چاہئے جو انتہائی درجہ میں کامل اور با اختیار ہو۔ کسی ناقص یا عاجز مخلوق کو معبودیت میں خالق کے برابر کر دینا انتہائی ظلم اور ہٹ دھرمی ہے ف۳ یعنی آدمی اور جانوروں کی قیام گاہ ہے۔ آرام سے اس پر زندگی بسر کرتے اور اس کے محاصل سے منتفع ہوتے ہیں۔ ف۴ یعنی پہاڑ رکھ دیئے تاکہ ٹھہری رہے، کپکپائے نہیں ف۵ اس کی تحقیق قریب ہی سورہ "فرقان" میں گذر چکی۔ آیت "وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا" کا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے ف۶

یعنی کوئی اور با اختیار ہستی ہے جس سے یہ کام بن پڑیں اور اس بنا پر وہ معبود بننے کے لائق ہو۔ جب نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ مشرکین محض جہالت اور نا سمجھی سے شرک و مخلوق پرستی کے غار عمیق میں گرتے چلے جا رہے ہیں ف۷ یعنی جب اللہ چاہے اور مناسب جانے تو بیکس اور بیقرار کی فریاد سن کر سختی کو دور کر دیتا ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ (انعام رکوع ۴) غرض اسی نے دعا کو بھی اسباب عادیہ میں سے ایک سبب بنایا ہے جس پر مسبّب کا ترتب بمشیت الٰہی اجتماع شروط اور ارتفاع موانع کے بعد ہوتا ہے۔ اور علامہ طیبی وغیرہ نے کہا کہ آیت میں مشرکین کو تنبیہ ہے کہ سخت مصائب و شدائد کے وقت تم بھی مضطر ہو کر اسی کو پکارتے ہو اور دوسرے معبودوں کو بھول جاتے ہو، پھر فطرت اور ضمیر کی اس شہادت کو امن و اطمینان کے وقت کیوں یاد نہیں رکھتے ف۸ یعنی ایک قوم یا نسل کو اٹھا لیتا اور اس کی جگہ دوسری کو آباد کرتا ہے جو زمین میں مالکانہ اور بادشاہانہ تصرف کرتے ہیں۔ ف۹ یعنی پوری طرح دھیان کرتے تو دور جانے کی ضرورت نہ پڑتی، اپنی حوائج و ضروریات اور قوموں کے ادل بدل کو دیکھ کر سمجھ سکتے تھے کہ جس کے ہاتھ میں ان امور کی باگ ہے تنہا اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ ف۱۰ یعنی خشکی اور دریا کی اندھیریوں میں ستاروں کے ذریعے سے تمہاری رہنمائی کرتا ہے خواہ بلا واسطہ یا بواسطہ قطب نما وغیرہ آلات کے۔ ف۱۱ یعنی بارانِ رحمت سے پہلے ہوائیں چلاتا ہے جو بارش کی آمد آمد کی خوشخبری سناتی ہیں۔ ف۱۲ یعنی کہاں وہ قادر مطلق اور حکیم برحق اور کہاں عاجز و ناقص مخلوق، جسے اس کی خدائی کا شریک بتلایا جا رہا ہے۔ ف۱۳ ابتداءً پیدا کرنا تو سب کو مسلّم ہے کہ اللہ کا کام ہے۔ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کو بھی اسی سے سمجھ لو۔ منکرین بعث بعد الموت بھی اتنا سمجھتے تھے کہ اگر بالفرض دوبارہ پیدا کئے گئے تو یہ کام اسی کا ہوگا جس نے اول پیدا کیا تھا۔ ف۱۴ یعنی کون ہے جو آسمانی اور زمینی اسباب کے ذریعہ سے اپنی حکمت کے موافق تم کو روزی پہنچاتا ہے۔ ف۱۵ یعنی اگر اتنے صاف نشانات اور واضح دلائل سننے کے بعد بھی تم خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور شرک کی قباحت کو تسلیم نہیں کرتے تو جو کوئی دلیل تمہارے دعوے باطل کے ثبوت میں رکھتے ہو پیش کرو۔ ابھی تمہارا جھوٹ سچ کھل جائے گا۔ مگر وہاں دلیل و برہان کہاں محض اندھی تقلید ہے۔ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَإِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (مومنون، رکوع ۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ا اس آیت میں مضمون سابق کی تکمیل اور مضمون لاحق کی تمہید ہے شروع پارہ سے یہاں تک حق تعالیٰ کی قدرت تامہ، رحمت عامہ اور ربوبیت کاملہ کا بیان تھا یعنی جب وہ ان صفات و شئون میں منفرد ہے، تو الوہیت و معبودیت میں بھی منفرد ہونا چاہیئے آیت حاضرہ میں اس کی الوہیت پر دوسری حیثیت سے استدلال کیا جارہا ہے یعنی معبود وہ ہوگا جو قدرت تامہ کے ساتھ علم کامل و محیط بھی رکھتا ہو اور وہ صفت ہے جو زمین و آسمان میں کسی مخلوق کو حاصل نہیں اسی رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے پس اس اعتبار سے بھی معبود بننے کی مستحق اکیلی اس کی ذات ہوئی (تنبیہ) کل مغیبات کا علم بجز خدا کے کسی کو حاصل نہیں نہ کسی ایک غیب کا علم کسی شخص کو بالذات بدون عطائے الٰہی کے ہو سکتا ہے اور نہ مفاتیح غیب (غیب کی کنجیاں جن کا ذکر سورۂ انعام میں گزر چکا) اللہ نے کسی مخلوق کو دی ہیں ہاں بعض بندوں کو بعض غیوب پر باختیار خود مطلع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں شخص کو حق تعالیٰ نے غیب پر مطلع فرمادیا یا غیب کی خبر دے دی لیکن اتنی بات کی وجہ سے قرآن و سنت نے کسی جگہ ایسے شخص پر "عالم الغیب" یا فلان یعلم الغیب" کا اطلاق نہیں کیا بلکہ احادیث میں اس پر انکار کیا گیا ہے کیونکہ بظاہر یہ الفاظ اختصاص علم الغیب بذات الباری کے خلاف موہم ہوتے ہیں اسی لئے علمائے محققین اجازت نہیں دیتے کہ اس طرح کے الفاظ کسی بندہ پر اطلاق کئے جائیں گو لغۃً صحیح ہوں جیسے کسی کا یہ کہنا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ (اللہ کو غیب کا علم نہیں) گو اس کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے کوئی چیز غیب ہے ہی نہیں سخت نارو او رسوءِ ادب ہے یا کسی کا حق سے موت اور فتنہ سے اولاد اور رحمت سے بارش مراد لے کر یہ الفاظ کہنا " اِنِّی اَکْرَہُ الْحَقَّ وَاُحِبُّ الْفِتْنَۃَ وَ اَفِرُّ مِنَ الرَّحْمَۃِ (میں حق کو برا سمجھتا ہوں، اور فتنہ کو محبوب رکھتا ہوں اور رحمت سے بھاگتا ہوں) سخت مکروہ اور قبیح ہے حالانکہ باعتبار نیت و مراد کے قبیح نہ تھا اسی طرح فلاں عالم الغیب وغیرہ الفاظ کو سمجھ لو اور واضح ہے کہ علم غیب سے ہماری مراد محض ظنون و تخمینات نہیں اور نہ وہ علم جو قرائن و دلائل سے حاصل کیا جائے بلکہ جس کے لئے کوئی دلیل و قرینہ موجود نہ ہو وہ مراد ہے سورۂ انعام و اعراف میں اس کے متعلق کسی قدر لکھا جا چکا ہے وہاں مراجعت کر لی جائے ف ۲ یعنی قیامت کب آئے گی جس کے بعد مردے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اس کی خبر کسی کو نہیں یہاں سے بسلسلہ کا ذکر چلا آتا تھا یہاں سے معاد کا شروع ہوا ف ۳ یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے، آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں (موضح) اور بعض مفسرین نے یوں تقریر کی ہے کہ آخرت کے ادراک تک ان کے علم کی رسائی نہ ہوئی اور نہ عدم علم کی وجہ سے خالی الذہن رہے بلکہ اس کے متعلق شک تردد میں پڑ گئے بلکہ ان دلائل و شواہد سے بالکل آنکھیں بند کر لیں جن میں غور و تامل کرنے سے شک رفع ہو سکتا تھا ف ۴ یعنی پہلے ہمارے بڑوں سے یہی وعدے کئے گئے تھے جو پہلے کہہ گئے ان ہی کی نقل آج یہ پیغمبر بھی اتار رہے ہیں۔ لیکن کتنے قرن گزر چکے ہم نے تو آج تک نہ دیکھا نہ سنا کہ کوئی مردہ مٹی میں مل جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہوا ہو اور اس کو سزا ملی ہو ف ۵ یعنی کتنے مجرموں کو دنیا ہی میں عبرتناک سزائیں مل چکی ہیں اور پیغمبروں کا فرمانا پورا ہو کر رہا اس پر قیاس کر لو کہ بعث بعد الموت اور عذاب آخرت کی جو خبرا نبیاء دیتے چلے آئے ہیں یقیناً پوری ہو کر رہے گی یہ کارخانہ یوں ہی بے سرا نہیں کہ اس پر کوئی حاکم نہ ہو وہ اپنی رعایا کو یوں ہی مہمل نہ چھوڑے گا۔ جب سب مجرموں کو یہاں پوری سزا نہیں ملتی تو یقیناً کوئی دوسری زندگی ہوگی جہاں ہر ایک اپنی کیفر کردار کو پہنچے اگر تمہاری یہی تکذیب رہی تو مکذبین کا جو انجام دنیا میں ہوا تمہارا بھی ہو سکتا ہے ف ۶ یعنی اس کو سمجھا کر اور بدی کے انجام پر متنبہ کر کے الگ ہو جائے اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ بہت زیادہ غم و تاسف نہ کریں اور ان کے مکر و فریب اور حق کے خلاف تدبیریں کرنے سے تنگدل اور خفا ہوں آپ اپنا فرض ادا کر چکے اللہ تعالیٰ ایسے ضدی مجرموں سے خود نمٹ لے گا اور جس طرح پہلے مجرموں کو سزائیں دی گئی ہیں ان کو بھی دیگا ف ۷ یعنی آخر وہ قیامت کب آئے گی اور جس عذاب کی دھمکیاں دی جارہی ہیں کب نازل ہوگا ف ۸ یعنی گھبراؤ نہیں وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور کچھ بعید نہیں کہ وعدہ کا کچھ حصہ قریب ہی آلگا ہو (چنانچہ زیادہ دن نہ گزرے کہ "بدر" میں سزا کی ایک قسط پہنچ گئی) رہی قیامت کبریٰ سو اس کے بھی بعض آثار و علامات ظاہر ہونے شروع ہو گئے ف ۹ یعنی حق تعالیٰ اپنے فضل سے اگر عذاب میں تاخیر کرتا ہے تو چاہیئے تھا اس مہلت کو غنیمت سمجھتے اور اس کی مہربانی کے شکر گذار ہو کر ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرتے لیکن وہ اس کے خلاف ناشکری کرتے اور اپنے منہ سے عذاب مانگتے ہیں۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ط وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ

آسمان اور زمین میں چھپی چیز کی مگر اللہ اور ان کو خبر نہیں کب

آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی مگر اللہ ف ۱ اور ان کو خبر نہیں کب

یُبْعَثُوْنَ ○ بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ قف بَلْ ہُمْ فِیْ شَکٍّ

جلائے جائیں گے بلکہ ہار گئی ان کی دریافت آخرت میں بلکہ ان کو دھوکا ہے

جی اٹھیں گے ف ۲ بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر آخرت کے بارہ میں بلکہ ان کو شبہ ہے

مِّنْہَا قف بَلْ ہُمْ مِّنْہَا عَمُوْنَ ع ○ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا

اس میں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں ف اور بولے وہ جو منکر ہیں کیا جب ہم ہو گئے مٹی

اس میں بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں ف ۳ اور بولے وہ لوگ جو منکر ہیں کیا جب ہم ہو جائیں مٹی

وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا ہٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا

اور ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالنا ہے وعدہ مل چکا ہے اس کا ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو

اور ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو اور ہمارے باپ دادوں

مِنْ قَبْلُ اِنْ ہٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ○ قُلْ سِیْرُوْا فِی

آگے سے اور کچھ نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی تو کہہ پھرو

کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی ف ۴ تو کہہ دے پھرو

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُجْرِمِیْنَ ○ وَلَا تَحْزَنْ

ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا آخر گناہگاروں کا اور غم نہ کھا

ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام کار گنہگاروں کا ف ۵ اور غم نہ کر

عَلَیْہِمْ وَلَا تَکُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ ○ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی

ان پر اور نہ رہ خفگی میں ان کے داؤ بنانے سے اور کہتے ہیں کب ہے

ان پر اور نہ خفا ہو ان کے فریب بنانے سے ف ۶ اور کہتے ہیں کب ہوگا

ہٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ

یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ شاید تمہاری پیٹھ پر

یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ف ۷ تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ

رَدِفَ لَکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ فَضْلٍ

پہنچی ہو بعض چیز جس کی شتابی کرتے ہو اور تیرا رب تو فضل رکھتا ہے

پر پہنچ چکی ہو بعضی وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو ف ۸ اور تیرا رب تو فضل رکھتا ہے

عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَہُمْ لَا یَشْکُرُوْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ

لوگوں پر پر ان میں بہت شکر نہیں کرتے اور تیرا رب جانتا ہے

لوگوں پر پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے ف ۹ اور تیرا رب جانتا ہے

مَا تُکِنُّ صُدُوْرُہُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ○ وَمَا مِنْ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ

جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان

جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف بلنے قصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اگر ضعیف ہے اکثر مسئلے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہ ہی صحیح تھا ف قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکے کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر ف یعنی ہر گناہ والے ایک جتھے ہوں گے
از شاہ عبد القادر صاحب رح

وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی
اور زمین میں مگر کھلی کتاب میں یہ قرآن سناتا ہے
اور زمین میں مگر موجود ہے کھلی کتاب میں ف یہ قرآن سناتا ہے
بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَهُدًی
بنی اسرائیل کو اکثر چیز جس میں وہ پھوٹ رہے ہیں ف اور یہ سوجھ ہے
بنی اسرائیل کو بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں اور بے شک وہ ہدایت ہے
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ
اور مہر ہے ایمان والوں کو تیرا رب ان میں فیصلہ کرے اپنی حکومت سے اور وہی ہے
اور رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے ف تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے اور وہی
الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ۝
زبردست سب جانتا سو تو بھروسا کر اللہ پر بے شک تو ہے سچ کھلی راہ پر
ہے زبردست سب کچھ جاننے والا ف سو تو بھروسہ کر اللہ پر بے شک تو ہے صحیح کھلے راستہ پر ف
اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝
تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو اپنی پکار جب پھیریں وہ پیٹھ دے کر
البتہ تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر
وَمَاۤ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ
اور نہ تو دکھا سکے اندھوں کو جب راہ سے بچلیں تو تو سناتا ہے اس کو جو یقین رکھتا ہو
اور نہ تو دکھلا سکے اندھوں کو جب وہ راہ سے بچلیں ف تو تو سناتا ہے اس کو جو یقین رکھتا ہو
بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ
ہماری باتوں پر سو وہ حکم بردار ہیں اور جب پڑ چکے گی ان پر بات نکالیں گے ہم ان کے آگے
ہماری باتوں پر سو وہ حکم بردار ہیں ف اور جب پڑ چکے گی ان پر بات نکالیں گے ہم ان کے آگے
دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ۝
ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیاں یقین نہ کرتے تھے ف
ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے ف
وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ
اور جس دن گھیر لاویں گے ہم ہر ایک فرقہ میں سے ایک دل جو جھٹلاتے تھے ہماری باتیں پھر ان کی
اور جس دن لائیں گے ہم ہر ایک فرقہ میں سے ایک جماعت جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو پھر ان کی
یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَلَمْ تُحِیْطُوْا
مثل بندی ہوگی یہاں تک کہ جب آپہنچے فرمایا کیوں تم نے جھٹلائیں میری باتیں اور نہ پچی تھیں
جماعت بندی ہوگی ف یہاں تک کہ جب حاضر ہو جائیں فرمائے گا کیوں جھٹلایا تم نے میری باتوں کو اور نہ آچکی
بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا
تمہاری سمجھ میں یا کیا کیا کرتے تھے اور پڑ چکی ان پر بات اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی
تھیں تمہاری سمجھ میں یا بولو کہ کیا کرتے تھے ف اور پڑ چکی ان پر بات اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی

ف۱ یعنی تمہارے ظاہری و پوشیدہ اعمال دلوں کے بھید نیتیں، ارادے اور زمین و آسمان کے چھپے سے چھپے راز سب اللہ تعالیٰ کے علم میں حاضر اور اس کے دفتر میں درج ہیں ہر بات اسی کے موافق اپنے اپنے وقت پر وقوع پذیر ہوگی جلدی مچانے یا دیر لگانے سے کچھ حاصل نہیں جو چیز علم الٰہی میں طے شدہ ہے جلد یا بدیر اپنے وقت پر آئے گی اور ہر ایک کو اس کے عمل اور نیت کے موافق پیش آ کر رہے گا ف۲ یعنی ابھی عملی فیصلہ کا وقت نہیں آیا البتہ قرآن قولی و علمی فیصلہ کے لئے آیا ہے اسی وقت سماوی علوم اور مذہبی چیزوں کے سب سے بڑے عالم بنی اسرائیل سمجھے جاتے تھے مگر عقائد، احکام اور قصص و روایات کے متعلق ان کے شدید اختلافات کا فیصلہ کون کرے بجز قرآن نے سنایا۔ فی الحقیقت قرآن ہی وہ کتاب ہے جس نے دنیا کو خداوند قدوس کا آخری پیغام پہنچایا اور ایمان لانے والوں کی رہبری کی تا لوگ اس دن کے لئے تیاری کر رکھیں جب کہ ہر معاملہ کا عملی فیصلہ ہوگا ف۳ یعنی قرآن تو آیا ہے سمجھانے اور آگاہ کرنے کو، باقی تمام معاملات کا چکانا اور حاکمانہ فیصلہ خدائے قادر و توانا کرے گا ف۴ یعنی آپ کسی کے اختلاف و تکذیب سے متاثر نہ ہوں خدا پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں جس صحیح و صاف راستہ پر آپ چل رہے ہیں اس میں کوئی کھٹکا نہیں۔ آدمی جب صحیح راستہ پر ہو اور خدائے واحد پر بھروسہ رکھے پھر کیا غم ہے۔ ف۵ یعنی جس طرح ایک مردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا خصوصاً جب کہ وہ پیٹھ پھیرے چلا جا رہا ہو اور پکارنے والے کی طرف قطعاً ملتفت نہ ہو ان کے حق میں سود مند نہیں یہی حال مکذبین کا ہے جن کے قلوب مر چکے ہیں اور دل کے کان بہرے ہو چکے ہیں اور سننے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے کہ ان کے حق میں کوئی نصیحت نافع اور کارگر نہیں ف۶ یعنی اندھے کو جب تک آنکھ نہ ہو تم کس طرح راستہ یا کوئی چیز دکھلا سکتے ہو یہ لوگ بھی دل کے اندھے ہیں اور چاہتے بھی نہیں کہ اندھے پن سے نکلیں پھر تمہارے دکھلانے سے وہ دیکھیں تو کیسے دیکھیں ف۷ یعنی نصیحت سنانا ان کے حق میں نافع ہے جو سن کر اثر قبول کریں اور اثر قبول کرنا یہی ہے کہ خدا کی باتوں پر یقین کر کے
ع ۶ ۱۶ ۲ فرماں بردار بنیں۔ ف۸ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے منکروں کو نشان دے کر جدا کر دے گا" (موضح) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آخر زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب کے دن ہوگا قیامت تو نام ہی اس کا ہے کہ عالم کا سب موجودہ نظام درہم برہم کر دیا جائے لہٰذا اس قسم کے خوارق پر کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے جو قیامت کی علامات قریبہ اور اس کے پیش خیمہ کے طور پر ظاہر کی جائیں گی شاید "دابۃ الارض" کے ذریعہ سے یہ دکھلانا ہو کہ جس چیز کو تم پیغمبروں کے کہنے سے نہ مانتے تھے آج وہ ایک جانور کی زبانی ماننی پڑ رہی ہے مگر اس وقت کا ماننا نافع نہیں صرف مکذبین کی تجہیل و تحمیق مقصود ہے ماننے کا جو وقت تھا گزر گیا (تنبیہ) "دابۃ الارض" کے متعلق بہت سے رطب و یابس اقوال و روایات تفاسیر میں درج کی گئی ہیں مگر معتبر روایات سے تقریباً اتنا ہی ثابت ہے جو حضرت شاہ صاحب نے لکھا واللہ اعلم ف۹ ہر گناہ والوں کے جتھے اور جماعتیں الگ الگ ہوں گی (تنبیہ) عموماً مفسرین نے "فَهُمْ يُوزَعُونَ" کے
منزل ۵
معنی روکنے کے لئے ہیں یعنی ہر امت کے مکذبین کو محشر کی طرف لے چلیں گے اور وہ اتنی کثرت سے ہوں گے کہ پیچھے چلنے والوں کو آگے بڑھنے سے روکا جائے گا جیسے انبوہ کثیر میں انتظام قائم رکھنے کے لئے کیا جاتا ہے ف۱۰ یعنی پوری طرح سمجھنے اور تمام اطراف و جوانب پر نظر ڈالنے کی کوشش بھی نہ کی پہلے ہی جھٹلانا شروع کر دیا یا بولو یہ نہیں تو اور کیا کرتے تھے یعنی اس کے سوا تمہارا کام ہی کیا تھا اور ممکن ہے یہ مطلب ہو کہ بے سوچے سمجھے تکذیب ہی کی تھی یا کچھ اس کے سوا اور بھی کچھ گناہ سمیٹے تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ
سو وہ کچھ نہیں بولتے کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں چین پکڑیں اور دن بنایا
اب وہ کچھ نہیں بول سکتے ف۱ کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں چین حاصل کریں اور دن

مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي
دیکھنے کا البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین کرتے ہیں اور جس دن پھونکا جاوے گا
بنایا دیکھنے کا البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں ف۲ اور جس دن پھونکی جاوے گی

الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ
نرسنگا تو گھبرا جاوے جو کوئی ہے آسمان و زمین میں مگر جس کو
صور ف۳ تو گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ

اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ○ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً
اللہ چاہے اور سب چلے آویں اس کے آگے عاجزی سے ف اور تو دیکھتا ہے پہاڑ جانتا ہے وہ جم رہے ہیں
چاہے ف۴ اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے ف۵ اور تو دیکھے پہاڑوں کو سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں

وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ
اور وہ چلیں گے جیسے چلے بدلی کاریگری اللہ کی جس نے سادھی ہے ہر چیز اس کو
اور وہ چلیں گے جیسے چلے بادل ف۶ کاریگری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو ف۷ اس کو

خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ○ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ
خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۲ جو کوئی لایا بھلائی تو اس کو ملنا ہے اس سے بہتر اور
خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۸ جو کوئی لے کر آیا بھلائی تو اس کو ملے اس سے بہتر ف۹ اور

هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَىِٕذٍ اٰمِنُوْنَ ○ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ
ان کو گھبراہٹ سے اس دن چین ہے اور جو کوئی لایا برائی سو اوندھے ڈالے ہیں
ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے ف۱۰ اور جو کوئی لے کر آیا برائی سو اوندھے ڈالیں

وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اِنَّمَآ
ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ کرتے تھے مجھ کو یہی
ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے ف۱۱ مجھ کو

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ
حکم ہے کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو رکھا ادب کا اور اسی کی ہے ہر
یہی حکم ہے کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور اسی کی ہے ہر

شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ
چیز اور حکم ہے کہ رہوں حکم برداروں میں اور یہ کہ سناؤں قرآن
ایک چیز ف۱۲ اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم برداروں میں ف۱۳ اور یہ کہ سناؤں قرآن ف۱۴

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ
پھر جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پر آوے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا تو کہہ دے
پھر جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا تو کہہ دے

موضح قرآن ف ایک بار صور پھونکے گا جس سے سب خلق مر جاویں گے، دوسرا پھونکے گا تو جی اٹھیں گے اس کے بعد جو پھونکے گا تو گھبرا دیں گے، اور پھونکے گا تو بے ہوش ہو جاویں گے اور پھونکے گا تو ہشیار ہوں گے صور پھونکنا بہت باری ہے۔ ف۲ یہ ہوگا قیامت میں جیسے سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ یعنی ان کی شرارتوں کا یقینی ثبوت ہو چکا اور خدا کی حجت تمام ہو چکی۔ اب آگے وہ کیا بول سکتے ہیں۔ باقی بعض آیات میں جو ان کا عذر پیش کرنا مذکور ہے وہ شاید اس سے پہلے ہو چکے گا۔ بہرحال نفی و اثبات کو اختلاف مواطن پر حمل کیا جائے۔ ف۲ یعنی کیسے کیسے کھلے نشان اللہ تعالیٰ نے دنیا میں دکھلائے، پر ذرا بھی غور نہ کیا۔ ایک رات دن کے روزانہ ادل بدل ہی میں غور کر لیتے تو اللہ کی توحید، پیغمبروں کی ضرورت، اور بعث بعد الموت، سب کچھ سمجھ سکتے تھے۔ آخر وہ کون ہستی ہے جو ایسے مضبوط و محکم انتظام کے ساتھ برابر دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کو نمودار کرتا ہے۔ اور جس نے ہماری ظاہری بصارت کے لئے شب کی تاریکی کے بعد دن کا اجالا کیا، کیا وہ ہماری باطنی بصیرت کے لئے اوہام و اہوا کی تاریکیوں میں معرفت و ہدایت کی روشنی نہ بھیجتا۔ پھر رات کیا ہے؟ نیند کا وقت ہے جسے ہم موت کا ایک نمونہ قرار دے سکتے ہیں۔ اس کے بعد دن آیا۔ پھر آنکھیں کھول کر ادھر ادھر پھرنے لگے۔ اسی طرح اگر حق تعالیٰ ہم پر موت طاری کرے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے تو اس میں کیا استحالہ ہے۔ غرض یقین کرنے والوں کے لئے اسی ایک نشان میں تمام ضروری چیزوں کا حل موجود ہے۔ ف۳ صور پھونکنے والا فرشتہ اسرافیل ہے جو حکم الٰہی کے انتظار میں صور لئے تیار کھڑا ہے ف۴ بعض روایات میں ہے کہ "اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ" جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت ہیں۔ اور بعض نے شہدا کو اس کا مصداق قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم ف۵ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ ایک بار صور پھونکے گا جس سے خلق مر جائے گی۔ دوسرا پھونکے گا تو جی اٹھیں گے۔ اس کے بعد پھونکے گا تو گھبرا جائیں گے، پھر پھونکے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر پھونکے گا تو ہشیار ہوں گے۔ صور پھونکنا کئی بار ہے۔" (موضح) اور بہت سے علماء صرف دو نفخے مانتے ہیں۔ یعنی کل دو مرتبہ پھونکے گا۔ اور سب احوال کو انہی دو میں درج کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۶ یعنی جن بڑے بڑے پہاڑوں کو تم اس وقت دیکھ کر خیال کرتے ہو کہ ہمیشہ کے لئے زمین میں جمے ہوئے ہیں کبھی اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکیں گے۔ قیامت کے دن یہ روئی کے گالوں کی طرح فضا میں اڑتے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے۔ "وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاۗءً مُّنْۢبَثًّا" (واقعہ رکوع ۱) "وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ" (القارعہ رکوع ۱) "فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا" (طٰہٰ رکوع ۶) (تنبیہ) آیت مذکورہ کو زمین کی حرکت و سکون کے مسئلہ سے کچھ علاقہ نہیں جیسا کہ بعض متنورین نے سمجھا ہے۔ ف۷ یعنی جس نے ہر چیز کو نہایت حکمت سے درست کیا اسی نے آج پہاڑوں کو ایسا بھاری اور مضبوط بنایا ہے اور وہی ان کو ایک دن ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ وہ اڑانا محض تباہ کرنے کی غرض سے نہ ہوگا بلکہ عالم کو توڑ پھوڑ کر اس درجہ پر پہنچانا ہوگا، جہاں پہنچانے کے لئے ہی اسے پیدا کیا ہے۔ تو یہ سب اسی صانع حقیقی کی کاریگری ہوگی جس کا کوئی تصرف حکمت سے خالی نہیں ف۸ یعنی اس توڑ پھوڑ اور انقلاب عظیم کے بعد بندوں کا حساب کتاب ہوگا۔ اور چونکہ حق تعالیٰ بندوں کے ذرہ ذرہ عمل سے خبردار ہے تو ہر ایک کو ٹھیک اس کے عمل کے موافق جزا و سزا دی جائے گی، نہ ظلم ہوگا نہ حق تلفی ہوگی۔ آگے اسی کی قدرے تفصیل ہے۔ ف۹ یعنی ایک نیکی کا بدلہ کم از کم دس نیکیوں کے حساب سے دیا جائے گا۔ اور کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ ف۱۰ یعنی بڑی گھبراہٹ سے، کما قال تعالیٰ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء، رکوع ۷) اگر کم درجہ کی گھبراہٹ ہو تو اس آیت کے منافی نہیں ف۱۱ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ زیادتی نہیں، جو کرنا سو بھرنا، خود کردہ را علاج ف۱۲ شہر سے مراد ہے مکہ معظمہ جسے خدا تعالیٰ نے معظم و محترم بنایا۔ اس تخصیص و تشریف کی بنا پر رب کی اضافت اس کی طرف کی گئی ورنہ یوں ہر چیز کا رب اور مالک وہی ہے۔ ف۱۳ یعنی ان لوگوں میں رہوں جو حق تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کرنے والے اور اپنے کو ہمہ تن اس کے سپرد کر دینے والے ہیں ف۱۴ یعنی بذات خود اللہ کی بندگی اور فرمانبرداری کرتا ہوں اور دوسروں کو قرآن سنا کر اللہ کا رستہ بتلاتا رہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۵ یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کرلیں ظالموں کے مقابلے میں ف۶ بیٹے ذبح کرتا کہ یہ قوم بڑھ نہ جائے کہ زور پکڑے یعنی بنی اسرائیل۔ ف۷ ہامان وزیر تھا فرعون کا ظلم میں اس کا شریک تھا

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ یعنی نصیحت کرکے فارغ الذمہ ہوچکا، نہ سمجھو تو تمہارا ہی نقصان ہے ف۲ یعنی اللہ کا ہزاراں ہزار شکر جس نے مجھ کو ہادی و مہتدی بنایا۔ فی الحقیقت تعریف کے لائق اسی کی ذات ہے۔ ہر خوبی، کمال اسی کی ذات میں سے ملا۔ ف۳ یعنی آگے چل کر حق تعالیٰ تمہارے اندر یا تم سے باہر اپنی قدرت کے وہ نمونے اور میری صداقت کے ایسے نشان دکھلائے گا جنہیں دیکھ کر سمجھ لوگے کہ بے شک یہ اللہ کی وہی آیات ہیں جن کی خبر پیغمبر نے دی تھی باقی اس کا سمجھنا تم کو نافع ہو یا نہ ہو یہ جداگانہ چیز ہے۔ علامات قیامت وغیرہ سب اس کے تحت میں آگئیں۔ ف۴ یعنی جو عمل اور معاملہ تم کرتے ہو، سب اس کی نظر میں ہے۔ اسی کے موافق آخر کار بدلہ ملے گا۔ اگر سزا وغیرہ میں تاخیر ہو تو نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کرتوت سے بے خبر ہے۔

إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ○ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

میں یہی ہوں ڈر سنانے والا اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو آگے دکھا دے گا تم کو اپنے

میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا ف۱ اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو ف۲ آگے دکھائے گا تم کو اپنے نمونے

فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

نمونے تو ان کو پہچان لوگے اور تیرا رب بے خبر نہیں ان کاموں سے جو کرتے ہو

تو ان کو پہچان لوگے ف۳ اور تیرا رب بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو ف۴

ع ۷/۱۱/۲

سُورَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَتِسْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ قصص مکی ہے اور اس کی اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طسم ○ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ○ نَتْلُو عَلَيْكَ مِنْ نَبَإِ مُوسَىٰ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ہم سناتے ہیں تجھ کو کچھ احوال موسیٰ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ہم سناتے ہیں تجھ کو کچھ احوال موسیٰ

وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ

اور فرعون کا تحقیق ایک لوگوں کے واسطے جو یقین کرتے ہیں ف۱ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں

اور فرعون کا تحقیقی ان لوگوں کے واسطے جو یقین کرتے ہیں ف۵ فرعون چڑھ رہا تھا ملک میں

وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ

اور کر رکھے تھے وہاں کے لوگ کئی جتھے کمزور کر رکھا تھا ایک فرقے کو ان میں ذبح کرتا ان کے بیٹے

اور کر رکھا تھا وہاں کے لوگوں کو کئی فرقے کمزور کر رکھا تھا ایک فرقہ کو ان میں ف۶ ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو

وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ○ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ

اور جیتی رکھتا ان کی عورتیں وہ تھا خرابی ڈالنے والا ف۱ اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں

اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتوں کو ف۷ بے شک وہ تھا خرابی ڈالنے والا ف۸ اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان

عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ

ان پر جو کمزور پڑے تھے ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو

کریں ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو

الْوَارِثِينَ ○ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ

قائم مقام اور جما دیں ان کو ملک میں اور دکھا دیں فرعون اور ہامان کو اور

قائم مقام اور جما دیں ان کو ملک میں ف۹ اور دکھا دیں فرعون اور ہامان کو ف۱۰

جُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ○ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ

ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا خطرہ رکھتے تھے۔ ف۱ اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو

اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا ان کو خطرہ تھا ف۱۱ اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو

تم سورۃ النمل ولله الحمد والمنۃ

ف۵ یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کرلیں ظالموں کے مقابلہ میں ہمارے مؤمنین جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو باوجود کمزوری کے فرعونیوں کی طاقت کے مقابلہ میں منصور و کامیاب کیا۔ ایسے ہی مسلمان جو فی الحال مکہ میں قلیل اور ضعیف و ناتواں نظر آتے ہیں، اپنے بے شمار طاقتور حریفوں کے مقابلہ پر کامیاب ہوں گے۔ ف۶ یعنی مصر میں قبطی بھی آباد تھے جو فرعون کی قوم تھی اور سبطی بھی جو "بنی اسرائیل" کہلاتے تھے۔ لیکن فرعون ظلم و تکبر کی راہ سے "بنی اسرائیل" کو پنپنے اور ابھرنے نہیں دیتا تھا۔ گویا سب قبطی آقا بنے ہوئے تھے اور پیغمبروں کی اولاد بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا تھا ان سے ذلیل کام اور بیگاریں لیتے اور کسی طرح اس قابل نہ ہونے دیتے کہ ملک میں وہ کوئی قوت و وقعت حاصل کرسکیں۔ ف۷ کہتے ہیں فرعون نے کوئی خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر کاہنوں نے یہ دی کہ کسی اسرائیلی کے ہاتھ سے تیری سلطنت برباد ہوگی۔ اس لئے پیش بندی کے طور پر یہ احمقانہ اور ظالمانہ تدبیر سوچی کہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ کمزور کرتے رہنا چاہیے کہ انہیں حکومت کے مقابلہ کا حوصلہ ہی نہ ہو۔ اور آئندہ جو لڑکے ان کے پیدا ہوں ان کو ایک طرف سے ذبح کر ڈالنا چاہیے اس طرح آنے والی مصیبت رک جائے گی۔ البتہ لڑکیوں سے چونکہ کوئی خطرہ نہیں انہیں زندہ رہنے دیا جائے۔ وہ بڑی ہو کر باندیوں کی طرح ہماری خدمت کیا کریں گی۔ اور ابن کثیر رح لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل آپس میں حضرت ابراہیم خلیل کی ایک پیشین گوئی کا تذکرہ کیا کرتے تھے جس میں خبر دی گئی تھی کہ ایک اسرائیلی جوان کے ہاتھ پر اس سلطنت مصر کی تباہی مقدر ہے۔ شدہ شدہ یہ تذکرے فرعون کے کانوں تک پہنچ گئے اس احمق نے قضاء و قدر کی روک تھام کے لئے ظلم و ستم کی یہ اسکیم جاری کی۔ ف۸ یعنی زمین میں خرابی پھیلانے والا تو تھا ہی۔ لہٰذا اسے ایسا ظلم و ستم کرنے میں کیا جھجک ہوتی۔ بس جو دل میں آیا، اپنے کبر و غرور کے نشہ میں بے سوچے سمجھے کر گذرا۔ ف۹ یعنی اس ملعون کے انتظامات تو وہ تھے، اور ہمارا ارادہ یہ تھا کہ کمزوروں کو قوی اور پستوں کو بالا کیا جائے۔ جس قوم کو فرعونیوں نے ذلیل غلام بنا رکھا تھا ان ہی کے سر پر دین کی امامت اور دنیا کی سرداری کا تاج رکھ دیں۔ ظالموں اور متکبروں سے جگہ خالی کرا کر اس مظلوم و ستم رسیدہ قوم سے زمین کو آباد کریں اور دینی سیادت کے ساتھ دنیوی حکومت بھی اس مظلوم و مقہور قوم کے حوالے کی جائے۔ ف۱۰ "ہامان" وزیر تھا فرعون کا جو ظلم و ستم میں اس کا شریک اور آلۂ کار بنا ہوا تھا۔ ف۱۱ یعنی جس خطرہ کی وجہ سے انہوں نے بنی اسرائیل کے ہزارہا بچوں کو ذبح کر ڈالا تھا۔ ہم نے چاہا کہ وہی خطرہ ان کے سامنے آئے۔ فرعون نے امکانی کوشش کر دیکھی اور پورے زور خرچ کردیئے کہ کسی طرح اس اسرائیلی بچہ سے مامون ہو جائے جس کے ہاتھ پر اس کی تباہی مقدر تھی، لیکن تقدیر الٰہی کہاں ٹلنے والی تھی۔ خداوند قدیر نے اس بچہ کو اسی کی گود میں اسی کے بستر پر اسی کے محلات کے اندر شاہانہ ناز و نعم سے پرورش کرایا۔ اور دکھلا دیا کہ خدا جو انتظام کرنا چاہے۔ کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ اس کی ماں کے دل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا ہرگز نہ کے پیادے ڈھونڈھ ڈھونڈھ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بیٹا ہوتا ف۲ ایک لکڑی کے صندوق میں ڈال کر ان کو بہا دیا نہر میں وہ بہتا چلا فرعون کے محل میں اس کی عورت نے ان کو اٹھا لیا پالنے کو ف۳ خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا ف۴ فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ کی بہن اس نظر سے دور پہچان گئی کہ لڑکا ان کا ہے اور جب ان کو نہ پالا تو دائیاں ڈھونڈیں کسی کا دودھ انہوں نے نہ پیا ناچار ہو گئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز کر دیا۔

از شاہ عبد القادر صاحب

ف۱ ان کی ماں کو الہام ہوا یا خواب دیکھا یا اور کسی ذریعہ سے معلوم کرا دیا گیا کہ جب تک بچہ کے قتل کا اندیشہ نہ ہو برابر دودھ پلاتی رہیں جب اندیشہ ہو تو صندوق میں رکھ کر دریائے نیل میں چھوڑ دیں۔ وہ سورۂ طٰہٰ میں یہ تفصیل گزر چکا ہے ف۲ ماں کی تسلی کر دی کہ ڈرو مت بے کھٹکے دریا میں چھوڑ دو بچہ ضائع نہیں ہو سکتا۔ اور بچہ کی جدائی سے غمگین بھی مت ہو ہم بہت جلد اس کو تیری ہی آغوش شفقت میں پہنچا دیں گے خدا کو اس سے بہت کام لینے ہیں وہ منصب رسالت پر سرفراز کیا جائے گا کوئی طاقت اللہ کے ارادہ میں حائل و مانع نہیں ہو سکتی تمام رکاوٹیں دور کر کے وہ مقصد پورا کرنا ہے جو اس محترم بچہ کی پیدائش سے متعلق ہے ف۳ آخر ماں نے بچہ کو لکڑی کے صندوق میں ڈال کر پانی میں چھوڑ دیا صندوق بہتا ہوا ایسی جگہ جا لگا جہاں سے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کے ہاتھ لگ گیا ان کو اس پیارے بچہ کی پیاری صورت بھلی معلوم ہوئی آثار نجابت و شرافت نظر آئے پالنے کی غرض سے اٹھا لیا مگر اس اٹھانے کا آخری نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ بچہ بڑا ہو کر فرعون اور فرعونیوں کا دشمن ثابت ہو اور ان کے حق میں سوہان روح بنے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھانے کا موقع دیا فرعون لعین کو کیا خبر تھی کہ جس دشمن کے ڈر سے ہزار ہا معصوم بچے تہ تیغ کرا چکا ہوں وہ یہی ہے جسے بڑے چاؤ پیار سے آج ہمارے ہاتھوں میں پرورش کرایا جا رہا ہے فی الحقیقت فرعون اور اس کے وزیر و مشیر اپنے ناپاک مقصد کے اعتبار سے بہت چوکے کہ بے شمار اسرائیلی بچوں کو ایک شبہ پر قتل کرنے گئے باوجود موسیٰ کو زندہ رہنے دیا لیکن نہ چوکتے تو کیا کرتے کیا خدا کی تقدیر کو بدل سکتے تھے یا مشیت ایزدی کو روک سکتے تھے ان کی بڑی چوک تو یہ تھی کہ قضا و قدر کے فیصلوں کو یہ سمجھے کہ انسانی تدبیروں سے روکا جا سکتا ہے ف۴ یعنی کیسا پیارا بچہ ہے ہمارے کوئی لڑکا نہیں ہے لاؤ اسی سے دل بہلائیں اور آنکھیں ٹھنڈی کیا کریں۔ بعض روایات میں ہے کہ فرعون نے کہا "لَکِ لَا لِی" (تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو گی میری نہیں) تقدیر ازلی یہ الفاظ اس ملعون کی زبان سے کہلا رہی تھی آخر وہی ہوا ف۵ یعنی کچھ بڑے ہو کر ہمارے کام آئے گا یا مناسب سمجھا تو متبنّٰی بنا لیں گے ف۶ یہ تو خبر نہ تھی کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا۔ سمجھے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا ضرور ہے کہ یہی وہ بچہ ہے جس سے ہمیں خوف ہے پھر جب ہم پرورش کریں گے وہ خود ہم سے شرمائے گا کس طرح ممکن ہے کہ ہم سے ہی دشمنی کرنے لگے انہیں کیا خبر تھی کہ یہ اس کا دوست ہو گا جو سارے جہان کا پرورش کرنے والا ہے اور تم چونکہ اس کے دشمن ہو اس لئے مجبور ہو گا کہ پروردگار حقیقی کے حکم سے تمہاری مخالفت کرے تم اپنی ظاہری تربیت پر تو ایسی اچھی امیدیں باندھتے ہو مگر شرم نہیں آتی کہ اس رب حقیقی کے مقابلہ میں "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" کی آواز بلند کرتے ہو ف موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بچہ کو دریا میں ڈال تو آئیں مگر ماں کی مامتا کہاں چین سے رہنے دیتی رہ رہ کر موسیٰ کا خیال آتا تھا دل سے قرار جاتا رہا موسیٰ کی یاد کے سوا کوئی چیز دل میں باقی نہ رہی قریب تھا کہ صبر و ضبط کا رشتہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور عام طور پر ظاہر کر دیں کہ میں نے اپنا بچہ دریا میں ڈالا ہے کسی کو خبر ہو تو لاؤ لیکن خدائی الہام "اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ" کو یاد کر کے تسلی پاتی تھی یہ خدا ہی کا کام تھا کہ اس کے دل کو مضبوط باندھ دیا کہ خدائی راز قبل از وقت کھلنے نہ پائے اور تھوڑی دیر بعد خود موسیٰ کی والدہ کو عین الیقین حاصل ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے ف یعنی جب فرعون کے محل میں صندوق کھلا اور بچہ برآمد ہوا تو شہر میں شہرت ہو گئی موسیٰ کی والدہ نے اپنی بیٹی کو (جو موسیٰ کی بہن تھی) حکم دیا کہ بچہ کا پتہ لگانے کے لئے چلی جا اور چھپ کر دیکھ کیا ماجرا ہوتا ہے لڑکی ہوشیار تھی جہاں بچہ کے گرد بھیڑ لگی تھی وہاں بے تعلق اجنبی بن کر دور سے دیکھتی رہی کسی کو پتہ نہ لگا کہ اس بچہ کی بہن ہے۔ ف یعنی فرعون کی بیوی نے اس ملعون کو بھی بچہ کی پرورش پر راضی کر لیا تو دودھ پلانے کی فکر ہوئی اور دائیاں طلب کی گئیں مگر قدرت نے پہلے ہی سے بند لگا دیا تھا کہ موسیٰ اپنی ماں کے سوا کسی کا دودھ نہ پکڑے سخت تشویش تھی کہ کہاں سے مرضعہ لائی جائے جس کا دودھ بچہ منہ کو لگا سکے تو موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہ پیتے تھے فرعون کے آدمی اسی فکر و تجسس میں تھے کہ موسیٰ کی بہن نے کہا اگر تم کہو تو ایک گھرانے کا پتہ بتا سکتی ہوں جو امید ہے بچہ کو پال دیں گے۔ اور جہاں تک ان کی طبائع کا اندازہ ہے بہت خیر خواہی اور غور و پرداخت سے پالیں گے کہ یہ شریف گھرانا ہے اور بادشاہ کے حضور سے انعام و اکرام کی بڑی توقعات ہو سکتی ہیں پھر تربیت میں کمی کیوں کرنے لگے نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکی کے مشورے کے موافق حضرت موسیٰ کی والدہ طلب کی گئیں بس بچہ کو چھاتی سے لگانا تھا کہ اس نے دودھ پینا شروع کر دیا فرعون کے گھر والوں کو بہت غنیمت معلوم ہوا کہ بچہ نے ایک عورت کا دودھ قبول کر لیا ہے بڑی خوشیاں منائی گئیں اور انعام و اکرام کئے گئے مرضعہ نے عذر کیا کہ میں یہاں نہیں رہ سکتی اپنے گھر لے جا کر اس کی پرورش کروں گی چنانچہ موسیٰ علیہ السلام امن و اطمینان کے ساتھ پھر آغوش مادری میں پہنچ گئے اور فرعون کے یہاں سے جو روزینہ ان کی ماں کا مقرر ہوا وہ مفت میں رہا۔

اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَ

کہ اس کو دودھ پلا پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو پانی میں اور نہ خطرہ کر اور

کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو دریا میں ف۱ اور نہ خطرہ کر اور

لَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

نہ غم کھا ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور کریں گے اس کو رسولوں سے ف

نہ غمگین ہو ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور کریں گے اس کو رسولوں سے ف۲

فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ

پھر اٹھا لیا اس کو فرعون کے گھر والوں نے کہ ہو ان کا دشمن اور غم ڈالنے والا بے شک فرعون

پھر اٹھا لیا اس کو فرعون کے گھر والوں نے کہ ہو اس کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا بے شک فرعون

وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ○ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ

اور ہامان اور ان کے لشکر چوکنے والے تھے ف اور بولی فرعون کی عورت

اور ہامان اور ان کے لشکر تھے چوکنے والے ف۳ اور بولی فرعون کی عورت

قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میری اور تیری اس کو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے یا ہم اس کو کر لیں

یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے ف۴ اس کو مت مارو کچھ بعید نہیں جو ہمارے کام آئے یا ہم

وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ

بیٹا اور ان کو خبر نہیں ف اور صبح کو موسیٰ کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا

کر لیں بیٹا ف۵ اور ان کو کچھ خبر نہ تھی ف۶ اور صبح کو موسیٰ کی ماں کے دل میں قرار نہ رہا قریب

كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ

نزدیک ہوئی کہ ظاہر کر دے بے قراری کو اگر نہ ہم نے گرہ کر دی ہوتی اس کے دل پر اس واسطے کہ رہے یقین

تھی کہ ظاہر کر دے بیقراری کو اگر نہ ہم نے گرہ دی ہوتی اس کے دل پر اس واسطے کہ رہے یقین

الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ

ایمان والوں میں اور کہہ دیا اس کی بہن کو اس کے پیچھے چلی جا پھر وہ دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر

کرنے والوں میں ف اور کہہ دیا اس کی بہن کو اس کے پیچھے چلی جا پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ

اور ان کو خبر نہ ہوئی اور روک رکھی تھیں ہم نے اس سے دائیاں پہلے سے پھر بولی

اور ان کو خبر نہ ہوئی ف اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ سے دائیوں کو پہلے سے پھر بولی

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○

میں بتاؤں تم کو ایک گھر والے وہ اس کو پال دیں تم کو اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں ف

میں بتلاؤں تم کو ایک گھر والے کہ اس کو پال دیں تمہارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں ف

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ

پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غم نہ کھاوے اور جانے کہ

پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور جانے کہ

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ رہتا ہے بیچ میں بڑے بڑے پھیر پڑ جاتے ہیں اس میں بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہیں۔ ف جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار رہتے اُن کے کفر سے اور اُن کے ساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعونی اس کو ہاتھ ادب دینے کو اس کی اجل آگئی کہ پہنچانے کے بے قصد خون ہو گیا اور اُن کی ماں کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل بستے۔ تب حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم اُن کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے۔ ف شاید اُس فریادی کی بھی کچھ تقصیر تھی اور پہچانا انہوں نے جانا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں۔ ف یعنی ہر روز ظالموں سے اُلجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے راہ دیکھتے یہ کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے ہیں دیکھئے کس پر شامت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں ______ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

ف یعنی "اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ" میں جو دو وعدے کئے تھے۔ ایک تو آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کس حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا۔ اور دوسرے کو اسی پر قیاس کرنے کا موقعہ ملا کہ بلاشبہ وہ بھی اپنے وقت پر پورا ہو کر رہے گا۔ ف یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ کر رہتا ہے۔ ہاں بیچ میں بڑے بڑے پھیر پڑ جاتے ہیں۔ اس میں بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہیں۔ ف یعنی موسیٰ علیہ السلام جب اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے تو ہم نے اُن کو بہت حکمت کی باتیں سمجھائیں اور خصوصی علم و فہم عطا فرمایا کیونکہ بچپن ہی سے وہ نیک کردار تھے ایسے ہونہار کو ہم اسی طرح نوازا کرتے ہیں۔ ف یعنی حضرت موسیٰ جوان ہو کر ایک روز شہر میں پہنچے جس وقت لوگ غافل پڑے سو رہے تھے شاید رات کا وقت ہوگا یا دوپہر ہو گی۔ ف حضرت موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے، فرعون کی قوم سے بسبب اُن کے ظلم و کفر کے بیزار رہتے اور بنی اسرائیل اُن کے ساتھ لگے رہتے تھے، اُن کی والدہ کا گھر شہر سے باہر تھا۔ حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے۔ فرعون کی قوم (قبطی) اُن کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑ جائے۔ ایک روز دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہیں ایک اسرائیلی دوسرا قبطی، اسرائیلی نے موسیٰ کو دیکھ کر فریاد کی کہ مجھے اس قبطی کے ظلم سے چھڑاؤ کہتے ہیں قبطی فرعون کے مطبخ کا آدمی تھا۔ موسیٰ پہلے ہی قبطیوں کے ظلم و ستم کو جانتے تھے۔ اُس وقت آنکھ سے اُس کی زیادتی دیکھ کر رگِ حمیت پھڑک اُٹھی ممکن ہے سمجھانے بجھانے میں قبطی نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی کوئی سخت لفظ کہا ہو جیسا کہ بعض تفاسیر میں ہے۔ غرض موسیٰ علیہ السلام نے اُس کی تادیب و گوشمالی کے لئے ایک گھونسہ رسید کیا۔ ماشاء اللہ بڑے طاقتور جوان تھے، ایک ہی گھونسہ میں قبطی نے پانی نہ مانگا۔ خود موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہ اندازہ نہ تھا کہ ایک گھونسہ میں اس کا کام تمام ہو جائے گا۔ کچھ نہ کچھ یقیناً خون ہو گیا۔ گو قبطی کافر حربی تھا، ظالم تھا، اور موسیٰ علیہ السلام کی نیت بھی محض ادب دینے کی تھی، جان سے مار ڈالنے کی نہ تھی۔ مگر ظاہر ہے اُس وقت کوئی معرکۂ جہاد نہ تھا موسیٰ علیہ السلام نے قبطی قوم کو کوئی الٹی میٹم نہیں دیا تھا۔ بلکہ مصر میں اُن کی بود و باش کا طرز جو چلا آتا تھا اُس سے لوگ مطمئن تھے کہ وہ یوں ہی کسی کی جان و مال لینے والے نہیں۔ پھر ممکن ہے غیظ و غضب کے جوش میں معاملہ کی تحقیق بھی سرسری ہوئی ہو اور گھونسہ مارتے وقت پوری طرح اندازہ نہ رہا ہو کہ کتنی ضرب تادیب کے لئے کافی ہے۔ گو حرام بلا ارادۂ قتل سے اندیشہ تھا کہ فتنہ و اشتعال پیدا ہو کر دوسرے مصائب و فتن کا دروازہ نہ کھل جائے۔ اس لئے اپنے فعل پر نادم ہوئے۔ اور سمجھے کہ اس میں کسی درجہ تک شیطان کا دخل ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی فطرت ایسی پاک و صاف اور اُن کی استعداد اس قدر اعلیٰ ہوتی ہے کہ نبوت ملنے سے پیشتر ہی وہ اپنے ذرہ ذرہ عمل کا محاسبہ کرتے ہیں اور ادنیٰ سی لغزش یا خطائے اجتہادی پر بھی حق تعالیٰ سے رو رو کر معافی مانگتے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے اپنی تقصیرات کا اعتراف کر کے معافی چاہی، جو دے دی گئی اور غالباً اس معافی کا علم اُن کو بذریعہ الہام وغیرہ ہوا ہوگا۔ آخر پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں۔ ف یعنی آپ نے جیسے اپنے فضل سے مجھ کو عزت، آبرو، قوت عطا فرمائی اور میری تقصیرات کو معاف کیا اس کا شکریہ یہ ہے کہ میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔ شاید اس فریادی (اسرائیلی) کی بھی کچھ تقصیر معلوم ہوتی ہو گی، مجرم اُسے کہا ہو۔ یا مجرمین سے کفار اور ظالم لوگ مراد ہوں، یعنی تیری دی ہوئی قوتوں کو آئندہ کبھی کبھی اُن کی حمایت و اعانت میں خرچ نہ کروں گا۔ یا مجرمین سے شیاطین مراد ہوں، یعنی شیاطین کے مشن میں اُن کا مددگار کبھی نہ بنوں گا کہ وہ وسوسہ اندازی کر کے مجھ سے ایسا کام کرا دیں جس پر پچھتانا پڑے۔ یا اسرائیلی کو مجرم اس حیثیت سے کہا کہ وہ وقوعِ جرم کا سبب بنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف یعنی انتظار کرتے اور راہ دیکھتے تھے کہ مقتول کے وارث فرعون کے پاس فریاد لے گئے ہوں گے۔ دیکھئے کس پر جرم ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔ ف یعنی اُسی اسرائیلی کی لڑائی آج کسی اور سے ہو رہی تھی۔ ف یعنی روز ظالموں سے اُلجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے۔

ع ۱ ۱۴

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى

وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف اور جب پہنچا اپنے زور پر اور سنبھلا

اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے ف پر بہت لوگ نہیں جانتے ف اور جب پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَدَخَلَ

دیا ہم نے اُس کو حکم اور سمجھ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا

دی ہم نے اُس کو حکمت اور سمجھ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو ف اور آیا

الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ

شہر کے اندر جس وقت بے خبر ہوتے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اُس میں دو مرد

شہر کے اندر جس وقت بے خبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ ف پھر پائے اُس میں دو مرد

يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ

لڑتے یہ اُس کے رفیقوں میں اور یہ اُس کے دشمنوں میں پھر فریاد کی اُس سے اُس نے جو تھا

لڑتے ہوئے یہ ایک اُس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اُس کے دشمنوں میں پھر فریاد کی اُس سے اُس نے جو

الربع

مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ

اُس کے رفیقوں میں اُس کی جو تھا اُس کے دشمنوں میں پھر مکا مارا اُس کو موسیٰ نے پھر اُس کو تمام کیا

تھا اُس کے رفیقوں میں اُس کی جو تھا اُس کے دشمنوں میں پھر مکا مارا اُس کو موسیٰ نے پھر اُس کو تمام کر دیا

قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ○ قَالَ

بولا یہ ہوا شیطان کے کام سے بے شک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح ف بولا

بولا یہ ہوا شیطان کے کام سے بے شک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح بولا

رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

اے رب میں نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پھر اُس کو بخش دیا بے شک وہی ہے بخشنے والا

اے میرے رب میں نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پھر اُس کو بخش دیا بے شک وہی ہے بخشنے والا

الرَّحِيْمُ ○ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا

مہربان بولا اے رب جیسا تو نے فضل کیا مجھ پر پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار

مہربان ف بولا اے رب جیسا تو نے فضل کر دیا مجھ پر پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار

لِّلْمُجْرِمِيْنَ ○ فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى

گنہگاروں کا ف پھر صبح کو اٹھا اُس شہر میں ڈرتا راہ دیکھتا پھر تب ہی جس نے

گنہگاروں کا ف پھر صبح کو اٹھا اُس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا ہوا ف پھر ناگہاں وہ جس نے

اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ

کل مدد مانگی تھی اُس سے فریاد کرتا ہے اُس کو کہا موسیٰ نے مقرر تو بے راہ ہے

کل مدد مانگی تھی اُس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اُس سے ف کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے

مُّبِيْنٌ ○ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِىْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ

صریح ف پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اُس پر جو دشمن تھا اُن دونوں کا

صریح ف پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اُس پر جو دشمن تھا اُن دونوں کا

منزل ۵

موضح قرآن ف۱ ہاتھ ڈالتے چاہا اس ظالم پر بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلادیں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کیا۔ آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ ف۲ یہ سنایا چاہیے رسول کو کہ یہی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں۔ اسی رات نکلے ہجرت کر کر۔ ف۳ یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا۔ ف۴ مصر سے دس دن کی راہ ہے وہاں پہنچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو ف۵ وہ جیاسے کنارے کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لے کر اور ان کو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اوروں سے بچا پانی پلاتیاں۔ ف۶ عورتوں نے سمجھا ناکہ چھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا، تھکا بھوکا جا کر اپنے باپ سے کہا ان کو درکار تھا کوئی مرد ہو نیک بخت کہ بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ

بول اٹھا اے موسیٰ کیا چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے خون کر چکا ہے ایک جی کا کل کو تو یہی چاہتا ہے

بول اٹھا ف۱ اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ تو خون کرے میرا جیسے خون کر چکا ہے کل ایک جان کا تیرا یہی جی چاہتا

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝

کہ زبردستی کرتا پھرے ملک میں اور نہیں چاہتا ہے کہ ہووے ملاپ کرنے والا ف۲

ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک میں اور نہیں چاہتا کہ ہو صلح کرا دینے والا ف۲

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۖ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ

اور آیا ایک مرد شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا کہا اے موسیٰ دربار والے مشورت کرتے ہیں

اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ دربار والے مشورہ کرتے ہیں

بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا

تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں ف۲ پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا

تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا بھلا چاہنے والا ہوں ف۳ پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا

يَّتَرَقَّبُ ۖ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ

راہ دیکھتا بولا اے رب خلاص کر مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب منہ کیا مدین کی سیدھ

راہ دیکھتا بولا اے رب بچالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب منہ کیا مدین کی سیدھ

قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ

بولا امید ہے کہ میرا رب لے جاوے مجھ کو سیدھی راہ پر ف۳ اور جب پہنچا مدین کے پانی پر پائے وہاں

بولا امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھ کو سیدھی راہ پر ف۴ اور جب پہنچا مدین کے پانی پر پایا وہاں

اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۖ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ

جمع ہو رہے لوگ پانی پلاتے ف۴ اور پائیں ان کے سوا دو عورتیں روکے کھڑی ہیں

ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے ف۵ اور پایا ان سے ورے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں

قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۖ وَاَبُوْنَا

بولا تم کو کیا کام ہے بولیاں ہم نہیں پلاتیاں جب تک پھیر لے جاویں چرواہے اور ہمارا باپ

بولا تمہارا کیا حال ہے بولیں ہم نہیں پلاتیں پانی چرواہوں کے پھیرے جانے تک ف۶ اور ہمارا باپ

شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ

بوڑھا ہے بڑی عمر کا ف۵ پھر اس نے پلا دیئے ان کے جانور پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب تو جو

بوڑھا ہے بڑی عمر کا ف۷ پھر اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو ف۸ پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب جو کچھ

اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۚ

اتارے میری طرف اچھی چیز میں اس کا محتاج ہوں ف۶ پھر آئی اس پاس ان دو میں سے ایک چلتی شرم سے

اتارے میری طرف اچھی چیز میں اس کا محتاج ہوں ف۹ پھر آئی اس کے پاس ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے ف۱۰

قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۖ فَلَمَّا جَآءَهٗ

بولی میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تو نے پلایا ہمارے جانور پھر جب پہنچا اس پاس

بولی میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تو نے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو ف۱۱ پھر جب پہنچا اس

ف۱ ہاتھ چھوڑنا چاہا اس ظالم پر۔ بول اٹھا مظلوم، جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہے، ہاتھ بھی مجھ پر چلائیں گے۔ وہ کل کا خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کیا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ (موضح) ف۲ یعنی زور زبردستی سے قتل کرنا ہی آگئے یہ نہیں کہ سمجھا بجھا کر فریقین میں صلح کرا دے۔ ف۳ یعنی خون کی خبر فرعون کو پہنچ گئی۔ وہاں مشورے ہوئے کہ غیر قوم کے آدمی کا یہ حوصلہ ہو گیا ہے کہ شاہی قوم کے افراد اور سرکاری ملازموں کو قتل کر ڈالے۔ سپاہی دوڑائے گئے کہ موسیٰ کو گرفتار کر کے لائیں۔ شاید مل جائے تو قتل کرتے، اسی مجمع میں سے ایک نیک طینت کے دل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی خیر خواہی ڈال دی۔ وہ جلدی کر کے مختصر راستہ سے بھاگتا ہوا آیا۔ اور حضرت موسیٰ کو واقعہ کی اطلاع کر کے مشورہ دیا کہ تم فوراً شہر سے نکل جاؤ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ سنایا ہمارے پیغمبر کو کہ لوگ ان کی جان لینے کی فکر کریں گے اور وہ بھی وطن سے نکلیں گے چنانچہ کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں، اسی رات میں آپ وطن سے ہجرت کر گئے۔ ف۴ حضرت موسیٰ مصر سے نکل کھڑے ہوئے، راہ سے واقف نہ تھے۔ اللہ سے درخواست کی کہ سیدھی راہ پر چلائے۔ اس نے "مدین" کی سیدھی سڑک پر ڈال دیا جہاں پہنچ کر انہیں امن و اطمینان کے ساتھ متاہل بننا تھا۔ صرف یہ ہی نہیں، بلکہ بہت دور تک کی سیدھی راہ پر ان کو چلنا تھا۔ ف۵ "مدین" "مصر" سے آٹھ دس دن کی راہ ہے۔ وہاں پہنچے بھوکے پیاسے، دیکھا کنویں پر لوگ اپنے مواشی کو پانی پلا رہے ہیں۔ ف۶ وہ دونوں بکریاں لے کر جیاسے کنارے کھڑی تھیں۔ اتنی قوت نہ تھی کہ مجمع کو ہٹا دیں یا بذات خود بھاری ڈول نکال لیں۔ شاید اوروں سے بچا ہوا پانی پلاتی ہوں۔ ف۷ یعنی ہمارا باپ جوان اور توانا ہوتا تو ہم کو آنا نہ پڑتا۔ وہ خود ان مردوں سے نپٹ لیا کرتا۔ ف۸ پیغمبروں کے فطری جذبات و ملکات ایسے ہوتے ہیں، تھکے ماندے، بھوکے پیاسے تھے مگر غیرت آئی کہ میری موجودگی میں یہ صنف ضعیف ہمدردی سے محروم رہے۔ آگے اور مجمع کو ہٹا کر یا ان کے بعد کنویں سے تازہ پانی نکال کر لڑکیوں کے جانوروں کو سیراب کیا۔ ف۹ یعنی اے اللہ کسی عمل کی اجرت مخلوق سے نہیں چاہتا۔ البتہ تیری طرف سے کوئی بھلائی پہنچے اس کا ہر وقت محتاج ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "عورتوں نے پہچانا کہ چھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے، دور سے آیا ہوا تھکا بھوکا۔ جا کر اپنے باپ سے کہا (وہ حضرت شعیب علیہ السلام تھے علی القول المشہور) ان کو درکار تھا کہ کوئی مرد ملے نیک بخت جو بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں۔" (موضح) ف۱۰ جیسا کہ شریف اور پاکباز عورتوں کا قاعدہ ہے۔ کہتے ہیں کہ شرم کے مارے چہرہ چھپا کر بات کی۔ ف۱۱ حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کر رہے تھے۔ اس نے اپنے فضل سے غیر متوقع طور پر خیر بھیجی، تو قبول کیوں نہ کرتے۔ اٹھ کر عورت کے ساتھ ہو لئے۔ کہتے ہیں کہ چلتے وقت اس کو ہدایت فرمائی کہ میں آگے چلوں گا تم پیچھے آؤ۔ مبادا اجنبیہ پر عمداً نظر کرنے کی نوبت آئے۔ چنانچہ وہ پیچھے پیچھے راستہ بتلاتی ان کو لے کر گھر پہنچی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت والا دیکھا بے طمع ہونے سے ف٢ ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگر چاہتے اُسی وقت شہر خالی کرواتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توریت میں نام کچھا ور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے ۔۔۔۔۔۔۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور بیان کیا اُس سے احوال کہا مت ڈر بچ آیا تو اُس قوم بے انصاف سے

اور بیان کیا اُس سے احوال کہا مت ڈر بچ آیا تو اُس قوم بے انصاف سے ف

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ

بولی اُن دو میں سے ایک اے باپ اس کو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر جو تو رکھا چاہے وہ جو زور آور ہو

بولی اُن دونوں میں سے ایک اے باپ اس کو نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے جو زور آور

الْاَمِيْنُ ۝ قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى

امانت دار ف کہا میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھ کو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس

ہو امانت دار ف٢ کہا میں چاہتا ہوں کہ بیاہ دوں تجھ کو ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس

اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَ

پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پھر اگر تو پوری کرے دس برس تو تیری طرف سے اور

شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس ف٣ پھر اگر تو پورے کردے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہو ف٤

مَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالوں تو آگے پاوے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے

اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے ف٥

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ۭ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ

بولا یہ ہو چکا میرے تیرے بیچ جونسی مدت ان دونوں میں پوری کردوں سو زیادتی نہ ہو

بولا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے بیچ جونسی مدت ان دونوں میں پوری کردوں سو زیادتی نہ ہو

ع ٣ عَلَيَّ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ

مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس کا جو ہم کہتے ہیں ف پھر جب پوری کر چکا موسیٰ وہ مدت اور

مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اُس چیز کا جو ہم کہتے ہیں ف٦ پھر جب پوری کر چکا موسیٰ وہ مدت اور

سَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا

لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی پہاڑ کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو

لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ

میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے کچھ خبر یا انگارہ آگ کا

میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا آگ کا

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ

شاید تم تاپو پھر جب پہنچا اُس پاس آواز ہوئی میدان کے داہنے کنارے سے

تاکہ تم تاپو پھر جب پہنچا اُس کے پاس آواز ہوئی میدان کے داہنے کنارے سے

فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓي اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ

برکت والے تختہ میں اس درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ

برکت والے تختہ میں ایک درخت سے ف کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ

ف١ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب کو اپنی ساری سرگذشت کہہ سنائی۔ انہوں نے تسلی دی اور فرمایا کہ اب تو اس ظالم قوم کے پنجہ سے بچ نکلا۔ انشاء اللہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے (مدین فرعون کے حدود سلطنت سے باہر تھا)۔ ف٢ یعنی موسیٰ میں دونوں باتیں موجود ہیں۔ زور دیکھا ڈول نکالنے یا مجمع کو ہٹا دینے سے، اور امانت دار بھلے طبع اور عفیف ہونے سے۔ ف٣ شاید یہی خدمت لڑکی کا مہر تھا۔ ہمارے حنفیہ کے ہاں اب بھی اگر بالغہ راضی ہو تو اس طرح کی خدمت اقارب مہر ٹھہر سکتا ہے (کذا نقلہ الشیخ الانور اطال اللہ بقائہ) یہاں صرف نکاح کی ابتدائی گفتگو مذکور ہے۔ ظاہر ہے حضرت شعیب نے نکاح کرتے وقت ایک لڑکی کی تعیین اور اس کی رضامندی حاصل کرلی ہوگی۔ ف٤ یعنی کم از کم آٹھ برس میری خدمت میں رہنا ضروری ہوگا اگر دو سال اور زائد رہے تو تمہارا تبرع ہے۔ ف٥ یعنی کوئی سخت خدمت تم سے نہ لوں گا، تم کو میرے پاس رہ کر انشاء اللہ خود تجربہ ہو جائے گا کہ میں بُری طبیعت کا آدمی نہیں۔ بلکہ خدا کے فضل سے نیک بخت ہوں، میری صحبت میں تم گھبراؤ گے نہیں، بلکہ مناسبت طبع کی وجہ سے اُنس حاصل کرو گے۔ ف٦ یعنی مجھے اختیار ہوگا کہ آٹھ برس رہوں یا دس برس بہرحال جو معاہدہ ہو چکا خدا کے بھروسہ پر مجھے منظور ہے۔ اللہ کو گواہ بنا کر معاملہ ختم کرتا ہوں۔ احادیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ نے بڑی مدت (یعنی دس برس) پورے کئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ہمارے حضرتؐ بھی وطن سے نکلے، سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا۔ اگر چاہتے اُسی وقت کافروں سے شہر خالی کرا لیتے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا"۔ ف٧ یہ وہی درخت تھا جس پر آگ بھڑکتی ہوئی نظر آئی۔

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ

جہان کا رب اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اس کو پھنپھناتے گویا سانپ کی شکل

جہان کا رب اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اس کو پھنپھناتے جیسے سانپ کی شکل

وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ

الٹا پھرا منہ موڑ کر اور پیچھے نہ دیکھا اے موسیٰ آگے آ اور نہ ڈر تجھ کو

اُلٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھ کو کچھ

الْاٰمِنِیْنَ ○ اُسْلُكْ يَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ

خطرہ نہیں پیٹھا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آوے چٹا نہ کچھ

خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں نکل آئے سفید ہو کر نہ کسی

سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ

بُرائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے سو یہ دو سندیں ہیں

بُرائی سے ف۱ اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے ف۲ سو یہ دو سندیں ہیں

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ○

تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں پر بے شک وہ تھے لوگ بے حکم

تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں پر ف۳ بے شک وہ تھے لوگ نافرمان

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ○ وَ

بولا اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جی کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں اور

بولا اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے ف۴ اور

اَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِیْٓ ز

میرا بھائی ہارون اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج ساتھ میرے مدد کو کہ مجھ کو سچا کرے

میرا بھائی ہارون اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج میرے ساتھ مدد کو کہ میری تصدیق

اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ○ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَ

میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا زور دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور

کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں ف۵ فرمایا ہم مضبوط کر دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے

نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَاۤ ۚۛ اَنْتُمَا

دیں گے تم کو غلبہ پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے تم

اور دیں گے تم کو غلبہ پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور

وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَیِّنٰتٍ

اور جو تمہارے ساتھ ہو اوپر رہو گے پھر جب پہنچا ان پاس موسیٰ لے کر ہماری نشانیاں کھلی

جو تمہارے ساتھ ہو غالب رہو گے ف۶ پھر جب پہنچا ان کے پاس موسیٰ لے کر ہماری نشانیاں کھلی

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا

بولے اور کچھ نہیں یہ جادو ہے جوڑا ہوا اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باپ دادوں

ہوئی بولے اور کچھ نہیں یہ جادو ہے باندھا ہوا ف اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باپ دادوں

ف۱ شروع رکوع سے یہاں تک کے مفصل واقعات سورۂ "طٰہٰ" وغیرہ میں گذر چکے۔ ملاحظہ کر لئے جائیں۔ ف۲ یعنی بازو کو پہلو سے ملا لو۔ سانپ وغیرہ کا ڈر جاتا رہے گا۔ شاید آگے کے لئے بھی خوف زائل کرنے کی یہ ترکیب بتلائی ہو۔ ف۳ یعنی معجزۂ "عصا" و "ید بیضا" بطور سند نبوت کے دیئے گئے ہیں۔ تا فرعون اور اس کی قوم پر اتمام حجت کر سکے۔ ف۴ یعنی پہنچتے ہی قتل کر دیا تو آپ کی دعوت کیسے پہنچاؤں گا۔ ف۵ یعنی کوئی تصدیق و تائید کرنے والا ساتھ ہو تو فطرتاً دل مضبوط و قوی رہتا ہے۔ اور ان کے جھٹلانے پر اگر بحث و مناظرہ کی نوبت آ جائے تو میری زبان کی لکنت ممکن ہے بولنے میں رکاوٹ ڈالے اس وقت ہارون کی رفاقت مفید ہو گی۔ کیونکہ ان کی زبان زیادہ صاف اور تیز ہے۔ ف۶ یعنی دونوں درخواستیں منظور ہیں۔ ہارون تمہارے قوتِ بازو رہیں گے اور فرعونیوں کو تم پر کچھ دست رس نہ ہو گی۔ ہماری نشانیوں کی برکت سے تم اور تمہارے ساتھی ہی غالب و منصور رہیں گے۔ ف۷ یعنی معجزات دیکھ کر کہنے لگے جادو ہے اور جو باتیں خدا کی طرف منسوب کر کے کہتا ہے وہ بھی جادو کی باتیں ہیں جو خود تصنیف کر کے لے آیا اور دعویٰ کرنے لگا کہ خدا نے مجھ پر وحی کی ہے۔ حقیقت میں وحی وغیرہ کچھ نہیں محض ساحرانہ تخیل و افتراء ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف گارے کو آگ دے یعنی پکی اینٹ بنا کہتے ہیں پکی اینٹ اول اسی نے نکالی کہ عمارت اونچی بنا دے تو پتھر کے بوجھ سے گر د پڑے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ

یں اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو بہتر جانتا ہے جو کوئی لایا ہے سوجھ کی بات اس کے پاس سے

ہیں ف اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی لایا ہے ہدایت کی بات اس کے پاس سے

وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالَ

اور جس کو ملے گا پچھلا گھر بے شک بھلا نہ ہوگا بے انصافوں کا اور بولا

اور جس کو ملے گا آخرت کا گھر بے شک بھلا نہ ہوگا بے انصافوں کا ف۲ اور بولا

فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ

فرعون اے دربار والو مجھ کو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم میرے سوا سو آگ دے

فرعون اے دربار والو مجھ کو تو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سوا سو آگ دے

يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى

اے ہامان میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل شاید میں جھانک دیکھوں موسیٰ کا رب

اے ہامان میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل تاکہ میں جھانک کر دیکھ لوں موسیٰ کے رب کو

وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي

اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف اور بڑائی کرنے لگا وہ اور اس کے لشکر

میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف۳ اور بڑائی کرنے لگے وہ اور اس کے لشکر

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ۝ فَاَخَذْنٰهُ

ملک میں ناحق اور اٹکلے کہ وہ ہماری طرف پھر نہ آویں گے پھر پکڑا ہم نے اس کو

ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف پھر کر نہ آئیں گے پھر پکڑا ہم نے

وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور اس کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ان کو پانی میں سو دیکھ آخر کیسا ہوا گنہگاروں کا

اس کو اور اس کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ہم نے ان کو دریا میں سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا ف۴

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

اور کیا ہم نے ان کو سردار بلاتے دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن ان کو مدد نہیں

اور کیا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف ف۵ اور قیامت کے دن ان کو مدد نہ ملے گی ف۶

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ

اور پیچھے رکھی ان پر اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن ان پر

اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن ان پر

ع۱۴ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا

برائی ہے اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اس پیچھے کہ کھپا چکے

برائی ہے ف۷ اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب بعد اس کے کہ ہم غارت کر چکے

الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَاۗىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

اگلی سنگتیں سجھاتی لوگوں کو اور راہ بتاتی اور مہر شاید وہ

پہلی جماعتوں کو ف۸ سمجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت تاکہ وہ

ف۱ یعنی جو باتیں یہ کرتا ہے (مثلاً ایک خدا نے ساری دنیا کو پیدا کیا اور ایک وقت سب کو فنا کر کے دوبارہ زندہ کرے گا پھر حساب کتاب ہوگا، اور مجھ کو اس نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، وغیرہ وغیرہ) اپنے اگلے بزرگوں سے ہمارے کانوں میں یہ چیزیں کبھی نہیں پڑیں۔ ف۲ یعنی خدا خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعوے میں سچا ہوں اور اسی کے پاس سے ہدایت لایا ہوں اس لئے انجام میرا ہی بہتر ہوگا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانیاں دیکھ کر اور دلائل صداقت سن کر نا انصافی سے حق کو جھٹلاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انجام کار ان کو ذلت و ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ ف۳ یعنی اپنے وزیر ہامان کو کہا کہ اچھا اینٹوں کا ایک پزاوہ لگواؤ تاکہ پکی اینٹوں کی خوب اونچی عمارت بنوا کر اور آسمان کے قریب ہو کر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں کہ کہاں بیٹھا کیسا ہے۔ کیونکہ زمین میں تو مجھے کوئی خدا اپنے سوا نظر نہیں پڑتا آسمان میں بھی خیال تو یہی ہے کہ کوئی نہ ہوگا، تاہم موسیٰ کی بات کا جواب ہو جائے گا۔ یہ بات ملعون نے استہزاء و تمسخر سے کہی اور ممکن ہے اس قدر بدحواس و پاگل ہو گیا ہو کہ اس طرح کی لچر پوچ اور مضحکہ خیز تجویزیں کرنے لگا۔ ف۴ یعنی انجام سے بالکل غافل ہو کر لگے ملک میں تکبر کرنے۔ یہ نہ سمجھا کہ کوئی اُن کی گردن نیچی کرنے والا اور سر توڑنے والا ابھی موجود ہے۔ آخر خداوند قہار نے اُس کو لاؤ لشکر سمیت بحر قلزم میں غرق کر دیا۔ تا یادگار رہے کہ بدبخت ظالموں کا جو انجام سے غافل ہوں ایسا انجام ہوا کرتا ہے۔ غرق وغیرہ کے واقعات کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ ف۵ یعنی یہاں ضلالت و طغیان میں پیش پیش تھے اور لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے وہاں بھی اُن کو دوزخیوں کے آگے امام بنا کر رکھا جائے گا۔ "يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ" (ہود، رکوع ۹) ف۶ یعنی یہاں کے لشکر وہاں کام نہ دیں گے نہ کسی طرف سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔ اپنے لاؤ لشکر سمیت جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ ف۷ یعنی آخرت کی برائی اور بدانجامی تو الگ رہی، دنیا ہی میں لوگ رہتی دنیا تک ایسوں پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔ ف۸ نزول تورات کے بعد دنیا میں ایسے غارت کے عذاب کم آئے۔ بجائے اہلاک سماوی کے جہاد کا طریقہ شروع کر دیا گیا۔ کیونکہ کچھ لوگ احکام شریعت پر قائم رہا کئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف توریت کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے۔ ف۲ غرب کی طرف طور کے جہاں موسیٰ کو توریت ملی۔ ف۳ مکے کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور توریت کے حکم سنے اُس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو سو مردار ہے اور بہتری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی تورات جو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ بڑی فہم و بصیرت عطا کرنے والی، لوگوں کو راہ ہدایت پر چلانے والی اور مستحق رحمت بنانے والی کتاب تھی۔ تا لوگ اُسے پڑھ کر اللہ کو یاد رکھیں۔ احکامِ الٰہی سمجھیں اور پند و نصیحت حاصل کریں۔ سچ تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعد ہدایت میں تورات شریف ہی کا درجہ ہے اور آج جب کہ اُس کے پیروؤں نے اُسے ضائع کر دیا، قرآن ہی اُس کے ضروری علوم و ہدایات کی حفاظت کر رہا ہے۔ ف۲ یعنی کوہ طور کے غرب کی جانب جہاں موسیٰ کو نبوت اور تورات ملی۔ ف۳ یعنی تو اس وقت کے واقعات ایسی صحت و صفائی اور بسط و تفصیل سے بیان کر رہا ہے جیسے وہیں طور کے پاس کھڑا دیکھ رہا ہو۔ حالانکہ تمہارا موقعہ پر موجود نہ ہونا ظاہر ہے اور ویسے بھی سب جانتے ہیں تم اُمّی ہو، کسی عالم کی صحبت میں بھی نہیں رہے۔ نہ ٹھیک ٹھیک صحیح واقعات کا کوئی جید عالم مکہ میں موجود تھا۔ پھر غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ علم کہاں سے آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اقوام دنیا پر مدتیں اور قرن گذر گئے، مرور دہور سے وہ علوم محرف و مندرس ہوتے جا رہے تھے اور وہ ہدایات مٹتی جا رہی تھیں۔ لہٰذا اُس علیم و خبیر کا ارادہ ہوا کہ ایک اُمّی کی زبان سے بھولے ہوئے سبق یاد دلائے جائیں اور اُن عبرتناک و موعظت آمیز واقعات کا ایسا صحیح فوٹو دنیا کے سامنے پیش کر دیا جائے جس پر نظر کر کے بے اختیار ماننا پڑے کہ اس کا پیش کرنے والا موقعہ پر موجود تھا اور اپنی آنکھوں سے عین وہی کیفیات کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ پس ظاہر ہے کہ تم وہاں موجود نہ تھے، بجز اس کے کیا کہا جائے کہ جو خدا آپ کی زبان سے بول رہا ہے اور جس کے سامنے ہر غائب بھی حاضر ہے، یہ بیان اُسی کا ہوگا۔ ف۴ یعنی موسیٰ علیہ السلام کو "مدین" جا کر جو واقعات پیش آئے اُن کا اس خوبی و صحت سے بیان تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا اُس وقت تم شان پیغمبری کے ساتھ وہیں سکونت پذیر تھے اور جس طرح آج اپنے وطن مکہ میں اللہ کی آیات پڑھ کر سنا رہے ہو اس وقت "مدین" والوں کو سناتے ہوں گے حالانکہ یہ چیز صریحاً منتفی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم ہمیشہ سے پیغمبر بھیجتے رہے ہیں جو دنیا کو غفلت سے چونکاتے اور گذشتہ عبرتناک واقعات یاد دلاتے رہیں۔ اسی عام عادت کے موافق ہم نے اس زمانہ میں تم کو رسول بنا کر بھیجا کہ پچھلے قصے یاد دلاؤ۔ اور خواب غفلت سے مخلوق کو بیدار کرو۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ٹھیک ٹھیک واقعات کا صحیح علم تم کو دیا جائے اور تمہاری زبان سے ادا کرایا جائے۔ ف۵ یعنی جب موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی "اِنِّیٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ" تم وہاں کھڑے سن نہیں رہے تھے۔ یہ حق تعالیٰ کا انعام ہے کہ آپ کو ان واقعات و حقائق پر مطلع کیا اور تمہارے ساتھ بھی اُسی نوعیت کا برتاؤ کیا جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا تھا۔ گویا "جبل النور" (جہاں غار حراء ہے) اور "مکہ" "مدینہ" میں "جبل طور" اور "مدین" کی تاریخ دہرا دی گئی۔ ف۶ یعنی عرب کے لوگوں کو جو چیزیں مبتلا کر خطرناک عواقب سے آگاہ کر دیں۔ ممکن ہے وہ سن کر یاد رکھیں اور نصیحت پکڑیں۔ (تنبیہ) "مَّآ اَتٰىھُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ" سے شاید آبائے اقربین مراد ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف۷ یعنی پیغمبر کا اُن میں بھیجنا خوش قسمتی ہے۔ اگر وہاں پیغمبر نہ بھیجے، اللہ تعالیٰ اُن کی کھلی ہوئی بے عقلیوں اور بے ایمانیوں پر سزا دیتا تب بھی ظلم نہ ہوتا، لیکن اُس نے احسان فرمایا اور کسی قسم کی معقول عذر داری کا موقعہ نہیں چھوڑا۔ ممکن تھا سزا ہی کے وقت کہنے لگتے کہ صاحب ہمارے پاس پیغمبر تو بھیجا نہیں جو ہم کو ہماری غلطیوں پر کم از کم متنبہ کر دیتا، ایک دم پکڑ کر عذاب میں دھر گھسیٹا۔ اگر کوئی پیغمبر آتا تو دیکھ لیتے ہم کیسے نیک اور ایماندار ثابت ہوتے۔ ف۸ یعنی رسول نہ بھیجتے تو کہتے رسول کیوں نہ بھیجا۔ اب رسول تشریف لائے جو تمام پیغمبروں سے شان و رتبہ میں بڑھ کر ہیں تو کہتے ہیں کہ صاحب! ہم تو اُس وقت مانتے جب دیکھتے کہ اِن سے موسیٰ علیہ السلام کی طرح "عصا" اور "ید بیضاء" وغیرہ کے معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے پاس بھی تورات کی طرح ایک دم ایک کتاب اُترتی یہ کیا کہ دو دو چار چار آیتیں پیش کرتے ہیں۔ ف۹ یعنی موسیٰ کے معجزات اور کتاب ہی کو کہاں سب نے مان لیا تھا؟ شبہ نکالنے والے اُن کو بھی "سحر مفتری" کہتے رہے جیسا کہ ابھی ایک رکوع پہلے گذرا۔ بس جن کو ماننا منظور نہیں ہوتا، وہ ہر بات میں کچھ نہ کچھ احتمالات نکال لیتے ہیں۔ ف۱۰ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ مکے کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس نبی کے پاس ہوتا تو ہم مانتے، جب "یہود" سے پوچھا اور تورات کی باتیں اس نبی کے موافق اور اپنی مرضی کے خلاف سنیں مثلاً یہ کہ بت پرستی کفر ہے، آخرت کا جینا برحق ہے اور جو جانور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو مردار ہے (اور عرب میں ایک نبی آخر الزمان آئیں گے جن کی یہ نشانیاں ہوں گی وغیرہ وغیرہ) تب لگے دونوں کو جواب دینے کہ "تورات" اور "قرآن" دونوں جادو اور "موسیٰ" "محمد" (علیہما الصلوٰۃ والسلام) دونوں جادوگر ہیں۔ (العیاذ باللہ) جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔

يَتَذَكَّرُوْنَ ○ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى

یاد رکھیں ف اور تو نہ تھا غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو

یاد رکھیں ف اور تو نہ تھا غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو

الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا

حکم اور نہ تھا تو دیکھتا ف۲ لیکن ہم نے اٹھائیں کتنی سنگتیں

حکم ف۲ اور نہ تھا تو دیکھنے والا لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں

فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا

پھر لمبی گذری اُن پر مدت اور تو نہ رہتا تھا مدین والوں میں اُن کو سناتا

پھر دراز ہوئی اُن پر مدت ف۳ اور تو نہ رہتا تھا مدین والوں میں کہ اُن کو

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ○ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ

ہماری آیتیں پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے اور تو نہ تھا طور کے کنارے

سناتا ہماری آیتیں پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے ف۴ اور تو نہ تھا طور کے کنارے

اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ

جب ہم نے آواز دی ولیکن یہ مہر ہے تیرے رب کی کہ تو ڈر سنا دے ایک لوگوں کو جن پاس نہیں آیا

جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے تیرے رب کا ف۵ تاکہ تو ڈر سنا دے اُن لوگوں کو جن کے پاس نہیں

نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

کوئی ڈر سنانے والا تجھ سے پہلے شاید وہ یاد رکھیں اور اتنے واسطے کہ کبھی پڑے اُن پر

کوئی ڈر سنانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں ف۶ اور اتنی بات کے لئے کہ کبھی آن پڑے اُن پر

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ

آفت اپنے ہاتھوں کے بھیجے سے تو کہنے لگیں اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا

آفت ان کاموں کی وجہ سے جن کو بھیج چکے ہیں اُن کے ہاتھ تو کہنے لگیں اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا

اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فَلَمَّا

ہم پاس کسی کو پیغام دے کر تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور ہوتے یقین رکھنے والے پھر جب

ہمارے پاس کسی کو پیغام دے کر تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور ہوتے ایمان والوں میں ف۷ پھر جب

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ

پہنچی اُن کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو

پہنچی اُن کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو ف۸

اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۣ

کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے موسیٰ کے ملے سے اس سے پہلے کہنے لگے دونوں جادو ہیں آپس میں موافق

کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے اُس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے ف۹ کہنے لگے دونوں جادو ہیں آپس میں متفق

وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ○ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ

اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے ف۱۰ تو کہہ اب لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو

اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے ف تو کہہ اب تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھانے سے سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔ ف حضرت نے اپنے چچا کے واسطے سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ ہی کہہ۔ اس نے قبول نہ کیا اس پر یہ آیت اتری

——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی آسمانی کتابوں میں سب سے بڑی اور مشہور یہ ہی دو کتابیں تھیں جن کی ہمسری کوئی کتاب نہیں کر سکتی اگر یہ دونوں جادو ہیں تو تم کوئی کتاب الٰہی پیش کرو جو ان سے بہتر اور ان سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہو۔ فرض محال اگر ایسی کتاب لے آئے تو میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا۔ لیکن تم قیامت تک نہیں لا سکتے اس سے زیادہ بد بختی کیا ہوگی کہ خود ہدایت ربانی سے قطعی تہی دست ہو اور جو کتاب ہدایت آئی ہے اسے جادو کہہ کر رد کر دیتے ہو۔ جب یہ ایک انسان کا بنایا ہوا جادو ہے تو تم سارے جہان کے جادوگروں کو جمع کرکے اس سے بڑا جادو لے آتے۔ آخر جادو ایسی چیز تو نہیں کہ اس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔ ف یعنی جب یہ لوگ نہ ہدایت کو قبول کرتے ہیں اور نہ اس کے مقابلہ میں کوئی چیز پیش کر سکتے ہیں تو یہ ہی اس کی دلیل ہے کہ ان کو راہ ہدایت پر چلنا مقصود ہی نہیں۔ محض اپنی خواہشات کی پیروی ہے جس چیز کو دل چاہا مان لیا، جس کو اپنی مرضی اور خواہش کے خلاف پایا رد کر دیا۔ بتلائیے ایسے ہوا پرست ظالموں کو کیا ہدایت ہو سکتی ہے۔ اللہ کی عادت اسی قوم کو ہدایت کرنے کی ہے جو ہدایت پانے کا ارادہ کرے اور محض ہوا و ہوس کو حق کا معیار نہ بنائے۔ ف یعنی ہماری وحی کا سلسلہ پہلے سے چلا آتا ہے۔ ایک وحی کی تصدیق و تائید میں دوسری وحی برابر بھیجتے رہے ہیں۔ اور قرآن کو بھی ہم نے بتدریج نازل کیا ایک آیت کے پیچھے دوسری آیت آتی رہی مقصد یہ ہے کہ کافی غور کرنے اور سمجھنے کا موقع ملے اور یاد رکھنے میں سہولت ہو۔ ف یعنی ان جاہل مشرکین کا حال تو یہ ہے کہ اگلی کتابوں کو مانیں نہ پچھلی کو اور ان کے بالمقابل انصاف پسند اہل کتاب کو دیکھو کہ وہ دونوں کو تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ پہلے سے تورات و انجیل پر یقین رکھتے تھے۔ جب قرآن آیا تو بول اٹھے کہ بلاشبہ یہ کتاب برحق ہے، ہمارے رب کی اتاری ہوئی، ہم اس پر اپنے یقین و اعتقاد کا اعلان کرتے ہیں، ہم تو پہلے بھی اللہ کی باتوں کو مانتے تھے آج بھی قبول کرتے ہیں۔ فی الحقیقت ہم آج سے مسلمان نہیں بہت پہلے سے مسلمان ہیں کیونکہ کتب سابقہ پر ہمارا ایمان تھا جن میں پیغمبر آخر الزمان اور قرآن کریم سے متعلق صاف بشارات موجود تھیں۔ لہٰذا ان پیشین گوئیوں پر بھی ہمارا پہلے سے اجمالی ایمان ہوا آج اس کی تفصیل اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ ف یعنی مغرور و مستغنی ہو کر قبول حق سے گریز نہیں کیا بلکہ جس وقت جو حق پہنچا بے تکلف گردن تسلیم جھکا دی۔ شیخ اکبرؒ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ ان اہل کتاب کا ایمان اپنے پیغمبر پر دو مرتبہ ہوا۔ اول بالاستقلال دوبارہ نبی کریم صلعم پر ایمان لانے کے ضمن میں کیونکہ حضور تمام انبیائے سابقین کے مصدق ہیں اور ان پر ایمان رکھنا ضروری قرار دیتے ہیں اور حضور پر بھی ان کا ایمان دو مرتبہ ہوا۔ ایک اب بالذات اور بالاستقلال۔ دوسرا پہلے اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کے ضمن میں۔ کیونکہ ہر پیغمبر حضور کی بشارت دیتے اور پیشگی تصدیق کرتے چلے آئے ہیں اسی لئے ان لوگوں کو اجر بھی دو مرتبہ ملے گا۔ باقی حدیث میں جو "ثلاثۃ یؤتون اجرھم مرتین" آیا ہے اس کی شرح کا یہاں موقع نہیں۔ ہم نے خدا کے فضل سے شرح صحیح مسلم میں اس کو تفصیل لکھا ہے اور اشکالات کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔ فللّٰہ الحمد والمنۃ وبہ التوفیق والعصمۃ۔ ف یعنی کوئی دوسرا ان کے ساتھ برائی سے پیش آئے تو یہ اس کے جواب میں مروت و شرافت سے کام لیکر بھلائی اور احسان کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب کہ کبھی ان سے کوئی برا کام ہو جائے تو اس کا تدارک بھلائی سے کر دیتے ہیں تاکہ حسنات کا پلہ سیئات سے بھاری رہے۔ ف یعنی اللہ نے جو مال حلال دیا ہے اس میں سے زکوٰۃ دیتے ہیں صدقہ کرتے ہیں اور خویش و اقارب کی خبر لیتے ہیں۔ غرض حقوق العباد ضائع نہیں کرتے۔ ف یعنی کوئی جاہل لغو و بیہودہ بات کہے تو اس سے الجھتے نہیں کہہ دیتے ہیں کہ بس صاحب! تمہاری باتوں کو ہمارا دور سے سلام۔ یہ جہالت کی پوٹ تم ہی رکھو ہم کو ہمارے مشغل میں رہنے دو تمہارا کیا تمہارے اور ہمارا کیا ہمارے سامنے آجائیگا۔ ہم کو تم جیسے بے سمجھ لوگوں سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ محمد بن اسحاق نے سیرت میں لکھا ہے کہ قیام مکہ کے زمانہ میں تقریباً بیس اشخاص حبشہ سے حضور کی خبر سن کر آئے کہ تحقیق کریں کیسے شخص ہیں۔ آپ سے بات چیت کی حضور نے قرآن پڑھ کر سنایا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور بڑے زور سے آپ کی تصدیق کی جب مشرف بایمان ہو کر واپس ہونے لگے تو ابو جہل وغیرہ مشرکین نے ان پر آوازے کسے کہ ایسے احمقوں کا قافلہ آج تک کبھی نہ دیکھا ہوگا جو ایک شخص کی تحقیق حال کرنے آئے تھے اور اس کے غلام بن کر اور اپنا دین چھوڑ کر جا رہے ہیں! انھوں نے کہا

اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ

ان دونوں سے بہتر ہو، میں چلوں اس پر اگر تم سچے ہو، پھر اگر نہ کر لادیں تیرا کہا

ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں اگر تم سچے ہو ف پھر اگر نہ کر لائیں تیرا کہا

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۭ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

تو جان لے کہ وہ چلتے ہیں نری اپنی چاؤ پر اور اس سے بہکا کون جو چلے اپنی چاؤ پر

تو جان لے کہ وہ چلتے ہیں محض اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی خواہش

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ ع ۵

بن راہ بتائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو

پر بدون راہ بتلائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

اور ہم لگاتے گئے ہیں ان سے بات شاید وہ دھیان میں لاویں جن کو ہم نے دی ہے

اور ہم لگاتار بھیجتے رہے ہیں ان کو اپنا کلام تاکہ وہ دھیان میں لائیں ف جن کو ہم نے دی ہے

الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا

کتاب اس سے پہلے وہ اس کو یقین کرتے ہیں اور جب ان کو سنائیے کہیں

کتاب اس سے پہلے وہ اس پر یقین کرتے ہیں اور جب ان کو سنائے تو کہیں

اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ○

ہم یقین لائے اس پر یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کا بھیجا ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار

ہم یقین لائے اس پر یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کا بھیجا ہوا ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار ف

اُولٰۗىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ

وہ لوگ پاویں گے اپنا حق دوہرا اس پر کہ ٹھہرے رہے اور بھلائی

وہ لوگ پائیں گے اپنا ثواب دوہرا اس بات پر کہ قائم رہے ف اور بھلائی

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَاِذَا سَمِعُوا

دیتے ہیں برائی کے جواب میں اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب سنیں

کرتے ہیں برائی کے جواب میں ف اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں ف اور جب سنیں

اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ

نکمی بات اس سے کنارہ پکڑیں اور کہیں ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام سلامت

نکمی باتیں اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام سلامت

عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ○ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ

رہو ہم کو نہیں چاہیئیں بے سمجھ ف تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے

رہو ہم کو نہیں چاہیئیں بے سمجھ لوگ ف تو راہ پر نہیں لاتا جس کو چاہے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○

پر اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آویں گے ف

پر اللہ راہ پر لائے جس کو چاہے ف اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے ف

النصف

"سلام علیکم لا نجاھلکم لنا ما نحن علیہ ولکم ما انتم علیہ لم نأل انفسنا خیرا" (بس ہم تم کو سلام کریں، معاف رکھو، ہم تمہاری جہالت کا جواب جہالت سے دینا نہیں چاہتے، ہم اور تم میں سے جو جس حال پر ہے اس کا وہ ہی حصہ ہے ہم نے اپنے نفس کا بھلا چاہنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی۔) اسی کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھانے پر لگے گا اس سے کنارہ ہی بہتر ہے (موضح) ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے اپنے چچا (ابو طالب) کے واسطے بہت سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ پڑھ لے اس نے قبول نہ کیا اس پر یہ آیت اتری۔ (موضح) یعنی جس سے تم کو طبعی محبت ہو یا دل چاہتا ہو کہ فلاں کو ہدایت ہو جائے لازم نہیں کہ ایسا ضرور ہو کر رہے۔ آپ کا کام صرف رستہ بتانا ہے۔ آگے یہ کہ کون رستہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے کون نہیں پہنچتا، یہ آپ کے قبضہ اختیار سے خارج ہے۔ اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے قبول حق اور وصل الی المطلوب کی توفیق بخشے (تنبیہ) جو کچھ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا او احادیث صحیح میں موجود ہے۔ اس سے زائد اس ... اسلام کرنا اور ابو طالب کے ایمان و کفر کو خاص موضوع بحث بنا لینا غیر ضروری ہے۔ واللہ اعلم

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ مکے کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو یہ سارے عرب ہم سے دشمنی کریں۔ اللہ نے فرمایا اب اُن کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو؛ یہی حرم کا ادب وہی اللہ سب کا پناہ دینے والا ہے۔
از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۵۰۷۔ بہتر یہی ہے کہ اس قسم کی غیر ضروری اور پُرخطر مباحث میں کف لسان کیا جائے۔ ف۱ یعنی کسی کو کسی شخص کے راہ پر لانے کا اختیار کیا ہوتا، علم بھی نہیں کہ کون راہ پر آنے والا ہے یا آنے کی استعداد و لیاقت رکھتا ہے۔ بہر حال اس آیت میں نبی کریم صلعم کی تسلی فرما دی کہ آپ جاہلوں کی لغو گوئی اور معاندانہ شور و شغب یا اپنے خاص اعزہ و اقارب کے اسلام نہ لانے سے غمگین نہ ہوں، جس قدر آپ کا فرض ہے وہ ادا کئے جائیں، لوگوں کی استعدادیں مختلف ہیں، اللہ ہی کے علم و اختیار میں ہے کہ ان میں سے کسے راہ پر لایا جائے۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ
اور کہنے لگے اگر ہم راہ پکڑیں تیرے ساتھ اُچکے جاویں اپنے ملک سے
اور کہنے لگے اگر ہم راہ پر آئیں تیرے ساتھ اُچک لئے جائیں اپنے ملک سے ف۱
اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا
کیا ہم نے جگہ نہیں دی اُنکو ادب کے مکان میں پناہ کی کھنچے آتے ہیں اُس طرف میوے ہر چیز کی روزی
کیا ہم نے جگہ نہیں دی اُن کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھنچے چلے آتے ہیں اُس کی طرف میوے ہر چیز کے روزی
مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ
ہماری طرف سے پر بہت اُن میں سمجھ نہیں رکھتے ف۱ اور کتنی کھپا دیں ہم نے
ہماری طرف سے پر بہت اُن میں سمجھ نہیں رکھتے ف۲ اور کتنی غارت کر دیں ہم نے
قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ
بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گذران میں اب یہ ہیں اُن کے گھر بسے نہیں
بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گذران میں اب یہ ہیں اُن کے گھر آباد نہیں ہوئے اُن
بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ
اُن کے پیچھے مگر تھوڑے اور ہم ہیں آخر سب لینے والے اور تیرا رب نہیں
کے پیچھے مگر تھوڑے ف۳ اور ہم ہیں آخر کو سب کچھ لینے والے ف۴ اور تیرا رب نہیں
مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ
کھپانے والا بستیوں کو جب تک نہ بھیجے اُن کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سُنا دے اُن کو
غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک نہ بھیج لے اُن کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر جو سُنائے اُن کو
اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝ وَمَآ
ہماری باتیں اور ہم نہیں کھپانے والے بستیوں کو مگر جب کہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اور جو
ہماری باتیں ف۵ اور ہم ہرگز نہیں غارت کرنے والے بستیوں کو مگر جب کہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں ف۶ اور جو
اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ
تم کو ملی ہے کوئی چیز سو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور یہاں کی رونق اور جو اللہ کے پاس ہے
تم کو ملی ہے کوئی چیز سو فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے
اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا
سو بہتر ہے اور رہنے والا کیا تم کو بوجھ نہیں بھلا ایک شخص جو ہم نے وعدہ دیا ہے اُس کو اچھا
پاس ہے سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا کیا تم کو سمجھ نہیں ف۷ بھلا ایک شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے اچھا
حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ
وعدہ سو وہ اُس کو پانے والا ہے برابر ہے اُس کے جس کو ہم نے برتوایا برتنا دنیا کے جیتے پھر
وعدہ سو وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہے اُس کی جس کو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی زندگانی کا پھر
هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ
وہ قیامت کے دن پکڑا آیا اور جس دن اُن کو پکارے گا تو کہے گا
وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آیا ف۸ اور جس دن اُن کو پکارے گا تو کہے گا

منزل ۵

ع ۱۰ ۹

فوائد صفحہ ہذا ف۱ انسان کو ہدایت سے روکنے والی کئی چیزیں ہیں مثلاً نقصان جان، و مال کا خوف، چنانچہ بعض مشرکین مکہ نے حضور سے کہا کہ بے شک ہم جانتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں لیکن اگر ہم دین اسلام قبول کر کے آپ کے ساتھ ہو جائیں تو سارا عرب ہمارا دشمن ہو جائے گا، اور گرد کے تمام قبائل ہم پر چڑھ دوڑیں گے اور مل کر ہمارا لقمہ کر لیں گے، نہ جان سلامت رہے گی نہ مال اس کا آگے جواب دیا ہے۔ ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "مکے کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو سارے عرب ہم سے دشمنی کریں، اللہ نے فرمایا اب اُن کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو۔ یہ ہی حرم کا ادب و مانع ہے کہ باوجود آپس کی سخت عداوتوں کے باہر والے چڑھائی کر کے تم کو مکہ سے نکال نہیں دیتے، وہی اللہ جس نے اس جگہ کو حرم بنایا، تب بھی پناہ دینے والا ہے" (موضح) کیا شرک و کفر کے باوجود تو پناہ دی، ایمان و تقوٰی اختیار کرنے پر پناہ نہ دے گا۔ ہاں ایمان و تقوٰی کو پرکھنے کے لئے اگر چند روزہ امتحان کے طور پر کوئی بات پیش آئے تو گھبرانا نہ چاہئیے "وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ" ف۳ یعنی عرب کی دشمنی سے کیا ڈرتے ہو۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ دیکھتے نہیں کتنی قومیں گذر چکی ہیں جنہیں اپنی خوش عیشی پر غرہ ہو گیا تھا۔ جب اُنھوں نے تکبر اور سرکشی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح تباہ و برباد کر ڈالا کہ آج صفحہ ہستی پر اُن کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ یہ کھنڈر اُن کی بستیوں کے پڑے ہیں جن میں کوئی بسنے والا نہیں بجز اس کے کہ کوئی مسافر تھوڑی دیر سستانے یا قدرت الٰہی کا عبرتناک تماشہ دیکھنے کے لئے وہاں جا اترے۔ ف۴ یعنی سب مر مرا گئے کوئی وارث بھی نہ رہا۔ ہمیشہ رہے نام اللہ کا ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ اُس وقت تک بستیوں کو غارت نہیں کرتا جب تک اُن کے صدر مقام میں کوئی ہشیار کرنے والا پیغمبر نہ بھیج دے۔ (صدر مقام کی تخصیص شاید اس لئے کی کہ وہاں کا اثر دور تک پہنچتا ہے اور شہروں کے باشندے نسبتاً سلیم و عقیل ہوتے ہیں)، تمام روئے زمین کی آبادیوں کا صدر مقام مکہ معظمہ تھا: "لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا" (شوریٰ۔ رکوع ۱) اسی لئے وہاں سب سے بڑے اور آخری پیغمبر مبعوث ہوئے۔ ف۶ یعنی ہشیار کرنے پر بھی جب لوگ باز نہیں آتے، برابر ظلم و طغیان میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ پکڑ کر ہلاک کرتا ہے۔ ف۷ یعنی آدمی کو عقل سے کام لے کر اتنا سمجھنا چاہئیے کہ دنیا میں کتنے دن جینا ہے اور یہاں کی بہار اور چہل پہل کا مزہ کب تک اٹھا سکتے ہو۔ فرض کرو دنیا میں عذاب بھی نہ آئے، تاہم موت کا ہاتھ تم سے یہ سب سامان جدا کر کے رہے گا۔ پھر خدا کے سامنے حاضر ہونا اور ذرہ ذرہ عمل کا حساب دینا ہے، اگر وہاں کا عیش و آرام میسر ہو گیا تو یہاں کا عیش اُس کے سامنے محض ہیچ اور لاشے ہے۔ کون عقلمند ہوگا جو ایک مکدر و منغص زندگی کو بے غل و غش زندگی پر اور ناقص و فانی لذتوں کو کامل و باقی نعمتوں پر ترجیح دے۔ ف۸ یعنی مومن و کافر دونوں انجام کے اعتبار سے کس طرح برابر ہو سکتے ہیں۔ ایک کے لئے دائمی عیش کا وعدہ جو یقیناً پورا ہو کر رہے گا اور دوسرے کے لئے چند روزہ عیش کے بعد گرفتاری کا وارنٹ اور دائمی جیل خانہ۔ العیاذ باللہ۔ ایک شخص خواب میں دیکھے کہ میرے سر پر تاج شاہی رکھا ہے۔ خدم و حشم پیرے باندھے کھڑے ہیں اور الوان نعمت دستر خوان پر چنے ہوئے ہیں جن سے لذت اندوز ہو رہا ہوں، آنکھ کھلی تو دیکھا انسپکٹر پولیس گرفتاری کا وارنٹ اور بیڑی ہتھکڑی لئے کھڑا ہے۔ بس وہ پکڑ کر لے گیا اور فوراً ہی پیش ہو کر حبس دوام کی سزا مل گئی۔ بتلاؤ اُسے وہ خواب کی بادشاہت اور پلاؤ قورمے کی لذت کیا یاد آئے گی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ○ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ

کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے بولے جن پر ثابت

کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعوے کرتے تھے ف۱ بولے جن پر ثابت

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَٰٓؤُلَآءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَآ أَغْوَيْنَٰهُمْ كَمَا

ہو گئی بات اے رب یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے

ہو چکی بات اے رب یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے

غَوَيْنَا ۖ تَبَرَّأْنَآ إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوٓا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ○ وَقِيلَ

ہم آپ بہکے ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ ہم کو نہ پوجتے تھے ف۲ اور کہیں گے

ہم آپ بہکے ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ ہم کو نہ پوجتے تھے ف۲ اور کہیں گے

ادْعُوا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ

پکارو اپنے شریکوں کو پھر پکاریں گے تو وہ جواب نہ دیں گے اُن کو اور دیکھیں گے عذاب

پکارو اپنے شریکوں کو پھر پکاریں گے اُن کو تو وہ جواب نہ دیں گے اُن کو ف۳ اور دیکھیں گے عذاب

لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ○ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَآ أَجَبْتُمُ

کسی طرح وہ راہ پائے ہوتے ف۴ اور جس دن اُن کو پکارے گا تو کہے گا کیا جواب کہا تم نے

کسی طرح وہ راہ پائے ہوتے ف۴ اور جس دن اُن کو پکارے گا تو فرمائے گا کیا جواب دیا تھا تم نے

الْمُرْسَلِينَ ○ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُونَ ○

پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو گئیں اُن پر باتیں اُس دن سو آپس میں بھی نہیں پوچھتے ف۳

پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو جائیں گی اُن پر باتیں اُس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے ف۵

فَأَمَّا مَن تَابَ وَءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَعَسَىٰٓ أَن يَكُونَ مِنَ

سو جس نے توبہ کی ہے اور یقین لایا اور کی بھلائی سو اُمید ہے کہ ہووے

سو جس نے کہ توبہ کی اور یقین لایا اور عمل کئے اچھے سو اُمید ہے کہ ہو

الْمُفْلِحِينَ ○ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ

چھوٹنے والوں میں اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے اُن کے ہاتھ نہیں

چھوٹنے والوں میں ف۶ اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے اُن کے ہاتھ میں نہیں

الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَٰنَ اللَّهِ وَتَعَٰلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ

پسند اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اُس سے کہ شریک بتلاتے ہیں اور تیرا رب جانتا ہے

پسند کرنا ف۷ اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اُس چیز سے کہ شریک بتلاتے ہیں ف۸ اور تیرا رب جانتا ہے

مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ○ وَهُوَ اللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ

جو چھپ رہا ہے اُن کے سینوں میں اور جو جتاتے ہیں اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اُس کے سوا

جو چھپ رہا ہے اُن کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں ف۹ اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اُس کے

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْءَاخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

اُسی کی تعریف ہے پہلے میں اور پچھلے میں اور اُسی کے ہاتھ حکم ہے اور اُسی پاس پھیرے جاؤ گے

سوا اُسی کی تعریف ہے دنیا اور آخرت میں اور اُسی کے ہاتھ حکم ہے اور اُسی کے پاس پھیرے جاؤ گے ف۱۰

موضح قرآن ف۱ یہ شیطان بولیں گے بہکایا تو ہے انھوں نے پر نام لے کر نیکوں کا اسی سے کہا ہم کو نہ پوجتے تھے۔ ف۲ یعنی اس وقت یہ آرزو کریں گے جن نیکوں کو پوجتے تھے وہ جواب نہ دیں گے کہ وہ راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔ ف۳ یعنی جواب نہ آئے گا کسی کو ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی وہ خدائی کے حصہ دار کہاں ہیں ذرا اپنی تائید و حمایت کے لئے لاؤ تو سہی۔ ف۲ یعنی سوال تو مشرکین سے تھا، مگر بہکانے والے شریر سمجھ جائیں گے کہ فی الحقیقت ہمیں بھی ڈانٹ بتلائی گئی ہے۔ اس لئے سبقت کر کے جواب دیں گے کہ خداوندا! بے شک ہم نے ان کو بہکایا اور یہ بہکانا ایسا ہی تھا جیسے ہم خود بہکے۔ یعنی جو ٹھوکر بہکنے کے وقت کھائی تھی اسی کی تکمیل بہکانے سے کی کیونکہ بہکانا بھی بہکنے کی انتہائی منزل ہے پس اس جرم اغوار کا تو ہمیں اعتراف ہے۔ لیکن ان مشرکین پر کوئی جبر و اکراہ ہمارا نہ تھا کہ زبردستی اپنی بات منوا لیتے فی الحقیقت ان کی ہوا پرستی تھی جو ہمارے بہکانے تک آگئے اس اعتبار سے یہ ہم کو نہیں پوجتے تھے بلکہ اپنے اہوار و ظنون کی پرستش کرتے تھے ہم ان کی عبادت سے آج آپ کے سامنے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ کذا قال بعض المفسرین۔ اور حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ شیطان بولیں گے، بہکایا تو ہے انھوں نے پر نام لے کر نیکوں کا اسی سے کہا کہ ہم کو نہ پوجتے تھے" واللہ تعالیٰ اعلم۔ (تنبیہ) "حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ" سے مراد ہے "لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"۔ ف۳ یعنی کہا جائے گا کہ اب مدد کو بلاؤ، گر وہ کیا مدد کر سکتے خود اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔ کذا قال المفسرون۔ اور حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریر کا حاصل یہ ہے کہ شیاطین جب نیکوں کا نام لیں گے تو مشرکین سے کہا جائے گا کہ اُن نیکوں کو پکارو، وہ کچھ جواب نہ دیں گے۔ کیونکہ وہ ان مشرکانہ حرکات سے راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔ ف۴ یعنی اُس وقت عذاب کو دیکھ کر یہ آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں سیدھی راہ چلتے تو یہ مصیبت کیوں دیکھنی پڑتی ف۵ پہلے سوالات توحید کے متعلق تھے، یہ سوال رسالت کی نسبت ہوا یعنی اپنی عقل سے تم نے اگر حق کو نہ سمجھا تھا تو پیغمبروں کے سمجھانے سے سمجھا ہوتا۔ بتلاؤ اُن کے ساتھ تم نے کیا برتاؤ کیا۔ اُس وقت کسی کو جواب نہ سوجھے گا۔ اور بات کرنے کی راہیں بند ہو جائیں گی۔ ف۶ یعنی وہاں کی کامیابی صرف ایمان و عمل صالح سے ہے۔ اب بھی جو کوئی کفر و شرک سے توبہ کر کے ایمان لایا اور نیکی اختیار کی، حق تعالیٰ اُس کی پہلی خطائیں معاف کر کے فائز المرام کرے گا۔ (تنبیہ) "عَسَىٰٓ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ" وعدہ ہے شہنشاہانہ انداز میں یعنی اُس کو فلاح کی اُمید رکھنا چاہئے۔ گو ہم پر کسی کا دباؤ نہیں کہ ناچار ایسا کرنے پر مجبور ہوں محض فضل و کرم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ ف۷ یعنی ہر چیز کا پیدا کرنا بھی اُسی کی مشیت و اختیار سے ہے اور کسی چیز کو پسند کرنے یا چھانٹ کر منتخب کر لینے کا حق بھی اُسی کو حاصل ہے۔ جو اُس کی مرضی ہو احکام بھیجے جس شخص کو مناسب جانے کسی خاص منصب و مرتبہ پر فائز کرے۔ جس کسی میں استعداد دیکھے راہ ہدایت پر چلا کر کامیاب فرما دے اور مخلوقات کی ہر جنس میں سے جس نوع کو یا نوع میں سے جس فرد کو چاہے اپنی حکمت کے موافق دوسرے انواع و افراد سے ممتاز بنا دے۔ اُس کے سوا کسی دوسرے کو اس طرح کے اختیار و انتخاب کا حق حاصل نہیں۔ حافظ ابن القیم نے زاد المعاد کے اوائل میں اس مضمون کو بہت بسط سے لکھا ہے۔ فلیراجع۔ ف۸ یعنی تخلیق و تشریع اور اختیار مذکور میں حق تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ لوگوں نے اپنی تجویز و انتخاب سے جو شرکاء ٹھہرا لئے ہیں سب باطل اور بے سند ہیں۔ ف۹ یعنی دل میں جو فاسد عقیدے یا بری نیتیں رکھتے ہیں اور زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ سے جو کام کرتے ہیں سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور وہی ہر ایک شخص کی پوشیدہ استعداد و قابلیت سے آگاہ ہے اسی کے موافق معاملہ کرے گا۔ ف۱۰ یعنی جس طرح تخلیق و اختیار اور علم محیط میں وہ متفرد ہے الوہیت میں بھی یگانہ ہے۔ بجز اُس کے کسی کی بندگی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اُسی کی ذات منبع الکمالات میں تمام خوبیاں جمع ہیں۔ دنیا اور آخرت میں جو تعریف بھی ہو خواہ وہ کسی کے نام رکھ کر کی جائے حقیقت میں اُسی کی تعریف ہے۔ اُسی کا حکم چلتا ہے، اُسی کا فیصلہ ناطق ہے۔ اُسی کو اقتدار کلی حاصل ہے۔ اور انجام کار سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ آگے بتلاتے ہیں کہ رات دن میں جس قدر نعمتیں اور بھلائیاں تم کو پہنچتی ہیں اُسی کے فضل و انعام سے ہیں۔ بلکہ خود رات اور دن کا ادل بدل کرنا بھی اُس کا مستقل احسان ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف مثلاً سورج کو طلوع نہ ہونے دے۔ یا اُس سے روشنی سلب کرے تو اپنے کاروبار کے لئے ایسی روشنی کہاں سے لا سکتے ہو۔ ف یعنی یہ بات ایسی روشن اور صاف ہے کہ سنتے ہی سمجھ میں آجائے۔ تو کیا تم سنتے بھی نہیں۔ ف یعنی اگر آفتاب کو غروب نہ ہونے دے ہمیشہ تمہارے سروں پر کھڑا رکھے تو جو راحت و سکون اور دوسرے فوائد رات کے آنے سے حاصل ہوتے ہیں اُن کا سامان کون سی طاقت کر سکتی ہے۔ کیا ایسی روشن حقیقت بھی تم کو نظر نہیں آتی۔ (تنبیہ) "افلا تبصرون" "اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا" کے مناسب ہے کیونکہ آنکھ سے دیکھنا عادتاً روشنی پر موقوف ہے جو دن میں پوری طرح ہوتی ہے۔ رات کی تاریکی میں چونکہ دیکھنے کی صورت نہیں ہاں سننا ممکن ہے اس لئے "اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا" کے ساتھ "اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ" فرمانا ہی موزوں تھا۔ واللہ اعلم ف یعنی رات دن کا اُلٹ پھیر کرتا رہتا ہے تا رات کی تاریکی اور خنکی میں سکون و راحت بھی حاصل کرو اور دن کے اُجالے میں کاروبار بھی جاری رکھ سکو۔ اور روز و شب کے مختلف النوع انعامات پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو۔ ف احوال بتلانے والا پیغمبر یا اُن کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ (موضح) وہ بتلائیں گے کہ لوگوں نے شرائع سماویہ اور احکام الٰہیہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ ف یعنی خدا تعالیٰ کے شریک کس سند اور دلیل سے ٹھہرائے اور حلال و حرام وغیرہ کے احکام کس ماخذ صحیح سے لئے تھے۔ پیغمبروں کو تو تم نے مانا نہیں، پھر کس نے بتلایا کہ خدا کا یہ حکم ہے یہ نہیں۔ ف یعنی اُس وقت نظر آجائے گا کہ سچی بات اللہ کی ہے اور معبودیت صرف اسی کا حق ہے۔ کوئی اُس کا شریک نہیں۔ دنیا میں پیغمبر جو بتلاتے تھے وہ ہی ٹھیک ہے۔ مشرکین نے جو عقیدے گھڑ رکھے تھے اور جو باتیں اپنے دل سے جوڑی تھیں اُس روز سب کافور ہو جائیں گی۔ ف رکوع سابق کے آغاز میں دنیا کی بے ثباتی اور حقارت آخرت کے مقابلہ میں بیان کی گئی تھی۔ بعدہ ذکر آخرت کی مناسبت سے کچھ احوال عالم آخرت کے بیان ہوئے۔ رکوع حاضر میں پھر اصل مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے اور اُسی دعوے کے استشہاد میں قارون کا قصہ سنایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا اور فرعون کی پیشی میں رہتا تھا جیسا کہ ظالم حکومتوں کا دستور ہے کہ کسی قوم کا خون چوسنے کے لئے اُن ہی میں سے بعض افراد کو اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں۔ فرعون نے بنی اسرائیل میں سے اس ملعون کو چن لیا تھا۔ قارون نے اُس وقت موقع پا کر دونوں ہاتھوں سے خوب دولت سمیٹی اور دنیوی اقتدار حاصل کیا۔ جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے زیر حکم آئے اور فرعون غرق ہوا تو اس کی مالی ترقی کے ذرائع مسدود ہو گئے اور سرداری جاتی رہی۔ اس حسد و غیظ میں حضرت موسیٰ سے دل میں خلش رکھنے لگا۔ تاہم ظاہر میں مومن بنا ہوا تھا۔ توراۃ بہت پڑھتا اور علم حاصل کرنے میں مشغول رہتا تھا مگر دل صاف نہ تھا۔ حضرت موسیٰ اور ہارون کی خداداد عزت و وجاہت دیکھ کر جلتا اور کہتا کہ آخر میں بھی اُن ہی کے چچا کا بیٹا ہوں، یہ کیا معنی کہ وہ دونوں تو نبی اور مذہبی سردار بن جائیں۔ مجھے کچھ بھی نہ ملے۔ کبھی مایوس ہو کر شیخی مارتا کہ انھیں نبوت مل گئی تو کیا ہوا میرے پاس مال و دولت کے اتنے خزانے ہیں جو کسی کو میسر نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا تو لوگوں سے کہنے لگا کہ اب تک تو موسیٰ جو احکام لائے ہم نے برداشت کئے۔ مگر کیا تم یہ بھی برداشت کرو گے کہ وہ ہمارا مال بھی ہم سے وصول کرے گا۔ کچھ لوگوں نے اُس کی تائید میں کہا نہیں، ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ آخر ملعون نے حضرت موسیٰ کو بدنام کرنے کی ایک گندی تجویز سوچی۔ کسی عورت کو بہکا سکھلا کر آمادہ کیا کہ بھرے مجمع میں جب موسیٰ علیہ السلام زنا کی حد بیان فرمائیں تو اپنے ساتھ اُن کو متہم کرنا۔ چنانچہ عورت مجمع میں کہہ گذری۔ جب حضرت موسیٰ نے اُس کو شدید قسمیں دیں اور اللہ کے غضب سے ڈرایا تو اُس کا دل دہل گیا۔ تب اُس نے صاف کہہ دیا کہ قارون نے مجھ کو سکھایا تھا۔ اُس وقت حضرت موسیٰ کی بددعا سے وہ مع اپنے گھر اور خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ ف۹ بعض سلف نے "مفاتح" کی تفسیر خزائن سے کی ہے۔ یعنی اس قدر روپیہ تھا کہ طاقتور مردوں کی ایک جماعت بھی اُسے مشکل سے اٹھا سکتی۔ لیکن اکثر مفسرین نے مفاتح کی تفسیر کنجیوں سے کی ہے۔ یعنی مال کے صندوق اتنے تھے جن کی کنجیاں اٹھاتے ہوئے کئی زور آور آدمی تھک جائیں۔ اور یہ چنداں مستبعد نہیں جیسا کہ بعض تفاسیر میں اس کی صورت بتلائی گئی ہے۔

ع ۱۵ ۱۰

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک
تو کہہ دیکھو تو اگر اللہ رکھ دے تم پہ رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک ف

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
کون حاکم ہے اللہ کے سوا کہ لادے تم کو کہیں سے روشنی پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو
کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی پھر کیا تم سنتے نہیں ف تو کہہ دیکھو تو

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ
اگر رکھ دے اللہ تم پر دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے
اگر رکھ دے اللہ تم پر دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے

غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ وَمِنْ
اللہ کے سوا کہ لادے تم کو رات جس میں چین پکڑو کیا تم نہیں دیکھتے اور
اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے ف۳ اور اپنی

رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ
اپنی مہر سے بنا دیا تم کو رات اور دن کہ اس میں چین بھی پکڑو اور تلاش بھی کرو کچھ
مہربانی سے بنا دیئے تمہارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین بھی کرو اور تلاش بھی کرو کچھ

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ
اس کا فضل اور شاید تم شکر کرو اور جس دن اُن کو پکارے گا کہے گا کہاں ہیں
اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو ف۴ اور جس دن اُن کو پکارے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
میرے شریک جن کا تم دعوے کرتے تھے اور جدا کریں گے ہم ہر فرقہ میں سے
میرے شریک جن کا تم دعویٰ کرتے تھے اور جدا کریں گے ہم ہر فرقہ میں سے

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ
ایک احوال بتانے والا پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند تب جان لیں گے کہ سچ بات ہے اللہ کی اور کھوئی گئیں
ایک احوال بتلانے والا ف۵ پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند ف تب جان لیں گے کہ سچ بات ہے اللہ کی اور کھوئی جائیں گی

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى
اُن سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے ف قارون جو تھا موسیٰ کی قوم سے
اُن سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے ف قارون جو تھا سو موسیٰ کی قوم سے

فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ
پھر شرارت کرنے لگا اُن پر اور ہم نے دیئے تھے اُس کو خزانے اتنے کہ اُس کی کنجیوں سے تھکتے کئی
پھر شرارت کرنے لگا اُن پر سو اور ہم نے دیئے تھے اُس کو خزانے اتنے کہ اُس کی کنجیاں اٹھانے سے

بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۤ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ
مرد زور آور جب کہا اُس کو اُس کی قوم نے اترا مت اللہ کو
تھک جاتے کئی مرد زور آور ف جب کہا اُس کو اُس کی قوم نے اِترا مت اللہ کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف قارون حضرت موسیٰ کی حد کی اولاد میں تھا فرعون کی سرکار میں پیش ہو گیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگار بھی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی اس کام میں مال بہت کماتا جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ کے اور فرعون غرق ہوا اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری حضرت ہارون کو ملی دل میں حسد رکھتا موسیٰ سے منافق بن کر کچھ عیب دنیا اور تہمتیں لگاتا ایک روز ایک عورت کو تہمت کی بات سکھا کر روبرو لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ کہہ دیا کہ اس نے مجھ کو سکھایا تھا تب حضرت موسیٰ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا ف۲ خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ سے ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی حق کے موافق کھا پہن اور دنیا وہ مال سے آخرت کما۔ ف۳ ایک ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ اور پوچھے میں نہ جائیں گناہ یعنی گنہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ الٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ کہ یہ برا کام کیوں کرتا ہے اس کی برائی نہیں سمجھتا ف۴ یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں۔ نادان آدمی دنیادار کی آسودگی کو جانتا ہے اس کی بڑی قسمت ہے اور نگر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سو جگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ
نہیں بھاتے اترانے والے ف۱ اور جو تجھ کو اللہ نے دیا اس سے پیدا کر پچھلا گھر
نہیں بھاتے اترانے والے ف۱ اور جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے اس سے کما لے پچھلا گھر ف۲

وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ
اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور بھلائی کر جیسے اللہ نے بھلائی کی
اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور بھلائی کر جیسے اللہ نے بھلائی کی

إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
تجھ سے اور نہ چاہ خرابی ڈالنی ملک میں اللہ کو نہیں بھاتے
تجھ سے ف۳ اور مت چاہ خرابی ڈالنی ملک میں اللہ کو بھاتے نہیں

الْمُفْسِدِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي أَوَلَمْ يَعْلَمْ
خرابی ڈالنے والے ف۲ بولا یہ تو مجھ کو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے کیا نہ جانا
خرابی ڈالنے والے ف۴ بولا یہ مال تو مجھ کو ملا ہے ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے ف۵ کیا اس نے یہ نہ جانا

أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ
کہ اللہ کھپا چکا ہے اس سے پہلے کتنی سنگتیں جو اس سے زیادہ
کہ اللہ غارت کر چکا ہے اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکھتی

مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ۝
رکھتے تھے زور اور زیادہ مال کی جمع اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہ ف۳
تھیں زور اور زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع ف۶ اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گناہ ف۷

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ
پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنی تیاری سے کہنے لگے جو طالب تھے
پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے ف۸ کہنے لگے جو لوگ طالب تھے

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ
دنیا کی زندگی کے اے کسی طرح ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک
دنیا کی زندگانی کے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی

لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ
اس کی بڑی قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی بوجھ اے خرابی تمہاری اللہ
بڑی قسمت ہے ف۹ اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ اے خرابی تمہاری اللہ کا دیا

اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا
کا دیا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور یہ بات ان ہی کے دل میں پڑتی ہے
ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا ف۱۰ اور یہ بات ان ہی کے دل میں پڑتی ہے جو

الصَّابِرُونَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ
جو سہنے والے ہیں ف۴ پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ ہوئی اس کی
سہنے والے ہیں ف۱۱ پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ ہوئی اس کی

ف۱ یعنی اس فانی و زائل دولت پر کیا اتراتا ہے جس کی نعمت اللہ کے ہاں پر پشہ کی برابر بھی نہیں۔ خوب سمجھ لے کہ خدا تعالیٰ کو اکڑنے اور اترانے والے بندے اچھے نہیں معلوم ہوتے اور جو چیز اس مالک کو نہ بھائے اس کا نتیجہ بجز تباہی و ہلاکت کے کیا ہے۔ ف۲ یعنی خدا کا دیا ہوا مال اس لئے ہے کہ انسان اسے آخرت کا توشہ بنائے نہ یہ کہ غفلت کے نشہ میں چور ہو کر غرور و تکبر کی چال چلنے لگے۔ ف۳ یعنی حصہ موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما۔ اور مخلوق کے ساتھ سلوک کر۔ ف۴ یعنی حضرت موسیٰ کی ضد نہ کر۔ خدا کی زمین پر سیدھی طرح رہ۔ خواہ مخواہ ملک میں اودھم مچانا اور خرابیاں ڈالنا اچھا نہیں۔ ف۵ یعنی میں ہنرمند تھا۔ کمانے کا سلیقہ رکھتا تھا۔ اپنی لیاقت و قابلیت یا کسی خاص علمی مہارت سے مجھے یہ دولت حاصل ہوئی۔ اللہ نے بھی میری لیاقت کو دیکھ کر اور قابل جان کر یہ کچھ دیا ہے۔ کیا یوں ہی بیٹھے بٹھائے بے محنت مل گیا ہے کہ موسیٰ کے حکم اور تمہارے مشورہ کے موافق خدا کے نام پر خرچ کر ڈالوں۔ ف۶ یعنی وہ دولت کمانے کی لیاقت کس نے دی۔ افسوس ہے منعم حقیقی کو بھول کر اس کی دی ہوئی دولت و لیاقت پر غرہ کرنے لگا۔ کیا اسی دولت کو اس نے اپنی نجات کا ضامن تصور کر رکھا ہے۔ اسے معلوم نہیں کتنی جماعتیں اپنی شرارت و سرکشی کی بدولت پہلے تباہ کی جا چکی ہیں جن کے پاس بادشاہتیں تھیں۔ اور اس ملعون سے زیادہ خزانوں اور لشکروں کے مالک تھے۔ ان کا انجام سن کر اسے عبرت نہ ہوئی۔ ف۷ یعنی پوچھنے کی ضرورت کیا ہوگی اللہ کو ان کے گناہ ایک ایک کر کے معلوم ہیں فرشتوں کے ہاں سب لکھے ہوئے ہیں، ہاں بطور توبیخ و تقریع اگر کسی وقت سوال ہو وہ دوسری بات ہے۔ یا یہ کنایہ ہے گناہوں کی کثرت سے۔ یعنی اتنی تعداد میں ہوں گے کہ ایک ایک جزئی کی پوچھ پاچھ کی ضرورت نہ رہے گی اور حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "پوچھے نہ جائیں گے گناہ" یعنی گنہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے۔ جب سمجھ الٹی پڑے تو الزام دینے سے کیا فائدہ کہ یہ برا کام کیوں کرتا ہے اس کی برائی نہیں سمجھتا۔" (موضح) ف۸ یعنی لباس فاخرہ پہن کر بہت سے خدم و حشم کے ساتھ بڑی شان و شکوہ اور ٹیپ ٹاپ سے نکلا جسے دیکھ کر طالبین دنیا کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ کہنے لگے کاش ہم بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل کرتے جو اس کو حاصل ہوا۔ بے شک یہ بڑا ہی صاحب اقبال اور بڑی قسمت والا ہے۔ ف۹ یعنی سمجھدار اور ذی علم لوگوں نے سمجھایا کہ کمبختو! اس فانی چمک دمک میں کیا رکھا ہے جو ریجھے جاتے ہو۔ مومنین صالحین کو اللہ کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے اس کے سامنے یہ ٹیپ ٹاپ محض ہیچ اور لاشیٔ ہے۔ اتنی بھی نسبت نہیں جو ذرہ کو آفتاب سے ہوتی ہے۔ ف۱۰ یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے۔ اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں۔ نادان آدمی دنیا کی آسودگی دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس کی بڑی قسمت ہے اس کی شب و روز کی فکر و تشویش، دوسری اور آخرت کی ذلت کو اور سو جگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں کچھ آرام ہے تو دس بیس برس "اور مرنے کے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس۔" (موضح بتغییر یسیر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اس کی بڑی قسمت ہے بڑی قسمت یہ نہیں آخرت کا ملنا ہی بڑی قسمت ہے سو وہ ان کو ملے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے۔ ف۲ نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا وہ ملنا ہے مقرر اور برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی ف۳ پھر لاوے گا پہلی جگہ یہ آیت اتری ہجرت کے وقت پیغمبر تسلی فرمائی کہ پھر مکہ میں آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔

از شاہ عبد القادر صاحبؒ

مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ وَمَا كَانَ مِنَ

کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوائے اور نہ وہ

کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوائے اور نہ وہ

الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ

مدد لا سکا اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام مناتے تھے اس کا سا

خود مدد لا سکا ف۲ اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام آرزو کرتے تھے اس کا سا

يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ

درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ کھولتا ہے روزی جس کو چاہے

درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے

عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ

اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے اگر نہ احسان کرتا ہم پر اللہ تو ہم کو دھنسا دیتا

بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے ف۳ اگر نہ احسان کرتا ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا

وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ

ارے خرابی یہ تو بھلا نہیں پاتے منکر وہ گھر پچھلا ہے

ارے خرابی یہ تو چھٹکارا نہیں پاتے منکر ف۴ وہ گھر پچھلا ہے

نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ

ہم دیں گے وہ ان کو جو نہیں چاہتے چڑھنا ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا

ہم دیں گے وہ ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ

اور آخر بھلا ہے ڈر والوں کا ف۱ جو کوئی لایا بھلائی اس کو ملنا ہے بہتر اس سے

اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی ف۵ جو لیکر آیا بھلائی اس کو ملنا ہے اس سے بہتر ف۶

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ

اور جو کوئی لایا برائی سو برائیاں کرنے والے وہی سزا پاویں گے

اور جو کوئی لے کر آیا برائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ

جو کرتے تھے ف۲ جس شخص نے حکم بھیجا تجھ پر قرآن کا

جو کچھ کرتے تھے ف۷ جس نے حکم بھیجا تجھ پر قرآن کا

لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

وہ پھیر لانے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے کون لایا راہ کی سوجھ

وہ پھر لانے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ ف۸ تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجھ

وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى

اور کون پڑا ہے صریح بھٹکاوے میں ف۳ اور تو توقع نہ رکھتا تھا کہ اتاری جاوے

اور کون پڑا ہے صریح گمراہی میں ف۹ اور تو توقع نہ رکھتا تھا کہ اتاری جائے

ف۱ یعنی نہ کوئی دوسرا اپنی طرف سے مدد کو پہنچا نہ کسی کو بلا سکا نہ اپنی ہی قوت کام آئی نہ دوسروں کی ف۲ یعنی جو لوگ قارون کی ترقی اور ٹھاٹھ کو دیکھ کر کل یہ آرزو کر رہے تھے کہ کاش ہم کو بھی ایسا عروج حاصل ہوتا آج اس کا یہ برا انجام دیکھ کر کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے اب ان کو ہوش آیا کہ ایسی دولت حقیقت میں ایک خوبصورت سانپ ہے جس کے اندر مہلک زہر بھرا ہوا ہے کسی شخص کی دنیوی ترقی اور عروج کو دیکھ کر ہم کو ہرگز یہ فیصلہ نہ کر لینا چاہیئے کہ اللہ کے ہاں وہ کچھ عزت و وجاہت رکھتا ہے یہ چیز کسی بندے کے مقبول و مردود ہونے کا معیار نہیں بن سکتی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جس پر مناسب جانے روزی کے دروازے کھول دے جس پر چاہے تنگ کر دے مال و دولت کی فراخی مقبولیت اور خوش انجامی کی دلیل نہیں بلکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ تباہی اور ابدی ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے سچ ہے سے کم عاقل عاقل اعیت مذاہبہ ٭ وکم جاہل جاہل تلقاہ مرزوقا ٭ ھذا الذی ترک الاوھام حائرۃ ٭ وصیر العالم النحریر زندیقا ف۳ یعنی خدا تعالیٰ کا احسان ہے اس نے ہم کو قارون کی طرح نہ بنایا اور یہ ہی گت ہماری بنتی اپنی طرف سے تو ہم حرص کے مارے یا لیت لنا مثل ما اوتی قارون کی آرزو کر ہی چکے تھے خدا نے خیر کی کہ ہماری آرزو کو پورا نہ کیا اور نہ ہماری حرص پر سزا دی۔ بلکہ قارون کا حشر آنکھوں سے دکھلا کر بیدار فرما دیا۔ اب ہمیں خوب کھل گیا کہ محض مال و دولت کی ترقی سے حقیقی فلاح و کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ناشکر گذار منکروں کے لئے عذاب الہٰی سے چھٹکارا نہیں۔ ف۴ یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا کہ اس کی بڑی قسمت ہے۔ بڑی قسمت یہ نہیں، آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ ان کے لئے ہے جو اللہ کے ملک میں شرارت کرنا اور بگاڑ ڈالنا نہیں چاہتے اور اس فکر میں نہیں رہتے کہ اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھیں بلکہ تواضع و انکسار اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کی کوشش بجائے اپنی ذات کو اونچا رکھنے کے یہ ہوتی ہے کہ اپنے دین کو اونچا رکھیں حق کا بول بالا کریں اور اپنی قوم مسلم کو ابھارنے اور سربلند کرنے میں پوری ہمت صرف کر ڈالیں وہ دنیا کے حریص نہیں ہوتے آخرت کے عاشق ہوتے ہیں دنیا خود ان کے قدم لیتی ہے اب سوچ لو کہ دنیا کا مطلوب کیا دنیا کے طالب سے اچھا نہیں ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھ لو وہ سب سے زیادہ تارک الدنیا تھے۔ مگر حتیٰ کہ الدنیا [illegible] بہرحال مومن کا مقصد اصلی آخرت ہے دنیا کا جو حصہ اس مقصد کا ذریعہ بنے وہ بھی مبارک ہے ورنہ ہیچ۔ ف۵ یعنی جو بھلائی یہاں کرے گا اس سے کہیں بہتر بھلائی وہاں کی جائے گی ایک نیکی کا جو مقتضیٰ ہو گا کم از کم اس سے دس گنا ثواب پائے گا ف۶ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا وہ یقیناً ملنا ہے اور برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا۔ کہ ضرور ملکر رہے گی کیونکہ ممکن ہے معاف ہو جائے ہاں یہ فرما دیا کہ اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی ف۷ پہلے فرمایا تھا والعاقبۃ للمتقین کہ انجام بھلا پرہیزگاروں کا ہے یعنی آخرت میں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اب بتلاتے ہیں کہ دنیا میں بھی آخری فتح ان ہی کی ہوتی ہے دیکھو آج کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر تم کو مکہ چھوڑنا پڑا ہے مگر جس خدا نے آپ کو پیغمبر بنایا اور قرآن جیسی کتاب عطا فرمائی وہ یقیناً آپ کو نہایت کامیابی کے ساتھ اسی جگہ واپس لائے گا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یہ آیت اتری ہجرت کے وقت یہ تسلی فرما دی کہ پھر مکہ میں آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر بعض مفسرین نے معاد سے مراد موت لی ہے بعض نے آخرت بعض نے جنت بعض نے سرزمین شام جہاں پہلے ایک مرتبہ آپ شب معراج میں تشریف لے گئے تھے حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے ان اقوال میں بہت عمیق و لطیف تطبیق دی یعنی معاد سے مراد اس جگہ مکہ معظمہ ہے (کمافی البخاری) مگر فتح مکہ علامت تھی قرب اجل کی جیسا کہ ابن عباس اور عمر رضی اللہ عنہما نے اذا جاء نصر اللہ والفتح کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا آگے اجل کے بعد حشر۔ حشر کے بعد آخرت اور آخرت کی انتہائی منزل جنت ہے مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اول آپ کو نہایت شاندار طریقہ سے مکہ واپس لائے گا [illegible] کہ میں، اس کے چند روز بعد اجل واقع ہو گی پھر ارض شام کی طرف حشر ہو گا (جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے) پھر آخرت میں بڑی شان و شکوہ سے تشریف لائیں گے اور اخیر میں جنت کے سب سے اعلیٰ مقام پر ہمیشہ کے لئے پہنچ جائیں گے ف۸ یعنی حق تعالیٰ میری ہدایت اور مکذبین و معاندین کی گمراہی کو خوب جانتا ہے یقیناً وہ ہر ایک کے ساتھ ان کے اعمال کے موافق معاملہ کرے گا نہیں ہو سکتا کہ میری کوششوں کو ضائع کر دے۔ یا گمراہوں کو سرخرو کرے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ بجھ جنھوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب جو تیرا ساتھ دے وہی اپنا۔ ف۲ یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کرو دین کے کام میں اور آپ کو اُن میں نہ گنو، گو کہ اپنے قرابتی ہوں۔ ف۳ اس سے
معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبھی ہو مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

إِلَيْكَ الْكِتٰبُ إِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا
تجھ پر کتاب مگر مہر ہو کر تیرے رب کی طرف سے سو تو نہ ہو مدد گار
تجھ پر کتاب مگر مہربانی سے تیرے رب کی ف۱ سو تو مت ہو مددگار

لِّلْكٰفِرِينَ ۝ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ
کافروں کا ف اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اللہ کے حکموں سے جب اُتر چکے
کافروں کا ف۲ اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اُتر چکے

إِلَيْكَ وَادْعُ إِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝
تیری طرف اور بلا اپنے رب کی طرف اور نہ ہو شریک والوں میں ف۲
تیری طرف اور بُلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو شریک والوں میں ف۳

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ
اور مت پکار اللہ کے سوا اور حاکم کسی کی بندگی نہیں اُس کے سوا ہر چیز
اور مت پکار اللہ کے سوائے دوسرا حاکم ف۴ کسی کی بندگی نہیں اُس کے سوائے ہر چیز

هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝
فنا ہے مگر اُس کا منہ اُسی کا حکم ہے اور اُسی کی طرف پھر جاؤ گے ف۳
فنا ہے مگر اُس کا منہ ف۵ اُسی کا حکم ہے اور اُسی کی طرف پھر جاؤ گے ف۶

ع ۹
۱۴

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَسِتُّونَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ عنکبوت مکہ میں نازل ہوئی اس کی اُنہتر آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمٓ ۝ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا اٰمَنَّا وَ
کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر کہ ہم ایمان لائے اور
کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے اور

هُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
اُن کو جانچ نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے اُن کو جو اُن سے پہلے تھے
اُن کو جانچ نہ لیں گے ف۷ اور ہم نے جانچا ہے اُن کو جو اُن سے پہلے تھے ف۸

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ ۝
سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے ف۲
سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو ف۹

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۚ
کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں بُرائیاں ہم سے چڑھ جاویں
کیا یہ سمجھتے ہیں جو لوگ کہ کرتے ہیں بُرائیاں کہ ہم سے بچ جائیں

ف۱ یعنی آپ پہلے سے کچھ پیغمبری کے امیدوار نہ تھے محض رحمت و موہبت الٰہیہ ہے جو حق تعالیٰ نے پیغمبری اور وحی سے سرفراز فرمایا۔ وہی اپنی مہربانی اور رحمت سے دنیا و آخرت میں کامیاب فرمائے گا لہٰذا اسی کی امداد پر ہمیشہ بھروسہ رکھئے۔ ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنھوں نے تجھ سے یہ بدی کی (کہ وطن چھوڑنے پر مجبور کیا) اب جو تیرا ساتھ دے وہ ہی اپنا ہے۔ ف۳ یعنی دین کے کام میں اپنی قوم کی خاطر اور رعایت نہ کیجئے اور نہ آپ کو اُن میں گنئے گو کہ اپنے قرابت دار ہوں ہاں اُن کو اپنے رب کی طرف بُلاتے رہیئے اور خدا کے احکام پہنچاتے رہیئے۔ ف۴ یہ آپ کو خطاب کرکے دوسروں کو سُنایا۔ اوپر کی آیتوں میں بھی بعض مفسرین ایسا ہی کہتے ہیں۔ ف۵ یعنی ہر چیز اپنی ذات سے معدوم ہے اور تقریباً تمام چیزوں کو فنا ہونا ہے خواہ کبھی ہو۔ مگر اُس کا منہ یعنی وہ آپ نہ کبھی معدوم تھا، نہ کبھی فنا ہو سکتا ہے۔ سچ ہے۔ ع "اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ" قال تعالیٰ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ" اور بعض سلف نے اس کا یہ مطلب لیا ہے کہ سارے کام مٹ جانے والے اور فنا ہو جانے والے ہیں بجز اس کام کے جو خالصًا لوجہ اللہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف۶ یعنی سب کو اُس کی عدالت میں حاضر ہونا ہے جہاں تنہا اُسی کا حکم چلے گا صورۃً وظاہرًا بھی کسی کا حکم و اقتدار باقی نہ رہے گا۔ اے اللہ اُس وقت اس گنہگار بندہ پر رحم فرمایئے اور اپنے غضب سے پناہ دیجئے۔

(تم سورۃ القصص و للہ الحمد والمنۃ)

ف۷ یعنی زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنا کچھ سہل نہیں جو دعوے کرے امتحان و ابتلا کے لئے تیار ہو جائے یہ ہی کسوٹی ہے جس پر کھرا کھوٹا کسا جاتا ہے حدیث میں ہے کہ سب سے سخت امتحان انبیاء کا ہے، اُن کے بعد صالحین کا، پھر درجہ بدرجہ اُن لوگوں کا جو اُن کے ساتھ مشابہت رکھتے ہوں۔ نیز امتحان آدمی کا اُس کی دینی حیثیت کے موافق ہوتا ہے۔ جس قدر کوئی شخص دین میں مضبوط اور سخت ہوگا اُسی قدر امتحان میں سختی کی جائے گی۔ ف۸ یعنی پہلے نبیوں کے متبعین بڑے بڑے سخت امتحانوں میں ڈالے جا چکے ہیں۔ بخاری میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت! ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے اور دعا فرمایئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر سختی اور ظلم و ستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک (زندہ) آدمی کو زمین کھود کر (کھڑا) گاڑ دیا جاتا تھا۔ پھر اُس کے سر پر آرہ چلا کر بیچ سے دو ٹکڑے کر دیتے تھے "بعضوں کے بدن میں لوہے کی کنگھیاں پھرا کر ہڈی اور گوشت اُدھیڑ دیا جاتا تھا۔ تاہم یہ سختیاں اُن کو دین سے نہ ہٹا سکیں۔ ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ علانیہ ظاہر کر دے گا اور دیکھ لے گا کہ دعوئے ایمان میں کون سچا نکلتا ہے اور کون جھوٹا، اسی کے موافق ہر ایک کو جزا دی جائے گی۔ (تنبیہ) "فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ" سے جو حدوث علم باری کا وہم ہوتا ہے اُس کا نہایت محققانہ جواب مترجم علامؒ قدس سرہٗ نے دیا ہے ملاحظہ کیا جائے پارہ دوم رکوع اول "اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ" کے تحت میں ہم نے یہاں اُن توجیہات کی طرف اشارہ کر دیا ہے جو مفسرین نے لکھی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف پہلے دو آیتیں کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب کافروں کو جو ستاتے تھے مسلمانوں کو۔ ف۲ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ف۳ دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں، پر اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑیئے ________ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ پہلی دو آیتیں مسلمانوں کے متعلق تھیں جو کافروں کی ایذاؤں میں گرفتار تھے" اور یہ آیت اُن کافروں سے متعلق ہے جو مسلمانوں کو ستا رہے تھے۔ (موضح) یعنی مومنین کے امتحانات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھیں کہ ہم مزے سے ظلم کرتے رہیں گے اور سختیوں سے بچے رہیں گے" وہ ہم سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں۔ جو سخت ترین سزا اُن کو ملنے والی ہے اُس کے سامنے مسلمانوں کے امتحان کی سختی کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر اس وقت کی عارضی مہلت سے اُنھوں نے یہ رائے قائم کر لی ہے کہ ہم ہمیشہ مامون رہیں گے اور سزا دہی کے وقت خدا کے ہاتھ نہ آئیں گے؟ تو حقیقت میں بہت ہی بُری بات ہے کی ایسا احمقانہ فیصلہ آنے والی مصیبت کو روک نہیں سکتا۔ ف۲ یعنی جو شخص اس توقع پر سختیاں اُٹھا رہا ہے کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں بات بات پر پکڑ ہوگی ناکامیاب ہوا تو یہاں کی سختیوں سے کہیں بڑھ کر سختیاں جھیلنی پڑیں گی اور کامیاب رہا تو ساری کلفتیں دُھل جائیں گی اللہ کی خوشنودی اور اُس کا دیدار نصیب ہوگا۔ ایسا شخص یاد رکھے کہ اللہ کا وعدہ آ رہا ہے۔ کوئی طاقت اُسے پھیر نہیں سکتی۔ اس کی اعلیٰ توقعات پوری ہو کر رہیں گی اور اُس کی آنکھیں ضرور ٹھنڈی کی جائیں گی اللہ سب کی باتیں سنتا اور جانتا ہے، کسی کی محنت رائگاں نہ کرے گا۔ ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی کی طاعت سے کیا نفع اور معصیت سے کیا نقصان۔ وہ تو کلی طور پر بے نیاز ہے۔ ہاں بندہ اپنے پروردگار کی طاعت میں جس قدر محنت اُٹھائے گا اُس کا پھل دنیا و آخرت میں اُسی کو ملے گا پس مجاہدے کرنے والے یہ خیال کبھی نہ آنے دیں کہ ہم خدا کے رستہ میں اپنی محنت کر کے کچھ اُس پر احسان کر رہے ہیں؟ (العیاذ باللہ) اُس کا احسان ہے کہ خود تمہارے فائدہ کے لئے طاعت و ریاضت کی توفیق بخشے ۔ من نکردم خلق تا سُودے کنم بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم۔ ف۴ یعنی جہان سے بے پروا اور بے نیاز ہونے کے باوجود اپنی رحمت و شفقت سے تمہاری محنت کو ٹھکانے لگاتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور بُرائیاں معاف ہوں گی" (موضح القرآن)، ف۵ یعنی تمام کائنات میں ایسی کوئی چیز ہے ہی نہیں جو خدا کی شریک ہو سکے۔ پھر اُس کی خبر کسی کو کہاں سے ہوتی جو لوگ شرکاء ٹھیراتے ہیں محض جاہلانہ اوہام اور بے سند خیالات کی پیروی کر رہے ہیں۔ واقع کی خبر انھیں کچھ بھی نہیں۔ ف۶ دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں، پر اللہ کا حق اُن سے زیادہ ہے اُن کی خاطر دین نہ چھوڑے۔ (موضح) حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی والدہ نے جو مشرکہ تھی بیٹے کے اسلام کی خبر سُن کر عہد کیا کہ دانہ پانی کچھ نہ چکھوں گی نہ چھت کے ... نیچے آرام کروں گی تاوقتیکہ سعد (معاذ اللہ) اسلام سے نہ پھر جائے۔ چنانچہ کھانا پینا ترک کر دیا اور بالکل نڈھال ہوگئی۔ لوگ زبردستی منہ چیر کر کھانا پانی دیتے تھے۔ اُس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ گویا بتلا دیا کہ والدین کا اس طرح خلاف حق پر مجبور کرنا بھی ایک ابتلاء و امتحان ہے، چاہیئے کہ مومن کے پائے ثبات کو لغزش نہ ہو۔ ف۷ یعنی سب کو عدالت میں حاضر ہونا ہے اُس وقت بتلا دیا جائے گا کہ اولاد اور والدین میں سے کس کی زیادتی تھی، اور کون حق پر تھا۔ ف۸ یعنی جو اس قسم کی زبردست رکاوٹوں کے باوجود بھی ایمان اور نیکی کی راہ پر قائم رہے حق تعالیٰ اُن کا حشر اپنے خاص نیک بندوں میں کرے گا۔ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں یعنی اولاد نے اگر ناحق باتوں میں والدین کا کہا نہ مانا اور والدین ناحق پر قائم رہے تو اولاد کا حشر صالحین کے زمرہ میں ہوگا، اُن والدین کے زمرہ میں نہ ہوگا گو طبعی نسبی تعلقات کی بنا پر وہ اُس سے سب سے زیادہ قریب تھے۔ معلوم ہوا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" میں حُبِّ دینی مراد ہے، حُبِّ طبعی مراد نہیں۔ ف۹ یہ اُن لوگوں کا ذکر ہے جو زبان سے اپنے کو مومن کہتے تھے۔ مگر دلوں میں ایمان راسخ نہیں تھا۔ اُن کو جہاں اللہ کے راستہ میں کوئی تکلیف پہنچی یا دین کی وجہ سے لوگوں نے ستایا تو اس آزمائش کو خدائی عذاب سمجھنے لگے۔ جس طرح آدمی عذاب الٰہی سے گھبرا کر جان بچانا چاہتا اور اپنے پہلے دعووں سے دست بردار ہونے لگتا ہے اور ناچار اعتراف کرتا ہے کہ میں غلطی پر تھا۔ یہ ہی حال ان ضعفاء القلوب کا ہے، جہاں دین کے معاملہ میں کوئی سختی پہنچی بس گھبرا کر دعوئے ایمان سے دست بردار ہونا شروع کر دیا اور زبان سے یا عمل سے گویا اقرار کرنے لگے کہ ہم اس دعوے میں غلطی پر تھے یا ایسا دعویٰ کیا ہی نہ تھا۔

سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ اللّٰهِ فَاِنَّ

بری بات چکاتے ہیں ف جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو

بُری بات طے کرتے ہیں ف جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو

اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ وَمَنْ جَاهَدَ

اللہ کا وعدہ آتا ہے اور وہ ہے سنتا جانتا اور جو کوئی محنت اٹھائے

اللہ کا وعدہ آ رہا ہے اور وہ ہے سننے والا جاننے والا ف۲ اور جو کوئی محنت اٹھائے

فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○

سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی

سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی ف۳

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتاریں گے اُن سے

اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے اُن پر سے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

بُرائیاں اُن کی اور بدلہ دیں گے بہتر سے بہتر کاموں کا ف۲

بُرائیاں اُن کی اور بدلہ دیں گے اُن کو بہتر سے بہتر کاموں کا ف۴

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ

اور ہم نے تاکید کر دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلے رہنا اور اگر وہ تجھ سے زور کریں

اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے رہنے کی اور اگر وہ تجھ سے زور کریں

لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں تو اُن کا کہا نہ مان مجھی تک پھر آنا ہے تم کو

کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں ف۵ تو اُن کا کہنا مت مان ف۶ مجھی تک پھر آنا ہے تم کو

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سو میں جتا دوں گا تم کو جو تم کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام

سو میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۷ اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے

الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمِنَ النَّاسِ

کئے ہم اُن کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ف۳ اور ایک لوگ ہیں

کام کئے ہم اُن کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ف۸ اور ایک وہ لوگ ہیں

مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ

کہ کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچے اللہ کے واسطے ٹھہرا دے

کہ کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اُس کو ایذا پہنچے اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں

النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ

لوگوں کا ستانا برابر اللہ کی مار کے اور اگر آ پہنچی مدد تیرے رب کی طرف سے

کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کی ف۹ اور اگر آ پہنچے مدد تیرے رب کی طرف سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کوئی چاہے کہ رفاقت کرکر کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لیوے یہ ہونا نہیں مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکانے سے اس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی۔ ور اس پر بھی ف کہتے ہیں طوفان سے پہلے اتنا ہے اور پیچھے بھی ایک مدت رہے ساری عمر ہوئی چودہ سو برس ف جس وقت یہ سورۃ اتری ہے حضرت کے یار بہت سے کافروں کی ایذا سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینے کو ہجرت کر گئے تب وہ بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں ناؤ سے بڑے بڑے کام چلتے ہیں اور قدرتیں اللہ کی نظر آتی ہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی اگر مسلمانوں کی کوئی کامیابی اور عروج دیکھیں تو باتیں بنانے لگیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے اور اب بھی تمہارے اسلامی بھائی ہیں خصوصاً اگر مسلمانوں کو فتح ہو اور فرض کیجئے یہ لوگ کفار کا ساتھ دیتے ہوئے اُن کے ہاتھ میں قید ہو جائیں پھر تو نفاق و تملق کی کوئی حد نہ رہے

لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۚ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ

کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے کیا یوں نہیں اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ جیوں میں ہے

تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ف کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ سینوں میں ہے

الْعَالَمِينَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ ۝

جہان والوں کے اور البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جو لوگ دغاباز ہیں

جہان والوں کے ف اور البتہ معلوم کرے گا اللہ اُن لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جو لوگ دغاباز ہیں ف

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ

اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو کہ تم چلو ہماری راہ اور ہم اٹھالیں گے

اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ اور ہم اٹھالیں

خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنَّهُمْ

تمہارے گناہ اور وہ کچھ نہ اٹھاویں گے اُن کے گناہ وہ

تمہارے گناہ ف اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے اُن کے گناہ بے شک وہ

لَكَاذِبُونَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَعَ أَثْقَالِهِمْ ۖ وَ

جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھاویں گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے اور

جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے ف اور

ع ۱۳ ۱۴ لَيُسْأَلُنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ وَلَقَدْ

البتہ اُن سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں جھوٹ بناتے تھے ف اور

البتہ اُن سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ جھوٹ بناتے تھے ف اور

أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا

ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم پاس پھر رہا اُن میں ہزار برس

ہم نے بھیجا نوح کو اُس کی قوم کے پاس پھر رہا اُن میں ہزار برس

خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ۝

پچاس برس کم پھر پکڑا اُن کو طوفان نے اور وہ گنہگار تھے ف

پچاس برس کم ف پھر پکڑا اُن کو طوفان نے اور وہ گنہگار تھے ف

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَاهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ

پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور جہاز والوں کو اور رکھا ہم نے جہاز نشانی جہان والوں کو ف

پھر بچا دیا ہم نے اُس کو اور جہاز والوں کو ف اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں کے واسطے ف

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ

اور ابراہیم کو جب کہا اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور اُس کا ڈر رکھو یہ

اور ابراہیم کو جب کہا اُس نے اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اُس سے یہ

خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

بہتر ہے تم کو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم جو پوجتے ہو اللہ کے سوا

بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو ✽ تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوائے

ف یعنی جیسے کچھ یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اللہ کو سب معلوم ہے۔ کیا زبانی دعوے کرکے اللہ سے اپنے دلوں کا حال چھپا سکتے ہیں؟ ف یعنی معلوم تو اسے پہلے ہی سے سب کچھ ہے لیکن اب تمہارے اعمال و افعال کو دیکھ لے گا کہ کون اپنے کو سچا مومن ثابت کرتا ہے اور کون جھوٹا دغاباز منافق ہے (تنبیہ) اس قسم کے مواضع میں "لیعلمن اللہ" کے معنی "لیریّن اللہ" کے لینا ابن عباس سے منقول ہے کما فی تفسیر ابن کثیرؒ ف یعنی مسلمان کو چاہیے ایمان پر مضبوط رہے، نہ کوئی تکلیف و ایذا دہی اُس کو طریق استقامت سے ہٹا سکے اور نہ کفار کی احمقانہ تسالت سے متاثر ہو۔ مثلاً کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر پھر اپنی برادری میں آملو اور ہماری راہ پر چلو، تمام تکلیفوں اور ایذاؤں سے بچ جاؤ گے مفت میں کیوں مصیبتیں جھیل رہے ہو۔ اور اگر ایسا کرنے میں گناہ سمجھتے اور مواخذہ کا اندیشہ رکھتے ہو تو خدا کے ہاں بھی ہمارا نام لے دینا کہ انھوں نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا۔ اگر ایسی صورت پیش آئی تو ساری ذمہ داری ہم اٹھالیں گے اور تمہارے گناہ کا بوجھ اپنے سر رکھ لیں گے۔ کما قال الشاعر۔ "تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر" ف یعنی جھوٹے ہیں اُن کا بوجھ رتی برابر بھی ہلکا نہیں کر سکتے۔ ہاں اپنا بوجھ بھاری کر رہے ہیں۔ ایک تو ان کے ذاتی گناہوں کا بار تھا، اب دوسروں کے اغوا و اضلال کے بارنے اُس میں مزید اضافہ کر دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "کوئی چاہے کہ رفاقت کرکے کسی کے گناہ اپنے اوپر لے، یہ نہیں ہوگا۔ مگر جس کو گمراہ کیا اور اُس کے بہکانے سے اُس نے گناہ کیا، وہ گناہ اس پر بھی اور اُس پر بھی" (موضح) جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ دنیا میں جو کوئی کسی کو ناحق قتل کرے اُس کے گناہ کا حصہ آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) کو پہنچتا ہے جس نے اول یہ بُری راہ نکالی ف یعنی جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں کہ ہم تمہارا بوجھ اٹھالیں گے، یہ خود مستقل گناہ ہے جس پر ماخوذ ہوں گے۔ آگے چند قصص کے ضمن میں متنبہ کیا گیا ہے کہ سچوں کے مقابلہ میں ہمیشہ سے جھوٹے اغوا اور شرارت کرتے رہے ہیں اور سچوں کو مدتوں تک امتحان و ابتلاء کے دور میں سے گذرنا پڑا ہے۔ مگر آخری نتیجہ اُن ہی کے حق میں بہتر ہوا۔ منکر اور شریر لوگ خائب و خاسر رہے، کامیاب و سربلند ہوئے۔ اشقیاء کے تمام مکائد تارِ عنکبوت سے زیادہ ثابت نہ ہوئے۔ ف ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت نوح چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، ساڑھے نو سو برس دعوت و تبلیغ اور سعی و اصلاح میں مصروف رہے۔ پھر طوفان آیا، طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس طرح کل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ ف یعنی جب گناہوں اور شرارتوں سے باز نہ آئے تو طوفان نے سب کو گھیر لیا۔ بجز چند نفوس کے سب ہلاک ہو گئے ف یعنی جو آدمی یا جانور جہاز پر سوار تھے اُن کو نوح علیہ السلام کی معیت میں ہم نے محفوظ رکھا۔ سورۂ "ہود" میں یہ قصہ مفصل گذر چکا۔ ف کہتے ہیں حضرت نوح کا جہاز مدت دراز تک "جودی" پر لگا رہا تا دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہو اور اب جو جہاز اور کشتیاں موجود ہیں یہ بھی ایک نشانی ہے جسے دیکھ کر سفینۂ نوح کی یاد تازہ ہوتی اور قدرت الٰہی کا نمونہ نظر آتا ہے۔ یا شاید یہ مراد ہو کہ کشتی کے اس قصہ کو ہم نے ہمیشہ کے لئے نشانِ عبرت بنا دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جس وقت یہ سورۃ اتری ہے حضرت کے بہت سے اصحاب کافروں کی ایذاؤں سے تنگ آکر جہاز پر سوار ہو کر ملک حبشہ کی طرف گئے تھے، جب حضرت مدینہ ہجرت کر آئے تب وہ جہاز والے اصحاب بھی سلامتی سے آملے" (موضح بتغیر یسیر) گویا نوح و سفینۂ نوح کی تاریخ اس

رنگ میں دُہرائی گئی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک جن کو پوجتے ہو اللہ کے
یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں ف۱ بے شک جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے

اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ
سوا مالک نہیں تمھاری روزی کے سو تم ڈھونڈھو اللہ کے ہاں روزی
سوائے وہ مالک نہیں تمھاری روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی

وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا
اور اس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے
اور اس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے ف۲ اور اگر تم جھٹلاؤ گے

فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ
تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ یہی ہے
تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو بس یہی ہے

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ
پہنچا دینا کھول کر ف کیا دیکھتے نہیں کیونکر شروع کرتا ہے
پیغام پہنچا دینا کھول کر ف۳ کیا دیکھتے نہیں کیونکر شروع کرتا ہے اللہ

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ قُلْ
اللہ پیدائش کو پھر اس کو دہرا دے گا یہ اللہ پر آسان ہے ف۲ تو کہہ
پیدائش کو پھر اس کو دہرائے گا ف۴ یہ اللہ پر آسان ہے ف۵ تو کہہ

سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ
ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کی ہے پیدائش پھر
ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدائش کو پھر

اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اللہ اٹھا دے گا پچھلا اٹھان بے شک اللہ ہر چیز
اللہ اٹھائے گا پچھلا اٹھان ف۶ بے شک اللہ ہر چیز

قَدِيْرٌ ۝ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ
کر سکتا ہے دکھ دے گا جس کو چاہے اور رحم کرے گا جس پر چاہے اور اسی کی طرف
کر سکتا ہے ☆ دکھ دے گا جس کو چاہے اور رحم کرے گا جس پر چاہے ف۷ اور اسی کی

تُقْلَبُوْنَ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى
پھر جاؤ گے اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں اور نہ
طرف پھر جاؤ گے ☆ اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں اور نہ

السَّمَآءِ ز وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ ع ۹ / ۱۴
آسمان میں اور کوئی نہیں تمھارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ مددگار
آسمان میں اور کوئی نہیں تمھارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ مددگار ف۸

منزل ۵

ف۱ یعنی جھوٹے عقیدے تراشتے ہو اور جھوٹے خیالات واوہام کی پیروی کرتے ہو، چنانچہ اپنے ہاتھوں سے یہ بت بنا کر کھڑے کر لیے ہیں جنھیں جھوٹ موٹ خدا کہنے لگے۔ ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے۔ سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا وہ ہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق"۔ لہٰذا اسی کے شکر گزار رہو اور اسی کی بندگی کرو۔ وہیں تم کو لوٹ کر جانا ہے، آخر اس وقت کیا منہ دکھاؤ گے۔ ف۳ یعنی جھٹلانے سے میرا کچھ نہیں بگڑتا، میں صاف صاف تبلیغ و نصیحت کر کے اپنا فرض ادا کر چکا، بھلا برا سمجھا چکا، نہ مانو گے نقصان اٹھاؤ گے جیسے "عاد" و "ثمود" وغیرہ تم سے پہلے اٹھا چکے ہیں۔ ف۴ یعنی خود اپنی ذات میں غور کرو، پہلے تم کچھ نہ تھے۔ اللہ نے تم کو پیدا کیا، اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کر دے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "شروع تو دیکھتے ہو، دوہرانا اسی سے سمجھ لو"۔ ف۵ یعنی اللہ کے نزدیک تو کوئی چیز بھی مشکل نہیں۔ البتہ تمھارے سمجھنے کی بات ہے کہ جس نے بدون نمونہ کے اول ایک چیز کو بنایا، نمونہ قائم ہونے کے بعد بنانا تو اور زیادہ آسان ہونا چاہیے۔ ف۶ یعنی اپنی ذات کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کی پیدائش میں بھی غور کرو۔ اور چل پھر کر دیکھو کہ کیسی کیسی مخلوق خدا نے پیدا کی ہے۔ اسی پر دوسری زندگی کو قیاس کر لو۔ اس کی قدرت اب کچھ محدود تو نہیں ہو گئی۔ ف۷ یعنی دوبارہ پیدا کر کے جسے اپنی حکمت کے موافق چاہے گا سزا دے گا۔ اور جس پر چاہے گا اپنے فضل و کرم سے مہربانی فرمائے گا۔ ف۸ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ سزا دینا چاہے وہ نہ زمین کے سوراخوں میں گھس کر سزا سے بچ سکتا ہے نہ آسمان میں اڑ کر۔ کوئی بلندی یا پستی خدا کے مجرم کو پناہ نہیں دے سکتی نہ کوئی طاقت اس کی حمایت اور مدد کو پہنچ سکتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا

اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اُس کے ملنے سے وہ نا امید ہوئے

اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ نا اُمید ہوئے

مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ فَمَا كَانَ

میری مہر سے اور اُن کو دُکھ کی مار ہے پھر کچھ

میری رحمت سے ف۱ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ف۲ پھر کچھ جواب

جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ

جواب نہ تھا اُس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا جلا دو پھر اُس کو بچا دیا

نہ تھا اُس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اُس کو مار ڈالو یا جلا دو ف۳ پھر اُس کو بچا دیا

اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اللہ نے آگ سے اس میں بڑے پتے ہیں اُن لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں ف

اللہ نے آگ سے ف۴ اس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں ف۵

وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ

اور بولا جو ٹھہرائے ہیں تم نے اللہ کے سوا بتوں کے تھان سو دوستی کر کر

اور ابراہیم بولا ف۶ جو ٹھہرائے ہیں تم نے اللہ کے سوائے بتوں کے تھان سو دوستی کر کر

بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ

آپس میں دنیا کی زندگی میں پھر دن قیامت کے منکر ہو جاؤ گے

آپس میں دنیا کی زندگانی میں ف۷ پھر دن قیامت کے منکر ہو جاؤ گے

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ

ایک سے ایک اور پھٹکار و گے ایک کو ایک اور ٹھکانا تمہارا

ایک سے ایک اور لعنت کرو گے ایک کو ایک ف۸ اور ٹھکانا تمہارا

النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ۙۖ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ

آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار ف۹ پھر مانا اُس کو لوط نے اور وہ بولا

آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار ف۹ پھر مان لیا اُس کو لوط نے اور وہ بولا

اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَوَهَبْنَا

میں وطن چھوڑتا ہوں اپنے رب کی طرف بے شک وہی ہے زبردست حکمت والا ف۳ اور دیا ہم نے

میں تو وطن چھوڑتا ہوں اپنے رب کی طرف بے شک وہی ہے زبردست حکمت والا ف۹ اور دیا ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ

اُس کو اسحاق اور یعقوب اور رکھی اُس کی اولاد میں پیغمبری اور

اُس کو اسحٰق اور یعقوب ف۱۰ اور رکھ دی اُس کی اولاد میں پیغمبری اور

الْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

کتاب اور دیا ہم نے اُس کو اُس کا نیگ دنیا میں اور وہ آخرت میں

کتاب ف۱۱ اور دیا ہم نے اُس کو اُس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں

منزل ۵

موضح قرآن ف اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام چلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا۔ جلنے میں پتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۔ ف یعنی وہ شیطان کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو۔ تب یہ پوجنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔ ف حضرت لوط بھتیجے تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن شہر بابل، پھر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی جنہوں نے اللہ کی باتوں کا انکار کر دیا اور اُس سے ملنے کی امید نہیں رکھی (کیونکہ وہ بعث بعد الموت کے قائل ہی نہ ہوئے) اُنھیں رحمتِ الٰہی کی اُمید کیونکر ہو سکتی ہے۔ لہٰذا وہ آخرت میں بھی محروم و مایوس ہو کر رہیں گے۔ یہ گویا "مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ" کا عکس ہوا۔ ف۲ یعنی ابراہیم کی تمام معقول باتیں اور دلائل و براہین سُن کر جب اُن کے ہم قوم جواب سے عاجز ہوئے تو قوت کے استعمال پر اُتر گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ یا تو قتل کر کے ایک دم ان کا قصہ ہی تمام کر دو اور یا آگ میں جلاؤ۔ شاید تکلیف محسوس کر کے اپنی باتوں سے باز آ جائے تو نکال لیں گے ورنہ راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ جائے گا۔ ف۳ یعنی اُنھوں نے مشورہ کر کے آگ میں ڈال دیا، مگر حق تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جیسا کہ سورۃ "انبیاء" میں مفصلاً گذر چکا ہے۔ ف۴ یعنی اس واقعہ سے سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے سچے بندوں کو کس طرح بچا لیتا ہے۔ اور مخالفین حق کو کس طرح خائب و خاسر کرتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ جیسی چیز جلا نہیں سکتی۔ ف۵ یعنی آگ سے نکل کر پھر نصیحت شروع کر دی۔ ف۶ یعنی بت پرستی کو کون عقلمند جائز رکھ سکتا ہے بت پرست بھی دل میں جانتے ہیں کہ یہ نہایت مہمل حرکت ہے مگر شیرازۂ قومی کو مجتمع رکھنے کے لئے ایک مذہب ٹھہرا لیا ہے کہ اس کے نام پر تمام قوم متحد و متفق رہے۔ اور ایک دوسرے کے دوست بنے رہیں جیسا کہ آج کل ہم یورپ کی عیسائی قوموں کا حال دیکھتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ بت پرستی کا شیوع و رواج اس بنا پر نہیں ہوا کہ وہ کوئی معقول چیز ہے بلکہ اندھی تقلید قومی مروت و لحاظ اور تعلقات باہمی کا دباؤ اس کا بڑا سبب ہے۔ یا یہ غرض ہو کہ بُت پرستی کی اصل جڑ آپس کی محبت اور دوستی تھی ایک قوم میں کچھ نیک آدمی جنھیں لوگ محبوب رکھتے تھے انتقال کر گئے۔ لوگوں نے جوشِ محبت میں اُن کی تصویریں بنا کر بطور یادگار رکھ لیں پھر تصویروں کی تعظیم کرنے لگے۔ وہی تعظیم بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی۔ یہ سب احتمالات آیت میں مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ اور ممکن ہے "مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ" سے بُت پرستوں کی اپنے بتوں سے جو محبت ہے وہ مُراد ہو جیسا کہ دوسری جگہ "اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ" فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۷ یعنی یہ سب دوستیاں اور محبتیں چند روزہ ہیں۔ قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور بعض بعض کو لعنت کرو گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی وہ شیطان جن کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو۔ تب یہ پوجنے والے اُن کو لعنت کریں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۔" (موضح) ف۸ جو دوزخ کی آگ سے تم کو بچا لے جیسے میرے پروردگار نے تمہاری آگ سے مجھ کو بچا لیا۔ ف۹ حضرت لوط حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ ابراہیم کو اُن کی قوم کے کسی مرد نے نہ مانا البتہ لوط نے فوراً بلا توقف تصدیق کی۔ دونوں کا وطن "عراق" میں شہر بابل تھا خدا کے توکل پر وطن سے نکل کھڑے ہوئے اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا (تنبیہ) "وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ" میں دونوں احتمال ہیں۔ قائل ابراہیم ہوں یا لوط علیہما السلام۔ ف۱۰ یعنی اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا دیا۔ جن کی نسل "بنی اسرائیل" کہلاتی ہے۔ ف۱۱ یعنی حضرت ابراہیم کے بعد بجز ان کی اولاد کے کسی کو کتاب آسمانی اور پیغمبری نہ دی جائے گی۔ چنانچہ جس قدر انبیاء اُن کے بعد تشریف لائے اُن ہی کی ذرّیت سے تھے۔ اسی لئے اُن کو "ابو الانبیاء" کہا جاتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ دنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام نیک دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا۔ ف۲ راہ مارنا بھی اُن میں دستور تھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید یہی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور چھیڑ کرتے ہوں گے ۔ــــــ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

ف۱ یعنی دنیا میں حق تعالیٰ نے مال، اولاد، عزت اور ہمیشہ کا نام نیک دیا، اور ملک شام ہمیشہ کے لئے اُن کی اولاد کو بخشا۔ (کذا فی الموضح) اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کے صالحین کی جماعت میں (جو انبیائے اولوالعزم کی جماعت ہے) شامل رکھا۔ ف۲ یعنی یہ فعل شنیع تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ فطرت انسانی اس سے نفور ہے۔ ایسے خلاف فطرت و شرمناک کام کی بنیاد تم نے ڈالی۔ ف۳ راہ مارنے سے مراد ممکن ہے ڈاکہ زنی ہو (یہ بھی ان میں رائج ہوگی) یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ ڈر کے مارے اس طرف ہو کر نہ نکلیں۔ یا "تقطعون السبیل" کا مطلب یہ ہو کہ فطری اور معتاد راستہ کو چھوڑ کر توالد و تناسل کا سلسلہ منقطع کر رہے تھے۔ ف۴ شاید یہی بدکاری علانیہ لوگوں کے سامنے کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ اور ٹھٹھے اور چھیڑ اور بے شرمی کی باتیں کرتے ہوں گے۔ ف۵ یعنی اگر تم سچے نبی ہو اور واقعی سچ کہتے ہو کہ ہمارے یہ کام خراب اور مستوجب عذاب ہیں تو دیر کیا ہے وہ عذاب لے آئیے۔ دوسری جگہ فرمایا "وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ" (اعراف رکوع ۱۰) یعنی اُن کی قوم کا جواب یہی تھا کہ لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال باہر کرو۔ یہ بڑے پاک بننا چاہتے ہیں۔ شاید قوم میں سے بعض نے یہ، بعض نے وہ جواب دیا ہوگا۔ یا ایک وقت میں ایک بات اور دوسرے میں دوسری کہی ہوگی۔ شروع میں عذاب کی دھمکیوں کا مذاق اڑایا پھر آخری فیصلہ یہ کیا ہوگا کہ انھیں بستی سے نکال دیا جائے بہرحال ثابت ہو گیا کہ وہ قوم نہ صرف اس فعل شنیع کی مرتکب اور عادی تھی، بلکہ اُس کے جاری رکھنے پر اس قدر اصرار تھا کہ نصیحت کرنے والے پیغمبر کو اپنی بستی سے نکالنے پر تیار ہو گئے اُن کی فطرت اور طبائع اس قدر مسخ ہو چکی تھیں کہ خوف خدا کا کوئی شائبہ دلوں میں باقی نہ رہا تھا۔ عذاب کی دھمکیوں کا مذاق اڑاتے تھے اور پیغمبر کے مقابلہ پر آمادہ تھے جرم کی یہی نوعیت اُن کے ہلاک کرنے کے لئے کافی تھی۔ اور اگر اس کے ساتھ توحید کے بھی قائل نہ تھے تو "کڑوا کریلا نیم چڑھا" سمجھئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی دعوت حضرت ابراہیم کی طرف سے مشتہر ہو کر پہنچ چکی ہوگی اس لئے لوط علیہ السلام خاص اسی فعل شنیع سے روکنے پر مامور ہوئے۔ اور ممکن ہے انھوں نے توحید وغیرہ کی دعوت بھی دی ہو۔ مگر اس کو یہاں نقل نہیں کیا۔

لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

نیکوں سے ہے ف۱ اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو

البتہ نیکوں سے ہے ف۱ اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو۔

الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے جہان میں

بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے جہان میں ف۲

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۵ ق

کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو اور

کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور راہ مارتے ہو ف۳ اور

وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ

کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام پھر کچھ جواب نہ تھا اُس کی قوم کا

کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام ف۴ پھر کچھ جواب نہ تھا اُس کی قوم کا

اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر آفت اللہ کی اگر تو سچا ہے

مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر عذاب اللہ کا اگر تو ہے سچا ف۵

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ع وَلَمَّا

بولا اے رب میری مدد کر ان شریر لوگوں پر ف۶ اور جب

بولا اے رب میری مدد کر ان شریر لوگوں پر ف۶ اور جب

ع ۱۵

جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا

پہنچے ہمارے بھیجے ابراہیم پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو کھپا دینی ہے

پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو غارت کرنا ہے

اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ۚ

یہ بستی بے شک اس کے لوگ ہو رہے ہیں گنہگار

اس بستی والوں کو بے شک اس کے لوگ ہو رہے ہیں گنہگار ف۷

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۡ

بولا اس میں لوط ہے وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے

بولا اس میں تو لوط بھی ہے ف۸ وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۡ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

ہم بچا لیں گے اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت رہی رہ جانے والوں میں

ہم بچا لیں گے اس کو اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں ف۹

وَلَمَّآ اَنْ جَاۗءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْۗءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

اور جب پہنچے ہمارے بھیجے لوط پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور خفا ہوا

اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور تنگ ہوا

واللہ اعلم۔ ف۶ یہ اُن کی طرف سے مایوس ہو کر فرمایا۔ شاید سمجھ گئے ہوں گے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی درست ہونے والی نہیں۔ وہ بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلیں گی۔ جیسے نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا "اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا" (نوح رکوع ۲) کذا قال النیشاپوری فی تفسیرہ۔ ف۷ لوط علیہ السلام کی دعا پر فرشتوں کو اس بستی کے تباہ کرنے کا حکم ہوا فرشتے اول حضرت ابراہیم کے پاس پہنچے، اُن کو بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت سنائی، اور اطلاع دی کہ ہم اس بستی (سدوم) کو تباہ و برباد کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ کسی طرح اپنی حرکات شنیعہ سے باز نہیں آتے ان واقعات کی تفصیل سورۂ اعراف، ہود اور حجر وغیرہ میں گذر چکی ہے۔ (تنبیہ) شاید ہلاکت کی خبر کے ساتھ بیٹے کی بشارت دینے کا مطلب یہ ہو کہ ایک قوم سے اگر خدا کی زمین خالی کی جانے والی ہے تو دوسری طرف حق تعالیٰ ایک عظیم الشان قوم "بنی اسرائیل" کی بنیاد ڈالنے والا ہے۔ علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ف۸ یعنی کیا لوط کی موجودگی میں بستی کو تباہ کیا جائے گا یا انھیں وہاں سے علیحدہ کر کے تعذیب کی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔؟ غالباً حضرت ابراہیم کو از راہ شفقت خیال آیا کہ گو لوط کی آنکھوں کے سامنے یہ آفت نازل ہوئی تو عجب نہیں کہ عذاب کا ہولناک منظر دیکھنے سے وحشت اور گھبراہٹ ہو۔ فرشتوں نے اپنے کلام میں کوئی استثنا کیا نہ تھا۔ اس سے اُن کے ذہن میں یہ تشویش آئی ہوگی کہ لوط کی موجودگی میں کارروائی کریں گے۔ واللہ اعلم۔ ف۹ یعنی فرشتوں نے اطمینان دلایا کہ ہم سب کو جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں اور جو اُن میں خدا کے مجرم ہیں۔ تنہا لوط نہیں بلکہ اُس کے گھر والوں کو بھی کوئی گزند نہ پہنچے گا سب کو عذاب کے موقع سے علیحدہ کر لیں گے صرف اُس کی ایک عورت وہاں رہ جائے گی کیونکہ اُس پر بھی عذاب آنا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ خفا ہوئے اس سے کہ ان مہمانوں کو کس طرح بچاؤں گا اپنی قوم کی بدی سے ف۲ یعنی وہ شہر اُلٹے راہ پر نظر آتے ہیں۔ ف۳ ان میں عادت تھی دغابازی کی دین لین میں گو شاید راہ بھی لوٹتے تھے۔ ف۴ یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار رہتے تھے اور اپنے نزدیک عقلمند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے ــــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

ذَرۡعًا وَّقَالُوۡا لَا تَخَفۡ وَلَا تَحۡزَنۡ قف اِنَّا مُنَجُّوۡكَ وَ

دل سے اور وہ بولے تو نہ ڈر اور غم نہ کھا ہم بچا دیں گے تجھکو اور

دل میں ف۱ اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا ہم بچائیں گے تجھ کو اور

اَهۡلَكَ اِلَّا امۡرَاَتَكَ كَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِيۡنَ ○ اِنَّا مُنۡزِلُوۡنَ

تیرے گھر کو مگر تیری عورت رہ گئی رہنے والوں میں ف۱ ہم کو اُتارنی ہے

تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئی رہ جانے والوں میں ف۲ ہم کو اُتارنی ہے

عَلٰۤى اَهۡلِ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا

اس بستی والوں پر ایک آفت آسمان سے اس پر کہ یہ

اس بستی والو پر ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ

يَفۡسُقُوۡنَ ○ وَلَقَدۡ تَّرَكۡنَا مِنۡهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوۡمٍ

بے حکم ہوتے تھے اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان نظر آتا بوجھتے

نافرمان ہو رہے تھے ف۲ اور چھوڑ رکھا ہم نے اُس کا نشان نظر آتا ہوا سمجھدار لوگوں

يَّعۡقِلُوۡنَ ○ وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوۡمِ

لوگوں کو ف۲ اور بھیجا مدین پاس اُن کا بھائی شعیب پھر بولا اے قوم

کے واسطے ف۳ اور بھیجا مدین کے پاس اُن کے بھائی شعیب کو پھر بولا اے قوم

اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَارۡجُوا الۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى

بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی اور مت پھرو

بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی ف۴ اور مت پھرو

الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ○ فَكَذَّبُوۡهُ فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ

زمین میں خرابی مچاتے ف۳ پھر اُس کو جھٹلایا تو پکڑا اُن کو بھونچال نے

زمین میں خرابی مچاتے ف۵ پھر اُس کو جھٹلایا تو پکڑ لیا اُن کو زلزلے نے

فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ○ وَعَادًا وَّثَمُوۡدَا۟ وَ

صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور عاد کو اور ثمود کو اور

پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ☆ اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو اور

قَدۡ تَّبَيَّنَ لَـكُمۡ مِّنۡ مَّسٰكِنِهِمۡ وقفہ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ

تم پر کھل چکا ہے اُن کے گھروں سے اور رجھایا اُن کو شیطان نے

تم پر حال کھل چکا ہے اُن کے گھروں سے ف۶ اور فریفتہ کیا اُن کو شیطان نے

اَعۡمَالَهُمۡ فَصَدَّهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ وَكَانُوۡا مُسۡتَبۡصِرِيۡنَ ○

اُن کے کاموں پر پھر روک دیا اُن کو راہ سے اور تھے ہوشیار ف۴

اُن کے کاموں پر پھر روک دیا اُن کو راہ سے اور تھے ہوشیار ف۷

وَقَارُوۡنَ وَفِرۡعَوۡنَ وَهَامٰنَ قف وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰى

اور قارون اور فرعون اور ہامان کو اور اُن پاس پہنچا موسیٰ

اور ہلاک کیا قارون اور فرعون اور ہامان کو اور اُن کے پاس پہنچا موسیٰ

ف۱ فرشتے نہایت حسین وجمیل امردوں کی شکل میں وہاں پہنچے حضرت لوط نے اول پہچانا نہیں۔ بہت تنگ دل اور ناخوش ہوئے کہ اب ان مہمانوں کی عزت قوم کے ہاتھ سے کس طرح بچاؤں گا اگر اپنے یہاں نہ ٹھیراؤں تو اخلاق ومروّت اور مہمان نوازی کے خلاف ہے۔ ٹھیراتا ہوں تو اس بدکار قوم سے آبرو کس طرح محفوظ رہے گی۔ ف۲ یعنی اپنی قوم کی شرارت سے ڈرو مت، یہ کچھ نہیں کر سکتی اور ہمارے بچاؤ کے لئے غمگین نہ ہو ہم آدمی نہیں، فرشتے ہیں، جو تجھ کو اور تیرے ہم مشرب گھر والوں کو بچا کر اس قوم کو غارت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ قصہ پہلے کئی جگہ گذر چکا۔ ف۳ یعنی اُن کی اُلٹی ہوئی بستیوں کے نشان مکہ والوں کو ملک شام کے سفر میں دکھائی دیتے تھے۔ ف۴ یعنی آخرت کی طرف سے غافل نہ بنو اکیلے خدائے واحد کی پرستش کرو۔ ف۵ خرابی مچانے سے شاید مراد ہے لین دین میں دغابازی کرنا، سود بٹہ لگانا جیسا کہ اُن کی عادت تھی۔ اور ممکن ہے رہزنی بھی کرتے ہوں۔ وقیل غیر ذٰلک۔ ف۶ یعنی اُن کی بستیوں کے کھنڈر تم دیکھ چکے ہو۔ اُن سے عبرت حاصل کرو۔ ف۷ یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقلمند تھے، پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے۔ ف۲ یعنی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا بعضے خلق بت پوجتے ہیں بعضے آگ پانی کو بعضے اولیا انبیار کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک قلم موقوف نہ کرتا، اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہیے نہ زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہیے حکمتیں اسی کو ہیں۔ ف۳ یعنی اس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو تھوڑے کاموں میں کون شریک ہونے کی کیا احتیاج

—— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝

کھلے نشان لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں اور نہ تھے جیت جانے والے

کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں اور نہیں تھے ہم سے جیت جانے والے ف۱

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ

پھر سب کو پکڑا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا پتھراؤ باؤ سے

پھر سب کو پکڑا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر ف۲ پھر کوئی تھا کہ اس پر ہم نے بھیجا پتھراؤ ہوا سے ف۳

وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ

اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے

اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے ف۴ اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے

الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ

زمین میں اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبا دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

زمین میں ف۵ اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے ف۶ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

پر تھے وہ اپنا آپ بُرا کرتے کہاوت ان کی جنھوں نے پکڑے اللہ

پر تھے وہ اپنا آپ ہی بُرا کرتے ف۷ مثال ان لوگوں کی جنھوں نے پکڑے

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ

کو چھوڑ کر اور حمایتی جیسے کہاوت مکڑی کی بنا لیا اس نے ایک گھر اور سب

اللہ کو چھوڑ کر اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے ایک گھر اور

اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

گھروں میں بودا سو مکڑی کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۱

سب گھروں میں بودا سو مکڑی کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۸

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ

اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوا کوئی چیز ہو اور وہ

اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوائے کوئی چیز ہو ف۹ اور وہ

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ

زبردست ہے حکمتوں والا ف۲ اور یہ کہاوتیں بٹھاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے

زبردست ہے حکمتوں والا ف۱۰ اور یہ مثالیں بٹھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے

وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

اور ان کو بوجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے اللہ نے بنائے آسمان اور

اور ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے ف۱۱ اللہ نے بنائے آسمان اور

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ع

زمین جیسے چاہئیں اس میں پتا ہے یقین لانے والوں کو ف۳

زمین جیسے چاہئیں ف۱۲ اس میں نشانی ہے یقین لانے والوں کے لئے ف۱۳

وقف لازم

ع ۱۴ / ۱۶

منزل ۵

ف۱ یعنی کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی حق کے سامنے نہ جھکے اور کبر و غرور نے ان کی گردن نیچی نہ ہونے دی۔ پھر نتیجہ کیا ہوا؟ کیا بڑے بن کر سزا سے بچ گئے؟ یا العیاذ باللہ خدا کو تھکا دیا۔ ف۲ یعنی ان میں سے ہر ایک کو اس کے جرم کے موافق سزا دی گئی۔ ف۳ یہ قوم لوط ہے اور بعض نے "عاد" کو بھی اس میں داخل کیا ہے ف۴ یہ "ثمود" تھے اور اہل "مدین" بھی۔ ف۵ یعنی قارون کو، جیسا کہ سورۂ قصص میں گذرا۔ ف۶ یہ فرعون وہامان ہوئے اور بعض نے قوم نوح کو بھی اس میں داخل کیا ہے۔ ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی شان یہ نہیں کہ کوئی ناانصافی یا بے موقع کام کرے، اس کی بارگاہ عیوب و نقائص سے بکلی مبرا و منزہ ہے ظلم تو وہاں متصور ہی نہیں، ہاں بندے خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یعنی ایسے کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ لامحالہ اُن کے حق میں بُرا ہو۔ ف۸ یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان و مال کا بچاؤ ہو، نہ مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے یہی مثال اس کی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچانے والا اور محافظ سمجھے بدون مشیت الٰہی کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔ ف۹ یعنی ممکن تھا سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک ہی ذیل میں کھینچ دیا، کسی کو مستثنیٰ نہ کیا، بعض لوگ بُت کو پوجتے ہیں، بعض آگ پانی کو، بعض اولیا، انبیار یا فرشتوں کو، سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں۔ اگر کوئی ایک بھی ان میں سے مستقل قدرت و اختیار رکھتا تو اللہ سب کی یک قلم نفی نہ کرتا۔ ف۱۰ یعنی اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہیے، وہ زبردست ہے، اور مشورہ نہیں چاہیے کیونکہ حکیم مطلق ہے۔ ف۱۱ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ "مکڑی" اور "مکھی" وغیرہ حقیر چیزوں کی مثالیں بیان کرتا ہے جو اس کی عظمت کے منافی ہیں اس کا جواب دیا کہ مثالیں اپنے موقع کے لحاظ سے نہایت موزوں اور ممثل لہ پر پوری منطبق ہیں۔ مگر سمجھ دار ہی اس کا مطلب ٹھیک سمجھتے ہیں۔ جاہل بے وقوف کیا جانیں، مثال کا انطباق مثال دینے والے کی حیثیت پر نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ جس کی مثال ہے اس کی حیثیت کو دیکھو اگر وہ حقیر و کمزور ہے تو تمثیل بھی ایسی ہی حقیر و کمزور چیزوں سے ہوگی۔ مثال دینے والے کی عظمت کا اس سے کیا تعلق۔ ف۱۲ یعنی نہایت حکمت سے بنایا، بیکار پیدا نہیں کیا۔ ف۱۳ یعنی جب آسمان و زمین اس اکیلے نے بنا دیئے تو چھوٹے چھوٹے کاموں میں اسے کسی شریک یا مددگار کی کیا احتیاج ہوگی۔ ہوتی تو ان بڑے کاموں میں ہوتی —

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی دیر نمازیں لگے اتنی دیر تو ہر گناہ سے بچے اُمید ہے کہ آگے بھی بچتا ہے اور اللہ کی یاد کر اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔ ف یعنی مشرکوں کا دین بڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا اُن سے اُن کی طرح نہ جھگڑو کر چڑے اُن کی بات کا نرمی سے بات واجبی سمجھاؤ مگر جو اُن میں بے انصافی پر آوے اُس کو سزا دینی ہے۔ ف ان لوگوں میں یعنی مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کو بھی مانیں گے۔ ف یعنی حجت تھی شبہ کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کبھی نہ اُستاد پاس بیٹھے تھے، نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ ف یعنی پیغمبر نے کسی سے نہیں لکھا پڑھا مگر ہو دلیں جو اُن پر آتی ہمیشہ کو بن لکھے جاری رہے گی۔ سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں۔ یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے لکھنا افزود ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی قرآن کی تلاوت کرتے رہیے تاکہ دل مضبوط اور قوی ہے۔ تلاوت کا اجر و ثواب الگ حاصل ہو اس کے معارف و حقائق کا انکشاف بیش از بیش ترقی کرے۔ دوسرے لوگ بھی سن کر اس کے مواعظ اور علوم و برکات سے منتفع ہوں، جو نہ مانیں اُن پر خدا کی حجت تمام ہو، اور دعوت و اصلاح کا فرض بحسن و خوبی انجام پاتا رہے۔

أُتْلُ مَآ أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ ۖ
تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب اور کھڑی رکھ نماز
تو پڑھ جو اُتری تیری طرف کتاب ف اور قائم رکھ نماز

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ۗ
بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور بُری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی
بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے ف اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی ف

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ۝ وَلَا تُجٰدِلُوٓا أَهْلَ الْكِتٰبِ إِلَّا بِالَّتِي
اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو ف اور جھگڑا نہ کرو کتاب والوں سے مگر اس طرح پر
اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر اس طرح پر

هِيَ أَحْسَنُ ۖ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۖ وَقُولُوٓا آمَنَّا بِالَّذِيٓ
جو بہتر ہو مگر جو اُن میں بے انصاف ہیں اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو
جو بہتر ہو مگر جو اُن میں بے انصاف ہیں ف اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو

أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلٰهُنَا وَإِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ
اترا ہم کو اور اترا تم کو اور بندگی ہماری تمہاری ایک کو ہے اور ہم اسی کے
اُترا ہم کو اور اُترا تم کو ف اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے

مُسْلِمُونَ ۝ وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنٰهُمُ
حکم پر ہیں ف اور ویسے ہی ہم نے اُتاری تجھ پر کتاب سو جن کو ہم نے
حکم پر چلتے ہیں ف اور ویسی ہی ہم نے اُتاری تجھ پر کتاب ف سو جن کو ہم نے کتاب

الْكِتٰبَ يُؤْمِنُونَ بِهٖ ۖ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهٖ ۚ وَمَا يَجْحَدُ
کتاب دی ہے وہ اس کو مانتے ہیں اور ان لوگوں میں بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں اور منکر وہی ہیں
دی ہے وہ اُس کو مانتے ہیں اور اُن مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اُس کو مانتے ہیں اور منکر وہی ہیں

بِآيٰتِنَآ إِلَّا الْكٰفِرُونَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ
ہماری باتوں سے جو بے حکم ہیں ف اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب
ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں ف اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب

وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ۝ بَلْ هُوَ آيٰتٌۢ
اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تو البتہ شبہ کھاتے یہ جھوٹے ف بلکہ یہ قرآن آیتیں ہیں
اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے ف بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں

بَيِّنٰتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَآ إِلَّا
صاف سینے میں اُن کے جن کو ملی ہے سمجھ اور منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی
صاف اُن لوگوں کے سینوں میں جن کو ملی ہے سمجھ ف اور منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو

الظّٰلِمُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۖ قُلْ إِنَّمَا
جو بے انصاف ہیں ف اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتریں اس پر نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ
بے انصاف ہیں ف اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ

ف نماز کا بُرائیوں سے روکنا دو معنی میں ہو سکتا ہے۔ ایک بطریق تسبّب یعنی نماز میں اللہ تعالیٰ نے خاصیت و تاثیر رکھی ہو کہ نمازی کو گناہوں اور بُرائیوں سے روک دے جیسے کسی دوا کا استعمال کرنا بخار وغیرہ امراض کو روک دیتا ہے اس صورت میں یاد رکھنا چاہیے کہ دوا کے لئے ضروری نہیں کہ اس کی ایک ہی خوراک بیماری کو روکنے کے لئے کافی ہو جائے بعض دوائیں خاص مقدار میں مدت تک التزام کے ساتھ کھائی جاتی ہیں اُس وقت اُن کا نمایاں اثر ظاہر ہوتا ہے۔ بشرطیکہ مریض کسی ایسی چیز کا استعمال نہ کرے جو اُس دوا کی خاصیت کے منافی ہو۔ پس نماز بھی بلا شبہ بڑی قوی التاثیر دوا ہے جو روحانی بیماریوں کو روکنے میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ہاں ضرورت اس کی ہے کہ ٹھیک مقدار میں اُس احتیاط اور پرہیز کے ساتھ جو اطباء روحانی نے تجویز کیا ہے خاصی مدت تک اُس پر مواظبت کی جائے۔ اُس کے بعد مریض خود محسوس کرے گا کہ نماز کس طرح اس کی پرانی بیماریوں اور برسوں کے روگ کو دور کرتی ہے۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ نماز کا بُرائیوں سے روکنا بطور اقتضاء ہو۔ یعنی نماز کی ہر ایک ہیأت اور اس کا ہر ایک ذکر مقتضی ہے کہ جو انسان ابھی ابھی بارگاہ الٰہی میں اپنی بندگی، فرمانبرداری، خضوع و تذلل اور حق تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت اور حکومت و شہنشاہی کا اظہار و اقرار کر کے آیا ہے، مسجد سے باہر آ کر بھی بد عہدی اور شرارت نہ کرے اور اس شہنشاہ مطلق کے احکام سے منحرف نہ ہو۔ گویا نماز کی ہر ایک ادا مصلی کو پانچ وقت حکم دیتی ہے کہ او بندگی اور غلامی کا دعویٰ کرنے والے واقعی بندوں اور غلاموں کی طرح رہ۔ اور زبان حال سے مطالبہ کرتی ہے کہ بے حیائی اور شرارت و سرکشی سے باز آ۔ اب کوئی باز آئے یا نہ آئے مگر نماز بلا شبہ اُسے روکتی اور منع کرتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ خود روکتا اور منع فرماتا ہے کما قال تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (نحل رکوع ۱۳) پس جو لوگ باوجود اللہ تعالیٰ کے روکنے اور منع کرنے پر بُرائی سے نہیں رُکتے نماز کے روکنے پر بھی ان کا نہ رُکنا محل تعجب نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر نماز کا روکنا اور منع کرنا اُسی درجہ تک ہوگا جہاں تک اُس کے ادا کرنے میں خدا کی یاد سے غفلت نہ ہو۔ کیونکہ نماز محض چند مرتبہ اُٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں۔ سب سے بڑی چیز اُس میں خدا کی یاد ہے۔ نمازی ارکان صلوٰۃ ادا کرتے وقت اور قرأت قرآن یا اذکار و تسبیح کی حالت میں جتنا حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کو مستحضر اور زبان و دل کو موافق رکھے گا اتنا ہی اُس کا دل نماز کے منع کرنے کی آواز کو سنے گا۔ اور اُسی قدر اس کی نماز بُرائیوں کو چھڑانے میں مؤثر ثابت ہوگی۔ ورنہ جو نماز قلب لاہی و غافل سے ادا ہو وہ صلوٰۃ منافق کے مشابہ ٹھہرے گی جس کی نسبت حدیث میں فرمایا: لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَآ إِلَّا قَلِيلًا۔ اسی نماز کی نسبت "لَمْ يَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ إِلَّا بُعْدًا" کی وعید آئی ہے۔ ف یعنی نماز بُرائی سے کیوں نہ روکے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کی بہترین صورت ہے۔ کما قال تعالیٰ "أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي" (طٰہٰ رکوع ۱) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ یہ وہ چیز ہے جسے نماز، روزہ، جہاد وغیرہ تمام عبادات کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو عبادت کیا، ایک جسد بے روح اور لفظ بے معنی ہے۔ حضرت ابو درداء وغیرہ کی احادیث کو دیکھ کر علماء نے یہ ہی فیصلہ کیا ہے کہ ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اصلی فضیلت اسی کو ہے۔ یوں عارضی اور وقتی طور پر کوئی عمل ذکر اللہ پر سبقت لے جائے وہ دوسری بات ہے۔ لیکن غور کیا جائے گا تو ماننا پڑے گا کہ اس عمل میں بھی فضیلت اسی ذکر اللہ کی بدولت آتی ہے۔ بہرحال ذکر اللہ تمام اعمال سے افضل ہے اور جب وہ نماز کے ضمن میں ہو تو افضل تر ہوگا۔ پس بندے کو چاہیے کہ کسی وقت خدا کے ذکر سے غافل نہ ہو خصوصاً جس وقت کسی بُرائی کی طرف میلان ہو فوراً خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کو یاد کر کے اُس سے باز آ جائے۔ قرآن و حدیث میں ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو یاد فرماتا ہے۔ بعض سلف نے آیت کا یہی مطلب لیا ہے کہ نماز میں اِدھر سے بندہ خدا کو یاد کرتا ہے اس لئے نماز بڑی چیز ہوئی لیکن اس کے جواب میں جو اُدھر سے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو یاد فرماتا ہے یہ سب سے بڑی چیز ہے جس کی انتہائی قدر کرنی چاہیے اور یہ شرف و کرامت محسوس کر کے اور زیادہ ذکر اللہ کی طرف راغب ہونا چاہیے۔ کسی شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ اسلام کے احکام بہت ہیں مجھے کوئی ایک جامع و مانع چیز بتلا دیجئے، فرمایا "لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جتنی دیر نماز میں لگے اتنی تو ہر گناہ سے بچے، اُمید ہے کہ آگے بھی بچتا رہے۔ اور اللہ کی یاد کا اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے" (موضح)۔ (بقیہ بر صفحہ ۵۱۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف اللہ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔ ف اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح کئے ہیں کے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر آپہنچا۔ ف یعنی آخرت کا عذاب تو بحث مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ برے کام مرے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیوں کر جلاتی ہے۔ ف یہ اللہ کہے گا یا وہ عذاب ہی بولے گا جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف جب کافروں نے کے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اتنی تراہی گھرا اٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تنہا کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آؤ گے۔ وطن چھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ ٥٢١۔ یہ ''لذکر اللہ اکبر'' کی ایک اور لطیف تفسیر ہوئی۔ ف یعنی جو آدمی جس قدر خدا کو یاد رکھتا ہے یا نہیں رکھتا خدا تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ لہٰذا ذاکر اور غافل میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا معاملہ بھی جدا گانہ ہوگا۔ ف یعنی مشرکوں کا دین تو سرے سے غلط ہے اور اہل کتاب کا دین اصل میں سچا تھا تو ان سے اُن کی طرح مت جھگڑو کہ چڑ کر اُن کی بات کاٹنے لگو۔ بلکہ نرمی، متانت، خیر خواہی اور صبر و تحمل سے واجبی بات سمجھاؤ۔ البتہ جو اُن میں صریح بے انصافی، عناد اور ہٹ دھرمی پر کمر باندھ لیں اُن کے ساتھ مناسب سختی کا برتاؤ کر سکتے ہو۔ اور آگے چل کر ایسوں کو سزا دینی ہے۔ (تنبیہ) پہلے قرآن کی تلاوت کا حکم تھا، مطلب ہے کہ منکرین اُسے سن کر الجھنے لگیں تو بتلا دیا کہ بحث کے وقت فریق مقابل کی علمی و مذہبی حیثیت کا خیال رکھو۔ جوش مناظرہ میں صداقت و اخلاق کی حد سے نہ نکلو جہاں کہیں جتنی سچائی ہو اُس کا اعتراف کرو۔ ف یعنی ہمارا جیسا کہ قرآن پر ایمان ہے اُس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ نے تمھاری ہدایت کے لئے حضرت موسیٰ و مسیح علیہما الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے انبیاء پر جو کتابیں اتاریں بے شک وہ بھی سچی تھیں۔ ایک حرف اُن کا غلط نہ تھا۔ (گو تمھارے ہاتھ میں وہ آسمانی کتابیں اپنی اصلی صورت و حقیقت میں باقی نہ رہیں)۔ ف یعنی اصلی معبود ہمارا تمھارا ایک ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ہم تنہا اُسی کے حکم پر چلتے ہیں، تم نے اُس سے ہٹ کر اوروں کو بھی خدائی کے حقوق و اختیارات دے دیئے۔ مثلاً حضرت مسیح یا حضرت عزیر علیہما السلام کو یا احبار و رہبان کو۔ نیز ہم نے اُس کے تمام احکام کو مانا سب پیغمبروں کی تصدیق کی، سب کتابوں کو برحق سمجھا اُس کے آخری حکم کے سامنے سر تسلیم جھکا دیا۔ تم نے کچھ مانا کچھ نہ مانا اور آخری صداقت سے منکر ہو گئے۔ ف یعنی اس کتاب میں آخر تمھاری کتابوں سے کونسی بات کم ہے جو قبول کرنے میں تردد ہے۔ جس طرح انبیائے سابقین پر کتابیں اور صحیفے ایک دوسرے کے بعد اترتے رہے، پیغمبر آخر الزماں پر یہ کتاب لاجواب اتری۔ اس کے ماننے سے اتنا انکار کیوں ہے۔ ف یعنی جن اہل کتاب نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کتاب کو بھی مانیں گے اور انصافاً ماننا چاہیئے۔ چنانچہ اُن میں کے جو منصف ہیں وہ اس کی صداقت دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اور نہ صرف اہل کتاب بلکہ بعض عرب کے لوگ بھی جو کتب سابقہ کا کچھ علم نہیں رکھتے اس قرآن کو مانتے جا رہے ہیں۔ حقیقت میں قرآن کریم کی صداقت کے دلائل اس قدر روشن ہیں کہ بجز سخت ہٹ دھرم نافرمان کے کوئی اُس کی تسلیم سے انکار نہیں کر سکتا۔ ف نزول قرآن سے پہلے چالیس سال آپ کی عمر کے انہی مکہ والوں میں گزرے۔ سب جانتے ہیں کہ اس مدت میں نہ آپ کسی اُستاد کے پاس بیٹھے نہ کوئی کتاب پڑھی نہ کبھی ہاتھ میں قلم پکڑا۔ ایسا ہوتا تو ان باطل پرستوں کو شبہ نکالنے کی جگہ رہتی کہ شاید اگلی کتابیں پڑھ کر یہ باتیں نوٹ کر لی ہوں گی، اُن ہی کو اب عمدہ عبارت میں ڈھال کر سنا دیتے ہیں۔ گو اُس وقت بھی یہ کہنا غلط ہوتا کیونکہ کوئی پڑھا لکھا انسان بلکہ دنیا کے تمام پڑھے لکھے آدمی مل کر اور کل مخلوق کی طاقت کو اپنے ساتھ ملا کر بھی ایسی بے نظیر کتاب تیار نہیں کر سکتے۔ تاہم جھوٹوں کو بات بنانے کا ایک موقع ہاتھ لگ جاتا۔ لیکن جب کہ آپ کا اُمی ہونا مسلمات میں سے ہے تو اس سرسری شبہ کی بھی جڑ کٹ گئی۔ اور یوں ضدی لوگ کہنے کو تو اس پر بھی کہتے تھے: اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (فرقان رکوع ۱) ف یعنی پیغمبر نے کسی سے لکھا پڑھا نہیں۔ بلکہ یہ وہ چیز ہے جو اُن پر آئی جیسے کر بن لکھے سینہ بسینہ جاری رہے گی۔ اللہ کے فضل سے لکھا۔ اور حفاظ و قراء کے سینے اس کے الفاظ و معانی کی حفاظت کریں گے اور آسمانی کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں۔ یہ کتاب خدا بحفاظت باقی ہے۔ کہ مٹانا اُس پر اثر دے رہا ہے وضح یا شاء اللہ۔ ف یعنی ناانصافی کا کیا علاج۔ ایک شخص یہ ہی ٹھان لے کہ میں کبھی سچی بات نہ مانوں گا۔ وہ روشن سے روشن چیز کا بھی انکار کر دے گا۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی میرے قبضہ میں نہیں کہ جو نشان تم طلب کیا کرو وہ ہی دکھلا دیا کروں نہ کسی نبی کی تصدیق اس بات پر موقوف ہو سکتی ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ بری کے نتائج سے تم کو صاف لفظوں میں آگاہ کرتا رہوں۔ باقی حق تعالیٰ میری تصدیق کے لئے جو نشان چاہے دکھلا دے، یا اس کے اختیار میں ہے۔

الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ

نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے اور میں تو یہی سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا اُن کو بس نہیں

نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر ف کیا اُن کو یہ کافی نہیں

اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً

کہ ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ اُن پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں مہر ہے

کہ ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ اُن پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت ہے

وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ

اور سمجھانا اُن لوگوں کو جو مانتے ہیں تو کہہ بس ہے اللہ میرے تمھارے بیچ گواہ

اور سمجھانا اُن لوگوں کو جو مانتے ہیں ف تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمھارے بیچ گواہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا

جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں

جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں ف اور جو لوگ یقین لاتے ہیں جھوٹ پر اور منکر ہوتے ہیں

بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ

اللہ سے وہی ہیں ٹوٹے میں پڑے ف اور شتاب مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ

اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے ف اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت ف اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ

مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

ٹھہرا ہوا تو آ پہنچتی اُن پر آفت اور آوے گی اُن پر اچانک اور اُن کو خبر نہ ہوگی ف

مقرر تو آ پہنچتی اُن پر آفت اور البتہ آئے گی اُن پر اچانک اور اُن کو خبر نہ ہو گی ف

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَوْمَ

شتاب مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو ف جس دن

جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب ف اور دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو ف جس دن

يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ

گھیرے گا اُن کو عذاب اُن کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہے گا

گھیرے گا اُن کو عذاب اُن کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہے گا

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ

چکھو جیسا کچھ کرتے تھے ف اے بندو میرے جو یقین لائے ہو میری زمین

چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے ف اے بندو میرے جو یقین لائے ہو میری زمین

وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ

کشادہ ہے سو مجھی کو بندگی کرو جو جی ہے سو چکھے گا موت پھر

کشادہ ہے سو مجھی کو بندگی کرو ف جو جی ہے سو چکھے گا موت پھر

اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

ہماری طرف پھر آؤ گے ف اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام اُن کو ہم جگہ دیں گے

ہماری طرف پھر آؤ گے ف اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام اُن کو ہم جگہ دیں گے

منزل ۵

ف یعنی کیا یہ نشان کافی نہیں، جو کتاب اُن کو رات دن پڑھ کر سنائی جاتی ہے اس سے بڑا نشان کونسا ہوگا۔ دیکھتے نہیں کہ اس کتاب کے ماننے والے کس طرح بہرہ حاصل کرتے جاتے ہیں اور اللہ کی رحمت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ ف یعنی خدا کی زمین پر اس کے آسمان کے نیچے میں علانیہ دعوئے رسالت کر رہا ہوں جسے وہ سنتا اور دیکھتا ہے پھر روز بروز مجھے اور میرے ساتھیوں کو غیر معمولی طریقہ سے بڑھا رہا ہے، برابر میرے دعوے کی فعلی تصدیق کرتا ہے میری زبان پر اور ہاتھوں پر قدرت کے وہ خارق عادت نشان ظاہر کئے جاتے ہیں جن کی نظیر پیش کرنے سے تمام جن و انس عاجز ہیں، کیا میری صداقت پر اللہ کی یہ گواہی کافی نہیں۔ ف آدمی کی بڑی شقاوت اور خسران یہ ہے کہ جھوٹی بات کو خواہ کتنی ہی بدیہی البطلان ہو فوراً قبول کرے اور سچی بات سے گو کتنی ہی صاف روشن ہو انکار کرتا ہے۔ ف یعنی اگر باطل پر ہیں تو ہم پر دنیا میں کوئی آفت کیوں نہیں آتی۔ ف یعنی ہر چیز اپنے وقت معین پر آتی ہے۔ گھبراؤ نہیں وہ آفت بھی آکر رہے گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس اُمت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا اور پکڑے جانا سو فتح مکہ میں مکہ کے لوگ بے خبر (بقیہ صفحہ ٥٢٣)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اس وطن کے بدلے وطن دے گا۔ ف۲ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کردی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا توت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی۔ ف۳ یعنی اسباب رزق کے اسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر اس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہی پہنچا بھی دے گا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو، یہ آگے سمجھا دیا۔ ف۴ ماپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ف۵ یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ مفلس سے دولت مند کردے ——————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۵۲۲۔ رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔ ف یہاں عذاب سے شاید آخرت کا عذاب مراد ہو۔ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے۔ ف یعنی آخرت کا عذاب تو فضول مانگتے ہیں، اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں۔ یہ کفر اور برے کام دوزخ نہیں تو اور کیا ہے جس نے ہر طرف سے انہیں گھیر رکھا ہے۔ موت کے بعد حقیقت کھل جائے گی کہ دوزخ کس طرح جلاتی ہے جب یہی اعمال جہنم کی آگ اور سانپ بچھو بن کر لپٹیں گے۔ ف۹ یہ اللہ تعالیٰ کہے گا یا وہ عذاب ہی بولے گا جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال حدیث میں آیا ہے کہ سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا، کلّے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف۱۰ یعنی یہ مکّے کا فر اگر تم کو تنگ کرتے ہیں تو خدا کی زمین تنگ نہیں دوسری جگہ جا کر خدا کی عبادت کرو۔ ف۱۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جب کافروں نے مکّہ میں بہت زور باندھا تو مسلمانوں کو ہجرت کا حکم ہوا، چنانچہ اتنی ترا سی گھر حبشہ چلے گئے۔ اس کو فرمایا کہ کوئی دن کی زندگی ہے جہاں بن پڑے وہاں کاٹ دو، پھر ہمارے پاس اکٹھے آ رہو گے۔ اس میں مہاجرین کی تسلی کردی تا وطن چھوڑنا اور حضرت سے جدا ہونا دل پر بھاری نہ گزرے" گویا جتلا دیا کہ وطن، خویش و اقارب رفقاء، اور چھوٹے بڑے آج نہیں کل چھوٹیں گے۔ فرض کرو اس وقت ہجرت نہ کی تو ایک روز دنیا سے ہجرت کرنا ضروری ہے مگر وہ بے اختیار ہوگا بندگی اس کا نام ہے کہ اپنی خوشی اور اختیار سے اُن چیزوں کو چھوڑ دے جو پروردگار حقیقی کی بندگی میں مزاحم اور خلل انداز ہوتی ہیں۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی جو صبر و استقلال سے اسلام و ایمان کی راہ پر جمے رہے اور خدا پر بھروسہ کرکے گھر بار چھوڑ کر وطن سے نکل کھڑے ہوئے اُن کو اس وطن کے بدلے وہ وطن ملے گا اور یہاں کے گھروں سے بہتر گھر دیئے جائیں گے۔ ف۲ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کردی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں اگلے دن کا توت نہیں ہوتا۔ نیا دن اور نئی روزی" (موضح) پھر جو خدا جانوروں کو روزی پہنچاتا ہے کیا اپنے وفادار عاشقوں کو نہ پہنچائے گا۔ خوب سمجھ لو رزاق حقیقی وہی ہے جو سب کی باتیں سنتا اور دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے۔ ہر ایک کا ظاہر و باطن اُس کے سامنے ہے۔ کسی کی محنت وہاں رائیگاں نہیں ہو سکتی۔ جو لوگ اُس کے راستہ میں وطن چھوڑ کر نکلے ہیں اُنہیں ضائع نہیں کرے گا۔ سامان معیشت ساتھ نہ لے جانے کی فکر نہ کریں۔ کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی اپنی کمر پر لادے نہیں پھرتے، پھر بھی رازق حقیقی اُن کو ہر روز رزق پہنچاتا ہے۔ ف۳ یعنی رزق کے تمام اسباب (سماویہ و ارضیہ) اُسی نے مہیا کئے سب جانتے ہیں، پھر اُس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہی پہنچا بھی دے گا۔ مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو، یہ اگلی آیت میں سمجھا دیا ہے (موضح)۔ ف۴ ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ بالکل نہ دے۔ ف۵ یعنی یہ خبر اُسی کو ہے کہ کس کو کتنا دینا چاہیے۔ ف۶ یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا، اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ ذرا دیر میں مفلس سے دولتمند کردے۔ ف۷ یعنی آدمی کو چاہیے یہاں کی چند روزہ زندگی سے زیادہ آخرت کی فکر کرے کہ اصلی و دائمی زندگی وہ ہی ہے۔ دنیا کے کھیل تماشے میں غرق ہو کر عاقبت کو بھول نہ جائے۔ بلکہ یہاں رہ کر وہاں کی تیاری اور سفر آخرت کے لئے توشہ درست کرے۔

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ

بہشت میں جھروکے نیچے بہتی نہریں سدا رہیں اُن میں خوب

بہشت میں جھروکے نیچے بہتی ہیں اُن کے نہریں سدا رہیں اُن میں خوب

أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَكَأَيِّن

نیگ ہے کام والوں کو جو ٹھہرے رہے اور اپنے رب پر بھروسا رکھا ف اور کتنے

ثواب ملا کام والوں کو ٭ جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ رکھا ف۱ اور کتنے

مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ

جانور ہیں جو اٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے اُن کو اور تم کو اور وہی ہے سنتا

جانور ہیں جو اٹھا نہیں رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے اُن کو اور تم کو بھی اور وہی ہے سننے والا

الْعَلِيمُ ۝ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ

جانتا ف۲ اور جو تو لوگوں سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام لگائے

جاننے والا ف۲ اور اگر تو لوگوں سے پوچھے کہ کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ اللَّهُ يَبْسُطُ

سورج اور چاند تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں ف۳ اللہ پھیلاتا ہے

سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں ف۳ اللہ پھیلاتا ہے

الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

روزی جس کے واسطے چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر چیز سے

روزی جس کے واسطے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے ف۴ بے شک اللہ ہر چیز سے

عَلِيمٌ ۝ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّن نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ

خبردار ہے ف۴ اور جو تو پوچھے اُن سے کس نے اُتارا آسمان سے پانی پھر جلا دیا اُس سے

خبردار ہے ف۵ اور جو تو پوچھے اُن سے کس نے اُتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اُس

الْأَرْضَ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

زمین کو اُس کے مرے پیچھے تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ

سے زمین کو اُس کے مر جانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہو سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ

لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ

نہیں بوجھتے ف۵ اور دنیا کا جینا تو یہی ہے جی بہلانا اور کھیلنا اور

نہیں سمجھتے ف۶ اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور

الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا رَكِبُوا

پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے جینا اگر ان کو سمجھ رکھتے پھر جب سوار ہوئے

پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر اُن کو سمجھ ہوتی ف۷ پھر جب سوار ہوئے

فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ

کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو نرے اسی پر رکھ کر نیت پھر جب بچا لایا اُن کو زمین کی طرف

کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو خالص اُسی پر رکھ کر اعتقاد پھر جب بچا لایا اُن کو زمین کی طرف

ع ۱۲ / ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی یہ لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے اور حالانکہ ملک عرب میں فساد تھا بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں یہ سچا احسان اللہ کا نہیں مانتے ف اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔ ف روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے ملتی زمین پر یعنی عراق پر کافر کے میں چاہتے کہ فارس جیتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں پہنچ ایسا اتفاق تھیں حق تعالیٰ نے اول فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وہ غالب ہوں گے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا ______ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ آدمی دنیا کے مزوں میں پڑ کر خدا کو اور آخرت کو فراموش نہ کرے لیکن لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب کشتی طوفان میں گھر جائے تو بڑی عقیدت مندی سے اللہ کو پکارتے ہیں۔ پھر جہاں آفت سر سے ٹلی اور خشکی پر قدم رکھا اللہ کے احسانوں سے مکر کر جھوٹے دیوتاؤں کو پکارنا شروع کر دیا۔ گویا غرض یہ ہوئی کہ اللہ کی نعمتوں کا کفران کرتے رہیں اور دنیا کے مزے اڑاتے رہیں۔ خیر بہتر ہے چند روز دل کے ارمان نکال لیں عنقریب پتہ لگ جائے گا کہ اس بغاوت و شرارت، احسان فراموشی اور ناسپاسی کا نتیجہ کیا ہے۔ ف یعنی کہ کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے۔ حالانکہ سارے ملک عرب میں فساد اور کشت و خون کا بازار گرم تھا۔ بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں اللہ کا یہ سچا احسان نہیں مانتے۔ ف یعنی سب سے بڑی ناانصافی یہ ہے کہ اللہ کا شریک کسی کو ٹھہرائے۔ یا اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ یا پیغمبر جو سچائی لے کر آئے ہیں ان کے سنتے ہی جھٹلانا شروع کر دے۔ کیا ان ظالموں کو معلوم نہیں کہ منکروں کا ٹھکانا دوزخ ہے جو ایسی بیباکی اور بے حیائی سے عقل و انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ ف یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرما اور اپنے قرب و رضا یا جنت کی راہیں سمجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر ان کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا۔ ف یعنی اللہ کی حمایت و نصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(تم سورۃ العنکبوت فللّٰہ الحمد والمنّۃ)

ف "ادنی الارض" (ملتے ہوئے ملک یا پاس والے ملک) سے مراد "اذرعات" و "بصریٰ" کے درمیان کا خطہ ہے جو "شام" کی سرحد پر "حجاز" سے ملتا ہوا مکہ کے قریب واقع ہوا ہے۔ یا "فلسطین" مراد ہو جو رومیوں کے ملک سے نزدیک تھا یا۔ جزیرہ ابن عمر جو فارس سے اقرب ہے ابن حجر نے پہلے قول کی تصحیح کی ہے۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی ۹ سال کے اندر اندر رومی غالب ہو جائیں گے۔ کیونکہ لغت میں اور حدیث میں "بضع" کا اطلاق تین سے نو تک ہوا ہے۔ ان آیات میں قرآن نے ایک عجیب و غریب پیشین گوئی کی جو اس کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ کی بڑی بھاری دو سلطنتیں "فارس" (جسے "ایران" کہتے ہیں) اور "روم" مدت دراز سے آپس میں ٹکراتی چلی آتی تھیں۔ ۲۶۰ء سے ۲۷۰ء کے بعد تک ان کی حریفانہ نبرد آزمائیوں کا سلسلہ جاری رہا جیسا کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ ۵۷۰ء میں نبی کریم صلعم کی ولادت شریفہ اور چالیس سال بعد ۶۱۰ء میں آپ کی بعثت ہوئی۔ مکہ والوں میں جنگ روم و فارس کے متعلق خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔ اسی دوران میں نبی کریم صلعم کے دعوے نبوت اور اسلامی تحریک نے ان لوگوں کے لئے ان جنگی خبروں میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دی۔ فارس کے آتش پرست مجوس کو مشرکین مکہ مذہباً اپنے سے نزدیک سمجھتے تھے۔ اور روم کے نصاریٰ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بھائی یا کم از کم ان کے قریبی دوست قرار دیئے جاتے تھے جب فارس کے غلبہ کی خبر آتی مشرکین مکہ مسرور ہوتے اور اس سے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے غلبہ کی فال لیتے اور خوش آئند توقعات باندھتے تھے مسلمانوں کو بھی طبعاً صدمہ ہوتا کہ عیسائی اہل کتاب آتش پرست مجوسیوں سے مغلوب ہوں۔ ادھر ان کو مشرکین مکہ کی شماتت کا ہدف بننا پڑے۔ آخر ۶۱۴ء کے بعد (جبکہ ولادت نبوی کو قمری حساب سے تقریباً پینتالیس سال اور بعثت کو پانچ سال گذر چکے) خسرو پرویز (کسریٰ ثانی) کے عہد میں فارس نے روم کو ایک مہلک اور فیصلہ کن شکست دی۔ شام، مصر، ایشیائے کوچک وغیرہ سب ممالک رومیوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ ہرقل قیصر روم کو ایرانی لشکر نے قسطنطنیہ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور کر دیا اور رومیوں کا دارالسلطنت بھی خطرہ میں پڑ گیا۔ بڑے بڑے پادری قتل یا قید ہو گئے۔ بیت المقدس سے عیسائیوں کی سب سے زیادہ متبرک صلیب بھی ایرانی فاتحین لے اڑے۔ قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہو گیا۔ بظاہر اسباب کوئی صورت روم کے ابھرنے اور فارس کے تسلط سے نکلنے کی باقی نہ رہی۔ یہ حالات دیکھ کر مشرکین مکہ نے خوب بغلیں بجائیں۔ مسلمانوں کو چھیڑنا شروع کیا۔ بڑے بڑے حوصلے اور توقعات قائم کرنے لگے حتیٰ کہ بعض مشرکین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آج

إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ

اسی وقت لگے شریک پکڑنے کہ مکرتے رہیں ہمارے دیئے سے اور برتتے رہیں اب آگے

اسی وقت لگے شریک بنانے ☆ تاکہ مکرتے رہیں ہمارے دیئے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب

يَعْلَمُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

جان لیں گے کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

جان لیں گے ف کیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ۝ وَمَنْ

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے ف اور اس سے

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں مانتے ف اور اس

أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ

بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلاوے سچی بات کو جب اس تک پہنچے

سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے

أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا

کیا دوزخ میں بسنے کو جگہ نہیں منکروں کو اور جنھوں نے محنت کی ہمارے واسطے

کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکروں کے لئے ف اور جنھوں نے محنت کی ہمارے واسطے

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۝

ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بے شک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ف

ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں ف اور بے شک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ف

سُورَةُ الرُّومِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورۂ روم مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ ۶۰ آیتیں ہیں اور چھ ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الم ۝ غُلِبَتِ الرُّومُ ۝ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ

دب گئے ہیں روم لگتے ملک میں اور وہ اس دبنے

مغلوب ہو گئے ہیں رومی ☆ ملتے ہوئے ملک میں ف اور وہ اس مغلوب

غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ۝ فِي بِضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ

پیچھے اب غالب ہوں گے کئی برس میں ف اللہ کے ہاتھ ہیں کام پہلے

ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے ☆ چند برسوں میں ف اللہ کے ہاتھ ہیں سب کام پہلے

وَمِنْ بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَنْصُرُ

اور پیچھے اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی مدد سے مدد کرے

اور پیچھے ف اور اسی دن خوش ہوں گے مسلمان ☆ اللہ کی مدد سے ف مدد کرتا ہے

منزل ۵

ہمارے بھائی ایرانیوں نے تمہارے بھائی رومیوں کو مٹا دیا ہے کل ہم بھی تمہیں اسی طرح مٹا ڈالیں گے۔ اس وقت قرآن نے سلسلہ اسباب ظاہری کے بالکل خلاف عام اعلان کر دیا کہ بیشک اس وقت رومی فارس سے مغلوب ہو گئے ہیں۔ لیکن نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب و منصور ہوں گے۔ اسی پیشین گوئی کی بناء پر حضرت ابوبکر صدیق نے بعض مشرکین سے شرط باندھ لی (اس وقت تک ایسی شرط لگانا حرام نہ ہوا تھا) کہ اگر اتنے سال تک رومی غالب نہ ہوئے تو میں سو اونٹ تم کو دوں گا ورنہ اسی قدر اونٹ تم مجھ کو دو گے۔ شروع میں حضرت ابوبکر نے اپنی رائے سے "بضع سنین" کی میعاد کچھ کم رکھی تھی۔ بعدہٗ نبی کریم صلعم کے ارشاد سے "بضع" کے ...... لغوی مدلول یعنی نو سال پر معاہدہ ٹھہرا۔ اُدھر ہرقل قیصر روم نے اپنے زائل شدہ اقتدار کو واپس لینے کا تہیہ کر لیا اور منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فارس پر فتح دی تو "حمص" سے پیدل چل کر "ایلیا" (بیت المقدس) تک پہنچوں گا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ قرآنی پیشین گوئی کے مطابق ٹھیک نو سال کے اندر یعنی ہجرت کا ایک سال گذرنے پر ٹھیک بدر کے دن جب کہ مسلمان اللہ کے فضل سے مشرکین پر نمایاں فتح و نصرت حاصل کر کے ...... زیادہ مسرور ہوئے کہ رومی اہل کتاب (بقیہ ص ۵۲۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بدر میں فتح ہوئی اور اُس کی خوشی تھی۔ ف یعنی بغیر ظاہر اسباب خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ ف۳ یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔ ف یعنی ہر چیز کی ایک ابتدا ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے جیسے ایک برس یا بارہ برس یا تیس برس ہر چیز ہر صنعت پھر سارے جہان پر ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا کھیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ف یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہ پکڑتا۔ ف یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے بجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو ——— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۵۲۴ . کو خدا تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر غالب فرمایا۔ اور اس ضمن میں مشرکین مکہ کو مزید خذلان و خسران نصیب ہوا۔ قرآن کی اس عظیم الشان اور محیر العقول پیشین گوئی کی صداقت کا مشاہدہ کر کے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے جو اونٹ مشرکین مکہ سے رسول کے جن کے متعلق حضورؐ نے حکم دیا کہ صدقہ کر دیئے جائیں فللّٰہ الحمد علی نعمائہ الظاہرۃ والآئہ الباہرۃ۔ ف یعنی پہلے فارس کو غالب کرنا، روم کو مغلوب کرنا، اور پیچھے حالات کو اُلٹ دینا، سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ صرف اتنی بات سے کسی قوم کے مقبول و مردود ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا: "وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ"۔ ف یعنی ایک تو اس دن اپنی فتح کی خوشی اس پر مزید خوشی یہ ہوئی کہ رومی اہل کتاب (جو نسبتۃً مسلمانوں سے اقرب تھے) فارس کے مجوسیوں پر غالب آئے۔ قرآن کی پیشین گوئی کے صدق کا لوگوں نے مشاہدہ کر لیا۔ کفار مکہ کو ہر طرح ذلت نصیب ہوئی۔

فوائد صفحہ ہذا } ف یعنی جسے مغلوب کرنا چاہے تو کوئی زبردستی کر کے روک نہ سکے اور جس پر مہربانی فرمانا چاہے اُسے بے روک ٹوک غالب کر رہے۔ ف۲ یعنی اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہ غالب یا مغلوب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمتیں ہیں اور یہ کہ قدرت جب کوئی کام کرنا چاہے تو سب ظاہری رکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسی لئے اکثر ظاہر بین بغیر اسباب ظاہری خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے اور کسی کا عارضی غلبہ دیکھ کر سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ ہی اللہ کے ہاں مقبول ہوگا۔ ف۳ یعنی یہ لوگ دنیوی زندگی کی ظاہری سطح کو جانتے ہیں۔ یہاں کی آسائش و آرائش، کھانا، پینا، پہننا اوڑھنا، بونا جوتنا، پیسہ کمانا، مزے اڑانا بس یہ ہی اُن کے علم و تحقیق کی انتہائی جولانگاہ ہے۔ اس کی خبر ہی نہیں کہ اس زندگی کی تہ میں ایک دوسری زندگی کا راز چھپا ہوا ہے جہاں پہنچ کر اس دنیوی زندگی کے بھلے بُرے نتائج سامنے آئیں گے۔ ضروری نہیں کہ جو شخص یہاں خوش حال نظر آتا ہے وہاں بھی خوش حال رہے۔ بھلا آخرت کا معاملہ تو دور ہے، یہیں دیکھ لو کہ ایک شخص یا ایک قوم کبھی دنیا میں عروج حاصل کر لیتی ہے لیکن اُس کا آخری انجام ذلت و ناکامی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ف۴ یعنی عالم کا اتنا زبردست نظام اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں پیدا کیا کچھ اس سے مقصود ضرور ہے وہ آخرۃ میں نظر آئے گا۔ ہاں یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہتا تو ایک بات تھی، لیکن اس کے تغیرات و احوال میں غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ اس کی کوئی حد اور انتہا ضرور ہے۔ لہٰذا ایک وعدہ مقررہ پر یہ عالم فنا ہوگا اور دوسرا عالم اس کے نتیجہ کے طور پر قائم کیا جائے گا۔ ف۵ وہ سمجھے ہیں کہ کبھی خدا کے سامنے جانا ہی نہیں جو حساب و کتاب دینا پڑے۔ ف۶ یعنی بڑی بڑی طاقتور قومیں (مثلاً عاد و ثمود) جنہوں نے زمین کو بو جوت کر لالہ و گلزار بنایا، اُسے کھود کر چشمے اور کانیں نکالیں، ان منکرین سے بڑھ کر تمدن کو ترقی دی، لمبی عمریں پائیں اور زمین کو ان سے زیادہ آباد کیا۔ وہ آج کہاں ہیں؟ جب اللہ کے پیغمبر کھلے نشان اور احکام لے کر آئے اور انہوں نے تکذیب کی تو کیا نہیں سنا کہ انجام کیا ہوا۔ کس طرح تباہ و برباد کئے گئے اُن کے ویران کھنڈر آج بھی ملک میں چل پھر کر دیکھ سکتے ہیں۔ کیا اُن میں ان بے فکروں کے لئے کوئی عبرت نہیں۔ ف۷ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو ظلم کا امکان نہیں۔ ہاں یہ لوگ خود اپنے ہاتھوں اپنی جڑ پر کلہاڑی مارتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ بربادی ہو تو یہ اپنی جان پر خود ہی ظلم کرنا ہوا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے عدل و رحم کی کیفیت تو یہ ہے کہ بدون رسول بھیجے اور بدون پوری طرح جتا دئیے کسی کو پکڑتا بھی نہیں۔ ف۸ وہ نتیجہ تو دنیا میں دیکھا تھا پھر آخرت میں تکذیب و استہزاء کی جو سزا ہے وہ الگ رہی۔ موجودہ اقوام کو چاہیے کہ گذشتہ قوموں کے احوال سے عبرت پکڑیں کیونکہ ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی سزا مل سکتی ہے۔ سب کی فنا بھی ایک کی فنا

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ

جس کی چاہے اور وہی ہے زبردست رحم والا ف اللہ کا وعدہ ہوا خلاف نہ کرے گا اللہ

جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے زبردست رحم والا ف اللہ کا وعدہ ہو چکا خلاف نہ کرے گا اللہ

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف جانتے ہیں اوپر اوپر

اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف۲ جانتے ہیں اوپر اوپر

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سے خبر نہیں رکھتے ف۳

دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ آخرت کی خبر نہیں رکھتے ف۳

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

کیا دھیان نہیں کرتے اپنے جی میں اللہ نے جو بنائے آسمان و زمین

کیا دھیان نہیں کرتے اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

اور جو ان کے بیچ ہے سو ٹھیک ساده کر اور ٹھہرے وعدہ پر اور بہت لوگ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک ساده کر اور وعدہ مقررہ پر ف۴ اور بہت لوگ

بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے ف۵ کیا پھرے نہیں ملک میں جو دیکھیں

اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے ف۵ کیا انھوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ

آخر کیسا ہوا ان سے اگلوں کا زیادہ تھے ان سے

انجام کیسا ہوا اُن سے پہلوں کا اُن سے زیادہ تھے

قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ

زور میں اور زمین اٹھائی اور بسائی اُن کے بسانے سے زیادہ اور

زور میں اور جوتا انھوں نے زمین کو اور بسایا اس کو اُن کے بسانے سے زیادہ اور

جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ

پہنچے اُن پاس رسول اُن کے کھلے حکم لے کر اور اللہ نہ تھا اُن پر ظلم کرنے والا لیکن

پہنچے اُن کے پاس رسول اُن کے لے کر کھلے حکم ف۶ سو اللہ نہ تھا اُن پر ظلم کرنے والا لیکن

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا

وہ اپنا آپ بُرا کرتے تھے ف۷ پھر ہوا آخر بُرا کرنے والوں کا

وہ اپنا آپ بُرا کرتے تھے ف۷ پھر ہوا انجام بُرا کرنے والوں کا

ع ۱۰/۴ السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

بُرا اس پر کہ جھٹلائیں باتیں اللہ کی اور ان پر ٹھٹھے کرتے تھے ف۸

بُرا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور اُن پر ٹھٹھے کرتے تھے ف۸

ے بجھو اور سب کی سزا بھی ایک کی سزا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے۔ ف۲ یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اس کی خوبی آسمان و زمین میں ہو رہی ہے ان چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آ چکیں اور پچھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔ ف۳ یعنی مٹی مردہ سے جیتے جان دار ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے جب وقت پر کام نہ آئیں گے تو منکر ہو کر کہنے لگیں گے کہ "واللّٰہِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ" (خدا کی قسم ہم مشرک نہ تھے) ف۲ یعنی نیک و بد ہر قسم کے لوگ الگ کر دیے جائیں گے اور علیحدہ علیحدہ اپنے ٹھکانہ پر پہنچا دیے جائیں گے۔ جس کی تفصیل اگلی آیت میں ہے۔ ف۳ یعنی انعام و اکرام سے نوازے جائیں گے اور ہر قسم کی لذت و سرور سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ یہ نیکوں کا ٹھکانہ ہوا۔ آگے بدوں کی جگہ بتلائی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں میں ایسی تفریق اور جدائی کر دی جائے گی جس سے بڑھ کر کوئی جدائی نہیں ہو سکتی۔ ف۴ یعنی جنت چاہتے ہو تو اللہ پاک کی یاد کرو جو دل، زبان اور اعضاء و جوارح سب سے ہوتی ہے۔ نماز میں تینوں قسم کی یاد جمع کر دی گئی۔ اور اوقات فرض نماز کے یہی ہیں جو آیت میں بیان ہوئے۔ یعنی صبح، شام (جس میں مغرب و عشاء شامل ہیں)، دن کے پچھلے وقت (عصر) اور دوپہر ڈھلنے کے بعد (ظہر) کی نمازیں ہیں۔ ان اوقات میں حق تعالیٰ کی رحمت یا قدرت و عظمت کے آثار بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ آفتاب عالم اجسام میں سب سے بڑا روشن کرہ ہے جس کے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیض و تاثیر سے عالم اسباب میں شاید ہی کوئی مادی مخلوق مستثنیٰ ہو۔ (جیسا کہ ارض القرآن کے مصنف نے بہت شرح و بسط سے اس کو ثابت کیا ہے) اسی بناء پر ستارہ پرستوں نے اسے اپنا معبود اکبر قرار دیا تھا۔ جس کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول "هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ" میں اشارہ ہے۔ اس کے عجز و بیچارگی اور آفتاب پرستوں کی اس کے فیض سے محرومی کا کھلا ہوا منظر بھی ان ہی پانچ اوقات میں ہوتا ہے۔ صبح کو جب تک طلوع نہیں ہوا اور دوپہر ڈھلنے پر جب کہ اس کے عروج میں کمی آنی شروع ہوئی اور عصر کے وقت جبکہ اس کی حرارت اور روشنی میں نمایاں طور پر ضعف آ گیا اور غروب کے بعد جب اس کی نورانی شعاعوں کے اتصال سے اس کے پجاری محروم ہو گئے۔ پھر عشاء کے وقت جب شفق بھی غائب ہو گئی اور روشنی کے ادنیٰ ترین آثار بھی اُفق پر باقی نہ رہے۔ ان اوقات میں موحدین کو حکم ہوا کہ خدائے اکبر کی عبادت کریں۔ اور شروع صلوٰۃ ہی میں "اللّٰہ اکبر" کہہ کر اس موحد اعظم ابراہیم خلیل اللہ کی اقتداء کرتے رہیں۔ جس نے "هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ" کے بعد فرمایا "اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" (الانعام رکوع ۹) شاید آیت ہذا میں "وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" فرما کر یہ ہی یاد دلایا ہے کہ تسبیح و تنزیہ اور یاد کرنے کے لائق وہ ہی ذات ہو سکتی ہے جس کی خوبی آسمان و زمین کی کل کائنات زبان حال و قال سے بیان کر رہی ہے۔ کوئی مجبور و عاجز مخلوق اس کا استحقاق نہیں رکھتی خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو۔ آگے اسی خدائے اکبر کی بعض شئون عظیمہ اور صفات کاملہ کا بیان ہے۔ تا معبودیت کا استحقاق اور زیادہ واضح ہو جائے۔ اسی ضمن میں بعث بعد الموت کے مسئلہ پر بھی کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ف۵ یعنی انسان کو نطفہ سے، نطفہ کو انسان سے، جانور کو بیضہ سے اور بیضہ کو جانور سے، مومن کو کافر سے، کافر کو مومن سے پیدا کرتا ہے اور زمین جب خشک ہو کر مر جاتی ہے تو رحمت کے پانی سے پھر زندہ کر کے سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ غرض موت و حیات حقیقی ہو یا مجازی، حسی ہو یا معنوی، سب کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر تم کو زندہ کر کے قبروں سے نکال کھڑا کرنا اس کے نزدیک کیا مشکل ہوگا۔ ف۶ یعنی آدم کو مٹی سے بنایا، پھر دیکھو قدرت نے اسے کتنا پھیلایا کہ ساری زمین پر اس کی ذریت چھا گئی اور زمین میں پھیل کر کیسی عجیب و غریب ہشیاریاں اس مٹی کے پتلے نے دکھلائیں۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَيَوْمَ

اللہ بناتا ہے پہلی بار پھر اس کو دہرا دے گا پھر اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور جس دن

اللہ بناتا ہے پہلی بار پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف پھر جاؤ گے ☆ اور جس دن

تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ

اٹھے گی قیامت آس ٹوٹے رہ جاویں گے گنہگار اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی

برپا ہوگی قیامت آس توڑ کر رہ جائیں گے گنہگار ☆ اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے

شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

ان کی سفارش والے اور یہ ہو جاویں اپنے شریکوں سے منکر ف اور جس دن اٹھے گی قیامت

سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر ف اور جس دن قائم ہو گی قیامت

يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس دن لوگ بھانت بھانت ہوں گے سو جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام

اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم ف۲ سو جو لوگ یقین لائے اور کیے بھلے کام

فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

وہ باغ میں ہیں ان کی آؤ بھگت ہوتی ہے اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں

سو باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہو گی ف۳ اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں

بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○

ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو ستاپ میں پکڑے آئے ہیں

ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو وہ عذاب میں پکڑے آئیں گے ☆

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي

سو پاک اللہ کی یاد ہے جب شام کرو اور صبح کرو اور اس کی خوبی ہے

سو پاک اللہ کی یاد کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو ☆ اور اسی کی خوبی ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ يُخْرِجُ الْحَيَّ

آسمان و زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو ف۲ نکالتا ہے جیتا

آسمان میں اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو ف۴ نکالتا ہے زندہ کو

مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

مردے سے اور نکالتا ہے مردہ جیتے سے اور جلاتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے

مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○ ع وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ع ۹ ۵

اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ف۳ اور اس کی نشانیوں سے یہ کہ تم کو بنایا مٹی سے

اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ف۵ اور اسی کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تم کو بنایا مٹی سے

ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ

پھر اب تم انسان ہو پھیل پڑے اور اس کی نشانیوں سے یہ کہ بنا دیے تم کو

پھر اب تم انسان ہو زمین میں پھیلے پڑے ف۶ اور اسی کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حق تعالیٰ نے درخت کی نسل ایک سے چلائی اور جانور کی دو سے پھر بعضے جانور کا جوڑا مقرر نہیں اور بعضوں کا مقرر ہے انسان کو جوڑا مقرر ٹھیرایا اس میں نسل کے سوا اُنسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تا جہان کی لستی ہو جو کوئی جوڑا مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ف۲ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملا کر بسائے پھر جُدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ف۳ دو حالتیں بدلتی ہیں سویا تو پتھر کی طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں' نشانیاں ہیں سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔ ف۴ معلوم ہو تاہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا تیرتے ہیں۔ ف۵ یعنی آسمان کے لوگ نہ کھاویں' نہ پیویں' نہ حاجت بشری رکھیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیزوں آلودہ۔ پس اللہ کی صفت نہ ان سے ملے نہ اُن سے اور وہ پاک ذات ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً

تمھاری قسم سے جوڑے کہ چین پکڑو اُن کے پاس اور رکھا تمھارے بیچ پیار اور مہر

تمھاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو اُن کے پاس اور رکھا تمھارے بیچ میں پیار اور مہربانی

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ

اس میں بہت پتے ہیں اُن کو جو دھیان کرتے ہیں ف اور اُس کی نشانیوں سے ایک آسمان

البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں اُن کے لئے جو دھیان کرتے ہیں ف اور اُس کی نشانیوں سے ہے آسمان اور

وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

و زمین کا بنانا اور بھانت بھانت بولیاں تمھاری اور رنگ اس میں بہت پتے ہیں

زمین کا بنانا اور طرح طرح کی بولیاں تمھاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں

لِّلْعَالِمِينَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن

بوجھنے والوں کو ف۳ اور اُس کی نشانیوں سے ہے تمھارا سونا رات میں اور دن میں اور تلاش کرنا

سمجھنے والوں کو ف اور اُس کی نشانیوں سے ہے تمھارا سونا رات اور دن میں اور تلاش کرنا اُس

فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ

اس کے فضل سے اس میں بہت پتے ہیں اُن کو جو سنتے ہیں ف۴ اور اُس کی نشانیوں سے یہ کہ دکھاتا ہے

کے فضل سے ف۳ اس میں بہت پتے ہیں اُن کو جو سنتے ہیں ف۴ اور اُس کی نشانیوں میں یہ ہے دکھلاتا ہے تم کو

الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ

تم کو بجلی ڈر اور اُمید کے لئے اور اُتارتا ہے آسمان سے پانی پھر جلاتا ہے اُس سے زمین کو

بجلی ڈر اور اُمید کے لئے ف۵ اور اُتارتا ہے آسمان سے پانی پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ

مر گئے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں اُن کو جو بوجھتے ہیں اور اُس کی نشانیوں سے

مر گئے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں اُن کے لئے جو سوچتے ہیں ف اور اُس کی نشانیوں کو یہ ہے

أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ

یہ کہ کھڑا ہے آسمان و زمین اُس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین میں سے

کہ کھڑا ہے آسمان اور زمین اُس کے حکم سے ف پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین میں سے

إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ○ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ

ابھی تم نکل پڑو گے ف اور اُسی کے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و زمین میں سب اُس کے حکم کے

اسی وقت تم نکل پڑو گے ف اور اُسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں سب اُس کے

قَانِتُونَ ○ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ

تابع ہیں اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اُس کو دوہراوے گا اور وہ آسان ہے اُس پر

حکم کے تابع ہیں ف۹ اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اُس کو دُہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر ف

وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

اور اُس کی کہاوت سب سے اوپر آسمان و زمین میں اور وہ ہے زبردست حکمتوں والا ف۵

اور اس کی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا ف۱۱

ف یعنی اوّل مٹی سے ایک آدم کو پیدا کیا پھر اُنہی کے اندر سے اُس کا جوڑا نکالا تا اُس سے اُنس اور چین پکڑے اور پیدائشی طور پر دونوں صنفوں (مرد و عورت) کے درمیان خاص قسم کی محبت اور پیار رکھ دیا تا مقصود ازدواج حاصل ہو۔ چنانچہ دونوں کے میل جول سے نسل انسانی دنیا میں پھیل گئی۔ کما قال تعالیٰ " يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً " (النساء رکوع ۱) ف۲ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے' ملا کر بسائے۔ پھر تمام روئے زمین پر اُن کو پھیلا دیا' سب کی جُدا جُدا بولیاں کر دیں۔ ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جا کر زبان کے اعتبار سے محض اجنبی ہو گیا۔ پھر دیکھو کہ شروع دنیا سے آج تک کتنے بے شمار آدمی پیدا ہوئے مگر کوئی دو آدمی ایسے نہ ملیں گے جن کا لب و لہجہ' تلفظ' طرز تکلم بالکل یکساں ہو جس طرح ہر آدمی کی شکل و صورت اور رنگت وغیرہ دوسرے سے ممتاز ہے' آواز اور لب و لہجہ بھی بالکل الگ ہے کوئی دو شخص ایسے نہ ملیں گے جن کی آواز اور رنگ' روپ میں کوئی مابہ الامتیاز نہ ہو۔ ابتدائے عالم سے آج تک برابر نئی نئی صورتیں اور بولنے کے نئے نئے طور نکلتے چلے آتے ہیں۔ اس خزانہ میں کبھی ٹوٹا نہیں آیا۔ بلاشبہ یہ کتنا بڑا نشان حق تعالیٰ کی قدرت عظیمہ کا ہے۔ ف۳ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ انسان کی دو حالتیں بدلتی ہیں' سویا تو بے خبر پتھر کی طرح اور روزی کی تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں۔ اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں۔ ف۴ یعنی جو سُن کر محفوظ رکھتے ہیں کما فی تفسیر ابن کثیرؒ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا سو لوگوں کی زبانی سنتے ہیں"۔ (موضح) یہ لفظ "يَسْمَعُونَ" اختیار کرنے کا نکتہ ہوا۔ ف۵ بجلی کی چمک دیکھ کر لوگ ڈرتے ہیں کہیں کسی پر گر نہ پڑے یا بارش زیادہ نہ ہو جائے جس سے جان و مال تلف ہوں' اور اُمید بھی رکھتے ہیں کہ بارش ہو تو دنیا کا کام چلے۔ مسافر کبھی اندھیرے میں اس کی چمک کو غنیمت سمجھتا ہے کہ کچھ دور تک راستہ نظر آجائے' اور کبھی خوف کھا کر گھبراتا ہے۔ ف یعنی اسی سے سمجھ لو کہ مرے پیچھے تمھارا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ ف پہلے آسمان و زمین کا پیدا کرنا مذکور ہوا تھا۔ یہاں اُن کے بقاء و قیام کو جتلایا کہ وہ بھی اُسی کے حکم سے ہے۔ مجال نہیں کہ کوئی اپنے مرکز ثقل سے ہٹ جائے یا ایک دوسرے پر گر کر نظام کائنات کو درہم برہم کر دے۔ ف یعنی زمین و آسمان جب تک اُس کا حکم ہے قائم رہیں گے۔ پھر جس وقت دنیا کی میعاد پوری ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کی ایک پکار پر تم سب قبروں سے نکلے چلے آؤ گے میدان حشر کی طرف۔ ف۹ یعنی آسمان و زمین کے رہنے والے سب اُسی کے مملوک بندے اور اُسی کی رعیت ہیں کس کی طاقت ہے کہ اُس کے حکم تکوینی سے سرتابی کر سکے۔ ف یعنی قدرت الٰہی کے سامنے تو سب برابر ہیں لیکن تمھارے محسوسات کے اعتبار سے اوّل بار پیدا کرنے سے دوسری بار دُہرا دینا آسان ہونا چاہیئے۔ پھر یہ عجیب بات ہے کہ اوّل پیدائش پر اُسے قادر مانو اور دوسری مرتبہ پیدا کرنے کو مستبعد سمجھو۔ ف۱۱ یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ صفات اور اونچی سے اونچی شان اُس کی ہے۔ آسمان و زمین کی کوئی چیز اپنے حسن و خوبی میں اُس کی شان و سنت سے لگا نہیں کھا سکتی بساوی ہونا تو کجا وہ تو اُس سے بھی بالا و برتر ہے جہاں تک مخلوق اُس کے جلال و جمال کا تصور کر سکتی ہے۔ بلکہ جو خوبی کسی جگہ موجود ہے وہ اُسی کے کمالات کا ادنیٰ پرتو ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "آسمان کے فرشتے نہ کھائیں نہ پئیں نہ حاجت بشری رکھیں' سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں۔ اور زمین کے لوگ سب چیزوں میں آلودہ پس اللہ کی صفت نہ اُن سے ملے نہ اِن سے' وہ پاک ذات ہے" (موضح) ۔ اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم و زہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم ' منزل تمام گشت و بپایاں رسید عمر ما ہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم۔ وللہ در من قال ؎ اے برون از وہم و قال و قیل من ' خاک بر فرق من و تمثیل من۔

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی تم جھوٹے مالک ہو لونڈی غلام کے سب روزی کھاتے جو اللہ کی پھر بھی برابر ساجھی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پروا نہیں کہ مرضی سے کام کرو تو وہ بیچارا مالک کیا پروا رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا ساجھی گنتے ہو۔ ف یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہیے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا غریب پر ترس کھانا حق پورا دینا دغا نہ کرنی ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ ف یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ ف یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلت پہچانتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔ از شاہ عبد القادر صاحب

ف یعنی شرک کا قبح و بطلان کھانے کے لئے اللہ تعالیٰ خود تمہارے ہی احوال میں سے ایک مثال نکال کر بیان فرماتا ہے۔ وہ یہ کہ تمہارے ہاتھ کا مال (یعنی لونڈی غلام) جن کے تم محض ظاہری اور مجازی مالک ہو کیا اپنی روزی اور مال متاع

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
بتاتی تمہارے لئے ایک کہاوت تمہارے اندر سے تمہارے جو ہاتھ کے مال ہیں
بتلائی تم کو ایک مثل تمہارے اندر سے دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں
مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ
اُن میں ہے کوئی ساجھی تمہارا ہماری دی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر ہو خطرہ رکھو اُن کا جیسے خطرہ رکھو
اُن میں ہیں کوئی ساجھی تمہارے ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو خطرہ رکھو اُن کا جیسے خطرہ رکھو
اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ
اپنوں کا یوں کھولتے ہیں ہم پتے اُن لوگوں کو جو بوجھ رکھتے ہیں ف بلکہ چلتے ہیں یہ
اپنوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں اُن لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں ف بلکہ چلتے ہیں یہ
ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ
بے انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجھے سو کون سمجھاوے جس کو اللہ نے بہکایا اور کوئی نہیں اُن کے
بے انصاف اپنی خواہشوں پر بن سمجھے ف سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں
مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ
مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر
اُن کا مددگار ف سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر ف وہی تراش اللہ کی جس پر
فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَ
تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین سیدھا
تراشا لوگوں کو ف بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو ف یہی ہے دین سیدھا
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا
لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ف سب رجوع ہو کر اُس کی طرف اور اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو
و لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ف سب رجوع ہو کر اُس کی طرف ف اور اُس سے ڈرتے رہو اور قائم
الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ
نماز اور مت ہو شرک والوں میں ف جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں
رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں ☆ جنہوں نے کہ پھوٹ ڈالی اپنے دین میں
وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ
اور ہو گئے بہت جتھے ہر فرقہ جو اپنے پاس ہے اُس پر ریجھ رہے ہیں اور جب لگے لوگوں کو
اور ہو گئے اُن میں بہت فرقے ہر فرقہ جو اُس کے پاس ہے اُس پر خوش ہے ف اور جب پہنچے لوگوں کو
ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا
کچھ سختی پکاریں اپنے رب کو اُس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی اُن کو اپنی طرف سے کچھ مہر بھی
کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اُس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی اُن کو اپنی طرف سے کچھ مہربانی اُسی وقت
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا
ایک لوگ اُن میں اپنے رب کا شریک لگے بنانے ف کہ منکر ہو جاویں ہمارے دیئے سے سو کام چلا لو
ایک جماعت اُن میں اپنے رب کا شریک لگی ٹھہرانے ☆ کہ منکر ہو جائیں ہمارے دیئے ہوئے سے سو مزے اڑا لو

جو حق تعالیٰ نے دے رکھی ہے تم اُن کو برابر کا شریک تسلیم کر سکتے ہو جس طرح مشترک اموال و جائداد میں اپنے بھائی بند حصہ دار ہوتے ہیں اور ہر وقت کھٹکا رہتا ہے کہ مشترک چیز میں تصرف کرنے پر برہم ہو جائیں یا تقسیم کرنے لگیں یا کم از کم سوال کر بیٹھیں کہ ہماری اجازت اور مرضی کے بدون فلاں کام کیوں کیا گیا۔ ایسا ہی کھٹکا ایک آقا کو اپنے غلام یا نوکر کی طرف سے ہوتا ہے۔ اگر نہیں تو سمجھنا چاہیے کہ جب ایک جھوٹے مالک کا یہ حال ہے اُس سچے مالک کو اپنے غلام کی کیا پروا ہو سکتی ہے جس کو تم حماقت سے اُس کا ساجھی گنتے ہو۔ ایک غلام تو آقا کی ملک میں شریک نہ ہو سکے حالانکہ دونوں خدا کی مخلوق ہیں اور اسی کی دی ہوئی روزی کھاتے ہیں۔ مگر ایک مخلوق بلکہ مخلوق در مخلوق، خالق کی خدائی میں شریک ہو جائے! ایسی مہمل بات کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا۔ ف یعنی بے انصاف لوگ ایسی صاف واضح باتوں کو کب فکر کرتے ہیں۔ وہ سمجھنا چاہتے ہی نہیں بلکہ جہالت اور ہوا پرستی سے محض اوہام و خواہشات کی پیروی کرتے رہتے ہیں۔ ف یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے اُس کی بے انصافی جہل اور ہوا پرستی کی بدولت راہ حق پر چلنے اور سمجھنے کی توفیق نہ دی اب کون طاقت ہے جو اُسے کھا کر راہ حق پر لے آئے یا مدد کر کے گمراہی اور تباہی سے بچالے۔ لہٰذا ایسوں کی طرف سے زیادہ متحیر اور غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان سے قطع نظر کر کے آپ ہمہ تن پہلے پروردگار کی طرف توجہ کیجئے۔ اور دین فطرت پر جمے رہیے۔ ف یعنی جو گمراہی سے کسی طرح نکلنا نہیں چاہتا اسے شرک کی دلدل میں پڑا رہنے دو اور تم ہر طرف سے منہ موڑ کر ایک خدا کے ہو رہو۔ اور اس کے سچے دین کو پوری توجہ اور یکجہتی سے تھامے رکھو۔ ف اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ساخت اور تراش شروع سے ایسی رکھی ہے کہ اگر وہ حق کو سمجھنا اور قبول کرنا چاہے تو کر سکے اور فطرت سے اپنی اجمالی معرفت کی ایک چمک اُس کے دل میں بطور تخم ہدایت کے ڈال دی ہے کہ اگر گردوپیش کے احوال اور ماحول کے خراب اثرات سے متاثر نہ ہو اور اصلی طبیعت پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً دین حق کو اختیار کرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ "عہد الست" کے قصہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور احادیث صحیحہ میں تصریح ہے کہ ہر بچہ فطرۃ (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے بعدہ ماں باپ اُسے یہودی نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو "حنفاء" پیدا کیا۔ پھر شیاطین نے اغوا کر کے انہیں سیدھے راستہ سے بھٹکا دیا۔ بہرحال دین حق "دین حنیف" اور "دین قیم" وہ ہے کہ اگر انسان کو اُس کی فطرت پر مخلی بالطبع چھوڑ دیا جائے تو اپنی طبیعت سے اسی کی طرف جھکے۔ تمام انسانوں کی فطرۃ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی بنائی ہے جس میں کوئی تفاوت اور تبدیلی نہیں۔ فرض کرو اگر فرعون یا ابوجہل کی اصلی فطرت میں یہ استعداد اور صلاحیت نہ ہوتی تو اُن کو قبول حق کا مکلف بنانا صحیح نہ ہوتا جیسے اینٹ پتھر یا جانوروں کو شرائع کا مکلف نہیں بنایا۔ فطرت انسانی کی اسی یکسانیت کا یہ اثر ہے کہ دین کے بہت سے اصول مہمہ کو کسی نہ کسی رنگ میں تقریباً سب انسان تسلیم کرتے ہیں، اگرچہ ان پر ٹھیک ٹھیک قائم نہیں رہتے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اللہ سب کا مالک حاکم، سب سے نرالا، کوئی اُس کے برابر نہیں، کسی کا زور اُس پر نہیں، یہ باتیں سب جانتے ہیں۔ اُس پر چلنا چاہیے۔ ایسے ہی کسی کے جان و مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا غریب پر ترس کھانا حق پورا دینا دغا نہ کرنا ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس راستہ پر چلنا وہی دین سچا ہے (اور امور فطرتی) اُن کا بندوبست پیغمبروں کی زبانی اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا"۔ ف یعنی اصل پیدائش کے اعتبار سے کوئی فرق اور تفاوت و تبدیل نہیں ہر فرد انسان کی فطرت قبول حق کیلئے مستعد بنائی ہے یا یہ مطلب کہ اللہ نے جس فطرت پر پیدا کیا اس کو تم اپنے اختیار سے بدل کر خراب نہ کرو۔ بیج تم میں ڈال دیا ہے اُسے بے توجہی یا بے تمیزی سے ضائع مت ہونے دو۔ ف یعنی سیدھا دین یہی فطرت کی آواز ہے۔ پر بہت لوگ اس نکتہ کو سمجھتے نہیں۔ ف یعنی اصل دین پکڑے رہو، اُس کی طرف رجوع ہو کر۔ اگر محض دنیوی مصلحت کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوگا۔ آگے دین فطرت کے چند اہم اصول کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً انابۃ، خدا سے ڈرتے رہنا، نماز قائم رکھنا، شرک جلی و خفی سے بیزار اور مشرکین سے علیحدہ رہنا، اپنے دین میں پھوٹ نہ ڈالنا۔ ف یعنی دین فطرت کے اصول سے علیحدہ ہو کر ان لوگوں نے اپنے مذہب میں پھوٹ ڈالی بہت سے فرقے بن گئے۔ ہر ایک کا عقیدہ الگ، مذہب و مشرب جدا، جس کسی نے غلط کاری یا ہوا پرستی سے کوئی عقیدہ قائم کر دیا یا کوئی طریقہ ایجاد کر لیا ایک جماعت اُسی کے پیچھے ہو گئی، تھوڑے دن بعد وہ ایک فرقہ بن گیا۔ پھر ہر فرقہ اپنے ٹھہرائے ہوئے اصول و عقائد پر خواہ وہ کتنے ہی مہمل کیوں نہ ہوں ایسا فریفتہ اور مفتون ہے کہ اپنی غلطی کا امکان بھی اُس کے تصور میں نہیں آتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا

اب آگے جان لوگے کیا ہم نے اُن پر اُتاری ہے کوئی سند سو وہ بولتی ہے جو

اب آگے جان لوگے ف کیا ہم نے اُن پر اُتاری ہے کوئی سند سو وہ بول رہی ہے جو یہ

بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

یہ شریک بناتے ہیں اور جب چکھا دیں ہم لوگوں کو کچھ مہر اُس پر ریجھنے لگیں اور اگر آپڑے ان پر

شریک بتاتے ہیں ف اور جب چکھاتے ہیں ہم لوگوں کو کچھ مہربانی اُس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر آپڑے ان پر

سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا

کچھ بُرائی اپنے ہاتھوں کے بھیجے پر تبھی آس توڑ دلویں کیا نہیں دیکھ چکے

کچھ بُرائی اپنے ہاتھوں کے بھیجے ہوئے پر تو آس توڑ بیٹھیں ف کیا نہیں دیکھ چکے

اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس پر چاہے اور ماپ کر دیتا ہے اس میں پتے ہیں

کہ اللہ پھیلا دیتا ہے روزی کو جس پر چاہے اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ

اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں ف سو تو دے ناتے والے کو اُس کا حق اور محتاج کو اور

اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں ف سو تو دے قرابت والے کو اُس کا حق اور محتاج کو اور

السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ

مسافر کو یہ بہتر بات ہے اُن کو جو لوگ چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی

مسافر کو یہ بہتر ہے اُن کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی ہیں

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ

ہیں جن کا بھلا ہے اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں

جن کا بھلا ہے ف اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں

فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ

وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر منہ اللہ کا

سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضا مندی اللہ کی

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ

سو وہی ہیں جن کے دونے ہوئے اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر تم کو روزی دی

سو یہ وہی ہیں جن کے دونے ہوئے ف اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر تم کو روزی دی

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ

پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلا دے گا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو کر سکے

پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو کر سکے

ع ١٤ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ظَهَرَ

ان کاموں میں ایک وہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس سے جو شریک بتاتے ہیں کھل پڑی ہے

ان کاموں میں سے ایک کام وہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں ف پھیل

ف یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی فطرت پہچانتی ہے، اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی فطرت جانتی ہے۔ چنانچہ خوف اور سختی کے وقت اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ بڑے سے بڑا سرکش مصیبت میں گھر کر خدائے واحد کو پکارنے لگتا ہے۔ اس وقت جھوٹے سہارے سب ذہن سے نکل جاتے ہیں۔ وہ ہی سچا مالک یاد رہ جاتا ہے جس کی طرف فطرت انسانی رہنمائی کرتی تھی مگر افسوس کہ انسان اس حالت پر دیر تک قائم نہیں رہتا۔ جہاں خدا کی مہربانی سے مصیبت دور ہوئی، پھر اس کو چھوڑ کر جھوٹے دیوتاؤں کے بھجن گانے لگا۔ گویا اُس کے پاس سب کچھ اُن ہی کا دیا ہوا ہے! خدا نے کچھ نہیں دیا! (العیاذ باللہ) اچھا چند روز مزے اڑالے آگے چل کر معلوم ہو جائے گا کہ اس کفر اور ناشکری کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اگر آدمیت ہوتی تو سمجھتا کہ اُس کا ضمیر جس خدا کو سختی اور مصیبت کے وقت پکار رہا تھا وہ ہی اس لائق ہے کہ ہر وقت یاد رکھا جائے۔ ف۲ یعنی عقل سلیم اور فطرت انسانی کی شہادت شرک کو صاف طور پر رد کرتی ہے تو کیا اس کے خلاف وہ کوئی حجت اور سند رکھتے ہیں جو بتلاتی ہو کہ خدا کی خدائی میں دوسرے بھی اس کے شریک ہیں (معاذ اللہ) اگر نہیں تو انہیں معبود بننے کا استحقاق کہاں سے ہوا۔ ف۳ یعنی ان لوگوں کی حالت عجیب ہے جب اللہ کی مہربانی اور احسان سے عیش میں ہوں تو پھولے نہ سمائیں، ایسے اترانے لگیں اور آپے سے باہر ہو جائیں کہ محسن حقیقی کو بھی یاد نہ رکھیں۔ اور کسی وقت شامت اعمال کی بدولت مصیبت کا کوڑا پڑا تو بالکل آس توڑ کر اور ناامید ہو کر بیٹھ رہیں گویا اب کوئی نہیں جو مصیبت کے دور کرنے پر قادر ہو۔ مومن کا حال اس کے برعکس ہوتا ہے۔ وہ عیش و راحت میں منعم حقیقی کو یاد رکھتا ہے اس کے فضل و رحمت پر خوش ہو کر زبان و دل سے شکر ادا کرتا ہے اور مصیبت میں پھنس جائے تو صبر و تحمل کے ساتھ اللہ سے مدد مانگتا ہے اور اُمید رکھتا ہے کہ کتنی ہی سخت مصیبت ہو اور ظاہری اسباب کتنے ہی مخالف ہوں اُس کے فضل سے سب فضا بدل جائے گی۔ (تنبیہ) ایک آیت پہلے فرمایا تھا کہ لوگ سختی کے وقت خالص خدا کو پکارنے لگتے ہیں۔ یہاں فرمایا کہ گھبرا جاتے ہیں تو آس توڑ کر بیٹھ رہتے ہیں۔ دونوں میں کچھ اختلاف نہیں۔ پہلی حالت یعنی خدا کو پکارنا، ابتدائی منزل ہے۔ پھر جب مصیبت اور سختی میں امتداد ہوتا ہے تو آخر گھبرا کر ناامید ہو جاتا ہے۔ یا بعض لوگوں کا وہ حال ہو بعض کا یہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف۴ یعنی ایمان و یقین والے سمجھتے ہیں کہ دنیا کی سختی نرمی اور روزی کا بڑھانا گھٹانا سب اُسی رب قدیر کے ہاتھ میں ہے لہٰذا جو حال آئے بندہ کو صبر و شکر سے رضا بقضا رہنا چاہیئے۔ نعمت کے وقت شکر گذار رہے اور ڈرتا رہے کہیں چھین نہ جائے اور سختی کے وقت صبر کرے اور اُمید رکھے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل و عنایت سے سختیوں کو دور فرما دے گا۔ ف۵ یعنی جب فطرت کی شہادت سے ثابت ہو گیا کہ حقیقی مالک و رب وہ ہی اللہ ہے۔ دنیا کی نعمتیں سب اُسی کی عطا کی ہوتی ہیں۔ تو جو لوگ اُس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اُس کی لقاء و دیدار کے آرزو مند ہیں چاہیے کہ اُس کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کریں۔ مسافر، محتاج اور غریب رشتہ داروں کی خبر لیں، اہل قرابت کے حقوق درجہ بدرجہ ادا کرتے رہیں۔ ایسے ہی بندوں کو دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوگی۔ ف۶ یعنی سود بیاج سے گو بظاہر مال بڑھتا دکھائی دیتا ہے، لیکن حقیقت میں گھٹ رہا ہے جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا پیام موت ہے اور زکوٰۃ نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کم ہو گا فی الحقیقت وہ بڑھتا ہے جیسے کسی مریض کا بدن مسہل و تنقیہ سے گھٹتا دکھائی دے مگر انجام اُس کا صحت ہو۔ سود اور زکوٰۃ کا حال بھی انجام کے اعتبار سے ایسا ہی سمجھ لو۔ "يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ" (البقرہ رکوع ٣٨) حدیث میں ہے کہ ایک کھجور جو مومن صدقہ کرے قیامت کے دن بڑھ کر پہاڑ کی برابر نظر آئے گی۔ (تنبیہ) بعض مفسرین نے "ربا" سے یہاں سود بیاج مراد نہیں لیا۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جو آدمی کسی کو کچھ دے اس غرض سے کہ دوسرا اُس سے بڑھ کر احسان کا بدلہ کرے گا تو یہ دینا اللہ کے ہاں موجب برکت و ثواب نہیں۔ گو مباح ہو۔ اور پیغمبر علیہ السلام کے حق میں تو مباح بھی نہیں۔ لقولہ تعالیٰ "وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ" (مدثر رکوع ١) واللہ اعلم۔ ف۷ یعنی مارنا جلانا، روزی دینا، سب کام تو تنہا اُس کے قبضہ میں ہوئے۔ پھر دوسرے شریک کدھر سے آکر الوہیت کے مستحق بن گئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا چاہے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں۔ ف۲ یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا پانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔ ف۳ یعنی باؤ چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ
خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھایا چاہے اُن کو
پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہیے اُن کو

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ قُلْ سِيرُوا فِي
کچھ مزہ اُن کے کام کا کہ شاید وہ پھر آویں ف۱ تو کہہ پھرو
کچھ مزہ اُن کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں ف۱ تو کہہ پھرو

الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ كَانَ
ملک میں تو دیکھو آخر کیسا ہوا پہلوں کا
ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام پہلوں کا بہت

أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ○ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ
بہت اُن میں تھے شریک والے سو تو سیدھا کر اپنا منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے
اُن میں تھے شرک کرنے والے ف۲ سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ سیدھی راہ پر ف۳ اس سے پہلے

أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ○
کہ آپہنچے ایک دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اُس دن لوگ جدا جدا ہونگے ف۲
کہ آپہنچے وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے ف۴ اُس دن لوگ جدا جدا ہو لیں گے ف۵

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ
جو منکر ہوا سو اُس پر پڑے اُس کا منکر ہونا اور جو کرے بھلے کام سو اپنی
جو منکر ہوا سو اُس پر پڑے اُس کا منکر ہونا ف۶ اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ

يَمْهَدُونَ ○ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ
راہ سنوارتے ہیں کہ وہ بدلا دے اُن کو جو یقین لائے اور بھلے کام کئے اپنے فضل سے
سنوارتے ہیں ف۷ تاکہ وہ بدلہ دے اُن کو جو یقین لائے اور کام کئے بھلے اپنے فضل سے ف۸

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ○ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ
بے شک اُس کو نہیں بھاتے انکار والے اور اُس کی نشانیوں میں ایک یہ کہ چلاتا ہے باویں خوشخبری لانیوالی
بے شک اُس کو نہیں بھاتے انکار والے ف۹ اور اُس کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانیوالیاں

وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا
اور تا چکھاوے تم کو کچھ مزہ اپنی مہر کا اور تا چلیں جہاز اُس کے حکم سے اور تا تلاش کرو
اور تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا ف۱۰ اور تاکہ چلیں جہاز اُس کے حکم سے ف۱۱ اور تاکہ تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
اُس کے فضل سے اور شاید تم حق مانو ف۳ اور ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے
اُس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۱۲ اور ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے

رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ
کتنے رسول اپنی اپنی قوم پاس پھر آئے اُن پاس نشانے لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے اُن سے جو
کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس سو پہنچے اُن کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے اُن سے جو

ف۱ یعنی لوگ دین فطرت پر قائم نہ رہے کفر و ظلم دنیا میں پھیل پڑا اور اُس کی شامت سے ملکوں اور جزیروں میں خرابی پھیل گئی نہ خشکی میں امن و سکون رہا نہ تری میں، روئے زمین کو فتنہ و فساد نے گھیر لیا۔ بحری لڑائیوں اور جہازوں کی لوٹ مار سے سمندروں میں بھی طوفان بپا ہو گیا۔ یہ سب اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بندوں کی بد اعمالیوں کا تھوڑا سا مزہ دنیا میں بھی چکھا دیا جائے پوری سزا تو آخرت میں ملے گی۔ مگر کچھ نمونہ یہاں بھی دکھلا دیں، ممکن ہے بعض لوگ ڈر کر راہ راست پر آجائیں۔ (تنبیہ) بندوں کی بدکاریوں کی وجہ سے خشکی اور تری میں خرابی پھیلنا گو ہمیشہ ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ لیکن جس خوفناک عموم و شمول کے ساتھ بعثت محمدی سے پہلے یہ تاریک گھٹا مشرق و مغرب اور بر و بحر پر چھا گئی تھی، دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یورپ کے محققین نے اُس زمانہ کی تاریک حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے اُس کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر مسلم مورخ بھی اس مشہور و معروف صداقت پر کوئی حرف گیری نہیں کر سکے (دیکھو دائرۃ المعارف فرید وجدی مادہ حمد) شاید اسی عموم فتنہ و فساد کو پیش نظر رکھ کر شاہ رحمۃ اللہ نے آیت کا محل زمانہ جاہلیت کو قرار دیا ہے۔ ف۲ یعنی اکثروں کی شامت شرک کی وجہ سے آئی۔ بعضوں پر دوسرے گناہوں کی وجہ سے آئی ہوگی۔ ف۳ یعنی دنیا میں فساد پھیل گیا تو تم دین قیم پر جو دین فطرت ہے ٹھیک قائم رہو۔ سب خرابیوں کا ایک یہی علاج ہے۔ ف۴ یعنی اللہ کی طرف سے اُس دن کا آنا اٹل ہے نہ کوئی طاقت اُسے پھیر سکتی ہے نہ خود خدا ملتوی کرے گا۔ ف۵ یعنی نیک جنت میں اور بد دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے۔ "فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ" (شوریٰ رکوع ۱) — حضرت شاہ صاحبؒ اس کو دنیا کے احوال پر حمل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یعنی دین کا غلبہ ہو سزا پانے والے الگ ہوں اور اللہ کے مقبول بندے الگ۔" ف۶ یعنی انکار کا وبال اُسی پر پڑے گا۔ ف۷ یعنی جنت میں آرام کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ف۸ یعنی کتنا ہی بڑا نیک ہو اُسے بھی اللہ کے فضل سے جنت ملے گی۔ ف۹ جو اُس پیچھے مالک کو نہ بھائے اُس کا کہاں ٹھکانا۔ ف۱۰ یعنی باران رحمت کی خوشخبری لاتی ہیں۔ پھر خدا کی مہربانی سے مینہ برستا ہے۔ ف۱۱ یعنی بادبانی جہاز اور کشتیاں ہوا سے چلتی ہیں اور دخانی اسٹیمروں کی رفتار میں بھی باد موافق مدد دیتی ہے۔ ف۱۲ یعنی جہازوں کے ذریعہ سے تجارتی مال سمندر پار منتقل کر سکو اور اللہ کے فضل سے خوب نفع کماؤ۔ پھر ان نعمتوں پر خدا کا شکر ادا کرتے رہو۔ (تنبیہ) پہلے خشکی تری میں فساد پھیلنے کا ذکر تھا اُس کے مقابل یہاں بشارت و نعمت الٰہی کا تذکرہ ہوا۔ شاید یہ بھی اشارہ ہو کہ آندھی اور غبار پھیل جانے کے بعد اُمید رکھو کہ باران رحمت آیا چاہتی ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل پڑی ہیں جو رحمت و فضل کی خوشخبری سُنا رہی ہیں کافروں کو چاہیے کہ شرارت اور کفران نعمت سے باز آجائیں اور خدا کی مہربانیوں کو دیکھ کر شکر گزار بندے بنیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف پیچ ہیں باؤ کا ذکر اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں باویں اسی طرح دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔ ف پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے یعنی کسی طرف پیچھے کسی طرف ۔ اسی طرح دین بھی پھیلا۔ ف غرض کہ ساتھ ہے شکر اور ناشکری ابھیلا اس پر فرمایا کہ مراد پاکر بندہ نڈر نہ ہووے اللہ کی قدرت رنگارنگ ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف پہلے فرمایا تھا کہ مقبول اور مردود جدا کر دیے جائیں گے جنکر وں پر ان کے انکار کا وبال پڑے گا۔ وہ اللہ کو اچھے نہیں لگتے۔ اب بتلاتے ہیں کہ اس کا اظہار دنیا ہی میں ہو کر رہے گا کیونکہ اللہ کی عادت اور وعدہ ہے کہ مجرمین و مکذبین سے انتقام لے اور مومنین کامل ین کو اپنی امداد و اعانت سے دشمنوں پر غالب کرے بیچ میں ہوا کا ذکر اس واسطے آیا کہ جیسے باران رحمت کے نزول سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں اسی طرح دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔ ف یعنی پہلے کسی طرف پیچھے کسی طرف اسی طرح دین بھی پھیلائے گا۔ چنانچہ پھیلا دیا۔ ف۳ اسی طرح جو ایمانی اور روحانی بارش سے منتفع ہوں گے وہ خوشیاں منائیں گے۔ ف۴ یعنی پہلے سے لوگ ناامید ہو رہے تھے۔ حتیٰ کہ بارش آنے سے ذرا پہلے تک بھی امید نہ تھی کہ مینہ برس کر ایسی جگہ پڑ جائے گی۔ انسان کا حال بھی عجیب ہے۔ ذرا دیر میں ناامید ہو کر بیٹھ جاتا ہے پھر ذرا سی دیر میں خوشی سے کھل پڑتا ہے۔ ف۵ یعنی چند گھنٹے پہلے ہر طرف خاک اڑ رہی تھی اور زمین خشک بے رونق اور مردہ پڑی تھی ناگہاں اللہ کی مہربانی سے زندہ ہو کر لہلہانے لگی۔ بارش نے اس کی پوشیدہ قوتوں کو کتنی جلد ابھار دیا۔ یہ ہی حال روحانی بارش کا سمجھو اس سے مردہ دلوں میں جان پڑنے لگی اور خدا کی زمین "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ" والی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ ہر طرف رحمت الٰہی کے نشان اور دین کے آثار نظر آئیں گے جو قابلیتیں مدت سے مٹی میں مل رہی تھیں، باران رحمت کا ایک چھینٹا ان کو ابھار کر نمایاں کر دے گا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے بعثت محمدی کے ذریعہ سے یہ جلوہ دنیا کو دکھلا دیا۔ جیسا کہ صوبہ کے شاعر حکیم نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر
ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے سنوار کر
ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما ابھار کر
اکبر اسی کا ورد تو صدق سے بے شمار کر
صَلِّ عَلَى الْحَبِيْبِ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

ف۶ یعنی یہاں مردہ دلوں کو روحانی زندگی عطا فرمائے گا اور قیامت کے دن مردہ لاشوں میں دوبارہ جان ڈالے گا۔ اس کی قدرت کاملہ کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں۔ ف۷ یعنی پہلے ناامید تھے، بارش آئی، زمین جی اٹھی، خوشیاں منانے لگے۔ اب اگر اس کے بعد ہم ایک ہوا چلا دیں جس سے کھیتیاں خشک ہو کر زرد پڑ جائیں تو یہ لوگ فوراً پھر بدل جائیں۔ اور اللہ کے سب احسان فراموش کر کے ناشکری شروع کر دیں۔ غرض ان کا شکر اور ناشکری سب دنیوی اغراض کے تابع ہے اور یہاں اس پر فرمایا کہ اللہ کی مہربانی سے مراد پاکر بندہ نڈر نہ ہو جائے اس کی قدرت رنگارنگ ہے۔ معلوم نہیں دی ہوئی نعمت کب سلب کرے۔ اور شاید ادھر بھی اشارہ ہو کہ دین کی کھیتی دنیا میں سرسبز و شاداب ہو چکنے کے بعد پھر باد مخالف کے جھونکوں سے مرجھا کر زرد پڑ جائیگی۔ اس وقت مایوس ہو کر ہمت ہارنی نہیں چاہیے۔ ف۸ یعنی اللہ کو سب قدرت ہے، مردہ کو زندہ کر دے، تم کو یہ قدرت نہیں کہ مردوں سے اپنی بات منوا سکو یا بہروں کو سنا دو، یا اندھوں کو دکھلا دو خصوصاً جب وہ سننے اور دیکھنے کا ارادہ بھی نہ کریں۔ پس آپ ان کے کفر و ناسپاسی سے طول و غمگین نہ ہوں آپ صرف دعوت و تبلیغ کے ذمہ دار ہیں کوئی بدبخت نہ مانے تو آپ کا کیا نقصان ہے آپ کی بات وہ ہی سنیں گے جو ہماری باتوں پر یقین کر کے تسلیم و انقیاد کی خو اختیار کرتے ہیں (تنبیہ) اسی قسم کی آیت سورۂ "نمل" کے آخر میں گذر چکی اس پر ایک نظر ڈال لی جائے مفسرین نے اس موقع پر "سماع موتیٰ" کی بحث چھیڑ دی ہے اس مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد سے اختلاف چلا آتا ہے اور دونوں جانب سے نصوص قرآن و حدیث پیش کی گئی ہیں۔ یہاں ایک بات سمجھ لو کہ یوں تو دنیا میں کوئی کام اللہ کی مشیت و ارادہ کے بدون نہیں ہو سکتا مگر آدمی جو کام اسباب عادیہ کے دائرہ میں رہ کر با اختیار خود کرے وہ اس کی طرف منسوب ہوتا ہے اور جو عام عادت کے خلاف غیر معمولی طریقہ سے ہو جائے اسے براہ راست حق تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں، مثلاً کسی نے گولی مار کر کسی کو ہلاک کر دیا یہ اس قاتل کا فعل کہلائے گا اور فرض کیجئے ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے لشکر تباہ ہو گیا اسے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے تباہ کر دیا بیشک گولی سے ہلاک کرنا بھی اسی کی قدرت کا کام ہے۔ ورنہ اس کی مشیت کے بدون گولی یا گولہ کچھ بھی اثر نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ فرمایا "فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" (انفال، رکوع ۲) یہاں خارق عادت ہونے کی وجہ سے پیغمبر اور مسلمانوں سے "قتل" و "رمی" کی نفی کر کے براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کی گئی۔ ٹھیک اسی طرح "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى" کا مطلب سمجھو۔ یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مردے کو سنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے۔ البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا۔ اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتیٰ کا قائل ہونا چاہیے بعض قیاس کر کے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لا سکتے۔ بہرحال آیت میں "اسماع" کی نفی ہے مطلقاً سماع کی نفی نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ
گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی ف۱ اور جو
گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی ف۱ اللہ ہے جو

يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاۗءِ كَيْفَ يَشَاۗءُ
چلاتا ہے باویں پھر ابھارتیاں ہیں بدلی پھر پھیلاتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے
چلاتا ہے ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے ف۲

وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ
اور رکھتا ہے اس کو تہ بہ تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے بیچ سے پھر جب اس کو پہنچایا
اور رکھتا ہے اس کو تہ بہ تہ پھر تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب اسکو پہنچاتا ہے

مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانُوْا
جس کو چاہے اپنے بندوں میں تبھی وہ لگے خوشیاں کرنے ف۲ اور پہلے ہو رہے تھے
جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے ف۳ اور پہلے سے

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝ فَانْظُرْ اِلٰٓى
اس کے اترنے سے پہلے ہی ناامید سو دیکھ لے
ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی ناامید ف۴ سو دیکھ لے

اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ
اللہ کی مہر کے نشان کیونکر جلاتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے بے شک وہی
اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مر گئے پیچھے ف۵ بے شک وہی ہے

لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا
مردے جلانے والا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اگر ہم بھیجیں ایک باؤ
مُردوں کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۶ اور اگر ہم بھیجیں ایک ہوا

فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝ فَاِنَّكَ
پھر دیکھیں وہ کھیتی زرد پڑ گئی تو لگیں اس پیچھے ناشکری کرنے ف۳ سو تو
پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئی تو لگیں اس کے پیچھے ناشکری کرنے ف۷ سو تو

لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاۗءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝
سنا نہیں سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا جب پھریں پیٹھ دے کر
سنا نہیں سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا جب کہ پھریں پیٹھ دے کر ف۸

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ
اور نہ تو راہ سجھاوے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے تو تو سناوے اس کو جو یقین لانے
اور نہ تو راہ سجھائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے تو تو سنائے اسی کو جو یقین لائے

ع ۵ ۱۴ ۸ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ۧ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ
ہماری باتیں سو وہ مسلمان ہوتے ہیں اللہ ہے جس نے بنایا تم کو کمزوری سے پھر
ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں ف اللہ ہے جس نے بنایا تم کو کمزوری سے پھر

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی قبر کا رہنا تھوڑا معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی بچہ شروع میں پیدائش کے وقت بے حد کمزور و ناتوان ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگتی ہے حتی کہ جوانی کے وقت اُس کا زور انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور تمام قوتیں شباب پر ہوتی ہیں پھر عمر ڈھلنے لگتی ہے اور زور و قوت کے پیچھے کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ جس کی آخری حد بڑھاپا ہے۔ اُس وقت تمام اعضاء ڈھیلے پڑجاتے اور قوی معطل ہونے لگتے ہیں۔ قوت وضعف کا یہ سب اُتار چڑھاؤ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرح چاہے کسی چیز کو بناتے۔ اور قوت وضعف کے مختلف اَدوار میں کو گذارے اسی کو قدرت حاصل ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس چیز کو کس وقت تک کن حالات میں رکھنا مناسب ہے۔ لہٰذا اُسی خدا کی اور اُس کے پیغمبروں کی باتیں ہمیں سُننی چاہئیں۔ شاید اس میں یہ بھی اشارہ کردیا کہ جس طرح تم کو کمزوری کے بعد زور دیا، مسلمانوں کو بھی ضعف کے بعد قوت عطا کرے گا اور جو دین بظاہر اس وقت کمزور نظر آتا ہے کچھ دنوں بعد زور پکڑے گا اور اپنے شباب و عروج کو پہنچے گا اس کے بعد پھر ہو سکتا ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں کے ضعف کا آئے سو یاد رکھنا چاہئے کہ خدائے قادر و توانا ہر وقت ضعف کو قوت سے تبدیل کرسکتا ہے۔ ہاں ایسا کرنے کی خاص صورتیں اور اسباب ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۲ یعنی قبر میں یا دنیا میں رہنا تھوڑا معلوم ہوگا جب مصیبت سر پر کھڑی نظر آئے گی۔ کہیں گے کہ افسوس بڑی جلدی دنیا کی اور برزخ کی زندگی ختم ہوگئی۔ کچھ بھی مہلت نہ ملی جو ذرا سی دیر اور اس عذاب الیم سے بچے رہتے۔ یا دنیا میں کچھ زیادہ مدت ٹھہرنے کا موقعہ ملتا تو اس دن کے لئے تیاری کرتے یہ تو ایک دم مصیبت کی گھڑی سامنے آگئی۔ ف۳ یعنی جیسے اُس وقت یہ کہنا جھوٹ اور غلط ہوگا اسی طرح سمجھ لو کہ دنیا میں بھی یہ لوگ غلط خیالات جماتے اور اُلٹی باتیں کیا کرتے تھے۔ ف۴ یعنی مومنین اور ملائکہ اُس وقت اُن کی تردید کریں گے کہ تم جھوٹ بکتے ہو یا دھوکہ میں پڑے ہو جو کہتے ہو کہ قبر میں یا دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ ٹھہرنا نہیں ہوا۔ تم ٹھیک اللہ کے علم اور اُس کی خبر اور لوح محفوظ کے نوشتہ کے موافق قیامت کے دن تک ٹھہرے ایک منٹ کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ آج عین وعدے کے موافق وہ دن آپہنچا۔ اب وہ دیکھ لو جسے تم جانتے اور مانتے نہ تھے۔ اگر پہلے سے اس دن کا یقین کرتے تو تیار ہو کر آتے اور یہاں کی مسرتیں دیکھ کر کہتے کہ اس دن کے آنے میں بہت دیر لگی۔ بڑے انتظار و اشتیاق کے بعد آیا۔ جیسا کہ مومنین سمجھتے ہیں۔ ف۵ یعنی نہ کوئی معقول عذر پیش کرسکیں گے جو کام آئے اور نہ اُن سے کہا جائے گا کہ اچھا اب توبہ اور اطاعت سے اپنے پروردگار کو راضی کر لو کیونکہ اُس کا وقت گذر چکا اب تو ہمیشہ کی سزا بھگتنے کے سوا چارہ نہیں۔ ف۶ یعنی اُس وقت پچھتائیں گے اور آج جب کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا موقعہ ہے قرآن کریم کیسی عجیب مثالیں اور دلیلیں بیان کرکے طرح طرح اُن کو سمجھاتا ہے، پر اُن کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔ کیسی ہی آیتیں پڑھ کر سُنائے یا صاف سے صاف معجزے دکھلائے وہ سُن کر اور دیکھ کر یہی کہہ دیتے ہیں کہ تم (پیغمبر اور مسلمان) سب مل کر جھوٹ بنا لائے ہو۔ ایک نے چند آیتیں بنا لیں دوسروں نے تصدیق کردی۔ ایک نے جادو دکھلایا دوسرے اُس پر ایمان لانے کو تیار ہوگئے۔ اس طرح ملی بھگت کرکے اپنا مذہب پھیلانا چاہتے ہو۔ ف۷ یعنی جو آدمی نہ سمجھے نہ سمجھنے کی کوشش کرے اور ضد و عناد سے ہر بات کا انکار کرتا رہے اسی طرح شدہ شدہ اُس کے دل پر مُہر لگ جاتی ہے اور آخرکار ضد و عناد سے دل اتنا سخت ہوجاتا ہے کہ قبول حق کی استعداد بھی ضائع کر بیٹھتا ہے العیاذ باللہ ف۸ یعنی جب ان بدبختوں کا حال ضد و عناد کے اس درجہ پر پہنچ گیا تو آپ ان کی شرارتوں سے رنجیدہ نہ ہوں۔ بلکہ پیغمبرانہ صبر و تحمل کے ساتھ اپنے دعوۃ و اصلاح کے کام میں لگے رہیں۔ اللہ نے جو آپ سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے یقیناً پورا کرکے رہے گا۔ اُس میں رتی برابر تفاوت تخلف نہیں ہوسکتا۔ آپ اپنے کام پر جمے رہئے۔ یہ بدعقیدہ اور بے یقین لوگ آپ کو ذرا بھی آپ کے مقام سے جنبش نہ دے سکیں گے۔

تم سورۃ الروم و للہ الحمد والمنۃ

جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا

دیا کمزوری پیچھے زور پھر دی زور پیچھے کمزوری

دیا کمزوری کے پیچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری

وَّشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ۝ وَيَوْمَ

اور سفید بال بناتا ہے جو چاہے اور وہ سب جانتا ہے کرسکتا ہے اور جس دن

اور سفید بال بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہ ہے سب کچھ جانتا کرسکتا ف اور جس دن

تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۙ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ

اُٹھے گی قیامت قسمیں کھائیں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے ایک گھڑی سے زیادہ

قائم ہوگی قیامت قسمیں کھائیں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ ف۲

كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَ

اسی طرح تھے اُلٹے جاتے ف اور کہیں گے جن کو ملی سمجھ اور

اسی طرح تھے اُلٹے جاتے ف۳ اور کہیں گے جن کو ملی ہے سمجھ اور

الْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا

یقین تمہارا ٹھہراؤ تھا اللہ کے لکھے میں جی اُٹھنے کے دن تک سو یہ ہے

یقین تمہارا ٹھہرنا تھا اللہ کی کتاب میں جی اُٹھنے کے دن تک سو یہ ہے

يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ

جی اُٹھنے کا دن پر تم نہ تھے جانتے سو اُس دن کام نہ آوے گی

جی اُٹھنے کا دن پر تم نہیں تھے جانتے ف۴ سو اُس دن کام نہ آئے گا

الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

ان گنہگاروں کو تقصیر بخشوانی اور نہ اُن سے کوئی منانا چاہے اور ہم نے بٹھائی ہے

ان گنہگاروں کو قصور بخشوانا اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے ف۵ اور ہم نے بتلائی ہے

لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِآيَةٍ

اس قرآن میں ہر طرح کی کہاوت اور جو تو لاوے اُن پاس آیت

آدمیوں کے واسطے اس قرآن میں ہر ایک طرح کی مثل اور جو تو لائے اُن کے پاس کوئی آیت

لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ۝ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ

تو مقرر کہیں وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو یوں مہر کرتا ہے

تو ضرور کہیں وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو ف۶ یوں مہر لگا دیتا ہے

اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ

اللہ اُن کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے سو تو ٹھہرا رہ بے شک اللہ کا وعدہ

اللہ اُن کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے ف۷ سو تو قائم رہ بے شک اللہ کا وعدہ

حَقٌّ ۖ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝ ع

ٹھیک ہے اور اُچھال نہ دیں تجھ کو جو یقین نہیں لاتے

ٹھیک ہے اور ہلکا نہ کردیں تجھ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے ف۸

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا مسلمانی کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا شراب پلاتا اور راگ اور ناچ دکھاتا اس رندی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اسکو یہ فرمایا۔
از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ لقمٰن مکہ میں نازل ہوئی اس کی چونتیس ۳۴ آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝

یہ باتیں ہیں پکی کتاب کی سوجھ اور مہر نیکی والوں کو

یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے اور مہربانی نیکی کرنے والوں کے لیے ف۱

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

جو کھڑی رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت کو

جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر

هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

وہ یقین کرتے ہیں یہ ہیں سوجھ پر اپنے رب کی طرف سے اور وہ ہیں جن کا

ان کو یقین ہے انھوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی طرف سے اور وہی

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ

بھلا ہے اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تا بچلا دیں

مراد کو پہنچے ف۲ اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تا بچلا دیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراویں اس کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت کی

اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اس کو ہنسی وہ جو ہیں ان کو ذلت

مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا

مار ہے ف۱ اور جب سنائے اس کو ہماری باتیں پیٹھ دے جاوے غرور سے گویا ان کو سنا ہی نہیں

کا عذاب ہے ف۳ اور جب سنائے اس کو ہماری آیتیں پیٹھ دے جائے غرور سے گویا ان کو سنا ہی نہیں

كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

گویا اس کے دو کان بہرے ہیں سو تو خوشخبری دے اس کی دکھ والی مار کی جو لوگ

گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اس کو دردناک عذاب کی ف۴ جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کو ہیں نعمت کے باغ رہا کریں ان میں

یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ رہا کریں ان میں

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ

وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان بن

وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور زبردست ہے حکمتوں والا ف۵ بنائے آسمان بغیر

ف۱ یہ کتاب خاص نیکی اختیار کرنے والوں کے لئے سراپا رحمت و ہدایت ہے کیونکہ وہ ہی لوگ اس سے منتفع ہوتے ہیں، ورنہ نفس نصیحت و فہمائش کے لحاظ سے تو تمام جن و انس کے حق میں ہدایت و رحمت بنا کر آئی ہے۔ ف۲ سورۃ البقرہ کے شروع میں اسی طرح کی آیات گذر چکی ہیں وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔ ف۳ سعداء مفلحین کے مقابلہ میں یہ ان اشقیاء کا ذکر ہے جو اپنی جہالت اور ناعاقبت اندیشی سے قرآن کریم کو چھوڑ کر ناچ رنگ، کھیل تماشے، یا دوسری واہیات و خرافات میں مستغرق ہیں چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی ان ہی مشاغل و تفریحات میں لگا کر اللہ کے دین اور اس کی یاد سے برگشتہ کر دیں اور دین کی باتوں پر خوب ہنسی مذاق اڑائیں۔ حضرت حسن "لہو الحدیث" کے متعلق فرماتے ہیں۔ كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَذِكْرِهٖ مِنَ السَّمَرِ وَالْاَضَاحِيْكِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغِنَاءِ وَنَحْوِهَا (روح المعانی) (یعنی "لہو الحدیث" ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد سے ہٹانے والی ہو مثلاً فضول قصہ گوئی ہنسی مذاق کی باتیں واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ) روایات میں ہے کہ نضر بن حارث جو رؤسائے کفار میں تھا بغرض تجارت فارس جاتا تو وہاں سے شاہان عجم کے قصص و تواریخ خرید کر لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد (صلعم) تم کو عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں۔ آؤ میں تم کو رستم و اسفندیار اور شاہان ایران کے قصے سناؤں بعض لوگ ان کو دلچسپ سمجھ کر ادھر متوجہ ہو جاتے۔ نیز اس نے ایک گانے والی لونڈی خرید کی تھی، جس کو دیکھتا کہ دل نرم ہوا اور اسلام کی طرف جھکا، اس کے پاس لے جاتا اور کہہ دیتا کہ اسے کھلا پلا اور گانا سنا، پھر اس شخص کو کہتا کہ دیکھ یہ اس سے بہتر ہے جدھر محمد (صلعم) بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو اور جان لڑاؤ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ "تنبیہ" شان نزول گو خاص ہو مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا۔ جو لہو و لعب (دین اسلام سے پھر جانے یا پھیر دینے کا موجب ہو حرام بلکہ کفر ہے۔ اور جو احکام شرعیہ ضروریہ سے باز رکھے یا سبب معصیت بنے وہ معصیت ہے ہاں جو لہو کسی امر واجب کا ملفوت (فوت کرنے والا) نہ ہو اور کوئی شرعی غرض و مصلحت بھی اس میں نہ ہو وہ مباح لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اولیٰ ہے۔ گھوڑ دوڑ، یا تیر اندازی اور نشانہ بازی یا زوجین کی ملاعبت (جو حد شریعت میں ہو) چونکہ معتد بہا اغراض و مصالح شرعیہ پر مشتمل ہیں اس لئے لہو باطل سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں۔ رہا غناء و سماع کا مسئلہ اس کی تفصیل کتب فقہ وغیرہ میں دیکھنی چاہیئے۔ مزامیر و ملاہی کی حرمت پر تو صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے۔ البتہ نفس غناء کو ایک درجہ تک مباح کہتے ہیں اس کی قیود و شروط بھی کتابوں میں دیکھ لی جائیں صاحب روح المعانی نے آیت ہذا کے تحت میں مسئلہ غناء و سماع کی تحقیق نہایت شرح و بسط سے کی ہے۔ فلیراجع۔ ف۴ یعنی غرور و تکبر سے ہماری آیتیں سننا نہیں چاہتا۔ بالکل بہرا بن جاتا ہے ف۵ یعنی کوئی قوت اس کو ایفاء سے وعدہ سے روک نہیں سکتی، نہ کسی سے بے موقع وعدہ کرتا ہے۔

موضح قرآن ف حضرت لقمان غلام تھے حبشی حضرت داؤد کے وقت میں اللہ نے ان کو حکمت دی یعنی عقل کی راہ سے وہ باتیں کر لیں جو موافق ہوں پیغمبروں کے حکم کے۔ ف یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق دکھایا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی اللہ صاحب نے شرک سے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرما دیا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا۔ حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف اس لفظ کی تفسیر سورۂ "رعد" کے شروع میں گذر چکی۔ ف یعنی سمندر کی موجوں اور سخت ہوا کے جھٹکوں سے یا دوسرے اسباب طبیعیہ سے مرتعش ہو کر جھک نہ پڑے، اس کا انتظام بڑے بڑے پہاڑ قائم کر کے کر دیا گیا۔ سورۂ نحل کے اوائل میں یہ مضمون گذر چکا ہے۔ باقی پہاڑوں کے پیدا کرنے کی حکمت کچھ اسی میں منحصر نہیں۔ دوسرے فوائد اور حکمتیں ہوں گی جو اللہ کو معلوم ہیں۔ ف یعنی ہر قسم کے پرُرونق، خوش منظر، اور نفیس، کارآمد درخت زمین سے اُگائے۔ سورۂ شعراء کے شروع میں اسی مضمون کی آیت گذر چکی ہے۔ ف جب نہیں دکھلا سکتے تو کس منہ سے اُن کو خدائی کا شریک اور معبودیت کا مستحق ٹھہراتے ہو۔ معبود تو وہ ہی ہو سکتا ہے جس کے قبضہ میں پیدا کرنا اور رزق پہنچانا سب کچھ ہو۔ یہاں ایک ذرہ کے پیدا کرنے کا اختیار نہیں۔ ف یعنی ان ظالموں کو سوچنے سمجھنے سے کچھ سروکار نہیں۔ اندھیرے میں پڑے بھٹک رہے ہیں۔ آگے شرک و عصیان کی تقبیح کے لئے حضرت لقمان کی نصیحتیں نقل فرماتے ہیں جو انہوں نے اللہ کی طرف سے دانائی پاکر اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ ف اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے۔ ہاں ایک پاکباز متقی انسان تھے جن کو حق تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عقل و فہم اور متانت و دانائی عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے عقل کی راہ سے وہ باتیں کہی ہیں جو پیغمبروں کے احکام و ہدایات کے موافق تھیں۔ اُن کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آتی ہیں۔ رب العزت نے ایک حصہ قرآن میں نقل فرما کر اُن کا مرتبہ اور بڑھا دیا۔ شاید مقصود یہ جتلانا ہو کہ شرک وغیرہ کا قبیح ہونا جس طرح فطرت انسانی کی شہادت اور انبیاء کی وحی سے ثابت ہے دنیا کے منتخب عقلمند بھی اپنی عقل سے اُس کی تائید و تصدیق کرتے رہے ہیں۔ پس توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کرنا ضلال مبین نہیں تو اور کیا ہے۔ (تنبیہ) حضرت لقمان کہاں کے رہنے والے تھے اور کس زمانہ میں ہوئے؟ اس کی پوری تحقیق نہیں ہو سکی۔ اکثر کا قول ہے کہ حبشی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں ہوئے۔ اُن کے بہت قصے اور اقوال تفاسیر میں نقل کئے ہیں۔ فاللہ اعلم بصحتہا۔ ف یعنی اس احسان عظیم اور دوسرے احسانات پر منعم حقیقی کا شکر ادا کرنا اور حق ماننا ضروری ہے۔ لیکن واضح رہے کہ اس حق شناسی اور شکر گزاری سے خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جو کچھ فائدہ ہے خود شاکر کا ہے کہ دنیا میں مزید انعام اور آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے اگر ناشکری کی تو اپنا نقصان کرے گا اللہ تعالیٰ کو اس کے شکریہ کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اُس کی حمد و ثنا تو ساری مخلوق زبان حال سے کر رہی ہے اور بفرض محال کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو تب بھی وہ جامع الصفات اور منبع الکمالات ہونے کی بنا پر وہ بذاتِ خود محمود ہے کسی کے حمد و شکر کرنے یا نہ کرنے سے اُس کے کمالات میں ذرہ برابر کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ف معلوم نہیں بیٹا مشرک تھا؟ جس کو راہ راست پر لانا چاہتے تھے یا موحد تھا؟ جسے توحید پر خوب مضبوط کرنے اور جمائے رکھنے کی غرض سے یہ نصیحت فرمائی؟ ف اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق مختار کا درجہ دے دیا جائے اور اس سے زیادہ حماقت اور ظلم اپنی جان پر کیا ہوگا کہ اشرف المخلوقات ہو کر خسیس ترین اشیاء کے آگے سر عبودیت خم کر دے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ف یعنی ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں اٹھائے پھری، پھر وضع حمل کے بعد دو برس تک دودھ پلایا۔ اس دوران میں نہ معلوم کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر بچہ کی تربیت کی۔ اپنے آرام کو اس کے آرام پر قربان کیا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آدمی اوّلاً خدا تعالیٰ کا اور ثانیاً اپنے ماں باپ کا خصوصاً ماں کا حق پہچانے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ماں باپ کی خدمت و اطاعت میں بقدر استطاعت مشغول رہے جہاں تک اللہ کی نافرمانی نہ ہو کیونکہ اُس کا حق سب سے مقدم ہے اور اُسی کے سامنے سب کو حاضر ہونا ہے۔ انسان دل میں سوچے کہ کیا منہ لے کر وہاں جائے گا۔ (تنبیہ) دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دو سال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں اُن کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔ جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "شریک نہ مان جو تجھے معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے"۔ ف یعنی دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا نہ مان۔ ہاں دنیوی معاملات میں اُن کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔ اسی مضمون کی آیت سورۂ عنکبوت میں گذر چکی۔ وہاں کا فائدہ دیکھ لیا جائے۔ ف یعنی پیغمبروں اور مخلص بندوں کی راہ پر چل، دین کے خلاف ماں باپ کی تقلید یا اطاعت مت کر۔ منزل ۵

عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ
بنے اُسے دیکھتے ہو اور ڈالے زمین پر بوجھ کہ تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور بکھیرے
ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو ف اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ تم کو لے کر جھک نہ پڑے ف اور بکھیرے
فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا
اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں
دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر اُگائے زمین میں
مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ
ہر قسم کے جوڑے خاصے یہ کچھ بنایا ہے اللہ کا اب دکھاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے جو
ہر قسم کے جوڑے خاصے ف یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے جو
مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ ع ۱ ۱۱ ۱۰
اس کے سوا ہیں کوئی نہیں پر بے انصاف صریح بھٹکے ہیں اور ہم نے دی ہے لقمان کو
اس کے سوا ہیں ف کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں ف اور ہم نے دی لقمان کو
الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ
عقلمندی کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی حق مانے گا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی
عقلمندی ف کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی
كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ
منکر ہوگا تو اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں سراہا ف اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب
منکر ہوگا تو اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا ف اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اُس
يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا
اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے اور ہم نے تاکید کیا
کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا ف بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے ف اور ہم نے تاکید
الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ
انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا اس کا ہے
کردی انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھڑانا ہے
فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ وَإِنْ
دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے ف اور اگر
اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے ف اور اگر
جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا
وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس پر کہ شریک مان میرا جو تجھ کو معلوم نہیں تو اُن کا کہنا نہ مانیو
وہ دونوں تجھ سے اڑیں اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو اُنکا کہنا مت مان ف
وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ
اور ساتھ دے اُن کا دنیا میں دستور سے اور راہ چل اُس کی جو رجوع ہوا میری طرف
اور ساتھ دے اُن کا دنیا میں دستور کے موافق ف اور راہ چل اُس کی جو رجوع ہوا میری طرف ف

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ شریک۔ نہ مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے۔ ف۲ نماز کے ساتھ زکوٰۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے۔ ف۳ گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھ
از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر اولاد اور والدین سب کو پتہ لگ جائے گا کہ کس کی زیادتی یا تقصیر تھی۔ (تنبیہ) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ سے یہاں تک حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ پہلے لقمان کی وصیت بیٹے کو تھی۔ اور آگے بھی يٰبُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ سے انہی وصیت کا سلسلہ ہے۔ درمیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک مزدوری تنبیہ فرمادی یعنی شرک اتنی سخت قبیح چیز ہے کہ ماں باپ کے مجبور کرنے پر بھی اختیار نہیں کیا جاسکتا حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "لقمان نے بیٹے کو باپ کا حق نہ جتلایا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کی نصیحت سے پیچھے اور دوسری نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمادیا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا۔ باقی پیغمبر یا مرشد و ہادی کا حق بھی حق اللہ کے ذیل میں سمجھو کہ وہ اسی کے نائب ہوتے ہیں" (موضح بتغییر یسیر) ف۲ یعنی کوئی چیز یا کوئی خصلت اچھی یا بری اگر رائی کے دانہ کے برابر چھوٹی ہو اور فرض کرو پتھر کی کسی سخت چٹان کے اندر یا آسمانوں کی بلندی پر یا زمین کی تاریک گہرائیوں میں رکھی ہو وہ بھی اللہ سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ جب وقت آئے گا وہاں سے لا حاضر کرے گا اس لئے آدمی کو چاہیے کہ عمل کرتے وقت یہ بات پیش نظر رکھے کہ ہزار پردوں میں بھی جو کام کیا جائے گا، اللہ کے سامنے ہے۔ چنانچہ نیکی یا بدی کیسی ہی چھپ کر کی جائے کس کا اثر ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے جسے اہل نظر بے تکلف محسوس کر لیتے ہیں۔ ف۳ یعنی خود اللہ کی توحید اور بندگی پر قائم ہو کر دوسروں کو بھی نصیحت کر کہ بھلی بات سیکھیں اور برائی سے رکیں۔ ف۴ یعنی دنیا میں جو سختیاں پیش آئیں جن کا پیش آنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اغلب ہے ان کو تحمل اور اولوالعزمی سے برداشت کر۔ شدائد سے گھبرا کر ہمت ہار دینا حوصلہ مند بہادروں کا کام نہیں۔ ف۵ یعنی غرور سے مت دیکھ۔ اور لوگوں کو حقیر سمجھ کر متکبروں کی طرح بات نہ کر۔ بلکہ خندہ پیشانی سے مل۔ ف۶ یعنی اترانے اور شیخیاں مارنے سے آدمی کی کچھ عزت نہیں بڑھتی، بلکہ ذلیل و حقیر ہوتا ہے سامنے نہیں تو پیچھے لوگ برا کہتے ہیں۔ ف۷ یعنی تواضع، متانت اور میانہ روی کی چال اختیار کر بے ضرورت مت بول، کلام کرتے وقت حد سے زیادہ نہ چلا۔ اگر اونچی آواز سے بولنا ہی کوئی کمال ہوتا تو گدھے کی آواز پر خیال کرو، وہ بہت زور سے آواز نکالتا ہے، مگر کس قدر کریہہ و کرخت ہوتی ہے۔ بہت زور سے بولنے میں بسا اوقات آدمی کی آواز بھی ایسی ہی بے ڈھنگی اور بے سری ہو جاتی ہے (ربط) لقمان کا کلام یہاں تک تمام ہوا۔ آگے پھر اصل مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال اور احسان و انعام یاد دلا کر توحید وغیرہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ ف۸ یعنی آسمان و زمین کی کل مخلوق تمہارے کام میں لگا دی ہے پھر تم اس کے کام میں کیوں نہیں لگتے۔ ف۹ کھلی نعمتیں وہ جو حواس سے مدرک ہوں یا بے تکلف سمجھ میں آجائیں چھپی وہ جو عقلی غور و فکر سے دریافت کی جائیں۔ یا ظاہری سے مادی و معاشی اور باطنی سے روحانی و معادی نعمتیں مراد ہوں۔ گویا پیغمبر بھیجنا کتاب اتارنا، نیکی کی توفیق دینا، سب باطنی نعمتیں ہوں گی واللہ اعلم۔ ف۱۰ یعنی ایسے کھلے ہوئے انعام و احسان کے باوجود بعض لوگ آنکھیں بند کر کے اللہ کی وحدانیت میں یا اس کی شئون و صفات میں یا اس کے احکام و شرائع میں جھگڑتے ہیں اور محض بے سند جھگڑتے ہیں۔ نہ کوئی علمی اور عقلی اصول ان کے پاس ہے نہ کسی ہادی برحق کی ہدایت، نہ کسی مستند اور روشن کتاب کا حوالہ محض باپ دادوں کی اندھی تقلید ہے جس کا ذکر اگلی آیت میں آتا ہے۔ (تنبیہ) ترجمہ سے یوں مترشح ہوتا ہے کہ غالباً مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "علم" سے عقلی طور پر سمجھنا مراد لیا ہے اور "ہدیٰ" سے ایک طرح کی بصیرت مراد لی ہے جو سلامتی ذوق و وجدان اور ممارست عقل و فکر سے ناشی ہوتی ہے مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو نہ معمولی سمجھ ہے نہ وجدانی بصیرت حاصل ہے نہ روشن کتاب یعنی نقلی دلیل رکھتے ہیں یہ معنی بہت لطیف ہیں۔ ہم نے آیت کی جو تقریر اختیار کی محض تسہیل کی غرض سے کی ہے۔

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ يٰبُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ
پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر میں جتا دونگا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱ اے بیٹے اگر کوئی چیز ہووے
پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱ اے بیٹے اگر کوئی چیز ہو

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمٰوٰتِ أَوْ
برابر رائی کے دانے کے پھر رہی ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا
برابر رائی کے دانے کی پھر وہ ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا

فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ○ يٰبُنَيَّ أَقِمِ
زمین میں لا حاضر کرے اس کو اللہ بے شک اللہ چھپے جانتا ہے خبردار اے بیٹے کھڑی رکھ
زمین میں لا حاضر کرے اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے ف۲ اے بیٹے قائم رکھ

الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا
نماز اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور سہار جو
نماز اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے ف۳ اور تحمل کر جو

أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ○ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ
تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں حکمت کے کام ف۲ اور اپنے گال نہ پھلا
تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام ف۴ اور اپنے گال مت پھلا

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ
لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اتراتا بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا
لوگوں کی طرف ف۵ اور مت چل زمین پر اتراتا بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا

فَخُورٍ ○ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ
بڑائیاں کرنے والا ف۳ اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر اپنی آواز بے شک
بڑائیاں کرنے والا ف۶ اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی بے شک

ع ۸ / ۱۱ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ○ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي
بری سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام لگائے تمہارے جو کچھ ہیں
بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے ف۷ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کام میں لگائے تمہارے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ
آسمان و زمین میں اور بھر دیں تم کو اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی
جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں ف۸ اور پوری کر دیں تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی ف۹

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتٰبٍ
اور ایک آدمی وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں نہ سوجھ نہ کتاب
اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں نہ سوجھ اور نہ روشن

مُنِيرٍ ○ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
چمکتی اور جب ان کو کہیے چلو اس حکم پر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے
کتاب ف۱۰ اور جب ان کو کہیے چلو اس حکم پر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○

اپنے باپ دادوں کو۔ بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو اُن کو دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی

پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو۔ بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو اُن کو دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی ف۱

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اُس نے پکڑ

اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اُس نے پکڑ لیا مضبوط

الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ

محکم پکڑا اور اللہ کی طرف آخر ہر کام کا اور جو کوئی منکر ہو تو تو غم نہ کھا اُس کے انکار سے

کڑا ف۲ اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا ف۳ اور جو کوئی منکر ہوا تو تو غم نہ کھا اُس کے انکار سے

اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

ہمارے یہاں پھر آنا ہے اُن کو پھر ہم جتا دیں گے اُن کو جو انھوں نے کیا ہے مقرر اللہ جانتا ہے جو بات ہے جیوں میں

ہماری طرف پھر آنا ہے اُن کو پھر ہم جتلا دیں گے اُن کو جو انھوں نے کیا ہے۔ البتہ اللہ جانتا ہے جو باتیں ہیں دلوں میں ف۴

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ

کام چلا دیں گے ہم اُن کا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلاویں گے اُن کو گاڑھی مار کی طرف اور جو تو پوچھے اُن سے

کام چلا دیں گے ہم اُن کا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائیں گے اُن کو گاڑھے عذاب میں ف۵ اور اگر تو پوچھے اُن سے

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ

کس نے بنائے آسمان و زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر

کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بہت لوگ وہ سمجھ نہیں رکھتے اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں بے شک اللہ ہی ہے

وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۶ اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں بے شک اللہ

هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ○ وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ

بے پروا سب خوبیوں سراہا اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں اور

وہی ہے بے پروا سب خوبیوں والا ف۷ اور اگر جتنے درخت ہیں زمین میں قلم ہوں اور

الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

سمندر اُس کی سیاہی اُس کے پیچھے سات سمندر نہ نبڑیں باتیں اللہ کی بے شک اللہ

سمندر ہو اُس کی سیاہی اُس کے پیچھے ہوں سات سمندر نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی بے شک اللہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

زبردست ہے حکمتوں والا تم سب کا بنانا اور مرے پر جلانا وہی جیسا ایک جی کا بے شک اللہ

زبردست ہے حکمتوں والا ف۸ تم سب کا بنانا اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا ف۹ بے شک اللہ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

سنتا ہے دیکھتا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ پیٹھاتا ہے رات کو دن میں اور پیٹھاتا ہے دن کو

سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ف۱۰ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو

ف۱ یعنی اگر شیطان تمھارے باپ دادوں کو دوزخ کی طرف لئے جارہا ہو، تب بھی تم اُن کے پیچھے چلوگے؟ اور جہاں وہ گریں گے وہیں گروگے؛ ف۲ یعنی جس نے اخلاص کے ساتھ نیکی کا رستہ اختیار کیا اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا، سمجھو کہ اُس نے بڑا مضبوط حلقہ ہاتھ میں تھام لیا ہے۔ جب تک یہ کڑا پکڑے رہے گا، گرنے یا چوٹ کھانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ ف۳ یعنی جس نے یہ کڑا مضبوط تھامے رکھا وہ آخر اس کے سہارے سے اللہ تک پہنچ جائے گا اور خدا اُس کا انجام درست کر دے گا۔ ف۴ یعنی تم اپنا علاقہ خدا تعالیٰ سے جوڑے رکھو، کسی کے انکار و تکذیب کی پروا نہ کرو۔ منکرین کو بھی بالآخر ہمارے ہاں آنا ہے۔ اُس وقت سب کیا دھرا سامنے آجائے گا۔ کسی جرم کو اللہ سے چھپا نہ سکیں گے وہ تو دلوں تک کے راز جانتا ہے، سب کھول کر رکھ دے گا۔ ف۵ یعنی تھوڑے دن کا عیش اور بے فکری ہے مہلت ختم ہونے پر سخت سزا کے نیچے کھنچے چلے آئیں گے مجال ہے کہ چھوٹ کر بھاگ جائیں؟ ف۶ یعنی الحمد للہ اتنا تو زبان سے اعتراف کرتے ہو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا بجز اللہ کے کسی کا کام نہیں۔ پھر اب کونسی خوبی رہ گئی جو اُس کی ذات میں نہ ہو۔ کیا ان چیزوں کا پیدا کرنا اور ایک خاص محکم نظام پر چلانا بدون اعلیٰ درجہ کے علم و حکمت اور زور و قدرت کے ممکن ہے؟ لامحالہ "خالق السمٰوات والارض" میں تمام کمالات تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اور یہ بھی اسی کی قدرت کا ایک نمونہ ہے کہ تم جیسے منکرین سے اپنی عظمت و قدرت کا اقرار کرا دیتا ہے جس کے بعد تم ملزم ٹھہرتے ہو کہ جب تمھارے نزدیک خالق تنہا وہ ہے تو معبود دوسرے کیوں کر بن گئے۔ بات تو صاف ہے پر بہت لوگ نہیں سمجھتے اور یہاں پہنچ کر اٹک جاتے ہیں۔ ف۷ یعنی جس طرح آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے ایسے ہی آسمان و زمین میں جو چیزیں موجود ہیں سب بلا شرکت غیرے اسی کی مخلوق و مملوک اور اسی کی طرف محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ وجود اور توابع وجود یعنی جملہ صفات کمالیہ کا مخزن و منبع اسی کی ذات ہے۔ اُس کا کوئی کمال دوسرے سے مستفاد نہیں۔ وہ بالذات سب عزتوں اور خوبیوں کا مالک ہے پھر اُسے کسی کی کیا پروا ہوتی؟ ف۸ یعنی اگر تمام دنیا کے درختوں کو تراش کر قلم بنا لیں اور موجودہ سمندر کی سیاہی تیار کی جائے، پھر پیچھے سے سات سمندر اور اُس کی کمک پر آجائیں اور فرض کرو تمام مخلوق اپنی اپنی بساط کے موافق لکھنا شروع کرے، تب بھی اُن باتوں کو لکھ کر تمام نہ کر سکیں گے جو حق تعالیٰ کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ لکھنے والوں کی عمریں تمام ہو جائیں گی قلم گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گے، سیاہی ختم ہو جائے گی پر اللہ کی تعریفیں اور اُس کی خوبیاں ختم نہ ہوں گی بھلا محدود و متناہی قوتوں سے لامحدود اور غیر متناہی کا سرانجام کیوں کر ہو۔ اَللّٰھُمَّ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ف۹ یعنی سارے جہان کا پیدا کرنا اور ایک آدمی کا پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے لئے دونوں برابر ہیں۔ نہ اس میں کچھ وقت نہ اُس میں کچھ تعب۔ ایک "کُنْ" سے جو چاہے کر ڈالے اور لفظ "کُنْ" کہنے پر بھی موقوف نہیں۔ یہ ہم کو سمجھانے کا ایک عنوان ہے بس اُدھر ارادہ ہوا اِدھر وہ چیز موجود۔ ف۱۰ یعنی جس طرح ایک آواز کا سننا اور بیک وقت تمام جہان کی آوازوں کو سننا، یا ایک چیز کا دیکھنا اور بیک وقت تمام جہان کی چیزوں کو دیکھنا، اُس کے لئے برابر ہے۔ ایسے ہی ایک آدمی کا مارنا جلانا اور سارے جہان کا مارنا جلانا اُس کی قدرت کے سامنے یکساں ہے۔ پھر دوبارہ جلانے کے بعد بیک وقت تمام اولین و آخرین کے اگلے پچھلے اعمال کا رتی رتی حساب چکا دینے میں بھی اُسے کوئی دقت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمارے تمام اقوال کو سنتا اور تمام افعال کو دیکھتا ہے۔ کوئی چھپی کھلی بات وہاں پوشیدہ نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ٹھہرا وعدہ قیامت ہے یا ہر ایک کا دور۔ ف۲ کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر زرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر ہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر۔ ف۳ یعنی شیطان دھوکہ دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکاوے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ

رات میں اور کام میں لگائے ہیں سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہرے ہوئے وعدہ تک اور

رات میں اور کام میں لگا دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک ف۱ اور

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

یہ کہ اللہ خبر رکھتا ہے جو کرتے ہو ف یہ اس پر کہ کہ اللہ وہی ٹھیک ہے اور جو

یہ کہ اللہ خبر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو ف۲ یہ اس لئے کہا کہ اللہ وہی ہے ٹھیک اور جس کسی کو

ع ۱۱ ۱۲ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ ع

پکارتے ہیں اُس کے سوا سو وہی جھوٹ ہے اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا

پکارتے ہیں اس کے سوائے سو وہی جھوٹ ہے ف۳ اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر بڑا ف۴

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ

تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر کہ دکھاوے تم کو کچھ اپنی قدرتیں

تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تا کہ دکھلائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں ف۵

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ

البتہ اس میں پتے ہیں ہر ٹھہرنے والے حق بوجھنے والے کو اور جب سر پر آوے اُن کے لہر

البتہ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنے والے احسان ماننے والے کے واسطے ف۶ اور جب سر پر آئے اُن کے موج

كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ

جیسے بدلیاں پکاریں اللہ کو نری کر کر اسی کو بندگی پھر جب بچا دیا اُن کو جنگل کی طرف

جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کر اسی کے لئے بندگی ف۷ پھر جب بچا دیا اُن کو جنگل کی طرف

فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

تو کوئی ہوتا ہے اُن میں بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ بوجھنے والے

تو کوئی ہوتا ہے اُن میں بیچ کی چال پر ف۸ اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ف۹

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ

لوگو بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو اُس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی باپ

اے لوگو بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے

وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

اپنے بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آوے اپنے باپ کی جگہ کچھ بے شک اللہ کا وعدہ

بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی ف۱۰ بے شک اللہ کا وعدہ

حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکاوے دنیا کا جینا اور نہ دھوکا دے اللہ کے نام سے وہ دغاباز ف۳

ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی زندگانی اور نہ دھوکا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز ف۱۱

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي

اللہ جو ہے اسی پاس ہے قیامت کی خبر اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے

ف۱ "مقرر وقت" سے قیامت مراد ہے یا چاند سورج میں سے ہر ایک کا دورہ۔ کیونکہ ایک دورہ پورا ہونے کے بعد گویا از سر نو چلنا شروع کرتے ہیں۔ ف۲ یعنی جو قوت رات کو دن اور دن کو رات کرتی، اور چاند سورج جیسے کرات عظیمہ کو ادنیٰ مزدور کی طرح کام میں لگائے رکھتی ہے۔ اُسے تمہارا مرے پیچھے زندہ کر دینا کیا مشکل ہوگا۔ اور جب ہر ایک چھوٹے بڑے عمل سے پوری طرح باخبر ہے تو حساب کتاب میں کیا دشواری ہوگی۔ ف۳ یعنی حق تعالیٰ کی یہ شئون عظیمہ اور صفات قاہرہ اس لئے ذکر کی گئیں کہ سننے والے سمجھ لیں کہ ایک خدا کو ماننا اور صرف اُس کی عبادت کرنا ہی ٹھیک راستہ ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے یا کیا جائے باطل اور جھوٹ ہے۔ یا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا جو "اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ" سے سمجھ میں آتا ہے اور دوسروں کا باطل و ہالک الذات ہونا اس کو مستلزم ہے کہ اکیلے اُسی خدا کے واسطے یہ شئون و صفات ثابت ہوں، پھر جس کے لئے یہ شئون و صفات ثابت ہوں گی وہ ہی معبود بننے کا مستحق ہوگا۔ ف۴ لہٰذا بندہ کی انتہائی پستی اور تذلل (جس کا نام عبادت ہے) اُسی کے لئے ہونا چاہئے۔ ف۵ یعنی جہاز بھاری بھاری سامان اٹھا کر خدا کی قدرت اور فضل و رحمت سے کس طرح سمندر کی موجوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ ف۶ یعنی اس بحری سفر کے احوال و حوادث میں غور کرنا انسان کے لئے صبر و شکر کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ جب طوفان اٹھ رہے ہوں اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہو اُس وقت بڑے صبر و تحمل کا کام ہے اور جب اللہ نے اس کشمکش موت و حیات سے صحیح و سالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اُس کا احسان مانے۔ ف۷ اوپر دلائل و شواہد سے سمجھایا تھا کہ ایک اللہ ہی کا ماننا ٹھیک ہے اس کے خلاف سب باتیں جھوٹی ہیں۔ یہاں بتلایا کہ طوفانی موجوں میں گھر کر کٹر سے کٹر مشرک بھی بڑی عقیدت مندی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز یہی ہے باقی سب بناوٹ اور جھوٹے ڈھکوسلے ہیں۔ ف۸ یعنی جب خدا تعالیٰ طوفان سے نکال کر خشکی پر لے آیا۔ تو تھوڑے لوگ ہیں جو اعتدال و توسط کی راہ پر قائم رہیں ورنہ اکثر تو دریا سے نکلتے ہی شرارتیں شروع کر دیتے ہیں۔ مترجم رحمۃ اللہ نے "فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ" کا ترجمہ کیا "تو کوئی ہوتا ہے اُن میں بیچ کی چال پر" حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی جو حال خوف کے وقت تھا وہ تو کسی کا نہیں، مگر بالکل بھول بھی نہ جائے۔ ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر قدرت سے منکر ہوتے ہیں۔ اپنے بچ نکلنے کو تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح وغیرہ کی مدد پر۔ ف۹ یعنی ابھی تھوڑی دیر پہلے طوفان میں گھر کر جو قول و قرار اللہ سے کر رہے تھے سب جھوٹے نکلے۔ چند روز بھی اُس کے انعام و احسان کا حق نہ مانا۔ اس قدر جلد قدرت کی نشانیوں سے منکر ہو گئے۔ ف۱۰ طوفان کے وقت جہاز کے مسافروں میں سخت افراتفری ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں رہتا ہے۔ تاہم ماں باپ اولاد سے اور اولاد ماں باپ سے بالکل غافل نہیں ہو جاتی۔ ایک دوسرے کے بچانے کی تدبیر کرتا ہے بلکہ بسا اوقات والدین کی شفقت چاہتی ہے کہ ہو سکے تو بچہ کی مصیبت اپنے سر لے کر اُس کو بچا لیں لیکن ایک ہولناک اور ہوشربا دن آنے والا ہے جب ہر طرف نفسی نفسی ہوگی۔ اولاد اور والدین میں سے کوئی ایثار کر کے دوسرے کی مصیبت اپنے سر لینے کو تیار نہ ہوگا۔ اور تیار بھی ہو تو یہ تجویز چل نہ سکے گی۔ چاہئے کہ آدمی اُس دن سے ڈر کر غضب الٰہی سے بچنے کا سامان کرے۔ آج اگر سمندر کے طوفان سے بچ گئے تو کل اُس سے کیونکر بچوگے۔ ف۱۱ یعنی وہ دن یقیناً آ کر رہے گا یہ اللہ کا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ لہٰذا دنیا کی چند روزہ بہار اور چہل پہل سے دھوکا نہ کھاؤ کہ ہمیشہ اسی طرح رہے گی، اور یہاں آرام سے ہو تو وہاں بھی آرام کرو گے؟ نیز اس دغاباز شیطان کے اغوا سے ہشیار رہو جو اللہ کا نام لے کر دھوکا دیتا ہے، کہتا ہے میاں اللہ غفور رحیم ہے خوب گناہ سمیٹو، مزے اڑاؤ، بوڑھے ہو کر اکٹھی توبہ کر لینا۔ اللہ سب بخش دے گا۔ تقدیر میں اگر اس نے جنت لکھ دی ہے تو گناہ کتنے ہی ہوں ضرور پہنچ کر رہوگے اور دوزخ لکھی ہے تو کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ پھر کاہے کے لئے دنیا کا مزہ چھوڑا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اُترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان و زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اُٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ آ جاتا ہے جیسے بڑے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چلی وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی قیامت آکر رہے گی کب آئیگی؟ اس کا علم خدا کے پاس ہے۔ نہ معلوم کب یہ کارخانہ توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا جائے۔ آدمی دنیا کے باغ و بہار اور وقتی ترو تازگی پر ریجھتا ہے، کیا نہیں جانتا کہ علاوہ فانی ہونے کے فی الحال بھی یہ چیز اور اس کے اسباب سب خدا کے قبضہ میں ہیں۔ زمین کی ساری رونق اور مادی برکت (جس پر تمہاری خوش حالی کا مدار ہے) آسمانی بارش پر موقوف ہے۔ سال دو سال مینہ نہ برسے تو ہر طرف قحط کے آثار نظر آنے لگیں۔ سامان معیشت رہیں نہ اسباب راحت، پھر تعجب ہے کہ انسان دنیا کی زینت اور ترو تازگی پر فریفتہ ہو کر اُس ہستی کو بھول جائے جس نے اپنی باران رحمت سے اس کو ترو تازہ اور پُر رونق بنا رکھا ہے۔ علاوہ بریں کسی شخص کو کیا معلوم ہے کہ دنیا کے عیش و

الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي

جو ہے ماں کے پیٹ میں اور کوئی جی نہیں جانتا کیا کرے گا کل اور کوئی جی نہیں

ماں کے پیٹ میں اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا اور کسی جی کو

نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

جانتا کس زمین میں وہ مرے گا تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہے خبردار

خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے ع

سُورَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُونَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمٓ ۝ تَنزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ

اُتارنا کتاب کا ہے اس میں کچھ دھوکا نہیں جہان کے صاحب سے کیا کہتے ہیں

اُتارنا کتاب کا اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے ہے ف۱ کیا کہتے ہیں کہ

افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ

یہ باندھ لایا کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے کہ تو ڈر سناوے ایک قوم کو جنکو نہیں آیا کوئی ڈرانیوالا

یہ جھوٹ باندھ لایا ہے کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈر سنا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا

مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ

تجھ سے پہلے شاید وہ راہ پر آویں اللہ ہے جس نے بنائے آسمان و

تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں ف۲ اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور

الْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ

زمین اور جو ان کے بیچ ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر

زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر ف۳

مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ يُدَبِّرُ

کوئی نہیں تمہارا اس کے سوا حمایتی نہ سفارشی پھر کیا تم سوچ نہیں کرتے تدبیر سے

کوئی نہیں تمہارا اس کے سوائے حمایتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے ف۴ تدبیر سے اُتارتا ہے

الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ

اُتارتا ہے کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے اس کی طرف ایک دن میں

کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک دن میں جس کا

مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝ ذَٰلِكَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

جس کا ماپ ہزار برس ہیں تمہاری گنتی میں ف یہ ہے جاننے والا چھپے اور کھلے کا

پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں ف۵ یہ ہے جاننے والا چھپے اور کھلے کا

منزل ۵

آرام میں اس کا کتنا حصہ ہے۔ بہت سے لوگ کوشش کرکے اور ایڑیاں رگڑ کر مر جاتے ہیں لیکن زندگی بھر چین نصیب نہیں ہوتا۔ بہت ہیں جنہیں بے محنت دولت مل جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر بھی کوئی آدمی جو دین کے معاملہ میں تقدیر الٰہی پر بھروسہ کئے بیٹھا ہو دنیوی جدوجہد میں تقدیر پر قانع ہو کر ذرہ برابر کمی نہیں کرتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ تدبیر کرنی چاہئے کیونکہ اچھی تقدیر عموماً کامیاب تدبیر ہی کے ضمن میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہ علم خدا کو ہے کہ فی الواقع ہماری تقدیر کیسی ہوگی اور صحیح تدبیر بن پڑے گی یا نہیں۔ یہی بات اگر ہم دین کے معاملہ میں سمجھ لیں تو شیطان کے دھوکہ میں ہرگز نہ آئیں۔ بے شک جنت دوزخ جو کچھ ملے گی تقدیر سے ملے گی جس کا علم خدا کو ہے مگر عموماً اچھی یا بُری تقدیر کا چہرہ اچھی یا بُری تدبیر کے آئینہ میں نظر آتا ہے۔ اس لئے تقدیر کا حوالہ دے کر ہم تدبیر کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ یہ پتہ کسی کو نہیں کہ اللہ کے علم میں وہ سعید ہے یا شقی، جنتی ہے یا دوزخی، مفلس ہے یا غنی، لہٰذا ظاہری عمل اور تدبیر ہی وہ چیز ہوئی جس سے عادۃً ہم کو نوعیت تقدیر کا قدرے پتہ چل جاتا ہے۔ ورنہ یہ علم تو حق تعالیٰ ہی کو ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور پیدا ہونے کے بعد اس کی عمر کیا ہو، روزی کتنی ملے، سعید ہو یا شقی اسی کی طرف "وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ" میں اشارہ کیا ہے۔ رہا شیطان کا یہ دھوکہ کہ فی الحال تو دنیا کے مزے اڑاؤ پھر توبہ کرکے نیک بن جانا، اس کا جواب "وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا" میں دیا ہے۔ یعنی کسی کو خبر نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا؟ اور کچھ کر سکنے تک زندہ بھی رہے گا؟ کب موت آجائے گی اور کہاں آئے گی؟ پھر یہ غرور کیسے ہو کہ آج کی بدی کا تدارک کل نیکی سے ضرور کرے گا اور توبہ کی توفیق ضرور پائے گا؟ ان چیزوں کی خبر تو اسی علیم و خبیر کو ہے۔ (تنبیہ) یاد رکھنا چاہئے کہ مغیبات جنس احکام سے ہوں گی یا جنس اکوان سے، پھر اکوان غیبیہ زمانی ہیں یا مکانی اور زمانی کی باعتبار ماضی، مستقبل، حال کے تین قسمیں کی گئی ہیں ان میں سے احکام غیبیہ کا کلی علم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا گیا "فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ" الی آخر الآیۃ (جن۔ رکوع ۲) جس کی جزئیات کی تفصیل و تبویب اکیلائے امت نے کی۔ اور اکوان غیبیہ کی کلیات و اصول کا علم حق تعالیٰ نے اپنے ساتھ مختص رکھا۔ ہاں جزئیات منتشرہ پر بہت سے لوگوں کو حسب استعداد اطلاع دی۔ اور نبی کریم صلعم کو اس سے بھی اتنا وافر اور عظیم الشان حصہ ملا جس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم اکوان غیبیہ کا علم کلی ربّ العزت ہی کے ساتھ مختص رہا۔ آیت ہذا میں جو پانچ چیزیں مذکور ہیں احادیث میں اُن کو مفاتیح الغیب فرمایا ہے جن کا علم (یعنی علم کلی) بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ فی الحقیقت ان پانچ چیزوں میں کل اکوان غیبیہ کی انواع کی طرف اشارہ ہو گیا "بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ" میں غیوب مکانیہ "مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا" میں زمانیہ مستقبلہ "مَا فِي الْأَرْحَامِ" میں زمانیہ حالیہ اور "يُنَزِّلُ الْغَيْثَ" میں غالباً زمانیہ ماضیہ پر تنبیہ ہے۔ یعنی بارش آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں کہ پہلے سے کیا ایسے اسباب فراہم ہو رہے تھے کہ ٹھیک اسی وقت اسی جگہ اسی مقدار میں بارش ہوئی۔ ماں بچہ کو پیٹ میں لئے پھرتی ہے پر اُسے پتہ نہیں کہ پیٹ میں کیا چیز ہے لڑکا یا لڑکی؟ انسان واقعات آئندہ پر حاوی ہونا چاہتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ کل میں خود کیا کام کروں گا؟ میری موت کہاں واقع ہوگی؟ اس جہل و بیچارگی کے باوجود تعجب ہے کہ دنیوی زندگی پر مفتوں ہو کر خالق حقیقی کو اور اُس دن کو بھول جائے جب پروردگار کی عدالت میں کشاں کشاں حاضر ہونا پڑے گا۔ بہرحال ان پانچ چیزوں کے ذکر سے تمام اکوان غیبیہ کے علم کلی کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ حصر مقصود نہیں اور مثالاً ذکر میں ان پانچ کی تخصیص اس لئے ہوئی کہ ایک سائل نے سوال ان ہی پانچ باتوں کی نسبت کیا تھا جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کما فی الحدیث۔ پہلے سورۂ انعام اور سورۂ نمل میں بھی ہم علم غیب کے متعلق کچھ لکھ چکے ہیں۔ ایک نظر ڈال لی جائے۔ تم سورۃ لقمان بمنہ وکرمہ۔

ف۱ بلا شبہ یہ کتاب مقدس رب العالمین نے اُتاری ہے، اس میں کچھ دھوکا ہے نہ شک و شبہ کی گنجائش۔ ف۲ یعنی جس کتاب کا معجز اور من اللہ ہونا اس قدر واضح ہے کہ شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں، کیا اُس کی نسبت کفار کہتے ہیں کہ پیغمبر اپنی طرف سے گھڑ لایا ہے اور معاذ اللہ جھوٹ طوفان خدا کی طرف نسبت کرتا ہے؟ حد ہو گئی جب ایسی روشن چیز میں بھی شبہات پیدا کئے جانے لگے۔ ذرا غور و انصاف کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ یہ کتاب ٹھیک پروردگار عالم کی طرف سے آئی ہے۔ "تا اس کے ذریعہ سے آپ اس قوم کو بیدار کریں اور راہ راست پر لانے کی کوشش کریں جن کے پاس قرنوں سے کوئی بیدار کرنے والا پیغمبر نہیں آیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ آدمی اپنی طرف سے وہ چیز بنا کر لاتا ہے یا بنا سکتا ہے جس کی کوئی نظیر یا زبردست خواہش اُس کے ماحول میں پائی جاتی ہو۔ کسی ملک میں ایسی بات خود منہ سے نکال دینا جو اُن کی سینکڑوں برس کی راسخ شدہ ذہنیت اور مذاق کے یکسر مخالف ہو اور جس کے قبول کی ادنیٰ ترین استعداد بھی بظاہر نہ پائی جائے کسی عاقل کا کام نہیں ہو سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ کسی کو مامور کرے وہ الگ بات ہے۔ پس نبی اُمی (بقیہ ص ۵۳۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا اِنَّ عِبَادِی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھو کہ اللہ کی جان جان ہو تو وہ کسی کے بدن میں ہو تو ترکیب آئی ہو ذات پاک کہاں رہی۔ ف۲ یعنی تم آپ کو معدوم سمجھتے ہو کہ خاک میں رل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتی ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

تفسیر صفحہ ہذا ف۱ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا افضل الناس ہونا ان کو بھی تسلیم کرنا پڑا ہے جو آپ کو (معاذ اللہ) مفتری کہتے ہیں اگر کوئی بات بناکر لاتے تو یقیناً ایسی لاتے جو عرب کی اُس فضا کے مناسب اور عام جذبات کے موافق ہوتی اور جس کو کوئی شہرت ان کے گرد و پیش پایا جاتا۔ یہ ہی بات ایک انصاف پسند کو یقین دلا سکتی ہے کہ وہ خود اپنی ذاتی خواہش سے کھڑے نہیں ہوئے اور نہ جو پیغام لائے وہ اُن کا تصنیف کیا ہوا تھا۔ ف۲ اس کا بیان سورۂ اعراف میں آٹھویں پارہ کے اختتام کے قریب گذر چکا۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف۳ یعنی دھیان نہیں کرتے کہ اُس کے پیغام اور پیغامبر کو جھٹلا کر کہاں جاؤ گے۔ تمام زمین و آسمان بلکہ عرش سے فرش تک اللہ کی حکومت ہے۔ اگر پکڑے گئے تو اُس کی

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ
زبردست رحم والا　جس نے خوب بنائی　جو چیز بنائی　اور شروع کی
زبردست رحم والا　جس نے خوب بنائی　جو چیز بنائی　اور شروع کی انسان
الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ○ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ○
انسان کی پیدائش ایک گارے سے　پھر بنائی اس کی اولاد نچوڑے　پانی　بے قدر سے
کی پیدائش　ایک گارے سے　پھر بنائی اس کی اولاد　نچوڑے ہوئے بے قدر پانی سے ف۳
ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ
پھر اُس کو برابر کیا اور پھونکی اس میں اپنی جان میں سے　اور بنا دیئے تم کو کان اور آنکھیں اور
پھر اس کو برابر کیا ف۴ اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان ف۵ اور بنا دیئے تمہارے کان اور آنکھیں اور
الْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ○ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا
دل　تم تھوڑا　شکر کرتے ہو ف۶　اور کہتے ہیں کیا جب ہم رل گئے　زمین میں کیا ہم کو
دل　تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ف۶　اور کہتے ہیں کیا جب ہم رل گئے　زمین میں کیا ہم کو
لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ○ قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ
نیا بننا ہے　کوئی نہیں وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں　تو کہہ بھر لیتا ہے تم کو
نیا بننا ہے ف۷　کچھ نہیں وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں ف۸　تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو
مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ○ وَلَوْ تَرَىٰ
فرشتہ　موت کا　جو تم پر　تعین ہے　پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۲　اور کبھی تو دیکھے
فرشتہ　موت کا　جو تم پر　مقرر ہے　پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۹　اور کبھی تو دیکھے
إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا
جس وقت منکر　سر ڈالے ہوں گے　اپنے رب کے پاس　اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا
جس وقت کہ منکر　سر جھکائے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے ف۱۰　اے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا
فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ○ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ
اب ہم کو پھر بھیج　ہم کریں بھلائی　ہم کو یقین آیا　اور اگر ہم چاہتے　تو دیتے ہر جی کو
اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں نیک کام ہم کو یقین آ گیا ف۱۱　اور اگر ہم چاہتے　تو سمجھا دیتے ہر جی کو
هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ
سوجھ　اس کی راہ کی لیکن ٹھیک پڑی میری کہی بات مجھ کو بھرنی ہے　دوزخ جنوں سے　اور آدمیوں سے
اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ مجھ کو بھرنی ہے دوزخ　جنوں سے اور آدمیوں سے
أَجْمَعِينَ ○ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ وَ
اکٹھے　سو اب چکھو مزہ جیسے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کا ملنا　ہم نے بھلا دیا تم کو　اور
اکٹھے ف۱۲　سو اب چکھو مزہ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے آنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تم کو ف۱۳　اور
ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ
چکھو　مار　سدا کی　بدلہ اپنے کئے کا　ہماری باتوں کو مانتے　وہ ہیں
چکھو　عذاب　سدا کا　عوض اپنے کئے کا ف۱۴　ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ

منزل ۵

اجازت و رضا کے بدون کوئی حمایت اور سفارش کرنے والا بھی نہ ملے گا۔ ف۴ بڑے کام اور اہم انتظامات کے متعلق عرش عظیم سے مقرر ہو کر نیچے حکم اترتا ہے سب اسباب حسی و معنوی ظاہری و باطنی آسمان و زمین سے جمع ہو کر اُس کے انصرام میں لگ جاتے ہیں۔ آخر وہ کام اور انتظام اللہ کی مشیت و حکمت سے مدتوں جاری رہتا ہے پھر زمانہ دراز کے بعد اٹھ جاتا ہے۔ اُس وقت اللہ کی طرف سے دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں رہا یا کسی بڑی قوم میں سرداری جو نسلوں تک چلی۔ وہ ہزار برس اللہ کے ہاں ایک دن ہے (موضح بتغییر یسیر) مجاہد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہزار سال کے انتظامات و تدابیر فرشتوں کو القا کر دیتا ہے اور یہ اُس کے ہاں ایک دن ہے۔ پھر فرشتے جب اُنھیں انجام دے کر فارغ ہو جاتے ہیں آئندہ ہزار سال کے انتظامات القا فرما دیتا ہے۔ یہ ہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ بعض مفسرین آیت کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اللہ کا حکم آسمانوں کے اوپر سے زمین تک آتا ہے پھر جو کارروائیاں اُس کے متعلق یہاں ہوتی ہیں وہ دفتر اعمال میں درج ہونے کے لئے اوپر چڑھتی ہیں جو ساتوں آسمان دنیا کے محدب پر واقع ہے۔ اور زمین سے وہاں تک کا فاصلہ آدمی کی متوسط رفتار سے ایک ہزار سال کا ہے جو خدا کے ہاں ایک دن قرار دیا گیا۔ مسافت تو اتنی ہے یہ جدا گانہ بات ہے کہ فرشتہ ایک گھنٹہ یا اس سے بھی کم میں قطع کرے۔ بعض مفسرین یوں تقریر کرتے ہیں کہ ایک کام اللہ تعالیٰ کو کرنا ہے تو اُس کے مبادی و اسباب کا سلسلہ ہزار سال پہلے سے شروع کر دیتے ہیں۔ پھر وہ حکمت بالغہ کے مطابق مختلف ادوار میں گذرتا اور مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا بتدریج اپنے انتہائے کمال کو پہنچتا ہے۔ اس وقت جو نتائج و آثار اُس کے ظہور پذیر ہوتے ہیں بارگاہ ربوبیت میں پیش ہونے کے لئے چڑھتے ہیں۔ بعض کے نزدیک "یوم" سے یوم قیامت مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین تک تمام دنیا کا بندوبست کرتا ہے۔ پھر ایک وقت آئے گا جب یہ سارا قصہ ختم ہو کر اللہ کی طرف لوٹ جائے گا اور آخری فیصلہ کے لئے پیش ہو گا اُس کو قیامت کہتے ہیں۔ قیامت کا دن ہزار سال کی برابر ہے۔ بہرحال "فِي يَوْمٍ" کو بعض نے "يُدَبِّرُ" کے اور بعض نے "يَعْرُجُ" کے متعلق کیا ہے اور بعض نے تنازع فعلین مانا ہے۔ واللہ اعلم۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی ایسے اعلیٰ اور عظیم الشان انتظام و تدبیر کا قائم کرنا اُسی پاک ہستی کا کام ہے جو ہر ایک ظاہر و پوشیدہ کی خبر رکھے "زبردست اور مہربان ہو"۔ ف۲ یعنی نطفہ جو بہت سی غذاؤں کا نچوڑ ہے۔ ف۳ یعنی شکل، صورت، اعضاء موزون و متناسب رکھے۔ ف۴ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جو مخلوق ہے اُسی کا مال ہے مگر جس کی عزت بڑھائی اُس کو اپنا کہا جیسے فرمایا" اِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ" حالانکہ سب خدا کے بندے ہیں کما قال "اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا" سو انسان کی جان عالم غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی۔ اُس کو اپنا کہا۔ ورنہ اللہ کی جان کا اگر وہ مطلب لیا جائے جو مثلاً آدمی کی جان کا لیتے ہیں تو چاہے جان کسی بدن میں ہو' بدن ہو تو ترکیب آئی" ترکیب آئی تو حدوث آیا۔ ذات پاک کہاں رہی (موضح بتغییر) ف۵ ان نعمتوں کا شکریہ تھا کہ آنکھوں سے اُس کی آیات تکوینیہ کو بنظر امتحان دیکھتے۔ کانوں سے آیات تنزیلیہ کو توجہ و شوق کے ساتھ سنتے۔ دل سے دونوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کی کوشش کرتے پھر سمجھ کر اُس پر عامل ہوتے۔ مگر تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔ ف۶ یعنی اس پر غور نہ کیا کہ اللہ نے اُن کو اول مٹی سے پیدا کیا ہے۔ آ لگے شبہات نکالنے کہ مٹی میں مل جانے کے بعد ہم دوبارہ کس طرح بنائے جائیں گے۔ اور شبہ یا استبعاد ہی نہیں بلکہ صاف طور پر یہ لوگ بعث بعد الموت سے منکر ہو گئے۔ ف۷ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی تم آپ کو معدوم سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہو گئے۔ ایسا نہیں۔ تم حقیقت میں جان ہو۔ جسے فرشتے لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے۔ (موضح) ف۸ یعنی ذلت و ندامت سے محشر میں ف۹ یعنی ہمارے کان اور آنکھیں کھل گئیں۔ پیغمبر جو باتیں فرمایا کرتے تھے اُن کا یقین آ گیا۔ بلکہ آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ ایمان اور عمل صالح ہی خدا کے ہاں کام دینا ہے۔ اب ایک مرتبہ پھر دنیا میں بھیج دیجئے۔ دیکھئے کیسے نیک کام کرتے ہیں۔ ف۱۰ دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ (انعام۔ رکوع ۳) یعنی جھوٹے ہیں اگر دنیا کی طرف لوٹائے جائیں پھر وہی شرارتیں کریں۔ اُن کی طبیعت کی افتاد ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ شیطان کے اغوا کو قبول کریں اور اللہ کی رحمت سے دور بھاگیں۔ بے شک ہم کو قدرت تھی، چاہتے تو کل آدمیوں کو زبردستی اُسی راہ ہدایت پر قائم رکھتے جس کی طرف انسان کا دل فطرتاً رہنمائی کرتا ہے۔ لیکن اس ... لہٰذا وہ بات پوری ہو کر رہی۔ (بقیہ بر صفحہ ۵۴۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اللہ سے لالچ بری نہیں ڈر سے ڈرنا اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈر اور لالچ دنیا کا ہو یا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف ورجا سے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں۔ ف۲ یعنی دنیا میں لوٹ مار بندی دیکھ لیں گے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۵۳۹ جو ابلیس کے دعوے لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (حجر) رکوع ۵ کے جواب میں فرمائی تھی فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ (ص رکوع ۵) معلوم ہوا کہ یہاں جن وانس سے مراد وہی شیاطین اور اُن کے اتباع ہیں۔ ف۱۱ ہم نے بھی تم کو بھلا دیا۔ یعنی کبھی رحمت سے یاد نہیں کئے جاؤ گے۔ آگے مجرمین کے مقابلہ میں مومنین کا حال وما ل بیان فرماتے ہیں۔

السجدة

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩

کہ جب اُن کو سمجھائیے اُن سے گر پڑیں سجدہ کر کر اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیاں سے اور وہ بڑائی نہیں کرتے

جب اُن کو سمجھائے اُن سے گر پڑیں سجدہ کر کر اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۖ وَّمِمَّا

الگ رہتی ہیں اُن کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے اور ہمارا

ف جدا رہتی ہیں اُن کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے ف۲ پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے ف۳ اور ہمارا

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ

دیا کچھ خرچ کرتے ہیں ف سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھرا ہے اُن کے واسطے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی

دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ف۴ سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھری ہے اُن کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک

وقف غفران

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ

بدلا اُس کا جو کرتے تھے بھلا ایک جو ہے ایمان پر برابر ہے اُس کے جو بے حکم ہے

بدلہ اُس کا جو کرتے تھے ف۵ بھلا ایک جو ہے ایمان پر برابر ہے اُس کے جو نافرمان ہے

وقف غفران

لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫

نہیں برابر ہوتے سو وہ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام تو اُن کو باغ ہیں رہنے کے

نہیں برابر ہوتے ف۶ سو وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے کام بھلے تو اُن کے لئے باغ ہیں رہنے کے

نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ

مہمانی اُس پر جو کرتے تھے اور وہ جو بے حکم ہوئے سو اُن کا گھر ہے آگ جب

مہمانی اُن کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے ف۷ اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے سو اُن کا گھر ہے آگ جب

اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ

چاہیں کہ نکل پڑیں اُس میں سے اُلٹے جاویں پھر اُسی میں اور کہئے اُن کو چکھو آگ کی مار

چاہیں کہ نکل پڑیں اُس میں سے اُلٹا دیئے جائیں پھر اُسی میں اور کہیں اُن کو چکھو آگ کا عذاب

الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى

جس کو تم جھٹلاتے تھے اور البتہ چکھاویں گے ہم اُن کو تھوڑا سا عذاب

جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ف۸ اور البتہ چکھائیں گے ہم اُن کو تھوڑا عذاب

السجدة

دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ

ورے اُس بڑے عذاب سے کہ شاید وہ پھر آویں ف۹ اور کون بے انصاف اُس سے جس کو سمجھایا اُس کے رب کی

ورے اُس بڑے عذاب سے تاکہ وہ پھر آئیں ف۹ اور کون بے انصاف زیادہ اُس سے جس کو سمجھایا

ع ١١ / ١٥

رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

باتوں سے پھر اُن سے منہ موڑ گیا مقرر ہم کو اُن گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے اور ہم نے دی ہے

گیا اُس کے رب کی باتوں سے پھر اُن سے منہ موڑ گیا ف مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے ف۱۰ اور ہم نے دی ہے

مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اُس کے ملنے سے اور وہ کی ہم نے سوجھ

موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اُس کے ملنے سے ف۱۱ اور کیا ہم نے اُس کو ہدایت

فوائد صفحہ ہذا} ف یعنی خوف وخشیت اور خشوع وخضوع سے سجدہ میں گر پڑتے ہیں، زبان سے اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں، دل میں کبر وغرور اور بڑائی کی بات نہیں رکھتے، جو آیات اللہ کے سامنے جھکنے سے مانع ہو۔ ف۲ یعنی میٹھی نیند اور نرم بستروں کو چھوڑ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ مراد تہجد کی نماز ہوئی جیسا کہ حدیث صحیح میں مذکور ہے۔ اور بعض نے صبح کی یا عشاء کی نماز یا مغرب وعشاء کے درمیان کی نوافل مراد لی ہیں۔ گو الفاظ میں اس کی گنجائش ہے لیکن راجح وہ ہی پہلی تفسیر ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۳ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اللہ سے لالچ اور ڈر برا نہیں دنیا کا ہو یا آخرت کا۔ اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ہاں اگر کسی اور کے خوف ورجاء سے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں۔ ف۴ جس طرح راتوں کی تاریکی میں لوگوں سے چھپ کر انہوں نے بے ریا عبادت کی اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں چھپا رکھی ہیں ان کی پوری کیفیت .... کسی کو معلوم نہیں۔ جس وقت دیکھیں گے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ چیز چھپا رکھی ہے۔ جو نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں گذری (تنبیہ) ارسطو وغیرہ نے اس حدیث کو لے کر جنت کی نعمائے جسمانی کا انکار کیا ہے۔ میرا ایک مضمون "ہدیہ سنیہ" کے نام سے چھپا ہے اُس میں جواب دیکھ لیا جائے۔ ف۵ اگر ایک ایمان دار اور بے ایمان کا انجام برابر ہو جائے تو سمجھو خدا کے ہاں بالکل اندھیر ہے (العیاذ باللہ) ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کے عمل جنت کی مہمانی کا سبب بن جائیں گے۔ ف۷ کبھی کبھی آگ کے شعلے جہنمیوں کو دروازہ کی طرف پھینکیں گے۔ اُس وقت شاید نکلنے کا خیال کریں۔ فرشتے پھر اُدھر ہی دھکیل دیں گے کہ جاتے کہاں ہو۔ جس چیز کو جھٹلاتے تھے ذرا اُس کا مزہ چکھو۔ (اللّٰھُمَّ اعذنی من النار واجرنی من غضبك) ف۸ یعنی آخرت کے بڑے عذاب سے قبل دنیا میں تھوڑا کم درجہ کا عذاب بھیجیں گے تا جسے رجوع کی توفیق ہو ڈر کر خدا کی طرف رجوع ہو جائے۔ کم درجہ کا عذاب یہ ہی دنیا کے مصائب، بیماری، قحط، قتل، قید، مال اولاد وغیرہ کی تباہی وغیرہ۔ ف۹ یعنی سمجھنے کے بعد پھر گیا۔ ف۱۰ جب تمام گنہگاروں اور ظالم مجرموں سے بدلہ لینا ہے تو یہ اظلم کیوں کر بچ سکتے ہیں۔ آگے رسول اللہ صلعم کو تسلی دیتے ہیں کہ آپ ان کے ظلم واعراض سے دل گیر نہ ہوں پہلے موسیٰ کو ہم نے کتاب دی تھی جس سے بنی اسرائیل کو ہدایت ہوئی۔ اور اُس کی پیروی کرنے والوں میں بڑے بڑے دینی پیشوا اور امام ہو گذرے آپ کو بھی بلاشبہ اللہ کی طرف سے عظیم الشان کتاب ملی ہے۔ جس سے بڑی مخلوق ہدایت پائے گی اور بنی اسرائیل سے بڑھ کر آپ کی اُمت میں امام اور سردار اٹھیں گے۔ رہے منکر اُن کا فیصلہ حق تعالیٰ خود کرے گا۔ ف۱۱ یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے یعنی بے شک وشبہ موسیٰ کو کتاب دی گئی۔ اور آپ کو بھی اسی طرح کی کتاب ملی اس میں کوئی دھوکا اور فریب نہیں یا موسیٰ کے ذکر پر فرمایا کہ تم جو موسیٰ سے شب معراج میں ملے تھے وہ پچی حقیقت ہے کوئی دھوکا یا نظر بندی نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا۟ ۖ وَ
بنی اسرائیل کو وصلہ اور کئے ہم نے اُن میں سردار جو راہ چلاتے ہمارے حکم سے جب وہ ٹھیرے رہے
بنی اسرائیل کے واسطے ☆ اور کئے ہم نے اُن میں پیشوا جو راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے

كَانُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا يُوقِنُونَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ فِيمَا
اور رہے ہماری باتوں پر یقین کرتے وہ تیرا رب جو ہے وہی چکا دے گا اُن میں دن قیامت کے جس بات میں
ف۱ اور رہے ہماری باتوں پر یقین کرتے ف۲ تیرا رب جو ہے وہی فیصلہ کرے گا اُن میں دن قیامت کے جس بات

كَانُوا۟ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ
کہ وہ پھوٹ رہے تھے کیا اُن کو سوجھ نہ آئی اس سے کہ کتنی کھپا دیں ہم نے اُن سے پہلے
میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے ف۳ کیا اُن کو راہ نہ سوجھی اس بات سے کہ کتنی غارت کر ڈالیں ہم نے اُن سے پہلے

ٱلْقُرُونِ يَمْشُونَ فِى مَسَٰكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَٰتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ۝
سنگتیں پھرتے ہیں اُن کے گھروں میں اس میں بہت پتے ہیں کیا وہ سنتے نہیں
جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ اُن کے گھروں میں اس میں بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں ف۴

أَوَلَمْ يَرَوْا۟ أَنَّا نَسُوقُ ٱلْمَآءَ إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِۦ زَرْعًا
کیا دیکھا نہیں انہوں نے کہ ہم ہانک دیتے ہیں پانی ایک چٹیل زمین کی طرف پھر نکالتے ہیں اس سے کھیتی
کیا دیکھا نہیں انہوں نے کہ ہم ہانک دیتے ہیں پانی کو ایک زمین چٹیل کی طرف ف۵ پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی

تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَٰمُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ
کہ کھاتے ہیں اس میں سے اُن کے چوپائے اور آپ پھر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں کب ہے
کہ کھاتے ہیں اس میں سے اُن کے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں ف۶ اور کہتے ہیں کب ہوگا

هَٰذَا ٱلْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۝ قُلْ يَوْمَ ٱلْفَتْحِ لَا يَنفَعُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟
یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ فیصلہ کے دن کام نہ آوے گا منکروں کو
یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو ف۷ تو کہہ کہ فیصلہ کے دن کام نہ آئے گا منکروں کو

إِيمَٰنُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَٱنتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ۝
اُن کا یقین لانا اور نہ اُن کو ڈھیل ملے گی سو تو خیال چھوڑ اُن کا اور راہ دیکھ وہ بھی راہ دیکھتے ہیں
اُن کا ایمان لانا اور نہ اُن کو ڈھیل ملے گی ف۸ سو تو خیال چھوڑ اُن کا اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں ف۹

سُورَةُ ٱلْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَهِىَ ثَلَٰثٌ وَسَبْعُونَ ءَايَةً وَتِسْعُ رُكُوعَاتٍ
سورہ احزاب مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ ٱتَّقِ ٱللَّهَ وَلَا تُطِعِ ٱلْكَٰفِرِينَ وَٱلْمُنَٰفِقِينَ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ
اے نبی ڈر اللہ سے اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا مقرر اللہ
اے نبی ڈر اللہ سے اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا مقرر اللہ ہے

ف۱ دنیا کے شدائد اور منکرین کے جور و ستم پر۔ ف۲ یعنی مسلمان اللہ کے وعدوں پر یقین رکھیں اور سختیوں پر صبر کر کے اپنے کام پر جمے رہیں تو اُن کے ساتھ بھی خدا کا یہی معاملہ ہوگا۔ چنانچہ ہوا اور خوب ہوا۔ ف۳ یعنی اہل حق اور منکرین کے درمیان دو ٹوک اور عملی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ ہاں دنیا میں بھی کچھ مثالیں ایسی دکھلائی جا چکی ہیں کہ آدمی انہیں دیکھ کر سمجھ اور عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ کیا عاد و ثمود کی بستیوں کے تباہ شدہ کھنڈر اور نشان ان منکروں نے نہیں دیکھے؛ جن پر شام وغیرہ کے سفر میں ان کا گذر ہوتا رہتا ہے۔ اور کیا اُن کی ہلاکت کی داستانیں نہیں سنیں۔ مقام تعجب ہے کہ وہ چیزیں دیکھنے اور سننے کے بعد بھی اُن کو تنبہ نہ ہوا اور نجات و فلاح کا راستہ نظر نہ آیا۔ ف۴ یعنی نہروں اور دریاؤں کا پانی یا بارش کا۔ ف۵ "ارضِ جرز" سے ہر ایک خشک زمین جو نباتات سے خالی ہو مراد ہے۔ بعض نے خاص سرزمین مصر کو اس کا مصداق قرار دیا ہے اور "نسوق الماء" سے دریائے نیل کا پانی مراد لیا ہے۔ اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کما نبہ علیہ ابن کثیر رحمۃ اللہ۔ ف۶ یعنی ان نشانات کو دیکھ کر چاہیے تھا کہ حق تعالیٰ کی قدرت اور رحمت و حکمت کے قائل ہوتے اور سمجھتے کہ اسی طرح مردہ لاشوں میں دوبارہ جان ڈال دینا بھی اُس کے لئے کچھ دشوار نہیں۔ نیز اللہ کی نعمتوں کے جان و دل سے شکرگذار بنتے۔ ف۷ پہلے فرمایا تھا کہ ان کا فیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا۔ اُس پر منکرین کہتے ہیں کہ قیامت کہے جاتے ہو، اگر سچے ہو تو بتاؤ وہ دن کب آ چکے گا۔ مطلب یہ ہے کہ خالی دھمکیاں ہیں قیامت وغیرہ کچھ بھی نہیں۔ ف۸ یعنی ابھی موقعہ ہے کہ اللہ و رسول کے کہنے پر یقین کرو اور اُس دن سے بچنے کی تیاری کر لو ورنہ اس کے پہنچ جانے پر نہ ایمان لانا کام دیگا، نہ سزا میں ڈھیل ہوگی اور نہ مہلت ملے گی کہ آئندہ چال چلن درست کر کے حاضر ہو جاؤ۔ اس وقت کی مہلت کو غنیمت سمجھو۔ استہزاء و تکذیب میں مت گنواؤ۔ جو گھڑی آنے والی ہے یقیناً آ کر رہے گی، کسی کے ٹالے نہیں ٹل سکتی۔ پھر یہ کہنا فضول ہے کہ کب آئے گی اور کب فیصلہ ہوگا۔ ف۹ یعنی جو ایسے بے فکرے اور بے حس ہیں کہ باوجود انتہائی مجرم اور مستوجب سزا ہونے کے فیصلہ اور سزا کے دن کا مذاق اڑاتے ہیں، اُن کے راہ راست پر آنے کی کیا توقع ہے۔ لہٰذا آپ فرض دعوت و تبلیغ ادا کرنے کے بعد ان کا خیال چھوڑ دیجئے اور ان کی تباہی کے منتظر رہئے جیسے وہ اپنے زعم میں معاذ اللہ آپ کی تباہی کے منتظر ہیں۔

ع ۳
۱۶

تم سورۃ السجدۃ ۔ و للہ الحمد والمنۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسہ ہے اس سے دانا کون۔ ف۲ کفر کے وقت کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کر لیتا تو سچ بیٹا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے۔ جورو کو ماں کہنا سورۂ قد سمع اللہ میں آوے گا اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تیسری بات بھی سُنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں یعنی چھاتی چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ف یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور الٹے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشے جو کہ منہ سے نکل گیا فلانے کا بیٹا فلانا۔ ف۴ نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان و مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا۔ اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اسکی عورتیں سب کی مائیں حرمت میں پیچھے ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے جب ناتے والے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتا مقدم ہو میراث بھی ناتے ہی پر اور سب حکم گر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے جاوے کتاب میں لکھا یعنی قرآن میں ہمیشہ کو حکم جاری رکھا یا توریت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَّاتَّبِعْ مَا يُوحٰى إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ	
ہے سب جانتا حکمتوں والا ف اور چل اسی پر جو حکم آوے تجھکو تیرے رب سے مقرر اللہ	
سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا ☆ اور چل اسی پر جو حکم آئے تجھکو تیرے رب کی طرف سے بیشک اللہ	
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ۝ مَا	
تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور بھروسا رکھ اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا اللہ	
تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے ☆ اور بھروسہ رکھ اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا ف اللہ	
جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ الّٰئِي	
نے رکھے نہیں کسی مرد کے دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروؤں کو جن کو	
نے رکھے نہیں کسی مرد کے دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروؤں کو جن کو	
تُظٰهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ	
ماں کہہ بیٹھے ہو سچ تمہاری مائیں اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ تمہاری	
ماں کہہ بیٹھے ہو سچی مائیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے یہ	
قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝	
بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ ف	
تمہاری بات ہے اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی سمجھاتا ہے راہ ف	
اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ	
پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کا کر کر یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو	
پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں ف پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ	
فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ	
تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ	
تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں ف اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ	
بِهِ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ اَلنَّبِيُّ	
پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف نبی سے	
پر وہ جو دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف نبی سے	
أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهٰتُهُمْ ۗ وَأُولُو الْأَرْحَامِ	
لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں اور ناتے والے	
لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے ف اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں ف اور قرابت والے	
بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِي كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهٰجِرِينَ إِلَّا	
ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور وطن چھوڑنے والوں سے مگر	
ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ	
أَنْ تَفْعَلُوا إِلٰى أَوْلِيَائِكُمْ مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُورًا ۝	
یہ کہ کیا چاہو اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں لکھا ف	
کہ کرنا چاہو اپنے رفیقوں سے احسان ف یہ ہے کتاب میں لکھا ہوا ف	

ف یعنی جیسے اب تک معمول رہا ہے آئندہ بھی ہمیشہ ایک اللہ سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کا کبھی کہا نہ مانیے۔ یہ سب مل کر خواہ کتنا ہی بڑا جتھا بنالیں، سازشیں کریں، جھوٹے مطالبات منوانا چاہیں، خیرخواہانہ مشورے دیں، اپنی طرف جھکانا چاہیں، آپ ذرا پروا نہ کیجئے اور خدا کے سوا کسی کا ڈر پاس نہ آنے دیجئے۔ کسی کھیلے ہوئے دشمن کی بات نہ مانئے اُسی کے آگے جھکئے۔ خواہ ساری مخلوق اکٹھی ہو کر آجائے اُس کے خلاف ہرگز کسی کی بات نہ سُنیں اللہ تعالیٰ سب احوال کا جاننے والا ہے۔ وہ جس وقت جو حکم دیگا نہایت حکمت اور خبرداری سے دیگا۔ اسی میں تمہاری اصلی بہتری ہوگی جب اُس کے حکم پر چلتے رہوگے اور اُسی پر بھروسہ رکھو گے تمہارے سب کام اپنی قدرت سے بنا دیگا۔ تنہا اُسی کی ذات بھروسہ کرنے کے لائق ہے۔ جو پہلے ول سے اُس کا ہو رہا دوسری طرف دل نہیں لگا سکتا۔ دو دل ہوں تو دوسری طرف جائیں لیکن ایک سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانا اور پیغمبر کو صرف اللہ پر بھروسہ ہے۔ اُس سے زیادہ دانا کون"۔ ف۲ یعنی جس طرح ایک آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں ایسے ہی ایک شخص کی حقیقی دو مائیں یا ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہوتے۔ جاہلیت کے زمانہ میں کوئی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو ساری عمر کیلئے اُس سے جدا ہو جاتی۔ گویا اس لفظ سے وہ حقیقی ماں بن گئی۔ اور کسی کو منہ بولا بیٹا بنالیتا تو سچ مچ کا بیٹا سمجھا جاتا تھا اور سب احکام اُس پر بیٹے کے جاری ہوتے تھے۔ قرآن کریم نے اس لفظی و مصنوعی تعلق کو حقیقی اور قدرتی تعلق سے جدا کرنے کے لئے ان رسوم و مفروضات کی بڑی شدومد سے تردید فرمائی۔ اس نے بتلایا کہ بیوی کو ماں کہہ دینے سے اگر واقعی وہ ماں بن جاتی ہے تو کیا یہ دو ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے؟ ایک وہ جس نے اول جنا تھا اور دوسری یہ جس کو ماں کہکر پکارتا ہے۔ اسی طرح کسی نے زید کو بیٹا بنالیا تو ایک باپ تو اس کا پہلے سے موجود تھا جس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے کیا واقعی اب یہ ماننا چاہیئے کہ یہ دو باپوں سے الگ الگ پیدا ہوا ہے۔ جب ایسا نہیں تو حقیقی ماں باپ اور اولاد کے احکام ان پر جاری نہیں کئے جا سکتے چنانچہ بیوی کو ماں کہنے کا حکم سورۂ تحریم میں آئیگا۔ اور لے پالک (منہ بولے بیٹے) کا حکم آگے بیان ہوتا ہے۔ ان دو باتوں کے ساتھ تیسری بات (بطور تمہید و تشریح کے) یہ بھی سُنا دی کہ ایسی باتیں منہ زبان سے کہنے کی بہتیری ہیں جن کی حقیقت واقع میں وہ نہیں ہوتی جو الفاظ میں ادا کیجاتی ہے جیسے کسی غیر مستقل مزاج یا دو غلے آدمی کو یا کسی قوی الحفظ اور قوی القلب کو یا ایسے شخص کو جو ایک وقت میں دو مختلف چیزوں کی طرف متوجہ ہو کہہ دیتے ہیں کہ اس کے دو دل ہیں حالانکہ سینہ چیر کر دیکھا جائے تو ایک ہی دل نکلے گا۔ اسی طرح ماں کے علاوہ کسی کو ماں یا باپ کے سوا کسی کو باپ یا بیٹے کے سوا کسی کو بیٹا کہہ دینے سے واقع میں وہ نسبت ثابت نہیں ہو جاتی جو بدوں جبلی زبان سے کہے قدرت نے قائم کر دی ہے۔ لہٰذا مصنوعی اور حقیقی تعلقات میں خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔ ف۳ یعنی ٹھیک انصاف کی بات یہ ہے کہ ہر شخص کی نسبت اُس کے حقیقی باپ کی طرف کی جائے کسی نے "لے پالک" بنا لیا تو وہ واقعی باپ نہیں بن گیا۔ یوں شفقت و محبت سے کوئی کسی کو مجازاً بیٹا یا باپ کہہ کر پکارے وہ دوسری بات ہے۔ غرض یہ ہے کہ نسبی تعلقات اور اُن کے احکام میں اشتباہ والتباس واقع نہ ہونے پائے ابتدائے اسلام میں نبی کریم صلعم نے زید بن حارثہ کو آزاد کر کے متبنّٰی کر لیا تھا چنانچہ دستور کے موافق لوگ انہیں زید بن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر پکارنے لگے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی سب زید بن حارثہ کہنے لگے۔ ف۴ یعنی اگر باپ معلوم نہ ہو تو بہرحال تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔ ان ہی القاب سے یاد کرو۔ چنانچہ نبی کریم صلعم نے زید بن حارثہ کو فرمایا۔ "اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا"۔ ف۵ یعنی بھول یا نادانستہ اگر غلط کہہ دیا کہ فلاں کا بیٹا فلاں۔ وہ معاف ہے۔ بھول چوک کا گناہ کسی چیز میں نہیں، ہاں ارادہ کا ہے۔ اس میں بھی اللہ چاہے تو بخش دے۔ ف۶ مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اُس نور اعظم کی جو آفتاب نبوت سے پھیلتا ہے۔ آفتاب نبوت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے۔ بنابریں مومن (من حیث ہو مومن) اگر اپنی حقیقت سمجھنے کے لئے حرکت فکری شروع کرے تو اپنی ایمانی ہستی سے پیشتر اُس کو پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑیگی۔ اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبی کا وجود مسعود خود ہماری

ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے اور اگر اس روحانی تعلق کی بنا پر کہہ دیا جائے کہ مومنین کے حق میں نبی بمنزلہ باپ کے بلکہ اُس سے بھی بمراتب بڑھ کر ہے تو بالکل بجا ہوگا۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں "اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْوَالِدِ" اور ابی بن کعب وغیرہ کی قرأت میں آیت ہذا "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ" کے ساتھ "وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ" کا جملہ اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے۔ باپ بیٹے کے تعلق میں غور کرو تو اس کا حاصل یہی نکلے گا کہ بیٹے کا جسمانی وجود باپ کے جسم سے نکلا ہے اور باپ کی تربیت و شفقت طبعی اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن نبی اور اُمتی کا تعلق کیا اس سے کم ہے؟ یقیناً اُمتی کا ایمانی و روحانی وجود نبی کی روحانیت کبریٰ کا ایک پرتو اور ظل ہوتا ہے اور جو شفقت و تربیت نبی کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہے ماں باپ تو کیا تمام مخلوق میں اُس کا نمونہ نہیں مل سکتا۔ باپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو دنیا کی عارضی حیات عطا فرمائی تھی .... لیکن نبی کے طفیل ابدی اور دائمی حیات ملتی ہے۔ نبی کریم صلعم ہماری وہ ہمدردی اور خیرخواہانہ شفقت و تربیت فرماتے ہیں جو خود ہمارا نفس بھی اپنی نہیں کر سکتا ... کہتے ہیں کہ "نبی نائب ہے اللہ کا" (بقیہ بر صفحہ ...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اور پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھتا ہے اُن کی جان سے زیادہ بیان فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ اُن پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف رجا نہ رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں اولوالعزم کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا ہے، ربیگا ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا۔ ف یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچاتے تب ہر ایک سے پوچھ کریگا اور منکروں کو سزا دیگا۔ ف ہجرت سے چوتھے برس یہود بنی نضیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورہ حشر میں آویگا۔ ہر قوم میں پھرے اور قریش کو اور غزارہ اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کم تھے تین ہزار مدینے سے باہر لشکر پڑا اور خندق کھودی جب فوجیں آئیں دور دور سے لڑتے رہے قریب ایک مہینے تک پھر ایک رات اللہ نے پروا باؤ بھیجی تند کافروں کی آگیں بجھ گئیں بجھ کے رہے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے سب لشکر برباد ہوا لاچار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی وہ بڑے موسم میں تھی کی تنگی لڑائی نہ ہوئی خندق کھودی اور گرد سب خالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب ہم جاویں گے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا ف اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینہ کی شرقی طرف سے جو اونچی ہے اور غربی طرف سے جو نیچی ہے اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دہشت چڑھ جانے والے لگے آنکھیں چڑھنا اور دل پہنچے گلوں تک وہ حرکت کرنے کے رہے اور کئی کئی اٹکلیں مسلمانوں نے بھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچے ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے ف یعنے منافق کہنے لگے پیغمبر کہتا ہے کہ میرا دین پہنچے گا مشرق اور مغرب یہاں جانے ضرور کو نکل نہیں سکتے مسلمان کو چاہیے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولے —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ

اور جب لیا ہم نے نبیوں سے اُن کا اقرار اور تجھ سے اور نوح سے اور

اور جب لیا ہم نے نبیوں سے اُن کا قرار اور تجھ سے اور نوح سے اور

اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا

ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا اور لیا ہم نے اُن سے گاڑھا

ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا اور لیا ہم نے اُن سے گاڑھا

غَلِيْظًا ۝ لِيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

اقرار ف تا پوچھے اللہ سچوں سے اُن کا سچ اور رکھی ہے منکروں کو

قرار ف تا کہ پوچھے اللہ سچوں سے اُن کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کے لئے

ع ۸ / ۱۴ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

دکھ کی مار ف اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب

دردناک عذاب ف اے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب

جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ

تم پر آئیں فوجیں پھر ہم نے بھیجی اُن پر باؤ اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور ہے

چڑھ آئیں تم پر فوجیں پھر ہم نے بھیج دی اُن پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں ف اور ہے

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ

اللہ جو کچھ کرتے ہو دیکھتا ف جب آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے

اللہ جو کچھ کرتے ہو دیکھنے والا ف جب چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے

مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ

سے اور جب ڈگنے لگیں آنکھیں اور پہنچے دل گلوں تک اور

ف اور جب بدلنے لگیں آنکھیں ف اور پہنچے دل گلوں تک ف اور

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

اٹکلنے لگے تم اللہ پر کئی کئی اٹکلیں ف وہاں جانچے گئے ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے

اٹکلنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں ف وہاں جانچے گئے ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے

زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

زور جھڑ جھڑانا اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دل میں

زور کا جھڑ جھڑانا ف اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ

روگ ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا ف اور جب کہنے لگے ایک لوگ

روگ ہے جو وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اُس کے رسول نے سب فریب تھا ف اور جب کہنے لگی ایک جماعت

مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ

اُن میں اے یثرب والو تم کو ٹھکانا نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگے ایک لوگ

اُن میں اے یثرب والو ف تمہارے لئے ٹھکانا نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا ایک فرقہ

بقیہ صفحہ ۵۴۲ اپنی جان و مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا چلتا ہے۔ اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنا روا نہیں اور اگر نبی حکم دیدے تو فرض ہو جائے۔ ان ہی حقائق پر نظر کرتے ہوئے احادیث میں فرمایا کہ تم میں کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُس کے نزدیک باپ بیٹے اور سب آدمیوں بلکہ اسکی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ ف یعنی روحانی مائیں ہیں تعظیم و احترام میں اور بعض احکام میں جو انکے حق میں ثابت ہوں کل احکام میں نہیں۔ ف حضرت کے ساتھ جنھوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں کو چھوڑ کر آپ نے ان مہاجرین اور انصار مدینہ میں سے دو دو آدمیوں کو آپس میں بھائی بنا دیا تھا۔ بعدہ مہاجرین کے دوسرے قرابت دار مسلمان ہو گئے تب فرمایا کہ قدرتی رشتہ ناتا اُس بھائی چارہ سے مقدم ہے۔ میراث وغیرہ رشتہ ناتے کے موافق تقسیم ہوگی۔ ہاں سلوک احسان اُن رفیقوں سے بھی کئے جاؤ۔ ف یعنی قرآن میں یہ حکم ہمیشہ کو جاری رہا، یا تورات میں بھی ہوگا یا کتاب سے لوح محفوظ مراد ہو۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی یہ قول و قرار کہ ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کریگا۔ اور دین کے قائم کرنے اور حق تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے گا۔ آل عمران میں اس میثاق کا ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں اوپر پیغمبر کے حق میں فرمایا تھا کہ مومنین پر انکی جان سے زیادہ تصرف رکھتا ہے یہاں اشارہ کر دیا کہ یہ درجہ نبیوں کو اس لئے ملا کہ اُن پر محنت اور ذمہ داری بھی سب سے زیادہ ہے۔ اکیلے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف و رجا نہ رکھنا پیغمبروں کے سوا کس کا کام ہو سکتا ہے۔ یہ پانچ پیغمبر جن کے نام یہاں تصریحاً لئے اولو العزم پیغمبر کہلاتے ہیں۔ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا ہے ربیگا ان میں پہلے نام لیا ہمارے نبی کا حالانکہ عالم شہادت میں آپ کا ظہور سب کے بعد ہوا ہے۔ مگر درجہ میں آپ سب سے پہلے ہیں اور وجود بھی آپ کا عالم غیب میں سب سے مقدم ہے۔ کما ثبت فی الحدیث۔ ف یعنی قول و قرار کے مطابق اُن پیغمبروں کی زبانی اپنے احکام خلق کو پہنچائے اور حجت تمام کر دے تب ہر ایک سے پوچھ پاچھ کریگا تاکہ سچوں کا سچائی پر قائم رہنا ظاہر ہو اور منکروں کو سچائی سے انکار کرنے پر سزا دی جائے۔ آگے جنگ احزاب کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے سچے پیغمبر اور مومنین اور اُن کے بالمقابل جھوٹے منافقوں اور منکروں کے کچھ احوال اور ان کے ظاہری ثمرات و نتائج ذکر کئے ہیں۔ ف یعنی فرشتوں کی فوجیں جو کفار کے دلوں میں رعب ڈال رہی تھیں۔ ف ہجرت کے چوتھے پانچویں سال یہود بنی نضیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے اس کا ذکر سورہ حشر میں آئیگا، ہر قوم میں پھرے اور بھڑکا کر قریش کو، بنی فزارہ اور غطفان وغیرہ قبائل عرب کی متحدہ طاقت کو مدینہ پر چڑھا لانے میں کامیاب ہو گئے۔ تقریباً بارہ ہزار کا لشکر پورا ساز و سامان سے آراستہ اور طاقت کے نشہ میں چور تھا۔ یہود بنی قریظہ جن کا ایک مضبوط قلعہ مدینہ کی شرقی جانب تھا پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کئے ہوئے تھے نضیری یہود کی ترغیب و ترہیب سے آخر کار وہ بھی معاہدات کو بالائے طاق رکھ کر حملہ آوروں کی مدد کیلئے کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں کی جمعیت کل تین ہزار تھی جن میں ایک بڑی تعداد اُن دغاباز منافقوں کی تھی جو سختی کا وقت آنے پر حیلے بہانے کر کے میدان جنگ سے کھسکنے لگے۔ نبی کریم صلعم نے صحابہ سے مشورہ فرمایا آخر حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے شہر کے گرد جدھر سے حملہ کا اندیشہ تھا خندق کھودی گئی سخت جاڑے کا موسم تھا غلہ کی گرانی تھی بھوک کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور خود سرور عالم صلعم کے پیٹ کو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ مگر عشق الٰہی کے نشہ میں سرشار سپاہی اور آنکے سالار اعظم اُس سنگلاخ زمین کی کھدائی میں حیرت انگیز قوت اور ہمت مردانہ کے ساتھ مشغول تھے مجاہدین پتھریلی زمین پر کدال مارتے اور کہتے نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ۞ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا۔ اُدھر سرکار محمدی سے جواب ملتا۔ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ ۞ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ خندق تیار ہو گئی تو اسلامی لشکر نے دشمن کے مقابل مورچے جمائے۔ تقریباً بیس پچیس روز تک دونوں فوجیں آمنے سامنے پڑی رہیں۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ باوجود کثرت تعداد کے کفار سے بن نہ پڑا کہ شہر پر عام حملہ کر دیتے البتہ دور سے تیراندازی ہوتی تھی اور گاہ بگاہ خاص خاص افراد میدان مبارزہ میں بھی دو دو ہاتھ دکھانے لگتے تھے۔ مشرکین اور یہود بنی قریظہ کے درمیان مسلمانوں کی جمعیت محصورین کی حیثیت رکھتی تھی تاہم انہوں نے سب عورتوں بچوں کو شہر کی مضبوط و محفوظ حویلیوں میں پہنچا کر خود بڑی پامردی اور استقامت کے ساتھ شہر کی حفاظت و مدافعت کا فرض انجام دیا۔ آخر کار نصرت [illegible] ادھر کفار کے دلوں کو جدا تعالیٰ [illegible] بقیہ صفحہ ۵۴۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یثرب نام تھا مدینے کا یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں، اس لشکر سے جدا ہو جاؤ اور حضرت لشکر لیے باہر کھڑے تھے شہر میں محکم حویلیوں کے ناکے بند کر کر زنانے اُن میں رکھ دیے تھے یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی۔ ف۲ جنگ اُحد کے بعد یہ قرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی حرکت نہ کریں گے ف۳ یعنی جس کی قسمت میں موت ہے اس کو بچاؤ نہ ہو گا بھاگنے سے اور اگر موت نہیں تو بھاگ کر کیا کئی دن ف یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان اب تم کو قتل کر ڈالیں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

تنبیہ صفحہ ۵۴۳ - کا غیر مرئی لشکر مرعوب کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے ایک رات سخت خوفناک جھکڑ ہوا کا چلا دیا۔ پُروا ہوا سے ریت اور سنگریزے اُڑ کر کفار کے منہ پر لگتے تھے۔ اُن کے چولھے بجھ گئے دیگچے زمین پر جا پڑے کھانے پکانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ ہوا کے زور سے خیمے اکھڑ گئے۔ گھوڑے چھوٹ کر بھاگ گئے لشکر پریشان ہو گیا سردی اور اندھیری ناقابل برداشت ہو گئی آخر ابو سفیان نے جن کے ہاتھ میں تمام لشکروں کی اعلیٰ کمان تھی الرحیل الرحیل پکار دیا۔ ناچار سب اٹھ کر بے نیل ومرام واپس چل دیئے۔ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا۔ یہ جنگ "احزاب" کہلاتی ہے اور "جنگ خندق" بھی کہتے ہیں۔ سخت جاڑے کے موسم اور فاقہ کشی کی حالت میں خندق کھودنا اور اتنے دشمنوں کے بیچ میں گھر کر لڑائی لڑنا، یہ وہ حالات تھے جن میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت قدم رہے۔ اسی جنگ میں حضور نے فرمایا کہ آئندہ ہم کفار پر چڑھائی کریں گے وہ ہم پر چڑھ کر نہ آ سکیں گے چنانچہ یہی ہوا۔ ف۵ یعنی مدینہ کی شرقی جانب سے جو اونچی ہے اور غربی جانب سے جو نیچی ہے۔ ف۶ یعنی دہشت و حیرت سے آنکھیں پھٹنے لگیں اور لوگوں کے تیور بدلنے لگے۔ دوستی جتانے والے لگے آنکھیں پھیرنے۔ ف۷ یعنی خوف و ہراس سے دل دھڑک رہے تھے گویا اپنی جگہ سے اٹھ کر گلے میں آ گئے۔ ف۸ یعنی کوئی کچھ سمجھتا تھا کوئی کچھ اٹکلیں لڑا رہا تھا۔ مسلمانوں نے سمجھا کہ اس مرتبہ اور سخت آزمائش آئی دیکھئے کیا صورت پیش آئے پکے ایمان والوں نے خیال کیا کہ گھبراہٹ کی بار نہیں بچیں گے منافقین کا تو پوچھنا ہی کیا۔ آگے اُن کے مقولے آ رہے ہیں۔ ف۹ حضرت حذیفہ کو آپ نے دشمن کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا اُس کا مفصل قصہ حدیث میں پڑھو تو اس جھڑ جھڑاہٹ کی کیفیت کا کچھ اندازہ ہو۔ یہاں ترجمہ کی گنجائش نہیں۔ ف۱۰ بعض منافق کہنے لگے کہ پیغمبر صاحب کہتے تھے کہ میرا دین مشرق ومغرب میں پھیلے گا اور فارس و روم و صنعاء کے محلات مجھ کو دیے گئے، یہاں تو مسلمان قضائے حاجت کو بھی نہیں نکل سکتے۔ وہ وعدے کہاں ہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولیں۔ ف۱۱ یثرب مدینہ طیبہ کا پرانا نام تھا۔ حضور کی تشریف آوری سے "مدینۃ النبی" ہو گیا۔

مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ

اُن میں نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں اور وہ کھلے نہیں پڑے

اُن میں نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں اور وہ کھلے نہیں پڑے اُن

يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ

(اُن) اور نہیں مگر بھاگنا چاہتے اور اگر شہر میں کوئی پہنچ آوے کناروں سے پھر

کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا ف اور اگر شہر میں کوئی گھس آئے اُن پر اس کے کناروں سے پھر

سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَا اِلَّا يَسِيْرًا ۝ وَلَقَدْ كَانُوْا

اُن سے چاہے دین سے بچلنا تو دے لیں اور ڈھیل نہ کریں اُس میں مگر تھوڑی اور اقرار کر چکے تھے

اُن سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں اور دیر نہ کریں اُس میں مگر تھوڑی ف۲ اور اقرار

عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اللہ سے آگے کو نہ پھیریں گے پیٹھ اور اللہ کے قرار کی

کر چکے تھے اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ اور اللہ کے قرار کی

مَسْئُوْلًا ۝ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

پوچھ ہوتی ہے ف۳ تو کہہ کام نہ آوے گا تم کو بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے

پوچھ ہوتی ہے ف۳ تو کہہ کچھ کام نہ آوے گا تمہارے بھاگنا اگر بھاگو گے مرنے سے یا مارے جانے سے

وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں ف تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچاوے اللہ سے

اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں ف۴ تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچائے اللہ سے

اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ

اگر چاہے تم پر برائی یا چاہے تم پر مہر اور نہ پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے

اگر چاہے تم پر برائی یا چاہے تم پر مہربانی ف۵ اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے

اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ

سوا کوئی حمایتی نہ مددگار ف اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکاتے ہیں تم میں اور کہتے ہیں

سوائے کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۶ اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں اور کہتے ہیں

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً

اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی دریغ رکھتے ہیں

اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی ف۷ دریغ رکھتے ہیں

عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ

تمہاری طرف سے پھر جب آوے ڈر کا وقت تو تو دیکھے تکتے ہیں تیری طرف ڈگر ڈگر کرتی ہیں آنکھیں اُن کی

تم سے ف۸ پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھے اُن کو کہ تکتے ہیں تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں اُن کی

كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ

جیسے کسی پر آوے بیہوشی موت کی پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ

جیسے کسی پر آئے مدہوشی موت کی پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ کر بولیں تم پر

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں۔ سب لشکر سے جدا ہو کر گھر لوٹ چلو۔ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے۔ شہر میں مضبوط حویلیوں کے ناکے بند کر کے زنانے اُن میں رکھ دیئے تھے۔ یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں کہیں چور گھس کر لوٹ نہ لیں۔ اور یہ محض جھوٹ بات بنائی تھی غرض یہ تھی کہ بہانہ کر کے میدان سے بھاگ جائیں۔ چنانچہ جو اجازت لینے آیا آپ اجازت دیتے رہے کچھ پروا نکیر سوائی نہ کی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف تین سو لوگ قدسیہ آپ کے ساتھ باقی رہ گئے۔ ف۲ یعنی جھوٹے حیلے بنا رہے ہیں۔ اگر فرض کرو یہ لوگ شہر میں ہوں اور کوئی غنیم ادھر اُدھر سے گھس آئے پھر ان سے مطالبہ کرے کہ دین اسلام چھوڑ دو جسے بظاہر یہ لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں یا کہے کہ مسلمانوں سے لڑو اور فتنے فساد برپا کرو، اُس وقت ان کا جھوٹ صاف کھل جائے فوراً اُن مطالبات کی تائید میں نکل پڑیں۔ نہ گھروں کے کھلے ہونے کا عذر کریں نہ لٹنے کا۔ بس بات چیت کرنے اور ہتھیار اٹھا کر لانے میں جو تھوڑی سی دیر لگے گی اُسے مستثنیٰ کر کے ایک منٹ کا توقف نہ کریں اسلام کے ظاہری دعوے سے دست بردار ہو کر فوراً فتنہ و فساد کی آگ میں کود پڑیں ف۳ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جنگ اُحد کے بعد اُنہوں نے اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی حرکت نہ کریں گے۔ اس کی پوچھ اللہ کی طرف سے ہو گی کہ وہ قول و قرار کہاں گیا۔ ف۴ یعنی جس کی قسمت میں موت ہے وہ کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکتا۔ قضائے الٰہی ہر جگہ پہنچ کر رہے گی اور اگر ابھی موت مقدر نہیں تو میدان سے بھاگنا بے سود ہے۔ کیا میدانِ جنگ میں سب مارے جاتے ہیں اور فرض کرو بھاگنے سے بچاؤ ہی ہو گیا تو کے دن؟ آخر موت آنی ہے اب نہیں چند روز کے بعد آئے گی اور معلوم کس سختی اور ذلت سے آئے۔ ف۵ یعنی اللہ کے ارادے کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ نہ کوئی تدبیر اور حیلہ اُس کے مقابلہ میں کام دے سکتا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ اُسی پر توکل کرے اور ہر حالت میں اُسی کی مرضی کا طالب رہے۔ ورنہ دنیا کی برائی بھلائی یا سختی نرمی تو یقیناً پہنچ کر رہے گی۔ پھر اُس کے راستہ میں بزدلی کیوں دکھائے اور وقت پر جان کیوں چرائے جو عاقبت خراب ہو اور دنیا کی تکلیف ہٹ نہ سکے۔ ف۶ یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان اب تم کو قتل کر ڈالیں۔ ف۷ یعنی ظاہری دکھاوے کو شاذ و نادر کبھی میدان میں آ کھڑے ہوتے ہیں ورنہ خوش گھروں میں بیٹھے عیش اُڑاتے اور اپنی برادری کے لوگوں کو بھی جو سچے مسلمان ہیں جہاد میں آنے سے روکتے رہتے ہیں۔ ف۸ یعنی مسلمانوں کا ساتھ دینے سے دریغ رکھتے ہیں اور ہر قسم کی ہمدردی و بہی خواہی سے بخل ہے۔ ہاں غنیمت کا موقع آئے تو حرص کے مارے چاہیں کہ کسی کو کچھ نہ ملے۔ سارا مال ہم ہی سمیٹ کر لے جائیں اسی احتمال پر لڑائی میں تھوڑی شرکت بھی کر لیتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی بُرے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد مردانگی جتاتے ہیں سب سے زیادہ اور غنیمت پر مرے پڑتے ہیں اور جہاں جبط اعمال کا ذکر تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب جبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہو نہیں ہوا چاہیے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان ۔ ف۲ یعنی نامومی کے مارے یقین نہیں آتا کہ فوجیں پھر گئیں اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتاویں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔ ف۳ یعنی رسول کو دیکھو ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ف۴ وہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ۔ ف۵ ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد میں جان دے چکا جیسے شہدا بدر و احد اور راہ دیکھتا یعنی اور اصحاب پر جو جہاد پر مستعد ہیں اور موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ ان میں ہے جو شہید ہو چکے

——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی لڑائی وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد آکر باتیں بناتے اور سب سے زیادہ مردانگی جتاتے ہیں اور مال غنیمت پر مارے حرص کے گرے پڑتے ہیں ۔ یا یہ مطلب ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق طعن و تشنیع سے زبان درازی کرتے ہیں ۔ ف۲ یعنی جب اللہ اور رسول پر ایمان نہیں تو کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جہاں جبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا کہ یہ اللہ پر آسان ہے ۔ یعنی بظاہر اللہ تعالیٰ کے حلم و حکمت کو دیکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے اور یہ بات بھاری معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی کی محنت کو ضائع کر دے ۔ لیکن اس پر بھاری نہیں رہتی کہ خود عمل ہی کے اندر ایسی خرابی چھپی ہوتی ہے جو کسی طرح اس کو درست نہیں ہونے دیتی یعنی بے ایمان کا عمل کہ ایمان شرط اور روح ہے ہر عمل کی ۔ بدون اس کے عمل مُردہ ہے پھر قبول کس طرح ہو ۔ کافر کتنی ہی محنت کرے سب اکارت ہے ۔ ف۳ یعنی کفار کی فوجیں ناکام واپس جا چکیں لیکن ان ڈرپوک منافقوں کو ان کے چلے جانے کا یقین نہیں آتا ۔ اور فرض کیجئے کفار کی فوجیں پھر لوٹ کر حملہ کر دیں تو ان کی تمنا یہ ہوگی کہ اب وہ شہر میں کبھی نہ ٹھیریں جب تک لڑائی رہے کسی گاؤں میں رہنے لگیں اور وہیں دور بیٹھے آنے جانے والوں سے پوچھ لیا کریں کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے ۔ لڑائی کا نقشہ کیسا ہے ۔ ف۴ یعنی باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتائیں اور لڑائی میں زیادہ کام نہ دیں محض مجبوری کو برائے نام شرکت کریں ۔ ف۵ یعنی پیغمبر کو دیکھو ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتے ہیں ۔ حالانکہ سب سے زیادہ اندیشہ و فکر ان ہی پر ہے ۔ مگر مجال ہے پائے استقامت ذرا جنبش کھا جائے جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور کثرت سے خدا کو یاد کرتے ہیں ان کے لئے رسول اللہ صلعم کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے چاہیے کہ ہر معاملہ ہر ایک حرکت و سکون ، اور نشست و برخاست میں ان کے نقش قدم پر چلیں اور ہمت و استقلال وغیرہ میں ان کی چال سیکھیں ۔ ف۶ یعنی پکے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفر کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی ہیں تو بجائے مذبذب یا پریشان ہونے کے ان کی اطاعت شعاری کا جذبہ اور ان کا یقین اللہ و رسول کے وعدوں پر اور زیادہ بڑھ گیا ۔ وہ کہنے لگے کہ تو یہی منظر ہے جس کی خبر اللہ و رسول نے پہلے سے دے رکھی تھی اور جس کے متعلق ان کا وعدہ ہو چکا تھا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ۔ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ وَ لَمَّا یَاۡتِکُمۡ مَّثَلُ الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِکُمۡ ؕ مَسَّتۡہُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلۡزِلُوۡا حَتّٰی یَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ وغیرہ رکوع ۲۶ اور سورۂ ص میں جو مکیہ ہے فرمایا تھا جُنۡدٌ مَّا ہُنَالِکَ مَہۡزُوۡمٌ مِّنَ الۡاَحۡزَابِ (ص رکوع ۱) ف۷ یعنی منافقین نے جو عہد کیا تھا پچھلے رکوع میں گذر چکا وَ لَقَدۡ کَانُوۡا عَاہَدُوا اللّٰہَ مِنۡ قَبۡلُ لَا یُوَلُّوۡنَ الۡاَدۡبَارَ اسے توڑ کر بے حیائی کے ساتھ میدان جنگ سے ہٹ گئے ۔ ان کے برعکس کتنے پکے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنا عہد و پیمان سچا کر دکھلایا ۔ بڑی بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور پیغمبر کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا ۔ اللہ و رسول کو جو زبان دے چکے تھے پہاڑ کی طرح اس پر جمے رہے ۔ ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے یعنی جہاد ہی میں جان دیدی جیسے شہدائے بدر و احد جن میں سے حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت مشہور ہے اور بہت مسلمان وہ ہیں جو نہایت اشتیاق کے ساتھ موت فی سبیل اللہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب کوئی معرکہ پیش آئے جس میں ہمیں بھی شہادت کا مرتبہ نصیب ہو ۔ بہرحال دونوں قسم کے مسلمانوں نے رہ خدا کی راہ میں جان دے چکے اور جو مشتاق شہادت ہیں اپنے عہد پر رہا کہ پوری حفاظت کی اور اپنی بات سے ذرہ بھر نہیں ہٹے ۔ (فائدہ) حدیث میں نبی کریم صلعم نے حضرت طلحہؓ کو فرمایا ہٰذا مِمَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ ۔ یہ ان میں سے ہے جو اپنا ذمہ پورا کر چکے گویا ان کو اسی زندگی میں شہید قرار دے دیا ۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو جنگ احد میں رسول اللہ صلعم کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پر تیر روکتے رہے حتیٰ کہ ہاتھ شل ہو کر رہ گیا ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ ۔

بِاَلۡسِنَۃٍ حِدَادٍ اَشِحَّۃً عَلَی الۡخَیۡرِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَمۡ یُؤۡمِنُوۡا فَاَحۡبَطَ اللّٰہُ

بولیں تم پر تیز تیز زبانوں سے دریغ پڑتے ہیں مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے

تیز تیز زبانوں سے ف۱ بخیل ہوتے ہیں مال پر ف وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر دئے اللہ نے

اَعۡمَالَہُمۡ ؕ وَ کَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرًا ﴿۱۹﴾ یَحۡسَبُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ

ان کے کئے اور یہ اللہ پر آسان ہے ف جانتے ہیں فوجیں

ان کے کئے کام اور یہ ہے اللہ پر آسان ف۲ سمجھتے ہیں کہ فوجیں کفار کی

لَمۡ یَذۡہَبُوۡا ۚ وَ اِنۡ یَّاۡتِ الۡاَحۡزَابُ یَوَدُّوۡا لَوۡ اَنَّہُمۡ بَادُوۡنَ فِی

نہیں گئیں اور اگر آجاویں فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح باہر گئے ہوں

نہیں پھر گئیں اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح ہم باہر نکلے ہوئے ہوں

ع ۱۴ / ۱۸

الۡاَعۡرَابِ یَسۡاَلُوۡنَ عَنۡ اَنۡۢبَآئِکُمۡ ؕ وَ لَوۡ کَانُوۡا فِیۡکُمۡ مَّا قٰتَلُوۡۤا اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۲۰﴾

گاؤں میں پوچھا کریں تمہاری خبریں اور اگر ہوویں تم میں لڑائی نہ کریں مگر تھوڑی ف

گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں ف۳ اور اگر ہوں تم میں تو لڑائی نہ کریں مگر بہت تھوڑی ف۴

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا

تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال اُس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے

تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ کی چال اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے

اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا ﴿۲۱﴾ وَ لَمَّا رَاَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ

اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا ف اور جب دیکھیں مسلمانوں نے

اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا ف۵ اور جب دیکھی مسلمانوں نے

الۡاَحۡزَابَ ۙ قَالُوۡا ہٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ صَدَقَ اللّٰہُ

فوجیں بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے

فوجیں بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے

وَ رَسُوۡلُہٗ ۫ وَ مَا زَادَہُمۡ اِلَّاۤ اِیۡمَانًا وَّ تَسۡلِیۡمًا ﴿ؕ۲۲﴾ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

اور اس کے رسول نے اور ان کو اور بڑھا یقین اور اطاعت کرنا ف ایمان والوں میں

اور اس کے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا یقین اور اطاعت کرنا ف۶ ایمان والوں میں

رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاہَدُوا اللّٰہَ عَلَیۡہِ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَہٗ

کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے ان میں کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ

کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ

وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ ۫ۖ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا ﴿ۙ۲۳﴾ لِّیَجۡزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیۡنَ

اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھتا اور بدلا نہیں ایک ذرہ ف تا بدلا دے اللہ سچوں کو

اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ ف۷ تاکہ بدلا دے اللہ سچوں کو

بِصِدۡقِہِمۡ وَ یُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ اِنۡ شَآءَ اَوۡ یَتُوۡبَ عَلَیۡہِمۡ ؕ

ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں کو اگر چاہے یا توبہ ڈالے ان کے دل پر

ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے یا توبہ ڈالے ان کے دل پر

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ یہود تھے بنی قریظہ نزدیک مدینے کے بستے پہلے حضرت سے صلح رکھتے تھے اس بہکانے میں آ پڑے اس لڑائی سے فارغ ہوئے کہ جبرئیل حکم لائے ان کو جا گھیرا چودہ دن گھبرا کر تھکے راضی ہوئے کہ ہم نکلتے ہیں جو ہمارے حق میں سعد بن معاذ کہے سو قبول رکھو حضرت نے قبول کیا سعد نے یہی حکم کیا جوانوں کے قتل کرنے کا اور عورتوں لڑکوں کو بندہ کرنا اور مال لانا اللہ اور رسول کی مرضی یہی تھی اوران کی بدعہدی کی سزا۔ ف۲ یہ زمین جو مدینے کے نزدیک ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین کو بانٹی ان کی گذران کا ٹھکانا ہو گیا اور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا اور دوسری زمین سے مراد ہے زمین خیبر کی دو برس کے پیچھے یہودیوں سے وہ ہاتھ لگی اس سے حضرت کے سب اصحاب آسودہ ہو گئے۔ ف۳ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں بعضوں نے بول چال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جاویں پھر مہینے کے بعد یہ آیت اتری حضرت گھر میں آئے اول حضرت عائشہؓ سے کہا انھوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسی طرح سب نے حضرت کے یہاں ہمیشہ فقر و فاقہ تھا اپنے اختیار سے جو آتا تھا شتاب خرچ ڈالتے تھے پھر قرض لینا پڑتا یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر رہیں ان کو بڑا نیگ ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطیبات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا بےغم نہ ہو جاویں۔ خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ

بے شک اللہ ہے بخشتا مہربان اور پھیر دیا اللہ نے منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے

بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۱ اور پھیر دیا اللہ نے منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے

لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

ہاتھ نہ لگی کچھ بھلائی اور آپ اٹھالی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

ہاتھ نہ لگی کچھ بھلائی ف۲ اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

قَوِيًّا عَزِيزًا ۝ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

زور آور زبردست اور اتار دیا ان کو۔ جو ان کے رفیق ہوئے تھے کتاب والے

زور آور زبردست ف۳ اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل کتاب سے

مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ

ان کی گڑھیوں سے اور ڈالی ان کے دل میں دھاک کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے

ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے

وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۝ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ

اور کتنوں کو بندی کیا ف اور تم کو وارث کیا ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال

اور کتنوں کو قید کر لیا ف۴ اور تم کو دلائی ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال

وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا

اور ایک زمین کا جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم اور ہے اللہ سب چیز کر سکتا ف۲ اے

اور ایک زمین کہ جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ف۵ اے

النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ

نبی کہدے اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتیاں ہو دنیا کا جینا اور

نبی کہدے اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور

زِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ

یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں بھلی طرح سے رخصت اور اگر تم ہو

یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور رخصت کر دوں بھلی طرح سے رخصت کرنا اور اگر تم

تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ

چاہتیاں ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھ چھوڑا ہے ان کو جو تم میں نیکی

چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھ چھوڑا ہے ان کے لئے جو تم میں

مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

پر ہیں نیگ بڑا ف۳ اے نبی کی عورتو جو کوئی لاوے تم میں کام بے حیائی کا صریح

نیکی پر ہیں بڑا ثواب۔ ف۶ اے نبی کی عورتو جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح

يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

دونی ہو اس کو مار دوہری اور ہے یہ اللہ پر آسان

دونا ہو اس کو عذاب دوہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان ف۷

ع ۳
۱۹

منزل ۵

ف۱ یعنی جو عہد کے پکے اور قول و قرار کے سچے ہیں انکو سچائی پر جمے رہنے کا بدلہ دے اور جو بدعہد دغاباز منافق ہیں چاہے سزا دے اور چاہے توبہ کی توفیق دیکر معاف فرما دے اسکی مہربانی سے کچھ بعید نہیں ف۲ یعنی کفار کا لشکر ذلت و ناکامی سے پیچ و تاب کھاتا اور غصہ سے دانت پیستا ہوا میدان سے بھاگ کر واپس ہوا، نہ فتح ملی نہ کچھ سامان ہاتھ آیا۔ ہاں عمرو بن عبدود جیسا انکا نامور سوار جسکو لوگ ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھتے تھے اس لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے کھیت رہا۔ مشرکین نے درخواست کی کہ دس ہزار دیکر اسکی لاش ہمیں دے دی جائے۔ آپؐ نے فرمایا وہ تم لیجاؤ ہم مردوں کا ثمن کھانے والے نہیں۔ ف۳ یعنی مسلمانوں کو عام لڑائی لڑنے کی نوبت نہ آنے دی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ہوا کا طوفان اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر وہ اثر پیدا کر دیا کہ کفار خود سراسیمہ اور پریشان حال ہو کر بھاگ گئے۔ اللہ کی زبردست قوت کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے۔ ف۴ یہ یہود "بنی قریظہ" ہیں۔ مدینہ کے شرقی جانب انکا مضبوط قلعہ تھا اور پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کئے ہوئے تھے۔ جنگ احزاب کے موقع پر حیی ابن اخطب کے اغوا سے تمام معاہدات بالائے طاق رکھکر مشرکین کی مدد پر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے بعض نے مسلمان عورتوں پر حملہ کرنا چاہا۔ جس کا جواب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بڑی بہادری سے دیا۔ جب کفار قریش وغیرہ عاجز ہو کر چلے گئے تو "بنو قریظہ" اپنے مضبوط قلعوں میں جا گھسے۔ نبی کریم صلعم جنگ احزاب سے فارغ ہو کر غسل وغیرہ میں مشغول تھے کہ حضرت جبریلؑ تشریف لائے۔ چہرہ پر غبار کا اثر تھا۔ فرمایا یا رسول اللہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے حالانکہ فرشتے ہنوز ہتھیار بند ہیں۔ اللہ کا حکم ہے کہ "بنو قریظہ" پر حملہ کیا جائے فوراً منادی ہو گئی کہ "بنو قریظہ" کے بدعہد یہودیوں پر چڑھائی ہے۔ نہایت سرعت کے ساتھ اسلامی فوج نے انکے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ جو بیس پچیس دن محاصرہ جاری رہا۔ آخر محصورین تاب نہ لا سکے۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیام بھیجنے شروع کئے۔ اخیر میں ان کی طرف سے بات اس پر ٹھہری کہ ہم قلعوں سے باہر آتے ہیں اور "اوس" کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو حکم ٹھہراتے ہیں (کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے) جو فیصلہ ہمارے حق میں حضرت سعد کر دینگے ہم کو منظور ہوگا۔ آنحضرت صلعم نے بھی قبول فرما لیا۔ قصہ مختصر حضرت سعد تشریف لائے اور بحیثیت ایک مسلم حکم کے فیصلہ کیا کہ بنی قریظہ کے سب جوان قتل کر دیئے جائیں اور عورتیں اور بچے سب قید غلامی میں لائے جائیں اور انکے اموال و جائداد کے مالک مہاجرین ہوں خدا اور رسول کی مرضی اور ان کی بدعہدی کی سزا یہی تھی اور یہ فیصلہ ٹھیک انکی مسلم آسمانی کتاب تورات کے موافق تھا چنانچہ تورات کتاب استثنا اصحاح ۲۰ آیت ۱۰ میں ہے "جب کسی شہر پر حملہ کرنے کیلئے جائے تو پہلے صلح کا پیغام دے اگر وہ صلح تسلیم کریں اور تیرے لئے دروازے کھول دیں تو جتنے لوگ وہاں موجود ہوں سب تیرے غلام ہو جائیں گے لیکن اگر صلح نہ کریں تو تو انکا محاصرہ کر اور جب تیرا خدا تجھ کو ان پر قبضہ دلا دے تو جس قدر مرد ہوں سب کو قتل کر دے۔ باقی بچے، عورتیں، جانور اور جو چیزیں شہر میں موجود ہوں سب تیرے لئے مال غنیمت ہونگے" اس فیصلہ کے مطابق کئی سو یہودی جوان قتل کئے گئے اور کئی سو عورتیں لڑکے قید ہوئے اور ان کے املاک و اموال پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ ف۵ یہ زمین جو مدینہ کے قریب ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین پر تقسیم کر دی۔ ان کی گذران کا ٹھکانا ہو گیا اور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا۔ اور دوسری زمین سے مراد خیبر کی زمین ہے جو اس کے دو برس بعد ہاتھ لگی اس سے حضرت کے سب اصحاب آسودہ ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دوسری زمین مکہ کی ہے۔ بعض نے فارس و روم کی زمینیں مراد لی ہیں جو آپ کے بعد خلفاء کے ہاتھوں سے فتح ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ قیامت تک جو زمینیں فتح کی جائیں سب اس میں شامل ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۶ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہو گئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں۔ ان میں سے بعض نے آنحضرت صلعم سے گفتگو کی کہ ہم کو مزید نفقہ اور سامان دیا جائے جس سے عیش و ترفہ کی زندگی بسر کر سکیں۔ حضرت کو یہ باتیں شاق گذریں۔ قسم کھالی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جائیں گے مسجد کے قریب ایک بالاخانہ میں علیحدہ فروکش ہو گئے۔ صحابہ مضطرب تھے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح یہ گتھی سلجھ جائے انھیں زیادہ فکر اپنی اپنی صاحبزادیوں (عائشہ اور حفصہ) کی تھی۔ کہ پیغمبر کو ملول کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہی ہیں۔ دونوں نے دونوں کو دھمکایا اور سمجھایا۔ پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ انس اور بے تکلفی کی باتیں کیں۔ آپ قدرے منشرح ہوئے ایک ماہ بعد یہ آیت تخییر اتری یعنی اپنی ازواج سے صاف صاف کہدو کہ دو راستوں میں سے ایک انتخاب کر لیں۔ اگر دنیا کی عیش و بہار اور امیرانہ ٹھاٹھ چاہتی ہیں تو کہہ دو کہ میرے ساتھ تمہارا نباہ نہیں ہو سکتا۔ آؤ کہ میں کچھ دے دلا کر (یعنی کپڑوں کا جوڑا جو مطلقہ کو دیا جاتا تھا) تم کو خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں (یعنی شرعی طریقہ سے طلاق دیدوں) اور اگر اللہ و رسول کی خوشنودی اور آخرت کے اعلیٰ مراتب کی طلب ہے، تو پیغمبر کے پاس رہنے میں اس کی کمی نہیں۔ جو آپ کی خدمت میں صلاحیت سے رہیگی اللہ کے یہاں اس کے لئے بہت بڑا اجر تیار ہے اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ جنت کے سب سے اعلیٰ مقام میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہیں۔ نزول آیت کے بعد آنحضرت صلعم گھر میں تشریف لائے اول عائشہؓ کو خدا کا حکم سنایا انھوں نے اللہ و رسول کی مرضی اختیار کی۔ پھر سب ازواج نے ایسا ہی کیا۔ دنیا کے عیش و عشرت کا تصور دلوں سے نکال ڈالا۔ حضرت کے یہاں ہمیشہ اختیاری فقر و فاقہ رہتا تھا جو آتا شتاب خرچ ڈالتے تھے۔ ... جو نیکی پر رہیں ان کو بڑا ثواب ہے۔ حضرت کی ازواج ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یہ بڑے درجے کو لازم ہے نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا پیغمبر کو بھی فرمایا ہے۔ لا ذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ ۔ ف۲ یہ ایک ادب سکھایا کسی مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو جیسے ماں کہے بیٹے کو ف۳ یعنی گھر کے رہت بے پردہ پھرتی تھیں عورتیں۔ ف۴ یہ خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے ———— از شاہ عبد القادر صاحب

بقیہ صفحہ ۵۴۷ ۵ ۔ سب نیک بیبیاں ہیں الطیبات للطیبین ۔ گو حق تعالیٰ نے قرآن میں صاف خوشخبری کسی کو نہیں دی تا کہ نڈر نہ ہو جائے خاتمہ کا ڈر لگا رہے یہ بھی بہتر ہے ۔ آگے اُن عورتوں کو خطاب ہے جو نبی کی صحبت اختیار کریں اُن کو جو اُس نسبت کی وجہ سے بہت بلند ہے چاہیے کہ اُن کی اخلاقی اور روحانی زندگی اُس معیار پر ہو جو اس مقام رفیع کے مناسب ہے کیونکہ علاوہ اُن کی ذاتی بزرگی کے وہ اُمہات المؤمنین ہیں ۔ تمہیں اپنی اولاد کی بڑی حد تک ذمہ داری ہے لازم ہے کہ اُن کے اعمال و اخلاق اُمت کے لیے اُسوۂ حسنہ بنیں ۔ ف بڑے کی غلطی بھی بڑی ہوتی ہے ۔ اگر بالفرض تم میں کسی سے کوئی بداخلاقی کا کام ہو جائے تو جو سزا اوروں کو اس کام پر ملتی اس سے دگنی سزا ملے گی ۔ اور اللہ پر یہ آسان ہے ۔ تمہاری وجاہت اور نسبت زوجیت سزا دینے سے اللہ کو روک نہیں سکتی ۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور رسول کی اور کرے کام نیک

اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور عمل کرے اچھے

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ

دیں ہم اُس کو اُس کا نیگ دوبار اور رکھی ہے ہم نے اُس کے واسطے روزی عزت کی ف۱ اے نبی کی

دیویں گے ہم اُس کا ثواب دوبار اور رکھی ہے ہم نے اُس کے واسطے روزی عزت کی ف۱ اے نبی کی

النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

عورتو تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر نہ کہو

عورتو تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں ف۲ اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

بات پھر لالچ کرے کوئی جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول ف۲

بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول ف۳

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کے ف۳

اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں ف۴

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور کھڑی رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور رسول کی

اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور اُس کے رسول کی ف۵

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ

اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اس گھر والو اور

اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو اور

يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

ستھرا کرے تم کو ستھرائی سے ف۴ اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں

ستھرا کر دے تم کو ایک ستھرائی سے ف۶ اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں

وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

اور عقلمندی مقرر اللہ ہے بھید جانتا خبردار تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

اور عقلمندی کی ف۷ مقرر اللہ ہے بھید جاننے والا خبردار ف۸ تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ

اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور

اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور

الصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَ

سچی عورتیں اور محنت سہنے والے مرد اور محنت سہنے والی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور

سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں ف۹ اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں ف۱۰ اور

منزل ۵

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی نیکی اور اطاعت پر جتنا اجر دوسروں کو ملے اُس سے دوگنا ملے گا ۔ اور مزید برآں ایک خاص روزی عزت کی عطا ہوگی ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ بڑے درجے کا لازمہ ہے کہ نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا پیغمبر علیہ السلام کو فرمایا " اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ۔ (اسراء رکوع ۸) ف۲ یعنی تمہاری حیثیت اور مرتبہ عام عورتوں کی طرح نہیں ۔ حق تعالیٰ نے تم کو پیغمبر کی زوجیت کے لیے انتخاب فرمایا اور اُمہات المؤمنین بنایا ۔ لہٰذا اگر تقویٰ و طہارت کو پیش نظر رکھو گی جیسا کہ تم سے متوقع ہے ۔ اُس کا وزن اللہ کے ہاں بہت زیادہ ہوگا ۔ اور بالفرض کوئی بری حرکت سرزد ہو تو اسی نسبت سے وہ بھی بہت زیادہ بھاری اور قبیح سمجھی جائے گی ۔ غرض بھلائی کی جانب ہو یا برائی کی ، عام مومنات سے تمہاری پوزیشن ممتاز رہے گی ۔ ف۳ یعنی اگر تقویٰ اور خدا کا ڈر دل میں رکھتی ہو تو غیر مردوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے (جس کی ضرورت خصوصاً اُمہات المؤمنین کو پیش آتی رہتی ہے) نرم اور دلکش لہجہ میں کلام نہ کرو ۔ عورت کی آواز میں قدرت نے طبعی طور پر ایک نرمی اور نزاکت رکھی ہے لیکن پاکباز عورتوں کی شان یہ ہونی چاہیے کہ حتی المقدور غیر مردوں سے بات کرنے میں بہ تکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کریں جس میں قدرے خشونت اور روکھا پن ہو اور کسی بد باطن کے قلبی میلان کو اپنی طرف جذب نہ کرے ۔ اُمہات المؤمنین کو اس بارہ میں اپنے مقام بلند کے لحاظ سے اور بھی زیادہ احتیاط لازم ہے ۔ تا کوئی بیمار اور روگی دل کا آدمی بالکل اپنی عاقبت تباہ نہ کر بیٹھے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "یہ ایک ادب سکھایا اگر کسی مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو جیسے ماں کہے بیٹے کو ۔" اور بات بھی بھلی اور معقول ہو ۔ ف۴ یعنی اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں اس بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے ۔ اُس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں ۔ اُمہات المؤمنین کا فرض اس معاملہ میں بھی اوروں سے زیادہ مؤکد ہے کما یجب کہ " لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ " کے تحت میں گذر چکا ۔ باقی کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی بنا پر بدون زیب و زینت کے مبتذل اور ناقابل اعتناء لباس میں مستتر ہو کر (جیسا کہ باہر نکلنا بشرطیکہ ماحول کے اعتبار سے فتنہ کا مظنہ نہ ہو) بلاشبہ اس کی اجازت نصوص سے نکلتی ہے اور خاص ازواج مطہرات کے حق میں بھی اس کی ممانعت ثابت نہیں ہوئی ۔ بلکہ متعدد واقعات سے اس طرح نکلنے کا ثبوت ملتا ہے لیکن شارع کے ارشادات سے یہ بلاشبہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پسند اسی کو کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت بہرحال اپنے گھر کی زینت بنے اور باہر نکل کر شیطان کو تاک جھانک کا موقع نہ دے اس کی تفصیل ہمارے رسالہ "حجاب شرعی" میں ہے ۔ باقی یہ مضمون یعنی عورت کے لیے کن اعضاء کو کن مردوں کے سامنے کھلا رکھنا جائز ہے اس کا بیان سورۂ نور میں گذر چکا تنبیہ جو احکام ان آیات میں بیان کیے گئے تمام عورتوں کے لیے ہیں ۔ ازواج مطہرات کے حق میں چونکہ اُن کی تاکید و اہتمام زائد تھا اس لیے لفظوں میں خصوصیت کے ساتھ مخاطب اُن کو بنایا گیا ۔ میرے نزدیک یٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ تک ان احکام کی تمہید تھی ۔ تمہید میں دو شقیں ذکر کی تھیں ایک بے حیائی کی بات کا ارتکاب اس کی روک تھام " فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ سے تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى " تک کی گئی ۔ دوسری اللہ و رسول کی اطاعت اور عمل صالح آگے وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ سے اَجْرًا عَظِيْمًا تک اس کا سلسلہ چلا گیا ہے ۔ خلاصہ یہ ہوا کہ برائی کے مواقع سے بچنا اور نیکی کی طرف سبقت کرنا سب کے لیے ضروری ہے مگر ازواج مطہرات کے لیے سب عورتوں سے زیادہ ضروری ہے ۔ اُن کی ہر ایک بھلائی برائی وزن میں دگنی قرار دی گئی اس تقریر کے موافق " فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ " کی تفسیر بھی بے تکلف سمجھ میں آ گئی ہوگی ۔ ف۵ یعنی اوروں سے بڑھ کر ان چیزوں کا اہتمام رکھو ۔ کیونکہ تم نبی سے اقرب اور لصق رہتی ہو ۔ ف۶ یعنی اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ نبی کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک و صاف کر دے اور اُن کے رتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی ستھرائی عطا فرمائے جو دوسرے مردوں سے ممتاز و فائق ہو ۔ جن کی طرف "یطھرکم" کے بعد تَطْهِيْرًا بڑھا کر اشارہ فرمایا ہے ۔ یہ تطہیر اس باب میں اس قسم کی نہیں جو آیت وضو میں وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ (مائدہ رکوع ۲) سے یا بدر کے قصہ میں لِيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ (انفال رکوع ۲) سے مراد ہے ۔ بلکہ یہاں تطہیر سے مراد تہذیب نفس ، تصفیۂ قلب اور تزکیۂ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو کمل اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو نہیں بن جاتے ، ہاں محفوظ کہلاتے ہیں ۔ چنانچہ لفظ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ فرمانا اور اَرَادَ اللّٰهُ نہ فرمانا خود اس کی دلیل ہے کہ اہل بیت کے لیے عصمت ثابت نہیں ۔ تنبیہ ۔ نظم قرآنی ... کیونکہ آیت ہذا سے پہلے اور پیچھے پورے رکوع میں تمام ترخطابات ... کی طرف کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ ... ازواج مطہرات یقیناً داخل ہیں ۔ (تتمہ صفحہ ۵۴۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

الْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ

خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور تھامنے والے مرد

خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد

فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ

اپنی شہوت کی جگہ اور تھامنے والی عورتیں اور یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں رکھی ہے اللہ نے

اپنی شہوت کی جگہ کو اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور یاد کرنے والے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں رکھی ہے اللہ نے

لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى

ان کے واسطے معافی اور نیگ بڑا ف اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہرا دے

ان کے واسطے معافی اور ثواب بڑا ف اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ کسی ایماندار عورت کا جب کہ مقرر

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ

اللہ اور اس کا رسول کچھ کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا

کرے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی

اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۝ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ

اللہ کے اور اس کے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوک کر ف اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے

اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر ف اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر

اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ

احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے

اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ

اور تو چھپاتا تھا دل میں ایک چیز جو اللہ اس کو کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے

اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے

أَن تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ

ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں دی تا نہ رہے

ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ف ہم نے اس کو تیرے نکاح میں دیا تا نہ رہے

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ

سب مسلمانوں کو گناہ نکاح کر لینا جوروؤں سے اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کریں ان سے

مسلمانوں پر گناہ نکاح کر لینا جوروئیں اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کر لیں ان سے

وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ

اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کرنا ف نبی پر کچھ مضائقہ نہیں

اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم بجا لانا ف نبی پر کچھ مضائقہ نہیں

فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَكَانَ

اس بات میں جو ٹھہرا دی اللہ نے اس کے واسطے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو گذرے پہلے اور ہے

اس بات میں جو مقرر کر دی اللہ نے اس کے واسطے جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو گذرے پہلے اور ہے

منزل ۵

موضح قرآن ف حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اتری۔ یعنی عورتوں کی خاطر کو نہیں تو جو حکم مردوں پر کیا سو عورتوں پر بھی آیا ہے اور اپنی عادت ہے۔ ف حضرت زینب رسول خدا کی پھپھی کی بیٹی اور قوم میں اشراف حضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح کر دیں زید بن حارثہ سے یہ زید اصل عرب تھے ظالم پکڑ لے گئے لڑکپن میں شہر مکہ میں۔ حضرت کے رسول ہونے سے پہلے ان کے باپ چچا آئے ان کو مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے تب حضرت نے ان کو بیٹا کر لیا اسلام سے پہلے اس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینب اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے تب یہ آیت اتری تب راضی ہوئے اور نکاح کر دیا۔ ف حضرت زینب زید کے نکاح میں آئیں تو وہ ان کی آنکھوں میں حقیر لگتا مزاج کی موافقت نہ ہوئی جب لڑائی ہوتی تو زید حضرت سے آ کر شکایت کرتے اور کہتے میں اس کو چھوڑتا ہوں حضرت منع کرتے کہ میری خاطر سے اس نے تجھ کو قبول کیا اب تم چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے۔ جب بار بار قضیہ ہوا حضرت کے دل میں آیا کہ اگر ناچار زید چھوڑ دے گا تو زینب کی دلجوئی بغیر اس کے نہیں کہ میں نکاح کروں۔ لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ کہیں گے اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھی، حالانکہ لے پالک کا حکم بیٹے کا نہیں کسی بات میں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کی خاطر رکھی جب طلاق کے حضرت کے نکاح میں دے دیا۔ اللہ کے فرمانے ہی سے نکاح بندھ گیا۔ ظاہر میں نکاح کی حاجت نہ ہوئی جیسے آپ کوئی مالک اپنی لونڈی غلام کا نکاح باندھ دے۔ غرض، تمام کر لی یعنی چھوڑ دی۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۵۴۷ ف قرآن میں یہ لفظ عموماً اسی سیاق میں مستعمل ہوا ہے حضرت ابراہیم کی بیوی سارہ کو خطاب کرتے ہوئے ملائکہ نے فرمایا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ (ہود۔ رکوع ۷) معلوم ہوا عورت باوجود یکہ نکاح سے نکل چکی گر عدت منقضی ہونے سے پہلے بیوت کی نسبت اسی کی طرف گئی چنانچہ فرمایا "وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ" (طلاق رکوع ۱) حضرت یوسف کے قصہ میں بیت کو زلیخا کی طرف منسوب کیا: وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا (یوسف، رکوع ۳) بہرحال اہل بیت میں اس جگہ ازواج مطہرات کا داخل ہونا یقینی ہے بلکہ آیت کا خطاب ازواج ان ہی سے ہے۔ لیکن چونکہ اولاد و داماد بھی بجائے خود اہل بیت و گھر والوں میں شامل ہیں بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ مسند احمد کی ایک روایت میں احق کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے آپ کا حضرت فاطمہ، علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لے کر اللّٰھم ھٰؤلاء اھل بیتی وغیرہ فرمانا یا حضرت فاطمہ کے مکان کے قریب گذرتے ہوئے "الصلوٰۃ اھل البیت إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ" الآیۃ سے خطاب کرنا اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج کے حق میں ہوا اور ان ہی سے تخاطب ہو رہا ہے مگر یہ حضرات بھی بطریق اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلت تطہیر کے اہل ہیں۔ باقی ازواج مطہرات چونکہ خطاب قرآنی کی اولین مخاطب تھیں اس لئے ان کی نسبت اس قسم کے اظہار اور تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ ف یعنی قرآن و سنت میں جو اللہ کے احکام اور دانائی کی باتیں ہیں ان کو سیکھو یاد کرو دوسروں کو سکھاؤ اور اللہ کے احسان عظیم کا شکر ادا کرو کہ تم کو ایسے گھر میں رکھا جو حکمت کا خزانہ اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ ف یعنی کیا آیتوں میں تمہیں ایک بھید اور ریجھے کی باتیں ہیں۔ اور وہ ہی جانتا ہے کہ کون اس امانت کے اٹھانے کا اہل ہے اس نے اپنے لطف و مہربانی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی کیلئے اور تم کو انکی زوجیت کیلئے چن لیا کیونکہ وہ ہر ایک کے احوال و استعداد کی خبر رکھتا ہے کوئی کام یوں ہی بے جوڑ نہیں کر سکتا۔ ف یعنی تم اٹھا کر اور سختیاں جھیل کر احکام شریعت پر قائم رہنے والے۔ ف یعنی تواضع و خاکساری اختیار کرنے والے یا نماز خشوع و خضوع سے ادا کرنے والے۔

فوائد صفحہ ہذا ف بعض ازواج مطہرات نے کہا تھا کہ قرآن میں اکثر جگہ مردوں کا ذکر ہے عورتوں کا کہیں نہیں اور بعض نیک بخت عورتوں کو خیال ہوا کہ آیات سابقہ میں ازواج نبی کا ذکر تو آیا عام عورتوں کا کچھ حال بیان نہ ہوا اس پر یہ آیت اتری۔ تا تسلی ہو جائے کہ عورت ہو یا مرد کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی اور جس طرح مردوں کو روحانی اور اخلاقی ترقی کرنے کے ذرائع حاصل ہیں عورتوں کے لئے بھی یہ میدان کشادہ ہے۔ یہ طبقہ اناث کی دلجوئی کے لئے تصریح فرما دی ورنہ جو احکام مردوں کے قرآن میں آئے وہ ہی عموماً عورتوں پر عائد ہوتے ہیں۔ جدا گانہ نام لینے کی ضرورت نہیں۔ ہاں خصوصی احکام الگ بتلا دیئے گئے ہیں۔ ف حضرت زینب رضی اللہ عنہا امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی نبی کریم صلعم کی پھوپھی زاد بہن اور قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھیں۔ آنحضرت صلعم نے چاہا کہ ان کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیں۔ یہ زید اصل سے شریف عرب تھے لیکن لڑکپن میں کوئی ظالم ان کو پکڑ لایا اور غلام بنا کر مکہ کے بازار میں بیچ گیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خرید لیا اور کچھ دنوں بعد آنحضرت صلعم کو ہبہ کر دیا جب یہ ہوشیار ہوئے تو ایک تجارتی سفر کی تقریب سے اپنے وطن کے قریب ہو گذرے وہاں ان کے اعزہ کو پتہ لگ گیا۔ آخر ان کے والد چچا اور بھائی حضرت کی خدمت میں پہنچے کہ آپ معاوضہ لیکر ہمارے حوالہ کر دیں۔ فرمایا کہ معاوضہ کی ضرورت نہیں، اگر تمہارے ساتھ جانا چاہے خوشی سے لے جاؤ۔ انہوں نے حضرت زید سے دریافت کیا حضرت زید نے کہا کہ میں حضرت کے پاس سے جانا نہیں چاہتا۔ آپ مجھے اولاد سے بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں اور ماں باپ سے زیادہ چاہتے ہیں۔ حضرت نے ان کو آزاد کر دیا اور متبنیٰ بنا لیا چنانچہ لوگ اس زمانہ کے رواج کے مطابق "زید بن محمد" کہہ کر پکارنے لگے۔ تا آنکہ آیت "ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ" نازل ہوئی اس وقت زید بن محمد کی جگہ پھر زید بن حارثہ رہ گئے چونکہ قرآن کے حکم کے موافق ان کے نام سے اس نسبت فخریہ کا شرف جدا کر دیا گیا تھا شاید اس کی تلافی کے لئے تمام صحابہ کے مجمع میں سے صرف ان کو یہ خاص شرف بخشا گیا کہ ان کا نام قرآن میں تصریحاً ذکر ہوا جیسا کہ آگے آتا ہے۔ "فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا" بہرحال حضرت زینب کی خاندانی حیثیت چونکہ بہت بلند تھی اور زید بن حارثہ بظاہر داغ غلامی اٹھا کر آزاد ہوئے تھے اس لئے ... نکاح کے راستہ میں حائل نہ ہوا کریں، اس لئے آپ نے زینب

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع میں روا ہو گیا مضائقہ نہیں [illegible] حضرت داؤد کو سو عورتیں تھیں [illegible]
[illegible]

ازشاہ عبدالقادر صاحب

[illegible]

أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ۝ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ

حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا وہ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے

حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا ٭ وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے اس کا

وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ

اور نہیں ڈرتے کسی سے سوا اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا ف۱ محمد

اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا ف۱ محمد باپ نہیں

أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ

باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے

کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا ف۲ اور مہر سب نبیوں پر ف۳ اور ہے

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝

اللہ سب چیز جانتا ف۲ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کو بہت سی یاد

اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ف۴ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد

ع ۵

وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ

اور پاکی بولو اس کی صبح اور شام وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے

اور پاکی بولتے رہو اس کی صبح اور شام ف۵ وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے

لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝

کہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان

تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان ف۶

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا

دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور رکھا ہے ان کے واسطے نیگ عزت کا ف۳ اے

دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا ف۷ اے

النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى

نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا

نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا ف۸ اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ف۹ اور بلانے والا اللہ

اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ

اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ چمکتا اور خوشی سنا ایمان والوں کو کہ ان کو ہے اللہ کی طرف سے

کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ ف۱۰ اور خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو کہ ان کے لئے ہے خدا کی طرف سے

فَضْلًا كَبِيرًا ۝ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَ

بڑی بزرگی ف۴ اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا اور چھوڑ دے ان کا ستانا اور

بڑی بزرگی ف۱۱ اور کہا مت مان منکروں کا اور دغابازوں کا ف۱۲ اور چھوڑ دے ان کا ستانا اور

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

بھروسا کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا اے ایمان والو جب

بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا ف۱۳ اے ایمان والو جب

لیکن جاہلانہ دستور کی بدولت یہ ڈر لگا کہ لوگ کہیں گے اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھ لی [illegible] چونکہ اللہ کو یہ منظور تھا کہ اس جاہلانہ خیال کو اپنے پیغمبر کے [illegible] سے عملی ضرب لگا کر مسلمانوں کے دلوں سے [illegible] قسم کی وحشت اور استنکاف باقی نہ رہے [illegible] کو مطلع فرمایا کہ میں زینب کو تیرے نکاح میں دینے والا ہوں۔ اسی کو خود قرآن کے الفاظ "لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ" صاف صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ یعنی آپ کے نکاح میں دینے کی غرض یہی تھی کہ دلوں سے جاہلیت کے اس خیال باطل کا بالکل قلع قمع کر دیا جائے اور کوئی تنگی یا رکاوٹ آئندہ اس معاملہ میں باقی نہ رہنے پائے۔ اور شاید یہی حکمت ہوگی جو اول زینب کا نکاح زید سے زور ڈال کر کرایا گیا کیونکہ اللہ کو معلوم تھا کہ یہ نکاح زیادہ مدت تک باقی نہ رہے گا۔ چند مصالح مہمہ تھیں جن کا حصول اس عقد پر معلق تھا۔ ابھی اصل آنحضرت صلعم خود اپنے ذاتی خیال اور اس آسمانی پیشین گوئی کے اظہار سے عوام کے طعن و تشنیع کا خیال فرما کر شرماتے تھے اور زید کو طلاق کا مشورہ دینے میں بھی حیا کرتے تھے لیکن خدا کی خبر سچی ہونی تھی اور اس کا حکم تکوینی و تشریعی ضرور تھا کہ نافذ ہو کر رہے۔ آخر کار زید نے طلاق دیدی۔ اور عدت گذر جانے پر اللہ نے زینب کا نکاح آنحضرت صلعم سے باندھ دیا۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ آپ دل میں جو چیز چھپائے ہوئے تھے وہ یہی نکاح کی پیشین گوئی اور اس کا خیال تھا۔ اسی کو بعد میں اللہ نے ظاہر فرما دیا جیسا کہ لفظ "زَوَّجْنَاكَهَا" سے ظاہر ہے۔ اور ڈر اس بات کا تھا کہ بعض لوگ اس بات پر بدگمانی یا بدگوئی کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کر بیٹھیں یا گمراہی میں ترقی نہ کریں۔ چونکہ مصالح مہمہ شرعیہ کے مقابلہ میں اس قسم کی جھجک بھی پیغمبر کی شان رفیع سے نازل تھی اس لئے بقاعدہ "حسنات الابرار سیئات المقربین" اس کو عتاب آمیز رنگ میں اجاگر کر کے ظاہر فرمایا گیا۔ جیسا کہ عموماً انبیاء علیہم السلام کی زلات کے ذکر میں واقع ہوا ہے (تنبیہ) ہم نے جو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نکاح کی خبر پہلے سے دیدی تھی اس کی روایت فتح الباری سورۂ احزاب کی تفسیر میں موجود ہے۔ باقی جو لغو اور مردود قصے اس مقام پر حاطب اللیل مفسرین و مؤرخین نے درج کر دیئے ہیں ان کی نسبت حافظ ابن حجر لکھتے ہیں "لَا يَنْبَغِي التَّشَاغُلُ بِهَا" اور ابن کثیر لکھتے ہیں "أَحْبَبْنَا أَنْ نَضْرِبَ عَنْهَا صَفْحًا لِعَدَمِ صِحَّتِهَا فَلَا نُورِدُهَا"۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی اللہ کا حکم اٹل ہے جو بات اس کے یہاں طے ہو چکی ضرور ہو کر رہیگی۔ پیغمبر کو ایسا کرنے میں کیا مضائقہ ہے جو شریعت میں روا ہو گیا۔ انبیاء و رسل کو اللہ کے پیغامات پہنچانے میں اس کے سوا کبھی کسی کا ڈر نہیں رہا۔ چنانچہ آپ نے بھی پیغام رسانی میں آج تک کسی چیز کی پروا نہیں کی نہ کسی کے کہنے سننے کے خیال سے کبھی متاثر ہوئے۔ پھر اس نکاح کے معاملہ میں رکاوٹ کیوں ہو۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اسی طرح سلیمان علیہ السلام کی کثرت ازواج مشہور ہے جو الزام سفہا آپ کو دے سکتے ہیں انبیائے سابقین کی اقتدا میں اس سے بڑھ کر ذخیرہ موجود ہیں۔ لہٰذا اس طرح کی [illegible] اور جاہلانہ نکتہ چینیوں پر نظر نہیں کرنا چاہئے۔ آگے بتلاتے ہیں کہ زید بن حارثہ جن کو آپ نے متبنیٰ کر لیا تھا آپ کے واقعی بیٹے نہیں ہو گئے تھے کہ ان کی مطلقہ سے آپ نکاح نہ کر سکیں۔ اور ایک زید کیا، آپ تو مردوں میں کسی کے بھی باپ نہیں کیونکہ آپ کی اولاد میں لڑکے ہوئے جو بچپن میں گذر گئے اور بعض اس آیت کے نزول کے وقت پیدا ہی نہیں ہوئے۔ ہاں بیٹیاں تھیں جن میں سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی ذریت دنیا میں پھیلی۔ ف۲ یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو ہاں اللہ کا رسول ہے اس حساب سے سب امت کے روحانی بیٹے ہیں جیسا کہ ہم "النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ" کے حاشیہ میں لکھ چکے ہیں۔ ف۳ یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائیگی۔ بس جن کو ملنی تھی مل چکی۔ اسی لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک مستقل چلتا رہیگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے۔ خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری و ساری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام (زمین پر) زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلعم کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا۔ اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلعم پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے [illegible] بالصواب و تنبیہ ختم نبوت کے متعلق قرآن و حدیث اجماع [illegible] اسلام [illegible] ۵۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ بغیر صحبت، یعنی جو مرد چھوڑ دے عورت کو اگر اس کا مہر بندھا تھا تو آدھا دے، اگر نہ بندھا تھا کچھ فائدہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک اور اسی وقت، وہ چاہے تو اور نکاح کرے عدت نہیں۔ اور اگر خلوت ہوئی گو صحبت نہ ہوئی
مہر بھی پورا دینا اور عدت بھی بیٹھنا۔ یہ مسئلہ بیان فرمایا حضرت کی ازواج کے ذکر میں شاید اس واسطے کہ حضرت نے ایک عورت نکاح کی تھی جب اس کے نزدیک گئے، کہنے لگی اللہ تجھ سے پناہ دے۔ حضرت نے اس کو جواب دیا کہ تو نے بڑے کی
پناہ پکڑی، اس پر یہ حکم فرمایا۔ جو اور خطاب فرمایا ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہیں سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے۔ ف۲ یعنی جو عورتیں تیری ہیں جن کا مہر دیا یعنی اب نکاح میں ہیں، خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا
ہوں یہ حلال ہیں اور ماموں چچا کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی بیٹیاں۔ بشرط ہجرت کے، اگر ہجرت نہ کی تو حلال نہیں اور جو عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بن مہر آپ کو نیاز کرے، خاص پیغمبر کو ہے، اور مسلمانوں پر وہی حکم ہے
اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ بن مہر نکاح نہیں۔ خواہ ذکر میں آیا خواہ پیچھے ٹھہرا لیا، خواہ نہ ٹھہرایا تو جو قوم کا مہر ہے سو لازم آیا۔ حضرت کی بیبیاں دس مشہور ہیں۔ حضرت خدیجہ اول تھیں اُن کے بعد سب نکاح میں آئیں۔ نو بیبیاں رہیں وفات
کے بعد حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت سودہ بنت زمعہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت صفیہؓ، یہ پچھلی تین قریشی نہیں۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ
تم نکاح کرو مسلمان عورتوں کو پھر ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ سو ان پر حق نہیں
تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سو ان پر

عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝
تمہارا عدت میں بیٹھنا کہ گنتی پوری کرواؤ سو ان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے ف۱
تم کو حق نہیں عدت میں بٹھلانا کہ گنتی پوری کراؤ سو ان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے ف۱

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ
اے نبی ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کو مہر تو دے چکا اور
اے نبی ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے مہر تو دے چکا ہے اور

مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ
جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا دے تجھ کو اللہ اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں
جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا دے تیرے اللہ ف۲ اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں

عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫
کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ
کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ
اور کوئی عورت جو مسلمان اگر بخشے اپنی جان نبی کو اگر چاہے نبی
اور جو عورت ہو مسلمان اگر بخش دے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے

اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا
کہ اس کو نکاح میں لے یہ نری ہے تجھی کو سوا سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے
کہ اس کو نکاح میں لائے یہ خالص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے

مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ
جو ٹھہرا دیا ہم نے ان پر ان کی عورتوں میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں تا نہ رہے
جو مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں تا نہ رہے

عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاۗءُ مِنْهُنَّ
تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۳ پیچھے رکھ دے تو جس کو چاہے ان میں
تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۳ پیچھے رکھ دے تو جس کو چاہے ان میں

وَتُــــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ
اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جو کنارہ کر دی تھیں تو کچھ گناہ نہیں
اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جن کو کنارے کر دیا تھا تو کچھ گناہ

عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ
تجھ پر اس میں آتا ہے کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھاویں اور راضی رہیں
نہیں تجھ پر ف۴ اس میں قریب ہے کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں

منزل ۵

بقیہ فوائد صفحہ ۵۴۹ سے خارج ہے۔ ف۴ یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ رسالت یا ختم نبوت کو کس محل میں رکھا جائے۔ ف۵ یعنی حق تعالیٰ نے اتنا بڑا احسان فرمایا کہ ایسے عظیم الشان پیغمبر اور پیغمبروں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا! تو ہر اس کا شکر ادا کرو۔ اور منعم حقیقی کو کبھی نہ بھولو، اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، رات، دن، صبح شام ہر اوقات اس کو یاد رکھو۔ ف۶ یعنی اللہ کو بکثرت یاد کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ اپنی رحمت تم پر نازل کرتا ہے جو فرشتوں کے توسط سے آتی ہے، یہ ہی رحمت و برکت ہے جو تمہارا ہاتھ پکڑ کر جہالت و ضلالت کی اندھیریوں سے علم و تقویٰ کے اُجالے میں لاتی ہے۔ اگر اللہ کی خاص مہربانی ایمان والوں پر نہ ہو تو دولتِ ایمان کہاں سے ملے، اور کیونکر محفوظ رہے۔ اُسی کی مہربانی سے مومنین رشد و ہدایت اور ایمان و احسان کی راہوں میں ترقی کرتے ہیں۔ یہ تو دنیا میں اُن کا حال ہوا۔ آخرت کا اعزاز و اکرام آگے مذکور ہے۔ ف۷ یعنی اللہ اُن پر سلام بھیجے گا اور فرشتے سلام کرتے ہوئے اُن کے پاس آئیں گے۔ اور مومنین کے آپس میں بھی یہی دعا ہو گی جیسا کہ دنیا میں ہے۔ ف۸ یعنی اللہ کی توحید سکھاتے اور اس کا راستہ بتاتے ہیں، جو کچھ کہتے ہیں دل سے اور عمل سے اُس پر گواہ ہیں اور محشر میں بھی اُمت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا۔ ف۹ یعنی نافرمانوں کو ڈراتے اور فرمانبرداروں کو خوش خبری سناتے ہیں۔ ف۱۰ پہلے جو فرمایا تھا کہ اللہ کی رحمت مومنین کو اندھیرے سے نکال کر اُجالے میں لاتی ہے، یہاں بتلا دیا کہ اُجالا اس روشن چراغ سے پھیلا ہے۔ شاید چراغ کا لفظ اس جگہ اُن معنی میں ہو جو سورۂ "نوح" میں فرمایا وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (اللہ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا) یعنی آپ آفتابِ نبوت و ہدایت ہیں جن کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی۔ سب روشنیاں اسی نورِ اعظم میں محو و مدغم ہو گئیں۔ ف۱۱ یعنی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو حضرت کے طفیل سب اُمتوں پر بزرگی اور برتری دی۔ ف۱۲ یعنی جب اللہ نے آپ کو ایسے کمالات اور ایسی برگزیدہ جماعت عنایت فرمائی تو آپ حسبِ معمول فرائضِ دعوت و اصلاح کو پوری مستعدی سے ادا کرتے رہیے اور اللہ جو حکم دے اُس کے کہنے یا کرنے میں کسی کافر منافق کی یاوہ گوئی کی پروا نہ کیجئے۔ ف۱۳ یعنی اگر یہ بدبخت زبان اور عمل سے آپ کو ستائیں تو ان کا خیال چھوڑ کر اللہ پر بھروسہ رکھئے۔ وہ اپنی قدرت و رحمت سے سب کام بنا دے گا۔ منکروں کو راہ پر لے آنا یا سزا دینا سب اُسی کے ہاتھ میں ہے، آپ کو اس فکر اور اُلجھن میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ان کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ آپ طعن و تشنیع وغیرہ سے گھبرا کر اپنا کام چھوڑ بیٹھیں۔ اگر بفرضِ محال آپ ایسا کریں تو گویا اُن کا مطلب پورا کر دیں گے اور اُن کا کہا مان لیں گے۔ العیاذ باللہ۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ جو مرد اپنی عورت کو بغیر صحبت کئے طلاق دے، اگر نکاح کے وقت مہر بندھا تھا تو نصف مہر دینا ہو گا ورنہ کچھ فائدہ پہنچا کر (دینی عرف اور حیثیت کے موافق ایک جوڑا پوشاک) دے کر خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دے۔ اور عورت اسی وقت چاہے تو نکاح کرے۔ اس صورت میں عدت نہیں۔ (حنفیہ کے نزدیک خلوتِ صحیحہ بھی صحبت کے حکم میں ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں دیکھ لی جائے) یہ مسئلہ یہاں بیان فرمایا حضرت کی ازواج کے ذکر میں جس کا سلسلہ دور سے چلا آ رہا تھا۔ درمیان میں چند آیات ضمنی مناسبت سے آ گئی تھیں۔ یہاں سے پھر مضمون سابق کی طرف عود کیا گیا ہے۔ روایات میں ہے کہ حضرت نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ جب اُس کے نزدیک گئے کہنے لگی اللہ تجھ سے پناہ دے۔ حضرت نے اُس کو جواب دیا کہ تو نے بڑے کی پناہ پکڑی۔ اُس پر یہ حکم فرمایا اور خطاب فرمایا ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہیں، سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے۔ اسی کے موافق حضرت نے اُس کو جوڑا دے کر رخصت کر دیا۔ پھر وہ ساری عمر اپنی محرومی پر پچھتاتی رہی۔ ف۲ یعنی لونڈیاں باندیاں جو غنیمت وغیرہ سے ہاتھ لگی ہوں۔ ف۳ تیری عورتیں جن کا مہر دیا، یعنی جو اب تیرے نکاح میں ہیں، خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں سب حلال رہیں، ان میں سے کسی کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ اور چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی جو (باقی بر صفحہ آئندہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ صفحہ ۵۵۰

ماں کی طرف سے قرابت دار ہوں بشرط ہجرت کے حلال ہیں ان سے نکاح کر سکتے ہو۔ اور [illegible] عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بلا مہر نکاح میں آنا چاہے وہ بھی حلال ہے اگر آپ اس طرح نکاح میں لانا پسند کریں۔ یہ بات [illegible] پیغمبر کے لئے ہے گو آپ نے کبھی اس پر عمل نہیں کیا (کمافی الفتح) شاید "اِنۡ اَرَادَ النَّبِیُّ" کی شرط سے اباحت مرجوح سمجھی ہو۔ بہر [illegible] مسلمانوں کے لیے وہ ہی حکم ہے جو معلوم ہو چکا "اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ" (نساء۔ رکوع ۴) یعنی بلا مہر نکاح نہیں [illegible] کر آیا خواہ پیچھے ٹھہرالیا یا نہ ٹھہرایا تو مہر مثل (رجو اس کی قوم کا مہر ہو) واجب ہوگا۔ پیغمبر پر سے اللہ تعالیٰ نے یہ [illegible] قید اٹھادی تھی۔ بخلاف مومنین کے کہ ان کو نہ چار سے زائد کی اجازت نہ بدون [illegible] مہر کے نکاح درست۔ (تنبیہ) آنحضرت صلعم نے پچیس سال کی عمر تک جو شباب کی امنگوں کے اصلی دن ہوتے ہیں محض تجرد میں گذارے۔ پھر اقرباء کے اصرار اور دو [illegible] جانب کی درخواست پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جن کی عمر ڈھل چکی تھی (اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں) آپ نے عقد کیا۔ ترپن سال کی عمر تک پورے سکون و طمانیت سے اسی پاکباز بیوی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ یہ ہی زمانہ تھا کہ آپ ساری دنیا سے الگ غاروں اور پہاڑوں میں جاکر خدائے واحد [illegible] تھے اور یہ اللہ کی نیک بندی آپ کے لئے توشہ تیار کرتی اور عبادت الٰہی اور سکون قلبی کے حصول میں آپ کی اعانت و امداد کیا کرتی تھی۔ زندگی کے اس طویل عرصہ میں جو دوسرے لوگوں کے لئے عموماً نفسانی جذبات کی تہائی ہنگامہ خیزیوں کے اٹھ اٹھ کر ختم ہو جانے کا زمانہ ہوتا ہے، کوئی معاند سے معاند اور کٹر سے کٹر متعصب بھی ایک حرف ایک نقطہ ایک شوشہ آپ کی پیغمبرانہ عصمت اور خارق عادت عفاف و پاکبازی کے خلاف نقل نہیں کر سکا۔ اور واضح رہے کہ یہ اس اکمل البشر کی سیرت کا ذکر ہے جس نے خود اپنی نسبت فرمایا کہ مجھ کو جو جسمانی قوت عطا ہوئی ہے وہ اہل جنت میں سے چالیس مردوں کی برابر ہے جن میں سے ایک مرد کی قوت سو کی برابر ہوگی گویا اس حساب سے دنیا کے چار ہزار مردوں کی برابر قوت حضور کو عطا فرمائی گئی تھی۔ اور بیشک دنیا کے اکمل ترین بشر کی تمام روحانی و جسمانی قوتیں ایسے ہی اعلیٰ اور اکمل پیمانہ پر ہونی چاہئیں۔ اس حساب سے اگر فرض کیجئے چار ہزار بیویاں آپ کے نکاح میں ہوتیں تو آپ کی قوت کے اعتبار سے اس درجہ میں شمار کیا جا سکتا تھا جیسے ایک مرد ایک عورت سے نکاح کر لے۔ لیکن اللہ اکبر اس شدید ریاضت اور ضبط نفس کا کیا ٹھکانا ہے کہ ترپن سال کی عمر اس تجرد یا زہد کی حالت میں گذار دی۔ پھر حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد اپنے سب سے بڑے جان نثار و وفادار رفیق کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ سے عقد کیا۔ ان کے سوا آٹھ بیویاں آپ کے نکاح میں آئیں۔ وفات کے بعد نو موجود تھیں۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب، حضرت ام حبیبہ، حضرت جویریہ، حضرت صفیہ، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن وارضاہن (ان میں پچھلی تین قریشی نہیں) دنیا کا سب سے بڑا بے مثال انسان جو اپنے فطری قویٰ کے لحاظ سے کم از کم چار ہزار بیویوں کا مستحق ہو، کیا نو کا عدد دیکھ کر کوئی انصاف پسند اس پر کثرت ازدواج کا الزام لگا سکتا ہے۔ پھر جب ہم ایک طرف دیکھتے ہیں کہ آپ کی عمر ترپن سال سے متجاوز ہو چکی تھی، باوجود عظیم الشان فتوحات کے ایک دن پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتے تھے۔ جو آتا اللہ کے راستے میں دے ڈالتے، اختیاری فقر و فاقہ سے پیٹ کو پتھر باندھتے ہیں۔ ازواج مطہرات کے مکانوں سے دھواں نہ نکلتا، پانی اور کھجور پر گذارہ [illegible] روزہ پر روزہ کئی کئی دن افطار نہ کرتے [illegible] اللہ کی عبادت میں کھڑے رہنے سے پاؤں پر ورم ہو جاتا [illegible] دیکھ کر رحم کھانے لگتے، عیش و طرب کا سامان تو کجا تمام بیویوں سے صاف کہہ دیا تھا کہ جسے آخرت [illegible] ہمارے ساتھ رہے جو دنیا کا عیش چاہے رخصت ہو جائے۔ ان حالات کے باوجود دوسری طرف [illegible] سب ازواج کے حقوق ایسے اکمل و احسن طریقہ سے ادا فرماتے جس کا تحمل بڑے سے بڑا طاقتور [illegible]۔ اور میدان جنگ میں لشکروں کے مقابلہ پر جب بڑے بڑے جوانمرد بہادر دل چھوڑ بیٹھتے تھے آپ پہاڑ کی طرح ڈٹے رہتے اور زبان سے فرماتے "اِنِّیۡ عِبَادُ اللّٰہِ اَنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ اور اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبۡ اَنَا ابۡنُ عَبۡدِ الۡمُطَّلِبۡ" بیویوں کا تعلق فرائض عبودیت و رسالت کی بجا آوری میں ذرہ برابر فرق نہ ڈالتا نہ کسی محنت سے سخت کٹھن کام میں ایک منٹ کے لئے ضعف و تعب لاحق ہوتا۔ کیا یہ خارق عادت احوال اہل بصیرت کے نزدیک معجزہ سے کچھ کم ہیں؟ حقیقت میں جس طرح آپ کا بچپن اور آپ کی جوانی معجزہ تھی، بڑھاپا بھی ایک معجزہ ہی ہے تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کی پاک زندگی کا ہر ایک دور ہیں پاکباز ہستیوں کیلئے کچھ نمونے ہیں جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی عملی رہبری کر سکیں۔ ازواج مطہرات کی جس نام نہاد کثرت پر مخالفین کو اعتراض ہے وہ ہی امت کے نصف حصہ کیلئے اس کا ذریعہ بنی کہ پیغمبر کا اتباع کرنیوالے مرد اور عورتیں ان حکموں اور نمونوں سے بے تکلف واقف ہوں جو بالخصوص باطنی اور خانگی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ گویا کثرت ازواج میں ایک بڑی مصلحت یہ ہوئی کہ خانگی معاشرت اور نسوانی مسائل کے متعلق نبی کے کلام اور اسوۂ حسنہ کی اشاعت کافی حد تک بے تکلف ہو سکے۔ نیز مختلف قبائل و طبقات کی عورتوں کے آپ کی خدمت میں رہنے سے ان قبائل و جماعتوں کو آپ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح ان کی وحشت و نفرت بھی کم ہوئی اور اپنے کنبہ کی عورتوں سے آپ کی پاکدامنی، خوبی، خلق، حسن معاملہ اور بے لوث کیرکٹر کو سنکر اسلام کی طرف رغبت بڑھی۔ شیطانی شکوک و اوہام کا ازالہ ہوا۔ اور اس طرح خدا کی عاشقوں، آپ کی فدائیوں اور دنیا کی ہادیوں کی وہ عظیم الشان جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ پرہیزگار و پاکباز کوئی جماعت بجز انبیاء کے آسمان کے نیچے کبھی نہیں پائی گئی اور جو کسی بُرے کیرکٹر رکھنے والے کی تربیت میں محال تھا کہ تیار ہو سکے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف کسی مرد کی کئی عورتیں ہوں اس پر واجب ہے باری ہے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ اور تیں اپنا حق نہ کہیں جو دیں راضی ہو کر قبول کریں پر حضرت نے فرق نہیں کیا سب کی باری برابر رکھی ایک حضرت سودہ نے اپنی باری بخش دی تھی حضرت عائشہ کو ف یعنی جتنی ہیں کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کو بدلنا نہیں، حلال یہ عورتیں ہیں اور باندیاں، حضرت کی دو حرم مشہور تھیں ایک ماریہ جن کے شکم سے فرزند ہوئے ابراہیم ایک ریحانہ یا شمعونہ یا دونوں حضرت عائشہ نے فرمایا یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں ——— از شاہ عبد القادر صاحب

ف یعنی وابستہ النفس کے متعلق اختیار ہے قبول کرو یا نہ کرو۔ اور موجودہ بیویوں میں سے جس کو چاہو رکھو یا طلاق دیدو۔ نیز جو بیویاں رہیں آپ ہر قسم کی باری ادا کرتے رہنا واجب نہیں جسے چاہیں پاس آنے کو کہہ سکتے ہیں اور جسے گناہ نہ کریں ہوا سے دوبارہ واپس لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حقوق واختیارات آپ کو دیئے گئے تھے مگر آپ نے مدت العمر ان سے کام نہیں لیا معاملات میں اس قدر عدل ومساوات کی رعایت فرماتے تھے جو بڑے سے بڑا محتاط آدمی نہیں کرسکتا۔ اس پر بھی اگر قلبی میلان کسی کی طرف بے اختیار ہوتا تو فرماتے "اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ" اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جو میرے اختیار میں ہیں۔ جو چیز صرف تیرے قبضہ میں ہے میرے اختیار میں نہیں اس پر ملامت نہ کیجئے۔ شاید "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا" میں اسی طرف اشارہ ہو۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "کسی مرد کے کئی عورتیں ہوں تو اس پر باری سے سب کے پاس برابر رہنا واجب ہے، حضرت پر واجب نہ تھا۔ اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ کہیں، تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں۔ ورنہ روز یہی کشمکش اور جھنجھٹ رہا کرتی، مہماتِ دین میں خلل پڑتا اور ازواج کی نظر بھی دنیا سے بالکل یکسو ہو کر مقصد اصلی کی طرف نہ رہتی، اسی فکر میں مبتلا رہا کرتیں، پر حضرت نے اپنی طرف سے فرق نہیں کیا سب کی باری برابر رکھی۔ ایک حضرت سودہ نے جب عمر زیادہ ہو گئی، اپنی باری حضرت عائشہ کو بخش دی تھی۔" ف۲ یعنی جتنی ہیں "اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ" میں فرما دیں اس سے زیادہ حلال نہیں۔ اور جو اب موجود ہیں ان کو بدلنا حلال نہیں، یعنی یہ کہ ان میں سے کسی کو اس لئے چھوڑ دو کہ دوسری اس کی جگہ کر لاؤ۔ حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ یہ ممانعت آخر کو موقوف ہو گئی مگر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے نہ اس کے بعد کوئی نکاح کیا نہ ان میں سے کسی کو بدلا۔ آپ کی وفات کے وقت سب ازواج برابر موجود رہیں۔ ف۳ یعنی لونڈی باندی۔ حضرت کی دو حرم مشہور ہیں ایک ماریہ قبطیہ جن کے شکم سے صاحبزادہ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے، بچپن میں انتقال کر گئے۔ دوسری ریحانہ رضی اللہ عنہا۔ ف۴ یعنی اللہ کی نگاہ میں ہے جو اس کے احکام وحدود کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اس کا خیال رکھ کر کام کرنا چاہئے۔ ف۵ یعنی بدون حکم واجازت کے دعوت میں مت جاؤ۔ اور جب تک بلائیں نہیں پہلے سے جا کر نہ بیٹھو کہ وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پڑے، اور گھر والوں کے کام کاج میں حرج واقع ہو۔ ف۶ یعنی کھانے سے فارغ ہو کر اپنے گھر کا رستہ لینا چاہئے۔ وہاں مجلس جمانے سے میزبان اور دوسرے مکان والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ باتیں گو نبی کے مکانوں کے متعلق فرمائی ہیں کیونکہ شانِ نزول کا تعلق انہی سے تھا۔ مگر مقصود ایک عام ادب سکھلانا ہے۔ بے دعوت کسی کے یہاں کھانا کھانے کی غرض سے جا بیٹھنا یا طفیلی بن کر جانا یا کھانے سے قبل یوں ہی مجلس جمانا یا فارغ ہونے کے بعد گپ شپ لڑانا درست نہیں۔ ف۷ یعنی آپ حیا کی وجہ سے اپنے نفس پر تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ لحاظ کی وجہ سے صاف نہیں فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ مجھے کلفت ہوتی ہے۔ یہ تو آپ کے اخلاق اور مروت کی بات ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو تمہاری تادیب واصلاح میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ اس نے بہرحال پیغمبر کی زبان سے اپنے احکام سنا دیئے۔ ف۸ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ کہتے ہیں "یہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ادب سکھلائے کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو کچھ باتیں کرنے لگ جاتے حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ ان کے واسطے اللہ نے فرما دیا۔" اور اس آیت میں حکم ہوا پردہ کا کہ مرد حضرت کی ازواج کے سامنے نہ جائیں کوئی چیز مانگنی ہو تو وہ بھی پردہ کے پیچھے سے مانگیں اس میں جانبین کے دل ستھرے اور صاف رہتے ہیں اور شیطانی وساوس کا استیصال ہو جاتا ہے۔ ف۹ یعنی کافر منافق جو چاہیں بکتے پھریں اور ایذا رسانی کریں، مومنین جو دلائل وبراہین کی روشنی میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی راست بازی اور پاکبازی کو معلوم کر چکے ہیں، انہیں لائق نہیں کہ حضور کی حیات میں یا وفات کے بعد کوئی بات بھی کہیں یا کریں جو خفیف سے خفیف درجہ میں آپ کی ایذا کا سبب بن جائے۔ لازم ہے کہ مومنین اپنے محبوب ومقدس پیغمبر کی عظمت شان کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں، مبادا غفلت یا تساہل سے کوئی تکلیف دہ حرکت صادر ہو جائے اور دنیا وآخرت کا خسارہ اٹھانا پڑے۔ ان تکلیف دہ حرکات میں سے ایک بہت سخت اور بڑا بھاری گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص ازواج مطہرات سے آپ کے بعد نکاح کرنا چاہے یا ایسے نالائق ارادہ کا حضور کی موجودگی میں اظہار کرے۔ ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کی مخصوص عظمت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کی وجہ سے قائم ہوئی ہے کہ روحانی حیثیت سے وہ تمام مومنین کی محترم مائیں قرار دی گئیں، کیا کسی امتی کے عقدِ نکاح میں آ جانے کے بعد ان کا یہ احترام کماحقہٗ محفوظ رہ سکتا ہے یا آپ کے بعد وہ خانگی جھگڑوں میں پڑ کر تعلیم وتلقین دین کی اس اعلیٰ غرض کو آزادی کے ساتھ پورا کر سکتی ہیں جس کے لئے ہی فی الحقیقت تعدد سے نبی کی زوجیت کے لئے ان کو چنا تھا۔ اور کیا کوئی پرلے درجہ کا بے حس وبے شعور انسان بھی باور کر سکتا ہے کہ سید البشر امام الثقلین اور پیکر خلق عظیم کی خدمت میں عمر گزارنے والی خاتون ایک لمحہ کے لئے بھی کسی دوسری جگہ وہ قلبی مسرت وسکون حاصل کرنے کی امید رکھ سکے گی جو حضور صاحب کے تعلق سے ہو چکا ہے کہ یہ [illegible] ان کے سامنے دنیا وآخرت کے دو راستے کھلے ہیں۔ ایک راستہ انتخاب [illegible]

بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اس پر جو تو نے دیا سارئیاں اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ

اس پر جو تو نے دیا ان سب کو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ

عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ

سب جانتا تحمل والا ف۱ حلال نہیں تجھ کو عورتیں اس پیچھے اور نہ یہ کہ ان کے بدلے اور کرے

سب کچھ جاننے والا تحمل والا ف۱ حلال نہیں تجھ کو عورتیں اس کے بعد اور نہ یہ کہ ان کے بدلے کر لے

مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَ

عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو مال ہو تیرے ہاتھ کا اور

اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت ف۲ مگر جو مال ہو تیرے ہاتھ کا ف۳ اور

كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيْبًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ف۴ اے ایمان والو مت جاؤ

ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ف۴ اے ایمان والو مت جاؤ

ع ۳

بُيُوْتَ النَّبِىِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ

گھروں میں نبی کے مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے اس کے پکنے کی

نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اس کے پکنے کی

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

لیکن جب بلائے تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر

لیکن جب تم کو بلائے تب جاؤ ف۵ پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر

لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِىَّ فَيَسْتَحْىٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْىٖ

باتوں میں اس بات سے تمہاری تکلیف تھی پیغمبر کو پھر شرم کرتا تم سے اور اللہ شرم نہیں کرتا

بیٹھو باتوں میں ف۶ اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے اور اللہ شرم نہیں کرتا

مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ

ٹھیک بتانے میں اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے کچھ چیز کام کی تو مانگ لو پردے کے باہر سے

ٹھیک بات بتلانے میں ف۷ اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے کچھ چیز کام کی تو مانگ لو پردہ کے باہر سے

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ

اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو اللہ کے

اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو ف۸ اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو اللہ کے

اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ

رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں کو اس کے پیچھے کبھی البتہ یہ بات تمہاری اللہ

رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ یہ تمہاری بات اللہ کے

اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىْءٍ

کے یہاں بڑا گناہ ہے اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو یا اس کو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز

یہاں بڑا گناہ ہے ف۹ اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو یا اس کو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھایا مسلمانوں کو کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ اُن کے واسطے اللہ نے فرمایا
اس آیت میں حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرت کے ازواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم واجب نہیں اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا ہو گناہ نہیں علاوہ اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے ف اپنی عورتیں
کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہو چکا سورہ نور میں۔ ف یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں السلام علیک ایہا النبی اللہم صل علی محمد اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے اُن پر اُن کے لائق رحمت
اترتی ہے اور دس رحمتیں اترتی ہیں مانگنے والے پر جتنا چاہے اتنا حاصل کرے۔ ف یہ منافق تھے کہ پیچھے پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی یا ان کی زوجہ پر طوفان لگایا سورہ نور میں ان کے کلام ذکر ہو چکے ف پہچان پڑیں کہ لونڈی نہیں
بی بی ہے صاحب ناموس یا بدذات نہیں نیک بخت ہے تو بدنیت لوگ اس سے نہ الجھیں گھونگٹ اس کا نشان رکھا یہ حکم بہتری کا ہے آگے فرمایا اللہ بخشنے والا مہربان ہے
از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

عَلِيْمًا۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ
جانتا ف گناہ نہیں اُن عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے
جاننے والا ف گناہ نہیں اُن عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے

وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ
اور نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے اور اپنے ہاتھ
اور نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے

اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا۝
کے مال سے اور ڈرتیاں رہو اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف۲
مال سے ف۲ اور ڈرتی رہو اے عورتو، اللہ سے بے شک اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف۳

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو
اللہ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر ف جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو
رحمت بھیجو اُن پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر ف۴ جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اُس کے رسول کو

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۝
اُن کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور رکھی ہے اُن کے واسطے ذلت کی مار
اُن کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے اُن کے واسطے ذلت کا عذاب ف

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا
اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بن کئے کام کے
اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کے

فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
تو اٹھایا انھوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا ف اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو
تو اٹھایا انھوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا ف اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو

وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ
اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچی لٹکالیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں
اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں ف

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝
اس میں لگتا ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی نہ ستاوے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف
اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ
کبھی باز نہ آئے منافق اور جن کے دل میں روگ ہے اور جھوٹی اڑانے والے
البتہ اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دل میں روگ ہے ف اور جھوٹی خبریں اڑانے والے

بقیہ صفحہ ۵۵۱ کے یہ پیش کیا گیا تو انھوں نے بڑی خوشی اور آزادی سے دنیا کے عیش و بہار پر لات مار کر اللہ و رسول کی خوشنودی اور آخرت کا راستہ اختیار کرنے کا اعلان کر دیا چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے کہ حضور کی وفات کے بعد کیسے عدیم النظیر زہد و ورع اور صبر و توکل کے ساتھ ان مقدس خواتین جنت نے عبادت الٰہی میں اپنی زندگیاں گذاریں اور احکام دین کی اشاعت اور اسلام کی خدمات مہمہ کے لئے اپنے کو وقف کئے رکھا اُن میں سے کسی ایک کو کبھی بھول کر بھی دنیا کی لذتوں کا خیال نہیں آیا۔ اور کیسے آسکتا تھا جبکہ پہلے ہی حق تعالیٰ نے "یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا" فرما کر ان کے تزکیہ و تطہیر کی کفالت فرمائی تھی رضی اللہ عنہن ورضنا بہن وجعلنا ممن یتکیین حق تعظیمہن فوق ما نعلم انہا تنا الحق ولذنا آمین۔ اس مسئلہ کی نہایت محققانہ بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی کتاب آبحیات میں ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی زبان سے کہنا تو کجا، دل میں بھی ایسا وسوسہ کبھی نہ لانا۔ اللہ کے سامنے ظاہر و باطن سب یکساں ہے دل کا کوئی بھید اُس سے پوشیدہ نہیں۔ ف۲ اوپر ازواج مطہرات کے سامنے مردوں کے جانے کی ممانعت ہوئی تھی۔ اب بتلا دیا کہ محارم کا سامنے جانا منع نہیں۔ اس بارہ میں جو حکم عام مستورات کا سورۂ "نور" میں گذر چکا وہ ہی ازواج مطہرات کا ہے۔ "وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ" کی تشریح ہم سورۂ "نور" میں کر چکے ہیں۔ وہاں مطالعہ کر لیا جائے ف۳ یعنی پردہ کے جو احکام بیان ہوئے اور جو استثناء رکھا گیا پوری طرح محفوظ رکھو ذرا بھی گرد بڑ نہ ہونے پائے۔ ظاہر و باطن میں حدود الٰہیہ محفوظ رہنی چاہئیں۔ اللہ سے تمہارا کوئی حال چھپا ہوا نہیں۔ "یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ"۔ ف۴ "صلوٰۃ علی النبی" کا مطلب ہے "نبی کی ثنا و تعظیم رحمت و عطوفت کے ساتھ" پھر جس کی طرف "صلوٰۃ" منسوب ہوگی اُسی کی شان و مرتبہ کے لائق ثنا و تعظیم اور رحمت و عطوفت مراد لیں گے، جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر اور بھائی بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اُس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں۔ اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہاں سمجھ لو۔ اللہ بھی نبی کریم صلعم پر صلوٰۃ بھیجتا یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثنا اور اعزاز و اکرام کرتا ہے۔ اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبہ کے موافق ہوگی۔ آگے مومنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ و رحمت بھیجو اس کی حیثیت اُن دونوں سے علیحدہ ہونی چاہئے
ع ۷ ۴
علماء نے کہا کہ اللہ کی صلوٰۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور مومنین کی صلوٰۃ دعا کرنا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب آیۃ نازل ہوئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! "سلام" کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا (یعنی نماز کے تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ") "صلوٰۃ" کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجئے جو نماز میں پڑھا کریں۔ آپ نے یہ درود شریف تلقین کیا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" غرض یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ و رحمت بھیجو۔ نبی نے بتلا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبی پر نازل فرماتا رہے۔ کیونکہ اُس کی رحمتوں کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز و ناچیز بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں۔ گویا ہم نے بھیجی ہیں۔ حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہ ہی اکیلا ہے کسی بندہ کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیاء کی بارگاہ میں اُن کے رتبہ کے لائق تحفہ پیش کر سکتا۔

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور اُن کے ساتھ اُن کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ اُن پر اُن کے لائق رحمت اترتی ہے اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں مانگنے والے پر اب جس کا جتنا جی چاہے اتنا حاصل کرے۔"
(تنبیہ) صلوٰۃ علی النبی کے متعلق مزید تفصیلات ان مختصر فوائد میں نہیں سما سکتیں شروح حدیث میں مطالعہ کی جائیں۔ اور اس باب میں شیخ شمس الدین سخاوی کا رسالہ "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع" قابل دید ہے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں بقدر کفایت لکھا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔ ف۵ اوپر مسلمانوں کو حکم تھا کہ نبی کریم صلعم کی ایذاء کا سبب نہ بنیں بلکہ اُن کی انتہائی تعظیم و تکریم کریں جس کی ایک صورت صلوٰۃ و سلام بھیجنا ہے۔ اب بتلایا کہ اللہ و رسول کو ایذاء دینے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مطرود اور سخت رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کو ستانا یہی ہے کہ اس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اُس کی جناب میں نالائق باتیں کہیں۔ ف۶ یہ منافق تھے جو پیچھے پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی یا آپ کی ازواج طاہرات پر جھوٹے طوفان اٹھاتے جیسا کہ سورۂ نور میں گذر چکا
آگے بعض ایذاؤں کے انسداد کا بندوبست کیا گیا ہے جو مسلمانوں ... منافق لوگ کرتے رہتے ... اور پیغمبر پر ... ذکر کرتے ... بقیہ صفحہ ۵۵۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جو لوگ بدنیت تھے مدینے میں عورتوں کو چھیڑتے تھے اور جھوٹی خبریں اڑاتے مخالفوں کے زور کی اور مسلمانوں کی شکست کی اُن کو یہ فرمایا اور توریت میں بھی حکم ہے کہ مفسدوں کو بیچ سے باہر کر۔ ف شاید یہ بھی منافق ہی نہایت کمینے کی بات [illegible] ہوگا کہ جس چیز کا جواب نہیں وہی سوال کرتے بار بار اس پر یہاں ذکر کر دیا۔ ف بعضے مفسد حضرت موسیٰ کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارون کو جنگل لے جا کر مار آئے تا شریک ریاست نہ رہیں پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا اور ان کی تعریف آئی کہ اپنی موت سے مرا ہوں اور کتنوں نے کہا یہ جو چھپ کر نہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے برص کی مرض یا خصیہ پھولا ایک روز حضرت موسیٰ اکیلے نہانے گئے کپڑے رکھے ایک پتھر پر وہ پتھر کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسیٰ عصا لیکر اس کے پیچھے لپکے جہاں لوگ دیکھتے تھے کھڑا ہو گیا سب نے ننگے دیکھ لیا بے عیب پھر اس پتھر کو کئی عصا مارے اس میں نشان پڑ گیا۔

ازشاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ صفحہ ۵۵۰ پھر پکڑے جاتے تو کہتے ہم نے بہچانا نہیں تھا کہ کوئی شریف عورت ہے۔ لونڈی باندی سمجھ کر چھیڑ دیا تھا۔ ف یعنی وہ دوپٹے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی اس سے ثابت ہوا کہ فتنہ کے وقت آزاد عورت کو چہرہ بھی چھپا لینا چاہئے۔ لونڈی باندیاں کو ضرورت شدیدہ کی وجہ سے اس کا مکلف نہیں کیا کیونکہ کاروبار میں حرج عظیم واقع ہوتا ہے۔ ف حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں، بی بی ہے صاحب ناموس، بد ذات نہیں نیک بخت ہے، تو بدذات لوگ اس سے نہ الجھیں۔ گھونگھٹ اس کا نشان رکھ دیا یہ حکم بہتری کا ہے آگے فرمایا اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔ یعنی باوجود اہتمام کے کچھ تقصیر رہ جائے تو اللہ کی مہربانی سے بخشش کی توقع ہے (تکمیل) یہ تو آزاد عورتوں کے متعلق انتظام تھا کہ انھیں پہچان کر ہر ایک کا حوصلہ چھیڑنے کا نہ ہو اور چھیڑنے والوں کا مونہہ بند ہے۔ آگے عام چھیڑ چھاڑ کی نسبت دھمکی دی ہے خواہ بی بی سے ہو یا لونڈی سے۔ ف یعنی جن کو بدنظری اور شہوت پرستی کا روگ لگا ہوا ہے۔

فوائد صفحہ ہذا] ف یہ غالبًا یہود ہیں جو اکثر جھوٹی خبریں اڑا کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کیا کرتے تھے اور ممکن ہے منافق ہی مراد ہوں۔ ف یعنی اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے تا چند روز میں ان کو مدینہ سے نکال باہر کریں۔ اور جتنے دن رہیں ذلیل و مرعوب ہو کر رہیں چنانچہ یہود نکالے گئے اور منافق یہ دھمکی سن کر شاید اپنا رویہ بدل دیا ہو گا اس لئے سزا سے بچے رہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ جو لوگ بدنیت تھے مدینہ میں عورتوں کو چھیڑتے تھے اور جھوٹی خبریں اڑاتے مخالفوں کے زور اور مسلمانوں کے ضعف و شکست کی۔ ان کو یہ فرمایا۔ ف یعنی عادت اللہ یہی رہی ہے کہ پیغمبروں کے مقابلہ میں جنھوں نے شرارتیں کیں اور فتنے فساد پھیلائے اسی طرح ذلیل و خوار یا ہلاک کئے گئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پہلی کتابوں میں بھی یہ حکم ہوا ہے کہ مفسدوں کو اپنے درمیان سے نکال باہر کرو جیسا کہ حضرت شاہ صاحبؒ تورات سے نقل فرماتے ہیں۔ ف قیامت کے وقت کی ٹھیک تعیین کر کے اللہ نے کسی کو نہیں بتلایا مگر یہاں اس کے قرب کی طرف اشارہ کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلی اٹھا کر فرمایا: انا والساعۃ کہاتین۔ یعنی میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔ یعنی بیچ کی انگلی جس قدر آگے نکلی ہوئی ہے میں قیامت سے بس اتنا پہلے آگیا ہوں۔ قیامت بہت قریب لگی چلی آ رہی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں شاید یہ بھی منافقوں نے بہت کمینہ پن کیا ہو کہ جس چیز کا دنیا میں کسی کے پاس جواب نہیں وہ بھی بار بار سوال کریں اس پر یہاں ذکر کر دیا۔ اور ممکن ہے پہلے جو فرمایا تھا۔ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ اس پر بطور تکذیب و استہزاء کے کہتے ہوں گے کہ وہ قیامت اور آخرت کب آئیگی جسکی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی اسی پھٹکار کا اثر ہے کہ لا طائل سوالات کرتے ہیں، انجام کی فکر نہیں کرتے۔ ف یعنی اوندھے منہ ڈال کر ان کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا۔ ف اُس وقت حسرت کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں اللہ و رسول کے کہنے پر چلتے تو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ ف یہ شدت غیظ سے کہیں گے کہ ہمارے ان دنیوی سرداروں اور مذہبی پیشواؤں نے دھوکے دیکر اور جھوٹ فریب کہہ کر اس مصیبت میں پھنسوایا۔ ان ہی کے اغواء پر ہم راہ حق سے بھٹکے رہے۔ اگر ہمیں سزا دیجاتی ہے تو ان کو دوگنی سزا دیجئے اور جو پھٹکار ہم پر ہے اُس سے بڑی پھٹکار ان بڑوں پر پڑنی چاہئے گویا ان کو دوگنی سزا دلوا کر اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہیں گے۔ اسی مضمون کی ایک آیت سورۃ الاعراف کے چوتھے رکوع میں گذر چکی ہے۔ وہیں انکی اس فریاد کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف یعنی تم ایسا کوئی کام یا کوئی بات نہ کرنا جس سے تمہارے نبی کو ایذا پہنچے۔ نبی کا تو کچھ نہیں بگڑے گا کیونکہ اللہ کے ہاں اُن کی بڑی آبرو ہے وہ سب اذیت وہ باتوں کو دور کر دیگا۔ ہاں تمہاری عاقبت خراب ہو گی۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت لوگوں نے کیسی اذیت دہ باتیں کیں مگر اللہ تعالیٰ نے

فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝

مدینے میں تو ہم لگا دیں گے تجھ کو اُن کے پیچھے پھر نہ رہنے پاویں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے دنوں

مدینہ میں ف تو ہم لگا دیں گے تجھ کو ان کے پیچھے پھر نہ رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے دنوں

مَلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ

پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے دستور پڑا ہوا ہے اللہ کا

پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے ف دستور پڑا ہوا ہے اللہ کا

۷ مع الربع

فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝

اُن لوگوں میں جو گزر چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتی ف

اُن لوگوں میں جو پہلے ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتی ف

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ

لوگ پوچھتے ہیں تجھ سے قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی پاس اور تو کیا جانے

لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا جانے

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ

شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو ف بے شک اللہ نے پھٹکارا ہے منکروں کو اور رکھی ہے ان کے واسطے

شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو ف بے شک اللہ نے پھٹکار دیا ہے منکروں کو اور رکھی ہے ان کے

سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

دہکتی آگ رہا کریں اس میں ہمیشہ نہ پاویں کوئی حمایتی نہ مددگار

واسطے دہکتی ہوئی آگ ف رہا کریں اسی میں ہمیشہ نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَ

جس دن اوندھے ڈالے جاویں اُن کے منہ آگ میں کہیں گے کسی طرح ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور

جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے اُن کے منہ آگ میں ف کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور

أَطَعْنَا الرَّسُولَا ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا

کہا مانا ہوتا رسول کا اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا

کہا مانا ہوتا رسول کا ف اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا

فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ

پھر انھوں نے بہکا دیا ہم کو راہ سے اے رب ان کو دے دوہری مار اور پھٹکار دے اُن کو

پھر انھوں نے چوکا دیا ہم کو راہ سے ف اے رب اُن کو دے دونا عذاب اور پھٹکار اُن کو

لَعْنًا كَبِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ

بڑی پھٹکار اے ایمان والو تم مت ہو ویسے جنھوں نے ستایا موسیٰ کو

بڑی پھٹکار ف اے ایمان والو تم مت ہو ان جیسے جنھوں نے ستایا موسیٰ کو

۸ ع ۵

فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

پھر بے عیب دکھایا اس کو اللہ نے ان کے کہنے سے اور تھا اللہ کے ہاں آبرو رکھتا ف اے ایمان والو

پھر بے عیب دکھلا دیا اس کو اللہ نے اُن کے کہنے سے اور تھا اللہ کے یہاں آبرو والا ف اے ایمان

منزل ۵

اُن کی وجاہت و مقبولیت کی وجہ سے سب کا ابطال فرما دیا اور موسیٰ کا بے خطا اور بے داغ ہونا ثابت کر دیا۔ روایات میں ہے کہ بعضے مفسد حضرت موسیٰ کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارون کو جنگل میں لیجا کر قتل کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک خارق عادت طریقہ سے اس کی تردید کر دی۔ اور صحیحین میں ہے کہ حضرت موسیٰ حیا کی وجہ سے ابنائے زمانہ کے دستور کے خلاف چھپ کر غسل کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا انکے بدن میں کچھ عیب ہے برص کا داغ یا خصیہ پھولا ہوا۔ ایک روز حضرت موسیٰ اکیلے نہانے لگے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیے وہ پتھر کپڑے لیکر بھاگا حضرت موسیٰ عصا لیکر اس کے پیچھے دوڑے۔ جہاں سب لوگ دیکھتے تھے پتھر کھڑا ہو گیا۔ سب نے برہنہ دیکھ کر معلوم کر لیا کہ بے عیب ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے پوشاند لباس ہر کرا عیبے دید بے عیباں را لباس عریانی داد۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ قارون نے ایک عورت کو کچھ دے دلا کر مجمع میں کہلوا دیا کہ موسیٰ علیہ السلام (العیاذ باللہ) اس کے ساتھ مبتلا ہیں۔ حق تعالیٰ نے آخر کار قارون کے روبرو اسی عورت کی زبان سے اس تہمت کی تردید کرائی [illegible] نہ ہو کہ پتھر مجمع میں لیجا کر کھڑا کر دیگا (تقریب) [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا امانت کیا ہے پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر آسمان زمین وغیرہ میں اپنی خواہش کچھ نہیں یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے اس پرائی چیز کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑنا اور ماننے والوں کو قصور معاف کرنا۔ ابھی یہ حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلہ دینا پڑے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلا نہیں۔ ف دنیا میں ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہے کہ وہ پردہ ہے اللہ کے فعل کا آخرت میں پردہ نہیں جو ہے سو اسی کی طرف سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ صفحہ ۵۵۱ - رہی پتھر کی یہ حرکت وہ بطور خرق عادت تھی خوارق عادات پر ہم نے ایک مستقل مضمون لکھا ہے اسے پڑھ لینے کے بعد اس قسم کی جزئیات میں الجھنے کی ضرورت نہیں رہتی بہر حال اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو جسمانی و روحانی عیوب سے پاک ثابت کرنے کا کس قدر اہتمام ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کی طرف سے نفرت و استخفاف پیدا ہو کر قبول حق میں رکاوٹ نہ ہو۔

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ

والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی سنوار دے تم کو تمہارے کام اور

ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدھی کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام اور

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

بخشے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہے پر چلے اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی

بخش دے تم کو تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی

عَظِيْمًا ۝ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

مراد ہم نے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور

مراد ف ہم نے دکھلائی امانت آسمانوں کو اور زمین کو اور

الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ

پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھاویں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے

پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

یہ ہے بڑا بے ترس نادان ف تا عذاب کرے اللہ منافق مردوں کو اور عورتوں کو

یہ ہے بڑا بے ترس نادان ف تاکہ عذاب کرے اللہ منافق مردوں کو اور عورتوں کو

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ

اور شریک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور معاف کرے اور ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو

اور شرک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور معاف کرے اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان

اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف

سُوْرَةُ السَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعٌ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سبا مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چوّن آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ

سب خوبی اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اور اسی کی تعریف ہے

سب خوبی اللہ کی ہے جس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین میں اور اسی کی تعریف ہے

فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ

آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب جانتا ف جانتا ہے جو پیٹھتا ہے زمین میں

آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب کچھ جاننے والا ف جانتا ہے جو کچھ کہ اندر گھستا ہے زمین کے

فوائد صفحہ ہٰذا ف یعنی اللہ سے ڈر کر درست اور سیدھی بات کہنے والے کو بہترین اور مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں۔ حقیقت میں اللہ و رسول کی اطاعت ہی میں حقیقی کامیابی کا راز چھپا ہوا ہے جس نے یہ راستہ اختیار کیا مراد کو پہنچ گیا۔ ف یعنی ستم کر دیئے جو بوجھ آسمان، زمین اور پہاڑوں سے نا اٹھ سکتا تھا اس نادان نے اپنے نازک کندھوں پر اٹھا لیا۔ آسمان بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا۔ امانت کیا ہے؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر آسمان و زمین وغیرہ میں اپنی خواہش کچھ نہیں یا ہے تو وہ ہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے اس پرائی چیز یعنی حکم کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ ہے کہ منکروں کو قصور پر پکڑا جائے اور ماننے والوں کا قصور معاف کیا جائے۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلہ (ضمان) دینا پڑیگا اور بے اختیار ضائع ہو جائے تو بدلا نہیں۔ (موضح) اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ایک خاص امانت مخلوق کی کسی نوع میں رکھنے کا ارادہ کیا جو اس امانت کو اگر چاہے تو اپنی سعی و کسب اور قوت بازو سے محفوظ رکھ سکے اور ترقی دے سکے۔ تا اس سلسلہ میں اللہ کی ہر قسم کی شئون و صفات کا ظہور ہو۔ مثلاً اس نوع کے جو افراد امانت کو پوری طرح محفوظ رکھیں اور ترقی دیں ان پر انعام و اکرام کیا جائے۔ جو غفلت یا شرارت سے ضائع کردیں ان کو سزا دی جائے اور جو لوگ اس بارہ میں قدرے کوتاہی کریں ان سے عفو و درگذر کا معاملہ ہو۔ میرے خیال میں یہ امانت ایمان و ہدایت کا ایک تخم ہے جو قلوب بنی آدم میں بکھیر اگیا جس کو "مایۃ التکلیف" بھی کہہ سکتے ہیں۔ "لا ایمان لمن لا امانۃ لہ" اسی کی نگہداشت اور تردد کرنے سے ایمان کا درخت اگتا ہے۔ گویا بنی آدم کے قلوب اللہ کی زمینیں ہیں، بیج بھی اسی نے ڈال دیا ہے۔ بارش برسانے کے لئے رحمت کے بادل بھی اس نے بھیجے جن کے سینوں سے وحی الٰہی کی بارش ہوتی۔ آدمی کا فرض یہ ہے کہ ایمان کے اس بیج کو جو امانت الٰہیہ ہے ضائع نہ ہونے دے بلکہ پوری سعی و جہد اور تردد و تفقد سے اس کی پرورش کرے۔ مبادا غلطی یا غفلت سے بجائے درخت اگنے کے بیج بھی سوخت ہو جائے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے حذیفہؓ کی اس حدیث میں۔ "ان الامانۃ نزلت من السماء فی جذر قلوب الرجال ثم علموا من القراٰن" الحدیث۔ یہ امانت وہ ہی تخم ہدایت ہے جو اللہ کی طرف سے قلوب رجال میں تہ نشین کیا گیا۔ پھر علوم قرآن و سنت کی بارش ہوئی جس سے اگر ٹھیک طور پر انتفاع کیا جائے تو ایمان کا پودا آگے بڑھے اور پھولے پھلے اور آدمی کو اس کے ثمرۂ شیریں سے لذت اندوز ہونے کا موقع ملے اور اگر انتفاع میں کوتاہی کی جائے تو اسی قدر درخت کے ابھرنے اور پھولنے پھلنے میں نقصان ہے یا بالکل غفلت برتی جائے تو سرے سے تخم بھی برباد ہو جائے۔ یہ امانت تھی جو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور پہاڑوں کو دکھلائی۔ مگر کس میں استعداد تھی جو اس امانت عظیمہ کو اٹھانے کا حوصلہ کرتا ہر ایک نے بلسان حال یا بزبان قال ناقابل برداشت ذمہ داریوں سے ڈر کر انکار کر دیا کہ ہم سے یہ بار نہ اٹھ سکیگا۔ خود سوچ لو کہ بجز انسان کے کونسی مخلوق ہے جو اپنے کسب و محنت سے اس تخم ایمان کی حفاظت و پرورش کر کے ایمان کا شجر بارآور حاصل کر سکے۔ فی الحقیقت اس عظیم الشان امانت کا حق ادا کر سکنا اور ایک افتادہ زمین کو جس میں مالک نے تخم ریزی کر دی تھی خون پسینہ ایک کر کے باغ و بہار بنا لینا اسی ظلوم و جہول انسان کا حصہ ہو سکتا ہے جس کے پاس زمین قابل موجود ہے اور محنت و تردد کر کے کسی چیز کو بڑھانے کی قدرت اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی ہے۔ "ظلوم" و "جہول" "ظالم" و "جاہل" کا مبالغہ ہے۔ ظالم و جاہل وہ کہلاتا ہے جو بالفعل عدل اور علم سے خالی ہو مگر استعداد و صلاحیت ان صفات کے حصول کی رکھتا ہو۔ پس جو مخلوق بہ فطرت ہے علم و عدل کے ساتھ متصف ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی یہ اوصاف اس سے جدا نہیں ہوئے (مثلاً ملائکۃ اللہ) یا جو مخلوق ان چیزوں کے حاصل کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتی۔ (مثلاً زمین آسمان پہاڑ وغیرہ) ظاہر ہے کہ دونوں اس امانت الٰہیہ کے حامل نہیں بن سکتے۔ بے شک انسان کے سوا "جن" ایک نوع ہے جس میں فی الجملہ استعداد اس کے تحمل کی پائی جاتی ہے اور اسی لئے "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" میں دونوں کو جمع کیا گیا لیکن انصاف یہ ہے کہ ادائے حق امانت کی استعداد ان میں اتنی ضعیف تھی کہ حمل امانت کے مقام میں چنداں قابل ذکر اور درخور اعتنا نہیں سمجھے گئے۔ گویا وہ اس معاملہ میں انسان کے تابع قرار دیئے گئے جن کا نام مستقل طور پر لینے کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ف میرے نزدیک اس جگہ "ویتوب اللہ علی المؤمنین" کے معنی معاف کرنے کے نہ لئے جائیں بلکہ ان کے حال پر متوجہ ہونے اور مہربانی فرمانے کے لیں تو بہتر ہے جیسے "لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین" میں لئے گئے ہیں۔ تو یہ مومنین کاملین کا بیان ہوا اور "وکان اللہ غفورا رحیما" میں قاصرین و مقصرین کے حال کی طرف اشارہ ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فنسأل اللہ تعالیٰ ان یتوب علینا ویعفو عنا وقصیرنا انہ الغفور العظیم وانہ جل جلالہ وعم نوالہ الغفور الرحیم۔ تم سورۃ الاحزاب

ع ۹ ۵ ۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف زمین میں پیٹھتے ہیں جانور کیڑے اور مینہ نکلتا ہے سبزہ کھیتی آسمان سے اُترتا ہے قرآن تقدیر چڑھتا ہے عمل اور دعا اور روح مردے کی اور سب بستی اس کی رحمت سے ہے ف یعنی قیامت اس واسطے آنی ضرور ہے۔ ف یعنی اس واسطے قیامت آنی ہے کہ جن کو یقین تھا وہ آنکھوں سے دیکھ لیں ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ صفحہ ۵۵۴۔ ف یعنی سب خوبیاں اور تعریفیں اُس خدا کے لئے ہیں جو اکیلا بلا شرکت غیرے تمام آسمانی و زمینی چیزوں کا مالک خالق اور نہایت حکمت و خبرداری سے اُن کی تدبیر کرتا ہے اُس نے یہ سلسلہ بیکار پیدا نہیں کیا ایسے حکیم و دانا کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا۔ ضرور ہے کہ یہ نظام آخر میں کسی اعلیٰ نتیجہ پر منتہی ہو، اسی کو آخرت کہتے ہیں۔ اور جس طرح دنیا میں وہ اکیلا تمام تعریفوں کا مستحق ہے آخرت میں بھی صرف اُسی کی تعریف ہوگی۔ بلکہ یہاں تو بظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہو جاتی تھی کیونکہ مخلوق کا فعل خالق کے فعل کا پردہ اور اس کا کمال اُس کے کمال حقیقی کا پرتو ہے۔ لیکن وہاں سب وسائط اور پردے اُٹھ جائیں گے۔ جو کچھ ہو گا سب دیکھیں گے کہ اسی کی طرف سے ہو رہا ہے اس لئے صورۃً و حقیقۃً ہر حیثیت سے تنہا اسی محمود مطلق کی تعریف رہ جائے گی۔

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ

اور جو نکلتا ہے اُس سے اور جو اُترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اُس میں اور وہی ہے

اور جو کچھ کہ نکلتا ہے اُس سے اور جو اُترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اُس میں ف اور وہی ہے

الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ

رحم والا بخشتا ف اور کہنے لگے منکر نہ آوے گی ہم پر وہ گھڑی

رحم والا بخشنے والا ف اور کہنے لگے منکر نہ آئے گی ہم پر قیامت ف

قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آوے گی تم پر اُس چھپے جاننے والے کی غائب نہیں ہو سکتا اُس سے

تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آئے گی تم پر ف اُس عالم الغیب کی غائب نہیں ہو سکتا اُس سے

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ

کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں چھوٹی

کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی

وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب میں تا بدلہ دیوے اُن کو جو یقین لائے اور کئے

اور نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب میں ف تاکہ بدلہ دے اُن کو جو یقین لائے اور کئے

الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ سَعَوْا

بھلے کام وہ جو ہیں اُن کو ہے معافی اور روزی عزت کی ف اور جو لوگ دوڑے

بھلے کام وہ لوگ جو ہیں اُن کے لئے ہے معافی اور عزت کی روزی ف اور جو لوگ دوڑے

فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ ۝ وَ

ہماری آیتوں کے ہرانے کو اُن کو بلا کی مار ہے دکھ والی اور

ہماری آیتوں کے ہرانے کو اُن کو بلا کا عذاب ہے دردناک ف اور

يَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ

دیکھ لیں جن کو ملی ہے سمجھ کہ جو تجھ پر اُترا تیرے رب سے وہی

دیکھ لیں جن کو ملی ہے سمجھ کہ جو تجھ پر اُترا تیرے رب سے وہی

الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ

ٹھیک ہے اور سمجھاتا ہے راہ اُس زبردست خوبیوں والے کی ف اور کہنے لگے

ٹھیک ہے اور سمجھاتا ہے راہ اُس زبردست خوبیوں والے کی ف اور کہنے لگے

كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ

منکر ہم بتا دیں تم کو ایک مرد کہ تم کو خبر دیتا ہے جب تم پھٹ کر ہو جاؤ ٹکڑے

منکر ہم بتلائیں تم کو ایک مرد کہ تم کو خبر دیتا ہے جب تم پھٹ کر ہو جاؤ

مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

ٹکڑے تم کو پھر نیا بننا ہے کیا بنا لایا ہے اللہ پر جھوٹ

ٹکڑے ٹکڑے تم کو پھر نئے سرے بننا ہے ف کیا بنا لایا ہے اللہ پر جھوٹ

فوائد صفحہ ہذا

ف یعنی آسمان و زمین کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اُس کے علم سے باہر نہیں۔ جو چیز زمین کے اندر چلی جاتی ہے مثلاً جانور کیڑے مکوڑے، نباتات کا بیج، بارش کا پانی، مردہ کی لاش، اور جو اس کے اندر سے نکلتی ہے مثلاً کھیتی، سبزہ، معدنیات وغیرہ اور جو آسمان کی طرف سے اترتی ہے مثلاً بارش، وحی، تقدیر، فرشتے وغیرہ اور جو اوپر چڑھتی ہے مثلاً دعا، اعمال، ملائکہ وغیرہ ان سب کا جزئیات پر اللہ کا علم محیط ہے۔ وہ مہربان ہے سب کو بخشش سے اور چل رہا ہے اس کی رحمت و بخشش سے ورنہ بندوں کی ناشکری اور حق ناشناسی پر اگر ہاتھوں ہاتھ گرفت ہونے لگے تو ساری رونق ایک لمحہ میں ختم کر دی جائے۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ (فاطر رکوع ۵) ف کیوں نہیں آئے گی! اس کا ذکر آگے آتا ہے: إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ف یعنی وہ معصوم و مقدس انسان جس کے صدق و امانت کا اقرار سب کو پہلے سے تھا اور اب براہین ساطعہ سے اس کی صداقت پوری طرح روشن ہو چکی، مؤکد قسم کھا کر اللہ کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی، پھر تسلیم نہ کرنے کی کیا وجہ! اگر کوئی محال یا خلاف حکمت بات کہتا تو انکار کی گنجائش ہو سکتی تھی۔ لیکن نہ محال ہے نہ خلاف حکمت۔ پھر انکار کرنا ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ ف یعنی اُس عالم الغیب کی قسم جس کے علم محیط سے آسمان و زمین کا کوئی ذرہ یا ذرہ سے چھوٹی بڑی کوئی چیز بھی غائب نہیں۔ شاید یہ اس لئے فرمایا کہ قیامت کے وقت کی تعیین ہم نہیں کر سکتے۔ اس کا علم اُسی کو ہے جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ ہم کو جتنی خبر دی گئی بلاکم وکاست پہنچا دی، اور اس کا جواب بھی ہو گیا جو کہتے تھے: أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ الخ یعنی جب ہمارے ذرات منتشر ہو کر مٹی میں مل گئے پھر کیسے دوبارہ اکٹھے کئے جائیں گے، تو بتلا دیا کہ کوئی ذرہ اُس کے علم سے غائب نہیں۔ اور پہلے بتلایا جا چکا کہ آسمان و زمین کی ہر چیز پر قبضہ اُسی کا ہے لہٰذا اُس کو کیا مشکل ہے کہ تمہارے منتشر ذرات کو ایک دم میں اکٹھا کر دے (تنبیہ) "کھلی کتاب سے" لوح محفوظ مراد ہے جس میں ہر چیز اللہ کے علم کے مطابق ثبت ہے۔ ف یعنی قیامت کا آنا اس لئے ضرور ہے کہ لوگوں کو اُن کی نیکی اور بدی کا پھل دیا جائے اور حق تعالیٰ کی جملہ صفات کا کامل ظہور ہو۔ ف "جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو" یعنی ہماری آیتوں کے ابطال اور لوگوں کو قولاً و فعلاً اُن سے روکنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ گویا وہ (العیاذ باللہ) اللہ کو عاجز کرنا اور ہرانا چاہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اُس کے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ ف یعنی اس واسطے قیامت آنی ہے کہ جن کو یقین تھا انھیں عین الیقین حاصل ہو جائے اور آنکھوں سے دیکھ لیں کہ قرآن کی خبریں مو بمو صحیح و درست ہیں اور بے شک قرآن ہی وہ کتاب ہے جو اُس زبردست خوبیوں والے خدا تک پہنچنے کا ٹھیک راستہ بتاتی ہے۔ بعض مفسرین نے "وَيَرَى الَّذِينَ" الخ کا مطلب یہ لیا ہے کہ "الَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ" کے برخلاف جو اہل علم ہیں (خواہ مسلمان یا اہل کتاب) وہ جانتے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ قیامت وغیرہ کے متعلق قرآن کریم کا بیان بالکل صحیح ہے اور وہ آدمی کو وصول الی اللہ کے ٹھیک راستہ پر لے جاتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت داؤد جو تھے ون جنگل میں نکلتے اپنے گناہ پر روتے اور زبور پڑھتے خوش آواز اس کے اثر سے پہاڑ بھی ساتھ پڑھتے اور روتے اور اُڑتے جانور پاس آبیٹھتے اسی طرح آواز کرتے اس کجلس میں لوگوں کے بہت جانے نکلتے اور کڑیوں کی زرہ پہلے اُن سے نکلی کشادہ رہے۔ ف حضرت سلیمان کا تخت تھا جس پر سب لشکر چلتا ہوا اس کو لے چلتی شام سے یمن اور یمن سے شام آدھے دن میں لے پہنچتی اور پگھلا تانبے کا چشمہ اللہ نے نکال یمن کی طرف اس کو سانچوں میں ڈھال کر جن باسن بناتے بہت بڑے لشکر کے موافق کھانا پکتا اور بٹتا ______ از شاہ عبد القادر صاحب

ف کفار قریش نبی کریم صلعم کی شان میں یہ گستاخی کرتے تھے یعنی او تمہیں ایک شخص دکھلائیں جو کہتا ہے کہ تم گل سڑ کر اور ریزہ ریزہ ہو کر جب خاک میں مل جاؤ گے پھر تم کو از سر نو بھلا چنگا بنا کر کھڑا کر دیا جائے گا بھلا ایسی مہمل بات کون قبول کر سکتا ہے۔ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ شخص جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ لگاتا ہے کہ اس نے ایسی خبر دی۔ نہیں تو سودائی ہے۔ دماغ ٹھکانے نہیں دیوانوں کی سی بے تکی باتیں کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ

یا اس کو سودا ہے کوئی نہیں پر جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا آفت میں ہیں

یا اس کو سودا ہے (ایک بھی نہیں بلکہ جو یقین نہیں رکھتے آخرت کا آفت میں ہیں

وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

اور دور پڑے ہوئے گمراہی میں کیا دیکھتے نہیں جو کچھ ان کے آگے ہے اور پیچھے ہے

اور دور جا پڑے گمراہی میں ف کیا دیکھتے نہیں جو کچھ ان کے آگے ہے اور پیچھے ہے

مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ

آسمان اور زمین اگر ہم چاہیں دھنسا دیں ان کو زمین میں یا گرا دیں

آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہیں دھنسا دیں ان کو زمین میں یا گرا دیں

عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ ۝

ان پر ٹکڑا آسمان سے اس میں پتا ہے ہر بندے کو جو رجوع رکھتا ہے

ان پر ٹکڑا آسمان سے ف تحقیق اس میں نشانی ہے ہر بندے رجوع کرنے والے کے واسطے ف

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ

اور ہم نے دی ہے داؤد کو اپنی طرف سے بڑائی اے پہاڑو رجوع سے پڑھو اس کے ساتھ اور اے جانورو

اور ہم نے دی ہے داؤد کو اپنی طرف سے بڑائی ف اے پہاڑو خوش آوازی سے پڑھو اس کے ساتھ (اور) جانوروں کو

وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ

اور نرم کر دیا ہم نے اس کے آگے لوہا کہ بنا کشادہ زرہیں اور اندازے سے جوڑ کڑیاں

اور نرم کر دیا ہم نے اس کے آگے لوہا کہ بنا زرہیں کشادہ اور اندازے سے جوڑ کڑیاں ف

وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ

اور کرو تم سب کام بھلا جو کرتے ہو میں دیکھتا ہوں ف اور سلیمان کے آگے باؤ

اور کرو تم سب کام بھلا میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں ف اور (تابع) سلیمان کے آگے ہوا کو

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ

صبح کی منزل اس کی ایک مہینے کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی اور بہا دیا ہم نے اس کے واسطے چشمہ پگھلے تانبے کا اور

صبح کی منزل اس کی ایک مہینے کی اور شام کی منزل ایک مہینے کی اور بہا دیا ہم نے اس کے واسطے چشمہ پگھلے تانبے کا اور

الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ

جنوں میں سے کتنے لوگ جو محنت کرتے اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے اور جو کوئی پھرے ان

جنوں میں سے لوگ تھے جو محنت کرتے اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے اور جو کوئی پھرے ان میں سے

عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ

میں ہمارے حکم سے چکھا دیں ہم اس کو آگ کی مار ف بناتے اس کے واسطے جو چاہتا

ہمارے حکم سے چکھاویں ہم اس کو آگ کا عذاب ف بناتے اس کے واسطے جو کچھ چاہتا

مِنْ مَحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَاتٍ ۚ

قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب اور دیگیں چولھوں پر جمیں

قلعے اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب اور دیگیں چولھوں پر جمی ہوئی ف

ف یعنی نہ جھوٹ ہے نہ جنون۔ البتہ یہ لوگ عقل و دانش اور صدق و صواب کے راستہ سے بھٹک کر بہت دور جا پڑے ہیں۔ اور بیہودہ بکواس کر کے اپنے کو آفت میں پھنسا رہے ہیں۔ فی الحقیقت یہ بڑا عذاب ہے کہ آدمی کا دماغ اس قدر مختل ہو جائے کہ وہ خدا کے پیغمبروں کو مفتری یا مجنون کہنے لگے۔ العیاذ باللہ۔ ف یعنی کیا یہ لوگ اندھے ہو گئے ہیں کہ آسمان و زمین بھی نظر نہیں آتے جو آگے پیچھے ہر طرف نظر ڈالنے سے نظر آ سکتے ہیں اُن کو تو وہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ نے بنایا ہے۔ پھر جس نے بنایا اُسے توڑنا کیا مشکل ہے۔ اور جو ایسے عظیم الشان اجسام کو بنا سکتا اور توڑ پھوڑ سکتا ہے اُسے انسانی جسم کا بگاڑ دینا اور بنانا کیا مشکل ہو گا۔ یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ اسی کے آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر رہ کر ایسے گستاخانہ کلمات زبان سے نکالیں۔ حالانکہ خدا چاہے تو ابھی ان کو زمین میں دھنسا کر یا آسمان سے ایک ٹکڑا گرا کر نیست و نابود کر دے اور قیامت کا چھوٹا سا نمونہ دکھلا دے۔ ف یعنی جو بندے عقل و انصاف سے کام لے کر اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں، اسی آسمان و زمین میں اُن کے لئے بڑی بھاری نشانی موجود ہے۔ وہ اس منتظم اور پر حکمت نظام کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ ضرور یہ ایک دن کسی اعلیٰ و اکمل نتیجہ پر پہنچنے والا ہے جس کا نام "دار الآخرۃ" ہے۔ یہ تصور کر کے وہ بیش از بیش اپنے مالک و خالق کی طرف جھکتے ہیں اور جو آسمانی و زمینی نعمتیں اُن کو پہنچتی ہیں، دل سے اس کے شکر گذار ہوتے ہیں۔ اُن میں سے بعض بندوں کا ذکر آگے آیا ہے۔ ف یعنی نبوت کے ساتھ غیر معمولی سلطنت عنایت فرمائی۔ ف حضرت داؤد علیہ السلام کبھی کبھی جنگل میں نکلتے، خدا کو یاد کرتے، خوف الٰہی سے روتے تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے اور اپنی ضرب المثل خوش آوازی سے زبور پڑھتے۔ اُس کی عجیب و غریب تاثیر سے پہاڑ بھی اُن کے ساتھ تسبیح پڑھنے لگتے تھے اور پرندے اُن کے گرد جمع ہو کر اسی طرح آواز کرتے حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو یہ خاص بزرگی عطا فرمائی تھی۔ ورنہ پہاڑوں کی تسبیح سے مُراد محض اُن کی آواز بازگشت ہو یا وہ عام تسبیح جو ہر چیز زبان حال یا قال سے کرتی رہتی ہے تو حضرت داؤد کے مخصوص فضل و شرف کے ذیل میں اس چیز کا ذکر کرنا محض بے معنی ہو گا والعیاذ باللہ۔ یا جبال اوبی معہ کا حکم تکوینی ہے۔ ف یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں ہم نے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ بدون آگ اور آلات صناعیہ کے لوہے کو جس طرح چاہتے ہاتھ سے توڑ موڑ لیتے تھے۔ اور اس کی زرہیں تیار کر کے فروخت کرتے تاکہ قوت بازو سے کما کر کھائیں۔ بیت المال پر اپنا بار نہ ڈالیں کہتے ہیں کہ کڑیوں کی زرہ پہلے اُن ہی سے نکلی کہ کشادہ رہے حق تعالیٰ نے اُن کو ہدایت فرمائی کہ فراخ و کشادہ زرہیں تیار کرو اور اس کے حلقے اور کڑیاں ٹھیک اندازہ سے جوڑو جو بڑی چھوٹی اور پتلی موٹی ہونے کے اعتبار سے تناسب ہوں۔ ف یعنی ان صنائع میں پڑ کر منعم حقیقی کی طرف سے غفلت نہ ہونے پائے۔ ہمیشہ عمل صالح کرتے رہو اور یاد رکھو کہ اللہ سب کام دیکھتا ہے۔ ف حضرت سلیمان کا تخت تھا جو فضا میں اڑتا تھا اس کو شام سے یمن اور یمن سے شام لے جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو ان کے لئے مسخر کر دیا تھا ایک مہینہ کی مسافت ہوا کے زور سے آدھے دن میں طے ہوتی تھی۔ سورہ "انبیاء" اور سورہ نمل میں اس کا کچھ بیان گذر چکا ہے اور آگے سورہ ص میں آئے گا اور پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یمن کی طرف نکال دیا تھا۔ اس کو سانچوں میں ڈال کر جنات بڑے بڑے برتن (دیگیں اور لگن وغیرہ) تیار کرتے تھے۔ جن میں ایک لشکر کا کھانا پکتا اور کھلایا جاتا۔ ف یعنی بہت سے جن جنہیں دوسری جگہ شیاطین سے تعبیر فرمایا ہے معمولی قلیوں اور خدمتگاروں کی طرح اُن کے کام میں لگے رہتے تھے۔ اللہ کا حکم تھا کہ سلیمان کی اطاعت کریں۔ جو ذرا سرکشی کی تو آگ میں پھونک دیا جائے گا۔ ف یعنی بڑے بڑے محل، مسجدیں اور قلعے جنات تعمیر کرتے اور مجسم تصویریں بناتے جو اُن کی شریعت میں ممنوع نہیں ہوں گی۔ شریعت محمدیہ نے منع کر دیا اور تانبے کے بڑے بڑے لگن بناتے جیسے حوض یا تالاب اور دیگیں تیار کرتے جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکتی تھیں۔ ایک ہی جگہ رکھی رہتیں۔

منزل ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس بنواتے تھے جب معلوم کیا کہ میری موت آپہنچی جنوں کو عمارت کا نقشہ بتا کر آپ شیشے کے مکان میں در بند کر کر بندگی میں مشغول ہوئے ... [illegible] ... کر لکڑی پر ٹیک کر کھڑے رہے گھن کھاتے گئے تب سب پر وفات معلوم ہوئی اور جن جو آدمیوں پاس دعویٰ کرتے تھے علم غیب کا قائل ہوئے۔ ف جیسی جو سبا کی بادشاہ تھی ملک یمن میں ... [illegible] ... کر ایک جگہ روکا اور نیچے میں کھڑکیاں رکھیں اوپر اور نیچی زمینوں کے واسطے سارے برس بند کا پانی موجود رہتا جتنا چاہتے خرچ کرتے ملک خوب سرسبز آباد ہوا۔ ف جب اللہ نے چاہا کہ عذاب بھیجے ... [illegible] ... پانی کے زور کیا بند کو توڑ دیا وہ پانی عذاب کا تھا سوکھ رہے جس زمین پر پھر گیا اسلام سے ایسی ہی پیچھے وہ قوم ویران ہو کر جا بجا بکھر گئی اور کچھ جو جہاں ... [illegible] ... ف برکت والی بستیاں یعنی ملک شام ... [illegible] ... کی آبادی بستیاں
پاس پاس سفر تھا جیسے سیر ———— از شاہ عبد القادر صاحب

اعْمَلُوٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ فَلَمَّا

عمل کرو داؤد کے گھر والو حق مان کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں حق ماننے والے پھر جب

کام کرو اے داؤد کے گھر والو احسان مان کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں احسان ماننے والے ف پھر

قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ

تقدیر کی ہم نے اس پر موت نہ جتایا اُن کو اُس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے

جب مقرر کیا ہم نے اس پر موت کو نہ جتلایا اُن کو اُس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے

تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

کھاتا رہا اُس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر رکھتے ہوتے

کھاتا رہا اُس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر رکھتے ہوتے

الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ

غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں ف قوم سبا کو تھی اُن کی

غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں ف تحقیق قوم سبا کو تھی اُن

مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ڛ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ

بستی میں نشانی دو باغ داہنے اور بائیں کھاؤ روزی اپنے رب کی

کی بستی میں نشانی دو باغ داہنے اور بائیں ف کھاؤ روزی اپنے رب کی

وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا

اور اس کا شکر کرو دیس ہے پاکیزہ اور رب ہے گناہ بخشنے والا پھر دھیان میں نہ لائے پھر چھوڑ دیا ہم نے

اور اس کا شکر کرو ف شہر ہے پاکیزہ اور رب ہے گناہ بخشنے والا ف سو دھیان میں نہ لائے پھر چھوڑ دیا

عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ

اُن پر نالہ زور کا اور دیئے اُن کو بدلے اُن دو باغوں کے دو اور باغ جن میں کچھ ایک میوہ

ہم نے اُن پر ایک نالا زور کا اور دیئے ہم نے اُن کو بدلے میں اُن دو باغوں کے دو اور باغ جن میں کچھ میوہ

خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ

کسیلا اور جھاؤ اور کچھ بیر تھوڑے سے ف یہ بدلہ دیا ہم نے اُن کو اس پر کہ ناشکری کی

کسیلا تھا اور جھاؤ اور کچھ بیر تھوڑے سے ف یہ بدلہ دیا ہم نے اُن کو اس پر کہ ناشکری کی

وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى

اور ہم بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو اور رکھی تھیں ہم نے اُن میں اور اُن بستیوں میں

اور ہم یہ بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو ف اور رکھی تھیں ہم نے اُن میں اور اُن بستیوں میں

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا

جہاں ہم نے برکت رکھی ہے بستیاں راہ پر نظر آتیں اور منزلیں ٹھہرا دیں ہم نے اُن میں چلنے کی پھرو

جہاں ہم نے برکت رکھی ہے ایسی بستیاں جو راہ پر نظر آتیں اور منزلیں مقرر کر دیں اُن میں آنے جانے کی

فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا

اُن میں راتوں اور دنوں امن سے ف پھر کہنے لگے اے رب فرق ڈال ہمارے سفر میں

اُن میں راتوں کو اور دنوں کو امن سے ف پھر کہنے لگے اے رب دراز کر دے ہمارے سفروں کو ف

ف یعنی ان عظیم الشان انعامات واحسانات کا شکر ادا کرتے رہو محض زبان سے نہیں بلکہ عمل سے، وہ کام کرو جن سے حق تعالیٰ کی شکر گذاری ٹپکتی ہو۔ باوجود احسان تو خدا کا جن سب پر ہوتا ہے لیکن پورے شکر گذار بندے بہت تھوڑے ہیں جب اتنے تھوڑے ہیں تو تم ان میں ہو گے ... [illegible] ... لہٰذا اکمل شکر گذار بن کر اپنی قدر و منزلت بڑھاؤ۔ یہ خطاب داؤد کے گھر والوں کو ہے کیونکہ علاوہ مستقل احسانات کے داؤد پر احسان من وجہ سب پر احسان ہے۔ کہتے ہیں داؤد علیہ السلام نے تمام گھر والوں پر اوقات تقسیم کر دیئے تھے۔ رات کے جو بھی گھنٹوں میں کوئی وقت نہ تھا جب ان کے گھر میں کوئی نہ کوئی شخص عبادت الٰہی میں مشغول نہ رہتا ہو۔ ف حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس کی تجدید کرا رہے تھے جب معلوم کیا کہ میری موت آپہنچی جنوں کو نقشہ بتا کر آپ ایک شیشہ کے مکان میں در بند کر کے عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے جیسا کہ آپ کی عادت تھی کہ مہینوں خلوت میں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اسی حالت میں فرشتہ نے روح قبض کر لی اور آپ کی نعش مبارک لاٹھی کے سہارے کھڑی رہی کسی کو آپ کی وفات کا احساس نہ ہو سکا۔ وفات کے بعد مدت تک جن بدستور تعمیر کرتے رہے۔ جب تعمیر پوری ہو گئی جس عصا پر ٹیک لگا رکھی تھی گھن کے کھا لینے سے گرا تب سب کو وفات کا حال معلوم ہوا اس سے جنات کو خود اپنی غیب دانی کی حقیقت کھل گئی اور ان کے معتقد انسانوں کو بھی پتہ لگ گیا کہ اگر انہیں غیب کی خبر ہوتی تو کیا اس ذلت آمیز تکلیف میں پڑے رہتے۔ حضرت سلیمان کی وفات کو دیکھ کر کرتے ہی کام چھوڑ دیتے۔ اسی سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ شیاطین وغیرہ کی تسخیر کچھ حضرت سلیمان کا کسبی کمال نہ تھا، محض فضل ایزدی تھا جو اللہ چاہے تو موت کے بعد ایک مدت تک بھی قائم رکھ سکتا ہے۔ نیز سلیمان علیہ السلام پر زندگی میں جو انعامات ہوتے تھے ان کی تکمیل ہوئی کہ موت کے بعد بھی ایک ضروری حد تک انہیں جاری رکھا گیا، اور بتلا دیا کہ پیغمبروں کے اٹھائے ہوئے کاموں کو اللہ تعالیٰ کس کس تدبیر سے پورا کراتا ہے۔ ... [illegible] ... بعض منیب اور شکر گذار بندوں کا ذکر تھا۔ آگے ایک سرکش و ناسپاس قوم (سبا) کا ذکر کیا جاتا ہے جو بڑے عیش و رفاہیت اور خوشحالی و فارغ البالی کے بعد کفر و ناسپاسی کی سزا میں تباہ کی گئی۔ یہ قوم یمن کی بڑی دولتمند و ذی اقتدار قوم تھی جو صدیوں تک بڑے جاہ و جلال سے ملک پر حکومت کرتی رہی۔ ان ہی میں ایک وہ ملکہ تھی (بلقیس) جس کا حضرت سلیمان کی بارگاہ میں حاضر ہونا سورۂ "نمل" میں گذر چکا ہے۔ شاید یہاں سلیمان کے بعد سبا کا ذکر اس مناسبت سے بھی ہوا ہو۔ ف یعنی دائیں اور بائیں سلسلے والے اور بائیں میلوں تک چلے گئے تھے اگر سمجھے تو خدا کی رحمت و قدرت کی یہی نشانی ایمان لانے اور شکر گذار بننے کے لئے کافی تھی گویا وہ باغ زبان حال سے کہتے تھی کہ اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو اور اس منعم حقیقی کا شکر ادا کرو، کفر و عصیان اختیار کر کے ناشکر مت بنو۔ یا جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے انبیاء کی زبانی اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہو گی کہتے ہیں تیرہ نبی اس قوم کی طرف بھیجے گئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو حضرت مسیح سے پہلے آئے ہوں گے اور ان کے وارث بعد کو بھی اس قوم کی بربادی کے وقت تک بھیجے جاتے رہے ہوں گے۔ واللہ اعلم۔ ف مصنف "ارض القرآن" "سبا" کی عمارتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: اسی سلسلہ عمارات میں ایک چیز جو آب ... [illegible] ... کو عرب "سد" اور عرب یمن "عرم" کہتے ہیں، عرب کے ملک میں کوئی دائمی دریا نہیں۔ پانی پہاڑوں سے بہہ کر ریگستانوں میں خشک اور ضائع ہو جاتا ہے۔ زراعت کے مصرف میں نہیں آتا۔ سبا نے مختلف مناسب موقعوں پر پہاڑوں اور وادیوں کے بیچ میں بڑے بڑے بند باندھ دیئے تھے کہ پانی رک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے کام میں آئے۔ ملک سبا میں اس طرح کے سینکڑوں بند تھے ان میں سب سے زیادہ مشہور سد مارب ہے جو کہ دار الحکومت مارب میں واقع تھا۔ شہر مارب کے جنوب میں داہنے بائیں دو پہاڑ ہیں جن کو ... [illegible] ... کہتے ہیں ان دو پہاڑوں کے بیچ میں تقریباً ... [illegible] ... کا فاصلہ ہے ... [illegible] ... تقریباً ایک سو پچاس فٹ لمبی اور پچاس فٹ چوڑی ایک دیوار ... [illegible] ... تاہم ایک ٹکڑا دنیا اب بھی باقی ہے۔ ... [illegible] ... ایک یورپین سیاح نے اس کی موجودہ حالت پر ایک مضمون فرانس ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل میں لکھا ہے اور اس کا موجودہ نقشہ نہایت محنت سے تیار کیا ہے اس دیوار پر جا بجا کتبات ہیں وہ بھی پڑھے گئے۔ اس سد میں اوپر نیچے بہت سی کھڑکیاں تھیں جو حسب ضرورت کھولی اور بند کی جا سکتی تھیں۔ سد کے دائیں بائیں مشرق و مغرب میں دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے پانی تقسیم ہو کر چپ و راست کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ اس نظام آب رسانی سے چپ و راست دونوں جانب اس ریگستانی ملک کے اندر تین سو میل مربع میں سینکڑوں کوس تک بہشت نما وادی تھی جس میں انواع و اقسام کے میوے اور خوشبودار درخت تھے۔ قرآن کریم میں "جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ" کے الفاظ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یونانی مورخ ... [illegible] ... ۱۰ قبل مسیح میں سبا کا معاصر تھا بیان کرتا ہے کہ ... [illegible] ... ملک سبا ... [illegible] ... نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہیں ... [illegible] ... جنگل ہیں اور ان درختوں سے نہایت ... [illegible] ... خوشبو پیدا ہوتی ہے ... [illegible] ... ہر قسم کا نام و وصف مشکل ہے۔ (البقیہ بر صفحہ ۵۵۸)

toobaa-elibrary.blogspot.com

... تا آباد ہی نہیں اتو ریساں کی ... کرو (یعنی متفرق ہو گئے کسی ملک میں ... [illegible]

... فرشتوں کا یہ حال ہے ... [illegible] — از شاہ عبدالقادر صاحب

... دونوں فرقے ... [illegible] ... جو اس زمانے میں بعضے لوگ کہتے ہیں ... [illegible] ... ساحل کی طرف سے ... [illegible]

وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ

اور اپنا برا کیا پھر کر ڈالا ہم نے اُن کو کہانیاں اور چیر کر ڈالا ٹکڑے

اور آپ اپنا برا کیا پھر کر ڈالا ہم نے اُن کو کہانیاں اور کر ڈالا چیر کر ٹکڑے ٹکڑے ف

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ

اس میں پتے ہیں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کو اور سچ کر دکھائی اُن پر

اس میں پتے کی باتیں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کو اور سچ کر دکھلائی اُن پر

إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَمَا كَانَ

ابلیس نے اپنی اٹکل پھر اسی کی راہ چلے مگر تھوڑے سے ایمان دار ف اور اس کا

ابلیس نے اپنی اٹکل پھر اسی کی راہ ہو لیے مگر تھوڑے سے ایمان دار ف اور اس کا

لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ

اُن پر کچھ زور نہ تھا مگر اتنے واسطے کہ معلوم کریں ہم کون یقین لاتا ہے آخرت پر اس سے

اُن پر کچھ زور نہ تھا مگر اتنے واسطے کہ معلوم کر لیں ہم اس کو جو یقین لاتا ہے آخرت پر جدا اس سے

هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝ قُلِ ادْعُوا

جو رہتا ہے اس کی طرف سے دھوکے میں اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے تو کہہ پکارو

جو رہتا ہے آخرت کی طرف سے دھوکے میں اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ف تو کہہ پکارو

الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

اُن کو جن کو گمان کرتے ہو سوا اللہ کے وہ نہیں مالک ایک ذرہ بھر کے

اُن کو جن کو گمان کرتے ہو سوائے اللہ کے وہ مالک نہیں ایک ذرہ بھر کے

فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم

آسمانوں میں نہ زمین میں اور ان کا ان دونوں میں ساجھا اور نہ اس کا ان میں کوئی

آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا اور نہ ان میں کوئی اس کا

مِّن ظَهِيرٍ ۝ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ

مددگار اور کام نہیں آتی سفارش اس کے پاس مگر اس کو جس کے واسطے حکم کر دیا یہاں تک

مددگار اور کام نہیں آتی سفارش اس کے پاس مگر اس کو کہ جس کے واسطے حکم کر دے یہاں تک

إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ

کہ جب گھبراہٹ اٹھا دی جائے ان کے دل سے کہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے وہ کہیں ... اور وہی

کہ جب گھبراہٹ دور ہو جائے ان کے دل سے کہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے وہ کہیں فرمایا جو واجبی ہے اور وہی

الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ

ہے سب سے اوپر بڑا ف تو کہہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمانوں سے اور زمین سے بتا

سب سے اوپر بڑا ف تو کہہ کون روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے بتلا

اللَّهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قُل لَّا تُسْأَلُونَ

اللہ اور یا ہم یا تم بے شک سوجھ پر ہیں یا پڑے ہیں بھٹکاوے میں صریح تو کہہ تم سے پوچھ نہ ہوگی

کہ اللہ ہے اور یا ہم یا تم بے شک راہ پر ہیں یا پڑے ہیں صریح گمراہی میں تو کہہ تم سے پوچھ نہ ہوگی

منزل ۵

... اور ساحل کی طرف ... [illegible]

بقیہ فوائد صفحہ ۵۵۷ ... خوشبوؤں میں سے ... جنت کی خوشبو ... [illegible]

خوشبو سے محظوظ ہوتے ہیں ... [illegible] ... قوت و طاقت کے مقابل ... [illegible] ... سبا کا بادشاہ ... [illegible] ... مسرت ... خوش حالی ... [illegible] ... بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ... [illegible] ... اللہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ... [illegible] ... ف یعنی نعمتوں کو خاطر میں نہ لائے ... [illegible] ... ہم نے ان پر ... عذاب بھیج دیا ... باغات اور زمینیں خراب ہو گئیں ... [illegible] ... انگور، چھوہارے ... [illegible] ... حضرت مسیح اور نبی کریم صلعم کے درمیانی عہد کا ہے ... [illegible]

... حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ... [illegible] ... ف یعنی ... [illegible]

... شام تک ... [illegible] ... آبادیاں ... [illegible] ... مسافر ... [illegible] ... عرب ... [illegible] ... یمن سے شام تک ... [illegible]

... شاہ صاحب لکھتے ہیں ... آرام میں ... تکلیف مانگ کر جیسے اور ملکوں کی خبر سنتے ہیں سفروں میں پانی نہیں ... آبادی ... ناشکری ہوئی جیسے بنی اسرائیل نے منّ و سلویٰ سے اکتا کر ... [illegible]

فوائد صفحہ ھٰذا ف یعنی ... [illegible] ... کہانیاں باقی رہ گئیں ... [illegible] ... شام ... [illegible] ... تجارت ... [illegible] ... تباہ ہو کر رہ گئیں ... [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۵۵۸۔ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ (اعراف رکوع ۲) پہلے ہی کہا تھا۔ وہ یعنی شیطان کو بقدرت نہ تھی کہ لاٹھی لے کر انسان کو زبردستی منوا دے یا روک دیتا۔ [illegible] امتحان اور ابتلاء مقصود تھا کہ کون آخرت پر یقین رکھتا ہے اور کون دنیا میں پھنس کر اس کا انجام سے غافل رہا ہے، بس کرشمہ یا دھوکہ میں پڑ جاتا ہے۔ اللہ کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ دنیا میں انسان کے دونوں طرف جانے کے راستے کشادہ رکھیں، جیسا کہ پہلے کئی جگہ اس کی تقریر ہو چکی ہے۔ ایسا نہیں کہ (معاذ اللہ) خدا کو خبر نہ ہو، بے خبری کی بنا پر شیطان کسی بندے کو اچک لیجائے۔ خوب سمجھ لو کہ ہر چیز اللہ کی نگاہ میں ہے اور تمام احوال شئون کی دیکھ بھال وہ ہر وقت کرتا ہے جس کو جتنی آزادی دے رکھی ہے وہ عجز و سفہ سے نہیں، حکمت و مصلحت کی بنا پر ہے۔ ف یہاں سے مشرکین مکہ کو خطاب ہے جن کی تنبیہ کے لئے سبا کا قصہ سنایا تھا۔ یعنی اللہ کے سوا جن چیزوں پر تم کو خدائی کا گمان ہے ذرا کسی آڑے وقت میں ان کو پکارو تو سہی، دیکھیں وہ کیا کام آتے ہیں؟ وہ یعنی یہ سکین کیا کام آتے جنہیں آسمان و زمین میں نہ ایک ذرہ کا مستقل اختیار ہے، نہ بلکہ جزئی طور پر مستقل بھی نہیں، نہ آسمان و زمین میں ان کی کچھ شرکت، نہ خدا کسی کام میں ان کی مدد کا محتاج ہے کہ اس کے معین و مددگار بن کر ہی کچھ حقوق جتلاتے۔ اس کی بارگاہ تو وہ ہے جہاں بڑے بڑے مقربین کی یہ بھی طاقت نہیں کہ بدون اذن و رضا کے کسی کی نسبت ایک حرف سفارش کا زبان سے نکال سکیں۔ انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کی شفاعت بھی صرف انہی کے حق میں نافع ہوگی جن کے لئے اوپر سے سفارش کا حکم مل جائے۔ ف یعنی فرشتوں کا حال ذرا یہ ہے جو ہر وقت اس بارگاہ کے حاضر باش ہیں جب اوپر سے اللہ کا حکم اترتا ہے ایسی آواز آتی ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر کھینچی جائے۔ وشاید اتصال وساطت کو ترتیب الی الفہم کرنے کے لئے یہ تشبیہ دی گئی۔ فرشتے دہشت اور خوف و رعب سے تھرا جاتے ہیں اور تسبیح کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ جب حالت رفع ہو کر دل کو تسکین ہوتی اور کلام الٰہی ختم ہوتا ہے اک دوسرے سے پوچھتے ہیں کیا حکم ہوا۔ اوپر والے فرشتے نیچے والوں کو درجہ بدرجہ بتلاتے ہیں کہ جو اللہ کی حکمت کے موافق ہے اور آگے سے قاعدہ معلوم ہے وہ وہی حکم ہوا۔ ظاہر ہے وہاں مقبول اور حق ہی بات کے سوا کیا چیز ہو سکتی ہے۔ پس جس کے علو و عظمت کی یہ کیفیت ہو کہ حکم دے تو مقربین کا مارے ہیبت و جلال کے یہ حال ہو جائے وہاں کس کی ہمت ہے کہ از خود کسی سفارش کے لئے کھڑا ہو جائے (تنبیہ) آیت کی اور تفسیریں بھی کی گئی ہیں جن کی نسبت حافظ ابن حجر لکھتے ہیں "والصحیح فی تفسیرها انه فی حق الملائکة. الحدیث الصحیح الذی فی البخاری، ولهذا ولاحادیث کثیرة" (فتح الباری صفحہ [illegible]) ف یعنی آسمان و زمین سے روزی کے سامان بہم پہنچانا صرف اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اس کا اقرار مشرکین بھی کرتے تھے۔ لہٰذا آپ بتلا دیں کہ یہ تم کو بھی مسلم ہے۔ پھر الوہیت میں دوسرے شریک کہاں سے ہو گئے۔ ف یعنی دونوں فریق تو سچے نہیں ہو سکتے ورنہ اجتماع نقیضین لازم آ جاتا۔ یقیناً دونوں میں ایک سچا اور ایک جھوٹا ہے تو لازم ہے کہ سنجیدہ ذرا غور کرکے سچی بات قبول کرو۔ اس میں ان کا جواب ہے جو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میاں! دونوں فریق ہمیشہ سے چلے آتے ہیں کیا ضرورت ہے جھگڑا نا سر بڑا دیا کہ ایک یقیناً خطا کار اور گمراہ ہے۔ باقی تعیین نہ کرنے میں کیا حسن خطاب ہے۔ یعنی تو تم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ بہرحال ایک تو یقیناً غلطی پر ہوگا اب اوپر کے دلائل سن کر تم ہی خود فیصلہ کر لو کہ کون غلطی پر ہے۔ گویا مخالف کو نرمی سے بات کرکے اپنے نفس میں غور کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

۳
ع ۹
النصف

فوائد صفحہ ہٰذا ف یعنی ہر ایک کو اپنی عاقبت کی فکر کرنی چاہئے کوئی شخص دوسرے کے قصور اور غلطی کا جواب دہ نہ ہوگا۔ اگر اتنی صاف باتیں سننے کے بعد بھی تم اپنی حالت میں غور کرنے کے لئے تیار نہیں تو ہم اپنا فرض حجت تمام کر چکے اور کلمہ حق پہنچا چکے۔ اب تم اپنے اعمال کے خود جواب دہ ہو ہم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ نہ ایسی حالت میں ہمارا تمہارا کوئی واسطہ ف خدا کے یہاں حاضر ہونے کے لئے ہر ایک اپنی فکر کر رکھے۔ وہ سب کو اکٹھا کرکے ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کرے گا۔ ف یعنی ذرا سامنے تو کرو کون سی ہستی ہے جو اس کی خدائی میں ساجھا رکھتی ہے؟ ہم بھی تو دیکھیں کہ اس کے کیا کچھ اختیارات ہیں۔ کیا ان پتھر کی بے جان اور خود تراشیدہ مورتوں کو پیش کرو گے ف یعنی ہرگز تم ایسی کوئی ہستی پیش نہیں کر سکتے۔ وہ تو اکیلا ایک ہی خدا ہے جو زبردست غالب و قاہر اور اعلیٰ درجہ کی حکمت و دانائی رکھنے والا ہے۔ سب اس کے سامنے مغلوب و مقہور ہیں۔ ف توحید کے ساتھ رسالت کا ذکر کر دیا۔ یعنی آپ کا فرض اور آپ کی بعثت کی غرض یہی ہے کہ نہ صرف عرب کو بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو قرآن کے نیک و بد سے آگاہ کر دیں سو کر دیا۔ جو ماننے والے ہیں سمجھ کر مانیں گے۔ ... جو دانا آدمی ہو اپنے نفع نقصان کو سوچ کر آپ کی بات کو ضرور مانے گا۔ ہاں دنیا میں کثرت جاہلوں اور نا سمجھوں کی ہے۔ ان کے خیال میں کہاں گنجائش ہے کہ ان باتوں کی قدر کریں۔ ف یعنی جس گھڑی سے ڈرانے ہو وہ کب آئیگی۔ اگر سچے ہو تو جلدی لا کر دکھلا دو۔ ف یعنی گھبراؤ نہیں۔ جس دن کا وعدہ ہے ضرور آ کر رہے گا جب آئے گا تو ایک منٹ کی مہلت نہ ملے گی۔ جلدی مچانے کے بجائے اس کی ضرورت ہے کہ اس وقت کے آنے سے پہلے کچھ تیاری کر رکھو۔ ف یعنی ہم نہ قرآن کو مانیں نہ اگلی کتابوں کو جنہیں تم آسمانی کتابیں بتلاتے ہو۔ مثلاً تورات و انجیل وغیرہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ جہاں دیکھو وہی حساب کتاب اور وعدہ کا مضمون سو ان چیزوں کو ہم ہرگز تسلیم کرنے والے نہیں۔ ف یعنی جیسے ناکامیابی کے وقت ہوا ہے کہ ہر ایک دوسرے کو ناکامی کا سبب گردانتا ہے۔ محشر میں کفار ایک دوسرے کو مورد الزام بنائیں گے جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ ف دنیا میں جو لوگ [illegible] سرداروں کو الزام دیں گے [illegible]

عَمَّآ أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ
جو ہم نے گناہ کیا اور ہم سے نہ پوچھیں گے جو تم کرتے ہو تو کہہ جمع کرے گا ہم سب کو رب ہمارا پھر
اس کی جو ہم نے گناہ کیا اور ہم سے پوچھ نہ ہو گی اس کی جو تم کرتے ہو تو کہہ جمع کرے گا ہم سب کو رب ہمارا پھر

يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَرُونِىَ الَّذِينَ
فیصلہ کرے گا ہم میں انصاف کا اور وہی ہے نبٹاو چکانے والا سب جانتا تو کہہ مجھ کو دکھلاؤ تو جن کو
فیصلہ کرے گا ہم میں انصاف کا اور وہی ہے قصہ چکانے والا سب کچھ جاننے والا ف تو کہہ مجھ کو دکھلاؤ تو سہی جن کو

أَلْحَقْتُم بِهِۦ شُرَكَآءَ ۖ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
اس سے ملاتے ہو ساجھی ٹھہرا کر کوئی نہیں وہی اللہ ہے زبردست حکمتوں والا
اس سے ملاتے ہو ساجھی قرار دے کر ف کوئی نہیں وہی اللہ ہے زبردست حکمتوں والا ف

وَمَآ أَرْسَلْنَـٰكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَـٰكِنَّ
اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن
اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَـٰذَا الْوَعْدُ
بہت لوگ نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ
بہت لوگ نہیں سمجھتے ف کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ

إِن كُنتُمْ صَـٰدِقِينَ ۝ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَـْٔخِرُونَ
اگر تم سچے ہو تو کہہ تم کو وعدہ ہے ایک دن کا نہ دیر کرو گے
اگر تم سچے ہو ف تو کہہ تمہارے لئے وعدہ ہے ایک دن کا نہ دیر کرو گے

عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
اس سے ایک گھڑی نہ جلدی اور کہنے لگے منکر
اس سے ایک گھڑی نہ جلدی ف اور کہنے لگے منکر

لَن نُّؤْمِنَ بِهَـٰذَا الْقُرْءَانِ وَلَا بِالَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰٓ
ہم ہرگز نہ مانیں گے یہ قرآن اور نہ اس سے اگلا اور کبھی تو دیکھے
ہم ہرگز نہ مانیں گے اس قرآن کو اور نہ اس سے اگلے کو ف کبھی تو دیکھے

إِذِ الظَّـٰلِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ
جب گنہگار کھڑے کئے گئے ہیں اپنے رب کے پاس ایک دوسرے پر ڈالتا ہے
جب کہ گنہگار کھڑے کئے جائیں اپنے رب کے پاس ایک دوسرے پر ڈالتا

بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا
بات کہتے ہیں جن کو کمزور سمجھا تھا بڑائی کرنے والوں کو
ہے بات کو ف کہتے ہیں وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے بڑائی کرنے والوں کو

لَوْلَآ أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ
تم نہ ہوتے تو ہم ایمان دار ہوتے کہنے لگے بڑائی کرنے والے
اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان دار ہوتے ف کہنے لگے بڑائی کرنے والے ان سے جو کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بقیہ فوائد صفحہ ۵۵۹ کے تم نے ہمیں اس مصیبت میں پھنسوایا۔ تمھاری روک نہ ہوتی تو ہم ضرور پیغمبروں کی بات مان لیتے۔ اور یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی جب تمھارے پاس حق بات پہنچ گئی اور بعد میں آ گئی تھی کیوں قبول نہ کی۔ کیا ہم نے زبردستی تمھارے دلوں کو ایمان و یقین سے روک دیا تھا۔ چاہیے تھا کہ کسی کی پروا نہ کرکے حق کو قبول کر لیتے۔ اب اپنا جرم دوسروں کے سر کیوں رکھتے ہو۔ ف۲ یعنی بے شک تم نے زبردستی مجبور تو نہ کیا تھا۔ مگر رات دن مکر و فریب اور منصوبانہ تدبیر سے ہم کو بہکاتے پھسلاتے رہتے تھے۔ جب

اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم

کمزور کئے گیوں کو کیا ہم نے روک رکھا تم کو سوجھ کی بات سے تمھارے پاس پہنچے

کمزور کئے گئے تھے کیا ہم نے روکا تم کو حق بات سے تمھارے پاس پہنچ چکنے کے بعد

بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا

کوئی نہیں تمہیں تھے گنہگار اور کہنے لگے کمزور کئے گئے بڑائی کرنے والوں کو

کوئی نہیں تم ہی تھے گنہگار ف اور کہنے لگے وہ لوگ جو کمزور کئے گئے تھے بڑائی کرنے والوں کو

بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ

کوئی نہیں فریب سے رات دن کے جب تم ہم کو حکم کرتے کہ ہم نہ مانیں اللہ کو اور ٹھہرادیں اس کے ساتھ

کوئی نہیں پرنت فریب سے رات دن کے جب تم ہم کو حکم کیا کرتے کہ ہم نہ مانیں اللہ کو اور ٹھہرائیں اس کے

أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ

برابر کے اور چھپے چھپے پچھتانے لگے جب دیکھا عذاب اور ہم نے ڈالے ہیں طوق

برابر کے ساتھی ف۲ اور چھپے چھپے پچھتانے لگے جب دیکھ لیا عذاب ف۳ اور ہم نے ڈالے ہیں طوق

فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

گردنوں میں منکروں کے وہی بدلہ پاتے ہیں جو کرتے تھے

گردنوں میں منکروں کے ف۴ وہی بدلہ پاتے ہیں جو عمل کرتے تھے ف۵

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا

اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہنے لگے وہاں کے آسودہ لوگ جو

اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر کہنے لگے ہیں وہاں کے آسودہ لوگ جو تمھارے

أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا

تمھارے ہاتھ بھیجا ہم نہیں مانتے اور کہنے لگے ہم کو زیادہ ہیں مال اور اولاد

ہاتھ بھیجا گیا ہم اس کو نہیں مانتے ف۶ اور کہنے لگے ہم زیادہ ہیں مال اور اولاد میں

وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

اور ہم پر آفت نہیں آتی تو کہہ میرا رب ہے جو پھیلا دیتا ہے روزی جس کو

اور ہم پر آفت نہیں آنے والی ف۷ تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کو

يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا أَمْوَالُكُمْ

چاہے اور ناپ کر دیتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے اور نہ تمھارے مال

چاہے اور ماپ کر دیتا ہے (ف) لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۸ اور تمھارے مال

وَلَا أَوْلَادُكُم بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَ

اور نہ تمھاری اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کردیں ہمارے پاس تمھارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور

اور تمھاری اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کردیں ہمارے پاس تمھارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور

عَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي

بھلا کام کیا سو ان کو ہے بدلہ دونا ان کے کئے پر اور وہ

بھلا کام کیا ف۹ سو ان کے لئے ہے بدلہ دونا ان کے کئے کام کا ف۱۰ اور وہ

ف یہ ہی تلقین کی کہ ہم پیغمبروں کے ارشاد کے موافق خدا کو ایک نہ مانیں۔ بلکہ بعض مخلوقات کو بھی اس کا مماثل اور برابر کا شریک سمجھیں۔ آخر تمھاری شب و روز کی ترغیب و ترہیب کا کہاں تک اثر نہ ہوتا۔ ف۳ یعنی جس وقت ہولناک عذاب سامنے آئے گا تابعین اور متبوعین دونوں اپنے اپنے دل میں پچھتائیں گے ہر ایک محسوس کرے گا کہ واقعی میں مجرم اور قصوروار ہوں۔ لیکن شرم کے مارے ایک دوسرے پر ظاہر نہ کریں گے اور شدید اضطراب و خوف سے شاید بولنے کی قدرت بھی نہ ہو۔ ف۴ گردنوں میں طوق اور ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوں گی۔ ف۵ یعنی جو عمل کرتے تھے آج وہ اس سزا کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ جیسا کرنا ویسا بھرنا۔ ف۶ یہ حضور کو تسلی دی گئی کہ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ ہر زمانہ میں پیغمبروں کا مقابلہ ایسے ہی بدبخت رئیسوں نے کیا ہے۔ دولت و ثروت کا نشہ اور اقتدار طلبی کا جذبہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے وہ کسی کے سامنے گردن جھکانا، چھوٹے آدمیوں کی برابر بیٹھنا گوارا نہیں کرتا۔ اسی لئے انبیاء کے اول متبعین عموماً ضعیف مسکین لوگ ہوتے ہیں کما ورد فی حدیث ہرقل۔ ف۷ یعنی معلوم ہوا خدا ہم سے خوش اور راضی ہے ورنہ اتنا مال و اولاد کیوں دیتا۔ جب وہ خوش ہے تو ہم کو کسی آفت کا اندیشہ نہیں۔ تم فضول عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو۔ ف۸ یعنی روزی کی فراخی یا تنگی اللہ کے خوش یا ناخوش ہونے کی دلیل نہیں۔ دیکھتے نہیں دنیا میں کتنے بدمعاش، شریر، دہریے، ملحد، ناسک، مزے اڑاتے ہیں حالانکہ ان کو کوئی مذہب بھی اچھا نہیں کہتا۔ اور بہت سے خدا پرست پرہیزگار اور نیک بندے ہر فاقے کھینچتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ دولت و افلاس یا تنگی و فراخی کسی کے محبوب و مقبول عند اللہ ہونے کی دلیل نہیں یہ معاملات تو دوسری مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہیں جن کو اللہ ہی جانتا ہے مگر بہت لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے۔ ومن الدلیل علی القضاء وحکمہ بؤس اللبیب وطیب عیش الاحمق۔ ف۹ یعنی مال و اولاد کی کثرت نہ قرب الٰہی کی علامت ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں گذرا۔ اور نہ قرب حاصل کرنے کا سبب ہے۔ بلکہ اس کے برعکس کافر کے حق میں زیادتِ بُعد کا سبب بن جاتا ہے۔ ہاں مومن اگر مال و دولت کو وجوہ خیر میں صرف کرے اور اولاد کو بہترین تعلیم و تربیت دلا کر نیک اور شائستہ بنائے، ایسا مال و اولاد ایک درجہ میں قرب الٰہی کا سبب بنتا ہے بہرحال وہاں مال و اولاد کی پوچھ نہیں۔ محض ایمان و عمل صالح کی پرسش ہے۔ ف۱۰ یعنی کام پر جتنے اجر کا استحقاق ہے اس سے زائد بدلے گا کم از کم دس گنا اور زیادہ ہو تو سات سو گنا بلکہ اللہ چاہے تو اس سے بھی بڑھ کر جس کی کوئی حد نہیں۔ واللہ یضاعف لمن یشاء (بقرہ رکوع ۳۶) یہاں ضعف سے مطلقاً زیادت مراد ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي

جھروکوں میں بیٹھے ہیں خاطر جمع سے اور جو لوگ دوڑتے ہیں ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہ

جھروکوں میں بیٹھے ہیں دل جمعی سے ☆ اور جو لوگ دوڑتے ہیں ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہ

الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ

عذاب میں پکڑے آتے ہیں تو کہہ میرا رب پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے

عذاب میں پکڑے ہوئے آتے ہیں ف۱ تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ کر دیتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے

عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ

اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے اُس کو اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہی بہتر

بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے ف۲ اور جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر

الرّٰزِقِيْنَ ○ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَاۗءِ

روزی دینے والا اور جس دن جمع کرے گا اُن سب کو پھر کہے گا فرشتوں کو کیا یہ لوگ تم

روزی دینے والا ف۳ اور جس دن جمع کرے گا اُن سب کو پھر کہے گا فرشتوں کو کیا یہ لوگ

اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ

تم کو پوجتے وہ بولے پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف ہیں نہ اُن کی طرف

تم کو پوجا کرتے تھے ف۴ وہ کہیں گے پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف ہیں نہ اُن کی طرف ہیں

بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○ فَالْيَوْمَ

نہیں پر پوجتے تھے جنوں کو یہ اکثر اُنہی پر یقین رکھتے ہیں سو آج

نہیں پر پوجتے تھے جنوں کو یہ اکثر انہی پر اعتقاد رکھتے تھے ف۵ آج

لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

تم مالک نہیں ایک دوسرے کے بھلے کے نہ برے کے اور کہیں گے ہم اُن گنہگاروں کو

تم مالک نہیں ایک دوسرے کے بھلے کے نہ برے کے ف۶ اور کہیں گے ہم اُن گنہگاروں کو

ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

چکھو تکلیف اُس آگ کی جس کو تم جھوٹ بتاتے تھے اور جب پڑھی جاویں اُن پاس

چکھو تکلیف اُس آگ کی جس کو تم جھوٹ بتلاتے تھے ☆ اور جب پڑھتے جائیں اُن کے پاس

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا

ہماری آیتیں کھلی کہیں اور نہیں مگر یہ ایک مرد ہے کہ چاہتا ہے روک دے تم کو اُن سے

ہماری آیتیں کھلی کھلی کہیں اور کچھ نہیں مگر یہ ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ روک دے تم کو اُن سے جن کو

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ

جن کو پوجتے رہے تمہارے باپ دادے اور کہیں نہیں یہ جھوٹ باندھ لیا ہے اور کہتے ہیں

پوجتے رہے تمہارے باپ دادے ف۷ اور کہیں اور کچھ نہیں رہنا یہ جھوٹ ہے باندھا ہوا اور کہتے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

منکر ٹھیک بات کو جب پہنچی اُن تک اور نہیں یہ جادو ہے صریح

ہیں منکر حق بات کو جب پہنچے اُن تک اور کچھ نہیں رہا یہ ایک جادو ہے صریح ف۸

منزل ۵

ف۱ یعنی جو بدبخت اللہ کی آیات کو روکتے اور اُن پر طعن کرکے لوگوں کو ایمان سے روکتے ہیں گویا سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ و رسول کو ہرا دیں گے۔ وہ سب عذاب میں گرفتار ہو کر حاضر کئے جائیں گے ایک بھی چھوٹ کر نہ بھاگ سکے گا۔ ف۲ یہ مسلمانوں کو سنایا کہ تم وجوہ خیر میں خرچ کرتے وقت تنگی اور افلاس سے نہ ڈرنا خرچ کرنے سے رزق کم نہیں ہو جاتا جو مقدر ہے پہنچ کر رہے گا۔ اللہ اپنی حکمت سے جس کو جتنا دینا چاہیے اس میں تمہارے خرچ کرنے نہ کرنے سے فرق نہیں پڑتا بلکہ وجوہ خیر میں خرچ کرنے سے برکت ہوتی ہے اور حق تعالیٰ اس کا عوض دیتا ہے خواہ مال کی صورت میں یا قناعت و غنائے قلبی کی شکل میں اور آخرت میں بدلہ ملنا تو یقینی ہے۔ غرض اس کے ہاں کچھ کمی نہیں مسلمان کو چاہیے کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھے اور اس کی مرضی کے سامنے فقر و فاقہ کا اندیشہ دل میں نہ لائے۔ "وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا"۔ (تنبیہ) آیت میں گویا اس طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ جس طرح دنیا میں تنگی اور فراخی کے اعتبار سے لوگوں کا حال متفاوت ہے، آخرت میں بھی باعتبار مراتب ثواب و عذاب کے ایسا ہی تفاوت ہوگا۔ ف۳ بہت مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے بہت ان کے ہیاکل بنا کر پرستش کرتے تھے۔ بلکہ بعض نے لکھا ہے کہ اصنام پرستی کی ابتداء ملائکہ پرستی ہی سے ہوئی۔ اور عمرو بن لحی یہ رسم تبیح شام سے حجاز میں لایا۔ بہرحال قیامت کے دن کفار کو سنا کر فرشتوں سے سوال کریں گے کہ کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے؟ شاید مطلب یہ ہو کہ تم نے تو ان سے ایسا نہیں کہا۔ یا تم ان کے فعل سے خوش تو نہیں ہوتے جیسے حضرت مسیح علیہ السلام سے سوال ہوگا "ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ"۔ (مائدہ رکوع ۱۶) اور سورہ فرقان میں ہے "ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰؤُلَآءِ" (فرقان۔ رکوع ۲) ف۴ یعنی آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی کسی درجہ میں اس کا شریک ہو (العیاذ باللہ) ہم کیوں ان کو ایسی بات کہنے لگے تھے یا ایسی واہیات حرکت سے خوش ہونے۔ ہماری رضا تو آپ کی رضا کے تابع ہے۔ ہم کو ان مجرموں سے کیا واسطہ ہم تو آپ کے فرماں بردار غلام ہیں پھر یہ بدبخت تو حقیقت میں ہماری پرستش بھی نہیں کرتے تھے۔ نام ہمارا ہے کر شیطانوں کی پرستش تھی فی الحقیقت ان کی عقیدت تعبدی اُن ہی کے ساتھ ہے۔ شیاطین ان کو جس طرف ہانکتے ہیں اُدھر ہی مڑ جاتے ہیں خواہ فرشتوں کا نام لے کر یا کسی نبی اور ولی کا۔ بلکہ بعض تو علانیہ شیطان ہی کو پوجتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے کسی جگہ غالباً سورہ "انعام" میں ہم مفصل لکھ چکے ہیں۔ ف۵ یعنی آج عابد اور معبود دونوں کا عجز واضح ہو گیا کہ کوئی کسی کو ذرہ بھر نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جن معبودوں کا بڑا سہارا سمجھتے تھے انہوں نے اس طرح وقت پر بیزاری ظاہر کر دی۔ ف۶ یہ رسول کریم صلعم کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ یہ شخص نبی رسول کچھ نہیں۔ بس اتنی غرض ہے کہ ہمارے باپ دادوں کا طریقہ چھڑا کر (جس کو ہم قدیم سے حق جانتے چلے آتے ہیں) اپنے ڈھب پر لے آئے اور خود حاکم و متبوع بن کر بیٹھ جائے۔ گویا صرف حکومت و ریاست مطلوب ہے (العیاذ باللہ) ف۷ یعنی قرآن کیا ہے (العیاذ باللہ) چند جھوٹی باتیں جو خدا کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔ ف۸ یعنی یہ نبوت کا دعویٰ جس کے ساتھ چند معجزات و خوارق کی نمائش کی گئی ہے یا مذہب اسلام جس نے آکر میاں کو بیوی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا ہے یا قرآن جس کی تاثیر لوگوں کے دلوں پر غیر معمولی ہوتی ہے، صریح جادو کے سوا اور کچھ نہیں (العیاذ باللہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی محض اُمّی تھے نہ کوئی کتاب ساری ان کے ہاتھ میں تھی نہ اتنی مدّت دراز سے کوئی نبی ان میں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم الشان پیغمبر اور ایسی جلیل القدر کتاب مرحمت فرمائی۔ چاہیے۔ اسے غنیمت جانیں اور نعمت الٰہی کی قدر کریں۔ بالخصوص جب کہ پہلے سے خود کہا بھی کرتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی پیغمبر آتا یا کوئی کتاب ہم پر اُتاری جاتی تو اوروں سے بڑھ کر ہم فرماں بردار ہوتے۔ اب وہ چیز آگئی تو لگے انکار و تکبّر کرنے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہم نے ان کے پاس کوئی کتاب یا ہادی ایسا نہیں بھیجا جو آپ کی تعلیم کے خلاف تعلیم دیتا ہو۔ پھر کس دلیل نقلی یا عقلی کی بنا پر یہ لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ ف۲ یعنی جیسی لمبی عمریں، جسمانی قوتیں، مال و دولت اور عیش و تنعم اُن کو دیا گیا تھا اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملا۔ لیکن جب انھوں نے پیغمبروں کی تکذیب و مخالفت کی، دیکھ لو کیا انجام ہوا، سب ساز و سامان دھرا رہ گیا۔ ایک منٹ بھی عذاب الٰہی کو روک نہ سکے۔ پھر تم اتنا کاہے پر اتراتے ہو؟ اس برتے پر یہ تتا پانی"۔ ف۳ یعنی تعصب و عناد چھوڑ کر انصاف و اخلاص کے ساتھ اللہ کے نام پر اٹھ کھڑے ہو۔ اور کبھی کبھی مل کر بحث و مشورہ کر لو اور الگ الگ تنہائی میں غور کر کے سوچو کہ یہ تمہارا رفیق (محمد رسول اللہ صلعم) جو چالیس برس سے زیادہ تمہاری آنکھوں کے سامنے رہا جس کے بچپن سے لے کر اب تک کے ذرّہ ذرّہ حالات تم نے دیکھے جس کی امانت و دیانت، صدق و عفاف اور فہم و دانش کے تم برابر قائل رہے کبھی کسی معاملہ میں نفسانیت یا غرض پرستی کا الزام تم نے اس پر نہیں رکھا۔ کیا تم واقعی گمان کر سکتے ہو کہ العیاذ باللہ اُسے بیٹھے بٹھائے جنون ہو گیا ہے جو خواہ مخواہ اس نے ایک طرف سے سب کو دشمن بنا لیا۔ کیا کہیں دیوانے ایسی حکمت کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ یہ کوئی مجنوں اپنی قوم کی اس قدر خیر خواہی اور اُن کی بہبودی فلاح اور دنیوی ترقی کا اتنا زبردست لائحہ عمل پیش کر سکتا ہے۔ وہ تم کو سخت مہلک خطرات اور تباہ کن انگیز مستقبل سے آگاہ کر رہا ہے۔ توموں کی تاریخیں سناتا ہے، دلائل و شواہد سے تمہارا بھلا برا کھولتا ہے یہ کام دیوانوں کے نہیں، اُن اولوالعزم پیغمبروں کے ہوتے ہیں جنہیں احمقوں اور شریروں نے ہمیشہ دیوانہ کہا ہے۔ ف۴ یعنی میں تم سے اپنی محنت کا کچھ صلہ نہیں چاہتا اگر تمہارے خیال میں کچھ معاوضہ طلب کیا ہو وہ سب تم اپنے پاس رکھو۔ مجھے ضرورت نہیں۔ میرا صلہ تو خدا کے یہاں ہے۔ تم سے جو چیز طلب کرتا ہوں یعنی ایمان و اسلام وہ صرف تمہارے نفع کی خاطر اس سے زائد میری کوئی غرض نہیں۔ ف۵ یعنی میری سچائی اور نیت اللہ کے سامنے ہے۔ ف۶ یعنی اوپر سے وحی اتر رہی اور دین کی بارش ہو رہی ہے۔ موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ جس زور سے اللہ تعالیٰ حق کو باطل کے سر پر پھینک کر مار رہا ہے اس سے اندازہ کر لو کہ باطل کہاں ٹھہر سکے گا۔ ضرور ہے کہ ملیامیٹ ہو کر رہے اور آفاق میں دین حق کا ڈنکا بجے اس علام الغیوب نے خوب دیکھ بھال کر عین موقعہ پر حق کو باطل کا سر کچلنے کے لئے بھیجا ہے بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ۔ ف۷ یعنی دین حق آپہنچا اب اس کا زور رکنے والا نہیں۔ سب پر غالب ہو کر اور باطل کو زیر کر کے رہے گا۔ جھوٹ کے پاؤں کہاں جو حق کے سامنے چل سکے۔ وہ تو اب کرنے کا نہ دھرنے کا۔ سمجھ لو آ گیا تھا فتح مکہ کے دن یہ آیت آپ کی زبان پر تھی۔ ف۸ یعنی اگر میں نے یہ ڈھونگ خود کھڑا کیا ہے تو کے دن چلے گا۔ اس میں آخر میرا ہی نقصان ہے۔ دنیا کی عداوت مول لینا، ذلت اٹھانا اور آخرت کی رسوائی قبول کرنا (العیاذ باللہ) لیکن اگر میں سیدھے راستہ پر ہوں جیسا کہ واقعی ہوں تو سمجھ لو کہ یہ سب اللہ کی تائید و امداد اور وحی الٰہی کی برکت و ہدایت سے ہے جو کسی وقت میرا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔ میرا خدا سب کچھ سنتا ہے اور بالکل نزدیک ہے وہ ہمیشہ میری مدد فرمائے گا اور اپنے پیغام کو دنیا میں روشن کرے گا۔ تم مانو یا نہ مانو۔ ف۹ یعنی یہ کفار یہاں ڈینگیں مار رہے ہیں مگر وہ وقت عجیب قابل دید ہوگا جب یہ لوگ محشر کا ہولناک منظر دیکھ کر گھبرا اٹھیں گے اور کہیں بھاگ نہ سکیں گے اس وقت گرفتاری کے لئے کہیں دور سے ان کو تلاش کرنا نہ پڑے گا۔ بلکہ نہایت آسانی سے فوراً جہاں کے تہاں گرفتار کر لئے جائیں گے۔

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ

اور ہم نے نہیں دی اُن کو کچھ کتابیں جن کو پڑھتے ہیں اور نہیں بھیجا اُن پاس تجھ سے پہلے

اور ہم نے دیں نہیں اُن کو کچھ کتابیں کہ جن کو پڑھتے ہوں اور بھیجا نہیں اُن کے پاس تجھ سے پہلے

مِنْ نَّذِيْرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ

کوئی ڈر سنانے والا ف۱ اور جھٹلا چکے ہیں اُن سے اگلوں نے اور یہ نہیں پہنچے دسواں حصہ کو

کوئی ڈرانے والا ف۱ اور جھٹلایا ہے اُن سے اگلوں نے اور یہ نہیں پہنچے دسویں حصہ کو اس کے

مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۪ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ

جو ہم نے دیا تھا ان کو پھر جھٹلایا میرے بھیجوں کو تو کیسا ہوا بگاڑ میرا تو کہہ میں تو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں

جو ہم نے اُن کو دیا تھا پھر جھٹلایا انھوں نے میرے بھیجے ہوؤں کو تو کیسا ہوا انکار میرا ف۲ تو کہہ میں تو ایک ہی

بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِكُمْ

تم کو کہ اٹھ کھڑے ہو اللہ کے کام پر دو دو اور ایک ایک پھر دھیان کرو تمہارے رفیق کو

نصیحت کرتا ہوں تم کو کہ اٹھ کھڑے ہو اللہ کے نام پر دو دو اور ایک ایک پھر دھیان کرو کہ اس تمہارے رفیق کو

مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝

کچھ سودا نہیں یہ تو ایک ڈرانے والا ہے تم کو آگے آگے ایک بڑی آفت کے

کچھ سودا نہیں تو ایک ڈرانے والا ہے تم کو (تو) ایک بڑی آفت کے آنے سے ف۳

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۚ وَ

تو کہہ جو میں نے تم سے مانگا تھا کچھ نیگ سو تمہیں کو پہنچے میرا نیگ ہے اسی اللہ پر اور

تو کہہ جو میں نے تم سے مانگا ہو کچھ بدلا سو وہ تم ہی رکھو میرا بدلا ہے اسی اللہ پر ف۴ اور

هُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ

اس کے سامنے ہے ہر چیز تو کہہ میرا رب پھینکتا جاتا ہے سچا دین وہ جاننے والا

اس کے سامنے ہے ہر چیز ف۵ تو کہہ میرا رب پھینک رہا ہے سچا دین اور وہ جانتا ہے

الْغُيُوْبِ ۝ قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝

چھپی چیزوں کا ف۶ تو کہہ آیا دین سچا اور جھوٹ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتا اور نہیں پھیرتا

چھپی چیزیں ف۶ تو کہہ آیا دین سچا اور جھوٹ تو کسی چیز کو نہ پیدا کرے اور نہ پھیر کر لائے ف۷

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰي نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا

تو کہہ اگر میں بہکا ہوں تو یہی کہ بہکوں گا اپنے برے کو اور اگر میں سوجھا ہوں تو اس سبب سے

تو کہہ اگر میں بہکا ہوا ہوں تو بہکوں گا اپنے ہی نقصان کو اور اگر ہوں سیدھے رستہ پر تو اس سبب سے

يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ

کہ وحی بھیجتا ہے مجھ کو میرا رب وہ سنتا ہے نزدیک اور کبھی تو دیکھے جب یہ گھبرائے پھر بھاگے نہیں بچتے

کہ وحی بھیجتا ہے مجھ کو میرا رب بے شک وہ سب کچھ سنتا ہے نزدیک ف۸ اور کبھی تو دیکھے جب یہ گھبرائیں پھر نہ بچ سکیں

وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ

اور پکڑے آئے نزدیک جگہ سے اور کہنے لگے ہم نے اس کو یقین مانا اور اب کہاں ان کا

اور پکڑے ہوئے آئیں نزدیک جگہ سے ف۹ اور کہنے لگیں ہم نے اس کو یقین مان لیا اور اب کہاں اُن کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ

ہاتھ پہنچ سکتا ہے دور جگہ سے ف۱ اور اس سے منکر ہو رہے ہیں آگے سے اور پھینکتے رہے

ہاتھ پہنچ سکتا ہے بعید جگہ سے ف۱ اور اس سے منکر رہے پہلے سے اور پھینکتے رہے

بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ

بن دیکھے نشانے پر دور جگہ سے اور اٹکاؤ پڑ گیا ان میں اور ان کا جی چاہے اس میں

بن دیکھے نشانہ پر دور کی جگہ سے ف۲ اور رکاوٹ پڑ گئی ان میں اور ان کی آرزو میں ف۳

كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝

جیسا کیا گیا ہے ان کے راہ والوں سے پہلے وہ لوگ تھے دھوکے میں چین نہ لینے دیتا

جیسا کہ کیا گیا ہے ان کے طریقہ والوں کے ساتھ اس سے پہلے وہ لوگ تھے ایسے تردد میں جو چین نہ لینے دے ف۴

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ فاطر مکہ میں نازل ہوئی اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

سب خوبی اللہ کو ہے جس نے بنا نکالے آسمان و زمین جس نے ٹھہرایا فرشتے پیغام لانے والے

سب خوبی اللہ کو ہے جس نے بنا نکالے آسمان اور زمین ف۵ جس نے ٹھہرایا فرشتوں کو پیغام لانیوالے ف۶

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ

جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار بڑھاتا ہے پیدائش میں جو چاہے

جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار ف۷ بڑھا دیتا ہے پیدائش میں جو چاہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ

بے شک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۲ جو کھول دے اللہ لوگوں پر مہر

بے شک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۸ جو کچھ کہ کھول دے اللہ لوگوں پر رحمت میں سے

فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ

تو کوئی نہیں اس کو روکنے والا اور جو روک رکھے تو کوئی نہیں اس کو بھیجنے والا اس کے سوا اور وہی ہے

تو کوئی نہیں اس کو روکنے والا ف۹ اور جو کچھ روک رکھے تو کوئی نہیں اس کو بھیجنے والا اس کے سوائے اور وہی ہے

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ

زبردست حکمتوں والا لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کرلی ہے

زبردست حکمتوں والا ف۱۰ اے لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے کیا گیا ہے

خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ

بنانے والا اللہ کے سوا روزی دیتا تم کو آسمان اور زمین سے کوئی حاکم نہیں مگر وہ

بنانے والا اللہ کے سوائے روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے کوئی حاکم نہیں مگر وہ

ف۱ یعنی اس وقت کہیں گے کہ ہمیں پیغمبر کی باتوں پر یقین آ گیا اب ہم ایمان لاتے ہیں۔ حالانکہ اب ایمان کیسا؟ وہ موقع دور گیا جب ایمان لا کر اپنے کو بچا سکتے تھے۔ اب اُن کا ہاتھ اتنی دور کہاں پہنچ سکتا ہے جو وہاں سے ایمان کو اٹھا لائیں مطلب یہ کہ ایمان مقبول وہی ہے جو موت سے پہلے اس دنیا میں حاصل ہو۔ آخرت میں تو آنکھوں سے دیکھ کر سب ہی کو یقین آ جائے گا۔ اس میں کیا کمال ہوا۔ ف۲ یعنی پہلے جب ایمان لانے کا وقت تھا انکار پر تلے رہے اور یوں ہی اٹکل کے تیر چلاتے رہے دنیا میں رہ کر ہمیشہ بے تحقیق باتیں کیں۔ سچی اور تحقیقی باتوں کو قبول نہ کیا۔ اب پچھتانے سے کیا حاصل۔ ف۳ یعنی جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں مثلاً ایمان مقبول یا نجات، یا دنیا کی طرف واپس جانا یا دنیوی لذتیں اور عیش و آرام۔ ان چیزوں کے اور ان کفار کے درمیان سخت روک قائم کر دی گئی کبھی ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ ف۴ یعنی پہلے جو اسی قماش کے لوگ گذرے ہیں جیسا معاملہ اُن سے کیا گیا تھا ان سے بھی ہوا۔ کیونکہ وہ لوگ بھی ایسے ہی مہمل شبہات اور بے جا شک و تردد میں گھرے ہوئے تھے جو کسی طرح اُن کو چین نہ لینے دیتا تھا۔

تم سورہ سبا

ف۵ یعنی آسمان و زمین کو ابتداءً عدم سے نکال کر وجود میں لایا پہلے سے کوئی نمونہ اور تخلیق کا قانون موجود نہ تھا۔ ف۶ یعنی بعض فرشتے انبیاء کے پاس اللہ کا پیغام لاتے ہیں اور بعض دوسرے جسمانی و روحانی نظام کی تدبیر و تکمیل پر مامور ہیں۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ ف۷ یعنی بعض فرشتوں کے دو بازو (یا پر) ہیں بعض کے تین بعض کے چار ہیں۔ ان بازوؤں اور پروں کی کیفیت کو اللہ ہی جانتا ہے یا جس نے دیکھے ہوں وہ کچھ بتلا سکیں۔ ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ جس مخلوق میں جو عضو اور جو صفت چاہے اپنی حکمت کے موافق بڑھا دے۔ فرشتوں کے دو دو تین تین، چار چار بازو (یا پر) اُسی نے بنائے۔ چاہے تو بعض فرشتوں کے چار سے زیادہ بنا دے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل کے چھ سو بازو (یا پر) ہیں اور جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا سے یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ پیغام رسانی میں ان وسائط کا محتاج ہے۔ ہرگز نہیں۔ وہ بذات خود ہر چیز پر قادر ہے محض حکمت کی بناء پر یہ اسباب و وسائط کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ ف۹ رحمت جسمانی ہو مثلاً بارش، روزی وغیرہ یا روحانی جیسے انزال کتب و ارسال رسل۔ یعنی اللہ جب لوگوں پر اپنی رحمت کا دروازہ کھولے، کون ہے جو بند کر سکے۔ ف۱۰ یعنی اپنی حکمت بالغہ کے موافق جو کچھ کرنا چاہے فوراً کر گذرے۔ ایسا زبردست ہے جسے کوئی نہیں روک سکتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ ۚ
پھر کہاں الٹے جاتے ہو اور اگر تجھ کو جھٹلاویں تو جھٹلائے گئے کتنے رسول تجھ سے پہلے
پھر کہاں الٹے جاتے ہو ف اور اگر تجھ کو جھٹلائیں تو جھٹلائے گئے کتنے رسول تجھ سے پہلے

وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ
اور اللہ تک پہنچتے ہیں سب کام لوگو بے شک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے
اور اللہ تک پہنچتے ہیں سب کام ف اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝
سو نہ بہکاوے تم کو دنیا کا جینا اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز
سو نہ بہکائے تم کو دنیا کی زندگانی اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ
تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھے رکھو اس کو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو
تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو

لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ
اسی واسطے کہ ہو ویں دوزخ والوں میں جو منکر ہوئے ان کو سخت مار ہے
اسی واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں ف جو منکر ہوئے ان کو سخت عذاب ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ ع ۱۴
اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کو معافی ہے اور نیگ بڑا
اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام ان کے لئے ہے معافی اور بڑا ثواب

أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن
بھلا ایک شخص کہ بھلی سجھائی اس کو اس کے کام کی برائی پھر دیکھا اس نے اس کو بھلا ف کیونکہ اللہ بھٹکاتا ہے جس کو
بھلا ایک شخص کہ بھلی سجھائی گئی اس کو اس کے کام کی برائی پھر دیکھا اس نے اس کو بھلا کیونکہ اللہ بھٹکاتا ہے جس کو

يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ
چاہے اور سجھاتا ہے جس کو چاہے سو تیرا جی نہ جاتا رہے ان پر پچھتا پچھتا کر
چاہے اور سجھاتا ہے جس کو چاہے سو تیرا جی نہ جاتا رہے ان پر پچھتا پچھتا کر

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ
اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہیں اور اللہ ہے جس نے چلائی ہیں باویں پھر ابھارتی ہیں
اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کرتے ہیں ف اور اللہ ہے جس نے چلائی ہیں ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں

سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ
بدلی پھر ہانک لے گئے ہم اس کو ایک مرگئے دیس کو پھر جلائی ہم نے اس سے زمین اس کے مرگئے پیچھے
بادل کو پھر ہانک لے گئے ہم اس کو ایک مردہ دیس کی طرف پھر زندہ کر دیا ہم نے اس سے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد

كَذَٰلِكَ النُّشُورُ ۝ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ
اسی طرح ہے جی اٹھنا جس کو چاہیئے عزت تو اللہ کی ہے عزت ساری
اسی طرح ہوگا جی اٹھنا ف جس کو چاہیے عزت تو اللہ کے لئے ہے ساری عزت ف

ف یعنی مانتے ہو کہ پیدا کرنا اور روزی کے سامان بہم پہنچا کر زندہ رکھنا سب اللہ کے قبضہ اور اختیار ہے پھر معبودیت کا استحقاق کسی دوسرے کو کدھر سے ہو گیا جو خالق و رازق حقیقی ہے وہی معبود ہونا چاہیئے۔ ف یعنی اس قدر سمجھانے اور حجت تمام کرنے کے بعد بھی یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو غم نہ کیجئے۔ انبیائے سابقین کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا ہے۔ کوئی انوکھی بات نہیں متعصب اور ضدی لوگ کبھی اپنی ہٹ سے باز نہیں آتے ایسوں کا معاملہ خدا کے حوالہ کیجئے۔ وہیں پہنچ کر سب باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔ ف یعنی قیامت آنی ہے اور یقیناً سب کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اس دنیا کی ٹیپ ٹاپ اور خالی عیش و بہار پر نہ بھولو۔ اور اس مشہور دغاباز شیطان کے دھوکے میں مت آؤ۔ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے کبھی اچھا مشورہ نہ دے گا۔ یہی کوشش کریگا کہ اپنے ساتھ تم کو بھی دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے طرح طرح کی باتیں بنا کر خدا اور آخرت کی طرف سے غافل کرتا رہے گا۔ چاہیئے کہ تم دشمن کو دشمن سمجھو اس کی بات نہ مانو۔ اس پر ثابت کر دو کہ ہم تیری مکاری کے جال میں پھنسنے والے نہیں۔ خوب سمجھے رہیں کہ وہ دوستی کے لباس میں بھی دشمنی کرتا ہے۔ ف یعنی شیطان نے جس کی نگاہ میں برے کام کو بھلا کر دکھایا۔ کیا وہ شخص اس کی برابر ہو سکتا ہے جو خدا کے فضل سے بھلے برے کی تمیز رکھتا ہے۔ نیکی کو نیکی اور بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ جب دونوں برابر نہیں ہو سکتے تو انجام دونوں کا یکساں کیونکر ہو سکتا ہے اور یہ خیال نہ کرو کہ کوئی آدمی دیکھتی آنکھوں برائی کو بھلائی کیونکر سمجھ لے گا۔ اللہ جس کی سوء استعداد اور سوء اختیار کی بناء پر بھٹکانا چاہے اس کی عقل اسی طرح اندھی ہو جاتی ہے۔ اور جس کو حسن استعداد اور حسن اختیار کی وجہ سے راہ پر لانا چاہے تب کسی شیطان کی طاقت نہیں جو اسے غلط راستے پر ڈال سکے یا الٹی بات سمجھا دے۔ بہرحال جو شخص شیطانی اغواء سے برائی کو بھلائی، بدی کو نیکی، اور زہر کو تریاق سمجھ بیٹھا اس کے سیدھے راستہ پر آنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے! جب نہیں ہو سکتی اور سلسلہ ہدایت و ضلالت کا سب اللہ کی مشیت و حکمت کے تابع ہے۔ تو آپ ان معاندین کے غم میں اپنے کو کیوں گھلاتے ہیں اس حسرت میں کہ یہ بدبخت اپنے فائدہ کی بات کو کیوں قبول نہیں کرتے کیا آپ اپنی جان دے بیٹھیں گے۔ آپ ان کا قصہ ایک طرف کیجئے۔ اللہ ان کی سب کرتوت جانتا ہے۔ وہ خود ان کا بھگتان کر دے گا آپ دلگیر و غمگین نہ ہوں۔ ف اللہ کے حکم سے ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں اور جس ملک کا رقبہ مردہ پڑا تھا یعنی کھیتی و سبزہ کچھ نہ تھا چاروں طرف خاک اڑ رہی تھی، بارش کے پانی سے اس میں جان پڑ جاتی ہے اسی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی مرے پیچھے جلا کر کھڑا کر دے گا۔ روایات میں ہے کہ جب اللہ مردوں کو زندہ کرنا چاہے گا۔ عرش کے نیچے سے ایک خاص قسم کی، بارش ہوگی جس کا پانی پڑتے ہی مردے اس طرح جی اٹھیں گے جیسے ظاہری بارش ہونے پر دانہ زمین سے اگ آتا ہے۔ مزید تفصیل روایات میں دیکھنی چاہیئے۔ ف کفار نے دوسرے معبود اس لئے ٹھہرائے تھے کہ اللہ کے ہاں ان کی عزت ہوگی: وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا (مریم رکوع ۵) اور بہت لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار سے دوستانہ کرتے تھے کہ اس سے ان کی عزت بڑھ رہے گی اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء رکوع ۲۰) اس قسم کے لوگوں کو بتلایا کہ جو شخص دنیا و آخرت کی عزت چاہے، چاہیئے کہ اللہ سے طلب کرے کہ عزیز مطلق تو وہ ہے، اسی کی فرماں برداری اور یادگاری سے اصلی عزت میسر آتی ہے۔ تمام عزتوں کا مالک وہی اکیلا ہے جس کسی کو عزت ملی یا ملے گی اسی کے خزانہ سے ملی ہے یا ملے گی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ

اُس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا اور کام نیک اُس کو اُٹھا لیتا ہے اور جو لوگ

اس کی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا ف اور کام نیک اُس کو اُٹھا لیتا ہے ف۲ اور جو لوگ

يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ

داؤ میں ہیں برائیوں کے اُن کو سخت مار ہے اور اُن کا داؤ ہی

داؤ میں ہیں برائیوں کے اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور اُن کا داؤ ہے

يَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ

ٹوٹے کا ف اور اللہ نے تم کو بنایا مٹی سے پھر بوند پانی سے پھر بنایا تم کو

ٹوٹے کا ف۳ اور اللہ نے تم کو بنایا مٹی سے پھر بوند پانی سے پھر بنایا تم کو

اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ

جوڑے جوڑے اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہے بن اس کی خبر کے اور نہ عمر پاتا ہے

جوڑے جوڑے اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتی ہے بن خبر اُس کے ف۴ اور نہ عمر پاتا ہے

مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى

کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں یہ اللہ پر

کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں بے شک یہ اللہ

اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَاۗىِٕغٌ

آسان ہے ف۵ اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا

پر آسان ہے ف۵ اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے خوش گوار

شَرَابُهٗ وَھٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ

پینے میں رچتا اور یہ کھارا کڑوا اور دونوں میں سے کھاتے ہو گوشت تازہ اور

اور یہ کھارا کڑوا اور دونوں میں سے کھاتے ہو گوشت تازہ اور

تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ

نکالتے ہو گہنا جس کو پہنتے ہو اور تو دیکھے جہاز اُس میں چلتے ہیں پھاڑتے

نکالتے ہو گہنا جس کو پہنتے ہو ف۶ اور تو دیکھے جہازوں کو اُس میں کہ چلتے ہیں پانی

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ

تا تلاش کرو اُس کے فضل سے اور شاید تم حق مانو ف۷ رات پیٹھاتا ہے دن میں

کو پھاڑتے تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۸ رات گھساتا ہے دن میں

وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ڮ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

اور دن پیٹھاتا ہے رات میں اور کام لگایا سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہرائے

اور دن گھساتا ہے رات میں اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر

مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

وعدہ پر یہ اللہ ہے تمہارا رب اُسی کے لئے بادشاہی ہے اور جن کو تم پکارتے ہو اُس کے سوا

وعدہ تک ف۹ یہ اللہ ہے تمہارا رب اُسی کے لئے بادشاہی ہے اور جن کو تم پکارتے ہو اُس کے سوائے

موضح قرآن ف یعنی عزت اللہ کے ہاتھ ہے تمہارے ذکر اور بھلے کام چڑھتے جاتے ہیں جب اپنی حد کو پہنچیں گے تب بدی پر غلبہ کریں گے اور کفر منع ہوگا اسلام کو عزت ہوگی۔ ف۲ یعنی ہر کام کچھ کچھ بڑھتا ہے جیسے آدمی کا بننا۔ ف۳ یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں خدا کفر کو مغلوب ہی کرے گا۔ اگرچہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا مسلمانوں سے توت دین اور کافروں سے جزیہ خراج گوشت میٹھے کھاری دونوں سے نکلتا ہے یعنی مچھلی اور گہنا یعنی موتی مونگا اور جواہر اکثر کھارے سے اور کبھی میٹھے سے یہ جو فرمایا گہنا جو پہنتے ہو معلوم ہوا جواہر پہننا مردوں کو حرام نہیں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف ستھرا کلام ہے ذکر اللہ، دعا، تلاوۃ القرآن، علم ونصیحت کی باتیں، یہ سب چیزیں بارگاہ رب العزت کی طرف چڑھتی ہیں اور قبول وا تنشاء کی عزت حاصل کرتی ہیں۔ ف۲ ستھرے کلام (ذکر اللہ وغیرہ) کا ذاتی اقتضاء ہے اوپر چڑھنا۔ اس کے ساتھ دوسرے اعمال صالحہ ہوں تو وہ اُس کو سہارا دے کر اور زیادہ اُبھارتے اور بلند کرتے رہتے ہیں۔ اچھے کلام کو بدون اچھے کاموں کے پوری رفعت شان حاصل نہیں ہوگی۔ بعض مفسرین نے "والعمل الصالح یرفعہ" کی ضمیروں کا مرجع بدل کر یہ معنی لئے ہیں کہ ستھرا کلام اچھے کام کو اونچا اور بلند کرتا ہے۔ یہ بھی درست ہے اور بعض نے یرفعہ کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹائی ہے۔ یعنی اللہ عمل صالح کو بلند کرتا اور معراج قبول پر پہنچاتا ہے۔ بہرحال غرض یہ ہے کہ بھلے کام اور اچھے کلام دونوں علو ورفعت کو چاہتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ سے عزت کا طالب ہو وہ ان چیزوں کے ذریعہ سے حاصل کرے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی عزت اللہ کے ہاتھ ہے۔ تمہارے ذکر اور بھلے کام چڑھتے جاتے ہیں جب اپنی حد کو پہنچیں گے تب بدی پر (پورا) غلبہ (حاصل) کریں گے۔ کفر منع ہوگا، اسلام کو عزت ہوگی۔ مکاروں کے سب داؤ گھات باطل اور بیکار ہو کر رہ جائیں گے۔ ف۳ یعنی جو لوگ بری تدبیریں سوچتے اور حق کے خلاف داؤ گھات میں رہتے ہیں آخر کار مغلوب و خائب ہوں گے۔ دیکھو قریش نے "دارالندوہ" میں حضورؐ کو قید کرنے یا قتل کرنے یا وطن سے نکالنے کے مشورے کئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ بدر کے موقع پر وہی لوگ وطن سے نکلے، مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے اور قلیب بدر میں ہمیشہ کے لئے قید کر دیئے گئے۔ ف۴ یعنی آدم کو مٹی سے پھر اس کی اولاد کو پانی کی بوند سے پیدا کیا۔ پھر مرد عورت کے جوڑے بنا دیئے جس سے نسل پھیلی۔ اس درمیان میں استقرار حمل سے لے کر بچہ کی پیدائش تک جو اطوار گذرتے سب کی خبر خدا ہی کو ہے۔ ماں باپ بھی نہیں جانتے کہ اندر کیا کیا صورتیں پیش آئیں۔ ف۵ یعنی جس کی جتنی عمر ہے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور جو اسباب عمر کے گھٹنے بڑھنے کے ہیں یا یہ کہ کون عمر طبعی کو پہنچے گا کون نہیں، سب اللہ کے علم میں ہے اور اللہ کو ان جزئیات پر احاطہ رکھنا بندوں کی طرح کچھ مشکل نہیں۔ اس کو تو تمام ماکان ومایکون، جزئی، کلی اور غیب وشہادت کا علم ازل سے حاصل ہے اس کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "ہر کام کچھ کچھ ہوتا ہے جیسے آدمی کا بننا" اور اپنی عمر مقدر کو پہنچنا۔ اسی طرح سمجھ لو اسلام بتدریج بڑھے گا اور آخر کار کفر کو مغلوب ومقہور کر کے چھوڑے گا۔ ف۶ اوپر سے دلائل توحید اور شواہد قدرت بیان ہوتے آ رہے ہیں اُسی کے ضمن میں لطیف اشارے اسلام کے غلبہ کی طرف بھی ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں خدا کفر کو مغلوب ہی کرے گا اگرچہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا۔ مسلمانوں سے توت دین اور کافروں سے جزیہ خراج اور گوشت میٹھے کھاری دونوں دریاؤں سے نکلتا ہے یعنی مچھلی۔ اور گہنا (زیور) یعنی موتی مونگا اور جواہر اکثر کھاری سے نکلتے ہیں۔ ف۷ اکثر بڑی بڑی تجارتیں جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی ہیں۔ اُن سے جو منافع حاصل ہوں یہ بھی اللہ کا فضل ہے۔ ان تمام انعامات پر انسان کو چاہیئے مالک کا شکر ادا کرے۔ ف۸ یہ مضمون پہلے کئی جگہ گذر چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے کبھی اسلام۔ اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی ہے دیر سویر نہیں ہوتی" حق کا نمایاں غلبہ اپنے وقت پر ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے کبھی اسلام اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی ہے دیر سویر نہیں ہوتی۔ پھر اسی میں سے اللہ کی وحدانیت نکلی تطمیر کہتے ہیں چھلکے کو جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتا ہے۔ ف یعنی اللہ سے زیادہ احوال کون جانے وہی فرماتا ہے کہ یہ شریک غلط ہیں۔ ف یعنی سب خلق برابر نہیں جن کو ایمان دینا ہے انہی کو دے گا تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا نہ اندھیرا اجالا یعنی نہ اندھیرا برابر آ جائے کے نہ اجالا برابر اندھیرے کے اور فرمایا تو نہیں سُنانا قبر میں پڑوں کو حدیث میں آیا ہے کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مُردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مُردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے وہ دھڑ وہ نہیں سن سکتا ——————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ

مالک نہیں ایک چھلکے کے ف اگر تم اُن کو پکارو سنتے نہیں تمہاری پکار

وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے ف۱ اگر تم اُن کو پکارو سنیں نہیں تمہاری پکار

وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ

اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور دن قیامت کے منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے

اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور قیامت کے دن منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے ف۲

وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ

اور کوئی نہ بتاوے گا تجھ کو جیسا بتائے خبر رکھنے والا ف لوگو تم ہو محتاج اللہ کی طرف

اور کوئی نہ بتلائے گا تجھ کو جیسا بتلائے خبر رکھنے والا ف۳ اے لوگو تم ہو محتاج اللہ کی طرف

وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

اور اللہ وہی ہے بے پرواہ سب خوبیوں سراہا اگر چاہے تم کو لے جاوے اور لے آوے ایک نئی خلقت

اور اللہ وہی ہے بے پرواہ سب تعریفوں والا ف۴ اگر چاہے تم کو لے جائے اور لے آئے ایک نئی خلقت ☆

وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِنْ

اور یہ اللہ پر مشکل نہیں اور نہ اُٹھاوے گا کوئی اُٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر

اور یہ بات اللہ پر مشکل نہیں ف۵ اور نہ اُٹھائے گا کوئی اُٹھانے والا بوجھ دوسرے کا اور اگر

تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا

پکارے کوئی بوجھوں مرتا اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اُٹھاوے اس میں سے کچھ اگرچہ ہو ناتے والا تو

پکارے کوئی بوجھل اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اُٹھائے اس میں سے ذرا بھی اگرچہ ہو قرابتی ف۶ تو تو

تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَنْ

تو ڈر سُنا دیتا ہے اُن کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور کھڑی رکھتے ہیں نماز اور جو کوئی

ڈر سُنا دیتا ہے اُن کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور قائم رکھتے ہیں نماز ف۷ اور جو کوئی

تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي

سنورے گا تو یہی کہ سنورے گا اپنے بھلے کو اور اللہ کی طرف ہے پھر جانا اور برابر نہیں

سنورے گا تو یہی ہے کہ سنورے گا اپنے فائدہ کو اور اللہ کی طرف ہے سب کو پھر جانا ف۸ اور برابر نہیں

الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَ

اندھا اور دیکھتا اور نہ اندھیرا اور نہ اُجالا اور نہ سایہ اور

اندھا اور دیکھتا ☆ اور نہ اندھیرا اور نہ اُجالا ☆ اور نہ سایہ اور

لَا الْحَرُورُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ

نہ لون اور برابر نہیں جیتے نہ مُردے اللہ سُناتا ہے

نہ لو اور برابر نہیں جیتے اور نہ مُردے ف۹ اللہ سُناتا ہے

مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝

جس کو چاہے اور تو نہیں سُنانے والا قبر میں پڑوں کو تو تو نہیں ہے مگر ڈر کی خبر پہنچانے والا ف

جس کو چاہے اور تو نہیں سُنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو تو تو بس ڈر کی خبر پہنچانے والا ہے ف۱۰

ف۱ یعنی جس کی صفات و شئون اوپر بیان ہوئیں حقیقت میں یہ ہے تمہارا سچا پروردگار اور کل زمین و آسمان کا بادشاہ۔ باقی جنہیں تم خدا قرار دے کر پکارتے ہو۔ وہ مسکین بادشاہ تو کیا ہوتے کھجور کی گٹھلی پر جو باریک جھلی سی ہوتی ہے اُس کے بھی مالک نہیں۔ ف۲ یعنی جن معبودوں کا سہارا ڈھونڈتے ہو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور توجہ کرتے بھی تو کچھ کام نہ آ سکتے۔ بلکہ قیامت کے دن تمہاری مشرکانہ حرکات سے علانیہ بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اور بجائے مددگار بننے کے دشمن ثابت ہوں گے۔ ف۳ یعنی اللہ سے زیادہ احوال کون جانے وہ ہی فرماتا ہے کہ یہ شریک غلط ہیں جو کچھ کام نہیں آ سکتے۔ ایسی ٹھیک اور پکی باتیں اور کون بتلائے گا۔ ف۴ یعنی سب لوگ اسی اللہ کے محتاج ہیں جسے کسی کی احتیاج نہیں۔ کیونکہ تمام خوبیاں اور کمالات اُس کی ذات میں جمع ہیں پس وہ ہی مستحق عبادت و استعانت کا ہوا۔ ف۵ یعنی تم نہ مانو تو وہ قادر ہے کہ تم کو ہٹا کر دوسری خلقت آباد کر دے جو بہمہ وجوہ اُس کی فرماں بردار اور اطاعت گذار ہو جیسے آسمانوں پر فرشتے اور ایسا کرنا اللہ کو کچھ مشکل نہیں لیکن اُس کی حکمت کا اقتضاء یہ ہے کہ زمین پر یہ سب سلسلے چلتے رہیں۔ اور آخر میں ہر ایک اپنے نیک و بد عمل کا بدلہ پائے تا اس طرح اُس کی تمامی صفات کا ظہور ہو۔ ف۶ یعنی نہ کوئی از خود دوسرے کا بوجھ اپنے سر رکھے گا کہ اُس کے گناہ اپنے اوپر لے اور نہ دوسرے کے پکار نے پر اُس کا کچھ ہاتھ بٹا سکے گا خواہ کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو سب کو نفسی نفسی پڑی ہو گی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت ہی سے بیڑا پار ہو گا۔ ف۷ یعنی آپ کے ڈرانے سے وہ ہی اپنا رویہ درست کر کے نفع اٹھائے گا جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور ڈر کر اس کی جناب میں لگا رہتا ہے جس کے دل میں خدا کا خوف ہی نہ ہو وہ ان دھمکیوں سے کیا متاثر ہو گا۔ ف۸ یعنی آپ کی نصیحت سن کر جو شخص مان لے اور اپنا حال درست کرے تو کچھ آپ پر یا خدا پر احسان نہیں بلکہ اُسی کا فائدہ ہے اور یہ فائدہ پوری طرح اُس وقت ظاہر ہو گا جب سب اللہ کے ہاں لوٹ کر جائیں گے۔ ف۹ یعنی مومن جس کو اللہ نے دل کی آنکھیں دی ہیں، حق کے اُجالے اور وحی الٰہی کی روشنی میں بے کھٹکے راستہ قطع کرتا ہوا جنت کے باغوں اور رحمت الٰہی کے سایہ میں جا پہنچتا ہے۔ کیا اس کی برابری وہ کافر کر سکے گا جو دل کا اندھا اوہام و اہواء کی اندھیریوں میں بھٹکتا ہوا جہنم کی آگ اور اُس کی جھلس دینے والی لوؤں کی طرف بے تحاشا چلا جا رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو تو یوں سمجھو کہ مُردہ اور زندہ برابر ہو گیا۔ فی الحقیقت مومن و کافر میں اس سے بھی زیادہ تفاوت ہے جو ایک زندہ تندرست آدمی اور مُردہ لاش میں ہوتا ہے، اصلی اور دائمی زندگی صرف روح ایمان سے ملتی ہے۔ بدون اس کے انسان کو ہزار مُردوں سے بدتر مُردہ سمجھنا چاہیے۔ ف۱۰ یعنی اللہ چاہے تو مُردوں کو بھی سُنا دے یہ قدرت اوروں کو نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ پیغمبر کا کام خبر پہنچانا اور بھلے بُرے سے آگاہ کر دینا ہے۔ کوئی مُردہ دل کافر اُن کی بات نہ سُنے تو یہ اُن کے بس کی بات نہیں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی سب خلق برابر نہیں جنہیں ایمان دینا ہے اُن ہی کو دے گا۔ تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے۔ اور یہ جو فرمایا۔ نہ اندھیرا نہ اُجالا" یعنی نہ اندھیرا برابر اُجالے کے اور نہ اُجالا برابر اندھیرے کے (یہ "لا" کی تکریر کا فائدہ بتلا دیا) اور فرمایا "تو نہیں سُنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو" حدیث میں آیا کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مُردوں کو خطاب کیا ہے۔ اُس کی حقیقت یہ ہے کہ مُردے کی روح سُنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے وہ دھڑ وہ نہیں سُنتا۔ یہ بحث پہلے سورہ "نمل" کے آخر میں گذر چکی وہاں دیکھ لیا جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ڈرانے والا خواہ نبی ہو خواہ نبی کی راہ پر ہو۔ ف۲ سفید بھی کئی درجے اور سرخ بھی کئی درجے یہ سب بیان ہے قدرت رنگا رنگ کا اسی طرح انسان میں ہر ایک کی طرح جدا ہے اسی طرح مومن اور کافر ایک دوسرا سا ہو جاوے کب ہو سکے یہ تسلی ہے حضرت کو۔ ف۳ یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں ڈرنا اللہ سے سمجھ والوں کی صفت ہے اور اللہ کی معاملت بھی دو طرح ہے زبردست بھی ہے کہ ہر خطا پر پکڑے اور غفور بھی ہے کہ گنہگار کو بخشے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا

ہم نے بھیجا ہے تجھ کو سچا دین دے کر خوشی اور ڈر سناتا اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا

ہم نے بھیجا ہے تجھ کو سچا دین دے کر خوشی اور ڈر سنانے والا اور کوئی فرقہ نہیں جس میں نہیں ہو چکا

نَذِيرٌ ۝ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ

کوئی ڈرانے والا ف اور اگر وہ تجھ کو جھٹلاویں تو آگے جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے پہنچے ان پاس

کوئی ڈر سنانے والا ف اور اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں تو آگے جھٹلا چکے ہیں جو لوگ کہ ان سے پہلے تھے پہنچے ان کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ

رسول ان کے لے کر کھلی باتیں اور ورق اور چمکتی کتاب پھر پکڑا میں نے

رسول ان کے لے کر کھلی باتیں اور صحیفے اور روشن کتاب ف۲ پھر پکڑا میں نے

ع ۳ ۱۲ ۱۵ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

منکروں کو تو کیوں کر ہوا انکار میرا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی

منکروں کو سو کیسا ہوا انکار میرا ف۳ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی

فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ

پھر ہم نے نکالے اس سے میوے طرح طرح ان کے رنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید

پھر ہم نے نکالے اس سے میوے طرح طرح کے ان کے رنگ ف۴ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید

وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَ

اور سرخ طرح طرح ان کے رنگ اور بھجنگ کالے ف۵ اور آدمیوں میں اور

اور سرخ طرح طرح کے ان کے رنگ اور بھجنگے کالے ف۶ اور آدمیوں میں اور

الدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ

کیڑوں میں اور چوپایوں میں کئی رنگ کے ہیں اسی طرح اللہ سے ڈرتے

کیڑوں میں اور چوپاؤں میں کتنے رنگ ہیں اسی طرح ف۷ اللہ سے ڈرتے وہی ہیں

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ

وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے تحقیق اللہ زبردست ہے بخشنے والا ف۳ جو لوگ پڑھتے ہیں

اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے تحقیق اللہ زبردست ہے بخشنے والا ف۸ جو لوگ پڑھتے ہیں

كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

کتاب اللہ کی اور سیدھی کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں کچھ ہمارا دیا چھپے اور کھلے

کتاب اللہ کی اور سیدھی کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں کچھ ہمارا دیا ہوا چھپے اور کھلے

يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ

امید وار ہیں ایک بیوپار کے جو کبھی نہ ٹوٹے تا پورے دے ان کو نیگ ان کے اور بڑھتی دے

امید وار ہیں ایک بیوپار کے جس میں ٹوٹا نہ ہو ف۸ تا کہ پورا دے ان کو ثواب ان کا اور زیادہ دے اپنے

فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ

اپنے فضل سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا قبول کرتا اور جو ہم نے تجھ پر اتاری کتاب

فضل سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا قدردان ف۹ اور جو ہم نے تجھ پر اتاری کتاب

ف ڈر سنانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کا قائم مقام جو اس کی راہ کی طرف بلائے اس کے متعلق سورۂ نمل کے چوتھے رکوع میں کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ف۲ یعنی روشن تعلیمات یا کھلے کھلے معجزات لے کر آئے۔ نیز ان میں سے بعض کو مختصر چھوٹے صحیفے دیئے گئے۔ بعض کو بڑی مفصل کتابیں۔ ف۳ یعنی جب تکذیب سے باز نہ آئے تو دیکھ لو انجام کیا ہوا۔ وہی تمہارا بھی ہو سکتا ہے۔ ف۴ یعنی قسم قسم کے میوے۔ پھر ایک قسم میں رنگ برنگ کے پھل پیدا کئے۔ ایک زمین ایک پانی ایک ہوا سے اتنی مختلف چیزیں پیدا کرنا عجیب و غریب قدرت کا ظاہر کرتا ہے ف۵ یعنی سفید بھی کئی درجے رکوئی بہت زیادہ سفید کوئی کم کوئی اس سے کم اور سرخ بھی کئی درجے۔ اور کالے بھجنگے یعنی بہت گہرے سیاہ کوے کے پر کی طرح۔ ف۶ یہ سب بیان ہے قدرت کی نیرنگیوں کا۔ پس جس طرح نباتات جمادات اور حیوانات میں رنگ برنگ کی مخلوق ہے، انسانوں میں بھی ہر ایک کی طرح جدا ہے۔ مومن اور کافر ایک دوسرا سا ہو جائے اور سب انسان ایک ہی رنگ اختیار کر لیں یہ کب ہو سکتا ہے۔ اس میں حضرتؐ کو تسلی دے دی کہ لوگوں کے اختلاف سے غمگین نہ ہوں۔ ف۷ یعنی بندوں میں نڈر بھی ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے بھی مگر ڈرتے وہ ہی ہیں جو اللہ کی عظمت و جلال، آخرت کے بقاء و دوام، اور دنیا کی بے ثباتی کو سمجھتے ہیں اور اپنے پروردگار کے احکام و ہدایات کا علم حاصل کر کے مستقبل کی فکر رکھتے ہیں۔ جس میں یہ سمجھ اور علم جس درجہ کا ہوگا اسی درجہ میں وہ خدا سے ڈرے گا۔ جس میں خوف خدا نہیں وہ فی الحقیقت عالم کہلانے کا مستحق نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں۔ اللہ سے ڈرنا سمجھ والوں کی صفت ہے اور اللہ کا معاملہ بھی دو طرح ہے وہ زبردست بھی ہے کہ ہر خطا پر پکڑے" اور غفور بھی کہ گنہگار کو بخشے" پس دونوں حیثیت سے بندہ کو ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ نفع و ضرر دونوں اسی کے قبضہ میں ہوئے۔ تو جب چاہے نفع کو روک لے اور ضرر لاحق کر دے۔ ف۸ یعنی جو اللہ سے ڈر کر اس کی باتوں کو مانتے اور اس کی کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں نیز بدنی و مالی عبادات میں کوتاہی نہیں کرتے وہ حقیقت میں ایسے زبردست بیوپار کے امیدوار ہیں جس میں خسارے اور ٹوٹے کا کوئی احتمال نہیں۔ بلاشبہ جب خدا خود ان کے اعمال کا خریدار ہو تو اس امید میں یقیناً حق بجانب ہیں۔ نقصان کا اندیشہ کسی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ از سرتاپا نفع ہی نفع ہے۔ ف۹ یعنی بہت سے گناہ معاف فرماتا ہے اور تھوڑی سی طاعت کی قدر کرتا ہے اور ضابطہ سے جو ثواب ملنا چاہیے بطور بخشش اس سے زیادہ دیتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف١ یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کئے ایک اور چھنے بندے یعنی یہ اُمت اُن میں تین درجے بتائے ایک میانہ ایک گنہگار ایک اعلیٰ سب کو گنا چھنے بندوں میں اُمید ہے کہ آخر بہشتی ہوں رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معاف ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اُس کے ہاں کمی نہیں۔ ف٢ سونا اور ریشم مسلمانوں کو وہاں ہے رسول نے فرمایا جو کوئی ریشم پہنے دنیا میں نہ پہنے آخرت میں۔ ف٣ غم دنیا کا دفع کیا بخشتا ہے گناہ قبول کرتا ہے طاعت۔ ف٤ رہنے کا گھر اس سے پہلے کوئی نہ تھا ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا غم اور دشمنوں کا ڈر رنج اور مشقت وہاں پہنچ کر سب گئے۔

—— از شاہ عبدالقادر صاحب

هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ

وہی ٹھیک ہے سچا کرتی آپ سے اگلی کو مقرر اللہ اپنے بندوں سے خبر رکھتا ہے

وہی ٹھیک ہے تصدیق کرنے والی اپنے سے اگلی کتابوں کی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے

بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ

دیکھتا پھر ہم نے وارث کئے کتاب کے وہ جو چنے ہم نے اپنے بندوں میں سے پھر کوئی اُن میں

دیکھنے والا ف١ پھر ہم نے وارث کئے کتاب کے وہ لوگ جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں میں سے پھر کوئی اُن

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ

برا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی اُن میں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی اُن میں ہے کہ آگے بڑھ گیا لیکر خوبیاں

میں بُرا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی اُن میں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی اُن میں آگے بڑھ گیا ہے لے کر خوبیاں

بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا

اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی ف١ باغ ہیں بسنے کے جن میں جاویں گے

اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی ف٢ باغ ہیں بسنے کے جن میں وہ جائیں گے

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا

وہاں گہنا پہناتے گا اُن کو کنگن سونے کے اور موتی اور اُن کی پوشاک ہے وہاں

وہاں اُن کو گہنا پہنایا جائے گا کنگن سونے کے اور موتی کے اور اُن کی پوشاک وہاں

حَرِيرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ

ریشمی ف٢ اور کہیں گے شکر اللہ کا جن نے دور کیا ہم سے غم بے شک

ریشمی ہے ف٣ اور کہیں گے شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم بے شک

رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ۝ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ

ہمارا رب بخشتا ہے قبول کرتا ف٣ جس نے اُتارا ہم کو رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے

ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے ف٤ جس نے اُتارا ہم کو آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے

لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

نہ پہنچے ہم کو اُس میں مشقت اور نہ پہنچے ہم کو اُس میں تھکنا ف٤ اور جو منکر ہیں

نہ پہنچے ہم کو اس میں مشقت اور نہ پہنچے ہم کو اس میں تھکنا ف٥ اور جو لوگ منکر ہیں

لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم

اُن کو ہے آگ دوزخ کی نہ اُن پر تقدیر پہنچتی ہے کہ مر جاویں اور نہ اُن پر ہلکی ہوتی ہے

اُن کے لئے ہے آگ دوزخ کی نہ اُن پر حکم پہنچے کہ مر جائیں اور نہ اُن پر ہلکی ہو

مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ۝ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ

وہاں کی کچھ کلفت یہی سزا دیتے ہیں ہم ہر ناشکر کو اور وہ چلاتے ہیں

وہاں کی کچھ کلفت یہ سزا دیتے ہیں ہم ہر ناشکر کو ف٦ اور وہ چلائیں

فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ

اُس میں اے رب ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کریں وہ نہیں جو کرتے تھے

اُس میں اے رب ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کام کریں وہ نہیں جو کرتے رہے ف٧

ف١ یعنی بندوں کے احوال کو خوب جانتا ہے۔ ٹھیک موقع پر یہ کتاب اُتاری ف٢ یعنی پیغمبر کے بعد اس کتاب کا وارث اس اُمت کو بنایا جو بحیثیت مجموعی تمام اُمتوں سے بہتر و برتر ہے۔ ہاں اُمت کے سب افراد یکساں نہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں، جو باوجود ایمان صحیح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں (یہ "ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ" ہوئے) اور وہ بھی ہیں جو میانہ روی سے رہتے ہیں۔ نہ گناہوں میں منہمک نہ بڑے بزرگ اور ولی (ان کو "مُقْتَصِد" فرمایا) اور ایک وہ کامل بندے جو اللہ کے فضل و توفیق سے آگے بڑھ بڑھ کر نیکیاں سمیٹتے اور تحصیل کمال میں مقتصدین سے آگے نکل جاتے ہیں۔ وہ مستحب چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اور گناہ کے خوف سے مکروہ تنزیہی بلکہ بعض مباحات تک سے پرہیز کرتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی بزرگی اور فضیلت تو ان کو ہے۔ ویسے چُنے ہوئے بندوں میں ایک حیثیت سے سب کو شمار کیا۔ کیونکہ درجہ بدرجہ بہشتی سب ہیں۔ گنہگار بھی اگر مومن ہے تو بہرحال کسی نہ کسی وقت ضرور جنت میں جائے گا۔ حدیث میں فرمایا کہ ہمارا گنہگار معاف ہے، یعنی آخر کو معافی ملے گی۔ اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھنے سو سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اُس کے یہاں بخل نہیں۔ ف٣ سونا اور ریشم مسلمان مردوں کے لئے وہاں ہے۔ حضور نے فرمایا جو کوئی (مرد) ریشمین (کپڑا) پہنے دنیا میں نہ پہنے آخرت میں۔ ف٤ یعنی دنیا کا اور محشر کا غم دور کیا۔ گناہ بخشے اور از راہ قدردانی طاعت قبول فرمائی۔ ف٥ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں رہنے کا گھر اُس سے پہلے کوئی نہ تھا ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا غم دشمنوں کا ڈر اور رنج و مشقت وہاں پہنچ کر سب کافور ہو گئے۔ ف٦ نہ کفار کو جہنم میں موت آئے گی کہ اُسی سے تکالیف کا خاتمہ ہو جائے اور نہ عذاب کی تکلیف کسی وقت ہلکی ہو گی۔ ایسے ناشکروں کی ہمارے یہاں یہ ہی سزا ہے۔ ف٧ یعنی اُس وقت تو اُسی کو بھلا سمجھتے تھے پر اب وہ کام نہ کریں گے۔ ذرا دوزخ سے نکال دیجئے تو ہم خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں اور فرماں بردار بن کر حاضر ہوں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ
کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو جتنے میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تم کو ڈر سنانے والا
کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تمھارے پاس ڈرانے والا

فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ
اب چکھو کہ کوئی نہیں گنہگاروں کا مددگار ف۱ اللہ بھید جاننے والا ہے
اب چکھو کہ کوئی نہیں گنہگاروں کا مددگار ف اللہ بھید جاننے والا ہے

منزل ۵ ع ۱۱ ۱۶

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ هُوَ الَّذِي
آسمانوں کا اور زمین کا اُس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں وہی ہے
آسمانوں کا اور زمین کا اُس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں ف۲ وہی ہے جس نے

جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَ
جس نے کیا تم کو قائم مقام زمین میں پھر جو کوئی ناشکری کرے تو اُس پر پڑے اُس کی ناشکری اور
کیا تم کو قائم مقام زمین میں ف۳ پھر جو کوئی ناشکری کرے تو اُس پر پڑے اُس کی ناشکری اور

لَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ
منکروں کو نہ بڑھے گی اُن کے انکار سے اُن کے رب کے یہاں مگر بیزاری اور منکروں کو نہ
منکروں کو نہ بڑھے گی اُن کے انکار سے اُن کے رب کے سامنے مگر بیزاری اور منکروں کو نہ

الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ
بڑھے گا انکار سے مگر نقصان ف۳ تو کہہ بھلا دیکھو اپنے شریک
بڑھے گا اُن کے انکار سے مگر نقصان ف۴ تو کہہ بھلا دیکھو تو اپنے شریکوں کو

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ
جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوائے دکھاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انھوں نے
جن کو پکارتے ہو اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انھوں نے

الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ
زمین میں یا کچھ اُن کا ساجھا ہے آسمانوں میں یا ہم نے دی ہے اُن کو کوئی کتاب سو یہ
زمین میں یا کچھ اُن کا ساجھا ہے آسمانوں میں ف یا ہم نے دی ہے اُن کو کوئی کتاب سو یہ

عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ إِن يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُم بَعْضًا
سند رکھتے ہیں اُس کی کوئی نہیں پر جو وعدہ بتاتے ہیں گنہگار ایک دوسرے کو
سند رکھتے ہیں اُس کی ف کوئی نہیں پر جو وعدہ بتلاتے ہیں گنہگار ایک دوسرے کو

إِلَّا غُرُورًا ۝ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا ۚ
سب فریب ہے تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانوں اور زمین کو کہ ٹل نہ جاویں
سب فریب ہے ف تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں

وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّن بَعْدِهِ ۚ إِنَّهُ
اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے اُن کو اس کے سوا وہ ہے
اور اگر ٹل جائیں تو کوئی نہ تھام سکے اُن کو اُس کے سوائے ف وہ ہے

ف۱ یہ جواب دوزخیوں کو دیا جائے گا یعنی ہم نے تم کو عقل دی تھی جس سے سمجھتے اور کافی عمر دی جس میں سوچنا چاہتے تو سب نیک و بد سوچ کر سیدھا راستہ اختیار کر سکتے تھے۔ حتی کہ تم میں کے بہت سے تو ساٹھ ستر برس دنیا میں زندہ رہ کر مرے۔ پھر اوپر سے ایسے اشخاص اور حالات بھیجے جو برے انجام سے ڈراتے اور خواب غفلت سے بیدار کرتے رہیں۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی عذر باقی رہا اب پڑے عذاب کا مزہ چکھتے رہو اور کسی طرف سے مدد کی توقع نہ رکھو۔ ف۲ یعنی اُسے بندوں کے سب کھلے چھپے احوال و افعال اور دلوں کے بھید معلوم ہیں۔ کسی کی نیت اور استعداد اُس سے پوشیدہ نہیں اُسی کے موافق معاملہ کرتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ لوگ اب چلا رہے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو پھر ایسی خطا نہ کریں گے' وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اگر بالفرض لوٹائے جائیں تب بھی شرارت سے باز نہیں آسکتے اِن کے مزاجوں کی افتاد ہی ایسی ہے وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (انعام رکوع ۳)۔ ف۳ یعنی اگلی اُمتوں کی جگہ تم کو زمین پر آباد کیا اور اُن کے بعد ریاست دی چاہیے اب اُس کا حق ادا کرو۔ ف۴ یعنی کفر و ناشکری اور اللہ کی آیات کے انکار سے اُس کا کچھ نقصان نہیں۔ وہ ہمارے حمد و شکر سے مستغنی ہے۔ البتہ ناشکری کرنے والے پر اُس کے فعل کا وبال پڑتا ہے۔ کفر کا انجام بجز اس کے کچھ نہیں کہ اللہ کی طرف سے برابر ناراضی اور بیزاری بڑھتی جائے اور کافر کے نقصان و خسران میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے۔ ف۵ یعنی اپنے معبودوں کے احوال میں غور کر کے مجھے بتلاؤ کہ زمین کا کونسا حصہ انھوں نے بنایا؟ یا آسمانوں کے بنانے اور تھامنے میں ان کی کس قدر شرکت ہے۔ اگر کچھ نہیں تو آخر خدا کس طرح بن بیٹھے۔ کچھ تو عقل سے کام لو۔ ف۶ یعنی عقلی نہیں تو کوئی معتبر نقلی دلیل پیش کرو۔ جس کی سند پر یہ مشرکانہ دعوے کرتے ہو۔ ف۷ یعنی عقلی یا نقلی دلیل کوئی نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ان میں سے بڑے چھوٹوں کو اور اگلے پچھلوں کو شیطان کے اغوا سے یہ وعدہ بتلاتے چلے آئے کہ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ یہ بُت وغیرہ اللہ کے ہاں ہمارے شفیع بنیں گے اور اُس کا قرب عطا کریں گے۔ حالانکہ یہ خالص دھوکا اور فریب ہے۔ یہ تو کیا شفیع بنتے' بڑے سے بڑا مقرب بھی وہاں کفار کی سفارش میں زبان نہیں ہلا سکتا۔ ف۸ یعنی اُسی کی قدرت کا ہاتھ ہے جو اتنے بڑے بڑے کرات عظام کو اپنے مرکز سے ہٹنے اور اپنے مقام و نظام سے اِدھر اُدھر سرکنے نہیں دیتا اور اگر بالفرض یہ چیزیں اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو پھر بجز خدا کے کس کی طاقت ہے کہ ان کو تھام کر روک رکھ سکے چنانچہ قیامت میں جب یہ سارا نظام اللہ تعالیٰ درہم برہم کرے گا کوئی قوت اُسے روک نہ سکے گی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف عرب کے لوگ جو سنتے یہود کی بے حکمیاں اپنے نبی سے تو کہتے کبھی ہم میں ایک نبی آوے تو ہم اُن سے بہتر رفاقت کریں سو منکروں نے اور عداوت کی۔
______ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

تحمل والا بخشتا اور قسم کھاتے تھے اللہ کی تاکید کی قسمیں اپنی اگر

تحمل والا بخشنے والا ف اور قسمیں کھاتے تھے اللہ کی تاکید کی قسمیں اپنی کہ اگر

جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۖ فَلَمَّا

آوے گا اُن پاس کوئی ڈر سنانے والا البتہ بہتر راہ چلیں گے اور کسی ایک اُمت سے پھر جب

آئے گا اُن کے پاس کوئی ڈر سنانے والا البتہ بہتر راہ چلیں گے ہر ایک اُمت سے پھر جب

جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۝ اسْتِكْبَارًا فِي

آیا اُن پاس ڈر سنانے والا اور زیادہ ہوا اُن کا بدکنا ف غرور کرنا غرور کرنا

آیا اُن کے پاس ڈر سنانے والا اور زیادہ ہو گیا اُن کا بدکنا ☆ غرور کرنا

الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ

ملک میں اور داؤ کرنا بُرے کام کا اور بُرائی کا داؤ اُلٹے گا انھیں داؤ والوں پر

ملک میں اور داؤ کرنا بُرے کام کا اور بُرائی کا داؤ اُلٹے گا انہی داؤں والوں پر ف۲

فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ

پھر اب وہی راہ دیکھتے ہیں اگلوں کے دستور کی سو تو نہ پاوے گا اللہ کا دستور

پھر اب وہی راہ دیکھتے ہیں پہلوں کے دستور کی سو تو نہ پائے گا اللہ کا دستور

تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا

بدلتا اور نہ پاوے گا اللہ کا دستور ٹلتا ف کیا پھرے نہیں

بدلتا ☆ اور نہ پائے گا اللہ کا دستور ٹلتا ف۳ کیا پھرے نہیں

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ملک میں کہ دیکھیں آخر کیسا ہوا اُن کا جو اُن سے پہلے تھے

ملک میں کہ دیکھ لیں کیسا ہوا انجام اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے

وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ

اور تھے اُن سے سخت زور میں اور اللہ وہ نہیں جس کو تھکا دے کوئی چیز

اور تھے اُن سے بہت سخت زور میں اور اللہ وہ نہیں جس کو تھکائے کوئی چیز

فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا

آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ سب جانتا ہے

آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہی ہے سب کچھ جانتا

قَدِيرًا ۝ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ

کر سکتا اور اگر پکڑ کرے اللہ لوگوں کو اُن کی کمائی پر نہ چھوڑے

کر سکتا ف۴ اور اگر پکڑ کرے اللہ لوگوں کی اُن کی کمائی پر نہ چھوڑے

عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ

زمین کی پیٹھ پر ایک ہلنے چلنے والا پر اُن کو ڈھیل دیتا ہے ایک ٹھہرے ہوئے وعدہ تک

زمین کی پیٹھ پر ایک بھی ہلنے چلنے والا ف۵ پر اُن کو ڈھیل دیتا ہے ایک مقرر وعدہ تک

ف یعنی لوگوں کے کفر و عصیان کا اقتضاء تو یہ ہے کہ یہ سارا نظام ایک دم میں تہ و بالا کر دیا جائے لیکن اُس کے تحمل و بُردباری سے تھما ہوا ہے۔ اُس کی بخشش نہ ہو تو سب دنیا ویران ہو جائے۔ ف۲ عرب کے لوگ جب سُنتے کہ یہود وغیرہ دوسری قوموں نے اپنے نبیوں کی یوں نافرمانی کی تو کہتے کہ کبھی ہم میں ایک نبی آئے تو ہم اُن قوموں سے بہتر نبی کی اطاعت و رفاقت کر کے دکھلائیں جب اللہ نے نبی بھیجا جو سب نبیوں سے عظمت شان میں بڑھ کر ہے تو حق سے اور زیادہ بدکنے لگے اُنکا غرور و تکبر کہاں اجازت دیتا کہ نبی کے سامنے گردن جھکائیں۔ رفاقت و اطاعت اختیار کرنے کے بجائے عداوت پر کمربستہ ہو گئے اور طرح طرح کی مکروہ تدبیریں اور داؤ گھات شروع کر دیئے مگر یاد رہے کہ بُرا داؤ خود داؤ کرنے والوں پر اُلٹے گا۔ گو چند روز عارضی طور پر اپنے دل میں خوش ہو لیں کہ ہم نے تدبیریں کر کے یوں نقصان پہنچا دیا، لیکن انجام کار دیکھ لیں گے کہ واقع میں نقصان عظیم کس کو اٹھانا پڑا۔ فرض کرو دنیا میں ٹل بھی گیا تو آخرت میں تو یقیناً یہ مشاہدہ ہو کر رہے گا۔ ف۳ یعنی یہ اسی کے منتظر ہیں کہ جو گذشتہ مجرموں کے ساتھ معاملہ ہوا اُن کے ساتھ بھی ہو۔ سو باز نہ آئے تو وہ ہی ہو کر رہے گا۔ اللہ کا جو دستور مجرموں کی نسبت سزا دینے کا رہا ہے نہ وہ بدلنے والا ہے کہ بجائے سزا کے ایسے مجرموں پر انعام و اکرام ہونے لگے اور نہ ٹلنے والا کہ مجرم سے سزا ٹل کر غیر مجرم کو دے دی جائے۔ ف۴ یعنی بڑے بڑے زور آور مدعی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے مثلاً عاد و ثمود وغیرہ۔ یہ بیچارے تو چیز کیا ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ آسمان و زمین کی کوئی طاقت اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی علم اُس کا محیط اور قدرت اُس کی کامل، پھر معاذ اللہ عاجز ہو تو کدھر سے ہو۔ ف۵ یعنی لوگ جو گناہ کماتے ہیں اگر ان میں سے ہر ہر جزئی پر گرفت شروع کر دے تو کوئی جاندار زمین میں باقی نہ رہے نافرمان تو اپنی نافرمانی کی وجہ سے تباہ کر دیئے جائیں۔ اور کامل فرماں بردار جو عادتاً بہت تھوڑے ہوتے ہیں قلت کی وجہ سے اُٹھا لئے جائیں۔ کیونکہ نظام عالم کچھ ایسے انداز پر قائم کیا گیا ہے کہ محض معدودے چند انسانوں کا یہاں بستے رہنا خلاف حکمت ہے۔ پھر جب انسان آباد نہ رہے تو حیوانات کاہے کے لئے رکھے جائیں گے۔ اُن کا وجود بلکہ تمام عالم کی ہستی تو اسی حضرت انسان کے لئے ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی ایک مقرر میعاد اور حد معین تک اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے کہ ہر ایک جرم پر فوراً گرفت نہیں کرتا جب وقت موعود آجائے گا تو یاد رکھو سب بندے اُس کی نگاہ میں ہیں کسی کا ایک ذرہ بھر برا یا بھلا عمل اُس کے علم سے باہر نہیں۔ بس ہر ایک کا اپنے علم محیط کے موافق ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرما دے گا۔ نہ مجرم کہیں چھپ سکے نہ مطیع کا حق مارا جائے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الصَّالِحِيْنَ ... تم سورۃ فاطر بفضل اللہ و رحمتہٖ۔ ف یعنی قرآن کریم اپنی اعجازی شان، پرحکمت تعلیمات اور پختہ مضامین کے لحاظ سے بڑا زبردست شاہد اس بات کا ہے کہ جو نبی اُمّی اس کو لے کر آیا یقیناً وہ اللہ کا بھیجا ہوا اور بے شک و شبہ سیدھی راہ پر ہے۔ اُس کی پیروی کرنے والوں کو کوئی اندیشہ منزل مقصود سے بھٹکنے کا نہیں۔ ف۳ یعنی یہ دین کا سیدھا راستہ یا قرآن حکیم اُس خدا کا اُتارا ہوا ہے جو زبردست بھی ہے کہ منکر کو سزا دیے بغیر نہ چھوڑے اور رحم فرمانے والا بھی کہ ماننے والوں کو اپنی بخشش سے مالا مال کر دے۔ اسی لئے آیاتِ قرآنیہ میں بعض آیات شان لطف و مہر کا اور بعض شان غضب و قہر کا پہلو لئے ہوتے ہیں۔ ف۴ یعنی بہت کٹھن کام آپ کے سپرد ہوا ہے کہ اُس قوم (عرب) کو آپ قرآن کے ذریعہ سے ہشیار و بیدار کریں جس کے پاس صدیوں سے کوئی جگانے والا نہیں بھیجا گیا تھا۔ وہ جاہل و غافل قوم جسے نہ خدا کی خبر نہ آخرت کی، نہ ماضی سے عبرت نہ مستقبل کی فکر، نہ مبدأ پر نظر نہ معاد پر، نہ نیک و بد کی تمیز نہ بھلے برے کا شعور۔ اُس کو اتنی متعدد جہالات و ظلمت کی اندھیریوں سے نکال کر رُشد و ہدایت کی صاف سڑک پر لا کھڑا کرنا کوئی معمولی اور سہل کام نہیں۔ بے شک آپ پوری قوت اور زور شور کے ساتھ ان کو اس غفلت و جہالت کے خوفناک نتائج اور بھیانک مستقبل سے ڈرا کر فلاح و بہبود کے اعلیٰ درجہ پر پہنچانے کی کوشش کریں گے تاکہ یہ قوم اپنی اعلیٰ کامیابی سے تمام عالم کے لئے کامیابی کا دروازہ کھول دے۔ لیکن بہت افراد وہ بھی ہیں کہ جو کسی قسم کی نصیحت پر کان دھرنے والے نہیں۔ اسی سے ان پر شیطان پوری طرح مسلط ہو جاتا ہے جو اُن کی حماقتوں اور شرارتوں کو اُن کی نگاہ میں خوش نما کر کے دکھلاتا اور اگلے پچھلے سب احوال کو خواہ کتنے ہی گندے ہوں، خوبصورت بنا کر ظاہر کرتا ہے۔ آخر یہ لوگ دوسری زندگی سے بالکل منکر ہو کر اپنی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود ٹھہرا لیتے ہیں۔ اُس وقت ایک طرف سے شیطان کی بات لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (مخلصین کے سوا میں سب کو بہکا کر رہوں گا) سچی ہوتی ہے، اور دوسری طرف حق تعالیٰ کا قول لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ترجمہ: تجھ سے اور تیرے پیروؤں سے دوزخ کو بھر دوں گا) ثابت اور چسپاں ہو جاتا ہے۔ باقی علم الٰہی میں تو ازل سے ثابت ہے کہ فلاں قوم کے فلاں افراد اپنی بدتمیزی اور لاپروائی سے شیطان کے اغوا میں پھنس کر عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ ایسے لوگوں کے راہ پر آنے اور ماننے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ بس آپ کو سلسلۂ انذار و اصلاح میں اگر ایسے ہمت شکن واقعات کا مقابلہ کرنا پڑے تو ملول و غمگین نہ ہوں اپنا فرض ادا کئے جائیں اور نتیجہ کو خدا کے سپرد کر دیں۔ بقیہ مطلب کو سمجھنے کے لئے یہ آیات پیش نظر رکھئے۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (زخرف رکوع ۴) معلوم ہوا کہ شیطان ابتداءً کسی پر مسلط نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اندھا بن کر نصیحت سے اعراض کرتے رہنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آخرکار شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ جیسے ہاتھ پاؤں سے مدت تک کام نہ لے تو وہ عضو بیکار کر دیا جاتا ہے۔ قال تعالیٰ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ (الصف رکوع ۱) وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (انعام رکوع ۱۳) (ب) وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْ اُمَمٍ (حٰمٓ السجدہ رکوع ۳) تسلط کے بعد شیطان یہ کام کرتا ہے جس کا نتیجہ "حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ" ہے۔ (ج) وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِيْ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْ اُمَمٍ (الاحقاف رکوع ۲) ان آیات سے معلوم ہوا کہ لفظ "حَقَّ الْقَوْلُ" ان لوگوں پر صادق آتا ہے جو موت کے بعد کسی دوسری زندگی کا یقین ہی نہیں رکھتے، نہ برائی کو برائی سمجھتے ہیں۔ بلکہ اغوائے شیطانی سے اپنی بدیوں کو نیکی اور گمراہی کو ہدایت تصور کر لیتے ہیں۔ کیسے ہی معقول دلائل سنائیے اور کھلے کھلے نشان دکھلائیے سب کو جھٹلاتے رہیں اور فضول حجتیں نکالتے رہیں، نیز ہر ادنیٰ اور پیغمبروں کی بات کی طرف کان دھرنا یا ہمدردانہ ایک حرف سمجھنے کی کوشش نہ کریں محض ہوا و ہوس کو اپنا معبود ٹھہرا لیں، دل سے کام لیں نہ آنکھوں سے، یہی لوگ ہیں جن کے اعراض و عناد کے نتیجہ میں آخرکار اللہ تعالیٰ دلوں پر مہر کر دیتا ہے کہ اُن میں خیر کے گھسنے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ جیسے کوئی شخص اپنے اوپر روشنی کے سب دروازے بند کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کو اندھیرے میں چھوڑ دیتا ہے۔ یا ایک بیمار دوا پینے کی قسم کھا لے،

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ ع ۵ ۱۷

پھر جب آیا اُن کا وعدہ تو اللہ کی نگاہ میں ہیں اُس کے سب بندے

پھر جب آئے اُن کا وعدہ تو اللہ کی نگاہ میں ہیں اُس کے سب بندے ف

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّثَمٰنُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا خَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ یٰسٓ مکہ میں نازل ہوئی اس میں تراسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى

قسم ہے اس پکے قرآن کی تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں میں سے اوپر

قسم ہے اس پکے قرآن کی ف تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں میں سے ف اوپر

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

سیدھی راہ کے اُتارا زبردست رحم والے کا کہ تو ڈراوے ایک لوگوں کو کہ

سیدھی راہ کے ف۳ اُتارا زبردست رحم والے نے ف۴ تاکہ تو ڈرائے ایک قوم کو

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى

ڈر نہیں سنا اُن کے باپ دادوں نے سو وہ خبر نہیں رکھتے ثابت ہو چکی ہے بات اُن

کہ ڈر نہیں سنا اُن کے باپ دادوں نے سو اُن کو خبر نہیں ف ثابت ہو چکی ہے بات اُن

اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

بہتوں پر سو وہ نہ مانیں گے ہم نے ڈالے ہیں اُن کی گردنوں میں طوق

میں بہتوں پر سو وہ نہ مانیں گے ف ہم نے ڈالے ہیں اُن کی گردنوں میں طوق

فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ

سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر اُن کے سر اُلل رہے ہیں اور بنائی ہم نے اُن

سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر اُن کے سر اُلل رہے ہیں ف اور بنائی ہم نے اُن کے

اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

کے آگے دیوار اور اُن کے پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو اُن کو نہیں سوجھتا

آگے دیوار اور پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو اُن کو کچھ نہیں سوجھتا ف

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّمَا

اور برابر ہے اُن کو تو نے ڈرایا یا نہ ڈرایا یقین نہیں کرتے تو تو

اور برابر ہے اُن کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے یقین نہیں کریں گے ف تو تو

تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ

ڈر سناوے اُس کو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے سو اس کو دے خوشخبری

ڈر سنائے اُس کو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے سو اُس کو خوشخبری دے

منزل ۵

طبیب سے دشمنی کرے اور ہر قسم کی بدپرہیزی پر تیار ہو جائے تو اللہ ...... اُس کے مرض کو مہلک بنا دیتا اور مایوسی کے درجہ میں پہنچا دیتا ہے۔ فرماتے ہیں تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ (اعراف رکوع ۱۳) ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ (یونس رکوع ۸) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (روم رکوع ۶) كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (مومن رکوع ۴) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ... فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جو گئے بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہی نشانی اولاد اور عمارت اور رسم ڈالی نیک یا بد۔ ف یہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسےٰ کے دو یار وہاں پہنچے شہر والوں نے ٹال دیا۔ پھر تیسرا یار بھی پہنچے
تیسرے سے زور دیا۔ ف شاید کفر کی شامت سے قحط ہوا ہوگا اس کو نامبارکی کہی یا آپس میں اختلاف ہوا کسی نے مانا کسی نے نہ مانا اس کو کہا ہر طرح شامت اُن ہی کی ہے۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۵۰۰ (پارہ ۳۰ رکوع ۲۲) كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (مطففین رکوع ۱) أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ (الجاثیہ رکوع ۳) وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (اعراف رکوع ۲۲) يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِن بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا وَمَن يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ (المائدہ رکوع ۶)

بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ۝ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا

معافی کی اور عزت کے نیگ کی ہم ہیں جو جلاتے ہیں مردے اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے

معافی کی اور عزت کے ثواب کی ف ہم ہیں جو زندہ کرتے ہیں مردوں کو ف اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے

وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ وَاضْرِبْ

اور اُن کے پیچھے نشانی رہے اور ہر چیز گن لی ہم نے ایک کھلی کتاب میں ف اور بیان کر

اور جو نشان اُن کے پیچھے رہے ف اور ہر چیز گن لی ہے ہم نے ایک کھلی اصل میں ف اور بیان کر

لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ إِذْ

اُن کے واسطے ایک کہاوت اس گاؤں کے لوگوں کی جب آئے اس میں بھیجے ہوئے جب

اُن کے واسطے ایک مثل اُس گاؤں کے لوگوں کی ف جب کہ آئے اُس میں بھیجے ہوئے ف جب

أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا

بھیجے ہم نے اُن کی طرف دو کو تو اُن کو جھٹلایا پھر ہم نے زور دیا تیسرے سے تب کہا

بھیجے ہم نے اُن کی طرف دو تو اُن کو جھٹلایا پھر ہم نے قوت دی تیسرے سے تب کہا انھوں نے

إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ۝ قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ

ہم تمہاری طرف آئے ہیں بھیجے ف وہ بولے تم تو یہی انسان ہو جیسے ہم اور

ہم تمہاری طرف آئے ہیں بھیجے ہوئے ف وہ بولے تم تو یہی انسان ہو جیسے ہم اور رحمٰن نے

الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ۝ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ

رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا تم سارے جھوٹ کہتے ہو کہا ہمارا رب جانتا ہے

کچھ نہیں اُتارا تم سارے جھوٹ کہتے ہو ف کہا ہمارا رب جانتا ہے

إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ۝ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

ہم بے شک تمہاری طرف بھیجے آئے ہیں اور ہمارا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا کھول کر

ہم بے شک تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں ف اور ہمارا ذمہ یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر ف

قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم

بولے ہم نے نامبارک دیکھا تم کو اگر تم نہ چھوڑو گے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے اور تم کو لگے گی

بولے ہم نے نامبارک دیکھا تم کو اگر تم باز نہ رہو گے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے اور تم کو پہنچے گی

مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالُوا طَائِرُكُم مَّعَكُمْ ۚ أَئِن ذُكِّرْتُم ۚ بَلْ أَنتُمْ

ہمارے ہاتھ سے دکھ کی مار کہنے لگے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے کیا اس سے کہ تم کو سمجھایا کوئی نہیں پر تم

ہمارے ہاتھ سے عذاب دردناک ف کہنے لگے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے کیا اتنی بات پر کہ تم کو سمجھایا کوئی نہیں

قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ

لوگ ہو کہ حد پر نہیں رہتے ف اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا بولا

لوگ ہو کہ حد پر نہیں رہتے ف اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا ف بولا

يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ۝ اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ ۝

اے قوم چلو راہ پر ان بھیجے ہوؤں کی چلو راہ پر انکی جو تم سے نیگ نہیں مانگتے اور راہ سوجھے ہیں

اے قوم چلو راہ پر بھیجے ہوؤں کی چلو راہ پر ایسے شخص کی جو تم سے بدلا نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک راہ پر ہیں ف

منزل ۵

ف یہ اُن ہی لوگوں کے حق میں ہے جن کا ذکر گذشتہ فائدہ میں ہوا۔ یہ طوق عادات و رسوم، حبِّ جاہ و مال اور تقلیدِ آباء واجداد کے تھے جنھوں نے اُن کے گلے تختی سے دبا رکھے تھے اور نخوت و تکبر کی وجہ سے اُن کے سر نیچے نہیں جھکتے تھے۔ ف نبی کی عداوت نے اُن کے اور قبولِ ہدایت کے درمیان دیواریں کھڑی کر دی تھیں۔ جاہلانہ رسوم و اطوار اور اہواء و آرائے فاسدہ کی اندھیریوں میں اس طرح بند تھے کہ آگا پیچھا اور نشیب و فراز کچھ نظر نہ آتا تھا۔ نہ ماضی پر نظر تھی نہ مستقبل پر۔ باقی اُن افعال کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس لئے کی گئی کہ خالقِ خیر و شر کا وہی ہے اور اسباب پر مسببات کا ترتب اُسی کی مشیت سے ہوتا ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے دلائلِ آفاقیہ میں غور کرنے کی نفی ہوتی جیسا کہ "فَهُمْ مُقْمَحُونَ" میں دلائلِ انفسیہ کی طرف ملتفت نہ ہونے کا اشارہ تھا۔ کیونکہ سر اوپر کو اُٹھا رہا ہو جھک نہ سکے تو اپنے بدن پر نظر نہیں پڑ سکتی۔ ف اُن کو برابر ہے لیکن آپ کے حق میں برابر نہیں، بلکہ ایسی سخت معاند اور سرکش قوم کو نصیحت کرنا اور اصلاح کے درپے ہونا عظیم درجات کے حصول کا سبب ہے اور کبھی یہ اخلاق دوسروں کی ہدایت کا باعث بن جاتا ہے اسی طرح کی آیات سورۂ "البقرہ" کے اوائل میں گذر چکی ہیں۔

فوائد صفحہ ہذا ف یعنی ڈرانے کا فائدہ اُسی کے حق میں ظاہر ہوتا ہے جو نصیحت کو مان کر اُس پر چلے اور اللہ کا ڈر دل میں رکھتا ہو۔ جس کو خدا کا ڈر ہی نہیں نہ نصیحت کی کچھ پروا، وہ نبی کی تنبیہ و تذکیر سے کیا فائدہ اُٹھائے گا۔ ایسے لوگ بجائے مغفرت و عزت کے سزا اور ذلت کے مستحق ہوں گے۔ آگے اشارہ کرتے ہیں کہ فریقین کی اس عزت و ذلت کا پورا اظہار زندگی کے دوسرے دور میں ہوگا جس کے مبادی موت کے بعد سے شروع ہو جاتے ہیں۔ ف یعنی موت کے بعد دوسری زندگی یقینی ہے جہاں سب اپنے کئے کا بدلہ پائیں گے اور شاید ادھر بھی اشارہ ہو کہ یہ قوم عرب، جس کی روحانی قوتیں بالکل مُردہ ہو چکی ہیں، حق تعالیٰ کو قدرت ہے کہ پھر اُن میں زندگی کی روح پھونک دے کہ وہ دنیا میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کرے اور آنے والی نسلوں کے لئے اپنے آثارِ عظیمہ چھوڑ جائے۔ ف یعنی نیک و بد اعمال جو آگے بھیج چکے اور بعض اعمال کے اچھے بُرے اثرات یا نشان جو پیچھے چھوڑے مثلاً کوئی کتاب تصنیف کی یا علم سکھلایا، یا عمارت بنائی یا کوئی رسم ڈالی نیک یا بد، سب اس میں داخل ہیں بلکہ الفاظ کے عموم میں وہ نشانِ قدم بھی شامل ہو سکتے ہیں جو کسی عبادت کے لئے چلتے وقت زمین پر پڑ جاتے ہیں چنانچہ بعض احادیثِ صحیحہ میں تصریح ہے "دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ"۔ ف یعنی جس طرح تمام اعمال و آثار وقوع کے بعد ضابطہ کے موافق لکھے جاتے ہیں، قبل از وقوع بھی ایک ایک چیز لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور وہ لکھنا بھی محض انتظامی ضوابط و مصالح کی بنا پر ہے ورنہ اللہ کے علم قدیم میں ہر چھوٹی بڑی چیز پہلے سے موجود و حاضر ہے۔ اُسی کے موافق لوحِ محفوظ میں نقل کی جاتی ہے۔ ف یہ گاؤں اکثر کے نزدیک شہر "انطاکیہ" ہے۔ اور بائیبل کتاب اعمال کے آٹھویں اور گیارھویں باب میں ایک قصہ اسی قصہ کے مشابہ کچھ تفاوت کے ساتھ شہر انطاکیہ کا بیان ہوا ہے۔ لیکن ابن کثیر نے "تاریخی حیثیت سے اور سیاقِ قرآن کے لحاظ سے اس پر کچھ اعتراضات کئے ہیں۔ اگر وہ صحیح ہوں تو کوئی اور بستی ماننی پڑے گی۔ واللہ اعلم۔ اس قصہ کا ذکر مومنین کے لئے بشارت اور مکذبین کے لئے عبرت ہے۔ ف ان کے ناموں کی صحیح تعیین نہیں ہو سکتی اور نہ یقینی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے یا کسی پیغمبر کے واسطہ نے حکم ہوا تھا کہ اُس کے نائب ہو کر فلاں بستی کی طرف جاؤ۔ دونوں احتمال ہیں۔ گو تبادر یہی ہے کہ پیغمبر ہوں۔ شاید حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے ہوں گے۔ ف یعنی اوّل دو گئے پھر اُن کی تائید کے لئے تیسرا بھیجا گیا تینوں نے مل کر کہا کہ ہم خود نہیں آئے، اللہ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ لہٰذا جو کچھ ہم کہیں اُسی کا پیغام سمجھو۔

(بقیہ بر صفحہ ۵۷۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن صفحہ ۵۷۳ ف۷ آگے نقل کرتے ہیں کہ قوم نے اس کو شہید کیا۔ اور بعضے کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جیتا اٹھا لیا ف۸ قوم نے اس سے دشمنی کی کہ مار ڈالا اس کو بہشت میں بھی قوم کی خیر خواہی رہی کہ اگر معلوم کریں میرا حال تو شاید ایمان لاویں۔ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ ——— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

وَمَا لِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

اور مجھ کو کیا ہے کہ بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو بنایا اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

اور مجھ کو کیا ہوا کہ میں بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو بنایا ف۱ اور اسی کی طرف سب پھر جاؤ گے ف۲

ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ ٱلرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي

بھلا میں پکڑوں اس کے سوا اوروں کو پوجنا کہ اگر مجھ پر چاہے رحمان تکلیف کچھ کام نہ آئے مجھ کو

بھلا میں پکڑوں اس کے سوا اوروں کو پوجنا کہ اگر مجھ پر چاہے رحمٰن تکلیف تو کچھ کام نہ آئے مجھ کو

شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ۝ إِنِّيٓ إِذًا لَّفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ۝ إِنِّيٓ

ان کی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑا دیں تو تو میں بھٹکتا رہوں صریح میں

ان کی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑائیں ☆ تو تو میں بھٹکتا ہوں صریح ف۳ میں

ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَٱسْمَعُونِ ۝ قِيلَ ٱدْخُلِ ٱلْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِي

یقین لایا تمہارے رب پر مجھ سے سن لو ف حکم ہوا کہ چلا جا بہشت میں بولا کس طرح میری قوم

یقین لایا تمہارے رب پر مجھ سے سن لو ف۴ حکم ہوا چلا جا بہشت میں ف۵ بولا کسی طرح میری قوم

يَعْلَمُونَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ ٱلْمُكْرَمِينَ ۝ وَ

معلوم کریں کہ بخشا مجھ کو میرے رب نے اور کیا عزت والوں میں ف اور

معلوم کر لیتیں ☆ کہ بخشا مجھ کو میرے رب نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں ف۶ اور

مَآ أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا كُنَّا

اتاری نہیں ہم نے اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم اتارا

اتاری نہیں ہم نے اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم

مُنزِلِينَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَٰمِدُونَ ۝

نہیں کرتے بس تھی ایک چنگھاڑ پھر تبھی سب سرد ہو رہے

نہیں اتارا کرتے ☆ بس یہی تھی ایک چنگھاڑ پھر اسی دم سب بجھ کر رہ گئے ف

يَٰحَسْرَةً عَلَى ٱلْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا۟ بِهِۦ

کیا افسوس ہے بندوں پر نہیں آیا ان پاس کوئی رسول جس سے

کیا افسوس ہے بندوں پر کوئی رسول نہیں آیا ان کے پاس جس سے

يَسْتَهْزِءُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا۟ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ ٱلْقُرُونِ أَنَّهُمْ

ٹھٹھا نہیں کرتے کیا نہیں دیکھتے کتنی کھپا چکے ہم ان سے پہلے سنگتیں کہ وہ

ٹھٹھا نہیں کرتے ☆ کیا نہیں دیکھتے کتنی غارت کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں کہ وہ

إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝

ان پاس پھر نہیں آتے اور ساروں میں کوئی نہیں جو اکٹھے نہ آویں ہمارے پاس پکڑے

ان کے پاس پھر کر نہیں آئیں گے ف اور ان سب میں کوئی نہیں جو اکٹھے ہو کر نہ آئیں ہمارے پاس پکڑے ہوئے ف

وَءَايَةٌ لَّهُمُ ٱلْأَرْضُ ٱلْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَٰهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

اور ایک نشانی ہے ان کو زمین مردہ جلایا ہم نے اس کو اور نکالا اس میں سے اناج سو اسی میں سے

اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے زمین مردہ اس کو ہم نے زندہ کر دیا اور نکالا اس میں سے اناج سو اسی میں سے

(بقیہ صفحہ ۵۷۲) ف۹ یعنی تم بھی کوئی سرخاب کا پر نہیں جو اللہ تمہیں بھیجتا ہم جیسی بات میں تم بڑھ کر نہیں بس رہنے دو خواہ مخواہ خدا کا نام نہ لو۔ اس نے کچھ نہیں اتارا۔ تینوں سازش کر کے ایک جھوٹ بنا لائے اسے خدا کی طرف نسبت کر دیا ف۱۰ یعنی اگر ہم خدا پر جھوٹ لگاتے ہیں تو وہ دیکھ رہا ہے کیا وہ اپنے فعل سے برابر جھوٹوں کی تصدیق کرتا رہے گا ایسا نہیں ہو سکتا اب تم سمجھو یا نہ سمجھو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے اس لئے فعلاً ہماری تصدیق کر رہا ہے۔ ف۱۱ یعنی ہم اپنا فرض ادا کر چکے خدا کا پیغام خوب کھول کر واضح معقول اور دل نشین طریقے سے تم کو پہنچا دیا اب اتمام حجت کے بعد خود سوچ لو کہ تکذیب و عداوت کا انجام کیا ہونا چاہیئے۔ ف۱۲ شاید تکذیب مرسلین اور کفر و عناد کی شامت سے قحط وغیرہ پڑا ہو گا یا مرسلین کے بہکانے آپس میں اختلافات ہوا کسی نے مانا کسی نے نہ مانا اس کو نامبارک کہا کہ انہی کے قدم آئے تو دنیا اتفاق کی بلا ہم پر ٹوٹ پڑی یہ سب تمہاری نحوست ہے (العیاذ باللہ) ورنہ پہلے ہم اچھے خاصے آرام چین کی زندگی بسر کر رہے تھے بس تم اپنے وعظ و نصیحت سے ہم کو معاف رکھو اگر یہ روش نہ چھوڑو گے اور وعظ و نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم سخت تکلیف و عذاب پہنچا کر تم کو سنگسار کر ڈالیں گے۔ ف۱۳ یعنی تمہارے کفر و تکذیب کی شامت سے عذاب آیا اگر حق و صداقت کو سب مل کر قبول کر لیتے نہ یہ اختلاف مذموم پیدا ہوتا نہ اس طرح مبتلائے آفات ہوتے پس نامرادی اور نحوست کے اسباب خود تمہارے اندر موجود ہیں پھر کیا اتنی بات پر کہ تم کو اچھی نصیحت و فہمائش کی اور بھلا برا سمجھایا اپنی نحوست ہمارے سر ڈالتے ہو اور قتل کی دھمکیاں دیتے ہو۔ ف۱۴ حقیقت یہ ہے کہ تم عقل و آدمیت کی حدود سے خارج ہو جاتے ہو نہ عقل سے سمجھتے ہو نہ آدمیت کی بات کرتے ہو۔ ف۱۵ کہتے ہیں اس مرد صالح کا نام حبیب تھا شہر کے پرلے کنارے عبادت میں مشغول رہتا اور کسب حلال سے کھاتا تھا فطرتاً صلاحیت نے چپ نہ بیٹھنے دیا قصہ سنتے ہی مرسلین کی تائید و حمایت اور قوم کی نصیحت و فہمائش کے لئے دوڑتا ہوا آیا مبادا اشقیاء اپنی دھمکیوں کو پورا کرنے لگیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرسلین کی آواز کا اثر شہر کے دور دراز حصوں تک پہنچ گیا تھا۔ ف۱۶ یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں، اور اپنا یہ کام کر آئے ہیں جو نصیحت کرتے ہیں اس پر خود کار بند ہیں اخلاق، اعمال اور عادات والے اور سب سے بڑھ کر یہ بے غرض خیر خواہی کرتے ہیں کوئی معاوضہ تم سے نہیں چاہتے پھر ایسے بے لوث بزرگوں کا اتباع کیوں نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ جو پیغام بھیجے کیوں قبول نہ کیا جائے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ اپنے اوپر رکھ کر دوسروں کو سنایا یعنی تم کو آخر کیا ہوا کہ جس نے پیدا کیا اس کی بندگی نہ کرو۔ ف۲ یعنی یہ مت سمجھنا کہ پیدا کر کے آزاد چھوڑ دیا ہے اب کچھ مطلب نہیں، نہیں سب کو مرے پیچھے اسی کے پاس واپس جانا ہے اس وقت کی فکر کرو۔ ف۳ یعنی کس قدر صریح گمراہی ہے کہ اس مہربان اور قادر مطلق پروردگار کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کی جائے جو خدا کی بھیجی ہوئی کسی تکلیف سے نہ بچا سکیں نہ چھڑا سکیں نہ سفارش کر کے نجات دلا سکیں۔ ف۴ یعنی مجمع میں بے کھٹکے اعلان کرتا ہوں کہ میں خدائے واحد پر ایمان لا چکا ہوں سب سن رکھیں شاید مرسلین کو اس لئے سنایا ہو کہ وہ اللہ کے ہاں گواہ رہیں اور قوم کو اس لئے کہ سنکر کچھ متاثر ہوں یا کم از کم دیکھ لیں ایک مومن کی قوت ایمان کا مشاہدہ کریں کی طرف متوجہ ہو۔ ف۵ یعنی فوراً بہشت کا پروانہ مل گیا۔ آگے نقل کرتے ہیں کہ قوم نے اس کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر ڈالا ادھر شہادت واقع ہوئی ادھر حکم ملا کہ فوراً بہشت میں داخل ہو جا جیسا کہ ارواح شہداء کی نسبت احادیث سے ثابت ہے کہ وہ قبل از محشر جنت میں داخل ہوتی ہیں ف۶ قوم نے اس کی دشمنی کی کہ مار ڈالا اس کو بہشت میں پہنچ کر بھی قوم کی خیر خواہی کا خیال رہا کہ اگر میرا حال اور جو انعام و اکرام حق تعالیٰ نے مجھ پر کیا ہے معلوم کر لیں تو سب ایمان لے آئیں۔ ف۷ یعنی اس کے بعد اس کی قوم کفر و ظلم و تکذیب مرسلین کی پاداش میں ہلاک کی گئی اور اس اہلاک کے لئے کوئی مزید اہتمام کرنا نہیں پڑا کہ آسمان سے فرشتوں کی فوجیں بھیجی جائیں حق تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ قوموں کی ہلاکت کے لئے بڑی بڑی فوجیں بھیجا کرے ہاں کسی خاص موقع پر کسی خاص مصلحت کی وجہ سے فرشتوں کا لشکر بھیج دیں وہ دوسری بات ہے، وہاں تو بڑے بڑے مدعیوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایک ڈانٹ کافی ہے چنانچہ اس قوم کا حال بھی یہی ہوا کہ فرشتوں نے ایک چیخ ماری اور سب کے سب اسی دم بجھ کر رہ گئے۔ ف۸ یعنی دیکھتے اور سنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے دشمنی کر کے غارت ہو چکی ہیں جن کا نام و نشان مٹ چکا کوئی ان میں سے لوٹ کر دوبارہ واپس نہیں آیا عذاب کی چکی میں سب پس کر برابر ہو گئیں اس پر بھی جرأت نہیں ہوتی جب کوئی نیا رسول آتا ہے وہی تمسخر اور استہزاء شروع کر دیتے ہیں جو پہلے کفار کی عادت تھی چنانچہ آج خاتم الانبیاء صلعم کے ساتھ کفار مکہ کا یہی معاملہ ہے۔ ف۹ یعنی وہ تو دنیا کا عذاب تھا اور آخرت کی سزا الگ رہی یہ نہ سمجھو کہ ہلاک ہو کر اور واپس نہیں آئے تو بس قصہ ختم ہوا۔ نہیں، سب کو پھر ایک دن خدا کے ہاں حاضر ہونا ہے جہاں بلا استثناء سب مجرم پکڑے ہوئے آئیں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف۱ چاند اور سورج ملتے ہیں مہینے کے آخر تو چاند چھپ گیا جب آگے بڑھا تو نظر آیا پھر منزل منزل بڑھتا چلا جب تک پھر اسی طرح آ پہنچا پتلی سا نظر آیا پھر پتلی سا ہو کر چھپا بیچ میں بڑھ کر پورا ہوا اور گھٹا منزلیں ہیں اٹھائیس ۱۲ منہ ف۲ سورج چاند ملتے ہیں تو چاند پکڑتا ہے سورج کو سورج نہیں پکڑتا چاند کو اور رات دن میں کوئی آگے بڑھے یہ کہ دن پر دوسرا دن آوے بیچ رات آوے اور ہر ستارہ ایک ایک گھیرا کاٹتا ہے اسی راہ۔ پر پھرتا ہے معلوم ہوا کہ ستارے آپ چلتے ہیں یہ نہیں کہ آسمان میں گڑے ہیں اور آسمان چلتا ہے نہیں تو پھرنا کیوں فرماتے ۱۲ منہ ف۳ یعنی حضرت نوح کے وقت نہیں تو انسان کا تخم نہ رہتا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

از شاہ عبدالقادر صاحب

يَأْكُلُونَ ۝ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنّٰتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ

کھاتے ہیں اور بنائے ہم نے اس میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہائے اس میں چشمے

کھاتے ہیں ☆ اور بنائے ہم نے اس میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہادیے اس میں چشمے

الْعُيُونِ ۝ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝

کہ کھاویں اس کے میووں سے اور وہ بنایا نہیں ان کے ہاتھوں نے پھر کیوں شکر نہیں کرتے

چشمے ☆ کہ کھائیں اس کے میووں سے ف۱ اور اس کو بنایا نہیں ان کے ہاتھوں نے پھر کیوں شکر نہیں کرتے

سُبْحٰنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ

پاک ذات ہے جس نے بنائے جوڑے سب چیز کے اس قسم سے جو اگتا ہے زمین میں اور

پاک ذات ہے جس نے بنائے جوڑے سب چیز کے جو اس قسم سے اگتا ہے زمین میں اور خود

أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ

آپ ان میں اور جن چیزوں میں ان کو خبر نہیں اور ایک نشانی ہے ان کو رات ادھیڑ لیتے ہیں ہم اس سے دن

ان میں سے اور ان چیزوں میں کہ جن کی ان کو خبر نہیں ف۲ اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے رات کھینچ لیتے ہیں ہم اس پر سے

فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ

پھر تبھی یہ رہ جاتے ہیں اندھیرے میں اور سورج چلا جاتا ہے اپنی ٹھہری راہ پر یہ سادھا ہے

دن کو پھر تبھی یہ رہ جاتے ہیں اندھیرے میں ☆ اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر ف۳ یہ سادھا ہے

الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُونِ

اس زبردست باخبر کا اور چاند کو ہم نے بانٹ دیں منزلیں یہاں تک کہ پھر آرہا جیسے ٹہنی

اس زبردست باخبر نے ف۴ اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں یہاں تک کہ پھر آ رہا جیسے ٹہنی

الْقَدِيمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ

پرانی ف۱ نہ سورج کو پہنچے کہ پکڑ لے چاند کو اور نہ رات آگے

پرانی ف۵ نہ سورج سے ہو کہ پکڑ لے چاند کو اور نہ رات

سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝ وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا

بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک ایک گھیرے میں پھرتے ہیں ف۲ اور ایک نشانی ہے ان کو کہ ہم نے اٹھالی

آگے بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک چکر میں پیرتے ہیں ف۶ اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے کہ ہم نے

ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ

نسل ان کی بھری کشتی میں ف۳ اور بنا دی ہم نے ان کو اسی طرح کی جس پر

اٹھالیا ان کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی میں ☆ اور بنادیا ہم نے ان کے واسطے کشتی جیسی چیزوں کو

مَا يَرْكَبُونَ ۝ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ

چڑھتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ڈبادیں پھر کوئی نہ پہنچے ان کی فریاد کو اور نہ وہ

جس پر سوار ہوتے ہیں ف۷ اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ڈبا دیں پھر کوئی نہ پہنچے ان کی فریاد کو اور نہ

يُنقَذُونَ ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلٰى حِينٍ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ

خلاص کئے جاویں مگر ہم اپنی مہر سے اور کام چلانے کو ایک وقت تک اور جب کہئے ان کو

وہ چھڑائے جائیں ☆ مگر ہم اپنی مہربانی سے اور ان کا کام چلانے کو ایک وقت تک ف۸ اور جب کہئے ان کو

ف۱ یعنی شاید شبہ گزرتا کہ مرے پیچھے پھر کس طرح زندہ ہو کر حاضر کئے جائیں گے اس کو یوں سمجھا دیا کہ زمین خشک اور مردہ پڑی ہوتی ہے پھر خدا اس کو زندہ کرتا ہے کہ ایکدم لہلہانے لگتی ہے کیسے کیسے باغ و بہار غلے اور میوے اس سے پیدا ہوتے ہیں جن کو تم استعمال میں لاتے ہو اسی طرح خیال کرو کہ مردہ ابدان میں روح حیات پھونک دی جائے گی بہرحال مردہ زمین ان کے لئے ایک نشانی ہے جس میں غور کرنے سے بعث بعد الموت اور حق تعالیٰ کی وحدانیت و عظمت اور اس کے انعام و احسان کے مسائل کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں تنبیہ اوپر کی آیات میں ترہیب کا پہلو نمایاں تھا کہ عذاب الٰہی سے ڈر کر راہ ہدایت اختیار کریں آیات حاضرہ میں ترغیب کی صورت اختیار فرمائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر گذاری کی طرف متوجہ ہوں اور یہ بھی سمجھیں کہ جو خدا مردہ زمین کو زندہ کرتا رہتا ہے وہ ایمانی حیثیت سے ایک مردہ قوم کو زندہ کر دے یہ کیا مشکل ہے ف۲ یعنی یہ پھل اور میوے قدرت الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں یہ طاقت نہیں کہ ایک انگور یا کھجور کا دانہ پیدا کرلیں جو محنت اور تردد باغ لگانے اور اس کی پرورش کرنے میں کیا جاتا ہے اس کو بار آور کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور غور سے دیکھا جائے تو جو کام بظاہر ان کے ہاتھوں سے ہوتا ہے وہ بھی فی الحقیقت حق تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت و طاقت اور اسی کی مشیت و ارادہ سے ہوتا ہے لہٰذا ہر حیثیت سے اس کی شکر گذاری اور احسان شناسی واجب ہوئی) تنبیہ مترجم محقق رحمہ اللہ نے وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ میں "ما" کو نافیہ لیا ہے کما ہو الصواب اکثر المتاخرین لیکن سلف سے عموماً ما کا موصولہ ہونا منقول ہے اور اسی کی تائید ابن مسعود کی قرأت وَمِمَّا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ سے ہوتی ہے ف۳ یعنی نباتات میں انسانوں میں اور دوسری مخلوقات میں جن کی انہیں پوری خبر بھی نہیں اللہ تعالیٰ نے جوڑے بنائے ہیں خواہ تقابل کی حیثیت سے جیسے مرد، عورت، نر، مادہ، کھٹا میٹھا، سیاہ سفید، دن رات، اندھیرا اجالا یا تماثل کی حیثیت سے جیسے یکساں رنگ اور مزے کے پھل اور ایک شکل و صورت کے دو جانور بہرحال مخلوقات میں کوئی مخلوق نہیں جس کا مماثل یا مقابل نہ ہو یہ صرف خدا ہی کی ذات پاک ہے جس کا نہ کوئی مقابل ہے نہ مماثل کیونکہ مقابلہ یا مماثلت ان چیزوں میں ہو سکتی ہے جو کسی درجہ میں فی الجملہ اشتراک رکھتی ہوں خالق و مخلوق کا کسی حقیقت میں اشتراک ہی نہیں ف۴ "سلخ" کہتے ہیں جانور کی کھال اتار لینے کو جس سے نیچے کا گوشت ظاہر ہو جائے اسی طرح سمجھو رات کی تاریکی پر دن کی چادر پڑی ہوئی ہو جس وقت یہ نور کی چادر اوپر سے اتار لی جاتی ہے لوگ اندھیرے میں پڑے رہ جاتے ہیں اس کے بعد پھر سورج اپنی مقررہ رفتار سے معین وقت پر آکر سب جگہ اجالا کرتا ہے لیل و نہار کے ان تقلبات پر قیاس کر کے سمجھ لو کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ عالم کو فنا کر کے دوبارہ زندہ کر سکتا ہے اور بیشک وہ ہی ایک خدا لائق پرستش ہے جس کے ہاتھ میں ان عظیم الشان انقلابات کی باگ ہے جن سے ہم کو مختلف قسم کے فوائد پہنچتے ہیں نیز جو قادر مطلق رات کو دن سے تبدیل کرتا ہے کیا کچھ بعید ہے کہ بذریعہ آفتاب رسالت کے دنیا سے جہالت کی تاریکیوں کو دور کر دے لیکن رات دن اور چاند سورج کے طلوع و غروب کی طرح ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے ف۵ سورج کی چال اور رستہ مقرر ہے اسی پر چلا جاتا ہے ایک انچ یا ایک منٹ اس سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتا جس کام پر لگا دیا ہے ہر وقت اس میں مشغول ہے کسی دم قرار نہیں رات دن کی گردش اور سال بھر کے چکر میں جس جس ٹھکانے پر اسے پہنچنا ہے پہنچتا ہے پھر وہاں سے باذن خداوندی نیا دور شروع کرتا ہے قرب قیامت تک اسی طرح کرتا رہے گا تا آنکہ ایک وقت آئے گا جب اس کو حکم ہوگا کہ جدھر سے غروب ہوا ہے ادھر سے الٹا واپس آئے یہ ہی وقت ہے جب باب توبہ بند کر دیا جائے گا کما ورد فی الحدیث الصحیح۔ بات یہ ہے کہ اس کے طلوع و غروب کا یہ سب نظام اس زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے جس کے انتظام کو کوئی دوسرا شکست نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کی حکمت و دانائی پر کوئی حرف گیری کر سکتا ہے وہ خود جب چاہے اور جس طرح چاہے الٹ پلٹ کرے کسی کو مجال انکار نہیں ہو سکتی (تنبیہ) اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث آئی ہے جس میں شمس کے تحت العرش سجدہ کرنے کا ذکر ہے یہاں اس کی تشریح کا موقع نہیں۔ اس پر ہمارا مستقل مضمون "سجود الشمس" کے نام سے چھپا ہوا ہے ملاحظہ کر لیا جائے ف۶ سورج کی طرح چاند ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا بلکہ روزانہ گھٹتا بڑھتا ہے اس کی اٹھائیس منزلیں اللہ نے مقرر کر دی ہیں ان کو ایک معین نظام کے ساتھ درجہ بدرجہ طے کرتا ہے پہلی آیت میں رات دن کا بیان تھا پھر سورج کا ذکر کیا جس سے سالوں اور فصلوں کی تشکیل ہوتی ہے اب چاند کا تذکرہ کرتے ہیں جس کی رفتار سے قمری مہینوں کا وجود وابستہ ہے چاند سورج مہینے کے آخر میں ملتے ہیں تو چاند چھپ جاتا ہے جب آگے بڑھتا ہے تو نظر آتا ہے پھر منزل بمنزل بڑھتا چلا جاتا اور چودھویں شب کو پورا ہو کر بعد میں گھٹنا شروع ہوتا ہے آخر رفتہ رفتہ اسی پہلی حالت پر آ پہنچتا اور کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح پتلا خمدار اور بے رونق سا ہو کر رہ جاتا ہے ف۷ سورج کی سلطنت دن میں ہے اور چاند کی رات میں یہ نہیں ہو سکتا کہ چاند کی نور افشانی کے وقت سورج اس کو آ دبائے یعنی دن آگے بڑھ کر رات کا کچھ حصہ اڑا لے

toobaa-elibrary.blogspot.com

 ف سامنے آتا ہے جزا کا دن پیچھے چھوڑے اپنے اعمال ۱۲ منہ ف۲ یہی گمراہی ہے نیک کام میں تقدیر کے حوالہ کرنا اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا ۱۲ منہ ف۳ یعنی قیامت ناگہاں آوے گی اور وہ اپنے معاملات میں غرق ہوں گے ۱۲ منہ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَمَا تَأْتِيهِم

بچو اپنے سامنے آئے سے اور اپنے پیچھے چھوڑے سے شاید تم پر رحم ہو اور کوئی حکم نہیں پہنچتا ان

بچو اس سے جو تمہارے سامنے آتا ہے اور جو پیچھے چھوڑتے ہو شاید تم پر رحم ہو ☆ اور کوئی حکم نہیں پہنچتا ان

مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

کو اپنے رب کے حکموں سے جس کو ٹلا نہیں رہتے ف اور جب کہئے ان کو

اپنے رب کے حکموں سے جس کو وہ ٹلاتے نہ ہوں ف اور جب کہئے ان کو

أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ

خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو ہم کیوں کھلاویں

خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو ہم کیوں کھلائیں

مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَيَقُولُونَ

ایسے کو اللہ چاہتا تو اس کو کھلاتا تم لوگ تو نرے بہک رہے ہو صریح ف۲ اور کہتے ہیں کب

ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلا دیتا ف تم لوگ تو بالکل بہک رہے ہو صریح ف۳ اور کہتے ہیں

مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً

یہ وعدہ اگر تم سچے ہو یہی راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ

کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ف یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ

وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً

کی جو ان کو پکڑے گی جب آپس میں جھگڑ رہے ہونگے ف۳ پھر نہ سکیں گے کہ کچھ کہہ مریں

کی جو ان کو آ پکڑے گی جب آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے ☆ پھر نہ کر سکیں گے کہ کچھ کہہ ہی مریں

وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ

اور نہ اپنے گھر کو پھر جاویں گے اور پھونکا جاوے نرسنگا پھر تبھی وہ قبروں سے

اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں گے ف اور پھونکی جائے صور پھر تبھی وہ قبروں سے

٢ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ

اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے کہیں گے اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے

اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے ف کہیں گے اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے

هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا

یہ وہ ہے جو وعدہ دیا تھا رحمٰن نے اور سچ کہا تھا بھیجے ہوؤں نے یہی ہوگی ایک

ف یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا رحمٰن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے ف بس ایک

صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ فَالْيَوْمَ

چنگھاڑ پھر تبھی وہ سارے ہمارے پاس پکڑے آئے پھر آج کے دن

چنگھاڑ ہوگی پھر اسی دم وہ سارے ہمارے پاس پکڑے چلے آئیں ف پھر آج کے دن

لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

ظلم نہ ہوگا کسی جی پر کچھ اور وہی بدلا پاؤ گے جو کرتے تھے۔

ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ذرا اور وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے ف

منزل ۵

بقیہ صفحہ ۵۷۴ یا رات سبقت کر کے دن کے ختم ہونے سے پہلے آجائے جس زمانہ اور جس ملک میں جو اندازہ رات دن کا رکھ دیا ہے ان کی مجال نہیں کہ ایک منٹ آگے پیچھے ہو سکیں ہر ایک سیارہ اپنے اپنے مدار میں پڑا چکر کھا رہا ہے اس سے ایک قدم ادھر ادھر نہیں ہٹ سکتے اور باوجود اس قدر سریع حرکت اور کھلی ہوئی فضا کے ایک دوسرے سے ٹکرا نہیں سکتے مقررہ اندازہ سے زیادہ تیز یا سست ہوتا ہے کیا یہ اس کا واضح نشان نہیں کہ یہ سب عظیم الشان مشینیں ان کے تمام پرزے کسی ایک زبردست دانا ہستی کے قبضہ اقتدار میں ہیں وہ اپنا کام کر رہے ہیں پھر جو ہستی رات دن اور چاند سورج کا ادل بدل کرتی ہے وہ تمہارے فنا کرنے اور فنا کے بعد دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہو گی (والعیاذ باللہ) (تنبیہ) حضرت شاہ صاحب لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ کی تعبیر کا نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ سورج چاند اقرب ہیں ملتے ہیں تو چاند پکڑتا ہے سورج کو۔ سورج چاند کو نہیں پکڑتا اسی لئے لَا الْقَمَرُ يَنبَغِي لَهُ أَن يُدْرِكَ الشَّمْسَ نہیں فرمایا واللہ اعلم ف حضرت نوحؑ کے زمانہ میں جب طوفان آیا تو آدم کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی پر سوار کر لیا جو حضرت نوحؑ نے بنائی تھی ورنہ انسان کا تخم باقی نہ رہتا۔ پھر اسی کشتی کے نمونے کی دوسری کشتیاں اور جہاز تمہارے لئے بنا دیئے جن پر تم آج تک لدے پھرتے ہو یا کشتیوں جیسی دوسری سواریاں پیدا کر دیں جن پر سوار ہوتے ہو مثلاً اونٹ جن کو عرب "سفائن البر" (خشکی کی کشتیاں) کہا کرتے تھے ف یعنی بمشقت استخوان الناس۔ دیکھو کیسے خوفناک سمندروں کو کشتی کے ذریعہ عبور کرتے ہیں جہاں بڑے بڑے جہازوں کی حقیقت ایک تنکے کے برابر نہیں۔ اگر اللہ اس وقت غرق کرنا چاہے تو کون ان کو بچا سکتا ہے اور کون ہے جو فریاد کو پہنچے مگر یہ اس کی مہربانی اور مصلحت ہے کہ اس طرح سب بحری سواریوں کو غرق نہیں کر دیتا۔ کیونکہ اس کی رحمت و حکمت مقتضی ہے کہ ایک معین وقت تک دنیا کا کام چلتا رہے۔ افسوس ہے کہ بہت لوگ ان نشانیوں کو نہیں سمجھتے۔ نہ ان کی نعمتوں کی قدر کرتے ہیں۔

بقیہ فوائد صفحہ ھذا ف سامنے آتا ہے جزا کا دن اور پیچھے چھوڑے اپنے اعمال یعنی جب کہا جاتا ہے کہ قیامت کی سزا اور بداعمالیوں کی شامت سے بچنے کی فکر کرو تا خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہو تو نصیحت پر ذرا کان نہیں دھرتے ہمیشہ خدائی احکام سے روگردانی کرتے رہتے ہیں۔ ف۲ یعنی اور احکام الٰہی تو کیا مانتے فقیروں مسکینوں پر خرچ کرنا تو ان کے نزدیک کبھی کار ثواب ہے لیکن یہ ایک مسلم بات جب پیغمبر اور مومنین کی طرف سے کہی جاتی ہے تو نہایت بھونڈے طریقے سے تمسخر کے ساتھ یہ کہہ کر اس کا انکار کر دیتے ہیں کہ جنہیں خود اللہ میاں نے کھانے کو نہیں دیا ہم انہیں کیوں کھلائیں۔ ہم تو اللہ کی مشیت کے خلاف کرنا نہیں چاہتے۔ اگر اس کی مشیت ہوتی تو ان کو فقیر و محتاج اور ہمیں غنی و تونگر نہ بناتا۔ خیال کرو اس حماقت اور بے حیائی کا کیا ٹھکانہ ہے کیا خدا کسی کو دینا چاہے تو اس کی یہی ایک صورت ہے کہ خود بلاواسطہ رزق اس کے ہاتھ پر رکھ دے اگر وسائط سے دلانا بھی اس کی مشیت سے ہے تو تم نے یہ فیصلہ کیسے کر لیا کہ اللہ ان کو روٹی دینا نہیں چاہتا۔ یہ تو اس کا امتحان ہے کہ اغنیا کو فقرا کی اعانت پر مامور فرمایا اور ان کے توسط سے رزق پہنچانے کا سامان کیا جو اس امتحان میں ناکام رہے اسے اپنی بدبختی اور شقاوت پر رونا چاہیئے (تنبیہ) بعض سلف کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات بعض زنادقہ کے حق میں ہیں اس صورت میں ان کے اس قول کو تمسخر پر حمل نہ کیا جائے گا بلکہ حقیقت پر رکھیں گے اگر یہ جملہ کفار کے قول کا تتمہ ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اے گروہ مومنین تم صریح گمراہی میں پڑے ہو جو ایسے لوگوں کا پیٹ بھرنا چاہتے ہو جن کا خدا پیٹ بھرنا نہیں چاہتا لیکن ظاہر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کفار کو خطاب ہے کہ کس قدر بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ گمراہی ہے نیک کام میں تقدیر کے حوالے کرنا اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا۔ ف۳ یعنی یہ قیامت اور عذاب کی دھمکیاں کب پوری ہوں گی اگر سچے ہو تو جلدی پوری کر کے دکھلا دو ف یعنی قیامت ناگہاں آ پکڑے گی اور وہ اپنے معاملات میں غرق ہوں گے ...... جس وقت پہلا صور پھونکا جائے گا سب ہوش و حواس جاتے رہیں گے اور آخر کار ڈھیر ہو جائیں گے اتنی فرصت بھی نہ ملے گی کہ وصیت کر مریں یا کسی کو کچھ کہنا چاہیں تو کہہ سکیں یا جو گھر سے باہر تھے وہ گھر واپس جا سکیں ف۲ یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور فرشتے ان کو جلد جلد دھکیل کر میدان حشر میں لے جائیں گے ف شاید نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان ان پر نیند کی حالت طاری کر دی جائے یا قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر عذاب قبر کو ہوں سمجھیں گے اور نیند سے تشبیہ دیں گے یا مرقد بمعنی مضجع کے ہو نیند کی کیفیت سے تجرید کر لی جائے واللہ اعلم ف یہ جواب اللہ کی طرف سے اس وقت ملے گا یا مستقبل کو حاضر قرار دے کر اب جواب دے رہے ہیں یعنی کیا پوچھتے ہو کس نے اٹھا دیا ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو یہ وہی اٹھنا ہے جس کا وعدہ خدائے رحمٰن کی طرف سے کیا گیا تھا اور پیغمبر جس کی خبر برابر دیتے رہے تھے ف یعنی کوئی شخص نہ بچ سکے گا ...... پورا انصاف ہوگا اور جو نیک و بد کرتے تھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ

تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک دھندے میں ہیں باتیں کرتے وہ اور ان کی عورتیں

تحقیق بہشت کے لوگ آج ایک مشغلہ میں ہیں باتیں کرتے ☆ وہ اور ان کی عورتیں

فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ

سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیے لگائے ان کو وہاں ہے میوہ اور ان کے

سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے ☆ ان کے لئے وہاں ہے میوہ اور ان کیلئے ہے

مَا يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ ۝ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ

بنتے ہے جو مانگ لیں سلام بولنا ہے رب مہربان سے اور تم الگ ہو جاؤ آج

جو کچھ مانگیں ف۱ سلام بولنا ہے رب مہربان سے ف۲ اور تم الگ ہو جاؤ آج

أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا

اے گنہگارو میں نے کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو

اے گناہگارو ف۳ میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو

الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا

شیطان کو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ

شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا ☆ اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ

صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا

راہ ہے سیدھی اور وہ بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلق کو پھر کیا تم کو

راہ ہے سیدھی ف۴ اور وہ بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلقت کو پھر کیا تم کو سمجھ

تَعْقِلُونَ ۝ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ اصْلَوْهَا

بوجھ نہ تھی یہ دوزخ ہے جس کا تم کو وعدہ تھا پیٹھو اس میں

نہ تھی ☆ یہ دوزخ ہے جس کا تم کو وعدہ تھا ☆ جا پڑو اس میں

الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَ

آج کے دن بدلا اپنے کفر کا آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر اور

آج کے دن بدلا اپنے کفر کا ف۵ آج ہم مہر لگا دینگے ان کے منہ پر اور

تُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتا دیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے

بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کماتے تھے ف۶

وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ

اور اگر ہم چاہیں مٹا دیں ان کی آنکھیں پھر دوڑیں راہ چلنے کو پھر

اور اگر ہم چاہیں مٹا دیں ان کی آنکھیں پھر دوڑیں رستہ پانے کو پھر کہاں سے

يُبْصِرُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا

کہاں سے سوجھے اور اگر ہم چاہیں صورت بدل دیں انکی جہاں کی تہاں پھر نہ سکیں کے آگے

سوجھے ☆ اور اگر ہم چاہیں صورت مسخ کر دیں ان کی جہاں کی تہاں پھر نہ آگے چل سکیں

(بقیہ صفحہ ۵۷۵) عذاب و ثواب کی صورت میں وہ ہی سامنے آجائے گا۔

ف۱ بہشت میں ہر قسم کے عیش و نشاط کا سامان ہوگا دنیا کی مکروہات سے چھوٹ کر آج یہی ان کا مشغلہ ہوگا وہ اور ان کی عورتیں آپس میں گھل مل کر اعلیٰ درجہ کے خوشگوار سایوں میں مسہریوں پر آرام کر رہے ہوں گے ہر قسم کے میوے اور پھل وغیرہ ان کے لئے حاضر ہوں گے بس خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کی جنتیوں کے دل میں طلب اور تمنا ہوگی وہ ہی دی جائے گی اور منہ مانگی مرادیں ملیں گی یہ تو جسمانی لذائذ کا حال ہوا آگے روحانی نعمتوں کی طرف سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ سے ایک ذرا سا اشارہ فرماتے ہیں ف۲ یعنی اس مہربان پروردگار کی طرف سے جنتیوں کو سلام بولا جائے گا۔ خواہ فرشتوں کے ذریعہ سے یا جیسا کہ ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے بلا واسطہ خود رب کریم سلام ارشاد فرمائیں گے اس وقت کی عزت و لذت کا کیا کہنا اللہم ارزقنا ہذہ النعمۃ العظمیٰ بحرمۃ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ف۳ یعنی جنتیوں کے عیش و آرام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں تمہارا مقام دوسرا ہے جہاں رہنا ہوگا ف۴ یعنی اسی دن کے لئے تم کو انبیاء علیہم السلام کی زبانی بار بار سمجھایا گیا تھا کہ شیطان لعین کی پیروی مت کرنا جو تمہارا صریح دشمن ہے وہ جہنم میں پہنچائے بغیر نہ چھوڑے گا اگر ابدی نجات چاہتے ہو تو یہ سیدھی راہ پڑی ہوئی ہے اس پر چلے آؤ اور اکیلے ایک خدا کی پرستش کرو ف۵ یعنی افسوس اتنی نصیحت و فہمائش پر بھی تم کو عقل نہ آئی اور اس ملعون نے ایک خلقت کو گمراہ کر چھوڑا کیا تمہیں اتنی سمجھ نہ تھی کہ دوست دشمن میں تمیز کر سکتے۔ اور اپنے نفع نقصان کو پہچانتے دنیا کے کاموں میں تو اس قدر ہشیاری اور ذہانت دکھلاتے تھے مگر آخرۃ کے معاملے میں اتنے غبی بن گئے کہ موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی لیاقت نہ رہی اب اپنی حماقتوں کا خمیازہ بھگتو یہ دوزخ تیار ہے جس کا بصورت کفر اختیار کرنے کے تم سے وعدہ کیا گیا تھا کفر کا ٹھکانا یہی ہے چاہیئے کہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاؤ ف۶ یعنی آج اگر یہ لوگ اپنے جرموں کا زبان سے اعتراف نہ بھی کریں تو کیا ہوتا ہے ہم منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہاتھ پاؤں کان آنکھ حتیٰ کہ بدن کی کھال کو حکم دیا جائے گا کہ ان کے ذریعہ سے جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا بیان کریں چنانچہ ہر ایک عضو اللہ کی قدرت سے گویا ہوگا اور ان کے جرموں کی شہادت دے گا۔ کما قال تعالیٰ: حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (حم السجدہ رکوع ۳) وقال تعالیٰ فی موضع آخر، قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (حم السجدہ رکوع ۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ

چلنے نہ وہ الٹے پھریں اور جس کو ہم بوڑھا کریں اوندھا کریں خلقت میں

اور نہ وہ الٹے پھر سکیں ف اور جس کو ہم بوڑھا کریں اوندھا کریں اس کی پیدائش میں

اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ

پھر کیا بوجھ نہیں رکھتے ف اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں یہ تو نری

پھر کیا ان کو سمجھ نہیں ف اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں یہ تو

اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ

سمجھوتی ہے اور قرآن ہے صاف تا ڈر سنا دے اس کو جس میں جان ہو

خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے صاف ف تاکہ ڈر سنائے اس کو جس میں جان ہو اور ثابت ہو

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ

اور ثابت ہو بات منکروں پر ف کیا اور نہیں دیکھتے وہ کہ ہم نے بنا دیے ان کو جو پائے اس

الزام منکروں پر ف کیا اور نہیں دیکھتے وہ کہ ہم نے بنا دیے ان کے واسطے اپنے ہاتھوں کی

اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

سے کہ ہمارے ہاتھوں نے بنایا پھر وہ ان کے مالک ہیں اور عاجز کر دیا ان کو ان کے آگے

بنائی ہوئی چیزوں سے چوپائے پھر وہ ان کے مالک ہیں ف اور عاجز کر دیا ان کو ان کے آگے پھر ان میں

رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ

پھر ان میں کوئی ہے ان کی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں اور ان کو ان میں فائدے ہیں اور پینے کے گھاٹ

کوئی ہے ان کی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں ☆ اور ان کے واسطے چارپایوں میں فائدے ہیں اور پینے کے گھاٹ

اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

پھر کیوں نہیں شکر کرتے اور پکڑتے ہیں اللہ کے سوا اور حاکم شاید

پھر کیوں شکر نہیں کرتے ف اور پکڑتے ہیں اللہ کے سوائے اور حاکم کہ شاید ان کی

يُنْصَرُوْنَ ۝ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝

ان کی مدد پہنچے نہ سکیں گے ان کی مدد کرنی اور یہ ان کی فوج ہو کر پکڑے آویں گے

مدد کریں ☆ نہ کر سکیں گے ان کی مدد اور یہ ان کی فوج ہو کر پکڑے آئیں گے ف

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَ

اب تو غم نہ کھا ان کی بات سے ہم جانتے ہیں جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں کیا دیکھا نہیں

اب تو غمگین مت ہو ان کی بات سے ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ف کیا دیکھتا

الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَ

آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا ایک بوند سے پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑتا بولتا اور

نہیں انسان کہ ہم نے اس کو بنایا ایک قطرہ سے پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑنے بولنے والا ف اور

ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۝

بٹھاتا ہے ہم پر کہاوت اور بھول گیا اپنی پیدائش کہنے لگا کون جلاوے گا ہڈیاں جب کھوکھری ہو گئیں

بتلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہو گئیں

وقف منزل ۵

ف۱ یعنی جیسے انہوں نے ہماری آیتوں سے آنکھیں بند کر لی ہیں اگر ہم چاہیں تو دنیا ہی میں بطور سزا کے ان کی ظاہری بینائی چھین کر چٹ اندھا کر دیں کہ راستہ ادھر جانے کا راستہ بھی نہ سوجھے اور جس طرح یہ لوگ شیطانی راستوں سے ہٹ کر اللہ کی راہ پر چلنا نہیں چاہتے ہم کو قدرت ہے کہ ان کی صورتیں بگاڑ کر بالکل اپاہج بنا دیں کہ پھر کسی ضرورت کے لئے اپنی جگہ سے ہل نہ سکیں پر ہم نے ایسا نہ چاہا اور ان جوارح و قویٰ سے ان کو محروم نہیں کیا یہ ہماری طرف سے مہلت اور ڈھیل تھی آج وہی آنکھیں اور ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے کہ ان بیہودوں نے ہم کو کن نالائق کاموں میں لگایا تھا ف۲ یعنی آنکھیں چھین لینا اور صورت بگاڑ کر اپاہج بنا دینا کچھ مستبعد مت سمجھو دیکھتے نہیں ایک تندرست اور مضبوط آدمی زیادہ بوڑھا ہو کر کس طرح دیکھنے سننے اور چلنے پھرنے سے معذور کر دیا جاتا ہے گویا بچپن میں جیسا کمزور و ناتواں اور دوسروں کے سہارے کا محتاج تھا بڑھاپے میں پھر اسی حالت کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے تو کیا جو خدا پیرانہ سالی کی حالت میں ان کی قوتیں سلب کر لیتا ہے جوانی میں نہیں کر سکتا ف۳ یعنی اپنی پیغمبر جو کچھ بیان ہوا وہ حقائق واقعیہ ہیں کوئی شاعرانہ تخیلات نہیں اس پیغمبر کو ہم نے قرآن دیا ہے جو نصیحتوں اور روشن تعلیمات سے معمور ہے کوئی شعر و شاعری کا دیوان نہیں دیا جس میں تک بندی جیسی آرائی اور خیالی تک بندیاں ہوں بلکہ آپ کی طبع مبارک کو فطری طور پر اس فن شاعری سے اتنا بعید رکھا گیا کہ باوجود قریش کے اس اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کے جس کی معمولی لونڈیاں بھی اس وقت شعر کہنے کا طبعی سلیقہ رکھتی تھیں آپ نے مدت العمر کوئی شعر نہیں بنایا یوں رجز وغیرہ کے موقع پر کبھی ایک آدھ مرتبہ زبان مبارک سے مقفیٰ عبارت نکل کر اتفاقاً شعر کے سانچے میں ڈھل گئی ہو وہ الگ بات ہے اسے شاعری یا شعر کہنا نہیں کہتے آپ خود تو شعر کیا کہتے ——کسی دوسرے شاعر کا شعر یا مصرع بھی زندگی بھر میں دو چار مرتبہ سے زائد نہیں پڑھا اور پڑھتے وقت اکثر اس میں ایسا تغیر کر دیا کہ شعر شعر نہ رہے محض مطلب شاعر ادا ہو جائے غرض آپ کی طبع شریف کو شاعری سے مناسبت نہیں دی گئی تھی کیونکہ یہ چیز آپ کے منصب جلیل کے لائق نہ تھی آپ حقیقت کے ترجمان تھے اور آپ کی بعثت کا مقصد دنیا کو اعلیٰ حقائق سے بدون ادنیٰ ترین کذب و غلو کے روشناس کرانا تھا ظاہر ہے کہ یہ کام ایک شاعر کا نہیں ہو سکتا کیونکہ شاعریت کا حسن و کمال کذب و مبالغہ، خیالی بلند پروازی اور فرضی نکتہ آفرینی کے سوا کچھ نہیں شعر میں اگر کوئی جوہر محمود ہے تو اس کی تاثیر اور دل نشینی ہوتی ہے سو یہ چیز قرآن کی نثر میں اس درجہ پر پائی جاتی ہے کہ ساری دنیا کے شاعر مل کر بھی اپنے کلاموں کے مجموعہ میں پیدا نہیں کر سکتے قرآن کریم کے اسلوب بدیع کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا نظم کی اصلی روح نکال کر نثر میں ڈال دی گئی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فصیح و عاقل دنگ ہو کر قرآن کو شعر یا سحر کہنے لگتے تھے حالانکہ شعر و سحر کو قرآن سے کیا نسبت؟ کیا شاعری اور جادوگری کی بنیاد پر دنیا میں کبھی توحید اور روحانیت کی ایسی عظیم الشان اور لازوال عمارتیں کھڑی ہوئی ہیں جو قرآنی تعلیم کی اساس پر آج تک قائم شدہ دیکھتے ہو یہ کام شاعروں کا نہیں پیغمبروں کا ہے کہ خدا کے حکم سے مردہ قلوب کو ابدی زندگی عطا کرتے ہیں حق تعالیٰ نے عرب کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیا کہ آپ پہلے سے شاعر تھے شاعری سے ترقی کر کے نبی بن بیٹھے ف۴ یعنی زندہ دل آدمی قرآن سن کر اللہ سے ڈرے اور منکروں پر حجت تمام ہو حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں جس میں جان ہو یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدہ کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو ف۵ آیات تنزیلیہ کے بعد پھر آیات تکوینیہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں یعنی ایک طرف قرآن کی پند و نصیحت کو سنو اور دوسری طرف غور سے دیکھو کہ اللہ کے کیسے کیسے انعام و احسان تم پر ہوئے ہیں اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر وغیرہ جانوروں کو تم نے نہیں بنایا اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے پھر تم کو محض اپنے فضل سے ان کا مالک بنا دیا کہ جہاں چاہو بیچو اور جو چاہو کام لو۔ ف۶ دیکھو کتنے بڑے بڑے عظیم الجثہ قوی ہیکل جانور انسان ضعیف البنیان کے سامنے عاجز و مسخر کر دیے ہزاروں اونٹوں کی قطار کو ایک خورد سال بچہ نکیل پکڑ کر جدھر چاہے لیجائے ذرا کان نہیں ہلاتے۔ کیسے کیسے شہ زور جانوروں پر آدمی سواری کرتا ہے اور بعض کو کاٹ کر اپنی غذا بناتا ہے علاوہ گوشت کھانے کے ان کی کھال، ہڈی، اون وغیرہ سے کس قدر فوائد حاصل کئے جاتے ہیں ان کے تھن کیا ہیں گویا دودھ کے چشمے ہیں ان ہی چشموں کے گھاٹ سے کتنے آدمی سیراب ہوتے ہیں لیکن شکر گذار بندے بہت تھوڑے ہیں ف۷ یعنی جس خدا نے یہ نعمتیں مرحمت فرمائیں اس کا یہ شکر ادا کیا کہ اس کے مقابل دوسرے حاکم اور معبود ٹھہرا لئے جنہیں سمجھتے ہیں کہ اڑے وقت میں کام آئیں گے اور مدد کریں گے سو یاد رکھو وہ تمہاری تو کیا اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے ہاں جب تم کو مدد کی ضرورت ہو گی اس وقت گرفتار ہو کر حاضر کر دیئے جائیں گے تب پتہ لگے گا کہ جن کی حمایت میں عمر بھر لڑتے رہے تھے وہ آج کس طرح آنکھیں دکھانے لگے ف۸ یعنی جب خود ہمارے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے تو آپ ان کی بات سے غمگین و دلگیر نہ ہوں اپنا فرض ادا کر کے ہمارے حوالہ کریں ہم ان کے ظاہری و باطنی احوال سے خوب واقف ہیں ٹھیک ٹھیک بھگتان کر دیں گے ف۹ یعنی انسان اپنی اصل کو یاد نہیں رکھتا کہ وہ ایک ناچیز قطرہ تھا خدا نے کیا بنا دیا اس بوند کو وہ زور اور قوت گویائی عطا کی کہ باتیں بنانے لگا۔ حتیٰ کہ آج اپنی حد سے بڑھ کر الخ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی چقماق سے نکالتے ہیں یا بعضے درخت سے سرسبز ٹہنیاں اس کی آپس میں رگڑتی ہیں تو آگ نکلتی ہے جیسے بانس یا مرخ یا عفار ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ فرشتے کھڑے ہوتے ہیں قطار جو کر سننے کو حکم اللہ کا۔ پھر جھڑکتے ہیں شیطانوں کو جو سننے کو جا لگتے پھر جب اتر چکا اس کو پڑھتے ہیں ایک دوسرے کو بتانے کو ۱۲ منہ رح ف۳ شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہیں سورج کو ہر روز جدا اور ہر ستارے کو جدا اور دوسری طرف اتنی ہی مغربین ۱۲ منہ رح ف۴ معلوم ہوتا ہے تارے سب ورلے آسمان میں ہیں اگرچہ پھیر ہر ایک کا اوپر ہو یا نیچے ہو ۱۲ منہ رح ف۵ انہی تاروں کی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطانوں کو مار پڑتی ہے جیسے سورج اور آتشی شیشے سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ۝

تو کہہ ان کو جلاوے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب بنانے جانتا ہے

تو کہہ ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے ف۱

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ۝

جس نے بنادی تم کو سبز درخت سے آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو ف۱

جس نے بنادی تم کو سبز درخت سے آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو ف۲

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ

کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں سکتا کہ بناوے ویسے اور

کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں بنا سکتا ان جیسے

بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ

کیوں نہیں اور وہ ہے اصل بنانے والا سب جانتا اس کا حکم یہی ہے جب چاہے کسی چیز کو کہے اس کو

کیوں نہیں اور وہی ہے اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا ف۳ اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو کہے اس کو

كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ۧ

ہو وہ ہو جاوے سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

ہو وہ اسی وقت ہو جائے ف۴ سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھر کر چلے جاؤ گے ف۵

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ صافات مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بیاسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ

قسم صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر پھر پڑھنے والوں کی یاد کر بیشک

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر ف۶ پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر ف۷ پھر پڑھنے والوں کی یاد کر کر ف۸ بیشک

اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ۭ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ

حاکم تمہارا ایک ہے ف۲ رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے بیچ ہے اور رب

حاکم تم سب کا ایک ہے ف۹ رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور رب

الْمَشَارِقِ ۝ۭ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِۨ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا

مشرقوں کا ف۳ ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو تاروں کی زینت سے ف۴ اور بچاؤ

مشرقوں کا ف۱۰ ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہیں ف۱۱ اور بچاؤ کو بنایا

مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ

بنایا ہر شیطان سرکش سے ف۵ سن نہیں سکتے اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہیں

ہر شیطان سرکش سے ف۱۲ سن نہیں سکتے اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہیں ان پر

(بقیہ صفحہ ۵۶۷) خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا ف۱ یعنی دیکھئے ہو خدا پر کیسے فقرے چسپاں کرتا ہے گویا اس قادر مطلق کو عاجز مخلوق کی طرح فرض کر لیا ہے جو کہتا ہے کہ آخر جب بدن گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں وہ بھی بوسیدہ پرانی اور کھوکھلی تو انہیں دوبارہ کون زندہ کرے گا ایسا سوال کرتے وقت اسے اپنی پیدائش یاد نہیں کیا ورنہ اس قطرۂ ناچیز کو ایسے الفاظ کہنے کی جرأت نہ ہوتی اپنی اصل پر نظر کر کے کچھ شرماتا اور کچھ عقل سے کام لے کر اپنے سوال کا جواب بھی حاصل کر لیتا جیسا اگلی آیت میں مذکور ہے) فوائد صفحہ ہذا ف۲ یعنی جس نے پہلی مرتبہ ان ہڈیوں میں جان ڈالی اسے دوسری بار جان ڈالنا کیا مشکل ہے بلکہ پہلے سے زیادہ آسان ہونا چاہئے (وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ) اور اس قادر مطلق کے لئے تو سب ہی چیز آسان ہے پہلی مرتبہ ہو یا دوسری مرتبہ وہ ہر طرح بنانا جانتا ہے اور بدن کے اجزاء اور ہڈیوں کے ریزے جہاں کہیں منتشر ہو گئے ہوں ان کا ایک ایک ذرہ اس کے علم میں ہے۔ ف۳ یعنی اول پانی سے سرسبز و شاداب درخت تیار کیا پھر اسی تر و تازہ درخت کو سکھا کر ایندھن بنا دیا جس سے اب تم لوگ آگ نکال رہے ہو پس جو خدا ایسی متضاد صفات کو ادل بدل کر سکتا ہے کیا وہ ایک چیز کی موت و حیات کے الٹ پھیر پر قادر نہیں۔ (تنبیہ) بعض سلف نے "شجر اخضر" (سبز درخت) سے خاص وہ درخت مراد لئے ہیں جن کی شاخوں کو آپس میں رگڑنے سے آگ نکلتی ہو جیسے بانس کا درخت ہے یا عرب میں مرخ اور عفار تھے واللہ اعلم ف۴ یعنی جس نے آسمان و زمین جیسی بڑی بڑی چیزیں پیدا کیں، اسے ان کافروں جیسی چھوٹی چیزوں کا پیدا کر دینا کیا مشکل ہے۔ ف۵ یعنی کسی چھوٹی بڑی چیز کے پہلی مرتبہ یا دوبارہ بنانے میں اسے وقت ہی کیا ہو سکتی ہے اس کے ہاں تو بس ارادہ کی دیر ہے جہاں کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور کہا ہو جا! فوراً ہو گئی رکھی ہے، ایک سکنڈ کی تاخیر نہیں ہو سکتی (تنبیہ) میرے خیال میں اس آیت کو پہلی آیت کے ساتھ ملا کر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ پہلے خلق بدن کا ذکر تھا یہاں نفخ روح کا مطلب سمجھا دیا واللہ اعلم راجع فوائد سورۃ الاسراء تحت بحث الروح ف۵ یعنی وہ اعلیٰ ترین ہستی جس کے ہاتھ میں فی الحال بھی اوپر سے نیچے تک تمام مخلوقات کی زمام حکومت ہے اور آئندہ بھی اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے پاک ہے عجز و ضعف اور ہر قسم کے عیب و نقص سے۔ تم سورۃ یٰسٓ ولله الحمد والمنة ف۶ یعنی جو صف باندھ کر قطار در قطار کھڑے ہوتے ہیں خواہ فرشتے ہوں جو حکم الٰہی سننے کو اپنے اپنے مقام پر درجہ بدرجہ کھڑے ہوتے ہیں یا عبادت گزار انسان جو نماز اور جہاد وغیرہ میں صف بندی کرتے ہیں (تنبیہ) قسم محاورات میں تاکید کے لئے ہے جو اکثر منکر کے مقابلہ میں استعمال کی جاتی ہے لیکن بسا اوقات محض ایک مضمون کو مہتم بالشان ظاہر کرنے کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں اور قرآن کریم کی قسموں کا تتبع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عموماً مقسم بہ، مقسم علیہ کے لئے بطور ایک شاہد یا دلیل کے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم ف۷ یعنی جو فرشتے شیطانوں کو ڈانٹ کر بھگاتے ہیں تا استراق سمع کے ارادہ میں کامیاب نہ ہوں یا بندوں کو نیکی کی بات سمجھا کر معاصی سے روکتے ہیں یا وہ نیک آدمی جو خود اپنے نفس کو بدی سے روکتے اور دوسروں کو بھی شرارت پر ڈانٹتے جھڑکتے رہتے ہیں خصوصاً میدان جہاد میں کفار کے مقابلہ پر ان کی ڈانٹ ڈپٹ بہت سخت ہوتی ہے ف۸ یعنی وہ فرشتے یا آدمی جو اللہ کا احکام سننے کے بعد پڑھتے اور یاد کرتے ہیں ایک دوسرے کے بتانے کو ف۹ بیشک آسمان پر فرشتے اور زمین پر خدا کے نیک بندے ہر زمانہ میں قولاً و فعلاً شہادت دیتے رہے ہیں کہ سب کا مالک و معبود ایک ہے اور ہم اسی کی رعیت ہیں ف۱۰ شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہیں سورج کی ہر روز کی جدا اور ہر ستارے کی جدا یعنی وہ

منزل ۶

نقطے جن سے ان کا طلوع ہوتا ہے اور دوسری طرف اتنی ہی مغربین ہیں شاید مغارب کا ذکر یہاں اس لئے نہیں کیا کہ مشارق سے بطور مقابلہ کے خود ہی سمجھ میں آ جاتی ہیں اور ایک حیثیت سے طلوع شمس و کواکب کو حق تعالیٰ کی شان حکومت و عظمت کے ثابت کرنے میں بہ نسبت غروب کے زیادہ دخل ہے واللہ اعلم ف۱۱ یعنی اندھیری رات میں یہ آسمان بے شمار ستاروں کی جگمگاہٹ سے دیکھنے والوں کو کیسا خوبصورت، مزین اور پر رونق معلوم ہوتا ہے۔ ف۱۲ یعنی تاروں سے آسمان کی زینت و آرائش ہے اور بعض تاروں کے ذریعہ سے جو ٹوٹتے ہیں شیطانوں کو روکنے اور دفع کرنے کا کام بھی لیا جاتا ہے یہ ٹوٹنے والے ستارے کیا ہیں آیا کواکب نوریہ کے علاوہ کوئی مستقل نوع کواکب کی ہے یا کواکب نوریہ کی شعاعوں ہی سے ہوا۔ متکیف ہو کر ایک طرح کی آتش سوزاں پیدا ہو جاتی ہے یا خود کواکب کے اجزاء ٹوٹ کر گرتے ہیں؟ اس میں علماء و حکماء کے مختلف اقوال ہیں بہرحال ان کی حقیقت کچھ ہی کیوں نہ ہو رجم شیاطین کا کام بھی ان سے لیا جاتا ہے اس کی کچھ تفصیل سورۂ "حجر" کے فوائد میں گذر چکی ملاحظہ کر لی جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی تجھ کو ان سے تعجب آتا ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے اور ان کو تجھ سے ٹھٹھا ۱۲منہ رحمہ ف۲ یہ حکم ہوگا فرشتوں کو ان کے جوڑے یا تو جورو دنکو کہا یا ایک قسم کے گنہگار جو اکٹھے ہیں ان کو کہا ۱۲منہ رحمہ اللہ تعالےٰ ف۳ حکم کے بعد ٹھیر کر آپس میں لڑا دیں گے ۱۲منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝ إِلَّا مَنْ خَطِفَ

ہر طرف سے — ہانکے گئے — اور ان کو مار ہے ہمیشہ — مگر جو اچک لایا

ہر طرف سے ☆ بھگانے کو ف — اور ان پر مار ہے ہمیشہ کو ف۲ — مگر جو کوئی اچک لایا

الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ

جھپ سے — پھر پیچھے لگا اس کے انگارا چمکتا — اب پوچھ ان سے — یہ مشکل ہیں بنانے — یا جتنی

جھپٹ سے — پھر پیچھے لگا اس کے انگارا چمکتا ف۳ — اب پوچھ ان سے کیا یہ بنانے مشکل ہیں — یا جتنی

خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ ۝ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۝

خلقت ہم نے بنائی ہم ہی نے ان کو بنایا ہے — ایک گارے چپکتے سے — بلکہ تو رہتا ہے اچنبھے میں اور کرتے ہیں ٹھٹھے ف

خلقت کہ ہم نے بنائی ف۴ ہم نے ہی ان کو بنایا ہے ایک چپکتے گارے سے ف۵ بلکہ تو کرتا ہے تعجب اور وہ کرتے ہیں ٹھٹھے

وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا

اور جب سمجھائے نہیں — سوچتے — اور جب دیکھیں کچھ نشانی ہنسی میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں

اور جب ان کو سمجھائے نہیں سوچتے ☆ اور جب دیکھیں کچھ نشانی ہنسی میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں

إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ۝ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا

اور کچھ نہیں — یہ جادو ہے کھلا — کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں — کیا ہم کو پھر

اور کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو ہے ف — کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں — تو کیا ہم کو

لَمَبْعُوثُونَ ۝ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۝

اٹھانا ہے — اور ہمارے باپ دادوں کو اگلے — تو کہہ — ہاں اور تم ذلیل ہو کے

پھر اٹھائیں گے ☆ کیا اور ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی ف تو کہہ کہ ہاں اور تم ذلیل ہو کے ☆

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ۝ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا

سو وہ تو یہی ہے ایک جھڑکی — پھر تبھی یہ لگیں گے دیکھنے — اور کہیں گے اے خرابی ہماری یہ

سو وہ اٹھانا تو یہی ہے ایک جھڑکی پھر اسی وقت یہ لگیں گے دیکھنے ف۹ اور کہیں گے اے خرابی ہماری یہ

يَوْمُ الدِّينِ ۝ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝

۱ ع ۲۱ ۵ آیا دن جزا کا — یہ ہے دن فیصلے کا — جس کو تم جھٹلاتے تھے

آگیا دن جزا کا ف۱۰ یہ ہے دن فیصلہ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے ف۱۱

احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ مِنْ

جمع کرو گنہگاروں کو — اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ پوجتے تھے — اللہ

جمع کرو گنہگاروں کو اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ پوجتے تھے ف۱۲

دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۝ وَقِفُوهُمْ ۖ إِنَّهُمْ

الربع کے سوا — پھر چلاؤ ان کو راہ پر دوزخ کی ف۳ اور کھڑا رکھو ان کو

اللہ کے سوائے پھر چلاؤ ان کو دوزخ کی راہ پر ف۱۳ اور کھڑا رکھو ان کو ان سے

مَسْئُولُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ۝

ان سے پوچھنا ہے ف۳ کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے کوئی نہیں وہ آج آپ کو پکڑواتے ہیں

پوچھنا ہے ف۱۴ کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے کوئی نہیں وہ آج اپنے آپ کو پکڑواتے ہیں ف۱۵

ف۱ اوپر کی مجلس سے مراد فرشتوں کی مجلس ہے یعنی شیاطین کو یہ قدرت نہیں دی گئی کہ فرشتوں کی مجلس میں پہنچ کر کوئی بات وحی الٰہی کی سن آئیں جب ایسا ارادہ کر کے اوپر آسمانوں کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو جس طرف سے جاتے ہیں ادھر ہی سے فرشتے دھکے دے کر اور مار مار کر بھگا دیتے ہیں ف۲ یعنی دنیا میں ہمیشہ یوں ہی مار پڑتی رہے گی اور آخرت کا دائمی عذاب الگ رہا ف۳ یعنی اسی بھاگ دوڑ میں جلدی سے کوئی ایک آدھ بات اچک لایا اس پر بھی فرشتے شہاب ثاقب سے اس کا تعاقب کرتے ہیں اس کی تفصیل سورۂ حجر کے شروع میں گذر چکی ف۴ یعنی منکرین بعث سے دریافت کیجئے کہ آسمان، زمین، ستارے، فرشتے، شیاطین وغیرہ مخلوقات کا پیدا کرنا ان کے خیال میں زیادہ مشکل کام ہے یا خود ان کا پیدا کرنا اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد ظاہر ہے جو خدا ایسی عظیم الشان مخلوقات کا بنانے والا ہے اسے ان کا دوبارہ بنا دینا کیا مشکل ہوگا ف۵ یعنی ان کی اصل حقیقت ہمیں سب معلوم ہے۔ ایک طرح کے چپکتے گارے سے جس کا پتلا ہم نے تیار کیا آج اسکے یہ دعوے ہیں کہ آسمان و زمین کا بنانے والا اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں جس طرح پہلے تجھ کو مٹی سے بنایا دوبارہ بھی مٹی سے نکال کر کھڑا کر دیں گے ف۶ یعنی تجھ کو ان پر تعجب آتا ہے کہ ایسی صاف باتیں کیوں نہیں سمجھتے اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ یہ (نبی) کس قسم کی بے سروپا باتیں کر رہا ہے (العیاذ باللہ) ف۷ یعنی نصیحت سن کر غور و فکر نہیں کرتے اور جو معجزات و نشانات دیکھتے ہیں انہیں جادو کہہ کر ہنسی میں اڑا دیتے ہیں ف۸ وہ ہی مرغے کی ایک ٹانگ گائے جاتے ہیں کہ صاحب جب ہمارا بدن خاک میں مل کر مٹی ہو گیا۔ صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں وہ اس سے بھی بڑھ کر ہمارے باپ دادا جن کو مرے ہوئے قرن گذر گئے شاید ہڈیاں بھی باقی نہ رہی ہوں ہم کس طرح مان لیں کہ یہ سب پھر از سر نو زندہ کر کے کھڑے کر دیئے جائیں گے ف۹ یعنی ہاں ضرور اٹھائے جاؤ گے اور اس وقت ذلیل و رسوا ہو کر اس انکار کی سزا بھگتو گے ف۱۰ یعنی ایک ڈانٹ میں سب اٹھ کھڑے ہوں گے اور حیرت و دہشت سے ادھر ادھر دیکھنے لگیں گے (یہ ڈانٹ یا جھڑکی نفخ صور کی ہوگی) ف۱۱ یعنی یہ تو سچ مچ جزا کا دن آپہنچا جس کی انبیاء خبر دیتے تھے۔ اور ہم ہنسی اڑایا کرتے تھے ف۱۲ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوگا ف۱۳ یہ حکم ہوگا فرشتوں کو کہ ان سب کو اکٹھا کر کے دوزخ کا راستہ بتاؤ۔ (تنبیہ) "ازواج" (جوڑوں) سے مراد ہیں ایک قسم کے گنہگار یا ان کی کافر بیویاں اور "مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ" سے اصنام و شیاطین وغیرہ مراد ہیں۔ ف۱۴ حکم کے بعد کچھ دیر ٹھیرائیں گے تاکہ ان سے ایک سوال کیا جائے جو آگے "مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ" میں مذکور ہے ف۱۵ یعنی دنیا میں تو نَحْنُ جَمِيعٌ مُنْتَصِرٌ کہا کرتے تھے۔ (کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں) آج کیا ہوا کہ کوئی اپنے ساتھی کی مدد نہیں کرتا بلکہ ہر ایک بدحواس کان ہلاتے ذلیل ہو کر پکڑا ہوا چلا آرہا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی ہم چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور سے رعب سے داہنا ہاتھ زور کا ہے ۱۲ منہ ر ۷ ف۲ بات رب کی وہی لاملئن جہنم منک ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی ان کے گناہوں کا بدلا نہیں معاف ہوئے ۱۲ منہ ر ۷ ـــــــــــــــ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا

اور منہ کیا بعضوں نے بعضوں کی طرف لگے پوچھنے بولے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہم پر

اور منہ کیا بعضوں نے بعضوں کی طرف لگے پوچھنے ☆ بولے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہم پر

عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ

داہنے سے ف۱ وہ بولے کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے اور ہمارا تم پر کچھ

داہنی طرف سے ف۱ وہ بولے کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے ☆ اور ہمارا تم پر کچھ

مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا

زور نہ تھا پر تم ہی تھے لوگ بے حد چلنے والے سو ثابت ہوگئی ہم پر بات ہمارے رب کی ہم کو

زور نہ تھا پر تم ہی تھے لوگ حد سے نکل چلنے والے ☆ سو ثابت ہوگئی ہم پر بات ہمارے رب کی بیشک

لَذَآئِقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ

مزہ چکھنا ف۲ پھر ہم نے تم کو گمراہ کیا ہم تھے آپ گمراہ سو وہ اس دن تکلیف میں

ہم کو مزہ چکھنا ہے ☆ ہم نے تم کو گمراہ کیا جیسے ہم خود تھے گمراہ ف۲ سو وہ سب اس دن تکلیف میں

مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا

شریک ہیں ہم ایسا کچھ کرتے ہیں گنہگاروں کے حق میں وہ تھے کہ جب

شریک ہیں ف۳ ہم ایسا ہی کرتے ہیں گنہگاروں کے حق میں ☆ وہ تھے کہ

قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا

ان سے کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے تو غرور کرتے اور کہتے کیا ہم چھوڑ دینے

ان سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے تو غرور کرتے ف۴ اور کہتے کیا ہم چھوڑ دیں گے

اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اپنے ٹھاکروں کو کہے سے ایک شاعر دیوانے کے کوئی نہیں وہ لایا ہے سچا دین اور سچ مانا ہے سب رسولوں کو

اپنے معبودوں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانہ کے کوئی نہیں وہ لیکر آیا ہے سچا دین اور سچا مانتا ہے سب رسولوں کو ف۵

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

بیشک تم کو چکھنی دکھ والی مار اور وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کرتے تھے

بیشک تم کو چکھنا ہے عذاب دردناک ☆ اور وہ ہی بدلا پاؤ گے جو کچھ تم کرتے تھے ف۶

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝

مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ف۱ وہ جو ہیں ان کو روزی ہے مقرر

مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ف۷ وہ لوگ جو ہیں ان کے واسطے روزی ہے مقرر ☆

فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝

میوے اور ان کی عزت ہے باغوں میں نعمت کے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے

میوے ف۸ اور ان کی عزت ہے ف۹ نعمت کے باغوں میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے ☆

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝

لوگ لئے پھرتے ہیں ان کے پاس پیالہ شراب نتھرے کا سفید رنگ مزہ دیتی پینے والوں کو

لوگ لئے پھرتے ہیں ان کے پاس پیالہ شراب صاف کا ☆ سفید رنگ مزہ دینے والی پینے والوں کو ☆

ف۱ یمین " (داہنے ہاتھ) میں عموماً زور وقوت زائد ہوتی ہے یعنی تمہیں تھے جو ہم پر چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور دے کر، کھلا کر اور مرعوب کر کے یا یمین سے مراد خیر و برکت کی جانب ہو یعنی تم ہی تھے کہ ہم پر چڑھائی کرتے تھے بھلائی اور نیکی سے روکنے کے لئے یہ گفتگو اتباع اور متبوعین (زبردستوں اور زیردستوں) کے درمیان ہوگی ف۲ یعنی خود تو ایمان نہ لائے ہم پر الزام رکھتے ہو ہمارا تم پر کیا زور تھا جو دل میں ایمان نہ گھسنے دیتے تم لوگ خود ہی عقل و انصاف کی حد سے نکل گئے کہ بے لوث ناصحین کا کہنا نہ مانا اور ہمارے بہکانے میں آگئے اگر عقل و فہم اور عاقبت اندیشی سے کام لیتے تو ہماری باتوں پر کبھی کان نہ دھرتے رہے ہم سو ظاہر ہے خود گمراہ تھے ایک گمراہ سے بجز گمراہی کی طرف بلانے کے اور کیا توقع ہو سکتی ہے ہم نے وہی کیا جو ہمارے حال کے مناسب تھا لیکن تم کو کیا مصیبت نے گھیرا تھا کہ ہمارے پھندوں میں آگئے بہرحال جو ہونا تھا ہو چکا خدا کی حجت ہم پر قائم ہوئی اور اس کی وہ ہی بات لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ الخ ثابت ہو کر رہی آج ہم سب کو اپنی اپنی غلط کاریوں اور بد معاشیوں کا مزہ چکھنا ہے ف۳ یعنی سب مجرم درجہ بدرجہ عذاب میں شریک ہوں گے جیسے جرم میں شریک تھے ف۴ یعنی ان کا کبر و غرور مانع ہے کہ نبی کے ارشاد سے یہ کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) زبان پر لائیں جس سے ان کے جھوٹے معبودوں کی نفی ہوتی ہے خواہ دل میں اسے سچ ہی سمجھتے ہوں۔ ف۵ یعنی شاعروں کا جھوٹ تو مشہور ہے پھر اس راستباز ہستی کو شاعر کیسے کہتے ہو جو دنیا میں خالص سچائی لے کر آیا ہے۔ اور سارے جہان کے سچوں کی تصدیق کرتا ہے کیا مجنون اور دیوانے ایسے سچے صحیح اور پختہ اصول پیش کیا کرتے ہیں ف۶ یعنی انکار توحید اور ان گستاخیوں کا مزہ چکھو گے جو بارگاہ رسالت میں کر رہے ہو جو کچھ کرتے تھے ایک دن سب سامنے آجائے گا ف۷ یعنی ان کا کیا ذکر۔ وہ تو ایک قسم ہی دوسری ہے جس پر حق تعالیٰ نوازش و کرم فرمائے گا ف۸ یعنی عجیب و غریب میوے کھانے کو ملیں گے جن کی پوری صفت تو اللہ ہی کو معلوم ہے ہاں کچھ مختصر سی بندوں کو بھی بتلا دی ہے جیسے فرمایا لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ (واقعہ رکوع ۱) ف۹ خدا ہی جانے کیا کیا اعزاز و اکرام ہوں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ بیضے کہتے ہیں مراد ہیں شتر مرغ کے انڈے کہ بہت خوش رنگ ہوتے ہیں۔ ف۲ یعنی وہ ساتھی پڑا ہے دوزخ میں اُس کو جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے۔ ف۳ یہ کہنے لگا اپنی خوشی کو گلہ یعنی آخرت میں اُس کو کھاویں گے اور گلے میں پھنسے گا ایک عذاب یہ بھی ہوگا یا خراب کرنا دنیا ہیچ کہ سُن کر گمراہ ہوتے ہیں کہ سبز درخت دوزخ میں کیونکر رہے گا وہ ایک درخت ہے جو نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں۔ ف۵ یعنی ڈرانا یا شیطان کہا سانپوں کو ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی مزہ اور نشاط پورا ہوگا۔ اور دنیا کی شراب میں جو خرابیاں ہوتی ہیں اُن کا نام و نشان نہ ہوگا۔ نہ سر گرانی ہوگی، نہ نشہ چڑھے گا، نہ قے آئے گی، نہ پھیپھڑے وغیرہ خراب ہوں گے، نہ اُس کی نہریں خشک ہو کر ختم ہو سکیں گی۔ ف۲ یعنی شرم و ناز سے نگاہ نیچی رکھنے والی حوریں جو اپنے ازواج کے سوا کسی دوسرے کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھیں۔ ف۳ یعنی صاف و شفاف رنگ ہوگا جیسے انڈا جس کو پرند اپنے پروں کے نیچے چھپائے رکھے۔ کہ نہ داغ لگے نہ گرد و غبار پہنچے۔ یا انڈے کے اندر کی سفیدی جو سخت چھلکے کے نیچے پوشیدہ رہتی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ شتر مرغ کے انڈے مراد ہیں جو بہت خوش رنگ ہوتے ہیں۔ بہرحال تشبیہ صفائی یا خوش رنگ ہونے میں ہے سفیدی میں نہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا کَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ (رحمٰن رکوع ۳) ف۴ یعنی یاران جلسہ جمع ہوں گے اور شراب طہور کا جام چل رہا ہوگا۔ اُس عیش و تنعم کے وقت اپنے بعض گذشتہ حالات کا تذکرہ کریں گے۔ ایک جنتی کہے گا کہ میاں دنیا میں میرا ایک ملنے والا تھا جو مجھ کو آخرت پر یقین رکھنے کی وجہ سے ملامت کیا کرتا اور احمق بنایا کرتا تھا۔ اُس کے نزدیک یہ بالکل مہمل بات تھی کہ ایک شخص مٹی میں مل جائے اور گوشت پوست کچھ باقی نہ رہے محض بوسیدہ ہڈیاں رہ جائیں، پھر اُسے اعمال کا بدلہ دینے کے لئے ازسرِ نو زندہ کر دیں؟ بھلا ایسی بے تکی بات پر کون یقین کر سکتا ہے۔ ف۵ یعنی وہ ساتھی یقیناً دوزخ میں پڑا ہوگا۔ آؤ ذرا جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے۔ (یہ اُس جنتی کا مقولہ ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مقولہ اللہ کا ہے یعنی حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تم جھانک کر اُس کو دیکھنا چاہتے ہو) ف۶ یعنی اس جنتی کو اپنے ساتھی کا حال دکھلا دیا جائے گا کہ ٹھیک دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اُسے عبرت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان یاد آئے گا۔ کہے گا کمبخت! تو نے تو مجھے بھی اپنے ساتھ برباد کرنا چاہا تھا۔ محض اللہ کے احسان نے دستگیری فرمائی جو اس مصیبت سے بچا لیا اور میرا قدم راہ ایمان و عرفان سے ڈگنے نہ دیا، ورنہ آج میں بھی تیری طرح پکڑا ہوا آتا۔ اور اسی ہولناک عذاب میں گرفتار ہوتا۔ ف۷ اُس وقت فرطِ مسرت سے کہے گا کہ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اُس پہلی موت کے سوا جو دنیا میں آچکی اب ہم کو کبھی مرنا نہیں اور نہ کبھی اس عیش و بہار سے نکل کر تکلیف و عذاب کی طرف جانا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت سے اسی تنعم و رفاہیت میں ہمیشہ رہیں گے بے شک بڑی بھاری کامیابی اسی کو کہتے ہیں اور یہی وہ اعلیٰ منصب ہے جس کی تحصیل کے لئے چاہئے کہ ہر طرح کی محنتیں اور قربانیاں گوارا کی جائیں۔ ف۸ اوپر بہشتیوں کی مہمانی کا ذکر تھا۔ یہاں سے دوزخیوں کی مہمانی کا حال سُناتے ہیں: "زقوم" کسی درخت کا نام ہے جو سخت کڑوا، بدمزہ، بدبودار ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے یہاں تھوہر یا سینہڈ۔ دوزخ کے اندر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ایک درخت اُگایا ہے اُس کو یہاں "شجرۃ الزقوم" سے موسوم کیا۔ وہ ایک بلا ہے ظالموں کے واسطے آخرت میں۔ کیونکہ جب دوزخی بھوک سے بیقرار ہوں گے تو یہی کھانے کو دیا جائے گا۔ اور اُس کا حلق سے اُتارنا یا اُترنے کے بعد ایک خاص اثر پیدا کرنا سخت تکلیف دہ اور مستقل عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی ایک طرح کی بلا اور آزمائش ہے کہ قرآن میں اُس کا ذکر سُن کر گمراہ ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ سبز درخت دوزخ کی آگ میں کیونکر اُگا۔ (حالانکہ ممکن ہے اُس کا مزاج ہی ناری ہو جیسے آگ کا کیڑا "سمندر" آگ میں زندہ رہتا ہے اور سہارنپور کے کمپنی باغ میں بعض درختوں کی تربیت آگ کے ذریعہ سے ہوئی ہے) کسی نے کہا "زقوم" فلاں لغت میں کھجور اور مکھن کو کہتے ہیں انھیں سامنے رکھ کر ایک دوسرے کو بُلاتے ہیں کہ آؤ زقوم کھائیں گے۔ ف۹ یعنی سخت بدنما شیطان کی صورت، یا شیاطین کہا سانپوں کو۔ یعنی اُس کا خوشہ سانپ کے سر کی طرح ہوگا جیسے ہمارے ہاں ایک درخت کو اسی تشبیہ سے "ناگ پھن" کہتے ہیں۔

لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ○ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

نہ اُس میں سر پھرتا ہے اور نہ اُس سے بہکتے ہیں اور اُن کے پاس ہیں عورتیں نیچی نگاہ رکھتیاں

نہ اُس میں سر پھرتا ہے اور نہ وہ اُس کو پی کر بہکیں ف۱ اور اُن کے پاس ہیں عورتیں نیچی نگاہ رکھنے والیاں

عِيْنٌ ○ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ○ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھرے ف۱ پھر منہ کیا ایک نے دوسرے کی طرف

بڑی آنکھوں والیاں ف۲ گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھرے ف۳ پھر منہ کیا ایک نے دوسرے کی طرف

يَّتَسَآءَلُوْنَ ○ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ○ يَّقُوْلُ

لگے پوچھنے بولا ایک بولنے والا اُن میں مجھ کو تھا ایک ساتھی کہتا

لگے پوچھنے ☆ بولا ایک بولنے والا اُن میں میرا تھا ایک ساتھی ☆ کہا کرتا

اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا

کیا تو یقین کرتا ہے کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو

کیا تو یقین کرتا ہے ☆ کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو

لَمَدِيْنُوْنَ ○ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ

بدلہ ملنا ہے کہنے لگا بھلا تم جھانک کر دیکھو گے ف۲ پھر جھانکا تو اُس کو دیکھا بیچوں بیچ

جزا ملے گی ف۴ کہنے لگا۔ بھلا تم جھانک کر دیکھو گے ف۵ پھر جھانکا تو اُس کو دیکھا بیچوں بیچ

الْجَحِيْمِ ○ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ○ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ

دوزخ کے بولا قسم اللہ کی تو تو لگا تھا کہ مجھ کو گڑھے میں ڈالے اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل تو میں بھی ہوتا

دوزخ کے بولا قسم اللہ کی تو تو مجھ کو ڈالنے لگا تھا گڑھے میں اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل تو میں بھی

مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ○ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا

اُن میں جو پکڑے آئے کیا اب ہم کو نہیں مرنا مگر جو پہلی بار مر چکے اور ہم کو

ہوتا اُنہی میں جو پکڑے ہوئے آئے ف۶ کیا اب ہم کو مرنا نہیں ☆ مگر جو پہلی بار مر چکے اور

نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ لِمِثْلِ هٰذَا

تکلیف نہیں پہنچنی ف۳ بے شک یہی ہے بڑی مراد ملنی ایسی چیزوں کے واسطے

ہم کو تکلیف نہیں پہنچنے کی ☆ بے شک یہی ہے بڑی مراد ملنی ☆ ایسی چیزوں کے واسطے

فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ○ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ○ اِنَّا

چاہیے محنت کریں محنت والے بھلا یہ بہتر مہمانی یا درخت سینہڈ کا ہم نے

چاہیے محنت کریں محنت کرنے والے ف۷ بھلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سینہڈ کا ☆ ہم نے

جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ○ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ○

اُس کو رکھا ہے خراب کرنا ظالموں کا ف۴ وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں

اُس کو رکھا ہے ایک بلا ظالموں کے واسطے ☆ وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں ف۸

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ○ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ

اُس کا شگوفہ جیسے سر شیطانوں کے ف۵ سو وہ کھاویں گے اُس میں سے پھر بھریں گے

اُس کا خوشہ جیسے سر شیطان کے ف۹ سو وہ کھائیں گے اُس میں سے پھر بھریں گے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّ

اُس سے پیٹ پھر اُن کو اُس پر ملونی جلتے پانی کی پھر اُن کو

اُس سے پیٹ ☆ پھر اُن کے واسطے اُس کے اوپر ملونی ہے جلتے پانی کی ف۱ پھر

مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ۝ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ۝ فَهُمْ عَلٰٓى

لے جانا آگ کے ڈھیر میں ف۱ انھوں نے پائے اپنے باپ دادے بہکے ہوئے سو وہ انھیں

اُن کو لے جانا آگ کے ڈھیر میں ف۲ انھوں نے پایا اپنے باپ دادوں کو بہکے ہوئے سو وہ انہی

اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَقَدْ

کے قدموں پر دوڑتے ہیں اور بہک چکے ہیں اُن سے آگے بہت لوگ پہلے اور ہم نے

کے قدموں پر دوڑتے ہیں ف۳ اور بہک چکے ہیں اُن سے پہلے بہت لوگ اگلے ☆ اور ہم نے

اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝

بھیجے ہیں اُن میں ڈر سنانے والے اب دیکھ کیسا ہوا آخر ڈرائے ہوؤں کا

بھیجے ہیں اُن میں ڈر سنانے والے ☆ اب دیکھ کیسا ہوا انجام ڈرائے ہوؤں کا ☆

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَ ع ۳

مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ف۱ اور ہم کو پکارا تھا نوح نے سو کیا خوب پہنچنے والے ہیں پکار پر اور

مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ف۴ اور ہم کو پکارا تھا نوح نے سو کیا خوب پہنچنے والے ہیں ہم پکار پر اور

نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝

بچا دیا اُس کو اور اُس کے گھر کو اُس بڑی گھبراہٹ سے اور رکھی اُس کی اولاد وہی رہ جانے والی ف۲

بچا دیا اُس کو اور اُس کے گھر کو اُس بڑی گھبراہٹ سے ☆ اور رکھا اُس کی اولاد کو وہی باقی رہنے والے ☆

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ

اور باقی رکھا ہم نے اُس پر پچھلی خلق میں کہ سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں ف۳ ہم یوں

اور باقی رکھا اُس پر پچھلے لوگوں میں ☆ کہ سلام ہے نوح پر سارے جہان والوں میں ☆ ہم یوں

نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا

بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو وہ ہے ہمارے بندوں ایمان دار میں پھر ڈبا دیا ہم نے

بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو ☆ وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں ☆ پھر ڈبا دیا ہم نے

الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ

دوسروں کو اور اُسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم جب آیا اپنے رب پاس لیکر دل

دوسروں کو ف۵ اور اُسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم ف۶ جب آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل

سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ وقف لازم

نروگا ف جب کہا اپنے باپ کو اور اُس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو کیوں جھوٹ بنائے حاکموں کو

نروگا ف جب کہا اپنے باپ کو اور اُس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو ☆ کیا جھوٹ بنائے ہوئے حاکموں کو

اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى

اللہ کے سوا چاہتے ہو پھر کیا خیال کیا ہے تم نے جہان کے صاحب کو پھر نگاہ کی ایک بار

اللہ کے سوائے چاہتے ہو ف۸ پھر کیا خیال کیا ہے تم نے پروردگارِ عالم کو ف۹ پھر نگاہ کی ایک بار

ف۱ زقوم کھا کر پیاس لگے گی تو سخت جلتا پانی پلایا جائے گا جس سے آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی "فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ" (محمد رکوع ۲) اعاذنا اللہ منہا۔ ف۲ یعنی بہت مچھ کے ہوں گے تو آگ سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈال دیں گے۔ ف۳ یعنی پچھلے کافر اگلوں کی اندھی تقلید میں گمراہ ہوئے۔ جس راہ پر اُنھیں چلتے دیکھا اُسی پر دوڑ پڑے، کلواں کھائی کچھ نہ دیکھا۔ ف۴ یعنی ہر زمانہ میں انجام سے آگاہ کرنے والے اور آخرت کا ڈر سنانے والے آتے رہے۔ آخر جنھوں نے نہ سُنا اور نہ مانا دیکھ لو! اُن کا انجام کیسا ہوا۔ البتہ اللہ کے وہ ہی چنے ہوئے بندے محفوظ رہے جن کو خدا کا ڈر اور عاقبت کی فکر تھی حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "ڈر سب ہی کو سُناتے ہیں اُن میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں" آگے بعض منذرین (بالکسر) اور منذرین (بالفتح) کے قصے سنائے جاتے ہیں۔ مکذبین کی عبرت اور مومنین کی تسلی کے لئے۔ ف۵ تقریباً ہزار سال تک حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے۔ مگر اُن کی شرارت اور ایذا رسانی برابر بڑھتی رہی۔ آخر حضرت نوح نے مجبور ہو کر اپنے بھیجنے والے کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا "رَبِّ اِنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" (قمر۔ رکوع ۱) اے پروردگار! میں مغلوب ہوں آپ میری مدد کو پہنچئے۔ دیکھ لو کہ اللہ نے اُن کی پکار کیسی سُنی اور مدد کو کس طرح پہنچا۔ نوح علیہ السلام کو مع اُن کے گھرانے کے رات دن کی ایذاء سے بچایا۔ پھر ہولناک طوفان کے وقت اُن کی حفاظت کی۔ اور تنہا اُس کی اولاد سے زمین کو آباد کر دیا۔ اور رہتی دنیا تک اُس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی چھوڑا۔ چنانچہ آج تک خلقت اُن پر سلام بھیجتی ہے اور سارے جہان میں "نوح علیہ السلام" کہہ کر یاد کئے جاتے ہیں۔ یہ تو نیک بندوں کا انجام ہوا۔ دوسری طرف اُن کے دشمنوں کا حال دیکھو کہ سب کے سب زبردست طوفان کی نذر کر دیئے گئے۔ آج اُن کا نام و نشان تک باقی نہیں! اپنی حماقتوں اور شرارتوں کی بدولت دنیا کا بیڑہ غرق کرا کر رہے۔ (تنبیہ) اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ آج تمام دنیا کے آدمی حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں (سام، حام، یافث) کی اولاد سے ہیں۔ جامع ترمذی کی بعض احادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ والتفصیل یطلب من مظانہ۔ ف۶ انبیاء علیہم السلام اصول دین میں سب ایک راہ پر ہیں اور ہر پچھلا پہلے کی تصدیق و تائید کرتا ہے اسی لئے ابراہیم کو نوح (علیہما السلام) کے گروہ سے فرمایا۔ "اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ" (مومنون۔ رکوع ۴) ف۷ یعنی ہر قسم کے اعتقادی و اخلاقی روگ سے دل کو پاک کر کے اور دنیوی خرخشوں سے آزاد ہو کر انکسار و تواضع کے ساتھ اپنے رب کی طرف جُھک پڑا۔ اور اپنی قوم کو بھی بُت پرستی سے باز رہنے کی نصیحت کی۔ ف۸ یعنی یہ آخر پتھر کی مورتیاں چیز کیا ہیں جنھیں تم اس قدر چاہتے ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لئے۔ کیا سچ مچ ان کے ہاتھ میں جہان کی حکومت ہے! یا کسی چھوٹے بڑے نقصان کے مالک ہیں؟ آخر سچے مالک کو چھوڑ کر ان جھوٹے حاکموں کی اتنی خوشامد اور حمایت کیوں ہے؟ ف۹ یعنی کیا اُس کے وجود میں شبہ ہے؟ یا اُس کی شان و رتبہ کو نہیں سمجھتے جو (معاذ اللہ) پتھروں کو اُس کا شریک ٹھہرا رہے ہو۔ یا اُس کے غضب و انتقام کی خبر نہیں؟ جو ایسی گستاخی پر جری ہو گئے ہو۔ آخر بتلاؤ تو سہی تم نے پروردگار عالم کو کیا خیال کر رکھا ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی بہت بھوکے ہوں گے تو آگ سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈالیں گے۔ ف۳ ڈر سبھی کو سُناتے ہیں اُن میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں۔ ف۳ کشتی میں اتنی یا اٹھائی آدمی بچے تھے اُن کی اولاد نہیں چلی انہی کے تینوں بیٹوں سے چلی تمام بسا بیچ زمین کے عرب اور توران اور ایران پیدا ہوئے۔ یافث بسا شمال کو ترک اور صقلیب یاجوج ماجوج پیدا ہوئے۔ حام بسا جنوب کو ہند اور حبش پیدا ہوئے۔ ف۴ یعنی ہمیشہ خلق اُن پر سلام بھیجتے ہیں سارا جہان۔ ف۵ یعنی گمراہی اور عیب سے پاک۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف وہ لوگ نجومی تھے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا یا نجوم کی کتاب میں دیکھ کر کہا میں بیمار رہوں یعنی ہوا چاہتا ہوں وہ شہر سے باہر نکلتے تھے ایک عید کو اور بت پوجنے کو اُن کو پیچھے چھوڑ کر چلے گئے ۔ یہ ایک جھوٹ ہے اللہ کی راہ میں عذاب نہیں ثواب ہے ۔ ف اُن کے آگے کھانے رکھ گئے تھے ۔ ف یعنی زور سے مار مار کر توڑا ۔ ف یعنی الزام دینے لگے جب ثابت ہو چکا ۔ ف یعنی جب باپ نے گھر سے نکالا بادشاہ کی خاطر ۔ ف اس سے بڑا عمل کیا کہ آپ کو ذبح کروایا ۔ ف کہتے ہیں آٹھویں شب ذی الحجہ کی خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں کل کو فکر میں رہے کہ اس کی تعبیر کیا ۔ پھر نویں شب دیکھا ذبح کرتے تو سمجھا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر یہ تدبیر میں پھر دسویں شب دیکھا وہی خواب تب بیٹے پاس گئے، کہا اُنھوں نے بھی شتاب قبول کر لیا ہزار رحمت اُس باپ پر اور بیٹے پر ۔ ف تا بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آوے کہ محبت جوش کرے کہتے ہیں ۔ بات بیٹے نے سکھائی ۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا گذرا یعنی کہنے میں نہیں آتا جو حال گذرا اُس کے دل پر اور فرشتوں کے
ف یعنی ایسے مشکل حکم کر کر آزماتے ہیں پھر اُن کو قائم رکھتے ہیں تب درجے بلند دیتے ہیں ۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

النُّجُوْمِ ○ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ○ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ○ فَرَاغَ اِلٰۤی اٰلِهَتِهِمْ
تاروں میں پھر کہا میں بیمار ہوں پھر اُلٹے گئے اس سے پیچھے دے کر ف پھر جا گھسا اُن کے بتوں میں
تاروں میں پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں پھر پھر گئے وہ اُس سے پیچھے دے کر پھر جا گھسا اُن کے بتوں میں

فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ○ فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا
پھر بولا تم کیوں نہیں کھاتے ف تم کو کیا ہے کہ نہیں بولتے پھر گھسا اُن پر مارتا
پھر بولا تم کیوں نہیں کھاتے ف تم کو کیا ہے کہ نہیں بولتے ف پھر گھسا اُن پر مارتا ہوا

بِالْیَمِیْنِ ○ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ○ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ○
داہنے ہاتھ سے ف پھر لوگ آئے اُس پر دوڑ کر گھبراتے ف بولا کیوں پوجتے ہو جو آپ تراشتے ہو
داہنے ہاتھ سے ف پھر لوگ آئے اُس پر دوڑ کر گھبراتے ہوئے ف بولا کیوں پوجتے ہو جو آپ تراشتے ہو

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ○
اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو بناتے ہو بولے چنو اس کے واسطے ایک چنائی پھر ڈالو اُس کو آگ کے ڈھیر میں
اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو ف بولے بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت پھر ڈالو اُس کو آگ کے ڈھیر میں

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ○ وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی
پھر چاہنے لگے اُس پر برا داؤ پھر ہم نے ڈالا انہی کو نیچے اور بولا میں جاتا ہوں اپنے رب کی طرف
پھر چاہنے لگے اُس پر برا داؤ کرنا پھر ہم نے ڈالا انہی کو نیچے ف اور بولا میں جاتا ہوں اپنے

رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ○ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ
وہ مجھ کو راہ دے گا ف اے رب بخش مجھ کو کوئی نیک بیٹا پھر خوشخبری دی ہم نے اُس کو ایک لڑکے کی
رب کی طرف وہ مجھ کو راہ دیگا ف اے رب بخش مجھ کو کوئی نیک بیٹا ف پھر خوشخبری دی ہم نے اس کو ایک لڑکے کی

حَلِیْمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ
جو ہوگا تحمل والا ف پھر جب پہنچا اُس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں
جو ہوگا تحمل والا ف پھر جب پہنچا اُس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں

اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ
کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے
کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے

سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ○ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ
تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ف پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا
تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ف پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا

لِلْجَبِیْنِ ○ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا
اُس کو ماتھے کے بل ف اور ہم نے پکارا اُس کو یوں کہ اے ابراہیم تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یوں
اُس کو ماتھے کے بل ف اور ہم نے اُس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم ☆ تو نے سچ کر دکھایا خواب ف ہم

كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ○ وَفَدَیْنٰهُ
دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ف بے شک یہی ہے صریح جانچنا اور اُس کا بدلہ دیا
یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو بے شک یہی ہے صریح جانچنا ف اور اس کا بدلہ دیا ہم نے

ف اُنکی قوم میں نجوم کا زور تھا حضرت ابراہیمؑ نے اُنکے دکھانے کو ستاروں کی طرف نظر ڈالی کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں (اور ایسا دنیا میں کون ہے جس کی طبیعت ہر طرح ٹھیک رہے کچھ نہ کچھ عوارض اندرونی یا بیرونی لگے ہی رہتے ہیں یہی تکلیف اور بدمزگی کیا کم تھی کہ ہر وقت قوم کی ردی حالت دیکھ کر کڑھتے تھے) یا یہ مطلب تھا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں (بیماری نام ہے مزاج کے اعتدال سے ہٹ جانیکا، تو موت سے پہلے ہر شخص کو یہ صورت پیش آنے والی ہے) بہرحال حضرت ابراہیمؑ کی مراد صحیح تھی۔ لیکن ستاروں کی طرف دیکھ کر اِنِّیْ سَقِیْمٌ کہنے سے لوگ یہ مطلب سمجھے کہ بذریعہ نجوم کے انہوں نے معلوم کر لیا ہے کہ عنقریب بیمار پڑنیوالے ہیں۔ وہ لوگ اپنے ایک تہوار میں شرکت کرنے کیلئے شہر سے باہر جا رہے تھے۔ یہ کلام سن کر حضرت ابراہیم کو ساتھ جانے سے معذور سمجھا اور چھوڑ کر چلے گئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی غرض یہ ہی تھی کہ کوئی موقع فرصت اور تنہائی کا ملے تو ان جھوٹے خداؤں کی خبر لوں۔ چنانچہ بت خانہ میں جا گھسے اور بتوں کو خطاب کر کے کہا "یہ کھانے اور چڑھاوے جو تمہارے سامنے رکھے ہوئے ہیں کیوں نہیں کھاتے؟ باوجودیکہ تمہاری صورت کھانیوالوں کی سی ہے" (تنبیہ) تقریر بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم کا اِنِّیْ سَقِیْمٌ کہنا مطلب واقعی کے اعتبار سے جھوٹ نہ تھا، ہاں مخاطبین نے جو مطلب سمجھا اسکا اعتبار سے خلاف واقع تھا اسی لئے بعض احادیث صحیحہ میں اس پر لفظ کذب کا اطلاق کیا گیا ہے حالانکہ فی الحقیقت کذب نہیں۔ بلکہ توریہ ہے۔ اور اس طرح کا "توریہ" مصلحت شرعی کے وقت مباح ہے جیسے حدیث ہجرت میں "مِمَّنِ الرَّجُلُ" کے جواب میں آنحضرت صلعم نے فرمایا "مِنْ مَاءٍ" اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا "رَجُلٌ یَّهْدِیْنِی السَّبِیْلَ" ہاں چونکہ یہ توریہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رتبہ بلند کے لحاظ سے خلاف اولیٰ تھا اس لئے بقاعدہ "حسنات الابرار سیئات المقربین" حدیث میں اس کو "ذنب" قرار دیا گیا۔ واللہ اعلم۔ ف جب بتوں کی طرف سے کھانے کے متعلق کچھ جواب نہ ملا تو کہنے لگا کہ تم بولتے کیوں نہیں؟ یعنی اعضاء اور صورت تمہاری انسانوں کی سی بنا دی، لیکن انسانوں کی سی قوت بھی نہ ڈال سکے پھر تو ب کہاں کیسے۔ بولنے والے انسان یہ حس و حرکت انسان کے سامنے سربسجود ہوں اور انہی سے مرادیں مانگیں یہ کیا مطلب ہے؟ ف یعنی زور سے مار مار کر توڑ ڈالا۔ جیسے "فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا" سورۃ "انبیاء" میں پورا مفصل گذر چکا ہے۔ لوگ جب اپنے میلے ٹھیلے سے واپس آئے تو دیکھا بت ٹوٹے پڑے ہیں۔ قرائن سے سمجھا کہ ابراہیم کے سوا یہ کسی کا کام نہیں۔ چنانچہ سب انکی طرف جھپٹ پڑے۔ ف یعنی تم کسی نے بھی نہ سوچا۔ مگر تم یہ احمقانہ حرکت کرتے کیوں ہو؟ کیا پتھر کی بیجان مورتیں جو خود تم نے اپنے ہاتھوں سے تراش کر تیار کیں پرستش کے لائق ہو گئیں؟ اور جو اللہ تمہارا اور تمہارے ہر ایک عمل و معمول کا نیز ان پتھروں کا پیدا کرنے والا ہے اُس سے کوئی سروکار نہ رہا؟ پیدا تو ہر چیز کو وہ کرے اور بندگی دوسروں کی ہونے لگے۔ پھر دوسرے بھی کیسے جو مخلوق در مخلوق ہیں۔ آخر یہ کیا اندھیر ہے۔ ف جب ابراہیم علیہ السلام کی معقول باتوں کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو یہ تجویز کی کہ ایک بڑا آتش خانہ بنا کر ابراہیم کو اُس میں ڈال دو۔ اس تدبیر سے لوگوں کے دلوں میں بتوں کی عقیدت راسخ ہو جائیگی اور ہیبت بیٹھ جائیگی کہ انکے مخالف کا انجام ایسا ہوتا ہے۔ آئندہ کوئی ایسی جرأت نہ کریگا۔ مگر اللہ نے اُن ہی کو نیچا دکھلایا ابراہیم پر آگ گلزار کر دی گئی جس سے علی رؤس الاشہاد ثابت ہو گیا کہ تم اور تمہارے جھوٹے معبود سب مل کر خدائے واحد کے ایک مخلص بندے کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔ آگ کی مجال نہیں کہ بدون ابراہیم کی اجازت کے بدون ایک ناخن بھی جلا سکے۔ ف جب قوم کی طرف سے مایوسی ہوئی اور باپ نے بھی سختی شروع کی تو حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو شام کا راستہ دکھلایا۔ ف یعنی کنبہ اور وطن چھوٹا تو اچھی اولاد عطا فرما جو دینی کام میں میری مدد کرے اور اس سلسلہ کو باقی رکھے۔ ف یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ نے اولاد کی دعا مانگی اور خدا نے قبول کی اور وہ ہی لڑکا قربانی کے لئے پیش کیا گیا۔ موجودہ تورات سے ثابت ہے کہ جو لڑکا حضرت ابراہیم کی دعا سے پیدا ہوا وہ حضرت اسمٰعیلؑ ہیں۔ اور اسی لئے اُن کا نام "اسمٰعیل" رکھا گیا کیونکہ "اسمٰعیل" دو لفظوں سے مرکب ہے "سمع" اور "ایل" "سمع" کے معنی سننے کے اور "ایل" کے معنی خدا کے ہیں۔ یعنی خدا نے حضرت ابراہیم کی دعا سن لی

تورات میں ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ اسمٰعیل کے بارے میں میں نے تیری سن لی۔ اس بنا پر آیت حاضرہ میں جس کا ذکر ہے وہ حضرت اسمٰعیل ہیں۔ حضرت اسحاق نہیں۔ اور وہ پہلے بھی ذبح وغیرہ کا قصہ ختم کرنے کے بعد حضرت اسحاق کی بشارت کا جداگانہ ذکر کیا گیا ہے جیسا آگے آتا ہے "وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا" معلوم ہوا کہ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ میں اُن کے علاوہ کسی دوسرے لڑکے کی بشارت مذکور ہے نیز اسحاق کی بشارت دیتے ہوئے اُن کے نبی بنائے جانے کی بھی خوشخبری دی گئی اور سورہ "ہود" میں اُن کے ساتھ ساتھ حضرت یعقوب کا مژدہ بھی سنایا گیا جو حضرت اسحٰق کے بیٹے ہونگے "وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ" (ہود رکوع ۷) پھر کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ حضرت اسحاق ذبیح ہوں گیا نبی بنائے جانے اور اولاد عطا کئے جانے سے پیشتر ہی ذبح کر دیئے جائیں۔ لامحالہ ماننا پڑیگا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل ہیں جن کے متعلق بشارت ولادت کے وقت نہ نبوت عطا فرمانیکا وعدہ ہوا نہ اولاد دیئے جانے کا۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی کی یادگار اور اس کی متعلقہ رسوم بنی اسمٰعیل میں برابر بطور وراثت منتقل ہوتی چلی آئیں۔ اور آج بھی اسمٰعیل کی روحانی اولاد ہی (جنہیں مسلمان کہتے ہیں) اُن رسوم یادگار روں کی حامل ہے۔ موجودہ تورات میں تصریح ہے کہ قربانی کا مقام "موریا" تھا بعض تفسیر

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی مینڈھے دو چے کا بہشت سے آیا ایک دنبہ حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا حضرت جبرئیل نے بیٹے کو سرکا دیا ایک دنبہ رکھ دیا آنکھیں کھولیں تو دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا۔ ف معلوم ہوا کہ وہ پہلے خوشخبری اسمٰعیل کی تھی اور سارا قصہ ذبح کا انہیں پر تھا یہود کہتے ہیں ذبح کیا اسحٰق کو لیکن خلاف ہے اسحاق کی خوشخبری کے ساتھ خبر تھی یعقوب کی بھی سورۂ ہود میں ہو چکا اور جو بیٹے ہونے کی پہنچکر حضرت ابراہیم پوچھتے کہ ابھی دونوں باتیں ظہور میں نہیں آئیں ذبح کیونکر ہو گا۔ ف یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو دونوں سے بہت اولاد پھیلی اسحاق کی اولاد میں نبی گذرے بنی اسرائیل کے اور اسمٰعیل کی اولاد میں آخر جن میں ہمارے پیغمبر ہوئے۔ ف حضرت الیاس اولاد میں حضرت ہارون کے ہیں شہر بعلبک کی طرف اُن کو اللہ نے بھیجا وہ پوجتے تھے بت اُس کا نام بعل تھا۔ ــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۵۸۳ یہود و نصاریٰ نے اس مقام کا پتہ بتلانے میں بہت ہی دور از کار احتمالات سے کام لیا ہے حالانکہ نہایت ہی اقرب اور بے تکلف بات یہ ہے کہ یہ مقام "مروہ" ہو جو کعبہ کے سامنے بالکل نزدیک واقع ہے اور جہاں سعی بین الصفا والمروہ ختم کر کے معتمرین حلال ہوتے ہیں اور ممکن ہے "بلغ معہ السعی" میں اسی سعی کی طرف ایماء ہو۔ موطا امام مالک کی ایک روایت میں نبی کریم صلعم نے "مروہ" کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قربانگاہ یہ ہے۔ غالباً وہ اسی ابراہیم و اسمٰعیل کی قربانگاہ کی طرف اشارہ ہوگا۔ ورنہ آپ کے زمانہ میں (حج) عمرہ کے سوا منیٰ میں قربانی کرتے تھے جیسے آج تک کی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کا اصل قربانگاہ "مروہ" تھا۔ پھر حجاج اور ذبائح کی کثرت دیکھ کر منیٰ تک وسعت دیدی گئی۔ قرآن کریم میں بھی "هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ" اور "ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ" فرمایا ہے جس سے کعبہ کا قرب ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال قرآن و آثار یہی بتلاتے ہیں کہ "ذبیح اللہ" وہی اسمٰعیل تھے جو کہ میں آکر رہے اور وہیں اُن کی نسل پھیلی۔ تورات میں یہی تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم کو اپنے اکلوتے اور محبوب بیٹے کے ذبح کا حکم دیا گیا تھا اور یہ مسلم ہے کہ حضرت اسمٰعیل حضرت اسحٰق سے عمر میں بڑے ہیں۔ پھر حضرت اسحٰق علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی موجودگی میں اکلوتے کیسے ہو سکتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم کی دعا کے جواب میں جس لڑکے کی بشارت ملی اُسے "غلام حلیم" کہا گیا ہے۔ لیکن حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت جب فرشتوں نے ابتداءً خدا کی طرف سے دی تو "غلام علیم" سے تعبیر کیا۔ حق تعالیٰ کی طرف سے "حلیم" کا لفظ اُن پر یا کسی اور نبی پر قرآن میں کہیں اطلاق نہیں کیا گیا۔ صرف اس لڑکے کو جس کی بشارت یہاں دی گئی اور اُس کے باپ ابراہیم کو یہ لقب عطا ہوا ہے "إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ" (ہود رکوع ۷) اور "إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ" (توبہ رکوع ۱۴) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہی دونوں باپ بیٹے اس لقب خاص سے ملقب کرنے کے مستحق ہوئے۔ "حلیم" اور "صابر" کا مفہوم قریب قریب ہے۔ اسی "غلام حلیم" کی زبان سے یہاں نقل کیا "سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ" دوسری جگہ فرمادیا "وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ" (انبیاء رکوع ۶) شاید اسی لئے سورۂ "مریم" میں حضرت اسمٰعیل کو "صادق الوعد" فرمایا کہ "سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ" کے وعدہ کو کس طرح سچا کر دکھایا۔ بہرحال "حلیم" "صابر" "صادق الوعد" کے القاب کا مصداق ایک ہی معلوم ہوتا ہے یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام "وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا" سورۂ "بقرہ" میں تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی زبان سے جو دعا نقل فرمائی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں "رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ" یعنی اسی مسلم کے تثنیہ کو یہاں قربانی کے ذکر میں "فَلَمَّا أَسْلَمَا" کے لفظ سے ادا کر دیا۔ اور اُن ہی دونوں کی ذریت کو خصوصی طور پر "مسلم" کے لقب سے ممتاز کیا۔ بے شک اس سے بڑھ کر اسلام و تفویض اور صبر و تحمل کیا ہوگا جو دونوں باپ بیٹے نے ذبح کرنے اور ذبح ہونے کے متعلق دکھلایا۔ یہ "أَسْلَمَا" کا صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کی ذریت کو "امت مسلمہ" بنا دیا۔ فللہ الحمد علیٰ ذالک۔ ف یعنی جب اسمٰعیل بڑا ہو کر اس قابل ہو گیا کہ اپنے باپ کے ساتھ دوڑ سکے اور اُس کے کام آسکے اُس وقت ابراہیم نے اپنا خواب بیٹے کو سنایا۔ تا اُس کا خیال معلوم کریں کہ خوشی سے آمادہ ہوتا ہے یا زبردستی کرنی پڑے گی۔ کہتے ہیں کہ تین رات مسلسل یہی خواب دیکھتے رہے۔ تیسرے روز بیٹے کو اطلاع کی۔ بیٹے نے بلا توقف قبول کیا۔ کہنے لگا کہ ابا جان! (دیر کیا ہے) مالک کا جو حکم ہو کر ڈالیے (ایسے کام میں مشورہ کی ضرورت نہیں۔ امر الٰہی کے امتثال میں شفقت پدری مانع نہ ہونی چاہئے) رہا میں! سو آپ انشاء اللہ دیکھ لیں گے کہ کس صبر و تحمل سے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں ہزاراں ہزار رحمتیں ہوں ایسے بیٹے اور باپ پر۔ ف۱۱ تا بیٹے کا چہرہ سامنے نہ ہو۔ مبادا محبت پدری جوش مارنے لگے۔ کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھلائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا ماجرا گذرا یعنی کہنے میں نہیں آتا جو حال گذرا اس کے دل پر

"دو لفظوں سے مرکب ہے"

بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝

ایک جانور ذبح کو بڑا ف اور باقی رکھا ہم نے اُس پر پچھلی خلقت میں کہ سلام ہے ابراہیم پر

ایک جانور ذبح کرنے کے واسطے بڑا ف اور باقی رکھا ہم نے اُس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے ابراہیم پر ف

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَبَشَّرْنَاهُ

ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو وہ ہے ہمارے بندوں ایماندار اور خوشخبری دی ہم نے

ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ☆ وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں ف اور خوشخبری دی

بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا

اُس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں ف اور برکت دی ہم نے اُس پر اور اسحاق پر اور دونوں کی اولاد میں

ہم نے اُس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں ف اور برکت دی ہم نے اُس پر اور اسحٰق پر اور دونوں کی اولاد میں

مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝

نیکی والے ہیں اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں صریح ف اور ہم نے احسان کیا موسیٰ اور ہارون پر

نیکی والے ہیں اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں صریح ف اور ہم نے احسان کیا موسیٰ اور ہارون پر ☆

وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ

اور بچا دیا ہم نے اُن کو اور اُن کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور اُن کی مدد کی تو رہے وہی

اور بچا دیا ہم نے اُن کو اور اُن کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے ف اور اُن کی ہم نے مدد کی تو رہے وہی

الْغَالِبِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ۝ وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ

زبر اور دی اُن کو کتاب واضح اور سمجھائی اُن کو سیدھی

غالب ف اور ہم نے دی اُن کو کتاب واضح ف اور سمجھائی اُن کو سیدھی

الْمُسْتَقِيمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَ

راہ اور باقی رکھا اُن پر پچھلی خلق میں کہ سلام ہے موسیٰ اور

راہ ف ☆ اور باقی رکھا اُن پر پچھلے لوگوں میں کہ ☆ سلام ہے موسیٰ اور

هَارُونَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا

ہارون پر ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو وہ دونوں ہیں ہمارے بندوں

ہارون پر ☆ ہم یوں دیتے ہیں بدلا نیکی کرنے والوں کو ☆ تحقیق وہ دونوں ہیں ہمارے ایماندار

الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

ایماندار میں اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں جب کہا اپنی قوم کو

بندوں میں ف اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں ☆ جب اُس نے کہا اپنی قوم کو

أَلَا تَتَّقُونَ ۝ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۝ اللَّهَ

کیا تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو جو اللہ ہے

کیا تم کو ڈر نہیں ☆ کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو ف جو اللہ ہے

رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ۝

رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف پھر اُس کو جھٹلایا سو وہ پکڑے آتے ہیں

رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۱۱ پھر اُس کو جھٹلایا سو وہ آنے والے ہیں پکڑے ہوئے ف۱۲

ع ۴

اور فرشتوں پر ف۱۲ یعنی بس بس! رہنے دے، تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ مقصود بیٹے کا ذبح کرانا نہیں۔ محض تیرا امتحان منظور تھا سو اُس میں پوری طرح کامیاب ہوا۔ ف۱۳ یعنی ایسے مشکل حکم کر کے آزماتے ہیں، پھر اُن کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند دیتے ہیں۔ تورات میں ہے کہ جب ابراہیم نے بیٹے کو قربان کرنا چاہا اور فرشتہ نے ندا دی کہ ہاتھ روک لو، تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے "خدا کہتا ہے کہ چونکہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں رکھا، میں تجھ کو برکت دونگا اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل بحر کی ریتی کی طرح پھیلاؤں گا" (تورات تکوین اصحاح ۲۲ آیت ۱۵)

منزل ۶

فوائد صفحہ ہٰذا ف یعنی بڑے درجہ کا جو بہشت سے آیا، یا بڑا قیمتی، فربہ، تیار، پھر یہ ہی رسم قربانی کی اسمٰعیل علیہ السلام کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کیلئے قائم کر دی۔ ف آج تک دنیا ابراہیم کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے علیٰ نبینا وعلیہ الف الف سلام وتحیۃ۔ ف یعنی بھلے اعلیٰ درجہ کے ایمان دار بندوں میں ف معلوم ہوا وہ پہلی خوشخبری اسمٰعیل کی تھی ... "یہ دونوں کہا دونوں (بقیہ ص ۵۸۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں جیسے طور سینا اور طور سینین اور آل یاسین بھی پڑھا ہے کسی نے تو کہا یاسین اُن کے باپ کا نام ہے۔ ف۲ قوم لوط کی بستیاں لٹی ہوئی نظر آتی تھیں شام کی راہ میں۔ ف۳ کشتی دریا میں چکر کھانے لگی لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے مالک سے بھاگا ہوا۔ ہر ایک کے نام پر قرعہ ڈالا اُن کا نام نکلا۔ ف۴ کہتے ہیں وہ کدو کی بیل تھی۔ ف۵ یعنی اگر عاقل بالغ گنتے تو لاکھ تھے اور اگر سب کو شامل گنتے تو زیادہ تھے یہ اللہ کو شک نہیں۔ ف۶ وہی قوم جن سے بھاگے تھے اُن پر ایمان لا رہے تھے ڈھونڈھتے تھے کہ یہ جا پہنچے ان کو بڑی خوشی ہوئی ــــــــ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۵۸۴ - بیٹوں کو۔ دونوں سے بہت اولاد پھیلی۔ اسحٰق کی اولاد میں انبیاء بنی اسرائیل ہوئے۔ اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب ہیں جن میں ہمارے پیغمبر مبعوث ہوئے۔ یعنی اولاد میں سب یکساں نہیں، اچھے بھی ہیں جو بڑوں کا نام روشن رکھیں اور برے بھی جو اپنی بدکاریوں کی وجہ سے ننگ خاندان کہلانے کے مستحق ہیں۔ (تنبیہ) عموماً مفسرین نے "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا" کی ضمیر "ابراہیم" و "اسحٰق" کی طرف راجع کی ہے۔ مگر حضرت شاہ صاحبؒ نے "اسمٰعیل" و "اسحٰق" کی طرف راجع کرکے مضمون میں زیادہ وسعت پیدا کر دی۔ ف۶ یعنی فرعون اور اس کی قوم کے ظلم و ستم سے نجات دی۔ اور "بحر قلزم" سے نہایت آسانی کے ساتھ پار کر دیا۔ ف۷ یعنی فرعونیوں کا بیڑا غرق کرکے بنی اسرائیل کو غالب و منصور کیا۔ اور ہالکین کے اموال و املاک کا وارث بنایا۔ ف۸ یعنی تورات شریف جس میں احکام الٰہی بہت تفصیل و ایضاح سے بیان ہوئے ہیں۔ ف۹ یعنی افعال و اقوال میں استقامت بخشی۔ اور ہر معاملہ میں سیدھی راہ پر چلایا جو عصمت انبیاء کے لوازم میں سے ہے۔ ف۱۰ یعنی ہمارے کامل ایماندار بندوں میں سے ہیں۔ ف۱۱ حضرت الیاس علیہ السلام بعض کے نزدیک حضرت ہارونؑ کی نسل سے ہیں۔ اللہ نے اُن کو ملک شام کے ایک شہر "بعلبک" کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ "بعل" نامی ایک بت کو پوجتے تھے۔ حضرت الیاس نے اُن کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔ ف۱۲ یعنی یوں تو دنیا میں آدمی بھی تحلیل و ترکیب کرکے بظاہر بہت سی چیزیں بنا لیتے ہیں۔ مگر بہتر بنانے والا وہ ہے جو تمام اصول و فروع، جواہر و اعراض اور صفات و موصوفات کا حقیقی خالق ہے جس نے تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا پھر یہ کیسے جائز ہوگا کہ ایسے احسن الخالقین کو چھوڑ کر "بعل" بت کی پرستش کی جائے اور اُس سے مدد مانگی جائے جو ایک ذرہ کو ظاہری طور پر بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ بلکہ اُس کا وجود خود اپنے پرستاروں کا رہین منت ہے انھوں نے جیسا چاہا بنا کر کھڑا کر دیا۔ ف۱۳ یعنی جھٹلانے کی سزا مل کر رہے گی۔

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ

مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے اور باقی رکھا اُس پر پچھلی خلق میں کہ سلام ہے

مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ف۱ اور باقی رکھا ہم نے اُس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے

إِلْ يَاسِينَ ۝ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا

الیاس پر ف۱ ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو وہ ہے ہمارے بندوں

الیاس پر ف۲ ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ☆ وہ ہے ہمارے ایماندار

الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ (۱۱)

ایماندار میں اور تحقیق لوط ہے رسولوں میں سے جب بچا دیا ہم نے اُسکو اور اُسکے گھر والوں سب کو

بندوں میں ☆ اور تحقیق لوط ہے رسولوں میں سے ☆ جب بچا دیا ہم نے اُسکو اور اُسکے سارے گھر والوں کو

إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ

مگر ایک بڑھیا رہ گئی رہنے والوں میں پھر اکھاڑ مارا ہم نے دوسروں کو اور تم گذرتے ہو

مگر ایک بڑھیا کہ رہ گئی رہ جانیوالوں میں ف۳ پھر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہم نے دوسروں کو ف۴ اور تم گذرتے ہو

عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ ۝ وَبِاللَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ

اُن پر صبح کے وقت اور رات کو پھر کیا نہیں بوجھتے ف۲ اور تحقیق یونس ہے

اُن پر صبح کے وقت اور رات کو بھی پھر کیا نہیں سمجھتے ف۵ اور تحقیق یونس ہے رسولوں

الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

رسولوں میں سے جب بھاگ کر پہنچا اُس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوایا تو ہو گیا

میں سے ☆ جب بھاگ کر پہنچا اُس بھری کشتی پر ☆ پھر قرعہ ڈلوایا تو نکلا

الْمُدْحَضِينَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ

الزام کھایا ف۳ پھر لقمہ کیا اُس کو مچھلی نے اور وہ الاہنا کھایا ہوا تھا پھر اگر نہ ہوتا کہ وہ تھا

خطاوار ف۶ پھر لقمہ کیا اُس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا ف۷ پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ یاد کرتا

الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ

یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اُس کے پیٹ میں جس دن تک مُردے جیویں پھر ڈال دیا ہم نے اس کو چٹیل میدان

تھا پاک ذات کو ☆ تو رہتا اُسی کے پیٹ میں جس دن تک کہ مُردے زندہ ہوں ف۸ پھر ڈال دیا ہم نے اُس کو

وَهُوَ سَقِيمٌ ۝ وَأَنبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّن يَقْطِينٍ ۝ وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ

میں اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اُس پر ایک درخت بیل کا ف۴ اور بھیجا اُس کو

چٹیل میدان میں اور وہ بیمار تھا اور اُگایا ہم نے اُس پر ایک درخت بیل والا ف۹ اور بھیجا اُس کو

مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۝ فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ

لاکھ آدمیوں پر یا زیادہ ف۵ پھر وہ یقین لائے پھر برتنے دیا ہم نے اُنکو ایک وقت تک ف۶ اب اُن سے پوچھ

لاکھ آدمیوں پر یا اس سے زیادہ ف۱۰ پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے فائدہ اٹھانے دیا اُن کو ایک وقت تک ف۱۱

أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ

کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں اور اُن کے یہاں بیٹے یا ہم نے بنایا فرشتوں کو عورت اور وہ

اب اُن سے پوچھ کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں ہیں اور اُن کے یہاں بیٹے یا ہم نے بنایا فرشتوں کو عورت اور وہ

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی سب نے جھٹلایا۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندوں نے تکذیب نہیں کی۔ لہٰذا وہ ہی سزا سے بچے رہیں گے۔ ف۲ "الیاس" کو "الیاسین" بھی کہتے ہیں جیسے "طور سینا" کو "طور سینین" کہہ دیا جاتا ہے یا "الیاسین" سے حضرت الیاس کے متبعین مراد ہوں۔ اور بعض نے "آل یاسین" بھی پڑھا ہے۔ تو "یاسین" اُن کے باپ کا نام ہوگا۔ یا اُن ہی کا نام "یاسین" اور لفظ "آل" مقحم ہو جیسے "كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ" میں۔ یا "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ آلِ أَبِي أَوْفَىٰ" میں ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۳ یعنی اُن کی زوجہ جو مفسدین کے ساتھ ساز باز رکھتی تھی۔ ف۴ یعنی لوط اور اُس کے گھر والوں کے سوا دوسرے سب باشندوں کی بستی الٹ دی گئی یہ قصہ پہلے کئی جگہ مفصل گذر چکا ہے۔ ف۵ یہ مکہ والوں کو فرمایا۔ کیونکہ مکہ سے "شام" کو جو قافلے آتے جاتے تھے قوم لوط کی الٹی ہوئی بستیاں اُن کے راستہ سے نظر آتی تھیں۔ یعنی دن رات اُدھر گذرتے ہوئے یہ نشان دیکھتے ہیں پھر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ کیا نہیں سمجھتے کہ جو حال ایک نافرمان قوم کا ہوا وہ دوسری نافرمان اقوام کا بھی ہو سکتا ہے۔ ف۶ کشتی دریا میں چکر کھانے لگی۔ لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے اپنے مالک سے بھاگا ہوا۔ سب کے ناموں پر کئی مرتبہ قرعہ ڈالا۔ ہر مرتبہ ان کا نام نکلا۔ یہ قصہ سورۂ "یونس" اور سورۂ "انبیاء" میں مفصل گذر چکا ہے وہاں اُس کی تحقیق ملاحظہ کی جائے۔ ف۷ الزام یہی تھا کہ خطائے اجتہادی سے حکم الٰہی کا انتظار کئے بغیر بستی سے نکل پڑے اور عذاب کے دن کی تعیین کر دی۔ ف۸ یعنی چونکہ مچھلی کے پیٹ میں بھی اور پیٹ میں جانے سے پہلے بھی اللہ پاک کو بہت یاد کرتا تھا اس لئے ہم نے اُس کو جلدی نجات دیدی۔ ورنہ قیامت تک اُس کے پیٹ سے نکلنا نصیب نہ ہوتا مچھلی کی غذا بن جاتے۔ (تنبیہ) "لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ" الی آخرہ کنایہ ہے کبھی نہ نکلنے سے۔ اور یہ واقعہ دریائے "فرات" کا ہے۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے لکھا ہے کہ ہم نے خود اس دریا میں بہت بڑی بڑی مچھلیاں دیکھی ہیں تعجب نہ کیا جائے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ شکم ماہی میں اُن کی تسبیح یہ تھی "لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ"۔ ف۹ مچھلی کو حکم ہوا اُس نے حضرت یونسؑ کو اپنے پیٹ سے نکال کر ایک کھلے میدان میں اگل دیا۔ غذا و ہوا وغیرہ نہ پہنچنے کی وجہ سے بیمار اور نحیف ہوگئے۔ کہتے ہیں دھوپ کی شعاع اور مکھی وغیرہ کا بدن پر بیٹھنا بھی ناگوار ہوتا تھا۔ اللہ کی قدرت سے وہاں کدو کی بیل اگ آئی اس کے پتوں نے اُن کے جسم پر سایہ کر لیا اور اسی طرح قدرت خداوندی سے ... کا سامان بھی ہو گیا۔ ف۱۰ یعنی اگر صرف عاقل بالغ گنتے تو لاکھ تھے۔ اور اگر سب چھوٹے بڑوں کو شامل گنتے تو زیادہ تھے یا یوں کہو کہ ایک لاکھ سے گذر کر دو لاکھ تک نہیں پہنچے تھے۔ ہزار کی کسر نہ لگاؤ تو ایک لاکھ کہو اور کسر لگاؤ تو ایک لاکھ اور چند ہزار زائد ہونگے۔ واللہ اعلم۔ ف۱۱ یعنی ایمان و یقین کی بدولت عذاب الٰہی سے بچ گئے اور اپنی عمر مقدر تک دنیا کا فائدہ اٹھاتے رہے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "وہ ہی قوم جس سے بھاگے تھے اُن پر ایمان لا رہی ... ڈھونڈتی تھی کہ یہ جا پہنچے۔ اُن کو بڑی خوشی ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی تم انسان اور تمہارے شیطان بے مرضی اللہ کے گمراہ نہیں کر سکتے گمراہ وہی ہوگا جس کو اس نے دوزخی لکھ دیا۔ ف یہاں سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبان سے فرمایا جیسے دعائیں فرمائی ہیں سو آدمیوں کی زبان سے ٹھکانا مقرر یعنی اپنی حد ہے اُس سے آگے بڑھنا نہیں یہاں پر فرمایا کہ کافر کہتے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی عورتوں سے پیدا ہوتیاں، سو جنوں کو اپنا حال معلوم ہے اور فرشتے یوں کہتے ہیں۔
ف یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی کھڑا رہتا ہے۔ ف یہاں تک ہو چکا فرشتوں کا کلام۔ ف عرب لوگ انبیاء کا نام سنتے تھے اُن کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے تھے اب جو اپنے اندر نبی پیدا ہوا تو پھر گئے۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ
ف یعنی انبیاء کا حال تو سن لیا کہ حضرت نوح، ابراہیم، اسمٰعیل، موسیٰ، ہارون، الیاس، لوط، یونس علیہم السلام سب کی مشکلات اللہ کی امداد و اعانت سے حل ہوئیں۔ کوئی بڑے سے بڑا مقرب اس کی دستگیری سے بے نیاز نہیں
اب آگے تھوڑا سا فرشتوں اور جنوں کا حال سن لو جن کی نسبت خدا جانے کیا کیا واہی تباہی عقیدے تراش کر رکھے ہیں۔ چنانچہ عرب کے بعض قبائل کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ جب پوچھا جاتا کہ ان کی مائیں کون ہیں

شَاهِدُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُم مِّنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ۝ وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ
دیکھتے تھے سنتا ہے وہ اپنا جھوٹ بنایا کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہوئی اور وہ بے شک
دیکھتے تھے ☆ سنتا ہے وہ اپنا جھوٹ بنایا کہتے ہیں کہ ☆ اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بے شک
لَكَاذِبُونَ ۝ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝
جھوٹے ہیں کیا پسند کیں بیٹیاں بیٹوں سے کیا ہوا ہے تم کو کیسا انصاف کرتے ہو
جھوٹے ہیں ف کیا اس نے پسند کیں بیٹیاں بیٹوں سے ☆ کیا ہو گیا ہے تم کو کیسا انصاف کرتے ہو
أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطَانٌ مُّبِينٌ ۝ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِن كُنتُمْ
کیا تم دھیان نہیں کرتے یا تم پاس کوئی سند ہے کھلی تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم
کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو ف یا تمہارے پاس کوئی سند ہے کھلی ☆ تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم
صَادِقِينَ ۝ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ
سچے اور ٹھہرایا ہے اُس میں اور جنوں میں ناتا اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ
سچے ف اور ٹھہرایا ہے انھوں نے خدا میں اور جنوں میں ناتا اور جنوں کو تو معلوم ہے کہ تحقیق وہ
لَمُحْضَرُونَ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝
پکڑے آتے ہیں اللہ نرالا ہے ان باتوں سے جو بتاتے ہیں مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے
پکڑے ہوئے آئیں گے اللہ پاک ہے اُن باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں ف مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ف
فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ۝ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ۝ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ
سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو اُس کے ہاتھ سے بہکا نہیں لے سکتے مگر اسی کو جو پہنچنے والا ہے
سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو ☆ کسی کو اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے ☆ مگر اسی کو جو پہنچنے والا ہے
الْجَحِيمِ ۝ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ۝ وَإِنَّا
آگ میں ف اور ہم میں جو ہے اُس کا ایک ٹھکانا ہے مقرر ف اور ہم جو ہیں ہم ہی ہیں قطار باندھنے والے اور ہم
دوزخ میں ف اور ہم میں جو ہے اس کا ایک ٹھکانا ہے مقرر ف اور ہم ہی ہیں صف باندھنے والے ف اور ہم
لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ۝ وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ۝ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا مِّنَ
ہیں پاکی بولنے والے ف اور یہ تو کہتے تھے اگر ہم پاس احوال ہوتا پہلے
ہی ہیں پاکی بیان کرنے والے ف اور یہ تو کہا کرتے تھے ☆ اگر ہمارے پاس کچھ احوال ہوتا
الْأَوَّلِينَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ فَكَفَرُوا بِهِ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝
لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ف سو اس سے منکر ہو گئے اب آگے جان لیں گے
پہلے لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ہوئے ☆ سو اس سے منکر ہو گئے اب آگے جان لیں گے ف
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ۝ وَإِنَّ
اور پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو رسول ہیں بے شک انہی کو مدد ہوتی ہے اور ہمارا
اور پہلے ہو چکا ہمارا حکم اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں بے شک انہی کو مدد دی جاتی ہے اور
جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۝
لشکر جو ہے بے شک وہی زبر ہے سو تو ان سے پھر آ ایک وقت تک اور ان کو دیکھتا رہ کہ آگے دیکھ لیں گے
ہمارا لشکر جو ہے بے شک وہی غالب ہے ف سو تو ان سے پھر آ ایک وقت تک اور ان کو دیکھتا رہ کہ وہ آگے دیکھ لیں گے

تو بڑے بڑے جنوں کی لڑکیوں کو بتلاتے! اس طرح (العیاذ باللہ) خدا کا ناتا جنوں اور فرشتوں دونوں سے جوڑ رکھا تھا آگے دونوں کا حال ذکر کیا جاتا ہے۔ مگر اس سے پہلے بطور تمہید کفار عرب کے اس لچر پوچ عقیدہ کا رد کیا گیا ہے چنانچہ ابتدائے سورت سے اپنی عظمت و وحدانیت کے دلائل اور قصص کے ضمن میں اپنی قدرت قاہرہ کے آثار بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اب ذرا ان احمقوں سے پوچھئے کیا اتنی بڑی عظمت و قدرت والا خدا (معاذ اللہ) اپنے لئے اولاد بھی تجویز کرتا تو بیٹیاں لیتا اور تم کو بیٹے دیتا۔ ایک تو یہ گستاخی کہ خداوند قدوس کے لئے اولاد تجویز کی پھر اولاد بھی کمزور اور گھٹیا اس پر مستزاد یہ کہ فرشتوں کو مونث (عورت) تجویز کیا جو تحقیق فرشتوں کو پیدا کیا تھا یہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ اُنھیں عورت بنایا گیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس جہالت کا کیا ٹھکانا ہے۔ ف یعنی کچھ تو سوچو، عیب کرنے کو بھی ہنر چاہئے۔ ایک غلط عقیدہ بنانا تھا تو ایسا بالکل ہی بے تکا تو نہ ہونا چاہئے تھا۔ یہ کونسا انصاف ہے کہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرو اور خدا کے لئے بیٹیاں پسند کراؤ۔ ف یعنی آخر یہ مہمل اور بے تکی بات نکالی کہاں سے؟ عقل و فہم اور علمی اصول سے تو اس کو لگاؤ نہیں پھر کیا کوئی نقلی سند اس عقیدہ کی رکھتے ہو۔ ایسا ہے تو بسم اللہ وہ ہی دکھلاؤ۔ ف یعنی احمقوں نے جنوں کے ساتھ معاذ اللہ دامادی کا رشتہ قائم کر دیا۔ سبحان اللہ، کیا باتیں کرتے ہیں، مرقعہ ہے تو ذرا اُن جنوں سے پوچھ آؤ کہ وہ خود اپنی نسبت کیا سمجھتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہے کہ دوسرے مجرموں کی طرح وہ بھی اللہ کے روبرو پکڑے ہوئے آئیں گے کیا داماد کا سسرال کے ساتھ یہ ہی معاملہ ہوتا ہے۔ بعض سلف نے نسب سے مراد یہ لی ہے کہ وہ لوگ شیاطین الجن کو اللہ تعالیٰ کا حریف مقابل سمجھتے تھے۔ جیسے مجوس "یزدان" اور "اہرمن" کے قائل ہیں یعنی ایک نیکی کا خدا دوسرا بدی کا۔ ف یعنی جن ہیں سے ہوں یا آدمیوں میں سے، اللہ کے چنے ہوئے بندے ہی اس پکڑ دھکڑ سے آزاد ہیں۔ معلوم ہوا وہاں کسی کا رشتہ ناتا نہیں۔ صرف بندگی اور اخلاص کی پوچھ ہے۔ ف بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ جنوں کے ہاتھ میں بدی کی اور فرشتوں کے ہاتھ میں نیکی کی باگ ہے۔ یہ جس کو چاہیں بھلائی پہنچائیں اور خدا کا مقرب بنا دیں اور وہ جسے چاہیں برائی اور تکلیف میں ڈال دیں یا گمراہ کر دیں۔ شاید ان ہی مفروضہ اختیارات کی بنا پر انھیں اولاد یا سسرال بنایا ہو گا۔ اس کا جواب دیا کہ تمہارے اور اُن کے ہاتھ میں کوئی مستقل اختیار نہیں۔ تم اور جن شیاطین کو تم پوجتے ہو سب مل کر یہ قدرت نہیں رکھتے کہ بدون مشیت ایزدی ایک شخص کو بھی زبردستی گمراہ کر سکو۔ گمراہ وہ ہی ہوگا جسے اللہ نے اس کی سوئے استعداد کی بنا پر دوزخی لکھ دیا اور اپنی بدکاری کی وجہ سے از خود دوزخ میں پہنچ گیا۔ ف یہ کلام اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف سے گویا اُن کی زبان سے فرمایا۔ جیسے بہت جگہ آدمیوں کی زبان سے دعائیں فرمائی ہیں۔ یعنی ہر فرشتہ کی ایک حد مقرر ہے۔ اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ یہ اس پر فرمایا کہ کافر کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی عورتوں سے پیدا ہوئیں۔ سو جنوں کو اپنا حال خوب معلوم ہے۔ اور فرشتے یوں کہتے ہیں۔ اُن کو بھی حکم الٰہی سے ذرا تجاوز کرنے کی گنجائش نہیں۔ ف یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی اللہ کی بندگی اور اس کا حکم سننے کے لئے کھڑا رہتا ہے۔ مجال نہیں آگے پیچھے سرک جائے۔ ف یہاں تک فرشتوں کا کلام ختم ہوا۔ آگے اہل مکہ کا حال بیان فرماتے ہیں۔ ف عرب لوگ انبیاء کے نام سنتے تھے اُن کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے یعنی اگر ہم کو پہلے لوگوں کے علوم حاصل ہوتے یا ہمارے پاس کوئی کتاب اور نصیحت کی بات اترتی تو ہم خوب عمل کر کے دکھلاتے اور معرفت و عبادت میں ترقی کر کے اللہ کے مخصوص و منتخب بندوں میں شامل ہو جاتے۔ اب جو اُن کے اندر نبی آیا تو پھر گئے وہ قول و قرار کچھ یاد نہ رکھا سو اس انکار و انحراف کا جو انجام ہونے والا ہے عنقریب دیکھ لیں گے

ف یعنی یہ بات علم الٰہی میں ٹھہر چکی ہے کہ منکرین کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو مدد پہنچاتا ہے اور آخرکار خدائی لشکر ہی غالب ہو کر رہتا ہے خواہ درمیان میں حالات کتنے ہی پلٹے کھائیں۔ مگر آخری کامیابی مخلص بندوں ہی کے لئے ہے۔ باعتبار حجت و برہان کے بھی اور باعتبار ظاہری تسلط و غلبہ کے بھی۔ اِن شرط یہ ہے کہ "جند" فی الواقع "جند اللہ" ہو۔ ف یعنی ابھی چند روز انھیں کچھ نہ کہئے۔ صبر کے ساتھ آپ ان کا دیکھتے رہئے اور یہ اپنا انجام دیکھ لیں گے۔ چنانچہ دیکھ لیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ شاید "فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ" سن کر کہا ہوگا کہ بہت دیر کیا ہے ہم کو ہمارا انجام جلدی دکھلا دو اُس کا جواب دیا کہ اپنے اوپر جو آفت لانے جانے کی جلدی مچا رہے ہو، جب وہ آئیگی تو بہت برا وقت ہوگا۔ عذاب الٰہی اس طرح آئے گا جیسے کوئی دشمن گھات میں لگا ہوا ہو اور صبح کے وقت یکایک میدان میں اُتر کر چھاپہ مار جائے۔ عذاب آنے کے وقت یہ ہی حشر اُن لوگوں کا ہوگا جنھیں پہلے سے ڈرا کر ہشیار کر دیا گیا تھا چنانچہ فتح مکہ وغیرہ میں ایسا ہی ہوا۔ ف۲ شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا تھا اور یہ آخرت کے عذاب کا ہو، یعنی آپ دیکھتے جایئے اب آگے چل کر آخرت میں یہ کافر کیا کچھ دیکھتے ہیں۔ ف۳ خاتمہ سورت پر تمام اصولی مضامین کا خلاصہ کر دیا۔ یعنی اللہ کی ذات تمام عیوب و نقائص سے پاک اور تمام محاسن وکمالات کی جامع ہے۔ سب خوبیاں اُسی کی ذات میں مجتمع ہیں۔ اور انبیاء و رُسل پر اُس کی طرف سے سلام آتا ہے جو اُن کی عظمت و عصمت اور سالم و منصور ہونے کی دلیل ہے۔ (تنبیہ) احادیث سے بعد نماز اور ختم مجلس پر ان آیات کے پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے سورۂ ہذا کے فوائد کو ان ہی آیات شریفہ پر ختم کرتا ہوں۔ اللہ! میرا خاتمہ بھی اسی عقیدۂ محکم پر کیجیو۔ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ تمت فوائد الصافات

اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ○ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ ○ وَ

کیا ہماری آفت شتاب مانگتے ہیں پھر جب آ اُترے گی ان کے میدان میں تو بُری صبح ہوگی ڈرائے گیوں کی ف۱

کیا ہماری آفت کو جلد مانگتے ہیں پھر جب اُترے گی اُن کے میدان میں تو بُری صبح ہوگی ڈرائے ہوؤں کی ف۱ اور

تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰی حِیْنٍ ○ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ ○ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ

اور پھر آ ان سے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ اب آگے دیکھ لیں گے ف۲ پاک ذات ہے تیرے رب کی

پھر آ اُن سے ایک وقت تک ☆ اور دیکھتا رہ اب آگے دیکھ لیں گے ف۲ پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ

الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

عزت کا صاحب پاک ہے ان باتوں سے جو کرتے ہیں اور سلام ہو رسولوں پر اور سب خوبی اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا

پروردگار عزت والا پاک ہے اُن باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے

ع ۵ / ۹

سُوْرَةُ صٓ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَةً وَّفِیْهَا خَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

سورہ ص مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ○ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○

قسم ہے اس قرآن سمجھانے والے کی بلکہ جو لوگ منکر ہیں غروروں میں ہیں اور مقابلے میں بہت

قسم ہے اس قرآن سمجھانے والے کی ☆ بلکہ جو لوگ منکر ہیں غرور میں ہیں اور مقابلہ میں ف۱

کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ○

بہت کھپا دیں ہم نے ان سے پہلے سنگتیں پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا خلاصی کا

بہت غارت کر دیں ہم نے اُن سے پہلے جماعتیں پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا ف۲

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ

اور اچنبھا کرنے لگے اس پر کہ آیا ان کو ایک ڈر سنانے والا انہی میں سے اور لگے کہنے منکر یہ جادوگر ہے

اور تعجب کرنے لگے اس بات پر کہ آیا اُن کے پاس ایک ڈر سنانے والا اُنہی میں سے اور کہنے لگے منکر یہ جادوگر

کَذَّابٌ ○ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ○

جھوٹا کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدل ایک ہی کی بندگی یہ بھی ہے بڑے تعجب کی بات

ہے جھوٹا ف۳ کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی یہ بھی ہے بڑے تعجب کی بات

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِکُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا

اور چل کھڑے ہوئے کتنے پنچ اُن میں سے کہ چلو اور ٹھہرے رہو اپنے ٹھاکروں پر بے شک اس بات

اور چل کھڑے ہوئے کئی پنچ اُن میں سے کہ چلو اور جمے رہو اپنے معبودوں پر ف۴ بے شک اس

لَشَیْءٌ یُّرَادُ ○ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

میں کچھ غرض ہے یہ نہیں سنا ہم نے اس پچھلے دین میں اور کچھ نہیں یہ

بات میں کوئی غرض ہے ف۵ ☆ نہیں سنا ہم نے اس پچھلے دین میں اور کچھ نہیں یہ

منزل ۶

ف۱ یعنی یہ عظیم الشان، عالی مرتبہ قرآن (جو عمدہ نصیحتوں سے پُر اور نہایت مؤثر طرز میں لوگوں کو ہدایت و معرفت کی باتیں سمجھانے والا ہے) گواہ ہے کہ جو لوگ قرآنی صداقت اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے منکر ہیں اُس کا سبب یہ نہیں کہ قرآن کی تعلیم و تفہیم میں کچھ قصور ہے یا حضور پُر نور اس کی تبلیغ و تبیین میں معاذ اللہ مقصر ہیں۔ بلکہ انکار و انحراف کا اصلی سبب یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹی شیخی، جاہلانہ غرور و نخوت اور معاندانہ مخالفت کے جذبات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ذرا اس دلدل سے نکلیں تو حق و صداقت کی صاف سڑک نظر آئے۔ ف۲ یعنی ان کو معلوم رہنا چاہیئے کہ اسی غرور و تکبر کی بدولت انبیاء اللہ سے مقابلہ ٹھان کر بہت سی جماعتیں پہلے تباہ و برباد ہو چکی ہیں۔ وہ لوگ بھی مدتوں خدا کے پیغمبروں سے لڑتے رہے۔ پھر جب برا وقت آ کر پڑا اور عذاب الٰہی نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو گھبرا کر شور مچانے اور خدا کو پکارنے لگے۔ مگر اُس وقت فریاد کرنے سے کیا بنتا۔ رہائی اور خلاصی کا موقع گذر چکا تھا۔ اور وقت نہیں رہا تھا کہ اُن کے شور و بکا کی طرف توجہ کی جائے۔ ف۳ یعنی آسمان سے کوئی فرشتہ آتا تو خیر ایک بات تھی۔ ہم ہی میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر ہم کو ڈرانے دھمکانے لگے اور کہے میں آسمان والے خدا کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ یہ عجیب بات ہے اب بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ایک جادوگر نے جھوٹا ڈھونگ بنا کر کھڑا کر دیا ہے۔ جادو کے زور سے کچھ کرتب دکھا کر انھیں معجزہ کہنے لگے اور چند من گھڑت کہانیاں جمع کر کے جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ یہ اللہ کے اُتارے ہوئے علوم ہیں، اور میں اُس کا پیغمبر ہوں۔ ف۴ یعنی اور بھلے اتنے بے شمار دیوتاؤں کا دربار ختم کر کے صرف ایک خدا رہنے دیا۔ اس سے بڑھ کر تعجب کی بات کیا ہوگی کہ اتنے بڑے جہان کا انتظام اکیلے ایک خدا کے سپرد کر دیا جائے۔ اور مختلف شعبوں اور محکموں کے جن خداؤں کی بندگی قرنوں سے ہوتی چلی آتی تھی وہ سب یک قلم موقوف کر دی جائے گویا ہمارے باپ دادے نرے جاہل اور بے وقوف ہی تھے جو اتنے دیوتاؤں کے سامنے سر عبودیت خم کرتے رہے۔ روایات میں ہے کہ ابوطالب کی بیماری میں ابوجہل وغیرہ چند سرداران قریش نے ابوطالب سے آن کر حضرت صلعم کی شکایت کی کہ یہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں، اور ہمیں طرح طرح احمق بناتے ہیں۔ آپ ان کو سمجھا دیجئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے چچا! میں ان سے صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں جس کے بعد تمام عرب اُن کا مطیع ہو جائے اور عجم اُن کی خدمت میں جزیہ پیش کرنے لگے۔ وہ خوش ہو کر بولے کہ بتلایئے وہ کلمہ کیا ہے؟ آپ ایک کلمہ کہتے ہیں ہم آپ کے دس کلمے ماننے کے لئے تیار ہیں فرمایا بس وہ نہیں بس ایک اور صرف ایک ہی کلمہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ سنتے ہی طیش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا اتنے خداؤں کو ہٹا کر اکیلا ایک خدا۔ چلو جی! یہ اپنے منصوبے سے کبھی باز نہ آئیں گے۔ یہ تو انہی ہمارے معبودوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ تم بھی مضبوطی سے اپنے معبودوں کی عبادت و حمایت پر جمے رہو۔ مبادا ان کا پروپیگنڈا کسی ضعیف الاعتقاد کا قدم نہ اُکھاڑ دے اور اپنی طریقے سے ہٹانے میں کامیاب ہو جاتے۔ ان کی ان تھک کوشش کے مقابلہ میں ہم کو بہت زیادہ صبر و استقلال دکھانے کی ضرورت ہے۔ ف۵ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو اس قدر زور شور اور عزم و استقلال سے ہمارے معبودوں کے خلاف جہاد کرنے پر تُلے ہوئے ہیں، ضرور اس میں اُن کی کوئی غرض ہے وہ یہی کہ ایک خدا کا نام لے کر ہم سب کو اپنا محکوم اور مطیع بنا لیں اور دنیا کی حکومت و ریاست حاصل کریں۔ سو لازم ہے کہ اس مقصد میں ہم اُن کو کامیاب نہ ہونے دیں۔ بعض مفسرین نے "اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ" کا مطلب یہ لیا ہے کہ بے شک یہ وہ چیز ہے جس کا محمد صلعم ارادہ ہی کر چکے ہیں کسی طرح اس سے ہٹنے والے نہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ یہ بات معلوم ہوتا ہے ہو کر رہے گی اللہ کو یہی منظور ہے کہ دنیا میں انقلاب ہو۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے صبر و تحمل سے اپنے قدیم دین و آئین کی حفاظت کرتے رہو۔ یا ممکن ہے از راہ تحقیر کہا ہو کہ بے شک محمد صلعم کے ارادے سب کچھ ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ آدمی جو ارادہ اور تمنا کرے وہ پوری [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو یعنی آگے تو مُنے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے۔ ف۲ وہ جو کہتے تھے کہ ہم پر کیوں نہ اُترا ف۳ یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں اگر چڑھ جاویں تو اُن میں ایک یہ بھی برباد ہوں۔ ف۴ وہ ظالم آدمی کو چومیخا کر کے مارتا تھا اُس کا یہ نام پڑ گیا ہے بعضے کہتے ہیں لشکر کے گھوڑوں کی میخیں گڑتا تھا سونے اور روپے کی ف۵ یعنی صور کی آواز۔ ف۶ جب وعدہ قیامت کا سنتے تو کہتے ہمارا حصہ ابھی ہم کو دے دے سمجھتے تھے اُن کے۔ ف۷ اس جگہ اُنکو یاد دلوایا کہ اُنھوں نے بھی طالوت کی حکومت میں بہت صبر کیا آخر حکومت اُنکو ملی اور مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا ہاتھ کے بل والا یعنی قوت سلطنت یا لوہا نرم کر ڈالا یا ہاتھ کا بل یہ کہ سلطنت کا مال نہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کا کسب کھاتے۔ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو یعنی آگے تو مُنے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے" اور ممکن ہے پچھلے دین سے عیسائی مذہب مراد ہو جیسا کہ اکثر سلف کا قول ہے یعنی نصاریٰ جو اہلِ کتاب ہیں اُنکو بھی ہم نے نہیں سنا کہ سب خداؤں کو ہٹا کر ایک ہی خدا رہنے دیا ہو آخر وہ بھی تین خدا تو مانتے ہیں اور آنحضرت صلعم کو رسول نہیں مانتے۔ اگر پہلی کتابوں میں کچھ اصل ہوتی تو وہ ضرور قبول کرتے۔ معلوم ہوا کہ محض گڑھی ہوئی بات ہے۔ العیاذ باللہ۔ ف۲ یعنی اچھا قرآن کو اللہ کا کلام ہی مان لو تو اگر بھیجنا ہی تھا تو آسمان سے کوئی فرشتہ نبی بنا کر بھیجا جاتا مگر یہ کیا غضب ہے کہ ہم سب میں سے محمد صلعم ہی کا انتخاب ہوا۔ کیا سارے ملک میں ایک یہی اس منصب کے لئے رہ گئے تھے؟ اور کوئی بڑا رئیس مالدار خدا کو نہ ملتا تھا جس پر اپنا کلام نازل کرتا۔ ف۳ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اُنکی نامعقول یاوہ گوئی کا جواب ہوا۔ یعنی ان کی یہ خرافات کچھ نہیں بات صرف اتنی ہے کہ ابھی ہماری نصیحت کے متعلق اُنکو دھوکا لگا ہوا ہے وہ یقین نہیں رکھتے کہ جس خوفناک مستقبل سے آگاہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور پیش آ کر رہیگا۔ کیونکہ ابھی تک انھوں نے خدائی مار کا مزہ نہیں چکھا جس وقت خدائی مار پڑیگی تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں گے۔ ف۴ یعنی رحمت کے خزانے اور آسمان و زمین کی حکومت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ زبردست ہے اور بڑی بخشش والا ہے جس پر جو انعام چاہے کرے۔ کون روک سکتا ہے یا نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنی حکمت و دانائی سے کسی بشر کو منصب نبوت و رسالت پر سرفراز فرماتا ہے تو تم دخل دینے والے کون ہو کہ صاحب اُس پر یہ مہربانی فرمائی ہم پر نہ فرمائی۔ کیا رحمت کے خزانوں اور زمین و آسمان کی حکومت کے تم مالک و مختار ہو جو اس قسم کے فضول اعتراضات کرتے ہو۔ اگر ہو تو اپنے تمام اسباب و وسائل کو کام میں لے آؤ اور رسیاں تان کر آسمان پر چڑھ جاؤ۔ تاکہ وہاں سے محمد (صلعم) پر وحی کا آنا بند کر سکو اور علویات پر قابض ہو کر اپنی مرضی و منشاء کے موافق آسمان و زمین کے انتظام و تدبیر کا کام انجام دے سکو۔ اگر اتنا نہیں کر سکتے تو آسمان و زمین کی حکومت اور خزائن رحمت کی مالکیت کا دعوےٰ عبث ہے۔ پھر خدائی انتظامات میں دخل دینا بجز بے حیائی یا جنون کے اور کیا ہوگا۔ ایاذنا اللہ منہ۔ ف۵ یعنی کچھ بھی نہیں۔ زمین و آسمان کی حکومت اور خزانوں کے مالک تو یہ کیا ہوتے چند ہزیمت خوردہ آدمیوں کی ایک بھیڑ ہے جو اگلی تباہ شدہ قوموں کی طرح تباہ و برباد ہوتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ یہ منظر "بدر" سے لیکر "فتح مکہ" تک لوگوں نے دیکھ لیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں۔ اگر چڑھ جائیں تو اُن میں ایک یہ بھی برباد ہوں"۔ گویا اس آیت کا ربط ماقبل سے بتلا دیا واللہ اعلم۔ ف۶ یعنی بہت زور و قوت اور لاؤ لشکر والا جس نے دنیا میں اپنی سلطنت کے کھونٹے گاڑ دیئے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ آدمی کو چومیخا کر کے مارتا تھا اس سے اُس کا نام "ذوالاوتاد" (میخوں والا) پڑ گیا۔ واللہ اعلم۔ ف۷ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام جن کی طرف مبعوث ہوئے۔ ف۸ یعنی یہ بڑی بڑی طاقتور فوجیں بھی رسولوں کو جھٹلا کر سزا سے نہ بچ سکیں۔ تمہاری تو حقیقت کیا ہے۔ ف۹ یعنی صور کی آواز کے منتظر ہیں۔ پوری سزا اُس وقت ملے گی۔ اور ممکن ہے "صیحۃ" سے یہیں کی ایک ڈانٹ مراد ہو۔ ف۱۰ یعنی جب وعدہ قیامت سنتے تمسخر ہی سے کہتے کہ ہم کو تو اُس وقت کا حصہ ابھی دیدیجئے۔ ابھی ہم اپنا اعمالنامہ دیکھ لیں اور ہاتھ کے ہاتھ سزا جزا سے فارغ ہو جائیں۔ ف۱۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اس جگہ اُن کو داؤد کا قصہ یاد دلوایا کہ انھوں نے بھی "طالوت" کے (عہد) حکومت میں بہت صبر کیا۔ آخر حکومت ان کو ملی اور (جالوت وغیرہ) مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا۔ یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا (تنبیہ) "ذاالاید" کا ترجمہ حضرت شاہ صاحبؒ نے "ہاتھ کے بل والا" کیا ہے۔ یعنی قوت سلطنت، یا ادھر اشارہ ہو کہ اُن کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا یا "ہاتھ کا بل" یہ کہ سلطنت کا مال نہ کھاتے اپنے دست و بازو سے کسب کر کے کھاتے۔ اور "اَوّاب" یعنی ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رجوع رہتے تھے۔

اخْتِلَاقٌ ۝ أَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْ

بنائی بات ہے ف کیا اسی پر اتری سمجھوتی ہم سب میں سے کوئی نہیں اُن کو دھوکا ہے

بنائی ہوئی بات ہے ف۱ کیا اُسی پر اتری نصیحت ہم سب میں سے ف۲ کوئی نہیں اُن کو دھوکا ہے میری

ذِكْرِي ۚ بَلْ لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ

میری نصیحت میں کوئی نہیں ابھی چکھی نہیں میری مار کیا اُن کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کی مہر کے

نصیحت میں کوئی نہیں ابھی انھوں نے چکھی نہیں میری مار ف۳ کیا اُن کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کی مہربانی

الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ

جو زبردست ہے بخشنے والا ف یا اُن کی حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو اُن کے بیچ ہے

کے جو کہ زبردست ہے بخشنے والا یا اُن کی حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ اُن کے بیچ میں ہے

فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝ جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ۝

تو چاہیے چڑھ جاویں رسیاں تان کر ایک لشکر یہ بھی وہاں تباہ ہوا اُن سب لشکروں میں ف۳

تو اُن کو چاہیے کہ چڑھ جائیں رسیاں تان کر ف۴ ایک لشکر یہ بھی وہاں تباہ ہوا اُن سب لشکروں میں ف۵

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝ وَثَمُودُ وَقَوْمُ

جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخوں والا ف اور ثمود اور

جھٹلا چکے ہیں اُن سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون میخوں والا ف۶ اور ثمود اور لوط

لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝ إِنْ كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ

لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ وہ فوجیں یہ جتنے تھے سب نے جھٹلایا رسولوں کو

کی قوم اور ایکہ کے لوگ ف۷ وہ بڑی بڑی فوجیں یہ جتنے تھے سب نے یہی کیا کہ جھٹلایا رسولوں کو

فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا يَنْظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ

پھر ثابت ہوئی میری طرف سے سزا اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جس بیچ نہیں

پھر ثابت ہوئی میری طرف سے سزا ف۸ اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم

فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اصْبِرْ عَلَىٰ

دم نہ لے گی ف اور کہتے ہیں اے رب شتاب دے ہم کو چٹھی ہماری پہلے حساب کے دن سے ف تو سہارا رہ اس پر

نہ لے گی ف۹ اور کہتے ہیں اے رب جلد دے ہم کو چٹھی ہماری پہلے حساب کے دن سے ف۱۰ تو تحمل کرتا رہ اُس

مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِنَّا سَخَّرْنَا

جو کہتے ہیں اور یاد کر ہمارے بندے داؤد کو ہاتھ کے بل والا وہ تھا رجوع رہنے والا ف ہم نے تابع کئے

پر جو وہ کہتے ہیں اور یاد کر ہمارے بندے داؤد قوت والے کو وہ تھا رجوع رہنے والا ف۱۱ ہم نے تابع کئے

الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ

پہاڑ اُس کے ساتھ پاکی بولتے شام کو اور صبح کو اور اُڑتے جانور جمع ہوکر

پہاڑ اُس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو ف۱۲ اور اُڑتے جانور جمع ہوکر

كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

سب تھے اُس کے آگے رجوع رہتے اور زور دیا ہم نے اُس کی سلطنت کو اور دی اُس کو تدبیر اور فیصلہ بات کا

سب تھے اُس کے آگے رجوع رہتے ف۱۳ اور قوت دی ہم نے اُس کی سلطنت کو ف۱۴ اور دی اُس کو تدبیر اور فیصلہ کرنا بات کا ف۱۵

ف۱۲ یعنی صبح و شام جب حضرت داؤد تسبیح پڑھتے پہاڑ بھی اُن کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اس کے متعلق کچھ مضمون سورۂ "سبا" میں گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ ف۱۳ یا سب اُس کے ساتھ مل کر اللہ کی طرف رجوع رہتے کما قال بعض المفسرین۔ ف۱۴ یعنی دنیا میں اُس کی سلطنت کی دھاک بٹھلا دی تھی اور اپنی اعانت و نصرت سے مختلف قسم کی کثیر التعداد فوجیں دے کر خوب استحکام دیا تھا۔ ف۱۵ یعنی بڑے دانا تھے۔ ہر بات کا فیصلہ بڑی خوبی سے کرتے اور بولتے تو نہایت فیصلہ کن تقریر ہوتی تھی۔ بہرحال حق تعالیٰ نے اُن کو نبوت، حسن تدبیر، قوت فیصلہ اور طرح طرح کے علمی و عملی کمالات عطا فرمائے تھے۔ لیکن امتحان و ابتلاء سے وہ بھی نہیں بچے۔ جس کا قصہ آگے بیان کرتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت داؤد نے باری رکھی تھی تین دن کی ایک دن دربار کا ایک دن اپنی عورتوں پاس ایک دن عبادت کا اُس دن خلوت میں رہتے تھے دربان کسی کو آنے نہ دیتے کئی شخص دیوار کود کر اُن کے پاس آئے۔ ف۲ داؤد کے وقت میں اوریا نام ایک شخص تھا ایک عورت سے اُس کے نکاح کا پیغام تھا قریب تھا کہ نکاح ہو جائے اس عورت کے وارثوں کو اور یا سے کچھ خلش ہوئی اُس واسطے اس عورت کو اس کے نکاح میں نہ دیا تب حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کے نکاح کا پیغام دیا اور ان کے ننانوے بی بی موجود تھیں اگرچہ اس میں کچھ خلاف شرع نہ ہوا مگر اتنا بھی پیغمبروں کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی کچھ شبہ کرے اس پر یہ جا نچ ہوئی یہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

——— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

ف حضرت داؤد نے تین دن کی باری رکھی تھی۔ ایک دن دربار اور فصل خصومات کا ایک دن اپنے اہل و عیال کے پاس رہنے کا ایک دن خالص اللہ کی عبادت کا اُس دن خلوت میں بیٹھتے دربان کسی کو آنے نہ دیتے۔ ایک دن عبادت میں مشغول تھے کہ ناگاہ کئی شخص دیوار پھاند کر اُنکے پاس آ کھڑے ہوئے داؤد علیہ السلام باوجود اپنی قوت و شوکت کے یہ ناگہانی ماجرا دیکھ کر گھبرا اٹھے کہ یا آدمی ہیں یا کوئی اور مخلوق ہے۔ آدمی ہیں تو نا وقت آنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ دربانوں نے کیوں نہیں روکا؟ اگر دروازے سے نہیں آئے تو اتنی اونچی دیواروں کو پھاندنے کی کیا سبیل کی ہوگی خدا جانے ایسے غیر معمولی طور پر کس نیت اور کس غرض سے آئے ہیں۔ غرض اچانک یہ عجیب و مہیب واقعہ دیکھ کر خیال دوسری طرف بٹ گیا اور عبادت میں جیسی یکسوئی کے ساتھ مشغول تھے قائم نہ رہ سکی۔ ف۲ آنے والوں نے کہا کہ آپ گھبرائیے نہیں اور ہم سے خوف نہ کھائیے ہم دو فریق اپنے ایک جھگڑے کا فیصلہ کرانے کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ہم میں منصفانہ فیصلہ کر دیجئے۔ کوئی بے راہی اور ٹالنے کی بات نہ ہو ہم عدل و انصاف کی سیدھی راہ معلوم کرنے کیلئے آئے ہیں (شاید گفتگو کا یہ عنوان دیکھ کر حضرت داؤد اور زیادہ متعجب ہوئے ہوں) ف۳ یعنی جھگڑا یہ ہے کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے ہاں صرف ایک دنبی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک بھی کسی طرح مجھ سے چھین کر اپنی ننانوے پوری کرے۔ اور مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جیسے مال میں یہ مجھ سے زیادہ ہے بات کرنے میں بھی مجھ سے تیز ہے۔ جب بولتا ہے تو مجھ کو دبا لیتا ہے اور لوگ بھی اسی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ غرض میرا حق چھیننے کے لئے زبردستی کی باتیں کرتا ہے۔ ف۴ حضرت داؤد نے بقاعدہ شریعت ثبوت وغیرہ طلب کیا ہوگا۔ آخر میں یہ فرمایا کہ بیشک اگر یہ تیرا بھائی ایسا کرتا ہے تو اس کی زیادتی اور ناانصافی ہے۔ چاہتا ہے کہ اس طرح اپنے غریب بھائی کا مال ہڑپ کر جائے۔ (مطلب یہ کہ ہم ایسا نہیں ہونے دینگے) ف۵ یعنی اکثر لوگوں کی عادت ہے ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی۔ قوی حصہ دار چاہتا ہے کہ ضعیف کو کھا جائے صرف اللہ کے ایماندار اور نیک بندے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مگر وہ دنیا میں بہت ہی تھوڑے ہیں۔ ف۶ یعنی اس قصہ کے بعد داؤد کو تنبہ ہوا کہ میرے حق میں یہ ایک فتنہ اور امتحان تھا اس خیال کے آتے ہی اپنی خطا معاف کرانے کے لئے نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے سامنے جھک پڑے۔ آخر خدا نے اُن کی وہ خطا معاف کر دی۔ داؤد علیہ السلام کی وہ خطا کیا تھی؟ جس کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے اس کے متعلق مفسرین نے بہت لمبے چوڑے قصے بیان کئے ہیں مگر حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ انکی نسبت لکھتے ہیں "قد ذکر المفسرون ھٰھنا قصۃً اکثرھا ماخوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعہ" اور حافظ ابو محمد ابن حزم نے کتاب الفصل میں بہت شدت سے ان قصوں کی تردید کی ہے۔ باقی ابو حیان وغیرہ نے ان قصوں سے علیحدہ ہو کر آیات کا جو محمل بیان کیا ہے وہ بھی تکلف سے خالی نہیں۔ ہمارے نزدیک اصل بات وہ ہی جو ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ یعنی داؤد علیہ السلام کو یہ ابتلا۔ ایک طرح کے اعجاب کی بنا پر پیش آیا بصورت یہ ہوئی کہ داؤد علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا اے پروردگار! رات اور دن میں کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں داؤد کے گھرانے کا کوئی نہ کوئی فرد تیری عبادت (یعنی نماز یا تسبیح و تکبیر) میں مشغول نہ رہتا ہو۔ یہ اس لئے کہا کہ انھوں نے روز و شب کے چوبیس گھنٹے اپنے گھر والوں پر نوبت بہ نوبت تقسیم کر رکھے تھے تا اُن کا عبادت خانہ کسی وقت عبادت سے خالی نہ رہنے پائے اور بھی کچھ اس قسم کی چیزیں عرض کیں (شاید اپنے حسن انتظام وغیرہ کے متعلق ہونگی) اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ داؤد یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے۔ اگر میری مدد نہ ہو تو اس چیز پر قدرت نہیں پا سکتا۔ قسم ہے اپنے جلال کی میں تجھ کو ایک روز تیرے نفس کے سپرد کر دوں گا (یعنی اپنی مدد ہٹا لوں گا۔ دیکھیں اُس وقت تو کہاں تک اپنی عبادت میں مشغول رہ سکتا اور اپنا نظام قائم رکھ سکتا ہے) داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار مجھے اُس دن کی خبر کر دیجئے۔ بس اُسی دن فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد واقرہ الذہبی فی التلخیص) یہ روایت بتلاتی ہے

وَهَلْ أَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلٰى ۱
اور پہنچی ہے تجھ کو خبر دعوے والوں کی جب دیوار کود کر آئے عبادت خانہ میں ف۱ جب پہنچ آئے
اور پہنچی ہے تجھ کو خبر دعوے والوں کی جب دیوار کود کر آئے عبادت خانہ میں جب گھس آئے

دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ
داؤد پاس تو ان سے گھبرایا وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر
داؤد کے پاس تو ان سے گھبرایا ف وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ إِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ إِنَّ هٰذَآ
سو فیصلہ کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتا دے ہم کو سیدھی راہ یہ جو ہے
سو فیصلہ کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتلا دے ہم کو سیدھی راہ ف۲ یہ جو ہے

أَخِىْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِىَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ أَكْفِلْنِيْهَا وَ
بھائی ہے میرا اس کے یہاں ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے یہاں ایک دنبی پھر کہتا ہے حوالے کر مجھ کو وہ اور
بھائی ہے میرا اُس کے یہاں ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے یہاں ایک دنبی پھر کہتا ہے حوالہ کر دے میرے وہ بھی

عَزَّنِىْ فِى الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهٖ ۖ وَإِنَّ
زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات میں بولا وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں اور
اور زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات میں ف۳ بولا وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں ف۴

كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور نیک
اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور کام

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ
کام کئے اور تھوڑے لوگ ہیں ویسے اور خیال کیا داؤد نے کہ ہم نے اُس کو جانچا پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے
کئے نیک اور تھوڑے لوگ ہیں ایسے ف۵ اور خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اس کو جانچا پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے

رَاكِعًا وَّأَنَابَ ۩ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝
اور گرا جھک کر اور رجوع ہوا ف پھر ہم نے معاف کر دیا اُس کو وہ کام اور اُس کو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا
اور گر پڑا جھک کر اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو وہ کام ف۶ اور اس کے لئے ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ف

يٰدَاوٗدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ
اے داؤد ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے
اے داؤد ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ إِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ
اور نہ چل جی کی چاہ پر پھر تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہیں
اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بچلتے ہیں

ع ۱۲ / ۱۱ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ وَمَا خَلَقْنَا
اللہ کی راہ سے اُن کو سخت مار ہے اس پر کہ بھلا دیا دن حساب کا اور ہم نے نہیں بنایا
اللہ کی راہ سے اُن کے لئے سخت عذاب ہے ف اس بات پر کہ بھلا دیا انھوں نے دن حساب کا ف اور نہیں بنایا

منزل ۶

کہ فتنہ کی نوعیت صرف اسی قدر ہونی چاہئے کہ جس وقت داؤد عبادت میں مشغول ہوں باوجود پوری کوشش کے مشغول نہ رہ سکیں اور اپنا انتظام قائم نہ رکھ سکیں۔ چنانچہ آپ پڑھ چکے کہ کس بے قاعدہ اور غیر معمولی طریقہ سے چند اشخاص نے اچانک عبادت خانہ میں داخل ہو کر حضرت داؤد کو گھبرا دیا اور اُن کے شغل خاص سے ہٹا کر اپنے جھگڑے کی طرف متوجہ کر لیا۔ بڑے بڑے پہرے اور انتظامات انکو داؤد کے پاس پہنچنے سے نہ روک سکے۔ تب داؤد کو خیال ہوا کہ اللہ نے میرے اُس دعوے کی وجہ سے اس فتنہ میں مبتلا کیا۔ لفظ "فتنہ" کا اطلاق اس جگہ تقریباً ایسا سمجھو جیسے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما بچپن میں قمیص پہن کر لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے تھے حضورؐ نے منبر پر سے دیکھا اور خطبہ قطع کر کے اُن کو اوپر اُٹھا لیا اور فرمایا "صدق اللہ۔ انما اموالکم واولادکم فتنۃ" بعض آثار میں ہے کہ بندہ اگر کوئی نیکی کر کے یہ کہتا ہے کہ "اے پروردگار! میں نے یہ کام کیا" میں نے صدقہ کیا، میں نے نماز پڑھی، میں نے کھلایا" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور میں نے تیری مدد کی اور میں نے تجھ کو توفیق دی" اور جب بندہ کہتا ہے اے پروردگار تو نے مجھ کو توفیق بخشی اور تو نے مجھ پر احسان فرمایا" تو اللہ کہتا ہے "اور تو نے عمل کیا تو نے ارادہ کیا"

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ کمائی یعنی جس کا اثر کچھ نہ نکلے آگے بلکہ اس دنیا کا اثر ہے آخرت میں ف۲ حضرت سلیمان نے منگا کر سمندر کے کنارے پر دریائی گھوڑے نکلتے ہیں خاصی گھوڑیاں وہاں باندھ رکھیں وہ اُن سے جفت ہوئے بچے ہوئے تحفے اُنکے قدم جیسے پرندہ تیار ہو کر آئے دیکھنے میں یہ بے خبر ہو گئے دیکھے کا وقت جاتا رہا، عصر کا سورج اوٹ میں آ گیا پھر خفا ہوئے، اُن گھوڑوں کو منگا کر ہاتھ [illegible] اللہ کی محبت کا جوش تھا اُنکی تعریف فرمائی۔ ف۳ حضرت سلیمان استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کر جاتے اس میں نگینہ تھا اسم اعظم ایک جن تھا صخر نام اُس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا اپنی صورت بنا کر سلیمان کی اُن کی تخت پر بیٹھ کر لگا حکم کرنے، حضرت سلیمان یہ معلوم کر کر نکل گئے کہ مجھ کو مردود ڈالے ایک گاؤں میں چھپ کر رہے کچھ مہینے کے بعد صخر تھا شراب کی مستی میں انگشتری دریا میں گر پڑی ایک مچھلی نگل گئی وہ مچھلی شکار ہوئی حضرت سلیمان کے ہاتھ پیٹ میں سے انگشتری نکلی لیکر پھر آئے اپنے تخت سلطنت پر یہ جانی ہوئی اس پر کہ ان کے گھر میں ایک عورت تھی اپنے باپ مر گئے کو یاد کر کر رویا کرتی اسکو بتاری جنوں نے تصویر اسکے باپ کی کر دی کپڑے [illegible] پوجنے عورتوں نے خبر نہ لی [illegible] اپنے پیروں سے [illegible] کرتے تھے چاہا ایک رات جاویں اپنی ستر عورتوں پاس، ہر ایک سے ایک بیٹا ہو وہ خاطر خواہ جہاد کریں فرشتہ نے دل میں ڈالا انشاء اللہ کہے [illegible] کہا ستر عورتوں میں ایک کو حمل ہوا وہ بھی آدھا آدمی وہ لا کر اُنکے تخت پر رکھ دیا یہ نادم ہوئے انشاء اللہ نہ کہنے پر۔ حاصل یہ کہ کسی کا جو ملنا ہو [illegible] از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ

آسمان اور زمین کو اور جو اُن کے بیچ ہے نکما یہ خیال ہے اُن کا جو منکر ہیں سو خرابی ہے

آسمان اور زمین کو اور جو اُن کے بیچ میں ہے نکما یہ خیال ہے اُن کا جو منکر ہیں سو خرابی ہے

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

منکروں کو آگ سے ف کیا ہم کر دیں گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں

منکروں کے لئے آگ سے ف کیا ہم کر دیں گے ایمان والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں

كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ

برابر اُن کے جو خرابی ڈالیں ملک میں کیا ہم کریں گے ڈر والوں کو برابر ڈھیٹھ لوگوں کے ایک کتاب ہے جو اتاری

برابر اُنکے جو خرابی ڈالیں ملک میں کیا ہم کر دیں گے ڈرنے والوں کو برابر ڈھیٹھ لوگوں کے ف ایک کتاب ہے جو

إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا

ہم نے تیری طرف برکت کی تا دھیان کریں لوگ اُسکی باتیں اور تا سمجھیں عقل والے اور دیا ہم نے

اُتاری ہم نے تیری طرف برکت کی تا دھیان کریں لوگ اُس کی باتیں اور تا سمجھیں عقل والے ف اور دیا ہم نے

لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ

داؤد کو سلیمان بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکھلا دیا گیا اُس کے سامنے شام کو

داؤد کو سلیمان ف بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا ☆ جب دکھلانے کو لائے اُس کے سامنے شام کو

الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّي

گھوڑے خاصے تو بولا میں نے چاہی محبت مال کی اپنے رب کی یاد سے

گھوڑے بہت خاصے ☆ تو بولا میں نے دوست رکھا مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے

حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَ

یہاں تک کہ چھپ گیا اوٹ میں پھیر لاؤ اُن کو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے پنڈلیاں اور

یہاں تک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں ☆ پھیر لاؤ اُن کو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے اُن کی پنڈلیاں اور

الْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا

گردنیں ف اور ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈال دیا اُس کے تخت پر ایک دھڑ

گردنیں ف اور ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈال دیا اُس کے تخت پر ایک دھڑ

ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن

پھر وہ رجوع ہوا ف بولا اے رب میرے معاف کر مجھ کو اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ نہ چاہیے کسی کو میرے

پھر وہ رجوع ہوا ف بولا اے رب میرے معاف کر مجھ کو اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کو میرے

بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً

پیچھے بے شک تو ہے سب بخشنے والا ف پھر ہم نے تابع کی اُس کے باؤ چلتی اُس کے حکم سے نرم نرم

پیچھے بے شک تو ہے سب کچھ بخشنے والا ف پھر ہم نے تابع کر دیا اُس کے ہوا کو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم

حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ

جہاں پہنچنا چاہتا اور تابع کئے شیطان سارے عمارت کرنے والے اور غوطے لگانے والے اور کتنے اور جکڑے ہوئے

جہاں پہنچنا چاہتا ☆ اور تابع کر دیئے شیطان سارے عمارت کرنے والے اور غوطے لگانے والے ف بہت سے اور جو باہم جکڑے

تفسیر فوائد صفحہ ۵۸۹۔ کیا تونے یہ نیکی کمائی "وداؤد" السالکین [illegible] اسی سے بجز ذکر و فکر داؤد علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کا اپنے حسن انتظام کو جتلاتے ہوئے یہ فرمانا کہ اے پروردگار رات دن میں کوئی گھڑی ایسی نہیں جس میں ہم میں سے کوئی نہ کوئی تیری عبادت میں مشغول نہ رہتا ہو، کچھ پسند نہ آ سکتا تھا، نبیوں کی چھوٹی چھوٹی بات پر گرفت ہوتی ہے، اسی سے ایک آزمائش میں مبتلا کر دیئے گئے تا متنبہ ہو کر اپنی غلطی کا تدارک کریں۔ چنانچہ تدارک کیا اور خوب کیا۔ بہرحال آیت کی بے تکلف تقریر یہی ہے۔ باقی حضرت شاہ صاحبؒ نے اسی مشہور قصہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے وہ موضح القرآن میں دیکھ لیا جائے۔ ف۱ یعنی یہ تمہارے مقرب بارگاہ ہیں اس غلطی سے تقرب اور مرتبہ میں فرق نہیں آیا۔ صرف تھوڑی سی تنبیہ کر دی گئی۔ کیونکہ مقربین کی چھوٹی غلطی بھی بڑی سمجھی جاتی ہے "حسنات الابرار سیئات المقربین" ف۲ یعنی اللہ نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا، لہٰذا اسی کے حکم پر چلو اور معاملات کے فیصلے عدل و انصاف کے ساتھ شریعت الٰہی کے موافق کرتے رہو، کبھی کسی معاملہ میں خواہش نفس کا ادنیٰ شائبہ بھی نہ آنے پائے، کیونکہ یہ چیز آدمی کو اللہ کی راہ سے بہکا دینے والی ہے۔ اور جب انسان اللہ کی راہ سے بہکا تو پھر ٹھکانا کہاں۔ ف۳ یعنی عموماً خواہشات نفسانی کی پیروی اسی لئے ہوتی ہے کہ آدمی کو حساب کا دن یاد نہیں رہتا۔ اگر یہ بات مستحضر رہے کہ ایک روز اللہ کے سامنے جانا اور ذرہ ذرہ عمل کا حساب دینا ہے تو آدمی کبھی اللہ کی مرضی پر اپنی خواہش کو مقدم نہ رکھے (تنبیہ) ممکن ہے کہ "یوم الحساب" کا تعلق [illegible] کے ساتھ نہ ہو بلکہ اللہ کے احکام جھٹلا دینے کے سبب سے اُن پر سخت عذاب ہو گا حساب کے دن۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی جس کا آگے کچھ نتیجہ نہ نکلے۔ بلکہ اس دنیا کا نتیجہ ہے آخرت، لہٰذا یہاں رہکر وہاں کیلئے کچھ کام کرنا چاہیے اور وہ کام یہی ہے کہ انسان اپنی خواہشات کی پیروی چھوڑ کر حق و عدل کے اصول پر کاربند ہو۔ اور خالق و مخلوق دونوں سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھے، یہ نہ سمجھے کہ بس دنیا کی زندگی ہے کھا پی کر ختم کر دی آگے حساب کتاب کچھ نہیں۔ یہ خیالات تو اُن کے ہیں جنہیں موت کے بعد دوسری زندگی سے انکار ہے سو ایسے منکروں کے لئے آگ تیار ہے۔ ف۲ یعنی ہمارے عدل و حکمت کا اقتضاء نہیں کہ نیک ایماندار بندوں کو شریروں اور مفسدوں کی برابر کر دیں یا ڈرنے والوں کے ساتھ بھی وہی معاملہ کرنے لگیں جو ڈھیٹ اور نڈر لوگوں کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اسی لئے ضرور ہوا کہ کوئی وقت حساب و کتاب اور جزا سزا کا رکھا جاتا۔ لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے نیک اور ایماندار آدمی قسم قسم کی مصائب و آفات میں مبتلا رہتے ہیں اور کتنے ہی بدمعاش بے حیا مزے چین اڑاتے ہیں۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ موت کے بعد دوسری زندگی کی جو خبر مخبر صادق نے دی ہے عین مقتضائے حکمت ہے۔ وہاں ہی ہر نیک و بد کو اس کے بھلے برے کام کا بدلہ ملیگا۔ پھر یوم الحساب کی خبر کا انکار کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ ف۳ یعنی جب نیک و بد کا انجام ایک نہیں ہو سکتا تو ضرور تھا کہ کوئی کتاب ہدایت اب حق تعالیٰ کی طرف سے آئے جو لوگوں کو خوب معقول طریقہ سے اُن کے انجام پر آگاہ کر دے۔ چنانچہ یہی قیمتی کتاب آئی جس کو قرآن مبین کہتے ہیں۔ جس کے الفاظ، حروف، نقوش اور معانی و مضامین ہر چیز میں برکت ہے۔ اور یہ اسی غرض سے اُتاری گئی ہے کہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں اور عقل رکھنے والے اس کی نصیحتوں سے منتفع ہوں۔ چنانچہ اسی آیت سے پہلی ہی آیت میں دیکھو کس قدر صاف، فطری اور معقول طریقہ سے مسئلہ معاد کو حل کیا ہے کہ تھوڑی سی عقل والا بھی غور کرے تو صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ (تنبیہ) شاید "تدبر" سے قوت علمیہ کی اور "تذکر" سے قوت عملیہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہو۔ یہ سب باتیں حضرت داؤد کے تذکرہ کے ذیل میں آ گئی تھیں۔ آگے پھر اُن کے تسلسل کی تکمیل فرماتے ہیں۔ ف۴ یعنی سلیمانؑ بیٹا دیا جو اُن ہی کی طرح نبی اور بادشاہ ہوا۔ ف۵ یعنی نہایت اصیل، شائستہ اور تیز و سبک رفتار گھوڑے جو جہاد کیلئے پرورش کئے گئے تھے اُن کے سامنے پیش ہوئے۔ اُن کا معائنہ کرتے ہوئے دیر لگ گئی۔ حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ شاید اس شغل میں عصر کے وقت کا وظیفہ بھی فوت ہو گیا۔ سو کہا اس پر کچھ مضائقہ نہیں، اگر ایک طرف ذکر اللہ (یاد خدا) سے بظاہر علیحدگی رہی تو دوسری جانب جہاد کے گھوڑوں کی محبت اور دیکھ بھال بھی اسی کی یاد سے وابستہ ہے۔ جب جہاد کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے تو اس کے معدات وسامان کا تفقد کیسے ذکر اللہ کے تحت میں داخل نہ ہو گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے جہاد اور آلات جہاد کے مہیا کرنے کی ترغیب نہ دیتا تو اس مال نیک سے ہم اس قدر محبت کیوں کرتے۔ اسی جذبہ جہاد کے جوش و انبساط میں حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو پھر واپس لاؤ۔ چنانچہ واپس لائے گئے اور حضرت سلیمان نہایت محبت و اکرام سے اُن کی گردنیں اور پنڈلیاں پونچھنے اور صاف کرنے لگے۔ آیت کی یہ تقریر بعض مفسرین نے کی ہے۔ اور لفظ "حب الخیر" سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ گویا خیر کا لفظ اُسی مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو نبی کریم صلعم نے حدیث میں فرمایا۔ "الخیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیٰمۃ" لیکن دوسرے علماء نے اس کا مطلب [illegible] اور دونوں جگہ آیات کے معانی [illegible] (بقیہ ص ۵۹۱)

منزل ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ساری دنیا میں جہاں معلوم کرنے کو کوئی جو رستا کا ہے آدمیوں کو اور کو قید کر بیٹھے یا دریا میں بند کر کر ڈال دیا یا زمین میں گاڑ دیا یعنے اب تک بند ہیں ۔ ف۲ یہ اور مہربانی کر اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کر لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت ٹوکری بنا کر ۔ ف۳ جب اللہ نے چاہا کہ اُن کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا اُن کے لات مارنے سے اُسی سے نہایا کرتے ، اور پیتے وہی اُن کی شفا ہوئی اور اُن کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب کر تھے اُن کو جلایا اور اتنی ہی اولاد اور دی ۔ ف۵ مرض میں خفا ہو کر قسم کھائی تھی کہ اپنی عورت کو سو کڑیاں ماریں اگر چنگے ہوں وہ بی بی اس حال کی رفیق تھی اور بے تقصیر اللہ تعالیٰ نے قسم اس طرح سچی کروا دی ۔ ف۶ یعنی ہاتھوں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے قدرتیں دیکھ کر یقین لاتے ۔ ف۷ الیسع خلیفہ تھے حضرت الیاس کے نبی ہوئے ۔ ف۸ جب بہشت میں داخل ہو چکے ہر کوئی بن بنائے اپنے گھر میں چلا جائے گا ۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۵۹۰ ۔ کے حق میں محال نہیں ، فرمایا کہ دیکھو ، مال کی محبت نے مجھ کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیا تھی کہ غروب آفتاب تک میں اپنا وظیفہ ادا نہ کر سکا ۔ یہ مانا کہ اس مال کی محبت میں بھی ایک پہلو عبادت کا اور خدا کی یاد کا تھا ۔ مگر خواص و مقربین کو یہ فکر بھی رہتی ہے کہ جس عبادت کا جو وقت مقرر ہے اس میں تخلف نہ ہو ۔ اور ہوتا ہے تو صدمہ اور قلق سے بے چین ہو جاتے ہیں ۔ (گو عذر سے ہو) ع گر زباغ دل خلالے کم بود ۔ بر دل سالک ہزاراں غم بود ۔ غزوۂ خندق میں دیکھ لو نبی کریم صلعم کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں ، باوجودیکہ آپ عین جہاد میں مشغول تھے اور کسی قسم کا ذنب آپ پر نہ تھا ، لیکن جن کفار کے سبب سے ایسا پیش آیا آپ ان کے حق میں "ملأ اللہ بیوتہم و قبورہم نارا" وغیرہ الفاظ سے بددعا فرما رہے تھے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ایک موقت عبادت کے فوت ہو جانے سے بیتاب ہو گئے ، بلکہ کہا کہ ان گھوڑوں کو واپس لاؤ جو یاد الٰہی کے فوت ہونے کا سبب بنے ہیں ۔ جب لائے گئے تو شدت غیرت اور غلبۂ حب الٰہی میں تلوار سے ان کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹنا شروع کر دیں ۔ تا سبب غفلت کو اپنے سے اس طرح علیحدہ کریں کہ وہ فی الجملہ کفارہ اس غفلت کا ہو جائے ۔ شاید ان کی شریعت میں قربانی گھوڑوں کی جائز ہو گی اور ان کے پاس گھوڑے وغیرہ اس کثرت سے ہوں گے کہ ان چند گھوڑوں کے قربان کرنے سے مقصد جہاد میں کوئی خلل نہ پڑتا ہو گا ۔ اور لفظ "فطفق مسحا" سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ سب گھوڑوں کو قتل ہی کر گذرے ہوں ۔ ممکن اتنا ہے کہ یہ کام شروع کر دیا ۔ واللہ اعلم ۔ اس تقریر کی تائید ایک حدیث مرفوع سے ہوتی ہے جو طبرانی نے باسناد حسن ابی بن کعب سے روایت کی ہے ۔ (راجع روح المعانی وغیرہ) ۔

ف۷ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک روز قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام عورتوں کے پاس جاؤں گا (جو تعداد میں ستر یا نوے یا سو کے قریب تھیں) تا ہر ایک عورت ایک بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا ۔ فرشتہ نے القا کیا کہ "انشاء اللہ" کہہ لیجئے ، مگر باوجود دل میں موجود ہونے کے زبان سے نہ کہا ۔ خدا کا کرنا کہ اس مباشرت کے نتیجہ میں ایک عورت نے بھی بچہ نہ جنا ، صرف ایک عورت سے ادھورا بچہ ہوا ۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ دایہ نے وہی ادھورا بچہ آپ کے تخت پر لاکر ڈال دیا کہ لو یہ تمہاری قسم کا نتیجہ ہے ۔ اسی کو یہاں "جسد" (دھڑ) سے تعبیر کیا ہے ۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان ندامت کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع ہوئے ۔ اور "انشاء اللہ" نہ کہنے پر استغفار کیا ۔ نبیوں کی ادنیٰ سی فروگذاشت بھی بڑی ہے ۔ حدیث میں ہے کہ اگر "انشاء اللہ" کہہ لیتے تو بے شک اللہ ویسا ہی کر دیتا جو ان کی تمنا تھی ۔ (تنبیہ) اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر دوسری طرح کی ہے اور اس موقع پر بہت سے بے سروپا قصے سلیمان علیہ السلام کی انگشتری اور جنوں کے نقل کئے ہیں جو عموماً چھپی ہوئی کتب تفاسیر میں ، دیکھئے ! ابن کثیر لکھتے ہیں "وقد رویت ہذہ القصۃ مطولۃ عن جماعۃ من السلف رضی اللہ عنہم ...... وکلہا متلقاۃ من قصص اہل الکتاب ، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب ۔

ف یعنی ایسی عظیم الشان سلطنت عنایت فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے (کوئی دوسرا اس کا اہل ثابت نہ ہو) یا یہ مطلب ہے کہ کسی کو حوصلہ نہ ہو کہ مجھ سے چھین سکے (تنبیہ) احادیث میں ہے کہ ہر نبی کی ایک دعا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اجابت کا وعدہ فرمایا ہے ۔ یعنی وہ دعا ضرور ہی قبول کریں گے ۔ شاید حضرت سلیمان کی یہ وہی دعا ہو ۔ آخر نبی زادے اور بادشاہزادے تھے دعا میں بھی یہ رنگ رہا ۔ کہ بادشاہت ملے اور اعجازی رنگ لئے ، وہ زمانہ دیو اور جباروں کا تھا ۔ اس حیثیت سے بھی یہ دعا مذاق زمانہ کے موافق تھی اور ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا مقصد ملک حاصل کرنے سے اپنی شوکت و حشمت کا مظاہرہ کرنا نہیں ۔ بلکہ اسی دین کا ظاہر و غالب کرنا اور قانون سماوی کا پھیلانا ہوتا ہے جس کے وہ حامل بنا کر بھیجے جاتے ہیں ۔ لہٰذا اس کو دنیا داروں کی دعا پر قیاس نہ کیا جائے ۔

ف یعنی جن ان کے حکم سے بڑی بڑی عمارتیں بناتے اور موتی وغیرہ نکالنے کو سمندر یا دریاؤں میں غوطے لگاتے تھے ۔ ہوا اور جنات کے تابع کرنے کے متعلق پہلے سورۂ سبا وغیرہ میں کچھ تفصیل گذر چکی ہے ۔

فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَ

بیڑیوں میں ف یہ ہے بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ نہیں حساب ف۲ اور

بیڑیوں میں ف یہ ہے بخشش ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ اٹ کچھ حساب نہ ہو گا ف۲ اور

اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ

اُس کو ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب پکارا اپنے رب کو

اُس کا ہمارے یہاں مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ف۳ اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جب اُس نے پکارا اپنے رب

اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ

کہ مجھ کو لگا دی شیطان نے ایذا اور تکلیف لات مار اپنے پاؤں سے یہ چشمہ نکلا نہانے کو

کو کہ مجھ کو لگا دی شیطان نے ایذا اور تکلیف ف۴ لات مار اپنے پاؤں سے یہ چشمہ نکلا نہانے کو

بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ

ٹھنڈا اور پینے کو اور دیئے ہم نے اُس کو اُس کے گھر والے اور اتنے ہی اُن کے ساتھ اپنی طرف کی مہر سے اور

ٹھنڈا اور پینے کو ف۵ اور بخشے ہم نے اُس کو اُس کے گھر والے اور اُتنے ہی اُن کے ساتھ اپنی طرف کی مہربانی سے

ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ

یاد رہنے کو عقل والوں کے ف۶ اور پکڑ اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا پھر اس سے مار اور قسم میں جھوٹا نہ ہو

اور یاد رکھنے کو عقل والوں کے ف۶ اور پکڑ اپنے ہاتھ میں سینکوں کا مٹھا پھر اس سے مار لے اور قسم میں جھوٹا نہ ہو

اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ

ہم نے اُس کو پایا سہارنے والا بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا ف۷ اور یاد کر ہمارے بندوں کو ابراہیم

ہم نے اُس کو پایا جھیلنے والا بہت خوب بندہ تحقیق وہ ہے رجوع رہنے والا اور یاد کر ہمارے بندوں کو ابراہیم

وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ

اور اسحاق اور یعقوب ہاتھوں والے اور آنکھوں والے ف۸ ہم نے امتیاز دیا اُن کو ایک چنی بات کا

اور اسحاق اور یعقوب ہاتھوں والے اور آنکھوں والے ف۸ ہم نے امتیاز دیا اُن کو ایک چنی ہوئی

ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ وَاذْكُرْ

وہ یاد اُس گھر کی اور وہ سب ہمارے پاس ہیں چنے نیک لوگوں میں اور یاد کر

بات کا وہ یاد اُس گھر کی ف۹ اور وہ سب ہمارے نزدیک ہیں چنے ہوئے نیک لوگوں میں ☆ اور یاد کر

اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَ

اسمٰعیل کو اور الیسع اور ذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا ف۷ یہ ایک مذکور ہو چکا اور

اسمٰعیل کو اور الیسع کو اور ذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا ف یہ ایک مذکور ہو چکا ف۱۰

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝

تحقیق ڈر والوں کو ہے اچھا ٹھکانا باغ ہیں بسنے کے کھول رکھے اُن کے واسطے دروازے ف۸

اور تحقیق ڈر (والوں) والوں کے لئے ہے اچھا ٹھکانا ☆ باغ ہیں سدا بسنے کے کھول رکھے ہیں اُنکے واسطے دروازے ف۱۱

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ

تکیہ لگائے بیٹھے اُن میں منگواتے ہیں میوے بہت اور شراب اور اُن کے پاس عورتیں ہیں

تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے اُن میں منگوائیں گے اُن میں میوے بہت اور شراب ف۱۲ اور اُنکے پاس عورتیں رہیں

منزل ۶

فوائد صفحہ ہذا ۔ ف یعنی بہت سے جنات اور تھے جن کو سرکشی اور شرارت و تمرد کی وجہ سے قید کر کے ڈال دیا تھا ۔ ف۲ یعنی کسی کو بخشش دو یا نہ دو تم مختار ہو ، اس قدر بے حساب دیا ، اور حساب و کتاب کا مؤاخذہ بھی نہیں رکھا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ اور مہربانی کی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کے لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت سے ٹوکرے بنا کر ۔ ف۳ یعنی بادشاہت کے باوجود روحانی تقرب اور مرتبہ ہمارے ہاں حاصل ہے اور فردوس بریں میں جو اعلیٰ ٹھکانا تیار ہے وہ بجائے خود رہا ۔ ف۴ قرآن کریم کے تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن امور میں کوئی پہلو شر یا ایذا کا یا کسی مقصد صحیح کے فوت ہونے کا ہو ان کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے "وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ" (کہف رکوع ۹) کیونکہ اکثر اس قسم کی چیزوں کا سبب قریب یا بعید کسی درجہ میں شیطان ہوتا ہے ۔ اسی قاعدہ سے حضرت ایوب نے اپنی بیماری یا تکلیف و آزار کی نسبت شیطان کی طرف کی یا تو اضعاً و تادباً یہ ظاہر کیا کہ ضرور مجھ سے کچھ تساہل یا کوئی اپنے درجہ کے موافق صادر ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں یہ آزار [illegible] تکلیف اٹھاتے ہوں گے ۔ اس کو دیکھو بقیہ ص ۵۹۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ دوزخ کے کنارے پہ دوزخیوں کو فرشتے لا لا کر جمع کرتے ہیں اُس تنگی اور بے قراری میں اگلے پچھلے پچھلوں کو کوستے تھے اور اگلے وہ تھے جو دنیا میں سردار تھے پچھلے وہ جو اد نے تھے آپس میں پھٹکار دیں گے۔ ف۲ وہاں دیکھیں گے سب پہچانے لوگ ادنیٰ اعلیٰ دوزخ کے واسطے جمع ہوئے ہیں اور جن مسلمانوں کو پہچانتے تھے اور سب سے بُرا جانتے تھے وہ نظر نہیں آتے تو حیران ہو کر کہیں گے کہ ہم نے اُن کو غلط پکڑا تھا ٹھٹھے میں وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے نزدیک نہیں یا اسی جگہ کہیں ہیں پر ہماری آنکھیں چوک گئیں ہمارے دیکھنے میں نہیں آتے۔ ف۳ یعنی قیامت کے احوال یا اس دین کا نازل ہونا۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بقیہ فوائد صفحہ ۵۹۱۔ نصب و عذاب سے تعبیر فرمایا۔ واللہ اعلم۔ (تنبیہ) حضرت ایوبؑ کا قصہ سورۂ "انبیاء" میں گذر چکا، وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ مگر واضح رہے کہ قصہ گوؤں نے حضرت ایوبؑ کی بیماری کے متعلق جو افسانے بیان کئے ہیں اُن میں مبالغہ بہت ہے۔ ایسا مرض جو عام طور پر لوگوں کے حق میں تنفر اور استقذار کا موجب ہو انبیاء علیہم السلام کی وجاہت کے منافی ہے۔ کما قال تعالیٰ۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا (احزاب رکوع ۹) لہٰذا اُسی قدر بیان قبول کرنا چاہئے جو منصب نبوۃ کے منافی نہ ہو۔ ف۵ جب اللہ نے چاہا کہ اُن کو چنگا کرے، حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں ماریں۔ پاؤں مارنا تھا کہ قدرت نے وہاں سے ٹھنڈے پانی کا چشمہ نکال دیا۔ اُسی سے نہایا کرتے اور پانی پیتے وہ ہی اُن کی شفا کا سبب ہوا۔ اور اُن کے گھرانے کے لوگ جو چھت کے نیچے دب کر مر گئے تھے اللہ نے اپنی مہربانی سے اُن سے دو گنے عطا کئے تاکہ عقلمند لوگ ان واقعات کو دیکھ کر سمجھیں کہ جو بندہ مصائب میں مبتلا ہو کر صبر کرتا اور خدائے واحد کی طرف رجوع ہوتا ہے حق تعالیٰ اُس کی کس طرح کفالت و اعانت فرماتے ہیں۔ ف۶ حضرت ایوبؑ نے حالت مرض میں کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی کہ تندرست ہو گئے تو اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں گے۔ وہ بی بی اس حالت کی رفیق تھی اور چنداں قصوروار بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے قسم سچا کرنے کا ایک حیلہ اُن کو بتلا دیا۔ جو اُن ہی کے لئے مخصوص تھا۔ آج اگر کوئی اس طرح کی قسم کھا بیٹھے تو اس کے پورا کرنے کے لئے اتنی بات کافی نہ ہو گی (تنبیہ) جس حیلہ سے کسی حکم شرعی یا مقصد دینی کا ابطال ہوتا ہو وہ جائز نہیں۔ جیسے اسقاط زکوٰۃ وغیرہ کے حیلے لوگوں نے نکالے ہیں۔ ہاں جو حیلہ حکم شرعی کو باطل نہ کرے بلکہ کسی معروف کا ذریعہ بنتا ہو اُس کی اجازت ہے۔ والتفصیل یطلب من مظانہ۔ ف۷ یعنی عمل اور معرفت والے جو ہاتھ پاؤں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے خدا کی قدرتیں دیکھ کر یقین و بصیرت پیدا کرتے ہیں۔ ف۸ انبیاء کا امتیاز یہ ہے کہ اُن کی برابر خدا کو اور آخرت کو یاد رکھنے والا کوئی نہیں۔ اسی خصوصیت کی وجہ سے اللہ کے ہاں اُن کو سب سے ممتاز مرتبہ حاصل ہے۔ ف۹ حضرت اسمٰعیل اور ذوالکفل کا ذکر پہلے گذر چکا۔ اور الیسع کہتے ہیں حضرت الیاس کے خلیفہ تھے۔ اُن کو بھی اللہ نے نبوت عطا فرمائی۔ ف۱۰ یعنی یہ مذکور تو انبیاء کا تھا۔ آگے عام متقین کا انجام سُن لو۔ ف۱۱ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جب بہشت میں داخل ہوں گے ہر کوئی بدون بتائے اپنے گھر میں چلا جائے گا" اور دیگر دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ ف۱۲ یعنی قسم قسم کے میوے، پھل اور پینے کی چیزیں حسب خواہش غلمان حاضر کریں گے۔

الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝ هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ إِنَّ هٰذَا

نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی یہ وہ ہے جو تم کو وعدہ ملتا ہے حساب کے دن پر یہ ہے

نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی ف۱ یہ وہ ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا حساب کے دن پر ☆ یہ ہے

لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَفَادٍ ۝ هٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ۝ جَهَنَّمَ

روزی ہماری دی اس کو نہیں نبڑنا یہ سُن چکے اور تحقیق شریروں کے واسطے ہے بُرا ٹھکانا دوزخ ہے

روزی ہماری دی ہوئی اُس کو نہیں نبڑنا ف۲ یہ سُن چکے ف۳ اور تحقیق شریروں کے واسطے ہے بُرا ٹھکانا ☆ دوزخ ہے

يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ۝ وَ

جس میں پیٹھیں گے سو کیا بُری تیاری ہے یہ ہے اب اس کو چکھیں گرم پانی اور پیپ اور

جس میں اُنکو ڈالیں گے سو کیا بُری آرام کرنے کی جگہ ہے یہ ہے اب اُس کو چکھیں ف۴ گرم پانی اور پیپ ف۵ اور

آخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا فَوْجٌ مُقْتَحِمٌ مَعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ

کچھ اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں یہ ایک فوج ہے دھنسی آتی ہے تمہارے ساتھ جگہ نہ ملیو اُن کو

کچھ اور اسی شکل کی طرح طرح کی چیزیں ☆ یہ ایک فوج ہے دھنسی آ رہی ہے تمہارے ساتھ جگہ نہ ملیو اُن کو

إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ۝ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ

یہ ہیں پیٹھنے والے آگ میں وہ بولے بلکہ تم ہی ہو کہ جگہ نہ ملیو تم کو تم ہی پیش لائے

یہ ہیں گھسنے والے آگ میں ☆ وہ بولے بلکہ تم ہی ہو کہ جگہ نہ ملیو تم کو تم ہی پیش لائے

لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا

ہمارے یہ بلا سو کیا بُرا ٹھیراؤ ہے وہ بولے اے رب ہمارے جو کوئی ہمارے پیش لایا یہ سو بڑھتی دے اُس کو مار

ہمارے یہ بلا سو کیا بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے ف۶ وہ بولے اے رب ہمارے جو کوئی لایا ہمارے پیش یہ سو بڑھا دے اُسکو

ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ۝

دونی آگ میں ف اور کہیں گے کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے کتنے مردوں کو کہ ہم اُنکو گنتے تھے بُرے لوگوں میں

دونا عذاب آگ میں ف۷ اور کہیں گے کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے اُن مردوں کو کہ ہم اُنکو شمار کرتے تھے بُرے لوگوں میں

أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ۝ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ

کیا ہم نے اُن کو ٹھٹھے میں پکڑا یا چوک گئیں اُن سے آنکھیں ف یہ بات ٹھیک ہونی ہے جھگڑا آپس میں

کیا ہم نے اُنکو ٹھٹھے میں پکڑ رکھا تھا یا چوک گئیں اُن سے ہماری آنکھیں ف۸ یہ بات ٹھیک ہونی ہے جھگڑا کرنا آپس

أَهْلِ النَّارِ ۝ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ

دوزخیوں کا تو کہہ میں تو یہی ہوں ڈر سنانے والا اور حاکم کوئی نہیں مگر اللہ اکیلا

میں دوزخیوں کا ف۹ تو کہہ میں تو یہی ہوں خوف سنا دینے والا اور حاکم کوئی نہیں مگر اللہ اکیلا

الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ

دباؤ والا رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو اُن کے بیچ ہے زبردست گناہ بخشنے والا تو کہہ یہ

دباؤ والا ☆ رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو اُن کے بیچ میں ہے زبردست گناہ بخشنے والا ف۱۰ تو کہہ یہ

نَبَأٌ عَظِيمٌ ۝ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ۝ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ

ایک بڑی خبر ہے کہ تم اُس کو دھیان میں نہیں لاتے ف۱۱ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی اوپر کی مجلس کی

ایک بڑی خبر ہے ☆ کہ تم اُس کو دھیان میں نہیں لاتے ف۱۲ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی اوپر کی

فوائد صفحہ ہٰذا ف۱ یعنی سب عورتیں نوجوان ایک عمر کی یا شکل و شمائل خو بو میں اپنے ازواج کی ہم عمر معلوم ہوں گی۔ ف۲ یعنی غیر منقطع اور لازوال نعمتیں ہیں جن کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو گا (رزقنا اللہ منہا بفضلہ وکرمہ فانہ اکرم الاکرمین وارحم الراحمین) ف۳ یعنی پرہیزگاروں کا انجام سُن چکے۔ آگے شریروں کا انجام سُن لو۔ ف۴ یعنی لو! یہ حاضر ہے۔ اب اس کا مزہ چکھیں۔ ف۵ "غساق" سے بعض نے کہا دوزخیوں کے زخموں کی پیپ اور اُن کی آلائشیں مُراد ہیں جس میں سانپوں بچھوؤں کا زہر ملا ہو گا۔ اور بعض کے نزدیک "غساق" حد سے زیادہ ٹھنڈے پانی کو کہتے ہیں جس کے پینے سے سخت اذیت ہو گویا "حمیم" کی پوری ضد۔ واللہ اعلم۔ ف۶ یہ گفتگو دوزخیوں کی آپس میں ہو گی۔ جس وقت فرشتے اُن کو یکے بعد دیگرے لا لا کر دوزخ کے کنارے پر جمع کریں گے۔ پہلا گروہ سرداروں کا ہو گا۔ بعدہ اُن کے مقلدین واتباع کی جماعت آئے گی۔ اس کو دور سے آتے ہوئے دیکھ کر پہلے لوگ کہیں گے کہ لو! یہ ایک اور فوج دھنستی اور گھستی ہوئی تمہارے ساتھ دوزخ میں گرنے کے لئے چلی آ رہی ہے۔ خدا کی مار اِن پر یہ بھی یہیں آ کر مرنے کو تھے خدا کرے ان کو کہیں کشادہ جگہ نہ ملے۔ اس پر وہ جواب دیں گے کہ کمبخت تم ہی پر خدا کی مار ہو۔ خدا تم کو ہی کہیں آرام کی جگہ نہ دے۔ تم ہی تھے جن کے اغوا و اضلال کی بدولت آج ہم کو یہ مصیبت پیش آئی۔ اب بتاؤ کہاں جائیں۔ جو کچھ ہے یہی جگہ ٹھہرنے کی ہے جس طرح ہو یہاں ہی سب مرو کھپو۔ ف۷ یعنی آپس میں لعن طعن کر کے پھر حق تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے پروردگار! جو اپنی شقاوت سے یہ بلا اور مصیبت ہمارے سر پر لایا اُس کو دوزخ میں دوگنا عذاب دیجئے۔ شاید سمجھیں گے کہ اُس کا دوگنا عذاب دیکھ کر ذرا دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ حالانکہ وہاں تسلی کا سامان کہاں؟ ایک دوسرے کو کوسنا اور پھٹکارنا یہ بھی ایک مستقل عذاب ہو گا۔ ف۸ وہاں دیکھیں گے کہ سب جان پہچان والے لوگ ادنیٰ و اعلیٰ دوزخ میں جلنے کے واسطے جمع ہوئے ہیں۔ مگر جن مسلمانوں کو پہچانتے تھے اور سب سے زیادہ بُرا جان کر مذاق اڑایا کرتے تھے وہ اس جگہ نظر نہیں آتے۔ تو حیران ہو کر کہیں گے کہ کیا ہم نے غلطی سے اُن کے ساتھ ٹھٹھا کیا تھا۔ وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے نزدیک رہیں؟ یا اسی جگہ کہیں ہیں پر ہماری آنکھیں چوک گئیں۔ ہمارے دیکھنے میں نہیں آتے۔ ف۹ یعنی بظاہر یہ بات خلاف قیاس ہے کہ آپس ازلی فرقی میں ایک دوسرے سے جھگڑیں عذاب کا ہولناک منظر کیسے دوسری طرف متوجہ ہونے دیگا۔ لیکن یاد رکھو! ایسا ہو کر رہیگا۔ یہ بالکل یقینی چیز ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور حقیقت میں یہ اُن کے عذاب کی تکمیل ہے۔ ف۱۰ میرا کام تو اتنا ہی ہے کہ تم کو اُس آنیوالی خوفناک گھڑی سے ہشیار کر دوں اور جو خدا کا مستقبل آنے والا ہے اُس سے بے خبر نہ رہنے دوں۔ باقی معاملہ جس حاکم سے پڑنے والا ہے وہ تو وہی اکیلا خدا ہے جس کے ... کوئی چیز نہیں جو اُس کے زیر تصرف نہ ہو۔ (تنبیہ)

منزل ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اعلیٰ فرشتے جو تدبیریں کرتے ہیں مجھ کو کیا خبر تھی کہ تم پاس بیان کرتا اللہ کی وحی سے کہتا ہوں اس مجلس میں جھگڑا نہیں مگر ہر کوئی اپنے کام کا تکرار کرتا ہے۔ ف۲ ایک یہ بھی فرشتوں کی تکرار تھی جو بیان فرمائی ف۳ ایک اپنی جان یعنی آب وخاک کی نہیں بنی غیب سے آئی۔ ف۴ یہ جن تھا وہ اکثر خدا کے حکم سے منکر تھے، لیکن رہتے لگا تھا فرشتوں میں۔ ف۵ دو ہاتھوں سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب کے ہاتھ سے — اللہ غیب کی چیزیں بناتا ہے ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت خرچ کی۔ ف۶ آگ گرم ہے پر جوش اور مٹی سرد اور خاموش اس نے اس کو خوب سمجھا اور اللہ نے اس کو پسند رکھا۔ ف۷ یعنی تب تک پھٹکار پڑتی جاوے گی تیرے اعمال سے۔ یہاں سے نکل یعنی بہشت سے فرشتوں کی صحبت میں جاتا تھا اب نکالا گیا۔

—— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ اِنْ يُّوْحٰۤى اِلَيَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِذْ

جب آپس میں تکرار کرتے ہیں ف۱ مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور نہیں میں تو ڈر سنانے والا ہوں کھول کر جب

مجلس کی جب وہ آپس میں تکرار کرتے ہیں مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور کچھ نہیں میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں کھول کر ف

قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۤئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ

کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا ف۲ پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں

جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں ایک انسان مٹی کا ف۲ پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰۤئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ (۱)

اس میں ایک اپنی جان تو تم گر پڑو اس کے آگے سجدے میں ف۳ پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سارے اکٹھے

اس میں ایک اپنی جان ف۳ تو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے اکٹھے ہو کر ☆

اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ

مگر ابلیس نے غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں ف۴ فرمایا اے ابلیس تجھ کو کیا اٹکاؤ ہوا

مگر ابلیس نے ف۴ غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں سے ف۵ فرمایا اے ابلیس کس چیز نے روک

اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ۝

کہ سجدہ کرے اس چیز کو جو میں نے بنائی اپنے دو ہاتھوں سے یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجے میں ف۵

دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا اپنے دونوں ہاتھ سے ف۶ یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجے میں ف

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ

بولا میں بہتر ہوں اس سے مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے ف۶ فرمایا

بولا میں بہتر ہوں اس سے مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے ف فرمایا

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ۖ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھ پر میری پھٹکار ہے اس جزا کے دن تک ف۷

تو تو نکل یہاں سے کہ تو مردود ہوا ف۹ اور تجھ پر میری پھٹکار ہے اس جزا کے دن تک ف۱۰

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ (۱)

بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک مردے جیویں فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے

بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک کہ مردے جی اٹھیں ف۱۱ فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے ☆

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا

اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر

اسی وقت کے دن تک جو معلوم ہے ف۱۲ بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو ☆ مگر جو

عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۝ۚ لَاَمْلَئَنَّ

جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور ٹھیک ہی کہتا ہوں مجھ کو بھرنا

بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے ☆ فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک ہی کہتا ہوں ف۱۳ مجھ کو

جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ

دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سے سارے تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے

بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سب سے ☆ تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے

بقیہ فوائد صفحہ ۵۹۲۔ جب تک چاہے ان کو قائم رکھے جب چاہے توڑ پھوڑ کر برابر کر دے۔ اس عزیز وغالب کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے، اس کے زبردست قبضہ سے کون نکل کر بھاگ سکتا ہے اور ساتھ ہی اس کی لامحدود رحمت و بخشش کو کس کی مجال ہے، محدود کر دے۔ ف۱۱ یعنی قیامت اور اس کے احوال کوئی معمولی چیز نہیں۔ بڑی بھاری اور یقینی خبر ہے جو میں تم کو دے رہا ہوں۔ "عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ" (نبا رکوع ۱) مگر افسوس ہے تم اس کی طرف سے بالکل بے فکر ہو۔ جو کچھ تمہاری خیر خواہی کو کہا جاتا ہے دھیان میں نہیں لاتے، بلکہ الٹا مذاق اڑاتے ہو کہ کب آئے گی کیونکر آئے گی اور اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے۔ آئے جلد کیوں نہیں بلا لیتے وغیرہ ذالک۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ "ملاء اعلیٰ" اوپر کی مجلس ملائکہ مقربین وغیرہم کی مجلس ہے جن کے واسطے تدابیر الٰہیہ اور تصرفات کونیہ ظہور پذیر ہوتی ہیں یعنی ملاء اعلیٰ میں نظام عالم کے انتظام کے متعلق جو تدبیریں، بحثیں اور قیل وقال ہوتی ہے۔ مجھے اس کی کیا خبر تھی جو تم سے بیان کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے جن اجزاء پر مطلع فرمایا وہ بیان کر دیئے۔ جو کچھ کہتا ہوں اس کی وحی و اعلام سے کہتا ہوں۔ مجھ کو یہ ہی حکم ملا ہے کہ سب کو اس آنے والے خوفناک مستقبل سے خوب کھول کھول کر آگاہ کر دوں۔ رہا یہ کہ وہ وقت کب آئے گا اور قیامت کب قائم ہوگی؟ نہ اندار کے لئے اس کی ضرورت ہے نہ اس کی اطلاع مجھی کو دی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ چند انبیاء علیہم السلام کے ایک اجتماع میں قیامت کا ذکر چلا کہ کب آئے گی سب نے حضرت ابراہیم پر حوالہ کیا انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو علم نہیں۔ پھر سب نے حضرت موسیٰ پر حوالہ کیا ان کی طرف سے بھی وہی جواب ملا۔ آخر سب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا فرمایا "وقتہا الساعۃ" یعنی قیامت کے وقوع کی گھڑی، تو مجھے بھی معلوم نہیں البتہ حق تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے الخ۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت مسیح نے حضرت جبرئیل سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کیا۔ فرمایا "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ" یعنی میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ معلوم ہوا کہ ملاء اعلیٰ میں قیامت کے متعلق اس قسم کی کچھ بحث و تکرار رہتی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت مسائل ہیں جن میں ایک طرح کی تکرار اور قیل وقال ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کا آپ سے کئی مرتبہ سوال کرنا "فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى" اور آپ کا جواب دینا مذکور ہے۔ مگر وہاں کے مباحثات کا علم بجز وحی الٰہی کے اور کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہی ذریعہ ہے جس سے اہل نار کے تخاصم پر آپ کو اطلاع ہوئی۔ اسی سے ملاء اعلیٰ کے اختصام کی خبر لگی۔ اور جو تخاصم ابلیس کا آدم کے معاملہ میں ہوا جس کا ذکر آگے آتا ہے وہ بھی اسی ذریعہ سے معلوم ہوا۔ ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "ایک یہ بھی تکرار تھی فرشتوں کی جو بیان فرمائی"۔ ف۳ یعنی ڈھانچہ ٹھیک تیار کر کے اپنی طرف سے ایک روح پھونکوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "روحی" (اپنی جان) اس لئے فرمایا کہ آب وخاک سے نہیں بنی۔ عالم غیب سے آئی۔" کچھ مضمون روح کے متعلق سورۂ "بنی اسرائیل" میں گذرا ہے۔ وہاں روح کی اس اضافت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ف۴ یہ قصہ سورۂ "بقرہ"، "اعراف" وغیرہ کئی سورتوں میں گذر چکا۔ اعراف کے فوائد میں ہم نے مفصل بحث کی ہے اسے ایک مرتبہ دیکھ لیا جائے۔ ف۵ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یہ ابلیس اصل سے جن تھا جو اکثر خدا کے حکم سے منکر ہیں۔ لیکن اب (اپنی کثرت عبادت وغیرہ کے سبب سے) رہنے لگا تھا فرشتوں میں"۔ ف۶ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب (باطن) کے ہاتھ سے۔ اللہ غیب کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں دوسری طرح کی قدرت سے بناتا ہے اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت خرچ کی۔ نیز سورۂ "مائدہ" میں پارہ ششم کے ختم کے قریب "بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ" کا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے۔ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی نعوت وصفات میں سلف کا مسلک ہی اقویٰ واحوط ہے۔ ف۷ یا جان بوجھ کر اپنے کو بڑا بنا لیا۔ یا واقع میں تو اپنا مرتبہ ہی اونچا سمجھتا ہے۔ ف۸ سورۂ اعراف میں اس کا بیان گذر چکا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ آگ ہے گرم پر جوش اور مٹی سرد ہے خاموش۔ ابلیس نے آگ کو اچھا سمجھا۔ اللہ نے اس مٹی کو پسند رکھا۔ ف۹ یعنی جنت میں فرشتوں کی صحبت میں جاتا تھا۔ اب نکالا گیا۔ ف۱۰ یعنی اس وقت تک تیرے اعمال کی بدولت پھٹکار بڑھتی جائے گی۔ بعد ہٗ کیا ہوگا؟ اس کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ آگے آتا ہے "لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ" یہاں جو لعنت ہوگی یہاں کی لعنتیں اس کے سامنے گرد ہو جائیں گی۔ ف۱۱ یعنی صور کے دوسرے نفخہ تک۔ ف۱۲ یعنی پہلے نفخہ کے قریب تک۔ اس کے بعد ... ف۱۳ یعنی میری سب باتیں سچی اور ٹھیک ہی ہوتی ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

اس پر کچھ نیگ اور میں نہیں آپ کو بنانے والا یہ تو ایک سمجھوتی ہے سارے جہان والوں کو

اس پر کچھ بدلا اور میں نہیں اپنے آپ کو (بنا) بنانے والا ہوں یہ تو ایک نصیحت ہے سارے جہان والوں کو ☆

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○

اور معلوم کر لو گے اس کا حال تھوڑی دیر کے پیچھے

اور معلوم کرلوگے اس کا احوال تھوڑی دیر کے پیچھے ف

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانِيَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ زمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں ہیں اور آٹھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

اتارا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ہم نے اتاری ہے تیری طرف کتاب

اتارنا ہے کتاب کا اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ف ہم نے اتاری ہے تیری طرف کتاب

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ○ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَ

ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی نری کر کے اس کے واسطے بندگی سنتا ہے اللہ ہی کو ہے بندگی نری اور

ٹھیک ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی خالص کر کر اس کے واسطے بندگی ☆ سنتا ہے اللہ ہی کیلئے ہے بندگی خالص ف اور

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ

اور جنہوں نے پکڑے ہیں اس سے ورے حمایتی کہ ہم ان کو پوجتے ہیں اسی واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف

جنھوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے حمایتی کہ ہم تو ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف

زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ

پاس کے درجے بے شک اللہ چکا دے گا ان میں جس چیز میں جھگڑ رہے ہیں البتہ اللہ

قریب کے درجہ میں بے شک اللہ فیصلہ کر دے گا ان میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے ہیں ف البتہ اللہ

لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا

نہیں دیتا اس کو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کرے تو

راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا ف اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کرے

لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

چن لیتا اپنی خلق میں جو چاہتا وہ پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا ف

تو چن لیتا اپنی خلق میں سے جو کچھ چاہتا وہ پاک ہے ف وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا ف

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

بنائے آسمان اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے

بنائے آسمان اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے

وقف لازم

ف ۱ یعنی نصیحت سے غرض یہ ہے کہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کرو۔ شیطان لعین جو ازلی دشمن ہے اُس کی راہ مت چلو۔ نبیوں کا کہنا مانو جو تمہاری بہی خواہی کے لئے آئے ہیں میں تم سے اس نصیحت کا کوئی صلہ یا معاوضہ نہیں مانگتا، نہ خواہ مخواہ اپنی طرف سے بنا کر کوئی بات کہتا ہوں۔ اللہ نے ایک فہمائش کی وہ تمہارے تک پہنچا دی۔ تھوڑی مدت کے بعد تم خود معلوم کر لوگے کہ جو خبریں دی گئیں کہاں تک درست ہیں اور جو نصیحت کی گئی کیسی سچی اور مفید تھی۔

تم سورۂ ص بعون اللہ وحسن توفیقہ ولله الحمد والمنہ

ف ۲ چونکہ زبردست ہے اس لئے اس کتاب کے احکام پھیل کر اور نافذ ہو کر رہیں گے کوئی مقابل و مزاحم اُس کے شیوع و نفاذ کو روک نہیں سکتا۔ اور حکیم ہے اس لئے دنیا کی کوئی کتاب اُس کی خوبیوں اور حکمتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ف ۳ یعنی حسب معمول اللہ کی بندگی کرتے رہئے جو شوائب شرک و ریاء وغیرہ سے پاک ہو۔ اسی کی طرف قولاً وفعلاً لوگوں کو دعوت دیجئے اور اعلان کر دیجئے کہ اللہ اُسی بندگی کو قبول کرتا ہے جو خالص اُسی کے لئے ہو عمل خالی از اخلاص کی اللہ کے ہاں کچھ پوچھ نہیں۔ ف ۴ عموماً مشرک لوگ یہی کہا کرتے ہیں کہ ان چھوٹے خداؤں اور دیوتاؤں کی پرستش کر کے ہم بڑے خدا سے نزدیک ہو جائیں گے اور وہ ہم پر مہربانی کرے گا جس سے ہمارے کام بن جائیں گے اس کا جواب دیا کہ ان لچر پوچ حیلوں سے توحید خالص میں جو جھگڑے ڈال رہے ہو اور اہل حق سے اختلاف کر رہے ہو اُس کا عملی فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگے چل کر ہو جائے گا۔ ف ۵ یعنی جس نے دل میں یہی ٹھان لی کہ کبھی سچی بات کو نہ مانوں گا، جھوٹ اور ناحق ہی پر ہمیشہ اڑا رہوں گا منعم حقیقی کو چھوڑ کر جھوٹے محسنوں ہی کی بندگی کروں گا۔ اللہ کی عادت ہے کہ ایسے بدباطن کو نور دکامیابی کی راہ نہیں دیتا۔ ف ۶ یہاں سے اُن کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ساتھ ہی تین خداؤں میں کا ایک خدا مانتے ہیں۔ یا عرب کے بعض قبائل فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض محال اللہ یہ ارادہ کرتا کہ اُس کی کوئی اولاد ہو تو ظاہر ہے وہ اپنی مخلوق ہی میں سے کسی کو اس کام کے لئے چُنتا۔ کیونکہ دلائل سے ثابت ہو چکا کہ ایک خدا کے سوا جو کوئی چیز ہے سب اُسی کی مخلوق ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مخلوق اور خالق میں کسی درجہ میں بھی نوعی یا جنسی اشتراک نہیں۔ پھر ایک دوسرے کا باپ یا بیٹا کیسے بن سکتا ہے اور جب مخلوق و خالق میں یہ رشتہ محال ہے تو اللہ کی طرف سے ایسا ارادہ کرنا بھی محال ہوگا۔ علاوہ بریں فرض کیجئے یہ چیز محال نہ ہوتی تب بھی فرشتوں کو بیٹیاں بنانا تو کسی طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا۔ جب مخلوق میں سے انتخاب کی ٹھہری تو اس کا کیا مطلب کہ خدا اپنے لئے گھٹیا چیز انتخاب کرتا اور بڑھیا اولاد چن چن کر تمہیں دے دیتا۔ ف ۷ یعنی ہر چیز اس کے سامنے دبی ہوئی ہے، اُس پر کسی کا دباؤ نہیں نہ کسی چیز کی اُسے حاجت، پھر اولاد بنانا آخر کس غرض سے ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف پیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے۔ توڑا نہیں پڑتا۔ ف۲ ایک پیٹ ایک رحم ایک جھلی وہ جھلی ساتھ نکلتی ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

النہار علی الیل وسخر الشمس والقمر ؕ کل یجری لاجل مسمی ؕ

دن کو رات پر اور کام لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری مدت پر

دن کو رات پر ف۱ اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری ہوئی مدت پر

الا ہو العزیز الغفار ۝ خلقکم من نفس واحدۃ ثم جعل منہا

سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا ف بنایا تم کو ایک جی سے پھر بنایا اسی سے

سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا ف۲ بنایا تم کو ایک جی سے پھر بنایا اسی سے

زوجہا وانزل لکم من الانعام ثمنیۃ ازواج ؕ یخلقکم فی بطون

اس کا جوڑا اور اتارے تمہارے واسطے چوپایوں کے آٹھ نر مادہ بناتا ہے تم کو ماں کے پیٹ میں

اس کا جوڑا ف۳ اور اتارے تمہارے واسطے چوپاؤں سے آٹھ نر مادہ ف۴ بناتا ہے تم کو ماں کے

امہتکم خلقا من بعد خلق فی ظلمت ثلث ؕ ذلکم اللہ ربکم لہ

طرح پر طرح بنانا تین اندھیروں کے بیچ ف وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا

پیٹ میں ایک طرح پر دوسری طرح کے پیچھے ف۵ تین اندھیروں کے بیچ ف۶ وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا

الملک ؕ لا الہ الا ہو ۚ فانی تصرفون ۝ ان تکفروا فان اللہ

کا راج ہے کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو اگر تم منکر ہو گے تو اللہ

کا راج ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو ف۷ اگر تم منکر ہو گے تو اللہ

غنی عنکم ۟ ولا یرضی لعبادہ الکفر ۚ وان تشکروا یرضہ

پروا نہیں رکھتا تمہاری اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کی منکری اور اگر حق مانو گے تو اسے تمہارے

پروا نہیں رکھتا تمہاری اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کا منکر ہونا ف۸ اور اگر اس کا حق مانو گے تو اس کو تمہارے

لکم ؕ ولا تزر وازرۃ وزر اخری ؕ ثم الی ربکم مرجعکم فینبئکم

لئے پسند کریگا اور نہ اٹھاوے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا پھر اپنے رب کی طرف تم کو پھر جانا ہے تو وہ جتا دے گا تم کو

لئے پسند کریگا ف۹ اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ف۱۰ پھر اپنے رب کی طرف تم کو پھر جانا ہے تو وہ جتلائے گا

بما کنتم تعملون ؕ انہ علیم بذات الصدور ۝ واذا مس الانسان

جو کرتے تھے مقرر اس کو خبر ہے جیوں کی بات کی اور جب لگے انسان کو

تم کو جو تم کرتے تھے مقرر اس کو خبر ہے دلوں کی بات کی ف۱۱ اور جب آ لگے انسان کو

ضر دعا ربہ منیبا الیہ ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان

سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسی کی طرف پھر جب بخشے اس کو نعمت اپنی طرف سے بھول جائے جو پکارتا تھا

سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اس کی طرف پھر جب بخشے اس کو نعمت اپنی طرف سے بھول جائے اسکو جس

یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ اندادا لیضل عن سبیلہ ؕ

اس کام کو پہلے سے اور ٹھہرا دے اللہ کے برابر اوروں کو تا بہکاوے اس کی راہ سے

کے لئے پکار رہا تھا پہلے سے اور ٹھہرائے اللہ کی برابر اوروں کو تاکہ بہکائے اس کی راہ سے ف۱۲

قل تمتع بکفرک قلیلا ۖ انک من اصحب النار ۝ امن ہو قانت

تو کہہ برت لے اپنے انکار کے ساتھ تھوڑے دنوں بے شک تو ہے آگ والوں میں بھلا ایک جو بندگی میں

تو کہہ برت لے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں تو ہے دوزخ والوں میں ف۱۳ بھلا ایک جو بندگی میں

ف۱ مغرب کے وقت مشرق کی طرف دیکھو معلوم ہوگا کہ افق سے ایک چادر تاریکی کی اٹھتی ہوئی چلی آرہی ہے اور اپنے آگے سے دن کی روشنی کو مغرب کی طرف صف کی طرح لپیٹتی جاتی ہے۔ اسی طرح صبح صادق کے وقت نظر آتا ہے کہ دن کا اجالا رات کی ظلمت کو مشرق سے دھکیلتا ہوا آرہا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ایک پر دوسرا چلا آتا ہے توڑا نہیں پڑتا۔ ف۲ یعنی اسی زبردست قدرت سے یہ انتظام قائم کیا اور تھام رکھا ہے لوگوں کی گستاخیاں اور شرارتیں تو ایسی ہیں کہ سب نظام درہم برہم کر دیا جائے۔ لیکن وہ بڑا بخشنے والا اور درگذر کرنے والا ہے اپنی شان عفو و مغفرت سے ایک دم ایسا نہیں کرتا۔ ف۳ یعنی آدم علیہ السلام اور ان کا جوڑا حضرت حوا۔ ف۴ یعنی تمہارے نفع اٹھانے کے لئے چوپایوں میں آٹھ نر و مادہ پیدا کئے۔ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری جن کا ذکر سورۂ "انعام" میں گذر چکا۔ ف۵ یعنی بتدریج پیدا کیا۔ مثلاً نطفہ سے علقہ بنایا، علقہ سے مضغہ بنایا، پھر ہڈیاں بنائیں اور ان پر گوشت منڈھا، پھر روح پھونکی۔ ف۶ ایک پیٹ دوسرا رحم تیسری جھلی جس کے اندر بچہ ہوتا ہے۔ وہ جھلی بچہ کے ساتھ نکلتی ہے۔ ف۷ یعنی جب خالق، رب، مالک اور ملیک وہ ہی ہے تو معبود اس کے سوا کون ہو سکتا ہے۔ خدائے واحد کے لئے ان صفات کا اقرار کرنے کے بعد دوسرے کی بندگی کیسی، مطلب کے اتنا قریب پہنچ کر کدھر پھرے جاتے ہو۔ ف۸ یعنی کافر بن کر اس کے انعامات و حقوق کا انکار کرو گے تو تمہارا ہی نقصان ہے، اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ کفر سے راضی نہیں، اپنے بندوں کے کافر و منکر بننے سے ناخوش ہوتا ہے اور اس چیز کو ان کے لئے ناپسند کرتا ہے۔ ف۹ یعنی بندے اس کا حق مانیں مطیع و شکر گذار بنیں۔ یہ بات اس کو پسند ہے جس کا نفع انہی کو پہنچتا ہے۔ ف۱۰ یعنی ناشکری کوئی کرے اور پکڑا کوئی جائے ایسا اندھیر اس کے یہاں نہیں، جو کرے گا سو بھرے گا۔ ف۱۱ یعنی وہاں جا کر سب کے اچھے برے عمل سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ کوئی چھوٹا بڑا کام گم نہ ہوگا، کیونکہ خدا کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ دلوں کی تہ میں جو بات چھپی ہوئی ہو اسے بھی جانتا ہے۔ ف۱۲ یعنی انسان کی حالت عجیب ہے۔ مصیبت پڑنے پر تو ہمیں یاد کرتا ہے، کیونکہ دیکھتا ہے کوئی مصیبت کو ہٹانے والا نہیں، پھر جہاں اللہ کی مہربانی سے ذرا آرام اور اطمینان نصیب ہوا تھا وہ پہلی حالت بھول جاتا ہے جس کے لئے ابھی ابھی ہم کو پکار رہا تھا۔ عیش و تنعم کے نشہ میں ایسا مست و غافل ہو جاتا ہے گویا کبھی ہم سے واسطہ ہی نہ تھا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو دوسرے معبودوں اور من گھڑت خداؤں کی طرف منسوب کرنے لگتا ہے اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جو خدائے واحد کے ساتھ کرنا چاہئے تھا۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور اپنے قول و فعل سے دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ ف۱۳ یعنی اچھا۔ کافر رہ کر چند روز یہاں اور عیش اڑا لے۔ اور خدا نے جب تک مہلت دے رکھی ہے دنیا کی نعمتوں سے تمتع کرتا رہ۔ اس کے بعد تجھے دوزخ میں رہنا ہے جہاں سے کبھی چھٹکارا نصیب نہ ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ

لگا ہے گھڑیوں رات کی سجدہ کرتا اور کھڑا ہے خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہر کی تو کہہ

لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں سجدے کرتا ہوا اور کھڑا ہوا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہربانی کی تو کہہ

هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ

کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ وہی سوچتے ہیں

کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور بے سمجھ سوچتے وہی ہیں

اُولُوا الْاَلْبَابِ ۠ قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ ع ۱/۹ ۱۵

جن کو عقل ہے تو کہہ اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنھوں نے

جن کو عقل ہے ف۱ تو کہہ اے بندو میرے ف۲ جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنھوں نے

اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا

نیکی کی اس دنیا میں اُن کو ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے ٹھہرنے

نیکی کی اس دنیا میں اُن کے لئے ہے بھلائی ف۳ اور زمین اللہ کی کشادہ ہے

یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

والوں ہی کو ملتا ہے اُن کا نیگ اَن گنت تو کہہ، مجھ کو حکم ہے کہ بندگی کروں

صبر کرنے والوں ہی کو ملتا ہے اُن کا ثواب بے شمار ف۴ تو کہہ مجھ کو حکم ہے کہ بندگی کروں

اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ قُلْ

اللہ کی نری کر کر اُس کی بندگی اور حکم ہے کہ میں ہوں سب سے پہلے حکم بردار تو کہہ

اللہ کی خالص کر کر اُس کے لئے بندگی ☆ اور حکم ہے کہ میں ہوں سب سے پہلے حکم بردار ف۵ تو کہہ

اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ

میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا ایک بڑے دن کی مار سے تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں

میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا ایک بڑے دن کے عذاب سے ف۶ تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا

مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ

نری کر کر اپنی بندگی اُسی کے واسطے اب تم پوجو جس کو چاہو اُس کے سوا تو کہہ بڑے ہارے وہ

ہوں خالص کر کر اپنی بندگی اُس کے واسطے اب تم پوجو جس کو چاہو اُس کے سوائے ف۷ تو کہہ بڑے ہارنے والے وہ

الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

جو ہار بیٹھے اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے یہی ہے صریح

جو ہار بیٹھے اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنتا ہے یہی ہے صریح

الْمُبِیْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ

ٹوٹا اُن کے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے اور انکے نیچے سے بادل اس

ٹوٹا ف۸ اُن کے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے اور نیچے سے بادل ف۹ اس چیز

یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَ الَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ

چیز سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اے بندو میرے تو مجھ سے ڈرو اور جو لوگ بچے شیطانوں سے

سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اے بندو میرے تو مجھ سے ڈرو ف۱۰ اور جو لوگ بچے شیطانوں سے

ف۱ یعنی جو بندہ رات کی نیند اور آرام چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں لگا کبھی اُس کے سامنے دست بستہ کھڑا رہا، کبھی سجدہ میں گرا۔ ایک طرف آخرت کا خوف اُس کے دل کو بے قرار کئے ہوئے ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت نے ڈھارس بندھا رکھی ہے۔ کیا یہ سعید بندہ اور وہ بدبخت انسان جس کا ذکر اوپر ہوا کہ مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا ہے اور جہاں مصیبت کی گھڑی ٹلی خدا کو چھوڑ بیٹھا، دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو تو یوں کہو کہ ایک عالم اور جاہل یا سمجھدار اور بیوقوف میں کچھ فرق نہ رہا۔ مگر اس بات کو بھی وہی سوچتے سمجھتے ہیں جن کو اللہ نے عقل دی ہے۔ ف۲ یعنی اللہ کی طرف سے یہ پیغام پہنچا دو ف۳ یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی آخرت میں اُس کے لئے بھلائی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس نے نیکی کی اُس کو آخرت سے پہلے اسی دنیا میں بھلائی ملیگی ظاہری یا باطنی ف۴ یعنی اگر ایک ملک میں لوگ نیک راہ چلنے سے مانع ہوں تو خدا کی زمین کشادہ ہے، دوسرے ملک میں چلے جاؤ جہاں آزادی سے اُس کے احکام بجا لاسکو۔ بلاشبہ اس طرح ترک وطن کرنے میں بہت مصائب برداشت کرنا پڑیں گی اور طرح طرح کے خلاف عادت وطبیعت امور پر صبر کرنا پڑے گا، لیکن یاد رہے کہ بے شمار ثواب بھی ملے گا تو صبر کرنے والوں ہی کو ملے گا۔ اُس کے مقابلہ میں دنیا کی سب سختیاں اور تکلیفیں ہیچ ہیں۔ ف۵ چنانچہ آپ عالم شہادت میں اس اُمت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین وآخرین کے اعتبار سے اللہ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ ف۶ یعنی مجھ جیسا معصوم ومقرب بھی اگر بالفرض محال نافرمانی کرے تو اُس دن کے عذاب سے مامون نہیں تا بدیگراں چہ رسد۔ ف۷ یعنی میں تو خدا کے حکم کے موافق نہایت اخلاص سے اُسی اکیلے کی بندگی کرتا ہوں۔ تم کو اختیار ہے جس کی چاہو پوجا کرتے پھرو۔ ہاں اتنا سوچ لینا کہ انجام کیا ہوگا۔ آگے اُسے کھولتے ہیں۔ ف۸ یعنی مشرکین نہ اپنی جان کو عذاب الٰہی سے بچا سکے نہ اپنے گھر والوں کو۔ سب کو جہنم کے شعلوں کی نذر کر دیا۔ اس سے زیادہ خسارہ کیا ہوگا۔ ف۹ یعنی ہر طرف سے آگ محیط ہوگی جیسے گھٹا چھا جاتی ہے۔ ف۱۰ یعنی سمجھ لو۔ یہ چیز ڈرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اللہ کے غضب سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی جنھوں نے شیطانوں کا کہا نہ مانا اور سب سرکار سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف رجوع ہوئے اُن کے لئے ہے بڑی بھاری خوشخبری۔ ف۲ یعنی سب طرح کی باتیں سنتے ہیں۔ پھر اُن میں جو بات اچھی ہو اُس پر چلتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ خدا کی بات سنتے ہیں اور اُس میں جو ہدایات اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں اُن پر عمل کرتے ہیں مثلاً ایک چیز رخصت و اباحت کی نکلی دوسری عزیمت کی، تو عزیمت کی طرف جھپٹتے ہیں رخصتوں کا تتبع نہیں کرتے۔ یا یوں ترجمہ کرو کہ اللہ کا کلام سن کر اُس کی بہترین باتوں کا اتباع کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس کی ساری باتیں بہتر ہی ہیں۔ کذا قال المفسرون حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک اور طرح اس کا مطلب بیان کیا ہے۔ "چلتے ہیں اُس کے نیک پر یعنی حکم پر چلنا کہ اُس کو کرتے ہیں، اور منع پر چلنا کہ اُس کو نہیں کرتے۔ اُس کا کرنا نیک ہے اُس کا نہ کرنا نیک ہے۔" ف۳ یعنی کامیابی کا راستہ ان ہی کو ملا ہے جنھوں نے عقل سے کام لے کر توحید خالص اور انابت الی اللہ کا راستہ اختیار کیا۔ ف۴ یعنی جن پر اُن کی ضد و عناد اور بداعمالیوں کی بدولت عذاب کا حکم ثابت ہو چکا کیا وہ کامیابی کا راستہ پا سکتے ہیں۔ بھلا ایسے بدبختوں کو جو شقاوت ازلی کے سبب آگ میں گر چکے ہوں، کون آدمی راہ پر لا سکتا ہے اور کون آگ سے نکال سکتا ہے۔ ف۵ یہ جنت کے درجات کی طرف اشارہ ہوا۔ اور یہ کہ وہ سب تیار ہیں، نہ یہ کہ قیامت کے روز تیار کئے جائیں گے۔ ف۶ یعنی بارش کا پانی پہاڑوں اور زمینوں کے مسام میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں پھوٹ نکلتا ہے۔ پانی اگرچہ چشموں کے صدف کا کوئی اور سبب بھی ہو اُس کی نفی آیت سے نہیں ہوتی۔ ف۷ یا مختلف قسم کی کھیتیاں مثلاً گیہوں چاول وغیرہ ف۸ یعنی عقلمند آدمی کھیتی کا حال دیکھ کر نصیحت حاصل کرتا ہے کہ جس طرح اس کی رونق اور سرسبزی چند روزہ تھی، پھر چورا چورا کیا گیا۔ یہ ہی حال دنیا کی چہل پہل کا ہوگا۔ چاہیئے کہ آدمی اس کی عارضی بہار پر مفتون ہو کر انجام سے غافل نہ ہو جائے جیسے کھیتی مختلف اجزاء سے مرکب ہے۔ مثلاً اُس میں دانہ ہے جو آدمیوں کی غذا بنتا ہے، اور بھوسہ بھی ہے جو جانوروں کا چارہ بنتا ہے۔ اور ہر ایک جزء سے منتفع ہونا بدون اس کے ممکن نہیں کہ دوسرے اجزاء سے اُس کو الگ کریں اور اپنے اپنے ٹھکانہ پر پہنچا دیں۔ اسی طرح دنیا کو سمجھ لو کہ اس میں نیکی بدی، راحت تکلیف وغیرہ سب ملی جلی ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ کھیتی کٹے اور خوب چورا چورا کی جائے۔ پھر اس میں سے ہر ایک جزء کو اُس کے مناسب ٹھکانے پر پہنچا دیا جائے، نیکی اور راحت اپنے مرکز و مستقر پر پہنچ جائے اور بدی یا تکلیف اپنے خزانہ میں جا ملے۔ غرض کھیتی کے مختلف احوال دیکھ کر عقلمند لوگ بہت مفید سبق حاصل کر سکتے ہیں نیز مضمون آیت میں ادھر بھی اشارہ ہو گیا کہ جس خدا نے آسمانی بارش سے زمین میں چشمے جاری کر دیئے وہ ہی جنت کے محلات میں نہایت قرینہ کے ساتھ نہروں کا سلسلہ جاری کر دے گا۔ ف۹ یعنی دو شخص برابر کہاں ہو سکتے ہیں ایک وہ جس کا سینہ اللہ نے قبول اسلام کے لئے کھول دیا، نہ اُسے اسلام کے حق ہونے میں کچھ شک و شبہ ہے نہ احکام اسلام کی تسلیم سے انقباض حق تعالیٰ نے اُس کو توفیق و بصیرت کی ایک عجیب روشنی عطا فرمائی جس کے اُجالے میں نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ اللہ کے راستہ پر اڑا چلا جا رہا ہے۔ دوسرا وہ بدبخت جس کا دل پتھر کی طرح سخت ہو، نہ کوئی نصیحت اُس پر اثر کرے نہ خیر کا کوئی قطرہ اُس کے اندر گھسے، کبھی خدا کی یاد کی توفیق نہ ہو یوں ہی اوہام و اہوا اور رسوم و تقلید آبا کی اندھیریوں میں بھٹکتا پھرے۔ ف۱۰ یعنی دنیا میں کوئی بات اس کتاب کی باتوں سے بہتر نہیں۔ ف۱۱ یعنی صحیح، صادق، مضبوط، نافع، معقول، اور فصیح و بلیغ ہونے میں کوئی آیت کم نہیں۔ ایک دوسری سے ملتی جلتی ہے، مضامین میں کوئی اختلاف و تعارض نہیں بلکہ بہت سی آیات کے مضامین ایسے متشابہ واقع ہوتے ہیں کہ ایک آیت کو دوسری کی طرف لوٹانے سے صحیح تفسیر معلوم ہو جاتی ہے "القرآن یفسر بعضہ بعضا" اور "مثانی" یعنی دہرائی ہوئی کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے احکام اور مواعظ و قصص کو مختلف پیرایوں میں دہرایا گیا ہے تا اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں نیز تلاوت میں بار بار آیتیں دہرائی جاتی ہیں، اور بعض علماء نے "متشابہ" و "مثانی" کا مطلب یہ لیا ہے کہ بعض آیات میں ایک ہی طرح کے مضمون کا سلسلہ دور تک چلا جاتا ہے وہ متشابہ ہوئیں اور بعض جگہ ایک نوعیت کے مضمون کے ساتھ دوسرے جملہ میں اُس کے مقابل کی نوعیت کا مضمون بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ" یا "نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ" یا "یُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ" ایسی آیات کو مثانی کہیں گے کہ ان میں دو مختلف قسم کے مضمون بیان ہوئے۔

اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَی اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰی ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ

کہ اُن کو پوجیں اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف اُن کو ہے خوشخبری سو تو خوشی سنا میرے بندوں کو جو سنتے ہیں

کہ اُن کو پوجیں اور رجوع ہوئے اللہ کی طرف اُنکے لئے ہے خوشخبری ف۱ سو تو خوشی سنا دے میرے بندوں کو جو سنتے

الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِکَ هُمْ

بات پھر چلتے ہیں اُس کے نیک پر وہی ہیں جن کو راہ دی اللہ نے اور وہی ہیں

ہیں بات پھر چلتے ہیں اُس پر جو اُس میں نیک ہے ف۲ وہی ہیں جن کو رستہ دیا اللہ نے اور وہی ہیں

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ کَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ﴿۱۹﴾

عقل والے ف بھلا جس پر ٹھیک ہو چکا عذاب کا حکم، بھلا تو خلاص کرے گا آگ میں پڑے کو

عقل والے ف۳ بھلا جس پر ٹھیک ہو چکا عذاب کا حکم بھلا تو خلاص کرے گا اس کو جو آگ میں پڑ چکا ف۴

لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّةٌ ۙ تَجْرِیْ

لیکن جو ڈرتے رہے اپنے رب سے اُن کو ہیں جھروکے اُن پر اور جھروکے چنے ہوئے اُن کے

لیکن جو ڈرتے رہے اپنے رب سے اُن کے واسطے ہیں جھروکے اُن کے اوپر اور جھروکے چنے ہوئے ف۵ اُن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

نیچے چلتی ہیں ندیاں وعدہ ہوا اللہ کا اللہ نہیں خلاف کرتا وعدہ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے

نیچے بہتی ہیں ندیاں وعدہ ہو چکا اللہ کا اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَکَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا

اتارا آسمان سے پانی پھر چلایا وہ پانی چشموں میں زمین کے پھر نکالتا ہے اُس سے کھیتی

اُتارا آسمان سے پانی پھر چلایا وہ پانی چشموں میں زمین کے ف۶ پھر نکالتا ہے اُس سے کھیتی

مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِیْ

کئی کئی رنگ بدلتے اُس پر پھر آتی تیاری پر تو تو دیکھے اُس کا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اُس کو چورا بے شک

کئی کئی رنگ بدلتے اُس پر ف۷ پھر آوے تیاری پر تو تو دیکھے اُس کا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اُس کو چورا چورا بے شک

ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

اس میں نصیحت ہے عقلمندوں کو بھلا جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے مسلمانی پر

اس میں نصیحت ہے عقلمندوں کے واسطے ف۸ بھلا جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے دین اسلام کے واسطے

فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِکَ

سو وہ اُجالے میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے اُن کو جن کے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے وہ

سو وہ روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے اُن کو جن کے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے وہ

فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ

پڑے پھرتے ہیں بہکے صریح اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دہرائی ہوئی

پڑے پھرتے ہیں بھٹکتے صریح ف۹ اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب ف۱۰ آپس میں ملتی دہرائی ہوئی ف۱۱

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ

بال کھڑے ہوتے ہیں اُس سے کھال پر اُن لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہیں اُن کی کھالیں

بال کھڑے ہوتے ہیں اُس سے کھال پر اُن لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہیں اُن کی کھالیں

ع ۱۲
۱٦

منزل ٦

موضح قرآن ف کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں دوہرائی ہوئی یعنی ایک مدعا کئی کئی طرح تقریر کیا۔ ف۲ ایک غلام جو کئی شخص کا ہو کوئی اُس کو اپنا نہ سمجھے تو اُس کی پوری خبر نہ لے۔ اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو۔ وہ اُس کو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے یہ مثال ہے اُن کی جو ایک رب کے بندے ہیں اور جو کئی رب کے بندے۔ ف۳ کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا پھر فرشتوں کی گواہی سے اور آسمان زمین کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی کتاب اللہ سن کر اللہ کے خوف اور اس کے کلام کی عظمت سے اُن کے دل کانپ اُٹھتے ہیں اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں مطلب یہ کہ خوف و رعب کی کیفیت طاری ہو کر اُن کا قلب و قالب اور ظاہر و باطن اللہ کی یاد کے سامنے جھک جاتا ہے اور اللہ کی یاد اُن کے بدن اور روح دونوں پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے یہ حال اقویائے کاملین کا ہوا۔ اگر کبھی ضعفاء و ناقصین پر دوسری قسم کی کیفیات و احوال طاری ہو جائیں مثلاً غشی یا صعقہ وغیرہ تو اُس کی نفی آیت سے نہیں ہوتی۔ اور نہ ان کی تضلیل اُن پر لازم آتی ہے۔ بلکہ اس طرح از خود رفتہ اور بے قابو ہو جانا عموماً وارد کی قوت اور مورد کے ضعف کی دلیل ہے۔ جامع ترمذی میں ایک حدیث بیان کرتے وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر اس قسم کے بعض احوال کا طاری ہونا مصرح ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۲ یعنی جس کے لئے حکمت الٰہی مقتضی ہو اس طرح کامیابی کے راستے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس شان سے منزل مقصود کی طرف لے چلتے ہیں۔ اور جس کو سوء استعداد کی وجہ سے خدا تعالیٰ ہدایت کی توفیق نہ دے۔ آگے کون ہے جو اُس کی دستگیری کر سکے۔ ف۳ آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے سے کوئی حملہ ہو تو ہاتھوں پر روکتا ہے لیکن محشر میں ظالموں کے ہاتھ بندھے ہوں گے۔ اس لئے عذاب کی تھپیڑیں سیدھی منہ پر پڑیں گی۔ تو ایسا شخص جو بدترین عذاب کو اپنے منہ پر روکے اور اس سے کہا جائے کہ اب اس کام کا مزہ چکھو جو دنیا میں کرتے تھے کیا اُس مومن کی طرح ہو سکتا ہے جسے آخرت میں کوئی تکلیف اور گزند پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ اللہ کے فضل سے مطمئن اور بے فکر ہے۔ ہرگز نہیں۔ ف۴ یعنی بہت قومیں تکذیب انبیاء کی بدولت دنیا میں ہلاک اور رسوا کی جا چکی ہیں اور آخرت کا اشد عذاب جوں کا توں رہا۔ تو کیا موجودہ مکذبین مطمئن ہیں کہ اُن کے ساتھ یہ معاملہ نہیں کیا جائے گا۔ ہاں سمجھ ہوتی تو کچھ فکر کرتے۔ ف۵ یعنی اُن کا نہ سمجھنا اپنی غفلت اور حماقت سے ہے۔ قرآن کے سمجھانے میں کوئی کمی نہیں۔ قرآن تو بات بات کو مثالوں اور روشنیوں سے سمجھاتا ہے تاکہ لوگ اُن میں دھیان کر کے اپنی عاقبت درست کریں قرآن ایک صاف عربی زبان کی کتاب ہے جو اُس کے مخاطبین اوّلین کی مادری زبان تھی۔ اُس میں کوئی ٹیڑھی ترچھی بات نہیں۔ سیدھی اور صاف باتیں ہیں جن کو عقل سلیم قبول کرتی ہے۔ کسی طرح کا اختلال اور کجی اُس کے مضامین یا عبارت میں نہیں۔ جن باتوں کو منوانا چاہتا ہے، نہ اُن کا ماننا مشکل اور جن چیزوں پر عمل کرانا چاہتا ہے، نہ اُن پر عمل کرنا محال۔ غرض یہ ہے کہ لوگ بسہولت اُس سے مستفید ہوں اعتقادی و عملی غلطیوں سے بچ کر چلیں۔ اور صاف صاف نصیحتیں سن کر اللہ سے ڈرتے رہیں۔ ف۶ یعنی کئی حصہ دار ایک غلام یا نوکر میں شریک ہیں اور ہر حصہ دار اتفاق سے کج خلق، بے مروت، اور سخت ضدی واقع ہوا ہے، چاہتا ہے کہ غلام تنہا اُس کے کام میں لگا رہے دوسرے شرکاء سے سروکار نہ رکھے اسی کھینچ تان میں ظاہر ہے غلام سخت پریشان اور پراگندہ دل ہوگا۔ برخلاف اُس کے جو غلام پورا ایک کا ہو اُسے ایک طرح کی یکسوئی اور طمانیت حاصل ہوگی اور کئی آقاؤں کو خوش رکھنے کی کشمکش میں گرفتار نہ ہوگا اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں غلام برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح مشرک اور موحد کو سمجھو مشرک کا دل کئی طرف بٹا ہوا ہے اور کتنے ہی جھوٹے معبودوں کو خوش رکھنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کے برخلاف موحد کی کل توجہات و خیالات اور دو رو ٹیوں کا ایک مرکز ہے۔ وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اُس کے خوش رکھنے کی فکر میں ہے اور سمجھتا ہے کہ اُس کی خوشنودی کے بعد کسی کی خوشنودی کی ضرورت نہیں۔ اکثر مفسرین نے اس مثال کی تقریر اسی طرح کی ہے۔ مگر حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "ایک غلام جو کئی کا ہو، کوئی اُس کو اپنا نہ سمجھے، تو اُس کی پوری خبر نہ لے اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو، وہ اُس کو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے۔ یہ مثال ہے اُن کی جو ایک رب کے بندے ہیں، اور جو کئی رب کے بندے ہیں۔" ف۷ یعنی سب خوبی اللہ کے لئے ہے کہ کیسے اعلیٰ مطالب و حقائق کو کیسی صاف و دلنشین امثال و شواہد سے سمجھا دیتے ہیں۔ مگر اس پر بھی بہت بدنصیب ایسے ہیں جو ان واضح مثالوں کے سمجھنے کی توفیق نہیں پاتے۔ ف۸ یعنی جیسے مشرک اور موحد میں جو اختلاف ہے اُس کا اثر قیامت کے دن علیٰ رؤس الاشہاد ظاہر ہوگا جس وقت پیغمبر اور امتی سب اکٹھے کئے جائیں گے، اور کفار انبیاء اور مومنین کے مقابلہ میں جھگڑے اور حجتیں نکالیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ ... لکھتے ہیں "کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا۔ پھر فرشتوں کی گواہی اور زمین و آسمان کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا۔" کر اس اولہ میں جھوٹے ہیں۔ اسی طرح دوسرے تمام جھگڑوں کا فیصلہ بھی اُس دن پروردگار کے سامنے ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ لفظ "اختصام" کو عام رکھا جائے تاکہ احادیث و آثار کے خلاف نہ ہو۔

وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَ

اور اُن کے دل اللہ کی یاد پر یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور

اور اُن کے دل اللہ کی یاد پر ف۱ یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور

مَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ

جس کو راہ بھلادے اللہ اُس کو کوئی نہیں سجھانے والا ف۲ بھلا ایک وہ جو روکتا ہے اپنے منہ پر بُرا

جس کو راہ بھلاتے اللہ اُس کو کوئی نہیں سجھانے والا ف۲ بھلا ایک وہ جو روکتا ہے اپنے منہ پر بُرا

الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۝

عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافوں کو چکھو جو تم کماتے تھے

عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافوں کو چکھو جو تم کماتے تھے ف۳

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝

جھٹلا چکے ہیں اُن سے اگلے پھر پہنچا اُن پر عذاب جہاں سے خبر نہ رکھتے تھے

جھٹلا چکے ہیں اُن سے اگلے پھر پہنچا اُن پر عذاب ایسی جگہ سے کہ اُن کو خیال بھی نہ تھا

فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ

پھر چکھائی اُن کو اللہ نے رسوائی دنیا کے جیتے اور آخرت کا عذاب اور بڑا ہے

پھر چکھائی اُن کو اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ

اگر یہ سمجھ رکھتے اور ہم نے بیان کی لوگوں کو اس قرآن میں سب

اگر اُن کو سمجھ ہوتی ف۴ اور ہم نے بیان کی لوگوں کے واسطے اس قرآن میں سب

كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي

چیز کی کہاوت کہ شاید وہ سوچیں قرآن ہے عربی زبان کا جس میں

چیز کی مثل تاکہ وہ دھیان کریں ☆ قرآن ہے عربی زبان کا جس میں

عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ

کجی نہیں کہ شاید وہ بچ چلیں اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک مرد ہے کہ اس میں کئی شریک

کجی نہیں تاکہ وہ بچ کر چلیں ف۵ اللہ نے بتلائی ایک مثل ایک مرد ہے کہ اس میں شریک ہیں

مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ

ضدی اور ایک مرد ہے پورا ایک شخص کا کوئی برابر ہوتی ہے اُن کی کہاوت

کئی ضدی اور ایک مرد ہے پورا ایک شخص کا کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل ف۶

الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ

سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۷ بے شک تو بھی مرتا ہے اور بے شک وہ

سب خوبی اللہ کے لئے ہے پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۷ بے شک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی

مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝

بھی مرتے ہیں پھر مقرر تم دن قیامت کے اپنے رب کے آگے جھگڑو گے ف۸

مرنے والا ☆ پھر مقرر تم قیامت کے دن اپنے رب کے آگے جھگڑو گے ف۸

منزل ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے برا کون اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے برا کون۔ ف۲ جو سچ لایا وہ نبی اور جس نے سچ مانا وہ مومن۔ ف۳ تجھ کو ڈراتے ہیں یعنی تو بتوں کو نہیں مانتا تو وہ تجھ پر غضب ہوں گے کچھ بیڑا اٹھا کر دیں گے سو جس کی مدد پر اللہ ہوا اس کا برا کون کرسکے۔ ــــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ
پھر اس سے ظالم کون جس نے جھوٹ کہا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو
پھر اس سے ظالم زیادہ کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو

إِذْ جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ
جب پہنچی اس پاس کیا نہیں دوزخ میں ٹھہراؤ منکروں کا ف۱ اور جو لایا
جب پہنچی اس کے پاس کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا منکروں کا ف۱ اور جو لے کر آیا

بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ
سچی بات اور سچ مانا جس نے اس کو وہی لوگ ہیں ڈر والے ف۲ ان کو ہے جو چاہیں
سچی بات اور سچ مانا جس نے اس کو وہی لوگ ہیں ڈر والے ف۲ ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں

عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي
اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا تا اتارے اللہ ان سے برے کام جو
اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا ف۳ تاکہ اتار دے اللہ ان پر سے برے کام جو

عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَلَيْسَ
کئے تھے اور بدلے میں دے ان کا نیگ بہتر کاموں کا جو کرتے تھے کیا
انھوں نے کئے تھے اور بدلہ میں دے ان کو ثواب بہتر کاموں کا جو وہ کرتے تھے ف۴ کیا

اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ
اللہ بس نہیں اپنے بندے کو اور تجھ کو ڈراتے ہیں ان سے جو اس کے سوا ہیں اور جس کو راہ بھلاوے
اللہ بس نہیں اپنے بندہ کو اور تجھ کو ڈراتے ہیں ان سے جو اس کے سوائے ہیں اور جس کو راہ بھلائے

اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَن يَهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ
اللہ تو کوئی نہیں اس کو راہ دینے والا اور جس کو راہ سجھاوے اللہ اس کو کوئی نہیں بھلانے والا کیا نہیں ہے
اللہ تو کوئی نہیں اس کو راہ دینے والا اور جس کو راہ سجھائے اللہ تو کوئی نہیں اس کو بھٹکانے والا کیا نہیں ہے

اللّٰهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ ۝ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ
اللہ زبردست بدلہ لینے والا ف۵ اور جو تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور
اللہ زبردست بدلہ لینے والا ف۵ اور جو تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور

الْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ
زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوا
زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوائے

إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ
اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف تو ہیں کہ کھول دیں تکلیف اس کی ڈالی ہوئی یا وہ چاہے مجھ پر مہر
اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف تو وہ ایسے ہیں کہ کھول دیں تکلیف اس کی ڈالی ہوئی یا وہ چاہے مجھ پر

هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝
وہ ہیں کہ روک دیں اس کی مہر تو کہہ مجھ کو بس ہے اللہ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے
مہربانی تو وہ ایسے ہیں کہ روک دیں اس کی مہربانی کو تو کہہ مجھ کو بس ہے اللہ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے

منزل ۶

ف۱ اللہ پر جھوٹ بولا۔ یعنی اس کے شریک ٹھہرائے یا اولاد تجویز کی یا وہ صفات اس کی طرف منسوب کیں جو واقع میں اس کے لائق نہیں۔ اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اس کے پاس یعنی انبیاء علیہم السلام جو سچی باتیں خدا کی طرف سے لائے ان کو سنتے ہی جھٹلانے لگا۔ سوچنے سمجھنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی۔ بلاشبہ جو شخص سچائی کا اتنا دشمن ہو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے۔ اور ایسے ظالموں کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہاں ہو گا۔ عموماً مفسرین نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے۔ مگر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اگر نبی نے (معاذ اللہ) جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے برا کون، اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے برا کون"۔ گویا من کذب علی اللہ اور کذب بالصدق کا مصداق الگ الگ قرار دیا۔ اور ایسا ہی آگے "والذی جاء بالصدق" الخ میں آتا ہے۔ ف۲ یعنی خدا سے ڈرنے والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ سچی بات لائیں۔ ہمیشہ سچ کہیں، اور سچ کی تصدیق کریں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو سچ بات لے کر آیا وہ نبی، اور جس نے سچ مانا وہ مومن ہے"۔ (گویا دونوں جملوں کا مصداق علیحدہ ہے) ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ متقین و محسنین کو ان کے بہتر کاموں کا بدلہ دیگا اور غلطی سے جو برا کام ہو گیا ہو معاف کر دیگا (تنبیہ "اسوأ" اور "احسن" صیغہ تفضیل) اس لئے اختیار فرمایا کہ بڑے درجہ والوں کی ادنیٰ بھلائی اوروں کی بھلائیوں سے اور ادنیٰ برائی اوروں کی برائیوں سے بھاری سمجھی جاتی ہے واللہ اعلم۔ ف۴ چند آیات پہلے "ضرب اللہ مثلاً رجلاً فیہ شرکاء متشاکسون" الخ میں شرک کا رد اور مشرکین کا جہل بیان کیا گیا تھا۔ اس پر مشرکین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بتوں سے ڈراتے تھے کہ دیکھو تم ہمارے دیوتاؤں کی توہین کر کے ان کو غصہ نہ دلاؤ۔ کہیں تم کو (معاذ اللہ) بالکل خبطی اور پاگل نہ بنا دیں۔ اس کا جواب دیا کہ جو شخص ایک زبردست خدا کا بندہ بن چکا، اسے ان عاجز اور بے بس خداؤں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے؟ کیا اس عزیز منتقم کی امداد و حمایت اس کو کافی نہیں جو کسی دوسرے سے ڈرے یا لو لگائے؟ یہ بھی ان مشرکین کا خبط و ضلال اور مستقل گمراہی ہے کہ خدائے واحد کے پرستار کو اس طرح کی گیدڑ بھبکیوں سے خوف زدہ کرنا چاہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ٹھیک راستہ پر لگا دینا یا نہ لگانا سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ جب کسی شخص کو اس کی بدتمیزی اور کجروی کی بنا پر اللہ تعالیٰ کامیابی کا راستہ نہ دے وہ اسی طرح خبطی اور پاگل ہو جاتا ہے۔ اور موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی قوت بھی اس میں نہیں رہتی۔ کیا ان احمقوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ جو بندہ خداوند قدوس کی پناہ میں آ گیا کونسی طاقت ہے جو اس کا بال بیکا کر سکے۔ جو طاقت مقابل ہوگی پاش پاش کر دی جائے گی۔ غیرت خداوندی مخلص وفاداروں کا بدلہ لئے بدون نہ چھوڑے گی۔ ف۵ یعنی ایک طرف تو خداوند قدوس ہے جو خود تمہارے اقرار کے موافق تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور دوسری طرف پتھر کی بے جان مورتیں یا عاجز مخلوق جو سب مل کر بھی خدا کی بھیجی ہوئی ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف و راحت کو اس کی جگہ سے نہ ہٹا سکے۔ تم ہی بتاؤ دونوں میں سے کس پر بھروسہ کیا جائے اور کس کو اپنی مدد کے لئے کافی سمجھا جائے۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے بھی کہا تھا "إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ" جس کا جواب حضرت ہود نے یہ دیا: "إِنِّي أُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ" (ہود رکوع ۵)۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ "وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ" (انعام رکوع ۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف وہ دنیا میں ہوا آخرت میں۔ ف یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے، یہی نشان ہے آخرت کا۔ معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھنچتی ہے جیسے موت میں، اگر نیند میں کھینچ کر رہ گئی وہی موت ہے، مگر یہ جان وہ ہے جس کو ہوش کہتے ہیں۔ اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوجاتا ہے وہ دوسری ہے وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی۔ ف یعنی اللہ کے روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے۔ جب موت آوے کسی کے کہے سے عزرائیل نہیں چھوڑتا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

تو کہہ اے قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے

تو کہہ اے قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے ☆

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ اِنَّآ

کس پر آتی ہے آفت کہ اس کو رسوا کرے اور اترتی ہے اس پر مار سدا کی ف ہم نے

کس پر آتی ہے آفت کہ اس کو رسوا کرے اور اترتا ہے اس پر عذاب سدا رہنے والا ف ہم نے

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ

اتاری تجھ پر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے ساتھ پھر جو کوئی راہ پر آیا سو اپنے بھلے کو

اتاری ہے تجھ پر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے ساتھ پھر جو کوئی راہ پر آیا سو اپنے بھلے کو

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ ع

اور جو کوئی بہکا سو یہی کہ بہکا اپنے برے کو اور تجھ پر ان کا ذمہ نہیں

اور جو کوئی بہکا سو یہی بات ہے کہ بہکا اپنے برے کو اور تو ان کا ذمہ دار نہیں ف

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا ۚ

اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہوا ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کی نیند میں

اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں

فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى

پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرایا اور بھیجتا ہے دوسروں کو ایک

پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اوروں کو ایک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا

ٹھہرے وعدے تک البتہ اس میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو دھیان کریں ف کیا انہوں نے

وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں ان لوگوں کو جو دھیان کریں ف کیا انھوں نے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْــــًٔا وَّ

پکڑے ہیں اللہ کے سوا کوئی سفارش والے تو کہہ اگرچہ ان کو اختیار نہ ہو کسی چیز کا

پکڑے ہیں اللہ کے سوائے کوئی سفارش والے ف تو کہہ اگرچہ ان کو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور

لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

نہ بوجھ تو بھی تو کہہ اللہ کے اختیار ہے سفارش ساری اسی کا راج ہے آسمان و

نہ سمجھ رکھیں ف تو کہہ اللہ کے اختیار میں ہے ساری سفارش اسی کا راج ہے آسمان

وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

زمین میں پھر اسی کی طرف پھر جاؤ گے ف اور جب نام لیجے اللہ کا نرا رک جاتے ہیں

اور زمین میں پھر اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ف اور جب نام لیجے خالص اللہ کا رک جاتے ہیں

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ

دل ان کے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجے اس کے سوا

دل ان کے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجے اس کے سوا

ف یعنی عنقریب پتہ لگ جائے گا کہ خدائے واحد کا بندہ غالب آتا ہے یا صدہا دروازوں کے بھکاری کامیاب ہوتے ہیں۔ واقعات جلد جتلا دیں گے کہ جو بندہ اللہ کی حمایت اور پناہ میں آیا اس کا مقابلہ کرنے والے آخرکار سب ذلیل و خوار ہوئے (تنبیہ) عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ سے دنیا کا اور عَذَابٌ مُّقِيْمٌ سے آخرت کا عذاب مراد ہے واللہ اعلم۔ ف یعنی تیری زبان پر اس کتاب کے ذریعہ سے سچی بات نصیحت کی کہہ دی گئی اور دین کا راستہ ٹھیک ٹھیک بتلا دیا گیا۔ آگے ہر ایک آدمی اپنا نفع نقصان سوچ لے نصیحت پر چلے گا تو اسی کا بھلا ہے ورنہ اپنا ہی انجام خراب کرے گا۔ تجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں کہ زبردستی ان کو راہ پر لے آئے۔ صرف پیغام حق پہنچا دینا آپ کا فرض تھا وہ آپ نے ادا کر دیا۔ آگے معاملہ خدا کے سپرد کیجئے جس کے ہاتھ میں مارنا جلانا اور سلانا جگانا سب کچھ ہے۔ ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے پھر واپس بھیجتا ہے۔ یہی نشان ہے آخرت کا۔ معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھنچتی ہے جیسے موت میں۔ اگر نیند میں کھنچ کر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جس کو (ظاہری) ہوش کہتے ہیں۔ اور ایک جان جس سے سانس چلتی ہے اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوتا ہے۔ وہ دوسری ہے وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی" (موضح القرآن) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغویؒ نے نقل کیا ہے کہ "نیند میں روح نکل جاتی ہے مگر اس کا مخصوص تعلق بدن سے بذریعہ شعاع کے رہتا ہے جس سے حیات باطل ہونے نہیں پاتی (جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم رکھتا ہے) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیند میں بھی وہ ہی چیز نکلتی ہے جو موت کے وقت نکلتی ہے لیکن تعلق کا انقطاع ویسا نہیں ہوتا جو موت میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی بتوں کی نسبت مشرکین دعوے رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ان کے سفارشی ہیں۔ ان ہی کی سفارش سے کام بنتے ہیں۔ اسی لئے ان کی عبادت کی جاتی ہے۔ سو اول تو شفیع ہونے سے معبود ہونا لازم نہیں آتا، دوسرے شفیع بھی وہ بن سکتا ہے جسے اللہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ہو اور صرف اس کے حق میں شفاعت کر سکتا ہے جس کو خدا پسند کرے۔ خلاصہ یہ کہ شفیع کا ماذون ہونا اور مشفوع کا مرتضیٰ ہونا ضروری ہے، یہاں دونوں باتیں نہیں نہ اصنام (بتوں) کا ماذون ہونا ثابت ہے نہ کفار کا مرتضیٰ ہونا۔ لہٰذا ان کا دعویٰ غلط ہوا۔ ف یعنی بتوں کو نہ اختیار ہے نہ سمجھ، پھر ان کو شفیع ماننا عجیب ہے۔ ف یعنی فی الحال بھی زمین و آسمان میں اسی کی سلطنت ہے اور آئندہ بھی اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے تو اس کی اجازت و خوشنودی کے بغیر کس کی مجال ہے جو زبان ہلا سکے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ یعنی اللہ کے روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے۔ جب موت آئے کسی کے کہے سے عزرائیل نہیں چھوڑتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ آگے سے معلوم تھی یعنی تیا س یہی چاہتا تھا کہ یوں ہو اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو یہ جانچ ہے کہ عقل اس کی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے۔ یہی عقل رہتی ہے اور آفت آپہنچتی ہے۔
از شاہ عبدالقادر صاحب

دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اوروں کا تبھی وہ لگیں خوشیاں کرنے تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان و زمین کے
اوروں کو تب وہ لگیں خوشیاں کرنے ف ۱ تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ
جاننے والے چھپے اور کھلے کے تو ہی فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ
جاننے والے چھپے اور کھلے کے تو ہی فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ جھگڑا

يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ
جھگڑ رہے تھے اور گنہگاروں کے پاس ہو جتنا کچھ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور
رہے تھے ف ۲ اور اگر گنہگاروں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ
اس کے ساتھ سب دے ڈالیں اپنی چھڑوائی میں بری طرح کی مار سے دن قیامت کے اور نظر آیا ان کو
اس کے ساتھ تو سب دے ڈالیں اپنے چھڑوانے میں بری طرح کے عذاب سے دن قیامت کے اور نظر آئے ان کو

مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا
اللہ کی طرف سے جو خیال نہ رکھتے تھے اور نظر آئے ان کو برے کام اپنے جو کمائے تھے
اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ رکھتے تھے ✪ اور نظر آئیں ان کو برے کام اپنے جو کمائے تھے اور

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
اور الٹ پڑا ان پر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے سو جب لگے آدمی کو کچھ تکلیف
الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ف ۳ سو جب آ لگتی ہے آدمی کو کچھ تکلیف

دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ
ہم کو پکارے پھر جب ہم بخشیں اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہے یہ تو مجھ کو ملی جو آگے سے معلوم تھی کوئی نہیں یہ
ہم کو پکارنے لگتا ہے ف ۴ پھر جب ہم بخشیں اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہتا ہے یہ تو مجھ کو ملی کہ پہلے سے معلوم تھی ف ۵ کوئی نہیں

فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
جانچ ہے پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے ف ۱ کہہ چکے ہیں یہ بات ان سے اگلے
جانچ ہے پر وہ بہت سے لوگ نہیں سمجھتے ف ٦ کہہ چکے ہیں یہ بات ان سے اگلے

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ
پھر کچھ کام نہ آیا ان کو جو کماتے تھے پھر پڑیں ان پر برائیاں جو کمائی تھیں
پھر کچھ کام نہ آیا ان کو جو کماتے تھے ✪ پھر پڑ گئیں ان پر برائیاں جو کمائی تھیں ف ۷

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ
اور جو گنہگار ہیں ان میں سے ان پر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں
اور جو گنہگار ہیں ان میں سے ان پر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں

بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَ
تھکانے والے اور کیا نہیں جان چکے کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کو چاہے اور
تھکانے والے ف ۸ اور کیا نہیں جان چکے کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور

ف ۱ مشرک کا خاصہ ہے کہ گو بعض وقت زبان سے اللہ کی عظمت و محبت کا اعتراف کرتا ہے۔ لیکن اس کا دل اکیلے خدا کے ذکر اور حمد و ثنا سے خوش نہیں ہوتا۔ ہاں دوسرے دیوتاؤں یا جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اچھلنے لگتا ہے جس کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ افسوس یہی حال آج بہت سے نام نہاد مسلمانوں کا دیکھا جاتا ہے کہ خدائے واحد کی قدرت و عظمت اور اس کے علم کی لامحدود وسعت کا بیان ہو تو چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں مگر کسی پیر فقیر کا ذکر آ جائے اور جھوٹی سچی کرامات اناپ شناپ بیان کر دی جائیں تو چہرے کھل پڑتے اور دلوں میں جذبات مسرت و انبساط جوش مارنے لگتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات توحید خالص کا بیان کرنے والا ان کے نزدیک گستاخ اور بے ادب سمجھا جاتا ہے فالی اللہ المشتکی وھو المستعان۔ ف ۲ یعنی جب ایسی موٹی باتوں میں بھی جھگڑے ہونے لگے اور اللہ کا اعتقاد بھی دلوں میں باقی نہ رکھا تو اب تیرے ہی سے فریاد ہے۔ تو ہی ان جھگڑوں کا عملی فیصلہ فرمائے گا۔ ف ۳ یعنی جب قیامت کے دن ان اختلافات کا فیصلہ سنایا جائے گا اس وقت جو ظالم شرک کر کے خدا تعالیٰ کی شان گھٹاتے تھے ان کا سخت برا حال ہوگا۔ اگر اس روز فرض کیجئے کل روئے زمین کے خزانے بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کے پاس موجود ہوں تو چاہیں گے کہ سب دے دلا کر کسی طرح اپنا پیچھا چھڑا لیں جو بدمعاشیاں دنیا میں کی تھیں سب ایک ایک کر کے ان کے سامنے ہوں گی۔ اور ایسے قسم قسم کے ہولناک عذابوں کا مزہ چکھیں گے جو کبھی ان کے خیال و گمان میں بھی نہ گذرے تھے۔ غرض توحید خالص اور دین حق سے جو ٹھٹھا کرتے تھے اس کا وبال پڑ کر رہے گا۔ اور جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ ان پر الٹ پڑے گا۔ ف ۴ یعنی جس کے ذکر سے چڑتا تھا مصیبت کے وقت اسی کو پکارتا ہے اور جن کے ذکر سے خوش ہوتا تھا انہیں بھول جاتا ہے۔ ف ۵ یعنی قیاس یہی چاہتا تھا کہ یہ نعمت مجھ کو ملے۔ کیونکہ مجھ میں اس کی لیاقت تھی اور اس کی کمائی کے ذرائع کا علم رکھتا تھا اور خدا کو میری استعداد و اہلیت معلوم تھی، پھر مجھے کیوں نہ ملتی۔ غرض اپنی لیاقت اور عقل پر نظر کی، اللہ کے فضل و قدرت پر خیال نہ کیا۔ ف ٦ یعنی ایسا نہیں بلکہ یہ نعمت خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے کہ یہ اسے لے کر کہاں تک منعم حقیقی کو پہچانتا اور اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اگر ناشکری کی گئی تو یہی نعمت نقمت بن کر وبال جان ہو جائے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ جانچ ہے کہ عقل اس کی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہی عقل رہتی ہے اور آفت آپہنچتی ہے" پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ ف ۷ چنانچہ قارون نے یہی کہا تھا۔ اس کا جو حشر ہوا وہ پہلے گذر چکا۔ ف ۸ یعنی جیسے پہلے مجرموں پر ان کی شرارتوں کا وبال پڑا، سو جودہ وقت مشرکین پر بھی پڑنے والا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینا چاہے گا یہ روپوش ہو کر یا اور کسی تدبیر سے اس کو تھکا نہیں سکتے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی عقل دوڑانے ، جو تدبیر کرتے ہیں کوئی کمی نہیں کرتا ، پھر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ ، جان لو کہ عقل کا کام نہیں ۔ ف۲ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام غالب کیا جو کافر دشمنی میں لگے تھے سمجھے کہ بر حق اسی طرف اللہ ہے اور پچھتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوئے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی دشمنی کی لڑائی لڑے اور جانیں ماریں تب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ نہ قبول کرے نا امید مت ہو توبہ کرو اور رجوع ہو بخشے جاؤ گے مگر جب سر پر عذاب آیا اور موت نظر آنے لگی تو یہ قبول نہیں ——— از شاہ عبد القادر صاحب

ف یعنی دنیا میں محض روزی کا کشادہ یا تنگ ہونا کسی شخص کے مقبول یا مردود ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی ، نہ روزی کا ملنا کچھ عقل و ذہانت اور علم و لیاقت پر منحصر ہے ۔ دیکھ لو کتنے بیوقوف یا بدمعاش چین اڑا رہے ہیں اور کتنے عقلمند اور نیک آدمی فاقے کھینچتے ہیں ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی عقل دوڑانے اور تدبیر کرنے سے کوئی کمی نہیں کرتا ، پھر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ ، جان لو کہ صرف عقل کا کام نہیں ، ورنہ اپنے اوپر روزی کشادہ کر لیتے بلکہ یہ تقسیم رزاق حقیقی کی حکمت و مصلحت کے تابع اور اسی کے ہاتھ میں ہے ۔ ف۲ یہ

يَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ

ماپ کر دیتا ہے البتہ اس بیچ نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو مانتے ہیں ف۱ کہہ دو اے بندو میرے جنہوں نے

ناپ کر دیتا ہے البتہ اس میں پتے ہیں ان لوگوں کے واسطے جو مانتے ہیں ف کہہ دے اے بندو میرے جنہوں

أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ

زیادتی کی اپنی جان پر نا آس نہ ہو اللہ کی مہر سے بے شک اللہ بخشتا ہے

نے کہ زیادتی کی ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بے شک اللہ بخشتا ہے

الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ

سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان اور رجوع ہو اپنے رب کی طرف

سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان ف۲ اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف

وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝

اور اس کی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آوے تم پر عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آوے گا ف۳

اور اس کی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا ف۳

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ

اور چلو بہتر بات پر جو اتری تم کو تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر

اور چلو بہتر بات پر جو اتری تمہاری طرف تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ

عذاب اچانک اور تم کو خبر نہ ہو کبھی کہنے لگے کوئی جی اے افسوس

عذاب اچانک اور تم کو خبر نہ ہو ف۴ کہیں کہنے لگے کوئی جی اے افسوس

عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ۝

اس پر کہ میں نے کمی کی اللہ کی طرف سے اور میں تو ہنستا ہی رہا

اس بات پر کہ میں کوتاہی کرتا رہا اللہ کی طرف سے اور میں تو ہنستا ہی رہا ف

أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ

یا کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو راہ دیتا تو میں ہوتا ڈر والوں میں یا کہنے لگے

یا کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو راہ دکھاتا تو میں ہوتا ڈرنے والوں میں ف یا کہنے لگے

حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝

جب دیکھے عذاب کسی طرح مجھ کو پھر جانا ہو تو میں ہوں نیکی والوں میں

جب دیکھے عذاب کو کسی طرح مجھ کو پھر جانا ملے تو میں ہو جاؤں نیکی والوں میں ف

بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنتَ مِنَ

کیوں نہیں پہنچ چکے تجھ کو میرے حکم پھر تو نے ان کو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تھا

کیوں نہیں پہنچ چکے تھے تیرے پاس میرے حکم پھر تو نے ان کو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تھا

الْكَافِرِينَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ

منکروں میں اور قیامت کے دن تو دیکھے ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر

منکروں میں ف۱ اور قیامت کے دن تو دیکھے ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر

منزل

آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگزر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے ۔ مشرک ، ملحد ، زندیق ، مرتد ، یہودی ، نصرانی ، مجوسی ، بدعتی ، بدمعاش ، فاسق ، فاجر کوئی ہو آیت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہو جانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اس کے لئے کوئی وجہ نہیں کیونکہ اللہ جس کے چاہے سب گناہ معاف کر سکتا ہے کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا ۔ پھر بندہ ناامید کیوں ہو ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے دوسرے اعلانات میں تصریح کر دی گئی کہ کفر و شرک کا جرم بدون توبہ کے معاف نہیں کرے گا ۔ لہٰذا " إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا " کو اس شرط کے ساتھ مقید سمجھنا ضروری ہے کما قال تعالیٰ " إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ " (سورہ نساء رکوع ۱۸) اس تقیید سے یہ لازم نہیں آتا کہ بدون توبہ کے اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹا یا بڑا قصور معاف ہی نہ کر سکے اور نہ یہ مطلب ہوا کہ کسی جرم کے لئے توبہ کی ضرورت ہی نہیں ، بدون توبہ کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۔ قید صرف مشیت کی ہے اور مشیت کے متعلق دوسری آیات میں بتلا دیا گیا کہ وہ کفر و شرک سے بدون توبہ کے متعلق نہ ہوگی ۔ چنانچہ آیہ ہذا کی شان نزول بھی اس پر دلالت کرتی ہے ۔ جیسا کہ اگلی آیت کے فائدہ سے معلوم ہوگا ۔ ف۳ مغفرت کی امید دلا کر یہاں سے توبہ کی طرف متوجہ فرمایا ۔ یعنی گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اور اللہ کے بے پایاں جود و کرم سے شرما کر کفر و عصیان کی راہ چھوڑ دو ۔ اور اس رب کریم کی طرف رجوع ہو کر اپنے کو بالکلیہ اسی کے سپرد کر دو ۔ اس کے احکام کے سامنے نہایت عجز و اخلاص کے ساتھ گردن ڈال دو ۔ اور خوب سمجھ لو کہ حقیقت میں نجات محض اس کے فضل سے ممکن ہے ۔ ہمارا رجوع و انابت بھی بدون اسی کے فضل و کرم کے میسر نہیں ہو سکتا ۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا جو کفار دشمنی میں لگے رہے تھے سمجھے کہ لاریب اسی طرف اللہ ہے ۔ یہ سمجھ کر اپنی غلطیوں پر پچھتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوئے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی ۔ دشمنی کی ، لڑائیاں لڑے اور کتنے خدا پرستوں کے خون کئے تب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے ، ناامید مت ہو ، توبہ کرو اور رجوع ہو ، بخشے جاؤ گے مگر جب سر پر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی اس وقت کی توبہ قبول نہیں ۔ نہ اس وقت کوئی مدد کو پہنچ سکتا ہے ۔ ف۴ بہتر بات سے مراد قرآن کریم ہے ۔ یعنی قرآنی ہدایات پر چل کر عذاب آنے سے پہلے اپنے مستقبل کی روک تھام کر لو ۔ ورنہ معاً عذاب کے بعد سنبھلنا نہ ہو سکے گا کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی ۔ عذاب الٰہی اس طرح ایک دم آ دبائے گا کہ خبر بھی نہ ہو گی کہاں سے آ گیا ۔ ف۵ یعنی ہوا و ہوس ، رسم و تقلید اور دنیا کے دھندوں میں پڑ کر خدا کو کچھ سمجھا ہی نہیں ۔ اس کے دین کی اور پیغمبروں کی اور جس ہولناک انجام سے پیغمبر ڈرایا کرتے تھے سب کی ہنسی اڑاتا رہا ۔ ان چیزوں کی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھی ۔ افسوس خدا کے پہچاننے اور اس کا حق ماننے میں میں نے کس قدر کوتاہی کی جس کے نتیجہ میں آج یہ برا وقت دیکھنا پڑا ۔ یہ بات کافر محشر میں کہے گا اور اگر آیت کا مضمون کفار و عصاۃ کو عام رکھا جائے تو " إِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ " میں سخریت عملی مراد ہوگی ۔ کما فسرہ ابن کثیر ۔ ف۶ جب حسرت و افسوس سے کام نہ چلے گا تو اپنا دل بہلانے کے لئے یہ عذر لنگ پیش کریگا کہ کیا کہوں خدا نے مجھ کو ہدایت نہ کی ۔ وہ ہدایت کرنا چاہتا تو میں بھی آج متقین کے درجہ میں پہنچ جاتا ۔ (اس کا جواب آگے آتا ہے " بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي " الخ) اور ممکن ہے یہ کلام بطریق اعتذار و احتجاج نہ ہو بلکہ محض اظہار یاس کے طور پر ہو ۔ یعنی میں اپنی سوء استعداد اور بدتمیزی کی وجہ سے اس لائق نہ تھا کہ اللہ مجھ کو راہ دکھا کر منزل مقصود تک پہنچا دیتا ۔ اگر مجھ میں اہلیت و استعداد ہوتی اور اللہ میری دستگیری کا فرماتا تو میں بھی آج متقین کے زمرہ میں شامل ہوتا ۔ ف۷ جب حسرت اور اعتذار دونوں بیکار ثابت ہوں گے اور ...... دوزخ کا عذاب آنکھوں کے سامنے آ جائے گا اس وقت شدت اضطراب سے کہے گا کہ کسی طرح مجھ کو ایک مرتبہ پھر دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے تو دیکھو میں کیسا نیک بن کر آتا ہوں ۔ ف۸ یعنی غلط کہتا ہے ۔ کیا اللہ نے راہ نہیں دکھلائی تھی اور اپنے پیغمبروں کو نشانات اور احکام دے کر نہیں بھیجا تھا ۔ مگر تو نے قرآن کی کوئی بات ہی نہیں سنی ۔ جو کچھ کہا گیا خود اور تکبر سے اسے جھٹلاتا رہا ۔ تیری ضد قبول حق سے مانع رہی ۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ کو ازل سے معلوم تھا کہ تو اس کی آیات کا انکار کرے گا ۔ اور تکبر و سرکشی سے پیش آئے گا ۔ تیرے مزاج اور طبیعت کی افتاد ہی ایسی ہے ۔ اگر ہزار مرتبہ دنیا کی طرف لوٹایا جائے تب بھی اپنی حرکات سے باز نہیں آ سکتا ۔ " وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ " (انعام رکوع ۳) ایسے لوگوں کی نسبت خدا کی عادت نہیں کہ ان کو زبردستی کامیابی سے ہمکنار کرے ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

ان کے منہ سیاہ کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کو

کہ ان کے منہ ہوں سیاہ ف۱ کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کا ف۲

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ

اور بچاوے گا اللہ ان کو جنہوں نے ڈر رکھا ان کے بچاؤ کی جگہ نہ لگے ان کو برائی اور نہ وہ

اور بچائے گا اللہ ان کو جو ڈرتے رہے ان کے بچاؤ کی جگہ نہ لگے ان کو برائی اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

غم کھاویں اللہ بنانے والا ہے ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے

غمگین ہوں ف۳ اللہ بنانے والا ہے ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے ☆

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی اور جو منکر ہوئے ہیں اللہ کی

اسی کے پاس ہیں کنجیاں ف۴ آسمانوں کی اور زمین کی اور جو منکر ہوئے ہیں اللہ کی باتوں سے

٦ ع ١١ ٣ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا

باتوں سے وہ جو ہیں ٹوٹے میں پڑے تو کہہ اب اللہ کے سوا کسی کو بتاتے ہو کہ پوجوں

وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں ٹوٹے میں پڑے ف۵ تو کہہ اب اللہ کے سوائے کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجوں اے

الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ

اے نادانو اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو اگر تو نے

نادانو ف۶ اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر

اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ

شریک مانا اکارت جاویں گے تیرے کیے اور تو ہوگا ٹوٹے میں نہ بلکہ اللہ ہی کو

تو نے شریک مان لیا تو اکارت جائیں گے تیرے عمل اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا ☆ نہیں بلکہ اللہ ہی

فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ

پوج اور رہ حق ماننے والوں میں اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے

کو پوج اور رہ حق ماننے والوں میں ف۷ اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے ف۸

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ ۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ

اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اس کی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہیں اس کے داہنے ہاتھ

اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اس کی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہوں اس کے داہنے ہاتھ میں

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي

میں وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں ف۹ اور پھونکا گیا سرسنگا پھر بیہوش ہو گرا جو کوئی ہے

وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ وہ شریک بتلاتے ہیں ف۹ اور پھونکا جائے صور میں پھر بیہوش ہو جائے جو کوئی ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى

آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ نے چاہا پھر پھونکا گیا دوسری بار

آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے دوسری بار

ف۱ اللہ کی طرف سے جو سچی بات آئے اس کو جھٹلانا یہ بھی اللہ پر جھوٹ بولنا ہے۔ کیونکہ جھٹلانے والا دعوے کرتا ہے کہ اللہ نے فلاں بات نہیں کہی حالانکہ واقع میں کہی ہے۔ اس جھوٹ کی سیاہی قیامت کے دن ان کے چہروں پر ظاہر ہوگی۔ ف۲ پہلے فَکَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ میں دو صفتیں کافر کی بیان ہوئی تھیں تکذیب جو مشتمل ہے کذب پر اور استکبار و غرور یہاں بتلا دیا کہ کذب و دروغ سے ان کے منہ کالے ہوں گے اور غرور و تکبر کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کہیں نہیں۔ ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ متقین کو ان کے ازلی نور و سعادت کی بدولت کامیابی کے اس بلند مقام پر پہنچائے گا جہاں ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ اور ہر طرح کے فکر و غم سے آزاد ہوں۔ ف۴ یعنی ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اور پیدا کرنے کے بعد اس کی بقاء و حفاظت کا ذمہ دار بھی وہی ہے اور زمین و آسمان کی تمام چیزوں میں تصرف و اقتدار بھی اسی کو حاصل ہے۔ کیونکہ سب خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ پھر ایسے خدا کو چھوڑ کر آدمی کہاں جائے۔ چاہیئے کہ اسی کے غضب سے ڈرے اور اسی کی رحمت کا امیدوار رہے۔ کفر و ایمان اور جنت و دوزخ سب اسی کے زیر تصرف ہیں۔ اس کی باتوں سے منکر ہو کر آدمی کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ کیا اس سے منحرف ہو کر آدمی کسی فلاح کی امید رکھ سکتا ہے۔ ف۵ یعنی انتہائی نادانی اور حماقت و جہالت یہ ہے کہ آدمی خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرے اور پیغمبر خدا سے (معاذ اللہ) یہ طمع رکھے کہ وہ اس کے ہمراہ ہو جائیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ مشرکین نے حضور کو اپنے دیوتاؤں کی پرستش کی طرف بلایا تھا، اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ ف۶ یعنی عقلی حیثیت سے دیکھا جائے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنا، باقی رکھنا اور ان میں ہر قسم کے تصرفات کرتے رہنا صرف اللہ کا کام ہے تو عبادت کا مستحق بجز اس کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور نقلی حیثیت سے لحاظ کرو تو تمام انبیاء اللہ اور ادیان سماویہ توحید کی صحت اور شرک کے بطلان پر متفق ہیں بلکہ ہر نبی کو بذریعہ وحی بتلا دیا گیا ہے کہ (آخرت میں) مشرک کے تمام اعمال اکارت ہیں اور شرک کا انجام خالص حرمان و خسران کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک خدائے قدوس کو پوجے اور اس کا شکر گزار و وفادار بندہ بنے۔ اس کی عظمت و جلال کو سمجھے۔ عاجز و حقیر مخلوق کو اس کا شریک نہ ٹھہرائے۔ اس کو اسی طرح بزرگ و برتر مانے، جیسا وہ واقع میں ہے۔ ف۷ یعنی مشرکین نے اس کی عظمت و جلال اور بزرگی و برتری کو وہاں تک نہ سمجھا اور ملحوظ نہ رکھا جہاں تک ایک بندہ کو سمجھنا اور ملحوظ رکھنا چاہیئے تھا۔ اس کی شان رفیع اور مرتبہ بلند کا اجمالی تصور رکھنے والا کیا عاجز و محتاج مخلوق حتیٰ کہ پتھر کی بے جان مورتیوں کو اس کا شریک تجویز کر سکتا ہے۔ حاشا و کلا۔ آگے اس کی بعض شئون عظمت و جلال کا بیان ہے۔ ف۸ یعنی جس کی عظمت شان کا یہ حال ہے کہ قیامت کے دن کل زمین اس کی ایک مٹھی میں اور سارے آسمان کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے ایک ہاتھ میں ہوں گے، اس کی عبادت میں بے جان یا عاجز و محتاج مخلوق کو شریک کرنا کہاں تک روا ہوگا۔ وہ شرکاء تو خود اسی کی مٹھی میں پڑے ہیں۔ جس طرح چاہے ان پر تصرف کرے۔ ذرا کان یا زبان نہیں ہلا سکتے۔ (تنبیہ) مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ کے متعلق سورۂ "انبیاء" کی آیت يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ الخ کا حاشیہ دیکھنا چاہیئے۔ اور "یمین" وغیرہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں جن پر بلا کیف ایمان رکھنا واجب ہے۔ بعض الفاظ میں ہے کہ كِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ (اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں) اس سے تجسیم، تجزی اور جہت وغیرہ کی نفی ہوتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ایک بار نفخ صور ہے عالم کی فنا کا دوسرا زندہ ہونے کا تیسرا ہے بیہوشی کا بعد حشر کے چوتھا خبردار ہونے کا اس کے بعد اللہ کے سامنے ہو جاویں گے۔ ف۲ گواہ ہر وقت کے نیک لوگ اعمال اپنے لوگوں کے بُروں کی بُرائی اور بھلوں کی بھلائی جو دیکھتے تھے۔ ف۳ یعنی گواہ آتے ہیں اُن کے الزام کو نہیں تو اللہ پر کیا چھپا ہے ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "ایک بار نفخ صور ہے عالم کے فنا کا۔ دوسرا ہے زندہ ہونے کا، تیسرا بعد حشر کے بے ہوشی کا، چوتھا خبردار ہونے کا۔ اُس کے بعد اللہ کے سامنے سب کی پیشی ہوگی" اور تطبیق میں لیکن اکثر علمائے محققین کے نزدیک کل دو مرتبہ نفخ صور ہوگا۔ پہلی مرتبہ میں سب کے ہوش اُڑ جائیں گے۔ پھر زندے تو مُردہ ہو جائیں گے اور جو مر چکے تھے اُن کی ارواح پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ بعدہٗ دوسرا نفخہ ہوگا جس سے مُردوں کی ارواح ابدان کی طرف واپس آجائیں گی اور بیہوشوں کو افاقہ ہوگا۔ اُس وقت محشر کے عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہو کر تکتے رہیں گے۔ پھر خداوند قدوس کی پیشی میں تیزی کے ساتھ حاضر کئے جائیں گے۔ (تنبیہ) اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے بعض نے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت مراد لئے ہیں۔ بعض نے اُن کے ساتھ حملۃ العرش کو بھی شامل کیا ہے۔ بعض کے نزدیک انبیاء و شہداء مراد ہیں واللہ اعلم۔ بہرحال یہ استثناء اُس نفخہ کے وقت ہوگا۔ اُس کے بعد ممکن ہے اُن پر بھی فنا طاری کر دی جائے۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (المومن۔ رکوع ۲) ف۲ یعنی اس کے بعد حق تعالیٰ حساب کے لئے اپنی شان کے مناسب نزول اجلال فرمائیں گے (کما ورد فی بعض روایات الدر المنثور) اُس وقت حق تعالیٰ کی تجلی اور نور بے کیف سے محشر کی زمین چمک اُٹھے گی حساب کا دفتر کھلے گا۔ سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے۔ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے اور ہر شخص کے عمل کا نہایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائے گا۔ کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی۔ (تنبیہ) "شہداء" سے مراد علاوہ انبیاء علیہم السلام کے فرشتے اُمت محمدیہ کے لوگ اور انسان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب ہو سکتے ہیں۔ اور حضرت شاہ صاحبؒ نے ہر اُمت کے نیک آدمی مراد لئے ہیں۔ ف۳ یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی۔ جس کا جتنا اچھا یا بُرا عمل ہے سب خدا کے علم میں ہے اُسی کے موافق بدلہ ملے گا جس کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔ ف۴ یعنی گواہ آتے ہیں اُن کے الزام کو۔ ورنہ اللہ سے کیا چیز پوشیدہ رہ سکتی تھی (موضح) ف۵ یعنی تمام کافروں کو دھکے دے کر نہایت ذلت و خواری کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا۔ اور چونکہ کفر کے اقسام و مراتب بہت ہیں ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا۔ ف۶ جس طرح دنیا میں جیل خانہ کا پھاٹک کھلا نہیں رہتا جب کسی قیدی کو داخل کرنا ہوتا ہے کھول کر داخل کرتے اور پھر بند کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی وہاں جس وقت دوزخی دوزخ کے قریب پہنچیں گے دروازے کھول کر اُس میں دھکیل دیا جائے گا اُس کے بعد دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ کما قال تعالیٰ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ (ہمزہ) ف۷ یعنی جو فرشتے دوزخ کے محافظ ہیں وہ کفار سے بطور ملامت یہ کہیں گے۔ ف۸ یعنی جن سے تم کو بسبب ہم جنس ہونے کے فیض لینا بہت آسان تھا۔ ف۹ یعنی پیغمبر کیوں نہیں آئے۔ ضرور آئے ہم کو اللہ کی باتیں سنائیں اور آج کے دن سے بہت کچھ ڈرایا۔ لیکن ہماری بدبختی اور نالائقی کہ ہم نے اُن کا کہا نہ مانا۔ آخر خدا کی اٹل تقدیر سامنے آئی اور عذاب کا حکم ہم کافروں پر ثابت ہو کر رہا۔ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ یعنی تم نے شیخی اور غرور میں آکر اللہ کی بات نہ مانی۔ اب ہمیشہ دوزخ میں پڑے اُس کا مزہ چکھتے رہو۔ ف۱۱ یعنی ایمان و تقویٰ کے مدارج چونکہ متفاوت ہیں ہر درجہ کے مومنین متقین کی جماعت الگ ہوگی اور اُن سب جماعتوں کو نہایت شوق دلا کر جلدی جلدی جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ ف۱۲ یعنی جس طرح مہمانوں کے لئے اُن کی آمد سے پہلے مہمان خانہ کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے جنتی وہاں پہنچ کر جنت کے دروازے کھلے پائیں گے کما قال فی موضع آخر مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ (ص۔ رکوع ۴) اور خدا کے فرشتے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ کلمات سلام و ثنا وغیرہ سے اُن کا استقبال کریں گے اور جنت میں رہنے کی بشارت سنائیں گے۔ ف۱۳ یعنی خدا کا شکر جو وعدے انبیاء کی زبانی دنیا میں کئے گئے تھے آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔

فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ

پھر تب ہی کھڑے ہوئے دیکھنے ف اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دھرا

تو فوراً وہ کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے ف اور چمکے زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دھری

الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ

دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا اُن میں انصاف سے اور

دفتر اور حاضر آئیں پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہو اُن میں انصاف سے اور

هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ

اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۲ اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا اُس نے اور اُس کو خوب خبر ہے

اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۲ اور پورا ملے ہر جی کو جو اُس نے کیا ف۳ اور اُس کو خوب خبر ہے

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا

جو کرتے ہیں ف۳ اور ہانکے گئے جو منکر تھے دوزخ کو جتھے جتھے یہاں تک کہ جب

جو کچھ کرتے ہیں ف۴ اور ہانکے جائیں جو منکر تھے دوزخ کی طرف گروہ گروہ ف۵ یہاں تک کہ جب

جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ

پہنچے اُس پر کھولے گئے دروازے اور کہنے لگے اُن کو داروغہ اُس کے کیا نہ پہنچے تھے تم پاس

پہنچ جائیں اُس پر کھولے جائیں اُس کے دروازے ف۶ اور کہنے لگیں اُن کو اُس کے داروغہ ف۷ کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس

مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ

رسول تم ہی میں کے پڑھتے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے

رسول تم ہی میں کے ف۸ پڑھتے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ

بولے کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر حکم ہوا کہ

بولیں کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر ف۹ حکم ہووے کہ

ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

پیٹھو دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اُس میں سو کیا بُری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو

داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اُس میں سو کیا بُری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو ف۱۰

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا

اور ہانکے گئے جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے بہشت کو جتھے جتھے یہاں تک کہ جب پہنچے

اور ہانکے جائیں وہ لوگ جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے جنت کو گروہ گروہ ف۱۱ یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اُس پر

وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا

اُس پر اور کھولے گئے اُس کے دروازے اور کہنے لگے اُن کو داروغہ اُس کے سلام پہنچے تم کو تم لوگ پاکیزہ ہو سو پیٹھو اُس میں

اور کھولے جائیں اُس کے دروازے اور کہنے لگیں اُن کو داروغہ اُس کے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ

خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا

سدا رہنے کو اور وہ بولے شکر اللہ کا جس نے سچ کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث کیا

اُس میں سدا رہنے کو ف۱۲ اور وہ بولیں شکر اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ ف۱۳ اور وارث کیا ہم کو

ع ٧

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اُن کو حکم ہے کہ جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہی جگہ چاہے گا جو اس کے واسطے رکھی ہے۔ ف۲ فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدہ سے پر ایک تدبیر بولتا ہے پھر اللہ
تعالےٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی۔ ف۳ یعنی آشنائیاں۔ رکھتے ہیں سرداروں سے اس کا اندیشہ نہ کر۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ وَ

ہم کو اس زمین کا کہ گھر پکڑ لیں بہشت میں سے جہاں چاہیں سو کیا خوب نیگ ہے محنت کرنے والوں کا ف۱

اس زمین کا ف۱ کہ رہیں لیویں بہشت میں سے جہاں چاہیں ف۲ سو کیا خوب بدلہ ہے محنت کرنے والوں کا☆ اور

تَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ

الربع

اور تو دیکھے فرشتے گھرے رہیں عرش کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں

تو دیکھے فرشتوں کو گھر رہے ہیں عرش کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں

وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ع ۵ ۵

اور فیصلہ ہوا ہے ان میں انصاف کا اور یہی بات ہوئی کہ سب خوبی ہے اللہ کو جو صاحب سارے جہان کا ف۲

اور فیصلہ ہوتا ہے ان میں انصاف کا اور یہی بات کہتے ہیں کہ سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا ف۳

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَتِسْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ مومن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حم ۝ تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ غَافِرِ الذَّنبِ

اتارا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور

☆ اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار ☆ گناہ بخشنے والا اور

وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ

توبہ قبول کرتا سخت مار دیتا مقدور کا صاحب کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے اسی کی طرف

توبہ قبول کرنے والا ف۴ سخت عذاب دینے والا مقدور والا ف۵ کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی کی

الْمَصِيرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ

پھر جانا ہے وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو منکر ہیں سو تو نہ بہک اس پر

طرف پھر جانا ہے ف۶ وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو منکر ہیں ف۷ سو تجھ کو دھوکا نہ دے

تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ

کہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں ف۲ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے

یہ بات کہ وہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں ف۸ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے

مِن بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا

ان سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیں اور لانے لگے

ان سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر امت نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیں اور لانے لگے

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝

جھوٹے جھگڑے کہ اس سے ڈگا دیں سچا دین پھر میں نے ان کو پکڑا تو کیسی ہوئی میری سزا دینی

جھوٹے جھگڑے کہ اس سے ڈگا دیں سچے دین کو پھر میں نے ان کو پکڑ لیا کہو پھر کیسا ہوا میرا سزا دینا ف۹

ف۱ یعنی جنت کی زمین کا۔ ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ان کو حکم ہے جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہی جگہ چاہے گا جو اس کے واسطے پہلے سے رکھی ہے" اور بعض کے نزدیک مراد یہ ہے کہ جنت میں سیر و ملاقات کے لئے کہیں آنے جانے کی روک ٹوک نہ ہوگی۔ ف۳ یعنی حق تعالیٰ جب حساب کتاب کے لئے نزولِ اجلال فرمائیں گے! اُس وقت فرشتے عرش کے گرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے۔ اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جس پر ہر طرف سے جوش و خروش کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا نعرہ بلند ہوگا یعنی ساری خوبیاں اُس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے جس نے سارے جہان کا ایسا عمدہ فیصلہ کیا، اسی نعرۂ تحسین پر دربار برخاست ہو جائے گا۔ عموماً مفسرین نے آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے آیت کو حالت راہنہ پر حمل کیا اور قُضِیَ بَیْنَھُمْ کی ضمیر ملائکہ کی طرف راجع کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ "فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک فرشتہ ملاء اعلیٰ میں اپنے قاعدہ سے ایک تدبیر بولتا ہے (کما اشیر الیہ اختصام الملأ الاعلیٰ وتفصیلہ فی حجۃ اللہ البالغۃ) پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے۔ وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق۔ یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی"۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تم سورۃ الزمر بعون اللہ وتوفیقہ۔ ولِلّٰہ الحمد

ف۴ یعنی توبہ قبول کرکے گناہوں سے ایسا پاک و صاف کر دیتا ہے گویا کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ اور مزید برآں توبہ کو مستقل طاعت قرار دے کر اس پر حسنات لکھ دیتا ہے۔ ف۵ یعنی بے حد قدرت و وسعت اور فضل والا جو بندوں پر انعام و احسان کی بارشیں کرتا رہتا ہے۔ ف۶ جہاں پہنچ کر ہر ایک کو اپنے کیے کا بدلہ ملے گا۔ ف۷ یعنی اللہ کی باتیں اور اُس کی عظمت و قدرت کے نشان ایسے نہیں جن میں کوئی جھگڑا کیا جائے۔ مگر جن لوگوں نے یہ ہی ٹھان لی ہے کہ روشن سے روشن دلائل و براہین اور کھلی کھلی باتوں کا بھی انکار کیا جائے وہی ایسی باتوں میں ناحق جھگڑے ڈالتے ہیں ف۸ یعنی ایسے منکرین کا انجام تباہی اور ہلاکت ہے۔ گو فی الحال وہ شہروں میں چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے نظر آتے ہیں اس سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امہال و استدراج ہے کہ چند روز ڈھیل پھر کر دنیا کے مزے اڑا لیں، یا تجارتیں اور سازشیں کر لیں۔ پھر ایک روز غفلت کے نشہ میں پوری طرح مخمور ہو کر پکڑے جائیں گے۔ اگلی قوموں کا حال بھی یہی ہوا ف۹ یعنی ہر ایک امت کے شریروں نے اپنے پیغمبر کو پکڑ کر قتل کرنے یا ستانے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ جھوٹے ڈھکوسلے کھڑے کرکے سچے دین کو شکست دیں، اور حق کی آواز کو ابھرنے نہ دیں، لیکن ہم نے اُن کا داؤں چلنے نہ دیا اور اس کے بجائے کہ وہ پیغمبروں کو پکڑتے ہم نے اُن کو پکڑ کر سخت سزائیں دیں، پھر دیکھ لو ہماری سزا کیسی ہوئی کہ اُن کی بیخ و بنیاد باقی نہ چھوڑی۔ آج بھی اُن تباہ شدہ قوموں کے کچھ آثار کہیں کہیں موجود ہیں، اُن ہی کو دیکھ کر انسان اُن کی تباہی کا تصور کر سکتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو ملتی ہے اپنے عمل سے جو وہ بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتا لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اعلیٰ درجہ تک پہنچا دے ان کے اپنے عمل سے زیادہ اور ہو اپنے ہی عمل کا یہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی کی چال چلیں یہ نیت قبول پڑ جاوے۔ ف یعنی تیری مہر ہی ہو کہ برائیوں سے بچے اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا تھوڑی بہت برائی سے کون خالی ہے۔ ف یعنی اپنے جی کو پھٹکارتے ہو۔ دنیا میں جب کفر کرتے تھے اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا اسی کا بدلا آج پاؤ گے۔ ف پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے پھر جان پڑی تو جی اٹھے پھر موئے پھر جی اٹھے یہ ہوئے دو موتیں دو جیاتیں —————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی جس طرح اگلی قوموں پر عذاب آنے کی بات پوری اتر چکی موجود الوقت منکروں پر بھی اتری ہوئی سمجھو۔ اور جس طرح پیغمبروں کے اعلان کے موافق کافروں پر دنیوی عذاب آکر رہا تیرے رب کی یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ آخرت میں ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا (تنبیہ) بعض نے اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ کو لِاَنَّهُمْ کے معنی میں لے کر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ گذشتہ منکروں کی طرح موجودہ منکروں پر بھی اللہ کی بات سچی ہے کیونکہ یہ بھی اصحاب النار میں سے ہیں۔ ف۲ پہلی آیات میں مجرمین و منکرین کا حال زبوں بیان ہوا تھا۔ یہاں ان کے مقابل مومنین تائبین کا فضل و شرف بیان کرتے ہیں۔ یعنی عرش عظیم کو اٹھانے والے اور اس کے گرد طواف کرنے والے بیشمار فرشتے جن کی غذا صرف حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمید ہے اور جو مقربین بارگاہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا ایمان و یقین رکھتے ہیں وہ اپنے پروردگار کے آگے مومنین کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! اس عزت افزائی اور شرف و احترام کا کیا ٹھکانا ہے کہ فرش خاک پر بسنے والے مومنین سے جو خطائیں اور لغزشیں ہو گئیں ملائکہ کروبیین بارگاہ احدیت میں ان کے لئے غائبانہ معافی چاہیں۔ اور جب ان کی شان میں وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ آیا ہے تو وہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مامور ہوں گے۔ ف۳ یہ فرشتوں کے استغفار کی صورت بتلائی یعنی بارگاہ احدیت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کا علم اور رحمت ہر چیز کو محیط ہے پس جو کوئی تیرے علم محیط میں برائیوں کو چھوڑ کر سچے دل سے تیری طرف رجوع ہوا اور تیرے راستہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہو، اگر اس سے بمقتضائے بشریت کچھ کمزوریاں اور خطائیں سرزد ہو جائیں آپ اپنے فضل و رحمت سے اس کو معاف فرما دیں نہ دنیا میں اس پر داروگیر ہو اور نہ دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے۔ باقی جو مسلمان توبہ و انابت کی راہ اختیار نہ کرے اس کا یہاں ذکر نہیں۔ آیت ہذا اس کی طرف سے ساکت ہے۔ بظاہر المین عرش اسکے حق میں دعا نہیں کرتے۔ اللہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا یہ دوسری نصوص سے طے کرنا چاہئے۔ ف۴ یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو اپنے عمل سے ملتی ہے (جیسا کہ یہاں بھی وَمَنْ صَلَحَ کی قید سے ظاہر ہے) بدون اپنے ایمان و صلاح کے بیوی بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتے لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو ان کے عمل سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے۔ کما قال تعالیٰ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (طور رکوع۱) اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں یہ بھی ان ہی کے کسی عمل قلبی کا بدلہ ہو۔ مثلاً وہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی مرد صالح کی چال چلیں، یہ نیت اور نیکی کی حرص اللہ کے ہاں مقبول ہو جائے یا اس مرد صالح کے اکرام و دلداری کی ایک صورت یہ ہو کہ اس کے ماں باپ اور بیوی بچے بھی اس کے درجہ میں رکھے جائیں۔ ف۵ یعنی محشر میں ان کو کوئی برائی (مثلاً گھبراہٹ اور پریشانی وغیرہ) لاحق نہ ہو اور عظیم الشان کامیابی صرف تیری خاص مہربانی ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ بعض مفسرین نے سیئات سے اعمال سیئہ مراد لئے ہیں یعنی آگے کو انہیں برے کاموں سے محفوظ فرما دے اور ان کی خرابی کر دے کہ برائی کی طرف نہ جائیں۔ ظاہر ہے جو آج یہاں برائی سے بچ گیا اس پر تیرا فضل ہو گیا وہ ہی آخرت میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرے گا۔ اس تفسیر پر يَوْمَىِٕذٍ کا ترجمہ بجائے "اس دن" کے "اِس دن" ہونا چاہئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی تیری مہر ہی ہو کہ برائیوں سے بچے۔ اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا تھوڑی بہت برائی سے کون خالی ہے"۔ یہ الفاظ دونوں تفسیروں پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔ ف۶ یہ قیامت کے دن کہیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی آج تم اپنے دشمن سے بیزار ہوا در اپنے جی کو پھٹکارتے ہو۔ دنیا میں جب کفر کرتے تھے (اس وقت) اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا اور تمہاری حرکات سے بیزار تھا اسی کا بدلہ آج پاؤ گے" اور بعض مفسرین نے "مقتیں" کا زمانہ ایک ہی رکھ کر یوں معنی کئے ہیں کہ تم کو دنیا میں بار بار ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم بار بار کفر کرتے تھے۔ آج اس کی سزا بھگتنے کے وقت جس قدر تم اپنی جانوں سے بیزار ہو رہے ہو اللہ اس سے زیادہ تم سے بیزار ہے۔ ف۷ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے پھر جان پڑی تو زندہ ہوئے پھر مرے پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے یہ ہوئیں دو موتیں اور دو حیاتیں۔ قال تعالیٰ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (بقرہ رکوع۳) (تنبیہ) وہ لوگ جو انکار کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر جینا نہیں۔ نہ حساب کتاب ہے۔ ف۸ یعنی اقرار کرتے ہیں کہ بیشک ہم سے قصور ہوا کہ اسی کو گناہوں اور شرارتوں پر جری ہوتے تھے اب دیکھ لیا کہ جس طرح پہلی موت کے بعد آپ نے ہم کو زندہ کیا اور عدم سے نکال کر وجود عطا فرمایا۔ دوسری موت کے بعد بھی پیغمبروں کے ارشاد کے موافق دوبارہ زندگی بخشی۔ آج بعث بعد الموت کے وہ سب مناظر جن کا ہم انکار کیا کرتے تھے سامنے ہیں اور بجز اس کے چارہ نہیں کہ ہم اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا اعتراف کریں۔ ف۹ یعنی افسوس اب تو بظاہر یہاں سے چھوٹ کر نکل بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ ہاں آپ قادر ہیں کہ جہاں دو مرتبہ موت و حیات دے چکے ہیں تیسری مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس بھیج دیں۔ تا اس مرتبہ وہاں سے ہم خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں۔

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

اور ویسی ہی ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں دوزخ

اور اسی طرح ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں دوزخ

النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

والے جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی

والے ف۲ جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں

وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ

خوبیاں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے اے رب ہمارے ہر چیز سمائی

اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے ف۳ اے پروردگار ہمارے ہر چیز سمائی

شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ

ہے تیری مہر اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ اور بچا ان کو

ہوئی ہے تیری بخشش اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا ان کو

عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ

آگ کی مار سے اے رب ہمارے اور داخل کر ان کو بسنے کے باغوں میں جن کا وعدہ دیا ان کو اور

آگ کے عذاب سے ف۴ اے رب ہمارے اور داخل کر ان کو سدا بسنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا تو نے ان سے

مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

جو کوئی نیک ہو ان کے باپوں میں اور عورتوں میں اور اولادوں میں بے شک تو ہی ہے زبردست

جو کوئی نیک ہو ان کے باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بے شک تو ہی ہے زبردست

الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ

حکمت والا ف اور بچا ان کو برائیوں سے اور جس کو تو بچا دے برائیوں سے اس دن اس پر

حکمت والا ف۵ اور بچا ان کو برائیوں سے اور جس کو تو بچائے برائیوں سے اس دن اس پر

رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ

مہر کی تو نے اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف جو لوگ منکر ہیں ان کو پکار کے کہیں گے

مہربانی کی تو نے اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف۶ جو لوگ منکر ہیں ان کو پکار کر کہیں گے

لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ

اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بلاتے تھے یقین لانے کو

اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بلاتے تھے یقین لانے کو

فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ

پھر تم منکر ہوتے تھے ف بولے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا دو بار

پھر تم منکر ہوتے تھے ف۷ بولیں گے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا دو بار ف۸

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ

اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ ف یہ تم پر اس واسطے کہ

اب ہم قائل ہوتے اپنے گناہوں کے ف پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ ف۹ یہ تم پر اس واسطے ہے کہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ

جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوتے اور جب اُس کے ساتھ شریک بناتے تو تم یقین لاتے اب حکم وہی

جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوتے اور جب اُس کے ساتھ پکارتے شریک کو تو تم یقین لاتے تھے اب حکم

الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ

جو اللہ کا ہے سب سے اوپر بڑا وہی ہے تم کو دکھاتا اپنی نشانیاں اور اُتارتا تمہارے واسطے آسمان سے

جو کہ اللہ سب سے اوپر بڑا ہے وہی ہے تم کو دکھاتا اپنی نشانیاں اور اُتارتا ہے تمہارے واسطے آسمان سے

رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

روزی اور سوچ وہی کرتا جو رجوع رہتا ہو سو پکارو اللہ کو نرا کر کر اُس کے واسطے

روزی اور سوچ وہی کرتا جو رجوع رہتا ہو سو پکارو اللہ کو خالص کر کر اُس کے واسطے

الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي

بندگی اور پڑے بُرا مانیں منکر صاحب اونچے درجوں کا مالک تخت کا اُتارتا ہے

بندگی اور پڑے بُرا مانیں منکر وہی ہے اونچے درجوں والا مالک عرش کا اُتارتا ہے

الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝

بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں کہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے

بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں تاکہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ

جس دن وہ لوگ نکل کھڑے ہوں گے چھپی نہ رہے گی اللہ پر اُن کی کوئی چیز کس کا راج ہے

جس دن وہ لوگ نکل کھڑے ہوں گے چھپی نہ رہے گی اللہ پر اُن کی کوئی چیز کس کا راج ہے

الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ

اُس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا آج بدلہ پاوے گا ہر جی جیسا کمایا

اُس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا آج بدلہ ملے گا ہر جی کو جیسا اُس نے کمایا

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ

ظلم نہیں آج بے شک اللہ شتاب لینے والا ہے حساب اور خبر سُنا دے اُن کو نزدیک آنیوالے دن کی

بالکل ظلم نہیں آج بے شک اللہ جلد لینے والا ہے حساب اور خبر سُنا دے اُن کو اُس نزدیک آنیوالے دن کی

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَـنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ڛ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ

جس وقت دل پہنچیں گے گلوں کو تو دبا رہے ہوں گے کوئی نہیں گنہگاروں کا دوست نہ کوئی

جس وقت دل پہنچیں گے گلوں کو تو وہ دبا رہے ہوں گے کوئی نہیں گنہگاروں کا دوست اور

لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝

سفارشی جس کی بات مانی جاوے وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینوں میں

نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں ☆

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ

اور اللہ چکاتا ہے انصاف اور جن کو پکارتے ہیں اُس کے سوا نہیں چکاتے

اور اللہ فیصلہ کرتا ہے انصاف سے اور جن کو پکارتے ہیں اُس کے سوا نہیں فیصلہ کرتے

ف۱ یعنی بے شک اب دنیا کی طرف واپس جانے کی کوئی صورت نہیں۔ اب تو تم کو اپنے اعمال سابقہ کا خمیازہ بھگتنا ہے۔ جس کے متعلق مالک ابدی کا یہ فیصلہ اس لئے ہوا ہے کہ تم نے اکیلے سچے خدا کی پکار پر کبھی کان نہ دھرا۔ ہمیشہ اُس کا یا اُس کی وحدانیت کا انکار ہی کرتے رہے۔ ہاں کسی معبود کو خدا کی طرف بڑھانے لگے تو فوراً آمنا وصدقنا کہہ کر اُس کے پیچھے ہو لئے۔ اس سے تمہاری خو اور طبیعت کی افتاد کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر ہزار مرتبہ بھی واپس کیا جائے پھر وہی کفر و شرک کما کر لاؤ گے بس آتا تمہارے جرم کی تحریک سزا یہی حبس دوام ہے جو اُس بڑے زبردست خدا کی عدالت عالیہ سے جاری کی گئی۔ جس کا کہیں آگے مرافعہ چل نہیں۔ اس سے چھوٹنے کی تمنا عبث ہے۔ ف۲ یعنی اُس کی عظمت و وحدانیت کی نشانیاں ہر چیز میں ظاہر ہیں۔ ایک اپنی روزی ہی کے مسئلہ کو آدمی بجھ لے جس کا سامان آسمان سے ہوتا۔ بنتا ہے تو سب کچھ سمجھ میں آ جائے لیکن جب اُدھر رجوع ہی نہ ہو اور غور و فکر سے کام ہی نہ لے تو کیا خاک سمجھ حاصل ہو سکتی ہے۔ ف۳ یعنی بندوں کو چاہیئے سمجھ سے کام لیں اور ایک خدا کی طرف رجوع ہو کر اُسی کو پکاریں، اُس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کریں بے شک مخلص بندوں کے اس موحدانہ طرز عمل سے کافر و مشرک ناک بھوؤں چڑھائیں گے کہ سارے دیوتا اُڑا کر صرف ایک ہی رہنے دیا گیا۔ مگر پکا موحد وہی ہے جو مشرکین کے مجمع میں توحید کا نعرہ بلند کرے۔ اور اُن کے بُرا ماننے کی اصلا پروا نہ کرے۔ ف۴ "بھید کی بات" سے وحی مُراد ہے جو اول انبیاء علیہم السلام پر اُترتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے دوسرے بندوں کو پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ قیامت تک اسی طرح پہنچتی رہے گی۔ ف۵ یعنی جس دن تمام اولین و آخرین مل کر اللہ تعالیٰ کی پیشی میں حاضر ہوں گے اور ہر ایک شخص اپنے اچھے یا بُرے عمل سے ملاقات کرے گا۔ ف۶ یعنی قبروں سے نکل کر ایک چٹیل کف دست میدان میں حاضر ہوں گے۔ جہاں کوئی آڑ پہاڑ حائل نہ ہو گا۔ ف۷ یعنی خوب سمجھ لو اُس حاکم اعلیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے جس پر تمہاری کوئی حالت پوشیدہ نہیں۔ سب ظاہر و باطن احوال کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔ ف۸ یعنی اُس دن تمام وسائط و حجب اُٹھ جائیں گے۔ ظاہری اور مجازی رنگ میں بھی کسی کی بادشاہت نہ رہے گی۔ اُسی اکیلے شہنشاہ مطلق کا راج ہو گا جس کے آگے ہر ایک طاقت دبی ہوئی ہے۔ ف۹ یعنی خوف اور گھبراہٹ سے دل دھڑک کر گلوں تک آ رہے ہوں گے۔ اور لوگ دونوں ہاتھوں سے اُن کو پکڑ کر دبائیں گے کہ کہیں سانس کے ساتھ باہر نہ نکل پڑیں۔ ف۱۰ یعنی ایسا کوئی سفارشی نہیں ہو گا جس کی بات ضرور ہی مانی جائے۔ سفارش وہی کر سکے گا جس کو اجازت ہو اور اُسی کے حق میں کرے گا جس کے لئے پسند ہو۔ ف۱۱ یعنی مخلوق سے نظر بچا کر چوری چھپے سے کسی پر نگاہ ڈالی یا کن انکھیوں سے دیکھا یا دل میں کچھ نیت کی یا کسی بات کا ارادہ یا خیال آیا، ان میں سے ہر چیز کو اللہ جانتا ہے اور فیصلہ انصاف سے کرتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف قارون تھا قوم بنی اسرائیل میں لیکن مرضی میں موافق تھا فرعون والوں کی اور اُنہی کی دولت سے کماتا تھا مال۔ ف۲ فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو، شاید اُس کے ارکان مشورہ نہ دیتے ہوں گے مارنے کا اسی سبب سے کہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے کہیں اس کا رب بدلہ نہ لے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ع ١١

بِشَیْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ

کچھ بے شک اللہ جو ہے وہی سنتا دیکھتا کیا پھرے نہیں ملک میں کہ

کچھ بھی بے شک اللہ جو ہے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا ف۱ کیا وہ پھرے نہیں ملک میں

فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ کَانُوْا مِنْ قَبْلِھِمْ ؕ کَانُوْا ھُمْ

دیکھیں آخر کیسا ہوا اُن کا جو تھے ان سے پہلے وہ تھے

کہ دیکھتے انجام کیسا ہوا اُن کا جو تھے اُن سے پہلے وہ تھے

اَشَدَّ مِنْھُمْ قُوَّۃً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ ؕ وَ

ان سے سخت زور میں اور جو نشان چھوڑ گئے زمین میں پھر اُن کو پکڑا اللہ نے اُن کے گناہوں پر اور

اُن سے زیادہ سخت زور میں اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے زمین میں ف۲ پھر اُن کو پکڑا اللہ نے اُن کے گناہوں پر اور

مَا کَانَ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ

نہ ہوا اُن کو اللہ سے کوئی بچانے والا یہ اس پر کہ اُن پاس آتے تھے

نہ ہوا اُن کو اللہ سے کوئی بچانے والا ف۳ یہ اس لئے کہ اُن کے پاس آتے تھے

رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَکَفَرُوْا فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ

اُن کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پھر منکر ہوئے پھر اُن کو پکڑا اللہ نے بے شک وہ زور آور ہے سخت

اُن کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پھر منکر ہو گئے تو اُن کو پکڑا اللہ نے بے شک وہ زور آور ہے سخت

الْعِقَابِ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِلٰی

مار دینے والا اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر اور کھلی سند

عذاب دینے والا ف۴ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر اور کھلی سند ف۵

فِرْعَوْنَ وَھَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَآءَھُمْ

فرعون اور ہامان اور قارون پاس پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا ف۱ پھر جب پہنچا اُن پاس

فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس ف۶ پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا ف۷ پھر جب پہنچا اُن کے پاس

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ وَ

لے کر سچی بات ہمارے پاس سے بولے مار دو بیٹے اُن کے جو یقین لاتے ہیں اُس کے ساتھ اور

لے کر سچی بات ہمارے پاس سے بولے مار ڈالو بیٹے اُن کے جو یقین لاتے ہیں اُس کے ساتھ اور

اسْتَحْیُوْا نِسَآءَھُمْ ؕ وَمَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ

جیتی رکھو اُن کی عورتیں اور جو داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں اور بولا

جیتی رکھو اُن کی عورتیں ف۸ اور جو داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں ف۹ اور بولا

فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّہٗ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ

فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو میں ڈرتا ہوں کہ

فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو ف۱۰ میں ڈرتا ہوں کہ

یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْہِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰٓی

بگاڑے تمہاری راہ یا نکالے ملک میں خرابی ف۲ اور کہا موسیٰ نے

بگاڑ دے تمہارا دین یا پھیلائے ملک میں خرابی ف۱۱ اور کہا موسیٰ نے

ف۱ یعنی فیصلہ کرنا اُسی کا کام ہو سکتا ہے جو سننے اور جاننے والا ہو۔ بھلا یہ پتھر کی بے جان مورتیں جنہیں تم خدا کہہ کر پکارتے ہو کیا خاک فیصلہ کریں گی۔ پھر جو فیصلہ بھی نہ کر سکے وہ خدا کس طرح ہوا۔ ف۲ یعنی بڑے مضبوط قلعے، عالی شان عمارتیں اور مختلف قسم کی یادگاریں۔ ف۳ یعنی جب دنیا کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکا، آخرت میں کون بچائے گا۔ ف۴ یعنی تم بھی اُن کی طرح رسول کی تکذیب کر کے فلاح نہیں پا سکتے۔ آخر رسوا اور ہلاک ہو گے اور خداوند قدوس اپنے زور و قوت سے پیغمبر کو غالب و منصور فرمائے گا۔ اسی مناسبت سے آگے موسیٰ اور فرعون کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ ف۵ "نشانیوں" سے معجزات اور "کھلی سند" سے شاید اُن میں کے مخصوص ممتاز معجزات مراد ہوں یا کھلی سند معجزات کے سوا دوسرے دلائل و براہین کو فرمایا۔ یا "آیات" سے تعلیمات و احکام اور سلطان مبین سے معجزات مراد لیے جائیں۔ یا "سلطان مبین" اُس قوتِ قدسیہ اور مخصوص تائید ربانی کا نام ہو جس کے آثار پیغمبروں میں ہر دیکھنے والے کو نمایاں طور پر نظر آیا کرتے ہیں واللہ اعلم۔ ف۶ ہامان وزیر تھا فرعون کا اور قارون بنی اسرائیل میں سب سے بڑا مالدار اور تاجر تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون کی مرضی پر چلتا تھا۔ پہلے اس کا قصہ گذر چکا۔ ف۷ یعنی جادوگر ہے معجزات دکھاتا ہے اور جھوٹا ہے دعوے رسالت میں۔ یہ بعض نے کہا ہوگا اور دوسروں نے اُس کی تصدیق کی ہوگی۔ ف۸ یہ حکم اب دوسری مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد دیا۔ تاکہ بنی اسرائیل کی تذلیل و توہین کریں، اُن کی تعداد گھٹا ئیں اور اُن کے دلوں میں یہ خیال جما دیں کہ یہ سب مصیبت ان پر موسیٰ کی بدولت آئی کہ یہ خیال کر کے لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور دہشت انگیزی کی پالیسی کامیاب ہو جائے گی۔ آگے پتہ نہیں اس حکم پر عمل ہوا یا نہیں؟ ف۹ یعنی ایسے داؤ پیچ اور تدبیروں سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرما کر منکرین کے سب منصوبے غلط کر دیتا ہے۔ ف۱۰ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو۔ شاید اُس کے ارکان سلطنت مار ڈالنے کا مشورہ نہ دیتے ہوں گے۔ کیونکہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے کہیں اُس کا رب بدلہ نہ لے" فرعون خود بھی دل میں ڈرا ہوا اور سہما ہوا تھا۔ لیکن لوگوں پر اپنی قوت و شجاعت کا اظہار کرنے کے لئے انتہا درجہ کی شقاوت اور بے حیائی سے ایسا کہہ رہا تھا۔ تا لوگ سمجھیں کہ اُس کو قتل سے کوئی چیز مانع نہیں۔ اور اُس کے ارادہ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ ف۱۱ یعنی اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تو دینی اور دنیوی دونوں طرح کے نقصان کا اندیشہ ہے۔ ممکن ہے یہ اپنے وعظ و تلقین سے تمہارے مذہبی طور و طریق کو جو پہلے سے چلا آتا ہے بگاڑ ڈالے یا سازش وغیرہ کا جال پھیلا کر ملک میں بدامنی پھیلا دے جس کا انجام یہ ہو کہ تمہاری (یعنی قبطیوں کی) حکومت کا خاتمہ ہو کر ملک بنی اسرائیل کے ہاتھ میں چلا جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ

میں پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہیں لاتا حساب

میں پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے ف۱ جو یقین نہ کرے حساب

الْحِسَابِ ﴿ع﴾ وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ﷺ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ

کے دن پر ف۱ اور بولا ایک مرد ایمان دار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا ایمان

کے دن کا ف۲ اور بولا ایک مرد ایمان دار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

کیا مار ڈالتے ہو ایک مرد مسلمان کو اس پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تم پاس کھلی نشانیاں

کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں

مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ یَّكُ

تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس پر پڑے گا اس کا جھوٹ اور اگر وہ

تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس پر پڑے گا اس کا جھوٹ اور اگر وہ

صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ

سچا ہوگا تو تم پر پڑے گا کوئی وعدہ جو دیتا ہے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اس کو

سچا ہوگا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے ف۳ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اس کو

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ یٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ظٰهِرِیْنَ

جو ہو بے لحاظ جھوٹا ف۲ اے قوم میری تمہارا راج ہے آج چڑھ رہے ہو

جو ہو بے لحاظ جھوٹا ف۴ اے میری قوم آج تمہارا راج ہے چڑھ رہے ہو

فِی الْاَرْضِ ؗ فَمَنْ یَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ

ملک میں پھر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی آفت سے اگر آگئی ہم پر بولا

ملک میں پھر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی آفت سے اگر آگئی ہم پر ف۵ بولا

فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰی وَ مَاۤ اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ

فرعون میں وہی سمجھاتا ہوں تم کو جو سوجھا مجھ کو اور وہی راہ بتاتا ہوں جس میں

فرعون میں تو وہی بات سمجھاتا ہوں تم کو جو سوجھی مجھ کو اور وہی راہ بتلاتا ہوں جس میں

الرَّشَادِ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ

بھلائی ہے اور کہا اس ایمان دار نے اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ آوے تم پر

بھلائی ہے ف۶ اور کہا اس ایمان دار نے اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر

مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ

دن ان فرقوں کا سا جیسے رسم پڑی قوم نوح کی اور عاد

دن اگلے فرقوں کا سا جیسے حال ہوا قوم نوح کا اور عاد

وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا

اور ثمود کی اور جو ان کے پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا

اور ثمود کا اور جو لوگ ان کے پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا

ع ۳ / ۸

منزل ۶

ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب ان کے مشوروں کی خبر پہنچی تو اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے ان دھمکیوں کی مطلق پروا نہیں۔ فرعون اکیلا تو کیا ساری دنیا کے متکبرین و جبارین جمع ہو جائیں تب بھی میرا اور تمہارا پروردگار ان کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ میں اپنے کو تنہا اسی کی پناہ میں دے چکا ہوں۔ وہی میرا حامی و مددگار ہے۔ کما قال تعالیٰ لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ اَرٰی (طٰہٰ رکوع ۲) بھلا اس کی حمایت و امداد کے بعد کسی مغرور انسان کا کیا ڈر۔ ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے گا۔" ف۳ یعنی ایک مرد مومن جس نے فرعون اور اس کی قوم سے اپنا ایمان ابھی تک مخفی رکھا تھا ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰی کے جواب میں بول اٹھا کیا تم ایک شخص کا ناحق خون کرنا چاہتے ہو اس بات پر کہ وہ صرف ایک اللہ کو اپنا رب کیوں کہتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے دعوے کی صداقت کے کھلے نشان تم کو دکھلا چکا اور اس کے قتل کی تم کو کچھ ضرورت بھی نہیں۔ بلکہ ممکن ہے تمہارے لئے مضر ہو۔ فرض کرو! وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہوا تو اتنے بڑے جھوٹ پر ضرور اللہ اس کو ہلاک یا رسوا کر کے چھوڑے گا۔ خدا کی عادت نہیں کہ وہ ایسے کاذب کو برابر پھولنے پھلنے دے۔ دنیا کو التباس سے بچانے کے لئے یقیناً ایک روز اس کی قلعی کھول دی جائے گی۔ ایسے حالات برروئے کار آئیں گے کہ دنیا علانیہ اس کی رسوائی و ناکامی اور کذب و دروغ کا تماشہ دیکھ لے گی۔ اور تم کو خواہی نخواہی اس کے خون میں ہاتھ رنگنے کی ضرورت نہ رہے گی اور اگر واقع میں وہ سچائی پر ہے تو دنیا و آخرت کے جس عذاب سے وہ اپنے مکذبین کو ڈراتا ہے یقیناً اس کا کچھ نہ کچھ حصہ تم کو ضرور پہنچ کر رہے گا۔ لہذا پہلی شق پر اس کے قتل میں جلدی کرنے کی ضرورت نہیں اور دوسری شق پر اس کا قتل کرنا سراسر موجب نقصان و خسران ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اگر جھوٹا ہے تو جس پر جھوٹ بولتا ہے وہی سزا دے رہے گا۔ اور شاید سچا ہو تو اپنی فکر کرو۔" تنبیہ یہ تقریر اس صورت میں ہے جب کسی مفتری کا کذب صریح ظاہر نہ ہوا ہو۔ اور اگر مدعی نبوت کا کذب و افترا دلائل و براہین سے روشن ہو جائے تو بلاشبہ واجب القتل ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ پیغمبر عربی صلعم کا خاتم النبیین ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا، اگر کوئی شخص مدعی نبوت بن کر کھڑا ہو گا تو چونکہ اس کا یہ دعویٰ ایک قطعی الثبوت عقیدہ کی تکذیب کرتا ہے لہذا اس کے متعلق کسی قسم کے تامل و تردد اور امہال و استمہال کی گنجائش نہ ہوگی۔ ف۴ یعنی موسیٰ اگر بالفرض جھوٹا ہوتا تو ہرگز اس کو اللہ راہ نہ دیتا کہ وہ برابر ایسے ایسے معجزات دکھاتا رہے اور کامیابی میں ترقی کرتا چلا جائے۔ اور اگر تم جھوٹے ہو کر ایک سچے کو جھوٹا بتلا رہے ہو تو انجام کار اللہ تعالیٰ نے تم کو ذلیل و ناکام کرے گا۔ ف۵ یعنی اپنے سامانوں اور لشکروں پر مغرور مت ہو۔ آج تمہاری یہ شان و شکوہ ہے لیکن کل اگر خدا کے عذاب نے آ گھیرا تو کوئی بچانے والا نہ ملے گا۔ یہ سب ساز و سامان یوں ہی دھرے کے رہ جائیں گے۔ ف۶ یعنی تمہاری تقریر سے میرے خیالات تبدیل نہیں ہوئے۔ جو کچھ میرے نزدیک مصلحت ہے تم کو سمجھا رہا ہوں۔ میرے خیال میں بہتری کا راستہ یہی ہے کہ اس شخص کا قصہ پہلے ہی قدم پر ختم کر دیا جائے۔

موضح قرآن ف۱ جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے۔ ف۲ یعنی اگر جھوٹا ہے تو جس پر جھوٹ بولتا ہے وہی سزا دے رہے گا۔ اور شاید سچا ہو تو اپنا فکر کرو۔
از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ہانک پکار کا دن اُن پر آیا جس دن غرق ہوئے قلزم میں ایک دوسرے کو پکارنے لگا ڈوبتے۔ یہ اُس کو کشف سے معلوم ہوا ہو گا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسی طرح آتا ہے۔ ف۲ حضرت یوسف کی زندگی میں قائل نہ ہوئے بعد اُن کی موت کے جب مصر کی سلطنت کا بندوبست بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا ایسا نبی کوئی نہ ہو گا یا وہ انکار یا یہ اقرار بھی زیادہ گوئی ہے۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لِلْعِبَادِ ۝ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ

بندوں پر اور اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ تم پر آوے دن ہانک پکار کا جس دن

بندوں پر ف۱ اور اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ تم پر آئے دن ہانک پکار کا ف۲ جس دن

تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ

بھاگو گے پیٹھ دے کر کوئی نہیں تم کو اللہ سے بچانے والا اور جس کو غلطی میں

بھاگو گے پیٹھ پھیر کر ف۳ کوئی نہیں تم کو اللہ سے بچانے والا اور جس کو غلطی میں ڈالے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ

ڈالے اللہ تو کوئی نہیں اُس کو سمجھانے والا ف۴ اور تم پاس آ چکا ہے یوسف اس سے پہلے

اللہ تو کوئی نہیں اُس کو سمجھانے والا ف۴ اور تمہارے پاس آ چکا ہے یوسف اس سے پہلے

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا

کھلی باتیں لے کر پھر تم رہے دھوکے ہی میں اُن چیزوں سے جو وہ لایا یہاں تک کہ جب

کھلی باتیں لے کر پھر تم رہے دھوکے ہی میں اُن چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لے کر آیا یہاں تک کہ جب

هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ

مر گیا لگے کہنے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول اسی طرح

مر گیا لگے کہنے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول ف۵ اسی طرح

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

بھٹکاتا ہے اللہ اُس کو جو ہو زیادتی والا شک کرتا ف۶ وہ جو جھگڑتے ہیں

بھٹکاتا ہے اللہ اُس کو جو ہو بے باک شک کرنے والا وہ جو کہ جھگڑتے ہیں

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ

اللہ کی باتوں میں بغیر کچھ سند کے جو پہنچی ہو اُن کو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں اور

اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو اُن کو بڑی بیزاری ہے (ف۷) اللہ کے یہاں اور

عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ

ایمان داروں کے یہاں اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے

ایمان داروں کے یہاں ف۸ اسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے

جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ

سرکش کے اور بولا فرعون کہ اے ہامان بنا میرے واسطے ایک محل شاید میں پہنچوں

سرکش کے ف۹ اور بولا فرعون کہ اے ہامان بنا میرے واسطے ایک اونچا محل شاید میں جا پہنچوں

الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ

رستوں میں آسمان کے پھر جھانک دیکھوں موسیٰ کے معبود کو اور

رستوں میں آسمانوں کے پھر جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے معبود کو ف۹ اور

اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۝ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ

میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے اور اسی طرح بھلے دکھائے گئے فرعون کو اُس کے برے کام اور

میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف۱ اور اسی طرح بھلے دکھلا دیئے فرعون کو اُس کے برے کام اور

ف۱ یعنی اگر تم اسی طرح تکذیب و عداوت پر جمے رہے تو سخت اندیشہ ہے کہ تم کو بھی کہیں وہی دن دیکھنا نہ پڑے جو پہلی قومیں اپنے انبیاء کا مقابلہ کر کے دیکھ چکی ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ہاں بے انصافی نہیں۔ اگر ایسے سخت جرائم پر تم کو یا دوسری قوموں کو اس نے تباہ کیا تو وہ عین عدل و انصاف کے تقاضہ سے ہو گا۔ کونسی حکومت ہے جو اپنے مفسدوں کو قتل اور رسوا ہوتے دیکھتی رہے اور باغیوں و معاندین سے انتقام نہ لے۔ ف۲ عموماً مفسرین "یَوْمَ التَّنَادِ" (ہانک پکار کے دن) سے قیامت کا دن مراد لیتے ہیں۔ جب کہ محشر میں جمع ہونے اور حساب دینے کے لئے سب کی پکار ہو گی۔ اور اہل جنت اہل نار اور اہل اعراف ایک دوسرے کو پکاریں گے اور آخر میں ندا آئے گی۔۔۔ "یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ وَیَا اَھْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لَا مَوْتَ" کما ورد فی الحدیث۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے "یَوْمَ التَّنَادِ" سے وہ دن مراد لیا ہے جس میں فرعونیوں پر عذاب آیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں "ہانک پکار کا دن اُن پر آیا جس دن بحر قلزم میں غرق ہوئے۔ اُس وقت ڈوبتے ہوئے ایک دوسرے کو پکارنے لگا۔ (شاید) یہ اُس مرد مومن کو کشف سے معلوم ہوا ہو گا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسی طرح آتا ہے۔" ف۳ یعنی محشر سے پیٹھ پھیر کر دوزخ کی طرف بھگائے جاؤ گے۔ یا نزول عذاب کے وقت اُس سے بھاگنے کی ناکام کوشش کرو گے۔ ف۴ یعنی میں تم کو سب نشیب و فراز پوری طرح سمجھا چکا۔ اس پر بھی تم نہ مانو تو سمجھ لو کہ تمہاری عناد و کج روی کی شامت سے اللہ تعالیٰ نے ارادہ ہی کر لیا ہے کہ تم کو تمہاری پسند کردہ غلطی اور گمراہی میں پڑا رہنے دے پھر ایسے شخص کے سمجھنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ ف۵ یعنی چلو قصہ ختم ہوا۔ نہ یہ رسول تھا نہ اب اس کے بعد کوئی رسول آنے والا ہے۔ گویا سرے سے سلسلۂ رسالت ہی کا انکار ہوا۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "حضرت یوسفؑ کی زندگی میں (مصر والے اُن کی نبوت کے) قائل نہ ہوئے۔ اُن کی موت کے بعد جب مصر کی سلطنت کا بندوبست بگڑا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا۔ ایسا نبی (آئندہ) کوئی نہ آئے گا۔ یا وہ انکار یا یہ اقرار یہ بھی اسراف اور زیادہ گوئی ہے۔" مرد مومن کی غرض یہ تھی کہ نعمت کی قدر زوال کے بعد ہوتی ہے فی الحال تم کو موسیٰ کی قدر نہیں۔ ف۶ یعنی بدون حجت عقلیہ و نقلیہ کے اللہ کی باتوں میں جھگڑے ڈالتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر زیادتی اور بے باکی کیا ہو گی۔ ف۷ اسی لئے اللہ اور اُس کے ایمان دار بندے اِن لوگوں سے سخت بیزار ہیں جو سبب ہے اِن کے انتہائی ملعون ہونے کا۔ ف۸ جو لوگ حق کے سامنے غرور سے گردن نہ جھکائیں اور پیغمبروں کے ارشادات سن کر سر نیچا نہ کریں آخر کار اُن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ اسی طرح مہر کر دیتا ہے کہ پھر قبول حق اور نفوذ خیر کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ ف۹ یہ اُس ملعون کی انتہائی بے شرمی اور بے باکی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شاید اللہ تعالیٰ کی صفت علو وغیرہ کو سن کر یہ قرار دیا ہو گا کہ موسیٰ کا خدا آسمان پر رہتا ہے۔ اسی پر یہ استہزاء و تمسخر شروع کر دیا۔ سچ ہے چیونٹی کی موت آتی ہے تو پر لگ جاتے ہیں۔ سورۂ "قصص" میں اس مقام کی تقریر گذر چکی۔ ف۱ یعنی دعوے رسالت میں بھی اور اس دعوے میں بھی کہ سارے جہان کا کوئی اور معبود ہے مجھے تو اپنے سوا دوسرا نظر نہیں آتا۔ قال مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ۔ قصص رکوع ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

صُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ وَقَالَ

روکا گیا راہ سے اور جو داؤ تھا فرعون کا سو کھپنے کے واسطے اور کہا

روک دیا گیا سیدھی راہ سے ف۱ اور جو داؤ تھا فرعون کا سو تباہ ہونے کے واسطے ف۲ اور کہا

الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ يَا قَوْمِ

اس ایمان دار نے اے قوم میری راہ چلو پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر اے قوم

اس شخص ایمان دار نے اے قوم راہ چلو میری پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر ف۳ اے میری قوم

إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے ٹھہراؤ کا گھر

یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو کچھ برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر ف۴

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا

جس نے کی برائی تو وہی بدلہ پاوے گا اس کے برابر اور جس نے کی ہے بھلائی

جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلہ پائے گا اس کی برابر اور جس نے کی ہے بھلائی

مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

وہ مرد ہو یا عورت اور یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جاویں گے بہشت میں

مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں

يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى

روزی پاویں گے وہاں بے شمار اور اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تم کو

روزی پائیں گے وہاں بے شمار ف۵ اور اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تم کو نجات

النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَ

بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۶ تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہوں اللہ سے اور

کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۶ تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہو جاؤں اللہ سے اور

أُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ

شریک ٹھہراؤں اس کا جس کی مجھ کو خبر نہیں اور میں بلاتا ہوں تم کو اس زبردست گناہ

شریک ٹھہراؤں اس کا اس کو جس کی مجھ کو خبر نہیں ف۷ اور میں بلاتا ہوں تم کو اس زبردست گناہ

الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا

بخشنے والے کی طرف آپ ہی ہوا کہ جس کی طرف مجھ کو بلاتے ہو اس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں

والے کی طرف ف۸ آپ ہی ظاہر ہے کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو اس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں

وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ

نہ آخرت میں اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں

اور نہ آخرت میں ف۹ اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں

أَصْحَابُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ ۚ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي

دوزخ کے لوگ سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں تم کو اور میں سونپتا ہوں اپنا کام

دوزخ کے لوگ ف۱۰ سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں تم کو ف۱۱ اور میں سونپتا ہوں اپنا کام

منزل ۶

ف۱ برے کام کرتے کرتے آدمی کی یوں ہی عقل ماری جاتی ہے اور ایسی ہی مضحکہ خیز حرکتیں کرنے لگتا ہے جس کے بعد راہ پر آنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ یہی حال فرعون کا ہوا۔ ف۲ یعنی فرعون کے جس قدر داؤ پیچ اور منصوبے یا مشورے تھے سب بے حیثیت تھے۔ خود اپنی ہی تباہی کے لئے۔ موسیٰ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔ ف۳ چونکہ فرعون نے کہا تھا "وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ" اُس کے جواب میں مرد مومن نے کہا کہ "سبیل الرشاد" (بھلائی اور بہتری کا راستہ) وہ نہیں جو فرعون تجویز کرتا ہے۔ بلکہ تم میرے پیچھے چلے آؤ تا بہتری کے راستہ پر چلنا نصیب ہو۔ ف۴ یعنی فانی و زائل زندگی اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو۔ دنیا کی زندگی بہرحال بھلی بری طرح ختم ہونے والی ہے۔ اس کے بعد وہ زندگی شروع ہوگی جس کا کبھی خاتمہ نہیں۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اُس کی درستی کی فکر کرے ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہنا پڑے گا۔ یہ اب تو گھبرا کے یہ سمجھتے ہیں کہ مر جائیں گے۔ مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔ ف۵ یہ آخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلا دی کہ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں۔ مال و متاع کو کوئی نہیں پوچھتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے عقلمند کو چاہیے کہ موقع ہاتھ سے نہ دے۔ ف۶ یعنی میرا اور تمہارا معاملہ بھی عجیب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایمان کے راستہ پر لگا کر خدا کے عذاب سے نجات دلاؤں۔ اور تمہاری کوشش یہ ہے کہ اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ کی آگ میں دھکیل دو ایک طرف سے ایسی دشمنی اور دوسری جانب سے یہ خیر خواہی ف۷ یعنی تمہاری کوشش کا حاصل تو یہ ہے کہ میں (معاذ اللہ) خدائے واحد کا انکار کر دوں۔ اُس کے پیغمبروں کو اور اُن کی باتوں کو نہ مانوں اور نادان جاہلوں کی طرح اُن چیزوں کو خدا ماننے لگوں جن کی الوہیت کسی دلیل اور علمی اصول سے ثابت نہیں۔ نہ مجھے خبر ہے کہ کیوں کر ان چیزوں کو خدا بنا لیا گیا۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ اس کے خلاف پر دلائل قطعیہ قائم ہیں۔ ف۸ یعنی میرا منشاء یہ ہے کہ کسی طرح تمہارا سر اُس خدائے واحد کی چوکھٹ پر جھکا دوں جو نہایت زبردست بھی ہے اور بہت زیادہ خطاؤں کا معاف کرنے والا بھی۔ مجرم کو پکڑے تو کوئی چھڑا نہ سکے اور معاف کرے تو کوئی روک نہ سکے وہی اس کا مستحق ہے کہ آدمی اس کے آگے ڈر کر اور امید باندھ کر سر عبودیت جھکائے۔ یاد رکھو میں اُسی خدا کی پناہ میں آ چکا ہوں جس کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں۔ ف۹ یعنی ماسوا خدا کے کوئی چیز ایسی نہیں جو دنیا یا آخرت میں ادنیٰ ترین نفع و ضرر کی مالک ہو۔ پھر اُس کی بندگی اور غلامی کا بلاوا دینا جہل و حماقت نہیں تو اور کیا ہے "وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ" (احقاف رکوع ۱) آخر ایسی عاجز و بے بس چیزوں کی طرف کوئی کیا سمجھ کر دعوت دے۔ اور تماشہ یہ ہے کہ ان میں بہت چیزیں وہ ہیں جو خود بھی اپنی طرف دعوت نہیں دیتیں۔ بلکہ دعوت دینے کی قدرت بھی نہیں رکھتیں۔ ف۱۰ یعنی انجام کار ہر پھر کر اسی خدائے واحد کی طرف جانا ہے۔ وہاں پہنچ کر سب کو اپنی زیادتیوں کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ بتلاؤ! اس سے بڑھ کر زیادتی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق کا درجہ دے دیا جائے۔ ف۱۱ یعنی آگے چل کر جب اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے اُس وقت میری نصیحت کو یاد کرو گے کہ ہاں ایک مرد خدا جو ہم کو سمجھایا کرتا تھا وہ ٹھیک کہتا تھا۔ لیکن اُس وقت یاد کر کے پشیمان ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ وَقَالَ

روکا گیا راہ سے اور جو داؤ تھا فرعون کا سو کھپنے کے واسطے اور کہا

روک دیا گیا سیدھی راہ سے ف۱ اور جو داؤ تھا فرعون کا سو تباہ ہونے کے واسطے ف۲ اور کہا

الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ يٰقَوْمِ

اُس ایمان دار نے اے قوم میری راہ چلو پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر اے قوم

اُسی ایمان دار نے اے قوم راہ چلو میری پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر ف۳ اے میری قوم

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے ٹھہراؤ کا گھر

یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو کچھ برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر ف۴

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا

جس نے کی برائی تو وہی بدلہ پاوے گا اس کے برابر اور جس نے کی ہے بھلائی

جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلہ پائے گا اُس کی برابر اور جس نے کی ہے بھلائی

مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

وہ مرد ہو یا عورت اور یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جاویں گے بہشت میں

مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں

يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى

روزی پاویں گے وہاں بے شمار اور اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تم کو

روزی پائیں گے وہاں بے شمار ف۵ اور اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تم کو نجات

النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ

بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۶ تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہوں اللہ سے اور

کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۶ تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہو جاؤں اللہ سے اور

اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؗ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ

شریک ٹھہراؤں اُس کا جس کی مجھ کو خبر نہیں اور میں بلاتا ہوں تم کو اُس زبردست گناہ

شریک ٹھہراؤں اُس کا اُس کو جس کی مجھ کو خبر نہیں ف۷ اور میں بلاتا ہوں تم کو اُس زبردست گناہ بخشنے

الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا

بخشنے والے کی طرف آپ ہی ہوا کہ جس کی طرف مجھ کو بلاتے ہو اُس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں

والے کی طرف ف۸ آپ ہی ظاہر ہے کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو اُس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں

وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ

نہ آخرت میں اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں

اور نہ آخرت میں ف۹ اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ

دوزخ کے لوگ سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں تم کو اور میں سونپتا ہوں اپنا کام

دوزخ کے لوگ ف۱۰ سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں تم کو ف۱۱ اور میں سونپتا ہوں اپنا کام

ف۱ بڑے کام کرتے کرتے آدمی کی یوں ہی عقل ماری جاتی ہے اور ایسی ہی مضحکہ خیز حرکتیں کرنے لگتا ہے جس کے بعد راہ پر آنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ یہی حال فرعون کا ہوا۔ ف۲ یعنی فرعون کے جس قدر داؤ پیچ اور منصوبے یا مشورے تھے سب بے حقیقت تھے۔ خود اپنی ہی تباہی کے لئے۔ موسیٰ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔ ف۳ چونکہ فرعون نے کہا تھا "وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ" اُس کے جواب میں مرد مومن نے کہا کہ "سبیل الرشاد" (بھلائی اور بہتری کا راستہ) وہ نہیں جو فرعون تجویز کرتا ہے۔ بلکہ تم میرے پیچھے چلے آؤ تا بہتری کے راستہ پر چلنا نصیب ہو۔ ف۴ یعنی فانی و زائل زندگی اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو۔ دنیا کی زندگی بہرحال بھلی بری طرح ختم ہونے والی ہے۔ اس کے بعد وہ زندگی شروع ہوگی جس کا کبھی خاتمہ نہیں۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اُس کی درستی کی فکر کرے ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہنا پڑے گا جسے اب تو گھبرا کے یہ سمجھتے ہیں کہ مر جائیں گے۔ مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔ ف۵ یہ اخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلا دی کہ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں۔ مال و متاع کو کوئی نہیں پوچھتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ عقلمند کو چاہیئے کہ موقع ہاتھ سے نہ دے۔ ف۶ یعنی میرا اور تمہارا معاملہ بھی عجیب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایمان کے راستہ پر لگا کر خدا کے عذاب سے نجات دلاؤں۔ اور تمہاری کوشش یہ ہے کہ اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ کی آگ میں دھکیل دو۔ ایک طرف سے ایسی دشمنی اور دوسری جانب سے یہ خیر خواہی۔ ف۷ یعنی تمہاری کوشش کا حاصل تو یہ ہے کہ میں (معاذ اللہ) خدائے واحد کا انکار کر دوں۔ اُس کے پیغمبروں کو اور اُن کی باتوں کو نہ مانوں اور نادان جاہلوں کی طرح اُن چیزوں کو خدا ماننے لگوں جن کی الوہیت کسی دلیل اور علمی اصول سے ثابت نہیں۔ مجھے خبر ہے کہ کیوں کر ان چیزوں کو خدا بنا لیا گیا۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ اس کے خلاف پر دلائل قطعیہ قائم ہیں۔ ف۸ یعنی میرا منشاء یہ ہے کہ کسی طرح تمہارا سر اُس خدائے واحد کی چوکھٹ پر جھکا دوں جو نہایت زبردست بھی ہے اور بہت زیادہ خطاؤں کا معاف کرنے والا بھی۔ (مجرم کو پکڑے تو کوئی چھڑا نہ سکے اور معاف کرے تو کوئی روک نہ سکے) وہی اس کا مستحق ہے کہ آدمی اُس کے آگے ڈر کر اور اُمید باندھ کر سر عبودیت جھکائے۔ یاد رکھو میں اُسی خدا کی پناہ میں آ چکا ہوں جس کی طرف تمہیں بلا رہا ہوں۔ ف۹ یعنی ماسوا خدا کے کوئی چیز ایسی نہیں جو دنیا یا آخرت میں ادنیٰ ترین نفع و ضرر کی مالک ہو۔ پھر اُس کی بندگی اور غلامی کا بلاوا دینا جہل و حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ "وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ" (احقاف رکوع ۱) آخر ایسی عاجز اور بے بس چیزوں کی طرف آدمی کیا سمجھ کر دعوت دے۔ اور تماشہ یہ ہے کہ ان میں بہت چیزیں وہ ہیں جو خود بھی اپنی طرف دعوت نہیں دیتیں۔ بلکہ دعوت دینے کی قدرت بھی نہیں رکھتیں۔ ف۱۰ یعنی انجام کار ہر پھر کر اسی خدائے واحد کی طرف جانا ہے۔ وہاں پہنچ کر سب کو اپنی زیادتیوں کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ بتلاؤ! اس سے بڑھ کر زیادتی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق کا درجہ دے دیا جائے۔ ف۱۱ یعنی آگے چل کر جب اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے اُس وقت میری نصیحت کو یاد کرو گے کہ ہاں ایک مرد خدا جو ہم کو سمجھایا کرتا تھا وہ ٹھیک کہتا تھا۔ لیکن اُس وقت یاد کر کے پشیمان ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور قیامت کو اس میں پہنچیں گے اور مومن کو بہشت۔ ف۲ یعنی اب جگہ نہیں رہی کہ کوئی کسی کے کام آوے۔ ف۳ دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنا ہمارا کام نہیں

ہم تو عذاب پر مقرر ہیں سفارش کام ہے رسولوں کا سو رسولوں سے تو تم برخلاف ہی تھے۔ —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی میں خدا کی حجت تمام کر چکا۔ اور نصیحت کی بات کہہ چکا۔ تم نہیں مانتے تو میرا تم سے کچھ مطلب نہیں۔ اب میں اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کرتا ہوں تا کہ اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ تم اگر مجھے ستانا چاہو گے تو وہی خدا میرا حامی و ناصر ہے۔ سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں۔ وہ میرا اور تمہارا دونوں کا معاملہ دیکھ رہا ہے۔ کسی کی کوئی حرکت اس پر پوشیدہ نہیں۔ ایک مومن قانت کا کام یہی ہے کہ اپنی امکانی سعی کر چکنے کے بعد نتیجہ کو خدا کے سپرد کرے۔ ف۲ یعنی حق و باطل کی اس کشمکش کا [illegible] یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے ہمراہیوں کو جن میں یہ مومن آل فرعون بھی تھا، فرعونیوں کے منصوبوں سے محفوظ رکھا کوئی داؤ ان کا چلنے نہ دیا۔ بلکہ ان کے داؤ پیچ خود ان ہی پر الٹ پڑے۔ جس نے حق پرستوں کا [illegible] تب [illegible]

إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا

اللہ کو بے شک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے پھر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے برے داؤ سے

اللہ کو بے شک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے ف۱ پھر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے برے داؤ سے جو وہ کرتے تھے

وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا

جو کرتے تھے اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکھا دیتے ہیں ان کو

اور الٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب ف۲ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو

غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ

صبح اور شام اور جس دن اٹھے گی قیامت داخل کرو فرعون والوں کو

صبح اور شام ف۳ اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو

أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ

سخت سے سخت عذاب میں ف۱ اور جب آپس میں جھگڑیں گے آگ میں پھر کہیں گے کمزور

سخت سے سخت عذاب میں اور جب آپس میں جھگڑیں گے آگ کے اندر پھر کہیں گے کمزور

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا

غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے پیچھے پھر کچھ تم ہم پر سے اٹھا لو

غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع پھر کچھ تم ہم پر سے اٹھا لو گے

نَصِيبًا مِنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا

حصہ آگ کا کہیں گے جو غرور کرتے تھے ہم سبھی پڑے ہیں اس میں

حصہ آگ کا ف۵ کہیں گے جو غرور کرتے تھے ہم سب ہی پڑے ہوئے ہیں اس میں

إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ

اللہ فیصلہ کر چکا بندوں میں ف۲ اور کہیں گے جو لوگ پڑے ہیں آگ میں

بے شک اللہ فیصلہ کر چکا بندوں میں ف۶ اور کہیں گے جو لوگ پڑے ہیں آگ میں

لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ ۝

دوزخ کے داروغوں کو مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کرے ایک دن تھوڑا عذاب

دوزخ کے داروغوں کو مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کر دے ایک دن تھوڑا عذاب ف۷

قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ

بولے کیا نہ آتے تھے تم پاس رسول تمہارے کھلے نشان لے کر کہیں گے کیوں نہیں

وہ بولے کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لے کر کہیں گے کیوں نہیں

قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ إِنَّا

بولے پھر پکارو اور کچھ نہیں پکارنا کافروں کا مگر بھٹکنا ف۳ ہم

بولے پھر پکارو اور کچھ نہیں کافروں کا پکارنا مگر بھٹکنا ف۸ ہم

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ

مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کے جیتے اور جب

مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں ف۸ اور جب

گیا اور قوم کی قوم کا بیڑا بحر قلزم میں غرق ہوا۔ ف۳ یعنی دوزخ کا ٹھکانا جس میں وہ قیامت کے دن داخل کیے جائیں گے۔ ہر صبح و شام ان کو دکھلا دیا جاتا ہے۔ تا نمونہ کے طور پر اس آنے والے عذاب کا کچھ مزہ چکھتے رہیں۔ یہ عالم برزخ کا حال ہوا احادیث سے ثابت ہے کہ اسی طرح ہر کافر کے سامنے دوزخ کا اور ہر مومن کے سامنے جنت کا ٹھکانا روزانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے (تنبیہ) آیۃ ہذا سے صرف فرعونیوں کا عالم
۱۵ برزخ میں معذب ہونا ثابت ہوا تھا۔ اس کے بعد حضورؐ کو معلوم کرایا گیا کہ جملہ کفار بلکہ عصاۃ مومنین بھی برزخ میں معذب ہوتے ہیں (اعاذنا اللہ منہ) کما ورد فی الاحادیث الصحیحہ۔ اور بعض آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح جنتیوں میں سے شہداء کی روحیں "طیور خضر" کے حواصل میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی ہیں اسی طرح دوزخیوں میں سے فرعونیوں کی ارواح کو "طیور سود کے حواصل" میں داخل کر کے ہر صبح و شام دوزخ کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ (البتہ ارواح کا مع ان کے اجساد کے جنت یا دوزخ میں اقامت پذیر ہونا یہ آخرت میں ہوگا) اگر یہ صحیح ہو تو فرعونیوں کے متعلق اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا اور عام دوزخیوں کے متعلق حدیث عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ کے الفاظ کا تفاوت شاید اسی بنا پر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف۴ یعنی دنیا میں ہم سے اپنی اطاعت اور اتباع کراتے تھے جس کی بدولت آج ہم پکڑے گئے۔ اب یہاں ہمارے کچھ تو کام آؤ۔ آخر بڑوں کو چھوٹوں کی تھوڑی بہت خبر لینی چاہیے دیکھتے نہیں ہم آج کس قدر مصیبت میں ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس مصیبت کا کوئی جزو ہم سے ہلکا کر دو۔ ف۵ یعنی جو دنیا میں بڑے بنتے تھے جواب دیں گے کہ آج ہم اور تم سب ہی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک کے جرم کے موافق سزا کا فیصلہ سنا دیا ہے جو بالکل قطعی اور اٹل ہے۔ اب موقع نہیں رہا کہ کوئی کسی کے کام آئے ہم اپنی ہی مصیبت کو ہلکا نہیں کر سکتے پھر تمہارے کیا کام آسکتے ہیں۔ ف۶ یعنی اپنے سرداروں کی طرف سے مایوس ہو کر ان فرشتوں سے درخواست کریں گے جو دوزخ کے انتظام پر مسلط ہیں کہ تم ہی اپنے رب سے کہہ کر کوئی دن تعطیل کا کرا دو جس میں ہم پر سے عذاب کچھ ہلکا ہو جایا کرے۔ ف۷ یعنی اس وقت ان کی بات نہ مانی اور انجام کی فکر نہ کی جو کچھ کام چلتا اب موقع ہاتھ سے نکل چکا۔ کوئی سعی سفارش یا خوشامد درآمد کام نہیں دے سکتی۔ پڑے چیختے چلاتے رہو۔ نہ ہم ایسے معاملات میں سفارش کر سکتے ہیں، نہ تمہاری چیخ پکار سے کوئی فائدہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنا میرا کام نہیں۔ ہم تو عذاب دینے پر مقرر ہیں سفارش کام ہے رسولوں کا، سو رسولوں سے تم برخلاف ہی تھے"۔ (تنبیہ) آیۃ ہذا سے معلوم ہوا کہ آخرت میں کافروں کی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ باقی دنیا میں کافر کے مانگنے پر اللہ تعالیٰ کوئی چیز دیدیں وہ دوسری بات ہے جیسے ابلیس کو قیامت تک کی مہلت دیدی۔ ف۸ یعنی دنیا میں ان کا بول بالا کرتا ہے۔ جس مقصد کے لیے وہ کھڑے ہوتے ہیں اللہ کی مدد سے اس میں کامیابی ہوتی ہے۔ حق پرستوں کی قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں۔ درمیان میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ ہوں اور کیسے ہی امتحانات پیش آئیں مگر آخر ان کا مشن کامیاب ہو کر رہتا ہے علمی حیثیت سے حجت و برہان میں تو وہ ہمیشہ ہی منصور رہتے ہیں لیکن مادی فتح اور ظاہری عزت و رفعت بھی آخر کار ان ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ سچائی کے دشمن کبھی معزز نہیں رہ سکتے۔ ان کا علو اور عروج محض چند روز کا جھاگ اور سوڈے کا ابال ہوتا ہے۔ انجام کار مومنین قانتین کے مقابلہ میں ان کو پست اور ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے اپنے اولیاء کا انتقام لیے بدون نہیں چھوڑتا لیکن واضح رہے کہ آیت میں جن مومنین کے لیے وعدہ کیا گیا ہے شرط یہ ہے کہ وہ حقیقی مومن اور رسولوں کے متبع ہوں۔ کما قال تعالیٰ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران۔ رکوع ۱۴) مومنین کی خصلتیں قرآن میں جابجا مذکور ہیں۔ چاہیے کہ مسلمان اس کسوٹی پر اپنے کو کس کر دیکھ لیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت رسول صلعم دن میں سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے ہر بندے سے تقصیر ہے اُس کے موافق ہر کسی کو ضرورت استغفار۔ ف۲ غرور یہ کہ اس پیغمبر سے ہم اوپر رہیں وہ ہونا نہیں۔ ف۳ یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہیں۔ ف۴ یعنی ایک دن چاہیے کہ اُن کا فرق کھلے۔ ——————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَ
کھڑے ہوں گے گواہ جس دن کام نہ آویں منکروں کو اُن کے بہانے اور
کھڑے ہوں گے گواہ ف۱ جس دن کام نہ آئیں منکروں کو اُن کے بہانے اور

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى
اُن کو پھٹکار ہے اور اُن کو بُرا گھر اور ہم نے دی موسیٰ کو راہ کی سوجھ
اُن کو پھٹکار ہے اور اُن کے واسطے بُرا گھر ف۲ اور ہم نے دی موسیٰ کو راہ کی سوجھ

وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى
اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا سجھائی اور سمجھانی
اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا ف۳ سجھانے اور سمجھانے والی

لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ
عقلمندوں کو سو تو ٹھہرا رہ بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور بخشوا
عقلمندوں کو ف۴ سو تو ٹھہرا رہ بے شک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور بخشوا

لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ
اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور صبح کو ف۱ جو
اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور صبح کو ف۵

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ
لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر کچھ سند کے جو پہنچی ہو اُن کو اور کچھ
جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو اُن کو اور

صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ
نہیں اُن کے جی میں غرور ہے کہ کبھی نہ پہنچیں گے اُس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی
کوئی بات نہیں اُن کے دلوں میں غرور ہے کہ کبھی نہ پہنچیں گے اُس تک ف۶ سو تو پناہ مانگ اللہ کی

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ
بے شک وہ ہے سنتا دیکھتا ف۲ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے
بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے ف۷ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے

مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا
لوگوں کے بنانے سے لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۳ اور
لوگوں کے بنانے سے لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۸ اور

يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
برابر نہیں اندھا اور دیکھتا اور نہ ایمان دار جو بھلے کام
برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا اور نہ ایمان دار جو بھلے کام

الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ
کرتے ہیں اور نہ بدکار تم تھوڑا سوچ کرتے ہو ف۴ تحقیق وہ گھڑی
کرتے ہیں اور نہ بدکار تم بہت کم سوچ کرتے ہو ف۹ تحقیق قیامت

ف۱ یعنی میدان حشر میں جبکہ اولین و آخرین جمع ہوں گے حق تعالیٰ اپنے فضل سے علی رؤس الاشہاد اُن کی سربلندی اور عزت و رفعت کو ظاہر فرمائے گا۔ یہاں دنیا میں تو کچھ شبہ بھی رہ سکتا ہے اور التباس ہو جاتا ہے وہاں ذرا بھی ابہام و التباس باقی نہ رہے گا۔ ف۲ یعنی اُن کی کوئی مدد اور دستگیری نہ ہوگی۔ یہ مقبولین کے بالمقابل مطرودین کا انجام بیان فرما دیا۔ ف۳ یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو کہ فرعون اور اُس کی قوم کو باوجود اُس قدر طاقت و جبروت کے حق کی دشمنی نے کس طرح ہلاک و برباد کر کے چھوڑا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی برکت و رہنمائی سے بنی اسرائیل کی مظلوم اور کمزور قوم کو کس طرح اُبھارا اور اُس عظیم الشان کتاب (تورات) کا وارث بنایا جو دنیا کے عقلمندوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتی تھی۔ ف۴ یعنی آپ بھی تسلی رکھئے! جو وعدہ آپ کے ساتھ ہے ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ خداوند قدوس دارین میں آپ کو اور آپ کے طفیل میں آپ کے متبعین کو سربلند رکھے گا۔ ضرورت اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے شدائد و لائحات پر صبر کریں۔ اور جن سے جس درجہ کی تقصیر کا امکان ہو اُس کی معافی خدا سے چاہتے رہیں۔ اور ہمیشہ رات دن صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کا قولاً و فعلاً ورد رکھیں۔ ظاہر و باطن میں اُس کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ پھر اللہ کی مدد یقینی ہے۔ یہ حضورؐ کو مخاطب بنا کر ساری اُمت کو سُنایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "حضرت رسول اللہ صلعم دن میں سو سو بار استغفار کرتے، ہر بندے کی تقصیر اُس کے درجہ کے موافق ہے اس لئے ہر کسی کو استغفار ضروری ہے۔" ف۵ یعنی جو لوگ اللہ کی دلائل توحید اور کتب سماویہ اور اُس کے پیغمبروں کے معجزات و آیات میں خواہ مخواہ جھگڑتے اور بے ہودہ باتیں نکال کر حق کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں اُن کے ہاتھ میں کچھ حجت و دلیل نہیں۔ نہ فی الواقع ان کھلی ہوئی چیزوں میں شک و شبہ کا موقع ہے۔ صرف شیخی اور غرور مانع ہے کہ حق کے سامنے گردن جھکائیں اور پیغمبر کا اتباع کریں۔ وہ اپنے کو بہت اونچا کھینچتے ہیں۔ چاہتے یہ ہیں کہ پیغمبر سے اوپر ہو کر رہیں۔ یا کم از کم اُس کے سامنے جھکنا نہ پڑے لیکن یاد رکھیں کہ وہ اس مقصد کو کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ بیا پیغمبر کے سامنے سر اطاعت جھکانا پڑے گا ورنہ سخت ذلیل و رسوا ہوں گے۔ ف۶ یعنی اللہ کی پناہ مانگ کہ وہ ان مجادلین کے خیالات سے بچائے اور اُن کے شر سے محفوظ رکھے۔ آگے بعض مسائل کی تحقیق ہے جن میں وہ لوگ جھگڑتے تھے مثلاً بعث بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ اُٹھایا جانا) کہ اس کو وہ محال سمجھتے تھے یا توحید باری جس کا انکار کرتے تھے۔ ف۷ یعنی بظاہر مادی حیثیت سے آسمان و زمین کی عظمت و جسامت کے سامنے انسان کی کیا حقیقت ہے۔ لیکن مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا وہی خداوند قدوس ہے۔ پھر جس نے اتنی بڑی مخلوقات کو پیدا کیا اُسے آدمیوں کا پہلی بار یا دوسری بار پیدا کر دینا کیا مشکل ہوگا۔ تعجب ہے کہ ایسی موٹی بات کو بہت لوگ نہیں سمجھتے۔ ف۸ یعنی ایک اندھا جسے حق کا سیدھا راستہ نہیں سوجھتا، اور ایک آنکھوں والا جو نہایت بصیرت کے ساتھ صراط مستقیم کو دیکھتا اور سمجھتا ہے، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یا ایک نیکوکار مومن اور کافر بدکار کا انجام یکساں ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو ضرور ایک دن چاہئے جب اُن کا باہمی فرق کھلے۔ اور دونوں کے علم و عمل کے ثمرات اپنی اکمل ترین صورت میں ظاہر ہوں۔ مگر افسوس کہ تم اتنا بھی نہیں سوچتے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اٰیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○
آئی ہے اُس میں دھوکا نہیں لیکن بہت لوگ نہیں مانتے
آئی ہے اُس میں دھوکا نہیں ولیکن بہت لوگ نہیں مانتے ٭
وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ
اور کہتا ہے تمھارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمھاری پکار کو بے شک جو لوگ بڑائی کرتے ہیں
اور کہتا ہے تمھارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمھاری پکار کو ف۱ بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں
ع ۱۰ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ○ۧ اَللّٰہُ الَّذِیْ ۱۱
میری بندگی سے اب پیٹھیں گے دوزخ میں ذلیل ہوکر ف۱ اللہ ہے
میری بندگی سے اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہوکر ف۲ اللہ ہے جس نے
جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ
جس نے بنادی تم کو رات کہ اُس میں چین پکڑو اور دن دیا دکھاتا اللہ تو
بنایا تمھارے واسطے رات کو کہ اُس میں چین پکڑو اور دن بنایا دیکھنے کا ف۳ اللہ تو
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ○
فضل رکھتا ہے لوگوں پر لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے
فضل والا ہے لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے ف۴
ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ز فَاَنّٰی وقف لازم
وہ اللہ ہے رب تمھارا ہر چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اُس کے سوا پھر کہاں سے
وہ اللہ ہے رب تمھارا ہر چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اُس کے سوائے پھر کہاں
تُؤْفَکُوْنَ ○ کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ
پھرے جاتے ہو اسی طرح پھیرے جاتے ہیں جو لوگ اللہ کی باتوں سے
سے پھرے جاتے ہو ف۵ اسی طرح پھیرے جاتے ہیں جو لوگ کہ اللہ کی باتوں سے
یَجْحَدُوْنَ ○ اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ
منکر ہوتے رہتے ہیں اللہ ہے جس نے بنادی تم کو زمین ٹھہراؤ اور
منکر ہوتے رہتے ہیں ٭ اللہ ہے جس نے بنایا تمھارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور
السَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ
آسمان عمارت اور صورت بنائی تمھاری پھر اچھی بنائیں شکلیں اور روزی دی تم کو
آسمان کو عمارت ف۶ اور صورت بنائی تمھاری تو اچھی بنائیں صورتیں تمھاری اور روزی دی تم کو
الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ ۚۖ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○
ستھری چیزوں سے وہ اللہ ہے رب تمھارا سو بڑی برکت اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف۲
ستھری چیزوں سے وہ اللہ ہے رب تمھارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف۷
ھُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
وہ ہے زندہ کسی کی بندگی نہیں اُس کے سوا سو اُس کو پکارو نری کرکر اُس کی بندگی سب خوبی اللہ کو
وہی ہے زندہ رہنے والا ف۸ کسی کی بندگی نہیں اُس کے سوائے سو اُس کو پکارو خالص کرکر اُس کی بندگی سب خوبی اللہ کو

ف۱ یعنی میری ہی بندگی کرو کہ اُس کی جزا دوں گا اور مجھ ہی سے مانگو کہ تمھارا مانگنا خالی نہ جائے گا۔ ف۲ بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا، نہ مانگنا غرور ہے۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ بندوں کی پکار کو پہنچتا ہے۔ یہ بات تو بے شک برحق ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کیا کرے۔ یعنی جو مانگے وہی چیز دیدے۔ نہیں اُس کی اجابت کے بہت سے رنگ ہیں جو احادیث میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ کوئی چیز دینا اُس کی مشیت پر موقوف اور حکمت کے تابع ہے۔ کما قال فی موضع آخر فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ (انعام۔ رکوع ۴) بہرحال بندہ کا کام ہے مانگنا اور یہ مانگنا خود ایک عبادت بلکہ مغز عبادت ہے۔ ف۳ رات کی ٹھنڈ اور تاریکی میں عموماً لوگ سوتے اور آرام کرتے ہیں۔ جب دن ہوتا ہے تو تازہ دم ہوکر اُس کے اُجالے میں اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں اُس وقت دیکھنے بھالنے اور چلنے پھرنے کے لئے مصنوعی روشنیوں کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی۔ ف۴ یعنی منعم حقیقی کی حق شناسی یہ تھی کہ قول و فعل اور جان و دل سے اُس کا شکر ادا کرتے بہت سے لوگ شکر کے بجائے شرک کرتے ہیں۔ ف۵ یعنی رات دن کی سب نعمتیں اُس کی طرف سے مانتے ہو تو بندگی بھی صرف اُسی کی ہونی چاہیے۔ اس مقام پر پہنچ کر تم کہاں بھٹک جاتے ہو کہ مالک حقیقی تو کوئی ہو اور بندگی کسی کی کی جائے۔ ف۶ یعنی قبہ کی طرح بنایا۔ ف۷ سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور سب کی روزی سے اُس کی روزی ستھری ہے۔ ف۸ جس پر کسی حیثیت سے کبھی فنا اور موت طاری نہیں ہوئی، نہ ہو سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے جب اُس کی حیات ذاتی ہوئی تو تمام لوازم حیات بھی ذاتی ہوں گے۔

موضح قرآن ف بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے۔ اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہنچتا ہے سو برحق بات ہے مگر یہ نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کرے اپنی مرضی کے موافق مالک ہے اپنی خوشی کرتا ہے۔ ف۲ سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے۔ —— از شاہ عبدالقادر صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

جو رب ہے سارے جہان کا تو کہہ مجھکو منع ہوا کہ پوجوں جن کو تم پکارتے ہو

جو رب ہے سارے جہان کا ف تو کہہ مجھ کو منع کر دیا کہ پوجوں ان کو جن کو تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ز وَاُمِرْتُ

سوا اللہ کے جب پہنچ چکیں مجھ کو کھلی نشانیاں میرے رب سے اور حکم ہوا

سوائے اللہ کے جب پہنچ چکیں میرے پاس کھلی نشانیاں میرے رب سے اور مجھ کو حکم ہوا

اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

کہ تابع رہوں جہان کے صاحب کا وہی ہے جس نے بنایا تم کو خاک سے

کہ تابع رہوں جہان کے پروردگار کا ف۲ وہی ہے جس نے بنایا تم کو خاک سے ف۳

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

پھر پانی کی بوند سے پھر لہو کی پھٹکی سے پھر تم کو نکالتا ہے لڑکے پھر جب تک پہنچو

پھر پانی کی بوند سے پھر خون جمے ہوئے سے ف۴ پھر تم کو نکالتا ہے بچہ پھر (تم کو بڑھاتا ہے) جب تک کہ پہنچو

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ

اپنے زور کو پھر جب تک ہو جاؤ بوڑھے اور کوئی ہے تم میں کہ بھر لیا

اپنے پورے زور کو پھر جب تک کہ ہو جاؤ بوڑھے اور کوئی تم میں ایسا ہے کہ مر جاتا ہے پہلے

قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ

پہلے اس سے اور جب تک پہنچو لکھے وعدے کو اور شاید تم بوجھو ف وہی ہے

اس سے اور (اس لئے) جب تک کہ پہنچو لکھے وعدے کو ف۵ اور تاکہ تم سوچو ف۶ وہی ہے

الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ

جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہے اس کو کہ ہو

جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہے اس کو

كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ

وہ ہو جاتا ہے تو نے نہ دیکھے جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں

کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے ف۷ تو نے نہ دیکھا ان کو جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں

اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ

میں کہاں سے پھیرے جاتے ہیں جنھوں نے جھٹلائی یہ کتاب اور جو

میں کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ☆ وہ لوگ کہ جنھوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اس کو کہ

اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ

بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ سو آخر جان لیں گے جب طوق پڑے ہیں

بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ سو آخر جان لیں گے ف۸ جب طوق پڑے ہیں

فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۵

ان کی گردنوں میں اور زنجیریں میں گھسیٹے جاتے ہیں جلتے پانی میں

ان کی گردنوں میں اور زنجیریں بھی ف۹ گھسیٹے جائیں ☆ جلتے پانی میں

ف۱ کمالات اور خوبیاں سب وجود حیات کے تابع ہیں۔ جو حیّ علی الاطلاق ہے وہ ہی عبادت کا مستحق اور تمام کمالات اور خوبیوں کا مالک ہوگا۔ اسی لئے ھُوَ الْحَیُّ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فرمایا۔ جیسا کہ پہلی آیت میں نعمتوں کا ذکر کر کے فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ" فرمایا تھا۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہنا چاہیے اس کا ماخذ یہی آیت ہے۔ ف۲ یعنی کھلے کھلے نشانات دیکھنے کے بعد کیا حق ہے کہ کوئی آدمی خدائے واحد کے سامنے سر عبودیت نہ جھکائے اور خاص اسی کا تابع فرمان نہ ہو۔ ف۳ یعنی تمہارے باپ آدم کو، یا تم کو اس طرح کہ نطفہ جس غذا کا خلاصہ ہے وہ خاک سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ ف۴ یعنی بنی آدم کی اصل ایک پانی کی بوند (قطرۂ منی) ہے جو آگے چل کر جما ہوا خون بنا دیا گیا۔ ف۵ یعنی بچہ سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوتا ہے۔ اور بعض آدمی جوانی یا بڑھاپے سے پہلے ہی گذر جاتے ہیں۔ بہرحال سب کو ایک معیّن میعاد اور لکھے ہوئے وعدے تک پہنچنا ہے۔ موت اور حشر سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ ؎ ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید ۔ ز جام دہر مے کل من علیہا فان۔ ف۶ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی سوچو اتنے احوال (اور دور) تم پر گذرے۔ ممکن ہے ایک حال اور بھی گذرے۔ وہ مر کر جینا ہے" آخر اسے کیوں محال سمجھتے ہو۔ ف۷ یعنی اس کی قدرتِ کاملہ اور شانِ کُن فیکون کے سامنے یہ کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کر دے۔ ف۸ کہ اس تکذیب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ف۹ زنجیر کا ایک سرا طوق میں اٹکا ہوا اور دوسرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس طرح مجرموں اور قیدیوں کی مانند لائے جائیں گے۔

۷ ع ۸ ۱۴

۱۳ صغ عند المتاخرین

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ادل منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک نہیں پکڑا اب گھبرا کر منہ سے نکل جاوے گا پھر سنبھل کر انکار کریں گے تو وہ انکار اُن کا اللہ نے بھلا دیا اس حکمت سے۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۝ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

پھر آگ میں اُن کو جھونکتے ہیں پھر اُن کو کہا جاوے کہاں گئے جن کو

پھر آگ میں اُن کو جھونک دیں ف پھر اُن کو کہیں کہاں گئے جن کو تم

تُشْرِكُونَ ۝ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن

شریک بتاتے تھے اللہ کے سوا بولے ہم سے کھوئے گئے کوئی نہیں ہم تو

شریک بتلایا کرتے تھے ☆ اللہ کے سوائے ف بولیں وہ ہم سے چوک گئے ف کوئی نہیں ہم تو

نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۝

پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو اسی طرح اللہ بچلاتا ہے منکروں کو ف

پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو ف اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکروں کو ف

ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ

یہ بدلہ ہے اُس کا جو تم رہتے تھے پھرتے تھے زمین میں ناحق اور اس کا جو تم

یہ بدلہ اُس کا جو تم اتراتے پھرتے تھے زمین میں ناحق اور اس کا جو تم

تَمْرَحُونَ ۝ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ

اتراتے تھے پیٹھو دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اُس میں سو کیا

اکڑتے تھے ف داخل ہوجاؤ دروازوں میں دوزخ کے ف سدا رہنے کو اس میں سو کیا بُرا

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا

بُرا ٹھکانا ہے غرور والوں کا سو تو ٹھیرا رہ بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے پھر اگر

ٹھکانا ہے غرور والوں کا ☆ سو تو ٹھیرا رہ بے شک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر اگر

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا

کبھی ہم دکھادیں تم کو کوئی وعدہ جو اُن کو دیتے ہیں یا بھرلیں تجھ کو ہماری طرف

ہم دکھلادیں تجھ کو کوئی وعدہ جو ہم اُن سے کرتے ہیں یا قبض کرلیں تجھ کو ہر حالت میں ہماری ہی

يُرْجَعُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم

پھرے آویں گے اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے کوئی اُن میں ہیں کہ

طرف پھر آئیں گے ف اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے بعضے اُن میں

مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَ

سُنایا تجھ کو اُن کا احوال اور کوئی ہیں کہ نہیں سُنایا اور

وہ ہیں کہ سُنایا ہم نے تجھ کو اُن کا احوال اور بعضے ہیں کہ نہیں سُنایا ف اور

مَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ

کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے پھر جب آیا

کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے ف پھر جب آیا

أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝ اللَّهُ

ع ١١

حکم اللہ کا فیصلہ ہوگیا انصاف سے اور ٹوٹے میں آئے اُس جگہ جھوٹے اللہ

حکم اللہ کا فیصلہ ہوگیا انصاف سے اور ٹوٹے میں پڑے اُس جگہ جھوٹے ف اللہ ہے

ف یعنی دوزخ میں کبھی جلتے پانی کا اور کبھی آگ کا عذاب دیا جائے گا اعاذنا اللہ منہا، ف یعنی اس وقت اُن میں سے کوئی کام نہیں آتا۔ ہو سکے تو اُن کو مدد کے لئے بلاؤ۔ ف یعنی ہم سے گئے گذرے ہوئے۔ شاید اُس وقت عابدین اور معبودین الگ الگ کردیئے جائیں گے۔ یا ضَلُّوا عَنَّا کا مطلب یہ ہو کہ گو موجود ہیں، مگر جب اُن سے کوئی فائدہ نہیں تو ہوئے نہ ہوئے برابر ہیں ف اکثر مفسرین نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ ہم جن کو دنیا میں پکارتے تھے اب کھلا کہ وہ واقع میں کچھ چیز نہ تھے۔ گویا یہ بطور حسرت و افسوس کے اپنی غلطی کا اعتراف ہوگا۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین اول منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک ٹھیرائے ہی نہیں۔ اب گھبرا کر منہ سے نکل جائے گا۔ ضَلُّوا عَنَّا جس میں شریک ٹھیرانے کا اعتراف ہوگا۔ پھر کچھ سنبھل کر انکار کردیں گے کہ ہم نے خدا کے سوا کسی کو پکارا ہی نہیں۔ ف یعنی جس طرح یہاں انکار کرتے کرتے بچل گئے اور گھبرا کر اقرار کرلیا یہی حال ان کافروں کا دنیا میں تھا۔ ف یعنی دیکھ لیا! ناحق کی شیخی اور غرور و تکبر کا انجام یہ ہوتا ہے اب وہ اکڑفوں کدھر گئی۔ ف یعنی ہر قسم کے مجرم اُس دروازے سے جو اُن کے لئے تجویز شدہ ہے۔ ف یعنی اللہ نے اُن کو عذاب دینے کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا۔ ممکن ہے کوئی وعدہ آپ کی موجودگی میں پورا ہو (جیسا کہ "بدر" اور "فتح مکہ" وغیرہ میں ہوا) یا آپ کی وفات کے بعد۔ بہر حال یہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے سب کا انجام ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اس زندگی کے بعد عذاب کی تکمیل اُس زندگی میں ہوگی چھٹکارا کسی صورت سے نہیں۔ ف یعنی بعض کا تفصیلی حال تجھ سے بیان کیا، بعض کا نہیں کیا۔ (اور ممکن ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد اُن کا بھی مفصل حال بیان کردیا ہو) بہر حال جن کے نام معلوم ہیں اُن پر تفصیلاً اور جن کے نام وغیرہ معلوم نہیں اُن پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ف یعنی اللہ کے سامنے سب عاجز ہیں رسولوں کو یہ بھی اختیار نہیں کہ جو معجزہ چاہیں دکھلا دیا کریں، صرف وہی نشانات دکھلا سکتے ہیں جس کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ ف یعنی جس وقت اللہ کا حکم پہنچتا ہے رسولوں اور اُن کی قوموں کے درمیان منصفانہ فیصلہ کردیا جاتا ہے اُس وقت رسول سرخ رو اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اور باطل پرستوں کے حصہ میں ذلت و خسران کے سوا کچھ نہیں آتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

ہے جس نے بنا دیئے تم کو چوپائے تا سواری کرو کتوں پر اور کتوں کو کھاتے ہو

جس نے بنا دیئے تمھارے واسطے چوپائے تاکہ سواری کرو بعضوں پر اور بعضوں کو کھاتے ہو ☆

وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ

اور اُن میں تم کو بہت فائدے ہیں اور تا پہنچو اُن پر چڑھ کر کسی کام کو جو تمھارے جی میں

اور اُن میں تم کو بہت فائدے ہیں ف۱ اور تاکہ پہنچو اُن پر چڑھ کر کسی کام "تک" جو تمھارے جی میں ہو ف۲

وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ

ہو اور اُن پر اور کشتی پر لدے پھرتے ہو اور دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں پھر کون

اور اُن پر اور کشتیوں پر لدے "پھرتے" ہو ف۳ اور دکھلاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں پھر کون کون سی

اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

نشانیوں کو اپنے رب کی نہ مانو گے کیا پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھتے

نشانیوں کو اپنے رب کی نہ مانو گے ف۴ کیا پھرے نہیں وہ ملک میں کہ دیکھ لیتے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ

آخر کیسا ہوا اُن سے پہلوں کا وہ تھے اُن سے زیادہ

کیسا انجام ہوا اُن سے پہلوں کا وہ تھے اُن سے زیادہ

وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا

اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے ہیں زمین پر پھر کام نہ آیا اُن کو جو وہ

اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے ہیں زمین پر پھر کام نہ آیا اُن کے جو

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

کماتے تھے پھر جب پہنچے اُن پاس رسول اُن کے کھلی نشانیاں لے کر

وہ کماتے تھے ف۵ پھر جب پہنچے اُن کے پاس رسول اُن کے کھلی نشانیاں لے کر

فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

ریجھنے لگے اُس پر جو اُن کے پاس تھی خبر اور اُلٹ پڑی اُن پر جس چیز پر

اترانے لگے اُس پر جو اُن کے پاس تھی خبر اور اُلٹ پڑی اُن پر وہ چیز جس

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ

ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب دیکھی اُنھوں نے ہماری آفت بولے ہم یقین لائے اللہ

پر ٹھٹھا کرتے تھے ف۶ پھر جب اُنھوں نے دیکھ لیا ہماری آفت کو بولے ہم یقین لائے اللہ

وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ۝ فَلَمْ يَكُ

اکیلے پر اور چھوڑیں جو چیزیں شریک بتاتے تھے پھر نہ ہوا

اکیلے پر اور ہم نے چھوڑ دیں وہ چیزیں جن کو شریک بتلاتے تھے ف۷ پھر نہ ہوا کہ

يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ

کہ کام آوے اُن کو یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو

کام آئے اُن کو یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب ف۸ رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو

ف۱ مثلاً اُن کے چمڑے، بال اور اون وغیرہ سے طرح طرح کے فائدے اُٹھاتے ہو۔ ف۲ سواری کرنا بجائے خود ایک مقصد ہے اور سواری کے ذریعہ سے انسان بہت مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرتا ہے ف۳ یعنی خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتیوں پر لدے پھرتے ہو۔ ف۴ یعنی اس قدر کھلے نشان دیکھنے پر بھی آدمی کہاں تک انکار ہی کرتا چلا جائے گا۔ (اور ابھی کیا معلوم اللہ اور کتنے نشان دکھلائے گا) ف۵ یعنی پہلے بہت قومیں گذر چکیں جو جتھے میں اور زور و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھیں انھوں نے ان سے کہیں بڑھ کر زمین پر اپنی یادگاریں اور نشانیاں چھوڑیں، لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور و طاقت اور ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آسکا۔ یوں ہی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔ ف۶ یعنی وجوہ معاش اور مادی ترقیات کا جو علم اُن کے پاس تھا اور جن غلط عقیدوں پر دل جمائے ہوئے تھے اسی پر اتراتے رہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے علوم و ہدایات کو حقیر سمجھ کر مذاق اڑاتے رہے۔ آخر ایک وقت آیا جب اُن کو اپنی ہنسی مذاق کی حقیقت کھلی اور اُن کا استہزاء و تمسخر خود اُن ہی پر اُلٹ پڑا۔ ف۷ یعنی جس وقت آفت آنکھوں کے سامنے آگئی اور عذاب الٰہی کا معائنہ ہونے لگا تب ہوش آیا اور ایمان و توبہ کی سوجھی۔ اب پتہ چلا کہ اکیلے خدائے بزرگ ہی سے کام چلتا ہے جن ہستیوں کو خدائی کا درجہ دے رکھا تھا سب عاجز اور بیکار ہیں۔ ہماری سخت حماقت اور گستاخی تھی کہ اُن چیزوں کو تخت خدائی پر بٹھا دیا تھا۔ ف۸ یعنی اب پچھتانے اور تقصیر کا اعتراف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں! ایمان و توبہ کا وقت گذر چکا۔ عذاب دیکھ لینے پر تو ہر کسی کو بے اختیار یقین آجاتا ہے۔ مگر یہ یقین موجب نجات نہیں۔ نہ اس یقین کی بدولت آیا ہوا عذاب ٹل سکتا ہے۔ قال تعالٰی وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ (نساء، رکوع ۳) وقال فی قصۃ فرعون اٰۗلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ وفی الحدیث اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی ہمیشہ سے یوں ہی ہوتا رہا ہے کہ لوگ اول انکار و استہزاء سے پیش آتے ہیں پھر جب عذاب میں پکڑے جاتے ہیں اُس وقت شور مچاتے اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اللہ کی عادت یہ ہے کہ اُس بے وقت کی توبہ کو قبول نہیں فرماتا۔ آخر منکرین اپنے جرائم کی پاداش میں خراب و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اللھم اخفظنا من الخسران۔ واخفظنا من غضبک سخطک فی الدنیا والآخرۃ۔ دتم سورۃ المومن وللہ الحمد والمنۃ۔ ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی مہربانی اور رحمت بندوں پر ہے جو قرآن کی ہدایت کے لئے ایسی عظیم الشان اور بے مثال کتاب نازل فرمائی۔ ف۳ لفظی طور پر آیات کا جدا جدا ہونا تو ظاہر ہے۔ مگر معنوی حیثیت سے بھی سیکڑوں قسم کے علوم اور مضامین کی تفصیل الگ الگ آیات میں کی گئی ہے۔ ف۴

قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۠ ع ۱۴

چلی آئی ہے اُس کے بندوں میں اور خراب ہوئے اُس جگہ منکر

چلی آئی ہے اُس کے بندوں میں اور خراب ہوئے اُس جگہ منکر ف

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ اَرْبَعٌ وَّ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّ سِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ حم سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چوّن آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۚ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ

اُتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے سے کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہیں اُس کی آیتیں

٭ اُتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کی طرف سے ف۲ ایک کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہیں اُسکی آیتیں

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۚ فَاَعْرَضَ

قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو سُنانا خوشی اور ڈر پھر دھیان میں نہ

ف۳ قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو ف۴ سُنانے والا خوشخبری اور ڈر ف۵ پر دھیان میں نہ لائے

اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۚ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا

لائے وہ بہت لوگ پھر وہ نہیں سنتے اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں اُس بات سے

وہ بہت لوگ سو وہ نہیں سنتے ف اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں اُس بات

تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَ فِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ حِجَابٌ

جس طرف ہم کو تو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ اور ہمارے تیرے بیچ میں اوٹ ہے

سے جس طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ میں پردہ ہے

فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۚ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ

سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو

سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں ف تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو

اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْۤا اِلَیْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ

کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اُس کی طرف اور اُس سے گناہ بخشواؤ

کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اُس کی طرف اور اُس سے گناہ بخشواؤ ف۸

وَ وَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ ۙ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ

اور خرابی ہے شریک والوں کو جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ

اور خرابی ہے شریک کرنے والوں کو ٭ جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آخرت سے منکر ہیں ف البتہ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام

آخرت سے منکر ہیں ف۹ البتہ جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام

قرآن کریم اعلیٰ درجہ کی صاف و شستہ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے جو اُس کے مخاطبین اوّلین کی مادری زبان تھی۔ تا اُن لوگوں کو سمجھنے میں دقت نہ ہو خود سمجھ کر دوسروں کو پوری طرح سمجھا سکیں۔ مگر اس کے باوجود بھی ظاہر ہے وہی لوگ اُس سے منتفع ہو سکتے ہیں جو سمجھ رکھتے ہوں۔ ناسمجھ جاہل کو اس نعمت عظمیٰ کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ ف۴ یعنی قرآن کے ماننے والوں کو نجات و فلاح کی خوشخبری سُناتا اور منکروں کو بُرے انجام سے ڈراتا ہے۔ ف۵ یعنی ان سب باتوں کے باوجود بھی تعجب ہے کہ ان میں کے بہت لوگ اس کتاب کی بیش قیمت نصائح کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ اور جب اِدھر دھیان ہی نہیں تو سُننا کیوں چاہیں گے۔ اور فرض کیجئے کانوں سے سُن بھی لیا لیکن گوش دل سے سُننا اور قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی تو سُنا ان سُنا برابر ہے۔ ف۶ یعنی صرف اسی قدر نہیں کہ نصیحت کی طرف دھیان نہیں کرتے یا کان نہیں دھرتے، بلکہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو سُن کر ناصح بالکلیہ مایوس ہو جائے اور آئندہ نصیحت سُنانے کا ارادہ بھی ترک کر دے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر تو تمہاری باتوں کی طرف سے غلاف چڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے کوئی بات وہاں تک پہنچتی نہیں۔ اور جب تم بات کرتے ہو ہمارے کان اونچا سننے لگتے ہیں۔ ثقل سماع کی وجہ سے کچھ سُنائی نہیں دیتا۔ اور ہمارے تمہارے درمیان ایسا پردہ ہے جو ایک کو دوسرے سے ملنے نہیں دیتا۔ دشمنی اور عداوت کی جو دیواریں کھڑی ہیں وہ درمیان سے اُٹھ جائیں اور جو خلیج حائل ہے وہ پُر ہو، تب ہم میں سے ایک دوسرے تک پہنچ سکے لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے۔ پھر تم کیوں اپنا مغز تھکاتے ہو ہم کو ہمارے حال پر چھوڑو۔ تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کریں گے۔ اس کی توقع مت رکھو کہ ہم کبھی تمہاری نصیحتوں سے متاثر ہونے والے ہیں۔ ف۷ یعنی نہ میں خدا ہوں کہ زبردستی تمہارے دلوں کو پھیر سکوں، نہ فرشتہ ہوں جس کے بھیجے جانے کی تم فرمائش کیا کرتے ہو نہ کوئی اور مخلوق ہوں، بلکہ تمہاری جنس و نوع کا ایک آدمی ہوں جس کی بات کا سمجھنا تم کو ہم جنسی کی بنا پر آسان ہونا چاہئے، اور وہ آدمی ہوں جسے حق تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل ترین وحی کے لئے چُن لیا ہے۔ بنا علیہ خواہ تم کتنا ہی اعراض کرو اور کیسی ہی یاس انگیز باتیں کرو، میں خدائی پیغام تم کو ضرور پہنچاؤں گا۔ مجھے بذریعہ وحی بتلایا گیا ہے کہ تم سب کا معبود اور حاکم علی الاطلاق ایک ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ لہٰذا سب کو لازم ہے کہ تمام شئون و احوال میں سیدھے اُسی خدائے واحد کی طرف رُخ کر کے چلیں، اُس کے راستہ سے ذرا اِدھر اُدھر قدم نہ ہٹائیں اور پہلے اگر ٹیڑھے ترچھے چلے ہیں تو اپنے پروردگار سے اُس کی معافی چاہیں۔ اور اگلی پچھلی خطائیں بخشوائیں۔ ف۸ جن لوگوں کا معاملہ اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ عاجز مخلوق کو اُس کی بندگی میں شریک کرتے ہیں، اور بندوں کے ساتھ یہ ہے کہ صدقہ اور زکوٰۃ کا پیسہ کسی محتاج مسکین پر خرچ کرنے کے روادار نہیں۔ ساتھ ہی انجام کی طرف سے بالکل غافل اور بے فکر ہیں، کیونکہ انھیں تسلیم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی اور اچھے بُرے کا حساب کتاب بھی ہوگا۔ ایسوں کا مستقبل بجز ہلاکت اور خرابی و بربادی کے اور کیا ہونا ہے۔ تنبیہ: بعض سلف نے یہاں "الزکوٰۃ" سے مُراد کلمہ طیبہ لیا ہے۔ اور بعض نے "زکوٰۃ" کے معنی پاکیزگی اور ستھرائی کے لئے ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنے نفس کو عقائد فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک و صاف نہیں کرتے۔ اس میں کلمہ طیبہ کا ترک اور زکوٰۃ وغیرہ کا ادا نہ کرنا بھی آ گیا۔ جیسا کہا قال قد افلح من تزکّٰی "وقال قد افلح من زکّٰھا" وقال وحنانًا من لدنّا وزکوٰۃ" وغیرہ ذلک۔ شاید یہ معنی اس لئے یہاں لئے گئے ہیں کہ کفار مخاطب بالفروع نہیں یا اس لئے کہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ وغیرہ کی تشخیص مدینہ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اس کی خوراک یعنی اہل زمین کی پورا ہوا یعنی جواب پورا ہوا۔ ف دو دن میں زمین بنائی اور دو دن میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان سا ایک تھا دھواں سا اس کو بانٹ کر سات کئے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھیرا پھر آسمان زمین کو بلایا خوشی سے آؤ یا زور سے یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں کے ملاپ سے دنیا بناوے اپنی طبیعت سے یا نہیں تو اور زور سے تو وہ دونوں آئے طبیعت سے آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو باویں اٹھیں اُن سے گرد اور بھاپ اوپر چڑھے پانی ہو کر برسے چار عنصر زمین پر جمع ہوں مخلوقات پیدا ہوں اور پہلے زمین میں رکھی تھیں خوراکیں یعنی اس میں قابلیت تھی ان چیزوں کے نکلنے کی اور ہر آسمان کا حکم یعنی یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون خلق بستے ہیں اُن کا کیا اسلوب ہے اتنی زمین میں ہزاروں ہزار کارخانے ہیں اس قدر آسمان کب خالی پڑے ہوں گے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی کبھی منقطع نہ ہوگا ابدالآباد تک جاری رہے گا۔ جنت میں پہنچ کر نہ اُن کو فنا نہ اُن کے ثواب کو۔ ف یعنی کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ رب العالمین کی وحدانیت اور صفات کمالیہ کا انکار کرتے اور دوسری چیزوں کو اس کی برابر ٹھیرا تے ہو جو ایک ذرہ کا اختیار نہیں رکھتیں۔ ف۳ اور برکت رکھی اس کے اندر یعنی قسم قسم کی کانیں، درخت، میوے، پھل، پھول، غلے اور حیوانات زمین سے نکلتے ہیں۔ اور تھیرا دیں اس میں خوراکیں اس کی یعنی زمین پر بسنے والوں کی خوراکیں ایک خاص اندازہ اور حکمت سے زمین کے اندر رکھ دیں۔ چنانچہ ہر اقلیم اور ہر ملک میں وہاں کے باشندوں کی طبائع و ضروریات کے موافق خوراکیں مہیا کر دی گئی ہیں۔ ف یعنی یہ سب کام چار دن میں ہوا دو روز میں زمین پیدا کی گئی اور دو روز میں اس کے متعلقات کا بندوبست ہوا۔ جو پوچھے یا پوچھنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے بتلا دو کہ یہ سب مل کر پورے چار دن ہوتے ہیں۔ ہر دن کسر اور کمی بیشی کے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی پوچھنے والوں کا جواب پورا ہوا۔" (تنبیہ) یہاں "دنوں" سے مراد ظاہر ہے معروف و متبادر دن نہیں ہو سکتے کیونکہ زمین اور سورج وغیرہ کی پیدائش سے قبل اِن کا وجود مشخص ہی نہیں، لامحالہ ان دنوں کی مقدار مراد ہوگی یا وہ دن مراد ہو جس کی نسبت فرمایا ہے "وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" (حج رکوع ۶)۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا جو اُس وقت سادا ایک تھا دھوئیں کی طرح اس کو بانٹ کر سات آسمان کئے جیسا کہ آگے آتا ہے۔ (تنبیہ) ممکن ہے "دُخان" سے آسمانوں کے مادّہ کی طرف اشارہ ہو۔ ف یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں (آسمان اور زمین) کے ملاپ سے دنیا بنائے خواہ اپنی طبیعت سے ملیں یا زور سے ملیں۔ (بہرحال دونوں کو ملا کر ایک نظام بنانا تھا) وہ دونوں آملے اپنی طبیعت سے آسمان سے سورج کی شعاع آئی، گرمی پڑی، ہوائیں اٹھیں اُن سے گرد اور بھاپ اوپر چڑھی پھر پانی ہو کر مینہ برسا جس کی بدولت زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں۔ اور پہلے جو فرمایا تھا کہ "زمین میں اُس کی خوراکیں رکھیں" یعنی اس میں قابلیت اِن چیزوں کے نکلنے کی رکھ دی تھی۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی چار دن وہ تھے اور دو دن میں آسمان بنائے کل چھ دن ہو گئے جیسا کہ دوسری جگہ "سِتَّةِ اَيَّامٍ" کی تصریح ہے۔ (تنبیہ) بعض احادیث مرفوعہ میں تخلیق کائنات کے متعلق دنوں کی تعیین و ترتیب آئی ہے کہ فلاں فلاں چیز اللہ نے ہفتہ کے فلاں فلاں دن میں پیدا کی۔ اُن میں کوئی حدیث بھی اب تک نظر سے نہیں گذری۔ حتٰی کہ ابوہریرہؓ کی حدیث کے متعلق جو صحیح مسلم میں ہے ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔ "وھو من غرائب الصحیح وقد علله البخاری فی التاریخ فقال رواه بعضهم عن ابی هريرة عن كعب الاحبار وهو الاصح" اور روح المعانی میں شافعی سے نقل کیا ہے۔ "اخرجه مسلم وقد تكلم عليه الحفاظ علی ابن المدینی والبخاری وغيرهما وجعلوه من كلام كعب وان ابا هريرة انما سمعه منه ولكن اشتبه علی بعض الرواة فجعله مرفوعًا" باقی قرآن کریم کی اس آیت اور سورہ "بقرہ" کی آیت "ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ" سے جو ظاہر ہوتا ہے کہ سات آسمان زمین کی پیدائش کے بعد بنائے گئے۔ اور سورۂ "نازعات" میں "وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین آسمان کے بعد بچھائی گئی۔ اس کے جواب کئی طرح دیے گئے ہیں۔ احقر کو ابوحیان کی تقریر پسند ہے یعنی ضروری نہیں کہ پہلی آیت میں "ثُمَّ" اور دوسری میں "بَعْدَ ذٰلِكَ" تراخی زمان کے لئے ہو بلکہ ممکن ہے ان الفاظ سے تراخی فی الاخبار یا تراخی رتبی مراد لیں جیسے "ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ" میں۔ یا دوسری جگہ "عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ" میں یہی معنی مراد لئے گئے ہیں۔ بہرحال قرآن کریم میں ترتیب زمانی کی تصریح نہیں۔ ہاں نعمت کے تذکرہ میں زمین کا اور عظمت و قدرت کے تذکرہ میں آسمان کا ذکر مقدم رکھا ہے جس کا نکتہ ادنیٰ تامل و تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ یہ چند الفاظ اہل علم کی تنبیہ کے لئے لکھ دیئے ہیں۔ ف یعنی جو حکم جس آسمان کے مناسب تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون

ع ۱۵

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ

اُن کو بدلا ملنا ہے جو کبھی نہ ہو ‏ تو کہہ کیا تم ‏ منکر ہو ‏ اُس سے جس نے

اُن کو ثواب ملنا ہے جو موقوف نہ ہو ف تو کہہ کیا تم منکر ہو اُس سے جس نے

خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ

بنائی زمین دو دن میں ‏ اور برابر کرتے ہو اُس کے ساتھ اوروں کو

بنائی زمین دو دن میں ‏ اور برابر کرتے ہو اُس کے ساتھ اوروں کو وہ ہے

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ

وہ ہے رب جہان کا ‏ اور رکھے اُس میں بوجھ ‏ اوپر سے ‏ اور برکت رکھی

رب جہان کا ف اور رکھے اُس میں بھاری پہاڑ اوپر سے اور برکت رکھی

فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝

اُس کے اندر اور ٹھیرائیں اُس میں خوراکیں اُس کی چار دن میں پورا ہوا پوچھنے والوں کو ف

اُس کے اندر اور ٹھیرائیں اُس میں خوراکیں اُس کی ف چار دن میں پورا ہوا پوچھنے والوں کو ف

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ

پھر چڑھا آسمان کی طرف اور وہ دھواں ہو رہا تھا پھر کہا اُس کو اور زمین کو

پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھواں ہو رہا تھا ف پھر کہا اُس کو اور زمین کو

ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ

آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر ٹھہرا دیئے

آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے ف پھر کر دیئے وہ

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ

وہ سات آسمان دو دن میں اور اُتارا ہر آسمان میں حکم اُس کا

سات آسمان دو دن میں ف اور اُتارا ہر آسمان میں حکم اُس کا ف

وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ

اور رونق دی ہم نے ورلے آسمان کو چراغوں سے اور نگہبانی یہ سادھا ہے

اور رونق دی ہم نے سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے اور محفوظ کر دیا یہ سادھا ہوا ہے

الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً

زور آور خبردار کا پھر اگر وہ ٹلا دیں تو تو کہہ میں نے خبر سنا دی تم کو ایک کڑاکے کی

زبردست خبردار کا ف پھر اگر وہ ٹلائیں تو تو کہہ میں نے خبر سنا دی تم کو ایک سخت عذاب

مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ اِذْ جَاۗءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ

جیسے کڑاکا آیا عاد اور ثمود پر جب آئے اُن کے پاس رسول

کی جیسے عذاب آیا عاد اور ثمود پر ف جب آئے اُن کے پاس رسول

بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا

آگے سے اور پیچھے سے کہ نہ پوجو کسی کو سوا اللہ کے کہنے لگے

آگے سے اور پیچھے سے ف کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے

منزل ۶

مخلوق بستی ہے اور اُن کا کیا اسلوب (اور رنگ ڈھنگ) ہے اتنی زمین۔۔۔۔۔ میں ہزاروں ہزار کارخانے ہیں تو اتنے بڑے آسمان کب خالی پڑے ہوں گے۔" ف یعنی دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سب ستارے اسی آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو ان قدرتی چراغوں سے آسمان کیسا پُررونق معلوم ہوتا ہے۔ پھر محفوظ کتنا کر دیا ہے کہ کسی کی وہاں تک دسترس نہیں، فرشتوں کے زبردست پہرے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی طاقت اس نظام محکم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتی کیونکہ وہ سب سے بڑی زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے۔ ف یعنی کفار مکہ اگر ایسے عظیم الشان آیات سننے کے بعد بھی نصیحت قبول کرنے اور توحید و اسلام کی راہ اختیار کرنے سے اعراض کرتے رہیں تو فرما دیجئے کہ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تمہارا انجام بھی "عاد" و "ثمود" وغیرہ اقوام مکذبین کی طرح ہو سکتا ہے۔ ف یعنی ہر طرف سے۔ شاید بہت رسول آتے ہوں گے مگر مشہور یہی دو رسول ہیں۔ حضرت ہود اور حضرت صالح علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام۔ اور یا "مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ" سے مراد یہ ہو کہ اُن کو ماضی اور مستقبل کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف رسول آئے آگے سے اور پیچھے سے یعنی ہر طرف سے شاید رسول بہت آئے ہوں گے مشہور یہی دو رسول ہیں حضرت ہود اور صالح۔ ف۲ اُن کے جسم بڑے بڑے ہوتے تھے بدن کی قوت پر غرور آیا غرور کا دم بھرنا اللہ کے یہاں وبال لاتا ہے۔ ف۳ اُن کا غرور توڑنے کو کمزور مخلوق سے اُن کو تباہ کروایا کہتے ہیں وہ کے بھیجے ہیں آخر کے آٹھ دن تھے جن میں وہ باؤ آئی۔ ف۴ زلزلہ آیا ساتھ ایک آواز تند کے اس آواز سے جگر پھٹ گئے

از شاہ عبدالقادر صاحب

لَوْ شَاۤءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰۤىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

اگر ہمارا رب چاہتا تو اُتارتا فرشتے سو ہم تمہارے ہاتھ بھیجا نہیں مانتے ف

اگر ہمارا رب چاہتا تو بھیجتا فرشتے سو ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانتے ف۱

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ

سو وہ جو عاد تھے غرور کرنے لگے ملک میں ناحق کا اور کہنے لگے

سو وہ جو عاد تھے وہ تو غرور کرنے لگے ملک میں ناحق اور کہنے لگے کون ہے

اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ

کون ہے ہم سے زیادہ زور میں کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے اُن کو بنایا وہ زیادہ ہے

ہم سے زیادہ زور میں ف۲ کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے اُن کو بنایا وہ زیادہ ہے

مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ○ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ

اُن سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر ف۲ پھر بھیجی ہم نے اُن پر

اُن سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر ف۳ پھر بھیجی ہم نے اُن پر

رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْۤ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی

باؤ بڑے زور کی کئی دن مصیبت کے کہ چکھادیں اُن کو رسوائی کی مار

ہوا بڑے زور کی کئی دن جو مصیبت کے تھے تاکہ چکھائیں اُن کو رسوائی کا عذاب

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَ هُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ ○

دنیا کے جیتے اور آخرت کی مار میں تو پوری رسوائی ہے اور اُن کو کہیں مدد نہیں ف۳

دُنیا کی زندگانی میں ف۴ اور آخرت کے عذاب میں تو پوری رسوائی ہے اور اُن کو کہیں مدد نہیں ف۵

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ

اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے اُن کو راہ بتائی پھر اُن کو خوش لگا اندھے رہنا سوجھنے سے پھر پکڑا اُن کو

اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے اُن کو راہ بتلائی پھر اُن کو خوش لگا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے ف۶ پھر پکڑا اُن کو

صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ○ وَ نَجَّیْنَا

کڑاکے نے ذلت کی مار کے بدلہ اُس کا جو کماتے تھے ف۴ اور بچا دیئے ہم نے

کڑک نے ذلت کے عذاب کی۔ بدلہ اُس کا جو کماتے تھے ف۷ اور بچا دیا ہم نے

ع ۲ ۱۶ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ وَ یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَاۤءُ اللّٰهِ

جو یقین لائے تھے اور بچ چلتے تھے اور جس دن جمع ہوں گے دشمن اللہ کے

اُن لوگوں کو جو یقین لائے تھے اور بچ کر چلتے تھے ف۸ اور جس دن جمع ہوں گے دشمن اللہ کے

اِلَی النَّارِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

دوزخ پر پھر اُن کی مثلیں بنیں گی یہاں تک کہ جب پہنچے اُسی پر بتادیں گے اُن کو

دوزخ پر تو اُن کی جماعتیں بنائی جائیں گی ف۹ یہاں تک کہ جب پہنچیں اُس پر بتائیں گے

عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○

اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے

اُن کو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے ف۱۰

ف۱ یعنی خدا کا رسول بشر کیسے ہو سکتا۔ اگر اللہ کو واقعی رسول بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتا۔ بہرحال تم اپنے زعم کے موافق جو باتیں خدا کی طرف سے لائے ہو ہم اُن کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ف۲ شاید رسولوں نے جو عذاب کی دھمکی دی ہوگی اُس کے جواب میں یہ کہا ہو کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے جس سے ہم خوف کھائیں۔ کیا ہم جیسے طاقتور انسانوں پر تم اپنا رُعب جما سکتے ہو؟ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں" اُن کے جسم بہت بڑے بڑے ہوتے تھے۔ بدن کی قوت پر غرور آیا۔ غرور کا دم بھرنا اللہ کے ہاں وبال لاتا ہے۔" ف۳ یعنی دل میں اُن کا حق ہونا سمجھتے تھے مگر ضد اور عناد سے انکار کرتے چلے جاتے تھے۔ ف۴ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔" اُن کا غرور توڑنے کو ایک کمزور مخلوق سے اُن کو تباہ کرا دیا۔ ساتھ رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان چلتا رہا۔ درخت آدمی، مکان، مواشی کوئی چیز نہ چھوڑی۔ ف۵ یعنی آخرت کی رسوائی تو بہت ہی بڑی ہے جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گی، نہ وہاں کوئی مدد کر سکے گا۔ ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی۔ محبت و ہمدردی کے بڑے بڑے مدعی آنکھیں چرائیں گے۔ ف۶ یعنی نجات کا راستہ جو ہمارے پیغمبر نے بتلایا تھا اس سے آنکھیں بند کر لیں اور اندھا رہنے کو پسند کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُن کی پسند کی ہوئی حالت میں اُنھیں پڑا چھوڑ دیا۔ ف۷ یعنی زلزلہ آیا جس کے ساتھ سخت ہولناک آواز تھی، اُس آواز سے جگر پھٹ گئے۔ ف۸ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور بدی کے راستے سے بچ کر چلتے تھے اُن کو اللہ نے صاف بچا لیا۔ نزول عذاب کے وقت اُن پر ذرا آنچ بھی نہیں آئی۔ ف۹ یعنی ہر ایک قسم کے مجرموں کی الگ جماعت ہوگی اور یہ سب جماعتیں ایک دوسرے کے انتظار میں جہنم کے قریب روکی جائیں گی۔ ف۱۰ دنیا میں کانوں سے آیات تنزیلیہ سنیں اور آنکھوں سے آیات تکوینیہ دیکھیں، مگر کسی کو نہ مانا۔ ہر جِلد سے خدا کی نافرمانی کرتے رہے۔ یہ خبر نہ تھی کہ گناہوں کا یہ سارا ریکارڈ خود اُنہی کی ذات میں محفوظ ہے جو وقت پر کھول دیا جائے گا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر میں کفار اپنے جرائم کا زبان سے انکار کریں گے۔ اُس وقت حکم ہوگا کہ ان کے اعضاء کی شہادت پیش کی جائے جن کے ذریعہ سے گناہ کئے تھے۔ چنانچہ ہر ایک عضو شہادت دے گا۔ اور اس طرح زبان کی تکذیب ہو جائے گی۔ تب بہوت و حیران ہو کر اپنے اعضاء کو کہے گا کہ کمبختو! دور ہو جاؤ تمہاری ہی طرف سے تو میں جھگڑتا اور مدافعت کر رہا تھا۔ (تم خود ہی اپنے جرموں کا اقرار کرنے لگے)۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ کافر کے اعمال جب فرشتے لاویں گے لکھے ہوئے وہ منکر ہوں گے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں دشمنی سے ہم پر جھوٹ لکھ دیا تب آسمان و زمین سے گواہی دلاوے گا کہیں گے یہ بھی دشمن ہیں تب پروردگار فرماوے گا اب تمہارے بدن کی گواہی کوئی بھلا
دوست گواہی دے تو مستند ہے۔ تب اُن کے ہاتھ پاؤں بولیں گے۔ وما کنتم تستترون اس کا ترجمہ فتح الرحمٰن میں یوں کیا ہے اور پردے میں نہیں چھپے تھے یعنی دنیا میں اس خوف سے کہ گواہی دیں تم پر کان تمہارے اور آنکھیں تمہاری اور چمڑے
تمہارے ف۲ یعنی پیچھے چھپ کر گناہ کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتا دیں گے ان سے بھی پردہ کریں ف۳ یعنی دنیا میں بعضی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ گھر ہو چکا اور بعضی بلا منتی سے منت
کرنے سے وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں کوئی قبول نہیں کرتا ف۴ یعنی ان پر شیطان تعینات تھے کہ ان کو برے کام بھلے دکھاتے اور ٹھیک پڑی اِنَّ لَاَمْلَئَنَّ ف۵ یہ جاہلوں کا زور ہے شور مچا کر نہ سننے دینا۔ از شاہ عبد القادر رحمہ

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ
اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو تم نے کیوں بتایا ہم کو وہ بولے ہم کو بلوایا اللہ نے جس نے
اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو تم نے کیوں بتلایا ہم کو ف۱ وہ بولیں گے ہم کو بلوایا اللہ نے جس نے

اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝
بلوایا ہے ہر چیز کو اور اسی نے بنایا تم کو پہلی بار اور اسی کی طرف پھر جاتے ہو ف۱
بلوایا ہے ہر چیز کو ف۲ اور اسی نے بنایا تم کو پہلی بار اور اسی کی طرف پھیرے جاتے ہو ف۳

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ
اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتا دیں گے تمہارے کان نہ تمہاری آنکھیں
اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس بات سے کہ تم کو بتلائیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں

وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝
نہ تمہارے چمڑے پر تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو کرتے ہو ف۲
اور نہ تمہارے چمڑے ف۴ پر تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو ف۵

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ
اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں اسی نے تم کو کھپایا پھر آج رہ گئے
اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو تم رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں اسی نے تم کو غارت کیا پھر آج رہ گئے

الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا
ٹوٹے میں پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ اُن کا گھر ہے اور اگر وہ منایا چاہیں
ٹوٹے میں ۞ پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ اُن کا گھر ہے اور اگر وہ منایا چاہیں

فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاۗءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ
تو اُن کو کوئی نہیں مناتا ف۳ اور لگا دی ہم نے اُن پر تعیناتی پھر انہوں نے بھلا دکھایا اُن کو
تو اُن کو کوئی نہیں مناتا ف۶ اور لگا دیئے ہم نے اُن کے پیچھے ساتھ رہنے والے پھر انہوں نے خوبصورت

مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ
جو اُن کے آگے اور جو اُن کے پیچھے اور ٹھیک پڑی اُن پر بات مل کر سب
بنا دیا اُن کی آنکھوں میں اس کو جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے ف۷ اور ٹھیک پڑ چکی اُن پر عذاب کی بات اُن فرقوں

ع ۱۷ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝
فرقوں میں جو ہو چکے ہیں اُن سے آگے جنوں کے اور آدمیوں کے وہ تھے ٹوٹے والے ف۴
کے ساتھ جو گذر چکے اُن سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے ف۸ بے شک وہ تھے ٹوٹے والے ف۹

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ
اور کہنے لگے منکر نہ کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے میں
اور کہنے لگے منکر مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اُس کے پڑھنے

لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا
شاید تم غالب ہو ف۵ سو ہم کو ضرور چکھانی منکروں کو سخت مار
میں شاید تم غالب ہو ف۱۰ سو ہم کو ضرور چکھانا ہے منکروں کو سخت عذاب

ف۱ یعنی جب ہم زبان سے انکار کر رہا تھا تو تم پر ایسی کیا مصیبت پڑی تھی کہ خواہ مخواہ بولنا شروع کر دیا اور آخر یہ بولنا تم کو سکھلایا کس نے۔ ف۲ یعنی جس کی قدرت نے ہر ناطق چیز کو بولنے کی قوت دی، آج اُسی نے ہم کو بھی گویا کر دیا تو ہم بولتے اور بتلاتے تو کیا کرتے۔ جب وہ قادر مطلق بلوانا چاہے تو کس چیز کی مجال ہے کہ دم بند کر لے۔ جس نے زبان میں قوت گویائی رکھی، کیا ہاتھ پاؤں میں نہیں رکھ سکتا۔ ف۳ یہ مقولہ یا اللہ تعالیٰ کا ہے، یا جلود کا ہے۔ دونوں احتمال ہیں۔ ف۴ یعنی لوگوں سے چھپ کر گناہ کرتے تھے۔ یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتلا دیں گے۔ ان سے بھی پردہ کریں۔ اور کرنا بھی چاہتے تو اس کی قدرت کہاں تھی۔ ف۵ یعنی اصل میں تمہارے طرز عمل سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا تم کو خدا تعالیٰ کے علم محیط کا یقین ہی نہ تھا۔ سمجھتے تھے کہ جو چاہو کرتے رہو کون دیکھ بھال کرتا ہوگا۔ اگر پوری طرح یقین ہوتا کہ خدا ہماری تمام حرکات سے باخبر ہے اور اس کے ہاں پوری مسل محفوظ ہے تو ہرگز ایسی شرارتیں نہ کرتے۔ ف۶ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی دنیا میں بعض بلا صبر سے آسان ہوتی ہے، وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ گھر ہو چکا یہاں سے کبھی نکلنا نہیں، اور بعض بلا منت خوشامد کرنے سے ٹلتی ہے۔ وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں، کوئی قبول نہیں کرتا۔ ف۷ یعنی ان پر شیطان تعینات تھے کہ ان کو برے کام جو پہلے کئے یا آگے کریں، بھلے کر کے دکھلائیں اور تباہ کن ماضی و مستقبل کو خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کریں۔ اور یہ شیطانوں کا تعینات کیا جانا بھی اُن کے اعراض عن الذکر کا نتیجہ تھا کما قال تعالیٰ: وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۔ (زخرف رکوع ۴) ف۸ یعنی وہی بات جو شروع میں کہی گئی تھی لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (ہود۔ رکوع ۱۰) ف۹ جب آدمی کو خسارہ آتا ہے تو اسی طرح آتا ہے اور ایسے ہی سامان ہو جاتے ہیں۔ ف۱۰ قرآن کریم کی آواز بجلی کی طرح سننے والوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی جو سنتا فریفتہ ہو جاتا۔ اُس سے روکنے کی تدبیر کفار مکہ نے یہ نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے ادھر کان مت دھرو اور اس قدر شور و غل مچاؤ کہ دوسرے بھی نہ سن سکیں۔ اس طرح ہماری بک بک سے قرآن کی آواز دب جائے گی۔ آج بھی جاہلوں کو ایسی ہی تدبیریں سوجھا کرتی ہیں کہ کام کی بات کو شور مچا کر نہ سننے دیا جائے۔ لیکن صداقت کی کڑک مچھروں اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے کہاں مغلوب ہو سکتی ہے۔ ان سب تدبیروں کے باوجود حق کی آواز قلوب کی گہرائیوں تک پہنچ کر رہتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف فرشتے اُترتے ہیں حشر کے دن جس دن ہر کسی کو اپنا فکر وغم ہوگا یا مرنے کے وقت اُترتے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف اس سے زیادہ بُرا کام کونسا ہوگا کہ خود نصیحت کی بات نہ سُنتے اور دوسروں کو بھی سُننے نہ دے۔ ف۲ یعنی دل میں سمجھتے تھے لیکن ضد اور تعصب وعناد سے انکار ہی کرتے رہتے تھے۔ ف۳ یعنی جو بڑے مجرم تر آفت میں پھنسے ہیں، لیکن آدمیوں اور جنوں میں سے جن شیطانوں نے ہم کو بہکا بہکا کر اس آفت میں گرفتار کرایا ہے، ذرا انہیں ہمارے سامنے کر دیجئے کہ ان کو ہم اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔ اور نہایت ذلت وخواری کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں دھکیل دیں، تا انتقام لے کر ہمارا دل کچھ تو ٹھنڈا ہو۔ ف۴ یعنی دل سے اقرار کیا اور اسی پر قائم رہے اُس کی ربوبیت والوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ امتحان وابتلاء سے مرتے دم تک ہٹے نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا جو کچھ زبان سے کہا تھا اُس کے مقتضا پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا خالص اُس کی خوشنودی اور شکر گذاری کے لئے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق وفرائض کو بجا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سب سے اُسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسی کے راستہ پر چلے ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اُس کے بعد قبروں سے اُٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اُترتے ہیں جو تسکین وتسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سُناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیا ئے فانی کے سب فکر وغم ختم ہوئے اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے۔ اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے، وہ اب تم سے ایفاء کئے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔ تنبیہ، بہت ممکن ہے کہ متقین وابرار پر اس دنیوی زندگی میں بھی ایک قسم کا نزول فرشتوں کا ہوتا ہو جو اللہ کے حکم سے اُن کے دینی ودنیوی امور میں بہتری کی باتیں الہام کرتے ہوں۔ جو اُن کے شرح صدر اور تسکین واطمینان کا موجب ہوجاتا ہو جیسے ان کے بالمقابل ایک دو آیت پہلے گذر چکا ہے کہ کفار پر شیطان مسلط ہیں جو تزیین قبائح سے اُن کے اغواء کا سامان کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ شیاطین کے حق میں بھی لفظ "تنزل" استعمال ہوا ہے۔ قال تعالیٰ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ۔ (شعراء۔ رکوع ۱۱)۔ بہرحال بعض مفسرین کے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں اور اس تقدیر پر اگلی آیت نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زیادہ چسپاں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۵ بعض نے اس کو اللہ کا کلام بتلایا ہے۔ یعنی فرشتوں کا کلام اس سے پہلے ختم ہو چکا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ بھی فرشتوں کا مقولہ ہے۔ گویا فرشتے یہ قول اُن کے دلوں میں الہام کرتے ہیں اور اُن کی ہمت بندھاتے ہیں۔ ممکن ہے اس زندگی میں بعض بندوں سے مشافہۃً بھی ایسے الفاظ کہتے ہوں اور ممکن ہے موت کے قریب یا اُس کے بعد کہا جاتا ہو۔ اُس وقت نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے، اور آخرت میں بھی رفیق رہیں گے کہ وہاں تمہاری شفاعت یا اعزاز واکرام کا انتظام کریں گے۔ ف۶ یعنی جس چیز کی خواہش ورغبت دل میں ہوگی یا جو زبان سے طلب کرو گے سب کچھ ملے گا۔ اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ ف۷ یعنی بھلا وہ غفور رحیم اپنے مہمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا۔ اور یہ کتنی بڑی عزت وتوقیر ہے کہ ایک بندۂ ضعیف رب العزت کا مہمان ہو۔ ف۸ پہلے "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" الخ میں اُن مخصوص مقبول بندوں کا ذکر تھا جنہوں نے صرف ایک اللہ کی ربوبیت پر اعتقاد جما کر اپنی استقامت کا ثبوت دیا۔ یہاں اُن کے ایک اور اعلیٰ مقام کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی بہترین شخص وہ ہے جو خود اللہ کا ہو رہے، اُسی کی حکم برداری کا اعلان کرے اُسی کی پسندیدہ روش پر چلے۔ اور دنیا کو اُسی کی طرف آنے کی دعوت دے، اُس کا قول وفعل بندوں کو خدا کی طرف کھینچنے میں مؤثر ہو، جس نیکی کی طرف لوگوں کو بلائے بذات خود اُس پر عامل ہو۔ خدا کی نسبت اپنی بندگی اور فرماں برداری کا اعلان کرنے سے کسی موقع پر اور کسی وقت نہ جھجکے اُس کا طغرائے قومیت صرف مذہب اسلام ہو اور ہر قسم کی تنگ نظری اور فرقہ وارانہ نسبتوں سے یکسو ہو کر اپنے مسلم خالص ہونے کی منادی کرے اور اسی اعلیٰ مقام کی طرف لوگوں کو بلائے جس کی دعوت دینے کے لئے سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کھڑے ہوتے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی عمریں صرف کی تھیں۔

وَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ

اور اُن کو بدلہ دینا بڑے سے بڑے کاموں کا جو کرتے تھے یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی

اور اُن کو بدلہ دینا ہے بُرے سے بُرے کاموں کا جو وہ کرتے تھے ف۱ یہ سزا ہے اللہ کے

اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

آگ اُن کو اُسی میں گھر ہے سدا کا بدلہ اُس کا جو ہماری باتوں سے

دشمنوں کی آگ اُن کا اُسی میں گھر ہے سدا کو بدلہ اُس کا جو ہماری باتوں سے

يَجْحَدُوْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا

انکار کرتے تھے اور کہیں گے جو لوگ منکر ہیں اے رب ہمارے ہم کو دکھا وہ دونوں جنھوں نے

انکار کرتے تھے ف۲ اور کہیں گے وہ لوگ جو منکر ہیں اے رب ہمارے ہم کو دکھلا دے وہ دونوں جنھوں نے

مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ

ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کہ ڈالیں ہم اُن کو اپنے پاؤں کے نیچے کہ وہ رہیں

ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کہ ڈالیں ہم اُن کو اپنے پاؤں کے نیچے کہ وہ رہیں سب

الْاَسْفَلِيْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

سب سے نیچے تحقیق جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اُس پر ٹھیرے رہے

سے نیچے ف۳ تحقیق جنھوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اُسی پر قائم رہے

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

اُن پر اُترتے ہیں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو

اُن پر اُترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو

بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

اُس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں

اُس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا ف۴ ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ

اور آخرت میں اور تم کو وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تم کو

میں اور آخرت میں ف۵ اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لئے

فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا

وہاں ہے جو منگواؤ مہمانی ہے اُس بخشنے والے مہربان سے ف۶ اور اس سے بہتر کس کی بات

وہاں ہے جو کچھ مانگو ف۶ مہمانی ہے اُس بخشنے والے مہربان کی طرف سے ف۷ اور اُس سے بہتر کس کی

مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ ع

جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا میں حکم بردار ہوں

بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا میں حکم بردار ہوں ف۸

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

اور برابر نہیں نیکی نہ بدی جواب میں تو کہہ اُس سے بہتر

اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اُس سے بہتر ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف برابر نہیں نیکی برائی کے دیعنی برائی برابر نیکی کے کوئی سخت کلام کہے یا بُرا معاملہ کرے تو اُس کے مقابل کر جو اُس سے بہتر ہو اِس کرنے سے دشمن ہو جاتے ہیں جیسے دوست اگرچہ دل میں نہ ہوں۔ ف یعنی حوصلہ کا ہو چاہیے کہ بُری بات سہار کر سامنے سے بھلی کیجئے یہ اقبال مندوں کو ملتا ہے ف یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آوے تو یہ شیطان کا دخل ہے اور وسوسہ ف یعنی یہ کیا چیز ہیں اور اُن کا غرور کیا چیز ہے۔

ازشاہ عبدالقادر صاحب

ف ان آیات میں ایک سچے داعی الی اللہ کو جس حسنِ اخلاق کی ضرورت ہے، اُس کی تعلیم دیتے ہیں۔ یعنی خوب سمجھ لو نیکی بدی کے اور بدی نیکی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ دونوں کی تاثیر جدا گانہ ہے۔ لہٰذا ایک نیکی دوسری نیکی سے اور ایک بدی دوسری بدی سے اثر میں بڑھ کر ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک مومن قانت اور خصوصاً ایک داعی الی اللہ کا مسلک یہ ہونا چاہیے کہ بُرائی کا جواب بُرائی سے نہ دے، بلکہ جہاں تک گنجائش ہو بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئے۔ اگر کوئی اسے سخت بات کہے یا بُرا معاملہ کرے تو اُس کے مقابل وہ طرز اختیار کرنا چاہیے جو اُس سے بہتر ہو۔ مثلاً غصہ کے جواب میں بُردباری، گالی کے جواب میں تہذیب وشائستگی اور سختی کے جواب میں نرمی اور مہربانی سے پیش آئے۔ اس طرز عمل کے نتیجہ میں تم دیکھو گے کہ سخت سے سخت دشمن بھی ڈھیلا پڑ جائے گا۔ اور گو دل سے دوست نہ بنے تاہم ایک وقت آئے گا جب وہ ظاہر میں ایک گہرے اور گرم جوش دوست کی طرح تم سے برتاؤ کرنے لگے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ کچھ دنوں بعد سچے دل سے دوست بن جائے اور دشمنی وعداوت کے خیالات یکسر قلب سے نکل جائیں۔ کما قال تعالیٰ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً (سورہ ممتحنہ رکوع ۲) ہاں کسی شخص کی طبیعت کی افتاد ہی سانپ بچھو کی طرح ہو کہ کوئی نرم خوئی اور خوش اخلاقی اُس پر اثر نہ کرے وہ دوسری بات ہے مگر ایسے افراد بہت کم ہوتے ہیں۔ بہرحال دعوۃ الی اللہ کے منصب پر فائز ہونے والوں کو بہت زیادہ صبر واستقلال اور حسنِ خلق کی ضرورت ہے۔ ف یعنی بہت بڑا حوصلہ چاہیے کہ بُری بات سہار کر بھلائی سے جواب دے۔ یہ اخلاق اور اعلیٰ خصلت اللہ کے ہاں سے بڑے قسمت والے خوش نصیب اقبال مندوں کو ملتی ہے۔ (ربط) یہاں تک اُس حریف اور دشمن کے ساتھ معاملہ کرنا سکھلایا تھا جو حسنِ معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو سکتا ہو۔ لیکن ایک دشمن وہ ہے جو کسی حال اور کسی نہج سے دشمنی نہیں چھوڑ سکتا۔ تم کتنی ہی خوشامد یا نرمی برتو اُس کا نصب العین یہی ہے کہ تم کو ہر طرح نقصان پہنچائے۔ ایسے پکے شیطان سے محفوظ رہنے کی تدبیر آگے تلقین فرمائی ہے۔ ف یعنی ایسے شیطان کے مقابلہ میں نرمی اور عفو ودرگذر سے کام نہیں چلتا۔ بس اُس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ خداوند قدوس کی پناہ میں آ جاؤ۔ یہ وہ مضبوط قلعہ ہے جہاں شیطان کی رسائی نہیں۔ اگر تم واقعی اخلاص وتضرع سے اللہ کو پکارو گے، وہ ضرور تم کو پناہ دے گا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ کس نے کتنے اخلاص وتضرع سے اُس کو پکارا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ اس آیت کا پہلی آیت سے ربط ظاہر کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں: "یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آئے تو یہ شیطان کا دخل ہے"۔ وہ نہیں چاہتا کہ تم حسنِ اخلاق پر کاربند ہو کر دعوت الی اللہ کے مقصد میں کامیابی حاصل کرو۔ ف دعوۃ الی اللہ کے ساتھ چند دلائل سماویہ وارضیہ بیان فرماتے ہیں جو داعی الی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت ووحدانیت اور بعث بعد الموت وغیرہ اہم مسائل کے سمجھانے میں مدد دیں۔ اس ضمن میں ادھر بھی اشارہ ہو گیا کہ ایک طرف خدا کے مخصوص بندے اپنے قول وعمل سے خدا کی طرف بلا رہے ہیں اور دوسری طرف چاند سورج اور آسمان وزمین کا عظیم الشان نظم ونسق سوچنے والوں کو اُسی خدائے واحد کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہے۔ وفی کل شیٔ لہ اٰیۃ تدل علٰی انہ واحد۔ انسان کو چاہیے کہ ان تکوینی نشانیوں میں اُلجھ کر نہ رہ جائے جیسے بہت سی قومیں رہ گئی ہیں، بلکہ لازم ہے کہ اُس لامحدود قدرت والے مالک کے سامنے سر جھکائے جس کی یہ نشانیاں ہیں۔ اور جس کے حکم سے اِن کی ساری نمود ہے۔ اور ممکن ہے اس پر بھی تنبیہ ہو کہ جس طرح رات اور دن اور ان دونوں کی نشانیاں چاند اور سورج ایک دوسرے کے مقابل ہیں اور اللہ تعالیٰ ان میں ردوبدل کرتا رہتا ہے، اسی طرح اس کو قدرت ہے کہ دعوت الی اللہ کی روشنی اور داعی کی علوِ ہمت اور خوش اخلاقی کی بدولت مخاطبین کی کایا پلٹ کر دے اور تاریک فضا کو ایک روشن ماحول سے بدل دے۔ ف سورج اور چاند وغیرہ کو پوجنے والے بھی زبان سے یہی کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد ان چیزوں کی پرستش سے اللہ کی پرستش ہے۔ مگر اللہ نے بتلا دیا کہ یہ چیزیں پرستش کے لائق نہیں۔ عبادت کا مستحق صرف ایک خدا ہے۔ کسی غیر اللہ کی عبادت کرنا خدائے واحد سے بغاوت کرنے کا مرادف

فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○ وَمَا

پھر جو تو دیکھے تو جس میں تجھ میں دشمنی تھی جیسے دوست دار ہے ناتے والا ف اور یہ

پھر تو دیکھ لے کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوست دار ہے قرابت والا ف اور یہ

يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○ وَاِمَّا

بات ملتی ہے انہیں کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اُس کو جس کی بڑی قسمت ہے ف اور کبھی

بات ملتی ہے اُن ہی کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اُسی کو جس کی بڑی قسمت ہے ف اور جو

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوکنے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بے شک وہی ہے سنتا

کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بے شک وہی ہے سننے والا

الْعَلِيْمُ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ

جانتا ف اور اُس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند

جاننے والا ف اور اُس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند ف

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ

سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے اُن کو بنائے

سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے اُن کو بنایا

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ

اگر تم اُسی کو پوجتے ہو پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ تیرے

اگر تم اُسی کو پوجتے ہو ف پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ تیرے

رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔـمُوْنَ ○ وَمِنْ

رب کے پاس ہیں پاکی بولتے ہیں اُس کی رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے ف اور ایک

رب کے پاس ہیں پاکی بولتے رہتے ہیں اُس کی رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے ف اور ایک

اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ

اُس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب اُتارا ہم نے اُس پر پانی

اس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب اُتارا ہم نے اُس پر پانی

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي

تازی ہوئی اور اُبھری بے شک جس نے اس کو جلایا وہ جلاوے گا مردے وہ سب

تازی ہوئی اور اُبھری بے شک جس نے اُس کو زندہ کیا وہ زندہ کرے گا مُردوں کو وہ سب

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ

چیز کر سکتا ہے۔ جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں ہم سے چھپے نہیں۔

کچھ کر سکتا ہے ف جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں

اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا

بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں بہتر یا ایک جو آوے امن سے دن قیامت کے کرتے جاؤ

بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر یا ایک جو آئے گا امن سے دن قیامت کے کئے جاؤ

السجدۃ

منزل ۶

ہے۔ ف یعنی اگر غرور وتکبر حق کے قبول کرنے سے مانع ہے اور باوجود وضوحِ دلائل توحید کے خدائے واحد کی عبادت کی طرف آنا نہیں چاہتے تو نہ آئیں، اپنا ہی نقصان کریں گے۔ اللہ کو ان کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ جلالت کی عظمت وجبروت کا یہ عالم ہو کہ بے شمار ملائکہ مقربین شب وروز اُس کی عبادت اور تسبیح وتقدیس میں مشغول رہتے ہیں، نہ کبھی تھکتے ہیں، نہ اُکتاتے ہیں، اُس کے سامنے یہ بیچارے کیا چیز ہیں اور اُن کا غرور کیا چیز ہے۔ خواہ مخواہ کی جھوٹی شیخی کر کے اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں ف یعنی زمین کو دیکھو بیچاری چپ چاپ ذلیل وخوار نیچے میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے۔ خشکی کے وقت ہر طرف خاک اُڑتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن جہاں بارش کا ایک چھینٹا پڑا پھر اُس کی تر وتازگی اور نشو ونما کا اُبھار قابل دید ہو جاتا ہے۔ آخر یہ انقلاب کس کے دست قدرت کے تصرف کا نتیجہ ہے۔ جس خدا نے اس طرح مردہ زمین کو زندہ کر دیا، کیا وہ مرے ہوئے انسانوں کے بدن میں دوبارہ جان نہیں ڈال سکتا؟ اور کیا وہ قادر مطلق مرے ہوئے دلوں کو دعوت الی اللہ کی تاثیر سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات تنزیلیہ سُن کر اور قرطاس و برہان خدا کی آیات کونیہ دیکھ کر بھی جو لوگ کج روی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شبہات پیدا کرکے ٹیڑھی بناتے ہیں یا خواہ مخواہ توڑ مروڑ کر قرآن کا مطلب غلط لیتے ہیں، یا یوں ہی جھوٹ موٹ کے عذر اور بہانے تراش کر اُن آیات کے ماننے میں ہیر پھیر کرتے ہیں ۔ ایسے ٹیڑھی چال چلنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے ۔ ممکن ہے وہ لوگ اپنی مکاریوں اور چالاکیوں پر مغرور ہوں مگر خدا سے اُن کی کوئی چال پوشیدہ نہیں ۔ جس وقت سامنے جائیں گے دیکھ لیں گے ۔ فی الحال اُس نے ڈھیل دے رکھی ہے مجرم کو ایک دم نہیں پکڑتا اسی لئے آگے فرمایا : "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ" یعنی اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے کئے جاؤ مگر یاد رہے کہ تمہاری سب حرکات اُس کی نظر میں ہیں ایک دن ان کا اکٹھا خمیازہ بھگتنا پڑے گا ۔ اب خود سوچ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی آگ میں گرے ، اور ایک جو اپنی شرافت و سلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن چین سے رہے ۔ دونوں میں کون بہتر ہے ؟ ف۲ یعنی وہ خواہ مخواہ اپنی کج روی سے نصیحت کی بات میں شبہات پیدا کرتے ہیں حالانکہ اُس میں جھوٹ کی گنجائش کسی طرف سے نہیں ۔ وہ نصیحت کیا ہے ؟ ایک صاف ، واضح اور مضبوط و محکم کتاب جس کا انکار ایک احمق یا شریر آدمی کے سوا کوئی نہیں کرسکتا ۔ ف۳ یعنی اُس کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ آنے تو کدھر سے آئے ۔ اور جس کتاب کی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہو ، باطل کی کیا مجال ہے کہ اُس کے پاس پھٹک سکے ۔ ف۴ یعنی منکرین کا جو معاملہ آپ کے ساتھ ہے یہی ہر زمانہ کے منکرین کا پیغمبروں کے ساتھ رہا ہے ۔ پیغمبروں نے ہمیشہ خیر خواہی کی ہے ، انھوں نے اُس کے جواب میں ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں ۔ پھر جس طرح پیغمبروں نے سختیوں پر صبر کیا ، آپ بھی صبر کرتے رہئے ۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ لوگ توبہ کرکے راہ راست پر آجائیں گے ، جن کے لئے خدا کے ہاں معافی ہے اور کچھ اپنی کجروی اور ضد پر قائم رہیں گے جو آخر کار دردناک سزا کے مستوجب ہوں گے ۔ ف۵ یعنی ایک بات کو نہ ماننا ہو تو آدمی ہزار حیلے بہانے نکال سکتا ہے ۔ کفار مکہ نے اور کچھ نہیں تو یہی کہنا شروع کردیا کہ صاحب ! عجمی پیغمبر کا معجزہ تو ہم اُس وقت سمجھتے جب قرآن عربی کے سوا کسی اور زبان میں آتا ۔ لیکن فرض کیجئے اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے کے لئے یوں کہنے لگتے کہ بھلا صاحب ! کہیں ایسی بے جوڑ بات بھی دیکھی ہے کہ رسول عربی ، اور اُس کی قوم بھی جو اولین مخاطب ہے عرب ، مگر کتاب بھیجی جائے ایسی زبان میں جس کا ایک حرف بھی عرب لوگ نہ سمجھ سکیں ۔ ف۶ یعنی منوا دیا جائے تو شبہات تو کبھی ختم نہیں ہوں گے ہاں اس قدر ہر ایک آدمی کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مقدس پڑھنے اور اس پر ایمان لانے اور عمل کرنے والوں کو کیسی عجیب ہدایت و بصیرت اور سوجھ بوجھ عطا کرتی اور اُن کے قلبوں اور صدروں کے روگ مٹا کر کس طرح بھلا چنگا کر دیتی ہے ۔ ف۷ یعنی جس طرح خفاش (چمگادڑ) کی آنکھیں سورج کی روشنی میں چندھیا جاتی ہیں ، ان منکروں کو بھی قرآن کی روشنی میں کچھ نظر نہیں آتا ۔ اس میں قرآن کا کیا قصور ہے ۔ منکروں کو چاہئے کہ اپنی نگاہ کا ضعف و قصور محسوس کرکے علاج کی طرف متوجہ ہوں ۔ ف۸ یعنی کسی کو دور سے آواز دو تو نہیں سنتا اور سنے تو اچھی طرح سمجھتا نہیں ۔ اسی طرح منکرین قرآن بھی صداقت اور منبع صداقت سے اس قدر دور پڑے ہوئے ہیں کہ حق کی آواز اُن کے دل کے کانوں تک نہیں پہنچتی اور کبھی پہنچتی ہے تو اُس کا ٹھیک مطلب نہیں سمجھتے ۔ ف۹ یعنی جیسے آج قرآن کے ماننے اور نہ ماننے والوں میں اختلاف پڑ رہا ہے ۔ پہلے تورات کے متعلق بھی ویسا ہی اختلاف پڑ چکا ہے ۔ پھر دیکھ لو وہاں کیا انجام ہوا تھا ۔ ف۱۰ بات وہ ہی نکل چکی کہ فیصلہ آخرت میں ہے ۔ ف۱۱ یعنی مہمل شکوک و شبہات ان کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے ۔ ہر وقت دل میں کھٹکتے رہتے ہیں ۔ ف۱۲ یعنی خدا کے ہاں ظلم نہیں ۔ ہر آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے ۔ جیسا کرے گا وہ ہی سامنے آئے گا ۔ نہ کسی کی نیکی اُس کے ہاں ضائع ہوگی نہ ایک کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی ۔ (ربط) چونکہ نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن ملے گا ، اور کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی ، اس لئے آگے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے ۔ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ

مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ

جو چاہو بے شک جو کرتے ہو وہ دیکھتا ہے جو لوگ منکر ہوئے سمجھوتی سے

جو چاہو بے شک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے ف۱ جو لوگ منکر ہوئے نصیحت سے

لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ

جب اُن پاس آئی اور یہ کتاب ہے نادر اس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے

جب آئی اُن کے پاس ف۲ اور وہ کتاب ہے نادر ☆ اُس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے

يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ

نہ پیچھے سے اُتاری ہوئی ہے حکمتوں والے سب خوبیاں سراہے کی تجھ سے وہی کہتے ہیں

سے اور نہ پیچھے سے اُتاری ہوئی ہے حکمتوں والے سب تعریفوں والے کی ف۳ تجھ کو وہی کہتے ہیں

اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ

جو کہہ دیا ہے سب رسولوں کو تجھ سے پہلے تیرے رب کے یہاں معافی بھی ہے اور

جو کہہ چکے ہیں سب رسولوں سے تجھ سے پہلے تیرے رب کے یہاں معافی بھی ہے اور

ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ

سزا بھی ہے دکھ والی اور اگر ہم اس کو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتیں کیوں

سزا بھی ہے دردناک ف۴ اور اگر ہم اس کو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتیں کیوں نہ

اٰيٰتُهٗ ۭ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۭ

نہ کھولی گئیں کیا اوپری زبان کی کتاب اور عرب کا آدمی تو کہہ یہ ایمان والوں کو سوجھ ہے اور روگ کا دفع

کھولی گئیں کیا اوپری زبان کی کتاب اور عربی لوگ ف۵ تو کہہ یہ ایمان والوں کے لئے سوجھ ہے اور روگ کا دور کرنے والا

وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ

اور جو یقین نہیں لاتے اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ اُن کو اندھاپا ف اُن کو پکارتے

اور جو یقین نہیں لاتے اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ قرآن اُن کے حق میں اندھاپا ہے ف

يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

ہیں دور کی جگہ سے اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب

اُن کو پکارتے ہیں دور کی جگہ سے ف اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ

پھر اُس میں پھوٹ پڑی اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب سے تو اُن میں فیصلہ ہو جاتا

پھر اُس میں اختلاف پڑا ف اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو اُن میں فیصلہ ہو جاتا ف

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ

اور وہ دھوکے میں ہیں اُس سے جو چین نہیں دیتا ف۱۱ جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے

اور وہ ایسے دھوکے میں ہیں اُس قرآن سے جو چین نہیں لینے دیتا ف۱۱ جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے

وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

اور جس نے کی برائی وہ بھی اُسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر

اور جس نے کی برائی سو وہ بھی اُسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر ف۱۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان کا نہ بختی میں صبر ہے اور نہ نرمی میں شکر

ف یعنی اسی کو خبر ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ بڑے سے بڑا نبی اور فرشتہ بھی اس کے وقت کی تعیین نہیں کرسکتا جس سے دریافت کرو گے یہی کہے گا: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ ف یعنی علم الٰہی ہر چیز کو محیط ہے۔ کوئی کھجور اپنے گابھے، اور کوئی دانہ اپنے خوشہ سے اور کوئی میوہ یا پھل اپنے غلاف سے باہر نہیں آتا جس کی خبر خدا کو نہ ہو۔ نیز کسی عورت یا کسی مادہ (جانور) کے پیٹ میں جو کچھ موجود ہے اور جو چیز وہ جن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ موجودہ دنیا کے نتیجہ کے طور پر جو آخرت کا ظہور اور قیامت کا وقوع ہونے والا ہے اس کا وقت بھی خدا ہی کو معلوم ہے کہ کب آئے گا۔ کوئی انسان یا فرشتہ اس کی خبر نہیں رکھتا۔ اور نہ اس کو خبر رکھنے کی ضرورت اس کی ہے کہ آدمی قیامت کی خبر پر اللہ کے فرمانے کے موافق یقین رکھے اور اس دن کی فکر کرے جب کوئی شریک کام نہ آئے گا اور کہیں مخلص نہ ملے گا۔ ف۳ یعنی جن کو میری خدائی میں شریک ٹھہراتے تھے اب بلاؤ نا، وہ کہاں ہیں ف یعنی ہم تو آپ سے صاف عرض کر چکے کہ ہم میں کوئی (حیالی مجرم جنہیں) ہم اس جرم (شرک) کا اقرار کرنے کو تیار ہو گویا اس وقت نہایت دیدہ دلیری سے جھوٹ بول کر واقعہ کا انکار کرنے لگیں گے، اور بعض نے شہید کو بمعنی شاہد کے کر یہ مطلب لیا ہے کہ اس وقت ہم میں سے کوئی ان شرکاء کو یہاں نہیں دیکھتا۔ ف یعنی دنیا میں جنہیں خدا کا شریک بنا کر پکارتے تھے آج ان کا کہیں پتہ نہیں۔ وہ اپنے پرستاروں کی مدد کو نہیں آتے اور پرستاروں کے دلوں سے بھی وہ پکارنے کے خیالات اب غائب ہو گئے انھوں نے بھی سمجھ لیا کہ خدائی سزا سے بچنے کی اب کوئی سبیل نہیں۔ اور مخلصی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ آخر آس توڑ کر بیٹھ رہے۔ اور جن کی حمایت میں جھگڑوں سے لڑتے تھے آج ان سے دلی بے تعلقی اور بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔ ف یعنی انسان کی طبیعت عجیب طرح کی ہے جب دنیا کی ذرا سی بھلائی پہنچے اور کچھ عیش آرام و تندرستی نصیب ہو تو مارے حرص کے چاہتا ہے کہ اور زیادہ مزے اڑائے۔ کسی حد پر پہنچ کر اس کی حرص کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اگر بس چلے تو ساری دنیا کی دولت سمیٹ کر اپنے گھر میں ڈال لے۔ لیکن جہاں ذرا کوئی افتاد پڑنا شروع ہوئی اور اسباب ظاہری کا سلسلہ اپنے خلاف دیکھا تو پھر مایوس اور ناامید ہوتے بھی دیر نہیں لگتی۔ اس وقت اس کا دل فوراً آس توڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی نظر صرف پیش آمدہ اسباب پر محدود ہوتی ہے۔ اس قادر مطلق مسبب الاسباب پر اعتماد نہیں رکھتا جو چاہے تو ایک آن میں سلسلہ اسباب کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دے۔ اس مایوسی کے بعد اگر فرض کیجئے اللہ نے تکلیف و مصیبت دور کر کے اپنی مہربانی سے پھر عیش و راحت کا سامان کر دیا تو کہنے لگتا ہے "ہذا لی" یعنی میں نے فلاں تدبیر کی تھی، میری تدبیر اور لیاقت و فضیلت سے یوں ہی ہونا چاہئے تھا۔ اب نہ خدا کی مہربانی یاد رہی نہ اپنی وہ مایوسی کی کیفیت جو چند منٹ پہلے قلب پر طاری تھی۔ اب عیش و آرام کے نشہ میں ایسا مخمور ہو جاتا ہے کہ آئندہ کبھی کسی مصیبت اور تکلیف کے پیش آنے کا خطرہ نہیں رہتا۔ سمجھتا ہے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہوں گا۔ اور اگر کبھی ان تاثرات کے دوران میں قیامت کا نام سن لیتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو خیال نہیں کرتا کہ یہ چیز کبھی ہونے والی ہے۔ اور فرض کرو ایسی نوبت آہی گئی اور مجھ کو لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہی پڑا تب بھی مجھے یقین ہے کہ وہاں میرا انجام بہتر ہوگا۔ اگر میں خدا کے نزدیک برا اور نالائق ہوتا تو دنیا میں مجھ کو یہ عیش و بہار کے مزے کیونکر ملتے۔ لہٰذا وہاں بھی توقع ہے کہ یہی معاملہ میرے ساتھ ہوگا۔ ف یعنی خوش ہو لو کہ اس کفر و غرور کے باوجود وہاں بھی مزے لوٹو گے؟ وہاں پہنچ کر پتہ لگ جائے گا کہ منکروں کو کیسی سخت سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ اور کس طرح عمر بھر کی کرتوت سامنے آتی ہے۔ ف یعنی اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونے کے وقت تو منعم کی حق شناسی اور شکر گزاری سے اعراض کرتا اور بالکل بے پروا ہو کر ادھر سے کروٹ بدل لیتا ہے۔ پھر جب کوئی تکلیف اور مصیبت پیش آتی ہے تو اسی خدا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے شرم نہیں آتی کہ اب اسے کس منہ سے پکارے۔ اور تماشا یہ ہے کہ بعض اوقات اسباب پر نظر کر کے دل اندر سے مایوس ہوتا ہے، اس حالت میں بھی گھبرا کر اور پریشان ہو کر دعا کے ہاتھ بے اختیار خدا کی طرف اٹھ جاتے ہیں۔ قلب میں ناامیدی ...... بھی ہے اور زبان پر یا اللہ بھی، حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان (و قصور) کا، نہ بختی ...... میں صبر ہے نہ نرمی میں شکر۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ
اسی کی طرف حوالہ ہے خبر قیامت کی اور کوئی میوے نہیں جو نکلتے ہیں اپنے
اسی کی طرف حوالہ ہے قیامت کی خبر کا ف اور نہیں نکلتے کوئی میوے اپنے

اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ
غلاف سے اور گابھہ نہیں رہتا کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے جس کی اس کو خبر نہیں اور جس دن انکو پکارے گا
غلاف سے اور نہیں رہتا حمل کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے کہ جس کی اس کو خبر نہیں ف۲ اور جس دن انکو پکاریگا

اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ
کہاں ہیں میرے شریک بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی نہیں اقرار کرتا اور چوک گیا ان سے
کہاں ہیں میرے شریک ف۳ بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی اس کا اقرار نہیں کرتا ف۴ اور چوک گیا ان سے

مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْاَمُ
جو پکارتے تھے پہلے اور اٹکلے کہ ان کو نہیں خلاصی نہیں تھکتا
جو پکارتے تھے پہلے اور سمجھ گئے کہ ان کو کہیں نہیں خلاصی ف۵ نہیں تھکتا

الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ۝
آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جاوے اس کو برائی تو آس توڑے ناامید ہو کر
آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے اس کو برائی تو آس توڑ بیٹھے ناامید ہو کر

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا
اور اگر ہم چکھا دیں اس کو کچھ اپنی پیچھے ایک تکلیف کے جو اس کو لگی تھی تو کہنے لگے یہ ہے
اور اگر ہم چکھا دیں اس کو کچھ اپنی مہربانی پیچھے ایک تکلیف کے جو اس کو پہنچی تھی تو کہنے لگے یہ ہے

لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ
میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر گیا اپنے رب کی طرف بے شک ہے
میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر بھی گیا اپنے رب کی طرف بیشک میرے

عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
مجھ کو اس کے پاس خوبی سو ہم بتادیں گے منکروں کو جو انھوں نے کیا ہے اور چکھا دیں گے
لئے ہے اس کے پاس خوبی ف۶ سو ہم جتلا دیں گے منکروں کو جو انھوں نے کیا ہے اور چکھائیں گے ان کو

مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ
ان کو ایک مار گاڑھی اور جب ہم نعمت بھیجیں انسان پر ٹلا جاوے اور
ایک گاڑھا عذاب ف۷ اور جب ہم نعمتیں بھیجیں انسان پر تو ٹلا جائے اور موڑے

بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
موڑے اپنی کروٹ اور جب لگے اس کو برائی تو دعائیں کرے چوڑی ف تو کہہ بھلا دیکھو تو
اپنی کروٹ اور جب لگے اس کو برائی تو دعائیں کرے چوڑی ف۸ تو کہہ بھلا دیکھو تو

اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ
اگر یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اس کو نہ مانا اس سے بہکا کون جو دور
اگر یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اس کو نہ مانا پھر اس سے گمراہ زیادہ کون جو

آیات ۱۵ — الحسنۃ ۲
ربع

منزل ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف آسمان پھٹ پڑیں رب کی عظمت کے زور سے۔ یا فرشتوں کے ذکر کی کثرت سے تاثیر ہو اور پھٹ پڑے حضرت نے فرمایا آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سر نہیں رکھ رہا ہے سجدے میں ——— **از شاہ عبدالقادر صاحبؒ**

ف۱ اوپر انسان کی طبیعت کا عجیب وغریب نقشہ کھینچ کر اُس کی کمزوریوں اور بیماریوں پر نہایت مؤثر انداز میں توجہ دلائی تھی۔ اب تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ کتاب جو تمہاری کمزوریوں پر آگاہ کرنے والی اور انجام کی طرف توجہ دلانے والی ہے، اگر خدا کے پاس سے آئی ہو جیسا کہ واقع میں ہے، پھر تم نے اُس کو نہ مانا اور ایسی اعلیٰ اور بیش قیمت نصائح سے منکر رہ کر اپنی عاقبت کی فکر نہ کی، بلکہ حق کی مخالفت میں دُور ہوتے چلے گئے، تو کیا اس سے بڑھ کر گمراہی اور نقصان وخسارہ کچھ اور ہو سکتا ہے۔ ف۲ یعنی قرآن کی حقانیت کے دوسرے دلائل براہین تو بجائے خود رہے۔ اب ہم اِن منکروں کو خود ان کی جانوں میں اور ان کے چاروں طرف سارے عرب بلکہ ساری دنیا میں اپنی قدرت کے وہ نمونے دکھلائیں گے جن سے قرآن اور حامل قرآن کی صداقت بالکل روز روشن کی طرح آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ وہ نمونے کیا ہیں: وہی اسلام کی عظیم الشان اور محیر العقول فتوحات جو سلسلہ اسباب ظاہری کے بالکل برخلاف قرآنی پیشین گوئیوں کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئیں۔ چنانچہ معرکہ "بدر" میں کفار مکہ نے خود اپنی جانوں کے اندر اور "فتح مکہ" میں مرکز عرب کے اندر اور خلفائے راشدین کے عہد میں تمام جہان کے اندر یہ نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ "آیات" سے عام نشان ہائے قدرت مراد ہوں جو غور کرنے والوں کو اپنے وجود میں اور اپنے وجود سے باہر تمام دنیا کی چیزوں میں نظر آتے ہیں جن سے حق تعالیٰ کی وحدانیت وعظمت کا ثبوت ملتا ہے اور قرآن کے بیانات کی تصدیق ہوتی ہے جب کہ وہ اُن سنن الٰہیہ اور نوامیس فطریہ کے موافق ثابت ہوتے ہیں جو اس عالم تکوین میں کارفرما ہیں۔ اس قسم کے تمام حقائق کونیہ اور آیات آفاقیہ وانفسیہ کا انکشاف چونکہ لوگوں کو دفعۃً نہیں ہوتا بلکہ وقتاً فوقتاً بتدریج اُن کے چہرہ سے پردہ اٹھتا رہتا ہے۔ اس لئے "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا" سے تعبیر فرمایا۔ ف۳ یعنی قرآن کی حقانیت کو فرض کرو کوئی نہ مانے تو اکیلے خدا کی گواہی کیا تھوڑی ہے جو ہر چیز پر گواہ ہے اور ہر چیز میں غور کرنے سے اُس کی گواہی کا ثبوت ملتا ہے۔ ف۴ یعنی یا اس دھوکہ میں ہیں کہ کبھی خدا سے ملنا اور اُس کے سامنے جانا نہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ کسی وقت بھی اُس کے قبضہ اور احاطہ سے نکل کر نہیں جا سکتے اگر مرنے کے بعد اُن کے بدن کے ذرات مٹی میں مل جائیں یا پانی میں بہ جائیں یا ہوا میں منتشر ہو جائیں تب بھی ایک ایک ذرہ پر اللہ کا علم اور قدرت محیط ہے۔ اُن کو جمع کر کے از سر نو زندہ کر دینا کچھ مشکل نہیں۔

تمت سورۃ حٰمٓ السجدۃ فللّٰہ الحمد والمنۃ

ف۵ یعنی جس طرح یہ سورت (جو نہایت عالی وا کمل مضامین پر مشتمل ہے) آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عادت آپ کی طرف اور دوسرے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے کی رہی ہے جس سے اُس کی شان حکمت وحکومت کا اظہار ہوتا ہے۔ ف۶ یعنی آسمان پھٹ پڑیں اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے زور سے، یا بے شمار فرشتوں کے بوجھ سے، یا اُن کے ذکر کی کثرت سے خاص تاثیر ہو اور پھٹ پڑے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔ اور بعض نے آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ جب مشرکین خدا تعالیٰ کیلئے شریک اور بیٹے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں تو خداوند قدوس کی جناب میں یہ ایسی سخت گستاخی ہے جس سے کچھ بعید نہیں کہ آسمان کی اوپر والی سطح تک پھٹ کر ٹکڑے ہو جائے۔ کما قال تعالیٰ فی سورۃ مریم "تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا" مگر اللہ کی شان مغفرت ورحمت اور ملائکہ کی تسبیح واستغفار کی برکت سے یہ نظام تھما ہوا ہے۔ ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ مومنین کی خطاء ولغزش کو معاف فرماتے اور کفار کو دنیا میں ایک دم پکڑ کر بالکلیہ تباہ وبرباد نہ کرے۔ ف۸ یعنی اپنی مہربانی سے فرشتوں کی دعا قبول کر کے مومنین کی خطاؤں کو معاف کرتا اور کافروں کو ایک عرصہ کے لئے مہلت دیتا ہے، ورنہ دنیا کا سارا کارخانہ چشم زدن میں درہم برہم ہو جاتا۔ ف۹ یعنی دنیا میں مشرکین کو مہلت دے دیتا ہے لیکن یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمیشہ کے لئے بچ گئے۔ اُن کے سب اعمال واحوال اللہ کے ہاں محفوظ ہیں جو وقت پر کھول دیئے جائیں گے۔ آپ اس فکر میں نہ پڑیں کہ یہ مانتے کیوں نہیں۔ اور نہ ماننے کی صورت میں فوراً تباہ کیوں نہیں کر دیئے جاتے۔ آپ ان باتوں کے ذمہ دار نہیں صرف پیغام حق پہنچا دینے کے ذمہ دار ہیں۔ آگے ہمارا کام ہے وقت آنے پر ہم ان کا سب حساب چکا دیں گے۔

فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى

چلا جاوے مخالف ہو کر اب ہم دکھاویں گے اُن کو اپنے نمونے دنیا میں اور آپ اُن کی جان میں جب

دور چلا جائے مخالف ہو کر ف اب ہم دکھلائیں گے اُن کو اپنے نمونے دنیا میں اور خود اُن کی جانوں میں یہاں تک کہ

يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

تک کہ کھل جاوے اُن پر کہ یہ ٹھیک ہے کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر

کھل جائے اُن پر کہ یہ ٹھیک ہے ف کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ ہونے

شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝ ع ۶

گواہ سنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو

کے لئے ف سنتا ہے وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو ف

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ شوریٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترپن آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ

اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف

اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف

اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَهُوَ

اللہ زبردست حکمت والا اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی

اللہ زبردست حکمتوں والا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ

ہے سب سے اوپر بڑا قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اوپر سے اور

سب سے اوپر بڑا ف قریب ہے کہ پھٹ پڑیں آسمان اوپر سے ف اور

الْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ

فرشتے پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے

فرشتے پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے ف

اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

سنتا ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان ف اور جنھوں نے پکڑے ہیں اُس کے سوا

سنتا ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان ف اور جنھوں نے پکڑے ہیں اُس کے سوائے

اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَكَذٰلِكَ

رفیق اللہ کو وہ یاد ہیں اور تجھ پر نہیں اُن کا ذمہ اور اسی طرح

رفیق اللہ کو وہ سب یاد ہیں اور تجھ پر نہیں اُن کا ذمہ ف اور اسی طرح

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ۱ اُمّ القریٰ (بڑا گاؤں) فرمایا مکہ معظمہ کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں اللہ کا گھر وہیں ہے۔ اور وہی گھر روئے زمین پر سب سے پہلی عبادت گاہ قرار پائی۔ بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو اسی جگہ سے پھیلانا شروع کیا جہاں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اور مکہ کے آس پاس سے اول ملک عرب اس کے بعد ساری دنیا مراد ہے۔ ف ۲ یعنی آگاہ کر دیں کہ ایک دن آنے والا ہے

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَ

اُتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور اُس کے آس پاس والوں کو

اُتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور اُس کے آس پاس والوں کو ف ۱

تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝

اور خبر سنا دے جمع ہونے کے دن کی اُس میں دھوکا نہیں ایک فرقہ بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں ف ۱

اور خبر سنا دے جمع ہونے کے دن کی اُس میں دھوکا نہیں ایک فرقہ بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں ف ۲

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ

اور اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو کرتا ایک فرقہ پر وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے

اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو کرتا ایک ہی فرقہ ولیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے

فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا

اپنی مہر میں۔ اور گنہگار جو ہیں اُن کا کوئی نہیں رفیق نہ مددگار کیا انھوں نے پکڑے

اپنی رحمت میں اور گنہگار جو ہیں اُن کا کوئی نہیں رفیق اور نہ مددگار ف ۳ کیا انھوں نے

مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ

ہیں اُس سے ورے کام بنانے والے سو اللہ جو ہے وہی کام بنانے والا اور وہی جِلاتا ہے مردے اور وہ

پکڑے ہیں اُس سے ورے کام بنانے والے سو اللہ جو ہے وہ ہی ہے کام بنانے والا اور وہی جِلاتا ہے مردوں کو اور وہ

ع ۹/۲

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى

ہر چیز کرسکتا ہے اور جس بات میں پھوٹے ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اُس کی چکوتی ہے

ہر چیز کر سکتا ہے ف ۴ اور جس بات میں جھگڑا کرتے ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اُس کا فیصلہ ہے اللہ

اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ

اللہ پر حوالہ وہ اللہ ہے رب میرا اُسی پر مجھ کو بھروسا اور اُسی کی طرف میری رجوع بنا نکالنے والا

کے حوالے ف ۵ وہ اللہ ہے رب میرا اُسی پر ہے مجھ کو بھروسہ اور اُسی کی طرف میری رجوع ہے ف ۶ بنا نکالنے والا

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ

آسمانوں کا اور زمین کا بنا دیے تم کو تم ہی میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے

آسمانوں کا اور زمین کا بنا دیے تمھارے واسطے تم ہی میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے

أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اس میں نہیں اُس کی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سنتا دیکھتا

جوڑے ف ۷ بکھیرتا ہے تم کو اسی طرح ف ۸ نہیں ہے اُس کی طرح کا سا کوئی ف ۹ اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا ف ۱۰

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَ

اُسی پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور

اُسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور

يَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ

ماپ دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے راہ ڈال دی تم کو دین میں وہی جو کہہ دی تھی

ماپ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے ف ۱۱ راہ ڈال دی تمھارے لئے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا

جب تمام اگلے پچھلے خدا کی کچہری میں حساب کے لئے جمع ہوں گے۔ یہ ایک یقینی اور اٹل ہونے والی بات ہے جس میں کوئی وسوسہ کا تردد اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں چاہیے کہ اس دن کے لئے آدمی تیار ہو جائے اُس وقت کل آدمی دو فرقوں میں تقسیم ہوں گے ایک فرقہ جنتی اور ایک دوزخی۔ سوچ لو کہ تم کو کس فرقہ میں شامل ہونا چاہیے اور اُس میں شامل ہونے کے لئے کیا سامان کرنا چاہیے۔ ف ۳ یعنی بے شک اُس کو قدرت تھی اگر چاہتا تو سب کو ایک طرح کا بنا دیتا اور ایک ہی راستہ پر ڈال دیتا لیکن اُس کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ اپنی رحمت و غضب دونوں قسم کی صفات کا اظہار فرمائے۔ اس نے بندوں کے احوال میں اختلاف و تفاوت رکھا۔ کسی کو اُس کی فرماں برداری کی وجہ سے اپنی رحمت کا مورد بنایا اور کسی کو اُس کے ظلم و عصیان کی بنا پر رحمت سے دور پھینک دیا۔ جو لوگ رحمت سے دور ہو کر غضب کے مستحق ہوئے اور حکمتِ الٰہیہ اُن پر سزا جاری کرنے کو مقتضی ہوئی اُن کا ٹھکانا کہیں نہیں۔ نہ کوئی رفیق اور مددگار ساتھ کو ٹال سکتا ہے جو اللہ کی سزا سے بچا دے۔ ف ۴ یعنی رفیق و مددگار بنانا ہے تو اللہ کو بناؤ جو سارے کام بنا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ بیچارے عاجز و مجبور رفیق تمھارا کیا کام بنائیں گے۔ ف ۵ یعنی سب جھگڑوں کے فیصلے اسی کے سپرد ہونے چاہئیں۔ عقائد ہوں یا احکام۔ عبادات ہوں یا معاملات جس چیز میں کبھی اختلاف پڑ جائے کس کا بہترین فیصلہ اللہ کے حوالہ ہے وہ دلائل کو نیہ کے ذریعہ سے یا اپنی کتابیں یا اپنے رسولوں کی زبان پر صراحۃً یا اشارۃً جس مسئلہ کا جو فیصلہ فرما دے بندہ کو حق نہیں کہ اُس میں چون و چرا کرے۔ توحید جو اصل اصول ہے اللہ تعالیٰ جب قولاً و فعلاً برابر اُس کا حکم دیتا رہا ہے پھر کیونکر جائز ہوگا کہ بندہ ایسے قطعی اور محکم فیصلہ میں جھگڑے ڈالے اور بیہودہ شبہات نکال کر اُس کے فیصلہ سے سرتابی کرے۔ ف ۶ یعنی میں اسی پر ہمیشہ سے بھروسہ رکھتا ہوں اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف رجوع ہوتا رہتا ہوں۔ ف ۷ یعنی جو پالا جس آن کے جوڑے نر اور مادہ بنا دیئے کہ وہ بھی تنہا کام آتے ہیں۔ ف ۸ یعنی آدمیوں کے الگ اور جانوروں کے الگ جوڑے بنا کر ان کی کتنی نسلیں پھیلا دیں جو تمام روئے زمین پر اپنی روزی اور معیشت کی فکر میں جد و جہد کرتی ہیں۔ ف ۹ یعنی نہ ذات میں اُس کا کوئی مماثل ہے نہ صفات میں، نہ اُس کے احکام اور فیصلوں کی طرح کسی کا حکم اور فیصلہ ہے نہ اُس کے دین کی طرح کوئی دین ہے، نہ اُس کا کوئی جوڑا ہے نہ ہمسر نہ ہم جنس۔ ف ۱۰ یعنی بے شک ہر چیز کو دیکھتا سنتا ہے۔ مگر اُس کا دیکھنا سننا بھی مخلوق کی طرح نہیں۔ کمالات اُس کی ذات میں سب ہیں، پر کوئی کمال ایسا نہیں جس کی کیفیت بیان کی جا سکے۔ کیونکہ اُس کی نظیر کہیں موجود نہیں۔ وہ مخلوق کی مشابہت و مماثلت سے بالکلیہ پاک اور مقدس و منزہ ہے۔ پھر اُس کی صفات کی کیفیت کس طرح سمجھ میں آئے۔ ف ۱۱ تمام خزانوں کی کنجیاں اُس کے ہاتھ میں ہیں اُسی کو قبضہ اور اختیار حاصل ہے کہ جس خزانہ میں سے جس کو جتنا چاہے مرحمت فرمائے۔ تمام جان داروں کو وہ ہی روزی دیتا ہے لیکن کم و بیش کی تعیین اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے۔ اُسی کو معلوم ہے کہ کون چیز کتنی عطا کی مستحق ہے اور اُس کے حق میں کس قدر دینا مصلحت ہوگا۔ جو حال روزی کا ہے وہی دوسری عطایا میں سمجھو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کو قائم کرنے کے طریق ہر وقت میں اللہ نے جدا ٹھیرا دیئے ہیں۔ ف یعنی پہلے لوگ تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو کتاب کے معنی بدل دیئے اور پیچھے والے مختلف معنے دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ معنے اس طرح یا اس طرح یا اختلاف پڑا ہے جن معنوں میں خلاف نکلتا ہو اور کسی طرح معنے کئے جن میں خلاف نہیں نکلتا اس کا شبہ نہیں۔ ف پہلی کتاب والوں سے اس طرح کلام کرنا چاہیے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ بلکہ کہنا چاہیے کہ فی الحقیقت تشریع احکام کا سلسلہ ان ہی سے شروع ہوا۔ اور آخری نبی حضور ہیں جن پر سلسلۂ رسالت و نبوت ختم ہوا۔ درمیان میں جو انبیاء و رسل آئے اُن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام یہ تین زیادہ مشہور ہوئے جن کے نام لیوا ہر زمانہ میں بکثرت موجود رہا کئے ان پانچوں کو اولوالعزم پیغمبر کہتے ہیں۔ بہرحال اس جگہ حق تعالیٰ نے صاف طور پر بتلا دیا کہ اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے۔ کیونکہ عقائد

نُوحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى

نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہہ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو

نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور

وَعِیْسٰٓى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ مَا

اور عیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اس میں۔ بھاری پڑتا ہے شریک والوں کو

عیسیٰ کو ف یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں ف بھاری ہے شرک کرنیوالوں کو وہ چیز

تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ

جس طرف تو بلاتا ہے اُن کو اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو

جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو

یُّنِیْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَ

جو رجوع لائے ف اور پھوٹ جو ڈالی سو سمجھ آ چکے پیچھے آپس کی ضد سے اور

رجوع لائے ف اور جنہوں نے اختلاف ڈالا سو سمجھ آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے اور

لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ

اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل چکی ہے تیرے رب سے ایک ٹھہرے وعدے تک تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور

اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل چکی ہے تیرے رب سے ایک مقررہ وعدہ تک تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ۝

جن کو ہاتھ لگی ہے کتاب ان کے پیچھے وہ دھوکے میں ہیں اس سے جو چین نہیں دیتا ف

جن کو ملی ہے کتاب ان کے پیچھے وہ البتہ اس کے دھوکے میں ہیں جو چین نہیں آنے دیتا ف

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَ

سو تو اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا فرمایا اور نہ چل ان کی چاؤں پر اور

سو تو اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا کہ فرما دیا ہے تجھ کو اور مت چل ان کی خواہشوں پر اور

قُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ ؕ

کہہ میں یقین لایا ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے بیچ

کہہ میں یقین لایا ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے بیچ میں

اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَ

اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملتے ہیں ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور

اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملیں گے ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور

بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا ۚ وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝ وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ

تم میں اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ف اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں

تم میں اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ف اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں

فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ

اللہ کی بات میں جب خلق اس کو مان چکی ان کا جھگڑا سرک رہا ہے ان کے رب کے یہاں اور

اللہ کی بات میں جب لوگ اس کو مان چکے ان کا جھگڑا باطل ہے ان کے رب کے یہاں اور

اخلاق اور اصول دیانات میں تمام متفق رہے ہیں۔ البتہ بعض فروع میں حسب مصلحت زمانہ کچھ تفاوت ہوا اور دین کے قائم کرنے کے طور و طریق ہر وقت میں اللہ نے جدا ٹھہرا دیئے ہیں۔ جس کو دوسری جگہ فرما دیا۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا۔ ف یعنی سب انبیاء اور اُن کی امتوں کو حکم ہوا کہ دین الٰہی کو اپنے قول و عمل سے قائم رکھیں اور اصول دین میں کسی طرح کی تفریق و اختلاف کو روا نہ رکھیں ف یعنی آپ جس دین توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں مشرکین پر وہ بہت بھاری ہے گویا آپ کوئی نئی اور انوکھی چیز پیش کر رہے ہیں جو کسی نے پہلے پیش نہیں کی تھی۔ بھلا توحید جیسی صاف، معقول اور متفق علیہ چیز بھی جب بھاری معلوم ہونے لگی اور اس میں بھی لوگ اختلاف ڈالے بدون نہ رہے، تو جہالت اور بدبختی کی حد ہو گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہدایت وغیرہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے وہ چاہے بندوں میں سے چن کر اپنی طرف کھینچ لے اور اپنی رحمت دور بہت سے مقام قرب و اصطفاء پر فائز فرما دے۔ اور جو لوگ اپنی حسن استعداد سے اس کی طرف رجوع ہوتے اور محنتیں کرتے ہیں اُن کی محنت کو ٹھکانے لگانا اور دستگیری کر کے کامیاب فرمانا بھی اسی کا کام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ" (القصص، رکوع ۷) و قال "اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ" (حج رکوع ۱۰) و قال "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" (عنکبوت رکوع ۷) بہرحال حکمت الٰہی جس کی ہدایت کو مقتضی ہو وہی ہدایت پا سکتا اور فائز المرام ہو سکتا ہے۔ ف یعنی توحید اور اصول دین میں جنہوں نے اختلاف ڈالا اور کتب سماویہ میں تحریف کی، وہ کچھ غلط فہمی یا اشتباہ کی وجہ سے نہ تھی۔ ایسی صاف و صریح اور مجمع علیہ تعلیمات میں اشتباہ و التباس کیا ہو سکتا تھا محض نفسانیت، ضد، عداوت اور طلب مال و جاہ وغیرہ اسباب ہیں جو فی الحقیقت اس تفریق و اختلاف مذموم کا باعث ہوئے ہیں۔ لہٰذا جب اختلاف قائم ہو گئے اور مختلف مذاہب بنے الگ الگ مورچے بنائے تو پیچھے آنے والی نسلیں عجیب خبط اور دھوکہ میں پڑ گئیں اور ایسے شکوک و شبہات پیدا کر لئے گئے جو کسی حال اُن کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بندوں کو ڈھیل دی۔ اگر وہ چاہتا تو سارے اختلافات کو ایک دم میں ختم کر دیتا لیکن ایسا کرنا تکوین کی غرض اصلی کے منافی تھا۔ اس کی حکمت بالغہ اسی کو مقتضی تھی کہ ان اختلافات کا حلی اور دو ٹوک فیصلہ ایک وقت معین پر زندگی کے دوسرے دور میں کیا جائے۔ اگر یہ بات پہلے سے نہ نکل چکی ہوتی تو سب جھگڑے قصے فوراً ہاتھوں ہاتھ ختم کر دیئے جاتے۔ ف یعنی جب دین حق کے متعلق تفریق و اختلاف کے طوفان چاروں طرف سے اٹھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اُسی دین و آئین کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں جس کی دعوت آدم و نوح اور اُن کے بعد تمام انبیاء دیتے چلے آئے ہیں آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا اِدھر اُدھر نہ ہوں۔ قولاً و فعلاً اور علماً و حالاً برابر اسی راستہ پر گامزن رہیں جس پر اب تک رہے ہیں۔ مکذبین و معاندین کی خواہشات کی ذرا پروا نہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر خواہ وہ تورات ہو یا انجیل یا قرآن یا کوئی صحیفہ جو کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو، سچے دل سے یقین رکھتا ہوں۔ میرا کام پہلی صداقتوں کو جھٹلانا نہیں بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی رکھنا ہے۔ اور مجھ کو حکم ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ جو اختلافات تم نے ڈالے ہیں اُن کا منصفانہ فیصلہ دوں اور تبلیغ احکام و شرائع یا فصل خصومات میں عدل و مساوات کا اصول قائم رکھوں، ہر وہ سچائی جو کسی جگہ یا کسی مذہب میں ملے اُسے بے تکلف تسلیم کروں۔

منزل ۶

جس طرح تم کو خدا کی بندگی اور فرماں برداری کی طرف بلاؤں تم سے پہلے میں خود احکام الٰہی کی پوری تعمیل کر کے اُس کا کامل فرماں بردار بندہ ہونا ثابت کروں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اور ہمارا رب ایک ہی ہے۔ اس لئے ہم سب کو اُسی کی خوشنودی کے لئے کام کرنا چاہیے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہمارا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ ہم دعوت و تبلیغ کا فرض ادا کر کے سبکدوش ہو چکے ہم میں سے کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک کا عمل اُس کے ساتھ ہے جو ہی اُس کے آگے آئے گا چاہیے کہ اس کے نتائج برداشت کرنے کے لئے تیار رہے۔ آگے ہم کو تم سے جھگڑنے اور بحث و تکرار کی ضرورت نہیں۔ سب کو خدا کی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ وہاں جا کر ہر ایک کو پورا پتہ لگ جائے گا کہ وہ دنیا سے کیا کچھ کما کر لایا ہے ۔ تنبیہ، یہ آیات مکی ہیں۔ قتال کی آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ اُن کتاب والوں کو کہا جو پیچھے لوگوں کو بہکاتے ہیں شبہے ڈال کر۔ ف۲ ترازو فرمایا دین حق کو جس میں بات پوری ہے نہ کم نہ زیادہ۔ ف۳ جس کو چاہے جتنی چاہے۔ ف۴ دنیا کے واسطے محنت کرے موافق قسمت کے پھر اُس محنت کا فائدہ آخرت میں نہیں۔ ف۵ یعنی فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر ——— **از شاہ عبدالقادر صاحب**

عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ○ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ

اُن پر غصہ ہے اور اُن کو سخت مار ہے ف الله وہ ہے جس نے اتاری کتاب

اُن پر غصہ ہے اور اُن کو سخت عذاب ہے ف۱ اللہ وہی ہے جس نے اُتاری کتاب

بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ○ يَسْتَعْجِلُ

سچے دین پر اور ترازو اور تم کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو ف۲ شتابی کرتے ہیں

سچے دین پر اور ترازو بھی ف۲ اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو ف۳ جلدی کرتے ہیں

بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ

اُس کی جو یقین نہیں رکھتے اُس پر اور جو یقین رکھتے ہیں اُن کو اُس کا ڈر ہے اور

اُس گھڑی کی وہ لوگ کہ یقین نہیں رکھتے اُس پر اور جو یقین رکھتے ہیں اُن کو اُس کا ڈر ہے اور

يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ

جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے سنتا ہے جو لوگ جھگڑتے ہیں اُس گھڑی کے آنے میں وہ بہکے

جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے سنتا ہے جو لوگ جھگڑتے ہیں اُس گھڑی کے آنے میں وہ

ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ○ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ

ہیں دور بہک اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندوں پر روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہے زور آور

بہک کر دور جا پڑے ف۴ اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندوں پر ف۵ روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہی ہے زور آور

الْعَزِيْزُ ○ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَ

زبردست ف۳ جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی بڑھا دیں ہم اُس کو اُس کی کھیتی اور

زبردست ف۶ جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی زیادہ کریں ہم اُس کے واسطے اُس کی کھیتی ف۷

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اُس کو دیں ہم کچھ اُس میں سے اور اُس کو کچھ نہیں آخرت میں

اور جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اُس کی دیویں ہم کچھ اُس میں سے اور اُس کے لئے نہیں آخرت میں

مِنْ نَّصِيْبٍ ○ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰۗؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ

حصہ ف۴ کیا اُن کے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے اُن کے واسطے دین کی جو حکم

کچھ حصہ ف۸ کیا اُن کے لئے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے اُن کے واسطے دین کی کہ جس کا حکم نہیں دیا

بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ

نہیں دیا اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلے کی تو فیصلہ ہو جاتا اُن میں اور بے شک جو گنہگار ہیں اُن کو

اللہ نے ف۹ اور اگر نہ مقرر ہو چکی ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا اُن میں اور بے شک جو گنہگار ہیں اُن کو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ

دکھ کی مار ہے ف۵ تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہوں گے اپنی کمائی سے اور وہ

عذاب ہے دردناک ف۱۰ تو دیکھے گا گنہگاروں کو کہ ڈرتے ہوں گے اپنی کمائی سے اور وہ

وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ

پڑنا ہے اُن پر اور یقین لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں بہشت کے

پڑ کر رہے گا اُن پر ف۱۱ اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں جنت کے

ع ۲ / ۲۰

ف۱ یعنی اللہ کے دین، اس کی کتاب اور اس کی باتوں کی سچائی جب ظاہر ہو چکی حتیٰ کہ بہت سے لوگ اس کو قبول کر چکے اور بہتیرے قبول کرنے کے باوجود ان کی سچائی کا اقرار کرنے لگے ایسی صاف، مضبوط و روشن حق کے بعد جو لوگ خواہ مخواہ جھگڑے ڈالتے یا ماننے والوں سے اُلجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور سخت عذاب کے مستوجب ہیں اور ان کے سب جھگڑے جھوٹے اور سب حجتیں باطل ہیں اور ساقط ہیں۔ ف۲ اللہ نے مادی ترازو بھی اتاری جس میں اجسام تلتے ہیں۔ اور علمی ترازو بھی جسے عقل سلیم کہتے ہیں اور اخلاقی ترازو بھی جسے صفت عدل وانصاف کہا جاتا ہے اور سب سے بڑی ترازو دین حق ہے جو خالق و مخلوق کے حقوق کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کرتا ہے اور جس میں بات پوری تلتی ہے نہ کم نہ زیادہ۔ ف۳ یعنی اپنے اعمال و احوال کو کتاب اللہ کی کسوٹی پر کس کر اور دین حق کی ترازو میں تول کر دیکھ لو کہاں تک کھرے اور پورے اترتے ہیں۔ کیا معلوم ہے کہ قیامت کی گھڑی بالکل قریب ہی آ لگی ہو پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔ جو فکر کرنا ہے اُس کے آنے سے پہلے کر لو۔ ف۴ یعنی جن کو قیامت پر یقین نہیں وہ ہنسی مذاق کے طور پر نہایت بے فکری سے کہتے ہیں کہاں صاحب وہ قیامت کب آئے گی؟ آخر دیر کیا ہے؟ جلدی کیوں نہیں آ جاتی؟ لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان و یقین سے بہرہ ور کیا ہے وہ اس ہولناک گھڑی کے تصور سے لرزتے اور کانپتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ چیز ہونے والی ہے کسی کے ٹلانے ٹل نہیں سکتی۔ اسی لئے اس کی تیاری میں لگے رہتے ہیں۔ اسی سے سمجھ لو کہ ان جھگڑنے والے منکرین کا حشر کیا ہونا ہے۔ جب ایک شخص کو قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں وہ تیاری کیا خاک کرے گا۔ ہاں جتنا اس حقیقت کا مذاق اڑائے گا گمراہی میں اور زیادہ دور ہوتا چلا جائے گا۔ ف۵ یعنی باوجود تکذیب وانکار کے روزی کسی کی بند نہیں کرتا۔ بلکہ بندوں کے باریک سے باریک احوال کی رعایت کرتا اور نہایت نرمی اور تدبیر لطیف سے اُن کی تربیت کرتا ہے۔ ف۶ جس کو چاہے جتنی چاہے دے۔ ف۷ ایک نیکی کا دس گنا ثواب دیں، بلکہ سات سو گنا، اور اس سے بھی زیادہ۔ اور دنیا میں ایمان و عمل صالح کی برکت سے جو فراخی و برکت ملے وہ الگ رہی۔ ف۸ دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے، پھر اس محنت کا فائدہ آخرت میں کچھ نہیں کما قال تعالیٰ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ (بنی اسرائیل۔ رکوع ۲)۔ ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی زبانی آخرت کا اور دین حق کا راستہ بتلا دیا۔ کیا اس کے سوا کچھ اور ہستی ایسی ہے جسے کوئی دوسرا راستہ مقرر کرنے کا حق اور اختیار حاصل ہو کہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھہرا دے۔ پھر آخر ان مشرکین نے اللہ کی وہ راہ چھوڑ کر جو انبیاء علیہم السلام نے بتلائی تھی دوسری راہیں کہاں سے نکال لیں۔ ف۱۰ یعنی فیصلہ کا وعدہ ہے اپنے وقت پر۔ ف۱۱ یعنی اپنی کرتوت کے نتائج سے خواہ آج نڈر ہوں مگر اس دن ڈرتے ہوں گے اور وہ ڈر اُن پر ضرور پڑ کر رہے گا۔ کوئی سبیل رہائی اور فرار کی نہ ہوگی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی قرآن پہنچانے پر نیگ نہیں چاہتا مگر قرابت کی دوستی یعنی بس تمہارا بھائی ہوں ذات کا مجھ سے بدی نہ کرو۔ ف۲ یعنی اللہ اپنے اوپر کیوں جھوٹ بولنے دے دل کو بند کر دے مضمون نہ آوے جس کو باندھے اور چاہے تو کفر کو مٹا دے بن پیغام بھیجے مگر وہ اپنی باتوں سے دین ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے۔ ف۳ یعنی نبی پیغام پہنچا تا ہے اور بندوں کو سب معاملہ اپنے رب سے ہے۔

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی جنت میں ہر قسم کی جسمانی و روحانی نعمتیں اور اپنے رب کا قرب یہی بڑا فضل ہے۔ دنیا کے عیش اس کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ ف۲ یعنی اللہ جو خوش خبری دے وہ لامحالہ واقع ہو کر رہے گی۔ ف۳ یعنی قرآن بھی دولت تم کو دے رہا ہوں اور راہ نجات و فلاح کا راستہ بتلاتا اور جنت کی خوشخبری سناتا ہوں۔ یہ سب محض لوجہ اللہ ہے اس خیر خواہی اور احسان کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا۔ صرف ایک بات چاہتا ہوں کہ تم سے جو میرے نسبی و خاندانی تعلقات ہیں کم از کم ان کو نظر انداز نہ کرو۔ آخر تمہارا معاملہ اقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ کیا ہوتا ہے لیکن اوقات ان کی بے موقع بھی حمایت کرتے ہو۔ میرا کہنا یہ ہے کہ تم اگر میری بات نہیں مانتے نہ مانو۔ میرا دین قبول نہیں کرتے یا میری تائید و حمایت میں کھڑے نہیں ہوتے نہ ہی لیکن کم از کم قرابت و رحم کا خیال کر کے ظلم و اذیت رسانی سے باز رہو اور مجھ کو اتنی آزادی دو کہ میں اپنے پروردگار کا پیغام دنیا کو پہنچاتا رہوں۔ کیا اتنی قرابت اور فطری محبت کا بھی میں مستحق نہیں ہوں (تنبیہ) آیت کے یہ معنی حضرت ابن عباس سے صحیحین میں منقول ہیں۔ بعض سلف نے "اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى" کا مطلب یہ لیا ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی محبت کرو اور حق قرابت کو پہچانو اور بعض نے "قربیٰ" سے اللہ کا تقرب اور نزدیکی مراد لی ہے یعنی ان کاموں کی محبت جو خدا سے قریب کرنے والے ہوں۔ مگر صحیح اور راجح تفسیر وہی ہے جو ہم نے اول نقل کی ہے۔ بعض علماء نے "مودۃ فی القربیٰ" سے اہل بیت نبوی کی محبت مراد لے کر یوں معنی کئے ہیں کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اقارب کے ساتھ محبت کرو۔ کوئی شبہ نہیں کہ اہل بیت اور اقارب نبی کریم صلعم کی محبت و تعظیم اور حقوق شناسی امت پر لازم و واجب اور جزو ایمان ہے اور ان سے وابستہ جو محبت رکھنا حقیقت میں حضور کی محبت پر متفرع ہے لیکن آیت ہذا کی تفسیر اس طرح کرنا شان نزول اور روایات صحیحہ کے خلاف ہونے کے علاوہ حضور کی شان رفیع کے مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ واللہ اعلم۔ ف۴ یعنی انسان بھلائی اور نیکی کا راستہ اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی بھلائی کو بڑھاتا ہے۔ آخرت میں تو اجر و ثواب کے اعتبار سے اور دنیا میں نیک خوئی عطا فرما کر اور ویسے آدمی کی لغزشوں کو بھی معاف فرماتا ہے۔ شاید یہاں اس مضمون کا ذکر اس لئے فرمایا کہ کم از کم قرابت کی محبت مطلوب ہے جس کا حاصل ایذاء اور ظلم سے رکنا تھا لیکن جو اس سے زیادہ نیکی دکھلائے وہ خوب سمجھ لے کہ خدا کے ہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی بلکہ بڑھتی رہتی ہے۔ ف۵ یعنی بالفرض محال اگر کوئی بات بھی خدا کی نسبت جھوٹ بنا کر کہہ دے تو اللہ کو قدرت ہے کہ تیرے دل پر مہر کر دے پھر نہ فرشتہ یہ کلام معجزہ کر تیرے قلب پر اتر سکے اور سلسلہ وحی کا بند ہو جائے بلکہ پہلا دیا ہوا بھی سلب کر لیا جائے کما قال وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ۙ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا (بنی اسرائیل رکوع ۱۰) مگر یہ تم واقع میں تمہارا کذب و افتراء کا شائبہ نہیں اس لئے محض بدبختوں کی قدر ناشناسی اور طعن و تشنیع کی بنا پر یہ فیض منقطع نہیں کیا جا سکتا۔ بے شک اللہ اس کو جاری رکھے گا اور اپنی باتوں سے عملی طور پر جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ ثابت کر کے رہے گا۔ اس وقت سب کو صاف کھل جائے گا کہ فریقین میں جھوٹا اور مفتری کون ہے اور کس کے دل پر اللہ نے فی الواقع مہر لگا دی ہے کہ خیر کے اترنے اور حق کے قبول کرنے کی اس میں مطلقاً گنجائش نہیں رہی۔ رہا یہ سوال کہ اللہ کی وہ باتیں کیا ہیں جن سے جھوٹ ملیا میٹ ہوا اور حق ثابت ہو جائے تو میرے نزدیک یہی دلائل و براہین ہیں جو قرآن اور پیغمبر کی صداقت پر اس نے قائم کی ہیں بالخصوص وہ آیات انفسیہ و آفاقیہ جن کا ذکر سورۂ "حم السجدہ" کے آخر میں سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ کے حاشیہ میں کیا گیا ہے۔ ان آیات کے ظاہر ہونے پر سب کھرے اور کھوٹے دلوں کا حال علانیہ واضح ہو جائے گا۔ (تنبیہ) آیت ہذا کی تفسیر میں بہت اقوال ہیں۔ بندہ کے نزدیک بے تکلف یہی مطلب ہے جو اوپر عرض کیا۔ اس تفسیر پر "وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ" جملہ مستانفہ ہوا۔ جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے اور اکثر محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ البتہ مضارع کے معنی مترجم رحمہ اللہ نے حال کے لئے ہیں جو بالکل صحیح ہیں۔ گو بندہ کے خیال میں یہاں استقبال لینا زیادہ چسپاں ہے۔ واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ "وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ" کا عطف "یَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ" پر کر رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں "یعنی اللہ اپنے اوپر کیوں جھوٹ بولنے دے۔ دل کو بند کر دے کہ مضمون ہی نہ آئے جس کو باندھ سکے اور چاہے تو کفر کو مٹا دے بن پیغام بھیجے۔ مگر وہ اپنی باتوں سے دین کو ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر اپنا کلام بھیجتا ہے۔" ف۶ یعنی نبی خدا کا پیغام پہنچا کر تم جھوٹ سمجھو یا سچ۔ اس کے بعد بندوں کا سارا معاملہ خدا سے ہے ہر ایک بندہ سے دنیا اور آخرت میں اس کے حال و استعداد کے موافق معاملہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور باوجود سب کچھ جاننے کے کتنی برائیوں سے درگذر کرتا ہے جو ایمان دار۔۔۔ اور نیک بندے اس کی بات سنتے ہیں وہ ان کی دعائیں سنتا اور ان کی طاعات کو شرف قبول بخشتا ہے اور جس قدر اجر و ثواب کے وہ عام ضابطہ سے مستحق ہوں اپنے فضل سے اس سے کہیں زائد مرحمت فرماتا ہے۔ رہ گئے منکر اور پکے کافر جن کو مرتے دم تک رجوع و توبہ کی توفیق میسر نہیں ہوتی ان کا انجام اگلے جملہ میں مذکور ہے

لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ۝ ذٰلِكَ

ان کو ہے جو چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی یہ ہے

ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی ف۱ یہ ہے

الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ

جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایمان دار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام تو کہہ

جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایمان دار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام ف۲ تو کہہ

لَّاۤ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ

میں مانگتا نہیں تم سے اس پر کچھ نیگ مگر دوستی چاہیے ناتے میں اور جو کوئی کمائے گا

میں مانگتا نہیں تم سے اس پر کچھ بدلا مگر دوستی چاہیے قرابت میں ف۳ اور جو کوئی کمائے گا

حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ اَمْ

نیکی اس کو ہم بڑھا دیں گے اس کی خوبی بے شک اللہ معاف کرتا حق مانتا ف۱ کیا

نیکی ہم اس کو بڑھا دیں گے اس کی خوبی بے شک اللہ معاف کرنے والا حق ماننے والا ہے ف۴ کیا

یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ

کہتے ہیں اس نے باندھا اللہ پر جھوٹ سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر

وہ کہتے ہیں کہ اس نے باندھا اللہ پر جھوٹ سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر

وَیَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ

اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اس کو معلوم ہے جو دلوں

اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اس کو معلوم ہے جو دلوں

الصُّدُوْرِ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا

میں ہے ف۲ اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور معاف کرتا ہے

میں ہے ف۵ اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے

عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

برائیاں اور جانتا ہے جو کرتے ہو ف۳ اور دعا سنتا ہے ایمان والوں کی

برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۶ اور دعا سنتا ہے ایمان والوں کی

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ

جو بھلے کام کرتے ہیں اور بڑھتی دیتا ہے ان کو اپنے فضل سے اور جو منکر ہیں ان کو

جو بھلے کام کرتے ہیں اور زیادہ دیتا ہے ان کو اپنے فضل سے ف۷ اور جو منکر ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی

سخت مار ہے اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھا دیں

سخت عذاب ہے ف۸ اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھا دیں

الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ

ملک میں پر اتارتا ہے ناپ کر جتنی چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے

ملک میں لیکن اتارتا ہے ناپ کر جتنی چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے

منزل ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی نہیں داخل اور لڑکے اُن کو کچھ اور واسطے ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی ف جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اُس وقت عاجز رہ جاویں۔ ــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف خدا کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اگر چاہے تو اپنے تمام بندوں کو غنی اور تونگر بنا دے۔ لیکن اُس کی حکمت مقتضی نہیں کہ سب کو بے اندازہ روزی دے کر عیش میں رکھا جائے۔ ایسا کیا جاتا تو عموماً لوگ طغیان و تمرد اختیار کر کے دنیا میں اودھم مچا دیتے۔ نہ خدا کے سامنے جھکتے نہ اُس کی مخلوق کو خاطر میں لاتے۔ جو سامان دیا جاتا کوئی اُس پر قناعت نہ کرتا، حرص اور زیادہ بڑھ جاتی جیسا کہ ہم بحالت موجودہ بھی عموماً مرفہ الحال لوگوں میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ جتنا آجاتے اُس سے زیادہ کے طالب رہتے ہیں اور کوشش اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ سب کے گھر خالی کر کے اپنا گھر بھر لیں ظاہر ہے کہ اِن جذبات کے ماتحت عام غنا اور خوش حالی کی صورت میں کیسا عام اور زبردست تصادم ہوتا اور کسی کو کسی سے دبنے کی کوئی وجہ نہ رہتی۔ ہاں دنیا کے عام مذاق و رجحان کے خلاف فرض کیجئے کسی وقت غیر معمولی طور پر کسی مصلح اعظم اور مامور من اللہ کی نگرانی میں عام خوش حالی و فارغ البالی کے باوجود بھی آرزش اور طغیان و سرکشی کی نوبت نہ آئے اور شاید کے انقلاب عظیم سے دنیا کی طبائع ہی میں انقلاب پیدا کر دیا جائے وہ اس قاعدہ اور اکثری قاعدہ سے مستثنیٰ ہوگا۔ بہرحال دنیا کو بحالت موجودہ جس نظام پر چلایا ہے اس کا مقتضیٰ یہی ہے کہ غنا عام نہ کیا جائے۔ بلکہ ہر ایک کو اُس کی استعداد اور احوال کی رعایت سے جتنا مناسب ہو جانچ تول کر دیا جائے۔ اور یہ خدا ہی کو خبر ہے کہ کس کے حق میں کیا صورت اصلح ہے۔ کیونکہ سب کے اگلے اور پچھلے حالات اُسی کے سامنے ہیں۔ ف یعنی بہت مرتبہ ظاہری اسباب و حالات پر نظر کر کے جب لوگ بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں، اُس وقت حق تعالیٰ بارانِ رحمت نازل فرماتا اور اپنی مہربانی کے آثار و برکات چاروں طرف پھیلا دیتا ہے۔ تا بندوں پر ثابت ہو جائے کہ رزق کی طرح اسباب رزق بھی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں جیسے وہ روزی ایک خاص اندازے سے عطا کرتا ہے بارش بھی خاص اوقات اور خاص مقدار میں مرحمت فرماتا ہے۔ بات یہ ہے کہ سب کام اُسی کے اختیار میں ہیں اور جو کچھ وہ کرے عین حکمت و صواب ہے کیونکہ تمام خوبیاں اور کمالات اُس کی ذات میں جمع ہیں اور ہر قسم کی کارسازی اور اعانت و امداد وہیں سے ہو سکتی ہے۔ (تنبیہ) اللہ کی رحمت و قدرت کی طرف سے مایوس ہو جانا کافروں کا شیوہ ہے لیکن ایک مومن کی نظر میں اسباب کا سلسلہ یاس انگیز ہو سکتا ہے جیسے فرمایا "فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا" (یوسف رکوع ۱۰) اور "حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ" (یوسف، رکوع ۱۲) ف یعنی جس طرح رزق پہنچانا اور اس کے اسباب (بارش وغیرہ) کا مہیا کرنا اُس کے قبضہ میں ہے اُن اسباب کے اسباب سماویہ و ارضیہ اور اُن کے آثار و نتائج بھی اُسی کی مخلوق ہیں۔ ف آیت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی طرح آسمانوں پر بھی جانوروں کی قسم سے کوئی مخلوق پائی جاتی ہے۔ ف یعنی جس نے بکھیرے وہی سب کو اکٹھا کر سکتا ہے۔ اور یہ قیامت کے دن ہوگا۔ ف یعنی جیسی نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں مصائب کا نزول بھی خاص اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اُس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں۔ ٹھیک اُسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود بیمار پڑ جاتا ہے بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے یا بعض اوقات والدہ کی بدپرہیزی بچہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے۔ یا کبھی کبھی ایک محلہ والے یا شہر والے کی بے تدبیری اور حماقت سے پورے محلہ اور شہر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے یہی حال روحانی اور باطنی بدپرہیزی اور بے تدبیری کا سمجھ لو۔ گویا دنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمال ماضیہ کا نتیجہ ہے۔ اور مستقبل میں اُن کے لئے تنبیہ اور امتحان کا موقع بہم پہنچاتی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگذر کرتی ہے اگر ہر ایک جرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفس بھی باقی نہ چھوڑتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک۔ مگر نبی اس میں داخل نہیں (اور چھوٹے بچے بھی شامل نہیں) اُن کے واسطے اور کچھ ہوگا۔ اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی۔" ف یعنی محض اپنی مہربانی سے معاف کرتا ہے ورنہ جس مجرم پر سزا دینا چاہے، مجرم بھاگ کر کہیں روپوش نہیں ہو سکتا اور نہ اُس کے سوا کوئی دوسرا حمایت و امداد کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے۔ ف یعنی جیسے زمین کی سطح پر پہاڑ ابھرے ہوئے ہیں سمندر کی سطح پر بڑے بڑے جہاز ابھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ف یعنی ہوا بھی اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اگر ہوا کو ٹھہرا کے چلنے نہ دے تو تمام بادبانی جہاز دریا کی پیٹھ پر جہاں کے تہاں کھڑے رہ جائیں۔ غرض پانی اور ہوا سب اُسی کے زیر فرمان ہیں۔ ف دریائی سفر میں موافق اور ناموافق دونوں قسم کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے اس لئے بہت ضرورت ہے کہ انسان موافق حالات پر شکر اور ناموافق حالات پر صبر کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نعمت کو پہچانے۔ ف یعنی چاہے تو مسافروں کے بعض اعمال کی پاداش میں جہازوں کو تباہ کر ڈالے اور اُس تباہی کے وقت بھی بعض کو معاف فرما دے۔ ف یعنی تباہ اس لئے کئے جائیں کہ اُن کے بعض اعمال کا بدلہ ہو اور بڑے بڑے جھگڑالو بھی دیکھ لیں کہ ہاں! خدائی گرفت سے نکل بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اُس وقت عاجز رہ جائیں گے۔ کوئی تدبیر نہ پڑے گی۔"

بَصِيرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ

دیکھتا اور وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ پیچھے اس سے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے

دیکھتا ہے ف اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ بعد اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے

رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَ

اپنی مہر اور وہی ہے کام بنانے والا خوبیاں سراہا اور ایک اُس کی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور

اپنی رحمت اور وہی ہے کام بنانے والا سب تعریفوں کے لائق ف اور ایک اُس کی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور

الْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ

زمین کا اور جتنے بکھیرے ہیں اُن میں جانور اور وہ جب چاہے اُن سب کو اکٹھا کر سکتا

زمین کا ف اور جس قدر بکھیرے ہیں اُن میں جانور ف اور وہ جب چاہے اُن سب کو اکٹھا

قَدِيرٌ ۝ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَ

ہے اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو بدلا اُس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور

کر سکتا ہے ف اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو وہ بدلا ہے اُس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور

يَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ

معاف کرتا ہے بہت ف اور تم تھکانے والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تم کو

معاف کرتا ہے بہت سے گناہ ف اور تم تھکا دینے والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں

مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي

اللہ کے سوائے کام بنانے والا نہ مددگار اور ایک اُس کی نشانی ہے چلتے ہیں جہاز

تمہارا اللہ کے سوائے کام بنانے والا اور نہ مددگار ف اور ایک اُس کی نشانی ہے کہ جہاز چلتے ہیں

الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ

دریا میں جیسے پہاڑ اگر چاہے تھام دے باؤ پھر رہ جائیں سارے دن ٹھہرے

دریا میں جیسے پہاڑ ف اگر چاہے تھام دے ہوا کو پھر رہیں سارے دن ٹھہرے ہوئے

عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ أَوْ

اُس کی پیٹھ پر مقرر اس میں پتے ہیں ہر ٹھہرنے والے کو جو حق مانے یا

اُس کی پیٹھ پر ف مقرر اس بات میں پتے ہیں ہر قائم رہنے والے کو جو احسان مانے ف یا

يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ

تباہ کر دے اُن کو اُن کی کمائی سے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور جان لیویں جو جھگڑتے ہیں

تباہ کر دے اُن کو بسبب اُن کی کمائی کے اور معاف بھی کرے بہتوں کو ف اور تا کہ جان لیں وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں

فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ۝ فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ

ہماری قدرتوں میں کہ نہیں اُن کو بھاگنے کی جگہ ف سو جو ملا ہے تم کو کچھ چیز ہو سو برتنا ہے

ہماری قدرتوں میں کہ نہیں اُن کے لئے بھاگنے کی جگہ ف سو جو کچھ ملا ہے تم کو کوئی چیز ہو سو وہ برت لینا ہے

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَ

دنیا کے جیتے اور جو اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو

دنیا کی زندگانی میں اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور باقی رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو

ع ۱۰ / ۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی یہ تمام باتیں سننے کے بعد انسان کو چاہیئے کہ اللہ کو راضی رکھنے کی فکر کرے۔ اس چند روزہ زندگانی اور عیش فانی پر مغرور نہ ہو۔ اور خوب سمجھ لے کہ ایمان داروں کو جو عیش و آرام اللہ کے ہاں ملے گا وہ اس دنیا کے عیش و آرام سے بہتر بھی ہے اور پائدار بھی۔ نہ اُس میں کسی طرح کی کدورت ہوگی نہ فنا و زوال کا کھٹکا ہوگا۔ ف۲ اس کا بیان سورۂ "نساء" کی آیت "اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ" کے فوائد میں لکھ چکا ہوں کر لیا جائے۔ شاید یہاں "کبائر الاثم" سے وہ بڑے گناہ مراد ہوں جو قوت نظریہ کی غلط کاری سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً عقائد بدعیہ اور "فواحش" وہ گناہ جن میں قوتِ شہوانیہ کی بے اعتدالی کو دخل ہو۔ آگے "وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ" میں تو ظاہر ہے کہ قوت غضبیہ کی روک تھام کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۳ مشورہ سے کام کرنا اللہ کو پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا۔ نبی کریم صلعم مہمات اُمور میں برابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرماتے تھے اور صحابہ آپس میں مشورہ کرتے تھے۔ حروب وغیرہ کے متعلق بھی اور بعض مسائل و احکام کی نسبت بھی۔ بلکہ خلافتِ راشدہ کی بنیاد ہی شوریٰ پر قائم تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ مشورہ کی ضرورت اُن کاموں میں ہے جو مہتم بالشان ہوں اور جو قرآن و سنت میں منصوص نہ ہوں۔ جو چیز منصوص ہو اُس میں رائے و مشورہ کے کوئی معنی نہیں۔ اور ہر چھوٹے بڑے کام میں اگر مشورہ ہوا کرے تو کوئی کام نہ ہو سکے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ ایسے شخص سے لیا جائے جو عاقل و عابد ہو۔ ورنہ اُس کی بیوقوفی یا بددیانتی سے کام خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے گا۔ ف۴ یعنی جہاں معاف کرنا مناسب ہو معاف کرے۔ مثلاً ایک شخص کی حرکت پر غصہ آیا اور اُس نے ندامت کے ساتھ اپنے عجز و قصور کا اعتراف کر لیا۔ اُنھوں نے معاف کر دیا یہ محمود ہے اور جہاں بدلہ لینا مصلحت ہو۔ مثلاً کوئی شخص خواہ مخواہ چڑھتا ہی چلا آئے اور ظلم و زبردستی کی کوشش کرے یا جواب نہ دینے سے اُس کا حوصلہ بڑھتا ہے یا ہماری شخصی حیثیت سے قطع نظر کر کے دین کی اہانت یا جماعت مسلمین کی تذلیل ہوتی ہے ایسی حالت میں بدلہ لیتے ہیں مگر وہ بھی بقدر اُس کی زیادتی کے۔ جُرم سے زائد سزا نہیں دیتے۔ ف۵ بدلے کے طور پر جو بُرائی کی جائے وہ حقیقۃً نہیں محض صورۃً بُرائی ہوتی ہے۔ "سیئۃ" کا اطلاق اُس پر مشاکلۃً کیا گیا۔ ف۶ یعنی ظلم اور زیادتی تو اللہ کے ہاں کسی حالت میں پسند نہیں بہترین خصلت یہ ہے کہ آدمی جتنا بدلہ لے سکتا ہے اُس سے بھی درگذر کرے۔ بشرطیکہ درگذر کرنے میں بات سنورتی ہو۔ ف۷ یعنی مظلوم ظالم سے بدلہ لینا چاہے تو اس میں الزام اور گناہ کچھ نہیں۔ ہاں معاف کر دینا افضل و احسن ہے۔ ف۸ یعنی ابتداءً ظلم کرتے ہیں یا انتقام لینے میں حد استحقاق سے بڑھ جاتے ہیں۔ ف۹ یعنی غصہ کو پی جانا اور ایذائیں برداشت کر کے ظالم کو معاف کر دینا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس بندہ پر ظلم ہو اور وہ محض اللہ کے واسطے اُس سے درگذر کرے تو ضرور ہے کہ اللہ اُس کی عزت بڑھائے گا اور مدد کرے گا۔ ف۱۰ یعنی اللہ کی توفیق، دستگیری ہی سے آدمی کو عدل، انصاف اور صبر و عفو کی اعلیٰ خصلتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ اِن بہترین اخلاق کی طرف راہ نہ دے تو کون ہے جو ہاتھ پکڑ کر اخلاقی پستی اور رسوائی کے گڑھے سے ہم کو نکال سکے۔

عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے
اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ف۱ اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے

وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ
اور جب غصہ آوے وے معاف کرتے ہیں اور جنھوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور
اور جب غصہ آوے تو وہ معاف کر دیتے ہیں ف۲ اور جنھوں نے کہ حکم مانا اپنے رب کا اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
کھڑی کی نماز اور اُن کا کام مشورت آپس کی اور ہمارا دیا کچھ
قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے ف۳ اور ہمارا دیا کچھ

يُنْفِقُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ
خرچ کرتے ہیں ف اور وہ لوگ کہ جب اُن پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں ف۲
خرچ کرتے ہیں ☆ اور وہ لوگ کہ جب اُن پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں ف۴

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى
اور بُرائی کا بدلہ ہے بُرائی ویسی ہی پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوارے سو اُس کا ثواب ہے
اور بُرائی کا بدلا ہے بُرائی ویسی ہی ف۵ پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اُس کا ثواب ہے

اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ
اللہ کے ذمے بے شک اُس کو خوش نہیں آتے گنہگار۔ اور جو کوئی بدلہ لے اپنے ظلم پر
اللہ کے ذمے بے شک اُس کو پسند نہیں آتے گنہگار ف۶ اور جو کوئی بدلا لے اپنے مظلوم ہونے کے بعد

فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ؕ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ
سو اُن پر بھی نہیں الاہنا تو اُن پر جو
سو اُن پر بھی نہیں کچھ الزام ف۷ الزام تو اُن پر ہے جو

يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ
ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور دھوم اُٹھاتے ہیں ملک میں ناحق اُن لوگوں کو ہے
ظلم کرتے ہیں لوگوں پر ف۸ اور دھوم اُٹھاتے ہیں ملک میں ناحق اُن لوگوں کے

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ
ایک دکھ کی مار اور البتہ جس نے سہا اور معاف کیا بے شک یہ کام ہمت کے
لئے ہے عذاب دردناک ☆ اور البتہ جس نے سہا اور معاف کیا بے شک یہ کام ہمت کے

الْاُمُوْرِ ۝ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَ
ہیں اور جس کو راہ نہ دے اللہ تو کوئی نہیں اُس کا کام بنانے والا اُس کے سوا اور
ہیں ف۹ اور جس کو راہ نہ سجھا دے اللہ تو کوئی نہیں اُس کا کام بنانے والا اُس کے سوا ف۱۰ اور

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ
تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی
تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی

ع ۴ ۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

سَبِيْلٍ ۝ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ

راہ اور تو دیکھے اُن کو سامنے لائے گئے ہیں آگ کے دَبی آنکھیں ذلت سے دیکھتے ہیں

راہ ف۱ اور تو دیکھے اُن کو کہ سامنے لائے جائیں آگ کے آنکھیں جھکائے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہوں گے

مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا

چھپی نگاہ سے اور کہتے ہیں جو ایمان دار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی ہیں جنھوں نے گنوائی

چھپی نگاہ سے ف۲ اور کہیں وہ لوگ جو ایمان دار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی ہیں جنھوں نے گنوایا

اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ

اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کی

اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ف۳ سنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کے

مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

مار میں اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمایتی جو مدد کرتے اُن کی اللہ کے سوائے

عذاب میں اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمایتی جو مدد کرتے اُن کی اللہ کے سوائے

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ ۝ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ

اور جس کو بھٹکا دے اللہ اُس کو کہیں نہیں راہ مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے کہ

اور جس کو بھٹکائے اللہ اُس کے لئے کہیں نہیں راہ ف۴ مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے

اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا

آوے ایک دن جو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے نہ ملے گی تم کو بچاؤ اُس دن اور نہ ملے گا

کہ آئے وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے ف۵ نہیں ملے گا تم کو بچاؤ اُس دن اور نہ

لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ

الوٹ ہو جانا پھر اگر وہ ٹلا دیں تو تجھکو نہیں بھیجا ہم نے اُن پر نگہبان تیرا

ملے گا الوٹ ہو جانا ف۶ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تجھکو نہیں بھیجا ہم نے اُن پر نگہبان

عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ

ذمہ یہی ہے پہنچا دینا اور ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے مہر ریجھتا ہے اُس پر

تیرا ذمہ تو بس یہی ہے پہنچا دینا ف۷ اور ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت اُس پہ پھولا نہیں سماتا

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ

اور اگر پہنچتی ہے اُن کو کچھ بُرائی بدلا اپنی کمائی کا تو انسان

اور اگر پہنچتی ہے اُن کو کچھ بُرائی بدلے میں اپنی کمائی کے تو انسان

كَفُوْرٌ ۝ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ

بڑا ناشکر ہے اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے

بڑا ناشکر ہے ف۸ اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ

جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا اُن کو دیتا ہے جوڑے

جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے ☆ یا اُن کو دیتا ہے جوڑے

ف۱ یعنی کوئی ایسی سبیل بھی ہے کہ ہم دنیا کی طرف پھر واپس کر دیئے جائیں اور اس مرتبہ وہاں سے خوب نیک بن کر حاضر ہوں۔ ف۲ یعنی ایک بندھے ہوئے مجرم کی طرح خوف اور ذلت و ندامت کے مارے نیچی نظریں دیکھتے ہوں گے۔ کسی سے پوری طرح آنکھ نہیں ملا سکیں گے۔ ف۳ یعنی بدبخت اپنے ساتھ اپنے متعلقین اور گھر والوں کو بھی لے ڈوبے سب ہی کو تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔ ف۴ یعنی نہ دنیا میں ہدایت کی، نہ آخرت میں نجات کی۔ ف۵ یعنی جیسے دنیا میں عذاب موخر ہوتا اور ٹلتا چلا جاتا ہے، اُس دن نہیں ٹلے گا۔ ف۶ یعنی مکر جانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور ابن کثیر نے یوں معنی کئے ہیں کہ کوئی موقع ایسا نہ ملے گا جو تم پہچانے نہ جاؤ۔ ف۷ یعنی آپ ذمہ دار نہیں کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں۔ آپ کا فرض پیغام الٰہی پہنچا دینا ہے۔ وہ آپ ادا کر رہے ہیں۔ یہ نہیں مانتے تو جائیں جہنم میں۔ ف۸ یعنی اِن کے اعراض سے آپ غمگین نہ ہوں۔ انسان کی طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ) کہ اللہ انعام و احسان فرمائے تو اکڑنے اور اترانے لگتا ہے۔ پھر جہاں اپنی کرتوت کی بدولت کوئی اُفتاد پڑ گئی، بس سب نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا ناشکر بن جاتا ہے گویا کبھی اُس پر اچھا وقت آیا ہی نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ فراخی اور عیش کی حالت ہو یا تنگی اور تکلیف کی، اپنی حد پر قائم نہیں رہتا۔ البتہ مومنین قانتین کا شیوہ یہ ہے کہ سختی پر صبر اور فراخی کی حالت میں منعم حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں اور کسی حال اُس کے انعامات و احسانات کو فراموش نہیں کرتے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی تختی پر ساری سب احوال خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آسمان و زمین میں سب جگہ اُسی کی سلطنت اور اُسی کا حکم چلتا ہے۔ جو چیز چاہے پیدا کرے اور جو چیز جس کو چاہے دے۔ جس کو چاہے نہ دے۔ دنیا کے دیکھنے والے ... صورت سے اولاد نہیں ملتی۔ کسی کو ملتی ہے تو صرف بیٹیاں، کسی کو صرف بیٹے، کسی کو دونوں، جوڑواں یا الگ الگ۔ اس میں کسی کا کچھ دعویٰ نہیں۔ وہ مالکِ حقیقی ہی جانتا ہے کہ کس شخص کو کس حالت میں رکھنا مناسب ہے اور وہی اپنے ... موافق تدبیر کرتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے ارادہ کو روک دے یا اس کی تخلیق و تقسیم پر حرف گیری کر سکے۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ ہر قسم کے نرم و گرم حالات میں اُسی کی طرف رجوع لائے اور ہر ایک اپنی ناچیز حقیقت کو پیش نظر رکھ کر ... نعمت سے باز رہے۔

ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

بیٹے اور بیٹیاں اور کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ وہی سب جانتا ہے کر سکتا

بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہے بانجھ وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا ف

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ

اور کسی آدمی کی مقدور نہیں کہ اُس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے سے یا پردہ کے پیچھے سے

اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اُس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے

اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے اُس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا

یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے اس کے حکم سے جو وہ چاہے ف۲ تحقیق وہ سب سے برتر حکمتوں والا ہے

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا

اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے

اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے ف۳ تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے

الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ

کتاب اور نہ ایمان پر ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ دیتے ہیں جس کو چاہیں

کتاب اور نہ ایمان ف۴ ولیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ سمجھا دیتے ہیں جس کو چاہیں

مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ

اپنے بندوں میں اور تو البتہ سجھاتا ہے سیدھی راہ راہ اللہ کی جو

اپنے بندوں میں ف۵ اور بے شک تو سمجھاتا ہے سیدھی راہ ف۶ راہ اللہ کی

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

جس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں کاموں کی

اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ف۷ سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام ف۸

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی نواسی آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ۙ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا شاید تم

قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ۚ وَاِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ؕ

بوجھو اور یہ بڑی کتاب میں ہم پاس ہے اونچا محکم

سمجھو ف۱ اور تحقیق یہ قرآن لوح محفوظ میں ہمارے پاس ہے برتر مستحکم ف۱۱

ف۲ کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور موجودہ قوتوں کے اعتبار سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خداوند قدوس اس دنیا میں اس کے سامنے ہو کر مشافہۃً کلام فرمائے اور وہ تحمل کر سکے۔ اسی لئے کسی بشر سے اُس کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ (الف) بلاواسطہ پردہ کے پیچھے سے کلام فرمائے۔ یعنی نبی کی قوت سامعہ استماع کلام سے لذت اندوز ہو مگر اُس حالت میں آنکھیں دولتِ دیدار سے متمتع نہ ہو سکیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں پیش آیا۔ (ب) بواسطہ فرشتہ کے حق تعالیٰ کلام فرمائے مگر فرشتہ متجسد ہو کر آنکھوں کے سامنے نہ آئے۔ بلکہ براہ راست نبی کے قلب پر نزول کرے اور قلب ہی سے ادراک فرشتہ کا اور صوت کا ہوتا ہو حواس ظاہرہ کو چنداں دخل نہ ہو۔ میرے خیال میں یہ صورت ہے جس کو عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں "يَاْتِيْنِيْ فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ" سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور صحیح بخاری کے ابواب بدء الخلق میں وحی کی اس صورت میں بھی اتیانِ ملک کی تصریح موجود ہے۔ اسی کو حدیث میں "وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ" فرمایا۔ اور شاید وحی قرآنی بکثرت اسی صورت میں آتی ہو جیسا کہ "نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ" اور "فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ" میں لفظ "قلبك" سے اشارہ ہوتا ہے اور چونکہ یہ معاملہ بالکل پوشیدہ طور پر اندر ہی اندر ہوتا تھا پیغمبر کے وجود سے باہر کوئی محسوس تمثل نہ آتی تھی اور نہ اس طرح کلام ہوتا تھا جیسے ایک آدمی دوسرے سے بات کرتا ہو کر پاس بیٹھنے والے سامعین بھی کچھ لیں اس لئے اس قسم کو خصوصیت کے ساتھ آیت ہذا میں لفظ "وحیا" سے تعبیر کیا۔ کیونکہ لغت میں "وحی" کا لفظ اخفاء اور اشارۂ سریعہ پر دلالت کرتا ہے۔ (ج) تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ متجسد ہو کر نبی کے سامنے آ جائے اور اس طرح خدا کا کلام و پیام پہنچا دے جیسے ایک آدمی دوسرے سے خطاب کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ ایک دو مرتبہ اپنی اصلی صورت میں حضورؐ کے پاس آئے اور اکثر مرتبہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے اور کبھی کسی غیر معروف آدمی کی شکل میں تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت آنکھیں فرشتہ کو دیکھتیں اور کان ان کی آواز سنتے تھے اور پاس بیٹھنے والے بھی بعض اوقات گفتگو سنتے اور سمجھتے تھے۔ عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں جو دو قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے یہ دوسری صورت ہے۔ اور میرے خیال میں اسی کو آیۂ ہذا میں "اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ باقی حجاب والی صورت چونکہ بالکل نادر بلکہ اس وقت تک تھی اس لئے عائشہؓ کی حدیث میں اُس سے تعرض نہیں کیا گیا۔ ف۲ یعنی اس کا علو اتنا ہے کہ بے حجاب کلام کرے اور حکمت متقتضی ہے کہ مختلف صورتیں ہم کلامی کی اختیار کی جائیں۔ ف۳ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے اس جگہ "روح" سے مراد فرشتہ لیا ہے یعنی جبرئیل امین۔ اور یہ بعض مفسرین کی رائے ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں خود قرآن کریم کو روح سے تعبیر فرمایا کیونکہ اسی کی تاثیر سے مردہ قلوب زندہ ہوتے ہیں اور انسان کو ابدی حیات نصیب ہوتی ہے۔ دیکھ لو جو قومیں کفر و ظلم اور بداخلاقی کی موت مر چکی تھیں کس طرح قرآن نے اُن میں جان تازہ ڈال دی۔ ف۴ یعنی ایمان اور اعمال ایمانیہ کی یہ تفاصیل جو بذریعہ وحی اب معلوم ہوئیں پہلے سے کہاں معلوم تھیں۔ گو نفس ایمان کے ساتھ ہمیشہ سے متصف تھے ف۵ یعنی قرآن کی روشنی میں جن بندوں کو ہم چاہیں سعادت و فلاح کے راستہ پر لے چلتے ہیں۔ ف۶ یعنی آپ تو سب بندوں کو قرآن کریم کے ذریعہ سے اللہ تک پہنچنے کی سیدھی راہ بتلاتے ہیں۔ کوئی اُس پر چلے یا نہ چلے۔ ف۷ یعنی سیدھی راہ وہ ہے جس پر چل کر آدمی خدائے واحد تک پہنچتا ہے۔ جو اس راہ سے کٹ کر خدا سے الگ ہوا۔ ف۸ یعنی جب سب کاموں کا انجام اُسی کی طرف ہے تو چاہیے کہ آدمی شروع سے اس انجام کو سوچ لے اور اپنے اختیار سے ایسے راستہ پر چلے جو سیدھا اُسی کی بارگاہ تک پہنچنے والا ہو۔ اللھم اہدنا الصراط المستقیم وثبتنا علیہ۔ تم سورۃ الشوریٰ۔ ف۹ کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے اور تمہارے ذریعہ سے دنیا کی قومیں اس کتاب کو سیکھیں گی ف۱۰ یعنی وجوہِ اعجاز و اسرار و غیرہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے نہایت بلند مرتبہ اور تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے کی وجہ سے نہایت مستحکم ہے۔ اس کے دلائل و براہین نہایت مضبوط اور اس کا کلام غیر منسوخ ہے۔ کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں اور تمام مضامین اصلاح معاش و معاد کی اعلیٰ ترین ہدایات پر مشتمل اور حکیمانہ خوبیوں سے مملو ہیں۔ اور قرآن کے ان تمام محاسن پر خود قرآن ہی شاہد ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ (تنبیہ) قرآن اور تمام کتب سماویہ نازل ہونے سے پہلے لوح محفوظ میں لکھی گئی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی مخفی ہو یا ظاہر سب احوال خدا کے کھلے ہوئے ہیں۔ آسمان و زمین میں سب جگہ اُسی کی سلطنت اور اُسی کا حکم چلتا ہے۔ جو چیز چاہے پیدا کرے اور جو چیز جس کو چاہے دے جس کو چاہے نہ دے۔ دنیا کے رنگا رنگ حالات کو دیکھ لو کسی کو سرے سے اولاد نہیں ملتی، کسی کو ملتی ہے تو صرف بیٹیاں، کسی کو صرف بیٹے، کسی کو دونوں، جوڑواں یا الگ الگ۔ اس میں کسی کا کچھ دعوٰی نہیں۔ وہ مالک حقیقی ہی جانتا ہے کہ کس شخص کو کس حالت میں رکھنا مناسب ہے اور وہ ہی اپنے علم و حکمت کے موافق تدبیر کرتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس کے ارادہ کو روک دے یا اس کی تخلیق و تقسیم پر حرف گیری کر سکے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انسان کے نرم و گرم حالات میں اسی کی طرف رجوع کرے اور ہمیشہ اپنی ناچیز حقیقت کو پیش نظر رکھ کر اُس کی نعمت سے باز رہے۔ ف۲ کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور موجودہ قوٰی کے اعتبار سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خداوند قدوس اس دنیا میں اُس کے سامنے ہو کر مشافہۃً کلام فرمائے اور وہ تحمل کر سکے۔ اسی لئے کسی بشر سے اُس کے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں ہیں (الف) بلا واسطہ پردہ کے پیچھے سے کلام فرمائے یعنی نبی کی قوت سامعہ استماع کلام سے لذت اندوز ہو مگر اس حالت میں آنکھیں دولت دیدار سے متمتع نہ ہو سکیں۔ جیسے حضرت موسٰی علیہ السلام کو طور پر اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ الاسراء میں پیش آیا۔ (ب) بالواسطہ فرشتہ کے حق تعالٰی کلام فرمائے مگر فرشتہ متجسد ہو کر آنکھوں کے سامنے نہ آئے۔ بلکہ براہ راست نبی کے قلب پر نزول کرے اور قلب ہی سے ادراک فرشتہ کا اور صوت کا ہوتا ہو جو اس ظاہرہ کو چنداں دخل نہ ہو۔ میرے خیال میں یہ صورت ہے جس کو عائشہ صدیقہ کی حدیث میں "یَاْتِیْنِیْ فِیْ مِثْلِ صَلْصَلَۃِ الْجَرَسِ" سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور صحیح بخاری کے ابواب بدء الخلق میں وحی کی اس صورت میں بھی اتیان ملک کی تصریح موجود ہے۔ اسی کو حدیث میں "وَھُوَ اَشَدُّہٗ عَلَیَّ" فرمایا۔ اور شاید وحی قرآنی بکثرت اسی صورت میں آتی ہو جیسا کہ "نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ" اور "فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰہِ" میں لفظ "تَلْبِكَ" سے اشارہ ہوتا ہے اور چونکہ یہ معاملہ بالکل پوشیدہ طور پر اندر ہی اندر ہوتا تھا پیغمبر کے وجود سے باہر کوئی علیحدہ ہستی نظر نہ آتی تھی اور نہ اس طرح کلام ہوتا تھا جیسے ایک آدمی دوسرے سے بات کرتا ہو کہ پاس بیٹھنے والے سامعین بھی سمجھ لیں اس لئے اس قسم کو خصوصیت کے ساتھ آیت ہذا میں لفظ "وَحْیًا" سے تعبیر کیا۔ کیونکہ لغت میں "وحی" کا لفظ اخفاء اور اشارہ سریعہ پر دلالت کرتا ہے۔ (ج) تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ متجسد ہو کر نبی کے سامنے آ جائے اور اس طرح خدا کا کلام و پیام پہنچا دے جیسے ایک آدمی دوسرے سے خطاب کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت جبریلؑ ایک دو مرتبہ اپنی اصلی صورت میں حضورؐ کے پاس آئے۔ اور اکثر مرتبہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔ اور کبھی کسی غیر معروف آدمی کی شکل میں بھی تشریف لائے ہیں۔ اس وقت آنکھیں فرشتہ کو دیکھتیں اور کان اُن کی آواز سنتے تھے اور پاس بیٹھنے والے بھی بعض اوقات گفتگو سنتے اور سمجھتے تھے۔ عائشہ صدیقہ کی حدیث میں جو دو قسمیں بیان ہوئی ہیں اُن میں سے یہ دوسری صورت ہے۔ اور میرے خیال میں اسی کو آیہ ہذا میں "اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ" سے تعبیر فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ باقی حجاب والی صورت چونکہ بالکل نادر بلکہ اَنْدَرْ تھی اس لئے عائشہؓ کی حدیث میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا۔ ف۳ یعنی اس کا علو مانع ہے کہ بے حجاب کلام کرے اور حکمت مقتضی ہے کہ بعض صورتیں ہم کلامی کی اختیار کی جائیں۔ ف۴ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے اس جگہ روح سے مراد فرشتہ لیا ہے یعنی جبریل امین۔ اور یہ بعض مفسرین کی رائے ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہاں خود قرآن کریم کو روح سے تعبیر فرمایا کیونکہ اس کی تاثیر سے مردہ قلوب زندہ ہوتے ہیں اور انسان کو ابدی حیات نصیب ہوتی ہے۔ دیکھ لو جو قومیں کفر و ظلم اور بداخلاقی کی موت مر چکی تھیں کس طرح قرآن نے اُن میں جان تازہ ڈال دی۔ ف۵ یعنی ایمان اور اعمال ایمانیہ کی یہ تفاصیل جو بذریعہ وحی اب معلوم ہوئیں، پہلے سے کہاں معلوم تھیں۔ گو نفس ایمان کے ساتھ ہمیشہ سے متصف تھے۔ ف۶ یعنی قرآن کی روشنی میں جن بندوں کو ہم چاہیں سعادت و فلاح کے راستہ پر لے چلتے ہیں۔ ف۷ یعنی آپ تو سب بندوں کو قرآن کریم کے ذریعہ سے اللہ تک پہنچنے کی سیدھی راہ بتلاتے ہیں، کوئی اُس پر چلے یا نہ چلے۔ ف۸ یعنی سیدھی راہ وہ ہے جس پر چل کر آدمی خدائے واحد تک پہنچتا ہے۔ جو اس راہ سے بھٹکا، خدا سے الگ ہوا۔ ف۹ یعنی جب سب کاموں کا انجام اُسی کی طرف ہے تو چاہئے کہ آدمی شروع سے اس انجام کو سوچ لے اور اپنے اختیار سے ایسے راستہ پر چلے جو سیدھا اُسی کی بارگاہ تک پہنچنے والا ہو۔ اللہم اھدنا الصراط المستقیم وثبتنا علیہ۔ تم سورۃ الشورٰی۔ ف۱۰ کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے اور تمہارے ذریعہ سے دنیا کی قومیں اس کتاب کو سیکھیں گی۔ ف۱۱

ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہے بانجھ وہی سب جانتا ہے کر سکتا

بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہے بانجھ وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا ف

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ

اور کسی آدمی کی مقدور نہیں کہ اُس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے سے یا پردہ کے پیچھے سے

اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اُس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے

اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے اُس کے حکم سے جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا

یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے اس کے حکم سے جو وہ چاہے ف تحقیق وہ سب سے اوپر حکمتوں والا ہے

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا

اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے

اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے ف تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے

الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ

کتاب اور نہ ایمان پر ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ دیتے ہیں جس کو چاہیں

کتاب اور نہ ایمان ف ولیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس سے راہ دکھا دیتے ہیں جس کو چاہیں

مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ

اپنے بندوں میں اور تو البتہ سجھاتا ہے سیدھی راہ راہ اللہ کی ہے

اپنے بندوں میں ف اور بے شک تو سجھاتا ہے سیدھی راہ ف راہ اللہ کی

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝

جس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں کاموں کی

اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ف سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام ف

ع ۵ / ۶

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی نواسی آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا شاید تم

قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

بوجھو اور یہ بڑی کتاب میں ہم پاس ہے اونچا محکم

سمجھو ف اور تحقیق یہ قرآن لوح محفوظ میں ہمارے پاس ہے برتر مستحکم ف

یعنی وجوہ اعجاز اور اسرار عظیمہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے نہایت بلند مرتبہ اور تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے کی وجہ سے نہایت مستحکم ہے۔ اس کے دلائل و براہین نہایت مضبوط اور اس کے احکام غیر منسوخ ہیں۔ کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں اور تمام مضامین اصلاح معاش و معاد کی اعلٰی ترین ہدایات پر مشتمل اور حکیمانہ خوبیوں سے مملو ہیں۔ اور قرآن کے ان تمام محاسن پر خود قرآن ہی شاہد ہے۔ "آفتاب آمد دلیل آفتاب"۔ ولتنبیہ؛ قرآن اور تمام کتب سماویہ نازل سے پہلے لوح محفوظ میں لکھی گئی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے کیا بھیجنا موقوف کریں گے حکم کا۔ ف۲ یعنی جہاں تک انسان بستے ہیں آپس میں مل سکیں ایک دوسرے تک راہ پاویں۔ ف۳ اسی سفر سے آخرت کا سفر یاد کر حضرت سوار ہوتے تو یہ تسبیح کہتے۔ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن كُنتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ ○ وَكَمْ

کیا پھیر دیں گے ہم تمھاری طرف سے یہ سمجھوتی موڑ کر اس سے کہ تم ہو لوگ جو حد پر نہیں رہتے ف۱ اور بہت

کیا پھیر دیں گے ہم تمھاری طرف سے یہ کتاب موڑ کر اس سبب سے کہ تم ہو ایسے لوگ کہ حد پر نہیں رہتے ف۱ اور بہت

أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ○ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا

بھیجے ہیں ہم نے نبی پہلوں میں اور نہیں آتا لوگوں کو کوئی پیغام لانے والا جس سے

بھیجے ہیں ہم نے نبی پہلوں میں ☆ اور نہیں آتا لوگوں کے پاس کوئی پیغام لانے والا جس سے

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ

ٹھٹھا نہیں کرتے پھر کھپا دیئے ہم نے ان سے سخت زور والے اور چلی آئی ہے کیفیت

ٹھٹھا نہیں کرتے ف۲ پھر برباد کر ڈالے ہم نے اُن سے سخت زور والے اور چلی آئی ہے مثال ف۳

الْأَوَّلِينَ ○ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

پہلوں کی اور اگر تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان و زمین

پہلوں کی ف۳ اور اگر تو اُن سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین

لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ○ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ

تو کہیں بنائے اُس زبردست خبردار نے وہ ہے جس نے بنا دی تم کو زمین

تو کہیں بنائے اُس زبردست خبردار نے ☆ وہی ہے جس نے بنا دیا تمھارے لئے زمین کو

مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ وَالَّذِي

بچھونا اور رکھ دیں تم کو اس میں راہیں شاید تم راہ پاؤ ف۱ اور جس نے

بچھونا اور رکھ دیں تمھارے واسطے اُس میں راہیں تاکہ تم راہ پاؤ ف۴ اور جس نے

نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ○

اُتارا آسمان سے پانی ماپ کر پھر اُبھارا ہم نے اُس سے ایک دیس مُردہ اسی طرح تم کو نکالیں گے

اُتارا آسمان سے پانی ماپ کر ف۵ پھر اُبھار کھڑا کیا ہم نے اُس سے ایک دیس مُردہ کو اسی طرح تم کو بھی نکالیں گے ف۶

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ

اور جس نے بنائے سب چیز کے جوڑے اور بنا دیے تم کو کشتی اور چوپائے جس پر سوار

اور جس نے بنائے سب چیز کے جوڑے ف۷ اور بنا دیا تمھارے واسطے کشتیوں اور چوپایوں کو

مَا تَرْكَبُونَ ○ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا

ہوتے ہو تا چڑھ بیٹھو اُس کی پیٹھ پر پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب

جس پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ چڑھ بیٹھو تم اُس کی پیٹھ پر ف۸ پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب

اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ

بیٹھ چکو اُس پر اور کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس میں دیا ہمارے یہ اور ہم نہ تھے اُس کے

بیٹھ چکو اُس پر اور کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس میں کر دیا ہمارے اس کو اور ہم نہ تھے اس کو

مُقْرِنِينَ ○ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ○ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ

مقابل ہونے والے اور ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۳ اور ٹھہرائی ہے انھوں نے اُس کو اولاد اُس کے بندوں سے

قابو میں لا سکتے ف۹ اور ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۱۰ اور ٹھہرائی ہے انھوں نے حق تعالیٰ کے واسطے اولاد

ف۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے۔ کیا ہم حکم کا بھیجنا موقوف کریں گے"۔ یعنی ایسی توقع مت رکھو اللہ کی حکمت و رحمت اسی کو مقتضی ہے کہ باوجود تمھاری زیادتیوں اور شرارتوں کے کتاب الٰہی کا نزول اور دعوت و نصیحت کا سلسلہ بند نہ کیا جائے۔ کیونکہ بہت سی سعید روحیں اُس سے مستفید ہوتی ہیں۔ اور منکرین پر کامل طور سے اتمام حجت ہو سکتی ہے۔ ف۲ یعنی پہلے رسولوں کے ساتھ بھی استہزاء کیا گیا اور اُن کی تعلیمات کو جھٹلایا گیا۔ مگر اس کی وجہ سے پیغامبری کا سلسلہ مسدود نہیں ہوا۔ ف۳ یعنی عبرت کے لئے اُن مکذبین کی تباہی کی مثالیں پیش آچکیں اور پہلے مذکور ہو چکیں جو زور و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔ جب وہ اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے تو تم کا ہے پر مغرور ہوتے ہو۔ آگے اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت اور کمال تصرف کا ذکر کرتے ہیں جو ایک حد تک اُن کے نزدیک بھی مسلم تھا۔ ف۴ یعنی جہاں تک انسان بستے ہیں، آپس میں مل سکیں، ایک دوسرے تک راہ پائیں اور چل پھر کر دنیوی و اُخروی مقاصد میں کامیابی کا راستہ معلوم کریں۔ ف۵ یعنی ایک خاص مقدار میں جو اُس کی حکمت کے مناسب اور اُس کے علم میں مقدر تھی۔ ف۶ یعنی جس طرح مُردہ زمین کو بذریعہ بارش کے زندہ اور آباد کر دیتا ہے۔ ایسے ہی تمھارے مُردہ جسموں میں جان ڈال کر قبروں سے نکال کھڑا کرے گا۔ ف۷ یعنی دنیا میں جتنی چیزوں کے جوڑے ہیں اور مخلوق کی جتنی قسمیں اور متماثل یا متقابل الانواع ہیں سب کو خدا ہی نے پیدا کیا۔ ف۸ یعنی خشکی میں بعض چوپایوں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتی پر سوار ہو۔ ف۹ یعنی چوپایوں یا کشتی پر سوار ہوتے وقت اللہ کا احسان دل سے یاد کرو کہ ہم کو اُس نے اس قدر قوی اور ہنرمند بنا دیا کہ اپنی عقل و تدبیر وغیرہ سے ان چیزوں کو قابو میں لے آئے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے ورنہ ہم میں اتنی طاقت اور قدرت کہاں تھی کہ ایسی ایسی چیزوں کو مسخر کر لیتے۔ نیز دلی یاد کے ساتھ زبان سے سواری کے وقت یہ الفاظ کہنے چاہئیں: "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ" اور بھی اذکار و ادعیہ احادیث میں آئی ہیں جو کتب حدیث و تفسیر میں مذکور ہیں۔ ف۱۰ یعنی اس سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو۔ آنحضرت صلعم سوار ہوتے تو یہ ہی تسبیح کہتے تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ جو فرمایا کہ بندے رحمٰن کے ہیں یعنی بیٹیاں نہیں اور معلوم ہوا کہ فرشتے اگرچہ نہ مرد نہ عورت پر بولی مردانی بولیں۔ ف خبر نہیں یعنی یہ تو سچ ہے کہ بن چاہے خدا کے کوئی چیز نہیں پر اس کا بہتر ہونا نہیں نکلتا اس سے تو شیطان بھی پیدا کیا اور نہ ہر کسی نے بہتر کون کہتا ہے۔ ف یعنی بہتر ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے۔
ازشاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی چاہیے تھا اللہ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر ادا کرے۔ یہ صریح ناشکری پر اتر آیا۔ اور اس کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگا۔ اس سے بڑی گستاخی اور ناشکری کیا ہوگی کہ اس کے لئے اولاد تجویز کی جائے وہ بھی بندوں میں سے اور وہ بھی بیٹیاں، اول تو اولاد باپ کے وجود کا ایک جزء ہوتا ہے تو خداوند قدوس کے لئے اولاد تجویز کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ وہ اجزاء سے مرکب ہے اور مرکب حادث ہونا ضروری، دوسرے ولد اور والد میں مجانست ہونی چاہیے دونوں ایک جنس نہ ہوں تو ولد یا والد کے حق میں عیب ہے۔ یہاں مخلوق و خالق میں مجانست کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ تیسرے لڑکی باعتبار قوتِ جسمیہ و عقلیہ کے عموماً لڑکے سے ناقص اور کمزور ہوتی ہے۔ گویا معاذ اللہ خدا نے اپنے لئے اولاد بھی لی تو گھٹیا اور ناقص۔ کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ اپنے حصہ میں عمدہ اور بڑھیا چیز اور خدا کے حصہ میں ناقص اور گھٹیا چیز لگاتے ہو۔ ف یعنی جو اولاد اناث خدا کے لئے تجویز کر رہے ہیں وہ اُن کے زعم میں ایسی عیب دار اور ذلیل و حقیر ہے کہ اگر خود ان میں اس کے ملنے کی خوش خبری سنائی جائے تو مارے رنج اور غصہ کے تیور بدل جائیں۔ اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہیں۔ اس کی پوری تقریر سورۂ صافات کے اخیر رکوع میں گذر چکی ہے۔ ف یعنی کیا خدا نے اولاد بنانے کے لئے لڑکی کو پسند کیا ہے جو عادتاً آرائش و زیبائش میں نشو و نما پانے اور زیورات وغیرہ کے شوق میں مستغرق رہنے جو دلیل ہے ضعف رائے و عقل کی اور وہ بوجہ ضعف قوت فکریہ کے مباحثہ کے وقت قوت بیانیہ بھی نہ رکھے۔ چنانچہ عورتوں کی تقریروں میں جو غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کر سکیں، نہ دوسرے کے دعوے کو گرا سکیں، ہمیشہ دوسری بات کہیں گی یا فضول باتیں اُس میں ملا دیں گی جن کو مطلوب میں کچھ دخل نہ ہو کہ اس سے بھی مضمون مقصود میں خلل پڑ جاتا ہے اور مباحثہ کی تخصیص اس حیثیت سے ہے کہ اس میں بوجہ بیان کی احتیاج زیادہ ہونے کے اُن کا عجز زیادہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ پس ہر کلام طویل اسی کے حکم میں ہے۔ اور معمولی جملوں کا ادا ہو جانا مثلاً "میں آئی تھی، وہ گئی تھی" قوتِ بیانیہ کی دلیل نہیں۔ ف یعنی یہ اُن کا ایک اور جھوٹ ہے کہ فرشتوں کو عورتوں کی صف میں داخل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ عورت نہ مرد جنس ہی علیحدہ ہے۔ ف یعنی کوئی دلیل عقلی و نقلی تو اُن کے پاس اس دعوے پر نہیں۔ پھر کیا اللہ نے جب فرشتوں کو بنایا تو یہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مرد نہیں عورت بنایا ہے۔ بہت اچھا! ان کی یہ گواہی دفتر اعمال میں لکھی ہوئی ہے خدائی عدالت میں جس وقت پیش ہوں گے تب اس کے متعلق ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کہا تھا اور کہاں سے کہا تھا۔ ف اور لیجئے اپنی ان مشرکانہ گستاخیوں کے جواز و استحسان پر ایک دلیل عقلی بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم کو اپنے سوا دوسری چیزوں کی پرستش سے روک دیتا۔ جب ہم برابر کرتے رہے اور نہ روکا تو ثابت ہوا کہ یہ کام بہتر ہے اور اس کو پسند ہے۔ ف یعنی یہ تو سچ ہے کہ بدون خدا کے چاہے کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس چیز کا ہمارے حق میں بہتر ہونا اس سے نہیں نکلتا۔ ایسا ہو تو دنیا میں کوئی کام اور کوئی چیز بری ہی نہ رہے۔ سارا عالم خیر محض ہو جائے۔ شر کا نام ہی دستیاب نہ ہو۔ ہر ایک جھوٹا اور ظالم و خونخوار یہی کہہ دے گا کہ خدا نہ چاہتا تو مجھے ایسا ظلم و ستم نہ کرنے دیتا۔ جب کرنے دیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کام سے خوش اور راضی ہے۔ بہرحال مشیت اور رضا میں لزوم ثابت کرنا کوئی علمی اصول نہیں محض اٹکل کے تیر ہیں۔ جس کا بیان آٹھویں پارہ کے نصف سے پہلے آیت سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا الخ کے حواشی میں گذر چکا۔ ف عقلی دلیل کا حال تو سن چکے۔ اُسے چھوڑ کر کیا کوئی نقلی دلیل اپنے دعوے پر رکھتے ہیں؟ یعنی خدا کی اتاری ہوئی کوئی کتاب اُن کے ہاتھ میں ہے؟ جس میں شرک کا پسندیدہ ہونا لکھا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی سند اُن کے پاس نہیں۔ پھر آگے باپ دادا کی اندھی تقلید کے سوا کیا باقی رہ گیا۔ وہ ہی اُن کی سب سے زیادہ زبردست دلیل ہے جس کو ہر زمانہ کے مشرک پیش کرتے آئے ہیں۔ آگے اسی کا بیان ہے۔

ع ۱۵
جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ۭ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ
تحقیق انسان بڑا ناشکر ہے صریح کیا رکھ لیں اپنی پیدائش میں سے بیٹیاں
اس کے بندوں میں سے تحقیق انسان بڑا ناشکر ہے صریح ☆ کیا اس نے رکھ لیں اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں
وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا
اور تم کو دیئے چن کر بیٹے اور جب اُن میں کسی کو خوشخبری ملے اس چیز کی جو رحمٰن کے نام دھرا
اور تم کو دیئے چن کر بیٹے ف اور جب اُن میں کسی کو خوشخبری ملے اس چیز کی جس کو رحمٰن کے نام لگایا
ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَ
سارے دن رہے اُس کا منہ سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا اور ایسا شخص کہ پلتا رہے گہنے میں اور
تو سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہے ف کیا ایسا شخص کہ پرورش پاتا ہے زیور میں اور
هُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۝ وَجَعَلُوا الْمَلٰۗىِٕكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ
جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے اور ٹھہرایا فرشتوں کو جو بندے ہیں
وہ جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے ف اور ٹھہرایا انہوں نے فرشتوں کو جو بندے ہیں
الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْــَٔــلُوْنَ ۝
رحمٰن کے عورت کیا دیکھتے تھے اُن کا بننا اب لکھ رکھیں گے اُن کی گواہی اور اُن سے پوچھ ہوگی ف
رحمٰن کے عورتیں ف کیا دیکھتے تھے اُن کا بننا اب لکھ رکھیں گے اُن کی گواہی اور اُن سے پوچھ ہوگی ف
وَقَالُوْا لَوْ شَاۗءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ
اور کہتے ہیں اگر چاہتا رحمٰن ہم نہ پوجتے اُن کو کچھ خبر نہیں اُن کو اس کی
اور کہتے ہیں اگر چاہتا رحمٰن تو ہم نہ پوجتے اُن کو ف کچھ خبر نہیں اُن کو اس کی
اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ۭ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ
یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف کیا ہم نے کوئی کتاب دی ہے اُن کو اس سے پہلے سو یہ
یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف کیا ہم نے کوئی کتاب دی ہے اُن کو اس سے پہلے سو انھوں نے اس کو
مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي
اس کو مضبوط پکڑ رہے ہیں ف بلکہ کہتے ہیں ہم نے پائے اپنے باپ دادے ایک راہ پر اور ہم انہیں کے
مضبوط پکڑ رکھا ہے ☆ بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم اُن ہی
اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ
قدموں پر ہیں راہ پائے اور اسی طرح جو بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا
کے قدموں پر ہیں راہ پائے ہوئے ف اور اسی طرح جس کسی کو بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا
مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا
کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے آسودہ لوگ ہم نے پائے اپنے باپ دادے ایک راہ پر اور ہم
کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے خوشحال لوگ ہم نے تو پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم
عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ۝ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا
انہیں کے قدموں پر چلتے ہیں وہ بولا اور جو میں لا دوں تم کو اس سے زیادہ سوجھ کی راہ جس پر
انہی کے قدموں پر چلتے ہیں ☆ وہ بولا اور جو میں لا دوں تم کو اس سے زیادہ سوجھ کی راہ جس پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہاں یہ قصہ اس پر کہا کہ تمہارے پیشوائے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تم بھی وہی کرو۔ ف یعنی مکے اور طائف کے کسی سردار پر ف یعنی اللہ نے روزی دنیا کی تو ان کی تجویز پر نہیں بانٹی پیغمبری کیونکر دے ان کی تجویز پر ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَجَدْتُّمْ عَلَیْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝

تم نے پائے اپنے باپ دادے تو بھی کہنے لگے ہم کو تمہارے ہاتھ بھیجا نہ مانا

تم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ف تو یہی کہنے لگے ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانیں گے ف

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ۝ وَ

پھر ہم نے ان سے بدلا لیا سو دیکھ آخر کیسا ہوا جھٹلانے والوں کا اور

پھر ہم نے ان سے بدلا لیا سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا ☆ اور

اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝

جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو میں الگ ہوں ان چیزوں سے جو پوجتے ہو

جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو میں الگ ہوں ان چیزوں سے جن کو تم پوجتے ہو

اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ۝ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً

مگر جس نے مجھ کو بنایا سو وہ راہ دے گا مجھ کو ف اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا

مگر جس نے مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو راہ سجھائے گا ف اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا

فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ

اپنی اولاد میں شاید وہ رجوع رہیں کوئی نہیں پر برتنے دیا ان کو اور ان کے باپ دادوں

اپنی اولاد میں تاکہ وہ رجوع رہیں ف کوئی نہیں پر میں نے برتنے دیا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَ لَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

کو یہاں تک کہ پہنچا ان کو دین سچا اور رسول کھلی سنانے والا اور جب پہنچا ان کو سچا دین

یہاں تک کہ پہنچا ان کے پاس دین سچا اور رسول کھول کر سنا دینے والا ف اور جب پہنچا ان کے پاس سچا دین

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّ اِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا

کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہ مانیں گے اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا یہ

کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو نہ مانیں گے ف اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا یہ

الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ۝ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ

قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیوں کے ف کیا وے بانٹتے ہیں

قرآن کسی بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں میں کے ف کیا وہ بانٹتے ہیں

رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا

تیرے رب کی مہر ہم نے بانٹی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کے جیتے

تیرے رب کی رحمت کو ف ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کی زندگانی میں

وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ؕ

اور اونچے کئے ہم نے درجے ایک کے ایک پر کہ ٹھہراتا ہے ایک دوسرے کو کمیرا

اور بلند کر دیئے درجے بعض کے بعض پر کہ ٹھہراتا ہے ایک دوسرے کو خدمتگار ف

وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً

اور تیرے رب کی مہر بہتر ہے ان چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں ف اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ ہو جاویں

اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں ف اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہو جائیں

ف یعنی پیغمبر نے فرمایا کہ تمہارے باپ دادوں کی راہ سے اچھی راہ تم کو بتلاؤں تو کیا پھر بھی تم اسی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہو گے ف یعنی کچھ بھی ہو ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے۔ اور پرانا آبائی طریقہ ترک نہیں کر سکتے۔ ف یعنی صرف ایک خدا سے مجھے علاقہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے منزل مقصود کے راستہ پر آخر تک لے چلے گا (تنبیہ) یہاں یہ قصہ اس پر بیان کیا کہ دیکھو تمہارے مسلّم پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تھی۔ تم بھی وہی کرو۔ اور اگر آباؤ اجداد کی تقلید ہی پر مرتے ہو تو اس باپ کی راہ پر چلو جس نے دنیا میں حق و صداقت کا جھنڈا گاڑ دیا تھا اور اپنی اولاد کو وصیت کر گیا تھا کہ میرے بعد ایک خدا کے سوا کسی کو نہ پوجنا۔ کما قال تعالیٰ "وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهِیْمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ" (بقرہ رکوع ۱۶) ف یعنی ایک دوسرے سے توحید کا بیان اور دلائل سن کر راہ حق کی طرف رجوع ہوتا رہے۔ ف یعنی افسوس ابراہیمؑ کی ارث حاصل نہ کی اور اس کی وصیت پر نہ چلے بلکہ اللہ نے جو دنیا کا سامان دیا تھا اس کے مزوں میں پڑ کر خداوند قدوس کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے یہاں تک کہ ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے حق تعالیٰ نے اپنا وہ پیغمبر بھیجا جس کی پیغمبری بالکل روشن اور واضح ہے۔ اس نے سچا دین پہنچایا، قرآن پڑھ کر سنایا اور اللہ کے احکام پر نہایت صفائی کے ساتھ مطلع کیا۔ ف یعنی قرآن کو جادو بتلانے لگے۔ اور پیغمبر کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ف یعنی اگر قرآن کو اترنا ہی تھا تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے سردار پر اترا ہوتا۔ یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ بڑے بڑے دولت مند سرداروں کو چھوڑ کر خدا نے منصب رسالت کے لئے ایک ایسے شخص کو چن لیا ہو جو مال و دولت کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں رکھتا۔ ف یعنی نبوت و رسالت کے مناصب کی تقسیم کیا تمہارے ہاتھ میں دے دی گئی ہے جو انتخاب پر بحث کر رہے ہو۔ ف یعنی کسی کو غنی کسی کو فقیر کر دیا۔ ایک کو بے شمار دولت دے دی۔ ایک کو اس سے کم کوئی تابع ہے کوئی متبوع۔ ف یعنی نبوت و رسالت کا شرف تو ظاہری مال و جاہ اور دنیوی ساز و سامان سے کہیں اعلیٰ ہے۔ جب اللہ نے دنیا کی روزی ان کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبری ان کی تجویز پر کیوں کر دے آگے دنیا کے مال و دولت اور مادی سامان کا اللہ کے ہاں بے وقعت اور حقیر ہونا بیان کرتے ہیں۔

موضح قرآن ف یعنی کافر کو اللہ نے پیدا کیا۔کہیں تو اُس کو آرام دے آخرت میں تو عذاب ہے دنیا ہی میں آرام ملتا۔ مگر ایسا ہو تو سب وہی کفر پکڑ لیں ۔ ف۲ یعنی دنیا میں شیطان کے مشورے پر چلتا ہے اور وہاں اُس کی صحبت سے پچھتا دے گا اس طرح کا ساتھی کسی کو جن ملتا ہے کسی کو آدمی ۔ ف۳ یعنی کافر کہیں گے خوب ہوا اُنھوں نے ہم کو عذاب میں ڈلوایا یہ بھی نہ بچے ۔لیکن اس کو کیا فائدہ اگر دوسرا بھی پکڑا گیا۔ـــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ
ایک دین پر تو ہم دیتے اُن کو جو منکر ہیں رحمٰن سے اُن کے گھروں کو چھت روپے کی
ایک دین پر تو ہم دیتے اُن لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے اُن کے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی

وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا
اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کو دروازے اور تخت جن پر
اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں ☆ اور اُن کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر

يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ
لگ بیٹھیں اور سونے کے اور یہ سب کچھ نہیں مگر برتنا دنیا کے جیتے
تکیہ لگا کر بیٹھیں ☆ اور سونے کے ف۱ اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر برتنا دنیا کی زندگانی کا

ع ۳ ۱۰ ۹

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ
اور پچھلا گھر تیرے رب کے یہاں اُنھیں کو ہے جو ڈرتے ہیں ف۱ اور جو کوئی آنکھیں چرا وے رحمٰن کی یاد سے
اور آخرت تیرے رب کے یہاں اُنھیں کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں ف۲ اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمٰن کی یاد سے

نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ
ہم اُس پر تعین کریں ایک شیطان پھر وہ رہے اُس کا ساتھی اور وہ اُن کو روکتے ہیں راہ سے
ہم اُس پر مقرر کردیں ایک شیطان پھر وہ رہے اُس کا ساتھی ف۳ اور وہ اُن کو روکتے رہتے ہیں

السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَنَا قَالَ
اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب آوے ہم پاس کہے
راہ سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں ف۴ یہاں تک کہ جب آئے ہمارے پاس کہے

يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝ وَلَنْ
کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سا کہ کیا بُرا ساتھی ہے ف۳ اور کچھ
کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سا کہ کیا بُرا ساتھی ہے ف۵ اور کچھ

يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اَفَاَنْتَ
فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جب ظالم ٹھہرے اس سے کہ تم مار میں شامل ہو ف۴ سو کیا تو
فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جب کہ تم ظالم ٹھہر چکے اس بات سے کہ تم عذاب میں شامل ہو ف۶ سو کیا تو

تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَاِمَّا
سُنا دے گا بہروں کو یا سجھا دے گا اندھوں کو اور صریح غلطی میں بھٹکتوں کو پھر اگر کبھی
سنائے گا بہروں کو یا سجھائے گا اندھوں کو اور صریح غلطی میں بھٹکتوں کو ☆ پھر اگر

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ
ہم تجھ کو لے گئے تو ہم کو اُن سے بدلا لینا یا تجھ کو دکھا دیں جو اُن کو وعدہ دیا ہے
کبھی ہم تجھ کو یہاں سے لے جائیں تو ہم کو اُن سے بدلا لینا ہے ☆ یا تجھ کو دکھا دیں جو اُن سے وعدہ ٹھہرایا ہے

فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ
تو یہ ہمارے بس میں ہیں سو تو مضبوط رہ اُسی پر جو تجھ کو حکم آیا تو ہے
تو یہ ہمارے بس میں ہیں ☆ سو تو مضبوط پکڑے رہ اُسی کو جو تجھ کو حکم پہنچا تو ہے بے شک

ف۱ یعنی اللہ کے ہاں اس دنیوی مال و دولت کی کوئی قدر نہیں۔ نہ اس کا دیا جانا کچھ قرب و وجاہت عنداللہ کی دلیل ہے۔ یہ تو ایسی بے قدر اور حقیر چیز ہے کہ اگر ایک خاص مصلحت، مانع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں کے مکانوں کی چھتیں، زینے، دروازے، چوکھٹ، قفل، اور تخت چوکیاں سب چاندی اور سونے کی بنا دیتا۔ مگر اس صورت میں لوگ یہ دیکھ کر کہ کافروں ہی کو ایسا سامان ملتا ہے عموماً کفر کا راستہ اختیار کر لیتے۔ الّا ماشاء اللہ اور یہ چیز مصلحت خداوندی کے خلاف ہوتی۔ اس لئے ایسا نہیں کیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے بازو کی برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا۔ بھلا جو چیز خدا کے نزدیک اس قدر حقیر ہو اُسے سیادت و وجاہت عنداللہ اور نبوت و رسالت کا معیار قرار دینا کہاں تک صحیح ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی کافر کو اللہ نے پیدا کیا۔ کہیں تو اُس کو آرام دے، آخرت میں تو دائمی عذاب ہے۔ کہیں تو آرام ملتا۔ مگر ایسا ہو تو سب وہی کفر کا راستہ پکڑ لیں۔ ف۲ یعنی دنیا کی بہاریں تو سب شریک ہیں۔ مگر آخرت مع اپنی ابدی نعماء و آلاء کے متقین کے مخصوص ہے۔ ف۳ یعنی جو شخص سچی نصیحت اور یاد الٰہی سے اعراض کرتا رہتا ہے اُس پر ایک شیطان خصوصی طور سے مسلط کر دیا جاتا ہے جو ہر وقت اغوا کرتا اور اُس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔ یہ شیطان دوزخ تک اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ ف۴ یعنی شیاطین اُن کو نیکی کی راہ سے روکتے رہتے ہیں مگر اُن کی عقلیں ایسی مسخ ہو جاتی ہیں کہ اُسی کو ٹھیک راستہ سمجھتے ہیں۔ بدی اور نیکی کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔ ف۵ یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر کھلے گا کہ کیسے بُرے ساتھی تھے۔ اس وقت حسرت اور غصہ سے کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا اور ایک لمحہ تیری صحبت میں نہ گذرتا۔ کمبخت! اب تو مجھ سے دور ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی دنیا میں شیطان کے مشورہ پر چلتا ہے اور وہاں اُس کی صحبت سے پچھتائے گا۔ اس طرح کا ساتھی شیطان کسی کو جن ملتا ہے کسی کو آدمی۔ ف۶ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جس مصیبت میں عام طور پر چھوٹے بڑے سب شریک ہوں تو کچھ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ مشہور ہے "مرگ انبوہ جشنے دارد" مگر دوزخ میں تمام شیاطین الانس والجن اور تابعین و متبوعین کا عذاب میں شریک ہونا کسی کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ عذاب کی شدت ایسی ہوگی کہ اس طرح کی سطحی باتوں سے تسلی اور تخفیف نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں: "یعنی کافر کہیں گے کہ اُنھوں نے ہم کو عذاب میں ڈلوایا۔ خوب ہوا یہ بھی نہ بچے۔ لیکن اگر دوسرا بھی پکڑا گیا تو اس کو کیا فائدہ"۔

النصف

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی کسی دین میں شرک روا نہیں رکھا اور پوچھ دیکھ یعنی جس وقت اُن کی ارواح سے ملاقات ہو یا اُن کے احوال کتابوں سے تحقیق کر۔ ف اُس گرد و پیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بڑا ہوتا تھا۔ اور نہریں اُسی نے بنائی تھیں۔ نیل دریا کا پانی اپنے باغ میں لایا تھا کاٹ کر۔ ف یہ کہا حضرت موسٰی علیہ السلام کو۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ○

بے شک سیدھی راہ پر اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تم سے پوچھ ہوگی

سیدھی راہ پر ف۱ اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا ف۲ اور آگے تم سے پوچھ ہوگی ف۳

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ

اور پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے کبھی ہم نے رکھے ہیں رحمٰن کے سوا

اور پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے کبھی ہم نے ٹھہرائے ہیں رحمٰن کے سوا اور

ع ۱۰ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰيٰتِنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ

حاکم کہ پوجے جاویں ف اور ہم نے بھیجا موسٰی کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور

حاکم کہ پوجے جائیں ف۴ اور ہم نے بھیجا موسٰی کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے

مَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا

اُس کے سرداروں پاس تو کہا میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے صاحب کا پھر جب لایا اُن پاس ہماری نشانیاں وہ تو لگے

سرداروں کے پاس تو کہا میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے رب کا پھر جب لایا اُن کے پاس ہماری نشانیاں

هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ○ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫

اُن پر ہنسنے اور جو دکھاتے گئے ہم اُن کو نشانی سو دوسری سے بڑی

وہ تو لگے اُن پر ہنسنے ف۵ اور جو دکھلاتے گئے ہم اُن کو نشانی سو پہلی سے بڑی ف۶

وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ

اور پکڑا ہم نے اُن کو تکلیف میں شاید وہ باز آویں اور کہنے لگے اے جادوگر

اور پکڑا ہم نے اُن کو تکلیف میں تاکہ وہ باز آئیں ف۷ اور کہنے لگے اے جادوگر ف۸

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ○ فَلَمَّا كَشَفْنَا

پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھا رکھا ہے تجھ کو ہم مقرر راہ پر آویں گے پھر جب ہم نے اٹھا لی

پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھلا رکھا ہے تجھ کو ہم ضرور راہ پر آجائیں گے ف۹ پھر جب اٹھالی ہم نے

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○ وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ

اُن پر سے تکلیف تبھی وہ وعدہ توڑ ڈالتے اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں

اُن پر سے تکلیف تبھی وہ وعدہ توڑ ڈالتے ف۱۰ اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں

قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ

بولا اے قوم میری بھلا مجھ کو نہیں سلطنت مصر کی اور یہ نہریں چلتی نہیں میرے

بولا اے میری قوم بھلا میرے ہاتھ میں نہیں حکومت مصر کی اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے

تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِيْنٌ ۵

نیچے کیا تم نہیں دیکھتے ف بھلا میں ہوں بہتر اس شخص سے جس کو عزت نہیں

محل کے نیچے کیا تم نہیں دیکھتے ف۱۱ بھلا میں بھلا بھی بہتر اس شخص سے جس کو کچھ

وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ○ فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ

اور صاف نہیں بول سکتا ف پھر کیوں نہ آپڑے اس پر کنگن سونے کے

عزت نہیں اور صاف نہیں بول ف۱۲ پھر کیوں نہ آ پڑے اس پر کنگن سونے کے

ف یعنی اندھوں کو راہ حق دکھلا دینا یا بہروں کو حق کی آواز سنا دینا اور جو صریح غلطی اور گمراہی میں پڑے بھٹک رہے ہوں اُن کو تاریکی سے نکال کر سچائی کی صاف سڑک پر چلا دینا آپ کے اختیار میں نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جو چاہے آپ کی آواز میں تاثیر پیدا کر دے۔ بہرحال آپ اس غم میں نہ پڑیے کہ یہ سب لوگ حق کو کیوں قبول نہیں کرتے، اور کیوں اپنا انجام خراب کر رہے ہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیجئے۔ وہی ان کے اعمال کی سزا دے گا۔ اگر آپ کی وفات کے بعد ہی تب اور آپ کو دکھلا دی تب بہرصورت نہ جائے قابو سے نکل کر جا سکتے ہیں اور نہ ہم ان کو سزا دیے بدون چھوڑیں گے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جو وحی آئے اور جو حکم ملے اُس پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں اور برابر اپنا فرض ادا کئے جائیں۔ کیونکہ دنیا کہیں اور کسی راستہ پر چلے آپ اللہ کے فضل سے سیدھی راہ پر ہیں جس سے ایک قدم ادھر اُدھر ہٹنے کی ضرورت نہیں کسی ہوا پرست کی خواہش و آرزو کی طرف التفات کرنے کی حاجت ہے۔ ف۲ یعنی قرآن کریم تیرے اور تیری قوم کے لئے خاص فضل و شرف کا سبب ہے۔ اس سے بڑی عزت اور خوش نصیبی کیا ہوگی کہ اللہ کا کلام اور ساری دنیا کی نجات و فلاح کا ابدی دستور العمل اُن کی زبان میں اترا اور وہ اُس کے اوّلین مخاطب قرار پائے۔ اگر عقل ہو تو یہ لوگ اس نعمت عظمیٰ کی قدر کریں۔ اور قرآن جو اُن سب کے لئے بیش بہا نصیحت نامہ ہے۔ اُس کی ہدایات پر چل کر سب سے پہلے دُنیوی و اُخروی سعادتوں کے مستحق ہوں۔ ف۳ یعنی آگے چل کر پوچھ ہوگی کہ اِس نعمتِ عظمیٰ کی کیا قدر کی تھی؟ اور اس فضل و شرف کا کیا شکر ادا کیا تھا؟ ف۴ یعنی آپ کا راستہ وہی ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کا تھا۔ شرک کی تعلیم کسی نبی نے نہیں دی۔ نہ اللہ تعالیٰ نے کسی دین میں اس بات کو جائز رکھا کہ اُس کے سوا دوسرے کی پرستش کی جائے۔ اور یہ ارشاد کہ "پوچھ دیکھو" یعنی جس وقت اُن سے ملاقات ہو (جیسے شب معراج میں ہوئی) یا اُن کے احوال کتابوں سے تحقیق کرو۔ بہرحال جو ذرائع تحقیق و تفتیش کے ہوں اُن کو استعمال میں لانے سے صاف ثابت ہو جائیگا کہ کسی دین سماوی میں کبھی شرک کی اجازت نہیں ہوئی۔ ف۵ یعنی معجزات کا مذاق اُڑانے لگے۔ ف۶ یعنی ایک سے ایک بڑھ کر نشان اپنی قدرت کا اور موسٰی کی صداقت کا دکھلایا۔ ف۷ یعنی آخر وہ نشان بھیجے جو ایک طرح کے عذاب کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے۔ جیسا کہ سورہ "اعراف" میں گذرا۔ "فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ" (اعراف رکوع ۱۶) غرض یہ تھی کہ لوگ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔ ف۸ "ساحر" اُن کے محاورات میں عالم کو کہتے تھے۔ کیونکہ بڑا علم اُن کے نزدیک یہی سحر تھا۔ شاید اس خوشامد اور لجاجت کے وقت حضرت موسٰی کو بظاہر تعظیمی لقب سے پکارا ہو اور خبث باطن سے اشارہ اس طرف بھی کیا ہو کہ ہم تجھ کو نبی اب بھی نہیں سمجھتے۔ صرف ایک ماہر جادوگر سمجھتے ہیں۔ ف۹ یعنی تیرے رب نے جو طریقہ دعا کا بتلایا ہے اور جو کچھ تجھ سے عہد کر رکھا ہے اُس کے موافق ہمارے حق میں دعا کر کہ یہ عذاب ہم سے دفع ہو۔ اگر تیری دعا سے ایسا ہو گیا تو ہم ضرور راہ پر آجائیں گے۔ اور تیری بات مان لیں گے۔ ف۱۰ یعنی جہاں تکلیف رفع ہوئی اور مصیبت کی گھڑی ختم ہوئی، ایک دم اپنے قول و قرار سے پھر گئے۔ گویا کچھ وعدہ کیا ہی نہ تھا۔ ف۱۱ اُس گرد و پیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بہت بڑا سمجھا جاتا تھا۔ اور نہریں اُسی نے بنائی تھیں۔ دریائے نیل کا پانی کاٹ کر اپنے باغ میں لایا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ ان سامانوں کی موجودگی میں کیا ہماری حیثیت ایسی ہے کہ موسٰی جیسے معمولی حیثیت والے آدمی کے سامنے گردن جھکا دیں۔ ف۱۲ یعنی موسٰی کے پاس نہ روپیہ نہ پیسہ، نہ حکومت، نہ عزت، نہ کوئی ظاہری کمال، حتّٰی کہ بات کرتے ہوئے بھی زبان پوری طرح صاف نہیں چلتی

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ وہ آپ لنگن پہنتا تھا جواہر کے مکلف اور جس امیر پر مہربان ہوتا سونے کے کنگن پہناتا ۔ اور اس کے ساتھ فوج کھڑی ہوتی تھی پرا باندھ کر ۔ ف۲ یعنی قرآن میں اُن کا ذکر آوے تو اعتراض کرتے ہیں کہ اُن کو بھی خلق پوجتے ہیں ۔ انھیں کیوں خوبی سے یاد کرتے ہو اور ہمارے پوجوں کو بُرا کہتے ہو ۔ ف۳ یعنی عیسیٰؑ میں آثار فرشتوں کے سے تھے اس سے معبود نہیں ہوتا ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں ۔ ف۴ حضرت عیسیٰؑ کا آنا نشان قیامت کا ہے ۔

—————— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ کہتے ہیں کہ وہ خود جواہرات کے کنگن پہنتا تھا اور جس امیر و وزیر پر مہربان ہوتا سونے کے کنگن پہناتا تھا اور اس کے سامنے فوج پرا باندھ کر کھڑی ہوتی تھی ۔ مطلب یہ تھا کہ ہم کسی کو عزت دیتے ہیں تو ایسا کرتے ہیں ۔ کیا خدا کسی کو اپنا نائب بنا کر بھیجے تو اُس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن اور جلو میں فرشتوں کی فوج بھی نہ ہو ۔ ف۲ یعنی اپنی ابلہ فریب باتوں سے قوم کو اُلو بنا لیا وہ سب احمق اُسی کی بات ماننے لگے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن لوگوں کی طبائع میں خدا کی نافرمانی پہلے سے رچی ہوئی تھی اس لئے کو سلیقے کا بہانہ ہو گیا ۔ ف۳ یعنی وہ کام کئے جن پر عادۃً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے ف۴ یعنی پیچھے آنے والی نسلوں کے لئے اُن کا قصہ ایک عبرتناک نظیر کے طور پر بیان ہوتا ہے ف۵ حضرت مسیح علیہ السلام کا جب ذکر آتا تو عرب کے مشرکین خوب شور مچاتے اور قسم قسم کی آوازیں اٹھاتے تھے ۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی "اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" (انبیاء رکوع ۱۷) کہنے لگے نصاریٰ حضرت مسیح کی عبادت کرتے ہیں ۔ اب بتاؤ تمہارے خیال میں ہمارے معبود اچھے ہیں یا مسیح علیہ السلام ۔ ظاہر ہے تم مسیح کو اچھا کہو گے جب وہ بھی (معاذاللہ) آیت کے عموم میں داخل ہوئے تو ہمارے معبود بھی سہی ۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صلعم نے ایک مرتبہ فرمایا "لَيْسَ اَحَدٌ يُّعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فِيْهِ خَيْرٌ" ۔ کہنے لگے کیا مسیح میں بھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں ؟ ظاہر ہے کہ آیت کا اور حضورؐ کے ان الفاظ کا مطلب اُن چیزوں سے متعلق تھا جن کی پرستش لوگ کرتے ہیں اور وہ اُن کو اس سے نہیں روکتے اور اپنی بیزاری کا اظہار نہیں کرتے ۔ مگر ان معترضین کا منشا تو محض جھگڑا نکالنا اور کٹ حجتی کر کے حق کو رد کرنا تھا ۔ اس لئے جان بوجھ کر ایسے معنی پیدا کر لیتے تھے جو مراد متکلم کے مخالف ہوں ۔ کبھی کہتے تھے کہ بس معلوم ہو گیا آپ بھی اسی طرح ہم سے اپنی پرستش کرانا چاہتے ہیں جیسے نصاریٰ حضرت مسیح کی کرتے ہیں ۔ شاید کبھی یہ بھی کہتے ہوں گے کہ خود قرآن نے حضرت مسیح کی مثل یہ بیان کی ہے "اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ" (آل عمران ۔ رکوع ۶) ۔ اب دیکھو ہمارے معبود اچھے ہیں یا مسیح ؟ انھیں کیوں بھلائی سے یاد کرتے ہو ؟ اور ہمارے معبودوں کو بُرا کہتے ہو ؟ اور خدا جانے کیا کیا کچھ کہتے ہوں گے ۔ ان سب باتوں کا جواب آگے دیا گیا ہے ۔ ف۶ یعنی کچھ ایک مسئلہ میں نہیں ان کی طبیعت ہی جھگڑالو واقع ہوئی ہے ۔ سیدھی اور صاف بات کبھی اُن کے دماغوں میں نہیں اُترتی ۔ یوں ہی جاہل بحثیں اور معاندانہ جھگڑے نکالتے رہتے ہیں ۔ بھلا کہاں وہ شیاطین جو لوگوں سے اپنی عبادت کراتے اور اُس پر خوش ہوتے ہیں یا وہ پتھر کی بے جان مورتیں جو کسی کو کفر و شرک سے روکنے پر اصلاً قدرت نہیں رکھتیں ۔ اور کہاں وہ خدا کا مقبول بندہ جس پر اللہ نے خاص فضل فرمایا اور بنی اسرائیل کی ہدایت کے واسطے کھڑا کیا جس کو اپنے بندہ ہونے کا اقرار تھا اور جو اپنی اُمت کو اسی چیز کی طرف بلاتا تھا کہ "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ" کیا اس مقبول بندہ کو العیاذ باللہ "حَصَبُ جَهَنَّمَ" یا "لَيْسَ فِيْهِ خَيْرٌ" کہا جا سکتا ہے ؟ یا یہ پتھر کی مورتیاں اس کی ہمسری کر سکتی ہیں ۔ یاد رکھو ! قرآن کریم کسی بندہ کو بھی خدائی کا درجہ نہیں دیتا ۔ اس کا تو سارا جہاد ہی اس مضمون کے خلاف ہے ۔ ہاں یہ بھی نہیں کر سکتا کہ محض احمقوں کے خدا بنا لینے سے ایک مقرب و مقبول بندہ کو پتھروں اور شریروں کی برابر کر دے ۔ ف۷ یعنی عیسیٰ علیہ السلام میں آثار فرشتوں کے سے تھے (جیسا کہ سورہ مائدہ ، آل عمران اور کہف کے فوائد میں اشارہ کیا جا چکا ہے) اتنی بات سے کوئی شخص معبود نہیں بن جاتا ۔ اگر ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں یا تمہاری جگہ آسمان سے فرشتوں ہی کو لا کر زمین پر آباد کر دیں ۔ ہم کو سب قدرت حاصل ہے ۔ ف۸ یعنی حضرت مسیح کا اول مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب و غریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا ۔ اُن کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے ۔ ف۹ یعنی قیامت کے آنے میں شک نہ کرو ۔ اور جو سیدھی راہ ایمان و توحید کی بتلا رہا ہوں اس پر چلے آؤ ۔ مبادا تمہارا ازلی دشمن شیطان تم کو اس راستہ سے روک دے ۔ ف۱۰ یعنی پکی باتیں دانائی اور حکمت کی ۔ ف۱۱ یعنی مذہبی باتیں ۔ یا بعض وہ چیزیں جن کو شریعت موسوی نے حرام ٹھہرایا تھا اُن کا حلال ہونا بیان کرتا ہوں ۔ کما قال "وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ" ۔ (آل عمران ۔ رکوع ۵)

اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ○ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ

یا آتے اُس کے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر ف۱ پھر عقل کھودی اپنی قوم کی پھر اُسی کا کہا مانا

یا آتے اُس کے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر ف۱ پھر عقل کھودی اپنی قوم کی پھر اُسی کا کہنا مانا

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

مقرر وہ تھے لوگ بے حکم پھر جب ہم کو خفا کیا تو ہم نے اُن سے بدلا لیا پھر ڈبو دیا

مقرر وہ تھے لوگ نافرمان ف۲ پھر جب ہم کو غصہ دلایا ف۳ تو ہم نے اُن سے بدلا لیا پھر ڈبو دیا

اَجْمَعِيْنَ ○ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ○ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ

ع ۵ / ۱۱ / ۱۱

اُن سب کو پھر کر ڈالا اُن کو گئے گذرے اور کہاوت پچھلوں کے واسطے اور جب کہاوت لائے

اُن سب کو ☆ پھر کر ڈالا اُن کو گئے گذرے اور ایک نظیر پچھلوں کے واسطے ف۴ اور جب مثال لائے

مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ○ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ

مریم کے بیٹے کو تب ہی تیری قوم اُس سے چلانے لگتی ہے ف۵ اور کہتے ہیں ہمارے ٹھاکر بہتر ہیں

مریم کے بیٹے کی تبھی قوم تیری اُس سے چلانے لگتے ہیں ☆ اور کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں

اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ○

یا وہ یہ نام جو دھرتے ہیں تجھ پر سب جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو

یا وہ ف۶ یہ مثال جو ڈالتے ہیں تجھ پر سو جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو ☆

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○

وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اُس پر فضل کیا اور کھڑا کیا بنی اسرائیل کے واسطے

وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اُس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اُس کو بنی اسرائیل کے واسطے ف۶

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ

اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ ف۳ اور وہ

اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ ف۷ اور وہ

لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○

نشان ہے اُس گھڑی کا سو اس میں دھوکا نہ کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے ف۴

نشان ہے قیامت کا ف۸ سو اس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ وَلَمَّا جَآءَ

اور نہ روکے تم کو شیطان وہ تمہارا دشمن ہے صریح اور جب

اور نہ روک دے تم کو شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح ف۹ اور جب آیا

عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ

عیسیٰ آیا نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں اور بتانے کو

عیسیٰ نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں ف۱۰ اور بتلانے کو

بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰهَ

بعضی چیز جس میں تم جھگڑتے تھے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بے شک اللہ

بعضی وہ چیز جس میں تم جھگڑتے تھے ف۱۱ سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ☆ بے شک اللہ جو ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یہودان سے منکر ہے اور نصاریٰ قائل ہوئے پھر نصاریٰ پیچھے کئی فرقے ہوئے کوئی خدا کا بیٹا بتادیں کوئی خدا کو تین جگہ کوئی اور کچھ کہیں۔ ف۲ اُس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔ ف۳ یعنی چن چن کر۔ —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ

جو ہے وہی ہے رب میرا اور رب تمھارا اس کی بندگی کرو یہ ایک سیدھی راہ ہے پھر پھٹ گئے

وہی ہے رب میرا اور رب تمھارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ایک سیدھی راہ ہے ف۱ پھر پھٹ گئے

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ

کتنے فرقے اُن کے بیچ سے سو خرابی ہے گنا ہگاروں کو آفت سے دُکھ والے دن

کتنے فرقے اُن کے بیچ سے ف۲ سو خرابی ہے گنہگاروں کو آفت سے دُکھ والے

اَلِيْمٍ ۝ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

کی ف۳ اب یہی راہ دیکھتے ہیں اُس گھڑی کی کہ آ کھڑی ہو ان پر اچانک اور اُن کو

دن کی ف۳ اب یہی ہے کہ راہ دیکھتے ہیں قیامت کی کہ آ کھڑی ہو اُن پر اچانک اور اُن کو

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

خبر نہ ہو جتنے دوست ہیں اُس دن دشمن ہوں گے

خبر بھی نہ ہو ف۴ جتنے دوست ہیں اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے

اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ۧ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ۚ

ع ۱۱ / ۱۲ مگر جو ہیں ڈر والے ف۱ اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن اور نہ غم کھاؤ

مگر جو لوگ ہیں ڈر والے ف۴ اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن اور نہ تم غمگین ہو گے ف۵

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ۚ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ

جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے حکم بردار چلے جاؤ بہشت میں تم اور تمھاری

جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے حکم بردار ف۶ چلے جاؤ بہشت میں تم

وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ

عورتیں کہ تمھاری عزت کریں لئے پھرتے ہیں اُن پاس رکابیاں سونے کی

اور تمھاری عورتیں کہ تمھاری عزت کریں ☆ لئے پھریں گے اُن کے پاس رکابیاں سونے کی

وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ

اور آبخورے اور وہاں ہے جو دل چاہے اور آرام پاویں جس سے آنکھیں

اور آبخورے ف۷ اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں ف۸

وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ۚ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا

اور تم کو اُن میں ہمیشہ رہنا اور یہ وہی بہشت ہے جو میراث پائی تم نے

اور تم اُن میں ہمیشہ رہو گے ☆ اور یہ وہی بہشت ہے جو میراث پائی تم نے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

بدلے اُن کاموں کے جو کرتے تھے تم کو اُن میں میوے ہیں بہت اُن میں سے کھاتے ہو ف۳

بدلے میں اُن کاموں کے جو کرتے تھے ف۹ تمھارے واسطے اُن میں بہت میوے ہیں اُن میں سے کھاتے رہو ف۱۰

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ۚ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ

البتہ جو گنہگار ہیں دوزخ کی ماریں ہیں ہمیشہ رہتے نہ ہلکی ہوتی ہے اُن پر

البتہ جو لوگ کہ گنہگار ہیں وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ☆ نہ ہلکا ہوتا ہے اُن پر سے

ف۱ یہ تعلیم تھی حضرت مسیح علیہ السلام کی۔ دیکھ لو کیسی صفائی سے خدائے واحد کی ربوبیت اور معبودیت کو بیان فرمایا ہے اور اسی توحید اور اتقاء و اطاعت رسول کو صراطِ مستقیم قرار دیا ہے۔ ف۲ یعنی اختلاف پڑ گیا۔ یہود اُن کے منکر ہوئے اور نصاریٰ قائل ہوئے۔ پھر نصاریٰ آگے چل کر کئی فرقے بن گئے۔ کوئی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا بتلاتا ہے کوئی اُن کو تین خداؤں میں کا ایک کہتا ہے۔ کوئی کچھ اور کہتا ہے حضرت مسیح کی اصلی تعلیم پر ایک بھی نہیں۔ ف۳ ایسے ایسے کھلے بیانات اور واضح ہدایات کے باوجود بھی جو لوگ نہیں مانتے۔ آخر وہ کاہے کے منتظر ہیں۔ اُن کے احوال کو دیکھ کر یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ بس قیامت ایک دم اُن کے سر پہ آ کھڑی ہو تب مانیں گے۔ حالانکہ اُس وقت کا ماننا کچھ کام نہ دے گا۔ ف۴ اُس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔ دنیا کی سب دوستیاں اور محبتیں منقطع ہو جائیں گی آدمی پچھتائے گا کہ فلاں شریر آدمی سے دوستی کیوں کی تھی جو اُس کے اکسانے سے آج گرفتار مصیبت ہونا پڑا۔ اُس وقت بڑا گرم جوش محب محبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہو گا۔ البتہ جن کی محبت اور دوستی اللہ کے واسطے تھی اور اللہ کے خوف پر مبنی تھی وہ کام آئے گی۔ ف۵ یعنی نہ آگے کا ڈر نہ پیچھے کا غم۔ ف۶ یعنی دل سے یقین کیا اور جوارح سے اس کے حکم بردار رہے۔ یہاں سے ایمان اور اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث جبریل میں اس کا مفصل بیان ہوا ہے۔ ف۷ یعنی غلمان لئے پھریں گے ف۸ سب سے اعلیٰ چیز جس سے آنکھیں آرام پائیں گی وہ دیدار ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا۔ رزقنا اللہ بفضلہ ومنہ۔ ف۹ یعنی تمھارے باپ آدم کی میراث واپس مل گئی تمھارے اعمال کے سبب سے اور اللہ کے فضل سے۔ ف۱۰ یعنی چن چن کر۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ مالک نام ہے فرشتے کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ کہتے ہیں ہزار برس چلاویں گے تب وہ ایک جواب دے گا ناامیدی کا فیصل کر چکے یعنی مار ڈال پچھے عذاب کر کر۔ ف ۲ کافروں نے مل کر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی اب سے جو اس دین میں آوے اسی کے ناتے والے اس کو مار مار کر اٹا پھیریں اور جو شہر میں اوپری آوے اس کو پہلے سنا دو کہ اس شخص کے پاس نہ بیٹھے سو اللہ نے ٹھہرایا ان کا خراب کرنا۔ ف ۳ ہر آدمی کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں ہر کام اس کا لکھتے ہیں —— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف ۱ یعنی عذاب نہ کسی وقت ملتوی ہوگا نہ ہلکا کیا جائے گا۔ دوزخی ناامید ہو جائیں گے کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ف ۲ یعنی ہم نے دنیا میں بھلائی برائی کے سب پہلو سمجھا دیئے تھے اور پیغمبروں کو بھیج کر حجت تمام کر دی تھی۔ کوئی معقول عذر اُن کے لئے باقی نہیں چھوڑا تھا۔ اس پر بھی نہ ماننے اور اپنی زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ ایسوں کو سزا دیجئے تو ظلم کون کہہ سکتا ہے۔ ف ۳ "مالک" نام ہے فرشتہ کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ دوزخی اُس کو پکاریں گے کہ ہم نہ مرتے ہی ہیں نہ چھوٹتے ہیں۔ اپنے رب سے کہہ کہ ایک دفعہ عذاب دے کر ہمارا کام ہی تمام کر دے گویا نجات سے مایوس ہو کر موت کی تمنا کریں گے۔ ف ۴ یعنی چلانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ تم کو اسی حالت میں ہمیشہ رہنا ہے۔ کہتے ہیں دوزخی ہزار برس چلائیں گے تب وہ یہ جواب دے گا۔ ف ۵ یعنی وہ سزا اس جرم پر ملی کہ تم میں کے اکثر سچائی سے چڑتے تھے (اور بہت سے اندھوں کی طرح اُن کے پیچھے ہو لیتے)۔ ف ۶ کفار عرب پیغمبر کے مقابلہ میں طرح طرح کے منصوبے گانٹھتے اور تدبیریں کرتے تھے۔ مگر اللہ کی خفیہ تدبیر اُن کے سب منصوبوں پر پانی پھیر دیتی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "کافروں نے مل کر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی۔ آئندہ جو اس دین میں آئے اُسی کے رشتہ دار اُس کو مار مار کر الٹا پھیریں اور جو اجنبی شخص شہر میں آئے اُس کو پہلے سُنا دو کہ اس شخص کے پاس نہ بیٹھے"۔ یہ بات انھوں نے ٹھہرائی اور اللہ نے ٹھہرایا اُن کو ذلیل و رسوا کرنا اور اپنے دین اور پیغمبر کو عروج دینا۔ آخر اللہ کا ارادہ غالب رہا۔ ف ۷ یعنی اُن کے دلوں کے بھید ہم جانتے اور اُن کے خفیہ مشورے ہم سُنتے ہیں۔ اور حکومت کے انتظامی ضابطہ کے موافق ہمارے فرشتے (کراماً کاتبین) اُن کے سب اعمال و افعال لکھتے جاتے ہیں۔ یہ ساری مسل قیامت میں پیش ہوگی۔ ف ۸ یعنی اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کی جائیں۔ آپ کہدیجئے کہ اگر بفرض محال خدا کے اولاد ہو تو پہلا شخص میں ہوں جو اُس کی اولاد کی پرستش کرے۔ کیونکہ میں دنیا میں سب سے زیادہ خدا کی عبادت کرنے والا ہوں۔ اور جس کو جس قدر علاقہ خدا کے ساتھ ہوگا اسی نسبت سے اُس کی اولاد کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ پھر جب میں باوجود اول العابدین ہونے کے کسی ہستی کو اُس کی اولاد نہیں مانتا تو تم کون سے اللہ کا حق ماننے والے ہو جو اُس کی فرضی اولاد تک کے حقوق پہچانو گے۔ (تنبیہ) بعض مفسرین نے آیت کا یہ مطلب لیا ہے کہ اگر تمہارے اعتقاد میں اللہ کی کوئی اولاد ہے تو یاد رکھو! کہ میں تمہارے مقابلہ میں اُس اکیلے خدا کی عبادت کرنے والا ہوں جو اولاد و احفاد سے منزہ و مقدس ہے۔ بعض نے "عابد" کے معنی لغۃً جاحد (منکر) کے بتلائے ہیں یعنی اس فاسد عقیدہ کا سب سے پہلا انکار کرنے اور رد کرنے والا میں ہوں۔ بعض کے نزدیک "اِن" "نافیہ" ہے۔ یعنی رحمان کے کوئی اولاد نہیں۔ مگر کچھ زیادہ قوی نہیں۔ اور بھی احتمالات ہیں جن کے استیعاب کا یہاں موقع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ف ۹ یعنی جن باتوں کی نسبت یہ لوگ اُس کی طرف کرتے ہیں مثلاً اولاد وغیرہ اس سے خدا تعالیٰ کی ذات بالکل منزہ ہے۔ اُس کی ذات میں یہ امکان ہی نہیں کہ معاذ اللہ کسی کا باپ یا بیٹا بنے۔ ف ۱۰ یعنی غفلت و حماقت کے نشہ میں جو کچھ بکتے ہیں بکنے دیجئے۔ یہ لوگ چند روز اور دنیا کے کھیل تماشے میں گزار لیں۔ آخر وہ موعود دن آنا ہے جس میں ایک ایک کر کے ان کی گستاخیوں اور شرارتوں کا مزہ چکھایا جائے گا۔ ف ۱۱ آسمان میں فرشتے اور شمس و قمر معبود بن سکتے ہیں نہ زمین میں اصنام و اوثان وغیرہ۔ سب زمین و آسمان والوں کا معبود اکیلا وہ ہی خدا ہے جو فرش سے عرش تک کا مالک اور تمام عالم کون میں اپنے علم و اختیار سے متصرف ہے۔ ف ۱۲ یعنی قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم صرف اُسی مالک کو ہے۔ ف ۱۳ یعنی وہاں پہنچ کر سب کی نیکی بدی کا حساب ہو جائے گا۔

وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَمَا ظَلَمْنَٰهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا۟ هُمُ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝

اور وہ اُس میں پڑے ہیں ناامید اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن تھے وہی بے انصاف

اور وہ اسی میں پڑے رہیں آس ٹوٹے ف ۱ اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن تھے وہی بے انصاف ف ۲

وَنَادَوْا۟ يَٰمَٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم مَّٰكِثُونَ ۝ لَقَدْ

اور پکاریں گے اے مالک کہیں ہم پر فیصل کر چکے تیرا رب وہ کہے گا تم کو رہنا ہے ف ۱ ہم لائے ہیں

اور پکاریں گے اے مالک کہیں ہم پر فیصل کر چکے تیرا رب ف ۳ وہ کہے گا تم کو ہمیشہ رہنا ہے ف ۴ ہم

جِئْنَٰكُم بِٱلْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَٰرِهُونَ ۝ أَمْ أَبْرَمُوٓا۟

تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ سچی بات سے بُرا مانتے ہو کیا انھوں نے ٹھہرائی ہے

لائے ہیں تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ سچی بات سے بُرا مانتے ہو ف ۵ کیا انھوں نے ٹھہرائی ہے

أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ۝ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ

ایک بات تو ہم بھی کچھ ٹھہراویں گے ف ۲ کیا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے اُن کا بھید اور

ایک بات تو ہم بھی کچھ ٹھہرائیں گے ف ۶ کیا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے اُن کا بھید اور

نَجْوَىٰهُم ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ۝ قُلْ إِن كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ

مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہیں اُن کے پاس لکھتے ف ۳ تو کہہ اگر ہو رحمٰن کو

اُن کا مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے اُن کے پاس لکھتے رہتے ہیں ف ۷ تو کہہ اگر ہو رحمٰن کے واسطے

وَلَدٌ فَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْعَٰبِدِينَ ۝ سُبْحَٰنَ رَبِّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ

اولاد تو میں سب سے پہلے پوجوں پاک ذات ہے وہ رب آسمانوں کا اور زمین کا

اولاد تو میں سب سے پہلے پوجوں ف ۸ پاک ذات ہے وہ رب آسمانوں کا اور زمین کا

رَبِّ ٱلْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا۟ وَيَلْعَبُوا۟ حَتَّىٰ يُلَٰقُوا۟

صاحب تخت کا اُن باتوں سے جو بتاتے ہیں اب چھوڑ دے اُن کو بک بک کریں اور کھیلیں جب تک ملیں اپنے

صاحب عرش کا اُن باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں ف ۹ اب چھوڑ دے اُن کو بک بک کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملیں

يَوْمَهُمُ ٱلَّذِى يُوعَدُونَ ۝ وَهُوَ ٱلَّذِى فِى ٱلسَّمَآءِ إِلَٰهٌ وَفِى ٱلْأَرْضِ

اُس دن سے جس کا اُن کو وعدہ ہے اور وہی ہے جس کی بندگی ہے آسمان میں اور اُس کی بندگی زمین میں

اپنے اُس دن سے جس کا اُن کو وعدہ دیا ہے ف ۱۰ اور وہی ہے جس کی بندگی ہے آسمان میں اور اُس کی بندگی ہے

إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْعَلِيمُ ۝ وَتَبَارَكَ ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَ

اور وہی ہے حکمت والا سب جانتا اور بڑی برکت ہے اُس کی جس کا راج ہے آسمانوں میں اور

زمین میں اور وہی ہے حکمت والا سب سے خبردار ف ۱۱ اور بڑی برکت ہے اُس کی جس کا راج ہے آسمانوں میں اور

ٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ وَ

زمین میں اور جو اُن کے بیچ ہے اور اُسی پاس ہے خبر قیامت کی اور اُسی تک پھر جاؤ گے اور

زمین میں اور جو کچھ اُن کے بیچ میں ہے اور اُسی کے پاس ہے خبر قیامت کی ف ۱۲ اور اسی تک پھر کر پہنچا جاؤ گے ف ۱۳

لَا يَمْلِكُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ ٱلشَّفَٰعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ

اختیار نہیں رکھتے جن کو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جس نے گواہی دی

اختیار نہیں رکھتے وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جس نے گواہی دی

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اتنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے کلمہ اسلام کہا اُن کی خبر میں اس کی گواہی دیتے ہیں بغیر کلمہ اسلام کسی کے حق میں نہیں کہہ سکتے سو اتنی سفارش بھی جو نیک ہیں کریں گے۔ ف۲ اس کی قسم ہے یعنی اُس پر رحم کرتا ہے اللہ۔ ف۳ یعنی ہمیشہ دستور رہا ہے رات برکت کی شب قدر ہے جیسے اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ میں فرمایا۔ ف۴ جدا ہوتا ہے یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کر اس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں۔ ف۵ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ

سچی اور اُن کو خبر تھی ف۱ اور اگر تو اُن سے پوچھے کہ اُن کو کس نے بنایا تو کہیں گے

سچی اور اُن کو خبر تھی ف۱ اور اگر تو اُن سے پوچھے کہ اُن کو کس نے بنایا تو کہیں گے

اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ

اللہ نے پھر کہاں سے اُلٹ جاتے ہیں قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب یہ لوگ ہیں کہ

اللہ نے پھر کہاں سے اُلٹ جاتے ہیں ف۲ قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب یہ لوگ ہیں کہ

لَّا يُؤْمِنُونَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝

یقین نہیں لاتے ف۲ سو تو منہ پھیر اُن کی طرف سے اور کہہ سلام ہے اب آخر معلوم کر لیں گے

یقین نہیں لاتے ف۲ سو تو منہ پھیرے ان کی طرف سے اور کہہ سلام ہے ف۴ اب آخر کو معلوم کر لیں گے ف۵

۲۲ ۱۴

سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَخَمْسُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورہ دخان مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں انسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۲ مع عبدالمتقدمین

حمٓ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ ۚ إِنَّا

قسم ہے اس واضح کتاب کی ہم نے اس کو اتارا ایک برکت کی رات میں ہم ہیں

☆ قسم ہے اس کتاب واضح کی ☆ ہم نے اس کو اتارا ایک برکت کی رات میں ف۱ ہم

كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا ۚ

کہہ سنانے والے ف۳ اسی میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا ف۴ حکم ہو کر ہمارے پاس سے

ہیں کہہ سنانے والے ف اسی میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا ☆ حکم ہو کر ہمارے پاس سے ف

إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

ہم ہیں بھیجنے والے ف۵ مہر سے تیرے رب کی وہی ہے سنتا جانتا

ہم ہیں بھیجنے والے ف۱ رحمت سے تیرے رب کی وہی ہے سننے جاننے والا ف۱۱

ربع الحزب

رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝ لَا إِلَٰهَ

رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو اُن کے بیچ ہے اگر تم کو یقین ہے کسی کی بندگی

رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ اُن کے بیچ ہے اگر تم کو یقین ہے ف۱۱ کسی کی بندگی

إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ بَلْ هُمْ

نہیں سوا اُس کے جلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا کوئی نہیں

نہیں سوائے اُس کے جلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۱۲ کوئی نہیں

فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝

دھوکے میں ہیں کھیلتے سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لاوے آسمان دھواں صریح

دھوکے میں ہیں کھیلتے ف۱۳ سو تو انتظار کر اُس دن کا کہ لائے آسمان دھواں صریح ☆

ف۱ یعنی اتنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے اُن کے علم کے موافق کلمہ اسلام کہا اس کی گواہی دیں۔ بغیر کلمہ اسلام کسی کے حق میں ایک حرف سفارش کا نہیں کہہ سکتے۔ اور اتنی سفارش بھی صالحین کریں گے جو سچائی کو جانتے اور اس کو زبان و دل سے مانتے ہیں۔ دوسروں کو اجازت نہیں۔ ف۲ یعنی جب بنانے والا ایک اللہ ہے تو بندگی کا مستحق کوئی دوسرا کیونکر ہو گیا۔ عبادت نام ہے انتہائی تذلل کا وہ اسی کا حق ہونا چاہیئے جو انتہائی عظمت رکھتا ہے۔ عجیب بات ہے مقدمات کو تسلیم کرتے ہیں اور نتیجہ سے انکار۔ ف۳ یعنی نبی کا یہ کہنا بھی اللہ کو معلوم ہے اور اس کی اس مخلصانہ التجاء اور دردبھری آواز کی اللہ قسم کھاتا ہے کہ وہ اس کی ضرور مدد کریگا اور اپنی رحمت سے اس کو غالب و منصور کرے گا۔ ف۴ یعنی غم نہ کھا اور زیادہ ان کے پیچھے نہ پڑ۔ غرض تبلیغ ادا کر کے اُدھر سے منہ پھیر لے اور کہہ دے کہ اچھا نہیں مانتے تو ہمارا سلام لو۔ ف۵ یعنی آخرکار ان کو پتہ لگ جائے گا کہ کس غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ کچھ تو دنیا ہی میں لگ گیا اور پوری تکمیل آخرت میں ہونے والی ہے۔

تم سورۃ الزخرف بعون اللہ و توفیقہ فللہ الحمد والمنۃ

ف۱ مبارک کی رات شب قدر ہے۔ کما قال تعالیٰ۔ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ (قدر۔ رکوع ۱) جو رمضان میں واقع ہے لقولہ تعالیٰ۔ شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (بقرہ۔ رکوع ۲۳) اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سمائے دنیا پر اتارا گیا پھر بتدریج تیئیس سال میں پیغمبر پر اترا۔ نیز اسی شب میں پیغمبر پر اس کے نزول کی ابتداء ہوئی۔ ف۲ یعنی کہہ سنانا ہمیشہ ہمارا دستور رہا ہے۔ اسی کے موافق یہ قرآن اتارا۔ ف۳ یعنی سال بھر کے متعلق قضاء و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں لوح محفوظ سے نقل کر کے اُن فرشتوں کے حوالہ کئے جاتے ہیں جو حسب اپنے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے جسے شب برأۃ کہتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتداء اور شب قدر پر انتہا ہوتی ہو۔ واللہ اعلم۔ ف۴ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر جو اُن کے مناسب ہو۔ چنانچہ جبرئیل کو قرآن دے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ ف۵ یعنی تمام عالم کے حالات سے باخبر ہے اور اُن کی پکار سنتا ہے۔ اسی لئے عین ضرورت کے وقت خاتم النبیین صلعم کو قرآن دے کر دو عالم کے لئے رحمت کبریٰ بنا کر بھیج دیا۔ ف۱۱ یعنی اگر تم میں کسی چیز پر یقین رکھنے کی صلاحیت ہے تو سب سے پہلی چیز یقین رکھنے کے قابل اللہ کی ربوبیت عامہ ہے۔ جس کے آثار ذرہ ذرہ میں روز روشن سے زیادہ ہویدا ہیں۔ ف۱۲ یعنی جس کے قبضہ میں مارنا جلانا اور وجود و عدم کی باگ ہو۔ اور سب اولین و آخرین جس کے زیر تربیت ہوں۔ کیا اس کے سوا دوسرے کی بندگی جائز ہو سکتی ہے؟ یہ ایک ایسی صاف حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی ذرا گنجائش نہیں۔ ف۱۳ یعنی ان واضح نشانات اور دلائل کا اقتضاء تو یہ تھا کہ یہ لوگ مان لیتے۔ مگر پھر بھی نہیں مانتے۔ بلکہ وہ توحید وغیرہ عقائد حقہ کی طرف سے شک میں پڑے ہیں۔ اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں۔ آخرت کی فکر نہیں جو حق کو طلب کریں اور اس میں غور و فکر سے کام لیں۔ یہ اس دھوکہ میں ہیں کہ ہمیشہ یوں ہی رہنا ہے۔ خدا کے سامنے کبھی پیشی نہیں ہوگی۔ اسی لئے نصیحت کی باتوں کو ہنسی کھیل میں اڑا دیتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دھوئیں کا ذکر ہے کہ اُس وقت کھلنا کام نہیں آتا۔ قیامت میں یہ دھواں گھیرے گا کہ آدمی کو زکام سا ہوگا اور کافر کو سر میں چڑھے گا بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔ ف یعنی دولت بول رہی ہے۔ ف یعنی آخر کا عذاب نہیں ٹلتا۔ ف یعنی بنی اسرائیل کو رخصت کرو۔ ف شاید وہ گودتے ہوں گے اس سے۔ ف یعنی اپنی قوم کو لے جاؤں تم رہ جاؤ دور کو۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف "دھوئیں" سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس میں سلف کے دو قول ہیں۔ ابن عباس وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو تمام لوگوں کو گھیرے گا۔ نیک آدمی کو اس کا اثر خفیف پہنچے گا جس سے زکام سا ہو جائے گا۔ اور کافر و منافق کے دماغ میں گھس کر بیہوش کر دے گا۔ وہ ہی یہاں مراد ہے شاید یہ دھواں وہ ہی سماوات کا مادہ ہو جس کا ذکر "ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ" میں ہوا۔ گویا آسمان تحلیل ہو کر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کریں گے اور یہ اس کی ابتدا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ابن مسعود زور و شور کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد وہ دھواں نہیں جو علامات قیامت میں سے ہے۔ بلکہ قریش کے تمرد و طغیان سے تنگ آکر نبی کریم صلعم نے دعا فرمائی تھی کہ ان پر بھی سات سال کا قحط مسلط کر دے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر مسلط ہوا تھا۔ چنانچہ قحط پڑا جس میں مکہ والوں کو مردار اور چمڑے ہڈیاں کھانے کی نوبت آگئی۔ غالباً اسی دوران میں یمامہ کے رئیس ثمامہ ابن اثال رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور وہاں سے غلہ کی جو بھرتی مکہ کو جاتی تھی بند کر دی۔ غرض اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ شدت کی بھوک اور مسلسل خشک سالی کے زمانہ میں جو زمین و آسمان کے درمیان دھواں سا آنکھوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اور ویسے بھی مدت دراز تک بارش بند رہنے سے گرد و غبار وغیرہ چڑھ کر آسمان پر دھواں سا معلوم ہونے لگتا ہے۔ اس کو یہاں دخان سے تعبیر فرمایا۔ اس تقدیر پر "يَغْشَى النَّاسَ" میں لوگوں سے مراد مکہ والے ہوں گے۔ گویا یہ ایک پیشین گوئی تھی اگلا پہلا علیہ تو "فَانْتَظِرْ" جو پوری ہوئی۔ ف یعنی اس عذاب میں مبتلا ہو کر یوں کہیں گے کہ اب تو اس آفت سے نجات دیجئے آگے کو ہماری توبہ ہم کو اب یقین آگیا۔ پھر شرارت نہ کریں گے۔ پکے مسلمان بن کر رہیں گے۔ آگے اس کا جواب دیا ہے۔ ف یعنی اب موقع سمجھنے اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے کا کہاں رہا۔ اُس وقت تو مانا نہیں جب ہمارا پیغمبر کھلے کھلے نشان اور کھلی کھلی ہدایات لے کر آیا تھا۔ اُس وقت کہتے تھے کہ یہ باؤلا ہے۔ کبھی کہتے کہ کسی دوسرے سے سیکھ کر اُس نے یہ کتاب تیار کر لی ہے۔ ابن عباس کی تفسیر پر یہ مطلب ہوا۔ اور ابن مسعود کی تفسیر کے موافق یہ معنی ہوں گے کہ اہل مکہ نے قحط وغیرہ سے تنگ آکر درخواست کی کہ یہ آفت ہم سے دور کیجئے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابوسفیان وغیرہ نے حضرت کی خدمت میں فریاد کی کہ آپ تو کہتے ہیں کہ میں رحمت ہوں اور یہ آپ کی قوم قحط و خشک سالی سے تباہ ہو رہی ہے۔ ہم آپ کو رحم اور قرابت کا واسطہ دیتے ہیں کہ اس مصیبت کے دور ہونے کی دعا کیجئے اگر ایسا ہو گیا تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے بارش ہوئی اور ثمامہ سے جو غلہ روک دیا تھا وہ بھی آپ نے کھلوا دیا پھر بھی وہ ایمان نہ لائے۔ اسی کو فرماتے ہیں "اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى" یعنی یہ لوگ ان باتوں سے ماننے والے کہاں ہیں۔ اس قسم کی چیزوں میں تو بہت کچھ دیکھ کر گذر لیں۔ جو چیز بالکل کھلی ہوئی آفتاب سے زیادہ روشن تھی یعنی آپ کی پیغمبری اُسی کو نہ مانا۔ کوئی مجنون بتلانے لگا۔ کسی نے کہا کہ صاحب! فلاں رومی غلام سے کچھ مضامین سیکھ گئے ہیں اُن کو اپنی عبارت میں ادا کر دیتے ہیں۔ ایسے متعصب معاندین سے سمجھنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ ف یعنی اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے عذاب ہٹا لیں تو پھر وہ ہی حرکتیں کریں گے جو پہلے کرتے تھے۔ اور ابن مسعود کی تفسیر پر یہ مطلب ہوگا کہ اچھا ہم تھوڑی مدت کے لئے یہ عذاب ہٹائے دیتے ہیں۔ پھر دیکھ لینا، وہ ہی کریں گے جو پہلے کرتے تھے۔ ف ابن عباس کے نزدیک بڑی پکڑ قیامت میں ہوگی۔ غرض یہ ہے کہ آخرت کا عذاب نہیں ٹلتا۔ اور ابن مسعود کے نزدیک "بڑی پکڑ" سے معرکہ "بدر" کا واقعہ مراد ہے۔ جہاں ان لوگوں سے بدلہ لیا گیا۔ ف یعنی حضرت موسیٰ کے ذریعہ سے اُن کا امتحان کیا گیا کہ اللہ کے پیغام کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ ف یعنی خدا کے بندوں کو اپنا بندہ مت بناؤ۔ بنی اسرائیل کو غلامی سے آزادی دو اور میرے حوالہ کرو۔ میں جہاں چاہوں لے جاؤں۔ ف "کھلی سند" وہ معجزات تھے جو حضرت موسیٰ نے دکھائے۔ "عصا" اور "ید بیضا" وغیرہ۔ ف یہ اُن کی دھمکیوں کا جواب دیا۔ یعنی میں تمہارے ظلم و ایذا سے خدا کی پناہ حاصل کر چکا ہوں وہ میری حمایت پر ہے اور اسی کی حفاظت پر مجھے بھروسہ ہے۔ ف یعنی اگر میری بات نہیں مانتے تو کم از کم مجھے ایذا دے کر اپنے جرم کو سنگین مت کرو۔ "اگر تو امید نیست بہ بد مرساں" اور حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی اپنی قوم کو لے جاؤں تم راہ نہ روکو۔ ف یعنی آخر مجبور ہو کر اللہ سے فریاد کی کہ یہ لوگ اپنے جرائم سے باز آنے والے نہیں۔ اب آپ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ وہاں کیا دیر تھی۔ حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ فرعونیوں کو اطلاع کئے بدون بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات مصر سے چلے جاؤ۔ کیونکہ دن ہونے پر جب انہیں اطلاع ہوگی اُس وقت تمہارا پیچھا کریں گے۔ لیکن راستہ میں سمندر پڑے گا جس پر عصا مارنے سے پانی اِدھر اُدھر ہٹ جائے گا اور درمیان میں خشک صاف راستہ نکل آئے گا۔ اُسی راستہ سے اپنی قوم کو لے کر گذر جاؤ۔ ف یعنی اس کی فکر مت کرو کہ دریا میں خدا کی قدرت سے جو راستہ بن گیا وہ باقی رہے۔ اس کو اسی حالت میں چھوڑ دے۔ یہ راستہ دیکھ کر ہی تو فرعون کے لشکر اُس میں گھسنے کی ہمت کریں گے۔ چنانچہ وہ سب خشک راستہ دیکھ کر اندر گھسے اُس کے بعد خدا کے حکم سے سمندر کا پانی چاروں طرف سے آکر مل گیا۔ سارا لشکر اس طرح غرقاب ہوا

يَغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا

جو گھیرے لوگوں کو یہ ہے دُکھ کی مار اے رب کھول دے ہم سے یہ آفت

جو گھیر لیوے لوگوں کو یہ ہے عذاب دردناک ف اے رب کھول دے ہم پر سے یہ آفت ہم

مُؤْمِنُونَ ۝ أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝ ثُمَّ

ہم یقین لاتے ہیں کہاں ملے اُن کو سمجھنا اور آچکا ان پاس رسول کھول کر سنانے والا پھر

یقین لاتے ہیں ف کہاں ملے اُن کو سمجھنا اور آچکا اُن کے پاس رسول کھول کر بتلانے والا ف پھر

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ۝ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ

اُس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا ف ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں

اُس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا ف ہم کھولے دیتے ہیں یہ عذاب تھوڑی مدت تک

إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ۝ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۝

تم پھر وہی کرتے ہو ف جس دن پکڑیں گے ہم بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں ف

تم پھر وہی کرو گے ف جس دن پکڑیں گے ہم بڑی پکڑ تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں ف

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۝ أَنْ أَدُّوا

اور جانچ چکے ہم ان سے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا ان پاس رسول عزت والا کہ حوالے کرو میرے

اور جانچ چکے ہیں ہم اُن سے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا اُن کے پاس رسول عزت والا ف کہ حوالے کرو

إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ

خدا کے بندے میں تم پاس آیا ہوں بھیجا معتبر ف اور یہ کہ چڑھے نہ جاؤ اللہ کے مقابل

میرے بندے خدا کے ف میں تمہارے پاس آیا ہوں بھیجا ہوا معتبر ☆ اور یہ کہ چڑھے نہ جاؤ اللہ کے مقابل

إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن

میں لایا ہوں تم پاس ایک سند کھلی اور میں پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی

میں لاتا ہوں تمہارے پاس سند کھلی ہوئی ف اور میں پناہ لے چکا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس

تَرْجُمُونِ ۝ وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ۝ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ

اس سے کہ مجھ کو سنگسار کرو ف اور اگر تم یقین نہیں کرتے مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ف پھر پکارا اپنے رب کو کہ

بات سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو ف اور اگر تم نہیں یقین کرتے مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ف پھر دعا کی اپنے رب کو

هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ۝ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ۝ وَ

یہ لوگ گنہگار ہیں پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے اور

یہ لوگ گنہگار ہیں ☆ پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے ف اور

اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ۝ كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ وَ

چھوڑ جا دریا کو تھم رہا البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں کتنے چھوڑ گئے باغ اور

چھوڑ جا دریا کو تھما ہوا البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں ف بہت سے چھوڑ گئے باغ اور

عُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ۝

سرچشمے اور کھیتیاں اور گھر خاصے اور آرام جس میں تھے باتیں بناتے

چشمے ☆ اور کھیتیاں اور گھر خاصے ☆ اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے ☆

منزل ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی بنی اسرائیل کو جیسے سورۂ شعراء میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے فرعون کے غرق ہوئے پیچھے بنی اسرائیل کا دخل ہوا مصر میں۔ ف۲ حدیث میں فرمایا مسلمان کے مرنے پر روتا ہے دروازہ آسمان کا جس سے اس کی روزی اترتی تھی اور زمین جہاں وہ نماز پڑھتا تھا۔ ف۳ یعنی اگرچہ اُن میں یعنی بنی اسرائیل میں خرابیاں بھی معلوم تھیں۔ ف۴ یعنی حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے۔ ف۵ تبع بادشاہ تھا یمن کا سب قوم اس کی بُت پرست۔ اُس کو یقین آیا تورات پر اپنی قوم کے سامنے آزمایا کہ سچا دین کون سا بڑی آگ جلائی۔ عالم یہود کے تورات بغل میں لے کر اس میں گُھس گئے نہ جلے۔ وہ بُت پرست بُت کو بغل میں لے کر چلے جلنے لگے، آگے بھاگے۔ اُس کی قوم اُس کی دشمن ہوئی۔ آخر خراب ہوئے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

كَذٰلِكَ ۖ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا

اسی طرح اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہم نے ایک اور قوم کو ف۱ پھر نہ رویا اُن پر آسمان اور زمین اور نہ

یوں ہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہم نے ایک دوسری قوم کے ف۱ پھر نہ رویا اُن پر آسمان اور زمین ف۲ اور نہ

ع ۱۴ كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

ملی اُن کو ڈھیل ف۳ اور ہم نے بچا نکالا بنی اسرائیل کو ذلت کی مار سے

ملی اُن کو ڈھیل ☆ اور ہم نے بچا نکالا بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے ☆

مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي

فرعون سے بے شک وہ تھا چڑھ رہا حد سے بڑھنے والا اور ہم نے اُن کو پسند کیا

جو فرعون کی طرف سے تھی ف۴ بے شک وہ تھا چڑھ رہا حد سے بڑھ جانے والا ف۵ اور اُن کو ہم نے پسند کیا جان

عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰۗؤٌا مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ

جان بوجھ کر جہان کے لوگوں سے ف۶ اور دیں اُن کو نشانیاں جن میں مدد تھی صریح ف۷ یہ لوگ

بوجھ کر جہان کے لوگوں سے ف۶ اور دیں ہم نے اُن کو نشانیاں جن میں تھی مدد صریح ف۷

هٰٓؤُلَاۗءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ اِنْ هِىَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝

کہتے ہیں اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں

یہ لوگ کہتے ہیں اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہم کو پھر اُٹھنا نہیں ف۸

فَاْتُوْا بِاٰبَاۗىِٕنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ

بھلا لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو اب یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو

بھلا لے تو آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو ف۹ بھلا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم ف۱۰ اور جو

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ

اُن سے پہلے تھے ہم نے اُن کو کھپا دیا وہ تھے گناہگار ف۱۱ اور ہم نے جو بنایا آسمان

اُن سے پہلے تھے ہم نے اُن کو غارت کر دیا بے شک وہ تھے گنہگار ف۱۱ اور ہم نے جو بنایا آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ

اور زمین اور جو اُن کے بیچ ہے کھیل نہیں اُن کو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام پر پر بہت لوگ

اور زمین اور جو اُن کے بیچ ہے کھیل نہیں بنایا اُن کو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام پر

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

نہیں سمجھتے تحقیق فیصلے کا دن وعدہ ہے اُن سب کا

بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۱۲ تحقیق فیصلہ کا دن وعدہ ہے اُن سب کا ف۱۳

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَـيْـــًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ

جس دن کام نہ آوے کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ اور نہ اُن کو مدد پہنچے مگر جس پر مہر کرے

جس دن کام نہ آئے کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ بھی اور نہ اُن کو مدد پہنچے ف۱۴ مگر جس پر

ع ۱۳ ۱۵ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۝

اللہ بے شک وہی ہے زبردست رحم والا مقرر درخت سینڈھ کا

رحمت کرے اللہ بے شک وہی ہے زبردست رحم والا ف۱۵ مقرر درخت سینڈھ کا ☆

ف۱ یعنی بنی اسرائیل کے ہاتھوں میں دے دیا۔ جیسا کہ سورۂ شعراء میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر میں بنی اسرائیل کا دخل ہوا اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جس قسم کے سامان فرعونیوں نے چھوڑ چلے تھے ویسے ہی بنی اسرائیل کو دیئے۔ واللہ اعلم۔ ف۲ روایات میں ہے کہ مومن کے مرنے پر آسمان کا وہ دروازہ روتا ہے جس سے اس کی روزی اترتی تھی یا جس سے اس کا عمل صالح اوپر چڑھتا تھا۔ اور زمین روتی ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا۔ یعنی افسوس وہ سعادت ہم سے چھن گئی۔ کافر کے پاس عمل صالح کا بیج ہی نہیں، پھر اس پر آسمان یا زمین کیوں روئے بلکہ شاید خوش ہوتے ہوں گے کہ چلو پاپ کٹا "خس کم جہاں پاک"۔ ف۳ بلکہ فرعون کا وجود ایک مجسم مصیبت تھا۔ ف۴ یعنی بڑا متکبر اور سرکش تھا۔ ف۵ یعنی اگرچہ بنی اسرائیل کی کمزوریاں بھی ہم کو معلوم تھیں تاہم اُن کو ہم نے اُس زمانہ کے تمام لوگوں سے فضیلت دی۔ اور بعض فضائل جزئیہ تو وہ ہیں جو آج تک کسی قوم کو میسر نہیں ہوئے مثلاً اتنے بے شمار انبیاء کا اُن میں اٹھایا جانا۔ ف۶ یعنی حضرت موسیٰ کے ذریعہ سے مثلاً من و سلویٰ کا اتارنا، بادل کا سایہ کرنا، وغیرہ ذلک۔ ف۷ درمیان میں حضرت موسیٰ کی قوم کا ذکر استطراداً آ گیا تھا۔ یہاں سے پھر حضورؐ کی قوم کا تذکرہ چلتا ہے۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہماری آخری حالت بس یہی ہے کہ موت آ جائے موت کے بعد سب قصہ ختم۔ موجودہ زندگی کے سوا دوسری زندگی کوئی نہیں۔ کہاں کا حشر اور کیسا حساب کتاب۔ ف۸ یعنی پیغمبر اور مومنین سے کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے عقیدہ میں سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو اچھا ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو زندہ کر کے دکھلا دو تب ہم جانیں۔ ف۹ تبع "تبع حمیری" کے بادشاہ کا، جس کی حکومت سبا اور حضر موت وغیرہ سب پر تھی۔ تبع بہت گذرے ہیں۔ اللہ جانے یہاں کونسا مراد ہے۔ بہرحال اتنا ظاہر ہے کہ اس کی قوم بہت قوت و جبروت والی تھی۔ جو اپنی سرکشی کی بدولت تباہ کی گئی۔ ابن کثیرؒ نے اس سے قوم سبا مراد لی ہے جس کا ذکر سورۂ سبا میں گذر چکا۔ واللہ اعلم۔ ف۱۰ مثلاً عاد و ثمود وغیرہ۔ ان سب کو اللہ نے اُن کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر کے چھوڑا۔ کیا تم اُن سے بہتر یا اُن سے زیادہ طاقتور ہو، کہ تم کو ہلاک نہ کرے گا یا نہ کر سکے گا۔ ف۱۱ یعنی اتنا بڑا کارخانہ کوئی کھیل تماشا نہیں۔ بلکہ بڑی حکمت سے بنایا گیا ہے جس کا نتیجہ ایک دن نکل کر رہے گا۔ وہ ہی نتیجۂ آخرت ہے۔ ف۱۲ یعنی اُس دن سب کا حساب یک وقت ہو جائے گا۔ ف۱۳ یعنی نہ کسی اور طرف سے مدد پہنچ سکے گی۔ ف۱۴ یعنی بس جس پر اللہ کی رحمت ہو جائے وہی بچے گا۔ کما ورد فی الحدیث: اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝

کھانا ہے گنہگار کا جیسے پگھلا تانبا کھولتا ہے پیٹوں میں جیسے کھولتا پانی

کھانا ہے گنہگار کا ف جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے پیٹوں میں ☆ جیسے کھولتا پانی ☆

خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ

پکڑو اس کو اور دھکیل لے جاؤ بیچوں بیچ دوزخ کے پھر ڈالو اس کے سر پر

پکڑو اس کو اور دھکیل کرلے جاؤ بیچوں بیچ دوزخ کے ف۲ پھر ڈالو اس کے سر پر

عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم

جلتے پانی کا عذاب چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار ف یہ وہی ہے جس میں تم

پانی کا عذاب ف۳ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار ف۴ یہ وہی ہے جس میں تم

بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝

دھوکا رکھتے تھے بے شک ڈر والے گھر میں ہیں چین کے باغوں میں اور چشموں میں

دھوکے میں پڑے تھے ف۵ بے شک ڈرنے والے گھر میں ہیں چین کے ف۶ باغوں میں اور چشموں میں ☆

يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ كَذَٰلِكَ

پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی اور گاڑھی ایک دوسرے کے سامنے اسی طرح اور

پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی اور گاڑھی ایک دوسرے کے سامنے ف۷ اسی طرح ہوگا اور

وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۝

بیاہ دیں ہم نے ان کو گوریاں بڑی آنکھوں والیاں منگواتے ہیں وہاں ہر میوہ خاطر جمع سے

بیاہ دیں ہم ان کو حوریں بڑی آنکھوں والیاں ف۸ منگوائیں گے وہاں ہر میوہ دل جمعی سے ف۹

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ

نہ چکھیں گے وہاں مرنا مگر جو پہلے مر چکے اور بچایا ان کو دوزخ کی مار

نہ چکھیں گے وہاں موت مگر جو پہلے آچکی ف۱۰ اور بچا دیا ان کو دوزخ کے

الْجَحِيمِ ۝ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ

سے فضل سے تیرے رب کے یہی ہے بڑی مراد ملنی سو یہ قرآن آسان کیا

عذاب سے ☆ فضل سے تیرے رب کے یہی ہے بڑی مراد ملنی ف۱۱ سو یہ قرآن آسان کیا

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ۝

ہم نے تیری بولی میں شاید وہ یاد رکھیں اب تو راہ دیکھ وہ بھی راہ تکتے ہیں

ہم نے اس کو تیری بولی میں تاکہ وہ یاد رکھیں ف۱۲ اب تو راہ دیکھ وہ بھی راہ تکتے ہیں ف۱۳

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ سَبْعٌ وَثَلٰثُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۂ جاثیہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ☆ سینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

حم ۝ تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ

اتارنا کتاب کا ہے اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا بے شک آسمانوں میں

☆ اتارنا کتاب کا ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ☆ بے شک آسمانوں میں

ف۱ کسی ادنیٰ مشابہت کی وجہ سے اس کو "زقوم" (سیہنڈ) کہا گیا ہے۔ ورنہ دوزخ کے سیہنڈ کی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے جیسے بعض فضائے جنت اور فضائے دنیوی میں اشتراک اسمی ہے اسی طرح جہنم کے متعلق سمجھ لو۔ ف۲ یہ حکم فرشتوں کو ہوگا جو تعذیب مجرمین پر مامور ہیں۔ ف۳ وہ پانی دماغ سے اتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا باہر نکل آئے گا۔ (اعاذنا اللہ منہ) ف۴ یعنی تو وہی ہے جو دنیا میں بڑا معزز و مکرم سمجھا جاتا اور اپنے کو ایسا ثابت کیا کرتا تھا۔ اب وہ عزت اور سرداری کہاں گئی۔ ف۵ یعنی تم کو کہاں یقین تھا کہ یہ دن بھی دیکھنا پڑے گا۔ اسی دھوکہ میں تھے کہ بس دنوں ہی کھیلتے کودتے گذر جائے گی آخر مٹی میں مل کر مٹی ہوجائیں گے۔ آگے کچھ بھی نہیں۔ اب دیکھ لیا کہ وہ باتیں سچی تھیں جو پیغمبروں نے بیان کی تھیں۔ ف۶ یعنی جو یہاں اللہ سے ڈرتے ہیں وہاں امن چین سے ہوں گے کسی طرح کا خوف اور غم پاس نہ آئے گا۔ ف۷ یعنی ان کی پوشاک باریک اور دبیز ریشم کی ہوگی۔ اور ایک جنتی دوسرے سے اعراض نہ کرے گا بے تکلف دوستوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ ف۸ یعنی ان سے جوڑے ملادیں گے۔ ف۹ یعنی جس میوے کو جی چاہے گا فوراً حاضر کرا دیا جائے گا۔ کوئی فکر نہ ہوگی۔ پوری دلجمعی سے کھا پی رہیں گے۔ ف۱۰ یعنی جو موت پہلے آچکی وہ آچکی اب آگے کبھی موت نہیں۔ دائماً اسی عیش و نشاط میں رہنا ہے نہ ان کو فنا نہ ان کے سامانوں کو۔ ف۱۱ اس سے بڑی کامیابی کیا ہوسکتی ہے کہ عذاب الٰہی سے محفوظ و مامون رہے اور ابدالآباد کے لئے مورد الطاف و افضال بنے۔ ف۱۲ یعنی اپنی مادری زبان میں آسانی سے سمجھ لیں اور یاد رکھیں ف۱۳ یعنی اگر نہ سمجھیں تو آپ چندے انتظار کیجئے۔ ان کا برا انجام سامنے آجائے گا۔ وہ تو منتظر ہیں کہ آپ پر کوئی افتاد پڑے لیکن آپ دیکھتے جائیے کہ ان کا کیا حال بنتا ہے۔

(تم سورة الدخان بفضل اللہ ورحمتہ فللہ الحمد والمنۃ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ

اور زمین میں بہت پتے ہیں ماننے والوں کو اور تمہارے بنانے میں اور جتنے بکھیرتا ہے

اور زمین میں بہت نشانیاں ہیں ماننے والوں کے واسطے ف۱ اور تمہارے بنانے میں اور جس قدر پھیلا رکھے ہیں

دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ

جانور پتے ہیں ایک لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اور بدلنے میں رات دن کے اور وہ جو اتاری

جانور نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں ف۲ اور بدلنے میں رات دن کے اور وہ جو اتاری

اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ

اللہ نے آسمان سے روزی پھر جلایا اس سے زمین کو مر گئے پیچھے اور بدلنے میں

اللہ نے آسمان سے روزی ف۳ پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مر جانے کے پیچھے اور بدلنے میں

الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ

باؤں کے پتے ہیں ایک لوگوں کو جو بوجھتے ہیں یہ باتیں ہیں اللہ کی ہم سناتے ہیں تجھ کو ٹھیک

ہواؤں کے نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے واسطے جو سمجھ سے کام لیتے ہیں۔ ف۴ یہ باتیں ہیں اللہ کی ہم سناتے ہیں تجھ کو ٹھیک ٹھیک

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ

پھر کون سی بات کو اللہ اور اس کی باتیں چھوڑ کر مانیں گے خرابی ہے ہر جھوٹے

پھر کونسی بات کو اللہ اور اس کی باتوں کو چھوڑ کر مانیں گے ف۵ خرابی ہے ہر جھوٹے

اَثِيْمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ

گنہگار کو کہ سنے باتیں اللہ کی اس پاس پڑھی جاویں پھر ضد کرے غرور سے جیسے وہ سنی نہیں

گنہگار کے لئے کہ سنتا ہے باتیں اللہ کی کہ اس کے پاس پڑھی جاتی ہیں پھر ضد کرتا ہے غرور سے گویا سنا ہی نہیں ف۶

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا ۨ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ

سو خوشی سنا اس کو ایک دکھ والی مار کی اور جب خبر پاوے ہماری باتوں میں کسی چیز کی اس کو ٹھہراوے ٹھٹھا

سو خوشخبری سنا دے اس کو ایک عذاب دردناک کی اور جب خبر پائے ہماری باتوں میں سے کسی کی اس کو ٹھہرائے ٹھٹھا

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ

ایسوں کو ذلت کی مار ہے پرے ان کے دوزخ ہے اور کام نہ آوے گا ان کو

ایسوں کو ذلت کا عذاب ہے ف۷ پرے ان کے دوزخ ہے اور کام نہ آئے گا ان کے

مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ

جو کمایا تھا کچھ اور نہ وے جو پکڑے تھے اللہ کے سوائے رفیق اور ان کو

جو کمایا تھا ذرا بھی اور نہ وہ کہ جن کو پکڑا تھا اللہ کے سوائے رفیق ف۸ اور ان کے واسطے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ

بڑی مار ہے یہ سمجھا دیا اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے

بڑا عذاب ہے ☆ یہ سمجھا دیا اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے ان کے لئے

ع ۱۱
۱۶
عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

ان کو مار ہے ایک بلا کی دکھ والی اللہ وہی ہے جس نے بس میں دیا تمہارے دریا کہ چلیں اس میں جہاز

عذاب ہے ایک بلا کا دردناک ف۹ اللہ وہ ہے جس نے بس میں کر دیا تمہارے دریا کہ چلیں اس میں جہاز

ف۱ یعنی آدمی ماننا چاہے تو اسی آسمان و زمین کی پیدائش اور ان کے محکم نظام میں غور کرکے مان سکتا ہے کہ ضرور کوئی ان کا پیدا کرنے والا اور تھامنے والا ہے جس نے کمال حکمت و خوبی سے ان کو بنایا اور لامحدود قدرت سے ان کی حفاظت کی۔ البعرة تدل علی البعیر واثر الاقدام تدل علی المسیر فکیف لا یدل ھذا النظام العجیب الغریب علی الصانع اللطیف الخبیر۔ ف۲ یعنی انسان خود اپنی بناوٹ اور دوسرے حیوانات کی ساخت میں غور کرے تو درجہ عرفان و ایقان تک پہنچانے والی ہزاروں نشانیاں اس کو ملیں گی۔ ف۳ یعنی پانی آسمان کی طرف سے آتا ہے جو مادہ ہے روزی کا۔ ف۴ یعنی ذرا بھی سمجھ سے کام لیں تو معلوم ہو جائے کہ یہ امور بجز اس زبردست قادر و حکیم کے اور کسی کے بس میں نہیں۔ جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی تقریر گزر چکی۔ ف۵ یعنی اللہ کو چھوڑ کر دوسرا کون ہے اور اس کی باتیں چھوڑ کر کس کی بات ماننے کے قابل ہے۔ جب اس بڑے مالک کی ایسی سچی اور صاف باتیں بھی کوئی بدبخت قبول نہ کرے تو آخر کس چیز کا منتظر ہے جسے قبول کرے گا۔ ف۶ یعنی ضد اور غرور کی وجہ سے اللہ کی بات نہیں سنتا۔ اس کی شیخی اجازت نہیں دیتی کہ اپنی جہالت سے ہٹے۔ حق کو سن کر اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا سنا ہی نہیں۔ ف۷ یعنی جس طرح وہ آیات اللہ کے ساتھ اہانت و استخفاف کا معاملہ کرتا ہے، سزا بھی سخت اہانت و ذلت کی ملے گی۔ جو آگے آرہی ہے۔ ف۸ یعنی اموال و اولاد وغیرہ کوئی چیز اس وقت کام نہ آئے گی۔ نہ وہ کام آئیں گے جن کو اللہ کے سوا معبود یا رفیق و مددگار بنا رکھا تھا اور جن سے بہت کچھ اعانت و امداد کی توقعات تھیں۔ ف۹ یعنی یہ قرآن عظیم الشان ہدایت ہے جو سب طرح کی برائی بھلائی انسان کو سمجھانے کے لئے آئی ہے جو اس کو نہ مانیں وہ سخت قلیظ اور دردناک عذاب بھگتنے کے لئے تیار رہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی سمندر جیسی مخلوق کو ایسا مسخر کر دیا کہ تم بے تکلف اپنی کشتیاں اور جہاز اُس میں لئے پھرتے ہو۔ میلوں کی گہرائیوں کو پایاب کر رکھا ہے۔ ف۲ یعنی بحری تجارت کرو، یا شکار کھیلو، یا اُس کی تہ میں سے موتی نکالو۔ اور یہ سب

فِيهِ بِأَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا

اُس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اُس کے فضل سے اور شاید تم حق مانو اور کام لگائے تمہارے

اُس کے حکم سے ف اور تاکہ تلاش کرو اُس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۲ اور کام میں لگا دیا تمہارے

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

جو کچھ ہیں آسمانوں میں اور زمین میں سب اُس کی طرف سے اس میں پتے ہیں ایک لوگوں کو

جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں سب کو اپنی طرف سے ف۳ اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے واسطے جو

يَّتَفَكَّرُونَ ۝ قُلْ لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ اَيَّامَ اللّٰهِ

جو دھیان کرتے ہیں کہہ دے ایمان والوں کو معاف کریں اُن کو جو اُمید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی کہ

دھیان کرتے ہیں ف۴ کہہ دے ایمان والوں کو درگزر کریں اُن سے جو اُمید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی ف۵

لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

وہ سزا دے ایک لوگوں کو بدلا اُس کا جو کماتے تھے ف جس نے بھلا کیا تو اپنے واسطے اور جس نے

تاکہ وہ سزا دے ایک قوم کو بدلا اُس کا جو کماتے تھے ف۶ جس نے بھلا کام کیا تو اپنے واسطے اور جس نے

اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْۤ اِسْرَاۗءِيلَ الْكِتٰبَ

بُرا کیا تو اپنے حق میں پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے اور ہم نے دی ہے بنی اسرائیل کو کتاب

بُرا کیا سو اپنے حق میں ف۷ پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے ف۸ اور ہم نے دی بنی اسرائیل کو کتاب

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ۝ وَ

اور حکومت اور پیغمبری اور کھانے کو دیئے ستھری چیزیں اور بزرگی اُن کو جہان پر اور

اور حکومت اور پیغمبری اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں ف۹ اور بزرگی دی اُن کو جہان پر ف۱۰ اور

اٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوۤا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ

دیں اُن کو کھلی باتیں دین کی پھر پھوٹ جو ڈالی تو بعد آچکے سمجھ آپس

دیں اُن کو کھلی باتیں دین کی ف۱۱ پھر انہوں نے پھوٹ جو ڈالی تو سمجھ آچکنے کے بعد

بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۗ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

کی ضد سے تیرا رب چکوتی کرے گا اُن میں قیامت کے دن جس بات میں وہ جھگڑتے تھے

آپس کی ضد سے بے شک تیرا رب فیصلہ کرے گا اُن میں قیامت کے دن جس بات میں وہ جھگڑتے تھے ف۱۲

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستے پر اس کام کے سو تو اسی پر چل اور نہ چل چاؤں پر نادانوں کی

پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستہ پر دین کے کام کے سو تو اسی پر چل اور مت چل خواہشوں پر نادانوں کی ف۱۳

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۗ وَاِنَّ الظّٰلِمِينَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ

وہ کام نہ آویں گے تیرے اللہ کے سامنے کچھ اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق ہیں

وہ ہرگز کام نہ آئیں گے تیرے اللہ کے سامنے ذرا بھی ف۱۴ اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق ہیں

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ۝ هٰذَا بَصَاۗئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوقِنُونَ ۝

اور اللہ رفیق ہے ڈر والوں کا یہ سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کے واسطے اور راہ کی اور مہر ہے اُن لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں

اور اللہ رفیق ہے ڈرنے والوں کا ف۱۵ یہ سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کے واسطے اور راہ کی اور رحمت ہے اُن لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں ف۱۶

منافع و فوائد حاصل کرتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولو۔ اُس کا حق پہچانو۔ زبان و دل اور قلب و قالب سے شکر ادا کرو۔ ف۳ یعنی اپنے حکم اور قدرت سے سب کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ یہ اُسی کی مہربانی ہے کہ ایسی ایسی عظیم الشان مخلوقات انسان کی خدمت گذاری میں لگی ہوئی ہیں۔ ف۴ آدمی دھیان کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ چیز اُس کے بس کی نہ تھی۔ محض اللہ کے فضل اور اُس کی قدرت کاملہ سے یہ اشیاء ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ تو لامحالہ ہم کو بھی کسی کے کام میں لگنا چاہئے۔ وہ کام یہی ہے کہ اُس منعم حقیقی اور محسن علی الاطلاق کی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری میں اپنی حیاتِ مستعار کے لمحات صرف کر دیں تاکہ آئندہ چل کر ہمارا انجام درست ہو۔ ف۵ ایامُ اللہ "اللہ کے دنوں" سے مُراد وہ دن ہیں جن میں اللہ اپنے دشمنوں کو کوئی خاص سزا دے یا اپنے فرمانبرداروں کو کسی خصوصی انعام و اکرام سے سرفراز فرمائے۔ لہٰذا "الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ اَيَّامَ اللّٰهِ" سے وہ کفار مُراد ہوئے جو اُس کی رحمت سے نااُمید اور اُس کے عذاب سے بے فکر ہیں۔ ف۶ یعنی مسلمان آپ اُن سے بدلہ لینے کی فکر نہ کریں اللہ پر چھوڑ دیں۔ وہ اُن کی شرارتوں پر کافی سزا اور مومنین کے صبر و تحمل اور عفو و درگذر کا مناسب صلہ دے گا۔ ف۷ یعنی بھلے کام کا فائدہ کام کرنے والے کو پہنچتا ہے۔ اللہ کو اس کی کیا ضرورت؟ اور بدی کرنے والا خود اپنے حق میں بُرا بیج بو رہا ہے۔ ایک کی بُرائی دوسرے پر نہیں پڑتی۔ غرض ہر شخص اپنے نفع نقصان کی فکر کرے۔ اور جو عمل کرے یہ سمجھ کر کرے کہ اُس کا سود و زیاں اُسی کی ذات کو پہنچے گا۔ ف۸ یعنی وہاں پہنچ کر سب بُرائی بھلائی سامنے آجائے گی۔ اور ہر ایک اپنی کرتوت کا پھل چکھے گا۔ ف۹ یعنی تورات دی اور سلطنت یا قوت فیصلہ، یا دانائی کی باتیں یا دین کی سمجھ عطا کی۔ اور کس قدر کثرت سے پیغمبر اُن میں سے اُٹھائے۔ یہ تو روحانی غذا ہوئی جسمانی غذا دیکھو تو وہ بھی بہت افراط سے دی گئی۔ حتیٰ کہ مَنّ و سلویٰ اُتارا گیا۔ ف۱۰ یعنی اُس زمانہ میں سارے جہان پر اُن کو فضیلت کُلّی حاصل تھی اور بعض فضائل جزئیہ کے اعتبار سے تو "اُس زمانہ" کی قید لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔ ف۱۱ یعنی نہایت واضح اور مفصل احکام، یا کھلے کھلے معجزات جو دین کے باب میں بطور حجت و برہان کے پیش کئے جاتے ہیں۔ ف۱۲ یعنی آپس کی ضد اور نفسانیت سے اصل کتاب کو چھوڑ کر بے شمار فرقے بن گئے جن کا عملی فیصلہ قیامت کے دن کیا جائے گا۔ اُس وقت پتہ لگے گا کہ ان کا منشاء نفس پروری اور جاہ پرستی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ف۱۳ یعنی اِن اختلافات اور فرقہ وارانہ کشمکش کی موجودگی میں ہم نے آپ کو دین کے صحیح راستہ پر قائم کر دیا تو آپ کو اور آپ کی اُمت کو چاہئے کہ اس راستہ پر برابر مستقیم رہے کبھی بھول کر بھی جاہلوں اور نادانوں کی خواہشات پر نہ چلے۔ مثلاً اُن کی خواہش یہ ہے کہ آپ اُن کے طعن و تشنیع اور ظلم و تعدی سے تنگ آکر دعوت و تبلیغ ترک کر دیں، یا مسلمانوں میں بھی ویسا ہی اختلاف و تفریق پڑ جائے جس میں وہ لوگ خود مبتلا ہیں۔ ایسی صورت واجب ہے کہ اُن کی خواہشات کو بالکل پامال کر دیا جائے۔ ف۱۴ یعنی اُن کی طرف جھکنا تم کو خدا کے ہاں کچھ کام نہ دے گا۔ ف۱۵ یعنی منصف اور راستی پسند مسلمان ظالم اور بے راہ رَو کافروں کے رفیق نہیں ہو سکتے۔ وہ تو اللہ کے مطیع بندے ہیں اور اللہ ہی اُن کا رفیق و مددگار ہے۔ لازم ہے کہ اُسی کی راہ چلیں، اُسی پر بھروسہ رکھیں۔ ف۱۶ یعنی یہ قرآن بڑی بڑی بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے۔ لوگوں کو کام کی باتیں اور کامیابی کی راہ بتلاتا ہے۔ اور جو خوش قسمت اس کی ہدایات و نصائح پر یقین کر کے عمل پیرا ہوتے ہیں اُن کے حق میں خصوصی طور پر یہ قرآن رحمت و برکت ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی زمانہ نام ہے دہر کا وہ کچھ کام کرنے والا نہیں مگر کسی اور چیز کو کہتے ہیں جو معلوم نہیں ہوتی اور دنیا میں تصرف اُس کا چلتا ہے پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں۔ اسی معنی پر حدیث میں آیا کو دہر اللہ ہے اُس کو بُرا نہ کہئے۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی اللہ تعالیٰ کی شیون حکمت پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی عقلمند یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک بدمعاش آدمی اور ایک مرد صالح کے ساتھ خداوند تعالیٰ یکساں معاملہ کرے گا اور دونوں کا انجام برابر کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ نہ اُن کی زندگی یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں نہ مرنے کے بعد جو حیات طیبہ مومن صالح کو یہاں نصیب ہوتی ہے اور جس نصرت اور علو و رفعت کے وعدے دنیا میں اُس سے کئے گئے وہ ایک کافر بدکار کو کہاں میسر ہیں۔ اُس کے لئے دنیا میں معیشت ضنک اور آخرت میں لعنت و خسران کے سوا کچھ نہیں۔ الغرض یہ دعویٰ بالکل غلط اور یہ خیال مہمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوں اور بدوں کا مرنا اور جینا برابر کر دے گا۔ اُس کی حکمت اُس کو مقتضی نہیں۔ بلکہ ضرور ہے کہ دونوں کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ ظاہر ہو کر رہے۔ اور ہر ایک کی نیکی یا بدی کے آثار فی الجملہ یہاں بھی مشاہدہ ہوں اور اُن کا پوری طرح کمل معائنہ موت کے بعد ہو۔ ف۲ یعنی زمین و آسمان کو یونہی بے کار پیدا نہیں کیا۔ بلکہ نہایت حکمت سے کسی خاص مقصد کے لئے بنایا ہے۔ تا اُن کے احوال میں غور کر کے لوگ معلوم کر سکیں کہ بے شک جو چیز بنائی گئی ٹھیک مرتبہ بنائی اور یہ اندازہ کر لیا جائے کہ ضرور ایک دن اس کارخانہ ہستی کا کوئی عظیم الشان نتیجہ نکلنے والا ہے۔ اُسی کو آخرت کہتے ہیں جہاں ہر ایک کو اُس کی کمائی کا پھل لے گا اور جو بویا تھا وہ ہی کاٹنا پڑے گا۔ سہ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ از مکافات عمل غافل مشو۔ ف۳ یعنی اللہ جانتا تھا کہ اس کی استعداد خراب ہے اور اسی قابل ہے کہ سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے یا یہ مطلب ہے کہ وہ بدبخت علم رکھنے کے باوجود اور سمجھنے بوجھنے کے بعد گمراہ ہوا۔ ف۴ جو شخص محض خواہش نفس کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرا لے جدھر اس کی خواہش لے چلے اُدھر ہی چل پڑے اور حق و ناحق کے جانچنے کا معیار اُس کے پاس یہ ہی خواہش نفس رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ بھی اُسے اُس کی اختیار کردہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ پھر اُس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ نہ کان نصیحت کی بات سنتے ہیں۔ نہ دل کچھ بات کو سمجھتا ہے، نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے ظاہر ہے اللہ جس کو اُس کی کرتوت کی بدولت ایسی حالت پر پہنچا دے، کون سی طاقت ہے جو اس کے بعد اُسے راہ پر لے آئے۔ ف۵ یعنی اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی دوسری زندگی نہیں بس یہ ہی ایک جہان ہے جس میں ہمارا مرنا اور جینا ہے۔ جیسے بارش ہونے پر سبزہ زمین سے اُگا خشکی ہوئی تو سوکھ کر ختم ہو گیا۔ یہی حال آدمی کا، سمجھو ایک وقت آتا ہے پیدا ہوتا ہے۔ پھر معین وقت تک زندہ رہتا ہے آخر زمانہ کا چکر اُسے ختم کر دیتا ہے۔ یہی سلسلہ موت و حیات کا دنیا میں چلتا رہتا ہے۔ آگے کچھ نہیں۔ ف۶ یعنی زمانہ نام ہے دہر کا۔ وہ کچھ کام کرنے والا نہیں کیونکہ نہ اس میں حس ہے نہ شعور نہ ارادہ (الا ان یکون) کسی اور چیز کو کہتے ہوں گے جو معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن دنیا میں اُس کا تصرف چلتا ہے پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں جس کا وجود اور متصرف علی الاطلاق ہونا دلائل فطریہ اور براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور رات دن کا الٹ پھیر اور رات دن کا اول بدل کرنا اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی معنی سے حدیث میں بتلایا گیا کہ دہر اللہ ہے اُس کو بُرا نہ کہنا چاہیئے۔ کیونکہ جب آدمی دہر کو بُرا کہتا ہے اسی نیت سے کہتا ہے کہ حوادث دہر اس کی طرف منسوب ہیں حالانکہ تمام حوادث دہر اللہ کے ارادے اور مشیت سے ہیں تو دہر کی بُرائی کرنے سے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہوتی ہے اعاذنا اللہ منہ۔ ف۷ یعنی جب قرآن کی آیات بابت بعد الموت کی دلائل اُن کو سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ ہم کسی دلیل کو نہیں مانتے لیں اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو زندہ کر کے دکھلا دو۔ تب ہم تسلیم کر لیں گے کہ بے شک موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے۔ ف۸ یعنی جس نے ایک مرتبہ زندہ کیا پھر مارا اُسے کیا مشکل ہے کہ دوبارہ زندہ کر کے سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دے۔ ف۹ اُس دن ذلیل و خوار ہو کر پتہ لگے گا کہ کس دھوکہ میں پڑے ہوئے تھے۔

ع ۲ / ۱۰ / ۱۸

ع ۳ / ۵ / ۱۱

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

کیا خیال رکھتے ہیں جنھوں نے کمائی ہیں بُرائیاں کہ ہم کر دیں گے اُن کو برابر اُن کے جو یقین لائے اور عمل کئے

کیا خیال رکھتے ہیں جنھوں نے کمائی ہیں بُرائیاں کہ ہم کر دیں گے اُن کو برابر اُن لوگوں کی جو کہ یقین لائے اور کئے

الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ

بھلے کام ایک سا اُن کا جینا اور مرنا بُرے دعوے ہیں جو کرتے ہیں اور بنائے اللہ نے آسمان

بھلے کام ایک سا ہے اُن کا جینا اور مرنا بُرے دعوے ہیں جو کرتے ہیں ف۱ اور بنائے اللہ نے آسمان

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٢﴾

اور زمین جیسے چاہئیں اور تا بدلا پاوے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا

اور زمین جیسے چاہئیں اور تاکہ بدلہ پائے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۲

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ

بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرایا اپنا حاکم اپنی چاہ کو اور راہ سے کھویا اُس کو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر کی

بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور راہ سے بچلا دیا اُس کو اللہ نے (دہ) جانتا بوجھتا ف۳ اور مہر

سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ

اُس کے کان پر اور دل پر اور ڈالی اُس کی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لاوے اُس کو اللہ کے سوا

لگا دی اُس کے کان پر اور دل پر اور ڈال دی اُس کی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لائے اُس کو اللہ کے سوائے

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا

کیا تم سوچ نہیں کرتے اور کہتے ہیں اور نہیں یہی ہے ہمارا جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور

سو کیا تم غور نہیں کرتے ف۴ اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی ہے ہمارا جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو

يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا

ہلاک کرتا ہے ہم کو زمانہ اور اُن کو کچھ خبر نہیں اس کی نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۶ اور جب

مرتے ہیں سو زمانہ سے ف۵ اور اُن کو کچھ خبر نہیں اُس کی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۶ اور جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِنْ

سنایئے اُن کو ہماری آیتیں کھلی اور جھگڑا نہیں اُن کو مگر یہی کہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو

سنائی جائیں اُن کو ہماری آیتیں کھلی کھلی اور کچھ دلیل نہیں اُن کی مگر یہی کہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ

اگر تم سچے ہو تو کہہ اللہ جلاتا ہے تم کو پھر مارے گا تم کو پھر اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے

اگر تم سچے ہو ف۷ تو کہہ کہ اللہ ہی جلاتا ہے تم کو پھر مارے گا تم کو پھر اکٹھا کرے گا تم کو قیامت کے

الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ

دن تک اُس میں کچھ شبہ نہیں پر بہت لوگ نہیں سمجھتے اور اللہ کا راج ہے

دن تک اُس میں کچھ شک نہیں پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۸ اور اللہ ہی کا راج ہے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾

آسمانوں میں اور زمین میں اور جس دن قائم ہوگی قیامت اُس دن خراب ہوں گے جھوٹے

آسمانوں میں اور زمین میں اور جس دن قائم ہوگی قیامت اُس دن خراب ہوں گے جھوٹے ف۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف زانو پر بیٹھے عاجزی کرنے کو اور دفتر وہی اعمال جو لکھے گئے ہیں ف بھلا دیں گے یعنی تم پر مہربانی ذکریں گے ۔ ف دنیا کے جینے پر بہکے جانا کہ جیسے ہم دنیا میں مسلمان اور کافر مقابل ہیں، وہاں بھی ہمارا یہی زور چلے گا ۔ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ

اور تو دیکھے ہر فرقہ زانو پر بیٹھے ہیں ہر فرقہ بلایا جاتا ہے اپنے اپنے دفتر پر آج بدلہ پاؤ گے جیسا تم

اور تو دیکھے ہر فرقہ کو کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل ف۱ ہر فرقہ بلایا جائے اپنے اپنے دفتر کے پاس ف۲ جالایا ہوگے جیسا تم

تَعْمَلُونَ ۝ هَٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ ۚ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ

کرتے تھے ف۳ یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ تم

کرتے تھے ف۳ یہ ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک ف۴ ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ تم

تَعْمَلُونَ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۚ

کرتے تھے سو جو یقین لائے ہیں اور بھلے کام کئے سو اُن کو داخل کرے گا اُن کا رب اپنی مہر میں

کرتے تھے ف۵ سو جو لوگ یقین لائے ہیں اور بھلے کام کئے سو اُن کو داخل کرے گا اُن کا رب اپنی رحمت میں

ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ

یہ جو ہے یہی ہے صریح مراد ملنی اور جو منکر ہوئے کیا تم کو سنائی نہ جاتی تھیں باتیں میری

یہ جو ہے یہی ہے صریح مراد ملنی ف۶ اور جو منکر ہوئے (ان) کیا تم کو سنائی نہ جاتی تھیں باتیں میری

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ

پھر تم نے غرور کیا اور ہو رہے تم لوگ گناہگار اور جب کہئے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور اس گھڑی

پھر تم نے غرور کیا اور ہو گئے تم لوگ گنہگار ف۷ اور جب کہئے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت

لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُم مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِن نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ ۝ وَ

میں دھوکا نہیں تم کہتے ہم نہیں سمجھتے کیا ہے وہ گھڑی ہم کو آتا ہے تو ایک خیال سا اور ہم کو یقین نہیں ہوتا اور

میں کچھ شبہ نہیں تم کہتے تھے ہم نہیں سمجھتے کیا ہے قیامت ہم کو آتا تو ہے ایک خیال سا اور ہم کو یقین نہیں ہوتا ف۸

بَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ

کھلیں اُن پر برائیاں اُن کاموں کی جو کئے تھے اور الٹ پڑی اُن پر جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اور حکم ہوا کہ آج ہم تم کو بھلا دیں گے

اور کھل جائیں اُن پر برائیاں اُن کاموں کی جو کئے تھے اور الٹ پڑے اُن پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ف۹ اور حکم ہوگا کہ آج ہم تم کو بھلا دیں گے

كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ۝ ذَٰلِكُم بِأَنَّكُمُ

جیسے تم نے بھلا دیا اپنے اس دن کا ملنا اور گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارے مددگار ف۱۰ یہ تم پر اس واسطے

جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو ف۱۰ اور گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار یہ تم پر اس واسطے کہ

اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا

کہ تم نے پکڑا اللہ کی باتوں کو ٹھٹھا اور بہکے دنیا کے جینے پر سو آج نہ اُن کو نکالنا ہے وہاں سے اور

تم نے پکڑا اللہ کی باتوں کو ٹھٹھا اور بہکے رہے دنیا کی زندگانی پر ف۱۱ سو آج نہ اُن کو نکالنا منظور ہے وہاں سے اور

هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

نہ اُن سے چاہیں توبہ ف۱۱ سو اللہ کو ہے سب خوبی جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا

نہ اُن سے مطلوب ہے توبہ ف۱۲ سو اللہ ہی کے واسطے ہے سب خوبی جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اور اسی کو بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا

اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۱۳

منزل ۶

ف۱ یعنی خوف و ہیبت سے ۔ ف۲ یعنی اعمال نامہ کی طرف بلایا جائے گا کہ آؤ اس کے موافق حساب دو ۔ آج ہر ایک کو اسی کا بدلہ ملے گا جو اس نے دنیا میں کمایا تھا ۔ ف۳ یعنی جو کام کئے تھے یہ اعمال نامہ ٹھیک ٹھیک وہی بتلاتا ہے ۔ ذرہ بھر کمی بیشی نہیں ۔ ف۴ یعنی ہمارے علم میں تو ہر چیز ازل سے ہے مگر ضابطہ میں ہمارے فرشتے لکھنے پر مامور تھے اُن کی لکھی ہوئی مکمل رپورٹ آج تمہارے سامنے ہے ۔ ف۵ یعنی جنت میں جہاں اعلیٰ درجہ کی رحمت اور ہر قسم کی مہربانیاں ہوں گی ۔ ف۶ یعنی ہماری طرف سے نصیحت و فہمائش اور اتمام حجت کا کوئی دقیقہ اٹھا کر نہ رکھا گیا اس پر بھی تمہارے غرور کی گردن نیچی نہ ہوئی ۔ آخر پکے مجرم بن کر رہے ۔ یا "وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ" کا مطلب یہ لیا جائے کہ تم پہلے ہی سے جرائم پیشہ تھے ۔ ف۷ یعنی ہم نہیں جانتے قیامت کیسی ہوتی ہے ۔ تم جو کچھ قیامت کے عجیب و غریب احوال بیان کرتے ہو ہم کو کسی طرح اُن کا یقین نہیں ہوتا ۔ یوں سنی سنائی باتوں سے کچھ ضعیف سا امکان اور دھندلا سا خیال کبھی آ جاتا ہے وہ دوسری بات ہے ف۸ یعنی جب قیامت آئے گی اِن کی تمام بدکاریاں اور اُن کے نتائج سامنے آ جائیں گے اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں کا جو مذاق اڑایا کرتے تھے وہ خود اِن ہی پر الٹ پڑے گا ف۹ یعنی دنیا میں جیسا تم نے آج کے دن کو یاد نہ رکھا تھا ۔ آج ہم تم کو مہربانی سے یاد نہ کریں گے ہمیشہ کے لئے اسی طرح عذاب میں پڑا چھوڑ دیں گے جیسے تم نے اپنے کو دنیا کے مزوں میں پھنسا کر چھوڑ دیا تھا ۔ ف۱۰ یعنی دنیا کے مزوں میں پڑ کر خیال ہی نہ کیا کہ یہاں سے کبھی جانا اور خدا کے سامنے پیش ہونا بھی ہے ۔ اور اگر کبھی کچھ خیال آیا بھی تو یوں کہہ کر دل کی تسلی کر لی کہ جس طرح دنیا میں ہم مسلمانوں سے مقابل ہیں، وہاں بھی ہمارا یہی زور رہے گا ف۱۱ یعنی نہ اُن کو دوزخ سے نکالا جائے گا نہ یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ اب خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں ۔ ف۱۲ چاہیے آدمی اسی کی طرف متوجہ ہو ۔ اس کے احسانات و افضال کی قدر کرے اس کی ہدایات پر چلے ، سب کو چھوڑ کر اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رکھے ۔ اور اس کی بزرگی و عظمت کے سامنے ہمیشہ باختیار خود مطیع و منقاد رہے ۔ کبھی سرکشی و تمرد کا خیال دل میں نہ لائے ۔ حدیث قدسی میں ہے اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا قَذَفْتُهٗ فِي النَّارِ ۔ ترجمہ بڑائی میری چادر اور عظمت میرا تہ بند ہے ۔ لہٰذا جو کوئی اِن دونوں میں سے کسی میں مجھ سے منازعت اور کشمکش کرے گا میں اُسے اٹھا کر آگ میں پھینک دوں گا ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُطِيْعِيْنَ لِاَمْرِكَ وَجَنِّبْنَا غَضَبَكَ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ، اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ۔

تم سورۃ الجاثیہ بعونہ و منہ

فللہ الحمد والمنۃ وبہ التوفیق والعصمۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احقاف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ○ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

اتارنا کتاب کا ہے اللہ سے جو زبردست ہے حکمت والا

اتارنا کتاب کا ہے اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَ

ہم نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ ہے سو ٹھیک کام پر اور ایک ٹھہرے وعدہ پر اور

ہم نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے ٹھیک کام پر اور ایک ٹھہرے وعدہ پر اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ

جو منکر ہیں جس چیز سے ڈرائے گئے دھیان نہیں کرتے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پکارتے ہو اللہ کے

جو لوگ منکر ہیں وہ ڈر کی بات سن کر منہ پھیر لیتے ہیں تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ

سوا دکھاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں

اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا چلا آتا کوئی علم اگر ہو تم سچے

لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم جو چلا آتا ہو اگر ہو تم سچے

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ

اور اس سے بہکا کون جو پکارے اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو قیامت کے

اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن

الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ

دن تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے

قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے

اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے سے منکر اور جب سنائیے ان کو ہماری باتیں کھلی

دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے سے منکر اور جب سنائی جائیں ان کو ہماری باتیں کھلی کھلی

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

کہتے ہیں منکر سچی بات کو جب ان تک پہنچی یہ جادو ہے صریح کیا کہتے ہیں

کہتے ہیں منکر سچی بات کو جب ان تک پہنچی یہ جادو ہے صریح کیا کہتے ہیں

منزل ۷

ف یعنی آسمان و زمین اور یہ سب کارخانہ اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں بنایا۔ بلکہ کسی خاص غرض و مقصد کے لئے پیدا کیا ہے جو ایک معین میعاد اور ٹھہرے ہوئے وعدہ تک یوں ہی چلتا رہے گا تاآنکہ اس کا نتیجہ ظاہر ہو جس کو آخرت کہتے ہیں۔ ف۲ یعنی برے انجام سے ڈرتے نہیں، اور آخرت کی تیاری نہیں کرتے۔ جب آخرت کی بات سنی ایک کان سنی دوسرے کان نکال دی ف۳ یعنی خداوند قدوس نے تو آسمان و زمین اور کل مخلوقات بنائی۔ کیا سچے دل سے کہہ سکتے ہو کہ زمین کا کوئی ٹکڑا یا آسمان کا کوئی حصہ کسی اور نے بھی بنایا ہے یا بنا سکتا ہے۔ پھر ان کو خدا کے ساتھ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کیوں پکارا جاتا ہے۔ ف۴ یعنی اگر اپنے دعوے شرک میں سچے ہو تو کسی آسمانی کتاب کی سند لاؤ یا کسی ایسے علمی اصول سے ثابت کرو جو عقلاء کے نزدیک مسلم چلا آتا ہو۔ جس چیز پر کوئی نقلی یا عقلی دلیل نہ ہو آخر اسے کیونکر تسلیم کیا جائے۔ ف۵ یعنی اس سے بڑی حماقت اور گمراہی کیا ہوگی کہ خدا کو چھوڑ کر ایک ایسی بے جان یا بے اختیار مخلوق کو اپنی حاجت براری کے لئے پکارا جائے جو اپنے مستقل اختیار سے کسی کی پکار کو نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ان کو پکارنے کی خبر بھی ہو۔ پتھر کی مورتوں کا تو کہنا ہی کیا، فرشتے اور پیغمبر بھی وہی بات سن سکتے اور وہی کام کر سکتے ہیں جس کی اجازت اور قدرت حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔ ف۶ یعنی محشر میں جب کہ امداد و اعانت کی زیادہ حاجت ہوگی یہ بیچارے معبود اپنے عابدین کی مدد تو کیا کر سکتے، ہاں دشمن بن کر ان کے مقابل کھڑے ہوں گے اور سخت بیزاری کا اظہار کریں گے بلکہ یہاں تک کہیں گے کہ "مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ" (قصص رکوع ۶)، یہ لوگ ہماری پرستش کرتے ہی نہ تھے اس وقت سوچو کیسی حسرت و ندامت کا سامنا ہوگا۔ ف۷ یعنی ان لوگوں کو اپنے انجام کی کچھ فکر نہیں، کسی نصیحت و فہمائش پر کان نہیں دھرتے بلکہ جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اسے جادو کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ۔ ف کے میں کوئی عالم یہود کا آیا تھا کام کو اس سے پوچھا کافروں نے اس نے بتایا کہ ایک رسول اور کتاب آنی مقرر ہے اس شہر میں اور یہ وہی لگتا ہے۔ ف مدت لا ئینی ہمیشہ لوگ ایسی باتیں کہا کرتے ہیں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

ف یعنی جادو کہنے سے زیادہ قبیح و شنیع اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن جیسا آپ خود بنا لائے ہیں اور جھوٹ طوفان خدا کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ف یعنی خدا پر جھوٹ لگانا انتہائی جرم ہے۔ اگر بفرض محال میں ایسی جسارت کروں تو گویا جان بوجھ کر اپنے کو اللہ کے غضب اور اس کی سخت ترین سزا کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ بھلا خیال کرو جو شخص ساری عمر بندوں پر جھوٹ نہ لگائے اور ذرا ذرا سے معاملہ میں اللہ کے خوف سے کانپتا ہو، کیا وہ ایک دم بیٹھے بٹھائے اللہ پر جھوٹ طوفان باندھ کر اپنے کو ایسی عظیم ترین آفت و مصیبت میں پھنسائے گا جس سے بچانے والی اور پناہ دینے والی کوئی طاقت دنیا میں موجود نہیں۔ اگر میں جھوٹ سچ بنا کر فرض کرو تمہیں اپنا تابع کر لوں تو کیا تم اللہ کے غضب و قہر سے جو جھوٹے مدعیان نبوت پر ہوتا ہے، مجھ کو نجات دے سکو گے؟

افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ اِنِ افۡتَرَيۡتُهٗ فَلَا تَمۡلِكُوۡنَ لِىۡ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَا

یہ بنا لایا تو کہہ اگر میں یہ بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر سکتے اللہ کے سامنے کچھ اس کو خوب خبر ہے

یہ بنا لایا ہے ف تو کہہ اگر میں یہ بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر سکتے اللہ کے سامنے ذرا بھی ف اسی کو خوب خبر ہے

تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيۡدًاۢ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ؕ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ۝

جن باتوں میں لگے ہو وہ بس ہے حق بتانے والا میرے تمہارے بیچ اور وہی ہے گناہ بخشنا مہربان ف

جن باتوں میں تم لگ رہے ہو وہ کافی ہے حق بتانے والا میرے اور تمہارے بیچ ف اور وہی ہے بخشنے والا مہربان ف

قُلۡ مَا كُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدۡرِىۡ مَا يُفۡعَلُ بِىۡ وَلَا بِكُمۡ ؕ اِنۡ

تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھ سے اور نہ تم سے میں

تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا ف اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں

اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ

اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو اور میرا کام یہی ہے ڈر سنا دینا کھول کر تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ

اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو اور میرا کام تو یہی ہے ڈر سنا دینا کھول کر ف تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر

كَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ وَكَفَرۡتُمۡ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَاۤءِيۡلَ

اللہ کے یہاں سے اور تم نے اس کو نہیں مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل کا

یہ آیا ہو اللہ کے یہاں سے اور تم نے اس کو نہیں مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل کا

عَلٰى مِثۡلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ۝ ع

ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا بے شک اللہ راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو ف

ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا بے شک اللہ راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو ف

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَوۡ كَانَ خَيۡرًا مَّا سَبَقُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ ؕ وَ

اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو اگر یہ کچھ بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اس پر پہلے ہم سے اور

اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اس پر ہم سے پہلے ف اور

اِذۡ لَمۡ يَهۡتَدُوۡا بِهٖ فَسَيَقُوۡلُوۡنَ هٰذَاۤ اِفۡكٌ قَدِيۡمٌ ۝ وَمِنۡ قَبۡلِهٖ كِتٰبُ

جب راہ پر نہیں آئے اس کے بتانے سے تو اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے مدت کا ف اور اس سے پہلے کتاب

جب راہ پر نہیں آئے اس کے بتلانے سے تو اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے بہت پرانا ف اور اس سے پہلے کتاب

مُوۡسٰٓى اِمَامًا وَّرَحۡمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنۡذِرَ

موسیٰ کی ہے راہ بتانے والی اور مہر اور یہ کتاب ہے اس کو سچا کرتی عربی زبان میں کہ ڈر سنا دے

موسیٰ کی تھی راہ ڈالنے والی اور رحمت اور یہ کتاب ہے اس کی تصدیق کرتی ف عربی زبان میں تاکہ ڈر سنائے

الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ۖ وَبُشۡرٰى لِلۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ

گنہگاروں کو اور خوشخبری نیکی والوں کو مقرر جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے

گنہگاروں کو اور خوشخبری نیکی والوں کو ف مقرر جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے

ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۝ ع اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ

پھر ثابت رہے تو ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غم کھاویں گے وہ ہیں بہشت کے

پھر ثابت قدم رہے تو نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ف وہ لوگ ہیں

اور جب اللہ مجھ کو برائی پہنچانا چاہے گا تم میرا کچھ بھلا کر سکو گے؟ آخر میرے چہل سالہ حالات و سوانح سے اتنا تو تم بھی جانتے ہو کہ میں اس قدر بے خوف اور بے باک نہیں ہوں اور نہ ایسا بے عقل ہوں کہ بعض انسانوں کو خوش کر کے خداوند قدوس کا غضب مول لوں۔ بہرحال اگر میں معاذ اللہ کاذب و مفتری ہوں تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا۔ ف یعنی جو باتیں تم نے شروع کر رکھی ہیں اللہ ان کو بھی خوب جانتا ہے۔ لہٰذا طعن و استہزاء اور انکار خیالات چھوڑ کر اپنے انجام کی فکر کرو۔ اگر خدا کے سچے رسول کو جھوٹا اور مفتری کہا تو سمجھ لو اس کا حشر کیا ہوگا۔ خدا پر میری اور تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہیں وہ اپنے علم صحیح و محیط کے موافق ہر ایک کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ میں اسی کو اپنے اور تمہارے درمیان گواہ ٹھہراتا ہوں وہ اپنے قول و فعل سے بتلا رہا ہے اور آئندہ بتلا دے گا کہ کون سچا اور کون جھوٹ بول رہا۔ افتراء کر رہا ہے۔ ف یعنی اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ۔ اور یہ بھی اس کی مہربانی اور بردباری سمجھو کہ باوجود جرائم پر مطلع ہونے اور کامل قدرت رکھنے کے تم کو فوراً ہلاک نہیں کر دیتا۔ ف یعنی میری باتوں سے اس قدر بدکتے کیوں ہو؟ میں کوئی انوکھی چیز لے کر تو نہیں آیا۔ مجھ سے پہلے بھی دنیا میں سلسلۂ نبوت و رسالت کا جاری رہا ہے۔ نہ وہی میں کہتا ہوں کہ اُن سب رسولوں کے بعد مجھ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے جس کی خبر پہلے رسول دیتے چلے آئے ہیں۔ اس حیثیت سے بھی یہ کوئی نئی بات نہ رہی۔ بلکہ بہت پرانی بشارات کا مصداق آج سامنے آگیا۔ پھر اس کے ماننے میں اشکال کیا ہے۔ ف یعنی مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں کہ جھگڑے کام کا آخری نتیجہ کیا ہونا ہے۔ میرے ساتھ اللہ کیا معاملہ کرے گا اور تمہارے ساتھ کیا کرے گا۔ نہ میں اس وقت پوری پوری تفاصیل اپنے اور تمہارے انجام کے متعلق بتلا سکتا ہوں کہ دنیا اور آخرت میں کیا کیا صورتیں پیش آئیں گی۔ ہاں ایک بات کہتا ہوں کہ میرا کام صرف وحی الٰہی کا اتباع اور حکم خداوندی کا امتثال کرنا اور کفر و عصیان کے سخت خطرناک نتائج سے خوب کھول کر آگاہ کر دینا ہے۔ آگے چل کر دنیا یا آخرت میں میرے اور تمہارے ساتھ کیا کچھ پیش آئے گا اس کی تمام تفصیلات فی الحال میں نہیں جانتا نہ اس بحث میں پڑنے سے مجھے کچھ مطلب۔ بندہ کا کام نتیجہ سے قطع نظر کر کے مالک کے احکام کی تعمیل کرنا ہے اور بس۔ ف اس زمانہ میں عرب کے جاہل مشرک بنی اسرائیل کے علم و فضل سے مرعوب تھے۔ جب حضورؐ کی نبوت کا چرچا ہوا تو مشرکین نے اس باب میں علمائے بنی اسرائیل کا عندیہ لینا چاہا۔ غرض یہ تھی کہ وہ لوگ آپ کی تکذیب کر دیں تو کہنے کو ایک بات ہاتھ آجائے کہ دیکھو اہل علم اور اہل کتاب بھی ان کی باتوں کو جھوٹا کہتے ہیں۔ مگر اس مقصد میں مشرکین ہمیشہ ناکام رہے۔ خدا تعالیٰ نے اُن ہی بنی اسرائیل کی زبانوں سے حضورؐ کی تصدیق و تائید کرائی۔ نہ صرف اتنی بات سے کہ وہ لوگ بھی قرآن کی طرح تورات کو آسمانی کتاب اور آنحضرت صلعم کی طرح حضرت موسیٰ کو پیغمبر کہتے تھے اور اس طرح حضورؐ کا دعوتِ رسالت و قرآن کی وحی کوئی انوکھی چیز نہیں رہتی بلکہ اس طرح کہ بعض علمائے یہود نے صریحاً اقرار کیا اور گواہی دی کہ بے شک ہمارے ہاں اس ملک (عرب) سے ایک عظیم الشان رسول اور کتاب کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ رسول وہی معلوم ہوتا ہے اور یہ کتاب اسی طرح کی ہے۔ جس کی خبر دی گئی تھی۔ علمائے یہود کی یہ شہادتیں فی الحقیقت اُن پیشین گوئیوں پر مبنی تھیں جو باوجود ہزار ہا تحریف و تبدیل کے آج بھی تورات وغیرہ میں موجود چلی آتی ہیں۔ جن سے ہویدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سب سے بڑا گواہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ہزاروں برس پہلے خود گواہی دے چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے اقارب اور بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے اسی کی مثل ایک رسول آنے والا ہے۔ "اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا" (المزمل رکوع ۱) یہی سبب تھا کہ بعض منصف و حق پرست احبار یہود مثلاً عبداللہ بن سلام وغیرہ حضورؐ کا چہرہ دیکھتے ہی اسلام لے آئے اور بول اُٹھے کہ "اِنَّ هٰذَا الۡوَجۡهَ لَيۡسَ بِوَجۡهِ كَذَّابٍ" یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ اُنھوں نے قرآن جیسی واضح الاعجاز کتاب کے حق ہونے کی گواہی دی۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر اولو العزم نے ہزاروں برس پہلے ایمان رکھیں، علمائے یہود اس کے صدق کی گواہی دیں۔ بعض احبار یہود زبانی و قلمی شہادت دے کر مشرف باسلام ہو جائیں، اور ان سب شہادتوں کے باوجود تم اپنی ضد اور غرور سے اس کا انکار کرو تو اس سے بڑھ کر ظلم اور گناہ کیا ہوگا۔ اور ایسے ظالم اور گنہگار کی نجات و فلاح کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ ف یعنی کمزور، ذلیل اور لونڈی غلام مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو بہتر لوگ اس کی (بقیہ بر صفحہ ۶۵۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں لڑکا اگر قوی ہو تو اکیس مہینے میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے یہ آیت کسی حال کا بیان نہیں حضرت نے ماں باپ کے حق میں دعا نہیں کی صدیق اکبر چالیس برس کی عمر میں مسلمان ہوئے اور انکے ماں باپ بھی مسلمان ہوئے یہ بات اور کسی صحابی کو میسر نہیں ہوئی. لیکن باپ اس وقت نہیں مسلمان ہوا تو یہ احوال فرضی ہے یعنی سعادتمند لوگ ایسے ہوتے ہیں ف۲ یہ اسکا حال ہے جو کافر ہے اور ماں باپ سمجھاتے ہیں ایمان کی بات وہ نہیں سمجھتا۔ ـــــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

(بقیہ فوائد صفحہ ۶۵۲) طرف جھپٹتے کیا یہ چیز اچھی ہوتی تو اسکے حاصل کرنے میں ہم جیسے عقلمند اور عزت و دولت والے ان لونڈی غلاموں سے پیچھے رہجاتے ف۹ یعنی ہمیشہ کچھ لوگ ایسی باتیں بناتے چلے آئے ہیں. شاید یہ جواب ہوگا ... اور "مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ" کا ف۱۰ یعنی یہ پرانا جھوٹ نہیں بلکہ بہت پرانا سچ ہے نزول قرآن سے سینکڑوں برس پہلے تورات نے یہی اصولی تعلیم دی تھی جس کی انبیاء و اولیاء اقتدار کرتے رہے اور اس نے پیچھے آنے والی نسلوں کیلئے اپنی تعلیمات و ہدایات سے راستی و ہدایت کی راہ ڈال دی اور رحمت کے دروازے کھول دیئے اب قرآن اترا تو اسکو سچا ثابت کرتا ہوا۔ غرض دونوں کتابیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں اور یہی حال دوسری کتب سماویہ کا ہے ف۱۱ اس طرح کی آیت "حٰمٓ السجدۃ" چوبیسویں پارہ میں گذر چکی ہے. وہاں کے فوائد دیکھ لیے جائیں۔

(فوائد صفحہ ہذا) ف۱ یعنی اپنے نیک کاموں کے سبب حق تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ بہشت میں رہیں گے ف۲ قرآن میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کا حق بیان فرمایا ہے کیونکہ موجد حقیقی تو اللہ ہے لیکن عالم اسباب میں والدین اولاد کے وجود کا سبب ظاہری اور حق تعالیٰ کی شان ربوبیت کا مظہر خاص بنتے ہیں. یہاں بھی "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ذکر تھا، اب والدین کا حق بتلادیا. یعنی انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے، انکی تعظیم و محبت اور خدمتگذاری کو اپنی سعادت سمجھے۔ دوسری جگہ بتلایا ہے کہ اگر والدین مشرک ہوں تب بھی ان کے ساتھ دنیا میں معاملہ اچھا رکھنا چاہئے۔ خصوصاً ماں کی خدمت گزاری کہ بعض وجوہ سے اسکا حق باپ سے بھی فائق ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر دال ہیں ف۳ یعنی حمل جب کئی مہینہ کا ہوجاتا ہے اسکا ثقل محسوس ہونے لگتا ہے. اُس حالت میں اور تولد کے وقت ماں کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتی ہے. پھر دودھ پلاتی اور برسوں تک اُس کی ہر طرح نگہداشت رکھتی ہے۔ اپنی آسائش و راحت کو اُس کی آسائش و راحت پر قربان کردیتی ہے. باپ بھی بڑی حد تک ان تکلیفوں میں شریک رہتا اور سامان تربیت فراہم کرتا ہے. بیشک یہ سب کام فطرت کے تقاضہ سے ہوتے ہیں. مگر اُسی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ اولاد ماں باپ کی شفقت و محبت کو محسوس اور اُن کی محنت و ایثار کی قدر کرے (تنبیہ) حدیث میں ماں کی خدمتگذاری کا تین مرتبہ حکم فرماکر باپ کی خدمتگذاری کا ایک مرتبہ حکم فرمایا ہے. لطف یہ ہے کہ آیۂ ہذا میں والد کا ذکر صرف ایک مرتبہ لفظ "وَالِدَيْهِ" میں ہوا. اور والدہ کا تین مرتبہ ذکر آیا "اُمُّهٗ" اور "وَضَعَتْهُ" میں پھر "حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ" میں. پھر "وَضَعَتْهُ" میں ف۴ شاید یہ بطور عادت اکثریہ کے فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ لڑکا اگر قوی ہو تو اکیس مہینے میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے "یا یوں کہو کہ کم از کم مدت حمل چھ مہینے ہیں اور دو برس میں عموماً بچوں کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے. اس طرح کل مدت تیس مہینے ہوئے مدت رضاع کا اس سے زائد ہونا نہایت قلیل و نادر ہے ف۵ چالیس برس کی عمر میں عموماً انسان کی عقلی اور اخلاقی قوتیں پختہ ہوجاتی ہیں۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت چالیس برس سے پہلے نہ ہوتی تھی ف۶ یعنی سعادتمند آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جو احسانات اللہ تعالیٰ کے اُس پر اور اُس کے ماں باپ پر ہوچکے انکا شکر ادا کرنے اور آئندہ نیک عمل کرنے کی توفیق خدا سے چاہے اور اپنی اولاد کے حق میں بھی نیکی کی دعا مانگے۔ جو کوتاہی حقوق اللہ یا حقوق العباد میں رہ گئی ہو اُس سے توبہ کرے اور از راہ تواضع و بندگی اپنی مخلصانہ عبودیت و فرمانبرداری کا اعتراف کرے (تنبیہ) صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے ہی خوش قسمت تھے کہ خود انکو انکے ماں باپ کو اور اولاد کو ایمان کے ساتھ صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف میسر رہا۔ صحابہ میں یہ خصوصیت کسی کو حاصل نہیں ہوئی ف۷ یعنی ایسے بندوں کی نیکیاں قبول اور کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں. اور انکا مقام اللہ کے سچے وعدہ کے موافق جنت میں ہے ف۸ سعادتمند اولاد کے مقابلہ میں یہ بے ادب، نافرمان اور نالائق اولاد کا ذکر فرمایا کہ ماں باپ اسکو ایمان کی بات سمجھاتے ہیں وہ نہیں سمجھتا اور نہایت گستاخانہ خطاب کرکے ایذا پہنچاتا ہے ف۹ یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی دھمکیوں سے میں نہیں ڈرتا۔ بھلا کتنی قومیں اور جماعتیں مجھ سے پہلے گذر چکی ہیں. کوئی شخص بھی ان میں سے اب تک دوبارہ زندہ ہوکر واپس آیا؟ لوگ ہمیشہ سے یوں ہی کہتے چلے آتے ہیں. مگر آج تک تو اس خبر کا تحقق ہوا نہیں پھر میں کیونکر اعتبار کرلوں ف۱۰ یعنی اُس کی گستاخیوں پر ایک طرف اللہ سے فریاد کرتے اور دعا مانگتے ہیں کہ اسے قبول حق کی توفیق ملے اور دوسری طرف اسکو سمجھاتے ہیں کہ کمبخت تیرا ستیاناس اب بھی باز آجا اور دیکھ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے. بعث بعد الموت کی جو خبر اُس نے دی ہو کر رہیگی اُس وقت تیرا یہ انکار رنگ لائیگا ف۱۱ یعنی ایسی کہانیاں بہت سنی ہیں پرانے وقتوں کے قصے اسی طرح مشہور ہوجاتے ہیں اور واقع میں انکا مصداق کچھ بھی نہیں ہوتا۔

الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ

لوگ سدا رہیں گے اُسمیں بدلا اُس کا جو کرتے تھے اور ہم نے تاکید کیا انسان کو

بہشت والے سدا رہیں گے اُس میں بدلا ہے اُن کاموں کا جو کرتے تھے ف۱ اور ہم نے حکم کردیا انسان کو

بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ

اپنے ماں باپ سے بھلائی کا پیٹ میں رکھا اُس کو اُس کی ماں نے تکلیف سے اور جنا اُسکو تکلیف سے اور حمل میں رہنا اُسکا اور دودھ

اپنے ماں باپ سے بھلائی کا ف۲ پیٹ میں رکھا اُسکو اُس کی ماں نے تکلیف سے اور جنا اُس کو تکلیف سے ف۳ اور حمل میں رہنا اُس کا

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ

چھوڑنا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں

اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے ف۴ یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس برس کو ف۵ کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں

اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ

کرکہ شکر کروں احسان تیرے کا جو مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں

کر کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں

صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّىْ مِنَ

نیک کام جس سے تو راضی ہو اور سنوار دے مجھ کو اولاد میری میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں

نیک کام جس سے تو راضی ہو اور مجھ کو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں

الْمُسْلِمِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ

حکمبردار ف۱ وہ لوگ ہیں جن سے ہم قبول کرتے ہیں بہتر سے بہتر کام جو کیے ہیں اور معاف

حکمبردار ف۶ یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم قبول کرتے ہیں بہتر سے بہتر کام جو کئے ہیں اور معاف

عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا

کرتے ہیں ہم برائیاں انکی جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو اُن کو

کرتے ہیں ہم برائیاں اُن کی رہنے والے جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو اُن سے

يُوْعَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ

ملتا تھا اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ

کیا جاتا تھا ف۷ اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے ف۸ کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ

اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ

میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گذر چکی ہیں بہت سنگتیں مجھ سے پہلے اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ سے کہ اے خرابی تیری

میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گذر چکی ہیں بہت جماعتیں مجھ سے پہلے ف۹ اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ سے کہ اے

اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

تو ایمان لا بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی ف۱

خرابی تیری تو ایمان لے آ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے ف۱۰ پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی ف۱۱

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ

وہ لوگ جن پر ثابت ہوئی بات جو گذرے ہیں اور فرقوں میں پہلے ان سے

یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر ثابت ہوئی بات عذاب کی شامل اور فرقوں میں جو گذر چکے ہیں ان سے پہلے

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ١ یہ جنت والے بھی کئی درجے میں ہیں اور دوزخ والے بھی اسی طرح اپنے اعمال سے ف ٦ جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی فقط دنیا ہی چاہی اُن کی نیکیوں کا بدلا اسی دنیا میں مل چکا ف ١٠ یعنی حضرت ہودؑ نے عاد کو ڈرایا احقاف ایک قطعہ یمن میں اس کے معنی ریت کی تھل ۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا

جنوں کے اور آدمیوں کے بیشک وہ تھے ٹوٹے میں اور ہر فرقے کے کئی درجے ہیں اپنے کیے

جنوں کے اور آدمیوں کے ف ١ بیشک وہ تھے ٹوٹے میں پڑے ف ٢ اور ہر فرقہ کے کئی درجے ہیں اپنے کیے

عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ

کاموں سے اور تا پورے اُنکو دے کام اُن کے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف ١ اور جس دن لائے جاویں گے

کاموں کے موافق ف ٣ اور تاکہ پورے دے اُنکو کام اُنکے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف ٤ اور جس دن لائے جائیں گے

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم

منکر آگ کے سرے پر ضائع کیے تم نے اپنے مزے دنیا کے جیتے اور اُن کو برت چکے

منکر آگ کے کنارہ پر ضائع کیے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور اُن کو برت چکے

بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي

اب آج سزا پاؤ گے ذلت کی مار بدلا اُس کا جو تم غرور کرتے تھے

ف ٥ اب آج سزا پاؤ گے ذلت کا عذاب بدلا اُس کا جو تم غرور کرتے تھے

الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ۝ وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ

ملک میں ناحق اور اُس کا جو تم بے حکمی کرتے تھے ف ٢ اور یاد کر عاد کے بھائی کو جب

ملک میں ناحق اور اُس کا جو تم نافرمانی کرتے تھے ف ٦ اور یاد کر عاد کے بھائی کو ف ٧ جب

أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

ڈرایا اپنی قوم کو احقاف میں اور گذر چکے تھے ڈرانے والے آگے سے اور

ڈرایا اپنی قوم کو احقاف میں ف ٨ اور گذر چکے تھے ڈرانے والے اُس کے آگے سے اور

مِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

پیچھے سے کہ بندگی نہ کرو کسی کی اللہ کے سوا میں ڈرتا ہوں تم پر آفت سے ایک بڑے دن

پیچھے سے کہ بندگی نہ کرو کسی کی اللہ کے سوائے میں ڈرتا ہوں تم پر آفت سے ایک

عَظِيمٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن

کی ف ٣ بولے کیا تو آیا ہے کہ پھیرے ہمکو ہمارے ٹھاکروں سے سو لے آ ہم پر جو وعدہ دیتا ہے اگر

بڑے دن کی ف ٩ بولے کیا تو آیا ہے ہمارے پاس کہ پھیر دے ہم کو ہمارے معبودوں سو لے آ ہم پر جو وعدہ کرتا ہے اگر

كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِندَ اللَّهِ وَأُبَلِّغُكُم مَّا

ہے تو سچا کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں پہنچا دیتا ہوں جو

ہے تو سچا ف ١٠ کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو پہنچا دیتا ہوں جو کچھ

أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا

کہہ دیا میرے ہاتھ لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو پھر جب دیکھا اُس کو ابر

بھیجا گیا میرے ہاتھ لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو ف ١١ پھر جب دیکھا اُس کو ابر

مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا

سامنے آیا اُن کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا کوئی نہیں یہ وہ ہے

سامنے آیا اُنکے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا ف ١٢ کوئی نہیں یہ تو وہ چیز ہے

منزل ٦

ع ٢ / ١٠

ف ١ "عذاب کی بات" وہ ہی ہے۔ "لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" (السجدہ رکوع ٢) یعنی جس طرح بہت سی جماعتیں جنوں اور آدمیوں کی ان سے پہلے جہنم کی مستحق ہو چکی ہیں یہ بدبخت بھی اُن ہی میں شامل ہیں ف ٢ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہر آدمی کے دل میں فطری طور پر جو متاع ایمان و سعادت کا بیج رکھا تھا وہ بھی ان بدبختوں نے ضائع کر دیا۔ اس سے زیادہ ٹوٹا اور خسارہ کیا ہوگا کہ کوئی شخص تجارت میں بجائے منافع حاصل کرنے کے راس المال کو بھی اپنی غفلت و حماقت سے ضائع کر بیٹھے ف ٣ یعنی (اعمال کے تفاوت کی وجہ سے اہل جنت کے کئی درجے ہیں اور اسی طرح اہل دوزخ کے بھی ف ٤ نہ کسی نیکی کا ثواب کم کیا جائیگا نہ کسی جرم کی سزا حد مناسب سے زائد رکھی جائے گی ف ٥ کافر کے کسی نیک کام میں ایمان کی روح نہیں ہوتی۔ محض صورت اور ڈھانچہ نیکی کا ہوتا ہے۔ ایسی فانی نیکیوں کا اجر بھی فانی ہے جو اسی زندگی میں مال، اولاد، حکومت، تندرستی عزت و شہرت وغیرہ کی شکل میں مل جاتا ہے۔ اُس کو فرمایا کہ تم اپنی صوری نیکیوں کے مزے دنیا میں لے چکے اور وہاں کی لذتوں سے تمتع کر چکے جو عیش و آرام ایمان لانے کی تقدیر پر آخرت میں ملتا گویا اُسکی جگہ بھی دنیا میں مزے اُڑا لئے۔ اب یہاں کے عیش میں تمہارا کوئی حصہ نہیں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی فقط دنیا ہی چاہی اُنکی نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں مل چکا" ف ٦ یعنی آج تمہاری جھوٹی شیخی اور نافرمانیوں کی سزا میں ذلیل و رسوا کرنے والا عذاب دیا جائیگا یہ ہی ایک چیز تمہارے لئے یہاں باقی ہے۔ آگے بعض زور آور اور متکبر قوموں کا حال بیان فرماتے ہیں کہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اُن کا انجام کیا ہوا ف ٧ یعنی حضرت ہود علیہ السلام جو "عاد" کے قومی بھائی تھے ف ٨ مؤلف "ارض القرآن" "بلاد الاحقاف" کے تحت میں لکھتا ہے "یمامہ، عمان، بحرین، حضرموت اور مغربی یمن کے بیچ میں جو صحرائے اعظم "الدہنا" یا "ربع خالی" کے نام سے واقع ہے گو وہ آبادی کے قابل نہیں، لیکن اس کے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے لائق تھوڑی تھوڑی زمین ہے خصوصاً اُس حصہ میں جو حضرموت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے۔ گو اس وقت وہ بھی آباد نہیں تاہم عہد قدیم میں اسی حضرموت اور نجران کے درمیانی حصہ میں "عاد ارم" کا مشہور قبیلہ آباد تھا جس کو خدا نے اُس کی نافرمانی کی پاداش میں نیست و نابود کر دیا۔" ف ٩ یعنی ہود علیہ السلام سے پہلے اور پیچھے بہت ڈرانے والے آئے۔ سب نے وہ ہی کہا جو حضرت ہودؑ نے کہا تھا یعنی ایک خدا کی بندگی کرو اور کفر و معصیت کے برے انجام سے ڈرو۔ ممکن ہے قوم عاد میں بھی حضرت ہودؑ کے علاوہ اور نذیر آئے ہوں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ف ١٠ یعنی ہم اپنے آبائی طریقہ سے ہٹنے والے نہیں۔ اگر تو اپنی دھمکیوں میں سچا ہے تو دیر کیا ہے جو زبان سے کہتا ہے کر کے دکھلا دے ف ١١ یعنی اس قسم کا مطالبہ کرنا تمہاری نادانی اور جہالت ہے۔ میں خدا کا پیغامبر ہوں۔ جو پیام میرے ہاتھ بھیجا گیا وہ پہنچا رہا ہوں۔ اس سے زائد کا نہ مجھے علم نہ اختیار، یہ علم خدا ہی کو ہے کہ منکر قوم کس وقت دنیوی سزا کی مستوجب ہوتی ہے اور کس وقت تک اُسے مہلت ملنی چاہئے ف ١٢ یعنی سامنے سے بادل اُٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ سمجھے کہ سب ندی نالے بھر جائینگے کہنے لگے کہ بہت بھاری گھٹا اُٹھی ہے اب کام بن جائے گا اُسوقت طویل خشک سالی کی وجہ سے پانی کی بہت ضرورت تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ان کو دل کان اور آنکھ دیئے تھے یعنی دنیا کے کام میں عقلمند تھے وہ عقل نہ آئی جس میں آخرت بھلی ہو ف۳ حضرت نکلے تھے حج کے دنوں میں شہر سے باہر نماز صبح پڑھنے لگے بہت یاروں کے ساتھ موقف ٹھہرے جن سن گئے اور مسلمان ہوئے پھر اپنی قوم کو جا کر سمجھایا اس بار حضرت سے نہیں ملے پھر بہت لوگ مسلمان ہو کر ایک رات مکہ سے باہر آئے حضرت اکیلے باہر گئے سب نے قرآن سیکھا اور دین قبول کیا۔ سورۂ جن میں آئی ہیں باتیں ... جب سے حضرت کو وحی آئی تب سے جنوں پر آسمان کی بندش ہوئی ان کو سبب معلوم نہ تھا۔ قرآن جب سنا تو جانا کہ اس کا نزول ہوتا ہے اس سے خبر بند کی ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

اَسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا

جس کی تم شتابی کرتے تھے باؤ ہے جس میں دکھ کی مار ہے اوکھاڑ مارے ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے

جس کی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہے جس میں عذاب ہے دردناک ف۱ اکھاڑ پھینکے ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

پھر کل کو رہ گئے کوئی نظر نہیں آتا سوائے انکے گھروں کے یوں ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو

پھر کل کو رہ گئے کہ کوئی نظر نہیں آتا تھا سوائے انکے گھروں کے یوں ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو ف۲

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا

اور ہم نے مقدور دی تھی ان کو جو مقدور نہیں دی تم کو اور ان کو دیے تھے کان اور آنکھیں

اور ہم نے مقدور دیا تھا ان کو ان چیزوں کا جنکا تم کو مقدور نہیں دیا ف۳ اور ہم نے انکو دیئے تھے کان اور آنکھیں

وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ

اور دل پھر کام نہ آئے انکو کان ان کے نہ آنکھیں ان کی نہ دل ان کے

اور دل پھر کام نہ آئے ان کے کان ان کے اور نہ آنکھیں ان کی اور نہ دل ان کے

مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

کسی چیز میں اس پر کہ تھے منکر ہوتے اللہ کی باتوں سے اور الٹ پڑی ان پر جس بات سے

کسی چیز میں ف۴ اس لئے کہ منکر ہوتے تھے اللہ کی باتوں سے اور الٹ پڑی ان پر جس بات سے کہ وہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ

ع ۳ ۴

ٹھٹھا کرتے تھے ف اور ہم کھپا چکے ہیں جتنے تمہارے آس پاس ہیں گاؤں اور پھیر پھیر سنائیں انکو باتیں

ٹھٹھا کرتے تھے ف۵ اور ہم غارت کر چکے ہیں جتنی تمہارے آس پاس ہیں بستیاں ف۶ اور طرح طرح سے پھیر کر

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

شاید وہ پھر آویں پھر کیوں نہ مدد پہنچی ان کی جن کو پکڑا تھا اللہ سے ورے

سنائیں انکو باتیں تاکہ وہ لوٹ آئیں ف۷ پھر کیوں نہ مدد پہنچی ان کو ان لوگوں کی طرف سے جن کو پکڑا تھا اللہ سے

اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا

معبود درجہ پانے کو کوئی نہیں گم ہو گئے ان سے اور یہی جھوٹ تھا ان کا اور جو

ورے معبود بڑے درجے پانے کو ف۸ کوئی نہیں گم ہو گئے ان سے ف۹ اور یہ جھوٹ تھا ان کا اور جو

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ

باندھتے تھے اور جب متوجہ کر دیے ہم نے تیری طرف کتنے لوگ جنوں سے سننے لگے

اپنے جی سے باندھتے تھے ف۱۰ اور جس وقت متوجہ کر دیے ہم نے تیری طرف کتنے اک لوگ جنوں میں سے سننے لگے

الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا

قرآن پھر جب وہاں پہنچے بولے چپ رہو پھر جب تمام ہوا الٹے پھرے

قرآن پھر جب وہاں پہنچ گئے بولے چپ رہو پھر جب ختم ہوا الٹے پھرے

اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ

اپنی قوم کو ڈر سناتے ف بولے اے قوم ہماری ہم نے سنی ایک کتاب جو اتری ہے

اپنی قوم کو ڈر سناتے ہوئے ف۱۱ بولے اے قوم ہماری ہم نے سنی ایک کتاب جو اتری ہے

ف۱ یعنی ابر برسانے والا بادل نہیں، بلکہ عذاب الٰہی کی آندھی ہے وہ جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے ف۲ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا وہ خشمناک طوفان چلا جس کے سامنے درخت، آدمی اور جانوروں کی حقیقت تنکوں سے زیادہ نہ تھی۔ ... اور چاروں طرف تباہی نازل ہو گئی۔ آخر مکانوں کے کھنڈرات کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ دکھلا دیا اللہ کے مجرموں کا حال یہ ہوتا ہے چاہئے کہ ان واقعات کو سن کر ہوش میں آؤ ورنہ تمہارا بھی یہی حال ہو سکتا ہے۔ ف۳ یعنی مال، اولاد، جتھے اور جسمانی طاقت جو انکو دی تھی تم کو نہیں دی گئی مگر جب عذاب آیا کوئی چیز کام نہ آئی۔ پھر تم کس بات پر مغرور ہو ف۴ یعنی نصیحت سننے کے لئے کان اور قدرت کی نشانیاں دیکھنے کیلئے آنکھیں اور سمجھنے بوجھنے کیلئے دل دیئے گئے تھے، پر وہ کسی قوت کو کام میں نہ لائے، اندھے، بہرے اور پاگل بن کر پیغمبروں کے مقابل ہو گئے۔ آخر انجام یہ ہوا کہ یہ قوتیں سب موجود رہیں اور عذاب الٰہی نے آگھیرا۔ کوئی اندرونی یا بیرونی قوت اسکو دفع نہ کر سکی ف۵ یعنی جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ ان پر واقع ہوا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "انکو دل اور کان اور آنکھ دی تھی یعنی دنیا کے کام میں عقلمند تھے وہ عقل نہ آئی جس سے آخرت بھی درست ہو" ف۶ یعنی "عاد" کے سوا "قوم ثمود" اور "قوم لوط" وغیرہ کی بستیاں بھی اسی طرح تباہ کیجا چکی ہیں۔ جو تمہارے آس پاس واقع تھیں۔ یہ مکہ والوں کو فرمایا کیونکہ سفروں میں ان کا گذر ان مقامات کی طرف ہوتا تھا ف۷ مگر اتنا سمجھانے پر بھی وہ باز نہ آئے ف۸ یعنی جن چیزوں کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ہم انکی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمکو اللہ سے نزدیک کر دیں اور بڑے بڑے درجے دلائیں وہ اس آڑے وقت میں کیوں کام نہ آئے۔ اب ذرا ان کو بلایا ہوتا ف۹ یعنی آج انکا کہیں پتہ نہیں۔ نہ عذاب کے وقت انکو پکارا جاتا ہے۔ آخر وہ گئے کہاں جو ایسی مصیبت میں بھی کام نہیں آتے ف۱۰ یعنی معلوم ہوا کہ بتوں کو خدا بنانا اور ان سے امیدیں قائم کرنا محض جھوٹی اور من گھڑت باتیں تھیں جن کے پاؤں نہیں ہوتے پھر وہ چلے کیسے (ربط) اوپر کی آیات میں انسانوں کے تمرد و سرکشی کی داستان تھی۔ آگے انکے مقابل جنوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا حال سناتے ہیں تا معلوم ہو کہ جو قوم طبعی طور پر سخت متمرد اور سرکش واقع ہوئی ہے اسکے بعض افراد کس طرح اللہ کا کلام سن کر موم ہو جاتے ہیں ف۱۱ بعثت محمدی سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ جب حضور پر وحی آنا شروع ہوئی وہ سلسلہ تقریباً بند ہو گیا اور بہت کثرت سے شہب کی مار پڑنے لگی۔ جنوں کو خیال ہوا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمانی خبروں پر بہت سخت پہرے بٹھلائے گئے ہیں۔ اسی کی جستجو کے لئے جنوں کے مختلف گروہ مشرق و مغرب میں پھیل پڑے۔ ان میں سے ایک جماعت "بطن نخلہ" کی طرف گذری۔ وہاں اتفاق سے اس وقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں کی اس ٹکڑی کا رخ قرآن سننے کے لئے ادھر پھیر دیا۔ قرآن کی آواز انہیں بہت عجیب اور مؤثر و دلکش معلوم ہوئی اور اس کی عظمت و ہیبت دلوں پر چھا گئی۔ آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سنو۔ آخر قرآن کریم نے انکے دلوں میں گھر کر لیا وہ سمجھ گئے کہ یہی نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے۔ بہرحال حضور جب قرآن پڑھ کر فارغ ہوئے یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان و ایقان لے کر واپس گئے اور اپنی قوم کو نصیحت کی۔ ان کی مفصل باتیں سورۂ "جن" میں آئیں گی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ حضورؐ کو ان کے آنے جانے اور سننے سنانے کا پتہ نہیں لگا۔ ایک درخت نے ان کی کچھ اجمالی اطلاع آپؐ کو دی اور مفصل حال اسکے بعد وحی کے ذریعہ سے معلوم کرایا گیا کما قال تعالیٰ "قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ" الخ (جن رکوع ۱) بعدہٗ بہت بڑی تعداد میں جن مسلمان ہوئے اور حضورؐ سے ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کے لئے متعدد وفود حاضر خدمت ہوئے۔ خفاجی نے روایات کی بنا پر دعویٰ کیا ہے کہ چھ مرتبہ آپ نے جنوں سے ملاقات کی۔ اس لئے روایات میں جو اختلاف انکے عدد یا دوسرے امور کے متعلق معلوم ہو تو اس کو تعدد وقائع پر حمل کرنا چاہئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے توریت اُن میں مشہور تھی ف۲ بھاگ کر زمین میں اوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو بھاگتے ہیں ف۳ ڈھیل نہ پائی تھی دنیا میں یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب جلد کیوں نہیں آتا
اُس دن جانیں گے کہ بہت شتاب آیا دنیا میں ہم ایک ہی گھڑی رہے یا عالم قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہوگا یہ دستور ہے کہ گذری مدت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ
موسیٰ کے پیچھے سچا کرتی سب اگلیوں کو سوجھاتی سچا دین اور
موسیٰ کے بعد ف۱ سچا کرنیوالی سب اگلی کتابوں کو ف۲ سمجھاتی ہے سچا دین اور

اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ
راہ سیدھی ف۱ اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اُس پر یقین لاؤ
ایک راہ سیدھی ف۳ اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانیوالے کو اور اُس پر یقین لاؤ ف۴

يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ
کہ بخشے تمکو تمہارے گناہ اور بچاوے تم کو ایک دکھ کی مار سے اور جو کوئی
کہ بخشے تم کو کچھ تمہارے گناہ ف۵ اور بچاوے تم کو ایک عذاب دردناک سے اور جو کوئی

لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ
نہ مانے گا اللہ کے بلانیوالے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اُس کو اُسکے
نہ مانے گا اللہ کے بلانیوالے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اُس کا اُس

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ
سوا مددگار وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح ف۷ کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے
کے سوائے مددگار ف۶ وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ
بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھکا ان کے بنانے میں وہ سکتا ہے کہ
بنائے آسمان اور زمین اور نہ تھکا اُنکے بنانے میں ف۷ وہ قدرت رکھتا ہے کہ

يُّـحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ
جلادے مُردے کیوں نہیں وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور جس دن سامنے لاوے
زندہ کرے مُردوں کو کیوں نہیں وہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۸ اور جس دن سامنے لائیں

كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا
منکروں کو آگ کے اب یہ ٹھیک نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی کہا تو چکھو
منکروں کو آگ کے کیا یہ ٹھیک نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی ف۹ کہا تو چکھو

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ
مار بدلا اُس کا جو تم منکر ہوتے تھے سو تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہمت والے
عذاب بدلا اُس کا جو تم منکر ہوتے تھے ف۱۰ سو تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے

الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ
رسول اور شتابی نہ کر اُنکے واسطے یہ لوگ جسدن دیکھیں گے جس چیز کا اُن سے وعدہ ہے
رسول اور جلدی نہ کر اُن کے معاملہ میں ف۱۱ یہ لوگ جس دن دیکھیں گے اُس چیز کو جس کا اُن سے وعدہ ہے جیسے

يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ؑ
ڈھیل نہ پائی تھی مگر ایک گھڑی دن پہنچا دینا اب وہی ہلاک ہوئے جو لوگ بے حکم ہیں ف۳
ڈھیل نہ پائی تھی مگر ایک گھڑی دن کی ف۱۲ یہ پہنچا دینا ہے اب وہی غارت ہوں گے جو لوگ نافرمان ہیں ف۱۳

ع ۴ / ۹

ف۱ کتب سابقہ میں حضرت موسیٰ کی کتاب (تورات) کی برابر کوئی کتاب احکام و شرائع کو حاوی نہیں تھی۔ اسی پر انبیائے بنی اسرائیل کا عمل رہا حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہ ہی فرمایا کہ میں تورات کو بدلنے کیلئے نہیں آیا بلکہ اُسکی تکمیل کیلئے آیا ہوں۔ اور حضرت سلیمانؑ کے وقت سے جنّوں میں تورات ہی مشہور چلی آتی تھی۔ اس لیے اس موقع پر اُنہوں نے اُسی کی طرف اشارہ کیا خود تورات میں بھی جو پیشین گوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آئی ہے اُسکے لفظ یہ ہیں کہ "اے موسیٰ تیری مانند ایک نبی اُٹھاؤنگا۔" ف۲ شاید اُسوقت قرآن کا جو حصہ حضورؐ نے تلاوت فرمایا تھا اُسمیں ایسا مضمون آیا ہو، یا قرائن سے سمجھے ہوں ف۳ یعنی سچے عقیدے اور عمل کا سیدھا راستہ ف۴ یعنی اُس کی بات مانو جو اللہ کی طرف بُلا رہا ہے اور اُس کی رسالت پر یقین کرو ف۵ یعنی جو گناہ حالتِ کفر میں کر چکے ہو اسلام کی برکت سے سب معاف ہو جائیں گے۔ آئندہ سے نیا کھاتہ شروع ہوگا۔ لیکن یاد رہے کہ یہاں ذنوب کا ذکر ہے حقوق العباد کا معاف ہونا اس سے نہیں نکلتا ف۶ یعنی نہ خود بھاگ کر خدا کی مار سے بچ سکے نہ کوئی دوسرا بچا سکے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ "فی الارض" کی قید پر لکھتے ہیں کہ (شیاطین) کو اوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو بھاگتے ہیں" ف۷ اس لفظ میں "یہود" کے عقیدہ کا رد ہے جو کہتے تھے کہ چھ دن میں اللہ نے زمین و آسمان پیدا کیے "ثُمَّ اسْتَرَاحَ الخ" (پھر ساتویں دن آرام کرنے لگا) العیاذ باللہ ف۸ یعنی بڑا عذاب مرنے کے بعد ہوگا اور اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ مر کر کہاں زندہ ہوتے ہیں اللہ کو یہ کچھ مشکل نہیں جو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے نہ تھکا، اُسکو تمہارا دوبارہ پیدا کر دینا کیا مشکل ہے ف۹ یعنی اُسوقت کہا جائیگا کہ دوزخ کا وجود اور اُسکا عذاب کیا واقعی چیز نہیں؟ آخر سب ذلیل ہو کر اقرار کرینگے کہ بیشک واقعی ہے (ہم غلطی پر تھے جو اس کا انکار کیا کرتے تھے) ف۱۰ یعنی اُسوقت کہا جائے گا کہ اچھا اب اُس انکار و تکذیب کا مزہ چکھتے رہو ف۱۱ یعنی جب معلوم ہو چکا کہ منکرین کو سزا ملنی ضرور ہے۔ آخرت میں ملے یا دنیا میں بھی۔ تو آپ ان کے معاملہ میں جلدی نہ کریں بلکہ ایک میعاد معین تک صبر کرتے رہیں جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے (تنبیہ) بعض سلف نے کہا کہ سب رسول اولوالعزم (ہمت والے) ہیں اور عُرف میں پانچ پیغمبر خصوصی طور پر اولوالعزم کہلاتے ہیں، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ف۱۲ "ڈھیل نہ پائی تھی"۔ دنیا میں یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب جلد کیوں نہیں آتا۔ اُس دن جانیں گے کہ بہت شتاب آیا۔ دنیا میں ہم ایک ہی گھڑی رہے یا عالم قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہوگا۔ قاعدہ ہے کہ گذری ہوئی مدت تھوڑی معلوم ہوا کرتی ہے خصوصاً سختی اور مصیبت کے وقت عیش و آرام کا زمانہ بہت کم نظر آنے لگتا ہے۔ ف۱۳ یعنی ہم نے نصیحت کی بات پہنچا دی اور سب نیک و بد سمجھا دیا۔ اب جو نہ مانیں گے وہ ہی تباہ و برباد ہونگے۔ ہماری طرف سے حجّت تمام ہو چکی اور کسی کو بے قصور ہم نہیں پکڑتے اُسی کو غارت کرتے ہیں جو غارت ہونے ہی پر کمر باندھ لے۔ تمّ سورۃ الاحقاف بفضل اللہ و حسن توفیقہ۔ فللّٰہ الحمد والمنۃ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف پہلے زمانے میں سب خلق کو تکلیف نہ تھی۔ ایک شرع کی۔ اس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے رب سچا دین یہی ہے اور کام بھلے بڑے مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی۔ لیکن سچا دین ماننے سے یہ قبولیت ہو کر نیکی ثابت اور بُرائی معاف اور نہ ماننے کی یہ سزا کہ نیکی برباد اور گناہ لازم ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ جیسا کہ رؤسائے کفار کی عادت تھی کہ جان، مال اور ہر طرح سے لوگوں کو منع کرتے تھے۔
ف۲ یعنی جن اعمال کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں بلکہ ان میں سے بعض کام اور اُلٹے موجب عتاب ہوتے ہیں جیسے لوگوں کو اسلام سے روکنے میں پیسہ خرچ کرنا۔
ف۳ یعنی برائیوں کی عادت چھڑا کر اللہ تعالیٰ اُن کا حال سنوار دیتا ہے کہ دنیا میں وہ نیکی میں ترقی کرتے رہتے ہیں اور آخرت میں اُنکی کوتاہیوں سے درگذر فرما کر اچھے حال میں رکھتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ساری مخلوق ایک شریعت کی مکلف نہ تھی۔ اسوقت سب جہان کو ایک حکم ہے، اب سچا دین یہی ہو اور بڑے بھلے کام مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی لیکن سچا دین ماننے کو یہ قبولیت ہو کر نیکی ثابت اور بُرائی معاف اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم۔ ف۴ یعنی اس طرح کھول کھول کر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اُنکے بھلے بُرے احوال پر متنبہ کرتا ہے تا باطل پرستی کی نحوست و شامت اور حق پرستی کی برکت اُن کے پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔ ف۵ یعنی حق اور باطل کا مقابلہ تو رہتا ہی ہے جب مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو پوری مضبوطی اور بہادری سے کام لینا چاہیئے۔ باطل کا زور جب ہی ٹوٹے گا کہ بڑے بڑے شریر مارے جائیں اور اُن کے جتھے توڑ دیئے جائیں۔ اس لئے ہنگامہ کارزار میں کسل، سستی، بزدلی، اور توقف و تردد کو راہ نہ دو۔ اور دشمنانِ خدا کی گردنیں اڑانے میں کچھ باک نہ کرو۔ کافی خونریزی کے بعد جب تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور اُنکا زور ٹوٹ جائے اسوقت قید کرنا بھی کفایت کرتا ہو۔ قال تعالیٰ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ (انفال۔ رکوع ۹) یہ قید و بند ممکن ہے اُنکے لئے تازیانۂ عبرت کا کام دے اور مسلمانوں کے پاس رہ کر ان کو اپنی اور تمہاری حالت کے جانچنے اور اسلامی تعلیمات میں غور کرنیکا موقع بہم پہنچائے شدہ شدہ وہ لوگ حق و صداقت کا راستہ اختیار کر لیں۔ یا مصلحت سمجھو تو بدون کسی معاوضہ کے اُن پر احسان کرکے قید سے رہا کرو۔ اس صورت میں بہت سے افراد ممکن ہے تمہارے احسان اور خوبی اخلاق سے متاثر ہو کر تمہاری طرف راغب ہوں اور تمہارے دین سے محبت کرنے لگیں اور یہ بھی کر سکتے ہو کر زر فدیہ لے کر یا مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دو اسمیں کئی طرح کے فائدے ہیں۔ بہرحال اگر ان اسیرانِ جنگ کو اُنکے وطن کی طرف واپس کرو تو دو ہی صورتیں ہیں معاوضہ میں چھوڑنا یا بلا معاوضہ رہا کرنا۔ ان میں جو صورت امام کے نزدیک اصلح ہو اختیار کر سکتا ہے۔ حنفیہ کے ہاں بھی فتح القدیر اور شامی وغیرہ میں اس طرح کی روایات موجود ہیں ہاں اگر قیدیوں کو اُنکے وطن کی طرف واپس کرنا مصلحت نہ ہو تو یہ تین صورتیں ہیں۔ ذمی بنا کر بطور رعیت کے رکھنا۔ یا غلام بنا لینا۔ یا قتل کر دینا۔ احادیث سے قیدی کو قتل کرنیکا ثبوت صرف خاص خاص حالات میں ملتا ہے۔ جبکہ وہ کسی ایسے سنگین جرم کا مرتکب ہوا ہو جس کی سزا قتل سے کم نہیں ہو سکتی تھی۔ البتہ غلام یا رعیت بنا کر رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ف۶ یعنی یہ حرب و ضرب اور قید و بند کا سلسلہ برابر جاری رہیگا تا آنکہ لڑائی اپنے ہتھیار اُتار کر رکھدے اور جنگ موقوف ہو جائے ف۷ یعنی خدا کو قدرت ہو کہ ان کافروں کو کوئی آسمانی عذاب بھیج کر "عاد" "ثمود" وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالے لیکن جہاد و قتال شروع کرکے اُسے بندوں کا امتحان کرنا تھا۔ وہ دیکھتا ہے کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر جان و مال نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور کفار میں سے کتنے لوگ ان تنبیہی کارروائیوں سے بیدار ہوتے اور اس مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو اللہ نے دے رکھی ہو کہ پہلی قوموں کی طرح ایک دم پکڑ کر استیصال نہیں کر دیتا ۔

ع ۱۴

سُورَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَثَلٰثُونَ اٰيَةً وَاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ محمد مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں اڑتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ
جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انہوں نے اللہ کی راہ سے کھو دیے اُس نے اُنکے کئے اور جو
جو لوگ کہ منکر ہوئے اور روکا اَوروں کو اللہ کی راہ سے ف۱ کھو دیے اللہ نے اُنکے کیے کام ف۲ اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ
یقین لائے اور کیے بھلے کام اور مانا جو اُترا محمد پر اور وہی ہو سچا دین اُن کے
یقین لائے اور کیے بھلے کام اور مانا اُس کو جو اُترا محمد پر اور وہی ہے سچا دین اُنکے

رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ
رب کی طرف سے اُن سے اُتاریں اُنکی بُرائیاں اور سنوارا اُن کا حال ف۱ یہ اس پر کہ جو
رب کی طرف سے اُن پر سے اُتاریں اُنکی بُرائیاں اور سنوارا اُن کا حال ف۳ یہ اس لئے کہ جو

كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ
منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر اور جو یقین لائے اُنہوں نے مانی سچی بات اپنے رب کی طرف سے
منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر اور جو یقین لائے اُنہوں نے مانی سچی بات اپنے رب کی طرف سے

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
یوں بتاتا ہے اللہ لوگوں کو اُن کے احوال سو جب تم بھڑو منکروں سے
یوں بتلاتا ہے اللہ لوگوں کو اُن کے احوال ف۴ سو جب تم مقابل ہو منکروں کے

فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا
تو ماریں گردنیں یہاں تک کہ جب کما ڈال چکے اُنہیں تو مضبوط باندھو قید پھر یا احسان کریو
تو مارو گردنیں یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو اُن کو تو مضبوط باندھو قید پھر یا احسان

بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ
پیچھے اور یا چھڑوائی لیجیو جب تک کہ رکھ دے لڑائی اپنا بوجھ یہ سُن چکے اور اگر
کیجیو اور یا معاوضہ لیجیو ف۵ جب تک کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار ف۶ یہ سُن چکے اور اگر

يَشَآءُ اللهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ
چاہے اللہ تو بدلا لے اُن سے پر جانچنے کو تمہارے ایک سے دوسرے کو اور جو لوگ
چاہے اللہ تو بدلا لے اُن سے پر جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو ف۷ اور جو لوگ

قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ
مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ کھو دے گا وہ اُن کے کئے اُن کو راہ دیگا اور سنوارے گا
مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ ضائع کرے گا وہ اُنکے کیے کام اُن کو راہ دے گا اور سنوار دیگا

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جب تک کافر کا زور نہیں ٹوٹا تب تک قتل ہی چاہیے اور جب زور ٹوٹ چکا تب قید بھی کفایت ہے تا کہ مسلمان ہوں یا احسان کر کر چھوڑ دیجئے تو ہمیشہ احسان مانیں اور دین کی محبت آوے یا کچھ چھڑوائی لے کر چھوڑ دیجئے۔ تو دو فائدے اب اختلاف ہے کہ کافر قید میں آوے تو اسکو پھر اپنے گھر جانے دیجئے یا نہیں۔ اگر چھوڑ دیجئے تو اس طرح کر رعیت ہو کر رہے ف۲ اللہ چاہے تو ابھی کافروں کو مسلمان کر ڈالے۔ پر یہ بھی منظور نہیں بلکہ منظور ہے سو بندے کی طرف سے کمر باندھنی اور اللہ کی طرف سے کام بنانا ف۳ جانور کا سا کھانا یعنی حرص سے اور مسلمان کھاویں دفع حاجت کو ———— از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

انکا حال اور داخل کرے گا انکو بہشت میں معلوم کرا دی ہے انکو ف۱ اے ایمان والو اگر

انکا حال ف۱ اور داخل کرے گا اُن کو بہشت میں جو معلوم کرا دی ہے انکو ف۲ اے ایمان والو اگر

تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا

تم مدد کرو گے اللہ کی تو وہ تمہاری کرے گا اور جما دے گا تمہارے پاؤں اور جو لوگ منکر ہوئے انکو ٹھوکر

تم مدد کرو گے اللہ کی ف۳ تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جما دیگا تمہارے پاؤں ف۴ اور جو لوگ کہ منکر ہوئے وہ گرے منہ

لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ

ٹھوکر اور کھو دیے اُنکے کیے ف۲ یہ اس پر کہ انہوں نے پسند نہ رکھا جو اُتارا اللہ نے پھر اکارت کر دیے

کے بل اور کھو دیے اُنکے کیے کام ف۵ یہ اس لئے کہ انکو پسند نہ ہوا جو اُتارا اللہ نے پھر اکارت کر دیے

اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اُنکے کیے کیا پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھیں آخر کیسا ہوا اُن کا جو

اُنکے کیے کام ف۶ کیا وہ پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝

پہلے تھے ان سے اُکھاڑ مارا اللہ نے اُن کو اور منکروں کو ملتی ہیں ایسی چیزیں

اُن کا جو اُن سے پہلے تھے بلا کی ڈالی اللہ نے اُن پر اور منکروں کو ملتی رہتی ہیں ایسی چیزیں ف۷

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى

یہ اس پر کہ اللہ رفیق ہے اُن کا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں اُن کا رفیق نہیں

یہ اِس لئے کہ اللہ رفیق ہے اُن کا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں اُنکا رفیق نہیں

لَهُمْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

کوئی مقرر اللہ داخل کرے گا اُنکو جو یقین لائے اور کیے بھلے کام باغوں میں

کوئی ف۸ مقرر اللہ داخل کریگا اُن کو جو یقین لائے اور کئے بھلے کام باغوں میں

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ

نیچے بہتیں اُنکے ندیاں اور جو منکر ہیں برتتے ہیں اور کھاتے ہیں

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو لوگ منکر ہیں برت رہے ہیں اور کھاتے ہیں

كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

جیسے کھاویں ڈھور اور آگ ہے اُن کا گھر ف۳ اور کتنی تھیں بستیاں

جیسے کہ کھائیں چوپائے اور آگ ہے گھر اُن کا ف۹ اور کتنی تھیں بستیاں

هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِىْۤ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا

جو زیادہ تھیں زور میں اس تیری بستی سے جس نے تجھکو نکالا ہم نے اُنکو کھپا دیا پھر کوئی نہیں

جو زیادہ تھیں زور میں اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے اُن کو غارت کر دیا پھر کوئی

نَاصِرَ لَهُمْ ۝ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ

اُن کا مددگار بھلا ایک جو چلتا ہے سوجھی راہ پر اپنے رب کی برابر اُسکے جس کو بھلا دکھایا

نہیں اُن کا مددگار ف۱ بھلا ایک جو چلتا ہے واضح رستہ پر اپنے رب کے برابر ہے اُسکے جس کو بھلا دکھلایا

ف۱ یعنی جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے خواہ بظاہر یہاں کامیاب نظر نہ آتے ہوں۔ لیکن حقیقۃً وہ کامیاب ہیں۔ اللہ اُن کے کام ضائع نہ کریگا بلکہ انجام کار اُنکی محنت ٹھکانے لگائیگا۔ اُنکو جنت کی طرف راہ دیگا اور آخرت کے تمام منازل و مواقف میں اُن کا حال درست رکھیگا ف۲ یعنی جس جنت کا حال اُنکو انبیاء علیہم السلام کی زبان اور اپنے وجدان صحیح سے معلوم ہو چکا تھا اُس میں داخل کیے جائیں گے۔ اور وہاں پہنچ کر ہر جنتی اپنے ٹھکانے کو خود بخود پہچان لیگا اُسکے دل کی کشش اُدھر ہی ہوگی جہاں اُسکو رہنا ہے (تنبیہ) ابن عباس نے "عَرَّفَهَا لَهُمْ" کے معنی "طَيَّبَهَا لَهُمْ" کے لیے ہیں یعنی جنت اُنکے لئے خوشبوؤں سے مہکا دی گئی ہے۔ ف۳ یعنی اللہ کے دین کی اور اُسکے پیغمبر کی ف۴ یعنی جہاد میں اللہ کی مدد سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے اور اسلام و طاعت پر ثابت قدم رہو گے جسکے نتیجہ میں "صراط" پر ثابت قدمی نصیب ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اللہ چاہے تو خود ہی کافروں کو مسلمان کر ڈالے۔ پر یہ بھی منظور نہیں۔ جانچنا منظور ہے۔ سو بندہ کی طرف سے کمر باندھنا اور اللہ کی طرف سے کام بنانا" ف۵ یعنی جسطرح مومنین کے قدم جما دیئے جاتے ہیں اُسکے برعکس منکروں کو منہ کے بل گرا دیا جاتا ہے اور جیسے خدا کی طرف سے مؤمنین کی مدد کیجاتی ہے، اُسکے خلاف کافروں کے کام برباد کر دیئے جاتے ہیں ف۶ یعنی جب اُنہوں نے اللہ کی باتوں کو ناپسند کیا تو اللہ اُنکے کام کیوں پسند کریگا اور جو چیز خدا کو ناپسند ہو وہ محض اکارت ہے۔ ف۷ یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو منکروں کی کیسی گت بنی اور کس طرح اُنکے منصوبے خاک میں ملا دیے گئے۔ کیا آج کل کے منکروں کو ایسی سزائیں نہیں مل سکتیں۔ ف۸ یعنی اللہ مومنین صالحین کا رفیق ہے جو وقت پر اُن کی مدد کرتا ہے۔ کافروں کا ایسا رفیق کون ہے جو اللہ کے مقابلہ میں کام آسکے۔ "غزوۂ اُحد" میں ابوسفیان نے پکارا تھا: "لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ" آپ نے فرمایا پکار دو "اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ" ف۹ یعنی دنیا کا سامان برت رہے ہیں اور مارے حرص کے بہائم کی طرح اناپ شناپ کھاتے چلے جاتے ہیں نتیجہ کی خبر نہیں کہ کل یہ کھایا پیا کس طرح نکلے گا۔ اچھا چند روز مزے اڑا لیں آگے اُن کے لئے آگ کا گھر تیار ہے ف۱۰ یعنی دوسری قوموں کو جو زور و طاقت میں مکہ والوں سے کہیں بڑھ کر تھیں ہم نے تباہ کر چھوڑا اور کوئی اُن کی مدد کو نہ پہنچا۔ پھر یہ کس بات پر اتراتے ہیں (تنبیہ) "قَرْيَتِكَ الَّتِىْۤ اَخْرَجَتْكَ" سے مراد مکہ معظمہ ہے۔ وہاں کے لوگوں نے ایسی حرکات کیں کہ آپ کو وطن مالوف و محبوب چھوڑنا پڑا۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے رخصت ہوتے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ خدا کی قسم تو تمام شہروں میں اللہ کے نزدیک اور میرے نزدیک محبوب ترین شہر ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تیرے اندر سے نہ نکالتی میں تجھ کو نہ چھوڑتا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ وہاں کا شراب بامزہ ہے جیسا یہاں بمزہ بہشت میں ہر کسی کے گھر میں چار نہریں مقرر ہیں اور بعضوں کے زیادہ ف۲ یعنی کند ذہن جن کو نہ سمجھ زیادہ ف۳ یعنی حضرت کے کلام سے اثر پایا اور گناہوں سے بچ چلے گئے۔
ف۴ بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا سب نبی راہ دیکھتے تھے خاتم النبیین کی جب وہ آچکے اب قیامت ہی رہی باقی —— از شاہ عبد القادر صاحب رح

ف۱ یعنی ایک شخص نہایت شرح صدر اور فہم و بصیرت کے ساتھ تمامی کی صاف اور کشادہ سڑک پر بے کھٹکے چلا جا رہا ہو اور دوسرا اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھاتا ہو جسکو سیاہ و سفید یا نیک و بد کی کچھ تمیز نہیں حتی کہ اپنی بے تمیزی سے برائی کو بھلائی سمجھتا اور خواہشات کی پیروی میں اندھا ہو رہا ہے۔ کیا ان دونوں کا مرتبہ اور انجام برابر ہو جائیگا؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ حق تعالیٰ کی شان حکمت و عدل کے منافی نہیں ہو ف۲ یعنی طول مکث یا کسی چیز کے اختلاط سے اس کی بو نہیں بدلی۔ شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ کسی طرح کے تغیر کو اس کی طرف راہ نہیں ف۳ یعنی دنیا کے دودھ پر قیاس نہ کرو۔ اتنی مدت گذرنے پر بھی اسکے مزے میں فرق نہیں آیا ف۴ یعنی وہاں کی شراب میں خالص لذت اور مزہ ہی ہے۔ نہ نشہ ہو نہ تلخی نہ سر گرانی نہ کوئی اور نقصان ف۵ یعنی صاف و شفاف شہد جس میں تکدر تو کہاں ہوتا جھاگ تک نہیں۔ تنبیہ یہاں چار قسم کی نہروں کا ذکر ہوا جن میں پانی تو ایسی چیز ہے کہ انسان کی زندگی اس پر موقوف ہے اور دودھ غذائے لطیف کا کام دیتا ہے اور شراب سرور و نشاط کی چیز ہے اور شہد کو "شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" فرمایا گیا ہے ف۶ مشروبات کے بعد ماکولات کا ذکر فرمایا ف۷ یعنی سب خطائیں معاف کر کے جنت میں داخل کریں گے۔ وہاں پہنچ کر کبھی خطاؤں کا ذکر بھی نہ آئیگا جو ان کی کلفت کا سبب بنے۔ اور نہ آئندہ کسی بات پر گرفت ہوگی۔ ف۸ یعنی کھولتا ہوا پانی جب دوزخیوں کو پلائیں گے تو آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی (اعاذنا اللّٰہ منہا) ف۹ اوپر مؤمنوں اور کافروں کا حال مذکور تھا۔ ایک قسم کافروں کی وہ ہے جسے منافق کہتے ہیں یعنی ظاہر میں اسلام کا دعوٰی اور باطن میں اس سے انحراف۔ اس آیت میں انکا ذکر ہے۔ یعنی یہ لوگ بظاہر پیغمبر کی بات سننے کیلئے کان رکھتے ہیں مگر نہ دلی توجہ ہے نہ سمجھ نہ یاد۔ جب مجلس سے اٹھ کر جاتے ہیں تو اہل علم سے کہتے ہیں کہ اس شخص (یعنی پیغمبر علیہ السلام) نے ابھی ابھی کیا بیان کیا تھا۔ شاید اس دریافت کرنے سے مقصود ادھر تعریض کرنا ہوگا کہ ہم آنکی بات کو لائق اعتناء نہیں سمجھتے نہ توجہ سے سنتے ہیں ف۱۰ یعنی ایسی نالائق حرکتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دیتا ہے۔ پھر نیکی کی توفیق قطعاً نہیں ہوتی۔ محض خواہشات کی پیروی رہ جاتی ہے ف۱۱ یعنی سچائی کے راستہ پر چلنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی روز بروز ہدایت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور اس کی سوجھ بوجھ اور پرہیزگاری بڑھتی جاتی ہے ف۱۲ یعنی قرآن کی نصیحتیں گذشتہ اقوام کی عبرتناک مثالیں اور جنت و دوزخ کے وعدہ و وعید سب سن چکے۔ اب ماننے کے لئے کس وقت کا انتظار ہے۔ یہی کہ قیامت کی گھڑی اُن کے سر پر اچانک آکھڑی ہو۔ سو قیامت کی کئی نشانیاں تو آچکیں اور جب خود قیامت آکھڑی ہوگی اُس وقت اُن کے لئے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقع کہاں باقی رہیگا یعنی وہ سمجھنا اور ماننا بیکار ہے کیونکہ اس پر نجات نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا ہے۔ سب نبی خاتم النبیین کی راہ دیکھتے تھے۔ جب وہ آچکے (مقصود تخلیق عالم کا حاصل ہو چکا) اب قیامت ہی باقی ہے"۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ" (میں اور قیامت اس طرح ہیں) گویا میں قیامت سے اتنا آگے نکل آیا ہوں جتنا بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے نکلی ہوئی ہے۔ شرح صحیح مسلم میں ہم نے اس کی مفصل تقریر کی ہے۔ یہاں گنجائش نہیں ف۱۳ ہر ایک کا ذنب (گناہ) اُس کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے۔ کسی کام کا بہت اچھا پہلو چھوڑ کر کم اچھا پہلو اختیار کرنا گو وہ حدود جواز و استحسان میں ہو بعض اوقات مقربین میں ذنب (گناہ) سمجھا جاتا ہے "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" کے یہی معنی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو بار استغفار فرماتے تھے (تنبیہ) "فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ" کا خطاب ہر ایک مخاطب کو ہے اور اگر خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہوں تو مطلب یہ ہے کہ اس علم پر برابر جمے رہئے اور استغفار کرتے رہئے اور "فَاعْلَمْ" کی تفریع ماقبل پر اس طرح ہے کہ قیامت آنے کے بعد کسی کو ایمان و توبہ وغیرہ نافع نہیں، تو آدمی کو چاہئے کہ اس کے آنے سے قبل صحیح معرفت حاصل کرے اور ایمان و استغفار کے طریق پر مستقیم رہے۔

سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ

اُس کا بُرا کام اور چلتے ہیں اپنی چاؤں پر احوال اُس بہشت کا جو وعدہ ہے ڈر والوں کو

اُس کا بُرا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر ف۱ احوال اُس بہشت کا جس کا وعدہ ہوا ہے ڈرنے والوں سے۔

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ

اُس میں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزا نہیں پھرا

اُس میں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا ف۲ اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا ف۳

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ

اور نہریں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں کو اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اُتارا ہوا

اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں کے واسطے ف۴ اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اُتارا ہوا ف۵

وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ

اور اُن کو وہاں سب طرح کے میوے اور معافی ہے اُن کے رب سے۔ برابر اُس کے

اور اُنکے لئے وہاں سب طرح کے میوے ہیں ف۶ اور معافی ہے اُن کے رب سے ف۷ یہ برابر ہو اُسکے جو

خٰلِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ۝ وَمِنْهُمْ

جو سدا رہے آگ میں اور پلایا ہے کھولتا پانی تو کاٹ نکلا اُن کی آنتیں ف۱ اور بعضے اُن میں

سدا رہے آگ میں اور پلایا جائے اُنکو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے اُن کی آنتیں ف۸ اور بعضے اُن میں

مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ

ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے کہتے ہیں اُن کو

ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے کہتے ہیں اُن کو جن کو

اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ

جنکو علم ملا کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی ابھی یہ وہی ہیں جن کے دل پر مہر رکھی اللہ نے

علم ملا ہے کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی ف۹ یہ وہی ہیں جن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اللہ نے

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ

اور چلے ہیں اپنی چاؤں پر ف۲ اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں اُنکو اور بڑھی اس سے سوجھ اور اُنکو اس کو ملا

اور چلے ہیں اپنی خواہشوں پر ف۱۰ اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں اُنکو اور بڑھ گئی اُس سے سوجھ اور اُن کو اُس

تَقْوٰىهُمْ ۝ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ

بچکر چلنا ف۳ اب یہی راہ دیکھتے ہیں اُس گھڑی کی کہ آ کھڑی ہو اُن پر اچانک کیونکہ

نے ملا بچکر چلنا ف۱۱ اب یہی انتظار کرتے ہیں قیامت کا کہ آکھڑی ہو اُن پر اچانک سو

جَاۗءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاۗءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ

آ چکی ہیں اُسکی نشانیاں سو کہاں ملے گی اُنکو جب وہ آ پہنچی سمجھ پکڑنی ف۴ سو تو جان رکھ کہ کسی کی

آ چکی ہیں اُس کی نشانیاں پھر کہاں نصیب ہوگا اُنکو جب وہ آ پہنچے اُن پر سمجھ پکڑنا ف۱۲ سو تو جان لے کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ

بندگی نہیں سوا اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کیواسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کیلئے

کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کیلئے ف۱۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح القرآن ف۱ یعنی جتنے پردوں میں پھرو گے پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچو گے اپنے گھر میں ف۳ مسلمان سورت مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذاء سے عاجز ہو کر آرزو کرتے تھے کہ اللہ حکم دے جہاد کا تو جو ہو سکے کر گذریں جب حکم آیا جہاد کا تو کچے لوگوں پر بھاری پڑا مردے کی طرح بے رونق آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کاش ہم کو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بے حد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی جیسے مرتے وقت ف۵ یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے اللہ کا حکم ہر طرح ماننا ہی چاہئے۔ پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائیے اور جو بہت ہی تاکید آ پڑی اسی وقت ضرور ہو گا لڑنا تو لڑنے والے بہت ہیں ف۷ آرزو کرتے ہو جہاد کی جان سے تنگ ہو کر اور اگر اللہ تم ہی کو غالب کرے تو فساد نہ کرو
ف۸ یعنی حکومت کے غرور میں ظلم کرنے لگے پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے ف۹ یعنی منافق قرآن کو نہیں سمجھے کہ جہاد میں کیا فائدے ہیں اور اقرار ایمان سے پھرے جاتے ہیں کہ لڑائی میں نہ جاویں گے تو دیر تک جیویں گے ف۱۰ منافقوں نے کافروں سے کہا کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن تم سے نہ لڑیں گے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ

اور اللہ کو معلوم ہے گشت تمہاری اور گھر تمہارا ف۱ اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں

اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور گھر تمہارا ف۱ اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں

لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ

نہ اتری ایک سورت پھر جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی اور اس میں ہوا ذکر لڑائی کا

نہ اتری ایک سورت ف۲ پھر جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی ف۳ اور ذکر ہوا اس میں لڑائی کا

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ

تو دیکھتا ہے جن کے دل میں روگ ہے تیری طرف تکتے ہیں جیسے تکتا ہے

تو تو دیکھتا ہے ان کو جن کے دل میں روگ ہے تکتے ہیں تیری طرف جیسے تکتا ہے کوئی بیہوش

عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ فَاِذَا

کوئی بیہوش پڑا مرنے کے وقت سو خرابی ہے ان کی ف۴ حکم ماننا ہے اور بھلی بات کہنی پھر جب

پڑا ہوا مرنے کے وقت سو خرابی ہو ان کی ف۵ حکم ماننا ہے اور بھلی بات کہنی پھر جب

عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو ان کا بھلا ہے ف۶ پھر تم سے یہی توقع ہے کہ

تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو ان کا بھلا ہے ف۶ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے

اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝

اگر تم کو حکومت ہو کہ خرابی ڈالو ملک میں اور توڑو اپنے ناتے ف۷

کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں ف۷

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝ اَفَلَا

ایسے لوگ وہی ہیں جن کو پھٹکارا اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی ان کی آنکھیں ف۸ کیا دھیان

ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں ف۸ کیا

يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا

نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں ان کے قفل بیشک جو لوگ الٹے پھر گئے

دھیان نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں ان کے قفل ف۹ بیشک جو لوگ الٹے پھر گئے

عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ

اپنی پیٹھ پر پیچھے اس کے کہ کھل چکی ان پر راہ شیطان نے بات بنائی ان کے دل میں

اپنی پیٹھ پر بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ان پر سیدھی راہ شیطان نے بات بنائی ان کے دل میں

وَاَمْلٰى لَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ

اور دیر کے وعدے دیئے ف۹ یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ان سے جو بیزار ہیں اللہ کے اتارے سے

اور دیر کے وعدے کیے ف۹ یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے

سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ښ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ

ہم تمہاری بات بھی مانیں گے بعضے کام میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا ف۱۰ پھر کیسا ہو گا

ہم تمہاری بات بھی مانیں گے بعضے کاموں میں اور اللہ جانتا ہے انکا مشورہ کرنا ف۱۰ پھر کیسا ہو گا حال

ف۱ یعنی جتنے پردوں میں پھرو گے پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچو گے جو تمہارا اصل گھر ہے ف۲ یعنی ایسی صورت جس میں جہاد کی اجازت ہو ف۳ یعنی بچے تلے احکام پر مشتمل ہے جو غیر منسوخ ہیں اور ٹھیک اپنے وقت پر اترتے ہیں ف۴ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ مسلمان سورت مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذاء سے عاجز ہو کر آرزو کرتے کہ اللہ جہاد کا حکم دے تو جو ہم کر ہو سکے کر گذریں۔ جب جہاد کا حکم آیا تو منافق اور کچے لوگوں پر بھاری ہوا۔ خوفزدہ اور بے رونق آنکھوں سے پیغمبر کی طرف دیکھنے لگے کہ کاش ہم کو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بے حد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی جیسے مرتے وقت آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے ف۵ یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار اور زبان سے اسلام و احکام اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً خدا اور رسول کا حکم مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں پھر جب جہاد وغیرہ میں کام کی تاکید اور زور آ پڑے اس وقت اللہ کے سامنے سچے ثابت ہوں تو یہ صورت ان کی بہتری اور بھلائی کی ہو گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ کا حکم ہر طرح ماننا ہی چاہئے پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائے۔ ہاں جب بہت ہی تاکید آ پڑے اسی وقت لڑنا ضروری ہو گا۔ نہیں تو لڑنے والے بہت ہیں" ف۶ یعنی حکومت و اقتدار کے نشہ میں لوگ عموماً اعتدال و انصاف پر قائم نہیں رہا کرتے۔ دنیا کی حرص اور زیادہ بڑھ جاتی ہے پھر جاہ و مال کی کشمکش اور غرض پرستی میں جھگڑے رگڑے ہوتے ہیں۔ جن کا آخری نتیجہ ہوتا ہے عام فتنہ و فساد اور ایک دوسرے سے قطع تعلق۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی جان سے تنگ ہو کر جہاد کی آرزو کرتے ہو۔ اور اگر اللہ تم ہی کو غالب کر دے تو فساد نہ کرنا" (تنبیہ) مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "تولیتم" کا ترجمہ حکومت مل جانے سے کیا ہے جیسا کہ بہت سے مفسرین کی رائے ہے۔ دوسرے علماء "تولی" کو بمعنی اعراض لے کر یوں مطلب لیتے ہیں کہ اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے اعراض کرو گے تو ظاہر ہے دنیا میں امن و انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جب دنیا میں امن و انصاف نہ رہے گا تو ظاہر ہے فساد، بدامنی اور حق ناشناسی کا دور دورہ ہو گا۔ اور بعض نے اس طرح تفسیر کی ہے کہ اگر تم ایمان لانے سے اعراض کرو گے تو زمانہ جاہلیت کی کیفیت عود کر آئے گی جو خرابیاں اور فساد اس وقت تھے اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر رشتے ناتے قطع ہو جاتے تھے وہی سب نقشہ پھر قائم ہو جائے گا۔ اور اگر آیت میں خاص منافقین سے خطاب مانا جائے تو ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر جہاد سے اعراض کرو گے تو تم سے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ اپنی منافقانہ شرارتوں سے ملک میں خرابی مچاؤ گے اور جن مسلمانوں سے تمہاری قرابتیں ہیں ان کی مطلق پروا نہ کرتے ہوئے کھلے کافروں کے مددگار بنو گے۔ ف۷ یعنی حکومت کے غرور میں اندھے بہرے ہو کر ظلم کرنے لگے پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے۔ خدا کی پھٹکار نے بالکل ہی سنگدل بنا دیا۔ اور یہ سب کچھ ان ہی کے سوء اختیار اور قصور استعداد سے ہوا ف۸ یعنی منافق قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کی شرارتوں کی بدولت دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں کہ نصیحت کے اندر جانے کا راستہ ہی نہیں رہا اگر قرآن کے سمجھنے کی توفیق ملتی تو بآسانی سمجھ لیتے کہ جہاد میں کس قدر دنیوی و اخروی فوائد ہیں ف۹ یعنی منافقین اسلام کا اقرار کرنے اور اسکی سچائی ظاہر ہو چکنے کے بعد وقت آنے پر اپنے قول و قرار سے پھرے جاتے ہیں اور جہاد میں شرکت نہیں کرتے۔ شیطان نے ان کو یہ بات سمجھا رکھی ہے کہ لڑائی میں نہ جائیں گے تو دیر تک زندہ رہیں گے۔ خواہ مخواہ جا کر مرنے سے کیا فائدہ۔ اور نہ معلوم کیا کچھ سمجھاتا اور دور دراز کے لمبے چوڑے وعدے وسوسے ڈالتا ہے۔ "وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا"

ف۱۰ منافقوں نے یہود وغیرہ سے کہا کہ گو ہم ظاہر میں مسلمان ہو گئے ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑیں گے بلکہ موقع ملا تو تم کو مدد دیں گے۔ اور اس قسم کے کاموں میں تمہاری بات مانیں گے۔

إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ
جب کہ فرشتے جان لیں گے ان کی مارتے جاتے ہیں ان کے منہ اور پیٹھ پر ف۱ یہ
جب کہ فرشتے جان نکالیں گے ان کی مارتے جاتے ہوں ان کے منہ پر اور پیٹھ پر ف۱ یہ

۳ع ۹ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ ع
اس پر کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار اور نہ پسند کی اس کی خوشی پھر اکارت کردیئے
اس لئے کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار ہے اور ناپسند کی اس کی خوشی پھر اس نے اکارت کردیئے سب کئے کام ف۲

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝
ان کے کئے کیا خیال رکھتے ہیں جن کے دل میں روگ ہے کہ اللہ نہ کھولے گا ان کے جیوں کے بیر
کیا خیال رکھتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے کہ اللہ ظاہر نہ کردے گا ان کے کینے ف۳

وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي
اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھادیں ان کو سو پہچان تو چکا ہے ان کو چہرے سے اور آگے پہچان لے گا
اور اگر ہم چاہیں تجھ کو دکھلادیں وہ لوگ سو تو پہچان چکا ہے ان کو ان کے چہرے سے اور آگے پہچان لیگا

لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ
بات کے ڈھب سے اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے کام اور البتہ تم کو جانچیں گے تا معلوم کریں
بات کے ڈھب سے ف۴ اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے سب کام ف۵ اور البتہ ہم تم کو جانچیں گے تا معلوم کرلیں

الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝ إِنَّ
جو تم میں لڑائی والے ہیں اور ٹھہرنے والے اور تحقیق کریں تمہاری خبریں جو
جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور قائم رہنے والے ف۶ اور تحقیق کرلیں تمہاری خبریں ف۷

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ
لوگ منکر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے اور خلاف ہوئے رسول سے پیچھے
جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انھوں نے اللہ کی راہ سے اور مخالف ہوگئے رسول سے بعد

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ
اس کے کہ کھل چکی ان پر راہ نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور وہ اکارت
اس کے کہ ظاہر ہوچکی ان پر سیدھی راہ نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کردیگا

أَعْمَالَهُمْ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
کردیگا ان کے کئے اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے
ان کے سب کام ف۸ اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے

وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ
اور ضائع نہ کرو اپنے کئے ف۲ جو لوگ منکر ہوئے اور روکا
اور ضائع مت کرو اپنے کئے ہوئے کام ف۹ جو لوگ منکر ہوئے اور روکا لوگوں کو

سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝ فَلَا
اللہ کی راہ سے پھر مرگئے اور وہ منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشے گا اللہ ان کو سو
اللہ کی راہ سے پھر مرگئے اور وہ منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ ف۱۰ سو

ف۱ یعنی اس وقت موت سے کیونکر بچیں گے جبکہ اس وقت نفاق کا مزہ چکھیں گے۔ ف۲ یعنی اللہ کی خوشنودی کا راستہ پسند نہ کیا۔ اسی راہ چلے جس سے وہ ناراض ہوتا تھا اس لئے موت کے وقت یہ بھیانک سماں دیکھنا پڑا۔ اور اللہ نے ان کے کفر و طغیان کی بدولت سب عمل بیکار کر دیئے کسی عمل نے ان کو دوسری زندگی میں فائدہ نہ پہنچایا۔ ف۳ یعنی منافقین اپنے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جو حاسدانہ عداوتیں اور کینے رکھتے ہیں کیا یہ خیال ہے کہ وہ دلوں میں پنہاں ہی رہیں گے؟ اللہ ان کو طشت ازبام نہ کرے گا؟ اور مسلمان ان کے مکر و فریب پر مطلع نہ ہوں گے؟ ہرگز نہیں ان کا خبث باطن ضرور ظاہر ہو کر رہے گا اور ایسے امتحان کی بھٹی میں ڈالے جائیں گے جہاں کھوٹا کھرا بالکل الگ ہو جائے گا۔ ف۴ یعنی اللہ چاہے تو تمام منافقین کو باشخاصہم معین کر کے آپ کو دکھلا دے اور نام بنام مطلع کر دے کہ مجمع میں فلاں فلاں آدمی منافق ہیں۔ مگر اس کی حکمت بالفعل اس درجہ اظہار کو مقتضی نہیں۔ ویسے اللہ نے آپ کو اعلیٰ درجہ کا نور فراست دیا ہے کہ ان کے چہرے بشرے سے آپ پہچان لیتے ہیں اور آگے چل کر ان لوگوں کے طرز گفتگو سے آپ کو مزید شناخت ہو جائے گی۔ کیونکہ منافق اور مخلص کی بات کا ڈھنگ الگ الگ ہوتا ہے۔ جو زور، شوکت، پختگی اور خلوص کا رنگ مخلص کی باتوں میں جھلکتا ہے، منافق کتنی ہی کوشش کرے اپنے کلام میں پیدا نہیں کر سکتا۔ (تنبیہ) مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "فَلَعَرَفْتَهُمْ" کو "لَوْ نَشَاءُ" کے نیچے نہیں رکھا، عام مفسرین اس کو "لَوْ نَشَاءُ" کے تحت میں رکھ کر "لَأَرَيْنَاكَهُمْ" پر متفرع کرتے ہیں۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ، پھر تو ان کو پہچان جائے صورت دیکھ کر۔ احقر کے خیال میں مترجم رحمہ اللہ کی تفسیر زیادہ لطیف ہے۔ واللہ اعلم۔ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ حضور نے بہت سے منافقین کو نام بنام پکارا، اور اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔ ممکن ہے کہ وہ شناخت "لحن القول" اور "سیما" وغیرہ سے حاصل ہوئی ہو، یا آیۂ ہذا کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کو بعض منافقین کے اسماء پر تفصیل و تعیین کے ساتھ مطلع فرما دیا ہو۔ واللہ اعلم۔ ف۵ یعنی بندوں سے کوئی بات چھپی رہے، ممکن ہے، مگر اللہ کے علم میں تمہارے سب کام ہیں کھلا ہو کر یا چھپا کر۔ ف۶ یعنی جہاد وغیرہ کے کام سے آزمائش مقصود ہے۔ اسی سخت آزمائش میں کھلتا ہے کہ کون لوگ اللہ کے راستہ میں لڑنے والے اور شدید ترین امتحانات میں ثابت قدم رہنے والے ہیں اور کون ایسے نہیں۔ ف۷ یعنی ہر ایک کے ایمان اور اطاعت و انقیاد کا وزن معلوم ہو جائے اور سب کے اندرونی احوال کی خبریں عملاً محقق ہو جائیں۔ (تنبیہ) "حَتّٰى نَعْلَمَ" وغیرہ سے جو شبہ حدوث علم کا ہوتا ہے اس کا مفصل جواب "پارہ سیقول" کے شروع "اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ" کے حاشیہ میں ملاحظہ کیا جائے۔ ف۸ یعنی اپنا ہی نقصان کرتے ہیں اللہ کا کیا نقصان ہے۔ نہ اس کے دین اور پیغمبر کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ وہ قدرت والا ان کے سارے منصوبے غلط اور تمام کام اکارت کر دے گا اور سب کوششیں خاک میں ملا دے گا۔ ف۹ یعنی جہاد یا اللہ کی راہ میں اور کوئی محنت و ریاضت کرنا اس وقت مقبول ہے جب اللہ و رسول کے حکم کے موافق ہو محض اپنی طبیعت کے شوق یا نفس کی خواہش پر کام نہ کرے ورنہ ایسا عمل یوں ہی بیکار و ضائع جائے گا۔ مسلمان کا کام نہیں کہ جو نیک کام کر چکا یا کر رہا ہے اس کو کسی صورت سے ضائع ہونے دے، نیک کام کر کے بیچ میں چھوڑ دے، یا ریا و نمود اور عجب و خود پسندی وغیرہ سے اس کو برباد کرے اور ارتداد کا تو ذکر کیا ہے جو ایک دم تمام اعمال کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ ف۱۰ یعنی کسی کافر کی اللہ کے ہاں بخشش نہیں۔ خصوصاً ان کافروں کی جو دوسروں کو بھی اللہ کے راستے سے روکنے میں لگے ہوئے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ ۖ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ ۚ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَ

تم بودے نہ ہو جاؤ اور پکارنے لگو صلح اور تم ہی رہو گے اوپر اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور

تم بودے نہ ہو جاؤ اور انکو پکارنے صلح ف اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور

لَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ وَإِن

نقصان نہ دے گا تمکو تمہارے کاموں میں ف یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر

نقصان نہ دے گا تم کو تمہارے کاموں میں ف یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر

تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۝ إِن

تم یقین لاؤ گے اور بچ چلو گے وہ دے گا تم کو تمہارے نیگ اور نہ مانگے گا تم سے تمہارے مال ف اگر

تم یقین لاؤ گے اور بچ کر چلو گے دیگا تم کو تمہارا بدلہ اور نہ مانگے گا تم سے مال تمہارے ف اگر

يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ۝ هَآأَنتُمْ

مانگے تم سے وہ مال پھر تنگ کرے تو بخیل ہو جاؤ اور نکالدے تمہارے دل کی خفگیاں سنتے ہو تم لوگ

مانگے تم سے وہ مال پھر تم کو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو اور ظاہر کردے تمہارے دل کی خفگیاں ف سنتے ہو تم

هَٰؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ

تم کو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں پھر تم میں کوئی ہے کہ نہیں دیتا

لوگ تم کو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں ف پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا

وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ

اور جو کوئی نہ دے گا سو نہ دے گا آپ کو اور اللہ بے نیاز ہے اور تم

اور جو کوئی نہ دے گا سو دے گا آپ کو ف اور اللہ بے نیاز ہے اور تم

الْفُقَرَآءُ ۚ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا

محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے بدل لے گا لوگ سوا تمہارے پھر

محتاج ہو ف اور اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر

يَكُونُوٓا أَمْثَالَكُم ۝ ع

وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے ف

وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے ف

سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

سورہ فتح مدینہ میں نازل ہوئی اس کی انتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ

ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ ف تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ

ف ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ

منزل ۶

موضح قرآن

ف محنت سے بھاگ کر صلح نہ چاہئے اور اگر بھلائی نظر آوے تو اس میں قصور نہیں ... اور اگر بھلائی نظر آوے تو اس میں تو درست ہے آگے آوے گا سورہ فتح میں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ حق تعالیٰ نے ملک فتح کر دیے مسلمانوں کو زور خرچ کر نا تھوڑے ہی دنوں پڑا ... کیا تھا اس سے سو حصہ برا یا تھا ... اس واسطے فرمایا ہے کہ اللہ کو قرض دو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ تاکید ہو ... اور اس کے رسول کو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ ...

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ — سورت آخری ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ف یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کے مقابلہ میں سست اور کم ہمت نہ بنیں اور جنگ کی سختیوں سے گھبرا کر صلح کی طرف نہ دوڑیں ورنہ دشمن شیر ہو کر دباتے چلے جائیں گے اور جماعت اسلام کو مغلوب و رسوا ہونا پڑیگا، ہاں کسی وقت اسلام کی مصلحت اور اہل اسلام کی بھلائی صلح میں نظر آئے تو اس وقت صلح کر لینے میں مضائقہ نہیں جیسا کہ آگے "سورہ فتح" میں آتا ہے، بہرحال صلح کی بنا ر اپنی کم ہمتی اور نامردی پر نہ ہونی چاہئے ف۲ یعنی گھبرانے کی کچھ بات نہیں اگر صبر و استقلال دکھاؤ گے اور خدا کے احکام پر ثابت قدم رہوگے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تم کو آخر کار غالب کرے گا اور کسی حالت میں بھی تم کو نقصان اور ٹوٹے میں نہ رہنے دیگا ف۳ یعنی آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت یہ کھیل تماشہ جیسی ہے اگر تم ایمان و تقویٰ اختیار کرو گے اور اس کھیل تماشے سے ذرا بچ کر چلو گے تو اللہ تم کو اس کا پورا بدلہ دیگا اور تمہارا مال بھی تم سے طلب نہیں کرے گا اسے کیا حاجت ہے وہ تو خود دینے والا ہے کما قال "مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَآ أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ" (ذاریات۔ رکوع ۳)

اگر طلب بھی کرے تو مالک حقیقی وہ ہی ہے۔ تمام مال اسی کا ہے ... دین کے معاملہ میں جب خرچ کرنے کو کہتا ہے تو سارے مال کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ ایک تھوڑا سا حصہ طلب کیا جاتا ہے وہ بھی اپنے لئے نہیں بلکہ تمہارے فائدہ کو ... ف۴ ...

ف اس سورۃ کی مختلف آیات میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ ہے ... مختصراً یہاں لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ...

(بقیہ صفحہ ۶۶۳ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف یعنی اس تحمل سے تیرے درجے بڑھے اور یہ بات اللہ نے کسی بندے کو نہیں فرمائی کہ اگلے پچھلے گناہ بخشے اگرچہ بہت بندے ہیں بخشے ہوئے، اس میں اشارہ کر دینا ہوا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی اے رسول کے حکم پر پہنچ، ضدوں کے ساتھ ضد نہ کرنے لگے اس میں ان کو ایمان کا درجہ بڑھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۳ اگر کوئی ہیں جنت کی طلب نقصان ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں بھی بڑا کمال ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ بُری اٹکلیں یہ کہ مدینہ سے چلتے وقت منافق بہانے کر کر بیٹھ رہے جانا کہ یہ لڑائی میں تباہ ہوں گے دشمن سے دوری ہیں اور فوج کم اور دشمن کا دیس اور کا فروں نے جانا کہ عمرے کے نام سے آئے ہیں دغا سے چاہتے ہیں کہ شہر لگ لیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ از شاہ عبد القادر صاحب
بقیہ فوائد صفحہ ۶۶۲ ۱۱ اس سلسلہ میں بعض امور پر بحث و تکرار بھی ہوئی اور مسلمانوں کو غصہ اور جوش آیا کہ تلوار سے معاملہ ایک طرف کر دیا جائے۔ لیکن آخر حضور نے تکرار و الوہ کے اخراج کے موافق سب باتیں منظور فرمائیں اور مسلمانوں نے بھی آپ کی اتباع اور تحمل سے کام لیا۔ اور صلحنامہ تیار ہو گیا جس میں ایک شرط کفار کی طرف سے یہ بھی تھی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیے اور سال آئندہ غیر مسلح ہو کر عمرہ کیجئے اور دیگر فریقین میں دس سال تک لڑائی نہ ہوگی۔ اس مدت میں جو مرد ہمارے ہاں سے تمہارے پاس جائے گا آپ اپنے پاس نہ رکھیں اور جو تمہارا آدمی ہمارے ہاں آئیگا ہم واپس نہ کریں گے۔ صلح کا تمام معاملہ طے ہو جانے پر آپ نے "حدیبیہ" ہی میں ہدی کا جانور ذبح کیا اور حلق و قصر کر کے احرام کھول دیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے (ت) راستہ ہی میں یہ سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ اور یہ سب واقعات اواخر سنہ ۶ھ میں پیش آیا (ث) حدیبیہ سے واپس آ کر اواخر محرم سنہ ۷ھ میں آپ نے خیبر فتح کیا۔ جو مدینہ سے شمالی جانب چار منزل پر شام کی سمت یہود کا ایک شہر تھا۔ اس حملہ میں کوئی شخص اہل صحابہ کے علاوہ شریک نہ تھا جو حدیبیہ میں آپ کے ہمراہ تھے (ذ) سال آئندہ یعنی ذیقعدہ سنہ ۷ھ میں آپ حسب معاہدہ عمرۃ القضاء کے لئے تشریف لے گئے۔ اور امن و امان کے ساتھ مکہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا (ر) معاہدہ صلح میں جو دس سال تک لڑائی بند رکھنے کی شرط تھی، قریش نے نقضِ عہد کیا آپ نے مکہ پر چڑھائی کر دی اور رمضان سنہ ۸ھ میں اس کو فتح کر لیا۔

وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝

اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے تجھ پر احسان اپنا اور چلاوے تجھ کو سیدھی راہ

اور جو پیچھے رہے ف۱ اور پورا کر دے تجھ پر اپنا احسان ف۲ اور چلائے تجھ کو سیدھی راہ ف۳

وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي

اور مدد کرے تجھ کو اللہ زبردست مدد ف۱ وہی ہے جس نے اتارا چین

اور مدد کرے اللہ تیری زبردست مدد ف۴ وہی ہے جس نے اتارا اطمینان

قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ

دل میں ایمانداروں کے اور بڑھے ان کا ایمان ان کے ایمان کے ساتھ اور اللہ کے ہیں لشکر

دل میں ایمان والوں کے تاکہ اور بڑھ جائے ان کو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ ف۵ اور اللہ کے ہیں سب لشکر

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ

آسمانوں اور زمین کے اور ہے اللہ خبردار حکمت والا ف۲ تا پہنچا دے ایمان والے

آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ ہے خبردار حکمت والا ف۶ تاکہ پہنچا دے ایمان والے

وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ

مردوں کو اور عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں

مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں ہمیشہ رہیں ان میں اور اتار دے

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ وَيُعَذِّبَ

اور اتارے ان سے انکی برائیاں اور یہ ہے اللہ کے یہاں بڑی مراد ملنی ف۳ اور عذاب کرے

ان پر سے ان کی برائیاں ف۷ اور یہ ہے اللہ کے یہاں بڑی مراد ملنی ف۸ اور تاکہ عذاب کرے

الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ

دغاباز مردوں کو اور عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور عورتوں کو جو اٹکلتے ہیں اللہ پر

دغاباز مردوں کو اور دغاباز عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور شرک والی عورتوں کو

ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ

بری اٹکلیں۔ انہیں پر پڑے پھیر مصیبت کا اور غصے ہوا اللہ ان پر اور ان کو پھٹکارا

جو اٹکلیں کرتے ہیں اللہ پر بری اٹکلیں ف۹ انہیں پر پڑے پھیر مصیبت کا ف۱۰ اور غصہ ہوا اللہ ان پر اور لعنت کی ان کو

وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَ

اور موجود کیا ان کے واسطے دوزخ اور بری جگہ پہنچے ف۴ اور اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور

اور تیار کی ان کے واسطے دوزخ اور بری جگہ پہنچے اور اللہ کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے اور

الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ

زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ہم نے تجھ کو بھیجا احوال بتانے والا اور

زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ف۱۱ ہم نے تجھ کو بھیجا احوال بتانے والا اور

مُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۝ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَ

خوشی اور ڈر سنانے والا تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اسکی مدد کرو اور

خوشی اور ڈر سنانے والا ف۱۲ تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو

فوائد صفحہ ہٰذا } ف۱ "حدیبیہ کی صلح بظاہر دب کر مغلوبیت کی صلح نظر آتی ہے اور ظاہر الکلام بر ظاہر داری لوگوں کو یہی محسوس ہوتا ہوگا کہ تمام جھگڑوں کا فیصلہ کفار قریش کے حق میں ہوا، چنانچہ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس صلح کی ظاہری سطح دیکھ کر سخت محزون و مضطرب تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ اسلام کے چودہ پندرہ سو سرفروش سپاہیوں کے سامنے قریش وہاں کے طرفداروں کی جمعیت کیا چیز ہے کیوں تمام نزاعات کا فیصلہ تلوار سے نہیں کر دیا جاتا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ان احوال و نتائج کو دیکھ رہی تھیں جو دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل تھے اور اللہ نے آپ کا سینہ سخت سے سخت ناخوشگوار واقعات پر تحمل کرنے کے لئے کھول دیا تھا آپ بے مثال استغنا اور توکل و تحمل کے ساتھ انکی ہر شرط قبول فرماتے رہے اور اپنے اصحاب کو "اللہ و رسولہ اعلم" کہہ کر تسلی دیتے رہے یعنی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے تا آنکہ یہ سورۃ نازل ہوئی اور خداوند قدوس نے اس صلح اور فیصلہ کا نام "فتح مبین" رکھا، لوگ اس پر بھی تعجب کرتے تھے کہ یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے فرمایا ہاں بہت بڑی فتح، حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کی بیعت جہاد اور رسول اللہ ﷺ کے جنگ اور ساعتین کا مرجب ہوا کہ صلح کی طرف جھکنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود جنگ اور انتقام پر کافی قدرت رکھنے کے ہر موقع پر اخلاق اور عفو و درگذر سے کام لینا اور شعائر اللہ کی تعظیم کی خاطر ان کے بیہودہ مطالبات پر قطعاً آفروختہ نہ ہونا، یہ واقعات ایک طرف اللہ کی خصوصی مدد و رحمت کے استجلاب کا ذریعہ بنتے تھے اور دوسری جانب دشمنوں کے قلوب پر اسلام کی اخلاقی اور روحانی طاقت اور پیغمبر علیہ السلام کی پیغمبری کا سکہ بٹھا رہے تھے گو عہد نامہ لکھتے وقت ظاہر بینوں کو کفار کی جیت نظر آتی تھی لیکن شمنے دل سے فرصت میں بیٹھ کر غور کرنیوالے خوب سمجھتے تھے کہ فی الحقیقت تمام تر فیصلہ حضور کے حق میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "فتح مبین" رکھ کر متنبہ کر دیا کہ یہ صلح اس وقت بھی فتح ہے اور آئندہ کے لئے بھی آپ کے حق میں بے شمار فتوحات ظاہری و باطنی کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس صلح کے بعد کافروں اور مسلمانوں کو باہم اختلاط اور میل جول کا موقع ہاتھ آیا۔ کفار مسلمانوں کی زبان سے اسلام کی باتیں سنتے اور ان مقدس مسلمانوں کے احوال و اطوار کو دیکھتے تو خود بخود ایک کشش اسلام کی طرف ہوتی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک یعنی تقریباً دو سال کی مدت میں اتنے کثرت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے کہ کبھی اس قدر نہ ہوئے تھے۔ خالد بن الولید اور عمرو بن العاص جیسے نامور صحابہ اسی دوران میں اسلام کے حلقہ بگوش بنے۔ یہ سمجھو کہ تمہیں دلوں کو فتح کر لینا اسی صلح حدیبیہ کی عظیم ترین برکت تھی۔ اب جماعت اسلام چاروں طرف اس قدر پھیل گئی اور اتنی بڑھ گئی تھی کہ مکہ معظمہ کو فتح کر کے ہمیشہ کیلئے شرک کی گندگی سے پاک کر دینا بالکل سہل ہو گیا۔ حدیبیہ میں حضور کے ہمراہ صرف ڈیڑھ ہزار جانباز تھے لیکن دو برس کے بعد مکہ معظمہ کی فتح عظیم کے وقت دس ہزار کا لشکر جرار آپ کے ہم رکاب تھا بیچ تو یہ ہے کہ نہ صرف فتح مکہ اور فتح خیبر بلکہ آئندہ کی کل فتوحات اسلامیہ کے لئے صلح حدیبیہ بطور اساس کی بنیاد اور زینہ ہو دیا جائے کہ تھی اور اسی تحمل و توکل اور تعظیم حرمات اللہ کی بدولت جو

صلح کے سلسلہ میں ظاہر ہوئی، جن علوم و معارف قدسیہ اور باطنی مقامات و مراتب کا فتح باب ہوا ہوگا اس کا اندازہ تو کون کر سکتا ہے ہاں تھوڑا سا اجمالی اشارہ حق تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا ہے یعنی جیسے سلاطین دنیا کسی بہت بڑے فاتح جنرل کو خصوصی اعزاز و اکرام سے نوازتے ہیں۔ خداوند قدوس نے اس فتح مبین کے صلہ میں آپ کو چار چیزوں سے سرفراز فرمایا جن میں پہلی چیز غفران ذنوب ہے (ہمیشہ سے ہمیشہ تک کی سب کوتاہیاں جو آپ کے مرتبہ رفیع کے اعتبار سے کوتاہی سمجھی جائیں، بالکلیہ معاف ہیں) یہ بات اللہ تعالیٰ نے اور کسی بندہ کے لئے نہیں فرمائی۔ مگر حدیث میں آیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور اس قدر عبادت اور محنت کرتے تھے کہ راتوں کو کھڑے کھڑے پاؤں سوج جاتے تھے اور لوگوں کو دیکھ کر رحم آتا تھا۔ صحابہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ! آپ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما چکا فرماتے "أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا" تو کیا میں اس کا شکر گذار بندہ نہ بنوں، ظاہر ہے اللہ تعالیٰ بھی ایسی بشارت اسی بندہ کو سنا سکتا ہے جو سن کر نڈر نہ ہو جائے، بلکہ اور زیادہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے لگے۔ شفاعت کی طویل حدیث میں ہے کہ جب مخلوق جمع ہو کر (بقیہ فوائد صفحہ ۶۶۴ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یا تو علانیہ تھا قول کے وقت اول مسلمانوں کا قول ہوتا تھا پھر جس بات کا تعین منظور ہوا الٹرا سی میں قول مرشد تک نہ بچ گئے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

(تقیہ فوائد صفحہ ۶۶۳) حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جو خاتم النبیین ہیں اور جن کی اگلی پچھلی سب خطائیں اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] فتح داخل ہونے لگیں تو اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس سے استغفار کیجئے۔ ظاہر ہے کہ اس فتح مبین پر بھی آپ نے استغفار کیا ہو گا تو اس کے جواب میں لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ کا مضمون اور بھی زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ تنبیہ علیہ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ۔

تُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ

اس کا ادب رکھو اور اس کی پاکی بولو صبح اور شام۔ جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ سے

اس کی عظمت رکھو ف۱ اور اس کی پاکی بولتے رہو صبح اور شام۔ ف۲ تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے

اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا

وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے۔ پھر جو کوئی قول توڑے

وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے ف۳ پھر جو کوئی قول توڑے سو

يَنْكُثُ عَلٰي نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا

سو توڑے اپنے برے کو۔ اور جو کوئی پورا کرے جس پر قرار کیا اللہ سے وہ دے گا اس کو نیگ

توڑتا ہے اپنے نقصان کو۔ اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جس پر اقرار کیا اللہ سے تو وہ اس کو دیگا بدلہ

عَظِيْمًا ۝ۧ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ

بڑا۔ ف۴ اب کہیں گے پیچھے رہنے والے گنوار۔ ہم لگے رہ گئے

بہت بڑا۔ ف۴ اب کہیں گے تجھ سے پیچھے رہ جانیوالے گنوار۔ ہم کام میں لگے رہ گئے

اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ

اپنے مالوں میں اور گھروں میں، سو ہمارا گناہ بخشوا۔ کہتے ہیں اپنی زبان سے۔ جو نہیں ان کے

اپنے مالوں کے اور گھر والوں کے سو ہمارا گناہ بخشوا۔ ف۵ وہ کہتے ہیں اپنی زبان سے جو ان کے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْــــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ

دل میں۔ تو کہہ کسی کا چلتا ہے کچھ تمہارے واسطے اللہ سے اگر وہ چاہے تم پر تکلیف

دل میں نہیں۔ ف۶ تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے اللہ سے تمہارے واسطے۔ اگر وہ چاہے تمہارا

ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

یا چاہے تمہارا فائدہ۔ بلکہ اللہ ہے تمہارے کام سے خبردار۔

نقصان یا چاہے تمہارا فائدہ۔ بلکہ اللہ ہے تمہارے سب کاموں سے خبردار۔ ف۷

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ

کوئی نہیں تم نے خیال کیا کہ پھر کر نہ آوے گا رسول اور مسلمان اپنے گھر کبھی

کوئی نہیں تم نے تو خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ آئے گا رسول اور مسلمان اپنے گھر

اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ

اور بھلا نظر آیا تمہارے دل میں اور یہ اٹکل کی تم نے بری اٹکل۔ اور تم لوگ

کبھی اور کھب گیا تمہارے دل میں یہ خیال۔ اور اٹکل کی تم نے بری اٹکلیں۔ اور تم

قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا

تھے ہلاک ہونیوالے۔ اور جو کوئی یقین نہ لاوے اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ تو ہم نے رکھی ہے

لوگ تھے تباہ ہونیوالے ف۸ اور جو کوئی یقین نہ لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے

لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ

منکروں کے واسطے دہکتی آگ۔ اور اللہ کا راج آسمانوں کا اور زمین کا۔ جس کو چاہے

منکروں کے واسطے دہکتی آگ۔ اور اللہ کے لئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا۔ بخشے

منزل ۶

ف۶ اطمینان اتارا یعنی باوجود خلاف طبع ہونے کے رسول کے حکم پر جمے رہے اور کافروں کے ساتھ ضد نہیں کرنے لگے اس کی برکت سے ان کے ایمان کا درجہ بڑھا اور مراتب عرفان و ایقان میں ترقی ہوئی انھوں نے اول بیعت جہاد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑ کر مرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ایمان کا ایک رنگ تھا اس کے بعد جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے جذبات کے خلاف اللہ کے حکم سے صلح منظور کر لی تو انکے ایمان کا دوسرا رنگ یہ تھا کہ اپنے پر جوش جذبات و عواطف کو زور سے دبا کر اللہ و رسول کے فیصلہ کے آگے گردن انقیاد خم کر دی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ۔ ف۷ یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ کس وقت قتال کا حکم دینا تمہارے لئے مصلحت ہے اور کس موقع پر قتال سے باز رکھنا اور صلح کرنا حکمت ہے تم کو اگر قتال کا حکم ہو تو کبھی کفار کی کثرت کا خیال کر کے پس و پیش نہ کرنا کیونکہ آسمان و زمین کے لشکروں کا مالک وہی ہے جو تمہاری قلت کے باوجود اپنے غیبی لشکروں سے مدد کر سکتا ہے جیسے "بدر" "احزاب" اور "حنین" وغیرہ میں کی اور اگر صلح کرنے اور قتال سے رک جانے کا حکم دے تو اسی کی تعمیل کرو یہ خیال نہ کرنا کہ افسوس صلح ہو گئی اور کفار بچ نکلے ان کو سزا نہ ملی اگر قتال کا حکم ہوتا تو ہم ان کو ہلاک کر ڈالتے کیونکہ ان کا ہلاک ہونا کچھ تم پر موقوف نہیں اگر ہم چاہیں تو اپنے دوسرے لشکروں سے ہلاک کر سکتے ہیں۔ بہرحال زمین و آسمان کے لشکروں کا مالک اگر صلح کا حکم دیگا تو ضرور اسی میں بہتری اور حکمت ہوگی۔ ف۸ جب حضور نے یہ "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا" آیتیں پڑھ کر صحابہ کو سنائی تو انھوں نے آپ کی خدمت میں مبارکباد عرض کی اور کہا یا رسول اللہ یہ تو آپ کے لئے ہوا۔ ہمارے لئے کیا ہے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں یعنی اللہ نے اطمینان و سکینہ اتار کر مومنین کا ایمان بڑھایا تا انھیں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت میں داخل کرے اور ان کی برائیوں اور کمزوریوں کو معاف فرما دے۔ حدیث میں ہے کہ جن صحابہ نے حدیبیہ میں بیعت کی ان میں سے ایک بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ تنبیہ: مومنات کا ذکر تعمیم کے لئے ہے یعنی مرد ہو یا عورت کسی کی محنت اور ایمانداری ضائع نہیں جاتی، اور احادیث سے ثابت ہو کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں حضور کے ہمراہ تھیں۔ ف۹ بعض نقال صوفیاء کی طرف منسوب ہے کہ یہ کہہ دیا کہ تم جنت طلب کرنا ناقصوں کا کام ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں یہ ہی بڑی کامیابی ہے۔ ف۱۰ یعنی مومنین کے دلوں میں صلح کی طرف سے اطمینان پیدا کر کے اسلام کی جڑ مضبوط کر دی اور اسلامی فتوحات و ترقیات کا دروازہ کھول دیا جس کا انجام یہ ہے کہ کافروں اور منافقوں پر مصیبت ٹوٹے اور ان کو پوری طرح سزا ملے کما ف۱۱ بری اٹکلیں یہ کہ مدینہ سے چلتے وقت منافق (بجز ایک جد بن قیس کے) مسلمانوں کے ساتھ نہیں گئے بہانے کر کے بیٹھ رہے دل میں سوچا کہ [illegible] یہ مسلمان لڑائی میں تباہ ہوں گے ایک بھی زندہ واپس نہ آئے گا کیونکہ وطن سے دور، فوج کم، اور دشمن کا گھر ہوگا ہم کیوں ان کے ساتھ اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں اور کفار نے یہ خیال کیا کہ مسلمان بظاہر "عمرہ" کے نام سے آرہے ہیں اور غریب وہ غلبہ چاہتے ہیں کہ کر کے ہم سے چھین لیں۔ ف۱۱ یعنی زمانہ کی گردش اور مصیبت کے چکر میں آکر رہیں گے۔ کہاں تک احتیاطیں اور پیش بندیاں کریں گے ف۱۲ یعنی وہ سزا دینا چاہے تو کون ٹال سکتا ہے۔ خدائی لشکر ایک آن میں ہر کسی کو زیر و زبر کر سکتے ہیں۔ حکمت والا بھی ہے۔ حکمت الٰہی مقتضی نہیں کہ فوراً ہاتھوں ہاتھ ان کا استیصال کیا جائے ف۱۳ یعنی آپ اللہ کے فرمانبرداروں کو خوشی اور نافرمانوں کو ڈر سناتے ہیں اور خود اپنے احوال بتلاتے ہیں جیسے "اِنَّا فَتَحْنَا" سے یہاں تک تینوں قسم کے مضامین آچکے اور آخرت میں بھی اپنی امت پر نیز انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں گے۔

فوائد صفحہ ہٰذا ف۱ تُعَزِّرُوْهُ اور تُوَقِّرُوْهُ کی ضمیریں اگر اللہ کی طرف راجع ہوں تو اللہ کی مدد کرنے سے مراد اس کے دین اور پیغمبر کی مدد کرنا ہے اور اگر رسول کی طرف راجع ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ ف۲ یعنی اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو خواہ نماز کے ضمن میں یا نمازوں سے باہر۔ ف۳ لوگ حضور کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کرتے تھے، اس کو فرمایا کہ نبی کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا خدا سے بیعت کرنا ہے کیونکہ حقیقت میں نبی خدا ہی کی طرف سے بیعت لیتا ہے اور اسی کے احکام کی تعمیل و تاکید بیعت کے ذریعہ سے کراتا ہے [illegible] "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (نساء رکوع ۱۱) وکما قال "وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" (انفال رکوع ۲) جب بیعت بنی کی حقیقت یہ ہوئی تو یقیناً خدا تعالیٰ کا دست شفقت و حمایت انکے ہاتھوں کے اوپر ہوگا۔ تنبیہ: حضور صحابہ سے کبھی اسلام پر کبھی جہاد پر کبھی کسی دوسرے امر خیر پر بیعت لیتے تھے صحیح مسلم میں "حبل الشجرہ" کا لفظ آیا ہے۔ مشائخ طریقت کی بیعت اگر بطریق مشروع ہو تو اسی لفظ کے تحت میں مندرج ہوگی۔ حدیبیہ میں اس بات پر بیعت لی گئی کہ مرتے دم تک میدان جہاد سے نہیں بھاگیں گے۔ ف۴ یعنی بیعت کے وقت جو قول و قرار کیا ہے اگر کوئی اس کو توڑے گا تو اپنا ہی نقصان کرے گا، اللہ و رسول کا کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ اسکو عہد شکنی کی سزا ملے گی اور جس نے استقامت دکھلائی اور اپنے عہد و پیمان کو مضبوطی کے ساتھ پورا کیا تو اس کا اجر [illegible] (بقیہ بر صفحہ ۶۶۵)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱ جب مکہ سے پھرے وہاں ہی سے حکم ہوا خیبر چلو اور ان لوگوں کے سوا کوئی ساتھ نہ چلے۔ مدینہ میں بیس دن رہ کر ارادہ کیا جو لوگ پہلے سفر میں ڈر کر رہ گئے تھے اس غنیمت کو تیار ہوئے ان کو اللہ کا منع سنا دیا۔ خیبر میں
یہود تھے جو جنگ احزاب میں قوموں کو چڑھا لائے تھے ۱۲ منہ رح ف۲ بڑی لڑائی حق تعالیٰ فرماتا ہے فارس کے لوگوں کی انکی سلطنت ہمیشہ سے زبردست رہا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے وقت فارس کا ملک فتح ہوا اور کچھ مسلمان ہوئے
جو لڑے، وہاں سے غنیمت بہت ہاتھ لگی ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی جہاد ان معذوروں پر فرض نہیں ۱۲ منہ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

(بقیہ فوائد صفحہ ۶۶۴) جن کے دلوں میں ایمان راسخ نہ ہوا تھا، جان چرا کر بیٹھ رہے اور آپس میں کہنے لگے کہ بس اسلام ایسی قوم کی طرف جا رہے ہیں جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر (مدینہ) میں آکر ان کے کتنے ساتھیوں کو قتل کر گئی۔ اب ہم اس کے گھر جا کر اس سے لڑیں گے؟ بس تم دیکھ لینا اب یہ اور ان کے ساتھی اس سفر سے واپس آنے والے نہیں سب وہیں کھیت رہیں گے۔ ان آیات میں حق تعالیٰ نے انکے نفاق کا پردہ فاش کیا ہے آپ کو مدینہ پہنچنے سے قبل راستہ میں بتلا دیا گیا تھا، کہ جب آپ صحیح و سالم واپس پہنچیں گے

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝
اور مار دے جس کو چاہے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان
جس کو چاہے اور عذاب میں ڈالے جس کو چاہے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا
اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے جب چلو گے غنیمتیں لینے کو چھوڑو ہم چلیں
اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے جب تم چلو گے غنیمتیں لینے کو چھوڑو

نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا
تمہارے ساتھ چاہتے ہیں کہ بدلیں اللہ کا کہا تو کہہ تم ہمارے ساتھ نہ چلو گے
ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ چاہتے ہیں کہ بدل دیں اللہ کا کہا تو کہہ دے تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ چلو گے

كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ
یونہی کہہ دیا اللہ نے پہلے سے پھر اب کہیں گے نہیں تم جلتے ہو ہم سے کوئی نہیں پر
یونہی کہہ دیا اللہ نے پہلے سے ف۲ پھر اب کہیں گے نہیں تم تو جلتے ہو ہمارے فائدہ سے ف۳ کوئی

كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر تھوڑا ف۱ کہہ دے پیچھے رہ گئے گنواروں کو
نہیں پر وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر تھوڑا سا ف۴ کہہ دے پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے

سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ
آگے تم کو بلاویں گے ایک لوگوں پر بڑی سخت لڑائی تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہونگے
آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر بڑے سخت لڑنے والے تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہونگے

فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ
پھر اگر حکم مانو گے دیگا تم کو اللہ نیگ اچھا اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے
پھر اگر حکم مانو گے دے گا تم کو اللہ بدلہ اچھا ف۵ اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے تھے

مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ
پہلی بار مار دے گا تم کو ایک دکھ کی مار ف۲ اندھے پر تکلیف نہیں اور
پہلی بار دے گا تم کو ایک عذاب دردناک ف۶ اندھے پر تکلیف نہیں

وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ
نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف اور جو کوئی
اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف۷ اور جو کوئی

يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ
مانے حکم اللہ کا اور اس کے رسول کا اس کو داخل کرے گا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ندیاں
حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اس کو داخل کرے گا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ
اور جو کوئی پلٹ جاوے اس کو مار دے دکھ کی مار ف۳ اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے
اور جو کوئی پلٹ جائے گا اس کو عذاب دیگا دردناک ف۸ تحقیق اللہ خوش ہوا

وہ لوگ اپنی غیر حاضری کے جھوٹے عذر اور حیلے بہانے کرتے ہوئے آئیں گے اور کہیں گے کہ کیا کہئے ہم کو گھر بار کے دھندوں سے فرصت نہ ملی نہ کوئی ہمارے پیچھے مال اور اہل و عیال کی خبر لینے والا تھا، بہرحال ہم سے کوتاہی ضرور ہوئی، اب اللہ سے ہمارا قصور معاف کرا دیجئے ف۱ یعنی دل میں جانتے ہیں کہ یہ عذر بالکل غلط ہے اور استغفار کی درخواست کرنا بھی محض ظاہرداری کے لئے ہے سچے دل سے نہیں۔ وہ دل میں نہ اس کو گناہ سمجھتے ہیں نہ آپ پر اعتقاد رکھتے ہیں ف۲ یعنی ہر طرح کا نفع و نقصان اللہ کے قبضہ میں ہے جس کی مشیت و ارادہ کے سامنے کسی کا کچھ بس نہیں چلتا، اس کو منظور نہ تھا کہ تم کو اس سفر مبارک کی شرکت کی نعمت نصیب ہو۔ نہ یہ منظور ہے کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں۔ اس نے تمہاری حیلہ تراشی سے قبل ہی ہم کو ان جھوٹے اعذار پر مطلع کر دیا تھا، بہرحال اس نے ارادہ کر لیا ہے کہ تمہارے اعمال و حرکات کی بدولت "غزوۂ حدیبیہ" کی خوشگوار برکات و فوائد کی طرف سے تم کو نقصان اور گھاٹے میں رکھے اور یہاں تم کہتے ہو کہ اپنے مال اور گھر والوں کی حفاظت کی وجہ سے سفر میں نہ جا سکے تو کیا خدا اگر تمہارے مال و اولاد وغیرہ میں نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے، تم گھر میں رہ کر اسے روک دو گے؟ یا فرض کرو اللہ تم کو کچھ فائدہ مال و عیال میں پہنچانا چاہے اور تم سفر میں ہو تو کیا اسے کوئی روک سکتا ہے جب نفع و نقصان کو کوئی روک نہیں سکتا تو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی پرواہ کرنا محض حماقت و ضلالت ہے ان حیلوں بہانوں سے مت سمجھو کہ ہم اللہ کو خوش کر لیں گے بلکہ یاد رکھو اللہ تمہارے سب کھلے چھپے اعمال و احوال کی پوری خبر رکھتا ہے ف۳ یعنی واقع میں تمہارے نہ جانے کا سبب یہ نہیں جو بیان کر رہے ہو بلکہ تمہارا خیال یہ تھا کہ اب پیغمبر اور مسلمان اس سفر سے بچ کر واپس نہ آئیں گے یہی تمہاری دلی آرزو تھی اور یہی اٹکل اور تخمینہ تمہارے دلوں میں خوب جم گیا تھا، اسی لئے اپنی حفاظت اور نفع کی صورت تم نے علیحدہ رہنے ہی میں سمجھی حالانکہ یہ صورت تمہارے خسران اور تباہی کی تھی اور اللہ جانتا تھا کہ یہ تباہ و برباد ہونے والے ہیں ف۴ یعنی جس کو وہ بخشنا نہ چاہے، میں کیسے بخشوا دوں۔ ہاں اس کی مہربانی ہو تو تم کو توبہ کی توفیق مل جائے اور بخشش ہو جائے، اسکی رحمت بہرحال غضب پر سابق ہے

فوائد صفحہ ہذا} ف۱ "حدیبیہ" سے واپس ہو کر حضور کو "خیبر" پر چڑھائی کرنے کا حکم ہوا جہاں غدار یہود آباد تھے جو بدعہدی کر کے جنگ "احزاب" میں کافر قوموں کو مدینہ پر چڑھا لائے تھے حق تعالیٰ نے حضور کو خبر دی کہ وہ مخلفین "حدیبیہ" نہیں گئے تھے اب خیبر کے معرکہ میں تمہارے ساتھ چلنے کو کہیں گے کیونکہ وہاں خطرہ کم اور غنیمت کی امید زیادہ ہے، آپ ان سے فرما دیں کہ تمہاری استدعا سے پیشتر اللہ ہم کو کہہ چکا ہے کہ تم (اس سفر میں) ہمارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤ گے اندریں صورت کیا تم ہمارے ساتھ جا سکتے ہو؟ اگر جاؤ گے تو یہ سمجھتے ہو گے کہ گویا اللہ کا کہا بدل دیا گیا جو کسی طرح ممکن نہیں ف۲ یعنی اللہ نے کچھ بھی نہیں فرمایا، محض یہ چاہتے ہو کہ ہمارا فائدہ نہ ہو جب مال غنیمت بلا شرکت غیرے تمہارے ہی ہاتھ آ جائے ف۳ یعنی بہت تھوڑی سمجھ ہے احمق یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کے زہد و قناعت کا کیا حال ہے کیا وہ مال کے حریص ہیں؟ جو تم پر حسد کریں گے؟ اور پیغمبر از راہ حسد خدا پر جھوٹ باندھ دیگا؟ العیاذ باللہ ف۴ یعنی ذرا صبر کرو۔ اس لڑائی میں تو نہیں جا سکتے، لیکن آگے بہت سے مواقع پیش آنے ہیں، بڑی سخت جنگجو قوموں سے مسلمانوں کے مقابلے ہوں گے جن کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا، جب تک کہ وہ قومیں مسلمان ہو کر یا جزیہ دے کر اسلام کی مطیع ہو جائیں۔ اگر واقعی تم کو شوق جہاد ہے تو اس وقت میدان میں آ کر دادِ شجاعت دینا، اس موقع پر خدا کا حکم مانو گے تو اللہ بہترین بدلہ دے گا "تنبیہ" ان "جنگجو قوموں" سے "بنو حنیفہ" وغیرہ مراد ہیں جو "مسیلمہ کذاب" کی قوم تھی۔ یا "ہوازن" و "ثقیف" وغیرہ جن سے "حنین" میں مقابلہ ہوا، یا وہ مرتدین جن پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوج کشی کی یا فارس و روم اور کرد وغیرہ جن سے خلفائے راشدین کے زمانہ میں لڑائیاں ہوئیں ان میں بہت سے بے لڑے بھڑے مسلمان ہوئے اور مال غنیمت بھی بہت آیا ف۵ یعنی جیسے پہلے "حدیبیہ" جانے سے پیچھے ہٹ گئے تھے اگر اب ان معرکوں سے پیچھے ہٹے تو اللہ سخت دردناک سزا دیگا۔ شاید آخرت سے پہلے دنیا ہی میں مل جائے ف۶ یعنی جہاد ان معذور لوگوں پر فرض نہیں ف۷ یعنی تمام امور اور معاملات میں عام ضابطہ یہ ہے

الربع ع ۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ جب صلح کا سوال جواب تھا حضرت نے بھیجا کہ میں حضرت عثمان کو یہاں خبر جھوٹی اڑی کہ ان کو مار ڈالا حضرت نے فرمایا کہ اب مجھ کو لڑنا ان سے حلال ہوا کہ ہیں انھوں نے دغا کی اور وہ خبر جھوٹ تھی اور یہ بھی کہ اسی آدمی کے لشکر کے گرد آئے کہ اکیلے دکیلے کو ماریں وہ سب پکڑے گئے، اس پر حضرت نے ارادہ کیا لڑنے کا تو ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھے اور کہا کہ مجھ سے قول کرو کہ مرنے تک کو تاہی نہ کرو سب نے قول دیا ۔ ایک منافق تھا جد بن قیس اس کے سوا کوئی نہ۔ وہ بیعت اللہ کو یہاں قبول پڑی۔ اللہ نے جانا جو ان کے دل میں تھا یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا تو کل اور انعام میں دیا یہ فتح خیبر اس سے مسلمان آسودہ ہوئے ۱۲ منہ رح ف۲ یہ بھی انعام میں داخل ہے حضرت نے فرمایا اس جگہ کا بیعت کرنیوالا دوزخ میں نہ جاویگا رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ روکے لوگوں کے ہاتھ یعنی لڑائی نہ ہونے دی ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر دی اور مکہ کی فتح جو اس وقت ہاتھ نہ لگی ، وہ بھی مل ہی چکی ہے ۱۲ منہ رح ف۵ یعنی اسی آدمی جو پکڑے گئے بیچ میں شہر مکہ کے یعنی قریب شہر کے گویا شہر کا بیچ ہی تھا ہے ۱۲ منہ رح

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

جب ہاتھ ملانے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے پھر جانا جو ان کے جی میں تھا

ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے ف۱ پھر معلوم کیا جو ان کے جی میں تھا ف۲

فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ

پھر اتارا ان پر چین اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک اور بہت

پھر اتارا ان پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک ف۳ اور بہت

كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ

غنیمتیں جو ان کو لیں گے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ف۴ وعدہ دیا ہے تم کو اللہ نے

غنیمتیں جن کو لیں گے ف۴ اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ف۵ وعدہ کیا ہے تم سے اللہ نے

مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ أَيْدِيَ

بہت لوٹوں کا کہ تم ان کو لو گے سو شتاب ملا دی تم کو یہ اور روکے ہاتھ

بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے سو جلدی پہنچا دی تم کو یہ غنیمت ف۶ اور روک دیا لوگوں

النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا

لوگوں کے تم سے اور تا ایک نمونہ ہو قدرت کا مومنوں کے واسطے اور چلاوے تم کو

کے ہاتھوں کو تم سے ف۷ اور تا کہ ایک نمونہ ہو قدرت کا مسلمانوں کے واسطے ف۸ اور چلائے تم کو

مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّأُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَ

راہ سیدھی ف۸ اور دوسری فتح جو تمہارے ہاتھ نہ آئی وہ اللہ کے قابو میں ہے اور

سیدھی راہ ف۹ اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہ آئی وہ اللہ کے قابو میں ہے اور

كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا

ہے اللہ ہر چیز کر سکتا ف۹ اور اگر لڑتے تم سے کافر تو پھیریں گے

اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۱۰ اور اگر لڑتے تم سے کافر تو پھیرتے

الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ

پیٹھ پھر نہ پاویں گے کوئی حمایتی نہ مددگار رسم پڑی ہے اللہ کی

پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۱۱ رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ وَهُوَ

جو چلی آتی ہے پہلے سے اور تو نہ دیکھے رسم اللہ کی بدلتی اور وہی

چلی آتی ہے پہلے سے اور تو ہرگز نہ دیکھے گا اللہ کی رسم کو بدلتے ف۱۲ اور وہی

الَّذِيْ كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ

ہے جس نے روک رکھے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے بیچ میں شہر مکہ کے پیچھے

ہے جس نے روک رکھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بیچ شہر مکہ کے بعد

بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ هُمُ

اس سے کہ تمہارے ہاتھ لگا دے اور ہے اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ف۵ وہی

اس کے کہ تمہارے ہاتھ لگا دیا ان کو ف۱۳ اور ہے اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ف۱۴ وہی

ف۱ وہ کیکر کا درخت تھا حدیبیہ میں غالباً لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ الخ" فرمانے کی وجہ ہی سے اس بیعت کو "بیعۃ الرضوان" کہتے ہیں۔ شروع سورۃ میں اس کا مفصل قصہ گذر چکا ف۲ یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکل، حسن نیت، صدق و اخلاص اور جذبہ اسلام وغیرہ۔ (تنبیہ) عموماً مفسرین نے "مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ" سے یہی مراد لیا ہے مگر ابو حیان کہتے ہیں کہ صلح اور شرائط صلح کی طرف سے دلوں میں جو رنج و غم اور اضطراب تھا وہ مراد ہے اور آگے فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ" اس پر زیادہ چسپاں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم ف۳ یعنی فتح خیبر جو حدیبیہ سے واپسی کے بعد فوراً مل گئی اور مال غنیمت بہت آیا۔ جس سے صحابہ آسودہ ہو گئے ف۴ یعنی اپنے زور و حکمت سے حدیبیہ کی کسر یہاں نکال دی اور اسی طرح کا قصہ فتح مکہ اور حنین میں ہوا ف۵ یعنی آگے چل کر بیشمار غنیمتیں ملنے والی ہیں، ان میں کا یہ ایک حصہ غزوہ خیبر میں دلا دیا ف۶ یعنی عام لڑائی نہ ہونے دی۔ اور حدیبیہ یا خیبر میں کفار کے ہاتھوں سے تم کو کچھ ضرر نہ پہنچنے دیا اور تمہاری غیبت میں تمہارے اہل و عیال وغیرہ پر کوئی دست درازی نہ کر سکا ف۷ یعنی مسلمان سمجھیں کہ اللہ کی قدرت کیسی ہے اور ان کا درجہ اس کے ہاں کیا ہے اور یہ کہ اسی طرح آئندہ کے وعدے بھی پورے ہو کر رہیں گے ف۸ یعنی اللہ کے وعدوں پر وثوق اور اس کی لامحدود قدرت پر بھروسہ ہو گا تو اور زیادہ طاعت و فرمانبرداری کی ترغیب ہو گی یہی سیدھی راہ ہے ف۹ یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر دی اور مکہ کی فتح جو اس وقت ہاتھ نہ لگی وہ بھی مل ہی چکی ہے کیونکہ اللہ نے اس کا وعدہ کر لیا، اور فی الحقیقت عالم اسباب میں وہ نتیجہ اسی صلح حدیبیہ کا ہے ف۱۰ یعنی لڑائی ہوتی تو تم ہی غالب رہتے اور کفار پیٹھ پھیر کر بھاگتے، کوئی مدد کر کے ان کو آخر تک نہ بچا سکتا۔ مگر اللہ کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ فی الحال صلح ہو جائے اور اس کی عظیم الشان برکات سے مسلمان مستفید ہوں ف۱۱ یعنی جب اہل حق اور اہل باطل کا کسی فیصلہ کن معرکہ پر مقابلہ ہو جائے تو آخر کار اہل حق غالب اور اہل باطل مغلوب و مقہور کئے جاتے ہیں یہی عادت اللہ کی ہمیشہ سے چلی آتی ہے جس میں کوئی تبدیل و تغیر نہیں۔ ہاں یہ شرط ہے کہ اہل حق بحیثیت مجموعی پوری طرح حق پرستی پر قائم رہیں اور بعض نے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا کے معنی یوں کئے ہیں کہ اللہ کی عادت کو کوئی دوسرا نہیں بدل سکتا یعنی کسی اور کو قدرت نہیں کہ وہ کام نہ ہونے دے جو سنۃ اللہ کے موافق ہونا چاہئے تھا ف۱۲ مشرکین کی کچھ ٹولیاں "حدیبیہ" میں تھیں کہ موقع پا کر حضور کو شہید کر دیں یا اکیلے دکیلے مسلمان کو ستائیں چنانچہ کچھ چھیڑ چھاڑ بھی کی بلکہ ایک مسلمان کو قتل بھی کر ڈالا اور اشتعال انگیز کلمات بکتے پھرے، آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو زندہ گرفتار کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کر دیا۔ آپ نے ان کو معاف فرما دیا اور کچھ انتقام نہیں لیا۔ آیہ ہذا میں اس قسم کے واقعات کی طرف اشارہ ہے اور "بِبَطْنِ مَکَّۃَ" (بیچ شہر مکہ کے) یعنی شہر کے قریب گویا شہر کا بیچ ہی سمجھو ف۱۳ یعنی ان کی شرارتیں اور تمہارا عفو و تحمل سب کچھ اللہ دیکھ رہا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی اس ماجرے میں ساری فساد و بے ادبی کعبے کی انہیں سے ہوئی۔ تم باادب رہے۔ انہوں نے عمرے والوں کو منع کیا اور قربانی نہ پہنچنے دی۔ وہ جگہ قابل تھی کہ اسی وقت تمہارے ہاتھ سے فتح ہوتی۔ مگر بعضے مسلمان چھپے ہوئے تھے مرد و زن اور بعضے کو جو آپ مسلمان ہونا مقدور تھا اس روز کی فتح کے میں وہ پیسے جاتے۔ آخر دو برس کی صلح میں جتنے مسلمان ہونے کو تھے ہو چکے اور نکلنے والے نکل آئے۔ تب اللہ نے مکہ فتح کر دیا۔
ف۳ ایک ضد یہ کہ اب کی برس عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان ہجرت کر کے جاوے اس کو پھر بھیجو اور اگلے سال عمرے کو آؤ تین دن سے زیادہ نہ ہو اور ہتھیار رکھ کے نہ لاؤ۔ حضرت نے یہ سب قبول کر لیا ۱۲ منہ۔ انشاء اللہ جمعہ القاعدہ صفا۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا
وہی ہیں جنہوں نے انکار کیا اور روکا تم کو ادب والی مسجد سے اور نیاز کی قربانی کو بند
جو منکر ہوئے اور روکا تم کو مسجد حرام سے اور نیاز کی قربانی کو بھی بند پڑی ہوئی
أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ
پڑی نہ پہنچے اپنی جگہ تک اور نہ ہوتے کتنے مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں ایمان والیاں
اس بات سے کہ پہنچے اپنی جگہ تک ف۱ اور اگر نہ ہوتے کتنے ایک مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں ایمان والیاں
لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ
جو تم کو معلوم نہیں یہ خطرہ کہ ان کو پیس ڈالتے پھر تم پر خرابی پڑتی بے خبری سے
جو تم کو معلوم نہیں یہ خطرہ کہ تم ان کو پیس ڈالتے پھر تم پر ان کی وجہ سے خرابی پڑ جاتی بے خبری
لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ
کہ اللہ داخل کرتا ہے اپنی مہر میں جس کو چاہے اگر وہ لوگ ایک طرف ہو جاتے تو ہم آفت ڈالتے
سے کہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی رحمت میں جس کو چاہے ف۲ اگر وہ لوگ ایک طرف ہو جاتے تو آفت ڈالتے ہم
كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ
منکروں پر دکھ کی مار ف۱ جب رکھی منکروں نے اپنے دل میں بیچ
منکروں پر عذاب دردناک کی ف۳ جب رکھی منکروں نے اپنے دلوں میں
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ
کہ نادانی کی ضد ہے پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا چین اپنے رسول پر
نادانی کی ضد پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان اپنے رسول پر
وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا
اور مسلمانوں پر اور لگا رکھا ان کو ادب کی بات پر اور وہی تھے اس کے لائق
اور مسلمانوں پر ف۴ اور قائم رکھا ان کو ادب کی بات پر اور وہی تھے اس کے لائق
وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَّقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ
اور اس کام کے اور ہے اللہ ہر چیز سے خبردار ف۵ اللہ نے سچا کیا اپنے رسول کے لئے
اور اس کام کے اور ہے اللہ ہر چیز سے خبردار ف۵ اللہ نے سچ دکھلایا اپنے رسول
الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ
خواب کہ سچ تھا تم داخل ادب والی مسجد میں اگر اللہ نے چاہا
کو خواب تحقیق کہ تم داخل ہو رہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا
آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ
چین سے بال مونڈتے اپنے سروں کے اور کترتے بے خطرہ پھر جانا
آرام سے بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے ف۶ پھر جانا
مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ هُوَ الَّذِي
جو تم نہیں جانتے پھر ٹھہرادی اس سے ورے ایک فتح نزدیک وہی ہے جس نے
اس نے جو تم نہیں جانتے پھر مقرر کر دی اس سے ورے ایک فتح نزدیک ف۷ وہی ہے جس نے

ف۱ یعنی حرم کے اس حصہ تک قربانی کے جانور پہنچنے نہ دیے جہاں لیجا کر ذبح کرنے کا دستور تھا۔ وہ حدیبیہ ہی میں رکے پڑے رہے۔ ف۲ یعنی کچھ مسلمان مرد و عورت جو مکہ میں مظلوم و مجبور تھے اور مسلمان ان کو پوری طرح جانتے نہ تھے وہ لڑائی میں بے خبری کے سبب پیسے جاتے، اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو فی الحال لڑائی کا حکم دیدیا جاتا۔ لیکن ایسا ہوتا تو تم خود اس قتل کی نقصان پر سخت ہوتے اور کافروں کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ دیکھو مسلمان مسلمانوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اس خرابی کے باعث لڑائی موقوف رکھی گئی، تا وہ مسلمان محفوظ رہیں اور تم پر اس پیش آمدہ صبر و تحمل کی بدولت خدا کی رحمت نازل فرمائے نیز کافروں میں سے جن لوگوں کا اسلام لانا مقدر ہے ان کو بھی تباہی کی خطرناک گھڑی سے بچا کر اپنی رحمت میں داخل کرے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اس تمام قصہ میں ساری فساد اور کعبہ کی بے ادبی ان ہی (مشرکین) سے ہوئی۔ تم باادب رہے۔ انہوں نے عمرہ والوں کو منع کیا اور قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچنے دی۔ بیشک وہ جگہ اس قابل تھی کہ اسی وقت تمہارے ہاتھ سے فتح کرا دی جاتی مگر بعض مسلمان مرد و زن مکہ میں چھپے ہوئے تھے اور بعض لوگ جن کا مسلمان ہونا اب مقدر تھا اس وقت کی فتح مکہ میں وہ پیسے جاتے۔ آخر دو برس کی صلح میں جتنے مسلمان ہونے کو تھے ہو چکے اور نکلنے والے نکل آئے تب اللہ نے مکہ فتح کرا دیا" ف۳ یعنی اگر کفار مسلمانوں سے الگ ہوتے اور مسلمان ان میں رلے ملے نہ ہوتے تو تم دیکھ لیتے کہ ہم مسلمانوں کے ہاتھوں سے کافروں کو کیسی دردناک سزا دلواتے ہیں ف۴ نادانی کی ضد یہ کہ امسال عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان مکہ سے ہجرت کر جائے اسے پھر واپس بھیجدو۔ اگلے سال عمرہ کو آؤ تو تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہرو اور ہتھیار کھلے نہ لاؤ۔ صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھو اور بجائے محمد رسول اللہ کے صرف محمد بن عبداللہ تحریر کرو۔ حضرت نے یہ سب باتیں قبول کیں اور مسلمانوں نے سخت انقباض و اضطراب کے باوجود پیغمبر کے ارشاد کے آگے سر تسلیم جھکا دیا اور بالآخر اسی فیصلہ پر ان کے قلوب مطمئن ہو گئے ف۵ یعنی اللہ سے ڈر کر نافرمانی کی راہ سے بچے اور کعبہ کے ادب پر مضبوطی سے قائم رہے اور کیوں نہ رہتے وہ دنیا میں خدائے واحد کے سچے پرستار اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے زبردست حامل تھے ایک پکا موحد اور پیغمبر کا مطیع و وفادار ہی اپنے جذبات و رجحانات کو عین جوش و خروش کے وقت اللہ کی خوشنودی اور اس کے شعائر کی تعظیم پر قربان کر سکتا ہے حقیقی توحید یہی ہے کہ آدمی اس ایک مالک کا حکم سن کر اپنی ذات و خواہشات کو بالائے طاق رکھ دے۔ شاید اسی لئے حدیث میں "کلمۃ التقوٰی" کی تفسیر لا الٰہ الا اللہ سے کی گئی ہے کیونکہ تمام تر تقویٰ و طہارت کی بنیاد یہی کلمہ ہے جس کے اٹھانے اور حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو چن لیا تھا اور بلاشبہ اللہ کے علم میں وہی اس کے مستحق
ع ۳ ۹ ۱۱ اور اہل تھے ف۶ ابتدائے سورۃ میں ذکر ہو چکا ہے کہ مدینہ میں حضور صلعم نے خواب دیکھا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوئے اور سر منڈا کر اور بال کترا کر حلال ہو رہے ہیں ادھر اتفاق سے آپ کا قصد اسی سال عمرہ کا ہو گیا۔ صحابہ نے عموماً یہ خیال جما لیا کہ اسی سال ہم کعبہ پہنچیں گے اور عمرہ ادا کریں گے۔ جب وقتی صلح مکمل ہو کر حدیبیہ سے واپسی ہوئی بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم امن و امان سے مکہ میں داخل ہوں گے اور عمرہ کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ امسال ایسا ہوگا؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو بیشک ایسا ہی ہو کر رہے گا تم امن و امان سے مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرو گے اور تم میں کوئی سر منڈا کر کوئی بال کترا کر احرام کھولے گا اور وہاں جانے کے بعد کسی طرح کا کھٹکا نہ ہوگا۔ چنانچہ حدیبیہ سے اگلے سال یوں ہی ہوا۔ آیۂ ہذا میں اسی کو فرمایا ہے کہ بالتحقیق اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا۔ باقی "انشاء اللہ" فرمانا۔ ابن کثیر کے نزدیک تحقیق و تاکید کے لئے ہے اور سیبویہ کے نزدیک اس قسم کے مواقع میں قطعی طور پر ایک چیز کا بتلانا کسی حصول سے مقصود نہیں ہوتا اور کسی حیثیت سے ہوتا ہے وہاں یہ عنوان اختیار کرتے ہیں ف۷ یعنی پھر اللہ نے اپنے علم محیط کے موافق واقعات کا سلسلہ قائم کیا۔ وہ جانتا تھا کہ خواب کی تعبیر ایک سال بعد ظاہر کرنے میں کس قدر مصالح ہیں جن کی تمہیں خبر نہیں اس لئے خواب کا وقوع امسال نہ ہونے دیا اور اس کے وقوع سے قبل تم کو تحفے ہاتھ ایک اور فتح عنایت کر دی یعنی فتح خیبر یا صلح حدیبیہ جسے صحابہ فتح مبین کہتے تھے جیسا کہ سورۂ ہذا کے پہلے فائدہ میں ہم مفصل لکھ چکے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سب دین سے غالب کر دیا ایک مدت تک اور دلیل سے غالب ہے ہمیشہ ۱۲ منہ ر ف۲ جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آوے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ جہاں کا بانا یعنی تہجد کی نمازوں سے صاف نیت سے چہرے پر ان کے نور ہے حضرت کے اصحاب اور لوگوں میں پہچانے پڑتے چہرے کے نور سے اور کھیتی کی کہاوت یہ کہ اول ایک آدمی تھا اس دین پر پھر دو ہوئے پھر قوت بڑھتی گئی حضرت کے وقت اور خلیفوں کے وقت اور یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان لائے ہیں اور بھلے کام کرتے حضرت کے اصحاب سب ایسے ہی ہیں مگر خاتمے کا اندیشہ چاہئے۔ حق تعالیٰ بندوں کو ایسی خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جاویں مالک سے اتنی شاباش بھی غنیمت ہے ۱۲ منہ رح ______ از شاہ عبد القادر صاحب رح

أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

بھیجا اپنا رسول راہ پر اور سچے دین پر کہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے

بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر ف۱ تاکہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے ف۲

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ

اور بس ہے اللہ حق ثابت کرنیوالا ف۳ محمد رسول اللہ کا اور جو اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں

اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا ف۳ محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا

کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدے میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کا

کافروں پر ف۴ نرم دل ہیں آپس میں ف۵ تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدے میں ڈھونڈتے ہیں اللہ

مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ

فضل اور اس کی خوشی بانا ان کا ان کے منہ پر ہے سجدے کے اثر سے یہ

کا فضل اور اس کی خوشی ف۶ نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے ف۷ یہ

مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ

کہاوت ہے ان کی توریت میں اور کہاوت ان کی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا

شان ہے ان کی تورات میں اور مثال ان کی انجیل میں ف۸ جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا

فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

پھر اس کی کمر مضبوط کی موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر خوش لگتا کھیتی والوں کو

پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر ف۹ خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو ف۱۰

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

تا جلاوے ان سے جی کافروں کا وعدہ دیا ہے اللہ نے ان کو جو یقین لائے ہیں اور کئے

تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا ف۱۱ وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام

مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

بھلے کام معافی کا اور بڑے نیگ کا حقدار

معافی کا اور بڑے ثواب کا ف۱۲ ع (منزل ۶) ع۱۳

سُورَةُ الْحُجُرَاتِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ حجرات مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور

اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے ف۱۳ اور

ف۱ یعنی اصول و فروع اور عقائد و احکام کے اعتبار سے یہی دین سچا اور یہی راہ سیدھی ہے جو محمد رسول اللہ صلعم لیکر آئے ہے ف۲ اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سیکڑوں برس سب مذاہب پر غالب کیا اور مسلمانوں نے تمام مذاہب والوں پر صدیوں تک بڑی شان و شکوہ سے حکومت کی اور آئندہ بھی دنیا کے خاتمہ کے قریب ایک وقت آنیوالا ہے جب ہر چہار طرف دین برحق کی حکومت ہوگی۔ باقی حجت و دلیل کے اعتبار سے تو دین اسلام ہمیشہ ہی غالب رہا کیا اور رہیگا ف۳ یعنی اللہ اس دین کی حقانیت کا گواہ ہے اور وہ ہی اپنے فضل سے اس کو حق ثابت کرنیوالا ہے ف۴ یعنی کافروں کے مقابلہ میں سخت مضبوط اور قوی جس سے کافروں پر رعب پڑتا اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔ قال تعالیٰ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً (توبہ رکوع ۱۶) وقال تعالیٰ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (توبہ رکوع ۱۰) وقال تعالیٰ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ (مائدہ رکوع ۸) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ۔ علماء نے لکھا ہے کہ کسی کافر کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آنا اگر مصلحت شرعی ہو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں وہ تم کو ڈھیلا نہ سمجھے ف۵ یعنی اپنے بھائیوں کے ہمدرد و مہربان ان کے سامنے نرمی سے جھکنے والے اور تواضع و انکسار سے پیش آنے والے "حدیبیہ" میں صحابہ کی یہ دونوں خاصیتیں چمک رہی تھیں۔ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ف۶ یعنی نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں جب دیکھو رکوع و سجود میں پڑے ہوئے اللہ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفہ عبودیت ادا کر رہے ہیں ریا و نمود کا شائبہ نہیں۔ بس اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش ہے ف۷ یعنی نمازوں کی پابندی خصوصاً تہجد کی نماز سے ان کے چہروں پر خاص قسم کا نور اور رونق ہے۔ گویا خشیت و خشوع اور حسن نیت و اخلاق کی شعاعیں باطن سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر کو روشن کر رہی ہیں حضرت کے اصحاب اپنے چہروں کے نور اور متینانہ چال ڈھال سے لوگوں میں الگ پہچانے جاتے تھے ف۸ یعنی پہلی کتابوں میں خاتم الانبیاء صلعم کے ساتھیوں کی ایسی ہی شان بیان کی گئی تھی۔ چنانچہ بہت سے غیر متعصب اہل کتاب ان کے چہرے اور طور و طریق دیکھ کر بول اٹھتے تھے کہ واللہ یہ تو مسیح کے حواری معلوم ہوتے ہیں ف۹ حضرت شاہ صاحب رح کھیتی کی مثال کی تقریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یعنی اول اس دین پر ایک آدمی تھا پھر دو ہوئے پھر آہستہ آہستہ قوت بڑھتی گئی حضرت کے وقت میں پھر خلفاء کے عہد میں"۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ "أَخْرَجَ شَطْأَهُ" میں عہد صدیقی "فَآزَرَهُ" میں عہد فاروقی "فَاسْتَغْلَظَ" میں عہد عثمانی اور "فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ" میں عہد مرتضوی کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ بعض دوسرے بزرگوں نے وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا کو علی الترتیب خلفائے اربعہ پر تقسیم کر دیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت تمام جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی بحیثیت مجموعی مدح و منقبت پر مشتمل ہے خصوصاً اصحاب بیعۃ الرضوان کی جن کا ذکر آغاز سورت سے برابر چلا آ رہا ہے۔ واللہ اعلم ف۱۰ یعنی کھیتی کرنیوالے جو نکہ اس کام کے ماہر ہوتے ہیں اس لئے ان کا ذکر خصوصیت سے کیا۔ جب ایک چیز کا ماہر اس کو پسند کرے دوسرے کیوں نہ کریں گے ف۱۱ یعنی اسلامی کھیتی کی یہ تازگی اور رونق و بہار دیکھ کر کافروں کے دل غیظ و حسد سے جلتے ہیں۔ اس آیت سے بعض علماء نے یہ نکالا کہ صحابہ سے جلنے والا کافر ہے ف۱۲ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان لائے ہیں اور بھلے کام کرتے ہیں۔ حضرت کے سب اصحاب ایسے ہی تھے مگر خاتمہ کا اندیشہ رکھا۔ حق تعالیٰ بندوں کو ایسی صاف خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جائیں اس مالک سے اتنی شاباش بھی غنیمت ہے"۔

تم سورۃ الفتح بفضل اللہ و رحمتہ فللہ الحمد والمنۃ

ف۱۳ یعنی جس معاملہ میں اللہ و رسول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو اس کا فیصلہ پہلے ہی آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو بلکہ حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کچھ ارشاد فرمائیں خاموشی سے کان لگا کر سنو ان کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جرأت نہ کرو جو حکم ادھر سے ملے اس پر بے چون و چرا اور بلا پس و پیش عامل بن جاؤ۔ اپنی اغراض اور اہواء و آراء کو ان کے احکام پر مقدم نہ رکھو۔ بلکہ اپنی خواہشات و جذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ (تنبیہ) اس سورۃ میں مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب و حقوق اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات کا رکھنے کے طریقے سکھلائے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کا اجتماعی نظام کن اصولوں پر کاربند ہونے سے مضبوط و مستحکم رہ سکتا ہے اور اگر کبھی اس میں خرابی اور اختلال پیدا ہو تو اس کا علاج کیا ہے تجربہ شاہد ہے کہ جتنے نزاعات و مناقشات خود رائی اور غرض پرستی کے باعث وقوع پذیر ہوتے ہیں جس کا واحد علاج یہ ہے کہ مسلمان اپنی شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں ظاہر ہے کہ اللہ و رسول کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے میں خواہ وقتی اور عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اٹھانا پڑے۔ لیکن اس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سرخروئی اور کامیابی ہے۔

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱ یعنی مجلس میں اگر کوئی کچھ پوچھے تو حضرت کی راہ دیکھو کیا فرماویں، تم اپنی عقل سے آگے جواب نہ دو۔ نے بیٹھو ۱۲ منہ رح ف۲ اس سورہ میں حق تعالیٰ نے آداب سکھلائے رسول کے اور آپس کے۔ ایک ادب یہ ہے کہ مجلس میں شور و غل کر حضرت کی بات سنی نہ جاوے، دوسرا یہ کہ خطاب کرو ادب سے جیسے آپس میں بے تکلف بولتے ہو ۱۲ منہ رح ف۳ بنی تمیم آئے تھے، حضرت گھر میں تھے باہر سے لگے پکارنے۔ چاہیے آدمی کی زبانی خبر کرنا ۱۲ منہ رح ف۴ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو، وہ نکلے اس کے استقبال کو، اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اس کی قوم میں بیر تھا۔ یہ ڈرا کہ مجھ کو مارنے کو نکلے، اثنا راہ سے آ کر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی۔ حضرت ان پر فوج بھیجنے پر تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی قبول نہیں۔ فاسق وہ جس سے خلاف شرع کام عیاں ہوں ۱۲ منہ رح ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا

ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا ہے ف۱ اے ایمان والو اونچی نہ کرو

ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا ہے ف۱ اے ایمان والو بلند نہ کرو

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو کڑک کر جیسے

اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ کر جیسے

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ

کڑکتے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جاویں تمہارے کئے اور تم کو خبر نہ ہو ف۲ جو

تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو ف۲

الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

لوگ دبی آواز بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں

جو لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ

جن کے دل جانچ لیے ہیں اللہ نے ادب کے واسطے ان کو معافی ہے اور نیگ بڑا جو

دل کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے ف۳ ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا ف۴

الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَ

لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے باہر سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے ف۳ اور

جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے اور

لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اگر صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کو بہتر تھا اور اللہ بخشتا ہے

اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا

مہربان اے ایمان والو اگر آوے تم پاس ایک گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کرو

مہربان ہے ف۵ اے ایمان والو اگر آئے تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو

اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَ

کہیں نہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو لگو اپنے کئے پر پچھتانے ف۴ اور

کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو اپنے کئے پر لگو پچھتانے ف۶ اور

اعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ

جان لو کہ تم میں رسول اللہ کا ہے اگر وہ تمہاری بات مانا کرے بہت کاموں میں

جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں

لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ

تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے محبت ڈالی تمہارے دل میں ایمان کی اور اچھا دکھایا اس کو تمہارے دلوں میں

تو تم پر مشکل پڑے ف۷ پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اس کو تمہارے دلوں میں اور

ف۱ یعنی اللہ و رسول کی سچی فرمانبرداری اور تعظیم اسی وقت میسر ہو سکتی ہے جب خدا کا خوف دل میں ہو، اگر دل میں ڈر نہیں تو بظاہر دعوے اسلام کو نباہنے کے لئے اللہ و رسول کا نام بار بار زبان پر لائیگا اور بظاہر ان کے احکام کو آگے رکھے گا، لیکن فی الحقیقت محض اپنی اغراض و خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لئے ایک حیلہ اور آلہ کار بنائے گا۔ سو یاد رکھو کہ جو کچھ کہتے ہو اللہ اسے سنتا اور جو دل میں ہے اسے جانتا ہے، پھر اس کے سامنے فریب کیسے چلیگا۔ چاہئے کہ آدمی اس سے ڈر کر کام کرے۔ ف۲ یعنی حضور کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو، حضور کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے۔ آپ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ، دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد استاد سے، مخلص مرید پیر و مرشد سے اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے، پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئیے۔ مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ کو تکدر پیش آئے تو حضور کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں، ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔ (تنبیہ) حضور کی وفات کے بعد حضور کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی ادب چاہئیے اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے، نیز آپ کے خلفاء، علمائے ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہئے، تاکہ اجتماعی نظام قائم رہے، فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ ف۳ یعنی جو لوگ نبی کی مجلس میں آداب اور اجلال و تعظیم سے بولتے اور نبی کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہ وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے ادب کی تخم ریزی کے لئے پرکھ لیا ہے اور جانچ کر خالص تقویٰ و طہارت کے واسطے تیار کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ سے ہیں، قرآن، پیغمبر، کعبہ، نماز۔ ان کی تعظیم وہی کرے گا جس کا دل تقویٰ سے مالا مال ہو۔ "وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" (الحج رکوع ۴) یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جب حضور کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا خلاف ادب ہے تو آپ کے احکام و ارشادات سننے کے بعد ان کے خلاف آواز اٹھانا کس درجہ کا گناہ ہوگا۔ ف۴ یعنی اس اخلاص و حق شناسی کی برکت سے پچھلی کوتاہیاں معاف ہوں گی، اور بڑا بھاری ثواب ملیگا۔ ف۵ بنی تمیم ملنے کو آئے، حضور حجرہ مبارک میں تشریف رکھتے تھے، وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے کہ "یا محمد اخرج الینا" (اے محمد باہر آئیے) یہ بے عقلی اور بے تہذیبی کی بات تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیا معلوم ہے اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ یا کسی اور اہم کام میں مشغول ہوں، آپ کی ذات منبع البرکات تو مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی امور کا مرکز و مدار تھی۔ کسی معمولی ذمہ دار آدمی کے لئے بھی کام کرنا مشکل ہو جائے، اگر اس کا کوئی نظام الاوقات نہ ہو۔ ادھر آنحضرت کا ادب و احترام بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ چاہئے تھا کہ کسی کی زبانی اطلاع کرا دیتے اور آپ کے باہر تشریف لانے تک صبر کرتے۔ جب آپ باہر تشریف لا کر ان کی طرف متوجہ ہوتے اس وقت خطاب کرنا چاہئے تھا۔ ایسا کیا جاتا تو ان کے حق میں بہتر اور قابل ستائش ہوتا۔ تاہم بے عقلی اور نادانی سے جو بات غلطی سے سرزد ہو جائے، اللہ اس کو اپنی مہربانی سے بخشنے والا ہے، چاہئے کہ اپنی تقصیر پر نادم ہو کر آئندہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں۔ حضور کی تعظیم و محبت ہی وہ نقطہ ہے جس پر قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں اور یہی وہ ایمانی رشتہ ہے جس پر اسلامی اخوت کا نظام قائم ہے۔ ف۶ اکثر نزاعات و مناقشات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے۔ اس لئے اول اختلاف و تفرق کے اسی سرچشمہ کو بند کرنے کی تعلیم دی۔ یعنی کسی خبر کو یوں ہی بے تحقیق قبول نہ کرو۔ فرض کیجئے ایک بے راہ رو اور تکلیف دہ آدمی نے اپنے کسی خیال اور جذبہ سے بے قابو ہو کر کسی قوم کی شکایت کی، تم محض اس کے بیان پر اعتماد کر کے اس قوم پر چڑھ دوڑے، بعد میں ظاہر ہوا کہ اس شخص نے غلط کہا تھا، تو خیال کرو، اس وقت کس قدر پچھتانا پڑیگا۔ اور اپنی جلدبازی پر کیسی ندامت ہوگی اور اس کا نتیجہ جماعت اسلام کے حق میں کیسا خراب ہوگا۔ ف۷ یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری کسی خبر یا رائے پر عمل نہ کریں تو برا نہ مانو، حق و دگر رسول کی خواہشوں یا رایوں کے تابع نہیں ہو سکتا، ایسا ہو تو زمین و آسمان کا سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے۔ کما قال تعالیٰ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاۗءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ (المؤمنون رکوع ۴) غرض خبروں کی تحقیق کیا کرو اور حق کو اپنی خواہش اور رائے کے تابع نہ بناؤ۔ بلکہ اپنی خواہشات کو حق کے تابع رکھو۔ اس میں قوم جھگڑوں کی جڑ کٹ جائے گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی تمہارا مشورہ قبول نہ ہو تو برا نہ مانو، رسول عمل کرتا ہے اللہ کے حکم پر، اسی میں تمہارا بھلا ہے، اگر تمہاری بات مانا کرے تو تم کو ہی رنج ہوگا، پھر کس کس کی بات پر چلے؟

منزل ۶

toobaa-elibrary.blogspot.com

كَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝

برا لگا دیا تم کو کفر اور گناہ اور بے حکمی وہ لوگ وہی ہیں نیک چال پر

نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر

فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

اللہ کے فضل سے اور احسان سے اور اللہ سب جانتا حکمت والا ف۱ اور اگر دو فرقے مسلمانوں کے

اللہ کے فضل سے اور احسان سے ف۱ اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا ف۲ اور اگر دو فریق مسلمانوں کے

اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِن بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا

لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کروا دو پھر اگر چڑھ جاوے ایک ان میں دوسرے پر تو سب لڑو

آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو

الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

اس چڑھائی والے سے جب تک پھر آوے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کروا دو ان میں

اس چڑھائی والے سے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرا دو ان میں

بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

برابر اور انصاف کرو بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے ف۲ مسلمان وہ ہیں جو بھائی ہیں

برابر اور انصاف کرو بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے ف۳ مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں

فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

سو ملاؤ اپنے دو بھائیوں کو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم پر رحم ہو اے ایمان والو

سو ملاپ کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو ف۴ اے ایمان والو

آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ

ٹھٹھا نہ کریں ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری

ٹھٹھا نہ کریں ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں

مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَ

عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور

دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور

لَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَ

نام نہ ڈالو چڑ ایک دوسرے کی برا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان کے اور

نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے ف۵ برا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان کے ف۶ اور

مَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا

جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی لوگ ہیں بے انصاف ف۳ اے ایمان والو بچتے رہو

جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف ف۷ اے ایمان والو بچتے رہو

كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَ

بہت تہمتیں لگانے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور

بہت تہمتیں کرنے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور

ع ۱۰ ۱۳

ف۱ یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری ہر بات مانا کریں تو بڑی مشکل ہوتی لیکن اللہ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے مومنین قانتین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی جس سے وہ ایسی بیہودگی کے پاس بھی نہیں جاتے جس مجمع میں اللہ کا رسول جلوہ افروز ہو وہاں کسی کی رائے و خواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے۔ آج گو حضور ہمارے درمیان میں نہیں مگر حضور کی تعلیم اور آپ کے وارث و نائب یقیناً موجود ہیں اور رہیں گے ف۲ یعنی وہ سب کی استعداد کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اپنی حکمت سے وہ احوال و مقامات مرحمت فرماتا ہے جو اس کی استعداد کے مناسب ہوں ف۳ یعنی ان تمام پیش بندیوں کے باوجود اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پوری کوشش کرو کہ اختلاف رفع ہو جائے اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم و زیادتی ہی پر کمر باندھ لے تو یکسو ہو کر بیٹھ نہ رہو بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مسلمان مل کر اس سے لڑائی کریں یہاں تک کہ وہ فریق مجبور ہو کر اپنی زیادتیوں سے باز آئے اور خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو کر صلح کے لئے اپنے کو پیش کر دے اس وقت چاہئے کہ مسلمان دونوں فریق کے درمیان مساوات و انصاف کے ساتھ صلح اور میل ملاپ کرا دیں، کسی ایک کی طرفداری میں جادۂ حق سے ادھر ادھر نہ جھکیں (تنبیہ) آیت کا نزول صحیحین کی روایت کے موافق انصار کے دو گروہ اوس اور خزرج کے ایک وقتی ہنگامہ کے متعلق ہوا ہے، حضور نے ان کے درمیان اسی آیت کے ماتحت صلح کرا دی۔ جو لوگ خلیفہ کے مقابلہ میں بغاوت کریں وہ بھی عموم آیت میں داخل ہیں، چنانچہ قدیم سے علمائے سلف بغاۃ کے مسئلہ میں اسی سے استدلال کرتے آئے ہیں۔ لیکن جیسا کہ شان نزول سے ظاہر ہوتا ہے یہ حکم مسلمانوں کے تمام جماعتی مناقشات و مشاجرات کو شامل ہے۔ باقی باغیوں کے متعلق احکام شرعیہ کی تفصیل فقہ میں دیکھنا چاہئے ف۴ یعنی صلح اور جنگ کی ہر ایک حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی لڑائی یا دو بھائیوں کی مصالحت ہے دو دشمنوں اور کافروں کی طرح برتاؤ نہ کیا جائے۔ جب دو بھائی آپس میں لڑ جائیں تو یوں ہی ان کے حال پر نہ چھوڑ دو بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کرو اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بیجا طرفداری یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آئے ف۵ اول مسلمانوں میں نزاع و اختلاف کو روکنے کی تدابیر بتلائی تھیں پھر بتلایا کہ اگر اتفاقاً اختلاف رونما ہو جائے تو پر زور اور موثر طریقہ سے اس کو مٹایا جائے لیکن جب تک نزاع کا خاتمہ نہ ہو کوشش ہونی چاہئے کہ کم از کم جذبات منافرت و مخالفت زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہونے پائیں۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہوا بس ایک دوسرے کا تمسخر اور استہزاء کرنے لگتا ہے۔ ذرا سی بات ہاتھ لگ گئی اور ہنسی مذاق اڑانا شروع کر دیا، حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ شاید جس کا مذاق اڑا رہا ہے وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہو بلکہ بسا اوقات یہ خود بھی اختلاف سے پہلے اس کو بہتر سمجھتا ہوتا ہے مگر ضد و نفسانیت میں دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اس طریقہ سے نفرت و عداوت کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی رہتی ہے اور قلوب میں اس قدر بُعد ہو جاتا ہے کہ صلح و ائتلاف کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ آیۂ ہذا میں خداوند قدوس نے اسی قسم کی باتوں سے منع فرمایا ہے، یعنی ایک جماعت دوسری جماعت کے ساتھ نہ تمسخر کرے نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے جائیں، نہ کھود کھود کر عیب نکالے جائیں، اور نہ برے ناموں اور برے القاب سے فریق مقابل کو یاد کیا جائے کیونکہ ان باتوں سے دشمنی اور نفرت میں ترقی ہوتی اور فتنہ و فساد کی آگ زیادہ تیزی سے پھیلتی ہے۔ سبحان اللہ! کیسی بیش بہا ہدایات ہیں۔ آج اگر مسلمان سمجھیں تو ان کے سب سے بڑے مرض کا مکمل علاج اسی ایک سورۂ حجرات میں موجود ہے ف۶ یعنی کسی کا برا نام ڈالنے سے آدمی خود گنہگار ہوتا ہے تو واقع میں عیب لگا یا نہ لگا لیکن اس کا نام بدتہذیب فاسق گنہگار مردم آزار پڑ گیا، خیال کرو "مومن" کے بہترین لقب کے بعد یہ نام کیا اچھے معلوم ہوتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جب ایک شخص ایمان لا چکا اور مسلمان ہو گیا اس کو مسلمانی سے پہلے کی باتوں پر طعن دینا یا اس وقت کے بدترین القاب سے یاد کرنا مثلاً یہودی، یا نصرانی وغیرہ کہہ کر پکارنا، نہایت مذموم حرکت ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی عیب میں مبتلا ہوا اور وہ اس کا اختیاری نہ ہو، یا ایک گناہ سے فرض کیجئے توبہ کر چکا ہے چڑانے کے لئے اس کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں ف۷ یعنی جو پہلے ہو چکا، اب توبہ کر لو، اگر ان ہدایات سننے کے بعد بھی ان جرائم سے توبہ نہ کی تو اللہ کی نزدیک اصل ظالم یہی ہوں گے۔

منزل ۷

موضح قرآن ۔ ف۱ تہمت لگانی اور عیب ڈھونڈنا اور پیٹھ پیچھے برا کہنا کسی جگہ نہیں بہتر مگر اس میں جہاں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی برائیاں قوم کی اور ذات کی عیب ہی مت جب تک چاہیے بڑی ذات کس کام کی ۱۲ منہ رح ف۳ ایک کہنا ہو کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین مسلمانی ہم نے قبول کیا۔ اس کا مضائقہ نہیں اور ایک کہنا ہے کہ ہم کو پورا یقین ہے جو یقین پورا ہے تو اس کے آثار کہاں جس کو صحیح یقین ہے اس کو دعویٰ کرتے سے ڈر آتا ہے۔ کاٹ نہ رکھے گا یعنی اور پیشتر کے عملوں سے کم نہ کرے گا ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی اگر سچا دین تم کو ہے تو کہنے سے کیا ہوگا جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے ۱۲ منہ رح ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

بد نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو

برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو ف۱ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو

فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا

سو گھن آوے تم کو اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے ف۱ اے آدمیو ہم نے

سو گھن آتی ہے تم کو اس سے ف۲ اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان ف۳ اے آدمیو ہم نے

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ

تم کو بنایا ایک نر اور ایک مادہ سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور گوتیں تا آپس کی پہچان ہو

تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ

مقرر عزت اللہ کے ہاں اسی کی جس کو ادب بڑا اللہ سب جانتا ہے خبردار ف۲ کہتے

تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا ف۴ اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ف۵ کہتے ہیں

الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ

ہیں گنوار ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو کہ ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں پیٹھا

گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں گھسا

الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ

ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر حکم پر چلوگے اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ رکھے گا تمہارے

ایمان تمہارے دلوں میں ف۶ اور اگر حکم پر چلو گے اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ لے گا تمہارے کاموں میں

شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

کاموں سے کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان ف۳ ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے اللہ پر اور

سے کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان ہے ف۷ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

اس کے رسول پر پھر شبہہ نہ لائے اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں

اور اس کے رسول پر پھر شبہہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان

اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

وہ جو ہیں وہی ہیں سچے تو کہہ کیا جتاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ

وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے ف۸ تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ

جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز جانتا ہے ف۴ تجھ پر

جانتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۹ تجھ پر احسان

عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ

دھرتے ہیں کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنی مسلمانی کا بلکہ اللہ احسان رکھتا ہے

رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے ف۱۰ تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان

ف۱ اختلاف و تفریق باہمی کے بڑھانے میں ان امور کو خصوصیت سے دخل ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مخالف کی کوئی بات ہو اس کا محمل اپنے خلاف نکال لیتا ہے۔ اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا ہو۔ ہمیشہ اس کی طبیعت برے پہلو کی طرف چلے گی اور اسی کو ترجیح دے کر دوسرے پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دے کر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دیگا پھر نہ صرف یہی کہ ایک بات حسب اتفاق پہنچ گئی، بدگمانی سے اس کو غلط معنی پہنا دیئے گئے۔ نہیں اس جستجو میں رہتا ہے کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم ہوں جس پر ہم خوب حاشیے چڑھائیں اور اس کی غیبت سے اپنی مجلس گرم کریں۔ ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو جو اختلافات بدقسمتی سے پیش آجاتے ہیں وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں اور ان کا ضرر بہت محدود ہو جائے بلکہ چند روز میں نفسانی اختلافات کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "الزام لگانا اور عیب ڈھونڈنا اور پیٹھ پیچھے برا کہنا کسی جگہ بہتر نہیں مگر جہاں اس میں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو" وہاں اجازت ہے جیسے رجال حدیث کی نسبت ائمہ جرح و تعدیل کا معمول رہا ہے کیونکہ اس کے بدون دین کا محفوظ رکھنا محال تھا۔ ف۲ یعنی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے، کیا اس کو کوئی انسان پسند کریگا؟ بس سمجھ لو غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے۔ ف۳ یعنی ان نصیحتوں پر کاربند وہی ہوگا جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ چاہیے کہ ایمان و اسلام کا دعویٰ رکھنے والے واقعی طور پر اس ناشائستہ خصلتوں سے دور رہیں اور ایسی ناشائستہ حرکتوں کے قریب نہ جائیں۔ اگر پہلے کچھ غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہو چکی ہیں، اللہ کے سامنے صدق دل سے توبہ کریں وہ اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا۔ ف۴ اکثر غیبت، طعن و تشنیع اور عیب جوئی کا منشا کبر ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اس کو بتلاتے ہیں کہ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز و حقیر ہونا ذات پات اور خاندان و نسب سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت، مؤدب اور پرہیزگار ہو اسی قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرم ہے۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ شیخ، سید، مغل، پٹھان، اور صدیقی فاروقی عثمانی انصاری سب کا سلسلہ آدم و حوا پر منتہی ہوتا ہے۔ یہ ذاتیں اور خاندان اللہ تعالیٰ نے محض تعارف اور شناخت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ بلاشبہ جس کو حق تعالیٰ کسی شریف اور بزرگ و معزز گھرانے میں پیدا کر دے وہ ایک امر وہبی شرف ہے جیسے کسی کو خوبصورت بنا دیا جائے لیکن یہ چیز ناز اور فخر کرنے کے لائق نہیں کہ اسی کو معیار کمال اور فضیلت کا ٹھہرا لیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے ہاں شکر کرنا چاہیے کہ اس نے بلا اختیار و کسب اس کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ غرور و تفاخر سے باز رہے اور اس نعمت کو کمینہ اخلاق اور بری خصلتوں سے خراب نہ ہونے دے۔ بہرحال مجد و شرف اور فضیلت و عزت کا اصلی معیار نسب نہیں، تقویٰ و طہارت ہے، اور متقی آدمی دوسرے کو حقیر کب سمجھے گا۔ ف۵ یعنی تقویٰ یا ادب اصل میں دل سے ہے، اللہ ہی کو خبر ہے کہ جو شخص ظاہر میں متقی اور مؤدب نظر آتا ہے وہ واقع میں کیسا ہے؟ اور آئندہ کیسا رہے گا؟ انما العبرۃ بالخواتیم۔ ف۶ یہاں یہ بتلاتے ہیں کہ ایمان و یقین جب پوری طرح دل میں راسخ ہو جائے اور جڑ پکڑ لے اس وقت غیبت اور عیب جوئی وغیرہ کی خصلتیں آدمی سے دور ہو جاتی ہیں۔ جو شخص دوسروں کے عیب ڈھونڈنے اور آزار پہنچانے میں مبتلا ہو، سمجھ لو کہ ابھی تک ایمان اس کے دل میں پوری طرح پیوست نہیں ہوا۔ ایک حدیث میں ہے "یا معشر من اٰمن بلسانه ولم یدخل الایمان قلبه لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم" الخ

شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ایک کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین مسلمانی ہم نے قبول کیا۔ اس کا مضائقہ نہیں۔ اور ایک کہنا ہے کہ ہم کو پورا یقین ہے جو یقین پورا ہے تو اس کے آثار کہاں؟ جس کو واقعی پورا یقین حاصل ہو وہ ڈرتا اور شرماتا ہے۔ (تنبیہ) اس آیت سے ایمان و اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے اور یہی بات حدیث جبریل وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں اس موضوع پر کافی بحث کی ہے۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔ ف۷ ... فرمانبرداری کا راستہ اختیار کر لو گے تو پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کے ثواب میں کمی نہ کرے گا۔ ف۸ یعنی سچے مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اللہ و رسول پر پختہ اعتقاد رکھتا ہو اور ان کی راہ میں ہر طرح جان و مال ... ف۹ یعنی اگر واقعی سچا دین اور پورا یقین تم کو حاصل ہے تو کہنے سے کیا ہوگا۔ جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے۔ ف۱۰ بعض گنوار کہتے تھے کہ دیکھئے ہم بدون لڑے بھڑے مسلمان ہو گئے۔ گویا احسان جتلاتے تھے۔ ... دیتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

و صحیح قرآن۔ ف۱ تہمت لگانی اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے بد کہنا کسی جگہ نہیں بہتر مگر اس میں جہاں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی برائیاں قوم کی اور ذات کی عیب ہیں ادب نیک چاہیے بڑی ذات کس کام ۱۲ منہ رح ف۳ ایک کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہوئے یعنی دین اسلامی ہم نے قبول کیا۔ اس کا مضائقہ نہیں اور ایک کہنا ہے کہ ہم کو پورا یقین ہے جو یقین پورا ہے تو اس کے آثار کہاں جس کو صحیح یقین ہے اس کو دعویٰ کی ضرورت کیا آتا ہے۔ کاٹ نہ لگا یعنی اور تمہارے عملوں سے کم نہ کرے گا ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی اگر سچا دین تم کو ہے تو کہے سے کیا ہوگا جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے ۱۲ منہ رح ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو

برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو ف۱ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو

فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا

سو گھن آوے تم کو اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے ف۱ اے آدمیو ہم نے

سو گھن آتی ہے تم کو اس سے ف۱ اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان ف۲ اے آدمیو ہم نے

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۭ

تم کو بنایا ایک نر اور ایک مادہ سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور گوتیں تا آپس کی پہچان ہو

تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ قَالَتِ

تحقیق عزت اللہ کے ہاں اسی کی جس کو ادب بڑا اللہ سب جانتا ہے خبردار ف۲ کہتے

تحقیق عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جس کو ادب بڑا ف۳ اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ف۴ کہتے ہیں

الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ

ہیں گنوار ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو کہ ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں پیٹھا

گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں گھسا

الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ

ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر حکم پر چلوگے اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ رکھے گا تمہارے

ایمان تمہارے دلوں میں ف۱ اور اگر حکم پر چلوگے اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ لے گا تمہارے کاموں میں

شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

کاموں سے کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان ف۳ ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے اللہ پر اور

سے کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان ہے ف۲ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر

وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں

اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان

اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

وہ جو ہیں وہی ہیں سچے تو کہہ کیا جتاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ

سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے ف۳ تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ

کو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز جانتا ہے ف۴ تجھ پر

کو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۴ تجھ پر احسان

عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ

احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنی مسلمانی کا بلکہ اللہ احسان رکھتا ہے

رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے ف۵ تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان

ف۱ اختلاف و تفریق باہمی کے بڑھانے میں ان امور کو خصوصیت سے دخل ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حسن ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مخالف کی کوئی بات ہو اس کا محمل اپنے خلاف نکال لیتا ہے، اس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو برائی کا نکلتا ہو ہمیشہ اس کی طبیعت برے پہلو کی طرف چلے گی اور اسی برے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دیکر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دیگا پھر نہ صرف یہی کہ ایک بات حسب اتفاق پہنچ گئی، بدگمانی سے اس کو غلط معنی پہنا دیے گئے۔ نہیں اس جستجو میں رہتا ہو کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم ہوں جس پر ہم خوب حاشیے چڑھائیں اور اس کی غیبت سے اپنی مجلس گرم کریں۔ ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو جو اختلافات بدقسمتی سے پیش آجاتے ہیں وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں اور ان کا ضرر بہت محدود ہو جائے بلکہ چند روز میں نفسانی اختلافات کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "الزام لگانا اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے برا کہنا کسی جگہ بہتر نہیں مگر جہاں اس میں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو" وہاں اجازت ہے جیسے رجال حدیث کی نسبت ائمہ جرح و تعدیل کا معمول رہا ہے کیونکہ اس کے بدون دین کا محفوظ رکھنا محال تھا۔ ف۲ یعنی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے، کیا اس کو کوئی انسان پسند کریگا؟ بس سمجھ لو غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے ف۳ یعنی ان نصیحتوں پر کاربند وہی ہوگا جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو، نہیں تو کچھ نہیں۔ چاہیے کہ ایمان و اسلام کا دعویٰ رکھنے والے واقعی طور پر اس خدا ئے قہار کے غضب سے ڈریں اور ایسی ناشائستہ حرکتوں کے قریب نہ جائیں۔ اگر پہلے کچھ غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہو چکی ہیں اللہ کے سامنے صدق دل سے توبہ کریں وہ اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا ف۴ اکثر غیبت، طعن و تشنیع اور عیب جوئی کا منشا کبر ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اس کو بتلاتے ہیں کہ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز و حقیر ہونا ذات پات اور خاندانی نسب سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت، مؤدب اور پرہیزگار ہو اسی قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرم ہے۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم و حوا کی اولاد ہیں، شیخ، سید، مغل، پٹھان، اور صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری سب کا سلسلہ آدم و حوا پر منتہی ہوتا ہے، یہ ذاتیں اور خاندان اللہ تعالیٰ نے بعض تعارف اور شناخت کے لیے مقرر کیے ہیں، بلاشبہ جس کو حق تعالیٰ کسی شریف اور بزرگ و معزز گھرانے میں پیدا کر دے وہ ایک موہوب شرف ہے جیسے کسی کو خوبصورت بنا دیا جائے لیکن یہ چیز ناز اور فخر کرنے کے لائق نہیں کہ اسی کو معیار کمال اور فضیلت کا ٹھہرا لیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے ہاں شکر کرنا چاہیے کہ اس نے بلا اختیار کسب اس کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ غرور و تفاخر سے باز رہے اور اس نعمت کو کمینہ اخلاق اور بری خصلتوں سے خراب نہ ہونے دے، بہرحال مجد و شرف اور فضیلت و عزت کا اصلی معیار نسب نہیں تقویٰ و طہارت ہے، اور متقی آدمی دوسروں کو حقیر کب سمجھے گا ف۵ یعنی تقویٰ و ادب اصل میں دل سے ہے، اللہ ہی کو خبر ہے کہ جو شخص ظاہر میں متقی اور مؤدب نظر آتا ہے وہ واقع میں کیسا ہے؟ اور آئندہ کیسا رہے گا؟ انما العبرة للخواتیم ف۱ یہاں یہ بتلاتے ہیں کہ ایمان و یقین جب پوری طرح دل میں راسخ ہو جائے اور جڑ پکڑ لے اس وقت غیبت اور عیب جوئی وغیرہ کی خصلتیں آدمی سے دور ہو جاتی ہیں جو شخص دوسروں کے عیب ڈھونڈتا اور آزار پہنچانے میں مبتلا ہو، سمجھ لو کہ ابھی تک ایمان اس کے دل میں پوری طرح پیوست نہیں ہوا ایک حدیث میں ہے "یَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ" الخ (ابن

ف۱ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "ایک کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین اسلامی ہم نے قبول کیا۔ اس کا مضائقہ نہیں۔ اور ایک کہنا ہے کہ ہم کو پورا یقین ہے جو یقین پورا ہے تو اس کے آثار کہاں؟ جس کو واقعی پورا یقین حاصل ہو دعویٰ کرتے ڈرتا اور شرماتا ہے۔ (تنبیہ) اس آیت سے ایمان و اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے اور یہی بات حدیث جبریل وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں اس موضوع پر کافی بحث کی ہے۔ یہاں تفصیل کا موقع نہیں ف۲ اگر فرمانبرداری کا راستہ اختیار کروگے تو پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کا ثواب میں کمی نہ کریگا ف۳ یعنی سچے مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اللہ و رسول پر پختہ اعتقاد رکھتا ہو اور ان کی راہ میں ہر طرح جان و مال سے ف۴ یعنی اگر واقعی سچا دین اور پورا یقین تم کو حاصل ہے تو کہنے سے کیا ہوگا۔ جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے ف۵ بعض گنوار کہتے تھے کہ دیکھئے ہم تو بدون لڑے بھڑے مسلمان ہو گئے۔ گویا احسان جتلاتے تھے۔ (لگ دیتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عَلَيْكُمْ أَنْ هَدٰىكُمْ لِلْإِيْمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ إِنَّ اللّٰهَ

تم پر کہ تم کو راہ دی ایمان کی اگر سچ کہو ف۱ اللہ

رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی ایمان کی اگر سچ کہو ف۱ اللہ

يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہو

جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو ف۲

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّأَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ق مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور تین رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ○ بَلْ عَجِبُوْٓا أَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ

قسم ہے اس قرآن بڑی شان والے کی بلکہ ان کو تعجب ہوا کہ آیا ان پاس ڈر سنانے والا انہی میں کا

قسم ہے اس قرآن بڑی شان والے کی بلکہ ان کو تعجب ہوا کہ آیا ان کے پاس ڈر سنانے والا ان ہی میں کا تو کہنے لگے

الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ○ ءَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ○

تو کہنے لگے منکر یہ تعجب کی چیز ہے کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی یہ پھر آنا بہت دور ہے

منکر یہ تعجب کی چیز ہے کیا جب ہم مر گئیں اور ہو جائیں مٹی یہ پھر آنا بہت دور ہے ف۳

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ○ بَلْ كَذَّبُوْا

ہم کو معلوم ہے جتنا گھٹاتی ہے زمین ان کا سے اور ہمارے پاس لکھا ہے جس میں سب یاد ہے ف۴ کوئی نہیں پر جھٹلاتے ہیں

ہم کو معلوم ہے جتنا گھٹاتی ہے زمین ان میں سے ف۵ اور ہمارے پاس کتاب ہے جس میں سب محفوظ ہے ف۶ کوئی نہیں

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ أَمْرٍ مَّرِيْجٍ ○ أَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا إِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ

سچے دین کو جب ان تک پہنچا سو وہ پڑے ہیں الجھی بات میں کیا نگاہ نہیں کرتے آسمان کی طرف کیسا بنایا ہم نے

یہ جھٹلاتے ہیں سچے دین کو جب ان تک پہنچا سو وہ پڑے ہیں الجھی ہوئی بات میں ف۷ کیا نہیں دیکھتے آسمان کو اپنے اوپر

كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ○ وَالْأَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيْهَا

اس کو اور رونق دی اور اس میں نہیں کوئی سوراخ اور زمین پھیلایا ہم نے اسے اور ڈالے اس میں

کیسا ہم نے اس کو بنایا اور رونق دی اور اس میں نہیں کوئی سوراخ ف۸ اور زمین کو پھیلایا اور ڈالے اس میں

رَوَاسِيَ وَأَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ○ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ

بوجھ اور اگائی ہم نے اس میں ہر قسم کی رونق کی چیز سمجھانے کو اور یاد دلانے کو اس بندے کو

بوجھ اور اگائی اس میں ہر ہر قسم کی رونق کی چیز سمجھانے کو اور یاد دلانے کو اس بندہ کے لئے

مُّنِيْبٍ ○ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ⑨

جو رجوع رکھے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی برکت کا پھر اگائے ہم نے اس سے باغ اور اناج کے کھیت ف۱

جو رجوع کرے ف۹ اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی برکت کا پھر اگائے ہم نے اس سے باغ اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے

ف۱ یعنی اگر واقعی تم دعوے اسلام و ایمان میں سچے ہو تو یہ تمہارا احسان نہیں، اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ایمان کی طرف آنے کا راستہ دیا اور دولت اسلام سے سرفراز کیا اگر یہی بات کہو تو واقعہ اس طرح ہے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "نیکی اپنے ہاتھ سے ہوا اپنی تعریف نہیں رب کی تعریف ہے جس نے وہ نیکی کروائی" گویا خاتمہ سورت پر متنبہ کر دیا کہ اگر تم کو قرآنی ہدایات اور اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونے کی توفیق ہو تو احسان نہ جتلاؤ، بلکہ اللہ کے احسان و انعام کا شکر ادا کرو جس نے ایسی توفیق ارزانی فرمائی ف۲ یعنی دلوں کے بھید اور ظاہر کا حال سب کو خدا جانتا ہے، اس کے سامنے باتیں نہ بناؤ۔

تم سورۃ الحجرات بعون اللہ وحسن توفیقہ فللہ الحمد والمنۃ

ف۳ یعنی قرآن کی بزرگی اور عظمت شان کا کیا کہنا جس نے آکر سب کتابوں کو منسوخ کر دیا اور اپنی اعجازی قوت اور لامحدود اسرار و معارف سے دنیا کو محو حیرت بنا دیا۔ یہ ہی بزرگی والا قرآن بذات خود شاہد ہے کہ اس کے اندر کوئی نقص و عیب نہیں، نہ کہیں انگلی رکھنے کی جگہ ہے، لیکن منکرین پھر بھی اس کو قبول نہیں کرتے، اس لئے نہیں کہ ان کے پاس اس کے خلاف کوئی حجت و برہان ہے بلکہ محض اپنے جہل و حماقت سے اس پر تعجب کرتے ہیں کہ ان ہی کے خاندان اور نسل کا ایک آدمی ان کی طرف رسول ہو کر آیا اور بڑا بن کر سب کو نصیحتیں کرنے لگا۔ اور بات بھی ایسی عجیب کہی جسے کوئی باور نہ کر سکے۔ بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو گئے کیا پھر زندگی کی طرف واپس کئے جائیں گے یہ واپسی تو عقل سے بہت دور اور امکان و عادت سے بالکل بعید ہے ف۴ یعنی ساری مٹی نہیں ہو جاتی جان سلامت رہتی ہے اور بدن کا اجزاء تحلیل ہو کر جہاں کہیں منتشر ہو گئے ہیں وہ سب اللہ کے علم میں ہیں اس کو قدرت ہے کہ ہر جگہ سے اجزاء اصلیہ کو جمع کر کے ڈھانچہ کھڑا کر دے اور دوبارہ اس میں جان ڈال دے ف۵ یعنی یہ نہیں کہ آج سے معلوم ہو بلکہ ہمارا علم قدیم ہے حتیٰ کہ ان ہی قبل وقوع ہی سب چیزوں کے حالات ایک کتاب میں جو "لوح محفوظ" کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک ہمارے پاس وہ کتاب موجود چلی آتی ہے۔ پس اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یوں ہی سمجھ لے وہ دفتر جس میں سب کچھ لکھا ہے حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے! انھیں کو پہلے جملے کی تاکید سمجھو کیونکہ جو چیز کسی کے علم میں ہو اور قلمبند بھی کر لی جائے وہ لوگوں کے نزدیک بہت زیادہ مؤکد سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں مخاطبین کو محسوسات کے اعتبار سے متنبہ کر دیا کہ ہر چیز خدا کے علم میں ہے اور اس کے ہاں لکھی ہوتی ہے جس میں ذرا کمی بیشی نہیں ہو سکتی ف۶ یعنی صرف تعجب نہیں بلکہ کھلی ہوئی تکذیب ہے حق کی دعوت، قرآن اور بعث بعد الموت ہر چیز کو جھٹلاتے ہیں اور عجب الجھی ہوئی باتیں کرتے ہیں بیشک جو شخص سچی باتوں کو جھٹلاتا ہے اسی طرح شک و اضطراب اور تحیر و حیرت کی الجھنوں میں پڑ جایا کرتا ہے ف۷ یعنی آسمان کو دیکھو اونہ بظاہر کوئی کھمبا نظر آتا ہے نہ ستون، اتنا بڑا عظیم الشان جسم کیسا مضبوط و مستحکم کھڑا ہے۔ اور رات کو جب اس پر ستاروں کی قندیل اور جھاڑ فانوس روشن ہوتے ہیں تو کس قدر پُر رونق اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں برس گذر گئے نہ اس چھت میں کہیں سوراخ ہوا، نہ کوئی کنگرہ گرا، نہ پلاسٹر ٹوٹا، نہ رنگ خراب ہوا۔ آخر کون سا ہاتھ ہے جس نے یہ مخلوق بنائی اور بنا کر اس کی ایسی حفاظت کی ف۸ یعنی جو آدمی خدا کی طرف رجوع ہو وہ شخص ان ہی محسوسات کے دائرہ میں الجھ کر نہ رہ جائے اس کے لئے آسمان و زمین کی تخلیق و تنظیم میں دانائی و بینائی کے کتنے سامان ہیں، جن میں ادنیٰ غور کرنے سے صحیح حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔ اور بھولے ہوئے سبق اس کو یاد آ سکتے ہیں پھر خدا جانے ایسی روشن نشانیوں کی موجودگی میں بھی لوگ کیونکر حق کو جھٹلانے کی جرأت کرتے ہیں ف۹ اناج وہ ہے جس کے ساتھ اس کا کھیت بھی کٹ جائے اور باغ پھل ٹوٹ کر قائم رہتا ہے۔

موضح قرآن۔ ف۱ جو نیکی اپنے ہاتھ سے ہوا اپنی تعریف نہیں رب کی تعریف ہے جس نے وہ نیکی کروائی ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی ساری مٹی نہیں ہو جاتی جان سلامت رہتی ہے ۱۲ منہ رح ف۹ اناج وہی جس کے ساتھ اس کا کھیت بھی کٹ جاوے اور درخت پھل ٹوٹ کر قائم رہتا ہے ۱۲ منہ رح ——— از شاہ عبد القادر صاحب رح

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف ۱ یعنی قبر سے نکلنا ۱۲ منہ رح ف ۲ گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان ابھرتی ہے دل سے دماغ تک اس کے کٹنے سے موت ہے اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے ۱۲ منہ رح ف ۳ جو اس کے منہ سے نکلے وہ لکھ لیتے ہیں نیکی داہنے والا اور بدی بائیں والا ۱۲ منہ رح ف ۴ یعنی لکھنے کو تیار ہے ۱۲ منہ رح ف ۵ ایک فرشتہ ہانکنے لاتا ہوا اور ایک پاس نامہ اعمال ساتھ ہے ف ۶ وہ فرشتہ اعمال حاضر کرے گا ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

وَّالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً

اور کھجوریں لمبی ان کا گابھا ہے تہ پر تہ روزی دینے کو بندوں کو اور جلایا ہم نے اس سے ایک دیس

اور کھجوریں لمبی ان کا خوشہ ہوتا ہے تہ بہ تہ روزی دینے کو بندوں کے ف ۱ اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک

مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ

مردہ یوں ہی ہے نکل کھڑے ہونا ف ۲ جھٹلا چکے ہیں اس سے پہلے نوح کی قوم اور کنوئیں والے اور

مردہ دیس کو یوں ہی ہوگا نکل کھڑے ہونا ف ۲ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنوئے والے اور

ثَمُوْدُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ

ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم

ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم ف ۳

كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ

سب نے جھٹلایا رسولوں کو پھر ٹھیک پڑا میرا ڈر کا اب کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر کوئی نہیں ان کو

ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو پھر ٹھیک پڑا میرا ڈرانا ف ۴ اب کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر کوئی نہیں ان کو

ع ۱ ۱۵ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ

دھوکا ہے ایک نئے بننے میں اور ہم نے بنایا انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو باتیں

دھوکا ہے ایک نئے بنانے میں ف ۵ اور البتہ ہم نے بنایا انسان کو اور ہم جانتے ہیں جو باتیں

بِهٖ نَفْسُهٗ ښ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ

آتی ہیں اس کے جی میں اور ہم زیادہ نزدیک ہیں اس کی طرف دھڑ کی رگ سے ف ۲ جب لیتے جاتے ہیں دو لینے والے

آتی رہتی ہیں اس کے جی میں ف ۶ اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑ کی رگ سے زیادہ ف ۷ جب لیتے جاتے ہیں دو لینے والے

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ

داہنے بیٹھے اور بائیں بیٹھے ف ۳ نہیں بولتا ایک بات مگر اس پاس ہے راہ دیکھتا

داہنے بیٹھا اور بائیں بیٹھا ف ۸ نہیں بولتا کچھ بات جو نہیں ہوتا اس کے پاس ایک راہ

عَتِيْدٌ ۝ وَجَاۗءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝

تیار ف ۴ اور آئی بے ہوشی موت کی تحقیق وہ ہے جس سے تو ٹلا رہا کرتا تھا

دیکھنے والا تیار ف ۹ اور وہ آئی بے ہوشی موت کی تحقیق ف ۱۰ یہ وہ ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا ف ۱۱

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَاۗءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا

اور پھونکا گیا نرسنگا یہ ہے دن ڈر کے کا اور آیا ہر ایک جی اس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا

اور پھونکا گیا صور یہ ہے دن ڈرانے کا ف ۱۲ اور آیا ہر ایک جی اس کے ساتھ

سَاۗىِٕقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ

ایک احوال بتانے والا ف ۵ تو بے خبر رہا اس دن سے اب کھول دی ہم نے تجھ پر سے

ہانکنے والا اور ایک احوال بتلانے والا ف ۱۳ تو بے خبر رہا اس دن سے اب کھول دی ہم نے تجھ پر سے

غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝

تیرا اندھیری اب تیری نگاہ آج تیز ہے اور بولا اس کے ساتھ والا یہ ہے جو تھا میرے پاس حاضر ف ۶

تیری اندھیری ف ۱۴ سو تیری نگاہ آج تیز ہے ف ۱۵ اور بولا فرشتہ اس کے ساتھ والا یہ جو میرے پاس تھا حاضر ف ۱۶

ف ۱ یعنی بڑی کثرت اور افراط سے جن کا خوشہ دیکھنے میں بھی بھلا معلوم ہوتا ہے ف ۲ یعنی بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قیامت کے دن مردے زندہ کر دیے جائیں گے ف ۳ ان اقوام کے قصے سورۂ حجر، فرقان، دخان وغیرہ میں گذر چکے ہیں ف ۴ یعنی تکذیب انبیاء پر جس انجام سے ڈرایا گیا تھا وہ ہی سامنے آ کر رہا ف ۵ یعنی دوبارہ بنانے پر یہ بیہودہ کرتے ہیں انہیں فضول دھوکا لگ رہا ہے جب پہلی بار پیدا کیا وہ سرکار جس نے پیدا کر دیا کیا تھک گیا ہے؟ کیا یہ گمان کرتے ہو کہ (معاذ اللہ) وہ پہلی دفعہ دنیا کو بنا کر تھک گیا ہوگا اس قادر مطلق کی نسبت ایسے توہمات قائم کرنا سخت جہالت اور حماقت ہے ف ۶ یعنی اس کے ہر قول و فعل سے ہم خبردار ہیں حتیٰ کہ جو وساوس و خطرات اس کے دل میں گذرتے ہیں ان کا بھی ہم کو علم ہے ؟ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ف ۷ گردن کی رگ مراد ہے جسے "شہ رگ" کہتے ہیں اور جس کے کٹنے سے انسان مر جاتا ہے۔ شاید یہ کنایہ ہو جان اور روح سے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہم (باعتبار علم کے) اس کی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں یعنی جیسا علم انسان کو اپنے احوال کا ہے ہم کو اس کا علم خود اس سے بھی زیادہ ہے۔ نیز علت اور منشا کو معلول اور ناشی کے ساتھ وہ قرب حاصل ہوتا ہے جو معلول اور ناشی کو خود اپنے نفس سے بھی نہیں ہوتا اس کا کچھ مختصر بیان اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے حواشی میں ہو چکا ہے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے" ؎ دوستم با تیل ـــ جان نہاں در جسم داد وہ در رجاں پنہاں چہ اے نہاں اندر نہاں اے جان جاں ف ۸ یعنی دو فرشتے خدا کے حکم سے ہر وقت اس کی تاک میں لگے رہتے ہیں جو لفظ اس کے منہ سے نکلے وہ لکھ لیتے ہیں نیکی داہنے والا اور بدی بائیں والا ف ۹ یعنی لکھنے کو تیار ہے (تنبیہ) دونوں فرشتے کہاں رہتے ہیں؟ اور علاوہ اقوال کے کیا کچھ لکھتے ہیں؟ اس کی تفصیل احادیث و آثار سے ملے گی ف ۱۰ یعنی ادھر! ادھر مہلت تیار ہوئی، ادھر موت کی گھڑی آ پہنچی۔ اور رحمیا لا نزع کی بیہوشیوں اور جانکنی کی سختیوں میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ اس وقت وہ سب سچی باتیں نظر آنا شروع ہو گئیں۔ جن کی خبر اللہ کے رسولوں نے دی تھی اور بہت کی سعادت و شقاوت سے پردہ اٹھنے لگا۔ اور ایسا ہونا آنا تھی اور یقینی تھا کیونکہ حکیم مطلق کی بہت سی حکمتیں اس سے متعلق تھیں ف ۱۱ یعنی آدمی نے موت کو بہت کچھ ٹلانا چاہا اور اس ناخوش گوار وقت سے بہت کچھ بھاگتا اور کتراتا رہا۔ پر یہ گھڑی ٹلنے والی کہاں تھی۔ آخر سر پر آ کھڑی ہوئی کوئی تدبیر اور حیلہ دفع الوقتی کا نہ چل سکا ف ۱۲ چھوٹی قیامت تو موت کے وقت ہی آ چکی تھی اس کے بعد بڑی قیامت حاضر ہے۔ بس صور پھونکا گیا اور وہ ہولناک دن آ موجود ہوا جس سے انبیاء و رسل برابر ڈراتے چلے آتے تھے ف ۱۳ یعنی محشر میں اس طرح حاضر کیے جائیں گے کہ ایک فرشتہ پیچھے کے میدان کی طرف دھکیلتا ہوگا اور دوسرا اعمال نامہ لیے ہوگا جس میں اس کی زندگی کے سب احوال درج ہوں گے، شاید یہ وہی دو فرشتے ہوں جو کراماً کاتبین کہلاتے ہیں اور جن کی نسبت فرمایا تھا "اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ" الخ اور ممکن ہے کوئی اور ہوں واللہ اعلم ف ۱۴ یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ دنیا کے مزوں میں پڑ کر تو آج کے دن سے بے خبر تھا اور تیری آنکھوں کے سامنے شہوات و خواہشات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا پیغمبر جو سمجھاتے تھے تجھے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا آج ہم نے تیری آنکھ سے وہ پردے ہٹا دیے اور نگاہ خوب تیز کر دی۔ اب دیکھ لے جو باتیں کہی گئی تھیں صحیح ہیں یا غلط ف ۱۵ یعنی فرشتہ اعمال نامہ حاضر کرے گا اور بعض نے "قرین" سے مراد شیطان لیا ہے۔ یعنی شیطان کہے گا کہ یہ مجرم حاضر ہے جس کو میں نے اغوا کیا اور دوزخ کے لیے تیار کر کے لایا ہوں۔ مطلب یہ کہ اغوا تو میں نے کیا مگر میرا ایسا زور و تسلط نہ تھا کہ زبردستی اس کو ضلالت میں ڈال دیتا۔ یہ اپنے ارادہ و اختیار سے گمراہ ہوا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ یہ ساتھی شیطان ہے آپ کو بے گناہ کیا چاہتا ہے ف۲ بدلتی نہیں بات یعنی کافر بخشا نہیں جاتا ۱۲ منہ رح ف۳ دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھریگا ۔ ۱۲ منہ رح ف۴ اس دن جس کو جو کچھ ملا سو ہمیشہ رہے گا ۔ اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا ۔ ۱۲ منہ رح ف۵ جو نعمتیں ان کے خیال میں نہیں ۱۲ منہ رح ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۝ الَّذِي

ڈال دو تم دونوں دوزخ میں ہر ناشکر مخالف کو نیکی سے اٹکانے والا حد سے بڑھنے والا شبہ نکالتا جس

ڈال دو تم دونوں دوزخ میں ہر ناشکر مخالف کو نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا شبہ ڈالنے والا ف۱ جس نے

جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۝ قَالَ قَرِينُهُ

نے ٹھہرایا اللہ کے ساتھ اور کوئی پوجنا تو ڈالو اس کو سخت مار میں بولا اس کا ساتھی

ٹھہرایا اللہ کے ساتھ اور کو پوجنا سو ڈال دو اس کو سخت عذاب میں ف۲ بولا شیطان اس کا ساتھی

رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا

اے رب ہمارے میں نے اس کو شرارت میں نہیں ڈالا یہ تھا بھولا راہ سے دور ف۱ فرمایا جھگڑا نہ کرو

اے رب ہمارے میں نے اس کو شرارت میں نہیں ڈالا پر یہ تھا راہ کو بھولا دور پڑا ہوا ف۳ فرمایا جھگڑا نہ کرو

لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ۝ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَ

میرے پاس اور میں بھیج چکا پہلے ہی تم کو ڈر کا بدلتی نہیں بات میرے پاس

میرے پاس اور میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا تم کو عذاب سے ف۴ بدلتی نہیں بات میرے پاس اور

ع ۱۴ ۱۶ مَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ

اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۲ جس دن ہم کہیں دوزخ کو تو بھر چکی

میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۵ جس دن ہم کہیں دوزخ کو تو بھر بھی چکی اور وہ بولے

هَلْ مِن مَّزِيدٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ

اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے ف۳ اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والوں کے واسطے دور نہیں یہ ہے جس کا وعدہ تھا

کچھ اور بھی ہے ف۶ اور نزدیک لائی جائے بہشت ڈرنیوالوں کے واسطے دور نہیں ف۷ یہ ہے جس کا وعدہ ہوا تھا

لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ۝ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ

تم کو ہر ایک رجوع رہنے یاد رکھنے والے کو جو ڈرا رحمان سے بن دیکھے اور لایا دل

تم سے ہر ایک رجوع رہنے والے یاد رکھنے والے کے واسطے جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکھے اور لایا دل

مُّنِيبٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ

جس میں رجوع ہے چلے جاؤ اس میں سلامت یہ ہے دن ہمیشہ رہنے کا ف۴ ان کو جو چاہیں

رجوع ہونیوالا چلے جاؤ اس میں سلامت ف۸ یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا ف۹ ان کے واسطے ہے وہاں جو

فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم

وہاں ہے اور ہمارے پاس کچھ زیادہ بھی ف۵ اور کتنی کھپا چکے ہم ان سے پہلے سنگتیں وہ زبردست تھے

وہ چاہیں اور ہمارے پاس کچھ زیادہ بھی ف۱۰ اور کتنی تباہ کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں کہ ان کی قوت زبردست

بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ

ان سے قوت میں پھر لگے کریدنے شہروں میں کہیں ہے بھاگنے کو ٹھکانا اس میں سوچنے کی جگہ ہے

تھی ان سے پھر لگے کریدنے شہروں میں کہیں ہے بھاگ جانیکو ٹھکانا ف۱۱ اس میں سوچنے کی جگہ ہے

لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

اس کو جس کے اندر دل ہے یا لگاوے کان دل لگا کر اور ہم نے

اس کو جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر ف۱۲ اور ہم نے بنائے

ف۱ بارگاہ ایزدی سے یہ حکم دو فرشتوں کو ہوگا کہ ایسے لوگوں کو جہنم میں جھونک دو ۔ (اعاذنا اللہ منہا) ف۲ یعنی ایسے لوگ جہنم میں سخت ترین عذاب کے مستحق ہیں ف۳ یعنی میری کچھ زبردستی اس پر نہ چلتی تھی ۔ ذرا سنہ دی تھی کہ یہ کمبخت خود گمراہ ہو کر نجات وفلاح کے راستے سے دور جا پڑا ۔ شیطان یہ کہہ کر اپنا جرم ہلکا کرنا چاہتا ہے ف۴ یعنی بک بک مت کرو دنیا میں سب کو نیک و بد سے آگاہ کر دیا گیا تھا ۔ اب ہر ایک کو اس کے جرم کے موافق سزا ملے گی جو گمراہ ہوا اور جس نے اغوا کیا سب اپنی حرکتوں کا خمیازہ بھگتیں گے ف۵ یعنی ہمارے یہاں ظلم نہیں جو کچھ فیصلہ ہوگا عین حکمت اور انصاف سے ہوگا " اور بات نہیں بدلتی " یعنی کافر بخشا نہیں جاتا یہ لاشیطان الکفر کی بخشش کو کہاں ف۶ یعنی دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھریگا اور شدت غیظ سے اور زیادہ کافروں اور نافرمانوں کو طلب کریگی ف۷ یعنی جنت ان سے دور نہ ہوگی بہت قریب سے اس کی تر و تازگی اور بناؤ سنگار دیکھیں گے ف۸ یعنی جنتیوں نے دنیا میں خدا کو یاد رکھا اور گناہوں سے محفوظ ہو کر اس کی طرف رجوع ہوئے اور بے دیکھے اس کے قہر و جلال سے ڈرے اور ایک پاک و صاف رجوع ہونیوالا دل لیکر حاضر ہوئے ، اس جنت کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیا گیا تھا ۔ وقت آگیا ہے کہ سلامتی و عافیت کے ساتھ اس میں داخل ہوں فرشتے ان کو سلام کریں اور ان کے پروردگار کا سلام پہنچائیں ف۹ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں اس دن جس کو جو کچھ ملا ہو ہمیشہ کیلئے ہے ۔ اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا ف۱۰ یعنی جو چاہیں گے وہ ملے گا اور اس کے علاوہ وہ نعمتیں ملیں گی جو ان کے خیال میں بھی نہیں ۔ مثلاً دیدار الٰہی کی لذت بے قیاس اور بے گمان ہے " وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ " سے یہ غرض ہو کہ ہمارے پاس بہت ہے ۔ جنتی کتنا ہی مانگیں سب دیا جائے گا ۔ اللہ کے ہاں آنا دینے پر بھی کوئی کمی نہیں آتی ۔ نہ اس کے لئے کوئی رکاوٹ ہے ۔ بس اتنی بے حساب و بے شمار عطایا کو مستبعد نہ سمجھو واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ف۱۱ پہلے کفار کی تعذیب اخروی کا بیان تھا ۔ درمیان میں ان کے مقابلہ پر اہل جنت کے تنعم کا ذکر آ گیا ۔ اب پھر کفار کی سزا دہی کا ذکر کرتے ہیں یعنی آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ہم کتنی قریر و سرکش قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جو زور و قوت میں موجودہ اقوام کفار سے بڑھ چڑھ کر تھیں اور جنھوں نے بڑے بڑے شہر چھان مارے تھے ۔ جب عذاب الٰہی آیا تو بھاگ جانے کو روئے زمین پر کہیں ٹھکانہ نہ ملا ۔ یا یہ مطلب ہے کہ عذاب کے وقت اپنی بستیوں میں سے نکل کر بھاگنے لگے کہ کہیں پناہ ملے مگر کوئی ٹھکانہ نہ پایا ۔ وہذا ہو الظاہر من الترجمۃ الاولیٰ واختارہ جمہور المفسرین ۔ واللہ اعلم ف۱۲ یعنی ان عبرتناک واقعات میں غور و فکر کر کے وہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں جن کے سینہ میں سمجھنے والا دل ہو کہ از خود ایک بات کو سمجھ لیں یا کم از کم کسی سمجھانے والے کے کہنے پر دل کو حاضر کر کے کان دھریں ۔ کیونکہ یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود متنبہ نہ ہو کر دوسرے کے متنبہ کرنے پر ہوشیار ہو جائے ۔ جو شخص نہ خود سمجھے نہ کسی کے کہنے پر توجہ کے ساتھ کان لگائے اس کا درجہ اینٹ پتھر سے زیادہ نہیں ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ دو وقت یاد کے ہیں اور وقت دعا اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے۔ ف۲ یعنی نماز کے بعد ۱۲ منہ رحمۃ ف۳ کہتے ہیں صور پھونکا جاویگا بیت المقدس کے پتھر پر یا اس کی آواز ہر جگہ نزدیک لگے گی ۱۲ منہ رحمۃ ف۴ یہ قسم ہے باؤں کی کہ اول آندھی چلتی ہے کر غبار اڑتا ہے اور بادل بنتے ہیں۔ پھر ان میں پانی بنتا ہے اس بوجھ کو لیے پھرتی ہیں پھر برسنے کے قریب نرم باؤ چلتی ہے۔ پھر ہانک کر اور جگہ کا حصہ وہاں پہنچاتی ہیں حکم کے موافق ۱۲ منہ رحمۃ ف۵ آسمان یا بدل یعنی تارے میں اس میں جال سے اور جھگڑے کی بات آخرت کا جینا، جو اس کو نہ مانے وہ درگاہ سے پھیر اگیا ۱۲ منہ رحمۃ ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝

بنائے آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ ہے چھ دن میں اور ہم کو نہ آئی کچھ ماندگی

آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں ف۱ اور ہم کو نہ ہوا کچھ تکان ف۲

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

سو تو سہتا رہ اس پر جو کہتے ہیں اور پاکی بول خوبیاں اپنے رب کی پہلے سورج نکلنے سے اور پہلے

سو تو سہتا رہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اور پاکی بولتا رہ خوبیاں اپنے رب کی ف۳ پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے

الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ

ڈوبنے سے ف۱ اور کچھ رات میں بول اس کی پاکی اور پیچھے سجدے کے ف۲ اور کان رکھ جس دن پکارے

ڈوبنے سے اور کچھ رات میں بول اس کی پاکی ف۴ اور پیچھے سجدہ کے ف۵ اور کان رکھ جس دن پکارے

الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ

پکارنے والا نزدیک کی جگہ سے ف۳ جس دن سنیں گے چنگھاڑ تحقیق وہی دن ہے

پکارنے والا نزدیک کی جگہ سے ف۶ جس دن سنیں گے چنگھاڑ محقق وہ ہے دن

الْخُرُوْجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ۝ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ

نکل پڑنے کا ہم جلاتے ہیں اور مارتے ہیں اور ہم ہی تک پہنچنا جس دن زمین پھٹ کر

نکل پڑنے کا ف۷ ہم ہی جلاتے اور مارتے اور ہم تک ہے سب کو پہنچنا ف۸ جس دن زمین پھٹ کر نکل

عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَ

نکل پڑیں یہ دوڑتے یہ اکٹھے کرنا ہم کو آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور

پڑیں وہ سب دوڑتے ہوئے یہ اکٹھا کرنا ہم کو آسان ہے۔ ف۹ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور

مَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ع

ع ۳ ۱٦ ۱۷

تو نہیں ان پر زور کرنے والا سو تو سمجھا قرآن سے اس کو جو ڈرے میرے ڈر کے سے

تو نہیں ہے ان پر زور کرنے والا سو تو سمجھا قرآن سے اس کو جو ڈرے میرے ڈرانے سے ف۱۰

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا ثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۂ ذاریات مکہ میں نازل ہوئی اور شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے بکھیرنے والیوں کی اڑا کر پھر اٹھانے والیاں بوجھ کو پھر چلنے والیاں نرمی سے پھر بانٹنے والیاں

قسم ہے ان ہواؤں کی جو بکھیرتی ہیں اڑا کر پھر اٹھانیوالیاں بوجھ کو پھر چلنے والیاں نرمی سے پھر بانٹنے والیاں

اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝ وَالسَّمَاۗءِ

حکم سے ف۱ بیشک جو تم کو وعدہ دیا سو سچ ہے اور بیشک انصاف ہوتا ہے قسم ہے

حکم سے ف۱۱ بیشک جو وعدہ کیا جاتا ہے تم سے سو سچ ہے اور بیشک انصاف ہونا ضرور ہے ف۱۲ قسم ہے آسمان

ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ قُتِلَ

آسمان جالی دار کی تم پڑ رہے ہو ایک جھگڑے کی بات میں اس سے باز رہے وہی جو پھیرا گیا ف۲ مارے

جالدار کی ف۱۳ تم پڑ رہے ہو ایک جھگڑے کی بات میں اس سے باز رہے وہی جو پھیر اگیا ف۱۴ مارے گئے

منزل ۷

ف۱ اس کا بیان پہلے کئی جگہ گذر چکا ہے ف۲ جب پہلی مرتبہ بنانے سے نہ تھکے تو دوسری مرتبہ کیوں تھکیں گے اور تباہ و برباد کر دینا تو بنانے سے کہیں آسان ہے ف۳ یعنی ایسی دور کی باتوں کو یہ لوگ نہ سمجھیں تو آپ غمگین نہ ہوں بلکہ ان کی بیہودہ بکواس پر صبر کرتے رہیں، اور اپنے پروردگار کی یاد میں دل لگائے رکھیں جو تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا اور ہر چیز کے بنانے اور بگاڑنے پر قدرت رکھتا ہے ف۴ یہ وقت اللہ کی یاد کے ہیں ان میں دعا اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں آپ پر تین ہی نمازیں فرض تھیں، فجر اور عصر اور تہجد، بہرحال اب بھی ان تینوں وقتوں کو خصوصی فضل حاصل ہے نماز یا ذکر و دعا وغیرہ سے ان اوقات کو معمور رکھنا چاہئے حدیث میں ہے "عَلَيْكُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ" بعض نے کہا کہ "قبل الطلوع" سے نماز فجر "قبل الغروب" سے ظہر و عصر اور "مِنَ الَّيْلِ" سے مغرب و عشاء مراد ہیں واللہ اعلم۔ ف۵ یعنی نماز کے بعد کچھ تسبیح و تہلیل کرنا چاہئے۔ یا نوافل مراد ہوں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں ف۶ کہتے ہیں صور پھونکا جائیگا بیت المقدس کے پتھر پر اس لئے نزدیک کہا یا یہ مطلب ہے کہ اس کی آواز ہر جگہ نزدیک لگے گی اور سب کو یکساں سنائی دیگی۔ باقی صور پھونکنے کے سوا اور بھی ندائیں حق تعالیٰ کی طرف سے اس روز ہوں گی بعض نے آیت سے وہ مراد لی ہیں مگر ظاہر پہلا مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۷ یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زمین سے نکل کھڑے ہوں گے ف۸ یعنی بہرحال موت و حیات سب خدا کے ہاتھ میں ہے اور پھر پھر کر آخر کار اسی طرف سب کو جانا ہے بچ کر کوئی نہیں نکل سکتا ف۹ یعنی زمین پھٹے اور مردے اس سے نکل کر میدان حشر کی طرف جھپٹیں گے۔ خدا تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں اکٹھا کر دے گا۔ اور ایسا کرنا اس کو کچھ مشکل نہیں ف۱۰ یعنی جو لوگ حشر کا انکار کرتے اور واہی تباہی کلمات بکتے ہیں بکنے دو اور ان کا معاملہ ہمارے سپرد کرو ہم کو سب معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ آپ کا یہ منصب نہیں کہ زبردستی سے ہر ایک کو یہ باتیں منوا کر چھوڑیں۔ ہاں قرآن سنا سنا کر بالخصوص ان کو نصیحت اور فہمائش کرتے رہئے، جو اللہ کے ڈرانے سے ڈرتے ہیں۔ ان معاندین کے پیچھے زیادہ نہ پڑیئے۔

تم سورۃ ق والحمد للہ

ف۱۱ اول زور کی ہوائیں اور آندھیاں چلتی ہیں جن سے غبار وغیرہ اڑتا ہے اور بادل بنتے ہیں پھر ان میں پانی بنتا ہے اس بوجھ کو اٹھائے پھرتی ہیں، پھر برسنے کے قریب نرم ہوا چلتی ہے، پھر اللہ کے حکم کے موافق بارش ہیں جس جگہ کا جتنا حصہ ہوتا ہے وہ تقسیم کرتی ہیں ان ہواؤں کی اللہ قسم کھاتا ہے بعض علماء نے "ذاریات" سے ہوائیں "حاملات" سے بادل "جاریات" ستارے اور "مقسمات" سے فرشتے مراد لیے ہیں، گویا قسم میں ترتیب نیچے سے اوپر کو ہوگی اور حضرت علی وغیرہ سے منقول ہے کہ "ذاریات" ہوائیں "حاملات" بادل "جاریات" کشتیاں، اور "مقسمات" فرشتے ہیں۔ جو اللہ کے حکم سے رزق وغیرہ تقسیم کرتے ہیں ف۱۲ یعنی یہ ہواؤں اور بارش وغیرہ کا انتظام شاہد ہے کہ آخرت کا وعدہ سچا اور انصاف ہونا ضروری ہے، جب اس دنیا میں ہوا تک بے نتیجہ نہیں چلتی تو کیا اتنا بڑا کارخانہ یونہی بے نتیجہ چل رہا ہے، یقیناً اس کا کوئی عظیم الشان انجام ہوگا۔ اسی کو آخرت کہتے ہیں ف۱۳ یعنی صاف و شفاف خوبصورت مضبوط اور پر رونق آسمان کی قسم جس پر ستاروں کا جال بچھا ہوا معلوم ہوتا ہے اور جس پر ستاروں کی اور فرشتوں کی راہیں پڑی ہوئی ہیں ف۱۴ یعنی قیامت اور آخرت کی بابت ہیں خواہ مخواہ جھگڑے ڈال رکھے ہیں۔ اس کو وہی تسلیم کریگا جسے بارگاہ ربوبیت سے کچھ تعلق ہو۔ جو شخص راندۂ درگاہ ہے اور خیر و سعادت کے راستوں سے پھیر دیا گیا ہے وہ اس چیز کے تسلیم اور قبول کرنے سے ہمیشہ باز رہے گا۔ حالانکہ اگر صرف آسمان کے نظم و نسق ہی میں غور کرے تو یقین ہو جائے کہ اس مسئلہ میں جھگڑنا محض حماقت ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن - ف۱ دین کی بات میں اٹکل دوڑاتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۲ یا راوہ جو محتاج ہے اور مانگتا نہیں پھرتا ۱۲ منہ رح ف۳ آنیوالی جو بات ہو اس کا حکم آسمان ہی سے اترتا ہے ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی جیسا اپنے بولنے میں شبہ نہیں ویسا اس کلام میں شبہ نہیں ۱۲ منہ رح ف۵ یعنی کیونکر جنے گی ۱۲ منہ رح ______ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝

کٹے اٹکل دوڑانیوالے وہ جو غفلت میں ہیں بھول رہے ف۱ پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا

اٹکل دوڑانے والے ف۱ وہ جو غفلت میں ہیں بھول رہے ف۲ پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا ف۳

يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ۝ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝

جس دن وہ آگ پر الٹے سیدھے پڑیں گے چکھو مزہ اپنی شرارت کا یہ ہے جس کی تم شتابی کرتے تھے

جس دن وہ آگ پر الٹے سیدھے پڑیں گے چکھو مزہ اپنی شرارت کا یہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ف۴

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

البتہ ڈر والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں لیتے ہیں جو دیا ان کو ان کے رب نے وہ تھے

البتہ ڈر والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں لیتے ہیں جو دیا ان کو ان کے رب نے ف۵ وہ تھے

قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ

اس سے پہلے نیکی والے وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے اور صبح کے

اس سے پہلے نیکی والے ف۶ وہ تھے رات کو تھوڑا سوتے اور صبح کے

هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝

وقتوں میں معافی مانگتے اور ان کے مال میں حصہ تھا مانگنے کا اور ہارے کا ف۱ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین

وقتوں میں معافی مانگتے ف۷ اور ان کے مال میں حصہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوئے کا ف۸ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کو

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَ

لانیوالوں کو اور خود تمہارے اندر کیا تم کو سوجھتا نہیں اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ ہوا ف۲ سو قسم ہے رب کی

اور خود تمہارے اندر بھی کیا تم کو سوجھتا نہیں ف۹ اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ف۱۰ سو قسم ہے رب

الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ

آسمان اور زمین کی یہ بات تحقیق ہے جیسے تم بولتے ہو ف۳ کیا پہنچی ہے تجھ کو بات ابراہیم کے مہمانوں کی

آسمان اور زمین کی کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو ف۱۱ کیا پہنچی ہے تجھ کو بات ابراہیم کے مہمانوں کی

الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ

جو عزت والے تھے جب اندر آئے اس کے پاس تو بولے سلام وہ بولا سلام ہے یہ لوگ ہیں اوپرے ف۴ پھر دوڑا

جو عزت والے تھے ف۱۲ جب اندر پہنچے اس کے پاس تو بولے سلام وہ بولا سلام ہے یہ لوگ ہیں اوپرے ف۱۳

اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

اپنے گھر کو تو لے آیا ایک بچھڑا گھی میں تلا پھر ان کے پاس رکھا کہا کیوں تم کھاتے نہیں پھر جی میں ہراساں ہوا ان

دوڑا اپنے گھر کو تو لے آیا ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا پھر ان کے سامنے رکھا کہا کیوں تم کھاتے نہیں ف۱۴ پھر جی میں گھبرایا

خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ

کے ڈر سے بولے تو نہ ڈر اور خوشخبری دی ایک لڑکے ہوشیار کی پھر سامنے آئی اس کی عورت بولتی پھر پیٹا

ان کے ڈر سے بولے تو مت ڈر اور خوشخبری دی اس کو ایک لڑکے ہوشیار کی ف۱۵ پھر سامنے سے آئی اس کی عورت بولتی

وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝

اپنا ماتھا اور کہا کہ بڑھیا بانجھ ف۵ وہ بولے یوں ہی کہا تیرے رب نے وہ جو ہے وہی ہے حکمت والا خبردار

پیٹا اپنا ماتھا اور کہنے لگی کہیں بڑھیا بانجھ ف۱۶ وہ بولے یوں ہی کہا تیرے رب نے وہ جو ہے وہی ہے حکمت والا خبردار

ف۱ یعنی دین کی باتوں میں اٹکلیں دوڑاتے ہو اور محض اپنے ظن وتخمین سے قطعیات کو رد کر دیتے ہیں ف۲ یعنی دنیا کے مزوں نے آخرت سے اور خدا سے غافل کر رکھا ہے ف۳ یعنی انکار اور ہنسی کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہاں صاحب! وہ انصاف کا دن کب آئے گا؟ آخر اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے ف۴ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو جواب دیا گیا یعنی ذرا صبر کرو، وہ آیا چاہتا ہے جب تم آگ میں الٹے سیدھے جا پڑو گے اور خوب جلا تپا کر کہا جائیگا کہ لو! اب اپنی شرارت اور استہزاء کا مزہ چکھو جس دن کی جلدی مچا رہے تھے وہ آ گیا ف۵ یعنی نہایت خوشی سے ان نعمتوں کو قبول کرتے ہیں جو ان کے پروردگار نے ارزانی فرمائی ہیں ف۶ یعنی دنیا سے نیکیاں سمیٹ کر لائے تھے آج ان کا نیک پھل مل رہا ہے۔ آگے ان نیکیوں کی قدرے تفصیل ہے ف۷ یعنی رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی میں گذارتے اور سحر کے وقت جب رات ختم ہونے کو آتی، اللہ سے اپنی تقصیرات کی معافی مانگتے کہ الٰہی حق عبودیت ادا نہ ہو سکا جو کوتاہی ہوئی اپنی رحمت سے معاف فرما دیجئے، کثرت عبادت ان کو مغرور نہ کرتی تھی بلکہ جس قدر بندگی میں ترقی کرتے جاتے خشیت وخوف بڑھتا جاتا تھا ف۸ "یا راوہ" وہ جو محتاج ہو اور مانگتا نہیں پھرتا۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے زکوٰۃ کے علاوہ اپنے مال میں اپنی خوشی سے سائلوں اور محتاجوں کا حصہ مقرر کر رکھا تھا جو التزام کی وجہ سے گویا ایک حق لازم سمجھا گیا ف۹ یعنی یہ شب بیداری، استغفار اور محتاجوں پر خرچ کرنا اس یقین کی بنا پر ہونا چاہئے کہ خدا موجود ہے اور اس کے ہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی اور یہ یقین وہ ہے جو آفاقی وانفسی آیات میں غور کرنے سے بسہولت حاصل ہو سکتا ہے۔ انسان اگر خود اپنے اندر یا روئے زمین کے حالات میں غور وفکر کرے تو بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ہر نیک وبد کی جزا کسی نہ کسی رنگ میں ضرور مل کر رہے گی۔ جلد یا بدیر ف۱۰ یعنی سائلوں اور محتاجوں پر خرچ کرنے سے اس لئے نہیں ڈرنا چاہئے کہ خرچ کر کے ہم کہاں سے کھائیں گے اور نہ خرچ کر کے ان مساکین پر احسان جتلائے کیونکہ تمہاری سب کی روزی اور اجر وثواب کے جو وعدے کئے گئے ہیں آسمان والے کے ہاتھ میں ہیں ہر ایک کی روزی پہنچ کر رہیگی، کسی کے روکے نہیں رک سکتی اور خرچ کر کے ثواب ملنا بھی مل کر رہے گا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "آنیوالی جو بات ہو اس کا حکم آسمان ہی سے اترتا ہے" ف۱۱ یعنی جیسے اپنے بولنے میں شبہ نہیں، ویسا ہی اس کلام میں شبہ نہیں، یقیناً روزی پہنچ کر رہے گی، قیامت قائم ہو گی، آخرت آ کر رہیگی، اور خدا کے وعدے ضرور پورے ہوں گے۔ آگے "وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ" کی مناسبت سے حضرت ابراہیم کی مہمان نوازی کا قصہ سناتے ہیں جو تمہید ہے لوط علیہ السلام کے قصہ کی دونوں قصوں سے یہ بھی ظاہر ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ دنیا میں محسنین کے ساتھ کیسا ہے اور مکذبین کے ساتھ اس نے کیا برتاؤ کیا ف۱۲ یعنی فرشتے تھے جن کو ابراہیم اول انسان سمجھے ان کی بڑی عزت کی اور اللہ کے ہاں تو فرشتے معزز ومکرم ہیں ہی کما قال "بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ" ف۱۳ یعنی سلام کا جواب سلام سے دیا اور دل میں یا آپس میں کہا کہ یہ لوگ کچھ اوپرے سے معلوم ہوتے ہیں ف۱۴ یعنی نہایت اہتمام سے مہمانی شروع کر دی اور نہایت ہی مہذب وشائستہ پیرایہ میں کہا کہ کیوں حضرات! آپ کھانا نہیں کھاتے؟ وہ فرشتے تھے کھاتے کس طرح؟ آخر ابراہیم سمجھے کہ یہ آدمی نہیں ہیں ف۱۵ یہ قصہ سورۃ "ہود" اور سورۃ "حجر" میں گذر چکا ہے وہاں تفصیل ملاحظہ کر لی جائے ف۱۶ حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی بیبی ایک طرف گوشہ میں کھڑی سن رہی تھیں لڑکے کی بشارت سن کر چلاتی ہوئی دوسری طرف متوجہ ہوئیں اور تعجب سے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہنے لگیں کہ (کیا خوب) ایک بڑھیا بانجھ جس کے جوانی میں اولاد نہیں ہوئی، اب بڑھاپے میں بچہ جنے گی؟ ف۱۷ یعنی ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے، بلکہ تیرے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے، وہ ہی جانتا ہے کہ کس کو کس وقت کیا چیز دینا چاہئے۔ (پھر تم بیت نبوت ہو کر اس بشارت پر تعجب کیا کرتی ہو) (تنبیہ) مجموعہ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں جن کی بشارت ماں اور باپ دونوں کو دی گئی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا

بولا پھر کیا مطلب ہے تمہارا اے بھیجے ہوؤ وہ بولے ہم کو بھیجا ہے

بولا پھر کیا مطلب ہے تمہارا اے بھیجے ہوؤ ف۱ وہ بولے ہم کو بھیجا ہے

إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ۝ مُسَوَّمَةً

گنہگار لوگوں پر کہ چھوڑیں ہم ان پر پتھر مٹی کے نشان پڑے

ایک گنہگار قوم پر کہ چھوڑیں ہم ان پر پتھر مٹی کے ف۲ نشان پڑے ہوئے

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

تیرے رب کے یہاں سے بے حد چلنے والوں کے لئے پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا وہاں ایمان داروں سے

تیرے رب کے یہاں سے حد سے نکل چلنے والوں کے لئے ف۳ پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا وہاں ایمان والا

فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً

پھر نہ پایا ہم نے اس جگہ سوا ایک گھر کے مسلمانوں کا اور رکھا اس میں نشان

پھر نہ پایا ہم نے اس جگہ سوائے ایک گھر کے مسلمانوں سے ف۴ اور باقی رکھا ہم نے اس میں نشان

لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ

ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں دکھ کی مار سے اور نشانی ہے موسیٰ کے حال میں جب بھیجا ہم نے اس کو

ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں عذاب دردناک سے ف۵ اور نشانی ہے موسیٰ کے حال میں جب بھیجا ہم نے اس کو

فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝

فرعون کے پاس دے کر سند کھلی پھر اس نے منہ موڑا اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ

فرعون کے پاس دے کر کھلی سند ف۶ پھر اس نے منہ موڑ لیا اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ف۷

فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ وَفِي عَادٍ إِذْ

پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ان کو دریا میں اس پر پڑا اولاہنا اور نشانی ہے عاد

پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ان کو دریا میں اور اس پر لگا الزام ف۸ اور نشانی ہے عاد

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا

میں جب بھیجی ہم نے ان پر باؤ بے خیر نہیں چھوڑتی ہے کوئی چیز جس پر گذری مگر

میں جب بھیجی ہم نے ان پر ہوا خیر سے خالی نہیں چھوڑتی کسی چیز کو جس پر گذرے کر نہ

جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيمِ ۝ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝

کر ڈالے اس کو جیسے چورا اور نشانی ہے ثمود میں جب کہا ان کو برتو ایک وقت تک

کر ڈالے اس کو جیسے چورا ف۹ اور نشانی ہے ثمود میں جب کہا ان کو برت لو ایک وقت تک ف۱۰

فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝ فَمَا

پھر شرارت کرنے لگے اپنے رب کے حکم سے پھر پکڑا ان کو کڑاکے نے اور وہ دیکھتے تھے۔ پھر نہ سکے

پھر شرارت کرنے لگے اپنے رب کے حکم سے پھر پکڑا ان کو کڑک نے اور وہ دیکھتے تھے پھر نہ

اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ

کر اٹھیں اور نہ سکیں کہ بدلا لیں اور نوح کی قوم کو اس سے

ہو سکا ان سے کہ اٹھیں اور نہ ہوئے کہ بدلا لیں ف۱۱ اور ہلاک کیا نوح کی قوم کو

ف۱ یعنی ابراہیمؑ نے فرشتوں سے پوچھا کہ آخر تم کس مہم کے لئے آئے ہو اندازہ سے سمجھے ہوں گے کہ ضرور کسی اور اہم مقصد کے لئے ان کا نزول ہوا ہے ف۲ یعنی قوم لوط کی سزا دہی کے لئے بھیجے گئے ہیں تا کہ کنکر کے پتھر برسا کر ان کو ہلاک کریں "مِنْ طِیْنٍ" کی قید سے معلوم ہو گیا کہ یہ اولوں کی بارش نہ تھی جس کو توسعاً پتھر کہہ دیا جاتا ہے ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پتھروں پر نشان کر دیئے گئے ہیں یہ عذاب کے پتھر خاص ان ہی کو لگیں گے جو عقل، دین، اور فطرت کی حد سے نکل چکے ہیں ف۴ یعنی اس بستی میں صرف ایک حضرت لوطؑ کا گھرانا مسلمان کا گھرانا تھا اس کو ہم نے عذاب سے محفوظ رکھا اور صاف بچا نکالا باقی سب تباہ کر دیئے گئے۔ ف۵ یعنی اب تک وہاں تباہی کے نشان موجود ہیں اور ان کی غیر معمولی ہلاکت کے قصہ میں ڈرنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے ف۶ یعنی معجزات و براہین ف۷ یعنی زور و قوت پر مغرور ہو کر حق کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور اپنی قوم اور ارکان سلطنت کو بھی ساتھ لے ڈوبا کہنے لگا کہ موسیٰ یا تو چالاک جادوگر ہے اور یا دیوانہ ہے دو حال سے خالی نہیں ف۸ یعنی ہم نے زیادتی نہیں کی الزام اسی پر ہے کہ اس نے کفر اور سرکشی اختیار کی۔ سمجھانے پر بھی باز نہ آیا آخر جو برا انجام ہونا تھا ہو کر رہا ف۹ یعنی عذاب کی آندھی آئی جو خیر و برکت سے یکسر خالی تھی اس نے مجرموں کی جڑ کاٹ ڈالی اور جس چیز پر گذری اس کا چورا کر کے رکھ دیا۔ ف۱۰ یعنی حضرت صالحؑ نے فرمایا اچھا کچھ دن اور دنیا کے مزے اڑا لو اور یہاں کا سامان برت لو آخر اپنی عذاب الٰہی میں پکڑے جاؤ گے ف۱۱ یعنی ان کی شرارت دم بدم بڑھتی گئی۔ آخر عذاب الٰہی نے آ لیا ایک کڑک ہوئی اور دیکھتے دیکھتے ہی سب ٹھنڈے ہو گئے وہ سب زور اور طاقت اور متکبرانہ دعوے اور طنطنے خاک میں مل گئے کسی ایک سے اتنا بھی نہ ہوا کہ پچھاڑ کھانے کے بعد ذرا اٹھ کھڑا ہوتا بھلا بدلہ تو کیا لے سکتے تھے اور اپنی مدد پر کسے بلاتے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف یعنی ان اقوام سے پہلے نوح کی قوم اپنی بغاوت اور سرکشی کی بدولت تباہ کی جا چکی ہے وہ لوگ بھی نافرمانی میں حد سے نکل گئے تھے یعنی ف یعنی آسمان جیسی وسیع چیز اپنی قدرت سے پیدا کی اور اس سے بڑی چیزیں بھی پیدا کرے تو کیا مشکل ہے ف یعنی زمین و آسمان سب خدا کے پیدا کئے ہوئے اور اسی کے قبضہ میں ہیں پھر اس کا مجرم بھاگ کر کہاں پناہ لے سکتا ہے نیز خالق کائنات کی عجیب و غریب کاریگری میں آدمی غور کرے تو اسی کا ہو رہے ف یعنی نر اور مادہ جیسا کہ ابن زید نے کہا اور آج جدید حکما اس کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہر ایک نوع میں نر اور مادہ کی تقسیم پائی جاتی ہے اور یا زوجین سے متقابل و متضاد چیزیں مراد ہیں مثلاً رات دن، زمین آسمان، اندھیرا اجالا، سیاہی سفیدی، صحت مرض، کفر و ایمان وغیرہ ذالک ف یعنی جب زمین و آسمان اور تمام کائنات ایک اللہ کی پیدا کی ہوئی اور اسی کے زیر حکومت ہے تو بندہ کو چاہیئے ہر جانب سے ہٹ کر اسی کی طرف بھاگے اگر اس کی طرف نہ بھاگا اور رجوع نہ ہوا تو یہ بہت ڈر کی چیز ہے یا کسی اور ہستی کی طرف رجوع ہو گیا تو یہ بھی ڈر کی بات ہے ان دونوں صورتوں کے خوفناک انجام سے میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں ف یعنی ایسی صاف تنبیہ و انذار پر اگر یہ منکرین کسان نہ دھریں تو غم نہ کیجئے ان سے پہلے جن کافر قوموں کی طرف کوئی پیغمبر آیا اسی طرح جادوگر یا دیوانہ کہہ کر ان کی نصیحتوں کو ہنسی میں اڑا دیا ف یعنی ہر زمانے کے کافر اس بات میں ایسے متفق اللفظ رہے کہ گویا ایک دوسرے کو وصیت کر مرے ہیں کہ جو کوئی آئے اسے ساحر یا مجنون کہہ کر چھوڑ دینا اور واقع میں وصیت تو کہاں کرتے البتہ شرارت کے عنصر میں سب شریک ہیں اور یہی اشتراک پچھلے شریروں سے وہ الفاظ کہلواتا ہے جو اگلے شریر دوں سے کہتے تھے ف یعنی آپ فرض دعوت و تبلیغ کا حق ادا کر چکے اب یاد پیچھے پڑنے اور غم کرنے کی ضرورت نہیں نہ ماننے کا جو کچھ الزام رہے گا ان ہی معاندین پر رہے گا ہاں سمجھانا آپ کا کام ہے سو یہ سلسلہ جاری رکھئے جس کی قسمت میں ایمان لانا ہو گا اس کو یہ سمجھانا کام دے گا جو ایمان لا چکے ہیں ان کو مزید نفع پہنچے گا اور منکروں پر خدا کی حجت تمام ہو گی ف یعنی ان کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے اس لئے ان میں خلقۃً ایسی استعداد رکھی ہے کہ جاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ پر چل سکیں یوں ارادہ کو نیہ قدریہ کے اعتبار سے تو ہر چیز اس کے حکم تکوینی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے لیکن ایک وقت آئے گا جب سب بندے اپنے ارادے سے تخلیق عالم کی اس غرض شرعی کو پورا کریں گے بہرحال آپ سمجھاتے رہیئے کہ سمجھانے ہی سے یہ مطلوب شرعی حاصل ہو سکتا ہے ف یعنی ان کی بندگی سے میرا کچھ فائدہ نہیں ان ہی کا نفع ہے میں وہ مالک نہیں جو غلاموں سے کہے میرے لئے کما کر لاؤ۔ میرے سامنے کھانا لا کر رکھو میری ذات ان تخیلات سے پاک اور برتر ہے میں ان سے اپنے لئے روزی کیا طلب کرتا خود ان کو اپنے پاس سے روزی پہنچاتا ہوں۔ بھلا مجھ جیسے زور آور و قادر و توانا کو تمہاری خدمات کی کیا حاجت ہو سکتی ہے بندگی کا حکم صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ تم میری شہنشاہی اور عظمت و کبریائی کا قولاً و فعلاً اعتراف کر کے میرے مخصوص الطاف و مراحم کے مورد و مستحق ہو سے من نکردم خلق تا سودے کنم ٭ بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم۔ ف یعنی اگر یہ ظالم بندگی کی طرف نہیں آتے تو سمجھ لو کہ دوسرے ظالموں کی طرح ان کا ڈول بھی بھر چکا ہے بس اب ڈوبا چاہتا ہے خواہ مخواہ سزا میں جلدی نہ مچائیں جیسے دوسرے کافروں کو خدائی سزا کا حصہ پہنچا ان کو بھی پہنچ کر رہے گا ف یعنی قیامت کا دن یا اس سے پہلے ہی کوئی دن سزا کا آ جائے چنانچہ مشرکین مکہ کو "بدر" میں خاصی سزا مل گئی۔ تم سورۃ الذاریات ولله الحمد

قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا
پہلے تحقیق وہ لوگ تھے بے حکم — اور آسمان کو بنایا ہم نے ہاتھ کے بل سے
اس سے پہلے تحقیق وہ تھے لوگ نافرمان ف اور بنایا ہم نے آسمان ہاتھ کے بل سے اور ہم کو

لَمُوسِعُونَ ۝ وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ ۝ وَمِنْ كُلِّ
اور ہم کو سب مقدور ہے اور زمین کو بچھایا ہم نے سو کیا خوب بچھا جانتے ہیں اور ہر چیز کے
سب مقدور ہے ف اور زمین کو بچھایا ہم نے سو کیا خوب بچھانا جانتے ہیں ہم ف اور ہر چیز

شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي
ہم نے بنائے جوڑے شاید کہ تم دھیان کرو سو بھاگو اللہ کی طرف میں تم کو
کے بنائے ہم نے جوڑے تاکہ تم دھیان کرو ف سو بھاگو اللہ کی طرف میں تم کو

لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُمْ
ڈر سناتا ہوں کھول کر اور نہ ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود میں تم کو
اس کی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود میں تم کو

مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ
اس کی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر اسی طرح ان سے پہلوں کے پاس جو آیا رسول
اس کی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر ف اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو رسول آیا

إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ أَتَوَاصَوْا بِهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝
یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ کیا یہی کہہ مرے ہیں ایک دوسرے کو کوئی نہیں پر یہ لوگ شریر ہیں
اس کو یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ف کیا یہی وصیت کر مرے ہیں ایک دوسرے کو کوئی نہیں پر یہ لوگ شریر ہیں

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٍ ۝ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ۝
سو تو ہٹ آ ان کی طرف سے اب تجھ پر نہیں اولاہنا اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو
سو تو لوٹ آ ان کی طرف سے اب تجھ پر نہیں ہے الزام اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو ف

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ
اور میں نے بنائے ہیں جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو میں نہیں چاہتا اس سے روزینہ اور
اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو ف میں نہیں چاہتا ان سے روزینہ اور

رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ
نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلاویں اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط
نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلاویں اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور

الْمَتِينُ ۝ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا
مضبوط سو ان گناہ گاروں کا بھی ڈول بھرا ہے جیسے کہ ڈول بھرا ان کے ساتھیوں کا سو اب مجھ سے
مضبوط ف سو ان گنہگاروں کا بھی ڈول بھر چکا ہے جیسے ڈول بھرا ان کے ساتھیوں کا اب

يَسْتَعْجِلُونِ ۝ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝
شتابی نہ کریں سو خرابی ہے منکروں کو ان کے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہے
مجھ سے جلدی نہ کریں ف سو خرابی ہے منکروں کو ان کے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہو چکا ہے ف

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ شاید لوح محفوظ کو کہا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر کعبہ ہے فرشتوں کے طواف کرنے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی آسمان کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ اوپر ایک دریا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ
ـــ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ طور مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انچاس آیتیں ہیں اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا ؎

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے ؎

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ وَّالْبَيْتِ

قسم ہے طور کی اور لکھی کتاب کی کشادہ ورق میں ف۱ اور آباد

قسم ہے طور کی ف۱ اور لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں ف۲ اور آباد

الْمَعْمُوْرِ ۝ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ اِنَّ عَذَابَ

گھر کی ف۲ اور اونچی چھت کی ف۳ اور ابلتے دریا کی ف۴ بیشک عذاب

گھر کی ف۳ اور اونچی چھت کی ف۴ اور ابلتے ہوئے دریا کی ف۵ بیشک عذاب

رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ وَّتَسِيْرُ

تیرے رب کا ہونا ہے اس کو کوئی نہیں ہٹانے والا جس دن لرزے آسمان کپکپا کر اور

تیرے رب کا ہو کر رہے گا اس کو کوئی نہیں ہٹانے والا ف۶ جس دن لرزے آسمان کپکپا کر ف۷ اور

الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ

پھریں پہاڑ چل کر سو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو جو باتیں بناتے ہیں

پھریں پہاڑ چل کر ف۸ سو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو جو باتیں بناتے ہیں

وقف لازم يَّلْعَبُوْنَ ۝ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ

کھیلتے جس دن دھکیلے جاویں دوزخ کو دھکیل کر یہ ہے وہ آگ جس

کھیلتے ہوئے ف۹ جس دن کو دھکیلے جائیں دوزخ کی طرف دھکیل کر یہ ہے وہ آگ جس کو

كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اِصْلَوْهَا

کو تم جھوٹ جانتے تھے اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو نہیں سوجھتا پیٹھو اس میں

تم جھوٹ جانتے تھے ف۱۰ اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو نہیں سوجھتا ف۱۱ چلے جاؤ اس کے

فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

پھر صبر کرو یا نہ کرو تم کو برابر ہے وہی بدلا پاؤ گے جو تم

اندر پھر تم صبر کرو یا نہ صبر کرو تم کو برابر ہے وہی بدلا پاؤ گے جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ

کرتے تھے جو ڈر والے ہیں باغوں بیچ ہیں اور نعمت میں میوے کھاتے جو دیئے ان کے رب نے

کرتے تھے ف۱۲ جو ڈرنے والے ہیں وہ باغوں میں اور نعمت میں میوے کھاتے ہوئے جو ان کو دیئے ان کے

وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور بچا دیا ان کے رب نے دوزخ کی مار سے کھاؤ اور پیو رچ سے بدلا اس کا جو کرتے تھے

رب نے اور بچایا ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے ف۱۳ اور کھاؤ پیو رچتا ہوا بدلا ان کاموں کا جو تم کرتے تھے

ف۱ یعنی کوہ طور، جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام کیا ف۲ اس کتاب سے شاید لوح محفوظ مراد ہو یا لوگوں کا اعمال نامہ یا قرآن کریم یا طور کی مناسبت سے تورات یا عام کتب سماویہ سب احتمالات ہیں ف۳ شاید کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر خانہ کعبہ کی ٹھیک محاذات میں فرشتوں کا کعبہ ہے اس کو "بیت معمور" کہتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے ف۴ یعنی آسمان کی قسم جو زمین کے اوپر ایک چھت کی طرح ہے اور یا "سقف مرفوع" عرش عظیم کو کہا جو تمام آسمانوں کے اوپر ہے۔ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت کی چھت ہے ف۵ دنیا کے ابلتے ہوئے دریا مراد ہوں یا وہ عظیم الشان دریا مراد ہو جس کا وجود عرش عظیم کے نیچے اور آسمانوں کے اوپر روایات سے ثابت ہوا ہے ف۶ یعنی یہ تمام چیزیں جن کی قسم کھائی شہادت دیتی ہیں کہ وہ خدا بہت قدرت و عظمت والا ہے پھر اس کی نافرمانی کرنے والوں پر عذاب کیوں نہیں آئے گا اور کس کی طاقت ہے جو اس کے بھیجے ہوئے عذاب کو الٹا واپس کر دے گا ف۷ یعنی آسمان لرز کر اور کپکپا کر پھٹ پڑے گا ف۸ یعنی پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے ف۹ یعنی جو آج کھیل کود میں مشغول ہو کر طرح طرح کی باتیں بناتے اور آخرت کی تکذیب کرتے ہیں ان کے لئے اس روز سخت خرابی اور تباہی ہے ف۱۰ یعنی فرشتے ان کو سخت ذلت کے ساتھ دھکیلتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور وہاں پہنچا کر کہا جائے گا کہ یہ وہ آگ حاضر ہے جس کو تم جھوٹ مانتے تھے ف۱۱ یعنی تم دنیا میں انبیاء کو جادوگر اور ان کی وحی کو جادو کہا کرتے تھے ذرا اب بتلاؤ کہ یہ دوزخ جس کی خبر انبیاء لے دی تھی کیا وہ بھی جادو یا نظر بندی ہے یا جیسے دنیا میں تم کو کچھ سوجھتا نہ تھا اب بھی نہیں سوجھتا ف۱۲ یعنی دوزخ میں پڑ کر اگر گھبراؤ اور چلاؤ گے تب کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں اور بفرض محال صبر کر کے چپ ہو رہو تب تم پر کوئی رحم کھانے والا نہیں۔ غرض دونوں حالتیں برابر ہیں اس جیل خانے سے نکلنے کی تمہارے لئے کوئی سبیل نہیں جو کرتوت دنیا میں کئے تھے ان کی سزا یہی حبس دوام اور ابدی عذاب ہے ف۱۳ یعنی جو دنیا میں اللہ سے ڈرتے تھے وہاں بالکل مامون اور بےفکر ہوں گے ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان ان کے لئے حاضر رہیں گے اور یہی انعام کیا کم ہے کہ دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف نیکوں کی اولاد کو یہ فائدہ ہے کہ اگر ایمان رکھیں اور ان کی راہ پر چلیں تو ان کے درجے میں انہیں نیکوں کا عمل ان کو نہیں بانٹ دیتے پر ان کی خوشی کو ان پر مہر کی اور ان کی راہ نہ چلیں تو جیسے اور ان کا عمل ر
ف یعنی دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگی ٢ رحمۃ رحمہ اللہ ———— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ○ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

لگے بیٹھے تختوں پر برابر بچھے قطار اور بیاہ دیں ہم نے ان کو گوریاں بڑی آنکھوں والیاں اور جو یقین لائے اور

تکیہ لگائے بیٹھے تختوں پر برابر بچھے ہوئے قطار باندھ کر ف اور بیاہ دیں ہم نے انکو حوریں بڑی آنکھوں والیاں اور جو لوگ

اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم

ان کی راہ چلی ان کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو اور گھٹا یا نہیں ان سے ان کا کیا

یقین لائے اور انکی راہ پر چلی انکی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان تک انکی اولاد کو اور گھٹا یا نہیں ہم نے ان سے ان کا کیا

مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ○ وَأَمْدَدْنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ

کچھ ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے ف اور ریل لگا دیے ہم نے ان کو میوے اور گوشت

ذرا بھی ف ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے ف اور تار لگا دیا ہم نے انکو میووں کا اور گوشت کا

مِّمَّا يَشْتَهُونَ ○ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ○ وَ

جس چیز کا جی چاہے جھپٹتے ہیں وہاں پیالہ نہ بکنا ہے اس شراب میں نہ گناہ میں ڈالنا اور پھرتے ہیں ان کے

جس چیز کو جی چاہے ف جھپٹتے ہیں وہاں پیالہ نہ بکنا ہے اس شراب میں اور نہ گناہ میں ڈالنا ف اور

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ○ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

پاس چھوکرے ان کے گویا وہ موتی ہیں غلاف میں دھرے اور منہ کیا ایکوں نے

پھرتے ہیں ان کے پاس چھوکرے انکے گویا وہ موتی ہیں اپنے غلاف کے اندر ف اور منہ کیا بعضوں نے

عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ○

دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے بولے ہم تھے اپنے گھر میں ڈرتے رہتے

دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ہم بھی تھے اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرتے رہتے

فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ○ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ

پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچایا ہم کو لو کے عذاب سے ف ہم آگے سے پکارتے تھے اس کو

پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچا دیا ہم کو لو کے عذاب سے ہم پہلے سے پکارتے تھے اس کو

إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ○ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَ

بیشک وہی ہے نیک سلوک رحم والا اب تو سمجھا کہ تو اپنے رب کے فضل سے پریوں والا نہیں

بیشک وہی ہے نیک سلوک والا مہربان ف اب تو سمجھا دے کہ تو اپنے رب کے فضل سے نہ جنوں سے

لَا مَجْنُونٍ ○ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ○ قُلْ

نہ دیوانہ کیا کہتے ہیں یہ شاعر ہے ہم راہ دیکھتے ہیں اس پر گردش زمانے کی تو کہہ

خبر لینے والا ہے اور نہ دیوانہ ف کیا کہتے ہیں یہ شاعر ہے ہم منتظر ہیں اس پر گردش زمانہ کے ف تو کہہ

تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ○ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم

تم راہ دیکھو کہ میں بھی تمہارے ساتھ راہ دیکھتا ہوں کیا ان کی عقلیں یہی سکھاتی

تم منتظر رہو کہ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ف کیا ان کی عقلیں یہی سکھلاتی ہیں

بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ○ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ○

ہیں ان کو یا وہ لوگ شرارت پر ہیں یا کہتے ہیں یہ بات بنا لایا کوئی نہیں پر ان کو یقین نہیں

ان کو یا یہ لوگ شرارت پر ہیں ف یا کہتے ہیں یہ قرآن خود بنا لایا کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے

ف یعنی جنتیوں کی مجلس اس طرح ہوگی کہ سب جنتی بادشاہوں کی طرح اپنے اپنے تخت پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے اور تخت نہایت ترتیب سے ہوں گی ف۲ یعنی کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں اور ان ہی کاملوں کی راہ پر چلیں جو خدمات ان کے بزرگوں نے انجام دی تھیں یہ بھی ان کی تکمیل میں ساعی ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو جنت میں ان ہی کے ساتھ ملحق کر دیگا گو ان کے اعمال دو کمال و کیفاً فروتر ہوں گے تاہم ان بزرگوں کے اکرام اور عزت افزائی کے لئے ان تابعین کو ان متبوعین کے جوار میں رکھا جائے گا اور ممکن ہے بعض کو بالکل انہی کے مقام اور درجہ پر پہنچا دیا جائے جیسا کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے اور اس صورت میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ ان کاملین کی بعض نیکیوں کا ثواب کاٹ کر ذریت کو دے دیا جائے گا۔ نہیں یہ محض اللہ کا فضل و احسان ہوگا کہ ذریت کو درجہ بڑھا کر ان کاملین کے مقام تک پہنچا دیا جائے۔ (تنبیہ) حضرت نے وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم کا جو مطلب لیا ہے صحیح بخاری کی یہ حدیث اس کے مناسب معلوم ہوتی ہے قالت اذ کنعان اکرم رسول اللّٰہ! إِنَّ رِجَالًا تَوَحَّدُوا إِنَّا عَامِرْنَا تَنَا انْتَهَيْنَا إِلَيْكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَن يَجْعَلَ آبَاءَنَا مِنَّا. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ آبَاءَهُمْ مِنْهُمْ ف۳ اوپر فضل کا بیان تھا۔ یہاں عدل کا ضابطہ بتلا دیا یعنی عدل کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جس آدمی نے جو کچھ اچھا یا برا عمل کیا ہے اسی کے موافق بدلہ پائے۔ آگے اللہ کا فضل ہے کہ وہ کسی کی تقصیر معاف فرما دے یا کسی کا درجہ بلند کر دے ف۴ یعنی جس قسم کا گوشت مرغوب ہو اور جس قسم کا میوہ کو دل چاہے بلا توقف لگا تار حاضر کئے جائیں گے ف۵ یعنی شراب طہور کا دور جب چلیگا تو جنتی بطور خوش طبعی کے ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کریں گے لیکن اس شراب میں محض نشاط اور لذت ہوگی نشہ، بکواس اور فتور عقل وغیرہ کچھ نہ ہوگا نہ کوئی گناہ کی بات ہوگی ف۶ یعنی جیسے موتی اپنے غلاف کے اندر بالکل صاف شفاف رہتا ہے گرد و غبار کچھ نہیں پہنچتا یہی حال ان کی صفائی اور پاکیزگی کا ہوگا۔ ف۷ یعنی جنتی اس وقت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کریں گے اور غایت مسرت و امتنان سے کہیں گے کہ بھائی ہم دنیا میں ڈرتے رہتے تھے، کہ دیکھیے مرنے کے بعد کیا انجام ہو یہ کھٹکا برابر لگا رہتا تھا۔ اللہ کا احسان دیکھو کہ آج اس نے کیسا مامون و مطمئن کر دیا کہ دوزخ کی بھاپ بھی ہم کو نہیں لگی ہم اپنے رب کو ڈر کر اور امید باندھ کر پکارا کرتے تھے آج دیکھ لیا کہ اس نے اپنی مہربانی سے ہماری پکار سنی اور اپنے بندوں کے ساتھ کیسا اچھا سلوک کیا ف۸ کفار حضور کو کبھی دیوانہ کہتے کبھی کاہن یعنی جنوں اور شیطانوں سے کچھ جھوٹی سچی خبریں لے کر چلتی کر دیتے ہیں۔ آشنا نہیں سمجھتے تھے کہ آج تک کسی کاہن اور دیوانے نے ایسی اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں، اور حکیمانہ اصول اس طرح کے صاف شستہ اور شائستہ طرز میں بیان کئے ہیں۔ آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کو برا بھلا سمجھاتے رہیے۔ اور پیغمبرانہ نصیحتیں کرتے رہیے ان کی بکواس سے دلگیر نہ ہوں جب اللہ کے فضل و رحمت سے نہ آپ کاہن ہیں نہ مجنوں بلکہ اس کے مقدس رسول ہیں۔ تو نصیحت کرتے رہنا آپ کا فرض منصبی ہے ف۹ یعنی پیغمبر جو اللہ کی باتیں سناتا اور نصیحت کرتا ہے کیا یہ لوگ اس لئے قبول نہیں کرتے کہ آپ کو محض ایک شاعر سمجھتے ہیں اور اس بات کے منتظر ہیں کہ جس طرح قدیم زمانے کے بہت سے شعراء گردش زمانہ سے یوں ہی مر مرا کر ختم ہو گئے ہیں یہ بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے کوئی کامیاب مستقبل ان کے ہاتھ میں نہیں محض چند روز کی دھوم دھام ہے اور بس ف۱۰ یعنی اچھا تم میرا انجام دیکھتے رہو میں تمہارا دیکھتا ہوں عنقریب کھل جائے گا کہ کون کامیاب ہے اور کون خائب و خاسر ف۱۱ یعنی پیغمبر کو مجنوں کہہ کر گویا اپنے کو بڑا عقلمند ثابت کرتے ہیں کیا ان کی عقل و دانش نے یہی سکھلایا ہے کہ ایک انتہائی صادق امین، عاقل و فرزانہ اور سچے پیغمبر کو شاعر یا کاہن یا دیوانہ قرار دے کر نظر انداز کر دیا جائے اگر شاعروں اور سحروں کے کلام میں تغیر بھی نہیں کر سکتے تو کیسے عقلمند ہیں حقیقت یہ ہے کہ دل میں سمجھتے سب کچھ ہیں محض شرارت اور کجروی سے باتیں بناتے ہیں۔

ع ۱ ۳

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ

پھر چاہیے لے آویں کوئی بات اس طرح کی اگر سچے ہیں یا وہ بن گئے ہیں آپ ہی آپ

پھر چاہیے کہ لے آئیں کوئی بات اسی طرح کی اگر وہ سچے ہیں ف۱ کیا وہ بن گئے ہیں آپ ہی آپ

أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝

یا وہی ہیں بنانے والے یا انہوں نے بنائے آسمان اور زمین کوئی نہیں پر یقین نہیں کرتے

یا وہی ہیں بنانے والے یا انہوں نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے ف۲

أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ

کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے یا وہ داروغے ہیں کیا ان پاس کوئی سیڑھی

کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے یا وہی داروغہ ہیں ف۳ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے

يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ

ہے جو سن آتے ہیں تو لے آوے جو سنتا ہے ان میں ایک سند کھلی کیا اس کے یہاں بیٹیاں اور

جس پر سن آتے ہیں تو چاہیے کہ لے آئے جو سنتا ہے ان میں ایک سند کھلی ہوئی ف۴ کیا اس کے یہاں بیٹیاں

وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۝ أَمْ

تمہارے یہاں بیٹے کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ نیگ سو ان پر چٹی کا بوجھ ہے کیا

ہیں اور تمہارے یہاں بیٹے ف۵ کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ بدلا سو ان پر تاوان کا بوجھ ہے ف۶ کیا

عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا

ان کو خبر ہے بھید کی سو وہ لکھ رکھتے ہیں کیا چاہتے ہیں کچھ داؤ کرنا سو جو منکر ہیں

ان کو خبر ہے بھید کی سو وہ لکھ رکھتے ہیں ف۷ کیا چاہتے ہیں کچھ داؤ کرنا سو جو منکر ہیں

هُمُ الْمَكِيدُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

وہی آتے ہیں داؤں میں کیا ان کا کوئی حاکم ہے اللہ کے سوا وہ اللہ نرالا ہے ان کے شریک بنانے سے

وہی آتے ہیں داؤں میں ف۸ کیا ان کا کوئی حاکم ہے اللہ کے سوائے وہ اللہ پاک ہے ان کے شریک بنانے سے ف۹

وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ۝ فَذَرْهُمْ

اور اگر دیکھیں ایک تختہ آسمان سے گرتا کہیں یہ بدلی ہے گاڑھی سو تو چھوڑ دے

اور اگر دیکھیں ایک تختہ آسمان سے گرتا ہوا کہیں یہ بادل ہے گاڑھا ف۱۰ سو تو چھوڑ دے ان کو

حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ۝ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ

ان کو جب تک ملیں اپنے دن سے جس میں ان پر کڑاکا پڑے گا جس دن کام نہ آوے گا ان کا

یہاں تک کہ دیکھ لیں اپنے اس دن کو جس میں ان پر پڑے گی بجلی کی کڑک جس دن کام نہ آئے گا ان کو

كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ

داؤ کچھ اور نہ ان کو مدد پہنچے گی اور ان گنہگاروں کو ایک مار ہے اس سے ورے

ان کا داؤ ذرا بھی اور نہ ان کو مدد پہنچے گی ف۱۱ اور ان گنہگاروں کے لئے ایک عذاب ہے اس سے

ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

پر بہت ان کے نہیں جانتے اور تو ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے

ورے پر بہت ان میں کے نہیں جانتے ف۱۲ اور تو ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ف۱۳

ف۱ یعنی کیا یہ خیال ہے کہ پیغمبر جو کچھ سنا رہا ہے وہ اللہ کا کلام نہیں؟ بلکہ اپنے دل سے گھڑ کر اور جھوٹ موٹ خدا کی طرف منسوب کر دیا سو نہ ماننے کے ہزار بہانے جو شخص ایک بات پر یقین نہ رکھے اور اسے تسلیم نہ کرنا چاہے وہ اسی طرح کے بے سروپا احتمالات نکالا کرتا ہے ورنہ آدمی ماننا چاہے تو اتنی بات سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ وہ دنیا کی تمام طاقتوں کو اکٹھا کر کے بھی اس قرآن کا مثل نہیں لا سکتے اور جیسے خدا کی زمین جیسی زمین اور اس کے آسمان جیسا آسمان بنانا کسی سے ممکن نہیں اس کے قرآن جیسا قرآن بنا لانا بھی محال ہے ف۲ یعنی پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے کیا ان کے اوپر کوئی خدا نہیں جس کی بات ماننا ان کے ذمہ لازم ہو کیا بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا خود اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں یا یہ خیال ہے کہ آسمان و زمین ان کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا اس قلمرو میں جو چاہیں کرتے پھریں کوئی ان کو روکنے ٹوکنے کا اختیار نہیں رکھتا یہ سب خیالات باطل اور مہمل ہیں وہ بھی دلوں میں جانتے ہیں کہ ضرور خدا موجود ہے جس نے ان کو اور تمام زمین و آسمان کو نیست سے ہست کیا مگر اس علم کے باوجود جو ایمان و یقین شرعاً مطلوب ہے اس سے محروم اور بے بہرہ ہیں ف۳ یعنی کیا یہ خیال ہے کہ زمین و آسمان گو خدا کے بنائے ہوئے ہیں مگر اس نے اپنے خزانوں کا مالک ان کو بنا دیا ہے یا اس کے ملک اور خزانوں پر انہوں نے زور سے تسلط اور قبضہ حاصل کر لیا ہے پھر ایسے صاحب تصرف و اقتدار ہو کر وہ کسی کے مطیع و منقاد کیوں بنیں ف۴ یعنی کیا یہ دعویٰ ہے کہ زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے اور وہاں سے ملاء اعلیٰ کی باتیں سن آتے ہیں پھر جب ان کی رسائی براہ راست اس بارگاہ تک ہو تو کسی بشر کا اتباع کرنے کی کیا ضرورت ہے جس کا یہ دعویٰ ہو تو لیجئے اپنی سند اور حجت پیش کرے ف۵ یعنی کیا (معاذ اللہ) خدا کو اپنے سے گھٹیا سمجھتے ہیں جیسا کہ بیٹے اور بیٹیوں کی اس تقسیم سے مترشح ہوتا ہے اور اس لئے اس کے احکام و ہدایات کے سامنے سر تسلیم جھکانا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں ف۶ یعنی کیا یہ لوگ آپ کی بات اس لئے نہیں مانتے کہ خدانخواستہ آپ ان سے اس ارشاد و تبلیغ پر کوئی بھاری معاوضہ طلب کر رہے ہیں جس کے بوجھ سے وہ دبے جاتے ہیں ف۷ یعنی کیا خود ان پر اللہ اپنی وحی بھیجتا اور پیغمبروں کی طرح اپنے بھید پر مطلع کرتا ہے جسے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں جیسے انبیاء کی وحی لکھی جاتی ہے اس لئے ان کو آپ کی پیروی کی ضرورت نہیں ف۸ یعنی ان میں سے کوئی بات نہیں تو کیا پھر یہی ارادہ ہے کہ پیغمبر کے ساتھ داؤ پیچ کھیلیں اور مکر و فریب اور خفیہ تدبیریں کر کے حق کو مغلوب یا نیست نابود کر دیں۔ ایسا ہے تو یاد رہے یہ داؤ پیچ سب انہیں پر الٹنے والے ہیں عنقریب پتہ لگ جائے گا کہ حق مغلوب ہوتا ہے یا وہ خود برباد ہوتے ہیں ف۹ یعنی کیا خدا کے سوا کوئی اور حاکم اور معبود تجویز کر رکھے ہیں جو مصیبت پڑے پر ان کی مدد کریں گے اور جن کی پرستش نے خدا کی طرف سے ان کو بے نیاز کر رکھا ہے سو یاد رہے کہ یہ سب اوہام و وساوس ہیں اللہ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک و مثیل یا مقابل و مزاحم ہو۔ ف۱۰ یعنی حقیقت میں ان میں سے کوئی بات نہیں صرف ایک چیز ہے ضد اور عناد جس کی وجہ سے یہ لوگ ہر سچی بات کے جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں ان کی کیفیت تو یہ ہے کہ اگر ان کی فرمائش کے مطابق فرض کیجئے کہ آسمان سے ایک تختہ ان پر گرا دیا جائے تو دیکھتی آنکھوں اس کی بھی کوئی تاویل کر دیں گے مثلاً کہیں گے کہ یہ آسمان سے نہیں آیا۔ بادل کا ایک حصہ گاڑھا اور منجمد ہو کر گر پڑا ہے جیسے بڑے بڑے اولے کبھی کبھی گرتے ہیں۔ بھلا ایسے متعصب معاندوں سے ماننے کی کیا توقع ہو سکتی ہے ف۱۱ یعنی ایسے معاندوں کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں چھوڑ دیجئے کہ چند روز اور کھیل لیں اور باتیں بنا لیں آخر وہ دن آتا ہے جب قہر الٰہی کی کڑک بجلی سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہیں گے اور بچاؤ کی کوئی تدبیر کام نہ دے گی نہ کسی طرف سے مدد پہنچے گی (غالباً اس سے آخرت کا دن مراد ہے) ف۱۲ ان میں سے اکثروں کو خبر نہیں کہ آخرت کے عذاب سے ورے دنیا میں بھی ان کے لئے ایک سزا ہے جو مل کر رہے گی شاید یہ معرکہ بدر وغیرہ کی سزا ہو ف۱۳ یعنی صبر و استقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم تکوینی و تشریعی کا انتظار کیجئے جو عنقریب آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا اور آپ کو مخالفین کی طرف سے کچھ بھی نقصان نہ پہنچے گا کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے زیر حفاظت ہیں۔

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی ڈوبے، منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف حضرت کو اول نبوت میں حضرت جبریل نظر آئے اپنی اصل صورت پر ایک کرسی پر بیٹھے آسمان اور زمین کے بیچ کنارہ سے کنارہ تک، آپ گھبرائے تو سورۂ مدثر اتری شدید القوی ذو مرہ کی معنیٰ یہ ہیں کہ حضرت جبریل کا کئی بار دیکھنا دوسری بار جبریل کو اپنی صورت پر دیکھا معراج کی رات میں سات آسمان سے اوپر جہاں درخت ہے بیری کا وہ حد ہے نیچے اور اوپر کی، نیچے کے لوگ اوپر نہیں پہنچتے اور اوپر کے لوگ نیچے نہیں اترتے اس کے پاس بہشت کو دیکھا اس بیری پر چھا رہے تھے پروانے سنہرے ایسے خوش رنگ جن کے دیکھنے سے دل کھنچا جائے اور نمونے جو دیکھے سو اللہ ہی کو خبر ہے ۱۲ منہ رحمہ — از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف یعنی صبر و تحمل اور سکون و اطمینان کے ساتھ ہر وقت اللہ کی تسبیح و تحمید اور عبادت گذاری میں لگے رہیے خصوصاً جس وقت آپ سو کر اٹھیں یا نماز کے لئے کھڑے ہوں یا مجلس سے اٹھ کر تشریف لیجائیں ان حالات میں تسبیح وغیرہ کی مزید ترغیب دی گئی ہے ف رات کے حصہ سے مراد شاید تہجد کا وقت ہو اور تاروں کے پیٹھ پھیرنے کا وقت صبح کا وقت ہے کیونکہ صبح کا اجالا ہوتے ہی ستارے غائب اور نظر سے مخفی ہو جاتے ہیں تم سورۃ الطور وللہ الحمد والمنہ ف یعنی غروب ہو ف رفیق سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی وہ آپ غلط فہمی کی بنا پر راستہ سے بھٹکے

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝ ع

اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں جب تو اٹھتا ہے اور کچھ رات میں بول اس کی پاکی اور پیٹھ دیتے وقت تاروں کی

اور پاکی بیان کر اپنے رب کی خوبیاں جس وقت تو اٹھتا ہے ف اور کچھ رات میں بول اس کی پاکی اور پیٹھ پھیرتے وقت تاروں کے

سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَسِتُّونَ آيَةً وَفِيهَا ثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ نجم مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی باسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ

قسم ہے تارے کی جب گرے ف بہکا نہیں تمہارا رفیق اور بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا ہے

قسم ہے تارے کی جب گرے ف بہکا نہیں تمہارا رفیق اور نہ بے راہ چلا ف اور نہیں بولتا

عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى ۝

اپنی چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو بھیجتا ہے اس کو سکھایا سخت قوتوں والے نے

اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا ف اس کو سکھایا ہے سخت قوتوں والے نے

ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝

زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان کے پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا

زور آور نے ف پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارہ پر آسمان کے ف پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ۝ فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى ۝ مَا

پھر رہ گیا فرق دو کمان کے برابر یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا جھوٹ

پھر رہ گیا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا ف

كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى ۝ أَفَتُمٰرُونَهُ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً

نہیں کہا دل نے جو دیکھا اب کیا تم جھگڑتے ہو اس سے اس پر جو اس نے دیکھا اور اس کو دیکھا ہے ایک

جھوٹ نہیں کہا رسول کے دل نے جو دیکھا ف اب کیا تم اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا اور اس کو اس نے دیکھا ہے اترتے ہوئے

أُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى ۝ إِذْ

دوسرے اتار میں پرلی حد کی بیری پاس اسی کے پاس بہشت رہنے کی جب

ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے پاس ہے بہشت آرام سے رہنے کی ف جب

يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَأٰى

چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی بیشک دیکھے

چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا ف بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی ف بیشک دیکھے

مِنْ آيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ

اس نے اپنے رب کے بڑے نمونے ف بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ اور منات

اس نے اپنے رب کے بڑے نمونے ف بھلا تم دیکھو تو لات اور عزیٰ کو اور منات

منزل ۷

نہ اپنے قصد و اختیار سے جان بوجھ کر بے راہ چلے بلکہ جس طرح آسمان کے ستارے طلوع سے غروب تک ایک مقررہ رفتار سے متعین راہ پر چلے جاتے ہیں کبھی ادھر ادھر ہٹنے کا نام نہیں لیتے آفتاب نبوت بھی اللہ کے مقرر کئے ہوئے راستے پر برابر چلا جاتا ہے ممکن نہیں کہ ایک قدم ادھر یا ادھر پڑ جائے ایسا ہو تو ان کی بعثت سے جو غرض متعلق ہے وہ حاصل نہ ہو انبیاء علیہم السلام آسمان نبوت کے ستارے ہیں جن کی روشنی اور رفتار سے دنیا کی رہنمائی ہوتی ہے اور جس طرح تمام ستاروں کے غائب ہونے کے بعد آفتاب درخشاں طلوع ہوتا ہے ایسے ہی تمام انبیاء کی تشریف بری کے بعد آفتاب محمدی مطلع عرب سے طلوع ہوا پس اگر قدرت نے ان ظاہری ستاروں کا انتظام اس قدر محکم بنایا ہے کہ اس میں کسی طرح کے تزلزل اور اختلال کی گنجائش نہیں تو ظاہر ہے کہ کس قدر مضبوط و محکم ہونا چاہئے ان باطنی ستاروں اور روحانی آفتاب و ماہتاب کا انتظام جن سے ایک عالم کی ہدایت و سعادت وابستہ ہے ف یعنی کوئی کام تو کیا ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اس میں وحی متلو کو "قرآن" اور غیر متلو کو "حدیث" کہا جاتا ہے ف یعنی وحی بھیجنے والا تو اصل میں اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کے ذریعہ سے وہ وحی آپ تک پہنچی ہے اور جو بظاہر آپ کو سکھاتا ہے وہ بہت سخت قوتوں والا بڑا زور آور حسین و وجیہ فرشتہ ہے جسے جبریل امین کہتے ہیں چنانچہ سورۃ التکویر میں جبریل کے متعلق فرمایا "اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ" ف اونچے کنارے سے اکثروں نے افق شرقی مراد لیا ہے جدھر سے صبح صادق نمودار ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے نبوت میں ایک مرتبہ حضرت جبریل اپنی اصلی صورت میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے اس وقت آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا یہ غیر معمولی اور مہیب منظر پہلی مرتبہ آپ نے دیکھا تھا دیکھ کر گھبرائے (سورۂ "مدثر" اتری) ف یعنی جبریل اپنے اصلی مستقر سے تعلق رکھنے کے باوجود نیچے اترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر نزدیک ہو گئے کہ دونوں کے درمیان دو ہاتھ یا دو کمانوں سے زیادہ فاصلہ نہ تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی بھیجی۔ غالباً اس سے مراد سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات ہیں یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ الخ یا اور کچھ احکام ہوں گے (تنبیہ) فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی میں محققین کے نزدیک "او" شک کے لئے نہیں بلکہ اس قسم کی ترکیب پوری تاکید اور مبالغہ کے ساتھ زیادہ کی نفی کے لئے ہوتی ہے یعنی تعیین کر کے یہ بتلانا مقصود نہیں کہ قوسین کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم ہاں اتنا ظاہر کر دینا ہے کہ کسی حال اس کمی طرح اس سے زائد نہ تھا وفیہ اقوال آخر ذکرہا المفسرون ف یعنی جبریل کو آپ نے آنکھ سے دیکھا اور اندر سے دل نے کہا کہ اس وقت آنکھ ٹھیک ٹھیک جبریل کو دیکھ رہی ہے کوئی غلطی نہیں کر رہی کہ کچھ کا کچھ نظر آتا ہو ایسا کبھی نہیں آپ کا دل سچا تھا حق تعالیٰ اسی طرح پیغمبروں کے دلوں میں فرشتے کی معرفت ڈال دیتے ہیں ورنہ رسول کو خود اطمینان نہ ہو تو دوسروں کو اطمینان کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے ف یعنی وحی بھیجنے والا اللہ لانے والا فرشتہ جس کی صورت و سیرت نہایت پاکیزہ اور فہم و حفظ وغیرہ کی تمام قوتیں کامل پھر اتنا قریب ہو کر وحی پہنچائے پیغمبر اس کو اپنی آنکھ سے دیکھے اس کا صاف اور روشن دل اس کی تصدیق کرے تو کیا ایسی دیکھی بھالی چیز میں تم کو حق ہے کہ اس سے فضول بحث و تکرار کرو اور جھگڑے نکالو (فتمارونہ علی ما یری) ف یعنی حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "دوسری بار جبریل کو اپنی اصلی صورت پر دیکھا معراج کی رات میں سات آسمانوں سے اوپر جہاں درخت ہے بیری کا وہ حد ہے نیچے اور اوپر کی، نیچے کے لوگ اوپر نہیں پہنچتے اور اوپر کے نیچے نہیں اترتے۔ اس کے پاس بہشت کو دیکھا (تنبیہ) جس طرح جنت کے انگور، انار وغیرہ کو دنیا کے پھلوں اور میووں پر قیاس نہیں کر سکتے محض اشتراک اسمی ہے اس بیری کے درخت کو بھی یہاں کی بیریوں پر قیاس نہ کیا جائے اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ بیری کس طرح کی ہو گی بہرحال وہ درخت (دوسرا درکی) سرحد پر واقع ہے جو اعمال وغیرہ ادھر سے چڑھتے ہیں اور جو احکام وغیرہ ادھر سے اترتے ہیں سب کا منتہیٰ وہ ہی ہے مجموعۂ روایات سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اس کی جڑ چھٹے آسمان میں اور پھیلاؤ ساتویں آسمان میں ہو گا واللہ اعلم ف یعنی حق تعالیٰ کے انوار و تجلیات اس درخت پر چھا رہے تھے اور فرشتوں کی کثرت و ہجوم کا یہ عالم تھا کہ ہر پتے کے ساتھ ایک فرشتہ نظر آتا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ "ما یغشی" سنہری پروانے تھے یعنی نہایت خوش رنگ جن کے دیکھنے سے دل کھنچا جائے اس وقت درخت کی بہار اور رونق اور اس کا حسن و جمال ایسا تھا کہ کسی مخلوق کی طاقت نہیں کہ لفظوں میں بیان کر سکے شاید ابن عباس وغیرہ کے قول کے موافق معراج میں جو اللہ کا دیدار حق تعالیٰ کو ہوا اس کا بیان اسی آیت کے ابہام میں منطوی و مندرج ہو کیونکہ پہلی آیتوں کے متعلق تو شاید عائشہ صدیقہ کی احادیث میں تصریح ہے کہ ان سے (بقیہ فوائد بر صفحہ ۶۸۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یہ نام ہیں بتوں کے کافر کہتے تھے یہ بیٹیاں ہیں اللہ کی ان کی ماں جنوں کی بیٹیاں ۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی بت پوجنے سے کیا ملتا ہے وہی جو اللہ دے پچھلی اور پہلی یعنی آخرت اور دنیا کی بادشاہی

از شاہ عبدالقادر صاحب

الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ۝ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ۝ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ

تیسرا پچھلا — کیا تم کو بیٹے اور اس کو بیٹیاں — تو تو یہ بانٹا

تیسرے پچھلے کو ف کیا تم کو تو ملے بیٹے اور اس کو بیٹیاں — یہ بانٹا تو

ضِيزٰى ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ

بھونڈا ف یہ سب نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے اللہ نے نہیں

بہت بھونڈا ف یہ سب نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے اللہ نے نہیں

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۚ

اتاری ان کی کوئی سند نری اٹکل پر چلتے ہیں اور جو جیوں کی چاؤ ہیں

اتاری ان کی کوئی سند ف محض اٹکل پر چلتے ہیں اور جو جیوں کی امنگ ہے

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدٰى ۝ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝

اور پہنچی ان کو ان کے رب سے راہ کی سوجھ کہیں آدمی کو ملتا ہے جو چاہے

اور پہنچی ہے ان کو ان کے رب سے راہ کی سوجھ ف کہیں آدمی کو ملتا ہے جو کچھ چاہے

ع ۵ ۱

فَلِلّٰهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولٰى ۝ وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ

سو اللہ کے ہاتھ ہے پچھلی اور پہلی ف اور بہت فرشتے ہیں آسمانوں میں کام نہیں آتی ان کی سفارش

سو اللہ کے ہاتھ ہے سب بھلائی پچھلی اور پہلی ف اور بہت فرشتے ہیں آسمانوں میں کچھ کام نہیں آتی ان کی سفارش

شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضٰى ۝ إِنَّ الَّذِينَ

کچھ مگر جب حکم دے اللہ جس کے واسطے چاہے اور پسند کرے جو لوگ

مگر جب حکم دے اللہ جس کے واسطے چاہے اور پسند کرے ف جو لوگ

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثٰى ۝ وَمَا

یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے زنانے نام اور ان

ایمان نہیں رکھتے آخرت کا وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے زنانے نام اور

لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي

کو اس کی کچھ خبر نہیں نری اٹکل پر چلتے ہیں اور اٹکل کام نہیں آتی

ان کو اس کی کچھ خبر نہیں محض اٹکل پر چلتے ہیں اور اٹکل کچھ کام نہ آئے

مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝ فَأَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ

ٹھیک بات میں کچھ سو تو دھیان نہ کر اس پر جو منہ موڑے ہماری یاد سے اور کچھ نہ چاہے

ٹھیک بات میں ف سو تو دھیان نہ کر اس پر جو منہ موڑے ہماری یاد سے اور کچھ نہ چاہے

إِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ

مگر دنیا کی زندگانی یہیں تک پہنچی ان کی سمجھ تیرا رب بہتر

مگر دنیا کا جینا بس یہیں تک پہنچی ان کی سمجھ ف تحقیق تیرا رب ہی

الربع

أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ

جانتا ہے جو بہکا اس کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے اسے جو آیا راہ پر اور اللہ

خوب جانے اس کو جو بہکا اس کی راہ سے اور وہی خوب جانے اس کو جو راہ پر آیا ف اور اللہ کا ہے

بقیہ فوائد صفحہ ۶۸۲ رؤیت رب مراد نہیں محض رؤیت جبریل مراد ہے ابن کثیر نے مجاہد جو ابن عباس کے خص اصحاب میں سے ہیں اسی آیت کے تحت میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ کان اغصان السدرۃ لؤلؤا ویاقوتا وزبرجدا فرآھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورأی ربہ بقلبہ " اور یہ روایت جو کہ صرف قلب سے دیکھی بلکہ قلب وبصر دونوں کو دیدار سے حصہ مل رہا تھا جیسا کہ ما زاغ البصر وما طغی سے ظاہر ہوتا ہے شاید اسی لئے ابن عباس نے طبرانی کی بعض روایات میں فرمایا۔ رای محمد ربہ مرتین مرۃ ببصرہ ومرۃ بفؤادہ یہاں دو مرتبہ دیکھنے کا مطلب یہ ہو کہ ایک ہی وقت میں دو طرح دیکھا۔ کما قال الحافظ فی حدیث یغشی السدرۃ مرتین یعنی ظاہری آنکھ سے بھی اور دل کی آنکھوں سے بھی لیکن یاد رہے کہ یہ رؤیت وہ نہیں جس کی نفی لا تدرکہ الابصار میں کی گئی ہے کیونکہ اس سے غرض احاطہ کی نفی کرنا ہے یعنی نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں علاوہ بریں ابن عباس سے جب سوال کیا گیا کہ وہ رؤیت آیت لا تدرکہ الابصار کے مخالف ہے تو فرمایا۔ ویحک ذاک اذا تجلی بنورہ الذی ھو نورہ " رواہ الترمذی معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کی تجلیات وانوار متفاوت ہیں بعض انوار قاہرہ للبصر ہیں بعض نہیں اور رؤیت رب فی الجملہ دونوں درجوں پر صادق آتی ہے اور یہی کہا جا سکتا ہے کہ جس درجہ کی رؤیت مؤمنین کو آخرت میں نصیب ہو گی جب کہ نگاہیں تیز کر دی جائیں گی جو اس تجلی کو برداشت کر سکیں۔ وہ دنیا میں کسی کو حاصل نہیں ہاں ایک خاص درجہ کی رؤیت سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کو شب معراج میں ابن عباس کی روایت کے موافق میسر ہوئی اور اس خصوصیت میں کوئی بشر آپ کا شریک و سہیم نہیں نیز اللہ ہی انوار و تجلیات کے تفاوت و تنوع پر نظر کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں شاید وہ نفی ایک درجہ میں کرتی ہوں اور یہ اثبات دوسرے درجہ میں کرتے ہوں اور اسی طرح ابوذر کی روایات "رأیت نورا" اور "نور انّی اراہ" میں تطبیق ممکن ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ف ۱۳ یعنی آنکھ نے جو کچھ دیکھا پورے تمکن و اتقان سے دیکھا نگاہ نہ تیز ترچھی ہوکر ادھر ادھر ہٹی نہ حد سے تجاوز کر کے آگے بڑھی بس اسی چیز پر جمی رہی جس کا دکھلانا منظور تھا بادشاہوں کے دربار میں جو چیز دکھلائی جائے اس کو نہ دیکھنا اور جو نہ دکھلائی جائے اسے تاکنا دونوں عیب ہیں آپ ان دونوں سے پاک تھے ف ۱۴ اذ یغشی السدرۃ کے فائدہ میں جو بیان ہو چکا ہے اس کے علاوہ جو اور نمونے دیکھے ہوں گے وہ اللہ ہی جانتا ہے آنکھوں کو اور دماغ کو پر سوز باغباں و بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

ف یعنی اس لامحدود عظمت وجلال والے خدا کے مقابلہ میں ان حقیر و ذلیل چیزوں کا نام لیتے شرم آنی چاہئے۔ دیکھیے تو لات و عزی و مناۃ ان کے بتوں اور دیویوں کے نام ہیں ان میں لات طائف والوں کے ہاں بہت معظم تھا مناۃ اوس و خزرج اور خزاعہ کے ہاں اور عزی کو قریش اور بنی کنانہ وغیرہ ان دونوں سے بڑا سمجھتے تھے ان کے نزدیک اول عزی جو مکہ کے قریب نخلہ میں تھا پھر لات جو طائف میں تھا پھر سب سے پیچھے تیسرے درجہ میں مناۃ جو مکہ سے بہت دور مدینہ کے نزدیک واقع تھا علامہ یاقوت نے معجم البلدان میں یہ ترتیب نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ قریش کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ الفاظ کہتے تھے۔ واللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری۔ فانھن الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی "کتب تفسیر میں اس موقع پر ایک قصہ نقل کیا ہے جو جمہور محدثین کے اصول پر درجہ صحت کو نہیں پہنچتا اگر فی الواقع اس کی کوئی اصل ہے تو شاید یہی ہوگی کہ آپ نے مسلمانوں اور کافروں کے مخلوط مجمع میں یہ سورۃ پڑھی کفار کی عادت تھی کہ لوگوں کو قرآن سننے نہ دیں اور بیچ میں گڑ بڑ مچا دیں کما قال تعالیٰ۔ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون (حم السجدہ رکوع ۴) جب یہ آیت پڑھی تو کسی کافر شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر آپ ہی کے لب و لہجہ میں یہ الفاظ کہہ دیے ہوں گے جو ان کی زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے تلک الغرانیق العلی الخ آگے تیرہ وار ہیں کمزور ہوتے ہوئے کچھ کا کچھ بن گیا ورنہ ظاہر ہے نبی کی زبان پر شیطان کو ایسا تسلط کب حاصل ہو سکتا ہے اور جس چیز کا ابطال آگے کیا جا رہا ہے اس کی مدح سرائی کے کیا معنی ف ۲ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ کفار ان بتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے سو اول تو خدا کے لئے اولاد کا نظریہ تسلیم کیا جائے تب بھی یہ تقسیم کس قدر بھونڈی اور مہمل ہے کہ تم خود تو بیٹے لے جاؤ اور خدا کے حصہ میں بیٹیاں لگا دو۔ والعیاذ باللہ ف یعنی پتھروں اور درختوں کے نام رکھ چھوڑے ہیں جن کی خدائی کی کوئی سند نہیں بلکہ اس کے خلاف پر دلائل قائم ہیں ان کو اپنے خیال میں خواہ بیٹیاں کہہ دو یا بیٹے یا کچھ اور محض کہنے کی بات ہے جس کے نیچے حقیقت کچھ بھی نہیں ف یعنی باوجودیکہ اللہ کے پاس سے ہدایت کی روشنی آ چکی اور وہ سیدھی راہ دکھلا گئی یہ احمق ان ہی اوہام و خرافات کی تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں جو کچھ اٹکل پچو ذہن میں آ گیا اور دل میں امنگ پیدا کی کر گزرے۔ تحقیق و بصیرت کی راہ سے کچھ سروکار نہیں ف یعنی سمجھتے ہیں کہ یہ بت ہمارے سفارشی بنیں گے یہ خالی خیالات اور تمنائیں انسان جو تمنا کرے وہ یہی مل جائے گا یاد رہے دنیا اور آخرت کی سب بھلائی اللہ کے ہاتھ ہے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی بت پوجنے سے کیا ملتا ہے ملے وہی جو اللہ دے ف یعنی ان بتوں کی تو حقیقت کیا ہے آسمان کے رہنے والے مقرب فرشتوں کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی ہاں اللہ ... جس پر وہ راضی ہو ف یعنی جن کو آخرت کا (بقیہ برصفحہ ۶۸۴)

toobaa-elibrary.blogspot.com

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا

کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں تا وہ بدلا دیوے برائی والوں کو ان کے کئے کا

جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں تاکہ وہ بدلا دے برائی والوں کو ان کے کئے کا

وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ

اور بدلہ دے بھلائی والوں کو بھلائی سے جو لوگ بچتے ہیں بڑے

اور بدلہ دے بھلائی والوں کو بھلائی سے ف۱ جو کہ بچتے ہیں بڑے

الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۙ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ

گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر کچھ آلودگی بیشک تیرے رب کی بخشش میں سمائی ہے وہ تم کو خوب

گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر کچھ آلودگی ف۲ بیشک تیرے رب کی بخشش میں بڑی سمائی ہے ف۳ وہ تم کو

بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ

جانتا ہے جب تم کو نکالا زمین سے اور جب تم بچے تھے ماں کے پیٹ میں

خوب جانتا ہے جب بنا نکالا تم کو زمین سے اور جب تم بچے تھے ماں کے پیٹ میں

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ع اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ ع۷

سو نہ کہو اپنی ستھرائیاں وہ بہتر جانے اسے جو بچ چلا بھلا تو نے دیکھا اسے جس نے منہ پھیرا

سو مت بیان کرو اپنی خوبیاں وہ خوب جانتا ہے اس کو جو بچ کر چلا ف۴ بھلا تو نے دیکھا اس کو جس نے

تَوَلّٰى ۝ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝

اور لایا تھوڑا سا اور سخت نکلا ف۱ کیا اس کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ دیکھتا ہے

منہ پھیر لیا ف۵ اور لایا تھوڑا سا اور سخت نکلا ف۶ کیا اس کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ دیکھتا ہے ف۷

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ اَلَّا تَزِرُ

کیا اسے خبر نہیں پہنچی جو ہے ورقوں میں موسیٰ کے اور ابراہیم کے جن نے پورا اتارا ف۲ کہ اٹھاتا

کیا اس کو خبر نہیں پہنچی اس کی جو ہے ورقوں میں موسیٰ کے اور ابراہیم کے جس نے کہ اپنا قول پورا اتارا ف۸ کہ اٹھاتا

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ

نہیں اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کے اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کمایا اور یہ

نہیں کوئی اٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا ف۹ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا اور یہ کہ

سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ

کہ اس کی کمائی اس کو دکھانی ہے پھر اس کو بدلا دینا ہے اس کا پورا بدلا اور یہ کہ تیرے رب تک

اس کی کمائی اس کو دکھانی ضرور ہے پھر اس کو بدلا ملتا ہے اس کا پورا بدلا ف۱۱ اور یہ کہ تیرے رب تک

الْمُنْتَهٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝

پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہے ہنساتا اور رلاتا اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جلاتا

سب کو پہنچنا ہے ف۱۲ اور یہ کہ وہی ہے ہنساتا اور رلاتا اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جلاتا

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝

اور یہ کہ اس نے بنایا جوڑا نر اور مادہ ایک بوند سے جب ٹپکائی

اور یہ کہ اس نے بنایا جوڑا نر اور مادہ ف۱۳ ایک بوند سے جب ٹپکائی جائے۔

(بقیہ فوائد صفحہ ۶۸۳) یقین نہیں وہ سزا کی طرف سے بے فکر ہو کر ایسی گستاخیاں کرتے ہیں، مثلاً فرشتوں کو زنانہ قرار دے کر خدا کی بیٹیاں کہہ دیا۔ ان کی محض جہالت ہے بھلا فرشتوں کو مرد اور عورت ہونے سے کیا واسطہ اور خدا کے لئے اولاد کیسی؟ کیا ایسی اہم اور ٹھیک بات پر قائم ہونا ہو تو ایسی اٹکلوں اور بے اصل ہوا اور اوہام سے کام چل سکتا ہے؟ اور کیا ایسے اوہام و تخیلات حقائق ثابتہ کے قائم مقام ہو سکتی ہیں ف۵ یعنی جس کا اوڑھنا بچھونا یہی دنیا کی چند روزہ زندگی ہو کہ اس میں جھک ہو کر کبھی خدا کو اور آخرت کو دھیان میں نہ لائے آپ اس کی بکواس کو دھیان میں نہ لاویں وہ خدا سے منہ موڑتا ہے آپ اس کی شرارت اور کجروی کی طرف سے منہ پھیر لیں سمجھانا تھا سو سمجھا دیا ایسی بد طینت اشخاص سے قبول حق کی توقع رکھنا اور ان کے غم میں اپنے کو گھلانا بیکار ہے ان کی سمجھ بس اسی دنیا کے فوری نفع نقصان تک پہنچتی ہے اس سے آگے ان کی رسائی نہیں وہ کیا جانیں کہ مرنے کے بعد مالک حقیقی کی عدالت میں حاضر ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے ان کی تمام تر علمی جدوجہد حیوانات کی طرح پیٹ بھرنے اور شہوت پوری کرنے کے لئے ہے ف۶ یعنی جو گمراہی میں پڑا رہا اور جو راہ پر آیا ان سب کو اور ان کی مخفی استعدادوں کو اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا ہے اسی کے موافق ہو کر رہے گا پس اس کے علم کے خلاف ہرگز واقع نہیں ہو سکتا نیز وہ اپنے علم محیط کے موافق ہر ایک سے ٹھیک ٹھیک اس کے احوال کے مناسب معاملہ کرے گا۔ لہٰذا آپ بے فکر ہو کر ان معاندین کا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی ہر شخص کا حال اس کو معلوم اور زمین و آسمان کی ہر چیز پر اس کا قبضہ پھر نیک و بد کا بدلہ دینے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے بلکہ غور سے دیکھو تو زمین و آسمان کا یہ سارا کارخانہ پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں زندگی کا ایک دوسرا غیر فانی سلسلہ قائم کیا جائے جہاں بروں کو ان کی برائی کا بدلہ ملے اور نیکوں کے ساتھ ان کی بھلائی کے صلہ میں بھلائی کی جائے ف۲ گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا فرق سورۂ نساء کے فوائد میں مفصل گذر چکا۔ "لمم" کی تفسیر میں کئی قول ہیں بعض نے کہا کہ جو خیالات وغیرہ گناہ کے دل میں آئیں مگر ان کو عمل میں نہ لاوے۔ وہ لمم ہیں۔ بعض نے صغیرہ گناہ مراد لئے ہیں بعض نے کہا کہ جس گناہ پر اصرار نہ کرے یا اس کی عادت نہ ٹھہرائے یا جس گناہ سے توبہ کرلے وہ مراد ہے ہمارے نزدیک بہترین تفسیر وہی ہے جو ہم محقق قدس اللہ روحہ نے سورۂ نساء کے فوائد میں اختیار کی ہے لیکن پہلے ترجمہ میں دوسرے معانی کی بھی گنجائش رکھی ہے ف۳ اسی لئے بہت سے چھوٹے موٹے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور توبہ کو قبول کر کے گنہگار کو مایوس نہیں ہونے دیتا اگر ہر چھوٹی بڑی خطا پر پکڑنے لگے تو بندہ کا ٹھکانا کہاں ف۴ یعنی اگر نیکی کی کچھ توفیق اللہ نے دی تو شیخی نہ مارو اور اپنے کو بہت بزرگ نہ بتاؤ وہ سب کی بندگی اور پاکبازی کو خوب جانتا ہے اور اس وقت سے جانتا ہے جب تم نے ہستی کے اس دائرہ میں قدم بھی نہ رکھا تھا آدمی کو چاہئے کہ اپنی اصل کو نہ بھولے جس کی ابتداء مٹی سے تھی پھر بطن مادر کی تاریکی میں ناپاک خون سے پرورش پائی اور اس کے بعد کتنی جسمانی و روحانی کمزوریوں سے دوچار ہوا آخر میں اگر اللہ نے اپنے فضل سے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا تو اس کو اس قدر بڑھ چڑھ کر دعوے کرنے کا استحقاق نہیں، جو واقعی متقی ہوتے ہیں وہ دعوے کرتے ہوئے شرماتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ابھی پوری طرح کمزوریوں سے پاک ہو جانا بشریت کی حد سے باہر ہے کچھ نہ کچھ آلودگی سب کو رہ جاتی ہے الا من عصمہ اللہ ف۵ یعنی اپنی اصل کو بھول کر خالق و مالک حقیقی کی طرف سے منہ پھیر لیا ف۶ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی تھوڑا سا ایمان لانے لگا پھر اس کا دل سخت ہو گیا مجاہد وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں حضور کی باتیں سن کر اس کو اسلام کی طرف تھوڑی سی رغبت ہو چلی تھی اور کفر کی سزا سے ڈر کر قریب تھا کہ مشرف باسلام ہو جائے۔ ایک کافر نے کہا قیامت کی سزا تیرے سب جرائم اپنے اوپر لیتا ہوں تیری طرف سے میں سزا بھگت لوں گا بشرطیکہ اس قدر مال مجھ کو دیا جائے اس نے وعدہ کرلیا اور مقررہ رقم کی کچھ قسط ادا کر کے باقی سے انکار کر دیا، اس صورت میں "واعطیٰ قلیلاً واکدیٰ" کے معنی یہ ہوں گے کہ کچھ مال دیا پھر ہاتھ کھینچ لیا۔ ف۷ یعنی کیا یہ غیب کی بات دیکھ آیا ہے کہ آئندہ اس کو کفر کی سزا نہ ملے گی اور وہ دوسرے کو اپنی جگہ پیش کر کے چھوٹ جائے گا ف۸ یعنی ابراہیمؑ اپنے قول و قرار اور عہد و پیمان کی پابندی میں پورا اترا اور اللہ کے حقوق پوری طرح ادا کئے اور اس کے احکام کی تعمیل میں ذرہ بھر تقصیر نہ کی ف۹ یعنی موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں میں یہ مضمون تھا کہ خدا کے ہاں کوئی مجرم دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی جوابدہی بذات خود کرنا ہوگی۔

ف۱۰ یعنی آدمی جو کچھ کوشش کر کے کماتا ہے وہی اس کا ہے کسی دوسرے کی نیکیاں لے اڑے یہ نہیں ہو سکتا باقی کوئی خود اپنی خوشی سے اپنے بعض حقوق دوسرے کو ادا کردے اور اللہ اس کو منظور کرلے وہ الگ بات ہے جس کی تفصیل حدیث و فقہ سے معلوم ہو سکتی ہے ف۱۱ یعنی ہر ایک کی سعی و کوشش اس کے سامنے رکھ دی جائے گی اور اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ف۱۲ یعنی تمام علوم و افکار اور سلسلۂ وجود کی انتہا اسی پر ہوتی ہے اور سب کو آخر کار اسی کے پاس پہنچنا ہے وہیں سے ہر ایک کو نیکی بدی کا ملے گا ف۱۳ یعنی اس عالم میں تمام متضاد و متقابل احوال اسی نے پیدا کئے ہیں۔ خیر و شر کا خالق وہی ہے خوشی و غم کی کیفیات بھیجنا، ہنسانا، رلانا، مارنا، جلانا اور کسی کو نر اور کسی کو مادہ بنانا اسی کا کام ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ شعریٰ ایک تارا ہے بہت بڑا۔ اس کو بعضے عرب پوجتے تھے ۔ ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی پتھروں کا مینہ ۱۲ منہ رح ف۳ حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے حضرت ان کو سمجھاتے تھے انھوں نے مانگی کچھ نشانی۔ حضرت نے فرمایا دیکھو آسمان کی طرف چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ان میں سے مشرق کو آیا۔ ایک مغرب کو۔ جب خوب دیکھ لیا، پھر آپس میں مل گیا یہ نشانی تھی قیامت کی کہ آگے سب کچھ یوں ہی پھٹے گا ۔۔۔۔۔۔ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ

اور یہ کہ اس پر لازم ہے دوسرا اٹھانا اور یہ کہ اس نے دولت دی اور پونجی اور یہ کہ وہی

اور یہ کہ اس کے ذمہ ہے دوسری دفعہ اٹھانا ف۱ اور یہ کہ اس نے دولت دی اور خزانہ ف۲ اور یہ کہ وہی ہے

رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَاۨ الْاُوْلٰى ۝ وَثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰى ۝ وَ

ہے رب شعریٰ کا ف۱ اور یہ کہ اس نے کھپا دئے عاد اگلے اور ثمود پھر باقی نہ چھوڑا اور

رب شعریٰ کا ف۳ اور یہ کہ اس نے غارت کیا عاد پہلے کو ف۴ اور ثمود کو پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا اور

قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

نوح کی قوم اس سے پہلے وہ تو تھے اور بھی ظالم اور شریر اور الٹی بستی کو

نوح کی قوم کو پہلے ان سے وہ تو تھے ظالم اور شریر ف۵ اور الٹی بستی کو

اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝ هٰذَا

ٹپکا پھر اس پر چھایا جو چھایا ف۱ اب تو کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاوے گا یہ ایک

ٹپک دیا پھر آ پڑا اس پر جو کچھ کہ آ پڑا ف۶ اب تو کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلائے گا ف۷ یہ

نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

ڈرسنانے والا ہے پہلے سنانے والوں میں کا آ پہنچی آنے والی کوئی نہیں اس کو اللہ کے سوا

ایک ڈر سنانے والا ہے پہلے سنانے والوں میں کا ف۸ آ پہنچی آنے والی کوئی نہیں اس کو اللہ کے

اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ

کھول دکھانے والا کیا تم اس بات سے اچنبھا کرتے ہو اور ہنستے ہو اور

سوائے کھول کر دکھانے والا ف۹ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے اور ہنستے ہو

وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ ع

نہیں روتے اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی

اور روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو ف۱۰ سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی ف۱۱

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ قمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچپن آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ

پاس آ لگی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی ٹال دیں اور

پاس آ لگی قیامت اور پھٹ گیا چاند ف۱۲ اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو ٹلا جائیں اور

يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَاۗءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ

اور کہیں یہ جادو ہے چلا آتا ف۱ اور جھٹلایا اور چلے اپنی چاؤں پر اور ہر کام ٹھہر رہا ہے

کہیں یہ جادو ہے پہلے سے چلا آتا ف۱۳ اور جھٹلایا اور چلے اپنی خوشی پر اور ہر کام

ف۱ یعنی جس نے ایک قطرۂ آب سے نر و مادہ پیدا کر دئے، دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے اور یہ درمیان میں ایک پیدائش سے دوسری پیدائش پر تنبیہ کر دیا) ف۲ یعنی مال، خزانہ، جائداد یہ سب اسی کی دی ہوئی ہیں اور بعض نے "اغنیٰ" کے معنی "افقر" کئے ہیں۔ یعنی اسی نے کسی کو غنی اور کسی کو فقیر بنا دیا۔ یہ معنی پہلے سیاق کے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ متقابل چیزوں کا ذکر چلا آ رہا ہے اور اگر پہلا مطلب لیا جائے تو اس کے مقابل ایہلاک کو رکھا جائے جس کا ذکر آگے آتا ہے یعنی خزانے اور مال و دولت دیکر وہی بڑھاتا ہے اور وہی بڑی بڑی دولت مند اور طاقتور قوموں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے ف۳ "شعریٰ" ایک بہت بڑا ستارہ ہے جس کو بعض عرب پوجتے تھے اور سمجھتے تھے کہ عالم کے احوال میں اس کی بہت بڑی تاثیر ہے یہاں بتلا دیا کہ "شعریٰ" کا رب بھی اللہ ہے۔ دنیا کے تمام اشیاء اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ "شعریٰ" غریب بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح اس کا حکم بجا لاتا ہے۔ اس میں مستقل تاثیر کچھ بھی نہیں ف۴ یعنی حضرت ہود علیہ السلام کی قوم ف۵ کہ سینکڑوں برس تک خدا کے پیغمبر نوح علیہ السلام کو سخت ترین ایذائیں پہنچاتے رہے، جن کو پڑھ کر کلیجہ پھٹتا ہے اور آنیوالوں کیلئے بری راہ ڈال دئے گئے ف۶ یعنی پتھروں کا مینہ، یہ قوم لوط کی بستیوں کا ذکر ہے، ف۷ یعنی ایسے مفسد ظالموں اور باغیوں کا تباہ کر ڈالنا بھی اللہ کا بڑا بھاری انعام ہے، کیا ایسی نعمتوں کو دیکھ کر بھی انسان اپنے رب کو جھٹلاتا ہی رہے گا ف۸ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجرموں کو اسی طرح برے انجام سے ڈرانے والے ہیں جیسے ان سے بیشتر دوسرے نبی ڈرا چکے ہیں ف۹ یعنی قیامت قریب ہی آ لگی ہے جس کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کوئی کھول کر نہیں بتا سکتا اور جب وقت معین آ جائے تو کوئی طاقت اس کو دفع نہیں کر سکتی، اللہ ہی چاہے تو بے شک روکا جا سکتا ہے نہیں ۔ ف۱۰ یعنی قیامت اور اس کے قرب کا ذکر سن کر چاہئے تھا کہ خوف خدا سے روتے اور گھبرا کر اپنے بچاؤ کی تیاری کرتے۔ مگر تم اس کے برخلاف تعجب کرتے اور ہنستے ہو اور غافل و بے فکر ہو کر کھلاڑیاں کرتے ہو ف۱۱ یعنی غافل کو زیبا نہیں کہ انجام سے غافل ہو کر بیہودہ و خرافات کی باتوں پر ہنسے اور مذاق اڑائے بلکہ لازم ہے کہ بندگی کی راہ اختیار کرے اور مطیع و منقاد ہو کر حسین نیاز خداوند قہار کے سامنے جھکا دے۔

(تنبیہ: روایات میں ہے کہ سورۂ نجم پڑھ کر آپ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمان اور مشرک جو حاضر تھے سجدہ میں گر پڑے حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ اس وقت سب کو ایک تجلی الٰہیہ نے گھیر لیا تھا، گویا ایک غیبی اور قہری تصرف سے مضطر کر دیا سب کو سر بسجود ہونا پڑا صرف ایک بدبخت جس کے دل پر سخت مہر تھی اس نے سجدہ نہ کیا مگر زمین سے تھوڑی سی مٹی اٹھا کر اس نے بھی پیشانی کو لگالی اور کہا کہ مجھے اس قدر کافی ہے۔

(تم سورۃ النجم وللہ الحمد والمنۃ)

ف۱۲ ہجرت سے پیشتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "منیٰ" میں تشریف فرما تھے۔ کفار کا مجمع تھا انھوں نے آپ سے کوئی نشانی طلب کی آپ نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ ناگاہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا ان میں سے مغرب کی اور دوسرا مشرق کی طرف چلا گیا بیچ میں پہاڑ حائل تھا۔ جب سب نے اچھی طرح یہ معجزہ دیکھ لیا، دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔ کفار کہنے لگے کہ محمد نے چاند پر یا ہم پر جادو کر دیا ہے۔ اس معجزہ کو "شق القمر" کہتے ہیں اور یہ ایک نمونہ اور نشانی تھی قیامت کی کہ آگے سب چیزیں یوں ہی پھٹے گا جیسا دی اور ابن کثیر وغیرہ نے اس واقعہ کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے اور کسی دلیل عقلی سے آج تک اس طرح کے واقعات کا محال ہونا ثابت نہیں کیا جا سکا اور محض استبعاد کی بنا پر ایسی قطعی الثبوت چیز کو رد نہیں کیا جا سکتا بلکہ استبعاد تو اعجاز کے لئے لازم ہے۔ روزمرہ کے معمولی واقعات کو "معجزہ" کون کہے گا (ملاحظہ ہو ہمارا مستقل مضمون جو معجزات و خوارق عادات کے متعلق "المحمود" میں شائع ہوا ہے) باقی یہ کہنا کہ "شق القمر" اگر واقع ہوا ہوتا تو تاریخوں میں اس کا وجود کیوں نہیں۔ تو یاد رہے کہ یہ قصہ رات کا ہے بعض ملکوں میں تو اختلاف مطالع کی وجہ سے اس وقت دن ہوگا اور بعض جگہ آدھی رات ہوگی۔ لوگ عموماً سوتے ہوں گے اور جہاں بیدار ہوں گے اور کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوں گے تو عادۃً یہ ضروری نہیں کہ سب آسمان کی طرف تک رہے ہوں، زمین پر جو چاندنی پھیلی ہوئی ہے بشرطیکہ مطلع صاف ہو، اس میں دو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، پھر تھوڑی دیر کا قصہ تھا ہم دیکھتے ہیں کہ بارہا چاند گہن ہوتا ہے اور خاصہ ۔۔۔ رہتا ہے۔ لیکن لاکھوں انسانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اور اس زمانہ میں آج کل کی طرح رصد وغیرہ کے اتنے وسیع و مکمل انتظامات اور تقاویم (جنتریوں) کی اس قدر اشاعت بھی نہ تھی بہرحال تاریخوں میں مذکور نہ ہونے سے ۔۔۔ نہیں ہو سکتی۔ بایں ہمہ "تاریخ فرشتہ" وغیرہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ہندوستان میں مہاراجہ "مالیبار" کے اسلام کا سبب اسی واقعہ کو لکھتے ہیں ف۱۳ یعنی اس طرح کے جادو مدعیان نبوت نے پہلے بھی ۔۔۔ پھر جس طرح وہ جاتے رہے یہ بھی جاتا رہے گا۔

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱ یعنی ان کا عذاب بھی ایک وقت آوے گا ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی حساب کو ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی حضرت نوح ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی دنیا میں تب سے کشتی رہی یا وہ کشتی رہ گئی جودی پہاڑ پر نظر آتی۔ قرنوں تک اس امت کے بھی لوگوں نے دیکھی ۱۲ منہ رح ـــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُم مِّنَ الْاَنۢبَآءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ

وقت پر ف۱ اور پہنچ چکے ہیں ان کو احوال جتنے میں ڈانٹ ہو سکتی ہے پوری عقل کی بات ہے

ٹھہرا کرکھا ہو وقت پر ف۱ اور پہنچ چکے ہیں ان کے پاس احوال جن میں ڈانٹ ہو سکتی ہے ف۲ پوری عقل کی بات ہے

فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝

پھر کام نہیں کرتے ڈر سنانے والے سو تو ہٹ آ ان کی طرف سے جس دن پکارے پکارنے والا ایک چیز ان دیکھی کو ف۲

پھر ان میں کام نہیں کرتے ڈر سنانے والے سو تو ہٹ آ ان کی طرف سے ف۳ جس دن پکارے پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف ف۴

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝

نیچی آنکھیں نکل پڑیں قبروں سے جیسے ٹڈی بکھر پڑی ہے

آنکھیں جھکائے ف۵ نکل پڑیں قبروں سے جیسے ٹڈی پھیلی ہوئی

مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ كَذَّبَتْ

دوڑتے جاویں پکارنے والے کے پاس کہتے منکر یہ دن مشکل آیا جھٹلا

دوڑتے جائیں اس پکارنے والے کے پاس ف۶ کہتے جائیں منکر یہ دن مشکل آیا ف۷ جھٹلا چکی ہے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗٓ

چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم پھر جھوٹا کہا ہمارے بندے کو اور بولے دیوانہ ہے اور جھڑک لیا پھر اس نے پکارا اپنے

ان سے پہلے نوح کی قوم پھر جھوٹا کہا ہمارے بندے کو اور بولے دیوانہ ہے اور جھڑک دیا اس کو ف۸ پھر پکارا اپنے رب کو

اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝

رب کو کہ میں دب گیا ہوں تو بدلا لے پھر ہم نے کھول دیئے آسمان پانی کے ریلے سے

کہ میں عاجز ہو گیا ہوں تو بدلا لے ف۹ پھر ہم نے کھول دیئے دہانے آسمان کی پانی ٹوٹ کر برسنے والے سے

وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنٰهُ

اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہر رہا تھا اور سوار کیا

اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا سب پانی ایک کام پر جو ٹھہر چکا تھا ف۱۰ اور ہم نے اس کو سوار

عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ

اس کو ایک تختوں اور کیلوں والی پر بہتی ہماری آنکھوں کے سامنے بدلا اس کی طرف سے جس کی قدر

کر دیا ایک تختوں اور کیلوں والی پر بہتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے ف۱۱ بدلا لینے کو اس کی طرف سے جس کی

كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ

نہ جانی تھی ف۳ اور اس کو ہم نے رہنے دیا نشانی کو پھر کوئی ہے سوچنے والا ف۴ پھر کیسا تھا میرا عذاب

قدر نہ جانی تھی ف۱۲ اور اس کو ہم نے رہنے دیا نشانی کے لئے پھر کوئی ہے سوچنے والا ف۱۳ پھر کیسا تھا میرا عذاب

وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ

اور میرا ڈرانا اور ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا

اور میرا کھڑکھڑانا ف۱۴ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا ف۱۵ جھٹلایا

عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا

عاد نے پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا ہم نے بھیجی ان پر باؤ سناٹے کی

عاد نے پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی ان پر ہوا تند

منزل ۷

ف۱ یعنی ان کا عذاب بھی اپنے وقت پر آ کر رہے گا۔ اور اللہ کے علم میں ان کی جو گمراہی اور ہلاکت ٹھہر چکی ہے وہ کسی صورت سے ٹلنے والی نہیں۔ ف۲ یعنی قرآن کے ذریعہ سے ہر قوم کے احوال اور تباہ شدہ قوموں کے واقعات معلوم کرائے جا چکے ہیں۔ جن میں اگر غور کریں تو عذاب الٰہی کی طرف سے بڑی ڈانٹ ہے۔ ف۳ یعنی قرآن کریم پوری حکمت اور عقل کی باتوں کا مجموعہ ہے، کوئی ذرا نیک نیتی سے توجہ کرے تو دل میں اتر تی چلی جائیں مگر افسوس اتنے سامان ہدایت کی موجودگی میں ان پر کچھ اثر نہیں۔ کوئی نصیحت و فہمائش وہاں کام نہیں دیتی۔ کتنا ہی سمجھائے جاؤ نتیجہ یہ ہے جو کہ نہیں مانتی لہٰذا ایسے سنگ دل بدبختوں کو آپ بھی منہ نہ لگایئے۔ آپ فرض تبلیغ و دعوت بااحسن اسلوب ادا کر چکے اب زیادہ تعاقب آپ کی ضرورت نہیں۔ ان کو ان کے ٹھکانے کی طرف چلنے دیں ف۴ یعنی میدان حشر کی طرف حساب دینے کو ف۵ یعنی اس وقت خوف و ہیبت کے مارے ذلت و ندامت کے ساتھ آنکھیں جھکائے ہوں گے ف۶ یعنی تمام اگلے پچھلے قبروں سے نکل کر ٹڈی دل کی طرح پھیل پڑیں گے اور خداوند قدوس کی عدالت میں حاضری دینے کے لئے تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوں گے ف۷ یعنی اس دن کے ہولناک احوال و شدائد اور اپنے جرائم کا تصور کر کے کہیں گے کہ یہ دن بڑا سخت آیا ہے دیکھئے آج کیا گذرے گی۔ آگے بتلاتے ہیں کہ قیامت اور آخرت کا عذاب تو اپنے وقت پر آئے گا بہت سے مکذبین کے لئے اس سے پہلے دنیا ہی میں ایک سخت دن آ چکا ہے ف۸ کہنے لگے اے نوح! اگر تم اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو تم کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ گویا دھمکیوں ہی میں اس کی بات رلا دی اور بعض نے "وازدجر" کے معنی یوں کئے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔ آسیب زدہ جن اس کی عقل لے اڑے ہیں (العیاذ باللہ) ف۹ یعنی سینکڑوں برس سمجھانے پر بھی جب کوئی نہ سیدھا تو بددعا کی اور کہا کہ اے پروردگار! میں ان سے عاجز آ چکا ہوں، ہدایت و فہمائش کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اب آپ اپنے دین اور پیغمبر کا بدلہ لیجئے اور زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑیئے ف۱۰ یعنی پانی اس قدر ٹوٹ کر برسا، گویا آسمان کے دہانے کھل گئے اور نیچے سے زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ اتنا پانی ابلا گویا ساری زمین چشموں کا مجموعہ بن کر رہ گئی۔ پھر اوپر اور نیچے کا یہ سب پانی مل کر اس کام کے لئے اکٹھا ہو گیا جو پہلے سے اللہ کے ہاں ٹھہر چکا تھا یعنی قوم نوح کی ہلاکت اور غرقابی ف۱۱ یعنی اس ہولناک طوفان کے وقت نوح کی کشتی ہماری حفاظت اور نگرانی میں نہایت امن چین سے چل رہی تھی ف۱۲ یعنی نوح علیہ السلام کی بے قدری کی اور اللہ کی باتوں کا انکار کیا یہ اس کی سزا ملی ف۱۳ یعنی سوچنے والوں کیلئے اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ آج کشتی کا وجود دنیا میں اس کشتی کے قصہ کو یاد دلانے والا، اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا نشان ہے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ بعینہ وہی کشتی نوح کے بعد مدت تک رہی "جودی" پہاڑ پر نظر آتی تھی، اس امت کے لوگوں نے بھی دیکھی۔ واللہ اعلم ف۱۴ یعنی دیکھ لیا میرا عذاب کیسا ہولناک اور میرا ڈرانا کس قدر سچا ہے۔ ف۱۵ یعنی قرآن سے نصیحت حاصل کرنا بالکل آسان ہے کیونکہ جو مضامین ترغیب و ترہیب اور انذار و تبشیر سے متعلق ہیں وہ بالکل صاف سہل اور موثر ہیں پر کوئی سوچنے سمجھنے کا ارادہ کرے تو سمجھے (تنبیہ) آیت کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن محض ایک سطحی کتاب ہے جس کے اندر کوئی دقائق و غوامض نہیں۔ اس علیم و خبیر کے کلام کی نسبت ایسا گمان کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ فرض کر لیا جائے کہ جب اللہ رب العزت کلام کرتا ہے تو معاذ اللہ اپنے غیر متناہی علوم سے کورا ہو جاتا ہے؟ یقیناً اس کے کلام میں وہ گہری حقائق اور باریکیاں ہوں گی جن کو کسی دوسرے کلام میں تلاش کرنا بیکار ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے "لا تنقضی عجائبہ" قرآن کے عجائب و اسرار کبھی ختم ہونے والے نہیں، علمائے امت و علمائے ملت نے اس کتاب کے دقائق و اسرار کا پتہ لگانے اور ہزار ہا احکام مستنبط کرنے میں عمریں صرف کر دیں، تب بھی اس کی آخری تہ تک نہیں پہنچ سکے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فِىْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝

ایک نحوست کے دن جو چلی گئی ف۱ اکھاڑ مارتی لوگوں کو جیسے وہ جڑیں کھجور کی ہیں اکھڑی پڑی

ایک نحوست کے دن جو چلے گئے ف۱ اکھاڑ مارا لوگوں کو گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی ف۲

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا اور ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی

پھر کیسا رہا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی

مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ

سوچنے والا جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانے میں پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم میں کا اکیلا ہم اسکے کہنے پر چلیں گے

سوچنے والا جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانیوالوں کو ف۳ پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم میں کا اکیلا ہم اسکے کہنے پر چلیں گے

اِنَّآ اِذًا لَّفِىْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِىَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ

تو ہم غلطی میں پڑے اور سودا میں کیا اتری ایسے پر سمجھوتی ہم سب میں سے کوئی نہیں یہ

تو تو ہم غلطی میں پڑے اور سودا میں ف۴ کیا اتری اسی پر نصیحت ہم سب میں سے کوئی نہیں یہ

كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝ اِنَّا مُرْسِلُوا

جھوٹا ہے بڑائی مارتا اب جان لیں گے کل کو کون ہے جھوٹا بڑائی مارتا ہم بھیجتے ہیں

جھوٹا ہے بڑائی مارتا ہے ف۵ اب جان لیں گے کل کو کون ہے جھوٹا بڑائی مارنے والا ف۶ ہم بھیجتے ہیں

النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ

اونٹنی ان کے جانچنے کو سو دیکھتا رہ ان کو اور ٹھہرا رہ اور سنا دے ان کو کہ پانی کا

اونٹنی ان کے جانچنے کے واسطے ف۷ سو انتظار کر ان کا اور سہارا رہ ف۸ اور سنا دے ان کو کہ پانی کا

قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى

بانٹا ہے ان میں ہر باری پر پہنچنا ہے ف۲ پھر پکارا اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا اور

بانٹا ہے ان میں ہر باری پر پہنچنا چاہیے ف۹ پھر پکارا انھوں نے اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا

فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

کاٹا ف۳ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈر کا ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ

اور کاٹ ڈالا ف۱۰ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ

وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

پھر رہ گئے جیسے روندی باڑ کانٹوں کی اور ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو

پھر رہ گئے جیسے روندی ہوئی باڑ کانٹوں کی ف۱۱ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلائے لوط کی قوم نے ڈر سنانے ہم نے بھیجی ان پر باؤ

پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا لوط کی قوم نے ڈر سنانیوالوں کو ف۱۲ ہم نے بھیجی ان پر

حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ

پتھراؤ کی سوا لوط کے گھر کے ان کو بچا دیا ہم نے پچھلی رات سے فضل سے اپنی طرف کے ہم یوں

آندھی پتھر برسانے والی سوائے لوط کے گھر کے ان کو ہم نے بچا دیا پچھلی رات سے فضل سے اپنی طرف کے ہم یوں

ع ۲۴

ف۱ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی نحوست نہ اٹھی جب تک تمام نہ ہوچکے اور یہ نحوست کا دن ان ہی کے حق میں تھا، یہ نہیں کہ ہمیشہ کو"۔ وہ دن منحوس سمجھ لئے جائیں، جیسا کہ جاہلوں میں مشہور ہے اور اگر وہ دن عذاب آنے کی وجہ سے ہمیشہ کیلئے منحوس بن گیا ہے تو مبارک دن کون سا بچے گا۔ قرآن کریم میں تصریح ہے کہ وہ عذاب سات رات اور آٹھ دن برابر رہا، بتلائے اب ہفتہ کے دنوں میں کون سا دن نحوست سے خالی رہے گا ف۲ "قوم عاد کے لوگ بڑے تنومند اور قد آور تھے لیکن ہوا کا جھکڑ ان کو اٹھا کر اس طرح زمین پر پٹکتا تھا جیسے کھجور کا تنہ جڑ سے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا جائے ف۳ یعنی حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا، اور ایک نبی کا جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے۔ کیونکہ اصول دین میں سب ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں ف۴ یعنی کوئی آسمان کا فرشتہ نہیں، بلکہ ہم ہی جیسا ایک آدمی اور وہ بھی اکیلا جس کے ساتھ کوئی قوت اور جتھا نہیں، چاہتا ہے کہ ہمیں دبا لے اور سب کو اپنا تابع بنالے۔ یہ کبھی نہ ہوگا، اگر ہم اس پھندے میں پھنس جائیں تو ہماری بڑی غلطی اور حماقت یا جنون ہوگا۔ وہ تو ہم کو ڈراتا ہے کہ مجھے نہ مانو گے تو آگ میں گرو گے اور واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم اس کے تابع ہوجائیں تو گویا خود اپنے کو آگ میں گرا رہے ہیں ف۵ یعنی پیغمبری کرنے کو بس یہی رہ گیا تھا؟ سب جھوٹ ہے۔ خواہ مخواہ بڑائی مارتا ہے کہ خدا نے مجھے اپنا رسول بنادیا اور ساری قوم کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے ف۶ یعنی بہت جلد معلوم ہوا چاہتا ہے کہ دونوں فریق میں جھوٹا اور بڑائی مارنے والا کون ہے ف۷ یعنی ان کی فرمائش کے موافق ہم پتھر سے اونٹنی نکال کر بھیجتے ہیں۔ اس کے ذریعہ سے جانچا جائیگا کہ کون اللہ و رسول کی بات مانتا ہے اور کون نفس کی خواہش پر چلتا ہے ف۸ یعنی دیکھتا رہ کیا نتیجہ نکلتا ہے ف۹ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "وہ اونٹنی جس پانی پر جاتی سب جانور بھاگتے، تو اللہ نے باری ٹھہرادی کہ ایک دن وہ جائے اور ایک دن سب جانور" ف۱۰ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ایک بدکار عورت تھی، ان کے مواشی بہت تھے، اپنے ایک آشنا کو اکسا دیا۔ اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں" ف۱۱ فرشتے نے ایک چیخ ماری، کلیجے پھٹ گئے، اور سب چورا ہوکر رہ گئے جیسے کھیت کے گرد کانٹوں کی باڑ لگا دیتے ہیں، اور چند روز کے بعد پامال ہوکر اس کا چورا ہوجاتا ہے ف۱۲ یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اور ایک نبی کی تکذیب سب انبیاء کی تکذیب ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ○ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○

بدلا دیتے ہیں اس کو جو حق مانے اور وہ ڈرا چکا ان کو ہماری پکڑ سے پھر لگے مکرانے ڈر کا

بدلا دیتے ہیں اس کو جو حق مانے ف۱ اور ڈرا چکا تھا ان کو ہماری پکڑ سے پھر لگے مکرانے ڈرانے کو ف۲

وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي

اور اس سے لینے لگے اس کے مہمان پھر ہم نے کھو دیں ان کی آنکھیں اب چکھو میرا عذاب

اور اس سے لینے لگے اس کے مہمانوں کو پس ہم نے مٹا دیں ان کی آنکھیں اب چکھو میرا عذاب

وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ○ فَذُوقُوا

اور ڈر کا اور پڑا ان پر صبح کو سویرے عذاب جو ٹھہر رہا تھا اب چکھو میرا

اور میرا ڈرانا ف۳ اور پڑا ان پر صبح کو سویرے عذاب جو ٹھہر چکا تھا اب چکھو میرا عذاب

عَذَابِي وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ○ ع ۱۸ ۹

عذاب اور میرا ڈر کا اور ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

اور میرا ڈرانا ف۴ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ○ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ

اور پہنچے فرعون والوں پاس ڈر کے جھٹلائیں ہماری نشانیاں ساری پھر پکڑا ہم نے ان کو

اور پہنچے فرعون والوں کے پاس ڈرانے والے ف۵ جھٹلایا انھوں نے ہماری نشانیوں کو سب کو پھر پکڑا ہم نے انکو

عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ ○ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي

پکڑنا زبردست کی قابو میں لیکر اب تم میں جو منکر ہیں کچھ بہتر ہیں ان سب سے یا تم کو فارغ خطی لکھی گئی ورقوں

پکڑنا زبردست کا قابو میں لیکر ف۶ اب تم میں جو منکر ہیں کیا یہ بہتر ہیں ان سب سے یا تمہارے لئے فارغ خطی لکھ دی گئی

الزُّبُرِ ○ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُنْتَصِرٌ ○ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ

میں کیا کہتے ہیں کہ ہم سب کا میل ہے بدلا لینے والے اب شکست کھاوے گا یہ میل اور

ورقوں میں کیا کہتے ہیں ہم سب کا مجمع ہے بدلا لینے والے کا ف۷ اب شکست کھائے گا یہ مجمع

يُوَلُّونَ الدُّبُرَ ○ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ○

بھاگیں گے پیٹھ دیکر بلکہ وہ گھڑی ہے ان کے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی

بھاگیں پیٹھ پھیر کر ف۸ بلکہ قیامت ہے ان کے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی ف۹

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ○ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ

جو لوگ گناہگار ہیں غلطی میں ہیں اور سودا میں جس دن گھسیٹے جاویں گے آگ میں

جو لوگ گنہگار ہیں غلطی میں پڑے ہیں اور سودا میں جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں

وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ○ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ○ وَ

اوندھے منہ چکھو مزہ آگ کا ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر اور

اوندھے منہ چکھو مزا آگ کا ف۱۰ ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر ف۱۱ اور

مَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا

ہمارا کام یہی ایک دم کی بات ہے جیسے لپک نگاہ کی اور ہم کھپا چکے ہیں

ہمارا کام تو یہی ایک دم کی بات ہے جیسے پلک نگاہ کی ف۱۲ اور ہم برباد کر چکے ہیں

ف۱ یعنی وہ پچھلی رات میں اپنے گھر والوں کو لیکر صاف نکل گئے۔ ان کو ہم نے عذاب کی ذرا بھی آنچ نہ لگنے دی اور یہ ہی ہماری عادت ہے حق شناس اور شکر گذار بندوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں ف۲ یعنی اس کی باتوں میں واہی تباہی شبہے اور جھگڑے کھڑے کر کے جھٹلانے لگے ف۳ یعنی فرشتے جو حسین لڑکوں کی شکل میں آئے تھے ان کو آدمی سمجھ کر اپنے خوئے بد کی وجہ سے قبضہ کرنا چاہا۔ ہم نے ان کو اندھا کر دیا کہ ادھر ادھر دھکے کھاتے پھرتے تھے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اور کہا لو! پہلے اس عذاب کا مزہ چکھو ف۴ یعنی اندھا کرنے کے بعد ان کی بستیاں الٹ دی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ اس چھوٹے عذاب کے بعد یہ بڑا عذاب تھا ف۵ حضرت موسیٰ اور ہارون اور ان کے ڈرانے والے نشان ف۶ یعنی خدا کی پکڑ بڑے زبردست کی پکڑ تھی جس کے قابو سے نکل کر کوئی بھاگ نہیں سکتا دیکھ لو تمام فرعونیوں کا بیڑہ کس طرح بحر قلزم میں غرق کیا کہ ایک بھی بچ کر نہ نکل سکا ف۷ گذشتہ اقوام کے واقعات سنا کر موجودہ لوگوں کو خطاب ہے یعنی تم میں کے کافر کیا ان پہلے کافروں سے کچھ اچھے ہیں جو کفر و طغیان کی سزا میں تباہ نہیں کئے جائیں گے؟ یا اللہ کے ہاں سے کوئی پروانہ لکھ دیا گیا ہے کہ تم جو چاہو شرارت کرتے رہو سزا نہیں ملے گی؟ یا یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہمارا مجمع اور جتھا بہت بڑا اور سب مل کر جب ایک دوسرے کی مدد پر آ جائیں گے تو سب سے بدلہ لیکر چھوڑیں گے، اور کسی کو اپنے مقابلہ میں کامیاب نہ ہونے دیں گے؟ ف۸ یعنی عنقریب ان کو اپنے مجمع کی حقیقت کھل جائے گی جب مسلمانوں کے سامنے سے شکست کھا کر اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ چنانچہ "بدر" اور "احزاب" میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ آیت جاری تھی "سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ" ف۹ یعنی یہاں کیا شکست کھائیں گے۔ انکی اصلی شکست کا وقت تو وہ ہوگا جب قیامت سر پر آ کھڑی ہوگی۔ وہ بہت سخت مصیبت کا وقت ہوگا ف۱۰ یعنی اس وقت غفلت کے نشہ میں پاگل بن رہے ہیں۔ یہ سودا دماغ میں سے اس وقت نکلے گا جب اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ لو! اب ذرا اس کا مزہ چکھو ف۱۱ یعنی ہر چیز جو پیش آنیوالی ہے، اللہ کے علم میں پہلے سے ٹھہر چکی ہے، دنیا کی عمر اور قیامت کا وقت بھی اس کے علم میں ٹھہرا ہوا ہے، اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا ف۱۲ یعنی ہم چشم زدن میں جو چاہیں کر ڈالیں کسی چیز کے بنانے یا بگاڑنے میں ہم کو دیر نہیں لگتی اور نہ کچھ مشقت ہوتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ـــ اس سورہ کا نازل ہونیکا سبب جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو رحمٰن کے نام کی خبر دی انھوں نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ مکہ کے لوگ ... کہتے تھے کہ فلانے فلانے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن پہنچاتے ہیں ان کے قول کے رد کو یہ سورت اتری، تفسیر حسینی میں یوں لکھا ہے ...... ف۱ یعنی جن اور انس ۱۲ منہ رح ـــــ از شاہ عبد القادر صاحب رح

أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۝

تمھارے ساتھ والوں کو پھر ہے کوئی سوچنے والا اور جو چیز انھوں نے کی ہے لکھی گئی ورقوں میں

تمھارے ساتھ والوں کو پھر ہے کوئی سوچنے والا ف اور جو چیز انھوں نے کی ہے لکھی گئی ورقوں میں ف

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَ

اور ہر چھوٹی اور بڑی لکھنے میں آچکی . جو لوگ ڈر والے ہیں باغوں میں ہیں اور

اور ہر چھوٹا اور بڑا لکھا جاچکا ف جو لوگ ڈرنیوالے ہیں باغوں میں ہیں اور

نَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

نہروں میں بیٹھے سچی بیٹھک میں بادشاہ پاس جس کا سب پر قبضہ

نہروں میں بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے ف

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُونَ آيَةً وَّثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورۃ رحمٰن مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھتر آیتیں تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

رحمٰن نے سکھایا قرآن بنایا آدمی پھر سکھائی اس کو بات

رحمٰن نے سکھلایا قرآن ف بنایا آدمی پھر سکھایا اس کو بات کرنا ف

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝ وَالسَّمَاءَ

سورج اور چاند کو ایک حساب ہے اور جھاڑ اور درخت لگے ہیں سجدے میں اور آسمان کو

سورج اور چاند کے لئے ایک حساب ہے ف اور جھاڑ اور درخت مشغول ہیں سجدہ میں ف اور آسمانوں کو

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ

اونچا کیا اور رکھی ترازو کہ مت زیادتی کرو ترازو میں اور سیدھی ترازو تولو

اونچا کیا اور رکھی ترازو کہ زیادتی نہ کرو ترازو میں اور سیدھی ترازو تولو

بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۝

انصاف سے اور مت گھٹاؤ تول اور زمین بچھائی خلق کے واسطے

انصاف سے اور مت گھٹاؤ تول کو ف اور زمین کو بچھایا واسطے خلق کے ف

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اس میں میوہ ہے اور کھجوریں جن کے میوہ پر غلاف اور اناج جس کے ساتھ بھس ہے اور

اس میں میوہ ہے اور کھجوریں جن کے میوہ پر غلاف اور اس میں اناج ہے جس کے ساتھ بھس ہے

وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ خَلَقَ الْإِنسَانَ

پھول خوشبو پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ف بنایا آدمی

اور پھول خوشبودار ف۱۱ تم کیا کیا نعمتیں رب اپنے کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ف۱۲ بنایا آدمی کو

ف۱ یعنی تمھاری تماش کے بہت سے کافروں کو پہلے تباہ کر چکے ہیں پھر تم میں کوئی ہے سوچنے والا نہیں کہ ایکے حال سے عبرت حاصل کرے ف۲ یعنی ہر ایک کی بدی عمل کے بعد ان کے اعمالناموں میں لکھی گئی ہے. وقت پر ساری مسل سامنے کردی جائیگی ف۳ یعنی اس سے قبل ہر چھوٹی بڑی چیز کی تفصیل "لوح محفوظ" میں لکھی جاچکی ہے. تمام ذخائر مرتب ہیں، کوئی چھوٹی موٹی چیز بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتی ف۴ مجرمین کے بعد متقین کا انجام بیان فرمایا کہ وہ اپنی سچائی کی بدولت اللہ و رسول کے سچے وعدوں کے موافق ایک پسندیدہ مقام میں پہونچیں گے جہاں اس شہنشاہ مطلق کا قرب حاصل ہوگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَمِينٌ ... فَاسْجُدْ فِي الدُّنْيَا اِذْ نُوبِيْ وَكُنْ لِّيْ ... آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. تم سورۃ والقمر وللّٰہ الحمد والمنۃ ف۵ جو اس کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت و رحمت ہے، انسان کی بساط اور اس کے ظرف پر خیال کرو اور علم قرآن کے اس دریائے ناپیدا کنار کو دیکھو، بلا شبہ ایسی ضعیف البنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنا دینا رحمٰن ہی کا کام ہو سکتا ہے، ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا کا کلام۔ (تنبیہ) سورۂ نجم میں فرمایا تھا وہ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى، یہاں کھول دیا کہ قرآن کا اصلی معلم اللہ ہے گو فرشتہ کے توسط سے ہو ف۶ "ایجاد" (وجود عطا فرمانا) اللہ کی بڑی نعمت بلکہ نعمتوں کی جڑ ہے. اس کی دو قسمیں ہیں، ایجاد ذات اور ایجاد صفت، تو اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ذات کو پیدا کیا۔ اور علم بیان کی صفت بھی رکھی یعنی قدرت دی کہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت صفائی اور حسن خوبی سے ادا کر سکے۔ اور دوسروں کی بات سمجھ سکے۔ اسی صفت کے ذریعہ سے وہ قرآن سیکھتا سکھاتا ہے۔ اور خیر و شر، ہدایت و ضلالت، ایمان و کفر اور دنیا و آخرت کی باتوں کو واضح طور پر سمجھتا اور سمجھاتا ہے ف۷ یعنی دونوں کا طلوع و غروب گھٹنا اور بڑھنا یا ایک حالت پر قائم رہنا پھر ان کے ذریعہ فصول و موسم کا بدلنا اور سفلیات پر مختلف طرح سے اثر ڈالنا یہ سب کچھ ایک خاص حساب اور ضابطہ اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے دائرہ سے باہر قدم رکھ سکیں اور اپنے خالق و مالک کے دئے ہوئے احکام سے روگردانی کر سکیں اس نے اپنے بندوں کی جو خدمات ان دونوں کے سپرد کر دی ہیں ان میں کوتاہی نہیں کر سکتے، ہمہ وقت ہماری خدمت میں مشغول ہیں ف۸ یعنی علویات کی طرح سفلیات بھی اپنے مالک کی مطیع و منقاد ہیں۔ چھوٹے جھاڑ زمین پر پھیلی ہوئی بیلیں اور اونچے درخت سب اس کے حکم تکوینی کے سامنے سربسجود ہیں، بندہ ان کو اپنے کام میں لائیں تو انکار نہیں کر سکتے ف۹ اوپر سے دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوتے چلے آ رہے تھے، یہاں بھی آسمان کی بلندی کے ساتھ آگے زمین کی پستی کا ذکر ہے درمیان میں میزان ترازو کا ذکر شاید اس لئے ہو کہ عموماً ترازو کو تولتے وقت آسمان و زمین کے درمیان معلق رکھنا پڑتا ہے، یہ اس تقدیر پر ہے کہ میزان سے مراد ظاہری اور حسی ترازو ہو، چونکہ اس کے ساتھ بہت سے معاملات کی درستی اور حقوق کی حفاظت وابستہ تھی اس لئے ہدایت فرما دی کہ وضع میزان کی یہ غرض جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ نہ لیتے وقت زیادہ تولو نہ دیتے وقت کم، ترازو کے دونوں پلے اور باٹ بھی میں کمی بیشی نہ ہو نہ تولتے وقت ڈنڈی ماری جائے بلکہ بدون کمی بیشی کے دیانتداری کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک تولا جائے (تنبیہ) اکثر سلف نے وضع میزان سے اس جگہ عدل کا قائم کرنا مراد لیا ہے یعنی اس نے آسمان سے زمین تک ہر چیز کو حق و عدل کی بنیاد پر اعلیٰ درجہ کی توازن و تناسب کے ساتھ قائم کیا، اگر عدل و حق ملحوظ نہ ہو تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے لہٰذا ضروری ہے کہ بندے بھی عدل و حق کے جادہ پر مستقیم رہیں اور انصاف کی ترازو کو اٹھنے یا جھکنے نہ دیں، نہ کسی پر زیادتی کریں نہ کسی کا حق دبائیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں ف۱۰ کہ اس پر آرام سے چلیں پھریں اور کاروبار جاری رکھیں۔ ف۱۱ یعنی پھل میوے بھی زمین سے نکلتے ہیں اور غلہ اناج بھی، پھر غلہ میں دو چیزیں ہیں۔ دانہ جو انسانوں کی غذا ہے اور بھوسہ جانوروں کے لئے اور بعض چیزیں زمین سے وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام میں نہیں آتیں لیکن ان کی خوشبو وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ف۱۲ یعنی اے جن و انس! اوپر کی آیات میں تمھارے رب کی جو عظیم الشان نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں بیان کی گئیں، تم ان میں سے کس کس کے جھٹلانے کی جرأت کرو گے؟ کیا یہ نعمتیں اور نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے کسی کا انکار کیا جا سکے! علماء نے ایک حدیث صحیح کی بنا پر لکھا ہے کہ جب کوئی شخص یہ آیت فَبِاَيِّ اٰلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ سنے تو جواب میں لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ (اے ہمارے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، سب حمد و ثنا تیرے ہی لئے ہے) (تنبیہ) گو جن کا ذکر تصریحاً پہلے نہیں ہوا لیکن "انام" میں دونوں شامل ہیں اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ میں دونوں کا عبادت کے لئے پیدا ہونا مذکور ہے۔ اور اس آیت کے بعد متصل ہی آدمی اور جن کی کیفیت تخلیق بتلائی گئی ہے اور چند آیات کے بعد سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ اور يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ میں صراحتاً جن و انس کو مخاطب کیا گیا ہے یہ قرائن دلالت کرتے ہیں کہ یہاں مخاطب وہ ہی دونوں ہیں۔

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جاڑے گرمی کے دو مشرقین اسی طرح دو مغربین ف۲ یعنی تمہارے حساب کرنیکا جلد قصد کریں ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝

کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جان کو آگ کی ڈیگ سے

کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جن کو آگ کی لپٹ سے ف۱

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں مالک دو مشرق کا اور مالک دو مغرب کا ف۱

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ف۲ مالک دو مشرق کا اور مالک دو مغرب کا ف۳

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے چلائے دو دریا بھڑ چلتے ان میں ہے ایک پردہ

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے چلائے دو دریا مل کر چلنے والے ان دونوں میں ہے ایک پردہ

لَّا يَبْغِيٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ

زیادتی نہیں کرتے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے نکلتا ہے ان سے موتی اور

جو ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے ف۴ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے نکلتا ہے ان دونوں سے موتی

وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ

مونگا پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور اسی کے ہیں جہاز اونچے کھڑے

اور مونگا پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور اسی کے ہیں جہاز اونچے کھڑے

فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا

دریا میں جیسے پہاڑ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جو کوئی ہے زمین پر مٹ

دریا میں جیسے پہاڑ ف۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جو کوئی ہے زمین پر

فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

جانیوالا ہے اور رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا پھر کیا کیا نعمتیں اپنے

فنا ہونیوالا ہے اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا ف۶ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ

رب کی جھٹلاؤ گے اس سے مانگتا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں ہر روز وہ ایک

رب کی جھٹلاؤ گے اس سے مانگتے ہیں جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں ہر روز اس کو ایک

فِيْ شَاْنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ

دھندے میں لگا ہے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ہم جلد فارغ ہوتے ہیں تمہاری طرف

دھندا ہے ف پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ہم جلد فارغ ہونے والے ہیں تمہاری

الثَّقَلٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

اے دو بوجھل قافلو ف۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اے فرقے جنوں کے اور انسانوں کے

طرف اے دو بھاری قافلو پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اے گروہ جنوں کے اور انسانوں کے

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا

اگر تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو کناروں سے آسمانوں اور زمین کے تو نکل بھاگو

اگر تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل بھاگو

ف۱ یعنی سب آدمیوں کے باپ آدم کو مٹی سے اور جنوں کے باپ کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔

ف۲ "الاء" کا ترجمہ عموماً "نعمت" کیا گیا۔ لیکن ابن جریر نے بعض سلف سے "قدرت" کے معنی نقل کئے ہیں۔ اس لئے جس مقام پر جو معنی چسپاں ہوں وہ اختیار کئے جائیں۔ یہاں اور اس سے پہلی آیت میں دونوں مطلب ہو سکتے ہیں کیونکہ انس و جن کو خلعت وجود سے سرفراز فرمانا اور جماد لایعقل سے عاقل بنا دینا اللہ کی بڑی نعمت ہے اور اس کی لامحدود قدرت کی نشانی بھی ہے (تنبیہ) یہ جملہ "فبای الاء ربکما تکذبن" اس سورہ میں اکتیس مرتبہ آیا ہے اور ہر مرتبہ کسی خاص نعمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا شئون عظمت و قدرت میں سے کسی خاص شان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس قسم کی تکرار عرب و عجم کے کلاموں میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ مترجم محقق رسالہ "القاسم" میں بندہ نے ایک مضمون بعنوان "قرآن مجید میں تکرار کیوں ہے" چھپوایا تھا اس میں چند نظائر شعراء عرب کے کلاموں سے پیش کی گئی ہیں اور تکرار کے فلسفہ پر بحث کی ہے یہاں اس کے بسط کا موقع نہیں ف۳ جاڑے اور گرمی میں جس جس نقطہ سے سورج طلوع ہوتا ہے وہ دو مشرق اور جہاں جہاں غروب ہوتا ہے وہ دو مغرب ہوئیں ان ہی مشرقین و مغربین کے تغیر و تبدل سے موسم اور فصلیں بدلتی ہیں اور طرح طرح کے انقلاب ہوتے ہیں۔ زمین والوں کے ہزارہا فوائد و مصالح ان تغیرات سے وابستہ ہیں تو ان کا ادل بدل بھی خدا کی بڑی بھاری نعمت اور اس کی قدرت عظیمہ کی نشانی ہوئی (تنبیہ) آیت سے پہلے اور پیچھے دور تک دو دو چیزوں کے جوڑے بیان کئے ہیں اس لئے یہاں مشرقین و مغربین کا ذکر نہایت ہی لطف دیتا ہے ف۴ یعنی ایسا نہیں کہ میٹھا اور کھاری پانی ایک دوسرے پر چڑھ جائے کہ اس کی خاصیت وغیرہ کو بالکل زائل کر دے یا دونوں مل کر دنیا کو غرق کر ڈالیں اس آیت کے مضمون کے متعلق کچھ تقریر سورہ "فرقان" کے اواخر میں گذر چکی ہے اس کو ملاحظہ کر لیا جائے ف۵ یعنی کشتیاں اور جہاز گو بظاہر تمہارے بنائے ہوئے ہیں مگر خود تم کو اللہ نے بنایا اسی نے وہ قوتیں اور سامان عطا کئے جن سے جہاز تیار کرتے ہو لہٰذا تم اور تمہاری مصنوعات سب کا مالک و خالق وہی خدا ہوا، اور یہ سب اسی کی نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں ہوئیں (تنبیہ) یہ جملہ پہلے جملہ "یخرج منھما اللؤلؤ" الخ کے مقابل ہے، یعنی دریا کے نیچے سے وہ نعمتیں نکلتی ہیں اور اوپر یہ نعمتیں موجود ہیں ف۶ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق زبان حال و قال سے اپنی حاجات اسی خدا سے طلب کرتی ہے۔ کسی کو ایک لمحہ کے لئے اس سے استغنا نہیں۔ اور وہ بھی سب کی حاجت روائی اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے۔ ہر وقت اس کا الگ کام اور ہر روز اس کی نئی شان ہے، کسی کو مارنا، کسی کو جلانا، کسی کو بیمار کرنا، کسی کو تندرست کر دینا، کسی کو بڑھانا، کسی کو گھٹانا کسی کو دینا، کسی سے لینا اس کی شئون میں داخل ہے وقس علی ہذا ف۷ یعنی دنیا کے یہ کام اور دھندے عنقریب ختم ہونیوالے ہیں۔ اس کے بعد ہم دوسرا دور شروع کریں گے جب تم دونوں بھاری قافلوں (جن و انس) کا حساب کتاب ہوگا، مجرموں کی پوری طرح خبر لی جائے گی، اور وفاداروں کو پورا صلہ دیا جائے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

نہیں نکل سکنے کے بن سند ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

نہیں نکل سکنے کے بدون سند کے ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ف۲

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝

چھوٹتے ہیں تم پر شعلے آگ کے صاف اور دھواں ملے ۔ پھر تم بدلا نہیں لے سکتے

چھوڑے جائیں تم پر شعلے آگ کے صاف اور دھواں ملے ہوئے پھر تم بدلہ نہیں لے سکتے ف۳

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ پھر جب پھٹ جاوے آسمان اور ہو جاوے گلابی

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ف۴ پھر جب پھٹ جائے آسمان تو ہو جائے گلابی

كَالدِّهَانِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْــَٔلُ

جیسے تیل کی تلچھٹ ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ پھر اس دن پوچھ نہیں

جیسے نری ف۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ پھر اس دن پوچھ نہیں

عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَاۤنٌّ ۚ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

اس کے گناہ کی کسی آدمی سے نہ جن سے ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

اس کے گناہ کی کسی آدمی سے اور نہ جن سے ف۶ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝

پہچانے پڑیں گے گنہگار اپنے چہرے سے پھر پکڑا جائے گا ماتھے کے بال سے اور پاؤں سے

پہچانے پڑیں گے گنہگار اپنے چہرے سے ف۷ پھر پکڑا جائے گا پیشانی کے بال سے اور پاؤں سے ف۸

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ یہ دوزخ ہے جس کو جھوٹ بتاتے تھے

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ یہ دوزخ ہے جس کو جھوٹ بتاتے تھے

الْمُجْرِمُوْنَ ۝ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۚ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا

گنہگار ۔ پھرتے ہیں اس کے بیچ اور کھولتے پانی کے ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے

گنہگار ف۹ پھریں گے بیچ اس کے اور کھولتے پانی کے ف۱۰ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے

تُكَذِّبٰنِ ۝ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا

رب کی جھٹلاؤ گے ۔ اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے آگے کھڑے ہونے سے اس کے لئے ہیں دو باغ ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب

رب کی جھٹلاؤ گے اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لئے ہیں دو باغ ف۱۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ۝ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ۚ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِمَا

کی جھٹلاؤ گے ۔ جن میں بہت سی ٹہنیاں ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ ان میں

جھٹلاؤ گے ۔ جن میں بہت سی شاخیں ف۱۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ ان دونوں

عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ۚ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ

دو چشمے بہتے ہیں ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ ان میں ہر میوے سے

میں دو چشمے بہتے ہیں ف۱۳ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ۔ ان دونوں میں ہر

ف۱ یعنی اللہ کی حکومت سے اگر کوئی چاہے کہ نکل بھاگے تو بدون قوت اور غلبہ کے کیسے بھاگ سکتا ہے کیا خدا سے زیادہ کوئی قوی اور زورآور ہے۔ پھر نکل کر جائے کہاں دوسری قلمرو کون سی ہے جہاں پناہ ملے گا نیز دنیا کی معمولی حکومتیں بدون سند اور پروانہ راہداری کے اپنی قلمرو سے نکلنے نہیں دیتیں تو اللہ بدون سند کے کیوں نکلنے دیگا۔ ف۲ یعنی اس طرح کھول کھول کر سمجھانا اور تمام نشیب و فراز پر متنبہ کرنا کتنی بڑی نعمت ہے کیا اس نعمت کی قدر نہیں کرو گے اور اللہ کی ایسی عظیم الشان قدرت کو جھٹلاؤ گے ف۳ یعنی جس وقت مجرموں پر آگ کے صاف شعلے اور دھواں ملے ہوئے شرارے چھوڑے جائیں گے کوئی ان کو دفع نہ کر سکے گا اور وہ نہ اس سزا کا کچھ بدلہ لے سکیں گے ف۴ مجرموں کو سزا دینا بھی وفاداروں کے حق میں انعام ہے اور اس سزا کا بیان کرنا تاکہ لوگ سن کر اس جرم سے باز رہیں یہ مستقل انعام ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "ہر آیت میں نعمت جتائی کوئی اب نعمت بڑا ادر کی خبر دینا نعمت ہے کہ اس سے بچیں" ف۵ یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹے گا اور رنگ میں لال نری کی طرح ہو جائے گا ف۶ یعنی کسی آدمی یا جن سے اس کے گناہوں کے متعلق معلوم کرنے کی غرض سے سوال نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ خدا کو پہلے سے سب کچھ معلوم ہے۔ ہاں بطور الزام و توبیخ ضابطہ کا سوال کریں گے۔ کما قال "فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ" [illegible] (الحجر ع ۶) یا یہ مطلب ہو کہ قبروں سے اٹھتے وقت سوال نہ ہوگا بعد میں ہوگا اس کے منافی نہیں ف۷ یعنی چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلگونی سے مجرم خود بخود پہچانے جائیں گے۔ جیسے مومنین کی شناخت سجدہ اور وضو کے آثار اور انوار سے ہوگی ف۸ یعنی کسی کے بال اور کسی کے ٹانگ پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائیگا یا ہر ایک مجرم کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر پیشانی کو پاؤں سے ملا دیں گے اور زنجیر وغیرہ سے جکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے ف۹ یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ یہ وہی دوزخ ہے جس کا دنیا میں انکار کیا کرتے تھے ف۱۰ یعنی کبھی آگ کا اور کبھی کھولتے پانی کا عذاب ہوگا۔ (اعاذنا اللہ منہا ومن سائر انواع العذاب) ف۱۱ یعنی جس کو دنیا میں ڈر لگا رہا کہ ایک روز اپنے رب کے آگے کھڑا ہونا اور رتی رتی کا حساب دینا ہے اور اسی ڈر کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہا اور پوری طرح تقویٰ کے راستوں پر چلا اس کے لئے وہاں دو عالیشان باغ ہیں جن کی صفات آگے بیان کی گئی ہیں ف۱۲ یعنی مختلف قسم کے پھل ہونگے اور درختوں کی شاخیں نہایت پرمیوہ اور سایہ دار ہوں گی ف۱۳ یعنی جو کسی وقت تھمتے نہیں نہ خشک ہوتے ہیں۔

وقف لازم

ع ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍ

قسم قسم — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — لگے بیٹھے بچھونوں پر

جیسے ہیں قسم کا ہو گا — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — تکیہ لگائے بیٹھے بچھونوں پر

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُ اِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ

لڑکے سدا رہنے والے — اور میوہ ان باغوں کا جھک رہا — پھر کیا کیا نعمتیں

پاس لڑکے سدا رہنے والے ف۳ — ف۱ اور میوہ ان باغوں کا جھک رہا ف۲ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے

يُصَدَّعُوْنَ ... وَلَا ... قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ

ان میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں نہیں ساتھ سلایا ان کو کسی آدمی نے ان سے

رب کی ... — ان میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں نہیں قربت کی ان سے کسی آدمی نے

وَلَا جَاۤنٌّ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَ

اور نہ کسی جن نے — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — وہ ہیں جیسے لعل اور

ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے ف۳ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — وہ کیسی جیسے کہ لعل اور

الْمَرْجَانُ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ هَلْ جَزَاۤءُ الْاِحْسَانِ

مونگا — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — نیکی کا بدلہ نہیں ہے مگر

مونگا ف۴ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اور کیا بدلہ ہے نیکی کا مگر

اِلَّا الْاِحْسَانُ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ وَمِنْ دُوْنِهِمَا

نیکی ف — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اور ان دو کے سوا اور

نیکی ف۵ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اور ان دو کے سوائے اور دو

جَنَّتٰنِ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ مُدْهَاۤمَّتٰنِ ۞ فَبِاَيِّ

دو باغ ہیں — کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — گہرے سبز ہیں سیاہی مائل — پھر کیا

باغ ہیں ف۶ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — گہرے سبز جیسے سیاہ — پھر کیا

اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ

کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — ان میں دو چشمے ہیں ابلتے ہوئے — پھر کیا کیا نعمتیں

نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اُن میں دو چشمے ہیں اُبلتے ہوئے — پھر کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — ان میں میوے اور کھجوریں — اور انار — پھر کیا کیا نعمتیں

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اُن میں میوے ہیں اور کھجوریں اور انار ف۸ — پھر کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — سب باغوں میں نیک عورتیں ہیں خوبصورت — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اُن سب باغوں میں اچھی عورتیں ہیں خوبصورت ف۹ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ۞ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِى الْخِيَامِ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞

جھٹلاؤ گے — حوریں رکی ہوئی ہیں خیموں میں — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

جھٹلاؤ گے — حوریں ہیں رکی رہنے والیاں خیموں میں ف۱۰ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

ف۱ جب ان کا استر دبیز ریشم کا ہوگا تو ابرے کو اسی طرح قیاس کر لو کیسا کچھ ہوگا ف۲ جس کے چننے میں کلفت نہ ہوگی، کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں بے تکلف متمتع ہو سکیں گے ف۳ یعنی ان کی عصمت کو کسی نے بھی چھوا۔ نہ انھوں نے اپنے ازواج کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا ف۴ یعنی ایسی خوش رنگ اور بیش بہا۔ ف۵ یعنی نیک بندگی کا بدلہ نیک ثواب کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ ان جنتیوں نے دنیا میں اللہ کی انتہائی عبادت کی تھی۔ گویا وہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے اللہ نے ان کو انتہائی بدلہ دیا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ " (سجدہ رکوع ۲) شاید اس میں دولت دیدار کی طرف بھی اشارہ ہو۔ واللہ اعلم۔ ف۶ شاید پہلے دو [illegible] ... اور یہ دونوں اصحاب یمین کے لئے ہیں۔ واللہ اعلم ف۷ سبزی جب زیادہ [illegible] ہوتی ہے تو سیاہی مائل ہو جاتی ہے ف۸ مگر یہاں کے انار اور کھجوروں پر قیاس نہ کیا جائے۔ ان کی کیفیت اللہ ہی جانے ف۹ یعنی اچھے اخلاق کی خوبصورت اور خوب سیرت ف۱۰ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ذات کی خوبی گھر میں رکے رہنے ہی سے ہے۔

ت جہاں بنی رہیں گی

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ؔ ف ہر آیت میں نعمت جتائی کوئی اب انعمت ہے اور [illegible] کی خبر دینی نعمت ہے۔ ف یعنی ایک گروہ کو نیچے لے جاتی ہے اور ایک کو اوپر اٹھاتی ہے ف یعنی سبقت لے جانے والے وہی ہیں جو ایمان میں سبقت لے گئے ف یعنی اللہ کی رحمت میں مقرب ہیں ف پہلے کیا پہلی امتوں کو اور پچھلی یہ امت یا پہلے پچھلے اسی امت کے یعنی اعلیٰ درجے کے لوگ پہلے بہت ہوچکے ہیں پیچھے کم ہوتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ
از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

جنہیں چھوا ان کو کسی آدمی نے ان سے پہلے نہ کسی جن نے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

[illegible] مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝

[illegible] تکیہ لگائے بیٹھے سبز چاندنیوں پر اور قیمتی بچھونے خوش طرح

[illegible] تکیہ لگائے بیٹھے سبز مسندوں پر اور قیمتی بچھونے نفیس پر

[illegible] رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي [illegible]

۱۳
[illegible] اپنے رب کی جھٹلاؤ گے بڑی برکت ہے تیرے رب کے نام کو جو بزرگی رکھتا [illegible]

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے بڑی برکت ہے نام کو تیرے رب کی جو بڑائی والا اور نعمت والا ہے

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَتِسْعُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورہ واقعہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھیانوے آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ

جب ہو پڑے ہو پڑنے والی نہیں اس کے ہو پڑنے میں جھوٹ اتارتی ہے

جب ہو پڑے ہو پڑنے والی نہیں ہے اس کے ہو پڑنے میں کچھ جھوٹ ف پست کرنے والی ہے

رَّافِعَةٌ ۝ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ۝ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ [illegible]

وقف لازم
چڑھاتی ف جب لرزے زمین کپکپا کر اور ٹکڑے ہوں پہاڑ [illegible]

بلند کرنے والی ف جب لرزے زمین کپکپا کر اور ریزہ ریزہ ہوں پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر

فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًّا ۝ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝ فَأَصْحَابُ

پھر ہو جاویں گرد اڑتی اور تم ہو جاؤ تین قسم پھر داہنے

پھر ہو جائیں غبار اڑتا ہوا ف اور تم ہو جاؤ تین قسم پر ف پھر داہنے

الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ

والے کیسے داہنے والے اور بائیں والے کیسے بائیں والے اور

والے کیا خوب ہیں داہنے والے ف اور بائیں والے کیا برے لوگ

الْمَشْأَمَةِ ۝ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ فِي

اگاڑی والے سو اگاڑی والے ف وہ لوگ ہیں پاس والے ف باغوں

ہیں بائیں والے ف اور اگاڑی والے تو اگاڑی والے وہ لوگ ہیں مقرب

جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ ۝

ہیں نعمت کے انبوہ ہیں پہلوں میں اور تھوڑے ہیں پچھلوں ف

باغوں میں نعمت کے ف انبوہ ہے پہلے میں سے اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے ف

ف یعنی جس نے اپنے وفاداروں پر ایسے احسان و انعام فرمائے اور غور کرو تو تمام نعمتوں کی اصلی خوبی اسی نام پاک کی برکت سے ہے اور اسی کا نام لینے سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں پھر سمجھ لو جس کے اسم میں اس قدر برکت ہے مسمی کا کیا کچھ ہوگی تو تبارک اللہ الکریم الوہاب ذا الجلال والاکرام ان یجعلنا من اهل الجنة الاولیین آمین تم سورة الرحمن ولله الحمد والمنة ف یعنی قیامت جب ہو پڑے گی اس وقت کھل جائے گا کہ یہ کوئی جھوٹی بات نہ تھی نہ اسے کوئی ٹلا سکے گا۔ نہ واپس کر سکے گا اور لا یبعث اللہ من یموت وغیرہ کے جھوٹے دعوے سب ختم ہو جائیں کوئی شخص جھوٹی تسلیوں سے اس دن کی ہولناک سختیوں کو گھٹانا چاہے یہ بھی نہ ہوگا۔ ف یعنی ایک گروہ کو نیچے لے جاتی ہے اور ایک گروہ کو اوپر اٹھاتی ہے بڑے بڑے متکبروں کو جو دنیا میں بہت معزز اور سربلند سمجھے جاتے تھے اسفل السافلین کی طرف دھکیل کر دوزخ میں پہنچا دے گی اور کتنے ہی متواضعین کو جو دنیا میں پست اور حقیر نظر آتے تھے ایمان و عمل صالح کی بدولت جنت کے اعلیٰ مقامات پر فائز کرے گی ف یعنی زمین میں سخت زلزلہ آئے گا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اڑتے پھریں گے ف یعنی وقوع قیامت کے بعد کل آدمیوں کی تین قسمیں کر دی جائیں گی۔ دوزخی، عام جنتی اور خواص مقربین جو جنت کے نہایت اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گے۔ [illegible] ہوگی ف یعنی جو آگے [illegible] داہنی طرف ہوں گے جن کو اللہ میثاق کے وقت آدم کے داہنے پہلو سے نکالا گیا تھا اور ان کا اعمالنامہ بھی داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے بھی ان کو داہنی طرف سے لیں گے اس روز ان کی خوبی اور یمن و برکت کا کیا کہنا۔ شب معراج میں حضور نے ان ہی کی نسبت دیکھا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف نظر کر کے ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔ ف یہ لوگ آدم کے بائیں پہلو سے نکالے گئے عرش کے بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے بائیں طرف سے ان کو پکڑیں گے ان کی نحوست اور بدبختی کا کیا ٹھکانا ف یعنی جو [illegible] کی طاعات کی [illegible] بہشت میں بھی سب سے آگے ہیں۔ (ذٰهم الأنبياء والرسل والصديقون والشهداء يكونون بين يدي ربهم عز وجل كما قال ابن كثير)

ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں پہلے کیا پہلی امتوں کو اور پچھلی یہ امت (محمدیہ) یا پہلے پچھلے اسی امت کے (مراد ہوں) یعنی اعلیٰ درجے کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں پیچھے کم ہوتے ہیں (تنبیہ) اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر میں یہ دونوں احتمال بیان کئے ہیں حافظ ابن کثیرؒ نے دوسرے احتمال کو ترجیح دی اور روح المعانی میں طبرانی وغیرہ سے ایک حدیث ابی بکرہ کی بسند حسن نقل کی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے متعلق فرمایا۔ "هما جميعا من هذه الأمة" واللہ اعلم۔ ابن کثیرؒ نے ایک تیسرا مطلب آیت کا بیان کیا ہے اختر کو وہ پسند ہے یعنی ہر امت کے پہلے طبقہ میں نبی کی صحبت یا قرب عہد کی برکت سے اعلیٰ درجہ کے مقربین جس قدر کثرت سے ہوئے ہیں پچھلے طبقوں میں وہ بات نہیں رہی کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ۔۔ الخ

اگر ابو بکرہ کی حدیث صحیح ہو جیسا کہ روح المعانی میں ہے تو ظاہر ہے اور کسی احتمال پر [illegible] ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی حور عین گرد پھریں صدف میں چھپے موتی کے مانند ف۲ یعنی اس میں سے کچھ نہیں ٹوٹ چکا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی ف۳ داہنا اور بایاں یہ کہ کاغذ اعمال کا جس کے داہنے میں آیا وہ بہشتی اور بائیں میں آیا تو دوزخی ۱۲ منہ رحمہ اللہ

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

بیٹھے ہیں جڑاو تختوں پر تکیہ دیئے ان پر ایک دوسرے کے سامنے لئے پھرتے ان پاس

[redacted] جڑاو تختوں پر ف۱ تکیہ لگائے ان پر ایک دوسرے کے سامنے ف۲ لئے پھرتے ہیں ان کے

[redacted] وْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ

[redacted] لے آبخورے اور ٹنٹیاں اور پیالہ ستھری شراب کا

[redacted] آبخورے اور کوزے اور پیالہ ستھری شراب کا

[redacted] نْزِفُوْنَ ۙ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ

سر نہ دکھے جس [redacted] اور نہ بکنا لگے اور میوے جون سا چن لیویں

جس سے نہ سر دکھے اور نہ بکواس لگے ف۵ اور میوہ جون سا پسند کریں

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۭ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۙ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوِٴ

اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے اور گوریاں بڑی آنکھوں والیاں برابر

اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے ف۵ اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں جیسے موتی

الْمَكْنُوْنِ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ

چھپے موتی کے ف۱ بدلا اس کا جو کرتے تھے نہیں سنتے وہاں بکنا اور نہ

کے دانے اپنے غلاف کے اندر ف۶ بدلہ ان کاموں کا جو کرتے تھے نہیں سنیں گے وہاں بکواس اور نہ گناہ

لَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ڏ مَآ اَصْحٰبُ

جھوٹ لگانا مگر ایک بولنا سلام سلام اور داہنے والے کیسے داہنے والے

کی بات مگر ایک بولنا سلام سلام ف۷ اور داہنے والے کیا کہنے داہنے والوں کے

[redacted] فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ

رہتے [redacted] کے درختوں کانٹے جھاڑے ہوئے میں اور کیلے تہ بر تہ اور چھاؤں لمبی

رہتے ہیں بیری کے درختوں میں جس میں کانٹا نہیں ف۸ اور کیلے تہ پر تہ اور سایہ لمبا ف۹

وَّمَاۗءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۙ

اور پانی بہایا ہوا اور میوہ بہت نہ ٹوٹا اور نہ روکا ہوا ف۷

اور پانی بہتا ہوا اور میوہ بہت نہ اس میں ٹوٹا اور نہ روکا ہوا ف۱۰

وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۭ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاۗءً ۙ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ

اور بچھونے اونچے ہم نے وہ عورتیں اٹھائیں ایک اٹھان پر پھر کیا ان کو کنواریاں

اور بچھونے اونچے ف۱۱ ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھے اٹھان پر پھر کیا ان کو کنواریاں

عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَثُلَّةٌ ع ۳۸ ۱۴

پیار دلاتیاں ایک عمر کیاں واسطے داہنے والوں کے انبوہ ہے پہلوں میں اور انبوہ ہے

پیار دلانے والیاں ہم عمر واسطے داہنے والوں کے ف۱۲ انبوہ ہے پہلوں میں سے اور انبوہ ہے

مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۭ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ڏ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۭ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ

پچھلوں میں ف۸ اور بائیں والے کیسے بائیں والے آنچ کی بھاپ میں اور

پچھلوں میں سے ف۱۳ اور بائیں والے کیسے بائیں والے تیز بھاپ میں اور

ف۱ جو سونے کے تاروں سے بنے گئے ہیں ف۲ یعنی نشست ایسی ہوگی کہ کسی ایک کی پیٹھ دوسرے کی طرف نہ رہے گی ف۳ یعنی خدمت کے لئے لڑکے ہوں گے جو سدا ایک حالت پر رہیں گے ف۴ یعنی ستھری اور صاف شراب جس کے قدرتی چشمے جاری ہوں گے اس کے پینے سے نہ سرگرانی ہوگی نہ بکواس لگے گی کیونکہ اس میں نشہ نہ ہوگا۔ خالص سرور اور لذت ہوگی ف۵ یعنی جس وقت جو میوہ پسند ہو اور جس قسم کا گوشت مرغوب ہو بدون محنت و تعب کے پہنچے گا۔ ف۶ یعنی صاف موتی کی طرح جس پر گرد و غبار کا ذرا بھی اثر نہ آیا ہو۔ ف۷ یعنی لغو اور واہیات باتیں وہاں نہیں ہوں گی نہ کوئی جھوٹ بولے گا نہ کسی پر جھوٹی تہمت رکھے گا بس ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آئیں گی۔ یعنی جنتی ایک دوسرے کو اور فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے اور رب کریم کا سلام پہنچے گا۔ جو بہت ہی بڑے اعزاز و اکرام کی صورت ہے اور سلام کی یہ کثرت اس کی طرف اشارہ ہے کہ اب یہاں پہنچ کر تم تمام آفات و مصائب سے محفوظ اور صحیح سالم رہو گے نہ کسی طرح کا آزار پہنچے گا نہ موت آئے گی نہ فنا ف۸ جو قسم قسم کے مزیدار پھلوں سے لدے ہوں گے ف۹ یعنی نہ دھوپ ہوگی نہ گرمی سردی لگے گی نہ اندھیرا ہوگا۔ صبح کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے جیسا درمیانی وقت ہوتا ہے ایسا معتدل سایہ سمجھو اور لمبا پھیلا ہوا اتنا کہ بہترین تیز رفتار گھوڑا سو برس تک متواتر چلتا رہے تو ختم نہ ہو ف۱۰ بہت قسم کا میوہ نہ پہلے اس میں سے کبھی نے توڑا نہ دنیا کے موسمی میووں کی طرح آئندہ ختم ہو نہ اس کے لینے میں کسی قسم کی روک ٹوک پیش آئے۔ ف۱۱ یعنی بے حد دبیز اور اونچے ظاہر میں بھی اور رتبہ میں بھی ف۱۲ یعنی حوریں اور دنیا کی عورتیں جو جنت میں ملیں [redacted] اور اٹھان خدا کی قدرت سے ایسا ہوگا کہ ہمیشہ خوبصو [redacted] باتوں اور طرز و انداز پر بے ساختہ پیار آئے۔ اور سب کو آپس میں ہم عمر رکھا جائے گا اور ان کے ازواج کے ساتھ بھی عمر کا تناسب برابر قائم رہے گا ف۱۳ یعنی اصحاب یمین پہلوؤں میں بھی بکثرت ہوئے ہیں اور پچھلوں میں بھی ان کی بہت کثرت ہوگی

toobaa-elibrary.blogspot.com

حَمِیۡمٍ ۙ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ۙ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیۡمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ

جلتے پانی میں اور چھاؤں میں دھوئیں کی نہ ٹھنڈی اور نہ عزت کی وہ لوگ تھے اس سے

جلتے پانی میں اور سایہ میں دھوئیں کے نہ ٹھنڈا اور نہ عزت کا ف۱ وہ لوگ تھے اس سے

ذٰلِکَ مُتۡرَفِیۡنَ ﴿ۚۖ۴۵﴾ وَ کَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ ﴿ۚ۴۶﴾ وَ کَانُوۡا

پہلے آسودہ اور ضد کرتے تھے اس بڑے گناہ پر اور

پہلے خوش حال اور ضد کرتے تھے اس بڑے گناہ پر ف۲ اور

یَقُوۡلُوۡنَ ۬ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿ۙ۴۷﴾ اَوَ

کہتے تھے کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو پھر اٹھانا ہے کیا

کہا کرتے تھے کیا جب ہم مر گئے اور ہو چکے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے اور کیا

اٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿ۙ۴۹﴾ لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۬ۙ

ہمارے باپ دادوں کو بھی اگلے تو کہہ اگلے اور پچھلے سب اکٹھے ہونے ہیں

ہمارے اگلے باپ دادے بھی ف۳ تو کہہ دے اگلے اور پچھلے سب اکٹھے ہونے والے ہیں

اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّہَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ ﴿ۙ۵۱﴾

ایک دن مقرر کے وقت پر پھر تم جو ہو اے بہکے ہوئے جھٹلانے والے

ایک دن مقرر کے وقت پر ف۴ پھر تم جو ہو اے بہکے ہوؤ جھٹلانے والو

لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ﴿ۙ۵۲﴾ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡہَا الۡبُطُوۡنَ ﴿ۚ۵۳﴾ فَشٰرِبُوۡنَ

البتہ کھاؤ گے ایک درخت سے سینڈھ کے پھر بھرو گے اس سے پیٹ پھر پیو گے

البتہ کھاؤ گے ایک درخت سینڈھ کے سے پھر بھرو گے اس سے پیٹ ف۵ پھر پیو گے

عَلَیۡہِ مِنَ الۡحَمِیۡمِ ﴿ۚ۵۴﴾ فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡہِیۡمِ ﴿ؕ۵۵﴾ ہٰذَا نُزُلُہُمۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ ﴿ؕ۵۶﴾

اس پر ایک جلتا پانی پھر پیو گے جیسے پیویں اونٹ تونسے یہ مہمانی ہے ان کی انصاف کے دن

اس پر ایک جلتا پانی پھر پیو گے جیسے پئیں اونٹ تونسے ہوئے ف۶ مہمانی ہے ان کی انصاف کے دن ف۷

نَحۡنُ خَلَقۡنٰکُمۡ فَلَوۡ لَا تُصَدِّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ ﴿ؕ۵۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ

ہم نے تم کو بنایا پھر کیوں نہیں مانتے ف بھلا دیکھو جو پانی ٹپکاتے ہو اب تم

ہم نے تم کو بنایا پھر کیوں نہیں سچ مانتے ف۸ بھلا دیکھو جو پانی تم ٹپکاتے ہو اب تم

تَخۡلُقُوۡنَہٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَیۡنَکُمُ الۡمَوۡتَ وَ مَا

اس کو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے ہم نے ٹھہرا دیا تم میں مرنا اور ہم

اس کو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے ف۹ ہم ٹھہرا چکے تم میں مرنا ف۱۰ اور

نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِیۡنَ ﴿ۙ۶۰﴾ عَلٰۤی اَنۡ نُّبَدِّلَ اَمۡثَالَکُمۡ وَ نُنۡشِئَکُمۡ فِیۡ مَا

ہار نہیں رہے اس سے کہ بدل لاویں تمہاری طرح کے اور اٹھا کھڑا کریں تم کو جہاں تم

ہم عاجز نہیں اس بات سے کہ بدلے میں لے آئیں تمہاری طرح کے لوگ اور اٹھا کھڑا کریں تم کو وہاں

لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَۃَ الۡاُوۡلٰی فَلَوۡ لَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۶۲﴾

نہیں جانتے ف۱۱ اور جان چکے ہو اٹھان پہلا پھر کیوں نہیں یاد کرتے

جہاں تم نہیں جانتے ف۱۱ اور تم جان چکے ہو پہلا اٹھان پھر کیوں نہیں یاد کرتے ف۱۲

ف۱ یعنی دوزخ کی آگ سے کالا دھواں اٹھے گا اس کے سایہ میں رکھے جائیں گے جس سے کوئی جسمانی یا روحانی آرام نہ ملے گا۔ نہ ٹھنڈک پہنچے گی اور نہ وہ عزت کا سایہ ہوگا ذلیل وخوار اس کی تپش میں بھنتے رہیں گے یہ ان کی دنیوی خوشحالی کا جواب ہوا جس کے غرور میں اللہ اور رسول سے ضد باندھی تھی ف۲ وہ بڑا گناہ کفر و شرک ہے اور تکذیب انبیاء یا جھوٹی قسمیں کھا کر یہ کہنا کہ مرنے کے بعد ہرگز کوئی زندگی نہیں۔ کما قال تعالٰی وَ اَقۡسَمُوۡا بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ ۙ لَا یَبۡعَثُ اللّٰہُ مَنۡ یَّمُوۡتُ (نحل رکوع ۵) ف۳ جو ہم سے بھی بہت پہلے مر چکے یعنی یہ بات کس کی سمجھ میں آسکتی ہے ف۴ یعنی قیامت کے دن جس کا وقت اللہ کے علم میں مقرر ہے ف۵ یعنی جب بھوک سے مضطر ہو گے تو یہ درخت کھانے کو ملیگا اور اسی سے پیٹ بھرنا پڑے گا ف۶ یعنی گرمی میں تونسا ہوا اونٹ جیسے پیاس کی شدت سے ایکدم پانی چڑھاتا چلا جاتا ہے یہی حال دوزخیوں کا ہوگا لیکن وہ گرم پانی جب منہ کے قریب پہنچائیں گے تو منہ کو بھون ڈالے گا اور پیٹ میں پہنچے گا تو آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی (العیاذ باللہ) ف۷ یعنی انصاف کا مقتضا یہی تھا کہ ان کی مہمانی اس شان سے کی جائے ف۸ یعنی اس بات کو تم کیوں نہیں مانتے کہ پہلے بھی اس نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ پیدا کر دے گا ف۹ یعنی رحم مادر میں نطفہ سے انسان کو کون بناتا ہے وہاں تو تمہارا کسی کا ظاہری تصرف بھی نہیں چلتا۔ پھر ہمارے سوا کون ہے جو پانی کے قطرے پر ایسی خوبصورت تصویر کھینچتا اور اس میں جان ڈالتا ہے ف۱۰ یعنی جلانا مارنا سب ہمارے قبضہ میں ہے جب وجود و عدم کی باگ ہمارے ہاتھ میں ہوئی تو مرنے کے بعد اٹھا دینا کیا مشکل ہوگا ف۱۱ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی تم کو اور جہان میں لے جائیں تمہاری جگہ یہاں اور خلقت بسادیں ف۱۲ یعنی پہلی پیدائش کو یاد کر کے دوسری کو بھی سمجھ لو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی تم کہو کہ ہم نے تاوان اٹھایا بلکہ ہم محروم ہیں ف۲ کئی درخت ہیں سبز جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے آگے سورۂ یٰسین میں اس کا بیان ہو چکا ہے ف۳ یاد دیکہ اس آگ سے دوزخ کی آگ یاد آوے اور جنگل والوں کو آگ سے بہت کام ہے جاڑوں میں اور بھی کام چلتا ہے اس سے ۱۲ منہ رح ف۴ ایک معنی یہ ہیں کہ تارے نہیں اترنے کی پیغمبروں کے دل میں ۱۲ منہ ف۵ یعنی فرشتے اس کتاب کو ہاتھ لگاتے ہیں وہ کتاب یہی قرآن لکھا ہوا ہے فرشتوں کے ہاتھوں میں یا لوح محفوظ ۱۲ منہ رح

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

أَفَرَءَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ۝ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُۥٓ أَمْ نَحْنُ ٱلزَّٰرِعُونَ ۝

بھلا دیکھو تو جو بولتے ہو کیا تم اس کو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کرنے والے

بھلا دیکھو تو جو تم بولتے ہو کیا تم اس کو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کر دینے والے ف۱

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَٰهُ حُطَٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝ بَلْ

اگر ہم چاہیں کر ڈالیں اس کو روندن پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے ہم تو قرضدار رہ گئے بلکہ

اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اس کو روندا ہوا گھانس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے ہم تو قرضدار رہ گئے بلکہ

نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلْمَآءَ ٱلَّذِى تَشْرَبُونَ ۝ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ

ہم بے نصیب ہو گئے ف۲ بھلا دیکھو تو پانی جو تم پیتے ہو کیا تم نے اتارا اس کو

ہم بے نصیب ہو گئے ف۲ بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو کیا تم نے اتارا اس کو

مِنَ ٱلْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنزِلُونَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَٰهُ أُجَاجًا فَلَوْ

بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے اگر ہم چاہیں اس کو کر دیں کھارا پھر

بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے ف۳ اگر ہم چاہیں کر دیں اس کو کھارا پھر کیوں

لَا تَشْكُرُونَ ۝ أَفَرَءَيْتُمُ ٱلنَّارَ ٱلَّتِى تُورُونَ ۝ ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ

کیوں نہیں حق مانتے بھلا دیکھو تو آگ جو سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا اس کا درخت

نہیں احسان مانتے ف۴ بھلا دیکھو تو آگ جس کو تم سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا

شَجَرَتَهَآ أَمْ نَحْنُ ٱلْمُنشِـُٔونَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنَٰهَا تَذْكِرَةً وَمَتَٰعًا

یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ف۵ ہم نے وہ بنائی یاد دلانے کو اور برتنے کو

اس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ف۵ ہم نے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو ف۶ اور برتنے کو

لِّلْمُقْوِينَ ۝ فَسَبِّحْ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ۝ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ ۝

جنگل والوں کے ف۳ سو بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی

جنگل والوں کے ف۷ سو بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا ف۸ سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی ف۹

وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ۝ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ۝ فِى كِتَٰبٍ

اور یہ قسم ہے اگر سمجھو تو بڑی قسم بیشک یہ قرآن ہے عزت والا لکھا ہوا

اور یہ قسم ہے اگر سمجھو تو بڑی قسم بیشک یہ قرآن ہے عزت والا لکھا ہوا ہے ایک

مَّكْنُونٍ ۝ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ۝ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝

کتاب میں اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنے ہیں ف۵ اتارا ہے جہان کے صاحب سے

پوشیدہ کتاب میں اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں ف۱۰ اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے

أَفَبِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ۝ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ

اب کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو اور اپنا حصہ یہی لیتے ہو کہ

اب کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اس کو

تُكَذِّبُونَ ۝ فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ ٱلْحُلْقُومَ ۝ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ۝

جھٹلاتے ہو پھر کیوں نہ جس وقت جان پہنچے حلق کو اور تم اس وقت دیکھتے ہو

جھٹلاتے ہو ف۱۱ پھر کیوں نہیں جس وقت جان پہنچے حلق کو اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو

ف۱ یعنی بظاہر بیج زمین میں تم ڈالتے ہو لیکن زمین کے اندر اس کی پرورش کرنا پھر باہر نکال کر ایک لہلہاتی کھیتی بنا دینا کس کا کام ہے اس کے متعلق تو ظاہری اور سطحی دعویٰ بھی تم نہیں کر سکتے کہ ہماری تیار کی ہوئی ہے۔ ف۲ یعنی کھیتی پیدا کرنے کے بعد اس کا محفوظ اور باقی رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے ہم چاہیں تو کوئی آفت بھیج دیں جس سے ایک دم میں ساری کھیتی تہس نہس ہو کر رہ جائے پھر تم سر پکڑ کر رہو اور آپس میں بیٹھ کر باتیں بنانے لگو کہ میاں ہمارا تو بڑا بھاری نقصان ہو گیا۔ بلکہ سچ پوچھو تو بالکل خالی ہاتھ ہو گئے ف۳ یعنی بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد کر کے بادل سے چھین لیتے ف۴ یعنی ہم چاہیں تو میٹھے پانی کو بدل کر کھاری کڑوا بنا دیں جو پینے کے کام آئے نہ کھیتی کے کام آئے پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی پی کر فرماتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَاہُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا ابن کثیر۔ ف۵ عرب میں کئی درخت سبز ایسے ہیں جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے جیسے ہمارے ہاں بانس۔ پہلے سورۂ یٰسین میں اس کا بیان ہو چکا یعنی ان درختوں میں آگ کس نے رکھی ہے تم نے یا ہم نے ف۶ یعنی یہ آگ دیکھ کر دوزخ کی آگ کو یاد کریں کہ یہ بھی اسی کا ایک حصہ اور ادنیٰ نمونہ ہے اور سوچنے والے کو یہ بات بھی یاد آ سکتی ہے کہ جو خدا سبز درخت سے آگ نکالنے پر قادر ہے وہ یقیناً مردہ کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہوگا۔ ف۷ جنگل والوں اور مسافروں کو آگ سے بہت کام پڑتا ہے خصوصاً جاڑے کے موسم میں اور یوں تو سب ہی کام اس سے چلتا ہے (تنبیہ) بعض روایات کی بنا پر علماء نے مستحب سمجھا ہے کہ ان آیات میں ہر جملہ استفہامیہ کو تلاوت کرنے کے بعد کہے۔ "بَلْ اَنْتَ یَا رَبِّ" ف۸ جس نے ایسی مختلف اور کار آمد چیزیں پیدا کیں اور محض اپنے فضل و احسان سے ہم کو منتفع کیا اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور منکرین کی گھڑی ہوئی خرافات سے اس کی اور اس کے نام مبارک کی پاکی بیان کرنا چاہیئے تعجب ہے کہ لوگ ایسے آیات باہرہ دیکھنے کے بعد بھی اس کی قدرت و وحدانیت کو کما حقہٗ نہیں سمجھتے۔ ف۹ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ قسم کھاتا ہوں آیتوں کے اترنے کی پیغمبروں کے دل میں (موضح) یا آیات قرآن کے اترنے کی آسمان سے زمین پر آہستہ آہستہ، تھوڑی تھوڑی ف۱۰ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی فرشتے اس کتاب کو ہاتھ لگاتے ہیں وہ کتاب یہی قرآن لکھا ہوا ہے فرشتوں کے ہاتھوں میں یا لوح محفوظ میں" اور بعض نے لَا یَمَسُّہٗ کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے یعنی اس قرآن کو نہیں چھوتے مگر پاک لوگ یعنی جو صاف دل اور پاک اخلاق رکھتے ہیں وہ ہی اس کے علوم و حقائق تک ٹھیک رسائی پا سکتے ہیں یا اس قرآن کو نہ چھوئیں مگر پاک لوگ۔ یعنی بے وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اس وقت "لا یمسہ" کی نفی نہی کے لئے ہوگی ف۱۱ یعنی یہ کوئی جادو ٹونا نہیں نہ کاہنوں کی رذیل اور بے سروپا باتیں ہیں نہ شاعرانہ تک بندیاں بلکہ بڑی مقدس و محترم کتاب ہے جو رب العالمین نے عالم کی ہدایت و تربیت کے لئے اتاری جس خدا نے چاند سورج اور تمام ستاروں کا نہایت محکم اور عجیب و غریب نظام قائم کیا یہ ستارے ایک اٹل قانون کے ماتحت اپنے روزانہ غروب سے اسی کی عظمت و وحدانیت اور قاہرانہ تصرف و اقتدار کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہیں (کما احتج بہ ابراہیم علی قومہ) اور زبان حال سے شہادت دیتے ہیں کہ ان کی علو و برتری اور سلطنت غیبیہ کے ہاتھ میں ہماری باگ ہے وہ ہی اکیلا زمین، بادل، پانی، آگ، مٹی اور کائنات کے ذرے ذرے کا مالک و خالق ہوگا کیا ایسی روشن آسمانی نشانات کو دیکھ کر ان مضامین کی صداقت میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے جو پہلے رکوع میں بیان ہوئے ہیں اور کیا ایک عاقل اس عظیم الشان نظام فلکی پر نظر ڈال کر اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ ایک دوسرا باطنی نظام شمسی بھی جو قرآن کریم اور اس کی آیات یا تمام کتب و صحف سماویہ سے عبارت ہے اسی پروردگار عالم کا قائم کیا ہوا ہے جس نے اپنی قدرت و رحمت کاملہ سے یہ ظاہری نظام قائم فرمایا وہی پاک خدا ہے جس نے روحانی ستاروں کے غروب ہونے کے بعد آفتاب قرآن کو چمکایا، اور اپنی مخلوق کو اندھیرے میں نہیں چھوڑا۔ آج تک یہ آفتاب برابر یک رنگ ہے کسی کی مجال ہے جو اس کو بدل سکے یا غائب کرے اس کے انوار اور شعاعیں ان ہی دلوں میں پوری طرح منعکس ہوتی ہیں جو مانجھ کر پاک و صاف کر لئے جائیں ف۱۲ یعنی کیا یہ ایسی دولت ہے جس سے منتفع ہونے میں تم سستی اور کاہلی کرو اور اپنا حصہ اتنا ہی سمجھو کہ اس کو اور اس کے بتلائے ہوئے حقائق کو جھٹلاتے رہو جیسے بارش کو دیکھ کر کہہ دیا کرتے ہو کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں آ گیا تھا اس سے بارش ہو گئی گویا خدا سے کوئی مطلب ہی نہیں۔ اسی طرح اس بارانِ رحمت کی قدر نہ کرنا جو قرآن کی صورت میں نازل ہوئی ہے اور یہ کہہ دینا کہ وہ اللہ کی اتاری ہوئی نہیں سخت بدبختی اور حرماں نصیبی ہے کیا ایک نعمت کی شکر گذاری یہی ہے کہ اس کو جھٹلایا جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الواقعۃ

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ○ فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ

اور ہم اس کے پاس ہیں زیادہ تم سے پر نہیں دیکھتے پھر کیوں اگر تم نہیں

اور ہم اس کے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں دیکھتے پھر کیوں نہیں اگر تم نہیں ہو

غَيْرَ مَدِينِينَ ○ تَرْجِعُونَهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ فَأَمَّا إِن كَانَ

کسی کے حکم میں کیوں نہیں پھیر لیتے اگر ہو تم سچے سو جو اگر وہ ہوا

کسی کے حکم میں تو کیوں نہیں پھیر لیتے اس روح کو اگر ہو تم سچے ف سو جو اگر وہ مردہ ہوا

مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ○ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ۵ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ○ وَأَمَّا إِن

پاس والوں میں تو راحت ہے اور روزی اور باغ نعمت کا اور جو

مقرب لوگوں میں تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا اور جو اگر

كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ○ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ○ وَأَمَّا

ہوا وہ ہوا داہنے والوں میں تو سلامتی پہنچے تجھ کو داہنے والوں سے ف اور جو

وہ ہوا داہنے والوں میں تو سلامتی پہنچے تجھ کو داہنے والوں سے ف اور جو

إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ○ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ○ وَتَصْلِيَةُ

اگر وہ ہوا جھٹلانے والوں بہکوں میں سے تو مہمانی ہے جلتا پانی اور پیٹھنا آگ

اگر وہ ہوا جھٹلانے والوں بہکنے والوں میں سے تو مہمانی ہے جلتا پانی اور ڈالنا

ع ۳ / ۲۲ / ۱۶

جَحِيمٍ ○ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ○

آگ میں بیشک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے سو بول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا

آگ میں ف بیشک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے ف سو بول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ف

سُورَةُ الْحَدِيدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ حدید مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی انتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ لَهُ مُلْكُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا اسی کو راج

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ف اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا اسی کے لئے ہے راج

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ هُوَ

ہے آسمانوں اور زمین کا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب چیز کر سکتا ہے وہی

آسمانوں کا اور زمین کا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف وہی ہے

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ هُوَ

ہے پہلا اور پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب چیز جانتا ہے وہی

سب سے پہلا اور سب سے پچھلا ف اور باہر اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے ف وہی ہے

ف یعنی ایسی بے فکری اور بے خوفی سے اللہ کی باتوں کو جھٹلاتے ہو گویا تم کسی دوسرے کے حکم اور اختیار ہی میں نہیں یا کبھی مرنا یا خدا کے ہاں جانا ہی نہیں اچھا جس وقت تمہارے کسی عزیز محبوب کی جان نکلنے والی ہو، سانس حلق میں آ کر اٹک جائے، موت کی سختیاں گذر رہی ہوں اور تم پاس بیٹھے اس کی بے بسی اور درماندگی کا تماشا دیکھتے ہو اور دوسری طرف خدا یا اس کے فرشتے تم سے زیادہ اس کے نزدیک ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے اگر تم کسی دوسرے کے قابو میں نہیں تو اس وقت کیوں اپنے پیارے کی جان کو اپنی طرف نہیں پھیر لیتے اور کیوں بالکل ناخواستہ اپنے سے جدا ہونے دیتے ہو دنیا کی طرف واپس لاکر اسے آیندہ کی سزا سے کیوں بچا نہیں لیتے۔ اگر اپنے دعووں میں سچے ہو تو ایسا کر دکھاؤ ف یعنی تم ایک منٹ کے لئے نہیں روک سکتے اس کو اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ضروری ہے اگر وہ مردہ مقربین میں سے ہوگا تو اعلیٰ درجہ کی روحانی و جسمانی راحت و عیش کے سامانوں میں پہنچ جائے گا اور اصحاب یمین میں سے ہو تب بھی کچھ کھٹکا نہیں حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی خاطر جمع رکھ کر ان کی طرف سے" یا یہ مطلب ہے کہ اصحاب یمین کی طرف سے اس کو سلام پہنچے گا یا اس کو کہا جائے گا کہ تیرے لئے آیندہ سلامتی ہی سلامتی ہے اور تو اصحاب یمین "میں شامل ہے بعض احادیث میں ہے کہ موت سے پہلے ہی مرجانے والے کو یہ بشارتیں مل جاتی ہیں اور اسی طرح مجرموں کو ان کی بدحالی کی اطلاع دیدی جاتی ہے ف یعنی اس کا انجام یہ ہوگا اور مرنے سے پہلے اس کی خبر سنادی جائے گی ف یعنی تمہاری تکذیب سے کچھ نہیں ہوتا جو کچھ اس صورت میں مومنین اور مجرمین کی خبر دی گئی ہے بالکل یقینی ہے اسی طرح ہو کر رہے گا۔ خواہ مخواہ شبہ پیدا کر کے اپنے نفس کو دھوکا نہ دو بلکہ آنے والے وقت کی تیاری کرو ف یعنی تسبیح و تحمید میں مشغول رہو کہ یہی یہاں کی بڑی تیاری ہے اس نیک مشغلہ میں لگ کر مکذبین کی دل آزار بیہودگیوں سے بھی یکسوئی رہتی ہے اور ان کے باطل خیالات کا رد بھی ہوتا ہے یہاں سورت کے خاتمہ پر جی چاہتا ہے کہ وہ حدیث نقل کر دی جائے جس پر امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو ختم فرمایا ہے۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَٰنِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ۔ تم سورۃ الواقعۃ ولله الحمد والمنۃ ف یعنی زبان حال سے یا قال سے یا دونوں سے ف یعنی آسمان و زمین میں سب جگہ اسی کا حکم اور اختیار چلتا ہے۔ ایجاد و اعدام کی باگ اسی کے ہاتھ میں ہے کوئی طاقت اس کے تصرف تکوینی کو روک نہیں سکتی ف جب کوئی چیز نہ تھا وہ موجود تھا اور کوئی نہ رہے وہ موجود رہے گا ف ہر چیز کا وجود و ظہور اس کے وجود سے ہے لہٰذا اس کا وجود اگر ظاہر و باہر نہ ہو تو اور کس کا ہوگا۔ عرش سے فرش تک اور ذرہ سے آفتاب تک ہر چیز کی ہستی اس کی ہستی کی روشن دلیل ہے لیکن اسی کے ساتھ اس کی کنہ ذات اور حقائق صفات تک عقل و ادراک کی رسائی نہیں۔ کسی ایک صفت کا احاطہ بھی کوئی نہیں کر سکتا نہ اپنے قیاس و رائے سے اس کی کچھ کیفیت بیان کر سکتا ہے بایں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے زیادہ باطن اور پوشیدہ کوئی نہیں بہرحال وہ، نہ بھی باہر بھی، ظاہر بھی باطن بھی کھلے اور چھپے ہر قسم کے احوال کا جاننے والا ہے۔ ظاہر و بھی غالب، ایسا کہ اس سے اوپر کوئی قوت نہیں۔ باطن ایسا کہ اس سے پرے کوئی موقع نہیں جہاں اس کی آنکھ سے اوجھل ہو کر پناہ مل سکے۔ ففی الحدیث و انت الظاھر، فلیس فوقک شیء و انت الباطن فلیس دونک شیء۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ

ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر بیٹھا تخت پر

جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر ف۱

یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا

جانتا ہے جو پیٹھتا ہے زمین میں اور جو نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو

جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے نکلتا ہے ف۲ اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ

یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ

چڑھتا ہے اس میں اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے

اس میں چڑھتا ہے ف۳ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے ف۴

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ یُوْلِجُ الَّیْلَ

اسی کو ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام داخل کرتا ہے رات کو

اسی کے لئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام ف۵ داخل کرتا ہے رات کو

فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ وَهُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اٰمِنُوْا

دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس کو خبر ہے جیوں کی بات کی یقین لاؤ

دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں ف۶ اور اس کو خبر ہے جیوں کی بات کی ف۷ یقین لاؤ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ فَالَّذِیْنَ

اللہ پر اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو کچھ جو تمہارے ہاتھ میں دیا اپنا نائب کر کر سو جو لوگ

اللہ پر اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو اس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کر کر ف۸ سو جو لوگ

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ○ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ

یقین لائے ہیں تم میں سے اور خرچ کرتے ہیں ان کو نیگ بڑا ہے اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہ لاتے اللہ پر

تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ان کو بڑا ثواب ہے ف۹ اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے اللہ پر اور

الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے تمہارا اقرار اگر تم

رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے عہد ف۱۰ اگر ہو تم

مُّؤْمِنِیْنَ ○ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ

ماننے ہو وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو

ماننے والے ف۱۱ وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو

الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا

اندھیروں سے اجالے کی طرف اور اللہ تم پر نرمی رکھتا ہے مہربان اور تم کو کیا ہوا ہے کہ

اندھیروں سے اجالے میں اور اللہ تم پر نرمی کرنے والا ہے مہربان ف۱۲ اور کیا تم کو ہوا ہے کہ خرچ نہیں

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ

خرچ نہ کرتے اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی کو بچ رہتا ہے ہر کچھ آسمانوں میں اور زمین میں برابر نہیں تم میں

کرتے اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی کو بچ رہتی ہر شے آسمانوں میں اور زمین میں ف۱۳ برابر نہیں تم میں

ف۱ اس کا بیان سورۂ اعراف میں آٹھویں پارے کے ختم سے کچھ پہلے گزر چکا ہے ف۲ مثلاً بارش کا پانی اور بیج زمین کے اندر جاتا ہے اور کھیتی و درخت وغیرہ اس سے باہر نکلتے ہیں اس کا بیان سورۂ "سبا" میں گذر چکا۔ ف۳ آسمان کی طرف سے اترتے ہیں فرشتے، احکام، قضاء وقدر کے فیصلے اور بارش وغیرہ اور چڑھتے ہیں بندوں کے اعمال اور ملائکۃ اللہ ف۴ یعنی کسی وقت تم سے غائب نہیں۔ بلکہ جہاں کہیں تم ہو اور جس حال میں ہو وہ خوب جانتا ہے اور تمام کھلے چھپے اعمال کو دیکھتا ہے ف۵ یعنی اس کی قلمرو سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتے تمام آسمان و زمین میں اسی اکیلے کی حکومت ہے اور آخر کار سب کاموں کا فیصلہ وہیں سے ہوگا ف۶ یعنی کبھی دن کو گھٹا کر رات بڑی کر دیتا ہے اور کبھی اس کے برعکس رات کو گھٹا کر دن بڑا کر دیتا ہے ف۷ یعنی دلوں میں جو نیتیں اور ارادے پیدا ہوں یا خطرات و وساوس آئیں وہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں ف۸ یعنی جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے اس کا مالک اللہ ہے تم صرف امین اور خزانچی ہو اپنا جہاں وہ مالک بتلائے وہاں اس کے نائب کی حیثیت سے خرچ کرو اور یہ بھی ملحوظ رکھو کہ پہلے یہ مال دوسروں کے ہاتھ میں تھا ان کے جانشین تم بنے ظاہر ہے تمہارا جانشین کوئی اور بنایا جائے گا۔ پھر جب معلوم ہے کہ یہ چیز نہ پہلوں کے پاس رہی نہ تمہارے پاس رہے گی تو ایسی زائل اور فانی چیز سے اتنا دل لگانا مناسب نہیں کہ ضروری اور مناسب مواقع میں بھی آدمی خرچ کرنے سے کترائے ف۹ لہٰذا ضروری ہے کہ جن لوگوں میں یہ صفت و خصلت موجود نہیں اپنے اندر پیدا کریں اور جن میں موجود ہے اس پر ہمیشہ مستقیم رہیں اور ایمان کے مقتضا پر عمل رکھیں ف۱۰ یعنی اللہ پر ایمان لانے، یا یقین و معرفت کے راستوں پر چلتے رہنے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے اور اس معاملہ میں سستی یا تقاعد کیوں ہو جب کہ خدا کا رسول تم کو کسی اجنبی اور غیر معقول چیز کی طرف نہیں بلکہ تمہارے حقیقی پرورش کرنے والے کی طرف دعوت دے رہا ہے جس کا اعتقاد تمہاری اصل فطرت میں ودیعت کر دیا گیا۔ اور جس کی ربوبیت کا اقرار تم دنیا میں آنے سے پہلے کر چکے ہو چنانچہ آج تک اس اقرار کا کچھ نہ کچھ اثر بھی قلوب بنی آدم میں پایا جاتا ہے پھر دلائل و براہین اور ارسال رسل کے ذریعہ سے اس ازلی عہد و پیمان کی یاد دہانی اور تجدید بھی کی گئی اور انبیائے سابقین نے اپنی امتوں سے یہ عہد بھی کیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں گے اور تم میں بہت سے وہ بھی ہیں جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر سمع و طاعت اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ امور ایمانیہ پر کاربند رہنے کا پکا عہد کر چکے ہیں بس ان مبادی کے بعد کہاں گنجائش ہے کہ جو ماننے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ مانے اور جو مان چکا ہو وہ اس سے انحراف کرنے لگے ف۱۱ یعنی قرآن اتارا اور صداقت کے نشان دیئے تاکہ ان کے ذریعہ سے تم کو کفر و جہل کی اندھیریوں سے نکال کر ایمان و علم کے اجالے میں لے آئے یہ اللہ کی بہت ہی بڑی شفقت اور مہربانی ہے اگر سختی کرتا تو ان ہی اندھیروں میں پڑا چھوڑ کر تم کو ہلاک کر دیتا یا ایمان لانے کے بعد بھی پچھلی خطاؤں کو معاف نہ کرتا۔ ف۱۲ یعنی مالک مرتا ہو جاتا ہے اور ملک اللہ کا بچ رہتا ہے اور ویسے تو ہمیشہ اسی کا مال تھا پھر اس کے مال میں سے اس کے حکم کے موافق خرچ کرنا بھاری کیوں معلوم ہو۔ خوشی اور اختیار سے نہ دو گے تو بے اختیار اسی کے پاس پہنچے گا بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ خوش دلی سے پیش کرے اور اس کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے فقر و افلاس سے نہ ڈرے کیونکہ زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک اللہ ہے کیا اس کے راستے میں خوش دلی سے خرچ کرنے والا بھوکا رہے گا؟ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ہر کچھ برباد رہتا ہے یعنی مالک فنا ہوتا ہے اور ملک اللہ کو بچ رہتی ہے اور ہمیشہ اسی کا مال تھا فتح سے پہلے یعنی فتح مکہ سے پہلے جنہوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بڑے درجے گئے ۱۲ منہ ف قرض کے معنی یہ کہ اس وقت خرچ کرو جہاد میں پھر تمہیں دولتیں برتو گے اور یہی معنی دونوں کے مالک ہیں اور غلام میں بیاج نہیں جو دیا سو اس کا اور جو نہ دیا سو اس کا ۱۲ منہ ف جس وقت پل صراط پر چلیں گے سخت اندھیرا ہوگا اپنے ایمان کی روشنی ساتھ ہوگی آگے اور داہنے کہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ —— از شاہ عبدالقادر صاحب

مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۗ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ

جس نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور لڑائی کی ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے

جس نے خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے ف اور لڑائی کی ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان

الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ۗ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۗ وَاللّٰهُ بِمَا

ان سے جو خرچ کریں اس سے پیچھے اور لڑیں اور سب کو وعدہ دیا ہے اللہ نے

سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا ف اور اللہ کو

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۚ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ

خوبی کا اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح قرض پھر وہ اس کو

خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح پھر وہ اس کو دونا

لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى

دونا کردے اس کے واسطے اور اس کو ملے نیگ عزت کا ف جس دن تو دیکھے ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو

کردے اس کے واسطے اور اس کو ملے ثواب عزت کا ف جس دن تو دیکھے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑتی

نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

دوڑتی جاتی ہے ان کی روشنی آگے ان کے اور داہنے ان کے خوشخبری ہے تم کو آج کے دن باغ ہیں بہتی

ہوئی چلتی ہے ان کی روشنی ان کے آگے اور ان کے داہنے ف خوشخبری ہے تم کو آج کے دن باغ ہیں کہ بہتی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ يَوْمَ

ہیں جن کے نیچے نہریں سدا رہیں ان میں یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد ملنی ف جس دن

ہیں جن کے نہریں سدا رہو ان میں یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد ملنی ف جس دن

يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ

کہیں گے دغاباز مرد اور عورتیں ایمان والوں کو ہماری راہ دیکھو ہم بھی سلگا لیں

کہیں گے دغاباز مرد اور عورتیں ایمان والوں کو راہ دیکھو ہماری ہم بھی روشنی لے لیں

مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۗ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ

تمہاری روشنی سے کسی نے کہا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی پھر کھڑی کردی ان کے بیچ

تمہارے نور سے کوئی کہے گا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی پھر کھڑی کردی جائے ان کے بیچ میں

بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۗ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝

ایک دیوار جس کا ایک دروازہ اس کے اندر وہاں مہر ہے اور باہر کی طرف عذاب

ایک دیوار جس میں ہوگا دروازہ اس کے اندر رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ف

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۗ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ

یہ ان کو پکارتے ہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ وہ بولے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا آپ کو

یہ ان کو پکاریں گے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ ف کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور

تَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ

اور راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے اور بہکے خیالوں پر جب تک آپہنچا حکم اللہ کا اور تم کو بہکایا

راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر یہاں تک کہ آپہنچا حکم اللہ کا اور تم کو بہکا دیا

ع ۱ / ۱۰ / ۱۴

ف اور بعض نے فتح سے مراد صلح حدیبیہ لی ہے اور بعض روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے ف یعنی یوں تو اللہ کے راستے میں کسی وقت بھی خرچ کیا جائے اور جہاد کیا جائے وہ اچھا ہے خدا اس کا بہترین بدلہ دنیا یا آخرت میں دے گا لیکن جس عقیدہ والوں نے فتح مکہ یا حدیبیہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بڑے درجے لے اڑے۔ بعد والے مسلمان ان کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ وقت تھا کہ حق کے ماننے والے اور اس پر لڑنے والے اقل قلیل تھے۔ اور دنیا کافروں اور باطل پرستوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس وقت اسلام کو جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت زیادہ تھی اور مجاہدین کو بظاہر اسباب اموال و غنائم وغیرہ کی توقعات بہت کم۔ ایسے حالات میں ایمان لانا اور خدا کے راستے میں جان و مال لٹا دینا بڑے اولوالعزم اور پہاڑ سے زیادہ ثابت قدم انسانوں کا کام ہے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ورزقنا اللہ اتباعہم وحبہم آمین ف یعنی اللہ کو سب خبر ہے کہ کس کا عمل کس درجہ کا ہے اور اس میں اخلاص کا وزن کتنا ہے اپنے اسی علم کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا ف حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "قرض کے معنی یہ کہ اس وقت جہاد میں خرچ کرو پھر تم ہی دولتیں برتو گے (اور آخرت میں بڑے مرتبے پاؤ گے) یہی معنی ہیں دونوں کے ورنہ مالک میں اور غلام میں سود بیاج نہیں جو دیا سو اس کا جو نہ دیا سو اس کا ف میدان حشر سے جس وقت پل صراط پر جائیں گے سخت اندھیرا ہوگا تب اپنے ایمان اور عمل صالح کی روشنی ساتھ ہوگی۔ شاید ایمان کی روشنی جس کا محل قلب ہے آگے ہو اور عمل صالح کی داہنے کیونکہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں جس درجہ کا کسی کا ایمان و عمل ہوگا اسی درجہ کی روشنی ملے گی اور غالباً اس امت کی روشنی اپنے نبی کے طفیل دوسری امتوں کی روشنی سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی۔ بعض روایات سے بائیں جانب بھی روشنی کا ہونا معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب شاید یہ ہوگا کہ روشنی کا اثر ہر طرف پہنچے گا۔ واللہ اعلم ف کیونکہ جنت اللہ کی خوشنودی کا مقام ہے جو وہاں پہنچ گیا سب مرادیں مل گئیں ف یعنی مومنین اور منافقین کے بیچ میں دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا اس دروازے سے مومن جنت کی طرف جا کر منافقوں کی نظر سے اوجھل ہو جائیں گے دروازے کے اندر پہنچ کر جنت کا سماں ہوگا اور ادھر دروازے سے باہر عذاب الٰہی کا منظر دکھائی دے گا ف قصہ یہ ہے کہ کھلے ہوئے کافر تو پل صراط پر نہیں چلیں گے بلکہ پہلے ہی وہ دوزخ میں اس کے دروازوں سے دھکیل دیے جائیں گے ہاں جو کسی نبی کی امت میں ہیں سچے یا کچے انہیں پل صراط سے گذرنے کا حکم ہوگا اس پر چڑھنے سے پہلے ایک سخت اندھیری لوگوں کو گھیرے گی اس وقت ایمان والوں کے ساتھ روشنی ہوگی منافق بھی ان کی روشنی کے پیچھے پیچھے چلنا چاہیں گے لیکن مومن جلد آگے بڑھ جائیں گے اس لیے ان کی روشنی منافقین سے دور ہوتی جائے گی تب وہ پکاریں گے کہ میاں ذرا ٹھہرو ہم کو اندھیرے میں پیچھے چھوڑ کر مت جاؤ تھوڑا انتظار کرو کہ ہم بھی تم سے مل جائیں اور تمہاری روشنی سے استفادہ کریں آخر ہم دنیا میں تمہارے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اور ہمارا شمار بھی بظاہر مسلمانوں میں ہوتا تھا اب اس مصیبت کے وقت ہم کو اندھیرے میں پڑا چھوڑ کر کہاں جاتے ہو کیا رفاقت کا حق یہی ہے جواب ملے گا کہ پیچھے لوٹ کر روشنی تلاش کرو اگر مل سکے تو وہاں سے لے آؤ یہ سنکر پیچھے ہٹیں گے اتنے میں دیوار دونوں فریق کے درمیان حائل ہو جائے گی یعنی روشنی دنیا میں کمائی جاتی ہے وہ جگہ پیچھے چھوڑ آئے یا پیچھے سے وہ جگہ مراد ہو جہاں پل صراط پر چڑھنے سے پہلے نور تقسیم کیا گیا تھا۔

ف انتظار کرو ہمارا

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ پل صراط پر کافر چلیں گے وہ۔ پہلے ہی دوزخ میں پڑیں گے مگر جو امت ہے کسی نبی کی سچی یا کچی جب اندھیرا گھیرے گا ایمان والوں کے ساتھ روشنی ہوگی منافق روشنی میں چلنے لگے مومن شتاب نکل گئے یہ پیچھے رہے پکارنے کہ ہم کو بھی روشنی دو کسی نے کہا پیچھے سے روشنی لاؤ وہ پیچھے ہٹے ان کے ان کے بیچ دیوار کھڑی ہوگئی یعنی روشنی دنیا میں کمائی جاتی ہے وہ جگہ پیچھے چھوڑ آئے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی ایمان وہی ہے کہ دل نرم پیغمبروں کی صحبت میں یہ پائے تھے مدت کے بعد سخت ہوگئے اور اب یہ صفت مسلمانوں کو چاہیئے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی عرب لوگ جاہل تھے جیسے مردہ زمین اب ان کو جلایا ان میں سب کمال پیدا کر دیئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ

اللہ کے نام سے اس دغاباز نے ف۱ سو آج قبول نہیں تم سے چھڑوائی دینی اور نہ منکروں سے

اللہ کے نام سے اس دغاباز نے ف۱ سو آج تم سے قبول نہ ہوگا فدیہ دینا اور نہ منکروں سے

مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ

تم سب کا گھر دوزخ ہے وہی تمہارے لائق ہے اور بُری جگہ جا پہنچے کیا وقت نہیں پہنچا

تم سب کا گھر دوزخ ہے وہی ہے رفیق تمہاری اور بُری جگہ جا پہنچے ف۲ کیا وقت نہیں آیا ایمان

اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا

ایمان والوں کو کہ گڑگڑاویں ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا سچا دین اور نہ ہوں ایسے

والوں کو کہ گڑگڑا ئیں ان کے دل اللہ کے یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین ف۳ اور نہ ہوں

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ

جن کو کتاب ملی اس سے پہلے پھر لمبی گزری ان پر مدت پھر

ان جیسے جن کو کتاب ملی تھی اس سے پہلے پھر دراز گذری ان پر مدت پھر سخت ہو گئے

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ

سخت ہو گئے ان کے دل اور بہت ان میں بے حکم ہیں ف۲ جان رکھو کہ اللہ جلاتا ہے زمین کو

ان کے دل اور بہت ان میں نافرمان ہیں ف۴ جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ

پیچھے اس کی موت کے ہم نے کھول سنائے تم کو پتے اگر تم کو بوجھ ہے ف۳ تحقیق جو لوگ خیرات کرنے والے

اس کے مرجانے کے بعد ہم نے کھول کر سنا دیئے تم کو پتے اگر تم کو سمجھ ہے ف۵ تحقیق جو لوگ خیرات کرنے والے

وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ

ہیں مرد اور عورتیں اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح قرض دونی ملتی ہے ان کو

ہیں مرد اور عورتیں اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح ان کو ملتا ہے دونا اور ان کو

اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ

اور ان کو نیگ ہے عزت کا اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے

ثواب ہے عزت کا ف۶ اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر وہی ہیں سچے ایمان والے

وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اور احوال بتانے والے اپنے رب کے پاس ان کو ہے ان کا نیگ اور ان کی روشنی اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں

اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس ان کے واسطے ہے ان کا ثواب اور ان کی روشنی ف۷ اور جو لوگ منکر ہوئے اور

۱۸ ع ۱۹ بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ

ہماری باتیں وہ ہیں لوگ دوزخ کے جان رکھو کہ دنیا کا جینا یہی ہے کھیل

جھٹلایا ہماری باتوں کو وہ ہیں دوزخ کے لوگ ف۸ جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل اور

وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ

اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی

تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی

ف۱ یعنی بے شک دنیا میں بظاہر تم ہمارے ساتھ تھے اور زبان سے دعویٰ اسلام کا کرتے تھے لیکن اندرونی حال یہ تھا کہ لذات و شہوات میں پڑ کر تم نے نفاق کا راستہ اختیار کیا اور اپنے نفس کو دھوکہ دے کر ہلاکت میں ڈالا پھر توبہ نہ کی بلکہ راہ دیکھتے رہے کہ کب اسلام اور مسلمانوں پر کوئی افتاد پڑتی ہے اور دین کے متعلق شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنسے رہے یہی دھوکا رہا کہ آگے ان منافقانہ چالوں کا کچھ خمیازہ بھگتنا نہیں بلکہ یہ خیالات اور امیدیں پکالیں کہ چند روز میں اسلام اور مسلمانوں کا یہ سب قصہ ختم ہو جائے گا آخر ہم ہی غالب ہوں گے۔ رہا آخرت کا قصہ سو وہاں بھی کسی نہ کسی طرح چھوٹ ہی جائیں گے ان ہی خیالات میں مست تھے کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور موت نے آدبایا اور اس بڑے دغاباز (شیطان) نے تم کو بہکا کر ایسا کھو دیا کہ اب کہیں رستگاری کی نہیں رہی ف۲ یعنی بالفرض اگر تم (منافق) اور جو کھلے بند کافر تھے کچھ معاوضہ دے کر سزا سے بچنا چاہو تو اس کے منظور کئے جانے کی صورت نہیں لیس تم سب کو اب اسی گھر میں رہنا ہے یہی دوزخ کی آگ تمہارا ٹھکانا ہے اور یہی رفیق ہے۔ کسی دوسرے سے رفاقت کی توقع مت رکھو ف۳ یعنی وقت آگیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اس کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں ف۴ یعنی ایمان وہی ہے کہ دل نرم ہو۔ نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے شروع میں اہل کتاب یہ باتیں پیغمبروں کی صحبت میں پاگئے تھے۔ مدت کے بعد غفلت چھاتی گئی دل سخت ہو گئے وہ بات نہ رہی اکثروں نے سخت سرکشی اور نافرمانیاں شروع کر دیں اب مسلمانوں کی باری آئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی صحبت میں رہ کر نرم دلی، انقیاد کامل، اور خشوع لذکر اللہ کی صفات سے متصف ہوں۔ اور اس مقام بلند پر پہنچیں جہاں کوئی امت نہ پہنچی تھی ف۵ یعنی عرب لوگ جاہل اور گمراہ تھے جیسے مردہ زمین اب اللہ نے ان کو ایمان اور علم کی روح سے زندہ کیا اور ان میں سب کمال پیدا کر دیئے۔ غرض کسی مردہ سے مردہ انسان کو مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں سچی توبہ کرے تو اللہ پھر اس کے قالب میں روح حیات پھونک دیگا ف۶ یعنی جو اللہ کے راستے میں خالص نیت سے اس کی خوشنودی کی خاطر خرچ کریں اور غیر اللہ سے کسی بدلہ یا شکریہ کے طلب گار نہ ہوں گویا وہ اللہ کو قرض دیتے ہیں سو اطمینان رکھیں کہ ان کا دیا ہوا ضائع نہ ہوگا بلکہ کئی گنا کر کے لوٹایا جائے گا۔ ف۷ مترجم محقق رحمہ اللہ نے لفظ "الشھداء" کا عطف "الصدیقون" پر مانا ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر پوری طرح یقین لائے (اور اس یقین کا اثر ان کے اعمال و احوال میں ظاہر ہونا چاہیئے) تو سچے اور پکے ایماندار یہی ہیں اور اللہ کے ہاں یہی حضرات بطور گواہ کے دوسرے لوگوں کا حال بتلائیں گے۔ کما قال وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ (البقرہ رکوع ۱۷) آخرت میں ان سچے ایمان داروں کو اپنے اپنے عمل اور درجۂ ایمان کے موافق ثواب اور روشنی عطا ہوگی (آیت کی تفسیر اور بھی کئی طرح کی گئی ہے مگر رعایت اختصار ان کے نقل کی اجازت نہیں دیتی ف۸ یعنی دوزخ اصل میں ان ہی کے لئے بنی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ آدمی کو اول عمر میں کھیل چاہیے پھر تماشا پھر بناؤ درست کرنا پھر ساکھ کرے اور نام حاصل کرنا اور مرنا قریب آوے تو فکر مال اور اولاد کی کر پیچھے میرا گھر بار بنا رہے آسودہ۔ یہ سب دغا کی جنس ہے آگے کام آوے گا اور ہی کچھ اور یہ کچھ کام نہ آوے گا ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ

جیسے کہاوت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اُسکا سبزہ اُگنا پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے

جیسے حالت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اُس کا سبزہ پھر زور پہ آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے

حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ

روندن اور پچھلے گھر میں سخت عذاب ہے اور معافی بھی اللہ سے اور رضامندی

روندا ہوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضا مندی

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۞ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن

اور جینا یہی ہے دنیا کا دغا کی جنس ف۱ دوڑو اپنے رب کی معافی کی طرف

اور دنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا ف۱ دوڑو اپنے رب کی معافی کی

رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ

اور بہشت کو جس کا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا رکھی ہے واسطے اُن کے جو

طرف کو اور بہشت کو ف۲ جس کا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا ف۳ تیار رکھی ہے واسطے اُنکے جو

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ

یقین لائے اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر یہ بڑائی اللہ کی ہے دیوے اُسکو جس کو چاہے اور اللہ کا

یقین لائے اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر یہ فضل اللہ کا ہے دے اُسکو جس کو چاہے اور اللہ کا

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۞ مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَ

فضل بڑا ہے کوئی آفت نہیں پڑی ملک میں اور

فضل بڑا ہے ف۴ کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور

لَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ

نہ آپ تم میں جو نہیں لکھی ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اُسکو دُنیا میں بیشک یہ

نہ تمہاری جانوں میں جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اُسکو دُنیا میں ف۵ بیشک یہ

عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۞ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ

اللہ پر آسان ہے تا تم غم نہ کھایا کرو اُس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ بہکا کرو اُس پر جو تم کو اُس نے دیا

اللہ پر آسان ہے ف۶ تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اُس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کیا کرو اُس پر جو تم کو اُس نے دیا

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۞ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ

اور اللہ نہیں چاہتا ہے کسی اترانے بڑائی مارنے کو وہ جو آپ نہ دیں اور سکھاویں

اور اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا وہ جو کہ آپ نہ دیں اور سکھلائیں

النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۞ لَقَدْ أَرْسَلْنَا

لوگوں کو نہ دینا اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ آپ ہے بے پرواہ سب خوبیوں سراہا ہم نے بھیجے ہیں

لوگوں کو بھی نہ دینا ف۸ اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ آپ ہے بے پرواہ سب خوبیوں کے ساتھ موصوف ف۹ ہم نے بھیجے

رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ

اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اُتاری اُنکے ساتھ کتاب اور ترازو کہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر

ہیں اپنے رسول نشانیاں دیکر اور اُتاری اُن کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر ف۱۰

ف۱ آدمی کو اول عمر میں کھیل چاہیے پھر تماشا پھر بناؤ سنگار اور فیشن پھر ساکھ جمانا اور نام و نمود حاصل کرنا پھر موت کے دن قریب آئیں تو مال و اولاد کی فکر کہ پیچھے میرا گھر بار بنا رہے اور اولاد آسودگی سے بسر کرے۔ مگر یہ سب ٹھاٹھ و سامان فانی اور زائل ہیں جیسے کھیتی کی رونق و بہار چند روزہ ہوتی ہے پھر زرد پڑ جاتی ہے اور آدمی اور جانور اُسکو روند کر چورا کر دیتے ہیں۔ اُس شادابی اور خوبصورتی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ یہی حال دنیا کی زندگانی اور اُسکے ساز و سامان کا سمجھو کہ وہ فی الحقیقت ایک دغا کی پونجی اور دھوکے کی ٹٹی ہے آدمی اسکی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے۔ حالانکہ موت کے بعد یہ چیزیں کام آنے والی نہیں۔ وہاں کچھ اور ہی کام آئیگا یعنی ایمان اور عمل صالح۔ جو شخص دنیا سے یہ چیز کما کر لے گیا سمجھو بیڑا پار ہے۔ آخرت میں اُسکے لئے مالک کی خوشنودی اور رضا مندی۔ اور جو دولت ایمان سے تہیدست رہا اور کفر و عصیان کا بوجھ لے کر پہنچا اُسکے لئے سخت عذاب اور جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی اس کے لیے جلد یا بدیر دھکے کھا کر معافی ہے۔ دنیا کا خلاصہ وہ تھا آخرت کا یہ ہوا۔ ف۲ یعنی موت سے پہلے وہ سامان کر لو جس سے کوتاہیاں معاف ہوں اور بہشت ملے۔ اس کام میں سستی اور دیر کرنا مناسب نہیں ف۳ یعنی آسمان اور زمین دونوں کو اگر ملا کر رکھا جائے تو اُس کی برابر جنت کا عرض ہوگا، طول کتنا ہوگا؟ یہ اللہ ہی جانے ف۴ یعنی ایمان و عمل بیشک حصول جنت کے اسباب ہیں لیکن حقیقت میں ملتی ہے اللہ کے فضل سے۔ اُسکا فضل نہ ہو تو سزا سے چھوٹنا ہی مشکل ہے جنت ملنے کا تو ذکر کیا ف۵ ملک میں جو عام آفت آئے مثلاً قحط، زلزلہ وغیرہ اور خود تمکو جو مصیبت لاحق ہو مثلاً مرض وغیرہ وہ سب اللہ کے علم میں قدیم سے طے شدہ ہے اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اُسی کے موافق دنیا میں ظہور ہو کر رہیگا۔ ایک ذرہ بھر کم و بیش یا پس و پیش نہیں ہو سکتا ف۶ یعنی اللہ کو ہر چیز کا علم ذاتی ہے کچھ محنت سے حاصل کرنا نہیں پڑا۔ پھر اپنے علم محیط کے موافق تمام واقعات و حوادث کو قبل از وقوع کتاب (لوح محفوظ) میں درج کر دینا اُسکے لئے کیا مشکل ہے ف۷ یعنی اس حقیقت پر اس لئے مطلع کر دیا کہ تم خوب سمجھ لو کہ جو بھلائی تمہارے لئے مقدر ہے ضرور پہنچکر رہیگی اور جو مقدر نہیں وہ کبھی ہاتھ نہیں آ سکتی جو کچھ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں ٹھہر چکا ہے ویسا ہو کر رہیگا۔ لہٰذا جو فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے اُس پر غمگین و مضطرب ہو کر پریشان نہ ہو اور جو قسمت سے ہاتھ لگ جائے اُس پر اکڑو اور اتراؤ نہیں۔ بلکہ مصیبت اور ناکامی کے وقت صبر و تسلیم اور راحت و کامیابی کے وقت شکر و تحمید سے کام لو۔ (تنبیہ) پہلے اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ الخ میں بتلایا تھا کہ دنیا کے سامان عیش و طرب میں پڑ کر آدمی کو آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیئے آیۂ ہذا میں متنبہ فرما دیا کہ یہاں کی تکالیف و مصائب میں گھر کر چاہیئے کہ حد اعتدال سے نہ گزرے ف۸ اکثر متکبر مالداروں کی حالت یہی ہوتی ہے کہ بڑائی اور شیخی تو بہت ماریں گے مگر خرچ کرنے کے نام پیسہ جیب سے نہ نکلیگا۔ کسی اچھے کام میں خود دینے کی توفیق نہ ہوگی اور اپنے قول و فعل سے دوسروں کو بھی یہی سبق پڑھائیں گے۔ موقع پر بڑھ کر خرچ کرنا متوکلوں اور ہمت والوں کا کام ہے جو پیسہ سے محبت نہیں کرتے اور جانتے ہیں کہ تنگی اور نرمی سب اُسی مالک علی الاطلاق کی طرف سے ہے ف۹ یعنی تمہارے خرچ کرنے یا نہ کرنے سے اُسکو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچتا وہ آپ بے نیاز اور بے پرواہ ذات ہے۔ تمام خوبیاں علیٰ وجہ الکمال اُس کی ذات میں جمع ہیں۔ تمہارے کسی فعل سے اُس کی کسی خوبی میں اضافہ نہیں ہوتا جو کچھ نفع نقصان ہے تمہارا ہے۔ خرچ کروگے خود فائدہ اُٹھاؤ گے، نہ کروگے گھاٹے میں رہوگے ف۱۰ کتاب اور ترازو شاید اسی تولنے کی ترازو کو کہا کہ اُس کے ذریعہ سے بھی حقوق ادا کرنے اور لین دین میں انصاف ہوتا ہے۔ یعنی کتاب اللہ اس لئے اُتاری کہ لوگ عقائد اور اخلاق و اعمال میں سیدھے انصاف کی راہ چلیں۔ افراط و تفریط کے راستہ پر قدم نہ ڈالیں اور ترازو اس لئے پیدا کی کہ بیع و شراء وغیرہ معاملات میں انصاف کا پلہ کسی طرف اُٹھا یا جھکا نہ رہے اور ممکن ہے "ترازو" شریعت کو فرمایا ہو جو تمام اعمال قلبیہ کے حسن و قبح کو ٹھیک جانچ تول کر بتلاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ کتاب اور ترازو شاید اسی ترازو کو کہا تولنے کی یہی اسباب ہے، انصاف کا یا شریعت کو فرمایا جس سے جھوٹا سچا کھل جاوے۔ ف۲ یہ فقیری اور تارک دنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھتے نہ جورو رکھتے نہ بیٹا نہ کماتے نہ جوڑتے محض عبادت میں رہتے خلق سے نہ ملتے' اللہ نے بندوں پر یہ حکم نہیں رکھا مگر جب اپنے اوپر نام رکھا ترک دنیا کا پھر اس پردے میں دنیا چاہنی بڑا وبال ہے ف۳ یعنی اس رسول کے تابع رہو کر یہ نعمتیں پاؤ اوروں سے دونا ثواب عمل کا اور روشنی پے پھرو یعنی تمہارا وجود نورانی ہو جاوے ف۴ یعنی اہل کتاب پیغمبروں کا احوال سن کر پچتائے کہ ہم ان سے دور پڑے ہم کو وہ درجے ملنے محال ہیں۔ سو یہ رسول اللہ نے کھڑا کیا اس کی صحبت میں آگے سے دونا کمال مل سکتا ہے اور اللہ کا فضل بند نہیں ہو گیا

——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ

اور ہم نے اُتارا لوہا اُس میں سخت لڑائی ہے اور کام چلتے لوگوں کے اور تا معلوم کرے اللہ کون

اور ہم نے اُتارا لوہا ف۱ اُس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں ف۲ اور تاکہ معلوم کرے اللہ

يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا

ع ۹ / 19

مدد کرتا ہے اُس کی اور اُس کے رسولوں کی بن دیکھے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۱ اور ہم نے بھیجا نوح

کون مدد کرتا ہے اسکی اور اسکے رسولوں کی بن دیکھے ف۳ بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۴ اور ہم نے بھیجا نوح کو

وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ

اور ابراہیم کو اور رکھی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب پھر کوئی اُنمیں راہ پر ہے اور بہتیرے

اور ابراہیم کو اور ٹھہرا دی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب ف۵ پھر کوئی اُن میں راہ پر ہے اور بہت

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

اُنمیں بے حکم ہیں پھر پیچھے بھیجے اُنکے پچھاڑی پر اپنے رسول اور پیچھے بھیجا عیسیٰ مریم کے بیٹے کو

اُن میں نافرمان ہیں ف۶ پھر پیچھے بھیجے اُنکے قدموں پر اپنے رسول ف۷ اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ

اور اُس کو دی انجیل اور رکھی ہم نے اُسکے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہر

اور اُسکو ہم نے دی انجیل ف۸ اور رکھ دی اُسکے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہربانی ف۹

وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا

اور ایک دنیا چھوڑنا اُنہوں نے نیا نکالا ہم نے نہیں لکھا تھا یہ اُنپر مگر اللہ کی رضامندی چاہنے کو پھر نہ

اور ایک ترک کرنا دنیا کا جو اُنہوں نے نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں لکھا تھا یہ اُن پر مگر کیا چاہنے کو اللہ کی رضامندی پھر نہ

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

نباہا اُس کو جیسے چاہئے نباہنا پھر دیا ہم نے اُن کو جو ایماندار تھے اُنمیں اُنکا نیگ اور بہت اُن میں بے حکم ہیں ف۲

نباہا اُسکو جیسا چاہیے تھا نباہنا ف۱ پھر دیا ہم نے اُن لوگوں کو جو اُن میں ایماندار تھے اُنکا بدلا اور بہت اُن میں نافرمان ہیں ف۱۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اُسکے رسول پر دیوے تم کو دو بخرے اپنی مہر سے اور

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اُسکے رسول پر دیوے گا تم کو دو حصے اپنی رحمت سے اور

يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

رکھ دے تم میں روشنی جسکو لئے پھرو اور تم کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے ف۳

رکھ دیگا تم میں روشنی جس کو لیے پھرو اور تم کو معاف کریگا اور اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان ف۱۲

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ

تا نہ جانیں کتاب والے کر پا نہیں سکتے کچھ اللہ کا فضل اور

تا کہ نہ جانیں کتاب والے کر پا نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے اور

اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ۧ

ع ۴ / ۲۰

یہ کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۴

یہ کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۱۳

منزل ۷

ف۱ یعنی اپنی قدرت سے پیدا کیا اور زمین میں اُس کی کانیں رکھدیں ف۲ یعنی لوہے سے لڑائی کے سامان (اسلحہ وغیرہ) تیار ہوتے ہیں اور لوگوں کے بہت سے کام چلتے ہیں ف۳ یعنی جو آسمانی کتاب سے راہ راست پر نہ آئیں اور انصاف کی ترازو کو دنیا میں سیدھا نہ رکھیں ضرورت پڑیگی کہ ان کی گوشمالی کیجائے اور ظالم و کجرو معاندین پر اللہ و رسول کے احکام کا وقار و اقتدار قائم رکھا جائے۔ اُس وقت شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالنا اور ایک خالص دینی جہاد میں اسی لوہے سے کام لینا ہوگا۔ اُسوقت کھل جائیگا کہ کون سے وفادار بندے ہیں جو بن دیکھے خدا کی محبت میں آخرت کے غائبانہ اجر و ثواب پر یقین کر کے اُسکے دین اور اُسکے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔ ف۴ یعنی جہاد کی تعلیم و ترغیب اس لئے نہیں دی تھی کہ اللہ کچھ تمہاری امداد و اعانت کا محتاج ہے۔ بھلا اُس زور آور اور زبردست ہستی کو کمزور مخلوق کی کیا حاجت ہو سکتی تھی۔ ہاں تمہاری وفاداری کا امتحان مقصود ہے۔ تا جو بندے اس میں کامیاب ہوں اُنکو اعلیٰ مقامات پر پہنچایا جائے ف۵ یعنی پیغمبری اور کتاب کیلئے اِن دونوں کی نسل کو چن لیا کہ اُنکے بعد یہ دولت اُنکی ذریت سے باہر نہ جائے گی ف۶ یعنی جن لوگوں کی طرف وہ بھیجے گئے تھے یا یوں کہو کہ اُن دونوں کی اولاد میں سے بعضے راہ پر رہے اور اکثر نافرمان ثابت ہوئے ف۷ یعنی پچھلے رسول اُن ہی پہلوں کے نقش قدم پر چلے۔ اصولی حیثیت سے سب کی تعلیم ایک تھی ف۸ یعنی آخر میں انبیائے بنی اسرائیل کے خاتم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دے کر بھیجا ف۹ یعنی حضرت مسیح کے ساتھی جو ان کے طریقہ پر چلنے والے تھے اُنکے دلوں میں اللہ نے نرمی رکھی تھی' وہ خلق خدا کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے تھے ف۱۰ یعنی آگے چلکر حضرت مسیح کے متبعین نے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہو کر اور دنیا کے مخمصوں سے گھبرا کر ایک بدعت رہبانیت کی نکالی جس کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا مگر نیت اُنکی یہ ہی تھی کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ پھر اُسکو پوری طرح نباہ نہ سکے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ فقیری اور تارک الدنیا بننا' نصاریٰ نے رسم نکالی' جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھے نہ جورو رکھتے نہ بیٹا' نہ کماتے نہ جوڑتے محض عبادت میں لگے رہتے' خلق سے نہ ملتے' اللہ نے بندوں کو یہ حکم نہیں دیا (کہ اس طرح دنیا چھوڑ کر بیٹھ رہیں) مگر جب اپنے اوپر ترک دنیا کا نام رکھا۔ پھر اس پردے میں دنیا چاہنا بڑا وبال ہے"۔ شریعت حقہ اسلامیہ نے اس اعتدال فطری سے متجاوز رہبانیت کی اجازت نہیں دی۔ ہاں بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اس اُمت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کیونکہ مجاہد اپنے سب حظوظ و تعلقات سے واقعی الگ ہو کر اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے۔ (تنبیہ) "بدعت" کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب و سنت اور قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو اور اُسکو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے ف۱۱ یعنی اُن میں کے اکثر نافرمان ہیں۔ اِسی لیے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر باوجود دل میں یقین رکھنے کے ایمان نہیں لاتے ف۱۲ یعنی اس رسول کے تابع رہو کہ یہ نعمتیں پاؤ۔ گذشتہ خطاؤں کی معافی اور ہر عمل کا دونا ثواب۔ اور روشنی لیے پھرو یعنی تمہارا وجود ایمان و تقویٰ سے نورانی ہو جائے اور آخرت میں یہ ہی نور تمہارے آگے اور داہنی طرف چلے۔ (تنبیہ) احقر کے خیال میں یہ خطاب اُن اہل کتاب کو ہے جو حضور پر ایمان لا چکے تھے اس تقدیر پر "وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ" سے ایمان پر ثابت و مستقیم رہنا مراد ہوگا۔ باقی اہل کتاب کو دونا ثواب ملنے کا کچھ بیان سورۂ "قصص" میں گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے ف۱۳ یعنی اہل کتاب پہلے پیغمبروں کے احوال سن کر پچتاتے کہ افسوس ہم اُن سے دور پڑ گئے ہم کو وہ درجے ملنے محال ہیں جو نبیوں کی صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ سو یہ رسول' اللہ نے کھڑا کیا' اسکی صحبت میں پہلے سے دونا کمال اور بزرگی مل سکتی ہے اور اللہ کا فضل بند نہیں ہو گیا (تنبیہ) حضرت شاہ صاحب رح نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے لیکن اکثر سلف سے یہ منقول ہے کہ یہاں "لِّئَلَّا يَعْلَمَ" میں "لَا" زائد ہے۔ یعنی "لِيَعْلَمَ" کے ہے یعنی تاکہ جان لیں اہل کتاب (جو ایمان نہیں لائے) کہ وہ دسترس نہیں رکھتے اللہ کے فضل پر اور فضل صرف اللہ کے ہاتھ ہے جس پر چاہے کر دے۔ چنانچہ اہل کتاب میں سے جو خاتم الانبیاء پر ایمان لائے اُن پر فضل کر دیا کہ اُن کو دوگنا اجر ملتا ہے اور گذشتہ خطاؤں کی معافی اور روشنی مرحمت ہوتی ہے۔ اور جو ایمان نہیں لائے وہ ان انعامات سے محروم ہیں۔ تم سورة الحدید فللّٰہ الحمد والمنة ✽

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اسلام سے پہلے مرد اگر عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو ساری عمر وہ اُس پر حرام گنتے حضرت کے وقت میں ایک مسلمان کہہ بیٹھا یہ اپنی عورت کو پھر دونوں پچھتائے۔ عورت آئی حضرت کے پاس حضرت نے فرمایا اب کیونکر تم
مل سکتے ہو وہ شکوہ اور زاری کرنے لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے اسمیں یہ حکم اُترا۔ فرمایا کہ جن نے جنا نہیں وہ ماں کیونکر ہوئی مگر اپنی گستاخی کا بدلہ کفارہ دے تو اُس عورت کے پاس جاوے نہیں تو نہ جاوے پر عورت اُسکی رہی
اس ماں بہن کہنے کو ظہار کہتے ہیں ف۲ پھر وہی کام جس کو کہا ہے۔ یعنی یہ لفظ کہا ہے صحبت موقوف کرنے کو صحبت کیا چاہیں تو پہلے بردہ آزاد کریں ف۳ بردے کا مقدور ہو تو روزہ نہیں۔ روزہ نہ ہو سکے تو کھانا نہیں آخر کو کھانا ہے اگر
پکا کر کھلاوے تو سالن روٹی دو وقت کھلاوے پیٹ بھر کر اور اگر اناج دے تو ہر ہر کو دو سیر گیہوں ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی بائیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ؎

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؎

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ

سُن لی اللہ نے بات اُس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند پر اور جھینکتی ہے

سُن لی اللہ نے بات اُس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاوند کے حق میں اور جھینکتی تھی

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ

اللہ کے آگے اور اللہ سُنتا ہے سوال جواب تم دونوں کا بیشک اللہ سُنتا ہے دیکھتا ف۱ جو لوگ

اللہ کے آگے ف۱ اور اللہ سُنتا تھا سوال و جواب تم دونوں کا بیشک اللہ سُنتا ہے دیکھتا ہے ف۲ جو لوگ

يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ

ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں کو وہ نہیں اُنکی مائیں ماں وہی اُنکی جنہوں نے

ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی عورتوں کو وہ نہیں ہو جاتیں اُنکی مائیں اُن کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے

وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

اُن کو جنا اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹ اور اللہ معاف کرتا ہے

اُن کو جنا اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹی ف۳ اور اللہ معاف کرنے والا

غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ

بخشنے والا اور جو ماں کہہ بیٹھے اپنی عورتوں کو پھر وہی کام چاہیں جسکو کہا ہے تو آزاد کرنا

بخشنے والا ہے ف۴ اور جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتوں کو پھر کرنا چاہیں وہی کام جس کو کہا ہے تو آزاد

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

ایک بردہ پہلے سے کہ ہاتھ لگاویں اس سے تم کو نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم

کرنا چاہئے ایک بردہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگائیں ف۵ اس سے تم کو نصیحت ہوگی ف۶ اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم

خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ

کرتے ہو ف۲ پھر جو کوئی نہ پاوے تو روزہ دو مہینے کا لگے تار پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں

کرتے ہو ف۷ پھر جو کوئی نہ پائے تو روزے ہیں دو مہینے کے لگاتار ف۸ پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں

فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا دینا ساٹھ محتاج کا اس واسطے کہ حکم مانو اللہ کا اور

پھر جو کوئی یہ نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا ف۹ یہ حکم اس واسطے کہ تابعدار ہو جاؤ اللہ کے اور

رَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اُسکے رسول کا اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی اور منکروں کو دکھ کی مار ہے ف۳ جو لوگ

اُسکے رسول کے ف۱۰ اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی اور منکروں کے واسطے عذاب ہے دردناک جو لوگ کہ

ف۱ اسلام سے پہلے مرد اگر اپنی عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو سمجھتے تھے کہ ساری عمر کے لئے اُس پر حرام ہو گئی۔ پھر کوئی صورت اُسکے ملنے کی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایک مسلمان (اوس بن الصامتؓ) اپنی عورت (خولہ بنت ثعلبہ) کو یہ ہی کہہ بیٹھا عورت حضرت کی خدمت میں پہنچی اور سب ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے ابھی تک کوئی خاص حکم نہیں دیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تو اُس پر حرام ہو گئی اب تم دونوں کیونکر مل سکتے ہو۔ وہ شکوہ وزاری کرنے لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے۔ کبھی حضورؐ سے جھگڑتی کہ یا رسول اللہ اُس نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ کبھی اللہ کے آگے رونے جھینکنے لگتی کہ اللہ! میں اپنی تنہائی اور مصیبت کی فریاد تجھ سے کرتی ہوں۔ ان بچوں کو اگر اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مریں گے۔ اُس کے پاس چھوڑوں تو یوں ہی (کس مپرسی میں) ضائع ہو جائیں گے۔ اے اللہ! تو اپنے نبی کی زبان سے میری مشکل کو حل کر۔ اُس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور "ظہار" کا حکم اُترا (تنبیہ) حنفیہ کے نزدیک ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو محرمات ابدیہ (ماں بہن وغیرہ) کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جسکی طرف دیکھنا اُسکو منع ہو۔ مثلاً یوں کہے "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ" (تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ) ظہار کے احکام کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کیجائے ف۲ یعنی اللہ تو سب ہی کچھ سنتا دیکھتا ہے جو گفتگو آپ کے اور اُس عورت کے درمیان ہوئی وہ کیوں نہ سنتا۔ بیشک وہ مصیبت زدہ عورت کی فریاد کو پہنچا اور ہمیشہ کے لئے اس قسم کے حوادث سے عہدہ برآ ہونے کا راستہ بتلا دیا جو آگے آتا ہے۔ ف۳ یعنی بیوی (جس نے اس کو جنا نہیں) وہ اس کی واقعی ماں کیونکر بن سکتی ہے جو محض اتنے لفظ پر ہمیشہ کے لئے حقیقی ماں کی طرح حرام ہو جائے۔ ہاں آدمی جب اپنی بدتمیزی سے ایک جھوٹی نامعقول اور بیہودہ بات کہہ دے اُس کا بدلہ یہ ہے کہ کفارہ دے۔ تب اُسکے پاس جائے ورنہ نہ جائے۔ پر عورت اُسی کی رہی محض ظہار سے طلاق نہیں پڑ گئی ف۴ یعنی جاہلیت میں جو ایسی حرکت کر چکے وہ معاف ہے۔ اب ہدایت آ چکنے کے بعد ایسا مت کرو۔ اگر غلطی سے گزر جائے تو توبہ کر کے اللہ سے معاف کراؤ۔ اور عورت کے پاس جانے سے پہلے کفارہ ادا کرو ف۵ یعنی یہ لفظ "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ" کہا صحبت موقوف کرنے کو۔ پھر صحبت کرنا چاہیں تو پہلے ایک غلام آزاد کریں اُسکے بعد ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں (تنبیہ) حنفیہ کے ہاں کفارہ دینے سے پہلے جماع اور دواعی جماع دونوں ممنوع ہیں۔ بعض احادیث میں ہے "اَمَرَہٗ اَنْ لَّا یَقْرَبَھَا حَتّٰی یُکَفِّرَ" ف۶ یعنی کفارہ کی مشروعیت تمہاری تنبیہ و نصیحت کے لئے ہے کہ پھر ایسی غلطی نہ کرو اور دوسرے بھی باز آ جائیں ف۷ یعنی تمہارے احوال کے مناسب احکام بھیجتا ہے اور خبر رکھتا ہے کہ تم کس حد تک اُن پر عمل کرتے ہو ف۸ یعنی بیچ میں دم نہ لے۔ ف۹ "بردہ" (غلام) آزاد کرنیکا مقدور نہ ہو تب روزے رکھ سکتا ہے اور روزے رکھنے سے مجبور ہو تب کھانا دے سکتا ہے تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کیجئے ف۱۰ یعنی جاہلیت کی باتیں چھوڑ کر اللہ و رسول کے احکام پر چلو جو مومن کامل کی شان ہے ؎

موضح قرآن ف حضرت کی مجلس میں بیٹھ کر منافق کان میں باتیں کرتے مجلس کے لوگوں پر ٹھٹھے کرتے اور عیب پکڑتے اور حضرت کی بات سن کر کہتے یہ مشکل کام ہم سے کب ہو سکے گا پہلے سورۂ نساء میں اس کا منع آچکا تھا پھر وہی کرتے تو اور دعا یہ کر یہود آتے تو سلام علیک کے بدلے السام علیک کہتے یہ بد دعا ہے کہ تجھ پر پڑے مرگ۔ پھر آپس میں کہتے۔ . . . . . کہ اگر یہ رسول ہے تو اس کہنے سے ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا اور کوئی منافق بھی کہتا ہوگا۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ

مخالف ہوتے ہیں اللہ سے اور اُسکے رسول سے وہ رد ہوئے جیسے رد ہوئے ہیں اُن سے پہلے اور ہم نے

مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اُسکے رسول کی وہ خوار ہوئے جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے اور ہم نے

أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ

اُتاری ہیں آیتیں صاف اور منکروں کو ذلت کی مار ہے جس دن اُٹھا دے گا اللہ

اُتاری ہیں آیتیں بہت صاف اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا ف۱ جس دن کہ اُٹھائیگا اللہ

جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ أَحْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اُن سب کو پھر جتا دے گا اُن کو اُنکے کیے اللہ نے وہ گن رکھے ہیں اور وہ بھول گئے اور اللہ کے سامنے ہے ہر

اُن سب کو پھر جتلائیگا اُنکو اُنکے کیے کام ف۲ اللہ نے وہ سب گن رکھے ہیں اور وہ بھول گئے اور اللہ کے سامنے ہے ہر

شَهِيدٌ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا

چیز تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں

چیز ف۳ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں کہیں

يَكُونُ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں اُنمیں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں اُن میں چھٹا

نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا اُنمیں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا اُنمیں چھٹا

وَلَا أَدْنَىٰ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ

اور نہ اس سے کم نہ زیادہ جہاں وہ نہیں اُنکے ساتھ جہاں کہیں ہوں پھر

اور نہ اُس سے کم اور نہ زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا اُنکے ساتھ جہاں کہیں ہوں ف۴ پھر

يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى

جتا دے گا اُنہیں جو اُنہوں نے کیا قیامت کے دن بیشک اللہ کو معلوم ہے ہر چیز تو نے نہ دیکھے

جتلا دے گا اُنکو جو کچھ اُنہوں نے کیا قیامت کے دن بیشک اللہ کو معلوم ہے ہر چیز تو نے نہ دیکھا اُن

الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ

جن کو منع ہوئی کانا پھوسی پھر وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں

لوگوں کو جنکو منع ہوئی کانا پھوسی پھر بھی وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں

بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا

گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور جب آویں تیرے پاس تجھ کو دعا دیں جو

گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی ف۵ اور جب آئیں تیرے پاس تجھ کو وہ دعا دیں جو

لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا

نہیں دی تجھ کو اللہ نے اور کہتے ہیں اپنے دل میں کیوں نہیں کرتا اللہ عذاب ہم کو اُس پر جو

دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے اور کہتے ہیں اپنے دل میں کیوں نہیں عذاب کرتا ہم کو اللہ اُس پر جو

نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ہم کہتے ہیں بس ہے اُنکو دوزخ بیٹھیں گے اُسمیں سو بُری جگہ آ پہنچے ف۱ اے ایمان والو

ہم کہتے ہیں کافی ہے اُن کو دوزخ داخل ہونگے اُس میں سو بُری جگہ پہنچے ف۶ اے

منزل ۷

ع ۱

ف۱ یعنی مؤمنین کا کام نہیں کہ اللہ کی باندھی ہوئی حدود سے تجاوز کریں۔ باقی رہے کافر جو حدود اللہ کی پروا نہیں کرتے اور خود اپنی رائے و خواہش سے حدیں مقرر کرتے ہیں انھیں چھوڑیے کہ انکے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔ ایسے لوگ پہلے زمانہ میں بھی ذلیل و خوار ہوئے اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ اللہ کی روشن اور صاف صاف آیتیں سن لینے کے بعد انکار پر جمے رہنا اور خدائی احکام کی عزت واحترام نہ کرنا اپنے کو ذلت کے عذاب میں پھنسانے کا مرادف ہے۔ ف۲ یعنی جو کام کیے تھے اُن سب کا نتیجہ سامنے آجائیگا کوئی ایک عمل بھی غائب نہ ہوگا۔ ف۳ یعنی انکو اپنی عمر بھر کے بہت سے کام یاد بھی نہیں رہے یا اُن کی طرف توجہ نہیں رہی۔ لیکن اللہ کے ہاں وہ سب ایک ایک کرکے محفوظ ہیں۔ وہ سارا دفتر اُس دن کھول کر سامنے رکھ دیا جائیگا۔ ف۴ یعنی صرف اُن کے اعمال ہی پر کیا منحصر ہے۔ اللہ کے علم میں تو آسمان و زمین کی ہر چھوٹی بڑی چیز ہے۔ کوئی مجلس کوئی سرگوشی اور کوئی خفیہ سے خفیہ مشورہ نہیں ہوتا جہاں اللہ اپنے علم محیط کے ساتھ موجود نہ ہو جہاں تین آدمی چھپ کر مشورہ کرتے ہوں نہ سمجھیں کہ وہاں کوئی چوتھا انہیں سن رہا۔ اور پانچ کی کمیٹی خیال نہ کرے کہ کوئی چھٹا سننے والا نہیں۔ خوب سمجھ لو کہ تین ہوں یا پانچ یا اُس سے کم یا زیادہ، کہیں ہوں کسی حالت میں ہوں، اللہ تعالیٰ ہر جگہ اپنے علم محیط سے اُنکے ساتھ ہے کسی وقت اُن سے جدا نہیں۔ (تنبیہ) مشورہ میں اگر صرف دو شخص ہوں تو بصورت اختلاف ترجیح دشوار ہوتی ہے۔ اسی لئے عموماً معاملات مہمہ میں طاق عدد رکھتے ہیں اور ایک کے بعد پہلا طاق عدد تین تھا پھر پانچ۔ شاید اس لیے ان دو کو اختیار فرمایا اور آگے "وَلَا أَدْنَىٰ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ" سے تعمیم فرما دی۔ باقی حضرت عمرؓ کا شوریٰ خلافت کو چھ بزرگوں میں دائر کرنا (حالانکہ چھ کا عدد طاق نہیں) اس لیے ہوگا کہ اُس وقت یہی چھ خلافت کے سب سے زیادہ اہل اور مستحق تھے جن میں سے کسی کو چھوڑا نہیں جا سکتا تھا نیز خلیفہ کا انتخاب اُن ہی چھ میں سے ہو رہا تھا تو ظاہر ہے جس کا نام آتا اُسکے سوا رائے دینے والے تو پانچ ہی رہتے ہیں۔ پھر بھی احتیاطاً حضرت عمرؓ نے بصورت مساوات ایک جانب کی ترجیح کے لئے عبداللہ بن عمرؓ کا نام لے دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ف۵ حضرت کی مجلس میں بیٹھ کر منافق سرگوشیاں کرتے مجلس والوں کا مذاق اڑاتے اُن پر عیب پکڑتے۔ ایک دوسرے کے کان میں اس طرح بات کہتا اور آنکھوں سے اشارے کرتا جس سے مخلص مسلمانوں کو تکلیف ہوتی۔ اور حضرت کی بات سن کر کہتے "یہ مشکل کام ہم سے کہاں ہو سکیگا" پہلے سورۂ "نساء" میں اس طرح کی سرگوشیوں سے منع کیا جا چکا تھا لیکن یہ موذی بے حیا پھر بھی اپنی حرکتوں اور زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ اُس پر یہ آیتیں اتریں ف۶ یعنی اللہ نے تو آپ کو دوسرے انبیاء کے ساتھ یہ دعائیں دی ہیں "سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ" اور "وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ" اور مؤمنین کی زبانوں سے "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ" مگر بعض یہود جب آپ کے پاس آتے تو بجائے السَّلَامُ عَلَيْكَ کے دبی زبان سے "السَّامُ عَلَيْكَ" کہتے۔ جس کے معنی ہیں "تجھے موت آئے" گویا اللہ نے جو سلامتی کی دعا آپ کو دی تھی اُس کے خلاف بددعا دیتے تھے۔ پھر آپس میں کہتے کہ اگر یہ واقعی رسول ہے تو اس کہنے سے ہم پر فوراً عذاب کیوں نہیں آتا۔ اسکا جواب دیا "حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ" یعنی جلدی نہ کرو۔ ایسا کافی عذاب آئیگا جس کے سامنے دوسرے عذاب کی ضرورت نہ ہوگی (تنبیہ) احادیث میں یہود کے متعلق آیا ہے کہ "السلام" کی جگہ "السام" کہتے تھے ممکن ہے بعض منافقین بھی ایسا کہتے ہونگے کیونکہ منافق عموماً یہودی تھے۔ حضورؐ کی عادت تھی کہ جب کوئی یہودی یہ کہتا آپ جواب میں صرف "وَعَلَيْكَ" فرما دیتے۔ ایک مرتبہ عائشہ صدیقہؓ نے "السام علیک" کے جواب میں یہودی کو "علیک السام واللعنة" کہا تو حضورؐ کو کمال خلق سے یہ جواب پسند نہ آیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ سورۂ نساء میں ہو چکا کہ کان میں کونسی بات کہنی چاہئے۔ ف ۲ مجلس میں دو شخص کان میں بات کریں تو دیکھنے والے کو غم ہو کہ مجھ سے کیا حرکت ہوئی جو یہ چھپ کر کہتے ہیں ف ۳ یہ آداب ہیں مجلس کے کوئی آوے اور جگہ نہ پاوے تو چاہئے سب تھوڑا تھوڑا اٹھیں۔ تامکان حلقہ کا کشادہ ہو جاوے یا اٹھ کر پرے حلقہ کریں اتنی حرکت کرنے میں غرور نہ کریں تو نیک پر اللہ مہربان ہو اور بدخوے اللہ بیزار ف ۴ منافق بیفائدہ باتیں حضرت سے کان میں کہتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتاویں حضرت خلق کے سبب منع نہ کرتے جب یہ حکم اترا منافقوں نے مارے بخل کے وہ عادت چھوڑی پھر وہ حکم تو موقوف ہوا ———— از شاہ عبدالقادر صاحب ؒ

اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ

جب کان میں بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی

ایمان والو جب تم کان میں بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا

اور بات کرو احسان کی اور ادب کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس جمع ہو گے ف ۱ یہ جو ہے

اور بات کرو احسان کی اور پرہیزگاری کی ف ۱ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم کو جمع ہونا ہے ف ۲ یہ جو ہے

النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَـيْــــًٔا اِلَّا

کانا پھوسی سو شیطان کا کام ہے کہ دلگیر کرے ایمان والوں کو اور وہ انکا کچھ نہ بگاڑے گا بن

کانا پھوسی سو شیطان کا کام ہے تاکہ دلگیر کرے ایمان والوں کو اور وہ انکا کچھ نہ بگاڑے گا بدون

بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

حکم اللہ کے اور اللہ پر چاہیئے بھروسا کریں ایمان والے ف ۲ اے ایمان والو

اللہ کے حکم کے اور اللہ پر چاہئے کہ بھروسہ کریں ایمان والے ف ۳ اے ایمان والو

اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ

جب تم کو کہیے کھل بیٹھو مجلس میں تو کھل بیٹھو کشادگی دے اللہ تم کو اور جب کہیے

جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو ف ۴ مجلسوں میں تو کھل جاؤ اللہ کشادگی دے تم کو ف ۵ اور جب کوئی کہے

انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ اونچے کرے انکے جو ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور جنکو ملا علم

کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو ف ۶ اللہ بلند کرے گا انکے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم

دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ

درجے اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کرتے ہو ف ۷ اے ایمان والو جب تم کان میں بات کہو

انکے درجے ف ۷ اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف ۸ اے ایمان والو جب تم کان میں بات

الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ

رسول سے تو آگے دھر لو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور

کہنا چاہو رسول سے تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور

اَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ

بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف ۸ کیا تم ڈر گئے کہ

بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف ۹ کیا تم ڈر گئے کہ

تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

آگے رکھا کرو کان کی بات کہنے سے پہلے خیراتیں سو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے معاف کیا تم کو

آگے بھیجا کرو کان کی بات سے پہلے خیراتیں سو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے معاف کر دیا تم کو

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ

تو اب کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اللہ کو خبر ہے

تو اب قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور انکے رسول کے اور اللہ کو خبر ہے

منزل ۷

ف ۱ یعنی سچے مسلمانوں کو منافقین کی خو سے بچنا چاہئے۔ انکی سرگوشیاں اور مشورے ظلم و عدوان اور اللہ و رسول کی نافرمانی کے لئے نہیں بلکہ نیکی اور تقویٰ اور معقول باتوں کی اشاعت کے لئے ہونے چاہئیں۔ جیسا سورۂ نساء میں ہے۔ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ (نساء۔ رکوع ۱۷) ف ۲ یعنی سب کو اللہ کے سامنے جمع ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے۔ اس سے کسی کا ظاہر و باطن پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا اس سے ڈر کر نیکی اور پرہیزگاری کی بات کرو ف ۳ یعنی منافقین کی کانا پھوسی (سرگوشی) اسی غرض سے تھی کہ ذرا مسلمان رنجیدہ اور دلگیر ہوں اور گھبرا جائیں کہ نہ معلوم یہ لوگ ہماری نسبت کیا منصوبے سوچ رہے ہونگے۔ یہ کام شیطان ان سے کرا رہا تھا مگر مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس کے قبضہ میں کیا چیز ہے۔ نفع نقصان سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اسکا حکم نہ ہو تو کتنے ہی مشورے کریں اور منصوبے گانٹھ لیں تمہارا بال بیکا نہ ہو گا۔ لہٰذا تمکو غمگین و دلگیر ہونے کے بجائے اپنے اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ (تنبیہ) احادیث میں ممانعت آئی ہے کہ مجلس میں ایک آدمی کو چھوڑ کر دو شخص کانا پھوسی کرنے لگیں کیونکہ وہ تیسرا غمگین ہو گا۔ یہ مسئلہ بھی ایک طرح آیۂ ہذا کے تحت میں داخل ہو سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں۔ "مجلس میں دو شخص کان میں بات کریں تو دیکھنے والے کو غم ہو کہ مجھ سے کیا حرکت ہوئی جو یہ چھپ کر کہتے ہیں"۔ ف ۴ یعنی اس طرح بیٹھو کہ جگہ کھل جائے اور دوسروں کو بھی موقع بیٹھنے کا ملے ف ۵ یعنی اللہ تمہاری تنگیوں کو دور کریگا اور دنیا و آخرت میں جنت کے دروازے کشادہ کر دے گا۔ ف ۶ حضرت شاہ صاحب ؒ لکھتے ہیں۔ "یہ آداب ہیں مجلس کے۔ کوئی آئے اور جگہ نہ پائے تو چاہئے سب تھوڑا تھوڑا اٹھیں تامکان حلقہ کا کشادہ ہو جائے۔ یا (اپنی جگہ سے) اٹھ کھڑے ہوں اور (پرے) ہٹ کر حلقہ کریں۔ (یا بالکل چلے جانے کو کہا جائے تو چلے جائیں) اتنی حرکت میں غرور (یا بخل) نہ کریں۔ خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور خوئے بد سے بیزار"۔ (تنبیہ) حضور پرنور کی مجلس میں ہر شخص آپ کا قرب چاہتا تھا جس سے کبھی مجلس میں تنگی پیش آتی تھی حتیٰ کہ بعض مرتبہ اکابر صحابہ کو حضور کے قریب جگہ نہ ملتی اس لئے یہ احکام دیئے گئے تاہر ایک کو درجہ بدرجہ استفادہ کا موقع ملے اور نظم و ضبط قائم رہے۔ اب بھی اس قسم کی انتظامی چیزوں میں صدر مجلس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہئے۔ اسلام ابتری اور بدنظمی نہیں سکھلاتا بلکہ انتہائی نظم و شائستگی سکھلاتا ہے اور جب عام مجالس میں یہ حکم ہے تو میدان جہاد اور صفوف جنگ میں تو اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا ف ۷ یعنی سچا ایمان اور صحیح علم انسان کو ادب و تہذیب سکھلاتا اور متواضع بناتا ہے اہل علم و ایمان جسقدر کمالات و مراتب میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر جھکتے اور اپنے کو ناچیز سمجھتے جاتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کے درجے اور زیادہ بلند کرتا ہے "مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ" یہ متکبر بددین یا جاہل گنوار کا کام ہے کہ اتنی سی بات پر لڑے کہ مجھے یہاں سے کیوں اٹھا دیا اور وہاں کیوں بٹھا دیا۔ یا مجلس سے اٹھ جانے کو کیوں کہا افسوس کہ آج بہت سے بزرگ اور عالم کہلانے والے اسی خیالی اعزاز کے سلسلہ میں غیر مختتم جنگ آزمائی اور مورچہ بندی شروع کر دیتے ہیں "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ" ف ۸ یعنی ہر ایک کو اس کے کام اور لیاقت کے موافق درجے عطا کرتا ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کون واقعی ایماندار اور اہل علم ہیں ف ۹ منافق بے فائدہ باتیں حضرت سے کان میں کرتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتائیں اور بعض مسلمان غیر مہم باتوں میں سرگوشی کر کے اتنا وقت لے لیتے تھے کہ دوسروں کو حضورؐ سے مستفید ہونیکا موقع نہ ملتا تھا یا کسی وقت آپ خلوت چاہتے تو اسمیں بھی تنگی ہوتی تھی۔ لیکن مروت و اخلاق کے سبب کسی کو منع نہ فرماتے اسوقت یہ حکم ہوا کہ جو مقدرت والا آدمی حضورؐ سے سرگوشی کرنا چاہے وہ اس سے پہلے کچھ خیرات کر کے آیا کرے۔ اس میں کئی فائدے ہیں۔ غریبوں کی خدمت صدقہ کرنے والے کے نفس کا تزکیہ۔ مخلص و منافق کی تمیز۔ سرگوشی کرنے والوں کی تقلیل وغیرہ ذالک۔ ہاں جسکے پاس خیرات کرنیکو کچھ نہ ہو اس سے یہ قید معاف ہے۔ جب یہ حکم اترا منافقین نے مارے بخل کے وہ عادت چھوڑ دی اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ زیادہ سرگوشیاں کرنا اللہ کو پسند نہیں اسی لیے یہ قید لگائی گئی ہے۔ آخر یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ فرما دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ع۲

جو کچھ تم کرتے ہو ف۱ تو نے نہیں دیکھے وہ جو رفیق ہوئے ہیں ایک لوگوں کے جن پر غصہ ہوا ہے اللہ

جو کچھ تم کرتے ہو ف۱ کیا تو نے نہ دیکھا اُن لوگوں کو جو دوست ہوئے ہیں اُس قوم کے جن پر غصہ ہوا ہے اللہ ف۲

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

نہ وہ تم میں ہیں نہ اُن میں اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ بات پر اور وہ خبر رکھتے ہیں ف۲

نہ وہ تم میں ہیں اور نہ اُن میں ہیں ف۳ اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ بات پر اور اُن کو خبر ہے ف۴

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا

رکھی ہے اللہ نے اُن کے لئے سخت مار بیشک وہ بُرے کام ہیں جو کرتے ہیں بنا لیا ہے

تیار کر رکھا ہے اللہ نے اُن کے لئے سخت عذاب ف۵ بیشک وہ بُرے کام ہیں جو وہ کرتے ہیں ف۶ بنا رکھا ہے

اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ

اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے تو اُن کو ذلّت کا عذاب ہے

اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے تو اُن کو ذلّت کا عذاب ہے

تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

کام نہ آویں گے اُن کو اُنکے مال اور نہ اُنکی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ وہ لوگ ہیں

کام نہ آئیں گے اُن کو اُنکے مال اور نہ اُنکی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی وہ لوگ ہیں

النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا

دوزخ کے وہ اُسی میں رہ پڑے جس دن جمع کرے گا اللہ اُن کو سارے پھر قسمیں کھاویں گے اُسکے آگے جیسے

دوزخ کے وہ اُسی میں پڑے رہیں گے ف۷ جس دن جمع کرے گا اللہ اُن سب کو پھر قسمیں کھائیں گے اُسکے آگے جیسے

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں سنتا ہے وہی ہیں اصل جھوٹے

کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں ف۸ سنتا ہے وہی ہیں اصل جھوٹے ف۹

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ

قابو کر لیا ہے اُن پر شیطان نے پھر بھلا دی اُن کو اللہ کی یاد وہ لوگ ہیں جتھے

قابو کر لیا ہے اُن پر شیطان نے پھر بھلا دی اُن کو اللہ کی یاد ف۱۰ وہ لوگ ہیں گروہ

الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

شیطان کے سنتا ہے جو جتھا ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں جو لوگ

شیطان کا سنتا ہے جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں ف۱۱ جو لوگ

يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ

مخالف ہوتے ہیں اللہ سے اور اُسکے رسول سے وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں اللہ لکھ چکا کہ میں زبر رہوں گا

خلاف کرتے ہیں اللہ کا اور اُسکے رسول کا وہ لوگ ہیں سب سے بے قدر لوگوں میں اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہونگا

اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

اور میرے رسول بیشک اللہ زور آور ہے زبردست تو نہ پائے گا کوئی لوگ جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور

اور میرے رسول بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۱۲ تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور

ف۱ یعنی صدقہ کا حکم دینے سے جو مقصد تھا، حاصل ہوگیا۔ اب ہم نے یہ وقتی حکم اٹھا لیا ہے چاہیئے کہ اُن احکام کی اطاعت میں ہمہ تن لگے رہو جو کبھی منسوخ ہونے والے نہیں۔ مثلاً نماز و زکوٰۃ وغیرہ۔ اسی سے کافی تزکیہ نفس ہو جائے گا۔ (تنبیہ) "فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم پر عام طور سے عمل کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ بعض روایات میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس حکم پر اُمت میں سے صرف میں نے عمل کیا۔ ف۲ یہ لوگ منافق ہیں اور وہ قوم یہود ہے۔ ف۳ یعنی منافق نہ پوری طرح تم مسلمانوں میں شامل کیونکہ دل سے کافر ہیں اور نہ پوری طرح انہیں شریک کیونکہ بظاہر زبان سے اپنے کو مسلمان کہتے تھے "مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ"۔ ف۴ یعنی بے خبری اور غفلت سے نہیں جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ مسلمان سے کہتے ہیں "اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ" کہ وہ تم میں سے ہیں اور ہماری طرح سچے ایماندار ہیں۔ حالانکہ ایمان سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں۔ ف۵ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا "اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ" (نساء، رکوع ۲۱)۔ ف۶ یعنی خواہ ابھی آنکھ کو نظر نہ آئے، لیکن نفاق کے کام کر کے وہ اپنے حق میں بہت بُرا بیج بو رہے ہیں۔ ف۷ یعنی جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال کو بچاتے ہیں اور اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے دوستی کے پیرایہ میں دوسروں کو اللہ کی راہ پر آنے سے روکتے ہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ لوگ اس طرح کچھ عزت نہیں پا سکتے۔ سخت ذلّت کے عذاب میں گرفتار ہو کر رہیں گے اور جب سزا کا وقت آئے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ نہ مال کام آئے گا نہ اولاد جن کی حفاظت کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے پھرتے ہیں۔ ف۸ یعنی یہاں کی عادت پڑی ہوئی وہاں بھی نہ جائے گی۔ جس طرح تمہارے سامنے جھوٹ بول کر بچ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہوشیار ہیں اور بڑی اچھی چال چل رہے ہیں، اللہ کے سامنے بھی جھوٹی قسمیں کھانے کو تیار ہو جائیں گے کہ پروردگار! ہم تو ایسے نہ تھے، ویسے تھے۔ شاید وہاں بھی خیال ہو کہ اتنا کہہ دینے سے رہائی ہو جائے گی۔ ف۹ بیشک اصل اور ڈبل جھوٹا وہ ہی ہے جو خدا کے سامنے بھی جھوٹ کہنے سے نہ شرمائے۔ ف۱۰ شیطان جس پر پوری طرح قابو کر لے اُس کا دل و دماغ اسی طرح مسخ ہو جاتا ہے اُسے کچھ یاد نہیں رہتا کہ خدا بھی کوئی چیز ہے۔ بھلا اللہ کی عظمت اور بزرگی و مرتبہ کو وہ کیا سمجھے۔ شاید محشر میں بھی جھوٹ پر قدرت دیکر اُسکی بے حیائی اور حماقت کا اعلان کرنا ہو کہ اس ممسوخ کو اتنی سمجھ نہیں کہ اللہ کے آگے میرا جھوٹ کیا چلیگا۔ ف۱۱ شیطانی لشکر کا انجام یقیناً خراب ہونا ہے۔ دنیا میں ان کے منصوبے آخری کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں نہ آخرت میں عذاب شدید سے نجات پانے کی کوئی سبیل ہے۔ ف۱۲ یعنی اللہ و رسول کا مقابلہ کرنیوالے جو حق و صداقت کے خلاف جنگ کرتے ہیں سخت ناکام اور ذلیل ہیں۔ اللہ لکھ چکا ہے کہ آخر کار حق ہی غالب ہو کر رہیگا اور اس کے پیغمبر ہی مظفر و منصور ہونگے۔ اس کی تقریر پہلے کئی جگہ گزر چکی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہی سچے ایمان والے ہیں اُن کو یہ درجے ہیں۔ ف۲ مدینے کے چار پانچ کوس ایک قوم یہود کے گڑھ تھے بنی نضیر اُن کا نام اول حضرت سے صلح رکھتے تھے مکے کے کافروں سے پیغام کرنے لگے اور حضرت جہاں بیٹھے تھے اوپر سے بھاری چکی ڈالدی اگر لگے تو آدمی مرجاوے۔ اللہ نے بچادیا۔ حضرت نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ ارادہ یہ کہ ان سے لڑے جب اُن کے گڑھ گھیرے وہ ڈر گئے التجا کی حضرت نے اُن کی جان بخشی اور جو مال اُٹھا سکے اور گھر اور باغ اور کھیت قبضے میں آئے حق تعالیٰ نے وہ زمین غنیمت کی طرح تقسیم نہ کروائی حضرت کے اختیار پر رکھی حضرت نے مہاجرین کو جن کا خرچ انصار کے ذمہ تھا اکثر تقسیم کی مہاجر اور انصار دونوں کو فائدہ ہوا اور اپنے گھر کا خرچ اور وارد کا خرچ اُس پر مقرر رکھا یہی ذکر ہے اس سورت میں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

الْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ

پچھلے دن پر پھر دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہو اللہ کے اور اُسکے رسول کے اگرچہ وہ اپنے باپ ہوں

پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اُس کے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں

أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ

یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے اُن کے دلوں میں لکھ دیا ہے ایمان

یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے اُن کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان ف۱

وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اور اُن کو مدد کی اپنے غیب کے فیض سے اور داخل کرے گا اُن کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں

اور اُنکی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے ف۲ اور داخل کریگا اُنکو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ

سدا رہیں اُن میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی وہ ہیں

ہمیشہ رہیں اُن میں اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی ف۳ وہ لوگ ہیں

حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٤﴾

جتھے اللہ کے سنتا ہے جو جتھا ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے ف۱

گروہ اللہ کا سنتا ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے ف۴

سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ حشر مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی چوبیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۱

اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۵

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ

وہی ہے جس نے نکال دیئے جو منکر ہیں کتاب والوں میں اُنکے گھروں سے

وہی ہے جس نے نکال دیا اُن کو جو منکر ہیں کتاب والوں میں اُنکے گھروں سے ف۶

لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَخْرُجُوا ۖ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ

پہلے ہی بھیڑ ہوتے تم نہ اٹکلتے تھے کہ وہ نکلیں گے اور وہ خیال رکھتے تھے کہ اُن کو بچاویں اُنکے قلعے

پہلے ہی اجتماع پر لشکر کے ف۷ تم نہ اٹکل کرتے تھے کہ نکلیں گے اور وہ خیال رکھتے تھے کہ اُنکو بچالیں گے اُنکے قلعے

مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ

اللہ کے ہاتھ سے پھر پہنچا اُن پر اللہ جہاں سے اُن کو خیال نہ تھا اور ڈالی اُن کے دل میں

اللہ کے ہاتھ سے پھر پہنچا اُن پر اللہ جہاں سے اُن کو خیال نہ تھا اور ڈال دی اُنکے دلوں میں

منزل ۷

ف۱ یعنی ایمان اُنکے دلوں میں جما دیا اور پتھر کی لکیر کی طرح ثبت کر دیا ف۲ یعنی غیبی نور عطا فرمایا جس سے قلب کو ایک خاص قسم کی معنوی حیات ملتی ہے یا روح القدس (جبریل) سے اُنکی مدد فرمائی ف۳ یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ اُن سے راضی ہو گیا پھر جس سے اللہ راضی ہوا سے اور کیا چاہیئے ف۴ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہ ہی سچے ایمان والے ہیں۔ الحمد یہ درجہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہ ہی تھی کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پروا نہیں کی، اسی سلسلہ میں ابو عبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ جنگ "احد" میں ابو بکر صدیقؓ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہو گئے۔ مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو، عمر بن الخطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، علی بن ابی طالب، حمزہ، عبیدہ بن الحارث نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا، اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کروں۔ آپ نے منع فرما دیا۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ ورزقنا اللہ حبہم واتباعہم وامتنا علیہ۔ آمین

تم سورۃ المجادلۃ وللہ الحمد والمنہ

ع ۳ / ۹ ع ۳

ف۵ چنانچہ اُس کے زبردست غلبہ اور حکمت کے آثار میں سے ایک واقعہ آگے بیان کیا جاتا ہے ف۶ مدینہ سے مشرقی جانب چند میل کے فاصلہ پر ایک قوم یہود بستی تھی جسکو "بنی نضیر" کہتے تھے۔ یہ لوگ بڑے جتھے والے اور سرمایہ دار تھے، اپنے مضبوط قلعوں پر اُنکو ناز تھا۔ حضور جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو شروع میں اُنہوں نے آپ سے صلح کا معاہدہ کر لیا، کہ ہم آپ کے مقابلہ پر کسی کی مدد نہ کریں گے۔ پھر مکہ کے کافروں سے نامہ و پیام کرنے لگے۔ حتیٰ کہ اُنکے ایک بڑے سردار کعب بن اشرف نے چالیس سواروں کے ساتھ مکہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کے سامنے مسلمانوں کے خلاف قریش سے عہد و پیمان باندھا۔ آخر چند روز بعد اللہ و رسول کے حکم سے محمد بن مسلمہ نے اس غدار کا کام تمام کر دیا۔ پھر بھی "بنی نضیر" کی طرف سے بدعہدی کا سلسلہ جاری رہا۔ کبھی دغا بازی سے حضور کو چند رفیقوں کے ساتھ بلا کر اچانک قتل کرنا چاہا۔ ایک مرتبہ حضور جہاں بیٹھے تھے اوپر سے بھاری چکی کا پاٹ ڈال دیا اگر لگے تو آدمی مر جائے۔ مگر سب مواقع پر اللہ کے فضل نے حفاظت فرمائی۔ آخر حضور نے مسلمانوں کو جمع کیا ارادہ یہ کہ اُن سے لڑیں جب مسلمانوں نے نہایت سُرعت و مستعدی سے مکانوں اور قلعوں کا محاصرہ کر لیا وہ مرعوب و خوفزدہ ہو گئے۔ عام لڑائی کی نوبت نہ آئی اُنہوں نے گھبرا کر صلح کی التجا کی۔ آخر یہ قرار پایا کہ وہ مدینہ خالی کر دیں، اُنکی جانوں سے تعرض نہ کیا جائیگا اور جو مال و اسباب اُٹھا کر لیجا سکتے ہیں لیجائیں۔ باقی مکان، زمین، باغ وغیرہ پر مسلمان قابض ہوئے۔ حق تعالیٰ نے وہ زمین مال غنیمت کی طرح تقسیم نہ کرائی، صرف حضرت کے اختیار پر رکھی حضرت نے اکثر آراضی مہاجرین پر تقسیم کر دیں۔ اس طرح انصار پر سے اُنکا خرچ ہلکا ہوا، اور مہاجرین و انصار دونوں کو فائدہ پہنچا۔ نیز حضرت اپنے گھر کا اور وارد و صادر کا سالانہ خرچ بھی اسی سے لیتے تھے اور جو بچ رہتا اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے تھے۔ اس سورت میں یہی قصہ مذکور ہے۔ ف۷ یعنی ایک ہی ہلہ میں گھبرا گئے اور پہلی ہی مڈبھیڑ پر مکان اور قلعے چھوڑ کر نکل بھاگنے کو تیار ہو بیٹھے کچھ بھی ثابت قدمی نہ دکھلائی (تنبیہ) "اول الحشر" سے بعض مفسرین کے نزدیک یہ مراد ہے کہ اس قوم کے لئے اس طرح ترک وطن کرنیکا یہ پہلا ہی موقع تھا قبل ازیں ایسا واقعہ پیش نہ آیا تھا۔ یا "اول الحشر" میں اس طرف اشارہ ہو کہ اِن یہود کا پہلا حشر یہ ہے کہ مدینہ چھوڑ کر بہت سے خیبر وغیرہ چلے گئے اور دوسرا حشر وہ ہوگا جو حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں پیش آیا یعنی دوسرے یہود و نصاریٰ کی معیت میں یہ لوگ بھی خیبر سے ملک شام کی طرف نکالے گئے جہاں آخری حشر بھی ہونا ہے۔ اسی لئے "شام" کو "ارض المحشر" بھی کہتے ہیں ۔

وقف النبی علیہ السلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اپنے گھر اجاڑنے لگے کڑی تختے کواڑ لگے اکھاڑنے بیجانے کو اور مسلمانوں نے بھی مدد کی اللہ پہنچا جہاں سے خیال نہ تھا یعنی دل کے اندر سے رعب ڈالدیا ف۲ جب یہ قوم شام کے ملک سے بھاگی تھی نصاریٰ کے ظلم میں تو ان کے بڑوں نے کہا تھا کہ تمکو یہاں سے ویران ہوکر پھر جانا ہوگا شام میں اس وقت اجڑکر خیبر میں رہے پھر وہاں سے اجڑ کر شام کو گئے ف۳ جب وہ قلعہ میں بند ہوئے حضرت نے حکم کیا کہ ان کے باغ کاٹو اور کھیت اجاڑو تا انکے دل دہشت پائیں پھر کاٹنے لگے۔ وہ لگے طعن کرنے کہ تمکو تو کافر کہتے ہو اس سے مارتے ہو کیا درخت بھی کا فر ہے جو کاٹتے ہو بیٹھے مسلمانوں کو شبہ آنے لگا یہ آیت اتری ف۴ یہی فرق رکھا غنیمت میں اور فی میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اسمیں پانچواں حصہ اللہ کی نیاز اور چار حصے لشکر کو بانٹے اور جو بغیر جنگ ہاتھ لگا وہ سارا خزانے میں مسلمانوں کے رب۔ جو کام ضرورہو اس پر خرچ ہو ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا
دھاک اُجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سو دہشت مانو
دھاک ف۱ اُجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں ف۲ سو عبرت پکڑو

يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي
اے آنکھ والو ف۱ اور اگر نہ ہوتا کہ لکھا تھا اللہ نے اُن پر اُجاڑنا تو اُن کو دکھ دیتا
اے آنکھ والو ف۳ اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لکھ دیا تھا اللہ نے اُن پر جلاوطن ہونا تو اُن کو عذاب دیتا

الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ
دنیا میں اور آخرت میں ہے اُن کو آگ کا عذاب ف۲ یہ اس پر کہ وہ مخالف ہوئے اللہ سے
دنیا میں اور آخرت میں ہے اُن کے لئے آگ کا عذاب ف۴ یہ اس لئے کہ وہ مخالف ہوئے اللہ سے

وَرَسُولَهُ ۖ وَمَن يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُم
اور اُسکے رسول سے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے تو اللہ کی مار سخت ہے جو کاٹ ڈالا تم نے
اور اُسکے رسول سے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے تو اللہ کا عذاب سخت ہے ف۵ جو کاٹ ڈالا تم نے

مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ
کھجور کا پیڑ یا رہنے دیا کھڑا اس کی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے اور تا رسوا
کھجور کا درخت یا رہنے دیا کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے ف۶ اور تاکہ رسوا

الْفَاسِقِينَ ۝ وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ
کرے بے حکموں کو ف۳ اور جو ہاتھ لگایا اللہ نے اپنے رسول کو اُن سے تو تم نے نہیں دوڑائے اس پر
کرے نافرمانوں کو ف۷ اور جو مال کہ لوٹا دیا اللہ نے اپنے رسول پر اُن سے سو تم نے نہیں دوڑائے اُس پر

مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۚ
گھوڑے اور نہ اونٹ لیکن اللہ جتا دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہے
گھوڑے اور نہ اونٹ ولیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہے

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ
اور اللہ سب چیز کر سکتا ہے ف۴ جو ہاتھ لگا دے اللہ اپنے رسول کو بستیوں
اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۸ جو مال لوٹایا اللہ نے اپنے رسول پر بستیوں

الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَ
والوں سے سو اللہ کے واسطے اور رسول کے اور ناتے والے کے اور بن باپ کے لڑکوں کے اور محتاجوں کے اور
والوں سے سو اللہ کے واسطے اور رسول کے ف۹ اور قرابت والے کے ف۱۰ اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور

ابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ۚ وَمَا
مسافر کے تا نہ آوے لینے دینے میں دولت مندوں کے تم میں سے اور جو
مسافر کے تاکہ نہ آئے لینے دینے میں دولتمندوں کے تم میں سے ف۱۱ اور جو

آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ
دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے
دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو ف۱۲ اور ڈرتے رہو اللہ سے

ف۱ یعنی اُنکے ساز و سامان، مضبوط قلعے اور جنگجو یانہ اطوار دیکھ کر نہ تم کو اندازہ تھا کہ اتنی جلد اتنی آسانی سے وہ ہتھیار ڈالدینگے اور نہ انکو خیال تھا کہ مٹھی بھر بے سر و سامان لوگ اس طرح قافیہ تنگ کر دینگے وہ اسی خواب خرگوش میں تھے کہ مسلمان رحمن کے سروں پر اللہ کا ہاتھ ہے ہمارے قلعوں تک پہنچنے کا حوصلہ نہ کر سکیں گے اور اس طرح گویا اللہ کے ہاتھ سے بچ نکلیں گے مگر انہوں نے دیکھ لیا کہ کوئی طاقت اللہ کے حکم کو نہ روک سکی۔ اُنکے اوپر اللہ کا حکم وہاں سے پہنچا جہاں سے انکو خیال و گمان بھی نہ تھا۔ یعنی دل کے اندر سے خدا تعالیٰ نے انکے دلوں میں رعب ڈالدیا اور بے سر و سامان مسلمانوں کی دھاک بٹھلا دی۔ ایک تو پہلے ہی اپنے سردار کعب بن اشرف کے ناگہانی قتل سے مرعوب و خوفزدہ ہو رہے تھے۔ اب مسلمانوں کے اچانک حملہ نے رہے سہے حواس بھی کھو دیئے ف۲ یعنی حرص اور غیظ و غضب کے جوش میں مکانوں کی کڑی تختے، کواڑ اکھاڑنے لگے تاکوئی چیز جو ساتھ لیجا سکتے ہیں رہ نہ جائے اور مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگے۔ اس کام میں مسلمانوں نے بھی انکا ہاتھ بٹایا۔ ایک طرف کو وہ خود گرا رہے تھے دوسری طرف سے مسلمان۔ اور غور سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے ہاتھوں جو تباہی و بربادی عمل میں آئی وہ بھی ان ہی بدبختوں کی بدعہدیوں اور شرارتوں کا نتیجہ تھی ف۳ یعنی اہل بصیرت کیلئے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ کفر، ظلم، شرارت اور بدعہدی کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ اور یہ کہ محض ظاہری اسباب پر تکیہ کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے غافل ہو جانا عقلمند کا کام نہیں ف۴ یعنی انکی قسمت میں جلاوطنی کی سزا لکھی تھی یہ بات نہ ہوتی تو کوئی دوسری سزا دنیا میں دیجاتی۔ مثلاً بنی قریظہ کی طرح مارے جاتے۔ غرض سزا سے بچ نہیں سکتے۔ یہ خدا کی حکمت ہے کہ قتل کے بجائے محض جلاوطنی پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن یہ تخفیف صرف دنیوی سزا میں ہے آخرت کی ابدی سزا کسی طرح ان کافروں کو ٹل نہیں سکتی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جب یہ قوم ملک شام سے بھاگ کر یہاں آئی تھی تو انکے بزرگوں نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو یہاں سے ویران ہو کر پھر شام میں جانا پڑیگا۔ چنانچہ اُس وقت اجڑ کر بعض تو شام کو چلے گئے اور بعض خیبر میں رہے۔ پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں وہاں سے اجڑ کر شام میں گئے ف۵ یعنی ایسے مخالفوں کو ایسی سخت سزا ملتی ہے ف۶ جب وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے تو حضرت نے اجازت دی کہ انکے درخت کاٹے جائیں اور باغ اجاڑے جائیں تا انکے دل دہشت پائیں اور باہر نکل کر لڑنے پر مجبور ہوں اور کھلی ہوئی جنگ کرے درختوں کی آڑ کارگر باقی نہ رہے۔ اس پر کچھ درخت کاٹے گئے اور کچھ چھوڑ دیئے گئے کہ فتح کے بعد مسلمانوں کے کام آئیں گے کافروں نے طعن کرنا شروع کیا کہ خود تو فساد سے منع کرتے ہیں، کیا درخت کاٹنا اور جلانا فساد نہیں؟ اُس پر یہ آیت اتری۔ یعنی یہ سب کچھ اللہ جل شانہٗ کے حکم سے ہوا حکم الٰہی کی تعمیل کو فساد نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ گہری حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہوتا ہے چنانچہ اس حکم کے بعض مصالح اوپر بیان ہو چکیں ف۷ یعنی تاکہ مسلمانوں کو عزت دے اور کافروں کو ذلیل کرے چنانچہ جو درخت چھوڑ دیئے گئے ان میں مسلمانوں کی ایک کامیابی اور کفار کو خون ظاہر ہوتا ہو کہ یہ مسلمان انکو برتیں گے اور نفع اٹھائیں گے اور جو کاٹے یا جلائے گئے اسمیں مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنی ظہور آثار غلبہ اور کفار کو غیظ و غضب میں ڈالنا ہے کہ مسلمان ہماری چیزوں میں کیسے تصرفات کر رہے ہیں۔ لہٰذا دونوں امر جائز اور حکمت پر مشتمل ہیں ف۸ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہی فرق رکھا ہے "غنیمت" میں اور "فی" میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اسمیں پانچواں حصہ اللہ کی نیاز ہے (جسکی تفصیل دسویں پارہ کے شروع میں گذر چکی) اور چار حصے لشکر کو تقسیم کیے جاتے ہیں۔ اور جو بغیر جنگ کے ہاتھ آیا وہ سب کا سب مسلمانوں کے خزانہ میں رہے۔ (انکی مصالح عامہ میں) اور جو کام ضروری ہو اس میں خرچ ہو" (تنبیہ) اگر فتح جنگ ہونیکے بعد کفار مرعوب ہو کر صلح کی طرف مسارعت کریں اور مسلمان قبول کر لیں (اس صورت میں جو اموال صلح سے حاصل ہونگے وہ بھی بحکم "فی" میں داخل ہیں۔ نبی کریم صلعم کے عہد مبارک میں اموال "فی" خالص حضور کا حق تھا [illegible] ممکن ہو کہ یہ اختیار رکھا گیا۔ گو یہ صرف آپ کے مخصوص تھے جیسا کہ آیات حاضرہ میں "علی رسولہ" کے لفظ سے زیادہ موزوں ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ بعض اکما تھا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان اموال کے متعلق آپکو اتنی آیت میں ہدایت فرمادی کہ کہ فلاں فلاں مصارف کیا صرف کیے جائیں۔ آپ کے بعد یہ اموال امام کے اختیار و تصرف میں چلے جاتے ہیں لیکن اُسکا تصرف مالکانہ نہیں ہوتا محض ولایت ہے۔ وہ انکو اپنی صوابدید اور مشورہ سے مسلمانوں کی عام ضروریات و مصالح میں خرچ کریگا باقی اموال غنیمت کا حکم اس سے جدا گانہ ہے۔ وہ خمس نکال کر جانے کے بعد خالص لشکر کا حق ہوتا ہے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ "وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم" الآیہ۔ ہاں لشکری اپنی خوشی سے چھوڑ دیں وہ علیحدہ بات ہے۔ البتہ شیخ ابوبکر رازی حنفیؒ نے "احکام القرآن" میں نقل کیا ہے کہ یہ حکم اموال منقولہ کا ہے غیر منقولہ میں امام کو اختیار ہے کہ مصلحت سمجھے تو لشکر پر تقسیم کر دے اور مصلحت نہ سمجھے تو مصالح عامہ کیلئے رہنے دے جیسا کہ سواد عراق میں حضرت عمرؓ نے بعض جلیل القدر صحابہ کے مشورہ سے یہی عملدرآمد کیا تھا۔ اسی مسلک کے موافق شیخ ابوبکر رازیؒ نے "وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم" الآیہ کو اموال منقولہ پر اور سورۂ حشر کی آیات کو اموال غیر منقولہ پر حمل کیا ہے۔ اور پہلی آیت "وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ" "حکم فی" پر اور دوسری آیت "مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ" "حکم غنیمت" پر محمول ہے اور لفظ "غنیمت" کو لفظ "فی" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ف۹ پہلی آیت میں صرف اموال "بنی نضیر" کا ذکر تھا۔ اب اموال "فی" کے [illegible] بیت اللہ کعبہ کا خرچ اور مسجد وں کا بھی جو اللہ کے نام پر (تفسیر موضح ۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن - ف یعنی نئے پر قبضہ رسول کا اور رسول کے پیچھے سردار کا کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں۔ اللہ سب ہی کا مالک ہے مگر کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی اس میں آگیا اور لڑنے والے حضرت کے روبرو ان کے لڑنے والے اور پیچھے بھی وہی لوگ جہاں جانے خرچ کرنا اور تھنکوا اگر سردار ہو ہے تو پہلے منع نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ پہلی آیت سے مہاجرین مراد ہیں اور اس آیت سے انصار جو اس گھر میں رہتے ہیں پہلے سے یعنی مدینہ میں اور مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں اپنی حاجت بند کر کر اور اگر ان کو دیتے نہیں کر کے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ دل رکھتے ہیں اپنی جانوں سے اگرچہ ہو ان کو بھوک یعنی صدقہ کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ ان کو احتیاج ہو ف ۳ یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انھیں کے پیچھے چلیں اور ان سے بیر نہ رکھیں ۱۲ منہ ف ۴ یہ منافق ان کافروں کو چھپے چھپے پیغام دیتے تھے آخر وہ نکالے گئے ان سے کچھ نہ ہوا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ———— از شاہ عبد القادر صاحب رح

إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ

بیشک اللہ کی مار سخت ہے ف واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے گئے آئے ہیں

بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ف ان واسطے ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے

دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُونَ اللّٰهَ

اپنے گھروں سے اور مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی

گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی

وَرَسُولَهٗ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْإِيمَانَ

اور اس کے رسول کی وہ لوگ وہی ہیں سچے اور جو جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں

اور اس کے رسول کی وہ لوگ وہی ہیں سچے ف ۲ اور ان جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں

مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ

ان سے آگے محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ آوے ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں

ان سے پہلے سے ف وہ محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس ف اور نہیں پاتے اپنے دلوں میں

حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلٰٓى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ

غرض اس چیز سے جو ان کو ملا اور اول رکھتے ہیں اپنی جانوں سے اور اگرچہ ہو ان کو بھوک

تنگی اس چیز سے جو مہاجرین کو دی جائے اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ ف

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَالَّذِينَ جَآءُو مِنۢ

اور جو بچایا اپنے جی کی لالچ سے تو وہی لوگ مراد پانے والے ف اور ان کے واسطے جو آئے ان کے

اور جو بچا لیا اپنے جی کے لالچ سے تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے ف اور واسطے ان لوگوں کے جو آئے ان کے

بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ

پیچھے کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو آگے پہنچے ہم سے ایمان میں

بعد ف کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں

وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

اور نہ رکھ ہمارے دل میں بیر ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان ف

اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں بیر ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان ف

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ

تو نے نہ دیکھے وہ جو دغاباز ہیں کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جو منکر ہیں

کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دغاباز ہیں کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جو کافر ہیں اہل کتاب

أَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا

کتاب والوں میں سے اگر تم کو کوئی نکال دے تو ہم بھی نکلیں گے تمہارے ساتھ اور کہا نہ مانیں گے کسی کا تمہارے

میں سے اگر تم کو کوئی نکالدیگا تو ہم بھی نکلیں گے تمہارے ساتھ اور کہا نہ مانیں گے کسی کا تمہارے معاملہ میں

أَبَدًا ۙ وَإِن قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ۝

حق میں کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے وہ جھوٹے ہیں ف

کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے ف اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ف

منزل ۷

(بقیہ فوائد صفحہ ۷۰۸) ہیں۔ ممکن ہو اس میں درج ہو ف یعنی حضرت کے قرابت والوں کے۔ چنانچہ حضور اپنے زمانہ میں اس مال میں سے ان کو بھی دیتے تھے اور اس میں فقیر کی بھی قید نہیں تھی۔ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو جو دولت مند تھے آپ نے حصہ عطا فرمایا۔ اب آپ کے بعد حنفیہ کہتے ہیں کہ حضور کے قرابت دار جو صاحب حاجت ہوں امام کو چاہئے کہ انھیں دوسرے محتاجوں سے مقدم رکھے ف ۱۱ یعنی یہ مصارف اس لئے بتلائے کہ ہمیشہ یتیموں، محتاجوں، بیکسوں اور عام مسلمانوں کی خبر گیری ہوتی رہے اور عام اسلامی ضروریات سرانجام پا سکیں۔ یہ اموال محض دولت مندوں کے الٹ پھیر میں پڑ کر ان کی مخصوص جاگیر بن کر نہ رہ جائیں۔ جن سے سرمایہ دار مزے اڑائیں اور غریب فاقوں مریں ف ۱۲ یعنی مال و جائداد وغیرہ جس طرح پیغمبر اللہ کے حکم سے تقسیم کرے اسے بخوشی و رغبت قبول کرو۔ جو ملے لو جس سے روکا جائے رک جاؤ اور اسی طرح اس کے تمام احکام و اوامر و نواہی کی پابندی رکھو۔

فوائد صفحہ ہذا} ف ۱ یعنی رسول کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ ڈرتے رہو کہیں رسول کی نافرمانی کی صورت میں اللہ تعالیٰ کوئی سخت عذاب مسلط نہ کر دے ف ۲ یعنی یوں تو اس مال سے عام مسلمانوں کی ضروریات و حوائج متعلق ہیں لیکن خصوصی طور پر ان ایثار پیشہ جاں نثاروں اور سچے مسلمانوں کا حق مقدم ہے جنھوں نے محض اللہ کی خوشنودی اور رسول کی محبت و اطاعت میں اپنے گھر بار اور مال و دولت سب کو خیر باد کہا اور بالکل خالی ہاتھ ہو کر وطن سے نکل آئے تا اللہ و رسول کے کاموں میں آزادانہ مدد کر سکیں ف ۳ اس گھر سے مراد ہے مدینہ طیبہ۔ یہ لوگ انصار مدینہ ہیں جو مہاجرین کی آمد سے پہلے مدینہ میں سکونت پذیر تھے۔ اور ایمان و عرفان کی راہوں پر بہت مضبوطی کے ساتھ مستقیم ہو چکے تھے ف ۴ یعنی محبت کے ساتھ مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے اموال وغیرہ میں ان کو برابر کا شریک بنانے کیلئے تیار رہیں ف ۵ یعنی مہاجرین کو اللہ تعالیٰ جو فضل و شرف عطا فرمائے یا اموال فئی وغیرہ میں سے حضور جو کچھ عنایت کریں، اسے دیکھ کر انصار دل تنگ نہیں ہوتے نہ حسد کرتے ہیں بلکہ خوش ہوتے ہیں اور ہر اچھی چیز میں ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔ خود سختیاں اور فاقے اٹھا کر بھی ان کو بھلائی پہنچا سکیں تو دریغ نہیں کرتے۔ ایسا بےمثال ایثار آج تک دنیا کی کس قوم نے کس قوم کیلئے دکھلایا ف ۶ یعنی بڑے کامیاب اور بامراد ہیں وہ لوگ جن کو اللہ کی توفیق و دستگیری نے ان کے دل کے لالچ اور حرص و بخل سے محفوظ رکھا۔ لالچی اور بخیل آدمی اپنے بھائیوں کے لئے کہاں ایثار کر سکتا ہے اور دوسروں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر کب خوش ہوتا ہے ف ۷ یعنی ان مہاجرین و انصار کے بعد عالم وجود میں آئے یا ان کے بعد حلقۂ اسلام میں آئے، یا مہاجرین سابقین کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ والظاہر ہو الاول۔ ف ۸ یعنی سابقین کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں اور کسی مسلمان بھائی کی طرف سے دل میں بیر اور بغض نہیں رکھتے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انھیں کے پیچھے چلیں اور ان سے بیر نہ رکھیں۔ یہ امام مالکؒ نے یہیں سے فرمایا کہ جو شخص صحابہ سے بغض رکھے اور ان کی بدگوئی کرے اس کے لئے مال فئی میں کچھ حصہ نہیں ف ۹ عبداللہ بن اُبی وغیرہ منافقین نے یہود بنی النضیر کو خفیہ پیغام بھیجا تھا کہ گھبرانا نہیں اور اپنے گھر کی حفاظت کرنا۔ اگر مسلمانوں نے تم کو نکالا ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے اور لڑائی کی نوبت آئی تو تمہاری مدد کریں گے۔ یہ ہمارا بالکل اٹل اور قطعی فیصلہ ہے۔ اس کے خلاف تمہارے معاملہ میں ہم کسی کی بات ماننے والے اور پرواہ کرنے والے نہیں ف ۱۰ یعنی دل سے نہیں کہہ رہے محض مسلمانوں کے خلاف اکسانے کو باتیں بنا رہے ہیں اور جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں ہرگز اس پر عمل نہیں کریں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف یعنی نزدیک ہی کے تھے والے بدر کے دن سزا پا چکے ہیں۔ وہی ڈول ان کا بھی ہوگا۔ از مترجم ف۲ شیطان آخرت میں یہ کہے گا اور بدر کے دن بھی ایک کافر کی صورت بن کر لوگوں کو لڑوا دیا، جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا، سورۂ انفال میں بیان ہو چکا یہ کہا وقت ہے منافقوں کی۔ از مترجم

از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِن قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ وَلَئِن

اگر وہ نکالے جاویں گے یہ نکلیں گے ان کے ساتھ اور اگر ان سے لڑائی ہوگی یہ نہ مدد کریں گے ان کی اور اگر

اگر وہ نکالے جائیں گا یہ نہ نکلیں گے ان کے ساتھ اور اگر ان سے لڑائی ہوگی یہ مدد نہ کریں گے ان کی ف۱ اور اگر

نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ۝ لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً

مدد کریں گے تو بھاگیں گے پیٹھ دے کر پھر کہیں مدد نہ پاویں گے البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہے

مدد کریں گے تو بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر پھر کہیں مدد نہ پائیں گے ف۲ البتہ تمہارا ڈر زیادہ ہے

فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ

ان کے دل میں اللہ سے یہ اس واسطے کہ وہ لوگ بوجھ نہیں رکھتے نہ لڑ سکیں گے تم

ان کے دلوں میں اللہ کے ڈر سے یہ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۳ تو نہ سکیں گے تم

جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ

سب مل کر مگر بستیوں کی کوٹ میں یا دیواروں کی اوٹ میں ان کی لڑائی آپس میں

سب مل کر مگر بستیوں کے کوٹ میں یا دیواروں کی اوٹ میں ف۴ ان کی لڑائی آپس میں

شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ

سخت ہے تو جانے وہ اکٹھے ہیں اور ان کے دل پھوٹ رہے ہیں یہ اس سے کہ وے لوگ

سخت ہے ف۵ تو سمجھے وہ اکٹھے ہیں اور ان کے دل جدا جدا ہو رہے ہیں یہ اس لئے کہ وہ لوگ

لَّا يَعْقِلُونَ ۝ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا وَبَالَ

عقل نہیں رکھتے جیسے کہاوت ان کی جو ہو چکے ہیں ان سے پہلے پاس ہی کو چکھیں

عقل نہیں رکھتے ف۶ جیسے قصہ ان لوگوں کا جو ہو چکے ہیں ان سے پہلے قریب ہی چکھ لی انہوں نے سزا

أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ

سزا اپنے کام کی اور ان کو مار ہے دکھ کی ف۱ جیسے کہاوت شیطان کی جب کہے انسان کو

اپنے کام کی اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۷ جیسے قصہ شیطان کا جب کہے انسان کو

اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝

تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا کہے میں الگ ہوں تجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ہے سارے جہان کا ف۲

تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہو گیا کہے میں الگ ہوں تجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝

پھر آخر ان دونوں کا یہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں سدا رہیں اس میں اور یہی ہے سزا گنہگاروں کی

پھر انجام دونوں کا یہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں ہمیشہ رہیں اسی میں اور یہی ہے سزا ظالموں کی ف۸

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیے کہ دیکھ لے ہر کوئی جی کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے اور

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے اور

اتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو اور مت ہو ویسے

اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۹ اور مت ہو ان جیسے جنہوں نے

ف۱ چنانچہ لڑائی کا سامان ہوا اور "بنی نضیر" محصور ہو گئے۔ اس نازک صورت حال میں کوئی منافق ان کو مدد کو نہ پہنچا۔ اور آخر کار جب وہ نکالے گئے یا اس وقت آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔ ف۲ یعنی اگر بفرض محال منافق ان کی مدد کو نکلیں تو نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ اس سے سلمانوں کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ پھر ان کی مدد کیا کریں گے خود ان کی مدد کو بھی کوئی نہ پہنچے گا۔ ف۳ یعنی اللہ کی عظمت کو سمجھتا اور دل میں اس کا ڈر ہوتا تو کفر و نفاق کیوں اختیار کرتے۔ ہاں مسلمانوں کی شجاعت و بسالت سے ڈرتے ہیں اسی لئے ان کے مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتے نہ میدان جنگ میں ثابت قدم رہ سکتے ہیں۔ ف۴ یعنی چونکہ ان لوگوں کے دل مسلمانوں سے مرعوب اور خوفزدہ ہیں اس لئے کھلے میدان میں جنگ نہیں کر سکتے ہاں گنجان بستیوں میں قلعہ نشین ہو کر یا دیواروں اور خندقوں کی آڑ میں چھپ کر لڑ سکتے ہیں جیسا ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ یورپ نے مسلمانوں کی تلوار سے عاجز ہو کر قریب سے آتشیں اسلحہ اور دور مار جنگ ایجاد کئے ہیں۔ تاہم اب بھی اگر کسی وقت دست بدست جنگ کی نوبت آ جاتی ہے تو خدا کی ہزاروں میں دنیا "لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ" اور "مِن وَرَاءِ جُدُرٍ" کا مشاہدہ کر لیتی ہے۔ باقی اس قدم کا تو کہنا ہی کیا جن کے نزدیک بہتر ہے پرچھوکر ایٹم بم پھینکنا اور تیزاب کی پچکاریاں چلانا ہی سب سے بڑی علامت بہادری کی ہے۔ ف۵ یعنی آپس کی لڑائی میں بڑے تیز اور سخت ہیں جیسا کہ اسلام سے پہلے "اوس" و "خزرج" کی جنگ میں تجربہ ہو چکا مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی ساری بہادری کرکری ہو جاتی ہے۔ ف۶ یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے ظاہری اتفاق و اتحاد سے دھوکہ مت کھاؤ۔ ان کے دل اندر سے پھٹے ہوئے ہیں۔ ہر ایک اپنی غرض و خواہش کا بندہ اور خیالات میں ایک دوسرے سے جدا ہے۔ پھر حقیقی یکجہتی کہاں سے میسر آ سکتی ہے اگر عقل ہو تو سمجھیں کہ یہ نمائشی اتحاد کس کام کا۔ اتحاد اسے کہتے ہیں جو مومنین مخلصین میں پایا جاتا ہے کہ تمام اغراض و خواہشات سے یکسو ہو کر سب نے ایک اللہ کی رسی کو تھام رکھا ہے اور ان سب کا مرنا جینا اسی خدائے واحد کے لئے ہے۔ ف۷ یعنی ابھی قریب زمانہ میں یہود "بنی قینقاع" اپنی غداری کا مزہ چکھ چکے ہیں جب انہوں نے بدعہدی کی تو مسلمانوں نے ایک مختصر لڑائی کے بعد جلاوطن کیا اور اس سے پیشتر ماضی قریب میں مکہ والے "بدر" کے دن سزا پا چکے ہیں۔ وہی انجام "بنی نضیر" کا دیکھ لو کہ دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں سزا ملی اور آخرت کا دردناک عذاب جوں کا توں رہا۔ ف۸ یعنی شیطان اول انسان کو کفر و معصیت پر ابھارتا ہے جب انسان دام اغوا میں پھنس جاتا ہے تو ابتلا میں تجھ سے الگ اور تیرے کام سے بیزار ہوں مجھ کو اللہ سے ڈر لگتا ہے (یہ کہنا بھی ریا اور مکاری سے ہوگا) نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی دوزخ کا کندہ بنا اور اسے بھی بنایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ لکھتے ہیں کہ شیطان آخرت میں یہ بات کہے گا اور "بدر" کے دن بھی ایک کافر کی صورت میں لوگوں کو لڑواتا تھا جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا جس کا ذکر سورۂ "انفال" میں گذر چکا ہے۔ یہی مثال منافقوں کی ہے۔ وہ "بنی نضیر" کو اپنی حمایت و رفاقت کا یقین دلا کر میدان میں چڑھا لائے تھے۔ آخر وہ جب مصیبت میں پھنس گئے، آپ الگ ہو بیٹھے۔ لیکن کیا وہ اس طرح اللہ کے عذاب سے بچ سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ دونوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ف۹ یعنی اللہ سے ڈر کر طاعات اور نیکیوں کا ذخیرہ فراہم کرو اور سوچو کہ کل کے لئے کیا سامان تم نے آگے بھیجا ہے جو مرنے کے بعد وہاں پہنچ کر تمہارے کام آئے۔ ف۱۰ یعنی تمہارا کوئی کام اللہ سے پوشیدہ نہیں لہٰذا اس سے ڈر کر تقویٰ کا راستہ اختیار کرو اور معاصی سے پرہیز رکھو۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ ان کے ہی بھلا دیئے یعنی اپنے جی کے بچاؤ کا فکر نہ کیا ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی کافروں کے دل بڑے سخت ہیں کہ یہ کلام سنکر بھی ایمان نہیں لاتے اگر پہاڑ سمجھے تو وہ بھی دب جاتا ۱۲ منہ رح ف۳ حضرت کو مکہ والوں سے صلح ہوئی ادا ئی ہیں آپکا وعدہ پورا کیا پھر کافروں کی طرف سے تفاوت ہوئی تب حضرت نے فوج جمع کر کر ارادہ کیا کہ مکہ اور خبر نہ دی کسی کو کہ کافر خبردار نہ ہو جائیں کہ حرم میں لڑنا ضرور ہو ایک مسلمان تھے حاطب مکہ والوں کو خط لکھ بھیجا حضرت کو وحی سے معلوم ہوا ، اس کو راہ سے پکڑ منگایا ، حاطب نے عذر کیا کہ میرے اہل و عیال اہل مکہ میں ہیں ان کافروں سے سلوک رکھتا ہوں تا عیال کی خبر لیتے رہیں یہ خیال غرض نہ تھا کہ حاطب بخشے ہیں بدر کے لوگوں میں اس پر یہ سورت اتری ۱۲ منہ رح ۔۔۔۔ از شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ

جنھوں نے بھلا دیا اللہ کو پھر اس نے بھلا دئے ان کو ان کے جی وہ لوگ وہی ہیں بے حکم ف۱ برابر نہیں

بھلا دیا اللہ کو پھر اللہ نے بھلا دیئے ان کو ان کے جی وہ لوگ وہی ہیں نافرمان ف۱ برابر نہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا

لوگ دوزخ کے اور لوگ بہشت کے بہشت کے لوگ وہی ہیں مراد کو پہنچے اگر ہم اتارتے

دوزخ والے اور بہشت والے بہشت والے جو ہیں وہی ہیں مراد پانے والے ف۲ اگر ہم اتارتے

هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تو دیکھتا وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے

یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے ف۳

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ

اور یہ کہاوتیں سناتے ہیں ہم لوگوں کو شاید وہ دھیان کریں ف۲ وہ اللہ ہے

اور یہ مثالیں ہم سناتے ہیں لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں ف۴ وہ اللہ ہے جس کے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ

جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں جانتا ہے چھپا اور کھلا وہ ہے مہربان رحم والا وہ اللہ ہے

سوائے بندگی نہیں کسی کی جاننے والا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے وہی ہے بڑا مہربان رحم والا وہ اللہ ہے

الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ

جس کے سوا بندگی نہیں اور کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات چنگا امان دینا پناہ میں لیتا

جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات سب عیبوں سے سالم ف۵ امن دینے والا ف۶ نگہبانی کرنے والا

الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ

زبردست دباؤ والا صاحب بڑائی کا پاک ہے اللہ اس سے جو شریک بتاتے ہیں وہ اللہ بنانے والا

زبردست دباؤ والا صاحب عظمت پاک ہے اللہ ان کے شریک بتلانے سے ف۷ وہ اللہ ہے بنانے والا

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

نکال کھڑا کرتا صورت کھینچتا اس کے ہیں سب نام خاصے پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں

نکال کھڑا کرنے والا صورت کھینچنے والا ف۸ اس کے ہیں سب نام خاصے ف۹ پاکی بول رہا ہے اس کی جو کچھ ہے آسمانوں میں

سورۃ الممتحنۃ	وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا	ثلث عشرۃ اٰيٰت

سورۃ ممتحنہ مکہ میں نازل ہوئی اور اور زمین میں ف۱۰ اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا ف۱۱ اس کی تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ

ف۱ اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست ان کو پیغام

ف۱۲ اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست تم ان کو پیغام

منزل ۷

ف۱ یعنی جنہوں نے اللہ کے حقوق بھلا دیئے ، اس کی یاد سے غفلت اور بے پروائی برتی اللہ نے خود ان کی جانوں سے ان کو غافل اور بے خبر کر دیا کہ آنیوالے آفات سے اپنے بچاؤ کی کچھ فکر نہ کی اور ان فوائد میں غرق ہو کر دائمی خسارے اور ہلاکت میں پڑ گئے ۔ ف۲ یعنی کوئی اپنے کو جنت کا مستحق ثابت کرے جس کا راستہ قرآن کریم کی ہدایت کے سامنے جھکنے سے ملتا ہے۔ ف۳ یعنی مقام حسرت و افسوس ہے کہ آدمی کے دل پر قرآن کا اثر کچھ نہ ہو ، حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اتارا جاتا اور اس میں سمجھ کا مادہ موجود ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے دب جاتا اور مارے خوف کے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا ۔ میری والد مرحوم نے ایک خطبہ الکلام کے ضمن میں یہ بھی شعر لکھے تھے :۔

سنتے سنتے نغمہ ہائے محفل بدعات کو	کان بہرے ہو گئے دل بدمزہ ہو گیا
آؤ سنو ائیں تمہیں وہ نغمہ مشروع بھی	پارہ جس کے ہوگئی سے طور پر دل ہو گیا
جن کر تاثیر اسکی تیرے دل پر کچھ نہ ہو	کوہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہو گیا

ف۴ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ، " یعنی کافروں کے دل بڑے سخت ہیں کہ یہ کلام سن کر بھی ایمان نہیں لاتے اگر پہاڑ سمجھے تو وہ بھی دب جائے (تنبیہ) یہ تو کلام کی عظمت کا ذکر تھا آگے متکلم کی عظمت و رحمت کا بیان ہے ۔ ف۵ یعنی سب نقائص اور کمزوریوں سے پاک اور سب عیوب و آفات سے سالم ، نہ کوئی برائی اس کی بارگاہ تک کبھی پہنچے ف۶ مومن کا ترجمہ " امان دینے والا " کیا ہے اور بعض مفسرین کے نزدیک " مصدق " کے معنی میں ہے یعنی اپنے اور اپنے پیغمبروں کی قولاً و فعلاً تصدیق کرنے والا ۔ یا مومنین کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کر نیوالا ف۷ یعنی اس کی ذات و صفات اور افعال میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا ف۸ " خالق " و " باری " کے فرق کی طرف ہم نے سورۂ " بنی اسرائیل " کی آیت " ويسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی " کے فوائد میں کچھ اشارہ کیا ہے ف۹ جیسا کہ ظاہر پر انسان کی تصویر کھینچ دی ف۱۰ یعنی وہ نام جو اعلیٰ درجہ کی خوبیوں اور کمالات پر دلالت کرتے ہیں ف۱۱ یعنی زبان حال سے یا قال سے جس کو ہم نہیں سمجھتے ف۱۱ تمام کمالات صفات الٰہیہ کا مرجع ان دو صفتوں " عزیز " اور " حکیم " کی طرف ہے کیونکہ " عزیز " کمال قدرت پر اور " حکیم " کمال علم پر دلالت کرتا ہے اور جملہ کمالات یا علم اور قدرت سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہیں ۔ روایات میں سورۂ " حشر " کی ان آخری آیات (هو الله الذى لا اله الا هو سے آخر تک) کی بہت فضیلت آئی ہے ۔ مومن کو چاہیئے کہ صبح و شام ان آیات کی تلاوت پر مداومت رکھے ۔

تم سورۃ الحشر و للہ الحمد والمنۃ

ف۱۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح مکہ والوں سے ہوئی تھی جس کا ذکر " انا فتحنا " میں آ چکا ، دو برس تک یہ صلح قائم رہی ۔ پھر کافروں کی طرف سے نقض ہوا تب حضرت نے خاموشی کے ساتھ فوج جمع کر کے مکہ فتح کرنے کا ارادہ کیا ۔ خبروں کی بندش کر دی گئی ۔ مبادا کفار مکہ آپ کی تیاریوں سے آگاہ ہو کر لڑائی کا سامان شروع کر دیں اور اس طرح حرم شریف میں جنگ کرنا ناگزیر ہو جائے ، ایک مسلمان حاطب بن ابی بلتعہ نے جو اصحاب بدر میں سے تھے ، مکہ والوں کو خط لکھ بھیجا کہ حضرت ایک لشکر اندھیری رات اور سیل کی طرح تم پر ٹوٹنے والا ہے ۔ حضرت کو وحی سے معلوم ہو گیا ۔ آپ نے حضرت علی وغیرہ چند صحابہ کو حکم دیا کہ ایک عورت مکہ کے رستے میں سفر کرتی ہوئی فلاں مقام پر ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ حاصل کر کے لاؤ ۔ یہ لوگ تیزی سے روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پالیا ۔ اس نے بہت لیت و لعل اور رد و کد کے بعد خط ان کے حوالہ کیا ، پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے کفار مکہ کے نام ہے اور مسلمانوں کے حملے کی اطلاع دی گئی ہے ۔ آپ نے حاطب کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے ۔ بولے ۔ یا رسول اللہ میں نے کفر اختیار کیا ہے نہ اسلام سے پھرا ہوں سچی بات یہ ہے ...... کہ میرے اہل و عیال مکہ میں ہیں ۔ وہاں انکی حمایت کرنے والا کوئی نہیں ۔ میں نے کافروں پر ایک احسان کر کے یہ چاہا کہ وہ لوگ اس کے معاوضہ میں میرے اہل و عیال کی خبر لیتے رہیں اور ان سے اچھا سلوک کریں (میں نے سمجھا کہ اس سے میرا کچھ فائدہ ہو جائے گا اور اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا) ، فتح و نصرت کا جو وعدہ اللہ نے آپ سے کیا ہے وہ یقیناً پورا ہو کر رہیگا کسی کے روکے رک نہیں سکتے ، چنانچہ خط میں بھی یہ مضمون تھا کہ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بھی تم پر حملہ آور ہوں تو اللہ ان کی مدد کریگا اور جو وعدے ان سے کئے ہیں پورے کر کے چھوڑے گا ۔ " بلاشبہ حاطب سے بہت بڑی خطا ہوئی لیکن رحمۃ للعالمین نے فرمایا " لا تقولوا له الا خيرا " بھلائی کے سوا اس کو کچھ مت کہو ۔ اور فرمایا حاطب بدریین میں سے ہے تمہیں کیا معلوم ہے کہ اللہ نے بدریین کی خطائیں معاف فرما دیں ۔ سورۂ ممتحنہ کا ابتدائی حصہ اسی قصہ میں نازل ہوا ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ
بھیجتے ہو دوستی سے اور وہ منکر ہوئے ہیں اس سے جو تم کو آیا سچا دین نکالتے ہیں رسول کو
بھیجتے ہو دوستی سے ف۱ اور وہ منکر ہو چکے ہیں اس سے ... جو تمہارے پاس آیا سچا دین ف۲ نکالتے ہیں رسول کو

وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي
اور تم کو اس پر کہ مانتے ہو اللہ اپنے رب کو اگر تم نکلے ہو لڑائی کے واسطے میری راہ میں
اور تم کو اس بات پر کہ تم مانتے ہو اللہ کو جو رب ہے تمہارا ف۳ اگر تم نکلے ہو لڑنے کو میری راہ میں

وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا
اور میری رضامندی چاہ کر بھیجتے پیغام بھیجتے ہو ان کو دوستی کے اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو
اور طلب کرنے کو میری رضامندی ف۴ تم ان کو چھپا کر بھیجتے ہو دوستی کے پیغام اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو

أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝
چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے اور جو کوئی یہ کام کرے تم میں سے وہ بھولا سیدھی راہ
چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے ف۵ اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے وہ بھول گیا سیدھی راہ ف۶

إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ
اگر تم کو وہ پا دیں ہو جاویں تمہارے دشمن اور بڑھاویں تم پر اپنے ہاتھ اور
اگر تم ان کے ہاتھ آجاؤ ہو جائیں تمہارے دشمن اور چلائیں تم پر اپنے ہاتھ اور

وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ
اپنی زبانیں برائی کو اور چاہیں کسی طرح تم منکر ہو جاؤ ہرگز کام نہ آویں گے تم کو تمہارے ناتے
اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں کہ کسی طرح تم بھی منکر ہو جاؤ ف۷ ہرگز کام نہ آئیں گے تمہارے لگتے والے

وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ ع ۱۶
اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن وہ فیصلہ کریگا تم میں اور اللہ جو کرتے ہو
اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن وہ فیصلہ کرے گا تم میں اور اللہ جو تم کرتے ہو

بَصِيرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ
دیکھتا ہے تم کو چال چلنی ہے اچھی ابراہیم کی اور جو اس کے ساتھ تھے
دیکھتا ہے ف۸ تم کو چال چلنی چاہئے اچھی ابراہیم کی اور جو اس کے ساتھ تھے

إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ
جب کہا اپنی قوم کو ہم الگ ہیں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ان سے
جب انھوں نے کہا اپنی قوم کو ہم الگ ہیں تم سے اور ان سے جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے

اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا
ہم منکر ہوئے تم سے اور کھل پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ
سوائے ف۹ ہم منکر ہوئے تم سے ف۱۰ اور کھل پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو

حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ
جب تک تم یقین نہ لاؤ اللہ اکیلے پر مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو میں مانگوں گا معافی
یہاں تک کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر ف۱۱ مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو کہ میں مانگوں گا معافی

ف۱ یعنی کفار مکہ اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے بھی ان سے دوستانہ برتاؤ کرنا اور دوستانہ پیغام ان کی طرف بھیجنا ایمان والوں کو زیبا نہیں ف۲ اس لئے اللہ کے دشمن ہوئے ف۳ یعنی پیغمبر کو اور تم کو کیسی کیسی ایذائیں دے کر ترک وطن پر مجبور کیا محض اس قصور پر کہ تم ایک اللہ کو جو تمہارا سب کا رب ہے کیوں مانتے ہو، ایسی بڑی دشمنی اور ظلم کیا ہوگا۔ تعجب ہے کہ ایسوں کی طرف تم دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو ف۴ یعنی تمہارا گھر سے نکلنا اگر میری خوشنودی اور میری راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور خالص میری رضا کے واسطے تم نے سب کو دشمن بنایا ہے تو پھر انہی دشمنوں سے دوستی گانٹھنے کا کیا مطلب۔ کیا جنہیں ناراض کر کے اللہ کو راضی کیا تھا اب انہیں راضی کر کے اللہ کو ناراض کرنا چاہتے ہو؟ العیاذ باللہ۔ ف۵ یعنی آدمی ایک کام تمام دنیا سے چھپا کر کرنا چاہے تو کیا اس کو اللہ سے بھی چھپا لیگا؟ دیکھو! حاطب نے کس قدر کوشش کی کہ خط کی اطلاع کسی کو نہ ہو مگر اللہ نے اپنے رسول کو مطلع فرما دیا اور راز قبل از وقت فاش ہو گیا ف۶ یعنی مسلمان ہو کر کوئی ایسا کام کرے اور سمجھے کہ میں اس کے پوشیدہ رکھنے میں کامیاب ہو جاؤں گا سخت غلطی اور بہت بڑی بھول ہے ف۷ یعنی ان کافروں سے بحالت موجودہ کسی بھلائی کی امید مت رکھو خواہ تم کتنی ہی رواداری اور دوستی کا اظہار کرو گے وہ کبھی مسلمان کے خیرخواہ نہیں ہو سکتے۔ باوجود انتہائی رواداری کے اگر تم پر ان کا قابو چڑھ جائے تو کسی قسم کی برائی اور دشمنی سے درگذر نہ کریں، زبان سے ہاتھ سے ہر طرح ایذا پہنچائیں اور یہ چاہیں کہ جیسے خود معاذاللہ منکر ہیں، کسی طرح تم کو بھی منکر بنا ڈالیں۔ کیا ایسے شریر و بدباطن اس لائق ہیں کہ ان کو دوستانہ پیغام بھیجا جائے ف۸ حاطب نے وہ خط اپنے اہل و عیال کی خاطر لکھا تھا۔ اس پر تنبیہ فرمائی کہ اولاد اور رشتہ دار قیامت کے دن کچھ کام نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کا رتی رتی عمل دیکھتا ہے اسی کے موافق فیصلہ فرمائے گا۔ اس کے فیصلہ کو کوئی بیٹا پوتا اور عزیز و اقارب ہٹا نہیں سکے گا پھر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ ایک مسلمان اہل و عیال کی خاطر اللہ کو ناراض کرے۔ یاد رکھو! ہر چیز سے مقدم اللہ کی رضامندی ہے۔ وہ راضی ہو تو اس کے تفضل سے سب کام ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ ناخوش ہو تو کوئی کچھ کام نہ آئے گا ف۹ یعنی جو لوگ مسلمان ہو کر ابراہیم کے ساتھ ہوتے گئے اپنے اپنے وقت پر سب نے قولاً یا فعلاً اسی علیحدگی اور بیزاری کا اعلان کیا ف۱۰ یعنی تم اللہ سے منکر ہو اور اس کے احکام کی پروا نہیں کرتے۔ ہم تمہارے طریقہ سے منکر ہیں اور ذرہ برابر تمہاری پروا نہیں کرتے ف۱۱ یعنی یہ دشمنی اور بیر اسی وقت ختم ہو سکتا ہے جب تم شرک چھوڑ کر اسی ایک آقا کے غلام بن جاؤ جس کے ہم ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف یعنی ابراہیم نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہ کیا تم بھی ویسی کرو۔ ایک ابراہیم نے دعا چاہی تھی باپ کے واسطے جب تک معلوم نہ تھا تم کو معلوم ہو چکا تم کافر کی بخشش نہ مانگو۔ ف نہ جانچ ہم پر کافروں کو یعنی ہم پر کافروں کے واسطے
محل آزمائش نہ کر ف یعنی ان کو مسلمان کر دے پھر تمہاری دوستی بجا ہے ایسا ہی ہوا اس سورت کے پیچھے کئی لوگ سارے مسلمان ہوئے۔ ف مکہ کے لوگوں میں بعضے ایسے بھی تھے کہ آپ مسلمان نہ ہوئے اور ہونے والوں سے ضد بھی نہ کی ۱۲ منہ رح۔ ف صلح کے وقت قرار ہوا تھا کہ جو کوئی ہمارا
تمہارے پاس جاوے اس کو پھیر بھیجو حضرت نے قبول کیا تھا کئی مرد آئے ان کو پھیر دیا پھر کئی عورتیں آئیں ان کو بھیجیں تو کافر دے کر مسلمان عورتیں حرام میں پڑیں تب یہ اگلی آیت اتری ۱۲ منہ رح ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

لَكَ وَمَآ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ
تیری اور مالک نہیں میں تیرے بچانے کو اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا اے رب ہمارے تجھ پر بھروسا کیا ہم نے اور تیری
تیرے لیے اور مالک نہیں میں تیرے نفع کا اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا ف اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر بھروسا کیا اور تیری

اَنَبۡنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ۞ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَ
طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف پھر آنا ۔ اے رب ہمارے نہ جانچ ہم پر کافروں کو اور ہم کو معاف کر
طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف سب کو پھر آنا ف اے رب ہمارے مت جانچ ہم پر کافروں کو ف اور ہم کو

اغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۞ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡهِمۡ
اے رب ہمارے تو ہی ہے زبردست حکمت والا ف البتہ تم کو بھلی چال
معاف کر اے رب ہمارے ف تو ہی ہے زبردست حکمت والا ف البتہ تم کو بھلی چال چلنی چاہیے

اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ ؕ وَمَنۡ
چلنی ہے ان کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی
ان کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی

ع ۱ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ۞ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّجۡعَلَ
منہ پھیرے تو اللہ وہی ہے بے پروا خوبیوں سراہا امید ہے کہ اللہ کر دے
منہ پھیرے تو اللہ وہی ہے بے پروا سب تعریفوں والا ف امید ہے کہ کر دے اللہ

بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيۡرٌ ؕ وَاللّٰهُ
تم میں اور جو دشمن ہیں تمہارے ان میں سے دوستی اور اللہ سب کر سکتا ہے اور اللہ
تم میں اور جو دشمن ہیں تمہارے ان میں دوستی اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ

غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۞ لَا يَنۡهٰٮكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُقَاتِلُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ
بخشنے والا ہے مہربان ف اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر
بخشنے والا مہربان ہے ف اللہ تم کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر

وَلَمۡ يُخۡرِجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک اللہ چاہتا ہے
اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک بیشک اللہ

يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۞ اِنَّمَا يَنۡهٰٮكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيۡنَ قَاتَلُوۡكُمۡ فِى
انصاف والوں کو ف اللہ تو منع کرتا ہے تم کو ان سے جو لڑے تم سے
چاہتا ہے انصاف والوں کو ف اللہ تو منع کرتا ہے تم کو ان سے جو لڑے تم سے

الدِّيۡنِ وَاَخۡرَجُوۡكُمۡ مِّنۡ دِيَارِكُمۡ وَظٰهَرُوۡا عَلٰٓى اِخۡرَاجِكُمۡ اَنۡ
دین پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور میل باندھا تمہارے نکالنے پر
دین پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے نکالنے میں کہ

تَوَلَّوۡهُمۡ ۚ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ
کہ ان سے دوستی کرو اور جو کوئی ان سے دوستی کرے سو وہ لوگ وہی ہیں گنہگار ف اے ایمان والو
کہ ان سے کرو دوستی اور جو کوئی ان سے دوستی کرے سو وہ لوگ وہی ہیں گنہگار ف اے

منزل ۷

ف یعنی صرف دعا ہی کر سکتا ہوں، کسی نفع نقصان کا مالک نہیں۔ خدا جو کچھ پہنچانا چاہے اسے میں نہیں روک سکتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہ کیا۔ تم بھی ویسی کرو، ایک ابراہیم نے دعا چاہی تھی باپ کے واسطے جب تک معلوم نہ تھا۔ تم کو معلوم ہو چکا۔ لہٰذا تم کافر کی بخشش نہ مانگو۔ (تنبیہ) باپ کے حق میں ابراہیم کے استغفار کا قصہ سورۂ "براءۃ" میں گزر چکا۔ آیت "وماکان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ الخ" کے فوائد میں دیکھ لیا جائے۔ ف یعنی سب کو چھوڑ کر تجھ پر بھروسہ کیا اور قوم سے ٹوٹ کر تیری طرف رجوع ہوئے اور خوب جانتے ہیں کہ سب کو پھر کر تیری ہی طرف آنا ہے۔ ف یعنی ہم کو کافروں کے واسطے محل آزمائش اور تختۂ مشق نہ بنا اور ایسے حال میں مت رکھ جس کو دیکھ کر کافر خوش ہوں، اسلام اور مسلمانوں پر آوازے کسیں اور ہمارے مقابلہ میں اپنی حقانیت پر استدلال کرنے لگیں۔ ف یعنی ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما اور تقصیرات سے درگذر کر۔ ف تیری زبردست قوت اور حکمت سے یہی توقع ہے کہ اپنے وفاداروں کو دشمنوں کے مقابلہ میں مغلوب و مقہور نہ ہونے دے۔ ف یعنی تم مسلمانوں کو یا بالفاظ دیگر ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور آخرت کے قائم ہونے کے امیدوار ہیں، ابراہیم اور اس کے رفقاء کی چال اختیار کرنی چاہیے۔ دنیا تم کو خواہ کتنا ہی متعصب اور تنگدل کہے تم اس راستہ سے منہ نہ موڑو۔ جو دنیا کے موحد اعظم نے اپنے طرز عمل سے قائم کر دیا۔ مستقبل کی ابدی کامیابی اسی راستہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر اس کے خلاف چلو گے اور خدا کے دشمنوں سے دوستی نبھاؤ گے تو خود نقصان اٹھاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کی دوستی یا دشمنی کی کیا پروا ہے وہ تو بذات خود تمام کمالات اور ہر قسم کی خوبیوں کا مالک ہے۔ اس کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ ف یعنی اللہ کی قدرت و رحمت سے کچھ بعید نہیں کہ جو آج بدترین دشمن ہیں انہیں مسلمان کر دے اور اس طرح تمہارے اور ان کے درمیان دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہو جائیں۔ چنانچہ فتح مکہ میں ایسا ہی ہوا، تقریباً سب مکہ والے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ ایک دوسرے پر تلوار اٹھا رہے تھے اب ایک دوسرے پر جان قربان کرنے لگے۔ اس آیت میں مسلمانوں کی تسلی کر دی کہ مکہ والوں کے مقابلہ میں یہ ترک موالات کا جہاد صرف چند روز کے لیے ہے پھر اس کی ضرورت نہیں رہے گی۔ چاہیے کہ بحالت موجودہ تم مضبوطی سے قائم رہو اور جو کبھی کوئی بے احتیاطی ہو گئی ہو اللہ سے اپنی خطا معاف کرا لو۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ف مکہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو آپ مسلمان نہ ہوئے اور مسلمان ہونے والوں سے عناد اور پرخاش بھی نہیں رکھی۔ نہ دین کے معاملہ میں ان سے لڑے، اور نہ ان کو ستانے اور نکالنے میں ظالموں کے مددگار بنے۔ اس قسم کے کافروں کے ساتھ بھلائی اور خوش خلقی سے پیش آنے کو اسلام نہیں روکتا۔ جب وہ تمہارے ساتھ نرمی اور رواداری سے پیش آتے ہیں انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور دنیا کو دکھلا دو کہ اسلامی اخلاق کا معیار کس قدر بلند ہے۔ اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ اگر کافروں کی ایک قوم مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہے تو تمام کافروں کو بلا تمیز ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا شروع کر دیں۔ ایسا کرنا حکمت و انصاف کے خلاف ہوگا۔ ضروری ہے کہ عورت، مرد، بچے، بوڑھے، جوان اور معاند و مسالم میں ان کے حالات کے اعتبار سے فرق کیا جائے جس کی قدرے تفصیل سورۂ مائدہ میں اور آل عمران کے فوائد میں گزر چکی۔ ف یعنی ایسے ظالموں سے دوستانہ برتاؤ کرنا بیشک سخت ظلم اور گناہ کا کام ہے۔

(ربط) یہاں تک کفار کے دو فریق (معاند و مسالم) کے ساتھ معاملہ کرنے کا ذکر تھا آگے بتلاتے ہیں کہ ان عورتوں کے ساتھ کیا معاملہ ہو۔ جو "دارالحرب" سے "دارالاسلام" میں آئیں یا "دارالحرب" میں مقیم رہیں۔ قصہ یہ ہے کہ "صلح حدیبیہ" میں مکہ والوں نے یہ قرار دیا کہ ہمارا جو آدمی تمہارے پاس جائے اس کو واپس بھیجنا ہوگا حضرت نے اس کو قبول فرما لیا تھا۔ چنانچہ کئی مرد آئے، آپ نے اس کو واپس کر دیا پھر کئی مسلمان عورتیں آئیں۔ ان کو واپس کرتے تو کافر مرد کے گھر مسلمان عورتیں حرام میں پڑتیں اس پر یہ اگلی آیتیں اتریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد عورتوں کی واپسی پر کفار نے اصرار نہیں کیا ورنہ صلح قائم نہ رہتی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱ یہ حکم ہوا اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر آوے اس مرد نے جو اس پر خرچ کیا تھا وہ پھیر دینا چاہئے جو مسلمان اس کو نکاح کرے وہ پھیر دے اور اس عورت کو جو مہر دے تب نکاح کرے اور اس کے مقابل یہ حکم ہوا اگر کسی
مسلمان کی عورت کافرہ ہو گئی ہے وہ اس کو چھوڑ دے پھر جو کافر اس کو نکاح کرے اس مسلمان کا خرچ کیا اب پھیر دے یہ حکم اترا تو مسلمان موجود ہوئے دینے کو اور لینے کو بھی لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا تب اگلی آیت اتری ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی جس مسلمان
کی عورت گئی اور کافر اس کا خرچ کیا ہوا انہیں پھیرتے تو جس کافر کی عورت آئی اس کا خرچ دینا تھا اس کو نہ دیں اسی مسلمان کو دیں یہ مال گنجائش نہیں رکھا، اس مال کے یہ حکم جب تھا کہ کافروں سے صلح تھی شہری نہ تھی پھیر دینے پر اب یہ حکم نہیں مگر کوئی ایسی صلح کا اتفاق
ہو جاوے اور عورتوں کا جانچنا فرمایا کہ دل کی خبر اللہ کو ہے مگر ظاہر میں جانچنا یہ کہ اگلی آیت میں جو حکم ہیں وہ قبول کریں تو ان کا ایمان ثابت ہے دیکھو یہ آیت بیعت کی حضرت کے پاس بیعت کر رہیں عورتیں" تو یہی اقرار لیتے تھے ۱۲ منہ رح

از شاہ عبد القادر صاحب رح

آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ

جب آویں تم پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر تو ان کو جانچ لو۔ اللہ بہتر جانتا ہے

ایمان والو جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر تو ان کو جانچ لو اللہ خوب جانتا ہے ان

بِإِيمَانِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۖ

ان کا ایمان۔ پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں تو نہ پھیرو ان کو کافروں کی طرف

کے ایمان کو ف۱ پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں تو مت پھیرو ان کو کافروں کی طرف

لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَآتُوهُمْ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَلَا جُنَاحَ

نہ یہ عورتیں حلال ان مردوں کو نہ وہ مرد حلال ان عورتوں کو اور دیدو ان مردوں کو جو ان کا خرچ ہوا

نہ یہ عورتیں حلال ہیں ان کافروں کو اور نہ وہ کافر حلال ہیں ان عورتوں کو اور دے دو ان کافروں کو جو ان کا خرچ ہوا ہو اور کوئی گناہ نہیں

عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ

اور گناہ نہیں تم پر کہ نکاح کر لو ان سے جب ان کو دو ان کے مہر اور نہ رکھو قبضہ میں

تم کو کہ نکاح کر لو ان عورتوں سے جب ان کو دو ان کے مہر ف۲ اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس

الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ

ناموس کافر عورتوں کے اور مانگ لو جو تم نے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا یہ فیصلہ ہے اللہ کا

کافر عورتوں کے اور تم مانگ لو جو تم نے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا یہ اللہ کا فیصلہ ہے

يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ

فیصلہ کرتا ہے تم میں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف۳ اور اگر جاتی رہیں کوئی تمہاری عورتوں سے

تم میں فیصلہ کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۳ اور اگر جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے کچھ عورتیں

إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا

کافروں کی طرف پھر تم کو ہاتھ لگے تو دو ان کو جن کی عورتیں جاتی رہیں جتنا انہوں نے

کافروں کی طرف پھر تم ہاتھ مارو تو دیدو ان کو جن کی عورتیں جاتی رہی ہیں جتنا انہوں نے خرچ کیا

أَنْفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا

خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم کو یقین ہے ف۴ اے نبی جب آویں

تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم کو یقین ہے ف۴ اے نبی جب

جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَ

تیرے پاس مسلمان عورتیں قرار کرنے کو اس پر کہ شریک نہ ٹھہراویں اللہ کا کسی کو اور

آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور

لَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ

چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد نہ ماریں اور طوفان نہ لاویں

چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں ف۵ اور طوفان نہ لائیں

يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ

باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور تیری بے حکمی نہ کریں کسی بھلے کام میں

باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں ف۶ اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں

ف۱ یعنی دل کا حال تو اللہ ہی خوب جانتا ہے لیکن ظاہری طور سے ان عورتوں کی جانچ کر لیا کرو کہ واقعی وہ مسلمان ہیں اور محض اسلام کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑ کر آئی ہیں، کوئی دنیوی یا نفسانی غرض تو ہجرت کا سبب نہیں ہوا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ ان کا امتحان کرتے تھے اور حضور کی طرف سے ان سے بیعت لیتے تھے اور کبھی حضور خود بنفس نفیس بیعت لیا کرتے تھے جیسا کہ آگے یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک الخ میں مذکور ہے۔ ف۲ یہ حکم ہوا کہ زوجین میں اگر ایک مسلمان ہو دوسرا مشرک ہے تو اختلاف دارین کے بعد تعلق نکاح قائم نہیں رہتا پس اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر "دار الاسلام" میں آ جائے تو جو مسلمان اس سے نکاح کرے اس کے ذمہ ہے کہ اس کافر نے جتنا مہر عورت پر خرچ کیا تھا وہ اسے واپس کر دے اور اب عورت کا جو مہر قرار پائے وہ جدا اپنے ذمہ رکھے تب نکاح میں لا سکتا ہے ف۳ پہلے حکم کے مقابل دوسری طرف یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافرہ ہو گئی ہے وہ اس کو چھوڑ دے پھر جو کافر اس سے نکاح کرے اس مسلمان کا خرچ کیا ہوا مہر واپس کرے۔ اس طرح دونوں فریق ایک دوسرے سے اپنا حق طلب کر لیں۔ جب یہ حکم اترا تو مسلمان تیار ہوئے دینے کو اور لینے کو بھی لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا تب اگلی آیت نازل ہوئی ف۴ یعنی جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اس کا خرچ کیا ہوا انہیں پھیرتے تو جس کافر کی عورت مسلمانوں کے پاس آئے اس کا جو خرچ دینا تھا اس کافر کو نہ دیں بلکہ اسی مسلمان کو دیں جس کا حق مارا گیا ہے ہاں اس مسلمان کا حق دینے کے بعد جو بچ رہے وہ واپس کر دیں بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی مسلمان کا فر کا خرچ کیا ہوا واپس نہیں کر سکتا تو بیت المال سے دیا جائے۔ الغرض بکمال درجہ عدل و انصاف کی تعلیم ہے لیکن اس پر کار بند وہی ہو گا جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو اور اس پر ٹھیک ٹھیک ایمان رکھتا ہو۔ (تنبیہ) "فعاقبتم" کے دو ترجمے محقق نے کیے "پھر تم ہاتھ مارو" اور "پھر تمہاری باری آئے" ہم نے دوسرے ترجمہ کے لحاظ سے مطلب کی تقریر کی ہے۔ پہلے ترجمہ کے موافق بعض مفسرین نے لیا ہے کہ اس سے مراد مال غنیمت کا حاصل ہونا ہے یعنی مال غنیمت میں سے اس مسلمان کا خرچ کیا ہوا ادا کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ ف۵ جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا کہ بعض تنگی عار کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض اوقات فقر و فاقہ کے خوف سے لڑکوں کو بھی قتل کر ڈالتے تھے ف۶ طوفان باندھنا، ہاتھ پاؤں میں یہ کہ کسی پر جھوٹا دعویٰ کریں یا جھوٹی گواہی دیں یا کسی معاملہ میں اپنی طرف سے بنا کر جھوٹی قسم کھائیں۔ اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جنا ہو کسی اور سے اور منسوب کر دیں خاوند کی طرف یا کسی دوسری عورت کی اولاد لے کر مکر و فریب سے اپنی طرف نسبت کر لیں۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی کسی کا بیٹا دوسرے کی طرف لگائے جنت اس پر حرام ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ طوفان باندھنا ہاتھ پاؤں میں یہ کہ کسی پر تہمت دھرا کریں یا جھوٹی گواہی دیں یا کسی معاملہ میں جھوٹی قسم کھا دیں اپنی عقل سے بنا کر اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جنا۔ اور سے اور کا دیں۔ اور کو یا جن جا ڈال دیں اور باپ پر لگا دیں حدیث میں خبر ایسی عورت جنتی اٹھا دے کسی کا کسی کی اور سر پر پشت کی یہ حرام ہے ۱۲ منہ رحمہ ف۲ یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اٹھے گا یہ کافر بھی ویسے ہی ناامید ہیں ۱۲ منہ رحمہ ف۳ بندہ کو دعوے کی بات سے ڈرنا چاہئے کہ اس کو پیچھے مشکل پڑتی ہے ایک جگہ مسلمان جمع تھے کہتے تھے ہم اگر جانیں کہ اللہ کو کیا کام بہت بھاتا ہے تو وہی اختیار کریں تب وہ آیتیں اتری آگلی ۱۲ منہ رحمہ ف۴ یعنی بنی اسرائیل ہر بات میں ضد کرتے اپنے رسول سے آخر مردود ہو گئے ۱۲ منہ رحمہ — از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

تو ان سے قرار کر اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ اے ایمان والو

تو ان کو بیعت کر لیجئے ف۱ اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اے ایمان

آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا

مت دوستی کرو ان لوگوں سے جن پر غصہ ہوا اللہ وہ آس توڑ چکے پچھلے گھر سے جیسے آس

ایمان والو مت دوستی کرو ان لوگوں سے کہ غصہ ہوا ہے اللہ ان پر ف۲ وہ آس توڑ چکے ہیں پچھلے گھر سے

يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۝

توڑی منکروں نے قبر والوں سے ف۲

سورۃ الصف مدنیۃ وہی اربع عشرۃ آیۃ وفیہا رکوعان

سورۂ صف مدینہ میں نازل ہوئی جیسے آس توڑ دی منکروں نے قبر والوں سے ف۳ اور اس کی چودہ آیتیں ہیں اور دو رکوع۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ يَا أَيُّهَا

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا اے

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا اے

الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ

ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں

ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں

أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي

کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو ف۱ اللہ چاہتا ہے ان کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ

کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں

سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ

میں قطار باندھ کر جیسے وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو

اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی ف۲ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو

يَا قَوْمِ لِمَ تُؤْذُونَنِي وَقَد تَّعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا

اے قوم کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور جانتے ہو کہ میں اللہ کا بھیجا ہوں تمہارے اس پھر جب

اے قوم میری کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں تمہارے پاس ف۳ پھر جب

زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ وَ

وہ پھر گئے پھیر دئے اللہ نے ان کے دل اور اللہ راہ نہیں دیتا بے حکم لوگوں کو ف۴ اور

وہ پھر گئے تو پھیر دیئے اللہ نے ان کے دل اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۴ اور

إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم

جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا آیا ہوں اللہ کا تمہاری طرف

جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس

ف۱ پہلے فرمایا تھا کہ مسلمان عورتوں کی (جو ہجرت کر کے آئیں) جانچ کی جائے یہاں بتلا دیا کہ ان کا جانچنا یہی ہے کہ جو احکام اس آیت میں ہیں وہ قبول کریں تو ان کا ایمان ثابت ہے۔ یہ آیت بیعت کہلاتی ہے۔ حضرت کے پاس عورتیں بیعت کو آتیں تو یہی اقرار لیتے تھے۔ لیکن بیعت کے وقت کبھی کسی عورت کے ہاتھ نے آپ کے دست مبارک کو نہیں چھوا۔ ف۲ یعنی ان امور میں جو کوتاہی پہلے ہو چکیں یا امتثال احکام میں آئندہ کچھ تقصیر رہ جائے اس کے لئے آپ ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ آپ کی برکت سے ان کی تقصیر معاف فرمائے گا۔ ف۳ شروع سورت میں جو مضمون تھا، خاتمہ پر پھر یاد دلا دیا۔ یعنی مومنوں کی شان نہیں کہ جس پر خدا کا غضب ہو اس سے دوستی اور رفاقت کا معاملہ کرے۔ جس پر خدا کا غضب ہو، خدا کے دوستوں کا اس پر غصہ ہونا چاہئے۔ ف۴ یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اٹھے گا۔ پھر دوسری زندگی میں ایک دوسرے سے ملیں گے۔ یہ کافر بھی ویسے ہی ناامید ہیں۔ (تنبیہ) بعض مفسرین کے نزدیک "من اصحٰب القبور" کفار کا بیان ہے یعنی جس طرح کافر جو قبروں میں پڑے ہیں اپنا حال دیکھ کر اللہ کی مہربانی اور خوشنودی سے بالکلیہ مایوس ہو چکے ہیں۔ اسی طرح یہ کافر بھی آخرت کی طرف سے مایوس ہیں۔

تم سورۃ الممتحنۃ

ف۵ بندہ کو لاف زنی اور دعوے کی بات سے ڈرنا چاہئے کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے سخت بیزار اور ناراض ہوتا ہے جو زبان سے کہے بہت کچھ اور کرے کچھ نہیں۔ روایات میں ہے کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے کہنے لگے ہم کو اگر معلوم ہو جائے کہ کون سا کام اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو وہی اختیار کریں۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یعنی دیکھو! جنجال کر کیوں ایسا بتلائے دیتے ہیں کہ اللہ کو سب سے زیادہ ان لوگوں سے محبت ہے جو اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں کے مقابلہ پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں اور میدان جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے اور جس میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں پڑ سکتا۔ اب اس معیار پر اپنے کو پرکھ لو۔ بیشک تم میں بہت ایسے ہیں جو اس معیار پر کامل و مکمل اترے ہیں۔ مگر بعض مواقع ایسے بھی پیش آئے جہاں بعض لوگوں کے زبانی دعووں کی ان کے عمل نے تکذیب کی ہے۔ آخر جنگ احد میں وہ بنیان مرصوص کہاں قائم رہی۔ اور جس وقت حکم قتال اترا تو یقیناً بعض نے یہی کہا تھا "ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا" الخ۔ بہرحال زبان سے زیادہ دعوے مت کرو۔ بلکہ خدا کی راہ میں کر دکھلانے کی فکر کرو جس سے اللہ کا محبوب بننا نصیب ہو۔ ف۱ موسیٰ کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ زبان سے کیسی تعلّی و تفاخر کی باتیں بہت شروع کر جاتے تھے لیکن عمل کے میدان میں صفر تھا جہاں کوئی موقع کام کا آیا فوراً پھسل گئے اور نہایت تکلیف دہ باتیں کرنے لگے نتیجہ جو کچھ ہوا اس کو آگے بیان فرماتے ہیں۔ ف۲ یعنی روشن دلائل اور کھلے کھلے معجزات دیکھ کر تم دل میں یقین رکھتے ہو کہ میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں۔ پھر صفت نازیبا اور رنجدہ حرکتیں کر کے مجھ کو کیوں ستاتے ہو۔ یہ معاملہ تو کسی معمولی ناصح اور خیرخواہ کے ساتھ بھی نہ ہونا چاہئے چہ جائیکہ ایک اللہ کے رسول کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو۔ کیا میرے دل کو تمہاری ان گستاخانہ حرکات سے دکھ نہیں پہنچتا کہ کبھی بیہودہ سوال کرتے، کبھی بچھڑا بنا کر پوجنے لگے اور اس کو اپنا اور موسیٰ کا خدا بتلانے لگے "ھٰذا الٰھکم والٰہ موسیٰ"۔ کبھی جہاد کرنے کا حکم ہوا تو کہنے لگے کہ ہم کبھی نہیں جائیں گے تم اور تمہارا خدا جا کر لڑو۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ وغیر ذالک من الخرافات یہاں تک تنگ ہو کر حضرت موسیٰ نے فرمایا "رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا و بین القوم الفاسقین"۔ ف۳ جو کجی کرتے ہیں تو اور ٹیڑھے کر دل سخت اور سیاہ الٹا ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ نیکی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ یہی حال ان کا ہوا جب برابر اپنے رسول سے ضد کرتے رہے اور برابر ٹیڑھی چال چلتے رہے تو آخر مردود ہو گئے اور اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا کہ سیدھی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہ رہی۔ ایسے ضدی نافرمانوں کے ساتھ اللہ کی یہی عادت ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي

سچا کرتا اس کو جو مجھ سے آگے ہے توریت اور خوشخبری سناتا ایک رسول کی جو آوے گا بعد

یقین کرنیوالا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت ف۱ اور خوشخبری سنانیوالا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد

اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَمَنْ

میرے اس کا نام ہے احمد پھر جب آیا ان کے پاس کھلے نشان لے کر بولے یہ جادو ہے صریح ف۳ اور اس

اس کا نام ہے احمد ف۲ پھر جب آیا ان کے پاس کھلی نشانیاں لیکر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح ف۳ اور اس

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَ

سے بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو اور

سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو ف۴ اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ

اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف۵ چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کی روشنی

اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف۵ چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کی روشنی اپنے

بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ

اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں منکر وہی ہے جس نے

منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور پڑے برا مانیں منکر ف۶ وہی ہے جس نے

اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ

بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دے کر اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے دینوں سے سب سے

بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دے کر اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے برا

الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ

اور پڑے برا مانیں شرک کرنیوالے اے ایمان والو میں بتاؤں تم کو ایک سوداگری کہ بچاوے تم کو

مانیں شرک کرنے والے ف۷ اے ایمان والو میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ

دکھ کی مار سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ

ایک عذاب دردناک سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ

اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

میں اپنے مال سے اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو

میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

بخشے وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں

بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ف۸

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَ

اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں میں یہ ہے بڑی مراد ملنی اور

اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر ف۹ یہ ہے بڑی مراد ملنی اور

ف۱ یعنی اصل تورات کے من اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کے احکام و اخبار پر یقین رکھتا ہوں اور جو کچھ میری تعلیم ہو فی الحقیقت ان ہی اصول کے ماتحت ہے جو تورات میں بتلائے گئے تھے (تنبیہ) ابن کثیر وغیرہ نے "مصدقا لما بین یدی" کا مطلب یہ لیا ہے کہ میرا وجود تورات کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ میں ان چیزوں کا مصداق بن کر آیا ہوں جن کی خبر تورات شریف میں دی گئی تھی واللہ اعلم۔ ف۲ یعنی پچھلے کی تصدیق کرتا ہوں اور اگلے کی بشارت سناتا ہوں۔ یوں تو دوسرے انبیاء سابقین بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مژدہ برابر سناتے آئے ہیں لیکن جس صراحت و وضاحت اور اہتمام کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام نے آپ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی اور سے منقول نہیں۔ شاید قرب عہد کی بنا پر یہ خصوصیت ان کے حصہ میں آئی ہوگی کیونکہ ان کے بعد نبی آخر الزماں کے سوا کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہ تھا۔ یہ صحیح ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مجرمانہ غفلت اور مجرمانہ دستبرد نے آج دنیا کے ہاتھوں میں اصل تورات و انجیل وغیرہ کا کوئی صحیح نسخہ باقی نہ چھوڑا جس سے ہم کو ٹھیک پتہ لگ سکتا کہ انبیاء سابقین خصوصاً حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کن الفاظ میں اور کس عنوان سے بشارت دی تھی۔ اور اسی لیے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن کریم کے صاف و صریح بیان کو اس تحریف شدہ بائبل میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے جھٹلانے لگے۔ تاہم یہ بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ سمجھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے محرفین کو اس قدر قدرت نہیں دی کہ وہ اس کے آخری پیغمبر کے متعلق تمام پیشین گوئیاں کو بالکلیہ محو کر دیں کران کا کچھ نشان باقی نہ رہے۔ موجودہ بائبل میں بھی بیسیوں مواضع ہیں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر قریباً صریح طور پر موجود ہے اور عقل و انصاف والوں کے لیے اس میں تاویل و انکار کی گنجائش نہیں۔ اور انجیل یوحنا میں "فارقلیط" یا "پیرکلوطوس" والی بشارت اتنی صاف ہے کہ اس کا بے تکلف مطلب بجز احمد یعنی محمود و ستودہ کے کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ بعض علماء اہل کتاب کو بھی ناگزیر اس کا اعتراف یا اقرار کرنا پڑا ہے کہ اس پیشین گوئی کا انطباق پوری طرح نہ روح القدس پر اور نہ بجز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور پر ہو سکتا ہے۔ علماء اسلام نے بحمد اللہ بشارات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور تفسیر حقانی کے مؤلف نے "فارقلیط" والی بشارت اور تحریف بائبل پر سورۂ "صف" کی تفسیر میں نہایت مشبع بحث کی ہے۔ اللہ جزائے خیر دے۔ ف۳ یعنی حضرت مسیح کھلی نشانیاں لیکر آئے یا جن کی بشارت دی تھی۔ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھلے نشان لیکر آئے تو لگے اسے جادو بتلانے۔ ف۴ یعنی جب اسلام اور خیر کو ایک جا آپ سے آتی کو جھٹلا کر اور [illegible] انکار کر دیتے ہیں۔ وہ خدا کو شریک یا بشر کو خدا بنا ڈالا۔ جھوٹ کا ایک طرف رہا کتب سماویہ میں تحریف کر کے جو چیزیں واقعی موجود تھیں ان کا انکار کرتے اور جو نہیں تھیں ان کو درج کرتے ہیں اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا۔ ف۵ یعنی ایسے بے انصافوں کو ہدایت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے "لا یہدی" میں ادھر بھی اشارہ ہو کہ یہ ظالم کتنا ہی انکار اور تحریف و تاویل کریں، خدا ان کو کامیابی کی راہ نہ دیگا گویا حضور کے متعلق جن خبروں کو وہ چھپانا یا مٹانا چاہتے ہیں، چھپ یا مٹ نہ سکیں گی چنانچہ باوجود ہزاروں طرح کی قطع و برید کے آج بھی نبی آخر الزماں کی نسبت بشارات کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ ف۶ یعنی منکر چڑے برا مانا کریں، اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا۔ مشیت الٰہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے۔ یہی حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کا اور ان کی کوششوں کا ہے (تنبیہ) شاید "بافواھھم" کے لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرنا ہو کہ بشارات کے انکار و اخفاء کے لیے جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں وہ کامیاب ہونیوالی نہیں، ہزار کوشش کریں کہ "فارقلیط" آپ نہیں ہیں لیکن اللہ منوا کر چھوڑے گا کہ اس کا مصداق آپ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ف۷ اس آیت پر سورۂ "براءۃ" کے فوائد میں کلام ہو چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ ف۸ یعنی اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم رہ کر اس کے راستہ میں جان و مال سے جہاد کرو یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں۔ دنیا میں لوگ طرح طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں محض اس امید پر کہ اس سے منافع حاصل ہوں گے اور اس طرح راس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ جائے گا۔ پھر بھی بسا اوقات خود اور اس کے اہل و عیال تنگدستی و افلاس کی تکلیفوں سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن مومنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اس اعلیٰ تجارت میں لگائیں گے تو صرف چند روزہ افلاس سے نہیں بلکہ کہیں دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون ہو جائیں گے۔ اگر مسلمان سمجھے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے جس کا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملے گا۔ جس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ف۹ یعنی وہ ستھرے مکانات ان باغوں کے اندر ہوں گے جن میں مومنین کو آباد ہونا ہے۔ یہ تو آخرت کی کامیابی رہی۔ آگے دنیا کی اعلیٰ اور انتہائی کامیابی کا ذکر ہے۔

ع ۹ / ۹

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت عیسیٰ کے بعد اُن کے یاروں نے بڑی محنتیں کیں ہیں تب اُن کا دین نشر ہوا ہمارے حضرت کے پیچھے بھی خلیفوں نے اُس سے زیادہ کیا ف۲ ان پڑھ عرب لوگ تھے جن کے پاس نبی کی کتاب نہ تھی ف۳ یعنی جو رسول دوسرے ان پڑھوں کے واسطے بھی ہے وہ فارس کے لوگ وہ نبی کی کتاب نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے اول عرب پیدا کیے اس دین کو تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اُٹھے۔

از شاہ عبدالقادر صاحب رح

أُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ○

ایک اور چیز وہ جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح نزدیک اور خوشی سنا ایمان والوں کو

ایک اور چیز جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی ف۱ اور خوشی سنا دے ایمان والوں کو ف۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اے ایمان والو تم ہو مددگار اللہ کے جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے

اے ایمان والو تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے ف۳ جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے

لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ

یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے یار ہم ہیں مددگار اللہ کے

اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے یار ہم ہیں مددگار اللہ کے ف۴

فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ

پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل میں اور منکر ہوا ایک فرقہ پھر زور دیا ہم نے انکو جو

پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل اور منکر ہوا ایک فرقہ پھر قوت دی ہم نے انکو جو

آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ○

یقین لائے تھے اُن کے دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب ف۱

ایمان لائے تھے اُنکے دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب ف۵

سورۃ الجمعۃ مدنیۃ وھی احدی عشرۃ آیۃ فیھا رکوعان

سورۂ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی گیارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں بادشاہ پاک ذات زبردست ہے

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں بادشاہ پاک ذات زبردست

الْحَكِيمِ ○ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ

حکمت والا وہی ہے جس نے اُٹھایا اُن پڑھوں میں ایک رسول اُن ہی میں کا پڑھتا اُن پاس اُس کی

حکمتوں والا وہی ہے جس نے اُٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول اُنہی میں کا پڑھ کر سناتا ہے اُن کو اُس کی

آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ

آیتیں اور اُنکو سنوارتا اور سکھاتا کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے پڑے تھے

آیتیں اور انکو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے اُن کو کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے

لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ

دے صریح بھلاوے میں ف۲ اور ایک اوروں کے واسطے اُنہی میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور وہی ہے زبردست

صریح بھول میں ف۶ اور اٹھایا اُس رسول کو ایک دوسری لوگوں کیواسطے بھی انہی میں سے جو ابھی نہیں ملے اُن میں ف۷ اور وہی ہے

الْحَكِيمُ ○ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

حکمت والا ف۳ یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل

زبردست حکمت والا ف۸ یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل

ع ۵
۱۰

ف۱ یعنی اصلی اور بڑی کامیابی تو وہی ہے جو آخرت میں ملیگی جسکے سامنے ہفت اقلیم کی سلطنت کوئی چیز نہیں لیکن دنیا میں بھی ایک چیز جسے تم طبعاً محبوب رکھتے ہو دیجا ئیگی وہ کیا ہے نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ - اللہ کی طرف سے ایک مخصوص امداد اور جلد حاصل ہونے والی فتح و ظفر جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ چولی دامن کا تعلق رکھتی ہے دنیا نے دیکھ لیا کہ قرون اُولیٰ کے مسلمانوں کے ساتھ یہ وعدہ کیسی صفائی سے پورا ہوا اور آج بھی مسلم قوم اگر سچے معنی میں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ پر ثابت قدم ہو جائے تو یہی کامیابی آج بھی قدم بوسی کے لئے حاضر ہے ف۲ کیونکہ یہ خوشخبری سنانا ایک مستقل انعام ہے ف۳ یعنی اُس کے دین اور اسکے پیغمبر کے مددگار بن جاؤ۔ اس حکم کی تعمیل خدا کے فضل و توفیق سے مسلمانوں نے ایسی کی کہ ان میں سے ایک جماعت کا تو نام ہی "انصار" پڑ گیا ف۴ "حوارین" (یاران مسیح) تھوڑے سے گنتی کے آدمی تھے جو اپنے نسب و حسب کے اعتبار سے کچھ معزز نہیں سمجھے جاتے تھے۔ اُنھوں نے حضرت مسیح کو قبول کیا اور اُن کی دعوت کو بڑی قربانیاں کر کے دیار و امصار میں پھیلایا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد انکے یاروں نے بڑی محنتیں کیں ہیں تب انکا دین نشر ہوا ہمارے حضرت کے پیچھے بھی خلفاء نے اس سے زیادہ کیا" والحمد للہ علیٰ ذلک ف۵ یعنی "بنی اسرائیل" میں دو فرقے ہو گئے ایک ایمان پر قائم ہوا دوسرے نے انکار کیا پھر حضرت مسیح کے بعد آپس میں دست و گریباں رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُس بحث و مناظرہ اور غالباً جنگوں میں مومنین کو منکرین پر غالب کیا حضرت مسیح کے نام لیوا (نصاریٰ) یہود پر غالب رہے اور نصاریٰ میں سے انکی عام گمراہی کے بعد جو بچے کچھے افراد صحیح عقیدہ پر قائم رہ گئے تھے انکو حق تعالیٰ نے نبی آخر الزماں کے ذریعہ سے دوسروں پر غلبہ عنایت فرمایا۔ حجت و برہان کے اعتبار سے بھی اور قوت و سلطنت کی حیثیت سے بھی۔ فللہ الحمد والمنہ (تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الصف وللہ الحمد والمنہ)

ف۱ "اُمیین" (ان پڑھ) عرب کو کہا جنہیں علم و خبر کچھ نہ تھا نہ کوئی آسمانی کتاب تھی۔ معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت کم آدمی جانتے تھے۔ اُنکی جہالت و وحشت ضرب المثل تھی خدا کو بالکل بھولے ہوئے تھے بُت پرستی اوہام پرستی اور فسق و فجور کا نام "ملت ابراہیمی" رکھ چھوڑا تھا اور تقریباً ساری قوم صریح گمراہی میں پڑی بھٹک رہی تھی۔ ناگہاں اللہ تعالیٰ نے اُسی قوم میں سے ایک رسول اُٹھایا جس کا امتیازی لقب "نبی اُمی" ہے۔ لیکن باوجود اُمی ہونے کے اپنی قوم کو اللہ کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب پڑھ کر سناتا اور عجیب و غریب علوم و معارف اور حکمت و دانائی کی باتیں سکھلا کر ایسا حکیم و شائستہ بناتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے حکیم و دانا اور عالم و عارف آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتے ہیں (تنبیہ) اس طرح کی آیت سورۂ بقرہ اور آل عمران میں گزر چکی ہے۔ وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لیے جائیں ف۲ یعنی یہی رسول دوسرے آنے والے لوگوں کے واسطے بھی ہے جنکو مبدأ و معاد اور شرائع سماویہ کا پورا اور صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے ان پڑھ ہی کہنا چاہئے مثلاً فارس، روم، چین، اور ہندوستان وغیرہ کی قومیں جو بعد کو اُمیین کے دین اور اسلامی برادری میں شامل ہو کر اُن ہی میں سے ہو گئیں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "حق تعالیٰ نے اوّل عرب پیدا کیے اس دین کے تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اُٹھے"۔ حدیث میں ہے کہ جب آپ سے "وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ" کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسی کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے گا تو (اسکی قوم فارس کا مرد وہاں سے بھی لے آئیگا) شیخ جلال الدین سیوطی وغیرہ نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق حضرت امام اعظم ابو حنیفۃ النعمان ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ جس کی زبردست قوت و حکمت نے ایک اُمی پیغمبر کے ذریعہ سے قیامت تک کے لیے عرب و عجم کی تعلیم و تزکیہ کا انتظام فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہود کے عالم ایسے تھے کتاب پڑھی اور دل میں کچھ اثر نہ ہوا اللہ ہم کو پناہ دے ف۲ جس کو معلوم ہوا کہ مجھ کو اللہ کے ہاں درجہ ہے اور خطرہ نہیں تو بیشک وہ مرنے سے خوش ہوا اور نہ ڈرے ف۳ یہود کی خرابی یہی تھی کہ دین سمجھتے بوجھتے دنیا کے واسطے چھوڑ دیتے ایسی بات سے ہم کو منع کیا جمعہ کا تقید بھی ایسا ہی ہے کہ اس وقت دنیا کے کام میں نہ لگو ف۴ ہر اذان کا یہ حکم نہیں کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملے گا اللہ کی یاد کہا خطبہ کو ایسے وقت جاوے کہ خطبہ سُنے ف۵ یہود کے یہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا سارے دن سودا منع تھا اس واسطے فرمایا کہ تم نماز کے بعد روزی تلاش کرو اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد نہ بھولو۔

ــــــــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الْعَظِيمِ ○ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ

بڑا ہے — کہاوت اُن کی — جن پر لادی توریت — پھر نہ اُٹھائی اُنہوں نے ایسی جیسے — کہاوت گدھے کی پیٹھ پر

بڑا ہے ف۱ مثال اُن لوگوں کی جن پر لادی توریت پھر نہ اُٹھائی اُنہوں نے جیسے مثال گدھے کی کہ پیٹھ پر لیجاتا ہے

أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

لیے چلتا ہے کتابیں — بُری کہاوت ہے اُن لوگوں کی — جنہوں نے جھٹلائیں اللہ کی باتیں — اور اللہ راہ نہیں دیتا

کتابیں ف۲ بُری مثال ہے اُن لوگوں کی ف۳ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو ف۴ اور اللہ راہ نہیں دیتا

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ

بے انصاف لوگوں کو — ف۱ تو کہہ اے — یہود ہونے والو — اگر — دعویٰ کرتے ہو کہ تم — دوست ہو

بے انصاف لوگوں کو ف۵ تو کہہ اے — یہودی ہونے والو اگر تم کو دعویٰ ہے کہ تم — دوست ہو

لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ

اللہ کے — سب لوگوں کے سوا — تو مناؤ موت — اگر تم — سچے ہو — ف۲ اور کبھی نہ منائیں گے

اللہ کے سب لوگوں کے سوائے تو تمنا کرو اپنے مرنے کو — اگر — تم — سچے ہو — اور وہ کبھی نہ منائیں گے

أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ○ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ

موت جس واسطے آگے بھیج چکے ہیں اُن کے ہاتھ — اور اللہ کو خوب معلوم ہیں — گنہگار — تو کہہ موت وہ جو

اپنا مرنا اُن کاموں کی وجہ سے جنکو آگے بھیج چکے ہیں اُنکے ہاتھ اور اللہ کو خوب معلوم ہیں سب گنہگار ف۶ تو کہہ موت وہ

الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۖ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَ

جس سے تم بھاگتے ہو — سو وہ تم سے ملنی ہے — پھر پھیرے جاؤ گے — اُس چھپا — اور

جس سے تم بھاگتے ہو — سو وہ — تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر تم پھیرے جاؤ گے اُس چھپے اور کھلے

الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

کھلا جاننے والے پاس پھر جتا دے گا — تم کو جو کرتے تھے — ف۳ اے — ایمان والو جب

جاننے والے کے پاس پھر جتلا دیگا تم کو جو تم کرتے تھے ف۷ اے ایمان والو جب

نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا

اذان ہو نماز کی — جمعہ کے دن — تو دوڑو — اللہ کی یاد کو — اور چھوڑ دو

اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو

الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ

بیچنا — یہ — بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے — ف۴ پھر جب تمام ہو چکے — نماز

خرید و فروخت ف۸ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے ف۹ پھر جب تمام ہو چکے نماز

فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

تو پھیل پڑو — زمین میں — اور ڈھونڈو — فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت

تو پھیل پڑو — زمین میں — اور ڈھونڈو — فضل اللہ کا — اور یاد کرو اللہ کو بہت سا

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَ

شاید تمہارا بھلا ہو — ف۵ اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا کھنڈ جاویں اُسکی طرف اور

تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۱۰ اور جب دیکھیں سودا بکتا یا کچھ تماشا متفرق ہو جائیں اُسکی طرف اور

منزل ۷

ف۱ یعنی رسول کو یہ بڑائی دی اور اس اُمت کو اتنے بڑے مرتبہ والا رسول دیا فلِلّٰہ الحمد والمنّۃ علی ما انعم۔ چاہیے کہ مسلمان اس انعام و اکرام کی قدر پہچانیں اور حضورؐ کی شان تعلیم و تزکیہ سے مستفید و منتفع ہونے میں کوتاہی نہ کریں۔ آگے عبرت کیلئے یہود کی مثال بیان فرماتے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب اور پیغمبر سے استفادہ کرنے میں سخت غفلت اور کوتاہی برتی ف۲ یعنی یہود پر "تورات" کا بوجھ رکھا گیا تھا اور وہ اسکے ذمہ دار ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن اُنہوں نے اس کی تعلیمات و ہدایات کی کچھ پرواہ کی نہ اسکو محفوظ رکھا نہ دل میں جگہ دی نہ اُس پر عمل کر کے اللہ کے فضل و انعام سے بہرہ ور ہوئے بلاشبہ تورات جس کے یہ لوگ حامل بنائے گئے تھے حکمت و ہدایت کا ایک ربانی خزینہ تھا مگر جب اس سے متمتع نہ ہوئے تو وہ بھی خیال ہو گئی سے نہ تحقیق شدنی دانشمند بگر چارپائے بر دکتابے چند۔ ایک گدھے پر علم و حکمت کی پچاسوں کتابیں لاد دو۔ اسکو بوجھ میں دبنے کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو صرف ہری گھاس کی تلاش میں ہے اس بات سے کچھ سروکار نہیں رکھتا کہ پیٹھ پر لعل و جواہر لدے ہوئے ہیں یا خزف و سنگریزے۔ اگر محض اسی پر فخر کرنے لگے کہ دیکھو! میری پیٹھ پر کیسی کیسی عمدہ اور قیمتی کتابیں لدی ہوئی ہیں لہٰذا میں بڑا عالم اور معزز ہوں۔ تو یہ اور زیادہ گدھا پن ہوگا۔ ف۳ یعنی بُری قوم ہے وہ جس کی مثال یہ ہو۔ اللہ ہم کو پناہ میں رکھے ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ نے تورات وغیرہ میں جو بشارات نبی آخر الزمان کی دی تھیں اور جو دلائل و براہین آپ کی رسالت پر قائم کیں اُن کو جھٹلانا آیات اللہ کو جھٹلانا ہے ف۵ یعنی ایسے معاندین ہٹ دھرم بے انصاف لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔ ف۶ یعنی اس گدھے پن اور جہل و حماقت کے باوجود دعویٰ یہ ہے کہ بلا شرکت غیرے ہم ہی اللہ کے دوست اور ولی ہیں اور تنہا جنت کے حقدار ہیں۔ بس دنیا سے چلے اور جنت میں پہنچے لیکن اگر واقعی دل میں یہی یقین ہے اور اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ضرور تھا کہ دنیا کے مکدر عیش سے دل برداشتہ ہو کر محبوب حقیقی کے اشتیاق اور جنت الفردوس کی تمنا میں مرنے کی آرزو کرتے۔ جسکو یقینی معلوم ہو جائے کہ میرا اللہ کے ہاں بڑا درجہ ہے اور کوئی خطرہ نہیں وہ بیشک مرنے سے خوش ہوگا اور موت کو ایک پل سمجھے گا جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے اُسکی زبان پر تو یہ الفاظ ہونگے " غداً نلقی الاحبۃ محمداً وحزبہ اور یا حبذا الجنۃ واقترابھا طیبۃ وبارد شرابھا۔ اور حبیب جاء علی فاقۃ اور یا بنی لا یبالی ابوک سقط علی الموت ام سقط علیہ الموت" وغیرہ ذالک۔ یہ اُن اولیاء اللہ کے کلمات ہیں جو دنیا کی کسی سختی یا مصیبت سے گھبرا کر نہیں، خالص لقاء اللہ اور جنت کے اشتیاق میں موت کی تمنا رکھتے تھے اور اُنکے افعال و حرکات خود شہادت دیتے تھے کہ موت اُن کو دنیا کی تمام لذائذ سے زیادہ لذیذ ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل" اس کے بالمقابل ان جھوٹے مدعیوں کے افعال و حرکات پر نظر ڈالو کہ ان سے بڑھ کر موت سے ڈرنے والا کوئی نہیں۔ وہ مرنے کا نام سُن کر گھبراتے اور بھاگتے ہیں اس لئے نہیں کہ زیادہ دن زندہ رہیں تو زیادہ نیکیاں کمائیں گے۔ بلکہ اس لئے کہ دنیا کی حرص سے انکا پیٹ کبھی نہیں بھرتا اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جو کرتوت کیے ہیں یہاں سے چھوٹتے ہی ان کی سزا میں پکڑے جائیں گے۔ غرض اُنکے تمامی افعال و اطوار سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ ایک لمحہ کے لئے موت کی آرزو نہیں کر سکتے اور ممکن تھا کہ اُس زمانہ کے یہود قرآن کے اس دعوے کو جھٹلانے کے لئے جھوٹ موٹ زبان سے موت کی تمنا کرنے لگتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت بھی اُنکو نہ دی۔ روایات میں ہے کہ اگر (ان دنوں) کوئی یہودی موت کی تمنا کرتا تو اُسی وقت گلے میں اچھو لگ کر ہلاک ہو جاتا (تنبیہ) اس مضمون کی آیت سورۂ "بقرہ" میں گزر چکی ہے اُسکے فوائد دیکھ لئے جائیں۔ بعض سلف کے نزدیک "تمنی موت" کا مطلب مباہلہ تھا یعنی معاندین یہود سے کہا گیا کہ اگر وہ واقعی اپنے اولیاء ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو باطل پر سمجھتے ہیں تو تمنا کریں کہ فریقین میں جو جھوٹا ہو مر جائے لیکن وہ کبھی ایسا نہ کریں گے کیونکہ انکو اپنے کذب و ظلم کا یقین حاصل ہے۔ واللہ اعلم ف۷ یعنی موت سے ڈر کر کہاں بھاگ سکتے ہو ہزار کوشش کرو مضبوط قلعوں میں دروازے بند کر کے بیٹھ رہو وہاں بھی موت چھوڑنے والی نہیں۔ اور موت کے بعد پھر وہی اللہ کی عدالت ہے اور تم ہو۔ (ربط) یہود کی بڑی خرابی یہ تھی کہ کتابیں پیٹھ پر لدی ہوئی ہیں لیکن ان کو منتفع نہیں ہوتے دین کی بہت سی باتیں سمجھتے بوجھتے پھر دنیا کے واسطے چھوڑ بیٹھتے۔ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر اللہ کی یاد اور آخرت کے تصور کو فراموش کر دیتے۔ ایسی روش سے ہمکو منع کیا گیا۔ جمعہ کا تقید بھی ایسا ہی ہے کہ اُس وقت دنیا کے کام میں نہ لگو بلکہ پوری توجہ اور خاموشی سے خطبہ سنو اور نماز ادا کرو۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت بات کرے وہ اُس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابیں لدی ہوں" یعنی اسکی مثال یہود کی سی ہوئی۔ [illegible] ف۸ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ہر اذان کا یہ حکم نہیں کیونکہ جماعت پھر بھی ملیگی۔ اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملیگا" اور اللہ کی یاد سے مراد خطبہ اور نماز بھی اُسکے عموم میں داخل ہو یعنی ایسے وقت جاوے کہ خطبہ سُنے۔ اُس وقت خرید و فروخت حرام ہے۔ اور "دوڑنے" سے مراد ہے اہتمام اور مستعدی [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ایک بار جمعہ میں حضرت خطبہ فرماتے تھے اُسی وقت بنجارا آیا اُسکے ساتھ نقارہ بجتا تھا پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی لوگ دوڑے کہ اسکو ٹھہرا دیں نماز کو پھر پڑھ لیں گے۔ حضرت کے ساتھ بارہ آدمی رہ گئے حضرت نے اُنہی سے نماز پڑھی یہ اُس پر اُترا ف۲ یعنی وہ قائل نہیں غرض کو کہتے ہیں ف۳ اپنی مجلس میں منافق طعن اور عیب مسلمانوں کا کہتے جب اُن پر پکڑ ہوتی منکر ہو کر قسم کھا جاتے کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی ف۴ یعنی دیکھنے کے مرد آدمی اور دل میں نامرد دغاباز

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

تَرَكُوكَ قَآئِمًا ۚ قُلْ مَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ ٱللَّهْوِ وَمِنَ ٱلتِّجَـٰرَةِ ۚ وَ

تجھ کو چھوڑ جاویں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور

تجھ کو چھوڑ جائیں کھڑا تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور سوداگری سے اور

ٱللَّهُ خَيْرُ ٱلرَّٰزِقِينَ ۝ ع

اللہ بہتر ہے روزی دینے والا ف۱

اللہ بہتر ہے روزی دینے والا ف۱

سورۃ المنافقون مدنیۃ وهي احدى عشرة آية وفيها ركوعان

سورۃ منافقون مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی گیارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَـٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ

جب آویں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا اور اللہ جانتا ہے

جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا ف۱ اور اللہ جانتا ہے

إِنَّكَ لَرَسُولُهُۥ وَٱللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ ٱلْمُنَـٰفِقِينَ لَكَـٰذِبُونَ ۝ ٱتَّخَذُوٓا۟

کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں ف۲ رکھی ہیں

کہ تو اُس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں ف۲ اُنہوں نے رکھا ہے

أَيْمَـٰنَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا۟ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ۝ ذَٰلِكَ

اپنی قسمیں ڈھال بنا کر پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے برے کام ہیں جو کرتے ہیں ف۳ یہ

اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر ف۳ پھر روکتے ہیں اللہ کی راہ سے یہ لوگ برے کام ہیں جو کر رہے ہیں ف۴ یہ

بِأَنَّهُمْ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ وَإِذَا

اس پر کہ وے ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر مہر ہو گئی اُنکے دل پر اب وہ نہیں بوجھتے اور جب

اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر مہر لگ گئی اُن کے دل پر سو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے ف۵ اور جب

رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا۟ تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ

تو دیکھے اُن کو خوش لگیں تجھ کو اُنکے ڈیل اور اگر بات کہیں سنے تو اُن کی بات کیسے ہیں جیسے

تو دیکھے اُن کو تو اچھے لگیں تجھ کو اُن کے ڈیل اور اگر بات کہیں سنے تو اُن کی بات ف۶ کیسے ہیں جیسے کہ

خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ ٱلْعَدُوُّ فَٱحْذَرْهُمْ ۚ

لکڑی لگا دی دیوار سے جانتے ہیں کہ ہر ایک بلا آئی انہیں پر وہی ہیں دشمن اُن سے بچتا رہ

لکڑی لگا دی دیوار سے ف۷ جو کوئی چیخے جانیں ہم ہی پر بلا آئی ف۸ وہی ہیں دشمن اُن سے بچتا رہ ف۹

قَـٰتَلَهُمُ ٱللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا۟ يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

گردن مارے اُنکو اللہ کہاں سے پھرے جاتے ہیں ف۵ اور جب کہے اُن کو آؤ معاف کروا دے تم کو

گردن مارے اُنکی اللہ کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ف۱۰ اور جب کہئے اُن کو آؤ معاف کرا دے تم کو

رَسُولُ ٱللَّهِ لَوَّوْا۟ رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ۝

رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ منہ پھیر رکھتے ہیں اور غرور کرتے ہیں

رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رُکتے ہیں اور وہ غرور کرتے ہیں ف۱۱

(بقیہ صفحہ ۷۱۸) سے مقرر ہوئی ہو۔ لیکن حدیث صحیح میں اس اذان کا حکم بھی شامل حکم اذان قدیم کے ہی کیونکہ اشتراک علت کی وجہ سے حکم میں اشتراک ہوتا ہو۔ البتہ اذان قدیم میں یہ حکم منصوص و قطعی ہوگا اور اذان حادث میں یہ حکم مجتہد فیہ اور ظنی رہیگا۔ اس تقریر سے تمام علمی اشکالات مرتفع ہو گئے۔ نیز واضح رہے کہ "یاایہا الذین آمنوا" یہاں عام مخصوص منہ البعض ہے۔ کیونکہ بالاجماع بعض مسلمانوں (مثلاً مسافر و مریض وغیرہ) پر جمعہ فرض نہیں ف۹ ظاہر ہو کہ منافع آخرت کے سامنے دنیوی فوائد کیا حقیقت رکھتے ہیں ف۱۰ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہود کے ہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا۔ سارا دن سودا منع تھا ہمیں فرمایا کہ تم نماز کے بعد روزی کی تلاش کرو اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد نہ بھولو۔"

فوائد صفحہ ھٰذا ایک مرتبہ جمعہ میں حضرت خطبہ فرما رہے تھے اُسی وقت تجارتی قافلہ باہر سے غلہ لیکر آپہنچا۔ اُسکے ساتھ اعلان کی غرض سے نقارہ بجتا تھا پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی۔ لوگ دوڑے کہ اسکو ٹھہرا لیں (خیال کیا ہوگا کہ خطبہ کا حکم عام وعظوں کی طرح ہے جس میں سے ضرورت کیلئے اُٹھ سکتے ہیں نماز پھر آکر پڑھ لینگے یا نماز پڑھ چکی ہوگی جیسا کہ بعض کا قول ہے کہ اُس وقت نماز جمعہ خطبہ سے پہلے ہوتی تھی بہرحال خطبہ کا حکم معلوم نہ تھا) اکثر لوگ چلے گئے۔ حضرت کیساتھ بارہ آدمی (جن میں خلفائے راشدین بھی تھے) باقی رہ گئے۔ اُس پر یہ آیت اُتری یعنی سوداگری اور دنیا کا کھیل تماشا کیا چیز ہے۔ وہ ابدی دولت حاصل کرو جو اللہ کے پاس ہے اور جو پیغمبر کی صحبت اور مجالس ذکر و عبادت میں ملتی ہے۔ باقی تھا کی روزی کا کھٹکا جسکی بنا پر تم اٹھ کر چلے گئے۔ سو یاد رکھو روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہی بہترین روزی دینے والا ہے۔ اُس مالک کے غلام کو یہ اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس تنبیہ و تادیب کے بعد صحابہ کی شان وہ تھی جو سورۃ "نور" میں ہے۔ "رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ" (تنبیہ) "لہو" کہتے ہیں ہر اُس چیز کو جو اللہ کی یاد سے مشغول کر دے جیسے کھیل تماشہ۔ شاید یہاں نقارہ کی آواز کو "لہو" سے تعبیر فرمایا ہو۔ تم سورۃ الجمعۃ فللہ الحمد والمنۃ

ف۱ یعنی ہم دل سے اعتقاد رکھتے ہیں آپکے رسول ہونے پر ف۲ یعنی جھوٹ کہتے ہیں کہ انکو دل سے اعتقاد ہے۔ واقع میں وہ آپکی رسالت کے قائل نہیں محض اپنی اغراض کے پیش نظر زبان کی باتیں بنا رہے ہیں اور دل میں سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ پھر اسی ایک بات پر کیا منحصر ہے، جھوٹ بولنا انکی امتیازی خصلت اور شعار بن چکا ہے۔ بات بات میں کذب و دروغ سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ اسی سورۃ میں ایک واقعہ کا ذکر آیا چاہتا ہے جس میں اُنہوں نے صریح جھوٹ بولا، اور اللہ نے آسمان سے اُن کی تکذیب کی ف۳ یعنی جھوٹی قسمیں کھا لیتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور مجاہدین اسلام کے ہاتھوں سے اپنی جان و مال محفوظ رکھنے کے لئے ان ہی قسموں کی آڑ پکڑتے ہیں۔ جہاں کوئی بات قابل گرفت اُن سے سرزد ہوئی اور مسلمانوں کی طرف سے مواخذہ کا خوف ہوا فوراً جھوٹی قسمیں کھا کر بری ہو گئے۔

ف۴ یعنی اسلام اور مسلمانوں کی نسبت طعن و تشنیع اور عیب جوئی کر کے دوسروں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور لوگ ان کو بظاہر مسلمان دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں۔ تو انکی جھوٹی قسموں کا ضرر و فساد ان ہی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ دوسروں تک متعدی ہوتا ہے۔ اس کے برابر برا کام اور کیا ہوگا (لیکن ایک شخص جب تک بظاہر ضروریات دین کا اقرار کرتا ہو خواہ جھوٹ اور دروغ ہی سے کیوں نہ ہو، اسلام اُسکے قتل کی اجازت نہیں دیتا) ف۵ یعنی زبان سے ایمان لائے، دل سے منکر رہے اور یعنی ایمان ہو کر کافروں جیسے کام کئے اس بے ایمانی اور انتہائی فریب و دغا کا اثر یہ ہوا کہ اُنکے دلوں پر مہر لگ گئی جنمیں ایمان و خیر اور حق و صداقت کے سرایت کرنیکی قطعاً گنجائش نہیں رہی۔ ظاہر ہے کہ اب اس حالت پر پہنچ کر اُن سے سمجھنے کی کیا توقع کی جا سکتی ہے جب آدمی کا قلب اسکی بدکاریوں اور بے ایمانیوں سے بالکل مسخ ہو جائے پھر نیک و بد کے سمجھنے کی صلاحیت کہاں باقی رہیگی ف۶ یعنی دل تو مسخ ہو چکے ہیں، لیکن جسم دیکھو تو بہت ڈیل ڈول کے چکنے چپڑے، بات کریں تو بہت فصاحت اور چرب زبانی سے نہایت بھلے وار کہ خواہ مخواہ سننے والا ادھر متوجہ ہو اور کلام کی ظاہری سطح دیکھ کر قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ کسی نے خوب کہا ہے "از بروں چوں گور کافر پُر حُلل ٭ واندروں قہر خدائے عزوجل ٭ از بروں طعنہ زنی بر بایزید ٭ واز درونت ننگ میدارد یزید" ف۷ خشک اور بیکار لکڑی جو دیوار سے لگا کر کھڑی کر دیجائے محض بے جان اور لایعقل، دیکھنے میں کتنی موٹی مگر ایک منٹ بھی بدون سہارے کے کھڑی نہیں رہ سکتی۔ ہاں ضرورت پڑے تو جلانے کے کام آ سکتی ہے۔ یہ ہی حال ان لوگوں کا ہے۔ انکے موٹے فربہ جسم اور تن و توش سب ظاہری خول ہیں۔ اندر سے خالی اور بے جان محض دوزخ کا ایندھن بننے کے لائق ف۸ یعنی بزدل، نامرد اور ڈرپوک، ذرا کہیں شور و غل ہو تو دل دہل جائے۔ سمجھیں کہ ہم ہی پر کوئی بلا آئی۔ سنگین جرموں اور بے ایمانیوں کی وجہ سے ہر وقت ان کے دلوں میں دھڑکا لگا رہتا ہے کہ دیکھئے کہیں ہماری دغابازیوں کا پردہ تو چاک نہیں ہو گیا۔ یا ہماری حرکات کی پاداش میں کوئی افتاد تو پڑنے والی نہیں ف۹ یعنی بڑے خطرناک دشمن یہ ہی ہیں ان کی چالوں سے ہشیار رہو۔ ف۱۰ یعنی ایمان کا اظہار کر کے یہ بے ایمانی! اور حق و صداقت کی روشنی آچکنے کے بعد یہ ظلمت پسندی کس قدر عجیب ہے ف۱۱ بعض دفعہ جب ان منافقوں کی کوئی شرارت صاف طور پر کھل جاتی اور کذب و خیانت کا پردہ فاش ہو جاتا تو لوگ کہتے کہ اب بھی وقت نہیں گیا آؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے اپنا قصور معاف کرا لو۔ حضورؐ کے استغفار کی برکت سے حق تعالیٰ تمہاری خطا معاف فرما دیگا تو غرور و تکبر سے اس پر آمادہ نہ ہوتے اور بے پروائی سے گردن ہلا کر اور سر مٹکا کر رہ جاتے بلکہ بعض بدبخت صاف کہہ دیتے کہ ہم کو رسول اللہ کے استغفار کی ضرورت نہیں۔

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے، ایک مہاجرین میں کا، ایک انصار کا پھر انکو حضرت نے ملا دیا منافق بیٹھ پیچھے کہنے لگے ہم ان کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے ایک نے کہا انہیں خبر گیری کرتے ہو تو لوگ رسول کے ساتھ جمع ہیں، خبر گیری چھوڑ دو آپ ہی متفرق ہو جاویں۔ ایک نے کہا اب کے سفر سے ہم مدینے پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور ہو چاہئے بے قدروں کو نکالدے۔ ایک صحابی نے یہ باتیں سنیں حضرت پاس نقل کیں حضرت نے بلا کر پوچھا تو قسمیں کھا گئے کہ اس نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہا اللہ نے یہ نازل کیا ۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ
برابر ہے اُن کی تو معافی چاہے یا نہ معافی چاہے ہرگز نہ معاف کرے گا
برابر ہے اُن پر تو معافی چاہے اُن کی یا نہ معافی چاہے ہرگز نہ معاف کرے گا

اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
اُن کو اللہ مقرر اللہ راہ نہیں دیتا بے حکم لوگوں کو وہی ہیں جو کہتے ہیں
اُن کو اللہ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۱ وہی ہیں جو کہتے ہیں

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآئِنُ
مت خرچ کرو اُن پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے جب تک کہ متفرق ہو جاویں اور اللہ کے ہیں خزانے
مت خرچ کرو اُن پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہاں تک کہ متفرق ہو جائیں ف۲ اور اللہ کے ہیں خزانے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ يَقُوْلُوْنَ
آسمانوں کے اور زمین کے لیکن منافق نہیں بوجھتے کہتے ہیں
آسمانوں کے اور زمین کے و لیکن منافق نہیں سمجھتے ف۳ کہتے ہیں

لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ
البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دے گا جس کا زور ہے وہاں سے بے قدر لوگوں کو اور زور
البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکال دیگا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں کو اور زور

ع ۸ / ۱۳
الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
اللہ کا ہے اور اُس کے رسول کا اور مومنوں کا لیکن منافق نہیں سمجھتے ف۱
تو اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں جانتے ف۴

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ
اے ایمان والو نہ غافل کریں تم کو تمہارے مال اور نہ تمہاری اولاد اللہ
اے ایمان والو غافل نہ کردیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد

ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ وَ اَنْفِقُوْا
کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں آئے اور خرچ کرو
اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں ف۵ اور خرچ کرو

مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ
ہمارے دیئے میں اس سے پہلے کہ پہنچے کسی کو تم میں موت تب کہے
کچھ ہمارا دیا ہوا اُس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں کسی کو موت تب کہے

رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ
اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھکو ایک تھوڑی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہوتا
اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا

ع ۲ / ۱۴
الصّٰلِحِيْنَ ○ وَ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ ۴
نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دے گا اللہ کسی جی کو جب پہنچا اُسکا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو
نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دیگا اللہ کسی جی کو جب آ پہونچا اس کا وعدہ ف۶ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۷

ف۱ یعنی ممکن ہے کہ آپ غایت رحمت و شفقت سے ان کے لئے بحالت موجودہ معافی طلب کریں مگر اللہ کسی صورت سے ان کو معاف کرنیوالا نہیں، اور نہ ایسے نافرمانوں کو اُسکے ہاں سے ہدایت کی توفیق ملتی ہے۔ اس طرح کی ایک آیت سورۃ "براءۃ" میں آچکی ہے وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔

ف۲ ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین کا اور ایک انصار کا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنی جماعت کو پکارا جس پر خاصا ہنگامہ ہو گیا۔ یہ خبر رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کو پہنچی کہنے لگا اگر ہم ان (مہاجرین) کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے تم ہی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول کے ساتھ جمع رہتے ہیں، خبر گیری چھوڑ دو، ابھی خرچ سے تنگ آکر متفرق ہو جائیں اور سب مجمع بچھڑ جائے۔ یہ بھی کہا کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور و اقتدار ہے چاہئے ذلیل بے قدروں کو نکال دے (یعنی ہم جو معزز لوگ ہیں ذلیل مسلمانوں کو نکال دینگے) ایک صحابی زید بن ارقم نے یہ باتیں سن کر حضرتؐ کے پاس نقل کر دیں آپ نے عبداللہ بن اُبی وغیرہ کو بلا کر تحقیق کی تو قسمیں کھا گئے کہ زیدؓ بن ارقم نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہہ دیا ہے۔ لوگ زید پر آوازے کسنے لگے وہ بیچارے سخت محجوب اور نادم تھے۔ اُسوقت یہ آیات نازل ہوئیں۔ حضور نے زید کو فرمایا کہ اللہ نے تجھے سچا کیا۔ ف۳ یعنی احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ تمام آسمان و زمین کے خزانوں کا مالک تو اللہ ہے کیا جو لوگ خالص اُسکی رضا جوئی کے لئے اُسکے پیغمبر کی خدمت میں رہتے ہیں وہ اُنکو بھوکوں مار دیگا اور لوگ اگر اُنکی امداد بند کر لیں گے تو وہ بھی اپنی روزی کے سب دروازے بند کر دیگا؟ سچ تو یہ ہے کہ جو بندے ان اللہ والوں پر خرچ کر رہے ہیں وہ بھی اللہ ہی کراتا ہے اسکی توفیق نہ ہو تو نیک کام میں کوئی ایک پیسہ خرچ نہ کر سکے ف۴ یعنی منافق یہ نہیں جانتے کہ زور آور اور عزت والا کون ہے اور کمزور ذلیل کون۔ اور ذاتی عزت تو اللہ کی ہے اسکے بعد اسی سے تعلق رکھنے کی بدولت درجہ بدرجہ رسول کی اور ایمان والوں کی۔ روایات میں ہے کہ عبداللہ بن اُبی کے وہ الفاظ (کہ عزت والا ذلیل کو نکال دیگا) جب اُسکے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ کو پہنچے (جو مخلص مسلمان تھے) تو باپ کے سامنے تلوار لیکر کھڑے ہو گئے۔ بولے جب تک اقرار نہ کریگا کہ رسول اللہ عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے۔ زندہ نہ چھوڑونگا اور نہ مدینہ میں گھسنے دونگا۔ آخر اقرار کرا کر چھوڑا۔ رضی اللہ عنہ۔ منافقین کی توبیخ و تقبیح کے بعد آگے مؤمنین کو چند ہدایات کی گئی ہیں۔ یعنی تم دنیا میں پھنس کر اللہ کی طاعت اور آخرت کی یاد سے غافل نہ ہو جانا جس طرح یہ لوگ ہو گئے ہیں ف۵ یعنی آدمی کے لئے بڑے خسارے اور ٹوٹے کی بات ہے کہ باقی کو چھوڑ کر فانی میں مشغول ہو اور اعلیٰ سے ہٹ کر ادنیٰ میں پھنس جائے۔ مال و اولاد وہی اچھی ہے جو اللہ کی یاد اور اُسکی عبادت سے غافل نہ کرے۔ اگر ان دھندوں میں پڑ کر خدا کی یاد سے غافل ہو گیا تو آخرت بھی کھوئی اور دنیا میں قلبی سکون و اطمینان نصیب نہ ہوا۔ "وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى"۔ ف۶ یہ شاید منافقوں کے قول لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ الخ کا جواب ہوا کہ خرچ کرنے میں خود تمہارا بھلا ہے جو کچھ صدقہ خیرات کرنا ہے جلدی کرو، ورنہ موت سر پر آپہنچے گی تو پچھتاؤ گے کہ ہم نے کیوں خدا کے راستہ میں خرچ نہ کیا۔ اس وقت (موت کے قریب) تمنا کریگا کہ اے پروردگار چند روز اور میری موت کو ملتوی کر دیجئے کہ میں خوب صدقہ خیرات کرکے اور نیک بن کر حاضر ہوتا۔ لیکن وہاں التوا کیسا؟ جس شخص کی جس قدر عمر لکھدی اور جو میعاد مقرر کر دی ہے اُسکے پورا ہو جانے پر ایک لمحہ کی ڈھیل اور تاخیر نہیں ہو سکتی (تنبیہ) ابن عباس سے منقول ہے کہ وہ اس تمنی کو قیامت کے دن پر حمل کرتے ہیں۔ یعنی محشر میں یہ آرزو کریگا کہ کاش مجھے پھر دنیا کی طرف تھوڑی مدت کے لئے لوٹا دیا جائے تو خوب صدقہ کرکے اور نیک بن کر آؤں ف۷ اُسکو سب خبر ہے کہ اگر بالفرض تمہاری موت ملتوی کر دیجائے یا محشر سے پھر دنیا کی طرف واپس کریں، تب تم کیسے عمل کروگے۔ وہ سب کی اندرونی استعدادوں کو جانتا ہے اور سب کے ظاہری و باطنی اعمال سے پوری طرح خبردار ہے۔ اُسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کریگا۔

(تم سورۃ المنافقون وللہ الحمد والمنہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ تغابن مدینہ میں نازل ہوئی اور اُس کی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نِعمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ

پاکی بولتا ہے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اُسی کا راج ہے اور اُسی کی تعریف ہے اور

پاکی بول رہا ہے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اُسی کا راج ہے اور اُسی کو تعریف ہے ف۱ اور

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ

اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں

وہی ہر چیز کر سکتا ہے وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں

مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ایمان دار اور اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے بنائے آسمان اور زمین

ایماندار ف۲ اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي

تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری پھر اچھی بنائی تمہاری صورت اور اُسی کی طرف پھر جانا ہے ف۱ جانتا ہے جو کچھ

تدبیر سے اور صورت کھینچی تمہاری پھر اچھی بنائی تمہاری صورت ف۳ اور اُسکی طرف سب کو پھر جانا ہے جانتا ہے جو کچھ ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو کھولتے ہو اور اللہ کو معلوم ہے

آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کھول کر کرتے ہو اور اللہ کو معلوم ہے

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا

جیوں کی بات کیا پہنچا نہیں تم کو احوال ان لوگوں کا جو منکر ہو چکے ہیں پہلے پھر چکھی

جیوں کی بات کیا پہنچی نہیں تم کو خبر اُن لوگوں کی جو منکر ہو چکے ہیں پہلے پھر اُنہوں نے چکھی

وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

سزا اپنے کام کی اور اُن کو ہے دُکھ کی مار یہ اس پر کہ لاتے تھے اُن پاس اُنکے رسول

سزا اپنے کام کی اور اُن کو عذاب دردناک ہے ف۴ یہ اس لئے کہ لاتے تھے اُنکے پاس اُنکے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى

نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سوجھاویں گے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑا اور اللہ نے بے پروائی

نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سمجھائیں گے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑ لیا ف۵ اور اللہ نے بے پروائی

اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ

کی اور اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں سراہا دعویٰ کرتے ہیں منکر کہ ہرگز اُن کو اُٹھانا نہیں

کی اور اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا ف۶ دعویٰ کرتے ہیں منکر کہ ہرگز اُنکو کوئی نہ اُٹھائے گا ف۷

ف۱ اور جس کسی کا راج دنیا میں دکھائی دیتا ہے وہ اُسی کا دیا ہوا اور جس کسی کی تعریف کی جاتی ہے وہ حقیقت میں اُسی کی تعریف ہے ف۲ یعنی اُسی نے سب آدمیوں کو بنایا۔ چاہیئے تھا کہ سب اُس پر ایمان لاتے اور اُس منعم حقیقی کی اطاعت کرتے۔ مگر ہوا یہ کہ بعض منکر بن گئے اور بعض ایماندار۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے آدمی میں دونوں طرف جانے کی استعداد اور قوت رکھی تھی۔ مگر اولاً سب کو فطرت صحیحہ پر پیدا کیا تھا پھر کوئی اُس فطرت پر قائم رہا اور کسی نے گرد و پیش کے حالات سے متاثر ہو کر اُس کے خلاف راہ اختیار کر لی اور ان دونوں کا علم اللہ کو ہمیشہ سے تھا کہ کون اپنے ارادہ اور اختیار سے کس طرف جائے گا۔ اور پھر اُسی کے موافق سزا یا انعام و اکرام کا مستحق ہوگا۔ یہی چیز اپنے علم کے موافق اُسکی قسمت میں لکھ دی تھی کہ ایسا ہوگا۔ اللہ کا علم محیط اس کو مستلزم نہیں کہ دنیا میں ارادہ و اختیار کی قوت باقی نہ رہے۔ یہ مسئلہ دقیق ہے اور ہم اس پر ایک مستقل مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ واللہ الموفق والمعین ف۳ سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے دیکھنے میں بھی خوبصورت اور ملکات و قویٰ میں بھی تمام عالم سے ممتاز بلکہ سب کا مجموعہ اور خلاصہ اسی لیے صوفیہ اسے "عالم صغیر" کہتے ہیں ف۴ یعنی تم سے پہلے بہت قومیں "عاد" و "ثمود" وغیرہ ہلاک کی گئیں اور آخرت کا عذاب الگ رہا۔ یہ خطاب اہل مکہ کو ہے ف۵ یعنی کیا ہم ہی جیسے آدمی ہادی بنا کر بھیجے گئے۔ بھیجنا تھا تو آسمان سے کسی فرشتے کو بھیجتے گویا اُنکے نزدیک بشریت اور رسالت میں منافات تھی۔ اسی لئے اُنہوں نے کفر اختیار کیا اور رسولوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ (تنبیہ) اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ رسول کو بشر کہنے والا کافر ہے انتہائی جہل والحاد ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی یہ کہدے کہ آیت ان لوگوں کے کفر پر دلالت کر رہی ہے جو رُسل بنی آدم کے بشر ہونے کا انکار کریں تو یہ دعویٰ پہلے دعوے کے زیادہ قوی ہوگا ف۶ یعنی اللہ کو کیا پروا تھی۔ اُنہوں نے منہ موڑ لیا تو اللہ نے اُدھر سے نظر رحمت اُٹھا لی۔ ف۷ رسالت کی طرح بعث بعد الموت کا بھی انکار ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف دن ہارجیت کا یہ کہ ہر آدمی کا ایک گھر ہے بہشت میں ایک دوزخ میں بہشت والوں نے اپنے گھر لئے اور دوزخیوں نے بھی دوزخی ہارے بہشتی جیتے
ف۲ راہ بتادے صبر کی ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رح

قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

تو کہہ کیوں نہیں قسم میرے پروردگار کی تمکو اٹھانا ہے پھر تمکو جتانا ہے جو تم نے کیا اور یہ اللہ پر

تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تم کو بیشک اٹھانا ہے پھر تم کو جتلانا ہے جو کچھ تم نے کیا اور یہ اللہ پر

يَسِيْرٌ ○ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِىْٓ اَنْزَلْنَا ۚ وَاللّٰهُ بِمَا

آسان ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے آتارا اور اللہ کو

آسان ہے ف۱ سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے اُتارا ف۲ اور اللہ کو

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ ف

تمہارے کام کی خبر ہے جس دن تم کو اکٹھا کرے گا جمع ہونیکے دن وہ دن ہے ہار جیت کا اور

تمہارے سب کام کی خبر ہے ف۳ جس دن تم کو اکٹھا کریگا جمع ہونے کے دن وہ دن ہے ہارجیت کا ف۴ اور

مَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

جو کوئی یقین لاوے اللہ پر اور کرے کام بھلا اُتارے اُس کی بُرائیاں اور داخل کرے اُسکو باغوں میں

جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام بھلا اُتار دیگا اُس پر اُسکی بُرائیاں ف۵ اور داخل کریگا اُس کو

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

جن کے نیچے بہتی ندیاں رہا کریں اُن میں ہمیشہ یہی بڑی مراد ملنی

باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں ندیاں رہا کریں اُن میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی ف۶

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری آیتیں وہ ہیں دوزخ والے رہا کریں اُس میں

اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں اُنہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ ہیں دوزخ والے رہا کریں اُسی میں

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ ع مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ

اور بُری جگہ پہنچے ف۱ نہیں پڑتی کوئی تکلیف بن حکم اللہ کے اور جو کوئی

اور بُری جگہ جا پہنچے نہیں پہنچتی کوئی تکلیف بدون حکم اللہ کے ف۸ اور جو کوئی

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

یقین لاوے اللہ پر راہ بتاوے اُسکے دلکو اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے ف۲ اور حکم مانو اللہ کا

یقین لائے اللہ پر وہ راہ بتلائے اسکے دل کو ف۸ اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے ف۹ اور حکم مانو اللہ کا

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا کام یہی ہے پہنچا دینا کھول کر

اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا تو یہی کام ہے پہنچادینا کھول کر ف۱۰

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ اُس بن کسی کی بندگی نہیں اور اللہ پر چاہیے بھروسا کریں ایمان والے اے

اللہ اُس کے سوائے کسی کی بندگی نہیں اور اللہ پر چاہئے بھروسہ کریں ایمان والے ف۱ اے

اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ

ایمان والو بعضی تمہاری جورویں اور اولاد دشمن ہیں تمہارے سو اُن سے بچتے رہو

ایمان والو تمہاری بعض جورویں اور اولاد دشمن ہیں تمہارے ف۱۱ سو اُن سے بچتے رہو

ف۱ یعنی دوبارہ اُٹھانا اور سب کا حساب کردینا اللہ کو کیا مشکل ہے۔ پوری طرح یقین رکھو کہ یہ ضرور ہو کر رہیگا۔ کسی کے انکار کرنے سے وہ آنے والی گھڑی ٹل نہیں سکتی۔ لہٰذا مناسب ہے کہ انکار چھوڑ کر اُس وقت کی فکر کرو۔ ف۲ یعنی قرآن کریم پر۔ ف۳ یعنی ایمان کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہئے۔ ف۴ یعنی اُس دن دوزخی ہار بیٹھیں گے اور جنتی جیت جینگے۔ ہارنا یہی کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو بے موقع خرچ کرکے راُس المال بھی کھو بیٹھے اور جیتنا یہ کہ ایک ایک کے ہزار ہو جائے آگے اسی کی کچھ تفصیل ہے۔ ف۵ یعنی جو تقصیرات ہوئی ہیں ایمان اور نیک کاموں کی برکت سے معاف کردی جائیں گی۔ ف۶ جو جنت میں پہنچ گیا سب مرادیں مل گئیں۔ اللہ کی رضا اور دیدار کا مقام بھی وہ ہی ہے۔ ف۷ دنیا میں کوئی مصیبت اور سختی اللہ کی مشیت و ارادہ کے بدون نہیں پہنچتی۔ مومن کو جب اس بات کا یقین ہے تو اُسے پھر تکلیف اور بددل ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ بہر صورت مالک حقیقی کے فیصلہ پر راضی رہنا چاہئے اور یوں کہنا چاہئے۔ ..... نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت، سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی۔ ف۸ اس طرح اللہ تعالیٰ مومن کے دل کو صبر و تسلیم کی راہ بتلا دیتا ہے۔ جسکے بعد عرفان و ایقان کی عجیب و غریب راہیں کھلتی ہیں۔ اور باطنی ترقیات اور قلبی کیفیات کا دروازہ مفتوح ہوتا ہے۔ ف۹ یعنی جو تکلیف و مصیبت اُس نے بھیجی عین علم و حکمت سے بھیجی۔ اور وہی جانتا ہے کہ کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور تسلیم و رضا کی راہ پر چلا۔ اور کس کا دل کن احوال و کیفیات کا مورد بننے کے قابل ہے۔ ف۱۰ یعنی نرمی، سختی، اور تکلیف و راحت، غرض ہر حالت میں اللہ و رسول کا حکم مانو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو خود تمہارا ہی نقصان ہے۔ رسول سب نیک و بد سمجھا کر اپنا فرض ادا کر چکا۔ اللہ کو تمہاری طاعت و معصیت سے کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ ف۱ یعنی معبود اور مستعان تنہا اُسی کی ذات ہے۔ نہ کسی اور کی بندگی نہ کوئی دوسرا بھروسہ کے لائق۔ ف۱۱ بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنسکر اللہ کو اور اُسکے احکام کو بھلا دیتا ہے۔ ان تعلقات کے پیچھے کتنی بُرائیوں کا ارتکاب کرتا اور کتنی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔ بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اُسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتی۔ اس چکر میں پڑکر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو اہل و عیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنیں وہ حقیقۃً اسکے دوست نہیں کہلا سکتے بلکہ بدترین دشمن ہیں جن کی دشمنی کا احساس بھی بسا اوقات انسان کو نہیں ہوتا۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے متنبہ فرمادیا کہ ان دشمنوں سے ہشیار رہو اور ایسا رویہ اختیار کرنے سے بچو جس کا نتیجہ اُن کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنا دین برباد کرنے کے سوا کچھ نہ ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کر دنیا میں سب بیویاں اور ساری اولاد اسی قماش کی ہوتی ہے۔ بہت اللہ کی بندیاں ہیں جو اپنے شوہروں کے دین کی حفاظت کرتی اور نیک کاموں میں اُن کا ہاتھ بٹاتی ہیں اور کتنی ہی سعادت مند اولاد ہے جو اپنے والدین کے لئے باقیات صالحات بنتی ہے جعلنا اللّٰہ منہم بفضلہ و منہ۔

التغابن ع ۱۵

وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ

اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف تمہارے

اور اگر معاف کرو اور درگزر دو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۱

اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا

مال اور اولاد یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اُس کے پاس ہے نیگ بڑا سو ڈرو

تمہارے مال اور تمہاری اولاد یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اسکے پاس ہے ثواب بڑا ف۲ سو ڈرو

اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۭ

اللہ سے جہاں تک سکو اور سنو اور مانو اور خرچ کرو اپنے بھلے کو

اللہ سے جہاں تک ہو سکے اور سنو اور مانو ف۳ اور خرچ کرو اپنے بھلے کو ف۴

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا

اور جس کو بچادیا اپنی جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے اگر قرض دو

اور جس کو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے ف۵ اگر قرض دو

اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اللہ کو اچھی طرح قرض دیتا وہ دونا کردے تمکو اور تم کو بخشے اور اللہ قدردان ہے تحمل والا

اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا وہ دونا کردے تم کو اور تم کو بخشے ف۶ اور اللہ قدردان ہے تحمل والا ف۷

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

جاننے والا چھپے اور کھلے کا زبردست حکمت والا

جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا زبردست حکمت والا ف۸

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ طلاق مدینہ میں نازل ہوئی اور اُس کی ۱۲ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا

اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو اُن کو طلاق دو اُنکی عدت پر اور گنتے رہو

اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو اُن کو طلاق دو اُنکی عدت پر اور گنتے رہو

الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ

عدت اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا مت نکالو اُن کو اُن کے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلیں

عدت کو ف۱۰ اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا مت نکالو اُن کو اُن کے گھروں سے ف۱۱ اور وہ بھی نہ نکلیں

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ

مگر جو کریں صریح بے حیائی اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی اور جو کوئی بڑھے

مگر جو کریں صریح بے حیائی ف۱۲ اور یہ حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بڑھے

ف۱ یعنی اگر انہوں نے تمہارے ساتھ دشمنی کی اور تم کو دینی یا دنیوی نقصان پہنچایا تو اس کا اقرینہ نہ ہونا چاہیئے کہ تم انتقام کے درپے ہو جاؤ اور انتہا نامناسب سختی شروع کردو۔ ایسا کرنے سے دنیا کا انتظام درہم برہم ہو جائیگا۔ جہاں تک عقلاً و شرعاً گنجائش ہو اُن کی حماقتوں اور کوتاہیوں کو معاف کرو اور عفو و درگزر سے کام لو۔ ان مکارم اخلاق پر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربانی کریگا اور تمہاری خطاؤں کو معاف فرمائیگا ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ مال و اولاد دیکر تم کو جانچتا ہے کہ کون ان فانی و زائل چیزوں میں پھنس کر آخرت کی باقی و دائم نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور کس نے ان سامانوں کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنایا ہے اور وہاں کے اجر عظیم کو یہاں کے حظوظ و مالوفات پر ترجیح دی ہو ف۳ یعنی اللہ سے ڈر کر جہاں تک ہو سکے اس جانچ میں ثابت قدم رہو اور اسکی بات سنو اور مانو ف۴ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا ف۵ یعنی مراد کو وہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اسکے دل کے لالچ سے بچا دے اور حرص و بخل سے محفوظ رکھے۔ ف۶ یعنی اللہ کی راہ میں اخلاص اور نیک نیتی سے طیب مال خرچ کرو تو اللہ تم کو اُس سے کہیں زیادہ دیگا اور تمہاری کوتاہیوں کو معاف فرمائیگا۔ اس طرح کا مضمون پہلے کئی جگہ گزر چکا ہے۔ وہیں ہم نے پوری تقریر کی ہو ف۷ قدر دانی کی بات یہ ہے کہ تھوڑے عمل پر بہت سا ثواب دیتا ہے اور تحمل یہ کہ گناہ دیکھ کر فوراً عذاب نہیں بھیجتا۔ پھر بہت سے مجرموں کو بالکل معاف اور بہتیروں کی سزائیں تخفیف کرتا ہے۔ ف۸ یعنی اُسی کو ظاہری اعمال اور باطنی نیتوں کی خبر ہے اپنی زبردست قدرت اور حکمت سے اُس کے مناسب بدلہ دے گا۔ (تم سورۃ التغابن وللہ الحمد والمنہ)

ع ۲ / ۱۶

ف۹ نبی کو مخاطب بنا کر یہ ساری امت سے خطاب ہے یعنی جب کوئی شخص (کسی ضرورت اور مجبوری سے) اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ عدت پر طلاق دے سورۂ "بقرہ" میں آچکا کہ مطلقہ کی عدت تین حیض ہیں (کما ہو مذہب الحنفیہ) لہٰذا حیض سے پہلے حالت طہر میں طلاق دینا چاہیئے تا سارا حیض گنتی میں آئے۔ اگر فرض کیجئے حالت حیض میں طلاق دیگا تو دو حال سے خالی نہیں۔ جس حیض میں طلاق دی ہے اُسکو عدت میں شمار کرینگے یا نہ کرینگے۔ پہلی صورت میں ایقاع طلاق سے پہلے جس قدر وقت حیض کا گزر چکا وہ عدت میں سے کم ہو جائیگا اور پورے تین حیض عدت کے باقی رہینگے۔ اور دوسری صورت میں جب موجودہ حیض کے علاوہ تین حیض لینگے تو یہ حیض تین سے زائد ہوگا۔ اس لئے مشروع طریقہ یہ ہے کہ طہر میں طلاق دی جائے۔ اور حدیث سے یہ قید بھی ثابت ہے کہ اُس طہر میں صحبت نہ کی ہو۔ ف۱۰ یعنی مرد و عورت دونوں کو چاہیئے کہ عدت کو یاد رکھیں۔ کہیں غفلت و سہو کی وجہ سے کوئی بے احتیاطی اور گڑبڑ نہ ہو جائے۔ نیز طلاق ایسی طرح دیں کہ ایام عدت کی گنتی میں کمی بیشی لازم نہ آئے جیسا کہ اوپر کے فائدہ میں بتلایا جا چکا ہے۔ ف۱۱ یعنی اللہ سے ڈر کر احکام شریعت کی پابندی رکھنی چاہیئے جن میں سے ایک حکم یہ ہے کہ حالت حیض میں طلاق نہ دی جائے اور تین طلاقیں ایک دم نہ دی جائیں اور مطلقہ عورت کو اُسکے رہنے کے گھر سے نہ نکالا جائے۔ وغیر ذالک۔ ف۱۲ یعنی عورتیں خود بھی اپنی مرضی سے نہ نکلیں کیونکہ یہ سکنیٰ محض حق العبد نہیں کہ اس کی رضا سے ساقط ہو جائے۔ بلکہ حق الشرع ہے۔ ہاں کوئی کھلی بے حیائی کریں مثلاً بدکاری یا سرقہ کی مرتکب ہوں یا بقول بعض علماء زبان درازی کریں اور ہر وقت کا رنج و تکرار رکھتی ہوں تو نکالنا جائز ہے اور اگر بے وجہ نکلیں گی تو یہ خود صریح بے حیائی کا کام ہوگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ طلاق دو عدت پر عدت تین حیض تین حیض سے پہلے طلاق دو کر سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکی میں نزدیکی نہو اور جس جگہ وہ عورت رہتی تھی طلاق کے وقت اسی گھر میں عدت پوری کرے۔ نہ آپ نکلے نہ کوئی نکالے بے نکلنا بے حیائی ہے اللہ نیا کام نکالے یہ فرمایا اس واسطے کہ شاید پھر دونوں میں صلح ہو جاوے۔ ف۲ طلاق دے کر عدت ہو چکنے سے پہلے اگر چاہے رکھ لینا تو رجعت پر دو گواہ کرے تا لوگوں میں متہم نہ ہو ف۳ یعنی تین حیض عدت فرمائی اگر شبہ رہا ہو کہ جسکو حیض نہیں آیا یا بڑی عمر کے سبب موقوف ہوا اس کی عدت کیا ہوگی تو بتا دیئے تین مہینے ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ

اللہ کی حدوں سے تو اس نے برا کیا اپنا تمکو خبر نہیں شاید اللہ نیا نکالے اس پیچھے

اللہ کی حدوں سے تو اس نے برا کیا اپنا ف۱ اسکو خبر نہیں ف۲ شاید اللہ پیدا کر دے اس طلاق کے

ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ

کچھ کام ف۱ پھر جب پہنچیں اپنے وعدے کو تو رکھ لو ان کو دستور سے یا

بعد نئی صورت ف۳ پھر جب پہنچیں اپنے وعدہ کو تو رکھ لو ان کو دستور کے موافق یا

فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ

چھوڑ دو ان کو دستور سے اور گواہ کر لو دو معتبر اپنے میں کے اور سیدھی کہو گواہی

چھوڑ دو ان کو دستور کے موافق ف۴ اور گواہ کر لو دو معتبر اپنے میں کے ف۵ اور سیدھی ادا کرو گواہی

لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ

اللہ کے واسطے یہ بات جو ہے اس سے سمجھ جاویگا جو کوئی یقین رکھتا ہوگا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور جو کوئی

اللہ کے واسطے ف۶ یہ بات جو ہے اس سے سمجھ جائیگا جو کوئی یقین رکھتا ہوگا اللہ پر اور پچھلے دن پر ف۷ اور جو کوئی

يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ

ڈرتا رہے اللہ سے وہ کر دے اس کا گذارہ اور روزی دے اسکو جہاں سے اس کو خیال نہ ہو

ڈرتا ہو اللہ سے وہ کر دے اس کا گذارہ ف۸ اور روزی دے اسکو جہاں سے اس کو خیال بھی نہ ہو ف۹

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ

اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اسکو بس ہے مقرر پورا کر لیتا ہے اللہ اپنا کام اللہ نے رکھی ہے

اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اسکو کافی ہے تحقیق اللہ پورا کر لیتا ہے اپنا کام اللہ نے رکھا ہے

لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ وَالّٰٓـئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ

ہر چیز کا اندازہ ف۱ اور جو عورتیں ناامید ہوئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں اگر

ہر چیز کا اندازہ ف۱۰ اور جو عورتیں ناامید ہو گئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں اگر

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ

تمکو شبہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے

تم کو شبہ رہ گیا تو انکی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا ف۱۱ اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے

اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ

ان کی عدت یہ کہ جن لیں پیٹ کا بچہ اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے کر دے اس کو اس کے کام میں

انکی عدت یہ کہ جن لیں بچہ پیٹ کا ف۱۲ اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے کر دے وہ اس کے کام میں

يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ

آسانی یہ حکم ہے اللہ کا جو اتارا تمہاری طرف اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے اتار دے اس سے

آسانی یہ حکم ہے اللہ کا جو اتارا تمہاری طرف اور جو کوئی ڈرتا رہے اللہ سے اتار دے اس پر سے

سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ

اس کی برائیاں اور بڑا دے اسکو نیگ گھر دو ان کو رہنے کو جہاں تم آپ رہو

اس کی برائیاں اور بڑا دے اسکو ثواب ف۱۳ انکو گھر دو رہنے کے واسطے جہاں تم آپ رہو اپنے

ف۱ یعنی گناہ گار ہو کر اللہ کے ہاں سزا کا مستوجب ہوا ف۲ "لاتدری" کا ترجمہ "اسکو خبر نہیں" بصیغہ غائب کیا ہے تا معلوم ہو جائے کہ خطاب اسی طلاق دینے والے کو ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ف۳ یعنی شاید پھر دونوں میں صلح ہو جائے اور طلاق پر ندامت ہو ف۴ یعنی طلاق رجعی میں جب عدت ختم ہونے کو آئے تو تمکو دو باتوں میں ایک کا اختیار ہے۔ یا عدت ختم ہونے سے پہلے عورت کو دستور کے موافق رجعت کر کے اپنے نکاح میں رہنے دو اور یا عدت منقضی ہونے پر معقول طریقہ سے اسکو جدا کر دو۔ مطلب یہ ہے کہ رکھنا ہو تب اور الگ کرنا ہو تب، ہر حالت میں آدمیت اور شرافت کا برتاؤ کرو۔ یہ بات مت کرو کہ رکھنا بھی مقصود نہ ہوا اور خواہ مخواہ تطویل عدت کے لئے رجعت کر لیا کرو۔ یا رکھنے کی صورت میں اسے ایذا پہنچاؤ اور طعن و تشنیع کرو۔ ف۵ یعنی طلاق دیکر عدت ختم ہونے سے پہلے اگر نکاح میں رکھنا چاہے تو رجعت پر دو گواہ کرے تا لوگوں میں متہم نہ ہو ف۶ یہ گواہوں کو ہدایت ہے کہ شہادت کے وقت ٹیڑھی ترچھی بات نہ کریں۔ سچی اور سیدھی بات کہنی چاہئے۔ ف۷ زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر بہت ظلم ہوتا تھا۔ ان کو گائے بھینس یا نہایت ذلیل و مجبور قیدیوں کی طرح سمجھتے تھے۔ بعض لوگ عورت کو سو سو مرتبہ طلاق دیتے تھے اور اسکے بعد بھی اسکی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوتا تھا۔ قرآن نے جا بجا ان وحشیانہ مظالم اور بے رحمیوں کے خلاف آواز بلند کی اور نکاح و طلاق کے حقوق اور حدود پر نہایت صاف روشنی ڈالی بالخصوص اس سورت میں منجملہ دوسری حکیمانہ ہدایات و نصائح کے ایک نہایت ہی جامع مانع اور ہمہ گیر اصول "فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ" بیان فرمایا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر رکھو تو معقول طریقہ سے رکھو اور چھوڑو تب بھی معقول طریقہ سے چھوڑو لیکن ان زریں نصیحتوں سے منتفع وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو خدا پر اور یوم آخرت پر یقین ہو کیونکہ یہی یقین انسان کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا کرتا ہے اور اسی ڈر سے آدمی کو یہ خیال ہوتا ہے کہ جس طرح ایک مرد و عورت بحث و اتفاق سے ہمارے قبضہ و اقتدار میں آگئی ہے ہم سب بھی کسی قہار ہستی کے قبضہ و اقتدار میں ہیں۔ یہ ہی ایک چال ہے جو آدمی کو ہر حالت میں ظلم و تعدی سے روک سکتا اور اللہ تعالٰی کی فرمانبرداری پر آمادہ کرتا ہے۔ اسی لئے سورۂ ہذا میں خصوصی طور پر تقویٰ، پرہیزگاری اور خدا کے خوف پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ف۸ یعنی اللہ سے ڈر کر اسکے احکام کی بہر حال تعمیل کرو، خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا سامنا کرنا پڑے۔ حق تعالٰی تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیگا اور سختیوں میں بھی گزارہ کا سامان کر دیگا ف۹ اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اسی سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں، بے قیاس و گمان روزی ملتی ہے، گناہ معاف ہوتے ہیں، جنت ہاتھ آتی ہے، اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے جسکے بعد کوئی سختی، سختی نہیں رہتی اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو پکڑ لیں تو انکو کافی ہو جائے ف۱۰ یعنی اللہ پر بھروسہ رکھو محض اسباب پر تکیہ مت کرو۔ اللہ کی قدرت ان اسباب کی پابند نہیں۔ جو کام اسے کرنا ہو وہ پورا ہو کر رہتا ہے، اسباب بھی اسی کی مشیت کے تابع ہیں۔ ہاں ہر چیز کا اس کے ہاں ایک اندازہ ہے اسی کے موافق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کسی چیز کے حاصل ہونے میں دیر ہو تو متوکل کو گھبرانا نہیں چاہئے ف۱۱ یعنی مطلقہ کی عدت قرآن نے تین حیض بتلائی (دیکھئے سورۃ البقرہ) اگر شبہ رہا ہو کہ جس کو حیض نہیں آیا یا بڑی عمر کے سبب موقوف ہوا، اس کی عدت کیا ہوگی تو بتلا دیا کہ تین مہینے ہیں ف۱۲ جمہور کے نزدیک حامل کی عدت وضع حمل تک ہے خواہ ایک منٹ کے بعد ہو جائے یا کتنی ہی طویل مدت کے بعد ہو۔ اس میں مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کا ایک حکم ہے۔ کما ہو مصرح فی الاحادیث۔ ف۱۳ جا بجا کے بعد تقویٰ اور اللہ کے ڈر کا مضمون مختلف پیرایوں میں ذرا ذرا سے فاصلہ پر پڑھنے والا بار بار متنبہ ہو کر عورتوں کے معاملات میں اس کی رعایت [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن. ف۱ بچے کا خرچ باپ پر ہے. پیٹ میں ہو تو اس کی ماں کو کھلاوے پہناوے، دودھ پیوے تو جو اور کو دیتا ہے لڑکی میں وہ اس کو دے جب تک ماں قبول کرے اور کو نہ دے اگر وہ قبول نہ کرے اور عدت تک مکان دینا ضرور ہے تو بچہ نہ ہو پیٹ میں ——— از شاہ عبد القادر صاحب رحمہ

وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ

مقدور کے موافق اور ایذا نہ چاہو انکی تا تنگ پکڑو ان کو اور اگر رکھتی ہوں پیٹ میں بچہ

مقدور کے موافق ف۱ اور ایذا دینا نہ چاہو ان کو تاکہ تنگ پکڑو ان کو ف۲ اور اگر رکھتی ہوں پیٹ میں بچہ

فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ

تو خرچ کرو ان پر جب تک جنیں پیٹ کا بچہ پھر اگر دودھ پلاویں تمہاری خاطر تو دو انکو انکے نیگ

تو ان پر خرچ کرو جب تک جنیں پیٹ کا بچہ ف۳ پھر اگر وہ دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو دو انکی اجرت

وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ۝

اور سکھاؤ آپس میں نیکی اور اگر آپس میں ضد کرو تو دودھ پلاوے اس کی خاطر کوئی دوسری عورت

اور سکھاؤ آپس میں نیکی ف۴ اور اگر ضد کرو آپس میں تو دودھ پلائیگی اس کی خاطر اور کوئی عورت ف۵

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا

چاہیے خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے موافق اور جو کہ تنگ ہوگا اس کی روزی تو خرچ کرے جیسا دیا

چاہیئے خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے موافق اور جس کو نپی تلی ملتی ہے اس کی روزی تو خرچ کرے جیسا کہ

آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ

اس کو اللہ نے اللہ کسی پر تکلیف نہیں دیتا مگر جتنا اس کو دیا اب کر دے گا اللہ سختی کے پیچھے

دیا ہے اس کو اللہ نے اللہ کسی پر تکلیف نہیں رکھتا مگر اسی قدر جو اس کو دیا اب کر دے گا اللہ سختی کے پیچھے

عُسْرٍ يُسْرًا ۝ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ

ع ۱ ۱۷

ایک آسانی اور کتنی بستیاں اچھل چلیں اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں کے

پیچھے آسانی ف۶ اور کتنی بستیاں کہ نکل چلیں حکم سے اپنے رب کے اور اس کے رسولوں کے

فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُكْرًا ۝ فَذَاقَتْ

پھر ہم نے حساب میں پکڑا ان کو سخت حساب میں اور آفت ڈالی ان پر ان دیکھی آفت پھر چکھی اپنے

پھر ہم نے حساب میں پکڑا ان کو سخت حساب میں اور آفت ڈالی ان پر بن دیکھی آفت ف۷ پھر چکھی انہوں نے سزا

وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا

سزا اپنے کام کی اور آخر ان کے کام میں ٹوٹا آیا رکھی ہے اللہ نے ان کے واسطے

اپنے کام کی اور آخر کو ان کے کام میں ٹوٹا آ گیا ف۸ تیار رکھا ہے اللہ نے واسطے ان کے سخت

شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ قَدْ أَنْزَلَ

سخت مار سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو جن کو یقین ہے اللہ نے اتاری ہے

عذاب ف۹ سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو جن کو یقین ہے ف۱۰ بیشک اللہ نے

اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ

تم پر سمجھوتی رسول ہے جو پڑھتا ہے تم پاس اللہ کی آیتیں کھلی سنانیوالی کہ نکالے ان کو

اتاری ہے تم پر نصیحت ف۱۱ رسول ہے جو پڑھ کر سناتا ہے تم کو اللہ کی آیتیں کھول کر سنانیوالی ف۱۲

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَنْ

جو ایمان لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے اجالے میں اور جو کوئی

تاکہ نکالے ان لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے اجالے میں ف۱۳ اور جو کوئی

ف۱ مرد کے ذمہ ضروری ہے کہ مطلقہ کو عدت تک رہنے کے لئے مکان دے اس کو سکنی کہتے ہیں اور جب سکنی واجب ہے تو نفقہ بھی اس کے ذمہ ہونا چاہئے کیونکہ عورت اتنے دنوں تک اسی کی وجہ سے مکان میں مقید و محبوس رہے گی قرآن کریم کی الفاظ من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن میں بھی اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس کو خرچ مقدور اور حیثیت کے موافق اپنے گھر میں رکھو. ظاہر ہے کہ مقدور کے موافق رکھنا اس کو بھی متضمن ہے کہ اس کے کھانے کپڑے کا مناسب بندوبست کرے چنانچہ مصحف ابن مسعود میں یہ آیت اس طرح تھی اسکنوھن من حیث سکنتم وانفقوا علیھن من وجدکم اور حنفیہ کے نزدیک یہ حکم سکنی اور نفقہ کا ہر قسم کی مطلقہ کو عام ہے رجعی کی قید نہیں کیونکہ پہلے سے جو بیان چلا آتا ہے مثلاً آئسہ صغیرہ، اور حاملہ کی عدت کا مسئلہ اس میں کوئی تخصیص نہیں تھی، پھر اس میں بلا وجہ کیوں تخصیص کی جائے. رہی فاطمہ بنت قیس کی حدیث جس میں وہ کہتی ہیں کہ میرے زوج نے تین طلاقیں دیدی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکنی اور نفقہ نہیں دلایا اول تو اس حدیث میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے صحابہ و تابعین نے انکار فرمایا بلکہ فاروق اعظم نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے. ہم کو معلوم نہیں کہ وہ عورت بھول گئی یا اس نے یاد رکھا. معلوم ہوا کہ فاروق اعظم کتاب اللہ سے یہی سمجھے ہوئے تھے کہ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ و سکنی واجب ہے اور اس کی تائید میں رسول اللہ کی کوئی سنت بھی ان کے پاس موجود تھی چنانچہ طحاوی وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں جن میں حضرت عمرؓ نے تصریحاً بیان کیا ہے کہ یہ مسئلہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا. اور دارقطنی میں جابرؓ کی ایک حدیث بھی اس بارہ میں صریح ہے. گو اس کے بعض رواۃ میں اور رفع و وقف میں کلام کیا گیا ہے. دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ حضور نے فاطمہ بنت قیس کے لئے سکنی اس لئے تجویز نہ کیا ہو کہ یہ اپنے سسرال والوں سے زبان درازی اور سخت کلامی کرتی تھی. جیسا کہ بعض روایات میں ہے. لہذا آپ نے حکم دیدیا کہ ان کے گھر سے چلی جائے. پھر جب سکنی نہ رہا تو نفقہ بھی ساقط ہو گیا. جیسے ناشزہ کا جو شوہر کی نافرمانی کر کے گھر سے نکل جائے، نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، تاوقتیکہ گھر واپس نہ آئے (تنبیہ علیہ ابوبکر الرازی فی احکام القرآن) نیز جامع ترمذی وغیرہ کی بعض روایات میں ہے کہ اس کو کھانے پینے کے لئے غلہ دیا گیا تھا اس نے اس مقدار سے زائد کا مطالبہ کیا. جو منظور نہ ہوا تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور نے اس سے زائد نفقہ تجویز نہیں فرمایا. جو مرد کی طرف سے دیا جا رہا تھا. واللہ اعلم بالصواب. ہاں یہ یاد رہے کہ نسائی، طبرانی اور مسند احمد کی بعض روایات میں فاطمہ بنت قیس نے حضور کا صریح ارشاد نقل کیا ہے کہ سکنی اور نفقہ صرف اس مطلقہ کے لیے ہے جس سے رجعت کا امکان ہو. ان روایات کی سندیں زیادہ قوی نہیں زیلعی نے تخریج ہدایہ میں اس پر بحث کی ہے. فلیراجع. ف۲ یعنی تنگ نہیں کہ وہ تنگ آ کر نکلنے پر مجبور ہو جائیں. ف۳ حمل کی مدت کبھی بہت طویل ہو جاتی ہے اس کو خصوصیت سے جتلا دیا کہ خواہ کتنی ہی طویل ہو وضع حمل تک اس کو نفقہ دینا ہوگا یہ نہیں کہ مثلاً تین مہینے نفقہ دیکر بند کر لو. ف۴ یعنی وضع حمل کے بعد اگر عورت تمہاری خاطر بچہ کو دودھ پلائے تو جو اجرت کسی دوسرے انّا کو دیتے وہ اس کو دی جائے اور معقول طریقہ سے دستور کے موافق باہم مشورہ کر کے قرارداد کر لیں. خواہ مخواہ ضد اور کج روی اختیار نہ کریں. ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھیں. نہ عورت دودھ پلانے سے انکار کرے نہ مرد اس کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے پلوائے. ف۵ یعنی اگر آپس کی ضد اور تکرار سے عورت دودھ پلانے پر راضی نہ ہو تو کچھ اس پر موقوف نہیں کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی. اس کو اتنا گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے. اور اگر مرد خواہ مخواہ بچہ کو اس کی ماں سے دودھ پلانا نہیں چاہتا تو بہرحال کوئی دوسری عورت دودھ پلانے کو آئے گی. آخر اس کو بھی کچھ دینا پڑیگا پھر وہ بچہ کی ماں ہی کیوں نہ ہو. ف۶ یعنی بچہ کی تربیت کا خرچ باپ پر ہے. وسعت والے [illegible] نفقہ اور مکم حیثیت کو اپنی حیثیت کے مناسب خرچ کرنا چاہئے اگر کسی شخص کو زیادہ فراخی نصیب نہ ہو، محض نپی تلی روزی اللہ نے دی ہو وہ اسی میں سے اپنی گنجائش کے موافق خرچ کیا کرے، اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جب تنگی کی حالت میں اس کے حکم کے موافق خرچ کرو گے، وہ تنگی اور سختی کو فراخی اور آسانی سے بدل دیگا. ف۷ یعنی احکام شریعت کی خصوصاً عورتوں کے بارے میں پوری پابندی کرو اگر نافرمانی کرو گے تو یاد رہے کہ کتنی ہی بستیاں اللہ و رسول کی نافرمانی کی پاداش میں تباہ کی جا چکی ہیں جس وقت وہ لوگ تکبر کر کے حد سے نکل گئے ہم نے ان کا جائزہ لیا اور سختی سے ایک ایک عمل کو بلکہ معاف نہیں کیا. پھر ان کو ایسی نرالی آفت میں پھنسایا جو آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی. ف۸ یعنی عمر بھر جو سودا کیا تھا آخر اس میں سخت خسارہ اٹھایا اور جو پونجی تھی سب کھو کر رہے. ف۹ پہلے دنیوی عذاب کا ذکر تھا یہ اخروی عذاب بیان ہوا. ف۱۰ یعنی یہ عبرتناک واقعات سن کر عقلمند ایمانداروں کو ڈرتے رہنا چاہئے کہیں ہم سے ایسی بے احتیاطی نہ ہو جائے کہ خدا کی پکڑ میں آ جائیں. العیاذ باللہ. ف۱۱ یعنی قرآن، یا "ذکر" بمعنی "ذاکر" ہو تو خود رسول مراد ہونگے. ف۱۲ یعنی صاف آیتیں جن میں اللہ کے احکام کھول کھول کر سنائے گئے ہیں. ف۱۳ یعنی کفر و جہالت کی [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف حضرت نے ایک حرم اپنی موقوف کر دی یا ایک بی بی کے یہاں سے شہد پینا موقوف کیا اور بیبیوں کی خاطر سے اس پر اللہ نے یہ فرمایا اور قسم اتار ڈالنا کفارہ دینا۔ اب جو کوئی اپنے مال کو کہے مجھ پر حرام ہے تو قسم ہو گئی کفارہ دے تو پھر اس کو کام میں لادے کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ________ از شاہ عبد القادر صاحب رح

يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

یقین لاوے اللہ پر اور کرے کچھ بھلائی داخل کرے وہ اس کو باغوں میں نیچے بہتی جن کے

یقین لائے اللہ پر اور کرے کچھ بھلائی اس کو داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ

نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ خوب دی اللہ نے اس کو روزی اللہ وہ ہے جس نے

نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ البتہ خوب دی اللہ نے اس کو روزی ف۱ اللہ وہ ہے جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ

بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی اترتا ہے حکم ان کے بیچ تو تم

بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی ہی ف۲ اترتا ہے اس کا حکم ان کے اندر ف۳

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ

جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر

تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر

شَيْءٍ عِلْمًا ۝ع

ہر چیز کی

سورۃ التحریم مدنیۃ وھی اثنتا عشرۃ اٰیۃ وفیھا رکوعان

سورۃ تحریم مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی چیز کی بارہ آیتیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ

اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے تو رضامندی

ف۵ اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی ف۶

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ

اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ٹھہرا دیا اللہ نے تم کو اتار ڈالنا تمہاری قسموں کا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ف۷ مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ

اور اللہ دوست ہے تمہارا اور وہی ہے سب جانتا حکمت والا ف۱ اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی

اور اللہ مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچھ جانتا حکمت والا ف۸ اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی

اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ

عورت سے ایک بات پھر جب اس نے خبر کر دی اس کی اور جتا دیا وہ اللہ نے نبی کو نبی نے جتا دی

عورت سے ایک بات پھر جب اس نے خبر کر دی اس کی اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو

بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ

اس میں سے کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتا دیا عورت کو بولی تجھ کو

جتلائی نبی نے اس میں سے کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتلائی عورت کو بولی تجھ کو کس نے

ف۱ جنت سے زیادہ بہتر روزی کہاں ملے گی ف۲ یعنی زمینیں بھی سات پیدا کیں، جیسا کہ ترمذی وغیرہ کی احادیث میں ہے ان میں احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں، اور احتمال ہے کہ نظر آتی ہوں مگر لوگ ان کو کواکب سمجھتے ہوں جیسا کہ مریخ وغیرہ کی نسبت آج کل حکماء یورپ کا گمان ہے کہ اس میں پہاڑ دریا اور آبادیاں ہیں۔ باقی حدیث میں جو ان زمینوں کا اس زمین کے تحت میں ہونا وارد ہے وہ شاید باعتبار بعض حالات کے ہو اور بعض حالات میں وہ زمینیں اس سے فوق ہو جاتی ہوں۔ رہا ابن عباس کا وہ اثر جس میں آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وغیرہ آیا ہے اس کی تخریج کا یہ موقع نہیں۔ "روح المعانی" میں اس پر بقدر کفایت کلام کیا ہے اور حضرت مولانا محمد قاسم کے بعض رسائل میں اس کے بعض اطراف وجوانب کو بہت خوبی سے صاف کر دیا گیا ہے ف۳ یعنی عالم کے انتظام و تدبیر کے لئے اللہ کے احکام تکوینیہ و تشریعیہ آسمانوں اور زمینوں کے اندر اترتے رہتے ہیں ف۴ یعنی آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور ان میں انتظامی احکام جاری کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات علم و قدرت کا اظہار ہو (نبہ علیہ ابن القیم فی بدائع الفوائد) بقیہ صفات ان ہی دو صفتوں سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتی ہیں۔ صوفیہ کے ہاں جو ایک حدیث نقل کرتے ہیں "کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف" گو محدثین کے نزدیک صحیح نہیں مگر اس کا مضمون شاید اس آیت کے مضمون سے ماخوذ و مستفاد ہو۔ واللہ اعلم۔ تم سورۃ الطلاق وللہ الحمد والمنۃ۔ ف۵ سورہ "احزاب" کے فوائد میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنایت فرمائیں اور لوگ آسودہ ہو گئے تو ازواج مطہرات کو بھی خیال آیا کہ ہم کیوں نہ آسودہ ہوں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مل کر حضور سے زیادہ نفقہ کا مطالبہ شروع کیا۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے "وهن حولي يطلبنني النفقة" اور بخاری کے ابواب المناقب میں ہے "وحولہ نسوة يكلمنه ويستكثرنه" اس پر ابوبکر نے عائشہ کو اور عمر نے حفصہ کو ڈانٹ بتلائی۔ آخر ازواج نے وعدہ کیا کہ آئندہ ہم آپ سے اس چیز کا مطالبہ نہ کریں گی۔ جو آپ کے پاس نہیں ہے پھر بھی رفتار واقعات کی ایسی رہی جس سے آپ کو ایک ماہ کے لیے ازواج سے "ایلاء" کرنا پڑا۔ آخر آیۃ تخییر جو "احزاب" میں ہے نازل ہو کر اس قصہ کا خاتمہ کر دیا۔ اس درمیان میں کچھ واقعات اور بھی پیش آئے جس سے حضور کی طبع مبارک پر گرانی ہوئی اصل یہ ہے کہ ازواج مطہرات کو جو محبت اور تعلق حضور کے ساتھ تھا، اس نے قدرتی طور پر آپس میں ایک طرح کی کشمکش پیدا کر دی تھی ہر ایک زوجہ کی تمنا اور کوشش تھی کہ وہ زیادہ از زیادہ حضور کی توجہات کا مرکز بن کر دارین کی برکات و فیوض سے متمتع ہو۔ مرد کے لیے یہ موقع تحمل اور تمام روحانی و اخلاقی کے امتحان کا نازک ترین موقع ہوتا ہے مگر اس نازک موقع پر بھی حضور کی ثابت قدمی دیسی ہی غیر متزلزل ثابت ہوئی جس کی توقع سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت سے ہو سکتی تھی۔ آپ کی عادت تھی کہ عصر کے بعد سب ازواج کے ہاں تھوڑی دیر کے لیے تشریف لیجاتے۔ ایک روز حضرت زینب کے ہاں کچھ دیر لگی معلوم ہوا کہ انہوں نے شہد پیش کیا تھا، اس کے نوش فرمانے میں وقفہ ہوا پھر کئی روز یہ معمول رہا۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے مل کر تدبیر کی کہ آپ وہاں شہد پینا چھوڑ دیں۔ آپ نے چھوڑ دیا اور حفصہ سے فرمایا کہ میں نے زینب کے ہاں شہد پیا تھا مگر اب قسم کھاتا ہوں کہ پھر نہیں پیوں گا۔ نیز یہ خیال فرما کر کہ زینب کو اس کی اطلاع ہوگی تو خواہ مخواہ دلگیر ہوں گی۔ حفصہ کو منع کر دیا کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ کرنا۔ اسی طرح کا ایک قصہ ماریہ قبطیہ کے متعلق ہوا جو آپ کے حرم میں تھیں جن کے بطن سے صاحبزادے ابراہیم تولد ہوئے، پیش آیا۔ اس میں آپ نے ازواج کی خاطر قسم کھائی کہ ماریہ کے پاس نہ جاؤں گا۔ یہ بات آپ نے حضرت حفصہ کے سامنے کہی تھی اور تاکید کر دی تھی کہ دوسروں کے سامنے اظہار نہ ہو۔ حضرت حفصہ نے ان واقعات کی اطلاع چپکے سے حضرت عائشہ کو کر دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ اور کسی سے نہ کہنا۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا۔ آپ نے حفصہ کو جتلایا کہ تم نے فلاں بات کی اطلاع عائشہ کو کر دی حالانکہ منع کر دیا تھا۔ وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں کہ آپ سے کس نے کہا۔ شاید عائشہ کی طرف خیال گیا ہوگا۔ حضور نے فرمایا "نبأني العليم الخبير" یعنی حق تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی۔ ان ہی واقعات کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی ف۶ حلال کو اپنے اوپر حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کو عقیدۃً حلال و مباح سمجھتے ہوئے عہد کر لیا تھا کہ آئندہ اس کو استعمال نہ کروں گا ایسا کرنا اگر کسی مصلحت صحیحہ کی بنا پر ہو تو شرعاً جائز ہے مگر حضور کی شان رفیع کے مناسب نہ تھا کہ بعض ازواج کی خوشنودی کے لیے اس طرح کا اسوہ قائم کریں جو آئندہ امت کے حق میں تنگی کا موجب ہو اس لیے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ازواج کے ساتھ بیشک خوش اخلاقی برتنے کی ضرورت ہے مگر اس حد تک ضرورت نہیں کہ ان کی وجہ سے ایک حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر کے تکلیف اٹھائیں ف۷ کہ محض وہ کو معاف کر دیتا ہے اور آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا محض اپنے درجہ میں ایک خلاف اولیٰ بات ہوئی ف۸ یعنی اس مالک نے اپنے علم و حکمت سے تمہارے لئے مناسب احکام و ہدایات بھیجے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نامناسب چیز پر قسم کھالے تو کفارہ دے کر (جس کا ذکر سورۂ مائدہ میں آ چکا) اپنی قسم کھول سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "اب جو کوئی اپنے مال کو کہے یہ مجھ پر حرام ہے تو قسم ہو گئی۔ کفارہ دے تو اس کو کام میں لائے۔ کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی" (دھذا عند الحنفیہ)

ع ۵ ۱۸

منزل ٤

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ بعضے کہتے ہیں اس حرم کا موقوف کرنا حضرت حفصہ کو کہا اور خبر کرنے سے منع کیا اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی تھا انھوں نے حضرت عائشہ کو خبر دی کہ دونوں باتوں میں مطلب تھا دونوں کا پھر وحی سے معلوم کر کے حضرت نے بی بی حفصہ کو الزام دیا حرم کی بات کا اور دوسری بات کا ذکر نہ کیا، وہ بات کیا تھی شاید یہ تھی کہ تیرا باپ خلیفہ ہوگا اس کے باپ کے بعد الغیب عند اللہ جو بات اللہ اور رسول نے ٹلادی ہم کیا جانیں اسی واسطے ٹلادی کہ جب ... ۱۲ منہ رح ف۲ جھک پڑے ہیں دل تمہارے یعنی توبہ ضرور ہے اور اس آیت کا ترجمہ فتح الرحمن یوں ہے اگر رجوع کرو اللہ کی طرف تو بہتر ہے تحقیق کج ہو گئے ہیں دل تمہارا ۱۲ منہ رح ف۳ ہر مسلمان کو لازم ہے اپنے گھر والوں کو دین کی راہ پر لاوے لالچ دیکر ڈر دکھا کر پیار سے مار سے اس پر بھی اگر نہ آویں راہ پر تو ان کی کم بختی یہ بے گناہ ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

أَنۢبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝ إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ

کس نے بتلایا یہ کہا مجھ کو بتایا اس خبردار واقف کار نے ف۱ اگر تم توبہ کرتیاں ہو تو جھک پڑے ہیں

بتلادی یہ کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے ف۱ اگر تم دونوں توبہ کرلی ہو

فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ

تمہارے دل اگر تم دونوں چڑھائی کروگیاں اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق

تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے ف۲ اور اگر تم دونوں چڑھائی کردگی اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق

وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ۝

اور جبریل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں ف۲

اور جبرئیل اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے اس کے پیچھے مددگار ہیں ف۳

عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ

ابھی اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو اس کا رب بدلے میں دے اس کو عورتیں تم سے بہتر

اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو ابھی اس کا رب بدلے میں دیدے اس کو عورتیں تم سے بہتر

مُسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَ

حکم بردار یقین رکھتیاں نماز میں کھڑی ہوتیاں توبہ کرتیاں بندگی بجالاتیاں روزہ دار بیاہیاں اور

حکم بردار یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں توبہ کرنے والیاں بندگی بجالانے والیاں روزہ رکھنے والیاں بیاہیاں

أَبْكَارًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

کنواریاں اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے

اور کنواریاں ف۴ اے ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے

وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر اس پر مقرر ہیں فرشتے تند خو

جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر ف۵ اس پر مقرر ہیں فرشتے تندخو زبردست ف۶

لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا

زبردست بے حکمی نہیں کرتے اللہ کی جو بات ان کو فرمادی اور وہی کرتے ہیں جو حکم ہو ف۳ اے منکر

نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو اور وہی کام کرتے ہیں جو ان کو حکم ہو ف۷ اے

الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ

ہونے والو مت بہانے بناؤ آج کے دن وہی بدلہ پاؤ گے جو تم

منکر ہونیوالو مت بہانے بتلاؤ آج کے دن وہی بدلا پاؤ گے جو تم

ع ۱ ۱۹ تَعْمَلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا

کرتے تھے اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ

کرتے تھے ف۸ اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل کی توبہ ف۹

عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

شاید تمہارا رب اتارے تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے نیچے

امید ہے تمہارا رب اتار دے تم پر سے تمہاری برائیاں اور داخل کرے تم کو باغوں میں جن کے

ف۱ شروع سورت میں تم شہد کا اور ماریہ قبطیہ کا قصہ لکھ چکے ہیں۔ اس آیت میں جتلا دیا کہ بندے ایک بات کو چھپانے کی کتنی ہی کوشش کریں اللہ جب ظاہر کرنا چاہے تو ہرگز مخفی نہیں رہ سکتی۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت، اور وسعت اخلاق کا اس سے ثبوت ملتا ہے کہ آپ خلاف طبع کاروائیوں پر کس قدر تساہل و اغماض برتتے اور کس طرح انداز لطف و کرم سے باتوں کو ٹلا جاتے تھے گویا شکایت کے موقع پر بھی پورا الزام نہ دیتے تھے۔ "موضح القرآن" میں ہے کہ بعض کہتے ہیں "اس حرم (ماریہ قبطیہ) کا موقوف کرنا آپ نے حضرت حفصہ سے کہا اور کسی کو خبر کرنے سے منع کیا اور اس کے ساتھ کچھ اور بات بھی کہی تھی، انھوں نے حضرت عائشہ کو سب خبر کر دی کیونکہ دونوں باتوں میں دونوں کا مطلب تھا۔ پھر وحی سے معلوم کر کے حضرت نے بی بی حفصہ کو حرم کی بات کا الزام دیا اور دوسری بات ذکر میں نہ لائے، وہ دوسری بات کیا تھی؟ شاید یہ تھی کہ تیرا باپ عائشہ کے باپ کے بعد خلیفہ ہوگا۔ الغیب عند اللہ جو بات اللہ اور رسول نے ٹلادی ہم کیا جانیں۔ اسی واسطے ٹلادی کہ بے ضرورت چرچا نہ ہوگا اور لوگ بدنام نہ ہوں" یہ مضمون خلافت کا بعض ضعیف روایات میں آیا ہے جسے بعض علماء شیعہ نے بھی تسلیم کیا ہے ف۲ یہ عائشہ و حفصہ کو خطاب ہے کہ اگر تم توبہ کرلی ہو تو بیشک توبہ کا موقع ہے کیونکہ تمہارے دل جادہ اعتدال سے ہٹ کر ایک طرف کو جھک گئے ہیں لہٰذا آئندہ ایسی بے اعتدالیوں سے پرہیز رکھا جائے ف۳ زوجین کے خانگی معاملات بعض اوقات ابتداءً بہت معمولی اور حقیر نظر آتے ہیں لیکن اگر ذرا باگ ڈھیلی چھوڑ دی جائے تو آخر کار نہایت خطرناک اور تباہ کن صورت اختیار کر لیتے ہیں خصوصاً عورت اگر کسی اونچے گھرانے سے تعلق رکھتی ہو تو اس کو طبعاً اپنے باپ بھائی اور خاندان پر بھی گھمنڈ ہو سکتا ہے اس لیے متنبہ فرما دیا کہ دیکھو اگر تم دونوں اسی طرح کی کاروائیاں اور مظاہرے کرتی رہیں تو یاد رکھو ان سے پیغمبر کو کچھ ضرر نہیں پہنچے گا کیونکہ اللہ اور فرشتے اور نیک بخت ایماندار درجہ بدرجہ جس کے رفیق و مددگار ہوں اس کے سامنے کوئی انسانی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکتی ہاں تم کو نقصان پہنچ جانے کا امکان ہے (تنبیہ) بعض سلف نے "صالح المؤمنین" کی تفسیر میں ابوبکر و عمر کا نام لیا ہے۔ شاید یہ عائشہ اور حفصہ کی مناسبت سے ہوگا۔ واللہ اعلم ف۴ یعنی یہ وسوسہ دل میں نہ لانا کہ آخر تو مرد کو بیبیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ہم سے بہتر عورتیں کہاں ہیں۔ اس لیے ناگزیر ہماری سب باتیں سہی جائیں گی۔ یاد رکھو! اللہ چاہے تو تم سے بھی بہتر بیبیاں اپنے نبی کے لیے پیدا کر دے۔ اس کے ہاں کس چیز کی کمی ہے (تنبیہ) ثیبات (بیاہیوں) کا ذکر شاید اس لیے کیا کہ بعض حیثیات سے آدمی ان کو ابکار پر ترجیح دیتا ہے ف۵ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے، سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہو سکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی کم بختی۔ یہ بے قصور ہے۔ "وقودہا الناس والحجارۃ" کی تفسیر پارہ "الٓم" کے شروع میں گذر چکی ف۶ یعنی مجرموں کو نہ رحم کھا کر چھوڑیں نہ ان کی زبردست گرفت سے کوئی چھوٹ کر بھاگ سکے ف۷ یعنی نہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اس کے احکام بجا لانے میں سستی اور دیر ہوتی ہے نہ امتثال حکم سے عاجز ہیں ف۸ قیامت کے دن جب جہنم کا عذاب سامنے ہوگا، اس وقت منکروں سے کہا جائے گا کہ حیلے بہانے مت بناؤ آج کوئی بہانہ چلنے والا نہیں بلکہ جو کچھ کرتے تھے اس کی پوری پوری سزا بھگتنے کا دن ہے ہماری طرف سے کوئی ظلم و زیادتی نہیں۔ تمہارے ہی اعمال ہیں جو عذاب کی صورت میں نظر آ رہے ہیں ف۹ صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر اس گناہ کا خیال نہ رہے اگر توبہ کے بعد ان ہی خرافات کا خیال پھر آیا تو سمجھو کہ توبہ میں کچھ کسر رہ گئی ہے اور گناہ کی جڑ دل سے نہیں نکلی۔ رزقنا اللہ منہا حظا وافرا بفضلہ وعونہ وھو علی کل شیء قدیر۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف۱ صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر خیال نہ رہے اس گناہ کا ایمان کی روشنی دل میں ہوتی ہے دل سے بڑھے تو سارے بدن میں پھر گوشت پوست میں ۱۲ منہ رح ف۲ حضرت کا خلق یہاں تک ہو کہ اللہ صاحب اوروں کو فرماتا ہے تحمل ان کو فرماتا ہے سختی کرنا ف۳ یعنی تم آپ اپنے ایمان درست کرو نہ خاوند بچا سکے نہ جورو یہ سب کو سنایا ہے جاوے کہ حضرت کی بیبیوں پر کہا ہے ان پر تو وہ کہا ہے الطیبات للطیبین چوری کی یعنی منافق رہتیاں ۱۲ منہ رح ف۴ حضرت موسیٰ کی اٹھو ماٹیا اور ان کی مددگار تھیں، ایمان کی بات کہنے میں آخر ان کو فرعون نے قتل کیا سیاست سے شہید ہو گئیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ______ از شاہ عبد القادر صاحب رح

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ

جیتی نہریں اس دن شرمندہ نہ کرے گا نبی کو اور جو لوگ ایمان لائے اس کے ساتھ ان کی روشنی

نیچے بہتی ہیں نہریں، جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا۔ نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ ان کی

يَسْعٰی بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ

دوڑتی ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کر دے ہم کو ہماری روشنی

ان کی روشنی دوڑتی ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے ف۲ کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کر دے ہم کو ہماری روشنی

اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۞ يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ

اور معاف کر ہم کو تو ہر چیز کر سکتا ہے ف۱ اے نبی لڑ کافروں سے اور

اور معاف کر ہم کو بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے ف۳ اے نبی لڑائی کر منکروں سے اور

الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ ضَرَبَ اللّٰهُ

دغابازوں سے اور سختی کر ان پر اور ان کا گھر دوزخ ہے اور بری جگہ پہنچے ف۲ اللہ کی بتائی

دغابازوں سے اور سختی کر ان پر ف۴ اور ان کا گھر دوزخ ہے اور بری جگہ جا پہنچے ف۵ اللہ نے بتلائی

مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ

ایک کہاوت منکروں کے واسطے نوح کی عورت اور لوط کی عورت گھر میں تھیں دونوں ہمارے

ایک مثل منکروں کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کی گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے

مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّ

نیک بندوں سے دو نیک بندوں کے پھر انہوں نے چوری کی ان سے پھر وہ کام نہ آئے ان کو اللہ کے ہاتھ سے کچھ

ہمارے نیک بندوں میں سے پھر انہوں نے ان سے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے ان کے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی

قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۞ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ

اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانیوالوں کے ساتھ ف۳ اور اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایمان والوں

اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں جانیوالوں کے ساتھ اور اللہ نے بتلائی ایک مثل ایمان والوں

اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ

کے واسطے عورت فرعون کی جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں

کے لئے عورت فرعون کی ف۶ جب بولی اے رب بنا میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں ف۷

وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ وَمَرْيَمَ

اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے ف۴ اور مریم

اور بچا نکال مجھ کو فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے ف۸ اور مریم

ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ

بیٹی عمران کی جس نے روکی اپنی شہوت کی جگہ پھر پھونک دی ہم نے اس میں ایک اپنی طرف سے جان

بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو ف۹ پھر ہم نے پھونک دی اس میں اپنی طرف سے جان ف۱۰

صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۞ ع

اور سچ جانیں اپنے رب کی باتیں اور اس کی کتابیں اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں

اور سچا جانا اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو ف۱۱ اور وہ تھی بندگی کرنیوالوں میں ف۱۲

منزل ۷

ف۱ یعنی نبی کا تو کہنا کیا، اس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل نہ کریگا۔ بلکہ نہایت اعزاز و اکرام سے فضل و شرف کے بلند مناصب پر سرفراز فرمائے گا۔ ف۲ اس کا بیان سورۂ "حدید" میں ہو چکا ف۳ یعنی ہماری روشنی آخر تک قائم رکھئے، بجھنے نہ دیجئے، جیسے منافقین کی نسبت "سورۂ حدید" میں بیان ہو چکا کہ روشنی بجھ جائیگی اور اندھیرے میں کھڑے رہ جائیں گے مفسرین نے عموماً یہی لکھا ہے لیکن حضرت شاہ صاحبؒ "اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا" کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "روشنی ایمان کی دل میں ہے، دل سے بڑھے تو سارے بدن میں، پھر گوشت پوست میں سرایت کرے"۔ ف۴ حضرت کا خلق اور نرم خوئی یہاں تک بڑھی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ اوروں کو فرماتا ہے تحمل کرو، اور آپ کو فرماتا ہے کہ سختی کرو ف۵ پہلے مومنین کا ٹھکانا بتلایا تھا، یہاں ان کے بالمقابل کفار و منافقین کا گھر بتلا دیا ف۶ یعنی حضرت نوح اور حضرت لوط کیسے نیک بندے، مگر دونوں کے گھر میں ان کی بیویاں منافق تھیں بظاہر ان کے ساتھ تعلق تھا مگر دل سے کافروں کے شریک حال تھیں پھر کیا ہوا؟ عام دوزخیوں کے ساتھ ان کو بھی اللہ نے دوزخ میں دھکیل دیا۔ پیغمبروں کا رشتۂ زوجیت ذرا بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکا۔ ان کے برعکس فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم سچی ایماندار، ولی کامل اور اس کا شوہر خدا کا سب سے بڑا باغی، وہ نیک بیوی میاں کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑا سکی، نہ میاں کے شرارت و بغاوت کے جرم میں بیوی کو کچھ آنچ پہنچی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اپنا ایمان درست کرو، نہ خاوند بچا سکے نہ جورو، یہ (قانون عام طور پر) سب کو سنا دیا ہے یہ وہم نہ کیا جائے کہ (معاذ اللہ) حضرت کی بیویوں پر کہا۔ ان کے لئے تو وہ کہا ہے (جو سورۂ "نور" میں ہے) "الطیبات للطیبین"۔" اور اگر بفرض محال ایسا وہم کیا جائے تو امراۃ فرعون کی مثال کس پر چسپاں کرو گے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ف۷ یعنی اپنا قرب عنایت فرما، اور بہشت میں میرے لئے مکان تیار کر ف۸ یعنی فرعون کے پنجہ سے چھڑا اور اس کے ظلم سے نجات دے۔ حضرت موسیٰ کو انہوں نے پرورش کیا تھا۔ اور ان کی مددگار تھیں۔ کہتے ہیں فرعون کو جب حال کھلا تو ان کو چو میخا کر کے طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا۔ اس حالت میں اللہ کی طرف سے جنت کا محل ان کو دکھلایا جاتا۔ جس سے سب سختیاں آسان ہو جاتی تھیں۔ آخر فرعون نے ان کو سیاستہً قتل کر دیا اور جام شہادت نوش کر کے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔ حدیث صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کامل ہونیکا اعلان فرمایا ہے اور حضرت مریم کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ہزاراں ہزار رحمتیں ہوں اس پاک روح پر ف۹ یعنی حلال و حرام سب سے محفوظ رکھا ف۱۰ یعنی فرشتہ کے ذریعہ سے ایک روح پھونک دی۔ حضرت جبریل نے گریبان میں پھونک ماری جس کا نتیجہ استقرار حمل ہوا اور مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے (تنبیہ) نفخ کی نسبت اپنی طرف اس لئے کی کہ فاعل حقیقی اور موثر علی الاطلاق وہی ہے۔ آخر ہر عورت کے رحم میں جو بچہ بنتا ہے اس کا بنانیوالا اس کے سوا کون ہے بعض محققین نے یہاں "فرج" کے معنی چاک گریبان کے لئے ہیں۔ اس وقت "اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا" کے معنی یہ ہوں گے کہ کسی کا ہاتھ اپنے گریبان تک نہیں پہنچنے دیا، اور یہ نہایت بلیغ کنایہ ان کی عصمت و عفت سے ہوگا۔ جیسے ہمارے محاورات میں کہتے ہیں کہ فلاں عورت بہت پاکدامن ہے اور عرب میں کہا جاتا ہے "نقی الجیب طاہر الذیل" اس سے عفیف النفس ہونا مراد ہوتا ہے۔ کپڑے کا دامن مراد نہیں ہوتا۔ اس تقدیر پر "فَنَفَخْنَا فِيْهِ" میں ضمیر لفظ "فرج" کی طرف اس کے لغوی معنی کے اعتبار سے راجع ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ف۱۱ رب کی باتیں وہ ہوں گی جو فرشتوں کی زبانی سورۂ آل عمران میں بیان ہوئی ہیں "وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ" الخ اور کتابوں سے عام کتب سماویہ مراد لی جائیں تخصیص کی ضرورت نہیں ف۱۲ یعنی کامل مردوں کی طرح بندگی و طاعت پر ثابت قدم تھی۔ یا یوں کہو کہ قانتین کے خاندان سے تھی و تم سورۃ التحریم ولله الحمد والمنة وبه التوفیق والعصمة۔

منزل

وقف لازم

ع ۲۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ ملک مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی تیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۨ ۝۱

بڑی برکت ہے اس کی جس کے ہاتھ ہے راج اور وہ سب چیز کر سکتا ہے

بڑی برکت ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ہے راج اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۱

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ

جس نے بنایا مرنا اور جینا کہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور وہ

جس نے بنایا مرنا اور جینا تاکہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام ف۲ اور وہ

الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ

زبردست ہے بخشنے والا ف جس نے بنائے سات آسمان تہ پر تہ کیا دیکھتا ہے تو

زبردست ہے بخشنے والا ف۳ جس نے بنائے سات آسمان تہ پر تہ ف۴ کیا دیکھتا ہے تو

خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ

رحمان کے بنانے میں کچھ فرق پھر دہرا کر نگاہ کر کہیں دیکھتا ہے دراڑ ف۲ پھر

رحمان کے بنانے میں کچھ فرق ف۵ پھر دوبارہ نگاہ کر کہیں نظر آتی ہے تجھ کو دراڑ ف۶ پھر

ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴ وَ

دہرا کر نگاہ کر دو دو بار الٹی آوے تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر اور

لوٹا کر نگاہ کر دو دو بار لوٹ آئے گی تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر ف۷ اور

لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ

ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو چراغوں سے اور رکھی ان سے پھینک مار شیطانوں کی اور

ہم نے رونق دی سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے ف۸ اور ان سے کر رکھی ہے ہم نے پھینک مار شیطانوں کی ف۹ اور

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَ

اور رکھی ان کے لئے مار دہکتی آگ کی اور ان کے واسطے جو منکر ہوئے اپنے رب سے عذاب ہے دوزخ کا اور

اور رکھا ہے ان کے واسطے عذاب دہکتی آگ کا ف۱۰ اور جو لوگ منکر ہوئے اپنے رب سے انکے واسطے ہے عذاب دوزخ کا

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ

بری جگہ پہنچے جب ڈالے جاویں اس میں سنیں اس کا دھاڑنا اور وہ اچھلتی ہے ابھی

اور بری جگہ جا پہنچے ف۱۱ جب اس میں ڈالے جائیں گے سنیں گے اس کا دھاڑنا اور وہ اچھل رہی ہو گی ایسا لگتا

تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۭ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ

لگتا ہے کہ پھٹ پڑے جوش سے جس بار پڑا اس میں ایک غول پوچھا ان سے اس کے داروغوں نے کیا نہ پہنچا تھا تم پاس

ہے کہ پھٹ پڑے گی جوش سے ف۱۲ جس وقت پڑے اس میں ایک گروہ پوچھیں ان سے دوزخ کے داروغہ کیا نہ پہنچا تھا تمہارے پاس

ف۱ یعنی سب ملک اس کا ہے اور تنہا اسی کا اختیار ساری سلطنت میں چلتا ہے۔ ف۲ یعنی مرنے جینے کا سلسلہ اسی نے قائم کیا ہم پہلے کچھ نہ تھے۔ اسے موت ہی کہو۔ اسی پیدا کیا اس کے بعد موت بھیجی۔ پھر مرے پیچھے زندہ کر دیا کما قال وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" (بقرہ رکوع ۳) موت و حیات کا یہ سارا سلسلہ اس لیے ہے کہ تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون برے کام کرتا ہے کون اچھے۔ اور کون اچھے سے اچھے۔ پہلی زندگی میں یہ امتحان ہوا اور دوسری زندگی میں اس کا مکمل نتیجہ دکھلا دیا گیا۔ فرض کرو اگر پہلی زندگی نہ ہوتی تو عمل کون کرتا اور موت نہ آتی تو لوگ مبتدا و منتہیٰ سے غافل اور بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوبارہ زندہ کئے جاتے تو بھلے برے کا بدلہ کہاں ملتا۔ ف۳ یعنی زبردست ہے جس کی پکڑ سے کوئی نہیں نکل سکتا۔ اور بخشنے والا بھی بہت بڑا ہے۔ ف۴ حدیث میں آیا کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان، دوسرے پر تیسرا، اسی طرح سات آسمان اوپر نیچے ہیں اور ہر ایک آسمان سے دوسرے تک پانسو برس کی مسافت ہے، نصوص میں یہ تصریح نہیں کی گئی کہ اوپر جو نیلگوں چیز ہم کو نظر آتی ہے وہ ہی آسمان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ساتوں آسمان اس کے اوپر ہوں۔ اور یہ نیلگوں چیز آسمان کی چھت گیری کا کام دیتی ہو ف۵ یعنی قدرت نے اپنے انتظام اور کاریگری میں کہیں فرق نہیں کیا ہر چیز میں انسان سے لیکر حیوانات، نباتات، عناصر، اجرام علویہ، سبع سماوات اور نیّرات تک یکساں کاریگری دکھلائی ہے یہ نہیں کہ بعض اشیاء کو حکمت و بصیرت سے اور بعض کو یوں ہی کیف ما اتفق بے تکا یا بیکار و فضول بنا دیا ہو (العیاذ باللہ) اور جہاں کسی کو ایسا وہم گذرے سمجھو اس کی عقل و نظر کا قصور ہے ف۶ یعنی ساری کائنات نیچے سے اوپر تک ایک قانون اور مضبوط نظام میں جکڑی ہوئی ہے اور کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے کہیں درز یا دراڑ نہیں نہ کسی صنعت میں کسی طرح کا اختلال پایا جاتا ہے۔ ہر چیز ویسی ہی جیسا اسے ہونا چاہیے اور اگر یہ آیتیں صرف آسمان سے متعلق ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اے مخاطب! اوپر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ کہیں اونچ نیچ یا درز اور شگاف نہیں پائے گا۔ بلکہ ایک صاف ہموار، متصل، مربوط اور منتظم چیز نظر آئے گی جس میں باوجود مرور دہور اور تطاول ازمان کے آج تک کوئی فرق اور تفاوت نہیں آیا۔ ف۷ یعنی ممکن ہے ایک آدھ مرتبہ دیکھنے میں نگاہ خطا کر جائے، اس لئے پوری کوشش سے بار بار دیکھ کہیں کوئی رخنہ تو دکھائی نہیں دیتا، خوب غور و فکر اور نظر ثانی کر کے قدرت کے انتظام میں کہیں انگلی رکھنے کی جگہ تو نہیں۔ یاد رکھ! تیری نگاہ تھک جائے گی اور ذلیل و درماندہ ہو کر واپس آ جائے گی لیکن خدائی مصنوعات و انتظامات میں کوئی عیب و قصور نہ نکال سکے گی ف۸ یعنی آسمان کی طرف دیکھو! رات کے وقت ستاروں کی جگمگاہٹ سے کیسی رونق و شان معلوم ہوتی ہے۔ یہ قدرتی چراغ ہیں جن سے دنیا کے بہت سے منافع وابستہ ہیں ف۹ یہ مضمون سورۂ "حجر" وغیرہ میں کئی جگہ بہت تفصیل سے گذر چکا ہے۔ ف۱۰ یعنی دنیا میں تو شہاب پھینکے جاتے ہیں اور آخرت میں ان کے لیے دوزخ کی آگ تیار ہے ف۱۱ یعنی کافروں کا ٹھکانا بھی شیاطین کے ساتھ اسی دوزخ میں ہے ف۱۲ یعنی اس وقت دوزخ کی آواز سخت کریہہ اور خوفناک ہوگی اور بے انتہا جوش و اشتعال سے ایسا معلوم ہوگا گویا غصہ میں آ کر پھٹی پڑتی ہے (اعاذنا اللہ منہا بلطفہ و کرمہ)

نَذِيْرٌ ○ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ

کوئی ڈر سنانیوالا وہ بولے کیوں نہیں ہم پاس پہنچا تھا ڈر سنانیوالا پھر ہم نے جھٹلادیا اور کہا نہیں اتاری اللہ نے کچھ

کوئی ڈر سنانیوالا ف۱ وہ بولیں کیوں نہیں ہمارے پاس پہنچا تھا ڈر سنانیوالا پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا نہیں اتاری اللہ نے

شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ○ وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا

چیز پر تم پڑے ہو بڑے بہکاوے میں اور بولے اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجھتے

کوئی چیز تم تو پڑے ہوئے ہو بڑے بہکاوے میں ف۲ اور کہیں گے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ

كُنَّا فِيْۤ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○

نہ ہوتے دوزخ والوں میں سو قائل ہوئے اپنے گناہ کے اب دفع ہوں دوزخ والے

ہوتے دوزخ والوں میں ف۳ سو قائل ہو گئے اپنے گناہ کے اب دفع ہو جائیں دوزخ والے ف۴

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ○ وَ

جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے ان کو معافی ہے اور نیگ بڑا اور

جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے ف۵ ان کے لیے معافی ہے اور ثواب بڑا اور

اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اَلَا يَعْلَمُ

تم چھپی کہو اپنی بات یا کھول کر وہ جانتا ہے دلوں کے بھید بھلا وہ نہ جانے

تم چھپا کر کہو اپنی بات یا کھول کر وہ خوب جانتا ہے جیوں کے بھید ف۶ نہ جانے

مَنْ خَلَقَ ؕ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

جس نے بنایا اور وہی ہے بھید جانتا خبردار وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین کو

جس نے بنایا اور وہی ہے بھید جاننے والا خبردار ف۷ وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین کو

ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ○

پست اب پھرو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ کچھ دی ہوئی اس کی روزی اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے

پست اب چلو پھرو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ کچھ اس کی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے ف۸

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ○

کیا نڈر ہوئے اس سے جو آسمان میں ہے کہ دھنسادے تم کو زمین میں پھر تب ہی وہ لرزتی ہے

کیا تم نڈر ہو گئے اس سے جو آسمان میں ہے اس سے کہ دھنسادے تم کو زمین میں پھر تب ہی وہ لرزنے لگے ف۹

اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ

کیا نڈر ہوئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ ڈالے تم پر پتھراؤ باؤ کا سو اب جانو گے

یا نڈر ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے اس بات سے کہ برسادے تم پر مینہ پتھروں کا ف۱۰ سو جان لوگے

كَيْفَ نَذِيْرِ ○ وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○

کیسا ہے میرا ڈرانا اور جھٹلا چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا انکار

کیسا ہے میرا ڈرانا ف۱۱ اور جھٹلا چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا انکار ف۱۲

اَوَ لَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ ؕۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا

اور کیا نہیں دیکھتے اڑتے جانور اپنے اوپر پر کھولے اور جھپکتے کوئی نہیں تھام رہا ان کو

اور کیا نہیں دیکھتے ہو اڑتے جانوروں کو اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور پر جھپکتے ہوئے ان کو کوئی نہیں تھام رہا

وقف غفران

ف۱ پوچھنا اور زیادہ ذلیل و محجوب کرنے کے لئے ہوگا یعنی تم جو اس مصیبت میں آکر پھنسے ہو، کیا کسی نے تم کو متنبہ نہ کیا تھا؟ اور ڈرایا نہ تھا کہ اس راستے سے مت چلو، ورنہ سیدھے دوزخ میں گرو گے جہاں ایسے ایسے عذاب ہوں گے ف۲ یعنی کھسیانے ہو کر حسرت و ندامت سے جواب دیں گے کہ بیشک ڈرانے والے آتے تھے، مگر ہم نے ان کی بات نہ مانی، برابر جھٹلایا کیے کہ تم سب غلط کہتے ہو۔ نہ اللہ نے تم کو بھیجا نہ تم پر وحی اتاری بلکہ تم عقل و فہم کے راستہ سے بھٹک کر بڑی سخت گمراہی میں جا پڑے ہو ف۳ یعنی کیا خبر تھی کہ یہ ڈرانے والے ہی سچے نکلیں گے۔ اگر ہم اس وقت کسی ناصح کی بات سنتے یا عقل سے کام لیکر معاملہ کی حقیقت کو سمجھ لیتے تو آج دوزخیوں کے زمرہ میں کیوں شامل ہوتے اور تم کو یہ طعن دینے کا موقع کیوں ملتا۔ ف۴ یعنی خود اقرار کر لیا کہ بیشک ہم مجرم ہیں یوں ہی بے قصور ہم کو دوزخ میں نہیں ڈالا جا رہا ہے۔ لیکن اس ناوقت کے اقرار و اعتراف سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ارشاد ہوگا "فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ" (اب دفع ہو جائیں دوزخ والے) ان کے لیے جوارِ رحمت میں کہیں ٹھکانا نہیں۔ ف۵ یعنی اللہ کو دیکھا نہیں مگر اس پر اور اس کی صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں اور اس کی عظمت و جلال سے لرزتے اور اس کے عذاب کا خیال کر کے تھرتھراتے ہیں۔ یا "بالغیب" کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے مجمع سے الگ ہو کر خلوت و عزلت میں اپنے رب کو یاد کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں ف۶ یعنی گو تم اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں سب کو جانتا ہے بلکہ دلوں میں اور سینوں میں جو خیالات گزرتے ہیں ان کی بھی خبر رکھتا ہے، غرض وہ تم سے غائب ہے پر تم اس سے غائب نہیں۔ ف۷ یعنی تمہارا اور تمہارے افعال و اقوال کا خالق و مختار وہ ہے اور خالق و مختار جس چیز کو پیدا کرے ضروری ہے کہ اس کا پورا علم اسے حاصل ہو ورنہ پیدا کرنا ممکن نہیں پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ جس نے بنایا وہی نہ جانے ف۸ یعنی زمین کو تمہارے سامنے کیسا پست و ذلیل اور مسخر و منقاد کر دیا کہ جو چاہو اس میں تصرف کرو، جا بجا اس پر اور اس کے پہاڑوں پر چلو پھرو اور روزی کماؤ مگر اتنا یاد رکھو کہ جس نے روزی دی ہے اسی کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے۔ ف۹ پہلے انعامات یاد دلائے تھے اب شان قہر و انتقام یاد دلا کر ڈرانا مقصود ہے۔ یعنی زمین بیشک تمہارے لئے مسخر کر دی گئی۔ مگر یاد رہے اس پر حکومت اسی آسمان والے کی ہے، وہ اگر چاہے تو تم کو زمین میں دھنسا دے، اس وقت زمین بھونچال سے لرزنے لگے اور تم اس کے اندر اترتے چلے جاؤ۔ لہذا آدمی کو جائز نہیں کہ اس مالک مختار سے نڈر ہو کر شرارتیں شروع کر دے اور اس کے ڈھیل دینے پر مغرور ہو جائے۔ ف۱۰ یعنی بیشک زمین پر چلو پھرو اور روزی کماؤ لیکن خدا کو نہ بھولو۔ ورنہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر ایک سخت آندھی بھیج دے یا پتھروں کا مینہ برسا دے، پھر تم کیا کرو گے، ساری دوڑ دھوپ یوں ہی رکھی رہ جائیگی ف۱۱ یعنی جس عذاب سے ڈرایا جاتا تھا دیکھا کیسا تباہ کن اور ہولناک ہے ف۱۲ یعنی "عاد" و "ثمود" وغیرہ کے ساتھ جو معاملہ ہو چکا ہے اس سے عبرت پکڑو۔ دیکھ لو! ان کی حرکات پر ہم نے انکار کیا تھا تو وہ انکار کیسے عذاب کی صورت میں ظاہر ہو کر رہا۔

ع ۱۴
۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ

رحمان کے سوائے اس کی نگاہ میں ہے ہر چیز بھلا وہ کون ہے جو فوج ہے تمہاری مدد کرے تمہاری

رحمان کے سوائے اس کی نگاہ میں ہے ہر چیز ف۱ بھلا وہ کون ہے جو فوج ہے تمہاری مدد کرے تمہاری

مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ۭ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ

رحمان کے سوائے منکر پڑے ہیں نرے بہکاوے میں بھلا وہ کون ہے جو

رحمان کے سوائے منکر پڑے ہیں بڑے بہکاوے میں ف۲ بھلا وہ کون ہے جو

يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ

روزی دے گا تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی کوئی نہیں پر اڑ رہے ہیں شرارت اور بدکنے پر بھلا ایک جو چلے

روزی دے تم کو اگر رکھ چھوڑے اپنی روزی ف۳ کوئی نہیں پر اڑ رہے ہیں شرارت اور بدکنے پر ف۴ بھلا ایک جو چلے اوندھا

مُكِبًّا عَلٰي وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اوندھا اپنے منہ پر وہ سیدھی راہ پاوے یا وہ جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر

اپنے منہ کے بل وہ سیدھی راہ پائے یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر ف۵

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْــِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا

تو کہہ وہی ہے جس نے تم کو نکال کھڑا کیا اور بنا دیئے تم کو کان اور آنکھیں اور دل

تو کہہ وہی ہے جس نے تم کو بنا کھڑا کیا اور بنا دیے تمہارے واسطے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت

مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَ

اور تم تھوڑا حق مانتے ہو تو کہہ وہی ہے جس نے کھنڈا دیا تم کو زمین میں اور اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ، اور

تھوڑا حق مانتے ہو ف۶ تو کہہ وہی ہے جس نے کھنڈا دیا تم کو زمین میں اور اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے ف۷

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ

کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ خبر تو ہے

کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ف۸ تو کہہ خبر تو ہے اللہ

اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـــَٔتْ وُجُوْهُ

اللہ ہی پاس اور میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں کھول کر پھر جب دیکھیں گے وہ پاس آتا برے بن جاویں گے منہ

ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی ڈر سنا دینا ہے کھول کر ف۹ پھر جب دیکھیں گے کہ وہ پاس آلگا تو بگڑ جائیں گے منہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ

منکروں کے اور کہے گا یہی ہے جس کو تم مانگتے تھے تو کہہ بھلا دیکھو تو

منکروں کے اور کہے گا یہی ہے جس کو تم مانگتے تھے ف۱۰ تو کہہ بھلا دیکھو تو

اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ

اگر کھپا دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر مہر کرے پھر وہ کون ہے جو بچا دے منکروں کو

اگر ہلاک کر دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر رحم کرے پھر وہ کون ہے جو بچا لے

عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ

دکھ کی مار سے تو کہہ وہی رحمٰن ہے ہم نے اس کو مانا اور اسی پر بھروسا کیا سو اب تم جان لو گے

منکروں کو دردناک عذاب سے ف۱۱ تو کہہ وہی رحمان ہے ہم نے اس کو مانا اور اسی پر بھروسہ کیا ف۱۲ سو اب تم جان لو گے

ف۱ پہلے آسمان و زمین کا ذکر ہوا تھا یہاں درمیانی چیز کا ذکر ہے یعنی خدا کی قدرت دیکھو پرندے زمین و آسمان کے درمیان کبھی پر کھول کر اور کبھی بازو سمیٹے ہوئے کس طرح اڑتے رہتے ہیں اور باوجود جسم ثقیل مائل الی المرکز ہونے کے نیچے نہیں گر پڑتے نہ زمین کی قوت جاذبہ اس ذرا سے پرندے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ بتلاؤ رحمٰن کے سوا کس کا ہاتھ ہے جس نے انہیں فضا میں تھام رکھا ہے۔ بیشک رحمٰن نے اپنی رحمت و حکمت سے ان کی ساخت ایسی بنائی اور اس میں وہ قوت رکھی ہے کہ وہ بے تکلف ہواؤں میں گھنٹوں ٹھہر سکیں۔ وہ ہی ہر چیز کی استعداد کو جانتا ہے اور تمام مخلوق کو اپنی نگاہ میں رکھتا ہے شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف بھی اشارہ ہو کہ اللہ آسمان سے عذاب بھیجنے پر قادر ہے اور کفار اپنے کفر و شرارت سے اس کے مستحق بھی ہیں، لیکن جس طرح رحمان کی رحمت نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے، عذاب بھی اسی کی رحمت سے رکا ہوا ہے۔ ف۲ یعنی منکر سخت دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے باطل معبود اور فرضی دیوتاؤں کی فوج ان کو اللہ کے عذاب اور آنے والی آفت سے بچالے گی؟ خوب سمجھ لو رحمان سے الگ ہو کر کوئی مدد کو نہ پہنچے گا ف۳ یعنی اللہ اگر روزی کے سامان بند کرلے تو کس کی طاقت ہے جو تم پر روزی کا دروازہ کھول دے ف۴ یعنی دل میں یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ سے الگ ہو کر نہ کوئی نقصان کو روک سکتا ہے۔ نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ مگر محض شرارت و سرکشی ہے کہ توحید و اسلام کی طرف آتے ہوئے بدکتے ہیں ف۵ یعنی ظاہری کامیابی کی راہ طے کرکے وہی مقصد اصلی تک پہنچے گا۔ جو سیدھے راستے پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہو کر چلے۔ جو شخص ناہموار راستہ پر اوندھا ہو کر منہ کے بل چلتا ہو۔ اس کے منزل مقصود تک پہنچنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے، یہ مثال ایک موحد اور ایک مشرک کی ہوئی محشر میں بھی دونوں کی چال میں ایسا ہی فرق ہوگا ف۶ یعنی اللہ نے سننے کے لئے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں، اور سمجھنے کے لیے دل دئے تھے کہ ان کا حق مان کر ان قوتوں کو ٹھیک مصرف میں لگاتے، اور اس کی طاعت و فرماں برداری میں خرچ کرتے، مگر ایسے شکرگذار بندے بہت کم ہیں۔ کافر لوگ دیکھ لو کہ ان نعمتوں کا کیسا حق ادا کیا! اس کی دی ہوئی قوتیں اسی کے مقابلہ میں استعمال کیں ف۷ یعنی ابتدا بھی اس سے ہوئی، انتہا بھی اسی پر ہوگی، جہاں سے آئے تھے وہیں جانا ہے، چاہئے تھا کہ اس سے ایک دم غافل نہ ہوتے اور ہمہ وقت اس کی فکر رکھتے کہ مالک کے سامنے خالی ہاتھ نہ جائیں مگر ایسے بندے بہت تھوڑے ہیں ف۸ یعنی اکٹھے کب کئے جائیں گے؟ اور قیامت کب آئے گی؟ اسے جلدی بلاؤ ف۹ یعنی وقت کی تعیین میں نہیں کرسکتا۔ اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ البتہ جو چیز یقیناً آنے والی ہے اس سے آگاہ کر دینا اور خوفناک مستقبل سے ڈرا دینا میرا فرض تھا۔ وہ میں ادا کر چکا ف۱۰ یعنی اب تو جلدی مچا رہے ہیں یعنی جس وقت وہ وعدہ قریب آلگے گا، بڑے بڑے سرکشوں کے منہ بگڑ جائیں گے اور چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں گی ف۱۱ کفار تمنا کرتے تھے کہ کہیں جلد مر مرا کر ان کا کام ختم ہو جائے (العیاذ باللہ) اس کا جواب دیا کہ فرض کرو تمہارے زعم کے موافق میں اور میرے ساتھی دنیا میں سب ہلاک کر دیئے جائیں یا ہمارے عقیدہ کے موافق مجھ کو اور میرے رفقاء کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کامیاب و بامراد کرے۔ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی ہو مگر تم کو اس سے کیا فائدہ ہے، ہمارا انجام دنیا میں جو کچھ ہو، بہرحال آخرت میں بہتری ہے کہ اس کے راستہ میں جدوجہد کر رہے ہیں لیکن تم اپنی فکر کرو کہ کفر و سرکشی پر جو دردناک عذاب آنا یقینی ہے، اس سے کون بچائیگا۔ ہمارا اندیشہ چھوڑ دو، اپنی فکر کرو۔ کیونکہ کافر کسی طرح بھی خدائی عذاب سے نہیں چھوٹ سکتا ف۱۲ یعنی جب ہمارا ایمان اس پر ہے تو ایمان کی بدولت نجات یقینی ہے۔ اور جب ہم صحیح معنی میں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں، تو مقاصد میں کامیابی یقینی ہے۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ " تم میں دو نوں چیزیں نہیں، نہ ایمان، نہ توکل، پھر تم کیسے بے فکر ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی ہم جیسا کہ تمہارا گمان ہے یا تم جیسا کہ ہمارا عقیدہ ہے ف۲ یعنی زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اسی اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں۔ ایک پانی ہی کو لے لو جس سے ہر چیز کی زندگی ہے، اگر زمین کو تم ٹھیلا اور کنوؤں کا پانی خشک ہو کر زمین کے اندر اتر جائے جیسا کہ اکثر موسم گرما میں پیش آجاتا ہے تو کس کی قدرت ہے کہ سوتی کی طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر مقدار میں مہیا کر دے جو تمہاری زندگی اور بقا کے لئے کافی ہو لہذا ایک مؤمن متوکل کو اسی خالق الکل مالک علی الاطلاق پر بھروسہ رکھنا چاہیئے

مَنْ هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ

کون پڑا ہے صریح بہکاوے میں تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو وے صبح کو پانی تمہارا

کون پڑا ہے صریح بہکاوے میں ف۱ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو جائے صبح کو پانی تمہارا

غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ۝

خشک پھر کون ہے جو لا دے تم پاس پانی ستھرا

خشک پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس پانی ستھرا ف۲

ع ۲ ۱۶

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ اِثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ قلم مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی باون آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَ

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ اور

قسم ہے قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے دیوانہ ف۳ اور

اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ

تجھ کو نیگ ہے بے انتہا اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر سو اب تو بھی

تیرے واسطے بدلا ہے بے انتہا ف۴ اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر ف۵ سو اب تو بھی دیکھ لیگا

وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

دیکھے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے کون ہے تم میں کہ بچل رہا ہے تیرا رب وہی بہتر جانے جو بہکا اس کی

اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ کون ہے تم میں جو بچل رہا ہے ف۶ بیشک تیرا رب وہی خوب جانے اس کو جو بہکا

۶ ۳۰

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ

راہ سے اور وہی بہتر جانتا ہے راہ پانیوالوں کو سو تو کہا نہ مان جھٹلانیوالوں کا وہ چاہتے

اس کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانیوالوں کو ف۷ سو تو کہنا مت مان جھٹلانیوالوں کا وہ چاہتے ہیں

تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝

ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں اور کہا نہ مان کسی قسم کھانے والے بے قدر کا طعنہ دیتا چغلی کرتا پھرتا

کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں ف۸ اور تو کہا مت مان کسی قسمیں کھانیوالے بے قدر کا ف۹ طعنے دے چغلی کھاتا پھرے

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ

بھلے کام سے روکتا حد سے بڑھتا ہے بڑا گنہگار بدخو اس کے پیچھے بدنام ف۱ اس سے کہ رکھتا ہے مال اور

بھلے کام سے روکے حد سے بڑھے بڑا گنہگار اجڈ ان سب کے پیچھے بدنام ف۱۰ اس واسطے کہ رکھتا ہے مال

بَنِيْنَ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ سَنَسِمُهٗ

بیٹے ف۲ جب سنائیے اس کو ہماری آیتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی اب داغ دیں گے

اور بیٹے ف۱۱ جب سنائے اس کو ہماری باتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی ف۱۲ اب داغ دیں گے ہم اس کو

یہ بھی سمجھ لو کہ جب ہدایت کے سب چشمے خشک ہو چکے اس وقت ہدایت و معرفت کا خشک زمین کا چشمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں جاری کر دینا بھی اسی رحمان مطلق کا کام ہو سکتا ہے جس نے اپنے فضل و انعام سے تمام جانداروں کی ظاہری و باطنی زندگی کے سامان پیدا کئے ہیں اگر فرض محال یہ چشمہ خشک ہو جائے، جیسا کہ اشقیاء کی تمنا ہے تو کون ہے جو مخلوق کے لئے ایسا پاک و صاف ستھرا پانی مہیا کر سکے۔ تم سورۃ الملک للہ الحمد والمنہ ف۳ مشرکین تو حضور کو (العیاذ باللہ) دیوانہ کہتے تھے کوئی کہتا کہ شیطان کا اثر ہے جو یک بیک تمام قوم سے الگ ہو کر ایسی باتیں کرنے لگے ہیں جن کو کوئی نہیں مان سکتا، حق تعالیٰ نے اس خیال باطل کی تردید اور آپ کی تسلی فرمادی یعنی جس پر اللہ تعالیٰ کے ایسے ایسے فضل و انعام ہوں جن کو ہر آنکھ والا مشاہدہ کر رہا ہے۔ مثلاً اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور حکمت و دانائی کی باتیں، مخالف و موافق کے دل میں اس قدر قوی تاثیر اور ایسے بلند اور پاکیزہ اخلاق، کیا [illegible] کہنا خود اپنی دیوانگی کی دلیل نہیں؟ دنیا میں بہت دیوانے ہوئے ہیں اور کتنے عظیم الشان عقلمند گزرے ہیں، جن کو ایک قوم نے دیوانہ کہہ کر پکارا ہے مگر قلم نے تاریخی معلومات کا جو ذخیرہ مجلدوں اوراق میں جمع کیا ہے وہ ببانگ دہل شہادت دیتا ہے کہ واقعی دیوانوں، اور دیوانہ کہلانے والوں کے حالات میں کس قدر زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ آج آپ کو (العیاذ باللہ) مجنوں کے لقب سے یاد کرنا بالکل وہی رنگ رکھتا ہے جس رنگ میں دنیا کے تمام جلیل القدر اور اولو العزم مصلحین کو ہر زمانہ کے شریروں اور بدعقلوں نے یاد کیا ہے۔ لیکن جس طرح تاریخ نے ان مصلحین کے اعلیٰ کارناموں پر بقاء و دوام کی مہر ثبت کی اور ان مجنوں کہنے والوں کا نام و نشان باقی نہ چھوڑا، قریب ہے کہ قلم اور اس کے ذریعہ سے لکھی ہوئی تحریریں آپ کے ذکر خیر اور آپ کے جیتیاں کارناموں اور علوم و معارف کو ہمیشہ کے لئے روشن رکھیں گی، اور آپ کو دیوانہ بتلانے والوں کا وجود صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ کر رہیگا، ایک وقت آئیگا جب ساری دنیا آپ کی حکمت و دانائی کی داد دیگی اور آپ کے کامل ترین انسان ہونے کو بطور ایک اجماعی عقیدہ کے تسلیم کریگی۔ بھلا خداوند قدوس جس کی فضیلت و برتری کو ازل حالات میں اپنے قلم قدرت سے لوح محفوظ کی تختی پر نقش کر چکا کسی کی طاقت ہے کہ محض مجنون و مفتون کی پھبتیاں کس کر اس کے ایک شوشہ کو مٹا سکے؟ جو ایسا خیال رکھتا ہو پرلے درجہ کا مجنون یا جاہل ہے ف۴ یعنی آپ غمگین نہ ہوں۔ ان کے دیوانہ کہنے سے آپ کا اجر بڑھتا ہے اور غیر محدود فیض و ہدایت جو نوع انسان کو آپ کی ذات سے پہنچنے والا ہے اس کا بے انتہا اجر و ثواب آپ کو ملنے والا ہے۔ کیا دیوانوں اور پاگلوں کا مستقبل ایسا شاندار و درخشاں کسی نے دیکھا ہے؟ یا کسی مجنوں کی سعی اس قدر کامیاب ہوتے سنی ہے؟ پھر جس کا رتبہ اللہ کے ہاں اتنا بڑا ہو اس کو چند احمقوں کے دیوانہ کہنے کی کیا پرواہ ہونی چاہئے ف۵ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن اعلیٰ اخلاق و ملکات پر آپ کو پیدا فرمایا۔ کیا دیوانوں میں ان اخلاق و ملکات کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ایک دیوانے کے اقوال و افعال میں قطعاً نظم و ترتیب نہیں ہوتی، نہ اس کا کلام اس کے کاموں پر منطبق ہوتا ہے برخلاف اس کے آپ کی زبان قرآن تھا اور آپ کے اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر، قرآن جس نیکی، جس خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہو وہ آپ میں فطرتاً موجود، اور جس بدی و زشتی سے روکتا ہے آپ طبعاً اس سے نفور و بیزار تھے گویا پیدائشی طور پر آپ کی ساخت اور تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپ کی کوئی حرکت اور کوئی چیز حد تناسب و اعتدال سے ایک انچ ادھر ادھر ہٹنے نہیں پاتی۔ آپ کا حسن اخلاق اجازت نہ دیتا تھا کہ جاہلوں اور کمینوں کے طعن و تشنیع پر کان دھریں جس شخص کا خلق اس قدر عظیم اور مطمح نظر اتنا بلند ہو بھلا وہ کسی مجنوں کے مجنوں کہہ دینے پر کیا التفات کریگا۔ آپ تو اپنے دیوانہ کہنے والوں کی نیک خواہی اور دردمندی میں اپنے کو گھلائے ڈالتے تھے جس کی بدولت "فلعلک باخع نفسک" کا خطاب سننے کی نوبت آتی تھی۔ فی الحقیقت اخلاق کی عظمت کا سب سے زیادہ تحقیق معیار یہ ہے کہ آدمی دنیا کی ان حقیر ہستیوں سے معاملہ کرتے وقت خداوند قدوس کی عظیم ہستی سے تعلق کامل رکھے جو قلب میں موجود رہے گی تمام معاملات عدل و اخلاق کی میزان میں پورے اتریں گے۔ کیا خوب فرمایا شیخ جنید بغدادی رح نے "سمی خلقہ عظیما اذ لم یکن لہ همۃ سوی اللہ تعالیٰ عاشر الخلق بخلقہ و زایلہم بقلبہ فکان ظاهرہ مع الخلق و باطنہ مع الحق" وفی وصیۃ بعض الحکماء "علیک بالخلق مع الخلق وبالصدق مع الحق" ف۶ یعنی دل میں تو پہلے سے سمجھتے ہیں، لیکن عنقریب فریقین کی آنکھوں سے نظر آجائیگا کہ دونوں میں سے کون ہشیار اور عاقبت اندیش تھا اور کس کی عقل ماری گئی تھی جس کی وجہ سے پاگلوں کی طرح بہکی بہکی باتیں کرتا تھا یعنی پوری طرح ظاہر ہو جائیگا کہ کون ٹھیک راہ پر آ رہے ہیں اور کون بھٹکنے والے ہیں لیکن نتائج جب سامنے آئیں گے تو سب کو نظر آ جائے گا کہ کون کامیابی کی منزل پر پہنچا اور کون شیطان کی راہ پر ذلت ناکام و نامراد رہا ف۸ یعنی راہ پر آنیوالے اور نہ آنیوالے سب اللہ کے علم محیط میں طے شدہ ہیں۔ پھر دعوت و تبلیغ کے معاملہ میں کچھ روز رعایت کی ضرورت نہیں جس کو راہ پر آنا ہے آ جائے گا اور جو محروم ازلی ہے وہ کسی لحاظ و مروت سے ماننے والا نہیں رکھا کر حضرت سے کہتے تھے کہ آپ بت پرستی کی نسبت اپنا سخت رویہ ترک کر دیں [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ کہتے ہیں یہ ولید بن مغیرہ تھا قریش میں ایک سردار۔ ایک پر داغ شاید دنیا میں پڑا ہو یا آخرت میں پڑے گا جیسے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ پانچ بھائی تھے ان کا باپ چھوڑ مرا ایک باغ میوے کا اس کی پیدائش سے سارا گھر آسودہ تھا جس دن میوہ توڑتا شہر کے فقیر سب جمع ہوتے سب کو کچھ کچھ دیتا۔ اسی سے برکت تھی پیچھے بیٹوں نے سمجھا کہ اتنا جو فقیر لے جاویں اپنا ہی کام آوے پھر مشورہ کیا کہ سویرے ہی توڑ کر گھر لے آئیں فقیر جاویں گے تو وہاں کچھ نہ پاویں گے اور اس پر ایسا یقین کیا کہ انشاء اللہ بھی نہ کہا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۳ رات کو آگ لگی یا آفت پڑی سب صاف ہو رہا (توڑ لگا) ف۴ پہلے اپنا مکان پہچانا کہیں اور جا نکلے۔ پیچھے سمجھا کہ ہم بدنصیب ہوئے۔ ف۵ یعنی اللہ کی طرف سے سمجھے یہ نعمت اور فقیر سے دریغ نہ رکھتے۔

عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا

دیں گے ہم اس کو سونڈ پر۔ ہم نے ان لوگوں کو جانچا ہے جیسے جانچا باغ والوں کو جب سب نے قسم کھائی کہ اس کا میوہ توڑ لیں گے

سونڈ پر ف۱ ہم نے ان کو جانچا ہے جیسے جانچا تھا باغ والوں کو ف۲ جب ان سب نے قسم کھائی کہ اس کا میوہ

مُصْبِحِيْنَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ

صبح کو اور انشاء اللہ نہ کہا ف۳ پھر پھیرا کر گیا اس پر کوئی پھیرنے والا تیرے رب کی طرف سے

توڑیں گے صبح ہوتے اور انشاء اللہ نہ کہا ف۳ پھر پھیرا کر گیا اس پر کوئی پھیرنے والا تیرے رب کی طرف سے اور وہ

نَآئِمُوْنَ ۝ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ۝ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى

اور وہ سوتے رہے پھر صبح تک ہو رہا جیسے لوٹ چکا ف۴ پھر آپس میں بولے صبح ہوتے کہ سویرے چلو اپنے

سوتے ہی رہے پھر صبح تک ہو رہا جیسے لوٹ چکا ف۴ پھر آپس میں بولے صبح ہوتے کہ سویرے چلو

حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ۝ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ۝ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا

کھیت پر اگر تم کو توڑنا ہے پھر چلے اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے کہ اندر نہ آنے پائے

اپنے کھیت پر اگر تم کو توڑنا ہے پھر چلے اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے کہ اندر نہ آنے پائے

الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ۝ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا

اس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج اور سویرے چلے لپکتے زور پر پھر جب اس کو دیکھا

اس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج اور سویرے چلے لپکتے ہوئے زور دکھاتے ف۵ پھر جب اس کو دیکھا بولے

اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

بولے ہم راہ بھولے نہیں ہماری قسمت پھوٹی ف۶ بولا بھلا ان کا نہ کہا تھا میں نے تم کو

ہم تو راہ بھول آئے نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی ف۶ بولا بھلا ان کا میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ

لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

کیوں نہیں پاکی بولتے اللہ کی ف۷ بولے پاک ذات ہے ہمارے رب کی ہم ہی تقصیروار تھے پھر منہ کر کر ایک دوسرے کی

کیوں نہیں پاکی بولتے اللہ کی ف۷ بولے پاک ذات ہے ہمارے رب کی ہم ہی تقصیروار تھے پھر منہ کر کر ایک

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ۝ عَسٰى رَبُّنَآ

طرف لگے اولاہنا دینے بولے اے خرابی ہماری ہم تھے حد سے بڑھنے والے

دوسرے کی طرف لگے الاہنا دینے ف۸ بولے ہائے خرابی ہماری ہم ہی تھے حد سے بڑھنے والے شاید ہمارا رب

اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ وَ

شاید ہمارا رب بدل دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہیں یوں آتی ہے آفت

بدل دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے آرزو رکھتے ہیں ف۹ یوں آتی ہے آفت اور

لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ

اور آخرت کی آفت تو سب سے بڑی ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی البتہ ڈر والوں کو ان کے

آخرت کی آفت تو سب سے بڑی ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۱۰ البتہ ڈرنے والوں کو ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ

رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے کیا ہم کر دیں گے حکم برداروں کو برابر گنہگاروں کے کیا ہوا تم کو کیسی

رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے ف۱۱ کیا ہم کر دیں گے حکم برداروں کو برابر گنہگاروں کے کیا ہو گیا تم کو

از شاہ عبدالقادر صاحب

بقیہ فوائد صفحہ ۷۳۲ ۔۔۔ تردید کریں ہم بھی آپ کے خدا کی تعظیم کریں گے اور آپ کے طور طریق اور مسلک و مشرب سے متعرض نہ ہوں گے۔ ممکن تھا کہ ایک مصلح اعظم کے دل میں جو خلق عظیم پیدا کیا گیا ہے۔ نیک نیتی سے یہ خیال آجائے کہ تھوڑی سی نرمی اختیار کرنے اور ڈھیل دینے سے کام بنتا ہے تو برائے چندے نرم روش اختیار کرنے میں کیا مضائقہ ہے اس پر حق تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ آپ ان مکذبین کا کہنا نہ مانئے۔ ان کی غرض محض آپ کو ڈھیلا کرنا ہے ایمان لانا اور صداقت کو قبول کرنا مقصود نہیں۔ آپ کی بعثت کی اصلی غرض اس صورت میں حاصل نہیں ہوتی آپ ہر طرف سے قطع نظر کرکے اپنا فرض ادا کرتے رہیئے کسی کو منوا دینا اور راہ پر لے آنا آپ کے ذمہ نہیں (تنبیہ) "مداہنت" اور "مدارات" میں بہت باریک فرق ہے اول الذکر مذموم ہے اور آخر الذکر محمود۔ ف۱ یعنی جس کے دل میں خدا کے نام کی عظمت نہیں جھوٹی قسم کھا لینا ایک معمولی بات سمجھتا ہے۔ چونکہ لوگ اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کرتے اس لئے یقین دلانے کے لئے بار بار قسمیں کھاتا ہے۔ بے قدر اور ذلیل ہوتا ہے ف۲ یعنی ان خصلتوں کے ساتھ بدنام اور رسوائے عالم بھی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہ سب کافر کے وصف ہیں آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے (تنبیہ) "زنیم" کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرامزادے کے ہیں جس کافر کی نسبت یہ آیتیں نازل ہوئیں وہ ایسا ہی تھا ف۳ یعنی ایک شخص اگر دنیا میں طاقتور اور خوش قسمت نظر آتا ہے مثلاً مال اور اولاد وغیرہ رکھتا ہے تو محض اتنی بات سے اس لائق نہیں ہو جاتا کہ اس کی بات مانی جائے اصل چیز انسان کے اخلاق و عادات ہیں جس شخص میں شرافت اور خوش اخلاقی نہیں اللہ والوں کا کام نہیں کہ اس کی ابلہ فریب باتوں کی طرف التفات کریں ف۴ یعنی اللہ کی باتوں کو یہ کہہ کر جھٹلاتا ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ کہتے ہیں قریش کا ایک سردار ولید بن مغیرہ تھا اس میں یہ سب اوصاف جمع تھے اور ناک پر داغ دینے سے مراد اس کی رسوائی اور روسیاہی ہے شاید دنیا میں حسی طور پر بھی کوئی داغ لگا ہو یا آخرت میں لگایا جائے ف۲ یعنی مال و اولاد کی کثرت کوئی مقبولیت کی علامت نہیں نہ اللہ کے ہاں اس کی کچھ قدر و قیمت ہے۔ لہٰذا کفار کو اس چیز پر مغرور نہ ہونا چاہیے یہ تو اللہ کی طرف سے ان کی آزمائش اور جانچ ہے جیسے پہلے بعض لوگوں کی جانچ کی گئی۔ ف۳ کئی بھائی جن کے باپ نے ترکہ میں میوے کا ایک باغ چھوڑا تھا اس میں کھیتی بھی ہوتی ہوگی سارا گھر اس کی پیداوار سے آسودہ تھا باپ کے زمانہ میں عادت تھی کہ جس دن میوہ توڑا جاتا یا کھیتی کٹتی تو شہر کے سب فقیر محتاج جمع ہو جاتے یہ سب کو تھوڑا بہت دے دیتا۔ اسی سے برکت تھی اس کے انتقال کے بعد بیٹوں کو یہ خیال ہوا کہ فقیر جو اتنا مال لیجاتے ہیں وہ اپنے ہی کام آئے تو خوب ہو کیوں نہ ہم ایسی تدبیر کریں کہ فقیروں کو کچھ دینا نہ پڑے اور ساری پیداوار گھر میں آجائے۔ پھر آپس میں مشورہ کرکے یہ رائے قرار پائی کہ صبح سویرے ہی توڑ کر گھر لے آئیں فقیر جائیں گے تو وہاں کچھ نہ پائیں گے اور اپنی اس تدبیر پر ایسا یقین جمایا کہ انشاء اللہ بھی نہ کہا ف۴ یعنی رات کو بگولا اٹھا آگ لگی یا اور کوئی آفت پڑی سب کھیت اور باغ صاف ہو رہا ف۵ یعنی یہ یقین کئے ہوئے کہ اب جا کر سب پیداوار اپنے قبضہ میں کرلیں گے ف۶ وہ زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صاف ہو چکی تھی کہ وہاں پہنچ کر پہچان نہ سکے سمجھے کہ ہم راہ بھول کر کہیں اور نکل آئے پھر جب غور کیا تو سمجھے کہ نہیں جگہ تو وہی ہے مگر ہماری قسمت پھوٹ گئی اور حق تعالیٰ کی درگاہ سے ہم محروم کئے گئے ف۷ منجھلا بھائی ان میں زیادہ ہوشیار تھا اس نے مشورہ کے وقت متنبہ کیا ہوگا کہ اللہ کو مت بھولو یہ سب اسی کا انعام سمجھو اور فقیر محتاج کی خدمت سے دریغ نہ کرو جب کسی نے اس کی بات پر کان نہ دھرا چپ ہو رہا اور انہی کا شریک حال ہو گیا اب یہ تباہی دیکھ کر اس نے وہ پہلی بات یاد دلائی ف۸ اب اپنی تقصیر کا اعتراف کرکے رب کی طرف رجوع ہوئے اور جیسا کہ عام مصیبت کے وقت قاعدہ ہے۔ ایک دوسرے کو الزام دینے لگے ہر ایک دوسرے کو اس مصیبت اور تباہی کا سبب گردانتا تھا ف۹ [illegible] کر کہنے لگے کہ واقعی ہماری سب کی زیادتی تھی کہ ہم نے فقیروں محتاجوں کا حق مارنا چاہا اور حرص و طمع میں آکر اصل بھی کھو بیٹھے یہ جو کچھ خرابی آئی اس میں ہم ہی قصوروار ہیں مگر اب بھی ہم اپنے رب سے ناامید نہیں کیا عجب ہے وہ اپنی رحمت سے پہلے باغ سے بہتر باغ ہم کو عطا کردے ف۱۰ یعنی یہ تو دنیا کے عذاب کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا جسے کوئی ٹال نہ سکا بھلا آخرت کی اس بڑی آفت کو تو کون ٹال سکتا ہے۔ سمجھ ہو تو آدمی یہ بات سمجھے ف۱۱ یعنی دنیا کے باغ و بہار کو کیا لئے پھرتے ہو جنت کے باغ ان سے کہیں بہتر ہیں جن میں ہر قسم کی نعمتیں جمع ہیں وہ خاص متقین کے لئے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حشر کے دن ہر امت جس کو پوجتے تھے اس کے ساتھ جاویں گے مسلمان کھڑے رہ جاویں گے پروردگار آوے گا۔ جس صورت میں نہ پہچانیں گے فرماوے گا میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ کہیں گے نعوذ باللہ ہمارا رب آوے گا تو ہم پہچان لیں گے فرماوے گا کچھ اس کا نشان جانتے ہو کہیں گے جانتے ہیں پھر ظاہر ہوگا اپنی پہچان کے موافق اور پنڈلی کھولے گا تو سجدے میں گریں گے جو کوئی نیت سے سجدہ کرتا تھا اس کی پیٹھ نہ مڑے گی اکڑ جاوے گا۔ یہ ان کا اعتقاد تو حید آزمانے کو تھا کہ صورت پوجنے سے ایسے بیزار ہیں ۱۲ منہ ف یعنی اللہ کا حکم دیکھے تو بددعا کر اور دیری کے سبب جھنجلا کر نہ کر حضرت یونس کی طرح ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

از عبد القادر صاحب

كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ۝ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ

بات ٹھیراتے ہو — کیا تم پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھ لیتے ہو — اس میں ملتا ہے

کیسے ٹھہراتے ہو بات ف — کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھ لیتے ہو — اس میں ملتا ہے تم کو

لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۙ إِنَّ

تم کو جو پسند کرو — کیا تم نے ہم سے قسمیں لی ہیں پوری پہنچتی قیامت کے دن تک کہ

جو تم پسند کرلو — کیا تم نے ہم سے قسمیں لے لی ہیں بیشک پہنچنے والی قیامت کے دن تک کہ

لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ۝ سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ

تم کو ملے گا جو تم ٹھہراؤ گے — پوچھ ان سے کون سا ان میں اس کا ذمہ لیتا ہے — کیا ان کے کوئی شریک ہیں

تم کو ملے گا جو کچھ تم ٹھہراؤ گے — پوچھ ان سے کون سا ان میں اس کا ذمہ لیتا ہے ف — کیا ان کے واسطے کوئی شریک ہیں

ع ۱۵

فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ

تو چاہیئے لے آویں اپنے اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں — جس دن کھولی جاوے پنڈلی

پھر تو چاہیئے لے آئیں اپنے اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں ف — جس دن کہ کھولی جائے پنڈلی

وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

اور بلائے جاویں سجدے کو — پھر نہ کرسکیں گے — نیچی ہیں ان کی آنکھیں — چڑھی آتی ہے

اور وہ بلائے جائیں سجدہ کرنے کو پھر نہ کرسکیں ف — جھکی پڑتی ہوں گی ان کی آنکھیں ف چڑھی آتی

ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝ فَذَرْنِي وَمَن

ان پر ذلت — اور پہلے ان کو بلاتے تھے سجدے کو اور وہ چنگے تھے ف — اب چھوڑ دے مجھ کو اور

ہوگی ان پر ذلت اور پہلے ان کو بلاتے رہے سجدہ کرنے کو اور وہ تھے اچھے خاصے ف — اب چھوڑ دے مجھ کو اور ان کو جو

يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَ

جھٹلانے والوں کو اس بات کے — اب سیڑھی سیڑھی اتاریں گے ان کو جہاں سے وہ نہ جانیں گے

کہ جھٹلائیں اس بات کو — اب ہم سیڑھی سیڑھی اتاریں گے ان کو جہاں سے ان کو خبر بھی نہیں ف — اور

أُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ

اور ان کو ڈھیل دیتا ہوں — بیشک میرا داؤ پکا ہے — کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ نیگ — سو ان پر چٹی

ان کو ڈھیل دیئے جاتا ہوں بیشک میرا داؤ پکا ہے ف — کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ حق سو ان پر تاوان کا بوجھ

مُّثْقَلُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ

بوجھ پڑتی ہے — کیا ان کے پاس خبر ہے غیب کی جو وہ لکھ لاتے ہیں — اب ٹھہرا رہ دیکھ

پڑ رہا ہے — کیا ان کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ لکھ لاتے ہیں ف — اب تو استقلال سے راہ دیکھتا رہ اپنے

وقف لازم

رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝ لَّوْلَا

اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسے مچھلی والا — جب پکارا اس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا ف — اگر نہ

رب کے حکم کی اور مت ہو جیسا وہ مچھلی والا ف — جب پکارا اس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا ف — اگر نہ

أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ

سنبھالتا اس کو احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھا کر

سنبھالتا اس کو احسان تیرے رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھا کر ف

منزل ۷

ف کفار مکہ نے ازراہ تکبر سے اپنے دل میں یہ ٹھہرا رکھا تھا کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں پر عنایت و بخشش ہوگی تو ہم پر ان سے بہتر اور بڑھ کر ہوگی اور جس طرح دنیا میں ہم کو اللہ نے عیش و رفاہیت میں رکھا ہے وہاں بھی یہی معاملہ رہے گا۔ اس کو فرمایا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر ایسا ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ ایک وفادار غلام جو ہمیشہ اپنے آقا کی حکم برداری کے لئے تیار رہتا ہے اور ایک جرائم پیشہ باغی دونوں کا انجام یکساں ہو جائے بلکہ مجرم اور باغی وفاداروں سے اچھے رہیں؟ یہ وہ بات ہے جس کو عقل سلیم اور فطرت صحیحہ رد کرتی ہے ف یعنی یہ بات کہ مسلم اور مجرم دونوں برابر کر دیئے جائیں ظاہر ہے عقل و فطرت کے خلاف ہے پھر کیا کوئی نقلی دلیل اس کی تائید میں تمہارے پاس ہے؟ کیا کسی معتبر کتاب میں یہ مضمون پڑھتے ہو کہ جو تم اپنے لئے پسند کرلو گے وہی ملے گا؟ اور تمہاری من مانی خواہشات پوری کی جائیں گی۔ یا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے کوئی قسم کھالی ہے کہ تم جو کچھ اپنے دل سے ٹھہرا لوگے وہ ہی دیا جائے گا۔ اور جس طرح آج عیش اور رفاہیت میں ہو قیامت تک اسی حال میں رکھے جاؤ گے؟ جو شخص ان میں سے ایسا دعویٰ کرے اور اس کے ثابت کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے ذرا سامنے آئے ہم بھی تو دیکھیں کہ وہ کہاں سے کہتا ہے؟ ف یعنی اگر عقلی و نقلی دلیل کوئی نہیں محض جھوٹے دیوتاؤں کے بل بوتے پر یہ دعوے کئے جاتے ہیں کہ وہ ہم کو یوں کر دیں گے اور یوں مرتبے دلا دیں گے کیونکہ وہ خود خدائی کے شریک اور حصے دار ہیں تو اس دعوے میں ان کا سچا ہونا اسی وقت ثابت ہوگا جب وہ ان شرکاء کو خدا کے مقابلہ پر بلائیں اور اپنی من مانی کارروائی کرا دیں لیکن یاد رہے کہ وہ معبود عابدوں سے زیادہ عاجز اور بے بس ہیں وہ تمہاری کیا مدد کریں گے خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے ف اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالیٰ میدان قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا۔ (ساق) پنڈلی کو کہتے ہیں اور یہ کوئی خاص صفت یا حقیقت ہے صفات و حقائق الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے ساق فرمایا۔ جیسے قرآن میں ید (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کا لفظ آیا ہے یہ چیزیں متشابہات میں سے کہلاتی ہیں ان پر اسی طرح بلا کیف ایمان رکھنا چاہیئے جیسے اللہ کی ذات، وجود، حیات اور سمع و بصر وغیرہ صفات پر ایمان رکھتے ہیں) اسی حدیث میں ہے کہ اس تجلی کو دیکھ کر تمام مومنین و مومنات سجدہ میں گر پڑیں گے مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا اس کی کمر نہیں مڑے گی تختہ سی ہو کر رہ جائے گی اور جب اہل ریا و نفاق سجدہ پر قادر نہ ہوں گے تو کفار کا اس پر قادر نہ ہونا بطریق اولیٰ معلوم ہو گیا یہ سب کچھ محشر میں اس لئے کیا جائے گا کہ مومن و کافر اور مخلص و منافق صاف طور پر کھل جائیں اور ہر ایک کی اندرونی حالت حسی طور پر مشاہدہ ہو جائے (تنبیہ) متشابہات پر پہلے کلام کیا جا چکا ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے اس آیت "کشف ساق" کی تفسیر میں نہایت عالی اور عجیب تبصرہ متشابہات پر کیا ہے فلیراجع۔ ف یعنی ندامت اور شرمندگی کے مارے آنکھ اوپر نہ اٹھ سکے گی ف یعنی دنیا میں سجدہ کا حکم دیا گیا تھا جس وقت اچھے خاصے تندرست تھے اور باختیار خود سجدہ کر سکتے تھے وہاں کبھی اخلاص سے سجدہ نہ کیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ استعداد ہی بالکل باطل ہو گئی اب چاہیں بھی تو سجدہ نہیں کر سکتے۔ ف یعنی ان کو عذاب ہونا تو یقینی ہے لیکن چندے عذاب کے توقف سے رنج نہ کیجئے اور ان کا معاملہ میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ میں خود ان سے نپٹ لوں گا۔ اور اس طرح بتدریج آہستہ آہستہ دوزخ کی طرف لے جاؤں گا کہ ان کو پتہ بھی نہیں چلے گا یہ اپنی حالت پر مگن رہیں گے اور اندر اندر سے ان کی جڑیں کٹتی جائیں گی ف یعنی میری لطیف اور خفیہ تدبیر ایسی پکی ہے جس کو یہ لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے۔ بھلا اس کا توڑ تو کیا کر سکتے ہیں ف یعنی افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ یہ لوگ اس طرح تباہی کی طرف چلے جا رہے ہیں لیکن آپ کی بات نہیں مانتے آخر نہ ماننے کی وجہ کیا ہے؟ کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تنخواہ یا کمیشن وغیرہ) طلب کرتے ہیں؟ جس کے بوجھ میں وہ دبے جا رہے ہیں یا خود ان کے پاس غیب کی خبریں اور اللہ کی وحی آتی ہو؟ جسے وہ حفاظت کے لئے قرآن کی طرح لکھ لیتے ہیں؟ اس لئے آپ کے اتباع کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ آخر کچھ سبب تو ہونا چاہیئے۔ جب ان پر کچھ بار بھی نہیں ڈالا جاتا۔ اور اس چیز سے استغنا بھی نہیں تو نہ ماننے کا سبب بجز عناد اور ہٹ دھرمی کے اور کیا ہو سکتا ہے ف یعنی مچھلی کے پیٹ میں جانے والے پیغمبر حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح مکذبین کے معاملہ میں تنگدلی اور گھبراہٹ کا اظہار نہ کیجئے۔ ان کا قصہ پہلے کئی جگہ تھوڑا تھوڑا گذر چکا ہے ف ...... یعنی قوم کی طرف سے غصہ میں بھرے ہوئے تھے جھنجلا کر شتابی عذاب کی دعا بلکہ پیشین گوئی کر بیٹھے۔ (تنبیہ) "مکظوم" کے معنی بعض مفسرین نے یہ کئے ہیں کہ وہ غم سے گھٹ رہے تھے اور یہ غم مجموعہ تھا کئی غموں کا ایک قوم کے ایمان نہ لانے کا۔ ایک عذاب کے ٹل جانے کا ایک بلا اذن صریح شہر چھوڑ کر چلے آنے کا ایک مچھلی کے پیٹ میں محبوس رہنے کا۔ اس وقت اللہ کو پکارا۔ اور یہ دعا کی لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ اس پر اللہ کا فضل ہوا۔ اور مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔ ف یعنی اگر قبول توبہ کے بعد اللہ کا مزید فضل و احسان و دستگیری نہ کرتا تو اسی چٹیل میدان میں جہاں مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ڈالے گئے تھے الزام کھائے ہوئے پڑے رہتے اور وہ کمالات و کرامات باقی نہ رہنے دیئے جاتے جو محض خدا کی مہربانی سے اس ابتلاء کے وقت بھی باقی رہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

پھر نوازا اس کو اس کے رب نے پھر کر دیا اس کو نیکوں میں ف اور منکر تو لگے ہی ہیں کہ

پھر نوازا اس کو اس کے رب نے پھر کر دیا اس کو نیکوں میں ف اور منکر تو لگ ہی رہے ہیں

لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝

ڈگا دیں تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں سمجھوتی اور کہتے ہیں وہ باؤلا ہے ف

کہ پھسلا دیں تجھ کو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن اور کہتے ہیں وہ تو باؤلا ہے ف

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

اور یہ تو یہی سمجھوتی ہے سارے جہان والوں کو

اور یہ قرآن تو یہی نصیحت ہے سارے جہان والوں کو ف

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ حاقہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی باون آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَآقَّةُ ۝ مَا الْحَآقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ

وہ ثابت ہو چکی کیا ہے وہ ثابت ہو چکی اور تو نے کیا بوجھا کیا ہے وہ ثابت ہو چکی ف جھٹلایا

وہ ثابت ہو چکنے والی کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی ف اور تو نے کیا سوچا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی ف جھٹلایا ثمود

وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۝ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا

ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑانے والی کو سو وہ جو ثمود تھے سو کھپائے گئے اوچھال سے ف

اور عاد نے اس کوٹ ڈالنے والی کو ف سو وہ جو ثمود تھے غارت کر دیئے گئے اچھال کر ف اور وہ جو عاد تھے سو برباد ہوئے

بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ

اور وہ جو عاد تھے سو کھپائے گئے ٹھنڈی سنّاٹے کی باؤ سے ہاتھوں سے نکلی جاتی ف مقرر کر دیا ان پر سات رات اور آٹھ دن کٹے ف

ٹھنڈی سناٹے کی ہوا سے کہ ہاتھوں سے نکلی جائے ف مقرر کر دیا اس کو ان پر سات رات اور آٹھ دن تک

حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ

لگاتار پھر تو دیکھے ان میں لوگ بچھڑ گئے جیسے وہ ڈھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھرے پھر تو

لگاتار پھر تو دیکھے کہ وہ لوگ اس میں بچھڑ گئے گویا وہ ڈھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے ف پھر تو

تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ

دیکھتا ہے کوئی ان کا بچ رہا اور آیا فرعون اور جو اس کے پہلے تھے اور الٹی بستیاں

دیکھتا ہے کوئی ان میں کا بچا ف اور آیا فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹ جانے والی بستیاں

بِالْخَاطِئَةِ ۝ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝ اِنَّا

تقصیر کرتی پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑا ان کو بڑی پکڑ ہم نے

خطائیں کرتے ہوئے پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑا ان کو پکڑنا سخت ف ہم نے

لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّ

جس وقت پانی اُبلا لادلیا تم کو ناؤ میں تا رکھیں اس کو تمہاری یاد اور سنے اس کو اور

جس وقت پانی اُبلا لادلیا تم کو چلتی کشتی میں تاکہ رکھیں اس کو تمہاری یادگاری کے واسطے اور

ف۱ یعنی پھران کا اور زیادہ رتبہ بڑھایا۔ اور اعلیٰ درجے کے نیک و شائستہ لوگوں میں داخل رکھا۔ حدیث میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں ف۲ یعنی قرآن سن کر غیظ و غضب میں بھر جاتے ہیں۔ اور اس قدر تیز نظروں سے تیری طرف گھورتے ہیں مانے تجھ کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں گے۔ زبان سے بھی آوازے کستے ہیں کہ یہ شخص تو مجنون ہو گیا ہے۔ اس کی کوئی بات قابل التفات نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ اس طرح آپ کو گھبرا کر مقام صبر و استقلال سے ڈگمگا دیں مگر آپ برابر اپنے مسلک پر جمے رہیے۔ اور تنگدل ہو کر کسی معاملہ میں گھبراہٹ یا جلدی یا مداہنت اختیار نہ کیجئے۔ (تنبیہ) بعض نے "لیزلقونک بابصارھم" سے یہ مطلب لیا ہے کہ کفار نے بعض لوگوں کو جو نظر لگانے میں مشہور تھے اس پر آمادہ کیا تھا کہ وہ آپکو نظر لگائے چنانچہ جس وقت حضورؐ قرآن تلاوت فرما رہے تھے وہ آیا اور پوری ہمت سے نظر لگانے کی کوشش کی آپ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا۔ اور وہ ناکام و نامراد واپس چلا گیا باقی نظر لگنے یا لگانے کے مسئلہ پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں اور آج کل جبکہ "مسمریزم" ایک باقاعدہ فن بن چکا ہے اس میں مزید رد و کد کرنا بیکار سا معلوم ہوتا ہے ف۳ یعنی قرآن میں جنون اور باؤلے پن کی بات کون سی ہے جس کو تم جنون کہہ رہے ہو وہ تو عالم کے لئے اعلیٰ ترین پند و نصیحت کا ذخیرہ ہے اسی سے بنی نوع انسان کی اصلاح اور دنیا کی کایا پلٹ ہوگی اور وہ ہی لوگ دیوانے قرار پائیں گے جو اس کلام کے دیوانے نہیں ہیں۔

تم سورۃ القلم۔ وللہ الحمد والمنہ

ف۴ یعنی وہ قیامت کی گھڑی جس کا آنا ازل سے علم الٰہی میں ثابت اور مقرر ہو چکا ہے جبکہ حق باطل سے بالکل واشگاف طور پر بدون کسی طرح کے اشتباہ و التباس کے جدا ہو جائے گا اور تمام حقائق اپنے پورے کمال و شیوع کے ساتھ نمایاں ہوں گی اور اس کے وجود میں جھگڑا کرنے والے سب اس وقت مغلوب و مقہور ہو کر رہیں گے جانتے ہو وہ گھڑی کیا چیز ہے؟ اور کس قسم کے احوال و کیفیات اپنے اندر رکھتی ہے ف۵ یعنی کوئی بڑے سے بڑا آدمی کتنا ہی سوچے اور فکر کرے اس دن کے زہرہ گداز اور ہولناک مناظر کا پوری طرح ادراک نہیں کر سکتا ہاں تقریب الی الفہم کے لئے بطور تمثیل و تنظیر چند واقعات آگے بیان کئے جاتے ہیں جو دنیا میں اس قیامت کبریٰ کا نشان دینے میں بالکل ہی حقیر اور ناتمام نمونہ کا کام دے سکتے ہیں گویا ان چھوٹے "حاقوں" کا ذکر اس بڑے "حاقہ" کے بیان کے لئے توطیہ و تمہید ہے ف۶ یعنی قوم ثمود "یا عاد" نے اس آنے والی گھڑی کو جھٹلایا تھا جو تمام زمین، آسمان، چاند، سورج، پہاڑوں اور انسانوں کو کوٹ کر رکھ دے گی اور سخت سے سخت مخلوق کو ریزہ ریزہ کر ڈالے گی پھر دیکھ لو دونوں کا انجام کیا ہوا ف۷ یعنی سخت بھونچال سے جو ایک نہایت ہی سخت آواز کے ساتھ آیا۔ سب تہ و بالا کر دیئے گئے ف۸ یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا۔ حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی ف۹ یعنی جو قوم لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتی ہوئی اتری تھی "من اشد منا قوۃ" (ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے) وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکی اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے گویا کھجور کے کھوکھلے اور بے جان تنے ہیں جس کا سرا اوپر سے کٹ گیا ہو۔ ف۱۰ یعنی ان قوموں کا بیج بھی باقی رہا؟ اس طرح صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دی گئیں ف۱۱ یعنی عاد و ثمود کے بعد فرعون بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا ہوا آیا اور اس سے پہلے اور کئی قومیں گناہ سمیٹتی ہوئی آئیں (مثلاً قوم نوح، قوم شعیب اور قوم لوط جن کی بستیاں الٹ دی گئیں تھیں) ان سبھوں نے اپنے اپنے پیغمبر کی نافرمانی کی اور خدا سے مقابلے باندھے آخر سب کو خدا نے بڑی سخت پکڑ سے پکڑا اس کے آگے کسی کی کچھ بھی پیش نہ چلی۔

موضح قرآن ف حضرت نے فرمایا جو کوئی کہے میں بہتر ہوں یونس سے وہ جھوٹا ہے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی گھور گھور دیکھتے ہیں کہ ڈر کر چھوڑ دے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی قیامت ۱۲ منہ رح ف یعنی بھونچال سے ۱۲ منہ رح ف۸ یعنی فرشتوں کے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف کٹتے یعنی رات دن لگے تار ۔۔۔۔ از عبد القادر صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ۱ اب چار کے کندھے پر ہے ـ اس دن چار اور لگیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ یعنی خوشی سے ہر کسی کو دکھاتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۳ ہر ایک کے اعمال کے کاغذ اڑا دیں گے جس کے داہنے ہاتھ پہنچا یہ نشان ہو بھلائی کا اور جو بائیں ہاتھ میں آیا پیٹھ کی طرف سے تو نشان ہوا برائی کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ـــــــــــ از شاہ عبد القادر صاحب

وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ۝ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۝ وَحُمِلَتِ

اس کو کان سننے والا پھر جب پھونکی نرسنگے میں ایک پھونک اور اٹھائی

سینت کر رکھے اس کو کان سینت کر رکھنے والا ف ۱ پھر جب پھونکا جائے صور میں ایک بار پھونکنا اور اٹھائی جاوے

الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۝ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝

زمین اور پہاڑ اور جھکے جاویں ایک چوٹ پھر اس دن ہو پڑے ہو پڑنے والی

زمین اور پہاڑ پھر کوٹ دیئے جائیں ایک بار پھر اس دن ہو پڑے وہ ہو پڑنے والی ف ۲

وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ۝ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا ۚ وَ

اور پھٹ جاوے آسمان پھر وہ اس دن بکس رہا ہے اور فرشتے ہیں اس کے کناروں پر اور

اور پھٹ جائے آسمان پھر وہ اس دن بکھر رہا ہے اور فرشتے ہوں گے اس کے کناروں پر ف ۳ اور

يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ۝ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ

اٹھا رہے ہیں تخت تیرے رب کا اپنے اوپر اس دن آٹھ شخص ط اس دن سامنے جاؤ گے

اٹھائیں گے تخت تیرے رب کا اپنے اوپر اس دن آٹھ شخص ف ۴ اس دن سامنے کئے جاؤ گے

لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ

چھپ نہ رہے گا تم میں کوئی چھپنے والا سو جس کو ملا اس کا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے

چھپی نہ رہے گی تمہاری کوئی چھپی بات ف ۵ سو جس کو ملا اس کا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے

هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ۝ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ

لیجیو پڑھیو میرا لکھا ف ۶ میں نے خیال رکھا کہ مجھ کو ملنا ہے میرا حساب سو وہ ہے

لیجیو پڑھیو میرا لکھا ف ۷ میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملے گا میرا حساب ف ۸ سو وہ ہیں

فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوا وَ

من مانتی گزران میں اونچے باغ میں جس کے میوے جھک رہے ہیں کھاؤ

من مانتے گزران میں اونچے باغ میں جس کے میوے جھکے پڑتے ہیں ف ۹ کھاؤ اور

اشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ

اور پیو رچ سے بدلا اس کا جو آگے بھیجا تم نے پہلے دنوں میں اور جس کو

پیو رچ کر بدلا اس کا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں ف ۹ اور جس کو ملا

كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ۝ وَلَمْ أَدْرِ مَا

ملا اس کا لکھا بائیں ہاتھ میں کہتا ہے کسی طرح مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا اور مجھ کو خبر

اس کا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا۔ اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے

حِسَابِيَهْ ۝ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ۝

نہ ہوتی کیا ہے میرا حساب کسی طرح وہی موت نبڑ جاتی کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال

حساب میرا کسی طرح وہی موت ختم کر جاتی کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال

هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ۝ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝

کھپ گئی مجھ سے میری حکومت ف ۱۰ اس کو پکڑو پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں اس کو پیٹھاؤ

برباد ہوئی مجھ سے حکومت میری ف ۱۱ اس کو پکڑو پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں اس کو ڈالو

ف ۱ یعنی نوحؑ کے زمانہ میں جب پانی کا طوفان آیا تو بظاہر اسباب تم انسانوں میں سے کوئی بھی نہ بچ سکتا تھا یہ ہماری قدرت و حکمت اور انعام و احسان تھا کہ سب منکروں کو غرق کر کے نوحؑ کو مع ان کے ساتھیوں کے بچا لیا بھلا ایسے عظیم الشان طوفان میں ایک کشتی کے سلامت رہنے کی کیا توقع ہو سکتی تھی لیکن ہم نے اپنی قدرت و حکمت کا کرشمہ دکھلایا تا لوگ رہتی دنیا تک اس واقعہ کو یاد رکھیں اور جو کان کوئی معقول بات سن کر سمجھتے اور محفوظ رکھتے ہیں وہ کبھی نہ بھولیں کہ اللہ کا ہم پر ایک زمانے میں یہ احسان ہوا ہے اور سمجھیں کہ جس طرح دنیا کے ہنگامۂ دار و گیر میں فرماں برداروں کو نافرمان مجرموں سے علیحدہ رکھا جاتا ہے یہی حال قیامت کے ہولناک حادثہ میں ہوگا آگے اسی کی طرف کلام منتقل کرتے ہیں ف ۲ یعنی صور پھونکنے کے ساتھ زمین اور پہاڑ اپنے حیز کو چھوڑ دیں گے اور سب کو کوٹ پیٹ کر ایک دم ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا بس وہی وقت ہے قیامت کے ہو پڑنے کا۔ ف ۳ یعنی آج جو آسمان اس قدر مضبوط و محکم ہے کہ لاکھوں سال گذرنے پر بھی کہیں ذرا سا شگاف نہیں پڑا اس روز پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس وقت درمیان سے پھٹنا شروع ہوگا تو فرشتے اس کے کناروں پر چلے جائیں گے ف ۴ اب عرش عظیم کو چار فرشتے اٹھا رہے ہیں جن کی بزرگی اور کلانی کا علم اللہ ہی کو ہے اس دن ان چار کے ساتھ چار اور لگیں گے تفسیر عزیزی میں اس عدد کی حکمتوں اور ان فرشتوں کے حقائق پر بہت دقیق و بسیط بحث کی ہے جس کو شوق ہو وہاں دیکھ لے ف ۵ یعنی اس دن اللہ کی عدالت میں حاضر کئے جاؤ گے اور کسی کی کوئی نیکی یا بدی مخفی نہ رہے گی سب منظر عام پر آجائیں گی۔ ف ۶ یعنی اس دن جس کا اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں دیا گیا جو ناجی و مقبول ہونے کی علامت ہے وہ خوشی کے مارے ہر کسی کو دکھاتا پھرتا ہے کہ لو آؤ! یہ میرا اعمالنامہ پڑھو ف ۷ یعنی میں نے دنیا میں خیال رکھا تھا کہ ایک دن ضرور میرا حساب کتاب ہونا ہے اس خیال سے میں ڈرتا رہا۔ اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہا۔ آج اس کا دل خوش کن نتیجہ دیکھ رہا ہوں کہ خدا کے فضل سے میرا حساب بالکل صاف ہے ف ۸ جو کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حالت میں نہایت سہولت چنے جا سکتے ہیں ف ۹ یعنی دنیا میں تم نے اللہ کے واسطے اپنے نفس کی خواہشوں کو روکا تھا اور بھوک پیاس وغیرہ کی تکلیفیں اٹھائی تھیں آج کوئی روک ٹوک نہیں خوب رچ رچ کر کھاؤ پیو نہ طبیعت منغص ہوگی نہ بدہضمی نہ بیماری نہ زوال کا کھٹکا ف ۱۰ یعنی پیٹھ کی طرف سے بائیں ہاتھ میں جس کا اعمالنامہ دیا جائے گا۔ سمجھ لے گا کہ کمبختی آئی اس وقت نہایت حسرت سے تمنا کرے گا کہ کاش میرے ہاتھ میں اعمالنامہ نہ دیا جاتا اور مجھے کچھ خبر نہ ہوتی کہ حساب کتاب کیا چیز ہے کاش موت میرا قصہ ہمیشہ کے لئے تمام کر دیتی مرنے کے بعد پھر اٹھنا نصیب نہ ہوتا یا اٹھا تھا تو اب موت آکر میرا لقمہ کر لیتی۔ افسوس وہ مال و دولت اور جاہ و حکومت کچھ کام نہ آئی آج ان میں سے کسی چیز کا پتہ نہیں نہ میری کوئی حجت اور دلیل چلتی ہے نہ معذرت کی گنجائش ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے پکڑو، طوق گلے میں ڈالو پھر دوزخ کی آگ میں غوطہ دو اور اس زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو تا جلنے کی حالت میں ذرا بھی حرکت نہ کر سکے کہ ادھر ادھر حرکت کرنے سے بھی جلنے والا قدرے تخفیف محسوس کیا کرتا ہے (تنبیہ) گز سے وہاں کا گز مراد ہے جس کی مقدار اللہ ہی جانے ف یعنی اس نے دنیا میں نہ کر اللہ کو جانا نہ بندوں کے حقوق پہچانے۔ فقیر محتاج کی خود تو کیا خدمت کرتا دوسروں کو بھی ادھر ترغیب نہ دی پھر جب اللہ پر جس طرح چاہیے ایمان نہ لایا تو نجات کہاں اور جب کوئی بھلائی کا کام چھوٹا بڑا نہیں کیا تو عذاب میں تخفیف کی بھی کوئی صورت نہیں ف یعنی جب اللہ کو دوست نہ بنایا تو آج اس کا دوست کون بن سکتا ہے جو حمایت کرکے عذاب سے بچائے یا مصیبت کے وقت کچھ تسلی کی بات کرے ف کھانے سے بھی انسان کو قوت پہنچتی ہے مگر دوزخیوں کو کوئی ایسا مرغوب کھانا نہ ملے گا جو راحت و قوت کا سبب ہو ہاں دوزخیوں کے زخموں کی پیپ دی جائے گی جسے ان گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھا سکتا اور وہ بھی بھوک پیاس کی شدت میں غلطی سے یہ سمجھ کر کھائیں گے کہ اس سے کچھ کام چلے گا بعد کو ظاہر ہوگا کہ اس کا کھانا بھوک کے عذاب سے بڑا عذاب ہے (اعاذنا اللہ من سائر انواع العذاب فی الدنیا والآخرۃ) ف یعنی جو کچھ جنت دوزخ وغیرہ کا بیان ہوا یہ کوئی شاعری نہیں نہ کاہنوں کی اٹکل پچو باتیں ہیں بلکہ قرآن ہے اللہ کا کلام جس کو آسمان سے ایک بزرگ فرشتہ کر ایک بزرگ ترین پیغمبر پر اترا جو آسمان سے لایا وہ اور جس نے زمین والوں کو پہنچایا وہ دونوں رسول کریم ہیں ایک کا کریم ہونا تو تم آنکھوں سے دیکھتے ہو اور دوسرے کی کرامت و بزرگی پہلے کریم کے بیان سے ثابت ہے (تنبیہ) عالم میں دو قسم کی چیزیں ہیں ایک جن کو آدمی آنکھوں سے دیکھتا ہے دوسری جو آنکھ سے نظر نہیں آتی عقل وغیرہ کے ذریعہ سے ان کے تسلیم کرنے پر مجبور ہے مثلاً ہم کتنا ہی آنکھیں پھاڑ کر زمین کو دیکھیں وہ چلتی ہوئی نظر نہ آئے گی لیکن حکماء کے دلائل دیکھ کر عاجز ہو کر ہم اپنی آنکھ کو غلطی پر سمجھتے ہیں اور اپنی عقل کے یا دوسرے عقلاء کی عقل کے ذریعہ سے حواس کی ان غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کر لیتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی عقل بھی غلطیوں اور کوتاہیوں سے محفوظ نہیں آخر اس کی غلطیوں کی اصلاح اور کوتاہیوں کی تلافی کس سے ہو بس تمام عالم میں ایک وحی الٰہی کی قوت ہے جو طور غلطی سے محفوظ و معصوم رہتے ہوئے تمام عقلی قوتوں کی اصلاح و تکمیل کر سکتی ہے جس طرح حواس جہاں پہنچ کر عاجز ہو گئے ہیں وہاں عقل کام دیتی ہے ایسے ہی جس میدان میں عقل مجرد کام نہیں دیتی یا ٹھوکریں کھاتی ہے اس جگہ وحی الٰہی اس کی دستگیری کر کے ان بلند حقائق سے روشناس کرتی ہے شاید اسی لئے یہاں "بما تبصرون وما لا تبصرون" کی قسم کھائی یعنی جو حقائق جنت و دوزخ وغیرہ کی پہلی آیات میں بیان ہوئی ہیں اگر دائرہ محسوسات سے بلند تر ہونے کی وجہ سے تمہاری سمجھ میں نہ آئیں تو اشیاء میں مبصرات و غیر مبصرات یا بالفاظ دیگر محسوسات و غیر محسوسات کی تقسیم سے سمجھ لو کہ یہ رسول کریم کا کلام ہے جو بذریعہ وحی الٰہی دائرہ حس و عقل سے بالاتر حقائق کی خبر دیتا ہے جب ہم بہت سی غیر محسوس بلکہ مخالف حس چیزوں کو اپنی عقل یا دوسروں کی تقلید سے مان لیتے ہیں تو بعض بہت اونچی چیزوں کو رسول کریم کے کہنے سے ماننے میں کیا اشکال ہے ف یعنی قرآن کے کلام اللہ ہونے کی نسبت کبھی کبھی یقین کی کچھ جھلک تمہارے دلوں میں آتی ہے مگر بہت کم جو نجات کے لئے کافی نہیں آخر اس کو شاعری وغیرہ کہہ کر اڑا دیتے ہو کیا واقعی انصاف سے کہہ سکتے ہو کہ یہ کسی شاعر کا کلام ہو سکتا ہے اور شعر کی قسم سے ہے شعر میں وزن و بحر وغیرہ ہونا لازم ہے قرآن میں اس کا پتہ نہیں شاعروں کا کلام اکثر بے اصل ہوتا ہے اور اس کے اکثر مضامین محض وہمی اور خیالی ہوتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں تمام حقائق ثابتہ اور اصول محکمہ کو قطعی دلیلوں اور یقینی حجتوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ف یعنی ذرا سی طرح دھیان کرو تو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی کاہن کا کلام بھی نہیں کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو بھوت پریت جنوں اور چڑیلوں سے تعلق یا مناسبت رکھتے تھے۔ وہ ان کو غیب کی بعض جزئی باتیں ایک مقفیٰ یا مسجع کلام کے ذریعہ سے بتلاتے تھے لیکن جنوں کا کلام معجز نہیں ہوتا کہ ویسا دوسرا نہ کر سکے بلکہ ایک جن کسی کاہن کو جو ایک بات سکھلاتا ہے دوسرا جن بھی ویسی بات دوسرے کاہن کو سکھلا سکتا ہے اور یہ کلام یعنی قرآن کریم ایسا معجز ہے کہ سب جن و انس مل کر بھی اس کے مشابہ کلام نہیں بنا سکتے دوسرے کاہنوں کے کلام میں محض قافیہ اور سجع کی رعایت کے لئے بہت الفاظ بھرتی کے بالکل بے کار اور بے فائدہ ہوتے ہیں اور اس کلام معجز نظام میں ایک حرف یا ایک شوشہ بھی بیکار و بے فائدہ نہیں ...

تبٰرک الذی ۲۹ | ۷۳۷ | الحاقۃ ۶۹

ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ
پھر ایک زنجیر میں جس کا ماپ ہے ستر گز کا اس کو جکڑ دو وہ
پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو ف وہ تھا کہ

لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَلَیْسَ
یقین نہ لاتا تھا اللہ پر جو سب سے بڑا اور تاکید نہ کرتا تھا کھانے پر فقیر کے سو کوئی
یقین نہ لاتا تھا اللہ پر جو سب سے بڑا اور تاکید نہ کرتا تھا فقیر کے کھانے پر ف سو کوئی نہیں

لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۝ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا
نہیں آج اس کا یہاں دوستدار اور نہ کچھ کھانا مگر زخموں کا دھوون کوئی نہ کھا دے اس کو
آج اس کا یہاں دوستدار ف اور کچھ نہ ملے کھانا مگر زخموں کا دھوون کوئی نہ کھائے اس کو مگر

الْخَاطِئُوْنَ ۝ ع فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اِنَّهٗ
مگر وہی گنہگار سو قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو دیکھتے ہو اور جو نہیں دیکھتے ہو یہ کہا
وہی گنہگار ف سو قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو دیکھتے ہو اور جو چیزیں کہ تم نہیں دیکھتے یہ

ع ۱ ۵

لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝
ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا اور نہیں یہ کہا کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو
کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا ف اور نہیں ہے یہ کہا کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو ف

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝
اور نہ کہا جوا پریوں والے کا تم تھوڑا دھیان کرتے ہو یہ اتارا ہے جہاں کے رب کا
اور نہیں ہے کہا پریوں والے کا تم بہت کم دھیان کرتے ہو ف یہ اتارا ہوا ہے جہاں کے رب کا ف

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ۝ ثُمَّ
اور اگر یہ بنا لاتا ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑتے اس کا داہنا ہاتھ پھر
اور اگر یہ بنا لاتا ہم پر کوئی بات تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ پھر

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ۝ وَ
کاٹ ڈالتے اس کی ناڑ پھر تم میں کوئی نہیں اس سے روکنے والا اور
کاٹ ڈالتے اس کی گردن پھر تم میں کوئی ایسا نہیں جو اس سے بچا لے ف اور

اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِیْنَ ۝
یہ جو ہے سمجھوتی ہے ڈر والوں کو اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں
یہ نصیحت ہے ڈرنے والوں کو اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں

وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ ۝
اور وہ جو ہے پچھتاوا ہے منکروں پر اور وہ جو ہے قابل یقین کرنے کے ہے
اور وہ جو ہے پچھتاوا ہے منکروں پر ف اور وہ جو ہے یقین کرنے کے قابل ہے

ع ۲ ۱۵ ۶

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ۝ ع
اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا
اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا ف

منزل ۷

... یں اور معمولی خبروں پر مشتمل ہوتی ...... ہیں لیکن علوم و حقائق پر مطلع ہونا اور ادیان و شرائع کے اصول و قوانین اور معاش و معاد کے دستور و آئین کا معلوم کر لینا اور فرشتوں کے اور آسمانوں ... ری پانا ان سے ممکن نہیں ہو سکتا بخلاف قرآن کریم کے وہ ان ہی مضامین سے پُر ہے ف اسی لئے سارے جہاں کی تربیت کے اعلیٰ اور محکم ترین اصول اس میں بیان ہوئے ہیں ف حضرت شاہ عبد القادر رحمہ اللہ ... پر تو اول اس کا دشمن اللہ ہوتا اور ہاتھ پکڑنا یہ دستور ہے گردن مارنے کا کہ جلاد اس کا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ کر کستا ہے تا رگ کٹ جائے حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تقول کی ضمیر ... رسول یا لفرض کوئی جھوٹا اللہ کی طرف منسوب کر دے یا اس کے کلام میں اپنی طرف سے ملا دے جو اللہ نے نہ کہا ہو تو اسی وقت اس پر عذاب کیا جائے والعیاذ باللہ کیونکہ اس کی تصدیق اور سچائی آیات بینات اور دلائل ... ظاہر کی جا چکی ہے اب اگر اس قسم کی بات ...

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جائے گا اور پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہے جب سے قبروں سے نکلیں اور جب تک دوزخ بہشت بھر چکے ۔ ۲ منہ رحمہ اللہ ف سب نظر آجاویں گے یعنی دوستی ان کی نکمی تھی ۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ______ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

(بقیہ فوائد صفحہ ۴۳۷) التباس و اشتباہ پڑ جائے گا جس کی اصلاح ناممکن ہو جائے گی جو حکمت تشریع کے منافی ہے بخلاف اس شخص کے جس کا رسول ہونا آیات و براہین سے ثابت نہیں ہوا بلکہ کھلے ہوئے قرائن و دلائل خلافیہ اس کی رسالت کی تکذیب کر چکے ہیں تو اس کی بات بھی بیہودہ اور خرافات ہے کوئی عاقل اس کو درخور اعتنا نہ سمجھے گا اور نہ بحمد اللہ دین الٰہی میں کوئی التباس و اشتباہ واقع ہو گا ہاں ایسے شخص کی معجزات وغیرہ سے تصدیق ہونا محال ہے مزید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جھوٹا ثابت کرنے اور رسوا کرنے کے لئے ایسے امور بروئے کار لائے جو اس کے دعوئ رسالت کے منافی ہوں اس کی مثال یوں سمجھو کہ جس طرح بادشاہ ایک شخص کو کسی منصب پر مامور کر کے اور سند فرمان وغیرہ دے کر کسی طرف روانہ کرتے ہیں اب اگر اس شخص سے اس خدمت میں کچھ خیانت ہوئی یا بادشاہ پر کچھ جھوٹ باندھا اس سے ثابت ہوا تو اسی وقت بلا توقف اس کا تدارک کرتے ہیں لیکن اگر بڑک کرنے والا مزدور یا جھاڑو دینے والا بھنگی بکتا پھرے کہ گورنمنٹ کا میرے لئے یہ فرمان ہے یا میرے ذریعہ سے یہ احکام دیئے گئے ہیں تو کون اس کی بات پر کان دھرتا ہے اور کون اس کے دعووں سے تعرض کرتا ہے بہر حال آیت ہذا میں حضورؐ کی نبوت پر استدلال نہیں کیا گیا، بلکہ یہ تبلایا گیا ہے کہ قرآن کریم خالص اللہ کا کلام ہے جس میں ایک حرف یا ایک شوشہ نبی کریم صلعم بھی اپنی طرف سے شامل نہیں کر سکتے ۔ اور نہ باوجود پیغمبر ہونے کے آپ کی یہ شان ہے کہ کوئی بات اللہ کی طرف منسوب کر دیں جو اس نے نہ کہی ہو تورات سفر استثنا کے اٹھارویں باب میں میں اس فقرہ یہ ہے "لیکن وہ نبی ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے" خلاصہ یہ ہے کہ جو نبی ہو گا اس سے ایسا ممکن نہیں ۔ ونظیر ہذہ الآیۃ قولہ تعالیٰ فی البقرۃ ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر ۔ ف یعنی خدا سے ڈرنے والے اس کلام کو سن کر نصیحت حاصل کریں گے اور جن کے دل میں ڈر نہیں وہ جھٹلائیں گے لیکن ایک وقت آنے والا ہے کہ یہی کلام اور ان کا یہ جھٹلانا سخت حسرت و پشیمانی کا موجب ہو گا اس وقت پچھتائیں گے کہ افسوس کیوں ہم نے اس کی بات کو جھٹلایا تھا جو آج یہ آفت دیکھنی پڑی ف یہ کتاب تو ایسی چیز ہے جس پر یقین سے بھی بڑھ کر یقین رکھا جائے کیونکہ اس کے مضامین سرتا پا حق اور ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہیں لازم ہے کہ آدمی اس پر ایمان لا کر اپنے رب کی تسبیح و تمجید میں مشغول ہو تم سورۃ الحاقۃ ولله الحمد۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ معارج مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چوالیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِي

مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکروں کے واسطے کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا اللہ کی طرف

مانگا ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکروں کے واسطے کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا ف آئے اللہ کی طرف

الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ

کا جو چڑھتے درجوں کا صاحب چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور روح اس دن میں جس کا لنباؤ

سے جو چڑھتے درجوں والا ہے ف۲ چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور روح ف۳ اس دن میں جس کا لنباؤ پچاس

اَلْفَ سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝ وَّنَرٰىهُ

پچاس ہزار برس ہے سو تو صبر کر بھلی طرح کا صبر ف وہ دیکھتے ہیں اس کو دور اور ہم دیکھتے

ہزار برس ہے ف سو تو صبر کر بھلی طرح کا صبر کرنا ف وہ دیکھتے ہیں اس کو دور اور ہم دیکھتے ہیں

قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَ

ہیں اس کو نزدیک جس دن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا اور ہوں گے پہاڑ جیسے رنگی اون اور

اس کو نزدیک ف جس دن ہوگا آسمان جیسے تانبا پگھلا ہوا ف اور ہوں گے پہاڑ جیسے اون رنگی ہوئی ف اور

لَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ

نہ پوچھے گا دوست دار دوستدار کو سب نظر آجاویں گے ان کو چاہے گا گنہگار کسی طرح چھڑوائی میں دے اس

نہ پوچھے گا دوستدار دوستدار کو سب نظر آجائیں گے ان کو ف چاہے گا گنہگار کسی طرح چھڑوائی میں دے کر اس دن

يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝ وَ

دن کی مار سے اپنے بیٹے کو اور ساتھ والی اور بھائی کو اور اپنا گھرانے کو جس میں رہتا تھا اور

کے عذاب سے اپنے بیٹے کو اور اپنی ساتھ والی کو اور اپنے بھائی کو اور اپنے گھرانے کو جس میں رہتا تھا اور

مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً

جتنے زمین پر ہیں سارے پھر آپ کو بچا دے ف کوئی نہیں وہ تپتی آگ ہے کھینچ لینے والی

جتنے زمین پر ہیں سب کو پھر اپنے آپ کو بچالے ہرگز نہیں ف وہ تپتی ہوئی آگ ہے کھینچ لینے والی

لِّلشَّوٰى ۝ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۝ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ

کلیجہ بلاتی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی اور پھر گیا اور اکٹھا کیا اور تھینا تحقیق آدمی

کلیجہ ف بلاتی ہے اس کو جس نے پیٹھ پھیری اور پھر کر چلا گیا اور جوڑا اور سینت کر رکھا ف بیشک آدمی

خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝

بنایا ہے جی کا کچا جب لگی اس کو برائی تو گھبرا اور جب لگی اس کو بھلائی تو ان دیتا

بنا ہے جی کا کچا جب پہنچے اس کو برائی تو بے صبرا اور جب پہنچے اس کو بھلائی تو بے توفیقا ف۱۳

خصلتوں سے آراستہ ہو کر قرب و وصول کے روحانی مرتبوں اور درجوں سے ترقی کرتے ہوئے اس کی حضوری سے مشرف ہوتے ہیں اور وہ درجے مسافت کی دوری اور نزدیکی میں مختلف اور متفاوت ہیں بعض ایسے ہیں کہ ایک پلک مارنے میں ان کے سبب سے ترقی ہو سکتی ہے جیسے اسلام کا کلمہ زبان سے کہنا اور بعضے ایسے ہیں کہ ایک ساعت میں ان سے ترقی حاصل ہوتی ہے جیسے نماز ادا کرنا اور بعض سے پورے ایک دن میں جیسے روزہ یا ایک مہینے میں جیسے پورے رمضان کے روزے یا ایک سال میں جیسے حج ادا کرنا و علیٰ ہذا القیاس اور اسی طرح فرشتوں اور روحوں کا عروج جو کسی کام پر مقرر ہیں اس کام سے فراغت پانے کے بعد مختلف و متفاوت ہے اور اس خداوند قدوس کی تدبیر و انتظام کا آثار چڑھاؤ بیشمار رنگ دکھاتا ہے

فوائد صفحہ ہذا ف حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا، وہ کسی سے نہ ہٹایا جائے گا" یا عذاب مانگنے والے کفار ہوں جو کہا کرتے تھے کہ آخر جس عذاب کا وعدہ ہے وہ جلدی کیوں نہیں آتا۔ اے اللہ اگر محمد (صلعم) کا کہنا سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دے یہ باتیں انکار اور تمسخر کی راہ سے کہتے تھے اس پر فرمایا کہ عذاب مانگنے والے ایک ایسی آفت مانگ رہے ہیں جو بالیقین ان پر پڑنے والی ہے کسی کے روکے رک نہیں سکتی۔ کفار کی انتہائی حماقت یا شوخ چشمی ہے جو ایسی چیز کا اپنی طرف سے مطالبہ کرتے ہیں۔ ف یعنی فرشتے اور مومنین کی روحیں تمام آسمانوں کو درجہ بدرجہ طے کر کے اس کی بارگاہ قرب تک چڑھتی ہیں یا اس کے بندے اس کے حکموں کی تابعداری میں جان و دل سے کوشش کر کے اور اچھی خصلتوں سے آراستہ ہو کر ... ف یعنی فرشتے اور لوگوں کی روحیں پیشی کے لئے حاضر ہوں گی ف پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہے یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لے کر جنتیوں کے جنت میں . . . اور دوزخیوں کے دوزخ میں قرار پکڑنے تک پچاس ہزار برس کی مدت ہو گی اور کل فرشتے اور تمام قسم کی مخلوقات کی روحیں اس تدبیر میں بطور خدمت گار کے شریک ہوں گی پھر اس بڑے کام کے سرانجام کی مدت گزر جانے پر ان کو عروج ہو گا۔ (تنبیہ) حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "خدا کی قسم ایماندار آدمی کو وہ (اتنا لمبا) دن ایسا چھوٹا معلوم ہو گا جتنی دیر میں ایک نماز فرض ادا کر لیتا ہے" ف یعنی یہ کافر اگر زراہ انکار و تمسخر عذاب کے لئے جلدی مچاتے ہیں تب بھی آپ جلدی نہ کریں بلکہ صبر و استقلال سے رہیں دل تنگ نہ ہوں نہ حرف شکایت زبان پر آئے آپ کا صبر [illegible] ف یعنی ان کے خیال میں قیامت کا آنا بعید از امکان اور دور از عقل ہے اور ہم کو اس قدر قریب نظر آرہی ہے گویا آ ہی رکھی ہے ف بعض نے مہل کا ترجمہ تیل کی تلچھٹ سے کیا ہے ف اون مختلف رنگ کی ہوتی ہے اور پہاڑ بھی ... قال تعالیٰ ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانها وغرابیب سود (فاطر، رکوع ۴) دوسری جگہ فرمایا کالعهن المنفوش (القارعہ) یعنی پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح اڑتے پھریں گے ف یعنی آجائیں گے یعنی دوستی ان کی نکمی تھی"۔ ایک دوسرے کا حال دیکھے گا مگر کچھ مدد و حمایت نہ کر سکے گا ہر ایک کو اپنی پڑی ہو گی ف یعنی چاہے گا کہ بس چلے تو سارے کنبہ بلکہ ساری دنیا کو فدیہ میں دے کر اپنی جان بچالے مگر ممکن نہ ہو گا ف یعنی وہ تو کھال اتار کر اندر سے کلیجہ نکال لیتی ہے ف یعنی ... اور مال سمیٹنے اور (بقیہ بر ...)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی منی کی جیسی چیز سے وہ کہاں لائق بہشت کے مگر جب ایمان سے پاک ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ـــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ فِي

مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر قائم ہیں اور جن کے

مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر قائم ہیں ف۱ اور جن کے

أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۝ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ

مال میں حصہ ٹھہر رہا ہے مانگتے اور ہارے کا اور جو یقین کرتے ہیں

مال میں حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا ف۲ اور جو یقین کرتے ہیں

بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ ۝ إِنَّ عَذَابَ

انصاف کے دن کو اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک ان کے

انصاف کے دن پر ف۳ اور جو لوگ کہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں ف۴ بیشک ان کے

رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ

رب کے عذاب سے نڈر نہ ہوا جائے اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہیں مگر اپنی جوروؤں

رب کے عذاب سے کسی کو نڈر نہ ہونا چاہیئے ف۵ اور جو اپنی شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر اپنی جوروؤں سے

أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ

سے یا اپنے ہاتھ کے مال سے سو ان پر نہیں الاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوائے

یا اپنے ہاتھ کے مال سے سو ان پر نہیں کچھ الاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوائے

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝

سو وہی ہیں حد سے بڑھتے اور جو کوئی اپنی دھروڑ دھرین اور اپنا قول نباہتے ہیں

سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے ف۶ اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو نباہتے ہیں ف۷

وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں اور جو اپنی نماز سے

اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں ف۸ اور جو اپنی نماز سے

ع ۱ ۳۵ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۝ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا

خبردار ہیں وہی ہیں باغوں میں عزت سے پھر کیا ہوا ہے منکروں کو

خبردار ہیں ف۹ وہی لوگ ہیں باغوں میں عزت سے ف۱۰ پھر کیا ہوا ہے منکروں کو

قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ۝ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ۝ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ

تیری طرف دوڑے آتے ہیں داہنے سے اور بائیں سے جوٹ کے جوٹ کیا لالچ رکھتا ہے

تیری طرف دوڑتے ہوئے آتے ہیں داہنے سے اور بائیں سے غول کے غول کیا طمع رکھتا ہے ہر ایک شخص

مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ۝ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ ۝ فَلَا

ہر ایک ان میں کہ داخل ہووے نعمت کے باغ میں کوئی نہیں ہم نے ان کو بنایا ہے جس چیز سے جانتے ہیں ف۱ سو

ان میں کہ داخل ہو جائے نعمت کے باغ میں ہرگز نہیں ف۱۱ ہم نے ان کو بنایا ہے جس سے وہ بھی جانتے ہیں ف۱۲ سو

أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ۝ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا

میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں مغربوں کے مالک کی ہم سکتے ہیں کہ بدل کر لے آویں ان سے

میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی ف۱۳ تحقیق ہم کر سکتے ہیں کہ بدل کر لے آئیں ان سے

(بقیہ فوائد صفحہ ۷۳۸) سینت کر رکھنے میں مشغول رہتے تھے وہ سب دوزخ کی طرف کھنچے چلے آئیں گے بعض آثار میں ہے کہ دوزخ اول زبان قال سے پکارے گی۔ الی یا کافر الی یا منافق، الی یا جامع المال، یعنی او کافر او منافق! او مال سمیٹ کر رکھنے والے! ادھر آ۔ لوگ ادھر ادھر بھاگیں گے اس کے بعد ایک بہت لمبی گردن نکلے گی جو کفار کو چن چن کر اس طرح اٹھائے گی جیسے جانور زمین سے دانہ اٹھا لیتا ہے (اعاذنا اللہ) ف۱ یعنی کسی طرف پختگی اور ہمت نہیں دکھلاتا۔ فقر، فاقہ، بیماری اور سختی آئے تو بے صبر ہو کر گھبرا اٹھے بلکہ مایوس ہو جائے گویا اب کوئی سبیل مصیبت سے نکلنے کی باقی نہیں رہی اور مال و دولت تندرستی اور فراخی ملے تو نیکی کیلئے ہاتھ نہ اٹھے اور مالک کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو ہاں وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی گنڈے دار نہیں بلکہ مداومت والتزام سے نماز پڑھتے ہیں اور نماز کی حالت میں نہایت سکون کے ساتھ برابر اپنی نماز ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ف۲ سورۃ "المؤمنون" میں اس کی تفسیر گذر چکی ف۳ یعنی اس یقین کی بنا پر اچھے کام کرتے ہیں جو اس دن کام آئیں ف۴ یعنی اس سے ڈر کر برائیوں کو چھوڑتے ہیں ف۵ یعنی اللہ کا عذاب ایسی چیز نہیں کہ بندہ اس کی طرف سے مامون اور بے فکر ہو کر بیٹھ رہے ف۶ یعنی بیوی اور باندی کے سوا جو کوئی اور جگہ قضاء شہوت کے لئے ڈھونڈے وہ حد اعتدال اور حد جواز سے باہر قدم نکالتا ہے ف۷ اس میں اللہ کے اور بندوں کے سب حقوق آ گئے کیونکہ آدمی کے پاس جس قدر قوتیں ہیں سب اللہ کی امانت ہیں ان کو اسی کے بتلائے ہوئے موقع میں خرچ کرنا چاہیئے۔ اور جو قول و قرار ازل میں باندھ چکا ہے اس سے پھرنا نہیں چاہیئے ف۸ یعنی ضرورت پڑے تو بلا کم و کاست اور بے رو رعایت گواہی دیتے ہیں اور حق پوشی نہیں کرتے ف۹ یعنی نمازوں کے اوقات اور شروط و آداب کی خبر رکھتے ہیں اور اس کی صورت و حقیقت کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں ف۱۰ جنتیوں کی یہ آٹھ صفتیں ہوئیں جن کو نماز سے شروع اور نماز ہی پر ختم کیا گیا ہے تا معلوم ہو کہ نماز اللہ کے ہاں کس قدر مہتم بالشان عبادت ہے جس میں یہ صفات ہوں گی وہ بلوغ "دیکھے دل کا، نہ ہوگا بلکہ عزم و ہمت والا ہوگا۔ ف۱۱ یعنی قرآن کی تلاوت اور جنت کا ذکر سنکر کفار ہر طرف سے ٹولیاں بنا کر تیری طرف اڈے چلے آتے ہیں پھر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں کیا اس کے باوجود بھی طمع رکھتے ہیں کہ وہ سب جنت کے باغوں میں داخل کئے جائیں گے جیسا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم کو لوٹ کر خدا کی طرف جانا ہوا تو وہاں بھی ہمارے لئے بہتری ہی بہتری ہے ہرگز نہیں اس خداوند عادل و حکیم کے ہاں ایسا اندھیر نہیں ہو سکتا۔ (تنبیہ) ابن کثیر نے ان آیات کا مطلب یہ لیا ہے کہ تیری طرف کے ان منکروں کو کیا ہوا کہ تیزی کے ساتھ دوڑے چلے جاتے ہیں داہنے اور بائیں غول کے غول یعنی قرآن سنکر ایسے کیوں بدکتے اور بھاگتے ہیں پھر کیا اس وحشت و نفرت کے باوجود بھی توقع رکھتے ہیں کہ ان میں ہر شخص بے کھٹکے جنت میں جا گھسے ہرگز نہیں ونیا کما قال تعالیٰ۔ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۝ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ۝ (مدثر۔ رکوع ۲) ف۱۲ یعنی منی جیسی حقیر پانی جیسی گھناؤنی چیز سے پیدا ہوا وہ کہاں لائق ہے بہشت کے مگر ہاں جب ایمان کی بدولت پاک و صاف اور معظم و مکرم ہو اور ممکن ہے إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ سے اشارہ ہو إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا کی طرف جو چند آیات پہلے اسی سورۃ میں آ چکا ہے یعنی وہ پیدا تو ہوا ہے ان صفات پر۔ اور إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ الخ کے استثناء میں اپنے کو شامل نہ کیا پھر بہشت کا مستحق کیسے۔ اس تقدیر پر مِّمَّا يَعْلَمُونَ کی ترکیب خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ کے قبیل سے ہوگی ف۱۳ آفتاب ہر روز ایک نئے نقطے سے طلوع ہوتا اور نئے نقطہ پر غروب ہوتا ہے ان کو مشارق و مغارب کہا

toobaa-elibrary.blogspot.com

مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِيْنَ ○ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا

بہتر اور ہم سے پھر جا نہ جاویں گے سو چھوڑ دے ان کو باتیں بناویں اور کھیلیں جب

بہتر اور ہمارے قابو سے نکل نہ جائیں گے ف۱ سو چھوڑ دے ان کو کہ باتیں بنائیں اور کھیلا کریں یہاں تک کہ

يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا

تک بھڑیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہے جس دن نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے جیسے

اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہے ف۲ جس دن نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے ہوئے

كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ○ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط

کسی نشانے پر دوڑے جاتے ہیں نیچی ہیں ان کی آنکھیں چڑھی آتی ہے ان پر ذلت

جیسے کسی نشانی پر دوڑتے جاتے ہیں ف۳ جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی ان پر ذلت

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○ | سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

یہ وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ ہے

یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا ف۴ | سورۂ نوح مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھائیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ

ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ پہنچے ان پر

ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ پہنچے ان پر

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

دکھ والی آفت بولا اے میری قوم میں تم کو ڈر سناتا ہوں کھول کر کہ بندگی کرو اللہ

عذاب دردناک ف۵ بولا اے قوم میری میں تم کو ڈر سناتا ہوں کھول کر کہ بندگی کرو اللہ کی

وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى

کی اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو کہ بخشے وہ تم کو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو

اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو ف۶ تاکہ بخشے وہ تم کو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک

اَجَلٍ مُّسَمًّى ط اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

ایک ٹھہرائے وعدہ تک وہ جو وعدہ رکھا اللہ نے جب آپہنچے اس کو ڈھیل نہ ہوگی اگر تم کو سمجھ ہے ف

مقرر وعدہ تک ف۷ وہ جو وعدہ کیا ہے اللہ نے جب آپہنچے گا اس کو ڈھیل نہ ہوگی ف۸ اگر تم کو سمجھ ہو ف۹

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ○ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ

بولا اے رب میں بلاتا رہا ہوں اپنی قوم کو رات دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ

بولا اے رب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو رات اور دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ

اِلَّا فِرَارًا ○ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ

بھاگتے ہی رہے اور میں نے جس بار ان کو بلایا کہ تو معاف کرے ان کو ڈال لیں انگلیاں

بھاگنے لگے ف۱۰ اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تاکہ تو ان کو بخشے ڈالنے لگے انگلیاں

ف۱ یعنی جب ان کی جگہ ان سے بہتر لا سکتے ہیں تو خود ان کو دوبارہ کیوں پیدا نہیں کر سکتے؟ کیا وہ ہمارے قابو سے نکل کر کہیں جا سکتے ہیں؟ یا "خَيْرًا مِّنْهُمْ" سے مراد ان ہی کا دوبارہ پیدا کرنا ہو کیونکہ عذاب ہو یا ثواب دوسری زندگی اس زندگی سے بہرحال اکمل ہوگی یا یہ مطلب ہو کہ ان کفار مکہ کو جتنی شیخی کرنے دیجئے۔ ہم خدمت اسلام کے لئے اس سے بہتر قوم لے آئیں گے۔ چنانچہ قریش کی جگہ اس نے انصار مدینہ کو کھڑا کر دیا اور مکہ والے پھر بھی اس کے قابو سے نکل کر کہیں نہ جا سکے آخر اپنی شرارتوں کے مزے چکھنے پڑے (تنبیہ) مشارق و مغارب کی قسم شاید اس لئے کھائی کہ جو خدا ہر روز مشرق و مغرب کو بدلتا رہتا ہے اس کو تمہارا تبدیل کرنا کیا مشکل ہے ف۲ یعنی تھوڑے دنوں کی ڈھیل ہے پھر سزا ہونی یقینی ہے ف۳ یعنی کسی خاص نشان اور علامت کی طرف جیسے تیزی سے دوڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرتا ہے یا "نصب" سے بت مراد ہوں جو کعبہ کے گرد کھڑے کئے ہوئے تھے ان کی طرف بھی بت عقیدت اور شوق کے ساتھ لپکے ہوئے جاتے تھے ف۴ یعنی قیامت کا دن۔

تم سورۃ المعارج و للہ الحمد و المنہ

ف۵ یعنی اس سے پہلے کہ کفر و شرارت کی بدولت دنیا میں طوفان کے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب کا سامنا ہو ف۶ یعنی اللہ سے ڈر کر کفر و معصیت چھوڑ دو اور طاعت و عبادت کا راستہ اختیار کرو ف۷ یعنی ایمان لے آؤ گے تو اس سے پہلے اللہ کے جو حقوق تلف کئے ہیں وہ معاف کر دے گا اور کفر و شرارت پر جو عذاب آنا مقدر ہے ایمان لانے کی صورت میں وہ نہ آئے گا بلکہ ڈھیل دی جائے گی کہ عمر طبعی تک زندہ رہو اور جہاں [illegible] کی موت و حیات کے عام قانون کے موافق اپنے مقرر وقت پر موت آئے کیونکہ [illegible] سے تو بہرحال کسی نیک و بد کو چارہ نہیں ف۸ یعنی ایمان نہ لانے کی صورت میں عذاب کا جو وعدہ ہے اگر وہ سر پر آ کھڑا ہوا تو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گا، نہ ایک منٹ کی ڈھیل دی جائے گی یا یہ مطلب ہو کہ موت کا وقت معین جو اللہ نے مقرر کی ہے اس میں تاخیر نہیں ہو سکتی والظاہر ہو الاوّل۔ حضرت شاہ صاحبؒ ان آیات کی تقریر ایک اور طرح کرتے ہیں "یعنی بندگی کرو کہ نوع انسان دنیا میں قیامت تک رہے اور قیامت کو تو دیر نہ لگے گی اور جو سب مل کر بندگی چھوڑ دو تو سارے ابھی ہلاک ہو جاؤ طوفان آیا تھا ایسا ہی کہ ایک آدمی نہ بچے حضرت نوحؑ کی بندگی سے ان کا بچاؤ ہو گیا" ف۹ یعنی اگر تم کو سمجھ ہے تو یہ باتیں سمجھتے اور عمل کرنے کی ہیں ف۱۰ یعنی نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو برس تک ان کو سمجھاتے رہے جب امید کی کوئی جھلک باقی نہ رہی تو مایوس اور تنگدل ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ پار خدایا میں نے اپنی طرف سے دعوت و تبلیغ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا رات کی تاریکی میں اور دن کے اجالے میں برابر ان کو تیری طرف بلاتا رہا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ جوں جوں تیری طرف آنے کو کہا گیا یہ بدبخت اور زیادہ ادھر سے منہ پھیر کر بھاگے اور جس قدر میری طرف سے شفقت و دلسوزی کا اظہار ہوا ان کی جانب سے نفرت اور بیزاری بڑھتی گئی۔

ع ۲/۹ ۸

وقف لازم

toobaa-elibrary.blogspot.com

مو ضح قرآن ف بڑا اللہ یعنی کچھ اس کی بات ہمارے دل میں نہ لگ جائے ف یعنی ایسے کام کیوں نہیں کرتے کہ وہ اپنی بڑائی سے تم پر خراب نہ بھیجے اور طرح طرح بنایا یعنی ماں کے پیٹ میں بھانت بھانت رنگ بدلے ف یعنی اپنے مالدار کا کہا مانا اور ان کے مال اور اولاد انہیں کچھ کام نہ آئے بلکہ اُن پر وبال ہے اُنہیں کے سبب دین سے محروم رہے ف یعنی سب کو سمجھا دیا کہ اس کی بات نہ مانو ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝

اپنے کانوں میں اور لپیٹے اوپر اپنے کپڑے اور ضد کی اور غرور کیا بڑا غرور ف۱

اپنے کانوں میں ف۱ اور لپیٹ لئے اپنے اوپر کپڑے ف۲ اور ضد کی اور غرور کیا بڑا غرور ف۳

ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝

پھر میں نے انکو بلایا ادھاڑ پھر میں نے کھول کر کہا اُنکو اور چھپ کر کہا چپکے سے

پھر میں نے اُن کو بلایا برملا ف۴ پھر میں نے اُن کو کھول کر کہا اور چھپ کر کہا چپکے سے ف۵

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ

تو میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دے آسمان کی تم پر

تو میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہ ہے بخشنے والا ف۶ چھوڑ دے گا آسمان کی تم پر

مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ

دھاریں اور بڑھتی دے تم کو مال اور بیٹوں سے اور بنا دے تمکو باغ اور بنا دے

دھاریں اور بڑھا دیگا تم کو مال اور بیٹوں سے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغ اور بنا دیگا

لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا

تم کو نہریں کیا ہے تمکو کیوں نہیں امید رکھتے اللہ سے بڑائی کی اور بنایا اُس نے تم کو طرح طرح سے ف کیا تم نے نہیں دیکھا

تمہارے لئے نہریں ف۷ کیا ہوا ہے تم کو کیوں نہیں امید رکھتے اللہ سے بڑائی کی ف۸ اور اسی نے بنایا تم کو طرح طرح سے ف۹ کیا تم نے نہیں دیکھا

كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ

کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ پر تہ اور رکھا چاند اُن میں اُجالا اور رکھا

کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ بر تہ ف۱۰ اور رکھا چاند کو اُن میں اُجالا اور رکھا

الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ

سورج چراغ جلتا اور اللہ نے اُگایا تمکو زمین سے جماکر پھر ڈالتا تمکو دہرا کر اُسمیں اور نکالیگا

سورج کو چراغ جلتا ہوا ف۱۱ اور اللہ نے اُگایا تم کو زمین سے جماکر ف۱۲ پھر کر ڈالیگا تم کو اس میں اور نکالیگا تم

اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝

باہر اور اللہ نے بنا دی تمکو زمین بچھونا کہ چلو اُس میں کشادہ رستے

کو باہر ف۱۳ اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لیے زمین کو بچھونا تاکہ چلو اُس میں کشادہ رستے ف۱۴

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ۝

کہا نوح نے اے رب میرے اُنہوں نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جس کو اُس کے مال اور اولاد سے اور بڑھا ٹوٹا ف

کہا نوح نے اے رب میرے اُنہوں نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جس کو اُس کے مال اور اولاد سے اور زیادہ ہو ٹوٹا ف۱۵

وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۝ۙ

اور داؤ کیا ہے بڑا داؤ اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکروں کو اور نہ چھوڑیو ود کو اور نہ سواع کو

اور داؤ کیا ہے بڑا داؤ ف۱۶ اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو ف۱۷ اور نہ چھوڑیو ود کو اور نہ سواع کو

وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۝ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا

اور نہ یغوث کو۔ اور یعوق کو اور نسر کو اور بہکا دیا بہتوں کو اور نہ بڑھائیو تو بے انصافوں کو مگر

اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو ف۱۸ اور بہکا دیا بہتوں کو اور تو نہ زیادہ کرنا بے انصافوں کو مگر

ف۱ کیونکہ میری بات سننا اُنکو گوارا نہیں، چاہتے ہیں کہ یہ آواز کان میں نہ پڑے۔ ف۲ تاکہ میری اور میں اُنکی صورت نہ دیکھوں۔ نیز انگلیاں اگر کسی وقت کانوں میں ڈھیلی پڑ جائیں تو کچھ کپڑوں کی روک رہے۔ غرض کوئی بات کسی عنوان سے دل میں اُترنے نہ پائے ف۳ یعنی کسی طرح اپنے طریقے سے ہٹنا نہیں چاہتے اور انکا غرور اجازت نہیں دیتا کہ میری بات کی طرف ذرا بھی کان دھریں ف۴ یعنی اُن کے مجمعوں میں خطاب کیا اور مجلسوں میں جا کر سمجھایا ف۵ یعنی مجمع کے سوا اُن سے علیحدگی میں بات کی، صاف کھول کر بھی اور اشاروں میں بھی، زور سے بھی اور آہستہ بھی۔ غرض نصیحت کا کوئی عنوان اور کوئی رنگ نہیں چھوڑا ف۶ یعنی باوجود سینکڑوں برس سمجھانے کے اب بھی اگر میری بات مان کر اپنے مالک کی طرف جھکوگے اور اُس سے اپنی خطائیں معاف کراؤگے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ پچھلے سب قصور یکقلم معاف کر دیگا ف۷ یعنی ایمان و استغفار کی برکت سے قحط و خشک سالی (جس میں [illegible]) دور ہو جائیگی اور اللہ تعالیٰ دھواں دھار برسنے والا بادل بھیجدیگا۔ [illegible] کھیت اور باغ خوب سیراب ہونگے، غلے، پھل، میوہ کی افراط ہوگی مواشی وغیرہ فربہ ہو جائینگے، دودھ گھی بڑھ جائیگا اور عورتیں جو کفر و معصیت کی شامت سے بانجھ ہو رہی ہیں اولاد ذکور جننے لگیں گی۔ غرض آخرت کے ساتھ دنیا کے عیش و بہار سے بھی وافر حصہ دیا جائے گا (تنبیہ) امام ابوحنیفہؒ نے اس آیت سے یہ نکالا ہے کہ استسقاء کی اصل حقیقت اور روح استغفار و انابت ہے اور نماز اُس کی کامل ترین صورت ہے جو سنت صحیحہ سے ثابت ہوئی ف۸ یعنی اللہ کی بڑائی سے امید رکھنا چاہیے کہ تم اُس کی فرمانبرداری کروگے تو تم کو بزرگی اور عزت و وقار عنایت فرمائیگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تم اللہ کی بڑائی کا اعتقاد کیوں نہیں رکھتے اور اُس کی عظمت و جلال سے ڈرتے کیوں نہیں۔ ف۹ یعنی ماں کے پیٹ میں تم نے طرح طرح کے رنگ بدلے۔ اور اصلی مادہ سے لیکر موت تک آدمی کتنی پلٹیاں کھاتا ہے اور کتنے اطوار و ادوار اور اتار چڑھاؤ ہیں جن میں کو گزرتا ہے ف۱۰ یعنی ایک کے اوپر ایک ف۱۱ سورج کا نور تیز اور گرم ہوتا ہے جسکے آتے ہی رات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے۔ شاید اس لئے اُسکو جلتے چراغ سے تشبیہ دی، اور چاند کے نور کو بھی چراغ کی روشنی کا پھیلاؤ سمجھنا چاہیے جو جرم قمر کے توسط سے ٹھنڈی اور دھیمی ہو جاتی ہو۔ واللہ اعلم ف۱۲ یعنی زمین سے خوب اچھی طرح جماؤ کے ساتھ پیدا کیا۔ اول ہمارے باپ آدم مٹی سے پیدا ہوئے، پھر نطفہ جس سے بنی آدم پیدا ہوتے ہیں غذا کا خلاصہ ہے جو مٹی سے نکلتی ہے۔ ف۱۳ یعنی مرے پیچھے مٹی میں مل جاتے ہیں، پھر قیامت کے دن اُسی سے نکالے جائیں گے ف۱۴ یعنی اُس پر بیٹھو، لیٹو، چلو، پھرو، برتو۔ کشادہ راستے نکال دیے ہیں۔ ایک شخص چاہے اور وسائل ہوں تو ساری زمین کے گرد گھوم سکتا ہے۔ راستے کی کوئی رکاوٹ نہیں ف۱۵ یعنی اپنے رئیسوں اور مالداروں کا کہا مانا جنکے مال و اولاد میں کچھ خوبی اور بہتری نہیں بلکہ وہ اُن پر ٹوٹا ہے، اُن ہی کے سبب دین سے محروم رہے اور غایت تمرد و تکبر سے اوروں کو بھی محروم رکھا ف۱۶ یعنی سب کو سمجھا دیا کہ اس کی بات نہ مانو اور طرح طرح کی ایذا رسانی کے درپے رہے ف۱۷ یعنی اپنے معبودوں کی حمایت پر جمے رہنا، نوح کے بہکانے میں نہ آنا۔ کہتے ہیں کہ سینکڑوں برس تک ہر ایک اپنی اولاد در اولاد کو وصیت کر جاتا تھا کہ کوئی اس بڈھے (نوح) کے فریب میں نہ آئے اور اپنے آبائی دین سے قدم نہ ہٹائے ف۱۸ یہ ان کے بتوں کے نام ہیں ہر مطلب کا ایک الگ بت [illegible] عرب میں آئے اور ہندوستان میں بھی اسی قسم کے بت بشن، برہما، اندر، شیو اور ہنومان وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہیں۔ اسکی مفصل تحقیق حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی میں ...... کی۔ بعض روایات میں ہے کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے۔ اُن کی وفات کے بعد شیطان کے اغوا سے قوم نے اُن کی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کرلیں۔ پھر اُنکی تعظیم ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ پرستش کرنے لگے۔ العیاذ باللہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی کوئی تدبیران کی بن نہ پڑے اور ود اور سواع وغیرہ نام تھے بتوں کے ہر ہر مطلب کا ایک بت تھا ف۲ سورۂ احقاف میں گذرا کہ حضرت نماز صبح پڑھتے تھے کتنے جن سُن کر ایمان لائے پھر جا کر اپنی قوم سے بیان کیا یہاں اُنکے بیان کو اللہ نے وحی فرمائی رسول پر بعد اس کے بہت بار جن حضرت پاس آکر ملے اور ایمان لائے قرآن سیکھا ف۳ جو گراہیاں آدمیوں میں تھیں وہ جنوں میں بھی تھیں اللہ کے واسطے جورو بیٹا ٹھہراتے تھے
ف۴ یعنی ہم میں جو بے وقوف تھے وہ ایسی باتیں کہتے تھے یا ابلیس کو کہا ہو ف۵ یعنی اس سے ہم بھی بہک گئے ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

مِّمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ

بہکاوا ف۱ کچھ وہ اپنے گناہوں سے ڈبائے گئے پھر پہنچائے گئے آگ میں پھر نہ پایا اپنے واسطے

بھٹکنا ف۱ کچھ وہ اپنے گناہوں سے ڈبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں ف۲ پھر نہ پائے اپنے واسطے اُنہوں نے

دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ

اللہ کے سوائے کوئی مددگار اور کہا نوح نے اے رب نہ چھوڑ زمین پر

اللہ کے سوائے کوئی مددگار ف۳ اور کہا نوح نے اے رب نہ چھوڑیو زمین پر

الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا

منکروں کا ایک گھر بسنے والا اگر تو چھوڑ دے مقرر بہکاویں تیرے بندوں کو اور جو جنیں سو

منکروں کا ایک گھر بسنے والا مقرر اگر تو چھوڑ دے گا اُنکو بہکائیں گے تیرے بندوں کو اور جو جنیں گے سو

فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا

ڈھیٹھ حق نہ سمجھتا اے رب معاف کر مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار

ڈھیٹھ حق کا منکر ف۴ اے رب معاف کر مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار

وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ ع

اور سب ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور گنہگاروں پر بھی بڑھتا کر برباد ہونا

اور سب ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو ف۵ اور گنہگاروں پر بڑھتا کر یہی برباد ہونا

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۂ جن مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝

تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کئی لوگ جنوں کے پھر کہا ہم نے سنا ہے قرآن عجب

تو کہہ مجھکو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے ف۱ پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب

يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ

سوجھاتا نیک راہ سو ہم اس پر یقین لائے اور ہرگز شریک نہ بنا دینگے اپنے رب کا کسی کو ف۲ اور یہ کہ اونچی ہے شان

کہ سمجھاتا ہے نیک راہ سو ہم اس پر یقین لائے اور ہرگز نہ شریک بتلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو ف۳ اور یہ کہ اونچی ہے شان

رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ

ہمارے رب کی نہیں رکھی اُس نے جورو نہ بیٹا ف۳ اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اللہ پر بڑھا کر

ہمارے رب کی نہیں رکھی اُس نے جورو نہ بیٹا ف۴ اور یہ کہ ہم میں کا بیوقوف اللہ پر بڑھا کر باتیں

شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ

باتیں کرتا ف۴ اور یہ کہ ہمکو خیال تھا کہ نہ بولیں گے آدمی اور جن اللہ کے اوپر جھوٹ ف۵ اور یہ کہ

کہا کرتا تھا ف۵ اور یہ کہ ہم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ بولیں گے آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ ف۶ اور یہ کہ

ف۱ حضرت شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں یعنی (بھٹکتے رہیں) کوئی تدبیر (سیدھی) بن نہ پڑے" اور حضرت شاہ عبدالعزیز لکھتے ہیں کہ اللہ راہ کے طور پر بھی ان کو اپنی معرفت سے آشنا نہ کر" اور عامۂ مفسرین نے ظاہری معنے لئے ہیں۔ یعنی اے اللہ ان ظالموں کی گمراہی کو اور بڑھا دیجئے تاجلد شقاوت کا پیمانہ لبریز ہو کر عذاب الہٰی کے مورد بنیں۔ بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ بددعا اُنکی ہدایت سے بکلی مایوس ہو کر کی، خواہ مایوسی ہزار سالہ تجربہ کی بنا پر ہو یا حق تعالیٰ کا یہ ارشاد سن چکے ہونگے۔ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ " (ہود۔ رکوع ۴) بہرحال ایسی مایوسی کی حالت میں تنگدل اور غضبناک ہو کر یہ دعا کرنا کچھ مستبعد نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص یا جماعت کے راہ راست پر آنے کی طرف سے قطعاً مایوسی ہو جائے اور نبی اُنکی استعداد کو پوری طرح جانچ کر سمجھ لے کہ خیر کے نفوذ کی ان میں مطلق گنجائش نہیں بلکہ ان کا وجود ایک عضو فاسد کی طرح ہے جو یقیناً باقی جسم کو بھی فاسد اور مسموم کر ڈالے گا تو اس وقت اُن کے کاٹ ڈالنے اور صفحۂ ہستی سے محو کر دینے کے سوا دوسرا کیا علاج ہے اگر قتال کا حکم ہو تو قتال کی خدمت سے انکو فنا کیا جائے یا قوت کو ذکر اُنکے اثر بد کو متعدی نہ ہونے دیا جائے ورنہ آخری صورت یہ ہے کہ اللہ سے دعا کی جائے کہ وہ اُنکے وجود سے دنیا کو پاک کر دے اور [redacted] یم سے دوسروں کو محفوظ رکھے۔ کما قال اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ الخ بہرحال نوح کی دعا اور ایسی طرح موسیٰ علیہما السلام کی دعا جو سورۂ یونس میں گذری اسی قبیل سے تھی واللہ اعلم
ف۲ یعنی طوفان آیا اور بظاہر پانی میں ڈبائے گئے لیکن فی الحقیقت برزخ کی آگ میں پہنچ گئے
ف۳ یعنی وہ بت (ود، سواع، یغوث وغیرہ) اس آڑے وقت میں کچھ بھی مدد نہ کر سکے یوں ہی کس مپرسی کی حالت میں مرکھپ گئے۔ ف۴ یعنی ایک کا فرکو زندہ نہ چھوڑیے۔ ان میں کوئی اس لائق نہیں کہ باقی رکھا جائے جو کوئی رہیگا میرا تجربہ یہ کہتا ہے کہ اُسکے نطفہ سے بھی بے حیا، ڈھیٹ، منکر حق اور ناشکرے پیدا ہونگے اور جبتک ان میں سے کوئی موجود رہیگا خود تو راہ راست پر کیا آتا دوسرے ایمانداروں کو بھی گمراہ کرے گا ف۵ یعنی میرے مرتبہ کے موافق مجھ سے جو تقصیر ہوئی ہو اپنے فضل سے معاف کیجئے اور میرے والدین اور جو میری کشتی یا میرے گھر یا میری مسجد میں مؤمن ہو کر آئے اُن سب کی خطائیں درگزر فرمائیے بلکہ قیامت تک جس قدر مرد اور عورتیں مؤمن ہوں سب کی مغفرت کیجئے۔ اے اللہ نوح کی دعا کی برکت سے اس بندہ عاصی و خاطی کو بھی اپنی رحمت و کرم سے مغفور کر کے جو دن تعذیب دنیوی و اخروی اپنی رضا و کرامت کے محل میں پہنچا دیجئے۔ انک سمیع قریب مجیب الدعوات

تم سورۃ نوح و للہ الحمد والمنہ

ف۱ جنوں کے وجود اور حقیقت پر حضرت شاہ عبدالعزیز رح نے سورۂ ہذا کی تفسیر میں نہایت مبسوط و مفصل بحث کی ہے اور عربی میں "آکام المرجان فی احکام الجان" اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے جسکو شوق ہو مطالعہ کرے یہاں گنجائش نہیں کہ اس قسم کے مباحث درج کیے جائیں ف۲ سورۂ "احقاف" میں گذر چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کئی جن اُدھر کو گذرے اور قرآن کی آواز پر فریفتہ ہو کر سچے دل سے ایمان لے آئے پھر اپنی قوم سے جا کر سب ماجرا بیان کیا کہ ہم نے ایک کلام سنا ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت، حسن اسلوب، قوت تاثیر، شیریں بیانی، طرز موعظت اور علوم و مضامین کے اعتبار سے عجیب و غریب ہے۔ معرفت ربانی اور رشد و فلاح کی طرف رہبری کرتا ہوا طالب خیر کا ہاتھ پکڑ کر نیکی اور تقویٰ کی منزل پر پہنچا دیتا ہے اس لئے ہم سنتے ہی بلا توقف اُس پر یقین لائے اور ہم کو کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ ایسا کلام اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہو سکتا اب ہم اُسکی تعلیم و ہدایت کے موافق عہد کرتے ہیں کہ آئندہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اُن کے اس تمام بیان کی آخر تک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر وحی فرمائی۔ اس کے بعد بہت مرتبہ جن حضور سے آکر ملے ایمان لائے اور قرآن سیکھا ف۳ یعنی جورو بیٹا رکھنا اُس کی عظمت شان کے منافی ہے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو گمراہیاں آدمیوں میں پھیلی ہوئی تھیں وہ جنوں میں بھی تھیں (عیسائیوں کی طرح) اللہ کے جورو بیٹا ٹھہراتے تھے ف۴ یعنی ہم میں جو بے وقوف ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی لغو باتیں اپنی طرف سے بڑھا کر کہتے تھے اور اُن میں سب سے بڑا بے وقوف ابلیس ہے۔ شاید خاص وہی اس جگہ لفظ "سفیہ" سے مراد ہو ف۵ یعنی ہمکو یہ خیال تھا کہ اس قدر انبوہ کثیر جن اور آدمی مل کر جن میں بڑے بڑے عاقل اور دانا بھی ہیں اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹی بات کہنے کی جرأت نہ کرینگے یہی خیال کر کے ہم بھی بہک گئے۔ اب قرآن سن کر قلعی کھلی اور اپنے پیشروؤں کی اندھی تقلید سے نجات ملی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۝ وَأَنَّهُمْ

تھے کتنے مرد آدمیوں کے پناہ پکڑتے کتنے مردوں کی جنوں کے پھر ان کو چڑھا اور مرتبہ ف۱ اور یہ کہ

تھے کتنے مرد آدمیوں میں کے پناہ پکڑتے تھے کتنے مردوں کی جنوں میں کے پھر تو وہ اور زیادہ سر چڑھنے لگے ف۱ اور یہ کہ

ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ۝ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ

انکو بھی خیال تھا جیسا تمکو خیال تھا کہ ہرگز نہ اٹھاوے گا اللہ کبھی کو ف۲ اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اسکو بھر رہا اسمیں

انکو بھی خیال تھا جیسا تم کو خیال تھا کہ ہرگز نہ اٹھائے گا اللہ کسی کو ف۲ اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اسکو بھر رہے ہیں

حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ۝ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ

چوکیدار سخت اور انگارے ف۳ اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمانوں کے ٹھکانوں میں سننے کو پھر جو کوئی اب سننا

اسمیں چوکیدار سخت اور انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے ٹھکانوں میں سننے کے واسطے پھر جو کوئی اب سننا

الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن فِي الْأَرْضِ

چاہے پاوے اپنے واسطے ایک انگارا گھات میں اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کچھ برا ارادہ ٹھہرا ہے زمین کے رہنے والوں پر

چاہے وہ پائے اپنے واسطے ایک انگارا گھات میں ف۴ اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ برا ارادہ ٹھہرا ہے زمین کے رہنے والوں پر

أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ كُنَّا

یا چاہا ان کے حق میں انکے رب نے راہ پر لانا اور یہ کہ کوئی ہم میں نیک ہیں اور کوئی اس کے سوا ہم تھے

یا چاہا ہے انکے حق میں انکے رب نے راہ پر لانا ف۵ اور یہ کہ کوئی ہم میں نیک ہیں اور کوئی اس کے سوائے ہم تھے

طَرَائِقَ قِدَدًا ۝ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَن نُّعْجِزَهُ

کئی راہ پر پھٹ رہے اور یہ کہ ہمارے خیال میں آیا کہ ہم چڑھ نہ جاویں گے اللہ سے زمین میں اور نہ تھکا دیں گے اسکو

کئی راہ پر پھٹے ہوئے ف۶ اور یہ کہ ہمارے خیال میں آ گیا کہ ہم چھپ نہ جائیں گے اللہ سے زمین میں اور نہ تھکا دیں گے اسکو

هَرَبًا ۝ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ ۖ فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ

بھاگ کر اور یہ کہ جب ہمنے سنی راہ کی بات ہم نے اسکو مانا پھر جو کوئی یقین لاوے اپنے رب پر سو نہ ڈرے گا

بھاگ کر ف۷ اور یہ کہ جب ہم نے سن لی راہ کی بات تو ہم نے اسکو مان لیا ف۸ پھر جو کوئی یقین لائیگا اپنے رب پر سو وہ نہ ڈرے گا

بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۝ وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ

نقصان سے اور نہ زبردستی سے اور یہ کہ کوئی ہم میں حکم بردار ہیں اور کوئی بے انصاف سو جو حکم میں آئے

نقصان سے اور نہ زبردستی سے ف۹ اور یہ کہ کچھ ہم میں حکم بردار ہیں اور کچھ ہیں بے انصاف سو جو لوگ حکم میں آ گئے

فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

انہوں نے اٹکلی نیک راہ جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے دوزخ کے ایندھن

سو انہوں نے اٹکل کر لیا نیک راہ کو اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے دوزخ کے ایندھن ف۱۰

وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ

اور یہ حکم آیا کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلاتے انکو پانی بھر کر تا کہ ان کو جانچیں

اور یہ حکم آیا کہ اگر لوگ سیدھے رہتے راہ پر تو ہم پلائے ان کو پانی بھر کر تاکہ ان کو جانچیں

فِيهِ ۚ وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ

اسمیں اور جو کوئی منہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ پیٹھا دے گا اسکو چڑھتے عذاب میں اور سجدہ کے ہاتھ پاؤں

اس میں ف۱۱ اور جو کوئی منہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ ڈال دیگا اسکو چڑھتے عذاب میں ف۱۲ اور یہ کہ مسجدیں

ف۱ عرب میں یہ جہالت بہت پھیلی ہوئی تھی جنوں سے غیب کی خبریں پوچھتے، انکے نام کی نیاز کرتے، چڑھاوے چڑھاتے اور جب کسی قافلہ کا گزر یا پڑاؤ کسی خوفناک وادی میں ہوتا تو کہتے کہ اس علاقہ کے جنوں کا جو سردار ہے ہم اسکی پناہ میں آتے ہیں تاکہ وہ اپنے ماتحت جنوں سے ہماری حفاظت کرے۔ ان باتوں سے جن اور زیادہ مغرور ہو گئے اور سر چڑھنے لگے۔ دوسری طرف اس طرح کی شرکیات سے آدمیوں کے عصیان و طغیان میں بھی اضافہ ہوا جب انہوں نے خود اپنے اوپر جنوں کو مسلط کر لیا تو وہ ان کے اغواء میں کیا کمی کرتے۔ آخر قرآن نے اگر ان خرابیوں کی جڑ کاٹی ف۲ مسلمان جن یہ سب گفتگو اپنی قوم سے کر رہے ہیں یعنی جیسا تمہارا خیال ہے بہت آدمیوں کا بھی یہی خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو ہرگز قبروں سے نہ اٹھائیگا یا آئندہ کوئی پیغمبر مبعوث نہ کریگا جو رسول پہلے ہو چکے سو ہو چکے۔ اب قرآن سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو لوگوں کو بتلاتا ہے کہ تم سب موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور رتی رتی کا حساب دینا ہوگا ف۳ یعنی ہم اوپر جا کر آسمان کے قریب تک پہنچے تو دیکھا کہ آج کل بہت سخت پہرے لگے ہیں کسی شیطان کو غیب کی خبر سننے نہیں دیتے اور جو شیطان ایسا ارادہ کرتا ہے اس پر انگارے برستے ہیں۔ اس سے پیشتر اتنی سختی اور روک ٹوک نہ تھی جن اور شیاطین آسمان کے قریب کسی جگہ بیٹھ کر ادھر کی کچھ خبریں سن آیا کرتے تھے مگر اب اس قدر سخت نگرانی اور انتظام ہے کہ جو سننے کا ارادہ کرے فوراً شہاب ثاقب کے آتشیں گولے سے اس کا تعاقب کیا جاتا ہے۔ اس کی بحث پارہ حجر وغیرہ میں گزر چکی وہاں دیکھ لیا جائے ف۴ یعنی یہ جدید انتظامات اور سختیاں خدا جانے کس غرض سے عمل میں آئی ہیں۔ یہ تو ہم سمجھ چکے کہ قرآن کریم کا نزول اور پیغمبر کی بعثت اس کا سبب ہوا لیکن نتیجہ کیا ہونیوالا ہے؟ آیا زمین والے قرآن کو مان کر دنیا و آخرت میں اور اس قرآن پر الطاف خصوصی مبذول فرمائیگا؟ یا یہی ارادہ ٹھہر چکا ہے کہ لوگ قرآنی ہدایات سے اعراض کرنے کی پاداش میں تباہ و برباد کئے جائیں؟ اس کا علم اسی علام الغیوب کو ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ف۵ یعنی نزول قرآن سے پہلے بھی سب ایک راہ پر نہ تھے بلکہ نیک و بد ہر قسم کے تھے اور عبادت بدکار و ناہنجار ان میں بھی فرقے اور جماعتیں ہوئیں۔ کوئی مشرک، کوئی جاہل، کوئی یہودی و غیر ذلک۔ اور عملی طور پر ہر ایک کی راہ الگ جدا ہوگی۔ اب قرآن آیا جو اختلافات اور تفرقوں کو مٹانا چاہتا ہے لیکن لوگ ایسے کہاں ہیں کہ سب کے سب حق کو قبول کر کے ایک راستہ پر چلنے لگیں۔ لامحالہ اب بھی اختلاف رہیگا ف۶ یعنی اگر ہم نے قرآن کو نہ مانا تو اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتے، نہ زمین میں کسی جگہ چھپ کر، نہ ادھر ادھر بھاگ کر یا ہوا میں اڑ کر ف۷ یعنی ہمارے لئے فخر کا موقع ہے کہ جنوں میں سب سے پہلے ہم نے قرآن سنکر بلا توقف قبول کیا اور ایمان لائے ہیں ایک منٹ کی دیر نہیں کی ف۸ یعنی سچے ایماندار کو اللہ کے ہاں کوئی کھٹکا نہیں۔ نہ نقصان کا کہ اس کی کوئی نیکی اور محنت برباد اور ضائع چلی جائے۔ نہ زیادتی کا کہ زبردستی کسی دوسرے کے جرم اسکے سر تھوپ دیئے جائیں۔ غرض وہ نقصان، تخفیف اور ذلت و رسوائی سب سے مامون و محفوظ ہے ف۹ یعنی نزول قرآن کے بعد ہم میں دو طرح کے لوگ ہیں ایک وہ جنہوں نے اللہ کا پیغام سن کر قبول کیا اور اسکے احکام کے سامنے گردن جھکا دی، یہی ہیں جو حق میں کامیاب ہوئے اور اپنی تحقیق و تفحص سے نیکی کے راستہ پر پہنچ گئے۔ دوسرا گروہ بے انصاف کا ہے جو کہ ٹیڑھی بے انصافی کی راہ سے اپنے پروردگار کے احکام کو جھٹلاتا اور اسکی فرمانبرداری سے انحراف کرتا ہے۔ یہ وہ ہیں جنکو جہنم کا کندا اور دوزخ کا ایندھن کہنا چاہیے ف۱۰ تنبیہ۔ یہاں تک مسلمان جنوں کا کلام نقل فرمایا جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا۔ آگے حق تعالیٰ اپنی طرف سے بعض نصیحت کی باتیں ارشاد فرماتے ہیں۔ گویا "وان لو استقاموا" کا عطف "انہ استمع نفر من الجن" پر ہوا۔ حضرت مترجم محقق رح نے ترجمہ میں "اور یہ حکم آیا" کے الفاظ بڑھا کر بتلا دیا کہ یہ بھی آخر تک مقول اوحی الی کے تحت میں داخل ہے ف۱۱ یعنی اگر جن وانس حق کی سیدھی راہ پر چلتے تو ہم انکو ایمان و طاعت کی بدولت ظاہری و باطنی برکات سے سیراب کر دیتے اور اسمیں بھی انکی آزمائش ہوتی کہ نعمتوں سے بہرہ ور ہو کر شکر بجا لاتے اور طاعت میں مزید ترقی کرتے ہیں یا کفران نعمت کر کے اصل سرمایہ بھی کھو بیٹھتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس وقت مکہ والوں کے ظلم و شرارت کی سزا میں حضور کی دعا سے کئی سال کا قحط پڑا تھا۔ لوگ خشک سالی سے پریشان ہو رہے تھے اس پر متنبہ فرمایا کہ اگر سب لوگ ظلم و شرارت سے باز آ کر اللہ کے راستہ پر چلیں جیسے مسلمان جنوں نے طریقہ اختیار کیا ہے تو قحط دور ہو اور باران رحمت سے ملک سرسبز و شاداب کر دیا جائے ف۱۲ یعنی اللہ کی یاد سے منہ موڑ کر آدمی کو چین نصیب نہیں ہو سکتا وہ تو ایسے راستہ پر چل رہا ہے جہاں پریشانی اور عذاب ہی چڑھتا چلا آتا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی رسول کو خبر دیتا ہے غیب کی پھر چوکیدار رکھتا ہے اُسکے ساتھ کہ اُس میں شیطان دخل نہ کرنے پاوے اور اپنا نفس غلط نہ سمجھے یہی معنے ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو عصمت ہے اوروں کو نہیں اور انکے کشف میں شک نہیں۔ اوروں کے معلوم میں شک ہے ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝ وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا

حق اللہ کا ہے سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو (۱۸) اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اُس کو پکارتا لوگ

اللہ کی یاد کیواسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو ف۱ اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ ف۲ کہ اُسکو پکارے تو لوگوں

يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝

ہونے لگتے ہیں اُس پر ٹھٹھ سو کہہ میں تو صرف پکارتا ہوں اپنے رب کو شریک نہیں کرتا اُسکا کسی کو

کا بندھنے لگتا ہے اُس پر ٹھٹھ ف۳ تو کہہ میں تو پکارتا ہوں بس اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اُسکا کسی کو ف۴

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ

تو کہہ میرے ہاتھ نہیں تمہارا بُرا اور نہ راہ پر لانا تو کہہ مجھ کو نہ بچا دے گا اللہ

تو کہہ میرے اختیار میں نہیں تمہارا بُرا اور نہ راہ پر لانا ف۵ تو کہہ مجھ کو نہ بچائے گا اللہ

اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اُسکے سوا سرک رہنے کو کہیں جگہ مگر پہنچانا ہے اللہ کی طرف سے اور

کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اُسکے سوائے کہیں سرک رہنے کو جگہ ف۶ مگر پہنچانا ہے اللہ کی طرف سے اور

رِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

اُسکے پیغام دینے اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اُسکے رسول کا سو اُسکے لئے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اُس میں

اُسکے پیغام لانے ف۷ اور جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اُسکے رسول کا سو اُسکے لئے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اُس میں

اَبَدًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا

ہمیشہ یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو اُن سے وعدہ ہوا تب جان لیں گے کس کی مدد کمزور ہے

ہمیشہ ف۸ یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو کچھ اُن سے وعدہ ہوا تب جان لیں گے کس کے مددگار کمزور ہیں

وَّاَقَلُّ عَدَدًا ۝ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ

اور گنتی میں تھوڑے تو کہہ میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا یا کر دے اُس کو میرا رب ایک

اور گنتی میں تھوڑے ف۹ تو کہہ میں نہیں جانتا کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا ہے یا کر دے اُس کو میرا رب ایک

اَمَدًا ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰي غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى

مدت کی حد جاننے والا بھید کا سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر جو پسند کر لیا

مدت کے بعد ف۱۰ جاننے والا بھید کا سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر جو پسند کر لیا

مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ لِّيَعْلَمَ

کسی رسول کو تو وہ چلاتا ہے اُس کے آگے اور پیچھے چوکیدار ف۱ تا جانے

کسی رسول کو تو وہ چلاتا ہے اُس کے آگے اور پیچھے چوکیدار ف۱۱ تا کہ جانے

اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

کہ اُنہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے اور قابو میں رکھا ہے جو اُنکے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی

کہ اُنہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے ف۱۲ اور قابو میں رکھا ہے جو اُنکے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی ف۱۳

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۂ مزمل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی بیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

ع ۱۱

ف۱ یوں تو خدا کی ساری زمین اس اُمت کیلئے مسجد بنا دی گئی ہے۔ لیکن خصوصیت سے وہ مکانات جو مسجدوں کے نام سے خاص عبادت الٰہی کیلئے بنائے جاتے ہیں انکو اور زیادہ امتیاز حاصل ہے وہاں جا کر اللہ کے سوا کسی ہستی کو پکارنا ظلم عظیم اور شرک کی بدترین صورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خالص خدائے واحد کی طرف آؤ اور اُسکا شریک کر کے کسی کو کہیں بھی مت پکارو، خصوصاً مساجد میں جو اللہ کے نام پر تنہا اُسی کی عبادت کیلئے بنائی گئی ہیں۔ بعض مفسرین نے "مساجد" سے مراد وہ اعضاء لئے ہیں جو سجدہ کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں۔ اُسوقت مطلب یہ ہوگا کہ یہ خدا کے دیئے ہوئے اور اُسکے بنائے ہوئے اعضاء ہیں۔ جائز نہیں کہ ان کو اُس مالک و خالق کے سوا کسی دوسرے کے سامنے جھکاؤ۔ ف۲ یعنی بندۂ کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ف۳ یعنی آپ جب کھڑے ہو کر قرآن پڑھتے ہیں تو لوگ ٹھٹھ کے ٹھٹھ آپ پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ مؤمنین تو شوق و رغبت سے قرآن سننے کی خاطر، اور کفار عداوت و عناد سے آپ پر ہجوم کرنے کیلئے ف۴ یعنی کفار سے کہہ دیجئے کہ تم مخالفت کی راہ سے جھمگھٹ کیوں کرتے ہو، کونسی بات ایسی ہے جس پر تمہاری خفگی ہے۔ میں کوئی بُری اور نامعقول بات تو نہیں کہتا۔ صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اُسکا شریک کسی کو نہیں سمجھتا، تو اسمیں لڑنے جھگڑنے کی کونسی بات ہے؟ اور اگر تم جب مل کر مجھ پر ہجوم کرنا چاہتے ہو تو یاد رکھو میرا اعتماد و بھروسہ اکیلے اُسی خدا پر ہے جو ہر قسم کی شرکت سے پاک اور بے نیاز ہے ف۵ یعنی میرے اختیار میں نہیں کہ تم کو راہ پر لے آؤں۔ اور نہ تم کو کچھ نقصان پہنچا دوں۔ سب بُرائی بھلائی اور سود و زیاں اُسی خدائے واحد کے قبضہ میں ہے ف۶ یعنی تم کو نفع نقصان پہنچانا تو کجا، اپنا نفع و ضرر بھی میرے قبضہ میں نہیں۔ اگر بالفرض میں اپنے فرائض میں تقصیر کر دوں تو کوئی شخص نہیں جو مجھ کو اللہ کے ہاتھ سے بچا لے اور کوئی جگہ نہیں جہاں بھاگ کر پناہ حاصل کر سکوں ف۷ یعنی اللہ کی طرف سے پیغام لانا اور اُسکے بندوں کو پہنچا دینا یہی چیز ہے جو اُس نے میرے اختیار میں دی اور یہی فرض ہے جسکے ادا کرنے سے میں اُس کی حمایت اور پناہ میں رہ سکتا ہوں۔ ف۸ یعنی تمہارے نفع نقصان کا مالک میں نہیں۔ لیکن اللہ کی اور میری نافرمانی کرنے سے نقصان پہنچنا ضروری ہے ف۹ یعنی تم جو جتھے باندھ کر ہم پر ہجوم کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ محمد (صلعم) اور اُسکے ساتھی تھوڑے سے آدمی ہیں وہ بھی کمزور تو جب وعدہ کا وقت آئیگا اُسوقت پتہ لگے گا کہ کس کے ساتھی کمزور اور گنتی میں تھوڑے تھے۔ ف۱۰ یعنی اسکا علم مجھے نہیں دیا گیا کہ وعدہ جلد آنے والا ہے یا ایک مدت کے بعد، کیونکہ قیامت کا وقت معین کر کے اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا۔ یہ اُن غیوب میں سے ہے جو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ف۱۱ یعنی اپنے بھید کی پوری خبر کسی کو نہیں دیتا، ہاں رسولوں کو جسقدر اُنکی شان و منصب کے لائق ہو بذریعہ وحی خبر دیتا ہے۔ اُس وحی کے ساتھ فرشتوں کے پہرے اور چوکیاں رکھی جاتی ہیں کہ کسی طرف سے شیطان اسمیں دخل کرنے نہ پائے اور رسول کا اپنا نفس بھی غلط نہ سمجھے۔ یہی معنی ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو (اپنے علوم و اخبار میں) عصمت حاصل ہے اوروں کو نہیں۔ انبیاء کی معلومات میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہوتی۔ دوسروں کی معلومات میں کئی طرح کے احتمال ہیں۔ اسی لئے محققین صوفیہ نے فرمایا ہے کہ ولی اپنے کشف کو قرآن و سُنت پر عرض کر کے دیکھے۔ اگر اُنکے مخالف نہ ہو تو غنیمت سمجھے ورنہ بے تکلف رد کر دے۔ (تنبیہ) اس آیت کی نظیر آل عمران میں ہے۔ "وما کان اللہ لیطلعکم علے الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء" اور کئی سورتوں میں علم غیب کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ وہیں ہم فوائد میں اس پر مفصل کلام کر چکے ہیں۔ فلیراجع۔ ف۱۲ یعنی یہ زبردست انتظامات اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ فرشتوں نے پیغمبروں کو یا پیغمبروں نے دوسرے بندوں کو اُس کے پیغامات ٹھیک ٹھیک بلا کم و کاست پہنچا دیئے ہیں ف۱۳ یعنی ہر چیز اُس کی نگرانی اور قبضہ میں ہے۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وحی الٰہی میں تغیر و تبدل یا قطع و برید کر سکے۔ اور یہ پہرے چوکیاں بھی شان حکومت کے اظہار اور سلسلۂ اسباب کی محافظت کیلئے بہت سی حکمتوں پر مبنی ہیں، ورنہ جس کا علم اور قبضہ ہر چیز پر حاوی ہو اُسکو ان چیزوں کی کوئی احتیاج نہیں۔

تم سورۃ الجن و للہ الحمد والمنۃ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ سورت اول میں اتری ہے جب وحی کی دہشت سے حضرت کو جاڑا لگا اپنے اوپر کپڑا لپیٹے اللہ نے یہی نام لے کر پکارا رات کو کھڑا رہ یعنی نماز پڑھ رات کو اول اس دین میں رات ہی کی نماز فرض ہوئی مگر کسی رات نہ ہو تو معاف ہے ف۲ یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو ف۳ یعنی بڑی ریاضت ہے کہ نفس روندا جاتا ہے اور اس وقت دعا اور ذکر سیدھا ادا ہوتا ہے دل سے ف۴ یعنی دن کو لوگوں کو سمجھانا ہے عبادت کا وقت مقرر کر رات کو ف۵ یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ جھگڑ کر نہیں سلوک سے ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۝

اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات ف۱ آدھی رات یا اُس سے کم کر تھوڑا سا

اے کپڑے میں لپٹنے والے ف۱ کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات ف۲ آدھی رات یا اُس میں سے کم کر دے تھوڑا سا

اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝

یا زیادہ کر اُس پر اور کھول کھول پڑھ قرآن کو صاف ہم آگے ڈالیں گے تجھ پر ایک بھاری بات ف۲

یا زیادہ کر اُس پر ف۳ اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف ف۴ ہم ڈالنے والے ہیں تجھ پر ایک بات وزن دار ف۵

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ

البتہ اُٹھان رات کا سخت روندتا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات ف۳ البتہ تجھ کو دن میں

البتہ اُٹھنا رات کو سخت روندتا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات ف۶ البتہ تجھ کو دن میں

سَبْحًا طَوِیْلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ۝ رَبُّ

شغل رہتا ہے لمبا ف۴ اور پڑھ نام اپنے رب کا اور چھوٹ آ اُسکی طرف سب سے الگ ہو کر مالک

شغل رہتا ہے لمبا ف۷ اور پڑھے جا نام اپنے رب کا اور چھوٹ کر چلا آ اُس کی طرف سب سے الگ ہو کر ف۸ مالک

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا

مشرق اور مغرب کا اُس بنا کسی کی بندگی نہیں سو پکڑ اُسکو کام سونپا اور سہتا رہ جو

مشرق اور مغرب کا ف۹ اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سو پکڑ لے اُسکو کام بنانیوالا ف۱۰ اور سہتا رہ جو

یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ۝ وَذَرْنِیْ وَالْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ

کہتے ہیں اور چھوڑ اُن کو بھلی طرح چھوڑنا ف۵ اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو آرام میں رہے ہیں

کہتے رہیں ف۱۱ اور چھوڑ دے اُنکو بھلی طرح کا چھوڑنا ف۱۲ اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو آرام میں رہے ہیں

وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ۝ اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّجَحِیْمًا ۝ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا

اور ڈھیل دے اُنکو تھوڑی سی البتہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکتا اور دکھ کی

اور ڈھیل دے اُنکو تھوڑی سی ف۱۳ البتہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور عذاب

اَلِیْمًا ۝ یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِیْبًا مَّهِیْلًا ۝

مار جس دن کانپے زمین اور پہاڑ اور ہو جاویں پہاڑ ریت پھسلتی

دردناک ف۱۴ جس دن کہ کانپے گی زمین اور پہاڑ اور ہو جائیں گے پہاڑ ریت کے تودے پھسلتے ف۱۵

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ

ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول بتانے والا تمہارا جیسے بھیجا فرعون کے پاس

ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول بتلانیوالا تمہاری باتوں کا ف۱۶ جیسے بھیجا فرعون کے پاس

رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ۝ فَكَیْفَ

رسول پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسول کا پھر پکڑا ہم نے اُسکو پکڑ وبال کی پھر کیوں کر

رسول ف۱۷ پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسول کا پھر پکڑا ہم نے اُسکو وبال کی پکڑ ف۱۸ پھر کیونکر

ف۱ یہ سورت ابتدائی سورتوں میں سے ہے جو مکہ میں نازل ہوئیں۔ روایات صحیحہ میں ہے کہ شروع میں جب وحی کی دہشت اور ثقل سے آپ کا بدن کانپنے لگا تو آپ نے گھر والوں سے فرمایا "زملونی زملونی" مجھے کپڑا اڑھاؤ کپڑا اڑھاؤ چنانچہ کپڑا اڑھا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اور اس سے اگلی سورت میں آپکو اسی نام سے پکارا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ قریش "دارالندوہ" میں جمع ہو کر آپ کے متعلق مشورہ کیا کہ آپ کی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہئے۔ کسی نے "کاہن" کہا کسی نے "جادوگر" کسی نے "مجنوں"۔ مگر اتفاق رائے کسی چیز پر نہ ہوا۔ اخیر میں "ساحر" کی طرف رجحان تھا۔ آپکو خبر ہوئی تو رنجیدہ اور مغموم ہوئے اور کپڑوں میں لپٹ گئے جیسا اکثر سوچ اور غم میں مغموم آدمی اس طرح کر لیتا ہے۔ اُس پر حق تعالیٰ نے "تانیس و ملاطفت" کیلئے اس عنوان سے خطاب فرمایا۔ جیسے آپ نے حضرت علیؓ کو ایک مرتبہ "قم یا ابا تراب" فرمایا تھا جبکہ وہ خفا و رنجیدہ ہو کر چلے گئے اور مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ لکھتے ہیں کہ اس سورت میں خرقہ پوشی کے لوازم و شروط بیان ہوئی ہیں۔ گویا یہ سورت اُس شخص کی سعادت ہے جو درویشوں کا خرقہ پہنے اور اپنے تئیں اس رنگ میں رنگے۔ لغت عرب میں "مزمل" اُس شخص کو کہتے ہیں جو بڑے کشادہ کپڑے کو اپنے اوپر لپیٹے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ایسا تھا کہ جب نماز تہجد اور قرآن شریف کی تلاوت کے لئے رات کو اُٹھتے تھے تو ایک کمبل دراز اوڑھ لیتے تھے تاکہ بدن محفوظ رہے اور وضو و نماز کی حرکات میں کسی طرح کا حرج واقع نہ ہو۔ نیز اس عنوان کے اختیار کرنے میں ان لوگوں کو ہُشیار کرنا ہے جو کپڑا اوڑھ کر پڑے ہوئے رات کو آرام کر رہے ہوں کہ رات کا ایک معتد بہ حصہ اللہ کی عبادت میں گزاریں۔ ف۲ یعنی کسی رات اتفاق سے نہ پڑھے تو معاف ہے۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک "الا قلیلا" کا مطلب یہ ہے کہ رات کو اللہ کی عبادت میں کھڑے رہو ہاں تھوڑا سا حصہ شب کا اگر آرام کرو تو مضائقہ نہیں۔ غالباً تھوڑے سے مراد یہاں نصف ہوگا کیونکہ رات جو آرام کے لئے تھی جب آدھی عبادت میں گزار دی تو اس کے اعتبار سے باقی نصف کو تھوڑا ہی کہنا موزوں تھا۔ ف۳ یعنی آدھی رات سے کچھ کم جو تہائی تک پہنچ سکتی ہے یا آدھی سے زیادہ جو دو تہائی تک ہو۔ چنانچہ آگے فرمایا "ان ربک یعلم انک تقوم ادنیٰ من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ"۔ ف۴ یعنی تہجد میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو کہ ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آئے۔ اس طرح پڑھنے سے فہم و تدبر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے اور ذوق و شوق بڑھتا ہے۔ ف۵ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو" اور وہ بوجھ ایسا ہے کہ جس کے سامنے شب بیداری کو سہل سمجھنا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد ہم پے در پے قرآن تم پر نازل کرینگے جو اپنی قدر و منزلت کے اعتبار سے بہت بھاری اور وزن دار اور اپنی کیفیات و لوازم کے اعتبار سے بہت بھاری اور گراں بار ہے۔ احادیث میں ہے کہ نزول قرآن کے وقت آپ پر بہت گرانی اور سختی گزرتی تھی جاڑے کے موسم میں آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے۔ اگر اُس وقت کسی سواری پر سوار ہوتے تو سواری تحمل نہیں کر سکتی تھی۔ ایک مرتبہ آپکی ران مبارک زید بن ثابتؓ کی ران پر تھی۔ اُس وقت وحی نازل ہوئی۔ زید بن ثابت کو ایسا محسوس ہوا کہ اُنکی ران بوجھ سے پھٹ جائے گی۔ اسکے علاوہ اس ماحول میں قرآن کی دعوت و تبلیغ اور اسکے حقوق کا پوری طرح ادا کرنا اور اس راہ میں تمام سختیوں کو کشادہ دلی سے برداشت کرنا بھی سخت مشکل اور بھاری کام تھا۔ الغرض جس طرح ایک حیثیت سے یہ کلام آپ پر بھاری تھا دوسری حیثیت سے کافروں اور منکروں پر شاق تھا۔ ان تمام وجوہ کا لحاظ کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ جس قدر قرآن اتر چکا ہے اُس کی تلاوت میں رات کو مشغول رہا کریں اور اس عبادت خاص کے انوار سے اپنے تئیں منور کر کے اس فیض اعظم کی تربیت کی استعداد اپنے اندر مستحکم فرمائیں۔ ف۶ یعنی رات کو اٹھنا کچھ آسان کام نہیں۔ بڑی بھاری ریاضت اور نفس کشی ہے جس سے نفس روندا جاتا ہے

منزل ۷

نیند، آرام وغیرہ خواہشات پامال کی جاتی ہیں۔ نیز اُس وقت دعا اور ذکر سیدھا ... دل ادا ہوتا ہے۔ زبان اور دل موافق ہوتے ہیں۔ جو بات زبان سے نکلتی ہے دل میں خوب جمتی چلی جاتی ہے ... کے ساتھ دنیا پر نزول فرماتے ہیں قلب کو ایک عجیب قسم کا سکون و قرار اور لذت و اشتیاق کی کیفیت حاصل ہوتی ہے ف۷ یعنی دن میں لوگوں کو سمجھانا اور دوسرے کئی طرح کے مشاغل رہتے ہیں۔ گو وہ بھی آپکے حق میں باواسطہ عبادت ہیں تاہم بلا واسطہ پروردگار کی عبادت اور مناجات کیلئے رات کا وقت مخصوص رکھنا چاہئے۔ اگر عبادت میں مشغول ہو کر رات کی بعض طرح چھوٹ جائیں تو کچھ پروا نہیں۔ ف۸ یعنی علاوہ قیام لیل کے دن میں بھی ... لیکن ولایت اسکی پروردگار کا ... سب سے قطع تعلق کر کے ...

(بقیہ صفحہ ۷۴۶ پر)

toobaa-elibrary.blogspot.com

تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ

بچوگے اگر منکر ہو گئے اُس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا ف۱ آسمان پھٹ جائے اُس

بچوگے اگر منکر ہو گئے اُس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا ف۱ آسمان پھٹ جائے اُس

بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ

ف۱ اُس کا وعدہ ہونا ہے یہ تو سمجھوتی ہے پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کی طرف

دن میں اس کا وعدہ ہونے والا ہے ف۲ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے بنا لے اپنے رب کی طرف

سَبِيلًا ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ

راہ ف۲ تیرا رب جانتا ہے کہ تو اُٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات

راہ ف۳ بیشک تیرا رب جانتا ہے کہ تو اُٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے

وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ

اور تہائی رات اور کتنے لوگ تیرے ساتھ کے اور اللہ ماپتا ہے رات کو اور دن کو اُن نے جانا

اور تہائی رات کے اور کتنے لوگ تیرے ساتھ کے ف۴ اور اللہ ماپتا ہے رات کو اور دن کو اُس نے جانا

أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ

کہ تم اُسکو پورا نہ کر سکوگے تو معافی بھیجی تم پر سو پڑھو جتنا آسان ہو قرآن سے جانا

کہ تم اُس کو پورا نہ کر سکوگے سو تم پر معافی بھیجدی اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے ف۵ جانا

أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ

کہ آگے ہونگے تم میں کتنے بیمار اور کتنے اور پھریں گے ملک میں ڈھونڈتے

کہ کتنے ہونگے تم میں بیمار اور کتنے اور لوگ پھریں گے ملک میں ڈھونڈتے

مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا

فضل اللہ کا اور کتنے اور لڑتے اللہ کی راہ میں سو پڑھو جتنا

اللہ کے فضل کو اور کتنے لوگ لڑتے ہونگے اللہ کی راہ میں سو پڑھ لیا کرو جتنا

تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا

آسان ہو اُسمیں سے اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور قرض دو اللہ کو قرض دینا

آسان ہو اُسمیں سے اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ ف۶ اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح

حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ

اچھی طرح کا اور جو آگے بھیجوگے اپنے واسطے کوئی نیکی اُسکو پاؤگے اللہ

پر قرض دینا ف۷ اور جو آگے بھیجوگے اپنے واسطے کوئی نیکی اُس کو پاؤگے اللہ

اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ

پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بیشک اللہ

پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ ف۸ اور معافی مانگو اللہ سے بیشک اللہ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

بخشنے والا مہربان ہے

بخشنے والا مہربان ہے ف۹

منزل ۷

(بقیہ صفحہ ۶۴۵) مشرق و مغرب کو دیا اور رضا جوئی میں لگانا چاہیئے ف۱۰ یعنی بندگی بھی اُسی کی اور توکل بھی اُسی پر ہونا چاہیئے۔ جب وہ وکیل و کارساز ہو تو دوسروں سے کٹ جانے اور الگ ہو جانے کی کیا پرواہ ہے ف۱۱ یعنی کفار آپ کو ساحر، کاہن اور مجنون، شاعر وغیرہ کہتے ہیں۔ ان باتوں کو صبر و استقلال سے سہتے رہیئے ف۱۲ بھلی طرح کا چھوڑنا یہ کہ ظاہر میں اُنکی صحبت ترک کرو اور باطن میں اُن کے حال سے خبردار رہو کہ کیا کرتے ہیں اور کیا کہتے ہیں اور مجھ کو کس طور سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرے اُنکی بدسلوکی کی شکایت کسی کے سامنے نہ کرو نہ انتقام لینے کے درپے ہو نہ گفتگو یا مقابلہ کے وقت کج خلقی کا اظہار کرو تیسرے یہ کہ باوجود جدائی اور مفارقت کے اُنکی نصیحت میں قصور نہ کیجئے بلکہ جس طرح بن پڑے اُنکی ہدایت و رہنمائی میں سعی کرتے رہیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ بھڑ کر نہیں سلوک سے۔ مگر یاد رہے کہ یہ آیت مکی ہے اور آیات قتال کا نزول مدینہ میں ہوا ہے۔ ف۱۳ یعنی حق و صداقت کو جھٹلانے والے جو دنیا میں عیش و آرام کر رہے ہیں آپ انکا معاملہ میرے سپرد کیجئے میں خود ان سے نپٹ لونگا مگر تھوڑی سی ڈھیل ہے۔ ف۱۴ عذاب دردناک سانپوں اور بچھوؤں کا اور خدا جانے کس کس قسم کا (العیاذ باللہ) ف۱۵ یعنی اُس عذاب کی تمہید اُس وقت سے شروع ہوگی جب پہاڑوں کی جڑیں ڈھیلی ہو جائیں گی اور وہ کانپ کر گر پڑینگے اور ریزہ ریزہ ہو کر ایسے ہو جائیں گے جیسے ریت کے تودے جن پر قدم نہ جمے ف۱۶ یعنی یہ پیغمبر اللہ کے پاس گواہی دیگا کہ کس نے اُسکا کہنا مانا اور کس نے نہیں مانا تھا ف۱۷ یعنی حضرت موسیٰؑ کی طرح تم کو مستقل دین اور عظیم الشان کتاب دیکر بھیجا۔ شاید یہاں اُس پیشینگوئی کی طرف اشارہ ہو جو تورات سفر استثناء میں ہے کہ "میں اُنکے لیے اُن کے بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا" ف۱۸ جب ایک نبی کے منکر کو ایسا سخت پکڑا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کو کیوں نہ پکڑیگا جو تمام انبیاء سے افضل و برتر ہیں۔

فوائد صفحہ ۱ ف۱ یعنی دنیا میں اگر بچ گئے تو اُس دن کیونکر بچوگے جس دن کی شدت اور درازی بچوں کو بوڑھا کر دینے والی ہوگی خواہ فی الحقیقت بچے بوڑھے نہ ہوں لیکن اُس روز کی سختی اور لمبائی کا اقتضا یہی ہوگا۔ ف۲ یعنی اللہ کا وعدہ اٹل ہے ضرور ہو کر رہیگا خواہ تم اُسکو کتنا ہی بعید از امکان سمجھو ف۳ یعنی نصیحت کر دی گئی اب جو اپنا فائدہ چاہے اُس نصیحت پر عمل کر کے اپنے رب سے مل جائے۔ راستہ کھلا پڑا ہے کوئی روک ٹوک نہیں نہ خدا کا کچھ فائدہ ہے۔ تم سمجھو تو اپنا فائدہ سمجھو تو سب سے پہلے آؤ (تنبیہ) رات کے جاگنے کا حکم جو شروع سورت میں تھا اکثر علماء کے نزدیک ایک سال تک رہا پھر اگلی آیت سے منسوخ ہوا۔ ف۴ یعنی اللہ کو معلوم ہے کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اُسکے حکم کی پوری تعمیل کی۔ کبھی آدھی کبھی تہائی اور کبھی دو تہائی رات کے قریب اللہ کی عبادت میں گزاری۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ صحابہؓ کے پاؤں راتوں کو کھڑے کھڑے سوج جاتے اور پھٹنے لگتے تھے۔ بلکہ بعض تو اپنے بال رسی سے باندھ لیتے تھے کہ نیند آئے تو جھٹکا لگ کر تکلیف سے آنکھ کھل جائے ف۵ یعنی رات اور دن کی پوری پیمائش تو اللہ کو معلوم ہے وہی ایک خاص اندازہ سے کبھی رات کو دن سے گھٹاتا کبھی بڑھاتا اور کبھی دونوں کو برابر کر دیتا ہے۔ بندوں کو اُس نیند اور غفلت کے وقت روزانہ آدھی تہائی اور دو تہائی رات کی پوری طرح حفاظت کرنا خصوصاً جبکہ گھڑی گھنٹوں کا سامان نہ ہو سہل کام نہیں تھا۔ اسی لیے بعض صحابہؓ رات بھر نہ سوتے تھے کہ کہیں نیند میں ایک تہائی رات بھی جاگنا نصیب نہ ہو۔ اُس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے معافی بھیجدی اور فرما دیا کہ تم اسکو ہمیشہ پوری طرح نبھا نہ سکوگے۔ اس لیے اب جسکو اُٹھنے کی توفیق ہو وہ جتنی نماز اور اُسمیں جتنا قرآن پڑھ سکے پڑھ لے۔ اب اُمت کے حق میں نہ نماز تہجد فرض ہے نہ وقت کی یا مقدار تلاوت کی کوئی قید ہے۔ ف۶ یعنی اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ تم میں بیمار بھی ہونگے اور مسافر بھی جو ملک میں روزی یا علم وغیرہ کی تلاش کرتے پھرینگے اور وہ مرد مجاہد بھی ہونگے جو اللہ کی راہ میں جنگ کرینگے۔ اُن حالات میں شب بیداری کے احکام پر عمل کرنا سخت دشوار ہو گا۔ اس لیے تم پر تخفیف کر دی کہ نماز میں جسقدر قرآن پڑھنا آسان ہو پڑھ لیا کرو۔ جان کو زیادہ تکلیف میں ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں فرض نمازیں نہایت اہتمام سے ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے رہو کہ انہی باتوں کی پابندی سے بہت کچھ روحانی فوائد اور ترقیات حاصل ہو سکتی ہیں (تنبیہ) اولین صحابہؓ نے ایک سال تک بہت تاکید و تحتم کیساتھ یہ ریاضت شاقہ شاید اس لیے کرائی کہ وہ لوگ آئندہ تمام اُمت کے ہادی و معلم بننے والے تھے ضرورت تھی کہ وہ اس قدر مجاہدات اور روحانیت کے رنگ میں ایسے رنگے جائیں کہ تمام دنیا اُنکے آئینہ میں کمالات محمدی صلعم کا نظارہ کر سکے اور یہ لوگ ساری اُمت کی اصلاح کا بوجھ اپنے کندھوں پر اُٹھا سکیں واللہ تعالیٰ اعلم ف۷ پورے اخلاص سے اللہ کی راہ میں اُسکے احکام کے موافق خرچ کرنا یہی اُسکو اچھی طرح قرض دینا ہے جو بندوں کو اگر قرض حسن دیا جائے وہ بھی اسکے عموم میں داخل سمجھو۔ کا تب الحروف ف۸ یعنی جو نیکی یہاں کروگے اللہ کے ہاں اُسکو نہایت بہتر صورت میں پاؤگے اور بہت بڑا اجر اُس پر ملیگا تو مت سمجھو کہ جو نیکی ہم کرتے ہیں یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ نہیں وہ سب سامان تم سے آگے اللہ کے پاس پہنچ رہا ہے جو عین حاجت کے وقت تمہارے کام آئیگا ف۹ تمام احکام بجا لا کر پھر اللہ سے معافی مانگو کیونکہ کتنا ہی محتاط ہو اس سے کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ کون ہے جو دعویٰ کر سکے کہ میں نے اللہ کی بندگی کا حق پوری طرح ادا کر دیا بلکہ جتنا بڑا بندہ ہو اسیقدر اپنے کو تقصیر وار سمجھتا ہے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی چاہتا ہے۔
اے غفور و رحیم تو اپنے فضل سے میری خطاؤں اور [illegible]

toobaa-elibrary.blogspot.com

ضبع قرآن ف۱ یہ سورت اتری تب خلق کو دعوت کا حکم ہوا اور نماز کا نماز کے ساتھ تکبیر ہے اور کپڑے پاک رہنے اور گندگی سے بچنا یا گنہگار ابات کو وہ اگر دودھ اور تیل میں آلودہ رہتا ہو اور یہ بہت سکھائی کہ جو کسی کو دے اس سے بدلہ نہ چاہ
بلکہ صاحب کے دینے سے شاکر رہ ف۲ یعنی چونکے صور ف۳ یعنی اپنے باپ کے یہاں ایک بیٹا جس کا شریک نہ ہو۔ اور بھائی یا رگا دنیا کی لیاقت میں ف۴ کہتے ہیں یہ ولید کافر کو فرمایا وہ دور دور ملک دیکھ آیا تھا کافروں نے اسکو کہا کہ تو سن کر کیا
شتاب ہے تجویز کر کے کہا ہے حضرت نے پڑھا تب اس نے منہ بنا کر کہا کہ یہ جادو ہے ف۵ دوزخ میں ایک پہاڑ ہے سید ھا کافروں کو اس پر ہمیشہ چڑھوا دینگے یہ بھی ایک عذاب ہے۔

——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ اس کے لیے سورۂ "مزمل" کا پہلا فائدہ ملاحظہ کر لیا جائے ف۲ یعنی وحی کے ثقل اور فرشتہ کی ہیبت سے آپ کو گھبرانا اور رُکنا نہیں چاہیئے۔ آپکا کام تو یہ ہوکہ سب دام و بیش تیار ہو کر دنیا کو خدا کا خوف دلائیں اور کفر و معصیت کے برے انجام سے ڈرائیں ف۳ کیونکہ رب کی بڑائی بولنے اور بزرگی و عظمت بیان کرنے ہی سے اُسکا خوف دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقدیس ہی وہ چیز ہے جسکی معرفت سب اعمال و اخلاق سے پہلے حاصل ہونی چاہیئے۔ بہرحال اُسکے کمالات و مقامات پر نظر کرتے ہوئے نماز میں اور نماز سے باہر اُس کی بڑائی کا اقرار و اعلان کرنا تمہارا کام ہے ف۴ اس سورت کے نازل ہونے پر حکم ہوا کہ مخلوق کو خدا کی طرف بلائیں۔ پھر نماز وغیرہ کا حکم ہوا نماز کیلئے شرط ہے کہ کپڑے پاک ہوں اور گندگی سے احتراز کیا جائے ان چیزوں کو یہاں بیان فرما دیا۔ یہ ظاہر ہو کہ جب کپڑوں کا حسی و معنوی نجاستوں سے پاک رکھنا ضروری ہے تو بدن کی پاکی بطریق اولیٰ ضروری ہوگی، اس لیے اسکے بیان کی ضرورت نہیں سمجھی گئی بعض علماء نے کپڑوں کے پاک رکھنے سے نفس کا برے اخلاق سے پاک رکھنا مراد لیا ہے اور گندگی سے دور رہنے کے معنی یہ لیے ہیں کہ بتوں کی گندگی سے دور رہئے جیسے اب تک دور رہے ہیں بہرحال آیۂ ہذا میں طہارت ظاہری و باطنی کی تاکید مقصود ہے کیونکہ بدون اس کے رب کی بڑائی کما حقہٗ دلنشین نہیں ہوسکتی۔ ف۵ یہ بہت اونچا اولوالعزمی سکھلائی کہ جو کسی کو دے (روپیہ پیسہ یا علم و ہدایت وغیرہ) اُس سے بدلہ نہ چاہے محض اپنے رب کے دیے پر شاکر و صابر رہے اور جو شدائد دعوت و تبلیغ کے راستہ میں پیش آئیں ان کو اللہ کیواسطے صبر و تحمل سے برداشت کر اور اسی کے حکم کی راہ دیکھ کہ یہ عظیم الشان کام بدون اعلیٰ درجہ کی حوصلہ مندی اور صبر و استقلال کے انجام نہیں پائیگا۔ ان آیتوں کی تفسیر اور بھی کئی طرح کی گئی ہے لیکن احقر کے خیال میں یہی بے تکلف ہو۔ ف۶ یعنی صور پھونکا جائے ف۷ یعنی اُس دن کے واقعات میں کہ صور کا پھونکا جانا گویا ایک مستقل دن ہے جو سر تا پا مشکلات اور سختیوں سے بھرا ہوگا ف۸ یعنی منکروں پر کسی طرح کی آسانی نہ ہوگی بلکہ اُس دن کی سختی دمبدم تیز تر ہوتی جائے گی، بخلاف مومنین کے کہ اگر سختی بھی دیکھیں گے تو کچھ مدت کے بعد پھر آسانی کر دیجائیگی ف۹ ہر انسان ماں کے پیٹ سے اکیلا اور برہنہ آتا ہے۔ مال، اولاد، فوج، لشکر، سامان وغیرہ کچھ ساتھ نہیں لاتا یا "وحید" سے مراد خاص ولید بن مغیرہ ہو جسکے بارہ میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں، وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اور دنیوی ثروت و لیاقت کے اعتبار سے عرب میں فرد اور یکتا سمجھا جاتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے منکروں کے معاملہ میں جلدی نہ کیجئے۔ نہ اُنکو سلامتی سے متفکر ہوں۔ بلکہ اُنکا قصہ میرے سپرد کرو۔ میں سب کا مُحکم ان کر دونگا آپ کو غمگین و پریشان ہونیکی ضرورت نہیں۔ ف۱۰ یعنی مال و اولاد کا پھیلاوا بہت ہوا۔ دسوں بیٹے ہمہ وقت آنکھوں کے سامنے رہتے اور محفلوں میں باپ کی توقیر بڑھاتے اور دھاک بٹھلاتے تھے۔ تجارتی کاروبار اور دوسرے کام کاج کیلئے نوکر چاکر بہت تھے، ضرورت نہیں تھی کہ بیٹے، باپ کی نظر سے غائب ہوں ف۱۱ یعنی دنیا میں خوب عزت جمادی اور منصب حکومت و ریاست اچھی طرح تیار کر دی۔ چنانچہ تمام قریش ہر مشکل کام میں اسی کی طرف رجوع کرتے اور اُسکو اپنا حاکم جانتے تھے ف۱۲ یعنی باوجود کثرت نعمت و ثروت کے کبھی حرف شکر زبان سے نہ نکلا بلکہ ہمیشہ بت پرستی اور زیادہ مال جمع کرنے کی حرص میں منہمک رہتا اور اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اسکے سامنے جنت کی نعمتوں کا ذکر فرماتے تو کہتا تھا کہ اگر یہ شخص اپنے بیان میں سچا ہو تو یقین کامل ہو کہ وہاں کی نعمتیں بھی مجھے ہی ملیں گی۔ اسکو فرماتے ہیں کہ باوجود اس قدر ناشکری اور حق ناشناسی کے یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو دنیا و آخرت کی نعمتیں اور زیادہ دیگا ف۱۳ یعنی جب وہ منعم حقیقی کی آیتوں کا مخالف ہے تو اُسے ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ ایسی توقع باندھے اور خیالی پلاؤ پکائے کہتے ہیں کہ ان آیات کے نزول کے بعد پے در پے اُسکے مال و اسباب میں نقصان ہونا شروع ہوا۔ آخر فقیر ہو کر ذلت کیساتھ مر گیا ف۱۴ یعنی بعید اُسکو بہت بڑی چڑھائی چڑھنا اور سخت ترین مصائب میں گرفتار ہونا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ "صعود" دوزخ میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ہمیشہ چڑھائیں گے اور گرائینگے یہ بھی عذاب کی ایک قسم ہوگی (تنبیہ) ولید ایک بار حضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے قرآن پڑھ کر سنایا جس سے کسی قدر متاثر ہوا۔ مگر ابوجہل نے اُسکو ورغلایا اور قریش میں چرچا ہونے لگا کہ اگر ولید مسلمان ہوگیا تو بڑی خرابی ہوگی۔ غرض سب جمع ہوئے اور آپکے بارے میں گفتگو ہوئی کسی نے کہا شاعر ہیں کسی نے کاہن بتلایا۔ ولید بولا کہ میں شعر میں خود بڑا ماہر ہوں اور کاہنوں کی باتیں بھی سب سنی ہیں۔ قرآن نہ شعر ہے نہ کہانت۔ لوگوں نے کہا کہ آخر تیری کیا رائے ہو۔ کہنے لگا ذرا سوچ لوں۔ آخر تیوری بدلکر اور منہ بنا کر کہا کچھ نہیں جادو ہے جو بابلی والوں سے نقل ہوتا چلا آتا ہے۔ حالانکہ پیشتر قرآن سن کر کہہ چکا تھا کہ یہ سحر بھی نہیں۔ دیوانے کی بڑ معلوم ہوتی ہے بلکہ اللہ کا کلام ہو مگر محض برادری کو خوش کرنیکے لئے یہ بات بنادی۔ آگے اسی گفتگو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ف۱۵ یعنی بدبخت نے دل میں سوچ کر ایک بات تجویز کی کہ قرآن کو جادو کہے خدا غارت کرے کیسی مہمل تجویز کی پھر خدا غارت کرے کہ اپنی قوم کے جذبات کے لحاظ سے کیسی برمحل تجویز نکالی جسکو سنکر سب خوش ہوگئے۔

سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ مدثر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھپن آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ
اے لحاف میں لپٹے کھڑا ہو پھر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے
اے لحاف میں لپٹنے والے ف۱ کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے ف۲ اور اپنے رب کی بڑائی بول ف۳ اور اپنے کپڑے

فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ
پاک رکھ اور گندگی کو چھوڑ دے اور ایسا نہ کر کہ احسان اور بدلا بہت چاہے اور اپنے رب کی
پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ ف۴ اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلا بہت چاہے اور اپنے رب سے

فَاصْبِرْ ۝ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝
راہ دیکھ ف۱ پھر جب کھڑکھڑائے وہ کھوکھرا ف۲ پھر وہ اس دن مشکل دن ہے
امید رکھ ف۵ پھر جب بجنے لگے وہ کھوکھری چیز ف۶ پھر وہ اس دن مشکل دن ہے ف۷

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ وَّ
کافروں پر نہیں آسان چھوڑ دے مجھ کو اور جس کو اس نے بنایا اکیلا ف۳ اور
منکروں پر نہیں آسان ف۸ چھوڑ دے مجھ کو اور اُسکو جس کو میں نے بنایا اکیلا ف۹ اور

جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ
دیا میں نے اس کو مال پھیلا کر اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے اور تیار کر دی اس کو
دیا میں نے اس کو مال پھیلا کر اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے ف۱۰ اور تیاری کر دی اُسکے لئے

تَمْهِيْدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝
خوب تیاری پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور دوں ف۴ کوئی نہیں وہ ہے ہماری آیتوں کا مخالف
خوب تیاری ف۱۱ پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں ف۱۲ ہرگز نہیں وہ ہے ہماری آیتوں کا مخالف ف۱۳

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝
اب اس سے چڑھواؤں گا بڑی چڑھائی ف۵ اس نے سوچ کیا اور دل میں ٹھہرایا سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا
اب اسی سے چڑھواؤں گا بڑی چڑھائی ف۱۴ اس نے فکر کیا اور دل میں ٹھہرالیا سو مارا جائیو کیسا ٹھہرایا

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ
پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر نگاہ کی پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا پھر پیٹھ دی
پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا ف۱۵ پھر نگاہ کی پھر تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا پھر پیٹھ پھیری

وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ
اور غرور کیا پھر بولا اور نہیں یہ جادو ہے چلا آتا اور نہیں یہ کہا ہے آدمی کا
اور غرور کیا پھر بولا اور کچھ نہیں یہ جادو ہے چلا آتا اور کچھ نہیں یہ کہا ہوا ہے

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ جیسے لوہا دہکتا سُرخ نظر آتا ہے آدمی کے پنڈے پر وہ سُرخ نظر آوے گی ف۲ یہ جو فرمایا کہ دوزخ پر مقرر ہیں اُنیس شخص کافر ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں اُنیس جا کیا کرینگے تب یہ فرمایا کہ وہ آدمی نہیں فرشتے ہیں تم سب کے واسطے ایک ہی کفایت ہے مگر گنتی بتائی ہے موافق اگلی کتابوں کے کہ اُس کے سچ کی دلیل ہو۔ ف۳ آگے بڑھے بہشت کو یا پیچھے رہے دوزخ میں ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

الْبَشَرِ ۝ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ۝ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۝

آدمی کا اب اُسکو ڈالوں گا آگ میں اور تونے بوجھا کیا ہے وہ آگ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے

آدمی کا ف۱ اب اُس کو ڈالوں گا آگ میں ف۲ اور تو کیا سمجھا کیسی ہے وہ آگ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے گی

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ

نظر آتی ہے پنڈے پر ف اُس پر مقرر ہیں اُنیس شخص اور ہم نے جو رکھے ہیں دوزخ پر لوگ

جلا دینے والی ہے آدمیوں کو ف۳ اُس پر مقرر ہیں اُنیس فرشتے ف۴ اور ہم نے جو رکھے ہیں دوزخ پر دارو غہ

إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ

اور نہیں فرشتے ہیں اور اُنکی جو گنتی رکھی سو جانچنے کو منکروں کے تا یقین کریں

وہ فرشتے ہی ہیں ف۵ اور اُنکی جو گنتی رکھی ہے سو جانچنے کو منکروں کے ف۶ تاکہ یقین کرلیں

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ

جنکو ملی ہے کتاب اور بڑھے ایمان داروں کو ایمان اور دھوکا نہ کھاویں

وہ لوگ جن کو ملی ہے کتاب اور بڑھے ایمانداروں کا ایمان اور دھوکا نہ کھائیں جن کو

أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَ

جن کو ملی ہے کتاب اور مسلمان اور تا کہیں جن کے دل میں روگ ہے اور

ملی ہے کتاب اور مسلمان ف۷ اور تاکہ کہیں وہ لوگ کہ جن کے دل میں روگ ہے اور

الْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن

منکر کیا غرض تھی اللہ کو اس کہاوت سے یوں بچلاتا ہے اللہ جس کو

منکر ف۸ کیا غرض تھی اللہ کو اس مثل سے ف۹ یوں بچلاتا ہے اللہ جس کو

يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا

چاہے اور راہ دیتا ہے جسکو چاہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر مگر وہی آپ اور وہ

چاہے اور راہ دیتا ہے جسکو چاہے ف۱۰ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر کو مگر وہی ف۱۱ اور

هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝

تو سمجھوتی ہے لوگوں کے واسطے ف سچ کہتا ہوں قسم ہے چاند کی اور رات کی جب پیٹھ پھیرے

وہ تو سمجھانا ہے لوگوں کے واسطے ف۱۲ سچ کہتا ہوں اور قسم ہے چاند کی اور رات کی جب پیٹھ پھیرے

وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۝ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ۝

اور صبح کی جب روشن ہووے وہ دوزخ ہے ایک بڑی چیزوں میں ڈراوا ہے لوگوں کو

اور صبح کی جب روشن ہووے وہ ایک ہے بڑی چیزوں میں کی ف۱۳ ڈرانے والی ہے لوگوں کو

لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ

جو کوئی چاہے تم میں کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ف ہر جی اپنے کیے میں پھنسا

جو کوئی چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ف۱۵ ہر ایک جی اپنے کیے کاموں میں

رَهِينَةٌ ۝ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝ فِي جَنَّاتٍ ۚ يَتَسَاءَلُونَ ۝

ہے مگر داہنے والے باغوں میں ہیں مل کر پوچھتے ہیں

پھنسا ہوا ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں ہیں مل کر پوچھتے ہیں

ف۱ یعنی مجمع پر نگاہ ڈالی پھر خوب منہ بنایا تا دیکھنے والے سمجھیں کہ اس کو قرآن سے بہت کراہت اور انقباض ہے پھر پیٹھ پھیرلی گویا بہت ہی قابل نفرت چیز کے متعلق کچھ بیان کرنا ہے۔ حالانکہ اپنے دل میں اسکی حقانیت کا اقرار کرچکا تھا۔ اب برادری کی خوشنودی کیلئے اس سے پھر گیا۔ آخر نہایت غرور و تکبر کے انداز میں کہنے لگا۔ بس اور کچھ نہیں یہ جادو ہے جو پہلوں سے نقل ہوتا چلا آتا ہے اور یقیناً یہ آدمی کا کلام ہے جو جادو بنکر باپ کو بیٹے سے میاں کو بیوی سے اور دوست کو دوست سے جُدا کر دیتا ہے۔ ف۲ یعنی عنقریب اسکو آگ میں ڈالکر جتا و تکبر کا مزہ چکھاؤں گا ف۳ یعنی دوزخیوں کی کوئی چیز باقی نہ رہنے دیگی جو جلنے سے بچ جائے پھر جلانے کے بعد اس حالت پر بھی نہ چھوڑیگی بلکہ دوبارہ اصلی حالت پر لوٹائے جائینگے اور جلیں گے یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا۔ العیاذ باللہ (تنبیہ) اکثر سلف سے یہی معنی منقول ہیں بعض مفسرین نے دوسری طرح توجیہ کی ہے ف۴ یعنی بدن کی کھال جھلس کر حبشیہ سیاہ کردیگی حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں جیسے دہکتا ہوا سُرخ نظر آتا ہے آدمی کی پنڈلی پر وہ سُرخ نظر آئیگی ف۵ یعنی دوزخ کے انتظام پر جو فرشتوں کا لشکر ہوگا اسکے افسر اُنیس فرشتے ہونگے جنمیں سب سے بڑے سردار کا نام "مالک" ہے۔ (تنبیہ) حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے نہایت تفصیل سے اُنیس کے عدد کی حکمتیں بیان کی ہیں جو قابل دید ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں مجرموں کو عذاب دینے کے لیے اُنیس قسم کے فرائض ہیں جنمیں سے ہر فرض کی انجام دہی ایک ایک فرشتہ کی سرکردگی میں ہوگی۔ کوئی شبہ نہیں کہ فرشتہ کی طاقت بہت بڑی ہے اور ایک فرشتہ وہ کام کر سکتا ہے جو لاکھوں ملکر نہیں کر سکتے۔ لیکن یاد رہے کہ ہر فرشتہ کی یہ قوت اُسی دائرہ میں محدود ہے جسمیں کام کرنے کیلئے وہ مامور ہوا ہے۔ مثلاً ملک الموت لاکھوں آدمیوں کی جان ایک آن میں نکال سکتا ہے مگر عورت کے پیٹ میں ایک بچہ کے اندر جان نہیں ڈال سکتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام دم زدن میں وحی لاسکتے ہیں لیکن پانی برسانا انکا کام نہیں۔ جیسے کان دیکھ نہیں سکتا، آنکھ سن نہیں سکتی اگرچہ اپنی قسم کے کام کیسے ہی سخت ہوں کر سکتے ہیں۔ مثلاً کان سے ہو سکتا ہے کہ ہزاروں آوازیں سن لے اور آنکھ ہزاروں رنگ دیکھ لے اور عاجز نہ ہو۔ اسی طرح اگر ایک فرشتہ عذاب کے واسطے دوزخ پر مقرر ہوتا اُس سے ایک ہی قسم کا عذاب دوزخیوں پر ہو سکتا تھا۔ دوسری قسم کا عذاب جو اُس کے دائرہ استعداد سے باہر ہے ممکن نہ تھا اس لیے اُنیس قسم کے عذابوں کیلئے (جنکی تفصیل تفسیر عزیزی میں ہے) اُنیس ذمہ دار فرشتے مقرر ہوئے ہیں۔ علماء نے اس عدد کی حکمت پر بہت کچھ کلام کیا ہے مگر احقر کے نزدیک حضرت شاہ صاحب کا کلام بہت عمیق و لطیف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ف۶ اُنیس کا عدد سن کر مشرکین ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں اُنیس ہمارا کیا کر لیں گے۔ بہت ہوا تو ہم میں سے دس دس ایک ایک کے مقابلہ میں ڈٹ جائینگے۔ ایک پہلوان بولا کہ سترہ کو تو میں اکیلا کافی ہوں دو کا تم ملکر تیا پانچا کر لینا۔ اُس پر یہ آیت اتری۔ یعنی وہ اُنیس تو ہیں مگر آدمی نہیں فرشتے ہیں جنکی قوت کا یہ حال ہے کہ ایک فرشتہ نے قوم لوط کی ساری بستی کو ایک بازو پر اٹھا کر پٹک دیا تھا ف۷ یعنی کافروں کو عذاب دینے کیلئے اُنیس کی گنتی خاص حکمت کو رکھی ہے جس کی طرف "علیہا تسعۃ عشر" کے فائدہ میں اشارہ کیا جاچکا ہے۔ اور اس گنتی کے بیان کرنے میں منکروں کی جانچ ہے۔ دیکھتے ہیں کہ کون اسکو سنکر ڈرتا ہے اور کون ہنسی مذاق اُڑاتا ہے ف۸ اہل کتاب کو پہلے سے یہ عدد معلوم ہوگا جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت میں ہے۔ یا کم از کم کتب سماویہ کے ذریعہ اتنا تو جانتے تھے کہ فرشتوں میں کسقدر طاقت ہے۔ اُنیس بھی تھوڑے نہیں۔ اور یہ کہ انواع تعذیب کے اعتبار سے مختلف فرشتے دوزخ پر مامور ہونے چاہئیں۔ یہ کام تنہا ایک کا نہیں۔ بہرحال اس بیان سے اہل کتاب کے دلوں میں قرآن کی حقیقت کا یقین پیدا ہوگا۔ اور یہ دیکھکر مؤمنین کا ایمان بڑھیگا اور ان دونوں جماعتوں کو قرآن کے بیان میں کوئی شک و تردد نہیں رہیگا۔ نہ مشرکین کے استہزاء و تمسخر سے وہ کچھ دھوکا کھائینگے۔ ف۹ "الذین فی قلوبھم مرض" سے منافقین یا ضعیف الایمان مراد ہیں۔ اور "الکافرون" سے کھلے ہوئے منکر ف۱۰ یعنی اُنیس کے بیان سے کیا غرض تھی۔ بھلا ایسی بے تکی اور غیر معقول بات کو کون مان سکتا ہے العیاذ باللہ ف۱۱ یعنی ایک ہی چیز سے بد استعداد آدمی گمراہ ہو جاتا ہے اور سلیم الطبع راہ پالیتا ہے۔ جسے ماننا مقصود نہ ہو وہ کام کی بات کو ہنسی مذاق میں اُڑا دیتا ہے اور جسکے دل میں خوف خدا اور نور توفیق ہو اسکے ایمان و یقین میں ترقی ہوتی ہے ف۱۲ یعنی اللہ کے بیشمار لشکروں کی تعداد اُسی کو معلوم ہے۔ اُنیس تو صرف کارکنان جہنم کے افسر ہیں۔ ف۱۳ یعنی دوزخ کا ذکر صرف عبرت و نصیحت کیلئے ہے کہ اُسکا حال سنکر لوگ غضب الٰہی سے ڈریں اور نافرمانی سے باز آئیں ف۱۴ یعنی جو بڑی بڑی ہولناک اور عظیم الشان چیزیں ظاہر ہونے والی ہیں دوزخ اُن میں کی ایک چیز ہے ف۱۵ آگے بڑھے نیکی یا بہشت کی طرف اور پیچھے رہے بدی میں پھنسا ہوا یا دوزخ میں پڑا ہوا بہرحال مقصود یہ ہے کہ دوزخ سب مکلفین کے حق میں بڑے ڈر دینے کی چیز ہے اور چونکہ اس ڈرانے کے عواقب و نتائج قیامت میں ظاہر ہونگے اسلئے قسم ایسی چیزوں کی کھائی جو قیامت کے بہت ہی مناسب ہے۔ چنانچہ چاند کا اول بڑھنا پھر گھٹنا نمونہ ہے اس عالم کے نشو و نما اور اضمحلال و فنا کا۔ اسی طرح اس عالم دنیا کو عالم آخرت کے ساتھ حقائق کے اخفاء و انکشاف میں ایسی نسبت ہے جیسے رات کو دن کے ساتھ۔ گویا اس عالم کا ختم ہو جانا رات کے گذر جانے اور اُس عالم کا ظہور نور صبح کے پھیل جانے کے مشابہ ہے۔ واللہ اعلم۔

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی موت۔ بات میں دھنسنے یعنی ایمان کی باتوں پر انکار کرتے سب کے ساتھ مل کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور کرے گا تو قبول نہ ہوگی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف جنگل کے گدھے کھٹکے سے بھاگتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی ہر کوئی نبی ہوا چاہتا ہے کہ کھلی کتاب یاد ہے آسمان سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی ایک پر اتری تو کیا ہوا کام تو سب کے آتی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف آدمی کو جی اول کھیل میں اور مزدوں میں فرق ہوتا ہے۔ ہرگز نیکی کی رغبت نہیں کرتا، ایسے جی کو کہتے ہیں اماّرہ، بالسوء پھر ہوش پکڑا، نیک و بد سمجھا تو باز آیا کبھی اپنی خو پر دوڑ پڑا پیچھے پچھتا آپ کو الاہنا دیا وہ لوامہ ہے۔ پھر جب پورا سنور گیا دل سے رغبت نیکی ہی پر ہے بیہودہ کام سے آپ ہی بھاگے اور اپنا کھینچے دیسے کا نام ہے مطمئنہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب

عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝

گنہگاروں کا احوال تم کاہے سے پڑے دوزخ میں وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے

گنہگاروں کا حال ف تم کاہے سے جا پڑے دوزخ میں ف وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے

وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَ

اور نہ تھے کھلاتے محتاج کو اور ہم تھے بات میں دھنسنے ساتھ دھنسنے والوں کے اور

اور نہ تھے کیا کھلاتے محتاج کو اور ہم تھے باتوں میں دھنستے دھنسنے والوں کے ساتھ اور

كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ

ہم تھے جھٹلاتے انصاف کے دن کو جب تک آپہونچی ہم پر یقین آنیوالی ف پھر کام نہ آوے گی انکو

ہم تھے جھٹلاتے انصاف کے دن کو یہاں تک کہ آپہونچی ہم پر وہ یقینی بات ف پھر کام نہ آئیگی ان کے

شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝

سفارش سفارش کرنے والوں کی ف پھر کیا ہے ان کو سمجھوتی سے منہ موڑتے ہیں

سفارش سفارش کرنے والوں کی ف پھر کیا ہوا ہے ان کو کہ نصیحت سے منہ موڑتے ہیں ف

كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ

جیسے وہ گدھے ہیں بدکنے بھاگے غل کرنے سے ف بلکہ چاہتا ہے ہر ایک

گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے بھاگے ہیں غل مچانے سے ف بلکہ چاہتا ہے ہر ایک

امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ

مرد ان میں کہ اسکو ملیں ورق کھلے ف کوئی نہیں پر ڈرتے نہیں

مرد اُن میں کا کہ ملیں اس کو ورق کھلے ہوئے ف ہرگز نہیں ف پر وہ ڈرتے نہیں

الْاٰخِرَةَ ۝ كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ وَمَا يَذْكُرُوْنَ

آخرت سے کوئی نہیں یہ سمجھوتی ہے پھر جو کوئی چاہے اسے یاد کرے ف اور وہ یاد بھی کریں

آخرت سے ف کوئی نہیں یہ تو نصیحت ہے ف پھر جو کوئی چاہے اسکو یاد کرے ف اور وہ یاد بھی کریں

۲
ع ۱۵
۱۳
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝ ع

کہ چاہے اللہ وہ ہے جس سے ڈر چاہیے اور وہ ہے بخشنے کے لائق

کہ چاہے اللہ ف وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے اور وہی ہے بخشنے کے لائق ف

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ قیامت مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ اَيَحْسَبُ

قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں اس جی کی جو الاہنا دیتا ہو ف کیا خیال رکھتا ہے

قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ف اور قسم کھاتا ہوں اس جی کی کہ جو ملامت کرے برائی پر ف کیا خیال کرتا ہے

ف یعنی جو لوگ میثاق کے دن حضرت آدمؑ کی پشت کے داہنی طرف سے نکلے تھے اور دنیا میں بھی سیدھی چال چلتے رہے اور موقف میں بھی عرش کے داہنی جانب جو جنت ہے کی طرف ہو رہے، ورا کی طرف روانہ ہوئے اور ان کے نامۂ اعمال بھی داہنے ہاتھ میں آئے وہ لوگ اس قید میں پھنسے ہوئے نہیں، بلکہ جنت کے باغوں میں آزاد ہیں، اور نہایت بے فکری اور فارغ البالی ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے یا فرشتوں سے گنہگاروں کا حال پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ کہاں گئے جو نظر نہیں پڑتے ف یعنی جب سنیں گے کہ گنہگاروں کو دوزخ میں داخل کیا گیا ہے تب ان گنہگاروں کی طرف متوجہ ہو کر یہ سوال کریں گے کہ با وجود عقل و دانائی کے تم اس دوزخ کی آگ میں کیسے آ پڑے ف یعنی نہ اللہ کا حق پہچانا نہ بندوں کی خبر لی، البتہ دوسرے لوگوں کی طرح حق کے خلاف حجتیں کرتے رہے، اور بد صحبتوں میں رہ کر شکوک و شبہات کی دلدل میں دھنستے چلے گئے، اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم کو یقین نہ ہوا کہ انصاف کا دن آنے والا ہے ہمیشہ اس بات کو جھٹلایا کئے یہاں تک کہ موت کی گھڑی سر پر آن پہونچی اور آنکھوں سے دیکھ کر ان باتوں کا یقین حاصل ہوا جن کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ ف کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کریگا اور کریگا تو قبول نہ ہوگی ف یعنی یہ مصیبتیں سامنے ہیں مگر نصیحت سنکر ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ سننا بھی نہیں چاہتے ف یعنی حق کا شور و غل اور شیران خدا کی آوازیں سنکر جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے جاتے ہیں ف یعنی پیغمبر کی بات ماننا نہیں چاہتے بلکہ ان میں ہر شخص کی آرزو یہ ہے کہ خود اس پر اللہ کے کھلے ہوئے صحیفے اتریں اور پیغمبر بنایا جائے۔ "حتّٰی نؤتٰی مثل ما اوتی رسل اللّٰہ" (انعام۔ رکوع ۱۵) یا یہ کہ ان میں سے ہر ایک کے پاس براہ راست ایک نوشتہ خدا کی طرف سے آئے جس میں محمد صلعم کے اتباع کا حکم دیا گیا ہو۔ "حتّٰی تنزّل علینا کتابًا نقرؤہ" (بنی اسرائیل رکوع ۱۰) ف یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ نہ ان میں لیاقت نہ اسکی ضرورت ف یعنی یہ بیہودہ درخواستیں کچھ اس لئے نہیں کہ ایسا کر دیا جائے تو واقعی مان جائیں گے۔ بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ یہ لوگ آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتے، اس لئے حق کی طلب نہیں۔ اور یہ درخواستیں محض تعنت سے ہیں۔ اگر یہ درخواستیں بالفرض پوری کر دی جائیں تب بھی اتباع نہ کریں۔ کما قال تعالیٰ "ولو نزّلنا علیک کتابًا فی قرطاسٍ فلمسوہ بایدیہم لقال الذین کفروا ان ھٰذا الا سحرٌ مبین" (انعام۔ رکوع ۱) ف یعنی ہر ایک کو الگ الگ کتاب دی جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک کتاب (قرآن کریم) ہی نصیحت کے لئے کافی ہے ف حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی (یہ کتاب) ایک پر اتری تو کیا ہوا، کام تو سب کے آتی ہے ف اور اللہ کا چاہنا نہ چاہنا سب حکمتوں پر مبنی ہے جن کا احاطہ کوئی بشر نہیں کر سکتا۔ وہی ہر شخص کی استعداد و لیاقت کو کما حقہ جانتا ہے اور اس کے موافق معاملہ کرتا ہے ف۱۳ یعنی آدمی کتنا ہی گناہ کر چکے لیکن پھر جب تقویٰ کی راہ چلیگا اور اس سے ڈریگا، وہ اسکے سب گناہ بخشدیگا، اور اسکی توبہ کو قبول کریگا۔ انس ابن مالک کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر پہونچ کر حاشیہ منہیہ کے۔ ایک عبارت اس آیت کی تلاوت کے بعد نقل فرمائی، جسکے الفاظ یہ ہیں "قال ربکم عزّ وجلّ انا اھل ان اُتّقیٰ فلا یشرک بی شیٔ فاذا اتقانی العبد فانا اھل ان اغفر لہ" یعنی میں اسکے لائق ہوں کہ بندہ مجھ سے ڈرے اور میرے ساتھ کسی کو کسی کام میں شریک نہ کرے۔ پھر جب بندہ مجھ سے ڈرا اور شرک سے پاک ہوا، تو میری شان یہ ہے کہ میں اسکے گناہوں کو بخشدوں۔ حق تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے ہم کو توحید و ایمان پر ہمیشہ قائم رکھے، اور اپنی مہربانی سے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ آمین۔ تم سورۃ المدثر وللہ الحمد والمنۃ ف یعنی قیامت کا دن جس کا ممکن ہونا عقل سے اور حتمی الوقوع ہونا مخبر صادق کی خبر سے ثابت ہو چکا ہے جس کے صدق پر دلائل قطعیہ قائم ہیں اسکی قسم کھاتا ہوں کہ تم یقینًا مر کر پیچھے اٹھائے جاؤ گے اور ضرور تمہارے بھلے برے کا حساب ہوگا (تنبیہ) واضح ہو کہ دنیا میں کئی قسم کی چیزیں ہیں جن کی قسم لوگ کھاتے ہیں۔ اپنے معبود کی، کسی معظم و محترم ہستی کی، کسی اہم بالشان چیز کی، کسی محبوب یا نادر شے کی، اسکی خوبی یا ندرت جتلانے کے لئے جیسے کہتے ہیں کہ فلاں کی جست کی قسم کھائیے، پھر کبھی یہ بھی رعایت کرتے ہیں کہ مقسم بہ مقسم علیہ کے مناسب ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ مقسم بہ کو مقسم علیہ کیلئے شاہد ٹھہرایا جائے جیسے ذوق نے کہا ہوسہ ؎ "اتنا ہوں تری تیغ کا شرمندۂ احساں — سر میرا تو سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا" یہاں اپنے سر کی قسم کھانا اس کا شاہد نہیں بلکہ محبوب کے سر کی قسم کھانا گستاخی و بے ادبی ہے تو شریعت حقہ نے غیر اللہ کی قسم کھانا بندوں کے لئے حرام کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ کی شان بندوں کو جدا گانہ ہے، وہ اپنی چیزوں کی قسم کھاتا ہو اور عمومًا ان چیزوں کی جانب کے نزدیک محبوب یا نافع یا رفیع و عظیم الشان ہوں۔ یہ مقسم علیہ کیلئے بطور شاہد و حجت کے کام دیتی ہیں یہاں یوم قیامت کی قسم اسکے نہایت رفیع و عظیم الشان ہونے کی وجہ سے ہے اور جس مضمون پر قسم کھائی ہے اس سے مناسبت ظاہر ہے کیونکہ بعث و مجازات کا وقت ہی یوم قیامت ہے ف اہل علم اور محققین نے لکھا ہے کہ آدمی کا نفس ایک چیز ہے لیکن اسکی تین حالتوں کے اعتبار سے تین نام رکھے گئے ہیں۔ اگر نفس عالم علوی کی طرف مائل ہو اور اللہ کی عبادت و فرمانبرداری میں اسکو خوشی حاصل ہو اور شریعت کی پیروی میں سکون اور چین محسوس کرتا ہو اس نفس کو "مطمئنہ" کہتے ہیں "یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ" (الفجر) اور اگر عالم سفلی کی طرف جھک پڑا اور دنیا کی لذات و خواہشات میں پھنس کر بدی کی طرف رغبت کرے اور شریعت کی پیروی سے بھاگا اسکو "نفس امارہ" کہتے ہیں ... عالم سفلی کی طرف (بقیہ بر صفحہ ۷۵۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ یعنی چندھیا جاوے یعنی آدمی کی آنکھ روشنی سے عاجز ہو جاوے یہ قیامت کا وقت ہے سورج پاس آوے گا ۱۲ منہ رح ف۲ اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے اور جو کچھ میری سمجھ میں نہیں آتا یہ بہانے ہیں ۱۲ منہ رح ف۳ جس وقت حضرت جبرائیل قرآن لاتے انکے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی میں پڑھتے تو جب تک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ آتا گھبراتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے کی حاجت نہیں سننا چاہیے پھر جی میں یاد رکھوانا اور زبان سے پڑھوانا لوگوں پاس ہمارا ذمہ ہے اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہیں یہ بھی ہمارا ذمہ ہے اور وقت پر بیان کا بھانا جبرئیل کے پڑھنے کو اپنا پڑھنا فرمایا کہ وہ نائب ہے اسی طرح میں فا وحی الی عبدہ ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی ہے کہ آخرت میں اللہ کو دیکھنا ہے گمراہ لوگ منکر ہیں کہ انکے نصیب میں یہ نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ

آدمی کہ ہم جمع نہ کر سکیں گے ہم اسکی ہڈیاں کیوں نہیں سکتے ہیں ہم کہ ٹھیک کر دیں

آدمی کہ جمع نہ کریں گے ہم اسکی ہڈیاں ف۱ کیوں نہیں ہم ٹھیک کر سکتے ہیں

بَنَانَهٗ ۚ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۚ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ

اس کی پوریاں بلکہ چاہتا ہے آدمی کہ ڈھٹائی کرے اسکے سامنے پوچھتا ہے کہ کب ہے

اس کی پوریاں ف۲ بلکہ چاہتا ہے آدمی کہ ڈھٹائی کرے اسکے سامنے پوچھتا ہے کب ہوگا

يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ؕ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ

دن قیامت کا پھر جب چندھیانے لگے نظر اور گہنا جاوے چاند اور اکٹھے ہوں

دن قیامت کا ف۳ پھر جب چندھیانے لگے آنکھ ف۴ اور گہنا جائے چاند ف۵ اور اکٹھے ہوں

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ

سورج اور چاند ف۱ کہے گا اس دن آدمی کہاں جاؤں بھاگ کر

سورج اور چاند ف۶ کہے گا آدمی اس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر

كَلَّا لَا وَزَرَ ؕ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ ؕ يُنَبَّؤُا

کوئی نہیں کہیں نہیں بچاؤ تیرے رب تک اس دن جا ٹھہرنا جتا دیں گے

کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ تیرے رب تک ہے اس دن جا ٹھہرنا ف۷ جتلا دیں گے

الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ؕ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى

انسان کو اس دن جو آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا بلکہ آدمی اپنے

انسان کو اس دن جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ف۸ بلکہ آدمی اپنے

نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۙ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ؕ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ

واسطے آپ بینا ہے اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے ف۲ نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان

واسطے آپ دلیل ہے اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے ف۹ نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان

لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

کہ شتاب اسکو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو سمیٹ رکھنا اور پڑھنا پھر جب ہم پڑھنے لگیں تو

تاکہ جلدی اسکو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے پھر جب ہم پڑھنے لگیں فرشتہ

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ؕ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ

ساتھ رہ اسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکو کھول بتانا ف۳ کوئی نہیں پر تم چاہتے ہو

کی زبانی تو ساتھ رہ اسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکو کھول کر بتلانا ف۱۰ کوئی نہیں پر تم چاہتے ہو

الْعَاجِلَةَ ۙ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ؕ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ

شتاب ملتی کو اور چھوڑتے ہو دیر آتی کو کتنے منہ اس دن تازے ہیں

جو جلد اور چھوڑتے ہو جو دیر میں آئے ف۱۱ کتنے منہ اس دن تازہ ہیں

اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۢ بَاسِرَةٌ ۙ تَظُنُّ اَنْ

اپنے رب کی طرف دیکھتے۔ ف۴ اور کتنے منہ اس دن اداس ہیں خیال میں ہیں کہ

اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ف۱۲ اور کتنے منہ اس دن اداس ہیں ف۱۳ خیال کرتے ہیں کہ

(دیکھئے فوائد صفحہ ۷۴۹) جھگڑا اور شہوت و غضب میں مبتلا ہوتا ہے اور کبھی عالم علوی کی طرف مائل ہو کر ان چیزوں کو برا جانتا ہے اور ان سے دور رہنا چاہتا ہے اور کوئی برائی یا کوتاہی ہو جانے پر شرمندہ ہو کر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے اس کو "نفس لوامہ" کہتے ہیں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "آدمی کا جی اول کھیل میں اور مزوں میں غرق ہوتا ہے ہرگز نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتا ایسے جی کو "امارہ بسوء" کہتے ہیں پھر ہوش پکڑا نیک و بد سمجھا تو بار آیا کبھی غفلت ہوئی تو اپنی خو پر دوڑ پڑا پیچھے کچھ سمجھ آئی تو اپنے کئے پر پچھتانے اور ملامت کرنے لگا۔ ایسا نفس ہے "لوامہ" کہلاتا ہے پھر جب پورا سنور گیا دل سے رغبت نیکی ہی پر ہو گئی بیہودہ کام سے خود بخود بھاگنے لگا اور جی کے انکار بلکہ تصور سے تکلیف پہنچنے لگی وہ نفس مطمئنہ ہو گیا" اور تفسیر عثمانی میں یہاں نفس لوامہ کی قسم کھا کر شاید فرمایا کہ اگر فطرت صحیح ہو تو خود انسان کا نفس دنیا ہی میں برائی اور تقصیر پر ملامت کرتا ہے۔ یہی چیز ہے جو اپنی اعلیٰ و اکمل ترین صورت میں قیامت کے دن ظاہر ہوگی (فوائد صفحہ ۷۵۰) ف۱ یعنی یہ خیال ہے کہ ہڈیوں تک کا چورا ہو گیا اور ان کے ریزے مٹی وغیرہ کے ذرات میں جا ملے، بھلا اب کس طرح اکٹھے کر کے جوڑ دئیے جائیں گے؟ یہ چیز تو محال معلوم ہوتی ہے ف۲ یعنی ہم تو انگلیوں کی پوریاں بھی درست کر دیتے ہیں اور پوریوں کی تخصیص شاید اس لئے کی کہ یہ اطراف بدن ہیں، اور ہر چیز کے بننے کی تکمیل اس کے اطراف پر ہوتی ہے جنانچہ ہمارے محاورہ میں ایسے موقع پر بولتے ہیں کہ میری پور پور میں درد ہے۔ اس سے مراد تمام بدن ہوتا ہے۔ دوسرے پوریوں میں باوجود چھوٹی ہونے کے صنعت کی رعایت زیادہ اور عادتاً یہ زیادہ دشوار اور باریک کام ہے۔ لہٰذا جو اس پر قادر ہوگا وہ آسان پر بطریق اولیٰ قادر ہوگا۔ ف۳ یعنی جو لوگ قیامت کا انکار کرتے اور دوبارہ زندہ کئے جانے کو محال جانتے ہیں اس کا سبب یہ نہیں کہ یہ مسئلہ بہت مشکل ہے اور اللہ کی قدرت کاملہ کے دلائل و نشانات غیر واضح ہیں۔ بلکہ آدمی یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے آنے سے پہلے اپنی اگلی عمر میں بے باقی۔ ڈھٹائی سے بالکل بیباک ہو کر فسق و فجور کرتا رہے۔ اگر کہیں قیامت کا اقرار کر لیا اور اعمال کے حساب کتاب کا خوف دل میں بیٹھ گیا تو فسق و فجور میں اس قدر بیباکی اور ڈھٹائی اس سے نہ ہو سکے گی۔ اس لئے ایسا خیال دل میں آنے ہی نہیں دیتا جس سے عیش منغص ہو اور لذت میں خلل پڑے بلکہ استہزاء و تعنت اور سینہ زوری سے سوال کرتا ہے کہ ہاں صاحب وہ آپ کی قیامت کب آئے گی۔ اگر واقعی آنے والی ہے تو ٹھیک ٹھیک سنہ و ماہ اس کی تاریخ تو بتلائیے ف۴ یعنی حق تعالیٰ کی تجلی قہری سے جب آنکھیں چندھیانے لگیں گی اور مارے حیرت کے نگاہیں خیرہ ہو جائیں گی اور سورج بھی سر کے قریب آ جائیگا۔ ف۵ یعنی بے نور ہو جائے چاند۔ شاید الگ اس لئے ذکر کیا کہ عرب کو بوجہ قمری حساب رکھنے کے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا۔ ف۶ یعنی بے نور ہونے میں دونوں شریک ہوں گے۔ ف۷ یعنی اب تو کہتا ہے کہ وہ دن کہاں ہے۔ اور اس وقت بدحواس ہو کر کہیگا کہ آج کدھر بھاگوں اور کہاں پناہ لوں۔ ارشاد ہوگا کہ آج نہ بھاگنے کا موقع ہے نہ سوال کرنیکا۔ آج کوئی طاقت تیرا بچاؤ نہیں کر سکتی نہ پناہ دے سکتی ہے آج کے دن سب کو اپنے پروردگار کی عدالت میں حاضر ہونا اور اسی کی مشیت میں ٹھہرنا ہے پھر وہ جیسے حق میں جو کچھ فیصلہ کرے۔ ف۸ یعنی سب اگلے پچھلے اعمال نیک ہوں یا بد، اسکو جتلا دئیے جائیں گے۔ ف۹ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے اور یہ کہ سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اور جو کہے میری سمجھ میں نہیں آتا، یہ سب بہانے ہیں" لیکن اکثر مفسرین نے اسکا تعلق "ینبؤا الانسان یومئذ" سے رکھا ہے یعنی جتلانے پر بھی موقوف نہیں، انسان اپنی حالت پر خود مطلع ہوگا گو بمقتضائے طبیعت وہاں بھی بہانے بنائے اور حیلے حوالے پیش لائے جیسے کفار کہیں گے "واللہ ربنا ما کنا مشرکین" بلکہ یہاں دنیا میں بھی وہ انسان جس کا ضمیر بالکل مسخ نہ ہو گیا ہو اپنی حالت کو خوب سمجھتا ہے گو دوسروں کے سامنے حیلے بہانے بنا کر اپنے خلاف ثابت کرنے کی کتنی ہی کوشش کرے۔ ف۱۰ شروع میں جس وقت حضرت جبرئیل اللہ کی طرف سے قرآن لاتے، ان کے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جلدی جلدی پڑھتے جاتے تھے، تاکہ جلدی سے یاد کر لیں اور سیکھ لیں، مبادا جبرئیل چلے جائیں اور وحی پوری طرح محفوظ نہ ہو سکے، مگر اس صورت میں آپ کو سخت مشقت ہوتی تھی جب تک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ آتا۔ اور سمجھنے میں بھی ظاہر ہے دقت پیش آتی ہوگی اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے اور

زبان ہلانے کی حاجت نہیں، ہمہ تن متوجہ ہو کر سنا ہی چاہیے۔ یہ فکر مت کرو کہ یاد نہیں رہیگا، پھر کیسے پڑھوں گا، اور لوگوں کو کس طرح سناؤں گا۔ اسکا تمہارے سینہ میں حرف بحرف جمع کر دینا اور تمہاری زبان سے پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے جبرئیل جس وقت ہماری طرف سے پڑھیں آپ تو خاموشی سے سنتے رہئے۔ آگے اس کا یاد کرانا اور اس کے علوم و معارف کا تمہارے اوپر کھولنا اور تمہاری زبان سے دوسروں تک پہنچانا، ان سب باتوں کے ہم ذمہ دار ہیں، اس کے بعد حضور نے جبرئیل کے ساتھ ساتھ پڑھنا ترک کر دیا۔ یہ بھی ایک معجزہ ہوا کہ ساری وحی سنتے رہے اسوقت زبان سے ایک لفظ نہ دہرایا لیکن فرشتہ کے جانے کے بعد پوری وحی لفظ بلفظ کامل ترتیب کے ساتھ بدون ایک زیر زبر کی تبدیلی کے فرفر سنا دی اور سمجھا دی۔ یہ اس دنیا میں ایک نمونہ سا معلوم ہوا "ینبؤا الانسان یومئذ بما قدم واخر"۔ کا یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وحی فرشتہ کے چلے جانے کے بعد پوری ترتیب کے ساتھ حرف بحرف بدون ادنیٰ فروگذاشت کے اپنے پیغمبر کے سینے میں جمع کر دے، کیا اسپر قادر نہیں کہ بندوں کے اگلے اور پچھلے اعمال جن میں ... (فوائد صفحہ ۷۵۱)

toobaa-elibrary.blogspot.com

يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝

ان پر ہووے جسے کہ توڑے کوئی نہیں جس وقت جان پہونچے ہانس تک اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا

ان پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر ف۱۱ ہرگز نہیں جس وقت جان پہونچے ہانس تک ف۱۲ اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا ف۱۳

وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ

اور اس نے اٹکلا کہ آیا وقت جدائی کا اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی تیرے رب کی طرف ہے

اور وہ سمجھا کہ اب آیا وقت جدائی کا ف۱۴ اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی ف۱۵ تیرے رب کی طرف ہے

ع ۱ ۱۷ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ۝ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَ

اس دن کھینچ جانا پھر نہ یقین لایا اور نہ نماز پڑھی پر جھٹلایا اور

اس دن کھینچ کر چلا جانا ف۱۶ پھر نہ یقین لایا اور نہ نماز پڑھی پھر جھٹلایا اور

تَوَلّٰى ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهِ يَتَمَطّٰى ۝ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ

منہ موڑا پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا خرابی تیری پھر خرابی تیری پھر

منہ موڑا پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا ہوا ف۱۷ خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری پھر

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ اَلَمْ

پھر خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ چھوٹا رہے گا بے قید بھلا نہ

خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری ف۱۸ کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ چھوٹا رہے گا بے قید ف۱۹ بھلا نہ

يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝

تھا ایک بوند منی کا جو ٹپکا پھر تھا لہو کی پھٹکی پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا

تھا وہ ایک بوند منی کی جو ٹپکی ف۲۰ پھر تھا لہو جما ہوا پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ

پھر کیا اس میں جوڑا نر اور مادہ کیا ایسا شخص نہیں

پھر کیا اس میں جوڑا نر اور مادہ کیا یہ خدا

ع ۲ ۱۰ ۱۸ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ۝

سکتا کہ جلا دے مردے

زندہ نہیں کر سکتا مردوں کو ف۲۱

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۂ دہر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اکتیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝

کبھی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں جو نہ تھا وہ کچھ چیز کہ تکرار میں آتی

کبھی گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں کہ نہ تھا وہ کوئی چیز جو زبان پر آتی ف۱

(بقیہ صفحہ ۷۵۰) یا دولادے۔ اور اسی طرح ہڈیوں کے منتشر ذرات کو سب جگہ سے اکٹھا کر کے ٹھیک پہلی ترتیب پر انسان کو از سر نو وجود عطا فرمادے۔ بیشک وہ اس پر اور اس سے کہیں زیادہ پر قادر ہے۔ ف۱۱ یعنی تمہارا قیامت وغیرہ سے انکار کرنا ہرگز کسی دلیل صحیح پر مبنی نہیں، بلکہ دنیا میں انہماک اس کا سبب ہے۔ دنیا چونکہ نقد اور جلد ملنے والی چیز ہے اسی کو تم چاہتے ہو۔ اور آخرت کو ادھار سمجھ کر چھوڑتے ہو کہ اس کے ملنے میں ابھی دیر ہے۔ انسان کی طبیعت میں جلد بازی داخل ہے "خلق الانسان من عجل" وا نیاء و رکوع میں فرق اتنا ہے کہ نیک لوگ پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے میں جلدی کرتے ہیں جسکی ایک مثال ابھی "لاتحرک به لسانک لتعجل به" میں گزر چکی اور بدتمیز آدمی اس چیز کو پسند کرتے ہیں جو جلد ہاتھ آئے خواہ آخر کار اس کا نتیجہ ہلاکت ہی کیوں نہ ہو۔ ف۱۳ یہ آخرت کا بیان ہوا یعنی مومنین کے چہرے اس روز تروتازہ اور ہشاش بشاش ہوں گے۔ اور ان کی آنکھیں محبوب حقیقی کے دیدار مبارک سے روشن ہونگی۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے قطعی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ گمراہ لوگ اس کے منکر ہیں کیونکہ یہ دولت ان کے نصیب میں نہیں۔ اللھم لاتحرمنا من ھذہ النعمة التی لیس فوقھا نعمة ف۱۴ یعنی پریشان اور بے رونق ہوں گے۔

فوائد صفحہ ہٰذا۔ ف۱ یعنی یقین رکھتے ہیں کہ اب وہ معاملہ ہونے والا ہے اور وہ عذاب بھگتنا ہے جو بالکل ہی کمر توڑ دے گا ف۲ یعنی آخرت کو ہرگز دور مت سمجھو۔ اس سفر آخرت کی پہلی منزل تو موت ہے جو بالکل قریب ہے یہیں سے باقی منزلیں طے کرتے ہوئے آخری ٹھکانے پر جا پہونچ گے۔ گویا ہر آدمی کی موت اس کے حق میں جزئی قیامت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔ جہاں مریض کی روح سمٹ کر ہنسلی تک پہنچی اور سانس حلق میں رکنے لگی سمجھو کہ سفر آخرت شروع ہو گیا ف۳ ایسی مایوسی کے وقت طبیبوں اور ڈاکٹروں کی کچھ نہیں چلتی۔ جب لوگ ظاہری علاج و تدبیر سے عاجز آجاتے ہیں تو جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کی سوجھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میاں کوئی ایسا شخص ہے جو جھاڑ پھونک کر کے اس کو مرنے سے بچالے اور بعض سلف نے کہا کہ "من راق" فرشتوں کا کلام ہے جو ملک الموت کے ساتھ روح قبض کرنے کے وقت آتے ہیں وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ کون اس مردے کی روح کو لے جائے گا رحمت کے فرشتے یا عذاب کے؟ اس تقدیر پر "راق" "رقی" سے مشتق ہوگا جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں "رقیہ" سے نہ ہوگا جو افسوں کے معنی میں ہے ف۴ یعنی مرنے والا سمجھ چکا کہ تمام عزیز و اقارب اور محبوب و مألوف چیزوں سے اب اسکو جدا ہونا ہے یا یہ مطلب کہ روح بدن سے جدا ہونے والی ہے ف۵ یعنی بعض اوقات سکرات موت کی سختی سے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے۔ نیز نیچے کے بدن سے روح کا تعلق منقطع ہونے کے بعد پنڈلیوں کا ہلانا اور ایک کو دوسرے سے جدا رکھنا اختیار میں نہیں رہتا۔ اس لئے ایک پنڈلی دوسری پر بے اختیار جا گرتی ہے۔ اور بعض سلف نے کہا کہ عرب کے محاورات میں "ساق" کنایہ ہے سخت مصیبت سے۔ تو آیت کا ترجمہ یوں کیا جائے گا کہ "ملی ایک سختی دوسری سختی کے ساتھ" کیونکہ مرنے والے کو اس وقت دو سختیاں پیش آتی ہیں پہلی سختی تو یہی دنیا سے جانا، مال و اسباب، اہل و عیال، جاہ و حشم، سب کو چھوڑنا دشمنوں کی خوشی و طعنہ زنی اور دوستوں کے رنج و غم کا خیال آنا اور دوسری اس سے بڑی قبر اور آخرت کے احوال کی ہے جسکی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی ف۶ یعنی سفر آخرت کی ابتداء یہاں سے ہے۔ گویا اب بندہ اپنے رب کی طرف کھنچنا شروع ہوا۔ مگر افسوس اپنی غفلت و حماقت سے کوئی سامان سفر کا پہلے سے درست نہ کیا۔ اتنے بڑے سفر کے لئے کوئی توشہ ساتھ لیا ف۷ یعنی بجائے سچا سمجھنے اور یقین لانے کے پیغمبروں کو جھوٹا بتلاتا رہا اور بجائے نماز پڑھنے اور مالک کی طرف متوجہ ہونے کے ہمیشہ ادھر سے منہ موڑ کر چلا۔ نہ صرف یہی بلکہ اپنی اس سرکشی اور بدبختی پر اتراتا اور اکڑتا ہوا اپنے متعلقین کے پاس جاتا تھا۔ گویا کوئی بہت بڑی بہادری اور ہنر مندی کا کام کر کے آرہا ہے ف۸ یعنی او بدبخت اب تیری کمبختی آئی .... ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ اب تیرے لئے خرابی پر خرابی اور تباہی پر تباہی ہے۔ تجھ سے بڑھکر اللہ کی نئی نئی سزاؤں کا مستحق اور کون ہوگا۔ (تنبیہ) شاید اول خرابی یقین نہ لانے اور نماز نہ پڑھنے پر، دوسری اس سے بڑھکر جھٹلانے اور منہ موڑنے پر، تیسری اور چوتھی ان دونوں امور میں سے ہر ایک کو قابل فخر سمجھنے پر ہو جسکی طرف "ثم ذھب الی اھلہ یتمطی" میں اشارہ کر دیا۔ واللہ اعلم ف۹ یعنی کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسکو یونہی مہمل چھوڑ دیا جائیگا؟ اور امر و نہی کی کوئی قید اس پر نہ ہوگی؟ یا مرے پیچھے اٹھایا نہ جائیگا؟ اور سب نیک و بد کا حساب نہ لیں گے؟ ف۱۰ یعنی عورت کے رحم میں ف۱۱ یعنی نطفہ سے جمے ہوئے خون کی شکل بن آیا۔ پھر اللہ نے اس کی پیدائش کے سب مراتب پورے کر کے انسان بنا دیا اور تمام ظاہری اعضاء اور باطنی قوتیں ٹھیک کر دیں۔ ایک نطفۂ بیجان سے انسان عاقل بن گیا۔ پھر اسی نطفہ سے عورت اور مرد دو قسم کے آدمی پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک قسم کی ظاہری و باطنی خصوصیات جدا گانہ ہیں کیا وہ قادر مطلق جس نے اولاً سب کو ایسی حکمت و قدرت سے بنایا۔ (بقیہ برصفحہ ۷۵۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ؎ ایک شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں اور ایک اس میں ملتی ہے تھوڑی سی وہ اعلیٰ قسم ہے کسی کی طوبی کافور ہے ٹھنڈا خوشبو۔ کسی کی طوبی سونٹھ ہے گرم چرپرا یہ بھی چشمے خاص ہیں ۔ از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

بقیہ فوائد صفحہ ۷۵۱ ۔ اس پر قادر نہیں کہ دوبارہ زندہ کر دے؟ سبحانک اللھم فبلیٰ ۔ پاک ہے تیری ذات اے خدا کیوں نہیں تو بے شک قادر ہے (ختم سورۃ القیٰمۃ وللہ الحمد والمنۃ) ؎۱۲ بے شک انسان پر ایک وقت گزر چکا جب اس کا کچھ نام و نشان نہ تھا ۔ پھر کتنے ہی دور طے کر کے نطفہ کی شکل میں آیا ۔ وہ حالت بھی اس کی موجودہ شرافت و کرامت کو دیکھتے ہوئے اس قابل نہیں کہ زبان پر لائی جائے ۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ
ہم نے بنایا آدمی ایک بوند کے لچھے سے ہم پلٹتے رہے اسکو پھر کر دیا اس کو
ہم نے بنایا آدمی کو ایک دورنگی بوند سے ؎ ہم پلٹتے رہے اسکو پھر کر دیا اس کو ہم نے

سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا
سنتا دیکھتا ہم نے سجھائی راہ یا حق مانتا ہے یا
سننے والا دیکھنے والا ؎ ہم نے اس کو سجھائی راہ یا حق مانتا ہے اور یا

كَفُورًا ۝ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَ وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا ۝
ناشکر ہے ہم نے رکھی ہیں منکروں کے واسطے زنجیریں اور طوق اور آگ دہکتی
ناشکری کرتا ہوگا ؎ ہم نے تیار کر رکھی ہیں منکروں کے واسطے زنجیریں اور طوق اور آگ دہکتی ؎

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝
البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ جس کی ملونی ہے کافور
البتہ نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ جس کی ملونی ہے کافور

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ
ایک چشمہ جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے چلاتے ہیں وہ اسکی نالیاں ؎ پوری کرتے ہیں
ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے ؎ چلاتے ہیں وہ اسکی نالیاں ؎ پورا کرتے ہیں

بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ
منت اور ڈرتے ہیں اس دن سے کہ جسکی برائی پھیل پڑے گی اور کھلاتے ہیں
منت کو ؎ اور ڈرتے ہیں اس دن سے کہ اس کی برائی پھیل پڑے گی ؎ اور کھلاتے ہیں

الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ
کھانا اس کی محبت پر محتاج کو اور بن باپ کے لڑکے اور قیدی کو تم کو جو ہم کھلاتے ہیں
کھانا اس کی محبت پر محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو ؎ ہم جو تم کو کھلاتے ہیں

لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا
نرا اللہ کا منہ چاہنے کو ہم نہیں چاہتے تم سے بدلا اور نہ شکر گزاری ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے
سو خالص اللہ کی خوشی چاہنے کو نہ تم سے ہم چاہیں بدلا اور نہ چاہیں شکر گزاری ؎ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے

يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ
ایک دن اداس کی سختی سے پھر بچا دیا ان کو اللہ نے برائی سے اس دن کی اور آگے لایا انکے واسطے
ایک دن اداسی والے کی سختی سے ؎ پھر بچا لیا ان کو اللہ نے برائی سے اس دن کی اور ملا دی ان کو

نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُّتَّكِئِينَ
تازگی اور خوش دلی اور بدلا دیا انکو اسپر کہ وہ ٹھہرے رہے باغ اور پوشاک ریشمی لگے بیٹھے
تازگی اور خوش دلی ؎ اور بدلا دیا انکو انکے صبر پر باغ اور پوشاک ریشمی ؎ تکیہ لگائے بیٹھیں

فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً
اس میں تختوں پر نہیں دیکھتے وہاں دھوپ نہ ٹھٹھر اور جھک رہیں
اس میں تختوں کے اوپر ؎ نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ ٹھر ؎ اور جھک رہیں

منزل ۷

؎ یعنی مرد اور عورت کے دو رنگے پانی سے پیدا کیا (تنبیہ) "امشاج" کے معنی مخلوط کے ہیں نطفہ جن غذاؤں کا خلاصہ ہے وہ مختلف چیزوں سے مرکب ہوتی ہیں اس لئے عورت کے پانی سے قطع نظر کر کے بھی اسکو "امشاج" کہہ سکتے ہیں ؎ یعنی نطفہ سے جما ہوا خون، پھر اس سے گوشت کا لوتھڑا بنایا ۔ اسی طرح کئی طرح کے الٹ پھیر کرنے کے بعد اس درجہ میں پہنچا دیا کہ اب وہ کانوں سے سنتا اور آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان قوتوں سے وہ کام لیتا ہے جو کوئی دوسرا حیوان نہیں لے سکتا ۔ گویا اور سب اس کے سامنے بہرے اور اندھے ہیں (تنبیہ) "نبتلیہ" کے معنی اکثر مفسرین نے امتحان و آزمائش کے لئے ہیں یعنی آدمی کا بنانا اس غرض سے تھا کہ اسکو احکام کا مکلف اور امر و نہی کا مخاطب بنا کر امتحان لیا جائے اور دیکھا جائے کہ کہاں تک مالک کے احکام کی تعمیل میں وفاداری دکھلاتا ہے اسی لئے اسکو سننے، دیکھنے، اور سمجھنے کی وہ قوتیں دی گئیں جن پر تکلیف شرعی کا مدار ہے ؎ یعنی اولاً اصل فطرت اور پیدائشی عقل و فہم سے پھر دلائل عقلیہ و نقلیہ سے نیکی کی راہ سجھائی جس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ پر چلتے ۔ لیکن گرد و پیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے ۔ بعض نے اللہ کو مانا اور اس کا حق پہچانا ۔ اور بعض نے ناشکری اور ناحق کوشی پر کمر باندھ لی ۔ آگے دونوں کا انجام مذکور ہے ؎ یعنی جو لوگ رسم و رواج اور اوہام و ظنون کی زنجیروں میں جکڑے رہے اور غیر اللہ کی حکومت و اقتدار کے طوق اپنے گلوں سے نہ نکال سکے ۔ بلکہ حق و حاملین حق کے خلاف دشمنی اور لڑائی کی آگ بھڑکانے میں عمریں گزار دیں کبھی بھول کر اللہ کی نعمتوں کو یاد نہ کیا نہ اس کی سچی فرمانبرداری کا خیال دل میں لائے ۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دوزخ کے طوق و سلاسل اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے ۔ ؎ یعنی جام شراب میں جس میں تھوڑا سا کافور ملایا جائیگا ۔ یہ کافور دنیا کا نہیں بلکہ جنت کا ایک خاص چشمہ ہے جو خاص طور پر اللہ کے مقرب و مخصوص بندوں کو ملیگا ۔ شاید اسکو ٹھنڈا ، خوشبودار ، مفرح اور سفید رنگ ہونے کی وجہ سے کافور کہتے ہوں گے ۔ ؎ یعنی وہ چشمہ ان بندوں کے اختیار میں ہوگا جدھر اشارہ کریں گے اسی طرف کو اس کی نالی بہنے لگے گی بعض کہتے ہیں کہ اس کا اصل منبع حضور پُر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قصر میں ہوگا ۔ وہاں سے سب انبیاء و مومنین کے مکانوں تک اس کی نالیاں پہنچائی جائیں گی ۔ واللہ اعلم ۔ آگے ابرار کی خصلتیں بیان فرمائی ہیں ؎ یعنی جو منت مانی ہوا سے پورا کرتے ہیں ظاہر ہے کہ جب خود اپنی لازم کی ہوئی چیز کو پورا کریں گے تو اللہ کی لازم کی ہوئی باتوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں ۔ ؎ یعنی اس دن کی سختی اور برائی درجہ بدرجہ سب کو عام ہوگی کوئی شخص بالکلیہ محفوظ نہ رہیگا ۔ الا من شاء اللہ ؎ یعنی اللہ کی محبت کے جوش میں اپنا کھانا باوجود خواہش اور احتیاج کے نہایت شوق اور خلوص سے مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں (تنبیہ) قیدی عام ہے مسلم ہو یا کافر ۔ حدیث میں ہے کہ "بدر" کے قیدیوں کے متعلق حضور ؐ نے حکم دیا کہ جس مسلمان کے پاس کوئی قیدی رہے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے ۔ چنانچہ صحابہ اس حکم کی تعمیل میں قیدیوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے تھے حالانکہ وہ قیدی مسلمان نہ تھے ۔ مسلمان بھائی کا حق تو اس سے بھی زیادہ ہے ۔ اور اگر لفظ "اسیر" میں ذرا توسع کر لیا جائے تب تو یہ آیت غلام اور مدیون کو بھی شامل ہوگی کہ وہ بھی ایک طرح سے قید میں ہیں ؎ یہ کھلانے والے زبان حال سے کہتے ہیں اور کہیں مصلحت ہو تو زبان قال سے بھی کہہ سکتے ہیں ؎ یعنی کیوں نہ کھلائیں اور کھلانے کے بعد کیونکر بدلہ یا شکریہ کے امیدوار رہیں جبکہ ہم کو اپنے پروردگار کا اور اس دن کا ڈر لگا ہوا ہے جو بہت سخت اداس اور غصہ سے چیں بجبیں ہو گا ۔ ہم تو اخلاص کے ساتھ کھلانے پلانے کے بعد بھی ڈرتے ہیں کہ دیکھئے ہمارا عمل مقبول ہوا یا نہیں ۔ مبادا اخلاص وغیرہ میں کمی رہ گئی ہو اور الٹا منہ پر مارا جائے ؎۱۳ یعنی جس چیز سے وہ ڈرتے تھے ۔ اللہ نے اس سے محفوظ و مامون رکھا اور ان کے چہروں کو تازگی اور دلوں کو سرور عطا کیا ۔ ؎۱۳ یعنی ازبسکہ یہ لوگ دنیا کی تنگیوں اور سختیوں پر صبر کر کے معاصی سے رکے اور طاعت پر جمے رہے تھے ۔ اس لئے اللہ نے ان کو عیش کرنے کے لئے جنت کے باغ اور لباس ہائے فاخرہ مرحمت فرمائے ؎۱۴ بادشاہوں کی طرح ؎۱۵ یعنی جنت کا موسم نہایت معتدل ہوگا نہ گرمی کی تکلیف نہ سردی کی ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِم

ان پر اسکی چھاویں اور پست کر رکھے ہیں اسکے خوشے لٹکا کر اور لوگ لئے پھرتے ہیں ان

ان پر اسکی چھائیں اور پست کر رکھے ہیں اسکے گچھے لٹکا کر ف۱ اور لوگ لئے پھرتے ہیں ان کے

بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝ قَوَارِيرَا مِن

پاس باسن روپے کے اور آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے شیشے پر

پاس برتن چاندی کے اور آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے کے شیشے ہیں

فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا

روپے کے ماپ رکھا ان کا ماپ ف۱ اور پلاتے ہیں وہاں پیالہ جس کی ملونی

چاندی کے ف۲ ماپ رکھا ہے ان کا ماپ ف۳ اور ان کو وہاں پلاتے ہیں پیالے جس کی ملونی ہے

زَنجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ

سونٹھ ایک چشمہ ہے اس میں اس کا نام کہتے ہیں سلسبیل ف۲ اور پھرتے ہیں ان پاس

سونٹھ ف۴ ایک چشمہ ہے اس میں اس کا نام کہتے ہیں سلسبیل ف۵ اور پھرتے ہیں ان کے پاس

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝

لڑکے سدا رہنے والے جب تو ان کو دیکھے خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے

لڑکے سدا رہنے والے ف۶ جب تو ان کو دیکھے خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے ہوئے ف۷

وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ

اور جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی اوپر کی پوشاک انکی کپڑے ہیں

اور جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی ف۸ اوپر کی پوشاک انکی کپڑے ہیں

سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ ۚ وَ

باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے اور ان کو پہنائے جائیں کنگن روپے کے اور

باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے ف۹ اور انکو پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے ف۱۰ اور

سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَ

پلایا ان کو ان کے رب نے شراب جو پاک کرے دل کو یہ ہے تمہارا بدلا اور

پلائے ان کو ان کا رب شراب جو پاک کرے دل کو ف۱۱ یہ ہے تمہارا بدلا اور

ع ۲۴ ۱۹ كَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ

کمائی تمہاری نیک لگی ہم نے اتارا تجھ پر قرآن

کمائی تمہاری ٹھکانے لگی ف۱۲ ہم نے اتارا تجھ پر قرآن

تَنزِيلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ۝

سہج سہج اتارنا سو تو راہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی اور کہا نہ مان ان میں کسی گنہگار یا ناشکر کا

سہج سہج اتارنا سو تو انتظار کر اپنے رب کے حکم کا ف۱۳ اور کہا مت مان۔ ان میں سے کسی گنہگار یا ناشکر کا ف۱۴

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ

اور یاد کر نام اپنے رب کا صبح اور شام اور کچھ رات میں سجدے کر اس کو

اور لیتا رہ نام اپنے رب کا صبح اور شام ف۱۵ اور کسی وقت رات کو سجدہ کر اس کو ف۱۶

ف۱ یعنی درختوں کی شاخیں مع اپنے پھول پھل وغیرہ کے ان پر جھکی پڑتی ہونگی اور پھلوں کے خوشے ایسی طرح لٹکے ہوں گے اور ان کے قبضہ میں کر دیئے جائیں گے کہ جنتی جس حالت میں چاہے کھڑے، بیٹھے، لیٹے بے تکلف چن سکے (تنبیہ) شاید درختوں کی شاخوں کو یہاں ظلال سے تعبیر فرمایا ہے یا واقعی سایہ ہو کیونکہ آفتاب کی دھوپ نہ سہی اگر کوئی دوسری قسم کا نور تو وہاں ضرور ہوگا۔ اس کے سایہ میں جنتی تفنن و تفریح کی غرض سے کبھی بیٹھنا چاہیں گے۔ واللہ اعلم ف۲ یعنی آبخورے اصل میں چاندی کے بنے ہوں گے نہایت سفید، بے داغ اور فرحت بخش، لیکن صاف و شفاف اور چمکدار ہونے میں شیشے کی طرح معلوم ہوں گے ان کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آئیگی ف۳ یعنی جنتی کو جسقدر پینے کی خواہش ہوگی ٹھیک اسکو اندازے کے موافق بھرے ہوں گے کہ نہ کمی رہے نہ بچے یا بہشتیوں نے اپنے دل کو جیسا اندازہ کر لیا ہوگا بلا کم و کاست اسی کے موافق آئیں گے ف۴ یعنی ایک جام شراب وہ تھا جس کی ملونی کافور ہے۔ دوسرا وہ ہوگا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ مگر یہ دنیا کی سونٹھ نہ سمجھے وہ ایک چشمہ ہے جنت میں جسکو سلسبیل کہتے ہیں سونٹھ کی تاثیر گرم ہے اور وہ حرارت غریزیہ میں انتعاش پیدا کرتی ہے عرب کے لوگ اس کو بہت پسند کرتے تھے۔ بہرحال کسی خاص مناسبت سے اس چشمہ کو زنجبیل کا چشمہ کہتے ہیں۔ ابرار کے پیالہ میں اس کی تھوڑی سی آمیزش کی جائیگی۔ اصل میں وہ چشمہ بڑے عالی مقام مقربین کے لئے ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۵ اس نام کے معنی ہیں پانی صاف بہتا ہوا۔ کذا فی الموضح۔ ف۶ یعنی ہمیشہ لڑکے رہیں گے یا جنتیوں سے کبھی چھینے نہ جائیں گے ف۷ یعنی اپنے حسن و جمال صفائی اور آب و تاب میں ادھر ادھر پھرتے ہوئے ایسے خوش منظر معلوم ہوں گے گویا بہت سے چمکدار خوبصورت موتی زمین پر بکھیر دیئے گئے۔ ف۸ یعنی جنت کا حال کیا کہا جائے، کوئی دیکھے تو معلوم ہو کہ کیسی عظیم الشان نعمت اور کتنی بھاری بادشاہت ہے جو ادنیٰ ترین جنتی کو نصیب ہوگی۔ رزقنا اللہ منہا بمنہ و فضلہ۔ ف۹ یعنی باریک اور دبیز دونوں قسم کے ریشم کے لباس جنتیوں کو ملیں گے۔ ف۱۰ اس سورت میں تین جگہ چاندی کے برتنوں اور زیور وغیرہ کا ذکر آیا ہے دوسری جگہ سونے کے بیان کئے گئے ہیں ممکن ہے یہ بھی ہوں اور وہ بھی، کسی کو یہ ملیں کسی کو وہ، یا کبھی یہ کبھی وہ ف۱۱ یعنی سب نعمتوں کے بعد شراب طہور کا ایک جام محبوب حقیقی کی طرف سے ملیگا جس میں نہ نجاست ہوگی، نہ کدورت، نہ سرگرانی، نہ بدبو اس کے پینے سے دل پاک اور پیٹ صاف ہوں گے، پینے کے بعد بدن سے پسینہ نکلیگا جس کی خوشبو مشک کی طرح مہکنے والی ہوگی ف۱۲ یعنی مزید اعزاز و اکرام اور تطییب قلوب کے لئے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے تمہاری کوشش مقبول ہوئی، اور محنت ٹھکانے لگی۔ اس کو سن کر جنتی اور زیادہ خوش ہوں گے ف۱۳ تاکہ آپ کا دل مضبوط رہے، اور لوگ بھی آہستہ آہستہ اپنے نیک و بد کو سمجھ لیں اور معلوم کر لیں کہ جنت کن اعمال کی بدولت ملتی ہے۔ اگر اس طرح سمجھانے پر بھی نہ مانیں اور اپنی ضد و عناد ہی پر قائم رہیں تو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر برابر جمے رہیئے اور آخری فیصلہ کا انتظار رکھیئے۔ ف۱۴ عتبہ اور ولید وغیرہ کفار قریش آپ کو دنیوی لالچ دیکر اور کچھ چکنی چپڑی باتیں بنا کر چاہتے تھے کہ فرض تبلیغ و دعوت سے باز رکھیں اللہ نے متنبہ فرما دیا کہ آپ ان میں سے کسی کی بات نہ مانیں، کیونکہ کسی گنہگار یا ناشکر کافر کا کہا ماننے سے نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ ایسے شریروں اور بدبختوں کی بات پر کان دھرنا نہیں چاہئے ف۱۵ یعنی ہمہ وقت اسکو یاد رکھو خصوصاً ان دو وقتوں میں، سب خرخشوں کا علاج یہی ذکر خدا ہے۔ ف۱۶ یعنی نماز پڑھ، شاید مغرب و عشاء مراد ہو یا تہجد۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ

اور پاکی بول اس کی بڑی رات تک — یہ لوگ چاہتے ہیں شتاب ملنے والی کو — اور چھوڑ رکھا ہے

اور پاکی بول اس کی بڑی رات تک ف۱ — یہ لوگ چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو — اور چھوڑ رکھا ہے

وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۚ وَإِذَا

اپنے پیچھے — ایک دن بھاری — ہم نے ان کو بنایا — اور مضبوط باندھی ان کی گرہ بندی — اور جب

اپنے پیچھے — ایک بھاری دن کو ف۲ — ہم نے ان کو بنایا — اور مضبوط کیا ان کی جوڑ بندی کو — اور جب

شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ۝ إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ

ہم چاہیں — بدل لاویں — ان کی طرح کے لوگ بدل کر — یہ تو سمجھوتی ہے — پھر جو کوئی چاہے

ہم چاہیں — بدل لائیں — ان جیسے لوگ بدل کر ف۳ — یہ تو نصیحت ہے — پھر جو کوئی چاہے

اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ

کر رکھے — اپنے رب تک راہ — اور تم نہ چاہوگے — مگر جو چاہے اللہ — بیشک

کر رکھے — اپنے رب تک راہ ف۴ — اور تم نہیں چاہوگے — مگر جو چاہے اللہ — بیشک

اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَ

اللہ ہو — سب جانتا حکمت والا — داخل کرلے جس کو چاہے — اپنی مہر میں — اور

اللہ ہو — سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا ف۵ — داخل کرلے جس کو چاہے — اپنی رحمت میں ف۶ — اور

الظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

جو گنہگار ہیں — رکھی ہے ان کے واسطے دکھ کی مار

جو گنہگار ہیں — تیار ہے ان کے واسطے عذاب دردناک

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۂ مرسلات — مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچاس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ⁂

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ⁂

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ۝ فَالْعَاصِفَاتِ عَصْفًا ۝ وَالنَّاشِرَاتِ نَشْرًا ۝

قسم ہے چلتی باؤں کی دل کو خوش آتی — پھر جھوکا دینے والیاں زور سے — پھر ابھارنے والیاں اٹھا کر

قسم ہے چلتی ہواؤں کی دل کو خوش آتی — پھر جھونکا دینے والیوں کی زور کر ف۷ — پھر ابھارنے والیوں کی اٹھا کر

فَالْفَارِقَاتِ فَرْقًا ۝ فَالْمُلْقِيَاتِ ذِكْرًا ۝ عُذْرًا أَوْ نُذْرًا ۝ إِنَّمَا تُوعَدُونَ

پھر پھاڑنے والیاں بانٹ کر — پھر فرشتوں کی اتارنے والے سمجھوتی — الزام اتارنے کو یا ڈرسنانے کو — مقرر جو تم سے وعدہ کیا

پھر پھاڑنے والیوں کی بانٹ کر ف۸ — پھر فرشتوں کی جو اتار کر لائیں وحی ف۹ — الزام اتارنے کو یا ڈرسنانے کو ف۱۰ — مقرر جو تم سے وعدہ

لَوَاقِعٌ ۝ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ

ہونا ہے ف۱ — پھر جب تارے مٹائے جاویں — اور جب آسمان میں جھروکے پڑیں — اور جب پہاڑ

ہو وہ ضرور ہونا ہے ف۱۱ — پھر جب تارے مٹائے جائیں — اور جب آسمان میں جھروکے پڑ جائیں ف۱۲ — اور جب پہاڑ

ف۱ اگر وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ سے تہجد مراد لیا جائے تو یہاں تسبیح سے اس کے معنی متبادر مراد ہونگے یعنی شب کو تہجد کے علاوہ بہت زیادہ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہیے۔ اور اگر پہلے مغرب و عشاء مراد تھی تو یہاں تسبیح سے تہجد مراد لے سکتے ہیں ف۲ یعنی یہ لوگ جو آپ کی نصیحت و ہدایت قبول نہیں کرتے اس کا سبب حب دنیا ہے۔ دنیا چونکہ جلد ہاتھ آنیوالی چیز ہے اسی کو یہ چاہتے ہیں اور قیامت کے بھاری دن سے غفلت میں ہیں۔ اس کی کچھ فکر نہیں۔ بلکہ اس کے آنے کا یقین بھی نہیں۔ سمجھتے ہیں کہ مر کر جب گل سڑ گئے پھر کون دوبارہ ہم کو ایسا ہی بنا کر کھڑا کر دیگا! آگے اس کا جواب دیا ہے ف۳ یعنی اول پیدا ہم نے کیا اور سب جوڑ بند درست کئے۔ آج ہماری وہ قدرت سلب نہیں ہو گئی، ہم جب چاہیں ان کی موجودہ ہستی کو ختم کرکے دوبارہ ایسی ہی ہستی بنا کر کھڑی کر دیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ لوگ نہ مانیں گے تو ہم قادر ہیں کہ جب چاہیں ان کی جگہ دوسرے ایسے ہی آدمی لے آئیں جو ان کی طرح سرکش نہ ہوں گے۔ ف۴ یعنی جبر و زور سے منوا دینا آپ کا کام نہیں، قرآن کے ذریعہ نصیحت کر دیجئے۔ آگے ہر ایک کو اختیار ہے جس کا جی چاہے اپنے رب کی خوشنودی تک پہونچنے کا راستہ بنا رکھے ف۵ یعنی تمہارا چاہنا بھی اللہ کے چاہے بدون نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بندہ کی مشیت اللہ کی مشیت کے تابع ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کی استعداد و قابلیت کس قسم کی ہے۔ اسی کے موافق اس کی مشیت کام کرتی ہے۔ پھر وہ جسکو اپنی مشیت سے راہ راست پر لائے، اور جس کو گمراہی میں پڑا چھوڑ دے، عین صواب و حکمت ہے ف۶ یعنی جن کی استعداد اچھی ہوگی انکو نیکی پر چلنے کی توفیق دیگا اور اپنی رحمت و فضل کا مستوجب بنائیگا تم سورۃ الدہر وللہ الحمد و المنہ ف۷ یعنی اول ہوا نرم اور خوشگوار چلتی ہے جس سے مخلوق کی بہت سی توقعات اور منافع وابستہ ہوتے ہیں، پھر کچھ دیر بعد وہی ہوا ایک تند آندھی اور طوفانی جھکڑ کی شکل اختیار کرکے وہ خرابی اور غضب ڈھاتی ہے کہ لوگ جھلا اٹھتے ہیں۔ یہی مثال دنیا و آخرت کی سمجھو کتنے ہی کام ہیں جنکو لوگ فی الحال مفید اور نافع تصور کرتے ہیں اور ان پر بڑی بڑی امیدیں باندھتے ہیں لیکن وہی کام جب قیامت کے دن اپنی اصلی اور سخت ترین خوفناک صورت میں ظاہر ہوں گے تو لوگ پناہ مانگنے لگیں گے ف۸ یعنی ان ہواؤں کی قسم جو بخارات وغیرہ کو اٹھا کر اوپر لے جاتی ہیں اور ابر کو ابھار کر جو میں پھیلا دیتی ہیں پھر جہاں جہاں پہنچانا ہے اللہ کے حکم سے اس کے حصے کرکے بانٹتی ہیں اور بارش کے بعد بادلوں کو پھاڑ کر ادھر ادھر متفرق کرتی ہیں اور کچھ ابر کے ساتھ مخصوص نہیں، ہوا کی عام خاصیت یہ ہے کہ اشیاء کی کیفیات مثلاً خوشبو، بدبو وغیرہ کو پھیلائے، ان کے لطیف اجزاء کو جدا کرکے لے اڑے اور ایک چیز کو اٹھا کر دوسری چیز سے جا ملائے۔ غرض یہ جمع و تفریق جو ہوا کا خاصہ ہے ایک نمونہ ہے آخرت کا جہاں حشر و نشر کے بعد لوگ جدا کئے جائیں گے اور ایک جگہ جمع ہونے کے بعد الگ الگ ٹھکانوں پر پہنچا دیے جائیں گے "هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ"۔ ف۹ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے "الملقیات ذکرا" سے بھی ہوائیں مراد لی ہیں کیونکہ وحی کی آواز کا لوگوں کے کانوں تک پہونچانا بھی ہوا کے ذریعہ سے ہے۔ (تنبیہ) "المرسلات" "العاصفات" "الناشرات" "الفارقات" "الملقیات" پانچوں کا مصداق کسی نے ہواؤں کو ٹھہرایا ہے، کسی نے فرشتوں کو، کسی نے پیغمبروں کو، اور بعض مفسرین نے پہلی چار سے ہوائیں مراد لی ہیں اور پانچویں سے فرشتے، جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے۔ اور بھی اقوال ہیں جن سب کی تفصیل روح المعانی میں ملیگی ف۱۰ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ کہ وحی سے الزام اتارنا منظور ہے کہ وہ سزا کے وقت نہ کہیں ہم کو خبر نہ تھی اور جن کی قسمت میں ایمان ہے ان کو ڈرسنانا تا ایمان لائیں۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ جو کلام الٰہی امر و نہی اور عقائد و احکام پر مشتمل ہے، وہ عذر کرنے کے واسطے ہے، تا اعمال کی باز پرس کے وقت اس شخص کے لیے عذر اور دستاویز ہو کہ میں نے فلاں کام حق تعالیٰ کے حکم کے بموجب کیا اور فلاں کام اسکے حکم سے ترک کیا۔ اور جو کلام الٰہی قصص و اخبار وغیرہ پر مشتمل ہو وہ عموماً منکرین کو ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے ہے۔ اور اس سورت میں روئے سخن بیشتر مکذبین و منکرین کی طرف تھا۔ اس لئے بشارت کا ذکر نہیں کیا گیا۔ واللہ اعلم۔ بہرحال وحی لانے والے فرشتے اور وحی پہونچانے والی ہوائیں شاہد ہیں کہ ایک وقت ضرور آنا چاہیئے جب .... مجرموں کو ان کی حرکات پر ملزم کیا جائے اور خدا سے ڈرنے والوں کو بالکلیہ مامون و بیفکر کر دیا جائے ف۱۱ یعنی قیامت کا اور آخرت کے حساب کتاب اور جزاء و سزا کا وعدہ ف۱۲ یعنی تارے بے نور ہو جائیں، آسمان پھٹ پڑیں اور پھٹنے کی وجہ سے ان میں دریچیاں اور جھروکے سے نظر آنے لگیں۔

ع ۲ ۹ ۲۰

موضح قرآن۔ فل یعنی ہر امت کا حساب باری باری لیا ٹھہرے ۱۲ منہ ۔ فلا چھاؤں کی تین پھانکیں یعنی پھٹی ہوئی جس میں سے گرمی آتی رہے ۱۲ منہ۔ حضرت اُن کی آگ اپنی اونچی ہوتی ہیں چنگاریاں محل کے برابر

از شاہ عبد القادر صاحب

نُسِفَتْ ۝ وَإِذَا الرُّسُلُ أُقِّتَتْ ۝ لِأَيِّ يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۝ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۝

اڑائے جاویں اور جب رسولوں کا وعدہ ٹھہر جاوے کس دن کے واسطے ان کو دیر ہے اس فیصلے کے دن کے واسطے

اڑا دئے جائیں فل اور جب رسولوں کا وقت مقرر ہو جائے فل کس دن کے واسطے ان چیزوں میں دیر کی اس فیصلے کے دن کیواسطے فل

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ أَلَمْ

اور تو نے کیا بوجھا کیا ہے فیصلہ کا دن خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو کیا ہم

اور تو نے کیا بوجھا کیا ہے فیصلے کا دن خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی فل کیا ہم

نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ۝ كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ

کھپا نہیں چکے اگلے پھر ان کے پیچھے بھیجتے ہیں پچھلے ایسا ہی کچھ ہم کرتے ہیں

نے نہیں مار کھپایا پہلوں کو پھر ان کے پیچھے بھیجتے گیا پچھلوں کو ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں

بِالْمُجْرِمِينَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن

گنہگاروں سے مصیبت ہے اس دن جھٹلانے والوں کو کیا ہم نے نہیں بنایا تم کو ایک

گنہگاروں کے ساتھ فل خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی فل کیا ہم نے نہیں بنایا تم کو ایک

مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝

بے قدر پانی سے پھر رکھا اس کو ایک جمے ٹھہراؤ میں ایک مقرر وعدے تک

بے قدر پانی سے پھر رکھا اس کو ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں فل ایک وعدہ مقرر تک فل

فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ أَلَمْ

پھر ہم کر سکے تو کیا خوب سکت والے ہیں خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو کیا ہم

پھر ہم اسکو پورا کر سکے سو ہم کیا خوب سکت والے ہیں فل خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی فل کیا ہم

نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتًا ۝ أَحْيَاءً وَأَمْوَاتًا ۝ وَجَعَلْنَا

نے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی جیتوں کو اور مردوں کو اور رکھے اس میں

نے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی زندوں کو اور مردوں کو فلا اور رکھے ہم نے

فِيهَا رَوَاسِيَ شَامِخَاتٍ وَأَسْقَيْنَاكُم مَّاءً فُرَاتًا ۝ وَيْلٌ

پہاڑ اونچے اور پلایا ہم نے تم کو پانی پیاس بجھاتا برائی ہے

زمین میں بوجھ کے لئے پہاڑ اونچے اور پلایا ہم نے تم کو پانی میٹھا پیاس بجھانے والا فلا خرابی ہے

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ انطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنتُم بِهِ

اس دن جھٹلانے والوں کی چلو دیکھو جس چیز کو تم

اس دن جھٹلانے والوں کی فلا چل کر دیکھو جس چیز کو تم

تُكَذِّبُونَ ۝ انطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۝ لَّا ظَلِيلٍ

جھٹلاتے تھے چلو ایک چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں نہ گھن کی چھاؤں

جھٹلاتے تھے فلا چلو ایک چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں ہیں فلا نہ گہری چھاؤں

وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ۝ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝

اور نہ کام آوے تپش میں وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل فلا

اور نہ کچھ کام آئے تپش میں فلا وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل فلا

فل یعنی روئی کی طرح ہوا میں اڑتے پھریں گے۔ فل آئے پیچھے وقت قریب آ گیا کہ اپنی اپنی امتوں کے ساتھ رب العزت کی جناب سے بڑی پیشی میں حاضر ہوں۔ فل یعنی جانتے ہو؟ ان امور کو کس دن کے لئے اٹھا رکھا ہے؟ اس دن کے لئے جس میں ہر بات کا اصل آخری اور دوٹوک فیصلہ ہوگا۔ بیشک اللہ چاہتا تو ابھی انھیں ہاتھ ہر چیز کا فیصلہ کر دیتا۔ لیکن اس کی حکمت مقتضی نہیں ہوئی کہ ایسا کیا جائے۔ فل یعنی کچھ مت پوچھو، فیصلہ کا دن کیا چیز ہے۔ بس یہ سمجھ لو کہ جھٹلانے والوں کو اس روز سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا ہوگا کیونکہ جس چیز کی انھیں امید نہ تھی جب وہ دفعۃً اپنی ہولناک صورت میں آن پہونچے گی تو ہوش حیران ہو جائیں گے اور حیرت و ندامت سے ہوش ختم ہو جائیں گے۔ فل منکرین قیامت سمجھتے تھے کہ اتنی بڑی دنیا کہاں ختم ہوتی ہے بھلا کون باور کرے گا کہ سب آدمی یک وقت مر جائیں گے اور نسل انسانی بالکل نابود ہو جائے گی؟ یہ دوزخ اور عذاب کے ڈراوے سب فرضی اور بناوٹی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ پہلے کتنے آدمی مر چکے اور کتنی قومیں اپنے گناہوں کی پاداش میں تباہ کی جا چکی ہیں۔ پھر ان کے پیچھے یہی موت و ہلاکت کا سلسلہ برابر جاری ہے جب ہماری قدیم عادت مجرموں کی نسبت معلوم ہو چکی تو سمجھ لو کہ دور حاضر کے کفار کو بھی ہم ان ہی اگلوں کے پیچھے چلتا کر دیں گے۔ جو ہستی الگ الگ زمانوں میں بڑے بڑے مضبوط آدمیوں کو مار سکتی اور طاقتور مجرموں کو پکڑ کر ہلاک کر سکتی ہے، وہ اس پر کیوں قادر نہ ہوگی کہ سب مخلوق کو ایک دم میں فنا کر دے، اور تمام مجرموں کو یک وقت عذاب کا مزہ چکھا دے۔ فل یعنی جو قیامت کی آمد کو اس لئے جھٹلاتے تھے کہ سب انسان ایک دم کیسے فنا کر دئے جائیں گے اور کس طرح سب مجرموں کو یک وقت گرفتار کر کے سزا دی جائے گی۔ فل یعنی ایک ٹھہراؤ کی جگہ میں محفوظ رکھا۔ مراد اس سے رحم مادر ہے جیسے ہمارے محاورات میں بچہ دان کہتے ہیں۔ فل اکثر وہاں ٹھہرنے کی مدت نو مہینے ہوتی ہے۔ فل یعنی اس پانی کی بوند کو تدریج پورا کر کے انسان عاقل بنا دیا۔ اس سے ہماری قدرت اور حکمت کو سمجھ لو تو اسی انسان کو مرنے کے بعد ہم دوبارہ زندہ نہیں کر سکتے۔ (تنبیہ) بعض نے قدرنا کے معنی اندازہ کرنے کے لئے ہیں۔ یعنی "اندازہ کیا ہم نے" اور ہم کیا خوب اندازہ کرنے والے ہیں کہ اتنی مدت میں کوئی ضروری چیز رہ نہیں جاتی اور کوئی زائد بیکار چیز پیدا نہیں ہوتی۔ فل جو یوں کہا کرتے تھے کہ مٹی میں مل کر جب ہماری ہڈیاں تک ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، پھر کس طرح زندہ کر دئے جائیں گے؟ اس وقت اپنے ان لچر پوچ شبہات پر شرمائیں گے اور ندامت سے ہاتھ کاٹیں گے۔ فلا یعنی زندہ مخلوق اسی زمین پر بسر کرتی ہے اور مردے بھی اسی مٹی میں پہنچ جاتے ہیں۔ انسان کو زندگی بھی اسی خاک سے ملی اور موت کے بعد بھی یہیں اس کا ٹھکانا ہوا۔ تو دوبارہ اسی خاک سے اسکو اٹھا دینا کیوں مشکل ہوگا۔ فلا یعنی اسی زمین میں پہاڑ جیسی وزنی اور سخت چیز پیدا کر دی جو اپنی جگہ سے ذرا جنبش نہیں کھاتے۔ اور اسی زمین میں پانی کے چشمے جاری کر دئے جو نرم و سیال ہونے کی وجہ سے برابر بہتے رہتے ہیں اور بڑی سہولت سے پینے والے کو سیراب کرتے ہیں۔ بس جو خدا اس حقیر زمین میں اپنی قدرت کے متضاد نمونے دکھلاتا ہے اور موت و حیات اور سختی و نرمی کے مناظر پیش کرتا ہے کیا وہ میدان حشر میں سختی و نرمی اور نجات و ہلاکت کے مختلف مناظر نہیں دکھلا سکتا۔ نیز جس کے قبضہ میں پیدا کرنا، ہلاک کرنا، اور حیات و بقاء کے سامان فراہم کرنا یہ سب کام ہوئے اس کی قدرت و نعمت کو جھٹلانا کیونکر جائز ہوگا۔ فلا جو سمجھتے تھے کہ ایک جگہ اور ایک وقت میں تمام اولین و آخرین کی اثابت و تعذیب کے اس قدر مختلف اور متضاد کام کیونکر سر انجام پائیں گے۔ فلا یعنی قیامت کے دن یوں کہا جائے گا۔ فلا قتادہ وغیرہ سے مروی ہے کہ کافروں کے سایہ کے لئے ایک دھواں دوزخ سے اٹھیگا جو پھٹ کر کئی ٹکڑے ہو جائے گا۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کو تین طرف سے گھیرے گا۔ ایک ٹکڑا سر کے اوپر سائبان کی طرح ٹھہریگا، دوسرا ٹکڑا داہنے اور تیسرا بائیں ہو جائیگا۔ حساب سے فارغ ہونے تک وہ لوگ اسی سایہ کے نیچے رہیں گے۔ اور اولیاء اللہ عرش اعظم کے سایہ میں آرام سے کھڑے ہوں گے۔ فلا یعنی محض برائے نام سایہ ہوگا۔ گہری چھاؤں نہیں ہوگی جس سے آفتاب کی گرمی یا آگ کی لپٹ سے نجات ملے یا اندر کی گرمی اور پیاس میں کمی ہو۔ فلا یعنی اونچی ہوتی ہیں چنگاریاں بڑے اونچے محل کی برابر۔ یا اس کے انگارے کلانی میں محل کی برابر ہوں گے۔

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

كَأَنَّهُ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ○ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ

جیسے وہ اونٹ ہیں زرد دکھ ہے اسدن جھٹلانے والوں کو

گویا وہ اونٹ ہیں زرد ف خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی ف۲

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ○ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ○

یہ وہ دن ہے کہ نہ بولیں گے اور نہ ان کو حکم ہو کہ توبہ کریں

یہ وہ دن ہے کہ نہ بولیں گے ف۳ اور نہ ان کو حکم ہو کہ توبہ کریں ف۴

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ

سختی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو یہ دن ہے فیصلے کا جمع کیا ہم نے تم کو

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۵ یہ ہے دن فیصلے کا جمع کیا ہم نے تم کو

وَالْأَوَّلِينَ ○ فَإِن كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ○ وَيْلٌ

اور اگلوں کو پھر اگر کچھ ہے تمہارا داؤ تو چلا لو مجھ پر رسوائی ہے

اور اگلوں کو ف۶ پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا تو چلا لو مجھ پر ف۷ خرابی ہے

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلٰلٍ وَعُيُونٍ ○

اسدن جھٹلانے والوں کو جو ڈر والے ہیں وہ چھاؤں میں ہیں اور نہروں میں

اس دن جھٹلانے والوں کی ف۸ البتہ جو ڈرنے والے ہیں وہ سایہ میں ہیں ف۹ اور نہروں میں

وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُونَ ○ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا

اور میوے جس قسم کے جی چاہے کھاؤ اور پیو رچ سے بدلا

اور میوے جس قسم کے وہ چاہیں کھاؤ اور پیو مزے سے بدلا ان کاموں

كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ○

اسکا جو کرتے تھے ہم یوں بدلا دیتے ہیں نیکی والوں کو

کا جو تم نے کئے تھے ف۱۰ ہم یونہی دیتے ہیں بدلا نیکی والوں کو

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○ كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا

عذاب ہے اس دن جھٹلانے والوں کو کھالو اور برت لو تھوڑے دنوں

خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۱۱ کھالو اور برت لو تھوڑے دنوں

إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ ○ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○ وَإِذَا

تم مقرر گنہگار ہو خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی اور جب

بیشک تم گنہگار ہو ف۱۲ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۱۳ اور جب

قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ○ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ○

کہئے ان کو کہ رکوع کرو نہیں جھکتے رسوائی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی

کہئے ان کو کہ جھک جاؤ نہیں جھکتے ف۱۴ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی ف۱۵

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ○ ع

اب کس بات پر اس کے بعد یقین لاویں گے

اب کس بات پر اس کے بعد یقین لائیں گے ف۱۶

منزل ۷

ف۱ یعنی اگر شفر کے ساتھ تشبیہ بلندی میں تھی تو اونٹ کے ساتھ کلانی میں ہوگی۔ اور اگر وہ تشبیہ کلانی میں ہو تو "کانہ جمالۃ صفر" کا مطلب یہ ہوگا کہ ابتدا چنگاریاں محل کے برابر ہونگی پھر ٹوٹ کر اور چھوٹی ہو کر اونٹ کے برابر ہو جائیں گی۔ یا اونٹ کے ساتھ رنگت میں تشبیہ ہو لیکن اس صورت میں "جمالۃ صفر" کا ترجمہ جنہوں نے "کالے اونٹوں" سے کیا ہے وہ زیادہ چسپاں ہوگا۔ کیونکہ روایات سے جہنم کی آگ کا سیاہ و تاریک ہونا ثابت ہو چکا ہے اور عرب کالے اونٹ کو صفر اس لئے کہتے ہیں کہ عموماً وہ زردی مائل ہوتا ہے واللہ اعلم۔ ف۲ جو سمجھتے تھے کہ قیامت آنے والی نہیں، اور اگر آئی تو ہم وہاں بھی آرام سے رہیں گے ف۳ یعنی محشر کے بعض مواطن میں بالکل بول نہ سکیں گے اور جن مواطن میں بولیں گے وہ نافع نہ ہوگا۔ اس لحاظ سے بولنا نہ بولنا برابر ہوا ف۴ کیونکہ معذرت اور توبہ کے قبول ہونے کا وقت گزر گیا ف۵ یعنی جنہوں نے دنیا کی عدالتوں پر قیاس کر کے سمجھ رکھا ہوگا کہ اگر ایسا موقع پیش آ گیا وہاں بھی زبان چلا کر اور کچھ عذر معذرت کر کے چھوٹ جائیں گے ف۶ تا سب کو اکٹھا کر کے پھر الگ الگ کر دیں اور آخری فیصلہ سنائیں ف۷ لو سب کو ہم نے یہاں جمع کر دیا آپس میں مل کر اور مشورے کر کے جو داؤ تدبیر ہماری گرفت سے نکلنے کی کر سکتے ہو کر دیکھو! دنیا میں حق کو دبانے کی بہت تدبیریں کی تھیں۔ آج ان میں سے کوئی یاد کرو ف۸ جو دوسروں پر بھروسے کئے ہوئے تھے کہ وہ کسی نہ کسی طرح ہم کو چھڑا لیں گے، اور بعض گستاخ تو دوزخ کے فرشتوں کی تعداد "انیس" سن کر یہاں تک کہہ گذرتے تھے کہ ان میں سے سترہ کو میں اکیلا کافی ہوں ف۹ یعنی اول عرش کے پھر جنت کے سایوں میں ف۱۰ مکذبین کے مقابل متقین کا حال بیان فرما دیا کہ "الاشیاء تعرف باضدادہا" ف۱۱ جو دنیا میں مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اگر مرنے کے بعد دوسری زندگی ہے تو وہاں بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے۔ اب ان کو عیش میں اور اپنے کو تکلیف میں دیکھ کر اور زیادہ جلیں گے اور ذلیل و رسوا ہوں گے ف۱۲ یہ خطاب مکذبین کو ہے کہ چند روز اور مزے اڑا لو۔ آخر یہ کھایا پیا بہت بری طرح نکلے گا۔ کیونکہ تم اللہ کے مجرم ہو جس کی سزا حبس دوام اور عذاب الیم کے سوا کچھ نہیں۔ گویا "کلوا وتمتعوا" فرمانا ایسا ہوا جیسے ایک مجرم کو جس کے لئے پھانسی کا حکم ہو چکا ہو، پھانسی دینے سے قبل کہہ دیتے ہیں کہ کوئی خواہش ہو تو ظاہر کر دو، تا اس کے پورا کرنے کی کوشش کی جائے ف۱۳ جو دنیا کے عیش و بہار اور لذتوں پر ریجھ رہے تھے، یہ خبر نہ تھی کہ جس چیز کو پھولوں کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈال رہے ہیں وہ کالا ناگ ہے۔ ف۱۴ یعنی نماز میں یا اللہ کے عام احکام کے سامنے ف۱۵ اس دن پچھتائیں گے کہ دنیا میں احکام الٰہی کے سامنے کیوں نہ جھکے۔ وہاں سر جھکاتے تو آج یہاں سربلند ہوتے۔ ف۱۶ یعنی قرآن سے بڑھ کر کامل اور مؤثر بیان کس کا ہوگا۔ اگر یہ مکذبین اس پر یقین نہیں لاتے تو اور کس بات پر ایمان لائیں گے؟ کیا قرآن کے بعد کسی اور کتاب کے منتظر ہیں جو آسمان سے اترے گی؟

تم سورۃ المرسلات واللہ الحمد والمنۃ وبہ التوفیق والعصمۃ

ع ۱ ۲۰ ۲۱

ع ۱۰ ۲۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے قیامت کا ذکر کرنے لگے مومنوں نے مانا کافر سنکر منکر ہوئے اور تعجب کیا ہنسنے لگے اور مشکل جانا کسی نے کہا بدن اٹھے گا کسی نے کہا روح پر خوشی اور غم گزرے گا۔ کوئی بولا شری بڑی کیونکر پھر صورت ہوگی کسی نے کہا یہ وعدہ کب ہوگا بعضے نے کہا یہ ہونے والی بات نہیں یہی دنیا کا جینا ہے بس۔ آخر سب کی بات کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر کام ہونے والا ہے تو کیوں نہیں ہوتا اور نیکوں بدوں کے بدلے دیتے ہیں کیا توقف ہے ابھی ہو تو لوگ عبرت پاویں اس پر اللہ نے یہ سورت نازل کی یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے۔ ف۲ یعنی گھنے باغ درختوں سے بھرے ______ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ نبا مکہ میں نازل ہوئی۔ اور اس کی چالیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ الَّذِيْ هُمْ

کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں ف۱ اس بڑی خبر سے جس میں

کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں ف۱ جو پوچھتے ہیں اس بڑی خبر سے جس میں

فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَمْ

وہ کئی طرف ہو رہے ہیں کوئی نہیں اب جان لیں گے پھر بھی کوئی نہیں اب جان لیں گے کیا ہم نے

وہ مختلف ہیں ف۲ ہرگز نہیں اب جان لیں گے پھر بھی ہرگز نہیں اب جان لیں گے ف۳ کیا ہم

نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَّخَلَقْنٰكُمْ

نہیں بنائی زمین بچھونا اور پہاڑ میخیں اور بنایا ہم نے تم کو

نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا ف۴ اور پہاڑوں کو میخیں ف۵ اور تم کو بنایا ہم نے

اَزْوَاجًا ۝ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝

جوڑے جوڑے اور بنائی تمہاری نیند دفع ماندگی اور بنائی رات اوڑھنا

جوڑے جوڑے ف۶ اور بنایا نیند کو تمہاری تکان دفع کرنے کے لئے ف۷ اور بنایا رات کو اوڑھنا ف۸

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝

اور بنایا دن روزگار کو اور چنیں تم سے اوپر سات چنائی مضبوط

اور بنایا دن کمائی کرنے کو ف۹ اور چنی ہم نے تم سے اوپر سات چنائی مضبوط ف۱۰

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

اور بنایا ایک چراغ چمکتا اور اتارا نچڑتی بدلیوں سے پانی

اور بنایا ایک چراغ چمکتا ہوا ف۱۱ اور اتارا نچڑنے والی بدلیوں سے پانی کا

ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝ اِنَّ يَوْمَ

ریلا کہ نکالیں اس سے اناج اور سبزہ اور باغ پتوں میں لپٹے ہوئے ف۲ بیشک دن

ریلا ف۱۲ تاکہ ہم نکالیں اس سے اناج اور سبزہ اور باغ پتوں میں لپٹے ہوئے ف۱۳ بیشک دن

الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

فیصلے کا ہے ایک وقت ٹھہر رہا۔ جس دن پھونکے نرسنگا پھر چلے آؤ

فیصلے کا ہے ایک وقت ٹھہرا ہوا ف۱۴ جس دن پھونکی جائے صور پھر تم چلے آؤ

اَفْوَاجًا ۝ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝ وَّسُيِّرَتِ

جوٹ جوٹ اور کھل جائے آسمان پھر ہو جاویں دروازے اور چلائے جاویں

جٹ کے جٹ ف۱۵ اور کھولا جائے آسمان تو ہو جائیں اس میں دروازے ف۱۶ اور چلائے جائیں گے

منزل ۷

ف۱ یعنی لوگ کس بات کا کھوج لگانے اور کس چیز کی تحقیق و تفتیش میں مشغول ہیں کیا ان میں ایسی استعداد ہے کہ بہت پوچھ پاچھ کرنے سے وہ چیز ان کی سمجھ میں آ جائے گی؟ ہرگز نہیں یا یہ مطلب ہے کہ کفار جو از راہ انکار و استہزاء آپس میں یا ایک دوسرے سے نیز پیغمبر اور مومنین سے سوال کرتے ہیں کہ ہاں صاحب! وہ قیامت کب آئے گی اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے۔ ابھی کیوں نہیں آ جاتی؟ جانتے ہو یہ کس چیز کی نسبت سوال کر رہے ہیں؟ وہ بہت عظیم الشان چیز ہے جس کا علم ان کو عنقریب ہو جائے گا جب اپنی آنکھ سے اس کے ہولناک مناظر دیکھیں گے ف۲ یعنی قیامت کی خبر جس میں لوگوں کا اختلاف ہے کوئی اس کے آنے پر یقین رکھتا ہے کوئی منکر ہے کوئی شک میں پڑا ہے کوئی کہتا ہے بدن، کوئی کہتا ہے کہ عذاب و ثواب روح پر ہوگا بدن سے کچھ تعلق نہیں (الیٰ غیر ذلک من الاختلافات) ف۳ یعنی پیغمبروں نے ابتداء دنیا سے آج تک بہت کچھ سمجھایا مگر لوگ اپنے اختلافات اور پوچھ پاچھ سے ہرگز باز آنے والے نہیں اب قریب ہے کہ وہ ہولناک منظر ان کے سامنے آ جائے اس وقت جان لیں گے کہ قیامت کیا چیز ہے اور ان کے سوالات و اختلافات کی حیثیت کیا تھی۔ ف۴ جس پر سکون و اطمینان سے آرام کرتے اور کروٹیں بدلتے ہیں ف۵ جیسا کسی چیز میں میخ لگا دینے سے وہ چیز اپنی جگہ سے نہیں ہلتی۔ ایسے ہی ابتداء میں زمین جو کانپتی اور لرزتی تھی اللہ نے پہاڑ پیدا کر کے اس کے اضطراب اور کپکپی کو دور کیا گویا زمین کو ایک طرح کا سکون پہاڑوں سے حاصل ہوا ف۶ یعنی مرد کے سکون و راحت کیلئے عورت کو اس کا جوڑا بنایا۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْهَا (روم۔ رکوع ۳) یا ازواج سے مراد طرح طرح کی اشکال والوان وغیرہ ہوں ف۷ یعنی دن بھر کی دوڑ دھوپ سے تھک کر جب آدمی نیند لیتا ہے تو سب تعب اور تکان دور ہو جاتا ہے گویا نیند آنا ہی سکون و استراحت کا ہے آگے نیند کی مناسبت سے رات کا ذکر کرتے ہیں ف۸ جیسے آدمی کپڑا اوڑھ کر اپنے بدن کو چھپا لیتا ہے اسی طرح رات کی تاریکی مخلوق کی پردہ داری کرتی ہے اور جو کام چھپانے کے لائق ہوں عموماً رات کے اندھیرے میں کئے جاتے ہیں اور حسی طور پر بھی شب کو کپڑا اوڑھنے کی ضرورت دن سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ نسبتہً وہ وقت خنکی اور ٹھنڈک کا ہوتا ہے ف۹ یعنی عموماً کاروبار اور کمائی کے دھندے دن ہی میں کئے جاتے ہیں جن کا مقصد یہی ہے کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی حوائج کی طرف سے دل کو سکون و اطمینان نصیب ہو آگے رات دن کی مناسبت سے آسمانوں اور سورج کا ذکر فرماتے ہیں یا یوں کہو کہ زمین کے مقابل آسمان کا بیان ہے ف۱۰ یعنی سات آسمان بہت مضبوط بنائے جن میں آج تک اس قدر مدت گزرنے کے باوجود کوئی رخنہ نہیں پڑا ف۱۱ یعنی آفتاب جس میں روشنی اور گرمی دونوں وصف موجود ہیں ف۱۲ نچڑنے والی بدلیاں یا نچوڑنے والی ہوائیں ف۱۳ یعنی نہایت گنجان اور گھنے باغ یا یہ مراد ہو کہ ایک ہی زمین میں مختلف قسم کے درخت اور باغ پیدا کئے (تنبیہ) قدرت کی عظیم الشان نشانیاں بیان فرما کر تنبیہ کر دیا کہ جو خدا ایسی قدرت و حکمت والا ہے کیا اسے تمہارا دوسری مرتبہ پیدا کر دینا اور حساب و کتاب کے لئے اٹھانا کچھ مشکل ہوگا۔ اور کیا اس کی حکمت کے یہ بات منافی نہ ہوگی کہ اتنے بڑے کارخانہ کو یوں ہی خلط ملط بے نتیجہ پڑا چھوڑ دیا جائے .... یقیناً دنیا کے اس طویل سلسلہ کا کوئی صاف نتیجہ اور انجام ہونا چاہئے۔ اسی کو ہم آخرت کہتے ہیں جس طرح نیند کے بعد بیداری اور رات کے بعد دن آتا ہے، ایسے ہی سمجھ لو کہ دنیا کے خاتمہ پر آخرت کا آنا یقینی ہے ف۱۴ فیصلہ کا دن وہ ہوگا جس میں نیک کو بد سے بالکلیہ الگ کر دیا جائے کہ کسی قسم کا اشتراک و اجتماع باقی نہ رہے ہر نیکی اپنے معدن میں اور ہر بدی اپنے مرکز پر جا پہنچے ظاہر ہے کہ ایسا کامل امتیاز و افتراق اس دنیا میں نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں رہتے ہوئے زمین، آسمان، چاند، سورج، رات دن، ہوا، پانی، بارش، بادل، باغ، کھیت اور یہی بچے تمام نیکوں اور بدوں میں مشترک ہیں ہر کافر اور مشرک اور مسلم ان سامانوں سے یکساں منتفع ہوتا ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ یوم الفصل ایک دن موجودہ نظام عالم کے ختم کئے جانے کے بعد ہو اس کا تعین اللہ کے علم میں ٹھہرا ہوا ہے ف۱۵ یعنی کثرت سے الگ الگ جتھے اور ٹولیاں بن کر جن کی تقسیم ان کے متنازعہ عقائد و اعمال کی بناء پر ہوگی ف۱۶ یعنی آسمان پھٹ کر ایسا ہو جائے گا گویا دروازے ہی دروازے ہیں شاید اس کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ فرمایا وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَةُ تَنْزِیْلًا (فرقان رکوع ۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے کہ حقبہ ہوتا ہے ستر ہزار برس کا اور برس بارہ مہینے کا اور مہینہ تیس دن کا اور ایک ایک دن دنیا کے برس کے برابر اور یہاں مراد ہے بے شمار مدت یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے ہے۔ ف۲ کوئی کسی سے جھگڑا تا نہیں کہ اس کی بات گرا دے ۱۲ منہ رح ف۳ عوام لوگ جو اس کو نہیں دیکھتے جو چاہیں اس سے دنیا میں کہیں لیکن آخرت میں اس کا جلال رو برو ہے بن حکم کوئی نہیں بول سکتا ۱۲ منہ ف۴ روح کہا جاندار وں کو یا نام ہے جبریل کا ۱۲ منہ رح ف۵ یعنی جو مسلمان قابل سفارش کے ہیں ان کے واسطے کہا ۱۲ منہ رح ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ لِّلطَّاغِينَ

پہاڑ تو ہو دیں ریتا بیشک دوزخ ہے تاک میں شریروں کا

پہاڑ تو ہو جائیں گے چمکتا ریتا ف۱ بیشک دوزخ ہے تاک میں شریروں کا

مَآبًا ۝ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا

ٹھکانا رہتے ہیں اس میں قرنوں ف۱ نہ چکھیں وہاں کچھ مزا ٹھنڈک کا

ٹھکانا ف۲ رہا کریں اس میں قرنوں ف۳ نہ چکھیں وہاں کچھ مزا ٹھنڈک کا

وَلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ۝ جَزَاءً وِفَاقًا ۝

اور نہ ملے کچھ پینا مگر گرم پانی اور بہتی پیپ بدلا ہے پورا

اور نہ پینا ملے کچھ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ ف۴ بدلا ہے پورا

إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ۝ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ۝

وہ توقع نہ رکھتے تھے حساب کی اور جھٹلائیں ہماری آیتیں مکرا کر

ان کو توقع ہی نہ تھی حساب کی اور جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو مکرا کر ف۵

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۝ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی لکھ کر اب چکھو کہ ہم نہ بڑھاتے جاویں گے تم پر

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے لکھ کر ف۶ اب چکھو کہ ہم نہ بڑھاتے جائیں گے تم پر

إِلَّا عَذَابًا ۝ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ۝

مگر مار بیشک ڈر والوں کو مراد ملتی ہے باغ ہیں اور انگور

مگر عذاب ف۷ بیشک ڈر والوں کو ان کی مراد ملنی ہے باغ ہیں اور انگور

وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۝ وَكَأْسًا دِهَاقًا ۝ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا

اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالہ چھلکتا نہ سنیں گے وہاں

اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب ف۸ اور پیالے چھلکتے ہوئے ف۹ نہ سنیں گے وہاں

لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ۝ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ۝ رَّبِّ

بکنا اور نہ مکرانا ف۲ بدلا ہے تیرے رب کا دیا حساب سے جو رب

بک بک اور نہ مکرانا ف۱۰ بدلا ہے تیرے رب کا دیا ہوا حساب سے ف۱۱ جو رب ہے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ

ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے بیچ ہے بڑی مہروالا قدرت نہیں

آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بڑی رحمت والا ف۱۲ قدرت

مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۖ

کہ کوئی اس سے بات کرے ف۳ جس دن کھڑا ہو روح اور فرشتے قطار ہو کر ف۴

نہیں کہ کوئی اس سے بات کرے ف۱۳ جس دن کھڑی ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر ف۱۴

لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا

کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمٰن نے اور بولا بات ٹھیک ف۵

کوئی نہیں بولتا مگر جس کو حکم دیا رحمٰن نے اور بولا بات ٹھیک ف۱۵

منزل ۷

ف۱ جیسے چمکتی ریت پر دور سے پانی کا گمان ہو جاتا ہے ایسے ہی ان پہاڑوں کا گمان ہوگا حالانکہ واقع میں وہ پہاڑ نہیں رہیں گے محض ریت کے تودے رہ جائیں گے ف۲ یعنی وہ دوزخ شریروں کی تاک میں ہے اور ان ہی کا ٹھکانا ہے ف۳ جن کا کوئی شمار نہیں قرن پر قرن گذرتے چلے جائیں گے اور ان کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوگا ف۴ یعنی وہ ٹھنڈک کی راحت پائیں گے نہ کوئی خوشگوار چیز پینے کو ملے گی ہاں گرم پانی ملے گا جس کی سوزش سے منہ جھلس جائیں گے اور آنتیں کٹ کر پیٹ سے باہر آ پڑیں گی اور دوسری چیز پیپ ملے گی جو دوزخیوں کے زخموں سے نکل کر بہے گی (اعاذنا اللہ منہا ومن سائر انواع العذاب فی الدنیا والآخرۃ) ف۵ یعنی جس چیز کی امید ان کو نہ تھی وہ ہی سامنے آئی اور جس بات کو جھٹلاتے تھے آنکھوں سے دیکھ لی اب دیکھیں کیسے جھٹلاتے اور مکرتے ہیں ف۶ یعنی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے اور اسی علم محیط کے موافق دفاتر میں باقاعدہ مندرج ہے کوئی نیک و بد عمل اس کے احاطہ سے باہر نہیں رتی رتی کا بھگتان کیا جائے گا ف۷ یعنی جیسے تم تکذیب و انکار میں برابر بڑھتے چلے گئے اور اگر بے اختیار موت نہ آ جاتی تو ہمیشہ بڑھتے ہی چلے جاتے اب بڑے عذاب کا مزہ چکھتے رہو ہم بھی عذاب بڑھاتے ہی چلے جائیں گے جس میں کبھی تخفیف نہ ہوگی ف۸ یعنی نوخاستہ عورتیں جن کی جوانی پورے ابھار پر ہوگی اور سب ایک ہی سن و سال کی ہوں گی ف۹ یعنی شراب طہور کے لبریز جام ف۱۰ یعنی جنت میں بیہودہ بکواس یا جھوٹ فریب کچھ نہ ہوگا نہ کوئی کسی سے جھگڑے گا کہ جھوٹ بولنے اور مکرنے کی ضرورت پیش آئے ف۱۱ یعنی رتی رتی کا حساب ہو کر بدلہ ملیگا اور بہت کافی بدلہ ملیگا ف۱۲ یہ بدلہ محض بخشش اور رحمت سے ہے ورنہ ظاہر ہے اللہ پر کسی کا قرض یا جبر نہیں آدمی اپنے عمل کی بدولت عذاب سے بچ جائے یہی مشکل ہے رہی جنت وہ تو خالص اس کے فضل و رحمت سے ملتی ہے اس کو ہمارے عمل کا بدلہ قرار دینا یہ دوسری ذرہ نوازی اور عزت افزائی ہے ف۱۳ یعنی باوجود اس قدر لطف و رحمت کے عظمت و جلال ایسا ہے کہ کوئی اس کے سامنے لب نہیں ہلا سکتا۔ ف۱۴ روح فرمایا جانداروں کو یا روح القدس "جبریل" مراد ہوں اور بعض مفسرین کے نزدیک وہ روح اعظم مراد ہے جس سے بے شمار روحوں کا انشعاب ہوا ہے واللہ اعلم ف۱۵ یعنی اس کے دربار میں جو بولے گا اس کے حکم سے بولے گا اور بات بھی وہی کہے گا جو ٹھیک اور معقول ہو مثلاً کسی غیر مستحق کی سفارش نہ کرے گا سفارش کے مستحق وہی ہیں جنہوں نے دنیا میں سب باتوں سے زیادہ سچی اور ٹھیک بات کہی تھی یعنی لا الٰہ الا اللہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی مٹی ہی رہتا آدمی نہ بنتا کہ اس حساب کے عذاب میں گرفتار ہوتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ ایک قسم فرشتے کافر کی جان گھسیٹ کر نکالیں اس کی رگوں میں ڈوب کر ایک قسم فرشتے مسلمان کے بدن سے جان کی گرہ کھولیں وہ اپنی خوشی سے عالم پاک کو دوڑے جیسے کسی کے بند کھول دیئے لیکن بدن کی تکلیف اور ہے اس میں دونوں برابر ہیں یہ ذکر ہے روح کا نیک خوشی سے دوڑتا ہے بد ڈر سے بھاگتا ہے پھر گھسیٹا جاتا ہے ایک فرشتے پیرتے پھرتے ہیں ہوا میں ایک سے ایک درجہ زیادہ چاہتے جب کچھ حکم پہنچا دوڑے اس کے بجانے کو قائل کا۔ یہ قسمیں کھا کر اگلا مدعا جتانا منظور پڑتا ہے اور کبھی ان چیزوں کی خوبی اور قدرت جتانے کو قسم کھاتے ہیں ۱۲ منہ ر ۷ ف۳ یعنی زمین کو بھونچال آوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۴ یعنی لگاتار بھونچال چلے آویں ۱۲ منہ ر ۲ ف۵ کہتے تھے اگر آدیں تو ایک ایک مکان کے ہزار ہزار مدعی ہوں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ

وہ دن ہے تحقیق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا ہم نے

وہ دن ہے برحق پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا ف۱ ہم نے

اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ

خبر سنا دی تم کو ایک نزدیک آفت کی جس دن دیکھ لیوے آدمی جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے

خبر سنا دی تم کو ایک آفت نزدیک آنے والی کی جس دن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں

وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ ع ۲

اور کہے منکر کسی طرح میں مٹی ہوتا ف۱

نے ف۲ اور کہے گا کافر کسی طرح میں مٹی ہوتا ف۳

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نازعات مکہ میں نازل ہوئی اس کی چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝

قسم ہے گھسیٹ لانے والوں کی ڈوب کر اور بند چھڑا دینے والوں کی کھول کر اور پیرنے والوں کی پیر کر

قسم ہے گھسیٹ لانے والوں کی غوطہ لگا کر ف۴ اور بند چھڑا دینے والوں کی کھول کر ف۵ اور پیرنے والوں کی تیزی سے

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝

پھر آگے بڑھتے دوڑ کر پھر کام بناتے حکم سے ف۲ جس دن کانپے کانپنے والی ف۳

پھر آگے بڑھنے والوں کی دوڑ کر ف۷ پھر کام بنانے والوں کی حکم سے ف۸ جس دن کانپے کانپنے والی ف۹

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝

اس کے پیچھے دوسری ف۴ کتنے دل اس دن دھڑکتے ہیں ان کی آنکھیں جھک رہی ہیں

اس کے پیچھے آئے دوسری ف۱۰ کتنے دل اس دن دھڑکتے ہیں ان کی آنکھیں جھک رہی ہیں ف۱۱

يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا

لوگ کہتے ہیں کیا ہم پھر آویں گے الٹے پاؤں کیا جب ہو چکیں ہم

لوگ کہتے ہیں کیا ہم پھر آئیں گے الٹے پاؤں کیا جب ہم ہو چکیں

عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ فَاِنَّمَا

ہڈیاں کھوکھری بولے تو یہ پھر آنا ٹوٹا ہے ف۵ پھر

ہڈیاں کھوکھری بولے تو یہ پھر آنا ہے ٹوٹے کا ف۱ سو وہ تو

هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ هَلْ اَتٰىكَ

وہ تو ایک جھڑکی ہے پھر تبھی وہ آ رہے میدان میں کچھ پہنچی ہے تجھ کو

صرف ایک جھڑکی ہے پھر تبھی وہ آ رہیں میدان میں ف۱۲ کیا پہنچی ہے تجھ کو

وقف لازم ۔ وقف لازم ۔ وقف لازم ۔ وقف غفران

ف۱ یعنی وہ دن آنا تو ضروری ہے اب جو کوئی اپنی بہتری چاہے اس وقت کی تیاری کر رکھے ف۲ یعنی سب اچھے برے اگلے پچھلے اعمال سامنے ہوں گے ف۳ یعنی مٹی ہی رہتا آدمی نہ بنتا کہ آدمی بن کر اس حساب و کتاب کی مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا۔ ف۴ یعنی ان فرشتوں کی قسم جو کافر کی رگوں میں گھس کر اس کی جان سختی سے گھسیٹ کر نکالیں ف۵ یعنی جو فرشتے مومن کے بدن سے جان کی گرہ کھول دیں پھر وہ اپنی خوشی سے عالم پاک کی طرف دوڑے جیسے کسی کے بند کھول دیئے جائیں تو آزاد ہو کر بھاگتا ہے مگر یاد رہے یہ ذکر روح کا ہے بدن کا نہیں۔ نیک خوشی سے عالم قدس کی طرف دوڑتا ہے بد بھاگتا ہے پھر گھسیٹا جاتا ہے ف۶ یعنی جو فرشتے روحوں کو لے کر زمین سے آسمان کی طرف اس سرعت و سہولت سے چلتے ہیں گویا بے روک ٹوک پانی پر تیر رہے ہیں پھران امور کے باب میں جو خدا کا حکم ہوتا ہے اس کے امتثال کے لئے تیزی کے ساتھ دوڑ کر آگے بڑھتے ہیں ف۷ یعنی اس کے بعد ان ارواح کے متعلق ثواب کا حکم ہو یا عقاب کا دونوں امور میں سے ہر امر کی تدبیر و انتظام کرتے ہیں یا مطلقاً وہ فرشتے مراد ہوں جو عالم تکوین کی تدبیر و انتظام پر مسلط ہیں ما فظا ہر چالالا "النازعات۔ والناشطات" وغیرہ کی تعیین میں بہت اقوال ہیں ہم نے مترجم رحمہ اللہ کے مطابق تقریر کر دی۔ ف۸ یعنی زمین میں بھونچال آئے پہلی دفعہ صور پھونکنے سے ف۹ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی لگاتار (یکے بعد دیگرے) بھونچال چلے آئیں اور اکثر مفسرین نے رادفہ سے صور کا دوسرا نفخہ مراد لیا ہے واللہ اعلم ف۱۰ یعنی اضطراب و گھبراہٹ سے دل دھڑکتے ہوں گے اور ذلت و ندامت کے مارے آنکھیں جھک رہی ہوں گی ف۱۱ یعنی قبر کے گڑھے میں پہنچ کر کیا پھر ہم الٹے پاؤں زندگی کی طرف واپس کئے جائیں گے۔ ہم تو نہیں سمجھ سکتے کہ کھوکھری ہڈیوں میں دوبارہ جان پڑ جائے گی ایسا ہوا تو یہ صورت ہمارے لئے بڑے ٹوٹے اور خسارہ کی ہوگی کیونکہ ہم نے اس زندگی کے لئے کوئی سامان نہیں کیا۔ یہ تمسخر سے کہتے تھے یعنی مسلمان ہماری نسبت ایسا سمجھتے ہیں حالانکہ ہمارے مرنے کے بعد دوسری زندگی ہی نہیں نقصان اور خسارہ کا کیا ذکر ف۱۲ یعنی یہ لوگ اسے بہت مشکل کام سمجھ رہے ہیں حالانکہ اللہ کے ہاں یہ سب کام دم بھر میں ہو جائے گا جہاں ایک ڈانٹ پلائی یعنی صور پھونکا اسی وقت بلا توقف سب اگلے پچھلے میدان حشر میں کھڑے دکھائی دیں گے۔ آگے اس کی ایک مختصری جھڑکی اور گھرکی دی ڈانٹ کا ذکر کیا جاتا ہے جو دنیا میں ایک بڑے متکبر کو دی گئی تھی یا یوں کہئے کہ ان منکرین کو سنایا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے بڑے زبردست منکروں کا کیا حشر ہوا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حَدِيثُ مُوسَىٰ ۝ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝

بات موسیٰ کی جب پکارا اس کو اس کے رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ

بات موسیٰ کی ف۱ جب پکارا اس کو اس کے رب نے پاک میدان میں جس کا نام طویٰ ہے ف۲

اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝ فَقُلْ هَل لَّكَ إِلَىٰ أَن تَزَكَّىٰ ۝

جا فرعون پاس اس نے سر اٹھایا پھر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنورے

جا فرعون کے پاس اس نے سر اٹھایا پھر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے

وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ۝ فَأَرَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ ۝

اور راہ بتاؤں تجھ کو تیرے رب کی طرف پھر تجھ کو ڈر ہو پھر دکھائی اس کو وہ بڑی نشانی

اور راہ بتلاؤں تجھ کو تیرے رب کی طرف پھر تجھ کو ڈر ہو ف۳ پھر دکھلائی اس کو وہ بڑی نشانی ف۴

فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ۝ فَحَشَرَ فَنَادَىٰ ۝

پھر جھٹلایا اس نے اور نہ مانا پھر چلا پیٹھ پھیر کر تلاش کرتا پھر سب کو جمع کیا پھر پکارا

پھر جھٹلایا اس نے اور نہ مانا پھر چلا پیٹھ پھیر کر تلاش کرتا ہوا ف۵ پھر سب کو جمع کیا پھر پکارا

فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ۝ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ

تو کہا میں ہوں تمہارا رب سب سے اوپر پھر پکڑا اس کو اللہ نے سزا میں پچھلے کی

تو کہا میں ہوں رب تمہارا سب سے اوپر ف۶ پھر پکڑا اس کو اللہ نے سزا میں آخرت کی

وَالْأُولَىٰ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ۝ أَأَنتُمْ

اور پہلے کی بیشک اس میں سوچ کی جگہ ہے جس کو ڈر ہے کیا تم

اور دنیا کی ف۷ بیشک اس میں سوچنے کی جگہ ہے جس کے دل میں ڈر ہے ف۸ کیا تمہارا

أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ۝

مشکل ہو بنانے میں یا آسمان اس نے وہ بنایا اونچی کی اس کی بلندی پھر اس کو صاف کیا

بنانا مشکل ہے یا آسمان کا ف۹ اس نے اس کو بنایا اونچا کیا اس کا ابھار پھر اس کو برابر کیا

وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ۝ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ

اور اندھیری کی اس کی رات اور کھول نکالی اس کی دھوپ اور زمین کو اس کے پیچھے

اور اندھیری کی رات اس کی اور کھول نکالی اس کی دھوپ ف۱۰ اور زمین کو اس کے پیچھے

دَحَاهَا ۝ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا ۝ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ۝

درست بچھایا نکالا اس سے اس کا پانی اور چارا اور پہاڑوں کو بوجھ رکھا ف۱

صاف بچھا دیا ف۱۱ باہر نکالا زمین سے اس کا پانی اور چارا ف۱۲ اور پہاڑوں کو قائم کر دیا ف۱۳

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ۝

کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے پھر جب آوے وہ بڑا ہنگامہ

کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے ف۱۴ پھر جب آئے وہ بڑا ہنگامہ

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن

جس دم یاد کرے آدمی جو اس نے کمایا اور نکال رکھیں دوزخ جو چاہے

جس دن کہ یاد کرے گا آدمی جو اس نے کمایا اور نکال ظاہر کریں دوزخ کو جو چاہے

وقف لازم — ع ۴۱/۳

ف۱ یہ قصہ کئی جگہ مفصل گذر چکا ف۲ یعنی کوہ طور کے پاس ف۳ یعنی اگر تجھے سنورنے کی خواہش ہو تو میں اللہ کے حکم سے سنوار سکتا ہوں اور ایسی راہ بتا سکتا ہوں جس پر چلنے سے تیرے دل میں اللہ کا خوف اور اس کی کامل معرفت جم جائے کیونکہ خوف کا ہونا بدون کمال معرفت کے متصور نہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی بعثت کا مقصد فرعون کی اصلاح بھی تھی محض بنی اسرائیل کو قید سے چھڑانا ہی نہ تھا ف۴ یعنی وہاں پہنچ کر اللہ کا پیغام پہنچایا اور اس پر حجت تمام کرنے کے لئے وہ سب سے بڑا معجزہ عصا کے اژدہا بننے کا دکھلایا ف۵ یعنی وہ ملعون ماننے والا کہاں تھا۔ اس فکر میں چلا کہ لوگوں کو جمع کرے اور جادوگروں کو تلاش کر کے بلوائے کہ وہ موسیٰ کے معجزات کا مقابلہ کریں ف۶ یعنی سب سے بڑا رب تو میں ہوں یہ موسیٰ کس کا بھیجا ہوا آیا ہے۔
ف۷ یعنی یہاں پانی میں ڈوبا وہاں آگ میں جلے گا ف۸ یعنی اس قصہ میں بہت سی باتیں سوچنے اور عبرت پکڑنے کی ہیں بشرطیکہ آدمی کے دل میں تھوڑا بہت ڈر ہو (ربط) یعنی موسیٰ اور فرعون کا قصہ درمیان میں استطراداً آ گیا تھا آگے پھر اسی مضمون قیامت کی طرف عود کرتے ہیں ف۹ یعنی تمہارا پیدا کرنا (اور وہ بھی ایک مرتبہ پیدا کر چکنے کے بعد) آسمان، زمین اور پہاڑوں کے پیدا کرنے سے زیادہ مشکل تو نہیں۔ جب اتنی بڑی بڑی چیزوں کا خالق اس کو مانتے ہو، پھر اپنی دوبارہ پیدائش میں کیوں تردد ہے ف۱۰ یعنی آسمان کو خیال کرو کس قدر اونچا کتنا مضبوط کیسا صاف، ہموار اور کس درجہ مرتب و منتظم ہے کس قدر زبردست انتظام اور باقاعدگی کے ساتھ اس کے سورج کی رفتار سے رات اور دن کا سلسلہ قائم کیا ہے رات کی اندھیری میں اس کا سماں کچھ اور ہے اور دن کے اجالے میں ایک دوسری ہی شان نظر آتی ہے ف۱۱ آسمان اور زمین میں پہلے کون پیدا کیا گیا؟ اس کے متعلق ہم پیشتر کسی جگہ کلام کر چکے ہیں غالباً سورۂ فصلت میں (تنبیہ) "دحی" کے معنی راغب نے کسی چیز کو اس کے مقر سے ہٹا دینے کے لکھے ہیں تو شاید اس لفظ میں ادھر اشارہ ہو جو آج کل کی تحقیق ہے کہ زمین اصل میں کسی بڑے جرم سماوی کا ایک ٹکڑا ہے جو اس سے الگ ہو گیا واللہ اعلم
ف۱۲ یعنی دریا اور چشمے جاری کئے ہو پانی سے سبزہ پیدا کیا۔ ف۱۳ جو اپنی جگہ سے جنبش نہیں کھاتے اور زمین کو بھی بعض خاص قسم کے اضطرابات سے محفوظ رکھنے والے ہیں۔
ف۱۴ یعنی یہ انتظام نہ ہو تو تمہارا اور تمہارے جانوروں کا کام کیسے چلے ان تمام اشیاء کا پیدا کرنا تمہاری حاجت روائی اور راحت رسانی کے لئے ہے چاہیئے کہ اس منعم حقیقی کا شکر ادا کرتے رہو اور سمجھو کہ جس قادر مطلق اور حکیم برحق نے ایسے زبردست انتظامات کئے ہیں کیا وہ تمہاری بوسیدہ ہڈیوں میں روح نہیں پھونک سکتا۔ لازم ہے کہ آدمی اس کی قدرت کا اقرار کرے اور اس کی نعمتوں کی شکرگذاری میں لگے ورنہ جب وہ بڑا ہنگامہ قیامت کا آئے گا اور سب کیا کرایا سامنے ہوگا سخت پچھتانا پڑے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ پوچھتے پوچھتے اسی تک پہنچتا ہے بیچ میں سب بے خبر ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی شتاب مانگتے ہیں قیامت اس وقت معلوم ہوگا کہ بہت شتاب آئی بیچ میں دیر کچھ نہیں لگی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ حضرت ایک کافر کو سمجھاتے تھے اس میں ایک مسلمان آیا نابینا وہ اپنی طرف مشغول کرنے لگا کہ وہ آیت کیونکر ہے اس کے معنی کیا ہیں حضرت پر گراں گزرا بے وقت کا پوچھنا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیتیں اتاریں کہیں بعض یہ کلام گویا اوروں پاس گلہ ہے رسول کا آگے رسول کو خطاب فرمایا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

يَرٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ

دیکھے سو جس نے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہے

دیکھے ف۱ سو جس نے کی ہو شرارت اور بہتر سمجھا ہو دنیا کا جینا ف۲ سو دوزخ ہی ہے

هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ

اس کا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے رب پاس کھڑے ہونے سے اور روکا اس نے جی کو

اس کا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے اور روکا ہو اس نے جی کو

الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ

چاؤ سے سو بہشت ہی ہے اس کا ٹھکانا تجھ سے پوچھتے ہیں وہ گھڑی کب ہے

خواہش سے سو بہشت ہی ہے اس کا ٹھکانا ف۳ تجھ سے پوچھتے ہیں وہ گھڑی

اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝

اس کا ٹھہراؤ تو کس بات میں ہے اس کے مذکور سے تیرے رب کی طرف ہے پہنچ اس کی ف۱

ہوگا قیام اس کا ف۴ تجھ کو کیا کام اس کے ذکر سے تیرے رب کی طرف ہے پہنچ اس کی ف۵

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا

تو تو [illegible] سنانے کو ہے اس کو جو اس سے ڈرتا ہے ایسا لگے گا جس دن دیکھیں گے اس کو کہ دیر نہیں لگی ان کو

[illegible] کے واسطے ہے اس کو جو اس سے ڈرتا ہے ف۶ ایسا لگے گا جس دن دیکھیں گے اس کو کہ نہیں ٹھہرے تھے دنیا

	اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝	
	مگر ایک شام یا صبح اس کی ف۱	
	میں مگر ایک شام یا صبح اس کی ف۷	

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثِنْتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ كَذٰلِكَ

سورۂ عبس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی بیالیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع اور اسی طرح آخر تک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۝

[illegible] تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس سے کہ آیا اس پاس اندھا ف۱ اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ سنورتا

ف۸ تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ آیا اس کے پاس اندھا ف۹ اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید کہ وہ سنورتا

اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ

یا سوچتا تو کام آتا اس کے سمجھانا وہ جو پروا نہیں کرتا سو تو اس کی

یا سوچتا تو کام آتا اس کے سمجھانا ف۱۰ وہ جو پروا نہیں کرتا سو تو اس کی

تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝

فکر میں ہے اور تجھ پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ نہیں سنورتا اور وہ جو آیا تیرے پاس دوڑتا

فکر میں ہے اور تجھ پر کچھ الزام نہیں کہ وہ نہیں درست ہوتا ف۱۱ اور وہ آیا تیرے پاس دوڑتا

ف۱ یعنی دوزخ کو اس طرح منظر عام پر لائیں گے کہ ہر دیکھنے والا دیکھ سکے گا کوئی آڑ پہاڑ درمیان میں حائل نہ رہے گا ف۲ یعنی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اسے بہتر سمجھ کر اختیار کیا اور اسے بھلا دیا ف۳ یعنی جو اس بات کا خیال کر کے ڈرا کہ مجھے ایک روز اللہ کے سامنے حساب کے لئے کھڑا ہونا ہے اور اسی ڈر سے اپنے نفس کی خواہش پر نہ چلا بلکہ اسے روک کر اپنے قابو میں رکھا اور احکام الٰہی کے تابع بنایا۔ تو اس کا ٹھکانا بہشت کے سوا کہیں نہیں۔ ف۴ یعنی آخر وہ گھڑی کب آئے گی اور قیامت کب قائم ہوگی ف۵ یعنی اس کا وقت ٹھیک متعین کر کے بتلانا آپ کا کام نہیں کتنے ہی سوال جواب کرو آخر کار اس کا علم خدا ہی پر حوالہ کرنا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "پوچھتے پوچھتے اسی تک پہنچتا ہے پیچھے سب بے خبر ہیں" ف۶ یعنی آپ کا کام قیامت کی خبر سنا کر لوگوں کو ڈرا دینا ہے اب جس کے دل میں اپنے انجام کی طرف سے کچھ خوف ہوگا یا خوف آخرت کی استعداد ہوگی وہ ان کر ڈرے گا اور ڈر کر تیاری کرے گا گویا آپ کا ڈرانا نتیجہ کے اعتبار سے صرف ان ہی لوگوں کے حق میں ہوا جو اس سے منتفع ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں ورنہ نااہل لوگ تو انجام سے غافل ہو کر ان ہی فضول بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ قیامت کس تاریخ کس دن کس سنہ میں آئے گی ف۷ یعنی اب تو شور مچا رہے ہیں کہ قیامت کے آنے میں دیر کیوں ہے جلد کیوں نہیں آجاتی مگر اس وقت معلوم ہوگا کہ بہت جلد آئی بیچ میں دیر کچھ نہیں لگی ف۸ آنحضرت صلعم بعض سرداران قریش کو مذہب اسلام کے متعلق کچھ سمجھا رہے تھے اتنے میں ایک نابینا مسلمان (جن کو ابن ام مکتوم کہتے ہیں) حاضر خدمت ہوئے اور اپنی طرف متوجہ کرنے لگے کہ فلاں آیت کیونکر ہے یا رسول اللہ مجھے اس میں سے کچھ سکھائیے جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ حضرت کو ان کا بے وقت کا پوچھنا گراں گزرا آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ میں ایک بڑے مہم کام میں مشغول ہوں قریش کے یہ بڑے بڑے سردار اگر ٹھیک سمجھ کر اسلام لے آئیں تو بہت لوگوں کے مسلمان ہونے کی توقع ہے ابن ام مکتوم بہرحال مسلمان ہے اس کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے بہتیرے مواقع حاصل ہیں۔ اس کو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے پاس ایسے با اثر و بار سوخ لوگ بیٹھے ہیں جن کو اگر ہدایت ہو جائے تو ہزاروں اشخاص ہدایت پر آسکتے ہیں میں ان کو سمجھا رہا ہوں یہ اپنی کہتا چلا جاتا ہے۔ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اگر ان لوگوں کی طرف سے ہٹ کر تو خیر التفات اس کی طرف کروں گا تو ان لوگوں پر کس قدر شاق ہوگا شاید بیہودہ میری بات سننا بھی پسند نہ کریں غرض آپ منقبض ہوئے اور انقباض کے آثار چہرے پر ظاہر ہونے لگے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں روایات میں ہے کہ اس کے بعد جب وہ نابینا آپ کی خدمت میں آتا آپ بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور فرماتے "مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی" ف۹ یعنی پیغمبر نے ایک اندھے کے آنے پر چیں بہ جبیں ہو کر منہ پھیر لیا۔ حالانکہ اس کو اندھے کی معذوری، شکستہ حالی اور طلب صادق کا لحاظ زیادہ کرنا چاہیے تھا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ کلام گویا اوروں کے سامنے گلہ ہے رسول کا (اسی لئے بصیغہ غائب ذکر کیا) آگے خود رسول کو خطاب فرمایا ہے" اور محققین کہتے ہیں کہ یہ غایت تکرم و استحیار متکلم کا اور غایت کرامت مخاطب کی ہے کہ عتاب کے وقت بھی روبرو اس امر کی نسبت آپ کی طرف نہیں فرمائی اور آگے خطاب کا صیغہ بطور التفات کے اس لئے اختیار کیا کہ شبہ اعراض کا نہ ہو نیز وہ مضمون پہلے مضمون سے ہلکا ہے واللہ اعلم ف۱۰ یعنی وہ اندھا طالب صادق تھا۔ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے فیض توجہ سے اس کا حال سنور جاتا۔ اور اس کا نفس مزکی ہو جاتا یا تمہاری کوئی بات کان میں پڑتی اس کو اخلاص سے سوچتا سمجھتا اور آخر وہ بات کسی وقت اس کے کام آجاتی ف۱۱ یعنی جو لوگ اپنے غرور اور شیخی سے حق کی پرواہ نہیں کرتے اور ان کا تکبر اجازت نہیں دیتا کہ اللہ و رسول کے سامنے جھکیں آپ ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح مسلمان ہو جائیں تا ان کے اسلام کا اثر دوسروں پر پڑے حالانکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کوئی الزام نہیں کہ یہ مغرور اور شیخی باز آپ کی ہدایت سے درست کیوں نہ ہوئے آپ کا فرض دعوت و تبلیغ کا تھا وہ ادا کر چکے اور کر رہے ہیں آگے ان لا پروا متکبروں کی فکر میں اس قدر انہماک کی ضرورت نہیں کہ سچے طالب اور مخلص ایماندار توجہ سے محروم ہونے لگیں یا معاملہ کی ظاہری سطح دیکھ کر بے سوچے سمجھے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ پیغمبر صاحب کی توجہ امیروں اور تونگروں کی طرف زیادہ ہے شکستہ حال غریبوں کی طرف نہیں اس مہمل خیال کے پھیلنے سے جو ضرر دعوت اسلام کے کام کو پہنچ سکتا ہے وہ اس نفع سے کہیں بڑھ کر ہے جس کی ان چند متکبرین کے مسلمان ہونے سے توقع کی جاسکتی ہے۔

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف دہ ڈرتا ہے اللہ سے یا ڈر لگتا ہے کہ نئی ملاقات پادرے یا نہ پادرے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ف قرآن کی آیتیں ف یعنی وہ ورق ف یعنی فرشتے اس کو لکھتے ہیں اس موافق وحی اترتی ہے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ
ف یعنی ہاتھ پاؤں اسلوب پر رکھے ف ایک بہت بڑا ایک بہت چھوٹا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ف یعنی ایمان اور کفر کی بوجھ یا پیٹ میں سے نکالا آسانی سے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ف یعنی ایسی سخت آواز جس سے لوگوں کے کان بہرے ہو جائیں مراد ہے صور سے
از شاہ عبد القادر صاحبؒ

وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝
اور وہ ڈرتا ہے سو تو اس سے تغافل کرتا ہے ف یوں نہیں یہ تو سمجھوتی ہے
اور وہ ڈرتا ہے ف سو تو اس سے تغافل کرتا ہے ف یوں نہیں یہ تو نصیحت ہے

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ
پھر جو کوئی چاہے اس کو پڑھے لکھا ہے ادب کے ورقوں میں ف اونچے دھرے
پھر جو کوئی چاہے اس کو پڑھے ف لکھا ہے عزت کے ورقوں میں اونچے رکھے ہوئے

مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ قُتِلَ الْاِنْسَانُ
ستھرے ف ہاتھوں میں لکھنے والوں کے جو سردار ہیں نیک ف مارا جائیو آدمی
نہایت ستھرے ف ہاتھوں میں لکھنے والوں کے جو بڑے درجہ والے نیک کار ہیں ف مارا جائیو آدمی

مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ
کیسا ناشکر ہے کس چیز سے بنایا اس کو ایک بوند سے بنایا اس کو
کیسا ناشکر ہے ف کس چیز سے بنایا اس کو ایک بوند سے ف بنایا

فَقَدَّرَهٗ ۝ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝
پھر اندازہ رکھا اسکا ف پھر راہ آسان کردی اس کو ف پھر مردہ کیا پھر قبر میں رکھوایا
اس کو پھر اندازہ پر رکھا اس کو ف پھر راہ آسان کردی اس کو ف پھر اس کو مردہ کیا پھر قبر میں رکھوا

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝ فَلْيَـ
پھر جب چاہا اٹھا نکالا اس کو کوئی نہیں پورا نہ کیا جو اس کو فرمایا اب دیکھ
پھر جب چاہا اٹھا نکالا اس کو ف ہرگز نہیں پورا نہ کیا جو اس کو فرمایا ف اب دیکھ لے

الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۝ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ
کرے آدمی اپنے کھانے کو کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا پھر
آدمی اپنے کھانے کو ف کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا ہوا پھر

شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۝ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۝ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۝
چیرا زمین کو پھاڑ کر پھر اگایا اس میں اناج اور انگور اور ترکاری
چیرا زمین کو پھاڑ کر ف پھر اگایا اس میں اناج اور انگور اور ترکاری

وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۝ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۝
اور زیتون اور کھجوریں اور باغ گھنے اور میوے اور دوب
اور زیتون اور کھجوریں اور گھن کے باغ اور میوہ اور گھاس

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ
کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے پھر جب آوے وہ غل ف جس دن
کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے ف پھر جب آوے وہ کان پھوڑنے والی ف جس دن

يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝
بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی ساتھ والی سے اور بیٹوں سے
کہ بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی ساتھ والی سے اور اپنے بیٹوں سے

وقف لازم
وقف النبی

ف یعنی اللہ سے ڈرتا ہے یا ڈر لگتا ہے کہ آپ کی ملاقات میسر ہو یا نہ ہو پھر اندھا ہے کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں اندیشہ ہے کہیں راستے میں ٹھوکر لگے یا کسی چیز سے ٹکرا جائے یا یہ سمجھ کر کہ آپ کے پاس جانا ہے دشمن ستانے لگیں ف حالانکہ ایسے ہی لوگوں سے امید ہو سکتی ہے کہ ہدایت سے منتفع ہوں گے اور اسلام کے کام آئیں گے کہتے ہیں کہ یہی نابینا بزرگ زرہ پہنے اور جھنڈا ہاتھ میں لئے جنگ قادسیہ میں شریک تھے آخر اسی معرکہ میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ف یعنی متکبر اغنیاء اگر قرآن نہ پڑھیں اور اس نصیحت پر کان نہ دھریں تو اپنا ہی برا کریں گے قرآن کو ان کی کچھ پروا نہیں نہ آپ کو اس درجہ ان کے درپے ہونے کی ضرورت ہے ایک عام نصیحت تھی سو کر دی گئی جو اپنا فائدہ چاہے اس کو پڑھے اور سمجھے ف یعنی کیا ان مغرور سرپھروں کے ماننے سے قرآن کی عزت و وقعت ہوگی قرآن تو وہ ہے جس کی آیتیں آسمان کے اوپر نہایت معزز بلند مرتبہ اور صاف ستھرے ورقوں میں لکھی ہوئی ہیں اور زمین پر مخلص ایماندار بھی اس کے اوراق نہایت عزت و احترام اور تقدیس و تطہیر کے ساتھ اونچی جگہ رکھتے ہیں ف یعنی وہاں فرشتے اس کو لکھتے ہیں اسی کے موافق وحی اترتی ہے اور یہاں بھی اوراق میں لکھنے اور جمع کرنے والے بزرگ دنیا کے بزرگ ترین پاکباز نیکوکار اور فرشتہ خصلت بندے ہیں جنہوں نے ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف و تبدیل سے اس کو پاک رکھا ہے ف یعنی قرآن جیسی نعمت عظمیٰ کی کچھ قدر نہ کی۔ اور اللہ کا حق کچھ نہ پہچانا۔ ف یعنی ذرا اپنی اصل پر تو غور کیا ہوتا کہ وجود کس چیز سے ہوا ہے ایک ناچیز اور بے قدر قطرہ آب سے جس میں حس و شعور، حسن و جمال، اور عقل و ادراک کچھ نہ تھا سب کچھ اللہ نے اپنی مہربانی سے عطا فرمایا جس کی حقیقت کل اتنی ہو کیا اسے یہ طمطراق زیبا ہے کہ خالق و منعم حقیقی کی ایسی عظیم الشان نصیحت آئے اور یہ بے شرم اپنی اصل حقیقت اور مالک کی سب نعمتوں کو فراموش کر کے اس کی کچھ پروا نہ کرے اور احسان فراموش! کچھ تو شرمایا ہوتا ف یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاء و قوی ایک خاص اسلوب اور اندازے سے رکھے کوئی چیز یوں ہی بے تکی اور بے ڈھنگی خلاف حکمت نہیں رکھ دی ف یعنی ایمان و کفر اور بھلے برے کی سمجھ دی یا ماں کے پیٹ میں سے نکالا آسانی سے۔ ف یعنی مرنے کے بعد اس کی لاش کو قبر میں رکھنے کی ہدایت کر دی تا زندوں کے سامنے یوں ہی بے حرمت نہ ہو ف یعنی جس نے ایک مرتبہ جلایا اور مارا اسی کو اختیار ہے کہ جب چاہے دوبارہ زندہ کر کے قبر سے نکالے کیونکہ اس کی قدرت ابھی کسی نے سلب نہیں کر لی۔ (العیاذ باللہ) بہرحال پیدا کر کے دنیا میں لانا پھر مار کر برزخ میں لے جانا پھر زندہ کر کے میدان حشر میں کھڑا کر دینا یہ امور جس کے قبضہ میں ہوئے کیا اس کی نصیحت سے اعراض و انکار اور اس کی نعمتوں سے استغناء کسی آدمی کے لئے زیبا ہے ف یعنی انسان نے ہرگز اپنے مالک کا حق نہیں پہچانا۔ اور جو کچھ حکم ہوا تھا ابھی تک اس کو بجا نہیں لایا (تنبیہ) ابن کثیرؒ نے "كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ" کو "ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ" سے متعلق رکھا ہے یعنی جب چاہے گا زندہ کر کے اٹھائے گا ابھی ایسا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ دنیا کی آبادی کے متعلق اس کا جو حکم کونی و قدری ہے وہ ابھی تک اس نے ختم نہیں کیا ف پہلے انسان کے پیدا کرنے اور مارنے کا ذکر تھا اب اس کی زندگی اور بقا کے سامان یاد دلاتے ہیں ف یعنی ایک گھاس کے تنکے کی کیا طاقت تھی کہ زمین کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آتا یہ قدرت کا ہاتھ ہے جو زمین کو پھاڑ کر اس سے طرح طرح کے غلے، پھل اور سبزے اور ترکاریاں وغیرہ باہر نکالتا ہے ف یعنی بعض چیزیں تمہارے کام آتی ہیں اور بعض تمہارے جانوروں کے ف یعنی ایسی سخت آواز جس سے کان بہرے ہو جائیں۔ اس سے مراد نفخ صور کی آواز ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ قیامت کو اس آنکھ سے دیکھے تو وہ سورہ کورت کو پڑھے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کی طبیعت کی قوت سے استقبال معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس عمر میں کہ قریب ساٹھ برس کے ہے ایسی کمزوری اور ضعف لاحق ہوگی برخلاف اس کے اب ظاہر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ان پانچ سورتوں نے مجھ کو ضعیف کر دیا سورہ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ عم یتساءلون، سورۂ اذا الشمس کورت کیونکہ ان سورتوں میں اللہ کے عذاب کا حال ہے جو دنیا میں اور آخرت میں پیغمبروں کی مخالفت سے لوگوں پر گزرا ہے اور گزرے گا مذکور ہے اس کے سننے سے اپنی امت کا غم مجھ پر غلبہ کرتا ہے اور غم کا خاصہ یہی ہے کہ جوان آدمی کو بوڑھا بنا دیتا ہے تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے۔ ف بیانے کے قریب اونٹنی بہت عزیز ہوتی ہے بچے اور دودھ کی توقع سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف یعنی پانی دریا کا دھواں اور آگ بن جاوے کہ جس کے سبب سے نہایت گرم ہو کر محشر کے بے ایمانوں کو دکھ پہنچاوے اور تنور کی طرح جوش کھاتے ہے۔ ف یعنی قسم قسم کے گنہگار اکٹھے ہوں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ

ہر کسی کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہے جو اس کو بس ہے کتنے منہ اس دن

ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اس کے لئے کافی ہے ف کتنے منہ اس دن

مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا

روشن ہیں ہنستے خوشیاں کرتے اور کتنے منہ اس دن ان پر

روشن ہیں ہنستے خوشیاں کرتے ف اور کتنے منہ اس دن ان پر

غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

ع ۱ ۴۲ ۵

گرد پڑی ہے چڑھی آتی ہے ان پر سیاہی وہ لوگ وہی ہیں جو منکر ہیں ڈھیٹھ

گرد پڑی ہے چڑھی آتی ہے ان پر سیاہی ف یہ لوگ وہی ہیں جو منکر ہیں ڈھیٹھ ف

سُورَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورۂ تکویر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انتیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

...مْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝ وَإِذَا

...آفتاب کی دھوپ تہ ہو جاوے ف اور جب تارے میلے ہو جاویں اور جب

جب سورج کی دھوپ تہہ ہو جائے ف اور جب تارے میلے ہو جائیں ف اور جب

الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ

پہاڑ چلائے جاویں اور جب بیانی اونٹنیاں چھٹی پھریں ف اور جب جنگل کے جانوروں

پہاڑ چلائے جائیں ف اور جب بیانی اونٹنیاں چھٹی پھریں ف اور جب جنگل کے جانوروں

حُشِرَتْ ۝ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝

میں رول پڑے (ان) اور جب دریا جھونکے جاویں ف اور جب جیوں کے جوڑے بندھیں ف

میں رول پڑ جائے ف اور جب دریا جھونکے جائیں اور جب جیوں کے جوڑے باندھے جائیں ف ۱۱

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۝ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ۝ وَإِذَا

اور جب جیتی بیٹی گاڑ دی کو پوچھے کس گناہ پر وہ ماری گئی اور جب

اور جب جیتی بیٹی گاڑ دی گئی کو پوچھیں کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی ف ۱۲ اور جب

الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝ وَإِذَا الْجَحِيمُ

کاغذ کھولے جاویں اور جب آسمان کا چھلکا اتارے اور جب دوزخ

اعمالنامے کھولے جائیں اور جب آسمان کا پوست اتار لیں ف ۱۳ اور جب دوزخ

سُعِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝

دہکائی جاوے اور جب بہشت پاس لائی جاوے جان لے جی جو لے کر آیا

دہکائی جائے اور جب بہشت پاس لائی جائے ف ۱۴ جان لے گا ہر ایک جی جو لے کر آیا ف ۱۵

منزل ۷

ف ۱ یعنی اس وقت ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی احباب و اقارب ایک دوسرے کو نہ پوچھیں گے بلکہ اس خیال سے کہ کوئی میری نیکیوں میں سے نہ مانگنے لگے یا اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے ایک دوسرے سے بھاگے گا ف ۲ یعنی مومنین کے چہرے نور ایمان سے روشن اور غایت مسرت سے خنداں و فرحاں ہوں گے ف ۳ یعنی کافروں کے چہرے پر کفر کی کدورت چھائی ہوگی اور اوپر سے فسق و فجور کی ظلمت اور زیادہ تیرہ و تاریک کر دے گی ف ۴ یعنی کافر بے حیا کو کتنا ہی سمجھاؤ ڈراؤ پسیجیں نہ خدا سے ڈریں نہ مخلوق سے شرمائیں ف ۵ گویا اس کی لمبی شعاعیں جن سے دھوپ پھیلتی ہے لپیٹ کر رکھ دی جائیں اور آفتاب بے نور ہو کر پنیر کی ٹکیہ کی مانند رہ جائے یا بالکل نہ رہے ف ۶ یعنی تارے ٹوٹ کر گر پڑیں اور ان کا نور زائل ہو جائے ف ۷ یعنی ہوا میں اڑتے پھریں ف ۸ اونٹ عرب کا بہترین مال ہے اور دس مہینے کی گابھن اونٹنی جو بیانے کے قریب ہو دودھ اور بچہ کی توقع پر بہت زیادہ عزیز ہوتی ہے لیکن قیامت کی ہولناک زلازل کے وقت ایسے نفیس و عزیز مال کو کوئی نہ پوچھے گا۔ نہ مالک کو اتنا ہوش ہوگا کہ ایسے بڑھیا مال کی خبرگیری کرے باقی یہ کہنا کہ دیل نکل جانے کی وجہ سے اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی محض خرافات ہے ف ۹ یعنی جنگل کے وحشی جانور جو آدمی کے سایہ سے بھاگتے ہیں مضطرب ہو کر شہر میں آگھسیں اور پالتو جانوروں میں مل جائیں جیسا کہ اکثر خوف کے وقت دیکھا گیا ہے۔ ابھی چند سال ہوئے گنگا جمنا میں سیلاب آیا تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک چھپر بہتا جا رہا ہے اس پر آدمی بھی ہیں اور سانپ وغیرہ بھی لپٹ رہے ہیں ایک دوسرے سے کچھ تعرض نہیں کرتا۔ نفسی نفسی پڑی ہوئی ہے بلکہ زیادہ سردی کے زمانے میں بعض درندے جنگل سے شہر میں گھس آتے ہیں (تنبیہ) بعض مفسرین نے "حشرت" کے معنی مارنے کے اور بعض نے مار کر اٹھانے کی لئے ہیں واللہ اعلم ف ۱۰ یعنی سمندروں کا پانی گرم ہو کر دھواں اور آگ بن جائے جو نہایت گرم ہو کر محشر میں کافروں کو دکھ پہنچائے اور تنور کی طرح جوش کھانے لگے ف ۱۱ یعنی کافر کافر کے اور مسلم مسلم کے ساتھ پھر ہر قسم کا نیک یا بد عمل کرنے والا اپنے جیسے عمل کرنے والوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے اور عقائد، اعمال، اخلاق وغیرہ کے اعتبار سے الگ جماعتیں بنا دی جائیں یا یہ مطلب ہے کہ روحوں کو جسموں کے ساتھ جوڑ دیا جائے ف ۱۲ عرب میں رسم تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑ دیتا تھا بعض تو تنگدستی اور شادی بیاہ کے اخراجات کے خوف سے یہ کام کرتے تھے اور بعض کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی کسی کو دیں گے وہ ہمارا داماد کہلائے گا قرآن نے آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال ہوگا کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا۔ یہ مت کہنا کہ ہماری اولاد ہے اس میں ہم جو چاہیں تصرف کریں بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور سنگین زیادہ ہو جاتا ہے ف ۱۳ جیسے جانور کا بعد ذبح کے پوست اتار لیتے ہیں اس سے تمام اعضاء اور رگ ریشے ظاہر ہو جاتے ہیں اسی طرح آسمان کے کھل جانے سے اس کے اوپر کی چیزیں نظر آئیں گی اور غمام کا نزول ہوگا جس کا ذکر انیسویں پارہ میں آیت یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ کے تحت میں ہوا ہے ف ۱۴ یعنی دوزخ بڑے زور و شور کے ساتھ دہکائی جائے اور بہشت متقیوں کے نزدیک کر دی جائے جس کی رونق و بہار دیکھنے سے عجیب مسرت و فرحت حاصل ہو ف ۱۵ یعنی ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا کہ نیکی یا بدی کا کیا سرمایہ لے کر حاضر ہوا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ سات ستارے آسمان میں جدی چال چلتے ہیں ان میں پانچ جو سورج چاند کے سوا ہیں زحل مشتری مریخ زہرہ عطارد ان کی چال اس ڈھب سے ہے کبھی مغرب سے مشرق کو چلیں یہ سیدھی راہ ہوئی کبھی ٹھٹک کر الٹے پھریں کبھی سورج کے پاس آکر کتنے دنوں تک غائب رہیں ۱۲ ف۲ یہ حضرت جبریلؑ کی صفت ہے ۱۲ منہ۔ یعنی جو چیز زمین کی تہ میں تھی اوپر آوے ف۳ یعنی سمندر کا پانی زمین پر زور کرے ۱۲ منہ

از شاہ عبد القادر صاحب

ف۱ کئی سیاروں (مثلاً زحل، مشتری، مریخ، زہرہ، عطارد) کی چال اس ڈھب سے ہے کہ کبھی مغرب سے مشرق کو چلیں یہ سیدھی راہ ہوئی کبھی ٹھٹک کر الٹے پھریں اور کبھی سورج کے پاس آکر کتنے دنوں تک غائب رہیں۔ ف۲ یا جب جانے لگے اس لفظ کے دونوں معنی آئے ہیں ف۳ حضرت شاہ عبد العزیز لکھتے ہیں گویا آفتاب کو دریا میں تیرنے والی مچھلی سے تشبیہ دی اور طلوع سے پہلے اس کے نور کے منتشر ہونے کو دم لینے سے نسبت کی جیسے مچھلی دریا میں آنکھوں سے پوشیدہ گزرتی ہے اور اس کے سانس لینے سے پانی اڑتا اور منتشر ہوتا ہے اسی طرح آفتاب کی حالت قبل طلوع اور تکمیل روشنی پھیلنے کے ہے۔ اور بعضوں نے کہا کہ دم صبح کنایہ ہے نسیم سے جو طلوع صبح کے قریب ہوا بہا ہیں چلتی ہے (تنبیہ) ان قسموں کی مناسبت آئندہ مضمون سے یہ ہے کہ ان ستاروں کا چلنا ٹھہرنا۔ لوٹنا۔ اور چھپ جانا ایک نمونہ ہے اگلے انبیاء پر بار بار وحی آنے اور ایک مدت دراز تک اس کے نشان باقی رہنے پھر منقطع ہو کر چھپ جانے اور غائب ہو جانے کا اور رات کا آنا نمونہ ہے اس تاریک دور کا جو خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے پہلے دنیا پر گزرا۔ اگر کسی شخص کو حق و باطل کی تمیز نہ رہی تھی اور وحی کے آثار بالکل مٹ چکے تھے اس کے بعد صبح صادق کا دم بھرنا حضور کا اس جہان میں تشریف لانا اور قرآن کا اترنا ہے کہ ہر چیز کو ہدایت کے نور سے دن کی مانند روشن کردیا۔ گویا اگلے انبیاء کا دور ستاروں کی طرح تھا اور اس نور اعظم کو آفتاب درخشاں کہنا چاہیئے ونعم ما قیل:

فانہ شمس فضل ہم کواکبہا یظہرون انوارہا للناس فی الظلم

حتی اذا طلعت فی الکون عم ہداہا للعالمین واحییت سائر الامم

اور بعض علماء نے فرمایا کہ ستاروں کا سیدھا چلنا اور لوٹنا اور چھپ جانا فرشتے کے آنے اور واپس جانے اور عالم ملکوت میں جا چھپنے کے مشابہ ہے اور رات کا گزرنا اور صبح کا آنا قرآن کے سبب ظلمت کفر دور ہو جانے اور نور ہدایت کے پوری طرح ظاہر ہو جانے کے مشابہ ہے اس تقریر کے موافق مقسم بہ کی مناسبت مقسم علیہ سے زیادہ واضح ہے واللہ اعلم ف۴ یہ حضرت جبریلؑ کی صفات بیان ہوئیں مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم جو اللہ کے پاس سے ہم تک پہنچا اس میں دو واسطے ہیں ایک وحی لانے والا فرشتہ (جبریل علیہ السلام) اور دوسرا پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی صفات وہ ہیں جن کے معلوم ہونے کے بعد کسی طرح کا شک و شبہ قرآن کے صادق اور منزل من اللہ ہونے میں نہیں رہتا۔ کسی روایت کی صحت تسلیم کرنے کے لئے واسطے سے واسطے راوی وہ ہونا ہے جو اعلیٰ درجہ کا ثقہ، عادل، ضابط، حافظ اور امانت دار ہو جس سے روایت کرے اس کے پاس عزت و حرمت کے ساتھ رہتا ہو بڑے بڑے معتبر ثقات اس کی امانت وغیرہ پر اعتماد کلی رکھتے ہوں اور اسی لئے اس کی بات بے چون و چرا مانتے ہوں یہ تمام صفات حضرت جبریلؑ میں موجود ہیں ”کریم“ (عزت والا) ہیں جس کے لئے اعلیٰ درجہ کی نہایت متقی اور پاکباز ہونا لازم ہے ”ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم“ وفی الحدیث ”الکرم التقوی“ بڑی قوت والے ہیں جس میں اشارہ ہے کہ حفظ و ضبط اور بیان کی قوت بھی کامل ہے۔ اللہ کے ہاں ان کا بڑا رتبہ ہے سب فرشتوں سے زیادہ بارگاہ ربوبیت میں قرب اور رسائی حاصل ہے آسمانوں کے فرشتے ان کی بات مانتے اور ان کا حکم تسلیم کرتے ہیں کیونکہ ان کے امین اور معتبر ہونے میں کسی کو شبہ نہیں۔ یہ تو رسول ملکی کا حال تھا۔ آگے رسول بشری کا حال سن لیجئے۔ ف۵ یعنی بعثت سے پہلے چالیس سال تک وہ تمہارے اور تم اس کے ساتھ رہے اتنی طویل مدت تک تم اس کے تمام کھلے چھپے احوال کا تجربہ کیا کبھی ایک مرتبہ اس کا جھوٹ فریب یا دیوانوں کی بات نہ دیکھی ہمیشہ اس کے صدق امانت اور عقل و دانائی کے معترف رہے اب بلا وجہ اسے جھوٹا یا دیوانہ کیونکر کہہ سکتے ہو کیا یہ وہی تمہارا رفیق نہیں ہے جس کے رتی رتی احوال کا تم پہلے سے تجربہ رکھتے ہو۔ اب اس کو دیوانہ کہنا بجز دیوانگی کے کچھ نہیں۔ ف۶ یعنی شرقی کنارہ کے پاس اس کی اصلی صورت میں صاف صاف دیکھا اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ شاید دیکھنے یا پہچاننے میں کچھ اشتباہ و التباس ہو گیا ہوگا جس کو فرشتہ سمجھا وہ واقع میں فرشتہ نہ ہوگا سورۂ نجم میں پہلے گزر چکا ”فاستوی وھو بالافق الاعلی“ ف۷ یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ [illegible] کی حقیقت و بطلان یا جنت و دوزخ کے احوال یا واقعات بعد الموت اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا نہ اجرت مانگتا ہے نہ نذرانہ بخشش پھر کاہن کا لقب اس پر کیسے چسپاں ہو سکتا ہے کاہن محض ایک جزئی اور ناتمام بات غیب کی سو جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے اور اس کے بتلانے میں بھی اس قدر بخیل ہے کہ بدون مٹھائی یا نذرانہ وغیرہ وصول کئے ایک حرف زبان سے نہیں نکالتا۔ پیغمبروں کی سیرت سے کاہنوں کی پوزیشن کو کیا نسبت ف۸ بھلا شیطان ایسی نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں کیوں سکھلانے لگا جس میں سراسر بنی آدم کا فائدہ اور خود اس ملعون کی تقبیح و مذمت ہو ف۹ یعنی جب دیوانگی، تخیل و توہم اور کہانت وغیرہ کے سب احتمالات مرفوع ہوئے تو بجز صدق و حق کے اور کیا باقی رہا۔ پھر اس روشن اور صاف راستہ کو چھوڑ کر کدھر بہکے چلے جا رہے ہو ف۱۰ قرآن کی نسبت جو احتمالات تم پیدا کرتے ہو سب غلط ہیں اگر اس کے مضامین اور ہدایات میں غور کرو تو اس کے سوا کچھ نہ نکلے گا کہ یہ سارے جہان کے لئے ایک سچا نصیحت نامہ اور مکمل دستور العمل ہے جس سے ان کی دارین کی فلاح وابستہ ہے ف۱۱ یعنی بالخصوص ان کے لئے نصیحت ہے جو سیدھا چلنا چاہیں عناد اور کجروی اختیار نہ کریں۔ کیونکہ ایسے ہی لوگ اس نصیحت سے منتفع ہوں گے۔ ف۱۲ یعنی فی نفسہٖ قرآن نصیحت ہے۔ لیکن اس کی تاثیر مشیت الٰہی پر موقوف ہے جو بعض لوگوں کے [illegible] کا پانی زمین پر زور کرے۔ آخر سیٹھ دبیتے بصحۃ ۹۵۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝

سو قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے سیدھے چلنے دبک جانے والوں کی ف۱ اور رات کی جب اس کا اٹھان ہو

سو قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والوں سیدھے چلنے والوں دبک جانے والوں کی ف۱ اور رات کی جب پھیلنے لگے ف۲

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِيْ قُوَّةٍ

اور صبح کی جب دم بھرے مقرر یہ کہا ہے بھیجے ہوئے عزت والے کا قوت رکھنے والے

اور صبح کی جب دم بھرے ف۳ مقرر یہ کہا ہے ایک بھیجے ہوئے عزت والے کا قوت والا

عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ

تخت کے مالک پاس درجہ پایا ہوا سب کا مانا ہوا وہاں معتبر ف۴ اور یہ تمہارا رفیق

عرش کے مالک کے پاس درجہ پانے والا سب کا مانا ہوا وہاں کا معتبر ہے ف۴ اور یہ تمہارا رفیق کچھ

بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ

نہیں کچھ دیوانہ اور اس نے دیکھا اس کو کھلے کنارے آسمان پاس اور یہ غیب کی بات پر نہیں

دیوانہ نہیں ف۵ اور اس نے دیکھا ہے اس فرشتے کو آسمان کے کھلے کنارہ کے پاس ف۶ اور یہ غیب کی بات بتلانے

بِضَنِيْنٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝

بخیل اور یہ کہا نہیں شیطان مردود کا پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو

میں بخیل نہیں ف۷ اور یہ کہا ہوا نہیں کسی شیطان مردود کا ف۸ پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو ف۹

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝

یہ تو ایک سمجھوتی ہے جہان کے واسطے جو کوئی چاہے تم میں سے کہ سیدھا چلے

یہ تو ایک نصیحت ہے جہان بھر کے واسطے ف۱۰ جو کوئی چاہے تم میں سے کہ سیدھا چلے ف۱۱

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ جہان کا صاحب

اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ سارے جہان کا مالک ف۱۲

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ انفطار مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝ وَاِذَا

جب آسمان چر جاوے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب

جب آسمان چر جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب

الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا

دریا بہ چلیں ف۱ اور جب قبریں اٹھائی جاویں جان لیوے جی جو

دریا ابل نکلیں ف۱ اور جب قبریں زیر و زبر کردی جائیں ف۲ جان لے ہر ایک جی جو کچھ کہ

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے فتح قرآن ف ٹھیک کیا بدن میں، برابر کیا خصلت میں ف۲ اس سورت کے نازل ہونے میں اختلاف ہو بعضے کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں تشریف لے گئے وہاں کے لوگ ماپ اور وزن میں بہت چوری کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکو سن کر سب نے وہ بات چھوڑ دی اور پیغمبر اور قرآن کی ہدایت سے درست ہوئے۔ مشہور ہے کہ جب سے اب تک مدینے کے لوگوں کے برابر وزن اور ماپ میں کوئی راست باز نہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں مکے میں نازل ہوئی تھی۔ جب حضرت مدینے گئے وہاں کے آدمیوں کو اس بلا میں پھنسا دیکھا تب یہ سورت پڑھی۔ لوگوں نے جانا کہ اسوقت نازل ہوئی۔ عطاء مکی نے لکھا ہے کہ مدینے کی راہ میں آخری ہجرت کے وقت۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب رح

بقیہ فوائد صفحہ ۷۶۴ - اور کھاری سب پانی مل جائیں ف۳ یعنی جو چیز زمین کی تہہ میں تھی اوپر آجائے اور مردے قبروں سے نکالے جائیں۔

قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝

آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا اے آدمی کا ہے سے بہکا تو اپنے رب کریم پر

آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ف۱ اے آدمی کس چیز سے بہکا تو اپنے رب کریم پر ف۲

الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ

جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا پھر تجھ کو برابر کیا ف۱ جس صورت میں چاہا

جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا پھر تجھ کو برابر کیا ف۳ جس صورت میں چاہا

رَكَّبَكَ ۝ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝

تجھ کو جوڑ دیا کوئی نہیں پر تم جھوٹ جانتے ہو انصاف ہونا اور تم پر نگہبان مقرر ہیں

تجھ کو جوڑ دیا ف۴ ہرگز نہیں پر تم جھوٹ جانتے ہو انصاف کا ہونا ف۵ اور تم پر نگہبان مقرر ہیں

كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝

سردار لکھنے والے جانتے ہیں جو تم کرتے ہو بیشک نیک لوگ ہیں بہشت میں

عزت والے عمل لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو ف۶ بیشک نیک لوگ بہشت میں ہیں ف

وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا

اور بیشک گنہگار ہیں دوزخ میں پیٹھیں گے اس میں انصاف کے دن اور نہ ہونگے اس سے

اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں ڈالے جاینگے اس میں انصاف کے دن اور نہ ہونگے اس سے

بِغَائِبِينَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۝ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ

چھپ رہنے والے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے دن انصاف کا پھر بھی تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے دن

جدا ہونے والے ف۸ اور تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا پھر بھی تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن

الدِّينِ ۝ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ۝

انصاف کا جس دن بھلا نہ کر سکے کوئی جی کسی جی کا کچھ اور حکم اس دن اللہ ہی کا ہے

انصاف کا جس دن کہ بھلا نہ کر سکے کوئی جی کسی جی کا کچھ بھی ف۹ اور حکم اس دن اللہ ہی کا ہے ف۱۰

ع ۱۹

سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَثَلٰثُونَ آيَةً

سورۂ تطفیف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھتیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝

خرابی ہے گھٹانے والوں کی وہ جب ماپ لیں لوگوں سے پورا بھر لیں

خرابی ہے گھٹانے والوں کی وہ لوگ کہ جب ماپ کر لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ

اور جب ماپ دیں ان کو یا تول دیں تو گھٹا کر دیں کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ

اور جب ماپ کر دیں ان کو یا تول کر تو گھٹا کر دیں ف۱۱ کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ

فوائد صفحہ ہذا

ف۱ یعنی جو بھلے بُرے کام کئے یا نہیں کیے، شروع عمر میں کیے یا اخیر میں، اُنکا اثر اپنے پیچھے چھوڑا یا نہیں چھوڑا، سب اُس وقت سامنے آجائیں گے ف۲ یعنی وہ رب کریم کیا اسکا مقتضٰی تھا کہ تو اپنے جہل و حماقت سے اُسکے حلم پر مغرور ہو کر نافرمانیاں کرتا رہے؟ اور اُسکے لطف و کرم کا جواب کفران و طغیان سے دے؟ اُسکا کرم دیکھ کر تو اور زیادہ شرمانا اور حلیم کے غصہ سے بہت زیادہ ڈرنا چاہئے تھا۔ بیشک وہ کریم ہے لیکن منتقم اور حکیم بھی ہے۔ پھر یہ غرور اور دھوکا نہیں تو اور کیا ہو گا کہ اُس کی ایک صفت کو لیکر دوسری صفات سے آنکھیں بند کر لی جائیں ف۳ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ٹھیک کیا بدن میں، برابر کیا خصلت میں" یا یہ مطلب ہو کہ تیرے اعضاء کے جوڑ بند درست کیے اور حکمت کے موافق انہیں تناسب رکھا پھر مزاج و اخلاط میں اعتدال پیدا کیا۔ ف۴ یعنی سب کی صورتوں میں تھوڑا بہت تفاوت رکھا، ہر ایک کو الگ صورت شکل اور رنگ و روپ عنایت کیا اور بحیثیت مجموعی انسان کی صورت کو تمام جانداروں کی صورت سے بہتر بنایا۔ بعض سلف اسکا مطلب یہ لیتے ہیں کہ وہ چاہتا تو تجھے گدھے، کتے، خنزیر کی شکل و صورت میں ڈال دیتا باوجود اس قدرت کے محض اپنے فضل اور مشیت سے انسانی صورت میں رکھا۔ بہرحال جس خدا کی یہ قدرت ہو اور ایسے انعامات ہوں، کیا اُسکے ساتھ آدمی کو یہی معاملہ کرنا چاہئے ف۵ یعنی بہکنے اور دھوکا کھانے کی اور کوئی وجہ نہیں۔ اصل یہ ہے کہ تم انصاف کے دن پر یقین نہیں رکھتے ہو کہ جو چاہیں کرتے رہیں، آگے کوئی حساب اور باز پرس نہیں۔ یہاں جو کچھ عمل ہم کرتے ہیں کون اُنکو لکھتا اور محفوظ کرتا ہو گا۔ بس مرگئے سب قصہ ختم ہوا ف۶ جو نہ خیانت کرتے ہیں نہ کوئی عمل لکھے بغیر چھوڑتے ہیں۔ نہ اُن سے تمہارے اعمال پوشیدہ ہیں جب سب عمل ایک ایک کر کے اس اہتمام سے لکھے جا رہے ہیں تو کیا یہ سب دفتر یوں ہی بیکار چھوڑ دیا جائیگا؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً ہر شخص کے اعمال اُسکے آگے آئینگے اور اُسکا اچھا یا بُرا پھل چکھنا پڑیگا جسکی تفصیل آگے بیان کی ف۷ یہاں ہمیشہ کیلئے ہر قسم کی نعمتوں اور راحتوں میں رہنا ہو گا اگر نکلنے کا کھٹکا لگا رہتا تو راحت ہی کیا ہوتی ف۸ یعنی نہ بھاگ کر اُس سے الگ رہ سکتے ہیں نہ داخل ہونے کے بعد کبھی نکل کر جا سکتے ہیں ہمیشہ وہیں رہنا ہے۔ ف۹ یعنی کتنا ہی سوچو اور غور کرو پھر بھی اس ہولناک دن کی پوری کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی بس مختصراً اتنا سمجھ لو کہ اُس دن جتنے رشتے ناتے، دوستی اور آشنائی کے ہیں سب نیست و نابود ہو جائینگے۔ سب نفسی نفسی پکارتے ہونگے۔ کوئی شخص بدون حکم مالک الملک کے کسی کی سفارش نہ کر سکے گا، عاجزی چاپلوسی اور صبر و استقلال کچھ کام نہ دیگا۔ الاٰموسی رحمہ اللہ ف۱۰ یعنی دنیا میں جسطرح بادشاہ کا حکم رعیت پر، ماں باپ کا اولاد پر، اور آقا کا نوکر پر جاری ہوتا ہے اُس دن یہ سب حکم ختم ہو جائینگے اور اُس شہنشاہ مطلق کے سوا کسی کو دم مارنے کی قدرت نہ ہو گی۔ تنہا بلا شرکت غیرے ظاہراً و باطناً اُسی کا حکم چلیگا اور سارے کام حساب و جزا کیلئے اُسی کے قبضہ میں ہونگے ف۱۱ گو لوگوں سے اپنا حق پورا لینا مذموم نہیں مگر یہاں اُسکے لانے سے مقصود خود اس بات پر مذمت کرنا نہیں بلکہ کم دینے کی مذمت کو مؤکد کرنا ہے۔ یعنی کم دینا اگرچہ فی نفسہ مذموم ہے لیکن اُسکے ساتھ اگر لیتے وقت دوسروں کی بالکل رعایت نہ کی جائے تو اور زیادہ مذموم ہے۔ بخلاف رعایت کرنیوالے کے کہ اگر اُسمیں ایک عیب تو ایک ہنر بھی ہے تِلک بِتلک۔ ہاں پہلے شخص کا عیب زیادہ شدید ہوا اور چونکہ اصل مقصود مذمت ہے کم دینے کی، اس لئے اسمیں ناپ اور تول دونوں کا ذکر کیا جاتا کہ خوب تصریح ہو جائے کہ لیتے ہیں بھی کم ناپتے ہیں اور تولتے ہیں بھی کم تولتے ہیں اور چونکہ پورا لینا فی نفسہ مذموم نہیں اس لئے وہاں صرف ایک کے ذکر پر اکتفا کیا بلکہ تخصیص ناپ کی شاید اس لئے ہو کہ عرب میں اور خصوصاً [illegible] کا تھا۔ اسکے [illegible] کی ہو سکتی ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ سجین ایک مکان کا نام ہے کہ بہت تنگ اور تاریک ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ ساتوں زمین کے نیچے ہے۔ بدکاروں کی روح کو پہلے آسمان پر لیجاتے ہیں وہاں دخل نہیں ملتا پھر زمین پر لاتے ہیں کوئی جگہ قبول نہیں کرتی تب اس تاریک مکان میں جہاں ایک سیاہ پتھر جس سے بدبو اور دھواں نکلتا پڑا ہے اُسکی اسم نویسی کرنے کے بعد اُسی کے نیچے رکھتے ہیں قیامت تک وہیں رہتے ہیں۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ف۱۱ یعنی اُنکے نام وہاں داخل ہوتے ہیں مرکر وہیں پہنچیں گے ف۱۳ علیین ایک مکان کا نام ہے جسکا سرا ساتوں آسمان کے اوپر عرش مجید کے داہنے پائے سے ملا ہوا اور نیچے سدرۃ المنتہیٰ تک بہت بلند اور کشادہ اسکو دفتر قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقربوں کی روح وہاں پہنچتی ہے اور رہتی ہے اور عام مسلمانوں کی وہاں پہنچکر پھر اُن کی اسم نویسی ہو کر اپنے درجے کے موافق دوسرے آسمان میں یا زمین و آسمان کے بیچ یا چاہ زمزم میں رہتی ہے اور ایک طرح کا علاقہ قبر سے بھی اُسکو رہتا ہے۔ یہ فائدہ فتح العزیز سے لکھا ——————— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ

أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ

کہ اُنکو اُٹھنا ہے بڑے دن کے واسطے جس دن کھڑے رہیں لوگ راہ دیکھتے جہان

کہ اُن کو اُٹھنا ہے اُس بڑے دن کے واسطے ف۱ جس دن کھڑے رہیں لوگ راہ دیکھتے جہان

الْعَالَمِينَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ

کے صاحب کی کوئی نہیں لکھا گنہگاروں کا پہنچا بندی خانہ میں اور تجھ کو کیا خبر ہے

کے مالک کی ف۲ ہرگز نہیں ف۳ بیشک اعمالنامہ گنہگاروں کا سجین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر ہے

مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝

کیا ہے بندی خانہ ف۱ ایک دفتر ہے لکھا ہوا ف۲ خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی

کیا ہے سجین ایک دفتر ہے لکھا ہوا ف۴ خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کی

الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا

جو جھوٹ جانتے ہیں انصاف کا دن اور اُس کو جھٹلاتا نہیں ہے جو

جو جھوٹ جانتے ہیں انصاف کے دن کو اور اُس کو جھٹلاتا ہے وہی جو

كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ

بڑھ چلنے والا گنہگار ہے جب سناتے ہیں اُس کو ہماری آیتیں کہے نقلیں ہیں

بڑھ نکلنے والا گنہگار ہے ف۵ جب سنائے اُس کو ہماری آیتیں کہے نقلیں ہیں

الْأَوَّلِينَ ۝ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

پہلوں کی کوئی نہیں پر زنگ پکڑ گیا ہے اُنکے دلوں پر جو وہ کماتے تھے

پہلوں کی ف۶ کوئی نہیں پر زنگ پکڑ گیا ہے اُنکے دلوں پر جو وہ کماتے تھے ف۷

كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ

کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اُس دن روکے جاویں گے پھر وہ تحقیق

کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اُس دن روک دیئے جائیں گے ف۸ پھر مقرر وہ

لَصَالُو الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝

پیٹھیں گے دوزخ میں پھر کہے گا یہ ہے جس کو جھوٹ جانتے تھے

گرنے والے ہیں دوزخ میں پھر کہا جائیگا یہ وہی ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا

کوئی نہیں لکھا ہوا نیکوں کا ہے علیین میں ف۱۲ اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے

ہرگز نہیں ف۹ بیشک اعمالنامہ نیکوں کا علیین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے

عِلِّيُّونَ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ

علیین دفتر ہے لکھا ہوا اُسکو دیکھتے ہیں نزدیک والے بیشک نیک لوگ ہیں

علیین ایک دفتر ہے لکھا ہوا ف۱۰ اُسکو دیکھتے ہیں نزدیک والے یعنی فرشتے ف۱۱ بیشک نیک لوگ

لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ۝ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ

آرام میں تختوں پر بیٹھے دیکھتے پہچانے تو اُن کے منہ پر

ہیں آرام میں تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے ف۱۲ پہچان لے تو اُن کے منہ پر

ف۱ یعنی اگر اُنہیں خیال ہوتا کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر اُٹھنا اور اللہ کے سامنے تمام حقوق و فرائض کا حساب دینا ہے تو ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے ف۲ کہ کب تجلی فرماتا اور کب حساب کتاب کرکے ہمارے حق میں کوئی فیصلہ سناتا ہے ف۳ یعنی ہرگز گمان نہ کیا جائے کہ ایسا دن نہیں آئیگا وہ ضرور آنا ہے اور اُسکے لئے سب نیکوں اور بدوں کے اعمال الگ الگ اپنے اپنے دفتر میں مرتب کیے رکھے ہیں ف۴ یعنی سجین ایک دفتر ہے جسمیں نام ہر ایک دوزخی کا درج ہے۔ اور بندوں کے عمل لکھنے والے فرشتے جنکا ذکر اس سے پہلی سورت میں آچکا ہے اُن بدکاروں کے مرنے اور عمل منقطع ہونیکے بعد ہر شخص کے عمل علیحدہ علیحدہ فردوں میں لکھکر اُس دفتر میں داخل کرتے ہیں اور اُس فرد پر یا ہر ایک دوزخی کے نام پر ایک علامت بنا دیتے ہیں جسکے دیکھنے سے معلوم ہو جائے کہ یہ شخص دوزخی ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح بھی اسی مقام میں رکھی جاتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی اُن کے نام وہاں داخل ہوتے ہیں مرکر وہیں پہنچیں گے" بعض سلف نے کہا ہے کہ یہ مقام ساتویں زمین کے نیچے ہے واللہ تعالیٰ اعلم ف۵ جو شخص روز جزا کا منکر ہے فی الحقیقت اللہ کی ربوبیت، اُس کی قدرت اور اُسکے عدل و حکمت سب کا منکر ہے اور جو ان چیزوں کا منکر ہو وہ جسقدر گناہوں پر دلیر ہو تھوڑا ہے ف۶ یعنی قرآن اور نصیحت کی باتیں سن کر کہتا ہے کہ ایسی باتیں لوگ پہلے بھی کہتے آئے ہیں وہ ہی پرانی کہانیاں اور فرسودہ افسانے اُنہوں نے نقل کر دیئے۔ بھلا ہم ان نقلوں اور کہانیوں سے ڈرنے والے کہاں ہیں ف۷ یعنی ہماری آیتوں میں کچھ شک و شبہ کا موقع نہیں۔ اصل یہ ہے کہ گناہوں کی کثرت و مزاولت سے اُنکے دلوں پر زنگ چڑھ گئے ہیں اس لئے حقائق صحیحہ کا انعکاس اُنمیں نہیں ہوتا۔ حدیث میں فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے ایک سیاہ نقطہ اُسکے دل پر لگ جاتا ہے اگر توبہ کرلی تو مٹ گیا ورنہ جوں جوں گناہ کرتا جائیگا وہ نقطہ بڑھتا اور پھیلتا رہیگا۔ تا آنکہ قلب بالکل کالا سیاہ ہو جائے کہ حق و باطل کی تمیز باقی نہ رہے یہی حال ان مکذبین کا سمجھو کہ شرارتیں کرتے کرتے ان کے دل بالکل مسخ ہو چکے ہیں۔ اسی لئے آیات اللہ کا مذاق اُڑاتے ہیں ف۸ یعنی اس انکار و تکذیب کے انجام سے بیفکر نہ ہوں۔ وہ وقت ضرور آنے والا ہے جب مومنین حق سبحانہ وتعالیٰ کے دیدار کی دولت سے مشرف ہونگے اور یہ بدبخت محروم رکھے جائینگے ف۹ یعنی ان بدمعاشوں کا اور نیکوں کا ایک انجام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ف۱۰ وہاں جنتیوں کے نام درج ہیں اور اُنکے اعمال کی مسلیں مرتب کرکے رکھی جاتی ہیں اور اُنکی ارواح کو اول وہاں لیجا کر پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچایا جاتا ہے اور قبر سے بھی اُن ارواح کا ایک گونہ تعلق قائم رکھا جاتا ہے کہتے ہیں کہ یہ مقام ساتویں آسمان کے اوپر ہے اور مقربین کی ارواح اُسی جگہ مقیم رہتی ہیں۔ واللہ اعلم ف۱۱ مقرب فرشتے یا اللہ کے مقرب بندے خوش ہو کر مومنین کے اعمالنامے دیکھتے ہیں اور اس مقام پر حاضر رہتے ہیں ف۱۲ یعنی مسہریوں میں بیٹھے جنت کی سیر کرتے ہونگے اور دیدار الٰہی سے آنکھیں شاد کریں گے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں لیکن یہ شراب نادر ہے جواب زیر مہر رہتی ہے اور انکی قدر کے موافق مہر لگتی ہے مشک پر ف۲ تسنیم بہشت میں اسے کہتے ہیں کہ شربت کے اوپر اسکو خوشبو یا دے کے واسطے جیسے گلاب اور بید مشک ڈالتے ہیں اور یہاں بہشت کے ایک چشمے سے مراد ہے کہ بہت پاک اور لذیذ شراب اسمیں ہے۔ مقربین اور سابقین صرف اسی چشمے سے پیتے ہیں اور ابرار اور اصحاب یمین کو اسمیں سے تھوڑا ملاکر دوسری شراب میں دینگے اور وہ چشمہ ہوا پر جاری ہوگا عرش کے نیچے۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لیا ف۳ یعنی آسمان بے حکم نہیں۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحب ؒ

نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ۝ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ
تازگی آرام کی ۔ اُن کو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر کی ہوئی ۔ جس کی مہر جمتی ہے مشک پر
تازگی آرام کی ف۱ اُنکو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر لگی ہوئی ف۲ جس کی مہر جمتی ہے مشک پر ف۳

وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۝ وَمِزَاجُهُ مِنْ
اور اُس پر چاہیئے کہ ڈھوکیں ڈھوکنے والے ۔ اور اُس کی ملونی ہے
اور اُس پر چاہیئے کہ ڈھکیں ڈھکنے والے ف۴ اور اُس کی ملونی ہے

تَسْنِيمٍ ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا
تسنیم سے ۔ وہ ایک چشمہ ہے جسے پیتے ہیں نزدیک والے ۔ جو گنہگار ہیں وہ
تسنیم سے ۔ وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں نزدیک والے ف۵ وہ لوگ جو گنہگار ہیں

كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ۝ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ
تھے ایمان والوں سے ہنستے ۔ اور جب ہو نکلتے اُنکے پاس
تھے ایمان والوں سے ہنسا کرتے ف۶ اور جب ہوکر نکلتے اُنکے پاس کو

يَتَغَامَزُونَ ۝ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ۝ وَ
آپس میں سین کرتے ۔ اور جب پھر جاتے اپنے گھر پھر جاتے باتیں بناتے ۔ اور
تو آپس میں آنکھ مارتے ف۷ اور جب پھر کر جاتے اپنے گھر پھر جاتے باتیں بناتے ف۸ اور

إِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ۝ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ
جب اُن کو دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ بہک رہے ہیں ۔ اور نہیں بھیجا انکو اُن پر
جب اُنکو دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ بہک رہے ہیں ف۹ اور اُنکو بھیجا نہیں اُن پر

حَافِظِينَ ۝ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ۝ عَلَى
نگاہبان ۔ سو آج ایمان والے منکروں سے ہنستے ہیں
نگہبان بناکر ف۱۰ سو آج ایمان والے منکروں سے ہنستے ہیں ف۱۱

الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ۝ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝
تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں ۔ یہ بدلا پایا منکروں نے جیسا کچھ کرتے تھے
تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں ف۱۲ اب بدلا پایا ہے منکروں نے جیسا کچھ کرتے تھے ف۱۳

سُورَةُ الْإِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورۂ انشقاق مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی پچیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ
جب آسمان پھٹ جاوے ۔ اور سن لے حکم اپنے رب کا اور اسی لائق ہے ف۱ اور جب زمین
جب آسمان پھٹ جائے ۔ اور سن لے حکم اپنے رب کا اور وہ آسمان اسی لائق ہے ف۱۴ اور جب زمین

ف۱ یعنی جنت کے عیش و آرام سے اُن کے چہرے ایسے پُر رونق اور تر و تازہ ہونگے کہ ہر ایک دیکھنے والا دیکھتے ہی پہچان جائے کہ یہ لوگ نہایت عیش و تنعم میں ہیں ف۲ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں۔ لیکن یہ شراب نادر ہے جو سر بمہر رہتی ہے" ف۳ جیسے دنیا میں مہر لاکھ یا مٹی پر جاتی ہے وہاں کی مٹی مشک ہوگی اسی پر جاتی جائے گی شیشہ ہاتھ میں لیتے ہی دماغ معطر ہو جائیگا اور اخیر تک خوشبو مہکتی رہیگی ف۴ یعنی دنیا کی ناپاک شراب اس لائق نہیں کہ بھلے آدمی اُس کی طرف رغبت کریں۔ ہاں یہ شراب طہور ہے جس کے لئے لوگوں کو ٹوٹ پڑنا چاہئے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہونی چاہئے ف۵ یعنی مقرب لوگ اس چشمہ کی شراب کو خالص پیتے ہیں اور ابرار کو اس شراب کی ملونی دیجاتی ہے جو بطور گلاب وغیرہ کے اُنکی شراب میں ملاتے ہیں ف۶ کہ ان بیوقوفوں کو کیا خیال فاسد دامنگیر ہوا کہ محسوس و موجود لذتوں کو جنت کی خیالی لذتوں کی توقع پر چھوڑتے ہیں۔ ف۷ کہ دیکھو یہ بھی بے عقل اور احمق لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کو جنت کے اُدھار پر دنیا کے نقد سے محروم کر رکھا ہے ف۸ یعنی خوش طبعی کرتے اور مسلمانوں پر پھبتیاں کستے تھے اور اپنے عیش و آرام پر مطمئن و مغرور ہوکر سمجھتے کہ ہمارے ہی عقیدے اور خیالات درست ہیں ورنہ یہ نعمتیں ہم کو کیوں ملتیں ف۹ کہ خواہ مخواہ زہد و ریاضت کرکے اپنی جان کھپاتے اور موہوم لذتوں کو موجودہ لذتوں پر ترجیح دیتے ہیں اور لا حاصل مشقتوں کا اسلام نام رکھا ہے کیا کھلی ہوئی گمراہی نہیں کہ سب گھر بار اور عیش و آرام چھوڑ کر ایک شخص کے پیچھے ہو لیے اور اپنے آبائی دین کو بھی ترک کر بیٹھے ف۱۰ یہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کافروں کو ان مسلمانوں پر کچھ نگہبان نہیں بنایا گیا کہ احمق اپنی تباہ کاریوں سے آنکھیں بند کرکے ان کی حرکات کی نگرانی کیا کریں۔ اپنی اصلاح کی فکر نہ ہو اور سیدھی راہ چلنے والوں کو گمراہ اور احمق بتائیں ف۱۱ یعنی قیامت کے دن مسلمان ان کافروں پر ہنستے ہیں کہ یہ لوگ کیسے کوتاہ اندیش اور احمق تھے جو خسیس اور فانی چیز کو نفیس اور باقی نعمتوں پر ترجیح دی۔ آخر آج دوزخ میں کس طرح عذاب دائم کا مزہ چکھ رہے ہیں۔ ف۱۲ یعنی اپنی خوشحالی اور کافروں کی بدحالی کا نظارہ کر رہے ہیں ف۱۳ یعنی جو دنیا میں مسلمانوں کی ہنسی اڑاتے تھے آج انکا حال قابل مضحکہ ہو رہا ہے اور مسلمان انکی گذشتہ حماقتوں کا خیال کرکے ہنستے ہیں۔ ف۱۴ یعنی اللہ کی طرف سے جب پھٹنے کا حکم تکوینی ہوگا آسمان اُسکی تعمیل کریگا اور وہ مقدور و مقہور ہونے کے لحاظ سے اسی لائق ہے کہ بات پر لحظات رحمت اپنے مالک و خالق کے سامنے گردن ڈالدے اور اس کی فرمانبرداری میں ذرا چون و چرا نہ کرے

ع ۳۶ ۱۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ نکال ڈالے مردے ف۲ یعنی عذاب کے ڈر سے موت مانگے گا ف۳ یعنی دنیا میں آخرت سے بےفکر تھا ف۴ اب اُسکے عمل کی جزا دیا چاہے ف۵ یعنی ان کے دلوں میں اللہ کے احکام کی نافرمانی اور انکار اور جماعت اور دنیا کی
کی محبت اور خوشی بھری ہے۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

مُدَّتْ ۝ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝

پھیلائی جائے اور نکال ڈالے جو کچھ اُسمیں ہے اور خالی ہو جائے ف۱ اور سُن لے حکم اپنے رب کا اور وہ اسی لائق ہے

پھیلا دی جائے ف۱ اور نکال ڈالے جو کچھ اُسمیں ہے اور خالی ہو جائے ف۲ اور سُن لے حکم اپنے رب کا اور وہ زمین اسی لائق ہے ف۳

يَٰٓأَيُّهَا ٱلْإِنسَٰنُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَٰقِيهِ ۝

اے آدمی تجھ کو پہنچنا ہے اپنے رب تک پہنچنے میں کھنچ کھنچ کر پھر اس سے ملنا ہے

اے آدمی تجھ کو تکلیف اُٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں سہہ سہہ کر پھر اُس سے ملنا ہے ف۴

فَأَمَّا مَنْ أُوتِىَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا

سو جس کو ملا لکھا اُس کا داہنے ہاتھ میں تو اُس سے حساب لینا ہے آسان

سو جس کو ملا اعمالنامہ اُسکا داہنے ہاتھ میں تو اُس سے حساب لیں گے آسان

يَسِيرًا ۝ وَيَنقَلِبُ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ مَسْرُورًا ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوتِىَ

حساب اور پھر کر آوے اپنے لوگوں پاس خوش وقت اور جس کو ملا اُس کا

حساب ف۵ اور پھر کر آئیگا اپنے لوگوں کے پاس خوش ہو کر ف۶ اور جس کو ملا

كِتَٰبَهُۥ وَرَآءَ ظَهْرِهِۦ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوا۟ ثُبُورًا ۝ وَيَصْلَىٰ

لکھا پیٹھ کے پیچھے سے سو وہ پکارے گا موت کو اور پیٹھے گا

اس کا اعمالنامہ پیٹھ کے پیچھے سے ف۷ سو وہ پکارے گا موت موت ف۸ اور پڑے گا

سَعِيرًا ۝ إِنَّهُۥ كَانَ فِىٓ أَهْلِهِۦ مَسْرُورًا ۝ إِنَّهُۥ ظَنَّ أَن

آگ میں ف۲ وہ رہا تھا اپنے گھر میں خوش وقت ف۳ اُس نے خیال کیا تھا کہ

آگ میں وہ رہا تھا اپنے گھر میں بےغم ف۹ اُس نے خیال کیا تھا کہ

لَّن يَحُورَ ۝ بَلَىٰٓ ۚ إِنَّ رَبَّهُۥ كَانَ بِهِۦ بَصِيرًا ۝ فَلَآ أُقْسِمُ

پھر نہ جاوے گا کیوں نہیں اُسکا رب اُسکو دیکھتا تھا ف۴ سو قسم کھاتا ہوں

پھر کر نہ جائے گا ف۱۰ کیوں نہیں اُسکا رب اُس کو دیکھتا تھا ف۱۱ سو قسم کھاتا ہوں

بِٱلشَّفَقِ ۝ وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَٱلْقَمَرِ إِذَا ٱتَّسَقَ ۝ لَتَرْكَبُنَّ

شام کی سُرخی کی اور رات کی اور جو وہ سمیٹتی ہے اور چاند کی جب پورا بھرے تم کو چڑھنا ہے

شام کی سُرخی کی اور رات کی اور جو چیزیں اُسمیں سمٹ آتی ہیں ف۱۲ اور چاند کی جب پورا بھر جائے ف۱۳ کہ تم کو چڑھنا ہے

طَبَقًا عَن طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ

گھنڈ پر گھنڈ پھر کیا ہوا ہے انکو جو یقین نہیں لاتے اور جب پڑھیے اُن پاس

سیڑھی پر سیڑھی ف۱۴ پھر کیا ہوا ہے اُنکو جو یقین نہیں لاتے ف۱۵ اور جب پڑھیے اُن کے پاس

ٱلْقُرْءَانُ لَا يَسْجُدُونَ ۩ ۝ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ يُكَذِّبُونَ ۝ وَٱللَّهُ

قرآن سجدہ نہیں کرتے اوپر سے یہ منکر جھٹلاتے ہیں اور اللہ

قرآن وہ سجدہ نہیں کرتے ف۱۶ اوپر سے اور یہ کہ منکر جھٹلاتے ہیں اور اللہ

أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ۝ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِلَّا ٱلَّذِينَ

خوب جانتا ہے جو اندر بھر رکھتے ہیں ف۵ سو خوشی سنا اُنکو دکھ والی مار کی مگر جو

خوب جانتا ہے جو اندر بھر رکھتے ہیں ف۱۷ سو خوشی سنادے اُنکو عذاب دردناک کی ف۱۸ مگر جو لوگ کہ

منزل ۷

ف۱ محشر کے لئے یہ زمین ربڑ کی طرح کھینچکر پھیلا دیجائیگی اور عمارتیں پہاڑ وغیرہ سب برابر کر دیئے جائینگے تا ایک سطح مستوی پر سب اولین وآخرین یک وقت کھڑے ہو سکیں اور کوئی حجاب حائل باقی نہ رہے ف۲ زمین اُس دن اپنے خزانے اور مُردوں کے اجزاء اُگل ڈالے گی اور اُن تمام چیزوں سے خالی ہو جائے گی جنکا تعلق اعمال عباد کے مجازات سے ہو ف۳ زمین وآسمان جیسے حکم تکوینی کے تابع ومنقاد ہوں آدمی کو کیا حق ہو کہ اُسکے حکم تشریعی سے سرتابی کرے ف۴ یعنی رب تک پہنچنے سے پہلے ہر آدمی اپنی استعداد کے موافق مختلف قسم کی جدوجہد کرتا ہو کوئی اُسکی اطاعت میں محنت ومشقت اُٹھاتا ہو کوئی بدی اور نافرمانی میں جان کھپاتا ہے۔ پھر خیر کی جانب ہو یا شر کی طرح طرح کی تکلیفیں سہہ سہہ کر آخر پروردگار سے ملنا اور اپنے اعمال کے نتائج سے دوچار ہونا ہو ف۵ آسان حساب یہ ہی کہ بات بات پر گرفت نہ ہوگی۔ محض کاغذات پیش ہو جائینگے اور بدوں بحث ومناقشہ کے سستے چھوڑ دیئے جائیں گے ف۶ نہ سزا کا خوف رہیگا نہ غصہ کا ڈر۔ نہایت امن واطمینان سے اپنے احباب واقارب اور مسلمان بھائیوں کے پاس خوشیاں مناتا ہوا آئیگا ف۷ یعنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا جائیگا فرشتے سامنے سے اُسکی صورت دیکھنا پسند نہیں کرینگے گویا غایت کراہیت کا اظہار کیا جائیگا۔ اور ممکن ہے پیچھے کو مشکیں بندھی ہوں اس لئے اعمالنامہ پشت کی طرف سے دینے کی نوبت آئے۔

ف۸ یعنی عذاب کے ڈر سے موت مانگے گا ف۹ یعنی دنیا میں آخرت سے بےفکر تھا۔ اُسکا بدلہ یہ ہے کہ آج سخت غم میں مبتلا ہونا پڑا۔ اسکے برعکس جو لوگ دنیا میں ہنستے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے اُنکو آج بالکل بےفکری اور امن چین ہے۔ کافر یہاں مسرور تھا، مومن وہاں مسرور ہو گا ف۱۰ اُسے کہاں خیال تھا کہ ایک روز خدا کی طرف واپس ہونا اور رتی رتی کا حساب دینا ہے اسی لئے گناہوں اور شرارتوں پر خوب دلیر رہا ف۱۱ یعنی پیدائش سے موت تک برابر دیکھتا تھا کہ اس کی روح کہاں سے آئی بدن کس کس چیز سے بنا پھر کیا اعتقاد رکھا۔ کیا عمل کیا۔ دل میں کیا بات تھی۔ زبان سے کیا نکلا۔ ہاتھ پاؤں سے کیا کمایا اور موت کے بعد اُسکی روح کہاں گئی اور بدن کے اجزاء بکھر کر کہاں کہاں پہنچے وغیر ذٰلک۔ جو خدا آدمی کے احوال سے اسقدر واقف ہو اور ہر جزئی وکلی حالت کو نگاہ میں رکھتا ہو کیا گمان کر سکتے ہو کہ وہ اُسکو یونہی مہمل اور معطل چھوڑ دیگا؟ ضرور ہے کہ اُسکے اعمال پر ثمرات ونتائج مرتب کرے۔ ف۱۲ یعنی آدمی اور جانور جو دن میں تلاش معاش کیلئے مکانوں سے نکلکر اِدھر اُدھر منتشر ہوتے ہیں رات کے وقت سب طرف سے سمٹ کر اپنے ٹھکانوں پر جمع ہو جاتے ہیں ف۱۳ یعنی چودھویں رات کا چاند جو اپنی حد کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ ف۱۴ یعنی دنیا کی زندگی میں مختلف ادوار سے بتدریج گزر کر اخیر میں موت کی سیڑھی پر چڑھے پھر عالم برزخ کی پھر قیامت کی پھر قیامت میں خدا جانے کتنے احوال ومراتب درجہ بدرجہ طے کرتے ہیں۔ جیسے رات کے شروع میں شفق کے باقی رہنے تک ایک قسم کی روشنی رہتی ہو جو فی الحقیقت بقیہ ہو آفتاب کے اثرات کا پھر شفق غائب ہونے پر دوسرا دور تاریکی کا شروع ہوتا ہے جو سب چیزوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہو اُس میں چاند بھی نکلتا ہے اور درجہ بدرجہ اُس کی روشنی بڑھتی ہے آخر چودھویں شب کو ماہ کامل کا نور اُس تاریک فضا میں ساری رات اُجالا رکھتا ہے۔ گویا انسانی احوال کے انقلابات رات کی مختلف کیفیات سے مشابہ ہوئے واللہ اعلم ف۱۵ کہ ہم کو موت کے بعد بھی کسی طرف رجوع ہونا ہے اور ایک بڑا بھاری سفر درپیش ہے جسکے لئے کافی توشہ ساتھ ہونا چاہیئے ف۱۶ یعنی اگر اُن کی عقل خود بخود ان حالات کو دریافت نہیں کر سکتی تھی تو لازم تھا کہ قرآن کے بیان سے فائدہ اُٹھاتے لیکن اُنکے برخلاف اُنکا حال یہ ہے کہ قرآن معجز بیان کو سُن کر بھی ذرا عاجزی اور تذلل کا اظہار نہیں کرتے حتیٰ کہ جب مسلمان خدا کی آیات سُن کر سجدہ کرتے ہیں اُن کو سجدہ کی توفیق نہیں ہوتی ف۱۷ یعنی فقط اتنا ہی نہیں کہ اللہ کی آیات سن کر انقیاد وتذلل کا اظہار نہیں کرتے۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ اُن کو زبان سے جھٹلاتے ہیں اور دلوں میں جو تکذیب وانکار، بغض وعناد اور حق کی دشمنی بھری ہوئی ہے اُس کو تو اللہ ہی خوب جانتا ہے ف۱۸ یعنی خوشخبری سنا دیجئے کہ جو کچھ وہ کما رہے ہیں اُس کا پھل ضرور ملے گا اُن کی یہ کوششیں ہرگز خالی نہیں جائیں گی ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب۔ مکے کے کافر مسلمانی کے باعث مسلمان پر ہر طرح اذیت پہنچاتے تھے وہ اس کا شکوہ حضرت پاس لیگئے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آویگا کہ اس کا بدلا تم ہو گے۔ جب کافر یوں نے یہ سنا طعنہ مارنے اور ٹھٹھا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ایسے کمزور لاچار ذلیلوں کو کیا قدرت ہو کہ ہم سے بدلا لے سکیں اگر ہماری عزت اور انکی ذلت اللہ کو منظور نہ ہوتی تو ہم انپر کیونکر غالب ہوتے سو ہمارے نصیب میں اللہ کا فضل ہوا اور انکے نصیب میں خرابی۔ حق تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ سورت بھیجی تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ سب شہروں میں حاضر ہوتے جمعہ کا دن اور سب حاضر ہوتے ایک جگہ عرفہ کے دن حج میں ———از شاہ عبدالقادر صاحب رح

ف۱ جو کبھی ختم نہ ہوگا ف۲ برجوں سے مراد یا تو وہ بارہ برج ہیں جنکو آفتاب ایک سال کی مدت میں تمام کرتا ہے یا آسمانی قلعہ کے وہ حصے جن میں فرشتے پہرہ دیتے ہیں یا بڑے بڑے ستارے جو دیکھنے میں آسمان پر معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ف۳ یعنی قیامت کا دن ف۴ سب شہروں میں حاضر ہونا یعنی جمعہ کا دن اور سب ایک جگہ حاضر ہوتے ہیں عرفہ کے دن حج کیلئے اسی لئے روایات میں آیا کہ "شاہد" جمعہ کا دن ہے اور "مشہود" عرفہ کا دن۔ اس کے علاوہ "شاہد" و "مشہود" کی تفسیر میں اقوال بہت ہیں لیکن اوفق بالروایت یہی قول ہے واللہ اعلم (تنبیہ) قرآنی قسموں کے متعلق ہم سورۂ قیامۃ کے شروع میں جو لکھ چکے ہیں اُس کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے اور ان قسموں کو جواب قسم سے مناسبت یہ ہو کہ ان سب سے اللہ تعالیٰ کا مالک اکمل و اتم ہونا ظاہر ہوتا ہو اور ایسے مالک اکمل کی مخالفت کرنیوالے کا مستحق لعن و عقوبت ہونا ظاہر ہے ف۵ یعنی ملعون و مغضوب ہوئے وہ لوگ جنہوں نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر آگ سے بھریں اور بہت سا ایندھن ڈالکر اُسکو دہکایا۔ "اصحاب الاخدود" کے قصے کئی طرح ہیں۔ مفسرین نے کئی واقعات نقل کئے ہیں لیکن صحیح مسلم، جامع ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں جو قصہ مذکور ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں کوئی کافر بادشاہ تھا۔ اُسکے پاس ایک ساحر (جادوگر) رہتا تھا۔ جب ساحر کی موت کا وقت قریب ہوا اُس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ایک ہوشیار اور ہونہار لڑکا مجھے دیا جائے تو میں اُسکو اپنا علم سکھادوں۔ تاکہ میرے بعد یہ علم مٹ نہ جائے۔ چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا جو روزانہ ساحر کے پاس جا کر اُس کا علم سیکھتا تھا۔ راستہ میں ایک عیسائی راہب رہتا تھا جو اُس وقت کے اعتبار سے دین حق پر تھا۔ لڑکا اُسکے پاس بھی آنے جانے لگا اور خفیہ طور سے راہب کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا اور اُسکے فیض صحبت سے ولایت و کرامت کے درجہ کو پہنچا۔ ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور (شیر وغیرہ) نے راستہ روک رکھا ہے جس کی وجہ سے مخلوق پریشان ہے۔ اُس نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر دعا کی کہ اے اللہ! اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مارا جائے۔ یہ کہہ کر پتھر پھینکا جس سے اُس جانور کا کام تمام ہوگیا۔ لوگوں میں شور ہوا کہ اس لڑکے کو عجیب علم آتا ہے۔ کسی اندھے نے سُن کر درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی کردو۔ لڑکے نے کہا کہ اچھی کرنیوالا میں نہیں وہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔ اگر تو اس پر ایمان لائے تو میں دعا کروں اُمید ہے وہ تجھ کو بینا کردیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا شدہ شدہ یہ خبریں بادشاہ کو پہنچیں اُس نے برہم ہوکر لڑکے کو مع راہب اور اندھے کے طلب کرلیا اور کچھ بحث و گفتگو کے بعد راہب اور اندھے کو قتل کردیا اور لڑکے کی نسبت حکم دیا کہ اونچے پہاڑ سے گراکر ہلاک کردیا جائے مگر خدا کی قدرت جو لوگ اُس کو لے گئے تھے سب پہاڑ سے گر کر ہلاک ہوگئے اور لڑکا صحیح و سالم چلا آیا۔ پھر بادشاہ نے دریا میں غرق کرنے کا حکم دیا۔ وہاں بھی یہی صورت پیش آئی کہ لڑکا صاف بچ کر نکل آیا اور جو لوگ لے گئے تھے وہ سب دریا میں ڈوب گئے۔ آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ میں خود اپنے مرنے کی ترکیب بتلاتا ہوں۔ آپ سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کریں انکے سامنے مجھ کو سولی پر لٹکائیں اور یہ لفظ کہہ کر میرے تیر ماریں "بسم اللہ رب الغلام" (اس اللہ کے نام پر جو رب ہے اس لڑکے کا) چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اور لڑکا اپنے رب کے نام پر قربان ہوگیا۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر یکلخت لوگوں کی زبان سے ایک نعرہ بلند ہوا کہ "آمنا برب الغلام" (ہم سب لڑکے کے رب پر ایمان لائے) لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ لیجئے جس چیز کی روک تھام کر رہے تھے وہ ہی پیش آئی۔ پہلے تو کوئی اکا دکا مسلمان ہوتا تھا اب خلق کثیر نے اسلام قبول کرلیا بادشاہ نے غصہ میں آکر بڑی بڑی خندقیں کھدوائیں اور انکو خوب آگ سے بھروا کر اعلان کیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھریگا اُسکو ان خندقوں میں جھونک دیا جائیگا۔ آخر لوگ آگ میں ڈالے جارہے تھے لیکن اسلام سے نہیں ہٹتے تھے۔ ایک مسلمان عورت لائی گئی جسکے پاس دودھ پیتا بچہ تھا شاید بچہ کی وجہ سے آگ میں گرنے سے گھبرائی مگر بچہ نے خدا کے حکم سے آواز دی "یا اماہ اصبری فانک علی الحق" (اماں جان! صبر کر کہ تو حق پر ہے) ف۶ یعنی بادشاہ اور اُسکے وزیر و مشیر خندقوں کے آس پاس بیٹھے ہوئے نہایت سنگدلی سے مسلمانوں کے جلنے کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بدبختوں کو ذرا رحم نہ آتا تھا ف۷ یعنی ان مسلمانوں کا قصور اسکے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ کفر کی ظلمت سے نکل کر ایک زبردست اور ہر طرح کی تعریف کے لائق خدا پر ایمان لائے جسکی بادشاہت سے زمین و آسمان کا کوئی گوشہ باہر نہیں۔ اور جو ہر چیز کے ذرہ ذرہ احوال سے باخبر ہے جب ایسے خدا کے پرستاروں کو محض اس جرم پر کہ وہ کیوں اُسی اکیلے کو پوجتے ہیں آگ میں جلایا جائے تو کیا یہ گمان ہوسکتا ہے کہ ایسے ظلم و ستم یوں ہی خالی چلا جائیگا اور وہ خداوند قہار ظالموں کو سخت ترین سزا نہ دیگا۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "جب اللہ کا غضب آیا وہ ہی آگ پھیل پڑی۔ بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیئے" مگر روایات صحیحہ میں اس کا ذکر نہیں۔ واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم ف۸ یعنی کچھ اصحاب خدود پر منحصر نہیں جو لوگ ایمانداروں کو دین حق سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرینگے (جیسے کفار مکہ کر رہے تھے) پھر اپنی ان نالائق حرکات سے تائب نہ ہونگے اُن سب کیلئے دوزخ کا عذاب تیار ہے جس میں بیشمار قسم کی تکلیفیں ہونگی اور بڑی تکلیف آگ جلنے کی ہوگی جس میں روزخی کا تن من سب گرفتار ہوگا۔

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝
یقین لائے اور کیں بھلائیاں اُن کو نیگ ہے بے انتہا
یقین لائے اور عمل کیے بھلے اُن کے لئے ثواب ہے بے انتہا ف۱

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً
سورۂ بروج مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی بائیس ۲۲ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ۔
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ
قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں ف۱ اور اُس دن کی جس کا وعدہ ہے اور حاضر ہونے والے کی
قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں ف۲ اور اُس دن کی جس کا وعدہ ہے ف۳ اور اُس دن کی جو حاضر ہونا

وَّمَشْهُوْدٍ ۝ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ
اور جسکے پاس حاضر ہوویں ف۲ مارے گئے کھائیاں کھودنے والے آگ بھری
(اور اُسکی جسکے پاس حاضر ہوتے ہیں ف۴ مارے گئے کھائیاں کھودنے والے آگ ہے بہت

الْوَقُوْدِ ۝ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ
ایندھن والی جب وہ اُس پر بیٹھے اور جو کچھ وہ کرتے
ایندھن والی ف۵ جب وہ اُس پر بیٹھے اور جو کچھ وہ کرتے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا
مسلمانوں سے سامنے دیکھتے اور اُن سے بدلا نہ لیتے تھے مگر اسی کا کہ وہ یقین لائے
مسلمانوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ف۶ اور اُن سے بدلا نہ لیتے تھے مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے

بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
اللہ پر جو زبردست ہے خوبیوں سراہا جس کا راج ہے آسمانوں میں اور
اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا جس کا راج ہے آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز جو دین سے
زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف۷ تحقیق جو

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ
بچلانے لگے ایمان والے مردوں اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو اُن کو
دین سے بچلائے ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو اُن کے لئے

عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
عذاب ہے دوزخ کا اور اُنکو عذاب ہے لگی آگ کا جو لوگ
عذاب ہے دوزخ کا اور اُن کے لئے عذاب ہے آگ لگنے کا ف۸ بیشک جو لوگ

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ایک بادشاہ کا لے پالک بیٹا تھا بادشاہ اس کو ساحر پاس بھیجا کرتا کہ سحر سیکھے وہ چھپا کرتا ایک راہب پاس انجیل سیکھنے کو اللہ تعالیٰ نے اسکو کمال دیا کہ شیر اور سانپ اس کا کہا مانتے اور کوڑھی اندھے اس کے چھونے سے چنگے ہوتے پھر اس کے سبب بہت خلقت اللہ پر اور حضرت عیسیٰ پر ایمان لائی۔ بادشاہ بت پرست تھا یہ بات سن کر اس نے اس لے پالک کو مروا ڈالا اور پھر شہروں پر محلے کے آگے کھائی کھدوا لی اسے آگ سے بھری جو ان میں سے مرد اور عورتیں پکڑ منگاتا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اسکو آگ میں ڈالتا ہزاروں آدمی شہید کئے۔ جب اللہ کا غضب نازل ہوا وہی آگ ابل پڑی بادشاہ اور امیروں کے گھر جا رہی پھونک دیئے ف۲ یعنی دنیا کا عذاب اور آخرت کا ف۳ اس سورت کے نازل ہونے کا سبب ایک رات ابوطالب حضرت کے چچا ملاقات کو تشریف لائے کھانا کھا رہے تھے کہ ایک تارا آسمان سے ٹوٹ کر زمین کے قریب پہنچا اتنی روشنی پھیل گئی کہ ابوطالب کی گھبراہٹ کی کچھ حد نہ رہی ہاتھ کھینچ لیا اٹھ کھڑے ہوئے کہا کہ یہ کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ ایک تارا ہے جو تارے آسمان میں لگے ہیں ان کی چمک سے پیدا ہوتا ہے آسمان کی حفاظت کے واسطے شیطانوں سے فرشتے اس کو پھینک مارتے ہیں یہ بھی اللہ کی قدرت ہے۔ ابوطالب متعجب ہو کر بیٹھے تھے کہ حضرت جبرائیل یہ سورت لائے یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ف۴ فرشتے رہتے ہیں آدمی کے ساتھ بلاؤں کو بچاتے یا اسکے عمل لکھتے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں اُن کے واسطے باغ ہیں نیچے بہتی

یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں

الْاَنْهٰرُ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝

نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی ف۱ بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے

نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی ف۱ بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے ف۲

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو

بیشک وہی کرے پہلی مرتبہ اور دوسری ف۲ اور وہی ہے بخشتا محبت کرتا مالک

بیشک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری ف۳ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنے والا ف۴ مالک

الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

تخت کا بڑی شان والا کر ڈالتا جو چاہے کچھ پہنچی بات تجھ کو

عرش کا بڑی شان والا کر ڈالنے والا جو چاہے ف۵ کیا پہنچی تجھ کو بات

الْجُنُوْدِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

اُن لشکروں کی فرعون اور ثمود کی کوئی نہیں بلکہ منکر

اُن لشکروں کی فرعون اور ثمود کے ف۶ کوئی نہیں بلکہ منکر

تَكْذِيْبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ بَلْ هُوَ

جھٹلاتے ہیں اور اللہ نے اُن کے گرد سے گھیر لیا ہے کوئی نہیں یہ

جھٹلاتے ہیں ف۷ اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے ف۸ کوئی نہیں یہ

قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

قرآن ہے بڑی شان کا لکھا تختی میں جس کی نگہبانی ہے

قرآن ہے بڑی شان کا ف۹ لکھا ہوا لوح محفوظ میں ف۱۰

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ طارق مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی سترہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ

قسم ہے آسمان کی اور اندھیرا پڑے آنیوالے کی اور تو کیا سمجھا کون ہے اندھیرا پڑے آنے والا وہ تارا

قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں آنے والے کی اور تو نے کیا سمجھا کیا ہے اندھیرے میں آنے والا وہ تارا

الثَّاقِبُ ۝ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فَلْيَنْظُرِ

چمکتا ف۱ کوئی جی نہیں جس پر نہیں ایک نگہبان ف۲ اب دیکھ لے

چمکتا ہوا کوئی جی نہیں جس پر نہیں ایک نگہبان اب دیکھ لے

از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

ف۱ یعنی یہاں کی تکلیفوں اور ایذاؤں سے نہ گھبرائیں۔ بڑی اور آخری کامیابی اُن ہی کے لئے ہے جس کے مقابلہ میں یہاں کا عیش یا تکلیف سب ہیچ ہے ف۲ اسی لیے ظالموں اور مجرموں کو پکڑ کر سخت ترین سزا دیتا ہے ف۳ یعنی پہلی مرتبہ دنیا کا عذاب اور دوسری مرتبہ آخرت کا۔ کذافی الموضح۔ یا یہ مطلب ہے کہ اول مرتبہ آدمی کو وہ ہی پیدا کرتا ہے اور دوسری مرتبہ موت کے بعد بھی وہ ہی پیدا کریگا پس مجرم اس دھوکہ میں نہ رہے کہ موت جب ہمارا نام و نشان مٹا دیگی پھر ہم کس طرح ہاتھ آئیں گے ف۴ یعنی باوجود اس صفت قہاری و سخت گیری کے اُس کی بخشش اور محبت کی بھی کوئی حد نہیں وہ اپنے فرمانبردار بندوں کی خطائیں معاف کرتا، اُنکے عیب چھپاتا اور طرح طرح کے لطف و کرم اور عنایت و شفقت سے نوازتا ہے۔ ف۵ یعنی اپنے علم و حکمت کے موافق جو کرنا چاہے کچھ دیر نہیں لگتی نہ کوئی روکنے ٹوکنے کا حق رکھتا ہے بہر حال نہ اُسکے انعام پر بندہ کو مغرور ہونا چاہئے نہ انتقام سے بےخوف بلکہ ہمیشہ اُسکی صفات جلال و جمال دونوں پر نظر رکھے اور خوف کے ساتھ رجاء اور رجاء کے ساتھ خوف کو دل سے زائل نہ ہونے دے ف۶ کہ ایک مدت تک انعام کا دروازہ اُن پر کھلا رکھا تھا، اور ہر طرف سے طرح طرح کی نعمتیں اُنکو پہنچی تھیں پھر اُنکے کفر و طغیان کی بدولت کیسا سخت انتقام لیا گیا ف۷ یعنی کفار ان قصوں سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے اور عذاب الٰہی سے ذرا نہیں ڈرتے بلکہ ان قصوں کے اور قرآن کے جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں ف۸ یعنی جھٹلانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں ان کی تکذیب کی سزا بھگتنا ضروری ہے اللہ کے قبضۂ قدرت سے وہ نکل نہیں سکتے۔ نہ سزا سے بچ سکتے ہیں ف۹ یعنی ان کا قرآن کو جھٹلانا محض حماقت ہے قرآن ایسی چیز نہیں جو جھٹلانے کے قابل ہو۔ یا چند احمقوں کے جھٹلانے سے اُس کی شان اور بزرگی کم ہو جائے ف۱۰ جہاں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ پھر وہاں سے نہایت حفاظت و اہتمام کے ساتھ صاحب وحی کے پاس پہنچایا جاتا ہے فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (الجن رکوع ۲) اور یہاں بھی قدرت کی طرف سے اُسکی حفاظت کا ایسا سامان ہے جس میں کوئی طاقت رخنہ نہیں ڈال سکتی۔

ع ۱ ۲۲ ۱۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن) ف۱ کہتے ہیں مرد کی منی آتی ہے پیٹھ سے اور عورت کی چھاتی سے ف۲ یعنی اللہ دنیا میں پھیر لادے گا مرنے کے بعد ف۳ یعنی اسمیں سے پھوٹ نکلتی ہے کھیتی اور درخت ف۴ سورۃ الاعلیٰ کے نازل ہونیکا سبب یہ جب ان بڑی بڑی سورتیں جنمیں بے حد و حساب علم بھرے ہیں حضرت جبرئیل کے واسطے سے اُترنے لگیں، جناب پیغمبر علیہ السلام کے خیال میں گذرا کہ میں محض ان پڑھ ہوں ان لفظوں کو اور انکے معنوں کو بدون لکھے کیونکر یاد رکھوں گا ایسا نہ ہو کہ کچھ بھول جاؤں اور رسالت میں نقص واقع ہو۔ اللہ صاحب نے آپکی تسلی خاطر کیواسطے یہ سورت بھیجی خوشخبری دی کہ تو بھولنے کا اندیشہ نہ کر تیرا خداوند آپ تیری استادی کرے گا۔ تفسیر فتح العزیز سے ف۵ یعنی اول تقدیر لکھی پھر اسی کے موافق دنیا میں لایا ف۶ یعنی خشک اور سیاہ ف۷ یعنی تو زبان سے نہ پڑھنے لگ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ

الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْۢ

آدمی کاہے سے بنا بنا ایک اُچھلتے پانی سے جو نکلتا ہے

آدمی کر کاہے سے بنا ہے ف۱ بنا ہے ایک اُچھلتے ہوئے پانی سے ف۲ جو نکلتا ہے

بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ إِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ

پیٹھ اور چھاتی کے بیچ سے ف۱ بیشک وہ اُس کو پھیر لا سکتا ہے ف۲ جس دن

پیٹھ کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ سے ف۳ بیشک وہ اُس کو پھیر لا سکتا ہے ف۴ جس دن

تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ

جانچے بھاویں بھید تو کچھ نہ ہوگا اُس کو زور نہ کوئی مددکرنے والا قسم ہے آسمان پھر

جانچے جائیں بھید ف۵ تو کچھ نہ ہوگا اُس کو زور اور نہ کوئی مددکرنے والا ف۶ قسم ہے آسمان چکر

الرَّجْعِ ۝ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ إِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝

یندوالے کی اور زمین دراڑ کھانے والی کی ف۳ یہ بات دو ٹوک ہے

رسنے والے کی ف۷ اور زمین پھوٹ نکلنے والی کی ف۸ بیشک یہ بات ہے دو ٹوک

وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّأَكِيْدُ

اور نہیں یہ بات ہنسی کی البتہ وہ لگے ہیں ایک داؤ کرنے میں اور میں لگا ہوں

اور نہیں یہ بات ہنسی کی ف۹ البتہ وہ لگے ہوئے ہیں ایک داؤ کرنے میں اور میں لگا ہوا ہوں

كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ ع

ایک داؤ کرنے میں سو ڈھیل دے منکروں کو فرصت دے اُن کو تھوڑے سے دن

ایک داؤ کرنے میں سو ڈھیل دے منکروں کو ڈھیل دے اُن کو تھوڑے دنوں ف۱۰

سُوْرَةُ الْأَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ اعلیٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اُنیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِيْ

بول اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے اوپر ف۴ جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا اور جس نے

پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر ف۱۱ جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا ف۱۲ اور جس نے

قَدَّرَ فَهَدٰى ۝ وَالَّذِيْ أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝ فَجَعَلَهٗ

ٹھہرایا پھر راہ دی ف۵ اور جس نے نکالا چارا پھر کر ڈالا اُس کو

ٹھہرا دیا پھر راہ بتلائی ف۱۳ اور جس نے نکالا چارا پھر کر ڈالا اُس کو

غُثَآءً أَحْوٰى ۝ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ۝ إِلَّا مَا شَآءَ

کوڑا کالا ف۶ ہم پڑھا دینگے تجھکو پھر تو نہ بھولیگا ف۷ مگر جو چاہے

کوڑا سیاہ ف۱۴ البتہ ہم پڑھائینگے تجھ کو پھر تو نہ بھولے گا مگر جو چاہے

ف۱ یعنی فرشتے رہتے ہیں آدمی کے ساتھ بلاؤں سے بچاتے ہیں یا اس کے عمل لکھتے ہیں۔ (موضح قرآن) اور قسم میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ جس نے آسمان پر ستاروں کی حفاظت کے ایسے سامان کیے ہیں اُسکو زمین پر تمہاری یا تمہارے اعمال کی حفاظت کرنا کیا دشوار ہے۔ نیز جس طرح آسمان پر ستارے ہر وقت محفوظ ہیں مگر انکا ظہور خاص شب میں ہوتا ہے ایسے ہی سب اعمال نامۂ اعمال میں اسوقت بھی محفوظ ہیں مگر ظہور انکا خاص قیامت میں ہوگا۔ جب یہ بات ہے تو انسان کو قیامت کی فکر چاہیئے۔ اور اگر اُسکو مستبعد سمجھتا ہے تو اُسکو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا [illegible] ہے ف۲ یعنی منی سے جو اُچھل کر نکلتی ہے ف۳ کہتے ہیں مرد کی منی کا انصباب پیٹھ سے ہوتا ہے اور عورت کا سینہ سے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ پیٹھ اور سینہ تمام بدن سے کنایہ ہے یعنی منی مرد کی ہو یا عورت کی تمام بدن میں پیدا ہو کر پھر جدا ہوتی ہے اور اس کنایہ میں تخصیص صلب و ترائب کی شاید اس لئے ہو کہ حصول مادۂ منویہ میں اعضاء رئیسہ (قلب، دماغ، کبد) کو خاص دخل ہے جن میں سے قلب و کبد کا تعلق و تلبس ترائب سے اور دماغ کا تعلق بواسطہ نخاع (حرام مغز) کے صلب سے ظاہر ہے۔ واللہ اعلم۔ ف۴ یعنی اللہ پھر لا سکتا مرنے کے بعد (موضح القرآن) حاصل کے نطفے سے انسان بنا دینا نسبت دوبارہ بنانے کے زیادہ عجیب ہے جب یہ عجیب اس کی قدرت سے واقع ہو رہا ہے تو جائز نہیں کہ اُس سے کم عجیب چیز کے وقوع کا خواہ مخواہ انکار کیا جائے ف۵ یعنی سب کی قلعی کھل جائیگی اور کل باتیں جو دلوں میں پوشیدہ رکھی ہوں یا چھپ کر کی ہوں ظاہر ہو جائینگی اور کسی جرم کا اخفاء ممکن نہ ہوگا۔ ف۶ اُس وقت مجرم نہ اپنے زور و قوت سے مدافعت کر سکیگا نہ کوئی حمایتی ملیگا جو دور کرے سر سے بچا لے ف۷ یا بارش لانیوالے کی ف۸ یعنی اسمیں سے پھوٹ نکلتے ہیں کھیتی اور درخت ف۹ یعنی قرآن اور جو کچھ وہ معاد کے متعلق بیان کرتا ہے کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں بلکہ حق و باطل اور صدق و کذب کا دو ٹوک فیصلہ ہے اور لاریب سچا کلام اور ایک طے شدہ معاملہ کی خبر دینے والا ہے جو یقیناً پیش آکر رہیگا۔ (تنبیہ) قسم کو اس مضمون سے یہ مناسبت ہوئی کہ قرآن آسمان سے آتا ہے اور جنمیں قابلیت ہو مالا مال کر دیتا ہے جیسے بارش آسمان کی طرف سے آتی ہے اور عمدہ زمین کو فیضیاب کرتی ہے نیز قیامت میں ایک قسم کی بارش ہوگی جس سے مُردے زندہ ہو جائیں گے جس طرح یہاں بارش کا پانی گرنے سے مُردہ اور بیجان زمین سرسبز ہو کر لہلہانے لگتی ہے ف۱۰ یعنی منکرین داؤ پیچ کرتے رہتے ہیں کہ شکوک و شبہات ڈال کر یا اور کسی تدبیر سے حق کو ابھرنے اور پھیلنے نہ دیں۔ اور میری تدبیر لطیف تھی (جس کا انہیں احساس نہیں) اندر اندر کام کر رہی ہے کہ ان کے تمامی مکر و کید کا جال توڑ پھوڑ کر رکھ دیا جائے اور انکے سب داؤ پیچ ان ہی کی طرف واپس کیے جائیں۔ اب خود سمجھ لو کہ اللہ کی تدبیر کے مقابلہ میں کسی کی چالاکی اور مکاری کیا کام دے سکتی ہے لامحالہ یہ لوگ ناکام اور خائب و خاسر ہو کر رہیں گے اسلیے مناسب ہے کہ آپ ان کی سزا دہی میں جلدی نہ کریں اور انکی حرکات شنیعہ سے گھبرا کر بددعا نہ فرمائیں بلکہ تھوڑے دن ڈھیل دیں پھر دیکھیں نتیجہ کیا ہوتا ہے ف۱۱ حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے فرمایا "اِجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ" (اس کو اپنے سجود میں رکھو) اسی لیے سجدہ کی حالت میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" کہا جاتا ہے ف۱۲ یعنی جو چیز بنائی عین حکمت کے موافق بہت ٹھیک بنائی اور باعتبار خواص و صفات اور ان فائدوں کے جو اس چیز سے مقصود ہیں اسکی پیدائش کو درجۂ کمال تک پہنچایا اور ایسا معتدل مزاج عطا کیا جس سے وہ منافع و فوائد اُس پر مرتب ہو سکیں ف۱۳ حضرت شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں "یعنی اول تقدیر لکھی پھر اسی کے موافق دنیا میں لایا" گویا دنیا میں آنے کی راہ بتا دی۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز تحریر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے ایک کمال کا اندازہ ٹھہرایا۔ پھر اُسکو وہ کمال حاصل کرنے کی راہ بتلا دی۔ وغیرہ اقوال اخر لا تطول بذکرہا ف۱۴ یعنی اول نہایت سبز و خوشنما گھاس چارا زمین سے پیدا کیا پھر آہستہ آہستہ اسکو خشک و سیاہ کر ڈالا تا خشک ہو کر ایک مدت تک جانوروں کے لئے ذخیرہ کیا جا سکے اور خشک کھیتی کٹ کر کام میں آئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف یعنی مگر جو چاہے اللہ یعنی منسوخ کیا چاہے ایسی صورت سے کہ بھلاوے یکبارگی اور چھپا بھی ہو کمال اور خلق تجھ میں ظاہر ہے اور جو کچھ تیری استعداد میں چھپا ہے کہ وہ اب ظاہر ہوگا۔ فتح العزیز سے لکھا۔ ف یعنی وہاں کی تکالیف ایسی آسان ہو جاوے گا
ف دیجو یگا کیونکہ اسکی روح کو آرام نہیں ہمیشہ رنج عذاب میں گرفتار ہے یہاں تک کہ موت کی آرزو کرے گا اور موت نہیں آتی ایسی زندگی حقیقت میں زندگی نہیں ہے یہ فائدہ فتح العزیز سے لکھا ف کا فوج۔ ریاضت کرتے ہیں دنیا میں کچھ قبول نہیں پڑتی۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

ف۱ یعنی جس طرح ہم نے اپنی تربیت سے ہر چیز کو بتدریج اُس کے کمال مطلوب تک پہنچایا یا ہم تم کو بھی آہستہ آہستہ کامل قرآن پڑھا دینگے اور ایسا یاد کرا دینگے کہ اُسکا کوئی حصّہ بھولنے نہ پاؤ گے بجز اُن آیتوں کے جن کا بالکل بھلا دینا ہی مقصود ہوگا وہ بھی ایک
قسم نسخ کی ہو ف۲ یعنی وہ تمہاری مخفی استعداد اور ظاہری اعمال و احوال کو جانتا ہے اُسی کے موافق تم سے معاملہ کریگا نیز یہ شبہ نہ کیا جائے کہ جو آیات ایک مرتبہ نازل کر دیگئیں پھر اُنکو منسوخ کرنے اور بھلا دینے کے کیا معنی۔ اسکی حکمتوں کا احاطہ کرنا اُسی کی شان ہے جو تمام
کھلی چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے اُسی کو معلوم ہے کہ کونسی چیز ہمیشہ باقی رہنی چاہئے اور کس کو ایک

اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ۝
اللہ وہ جانتا ہے پکارا اور چھپا ف اور سہج سہج پہنچا دینگے ہم تجھ کو آسانی تک ف
اللہ ف وہ جانتا ہے پکارنے اور جو چھپا ہوا ہے ف۲ اور سہج سہج پہنچا دینگے ہم تجھ کو آسانی تک ف۳
فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ وَ
سو تو سمجھا دے اگر کام کرے سمجھانا سمجھ جاوے گا جس کو ڈر ہوگا اور
سو تو سمجھا دے اگر فائدہ کرے سمجھانا ف۴ سمجھ جائے گا جس کو ڈر ہوگا ف۵ اور
يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ ثُمَّ
سرک رہے گا اُس سے بڑا بدبخت وہ جو بیٹھے گا بڑی آگ میں پھر
یکسو رہیگا اُس سے بڑا بدقسمت وہ جو داخل ہوگا بڑی آگ میں ف۶ پھر
لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ
نہ مرے گا اُس میں نہ جیوے گا ف بیشک بھلا ہوا اُس کا جو سنورا اور پڑھا لیا
نہ مرے گا اُس میں اور نہ جئے گا ف۷ بیشک بھلا ہوا اُس کا جو سنورا ف۸ اور لیا اُس نے
اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ
نام اپنے رب کا پھر نماز کی کوئی نہیں تم آگے رکھتے ہو دنیا کا جینا اور پچھلا گھر بہتر ہے اور
نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی ف۹ کوئی نہیں تم بڑھاتے ہو دنیا کے جینے کو اور پچھلا گھر بہتر ہے اور
اَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝
رہنے والا یہ لکھا ہے اگلے ورقوں میں ورقوں میں ابراہیم کے اور موسیٰ کے
باقی رہنے والا ف۱۰ یہ لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں صحیفوں میں ابراہیم کے اور موسیٰ کے ف۱۱

ع ۱۹ / ۱۲

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ غاشیہ مکہ میں نازل ہوئی اور اُسکی چھبیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝
کچھ پہنچی تجھ کو بات اُس چھپا لینے والی کی کتنے منہ اُس دن ذلیل ہونے ہیں
کچھ پہنچی تجھ کو بات اُس چھپا لینے والی کی ف۱۲ کتنے منہ اُس دن ذلیل ہونے والے ہیں
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ
محنت کرتے تھکتے ف۱۳ پہنچیں گے دہکتی آگ میں پانی ملے گا ایک
محنت کرنے والے تھکے ہوئے ف۱۳ گرینگے دہکتی ہوئی آگ میں پانی ملے گا ایک
اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ
کھولتے چشمے کا نہیں اُن کو کھانا مگر جھاڑ کانٹے نہ موٹا کرے
کھولتے ہوئے چشمے کا ف۱۴ نہیں اُنکے پاس کھانا مگر جھاڑ کانٹوں والا ف۱۵ نہ موٹا کرے

منزل ۷

مخصوص مدت کے بعد اٹھا لینا چاہئے کیونکہ اب اس کا باقی رکھنا ضروری نہیں ہو ف۳ یعنی وحی کو یاد رکھنا آسان ہو جائیگا اور اللہ کی معرفت و عبادت اور ملک و ملت کی سیاست کو طریقے سب سہل کر دیئے جائیں گے اور کامیابی کے راستہ سے تمام مشکلات ہٹا دی جائینگی ف۴ یعنی اللہ نے جب آپ پر ایسے انعام فرمائے، آپ دوسروں کو فیض پہونچایئے اور اپنے کمال سے دوسروں کی تکمیل کیجئے (تنبیہ) "ان نفعت الذکریٰ" کی قید سے نکالی کہ تذکیر و وعظ اُسوقت لازم ہے جب مخاطب کی طرف سے اُسکا قبول کرنا مظنون ہو اور منصب آنحضرت صلعم کا وعظ و تذکیر ہر شخص کیلئے نہیں۔ ہاں تبلیغ و انذار (یعنی حکم الٰہی کا پہنچانا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا) تاکہ بندوں پر حجت قائم ہو اور عذر جہل و نادانی کا نہ رہے، اتنا باعتبار ہر شخص کے ضروری ہے۔ اسکو عرف میں تذکیر و وعظ نہیں کہتے۔ دعوت و تبلیغ کہتے ہیں شاید اسی لئے بعض مفسرین نے زیادہ واضح الفاظ میں آیت کے معنی یوں کیے ہیں کہ بار بار نصیحت کر اگر ایکبار کی نصیحت نے نفع نہ دیا ہو اور ہو سکتا ہے کہ "ان نفعت الذکریٰ" کی شرط محض تذکیر کی تاکید کے لئے ہو یعنی اگر کسی کو تذکیر نفع دے تجھ کو تذکیر کرنا چاہئے اور یقینی بات ہے کہ تذکیر عالم میں کسی نہ کسی کو ضرور نفع دیگی گو ہر کسی کو نہ دے کما قال تعالیٰ "وذکر فان الذکریٰ تنفع المؤمنین" پس ایک امر کا ایسی چیز پر معلق کرنا جسکا وقوع ضروری ہے اس امر کی تاکید کا موجب ہوا ف۵ سمجھانے سے وہ ہی سمجھتا ہے اور نصیحت سے وہ ہی فائدہ اٹھاتا ہے جسکے دل میں تھوڑا بہت خدا کا ڈر اور اپنے انجام کی فکر ہو ف۶ یعنی جس بدقسمت کے نصیب میں دوزخ کی آگ لکھی ہے وہ کہاں سمجھتا ہے۔ اسے خدا کا اور اپنے انجام کا ڈر ہی نہیں جو نصیحت کیطرف متوجہ ہو اور ٹھیک بات سمجھنے کی کوشش کرے۔ ف۷ یعنی نہ موت ہی آئیگی کہ تکلیفوں کا خاتمہ کر دے اور نہ آرام کی زندگی ہی نصیب ہوگی۔ ہاں ایسی زندگی ہوگی جسکے مقابلہ میں موت کی تمنا کریگا العیاذ باللہ ف۸ یعنی ظاہری و باطنی حسی و معنوی نجاستوں سے پاک ہوا اور اپنے قلب و قالب کو عقائد صحیحہ، اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ کیا ف۹ یعنی پاک و صاف ہو کر تکبیر تحریمہ میں اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی اور بعض سلف نے کہا کہ "تزکیٰ" "زکوٰۃ" سے ہے جس سے مراد یہاں "صدقۃ الفطر" ہے۔ اور "ذکر اسم ربہ" سے تکبیرات عید مراد ہیں۔ اور "فصلیٰ" میں نماز عید کا ذکر ہے یعنی عید کے دن اول "صدقۃ الفطر" پھر تکبیریں پھر نماز۔ والظاہر ہو الاول (تنبیہ) حنفیہ نے اسی تفسیر کے موافق اس آیت سے دو مسئلے نکالے ہیں۔ اول یہ کہ تحریمہ میں خاص لفظ "اللہ اکبر" کہنا فرض نہیں، مطلق ذکر اسم رب کافی ہے جو شعور تعظیم ہو اور اپنی غرض و حاجت پر مشتمل نہ ہو۔ ہاں "اللہ اکبر" کہنا احادیث صحیحہ کی بنا پر سنت یا واجب قرار پائے گا۔ دوسرے تکبیر تحریمہ نماز کے لئے شرط ہے رکن نہیں کیونکہ "فصلیٰ" کا "ذکر اسم ربہ" پر عطف کرنا معطوف و معطوف علیہ کی مغایرت پر دال ہے۔ واللہ اعلم ف۱۰ یعنی یہ بھلائی تم کو کیسے حاصل ہو جبکہ آخرت کی فکر ہی نہیں۔ بلکہ دنیا کی زندگی اور یہاں کے عیش و آرام کو اعتقاداً یا عملاً آخرت پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ دنیا حقیر و فانی اور آخرت اس سے کہیں بہتر اور پائدار ہے۔ پھر تعجب ہے کہ جو چیز کما و کیفاً ہر طرح افضل ہو اُسے چھوڑ کر مفضول کو اختیار کیا جائے ف۱۱ یعنی یہ مضمون ("قد افلح من تزکیٰ" سے یہاں تک) اگلی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ جو کسی وقت منسوخ نہیں ہوا، نہ بدلا گیا۔ اس اعتبار سے اور زیادہ مؤکد ہو گیا (تنبیہ) بعض روایات ضعیفہ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے اور موسیٰ علیہ السلام پر "توراۃ" کے علاوہ دس صحیفے نازل ہوئے تھے خدا جانے کہاں تک صحیح ہے۔ ف۱۲ یعنی وہ بات سننے کے لائق ہے (تنبیہ) "غاشیہ" (چھپا لینے والی) سے مراد قیامت ہے جو تمام مخلوق پر چھا جائے گی اور جس کا اثر سب پر محیط ہوگا ف۱۳ یعنی آخرت میں مشقتیں جھیلنے والے اور مصیبت جھیلنے کی وجہ سے خستہ و درماندہ۔ اور بعض نے کہا کہ "عاملۃ ناصبۃ" سے دنیا کا حال مراد ہے۔ یعنی کتنے لوگ ہیں جو دنیا میں محنتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں مگر اُن کی سب محنتیں طریق حق پر نہ ہونے کی وجہ سے سب اکارت ہیں یہاں بھی تکلیفیں اٹھائیں اور وہاں بھی مصیبت میں رہے "خسر الدنیا والآخرۃ" اسی کو کہتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ لکھتے ہیں "کافر لوگ، جو دنیا میں (بڑی بڑی) ریاضت کرتے ہیں (اللہ کے ہاں) کچھ قبول نہیں ہوتی۔ ف۱۴ یعنی جب دوزخ کی گرمی اُن کے باطن میں سخت تشنگی پیدا کرے گی تب اضطرار پیاس پیاس پکاریں گے کہ شاید پانی پینے سے یہ تشنگی دور ہو اُسوقت ایک گرم کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی دیا جائیگا۔ جس کے پیتے ہی ہونٹ کباب ہو جائیں گے اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں گی۔ پھر فوراً درست کی جائیں گی اور اسی طرح ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ العیاذ باللہ (بقیہ برصفحہ ۷۷۳)

toobaa-elibrary.blogspot.com

وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا

اور نہ کام آئے بھوک میں کتنے منہ اس دن تازہ ہیں اپنی کمائی سے

اور نہ کام آئے بھوک میں ف۱ کتنے منہ اس دن تر و تازہ ہیں اپنی کمائی سے

رَاضِيَةٌ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۝ فِيهَا

راضی اونچے باغ ہیں نہیں سنتے اس میں بکنا

راضی ف۲ اونچے باغ میں نہیں سنتے اس میں بکواس ف۳ اس میں

عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ۝

ایک چشمہ ہے بہتا اس میں تخت ہیں اونچے بچھے اور آبخورے دھرے

ایک چشمہ ہے بہتا ف۴ اس میں تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے سامنے چنے ہوئے ف۵

وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝ أَفَلَا يَنظُرُونَ

اور تکیے قطار بڑے اور مخمل کے نہالچے کھنڈ رہے ہیں بھلا کیا نہیں نگاہ کرتے

اور غالیچے برابر بچھے ہوئے ف۶ اور مخمل کے نہالچے جگہ جگہ پھیلے ہوئے ف۷ بھلا کیا نظر نہیں کرتے

إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَ

اونٹوں پر کیسے بنائے ہیں اور آسمان پر کیسا بلند کیا ہے اور

اونٹوں پر کہ کیسے بنائے ہیں ف۸ اور آسمان پر کہ کیسا اس کو بلند کیا ہے ف۹ اور

إِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ

پہاڑوں پر کیسے کھڑے کئے ہیں اور زمین پر کیسی صاف بچھائی ہے سو سمجھا

پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے کر دئے ہیں ف۱۰ اور زمین پر کہ کیسی صاف بچھائی گئی ف۱۱ سو تو سمجھاتا جا

إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝

تیرا کام یہی ہے سمجھانا تو نہیں ہے ان پر داروغہ مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہوا

تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے تو نہیں ان پر داروغہ ف۱۲ مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہو گیا

فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ

تو عذاب کرے اسکو اللہ وہ بڑا عذاب بیشک ہم پاس ہے ان کو پھر آنا پھر

تو عذاب کریگا اس پر اللہ وہ بڑا عذاب بیشک ہمارے پاس ہے انکو پھر آنا پھر

إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ۝

بیشک ہمارا ذمہ ہے ان سے حساب لینا

بیشک ہمارا ذمہ ہے ان سے حساب لینا ف۱۳

سورۃ الفجر مکیۃ — وھی ثلٰثون آیۃ

سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی تیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ۝

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور اس رات کی جب رات کو چلے ف۱

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور اس رات کی جب رات کو چلے ف۱۴

ع ۲۶/۱۴

(بقیہ صفحہ ۷۷۲) ف۱۵ "ضریع" ایک خار دار درخت ہے دوزخ میں جو تھوہڑ سے زیادہ اور بدبو میں مردار سے بدتر اور گرمی میں آگ سے بڑھ کر ہے جب دوزخی بھوک کے عذاب سے چلائیں گے تو یہ چیز کھانے کو دی جائے گی۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ کھانے سے مقصود یا محض لذت حاصل کرنا ہوتا ہے یا بدن کو فربہ کرنا یا بھوک کو دفع کرنا، "ضریع" کے کھانے سے کوئی بات حاصل نہ ہو گی۔ لذت و مزہ کی نفی تو اس کے نام سے ظاہر ہے، باقی دو فائدوں کی نفی اس آیت میں تصریحاً کر دی۔ غرض کوئی لذیذ و مرغوب کھانا ان کو میسر نہ ہوگا۔ یہاں تک دوزخیوں کا حال تھا۔ آگے ان کے بالمقابل جنتیوں کا ذکر ہے۔ ف۲ یعنی خوش ہوں گے کہ اپنی کوشش ٹھکانے لگی اور محنت کا پھل بہت خوب ملا۔ ف۳ یعنی کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے چہ جائیکہ گالی گلوچ اور ذلت کی بات ہو۔ ف۴ یعنی ایک عجیب طرح کا چشمہ، اور بعض نے اسکو جنس پر حمل کیا ہے یعنی بہت سے چشمے بہہ رہے ہیں۔ ف۵ کہ جب پینے کو جی چاہے دیر نہ لگے۔ ف۶ یعنی کمال قرینے اور ترتیب سے بچھے ہوئے، اور گاؤ تکیے لگے ہوئے۔ ف۷ تاکہ جس وقت جہاں چاہیں آرام کریں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کی تکلفت نہ اٹھائیں۔ ف۸ کہ باوجود خاصیت و دلوں اور جانوروں کی نسبت اس میں عجیب ہیں جن کی تفصیل تفسیر عزیزی میں دیکھنے کے قابل ہے۔ ف۹ بدون ظاہری ستون اور کھمبے کے۔ ف۱۰ کہ ذرا اپنی جگہ سے جنبش نہیں کھاتے۔ ف۱۱ کہ اپنی گولائی کے سبب باوجود کروی ہونے کے مسطح معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے اس پر رہنا سہنا آسان ہو گیا۔ یہ چند دلائل قدرت بیان ہوئے۔ یعنی تعجب ہے ان چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکیمانہ انتظامات کو نہیں سمجھتے جس سے بعث بعد الموت پر اس کا قادر ہونا اور عالم آخرت کے عجیب و غریب انتظامات کا ممکن ہونا سمجھ میں آ جاتا۔ اور تخصیص ان چیزوں کی بقول ابن کثیرؒ اس لئے ہے کہ عرب کے لوگ اکثر جنگلوں میں پھرتے تھے۔ اس وقت انکے سامنے بیشتر یہی چار چیزیں ہوتی تھیں۔ سواری میں اونٹ اوپر آسمان نیچے زمین، اور گرد پہاڑ، اس لئے انہی علامات میں غور کرنے کے لئے ارشاد ہوا۔ ف۱۲ یعنی جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل واضحہ غور نہیں کرتے تو آپ بھی ان کی فکر میں زیادہ نہ پڑئیے بلکہ صرف نصیحت کر دیا کیجئے۔ کیونکہ آپ نصیحت کرنے اور سمجھانے ہی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اگر یہ نہیں سمجھتے تو کوئی آپ ان پر داروغہ بنا کر مسلط نہیں کئے گئے کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں، اور ان کے دلوں کو بدل ڈالیں، یہ کام مقلب القلوب ہی کا ہے۔ ف۱۳ یعنی جس نے اللہ کی طاعت سے روگردانی کی اور اس کی آیتوں کا انکار کیا، وہ آخرت کے بڑے عذاب اور اللہ کی سخت ترین سزا سے بچ نہیں سکتا۔ یقیناً ان کو ایک روز ہماری طرف واپس آنا ہے اور ہم کو ان سے رتی رتی کا حساب لینا ہے۔ غرض آپ اپنا فرض ادا کئے جائیے اور ان کا مستقبل ہمارے سپرد کیجئے۔ ف۱۴ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "عید قرباں کی فجر جو حج ادا ہوتا ہے اور دس رات اس سے پہلے۔ اور جفت اور طاق رمضان کی آخری (عشرہ) راتوں میں ہے۔ اور جب رات کو چلے یعنی پیغمبر معراج کو۔" یہ سب اوقات متبرک تھے اس لئے ان کی قسم کھائی (تنبیہ) "واللیل اذا یسر" کے معنی عموماً مفسرین نے "رات کے گزرنے" یا "اس کی تاریکی پھیلنے" کے لئے ہیں۔ گویا صبح کی قسم کے مقابلہ میں رات کے جانے یا آنے کی قسم کھائی۔ جیسا کہ جفت کے مقابل طاق کی قسم کھائی گئی ہے اور "لیال عشر" سے بھی ممکن ہے مطلق دس راتیں مراد ہوں کیونکہ اس کے افراد و مصادیق میں بھی تقابل پایا جاتا ہے۔ مہینے کے شروع کی دس راتیں اول روشن ہوتی ہیں پھر تاریک اور اخیر کی دس راتیں ابتداء میں تاریک رہتی ہیں پھر روشن ہوتی ہیں اور درمیانی دس [illegible] جدا گانہ ہے۔ گویا اس اختلاف و تقابل سے اشارہ فرما دیا کہ آدمی کو عیش و آرام یا مصیبت اور تنگی یا فراخی کی جو حالت پیش آئے مطمئن نہ ہو جائے اور یوں نہ سمجھے کہ اب اس کے خلاف دوسری حالت پیش نہ آئے گی اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ خالق اضداد ہے جس طرح دو آفاق میں ایک ضد کے مقابل دوسری ضد کو لاتا ہے۔ ایسی ہی تمہارے حالات [illegible] انفس کو بھی اپنی حکمت و مصلحت کے موافق ادل بدل کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ آگے جو واقعات و مضامین مذکور ہیں ان میں اسی اصول پر متنبہ فرمایا ہے (تنبیہ دوم) اس آیت کی تفسیر میں دو حدیثیں مرفوع آئی ہیں جابرؓ کی اور عمران بن حصینؓ کی، حافظ ابن کثیرؒ پہلی کی نسبت کہتے ہیں "وھٰذا اسناد رجالہ لا باس بھم وعندی ان المتن فی رفعہ نکارۃ" اور دوسری کی نسبت فرماتے ہیں "وعندی ان وقفہ علی عمران بن حصین اشبہ واللہ اعلم"۔

منزل ۷

موضح قرآن - ف عاد ایک قوم تھی ارم انہیں میں ایک قبیلہ تھا سلطنت تھی ان پر عمارتیں بناتے بڑی بڑی اونچی ۱۲ منہ رح ف وادی ان کے مکان کا نام ہے پہاڑ کو کرید کر گھر بناتے تھے ۱۲ منہ رح ف سوتے کی میخیں رکھتا تھا لشکر کے گھوڑوں کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی آپ پر الزام رکھے اپنے فعل کی طرف نہ دیکھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی حلال اور حرام نہیں پہچانتے لڑکوں کو، اور عورتوں کو میراث کا حصہ نہیں دیتے انکا مال بھی آپ ہی نگل جاتے ہیں۔ یہ فائدہ تفسیر حسینی سے لکھا۔
از شاہ عبدالقادر صاحب رح

هَلْ فِي ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ○ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ
ہے ان چیزوں کی قسم پوری عقلمندوں کے واسطے تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے
ہے ان چیزوں کی قسم پوری عقلمندوں کے واسطے ف تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے

بِعَادٍ ○ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ○ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ○
عاد سے وہ جو ارم تھے بڑے ستونوں والے ف جو بنا نہیں دنیا سارے شہروں میں
عاد کے ساتھ وہ جو ارم تھے بڑے ستونوں والے ف کہ بنی نہیں ویسی سارے شہروں میں ف

وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ○ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ○
اور ثمود سے جنہوں نے تراشے پتھر وادی میں ف اور فرعون سے وہ میخوں والا ف
اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے تراشا پتھروں کو وادی میں ف اور فرعون کے ساتھ وہ میخوں والا ف

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ○ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ○ فَصَبَّ
یہ سب جنہوں نے سر اٹھایا ملکوں میں پھر بہت ڈالی ان میں خرابی پھر پھینکا
یہ سب تھے جنہوں نے سر اٹھایا ملکوں میں پھر بہت ڈالی ان میں خرابی پھر پھینکا

عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ○ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ○ فَأَمَّا
ان پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا تیرا رب لگا ہے گھات میں سو
ان پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا ف بیشک تیرا رب لگا ہے گھات میں ف سو

الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ
آدمی جو ہے جب جانچے اس کو اسکا رب پھر اس کو عزت دے اور اسکو نعمت دے تو کہے
آدمی جو ہے جب جانچے اس کو رب اس کا پھر اس کو عزت دے اور اسکو نعمت دے تو کہے

رَبِّي أَكْرَمَنِ ○ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ
میرے رب نے مجھے عزت دی اور وہ جسوقت اسکو جانچے پھر کھینچ کرے اسپر روزی کی
میرے رب نے مجھ کو عزت دی ف اور وہ جسوقت اس کو جانچے پھر کھینچ کرے اس پر روزی کی

فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ○ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ○ وَ
تو کہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ف کوئی نہیں پر تم عزت نہیں کرتے یتیم کی اور
تو کہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ف کوئی نہیں پر تم عزت سے نہیں رکھتے یتیم کو ف اور

لَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ○ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ
تاکید نہیں رکھتے آپس میں محتاج کے کھانے پر اور کھاتے ہو مردے کا مال
تاکید نہیں کرتے آپس میں محتاج کے کھلانے کی ف اور کھا جاتے ہو مردے کا مال

أَكْلًا لَّمًّا ○ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ○ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ
سمیٹ کر سارا ف اور پیار کرتے ہو مال کو جی بھر کر کوئی نہیں جب پست کرے
سمیٹ کر سارا ف اور پیار کرتے ہو مال کو جی بھر کر ف کوئی نہیں جب پست کردی جائے

الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ○ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ○ وَ
زمین کوٹ کوٹ کر اور آوے تیرا رب اور فرشتے آویں قطار قطار اور
زمین کوٹ کوٹ کر ف اور آئے تیرا رب ف اور فرشتے آئیں قطار قطار ف اور

منزل ۷

ف یعنی یہ قسمیں معمولی نہیں، نہایت معتبر اور مہتم بالشان ہیں، اور عقلمند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ "تاکید کلام" کے لئے ان میں ایک خاص عظمت و قوت پائی جاتی ہے ف "عاد" ایک شخص کا نام ہے جس کی طرف یہ قوم منسوب ہوئی، اس کے اجداد میں سے ایک شخص "ارم" نامی تھا۔ اس کی طرف نسبت کرنے سے شاید اس طرف اشارہ ہو کہ یہاں "عاد" سے "عاد اولیٰ" مراد ہے۔ "عاد ثانیہ" نہیں، اور بعض نے کہا کہ "قوم عاد" میں جو شاہی خاندان تھا اسے "ارم" کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔ ف یعنی ستون کھڑے کر کے بڑی بڑی اونچی عمارتیں بناتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اکثر سیر و سیاحت میں رہتے اور اونچے ستونوں پر خیمے تانتے تھے اور بعض کے نزدیک "ذات العماد" کہکر ان کے اونچے قد و قامت اور ڈیل ڈول کو ستونوں سے تشبیہ دی ہے واللہ اعلم ف یعنی اس وقت دنیا میں اس قوم جیسی کوئی قوم مضبوط و طاقتور نہ تھی۔ یا ان کی عمارتیں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں ف "وادی القریٰ" ان کے مقام کا نام ہے جہاں پہاڑ کے پتھروں کو تراش کر نہایت شکوہ و مضبوط مکان بناتے تھے ف یعنی بڑے لاؤ لشکر والا جس کو تو جی ضروریات کے لئے کثیر مقدار میں میخیں رکھنا پڑتی تھیں یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو چومیخا کر کے سزا دیتا تھا ف یعنی ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب اودھم مچایا۔ بڑی بڑی شرارتیں کیں، اور ایسا سر اٹھایا، گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں؟ ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے؟ کبھی اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا؟ آخر جب ان کے کفر و تکبر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مہلت و درگذر کا کوئی موقع باقی نہ رہا۔ دفعۃً خداوند قہار نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی، اور وہ ساز و سامان کچھ کام نہ آیا ف یعنی جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گذرا اور کیا کرتا ہوا گیا، اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا، پھر وقت آنے پر اپنی ان معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالیٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال دیکھتا ہے، کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں، ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا نہیں، جو چاہو بے دھڑک کئے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیتا ہے اور ہر ایک سے اپنی اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے جو شروع سے اسکے زیر نظر تھے اسوقت پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی اور بندوں کا امتحان تھا کہ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں اور ایک عارضی حالت پر نظر کر کے آخری انجام کو تو نہیں بھولتے ف یعنی میں اسی لائق تھا اس لئے عزت دی ف یعنی میری قدر نہ کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کی نظر صرف دنیا کی زندگی اور حالت حاضرہ پر ہے۔ بس دنیا کی موجودہ راحت و تکلیف ہی کو عزت و ذلت کا معیار سمجھتا ہے نہیں جانتا کہ دونوں حالتوں میں اس کی آزمائش ہے۔ نعمت دے کر اس کی شکر گذاری اور سختی بھیج کر اس کے صبر و رضا کو جانچا جا رہا ہے۔ نہ یہاں کا عارضی عیش و آرام اللہ کے ہاں مقبول و معزز ہونے کی دلیل ہے۔ نہ محض تنگی اور سختی مردود ہونے کی علامت ہے۔ مگر انسان اپنے افعال و اعمال پر نظر نہیں کرتا، اپنی بے عقلی یا بے حیائی سے رب پر الزام رکھتا ہے ف یعنی خدا کے ہاں تمہاری عزت کیوں ہو، جب تم بیکس یتیموں کی عزت اور خاطر مدارات نہیں کرتے ف یعنی خود اپنے مال سے مسکینوں کی خبر گیری کرنا تو کہاں، دوسروں کو بھی اس طرف نہیں ابھارتے کہ بھوکے محتاجوں کی خبر لے لیا کریں ف یعنی مردے کی میراث لینے میں حلال حرام اور حق ناحق کی کچھ تمیز نہیں، جو چیز ہاتھ پڑی ہضم کر گئے یتیموں اور بیکسوں کے حقوق تلف ہوں، ہو جائیں ف یعنی جڑ کی بات یہ ہے کہ تمہارا دل مال کی حرص اور محبت سے بھرا ہوا ہے بس کسی طرح مال ہاتھ آئے اور ایک پیسہ کسی نیک کام میں ہاتھ سے نہ نکلے خواہ آگے چل کر نتیجہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مال کی اس قدر محبت اور پرستش کر آدمی اسی کو کیوں مقصود ٹھہرا لے، صرف کافر کا شیوہ ہو سکتا ہے ف یعنی سب ٹیلے اور پہاڑ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دئے جائیں اور زمین صاف چٹیل میدان ہو جائے ف یعنی اپنی مہری تجلی کے ساتھ جیسا اس کی شان کے لائق ہے ف یعنی میدان محشر میں آئیں گے وہاں انتظامات کے لئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ اس کا سا عذاب اسدن کوئی نہ کریگا، نہ آگ نہ وہاں کے کارندے، نہ سانپ بچھو جو آگ میں ہوں گے کیونکہ انکا عذاب جسم ہی پر ہوگا اور اللہ کی طرف سے حسرت اور ندامت کا عذاب گنہگار کی روح پر ہوگا۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ یعنی شہر مکہ ۱۲ منہ رح ف۳ مکہ میں لڑائی کی قید ہے ہر شخص کو یعنی وہاں کوئی لڑائی نہیں کرتا مگر حضرت کو فتح مکہ کے دن تھوڑی معاف ہوئی تھی جو کوئی آپ سے لڑا اسکو مارا، پھر وہی قید تمام ہے قیامت تک ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی آدم اور بنی آدم ۱۲ منہ رح ف۵ ساری عمر محنت ہی رہے خالی کبھی نہیں ۱۲ منہ رح ف۶ شادیوں میں ماتموں میں نام کی جگہوں میں مال خرچ کرنے کو بڑائی گنتا ہے اور خرچ چاہئے کی جگہ دو اسے ۱۲ منہ رح

از شاہ عبدالقادر صاحب

جَاۗئَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ

لا وے اسدن دوزخ کو اسدن سوچے آدمی اور کہاں ملے اسکو

لائی جائے اس دن دوزخ ف۱ اس دن سوچے گا آدمی اور کہاں ملے اسکو

الذِّكْرٰى ۗ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۚ فَيَوْمَئِذٍ

سوچنا کہے کسی طرح میں آگے بھیجتا اپنے جیتے پھر اسدن

سوچنا ف۲ کہے کیا اچھا ہوتا جو میں کچھ آگے بھیج لیتا اپنی زندگی میں ف۳ پھر اس دن

لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۙ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۗ يٰٓاَيَّتُهَا

مار نہ دے اسکی سی مار کوئی ف۱ اور باندھ نہ رکھے گا اسکا سا باندھنا کوئی اے

عذاب نہ دے اس کا سا کوئی اور نہ باندھ کر رکھے اسکا سا باندھنا کوئی ف۴ اے وہ

النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۚ

جی چین پکڑتے پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی

جی جس نے چین پکڑ لیا پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی

فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۙ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۧ

پھر مل میرے بندوں میں اور پیٹھ میری بہشت میں

پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں ف۵

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ بلد مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی بیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَوَالِدٍ

قسم کھاتا ہوں اس شہر کی ف۲ اور تجھ کو قید نہ رہے گی اس شہر میں ف۳ اور جنے کی

قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی ف۱ اور تجھ پر قید نہیں رہے گی اس شہر میں ف۲ اور قسم ہے جنے کی

وَّمَا وَلَدَ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۭ اَيَحْسَبُ

اور جو جنا ف۴ ہم نے بنایا آدمی کو محنت میں ف۵ کیا خیال رکھتا ہے

اور جو اس نے جنا ف۳ تحقیق ہم نے بنایا آدمی کو محنت میں ف۴ کیا خیال رکھتا ہے وہ

اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۭ

وہ کہ اسپر بس نہ چلے گا کسی کا کہتا ہے میں نے کھپایا مال ڈھیروں

کہ اس پر بس نہ چلے گا کسی کا ف۵ کہتا ہے میں نے خرچ کر ڈالا مال ڈھیروں ف۶

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۭ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ وَ

کیا خیال رکھتا ہے کہ دیکھا نہیں اسکو کسی نے ف۶ بھلا ہم نے نہیں دیں اسکو دو آنکھیں اور

کیا خیال رکھتا ہے کہ دیکھا نہیں اس کو کسی نے ف۷ بھلا ہم نے نہیں دیں اسکو دو آنکھیں ف۸ اور

منزل ۷

ف۱ یعنی لاکھوں فرشتے اس کی جگہ سے کھینچ کر محشر والوں کے سامنے لائیں گے ف۲ یعنی اسوقت سمجھے گا کہ میں سخت غلطی اور غفلت میں تھا مگر اس وقت کا سمجھنا کس کام کا۔ سوچنے سمجھنے کا موقع ہاتھ سے نکل چکا۔ دار العمل میں جو کام کرنا چاہیے تھا وہ دار الجزاء میں نہیں ہو سکتا ف۳ یعنی افسوس دنیا کی زندگی میں کچھ نیکی کر کے آگے نہ بھیجی۔ جو آج اس زندگی میں کام آتی۔ یونہی خالی ہاتھ چلا آیا۔ کاش حسنات کا کوئی ذخیرہ آگے روانہ کر دیتا۔ جو یہاں کے لئے توشہ بنتا ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ اس دن مجرموں کو ایسی سخت سزا دیگا اور ایسی سخت قید میں رکھیگا کہ کسی دوسرے کی طرف سے اس طرح کی سختی کسی مجرم کے حق میں متصور نہیں (حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اس روز نہ مارے گا اس کا سا مارنا کوئی۔ نہ آگ نہ دوزخ کے موکل نہ سانپ بچھو، جو دوزخ میں ہوں گے کیونکہ ان کا مارنا اور دکھ دینا عذاب جسمانی ہے، اور حق تعالیٰ کا عذاب اس طور سے ہوگا کہ مجرم کی روح کو حسرت اور ندامت میں گرفتار کر دیگا جو عذاب روحانی ہے۔ اور ظاہر ہے عذاب روحانی کو عذاب جسمانی سے کیا نسبت، نیز نہ باندھیگا اس کا سا باندھنا کوئی کیونکہ دوزخ کے پیادے ہر چند کہ دوزخیوں کے گلے میں طوق ڈالیں گے اور زنجیروں سے جکڑیں گے اور دوزخ کے دروازے بند کر کے اوپر سے سرپوش رکھیں گے لیکن ان کی عقل اور خیال کو بند نہ کر سکیں گے اور عقل و خیال کی عادت ہے کہ بہت سی باتوں کی طرف التفات کر سکتے ہیں اور ان میں سے بعض باتیں دوسری باتوں کے لئے حجاب ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے عین قید کی تنگی میں انسان کو عقلی اور خیالی وسعت حاصل ہوتی ہے۔ بخلاف اس شخص کے کہ اللہ تعالیٰ عقل و خیال کو ادھر ادھر جانے سے روک دے اور بالکل ہمہ تن دکھ درد ہی کی طرف متوجہ رکھے تو ایسی قید بدنی قید سے ہزار درجہ سخت ہے۔ اسی لئے مجنون سودائیوں کو عین باغوں اور جنگلوں کی سیر کے وقت تنگی اور گھبراہٹ وہم و خیال کے سبب سے پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ باغ اور وسیع جنگل اس کی نظر میں تنگ معلوم ہوتے ہیں" ف۵ پہلے مجرموں اور ظالموں کا حال بیان ہوا تھا۔ اب اس کے مقابل ان لوگوں کا انجام بتلاتے ہیں جن کے دلوں کو اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت سے چین اور آرام ملتا ہے ان سے محشر میں کہا جائیگا کہ اے نفس آرمیدہ! جس محبوب حقیقی سے تو لو لگائے ہوئے تھا، اب ہر قسم کے جھگڑوں اور خرخشوں سے یکسو ہو کر راضی خوشی اسکے مقام قرب کی طرف چل، اور اسکے مخصوص بندوں کے زمرہ میں شامل ہو کر اسکی عالیشان جنت میں قیام کر۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو موت کے وقت بھی یہ بشارت سنائی جاتی ہے بلکہ عارفین کا تجربہ بتلاتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں بھی ایسے نفوس مطمئنہ بعض طرح کی بشارات کا فی الجملہ حظ اٹھاتے ہیں، "اللّٰھم انی اسالک نفسا بک مطمئنۃ تؤمن بلقائک وترضی بقضائک وتقنع بعطائک" (تنبیہ) نفس مطمئنہ نفس امارہ اور نفس لوامہ کی تحقیق سورۂ قیامہ کے شروع میں دیکھ لی جائے ف۱ یعنی مکہ معظمہ کی ف۲ مکہ میں ہر شخص کو لڑائی کی ممانعت ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صرف فتح مکہ کے دن یہ ممانعت نہیں رہی تھی جو کوئی آپ سے لڑا اسکو مارا، اور بعض سنگین مجرموں کو خاص کعبہ کی دیوار کے پاس قتل کیا گیا پھر اسدن کے بعد سے وہی ممانعت قیامت تک کے لئے قائم ہو گئی۔ چونکہ اس آیت میں مکہ کی قسم کھا کر ان شدائد و سختیوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جن میں سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے اور اسوقت دنیا کا بزرگ ترین انسان اسی شہر مکہ میں دشمنوں کی طرف کی زہرہ گداز سختیاں جھیل رہا تھا اسلئے درمیان میں یہ جملہ معترضہ "وانت حل بھذا البلد" ذکر کر کے تسلی کر دی کہ اگرچہ آج آپکا احترام اس شہر کے جاہلوں میں نہیں ہے لیکن ایک وقت آیا چاہتا ہے جب آپ کا اسی شہر میں فاتحانہ داخلہ ہوگا، اور اس مقدس مقام کی ابدی تطہیر و تقدیس کے لئے مجرموں کو سزا دینے کی بھی آپکو اجازت ہوگی۔ یہ پیشین گوئی ایسے وقت میں خود کس قدر تسلی دہ ہوگی (تنبیہ) بعض نے "وانت حل بھذا البلد" کے معنی "وانت نازل فی ھذا البلد" کے لئے ہیں یعنی میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں بحالیکہ آپ اس شہر میں مقیم ہیں اور قیام پذیر ہو ف۳ یعنی آدم اور بنی آدم، اور بعض نے والد سے ابراہیم و اسماعیل مراد لئے ہیں ف۴ یعنی آدمی ابتدا سے انتہا تک مشقت اور محنت میں گرفتار ہے اور طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہتا ہے کبھی مرض میں مبتلا ہو کبھی رنج میں کبھی فکر میں شاید عمر بھر میں کوئی لمحہ ایسا آتا ہو جب کوئی انسان تمام خرخشوں اور زحمت و تکلیف سے آزاد ہو کر بالکل بے فکری کی زندگی بسر کرے حقیقت میں انسان کی پیدائشی ساخت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان سختیوں اور بکھیڑوں سے نجات نہیں پا سکتا۔ آدم اور اولاد آدم کے احوال کا مشاہدہ خود اسکی واضح دلیل ہے۔ اور مکہ جیسے سنگلاخ ملک کی زندگی خصوصاً اسوقت جبکہ وہاں افضل الخلائق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ترین جور و جفا اور ظلم و ستم کے ہدف بنے ہوئے تھے "لقد خلقنا الانسان فی کبد" کی نمایاں شہادت ہے ف۵ یعنی انسان جن سختیوں اور محنت و مشقت کی راہوں سے گزرتا ہے اس کا مقتضا تو یہ تھا کہ اس میں عجز و درماندگی پیدا ہوتی اور اپنے کو ہمیشہ محکوم و مقہور سمجھ کر مطیع و منقاد رہتا اور ہر وقت اپنی احتیاج و افتقار کو پیش نظر رکھتا۔ لیکن انسان کی حالت یہ ہے کہ بالکل بھول میں پڑا ہے۔ تو کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی ہستی ایسی نہیں جو اس پر قابو رکھتی ہو اور اس کی سرکشی کی سزا دے سکے ف۶ یعنی رسول کی عداوت، اسلام کی مخالفت، اور معصیت کے مواقع میں یونہی بے تکے بیسیوں مال خرچ کرنے کو ہنر سمجھتا ہے (بقیہ بر صفحہ ۷۷۶)

toobaa-elibrary.blogspot.com

لِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلَا اقْتَحَمَ

زبان اور دو ہونٹ اور سمجھا دیں اس کو دو گھاٹیاں ف سو نہ جھٹک سکا

زبان اور دو ہونٹ ف اور دکھلا دیں اس کو دو گھاٹیاں ف سو نہ دھمک سکا

الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ

گھاٹی پر اور تو کیا بوجھا کیا ہے وہ گھاٹی چھڑانا گردن ف یا کھلانا

گھاٹی پر ف اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ گھاٹی چھڑانا گردن کا ف یا کھلانا

فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْ مِسْكِيْنًا

بھوک کے دن میں بن باپ کے لڑکے کو جو ناتیدار ہو ف اور محتاج کو

بھوک کے دن میں یتیم کو جو قرابت والا ہے ف یا محتاج کو جو

ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ

جو خاک میں رلتا ہے پھر ہوا ایمان والوں میں جو تقید کرتے ہیں سہارنے کا

خاک میں رل رہا ہو ف پھر ہووے ایمان والوں میں ف جو تاکید کرتے ہیں آپس میں تحمل کی

تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَالَّذِيْنَ

اور تقید کرتے ہیں رحم کھانے کا وہ لوگ ہیں بڑے نصیب والے اور جو

اور تاکید کرتے ہیں رحم کھانے کی ف وہ لوگ ہیں بڑے نصیب والے ف اور جو

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝

منکر ہوئے ہماری آیتوں سے وہ ہیں کمبختی والے انہی کو آگ میں موندا ہے

منکر ہوئے ہماری آیتوں سے وہ ہیں کمبختی والے ف انہی کو آگ میں موند دیا ہے ف

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ شمس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پندرہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا

قسم ہے سورج کی اور اسکی چڑھتی دھوپ کی اور چاند کی جب آوے اسکے پیچھے اور دن کی جب

قسم سورج کی اور اسکے دھوپ چڑھنے کی اور چاند کی جب آئے سورج کے پیچھے ف اور دن کی جب

جَلّٰىهَا ۝ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝ وَ

اسکو روشن کرے اور رات کی جب اسکو ڈھانپ لیوے اور آسمان کی اور جیسا اسکو بنایا اور

اسکو روشن کرلے ف اور رات کی جب اسکو ڈھانک لیوے ف اور آسمان کی اور جیسا کہ اس کو بنایا ف اور

الْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا

زمین کی اور جیسا اسکو پھیلایا اور جی کی اور جیسا اسکو ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اسکو

زمین کی اور جیسا کہ اس کو پھیلایا ف اور جی کی اور جیسا کہ اسکو ٹھیک بنایا ف پھر سمجھ دی اس کو

(بقیہ صفحہ ۷۷۵) پھر اسے بڑھا چڑھا کر فخر سے کہتا ہے کہ میں اتنا کثیر مال خرچ کر چکا ہوں۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی میرے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن آگے چل کر پتہ لگے گا کہ یہ سب خرچ کیا ہوا مال یونہی برباد گیا۔ بلکہ الٹا وبال جان ہوا ف یعنی اللہ سب دیکھ رہا ہے۔ جتنا مال جس جگہ جس نیت سے خرچ کیا ہے۔ جھوٹی شیخی بگھارنے سے کچھ فائدہ نہیں ف یعنی جس نے دیکھنے کو آنکھیں دیں، کیا وہ خود دیکھتا نہ ہوگا؟ یقیناً جو سب کو بینائی دے وہ سب سے بڑھ کر بینا ہونا چاہیئے۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف جن سے بات کرنے اور کھانے پینے میں مدد لیتا ہے۔ ف یعنی خیر اور شر دونوں کی راہیں بتلا دیں۔ تاکہ برے راستہ سے بچے اور اچھے راستہ پر چلے۔ اور یہ بتلانا اجمالی طور پر عقل و فطرت سے ہوا اور تفصیلی طور پر انبیاء و رسل کی زبان سے (تنبیہ) بعض نے "نجدین" سے مراد عورت کے پستان لئے ہیں۔ یعنی بچے کو دودھ پینے اور غذا حاصل کرنے کا راستہ بتلا دیا ف یعنی اس قدر انعامات کی بارش اور اسباب ہدایت کی موجودگی میں بھی اسکو توفیق نہ ہوئی کہ دین کی گھاٹی پر آ دھمکتا اور مکارم اخلاق کے راستوں کو طے کرتا ہوا فوز و فلاح کے بلند مقامات پر پہنچ جاتا (تنبیہ) دین کے کاموں کو گھاٹی اس لئے کہا کہ مخالفت ہوا کی وجہ سے ان کا انجام دینا نفس پر شاق اور گراں ہوتا ہے ف یعنی غلام آزاد کرنا۔ یا قرضدار کی گردن قرض سے چھڑوانا ف یعنی قحط کے دنوں میں بھوکوں کی خبر لینا ف یتیم کی خدمت کرنا ثواب اور قرابتداروں کے ساتھ سلوک کرنا بھی ثواب۔ جہاں دونوں جمع ہو جائیں تو دہرا ثواب ہوگا۔ ف یعنی فقر و فاقہ اور تنگدستی سے خاک میں مل رہا ہو۔ یہ مواقع ہیں مال خرچ کرنے کے نہ یہ کہ شادی غمی کی فضول رسموں اور خدا کی نافرمانیوں میں روپیہ برباد کر کے دنیا کی رسوائی اور آخرت کا وبال سر لیا جائے۔ ف یعنی پھر ان سب اعمال کے مقبول ہونے کی سب سے بڑی شرط ایمان ہے۔ اگر یہ چیز نہیں تو سب کیا کرایا اکارت ہے ف یعنی ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ حقوق و فرائض کے ادا کرنے میں ہر قسم کی سختیوں کا تحمل کرو اور خدا کی مخلوق پر رحم کھاؤ۔ تا آسمان والا تم پر رحم کھائے ف یعنی یہ لوگ بڑے خوش نصیب اور میمون و مبارک ہیں جن کو عرش عظیم کے داہنی جانب جگہ ملیگی اور ان کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا ف یعنی بد نصیب، منحوس، شامت زدہ جن کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور عرش کے بائیں طرف کھڑے کئے جائیں گے ف یعنی دوزخ میں ڈال کر سب دروازے نکلنے کے بند کر دئے جائیں گے اعاذنا اللہ منہا ف یعنی سورج غروب ہونے کے بعد جب اس کی چاندنی پھیلے ف یعنی جب دن میں سورج پوری روشنی اور صفائی کے ساتھ جلوہ گر ہو ف یعنی جب رات کی تاریکی خوب چھا جائے اور سورج کی روشنی کا کچھ نشان دکھائی نہ دے ف یعنی جس شان و عظمت کا اس کو بنایا۔ اور بعض کے نزدیک "ما بناھا" سے مراد اس کا بنانے والا ہے ف یعنی جس حکمت سے اسکو پھیلا کر مخلوق کی بود و باش کے قابل کیا۔ یہاں بھی بعض نے "ما طحاھا" سے اس کا پھیلانے والا مراد لیا ہے ف کہ اعتدال مزاج کا اور جو اس ظاہری و باطنی اور قوائے طبعیہ حیوانیہ اور نفسانیہ سب اسکو دے اور نیکی بدی کے راستوں پر چلنے کی استعداد رکھی۔

ع ۱
۳۰
۱۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن۔ ف سورۂ لیل کے نازل ہونیکا سبب کہتے ہیں دو شخص مالدار تھے ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ دوسرے امیہ بن خلف اس کے کئی غلام تھے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کر دیا تھا کسی سے کھیتی کا کسی سے تجارت کا کسی سے مواشی کی نگہبانی کا کام لیتا
اس سبب سے بہت دولت حاصل کی تھی مگر کبھی فقیر کو کچھ نہ دیتا حضرت بلال بھی اسکے غلاموں سے تھے جنکی بزرگی یہاں تک پہونچی تھی کہ حضرت نے ان کو اپنے آگے بہشت میں دیکھا، اور فرمایا بہشت کو مشتاق ہو بلال کی۔ بلال چپکے مسلمان ہو گئے تھے یہ خبر جب
امیہ کو پہونچی، وہ بدبخت اس دین سے پھر جانے کے واسطے بڑی بڑی تکلیف ان کو دینے لگا۔ دھوپ میں لٹا کر گرم پتھر ان کے بدن پر رکھتا آس پاس اس کے آگ جلواتا اور کوڑے کھلواتا۔ بلال اس دکھ میں خدا خدا پکارتے تھے کہ میرا خاوند ایک ہے، ایکدن
حضرت ابوبکر وہاں جا نکلے یہ حال دیکھکر امیہ کو نصیحت کرنے لگے۔ اس مردود نے نہ مانا پھر کہا کہ اگر تیرا دل اسپر جلتا ہے تو مجھ سے اسکو مول لے۔ انھوں نے کہا پر کیا قیمت لیگا اس نے کہا کہ نسطاس رومی کو اسکے عوض دے حضرت ابوبکرؓ نے بڑی خوشی سے
نسطاس کو مع دس ہزار دینار کے جو اس کا مایہ تھا اور چالیس اوقیہ اور بڑھا کر دیا اور بلال کو لیکر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے آزاد کیا۔ اسدن سے بلال جناب پیغمبر کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ اسی طرح کتنوں کو خرید کر آزاد کیا، عامر
بن فہیرہ و زبیرہ و نہدیہ و ام عبیس وغیرہ اور چالیس ہزار درہم جو انکا سرمایہ تھا حضرت کے حکم سے مسلمانوں پر خرچ کیا اور چھ ہزار درہم کہ باقی رہا تھا ہجرت کے وقت اور مدینے میں صرف کر دیا حضرت نے فرمایا جسقدر ابوبکر کے مال نے مجھے نفع دیا کسی کے مال نے نہیں۔ جب سب خرچ کرکے فقیر ہو گئے ایکدن کمبل گلے میں ڈال کر بیٹھے تھے حضرت جبرئیل آئے حضرت سے پوچھا کہ ابوبکر تو دولتمند تھے یہ کیا ہوا حضرت نے فرمایا کہ اس نے سب اپنا مال اللہ کی راہ میں اور میرے کام میں خرچ کیا جبرئیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ اس دکھ میں تو مجھ سے راضی ہے یا ناخوش حضرت ابوبکر کا اس بات کے سنتے ہی عجب حال ہوا کہ وجد میں آکر کہنے لگے انا عن ربی راض انا عن ربی راض حق تعالیٰ اس سورۃ میں دونوں کی محنت اور کام کے اختلاف کو بیان فرماتا ہے کہ ہر شخص کا نیکی اور بدی کے حاصل کرنے میں احوال جدا ہیں ہر سب حالوں کو قیاس کیا چاہیے۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا از شاہ عبدالقادر صاحب

فَجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَقَدْ خَابَ

ڈھٹائی کی اور بچ چلنے کی مراد کو پہونچا جس نے اسکو سنوارا اور نامراد ہوا

ڈھٹائی کی اور بچ کر چلنے کی ف تحقیق مراد کو پہونچا جس نے اسکو سنوار لیا ف اور نامراد ہوا

مَنْ دَسّٰىهَا ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝ اِذِ انْبَعَثَ

جس نے اسکو خاک میں ملایا جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں

جس نے اسکو خاک میں ملا چھوڑا ف جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے ف جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں

اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝

کا بڑا بدبخت پھر کہا ان کو اللہ کے رسول نے خبردار ہو اللہ کی اونٹنی اور اسکے پینے کی باری سے

کا بڑا بدبخت ف پھر کہا ان کو اللہ کے رسول نے خبردار رہو اللہ کی اونٹنی سے اور اسکی پانی پینے کی باری سے ف

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

پھر جھٹلایا انھوں نے اسکو پھر کاٹ ڈالا اسے پھر الٹ مارا ان پر ان کے رب نے ان کے گناہ سے

پھر انھوں نے اسکو جھٹلایا پھر پاؤں کاٹ ڈالے اسکے پھر الٹ مارا ان پر ان کے رب نے بسبب ان کے گناہوں کے

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ	فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝	وَهِيَ اِحْدٰى وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً
	پھر برابر کر دیا اور وہ نہیں ڈرتا کہ پیچھا کرینگے	
سورۃ اللیل مکہ میں نازل ہوئی	پھر برابر کر دیا سب کو ف اور وہ نہیں ڈرتا پیچھا کرنے سے ف	اور اسکی اکیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

قسم ہے رات کی ف جب چھا جاوے اور دن کی جب روشن ہووے اور اسکی جس نے پیدا کیا نر

قسم رات کی جب چھا جائے اور دن کی جب روشن ہو اور اس کی جو اس نے پیدا کئے نر

وَالْاُنْثٰٓى ۝ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝

اور مادہ تمہاری کمائی بھانت بھانت ہے سو جس نے دیا اور ڈر رکھا

اور مادہ تمہاری کمائی طرح طرح پر ہے ف سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا

وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ وَاَمَّا مَنْۢ

اور سچ جانا بھلی بات کو تو سہج سہج پہونچا دیں گے ہم اسکو آسانی میں اور جس نے

اور سچ جانا بھلی بات کو تو اسکو ہم سہج سہج پہونچا دینگے آسانی میں ف اور جس نے

بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝

نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سہج سہج پہونچا دینگے ہم اسکو سختی میں

نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو اسکو ہم سہج سہج پہونچا دینگے سختی میں ف

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝

اور کام نہ آویگا اسکو مال اسکا جب گڑھے میں گرے گا ہمارا ذمہ ہے سوجھا دینا

اور کام نہ آویگا اس کے مال اس کا جب گڑھے میں گرے گا ف ہمارا ذمہ ہے راہ سجھا دینا

ع ۱۵ ۱۶

فوائد صفحہ ہذا۔ ف یعنی اول تو اجمالی طور پر عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے ذریعہ سے بھلائی برائی میں فرق کرنے کی سمجھ دی۔ پھر تفصیلی طور پر انبیاء و رسل کی زبانی خوب کھول کھول کر بتلا دیا کہ یہ راستہ بدی کا اور یہ پرہیزگاری کا ہے، اس کے بعد قلب میں جو نیکی کا رجحان یا بدی کی طرف میلان ہو، ان دونوں کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے، گو القاء اول میں فرشتہ واسطہ ہوتا ہے اور ثانی میں شیطان۔ پھر وہ رجحان و میلان کبھی بندہ کے قصد و اختیار سے مرتبہ عزم کو پہنچ کر صدور فعل کا ذریعہ بن جاتا ہے جسکا خالق اللہ اور کاسب بندہ ہے اسی کسب خیر و شر پر مجازات کا سلسلہ بطریق تسبیب قائم ہے۔ وہذہ المسئلۃ من معضلات المسائل وتفصیلہ یطلب من مظانہا۔ وتحقیق الکلام فیہا لا یسعہ المقام وبیدنا لک الآن ساعدنا التوفیق واللہ الموفق والمعین
ف نفس کا سنوارنا اور پاک کرنا یہ ہے کہ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو عقل کے تابع کرے اور عقل کو شریعت الہیہ کا تابعدار بنائے۔ تاکہ روح اور قلب دونوں تجلی الٰہی کی روشنی سے منور ہو جائیں ف خاک میں ملا چھوڑنے سے یہ مراد ہے کہ نفس کی باگ بیکسر شہوت و غضب کے ہاتھ میں دیدے عقل و شرع سے کچھ سروکار نہ رکھے گویا خواہش اور ہوٰی کا بندہ بن جائے۔ ایسا آدمی جانوروں سے بدتر اور ذلیل ہے (تنبیہ) "قد افلح من زکیہا وقد خاب من دسیہا" جواب قسم ہے اور اسکو مناسبت قسموں سے یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی دن کا اجالا اور رات کا اندھیرا، آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی کو ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا اور نفس انسانی میں خیر و شر کی متقابل قوتیں رکھیں اور دونوں کو سمجھنے اور ان پر چلنے کی قدرت دی۔ اسی طرح متضاد و مختلف اعمال پر مختلف ثمرات و نتائج مرتب کرنا بھی اسی حکیم مطلق کا کام ہے خیر و شر اور ان دونوں کے مختلف آثار و نتائج کا عالم میں پایا جانا بھی حکمت تکوینی کے اعتبار سے ایسا ہی موزوں و مناسب ہے جیسے اندھیرے اور اجالے کا وجود ف یعنی حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا یہ قد خاب من دسیہا کی ایک مثال عبرت کے لئے بیان فرما دی۔ سورۂ اعراف وغیرہ میں یہ قصہ مفصل گزر چکا ہے ف یہ بدبخت قدار بن سالف تھا۔ ف یعنی خبردار اس کو قتل نہ کرنا اور نہ اسکا پانی بند کرنا پانی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ غالباً اسی سبب سے وہ اسکے قتل پر آمادہ ہوئے تھے۔ اور "اللہ کی اونٹنی" اس اعتبار سے کہا کہ اللہ نے اس کو حضرت صالح کی نبوت کا ایک نشان بنایا تھا۔ اور اس کا احترام و ادب کیا تھا۔ یہ قصہ پہلے "اعراف" وغیرہ میں گزر چکا ف حضرت صالحؑ نے فرمایا تھا "ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب الیم" (اس اونٹنی کو برائی سے ہاتھ نہ لگانا، ورنہ سخت دردناک عذاب میں پھنس جاؤ گے) ان لوگوں نے اس بات کو جھوٹ سمجھا پیغمبر کی تکذیب کی اور اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ آخر وہی ہوا جو حضرت صالحؑ نے کہا تھا اللہ تعالیٰ نے سب کو مٹا کر برابر کر دیا ف یعنی جیسے بادشاہان دنیا کو کسی بڑی قوم یا جماعت کی سزا دہی کے بعد احتمال ہوتا ہے کہ کہیں ملک میں شورش برپا نہ ہو جائے یا انتظام ملکی میں خلل نہ پڑے، اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں کا کوئی اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ ایسی کونسی طاقت ہے جو سزا یافتہ مجرموں کا انتقام لینے کے لئے اس کا پیچھا کرے گی؟ (العیاذ باللہ) ف یعنی جسطرح دنیا میں رات اور دن، نر اور مادہ مختلف و متضاد چیزیں پیدا کی گئی ہیں، تمہارے اعمال اور کوششیں بھی مختلف و متضاد ہیں۔ پھر ان مختلف اعمال و مساعی پر نتائج بھی مختلف ہی مرتب ہونگے جن کا ذکر آگے آتا ہے ف یعنی جو شخص نیک راستہ میں مال خرچ کرتا اور دلمیں خدا سے ڈرتا ہے اور اسلام کی بھلی باتوں کو سچ جانتا اور بشارات ربانی کو صحیح سمجھتا ہے، اسکے لئے ہم اپنی عادت کے موافق نیکی کا راستہ آسان کر دینگے اور انجام کار انتہائی آسانی اور راحت کے مقام پر پہونچا دینگے جسکا نام جنت ہے ف یعنی جسنے خدا کی راہ میں خرچ نہ کیا اسکی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی پروا نہ کی اور اسلام کی باتوں اور اللہ کے وعدوں کو جھوٹ جانا، اسکا دل روز بروز تنگ و سخت ہوتا چلا جائیگا نیکی کی توفیق سلب ہوتی جائیگی اور آخر کار آہستہ آہستہ عذاب الٰہی کی انتہائی سختی میں پہنچ جائیگا یہی اللہ کی عادت ہے کہ سعداء جب نیک عمل اختیار کرتے ہیں اور اشقیاء جب بدعمل کی طرف چلتے ہیں تو دونوں کے لئے وہی راستہ آسان کر دیا جاتا ہے جو انھوں نے تقدیر الٰہی کے موافق اپنے ارادہ و اختیار سے پسند کر لیا ہے۔ ف یعنی جس مال و دولت پر گھمنڈ کرکے خدا کی طرف سے بے پروا ہو رہا تھا، وہ ذرا بھی عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکیگا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف١ یعنی ہمارے اختیار میں ہے آخرت کا کام اور وہ ہر گز۔ گویا سو جو کوئی ہم سے آخرت مانگے آخرت پاوے، اور جو کوئی دنیا مانگے دنیا پاوے اور جو دونوں مانگے دونوں پاوے اور دونوں جہان کی آبادی کے واسطے آدمیوں کی محبت خلقت پیدا کی اور ہر کسی کے دل میں وہی خواہش ڈالی جہاں وہ جاوے گا۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف٢ حضرت کو کئی دن وحی نہ آئی۔ دل کو بہت برا لگا کہ چاند نکلے۔ کافروں نے کہا اس کے رب نے اسکو چھوڑ دیا پھر یہ سورت نازل ہوئی۔ پہلے قسم کھائی دھوپ کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ کی دو قدرتیں ہیں باطن میں بھی کبھی چاندنا ہے کبھی اندھیرا دونوں اللہ کے ہیں اللہ سے بندہ کبھی دور نہیں ہوا ف٣ یعنی پچھلی حالت بہتر ہے پہلی سے۔ فتح العزیز سے لکھا ف٤ حضرت کا باپ مر گیا پیٹ میں چھوڑ کر دادا نے پالا وہ بھی مر گیا آٹھ برس کا چھوڑ کر پھر چچا نے پالا جب تک جوان ہوئے ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف٥ جب حضرت جوان ہوئے قوم کی راہ و رسم سے بیزار تھے اور پاس کوئی راہ نہ تھی۔ اللہ نے دین حق نازل کیا ١٢ منہ رحمہ اللہ ۔

از شاہ عبدالقادر صاحب

وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۝ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۝

اور ہمارے ہاتھ میں ہے پچھلا اور پہلا ف٢ سو میں نے خبر سنا دی تمکو ایک بھڑکتی آگ کی

اور ہمارے ہاتھ میں ہے آخرت اور دنیا ف١ سو میں نے سنا دی تم کو خبر ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی ف٢

لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ وَ

اس میں وہی پیٹھے گا جو بڑا بدبخت ہے جسنے جھٹلایا اور منہ موڑا اور

اس میں وہی گریگا جو بڑا بدبخت ہے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا ف٣ اور

سَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝ وَ

بچا دیں گے اس سے بڑے ڈر والے کو جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو اور

بچا دیں گے اس سے بڑے ڈرنیوالے کو ف٤ جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو ف٥ اور

مَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ

نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا بدلہ دے مگر چاہ کر

نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا بدلہ دے مگر واسطے چاہنے

وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝

منہ اپنے رب کا جو سب سے اوپر ہے اور آگے وہ راضی ہوگا

مرضی اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے اور آگے وہ راضی ہوگا ف٦

سُورَةُ الضُّحَىٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً

سورۂ ضحیٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی گیارہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا

قسم دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جاوے نہ رخصت کیا تجھکو تیرے رب نے

قسم دھوپ چڑھے وقت کی اور رات کی جب چھا جائے نہ رخصت کر دیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ

قَلَىٰ ۝ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ

بیزار ہوا ف٢ اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے ف٣ اور آگے

بیزار ہوا ف١ اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے ف٢ اور آگے

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا

دے گا تجھکو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا بھلا نہ پایا تجھ کو یتیم

دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا ف٣ بھلا نہیں پایا تجھ کو یتیم

فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ

پھر جگہ دی ف٤ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی ف٥ اور پایا تجھکو

پھر جگہ دی ف٤ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجھائی ف٥ اور پایا تجھ کو

منزل ٧

ف١ یعنی ہماری حکمت اس کو مقتضی نہیں کہ کسی آدمی کو زبردستی نیک یا بد بننے پر مجبور کر دیں۔ البتہ ہم نے اپنے ذمہ لیا ہو کہ سب کو نیکی بدی کی راہ سمجھا دیں۔ اور بھلائی برائی کو خوب کھول کر بیان کر دیں پھر جو شخص جو راہ اختیار کرے دنیا اور آخرت میں اسی کے موافق اسے برتاؤ کریں گے ف٢ اس ایک ابتر کی ہوئی آگ سے شاید دوزخ کا وہ طبقہ مراد ہو گا جو بڑے بڑے بھاری مجرموں اور بدبختوں کے لئے مخصوص ہو ف٣ یعنی ہمیشہ کے لئے وہی گریگا کہ پھر کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ کما دل علیہ النصوص ف٤ یعنی ایسے لوگوں کو اسکی ہوا تک بھی نہیں لگیگی۔ صاف بچا دیے جائیں گے ف٥ یعنی نفس کو رذائل بخل و طمع وغیرہ سے پاک کرنا مقصود ہو۔ کسی طرح کا ریا اور نمود و نمائش یا دنیوی اغراض پیش نظر نہیں ف٦ یعنی خرچ کرنے سے کسی مخلوق کے احسان کا بدلہ اتارنا مقصود نہیں۔ بلکہ خالص رضائے مولا کی طلب اور دیدار الہٰی کی تمنا میں گھر بار لٹا رہا ہو تو وہ اطمینان رکھے کہ اسے ضرور خوش کر دیا جائے گا اور اسکی یہ تمنا ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ اللھم لا تقیم اجر المحسنین (تنبیہ) اگرچہ مضمون آیات عام ہے لیکن روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ ان آخری آیات کا نزول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہوا۔ اور یہ بہت بڑی دلیل ان کی فضیلت و برتری کی ہے زہے نصیب اس بندے کے جس کے اتقی ہونے کی تصدیق آسمان سے ہو۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ اور خود حضرت حق سے اسکو ولسوف یرضیٰ کی بشارت سنائی جائے۔ فی الحقیقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ولسوف یرضیٰ کی بشارت ایک انعکاس ہے اس بشارت عظمیٰ کا جو آگے نبی کریم صلعم کے حق میں آرہی ہے "ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ" ف٦ روایات صحیحہ میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے یعنی وحی قرآنی بند رہی مشرکین کہنے لگے کہ دیکھئے محمد کو اس کے رب نے رخصت کر دیا۔ اس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ میرا گمان ہے کہ (واللہ اعلم) کہ یہ زمانہ فترۃ الوحی کا ہو جب سورۂ "اقراء" کی ابتدائی آیات نازل ہونے کے بعد ایک طویل مدت تک وحی رکی رہی تھی اور حضور خود اس فترت کے زمانہ میں سخت مغموم و مضطرب رہتے تھے۔ تا آنکہ فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے "یا ایھا المدثر" سے خطاب فرمایا اغلب ہے کہ اس وقت مخالفوں نے اسطرح کی چہ میگوئیاں کی ہوں۔ چنانچہ ابن کثیرؒ نے محمد بن اسحاق وغیرہ سے جو الفاظ نقل کئے ہیں وہ اسی احتمال کی تائید کرتے ہیں۔ ممکن ہو اسی دوران میں وہ قصہ بھی پیش آیا ہو جو بعض احادیث صحیحہ میں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ بیماری کی وجہ سے دو تین رات نہ اٹھ سکے، تو ایک خبیث عورت کہنے لگی۔ اے محمد! معلوم ہوتا ہے تیرے شیطان نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے (العیاذ باللہ) غرض ان سب خرافات کا جواب "والضحٰی" میں دیا گیا ہے۔ پہلے قسم کھائی دھوپ چڑھتے وقت کی اور اندھیری رات کی۔ پھر فرمایا کہ دشمنوں کے سب خیالات غلط ہیں۔ نہ تیرا رب تجھ سے ناراض اور بیزار ہوا نہ تجھ کو رخصت کیا بلکہ جس طرح ظاہر میں وہ اپنی قدرت و حکمت کے مختلف نشان ظاہر کرتا اور دن کے پیچھے رات اور رات کے پیچھے دن کو لاتا ہے، یہی کیفیت باطنی حالات کی سمجھو۔ اگر سورج کی روشنی کے بعد رات کی تاریکی کا آنا اللہ کی خفگی اور ناراضی کی دلیل نہیں۔ اور نہ اسکا ثبوت ہے کہ اس کے بعد دن کا اجالا کبھی نہ ہوگا۔ تو چند روز نور وحی کے رکے رہنے سے یہ کیونکر سمجھ لیا جائے کہ آج اللہ اپنے منتخب کئے ہوئے پیغمبر سے خفا اور ناراض ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے وحی کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ ایسا کہنا تو خدا کے علم محیط اور حکمت بالغہ پر اعتراض کرنا ہے۔ گویا اسے خبر نہ تھی کہ جس کو میں نبی بنا رہا ہوں وہ آئندہ چل کر اس کا اہل ثابت نہ ہوگا۔ العیاذ باللہ ف٢ یعنی آپ کی پچھلی حالت پہلی حالت سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ وحی کی یہ چند روزہ رکاوٹ آپ کے نزول و انحطاط کا سبب نہیں، بلکہ بیش از بیش عروج و ارتقاء کا ذریعہ ہے اور اگر پہلی سے پچھلی حالت کا تصور کیا جائے یعنی آخرت کی شان و شکوہ کا، جبکہ آدم اور آدم کی ساری اولاد آپ کے جھنڈے تلے جمع ہوگی۔ تو وہاں کی بزرگی اور فضیلت تو یہاں کے اعزاز و اکرام سے بدرجہا بڑھ کر ہے ف٣ یعنی ناراض اور بیزار ہو کر چھوڑ دینا کیسا، ابھی تو تیرا رب تجھ کو دنیا و آخرت میں اس قدر دولتیں اور نعمتیں عطا فرمائیگا کہ تو پوری طرح مطمئن اور راضی ہو جائے۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد راضی نہیں ہوگا جب تک اس کی امت کا ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے۔ ف٤ یعنی حضرت کی ولادت با سعادت سے پہلے ہی آپ کے والد وفات پا چکے تھے۔ چھ سال کی عمر تھی کہ والدہ نے رحلت کی۔ پھر آٹھ سال کی عمر تک اپنے دادا عبدالمطلب کی کفالت میں رہے۔ آخر اس در یتیم اور نادرہ روزگار کی ظاہری تربیت و پرورش کی سعادت آپ کے حقیقی چچا ابوطالب کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے زندگی بھر آپ کی نصرت و حمایت اور تکریم و تبجیل میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ہجرت سے کچھ پہلے وہ بھی دنیا سے رخصت ہوئے۔ چند روز بعد یہ امانت الٰہی اللہ کے حکم سے انصار مدینہ کے گھر پہنچ گئی "اوس" اور "خزرج" کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا، اور انہوں نے اس کی حفاظت اس طرح کی جس کی نظیر چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ایواء کے تحت میں داخل ہیں۔ کما اشار الیہ ابن کثیر رحمہ اللہ۔ ف٥ جب حضرت جوان ہوئے قوم کے مشرکانہ اطوار اور بیہودہ رسم و راہ سے سخت بیزار تھے اور قلب میں خدائے واحد کی عبادت کا جذبہ پورے زور کے ساتھ موجزن تھا عشق الٰہی کی آگ سینہ مبارک میں بڑی تیز ہو رہی تھی۔ وصول الی اللہ اور ہدایت خلق کی اعلیٰ ترین استعداد جس کی نظیر تمام عالم میں نہ تھی بڑے زور سے ابھر رہی تھی۔ (باقی برصفحہ ٧٧٩)

toobaa-elibrary.blogspot.com

(موضح قرآن) ف۱ حضرت خدیجہ اپنی قوم میں اشراف تھیں اور مالدار ان سے نکاح ہوا سب مال انھوں نے حاضر کیا ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی حوصلہ کشادہ دیا اتنا بڑا کام اٹھانے کو اور ظاہر میں بھی فرشتوں نے حضرت کا سینہ چاک کر کے دل میں سے سیاہی نکال کر دھو ڈالی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ وحی کا اترنا اول مشکل تھا پھر آسان ہوگیا ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی پیغمبروں میں اور فرشتوں میں تیرا نام بلند ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ یعنی خلق کے سمجھانے سے فراغت ہو تو خلوت کی عبادت میں لگ ۱۲ منہ رح ——— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ

مفلس پھر محظوظ کیا ف۱ سو جو یتیم ہو اسکو نہ دبا اور جو مانگتا ہو

مفلس پھر بے پرواہ کر دیا ف۱ سو جو یتیم ہو اس کو مت دبا ف۲ اور جو مانگتا ہو

فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ ع

اسکو نہ جھڑک اور جو احسان ہے تیرے رب کا اسکو بیان کر

اس کو مت جھڑک ف۳ اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر ف۴

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۂ الانشراح مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِىْٓ

کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ ف۲ اور اتار رکھا ہم نے تجھ پر سے تیرا بوجھ جس نے

کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ ف۵ اور اتار رکھا ہم نے تجھ پر سے بوجھ تیرا جس نے

اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ

کڑکائی تیری پیٹھ ف۳ اور اونچا کیا مذکور تیرا ف۴ سو البتہ

جھکا دی تھی پیٹھ تیری ف۶ اور بلند کیا ہم نے مذکور تیرا ف۷ سو البتہ

الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ

مشکل کے ساتھ آسانی ہے البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے پھر جب تو فارغ ہو

مشکل کے ساتھ آسانی ہے البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے ف۸ پھر جب تو فارغ ہو

فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ ع

تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف دل لگا ف۵

تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف دل لگا ف۹

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۂ التین مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ

قسم انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس شہر

قسم انجیر کی اور زیتون کی ف۱ اور طور سینین کی اور اس شہر

منزل ۷

(بقیہ فوائد صفحہ ۷۷۸) جوش مارتا تھا لیکن کوئی صاف کھلا ہوا راستہ اور مفصل دستور العمل بظاہر دکھائی نہ دیتا تھا جس سے اس عرش و کرسی سے زیادہ وسیع قلب کو تسکین ہوتی۔ اسی جوش طلب اور فرط محبت میں آپ بے قرار اور سرگرداں پھرتے اور غاروں اور پہاڑوں میں جا کر مالک کو یاد کرتے اور محبوب حقیقی کو پکارتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے "غار حرا" میں فرشتہ کو وحی دیکر بھیجا اور وصول الی اللہ اور اصلاح خلق کی تفصیلی راہیں آپ پر کھول دیں یعنی دین حق نازل فرمایا "ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا" (شوریٰ رکوع ۵) (تنبیہ) یہاں "ضالا" کے معنی کرتے وقت سورۂ "یوسف" کی آیت "قالوا تاللہ انک لفی ضلالک القدیم" کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ ع ۱۱ ۱۸

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ اس طرح کہ حضرت خدیجہؓ کی تجارت میں آپ مضارب ہو گئے۔ اس میں نفع ملا۔ پھر حضرت خدیجہؓ نے آپ سے نکاح کر لیا اور اپنا تمام مال حاضر کر دیا۔ یہ تو ظاہری غنا تھا۔ باقی آپ کے قلبی اور باطنی غنا کا درجہ تو وہ غنی عن العالمین ہی جانتا ہے۔ کوئی بشر اس کا کیا اندازہ کر سکے مطلب یہ ہے کہ آپ ابتداء سے مورد الطافات ربانی ہیں آئندہ بھی رہیں گے جب یہ در دکھا دیا تو اس شان سے آپ کی تربیت فرمائی۔ کیا وہ خفا ہو کر آپ کو یونہی درمیان میں چھوڑ دیگا۔ استغفر اللہ ف۲ بلکہ اسکی خبرگیری اور دلجوئی کرو جس طرح تم کو یتیمی کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ٹھکانا دیا تم دوسرے یتیموں کو ٹھکانا دو اسی طرح کے مکارم اخلاق اختیار کرنے سے بندہ اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے "صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ" حدیث میں آپ نے فرمایا "انا وکافل الیتیم کھاتین" واشار الی السبابۃ والوسطیٰ ف۳ یعنی تم نادار تھے، اللہ تعالیٰ نے غنا عطا فرمایا۔ اب شکرگزار بندے کا حوصلہ یہی ہونا چاہیئے کہ مانگنے والوں سے تنگدل نہ ہو اور حاجتمندوں کے سوال سے گھبرا کر جھڑکنے ڈانٹنے کا شیوہ اختیار نہ کرو بلکہ فراخدلی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ احادیث میں سائلین کے مقابلہ پر آپکی وسعت اخلاق کے جو قصے منقول ہیں وہ بڑے سے بڑے مخالف کو آپ کے اخلاق کا گرویدہ بنا دیتے ہیں (تنبیہ) صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ سائل کے زجر کی ممانعت اس صورت میں ہے جب وہ نرمی سے مان جائے، ورنہ اگر اڑی لگا کر کھڑا ہو جائے اور کسی طرح نہ مانے اسوقت زجر جائز ہے ف۴ محسن کے احسانات کا بہ نیت شکرگزاری نہ بقصد فخر و مباہات اچھا کرنا شرعاً محمود ہے۔ لہٰذا جو انعامات اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائے ان کو بیان کیجئے خصوصاً وہ نعمت ہدایت جس کا ذکر "ووجدک ضالا فھدیٰ" میں ہوا۔ اسکا لوگوں میں پھیلانا اور کھول کھول کر بیان کرنا تو آپ کا فرض منصبی ہے شاید آپ کے ارشادات وغیرہ کو جو حدیث کہا جاتا ہے۔ وہ اسی لفظ فحدث سے لیا گیا ہو۔ واللہ اعلم ف۵ کہ اس میں علوم و معارف کے سمندر اتار دیئے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا کہ بیشمار دشمنوں کی عداوت اور مخالفوں کی مزاحمت سے گھبرانے نہ پائیں (تنبیہ) احادیث و سیر سے ثابت ہے کہ ظاہری طور پر بھی فرشتوں نے متعدد مرتبہ آپ کا سینہ چاک کیا لیکن مدلول آیت کا بظاہر وہ معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم ف۶ وحی کا اترنا اول سخت مشکل تھا۔ پھر آسان ہوگیا۔ یا منصب رسالت کی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے خاطر شریف پر گرانی گزرتی ہوگی۔ وہ دور کر دی گئی۔ یا "وزر" سے وہ امور مباحہ مراد ہوں جو گاہ بگاہ آپ قرین حکمت و صواب سمجھ کر کر لیتے تھے۔ اور بعد میں ان کا خلاف حکمت یا خلاف اولیٰ ہونا ظاہر ہوتا تھا اور آپ بوجہ علو شان اور غایت قرب کے اس سے ایسے ہی مغموم ہوتے تھے جس طرح کوئی گناہ سے مغموم ہوتا ہے تو اس آیت میں ان پر مواخذہ نہ ہونے کی بشارت ہوئی کذا روی عن بعض السلف۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ لکھتے ہیں کہ آپ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات پر پہنچنے کا تقاضا کرتی تھی قلب مبارک کو جسمانی تکلیف یا نفسانی تشویشات کی وجہ سے ان پر فائز ہونا دشوار ع ۸ ۱۹

... نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کشادہ کردیا وہ دشواریاں جاتی رہیں اور سب بوجھ ہلکا ہوگیا ف۷ یعنی پیغمبروں اور فرشتوں میں آپکا نام بلند ہو دنیا میں تمام سمجھدار انسان نہایت عزت و وقعت سے آپکا ذکر کرتے ہیں ... یہ اور التحیات وغیرہ میں اللہ کے نام کے بعد آپکا نام لیا جاتا ہے اور خدا نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہو وہیں ساتھ کے ساتھ آپ کی فرمانبرداری کی تاکید کی ہوگی یعنی اللہ کی رضا جوئی میں جو سختیاں آپ نے برداشت کیں ... ہر ایک سختی کے ساتھ کئی کئی آسانیاں ہیں مثلاً حوصلہ فراخ کر دیا جس سے ان مشکلات کا اٹھانا سہل ہوگیا، اور ذکر کا بلند کرنا جس کا تصور بڑی بڑی مصیبتوں کے تحمل کو آسان کر دیتا ہو یا یہ مطلب ہو کہ جب ہم نے آپ کو روحانی ... ت رفع کردی جیسا کہ "الم نشرح" الخ سے معلوم ہوا تو اس سے دنیوی راحت و محنت میں بھی ہمارے فضل و کرم کا امیدوار رہنا چاہیئے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ بیشک موجودہ مشکلات کے بعد آسانی ہونے والی ہے اور تاکید ... لہ ضرور موجودہ سختی کے بعد آسانی ہو کر رہیگی۔ چنانچہ احادیث و سیر سے معلوم ہو گا کہ وہ سب مشکلات ایک ایک کر کے دور کی گئیں ... آسانیاں لے کر آئی (بقیہ بر صفحہ ۷۸۰)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ۔ ف۱ یہ شہر فرمایا مکہ کو اور انجیر اور زیتون کے دو باغ ہیں دو پہاڑ پر بیت المقدس کے آس پاس وہ مکان برکت کا ہے اور طور سینین جہاں حضرت موسیٰ سے کلام ہوا یہ چار مکان فرمائے بہت برکت کے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی اسکو لائق بنایا فرشتوں کے مقام کے پھر جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ اول جبرئیل وحی لائے تو یہی پانچ آیتیں حضرت نے کبھی پڑھا نہ تھا جتنا سکھایا کہ قلم سے بھی علم دیتی ہیں ہے یوں بھی دیں دے گا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ یہ ابوجہل کا فر تھا حضرت کو نماز پڑھتے دیکھتا تو چڑھتا تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــــ از شاہ عبد القادر صاحب

الْأَمِينِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝

امن والے کی ف۱ ہم نے بنایا آدمی خوب سے اندازے پر

امن والے کی ف ہم نے بنایا آدمی خوب سے اندازے پر ف

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ

پھر پھینک دیا اسکو نیچوں سے نیچے ف۲ مگر جو یقین لائے اور

پھر پھینک دیا اسکو نیچوں سے نیچے ف مگر جو یقین لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ

کیں بھلائیاں سو ان کو نیگ ہے بے انتہا پھر تو کیوں جھٹلاوے اس پیچھے

عمل کئے اچھے سو ان کے لئے ثواب ہے بے انتہا ف پھر تو اسکے پیچھے کیوں جھٹلاتے

بَعْدُ بِالدِّينِ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝

بدلا ملنا کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بہتر حاکم

بدلا ملنے کو ف کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ف

سُورَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

سورۂ علق مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے بنایا بنایا آدمی

پڑھ اپنے رب کے نام سے ف جو سب کا بنانے والا ف بنایا آدمی کو جمے ہوئے

عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے

لہو سے ف پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے ف جس نے علم سکھایا قلم سے ف

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝

سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا ف کوئی نہیں آدمی سر چڑھتا ہے اس سے

سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا ف کوئی نہیں آدمی سر چڑھ جاتا ہے اس سے

أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰ ۝ أَرَأَيْتَ

کہ دیکھے آپ کو محفوظ بیشک تیرے رب کی طرف پھر جانا ہے تو نے دیکھا وہ

کہ دیکھے اپنے آپ کو بے پروا ف بیشک تیرے رب کی طرف پھر جانا ہے ف تو نے دیکھا اس کو

الَّذِي يَنْهَىٰ ۝ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ ۝ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ

جو منع کرتا ہے ایک بندے کو جب نماز کرے ف بھلا دیکھ تو اگر ہوتا

جو منع کرتا ہے ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھے ف بھلا دیکھ تو اگر ہوتا

(بقیہ صفحہ ۶۷۹) اب بھی عادۃ اللہ یہی ہے کہ جو شخص سختی پر صبر کرے اور سچے دل سے اللہ پر اعتماد رکھے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اسی سے لو لگائے اسی کے فضل و رحمت کا امیدوار رہے، استداد زمانہ سے گھبرا کر آس نہ توڑ بیٹھے ضرور اللہ اس کے حق میں آسانی کریگا، ایک طرح کی نہیں، کئی طرح کی۔ وفی الحدیث "لن یغلب عسر یسرین" وفیہ ایضاً لو جاء العسر فدخل ھذا الحجر لجاء الیسر حتی یدخل علیہ فیخرجہ۔ ف۹ یعنی جب خلق کے سمجھانے سے فراغت پائے تو خلوت میں بیٹھ کر محنت کر، تا مزید یسر کا سبب بنے، اور اپنے رب کی طرف بلا واسطہ متوجہ ہو، تنبیہ، خلق کو سمجھانا اور نصیحت کرنا آپ کی اعلیٰ ترین عبادت تھی۔ لیکن اس میں فی الجملہ مخلوق کا توسط ہوتا تھا بطلوب یہ ہے کہ ادھر سے ہٹ کر بلا واسطہ بھی متوجہ ہونا چاہیئے۔ اس کی تفسیر اور کئی طرح کی گئی ہے۔ مگر اقرب یہی معلوم ہوتی ہے ف۱ انجیر اور زیتون دونوں چیزیں نہایت کثیر المنافع اور جامع الفوائد ہونے کی وجہ سے انسان کی حقیقت جامعہ کے ساتھ خصوصی شابہت رکھتے ہیں۔ اسی لئے "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" کے مضمون کو ان دونوں کی قسم سے شروع کیا۔ اور بعض محققین کہتے ہیں کہ یہاں "التین" اور "الزیتون" سے دو پہاڑوں کی طرف اشارہ ہے جن کے قریب "بیت المقدس" واقع ہے۔ گویا ان درختوں کی قسم مقصود نہیں۔ بلکہ اس مقام مقدس کی قسم کھائی ہے جہاں یہ درخت بکثرت پائے جاتے ہیں اور وہی مولد و مبعث حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ ع ۸ ۳۰

(فوائد صفحہ ہٰذا) ف۱ طور سینین "یا طور سینا" وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرف ہمکلامی بخشا۔ اور "امن والا شہر" مکہ معظمہ ہے جہاں سارے عالم کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اللہ کی سب سے بڑی اور آخری امانت (قرآن کریم) اول اسی شہر میں اتاری گئی تورات کے آخر میں ہے کہ "اللہ طور سینا سے آیا اور ساعیر سے چمکا (جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے) اور فاران سے بلند ہو کر پھیلا" (فاران مکہ کے پہاڑ ہیں) ف۲ یعنی یہ سب مقامات متبرک جہاں سے ایسے ایسے اولوالعزم پیغمبر اٹھے گواہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے اچھے سانچے میں ڈھالا، اور کیسی کچھ تو ئیں اور ظاہری و باطنی خوبیاں اسکے وجود میں جمع کی ہیں، اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے گوئے سبقت لیجائے بلکہ مسجود ملائکہ بنے ف۳ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "اسکو لائق بنایا فرشتوں کے مقام کا، پھر جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے۔ ف۴ جو کبھی کم یا ختم نہ ہوگا ف۵ یعنی اے آدمی ان دلائل کے بعد کیا سبب ہے جس کی بنا پر سلسلہ جزا و سزا کا انکار کیا جا سکتا ہے؟ یا یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگا یعنی ایسے صاف بیانات کے بعد کیا چیز ہے جو منکرین کو جزا کے معاملہ میں تمہاری تکذیب پر آمادہ کرتی ہے خیال کرو انسان کو اللہ نے پیدا کیا اور بہترین شکل و صورت میں پیدا کیا اس کا قوام ایسی ترکیب سے بنایا کہ اگر چاہے تو نیکی اور بھلائی میں ترقی کرکے فرشتوں سے آگے نکل جائے کوئی مخلوق اس کی ہمسری نہ کرسکے۔ چنانچہ اس کے کامل نمونے دنیا نے شام، بیت المقدس، کوہ طور، اور مکہ معظمہ میں اپنے اپنے وقت پر دیکھ لئے جن کے نقش قدم پر اگر آدمی چلیں تو انسانی کمالات اور دارین کی کامیابی کے اعلیٰ ترین مقامات پر پہونچ جائیں۔ لیکن انسان خود اپنی بدتمیزی اور بدعملی سے ذلت و ہلاکت کے گڑھے میں گرتا اور اپنی پیدائشی بزرگی کو گنوا دیتا ہے۔ کسی ایماندار اور نیکوکار انسان کو اللہ تعالیٰ خواہ مخواہ نیچے نہیں گراتا بلکہ اس کے تھوڑے عمل کا بے اندازہ صلہ مرحمت فرماتا ہے کیا ان حالات کے سننے کے بعد بھی کسی کا منہ ہے جو دین فطرت کے اصول اور جزا و سزا کے ایسے معقول قاعدوں کو جھٹلا سکے؟ ہاں ایک ہی صورت تکذیب و انکار کی ہو سکتی ہے کہ دنیا کو یونہی ایک بے سرا کارخانہ فرض کر لیا جائے جس پر نہ کسی کی حکومت ہو نہ یہاں کوئی آئین و قانون جاری ہو، نہ کسی بھلے برے پر کوئی گرفت کر سکے، اسکا جواب آگے دیتے ہیں۔ "الیس اللہ باحکم الحاکمین"۔ ف۶ یعنی اسکی شہنشاہی کے سامنے دنیا کی سب حکومتیں ہیچ ہیں جب یہاں کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اپنے وفاداروں کو انعام، اور مجرموں کو سزا دیتی ہیں تو اس احکم الحاکمین کی سرکار سے یہ توقع کیوں نہ رکھی جائے۔ ف۷ یہ پانچ آیتیں (اقرأ سے مالم یعلم تک) … قرآن کی سب آیتوں اور سورتوں سے پہلے اتریں۔ آپ غار حرا میں خدائے واحد کی عبادت کر رہے تھے کہ ناگہاں حضرت جبرئیلؑ وحی لیکر آئے اور آپ کو کہا "اقرأ" (پڑھئے) آپ نے فرمایا "ما انا بقارئ" (میں پڑھا …) … نے کئی بار آپ کو زور زور سے دبایا، اور بار بار وہی لفظ "اقرأ" کہا، آپ وہی "ما انا بقارئ" جواب دیتے رہے۔ تیسری مرتبہ جبرئیلؑ نے زور سے دبا کر کہا "اقرأ باسم ربک" الخ۔ یعنی اپنے رب کے نام کی برکت … مطلب یہ ہے کہ جس رب نے ولادت سے اس وقت تک آپ کی ایک عجیب اور نرالی شان سے تربیت فرمائی جو پتہ دیتی ہے کہ آپ سے کوئی بہت بڑا کام لیا جانے والا ہے کیا وہ آپ کو ادھر میں چھوڑ دیگا؟ ہرگز نہیں۔ اسی کی … ہوگی جسکی مہربانی سے تربیت ہوئی ہے۔ ف۸ یعنی جس نے سب چیزوں کو پیدا کیا۔ کیا وہ تم میں صفت قرأۃ پیدا نہیں کر سکتا ف۹ جمے ہوئے خون میں نہ حس ہے نہ شعور، نہ علم نہ ادراک بلکہ جماد لایعقل ہے، پھر جو خدا …

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یعنی نیک راہ پر ہوتا یا بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا آدمی ہوتا اب تو منہ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑ دیا ۱۲ منہ ف۲ ایک بار ابوجہل حضرت کو نماز میں دیکھ کر چلا کہ بے ادبی کرے وہاں نہ پہنچا تھا کہ چھپا لگا پروں کا ڈر کر الٹے پاؤں پھرا پھر کبھی یہ خیال نہ کیا معلوم ہوا کہ سجدہ میں بندہ اللہ سے نزدیک ہوتا ہے ۱۲ منہ ف۳ شاید اول اسی شب میں شروع ہوا قرآن اترنا پھر ہمیشہ اس میں یہ نہیں ہیں حقیقتیں اللہ نے رکھیں اس رات جو نیکی کرے گویا ہزار مہینے کی اور دنیا کے کام جو مقدار ہیں اس میں نیچے اترتے ہیں اور اللہ کی طرف سے چین اور وہ ہی اترتی رہتی ہے ساری رات عبادت حلاوت ہوتی ہے وہ رات قرآن سے دریافت ہوا کہ رمضان میں ہے حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخر دہے میں طاق راتوں میں اکیسویں سے ستائیسویں تک الغیب عند اللہ ———— از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

عَلَى الْهُدٰىٓ ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ

ہوتا نیک راہ پر یا سکھاتا ڈر کے کام بھلا دیکھ تو اگر جھٹلایا

نیک راہ پر یا سکھلاتا ڈر کے کام بھلا دیکھ تو اگر جھٹلایا

وَتَوَلّٰى ۝ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ

اور منہ موڑا ف۱ یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے کوئی نہیں اگر باز نہ آوے گا

اور منہ موڑا ف۱ یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھتا ہے ف۲ کوئی نہیں اگر

يَنْتَهِ ۬ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝

ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر کیسی چوٹی جھوٹی گنہگار

باز نہ آئے گا ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر ف۳ کیسی چوٹی جھوٹی گنہگار ف۴

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ كَلَّا ؕ

اب بلا دے اپنی مجلس کو ہم بلاتے ہیں پیادے سیاست کرنے کو کوئی نہیں

اب بلا لیوے اپنے مجلس والوں کو ہم بھی بلاتے ہیں پیادے سیاست کرنے کو ف۵ کوئی نہیں

ع ۱۹ ۲۱ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ ع

نہ مان اس کا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو ف۶

مت مان اس کا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو ف۶

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورۂ قدر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ

ہم نے یہ اتارا شب قدر میں اور تو کیا بوجھا کیا ہے شب

ہم نے اس کو اتارا شب قدر میں ف۱ اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شب

الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۬ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ

قدر شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے اترتے

قدر شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے ف۲ اترتے ہیں

الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ

فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر

فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ف۳ ہر کام

ع ۵ ۲۲ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ ع

کام پر امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک ف۴

پر ف۵ امان ہے ف۶ وہ رات صبح کے نکلنے تک ف۷

منزل ۷

البقیہ صفحہ ۷۸۰ ہے اور لا یعقل کو انسان بنا سکتا ہے وہ ایک امی کو کامل اور ایک امی کو قاری و عالم نہیں بنا سکتا۔ یہاں تک قرآت کا امکان ثابت کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں کہ تم کو باوجود امی ہونے کے قاری بنا دے۔ آگے اس کی خفیت اور وقوع پر متنبہ فرماتے ہیں ف۱ یعنی آپ کی تربیت جس شان سے کی گئی اس سے آپ کی کامل استعداد اور لیاقت نمایاں ہے جب ادھر سے استعداد میں قصور نہیں اور ادھر سے مبداء فیاض میں بخل نہیں، بلکہ وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہے پھر وصول فیض میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے ضرور ہے کریوں ہی ہو کر رہے ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ حضرت نے کبھی لکھا پڑھا نہ تھا فرمایا کہ قلم سے بھی علم وہی دیتا ہے یوں بھی وہی دیگا۔" اور ممکن ہو ادھر بھی اشارہ ہو کہ جس طرح مفیض و مستفیض کے درمیان قلم واسطہ ہوتا ہے اللہ اور محمد کے درمیان جبریلؑ محض ایک واسطہ ہیں جس طرح قلم کا توسط اس کو مستلزم نہیں کہ وہ مستفیض سے افضل ہو جائے ایسے ہی یہاں حقیقت جبرئیلیہ کا حقیقت محمدیہ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا ف۳ یعنی انسان کا بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو کچھ نہیں جانتا آخر اسے رفتہ رفتہ کون سکھاتا ہے بس وہی رب قدیر۔ جو انسان کو جاہل سے عالم بناتا ہے اپنے ایک امی کو عارف کامل بلکہ تمام عارفوں کا سردار بنا دے گا ف۴ یعنی آدمی کی اصل تو اتنی ہے کہ جیسے ہوئے خون سے بنا اور جاہل محض تھا خدا نے علم دیا مگر وہ اپنی اصل حقیقت کو زیادہ یاد نہیں رکھتا دنیا کے مال و دولت پر مغرور ہو کر سرکشی اختیار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں ف۵ یعنی اول بھی اسی نے پیدا کیا اور آخر بھی اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اس وقت اس تکبر اور خود فراموشی کی حقیقت کھلے گی ف۶ یعنی اس کی سرکشی اور تمرد کو دیکھو کہ خود کو تو اپنے رب کے سامنے جھکنے کی توفیق نہیں دوسرا بندہ اگر خدا کے سامنے سربسجود ہوتا ہے اسے بھی نہیں دیکھ سکتا ان آیات میں اشارہ ابوجہل ملعون کی طرف ہے جب وہ حضرتؐ کو نماز پڑھتے دیکھتا تو چڑتا اور دھمکاتا تھا اور طرح طرح سے ایذائیں پہنچانے کی سعی کرتا تھا۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی نیک راہ پر ہوتا بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا آدمی ہوتا اب جو منہ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑا کذا فی موضح القرآن وللمفسرین اقوال فی تفسیرہا من شاء الاطلاع علیہا فلیرجع روح المعانی ف۲ یعنی اس ملعون کی شرارتوں کو اور اس نیک بندے کے خشوع و خضوع کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے ف۳ یعنی رہنے دو یہ سب کچھ جانتا ہے پر اپنی شرارت سے باز نہیں آتا اچھا اب کان کھول کر سن لے کہ اگر اپنی شرارت سے باز نہ آیا تو ہم اس کو جانوروں اور ذلیل قیدیوں کی طرح سر کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ف۴ یعنی جس سر پر یہ چوٹی ہے وہ جھوٹ اور گناہوں سے بھرا ہوا ہے گویا اس کا دروغ اور گناہ بال بال میں سرایت کر گیا ہے ف۵ ابوجہل نے ایک مرتبہ حضرت کو نماز سے روکنا چاہا آپ نے سختی سے جواب دیا کہنے لگا کیا جانتے نہیں کہ مکہ میں سب سے بڑی مجلس میری ہے اس پر فرماتے ہیں کہ اب وہ اپنی مجلس والے ساتھیوں کو بلا لے ہم بھی اس کی گوشمالی کے لئے اپنے سپاہی بلاتے ہیں دیکھیں کون غالب رہتا ہے چند روز بعد بدر کے میدان میں دیکھ لیا کہ اسلام کے سپاہیوں نے اسے کس طرح گھسیٹ کر قلیب بدر میں پھینک دیا باقی اصل وقت گھسیٹے جانے کا آخرت میں ہوگا جب دوزخ کے فرشتے اس کو نہایت ذلت کے ساتھ جہنم رسید کریں گے روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل حضرت کو نماز میں دیکھ کر چلا کہ بے ادبی کرے وہاں پہنچا تھا کہ گھبرا کر پیچھے ہٹا اور ہاتھوں سے بچاؤ کرنے لگا لوگوں کے دریافت کرنے پر کہا کہ مجھے اپنے اور محمد کے درمیان ایک آگ کی خندق نظر آئی جس میں کچھ پر رکھنے والی مخلوق تھی میں گھبرا کر واپس آ گیا حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ ملعون ذرا آگے بڑھتا فرشتے اس کی بوٹی بوٹی جدا کر دیتے گویا آخرت سے پہلے ہی دنیا میں اس کو سندع الزبانیۃ کا ایک چھوٹا سا نمونہ دکھلا دیا۔ (تنبیہ) اکثر مفسرین نے زبانیۃ سے دوزخ کے فرشتے مراد لئے ہیں ف۶ یعنی آپ اس کی ہرگز پرواہ نہ کیجئے اور اس کی کسی بات پر کان نہ دھریئے جہاں چاہو شوق سے اللہ کی عبادت کرو اور اس کی بارگاہ میں سجدے کر کے بیش از بیش قرب حاصل کرتے رہو حدیث میں آیا ہے کہ بندہ سب حالتوں سے زیادہ سجدہ میں اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہوتا ہے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

ف۱ یعنی قرآن مجید لوح محفوظ سے سماء دنیا پر شب قدر میں اتارا گیا اور شاید اسی شب میں سماء دنیا سے پیغمبر علیہ السلام پر اترنا شروع ہوا اس کے متعلق کچھ مضمون سورۂ دخان میں گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے ف۲ یعنی اس رات میں نیکی کرنا ایسا ہے گویا ہزار مہینے تک نیکی کرتا رہا بلکہ اس سے بھی زائد ف۳ یعنی اللہ کے حکم سے روح القدس (حضرت جبریلؑ) بے شمار فرشتوں کے ہجوم میں نیچے اترتے ہیں تاکہ عظیم الشان خیر و برکت سے زمین والوں کو مستفیض کریں اور ممکن ہے روح سے مراد فرشتوں کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہو بہرحال اس مبارک شب میں باطنی حیات اور روحانی خیر و برکت کا ایک خاص نزول ہوتا ہے ف۴ یعنی انتظام عالم کے متعلق جو کام اس سال میں مقدر ہیں ان کے نفاذ کی تعیین کے لئے فرشتے آتے ہیں۔ ملاحظہ ہو سورۃ الدخان یا "من کل امر" سے امر خیر مراد ہو یعنی ہر قسم کے امور خیر لے کر (البقیہ بر صفحہ ۷۸۲)

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف حضرت سے پہلے سب دین والے بگڑ گئے تھے ہر ایک اپنی غلطی پر مغرور اب چاہیے کسی حکیم یا ولی یا بادشاہ عادل کے سمجھائے راہ پر آویں سو ممکن نہ تھا جب تک ایسا رسول نہ آوے عظیم القدر اللہ کی کتاب
اور اس کی مدد کے ساتھ کئی برس میں ملک ملک ایمان سے بھر گئے ف۲ ہر سورت ایک کتاب ہے ف۳ یعنی اس رسول اور اس کتاب کے آگے پیچھے شبہ نہ رہا پھر اب اہل کتاب ضد سے مخالف ہیں شبہ سے نہیں ف۴ یعنی
چیزیں ہر دین میں پسند ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ———— از شاہ عبدالقادر صاحب

سورۃ البینۃ مدنیۃ وھی ثمان آیات

سورۂ بینہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہوئے کتاب والے اور شرک والے

نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہیں اہل کتاب اور مشرک ف۱

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا

باز آنے والے جب تک نہ پہنچے ان کو کھلی بات ف۱ ایک رسول اللہ کا پڑھتا

باز آنے والے یہاں تک کہ پہنچے ان کے پاس کھلی بات ایک رسول اللہ کا پڑھتا ہوا

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ وَمَا تَفَرَّقَ

ورق پاک ان میں لکھی کتابیں مضبوط ف۲ اور پھوٹ جو

ورق پاک ف۲ اس میں لکھی ہیں کتابیں مضبوط ف۳ اور وہ جو پھوٹ پڑی

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝

جن کو ملی کتاب سو جب آچکی ان کو کھلی بات ف۳

اہل کتاب میں سو جب کہ آچکی ان کے پاس کھلی بات ف۴

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ

اور ان کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی نری کر کر اس کے واسطے بندگی

اور ان کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی خالص کر کے اس کے واسطے بندگی

حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ

ابراہیم کی راہ پر اور کھڑی کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ ہے راہ

ابراہیم کی راہ پر ف۵ اور قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ ہے راہ

الْقَيِّمَةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

مضبوط لوگوں کی ف۴ وہ جو منکر ہوئے کتاب والے

مضبوط لوگوں کی ف۶ اور جو منکر ہوئے اہل کتاب

وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰٓئِكَ هُمْ

شرک والے دوزخ کی آگ میں سدا رہیں اس میں وہ لوگ

مشرک ہوں گے دوزخ کی آگ میں سدا رہیں اس میں ف۷ وہ لوگ ہیں سب

شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

ہیں بدتر سب خلق کے وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام

خلق سے بدتر ف۸ وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام

بقیہ فوائد صفحہ ۷۸۱) آسمان سے اترتے ہیں واللہ اعلم ف۱۱ یعنی وہ رات امن چین اور دلجمعی کی رات ہے اس میں اللہ والے لوگ عجیب و غریب طمانیت اور لذت و حلاوت اپنی عبادات کے اندر محسوس کرتے ہیں اور یہ اثر ہوتا ہے نزول رحمت و برکت کا جو روح اور ملائکہ کے توسط سے ظہور میں آتا ہے بعض روایات میں ہے کہ اس رات جبریلؑ اور فرشتے عابدین و ذاکرین پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں یعنی ان کے حق میں رحمت اور سلامتی کی دعا کرتے ہیں ف۱۲ یعنی شام سے صبح تک ساری رات یہی سلسلہ رہتا ہے اس طرح وہ پوری رات مبارک ہے (تنبیہ) قرآن سے معلوم ہوا کہ وہ رات رمضان شریف میں ہے "شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" اور حدیث صحیح نے بتلایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں خصوصاً عشرہ کی طاق راتوں میں اس کو تلاش کرنا چاہیے پھر طاق راتوں میں بھی ستائیسویں شب پر گمان غالب ہوتا ہے واللہ اعلم۔ بہت سے علماء نے تصریح کی ہے کہ "شب قدر" ہمیشہ کے لئے کسی ایک رات میں متعین نہیں ممکن ہے ایک رمضان میں کوئی رات ہو دوسرے میں دوسری۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہوئے اور "مشرکین" وہ قومیں جو بت پرستی یا آتش پرستی وغیرہ میں مبتلا تھیں اور کوئی کتاب سماوی انکے ہاتھ میں نہ تھی ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے سب دین والے بگڑ چکے تھے اور ہر ایک اپنی غلطی پر مغرور تھا۔ اب چاہیے کسی حکیم یا ولی یا بادشاہ عادل کے سمجھانے سے راہ پر آجائیں تو یہ ممکن نہ تھا جب تک ایک ایسا عظیم القدر رسول نہ آئے جس کے ساتھ اللہ کی پاک کتاب اس کی قوی مدد ہو کر چند سال میں ایک ایک ملک کو ایمان کی روشنی سے بھر دے اور اپنی زبردست تعلیم اور ہمت و عزیمت سے دنیا کی کایا پلٹ کر دے چنانچہ وہ رسول اللہ کی کتاب پڑھتا ہوا آیا جو پاک ورقوں میں لکھی ہوئی ہے ف۳ یعنی قرآن کی ہر سورت گویا ایک مستقل کتاب ہے یا یہ مطلب ہو کہ جو عمدہ کتابیں پہلے آچکی ہیں ان سب کے ضروری خلاصے اس کتاب میں درج کر دیے گئے ہیں یا "کتب قیمہ" سے علوم و مضامین مراد ہیں یعنی اس کے علوم بالکل صحیح و راست اور مضامین نہایت مضبوط و معتدل ہیں ف۴ یعنی اس رسول اور اس کتاب کے آنے پیچھے شبہ نہیں رہا پھر اب اہل کتاب ضد سے مخالفت میں شبہ سے نہیں اسی لئے ان میں دو فریق ہو گئے جس نے ضد کی منکر رہا۔ جس نے انصاف کیا ایمان لے آیا چاہیے تو یہ تھا کہ جس پیغمبر آخر الزمان کا انتظار کر رہے تھے اس کے آنے پر اپنے تمام اختلافات کو ختم کر کے سب ایک راستے پر پڑ لیتے مگر انہوں نے اپنی بدبختی اور عناد سے سبب وحدت و اجتماع کو خلاف و شقاق کا ذریعہ بنا لیا جب اہل کتاب کا یہ حال ہے تو جاہل مشرکوں کا تو پوچھنا کیا (تنبیہ) حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے بیان "البینۃ" کا مصداق حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ٹھہرایا ہے یعنی جب حضرت مسیح کھلے کھلے نشان لے کر آئے یہود دشمن ہو گئے اور نصاریٰ بھی دنیوی اغراض میں پھنس کر اپنی جماعتیں اور پارٹیاں بنا لیں مدعا یہ ہے کہ پیغمبر کا آنا اور کتاب کا نازل ہونا بھی بغیر حضرت حق کی توفیق کے کفایت نہیں کرتا کتنے ہی سامان ہدایت جمع ہو جائیں جن کو توفیق نہیں ملتی وہ اسی طرح خسارے میں پڑے رہتے ہیں ف۵ یعنی ہر قسم کے باطل اور جھوٹ سے علیحدہ ہو کر خالص خدائے واحد کی بندگی کریں اور ابراہیم حنیف کی طرح سب طرف سے ٹوٹ کر اسی ایک مالک کے غلام بن جائیں تشریع و تکوین کے کسی شعبہ میں کسی دوسرے کو خود مختار نہ سمجھیں ف۶ یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسندیدہ رہی ہیں انہی کی تفصیل پیغمبر کرتا ہے پھر خدا جانے ایسی پاکیزہ تعلیم سے کیوں وحشت کھاتے ہیں ف۷ یعنی علم کا دعویٰ رکھنے والے اہل کتاب ہوں یا جاہل مشرک، حق کا انکار کرنے پر سب کا انجام ایک ہے۔ وہی دوزخ جس سے کبھی چھٹکارا نہیں ف۸ یعنی بہائم سے بھی زیادہ ذلیل اور بدتر کما قال فی سورۃ الفرقان "ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا"۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ قیامت سے پہلے جو مال زمین کے اندر دبا ہے سونا روپا اس سے نکل پڑے گا تب لینے والے نہ رہیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یعنی بندوں کے گناہ بتاوے گی حساب کے وقت ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی ______ از شاہ عبدالقادر صاحب

أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ

وہ لوگ ہیں بہتر سب خلق کے بدلا ان کا ان کے رب کے یہاں باغ ہیں

وہ لوگ ہیں سب خلق سے بہتر ف بدلا ان کا ان کے رب کے یہاں باغ ہیں

عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ

بسنے کے بہتی ان کے نیچے نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ اللہ

ہمیشہ رہنے کو نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ اللہ

اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝٨

ع ٨ / ٢٣

ان سے راضی اور وہ اس سے یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرا اپنے رب سے

ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ف۲ یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرا اپنے رب سے ف۳

سُورَةُ الزَّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ آيَاتٍ

سورۂ زلزال مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ

جب ہلا دے زمین کو اس کی بھونچال سے اور نکال ڈالے زمین

جب ہلا ڈالے زمین کو اس کے بھونچال سے ف۴ اور نکال باہر کرے زمین

أَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

اپنے بوجھ ف۱ اور کہے آدمی اس کو کیا ہوا اس دن کہہ ڈالے کی وہ

اپنے اندر سے بوجھ ف۵ اور کہے آدمی اس کو کیا ہو گیا ف۶ اس دن کہہ ڈالے گی

أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ

اپنی باتیں اس واسطے کے تیرے رب نے حکم بھیجا اس کو ف۲ اس دن ہو پڑیں گے

وہ اپنی باتیں اس واسطے کہ تیرے رب نے حکم بھیجا اس کو ف۷ اس دن ہو پڑیں گے

النَّاسُ أَشْتَاتًا لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَعْمَلْ

لوگ بھانت بھانت کہ ان کو دکھائے ان کے کیے سو جس نے کی

لوگ طرح طرح پر ف۸ کہ ان کو دکھا دیے جائیں ان کے عمل ف۹ سو جس نے کی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ

ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے کی

ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے کی

ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ ع

ع ٨ / ٢٤

ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لے گا اسے

ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لے گا اسے ف۱۰

ف۱ یعنی جو لوگ سب رسولوں اور کتابوں پر یقین لائے اور بھلے کاموں میں لگے رہے وہی بہترین خلائق ہیں حتی کہ ان میں کے بعض افراد بعض فرشتوں سے آگے نکل جاتے ہیں ف۲ یعنی جنت کے باغوں اور نہروں سے بڑھ کر رضا مولی کی دولت ہے بلکہ جنت کی تمام نعمتوں کی اصلی روح یہی ہے ف۳ یعنی یہ مقام بلند ہر ایک کو نہیں ملتا صرف ان بندوں کا حصہ ہے جو اپنے رب کی ناراضی سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی کے پاس نہیں جاتے ف۴ یعنی حق تعالی ساری زمین کو ایک نہایت سخت اور ہولناک زلزلہ سے ہلا ڈالے گا جس کے صدمہ سے کوئی عمارت اور کوئی پہاڑ یا درخت زمین پر قائم نہ رہے گا سب نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے "تاکہ میدان حشر بالکل ہموار اور صاف ہو جائے" اور یہ معاملہ قیامت میں نفخ ثانی کے وقت ہوگا ف۵ یعنی اس وقت زمین جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے مثلاً مردے، سونا چاندی وغیرہ سب باہر اگل ڈالے گی لیکن مال کا کوئی لینے والا نہ ہوگا سب دیکھ لیں گے کہ آج یہ چیز جس پر ہمیشہ لڑا کرتے تھے کس قدر بیکار ہے ف۶ یعنی آدمی زندہ ہونے اور اس زلزلہ کے آثار دیکھنے کے بعد یا ان کی روحیں عین زلزلہ کے وقت حیرت زدہ ہو کر کہیں گی کہ اس زمین کو کیا ہو گیا۔ جو اس قدر زور سے ہلنے لگی اور اپنے اندر کی تمام چیزیں ایک دم باہر نکال پھینکیں ف۷ یعنی بنی آدم نے جو برے بھلے کام اس کے اوپر کیے تھے سب ظاہر کر دے گی مثلاً کہے گی فلاں شخص نے مجھ پر نماز پڑھی تھی فلاں نے چوری کی تھی فلاں نے خون ناحق کیا تھا۔ وغیر ذالک گویا آج کل کی زبان میں یوں سمجھو کہ جس قدر اعمال زمین پر کیے جاتے ہیں زمین میں ان سب کے ریکارڈ موجود رہتے ہیں قیامت میں وہ پروردگار کے حکم سے کھول دیے جائیں گے ف۸ یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہوں گے ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا ایک زانیوں کا ایک ظالموں کا ایک چوروں کا وعلی ہذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جو لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنت اور دوزخ کی طرف چلی جائیں گی ف۹ یعنی میدان حشر میں ان کے عمل دکھلا دیے جائیں گے تا بدکاروں کو ایک طرح کی رسوائی اور نیکوکاروں کو ایک قسم کی سرخروئی حاصل ہو یا ممکن ہے اعمال کے دکھلانے سے ان کے ثمرات و نتائج کا دکھلانا مراد ہو ف۱۰ یعنی ہر ایک کا ذرہ ذرہ عمل بھلا ہو یا برا اس کے سامنے ہوگا اور حق تعالی جو کچھ معاملہ ہر ایک عمل کے متعلق فرمائیں گے وہ بھی آنکھوں سے نظر آ جائے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ یہ جہاد والے سواروں کی قسم ہے اس سے بڑا کون عمل ہے کہ اللہ کے کام پر اپنی جان دینے کو حاضر ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۶ یعنی کفران نعمت کرتا ہے اور وہ کئی طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اس کی نعمت کو دوسرے کی سمجھے دوسرا یہ کہ جو فائدہ اس نعمت سے چاہیے وہ نہ لیوے بلکہ اس کے برخلاف اسے خرچ کرے تیسرا یہ کہ اس نعمت کی محبت اس قدر دل میں اتر کر جائے کہ نعمت دینے والے کو بھول جاوے۔ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے ——— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَحَدَ عَشَرَةَ اٰيَةً

سورۂ عادیات مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی گیارہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝۲ فَالْمُغِيْرٰتِ

قسم ہے دوڑتے گھوڑوں کی ہانپتے پھر آگ سلگاتے جھاڑ کر پھر دھاوا دیتے

قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی ہانپ کر پھر آگ سلگانے والے جھاڑ کر ف۱ پھر غارت ڈالنے والے

صُبْحًا ۝۳ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝۴ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝۵

صبح کو پھر اٹھانے اس میں گرد پھر پیٹھ جاتے اس وقت فوج میں ف۱

صبح کو ف۲ پھر اٹھانے والے اس میں گرد ف۳ پھر گھس جانے والے اس وقت فوج میں ف۴

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝۶ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ

بے شک آدمی اپنے رب کا ناشکر ہے ف۲ اور وہ یہ کام سامنے

بے شک آدمی اپنے رب کا ناشکرا ہے ف۵ اور وہ آدمی اس کام کو

لَشَهِيْدٌ ۝۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝۸ اَفَلَا يَعْلَمُ

دیکھتا ہے اور آدمی مال کی محبت پر مضبوط ہے کیا نہیں جانتا

سامنے دیکھتا ہے ف۶ اور آدمی محبت پر مال کی بہت پکا ہے ف۷ کیا نہیں جانتا

اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝۹ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝۱۰

وہ وقت کہ کریدے جاویں جو قبروں میں ہیں اور تحقیق ہو جو جیوں میں ہے

وہ وقت کہ کریدا جائے جو کچھ قبروں میں ہے اور تحقیق ہووے جو کچھ کہ جیوں میں ہے ف۸

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝۱۱ ع

بے شک ان کی ان کے رب کو اس دن سب خبر ہے

بیشک ان کے رب کو ان کی اس دن سب خبر ہے ف۹

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَحَدَ عَشَرَةَ اٰيَةً

سورۂ قارعہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی گیارہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ۝۱ مَا الْقَارِعَةُ ۝۲ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝۳

وہ کھڑکھڑاتی کیا ہے وہ کھڑکھڑاتی اور تو کیا بوجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑاتی

وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی ف۱

ف۱ یعنی جو پتھر یا پتھریلی زمین پر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں ف۲ عرب میں اکثر عادت صبح کے وقت تاخت کرنے کی تھی۔ تاکہ رات کے وقت جانے میں دشمن کو خبر نہ ہو صبح کو دفعۃً جا پڑیں اور رات کو حملہ کرنے میں اظہار شجاعت سمجھتے تھے ف۳ یعنی ایسی تیزی اور قوت سے دوڑنے والے کہ صبح کے وقت جب کہ رات کی سردی اور شبنم کی رطوبت سے عموماً غبار دبا رہتا ہے ان کی ٹاپوں سے اس وقت بھی بہت گرد و غبار اٹھتا ہے ف۴ یعنی اس وقت بے خوف و خطر دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں (تنبیہ) ممکن ہے کہ قسم کھانا گھوڑوں کی مقصود ہو جیسا کہ ظاہر ہے اور ممکن ہے مجاہدین کے رسالہ کی قسم ہو حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ جہاد والے سواروں کی قسم ہے اس سے بڑا کون عمل ہوگا کہ اللہ کے کام پر اپنی جان دینے کو حاضر ہے" ف۵ یعنی جہاد کرنے والے سواروں کی اللہ کی راہ میں سرفروشی و جاں بازی بتلاتی ہے کہ وفادار و شکرگذار بندے ایسے ہوتے ہیں جو آدمی، اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو اس کے راستے میں خرچ نہیں کرتا وہ پرلے درجے کا ناشکرا و نالائق ہے بلکہ غور کرو تو خود گھوڑا زبان حال سے شہادت دے رہا ہے کہ جو لوگ مالک حقیقی کی دی ہوئی روزی کھاتے اور اس کی بے شمار نعمتوں سے شب و روز تمتع کرتے ہیں پھر اس کے باوجود اس کی فرمانبرداری نہیں کرتے وہ جانوروں سے زیادہ ذلیل و حقیر ہیں ایک تنا گھوڑے کو مالک گھاس کے تنکے اور تھوڑا سا دانہ کھلاتا ہے وہ اتنی سی تربیت پر اپنے مالک کی وفاداری میں جان لڑا دیتا ہے جدھر سوار اشارہ کرتا ہے ادھر چلتا ہے دوڑتا اور ہانپتا ہوا ٹاپیں مارتا اور غبار اڑاتا ہوا گھمسان کے معرکوں میں بے تکلف گھس جاتا ہے گولیوں کی بارش میں تلواروں اور سنگینوں کے سامنے پھر کر سینہ نہیں پھیرتا بلکہ بسا اوقات وفادار گھوڑا سوار کو بچانے کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال دیتا ہے کیا انسان نے ایسے گھوڑوں سے کچھ سبق سیکھا کہ اس کا بھی کوئی پالنے والا مالک ہے جس کی وفاداری میں اُسے جان و مال خرچ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے بیشک انسان بڑا ناشکرا اور نالائق ہے اگر ایک گھوڑے بلکہ کتے کی برابر بھی وفاداری نہیں دکھلا سکتا۔ ف۶ یعنی سرفروش مجاہدین کی اور ان کے گھوڑوں کی وفاشعاری اور شکرگذاری اس کی آنکھوں کے سامنے ہے پھر بھی بے حیائی سے مس نہیں ہوتا (تنبیہ) ترجمہ کی رعایت سے ہم نے یہ مطلب لکھا ہے ورنہ اکثر مفسرین اس جملہ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسان خود اپنی ناشکری پر زبان حال سے گواہ ہے اور اپنے ضمیر کی آواز کی طرف متوجہ ہو تو سن لے کہ اندر سے خود اس کا دل کہہ رہا ہے کہ تو بڑا ناشکرا ہے بعض سلف نے "اِنَّہٗ" کی ضمیر رب کی طرف لوٹائی ہے یعنی اس کا رب اس کی ناسپاسی اور کفران نعمت کو دیکھ رہا ہے ف۷ یعنی حرص و طمع اور بخل و امساک نے اس کو اندھا بنا رکھا ہے دنیا کے زر و مال کی محبت میں اس قدر غرق ہے کہ منعم حقیقی کو بھی فراموش کر بیٹھا نہیں سمجھتا کہ آگے چل کر اس کا کیا انجام ہونے والا ہے ف۸ یعنی وہ وقت بھی آنے والا ہے جب مردہ جسم قبروں سے نکال کر زندہ کئے جائیں گے اور دلوں کی جو چیزیں چھپی ہوئی ہیں سب کھول کر رکھ دی جائیں گی اس وقت دیکھیں یہ مال کہاں تک کام دے گا اور نالائق ناشکرے لوگ کہاں چھوٹ کر جائیں گے اگر یہ بے حیا اس بات کو بھی سمجھ لیتے تو ہرگز مال کی محبت میں غرق ہو کر ایسی حرکتیں نہ کرتے ف۹ یعنی ہر چند کہ اللہ کا علم ہر وقت بندے کے ظاہر و باطن پر محیط ہے لیکن اس روز اس کا علم ہر شخص پر ظاہر ہو جائے گا اور کسی کو گنجائش انکار کی نہ رہے گی ف۱ مراد قیامت ہے جو قلوب کو سخت فزع اور گھبراہٹ سے اور کانوں کو صوت شدید سے کھڑکھڑا دے گی مطلب یہ ہے کہ حادثۂ قیامت کے اس ہولناک منظر کا کیا بیان ہو لیں اس کے بعض آثار آگے بیان کر دیئے جاتے ہیں جن سے اس کی سختی اور شدت کا قدرے اندازہ ہو سکتا ہے۔

ع ۱ / ۲۵

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف ا سورۂ تکاثر کے نازل ہونے کا سبب: قریش میں دو گروہ تھے بنو عبد مناف کہ ہمارے پیغمبر اس میں تھے اور بنو سہم کہ عاص بن وائل بھی اس کا سردار تھا ایک دن دونوں آپس میں اپنی اپنی بزرگی پر فخر کرنے لگے اور اپنے آدمیوں کا حساب کرتے کرتے آدمیوں پر نوبت پہنچی بنو عبد مناف کے لوگ گنتی میں زیادہ ہوئے بنو سہم نے کہا کہ ہمارے لوگ لڑائی میں بہت مارے گئے سو مُردے جیسے سب کو گننا چاہیے جب یہ کیا تو بنو سہم زیادہ ہوئے پھر حقیقت کے واسطے قبروں پر گئے حق تعالیٰ نے دونوں کی جہالت اور غفلت پر کہ اپنے ضروری کام کو بھول کر کیسے ناکارے کام میں جا لگے ہیں یہ سورت نازل کی کہ آدمی آخر عمر میں کس قدر مال اور اولاد اور لوگوں کی بہتات پر چیں ہوتا ہے کہ ان کے نام و جاہ کا سلسلہ باقی رہے اور یہ بات اس کو اللہ کی پہچان سے اور ادائے حقوق سے جو اس پر واجب ہے باز رکھتی ہے۔ فتح العزیز سے لکھا۔ —— از شاہ عبد القادر صاحبؒ

يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝ وَتَكُونُ

جس دن ہو دیں لوگ جیسے پتنگے بکھرے اور ہو دیں

ن ہو دیں لوگ جیسے پتنگے بکھرے ہوئے ف ا اور ہو دیں

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۝ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝

پہاڑ جیسے رنگی اون دھنی سو جس کی بھاری ہو دیں تولیں

پہاڑ جیسے رنگی ہوئی اون دھنی ہوئی ف ۲ سو جس کی بھاری ہوئیں تولیں

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝

تو اس کو گذران ہے من مانتی اور جس کی ہلکی ہو دیں تولیں

تو وہ رہے گا من مانتے گذران میں ف ۳ اور جس کی ہلکی ہوئیں تولیں

فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

1 ع 11 26

تو اس کا ٹھکانا گڑھا اور تو کیا بوجھا وہ کیا ہے آگ دہکتی

تو اس کا ٹھکانا گڑھا ہے اور تو کیا سمجھا وہ کیا ہے آگ ہے دہکتی ہوئی ف ۴

سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ آيَاتٍ

سورۂ تکاثر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا

غفلت میں رکھا تم کو بہتایت کی حرص نے ف ا جب تک جا دیکھیں قبریں کوئی

غفلت میں رکھا تم کو بہتایت کی حرص نے یہاں تک کہ جا دیکھیں قبریں ف ۵ کوئی نہیں

سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝

نہیں آگے جان لوگے پھر بھی کوئی نہیں آگے جان لوگے

آگے جان لوگے پھر بھی کوئی نہیں آگے جان لوگے ف ۶

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۝

کوئی نہیں اگر تم جانو یقین کر جاننا بیشک تم کو دیکھنا دوزخ

کوئی نہیں اگر جانو تم یقین کر کے بیشک تم کو دیکھنا ہے دوزخ ف ۷

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ۝ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ

پھر دیکھنا اسکو یقین کی آنکھ سے پھر پوچھیں گے تم سے اس دن

پھر دیکھنا ہے اس کو یقین کی آنکھ سے ف ۸ پھر پوچھیں گے تم سے اس دن

عَنِ النَّعِيمِ ۝

1 ع 8 27

آرام کی حقیقت

آرام کی حقیقت ف ۹

ف ا کہ ہر ایک ایک طرف کو بے تابانہ چلا جاتا ہے گویا پروانوں کے ساتھ تشبیہ ضعف کثرت بے تابی اور حرکت کی بے انتظامی میں ہوئی ف ۲ یعنی جیسے دھنیا اون یا روئی کو دھنک کر ایک ایک پھاہا کر کے اڑا دیتا ہے اسی طرح پہاڑ متفرق ہو کر اڑ جائیں گے اور رنگین اون سے شاید اس لئے تشبیہ دی کہ پہاڑ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، نیز قرآن میں دوسری جگہ پہاڑوں کے رنگ بھی کئی قسم کے بیان فرمائے ہیں "ومن الجبال جدد بیض وحمر مختلف الوانھا وغرابیب سود" (فاطر رکوع ۴) ف ۳ یعنی جس کے اعمال وزنی ہوں گے وہ اس روز خاطر خواہ عیش و آرام میں رہے گا اور اعمال کا وزن اخلاص و ایمان کی نسبت سے ہوگا دیکھنے میں کتنا ہی بڑا عمل ہو مگر اخلاص کی روح نہ ہو تو وہ اللہ کے ہاں کچھ وزن نہیں رکھتا "فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا" (کہف رکوع ۱۲) ف ۴ یعنی جو عذاب اس طبقہ میں ہے کچھ آدمی کی سمجھ میں نہیں آ سکتا بس اتنا سمجھ لو کہ ایک آگ ہے نہایت گرم دہکتی ہوئی جس کے مقابلہ میں گویا دوسری آگ کو گرم کہنا نہ چاہیئے اعاذنا اللہ منہا ومن سائر وجوہ العذاب بفضلہ ومنہ ف ۵ یعنی مال و اولاد کی کثرت اور دنیا کے ساز و سامان کی حرص آدمی کو غفلت میں پھنسائے رکھتی ہے نہ مالک کا دھیان آنے دیتی ہے نہ آخرت کی فکر بس شب و روز یہی دھن لگی رہتی ہے کہ جس طرح بن پڑے مال و دولت کی بہتات ہو اور میرا کنبہ قبیلہ سب کنبوں اور جتھوں سے غالب رہے یہ پردہ غفلت کا نہیں اٹھتا۔ یہاں تک کہ موت آجاتی ہے تب قبر میں پہنچ کر پتہ لگتا ہے کہ سخت غفلت اور بھول میں پڑے ہوئے تھے محض چند روز کی چہل پہل تھی موت کے بعد وہ سب سامان ہیچ بلکہ وبال جان ہیں (تنبیہ) بعض روایات میں آیا ہے واللہ اعلم صحیحا کہ ایک مرتبہ دو قبیلے اپنے جتھے کی کثرت پر فخر کر رہے تھے جب مقابلہ کے وقت ایک کے آدمی دوسرے سے کم رہے تو اس نے کہا کہ ہمارے اتنے آدمی لڑائی میں مارے جا چکے ہیں چل کر قبریں شمار کرو وہاں پتہ لگے گا کہ ہمارا جتھا تم سے کتنا زیادہ ہے اور ہم میں کیسے کیسے نامور گزر چکے ہیں یہ کہہ کر قبریں شمار کرنے لگے اس جہالت و غفلت پر متنبہ کرنے کے لئے یہ سورت نازل ہوئی ترجمہ میں دونوں مطلبوں کی گنجائش ہے ف ۶ یعنی دیکھو بار بار تاکید سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا خیال صحیح نہیں کہ مال و اولاد وغیرہ کی بہتات ہی کام آنے والی چیز ہے عنقریب تم معلوم کر لو گے کہ یہ زائل و فانی چیز ہرگز فخر و مباہات کے لائق نہ تھی نیز سمجھ لو کہ آخرت ایسی چیز نہیں جس سے انکار کیا جائے یا غفلت برتی جائے آگے چل کر تم کو بہت جلد کھل جائے گا کہ اصل زندگی اور عیش آخرت کا ہے اور دنیا اس زندگی کے مقابلہ میں ایک خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی یہ حقیقت بعض لوگوں کو دنیا میں تھوڑی بہت کھل جاتی ہے لیکن قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد محشر میں سب کو پوری طرح کھل جائیگی ف ۷ یعنی تمہارا خیال ہرگز صحیح نہیں اگر تم یقینی طور پر دلائل صحیحہ سے اس بات کو جان لیتے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کے سب سامان ہیچ ہیں تو ہرگز اس غفلت میں پڑے نہ رہتے ف ۸ یعنی اس غفلت و انکار کا نتیجہ دوزخ ہے وہ تم کو دیکھنا پڑے گا اول تو اس کا کچھ اثر برزخ میں نظر آ جائیگا پھر آخرت میں پوری طرح دیکھ کر عین الیقین حاصل ہو جائے گا ف ۹ یعنی اس وقت کہیں گے اب بتلاؤ دنیا کے عیش و آرام کی کیا حقیقت تھی یا اس وقت سوال کیا جائے گا کہ جو نعمتیں (ظاہری و باطنی، آفاقی و انفسی جسمانی و روحانی) دنیا میں عطا کی گئی تھیں ان کا حق تم نے کیا ادا کیا اور منعم حقیقی کو کہاں تک خوش رکھنے کی سعی کی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ سورۂ عصر کے نازل ہونے کا سبب کلدہ ابن اسید ایک کافر جو حضرت ابو بکرؓ سے جاہلیت میں ہم صحبت تھا ایک دن حضرت ابو بکرؓ سے کہنے لگا کہ تمہاری ایسی ہوشیاری اور دانائی تھی کہ تجارت میں خوب نفع اٹھاتے تھے اب کیا ہوا کہ ایسے خراب ہوئے جو باپ دادا کے دین کو چھوڑ ا اور لات وعزیٰ کی شفاعت سے محروم رہے صدیقؓ نے جواب دیا اے نادان جو حق کو قبول کرتا ہے اور نیک کام چاہتا ہے اس کو کبھی نقصان نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ نے صدیقؓ کے قول کی تائید میں یہ سورت نازل کی ف۲ سورۂ ہمزہ کے نازل ہونے کے سبب تین شخص کافروں سے عاص بن وائل اور ولید بن مغیرہ مخزومی اور اخنس بن شریق ثقفی پیغمبر علیہ السلام اور ایمان والوں کی بدگوئی کیا کرتے اور ان کے حق میں طعن کی زبان کھولتے بعضوں نے کہا ان میں سے اخنس ابن شریق تھا پیغمبر علیہ السلام کے روبرو سخت باتیں کرتا اور بے حیائی کا برتاؤ کرتا ان کے حق میں یہ سورت اتری سو جو کوئی کسی کی عزت پر بٹہ لگاتے اور لوگوں کے پیچھے برا کہے وہ اس خرابی اور عذاب کے لائق ہوتے ہیں ایسے شخص کا جو اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول کا اور قرآن مجید کو جھٹلا وے اور اس کے احکام سے دشمنی رکھے کیا حال ہوگا ف۳ یعنی جس دل میں ایمان ہے نہ جلا دے اور جو کفر ہے تو جلا دے واللہ اعلم ———— از شاہ عبد القادر

سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ ثَلٰثُ اٰیٰتٍ

سورۂ عصر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

قسم ہے زمانہ کی ف۱ مقرر انسان ٹوٹے میں ہے مگر جو لوگ

قسم ہے عصر کی ف۱ مقرر انسان ٹوٹے میں ہے ف۲ مگر جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا

یقین لائے اور کئے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور

یقین لائے اور کئے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور آپس میں

بِالصَّبْرِ ۝

آپس میں سمجھاتے رہے صبر کی

تاکید کرتے رہے تحمل کی ف۳

سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ تِسْعُ اٰیٰتٍ

سورۂ ہمزہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی نو آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝

خرابی ہے ہر طعنہ دینے عیب چننے والے کی ف۱ جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا

خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی ف۱ جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا ف۲

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝

خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال سدا رہے گا اس کے ساتھ کوئی نہیں وہ پھینکا جائے گا اس روندنے والی میں اور

خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال سدا رہے گا اس کے ساتھ ف۳ کوئی نہیں وہ پھینکا جائے گا اس روندنے والی میں ف۴

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ

تو کیا بوجھا کیا ہے وہ روندنے والی آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جو جھانک لیتی ہے

اور تو کیا سمجھا کون ہے وہ روندنے والی ایک آگ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جو جھانک لیتی ہے

عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

دل کو ف۱ ان کو اس میں موند دیا ہے لمبے لمبے ستونوں میں

دل کو ف۵ ان کو اس میں بند دیا ہے ف۶ لمبے لمبے ستونوں میں ف۷

منزل ۷

ف۱ عصر، زمانہ کو کہتے ہیں یعنی قسم ہے زمانہ کی جس میں انسان کی عمر بھی داخل ہے.

جسے تحصیل کمالات و سعادات کے لئے ایک متاع گراں مایہ سمجھنا چاہئے یا قسم ہے نماز عصر کے وقت کی جو کاروباری دنیا میں خاص مشغولیت اور شرعی نقطۂ نظر سے نہایت فضیلت کا وقت ہے حتیٰ کہ حضورؐ نے حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت ہو گئی. گویا اس کا سب گھر بار لٹ گیا، یا قسم ہے جناب پیغمبرؐ کے زمانہ مبارک کی جس میں رسالت عظمیٰ اور خلافت کبریٰ کا نور اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا ف۲ اس سے بڑھ کر ٹوٹا کیا ہوگا برف بیچنے والے دوکاندار کی طرح اس کی تجارت کا راس المال جسے عمر عزیز کہتے ہیں دم بدم کم ہوتا جا رہا ہے اگر اس رواروی میں کوئی ایسا کام نہ کر لیا جس سے یہ عمر رفتہ ٹھکانے لگ جائے بلکہ ایک ابدی اور غیر فانی متاع بن کر ہمیشہ کے لئے کار آمد بن جائے تو پھر خسارہ کی کوئی انتہا نہیں زمانہ کی تاریخ پڑھ جاؤ اور خود اپنی زندگی کے واقعات پر غور کرو تو ادنیٰ غور و فکر سے ثابت ہو جائے گا کہ جن لوگوں نے انجام بینی سے کام نہ لیا اور مستقبل سے بے پروا ہو کر محض خیالی لذتوں میں وقت گزار دیا وہ آخر کار کس طرح ناکام و نامراد بلکہ تباہ و برباد ہو کر رہے آدمی کو چاہئے کہ وقت کی قدر پہچانے اور عمر عزیز کے لمحات کو یوں ہی غفلت و شرارت یا لہو و لعب میں نہ گنوائے جو اوقات تحصیل شرف و مجد اور اکتساب فضل و کمال کی گرم بازاری کے ہیں خصوصاً وہ گراں مایہ اوقات جن میں آفتاب رسالت اپنی انتہائی نور افشانی سے دنیا کو روشن کر رہا ہے اگر غفلت و نسیان میں گزار دیئے گئے تو سمجھو کہ اس سے بڑھ کر آدمی کے لئے کوئی خسارہ نہیں ہو سکتا بس خوش نصیب اور اقبال مند

۱ ع ۲ ۲۸ انسان وہی ہیں جو اس عمر فانی کو باقی اور ناکارہ زندگی کو کار آمد بنانے کے لئے جد و جہد کرتے ہیں اور بہترین اوقات اور عمدہ مواقع کو غنیمت سمجھ کر کسب سعادت اور تحصیل کمال کی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر آگے "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" میں کیا گیا ہے ف۳ یعنی انسان کو خسارہ سے بچنے کے لئے چار باتوں کی ضرورت ہے اول خدا و رسول پر ایمان لائے اور ان کی ہدایات اور وعدوں پر خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے پورا یقین رکھے دوسرے اس یقین کا اثر محض قلب و دماغ تک محدود نہ رہے بلکہ جوارح میں ظاہر ہو اور اس کی عملی زندگی اس کے ایمانی کیفیت کا آئینہ ہو تیسرے محض اپنی انفرادی صلاح و فلاح پر قناعت نہ کرے بلکہ قوم و ملت کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھے جب دو مسلمان ملیں ایک دوسرے کو اپنے قول و فعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہیں چوتھے ہر ایک کو دوسرے کی یہ نصیحت و وصیت رہے کہ حق کے معاملہ میں اور شخصی و قومی اصلاح کے راستے میں جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلاف طبع امور کا تحمل کرنا پڑے پورے صبر و استقامت سے تحمل کریں ہرگز قدم نیکی کے راستہ سے ڈگمگا نہ پائے جو خوش قسمت حضرات ان چار اوصاف کے جامع ہوں گے اور خود کامل ہو کر دوسروں کی تکمیل کریں گے ان کا نام صفحات دہر پر زندۂ جاوید رہے گا اور جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائیں گے وہ بطور باقیات صالحات ہمیشہ ان کے اجر کو بڑھاتے رہیں گے فی الحقیقت یہ چھوٹی سی سورت سارے دین و حکمت کا خلاصہ ہے امام شافعیؒ نے سچ فرمایا کہ اگر قرآن میں سے صرف یہی ایک سورت نازل کر دی جاتی تو (سمجھ دار بندوں کی) ہدایت کے لئے کافی تھی بزرگان سلف میں جب دو مسلمان آپس میں ملتے تھے جدا ہونے سے پہلے ایک دوسرے کو یہ سورت سنایا کرتے تھے ف۱ یعنی اپنی خبر نہیں لیتا دوسروں کو حقیر سمجھ کر طعنے دیتا ہے اور ان کے واقعی یا غیر واقعی عیب چنتا رہتا ہے ف۲ یعنی طعنہ زنی اور عیب جوئی کا منشا تکبر اور تکبر کا سبب مال ہے جس کو مارے حرص کے ہر طرف سے سمیٹا اور مارے

۱ ع ۹ ۲۹ بخل کے گن گن کر رکھتا ہے کہ کوئی پیسہ کہیں خرچ نہ ہو جائے یا نکل کر بھاگ نہ جائے. اکثر بخیل مالداروں کو دیکھا ہو گا کہ وہ بار بار روپیہ شمار کرتے اور حساب لگاتے رہتے ہیں اسی میں ان کو مزہ آتا ہے ف۳ یعنی اس کے برتاؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ مال کبھی اس سے جدا نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ اس کو آفات ارضی و سماوی سے بچاتا رہے گا ف۴ یعنی یہ خیال محض غلط ہے مال تو قبر تک بھی ساتھ نہ جائے گا آگے تو کیا کام آتا سب دولت یوں ہی پڑی رہ جائے گی اور اس بدبخت کو اٹھا کر دوزخ میں پھینک دیں گے ف۵ یعنی یاد رہے یہ آگ بندوں کی نہیں اللہ کی سلگائی ہوئی ہے اس کی کیفیت کچھ نہ پوچھو بڑی سمجھ دار ہے دلوں کو جھانک لیتی ہے جس دل میں ایمان ہو نہ جلائے جس میں کفر ہو جلا ڈالے اس کی سوزش بدن کو لگتے ہی فوراً دلوں تک نفوذ کر جائے گی بلکہ ایک طرح دل سے شروع ہو کر جسموں میں سرایت کرے گی اور باوجود قلوب و ارواح جسموں کی طرح جلیں گے اس پر بھی مجرم موت نہ پائیں گے دوزخی تمنا کریں گے کہ کاش موت آ کر اس عذاب کا خاتمہ کر دے لیکن یہ آرزو پوری نہ ہوگی اعاذنا اللہ منہا ومن سائر وجوہ العذاب ف۶ یعنی کفار کو دوزخ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے کوئی راستہ نکلنے کا نہ رہے گا ہمیشہ اس میں پڑے جلتے رہیں گے ف۷ یعنی آگ کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی مانند بلند ہوں گے یا یہ کہ دوزخیوں کو لمبے ستونوں سے باندھ کر خوب جکڑ دیا جائے گا کہ ذرا حرکت نہ کر سکیں کیونکہ جلنے کے وقت حرکت کر لینے سے بھی عذاب میں کچھ برائے نام تخفیف محسوس ہوتی ہے اور بعض نے کہا کہ دوزخ کے منہ کو لمبے لمبے ستون ڈال کر اوپر سے پاٹ دیا جائے گا واللہ اعلم. ۸ رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

... دیکھا کہ سارے عرب حج کرتے ہیں کہ سارے عرب ہمارے پاس جمع ہوا کریں کعبے کی نقل ایک کعبہ بنایا دنیا کا تکلف یہاں سے زیادہ کوئی نہ آیا زیارت ... لو بیچ میں کبھی تھم ... سے ٹکڑا ہوکر ختم ہوئے سب کو مارا جب حرم کی حد میں پہنچے آسمان سے جانور آئے جنہوں نے برابر تین تین کنکر دو پنجوں میں ایک ... کتنا بڑا آدمی کیا چیز ہے ساری فوج میں ایک نہ بچا اسی سال حضرت پیدا ہوئے ۱۲ منہ ف حضرت سے بارھویں پشت میں ... اگر دولت کی بیٹھ میں ... ان کو دیکھتے کعبے کے خادم جب قریش جاتے ان کو گھر تو عزت کرتے اور سلوک کرتے وہی ان کی معاش تھی جاڑے میں یمن کی طرف گرمی میں شام کو ... میں عرب جنوں کو تم ... اس گھر کے طفیل تم کو روزی ہے اور امن ۔ پھر اس گھر والے کی بندگی کیوں نہیں کرتے ناشکر ۱۲ منہ رحمہ اللہ ــــــــ از شاہ عبد القادر صاحب ... کوئی ...

... وَهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ	
... ہوئی اور اس کی پانچ آیتیں ہیں	
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	
... بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے	
... جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۰	
... اَلَمْ تَرَ ... فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ ۱۰۶	
... تیرے رب نے ہاتھی والوں سے ف۱	
... کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ ف۱	
... كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ	
... ان کا داؤ غلط اور بھیجے ان پر	
... کردیا ان کا داؤ غلط ف۲ اور بھیجے ان پر	
... ابابیل ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝	
... پھینکتے ان پر پتھریاں کنکر کی	
... جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں پھینکتے تھے ان پر پتھریاں کنکر کی ف۳	
	فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ ع
	پھر کر ڈالا ان کو جیسا بھس کھایا ہوا
	پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس کھایا ہوا ف۴
	سُوْرَةُ الْقُرَيْشِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُ اٰيٰتٍ
سورۂ قریش مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چار آیتیں ہیں	
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحمت دینے والا ہے	
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۰	
لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝	
اس واسطے کہ ہلا رکھا قریش کو ہلا رکھا ان کو کوچ سے جاڑے کے اور گرمی کے	
اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو مانوس رکھنا انکو سفر سے جاڑے کے اور گرمی کے	
فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ	
تو چاہیئے بندگی کریں اس گھر کے رب کی جس نے کھانا دیا ان کو	
تو چاہیئے کہ بندگی کریں اس گھر کے رب کی جس نے ان کو کھانا دیا	
	مِّنْ جُوْعٍ ۵ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ ع
	بھوک میں اور امن دیا ڈر میں ف۵
	بھوک میں اور امن دیا ڈر میں ف۵

ف۱ یعنی ہاتھی والوں کے ساتھ تیرے رب نے جو معاملہ کیا وہ تم کو خوب معلوم ہوگا کیونکہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے چند روز پیشتر ہوا تھا اور غایت شہرت سے بچہ بچہ کی زبان پر تھا اسی قرب عہد اور تواتر کی بنا پر اس کے علم کو رؤیت سے تعبیر فرما دیا ف۲ یعنی وہ لوگ چاہتے تھے کہ اللہ کا کعبہ اجاڑ کر اپنا مصنوعی کعبہ آباد کریں یہ نہ ہو سکا۔ اللہ نے ان کے سب داؤ پیچ غلط اور کل تدبیریں بے اثر کردیں کعبہ کی تباہی کی فکر میں وہ خود ہی تباہ و برباد ہو گئے ف۳ اصحاب فیل کا قصہ مختصر یہ ہے کہ بادشاہ "حبشہ" کی طرف سے یمن میں ایک حاکم ابرہہ نامی تھا اس نے دیکھا کہ سارے عرب کعبہ کا حج کرنے جاتے ہیں چاہا کہ ہمارے پاس جمع ہوا کریں اس کی تدبیر یہ سوچی کہ اپنے مذہب عیسائی کے نام پر ایک عالیشان گرجا بنایا جائے جس میں ہر طرح کے تکلفات اور راحت و دلکشی کے سامان ہوں اس طرح لوگ اصلی اور سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مکلف و مرصع کعبہ کی طرف آنے لگیں گے اور مکہ کا حج چھوٹ جائے گا چنانچہ صنعا میں (جو یمن کا بڑا شہر ہے) اپنے مصنوعی کعبہ کی بنیاد رکھی اور خوب دل کھول کر روپیہ خرچ کیا اس پر بھی لوگ ادھر متوجہ نہ ہوئے عرب کو خصوصاً قریش کو جب اس کی اطلاع ہوئی سخت خشمگین ہوئے کسی نے غصہ میں آکر وہاں پاخانہ پھر دیا اور بعض کہتے ہیں کہ بعض عرب نے آگ جلائی تھی ہوا سے اڑ کر اس عمارت میں لگ گئی۔ ابرہہ نے جھنجلا کر کعبہ شریف پر فوج کشی کر دی بہت سا لشکر اور ہاتھی لے کر اس ارادہ سے چلا کہ کعبہ کو منہدم کر دے درمیان میں عرب کے جس قبیلے نے مزاحمت کی اسے مارا اور مغلوب کیا حضرت کے دادا عبدالمطلب اس وقت قریش کے سردار اور کعبہ کے متولی اعظم تھے ان کو خبر ہوئی تو فرمایا لوگو! اپنا بچاؤ کرو کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود اس کو بچالے گا ابرہہ نے راستہ صاف دیکھ کر یقین کر لیا کہ اب کعبہ کا منہدم کر دینا کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ ادھر سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا جب "وادی محسر" (جو مکہ کے قریب ہے) پہنچا تو سمندر کی طرف سے زرد و سبز رنگ کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کی ٹکڑیاں نظر آئیں ہر ایک کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں ان عجیب و غریب پرندوں کے غول کے غول کنکریاں لشکر پر برسانے لگے خدا کی قدرت سے وہ کنکر کی پتھریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرتی تھیں جس کے لگتی ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف سے نکل جاتی اور ایک عجیب طرح کا مادہ چھوڑ جاتی تھی بہت سے وہیں ہلاک ہو گئے جو بھاگے وہ دوسری بری بری تکلیفیں اٹھا کر مرے یہ واقعہ حضور کی ولادت شریف سے پچاس روز پہلے ہوا بلکہ بعض کہتے ہیں کہ خاص اسی دن آپ کی ولادت باکرامت ہوئی گویا یہ ایک آسمانی نشان آپ کی آمد آمد کا تھا اور ایک غیبی اشارہ تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی فوق العادت حفاظت فرمائی ہے اس گھر کے سب سے مقدس متولی اور سب سے بزرگ پیغمبر کی حفاظت بھی اسی طرح کرے گا اور عیسائی یا کسی دوسرے مذہب کو یہ موقع نہ دے گا کہ وہ کعبہ اور کعبہ کے سچے خادموں کا استیصال کر سکیں ف۴ جو بیل گائے وغیرہ کھا کر خود چھوڑ دیتے ہیں یعنی ایسا پراگندہ، منتشر، مبتذل، بدصورت، نکما اور چورا چورا ف۵ مکہ میں غلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا اس لئے قریش کی عادت تھی کہ سال بھر میں تجارت کی غرض سے دو سفر کرتے تھے جاڑوں میں یمن کی طرف کہ وہ ملک گرم ہے اور گرمیوں میں شام کی طرف جو سرد اور شاداب ملک ہے لوگ ان کو اہل حرم اور خدام بیت اللہ سمجھ کر نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ان کی خدمت کرتے اور ان کے جان و مال سے کچھ تعرض نہ کرتے اس طرح ان کو خاطر خواہ نفع ہوتا پھر امن و چین سے گھر بیٹھ کر کھاتے اور کھلاتے تھے حرم کے چاروں طرف لوٹ کھسوٹ اور چوری ڈکیتی کا بازار گرم رہتا تھا لیکن کعبہ کے ادب سے کوئی چور ڈاکو قریش پر ہاتھ صاف نہ کرتا تھا اسی انعام کو یہاں یاد دلایا ہے کہ اس گھر کے طفیل تم کو روزی دی اور امن چین دیا۔

ع ۵/۲۰

ع ۴/۲۱

اصحاب فیل کی زد سے محفوظ رکھا پھر اس گھر والے کی بندگی سے کیوں تنگ ہوتے اور اس کے رسول کو کیوں ستاتے ہو کیا یہ انتہائی ناشکری اور احسان فراموشی نہیں۔ اگر دوسری باتیں نہیں سمجھ سکتے تو ایسی کھلی ہوئی حقیقت سمجھنا کیا مشکل ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف۱ یعنی قضا کرتے ہیں یا تنگ وقت میں پڑھتے ہیں جان کر۔ ا منہ ف۲ کوثر نام ہے ایک نہر کا بہشت میں اس کا پانی دودھ سے سفید اور شہد ... یہی پڑھتا ہے محشر میں دو پرنالے گرتے ہیں ایک سونے کا ایک روپے کا حوض چورس ہے، دو مہینے کی راہ چاروں طرف اس کے کٹورے ہیں جیسے آسمان کے تارے حضرت اور ان کے یار وہاں کھڑے ہیں امت پہنچتی جاتی ہے جو وہاں جا پہنچا - اس نے اس کو پیا ... ف۳ قربانی حضرت پر ضرور تھی اور امت میں مالدار پر۔ مطلب یہ ضروری نہیں ف۴ کافر کہتے اس شخص کے بیٹا نہیں زندگی تک اس کا نام ہے پیچھے کون نام لیوا ... کا سو ان کا نام روشن ...

— از مولانا عبد القادر

عم ۳۰

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ

سورہ ماعون مکہ میں نازل ...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ...

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان ...

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝

تو نے دیکھا وہ جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونا

تو نے دیکھا اس کو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونے کو ف۱

اَلَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَ...

جو دھکیلتا ہے یتیم کو اور نہیں تاکید کرتا محتاج کے

جو دھکے دیتا ہے یتیم کو ف۲ اور نہیں تاکید کرتا محتاج کے

الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَ...

کھانے پر پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی

کھانے پر ف۳ پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝

نماز سے بے خبر ہیں ف۴ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں

نماز سے بے خبر ہیں ف۴ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ ع

مانگی نہ دیں برتنے کی چیز

مانگی نہ دیویں برتنے کی چیز ف۵

سُوْرَۃُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورہ کوثر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

ہم نے دی تجھ کو کوثر ف۲ سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر ف۳

بیشک ہم نے دی تجھ کو کوثر ف۲ سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر ف۳

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ ع

بیشک جو بیری ہے تیرا وہی رہا پیچھا کٹا ف۴

بیشک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا ف۴

ف۱ یعنی سمجھتا ہے کہ انصاف نہ ہوگا اور اللہ کی طرف سے نیک و بد کا کبھی بدلہ نہ ملے گا اور بعض نے دین کے معنی ملت کے لئے ہیں یعنی ملت اسلام اور مذہب حق کو جھٹلاتا ہو یا مذہب و ملت اس کے نزدیک کوئی چیز ہی نہیں ف۲ یعنی یتیم کی ہمدردی اور غم خواری تو درکنار اس کے ساتھ نہایت سنگدلی اور بداخلاقی سے پیش آتا ہے ف۳ یعنی غریب محتاج کی نہ خود خبر لے نہ دوسروں کو ترغیب دے ظاہر ہے کہ یتیموں اور محتاجوں کی خبر لینا اور ان کے حال پر رحم کھانا دنیا کے ہر مذہب و ملت کی تعلیم میں شامل ہے اور ان مکارم اخلاق میں سے ہے جن کی خوبی پر تمام عقلاء اتفاق رکھتے ہیں پھر جو شخص ان ابتدائی اخلاق سے بھی عاری ہو سمجھو کہ آدمی نہیں جانور ہے بھلا ایسے کو دین سے کیا واسطہ اور اللہ سے کیا لگاؤ ہوگا ف۴ یعنی نہیں جانتے کہ نماز کس کی مناجات ہے اور مقصود اس سے کیا ہے اور کس قدر اہتمام کے لائق ہے یہ کیا نماز ہوئی کہ کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی وقت بے وقت کھڑے ہو گئے باتوں میں اور دنیا کے دھندوں میں جان بوجھ کر وقت تنگ کر دیا پھر پڑھی بھی تو چار ٹکریں لگا لیں کچھ خبر نہیں کس کے روبرو کھڑے ہیں اور حاکم الحاکمین کے دربار میں کس شان سے حاضری دے رہے ہیں کیا تو اور حرف ہمارے اٹھتے بیٹھتے جھک جانے اور سیدھے ہونے کو دیکھتا ہے؟ ہمارے دلوں پر نظر نہیں رکھتا کہ ان میں کہاں تک اخلاص اور خشوع کا رنگ موجود ہے یاد رکھو! یہ سب صورتیں "عن صلاتهم ساهون" میں درجہ بدرجہ داخل ہیں کما صرح به بعض السلف ف۵ یعنی ایک نماز کیا ان کے دوسرے اعمال بھی ریاکاری اور نمود و نمائش سے خالی نہیں گویا ان کا مقصد خالق سے قطع نظر کر کے صرف مخلوق کو خوش کرنا ہے ف۶ یعنی زکوٰۃ و صدقات وغیرہ تو کیا ادا کرتے معمولی برتنے کی چیزیں بھی مثلاً ڈول، رسی، ہنڈیا، ڈوئی، کلہاڑی، سوئی، تاگہ وغیرہ کسی کو مانگی نہیں دیتے جن کے دے دینے کا دنیا میں عام رواج ہے بخل اور خست کا جب یہ حال ہو تو ریاکاری کی نماز سے ہی کیا فائدہ ہوگا اگر ایک آدمی اپنے کو مسلمان نمازی کہتا اور کہلاتا ہے مگر اللہ کے ساتھ اخلاص اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا اس کا اسلام لفظ بے معنی اور اس کی نماز حقیقت سے بہت دور ہے یہ ریاکاری اور بداخلاقی تو ان بدبختوں کا شیوہ ہونا چاہئے جو اللہ کے دین اور روز جزا پر کوئی اعتقاد نہیں رکھتے ف۱ کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے؟ "البحر المحیط" میں اس کے

۱
ع
۳۲

متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت وہ حوض کوثر بھی ہے جو اسی نام سے مسلمانوں میں مشہور ہے اور جس کے پانی سے آپ اپنی امت کو محشر میں سیراب فرمائیں گے (اے ارحم الراحمین) تو اس خطاکار روسیاہ کو بھی اس سے سیراب کیجئے۔ (رزقنا اللہ) حوض کوثر کا ثبوت بعض محدثین کے نزدیک درجہ تواتر تک پہنچ چکا ہے ہر مسلمان کو اس پر اعتقاد رکھنا لازم ہے احادیث میں اس کی عجیب و غریب خوبیاں بیان ہوئی ہیں۔ بعض روایات سے اس کا محشر میں ہونا اور اکثر سے جنت میں ہونا ثابت ہوتا ہے اکثر علماء نے تطبیق یوں دی ہے کہ اصل نہر جنت میں ہوگی اور اسی کا پانی میدان حشر میں لا کر کسی حوض میں جمع کر دیا جائے گا دونوں کو کوثر ہی کہتے ہوں گے واللہ اعلم بالصواب ف۲ یعنی اتنے بڑے انعام و احسان کا شکر بھی بہت بڑا ہونا چاہئے تو چاہئے کہ آپ اپنی روح، بدن اور مال سے برابر اپنے رب کی عبادت میں لگے رہیں بدنی و روحی عبادات میں سب سے بڑی چیز نماز ہے اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا۔ جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر اس کے قائم مقام کر دیا گیا جیسا کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل

۱
ع
۳۳

علیہما السلام کے قصہ سے ظاہر ہے اسی لئے قرآن میں دوسری جگہ بھی نماز اور قربانی کا ذکر ساتھ ساتھ کیا ہے "قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ" (انعام رکوع ۲۰)

تنبیہ بعض روایات میں "وانحر" کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے آئے ہیں مگر ابن کثیر نے ان روایات میں کلام کیا ہے اور ترجیح اس قول کو دی ہے کہ نحر کے معنی قربان کرنے کے ہیں گویا اس میں مشرکین پر تعریض ہے کہ وہ نماز اور قربانی بتوں کے لئے کرتے تھے مسلمانوں کو یہ کام خالص خدائے واحد کے لئے کرنے چاہئیں ف۳ بعض کفار حضور کی شان میں کہتے تھے کہ اس شخص کے کوئی بیٹا نہیں بس زندگی تک اس کا نام ہے پیچھے کون نام لے گا ایسے کو ان کے محاورات میں ابتر کہتے تھے ابتر اصل میں دم کٹے جانور کو کہتے ہیں جس کے پیچھے کوئی نام لینے والا نہ ہو گویا اس کی دم کٹ گئی قرآن نے بتلایا کہ جس شخص کو اللہ نے خیر کثیر عنایت فرمائے اور ابدالآباد تک نام روشن کرے اسے ابتر کہنا پرلے درجہ کی حماقت ہے حقیقت میں ابتر وہ ہے جو ایسی مقدس و مقبول ہستی سے بغض و عناد اور عداوت رکھے اور اپنے پیچھے کوئی ذکر خیر اور اثر نیک نہ چھوڑے آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد ماشاء اللہ حضور کی روحانی اولاد سے دنیا پٹی پڑی ہے اور جسمانی ذریت اور اولاد بھی بکثرت ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے آپ کا دین دیکھئے آدھا عالم میں چمک رہا ہے آپ کی یاد نیک نامی اور محبت و عقیدت کے ساتھ کروڑوں انسانوں کے دلوں کو گرما رہی ہے دوست دشمن سب (بقیہ بر صفحہ ۸۹۹)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں جانتا... بیعت ... پر صحیح یہ ہے کہ نہیں کیونکہ اس میں بیان ہوچکا ہے کہ مسلمانوں اور کافروں کے دین میں کسی طرح کا میل
...ور یولیات کریہ سورۃ ... لینی قرآن میں ہر جگہ وعدہ ہے فیصلے کا اور کا فرشتابی کرتے تھے حضرت کی آخر عمر میں مکہ فتح ہو چکا ملک عرب مسلمان
...العزیز ... ہیں حضرت نے سمجھا کہ میرا جو کام تھا دنیا میں ہو چکا اب سفر ہے آخرت کا — ارشاد عبدالقادر صاحب رح
...اخرت میں جس مقام محمود پر آپ کھڑے ہونگے اور جو مقبولیت و تبوعیت عامہ آپ کو ملی اس کا ... حاصل ہوگی وہ الگ ... کیا ایسی
...زبان سے نکلا تھا، اس کا نام و نشان کہیں باقی نہیں، ... بھلائی کے ساتھ آپ کو کوئی یاد کرنے والا ہے ... یہی حال ان تمام گستاخوں کا ہوا جو
نے کسی زمانہ میں آپ کے بغض و عداوت پر کمر باندھی اور آپ کے شان مبارک میں گستاخی کی اور یہی
طرح آئندہ ہوتا رہے گا۔

سورۃ الکٰفرون مکیۃ وھی ست آیات

سورۃ کافرون مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

...لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝

میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو

...و ف۱ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو

...عٰبِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ ۝ وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٌ مَّا

پوجو جس کو میں پوجوں ... اور نہ میں پوجنے والا اس کا جس کو تم نے

پوجو ... جس کو میں پوجوں ف۲ اور نہ مجھ کو پوجنا ہے اس کا جس کو

...۝ وَلَآ أَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ

اور نہ تم پوجنے والے اس کے جس کو میں پوجوں تم کو

اور نہ تم کو پوجنا ہے اس کا جسکو میں پوجوں ف۳ تم کو

دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ ف۴

تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ ف۴

ع ۱ ۳۴

سورۃ النصر مدنیۃ وھی ثلٰث اٰیات

سورۃ نصر مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ

جب پہنچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو نے دیکھے لوگ

جب پہنچ چکے مدد اللہ کی اور فیصلہ ف۱ اور تو دیکھے لوگوں کو

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

داخل ہوتے اللہ کے دین میں فوج فوج اب پاکی بول اپنے

داخل ہوتے دین میں غول کے غول تو پاکی بول اپنے رب

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ ع

رب کی خوبیاں اور گناہ بخشوا اس سے تحقیق وہ ہے معاف کرنے والا ف۲

کی خوبیاں ف۳ اور گناہ بخشوا اس سے بیشک وہ معاف کرنے والا ہے ف۴

ع ۳ ۳۵

وقفِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم — وقف منزل

فوائد سورۃ الکٰفرون ف۱ چند روساء قریش نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آؤ ہم تم صلح کرلیں کہ ایک سال تک آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں پھر دوسرے سال ہم آپ کے معبود کو پوجیں۔ اسطرح دونوں فریق کو ہر ایک کے دین سے کچھ کچھ حصہ مل جائیگا۔ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ! کہ میں اس کے ساتھ (ایک لمحہ کے لئے بھی) کسی کو شریک ٹھہراؤں۔ کہنے لگے اچھا تم ہمارے بعض معبودوں کو مان لو داتنی مذمت نہ کرو ہم تمہاری تصدیق کرینگے اور تمہارے معبود کو پوجیں گے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور آپ نے ان کے مجمع میں پڑھ کر سنائی جس کا خلاصہ مشرکین کے طور و طریق سے کلی بیزاری کا اظہار اور قطع تعلقات کا اعلان کرنا ہے۔ بھلا انبیاء علیہم السلام جن کا پہلا کام شرک کی جڑیں کاٹنا ہے، ایسی ناپاک اور گندی صلح پر کب راضی ہو سکتے ہیں فی الحقیقت اللہ کے معبود ہونے میں کسی مذہب والے کو اختلاف ہی نہیں خود مشرکین اس کا اقرار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم بتوں کی پرستش بھی اسی لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ سے نزدیک کر دینگے مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (زمر رکوع ۱) اختلاف جو کچھ ہے غیر اللہ کی پرستش میں ہے لہٰذا صلح کی جو صورت قریش لے کر پیش کی تھی اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ وہ تو برابر اپنی روش پر قائم رہیں یعنی اللہ اور غیر اللہ دونوں کی پرستش کیا کریں اور آپ اپنے مسلک توحید سے دستبردار ہو جائیں۔ اس گفتگوئے مصالحت کو ختم کرنے کے لئے یہ سورت اتاری گئی ف۲ یعنی خدا کے سوا جو معبود تم نے ٹھہرا رکھے ہیں میں فی الحال ان کو نہیں پوج رہا اور نہ تم اس احد صمد خدا کو بلا شرکت غیرے پوجتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں ف۳ یعنی آئندہ بھی میں تمہارے معبودوں کو کبھی پوجنے والا نہیں اور نہ تم میرے معبود واحد کی بلا شرکت غیرے پرستش کرنیوالے۔ مطلب یہ ہے کہ میں موحد ہو کر شرک نہیں کر سکتا نہ اب نہ آئندہ اور تم مشرک رہ کر موحد نہیں قرار دئے جا سکتے، نہ اب نہ آئندہ اس تقریر کے موافق آیتوں میں تکرار نہیں رہی (تنبیہ) بعض علماء نے یہاں تکرار کو تاکید پر حمل کیا ہے اور بعض نے پہلے دو جملوں میں حال و استقبال کی نفی، اور اخیر کے دو جملوں میں ماضی کی نفی مراد لی ہے کما صرح بہ الزمخشری۔ اور بعض نے پہلے جملوں میں حال کا اور اخیر کے جملوں میں استقبال کا ارادہ کیا ہے۔ کما یظہر من الترجمۃ لیکن بعض محققین نے پہلے دو جملوں میں "ما" کو موصولہ اور دوسرے دو جملوں میں "ما" کو مصدریہ لے کر یوں تقریر کی ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان نہ معبود میں اشتراک ہے نہ طریق عبادت میں تم بتوں کو پوجتے ہو وہ میرے معبود نہیں، میں اس خدا کو پوجتا ہوں جس کی شان و صفت میں کوئی شریک نہ ہو سکے ایسا خدا تمہارا معبود نہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس تم جس طرح عبادت کرتے ہو، مثلاً ننگے ہو کر کعبہ کے گرد ناچتے تھے یا ذکر اللہ کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجانے لگے، میں اس طرح کی عبادت کرنے والا نہیں اور میں جس شان سے اللہ کی عبادت بجا لاتا ہوں تم کو اس کی توفیق نہیں لہٰذا میرا اور تمہارا راستہ بالکل الگ الگ ہے۔ اور احقر کے خیال میں یوں آتا ہے کہ پہلے جملے کو حال و استقبال کی نفی کے لئے رکھا جائے یعنی میں اب یا آئندہ تمہارے معبودوں کی پرستش نہیں کر سکتا جیسا کہ تم مجھ سے چاہتے ہو اور "وَلَآ أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ" کا مطلب (بقول حافظ ابن تیمیہ) یہ لیا جائے کہ جب میں خدا کا رسول ہوں تو) میری شان یہ نہیں اور نہ کسی وقت مجھ سے ممکن ہے (بامکان شرعی) کہ شرک کا ارتکاب کروں۔ حتیٰ کہ گذشتہ زمانہ میں نزول وحی سے پہلے بھی جب تم سب پتھروں اور درختوں کو پوج رہے تھے، میں نے کسی غیر اللہ کی پرستش نہیں کی پھر اب اللہ کی طرف سے نور وحی اور بینات و ہدیٰ وغیرہ آنے کے بعد کہاں ممکن ہے کہ شرکیات میں تمہارا ہمنوا ہو جاؤں۔ شاید اسی لئے یہاں "وَلَآ أَنَا عَابِدٌ" میں جملہ اسمیہ اور "مَا عَبَدْتُّمْ" میں صیغہ ماضی کا عنوان اختیار فرمایا۔ رہا کفار کا حال اس کا بیان دونوں مرتبہ ایک ہی عنوان سے فرمایا "وَلَآ أَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ أَعْبُدُ" یعنی تم لوگ تو اپنی سوء استعداد اور انتہائی بدبختی سے اس لائق نہیں کہ کسی وقت اور کسی حال میں خدائے واحد کی بلا شرکت غیرے پرستش کرو۔ حتیٰ کہ جن دنوں گفتگوئے صلح کے وقت بھی شرک کا دم چھلا ساتھ لگائے رہتے ہو اور ایک جگہ "وَلَآ أَنَا عَابِدٌ" بصیغہ مضارع اور دوسری جگہ "مَا عَبَدْتُّمْ" بصیغہ ماضی لانے میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ ان کے معبود ہر روز بدلتے رہتے ہیں جو چیز عجیب سی نظر آئی یا کوئی خوبصورت سا پتھر نظر پڑا اس کو اٹھا کر معبود بنا لیا۔ اور پہلے کو رخصت کیا پھر ہر موسم کا اور ہر کام کا جدا معبود ہے ایک سفر کا، ایک حضر کا، کوئی روٹی دینے والا، کوئی اولاد دینے والا، وقس علیٰ ہٰذا۔ حافظ شمس الدین ابن قیم نے بدائع الفوائد میں اس سورت کے لطائف و مزایا پر بہت نفیس کلام کیا ہے، جس کو معارف قرآنی کا شوق ہو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے ف۴ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "یعنی تم تو جو سمجھانا فائدہ کرلیا جب تک اللہ فیصلہ کرے" اب ہم تم سے بکلی بیزار ہو کر اس فیصلہ کے منتظر ہیں۔ اور جو دین توحید اللہ نے ہم کو مرحمت فرمایا ہے اس پر نہایت خوش ہیں تم نے اپنے لئے بدبختی سے جو روش پسند کی وہ تمہیں مبارک رہے۔ ہر ایک کو اس کی راہ و روش کا نتیجہ مل رہیگا ف۱ بڑی فیصلہ کن چیز یہ تھی کہ مکہ معظمہ (جو گویا زمین پر اللہ کا دارالسلطنت ہے) فتح ہو جائے اسی پر اکثر قبائل عرب کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے ایک ایک دو دو آدمی (بقیہ بر صفحہ ۸۹)

منزل ۷

toobaa-elibrary.blogspot.com

موضح قرآن ف۱ ابولہب حضرت کا چچا تھا کفر کے مارے حضرت کی ضد میں پڑا ایک بار حضرت نے سب قریش کو پکار کر جمع کیا۔ یہ بولا ... جنگل سے آپ لاتی اور کانٹے حضرت کے راہ میں ڈالتی کہ آتے جاتے کو چبھیں ف۲ یعنی کھاتا پیتا نہیں ف۳ یعنی اس کی قسم کا ... نہیں ... اس سورت کے نازل ... اللہ علیہ وعلی آلہ کے پاس آکر سوال کیا کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو اور عاجزی اور ناتوانی اور اسی طرح کے عیب ان میں بتاتے ہو۔ بتلاؤ تو تمہارا اللہ کیا ... صفتیں رکھتا ہے ... آیا ہے کہ کافروں کے سوال میں یہ بھی تھا کہ وہ کیا چیز ہے اور کیا کھاتا پیتا ہے اور خدائی کو کہاں سے پایا اور اس کے پیچھے پھر وہ کس کو ملیگی اور اسکا مددگار۔ اصلاح کار خدائی کے کارخ... کو سورۂ اخلاص کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دل کو خالص کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی پہچان کے واسطے۔

بقیہ فوائد صفحہ ۷۸۹ ۔ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد جوق در جوق داخل ہونے لگے۔ حتیٰ کہ سارا جزیرۂ عرب اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا۔ اور جو مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تھا پورا ہوا۔ ف۲ یعنی سمجھ لیجئے کہ مقصود بعثت کا اور دنیا میں رہنے کا، جو تکمیل دین وتمہید خلافت کبریٰ ہے، پورا ہوا۔ اب سفر آخرت قریب ہے لہٰذا ادھر سے فارغ ہو کر ہمہ تن ادھر ہی الگ جائیے۔ اور پہلے سے بھی زیادہ کثرت سے اللہ کی تسبیح وتحمید اور ان فتوحات کا اور کامیابیوں پر اس کا شکر ادا کیجئے ف۳ یعنی اپنے لئے اور امت کیلئے استغفار کیجئے۔ (تنبیہ) نبی کریم کا اپنے لئے استغفار کرنا پہلے کئی جگہ بیان ہو چکا ہے وہیں دیکھ لیا جائے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ لکھتے ہیں "یعنی قرآن میں ہر جگہ وعدہ ہے فیصلہ کا اور کافر شتابی کرتے تھے۔ حضرت کی آخر عمر میں مکہ فتح ہو چکا، قبائل عرب ول کے دل مسلمان ہونے لگے۔ وعدہ سچا ہوا۔ اب امت کے گناہ بخشوایا کر کہ درجہ شفاعت کا ملے۔ یہ سورت آخری آخر عمر میں حضرت نے جانا کہ میرا جو کام تھا دنیا میں کر چکا۔ اب سفر ہے آخرت کا۔

فوائد صفحہ ہذا ف۱ "ابولہب" (جس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا۔ لیکن اپنے کفر وشقاوت کی وجہ سے حضورؐ کا شدید ترین دشمن تھا۔ جب آپ کسی مجمع میں پیغام حق سناتے یہ بدبخت پتھر پھینکتا حتیٰ کہ آپ کے پائے مبارک لہولہان ہو جاتے اور زبان سے کہتا کہ لوگو! اس کی بات مت سنو، یہ شخص (معاذ اللہ) جھوٹا بیدین ہے۔ کبھی کہتا کہ محمدؐ ہم سے ان چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں جو مرنے کے بعد ملیں گی۔ ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی نظر نہیں آتیں۔ پھر دونوں ہاتھوں سے خطاب کر کے کہتا "تبا لکما ما اری فیکما شیئا مما یقول محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) تم دونوں ٹوٹ جاؤ کہ میں تمہارے اندر اس میں کی کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمدؐ بیان کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے کوہ "صفا" پر چڑھ کر سب کو پکارا۔ آپ کی آواز پر تمام لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے نہایت موثر پیرایہ میں اسلام کی دعوت دی۔ ابولہب بھی موجود تھا (بعض روایات میں ہے کہ ہاتھ جھٹک کر) کہنے لگا "تبا لک سائر الیوم الھذا جمعتنا" یعنی تو برباد ہو جائے کیا ہم کو اسی بات کے لئے جمع کیا تھا؟ اور "روح المعانی" میں بعض سے نقل کیا ہے کہ اس نے ہاتھوں میں پتھر اٹھایا کہ آپ کی طرف پھینکے۔ غرض اس کی شقاوت اور حضورؐ سے عداوت انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اس پر جب اللہ کے عذاب سے ڈرایا جاتا تو کہتا کہ اگر سچ مچ یہ بات ہونے والی ہے تو میرے پاس مال واولاد بہت ہے ان سب کو فدیہ میں دیکر عذاب سے چھوٹ جاؤنگا۔ اس کی بیوی ام جمیل کو بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت عداوت تھی۔ جو دشمنی کی آگ ابولہب بھڑکاتا تھا یہ عورت گویا لکڑیاں ڈال کر اس کو اور زیادہ تیز کرتی تھی۔ سورۂ ہذا میں دونوں کا انجام بتلا کر متنبہ کیا ہے کہ مرد ہو یا عورت، اپنا ہو یا بیگانہ، بڑا ہو یا چھوٹا جو حق کی عداوت پر کمر باندھیگا وہ آخر کار ذلیل اور تباہ وبرباد ہو کر رہیگا۔ پیغمبر کی قرابت قریبہ بھی اس کو تباہی سے نہ بچا سکیگی۔ یہ ابولہب کیا ہاتھ جھٹک باتیں بناتا اور اپنی قوت بازو پر مغرور ہو کر خدا کے مقدس ومعصوم رسول کی طرف دست درازی کرتا ہے۔ سمجھ لے کہ اب اس کے ہاتھ ٹوٹ چکے۔ اس کی سب کوششیں حق کے دبانے کی برباد ہو چکیں۔ اس کی سرداری ہمیشہ کے لئے مٹ گئی۔ اس کے اعمال اکارت ہو گئے۔ اس کا زور ٹوٹ گیا۔ اور وہ خود تباہی کے گڑھے میں پہنچ چکا۔ یہ سورت مکی ہے کہتے ہیں کہ غزوۂ "بدر" سے سات روز بعد اس کے زہریلی قسم کا ایک دانہ نکلا۔ اور مرض لگ جانے کے خوف سے سب گھر والوں نے الگ ڈال دیا۔ وہیں مر گیا۔ اور تین روز تک لاش یوں ہی پڑی رہی۔ کسی نے نہ اٹھائی۔ جب سڑنے لگی اس وقت حبشی مزدوروں سے اٹھوا کر دلوائی انہوں نے ایک گڑھا کھود کر اس کو ایک لکڑی سے اندر ڈھکیل دیا اور سے پتھر بھر دیئے۔ یہ تو دنیا کی رسوائی اور بربادی تھی۔ "ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون" ف۲ یعنی مال، اولاد، عزت، وجاہت کوئی چیز اس کو ہلاکت سے نہ بچا سکی ف۳ یعنی مرنے کے بعد سخت شعلہ زن آگ میں پہنچنے والا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے قرآن نے اس کی کنیت "ابولہب" قائم رکھی۔ دنیا تو اس کو "ابولہب" اس لئے کہتی تھی کہ اس کے رخسار آگ کے شعلے کی طرح چمکتے تھے مگر قرآن نے بتلا دیا کہ وہ اپنے آخری انجام کے اعتبار سے بھی "ابولہب" کہلانے کا مستحق ہے ف۴ ابولہب کی عورت ام جمیل باوجود مالدار ہونے کے سخت بخل اور خست کی بنا پر خود جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتی۔ اور کانٹے حضرت کی راہ میں ڈال دیتی، تا حضورؐ کو اور آنے جانے والوں کو تکلیف پہنچے۔ فرماتے ہیں کہ وہ جس طرح یہاں حق کی دشمنی اور پیغمبر خدا کی ایذا رسانی میں اپنے شوہر کی مددگار ہے۔ دوزخ میں بھی اسی حالت سے اس کے ہمراہ رہیگی۔ شاید وہاں زقوم اور ضریع کی (جو جہنم کے خاردار درخت ہیں) لکڑیاں اٹھائے پھرے اور ان کے ذریعہ سے اپنے شوہر پر عذاب الٰہی کی آگ کو تیز کرتی رہے کما قال ابن کثیر (تنبیہ) بعض نے "حمالۃ الحطب" کے معنی چغلخور کے لئے ہیں۔ اور محاورات عرب میں یہ لفظ اس معنی میں مستعمل ہوتا ہے جیسے فارسی میں بھی ایسے شخص کو "ہیزم کش" کہتے ہیں ف۵ یعنی بہت مضبوط بٹی ہوئی بٹنے والی۔ اس سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دوزخ کے طوق وسلاسل ہیں اور یہ تشبیہ "حمالۃ الحطب" کی مناسبت سے دی گئی ہے۔ کیونکہ لکڑیوں کا بوجھ اٹھانے میں رسی کی ضرورت پڑتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس عورت کے گلے میں ایک ہار بہت قیمتی تھا۔ کہا کرتی تھی کہ لات وعزیٰ کی قسم! اس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عداوت پر خرچ کر ڈالوں گی ضرور تھا کہ دوزخ میں بھی اس کی گردن ہار سے خالی نہ رہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس بدبخت کی موت بھی اسی طرح واقع ہوئی۔ لکڑیوں کے گٹھے کی رسی گلے میں آ پڑی جس سے گلا گھٹ کر دم نکل گیا۔ (بقیہ بر صفحہ ۷۹۱)

عمّ ۳۰ — ۷۹۰

سورۃ اللھب مکیۃ ... [illegible]

سورۂ لہب مکہ میں نازل ہوئی اور [illegible] پانچ آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان ...
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان ...

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ ...
ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ نہ کام آیا
ٹوٹ گئے ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ ف۱ کام نہ آیا

وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ
اور نہ جو کمایا اب بیٹھے گا دیگ مارتی آگ میں
اور نہ جو اس نے کمایا ف۲ اب پڑیگا ڈیگ مارتی آگ میں ف۳

وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِىْ جِيْدِهَا
اور اس کی جورو سر پر لیے پھرتی ایندھن اس کی گردن
اور اس کی جورو جو سر پر لئے پھرتی ہے ایندھن ف۴ اس کی گردن میں

حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝
رسی مونج کی ف۵
رسی ہے مونجھ کی ف۵

سورۃ الاخلاص مکیۃ وھی اربع آیات

سورۂ اخلاص مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چار آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ
تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ نرادھار ہے نہ کسی کو جنا
تو کہہ وہ اللہ ایک ہے ف۱ اللہ بے نیاز ہے ف۲ نہ کسی کو جنا

وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا
نہ کسی سے جنا اور نہیں اس کے جوڑ کا
نہ کسی سے جنا ف۳ اور نہیں اس کے جوڑ کا

اَحَدٌ ۝
کوئی ف۴
کوئی ف۴

toobaa-elibrary.blogspot.com

...سب تاریکیاں ظاہر و باطن کی اور تنگدستی پریشانی گمراہی ... وغیرہ اس وقت ان کی ٹوک لگ جاتی ہے ف۲ ... نظر لگ جانا ... ہے

ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب رح

... بتلا دیجئے کہ وہ ایک ہے جس کی ذات میں کسی قسم کے تعدد و تکثر اور دوئی کی گنجائش نہیں ... نہ اس کا کوئی مقابل، نہ مشابہ اس میں مجوس کے عقیدہ ...
... پوچھتے ہیں کہ وہ کیسا ہے ... کی تردید ہوئی جو تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو خدائی میں حصہ دار ٹھہراتے ہیں ف۳ "صمد" کی تفسیر کئی طرح کی گئی ہے طبرانی ان سب کو نقل کر کے فرماتے ہیں
... اور شرکا "اہرمن" نیز ... "وکل ھذہ صحیحۃ وھی صفات ربنا ھو الذی یصمد الیہ فی الحوائج وھو ...

۹۱

سورۃ الفلق مدنیۃ ... ھی خمس آیات

سورۃ فلق مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی پانچ آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

... مہربان نعمت دینے والا
... سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

... الفلق ۝ من شر ما خلق ۝

... صبح کے رب کی ... ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی
... صبح کے رب کی ف۱ ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی ف۲

... من شر غاسق اذا وقب ۝ ومن شر ...

... اندھیرے کی جب سمٹ آئے ف۱ اور بدی سے
... اندھیرے کی جب سمٹ آئے ف۳ اور بدی سے

... النفثت فی العقد ۝ ومن شر حاسد

... عورتوں کی گرہوں میں ف۴ اور بدی سے برا چاہنے والے کی
... گرہوں میں پھونک ماریں ف۱ اور بدی سے برا چاہنے والے کی

اذا حسد ۝ ع

جب لگے ٹوکنے ف۱
جب لگے لوک لگانے ف۵

سورۃ الناس مدنیۃ وھی ست آیات

سورۃ ناس مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھ آیتیں ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نعمت دینے والا
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قل اعوذ برب الناس ۝ ملک

تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ
تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ

الناس ۝ الہ الناس ۝ من شر الوسواس ۵

کی لوگوں کے پوجے ہوئے کی بدی سے اس کی جو ستکارے
کی لوگوں کے معبود کی بدی سے ف۱ اس کی جو پھسلائے

الخناس ۝ الذی یوسوس فی صدور

اور چھپ جائے ف۲ وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل
اور چھپ جائے ف۳ وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل

منزل ۷

قد اتت ای موجودہ وھو الصمد الذی لا جوف لہ ولا یاکل ولا یشرب وھو الباقی بعد خلقہ (ابن کثیر رح) یہ سب معانی صحیح ہیں اور یہ سب ہمارے رب کی صفات ہیں۔ وہ ہی ہے جس کی طرف تمام حاجات میں رجوع کیا جاتا ہے یعنی سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور وہ ہی ہے جس کی بزرگی اور فوقیت تمام کمالات اور خوبیوں میں انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اور وہ ہی ہے جو کھانے پینے کی خواہشات سے پاک ہے۔ اور وہ ہی ہے جو خلقت کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے) اللہ تعالیٰ کی صفت صمدیت سے ان جاہلوں کا رد ہوا جو کسی غیر اللہ کو کسی درجہ میں مستقل اختیار رکھنے والا سمجھتے ہوں۔ نیز آریوں کے عقیدہ مادہ و روح کی تردید بھی ہوئی۔ کیونکہ ان کے اصول کے موافق اللہ تعالیٰ عالم کے بنانے میں ان دونوں کا محتاج ہے اور یہ دونوں اپنے وجود میں اللہ کے محتاج نہیں (العیاذ باللہ) ف۸ یعنی نہ کوئی اس کی اولاد، نہ وہ کسی کی اولاد۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہوا جو حضرت مسیح کو یا حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ نیز جو لوگ مسیح کو یا کسی بشر کو خدا مانتے ہیں ان کی تردید "لم یولد" میں کر دی گئی یعنی خدا کی شان یہ ہے کہ اس کو کسی نے جنا نہ ہو اور ظاہر ہے حضرت مسیح ایک پاکباز عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے پھر وہ خدا کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ف۹ جب اس کے جوڑ کا کوئی نہیں تو جورو یا بیٹا کہاں سے ہو۔ اس جملہ میں ان اقوام کا رد ہو گیا جو اللہ کی کسی صفت میں کسی مخلوق کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض گستاخ تو اس سے بڑھ کر صفات دوسروں میں ثابت کر دیتے ہیں۔ یہود کی کتابیں اٹھا کر دیکھو ایک دنگل میں خدا کی کشتی یعقوب علیہ السلام سے ہو رہی ہے اور یعقوب خدا کو پچھاڑ دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا "انی اسالک یا اللہ الواحد الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ان تغفر لی ذنوبی انک انت الغفور الرحیم۔"

ع ۵ ۳۸

فوائد صفحہ ہذا ف۱ یعنی جو رات کی ظلمت پھاڑ کر صبح کی روشنی نمودار کرتا ہے ف۲ یعنی ہر ایسی مخلوق جس میں کوئی بدی ہو اس کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آگے مناسبت مقام چند مخصوص چیزوں کا نام لیا ہے ف۳ یعنی رات کا اندھیرا کہ اس میں اکثر شرور خصوصاً سحر وغیرہ بکثرت واقع ہوتے ہیں۔ یا چاند کا گہن یا آفتاب کا غروب مراد ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ اس میں سب تاریکیاں آ گئیں ظاہر اور باطن کی۔ اور تنگدستی اور پریشانی اور گمراہی ف۴ نفاثات فی العقد سے وہ عورتیں یا وہ جماعتیں یا وہ نفوس مراد ہیں جو ساحرانہ عمل کرتے کے وقت کسی تانت یا رسی یا بال وغیرہ میں کچھ پڑھ کر اور پھونک مار کر گرہ لگایا کرتے (جیسے ... پر جو سحر لبید بن اعصم نے کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ لبید کی لڑکیاں بھی اس میں شریک تھیں۔ واللہ اعلم) ف۵ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت اس کی ٹوک لگ جاتی ہے۔ بیشک ٹوک یا نظر لگ جانا ایک امر واقعی ہے۔ لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک "من شر حاسد اذا حسد" کا مطلب یہ ہے کہ حاسد جب اپنی قلبی کیفیت کو ضبط نہ کر سکے اور عملی طور پر حسد کا اظہار کرنے لگے، اس کی بدی سے پناہ مانگنا چاہیئے۔ اگر ایک شخص کے دل میں بلا اختیار حسد پیدا ہو مگر وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر محسود کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کرے، وہ اس سے خارج ہے۔ نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے سے اللہ کی دی ہوئی نعمت کے زوال کا متمنی ہو۔ باقی یہ آرزو کرنا کہ مجھے بھی ایسی نعمت یا اس سے زیادہ عطا ہو۔ جو فلاں کو عطا ہوئی ہے حسد میں داخل نہیں۔ اس کو "غبطہ" کہتے ہیں۔ بخاری کی حدیث "لا حسد الا فی اثنتین" الخ میں لفظ "حسد" سے یہی غبطہ مراد ہے۔ ف۱ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت اور بادشاہی وغیرہ تمام مخلوقات کو شامل ہے، لیکن ان صفات کا جیسا کامل ظہور انسانوں میں ہوا کسی دوسری مخلوق میں نہیں ہوا۔ اس لئے "رب" اور "ملک" وغیرہ کی اضافت ادہی کی طرف کی گئی۔ نیز وسواس میں مبتلا ہونا بجز انسان کے دوسری مخلوق کی شان بھی نہیں ف۲ کہ ... نظروں سے غائب رہ کر آدمی کو بہکاتا اور پھسلاتا ہے۔ جب تک آدمی غفلت میں رہا اس کا تسلط بڑھتا رہا جہاں بیدار ہو کر اللہ کو یاد کیا یہ فوراً پیچھے کو کھسکا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ف ۱ جب یہ تفسیر ... ذکر ان سورتوں کے بعد کوئی دعا نہیں پناہ کے واسطے بعضے محقق نے لکھا ہے کہ قرآن ... حرف با او ... زیادہ اسکے حرف سین آیا ہے۔ اس میں ...

—(... اشد تفسیر موضح قرآن)—

ف ۱ شیطان جنوں میں بھی ہیں اور آدمیوں میں بھی وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ ... (الانعام رکوع ...) ... کی تفسیر میں علماء حکماء نے بہت کچھ نکتہ آفرینیاں کی ہیں۔ حافظ ابن قیم رحمۃ، امام رازی، ابن سینا، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ محدث دہلوی کے بیانات ... کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ... اللہ روحہ کی تقریر کا خلاصہ درج کرتا ہوں تاکہ فائدہ قرآن کے حسن خاتمہ کے لئے ایک فال نیک ثابت ہو: —

ع ۱/۶ ۳۹

یہ ایک فطری اور عام دستور ہے کہ باغ میں جب کوئی نیا پودا زمین کو شق کرتا ہوا تخم سے باہر نکل آتا ہے تو باغبان (یا مالی) اس کے تحفظ میں پوری کوشش اور ہمت صرف کر دیتا ہے اور جب تک وہ جملہ آفات ارضی و سماوی سے محفوظ ہو کر اپنے حد کمال کو نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک بہت زیادہ تردد اور عرق ریزی کرنا پڑتی ہے اب غور کرنا چاہیے کہ پودے کی زندگی کو فنا کر دینے والی یا اسکے ثمرات کے تمتع سے مالک کو محروم بنا دینے والی وہ کون کون سی آفات ہیں جن کے شر اور مضرت سے بچا لینے میں باغبان کو اپنی مساعی کے کامیاب بنانے کی ہر وقت دھن لگی رہتی ہے۔ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو جائیگا کہ ایسی آفات اگرچہ بہ طرح سے ظہور پذیر ہوتی ہیں جن کے انسداد کے لئے باغبان کو چار امور کی اشد ضرورت ہے (اوّل) ایسے سبزہ خور جانوروں کے دندان و دہن کو اس پودے تک پہنچنے سے روکا جائے جن کی جبلت اور خلقت میں سبزہ و گیاہ کا کھانا داخل ہے (دوسرے) کنویں یا نہر یا بارش کا پانی اور ہوا اور حرارت آفتاب (غرضیکہ تمام اسباب زندگی و ترقی) کے پہنچنے کا پورا انتظام ہو۔ (تیسرے) اوپر سے برف اولہ وغیرہ جو اس کی حرارت غریزیہ کے اختناق کا باعث ہو اس پر گرنے نہ پائے کیونکہ یہ چیز اس کی ترقی اور نشوونما کو روک دینے والی ہے۔ (چوتھے) مالک باغ کا دشمن یا کوئی حاسد اس پودے کی شاخ و برگ وغیرہ کو نہ کاٹ ڈالے یا اسکو جڑ سے اکھاڑ کر نہ پھینک دے اگر ان چار باتوں کا خاطر خواہ بندوبست باغبان نے کر لیا تو خدا سے امید رکھنا چاہیے کہ وہ پودا بڑا ہوگا، پھولے پھلیگا، اور مخلوق اس کی برومند شاخوں سے استفادہ کریگی۔ ٹھیک اسی طرح ہم کو خالق ارض و سماء سے (جو رب الفلق اور فالق الحب والنوی اور جمیع آن عالم کا حقیقی مالک و مربی ہے) اپنے شجر وجود اور شجر ایمان کے متعلق ان ہی چار قسم کی آفات سے پناہ مانگنا چاہیے۔ جو اوپر مذکور ہوئیں پس معلوم کرنا چاہیے کہ جس طرح اول قسم میں سبزہ خور جانوروں کی ضرر رسانی محض ان کی طبیعت کے مقتضیات میں سے تھی، اسی طرح "شر" کی اضافت "ما خلق" کیطرف بھی اسی جانب مشیر ہے کہ یہ شر اس مخلوق میں من حیث ہو مخلوق کے ... ہے اور اس کے صدور میں بجز ان کی طبیعت اور پیدائشی دواعی کے اور کسی سبب کو دخل نہیں جیسا کہ سانپ بچھو اور تمام سباع و بہائم وغیرہ میں مشاہدہ کیا جاتا ہے — نیش عقرب نہ از پے کین است بہ مقتضائے طبیعتش این ست۔ اس کے بعد دوسرے درجہ میں غاسق اذا وقب سے تعوذ کی تعلیم دی گئی ہے۔ جس سے مفسرین کے نزدیک مراد یا تو رات ہے جب خوب اندھیری ہو، یا آفتاب ہے جب غروب ہو جائے یا چاند ہے جب اس کو گہن لگ جائے۔ ان میں سے کوئی معنی لو۔ اتنی بات یقینی ہے کہ غاسق میں سے شر کا پیدا ہونا اس کے وقوب (کسی چیز کے نیچے چھپ جانے) پر مبنی ہے اور ظاہر ہے وقوب (چھپ جانے) میں اس کے سوا کوئی ... نہیں کہ ایک چیز کا علاقہ ہم سے منقطع ہو جائے اور جو فوائد اس کے ظہور کے وقت ہم کو حاصل ہوتے تھے وہ اب حاصل نہیں لیکن جب یہ ہے تو یہ تمثیل اسباب و مسببات سے زیادہ اور کسی چیز پر چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ مسبب کا وجود اسباب و معدات کے وجود پر موقوف ہوتا ہے اور جب تک اسباب کا علاقہ مسببات کے ساتھ قائم نہ ہو ہرگز کوئی مسبب اپنی ہستی میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور یہی وہ بات ہے جسکو ہم نے آفت کی دوسری قسم میں یہ کہہ کر بیان کیا تھا کہ پانی، ہوا اور حرارت آفتاب (غرض کل اسباب زندگی و ترقی) کا اگر خاطر خواہ انتظام نہ ہوا تو وہ پودا کملا کر خشک ہو جائیگا اب اس کے بعد تیسرا تعوذ "نفاثات فی العقد" سے کیا گیا جس سے میں کہہ چکا ہوں کہ ساحرانہ اعمال مراد ہیں۔ جو لوگ سحر کا وجود تسلیم کرتے ہیں وہ یہ مانتے ہیں کہ سحر کے اثر سے مسحور کو ایسے امور عارض ہو جاتے ہیں جن سے طبیعت کے اصلی آثار مغلوب ہو کر دب جائیں۔ تو سحر کی یہ آفت اس آفت سے بہت ہی مشابہ ہوئی جو پودے پر برف وغیرہ گرنے اور حرارت غریزیہ کے مختنق دبنا ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی تھی جس سے اس کا نشوونما رک جاتا تھا۔ لبید بن اعصم کے قصہ میں جو الفاظ آئے ہیں فقام علیہ الصلوٰۃ والسلام کانما انشط من عقال "ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز نے مستولی ہو کر آپ کے مقتضیات طبیعت کو چھپا لیا تھا جو جبرئیل علیہ السلام کے تعوذ سے باذن اللہ دفع ہو گئی۔ اب ان آفات میں سے جن سے تحرز کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا صرف ایک آخری درجہ باقی ہے۔ یعنی کوئی مالک باغ کا دشمن بربنائے عداوت و حسد پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے یا اس کی شاخ و برگ کاٹ ڈالے" شر" کے اس مرتبہ کو من شر حاسد اذا حسد "نے بہت ہی وضاحت کے ساتھ ادا کر دیا ہاں اس تقریر میں اگر کچھ کمی ہے تو صرف اتنی کہ کبھی کبھی تخم کو ان چاروں آفات میں سے کسی کا سامنا کرنا نہیں۔ بقیہ صفحہ ۷۹۲

جزء ۳۰

۷۹۲

	النّاس ۵ مکیۃ ...
میں	جنوں کے ...
میں	جنوں میں اور آدمیوں ...
اور آدمیوں ...	

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ بِعَدَدِ مَا فِیْ جَمِیْعِ ... حرفًا ...

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا رَبَّنَا لَا تُؤَا...

اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَ...

دُعائے ختم قرآن

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْ...

لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ

وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ

اٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

طابع وناشر

ادارہ علوم شرعیہ حسنیٰ منزل نزد حاجی چاند ڈوڈا ہارسیٹم جناح چوک متصل کراچی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان میں سے وہ خاص جوہر جو سرایت کئے ہوئے ہے غم کی روئیدگی ہوتی ہے اور جس کو ہم قلب الجوب یا شویدائے تخم سے تعبیر کرسکتے ہیں یا اندر ہی اندر گھن لگ کر

صورت میں "الوسواس الخناس" کے شر سے استعاذہ کی تعلیم فرمائی گئی کیونکہ وسواس ان کی نفسانی خطرات کا نام ہے جو ظاہر ہو کر بیٹھ

دوسری کمی تلافی کے لیے ضروری حیات والسرائر کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں لیکن جب وساوس کا مقابلہ ایمان سے ٹھہرا تو دفع وسواس کے: اسے اپنی صفات سے تمسک کرنے کی

ہیں اور جن کا علاج عالم ایمان کو ہر دو جہتی ہے اب تجربہ سے معلوم ہوا کہ سب سے اول ایمان وانقیاد و تسلیم کا نشوونما حق تعالیٰ کی تربیت ہائے بے پایاں اور انعامات بے

نے جاتے ہیں اور جن مطلقہ پر نظر ڈالئے ہیں تو ہمارا ذہن ادھر منتقل ہوتا ہے کہ وہ رب العزت مالک الملک اور شہنشاہ مطلق بھی ہے کیونکہ تربیت مطلقہ کے معنی ہر قسم کی حاجات

کی بدولت ذات منیعہ بہ کمالات ہے اور کسی سے بے نیاز نہیں پڑ سکتا جو ہر قسم کی ضروریات کی مالک ہو اور دنیا کی کوئی ایک چیز بھی اس کے قبضۂ اقتدار سے خارج نہ

کام بجز اس کے ہیں اور لاریب اسی کی یہ شان ہونی چاہیئے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ہے "گویا مالکیت" یا ملکیت ایک ایسی

اور شہنشاہ مطلق کہ رہا ہے کیونکہ ربوبیت کا کل خلاصہ اعطائے منفعت اور دفع مضرت ہے اور ان دونوں چیزوں پر قادر ہونا یہ خلق علی الاطلاق کا منصب ہے۔ پھر

ربوبیت سے ہو ہم کی معبودیت (الٰہیت) کا سراغ ملتا ہے کیونکہ معبود اسی کو کہتے ہیں جس کے حکم کے سامنے گردن ڈال دی جائے اور اس کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے حکم

حق ہونے کی تجربہ سے کاملہ اور حکومت مطلقہ کے اور کسی کے سامنے سزاوار نہیں اور ان دونوں چیزوں کا اصلی مستحق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا اس لیے معبودیت

کہ یہ الٰہیت لئے ثابت ہوگئی پڑھو: "اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا" غرض سب سے اول جو صفت ایمان کا مبدا بنتی ہے وہ ربوبیت

الٰہیت والوہیت کا مرتبہ ہے پس جو شخص اپنے ایمان کو وسواس شیطانی کی مضرت سے بچانے کے لیے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں چارہ جوئی کرے گا اس کو اسی طرح درجہ بدرجہ ان کی صفات

ہوگا جس طرح خود اس نے بالترتیب اپنی صفات (رب الناس، ملک الناس، الٰہ الناس) کو سورۃ الناس میں بیان فرمادیا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ جس طرح مستعاذ بہ کی جانب

تغییر و عطف اور بغیر اعادۂ بار جارہ کے مذکور ہیں یا مستعاذ بہ کی جانب بھی تین چیزیں نظر آتی ہیں جو صفت در صفت کرکے بیان کی گئی ہیں اس کو یوں سمجھ سکتے ہو کہ لفظ وسواس کی صفت

رکھو کیونکہ جس طرح مستعاذ بہ حقیقی "الٰہ الناس" ہے اور ملک و رب" اسی تک رسائی حاصل کرانے کے عنوان قرار دیئے گئے ہیں اسی طرح مستعاذ منہ کی حقیقت یہی وسواس ہے جس کی صفت

ہے۔ خناس کو مراد یہ ہو کہ شیطان بہ حالت غفلت آدمی کے دل میں وسواس ڈالتا رہتا ہے اور جب کوئی بیدار ہو جائے تو چوروں کی طرح پیچھے کو کھسک آتا ہے۔ ایسے چوروں اور بدمعاشوں

اور ان کے دست تعدی سے رعایا کو مصئون و مامون بنانا بادشاہان وقت کا خاص فریضہ ہوتا ہے اس لیے مناسب ہوگا کہ اس صفت کے مقابل "ملک الناس" کو رکھا جائے اور "اَلَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ

و غیرہ خناس جو خناس کی فعلیت کا درجہ ہے اور جس کو ہم چور کے نقب لگانے سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ اس کو "رب الناس" کے مقابلہ میں جو حسب تحریر سابق "ملک الناس" کی فعلیت کا مرتبہ ہے شمار کیا جائے

مستعاذ منہ اور مستعاذ بہ میں تعدد تام اور کامل تقابل ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم باسرار کلامہ (تنبیہ) کئی صحابہ (مثلاً عائشہ صدیقہ، ابن عباس، زید بن ارقم رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے کہ نبی کریم

علیہ وسلم پر بعض یہود نے سحر کیا جس کے اثر سے ایک طرح کا مرض سا بدن مبارک کو لاحق ہوگیا۔ اس دوران میں کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ ایک دنیوی کام کرچکے ہیں مگر خیال گزرتا تھا کہ نہیں کیا یا ایک کام نہیں

حال ہوتا تھا کہ کرچکے ہیں اس کے علاج کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں اور ان کی تاثیر سے وہ اثر باذن اللہ زائل ہوگیا واضح رہے کہ یہ واقعہ صحیحین میں موجود ہے جس پر آج تک کسی محدث

کی اور اس طرح کی کیفیت منصب رسالت کے قطعاً منافی نہیں، جیسے آپ کبھی کبھی بیمار ہوئے بعض اوقات غشی طاری ہوگئی یا کئی مرتبہ نماز میں سہو ہوگیا اور آپ نے فرمایا۔ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى

كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ" (میں بھی ایک بشر ہی ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں میں بھول جاؤں تو یاد دلادیا کرو) کیا اس غشی کی کیفیت اور سہو و نسیان کو پڑھ کر کوئی شخص یہ کہہ سکتا

ہے کہ اب وحی پر اور آپ کی دوسری باتوں پر کیسے یقین کریں ممکن ہے ان میں بھی سہو و نسیان اور بھول چوک ہوگئی ہو اگر وہاں سہو و نسیان کے ثبوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وحی الٰہی اور فرائض تبلیغ میں شکوک و

شبہات پیدا کرنے لگیں تو اتنی بات سے کہ احیاناً آپ ایک کام کرچکے ہوں اور خیال گزرے کہ نہیں کیا کس طرح لازم آیا کہ آپ کی تمام تعلیمات اور فرائض بعثت سے اعتبار اٹھ جائے یاد رکھیے سہو و نسیان، مرض اور غشی وغیرہ

عوارض خواص بشریت سے ہیں اگر انبیاء بشر ہیں تو ان خواص کا پایا جانا ان کے رتبہ کو کم نہیں کرتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جب ایک شخص کی نسبت دلائل قطعیہ اور براہین نیرہ سے ثابت ہو جائے کہ وہ یقیناً اللہ کا سچا

رسول ہے تو ماننا پڑے گا کہ اللہ نے اس کی عصمت کا تکفل کیا ہے اور وہی اس کو اپنی وحی کے یاد کرانے سمجھانے اور پہنچانے کا ذمہ دار ہے ناممکن ہے کہ اس کے فرائض دعوت و تبلیغ کی انجام دہی میں کوئی طاقت خلل

ڈال سکے نفسی ہو یا شیطانی مرض ہو یا جادو کوئی چیز ان امور میں رخنہ اندازی نہیں کرسکتی۔ جو مقصد بعثت سے متعلق ہیں کفار جو انبیاء کو مسحور کہتے تھے چونکہ ان کا مطلب نبوت کا ابطال اور یہ ظاہر کرنا تھا کہ جادو

کے اثر سے ان کی عقل ٹھکانے نہیں رہی گویا مسحور کے معنی مجنون کے لیتے تھے اور وحی الٰہی کو جوش جنون قرار دیتے تھے (العیاذ باللہ) اس لیے قرآن میں ان کی تکذیب و تردید ضروری ہوئی یہ دعویٰ کہیں نہیں کیا گیا کہ انبیاء

علیہم السلام لوازم بشریت سے مستثنیٰ ہیں اور کسی وقت ایک آن کے لیے کسی نبی پر سحر کا معمولی اثر جو فرائض بعثت میں اصلاً خلل انداز نہ ہو نہیں ہوسکتا۔ (تنبیہ دوم) معوذتین کے قرآن ہونے پر تمام صحابہ کا اجماع ہو

اور ان کے عہد سے آج تک متواتر ثابت ہے صرف ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ وہ ان دو سورتوں کو اپنے مصحف میں نہیں لکھتے تھے لیکن واضح رہے کہ ان کو بھی ان سورتوں کے کلام اللہ ہونے میں شبہ نہ تھا وہ مانتے تھے کہ

یہ اللہ کا کلام ہے اور لاریب آسمان سے اترا ہے مگر ان کے نازل کرنے کا مقصد رقیہ اور علاج تھا معلوم نہیں کہ تلاوت کس غرض سے اتاری گئی یا نہیں اس لیے ان کو مصحف میں درج کرنا اور اس قرآن میں شامل کرنا

جس کی تلاوت نماز وغیرہ میں مطلوب ہے اختلاف احتیاط ہے۔ روح البیان میں ہے: "اِنَّهٗ كَانَ لَا يَعُدُّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَانَ لَا يَكْتُبُهُمَا فِيْ مُصْحَفِهٖ يَقُوْلُ اِنَّهُمَا مُنَزَّلَتَانِ مِنَ السَّمَاءِ وَهُمَا مِنْ كَلَامِ

رب العالمین ولكن النبي عليه الصلوة والسلام كان يرقي ويعوذ بهما فاشتبه عليه انهما من القرآن او ليستا منه فلم يكتبهما في المصحف" (صفحہ ۲۲ جلد ۱۲) قاضی ابوبکر باقلانی لکھتے ہیں "لم ينكر ابن مسعود

كونهما من القرآن وانما انكر اثباتهما في المصحف فانه كان يرى ان لا يكتب في المصحف شيئا الا ان كان النبي صلى الله عليه وسلم اذن في كتابته فيه وكانه لم يبلغه الاذن" (فتح الباری پارہ

جلد ۸) حافظ نے ایک اور عالم کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں "لم يكن اختلاف ابن مسعود مع غيره في قرآنيتهما وانما كان في صفة من صفاتهما" (فتح الباری صفحہ ۵۷۱ جلد ۸) بہرحال ان کی یہ رائے بھی شخصی اور

انفرادی تھی اور جیسا کہ بزار نے تصریح کی ہے کسی ایک صحابی نے ان سے اتفاق نہیں کیا اور بہت ممکن ہے کہ جب تواتر سے ان کو ثابت ہوگیا ہو کہ یہ بھی قرآن متلو ہے تو اپنی رائے پر قائم نہ رہے ہوں ان کے علاوہ ان کی

یہ انفرادی رائے بھی محض خبر واحد سے معلوم ہوئی ہے جو تواتر قرآنی کے مقابلہ میں قابل سماعت نہیں ہوسکتی۔ شرح مواقف میں ہے "ان اختلاف الصحابة في بعض سور القرآن مروي بالآحاد المفيدة للظن

ومجموع القرآن منقول بالتواتر المفيد لليقين الذي يضمحل الظن في مقابلته فتلك الآحاد مما لا يلتفت اليه ثم ان سلمنا اختلافهم فيما ذكرنا قلنا انهم لم يختلفوا في نزوله على النبي صلى الله

عليه وسلم ولا في بلوغه في البلاغة حد الاعجاز بل في مجرد كونه من القرآن وذلك لا يضر فيما نحن بصدده" اھ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں واجیب باحتمال انه كان متواترا في عصر ابن مسعود

لكن لم يتواتر عند ابن مسعود فانحلت العقدة بعون الله تعالى" اھ اور صاحب المعانی کہتے ہیں "ولعل ابن مسعود رجع عن ذلك" اھ۔

اس رب کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس کی خالص توفیق و تیسیر سے آج یہ مہتم بالشان کام انجام کو پہنچا۔ الٰہی! آج عرفہ کے مبارک دن اور وقوف عرفات کے وقت میں تیرے کلام پاک کی ایک مختصر سی خدمت جو

محض تیرے فضل و اعانت سے اختتام پذیر ہوئی تیری بارگاہ قدس میں بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں تو اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول فرما اور مقبول بنا الٰہی! میں معترف ہوں کہ اس خدمت کی انجام دہی میں حق اخلاص

ادا نہیں ہوسکا لیکن تیری رحمت واسعت جب سیئات کو حسنات سے بدل ڈالتی ہے اس کے لیے ایک صورت حسنہ کو حقیقت حسنہ بنا دینا کیا بڑی بات ہے میرا گمان تیرے ساتھ یہی ہے کہ تو اپنی بندہ نوازی سے اس ناچیز عمل

کو زندۂ جاوید بنائے گا اور اس کے نیک ثمرات [illegible] میرے والدین، میرے شیوخ و اساتذہ کی، میرے اقارب و احباب کی اور ان کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

جو اس کارِ خیر کے محرک و داعی بنے یا جنہوں نے اس عظیم الشان کام میں رفاقت و اعانت کی سب کی [illegible] فرمایئے اور سب کو دنیا و آخرت کی بلاؤں [illegible]
جنت الفردوس میں جمع کیجیے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اللّٰھم انس وحشتی فی قبری اللّٰھم ارحمنی بالقرآن العظیم [illegible]
ذکرنی منہ ما نسیت وعلمنی منہ ما جھلت وارزقنی تلاوتہ اناء اللیل واناء النھار واجعلہ لی حجۃ یا رب العالمین۔
ولنعم ما قیل: اول و آخر قرآن زچہ با آمد و سین ۞ یعنی اندر دو جہاں رہبر ما قرآن بس۔

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ

العبد الناچیز

فضل اللہ المدعو بشیر احمد ابن مولانا فضل الرحمٰن [illegible]

قد کان ابی حسانی بفضل اللہ وکان نبشد :۔ ذالک فضل اللہ [illegible]

رموز اوقاف و رسم الخط

اوقاف لازمی اور ضروری

نمبر شمار	علامات	رموز
۱	مـ	وقف لازم
۲	ط	وقف مطلق
۳	س۔ سکتہ	علامت سکتہ یہاں اس طرح ٹھہرو کہ سانس نہ ٹوٹے۔ یہ علامت تمام قرآن مجید میں صرف چار مقام پر آئی ہے۔
۴	وقفہ	علامت وقفہ۔ اس مقام پر سانس توڑ دو۔
۵	○	ختم آیت کی علامت ہے۔ دائرہ پر اگر کوئی اور علامت نہ ہو تو رک جاؤ۔ ورنہ علامت کے مطابق عمل کرو۔
۶	۵	آیت کوفی ہے اس کا حکم بھی وہی ہے جو دائرہ کا ہے۔

وصل یعنی وہ مقام جہاں ملا کر پڑھنا ضروری ہے

نمبر شمار	علامات	رموز
۱	لا	جب ۵ اور ○ کے بغیر ہو تو ملانا ضروری ہے۔

ذیل کی علامات میں وصل بہتر ہے

نمبر شمار	علامات	رموز
۱	ز	وقف مجوز
۲	ج ۔ ز	وقف جائز و مجوز
۳	ق	وقف کا قول ضعیف ہے۔ ق "قیل علیہ الوقف" کا مخفف ہے۔
۴	صلے	الوصل اولیٰ کا مخفف ہے یعنی وصل بہتر ہے۔
۵	صل	ملاؤ

جہاں وقف بہتر ہے

نمبر شمار	علامات	رموز
۱	قف	وقف بہتر کی ایک ہی علامت ہے اس کے علاوہ قرآن مجید میں اکثر حاشیہ پر جو وقف النبی صلعم، وقف جبریل، وقف غفران، وقف منزل اور وقف کفران لکھا ہوتا ہے تو وہاں بھی وقف بہتر ہے۔

وصل اور وقف مساوی ہیں

نمبر شمار	علامات	رموز
۱	۵ؕ	ان دونوں کو آیت لا کہتے ہیں دونوں کے وقف یا وصل میں اختلاف ہے مختصر یہ کہ دونوں جائز ہیں، کسی امر کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ پڑھنے والا حسب معانی وقف یا وصل کرلے۔
۲	○ؕ	
۳	ج	وقف جائز۔
۴	ص	یہاں وقف کی رخصت ہے۔

علامات متفرقہ

نمبر شمار	علامات	رموز
۱	ک	کذالک کا مخفف ہے۔ اس سے مراد ہے کہ جو رمز اس سے پہلی آیت میں آچکی ہے اسی کا حکم اس پر بھی ہے۔
۲	معانقہ	حاشیہ پر لکھی جاتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ تین جملوں میں سے جن دو کو چاہو ملا لو۔
۳	∴	یہ معانقہ کی علامت ہے، حاشیہ پر مع ہوتا ہے۔ دو آیتوں کے مابین دو مقام پر دو نقطے ہوتے ہیں۔
	-	

[illegible] شامل کرو [illegible]

ضروری ہدایت

قرآن مجید میں بیس مقامات ایسے ہیں کہ ذرا سی بے [illegible]
زیر، زبر اور پیش میں رد و بدل کر دینے سے معنی کچھ کے کچھ ہو جاتے [illegible]
بلکہ کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے ذیل میں وہ تمام مقام درج [illegible]

نمبر شمار	مقام	صحیح	غلط
۱	سورۃ فاتحہ	اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ	اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ
۲	"	اِيَّاكَ نَعْبُدُ	اِيَّاكِ نَعْبُدُ
۳	سورۃ بقرہ ع ۱۵	وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ	اِبْرٰهِيْمُ رَبَّهٗ
۴	" ۳۳	وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ	دَاوٗدَ جَالُوْتُ
۵	" آیۃ الکرسی ۳۴	اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	اَللّٰهَ [illegible]
۶	" ۳۶	وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ	يُضَعَّفُ
۷	" نساء ع ۲۳	رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ	مُبَشَّرِيْنَ وَمُنْذَرِيْنَ
۸	" توبہ ع ۱	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ	وَرَسُوْلِهٖ
۹	" بنی اسرائیل ع ۲	وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ	مُعَذَّبِيْنَ
۱۰	" طٰہٰ ع ۷	وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ	اٰدَمَ رَبُّهٗ
۱۱	" انبیاء ع ۶	اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	اِنِّىْ كُنْتَ
۱۲	" شعراء ع ۱۱	لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُنْذَرِيْنَ	مُنْذِرِيْنَ
۱۳	" فاطر ع ۴	يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا	اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءَ
۱۴	" صافات ع ۴	فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ	مُنْذَرِيْنَ
۱۵	" فتح ع ۲	صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ	اللّٰهَ رَسُوْلُهٗ
۱۶	" حشر ع ۳	الْمُصَوِّرُ	الْمُصَوَّرُ
۱۷	" حاقہ ع ۱	اِلَّا الْخٰطِئُوْنَ	اِلَّا الْخَاطِئِيْنَ
۱۸	" مزمل ع ۱	فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ
۱۹	" مرسلات ع ۲	فِىْ ظِلٰلٍ	فِىْ ظَلَالٍ
۲۰	" والنازعات ع ۲	اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ	مُنْذَرُ

رسم الخط عربی میں یائے مجہول نہیں ہے لیکن قرآن مجید میں صرف ایک موقع پر آئی ہے مجریھا ومرسھا کو مجرے ہا و مرسا ہا پڑھیں گے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں اکثر جگہ الف لکھا جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا مثلاً علامت جمع کے لئے جو الف آتا ہے اس کو نہیں پڑھتے۔ جیسے قالوا میں آخری الف نہیں پڑھا جائے گا آنا کو آن پڑھتے ہیں آخری الف نہیں پڑھا جاتا۔ اسی طرح مقامات اور ہیں جہاں الف نہیں پڑھا جاتا۔ نقشہ ذیل میں اس الف پر ہ بنا دیا گیا ہے:۔

آغاز سورۃ آل عمران	الٓمّٓ اللّٰهُ	سبحٰن الذی ع ۱۶ آیۃ ۱	لِشَا۟ىْءٍ
لن تنالوا ع ۲ آیۃ ۱	اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ	" ع ۱۷ آیۃ ۸	لٰكِنَّا۟
" ع ۸ آیۃ ۲	لَا۟اِلَى اللّٰهِ	وقال الذین ع ۱۰ آیۃ	لَا۟اَذْبَحَنَّهٗ
لا یحب اللہ ع ۱۹ آیۃ ۲	تَبُوْٓءَا۟	سورۃ حجرات ع ۲ آیۃ ۱	بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ
قال الملا ع ۲ آیۃ ۲	مَلَا۟ئِهٖ	وما لی ع ۶ آیۃ ۴	لَا۟اِلَى الْجَحِيْمِ
واعلموا ع ۱۳ آیۃ ۵	لَا۟اَوْضَعُوْا	سورۃ محمد ع ۴ آیۃ ۳	نَبْلُوَا۟
ومامن دابۃ ع ۶ آیۃ ۸	ثَمُوْدَا۟	سورۃ نجم ع ۳ آیۃ ۱۹	ثَمُوْدَا۟
وما ابرئ [illegible] آیۃ ۴	تَفْتَؤُا۟	سورۃ دہر ع ۱ آیۃ ۴	سَلٰسِلَا۟
[illegible]	[illegible]	[illegible] ع ۱ آیۃ ۵	كَانَتْ قَوَارِيْرَا۟ قَوَارِيْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ

toobaa-elibrary.blogspot.com